سلسلۂ مطبوعات ۲۷۶

سلسلۂ ابوالکلام آزاد صدی تقریبات

(۸)

اَلہلال

(۱)

(جلد اوّل و دوم)

ابوالکلام آزاد

اترپردیش اردو اکادمی

لکھنؤ

الہلال (۱)

جلد اول و دوم

پہلا ایڈیشن ۱۹۸۸

تعداد ۱۰۰۰

پاف ٹون گرافیٹو احمد حسین انصاری

گرافک آرٹ بلاکس، گورکھپور

URD

050

AZA

L 11836 Bm

قیمت

(مکمل سیٹ تین حصوں میں)

چھ سو روپے

AL – HILAL edited by Abul Kalam 'Azad' (Part I)

Price (complete set in 3 parts) : Rs. 600.00

رام کرشن ورما، سکریٹری اتر پردیش اردو اکادمی نے میسرس وجیتا آفسیٹ پرنٹرس، ۳۵۴۵، جٹواڑہ، دریا گنج، نئی دہلی سے چھپوا کر بلہرہ ہاؤس، قیصر باغ لکھنؤ سے شائع کیا

اترپردیش اُردو اکادمی، لکھنؤ کی مجلسِ عام کے اراکین

ریاستی حکومت نے ۲۵ جون ۱۹۸۶ء کو اترپردیش اردو اکادمی کی مجلسِ عام کے لیے جن اراکین کو نامزد کیا تھا، ان کی فہرست درج ذیل ہے۔

بیگم حامدہ حبیب اللہ	لکھنؤ (صدر)	حافظ محمد صدیق	
پروفیسر محمود الٰہی	گورکھپور	جناب ابرار احمد	
ڈاکٹر امیر اللہ خاں شاہین	میرٹھ	خواجہ محمد رائق	
پروفیسر حکم چند نیر	وارانسی	پروفیسر ولی الحق انصاری	
پروفیسر سید محمد عقیل رضوی	الہ آباد	جناب اقبال صدیقی	
پروفیسر قاضی عبدالستار	علی گڈھ	سید جاوید علی	
پروفیسر سید شبیہ الحسن	لکھنؤ	جناب امتیاز محمد خاں	
جناب عبدالرحمٰن خاں نشتر	لکھنؤ	جناب افسر احمد	
ڈاکٹر بشیشر پردیپ	لکھنؤ	جناب معراج فیض آبادی	
جناب ایم. کوٹھیادی راہی	گورکھپور	جناب خلیل الرب	
جناب عشرت علی صدیقی	لکھنؤ	محترمہ انور اطہر رضوی	
جناب صباح الدین عمر	لکھنؤ	حافظ محمد عمر	
جناب اطہر نبی	لکھنؤ	پروفیسر عنوان چشتی	
جناب خان غفران زاہدی	کان پور	جناب عمر قریشی	
جناب بیکل اُتساہی	گونڈہ	جناب ناصر فاخری	
جناب نذیر بنارسی	وارانسی	ڈاکٹر فہمیدہ کبیر	
مولانا جلال الدین عبدالمتین	لکھنؤ	جناب بخشی رام الفت	
ڈاکٹر بشیر بدر	میرٹھ	جناب منصور علی خاں	
جناب کامل قدوائی	لکھنؤ	جناب محبوب الرحمٰن	
پروفیسر نورالحسن ہاشمی	لکھنؤ	مولانا زاہد	
ڈاکٹر محمد عرفان	اعظم گڈھ	جناب دامق جون پوری	
	دہلی	جناب ویریندر پرشاد سکسینہ	بدایوں
	بدایوں	ڈاکٹر سید عبدالباری	سُلطان پور
	لکھنؤ	جناب راجیندر بہادر موج	فتح گڈھ
	لکھنؤ	ڈاکٹر سید محمد امین	آگرہ
	لکھنؤ	جناب انجم عرفانی	گونڈہ
	گورکھپور	ڈاکٹر سعید عارفی	بہرائچ
	بلند شہر	مولانا صادق علی	بستی
	بستی	جناب پربھان شنکر سروش	اُناؤ
	لکھنؤ	جناب خمار بارہ بنکوی	بارہ بنکی
	علی گڈھ	ڈاکٹر ظہیر حسن	متھرا
	علی گڈھ	ڈاکٹر احسن رضوی	فیض آباد
	کان پور	ڈاکٹر صبیحہ انور	لکھنؤ
	دہلی	جناب عالم فتح پوری	آگرہ
	گورکھپور	مولانا اسحاق سنبھلی	مرادآباد
	الہ آباد	جناب جلیل فتح پوری	کان پور
	رام پور	ڈاکٹر شجاعت علی سندیلوی	لکھنؤ
	سہارن پور	سردار کرم جیت سنگھ	لکھنؤ
	سہارن پور	جناب عزیز الرحمٰن	کان پور
	گورکھپور	جناب حق بنارسی	کان پور
	سہارن پور	ڈاکٹر مہ لقا اعجاز	کان پور
	جون پوری	جناب ذکی طارق	میرٹھ

سکریٹری محکمۂ قومی یک جہتی، حکومتِ اترپردیش
سکریٹری محکمۂ تعلیمات، حکومت اترپردیش
سکریٹری محکمۂ مالیات، حکومت اترپردیش
ڈپٹی ڈائرکٹر (اردو) محکمۂ تعلیمات، اترپردیش
ڈائرکٹر محکمۂ اطلاعات، حکومت اترپردیش
کارگزار نائب صدر، ہندی سنستھان، لکھنؤ
رام کرشن ورما، سکریٹری، یو۔پی اردو اکادمی، لکھنؤ

اُتر پردیش اُردو اکادمی لکھنؤ کی مجلسِ انتظامیہ

ریاستی حکومت نے ۲۵ جون ۱۹۸۵ء کو اتر پردیش اردو اکادمی کی مجلسِ انتظامیہ کے لیے جن
اراکین کو نامزد کیا تھا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں :

پروفیسر محمود الٰہی	صدر شعبۂ اردو، گورکھپور یونیورسٹی	گورکھپور (چیرمین)	جناب خان غفران زاہدی	ایم۔ ایل۔ اے	کان پور
ڈاکٹر امیر اللہ خان شاہین	صدر شعبۂ اردو، میرٹھ کالج	میرٹھ (وائس چیرمین)	جناب بیکل اتساہی	ایم۔ پی	گونڈہ
پروفیسر حکم چند نیر	صدر شعبۂ اردو، بنارس ہندو یونیورسٹی	وارانسی	جناب نذیر بنارسی	دوشی پوڈہ	وارانسی
پروفیسر سید محمد عقیل رضوی	صدر شعبۂ اردو، الٰہ آباد یونیورسٹی	الٰہ آباد	مولانا جلال الدین عبدالمتین	فرنگی محل	لکھنؤ
پروفیسر قاضی عبدالستار	صدر شعبۂ اردو، مسلم یونیورسٹی	علی گڈھ	ڈاکٹر بشیر بدر	میرٹھ کالج	میرٹھ
پروفیسر سید شبیہ الحسن	صدر شعبۂ اردو لکھنؤ یونیورسٹی	لکھنؤ	جناب کامل قدوائی	ای، ۹۹۲ راجہ جی پورم	لکھنؤ
جناب عبدالرحمٰن خاں نشتر	نائب صدر، ریاستی قومی یک جہتی پریشد	لکھنؤ	سکریٹری محکمۂ تعلیمات، حکومت اتر پردیش		
ڈاکٹر بشیشر پردیپ	اے۔ ۵۵۵، اندرا نگر کالونی	لکھنؤ	سکریٹری محکمۂ قومی یک جہتی، حکومت اتر پردیش		
جناب ایم۔ کوٹھیادی راہی	مدیر ہفت روزہ اشتراک	گورکھپور	سکریٹری محکمۂ مالیات، حکومت اتر پردیش		
جناب عشرت علی صدیقی	چیف ایڈیٹر، روزنامہ قومی آواز	لکھنؤ	ڈپٹی ڈائرکٹر (اردو) محکمۂ تعلیمات، اتر پردیش		
جناب صباح الدین عمر	۱۲ نعمت اللہ روڈ، امین آباد	لکھنؤ	کارگزار نائب صدر، ہندی سنستھان، ہندی بھون		
جناب الجرنی	ایڈوکیٹ، جے، این سانیال روڈ	لکھنؤ	رام کرشن ورما، سکریٹری، اتر پردیش اردو اکادمی		

اتر پردیش اردو اکادمی کی مولانا ابوالکلام آزاد صدی تقریبات سب کمیٹی

اتر پردیش اردو اکادمی کی مجلسِ انتظامیہ نے "مولانا ابوالکلام آزاد صدی تقریبات سب کمیٹی" کی تشکیل کی
ہے۔ اراکین کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

پروفیسر محمود الٰہی (چیرمین مجلسِ انتظامیہ)	جناب ناصر فاخری
جناب عبدالرحمٰن خاں نشتر	جناب صباح الدین عمر
پروفیسر سید شبیہ الحسن	سکریٹری محکمۂ مالیات، حکومتِ اتر پردیش
پروفیسر حکم چند نیر	سکریٹری محکمۂ قومی یک جہتی، حکومت اتر پردیش
ڈاکٹر بشیر بدر	

خصوصی مدعوین :

محترمہ نجمہ ہپت اللہ (رکن پارلیمنٹ) نئی دہلی
ڈاکٹر عابد رضا بیدار، ڈائرکٹر خدا بخش لائبریری، پٹنہ
پروفیسر ریاض الرحمٰن شروانی، کشمیر یونیورسٹی، سری نگر
جناب احمد سعید ملیح آبادی، مدیر آزاد ہند، کلکتہ

پیش لفظ

جون ۱۹۸۶ء میں جب اتر پردیش اردو اکادمی کی تشکیلِ نو ہوئی اور میں کوئی چار سال کے وقفے کے بعد اس کی مجلسِ انتظامیہ کا ایک بار پھر چیئرمین نامزد کیا گیا تو میرے ذہن نے اس کا جو ترقیاتی منصوبہ مرتب کیا، اس میں مولانا ابوالکلام آزاد کی صد سالہ جشنِ ولادت کی تقریبات کو سرِ فہرست جگہ ملی، اور سچ بات تو یہ ہے کہ میں کسی طرح یہ عہدہ قبول کرنے کے لیے آمادہ نہیں تھا لیکن چھ ماہ کی طویل کشمکش کے بعد میرے اندازِ فکر میں تبدیلی رونما ہوئی اور اس جذبے نے میری انفعالی کیفیتوں کو شکست دے دی کہ مولانا کی شخصیت اور ان کی تعلیمات کو عام کرنا ہمارے واجبات میں ہے اور اردو اکادمی اس قومی کام میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔

میں نے جب اکادمی کی مجلسِ انتظامیہ کے اراکین سے آزاد صدی کے مختلف پہلوؤں پر غیر رسمی گفتگو کی تو ان کے اندر اس منصوبے کی تکمیل کا ذوق مجھ سے کہیں زیادہ بلا اور آخر کار مجلسِ انتظامیہ اپنی پہلی نشست میں الہلال کی مکمل فائلوں کے عکس کی طباعت و اشاعت کا منصوبہ بڑے عزم و حوصلے کے ساتھ منظور کر لیا۔ مجلسِ انتظامیہ نے محسوس کیا کہ مولانا آزاد کو اس سے زیادہ مخلصانہ خراجِ عقیدت اور کیا ہوگا کہ الہلال کا عکس ملک کے کونے کونے میں پہنچا دیا جائے۔

اکادمی کا سالانہ بجٹ محدود اور متعین ہوتا ہے۔ اس کی مدیں مقرر ہیں اور ریاستی حکومت ان مدوں کے پیشِ نظر ہر سال گرانٹ دیتی ہے۔ آزاد صدی کا بجٹ الگ سے مرتب کیا گیا اور حکومت کو منظوری اور اضافی گرانٹ کے لیے بھیج دیا گیا۔

بجٹ، ضمنی بجٹ، گرانٹ، اضافی گرانٹ، متواتر اور غیر متواتر گرانٹ ـــــ یہ ایسے موضوعات ہیں جن کی جزئیات ہمیشہ میرے دائرۂ فہم سے باہر رہی ہیں۔ ایک مدت تک جب اضافی گرانٹ کے سلسلے میں حکومت سے کوئی جواب نہیں ملا اور اکادمی کے افسروں نے اس کے مالہ و ماعلیہ کی تفصیلات مجھے بتائیں تو میرے شب و روز کے معمولات متاثر ہو گئے اور مجھ میں نہیں آتا تھا کہ الہلال کے عکس کی اشاعت کیوں کر ممکن ہوگی۔ عوام و خواص سے کسی طرح کا چندہ وصول کرنا ہمیشہ اور ہر حال میں میرے معمولات سے خارج رہا ہے۔ جب کوئی راستہ نظر نہیں آیا تو میں نے گرانٹ کی منظوری کی توقع پر کام کا آغاز کر دیا۔

اسی اثنا میں گورکھپور ایئرپورٹ پر جناب ویر بہادر سنگھ (سابق وزیر اعلا) سے ملاقات ہو گئی اور میں نے آزاد صدی کا ذکر چھیڑ دیا۔ انھوں نے اس خیال سے اتفاق کیا کہ اتر پردیش میں "آزاد صدی تقریبات" اس طرح منائی جائیں جو ہر لحاظ سے مولانا آزاد کے شایانِ شان ہوں۔ انھوں نے اضافی گرانٹ کے سلسلے میں کہا کہ اس کی فکر نہ کیجیے، لکھنؤ آ جایئے، گرانٹ مل جائے گی۔ میں نے ۲۲ مارچ ۱۹۸۸ء کو جب شری ویر بہادر سنگھ سے لکھنؤ میں ملاقات کی تو انھیں ایئرپورٹ والی بات یاد آ گئی۔ بجٹ کے جو کاغذات اکادمی سے بھجوائے گئے تھے، ابھی ان کی نظر سے نہیں گذرے تھے مگر انھوں نے بطیبِ خاطر ایک دوسرے کاغذ پر پانچ لاکھ کی رقم منظور کی اور کہا کہ جتنی مزید رقم کی ضرورت ہوگی، حکومت ادا کرے گی۔

جون ۱۹۸۸ء میں جناب نرائن دت تیواری نے وزیر اعلا کا عہدہ سنبھالا۔ ۱۸ جولائی ۱۹۸۸ء کو اکادمی کی مجلسِ عام کا اجلاس منعقد ہوا جس میں تیواری جی نے بھی شرکت کی۔ اکادمی کی صدر بیگم حامدہ حبیب اللہ نے آزاد صدی تقریبات کے لیے مزید پانچ لاکھ کی رقم کا مطالبہ کیا۔ تیواری جی نے اسی اجلاس میں اس مطالبے کو منظور کر لیا اور اس طرح آزاد صدی تقریبات کے لیے ریاستی حکومت نے مجموعی طور پر دس لاکھ روپے کا عطیہ منظور کیا۔

الہلال کے عکس کی اشاعت کوئی اہمیت رکھتی ہے کہ نہیں، اس سوال کا جواب ـــ منفی تو ہرگز نہیں۔ ہمارے سامنے اس کے بہت سے مثبت پہلو ہیں۔ پہلی بات تو یہی ہے کہ مولانا آزاد پر کوئی تحقیقی اور تنقیدی کام اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک الہلال کے سارے شماروں کا بالاستیعاب مطالعہ نہ کر لیا جائے۔ مولانا آزاد کے بارے میں بہت سی غلط فہمیاں صرف اس لیے راہ پا گئی ہیں کہ الہلال کی فائلیں کمیاب ہیں اور خواہش کے باوصف لوگوں کو اس کے مطالعے کا موقع نہیں ملتا۔ الہلال مولانا کی دینی، سیاسی، علمی اور ادبی شخصیت کا حرفِ آغاز بھی ہے اور حرفِ آخر بھی۔

ان موضوعات کا کون سا ایسا نکتہ ہے جس کی تصریح الہلال میں نہیں ہے۔ آزاد اور الہلال لازم و ملزوم ہیں اس لیے اگر آزاد صدی کے موقع پر بھی مولانا آزاد کا مطالعہ ادھورا رہتا ہے تو موجودہ نسل ہمیشہ مورد الزام رہے گی کہ وہ اپنے فرائض سے عہدہ برآ نہیں ہوئی۔ اتر پردیش اردو اکادمی اس الزام سے اپنے معاصرین کو بری کر رہی ہے۔

الہلال کسی الف لیلوی داستان کے زمرے میں شامل ہوتا جا رہا ہے اردو کے مختلف درجات کے نصاب میں مولانا آزاد کی تحریریں بجا طور پر شامل کی گئی ہیں اور جب اساتذہ ان تحریروں پر درس دیتے ہیں تو الہلال اور اس کی گوناں گوں خصوصیات کا ذکر اس طرح کرتے ہیں کہ طلبہ کے اندر الہلال کے دیدار کی خواہش بیدار ہو جاتی ہے۔ مگر اساتذہ ان کی یہ خواہش پوری نہیں کر سکتے کہ الہلال ایک جنس نایاب ہے۔ اگر کہیں کسی کے پاس کوئی شمارہ ہے بھی تو وہ اتنے پراسرار طریقے سے اس کی جلوہ گری کا سامان بہم کرتا ہے کہ یہ جلوہ گری "ہر چند کہیں کہ ہے، نہیں ہے" کے ذیل میں آجاتی ہے۔ الہلال کے عکس کی اشاعت سے نئی نسل کی شکایت دور ہو جائے گی۔ کم از کم اتنا دعویٰ تو وہ کر سکتی ہے کہ اصل الہلال کو نہ سہی اس نے اس کا عکس تو دیکھا ہے۔ الہلال کی یہ نئی جامہ پوشی اس کے اندازِ قد کی بہر حال غمازی کرے گی۔

اسلاف علم و ہنر اور رسم و رہ کے مابین جو امتیازی لکیر کھینچتے آئے ہیں، اس کی حقانیت کا بارہا تجربہ ہوا لیکن الہلال کی فائلوں کی تلاش نے اسے آئینہ کر دیا۔ اس کی اشاعت کے لیے ریاستی حکومت سے گرانٹ تو مل گئی لیکن اس کے صحیح سالم اوراق کی فراہمی مرحلۂ جوئے شیر ثابت ہوا۔ میں ۱۹۵۵ء میں گورکھپور آگیا تھا اور برابر یہاں کے ذاتی کتب خانوں کی تلاش اور ان سے استفادے میں مصروف رہا۔ بعض ذاتی کتب خانوں کی فہرستیں بھی میں نے مرتب کر لی تھیں، مجھے یقین تھا کہ الہلال کے سارے شمارے مجھے گورکھپور میں مل جائیں گے اور اگر دو چار شماروں کی کمی ہوگی تو وہ باہر کے کتب خانوں سے پوری ہو جائے گی میرے اس یقین نے دھوکا نہیں دیا، قریب قریب سارے شمارے یہاں مل گئے۔ بلکہ بعض بعض شماروں کی تو چھ چھ کاپیاں ملیں لیکن دستبردِ زمانہ نے ان شماروں کی جو گت بنا دی تھی، اس نے میرے عزم و حوصلے کو متاثر کر دیا۔ کسی کا سرورق غائب ہے، کسی کے بیچ کے صفحات غیر حاضر، بعض فائلیں ناقص الاوّل، بعض ناقص الآخر اور بعض ناقص الطرفین نکلیں۔ بعض شماروں سے تصویریں غائب تھیں ـــــ اور اچنبھے کی حد یہ تھی کہ بعض شماروں کے ایک کالم کو دیمک چاٹ گئی تھی اور بعض کے دوسرے کالموں کو۔ غرض الہلال کی دستیابی کی جہاں خوشی تھی وہاں اس کا غم تھا کہ اس کا عکس کیوں کر لیا جائے گا۔

بہت سی تدبیریں اور ترکیبیں ذہن میں آئیں لیکن میں نے یہ کیا کہ سب سے پہلے سارے شماروں کے کارڈ بنا لیے اور اس کے اندراجات اس طور پر مکمل کیے جن سے بعض علمی اشارات کی نشاندہی بھی ہو جائے اور عاریت دینے والوں کے نام اور شماروں کی ہیئت کذائی بھی واضح ہو جائے اس کے بعد ایک ایک کر کے میں نے سارے شماروں کے الیکٹرو اسٹیٹ عکس حاصل کر لیے۔ اصل مرحلہ اس کے بعد پیش آیا جسے میں تنہا طے نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے اپنی بیوی کے سامنے مسائل رکھے اور اس سے کہا کہ میں ہفتے دو ہفتے کے لیے سارے گھر کو اس کام میں لگانا چاہتا ہوں۔ تم ایسا کرو کہ گھر کے معمولات میں فرق بھی نہ آئے اور اپنی اپنی بساط کے مطابق گھر کا ہر فرد اس کام میں میری مدد بھی کر دے۔ ہاں کا حکم ہوا تو میرا بیٹا مشہود اور بیٹیاں عذرا، بشریٰ، قدسیہ، فوزیہ اور زیبا الہلال کے کام میں لگ گئیں۔ سارا گھر الہلال کی اصل فائلوں اور ان کی الیکٹرو اسٹیٹ کاپیوں سے بھر گیا۔ کرسیوں پر، میزوں پر، فرش پر، ہر جگہ الہلال کے شمارے بکھرے ہوئے تھے اور اللہ کا نام لے کر ہم سب نے ہر شمارے کے ایک ایک ورق کو دیکھنا شروع کیا اور جہاں کوئی نقص نظر آتا اسے فوراً اسی شمارے کی دوسری کاپیوں کی مدد سے درست کر لیا جاتا۔ اس کی صورت یہ اختیار کی گئی کہ متاثرہ عبارت پر صاف عبارت والا فوٹو چپکا دیا جاتا اور پھر اس طرح کے اوراق کا دوبارہ الیکٹرو اسٹیٹ کرا لیا جاتا تاکہ اس کی نیگیٹیو بننے میں دشواری نہ ہو دن بھر بلیڈ سے کاٹ کاٹ کر زخمی اوراق پر پٹیاں مرہم رکھا جاتا اور شام کو ان کا الیکٹرو اسٹیٹ کرا لیا جاتا۔ صبح کو تین چار بجے جب میں سو کر اٹھتا تو ان نئے اوراق کا حرفاً حرفاً مطالعہ کرتا اور دماغ پر تخیل سے موازنہ کرتا کہ کہیں کوئی نقطہ یا حرف متاثر تو نہیں ہو گیا ہے۔

ہر چند ہم نے کوشش کی ہے کہ الہلال کا ایک ایک لفظ اصل حالت میں قارئین کے سامنے آجائے لیکن ہم انسان ہیں، ہم سے ضرور غلطیاں سرزد ہوئی ہیں ہم عفو و درگذر کے مستحق ہیں۔

جن لوگوں نے الہلال کی فراہمی اور اس کی ترتیب میں میری مدد کی ہے ان کا شکریہ ادا کرنا میرے واجبات میں داخل ہے۔ احسان کرنے والوں کی فہرست بہت طویل ہے لیکن جن لوگوں کے احسانات مجھے ہر موقع پر اور ہر حال میں یاد رہیں گے، اُن میں سب سے پہلے جناب مصطفےٰ کمال، اسسٹنٹ لائبریرین، گورکھپور کا نام آتا ہے۔ موصوف ایم۔ اے میں میرے شاگرد رہ چکے ہیں، انھوں نے الہلال کی فراہمی میں بڑی گرم جوشی کا مظاہرہ کیا روزنامہ قومی آواز کے سب ایڈیٹر جناب قطب اللہ نے الہلال کے بعض شمارے صرف فراہم نہیں کیے بلکہ گھنٹوں کھڑے رہ کر ان کی فوٹو کاپیاں نکلوائیں۔ دار المصنفین اعظم گڈھ کے مولانا ضیاء الدین اصلاحی صاحب نے بھی بعض شماروں کی فراہمی میں بروقت مدد کی۔ ڈاکٹر رضیہ حامد نے بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ الہلال کی ایک فائل میرے پاس بھجوا دی میں ان سب کا اپنی طرف سے اور اکادمی کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

ڈاکٹر ریاض الدین اور ڈاکٹر تحریر ارجم نے فہرست سازی اور ترتیب میں غیر معمولی دلچسپی لی، ڈاکٹر محمد شعیب نے کتابت اور تزئین کا بار سنبھالا، یہ تینوں میرے شاگرد رہ چکے ہیں۔ شاگرد بھی اولاد کا درجہ رکھتے ہیں لیکن ان کا شکریہ ادا کیے بغیر میں اپنے فرض سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔

یہ کام مجلسِ انتظامیہ کے فیصلے سے انجام پذیر ہوا ہے۔ اس نے مجھے جو حکم دیا، میں نے اس کی تعمیل کی۔ میں مجلسِ انتظامیہ کے ہر رکن کا فرداً فرداً شکریہ ادا کر رہا ہوں۔

"آزاد صدی تقریبات" کے لیے مجلسِ انتظامیہ نے جس سب کمیٹی کی تشکیل کی تھی، اس میں ڈاکٹر عابد رضا بیدار، ڈائرکٹر خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ، جناب احمد سعید ملیح آبادی، چیف ایڈیٹر آزاد ہند، کلکتہ اور پروفیسر ریاض الرحمٰن شیروانی، صدر شعبۂ اسلامیات، کشمیر یونیورسٹی، سری نگر خصوصی مدعوئین کی حیثیت سے شامل کیے گئے تھے ان حضرات کے سرگرم تعاون کو اکادمی ہمیشہ یاد رکھے گی۔

اگر الہلال کے اس عکسی ایڈیشن کی پذیرائی ہوئی تو جناب سید ظہور مسعود رضوی، پبلی کیشن آفیسر اور جناب رام کرشن ورما، سکریٹری اکادمی مبارک باد کے مستحق ہیں کہ طباعت و اشاعت کا سارا بار انھوں نے اٹھا لیا تھا۔ اس میں جو خامیاں ہیں تو صدق دل سے میں اعتراف کرتا ہوں کہ یہ مجھ سے سرزد ہوئی ہیں۔ میں اتنا مزید یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں نے اپنے احساسِ فرض کو کبھی مرنے نہیں دیا۔ میں نے اپنی علمی زندگی کی تشکیل میں مولانا آزاد کی تحریروں سے ہمیشہ کام لیا۔ میری خواہش رہی ہے کہ نئی نسل بھی ان تحریروں سے استفادہ کرے۔ الہلال کی اشاعتِ نو میں مجھے اس خواہش کی تکمیل کے آثار نظر آتے ہیں!

اتر پردیش اردو اکادمی
قیصر باغ، لکھنؤ
یکم اگست ۱۹۸۸ء

محمود الٰہی
چیرمین، مجلسِ انتظامیہ

پروفیسر محمود الٰہی

مقدمہ

گزشتہ ۵۰ سال کے عرصے میں مولانا ابوالکلام آزاد کے "الہلال" کے بارے میں اتنا کچھ لکھا جا چکا ہے کہ اب اس کی معنوی و صوری خوبیوں کے تعلق سے کچھ لکھنا تحصیل حاصل کے ذیل میں شمار ہوگا۔ اس میں اتنی کشش تھی کہ مولانا کے فکری اور سیاسی موقف سے جنھیں اختلاف تھا، وہ بھی معیاری صحافت کے باب میں اس کی اولیت کا اعتراف کرتے تھے۔ "الہلال" کی تعریف و توصیف میں بعض مشاہیر ایسے جملے لکھ گئے ہیں جنھیں ضرب المثل کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے، میں یہاں ان خیال انگیز جملوں کا بھی اعادہ کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔

میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں اور اسے شاعرانہ مبالغہ پر محمول نہ کیا جائے کہ مولانا آزاد "الہلال" پر خود فریفتہ تھے اور یہ فریفتگی ان کی آخری سانس تک قائم رہی۔ مولانا نے "الہلال" کی اشاعت کے وقت جو سیاسی، مذہبی اور فکری موقف اختیار کیا تھا، اس میں کبھی تزلزل نہیں آیا۔ حالات بدلتے گئے، دنیا کہاں سے کہاں پہنچ گئی یہاں تک کہ وہ وقت آگیا جب مولانا کے قویٰ مضمحل ہو گئے اور ایک دنیا (جس میں ان کے بعض مخلص اور ہم خیال افراد بھی شامل تھے) ان کی اصابت رائے کو نظر انداز کرنے لگی مگر مولانا آخر تک موقف پر اصرار کرتے رہے جو انھوں نے پہلے دن اختیار کیا تھا۔ جب کبھی ملک و ملت کو نازک مراحل سے گزرنا پڑا اور ایسے مواقع پر مولانا کو اظہارِ خیال کی ضرورت پیش آئی تو انھوں نے جو کچھ بھی کہا الہلال کے حوالے سے کہا۔ الہلال ایک نسخۂ کیمیا تھا جسے ہر موقع پر وہ قوم کو نذر کر دینے کے لئے تیار رہتے تھے۔

۲۸، ۲۹ اور ۳۰ فروری ۱۹۲۰ء کو کلکتے میں بنگال خلافت کانفرنس کا اجلاس منعقد ہوا تھا۔ اس اجلاس میں مولانا آزاد نے ایک طویل خطبۂ صدارت پیش کیا تھا جو ترمیم و اضافہ کے بعد "مسئلۂ خلافت و جزیرۂ عرب" کے نام سے مئی ۱۹۲۰ء میں کتابی صورت میں شائع کر دیا گیا تھا۔ اس خطبے کے بعض اقتباسات یہ ہیں جس میں مولانا نے "الہلال" اور "البلاغ" کو یاد کیا تھا:

"عزیزانِ ملت! اس طول طویل صحبت میں جس قدر باتیں میں نے تم سے کہی ہیں، ان میں کوئی بات بھی ایسی نہیں ہے جو میری زبان پر نئی ہو بلکہ یہ تمام وہی باتیں ہیں جو پچھلے دس سالوں سے برابر کہتا رہا ہوں اور اگر الہلال و البلاغ کی پیہم صدائیں تمھارے حافظے میں فراموش نہیں ہو گئی ہیں تو تم اس کی تصدیق کر سکتے ہو۔ تمھارے رہبروں اور پیشواؤں کی رائیں اور صدائیں کتنی ہی مضطرب و متزلزل رہی ہوں، لیکن میری طرف دیکھو! میں ایک انسان تم میں موجود ہوں جو دس سال سے صرف ایک ہی صدائے دعوت بلند کر رہا ہے اور صرف ایک ہی بات کی جانب تڑپ تڑپ کر بلا رہا اور لوٹ لوٹ کر پکار رہا ہے۔"

۲۳ اگست ۱۹۲۱ء کو مجلسِ خلافت آگرہ میں خطبۂ صدارت پیش کرتے ہوئے انھوں نے کہا تھا:

"اصل مسئلہ جس پر میں گام فرسائی کر رہا تھا، یہ تھا کہ ہندوستان کی نجات کے لیے، ہندوستان میں مسلمانوں کے بہترین فرائض انجام دینے کے لیے ہندو مسلم اتحاد ضروری ہے یہ میرا عقیدہ ہے جس کا اعلان ۱۹۱۲ء میں الہلال کے پہلے ہی نمبر میں کر چکا ہوں۔ میں امید کرتا ہوں کہ ایسے لوگ موجود ہوں گے جنھوں نے الہلال کو فراموش نہ کیا ہوگا۔"

الہلال کے پہلے نمبر میں جس ٹرے نمایاں مقصد کا اعلان کیا گیا تھا، کیا تھا؟ میں فخر کے ساتھ اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ہندو مسلمانوں کا اتفاق تھا۔ میں نے مسلمانوں کو دعوت دی تھی کہ اتحاد و اتفاق کی راہ سے مسلمانوں کے لیے اگر کوئی فریق ہو سکتا ہے تو نہ صرف ایشیا کو بلکہ اس تمام کرۂ ارضی کی سچائی کو آج چیلنج دے رہا ہے، اس کو شمار ہا ہے، جس کے غرور سے انٹر کی عالمگیر صداقت کو سب سے بڑا خطرہ ہے وہ برٹش گورنمنٹ کے سوا کوئی دوسری طاقت نہیں ہے۔"

مولانا آزاد نے ۱۹۲۳ء میں پہلی بار آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی صدارتی ذمہ داریاں قبول کیں۔ اس کے اجلاس میں دہلی میں خطبۂ صدارت پیش کرتے ہوئے انھوں نے کہا تھا:

"غالباً آپ میں سے وہ تمام حضرات جو گذشتہ بارہ سال کے اندر مسلمانوں کے جماعتی تغیرات کا مطالعہ کر رہے ہیں، اس سے واقف ہوں گے کہ ۱۹۱۲ء میں سب سے پہلی صدا میری صدا تھی جو اس طرزِ عمل کے خلاف بلند ہوئی۔ میں نے اپنے ہم مذہبوں کو اس طرف بلایا کہ وہ علیحدگی کی پالیسی پر قائم رہ کر اپنی ہستی کو ملک کی آزادی کے خلاف استعمال کر رہے ہیں انھیں چاہیے کہ وہ اپنے ہندو بھائیوں پر اعتماد کریں۔ کانگریس میں شریک ہوں، ملک کی آزادی کو اپنا نصب العین بنائیں اور فرقہ وارانہ تنظیم سے کنارہ کش ہو جائیں۔ اس وقت میری یہ پکار میرے تمام ہم مذہبوں پر شاق گزری پوری قوت کے ساتھ میری مخالفت کی گئی لیکن بالآخر وہ وقت بہت جلد آگیا جب مسلمانوں نے اس حقیقت کی سچائی کا اعتراف کیا۔ جب ۱۹۱۶ء میں میں رانچی میں نظر بند تھا تو سن رہا تھا کہ جوق در جوق مسلمان کانگریس میں شریک ہو رہے ہیں۔"

مولانا آزاد دوسری بار جب آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے صدر منتخب ہوئے تو ۱۹۴۰ء میں رام گڈھ میں اس کا اجلاس ہوا۔ اس اجلاس کے خطبۂ صدارت کے بعض اقتباسات یہ ہیں:

مجھے نہیں معلوم آپ لوگوں میں کتنے آدمی ایسے ہیں جن کی نظر سے میری وہ تحریریں گزر چکی ہیں جو آج سے ۲۸ برس پہلے (یعنی ۱۹۱۲ء الہلال کا سالِ اجرا) میں الہلال کے صفحوں میں لکھتا رہا ہوں۔

اگر چند اشخاص بھی ایسے موجود ہیں تو میں ان سے درخواست کروں گا کہ اپنا حافظہ تازہ کرلیں۔ میں نے اس زمانے میں بھی اپنے اس عقیدے کا اظہار کیا تھا اور آج بھی اسی طرح کہنا چاہتا ہوں کہ ہندوستان کے سیاسی مسائل میں کوئی بات بھی اس درجہ غلط نہیں سمجھی گئی ہے جس درجہ یہ بات کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی حیثیت ایک سیاسی اقلیت کی حیثیت ہے اور اس لیے ایک مجبوری ہندوستان میں اپنے حقوق و مفاد کی طرف سے اندیشہ ناک رہنا چاہیے۔ ایک بنیادی غلطی نے بے شمار غلط فہمیوں کا دروازہ کھول دیا، غلط دیواریں چُنی جانے لگیں۔ اس نے ایک طرف تو مسلمانوں پر ان کی حقیقی حیثیت مشتبہ کردی دوسری طرف دنیا کو ایک ایسی غلط فہمی میں مبتلا کردیا جس کے بعد وہ ہندوستان کو اس کی صحیح صورت میں نہیں دیکھ سکتی ..... میں نے ۱۹۱۲ء میں الہلال جاری کیا اور اپنا یہ فیصلہ مسلمانوں کے سامنے رکھا۔ آپ کو یاد دلانے کی ضرورت نہیں کہ میری صدائیں بے اثر نہیں رہیں ۱۹۱۲ء سے ۱۹۱۶ء تک کا زمانہ مسلمانان ہند کی نئی سیاسی کروٹ کا زمانہ تھا۔ ۱۹۱۷ء کے اواخر میں جب چار برس کی نظر بندی کے بعد رہا ہوا تو میں نے دیکھا کہ سیاسی ذہنیت اپنا پچھلا سانچا توڑ چکی ہے اور نیا سانچا ڈھل رہا ہے ... ... میں اپنے ہم مذہبوں کو یاد دلاؤں گا کہ میں نے ۱۹۱۲ء میں جس جگہ سے انھیں خطاب کیا تھا، آج بھی میں اسی جگہ کھڑا ہوں .. .. میں اس تمام عرصے میں ان سے کہتا رہا ہوں اور آج بھی ان سے کہتا ہوں کہ ہندوستان کے نوکر و مسلمانوں کے لیے صرف وہی ایک راہِ عمل ہوسکتی ہے۔ جس کی میں نے ۱۹۱۲ء میں انھیں دعوت دی تھی۔

میرے جن ہم مذہبوں نے ۱۹۱۲ء میں میری صداؤں کو قبول کیا تھا مگر آج انھیں مجھ سے اختلاف ہے۔ میں اس اختلاف کے لیے انھیں ملامت نہیں کروں گا میں مسلمان ہوں اور فخر کے ساتھ محسوس کرتا ہوں کہ مسلمان ہوں لیکن ان تمام احساسات کے ساتھ میں ایک اور احساس بھی رکھتا ہوں۔ جسے میری زندگی کی حقیقتوں نے پیدا کیا ہے۔ اسلام کی روح مجھے اس سے نہیں روکتی ... میں فخر کے ساتھ محسوس کرتا ہوں کہ میں ہندوستانی ہوں، میں ہندوستان کی ایک ناقابل تقسیم متحدہ قومیت کا ایک عنصر ہوں۔ میں اس متحدہ قومیت کا ایک اہم عنصر ہوں جس کے بغیر اس کی عظمت کا ہیکل ادھورا رہ جاتا ہے۔"

یہ اقتباسات اس دور کے ہیں جب ملک کی آزادی کے لیے جدوجہد جاری تھی مگر مولانا نے اس جدوجہد کے لیے جو موقف اختیار کیا تھا، اس کا ذکر وہ حصولِ آزادی کے بعد کرتے رہے اور بار بار الہلال کی بنائے کہنہ کی یاد تازہ کرتے رہے، وہ الہلال کا ذکر اس اسلوب سے کرتے تھے جیسے آج بھی اس کی ضرورت باقی ہے۔

آزادی کے بعد ملک جس قیامتِ صغریٰ سے دوچار ہوا، اس کی تفصیلات سے کون واقف نہیں ہے۔ فسادات کے شعلوں نے لوگوں کو ترکِ وطن پر مجبور کردیا تھا۔ اس معرکۂ رستخیز میں مولانا آزاد کی ایک تقریر بینۂ مرہم ثابت ہوئی۔ انھوں نے اکتوبر ۱۹۴۷ء میں دلی کی جامع مسجد میں مسلمانوں کو خطاب کیا تھا۔ یہ تقریر اتنی مقبول ہوئی کہ مدتوں ملک کے اخبارات میں شائع ہوتی رہی اور آج بھی جب مولانا کی تقریروں کا کوئی مجموعہ شائع ہوتا ہے تو اس تقریر کا یا تو پورا متن یا اس کے بعض اقتباسات اس میں ضرور شامل کیے جاتے ہیں۔ یہ تقریر ایسے حالات میں کی گئی تھی جو الہلال کے زمانۂ اجرا سے یکسر مختلف تھے مگر مولانا نے یہاں بھی الہلال کا دامن نہیں چھوڑا اور کہا:

"ایک وقت تھا، میں نے ہندوستان کی آزادی کے حصول کا احساس دلاتے ہوئے کہا تھا ــــ جو ہونے والا ہے، اس کو کوئی قوم اپنی قوت سے نہیں روک سکتی ہے ہندوستان کی تقدیر میں سیاسی انقلاب لکھا جاچکا ہے اور اس کی علامات تحریریں بیسویں صدی کی ہوائے حریت سے کٹ کر گرنے والی ہیں اگر تم نے وقت کے ہیلو سے ہیلو قدم اٹھانے سے ہیلو تہی کی اور تعطل کی موجودہ روش کو اپنا شعار بنائے رکھا تو مستقبل کا مؤرخ لکھے گا کہ تمھارے گروہ نے حوصلہ کر دانائوں کا ایک غول تھا، ملک کی آزادی کے بارے میں وہ رویہ اختیار کیا جو صورتِ ہستی سے ہٹ جانے والی قوموں کا شیوہ ہوا کرتا ہے آج ہندوستان کا تھڑا ایسے پورے شکوہ سے لہرا رہا ہے یہ وہی تھڑا ہے جس کی اڑانوں سے حاکمانِ عرور کے دل آرار قہقہے سحر کیا کرتے تھے۔"

یہ طویل عبارت مولانا آزاد کے اس مضمون پر مبنی ہے جو "الجہاد، الجہاد" کے عنوان سے ۱۸ دسمبر ۱۹۱۲ء کے الہلال میں شائع ہوا تھا اس مضمون کے مندرجہ ذیل اقتباسات سے مولانا کی تقریر کا سیاق و سباق اور واضح ہوجائے گا:

"فرض کیجیے کہ اس وقت ہندوستان کی ملی ترقی کی ایک تاریخ لکھی گئی تو آپ کو معلوم ہے کہ اس میں ہندوستان کے سات کروڑ انسانوں کی نسبت کیا لکھا جائے گا؟

اس میں لکھا جائے گا کہ یہ ایک بدبخت اور زبوں طالع قوم جو ہمیشہ ملی ترقی کے لیے ایک روک، ملک کی فلاح کے لیے ایک بدقسمتی، راہِ آزادی میں سنگ گراں، حاکمانہ طبع کا ایک کھلونا، دستِ اعداء میں بازیچۂ لعب، ہندوستان کی پیشانی پر ایک گہرا زخم اور گورنمنٹ کے ہاتھ میں ملک کی اسکوں کو بال کرنے کے لیے ایک تیز نشتر کر رہی ہے!!

غفلت و سرشاری کی مست سی راتیں بسر ہوچکیں اب خدا کے لیے بستر مدہوشی سے سر اٹھا کر دیکھیے کہ آفتاب کہاں تک نکل آیا ہے، آپ کے ہم سفر کہاں پہنچ گئے ہیں اور آپ کہاں پڑے ہیں؟

یاد کیجیے کہ ہمدوؤں کے لیے ملک کی آزادی کے لیے جدوجہد کرنا داخل حب الوطنی ہے مگر آپ کے لیے ایک فرض دینی اور داخل جہاد فی سبیل اللہ۔ آپ کو اللہ نے اپنی راہ میں مجاہد بنایا ہے اور جہاد کے معنی میں ہر وہ کوشش داخل ہے جو حق و صداقت اور انسانی بند استبداد و غلامی کے توڑنے کے لیے کی جائے۔ آج جو لوگ ملک کی فلاح اور آزادی کے لیے اپنی قوتوں کو صرف کر رہے ہیں، یقین کیجیے کہ وہ بھی مجاہد ہیں اور ایک ایسے جہاد میں مصروف ہیں جس کے لیے در اصل سب سے پہلے آپ کو اٹھنا تھا۔"

۱۹۴۲ء میں مولانا آزاد نے مسلم یونیورسٹی، علی گڈھ کے جلسۂ تقسیم اسناد کو خطاب کرتے ہوئے الہلال کا ذکر بڑے معنی خیز انداز میں کیا۔ انھوں نے اس خطبے میں سرسید کی خدمات کا اعتراف فراخ دلی کے ساتھ کیا اور کہا کہ انھوں نے تحقیق و تشریح اور مسلمانوں کے افکار کی تشکیل جدید کے نئے دبستانوں کو فروغ دیا۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ شاید ہندوستان کے کسی رسالے نے اپنی نسل کے ذہنوں کو اتنا متاثر کیا ہو جتنا 'تہذیب الاخلاق' نے کیا۔ اس کے باوصف مولانا آزاد نے اپنے بنیادی نقطۂ نظر کو چھپایا نہیں۔ انھوں نے بڑے واضح الفاظ میں کہا:

"آپ کے وائس چانسلر صاحب نے جب ازراہ مہربانی مجھے علی گڈھ آنے اور سالانہ جلسۂ تقسیم اسناد سے خطاب کرنے کا دعوت نامہ دیا تو اسے قبول کرتے وقت فطری طور پر میرا ذہن اس واقعہ کی طرف منتقل ہوا جب پہلے پہل میرا سابقہ علی گڈھ سے پڑا تھا۔ یہ آج سے ۳۶ سال قبل (الہلال کی اشاعت اول کا زمانہ) کا واقعہ ہے۔ یہ ایسے حالات میں وقوع پذیر ہوا تھا جن کے تحت بہت سے حضرات نے مجھے اس ادارے کا مخالف بنا کر پیش کیا۔ حالانکہ حقائق اس کے بالکل برعکس تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ہندوستانی مسلمان نہ صرف تمام عصری سیاسی تحریکوں سے الگ تھلگ تھے

بلکہ ملک کی آزادی کے لیے جد وجہد کے بھی مخالف تھے۔ مسلمانوں کے اس سیاسی جمود کا واحد سبب وہ رہنمائی تھی جو انیسویں صدی کے ربع آخر میں اس ادارے کے بانی سرسید نے دی تھی۔ علی گڈھ پارٹی نے اس حکمتِ عملی کو اپنایا اور ہندوستانی مسلمانوں کو انڈین نیشنل کانگریس سے الگ رکھنے کی کوشش کی اور کچھ برگزیدہ شخصیات کو چھوڑ کر عام طور پر انھیں کامیابی نصیب ہوئی

اس لیس منظر میں ۱۹۱۲ء میں میں نے الہلال نکالا۔ اپنی سیاسی زندگی کی ابتدا ہی سے میں اس بات میں یقین رکھتا تھا کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو تحریک آزادی میں ٹھیٹھ کر حصہ لینا چاہیے اور اس کے لیے انڈین نیشنل کانگریس کے پلیٹ فارم سے کام کرنا چاہیے۔ لہٰذا یہ ناگزیر تھا کہ میں اس حکمتِ عملی پر سکتہ چینی کروں جسے سرسید احمد خاں نے اپنایا تھا جو علی گڈھ پارٹی کی عام پالیسی کی نمائندگی کرتی تھی۔ اس لیے سیاسی مسئلہ پر میرا اور اس پارٹی کا اختلاف ہوا۔ اس پارٹی کے ارکان نے مجھے نہ صرف اس ادارے کے بانی کا مخالف ناکر پیش کیا بلکہ خود اس ادارے کا بھی مخالف بتایا اور کچھ حضرات تو اس حد تک بڑھ گئے کہ مجھے ان کا دشمن تصور کرنے لگے۔ حالانکہ کوئی بات بھی اس سے زیادہ حقیقت سے بعید نہیں ہوسکتی اس میں کوئی شک نہیں کہ میں سرسید کو انیسویں صدی کی عظیم ہستیوں میں شمار کرتا تھا اور آج بھی کرتا ہوں لیکن تعلیمی اور سماجی اصلاح کے میدان میں ان کی کامیابیاں، سیاسی میداں میں ان کی غلط حکمتِ عملی پر تنقید سے مجھے نہیں روک سکتی ۳۶ سال (الہلال کا زمانۂ احیا) بیت گئے اور جب میں اس دوراں پیش آنے والے واقعات کا جائزہ لیتا ہوں تو مجھے اپنے فیصلے پر نظر ثانی کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔"

سطور بالا میں مولانا آزاد کے رشحاتِ قلم کے متعدد ایسے اقتباسات نقل کیے گئے جو الہلال میں شائع نہیں ہوئے تھے۔ ان اقتباسات سے یہ ثبوت فراہم ہو جاتا ہے کہ امتدادِ زمانہ کے باوصف مولانا کی راہِ عمل میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ وہ جمعیۃ علماء ہند، خلافت کانفرنس اور آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے اعلاسے اعلا عہدوں پر فائز ہوئے مگر انھیں راہِ عمل یا منزل مقصود کے تعین کی دوبارہ ضرورت پیش نہیں آئی۔ وہ اُن مسافروں میں ہیں جو آغازِ سفر سے پہلے اپنے راستے اور اپنی منزل کی جزئیات کا پہلے سے احاطہ کر لیتے ہیں۔ وہ خود کہتے ہیں:

میری رایوں میں کبھی تبدیلی ہوئی، ۔ میرے سفر میں کبھی یمین و یسار کا تبدیت میں آیا ہے تبدیلیاں فکروں میں ہوسکتی ہیں، قیاسوں میں ہوسکتی ہیں، پولیٹیکل حکمت عملیوں میں ہوسکتی ہیں انسانی تقلید اس کا سرچشمہ ہے اور انسانوں اور قوموں کا اتباع اس کا منبع لیکن ان عقائد میں کبھی تبدیلی نہیں ہوسکتی خود ہی اور تنزیل کی اٹل اور دائمی ہدایتوں سے ماخوذ ہوں الحمد للہ کہ میں جو کچھ کہتا اور کرتا ہوں، وہ میرے عقائد و معلومات تھے، تمھارے ٹڑوں کی طرح آراء و مظنونات۔ تھے (مسئلہ خلافت و حریۂ عرب ص ۱۵۴)

ہندوستان کی سیاسی اور فکری تاریخ میں مولانا جیسی غیر مذبذب اور غیر متزلزل شخصیت مشکل سے ملے گی۔ ۲۳، ۲۴ سال کی عمر میں انھوں نے ایک کلیہ مرتب کیا تھا جس میں کبھی کسی لچک کی ضرورت پیش نہیں آئی کبھی کبھی کچھ لوگوں کو مولانا کی شخصیت میں تضاد اور تناقض نظر آتا ہے۔ جب وہ حزبۂ عرب اور اماکن مقدسہ پر اظہارِ خیال کرتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسلمانوں کی ایک علیحدہ قومیت پر اصرار کر رہے ہیں اور جب وہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے نصب العین اور اس کے لائحہ عمل سے بحث کرتے ہیں تو ان سے ٹرانیشنلسٹ کوئی نظر نہیں آتا دراصل یہ تضاد و تناقض فریبِ نظر کے علاوہ اور کچھ نہیں مولانا آزاد ہندوستان کو دنیا کے دوسرے ممالک کے تناظر میں دیکھ رہے تھے وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ ہندوستان اس لیے غلام نہیں کہ وہ ہندوستان ہے بلکہ وہ غلام بنانے والوں کی بساطِ سیاست اور ان کی شاطرانہ چالوں کو دیکھ رہے تھے۔ وہ یورپی سامراج کے انداز قد کو پہچانتے تھے اور اس کی آمرانہ توسیع پسندی اور حاکمانہ ریشہ دوانی کے سلسلۂ لامتناہی کے نبض شناس تھے۔ ہندوستان کی غلامی یورپ کے شجرِ استبداد کی ایک شاخ تھی، مولانا شاخ کو نشانہ بنانے کے بجائے، اس کی جڑوں پر تیشہ چلا رہے تھے وہ یورپی سامراج کے خلاف ایک ایسی تحریک چلانا چاہتے تھے جس میں ساری دنیا کے خستگانِ محکومیت شامل ہوں۔ وہ چاہتے تھے کہ جس خطے میں بھی سامراج کے قدم جم چکے ہیں، وہاں کے عوام حقوق طلبی کے لیے آمادۂ پیکار ہو جائیں۔

یہ کون نہیں جانتا کہ وہ خطے دیوِ استبداد کے ننگے ناچ کا اسٹیج بن چکے تھے۔ جہاں مسلمانوں کی آبادی زیادہ تھی اور پھر اس نکتے کو ہمیشہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ اسی دیوِ استبداد کو مظلوم ممالک آزادی کی نیلم پری سمجھتے تھے۔ مولانا اصرار کرتے تھے کہ ظالم کو ظالم کے علاوہ اور کچھ نہ سمجھا جائے۔ ساری دنیا کے مسلمان یورپ کی سازشوں کے پے در پے شکار ہو رہے تھے، ہندوستان کے مسلمان بھی اس سے مستثنیٰ نہیں تھے یورپی سامراج بھیس بدل بدل کر مسلمانوں کے سامنے "مراعات" کے ٹکڑے پھینکتا تھا اور مسلمان قطرے سے گہر ہونے کے فریب میں حلقۂ صد کامِ نہنگ میں پھنس کے رہ جاتے تھے۔ مراعات کے جال نے دو قومی نظریے کو فروغ دیا اور یورپ مطمئن تھا کہ وہ اپنی قیامت کی چال میں کامیاب ہوگیا مولانا مسلمانوں کے سامنے سامراج کے خط و خال کو آئینہ کرنا چاہتے تھے۔ صورت حال یہ تھی کہ ہندوستانی مسلمانوں کا سوادِ اعظم دنیا و مافیہا سے بے خبر تھا، ان کی جو چھوٹی بڑی جماعتیں تھیں وہ اپنے خول سے باہر نکلنے کی طاقت نہیں رکھتی تھیں وہ اپنے حال میں مست تھیں اور علیحدگی پسندی اور انگریز دوستی کو اپنے وجود بقا کی معراج سمجھتی تھیں۔ وہ قدم قدم پر دین و مذہب کا سہارا لیتی تھیں لیکن اس حد تک جو ان کے ذاتی مفاد کا ضامن ہو مولانا کے اصل مخاطب مسلمان تھے، وہ انھیں انگریز دوستی کے عواقب سے آگاہ کرنا چاہتے تھے۔ مولانا صرف دینیات کے عالم نہیں تھے بلکہ رنگا رنگ تاریخ پر بھی وہ دانشورانہ مہارت رکھتے تھے۔ انھوں نے اسلامی تعلیمات سے استفادہ کیا اور اپنے لیے جو راہِ عمل منتخب کی، اس کا مرجع یہی تعلیمات تھیں۔ انھیں یقین کامل تھا کہ اگر مسلمان صدق دلی کے ساتھ ان تعلیمات کو اپنا لیں تو ان کے اندر حریت پسندی، حب الوطنی اور عالمی پیمانے پر انسان دوستی کا جذبہ خود بخود پیدا ہو جائے گا۔ انھیں اس کا بھی یقین تھا کہ ان تعلیمات کے سہارے وہ نہ صرف سامراج کے سحر ساحرانہ سے نجات پا جائیں گے بلکہ وہ جن فروعی مسائل میں الجھ کر رہ گئے ہیں۔ ان سے بھی انھیں چھٹکارا مل جائے گا۔ مولانا کو اس کا بھی یقین تھا کہ آزادی کے راستے کا کوہِ گراں ہندو مسلم منافشہ ہے جو سامراج کی دین ہے۔ اسلامی تعلیمات اس کوہِ گراں کو بھی خاک کر دیں گی۔

مولانا نے اسلامی تعلیمات پر مبنی جس راہِ عمل کو اختیار کیا تھا، اسی کا نام "دعوتِ الہلال" رکھا تھا اور عمر بھر وہ اسی دعوت کا اعادہ کرتے رہے۔ ان کی دعوت کو گنجینۂ معنی کا طلسم کہنا چاہیے، اس میں اتنی وسعت تھی کہ انسانی فلاح کی جزئیات کا بھی وہ احاطہ کر لیتی ہیں۔ دو قومی نظریے کا بطلان، ہندو مسلم اتحاد اور ملکی سالمیت ان کی دعوت کے مظاہر تھے۔ حصولِ آزادی کے لیے مشترکہ جد وجہد، آل انڈیا کانگریس کمیٹی میں شمولیت اور فکر و نظر کی آزادی مولانا کی دعوت کی اہم قدریں تھیں۔

جن لوگوں کا مطالعہ غیر مربوط اور مولانا آزاد کی بعض متفرق تحریروں تک محدود ہے، انھیں الہلال کے بعض عنوانات چونکا دیتے ہیں حزب اللہ، من انصاری الی اللہ، الجہاد۔ الجہا

القسطاس المستقیم، احرار اسلام، شئونِ اسلامیہ، شئونِ عثمانیہ، کارزارِ طرابلس ——— یہ اور اس طرح کے بعض عنوانات اسی وقت تک غلط فہمی پیدا کر سکتے ہیں جب تک ان کے مباحث کا مطالعہ نہ کیا جائے۔ مولانا نے وقت کے بعض بڑے نازک مسائل پر اظہارِ خیال کیا ہے لیکن یہ ان کی طبیعت کا کھرا پن ہے کہ انھوں نے ان مسائل کے ذیل میں بھی کھل کر دو قومی نظریے کا بطلان کیا ہے۔ مولانا سیکولرزم کی سچی تصویر تھے، وہ عالمِ باعمل تھے اور دنیائے سیاست کے بطلِ جلیل، ان کے کردار کا یہ رنگ تاریخ ہند میں ہمیشہ چوکھا نظر آئے گا کہ انھوں نے ہزار دولت صفحات لکھے اور شائع کیے مگر کہیں بین السطور بھی ایک لفظ ایسا نہیں آیا جس میں فرقہ پرستی کا ہلکا سا بھی شائبہ ہو۔ اسلام کی عالمگیر صداقت پر وہ اعتقاد رکھتے تھے اور اس اعتقاد نے انھیں اتحاد و یک جہتی کا نمونہ بنا کر پیش کیا تھا!

الہلال کی اشاعت کا پہلا اور آخری مقصد یہی تھا کہ "دعوت" کو عام کیا جائے۔ انھوں نے الہلال کی متعدد اشاعتوں میں اس دعوت کی توضیح و تصریح کی ہے۔ انھوں نے بارہا مراسلہ نگاروں کے جواب میں یہی لکھا کہ الہلال کا مقصد "دعوت" کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ بنگال خلافت کے خطبۂ صدارت (۱۹۲۰ء) میں انھوں نے اعلان کیا:

"۱۹۱۱ء میں جب میری موجودہ پبلک زندگی کا بالکل ابتدائی عہد تھا، مجھے موقع ملا کہ اپنی آئندہ زندگی کے لیے ایک "مذہب عمل" قرار دے لوں۔ حدمتِ ملک و ملت کے دستِ نا امید اکنار کی طرف قدم اٹھاتے ہوئے اصولِ عمل کی مختلف راہیں میرے سامنے تھیں، اور میں چاہتا تھا کہ میرا سفر اس دانشمند مسافر کی طرح ہو جس نے سفر سے پہلے راہ و منزل کے سارے مرحلوں پر غور کر لیا ہے .. میں نے اسے لیے جو راہِ عمل منتخب کی تھی وہ دعوت و تبلیغ کی راہ تھی، موجودہ زمانے کی مصطلح لیڈر شپ کی راہ نہ تھی۔"

۱۹۲۱ء کے نومبر میں جمعیۃ علماء ہند کا اجلاس لاہور میں منعقد ہوا۔ اس میں مولانا آزاد نے جو خطبۂ صدارت پڑھا تھا، اس کا یہ اقتباس قابلِ لحاظ ہے:

"۔ .. ۱۹۱۳ء میں میں نے الہلال جاری کیا تھا ..... حضرات! مجھے امید ہے کہ آپ مجھے خود ستائی اور خود فراموشی کا الزام نہ دیں گے، اگر میں بطور تحدیثِ نعمت اس موقع پر دعوتِ الہلال کا بھی ذکر کروں .. آج آپ کی یہ مقدس و مبارک جمعیۃ العلماء جس مقصد کی جستجو میں منعقد ہوئی ہے، میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ یہ وہی یوسفِ مقصود ہے جس کے فراق میں ۱۹۱۱ء سے مقفل" وا اسفا علی یوسف" کی فغاں سنجی کر رہا ہوں اور جس کے لیے میں نے الہلال مرحوم کے صفحوں کو کبھی اپنے چشمِ خونیں کے آنسوؤں سے رنگا ہے، اور کبھی اس کے سواد و حروف کے اوپر اپنے دل و جگر کے ٹکڑے بچھا دیے ہیں۔ ۱۹۱۱ء سے لے کر آج تک یہ مقصد میرے دل کی تمناؤں اور آرزوؤں کا مطلوب اور میری روح کی عشق و تشنگی کا محبوب رہا ہے۔ خدا کی کوئی صبح مجھ پر ایسی طلوع نہیں ہوئی جس میں اس مقصد کی طلب سے میرا دل خالی ہوا ہو، اور کوئی شام مجھ پر ایسی نہیں گزری جب میں نے اس کی تمنا میں اپنے بستر غم و اندوہ پر بے قراری کی کروٹیں نہ بدلی ہوں۔ میں نے اپنی آزادی کی تمام فرصت اسی کے عشق میں بسر کی اور نظر بندی و قید کے چار سال بھی اسی کے فراق میں کاٹے ... پس اے نوجوانانِ ملت! اگر آج علمائے امت کی یہ نہضت مبارک جمعیۃ علماء کی شکل میں طالع و نظر افروز ہوئی ہے، تو مجھے کہنے دیجیے کہ یہ میرے دس سالہ سوالوں کا جواب ہے، میری تمناؤں اور آرزوؤں کا ظہور ہے، میری فریاد اور التجاؤں کی قبولیت ہے .. ."

الہلال کی ۴ فروری ۱۹۱۴ء کی اشاعت میں وہ رقم طراز ہیں:

"آغازِ اشاعت الہلال سے "دعوت" کا لفظ میری زبان پر ہے اور اس کثرت سے بار بار اس لفظ کو دہراتا ہوں کہ شاید بعض لوگ سنتے سنتے اکتا سے گئے ہوں گے۔ میں نے کبھی کسی اخبار کا ذکر نہیں کیا جو اچھے سروساماں کے ساتھ نکالا گیا ہو، اور نہ میں نے کبھی تصنیف و تالیف اور انشاء مقالات و رسائل کا تذکرہ کیا جس کے لیے غیر معمولی محنت و مشقت برداشت کی جاتی ہو، بلکہ میں نے ہمیشہ ایک "دعوت" کا اعلان کیا جو ایک مقصودِ خاص کو اپنے سامنے رکھتی ہے، اور ساتھ ہی چند مقاصد پیش کیے جو ہمیشہ سے انسانوں کی جماعتوں اور آبادیوں کے سامنے پیش ہوتے آئے ہیں۔ ان مقاصد میں ندرت و جدت نہ تھی مگر صداقت ضرور تھی۔ اور جس بیان میں صداقت ہو ضرور ہے کہ وہ نئی نہ ہو، کیونکہ دنیا کی سب سے زیادہ پرانی چیز صداقت ہی ہے۔

مولانا نے دعوتِ الہلال کی توضیح و تصریح بارہا کی، اسی دعوت کو یوسف مقصود کہیے اور اسی دعوت کو 'امر بالمعروف اور نہی عن المنکر' کی تحریک سمجھیے، اسی دعوت میں وہ سچائی بے نقاب ہوئی ہے جس کا دامن مولانا آزاد نے کبھی نہیں چھوڑا۔ خود مولانا کے الفاظ میں:

"دعوت الہلال اپنی پہلی منزل سے گذر چکی ہے۔ مختصر یہ ہے کہ الہلال متعدد حیثیتیں رکھتا ہے اور اس وقت ایک حیثیت دعوت و تحریک کی ہے۔ تحریک کے لیے پہلی منزل یہ ہے کہ دلوں کی حالت دور کی جائے۔ عام احساس و بیداری پیدا ہو جائے اور جن مقاصد کے لیے پکارا جا رہا ہے وہ ہزاروں دلوں میں اپنا گھر بنا لیں جب ایسا ہو جائے تو دعوت اپنی پہلی "منزل" سے گذر گئی۔ اس کے بعد اس سے سخت تر اور مہم تر منزلوں کی طرف بڑھنا چاہیے۔ استعداد و قبول مثل تخم ریزی کے ہے، اس کے بعد آب پاشی کی فکر کیجیے۔ تاکہ کھیت پوری طرح نشو و نما پائے اور جب آئے تو کاٹنے کے لیے ہر شاخ اپنا ذخیرہ پیش کر سکے

اس آب پاشی کی مختلف صورتیں ہیں اور اسی کو میں "دوسری منزل" قرار دیتا ہوں۔

الحمد للہ کہ ضلالت و افساد کے بہت سے چھوٹے چھوٹے بت دو نیم ہو کر گر چکے ہیں۔ "طاغوت اعظم" کی ہیبت و مرعوبیت کی جگہ ہزارہا قلوب مومنین و مخلصین میں خدائے ابراہیم و محمد (علیہما الصلوٰۃ والسلام) کی عظمت حقیقی جاگزیں ہو چکی ہے۔ اور احساس و افکار کے انقلاب عام کا ایک ایسا عدیم النظیر اور محیر العقول مسطر سامنے ہے جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا!

اب دوسری منزل اس کے بعد کی ہے۔ اور اس حیثیت کو فوراً ایک ایسی منظم و ناطق صورت میں منتقل کر دیا جائے کہ اعمال و افعال میں اس کا ظہور پوری قوت و تاثر کے ساتھ نمایاں ہو جائے۔ اور یہ حیثیت گوناگوں اور افراد میں پھیلی ہوئی اور متفرق ہے، اسے یک جا اور مجتمع کر کے ایسی جماعتیں پیدا کی جائیں جو قولاً و عملاً دعوتِ اسلامیہ کی حامل ہوں۔" (الہلال جلد ۵، شمارہ ۳)

جس اخبار کا مقصد اشاعت ایک مخصوص دعوت ہو ——— ایسی دعوت جو ملت کو مفاد پرستی کے مانوس اور شناسا راستوں کو ترک کر دینے کی تلقین کرے اور صراطِ مستقیم پر چلنے کی ترغیب دے، اس کا ردِ عمل مثبت بھی ہو سکتا ہے اور منفی بھی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس سے مولانا کی کوئی ذاتی اور شخصی غرض وابستہ نہیں تھی، مولانا کا یہ اقدام فی سبیل اللہ تھا، حالات نے ان کی رگ و پے میں ایک جذبۂ آتش فشاں دوڑا دیا تھا جو الہلال کی صورت میں ایک دن پھوٹا اور اس طرح پھوٹا کہ صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ دیگر ممالک بھی اس کے شعلوں کی لپیٹ

میں آگئے اس کی اجمالی داستان مولانا کی زبان سے سنیے۔ الہلال کے آغاز اور آغاز سے پہلے کی روداد مولانا ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں :

" چہ گونہ بہ میساں آوردم دریں مجلس کہ مادہ حوصلہ سورست وحملہ بد مستند

"۱۹۰۶ء کے موسم سرما کی آخری راتیں تھیں جب امرتسر میں میری چشم بیداری نے ایک خواب دیکھا۔ انسان کے ارادوں اور منصوبوں کو جب تک ذہن وتخیل میں ہیں، عالم بیداری کا ایک خواب ہی سمجھا جاسکتا ہے کامل چھ برس اس کی تعبیر کی مشق آمیز جستجو میں صرف ہوگئے۔ امیدوں کی جلبش، اور دلولوں کی تموجش نے ہمیشہ مضطرب رکھا، اور یاس وقنوط کا ہجوم مارہا حوصلہ وعزم پر غالب آگیا۔ لیکن الحمدللہ کہ ارادے کا استحکام اور توفیق الٰہی کا اعتماد ہر حال میں طمانیت بخش تھا، یہاں تک کہ آج اس خواب عزیز کی تعبیر عالم وجود میں مبین نظر ہے۔" (الہلال جلد ۱، شمارہ ۱)

" ہمارے وہ احباب، جن کو اس ارادے کا (الہلال کے اجرا کا) علم تھا مگر ہمارے حالات کا علم نہ تھا، ان گذشتہ سالوں کے اندر طرح طرح کے خیالات وظنوں سے طعنہ زن رہے بعضوں نے اس متصل تاخیر کو طبیعت کی بے استقلالی وتلون کا نتیجہ سمجھا بہتوں نے قوت ارادی کے ضعف سے اسے منسوب کیا۔ اور بعض نے تو فیصلہ ہی کر دیا کہ فکر وتصور سے زیادہ اس ارادے کی قسمت میں اور کچھ نہیں ہے۔"

"ہم نے جب الہلال کی اشاعت کا ارادہ کیا تو سب سے پہلے یہ سوال سامنے آیا کہ مقاصد وخیالات کی جو متاع لے کر بازار میں نکلے ہیں، اس کے خریدار بھی کتنے ہوں گے؟ نصرت واشتراک کے سوا ان خیالات کی قسمت میں اور کیا ہے؟ اس لیے ضرور ہے کہ رسالے میں کچھ باتیں ایسی بھی ہوں جو (کوبن) کی تلخی پر شکر کی ایک تہ جما دیں اور اس طرح کم از کم صماً ہی ہماری صدائیں کانوں تک پہنچ جائیں۔" (الہلال، جلد ۱، شمارہ ۳)

الہلال نکلا اور مولانا کی صدائیں کانوں تک پہنچیں مگر جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا، اس کے ردعمل کی مثبت اور منفی دونوں صورتیں سامنے آئیں۔ منفی ردعمل کا یہ حال تھا کہ فیض احمد فیض کا یہ شعر شاید کسی حد تک اس کی ترجمانی کر سکے :

چھوڑا نہیں غیروں نے کوئی ناوک دشنام چھوٹی نہیں اپنوں سے کوئی طرز ملامت

دوسرے معاصر اخبارات اور مضامین کو چھوڑیے، خود الہلال کے صفحات گواہ ہیں کہ مولانا کو کس کس طرح نخچیر فتراک بنایا گیا۔ الہلال میں بعض ایسے مراسلات شائع ہوئے جو ہر طرح شرافت نفس، شرافت علم اور شرافت تحریر کی نفی کرتے ہیں مگر مولانا اس کی فکر کیا کرتے، وہ ہمیشہ فیض ہی کے اس مصرعے کا آئینہ تھے کہ

ہر داغ ہے اس دل میں بجز داغ ندامت

مولانا کو جس طرح اپنی دعوت پر اصرار تھا، اسی طرح ان کو اس دعوت کے منفی اثرات کا بھی ادراک تھا الہلال کا یہ اقتباس دیکھیے :

"ہم خاک نشیان وریاے مذلت، مسدلشیان عرصہ کے مدل دعطا کے مستحق نہیں، خاک کے ڈھیر برسے گدریے گا تو دامن دآستیں مردوغبار آلود ہوں گے ہم سے مل کر اپنے قیمتی اور سفید کپڑوں کو کیوں خاک آلودہ کرتے ہیں کسی عطر فروش کو ڈھونڈھیے کہ آپ کے تن لطافت سے متمتار ہوگا، تو ایسے نسیم عطر بیز سے آپ کے مشام جاں کو سرور بھی کرے گا۔

ہم اس بازار میں سودائے نفع کے لیے نہیں بلکہ تلاش زیاں ونقصاں میں آئے ہیں صلہ وتحسیں کے لیے نہیں، بلکہ لعنت ودشنام کے طلب گار ہیں عیش کے پھول نہیں بلکہ جلش واضطراب کے کانٹے ڈھونڈھتے ہیں دنیا کے رد وسیم کو فراں کرنے کے لیے نہیں بلکہ خود ایسے تئیں فراں کرنے آئے ہیں ایسوں کی اعانت کر کے آپ کا کیا خوش ہوگا؟ اور پھر ایسے عقل فروشوں کو آپ کی اعانت فرمائیاں کیا نفع پہنچا سکیں گی۔

مدہ بشارت طوبیٰ کہ مرغ ہمت ما بداں درخت نشیند کہ بر نمی خیزد" (الہلال جلد ۱، شمارہ ۳)

مولانا آزاد کا ایمان تھا کہ سچائی ہمیشہ بارآور ہوتی ہے، دعوت الہلال ایک سچائی تھی اس لیے وہ بارآور ہوئی۔ الہلال ایک ایسی منزل ہے جس نے ہماری سیاسی تاریخ کو حریت پسندی، انسان دوستی، اجتماعیت اور جمہوریت کے بے لچک کردار سے آشنا کیا۔ اس نے محکوموں کو زندگی کرنے کا سلیقہ سکھایا اور ظالموں کو ان کے انجام سے متنبہ کیا الہلال کی سب سے بڑی دین یہ ہے کہ مسلمانوں کو خود ساختہ اور خوشامد پرست قائدین کے چنگل سے آزاد کرا دیا۔ اب مسلمانوں کے سامنے دو راستے تھے، ایک راستہ تو وہ تھا جو الہلال کی اشاعت سے پہلے مقبول خواص تھا اور جو انگریز دوستی کو استحکام بخشتا تھا اور دوسرا راستہ دعوت الہلال کا زائیدہ تھا جو مسلمانوں کو اپنے ذہن سے سوچنے اور اپنے دست وبازو سے کام لینے کا سلیقہ سکھاتا تھا۔ مسلم قیادت آمریت کا شکار تھی، الہلال نے اس طلسم کو توڑ دیا۔ آمریت نے مذہب کا لبادہ اوڑھ لیا تھا، الہلال نے مذہب کی بنیادی تعلیمات ذہن نشین کرا دی تاکہ اس لبادے کی ماہیت کا علم ہو جائے آمریت یورپی سامراج کے اشاروں پر رقص کرتی تھی، وہ ترکی کا مسئلہ ہو یا طرابلس کا، جنوبی افریقہ کا ہو یا خود ہندوستان کا، آمریت اسی عمل کو قبول کرتی تھی جسے سامراج پیش کرتا تھا۔ الہلال نے اسلامی ممالک پر انگریزوں کے مظالم کو اس شدت کے ساتھ نمایاں کیا کہ ہندوستانی مسلمانوں نے محسوس کر لیا کہ ہماری بدحالی اور غلامی کی جڑیں کن سفید پوستوں کے قلوب سیاہ میں پیوست ہیں۔

حس تیزی کے ساتھ قوم پر الہلال کے مثبت اثرات مرتب ہوئے وہ حقیقی معنیٰ میں حیرت انگیز ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک پھوٹا تھا جسے نشتر کی ضرورت تھی، الہلال نے نشتر زنی کی اور قوم کے حالات میں انقلاب آگیا جو مسلم لیگ آمریت کی علامت تھی اس کا بھی لہجہ بدل گیا۔ جب سر ابراہیم رحمت اللہ ۱۹۱۴ء میں مسلم لیگ کے صدر منتخب ہوئے اور انھوں نے لیگ کے سالانہ خطبات صدارت کی روش سے ہٹ کر اپنا صدارتی خطبہ پیش کیا تو مولانا آزاد نے ۲۸ فروری ۱۹۱۴ء کے الہلال میں لکھا۔

" آنریبل موصوف (مسٹر ابراہیم رحمت اللہ) جب لیگ کی صدارت کے لیے منتخب ہوئے تو جو لوگ مسلمانوں کے موجودہ حالات کی رگوں کو دیکھ رہے تھے، وہ تمامی ہمدردیاں کے کسی مشہور آدمی کی جگہ ایک دور دراز اور نسبتاً اسلامی مسائل کے مراکز سے الگ تھلگ صوبے کا نام دیکھ کر امید وبیم میں پڑ گئے۔ مگر میں نے اسی وقت اپنے بعض دوستوں سے کہا کہ سر ابراہیم رحمت اللہ انڈین نیشنل کانگریس میں شریک رہ چکے ہیں، اور میں سمجھتا ہوں کہ جو صاحب فکر ملک کی اس ایک ہی درس گاہ سیاست میں رہ چکا ہے اس سے کسی آرادانہ مگر پر وقار بیش وحکمت سیاسی حرکت کی توقع کبھی

ناکام نہیں ہو سکتی۔

میں سمجھتا ہوں کہ حسن سے مسلمانوں نے پولیٹیکل مقاصد کے نام سے کام شروع کیا ہے، اس کے پولیٹیکل لٹریچر میں یہ پہلی تقریر ہے جو اس حامیت اور عمدہ قوام تحت کے ساتھ مرتب ہوئی ہے۔ حتیٰ کہ کانگریس کے بعض ارکان نے میرے سامنے اس کا اعتراف کیا کہ خود کانگریس کے لٹریچر میں بھی یہ تقریر کامل امتیاز کی مستحق ہے

ہمیشہ ہماری ٹری ٹری کانفرنسوں کی افتتاحی تقریریں نہایت کم وقعت و بے اثر رہتی ہیں، اور محنت و قابلیت اور اصابت رائے و حسن بیان کا اس میں کوئی ملمع و نمایاں حصہ نہیں ہوتا برخلاف اس کے انڈین نیشنل کانگریس نے اپنی افتتاحی تقریروں کا ایک ایسا وقیع لٹریچر جمع کر دیا ہے جو ادب و انشا پرداری، قوت تحریر و بیان، خوبی بحث و استدلال، کثرت مواد و معلومات، حق گوئی و صدق لہجہ، تفہیم و دردسی سیاست، غرض کہ ہر حیثیت سے ہندوستان کے موجودہ علم و ادب کا ایک ممتاز ترین حصہ ہے، لیکن آنریبل سر ابراہیم رحمت اللہ کے ایڈریس کے بعد کم از کم ایک تحریر تو لیگ کے پاس بھی ایسی موجود ہو گئی ہے جسے افتخار کے ساتھ پیش کیا جا سکتا ہے "

سیاسی معاملات میں لب و لہجہ کی یہ تبدیلی الہلال کا کارنامہ ہے مولانا نے خود محسوس کر لیا تھا کہ جس مقصد کے لیے الہلال کا اجرا عمل میں آیا تھا، وہ "پہلی منزل" کی حد تک پورا ہو گیا وہ الہلال میں بار بار "دعوت الہلال" کی کامیابی کا ذکر کرتے ہیں۔ مندرجہ ذیل اقتباسات سے ان معروضات کی توثیق ہو جاتی ہے۔

"بس الہلال، اور الہلال کی دعوت ایک صبح تھا جو اب سے ڈیڑھ برس پہلے بویا گیا تھا ماد و حدواں تمام انتہائی بے سروسامانیوں کے جو دنیا کے سامنے ہیں، ماد و حدواں تمام مواقع اور مراحل کے جس سے لوگ بے خبر ہیں اور جن میں سے ہر مراحت کو اگر ایک ایک سطر میں بھی لکھوں، تب بھی کئی سو سطروں کی ایک کتاب بن جائے۔ اور پھر ماد و حد ایک قوی ترین گروہ مخالفین، مکریں و معاندین مقصد یں کی موجودگی کے اور ہر دم سرگرم مخالفت و تعاند رہنے کے الحمد للہ کہ میں زندہ و سلامت متحمل کار ہوں میرے کار و بار دعوت کی کوئی سعی ضائع نہ گئی۔ میرے جہد عمل کا کوئی قدم میرے کار و بار دعوت کی کوئی سعی ضائع نہ گئی، میرے جہد عمل کا کوئی قدم رائیگاں نہ گیا میری دعوت ایسا کام کر چکی ہے۔ میں نے جو مانگا تھا وہ مجھے حاصل ہو گیا ہے۔ مجھے مہلت بھی دی گئی اور اسباب بھی مرحمت ہوئے میں نے اپنے بعض مقاصد کے نتائج کو اپنے سامنے دیکھا چاہا اور وہ پہلی سنشاہی کے گذرنے کے بعد ہی دکھلا دیے گئے۔

میں مدتوں سے آلودہ ہوں مگر میری بکار مدی کی نہ تھی بس میری دعوت کے ساتھ وہی سلوک کیا گیا جو ہر سکی کے کام کے ساتھ ہوا جا ہیے " (الہلال جلد ۴ شمارہ ۳)

" میں یہاں اس مقام کا تذکرہ نہیں کرتا جس کی مجھے حسرت ہے، بلکہ اس کا حال بیان کر رہا ہوں جس میں اپنے تئیں پاتا ہوں اور نہیں پسند کرتا ہوں کہ اس کا تذکرہ کروں

عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ

میں بیچ و تاب شائقہ انکسار کے اعلان کرتا ہوں کہ اس بارے میں میرے مشاہدات نہایت عجیب و غریب و عبرت انگیز ہیں۔ میں جب کبھی ان نتائج عظیمہ کو دیکھتا ہوں جو فضل الٰہی نے الہلال کی دعوت کو عطا فرمائے اور اس رفعت ذکر، تائید و نصرت، رجوع خلائق، انقلاب خیالات و حس و تہنیت دینی و دنیاوی کی عام تبدیلی پر نظر ڈالتا ہوں تو اس ماہ کی دعوت سے ہر طرف پیدا ہو گئی ہے، اور پھر اس کے بعد خود اپنے تئیں دیکھتا ہوں اور اپنے اعمال پر نظر ڈالتا ہوں تو مجھے حکمت الٰہیہ کی ایک عجیب و غریب برگی نظر آتی ہے اور بعض ہو جاتا ہے کہ جو کچھ نتائج حسنہ میرے سامنے ہیں، وہ محض اصل دعوت کی صداقت و حقیقت کے برکات و انوار ہیں ورنہ خود میں اور میری نگاہوں میں ڈوبی ہوئی روشنی تو اس لائق بھی نہ تھی کہ ان نتائج عظیمہ کو کبھی خواب میں بھی دیکھتی " (الہلال جلد ۴ شمارہ ۵)

" الحمد للہ کہ میرے اعتماد نے مجھے دھوکا نہیں دیا اور اگر اعتماد کا یہ ایک ہی دروازہ سد ہو جائے تو پھر آسمانوں اور زمینوں میں انسان کے لیے کوئی جگہ اعتماد کی نہ رہے حقیقت ایزدی اس کی مقتضی ہوئی کہ الہلال نکلے اور جو کچھ اسے کرنا ہے، وہ کرے جس وہ نکلا اور ایک بے پروا اور بے فکر روح کی طرح اپنے کاموں کو انجام دیتا رہا۔ تو اس نے کسی سے مدد چاہی اور نہ کسی کی مدد قبول کی۔ نہ تو کاروبار کی طرح کبھی اپنے لیے فکر و جستجو کی اور نہ کبھی انسانوں کے آگے عاجزی کا سوال کیا اور نہ کبھی ان کے شکر کا ترانہ گایا یہاں تک کہ اتنی قلیل مدت کے اندر حواس طرح کے کاموں کے لیے ایک نہایت ناقابل فکر مہلت ہے اس کا بیج بھوٹا اور اس کی شاخیں اس قدر دور پھیل گئیں کہ ان کے خیال سے تعجب اور ان کے ذکر سے حیرانی پیدا ہوتی ہے۔

بس اب دیکھتا ہوں تو الہلال اپنا کام پورا کر چکا ہے اور اپنے بعض "مقاصد" کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں۔ میں اس کی تفصیل نہیں کروں گا مگر صرف اتنا اشارہ کر دوں گا کہ وہ اصلی کام نہ تھا بلکہ کام کی یکار تھی تا لوگ متوجہ ہوں اور راستہ صاف ہو وہ لوگوں کی غفلت کو دور کرنا چاہتا تھا اور ان کے دلوں میں ان برائی امیدوں کو رد کرنا چاہتا تھا جو افسوس ہے کہ بھلا دی گئی تھیں وہ صرف "دعوت" تھی جو لوگوں کے اندر ایک نئی آرزو پیدا کرنا چاہتی تھی اور اپنی ملت کی حسیات اور جذبات میں حق پرستی کی لگن اور دین الٰہی کی محبت اور اطاعت کا شوق دیکھنا چاہتی تھی الحمد للہ کہ تائید الٰہی سے یہ سب کچھ ہو چکا ہے اور الہلال کا کام اپنی پہلی "منزل دعوت" سے گذر چکا ہے۔" (الہلال جلد ۴ شمارہ ۱۲)

ہر چند الہلال کو ستمبر ۱۹۱۳ء میں دو ہزار کی ضمانت داخل کرنی پڑی، پھر بھی حسن قبول اور قبول عام کی منزلیں کامیابی کے ساتھ طے کر رہا تھا ۱۹۱۴ء کے اوائل میں مولانا آزاد کو دو اہم ذاتی مسئلوں کا سامنا کرنا پڑا ایک مسئلہ تھا الہلال کے لیے مالی وسائل کی فراہمی کا اور دوسرا مسئلہ یہ تھا کہ بعض "دوسری منزلوں" کے لیے انھیں وقت اور فرصت کی ضرورت تھی جو الہلال کی مصروفیات کی وجہ سے ناپید ہو چکی تھی۔ ان میں سے پہلا مسئلہ ایسا تھا کہ مولانا کھل کر اس کا اظہار بھی نہیں کر سکتے تھے۔ مولانا کی غیور طبیعت دست طلب دراز نہیں کر سکتی تھی اور وہ یہ بھی نہیں چاہتے تھے کہ اپنے قارئین کا اعتماد حاصل کیے بغیر الہلال کی اشاعت بند کر دیں۔ جولائی ۱۹۱۲ء سے دسمبر ۱۹۱۳ء تک انھوں نے الہلال کے اخراجات کیوں کر برداشت کیے، اس کا جو جواب بھی دیا جائے گا وہ قیاسی ہوگا۔ بہر حال وہ الہلال کو آب و تاب کے ساتھ شائع کرتے رہے اور اسے خوب سے خوب تر بنانے کے لیے جد و جہد کرتے رہے۔ مگر آخر کش وہ لمحہ آ ہی گیا جب مولانا کو الہلال کے کالموں میں اپنے مسائل کا ذکر کرنا پڑا۔ انھوں نے بڑے کرب کے ساتھ لکھا:

بس اب چونکہ الہلال اپنے مقصد کو پورا کر چکا ہے اور اپنی "پہلی منزل" سے گذر چکا ہے اور خود اس نے اپنے کار و بار کی حد مدت قرار دی تھی، وہ الحمد للہ کہ صرف اس کی التجا اور حسرت

ایزد برحق کی قبولیت سے بلامت غیرے پوری ہو چکی ہے۔ اس لیے وقت آگیا ہے کہ احباب و مخلصین اور مومنین ہمتدین کے آگے الہلال کے آئندہ قائم رکھنے کے مسئلہ کو چند لفظوں میں صرف ایک بار پیش کر دیا جائے تاکہ جو لوگ اس کی محبت اپنے اندر رکھتے ہیں اور اس کے کاموں کو ملک و ملت کے لیے ضروری اور مفید تعین کرتے ہیں صرف وہی لوگ اس پر غور کریں اور ایک قطعی فیصلہ کرنے میں میرے ساتھ شریک ہو جائیں، خواہ اسے تکبر سمجھا جائے یا غرور بے جا۔ لیکن میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اب بھی نہ تو کسی سے التجا ہے اور نہ کسی کے آگے سوال، نہ کسی پر بار ڈالنا مقصود ہے اور نہ کسی کے لیے بارِ خاطر بننا گوارا۔ میں تن تنہا بغیر دولت و ثروت، بغیر حصول اعانت، بغیر استمداد و استعانتِ اشخاص و جماعت، تمام مشکلوں کو برداشت کر کے اور تمام موانع و مصائب سے بے پروا رہ کے، محض نصرتِ الٰہی سے اپنا "پہلا کام" پورا کر چکا ہوں، اور اب میرے آگے "دوسری منزلیں" موجود ہیں اور ان کے لیے "الہلال" کے مالی نقصانات اگرچہ انتہائی حد تک پہنچ گئے ہیں اور مجھے تن تنہا رہنے کی وجہ سے اتنی محنت کرنی پڑتی ہے کہ میری صحت نے جواب دے دیا ہے اور میری آنکھوں کی بصارت یکایک ضعیف سے ضعیف تر ہو گئی ہے۔ اس سے بھی زیادہ یہ کہ میں اب مستقل چار گھنٹے کام کرتا ہوں تو سر میں درد شروع ہو جاتا ہے۔ اور رات کو جاگ کر کام کرنے کی میری محبوب و لدید عادت مجھ سے مفارقت چاہ رہی ہے۔ تاہم مجھ پر میرے خدا کا ایسا فضل و کرم ہے کہ اگر الہلال کا کام ناتمام رہا ہوتا اور مجھے میری "پہلی منزل" دکھائی نہ دیتی، تو اب بھی پوری خاموشی کے ساتھ برسوں کام کرتا رہتا اور کبھی بھی ان سرگذشتوں کے پڑھنے کی تمہیں تکلیف نہ دیتا۔" (الہلال: جلد ۴، شمارہ ۱۲)

مولانا آزاد نے قیامِ الہلال کے لیے مالی وسائل کا جو حل تلاش کیا تھا، خود ان کے الفاظ میں اس کی تفصیل یہ ہے۔

"اس کے مالی مسئلہ کی درستگی کی پہلی صورت یہ ہے کہ آئندہ سے اس کی قیمت بڑھا دی جائے چنانچہ اس کے لیے معاون الہلال کا بڑا حصہ بالکل تیار ہے، اور میرا اس عاجز کی تحریک اور خواہش کے صدہا بزرگوں نے خود بخود لکھا ہے کہ قیمت پندرہ روپیہ یا اقلاً بارہ روپیہ کر دی جائے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ میرے لیے الہلال کی قیمت کی زیادتی کا خیال نہایت تکلیف دہ ہے اور چیر لوگوں کو مفت دینی تھی اس کی قیمت کو دوسرے ملکوں کی نظیر میں زیادہ کرنا کسی طرح گوارا نہیں ہو سکتا۔ میری کوشش ہمیشہ یہی رہی ہے کہ کسی نہ کسی طرح قیمت کم کی جائے، زیادہ تو کسی حالت میں نہ ہونی چاہیئے۔

بس یہ صورت تو سردست بھلا ہی دی جائے اس کے بعد الہلال کی توسیع اشاعت کا سوال آتا ہے اگر الہلال کو آئندہ حالت موجودہ قائم رکھنا ہے تو بس اسی صورت کو حل کرنا چاہیے۔ میں نے مصارف کے لیے نیابت قرار دیا ہے اور حتی الامکان پوری سعی کی ہے کہ کم سے کم خرچ سے آئندہ الہلال چل سکے بس اگر ہم کوشش کر کے الہلال کے لیے دو ہزار نئے خریدار پیدا کر سکیں جو آٹھ روپیہ سالانہ قیمت ادا کریں تو اس کے بعد یقیناً الہلال کا مالی مسئلہ بغیر قیمت کے بڑھائے حل ہو جائے گا اور صرف یہی نہیں بلکہ اس کے ہر صفحہ میں کافی وسعت اور ترقی ہو جائے گی۔

سردست یہی حل الہلال کے مالی مسئلہ کے عقدۂ مشکل کا ہے۔ اور چونکہ اس کی قیمت بہت کم اور مصارف نہایت زیادہ ہیں اس لیے موجودہ تعداد اشاعت میں اس کے نقصانات آئندہ کسی طرح برداشت نہیں ہو سکتے۔ میں ان تمام بزرگوں اور دوستوں کے سامنے جو الہلال کو آئندہ بھی اسی حالت میں بلکہ اس سے بھی بہتر حالت میں دیکھنے کی خواہش رکھتے ہیں، آخری مرتبہ اس حل کو پیش کر دیتا ہوں۔ اگر خدا کی مرضی ہوئی اور نئے خریداروں کی فراہمی کے لیے کوشش کی گئی تو میں الہلال کو موجودہ حالت سے بہتر حالت میں جاری رکھوں گا، اور اگر ایسا نہ ہوا تو نہ تو کسی کی شکایت ہے اور نہ کسی کے لیے گلہ۔ تو انسانوں پر اعتماد ہے اور نہ ان کی توجہ کی آرزو۔ میں اپنا "پہلا کام" کر چکا ہوں اور اب میرے لیے زیادہ تر خاموشی کاموں کی "دوسری منزلیں" آگے والی ہیں۔ بس میں صرف انھیں کاموں میں مشغول ہو جاؤں گا۔ میرے پاس ایک ہی زندگی ہے اور میں نے بہت چاہا لیکن ایک زندگی بہت سے کاموں کے لیے تیار نہ ہو سکی اور اب تک جو کچھ ہوا، یہ محض اللہ کا ایک مخصوص فضل تھا۔" (الہلال۔ جلد ۴، شمارہ ۵)

۱۹۱۴ء کے اوائل میں الہلال کے مسئلہ قیام نے مولانا آزاد کو جس کشاکش میں مبتلا کر دیا تھا، اس کی جھلک سطور بالا میں دیکھی جا چکی ہے مگر وہ اس مسئلے کا قطعی حل پیش کرنے کے لیے بے چین تھے۔ الہلال کے قارئین کو دعوت دی گئی کہ وہ مولانا کی بعض تجاویز پر اپنے ردعمل کا اظہار کریں۔ ایک طرف مولانا الہلال کی مالی پریشانیوں کو دور کرنا چاہتے تھے اور دوسری طرف وہ "دوسری منزلیں" تھیں جو مولانا کو اہلاً و سہلاً مرحبا کہنے کے لیے اپنی طرف کھینچ رہی تھیں بالآخر الہلال کی دو اشاعتوں (۸ جولائی ۱۹۱۴ء اور ۲۲ جولائی ۱۹۱۴ء) میں انھوں نے اپنے آخری فیصلے کا اعلان کر دیا جس کے الفاظ یہ ہیں:

"مسئلہ قیام الہلال کا اب تک میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کر سکا ایک طرف ان کاموں کو دیکھتا ہوں جس کا وقت ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے اور الہلال کی گرفتاری مہلت نہیں دیتی کہ ان کے لیے کافی وقت صرف کر سکوں۔ "حزب اللہ" کے متعلق تمام ابتدائی مراحل طے ہو چکے ہیں۔ کام شروع ہو چکا ہے اور آئندہ کاموں کے اجرا کے لیے ضرورت ہے کہ کم از کم چھ سات ماہ کلکتہ سے باہر رہا کروں اور تمام کاموں سے الگ ہو کر صرف اسی کے لیے وقف ہو جاؤں لیکن اگر ایسا کروں تو الہلال کو کس پر چھوڑ دوں

اگر کسی طرح جاری رکھا جائے تو سب سے پہلے سوال مالی مسئلہ کا سامنے آتا ہے۔ اس دو سال کے اندر مجھ سے جو کچھ ہو سکا خاموشی کے ساتھ روپیہ لٹاتا رہا۔ خدائے علیم ہی بہتر جانتا ہے کہ کس طرح اب تک کام چلا ہے اور کس قدر مالی قربانیوں کے بعد اس کا ایک ایک نمبر نکالا گیا ہے؟ اب اقلاً اتنا تو ہو جانا چاہیے کہ صحیح و صریح برابر ہو جائے یا آئندہ نقصان بھی ہو تو حرج نہیں

(الہلال۔ جلد ۵ شمارہ ۲)

"۱۔ ہر حال اب ناگزیر ہے کہ آئندہ سے ۱۲ روپیہ سالانہ قیمت قرار دی جائے۔

۲۔ دوسرے کاموں کے لیے علی الخصوص "حزب اللہ" کے لیے فرصت کا طالب ہوں اور کسی طرح اب اپنی اس طلب سے باز نہیں آ سکتا۔

سردست اس کا یہی علاج ہے کہ حتی الامکان ایڈیٹوریل اسٹاف کو وسیع کرنے کی ایک اور کوشش کروں اور ساتھ ہی احباب کرام سے سال میں ایک ماہ کی فرصت بھی حاصل کروں۔

ایک ماہ کی فرصت سے مقصود یہ ہے کہ آئندہ سالِ اشاعت گیارہ مہینے کا قرار پائے نومبر میں اس کی جلد ختم ہو جائے گی اور دسمبر میں کوئی نمبر (بغیر اشد ضرورت یا کسی اہم مسئلہ کے پیش آ جانے کے)

شائع ہوگا پہلی جنوری سے نئی جلد شروع ہوگی

یہ ایک ہفتہ کلکتہ سے باہر بسر کروں گا۔ اور الہلال کی طرف سے فارغ البال رہوں گا بعض بڑے ایسا ہی کرتے ہیں۔ الہلال قاہرہ نے ایسا سال دس ماہ کا رکھا ہے" (الہلال جلد ۳ شمارہ ۳)

مولانا آزاد اپنے اس فیصلے کو عملی جامہ پہنانے کی تیاریاں کر رہے تھے کہ پہلی جنگِ عظیم شروع ہوگئی اور الہلال کو انھوں نے، اس جنگ کے عوامل و عواقب پر تبصرے کے لیے وقف کر دیا۔ انھوں نے اپنے تبصروں میں برطانیہ کی جنگ جوئی کی مہم اور اس کی پسپائیوں کا کھل کر ذکر کیا۔ "سقوطِ بلجیم" اور جرمنی کی فتح یابی پر ان کا زورِ قلم حدِ کمال کو پہنچ گیا تھا۔

وہ نومبر ۱۹۱۴ء میں الہلال کی پانچویں جلد ختم کر کے دسمبر ۱۹۱۴ء میں فرصت کے مہینے کے طور پر گذارنا چاہتے تھے کہ ان کا زورِ قلم رنگ لایا اور حکومت نے کچھ ایسا انتظام کیا کہ نومبر کا مہینہ ختم ہونے سے پہلے ہی الہلال کی ضمانت ضبط ہوگئی اور ۱۸ نومبر ۱۹۱۴ء کا شمارہ الہلال کا آخری شمارہ ثابت ہوا۔ ضمانت کی ضبطی کا حال الہلال کے کالموں سے یہاں نقل کیے جا رہے ہیں:

"سنگال گورنمنٹ نے ۱۶ نومبر ۱۹۱۴ء کو الہلال پریس کی دو ہزار روپیہ ضمانت ضبط کر لی، اور الہلال کے دو نمبر مورخہ ۱۴، و ۲۱ اکتوبر ۱۹۱۴ء بھی جو ڈبل نمبر کی صورت میں ایک ساتھ شائع ہوئے تھے ضبطی میں آئے، سنگال گورنمنٹ نے جن مضامین کو قابلِ اعتراض قرار دیا ہے، وہ "حدیث الحدود" اور "سقوط اسڑوب" ہیں ایک ملحق تصویر بھی قابلِ اعتراض قرار دی گئی ہے جس کے نیچے قرآن حکیم کی یہ آیت درج ہے:

وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ

سو اتفاق سے مولانا اس وقت دورے میں تھے اور ان کی عدم موجودگی میں ضبطی و خانہ تلاشی کا وارنٹ آیا دفتر کی طرف سے ان کو اس واقعے کی اطلاع دی گئی تو انھوں نے ہدایت فرمائی کہ "جو سرمایہ رہا ہے، اس کو فوراً شائع کر دو" اور ایک مختصر نوٹ میں ضبطی کی اطلاع کے ساتھ یہ اعلان کر دو کہ ہم اپنی ذات سے آخر وقت تک "الہلال" کو جاری رکھنا چاہتے ہیں اور انشاء اللہ العزیز رکھیں گے اس لیے ہم حسبِ ہدایت اس پرچہ کو شائع کر دیتے ہیں اور "الہلال" کی آئندہ زندگی کی قارئین کرام کو کامل توقع دلاتے ہیں دس بقسط من رحمۃ ربہ الا اصالوں (۵۶ - ۱۵) (الہلال: جلد ۵ شمارہ ۲۰)

۱۴ نومبر ۱۹۱۴ء جلد ۵، شمارہ ۲۰ پر الہلال کی اشاعت کا پہلا دور ختم ہوگیا۔ لیکن مولانا آزاد رہینِ ستم ہائے روزگار رہتے ہوئے بھی الہلال کے خیال سے غافل نہیں ہوئے۔ وہ الہلال کا دورِ ثانی بھی شروع کرنا چاہتے تھے اور ساتھ ہی "دوسری منزلوں" کی طرف پیش قدمی کی تیاری میں بھی سرگرم تھے کوئی ایک سال کے بعد یعنی ۱۲ نومبر ۱۹۱۵ء کو انھوں نے الہلال کی جگہ البلاغ کا اجرا کیا اور "دوسری منزلوں" کا سفر بھی شروع کر دیا۔ انھوں نے "دارالارشاد" قائم کیا اور البلاغ کی اشاعت سے چند دن پہلے اس ادارے کا افتتاح بھی ہوگیا تھا مولانا دارالارشاد کے بارے میں رقم طراز ہیں:

"گذشتہ سال ماہ رمضان المبارک میں (لحاظ تقویم قمری، جولائی ۱۹۱۵ء) دارالارشاد کی بنیاد رکھی گئی چار سال بیشتر کا واقعہ ہے کہ مشیت الٰہی نے اس عاجز کی رہنمائی کی اور اور "الہلال" نے قرآن حکیم کی تبلیغ و دعوت کی صدا ہر بلند کی لیکن اس عرصہ میں جو کچھ ہوا، وہ ایک دعوت عام تھی ۔ تاہم اس دعوت کی دوسری منزل ابھی باقی ہے دارالارشاد کے قیام کا مقصد یہی ہے کہ دعوت الی القرآن کی اس دوسری منزل کا سروساماں ہو چنانچہ الحمد للہ کہ ماہِ مقدس ذوالحجہ سے (لحاظ تقویم اکتوبر، نومبر ۱۹۱۵ء دارالارشاد کا افتتاح ہوگیا۔"

(البلاغ جلد ۱، شمارہ ۱)

قرائن بتاتے ہیں کہ "البلاغ" کی اشاعت کے دوران مولانا آزاد "دوسری منزلوں" کی طرف زیادہ متوجہ تھے۔ مالی وسائل کی کمی کا ذکر بھی ان شماروں میں ملتا ہے اور دوسرے امور میں مولانا کے قلم کی مصروفیات کا بھی دراصل البلاغ کا دور ترجمان القرآن اور دوسری تصنیفات میں مصروفیات کا دور ہے وہ البلاغ کے تیسرے شمارے (۱۰ دسمبر ۱۹۱۵ء) میں لکھتے ہیں:

"البلاغ" جاری ہوگیا ہے مگر ہمیں جو کچھ کہنا تھا، وہ اب تک باقی ہے، اور شاید ہمیشہ باقی رہے دارالارشاد کے احرار، رفقاءِ تصنیف و تالیف کی غیر معمولی تیری، ترجمۃ القرآن اور تفسیر کی ترتیب و اشاعت اور بعض دیگر اسباب و موانع کے ہجوم میں اسی کو صعوبت سمجھا گیا کہ کسی نہ کسی طرح پرچہ جاری ہو جائے بہرحال رسالہ تو جاری ہوگیا، مگر اب تک لکھنے کا موقع بالکل نہیں ملا

سب سے پہلے ہمیں ماضی قریب کا وہ حصہ لے اعتبار یاد آتا ہے جو "الہلال" کے بند ہونے کی تاریخ سے شروع ہوتا ہے اور پورے سال (۱۹۱۵ء) کے تمام ابتدائی و وسطی حصے سے گذر کر گذشتہ اگست میں ایک طرح ختم ہو جاتا ہے جب کہ "الہلال پریس" کی ضمانت ضبط کی گئی ہے اور اس کے لیے دو ہزار کے بعد دس ہزار روپے کی سرل کھولی گئی ہے تو اس وقت یہ واقعہ کوئی بھلا واقعہ نہ تھا لیکن دعوت و تبلیغ کی راہ نہ صرف احرار یوسفی کی راہ سے (کیونکہ یہ تو ایک سناج ہے) بلکہ بعض تجارت اور اقتصاد سود و زیاں کی راہ سے بالکل مختلف ہے تجارت نے اپنا مذہب "عوض و بدل" کے عقیدے پر قائم کیا ہے۔ اور "دعوت" کے مذہب کا بھلا عقیدہ ایثار و قربانی" ہے۔ "تاجر اگر" یا ہے "کو ایسا معشوق نہ سائے تو ایسی ہستی کھو دے اور دائمی اگر" کھونے "کے عشق سے ایک لمحہ کے لیے بھی غافل ہو تو اس پر لذت دعوت حرام ہے۔"

تجارت اور دعوت کے فرق کو البلاغ کے اگلے شماروں میں بھی واضح کیا گیا ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کی باقاعدہ اشاعت کے موانع میں سرمایہ کی کمی بھی تھی اور مولانا کی دیگر مصروفیات بھی، پہلے تین شمارے تو باقاعدہ نکلے، اس کے بعد مشترکہ شماروں کا سلسلہ شروع ہوا، شمارہ چار، پانچ بھی مشترکہ تھا اور شمارہ چھ اور سات بھی مولانا کو اس کمی کا احساس تھا ہر چند انھوں نے کئی معذرتی تحریریں شائع کیں لیکن وہ اس پر قابو نہیں پا سکے نہ چھ اور سات کے مشترکہ شمارے میں وہ لکھتے ہیں

"البلاغ کی اشاعت میں اب تک نہایت بدنظمی رہی ابتدا میں ارادہ کیا تھا کہ کچھ دنوں تک ہفتے میں دو بار شائع کیا جائے اور اس طرح جو وقت اس سے بچے، وہ تصنیف و تالیف میں صرف ہو لیکن تجربے سے ثابت ہوا کہ اپنے لیے ایام اشاعت کی ہر صورت یکساں ہے ۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ اب تک یکے بعد دیگرے کچھ ایسے افکار و حالات گرد و پیش رہے جن کی دھن سے طبیعت برابر بھری رہی اور انہماک و محویت عمل کا سلسلہ نہ ٹوٹ سکا اب تک یہ حال رہا ہے کہ البلاغ کی تحریر و ترتیب میں میرے لیے وہ لذت و کیفیت ہی نہ تھی۔

و اپنے ذوق وشوق کے تمام کاموں میں پاتا ہوں ۔ لیکن الحمدللہ کہ میرے دل کی افسردگیوں کا موسم اب ڈھل گیا ہے ۔ ۔ اب میں مستعد ہوں کہ اپنا جس قدر وقت البلاغ کے لیے نکالوں ذوق وانہماک کے ساتھ خرچ کروں۔"

مولانا کی یقین دہانیوں کے باوصف البلاغ میں باقاعدگی نہیں آسکی۔ شمارہ نمبر آٹھ اور نو بھی مشترکہ نکلا صرف شمارہ نمبر دس، شمارہ نمبر گیارہ اور شمارہ نمبر بارہ کی اشاعت آزادانہ عمل میں آئی مگر اس کے بعد دو شماروں میں اتنی بے قاعدگی آگئی کہ شمارہ نمبر ۱۳ اور ۱۴ مشترکہ تھا اور آخری شمارہ نمبر ۱۵، ۱۶ اور ۱۷ پر مشتمل تھا۔ مولانا نے دل کی افسردگیوں کے موسم میں جس تبدیلی کا مژدہ سنایا تھا، وہ صحیح نہیں تھا۔ ضمانت الہلال کی ضبطی کا واقعہ تو مولانا کے قلم کی ضبطی کی ایک تمہید تھی۔ حکومت فیصلہ کرچکی تھی کہ اب مولانا کو اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ آخر میں مولانا کے الفاظ میں:

"۲۸ مارچ [۱۹۱۶ء] کو گورنمنٹ بنگال کا حکم زیر دفعہ ۳، ڈیفنس ایکٹ پہنچا کہ میں چار دن کے اندر کلکتہ کا قیام ترک کردوں اور حدود بنگال سے باہر چلا جاؤں بعد کو یہ مدت ایک ہفتہ تک بڑھا دی گئی[1] اس سے پہلے گورنمنٹ دہلی، پنجاب اور متحدہ اپنے اپنے صوبے میں آنے سے روک چکی ہیں۔

ترکِ وطن اور ذہاب الی اللہ تو وہ منزل محبوب ومطلوب ہے جس کا منزل تبلیغ ودعوت کے عہد بیس آنا ہر دعوت کے نقاد ظہور کے لیے ناگزیر ہے۔

میں نے ابتدار اشاعت الہلال سے لے کر اس وقت تک جو کچھ لکھا اور کہا ہے، اس کا حرف حرف زمانے کے علم وحافظہ میں محفوظ ہے۔ میں نے ابتدا سے لے کر اس وقت تک ایک ہی اعلان کیا اور اسی اعلان کے نتائج وثمرات ہیں جو مجھ کو اپنے اعمال واشغال کی ہر شاخ میں نظر آئے۔

اس کے فضل وکرم کی بخششوں اور نعمتوں میں سے سب سے بڑی اور سب سے آخری نعمت وہ ہے جو اس نے موجودہ واقعہ کے اندر پوشیدہ رکھی ہے یعنی البلاغ کی دعوت تبلیغ کو اس کی دوسری منزل تک عروج ورفعت بخشی گئی اور مقام ذہاب الی اللہ وترکِ وطن میں آیا:

یہ جو کچھ تھا کلمۂ حق وعدل کی دعوت وتبلیغ کی سرگذشت تھی، والحمدللہ والمنہ کہ اپنی دوسری منزل تک پہنچ گئی ہے۔"

مولانا نے جس خندہ پیشانی کے ساتھ اپنی اس پہلی جلاوطنی کا خیر مقدم کیا، سطور بالا اس کی شاہد ہیں۔ اعلاء کلمۃ الحق کے اس انجام سے مولانا واقف تھے، اس لیے کسی پس وپیش کے بغیر انھوں نے کلکتے کے قیام کو ترک کر دیا اور رانچی کو اپنا مستقر بنایا۔ کلکتہ مولانا کے ذوق وشوق کا محور ومرکز تھا وہ چھوٹا تو البلاغ نے بھی آخری سانس لی اور ۱۷، ۲۴، ۳۱ مارچ ۱۹۱۶ء کا مشترکہ شمارہ آخری شمارہ ثابت ہوا۔ البلاغ کے سرورق پر ۱۷ اور ۲۴ مارچ کی تاریخ درج ہے۔ لیکن اس کے اندرونی صفحات میں مذکورہ تاریخوں کے علاوہ ۳۱ مارچ کا بھی اضافہ ہے۔ البلاغ کا آخری نمبر شمار ۱۷ ہے لیکن دراصل ۱۲ نومبر ۱۹۱۵ء سے ۳۱ مارچ ۱۹۱۶ء تک اس کے صرف ۱۱ شمارے شائع ہوئے۔

مولانا آزاد نے رانچی میں چند مہینے جلاوطنی کے بہانے گذارے اور پھر وہیں حکومت ہند نے انھیں نظر بند کر دیا۔ الزام یہ تھا کہ یہ حکومت کے دشمنوں سے ساز باز رکھتے ہیں۔ اس جلاوطنی اور نظر بندی کا جو ردِ عمل مولانا پر ہوا، اس کی ایک جھلک خود ان کے الفاظ میں دیکھیے:

"۱۹۱۶ء میں جب یہ معاملہ پیش آیا تو مجھے پہلی مرتبہ موقع ملا کہ اپنی طبیعت کے تاثرات کا جائزہ لوں اس وقت عمر کے صرف ستائیس برس گذرے تھے "الہلال" البلاغ" کے نام سے جاری تھا دارالارشاد قائم ہو چکا تھا، زندگی کی گہری مشغولیتیں چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھیں۔ طرح طرح کی سرگرمیوں میں دل اٹکا ہوا تھا اور علاقوں اور راستوں کی گرایوں سے جوڑ تھا۔ اچانک ایک دن دامن جھاڑ کر اٹھ کھڑا ہونا پڑا اور مشغولیت کی ڈوری ہوئی زندگی کی جگہ قید وبند کی تنہائی اور بے تعلقی اختیار کرلینی پڑی۔ بظاہر اس ناگہانی انقلاب حال میں طبیعت کے لیے بڑی آزمائش ہونی تھی لیکن واقعہ یہ ہے کہ نہیں ہوئی۔ آباد گھر چھوڑ کر ویرانے میں جا بیٹھ رہا

نقصاں نہیں جنوں میں بلا سے ہو گھر خراب ۔۔۔ دو گز زمیں کے بدلے بیاباں گراں نہیں

علائق کا فوری انقطاع، کاروبار کی ناگہانی برہمی، مشغولیتوں کا یک قلم تعطل ـــ کوئی بھی بات واپس دل کو کھینچ سکی۔ کلکتے سے اطمینان تمام نکلا اور رانچی شہر کے باہر ایک غیر آباد حصے میں مقیم ہو گیا لیکن جوں جوں دن گذرتے گئے طبیعت کی بے پروائیاں جواب دینے لگیں اور صورتِ حال کا ایک ایک کانٹا پہلوئے دل میں چبھنے لگا یہی وقت تھا جب مجھے اپنی طبیعت کی اس اضمحلالی حالت کا مقابلہ کرنا پڑا اور ایک خاص طرح کا سابقا اس کے لیے ڈھالنا پڑا اس وقت سے لے کر آج تک کہ چھبیس برس گذر چکے ہیں، وہی سابقا کام دے رہا ہے۔ اور اب اس قدر پختہ ہو چکا ہے کہ ٹوٹ جا سکتا ہے، مگر لچک نہیں کھا سکتا ہے۔" (عادِ حاضر۔ ۵۵)

الہلال کی ضمانت کی ضبطی کے بعد ہی مولانا آزاد کی دوسری مصروفیات بہت بڑھ گئی تھیں ان مصروفیات میں مختلف کتابوں کی تحریر وتسوید کے علاوہ ملکی سیاست میں ان کی گہری دلچسپی بھی شامل تھی۔ البلاغ کو بھی وہ زیادہ وقت نہیں دے سکے اور اسے اپنے ذوق وشوق کے مطابق ابھی مرتب نہیں کر سکے تھے کہ جلاوطنی اور نظر بندی نے اس سلسلے کو ختم کرکے دم لیا۔

مولانا آزاد رانچی کی نظر بندی سے پہلی جنوری ۱۹۲۰ء کو رہا ہوئے اور ان کی ملاقات گاندھی جی سے ہو گئی تحریک خلافت اپنے شباب پر تھی، مولانا پورے زور وشور کے ساتھ اس میں شامل ہو گئے۔ یہاں ان کی سیاسی مصروفیات کا ذکر مقصود نہیں، وہ تو اتنی زیادہ تھیں کہ مولانا کسی رسالے کی اشاعت کا بار نہیں اٹھا سکتے تھے۔ (مولانا آزاد کی نگرانی میں اور عبدالرزاق ملیح آبادی کے زیر ادارت ۲۳ ستمبر ۱۹۲۱ء کو ہفتہ وار پیغام" کلکتہ کا پہلا شمارہ شائع ہوا مگر اس کے صرف گیارہ شمارے نکلے ۱۶ دسمبر ۱۹۲۱ء کو اس کا آخری شمارہ شائع ہوا)

---

[1] ۱۰ اپریل ۱۹۱۶ء کو حکومتِ بنگال نے ڈیفنس آرڈیننس کے تحت مجھے بنگال سے خارج کر دیا تھا میں رانچی گیا اور شہر سے باہر مورابادی میں مقیم ہو گیا پھر کچھ دنوں بعد مرکزی حکومت نے وہیں نظر بند کر دیا پھر اس کا سلسلہ ۱۹۲۰ء تک جاری رہا (عادِ حاضر حاشیہ ۵۴)

پھر بھی مولانا کے دل میں رہ رہ کر ٹیس اٹھتی تھی اور وہ حالات پر قابو پانا چاہتے تھے کہ الہلال کی اشاعت شروع کی جا سکے۔ اس بارے میں انھوں نے اس وقت تفصیل سے اظہار خیال کیا جب تقریباً گیارہ سال کی طویل مدت کے بعد انھوں نے الہلال تیسری مگر آخری بار جاری کیا۔ انھوں نے اس آخری دور کے پہلے شمارے میں (۱۰ جون ۱۹۲۷ء) لکھا:

"الحمد للہ وعدہ الہلال کا پہلا نمبر جون ۱۹۱۲ء میں شائع ہوا تھا۔ (الہلال کے پہلے شمارے پر ۱۳ جولائی ۱۹۱۲ء کی تاریخ ہے) اور آخری نمبر نومبر ۱۹۱۴ء میں پھر نومبر ۱۹۱۵ء سے دوسرا سلسلۂ اشاعت "البلاغ" کے نام سے شروع ہوا اور مارچ ۱۹۱۶ء میں ختم ہو گیا۔ اب یہ تیسرا سلسلۂ اشاعت ہے جو کامل گیارہ برس کے بعد از سر نو شروع ہوتا ہے۔

یہ عجیب بات ہے کہ ۱۹۱۶ء کے اواخر سے لے کر گزشتہ ستمبر تک کوئی خیال بھی میرے دل میں اس قدر بعید نہ تھا جس قدر الہلال کی سہ بارہ اشاعت اور اس کی ذمہ داریاں قبول کرنے کا خیال تھا۔ میری شخصی زندگی اور اس کی احتیاجات پر قومی و ملی مقاصد اور ان کا مقتضی، دونوں اس بات کے مخالف تھے کہ الہلال جیسے رسالے کی ہفتہ وار اشاعت کی ذمہ داری تیسری مرتبہ اپنے اوپر لیتا۔ جہاں تک میری شخصی حالت کا تعلق ہے، اس سے پہلے سوال صحت کا تھا اور میں دیکھ رہا تھا کہ وہ روز بروز کمزور ہو رہی ہے، اور یہ روندگی کی ابتدائی احتیاطوں کے خلاف ہوگا اگر ۱۹۱۲ء اور ۱۹۱۶ء کی محنتیں پھر اس کے لیے مہیا کی جائیں۔ قومی و ملی مقاصد کا یہ حال تھا کہ بعض اہم تصنیفات کی تکمیل و اشاعت عرصے سے طوعی چلی آتی تھی، اور الہلال جیسے رسالے کی ہفتہ وار اشاعت کا بار اٹھا لینے کے بعد یہ سہل تھا کہ ان کے لیے فراغ خاطر میسر آسکتا۔ اس کے علاوہ طبع و فکر کی کام جوئیوں اور طلب و نظر کی وسعت پیمائیوں نے بے شمار ارادے یہاں خانۂ دل میں جمع کر رکھے تھے۔ ان سب کے لیے بھی اوقات فراغ کی ضرورت اور خلوت و اسرو اکی جستجو تھی یہی وجہ ہے کہ ۱۰ جنوری ۱۹۲۳ء میں حبس قید خانے سے نکلا تو اس بارے میں ایک طے شدہ ارادہ اپنے سامنے رکھتا تھا۔ خیال تھا کہ جوں ہی وقت کی سیاسی متعلیت مہلت دے گی۔ پہلا کام یہ کروں گا کہ چار پانچ سال کے لیے کسی ایسے گوشے میں کہ صحت کی درماندگیوں کے لیے سودمند اور جدید تعمیر علم و عمل کی موجودگی سے دل پسند ہو گا، مقیم ہو جاؤں گا اور اپنے بیش نظر علمی و عملی مقاصد کی متعلیت و تکمیل کے سوا اور کسی کام سے علاقہ نہیں رکھوں گا۔

فراغتے و کتابے و گوشۂ چمنے!

احباب و مخلصین میں جن حقیقت شناسوں کی نظروں کا موں کی اہمیت پر تھی وہ تو الجھی کے متمنی تھے، لیکن عام طور پر لوگوں کو طلب الہلال کی تھی۔ کوئی وقت بھی اس کی طلب و اصرار سے خالی نہیں جاتا تھا۔ تاہم میری طبیعت کا یہ حال تھا کہ کسی طرح بھی اس کے لیے آمادہ نہیں ہوتی تھی تمام تر جستجو اسی بات کی تھی کہ فراغ خاطر اور یک سوئی طبع کے ساتھ اپنی علمی زندگی میں منتقل ہو جاؤں۔ اور ان ارادوں کی تکمیل کی سعی کروں جو مدتوں سے وقت اور مہلت کے منتظر ہیں۔

لیکن اس تمام طلب و جستجو کا ماحاصل کیا نکلا؟ یہ نکلا کہ وقت کے تقاضے، احباب کے پیہم اصرار اور التوا و انتظار عمل کی ناقابل برداشت حالت سے عاجز آکر متعلیت کی وہی صورت اختیار کر لینی پڑی جس سے سالہا سال تک اس درجہ گریزاں تھا یعنی فیصلہ کرنا پڑا کہ الہلال جاری کر دیا جائے۔

مختصر یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے اس طرح کے حالات پیش آتے رہے کہ وقت خود ہی تیر و قاری میں کبھی ہمارے حالات کی پروا نہیں کرتا۔ برابر چلتا گیا، اور دیکھتے ہی دیکھتے ۱۹۲۳ء کی جگہ ۱۹۳۶ء کا حادثہ سامنے آگیا۔

یک لحظہ غافل بودم و صد سالہ راہم دور شد

اب بھی طبیعت کا میلان کسی ایسی ذمہ داری قبول کرنے کی طرف نہ تھا لیکن انسانی طبیعت کے انفعال و تاثر کا کچھ عجیب حال ہے گزشتہ ستمبر میں استعمال کے بے دریغ التوا اور ملک کی اجتماعی و دینی ضروریات کے تقاضے سے طبیعت کچھ اس طرح متاثر ہو گئی کہ جب ایک موقع پر بعض دوستانِ عزیز نے خصوصیت کے ساتھ الہلال کی اشاعت پر زور دیا اور اس کی ضرورت کے مختلف پہلوؤں پر توجہ دلائی تو طبیعت انکار کی طرف مائل نہ ہو سکی۔ خیال ہوا کہ میرے ذاتی حالات کا مقتضا کچھ ہی کیوں نہ ہو، لیکن ترجیح وقت کی ضرورت ہی کو ہے، اور کام کرنے والوں کے لیے ناگزیر ہے کہ اس کے سامنے سر خم تسلیم کر دیں۔

ایک حقیقت بالکل واضح تھی اور اس کا میرے پاس کوئی جواب نہ تھا یہ واقعہ ہے کہ اگر ۱۹۱۳ء اور ۱۹۱۶ء میں الہلال ضروری تھا تاکہ مقصد و عمل کی مسدود راہ قوم پر کھول دے تو ۱۹۳۶ء میں بھی وہ کم ضروری نہیں ہے تاکہ سفر کی سب سے بڑی مارک اور پر خطر منزل میں وقت کی رہنمائی کرے مجھے تسلیم کرنا پڑا کہ اگر تقسیم عمل کے فقدان سے اس ضرورت کا کوئی دوسرا انتظام موجود نہیں تو چاہیے کہ اپنی تمام ناتوانیوں اور درماندگیوں کے ساتھ ضرورت و عمل کے مختلف گوشوں میں جس قدر بھی کام کر سکتے ہیں کرتے رہیں۔ اقلاً کوشش سے بار نہ آئیں۔ سعی کی تکمیل اور توفیق کی مساعدت مشیتِ الٰہی کے فیصلہ پر موقوف ہے اور جو اس کے کرنے کی حیثیت رکھتا ہے وہ اس کے حوالے کر دینی چاہیے۔

الہلال کے تیسرے دور کا پہلا پرچہ شائع کرتے ہوئے مقتضائے وقت نے فکر و تصور کے ہر گوشے میں جستجو پیدا کر دی ہے۔ افکار و مطالب کا ہر طرف سے ہجوم ہے۔ قلم کی درماندگی اور گھبراہٹ اور ان کی کوتاہی کسی طرح بھی اس کا ساتھ نہیں دے سکتی جی چاہتا ہے گیارہ سال کی خاموشی کی تلافی ایک ہی نفس میں کر دیکھے۔

روی بارا رمرادا مردرعزی ما مست دیدۂ تری فردستم، دامنِ تری حرم!

لیکن مشکل یہ ہے کہ طبیعتیں طوالت بیاں کی متحمل نہیں اور رشتۂ بیاں کا یہ حال ہے کہ ایک مرتبہ کھل جائے تو حلد لیٹا نہیں جا سکتا۔

ایں رشتہ سر انگشت بہ یکجا کہ درا رست!

مجبوراً قلم روکتا ہوں۔"

الہلال کی اشاعت ثالث کا عام طور پر خیر مقدم کیا گیا، مولانا نے اس میں بعض نئے موضوعات کا اضافہ بھی کیا۔ برید شرق اور برید فرنگ کے کالموں کو زیادہ دلچسپ اور معلوماتی بنایا گیا، کتابوں پر تبصرے کے لیے "مطبوعاتِ جدیدہ" کا مستقل باب قائم کیا گیا جس میں غیر ملکی مطبوعات پر بھی تعارفی نوٹ لکھا جاتا تھا۔ دوسری زبانوں سے اچھے لٹریچر

کے تراجم کا کام بھی وسیع پیمانے پر شروع کیا گیا۔ اس دورِ ثالث کی ایک خاص بات یہ ہے کہ (شروع کی چند اشاعتوں کو چھوڑ کر) نصف پرچہ ٹائپ میں چھپتا تھا۔ اور نصف نستعلیق میں اور پھر مولانا نے مختلف طرز کے ٹائپ کے حروف پر قارئین کو اظہارِ خیال کی دعوت بھی دی تھی۔ مولانا نے اس دور میں ادبیات کے کالم کے علاوہ افسانہ کا کالم بھی شامل کیا۔ غرض اس عہد کے الہلال کو متنوع بنانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی (اور نو دسمبر ۱۹۲۷ء کے شمارے تک کوئی شبہ بھی نہیں کر سکتا تھا کہ یہ الہلال کا حرفِ آخر ہے اور پھر کبھی نہیں نکلے گا) لیکن اس میں شذرات اور مقالہ افتتاحیہ کی کمی کا شدید احساس ہوتا ہے۔ دراصل دورِ اول کے الہلال کے یہ عنوانات مولانا کے زورِ قلم کے ترجمان ہوتے تھے۔ اسی کو جانِ الہلال کہیے اور عہدِ ثالث سے یہی جان سلب کر لی گئی تھی۔ مولانا کی طویل علالت اور ان کی سیاسی مصروفیات کو اس کے اسباب میں شمار کرنا چاہیے۔ پرچے کے معیار میں کوئی کمی نہیں مگر قارئین تو مولانا کی تحریریں دیکھنا چاہتے تھے۔ بہرحال الہلال جاری تھا اور ۹ دسمبر ۱۹۲۷ء کو عہدِ ثالث کی پہلی جلد ختم ہو گئی۔ اسی شمارے میں دو اعلانات شائع ہوئے تھے جن میں الہلال کے مستقبل کا خاکہ پیش کیا گیا تھا۔ اور یہ امید تھی کہ نئی ششماہی کے شمارے کچھ اور ترقی یافتہ شکل میں سامنے آئیں گے۔ ایک اعلان میں مینیجر نے کہا تھا کہ ۹ دسمبر ۱۹۲۷ء کا شمارہ موجودہ ششماہی کا آخری شمارہ ہے اور اب ۱ جنوری ۱۹۲۸ء کو نئی ششماہی کا پہلا شمارہ شائع ہوگا۔ دوسرا اعلان مولانا آزاد کی طرف سے شائع ہوا تھا جس میں الہلال کے بدلِ اشتراک، کاغذ اور سامانِ طباعت وغیرہ کی گرانی کے ذکر کے ساتھ مندرجہ ذیل عبارت بھی شامل تھی:

"(۱) مجھے ندامت کے ساتھ اس کا اعتراف ہے کہ الہلال کی اشاعت کے وقت صورتِ حال کا جو اندازہ کیا تھا، وہ کئی اعتبار سے صحیح ثابت نہیں ہوا سب سے زیادہ مجبوری صحت کی طرف سے پیش آئی۔ میں نے جب جب ارادہ کیا کہ الہلال کے لیے کافی وقت نکالوں، صحت کی فوری نامواقفت دامن گیر ہوئی اور قدم اٹھا کر پھر رک جانا پڑا۔

(۲) میں ان دوستوں کا خصوصیت کے ساتھ شکر گزار ہوں، جو زیادہ تر میرے خاص مضامین کے شوق میں الہلال کی ورق گردانی کرتے تھے تاہم انھوں نے رشتۂ انتظار ہاتھ سے نہ چھوڑا اور برابر مطالعہ جاری رکھا اگر میرے خاص مضامین کی قلت نہ رہی ہوتی تو حیثیتِ مجموعی الہلال کے مضامین کی کثرت اور تنوع کا جو انداز یکساں طور پر برابر قائم رہا ہے، وہ اس کے لیے کافی تھا کہ میں اس موقع پر معذرت کی ضرورت محسوس نہ کرتا

(۳) بہرحال ان دوستوں نے محسوس کر لیا ہوگا کہ جوں ہی پچھلی بیماری سے مجھے تھوڑی بہت مہلت ملی میں نے الہلال کے لیے لکھنا شروع کر دیا اور اب امید ہے کہ توفیقِ الٰہی سے یہ سلسلہ مزید ترقی و توجہ کے ساتھ جاری رکھ سکوں گا۔ افسوس ہے کہ وقت کے حالات و مسائل کے متعلق بے شمار ضروری باتیں شرح و بسط کے ساتھ لکھی تھیں جو لکھی جا سکیں۔ اب اس کے سوا چارہ کار نہیں کہ جو کچھ ماضی میں نہ ہو سکا اس کے لیے مستقبل کی طرف نظر اٹھائی جائے!"

یہ کسے معلوم تھا کہ مندرجہ بالا بشارت الہلال کے حرفِ آخر کی شکل اختیار کرے گی۔ ۹ دسمبر ۱۹۲۷ء پر الہلال کی پہلی ششماہی ختم ہو گئی اور امید تھی کہ ۱ جنوری ۱۹۲۸ء سے نئی ششماہی کا آغاز ہوگا مگر پھر یہ بات قوت سے فعل میں کبھی نہیں آئی۔ فعل کی بات تو بعد کی ہے، قوت ہی معدوم ہو گئی پھر کبھی مولانا نے الہلال کی اشاعت نو کی بات ہی نہیں کی۔ اس زمانے میں جو سیاسی حالات تھے اور مولانا جس حد تک اس میں شریک ہو چکے تھے، اس کا فطری تقاضا یہی تھا کہ مولانا الہلال کی اشاعت سے دستبردار ہو جائیں مولانا کی نگرانی میں الہلال جاری رہ سکتا تھا لیکن لوگ مولانا کی تحریریں دیکھنا چاہتے تھے، دوسروں کے رشحاتِ قلم کے وہ محتاج نہیں تھے۔

ہرچند الہلال کا دورِ اول ارتقار کی ابتدائی کڑیاں تھیں لیکن یہی ابتدائی کڑیاں تاریخ میں اپنا مقام بنا چکی تھیں۔ اس کا دورِ ثانی (البلاغ) بھی بڑی حد تک دورِ اول کا ضمیمہ ہے لیکن دورِ ثالث اپنی تمام تر صوری خوبیوں اور معنوی تنوع کے باوصف دورِ اول کا بدل نہیں بن سکا۔ اس کا سبب صرف یہ ہے کہ مولانا کے پاس اس کی ترتیب و تہذیب کے لیے وقت نہیں تھا۔

مولانا آزاد الہلال کی ترتیب و تہذیب میں کتنا وقت صرف کرتے تھے اور اسے خوب سے خوب تر بنانے کے لیے کتنی دلچسپی لیتے تھے، اس کا اندازہ درج ذیل اقتباسات سے ہو سکتا ہے۔ ہرچند ان اقتباسات کا سیاق و سباق کچھ مختلف ہے لیکن مطلوبہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے:

"جس وقت الہلال جاری نہیں ہوا تھا، اس وقت تک پھر بھی دن کے چند گھنٹے اور رات کا ایک پہر گوشہ گیری کے لیے میسر آ جاتا تھا لیکن الہلال کا ابھی اعلان ہی شائع ہوا تھا کہ مضامین و استلار کا بھی ایک سیاسلہ شروع ہو گیا، اور جو کچھ میسر تھا وہ بھی ایسی مداخلتوں کی یاد میں بھینٹ لیا گیا۔ ناظرین نے ہمیشہ اچھی بری صورت میں الہلال کا ہر نمبر اسی سامنے موجود پایا ہے، انھیں کیا معلوم کہ وہ کس عالم اور کس حال میں مرتب کیا جاتا تھا؟ جس مضامین کے جس وضع کی نسبت وہ رائے قائم فرما رہے ہوں گے۔ انھیں معلوم نہیں کہ ان میں سے اکثر مضمون نسا اوقات رات کے دو بجے ایک بستر مریض کے قریب بیٹھ کر اس حالت میں لکھے گئے ہیں جب کہ دل نفسِ علائق پرست کی کمزوریوں سے بیقرار اور دماغ مسلسل تب بیداریوں کی وجہ سے قلم کے اختیار میں نہ تھا۔ اکثر اوقات ایسا ہوا ہے کہ اخبار کی اشاعت کے وقت میں صرف ایک رات کا وقفہ باقی رہ گیا ہے اور کمپوزیٹروں کو رات بھر روک کر بیدار و تیار دار دماغ پر حرکیا گیا ہے کہ رات کے چند گھنٹوں کے اندر صفحہ (۲) سے (۸) تک کا مضمون تیار کر دے علی الخصوص گذشتہ ماہ صیام مبارک جس عالم میں بسر ہوا، اس کی حالت صرف اس علیم و خبیر ہی کو معلوم ہے جس کو شاید اپنے بندوں کی ابتلا و آزمائش سے بڑھ کر اور کوئی بات پسند نہیں۔" (الہلال جلد ۱ شمارہ ۲۴)

"میں ایسے تمام کاموں کو تنہا انجام دیتا ہوں .. مجھے ایک ہی وقت کے اندر مختلف ذوق، مختلف انشا پیرا، مختلف افکار اور مختلف مطالعہ و نظر کے مسیوں کام انجام دینے پڑتے ہیں، اور دارالارشاد کا سلسلہ اور اپنی زندگی کی الجھنیں اُن کے علاوہ ہیں۔ اس لیے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کاموں کے اختتام و تکمیل کے متعلق ارادے کرتا ہوں مگر میرا اندازہ بالکل غلط نکلتا ہے اور مسیوں غیر متوقع موانع حائل آتے ہیں۔ اگر میں کسی دن چند گھنٹوں کے لیے بیمار پڑ جاتا ہوں تو یکایک دس بارہ کام رک جاتے ہیں اور اس کے سوا چارہ نظر نہیں آتا کہ اپنی ہلاکت گوارہ کر لوں مگر کاموں میں خلل نہ پڑنے دوں" (البلاغ: شمارہ ۱۳، ۱۴)

دراصل مولانا آزاد کا دوسرا نام "الہلال" تھا۔ لوگ الہلال کو اس لیے پسند کرتے تھے کہ اس میں مولانا کے حسنِ ذوق، حسنِ خیال اور حسنِ قلم کا پرتو نظر آتا تھا۔ اگر الہلال کا کوئی شمارہ مولانا کی تحریر سے عاری رہتا تھا تو وہ کچھ سادہ اور پھیکا معلوم ہوتا تھا۔ مولانا کو خود اس کا احساس تھا اور انھوں نے بارہا اس باب میں معذرت پیش کی۔ الہلال کے تیسرے دور کی اشاعت سے مولانا کی خلش دور نہیں ہوئی اور ہوتی بھی تو کیوں کر۔ مولانا کی سیاسی مصروفیات بڑھتی چلی گئیں اور انھیں الہلال کی ترتیب کے لیے وہ فرصت نہیں ملتی تھی جو انھیں اس کے دورِ اوّل میں نصیب تھی۔ الہلال کا دورِ اوّل مولانا کا نظریہ بھی تھا، ان کا جوش و ولولہ بھی اور ان کا مشغلہ و دائرہ کار بھی۔ وہ جو کچھ سوچتے تھے، ان کا قلم اسے الہلال کے پیکر میں ڈھال دیتا تھا۔ وہ عملی سیاست میں دخیل تھے لیکن صرف اس حد تک کہ الہلال کی اشاعت اس سے متاثر نہ ہو سکے لیکن گیارہ سال کے طویل عرصے کے بعد جب الہلال کا تیسرا دور شروع ہوا تو مولانا سیاست کے جزو لاینفک بن چکے تھے۔ وہ چاہتے بھی تو اس سے الگ نہیں ہو سکتے تھے۔ وہ بنیادی طور پر علم و ادب کے پرستار تھے اور اسی کوچے میں رہنا بھی چاہتے تھے۔ پہلے تو انھوں نے کوشش کی کہ سیاست اور علم کو ساتھ رکھیں مگر سیاست قدرِ غالب کی حیثیت اختیار کرتی گئی۔ کتنی حسرت کے ساتھ انھوں نے یہ الفاظ لکھے تھے:

"علم کی زندگی سیاست کی زندگی سے کچھ اس طرح مختلف واقع ہوئی ہے کہ دونوں کا ایک وقت اور ایک محل میں جمع ہونا بہت مشکل ہے میری زندگی کی مشکلات میں پہلی مشکل یہ واقع ہوئی کہ میں نے چاہا کہ دونوں کو۔ یک وقت اور یک محل جمع کر دوں علم کا استغراق اور سیاست کی حود و ہوشیاں دنیا کے لیے متضاد ہوں تو ہوں لیکن میرے لیے تو ایک دماغ کا سودا اور ایک ہی دل کی تپش تھی لیکن اس کارخانۂ طبیعت میں کوئی جبر بھی ایسے قدرتی خواص معطل نہیں کر دے سکتی۔ برق کے لیے کڑنا اور خرمن کے لیے جلنا ناگزیر ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اگر ایک طرف ذوقِ علم کا عذاب اور قلم کے انار لگا رہا تھا تو دوسری طرف سیاسی مسئولیت کی آتش افروزیاں بھی اپنے کام میں سرگرم تھیں۔

متاعِ جمع کس شاید کہ عارت گر ستود سیدا

الہلال میں جو تنوع تھا اور منزل بہ منزل اس میں جو ہمہ جہتی آتی گئی، بلاشبہ وہ مولانا آزاد کے خونِ جگر سے عبارت ہے لیکن اتنے وقیع اخبار یا جرنل کا ہر کام مولانا تنہا نہیں کر سکتے تھے، اس کے لیے ایک ادارۂ تحریر کا قیام فطری بھی تھا اور لازمی بھی۔ مولانا کے ذہن میں اردو صحافت کا جو تصور تھا، اس کا ماضی سے یا روایت سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ وہ الہلال کو انگریزی کے کسی معیاری جرنل کے پس منظر میں دیکھ رہے تھے۔ وہ ہندی افادی کے اس خیال کو متشکل کرنا چاہتے تھے کہ عروسِ جمیل اور لباسِ حریر لازم و ملزوم ہیں وہ مواد کے لحاظ سے بھی الہلال کو ارفع بنانا چاہتے تھے اور مواد کی ترتیب، اس کی طباعت اور اس کے گٹ اپ کے لحاظ سے بھی ـــــ اور پھر یہی نہیں علم و ادب، سیاست، مذہب اور ان کے متعلقات کے بارے میں ان کا نقطۂ نظر بھی منفرد تھا جس میں وسعت تو تھی مگر تذبذب نہیں تھا۔ مولانا نے الہلال کا جو فریم بنایا تھا، اس میں ان کے سینیر یا جونیر معاصرین میں شاید ہی کوئی ڈھل سکتا تھا الہلال میں ضرورت تھی ایسے اہلِ قلم کی جو اردو کے ساتھ ساتھ فارسی، عربی اور انگریزی میں یدِطولیٰ رکھتا ہو۔ پھر ترجمے کے لئے مواد کا انتخاب ایک ایسی منزل تھی جو مولانا کی رہنمائی یا نشاندہی کے بغیر طے نہیں کی جا سکتی تھی۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر، دعوتِ الہلال، دارالارشاد، حزب اللہ اور اس طرح کے بہت سے دینی موضوعات تھے جنھیں وہ فرقہ واریت کے سایے سے بھی دور رکھنا چاہتے تھے۔ پھر ندوہ اور مسلم یونیورسٹی کے مسائل تھے جنھیں مولانا اپنی نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔ اسلامی ممالک کی جدوجہدِ آزادی کو، وہ ہندوستان کی جنگِ آزادی میں مدغم کر دینا چاہتے تھے اور اس طرح وہ بین الاقوامی پیمانے پر یورپی سامراج کو پامال کرنے کا منصوبہ مرتب کر رہے تھے۔ ان کے نظریۂ جہاد کا اطلاق صرف مسلمانوں پر نہیں ہوتا تھا بلکہ یورپی سامراج کے خلاف جو بھی آواز بلند کرے وہ مجاہد اور احرار کی صف میں آجاتا تھا۔ عام جدوجہدِ آزادی میں ہی نہیں بلکہ خالص مسلمانوں کی تحریکِ خلافت میں بھی وہ ہندو مسلم اتحاد کی ضرورت پر زور دیتے تھے اور اس راہ میں وہ جو قدم بھی اٹھاتے اس میں ہندوؤں کا تعاون بھی حاصل کرنا ضروری سمجھتے تھے۔ غرض الہلال کے ادارۂ تحریر میں انھوں نے جن لوگوں کو بھی شامل کیا وہ یا تو مترجم اور ناقل ہو کر رہ گئے یا اگر مولانا کے ساتھ چلے تو چند قدم سے زیادہ نہیں چل سکے۔ مولانا نے الہلال کے کالموں میں کبھی کبھی اچھے ساتھی کی تلاش میں اپنی ناکامی کا رونا رویا ہے۔ وہ چاہتے تھے کہ ان کے ساتھ ایک ایسی جماعت ہو جو نہ صرف یہ کہ ان کے مقاصد اور ان کے لائحہ عمل سے متفق ہو بلکہ ان کے شانہ بشانہ چلنے کی سکت رکھتا ہو اور اس طرح مولانا کا بوجھ ہلکا ہو اور وہ بعض دوسرے امور کی طرف یکسوئی کے ساتھ متوجہ ہو جائیں مگر اصل سوال یہ ہے کہ کیا ایسی جماعت، یا ایسے فرد کا ملنا ممکنات میں تھا۔ اگر کسی شخصیت میں مولانا آزاد جیسے نقوش ہوتے تو وہ خود مولانا آزاد ہو جاتا، اُن کے ادارۂ تحریر یا اُن کے دوسرے پروگراموں میں کیوں شامل ہوتا۔

بہرحال الہلال کے ادارۂ تحریر میں اپنے وقت کے بعض نامور حضرات وقتاً فوقتاً شامل ہوتے رہے خواہ ان کے ربط و وابستگی کی مدت کتنی ہی قلیل کیوں نہ ہو۔ علامہ سید سلیمان ندوی، مولانا عبدالسلام ندوی، علامہ عبدالرزاق ملیح آبادی، الہلال کے دورِ اوّل میں مولانا کی رفاقت کر رہے تھے علامہ سید سلیمان ندوی اور مولانا عبداللہ کا زمانۂ رفاقت کچھ طویل نہیں تھا بس یہی کوئی چھ سات مہینے؛ مولانا عبدالسلام ندوی، نسبتاً زیادہ دن ساتھ رہے۔ خواجہ عبدالواحد ندوی بھی الہلال کے قلمی معاونین میں تھے اور اُن کا زمانۂ قیام غالباً سب سے زیادہ تھا۔ خواجہ صاحب مرحوم السنۂ مشرقیہ کے بھی عالم تھے اور انگریزی میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ الہلال کے کالموں سے بعض اور ناموں کی نشاندہی ہوتی ہے جن کے سپرد ترجمے کا کام کیا جاتا تھا۔ الہلال کے آخری دور میں عبدالرزاق ملیح آبادی صاحب ادارۂ تحریر کے سب سے فعال رکن تھے۔

الہلال کے ادارۂ تحریر کا نام لیتے ہی اس "علمی فتنے" کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جو الہلال کے بعض مضامین کی "ملکیت" کے بارے میں رہ رہ کر سر اٹھاتا رہا ہے۔ یہ فتنہ تو دراصل ان غیر ذمہ دار مرتبین اور ناشرین کا زائیدہ ہے جنھوں نے مولانا آزاد کے نام پر جلبِ منفعت کا کاروبار شروع کر دیا تھا۔ اور جو مضامین الہلال کے اچھے خراب مجموعے شائع کر کے اپنا کاروبار چمکانے لگے تھے۔

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ الہلال کے مضامین ان کے لکھنے والوں کے نام سے معرّیٰ ہوتے تھے، یہ بات صرف اس حد تک صحیح ہے کہ جو لوگ الہلال کے ادارۂ تحریر سے وابستہ ہو جاتے تھے، ان کی تحریریں ان کے نام کے بغیر شائع ہوتی تھیں۔ خاص طور پر شذرات، مقالۂ افتتاحیہ، افکار و حوادث اور اس نوع کے دوسرے کالموں میں لکھنے والوں کا نام نہیں ظاہر کیا جاتا تھا۔ اور سمجھا جاتا تھا کہ یہ ایڈیٹر کے رشحاتِ قلم ہیں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ یہ عنوانات ایڈیٹر (مولانا آزاد) کے لیے مخصوص تھے۔ شذرات اور مقالہ افتتاحیہ میں اکثر مولانا ایسی واضح نشانیاں

چھوڑ جاتے تھے کہ اسلوب سے قطع نظر کرلی جائے تو بھی وہ مولانا کی تکیت کی شہادت دیتے تھے۔ اس کے برعکس جن حضرات کا تعلق ادارتی عملے سے نہیں ہوتا تھا، ان کے مضامین اکثر حالات میں نام کی صراحت کے ساتھ شائع ہوتے تھے۔ مترجم مضامین و مقالات وغیرہ میں ترجمہ کرنے والوں کے نام نہیں لکھے جاتے تھے لیکن اصل مضمون نگار کا نام لکھنے کی کوشش کی جاتی تھی الہلال میں خاصا مواد دوسرے اخبارات و رسائل وغیرہ سے ترجمہ کرکے شائع کیا جاتا تھا۔ ایسے مواد کے شروع یا آخر میں واضح کر دیا جاتا تھا کہ یہ مقتبسات یا مخارات ہیں۔

کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مولانا آزاد نے الہلال کی پالیسی میں یہ نکتہ بھی شامل کر لیا تھا کہ حتی الامکان ادارۂ تحریر سے وابستہ حضرات کے نام کا اعلان نہ کیا جائے۔ اس زمرے میں خود مولانا آزاد کی ذات بھی آجاتی ہے الہلال میں جو مقالات مولانا کے نام سے شائع ہوئے ہیں تو ان کا شمار مستثنیات یا شواذ میں کرنا چاہیئے مولانا آزاد ادارتی عملے کے نام کا اعلان کیوں نہیں کرتے تھے، اس کے مختلف اسباب ہو سکتے ہیں جن پر اظہارِ خیال کا یہ موقع نہیں ہے لیکن ایک سبب بہت بدیہی ہے جس کی وضاحت علامہ سید سلیمان ندوی کے الفاظ میں اس طرح کی جا سکتی ہے:

"ظاہر ہے کہ ہم لوگ جو وہاں شریکِ تحریر و ادارت تھے، کچھ نہ کچھ ہر ہفتہ لکھا ہی کرتے تھے اور جو کچھ لکھا جاتا تھا وہ چھپتا بھی ہوگا لیکن یہ ضرور ہے کہ ہماری تحریروں میں ایڈیٹر صاحب کچھ اضافہ اور کچھ کمی کر دیتے تھے۔ اور اسی لیے ایسی تحریروں کو نہ ہم اپنی پوری کہہ سکتے ہیں نہ ایڈیٹر صاحب اپنی کہہ سکتے ہیں۔" (ہماری زبان علی گڈھ یکم ستمبر ۱۹۶۵ء ص ۸ مکتوب سام حضرت سناء بصل امام صاحب واقف آروی)

فتنہ زائیوں کا محور وہ مقالہ ہے جو مسجد کان پور کے حادثہ فاجعہ پر "مشہد اکبر" کے عنوان سے ۳ر اگست ۱۹۱۳ء کے الہلال میں شائع ہوا تھا۔ اس سوال کو بنیادی اہمیت دی گئی کہ مقالہ مولانا آزاد کا تحریر کردہ ہے یا سید سلیمان ندوی کے زورِ قلم کا نتیجہ ہے۔ چونکہ یہ مقالہ مولانا آزاد کے کسی مجموعۂ مقالات میں شامل کر لیا گیا تھا اس لیے بعض ثقہ حضرات نے صورتِ حال پر اظہارِ خیال کیا اور واضح کیا کہ اس کے مصنف سید صاحب ہیں نہ کہ مولانا آزاد۔ کچھ لوگوں نے حقیقت کی تلاش میں مولانا آزاد سے بھی رجوع کیا اور سید صاحب سے بھی ان بزرگوں نے زبانی یا تحریری جو جوابات دیے ان سے بعض حلقوں میں یہ غلط فہمی پیدا ہوئی کہ مولانا آزاد نے مشہد اکبر کے تکیت کے باب میں فراخ دلی سے کام نہیں لیا اور جس اظہارِ حق کی توقع ان سے کی جاتی تھی وہ پوری نہیں ہوئی۔

حقیقت یہ ہے کہ زیرِ بحث مضمون ـــــ مشہد اکبر (قسط اول) کی "تکیت" سے مولانا آزاد نے اسی زمانے میں انکار کر دیا تھا جب یہ شائع ہوا تھا جب انھوں نے اس مضمون کو اپنے کھاتے میں ڈالا ہی نہیں تھا۔ تو بار بار تردیدی بیانات کیوں جاری کرتے، یوں بھی اس طرح کے بیانات کی اشاعت مولانا کے مزاج کے خلاف تھی۔ الہلال کے مطالعے سے مولانا آزاد کے بارے میں بہت سی غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی اور ان کی مذہبی، علمی اور سیاسی شخصیت آئینہ ہو جائے گی۔

ہندوستان کی سیاسی تاریخ پر جن اہلِ قلم کے خیالات بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں ان میں سے اکثر مولانا کے سیاسی موقف کے بارے میں شدید غلط فہمیوں کا شکار ہوئے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ۱۹۱۹ء تک مولانا کے سیاسی نظریات واضح نہیں تھے۔ ان کے خیالات میں ایک عظیم انقلاب اس وقت رونما ہوا جب وہ رانچی کی نظر بندی سے رہا ہوئے۔ اور گاندھی جی کے ساتھ تحریکِ خلافت میں فعال ہو گئے۔

دینی خدمات، یورپی استبداد سے نجات کے لیے جدوجہد، کانگریس کی ہم نوائی اور اس ہم نوائی کے ساتھ برادرانِ وطن کے ساتھ اخوت و تعاون کا سلوک، مسلم لیگ کے نظریات و طریقۂ کار کی مخالفت اور مسلمانوں کی "چہل سالہ قومی پالیسی" کے خلاف شدید احتجاج ـــــ یہ تھے مولانا کی زندگی کے بدیہات و اولیات جن کا عکس الہلال کے کالموں میں ملتا ہے۔ الہلال کے مطالعے کے بعد ہمیں اس نتیجے پر پہنچنے میں دیر نہیں لگتی کہ مذکورۂ بالا عنوانات پر مولانا کے موقف میں نہ تو کبھی تزلزل آیا اور نہ کبھی اس پر نظرِ ثانی کی ضرورت انھوں نے محسوس کی۔ لوگ ان کے جس موقف کی ابتدا کا زمانہ ۱۹۲۰ء کو قرار دیتے ہیں، اس کا حرفِ آغاز انھوں نے ۱۹۱۲ء میں لکھ دیا تھا!

مولانا آزاد نے اردو نثر کو جو اسلوبی تنوع دیا، اس کی مثال کسی اور ادیب کے یہاں نہیں ملتی ایسے ہی فنکاروں کے لیے یہ جملہ وضع کیا گیا تھا کہ وہ اپنے اسلوب کے موجد بھی ہیں اور خاتم بھی لیکن مولانا کے اسلوب پر یہ نیاز مندانہ مگر فرسودہ جملہ اس کی ہمہ گیری کی نمایندگی نہیں کرتا۔ یہ ایسا جملہ ہے جس کا اطلاق ہر جدت پسند طبیعت پر کیا جاتا رہا ہے۔ مولانا کے اسلوب کو جب تنقید کے کسی معروف اور متداول چوکھٹے میں بٹھایا جائے گا تو یا تو اسلوب اس میں گھٹن محسوس کرے گا یا وہ چوکھٹا اپنی ہیئت کذائی سے دست بردار ہو جائے گا۔

اسلوب کی تشکیل طبائع سے بھی ہوتی ہے اور اندازِ نظر سے بھی جن طبائع کی رگ و پے میں اندازِ نظر خون بن کر دوڑنے لگتا ہے اور پھر یہ خون آنکھ سے ٹپکنے لگتا ہے تو ان کے اسلوب کے اثر و نفوذ کی گیرائی و گہرائی کو تولنا اور ناپنا آسان نہیں ہوتا۔ مولانا وہ بار اٹھا لائے تھے جس نے سب پر گرانی کی تھی۔ انھوں نے دنیا کو ایک پُر امن معاشرے کی شکل میں دیکھنا چاہا تھا۔ جہاں نہ کسی کا استحصال ہو اور نہ کسی پر استبداد۔ دیدار کی یہ آرزو مبنی تھی ان تعلیمات پر جو انھوں نے اپنے مذہب سے اخذ کی تھی۔ آرزوئے دیدار نے انھیں لذتِ آزار سے آشنا کر دیا تھا۔ یہی لذتِ آزار ہر آزمائش پر پوری اتری ـــــ وہ کام و دہن کی آزمائش ہو یا دار و رسن کی۔ یہی لذتِ آزار ان کے اسلوب کا سرچشمہ تھا۔ ان کی طبیعت میں رومانیت تھی مگر وہ رومانیت نہیں جو سرابوں کے تعاقب میں گم ہو جاتی ہے۔ ان کی رومانیت کبھی پاسبانِ عقل کے شانہ بشانہ چلتی تھی اور کبھی اس کیچے سے کسبِ نور بھی کر لیتی تھی جسے انھوں نے ۱۹۱۲ء میں مرتب کر لیا تھا۔ اور جسے کبھی وہ مشعلِ راہ سمجھتے تھے اور کبھی زادِ راہ۔ جو سفر سے پہلے منزل کا تعین کر لیتا ہے اور جو راستے کی ناہمواریوں اور ان ناہمواریوں کے نتیجے میں آبلہ پائیوں کا احساس کر لیتا ہے، اس کا سفر نفسِ چند کی راہ کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ مولانا اس سفر پر تنہا روانہ ہوئے تھے مگر وہ اپنے ساتھ ساری دنیا کو لے جانا چاہتے تھے۔ ان کی اسی خواہش نے ان کے اسلوب کو کبھی حُدی خوانی سکھائی، کبھی اسے رجز کا درجہ دے دیا، کبھی اسے آوازِ جرس عطا کی اور کبھی اسے صاعقہ بر دوش کر دیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہم سفروں کا دل رکھنے کے لیے کبھی اسے نرمی اور لطافت بھی بخشی۔

مولانا آزاد بڑے معروف و مقبول خطیب تھے۔ ان کی بہت سی تقریریں جب حیطۂ تحریر میں آئیں تو وہ نثری اسلوب کا مرقع ثابت ہوئیں۔ ان کے طرزِ نگارش میں بھی خطابت کے عناصر شامل ہیں مگر ان کی خطابت حریری اور ہمدانی کی خطابت نہیں ہے جو دور ان مطالعہ قاری کو مسحور کر دیتی ہے مگر اس کے بعد ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا۔ مولانا کا طرزِ خطابت سحر آفریں بھی ہے اور موثر و دیرپا بھی۔ وہ مطالعے کے وقت دل و دماغ میں نفوذ کرتا ہے اور اس کے بعد اعضا و جوارح میں بڑی شدت کے ساتھ جاری و ساری ہو جاتا ہے اور یہ کیفیت مدتوں قائم رہتی ہے۔ مولانا کا اندازِ خطابت نہ تو واعظانہ ہے اور نہ ناصحانہ۔ وہ قرآن و حدیث سے استدلال کرتے ہیں مگر یہ استدلال عالمانہ ہوتا ہے اور واعظانہ اس میں سے دانگیں کی لاگ نہیں رہتی۔ اُن کی خطابت رومانیت کے زیرِ سایہ پروان چڑھتی ہے جو کبھی انانیت کا روپ دھار لیتی ہے اور کبھی زجر و توبیخ کا، یہ کبھی فردوسِ گم شدہ کی تلاش میں نکلتی ہے اور کبھی ابنائے وقت کی شکوہ سنجیوں کے قالب میں ڈھل جاتی ہے مگر ہر موقع پر وہ مولانا کے قبضۂ قدرت میں رہتی ہے۔ وہ رومانیت کو بھول بھلیاں میں بھٹکنے نہیں دیتے۔ وہ جب اسے آزاد چھوڑ دیتے ہیں اس وقت بھی اس کی ڈور ان کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔

یہ مقامِ حیرت بھی ہے اور اس کے ساتھ ایک زندہ حقیقت بھی کہ مولانا نے ۲۴ سال کی عمر میں الہلال کا اجرا کیا اور اس میں جس اسلوبِ نگارش کی انھوں نے طرح ڈالی، وہی اُن کا طرۂ امتیاز ثابت ہوا۔ فکری پختگی اور اسلوبی بلوغ کی ایسی مثالیں خال خال ملیں گی۔ یوں بھی مولانا کی شخصیت کا شمار مستثنیات میں ہوتا ہے۔ مستثنیات کے بارے میں کسی بھی طرزِ استدلال کو مکمل نہیں کہا جا سکتا۔ مولانا نے قرآن و حدیث کا عمیق مطالعہ کیا تھا ـــــ اتنا عمیق مطالعہ کہ ترجمان القرآن جیسی تفسیر انھوں نے لکھی۔ انھوں نے عربی ادبیات کو پانی کر کے رکھ دیا تھا۔ عربی الفاظ، عربی تراکیب اور عربی جملے ان کے دردِ زبان تھے، فارسی میں بھی وہ یدِ طولیٰ رکھتے تھے، اس لیے ان کی زبان میں عربی و فارسی کا در آنا بڑی فطری بات ہے۔ اسے عیب کہیے یا ہنر کہ جب روح کے اندر خیالات متلاطم ہوتے ہیں تو گفتار کے اسلوب کو قابو میں رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مولانا نے اپنے نظامِ حیات کا جو کلیہ مرتب کیا تھا، اس کا ماخذ عربی زبان کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا اس لیے قدم قدم پر انھیں اپنے ماخذ کی طرف رجوع کرنا پڑتا تھا۔ مگر یہ حال تو بہت سے اردو دانوں کا تھا۔ سرسید سے لے کر شبلی تک کس نے عربی زبان کو اپنا محور نہیں بنایا مگر عربی اور فارسی کے بے پناہ تسلط کے باوصف مولانا آزاد کے اسلوب نے اصغر گونڈوی کے اس قول ـــــ 'جو حُسن ہے بتوں میں جو مستی شراب میں' کی جو ترجمانی کی ہے وہ کسی اور کے حصے میں نہیں آئی۔

بلاغت کی تعریف اور اس کی توضیح و تشریح میں علمائے فن صدیوں سے خونِ جگر صرف کر رہے ہیں، اس کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جس پر مبسوط کتابیں نہ لکھی گئی ہوں۔ اکثر علماء نے بلاغت کی جزئیات کی مثالیں کلام پاک سے مستنبط کی ہیں۔ یہ ساری کتابیں مولانا آزاد کے زیرِ مطالعہ رہ چکی تھیں۔ اس لیے فنِ بلاغت پر انھیں ماہرانہ عبور حاصل تھا۔ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ الفاظ کے خزانے سے مقتضائے حال کے مطابق کس لفظ کا انتخاب انسب ہوگا۔ مولانا کی زبان پر ایسے الفاظ چڑھے ہوئے تھے جن کا اردو میں استعمال عام نہیں تھا مگر مولانا کا کمال یہ ہے کہ انھوں نے غیر متداول الفاظ کو مقتضائے حال کا ترجمان بنا دیا۔

مجھے اس کا یقین ہے کہ مولانا آزاد نے مغربی ادبیات کا بھی عمیق مطالعہ کیا تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ انھیں انگریزی کی تحریر و تحریر پر قدرت حاصل نہیں تھی۔ لیکن وہ اس کے الفاظ و تراکیب کی معنویت اور ان کے برمحل استعمال سے اچھی طرح واقف تھے۔ وہ انگریزی طرزِ فصاحت کے بھی رمز شناس تھے۔ مغربی ادبیات کے مطالعے سے اگر اور کچھ نہیں تو کم از کم انھیں ان سوالات کا جواب ضرور مل گیا کہ مقصدیت میں وسعتِ نظر کو کس حد تک شامل کر لینا چاہیئے اور اندازِ کلام میں شگفتگی اور برجستگی کس عنوان سے مدغم کی جا سکتی ہے۔ یہی نہیں عرب ممالک سے شائع ہونے والے اخبارات اور جرائد بھی ان کے زیرِ مطالعہ رہتے تھے۔ یہ اخبارات و جرائد مغربی صحافت سے کسب نور کیا کرتے تھے، مولانا کے اسلوب میں شکوہ الفاظ و تراکیب کے باوجود جو شگفتگی آئی ہے، وہ اگر ایک طرف قرآن و حدیث کے اسالیب کی دین ہے، تو دوسری طرف مغربی لٹریچر اور عربی جرائد کا فیضان بھی۔ مولانا نے کسی کے اسلوب کی تقلید نہیں کی اور اسلوب کی تقلید کون کر ہی سکتا ہے۔ دراصل ان کی ادبی شخصیت کے عہدِ تشکیل میں مندرجہ بالا عناصر نے غیر شعوری طور پر اپنا کردار ادا کیا اور جب مولانا نے الہلال میں لکھنا شروع کیا تو ان کا عہدِ تشکیل ختم ہو چکا تھا۔ اور وہ ایک صاحبِ طرز انشا پرداز بن چکے تھے۔ صرف و نحو اور قواعد کی جزئیات کے تفاوت کو ملحوظ رکھتے ہوئے مولانا آزاد کے ایسے جملوں کی تعداد کم نہیں ہے جن کا اگر انگریزی میں ترجمہ کیا جائے تو وہ انگریزی کے کسی صاحبِ طرز کے رشحاتِ قلم معلوم ہوں گے۔

افادہ و استفادہ کی راہیں بڑی عجیب ہوتی ہیں۔ ہر فرد کا طرزِ افادہ الگ ہوتا ہے اسی طرح ہر فرد کا اندازِ استفادہ بھی منفرد ہوتا ہے۔ غالب کے خطوط کے باب میں یہ جو مراسلے کو مکالمے بنا دینے کی بات کہی جاتی ہے تو یہ صرف ان کے اردو خطوط تک محدود نہیں ہے۔ اردو میں مکتوب نگاری کے آغاز سے بہت پہلے انھوں نے اپنی فارسی خطوط میں علانیہ اپنی اس خصوصیت کا اظہار کیا ہے ـــــ اور فارسی کے یہ خطوط اس وقت لکھے گئے تھے جب مغربیت کے مطالعے و مشاہدے کا انھیں موقع مل چکا تھا۔ میں نے ایک بار غالب پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا تھا کہ یہ جو غالب کی شخصیت اور ان کے فکر و فن میں ایک نیا پن ملتا ہے، ممکن ہے وہ مغرب کے زیرِ اثر توجہ کی دین ہو۔ اسی طرح مولانا آزاد کے ٹھوس مشرقی اسلوب میں مغربیت کے زیرِ اثر توجہ کا وجود خارج از امکان نہیں۔

کسی کے اسلوبِ نگارش میں ارتقار کا انکار ممکن نہیں لیکن ارتقار کی مختلف شکلیں ہمارے سامنے ہیں۔ کبھی ارتقار خوب سے خوب تر کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ کبھی ارتقار منہاج و مبادی کی صورت ہی بدل دیتا ہے اور کبھی کبھی تو یہ ارتقار ترقیٔ معکوس کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں اور شاید سچ کہتے ہیں کہ غبارِ خاطر میں مولانا آزاد کا اسلوب اپنے نقطۂ عروج کو پہنچ گیا ہے۔ یعنی ان کا ارتقار خوب سے خوب تر کی منزل کا حلقہ بگوش ہو گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ جس طرح امتدادِ زمانہ کے باوصف مولانا کے فکری موقف میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی، اسی طرح ان کے اسلوب کے بنیادیات الہلال سے غبارِ خاطر تک کسی تغیر سے دوچار نہیں ہوئے۔ جو کچھ تبدیلی ہے وہ موضوع کی تبدیلی کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ غبارِ خاطر خطوط کا مجموعہ ہو یا انشائیوں کا، بہرحال اس کے مباحث مولانا کی دوسری مطبوعات کے مباحث سے میل نہیں کھاتے۔ یہ تو ادبیات کا مسلمہ اصول ہے کہ مباحث و موضوعات کا تفاوت کبھی اسالیب پر حاوی ہو جاتا ہے اور کبھی اسالیب مباحث و موضوعات

کو زیر کر دیتے ہیں۔ مولانا کے یہاں یہ دونوں نکات کارفرما ہیں مگر یہ فعال اور سرگرم نہیں۔ تبدیلی کے قرائن ملتے ہیں، تبدیلی بذاتِ خود موجود نہیں۔

مولانا کے اسلوب کو تین موٹے موٹے خانوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ یہی بات اس طرح بھی کہی جا سکتی ہے کہ ان کے اسلوب کی تین شکلیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔ یہ شکلیں منفرد و ممتاز ہوتے ہوئے بھی ایک دوسرے سے کسب نور کرتی رہتی ہیں مگر اس عمل سے جو غازۂ نور تیار ہوتا ہے وہ اتنا لطیف ہوتا ہے کہ اس کی تہہ نہ تو چہرے کے خط و خال کو متاثر کرتی ہیں اور نہ اس کی انفرادیت کو مجہول بناتی ہیں۔

مولانا کا ایک اسلوب تو وہ ہے جو کاروباری رقعات و مکاتیب اور فوری ضرورت کے تحت لکھی جانے والی تحریروں میں ملتا ہے مجموعی طور پر یہ اسلوب مولانا کے تشخص کی نشاندہی نہیں کرتا۔ اگر کہیں ایک آدھ فقرے چونکا دینے والے مل جاتے ہیں تو ان کا شمار مستثنیات میں کرنا چاہیئے۔ ان کا شمار مولانا کے ان اسالیب میں نہیں کرنا چاہیے جو تین خانوں میں سے کسی ایک میں جگہ پاتے ہیں۔

مولانا کا ایک اسلوب تو وہ ہے جو خطیبانہ جلال اور پیمبرانہ شکوہ سے عبارت ہے ہفت افلاک ان کے زیر نگیں رہتے ہیں اور وہ جس مقام کو چاہتے ہیں، اسے اپنا منبر بنا لیتے ہیں۔ کبھی آسمان کی بلندیاں ان کا مسکن نظر آتی ہیں، کبھی تختۂ دار کو وہ بازیچۂ اطفال سمجھتے ہیں، کبھی وہ قطب مینار کی سیڑھیاں طے کرتے جاتے ہیں اور ان کا مخاطب ان کی آواز یا کو بانگِ جرس سمجھ لیتا ہے اور وہ ہمہ تن جوش اور مجسم انقلاب بن جاتا ہے، اس کے شکستہ بال و پر میں توانائی آجاتی ہے۔ مولانا کے خطیبانہ اسلوب میں انانیت کا جو توح ہے وہ زمانے کو ہلا کر رکھ دیتا ہے مگر یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ مولانا کی انانیت۔ تو احساسِ کمتری کی زائیدہ ہے اور نہ دنیا کا مذاق اڑانے کا ایک آلہ انھیں اس کا یقین تھا کہ وہ جو کچھ سوچتے ہیں، وہی سچ ہے اور مصلحتوں نے دوسرے قائدین قوم کو زیرِ دام کر رکھا ہے۔ سچائی کی منزل ان کے سامنے رہتی ہے انھیں ڈر رہتا ہے کہ مبادا یہ منزل نگاہوں سے اوجھل ہو جائے، اس لیے وہ اس منزل کی طرف تنہا چل پڑتے ہیں۔ قوم کی واماندگی مولانا کی گرمیٔ رفتار میں اور بھی شدت پیدا کر دیتی ہے۔ اسی گرمیٔ رفتار کو ان کی انانیت کا ایک اور مظہر سمجھیے۔

اسی خطیبانہ اسلوب کی وجہ سے الہلال کی دعوت کو قبولِ عام ملا اور ۱۹۱۲ء کے بعد مسلم قیادت میں تبدیلی کے جو آثار نمایاں ہوئے، وہ بلاشبہ الہلال کی دین ہے۔ یوں تو موجودہ صدی کی ابتدا سے ہی مسلمان دانشوروں کا ایک بڑا طبقہ اپنے لائحہ عمل پر نظرِ ثانی کے لیے پر تول رہا تھا۔ مگر اسے نہ تو کوئی تحریک میسر تھی اور نہ اسے کوئی ایسا قائد ملا تھا جو کانٹوں میں الجھ کر زندگی کرنے کا سلیقہ سکھاتا۔ حکمراں طبقے نے دانشوروں کی اس اضطراری کیفیت کو محسوس کر لیا تھا اور انھوں نے پرانے قائدوں کی مدد سے تقسیم بنگال اور پھر اس کی تنسیخ کا ڈراما رچایا لیکن اس ڈرامے کا ردِ عمل مزید اضطرار و انتشار کا باعث ثابت ہوا۔ مولانا آزاد اس وقت بہت کم عمر تھے لیکن ان کی نگاہ سے مرض کی تشخیص میں چوک نہیں ہوئی۔ انھوں نے الہلال نکالا جو کسی تبلیغ یا جبر کے بغیر عوام کا ترجمان بن گیا۔

خطیبانہ اسلوب اکثر شعلۂ مستعجل ثابت ہوتا ہے، یہ اسلوب وقتی اور ہنگامی جذبات کا پروردہ ہوتا ہے اس لیے وقت کے کروٹ بدلتے ہی اس کی گرفت ختم ہو جاتی ہے لیکن اگر جذبات افکار کے سانچے میں ڈھل کر ظاہر ہوتے ہیں تو اس کی گرمی ہمیشہ باقی رہتی ہے۔ مولانا کا خطیبانہ اسلوب جذبات سے زیادہ افکار کا رہینِ منت ہے اسی لیے آج بھی اس کا مطالعہ ہمارے سوز دروں کی آئینہ داری کرتا نظر آتا ہے۔

مولانا کے دوسرے اسلوب کو ہم فلسفیانہ یا عالمانہ اسلوب کے نام سے یاد کر سکتے ہیں۔ ترجمان القرآن، تذکرہ اور الہلال کے باب التفسیر وغیرہ اس اسلوب کے مختلف مظاہر ہیں۔ کلامِ پاک اور احادیث سے استدلال کرتے ہوئے الفاظ کے انتخاب اور جملوں کی ساخت میں بے حد محتاط رہنا پڑتا ہے۔ دینی اور علمی مسائل میں دین اور علم کا سیاق و سباق نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اسماء الرجال، علم الکلام اور دین سے متعلق بعض اور علوم کی مصطلحات ہمیں بڑی تعداد میں ورثے میں ملی ہیں، ان مصطلحات سے انحراف نہیں کیا جا سکتا۔ پھر مولانا قدیم اور جدید کے مابین تطبیق بھی کرتے جاتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وضع اصطلاحات کی بعض نئی منزلوں سے بھی انھیں گزرنا پڑتا ہے اور اس طرح ان کا اسلوب عام نگاہوں میں ثقیل اور ماورائے فہم بن جاتا ہے مگر مولانا کو تفسیر اور دوسرے علوم میں کہیں نہ کہیں اتنی چھوٹ مل جاتی ہے کہ وہ جس سطح سے بھی چاہیں بات کریں، ان پر علم اور دین کی احتیاطوں سے انحراف کا الزام عائد نہیں ہو سکتا۔ مولانا اس چھوٹ سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہیں اور ان کا جو بنیادی اسلوب ہے اس میں گفتگو کرنے لگتے ہیں۔ الہلال، تذکرہ اور ترجمان القرآن میں بہت سے علمی اور دینی مباحث ایسے ہیں جہاں مولانا کو اپنے فطری اور بنیادی اسلوب کے مظاہرے کا موقع مل گیا ہے۔

مولانا کا تیسرا اسلوب وہ ہے جسے میں ان کا بنیادی اسلوب سمجھتا ہوں۔ اس بنیادی اسلوب کا دوسرا نام "غبارِ خاطر" ہے۔ غبارِ خاطر کی اہمیت اس لیے نہیں ہے کہ اس میں مکاتیب کو ایک نئے قالب میں ڈھالا گیا ہے یا یہ کہ اس کے ذریعہ جدید مگر فکر انگیز مباحث کو منظرِ عام پر لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس میں مولانا کی کچھ سوانحی جھلکیاں ہیں، ان کے بعض معمولات کا ذکر ہے، بعض علمی مباحث پر سرسری تبصرے ہیں یا پھر کہیں کہیں اس میں ایسی راہوں کی نشاندہی کی گئی ہے جو ہمیں مولانا کے دل تک پہونچا دیتی ہیں۔ اور جن چیزوں کو وہ پردۂ خفا میں رکھنے کے عادی ہو گئے ہیں، اگر ہم انھیں چھو اور کرید نہیں سکتے تو کم از کم دیکھ تو سکتے ہی ہیں۔ شوق نے جذبِ نقابِ حسن تو وا کر دیئے ہیں، اب اس کا پتا کون لگائے کہ خود نگاہ حائلِ نظارہ ہے یا نہیں!

مولانا کی شخصیت میں فکر بھی ہے اور جذباتیت بھی، لیکن جب یہ دونوں عناصر ان کے بنیادی اسلوب میں ڈھلتے ہیں تو فکر نہ تو الفاظ کے طلسم میں الجھ کر رہ جاتی ہے اور نہ جذباتیت ہیجان اور تشنج کا شکار ہوتی ہے انفعالیت سے بھی مولانا نے رشتہ نہیں جوڑا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کی فعالیت صاعقہ بردوش ہے۔ وہ زیرِ لب تبسم کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں اور اپنی فکر کو آہستہ خرامی سکھا دیتے ہیں سمندروں کے سکوت سے بھی ترنم پیدا ہوتا ہے۔ ان کا بنیادی اسلوب اسی ترنم کا حامل ہے۔ ان کے میکدۂ فکر میں اگر کوئی قطرۂ تلخ بھی ہے تو وہ اسے بھی شیشۂ غزل میں ڈھال کر متغزلانہ کیفیت سے آشنا کر دیتے ہیں۔

انانیتی اسلوب میں مولانا اپنے سامع یا قاری سے اتنے دور چلے جاتے ہیں کہ اس کے سامعہ تک ان کی آواز یا تو صدائے بازگشت کی صورت میں پہونچتی ہے یا بانگِ رحیل کی شکل میں

فلسفیانہ اسلوب میں مولانا آزاد اپنے قاری سے رشتہ استوار رکھنا چاہتے ہیں، جب وہ ایک دلیل سے ہموار نہیں ہوتا تو اس کے سامنے دوسری دلیل پیش کر دیتے ہیں۔ وہ اگر راہِ فرار اختیار کرنا چاہتا ہے تو دلائل کا انبار لگا دیتے ہیں اور اسے مجبور کرتے ہیں کہ وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں، اس کو صحیح سمجھے۔

بنیادی اسلوب میں ان کا قاری ان کا ہمدم و ہمراز نظر آتا ہے وہ دوئی کی حدیں توڑ دیتے ہیں اور اسے زیادہ سے زیادہ اپنے قریب لے آتے ہیں۔ عالمانہ وقار کے ساتھ وہ بے تکلفی کی ہر منزل سے گذرتے ہیں کبھی سرگوشیاں کرتے ہیں، کبھی اپنے داغہائے سینہ پر ماتم کرتے ہیں اور کبھی زمانے کی بوالعجبیوں کا مذاق اڑاتے ہیں ان کا یہ اسلوب غزلیت کا پروردہ ہے اور "سوال آہستہ آہستہ جواب آہستہ آہستہ" کا ترجمان، یہی وہ منزل ہے جہاں وہ خواب کو حقیقت اور حقیقت کو خواب بنا دیتے ہیں۔ ان کے اس اسلوب میں غزلیت اور افسانویت کا متوازن امتزاج ملتا ہے۔ مولانا کا بنیادی اسلوب یہی ہے اور غبارِ خاطر اسی اسلوب کی ترجمانی کرتی ہے ـــــ اور میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ مولانا آزاد کا جو اسلوب غبارِ خاطر پر ختم ہوا، الہلال میں اس کی شاندار ابتدا ہو چکی تھی، فرق صرف اتنا ہے کہ یہ اسلوب پوری غبارِ خاطر کو محیط ہے اور الہلال میں اس کے منتشر اجزا ملتے ہیں۔ مولانا کو مقتضائے حال کے مطابق اگر دوسرے اسالیب کی ضرورت نہ پیش آتی تو وہ غبارِ خاطر کے اسلوب میں سارا الہلال نکال سکتے تھے۔ ایک بار الہلال میں انھوں نے لکھا تھا:

"کچھ عرصہ ہوئے عالم ادب و شعر کے ہم خود بھی رہ نورد تھے اور الہلال کی اشاعت کے وقت ارادہ تھا کہ خالص ادبی و شعری افکار و مقالات کا بھی اس میں خاص حصہ ہوگا۔ لیکن آگے چل کر معلوم ہوا کہ یہاں ایک کے ہو رہنے کے سوا چارہ نہیں، اور بالآخر عالمِ حدثاتِ حس و عشق سے الگ ہو کر صرف اصلاح و مذہب ہی پر قناعت کر لینی بڑی شاید ہم اب بھی اس کام کو کر سکتے ہیں مگر نہیں کرتے

رمد ہر اندیشہ را طاعتِ حق گراں شود لیک صنم یکدہ در ماصیہ مشترک خواست" (الہلال جلد ۲ شمارہ ۱۳)

مولانا آزاد کے مندرجۂ بالا عبارت میں اپنے جس شغف اور جس صلاحیت کی نشاندہی کی ہے، اس پر کبھی زوال نہیں آیا اور اس کے دلکش نقوش ان کی تحریروں میں کہیں نہ کہیں نمایاں ہو جاتے ہیں غبارِ خاطر انھیں نقوش کا مجموعہ ہے۔ مثالوں کے ذریعہ اس اجمال کی تفصیل گستری اس مختصر مقالے میں مناسب نہیں معلوم ہوتی لیکن ثبوت میں چند اقتباسات نقل کر دینا بھی نامناسب نہیں ہے الہلال کی مختلف اشاعتوں کے بعض اقتباسات ملاحظہ کیجیے۔

"توفیق اندازۂ ہمت ہے ازل سے

قسام ازل نے ہر شخص کو اس کی ہمت اور صلاحیت کے مطابق اس کا حصہ دے دیا ہے کوئی سایۂ طوبیٰ میں بیٹھ کر خوش ہوتا ہے اور کوئی قامت یار کی حسرت میں

تو وطوبیٰ و ما و قامت یار

خوشی کے دن ہمیں نصیب نہیں کہ یاد رکھیں تو اپنے ایامِ غم کو تو ہمیں بھول سکتے؟ اوروں کو اگر فصلِ بہار مل ہے تو سارک ہو، ہم خزاں کی یادگار سایا کریں گے

لوحۂ غم ہی سہی، لعنۂ شادی نہ سہی

اگر دن پھرنے والے ہیں تو عجب نہیں کہ لوحۂ غم سے لعنۂ طرب کی لے پیدا ہو جائے بہارِ خزاں کے بعد ہی آتی ہے اور خشک درختوں کو ہم نے سرسبز ہوتے دیکھا ہے"

(الہلال جلد ۱ شمارہ ۷)

"اپنی حالت کیا عرض کروں۔ وہی پرانا ہجر اور حسرت ہے اور وہی پرانی بھولوں کی تلاش

متالِ مالے دریا وصالِ مستسقی ست دہد ستوق ولے رخصت نظرہ نہ دہند

یہ دائم المرضی نہیں ہے بلکہ قدرت کی طرف سے تاریائے تنبیہ و عبرت ہے مگر افسوس کہ دل کی علت تپکی اس سے بھی زیادہ سخت جانکوں کو ڈھونڈتی ہے

خدا کا شکر ہے کہ اس کی رحمت کی طرح رو در میرے سروں پر یکساں ہے اور اس کے دل فریب چاند کی ٹھنڈی روشنی کبھی کسی سے محل نہیں کرتی۔ اس کا ابر رحمت جب برسا ہے تو سبھی محل والیاں کی طرح میرے صحن خانہ کے پرنالے بھی بہے ہیں پھر اس کے سوا جو کچھ ہے، اسے خود ابی محرومی اور بے عملی کیوں نہ کہوں" (الہلال جلد ۱ شمارہ ۳)

"اس ایک ہی آسمان کے نیچے ایک ہی وقت میں کیسے کیسے مختلف اور متضاد نمائشے ہوتے ہیں، اگر ہماری طرح آسمان بھی دیکھتا ہوگا تو اس کے سامنے کیسے عجیب اور مدہش منظر ہوں گے ایک گوشے میں نشاط و شادمانی کا ہنگامہ بپا ہے، دوسری طرف حسرت و نامرادی کے ماتم سے دنیا کو فرصت نہیں بہت ممکن ہے کہ جس وقت دنیا کے ایک حصے میں پھولوں کی سیج پر جوان دلہنیں کے لذت یاب کر دیئے مل رہے ہوں، عین اسی وقت کسی دوسرے حصے میں گرم ہوا و تیز کا موں پر جوں جگاں لاشیں تڑپ تڑپ کر ٹھنڈی ہو رہی ہوں!

لیکن لذت و عیش کے پرستاروں کو قتیلانِ حسرت و یاس کا احساس کب سے کی مہلت کہاں، اگر غم کے ماتم کدوں میں آگ لگ گئی ہے تو عیش کے عشرت کدوں میں گلاب کا چھڑکاؤ کیوں روک دیا جائے؟ دنیا کے کارخانے ہمیشہ علت کی کل سے چلے ہیں اور چلتے رہیں گے۔

رخارخار محنت دل تر اجہ حسرت کہ گل بچید گجد قبائے تنگ ترا" (الہلال، جلد ۱ شمارہ ۷)

"عالم حدثات و حیات کے صدہا مطالب ہیں جنھیں ہزارہا صفحوں پر پھیلا کر لکھیے تب بھی سمٹ نہیں سکتے۔ لیکن اگر ایک سیماگو یا، ایک جیتم سخنور، ایک نکتہ ناطق، ایک عمرۂ معنی طراز ایک حالِ فکر اندیش، سامنے آجائے تو ان کے درس و فہم کے لیے ایک لحۂ نظارہ ہی کافی ہوتا ہے بلکہ اس سے بھی کم

یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کی ہر صاحبِ حال ورا تصدیق کرے گا

ارسطو اگر شرم و حیا کے واردات و تاثرات کا فلسفہ مرتب کرتا اور دس ضخیم جلدیں لکھ جاتا، تب بھی آپ کچھ نہ سمجھتے لیکن کسی کے چہرۂ محجوب پر نگاہیں کا ایک نظارہ آپ کو سب کچھ سمجھا دیتا ہے اور حقائقِ حس و عشق کے وہ وہ اسرار و غوامض خود بخود حل ہو جاتے ہیں جو دنیا بھر کے حکیموں اور فلسفیوں کی رائیں مل کر بھی حل نہیں کر سکتی تھیں!

آپ کے ردیف علم الترق کا سب سے بڑا ماہر وہ ہے جس نے کسی وسیع علمی عمارت کے اندر بڑی بڑی کانیں اور بڑے بڑے آلات دیکھے ہوں۔ لیکن میری نظر میں اس کی حقیقت اس حریص بچے سے بڑھ کر کوئی نہیں جانتا ہے کسی حال آتشیں کی ناگہانی علوہ نمائی کے نظارہ کا بار بار موقع ملا ہے، اور ہمیشہ اس کے خرمن صبر و شکیب پر بجلیاں گرتی رہی ہیں

ہ دام تا بدرق حوصلہ خواہد ریخت ہ ہوشم قصور کردہ ام گمستی سد نقاش را " (الہلال جلد ۵ شمارہ ۱۳)

" میں نے بہت چاہا کہ ایسے رقعوں کو چھپا دوں لیکن ہ چھپا سکا ایک مدت کے سکوں اندمال کے بعد آج پھر ایک لمحۂ اضطراب و کاوش میسر آگیا ہے میرے دل کی بے حوصلگیوں نے مجھے مسترسل قطعاً برہنہ و بالا کر دیا، اور میرے رحم ہائے کہنہ کے ٹانکے سے اعتیار کھل گئے" اب ان کی جراحتیں نہیں رک سکتی

آمادہ گشتہ ام دگر امشب نظارہ را بیوند کردہ ام جگر پارہ پارہ را

آج میں پھر اپنی وہی متاع کہنہ لے کر بازارِ مقصود میں نکلا ہوں جو ہمیشہ سے میرے کاروبار آہ و بکا، راس المال رہی ہے، اور جس کے سوا میرے جیب و آستین حسرت میں اور کچھ نہیں ہے میرے پاس ایک زخمی دل کے چند ٹکڑے ہیں جن سے حسن تماشا کے قطرے ٹپک رہے ہیں میں خریداروں کا متلاشی ہوں۔ کوئی ہے جو ان پارہ ہائے جگر کا طلبگار ہو!

روئے بازار مرا امروز عزلی باسمت داس ترمیرو تم دیدۂ تری حسرم ا " (الہلال جلد ۵، شمارہ ۱۶-۱۷)

" بازار ہر بیع کہ عالم رکوئے دوست باکام رفت و عاطر امیدوار بود

بالآخر وہ ڈیوٹیشن جس کا تذکرہ بعض اخبارات میں شروع ہو گیا تھا، ۲۵ مارچ کی سہ پہر کو ہز ایکسلینسی لارڈ ہارڈنگ کے سامنے پیش ہوا

توں کی دید کو جاتا ہوں دیر میں قائم مجھے کچھ اور ارادہ نہیں عدا کرے

ایک مفصل ایڈریس کے ذریعہ مسلمانوں کی اس لیسدی اور وفاداری کے میثاق قدیم کی زبان معترف اور سراطاعت کے ساتھ تجدید کی گئی

یقیں عشق کن وار سر گماں ترسیر ا

ایڈریس میں اس کے سوا اور کچھ نہ تھا اور ہو بھی نہیں جا سکتا تھا

حرسجدہ متاعے دگر ار کس نہ یدیرفت حاکے کہ بعشق قدم او ترے داشت ا

ایک واقعی بات کے دہرا دینے میں جہاں ہرج نہیں اور اربار محنت جاتے ہیں کہ کسی کے لب حال محسن سے اگر ایک بار بھی جواب مہر ملنے کی امید ہو تو مودائیانِ عشق کو ہزار مرتبہ پکارنے سے بھی انکار نہیں ہوتا

گو وہ سنتے نہیں پر ہم تو کسی حیلے سے ایک دو بات محبت کی سنا آتے ہیں

سوالِ نظر کے جواب میں متعدد مرتبہ نگاہِ مہر کا نظارہ حاصل ہو جائے عشق کا امر وحتہ اور امیدوں کا جوانہ ہے

یاں نظر لے رہا ہے ہ واں ماہِ دل فریب سنکر کہ رہا گلہ ہے سند تک ا

تاہم موقع پر کوئی دل پسند شعر یاد آجائے تو صیانت ذوق سے بار نہیں رہ سکتا مولانا فیض الحسن مرحوم عربی کے ادیب تھے، اردو کے شاعر نہ تھے تاہم کبھی کبھی اچھے شعر بھی کہہ جاتے تھے ایک ان کا بڑا معاملہ شعر نہیں بھولتا

پہلے ہی ایسی کون سی تھی قدر و منزلت برسف کی ستوں نے ڈبو دی رہی سہی ا

ڈیوٹیشن کی طویل فہرست ہم نے کسی دوسری جگہ انگریزی معاصر دہلی سے نقل کر دی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت وسیع مجمع تھا۔ اور تقریباً ہر صوبے اور ہر طبقے کے اشخاص شامل تھے اگرچہ

سرو ستہ در رکاب ارنی گوئے طور بود!

خاص اعتبار کی بات یہ ہے کہ اس عظیم مجموعہ میں ہر طرح کی خوشوئیں شامل تھیں۔ یہاں کہن سال بھی تھے اور جوانانِ عہد بھی حرۂ زہد بھی تھا اور قبائے رندی بھی سرہائے سجود بینہ بھی تھے اور تگ ہائے عشوہ طراز بھی پہلے کے لیے عدد کی ضرورت نہیں، دوسرے سے اگر سوال و جواب کی ضرورت ہو تو معتمد آزردہ مرحوم کی زبانی جواب پہلے سے سن لیجیے

میں اور برم مادہ کشی، لے گئیں مجھے یکم نگاہیاں تری برہم سراب میں " (الہلال جلد ۴ شمارہ ۱۲)

" گو وقت گذر چکا ہے مگر اصل یہ ہے کہ عیش و نشاط کی صحبتوں کے لیے وقت کی قید ہوتی ہے، ماتم و فغاں کا کوئی وقت خاص معین نہیں جس قدرت کی بخشش حیات میں سے اسے لیے بھی ایک جیرہ باقی رہ گئی ہے تو خاص وقتوں کی کیا قید، جب مہلت ملے، بہتر ہے کہ اس میں مشغول ہو جائیں۔ بلکہ علاے دالوں کی غفلت سے اگر آگ لگنے لگے تو دوام سے ہوا دے کر اور روشن کر دیں

دلا یہ دردِ الم بھی تو معتنم ہے، کہ آہ حسرت ہ نالۂ سحری ہے ہ آہِ نیم شبی ہے ا (الہلال جلد ۳، شمارہ ۱، ۱۱)

مندرجۂ بالا اقتباسات صرف اس حقیقت کے اظہار کے لیے نقل کیے گئے ہیں کہ مولانا آزاد کا جو بنیادی اسلوب ان کی پہچان بن گیا ہے، اس کا بھرپور مظاہرہ الہلال میں ہو چکا تھا۔ الہلال کو مولانا ابوالکلام آزاد کے ان "آثار" میں شمار کرنا چاہیے جو مختلف شعبۂ ہاے حیات کے لیے ہر دور میں مشعل راہ ثابت ہوں گے!

اہم معروضات

● الہلال کے عکس کی اشاعت سات جلدوں میں کی جارہی ہے جن کی تفصیل یہ ہے :

جلد اوّل	۱۳ جولائی ۱۹۱۲ء	تا	۲۵ دسمبر ۱۹۱۲ء	۲۳ شمارے
جلد دوم	۸ جنوری ۱۹۱۳ء	تا	۲۵ جون ۱۹۱۳ء	۲۴ شمارے
جلد سوم	۲ جولائی ۱۹۱۳ء	تا	۲۴ دسمبر ۱۹۱۳ء	۲۵ شمارے
جلد چہارم	۷ جنوری ۱۹۱۴ء	تا	۲۴ جون ۱۹۱۴ء	۲۱ شمارے
جلد پنجم	یکم جولائی ۱۹۱۴ء	تا	۱۸ نومبر ۱۹۱۴ء	۱۸ شمارے
جلد ششم	(البلاغ) ۱۲ نومبر ۱۹۱۵ء	تا	۳۱ مارچ ۱۹۱۶ء	۱۱ شمارے
جلد ہفتم	۱ جون ۱۹۲۰ء	تا	۹ دسمبر ۱۹۲۷ء	۲۴ شمارے

شماروں کی مجموعی تعداد ۱۴۶

● البلاغ کو تسلسل قائم رکھنے کے لیے الہلال میں شامل کرلیا گیا ہے اور اکادمی نے اس کا ذکر جلد ششم کی حیثیت سے کیا ہے۔

● الہلال کی سات جلدوں کو تین مجلدات میں پیش کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے تاکہ ان کی مجموعی قیمت کچھ کم ہوجائے۔ مجلدات کی تفصیل یہ ہے

جلد اوّل اور جلد دوم ——— ایک ساتھ مجلد ہیں

جلد سوم اور جلد چہارم ——— ایک ساتھ مجلد ہیں

جلد پنجم، جلد ششم اور جلد ہفتم ——— ایک ساتھ مجلد ہیں

● الہلال کا متن لائن نگیٹو سے طبع ہوا ہے: تصویریں ہاف ٹون نگیٹو سے چھپی ہیں۔

● کوشش کی گئی ہے کہ الہلال میں شائع شدہ سارے اشتہارات کا عکس بھی شائع ہوجائے۔

● متن میں (اور صفحات کے تسلسل میں بھی) کئی جگہ غلطیاں نظر آئیں لیکن ان کی تصحیح صرف اس لیے نہیں کی گئی کہ 'نقل مطابق اصل' کے اصول سے انحراف نہیں کرنا چاہتے۔

● بعض جلدوں کی فہرست الہلال میں شائع ہوئی تھی۔ اسے متعلقہ جلدوں کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے جن جلدوں کی فہرست الہلال نے شائع نہیں کی تھی، اسے اکادمی نے مرتب کرکے متعلقہ جلدوں میں شامل کردیا ہے۔

● یوں تو الہلال میں صفحہ نمبر کی صراحت ہوتی تھی لیکن اشتہارات صفحہ نمبر سے عاری ہوتے تھے۔ آسانی کے لیے اکادمی اڈیشن کے صفحہ نمبر کا بھی اندراج کردیا گیا ہے جو اشتہارات اور تصاویر کو بھی محیط ہے اکادمی اڈیشن کا صفحہ نمبر نیچے نستعلیق میں لکھا گیا ہے۔

● الہلال کی فروخت سے اکادمی اپنی آمدنی میں کوئی اضافہ نہیں کرنا چاہتی اس لیے یہ لاگت سے کم قیمت پر فراہم کیا جارہا ہے۔

جلد اوّل

الہلال

۱۳ر جولائی تا ۲۵ر دسمبر ۱۹۱۲

ابوالکلام آزاد

اترپردیش اردو اکادمی
لکھنؤ

جلد اول

اسلام

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول محمد خصوصی
اسلام کنٹرولر کلام الدھلوی

و جاهدوا في الله حق جهاده هو اجتباكم و ما جعل عليكم في الدين من حرج ملة ابيكم ابراهيم هو سماكم المسلمين من قبل و في هذا ليكون الرسول شهيدا عليكم و تكونوا شهداء على الناس فاقيموا الصلوة و اتوا الزكوة و اعتصموا بالله هو مولاكم فنعم المولى و نعم النصير! (۲۲ : ۷۸)

اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جو حق جہاد کرنے کا ہے - اس نے تم کو تمام دنیا کی قوموں میں سے برگزیدگی اور امتیاز کیلئے چن لیا - پھر جو دین تم کو دیا گیا ہے وہ ایک ایسی شریعت فطری ہے جسمیں تمہارے لیے کوئی دقت نہیں - یہی ملت تمہارے مورث اعلیٰ ابراہیم خلیل کی ہے اور اس نے تمہارا نام "مسلمان" رکھا ہے گذشتہ زمانوں میں بھی اور اب بھی - تاکہ رسول تمہارے لیے اور تم تمام عالم کی ہدایت اور نجات کے لیے شاہد ہو - پس اللہ کی رشتے کو مضبوط پکڑو مال اور مال دونوں کو اسکی عبادت میں لگاؤ وہی تمہارا ایک آقا اور مالک ہے اور پھر کیسا اچھا مالک و حاکم ہو اسکا کیا اچھا مالک ہے اور کیسا اچھا مددگار!

قیمت فی جلد مجلد آٹھ روپیہ

جلد اول

الهلال

فہرست مضامین نثر

بترتیب حروف تہجی

	صفحہ نمبر
(الف)	
اعتدار	۱ ۳
الشیخ الشریف احمد السنوسی	۱ ۱۶
ایک عربی قیدی کی سرگذشت	۱ ۹
الدیل قاہرہ کا تار تعازی کے معرکہ کی نسبت	۲ ۱۱
الہلال کی قیمت	۲ ۱۶
ایک کردی والتدر کی میداں جہاد سے واپسی	۳ ۱۴
آلات جنگ	۳ ۱۵
الامر بالمعروف و النہی عن المنکر (۱)	۵ ۴
" " (۲)	۶ ۴
" " (۳)	۷ ۸
النطل العظیم العاری انور بک (۱)	۳ ۹
" " (۲)	۴ ۱۳
" " (۳)	۵ ۹
" " (۴)	۵ ۱۰
" " (۵)	۷ ۱۳
ایڈیٹر کامریڈ کی پہلی چٹھی	۹ ۹
ایڈیٹر کامریڈ کی دوسری چٹھی	۱۰ ۱۳
ایڈیٹر کامریڈ کی پہلی چٹھی کا جواب بہ عنوانِ عرض حال	۹ ۱۲
ایڈیٹر کامریڈ کی دوسری چٹھی کا جواب	۱۰ ۲
ابراہیم ثریا بک	۱۰ ۱۴
اصرار و ارطرا	۱۲ ۲
اسلام کی روح حریت	۱۲ ۳
آیۃ من آیات المایہ	۱۲ ۱۱
ایک اور خیال	۱۳ ۲
ابتغاء مرضات اللہ	۱۳ ۲
آزادی رائے (۱)	۱۴ ۸
" (۲)	۱۵ ۸
ایک ضروری نکتہ	۱۵ ۴
السلام و الاصلاح (۱)	۱۸ ۸
" (۲)	۱۹ ۸
" (۳)	۲۰ ۳
ایک چرکسی والنثیر کی مسیر العقول شجاعت	۲۳ ۱۶
اگر جنگ عالمگیر ہو تو کیا ہوگا	۲۴ ۱۰
اسرار حقیقت (۱)	صفحہ خاص ۲
" (۲)	۲۱ ۱۱
ایک پر اسرار طلسم	۲۰ ۱۱

	صفحہ نمبر
انگلستان و اسلام (۱)	۲۲ ۸
" (۲)	۲۲ ۱۱
احیاء دعوت قرانی و مقتضیات حالہ	۲۰ ۱۹
انکشاف مقصد	۲۲ ۱۲
(حضرت شیخ) احمد السنوسی کا مشہور جہاد	۹ ۱۳
(حضرت شیخ) احمد السنوسی کا ورود حروب میں	۱۲ ۱۲
(حضرت شیخ) احمد السنوسی کا ورود	۱۳ ۱۵
ادہم پاشا کمانڈر طرروی	۹ ۱۵
(ب)	
(حرل) برتھہ	۱۳ ۲
بیسویں صدی کی مسیحی تہذیب کا ایک صفحہ	۱۵ ۱۳
بلغاری ترجمان کی بیدلیت	۱۶ ۱۳
بلغاریا کے مطالم	۱۶ ۱۵
بلغاریا کی جنگی تیاریاں	۲۴ ۱۳
بانی فساد کون ہے ؟	۲۴ ۶
(پ)	
پوپا کی آردر کانفرس	۵ ۲
پنجاب کے اسماعیلی ہندو	۸ ۲
پنجاب کے نو مسلم' جو لڑکوں کو ترکہ نہیں دیتے	۱۴ ۱۲
(ت)	
تمہید افتتاحی	۱ ۳
تعمیر نصرہ	۵ ۳
تار عنکبوت	۹ ۲
تمدن حضرہ میں (۱)	۱۰ ۲
" (۲)	۱۱ ۹
تراجم احزاب و تصادم اغراض	۱۲ ۸
تحریر مسئلہ اسلامی پر (۱)	۱۶ ۱۶
" " (۲)	۱۸ ۱۰
تقویم الحروب	۱۹ ۱۳
ترکوں کو ایک شیطانی دھوکا	۲۳ ۱۵
ترکی افسروں کی غداری	۱۴ ۱۰
ترکی کے موجودہ کوائف	۱۳ ۸
ترکی اور بلغاریا کی فوجی طاقت کا مقابلہ	۱۳ ۱۶
(ح)	
حوائر ایجنس	۱۵ ۲
حمل والحاق	۱۵ ۲

	صفحہ	نمبر
جہاد	۵	۱۸
جنگ یورپ و ترکی	۱۳	۲۰
جہود ابلیس لعینہ	۱۵	۲۰
"	۳	۲۱
الجہاد ! الجہاد !	۵	۲۳
(یورپاشی) حاربد نک	۱۱	۱

(چ)

چٹلجا میں ایک شب (۱)		
" " (۲)		

(ح)

الحرب فی الاسلام	۵	۲
حب الدنیا راس کل خطیئۃ	۲	۱۲
حکم تعظیم و تکریم آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم	۱۱	۱۳
حق الحرب یا جہاد	۳	۲۲
خمس میں ایک مقسم عظیم	۱۰	۲
خلیل نک کمانڈر خمس کے خیمے کا پاسبان	۱۳	۸

(د)

دشواری سفر	۱	۲
دس عربوں نے ایک اٹالین مورچے کو درہم برہم کر دیا	۱۴	۴
در ا گست کا معرکہ زوارہ	۱۳	۱۲
دعوت اصلاح مسلمین و اتحاد اسلامی	۱۴	۱۷
" " " (بقیہ نمبر ۱۷)	۹	۲۰
دنیا کی ایک بہترین مگر مظلوم قوم	۱۳	۲۲
ڈیچچ کی تباہی	۱۲	۱۷

(ر)

رجال العرب	۱	۱۵

(ز)

زوارہ کے عثمانی کمپ کے افسر	۱۲	۳
زندہ داروں کا رجاں	۲	۷

(س)

سرداں پھر جرنک پڑا	۱۵	۲
سول سروس کمشنر	۱۱	۶
سر زمین طرابلس کے مصور	۱۴	۸
سکریٹری مسلم لیگ کمیٹی کی خدمت میں پہلی چٹھی	۱۲	۱۸

(ش)

شراب پاسا کا استعفاء	۲۰	۱

(ص)

صبح امید (۱)	۵	۱۱
" (۲)	۵	۱۲
صفحہ من صفحات التاریخ	۱۰	۱۵
صلحنامہ اٹلی و ترکی	۱۵	۱۸

(ط)

طرابلس کا پیغام	۱۳	۱
طرابلس میں اعمالی و ترقی والتنویر	۱۵	۳
طرابلس میں کارتوس اور بارود کا کارخانہ	۱۵	۲
طلباے یونیورسٹی کے پانچ خاص لیکچر	۱۵	۲۳

(ع)

شیخ عبد العزیز شاویش	۳	۱۵
عثمانی طلبہ اور جوش ملت پرستی	۱۱	۱۱
عید الفطر	۵	۹
عید اضحی (۲)	۵	۱۹
" (۳)	۵	۲۰
" (۴)	۵	۲۱
" (۵)	۶	۲۲
عقل سلیم سے التجا (۱)	۴	۲۳
" " (۲)	۱۱	۲۴
(جناب مولوی) عبد الحق صاحب حقی کی مراسلت	۱۰	۸

(ف)

فرہاد نک	۸	۲
فرانس میں ایک اٹالین ہوائی جہاز	۱۴	۱۴
(السیدۃ) فاطمہ بنت عبد اللہ	۱۳	۱۸
فرمان سلطانی	۱۵	۱۸

(ق)

قسطنطنیہ میں ہجوم مشکلات (۱)	۳	۲
" " (۲)	۱۵	۲
" " (۳)	۴	۳
" " (۴)	۷	۳
قوم کے ایک مشہور صاحب ریاست کی مراسلت کے متعلق چند ملاحظات	۱۳	۳
قند مکرر	۱۳	۳
القسطاس المستقیم (۱)	۵	۱۳
" (۲)	۵	۱۴
" (۳)	۵	۱۵
" (۴)	۵	۱۶
القتال او الشرف و الاستقلال	۱۶	۱۰
قسطنطنیہ کی حالت	۶	۲۴

(ک)

(موسیو) اولیوا مالک الدیل کی واپسی	۳	۱۳
کامریڈ کی ممالک اسلامیہ میں مقبولیت	۴	۱۰
کعبہ ارکعبہ	۱	۲۰
کلکتہ میں عید اضحی	۲	۲۰
کامل پاشا کا اپنے دوستوں سے شکوہ	۱۵	۲۲
کانپور کی چٹھی پر چند ملاحظات	۳	۱۴
کانپور سے ایک چٹھی اڈیٹر کے نام	۱۴	۲۴

(گ)

گذشتہ اسلامی دار العلوم و مسئلہ الحاق	۱۱	۱۴
لکھنؤ سے ایک گمنام چٹھی	۱۱	۱۱
لکھنؤ سے ایک دوسری گمنام چٹھی	۱۴	۱۳
لڑائی کی اغلب وجہ	۱	۱

(م)

المدلج الاعظم محمد رشید رضا المصری (۱)	۱	۴
" " (۲)	۲	۵
" " (۳)	۴	۷

	صفحہ	سطر
میدان جنگ سے موسیو ویدال کی چٹھی	۱	۱۴
مسیحی تہذیب و عہد و قرار کی نرمنگی	۲	۳
میدان جنگ میں ایک عشق نامہ قوم	۳	۶
میدان جنگ میں سوسی عربوں کا لباس	۳	۱۵
مسئلہ صلح طرابلس پر اہل عرب کا اعلان	۴	۱۴
محمود شوکت پاشا (۱)	۴	۱۵
" (۲)	۵	۱۳
مسلمانان چین	۵	۱۲
مسئلہ طرابلس پر مراسلس کے سابق وزیر حنگ کے خیالات	۵	۱۵
میجر محمد نوری بک	۶	۱۲
مسلم یونیورسٹی (۱)	۶	۳
مسلم یونیورسٹی اور راجہ صاحب محمود آباد	۶	۱۱
مسلم یونیورسٹی کے خواب کی تعبیر (۲)	۷	۶
مسلم یونیورسٹی کمیٹی	۸	۳
مسئلہ تعلیم و الحاق	۱۳	۱۲
مسلم یونیورسٹی و الحاق	۱۶	۱۳
مصر کی حزب الوطنی کے مصائب (۱)	۴	۱۱
" " (۲)	۹	۲
مصر میں الحزب الوطنی کا هیجان	۷	۱۱
مسلم گرٹ	۱۲	۴
منصور پاشا الطرابلسی	۱۳	۱۴
من انصاری الی اللہ ؟	۱۴	۳
مسئلہ صلح	۱۴	۴
مسئلہ صلح کا افتتاح	۱۵	۲
مسئلہ صلح	۲۴	۶
کیپٹن موبرو کی سرگذشت	۱۴	۱۵
مرقع حیات	۱۹	۶
معرکہ قرق کلیسا کی تفصیل	۱۹	۱۱
موجودہ جنگ کے متعلق اہم معلومات	۲۱	۱۳
موجودہ جنگ اور عثمانی مشکلات	۲۱	۱۴
غازی مختار پاشا کا بیان	۲۱	۱۵
مطالم للعاریا	۲۴	۱۳

(ن)

النیل قاہرہ کے نام نامہ اور ندعاری میں معرکہ	۱۱	۲
مولانا نذیر احمد صاحب مرحوم و نرسیتان علیگڈھ کالج	۷	۴
نظرے خوش گذرے	۶	۵
نشئہ سام کی نصف شب (۱)	۷	۳
" " (۲)	۸	۶
نئی جنگ کی پہلی منزل	۱۵	۱۶
النداء العظیم (۱)	۱۸	۲
" (۲)	۱۹	۶

(و)

واقعہ حبس کی سرکاری تحقیقات	۱۲	۳
وزارت کا اظہار اعتماد	۱۵	۲
وزارت کا استعفا	۱۵	۲
وفاداری کا وعظ	۵	۳
ورثہ امامت کی حدید تقسیم	۱۳	۲
عالی جناب نواب وقار الملک قبلہ	۲۲	۱

(ہ)

ہلال احمر کی واپسی	۱۳	۲
ہندوستان کے معاہدین طرابلس میں	۱۳	۱۵
ہندوستان میں پین اسلامزم	۱۴	۱۱
الہلال کی قیمت	۱۶	۲
الہلال کی پولیٹکل تعلیم	۸	۶
الہلال کے مقاصد پولیٹکل تعلیم کی نسبت ایک خط اور اسکا جواب	۹	۴۰
الہلال کی توسیع اشاعت کے متعلق ایک لطیف تجویز کی مراسلت	۸	۱۲
الہلال کے اصلی مخاطب	۱۳	۴
الہلال کی پہلی ششماہی جلد کا اختتام	۲۳	۵
ہلال و صلیب	۲۰	۱۵
ہمارے قومی صلاحکار	۱۲	۱۲

(ی)

یا قومنا اجیبوا داعی اللہ !!	۱۶	۲
یا للاسف و یا للعار !!	۲۲	۲
یونانیوں کی سرمروسی	۲۴	۶

حصۂ نظم

ترکستان زندہ	۲۱	۹
حرز جان	۲۳	۳
خطاب بہ رؤسائے انڈونیشیا مسلم اتحاد کی نسبت	۲۲	۹
شہر آشوب اسلام	۱۲	۱۹
فعال مسلم	۱۶	۲۳
مسلم لیگ	۱۳	۱۵
مسئلہ الحاق	۹	۲۰
یونیورسٹی	۱۲	۱۸
یونیورسٹی و الحاق	۱۳	۱۹

فہرست تصاویر

	صفحہ	سطر
ایک عثمانی پیادہ توپ اتالین کیمپ میں	۹	۳
حازم احمد خیری بک	۹	۴
غازی انور بے	صفحہ خاص	۷
غازی انور بے مع حملہ ورد	صفحہ خاص	۱۲
غازی انور پاشا عربی لباس میں	صفحہ خاص	۲۲
اتالین درندوں کا عمل	۱۶	۹
ادھم پاشا کمانڈر طبروق	۱۵	۹
اتالین ہوائی جہاز بمباری میں	۱۵	۱۰
ابراہیم کریا بک	۱۴	۱۰
احمد حلمی بک	۱۱	۱۱
اٹلی کی بندرگاہ پر گولہ باری	۱۲	۱۲
[illegible] ساله عثمانی مجاهد شهید	۱۳	۱۴
[illegible] کا طمی رند	۳	۲۳
[illegible] دشمن دوے سے رحمی کیا گیا	۴	۲۴
[illegible] پر گولہ باری	۲	۱۲
[illegible] کے عثمانی کیمپ کا شفاخانہ	۲	۱۱
[illegible] کے معرکے کا ایک منظر	۷	۱۳
بمباری کے حدید مورچے	۱۵	۱۶
بلغاریا کی پانچ عورتیں	۲۴	۴
توفیق پاشا سابق سفیر لندن	۳	۴
ترکستان کا امیر المعسکرین	۵	۸
ترکی بحری فوج کے چٹلجا میں جنگی کلرک	۲۴	۳
تیور پاشا حاوید بک	۱	۱۰
السید جمال الدین الافغانی	۳	۳
جہاز مدینہ میں شہنشاہ انگلستان اور ترکی وفد	۵	۳
جامع فیلی پولی کے زخمی مجروح و مقبور	۲۲	۵
جامع طرابلس پر علم صلیب	۲۲	۵
چند ترک زخمیوں کا ہمراہ اور تند حواس یونانی	صفحہ خاص	۲۰
خلیل بک کمانڈر حمص	۸	۱۳
خلیل بک سابق صدر مجلس مبعوثان	۱۳	۱۴
رباط کا کمانڈر موسی بک	۵	۸
رباط کا عثمانی کیمپ	۴	۶
شیخ سلمان فاروقی مع جماعت مجاهدین	۱	۱۴
شیخ سلمان فاروقی بمبئی کے معرکہ میں	۲	۱۲
شیخ سنوسی کا مقدس علم جہاد	۲	۹
ساحل بیروت پر گولہ باری	۴	۱۰
سرویا کے ترکی دشمن اور مورچے	۱۹	۱۰
شہدائے عجم	صفحہ خاص	۱۳
شتلجا میں ایک عثمانی مشین گن	۴	۲۳
طرابلس میں اتالین تہذیب کا ایک خونی منظر	۱۵	۵
طبروق کا حملہ	۱۳	۵
طرابلس کے جلا وطن اتالین جہاز میں	۱۲	۵
طرابلس میں اتالین مشکلات	۱۴	۷
طرابلس کے اتالین کیمپ کی فوجی حالت	۱۴	۸
طرابلس میں نا کام اتالین ریلوے لائن	۱۶	۱۴
طرابلس میں اتالین ہوائی جہاز	۱۵	۱۴
عزیزیہ میں عثمانی کیمپ	۱۳	۱
عزیزیہ کے عثمانی کیمپ میں شفاخانہ	۹	۳
عثمانی ہوائی جہاز کی رسم افتتاح	۴	۴
عزیزیہ میں مجلس یوم الذہب	۱۴	۱۳
الشہید فی سبیل اللہ : علی نظمی بے	صفحہ خاص	۱۸
عبد الرحمن بک مرحوم وزیر مالیہ	۱۰	۱۶
کمانڈر عبد اللہ پاشا	صفحہ خاص	۲۰
فرہاد بک اور شیخ القبائل	۸	۲
فتحی بک سابق قنصل تیونس	۸	۳
فائق بک	۱۵	۱۴
السیدۃ فاطمۃ بنت عبد اللہ	صفحہ خاص	۱۸
ڈاکٹر کریم ثابتی بک	۸	۲
کامل پاشا رئیس مجلس شوراے عثمانی	۵	۱۳
المصلح العظیم السید محمد رشید رضا الحسینی	۵	۱
حکیم الامۃ شیخ محمد عبدہ	۴	۱
مراکش کا تاج و تخت حکمران	۴	۱۴
محمود شوکت پاشا اسپیچ دے رہے ہیں	۳	۴
منصور پاشا مدیر بمباری	۱۴	۱۳
مقدونیہ کے ترکی افسر	صفحہ خاص	۱۴
سلطان محمد فاتح کا قسطنطنیہ میں محلہ	۱	۱۵
مرقع حیات	۹	۱۶
مرقع اصحیۃ عید	صفحہ خاص	۱۹
عازی محمود مختار پاشا	»	۲۰
هز ایکسیلنسی ناظم پاشا	۴	۱۶
نقشۂ دولت عثمانیہ و ریاستہاے بلقان	۱۶	۲۱
نوین صلیبی جنگ	۴	۲۳
وادی غیر ذی زرع ایام حج میں	۷	۹
یونانی جہاز ترکی افسروں کے قبضہ میں	صفحہ خاص	۲۰

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الحكيم

الهلال

قیمت سالانہ ۔ ۸ روپیہ | ایک ہفتہ وار مصور رسالہ | شتاهی ۔ ٤ ۱۲ آنہ

جلد ۰۶ | کلکتہ : ۱۳ جولائی ۱۹۱۲ | نمبر ۶۱

(مضامین) (فہرس) (تصاویر)

تمہید افتتاحی	۱	السید جمال الدین الافغانی	۳
مقالات	۳	شیخ محمد عبدہ المصری	٤
ماموران فرودۂ طرابلس	٦	سید محمد رشید رضا الحسینی	۹
کارزار طرابلس	۱۳	یوز باشی جاوید بک	۱۰
اصابۂ عجم	۱۹	شیخ سلیمان بارونی مع جماعت مجاهدین	۱٤
افسانۂ غرب	۲۰	(عزیزیہ) مین عثمانی کیمپ	۱۳

قیمت فی پرچہ ۱ سازمرکین آنہ

الہ لال

—•—

(الہلال) کی پالیسی ہومزار کا پان شائع کی جاتی ہین
ہرہفتہ تعداد بڑھتی جاے گی —

اسکی اشاعت زیادہ تر تعلیم یافتہ اور اعلی طبقہ مین
ہو جو عام اخبارات کو بہت کم دیکھتے ہین —

(اشتہارات) کیلئے تائیل پیج کے دو صفحہ مخصوص
کردے گئے ہین

یورپ مین اشتہار کی ترتیب اور اشاعت ایک مستقل
فن ہو اشتہار کیلئے پہلی چیز یہ ہو کہ وہ با وجود
اشتہار ہونے کے اپنے اندر کوئی ایسی کشش رکھے کہ اخبار
کے مضامین سے ہٹکر نظرین اسکی گرویدہ ہوجائین ، انگریزی
اخبارات ورسائل مین اسکے لیئے طرح طرح کی تدبیرین
کی جاتی ہین ، لیکن آنمین سے اکثر ایسی ہین جو پھرکی
چھپائی مین عکس نہین —

مثلاً اشتہار مین خوشنما حاف ٹون یا انگریو نیک
تصویر دیدی ، یا خوشخط اور خوبصورت لکھواکر لیکر
فوٹو کا بلاک بنوالیا ، یا کوئی ایسا طغرا اور نقشہ درج کردیا
جسکی وجہ سے اشتہار تمام اخبار مین ممتاز رہے ، اور
نظرین مجبور ہو ہوکر اُسپر پڑین ، لیکن یہ تمام باتین
بتہ (ٹائپ) کی چھپائی کو محال ہین

(الہلال) پہلا اُردو رسالہ ہو جو ان چیزون کا
انتظام کرسکتا ہو

البتہ مرقسم کو اشتہار کی شرح اجرت علحدہ ہوگی
خط و کتابت سے دریافت کیاجاسکتا ہو

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين — القرآن الحکیم

الہلال

مقام اشاعت
۷ — ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت سالانہ
۸ — روپیہ — شنماہی
٤ — روپیہ ۱۲ آنہ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۱ | ۱۳ جولائی ۱۹۱۲ ع | جلد ۱

الہلال

۱۳ جولائی ۱۹۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدك اللهم و نستعرك و نستعين بك و نستهديك . و نتوكل عليك و نسألك الهدى و الغاية و التوفيق للعمل بما يرضيك و نصلى و نسلم على عبدك المصطفى و حبيبك المجتبى ، الذى ارسلته (كافة للناس بشيرا و نذيرا ٣٤ : ٢٨) (و داعيا الى الله باذنه و سراجا منيرا ٣٣ : ٤٦) . و انزله كتابا (يهدى للتى هى اقوم . و يبشر المؤمنين الذين يعملون الصالحات . ان لهم اجرا كبيرا ١٧ : ٨) فيا (رب ادخلنى مدخل صدق و اخرجنى مخرج صدق ، و اجعل لى من لدنك سلطانا نصيرا ١٧ : ٨)

* * *

چگونه ی بیان آورم درین مجلس
که نامه حوصله سوزست و حله بدمستند

سنہ ۱۹۰۶ کی موسم سرما کی آخری راتیں تھیں جب امرتسر میں میری چشم بیداری نے ایک خواب دیکھا انسان کی ارادوں اور منصوبوں کو جب تک ذہن و تخیل میں ہیں، عالم بیداری کا ایک حواب ہی سمجھنا چاہئے. کامل چھہ برس اسکی تعبیر کی عشرق آمیز جستجو میں صرف ہوگئے . امیدوں کی خلش اور ولولوں کی شورش نے ہمیشہ مضطرب رکھا اور یاس و قنوط کا ہجوم بارہا حوصلہ و عزم پر غالب آ گیا لیکن الحمد للہ کہ ارادے کا استحکام اور توفیق الٰہی کا اعتماد ہر حال میں حمایتی محض رہا یہاں تک کہ آج اس حواب عزیز کی تعبیر عالم وجود میں پیش نظر ہے هذا تاویل رؤیای من قبل قد جعلها ربی حقا (۱۲ . ۱۰۲) ۔

* * *

اگرچہ ایک ہفتہ وار اخبار کی اشاعت اُردو پریس کی موجودہ حالت کے لحاظ سے اسقدر اوراں اور سہل کام ہے، جسکے لئے چھہ ہفتوں کا انتظار بھی شاید ضرورت سے زائد فرصت ہو ، ایک رود بویس کاتب کا اوراں وقت جاں سنبھر اور ایک کاتبہ کا دست پریس یہ تین ضروری اجزا ہیں جنکے جمع کرلینے کے بعد اردو اخبار کا دفتر بالکل مکمل ہو جاتا ہے لیکن ابتدائی خیال سے جو اعلیٰ پیمانہ پیش نظر تھا ، طبیعت نے گوارا نہیں کیا کہ مشکلات سے شکست کھا کر اُسے بھلادیا جائے . اگر پریس کی مشکلات کے علاوہ دیگر موانع پیش نہ آتے . تو غالباً پچھلے سال سے اخبار جاری ہوجاتا اور اس وقت اپنی موجودہ جگہہ سے بارہ سینکڑوں کی راہ آگے ہوتا ، لیکن مشیت الٰہی بعارضہ مصالح کا ہم سے بہتر

جیسے کرتی ہے اور معرفت الٰہی کا ایک بڑا سبق انسان عزائم کی شکست ہے سرعت و تسخیر العزائم ہے پورے چھ سال کا زمانہ جس واقعات و حوادث کو ساتھ گذرا اسکی تفصیل ایک داستان طویل ہے جسکا دہرانا شاید بے محل ہو لیکن بے لطف تو ضرور ہے ۔ اس الم کدۂ حیات میں ہر لمحہ جو گذرتا ہے ۔ ہمیں معلوم کتنی زندگیوں کی ناکامی و مصائب کی داستانیں اسمیں ختم ہوتی ہیں ۔ اور کتنی شروع ہوتی ہیں ۔ کاہ ناۂ عالم کی سخت پسندی کا یہی آئین ہے ۔ اور انسانی شکایتوں کی اسے پروا نہیں ۔ پھر ان لاتعد و لاتحصی زندگیوں میں سے صرف ایک بے اثر زندگی کی ناکامیوں کی کہانی سے دنیا کیلئے کیا دلچسپ ہوسکتی ہے ؟

* * *

زندگی کی مشکلات اور مصائب کا سلسلہ ہمیشہ غیر منقطع رہا ۔ ناگہانی حوادث کی یورش حملوں نے کبھی دم لینیکی مہلت نہ دی علائق کی زنجیریں ۔ جو بیشتر ہمیں کچھ کم مضر نہ تھیں ۔ شاید دل کی وارفتگی کو بڑھتا دیکھکر اور زیادہ ہماری آزمائش کردی گئیں جس افکار و ترددات کا تصور بھی طبیعت پر شاق تھا ۔ رمضان کو حکم سے برسوں اسمیں کانٹے بڑے صحت و تندرستی ۔ جسکو امیر حیات جاوید کو بھی کوئی قبول نہ کرے ۔ وہ دور اول ہی سے ایک لمحہ مرگ اور سریع الفنا زندگی کے ساتھ دی گئی تھی اور حتی کچھ بھی تھی اس پر بھی دائم المرضی سے عالباً ہمیشہ کیلئے جگہ بدل لی تھی ان سب سے زیادہ اُمید و انتظار کی دومتضاد عصروں کی آمیزش تھی ۔ جسمیں سے ہر ایک کا تقاضا دوسرے کا مخالف تھا ۔ انسان کی ساری مصیبتیں اُسکی اُمید رسی کا نتیجہ ہیں اور فی الحقیقت یاس میں کامیابی سے بھی بڑھکر سکون ہے ۔ مشکل یہ تھی کہ اُمید کی روشنی ہمیشہ کی جگہ دھیمی کردی جاتی تھی ۔ اور یاس و بیم کی دائمی کو ہوا دینے کی احتیاج نہ تھی ۔ منزل مقصود گو ہمیشہ دور رہا ۔ مگر نظروں سے کبھی غائب نہوا اور قافلہ گو نظر نہیں آیا ۔ مگر صدائے جرس نے ہمیشہ اسکے وجود پر شہادت دی میں اگر قافلہ و منزل کا ذکر کرتا تھا ۔ تو غلط نہ تھا ۔ لیکن رفیقان طریق تھے کہ منزل کا نشان اور قافلے کا پتہ کہاں ہے ؟

من گنگ خواب دیدۂ و عالم تباہ کرد
من عاجزم ز گفتن و خلق از شنیدنش

ومن اٰیاته یریکم البرق خوفاً و طمعاً وینزل من السماء ماءً فیحی به الارض بعد موتها ان فی ذالك لاٰیات لقوم یعقلون (۳۰ : ۲۴)

اگرچہ وہ تمام موانع جسکا تعلق خود میری زندگی سے تھا اب بھی بدستور قائم ہیں اور شاید مشیت الٰہی بھی ہے کہ آخر تک قائم رہیں لیکن الحمد للہ کہ کام کی مشکلات ایک حد تک ختم ہوچکی ہیں اور اگر راہ کانٹوں سے خالی نہیں ۔ تو پاؤں بھی اب زخموں اور آبلوں کے عادی ہوگئے ہیں ۔ فرصت و حمیت کا انتظار کب تک ۔ اور عنقا کی جستجو میں صحرا نوردی تاکجا ؟ برسوں اس تلاش محال میں صرف کردیئے ۔ اور ہمیشہ ناکامی کو ہاتھ کامیابی کو پیغام بھیجا

این رسم وراه تازه ز حرمان عهد ماست
عنقا روزگار که نامه بر شود

ہمارے وہ احباب جنکو اس ارادے کا علم تھا مگر ہمارے حالات کا علم نہ تھا ۔ ان گذشتہ سالوں کو اندر طرح طرح کے خیالات و ظنون سے طعنہ زن رہے بعضوں نے اس متصل تاخیر کو طبیعت کی بے استقلالی و ناموں مزاجی کا نتیجہ سمجھا ۔ بعضوں نے قوت ارادی کو ضعف سے منسوب کیا ۔ اور بعض نے تو فیصلہ ہی کردیا کہ فکر و تصور نے زیادہ اس ارادے کی قسمت میں اور کچھ نہیں ہے لیکن : وماهم به من علم ۔ ان یتبعون الا الظن و ان الظن لا یغنی من الحق شیأ ۵۳ : ۲ ولوا سمعوا ما استجابوا لهم لکان خیرا لهم ۴۹ : ۶ و لکن اکثر الناس لا یعلمون (۴۵ : ۸)

گردید برائیم ز گرداب ، امیدش
کاندر طلب گوهر نایاب نشستیم

* * *

« الهلال » کی اشاعت ہمارے قدیمی ارادوں کے سفر کا آغاز ہے ۔ اور فضل الٰہی سے امید ہے کہ اب بہت جلد اپنے ارادے کے اعمال مہمہ میں مصروف ہو سکیں گے ایک اردو ہفتہ وار رسالے کی اشاعت کیلئے برقی طاقت سے چلنے والی مشینوں کی ضرورت نہ تھی ۔ اور نہ کسی وسیع پریس کے متعلقات و آلات کی ۔ اور نہ ایک اردو کا ہفتہ وار اخبار ملک کی موجودہ حالت کے لحاظ سے اتنی حیثیت پیدا کرسکتا ہے کہ کسی بڑے پریس کو اپنے اعتماد پر قائم رکھ سکے ۔

پھر وہ خواہ کتنے ہی وسیع پیمانے پر جاری کیا جائے ' لیکن کوئی ایسا مقصد زندگی نہیں ہوسکتا جسکا انتظار ' شب ہائے امید کی بے چینیوں ' اور روز ہائے تلاش کے اضطراب کا حقدار ہو' خدا کے بخشے ہوئے دل و دماغ کی یہ ناقدری و تحقیر ہے ' اگر اسکے مقاصد کا سدرۃ المنتہے اس سے زیادہ بلند نہوسکے - پس یہ جو کچھ کیا جا رہا ہے ' در حقیقت چند عزائم عظیمہ ہیں ' جنکی طرف تدریج متوجہ ہوتا ہے ' اور میں نہیں جانتا کہ کل کا کیا ہو؟ ۔ وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ ' ان اللہ کان علیماً حکیما

اس وقت بھی ' جبکہ یہ سطور لکھ رہا ہوں ' وہ عالم السرائر ' اور دانندۂ خفایائے قلوب دیکھ رہا ہے کہ طرح طرح کی جان مرسا پریشانیوں کا محاصرہ میرے گرد و پیش ہے - اور آلام و مصائب کے ہجوم سے کار زار جو اس بالکل درہم و برہم ' اور ایک لمحہ کیلئے بھی جمعیۃ خاطر میسر نہیں ' لیکن جوشے شاید ملنے والی نہیں ' اسکے انتظار میں کب تک زندگی کو معطل رکھا جائے ؟ انسان کی سب سے بڑی کمزوری یہی ہے کہ وہ خود بخود ایک نے رخنہ توقع قائم کرے ' پھر ناکامی کی شکایت میں عمر بسر کر دیتا ہے ' حالانکہ یہ کبھی ضروری سمجھ لیا گیا ہے کہ زندگی کو سکون و طمانیۃ کے ساتھ کٹنا چاہئے ' اور اسکے لئے کیا امر مانع ہے کہ آلام و مصائب ہی ہمیشہ پیش نہ آئیں ؟ تیرے والے دریا میں رہکر دریا کے پار چلے جاتے ہیں - مگر دریا سے ڈرنے والوں کو کشتی کے اندر بھی حس نصیب نہیں ہوتا - مصائب حیات زندگی کے ساتھ ہیں ' اور ساتھ ہی ختم بھی ہونگے ؛ پس کام کرنے والوں کو اُن پر ماتم کرنے کی جگہہ ' کوشش کرنی چاہئے کہ کبھی دائمی رفاقت کو گوارا نہ کریں - اور دریا سے نکلنے کی سعی بیسود کی جگہہ ' تیرنے کی کوشش کریں ' ورنہ ساری عمر ہاتھہ پاؤں مارنے میں ختم ہوجائے گی ' اور کنارے تک رسائی نصیب ہوگی :

ہزار رخنہ بدام و مرا رسانہ دلی
تمام عمر در اندیشۂ رہائی رفت

البتہ اُس خدائے حی وقیوم سے ' جسکے کان مریضوں کے لئے ہر وقت طیار ' اور نعمۂ " امن یجیب المضطر اذا دعاہ " سے عشق نواز ہر قلب مشتاق ہیں ' اور جسکی آنکھیں کسی حال میں بے خبر نہیں اور ہر آن " ان ربک لبا المرصاد " کی تکتکی لگائے ہوئے ہیں یہ آخری التجا ہے ' کہ اگر وہ مجھہ میں سچائی اور خلوص کی کوئی سرگرمی دیکھتا ہے ' اگر اُسکی ملت مرحومہ اور اسکے کلمۂ حق کی خدمت کی کوئی سچی تپش میرے دل میں موجود ہے ' اور اگر واقعی اُسکی راہ میں محبت اور خود فروشی کی ایک آگ ہے ' جسمیں برسوں سے بغیر دھوئیں کے جل رہا ہوں ' تو اپنے فضل و لطف سے مجھے اتنی مہلت عطا فرمائے کہ اپنے بعض مقاصد کے نتائج اپنے سامنے دیکھہ سکوں - لیکن اگر یہ میرے تمام کام محض ایک تجارتی کاروبار ' اور ایک دکاندارانہ شغل ہیں جسمیں قومی خدمت اور ملت پرستی کے نام سے گرم بازاری پیدا کرنا چاہتا ہوں ؛ تو قبل اسکے کہ میں اپنی جگہہ پر سنبھل سکوں ' وہ میری عمر کا خاتمہ کردے - اور میرے تمام کاموں کو ایک دن بلکہ ایک لمحہ کیلئے بھی کامیابی کی لذت چکھنے نہ دے - باغوں کے سرسبز و ثمردار درختوں کی حفاظت کی جاتی ہے ' مگر جنگل کے خشک درختوں کو جلانا ہی چاہئیے - جس دل میں خلوص اور صداقت کو جگہہ نہیں ملی اسکو کامیابی کیلئے کیوں باقی رکھا جائے ؟ ام حسب الذین اجترحوا السیئات ان نجعلھم کالذین آمنوا وعملوا الصالحات سواء محیاھم و مماتھم ساءما یحکمون ۴۵ : ۲۶

اعتذار

اس ہفتے پریس کے ابتدائی انتظامات کی مشکلات ایک بعد دیگرے پیش آتی رہیں ہماری تمام مشکلات ہمارے پیش نظر پیمانے کے پیدا کردہ ہیں - نہ اسکو چھوڑ سکتے ہیں اور نہ مشکلات کا اُنکے معمولی وقت سے پہلے خاتمہ کرسکتے ہیں - بہتر ہوتا اگر ہم تفصیل کے ساتھہ انکو بیان کرتے مگر مشکل یہ ہے کہ اردو پریس کی موجودہ سہولتوں کے جوگر ناظرین سے امید نہیں کہ انکا اندازہ کرسکیں ' سب سے بڑی مشکل [ترکی ٹائپ] کی وجہ سے پیش آئی ' اردو کے عام رائج الوقت ٹائپ سے یہ اچھے حاشیوں کی ترتیب اور تعداد میں بالکل مختلف ہے ' [اردو ٹائپ] کے اوپر نیچے دو کیس ہوتے ہیں مگر اس کے حرکات کی کثرت کی وجہ سے چار ہیں ' پھر حاشیوں کی ترتیب بھی بالکل مختلف ہے اور جب تک کچھہ عرصے اُسپر مشق نہ کرلیں یہاں کے عام کمپوزیٹر کام کر نہیں سکتے پریس کے متعلقات کو ہم پہنچا کر ہم نے الہلال کا اعلان کردیا لیکن عین وقت پر کمپوزیٹر کام کرنے سے عاجز ثابت ہوئے اور جسقدر کمپوز کیا وہ بالکل غلط اور بے قاعدہ تھا ' مجبوراً دوسرے ٹائپ میں آدھے حرف کمپوز کرایا گیا جسمیں تقریباً پورا پرچہ ایک سامنے ہے البتہ چونکہ ترکی ٹائپ کا اعلان ہوگیا تھا اسلئے ابتدا میں دو صفحے نمونے کے خیال سے کمپوز کرائے گئے ہیں *

ترکی روش کے ٹائپ میں ایک اور دقت یہہ پیش آئی کہ چونکہ دستی طاقت سے چلنے والی مشین کا ایمپریشن [دباؤ] بہت ہلکا ہوتا ہے اسلئے بالکل نیا ٹائپ جب تک چند ہزار کا پیمان اسپر سے چھپ نہ جائیں ' ٹھیک ٹھیک اپنے سواد کو کاغذ پر نہیں لاتا یہی وجہ ہے کہ اس نمبر میں ترکی ٹائپ اپنی خوشنمائی کو پوری طرح ظاہر نہ کرسکا *

ان پریشانیوں کی وجہ سے نہ تو اس نمبر کو اچھی طرح ترتیب دیا جاسکا ' اور نہ مضامین تقسیم و قومی اختصار کے ساتھہ آسکے ؛ البتہ ایک سرسری اندازہ البتہ کی نسبت کیا جاسکتا ہے - ہم جو کچھہ کر رہے ہیں اسکے لئے نہ تو قدردانی کے متوقع ہیں اور نہ خریداروں کے ہجوم کے ؛ لوگ اگر خریدیں اور پڑھیں تو شکریہ ' نہیں تو شکایت بھی نہیں *

گل مشانند بہ بستر ہمہ چون عرضی و من
مشت خس چیدم و در حافۂ خواب انداریم

المصلح العظم و المرشد الحكيم

— * —

السيد محمد رشيد رضا الحسيني الطرابلسي

ا

(ندوة العلما) کی صحبت اگرچہ اپنے کامل بیس برس کے بعد جمع ہوئی ' مگر حسن ابتدا اور کمعت کے ساتھہ اُسکا آغاز انجام ہوا وہ اپنے عرصے کی خاموشی کی کامل تلافی تھی *

لیکن سچ یہ ہے کہ دریاے (گومتی) کے کنارے جو کچھہ ہوا ' وہ دراصل (وادی نیل) سے آئی ہوئی خوشی و سرگرمی کی ایک لہر تھی -

سرزمین ہند ابتدا سے تو واردوں اور احسانوں کی سرو سباحت کی جولانگاہ رہی ہے --

موسموں اور طالعی سعدوں نے

نئے نئے نسورسانوں کو اپنی

طرف بلایا ہے اور ہمیشہ اپنے

بخشش و رایگی فراواں در ملک ہند

سعدوں کی تلواریں چمکتی رہی

ہیں تاریخ میں ہم نے محمود غزنوی

و سکندر اور غوری سے سعدوں

و لشکروں کو دیکھا اور پھر اسکے شمالی

راستے سے فتحمند علموں اور نیزوں

کی قطاریں صدیوں تک نہیں ٹوٹتیں

تیمور بابر ہمایوں اکبر - اور

سعدوں کا یہ تاج بخش سر

ہندوستان میں بھلے دنوں

کے بعد ایک سعد آیا -

لاکھا لیکن تاریخ ہند اسے

شاہجہاں اور کشورستاں -

خوں کے ہجوم میں ایک

ہ سعادت تو کیا اختیار دیسکتی ہے ؟

یہ سچ ہے کہ (محمد رشید رضا) کے کاندھے پر ملک علم - اور ہاتھہ میں فتحمندی کی تلوار نہ تھی - لیکن لفظوں میں آنسو - اور دل میں درد ضرور تھا - اسکے پاس حسرت لوٹنے کے آلات نہ تھے - جس سے انسان کی لاشیں بنائی جاسکتی ہیں - لیکن نوع صداقت کا ایک جوہر ضرور تھا - انسانی قلوب کی صفیں اوانت دی جاسکتی ہیں ' دل کی مفتوحات احسام و زمین کی مفتوحات سے زیادہ

*

بعمورہ دلے آفریں ہست نثار کوئے

کس جا سخن ہند ملک فریدوں نمی رود

بیشک ہندوستان اپنے دربارے در نئے نئے تاجداروں کو دیکھہ چکا ہے ' جو اپنے عروج و اقبال کی بہار دیکھنے آئے تھے ' لیکن سائد (سید محمد رشید رضا) پہلا سیاح تھا جو عروج و اقبال کی بہار لوٹنے نہیں بلکہ اقتدار و تنزل کی خزاں کو عالم کرنے کیلئے آیا تھا ' جس سرزمین پر سکندر اور تیمور قدم رنجہ چکے ہوں ' وہاں اس مقدر نے والا کا کیا ذکر ؟ انکی ایک ہاتھوں میں تلواریں تھیں ' اور اسکے پہلو میں دل تھا ' وہ انسانوں کو رحمی کرنے تھے ' مگر اسکا دل خود دردِ ملت سے رحمی تھا ' آنکھہ سو نرس ہوئے ' کہ اسلامی شوکت و عظمت کا قافلہ دجلۂ وفرات کے کنارے سے چلا ' مگر سرزمینِ ہند کی رسمِ عالم ہوا

تو بحل خوش نمودے کدستی ' کہ تاج و حمس
ہمہ رخوش نہند و در تو نوشند

اولین موسس اساس حریت و آزادی ' شہید راہ اصلاح و ملت پرستی ' شمع الاحرار ' آیۃ من آیات اللہ السید جمال الدین الافغانی اعلی اللہ مقامہ

آتے راس نہ آئی اور گنگا اور جمنا کے کنارے لوٹتا گیا ' وادی نیل کا وہ سیاح آیا تھا کہ اُس کنارے بسنے والے قافلے کی منزل ہوئی نشانیوں پر دو چار آنسو بہائے اور اسے دیکھے کہ کیوں وہ گنج ہائے گرانمایہ اب ایسے ہوگئے ؟

اور یہی واقعات کا بسانہ اللہ ارباب عہد حاضر کو بار بار دیتا ہے ایک زمانہ تھا جب یونانی ہندی شعریٰ کا سیاح (البیرونی) اسی سرزمین ہند میں فلسفہ و ہیئت کا درس لیتا تھا ' مگر جب سیاح لکھہ آتا ہے تو رہیں کر اور دھوتی جھاڑی ہی کا احترامی نے لیتے ہے دیکھا ہوگا ' وہ انہوں صدی کی تاریخ ہند کا ایک صفحہ ہے جسمیں معزز افسری

کا جہانگرد سیاح (ابن بطوطہ) بغلق آباد کی دیواروں کے نیچے سے گذرا اور وہ وہ زمانہ تھا ' کہ اسلامی تہذیب و تمدن اس سرزمین کے حصے حصے پر قبضہ کرچکا تھا - یہ آج ایک دوسرا زمانہ ہے کہ (سید رشید رضا) کے ہندوستان کی سیاحت کی مگر یونانی کی طرح علوم وفنون کی تلاش میں نہیں ' کیونکہ مسلمانوں کا علمی دور اب تاریخ کی خاک میں مدفون ہوچکا ہے ' اور ابن بطوطہ کی طرح اسلامی جاہ و جلال کے

دیکھنے کیلئے بھی نہیں ' کیونکہ جہاں (تعلق اباد) کے ایوانہائے عظمت و شوکت تھے ' وہاں اب زاغ و زغن کا اشیانہ ہے —

و تلک الایام نداولها بین الناس - اب ہندوستان کے عہد اسلامی کے مناظر یہ ہیں کہ (دہلی مرحوم) میں ہماری گذشتہ زندگی کے قدرداں کا ایک شہر آباد ہے ' سیاحان عالم اُس میں چل پھرکر خاک کے ڈھیر دیکھ لیں ' اور اگر چشم عبرت اور دل درد آشنا رکھتے ہوں تو انقلاب عالم کا ایک سبق لےلیں ' ایسا موثر سبق ' جو شاید دنیا کی کوئی اور قوم نہیں دیسکتی *

تلک آثارنا تدل علینا فانظروا بعدنا الی الآثار

* * *

[سید رشید رضا] آئے بھی ' اور چلے بھی گئے ' مگر شاید ہندوستان میں بہت کم لوگ ہونگے ' جو اُنکی اصلی حیثیت اور حالت سے واقف ہونگے - لیکن اگر ہمکو آفتاب کی روشنی کی خبر نہو تو یہ ہماری آنکھوں ہی کا قصور ہے ' نہ دنیا سے مسلمانان ہند نے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں ' جو انکو دنیا کے دوسرے حصوں کے مسلمانوں سے باخبر رکھ سکے ' عربی زبان ہی مسلمانوں کی ایک ایسی بین الملی زبان تھی ' جو مذہبی ضرورت کے ادراک کی وجہ سے تمام دنیا کے مسلمانوں کیلئے (اسپرنتو) کا کام دیتی تھی ' مگر عربی زبان اب ہندوستان کے مسلمانوں میں گجرات کے پارسیوں کی فارسی سے زیادہ زندہ نہیں ہے ' شاید بہت جلد وہ زمانے آنے والا ہے ' جب (اللہ) اور (قرآن) کا تلفظ انگریزی مخارج کے آہنگ و صوت میں کیا جائے گا *

(سید رشید رضا) کو آج تمام اسلامی دنیا جانتی ہے ' انگلستان و فرانس کے وہ تمام علمی اور سیاسی حلقے جنکو مشرقی معاملات سے دلچسپی ہے ' اس سے بے خبر نہیں ہیں ' (جاوا) اور (سینگاپور) سے اکے پاس خطوط اور سوالات آتے ہیں ' مگر ہندوستان کے مسلمانوں میں نہ صرف عوام اور انگریزی تعلیم یافتہ ' بلکہ علماءِ قصبات تک بے خبر ہیں !

* * *

یہ عجیب بات ہے کہ پچھلی صدی کے آخری نصف حصے میں تقریباً تمام ممالک اسلامیہ میں اصلاح و تعمیر کیلئے یکساں تحریکیں پیدا ہوئیں ' مگر اس سے بھی عجیب تر واقعہ یہ ہے کہ مختلف اسلامی ملکوں کی اصلاح و تجدید کی تاریخیں ایک ہی شخص (سید جمال الدین افغانی) کے ظہور سے شروع ہوتی ہیں ' جو فی الحقیقت تاریخ اسلام کے سب سے بڑے اخیر کا سب سے بڑا شخص تھا - خیالات و افکار کا پیدا کرنا آسان ہے ' مگر

الاستاد الامام ' حجة الاسلام ' رئیس المصلحین حضرة الشیخ محمد عبده ' رضي الله تعالی عنه

خیالات و افکار کے دنیا میں قائم کرنیکے اشخاص کا پیدا کرنا مشکل ہے ' اور مصلح کیلئے جس پہلو سے اوصاف کی ضرورت ہے اُن میں اولیں وصف یہی ہے ' (سید جمال الدین) کا اصلی کارنامۂ حیات یہ تھا کہ زمانے کے جزو اُسکو کام کرنے کی مہلت بہت کم دی ' لیکن وہ اپنے اندر ایک ایسی قوت تخلیق رکھتا تھا کہ جہاں جاتا تھا اپنی تحریک کو زندہ رکھنے کیلئے نئے (جمال الدین) پیدا کر لیتا تھا ' ایران میں وہ چھ مہینوں سے زیادہ نہ ٹھہر سکا ' لیکن جو آگ سلگادی تھی ' اسکو پندرہ برس تک برابر ہوا ملتی رہی ' اور بالآخر بھڑک کر شعلہ ور ہوئی ' مصر میں اُسکا قیام سال دو سال سے زیادہ نہ رہا ' مگر اتنے عرصے کے اندر ہی (شیخ محمد عبده) کو طیار کردیا ' یہ اُس وقت (جامع ازہر) کا نوجوان طالب العلم تھا ' لیکن آگے چلکر تمام عربی دنیا اور سمجھنے والی دنیا کا مصلح اعظم ثابت ہوا *

(شیخ محمد عبده) جب سید جمال الدین کے حلقۂ درس میں شامل ہوئے ' تو یہ مصر کا ایک نہایت نازک وقت تھا '

(توفیق پاشا) خدیو نے مصر کے استبداد و انتظام سے تمام ملک برباد و ہلاک ہو رہا تھا ؛ وہ تمام اصلاح و تغییر کے وعدے ' جو اس نے اپنی ولیعہدی کے زمانے میں (سید جمال الدین) سے کیے تھے حکومت پر قدم رکھتے ہی فراموش کر دیئے تھے ؛ ہر ملک ایک سخت سیاسی بحران کیلئے پوری طرح طیار تھا ' تھوڑے ہی عرصے کے بعد (عرابی پاشا) کی عرجی تحریک نے ظہور کیا " اور جمال الدین انہی (کلکتہ) میں مقیم تھا کہ (قل الکدر) کے معرکے میں مصر کی قسمت کا فیصلہ جو کچھ ہونا تھا ہوگیا *

(عرابی پاشا) کے ساتھ جو لوگ باسم تعاون قید کیے گئے ان میں ایک سیح (محمد عبدہ) بھی تھے ' ناقابل خلاوطنی کی سزا تجویز کی گئی ' اور یہ مصر سے پہلے بیروت ' اور وہاں سے (سید جمال الدین) کی طلبی پر (پیرس) چلے گئے *

(پیرس) پہنچکر انہوں نے شیخ سید جمال الدین مشہور عربی اخبار (العروۃ الوثقی) نکالا ' جسکے انہی صرف چودہ ہی پرچے نکلے ہیں کہ تمام یورپ کے سیاسی حلقوں میں کھلبلی مچ گئی ' انگلستان نے ہندوستان و مصر میں اسکی اشاعت روک دی ' فرانس نے جزائر و تونس میں قدغن کی ' اور (قصر الندر) گو ابتدا میں خوش ہوا لیکن پھر اسکی صدائے اصلاح و حریت سے ڈر کر ممنوع الاشاعہ قرار دیدیا ' پانچ سال کے بعد (محمد عبدہ) مصر واپس آئے اور اپنی مذہبی اور تعلیمی اصلاح کا سلسلہ شروع کردیا انہوں نے دیکھا کہ مسلمانان عالم پر آج بلا استثنا جو ادبار و تنزل چھایا ہوا ہے وہ گو قومی زندگی کی ہر شاخ میں نمایاں ہو ' مگر اسکا سبب وحید مذہبی جہل کے سوا اور کچھ نہیں ہے ' تعلیم قرآنی کی جس روح القدس نے تیرہ سو برس ہوئے مردہ لاشوں کو زندہ کردیا تھا ' وہ آج بھی بیم حاروں کو طاقتور توانائی بخش سکتی ہے یا ایہا الناس قد جاء تکم موعظۃ من ربکم و شفاء لما فی الصدور و ھدی و رحمۃ للمومنین [۱۰ ، ۵۹]

اسلئے انہوں نے اپنی اصلاحی تحریک کی بنیاد دعوۃ قرآنی قرار دی ' اور قرآن مجید کے حقائق و معارف پر مقتضیات حالیہ کے مطابق درس دینا شروع کردیا دس بارہ سال کے اندر ہی انکی تحریک کا اثر تمام مصر و شام اور جزائر و مراکو تک پھیل گیا ۔

صاحب الجلالہ قامع البدعہ حضرۃ الفاضل المصلح السید محمد رشید رضا

مدرس قرآن کا حلقہ روز بروز وسیع ہونے لگا ۔ اکناف عالم سے ارادت و عقیدت کی صدائیں آنے لگیں سلسلۂ تعلیم کی اصلاح اور تقلید و جمود کی مخالفت کی وجہ سے گو علما نے مخالفت کی و ھذا لعلمہ ' اول قارورۃ کسرت فی الاسلام) لیکن ممالک اسلامیہ کا تمام روشن خیال طبقہ انکے ہمراہ ہوگیا ' علم و فضل کے ساتھ انکا ایک نہایت بڑا وصف ' (جو انہیں ہندوستان و ترکی کے نئے رجالہ سے ممتاز کرتا ہے) مذہبی تعصب اور کمال درجہ ورع و اتقا تھا ' ان الاکرمکم عند اللہ اتقاکم ' قدیم علما کی اصلاح کرنا چاہتے تھے ' لیکن نئے گروہ کے الحاد اور فرنگی مآبی سے بھی سخت بیزار تھے

علم و فضل ' خلوص و صداقت ' صبر و استقلال ' اور ان تمام اوصاف ملکوتیہ کے لحاظ سے ' جنسے ایک کامل انسان کے خصائل ترکیب پاسکتے ہیں ' انکا وجود ایک آیۃ الہی تھا ' بڑے بڑے امرائے مصر اور ارکان حکومت انکے پیر اور انکی (حزب الاصلاح) میں داخل ہے ' سالہا فرانس میں رہے ' اور پھر مکرر یورپ کا سفر کیا ' خود بھی حکومت مصر کے اونچے درجے کے عہدوں پر ممتاز رہے ' لیکن با وجود اسکے تمام عمر درویشانہ اور زاہدانہ زندگی بسر کی ' (ڈیوک اف کنات) نے جب دریائے نیل کے بند کا افتتاح کیا ' تو شیخ محمد عبدہ کے دے ایک اہم ایڈریس کا پیش کرنا تھا ' لیکن جب دربار پر پہنچے تو یورپین سولجر نے انہیں کوئی (ارھر) کا ملا سمجھکر سختی سے جھڑکدیا ' اور جانے کی اجازت نہیں دی ' جب ڈیوک اف کنات کو معلوم ہوا تو انہوں نے معذرت کی اور اس سولجر کو برطرف کردیا ' حالانکہ اس غریب کا کوئی قصور نہ تھا ' خدیو مصر اور شہنشاہ انگلستان کے دعوتی کی صحبت میں وہ ایک ایسے شخص کو کیونکر جانے دیتا جسکے پاؤں میں انگریزی جوتا تک نہ تھا ؟

آخری مرتبہ جب وہ (خدیو حال) کے ہمراہ انگلستان گئے ' تو (ہربرٹ اسپنسر) زندہ تھا ' یہ ملاقات کیلئے گئے ' تو ایک گھنٹہ تک گفتگو کرتا رہا ' حالانکہ وقت کے بارے میں اسکا اقتصاد دخل کی حد تک پہنچ گیا تھا ' اور (مستر بالفور) کو بھی باوجود سخت کوشش کے دس منٹ سے زیادہ وقت میسر نہ آسکا تھا *

ناموران اسلام

امیر علي پاشا بن عبد القادر الجزائري

امیر عبد القادر الجزائری

مراکش میں عربی حکومت کا خاتمہ ہوگیا اور طرابلس معرض خطر میں ہے ' ایسی حالت میں قدرتی طور پر امریکہ کے عہد اسلامی کا ماضی قریب یاد آجاتا ہے *

طرابلس میں آج جو دار و گیر قتال گرم ہے الجزائر پوری ایک صدی تک اسمیں مبتلا رہا جو شمالی امریکہ میں سب سے بڑی اسلامی مملکت تھی اور جسکے لئے پہلی صدی ہجری میں عہد نبوت کا صحت یافتہ خون بہایا گیا تھا ' مسلسل خونریزیاں ' پیہم عہد شکنیاں سفاکیاں ' قتل عورات و اطفال ' احراق مدارل و دلداں ہتک مساجد و اشراف ' اور تمام وحشیانہ اور بربری مظالم ' جو مسیحی علمۂ و عصب نے فرمی احرا ھس ' فرانس نے ہاتھوں ایک ایک کرکے الجزائر کی نصف کرور آبادی پر گذرے اور۔ تاآخر حاذر نہوسکا ' لیکن سنہ ۱۸۳۰ میں جب ملپ لوئس نے تخت نشین ہوتے ہی الحاق الجزائر کا اعلان کیا تو بجھنے والے چراغ نے ایک آخری سنبھالا لیا یہ امیر عبد القادر الجزائری نامی ایک جانفروش وطن پرست کا ظہور تھا جسکی تہور و شجاعت ' عزم و استقلال ' اور روحی و دینی زندگی کے یکساں اعلے اوصاف نے ایک سال کے اندر تمام یورپ اور ایشیا کو متوجہ کرلیا *

الجزائر کے [illegible] اس اسکا حاندان دینی ریاست کے لحاظ سے ممتاز تھا ' اور [illegible] قبائل پر اثر رکھتا تھا ؛ گورنر الجزائر اسکی طرف رجوع حلائی دیکھکر مخالف ہوگیا اور جلاوطن کردیا گیا اس وقت اسکی عمر بہت چھوٹی تھی - حوبیس برس کی عمر میں جب وطن واپس آیا ' تو ملک کی حالت بدل چکی تھی ' ہر طرف خونریزی اور سفاکی کا بازار گرم تھا ' اور فرانسیسی درندے تمام الجزائر میں پھیل گئے تھے - یہ حالت دیکھکر اسکا جی بھر آیا - آزادی اور خود مختاری کی گرمی اتنک الجزائری خون میں باقی تھی - تمام قبائل کو جمع کرکے غیرت دلائی ' اور حفظ وطن کیلئے جہاد دفاع پر بیعت لی ' اس وقت الجزائر میں فرانس کے ہاتھ پاؤں نہایت ترساں تھے ' چالیس ہزار سے زیادہ تر صرف پیادہ فوج تمام ملک میں پھیلی ہوئی تھی اور چار ہزار سواروں کی تلواریں انکے علاوہ کے قیام تھیں ' ساحل پر جنگی جہازوں کا ایک مہیب بیڑہ لنگر انداز تھا جس میں ۵۵ جنگی کشتیاں اور ۳۴۰ جہاز تھے اور یہ سب کئی سو قلعہ شکن توپوں اور بے شمار سامان جنگ سے لدے ہوے تھے *

اسکے مقابلے میں امیر عبد القادر کیا بالکل نہتا تھا ؛ بدوی قبائل کی ایک بے قاعدہ بھیڑ اسکے ارد گرد تھی ' آلات حرب کا کوئی ذخیرہ نہ تھا ' اور جو تھے ' وہ جدید آلات کے مقابلے میں بیکار تھے ' سب سے زیادہ یہ کہ کوئی عمدہ اور محفوظ مقام بھی قبضے میں نہ تھا ' اور دشمن تقریباً تمام اطراف ملک میں پھیلا ہوا تھا ' لیکن کوئی قوم خواہ کیسی ہی گہری نیند سورہی ہو ' اگر آزادی اور حکومت کے حواس کو نچلا نہیں چکی ہے ' تو ایک ضعیف سی آواز بھی اسکے جگانے کے لئے کافی ہے ' اسلام نے حفظ وطن کی روح جہاد دعاعی کے نام سے اپنے پیروؤں میں ودیعت کی ہے اور اگر رسمی شور نہو تو اسکا جذبہ بیکار نہیں جاسکتا ' امیر عبدالقادر کی صداے رعد آساے حریت نے تمام الجزائر میں یکایک آگ لگادی سرداران قبایل چاروں طرف سے آآ کر جمع ہوے تھے ' اور شوق شہادت و حریت کی محبت میں آتشیں گولوں سے کھیلتے تھے ' خود امیر عبد القادر شجاعت و بسالت کی ایک آہنی دیوار تھا جس سے فرانس کی خوفناک طاقت سر ٹکراتی تھی ' اور فنا ہوتی تھی ' تھوڑے ہی عرصے کے اندر حملہ آور اپنی تمام قیمتی اور مہیب فوج - جہاد کی خون آشام تلواروں کی نذر کرکے منہزم و سراسیمہ رہگئے *

یورپ میں جب فرانس کی ہزیمتوں کی خبریں شائع ہوئیں ' تو ڈیوک اف ولینگٹن تک کو الجزائر کی عظمت کا اقرار کرنا پڑا - آٹھ نو سال کے اندر اس نے تقریباً کل الجزائر پر قبضہ کرلیا تھا - تمام ساحلی اور اندرونی قلعے فرانسیسی فوج کی لعنت سے پاک ہوگئے تھے - سنہ ۱۸۳۵ سے سنہ ۱۸۳۸ تک فرانس نے ہزیمت و شکست ' ذلت و رسوائی ' اور ہلاکت و بربادی کے سوا کچھ نہیں دیکھا - سنہ ۱۸۳۷ کے حملے میں تیس ہزار کی خونخوار صفیں میطیجہ کے میدان میں اسطرح فنا ہوگئیں ' گویا امیر عبد القادر کے طلسم نے انکے دست و پا شل کردیے تھے -

یہ سب کچھ ہوا ' لیکن چراغ میں جب تیل نہو ' تو فتیلے کی تنہا فنا پذیر ہستی ' کب تک قائم رہسکتی ہے ؟ فی الحقیقت الجزائر کا ہزارسالہ ایران عظمت گرچکا تھا ' باہمی نااتفاقیوں ' اور ظلم اور بد اعمالیوں کے جراثیم نے اسکے چوبی ستونوں کو کھوکھلا کردیا تھا - یہ جو کچھ ہوا ' گویا سہارا دے دے کر گرتی ہوئی دیواروں کو سنبھالتا تھا - سب سے نئی چیز مرکز کی

طاقت ہے ' ان تمام چھوٹی بڑی حکومتوں کا قلب ناف عالی تھا ' لیکن خود اسکی دیواریں ' گو گریبہ نہیں تھیں ' لیکن پلاستر ایک ہو ہو کر گر رہا تھا ' اسے اپنی گرداگرد سے کب مہلت تھی کہ الجزائر کی طرف گردن پھیرتا ؟ پس ضرور تھا کہ قانون الہی صدیوں کی بد اعمالیوں اور غفلت کی آخری سزا کے لئے اس وقت کو مقرر کردے ' واذا اردنا ان نهلك قرية امرنا مترفيها ' ففسقوا فيها ' فحق عليها القول ' فدمرناها تدميرا ۱۷ : ۱۶ - ۱۲ *

سنہ ۱۸۴۰ میں مارشل دوگدا ۸۰ ہزار یورپ کے انسان صورت درندوں کا غول لیکر روانہ ہوا ' اور ساحل پر قدم رکھتے ہی جنگلوار بھیڑیوں کی طرح ظلم و سفاکی شروع کردی - قتل و غارت کے سوا اور کوئی لفظ اسکی زبان پر نہیں چڑھتا تھا - ایک دو مہینہ کے اندر اس زرخیز مملکت کا یہہ حال ہوا کہ تمام شہر جل کے خاکستر کا ڈھیر تھے ' ایک آبادی کو غارت کرچکتا تھا ' تو ہزاروں عورتوں اور معصوم بچوں کی خون چکاں لاشوں کو روندتا ہوا ' دوسری کی طرف رخ کرتا تھا ' فاذا جاء وعد اولاهما ' بعثنا عليكم عبادا لنا اولى بأس شديد ' فجاسوا خلال الديار ' وكان وعدا مفعولا ۱۷ : ۶

اطاعت و انقیاد کے سوا اب چارہ کار کیا تھا ؟ تمام قبایل و شیوخ کو اپنی بد بختی کے آگے سر جھکانا پڑا ' لیکن جو تلوار اعداے ملت کے ہاتھوں میں اترنے کے لئے بلند ہوئی تھی ' مشکل تھا کہ ارادی وطن کی گردنوں کو قتل کرکے آسانی سے جھکادی جاتی ' امیر عبد القادر نے اطاعت سے انکار کردیا ' اور مرکز چلا گیا ' وہاں کچھہ دن تک اپنی جمعیت تھم پہنچاتا رہا - پھر سنہ ۳۴ اور سنہ ۴۴ میں متواتر فرانسیسی فوج پر دو حملے کئے ' مگر اب قدرت کا فتوا اسکے خلاف صادر ہو چکا تھا - دونوں مرتبہ حریف کو شدید نقصان پہنچانے کے بعد شکست ہی ہوئی - بالآخر جب ہر طرف سے مجبور ہوگیا ' تو ذیوک آمل سے صلح کرنے کے سوا اور کوئی راہ نظر نہیں آئی - صلح کی پہلی شرط تھی کہ امیر سے بالکل تعرض نہیں کیا جائیگا ' اور اسکندریہ یا پیلس جانے کی اجازت دی جائیگی ' لیکن مسیحی تہذیب میں عہد کی پابندی کوئی چیز نہیں ' انگلستان نے نپولین کے ساتھہ واٹرلو میں جو معاہدہ کیا تھا ' ویسا ہی معاہدہ تقیدمہ کے میداں میں الجزائری سے بھی کیا گیا - جوں ہی امیر عبد القادر نے تلوار نیام میں رکھی ' معاً قید کرکے فرانس بھیجدیا گیا ' اور اسکے خاندان اور حرم کے عورتوں کی بے حرمتی کرکے ' آتش انتقام بجھائی گئی - اس سفاکی تصویریں ابتک پیرس کے عجائب خانوں کی آرایش ہیں - پانچ سال تک سخت سے سخت اذیتیں جو کسی قیدی کو یورپ کے قید خانوں میں دیجاسکتی ہیں ' وہ سب اس وطن پرست کو نصیب ہوئیں ' جب الجزائر کی تمام ملکی طاقت فنا کردی گئی ' اور خوف و ہراس کا کانٹا دل سے نکل گیا ' تو لوئیس نیپولین کی رحم دلی نے اسے آزاد کردیا ' پہلے برسہ گیا ' پھر کچھہ دنوں اور ملکوں کی خاک چھانی - دل کی سراسیمگی اور وارسنگی نے ہر جگہ

پراشعتہ رکھا - بالآخر دمشق میں گوشہ نشینی اختیار کی - اور سنہ ۱۸۸۳ء میں الجزائر کی ہزار سالہ عظمت اور اسلامی حکومت کی طرح ' اپنے وجود کو سپرد خاک کر دیا

* * *

اسلامی عروج و زوال کے ہزاروں افسانہاے حسرت میں سے یہ ایک چھوٹی سی کہانی تھی ' جو اس طرح ختم ہوگئی ' اپنی سرگذشت ادبار کی اسکو گویا ایک سطر سنہرا ہوئے ' ہم نے کتنے سکندر اور نپولین پیدا کئے ' جنکے اعجوبہ کارناموں کے نشان دنیا کے چپے چپے پر نمایاں ہیں ' ہماری سرزمین اقبال پر جب شجاعت و کمال کا ابر گرجتا تھا ' تو اسکے ہر قطرے سے سکڑوں امیر عبد القادر پیدا ہوتے تھے ' لیکن سچ یہ ہے کہ ادبار و ہلاکت کے چہرے پر ذکر اقبال کا غازہ زیب نہیں دیتا ' ولولهم كالحسام والسيف ' لعلهم يرجعون ۸ : ۶۱ و ان هی الا لایات ' و ما كان اكثرهم مومنين ۲۶ : ۶۸ *

حساب بعد الممات

امیر عبد القادر نے ان کارناموں کو سنہ سال گذر گئے ' اور الجزائر کی جدوجہد کی سرگذشت افسانہ کہن ہوگئی ' لیکن تاریخ ہمیشہ اپنے صفحات دھراتی ہے ' اور بہت سی زندگیاں ہیں جو ایک بار مرکر پھر بار بار جی اٹھتی ہیں ' تقریباً ایک صدی کے بعد اسی شمالی افریقہ کے دوسرے حصے میں اٹلی فرانس کی خانہ جنگی کیلئے بدحواس ہوئی ' تو الجزائر کی وطنی جدوجہد کی ابتدائی تاریخ جلد جلد اپنے صفحے دھرانے لگی *

امیر علی پاشا الجزائری

امیر عبد القادر آج طرابلس کے عثمانی کیمپ میں پھر زندہ ہوگیا ہے وہ اپنے تمام معتمد العقول اوصاف - عقیدہ کے ساتھہ اپنے حلف الصدق ' امیر علی پاشا الجزائری کی صورت میں موجود ہے ' جنکی جانفروشیوں اور شجاعانہ حملوں سے الجزائر کی تاریخ گویا پھر عود کر آئی ہے *

جنگ طرابلس کا جب اعلان ہوا ' تو امیر موصوف شام میں مقیم تھے ' انہوں نے اسی وقت ایک عرضداشت سلطان المعظم کی خدمت میں بھیجی ' اور طرابلس جانے کی اجازت طلب کی ' عرضداشت کے آخری الفاظ یہہ تھے کہ *

" میرے والد مرحوم امیر عبد القادر نے فرانس کا تیس سال تک مقابلہ کیا تھا ' یعنی فرمائیے کہ کم از کم پندرہ سال تک تو میں بھی طرابلس کی خاک کو خانہ سے نہیں دیسکتا " *

اسکے پہنچتے ہی معاہدین میں ہمت و شجاعت کی حیات تازہ پیدا ہوگئی ' اور تمام قبائل طرابلس نے جوش و خروش کے ساتھہ جہاد مقدس کیا ' اسکے جوش جہاد ' اور حب ملت و وطن کا یہ حال تھا ' کہ جس دن اپنے قافلے کو لیکر پہنچے ' بغیر کسی آرام و توقف کے مصروف کار زار ہوگئے ' صبح کاذب کی تاریکی میں نعرہ ہاے اللہ اکبر کی ایک دلی گرج بحیرہ روم کے ساحل سے پیہم اٹھی ' اور طوفان ہلاکت بنکر اطالیں کیمپ کے اوپر نمودار ہوئی ' یہ گویا

ایک حلدل القدر معاهد کے پہنچنے کی سلامي نهي ' حس کے حریف کی چھاونیوں میں اسکا اعلان کردیا - هوالذي انزل السکینة في قلوب المومنین لیزدادوا ایماناً مع ایمانهم ' و لله جنود السموات و الارض ' و کان الله علیما حکیما ۴۸ ' ۲۶ *

۲۰ مئی سے ۱۰ جون تک قسطنطنیه میں جو خبریں پہنچي هیں' ان میں خاص طور پر امیر موصوف کی فتحیابیوں کا ذکر هے' ٹیونس کے فرنچ ' اور ٹرکی و مصر کے عربی و ترکی اخباروں میں خود انکے بھیجے هوے مراسلات بھی چھپ رهے هیں' اخبار اقدام کي چٹھی' میں اپنی تمام معرکه آرائیوں کا نهایت دلچسپ حال لکھا هے ' هم انکے مراسلات کا اقتباس همیشه دیا کریں گے *

* * *

پہلی مئی تک وہ علاوہ چھوٹی چھوٹی لڑائیوں اور مقابلے کے آٹھه عظیم الشان معرکوں میں شریک ' اور ان میں سے اکثر کے افسر اعلے رهچکے تھے - یه کتنے تعجب کی بات هے که روما کا خبر تقسیم کرنےوالا دفتر اپنے شرمناک روایات میں بظاهر ایسے بالکل بے خبر هے !

" بنغازي " میں انکا اولیں معرکه نهایت حیرت انگیز ' اور اس نصرة الهی کی ایک پرعظمت مثال هے ' جسکی نظیر کی گو طرابلس کے میداں میں کمی نهیں ' مگر دنیا کي تاریخ میں ناپید هیں ' وہ صبح کی مقدس تاریکي میں اپنے ساتھیوں اور معاهدین طرابلس کی ٹکڑی لیکر چل کھڑے هوے ' مجموعي تعداد بیس سو سے زیادہ نه تھی ' اور منزل مقصود غیر متعین ' کیونکه اسی شب کو یہه قافله طرابلس پہنچا تھا ' اور دشمن کی نقل و حرکت کے متعلق کوئی عمده خبر عثمانی کیمپ میں موجود نه تھی ' شوق شهادت و ولولۂ شجاعت نے اتني مهلت نه دی ' که کسی مناسب حملے یا اتفاقی مقابلے کا انتظار کیا جاے بغیر کسی علم و انتظام کے دشمن کي تلاش میں روانه هوگئے *

طلوع افتاب کے ساتھه هی دشمن کی موجودگي کے نشانات رهنمائی کرنے لگے ' معاً پوری [illegible] تین ٹکڑیوں میں منقسم هوگئي' اور سو معاهدین کا صرف ایک ٹکڑا متجسس و متلاشي اگے بڑھا ' ٹھہرني ؟ مسافت ؟ ابھی طے کی تھی ' که کھوڑوںکي کي ٹاپوں اور هتیاروںکی جھنکار نے بتلادیا که انهیں اب کیا کرنا هوگا ' قرائن سے معلوم هوا که نمودار هونے والا گروہ دو تین هزار سے کسي طرح کم نهیں ' اتنے بڑے مقابلےکي یہاں کسی کو امید نه تھي ' ایسي حالت میں محفوظ طریقه تو یه تھا ' که کمین‌گاہ میں چھپ کر بیٹھه جاتے ' اور جب دشمن سے حد آگے بڑھجاتا ' تو عقب سے حمله آور هوکر ایک مقابلے کے بعد نکل جاتے ' لیکن " امیر عبد القادر " کے حاشیے نے سر زمیں جہاد کے مقدس میداں میں اپنی اولیں ضرب شمشیر کو نردلانه کام میں لانا پسند نهیں کیا ' پوري جماعت راسته روک کر یہیں کھڑي هوگئي ' اور صبح کی خوشنما ضیائے روشن میں جانبازان راہ شہادت ' نصرة الهی کا انتظار کرنے لگے ' و کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن الله ' و الله مع الصابرین ۳ ۹۶ *

دشمن کے انتظار کي گھڑیوں کا ثبات و استقلال بجاے خود انسانی جذبات کے طهور کی انتهائي نمایش هے ' جسکی نظیر قوموں کے دفاعی جدوجهد میں همیشه نهیں ملسکتي ' لیکن اس سے بھی بڑھکر ایک پر اثر واقعه اس موقع پر ظاهر هوا ' جسے شاید صرف اسلام هی کی تاریخ پیش کرسکتی هے ' اگر طرابلس سے اسکی تمام عظیم الشان فتح یابیاں چھین بھی لی جائیں جب بھی یہه واقعه اسکی لازوال اور مقدس عظمت کی شہادت کے لئے کافي هے -

قوموں اور ملکوں کی عزت اگر زیادہ خون بہاے ' اور انسانی گلوں کے هاتھه پاؤں باندھنے میں هوتی' تو درندوںکے بھت' انسان کي عبادتگاهوں سے زیادہ مقدس هوے ' مگر اسکے شرف و تقدیس کا معیار ' الهی اوصاف و ملکوتي اخلاق هیں ' اگر چند لمحے بھی اسکے میسر آجائیں ' تو وہ خونخوارانه متحیابیوں کے هزار سالوں سے زیادہ افضل هیں ' لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ' ثم رددناہ اسفل سافلین ۳۰ ' ۹۶ *

دوهزار مسلح دشمنوں کا گروہ چند لمحوں کے اندر نمودار هونے والا تھا ' گھوڑوںکی ٹاپوں کي اواز ' اور هتیاروںکی جھنکار اب صاف صاف سنائي دینے لگی تھي ' معاهدین کی تعداد سو سے زیادہ نه تھی ' کسی طرح کی حفاظت اور پوشیدگی کا موقع نه تھا ' بے نیام تلواریں سروں پر چمکنے کیلئے آرهی تھیں ' دو هزار گولیوں کی جگر شگاف بارش ایک لمحه کے اندر سو لاشوں تڑپا دیسکتی تھیں ' گویا حیات و ممات کی تمام ناهمی مسافت لپٹ کر ' ایک لمحه کے نقطے میں سمٹ گئی تھی ' لیکن یه سخت و نازک وقت ' یه یکسر حرب و هراس' یہه مناظر وحشت و اضطراب ' یہه معائنۂ موت و هلاکت ' کوئی بھي چیز اس مومن مخلص کو فاطر السمارات و الارض کی عبادت سے باز نه رکھه سکی ' اور اپنے قافلے کی تمام جماعت کے ساتھه نماز میں مصروف هوگیا ! خدا نے ان لمحوں کی تعریف کی تھی ' جنکو تجارت و کاروبار دنیوي کا انهماک ذکر الهي سے مانع نهیں ' رجال لا تلهیهم تجارة و لا بیع عن ذکر الله ' مگر یه وہ بندے هیں جو دشمن کی تلواروں کے سایے میں بھی اسکي بندگي سے غافل نهیں هوسکتے ! یه اسلام کے دور اول کی خصوصیات تھیں' جنکو خاک طرابلس نے آج پھر زندہ کردیا هے

* * *

الله اکبر ! یه بھي کیا منظر تھا' که ایک طرف تو بے نیام تلواریں اور بندوقوں کي کرچیں فضا میں چمک چمک کر ظلم و بیداد خاموشی کا اعلان کررهی تھیں' دوسري طرف وہ گردنیں ' جو اعلاے کلمة الحق ' اور حفظ ناموس الهی کي راہ میں کٹنے کیلئے بلند کي گئیں تھیں' ملسوی الله سے بے خبر و غافل هوکر' بیخود اور درگاہ الهی میں جھکادي گئی تھیں !

امیرعلی مع اپنے ساتھیوں کے نماز میں مصروف تھے اور پچاس مجاهد نگرانی و حفاظت میں' و اذا کنت فیهم' فاقمت لهم الصلوة فلتقم طائفة منهم معک و لیاخذوا اسلحتهم فاذا سجدوا فلیکونوا من ورائکم ۴ : ۱۰۲ - صفیں دوہری کی تھیں' لیکن ایک خدا کی بندگی میں مصروف تھی اور دوسری خدا کیلئے اسکے دشمنوں کی نگرانی میں' یکایک دشمنوں کا گروہ عظیم نہایت قریب سے نمودار ہوا ' اسکی کثرت تعداد ' ضروریات جنگ سے تکمیل' ہر طرح کی آمادگی و مستعدی سے معلوم ہوتا تھا ' کہ محض وحشی نقل و حرکت نہیں ہے' بلکہ ایک سخت حملے کا ارادہ کیا گیا ہے جو عثمانی کیمپ کے قرب و جوار میں دس صرف کرکے رات کی تاریکی میں کیا جاتا ' تمار ابھی ختم نہیں ہوئی تھی اور صرف پچاس آدمی حملے کا جواب دیسکتے تھے ' دشمن نے اتنی قلیل جماعت کو سامنے دیکھکر اور ان میں سے بھی نصف کو بیکار پاکر اس روز سے علیحدہ شادمانی بلند کیا ' گویا روما کا خزانہ مع اسکے نئے قرضوں کے جو وحشی الخلق طرابلس کی قیمت میں دیا گیا ہے چند لمحوں میں واپس ملنے والا ہے !

لیکن مجاهدین کے بہادرانہ نعرۂ اللہ اکبر کی گونج نے انکو حوش ہو لینے کی زیادہ مہلت نہ دی ' وہ ابھی کسی قدر فاصلے پر رک کر کھڑے تھے کہ محافظ پچاس آدمیوں نے برق کی سرعت سے اڑکر حملہ کردیا ' اور گویا چھوٹی چھوٹی پچاس کشتیاں دو ہزار سپاہیوں کے سیلاب میں بہنے لگیں' انکی اس جسارت اور تیزی نے تھوڑی دیر کیلیئے تمام لشکر کو مبہوت کردیا اور حیرت و تعجب نے سب کے ہاتھ پاؤں شل کر دے' لیکن اس عرصے میں پچاس سروں نے اپنے سے دگنی تعداد کا خاتمہ کردیا تھا *

* * *

ہنگامۂ رستخیز بلند ' اور شور دار و گیر سے صحرا گونج رہا تھا ' مگر نماز پڑھنے والوں نے پوری جمعیت خاطر سے نماز ختم کی ' اور امیر علی مع اپنے پچاس ساتھیوں کے اس زلزلۂ شہادت اور جوش جہاد کے ساتھ ' جسکے اضطراب نے انہیں رات بھر انتظار کرنے کی بھی مہلت نہ دی تھی ' دوسری مرتبہ تکبیر جہاد بلند کرتے ہوئے' صاعقۂ ہلاکت بنکر صف اعدا پر ٹوٹ پڑے *

دشمن کے محسوس ہوتے ہی سو سو مجاهدین کی دو جماعتیں جو مختلف جہات میں بصورت طاقت محفوظ نہیںچھوڑی گئی تھیں' تھوڑی دیر کے بعد اُن میں سے پہلا گروہ بھی نعرۂ تکبیر سے دلوں کو لرزاتا ہوا آموجود ہوا ' اور اب دو سو مجاهدین مصروف پیکار ہوگئے ' علی نظمی بک ' جو قسطنطنیہ سے مرکزی ہلال احمر کے چیف وفد میں روانہ ہوئے تھے ' اپنی چٹھی میں لکھتے ہیں "اگر شجاعت و جان فروشی' عزم و استقلال ' وطن پرستی اور حفظ ناموس ملة کا کوئی قیمتی ہے ' تو دنیا میں کون حساب کرسکتا ہے کہ طرابلس کی خاک کے ذروں کی کیا قیمت ہوگی ؟ تاریخ دنیاے قدیم کے جس تعجب انگیز واقعات کی تقدیس کرتی ہے ' انسانی فضائل و حمدات کے جن کارناموں کے احترام میں اپنے قلمکی سے قیمتی صفحے دیدیتی ہے ' اور پھر کبھی کبھی گدرہی ہوئی دنیا کے جس محاسن و کمال کی یاد میں حسرت کے آنسو بہاتی ہے آج طرابلس کی زندگی کے ہر ساعت بلکہ ہر لمحہ میں ہم اپنی آنکھوں سے اپنے سامنے دیکھ رہے ہیں' امیر علی حزائری کے چھوٹے معرکے میں دو سو انسان اُن دو ہزار تربیت یافتہ سواروں سے ' (جنکی طاقت کے مقابلے میں بزدلی - اور ضعف و بے کسی کے مقابلے میں درندگی - فطرۃ اصلی ہے) کے خوف و ہراس بن رہے تھے' یہ کیا شیشے کا پہاڑ کی چٹان سے سر ٹکرانا نہ تھا ؟ لیکن حیراں ہوں کہ جو کچھ میں دیکھتا ہوں بیسویں صدی کی مادی فضا میں پرورش پانے والی دنیا کو کھوکر اسکا یقین دلاؤں ؟ اگر میں کہوں کہ شیشہ و سنگ کے تصادم میں آخر الذکر کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے' تو یقیناً میں پاگل ہوں' مگر میں کہتا ہوں کہ دو سو صحرا نشین بدویوں نے یورپ کے دو ہزار تربیت یافتہ سپاہیوں سے ' کامل چار گھنٹے تک آگے بڑھنے کی طاقت سلب کردی' اور بالآخر شکست دی ' ایسی دلخراش اور رسوا کن شکست' کہ سیکڑوں سپاہی سراسیمگی کے فرار میں ایک دوسرے پر گرے' اپنے ہی سواروں سے روندے گئے' اور جس قہر الہی سے بچکر بھاگنا چاہتے تھے' وہ بالآخر صورت بدلکر دامنگیر ہوگئی " *

بیشک ان واقعات پر شک کرے' یا تعجب' لیکن ہمارے لئے یہ سرگذشتیں کچھ بھی مستبعد نہیں *

اگر وہ خدا زندہ ہے جس نے یوم بدر و حنین میں اپنی نصرۃ کی بیرنگیاں دکھلائی تھیں لیرداوا ایماناً مع ایمانهم و لله جنود السموات و الارض اور اس ناصری خدا کی طرح خدا پدیر نہیں' جسکو پلاطوس کی رومی عدالت کے فیصلے نے مصلوب کردیا تھا ' و الله لا اله الا هو الحی القیوم' تو وہ آج بھی طرابلس کے میدانوں میں اپنی جنود نصرۃ کے ارسال سے عاجز نہیں ہے بلی ' ان تصبروا و تتقوا و یاتوکم من فورهم هذا یمددکم ربکم بخمسة الاف من الملائکة مسومین ۳ : ۱۲۲ *

علي بک اسکے بعد لکھتے ہیں

جس گروہ میں اندازے جنگ سے ہر فرد کی شجاعت و بے جگری یکسان وغیر ممیز ہو اسکی سرگذشت میں بالتخصیص کیا لکھا جاسکتا ہے ؟ لیکن اس معرکے میں امیر عبد القادر کا جلف الرشید اول سے آخر تک ایک وجود طلسم تھا انسان خواہ کچھ ہو - لیکن فولاد یا پتھر کی چٹان نہیں - اور اگر پتھر کے دو سو سینے بھی ہوں تو بھی دو ہزار گولیوں کی مسلسل بارش انکو تھوڑے دیر میں خالی کی چادر بنادے' لیکن یہ صرف امیر حزائری کی بے جگری اور کاردانی بھی - جس نے دو سو دلوں کو اپنی مٹھی میں لیکر اسطرح داد شجاعت دی کہ ان میں کا ہر متنفس - اسکی طرف سے ہر دم پھینکے والی روح شجاعت کی ایک مسلح صف اپنے یمین و شمال دیکھتا تھا - اور دشمنوں کے سمندر میں مچھلی کے طرح بے خوف تیرتا تھا - خود امیر علی کا یہ حال تھا کہ میدان جنگ میں جسد لمحوں کیلئے

تھی اسکی حگھہ کی طرف کوئی اشارہ نہیں کیا جاسکتا تھا - رعد کی گرج کی طرح پیہم نعرہ ھاے تکبیر بلند کرتا اور پھر برق کی سرعت سے چمک کر دوسری حگھہ نمودار ھو جاتا - گویا ھمت و شجاعت نے اسکے دونوں طرف پر لگا دے تھے - جسکی مدد سے اس مصائے حربیں میں ھر طرف سے خوف و ھراس اڑتا تھا اور بندوقوں اور رائفلوں کے نشانے اسکی سرعت پرواز کا ساتھہ دینے سے عاجز تھے ' ایک مرتبہ پندرہ دس میدنٹ گذر گئے - اور وہ کسی طرف نظر نہیں آیا ؛ ساتھیوں کو یقین ھو گیا کہ اب کبھی واپس نہ آئیگا - افسر کی موت کا یقین ھمیشہ سپاھیوں کی ھمت پست کردیتا ھے - اور اکثر موقعوں میں تو بڑی بڑی فوجوں کو صرف ایسے ھی اتفاقات سے ھزیمت ھوئی - تاریخ کی قدیمی روایات میں افسر اعلی کے کام آجانے پر اسکے کپڑے لکڑی کے ڈھانچوں کو پہنا دےگئے ھیں - مگر مسلمان مجاھد کا حاسہ ' اسکی اور خصوصاً اس کی طرح اس بارے میں بالکل برعکس ھے - شیر کی شکست ' اسکی فتحیابی سے زیادہ خوفناک ھوتی ھے ' اسی طرح مسلمان مجاھد کو شکست کا یقین ' اور زیادہ باھمت اور بے پروا کر دیتا ھے - جس ھی مجاھدین کو اپنے امیر جماعت کی شہادت کا یقین ھوا ' وہ نعرۂ جنگ ' جسکی ھر تکرار اپنے اندر شجاعت و دلیری کی ایک حیات تازہ رکھتی ھے ' بلند کر کے ' ایک آخری حملہ کردیا کہ امیر لشکر کے بعد تو اب زندگی اور کم ضروری ھوگئی ھے - یہ گویا بحر شجاعت کی دو سو موجوں کا طوفانی ھیجان تھا ' جس نے دو ھزار تن کے اس اطالی جہاز کو غرق کردینے کے لئے ' نہ ڈالا کر دیا ' لیکن تھوڑی دیر کے بعد ایک جماعت صفیں درھم و برھم کرتی ھوئی دور تک نکل گئی تو دیکھا کہ امیر زندہ و سلامت ایک تڑپتے ریگ کی آڑ میں موجود ھیں ' البتہ دو گولیاں دولت شہادت کی سینے میں اماںت ھیں اور گو زخمی ھو چکے ھیں ' مگر قبضۂ شمشیر کے دولت کی ترقی سرعت کسی انسانی ھستی کو ... سے گذرنے نہیں دیتی —"

* * *

جو لڑائی کسی انسانی زندگی کے مقاصد سے ' اسکی فتح و شکست کو بھی اس زندگی کے بقا و فنا پر موقوف ھونا چاھئے لیکن مسلمان مجاھدین کا دفاعی قتال کسی انسانی ارادے کے ماتحت نہیں ھوتا ' بلکہ اس نصرت مولیٰ حی و قیوم کی راہ میں ھے ' جسکے لئے کبھی زوال و فنا نہیں ؛ انکا دل دست الہی میں ایک آلۂ منعطل ھے - یقلبھا کیف یشاء - وہ کسی انسانی افسر کی نہیں ' بلکہ خدا کی فوج ھیں ' جسکو دشمن کا کوئی حربہ ' اور حربے کا کوئی تشنہ رخمی نہیں کرسکتا : و ان جندنا لھم الغالبون ۳۷ ۱۷۳ - یہ وہ حزب الہی ھے ' کہ انسانوں کی تعداد قلیل پر حکم چلانے والے افسر بجاے خود رہے ' (حبل احد) کے دامن میں انھیں خود خدا کے بھیجے ھوے سپہ سالار اسلام (صلعم) کی خبر وفات سے آزماکر کہا گیا تھا

و ما محمد الا رسول ' قد خلت من قبلہ الرسل - افان مات او قتل ' انقلبتم علی اعقابکم ؟ و من ینقلب علی عقبیہ ' فلن یضر اللہ شیئا ' و سیجزی اللہ الشاکرین ۹۲ ۱۳ *

یہ عدیم النظیر فتح یابی فی الحقیقت حق اور صداقت کی بخشی ھوی ما فوق الفطرۃ طاقتوں کا نتیجہ تھی جو اصطلاح قرآنی میں نصرۃ الھی کی حدود مشمولی ھے - و انزل جنودا لم تروھا ' و عذب الذین کفروا ۹ - ۲۷ لیکن بظاھر امیر موصوف کی کاردانی اور دشمنوں کی اس نزدلی نے ' جو ھمیشہ ھزیمت اٹھانے کیلئے مستعد رھتی ھے ' اسکی تکمیل کردی - سب سے پہلے پچاس آدمیوں کا نظر آنا ' پھر نماز سے فارغ ھوکر امیر علی کا مع پچاس ساتھیوں کے حملہ آور ھونا ' ابھی سو تلواریں چمک ھی رھی تھیں کہ قاروہ دم سواروں کی تیسری جماعت کا ناگہانی آپڑنا ' اور ایک لقمہ نیلیئے مرصدہ دینا ' یکے بعد دیگرے یہ واقعات اس طرح پیش آئے ' کہ حیرت و تعجب نے رعب و ھیبت سے ملکر دشمنوں کے حواس گم کردے - دو سو آدمیوں کو اس نے پروائی سے لڑے اور بتدریج ظاھر ھوتے دیکھہ کر انھیں یقین ھو گیا کہ کوئی بہت بڑی کمک انکے پیچھے مخفی موجود ھے ' جو اسی طرح یکے بعد دیگرے ظاھر ھوکر قیامت برپا کردے گی - وہ اسی خوف وھراس کے تذبذب میں تھے کہ شمالی جانب کی تیسری سو آدمیوں کی جماعت کا نعرۂ تکبیر دور سے سنائی دیا : فزلزلوا زلزالاً شدیدا رعب و اضطراب نے انکو یقین دلایا کہ وہ غیر معلوم مخفی کمک سر پر آگئی ھے ' فراعت الانصار وتلعب القلوب الحناجر - معاً تمام فوج میں گھبراھٹ پھیل گئی ' اور سب نے قدم اس طرح اکھڑے کہ پانچ پانچ میل تک اپنے متعاقبین کی صفوں سے گرتے چلے جاتے تھے مگر دم لیکر مقابلہ کرنے کی ھمت نہیں پڑتی تھی : فاللہ یوید بنصرہ من یشاء ' و ان فی ذلک لعبرۃ لاولی الابصار ' ۳ ۱۲

آیندہ نمبر میں امیر علی پاشا جزائری کی تصویر مع انکے بعض مشہور معرکوں کی تصویروں کے درج کی جائیگی اور پھر کبھی " احرار و سلام " کے کالم میں (امیر عبد القادر) مرحوم کے حالات مع تصویر شائع کر دے جائینگے *

عثماني مجاھد طرابلس

پور ناشی جاوید بک

— • —

دنیا میں تلوار اور قلم ایک ھاتھہ میں کم جمع ھوتے ھیں ' تلوار کا آھنی قبضہ شاید اسقدر سخت ھے کہ اسکی گرفت کے بعد انگلیوں میں قلم کی گرفت کی صلاحیت باقی نہیں رھتی ' لیکن سر زمین اسلام کے اعجوبہ روزگار میں کونسی شے تعجب انگیز نہیں ؟ تخت حکومت ' اور بوریائے درویشی ' گلیم فقر اور خلعت شاھنشاھی ؛ محراب عبادت ' اور ایوان سلطانی ؛ تدبیر و سیاست اور عدل و مساوات ؛ دولت و تجارت ' اور توکل و قناعت ؛ اشتغال

دنیوی' اور زهد و عبادت' ترقیات مادی' اور تصفیهٔ روحانی؛ اعتماد نفس و تدبیر' اور توکل و اعتقاد تقدیر' غرضکه سینکڑوں حدیات و اعمال همیشه باهم متحالف چلے آئے ہیں' جنہوں نے سب سے اول اسکے جامع اضداد' اور حصوصیت میں ایک دوسرے سے معانقه کیا

منجمله انکے ایک بہت بڑی حصوصیت یہ ہے که تیغ و قلم کی قدیمی متحالف مئاثر دونوں کو ایک جگه جمع کردیا' ممکن ہے که دیگر اقوام میں اسکی حال حال مثال ملے' لیکن اسلام کی تاریخ اسکی سینکڑوں مثالوں سے لبریز ہے - اسکے دور عروج میں هزاروں تصنیفات جہاں مدرسوں کے سنگی حجروں اور مسجدوں کے گرد آلود صحنوں میں ترتیب دی گئی ہیں' وہاں شاهی قصر و ایواں کے طلائی فرش' اور سپه سالار کے دفتر جنگ میں بھی قلم کے ساتھه قلمدان نے جگه پائی ہے *

اسلام کی تاریخ میں فتنهٔ تاتار سے بڑھکر اور کوئی آفت نہیں آئی' سنه ۷۰۲ هجری میں جب (قازان خاں) نوے هزار فوج کے ساتھه شام پر حمله آور هوا' تو علامهٔ ابن (تیمیه) اپنے درس و تدریس کے حجرے میں مصروف تصنیف و تالیف تھے؛ لیکن جب جنگ کی خبریں ہی شایع هوئی قلم کی نوک توڑ کر آتھه کھڑے هوے' اسکو شمشیر جہاد کے قبضے سے بدل لیا' سلطان ناصر سے ملکر تمام ملک میں حفظ وطن و دفاع کی تحریک پھیلائی' اور ایک تجربه کار افسر فوج کی طرح درجه الصفر کے میدان میں داد شجاعت دیکر دشمنوں کو شکست دی *

(صقلیه) میں قاضی اسدی کے جنگی کارنامے اس خصوصیت کی ایک مشہور مثال ہیں *

یه سچ ہے که اب صدیوں سے ان اسلامی خصوصیات کی مثالیں نایاب ہیں' مگر اسکا سبب رمیں کا نقص نہیں' بلکه نشوء پذیر تعلم کی نا یابی ہے' انسان اپنے تمام حدیات و قوی کے ظہور کیلئے خارجی محرکات و مؤثرات کا محتاج ہے' اور یہی طبیعی احتیاج اسلام کی اصطلاح میں تقدیر اور اذن الہی ہے' جسکے بغیر دنیا کا ایک ذره بھی هل نہیں سکتا' اسلام پر آتھه سو صدیوں سے جو عالمگیر تنزل چھایا هوا ہے' اسکا اصلی سبب یه ہے که قوتوں کے ظہور و تحریک کیلئے سنین الہی کے سے حالات و اسباب میسر نہیں' ورنه اج بھی اسلام کی خاک ره لعل و جواهر اگل سکتی ہے' جنکی درخشندگی نے چشم عالم کو خیره کردیا تھا *

خصوم حیالات سلسلهٔ سخن قائم رکھنے نہیں دیتا' جنگ طرابلس نے گذری هوئی باتوں کو پھر زنده کردیا ہے' یه اسی کا نتیجه ہے که اعلان جنگ کے ساتھه ہی سینکڑوں اهل علم اور صاحبان درس و تدریس ترکوں نے قلم کی جگه شمشیر کا رخت دیکھتے عثمانی دفتر جنگ کی میز کو عرضداشتوں سے بھر دیا؛ (مصر) سے والنٹیروں کی جو جماعتیں گئیں ہیں' ان میں ایک بڑی جماعت مدرسوں کے طلبا' اور ارباب قلم کی بھی ہے جو آج (درنه) اور (عزیزیه) کے میدان میں تربیت یافته سپاهیوں کی طرح لڑ رہی ہے' العلم قاهره کا نامه نگار لکھتا ہے که " ان مصری والنٹیروں نے اپنی شجاعت و کاردانی سے تمام عثمانی سپاه کو متحیر کردیا ہے"

ایسے ہی وطن پرست اور جان نثار اسلام نوجوانوں میں (بنغازی) اور (درنه) کا مشہور معرکه آرا جاوید بک ہے' جسکی (تصویر)آج اس کالم میں درج کی جاتی ہے' جب اتالی کے حملے کی خبر مشتہر هوئی' تو یه فرانس میں مختلف علوم و فنون کی تکمیل میں مصروف تھا' لیکن جنگ کے اعلان کی خبر سنتے ہی اضطراب دلی سے بیقرار هوگیا' تمام اشغال یکسر ترک کرکے فرانس سے تونس آیا' اور وہاں سے سینکڑوں ترک و عرب افسروں کی طرح بھیس بدل کر حدود (طرابلس) میں صحیح و سالم داخل هوگیا *

اجکل کے ترک اهل قلم میں اسکی جگه ممتاز ہے اکثر بلند پایه رسائل میں اسکے علمی مقالات شایع هوے اور تمام علمی حلقوں میں وقعت کی نظر سے دیکھے گئے' (انقلاب عثمانی) کے بعد جب اس نے اپنی مشہور تصنیف " تاریخ انقلاب سیاسی یورپ حصوصاً فرانس ". دو ضخیم جلدوں میں شایع کی تو اسقدر مقبول هوئی' که تین سال کے اندر دو مرتبه هزاروں کی تعداد میں چھپ کر فروخت هوگئی' لیکن آج اسکی تصویر دیکھئے' تو فرانس کے کسی دار العلوم کی جگه مدرسه حربیه کا تربیت یافته جنرل معلوم هوتا ہے *

(طرابلس) کے مختلف حصص کے اکثر معرکوں میں یه ابتدا سے شریک کارزار رہا اور هر میدان سے نامورانه و سر بلندانه پلٹا' اکثر موقعوں میں جب نہایت پر خطر اور مخدوش جنگی خدمات کی ضرورت هوئی تو سب سے پہلے اسی نے اپنی جگه سے حرکت کی بارہا ایسا هوا که بھیس بدلکر تن تنہا نکل گیا ہے' اور گھنٹوں اٹالین کیمپ کی سیر کرتا رہا ہے' ایک مرتبه کسی ایسے ہی مخدوش موقع میں دشمنوں کے سخت محاصره میں آگیا تھا' لیکن اپنی بے جگری اور بے باکانه شجاعت کی وجه سے صاف بچکر نکل گیا *

درنه کے درسخت معرکے تو اسی کی شہامت و دلیری سے سر هوے (انور بک) نے اپنی مراسلات میں چند بہادروں کے کارناموں کی خصوصیت کے ساتھه داد دی ہے' ان میں دوسرا نام اسی صاحب تصویر کا ہے متع الله الاسلام و المسلمین بحیاته و طول حیاته

ارزار طرابلس

شیخ سلیمان باروني [صایله] کے عرب مجاهدین کے ساتھه دشمن کا انتظار کررہے هیں *

مصرکي ڈاک

طرابلس کا پیغام

شیخ (سلیمان الباروني) عثمانی پارلیمنٹ میں جبل عربي کي طرف سے ممبر هیں ' اور منجمله ان ملت پرستان عیور کے هیں ' جنهوں نے آغاز جنگ سے اپنی زندگي عزیز طرابلس کے نذر کردي گذشته دسمبر میں جب یه طرابلس پهنچے ' تو قبائل عرب میں جهاد کی تحریک ابهی نئی نئی شروع هوئي تهي' اور (اور بک) کسی رسدی و معدی کے لئے نهایت مضطر تهے ' انهوں نے پهنچتے هي ابتدائی ایک ماه دورے میں صرف کیا ' اور جب واپس آئے ' تو مجاهدین عرب کے گروه گروه آنکے یمیں و شمال تهے' آیندہ نمبر میں آنکے متعدد معرکوںکی تصاویر (الهلال) میں درج کي جائینگي *

۵ جون کو انهوں نے مقام ذهیبات سے مندرجۂ ذیل تار ترکی کے تمام اخبارات کے نام روانه کیا هے جو در اصل طرابلس کا تمام عالم اسلامی کے نام پیغام هے —

" میں کامل وثوق ' اور پورے یقین کے ساتھه کهتا هوں که همارے دشمنوں نے ناکامي کے سوا اور کچهه نهیں دیکها ' انکو ایک دن کیلئے بهی فتح و نصرة نصیب نهیں هوئي ' اور نه کبهی آینده هو سکتی هے ' وه خداے بزرگ وتوانا کی مدد سے همیشه مقهور و مخذول رهینگے *

دشمن جبه مردنه اپنے نهایت مهلک و مهیب قواے جنگ کے ساتهه نکلا - اور خشکی و تری - دونوں جانبوں سے هم پر مسلسل آگ برسائي گئی - لیکن الحمد لله که هر مرتبه نا کام و خجل هوکر واپس گیا *

۲۰ مئی کے معرکے میں - میں خود شریک تها - میری آنکهوں نے مجاهدین کے عزم و ثبات کا جو مرقع دیکها - اسکو مدة العمر فراموش نه کر سکونگا - وه عقلوں کو متحیر کرنے والا - اور عثمانی مفاخر کیلئے ایک نقا نقش منظر تها *

جب میں (مرزا) اور (حضرور) کی خندقوں کو دیکهنے کیلئے نکلا تو گویا انسانی مصائل کے مجسمے میرے سامنے کهڑے تهے - جب لڑتا تو مجاهدین کی حمیت و حماسه - اور وطن پرستي و جان نثاري کے مناظر سے میري آنکهوں میں نحر و مداهات کی تهدگک پیدا کردي تهي - اور دل محزوب و بیحردی سے قانو میں نه تها -

عثماني شان کي عظمت - اور خلافه عظمی کے شرف کے تحفظ کیلئے - مجاهدین کے خود فروشانه اعمال تاریخ عالم میں همیشه یادگار رهینگے *

اے میرے محترم بهائیو ! تم آج ایک ایسے فیصله کن دن کي صبح میں هو - جسکي شام کے بعد پهر کچهه نهیں هے - انسانی قلوب کی قسمت آج تمهارے هاتهوں میں هے - تم چاهو - تو انهیں مسرت و انبساط کے بهشت میں پهنچادو - اور چاهو تو همیشه کیلئے حسرت و الم کا ماتم کده بنادو - یهی دن هے - یا تو ملت اسلامی اوج عظمت و علا پر چمک سکتی هے یا حضیض موت و فنا میں قیامت تک کیلئے گمنام هوجاسکتي هے - هاں - یهی اخري یوم الفصل هے - جسکو دونوں حالتوں کیلئے حد فاصل بنانا هے - یا جنگ طرابلس کا خاتمه یا خلافت عثمانیه کے تبسم کا فاتحه *

میرے عزیز بهائیو - هم کو مت جهجهو - اور نه نه بهولو که ملت کی سلامتی کے لئے اپنی زندگی کو فدا کرنا حکم الهی هے - اور اسنے اپنے ثابت قدم بندوںکی نصرت کا وعده فرمایا هے - اگر اطالی اپنے ظلم و اعتدا سے باز نهیں آئے تو سا حل کی پاسبانی کب تک کرینگے ؟ یه نا گزیر هے که انهیں اپنے ذخائر رسد اور سامان جنگ کو داخلی حصے میں منتقل کرنا پڑیگا - اور پهر اس کے بعد هماري ایک هي فیصله کن اور محکم ضرب ان کے لئے فیصلۂ قضا کا کام دیگی

لیکن اگر خدا نخواسته تم صلح پر راضی هوگئے' تو همارا وثوق و اعتماد تم پر سے اٹها رهیگا اور اپنے شرف و وقار کے ساتهه همارے دلوں کو بهي رنجي کروگے مرض کرو که تمهاري عزت نے اسے گوارا بهی کرلیا ' لیکن بتلاؤ که اسکے بعد دنیا کی آزاد قومیں' اور تمام مشرقي ممالک کے آگے کیونکر اپنے چهرے کو بے نقاب کرسکوگے ؟ علی الخصوص تمام عالم اسلامی کی اُن نگراں آنکهوں کو

کو کیا جواب دوگے جو تم سے تمہاری حکومت اور پارلیمنٹ نہیں بلکہ اسلام کے شرف و عظمت کا مطالبہ کریگی ؟

ہم عثمانی پارلیمنٹ کی موجودہ نشست سے کچھ نہیں چاہتے ' مگر یہ' کہ وہ (طرابلس الغرب) کو ہاتھ سے نہ دے اور اگر ہم نے ہمکو مجبور کیا تو اس ایوان کو صداے تقدیر کی طرح یاد رہے کہ ہم مع اپنے تمام سرتکف جانبازان شہادت کے اس لوائے مجد و شرف کے نیچے ثابت قدم رہینگے' جسکو (عثمان اول) نے اپنے کاندھے پر رکھا تھا ' اور پھر (محمد) فاتح نے فضاے عالم میں بلند کیا تھا *

تلوار اب ہمارے کاندھے سے اس وقت تک جدا نہیں ہو سکتی جب تک ان دو چیزوں میں سے ایک ہمارے ہاتھ میں نہو - یا دائمی شرف' یا تمام شہادت' تلوار ہم پر اٹھائی گئی ہے تو اب تلوار ہی آخری فیصلہ بھی کرے گی - ہم یہ سب کچھ اس خداے لایزال کے اعتماد پر کرنے کا دعوا کرتے ہیں' جو اپنے بندوں کو کبھی مظلوموں کو نہیں چھوڑتا *

طرابلس بارجود ہر لحاظ سے معلس ترین ولایت عثمانی ہونے کے' آٹھ مہینے تک میدان مدافعت میں مستقل اور ثابت قدم رہا اور اسی طرح انشاء اللہ آخر تک رہے گا - دشمنوں کو صحت پر مہر ہے اور اس میدان قتال کے تمام اعداد اموات اسکے اثبات و تائید میں متفق ہیں *

اطالی اس کوشش میں ہے کہ طمع و فریب کے اثر سے عرب بدویوں کی ایک جماعت کو رام کریں اور انسے ایک ملکی رسالہ مرتب دیکر کسی طرح عربوں کے حملوں سے بچ سکیں ' اب ایک جماعت اس طرح کی طیار ہوگئی ہے ان میں سے ہر شخص کو چھ گنی ماہوار تنخواہ دی جاتی ہے *

کل پہلی مرتبہ یہ رسالہ نکلا - دو پیادہ اطالی رجمنٹ بھی اسکے ساتھ تھیں - اطالیوں نے یہ سب حملہ نکلنے کی خبر سنتے ہی عثمانی چھاؤنی میں ہر طرف خوشی پھیل گئی - عرصے کے بعد شکار کے ہاتھ آنے سے کون شکاری ہے - جو خوش نہوگا ؟ لیکن افسوس کہ یہ خوشی زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رہی *

اطالی لشکر عرب رسالے اور پیادہ اطالی رجمنٹ سے مرکب ہوکر نکلا ' لیکن ابھی راہ ہی میں تھا کہ مجاہدین کی ایک دورہ کرنے والی ٹکڑی سے مڈبھیڑ ہوگئی - یہ گشت لگانے والی جماعتیں عموماً چھوٹے چھوٹے گروہ ہوتے ہیں - اور جب موقعہ ملتا ہے دشمن کی تلاش میں نکل جاتے ہیں - یہ لوگ بھی کوئی نوے تعداد میں نہ تھے البتہ انکا ہر مرد سنگین دار اور ناممکن تسخیر

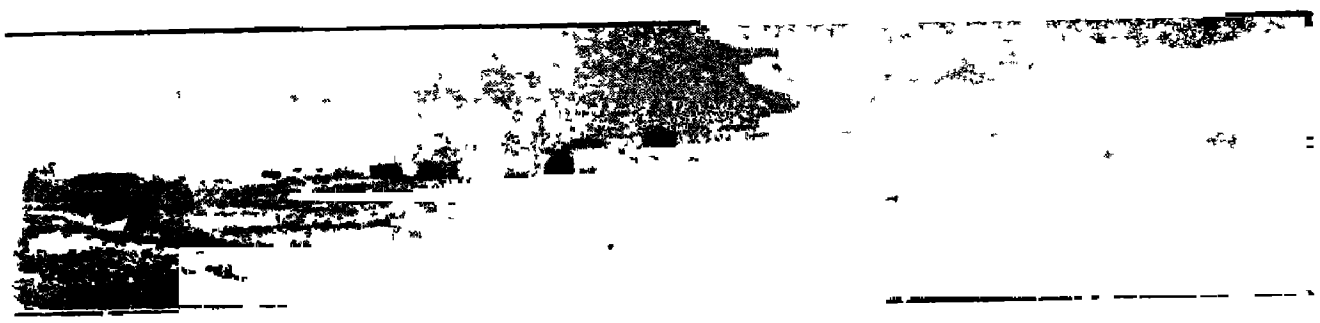

(عزیزیہ) میں عثمانی کیمپ

اُس نے ہر میدان میں شکست دی اور انکے دورحی آلات ناریہ کی شب و روز مسلسل بارش پر کھیلتے ہوے معرکے سر کیے - وہ باوجود اپنے اس جہنمی سامان کے ساحل چھوڑ کر ایک قدم آگے بڑھنے کی ہمت نہیں کرسکتے اور اپنے مظلوم حریف کے رعب و داب سے اپنے قلعہ نما خیموں کے اندر لرزے رہتے ہیں

یہ (طرابلس) کا پیغام ہے جو میں حکومت 'پارلیمنٹ اور تمام ملت عثمانی کے نام روانہ کرتا ہوں (سلیمان الباروڈی) *

میدان جنگ سے موسیو کولیرا کی چٹھی

قاہرہ کے مراسلہ نگار (الدول) کا پیرو پراثر موسیو (کولیرا) میدان جنگ سے لکھتا ہے :—

"جنگ کے میدانوں میں حوادث و واقعات کب اور کس دن نہیں ہوتے ؟ لیکن کل (بنغازی) میں ایک ایسا واقعہ گذرا ہے جس نے طرابلس میں لڑنے والے اطالیوں کے خصائل و عادات اور حقیقت واقعہ کو بالکل بے نقاب کردیا - یہ ایک ایسی کہانی حقیقت ہے جسکی کسی طرح تکذیب نہیں ہوسکتی ؛ کیونکہ اپنے بات کی صحت و صداقت کو اپنی صداقت پر پیش کرتا ہو ' موجودہ حالات و حوادث کی صادق زبان بجاے خود انکی

تھا - انہوں نے جب دیکھا کہ دشمن اپنی پوری قوت اور سامان کے ساتھ آرہا ہے - تو فوراً رملہ کے نشیب و قرار اور ریگستانی ٹیلوں میں گوشہ گیر ہوگئے - اور ایک ساتھ چاروں سے آگ برسانی شروع کردی - چند لمحے ابھی پورے نہیں گذرے تھے کہ اطالیوں کے ہوش پراگندہ ہوگئے اور تمام فوج نصف دائرے کی صورت میں ہوکر اُس تیزی کے ساتھ - جو انسانی طاقت میں ہے - اپنے کیمپ کے طرف روانہ ہوگئی *

یہ گویا ایک مختص تماشا تھا - مگر اس تماشے میں بھی ۷ اطالی — اور ۷۰ وطن فروش عرب - جو اُنکے ہمراہ تھے مقتول ہوے *

طرابلس الغرب میں مہینوں سے جنگ وقتال کی جو چکی چل رہی ہے - اسکے ایک دور حربی کا یہ نمونہ تھا جس سے اٹلی کے قبضۂ طرابلس کی امیدوں کا اندازہ کیا جا سکتا ہے - یہ اُن متمدن حلقوں کی بہتر کیلئے ایک بہایت دلچسپ تماشاگاہ ہے جو طرابلس میں اٹلی کو محض تہذیب و تمدن کی تعلیم کیلئے حملہ آور دیکھ رہے ہیں ؛ حالانکہ وہ آج مجروح اطالی بدوؤں کو درس شجاعت دینے سے بھی عاجز ہیں

یااللاسف - مجھکو عثمانیوں کی مجدت و طرمداری - اور حقیقت چھپانے کے الزام سے متہم کیا جاتا ہے - لیکن سچ یہ ہے کہ اپنی جگہ الزام دینے والے بھی معذور ہیں - میں خود بھی ایسا اعتقاد رکھنے کی ہرگز خواہش نہیں رکھتا تھا کہ بزدلی اور نا مردی اس شرمناک درجہ تک پہنچ جائے گی - لیکن اب اپنی آنکھوں کو کیونکر جھٹلاؤں ؟ دیکھتا ہوں - اور باوجود تعجب کے نقل کرنے پر معذور ہوں *

فی الحقیقت ایک جرار اور جوشناک معربی فوج کو ایک پراگندہ اور صحرائی نہیتر کے مقابلہ میں عاجز و خایف سنکر کون یقین کرسکتا ہے ؟ وہ ہر طرح سے مکمل فوج - جسمیں ڈیڑھ لاکھ سپاہیوں کا سمندر لہرارہا ہے - جسکے ۵۲ تجربہ کار اور تربیت یافتہ کمانڈر اپنے سپاہیوں کو طلائی تمغوں سے چھپائے ہوئے ہیں - جسکے پاس بیسویں صدی کے قدیمی آلات جنگ کا ایک جنگل ہے - اور جسکے کیمپوں میں توپ کے گولوں اور بندوقوں کی گولیوں کے پہاڑ کھڑے ہیں اپنے اُس حقیر و ضعیف حریف پر ایک مرتبہ بھی جرئی سے حرئی حملہ نہیں کیا ' جو اس کے جنگی سمندر کے مقابل میں چند دقطروں سے زیادہ نہیں - ایک نادیدہ بشیں وحشی گروہ ! جو چالیس برس سے بھی کم عمر والے چند ترک لڑکوں کے مانحت ہے - جسکے پاس تقسیم کرنے کیلئے ایک قسم کے پرانے اور کم قیمت اسلحہ بھی نہیں ' جو اسلحہ جس کو میسر آگیا وہی اسکی مدافعت اور وہی اسکے لئے کرب کی توپ ہے - پھر موجودہ جنگی دور کی اصلی جیرت انگیز قوتی مشین سے گولے برسانے والی اور قلعہ شکن توپوں کی تو انہوں نے صورت تک نہیں دیکھی !

اور پھر کیونکر اس بات کا تسلیم کرلینا ممکن ہے کہ صحرائے طرابلس کے دس وحشی بدو ' اٹلی کی جرار پلٹنوں کو ایک لمحہ کے اندر تھوڑا دکھلا کر فرار کرنے پر مجبور کر دیسکتے ہیں ؟ جبکہ وہ مدتوں کی روپوشی کے بعد ملکی رسالوں کے آج میں نئے سار و سامان کے ساتھ نکلے ہوں ؟ بعیداً اس عجائب کو بعد شک و شبہ کے کوئی سامعہ قبول نہیں کرسکتا - یہ حوارق و معجزات ہیں ' جنکو باوجود اپنے سامنے دیکھنے کے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مجھے خود حواس و حال معلوم ہونے لگتے ہیں *

اصل بات یہ ہے کہ اُنکی ناکامی کا اصلی باعث خود انکی بزدلی و نامردی ہے اور بس - انہوں نے ابتدا کے ایک دو مقابلوں کے بعد ہی اپنا گویا دائمی جنگی پروگرام یہ بنا لیا ہے کہ ساحلی پٹی کے گولوں کی حد پرواز سے ایک بالشت بھر بھی آگے قدم نہ رکھیں - اب انکا یہ پروگرام کوئی راز نہیں رہا اور نہ کسی تفصیل کا محتاج ہے - اسکا پہلا نتیجہ نہ نکلا کہ پوری اطالی چھاؤنی ' اپنے گھر کے اندر بھی ایک دائمی مصیبت و محنت میں مبتلا ہوگئی ' راحت اور امن و سکینہ ان میں سے ایک فرد کو بھی نصیب نہیں ' ہروقت گویا ایک نامعلوم الحال دشمن کا حصار انکی چاروں جانبوں کو گھیرے رہتا ہے ' جسکے خوف سے پا نہ زنجیر قیدی کی طرح ہر حال میں گوشہ گیر اور محصور رہتے ہیں ؛ لیکن یہاں تک بھی مصائقہ نہ تھا کہ وہ حریف کو محصور کرنے کی جگہ خود محصور ہوگئے ' سب سے بڑا مہلک نتیجہ اس سے یہ نکلا کہ پوری فوج کی اخلاقی طاقت یکسر اس سے سلب ہوگئی ' ایک سپاہی کیونکر سپاہی رہسکتا ہے جبکہ اسکے افسر ہر وقت اسکو پوشیدہ اور خائف رہنے کی تلقین کرتے ہوں ؟ نڈر اور بے باک ہونا سپاہیانہ زندگی کی اولین شرط ہے ' لیکن جبکہ کسی فوجی گروہ میں کمانڈر کا یہ حکم ہو کہ اپنے طلسمی اور غیر مرئی دشمن کے خوف کے بہوت سے ہر وقت لرزے رہو ' اور ایسا یقین کرو کہ گویا وہ تمہارے سامنے موجود ہے ' یہاں تک کہ اگر کسی رات کو اُڑنے والے صحرائی پرند کی وجہ سے پتوں کی کھڑکھڑاہٹ بھی محسوس ہو ' تو بھی بلاتامل توپوں کو خالی کرنا شروع کردو ' تو ظاہر ہے کہ سپاہیوں کو اپنے اِن شجاعانہ احکام دینے والے افسروں پر کس درجہ اعتماد اور بھروسہ ہوگا ؟ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ تمجرد کسی وہمی کھٹکے کے خود انکے متعلقہ کا معلوم ہوتا ہے ' تمام اطالی کیمپ میں کامل سرگرمی کے ساتھ نقل و حرکت شروع ہوجاتی ہے ' اور ہر اطالی فرد اس اضطراب اور بے چینی سے دوڑنے لگتا ہے گویا حدد لمحوں کے اندر کسی عظیم الشان جنگی گروہ سے مقابلہ درپیش ہے ' وہ قیمتی گولے جنمیں سے ایک گولے کی قیمت طرابلس کے کئی صحرائی خاندانوں کو مہینوں تک زندہ رکھسکتی ہے ' تعمیر و نشان کے اس بے دردی کے ساتھ ہوا میں اوڑائے جاتے ہیں گویا یہ دور کاند پر وارد گروہ محض قیمتی گولوں کو پھینک کر اپنی دولت و تمول کی نمائش کے لئے یہاں آیا ہے اور اسے اور کوئی کام درپیش نہیں ' یہ سینکڑوں گولے ہوا میں بلند ہوکر پھٹتے ہیں ' مگر انکے شکار کیلئے میلوں تک کوئی انسانی وجود موجود نہیں ہوتا - آغاز جنگ سے اب تک ہزاروں گولے اسی طرح صرف کئے گئے بغیر اسکے کہ ایک متنفس کو بھی نقصان پہنچا ہو *

اطالیوں کی یہ حالت تھنک اُن چرواہوں کے لڑکوں کے مشابہ ہے جو جنگل کی تاریکی میں کبھی کبھی زور زور سے چیخنے لگتے ہیں - لیکن اس سے مقصود خارج میں کسی سے مخاطب نہیں ہوتا - بلکہ وادی کے بیچے سے جو تراوٹی آوازیں سنائی دیتی ہیں - اُنکے خوف و رعب کو شور و غل کرکے اپنے دل سے دور کرنا چاہتے ہیں

اسکے مقابلے میں عثمانی کیمپ کی حالت کا بیان کرنا نہایت دلچسپ ہوگا - جبکہ اطالی کیمپ میں اُنکی حمالی اور وہمی صورتیں فوجی طیاری شروع کرادیتی ہیں - یہ خود اطمینان اور سکون کی نیند میں سوئے سوئے مسکرانے لگتے ہیں - سو گولوں تک تو یہاں کسی کو خیال بھی نہیں ہوتا ' ہاں جب کبھی پانچ سو گولوں کی آوازوں تک نوبت پہنچتی ہے - تو ایسا ہوا ہے کہ بعض سپاہیوں نے بکسے سے سر اٹھاکر چاروں

طرف ایک نظر ڈال لی ہے اور کبھی کبھی ایک دو سپاہی خدمہ سے ناظر بھی آکر کھڑے ہوگئے ہیں -

(اورنگ) تدریس و رحنگ کی فرصتوں کا پورا وقت سپاہیوں کی تعلیم اور شہر کی فوجی اور ملکی حالت کی اصلاح حال میں صرف کرتے رہتے ہیں - نکاشی مصطفیٰ بک بھی انکے ہمراہ ہمیشہ عدیم المثال اشغال و اعمال میں شب و روز مصروف رہتے ہیں - تمام کاموں میں رازداری انتہا درجہ کی ہے - سوا انکے اور اُنکے خاص رفیقوں کے ممکن نہیں کہ عثمانی کیمپ کے عام لوگ بھی واقف ہوسکیں

اپنے ان مشغف کاموں سے فارغ ہوکر عثمانی کیمپ کے تمام لوگ آلات موسیقی کے گرد جمع ہو جایا کرتے ہیں - تاکہ تھکاوٹ حدوداتِ انگیز و کلفت زدا سے ایک ہی وقت میں خوش اور سکون دونوں حاصل کریں - انکا فوجی ترانہ بھی نہایت موثر ' اور دل و دماغ کو بے قابو کردینے والا ہے ' وہ ہمارے وطنی گیتوں کی طرح محض فرضی و ملکی معاصر کی موسیقی ہی نہیں ہے ' بلکہ حریت و وطن پرستی کی ایک دل میں اتر جانے والی صدا ہے ' جسکی تاثیر میں قوم و ملک کی تفریق حارج نہیں ہوسکتی - عثمانی کیمپ میں کوئی متنفس ایسا نہیں ہے جس نے یہ نغمے نہ سیکھ لئے ہوں حتیٰ کہ حرمن افسر بھی تعلیم پاکر اس سے ہمیشہ ذوق و کیفیت حاصل کرتے رہتے ہیں *

الشیخ الشریف احمد السنوسي

ہدیۂ سلطانی کے جواب میں خط اورنگ کے نام

پچھلے دنوں اعلیٰ حضرت (سلطان المعظم) نے شیخ احمد السنوسی کیلئے ایک مرصع شمشیر بطور ہدیۂ سلطانی کے بھیجی تھی - یہ شمشیر خاندان آل عثمان میں اعلیٰ سے اعلیٰ جلالت و منزلت کا نشان سمجھی جاتی ہے اور (سیف شرف) کے لقب سے موسوم ہے ' اسکے عطیہ سے بڑھکر اور کوئی عزت نہیں جو تخت خلافت عثمانی کی جانب سے کسی کو مل سکتی ہے

اس ہفتے کی مصری ڈاک میں شیخ موصوف کے اس خط کی نقل آگئی ہے جو انہوں نے اس ہدیۂ سلطانی کے جواب میں (اورنگ) کے نام بھیجا ہے اور شیخ کی عیرت اسلامی اور حمیت دینی کو اپنے ہر لفظ سے ظاہر کرتا ہے - وہ لکھتے ہیں :

" میں کا تبہ عبد ربہ و علام اسنادہ السید المہدي احمد الشریف السنوسی الحسنی الطرابلسی - الی حضرت شمس المعارف والدین اصاعت اللہ بواحیہا - و المدارالدنی تھتدي بہ ساریہا - القومندان العام اورنیک دورہ اللہ و ید بہ السلام *

بعد حمد و صلوٰۃ - اپکا مکتوب گرامی پہنچا جو محبت و داد کے نرالے قاطعہ ' اور حضرت ذات شاہانہ کے اس انعامات واحسان کے دلائل واضحہ پر مشتمل تھا جو میرے حال پر مبذول ہے حدا تعالیٰ اپنی نصرۃ سے ہمیشہ خلیفۂ اعظم کی تائید فرمائے آمین *

ہمیشہ اسکے ظل عاطفت میں رعایا امن اور راحت حاصل کرے اور اسکے فضل و احسان سے ہمیشہ منتفع ہوتی رہے شریعہ محمدیہ اسکی حمایت سے ایک ایسا نخلستانِ گلستاں رہے جسکی بہار کو خزاں کے حملے سے خوف نہو - اور ملہ بیضاء اسکی جلال و قوت سے اس طرح محفوظ رہے کہ اعداؤ اجانب کے طمع و استبلا سے ہراس نہو گمراہی و فساد اور فتنہ و نفاق اسکی سر زمیں اقبال سے ہمیشہ دور رہیں بقولہ تعالیٰ یا ایہاالذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولاتموتن الا و انتم مسلمون و اعتصموا بحبل اللہ جمیعا و لا تفرقوا - حداتعالیٰ ہم کو اور آپکو اتباع کتاب وسنت کی توفیق دے اور اپنی نصرۃ موعودہ کا امیدوار رکھے - بقولہ تعالیٰ - ان اللہ مع الصابرین

ہم کو سعد المرسلین (صلعم) کے اِس فرماں پر یقین کامل ہے کہ " میری امت میں سے ہمیشہ ایک گروہ حق پر قائم و ظاہر رہے گا مخالفین اسکو کوئی مضرت نہیں پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ امر الٰہی کا وقت ظاہر ہو " حداتعالیٰ نے ہم کو ہمیشہ اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے مستعد رہنے کا حکم دیا ہے ' جیسا کہ فرمایا ظلم کرنے والے کفار کو قتل کرو ' حدا تمہارے ہاتھوں سے انکو عذاب دلائے گا اور رسوا کریگا ' تم کو انپر فتح و نصرت دیگا ' اور مومنوں کے قلوب کو خوف و تزلزل کے عوارض سے شفا بخشے گا وہ حدا کے بھی دشمن ہیں ' اور تمہارے بھی دشمن ہیں " اور مع ذلک اعتماد جو کچھ ہے وہ معجز اللہ ہی کی نصرت بخشی پر ہے ' بقولہ تعالیٰ " تم کفار پر تیر نہیں چلائے تھے ' بلکہ خود حدا چلا رہا تھا ' اور تم نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ حدا نے انہیں قتل کیا "

ان گذشتہ مسلمانوں کی حالت پر نظر رکھنی چاہئے جنہوں نے اعداے اسلام کے مقابلے میں مدتہاے مدید اور سالہاے دراز ایک ایک مقام پر بسر کردے اور انکے صبر و ثبات میں فرق نہیں آیا ؛ مقابل خواہ کتنی ہی طاقت رکھتا ہو لیکن جنگ کی صبر و استقلال سے طوالت ' اسکو اپنی جگہ پر قائم نہیں رہنے دیسکتی - اللہ تعالیٰ ہم سب کو نہج قویم اور صراط مستقیم پر استقامت بخشے ' ہمیشہ اسلام کیلئے مسا عدو معاون ' ملت کیلئے دست قوی ' وطن کیلئے قوۃ و جان نثار اور اعمار کیلئے شمشیر برہنہ ثابت ہوں *

میری جانب سے اعلیٰ حضرت کی جناب میں تحیہ و سلام پہنچا دیجئے اور یقین کیجئے کہ میں حلوت و جلوت اور اوقات اجابت میں ہمیشہ آپ کے لئے دست دعا ہوں *

(تحریر شب جمعہ ٨ - جمادي الاولیٰ سنہ ١٣٣٠ - المقدس الدور القدسی احمد بن السید الشریف السنوسی) *

عربی
فارسی اور اردو ٹائپ کی
اکسلسیر پرنٹنگ کمپنی
[redacted]
مستعد
سے

میدان جنگ سے تار

المرید قاهرہ کے نام

(بنغازي - ۱۸ جون نقیق سے ۲۵ کو روانہ کیا گیا) - آجکل اٹلی کے هوائی جہاز میدان قتال میں کثرت سے اڑ رہے هیں ' لیکن خوف و هراس کی شدت جو اڑانے والوں اور اطالی فوج کی علامت ممتازہ ہے حملہ کی جرأت نہیں دلاتی - یہی وجہ ہے کہ اس وقت تک اس سے همیں کوئی نقصان نہیں پہنچا *

تھوڑي دیر کا واقعہ ہے کہ ایک مسلح جنگی جہاز ہمارے کیمپ کی وسیع فضا میں نمودار هوا اور دو بم کے گولے پھینکے لیکن ایک مرد واحد کو بھی نقصان نہ پہنچا سکا *

اهل عرب کی شجاعت بدستور تاریخ کے خوارق و معجزات کا حکم رکھتی ہے - ایک عرب ترسوں رات کو دشمن کی جانب گیا اور تنہا انکی قلعہ نما گڑھی میں داخل هوکر بے دھڑک حملہ کر دیا ' بہت سے اطالی سپاهی جو اپنی اپنی ڈیوٹی پر کام کر رہے تھے - اس ناگہانی حملے کی تاب نہ لاسکے - پھر صحیح و سالم اپنی بندوق کاندھے پر رکھے هوے اپنے لشکر میں آموجود هوا - میں نے خود اس عجب بندوق کی زیارت کی ہے *

کل همارے ایک گشت لگانوالی جماعت دیکھ بھال کیلئے نکلی تھی کہ یکا یک (بنغازي) کے باغوں میں ایک اطالی جماعت سے مقابلہ هوگیا - (بنغازي) کے ان باغوں تک گشت لگاتے چلے جانا فی الحقیقت عرب و عثمانی فوج کے سوا اور کسی انسان کی طاقت میں نہیں ہے - همارے کیمپ سے تین هزار کی ایک قوت فوراً روانہ هوگئی ' اسی امید سے کہ دشمن اپنی جماعت کو مقابلے میں دیکھکر نکلیگا اور عثمانی فوج کو اس بہانے ایک قابل ذکر معرکہ هاتھ آجائے گا *

لیکن جب عثمانی فوج مرتفعہ پر پہنچی تو معلوم هوا کہ دشمن کی فوج تو چند گولیاں کھاکر پیشتر هی بھاگ چکی هی ؛ اور اطالی اپنے استحکامات کے اندر سے عثمانی فوج کی موجودگی کو دیکھ رہے هیں مگر نکلنے کی جرأت نہیں *

عثمانی فوج هراول کے اس اتفاقی مقابلے میں بھی چند اطالی شکار هو گئے - اناں جملہ ایک افسر ' جسکے ماتحت وہ جماعت نکلی تھی *

۲

تین هزار سپاهیوں کی سرکشی

بنغازي میں اطالیوں نے تلوار رکھدی

بقبق — ۱۹ جون درنہ سے روانہ هوا ۲۰

دشمن کی جس جماعت نے (بنغازي) میں اپنے تئیں عثمانی فوج کے سپرد کردیا ہے ' انہوں نے ظاهر کیا کہ وہ سوشیلست عقیدے کے هیں ؛ اور چونکہ جنگ میں کوئی فائدہ نہیں دیکھتے اسلیے کنارہ کش هوکر همارے قبضے میں آگئے هیں *

انہوں نے عثمانی جنرل کمانڈر کے آگے نہایت اصرار و زور سے کہا کہ (بنغازي) میں اس وقت تک انکا نقصان ۲۲ - هزار تک پہنچ چکا ہے - جسمیں سے تین هزار سپاهیوں نے تو افسروں کے احکام جنگ کی تعمیل سے انکار کردیا اور (اٹلی) واپس گئے - باقی کچھہ تو مقتول و مجروح هوے ' اور بہت سے پاگل هوگئے کثرت توحش و اضطراب ' اور دائمی مصائب اور شب بیداري و غیرہ کی وجہ سے - جنرل کمانڈر (عزیز بک) مصري نے انکے ساتھہ نہایت رعایت و مہربانی کا سلوک کیا اور اس امر کیلئے وسائل احتیاط اختیار کیے کہ باقی سپاهیوں کو جو انکی طرح کنارہ کش هوکر چلے آنے پر مستعد هیں ' کسی طرح کا نقصان نہ پہنچے - اسطرح کے لوگوں نے گشت لگانے والی عثمانی فوج کی اپنی صداقت کے ثبوت سے تائید بھی کی *

(قنیلہ عراقیہ) کے مجاهدین کی جانفروشانہ شجاعت کی داد نہیں دي جاسکتي - علی الخصوص مصر کے (ملوم بک) سعدي کا خاندان - جس کے پچھلے معرکوں میں دلیري و خود فروشی کے معجزات دکھلائے - ان میں سے نامور (عبد السلام) اور اسکے بھائیوں کے سنگین حملے اور بے باکانہ دشمن پر هجوم ' همیشہ یادگار رهیں گے - آخري معرکے (میں عبد وہ) تو اس بے پروائي سے لڑے کہ اپنے تئیں زخمي کردیا - الحمد للہ کہ زخم شدید نہیں - انکی والدہ (ام شداق) تمام عربوں میں مشہور ہے اور اپنے مؤثر لہجے میں همیشہ مجاهدین کو جوش و غیرت دلا دلا کر میدان قتال میں بھیجتي رهتی ہے (اپکا نامہ نگار احمد عبد الرحمن) *

النیل قاهرہ کے نام

(موسیو کولیرا) مالک اخبار (النیل) فرانسیسي کي فیاض و رحم دل بیوي ' (مسز کولیرا) جو مصري (انجمن هلال احمر) کے طبي وفد کے ساتھہ طرابلس گئي هیں - میدان جنگ سے اپنے اخبار کے نام ٹیلیگرام بھیجتي هیں :—

" افتاب کي شدید حرارت کے نیچے ہزار عذاب الیم سفر کرنے کے بعد ' اب هم (درنہ) پہنچ گئے *

(النیل) کے ناظرین (موسیو کولیرا) کے مسلسل مراسلات مدن عثماني کیمپ واقع (سلوم) و (دمدم) و (طبروق) کے حالات پڑھ چکے هونگے مگر اٹلیں کیمپ کے حالات - تو وہ اس سے زیادہ نہیں کہ کبھی کبھي مسافت بعیدہ سے گولوں کے چھوٹنے کي آوازیں آجاتی هیں جو کسي جنگی معاملے کی نوخبر نہیں دیتیں البتہ اسطرح کے احتمالات پیدا کردیتی هیں کہ شاید اٹالین کیمپ سے قریب هوکر کوئی اونٹھہ گدرا ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو کسي پرند نے تو ضرور اپنے پروں کی گرد ضرور جھاڑي ہے *

اٹلی نے طرابلس میں صرف خرچ کرنے هی کی طاقت دکھلائی ہے ؛ لیکن اهل عرب پر اسکی مار اور گولوں کی طرح

طلائی کوششیں بھی بیکار ثابت ہوئیں ' وہ جسقدر سازشی اور پر فریب کوششیں انکے خلاف کی کرتی ہے ' اتحادی انکی استقامت دیکھتی جاتی ہے ؛ جسقدر اطالی جاسوس غداری کے پیغامات لیکر گئے انکو عربوں نے پکڑکر (انور بک) کے پاس (درعہ) میں بھیجدیا اور جو کچھ رشوت اپنے ساتھ لائے تھے وہ بھی عثمانی کیمپ کے سپرد کردیے - اس طرح کے واقعات سے اندر کوئی دن خالی نہیں جاتا ؛ یہ عثمانی کیمپ کی وسعت نالائی کا ایک نہایت مفید ذریعہ ہوگیا ہے ' اگر کسی دن بعد روپیہ ہاتھ نہیں آتا ' تو مضائقہ نہیں ؛ کیونکہ اسکی جگہ بکثرت بھیڑ رسد اور طرح طرح کی کھانے پینے کی قیمتی اشیا انکے پاس پہنچ جاتی ہیں اور عثمانی رسد جانے میں داخل ہوجاتی ہیں - تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ جود ہمیں اطالی کیمپ سے بھیجی ہوئی ' یہ اشیائے پر تکلف کھائی ہیں جو ایک دن پیشتر وہاں پہنچی تھیں - میں نے جنرل کمانڈر سے جب کہا کہ اطالی کیمپ کے ذرائع رسد کو کسی طرح مسدود کرنا چاہئے کیونکہ اتالی سے انہیں بعد کسی روک کے بکثرت ذخائر پہنچتے رہتے ہیں ' تو اس نے کہا ہرگز نہیں ' یہ تو خود اپنے ہاتھوں اپنا دستر خوان اولٹ دینا ہوگا *

ہر روز ہمارے لشکر میں اطالی چھاؤنی سے چھینی اور اڑائی ہوئی طرح طرح کی قیمتی چیزیں اور جدید آلات و ادوات لالاکر ڈھیر کی جاتی ہیں - پچھلے آخری دنوں میں عثمانی کیمپ سے (طرابلس) سے (درنہ) تک تیلیفونوں لگا کر دو تین فوجی مرکزوں کو ذاتی اتصال کردیا ہے ' آپ تعجب کریں گے کہ اسکے لئے جسقدر کھمبے گاڑے گئے ' وہ سب کے سب اطالی کیمپ کی ضروریات سے ہیں !

عثمانی اپنی ایک گولی بھی بیکار ضائع کرنا نہیں چاہتے ' اور دشمن کی بزدلی سے انکو ضرورت بھی پیش نہیں آتی ' کیونکہ وہ ہمیشہ اپنے قلعوں میں متحصن رہتے ہیں اور جو اور عرب کبھی بھی جرأت کرکے نکالنا چاہتے مگر قدم باہر نہیں نکالتے *

عرب معاہدین کی آجکل اسکے سوا اور کوئی آرزو نہیں کہ کسی طرح اطالی قلعوں سے نکلیں اور تھوڑی دیر کیلئے بھی جم کر مقابلہ کریں ' وہ امیدیں اور کوششیں کرتے کرتے تھک گئے ہیں اور کوئی نہ کوئی چھوٹی سی جماعت نکلکر اطالین کیمپ کی طرف چلی جاتی ہے اور انکے قلعوں سے چند گز کے فاصلے پر پہنچکر اپنی تمام طاقت صرف کردیتی ہے کہ کسی طرح دشمن آمادۂ مقابلہ ہوکر باہر نکلے ' لیکن اُنہیں اسکے سوا اور کچھ نہیں آتا کہ عربوں کو دیکھتے ہی توپوں کو متحرک لگادیں ' اور بھی ایک دم رکھدیا ہے جسمیں اب ذرہ لاکھ اتالین فوج مصروف رہکر ' اپنے زرد طرابلس کی قیمت وصول کررہی ہے *

لیکن اگر انکا خیال ہے کہ توپوں کی گھن گھڑاہٹ سے انکا دشمن بھاگ جائیگا تو وہ سخت غلطی میں ہیں ' کیونکہ عرب مجاہد ایک سخت جنگی طبیعت ہے جسکو دارو گیر کی توپ تڑکر آور کسی چیز سے تعریض نہیں ہوتی - وہ جب دیکھ لیتا ہے کہ گولہ باری اسکو نقصان نہیں پہنچا سکتی تو اسکی آواز کا شوق و کمیت کے ساتھ عادی ہوجاتا ہے ' یہاں تک کہ اگر کوئی دن اسکی صداؤں کے نعمات سے خالی جاتا ہے تو افسردہ خاطر ہوجاتا ہے *

اسکے جنگی خصائل میں یہ داخل ہے کہ اگر وہ زخمی ہوتا ہے تو زخموں کی مرہم پٹی کرکے معاً پھر میدان جنگ میں آکر مصروف کارزار ہوجاتا ہے ' اور اگر زخم شدید ہوئے ہیں ' تو بھی صرف اتنی دیر کیلئے میدان جنگ سے علیحدہ رہتا ہے جو معالجہ کا کم سے کم وقت ہوسکتا ہے اور پھر ہر حال میں جاں نثاری کا ولولہ اسکی پیشانی پر چمکتا رہتا ہے -

خلاصۂ احوال یہ ہے کہ عرب اور عثمانی ہمیشہ دشمن پر حملہ و ہجوم ' اور اتالین ہر حال میں قلعوں کے اندر سے اندھا دھند جنگ جالی کرتے رہتے ہیں *

اتالین حدود رسانی کی کمپنی کی لے نکالی کدال بیلوں پر جہاں ہوں ' معلوم ہوتا ہے کہ عثمانی معطلیں و متحرر جس کی تعداد لکھے ہوئے ہمیشہ اعداد کی دھنی جانب کو نقطوں کے خط سے جوڑتا رہتا ہے - میرے لئے اس امر کا ثبوت واعلان بالکل آسان ہے کہ وہ ہمیشہ دشمن کو دھوکا دیتی ہے اور اسکا کوئی میدان کذب و فریب سے خالی نہیں - میں جب سے پہنچی ہوں ' عثمانی شفاخانوں میں شب و روز وقت بسر کرتی ہوں ہر لڑائی کے بعد جسقدر زخمی سپاہ واپس آتی ہے ' وہ مجھسے پوشیدہ نہیں رہسکتی ' میں عنقریب تفصیلی اعداد و شمار سے آپکو اطلاع دونگی اس وقت آپ اتالین ایجنسی کی کذب بیانیوں کا اندازہ کرسکیں گے *

قسطنطنیہ کی ڈاک

صباح کے ۱۰

نصرہ الٰہی کا ایک معجزہ ' اطالیوں کی بے شمار ہلاکت

۳۱ - مئی کے معرکے کی تفصیل

از سندی سعید ۱۰ - جون

۳۱ مئی کو (توکماش) اور (مروہ) کے قریب سخت لڑائی ہوئی اطالی فوج کے تین حصے تین مختلف سمتوں پر نکلے تھے - ایک گروہ (سندی سعید) کی طرف جا رہا تھا جسپر وہاں کے عربی کیمپ کے معاہدین ٹوٹ پڑے ' دوسرا گروہ (توکماش) کی جانب نکلا ہی تھا کہ (صلدلہ) کے عربوں سے مڈبھیڑ ہوگئی ' تیسرا گروہ مغربی حصے کی طرف جو (تونس) کی سرحد کی جانب واقع ہے جا رہا تھا مگر (طویلۂ عرالہ) کے معاہدین نے حملہ کردیا *

دشمن کی ان افواج کے ساتھ پانچ موٹر توپیں تھیں اور پندرہ گاڑیاں ' تینوں جانب سخت و شدید معرکہ ہوا وہ اپنی طبیعت ثانیہ کے مطابق تین گھنٹے سے زیادہ نہ ٹھہرسکے اور ایک یادگار و دلیل کی شکست کے ساتھ بھاگ گئے ' لیکن معاہدین کا ہیجان و غضب اب اس حد تک پہنچ گیا تھا جسکو روکنا انسانی طاقت سے

ناهر تها - وہ جاں نار ' جو اپنی موت کو اپنے دشمنوں کے وجود سے کم حقیر نہیں سمجھتے ' محال تها کہ مدت کے بعد ایک موقعہ پاکر دشمن کو میدان قتال میں سے چھوڑ دیتے - بھوکے شیر کی طرح مجاهدین نے گروہ بالتعاقب ایک ایک اطالی کے تعاقب میں دوڑے چلے گئے اور حرن کے موازوں اور لاشوں سے تمام راہ پٹ گئی یہاں تک کہ اطالیوں کو اپنے استحکامات میں پہنچکر بھی امن نہیں ملا ' متعاقبین انکے حدود کو طے کرکے ساحل تک بڑھتے چلے گئے ' بقیہ السیف جب اپنے جہازوں اور (توکماش) کے درج میں جاکر چھپ گئے ' تو فتح یاب لشکر اسلام واپس آیا *

قیمتی اسلحہ ' ذخائر جنگ ' ساماں رسد اور سینکڑوں اشیا مال غنیمت میں اسقدر کثرت سے هاتھ آئے کہ پہلے کبھی نہیں آئے تھے یہ شکست بھی نادکار اور مضمحلہ طرابلس کے مخصوص واقعات کے ہے - انکا تفصیل سےشمار ہوا - صحیح تعداد کا اندازہ محال ہے ' کیونکہ میدان جنگ سے زیادہ مقتول و مجروح ' بھاگتے ہوئے متعاقبین کے هاتھ سے ہوئے اور وہ شمار میں نہیں آسکتے میدان میں سینکڑوں لاشیں تو اسی وقت انہوں نے گاڑیوں میں لادلی تھیں - ہمارا تفصیل اندا ہوا ۳ مجاهد شہید اور ۶ - مجروح ہوئے *

یہ بےالتفاتی ایک الہی معجزہ اور محض نصرۃ الہی تھی - جس آنکھوں نے مدنی طرح اس خارق عادت واقعہ کو نہیں دیکھا ' مشکل ہے کہ میں انکو اپنی صداقت کا یقین دلا سکوں لیکن خداے عظیم و برتر کی قسم کھاکر اپنے ایک ایک لفظ کا تعین دلاتا ہوں ' میں بھی میدان قتال میں موجود تھا ' اور جوکچھ لکھ رہا ہوں اسپر وہ علم و رقیب شاهد ہے *

۲

شیخ سنوسی کا استقبال

(شیخ سنوسی) کی تشریف آوری کی خبر سنکر (ابو نک) سے جو جماعت استقبال (جغبوب) روانہ کی تھی - اسمیں علاوہ عام افسروں اور سپاهیوں درجہ ذیل اشخاص تھے - نوری بک ڈاکٹر عبد العلی بک رافت ڈاکٹر عبد الکریم بک - حسین جاهد بک - شیخ کے کمال احترام اور عزت سے اس حمام کی پذیرائی کی اور عنقریب (جغبوب) سے روانہ ہونے والے ہیں *

انگلش میل

* * *

اگر اس ہفتے کی خبروں کو پہلی جون سے شروع کیا جائے تو ۲۸ جون کو (ابوکماش) میں ایک سخت لڑائی ہوئی ' جسمیں ہزار ترکوں پر اٹالین فوج نے حملہ کیا ' ترکوں کا کیمپ بالکل تباہ ہوگیا اور ۵ سو شہید و مجروح ہوئے (روما ۲۹) اس عدیم النظیر فتح یابی سے اٹلی کے قومی مفاخر اور ملکی عزو شرف کے جذبات متحرک ہوگئے پارلیمنٹ میں قومی مسرت و مبعوثی کا طوفان بپا رہا - (۲۹ جون) لیکن پھر وہی ضعیف و معطل ترک جنگی ۶ ہزار کی جمعیت کل چند گھنٹوں کے اندر اٹالین سنگینوں کی نوکوں سے زخمی ہوئے ہوئے بھاگ گئے تھے ' آج یکایک زندگی کی ایک کرنٹ لیتے ہیں' اور ایک خندق کی پناہ کے حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں' اور گو تین جنگی جہاز مسلسل آگ برساتے رہے ' اور اٹلی کی پوری ڈویژن مقابل ہوئی لیکن پھر بھی ۱۰۵ اطالیوں کو مقتول اور ۶۸ کو زخمی کرکے میدان جنگ سے منہ موڑتے ہیں لیکن اسکا سبب یہ تھا کہ انہیں رات بھر میں مزید کمک پہنچ گئی تھی ' اور جواب کچھ ہو ' پھر بھی انکے مقتول اٹلی کے مقتولوں سے ۹۵ زیادہ ہوئے ' گو زخمی ۶۸ کے مقابلے میں صرف ۲۶ - (۳۰ جون)

اسکے بعد ایک ہفتہ تک بالکل خاموشی رہتی ہے ' لیکن ۹ - جولائی کو روما کی خبر رسانی کے صادق البیان دفتر کی لندن ہلتی ہیں اور اپنی عظیم الشان نصرت کا انگ نے پورا اور عادی فتح یاب کی طرح ' نہایت مختصر' مگر جامع لفظوں میں اعلان کرتا ہے ایک شدید معرکے کے بعد اٹالین فوج نے (مصرتہ) پر قبضہ کر لیا ' ترکوں اور عربوں کی طرف سے گو سخت مدافعت ہوئی مگر حملہ آوروں کی سنگینوں کے آگے کچھ نہ چل سکی ' انکے صرف ۹ آدمی مقتول مگر ۱۲۱ زخمی ہوئے—

یہ (روما) کی روایات ہیں جو اس ہفتے دنیا کو سنائی گئیں (ابوکماش) کی فتح پر اٹلی کی پارلیمنٹ میں قومی مسرت و شادمانی کا طوفان اٹھا ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں' کیونکہ طرابلس کے اٹالین کیمپ میں نصرت و کامرانی کی جو دائمی خشک سالی ہے اسکی کچھ نہ کچھ تلافی ہونی ہی چاہئے

بہرحال اب یہ کہنا ضروری نہیں رہا کہ یہ خبریں کہاں تک ہمکو صحیح واقعہ حالات کی خبر دیسکتی ہیں ؟ (مصرتہ) اسمیں شک نہیں کہ طرابلس کا ایک قدیمی جنگی مقام تھا ' مگر صحیح حالات کیلئے مصر اور ٹرکی کی ڈاک کا انتظار کرنا چاہئے -

عالم اسلامی

اسلامی ممالک کی عام خبروں میں (مصر) کی (حرب الوطنی) کے بارہ مصائب قابل ذکر ہیں ' (لارڈ کچنر) اُن انتظامات سے فارغ ہوگئے ' جنکی مصر میں جنگ طرابلس کے لحاظ سے ضرورت تھی ' اب انکی دلچسپی اور اشتغال وجود کیلئے اور کوئی نہ کوئی مشغلہ ہونا چاہئے *

سب سے پہلے یہ نیا سلسلہ (مرسی) سے شروع ہوا جو (مصطفی کامل) کا جائے ' اور (حرب الوطنی) کا پرسکون ہے ' اور اُسکے بعد (عبد العزیز جاویش) پر نظر انتخاب پڑی ' جو اکسفورڈ یونیورسٹی کا سابق عربی پروفیسر اور (العلم) کا اڈیٹر تھا ' ان دونوں پر مقدمات قائم کئے گئے لیکن فیصلے سے پہلے ہی

پرشدہ قسطنطنیہ نکل گئے ' وہاں سے (الہلال العثمانی) نیا روزنامہ اخبار انہیں دو شخصوں نے جاری کیا ہے *

۳ - اور ۴ - کی تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ اور لوگ بھی گرفتار ہوے ہیں' جنہوں نے (لارڈ کچنر) [خدیو] اور [وزیر اعظم] مصر کے خلاف کوئی " سخت اندیشہ ناک " سازش کی تھی ' اور اُن میں دو مشہور وطنی ہیں - عالباً انمیں سے ایک تو (اسماعیل رضا) ہوگا ' جس نے حال میں (سعد پاشا زغلول) کے مستعفی ہوجانے پر مسلسل مضامین شائع کیے تھے اور پھر جب (شیین الکوم) کے جلسے میں عربی قصائد (لارڈ کچنر) کی مدح میں پڑھے گئے ' تو انکے جواب میں نظمیں لکھیں تھیں *

لارڈ کچنر کے تقرر کے وقت ہاوس اف کامنز کے تکتہ چین ممبر متعجب تھے کہ ایک ملکی عہدے سے ایک ارسر تاپا فوجی طبیعت کو کیا تعلق ؟ مگر نعول مسٹر [بلنٹ] کے . انکو اسکی علت دریافت کرنے کیلیے زیادہ دیر تک انتظار کرنا نہیں پڑا اور جنگ طرابلس سے معاً جنیوہ مضمرے اور قرار داد کے بقاب ہوگئے' بعض موقعوں میں ملکی عہدوں کیلئے بھی فوجی طبیعت کی حشونت اور سختی مطلوب ہوتی ہے اور شاید برطانیہ کو مصر میں اپنی جدید پالیسی کیلئے اسی کی ضرورت تھی ؛ لیکن نا ہم پولیٹکل امیدوں کی حد جب کسی زمین میں اپنی جگہہ پیدا کرلے تو پھر اسکے زیر زمین ریشوں کا شمار آساں نہیں ' مصر کی وطنی امیدوں کی خواہ کتنی ہی تحقیر کی جائے ' لیکن وہ اب اپنی ابتدائی منزل سے گذر چکی ہے *

اب قسطنطنیہ جولائی سنہ ۱۸۹۸ سے پہلے کا قسطنطنیہ نہیں رہا ' جب مصر کے پولیٹکل معرروں کو حریف حوا ہونیکے قدیمی ملجا [حدیوا] میں پناہ ڈھونڈھنی پڑتی تھی' اب مصری وطن پرستوں کی جمعیت وہاں روز بروز بڑھتی جاتی ہے ' [الہلال العثمانی] کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب باقاعدہ طور پر [حزب الوطن] کا مرکز قاہرہ سے قسطنطنیہ میں منتقل کردیا جائیگا *

شوکت پاشا کا استعفا

لیکن اس ہفتے کی تار برقیوں میں سب سے زیادہ اہم خبر ' ترکی کے نئے فوجی دور کے روح رواں [محمود شوکت پاشا] کا وزارت جنگ سے استعفا ہے ' اور اسکی وجہ جو بتلائی گئی ہے وہ بالکل غیر تشفی بخش ہے یعنی [الدانیا] میں طہور فساد سے اُنکی شان میں فرق آگیا تھا ' اسلئے مستعفی ہوگئے *

محمود شوکت پاشا کا استعفا کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے ' تعجب یہ ہے کہ گذشتہ چارسال کے اندر سخت سے سخت نازک موقع پیش آئے اور [کریمیا صادق ہے] کے واقعہ میں تو پارٹیوں کے تراعات اور فوجی جماعتوں کے سیاسی اشتعال کے مسئلہ کی پیچیدگی نے انکے عہدۂ وزارت کو ایک زلزلۂ عظیم میں ڈالدیا - لیکن پھر بھی انکو جنبش نہ ہوئی ' اور زور کے ساتھہ اپنی جگہہ پر قائم رہے ' اب ایک ایسے نازک وقت میں کہ عثمانی شرف وعزت کا فیصلہ کرنے والا ہے ' انکا علحدہ ہوجانا بغیر کسی شدید تغیر کے ممکن نہیں *

فوجی بغاوت کی جو خبریں گذشتہ ہفتے شائع ہوی تھیں ' و حوالی کا تار اُسکے متعلق اطمینان انگیز لہجہ میں خبر دیتا ہے کہ " امید افزا حدثات رونما ہونے لگے ہیں اور یہ کہا جاتا ہے کہ فوجی نے وفای کی شہرت یافتہ جنرلوں کا عالب حصہ مخالفہ آمیز ہے "

(الدانیا) کے فساد کی خبریں بھی یقیناً مبالغہ سے خالی نہیں ' اور جسقدر بھی ہے ' اُسکو طرابلس کے حالات جنگ کے ساتھہ رکھکر دیکھنا چاہئے ' عثمانی گورنمنٹ پورے استحکام سے سرگرم انتظام ہے ' کئی طاقتور فوجی گروہ مقدونیہ اور سالونیکا روانہ کئے جا چکے ہیں ' ہم آئندہ نمبر میں اِن حالات کے متعلق کافی تفصیل سے بحث کرینگے *

ٹرکی اور اٹلی کی صلح

دول یورپ اپنی سعی صلح کو بظاہر ابتدائی حالت میں چھوڑ چکے تھے ' مگر ۱۱ - جولائی کو (رائٹر) قسطنطنیہ سے خبر دیتا ہے کہ

" قابل اعتماد ذرائع سے معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب جنگ کا خاتمہ ہوجائیگا ' آثار و علائم نمودار ہوچکے ہیں ؛ (سعید پاشا) ۳ جولائی کو (رائدا) روانہ ہو گئے ' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فریقین میں بلا واسطہ ناہم قرار داد ممکن الوقوع ہے ——— "

یہ یقینی ہے کہ (اٹلی) کیلئے اب صلح کے سوا اور کوئی راہ نجات نہیں ' مگر (ٹرکی) کے سامنے بھی صرف ایک ہی راستہ کشادہ ہے ' گو اٹلی نے ٹرکی کے ایک افریقی علاقے پر ڈاکہ مارنا چاہا ہو لیکن اب وہ ایک عربی قبائل کی جنگ ' اور اسلامی شرف و بقا کے مسئلہ کے سامنے آکر پھنس گئی ہے ' اور اگر ٹرکی اپنی عزت کی پروا بھی نہ کرے تو بھی طرابلس اسلامی و عربی شرف کو ہاتھہ سے نہیں دیسکتا - اسی نمبر میں ناظرین شیخ (سلیمان داؤدی) کی زبانی طرابلس نے عربی کیمپ کا پیغام پڑھچکے ہونگے ' اور (انور بک) اس سے پہلے بعینہ یہی پیغام پہنچا چکے ہیں ' پس اگر [صلح] کے آثار صحیح اور قابل اعتماد ہیں ' تو اسکے یہ معنے ہونے چاہئیں کہ اٹلی ترک طرابلس پر راضی ہوجانے کا اقرار کرلینے تک آگئی ہے ' ورنہ بظاہر حال کوئی دوسری صورت ممکن الوقوع نہیں ' [صلح] کے امکان و عدم امکان کے گرد و پیش متعدد اہم مسائل ہیں ' اس بارے میں ہم آئندہ نمبر میں [طنجہ] اور [اقدام] اور [محمود شوکت پاشا] کے آخری اظہارات کا ترجمہ کرینگے -

[الہلال] ایلکٹریکل پرنٹنگ ورکس نمبر ۷ - ۱ - مکلاؤڈ اسٹریٹ - کلکتہ سے [مظہر الحق] نے چھاپکر شائع کیا

(آئندہ نمبروں کیلئے جو تصویریں طیار ہیں)

(اُن میں سے بعض کی فہرست)

(مشاہیر)

۱ امیر عبدالقادر الجزائری

۲ ابو الاحرار مدحت پاشا

۳ سید احمد السنوسی

۴ سید ادریسی امام یمن

۵ امیر علی باشا بن عبد القادر الجزائری

۶ امیر عبدالقادر باشی بن امیر علی باشا

۷ امیر اندلسی محمود شوکت باشا

۸ مجاہد دستور و حریت تاجری ملک

۹ ابراہیم لرنا ملک کمانڈر سرفی طرابلس

۱۰ ڈاکٹر نہاد سرای ملک رئیس ہلال احمر قسطنطنیہ

۱۱ سولہ برس کی عمر کا ایک عثمانی مجاہد

۱۲ قسطنطنیہ کی موجودہ زیارت

۱۳ ایرانی مجاہدین کا معلم سرا

۱۴ ایرانی مجاہدین کا حملہ

۱۵ ملک ناصری نساب کے

۱۶ منصور باشا مغرب تعاری

(مناظر جنگ)

۱۷ طرابلس میں مسجدی تہذیب کے چار حوبیں مناظر

۱۸ اٹلی ہوائی جہازے مجاہدین کے کیمپ پر کاعذات تسلیک رہے ہیں

۱۹ طرزوں کا معرکہ

۲۰ منصور باشا مجاہدین طرابلس کے سامنے تقریر کررہے ہیں

۲۱ تبروک ملک کی شکستہ دیواریں

۲۲ زوآس میں اٹلی کا داخلہ

طرابلس میں اٹالین کیمپ

۲۴ طبروق کے عثمانی کیمپ کے افسر

۲۵ مجاہدین کی عورتیں اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۲ تبریز میں روسی لشکر کی لعنت

۲۷ ادر بائیجان میں روسی داخلہ

۲۸ ایران کے سردران قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا قتل عام

۳۰ طنجہ میں قبائل کا حملہ

۳۱ فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر و تصاویر)

۳۲ عثمانی پارلیمنٹ کا افتتاح

۳۳ سلطان المعظم پارلیمنٹ میں

۳۴ عہد دستور

۳۵ زوآس کے بعض مناظر

۳۶ ڈارڈینلز کا ایک منظر

۳۷ ہلال احمر مصر کا گروپ

۳۸ فرانس کی ہلال احمر ہ طبی وفد

* * *

۳۹ دنیا میں ایک اسلامی ادبی مجلہ

۴۰ سنہ ۷۰ ہجری کی ایک تحریر کا عکس

۴۱ حکیم مومن خاں "مومن"

۴۲ نواب صفاء الدین خاں "بہر"

۴۳ مرزا غالب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحہ

۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط

۴۵ بہادر شاہ کا دستر مرگ

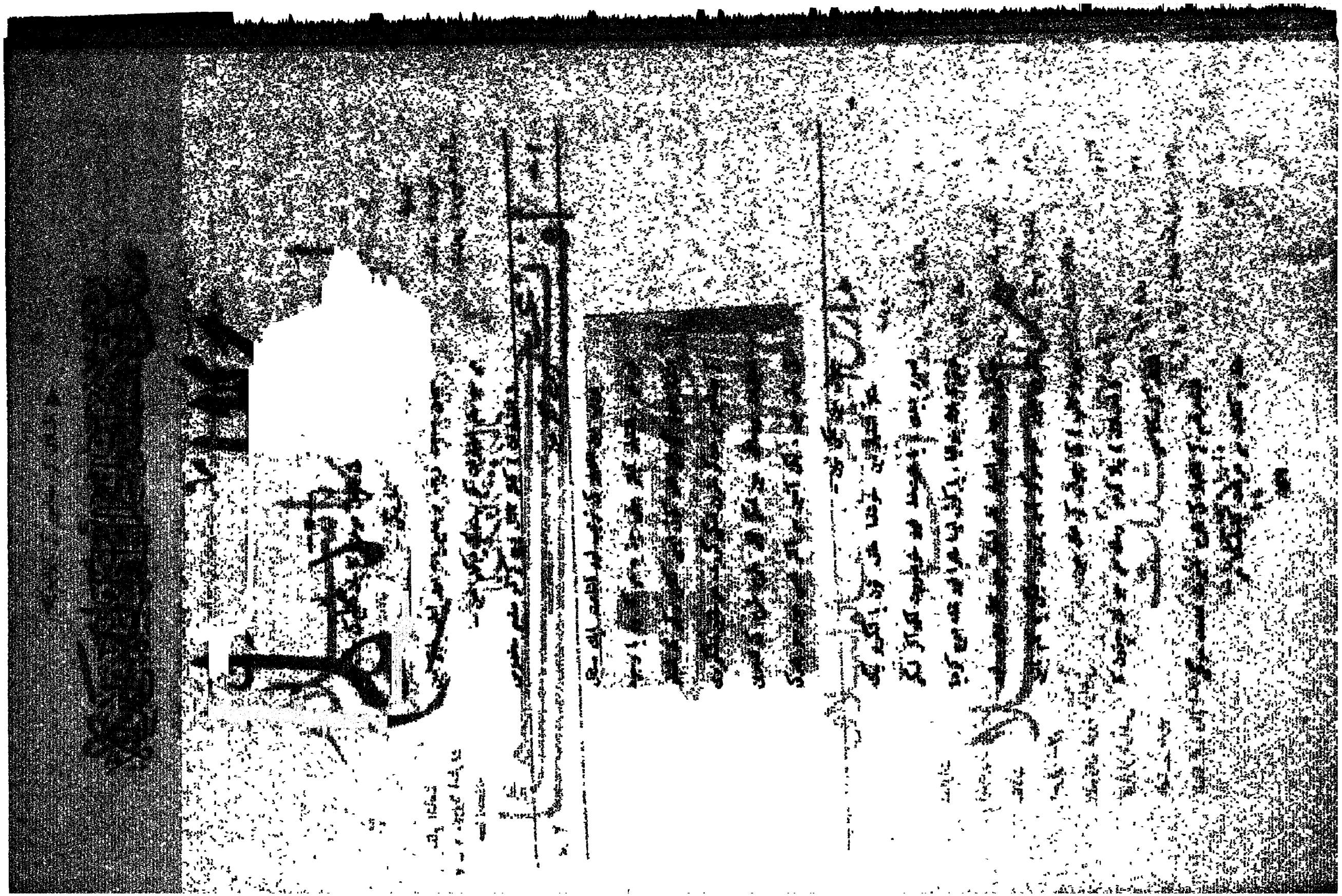

ایک مقتدر مصور سال

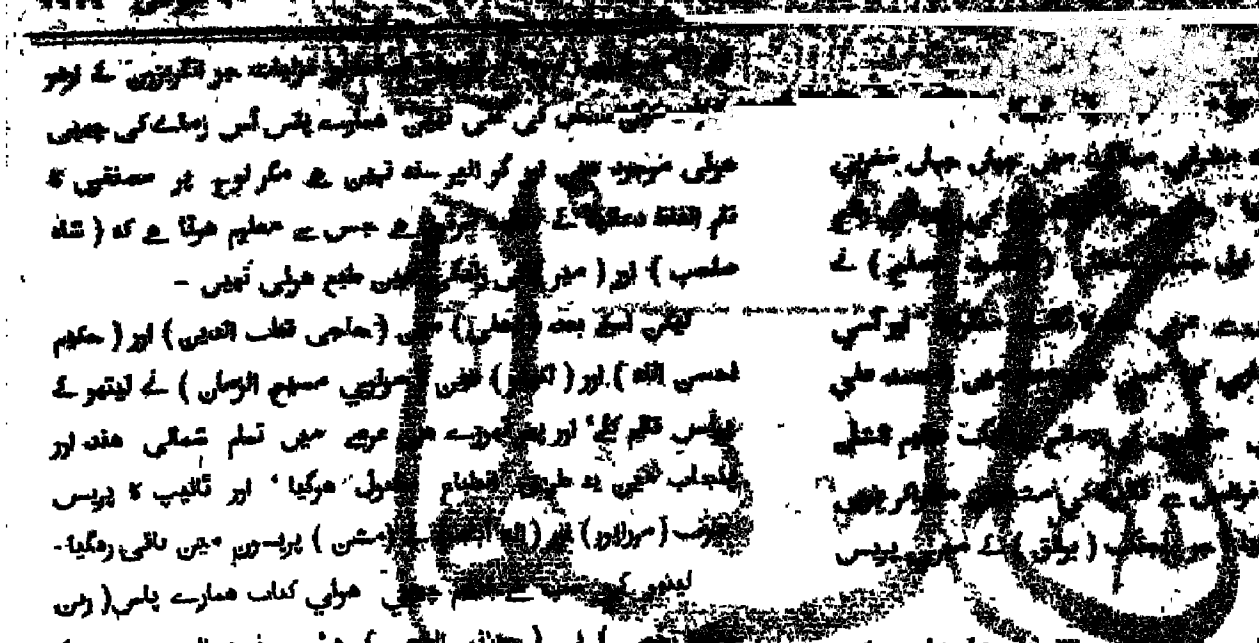

ہوئی موجود ہیں اور گو اثیر سنہ نہیں ہے مگر لوح پر صفحوں کا
نام (لفظ دمشق) کے [illegible] ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ (شاہ
صاحب) اور (میر [illegible]) دمشق میں طبع ہوئی تھیں -

تیسرا اسکے بعد (صاحبی) یعنی (صاحبی قطب الدین) اور (حکیم
احسن اللہ) اور (ا[illegible]) فرنی (مرزا یحیی مسیح الزمان) نے لیتھو کے
پریس قائم کئے' اور [illegible] عربی میں تمام شمالی ہند اور
پنجاب تک یہ طریقہ اختیار کیا گیا' اور ٹائپ کا پریس
[illegible] (میرٹھ) اور (امریکن مشن) پریس دہلی میں قائم ہوگیا -
لیتھو کے [illegible] ہوئی کتاب ہمارے پاس (زبدۃ
[illegible]) ہے (محمد فاضل بالعموم) ہے' جو فصیر الدین حیدر کے
آخری عہد میں طبع ہوئی تھی -

بظاہر (لیتھو پریس) کی مقبولیت کا اصلی راز یہ ہے کہ
نستعلیق خط کا ٹائپ درست نہ ہو سکا' اور کلکتہ کے سرکاری اور
مشن پریسوں نے جو طیار کیا وہ اول تو خوبصورت اور مکمل نہ تھا اور
پھر جو کچھ تھا بھی تھا' اپنے کیس کے خانوں کی کثرت کے سبب سے
تمام کام پر تنگ [illegible] تھا' اسکے علاوہ لیتھو کی
ارزانی بھی اسکی ترجیح کا ایک سبب قوی تھی کہ اسکے قیام و
تشکیل کیلئے صرف چند سو اور [illegible] مطلوب تھے -

لیکن در حقیقت (نستعلیق) ٹائپ کا طیار کرنا کچھ مشکل
نہ تھا اگر کلکتہ اور انگلستان کے کارخانوں کو کوئی ہندوستانی ماہر مل
جاتا اور وہ ایک مرتبہ انکو صحیح راستے پر ڈالدیتا' دقت یہ ہوئی کہ
ابتدا میں (سرامپور) کے مشن نے چند اردو داں انگریز پادریوں نے
بطور خود ایک نقشہ مرتب کیا' اور حروف کے سواد کیلئے نہ تو خط
نسخ کو پیش نظر رکھا' اور نہ نستعلیق کو' جو حرف جس صورت
میں خط و نشہب تراکیب میں ٹھیک بیٹھا' اسی طرح اسکو رکھدیا'
نتیجہ یہ ہوا کہ حرف جس [illegible] (ابن مقلہ) یا (عجم) کے پیرو نہ تھے' بلکہ
حروف تہجی کے [illegible] نے جس حرف کو جو صورت چاہی دیدی'
الغرض سب کو کچھ نہ کچھ مجروح و مصروب بھی ہونا پڑا' لیکن پھر اسکے
علاوہ کوئی اور چارہ کار نہ تھا' اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ جو ٹائپ طیار
ہوا وہ نستعلیق (یا [illegible]) کے حروف میں سے کسی سے مشابہ
نہ تھا' بلکہ بجائے خود ایک نئی شکل کا سواد خط بنگیا -

[illegible] سرکاری پریس اور مشن پریس نے ایسا کیا'
[illegible] تھا' لیکن غلطی سے (نستعلیق) ٹائپ کی
[illegible] کوئی کوشش' اور سعی و تدبیر کو جو بقیناً سہل
[illegible] ترک کردیا گیا' اب بھی یہ نہایت آسانی سے
ممکن ہے کہ [illegible] ایک مستقل تصویر میں دیدیئے -

لیکن [illegible] ہے کہ (نستعلیق) خط کے [illegible]
[illegible] اہل ہند نہیں [illegible] عصر اور کوئی
[illegible] (نسخ) کا ٹائپ طیار ہوگیا تھا' اور جس طرح

اکثر احباب کی رائے ہے کہ جب تک ترکی ٹائپ کے اصول ترتیب سے کمپوزیٹر واقف نہوجائیں' اس وقت تک نیرنگ خیال ترکی ٹائپ ہی میں نکالا جائے' کیونکہ پرچے کے اشکال صفحات کا بالکل مختلف ہونا کسی طرح پسندیدہ نہیں - ہمارا ارادہ تھا کہ جیسے ہی کمپوزیٹر سیکھتے جائینگے' اسی کے مطابق رفتہ رفتہ ہر نمبر میں ترکی ٹائپ کے صفحات بڑھاتے جائیں گے' اور اس طرح چند نمبروں کے بعد پورا رسالہ اسی میں چھپنے لگیگا' لیکن اکثر ناظرین کا رجحان اسکے مخالف پاکر سردست پورا رسالہ اردو ٹائپ ہی میں کمپوز کرانے ہیں' کم از کم اتنا فائدہ تو ضرور ہوگا کہ ایک دو ہفتہ کی مہلت پاکر کمپوزیٹر بآسانی اپنا وقت صرف کر سکیں گے' بجز ایک کتابت کے اس ٹائپ میں شروع کرانے سے اسکے چھپنے کے بعد ٹائپ کسی قدر مستعمل ہو جائے گا اور اسکی دیدہ خوشنمائی ظاہر ہو سکیگی -

ہم نے ترکی کے (خوشخانۂ احمد احسان) کو بھی نئی مختلف کر دیوناگری ٹائپ کا آرڈر دیدیا ہے' جسکا ٹائپ اس ٹائپ سے بھی زیادہ خوشنما اور صفائی ہونیکی میں ذہین کی وجہ سے چھپنے میں دالکل نے جوڑ اور خوشخط لکھے ہوئے حروف سے مشابہ ہے -

غالباً چند دنوں کے اندر یورپ کے کارخانۂ (خلیل ہرکان) کے حروف کے لئے بھی آرڈر بھیجا جائیگا' جو ایک مشہور شامی ادیب اور ماہر فن (خلیل ہرجی) کا اختراع کردہ ٹائپ ہے اور ایک خوبصورت سرخط رکھتا ہے -

لیکن اس موقعہ پر یہ ظاہر کردینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح ٹائپ میں (الفاظ) چھپ رہے ہیں اسی طرح ان کے ساتھ دیکھا جائیگا تو معلوم ہوجائیگا کہ (کلمات) اور (کلمات) کے تمام حروف ایک دوسرے سے علیحدہ ہیں اور ان کے درمیان میں ہر حرف کے ساتھ ایک ایک (خلیل) بھی موجود ہے' اور ایک (کلمہ) کے ساتھ دوسرا (کلمہ) ایک خلیل سے ملا ہوا ہے' اسی طرح تمام حروف کے ساتھ خلیل ملے ہوئے ہیں' اور ان کے ملانے سے ہر حرف کے ساتھ ایک ایک خلیل لگا رہیگا' اور اسکے بعد دوسرا حرف ملایا جائیگا

ہوتا ہے' تو قدرتی طور پر فوجی عنصر کا [illegible] ے ا [illegible]ستان میں کہا گیا تھا کہ "کراسویل ہی نے پارلیمنٹ قائم کی ہے اور کراسویل ہی پارلیمنٹ ہے" ترکی میں پچھلے دنوں جو سیاسی انقلاب ہوا وہ ایک خالص فوجی کلر رکھتا تھا نوجوان ترک جب ہر طرف سے مایوس ہوگئے تو مقدونیہ کے جدید تربیت یافتہ ترکی (حصہ دوم) پر پوشیدہ اثر ڈالنا شروع کیا ' یہ لوگ دول یورپ کے ہاں کمشنروں کے ماتحت ہونے کی وجہ سے نسبتہ تعلیم یافتہ اور ملکی قوانین حد و استبداد سے آزاد تھے' ایک دو سال کے اندر ہی یہ تمام فوج (سالونیکا) کی مرکزی (اتحاد و ترقی) کے ہاتھ آگئی اور پھر آہستہ آہستہ تمام یورپین ترکی کے اصلاح کی فوج انکا ساتھ دینے لگی' یہاں تک کہ سنہ ١٩٠٦ میں تیس ہزار ترکی کی نوجوان فوج نے اتحاد و ترقی کی پیروی کی قسم کھائی اور (قصر یلدز) کو تیس سال کی مطلق العنانی کے بعد نئی خواہشوں کے آگے سر جھکا دینا پڑا -

اس کامیابی نے ایک طرف تو فوج کو اپنی طاقت کا تعریف کرادیا - دوسری طرف (اتحاد و ترقی) پر ثابت ہوگیا کہ جو کچھ کیا جا سکتا ہے' وہ صرف فوج ہی کے اعتماد پر ممکن ہے - ممکن ہے کہ (اتحاد ترقی) اب چنداں ضرورت فوج کو ہاتھ میں رکھنے کی نہ سمجھتی مگر مشکل یہ تھی کہ گو انقلاب ہوگیا تھا ' لیکن وہ شخص ایک زبان و قلم کا انقلاب اور شاہی وعدہ و مواعید سے زیادہ نہ تھا' اور اس میں سے ہر چیز کو عمل میں لانے کیلئے اور ہر کاغذ پر دستخط سلطانی کے ثبت ہونے کیلئے فوجی قوت کی نمایش مطلوب ہوتی تھی ' پھر اس سے بھی تذکر ١٣ اپریل کا حادثہ تھا' اور اتحاد و ترقی کا سخت سے سخت مخالف بھی اسکو تسلیم کریگا کہ اگر (محمود شوکت پاشا) اپنی تیس ہزار فوج لیکر (سین استفی فانو) میں نمودار نہ ہوتا' تو نہیں معلوم کب تک کیلئے پھر دستوری گورنمنٹ خاک (یلدیز) میں مدفون ہوجاتی !

ادھر فوج کے ہر سپاہی نے سمجھا کہ یہ عجیب کامیابی محض ہماری ضرب شمشیر کا نتیجہ ہے دوسری طرف (اتحاد ترقی) کو بھی یہ ملگیا کہ اگر فوج ہمارے ہاتھ میں ہے' تو ہر وہ انقلاب کے بھی ہماری حامین اور تحریکیں معرض خطر میں ہیں' نتیجہ یہ نکلا کہ ترکی میں ایک خالص فوجی گورنمنٹ قائم ہوگئی ' اور جسطرح ترکی کی قدیمی اور فدا شدہ فوج (ینگچری) قصر سلطانی کو اپنے قبضے میں رکھتی تھی اسی طرح موجودہ عثمانی فوج' اپنی وزارت اور پارلیمنٹ ہال پر اپنی حکومت قائم کرنے لگی -

جس سے نئی نئی دستوری گورنمنٹ کے جوش و خروش کا نشہ اترا اور ملک کی حالت اپنی اصلی صورت میں نظر آئی ' ملک کے سچے اور بے طرف خیر خواہوں نے دیکھا کہ پہلی مصیبت سے بھی زیادہ سخت مصیبت چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے' اور عجب نہیں کہ ملک عنقریب ایک سخت خطرے میں مبتلا ہوجائے' لیکن اب انجمن اتحاد و ترقی کی شخصیت (چند اشخاص) کی شخصیت سے بھی زیادہ قوی پیدا تھی' اور اسکو طاقت دینا کوئی آسان کام نہ تھا' تمام جس خالص فوجی شجاعت کے مقدس خون نے دستوری گورنمنٹ کی آزادی ملک کو دلائی تھی وہی اس مرتبہ پر بھی حرارت میں آیا اور (محمود شوکت) پاشا (میر آلائی صادق بے) کے ساتھ ملکر اس سخت خطرے کے اندفاع پر آمادہ ہوگئے ' (میر آلائی صادق) نے معاملہ کی ملت پرستان بے غرض کے ایک خود فروش فوجی افسر تھے جنکو انقلاب عثمانی کا حقیقی بانی سمجھنا چاہئے ' وہ سالونیکا کی عجیب و غریب طلسمی سوسایٹی' جو انقلاب عثمانی کے بعد بھی انظار عالم سے اسی طرح مخفی رہی' جسے کہ پیشتر تھی ' اور جس سے باوجود سخت دیدہ زیانہ تلاش و جستجو کے بھی (نداری بے) واقف نہو سکا تھا ' اور جو انقلابی شورش کے پورے ایام میں ایک تہ خانے کے اندر بیٹھی ہوئی احکام جاری کرتی تھی ' مگر اسکے احکام و اوامر کو ماننے والے تک نہیں جانتے تھے کہ ہمارے حکام کون لوگ ہیں ' در حقیقت (صادق بے) اور اسکے چند ساتھیوں کی ایک مختصر جماعت تھی ' اور جو کہ ان کے عرض و مقام ملک کو خدمت ملک کے سوا اور کوئی شئے مطلوب نہ تھی اسلئے گو انقلاب وجود میں آگیا اور (اتحاد و ترقی) کی حکومت بھی قائم ہوگئی مگر انمیں سے کسی فرد نے اپنے تئیں دنیا پر ظاہر نہیں ' (عزیزی اور دک) اور (نداری) جنکی شہرت اس انقلاب کے ساتھ ہی تمام عالم میں علیحدہ انداز ہوئی ' در اصل اس سوسائٹی کے احکام پر کاربند ہونے والے فوجی افسر تھے ' ورنہ اصل با سس انقلاب سے اور بھی کوئی تعلق نہ تھا ' (میر آلائی صادق بے) نے عرصے تک اپنے تئیں گمنامی میں رکھا ' لیکن جب دیکھا کہ (اتحاد و ترقی) کی جمعیت نے ملک کو علامی کے طور سے نجات دلائی تھی مگر اسکو خود اندرونی علامی کی زنجیروں حکومت کے پاؤں میں ڈال رہی ہے ' اور فوجی تسلط نے دستوری حکومت کی تمام برکات سے ملک کو محروم کر رکھا ہے ' تو مجبوراً گوشۂ گمنامی سے نکلنا پڑا' قسطنطنیہ آکر (محمود شوکت) پاشا سے اس مقدمۂ کے انسداد کی تدابیر پر گفتگو کی اور پھر (محمود شوکت) کا مشہور (فوجی منشور) مع ایک نئی اصلاحی پارٹی کے اعلان کے شائع ہوا' جسکا منشا یہ تھا کہ آج کی تاریخ سے جو سپاہی کسی سیاسی بحث میں دخل دیگا یا سیاسی مباحث کے اخبار و رسائل کو اپنے ہاں رکھے گا اسپر فوجی عدالت میں مقدمہ قائم کیا جائیگا -

نئی پارٹی جو قائم ہوئی اسکے مقاصد کی اہم دفعات یہ تھیں

(١) انجمن اتحاد و ترقی کے کسی ممبر کو کوئی عہدہ قبول نہیں کرنا چاہئے ' اور اگر ایسا ہو' تو پہلے انجمن کی ممبری سے مستعفی ہو جانا چاہئے -

(٢) کوئی سپاہی یا فوجی افسر انجمن کا ممبر نہیں ہو سکتا -

(٣) انجمن کے اخبار و رسائل کی فوجی حلقوں اور دائروں میں اشاعت جرم قرار دی جائے -

(٤) اگر کوئی فوجی شخص کسی دوسری سیاسی انجمن میں شریک ثابت ہو تو اس حالت میں بھی مستوجب سزا و عقوبت ہے

(دیکھو آئندہ)

الحریت في الاسلام

(۱)

یا صاحبی السجن ا ارباب متفرقون خیر ام الله الواحد القهار ؟ ماتعبدون من دونه الا اسماء ' سمیتموها انتم و اباؤکم ما انزل الله بها من سلطان ' ان الحکم الا لله ' امر الا تعبدوا الا ایاه ' ذالک الدین القیم ' و لکن اکثر الناس لا یعلمون (۱۲ ۴۱)

انسان کے تمام نوعی فضائل و محاسن اور علو و شرف کا اصلی منبع (توحید) ہے ' اس کا اعتقاد انسان کو خدا کے آگے جسقدر تذلل و تعبد کے ساتھہ جھکاتا ہے ' آنہاهی خدا کی پیدا کی ہوئی تمام کائنات کے آگے سر بلند و مغرور کردیتا ہے ' دنیا کی کوئی طاقت اور خدا کے سوا کوئی ہستی ' اسکے دل کو مرعوب و محکوم نہیں کرسکتی ' وہ ایک چوکھٹ پر سر جھکا کر ' اور تمام بندگیوں اور فرمان برداریوں سے آزاد ہوجاتا ہے ' (اسلام) اسی اعتقاد کی دعوت لیکر آیا ' اور (ان الحکم الا لله) کی صدا کے ساتھہ حکومت خاندان ' نسب ' رسم و رواج ' اور تمدن قوم و مرزبوم کی وہ تمام زنجیریں ' جنکے توجہہ سے نوع انسانی کے پاؤں شل ہوگئے تھے ' کٹ کٹکر گرگئیں ' لیکن یہ کیسے تعجب کی بات ہے کہ آج صدیوں سے اُسکے پیرو اپنے اندر اس حریت بخش تعلیم کا کوئی ثبوت نہیں رکھتے ' اور جن زنجیروں کو کاٹنے آئے تھے ' اُنسے زیادہ نوجھل زنجیریں آج خود اُنکے پاؤں کا زیور ہیں ؟

پھر کیا ایک ہی علت دو متضاد نتائج پیدا کرسکتی ہے ؟ کیا تاریخ اسلام کے آغاز کے صفحے اُسکے وسط و آخر کے مقابل میں غلط اور پر فریب تو نہیں ہیں ؟ اور اگر سچ ہیں تو کیا اسلام کے مشن کی گھڑی ' حدود [illegible] سالوں ہی تک کیلئے کوکی گئی تھی ؟

یہ سوالات ہیں ' جو قدرتی طور پر اس موقعہ میں پیدا ہوتے ہیں -

پچھلے پانچ سالوں کے اندر تمام اسلامی ممالک میں جمہوریت اور آزادی کی تحریکیں سرسبز ہوئیں ' ایران اور ترکی میں پارلیمنٹیں قائم ہوگئیں ' اور بار بار یہ ظاہر کیا گیا کہ اسلام خود اپنے اندر جمہوریت اور مساوات کے اصول رکھتا ہے اور یہ جو کچھہ ہوا ' اسکی تعلیم کا اصلی منشاء اور اقتضا تھا ' مگر (انقلاب عثمانی) پر یورپ کے اخباروں ' نامہ نگاروں ' اور عام اہل قلم نے جسقدر تحریریں لکھیں ' ہم کو یاد ہے کہ اُن میں کوئی قلم ایسا نہ تھا ' جس نے شک و شبہہ کے ساتھہ بھی اِسے قبول کرنے میں تامل نہ کیا ہو ' مسٹر (ای ایف نائٹ) جو عرصے تک یورپین ترکی کے متعدد مقامات میں رہ چکا ہے اور بقول خود سینکڑوں مسلمانوں کا دوست اور اسلامی معلومات کو ایک مسلمان سے بہتر جاننے والا ہے ' (سلطان عبدالعزیز) کے واقعۂ عزل کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے —

" — یہ یاد رکھنا چاہئے کہ گو بعض لوگوں کا ایسا خیال ہے کہ سلطان عبدالعزیز کو اسکی نا اہلی اور ناقابل حکمرانی ہونے کی وجہ سے معزول کرنا قرآن کی تعلیم کے عین مطابق تھا ' مگر فی الحقیقت ایسا نہیں ہے اور پکے مسلمانوں کے عقیدے میں دستوری گورنمنٹ مبدءاً قبول نہیں کی جاسکتی ' البتہ نوجوان ترکوں کا یہ دعوی ہے کہ اسلام ظلم و تعدی کو پسند نہیں کرتا اور اُس نے قوموں اور ملکوں کو اپنے اوپر آپ حکومت کرنے کا حوصلہ دلایا ہے ' چنانچہ اب کچھہ مدت سے قرآن کی چند آیتیں دلائی جاتی ہیں جنکا خلاصہ یہ ہے کہ خدا ظالم کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا اور جو لوگ اپنے کاموں کا باہمی مشورے سے انتظام کرتے ہیں تو خدا انکو اجر دیتا ہے " (اویکدگ اف ٹرکی صفحہ ۱۸) -

مسٹر (نائٹ) اسلامی معلومات کی واقفیت پر ناز میں مگر ہم کو معلوم ہے کہ مشرقی علوم کے دائرہ کا یورپ کی اصطلاح میں کتنا ظرف ہے ' اسلئے انکا یہاں جتلانا قابل اعتنا نہیں ' لیکن پروفیسر (ولمرے) جس نے ترکی کے قلب میں رہکر نشوؤ نما پائی ہے ' جو برسوں مسلمانوں کے قافلوں میں ایک مسلمان سیاح بنکر گیا ہے ' جو قرآن کی سورتوں کی عربی اب و لہجے میں تلاوت کرتا ہے ' اُس فتوے کا ذکر کرتے ہوئے جو شیخ الاسلام نے سلطان عبدالعزیز کے عزل پر لکھا تھا ' رقم طراز ہے —

"چونکہ تمام مذہبی کتابوں میں کہیں تک انکے ناسخ کی جاسکتی ہیں ' قرآن کی آیتوں کا سیاسی تغیر شامل گورنمنٹ اور حریت و مساوات کی تائید میں بآسانی ملتفت ' لیکن یہ تمام تاویلیں در اصل یورپ سے حاصل کی گئیں تھیں گو انکا مبدع اسلام قرار دیا گیا اور پیغمبر اسلام کے اس قول سے کہ شاوروا فی الامر (اپنے معاملات کیلئے باہم مشورہ کرلیا کرو) پارلیمنٹ قائم کرنے کی تائید ثابت کی گئی "

پھر ایک دوسرے موقعہ پر اسلام کو عام ابتدائی مطلق العنانی سے مستثنا قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے

" کہا جاتا ہے کہ خلافت راشدہ کے دور کے حکمراں ' عدل و انصاف سے متصف تھے ' (خلیفۂ اول) نے منصب خلافت قبول کرتے ہوئے مسلمانوں سے کہا کہ "جب تک انصاف پر چلوں میرا ساتھہ دو ' اور اگر اسکے خلاف کروں تو ملامت کرو ' * * * * جب تک میں احکام شریعت کی تعمیل کروں ' تم کو میری اطاعت کرنی چاہئے

مقالات

لیکن اگر تم دیکھو کہ میں بال برابر بھی راہ شریعت سے ہٹ گیا ہوں تو میرا کہنا ہرگز نہ ماننا " (خلیفۂ دوم) کی نسبت بھی ایسا ہی کہا جاتا ہے * * * * جو مسلمان آجکل کی آزادانہ طرز حکومت پر شیفتہ ہیں وہ اس طرح کی نت نئی نظیریں پیدا کرکے مسلمان بادشاہوں کے عدل و انصاف کو ثابت کرنا چاہتے ہیں ' اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ اسلام کے دور اول میں فرمانرواؤں کا یہی حال تھا ' تو بھی یہ حالت دیر تک قائم نہیں رہی " (ریسٹرن لائٹ آف ایسٹرن لیجنڈس جلد ٣ - صفحہ ٣٢) .

اسکے بعد تاریخ اسلام کی اس عام شخصیت اور استبداد پسندی میں بعض فرمانرواؤں کا عدل و لیاقت سے اتصاف تسلیم کرتا ہے ' لیکن مثال میں نادر شیر حسین سرور ' اور ہمایوں و اکبر کے سوا تاریخ اسلام کے اس ماہر کو اور کوئی نام نہیں ملتا !

یہ یورپ کے سب سے بڑے مستشرق کا حال ہے ' اور گو "ذی شاورهم فی الامر" ہم کو پیغمبر اسلام کے اقوال میں نہ ملے ' مگر قرآن سے ڈھونڈھکر نکال سکتے ہیں ' اور اسکی ابتدی واقعیت کو بھی سمجھتے ہیں -

اسلام کے ماضی و حال کا جب مقابلہ کیا جائے گا تو اس طرح کے خیالات کا پیدا ہونا قدرتی ہے ' ایک ضعیف و لاغر نہتا ' اگر اپنی صبح و توانائی کے عہد کی طاقت آزمائیوں کو بیان کرے تو تعجب نہیں کہ سننے والے اسکے نحیف و زار چہرے کو دیکھکر تسلیم کرنے میں متامل ہوں ' مسلمان آج قومی بڑھاپے کے انحطاط و اضمحلال میں مبتلا ہیں ' انکے " ذکر حوانی در عہد پیری " کو ان کون تعجب شک و شبہ کے تسلیم کرسکتا ہے ؟

متاعم دام در کتعشک وشاعم ' یاد ان ہمت
کہ گر سد مرغ می آمد بدامم ' آزاد می کردم

* * *

تاہم جستجو کرنی چاہئے کہ اسلام کی جمہوریت اور ارادانہ روح کی نسبت آج جو کچھ کہا جاتا ہے ' وہ یورپ کے اثر سے پیدا کی ہوئی تاویلیں ' اور انقلاب فرانس کی بخشی ہوئی حریت کا عکس مستعار ہیں ' یا خود (اسلام) اپنی روز پیدایش ہی سے اس روح کو اپنے اندر رکھتا تھا ؟

حدود مصر میں اتالین فوج کا ورود

بنام المؤید مصر

(بتاریخ ٢٦ جون) اتالین فوج (شماس) میں پانی لینے کیلئے اتاردی گئی ہے ' باشندے سخت اضطراب و پریشانی میں مبتلا ' اور معاملہ کیلئے قوت مطلوب ' بذریعہ تار اطلاع دیتا ہے - [شماس (مرسی مطروح) اور (سیدی برانی) کے درمیان ایک ساحلی آبادی ہے اور حدود مصر میں داخل ہے]

السید محمد رشید رضا الحسینی

(٢)

سنہ ١٩٠٤ میں [شیخ محمد عبدہ] نے ایک وسیع سفر کا ارادہ کیا تاکہ تمام عالم اسلامی کا دورہ کرکے اصلاح و ارشاد دورہ کریں ' پہلے مراکو پھر ٹیونس گئے ' اور وہاں سے واپس آکر ارادۂ سفر ہند اسکندریہ میں مقدم تھا کہ امر الہی نے اس نفس مطمئنہ کو ارجعی الی ربک راضیہ مرضیہ (٨٩ ٢٩) کا پیغام پہنچایا ' اور یہ دو شعر پڑھتے ہوئے ' جو انکی زندگی اور امید و آرزو کا خلاصہ تھے ' رفیق اعلے عالم جاودانی ہوئے

ولست ادانی ان نعال محمد اذل او اکفف الیه المآ تم
و لکن دنیاً فداردت صلاحه احاذر ان تقضی علیه العمائم

اس مصلح عظیم کو اپنے آخری وقت میں بھی سب سے زیادہ خوف اسی مصیبت کا تھا جو طرابلس اور ہند کے طرف سے نہیں ' بلکہ عمامہ و دستار کے پیچوں سے نکلکر تمام عالم اسلامی پر چھائی ہوئی ہے !

شیخ کا انتقال تمام اسلامی دنیا کیلئے ایک مصیبت عظمی تھا ' جس نے مسلمانوں نے اپنی مسجدوں میں نماز عائب پڑھی ' اور مالابار اور سماٹرا سے مغرب کے خطوط پہنچے ' یورپ کے تمام نامور اخبارات نے جسقدر مضامین لکھے اور مصر و شام میں جسقدر ماتم کیا گیا وہ انکی تاریخ کا پورا ایک حصہ ہے ' لیکن مشہور شامی شاعر [حافظ ابراہیم] نے اپنے مرثیے کے دو شعروں میں اس حیات مقدس کی پوری سرگذشت لکھدی —

سلام علی الاسلام بعد محمد سلام علی اعلامه النصرات
علی الدین والدنیا علی العلم والتقی علی البر والتقوی علی الحسنات

سید رشید رضا

یہ تمہید طویل اسلئے تھی ' کہ (سید رشید رضا) اسی مصلح عظیم کے حاشیہ ' اور اس ماہوار رسالے کے ایڈیٹر اور مالک ہیں ' جو انکی اصلاحی تحریک ' اور انکی پارٹی (حزب الاصلاح) کا آرگن ہے -

سید موصوف کا اصلی وطن طرابلس الشام ہے ' انکے والد (سید علی رضا) ایک مقدس اور صاحب طریقت بزرگ تھے ' جنکے مریدوں کی بہت بڑی جماعت شام کے اطراف میں موجود ہے ' خود (سید رشید رضا) نے بھی اوائل عمر میں نقشبندی طریقہ میں بیعت کی اور زمانۂ طالب علمی اسکے اذکار و اشغال میں مصروف رہا ' طرابلس میں کچھ دنوں ابتدائی مدرسہ کی تحصیل کے بعد (شیخ حسین الجسر) مصنف (رسالۃ التحمیدیہ)

کے حلقۂ درس میں شامل ہوگئے ' اور غالباً سب سے اول انکے مداق سے وہیں آشنا ہوئے -

سنہ - ۱۸۹۰ - یا اس سے کچھ پیشتر تکمیل علوم کے شوق نے انہیں جب (قاہرہ) پہونچایا ' تو شیخ محمد عبدہ کے لئے اپنے اصلاحی کاموں میں آئے تھے ' اور سعد اور صاحب صلاحیت نوجوانوں کے متلاشی تھے ' پہلی ہی ملاقات میں دونوں کا مستحکم رشتۂ وداد قائم ہوگیا ' اور اُس وقت سے یہ برادر اُنکے تمام کاموں میں شریک ' اور اُنکے لئے ایک قوت مساعد رہے -

سنہ ۱۸۹۷ میں انہوں نے اپنا مشہور رسالہ (المنار) جاری کیا تاکہ اصلاح و دعوۃ کا کام ایک با قاعدہ مشن کی صورت میں انجام پاسکے ' اسی زمانے سے انکی مصلحانہ زندگی کا اصلی دور شروع ہوتا ہے -

(المنار)

المنار کی اشاعت کو کامل پندرہ برس گذر گئے ' اس تمام عرصے میں جس عزم راسخ ' خوف خدا مدبر ' اور ارادۂ حاکمانہ کے ساتھ اپنی خدمت اصلاح میں مصروف رہا وہ انکو یقیناً ایک مصلح کی شان میں رونما کرتا ہے ' مذہبی اصلاح کی دعوت کا پہلا تجربہ استبداد و شخصیت کی مخالفت تھی ' لیکن (عہد حمیدی) میں (مصر) میں بھی فکر ایسا کرنا طرح طرح کے آفات و آلام سے خالی نہ تھا ' بلکہ سرے سے اصلاح و تجدد کی دعوت ہی جرم نا قابل معافی تھی - خود ترکوں ترک یورپ نا مصر میں علانیہ سلطان کی مخالفت میں قلم کو استعمال کرنے لیے ' وہ سب کے سب تقریباً ترکی گورنمنٹ سے بالکل بے تعلق اور آزاد ہوگئے تھے ' انکا کوئی عزیز و قریب وہاں نہ تھا جس سے اپنے جرائم کے انتقام لینے کا خوف ہو ' اور جنکے ایسے تعلقات تھے ' وہ ہمیشہ اپنے عزیزوں کی مفقود الخبری یا قید و ہلاکت کی خبروں پر ماتم کرنے کیلئے طیار رہتے تھے ' اور سمجھتے تھے کہ ارادی و ظلم کی اس جنگ میں ہمارا مال و متاع اور عزیز و قریب دشمن کے پاس یرغمال میں قید ہیں (ثریا ملک مدلستری) نے اسکندریہ سے اخبار نکالا ' لیکن ابھی دو نمبر ہی نکلے تھے ' کہ اُس کا خاوند زادہ بھائی اور باپ قید کرلئے گئے اور اُس وقت تک (یلدیز) کے پر اسرار مظالم میں گرفتار رہے جب تک اخبار بند نہیں ہوا (سید رشید رضا) کی حالت اِس لحاظ سے نہایت نازک تھی ' انکا وطن عثمانی حکومت میں داخل تھا ' تمام اعزا و اقارب اور خاندانی خانداں وہاں موجود تھی ' اور وہ گو حدود مصر میں تھے لیکن انکی روح کے نصف سے اجزا (سلطان عبدالحمید) کے قدموں کے نیچے دبے ہوئے تھے - وہ جب چاہتا انکو کچل سکتا تھا -"

لیکن قوم و ملت کی خدمت کی راہ پھولونکی سیج نہیں ہے جہاں آرام و راحت کی کروٹیں نصیب ہوں ' اس راہ کی پہلی شرط قتل نفس اور جسمانی خواہشوں اور امیدونکی قربانی ہے ' یہاں عیش و فائدہ کا سہرا باندھکر نہیں بلکہ نعش کی چادر لپیٹ کر جانا چاہئے -

ترک جان و ترک مال و ترک سر
در طریق عشق اول منزلست

یا ایھاالذین ھادوا ان زعمتم انکم اولیاءللہ من دون الناس ' فتمنوالموت ان کنتم صادقین (۶۱ ۷)

(المنار) کی اشاعت کے ساتھ ہی (یلدیز) کے جاسوسوں نے اپنی فہرست میں ایک نئے سیاسی مجرم کا نام بڑھا دیا ' اور اسکی اشاعت ممالک عثمانیہ میں روک دی گئی ' اُسکے بعد [قاہرہ] کے سلطانی کارندوں نے اپنی ریشہ دوانیاں شروع کیں ' ابتدا میں (یلدیز) کے مکتب آمدرفعامات پہنچائے گئے اور طرح طرح کے فوائد و انعامات کی رشوت پیش کی گئی ' جب یہ حادثہ کارگر نہوا ' تو پھر قہر سلطانی کا حوف دلایا گیا ' لیکن (سید رشید رضا) کیلئے دنیوی چیزوں نے اثر نہیں ' ظلم و استبداد اور جبر و شخصیت کے خلاف انکا قلمی جہاد اور زیادہ مستحکم ہوتا گیا ' انہوں نے ہر موقعہ پر سلطانی حکام کی رشوت سیاستوں اور ظلم و ستم کے پردے چاک کئے اور ہمیشہ روز کے ساتھ شخصی حکومت کو قرآن و اسلام کے عقیدے میں سب سے بڑا انسانی گناہ اور سخت سے سخت فسق و معصیت ثابت کیا ؛ جسقدر سلطان کے طرف سے تحریف و ترہیب بڑھتی جاتی تھی اتنی ہی انکا جوش اصلاح اور اعلان حق کا جہاد بھی بڑھتا جاتا تھا -

تحریر جرم عشق ہے جرمہ محتسب
بڑھتا ہے اور ذوق گنہگاں سزا کے بعد

موسیو کولیرا کی مفقود الخبری

قاہرہ کے فرانسیسی اخبار (الدول) کے مالک (موسیو کولیرا) حالت جنگ کے مشاہدے کیلئے طرابلس گئے ہوئے ہیں - انکی مراجعت اور رحم دل بیوی بھی انکے بعد (ہلال احمر مصر) کے دوسرے وفد کے ساتھ (درنہ) چلی گئی ہیں ' وہاں پہنچکر بھی فرانسیسی کیمپ کے ساتھ رہے اور اپنے اخبار کے نام تار برقیاں بھیجتے رہے ' چنانچہ گذشتہ نمبر میں انکی دو جفصیل ہم درج کرچکے ہیں اور ایک تار برقی اس نمبر میں بھی کسی دوسری جگہ درج کی گئی ہے -

لیکن ۲۹ جون کو اخبار (الدیل) کے نام جو تار برقی (درنہ) سے آئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۵ جون سے وہ بالکل مفقود الخبر ہیں ' تاریخ مذکور کی شام کو ایک دورہ کرنے والی جماعت کے ساتھ (درنہ) کے عثمانی کیمپ سے نکلے تھے مگر پھر ۲۷ کی شام تک واپس نہیں ہوئے ' عثمانی کیمپ میں بہت تشویش پھیلی ہوئی ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ شاید قید ہوگئے تفتیش و تجسس کیلیے وسائل ضروری عمل میں لائے جارہے ہیں -

مصری ہلال احمر کی واپسی

(ہلال احمر مصر) نے جو پہلا طبی وفد طرابلس روانہ کیا تھا وہ ۲۷ جون کو اپنی یادگار خدمات انجام دیکے واپس آگیا - ۲۹ کو انجمن نے ایک عام جلسہ کرکے رئیس واعضاے وفد کو انکی ان مقدس خدمات پر مبارکباد دی -

ناموران عہد طرابلس

عثمانی مجاهد طرابلس

ورهاد بک

[ورهاد بک] جنکی تصویر آج شائع کی جاتی هے عثمانی پارلیمنٹ میں [طرابلس الغرب] کے طرف سے ممبر تھے ' گذشته اکتوبر کے اواخر میں جب جنگ طرابلس کا آغاز هوا تو یه قسطنطنیه سے فوراً طرابلس آئے اور اتالی کے ابتدا میں اهل عرب کی اطاعت کی جو حدیثیں شائع کی تھیں انکی کاوی تحقیق کرکے واپس گئے قسطنطنیه پهنچکر انهوں نے پارلیمنٹ کے آگے تمام حالات پیش کئے اور فاشندگان طرابلس اور قبائل صحرا کی طرف سے اطمینان دلایا که وہ کسی حالت میں کفار و عدوالصلیب حکام کے آگے سر نہیں جهکا سکتے ' پارلیمنٹ میں انکی تقریروں نے همیشه نهایت جوش و سرگرمی پیداکی اور تمام کابینت کو اجرائے جنگ پر آماده کرلیا -

آغاز جنگ کا وقت بہت نازک تھا ' چودہ گھنٹے کے اندر اتالین فوجوں کی جدیں دنادنیں پهنل گئیں ' اور تمام ترکی میں ایک سناٹا چها گیا ساحل کا راسته مسدود ' بحر کا دریعه ریر نعش ' اور هوائے نقلی ناقابل معامله ؛ ان حالات کے ساتھه مایوسی کا پیدا هونا قدرتی تھا اور اگر ملت کی طرف سے جوش نه هوتا تو عجب نہیں که عثمانی وزارت ' اتالی کے مطالبات کو مجبوراً منظور کرلیتی ' انکس (ورهاد بک) منجمله ان چند عثمانی اسلام پرستوں کے هیں جنهوں نے پوری قوت کے ساتھه اس ابتدائی عالم یاس میں بھی جنگ کے جاری رکھنے پر زور دیا اور اپنی موثر اور جگر دوز تقریروں سے تمام پارلیمنٹ کی رایوں پر حکومت قائم کرلی -

[حقی پاشا] کے جناب کا راته ساتھل اور عقل پر بھی سب سے پہلے انہوں هی نے لب کشائی کی تھی -

اسکے بعد پھر طرابلس چلے گئے اور اپنی مجاهدانه خدمات سے متعلق عربی کمپوں کو مدد پهنچاتے رہے - اس تصویر میں یه عثمانی کمپ کے شفاخانے کے سامنے کھڑے هیں ' دائیں جانب (شیخ عمران بن احمد تونسی) متعلقهٔ (الدراعصه) کا شیخ کھڑا هے اس کا دهنا هاتھه گولی کی ضرب سے زخمی هوگیا هے ' پٹی باندھی گئی هے ' اور خود اپنے هاتھه سے اسپر کوئی عرق ٹپکا رها هے ورهاد بک شاید اسکے معمار ضروری کا اندازه کررهے هیں که ساده مزاج عرب کہیں پوری دردل هی خالی نه کردے -

سرگروه فدائیان جهاد

ڈاکٹر کریم ثابتی بک

(قسطنطنیه) کی مرکزی (هلال احمر) سے جو پہلا طبی وفد طرابلس گیا تھا ' اسکے رئیس بے لوگس میدان قتال میں جاکر جب حفظ وطن و جهاد دینی کی تلواریں چمکتی نظر آئیں ' تو اپنے جوش فداکاری سے مجبور هوگئے اور ایک هاتھه زخمیوں کی مرهم پٹی کیلئے تو دوسرا دفع جهاد کے قصے کیلئے وقف کردیا - انکے کارنامے ابتدا سے نهایت حدوث انگیز اور تاریخ جنگ طرابلس کے صفحات زریں هیں جو همیشه یادگار اور زنده جاوید رهیں گے ' انکے اخلاق نے اهل عرب کو اسقدر گرویده بنالیا هے که همیشه ایک جماعت انکے همراه رهتی هے اور جب قافلهٔ جهاد کے حدی خوان هے اسکو اپنے ساتھه لیکر روانه هوجاتے هیں - اس وقت بھی (درنه) کے کیمپ سے چند میلوں کے فاصلے پر دشمن کی موجودگی کی خبر سنکر نکلے هیں ' ساتھی پیچھے رهگئے هیں ' اسلئے گھوڑے کی باگ ڈھیلی کردی هے ' اور خود دشمن کا اندازه کرنے تاکه لگاتے جاتے هے ' وه عنقریب اپنے بزدل دشمنوں کا خون بہانے کیلئے چمکنے والی هے -

ڈاکٹر کریم ثابتی بک

ارزاسطرابا

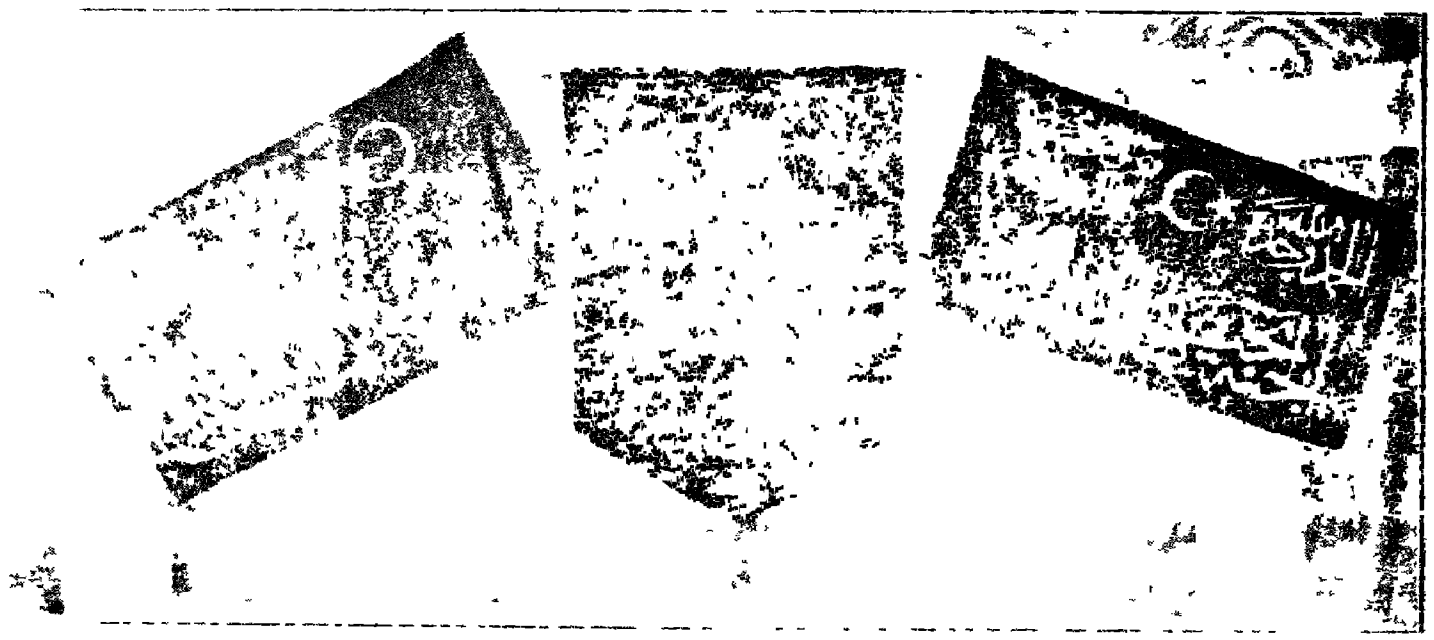

شیخ احمد السنوسی کا علمِ جہاد' جو انہوں نے سلطان المعظم کی خدمت میں روانہ کیا

مصر کی ڈاک

میدانِ جہاد سے

ایک عرب فدائی کی سرگذشت

۲۶ ویں معرکے کی رات کے معرکے سے جب ہم لوٹے ' تو [وبدلہ التحاسد] کے جاں باز مجاہد [عدسی ابو حدریل] کا پتہ نہ تھا - ہم نے اپنے رفیقوں اور ساتھیوں میں اُسے ڈھونڈا ' مگر اُن میں بھی وہ نظر نہ آیا - تالا خر یہ خیال کرلیا کہ شاید دشمن کے مورچوں میں لڑتا ہوا کہیں شہید ہوگیا ہے -

لڑائی ۱۷ ربیع الثانی کو کیا دیکھتے ہیں کہ عاری [ابو رک] کا ایک پیغام لئے ہوئے ہمارے سامنے کھڑا ہے ! اسکی سرگذشت نہایت دلچسپ ہے -

معرکے کی رات یہ جماں ' ہوئے دشمنوں کے مورچوں میں گھس گیا تھا ' وہاں عرصے تک ں تنہا لڑتا رہا ' لیکن ایک تنہا شخص کب تک حربی آلات کے سمندر میں تیر سکتا ہے ؟ جب لڑی گولیاں سینے اور پہلوؤں سے پار ہوگئیں تو بے دم ہوکر گرگیا ' اور دشمن قید کرکے لےگئے ' وہ کہتا ہے کہ میں " سخت متعجب ہوا جب اتالیں جنگی حصائل کے خلاف میرے علاج میں غیر معمولی توجہ دکھلائی گئی" -

لیکن یہ توجہ بے معنی نہ تھی ' ہوش و حواس درست ہوئے ہی (اطالی کمانڈر) اُسکے پاس آیا اور عثمانی و عربی کیمپ کی خوب ' تعداد فوج ' اسلحہ خانہ ' رسد خانہ ' اور اُنکے تمام مرکزوں کی حالت کے متعلق مسلسل سوالات شروع کردئے ' اسکے تمام سوالات میں خوف و ہراس ' اور تعجب و حیرت دونوں ملے ہوئے تھے ' لیکن عرب مجاہد جو ایک تدرو چرب زبان شخص تھا ' اُسکی حالت کو تاڑ کر ایسے جوابات دینے لگا جس سے اُسکے ہوش و حواس اور زیادہ مختل ہوجائیں - پھر کمانڈر نے جب بہت سی تصویریں نکالیں جنمیں (عاری ابو رک) کی بھی تصویر ملی ہوئی تھی ' اور (ابو حدریل) کو دکھلا کر کہا کہ اسمیں سے عاری موصوف کی تصویر نکال دے ' اُس نے نکال دی ' لیکن پھر اُس نے تصویریں ملادیں اور مکرر کہا کہ ڈھونڈھکر نکال دو ' گویا اسکو ابو رک کی صورت کا چھپ کر پھر نمودار ہونا نہایت دلکش معلوم ہوتا تھا اسلئے بار بار اس منظر کو دیکھنا چاہتا تھا '

پھر کہا کہ تم ہماری طاقت سے بے خبر ہو ' اس سے ہماری قوت حاضر نہیں ہے کہ تم جلد تمام عربوں کو قید ڈالیں مگر ہماری انسانی ہمدردی پر ایسا کرنا نہایت شاق ہے کیونکہ اُنکو بھی ہم اپنا بھائی سمجھتے ہیں اور (شاہ اٹلی) کی نظر میں اطالی اور عرب دونوں ایک ہیں '

پھر کہا " ترک عربوں میں اور اُنکے غیور بھائی اطالیوں میں بغض و عداوت ڈالنا چاہتے ہیں ' وہ اپنا کام نکالکر انکو چھوڑ دینگے ' آخر تک عربوں کے ساتھ انکا کیا سلوک رہا ؟ ظلم و استبداد کے سوا اور عثمانی گورنمنٹ کیا دےسکتی ہے ؟ انکو چاہئے کہ اپنے اطالی بھائیوں کا ساتھ دیکر ہمیشہ کیلئے خود مختاری حاصل کرلیں "

پھر (ابو حدریل) سے کہا کہ تم چھوڑدئے جاؤگے ' مگر اس شرط سے کہ اہل عرب کو جاکر سمجھاؤ ' اس نے کہا کہ یہ میری طاقت سے باہر ہے ' قبائل طرابلس سوا اسکے شیخ (سیدی احمد السنوسی) کے اور کسی کے حکم کی تعمیل نہیں کرسکتے ' البتہ جہاں تک ممکن ہوگا میں طرفدار رہونگا ' اور آخر میں غالب و فتح یاب کا ساتھ دیگا -

اطالی کمانڈر نے اسی کو غنیمت سمجھا ' اور چھوڑنے پر راضی ہوگیا پھر ابو حدریل نے یہ گپ ہانکدی کہ میں اپنے قبیلہ کا سردار

الاهرام کے نار

[درنہ ۲۶ جون - نمبر ۲۷] عثمانی کیمپ یہاں رسد اور ضروریات و متعلقات جنگ کے رکھنے کیلئے جو عمارت تعمیر کررہا تھا - وہ ختم ہوگئی -

ڈاک کا انتظام بھی نہایت مکمل اور باقاعدہ ہوگیا [طرابلس] اور (درنہ) کی تمام چھاؤنیاں باہم ایک دوسرے سے بالکل متصل ہوگئی ہیں (تلی فون) کے علاوہ (ہلیو گراف) (جنورسانی ذریعۂ انعکاس آفتاب) کا انتظام بھی ہر طرح کامل ہے -

طرابلس اور (خمس) کی اسلامی متحمدنوں کی جنگوں نے یہاں بڑی گرمجوشی پیدا کردی ہے' تمام عرب اور ترک مدافعات جہاد سے مضطرب ہورہے ہیں اور بے چینی کے ساتھ کسی نئے معرکے کے منتظر ہیں -

جن عرب مجاہدین کو جدید قواعد جنگ کی تعلیم دیجارہی تھی - انہوں نے تھوڑے عرصے میں حیرت انگیز ترقی کی ہے - جن لوگوں کو صحرائی اور وحشی سمجھا جاتا تھا آج انکو کوئی (درنہ) میں آکر دیکھے کہ یورپین قواعد جنگ کی تحصیل میں کیسی عجیب استعداد اور صلاحیت ظاہر کررہے ہیں' جو یورپین ہمارے کیمپ میں موجود ہیں ' اہل عرب کی اس قابلیت کو دیکھ دیکھکر دنگ ہو رہے ہیں- خود قبائل عرب بھی اس جنگ کے نہایت ممنون ہیں جسکی بدولت انکو ایسے معدد فنون حربیہ کے حاصل کرنے کا موقع ملا -

قسطنطنیہ کی ڈاک

(واقعۂ خمس کی سرکاری تفصیل)

(خمس) کے جس واقعہ کا ذکر نار نمبروں میں گذرچکا ہے ' اسکی تفصیل وزارت جنگ کے دفتر سے حسب ذیل شائع کی ہے :

۱۳ جون کی صبح سے جنگ شروع ہوئی ' عثمانی فوج دو عمودی شکلوں میں (لندہ) کے تلوں سے نکلی اور دشمن کی گولہ باری کی پروا نکرکے حملہ شروع کردیا ۷ گھنٹے تک جنگ جاری رہی ' مگر بالآخر فتح و نصرت ہماری فوج ہی کو نصیب ہوئی -

(لندہ) کے قریب جو مستحکم قلعے ہیں جنکو لوٹنے کی دیر سے دشمن نے گھیررکھا تھا اور اسکے گرد حد میدانی توپیں نصب کردی تھیں ہماری فوج کی پہلی عمودی جمعیت نے حملہ کرکے تلوار سے تمام باریں کاٹ ڈالیں ' اور تھوڑے ہی عرصے کے اندر قلعہ پر قبضہ کرلیا اور جس کسی نے مقابلہ کیا' وہ قتل ہوا اٹالینوں نے بھاگتے ہوئے دیکھا کہ ترکیں سامنہ نہیں لڑسکتے تو متحیر تھوڑک کر ہتھیار کردیئے' البتہ دھاڑر رسد وغیرہ کثیر مقدار میں ہاتھ آئے -

ہماری دوسری جمعیت بھی اس عرصے میں بیکار نہیں رہی اس نے دشمن کے اوسرے حصوں پر حملہ کردیا' اور جنکی فوج اس میں موجود تھی' اسکو نکال بھگا دیا' قلعہ اور حصوں کے بھاگے ہوئے دوسرے قلعہ میں پناہگزیں ہوئے ' اور کمک کیلئے ہر طرف آدمی دوڑائے ' انکی ایک کافی جماعت قریب ہی (تل مراقب) میں موجود تھی ' وہ فوراً روانہ ہوگئی ' لیکن ہماری فوج کو حصار ملچکی تھی ' انہوں نے اسی قلعہ سے حملہ کے جواب دینے کا کام لیا اور سات مرتبہ حملہ آوروں کو پسپا کردیا ' بالآخر جب عثمانیوں کو اپنے مورچوں کی طرف جانے کی ضرورت پیش آئی تو قلعہ کے تمام رسد خانوں میں آگ لگا کر روانہ ہوگئے - دشمن کے ۱۰۰۰ مقتول ہوئے جنمیں ۱۷ - افسر تھے اور ہمارے ۱۰۰ شہید اور اتنے ہی زخمی *

معرکۂ خمس کی مزید تفصیل

صباح کے نار

(المؤید) کی نار نمبروں کے قریب قریب العلم ' اہرام ' التحریر وغیرہ اخبارات مصر ' اور اقدام' طنین' صباح ' الہلال العثمانی' وغیرہ آستانے کے اخبارات کے نامہ نگاروں کی بھی اطلاعات ہیں' البتہ (صباح) کی خبروں میں ایک دو نار نمبروں قابل اقتباس تفصیل زائد بھی ہیں' ۱۲ -جون کے (معرکۂ خمس) کی نسبت لکھتا ہے

دو گھنٹے سے زیادہ دشمن جم نہ سکا ' باوجودیکہ جمعیت وافر' توپخانہ گولہ بار ' قلعہ مستحکم' آہنی سلاخوں کا سخت حصار' اور بلندی سے جواب دینے کا عمدہ موقع حاصل تھا ' لیکن مجاہدین نے قدم ایک لمحے کیلئے بھی نہیں ہٹائے' تلواریں مارتے ہوئے اسطرح بڑھتے گئے' کہ سامنے کوئی رکاوٹ ہی نہیں ہے اور قلعہ انکی آمد کا منتظر ہے' قلعہ میں ذخائر رسد کا اسقدر انبار تھا کہ اسکو ہم کسی طرح نہیں لیجا سکتے ہیں' میگزین کے گودام بھی بالکل لبریز ہیں' اور بلندی پر دو توپیں حمل رہی تھیں' یہ حالت ایک جھوٹے سے قلعہ کی تھی' جو انکا کوئی مرکزی کیمپ نہ تھا ' اس سے اندازہ لگانا چاہئے کہ انکے بڑے بڑے کیمپوں میں کسقدر سامان ہوگا ؟ جسنے جمعیت کی تاب ہے نہ زندگی اور جنگ کے اسباب کا اسقدر ذخیرہ رکھکر' جسکا عشر عشیر بھی نے سروسامان مجاہدین کو میسر نہیں' وہ ہر جگہ شکست خوردہ' ذلیل و مخذول' اور مبتلائے مصائب و آلام ہیں '

قلعہ میں جب ہم داخل ہوئے تو اندر میں ہر جگہ دشمنوں کے ادوہ مستعد و مسلح نظر آئے' انکی جوں ہی ہماری آمد کا علم ہوا ' اسطرح بھاگنے لگے' گویا وہ اسکے لئے ہماری آمد کا انتظار کررہے تھے' سچ تو ہے کہ اٹالین فوج کی بے دلی کی اب حد ہوگئی' جوانوں و عمر آخری جواب دیدیتے ہیں' طبیعت افسردہ اور قلوب سہمے ہوئے اور مرعوب ہیں' مجاہدین کا مقابلہ دیکھے خود رہا' انکی آواز سے انکا جسم لرزجاتا ہے ' انکی طاقت اور بے خطا اتلی انکو اپنی محبوس کی لعنت میں پھنسائے ہوئے ہے' اور جدیداً میدان جنگ میں دیکھ کرانی ہے "

اسکے بعد وہی "حالات بتلائے ہیں' جو نامہ نگار (المؤید) سند دیتا ہے' البتہ (صباح) کے بیان میں لوگوں کو اطالینوں سے بھاگتے ہوئے مقابل نہیں کیا ' بلکہ خود مجاہدین نے بیکار کردیا تھا -

عاری اور بک

حال میں ایک خاص فرمان سلطانی کے ذریعہ اعلان کیا گیا ہے کہ (عاری اور بک) سپہ سالار طرابلس کو انکی اصلی فوجی عہدے (لفتنت کرنیل) سے ترقی دیکر (کرنیل) کے عہدے پر ممتاز کیا گیا ہے -

(مسلمانِ سوسی طرابلس میں)

(یعنی ۲۵ جون) سید شریف ابن مسلود اور سیدی عمران جو طریقۂ سنوسیہ کے مشاہیر مسلمانِ میں سے ہیں مع صحرا کے بعض شیوخ قبائل کے (یعنی) کی مرکزی قیامگاہ (ہلال احمر) میں تشریف لائے اور انجمن کے رئیس اور ممبروں کی اسلامی خدمات کی نہایت تعریف و ثنا کی

(مصراطہ میں عربی فتح)

(تعاری ۲۴ جون - دفتر سے روانہ ہوا ۲۵) اطالیوں کی ۹ رجمنٹیں صلع (مصراطہ) کے ساحل پر اتریں اور (قصر احمد) پر شدید حملہ کرنا چاہا ' لیکن عرب باشندوں نے مقابل ہوکر پسپا کردیا ' اور سخت و شدید نقصان پہنچانے کے بعد بھگائے ہوئے ساحل تک لے گئے *

(ساحل سوسہ پر گولہ باری)

(ایضاً) اطالیوں نے دریا سے (سوسہ) پر گولے پھینکے (یہ ایک چھوٹا سے گاؤں ہے جسمیں زیادہ تر کرولت کے مہاجرین آباد ہیں لیکن ایک شخص کو بھی نقصان نہ پہنچ سکا ' صرف ایک بی بی کو خراب کرکے ناکام واپس گئے - (دربہ) کے کمانڈر مصطفے) کمال تک (سوسہ) گئے ہیں تاکہ وہاں کے باشندوں کو ساحل سے تیسرے دن فاصلے پر ہٹادیں *

جزائر بحر ابیض

کے متعلق صباح کا بیان

صباح کا بیان ہے کہ مصر کی یونانی نو آبادیوں اور دیگر ممالک کے جزائر ابیض کی آزاد و خودمختیارانہ حکومت کے لئے جو آرزو مندانہ فریاد تاسیس دول عظام کو پہنچی تھی اُن پر مطلق توجہ نہیں ہوئی - ہمارا ہمعصر آزر اضافہ کرتا ہےکہ عثمانی سفرا کو اس باب میں پیام جا چکا ہے -

اخبار مذکور کرانیسس (دارالخلافہ یونان) سے خبر ملی ہے کہ سیاسی حمایتوں نے یونانی گورنمنٹ کو تحریک کی ہے کہ دول یورپ کو راضی کرکے جزائر کا الحاق یونان سے کردیا جائے ' لیکن گورنمنٹ یونانی نے صاف جواب دیدیا کہ جب کریت میں بیشمار جانیں تلف ہوکر بھی الحاق کی صورت ممکن نہ ہوئی تو ان جزائر کا ملحق ہونا معلوم -

اطلاع ضروری

جن حضرات نے خاص (ایڈیٹر) کے نام خطوط روانہ کیے ہیں ' وہ جواب نہ ملنے کی وجہ سے شاکی ہونگے ' مگر انہیں معلوم نہیں کہ (ایڈیٹر) کئی دن سے ایک سخت اور شدید بخار (ڈنگو فیور) میں مبتلا ہے ' جسمیں کئی بار ہذیان تک نوبت پہنچ چکی ہے ' اور چند لمحے جو کبھی کبھی ہوش و حواس کے میسر آگئے ہیں اُنہی میں یہ رسالہ مرتب ہوا ہے ' پس امید ہے کہ وہ ان معذوریوں پر نظر رکھکے جملہ دیروں اور جواب کی تاخیر کو گوارا فرما لیں گے - (مدیر)

مسئلۂ صلح

(جون ترک) کا ایڈیٹی نامہ نگار تار دیتا ہے - ڈیلی میل ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ دولت مطالبہ جنگ روم و اٹلی کے عقدے کے حل کی تیاری میں مصروف ہے اور کچھ تجویزیں مرتب کرکے دیگر دول کے سامنے پیش کی ہیں - ان تجاویز کا عالب عنصر حسب ذیل ہے -

(۱) طرابلس اٹلی سے ملحق تو ہوجائیگا لیکن اُسپر عثمانی خلافت و مذہبی اثر مسلم رہنا چاہئے -

(۲) سنوسیہ عثمانی صوبوں میں رہینگا اور اٹلی اُن تمدنی کاموں سے ابدا تسلط اُٹھالے -

(۳) اٹلی نے جن جزائر پر قبضہ کیا ہے خالی کردے - اور اس تعلقہ کے معاوضے میں ترکی تاوان ادا کرے - اور یہ رقم اسقدر ہو جسقدر کہ اٹلی کو جزائر انجمن میں صرف کرنی پڑی ہے -

(۴) طرابلس کے اوقاف اور خاص سلطانی علاقہ جات کا اٹلی بھی تاوان ادا کرے -

ہلال احمر مصر

کے پہلے طبی وفد کی میدان جہاد سے واپسی

مصر کی (انجمن ہلال احمر) نے جو پہلا وفد طرابلس روانہ کیا تھا ' وہ ۲۷ جون کو اپنی خدمات انجام دیکے واپس آگیا ' اسٹیشن پر استقبال نہایت شاندار تھا ' اور ہر طبقے اور گروہ کے بے شمار لوگ موجود تھے ۲۸ کو انجمن کے ادارے میں ایک عظیم الشان مجلس منعقد ہوئی ' جسکہ ڈاکٹر عرب بک ' احمد بک حلمی ' منیر بک ' حودت افندی وغیرہ رئیس و اعضاے وفد کی خدمات کا ملت کی طرف سے شکریہ ادا کیا جاے -

طرابلس کے مختلف کیمپوں اور مقامات میں انکا قیام رہا ' اور ہر جگہ انکی خدمات ورزیں اور ناقابل فراموش رہیں ' علی الخصوص (ڈاکٹر عرب بک) جنہوں نے اپنی خدمات کو طبی امداد ہی تک محدود نہ رکھا بلکہ کئی معرکوں میں شریک قتال ہوکر جہاد مقدس کا فرض بھی ادا کیا ' انکے پاس تمام عثمانی کیمپوں کے افسروں کی جو تحریریں بطور سند و اعتراف خدمات موجود ہیں ' انکا فوٹو انجمن نے شائع کردیا ہے -

۱۹ - مارچ کو (تاریخ اور بک) جسکو (عین المنصورہ) کی کی چھاؤنی میں مقیم تھے ' وفد کے رئیس کو لکھتے ہیں .

" آنکی جماعت نے (طبروق) اور (دربہ) کے کیمپوں میں آثار جنگ سے جو خدمات انجام دی ہیں ' انکا شکریہ ادا نہیں ہوسکتا ' آپ لوگ اُس ابتدائی زمانے میں آئے ' جب موجودہ حالت سے بھی زیادہ ہم محتاج تھے ' اور زخمیوں کی مرہم بندی اطلئے کوئی عائقہ نہ تھا ' لیکن آپ لوگوں نے آتے ہی اپنی جاں فروز اور تحمل و تبحر کی خدمات سے فوجی شفاخانوں میں زندگی پیدا کردی "

پھر ایک موقع پر جب (طبروق) سے (دربہ) روانہ ہوئے ہیں تو (تاریخ اور بک) نے وہاں کے کمانڈر کے نام خط لکھتے ہوئے لکھا -

" حاصل رقعہ ہمارے وہ برادران معذور ہیں' جو میدان قتال میں ہماری اعانت کیلئے سب سے پہلے پہنچے' اور اُس وقت ہماری مدد کی ' جب کہ ہمارے زخموں پر مرہم لگانے والا کوئی نہ تھا ' اور ہم اسقدر مفلس اور کنگال تھے کہ زخموں کی علاج پر ایک کوڑی بھی خرچ نہیں کر سکتے تھے * * * * سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مصر اپنے آپکو پورے معنوں میں عثمانی یقین کرتا ہے' اور جو نشتر خلافت اسلامی کے سر پر لگتا ہے' اسکے درد کو ایک عضو ملحق کی طرح محسوس کرتا ہے' اسی کا نتیجہ ہے کہ ان لوگوں نے سب سے پہلے ہماری مدد کی اور طرابلس کے نقصان اپنا نقصان سمجھا " ۔

اسی طرح (مصطفی کمال بک) کمانڈر درنہ (احمد مراد) کمانڈر (شرقی درنہ) اور عثمانی کیمپ (بنغازی) کے ڈاکٹر (ابراهیم طلیع کی تحریرات ہیں جنمیں ہر طرح انکی خدمات کا اعتراف کیا گیا ہے -

ولایت کی ڈاک

رپوٹر کی تار برقیاں

(سیدی علی پر قبضہ)

(لندن ۱۶ - جولائی) اٹلی نے سیدی علی پر قبضہ کرلیا - یہ مقام طرابلس اور ٹیونس کے درمیان واقع ہے - کمک آنے ہی دشمنوں نے شدید حملہ کیا لیکن آخر کثیر نقصان اٹھاکر پسپا ہوجانا پڑا - لڑائی کہیں ۶ گھنٹے میں مرفوع ہوئی تھی -

(روما ۱۶ - جولائی) سرکاری طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ معرکۂ سیدی علی میں ۱۶ - اٹالین مارے گئے اور ۷۳ زخمی ہوئے یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ معرکے کے بعد ترک ایک گدھ قتیلاں چھوڑ گئے -

جزائر بحر ایجین

دیاتی ٹیلیگراف کے تار

(پیرس ۲۸ جون) (ایکزمنے پیرس) میں ایک تار روما سے آیا ہے' جسمیں ذکر کیا ہے کہ جزائر ایجین کے متعلق (جن پر اٹالین قابض ہیں) انگلستان کی جانب سے دول یورپ کے ساتھہ گفت وشنید معاملات کا افتتاح ہوچکا ہے - کہا جاتا ہے کہ (یونانی وزیر اعظم ایم - وینزیلس) کی استدعا سے (ڈاڈننگ اسٹریٹ) نے ان کارروائیوں کو اپنے ہاتھہ میں لیا ہے -

اس خبر سے یہ نہ تحقیق معلوم ہوتا ہے کہ بارہ جزیرے جو اٹلی کے قبضے میں آچکے ہیں ان ترکوں کو نہیں ملنے کے ' اگرچہ ان پر سلطان کا برائے نام ہی اثر کیوں نہ تسلیم کرلیا جائے - دوسری طرف یہ تحریر پیش کی جاتی ہے کہ ان جزائر کے ساتھہ (کریٹ) اور (ساموس) بھی جو مختار ریاستوں کی فہرست میں داخل ہونگے - جب تک دول اعظم سنہ مصروف بحث و گفتگو رہینگے ' بحیرۂ ایجین میں اٹلی کوئی مزید کارروائی نہیں کریگی - اور یقین کیا جاتا ہے کہ یہ معاملہ ندیاں جو دول موصوف کی جانب سے جاری ہیں ' ممکن ہے کہ ایک کانفرنس کے انعقاد کی تمہید ہوں ' جہاں خاتمۂ جنگ کی بحث کی جائیگی -

لندن ٹائمز

(سیوس ۲۱ جون) سیوس کے سواحل میں اٹالین بیڑہ ابتک موجود ہے ' لیکن اس پھر دوبارہ اسکی صورت نظر نہ آئی ' مارشل' کے اعلان کے بعد شہر اور اطراف میں پوشیدہ اسلحوں کی جاسوسی کی گئی - ترکی فوج داخلی حصے میں پڑی ہے ' اور حد درجے کے ضبط سے کام لے رہی ہے -

(کالم دس) اور دیگر خبروں (جزائر ایجین) کی رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اٹلی نے قبضہ کے بعد اپنی تمام فوج اُٹھا لی تھوڑی سی پولیس کے انتظام کے لئے رکھہ چھوڑی ہے - اٹالین جھگڑا نہیں آرزو ہے - یہاں کے باشندے ایسے نادان ہیں کہ اتنا بھی نہیں جانتے کہ ہم کسکے اطاعت گزار رہیں -

(ایتھنس جون ۲۳) (انجمن اهالیان جزائر ایجین) نے (اٹالین سفارت خانے) کو کل ایک یادداشت بھیجی ہے - یادداشت میں اهالیان جزائر کی اس آرزو کا اشارہ کیا گیا ہے کہ اگر یونان کے ساتھہ جزائر کا الحاق محال متصور ہو تو انہا تو ضرور چاہئے کہ انکو کامل خود مختاری عطا کردی جائے - جہاں تک معلوم ہوتا ہے کہ یادداشت اور دیگر سفارت خانوں کو پیش نہیں کی گئی - اس مسئلے کو سیاسی حلقے خواہ کسی نظر سے دیکھیں ' لیکن اسقدر تو ضرور درست ہے کہ باشندگان جزائر اپنے حقوق کی طلب میں بالکل حق بجانب ہے جو انکو ہمیشہ ترکی کے سلطانوں سے حاصل ہے مگر صرف پچھلے سالوں سے تلف ہوگئے -

صدچسٹر گارجین

(ایتھنس جولائی ۲۳) (نائنس باشندگان جزائر کی کانگریس) جزائر ایجین سے آکر (پاتمس) میں مجتمع ہوی ' اور ایک کمیٹی منتخب کی ' یہ روما پہنچکر اٹلی کا دلی شکریہ ادا کریگی کہ اهل جزائر کو آپنے آزادی عطا کی لیکن ہمارے سیاسی مستقبل کے مسئلے پر بھی عنایت کی نظر ڈالی جائے - اس قسم کے رزولیوشن پاس ہوکر یہاں چھپ چکے ہیں - ان مضمونوں میں آواز بلند کہا گیا ہے کہ اب ترکوں کی اطاعت قبول نکرینگے اور یونان سے اتحاد کی پاک و مقدس آرزو کرتے ہوئے ' (جنرل آمنگلایو) اور دیگر اٹالین افسروں کی روانی اور تحریری اعلانات کی بنا پر آزادی طلب کی ہے - ساتھہ ہی اسپر بھی زور دیا ہے کہ اس راسخ و مستحکم اصول کی بنا پر ہو کہ جو زمین ترکوں سے چھن جائے ملت مسیحی کے قبضۂ اقتدار سے نکل کر ہرگز ترکی حکومت میں دوبارہ داخل نہو - قانونی معاملات کی ساخت و پرداخت کا فیصلہ ملتوی رکھا گیا ہے - جمعے کے متعلق فیصلہ ہوچکا ہے کہ دلگوں اور اسمرن سعید صلیبی نشان اور سورج دونوں اٹالوی سنبلہ ہو -

تاریخ اعلان چہارم جون ' اور اسپر بارہ جزیروں کے نائبوں کے دستخط ہیں -

ایم وینلی سابق وزیر اعظم ' یونانی چیمبر میں (ارکاڈیا) کا نائب منتخب ہوا ہے - اسکی جماعت نے ایک ممبر کے مستعفی ہونے پر اسکے لئے جگہ خالی کردی تھی -

قسطنطنیہ میں ہجوم عشکلات

اور تصادم احزاب

(قسطنطنیہ ۱۴ جولائی) یہاں انجمن اتحاد و ترقی پر مخالفتوں کے حملوں نے نہایت سنگین و شدید حالات پیدا کردئے ہیں" انجمن کو سخت جدوجہد و ابتلا درپیش ہے - مخالفت کا عنصر اعظم ایک قسم کا فوجی اتحاد ہے جو بہ سرعت نشوء و ترقی پا رہا ہے اور اس دل کا حیثیت آئندہ میں شکل پذیر ہونا بالکل نا ممکن سا ہو گیا ہے' جسمیں امور سیاسیہ میں دخل دینا افسروں کے لئے حرم قرار پایا تھا -

عثمانی مشکلات کا روشن ثبوت اس سے پایا جاتا ہے کہ ترکی فوج البانیوں سے لڑنے وقت بے وفا نکلی - دارہ بنّالیں کی نسبت مشہور ہے کہ مساسر میں بدر کردیا ہے - یہ آفت مقامی و محدود ہی نہیں ہے - سالونکا میں انجمن اور گورنمنٹ کے خلاف سخت بے اطمینانی پھیل رہی ہے - سنا جاتا ہے کہ عثمانی دستور کی سالگرہ کے دن ایک نمائش دراوزی، ہڑتالوں تھی - بہرکیف یہ مسلم ہے کہ دونوں ہمسایہ فوجیں اس شعلۂ نفاوت سے دامن ہمدردی رکھتی ہیں -

(ٹائمس) کا ایک نامہ نگار کہتا ہے کہ (حسین کاظم) والی سالونکا اس تحریک کا روح رواں ہے - اگر واقعہ یوں ہی ہے تو اس تحریک کو ایک خدا ساز اور عارم لدر ملگفا ایسا لیڈر حرحال ہی میں انجمن اور اسکے افعال پورے نکل علانیہ لعب و ملامت کر چکا ہے - دوسرا ثبوت یہ ہے کہ ایک ترکی افسر حربیہ (سعید پاشا) اور (محمود شوکت) وزیر جنگ کا دوست تھا- کسی اتالس احدار میں ترکی گورنمنٹ اور انجمن کے خلاف ایک کھلی چٹھی چھاپا ہے جسمیں عثمانیوں کی غداری کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ اب انتقام کا وقت آپہنچا -

یہاں کہا جاتا ہے کہ غداروں کے خلاف کوئی کار روائی عمل میں آئی ہے اور نہ آسکتی ہے انسپکٹر افواج (دکی پاشا) یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ اگر پاداش و سزا کا قصد کیا گیا تو وہ ابتلا انگیز پیچیدگیاں غدا ہو جائینگی جنکا پھر دور ہونا محال ہوگا - سیاسی مصالحت کے انسداد کے متعلق قانون ساری کا حربہ آج تھیکا گیا اس سے غداریوں کا استعدال مقصود تھا ' لیکن یہ بھی رائگاں ثابت ہوا - یہ یاد رکھنا چاہئے کہ نئی دن گذرے وزیر جنگ اپنی وزارت سے مستعفی ہوگیا' اور اٹلی سے معاملۂ صلح کی افواہوں کا شان نزول بھی یہی انتشار غدر و سرکشی ہے -

دی اطلاع حلقوں میں وثوق کے ساتھ یقین کیا جاتا ہے کہ سرکشوں کے مطالبات حسب ذیل ہیں :—

(۱) حقی پاشا اور انکی وزارت کے ممبروں کی پرسش -
(۲) سعید پاشا اور انکے رفقا کا استعفا -
(۳) وزرا کی شخصی ذمہ داریاں -
(۴) انجمن کی در اداریاں انتظامی کونسل کے سپرد کردی جائیں -
(۵) تجدید انتخاب -
(۶) عام معافی -

ناظم پاشا کا وزارت جنگ سے انکار

(قسطنطنیہ ۱۵ - جولائی) ناظم پاشا سابق گورنر بغداد منصب وزارت جنگ قبول کرنیسے معتذب ہیں - اگر قبول کرینگے تو چند سخت و شدید شرایط پر' جنمیں مارشل لا کی تنسیخ اور موجودہ ایوان وزرا ' کی برخاستگی بھی ہے - گورنمنٹ نے ان شرایط کو نا منظور کردیا -

سوڈان پھر چونک اُٹھا

—*—

انگلو مصری افواج سرگرم عمل

— * —

۱۰ لاکھ حدید ریفلس قوم امواک کے ہاتھ میں

(لندن ۱۹ جولائی) ریوٹر کہ حدیں موصول ہوئی ہیں : جنوبی سوڈان واقع دامن حبشہ کے قبائل میں دس لاکھ فرانسیسی ساخت کی جدید ریفلیں خواہ کسی ذریعہ سے ہوں مگر پہنچ چکی ہیں' جس سے سخت اندیشہ ناک کوائف پیدا ہوگئے ہیں -

انگلو مصری فوج اور قبائل امواک کے حدید معرکے میں یہ بات الم نشرح ہو چکی ہے کہ برہنہ تن وحشی (دنکولیز) کی پوشش سے آراستہ ہیں' اور اسطرح گولیاں برساتے ہیں' گویا قواعد دانستہ ' اور قواعد دانی کی داد دیتے ہیں -

وزارت پر اظہار اعتماد

(محمود مختار پاشا کی وزارت جنگ کی افواہ)

(قسطنطنیہ ۱۶ - جولائی) پارلیمنٹ نے گورنمنٹ پر اعتماد کے ووٹ پاس کئے ہیں جنمیں تائیدی ۹۴ اور مخالف ۴ تھے -

وزیر اعظم اور وزیر خارجہ نے عثمانی تعلقات مابین دول عظام پر تقریریں کیں - اور زور کے ساتھ بیان کیا کہ ہمارا تعلق حملہ دول کے ساتھ عمدہ ہے -

تقریروں میں اس بات پر بالتخصیص مسرت ظاہر کیگئی کہ برطانیۂ اعظم سے پرخوش دوستی و مودت کی تجدید' ہمارے مستقبل کی ضامن ہوگی - سنا جاتا ہے کہ محمود مختار نے وزارت جنگ کا حایزہ قبول کیا ہے -

وزارت کا استعفا

(قسطنطنیہ ۱۷ - جولائی) ایوان وزرا مستعفی ہوگیا -

(قسطنطنیہ ۱۸ - جولائی) وزارت کے مستعفی ہونے کا نیا سبب یہ ہے کہ محمود مختار نے طرح دباؤ ڈالنے لگے - محمود مختار وہی شخص ہیں جنکی نسبت خبر تھی کہ البانیا سے واپسی فوج' اور البانیوں کے ساتھ اعتماد کی پالیسی کی شرط پر وزارت جنگ قبول کرینگے -

جدید وزارت

توفیق پاشا عثمانی سفیر متعینۂ لندن وزیر اعظم مقرر ہوئے - امید کی جاتی ہے کہ ناظم پاشا وزیر جنگ ہونگے -

وزارت نے طے کرلیا ہے کہ البانیا میں ایک آشتی کا مشن روانہ کیا جائے گا جو تین معروف البانی ممبران پارلیمنٹ سے مرکب ہوگا

درۂ دانیال پر عسکر گولہ باری

ترکی کی بحری فتح

اتلی کی دو تارپیدو کشتیاں غرق اور چھہ شکستہ ہوگئیں

(لندن ١٩ - جولائی) درۂ دانیال سے (رویٹر) کو صبح چار بجے خبر ملی ہے کہ مقام (کم قلعہ) میں سخت گولہ باری ہورہی ہے -

(قسطنطنیہ ١٩) ایک بجے صبح ٨ اتالس تارپیدو کشتیوں نے (کم قلعہ) پر یکایک حملہ کردیا - قلعہ نے جواب دینا شروع کیا تو دو کشتیاں غرق اور ٦ مجروح ہوئیں

(درۂ دانیال کی بندش)

باب عالی نے درۂ دانیال بندکردینے کا حکم دیدیا

(جنگ و زراعت)

توفیق پاشا نے وزارت منظور کرلی -

الہلال کی قیمت

و لو کنت لاندری فبلک مصیبۃ

و ان کنت تدری ' فالمصیبۃ اعظم

ہمارے لئے ایک نہایت دشوار اور لا ینحل عقدہ (الہلال) کی قیمت کا مسئلہ ہے -

اگر (الہلال) انگریزی کا کوئی رسالہ ہوتا اور اس صرف کثیر کے ساتھہ شائع کیا جاتا ' تو یہ نہایت آسان تھا کہ اسکی قیمت کم از کم ایک گنی سالانہ رکھدی جاتی ' اور پھر تمام اخبارات میں پرزور پراپگنڈہ کی مساعی کی تعریف کی جاتی کہ کسقدر ارزاں قیمت میں کس درجہ کثیر المصارف (جنرل) سائز کیا گیا ہے ' مگر مشکل یہ ہے کہ انگریزی پریس کا نمونہ پیش نظر رکھکر ہمنے اردو زبان میں رسالہ جاری کیا ہے ' اور تمام پبلک آن اخبارات و رسائل کی خریداری کی عادی ہورہی ہے ' جنمیں سے اکثر کی قیمت تین چار روپیہ سے زیادہ نہیں ہے ' اگر ہمارے مصارف کا صحیح اندازہ ہوتا تو بھی ممکن تھا کہ باوجود اس عادت کے (الہلال) کیلئے ایک دو روپیہ کا صرف زائد خاطر سمجھہ لیا جاتا' لیکن پہلی مشکل سے بھی زیادہ مشکل یہ ہے کہ (اینگلو پریس) کی ارزاں چھپائی اور عام اردو اخبارات کے سستے کاغذ اور سستے اسٹاف کے اس اندازے کی راہمیں بھی مسدود کردی ہیں -

الحمد للہ کہ ہم نے یہ کام کسی تجارتی منفعت کی غرض سے نہیں کیا ہے ' اور نہ سرمایہ اسی نے سرو سامانی کی حالت میں کیا ہے ' جسکی وجہ سے ابتدا ہی میں خریداروں کی کثرت کیلئے مضطرب ہوں ' پس اسے بالکل ناپسند کرتے ہیں کہ قیمت کے مسئلہ پر بار بار کچھہ لکھیں ' جوکہ جدید غلط فہمیاں بھی پیدا ہوگئی ہیں اسلئے اول نمبر یہ چند سطور شائع کی جاتی ہیں اور انہیں کو آخری بھی سمجھا جائے ' قیمت رسالے کے لوح پر ہمیشہ درج کردی جاتی ہے ' اور رہی ایک دائمی اور مستقل قیمت ہے ' جسمیں کسی طرح کمی و زیادتی نہیں ہو سکتی ' جن صاحبوں کو مطلوب ہو ' وہ انہیں سطور کے مطالعہ پر عنایت فرمائیں ' آئندہ سے قیمت کے متعلق جو خطوط آئیں گے انکے جوابات بھی نہیں دئے جائیں گے ' کیونکہ دفتر نہایت مصروف ہے -

(١) جسقدر صرف (الہلال) کے ایک نمبر کی صرف تصویروں پر آتا ہے ' اس سے کم میں اردو کے تین چار صفحہ وار اخبار پورے ایک ماہ تک اپنے دفتر کو چلا سکتے ہیں ' کاغذ اور ٹائپ کی چھپائی کے جو گلے صرف کو اسکے علاوہ سمجھئے -

(٢) کم سے کم تخمینہ روپیہ اسکی قیمت رکھی جائے تو ایک عرصے کے بعد کہیں دفتر کا خرچ نکلنے کی امید کی جاسکتی ' مگر چونکہ اسکی اشاعت سے اصل مقصود جدید مقاصد کی تحریک ملک میں ابتدا کرنی ہے اور یہ بعد کو اشاعت کے ممکن نہیں اسلئے نصف قیمت رکھی گئی جسمیں سے ١٢ آنہ فی نمبر حصول کے لئے صرف ٧ روپیہ ٤ آنے اصلی قیمت باقی رہتی ہے-

* * * * *

(٣) اس وقت جو اردو اخبارات نکل رہے ہیں ان میں سے ایک مشہور اخبار کی قیمت ٨ روپیہ اور ایک کی ١٢ روپیہ ہے' بس ہم نے پھر بھی اردو اخبارات کی قیمت کے خطرہ سے خاطر قیمت نہیں رکھا ' اور دونوں کی حالت میں جو فرق ہے وہ ظاہر ہے -

(٤) ہمارے ناظرین کو معلوم نہیں کہ ہا تصویر رسالہ نکالنے کی وجہ سے ہم کو اول نمبر اعلے درجہ کی مسنن زیادہ نرخی' اور نمبر خاص نمبروں کی مخصوص (ترتیل مشتمل) بھی لینے پڑی ' کیونکہ تصاویر کا نازک کام بسا اوقات عام چھپائی کی مسنن پر ٹھیک نہیں ہوسکتا ' لیکن کیا ان مسئلوں کے مصارف سے ناظرین واقف ہیں ؟

(٥) پھر طلبا کیلئے آس نصف قیمت سے بھی نصف قیمت کردی گئی یعنی ٤ روپیہ ١٢ آنہ اب ہم نہیں جانتے کہ آور ہمیں کیا کرنا چاہئے اور کس درجہ ایثار مطلوب ہے ' خدا تعالی ہماری نیت سے باخبر ہے' ہمارا بس چلتا تو ہم تو بالکل مفت توجہ تقسیم کرتے -

(٦) بعض طلبا ششماہی قیمت پر اخبار مانگتے ہیں انکی خدمت میں گذارش ہے کہ ابتدی تخفیف کردینے کے بعد اب اور رعایت ممکن نہیں ' رعایتی قیمت پر ششماہی سے کم رعایت کیلئے رسالہ جاری نہیں کیا جاسکتا ' اور نہ کسی حالت میں سہ ماہی جاری ہوسکتا ہے -

~~(٧) ہاں دوسری قیمت پر جو طالب سہ ماہی قیمت بھیجنا چاہیں انہیں ہر سہ ماہی سے اخیرکا نمبر بھیجا جائیگا اور اسطرح انہیں ١٠ روپیہ میں سالانہ قیمت پڑے گی اگر یہ منظور ہو تو سہ ماہی قیمت بھی وصول کی جاسکتی ہے -~~

(٨) نمونے کے لئے جو رسالے بھیجے جاتے ہیں انکی قیمت نہیں لی جاتی ہے *

[الہلال ایلکٹریکل پرنٹنگ ورکس نمبر ٧ - ١ مکلاؤڈ اسٹریٹ - کلکتہ سے [مظہر الحق] نے چھاپکر شائع کیا]

(آئیندہ نمبروں کیلئے جو تصویریں تیار ہیں)

(اُن میں سے بعض کی فہرست)

(مشاہد)

۱ امیر عبد القادر الجزائری

۲ ابو الاحرار مدحت پاشا

۳ شیخ احمد السنوسی

۴ سید ادریسی امام یمن

۵ امیر علی پاشا بن عبد القادر الجزائری

۶ امیر عبدالقادر ثانی بن امیر علی پاشا

۷ هر اکسلنسی محمود شوکت پاشا

۸ معاهد دستور و حریت تذاری تک

۹ ابراهیم ثریا تک کمانڈر شرقی طرابلس

۱۰ ڈاکٹر بہجت سرای تک رئیس هلال احمر قسطنطنیه

۱۱ سولہ برس کی عمر کا ایک عثمانی مجاهد

۱۲ قسطنطنیه کی موجوده زیارت

۱۳ ایرانی مجاهدین کا عام سرا

۱۴ ایرانی مجاهدین کا حمله

۱۵ تنک ناشی

۱۶ منصور پاشا منعوف تذاری

(مناظر جنگ)

۱۷ طرابلس میں مسیحی تہذیب کے چار حزبی مناظر

۱۸ اٹالین هوائی جہاز سے مجاهدین کے کیمپ پر گولے پھینک رہے ہیں

۱۹ طبرق کا معرکه

۲۰ منصور پاشا مجاهدین طرابلس کے سامنے تقریر کر رہے ہیں

۲۱ بیروت بینک کی شکسته دیواریں

۲۲ روڈس میں اٹلی کا داخله

۲۳ طرابلس میں اٹالین کیمپ

۲۴ طبرق کے عثمانی کیمپ کے افسر

۲۵ مجاهدین کی عورتیں اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۶ تبریز میں روسی لشکر کی لعب

۲۷ ادر بائیجان میں روسی داخلہ

۲۸ ایران کے سردار قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا فعل عام

۳۰ طنجه میں قبائل کا حمله

۳۱ فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر و تصاویر)

۳۲ عثمانی پارلمنٹ کا افتتاح

۳۳ سلطان المعظم پارلمنٹ میں

۳۴ عهد دستور

۳۵ روڈس کے بعض مناظر

۳۶ ڈارڈینلز کا ایک منظر

۳۷ هلال احمر مصر کا گروپ

۳۸ فرانس کی هلال احمر کا طبی وفد

* * *

۳۹ قرنده میں ایک اسلامی اثر قدیم کا انکشاف

۴۰ سنه ۷۰ هجری کی ایک تحریر کا عکس

۴۱ حکیم مومن خاں "مومن"

۴۲ نواب ضیاء الدین خاں "ضیاء"

۴۳ مرزا صائب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحه

۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط

۴۵ بہادر شاہ کا بستر مرگ

الهلال کے مضامین کے ابواب

منتخبہ علمیہ

اس عنوان کے تحت مین ہمیشہ علمی مضامین ، علمی خبرین ، جدید اکتشافات ،
متفرق ابحاث و افکار علمیہ آور علمی استفسارات کے جواب درج ہوا کرینگے .

اسرار اسلام

اسمیں بالالتزام تاریخ اسلام کے اُن مشہور ناموروں ، کے حالات درج کئے جائینگے
جنہوں نے مذہبی ، علمی آور سیاسی آزادی کے لئے کوئی جانفروشی
آور قربانی کی ہے نیز زمانۂ حال کے نامور احرار کے
حالات بھی مع تصاویر شایع کیئے جائینگے ،

افریقہ

ایران کے متعلق تمام مضامین آور خبرین

مشرق

مراکش سے یہ باب مخصوص رہیگا اسکے علاوہ مندرجۂ
ذیل چھوٹے کالمون کے عنوانات ہیں ،

مدارس اسلامیہ

عالم اسلامی

انتقاد

مراسلات

ضخامت کی افزائش کے ساتھہ آور نئے ابواب بھی بڑھائے جائینگے ہمیشہ
ایڈیٹوریل کالم اسکے علاوہ رہیگا آور ابتدا میں بریف نوٹس :

شذرات

کے عنوان سے درج کئے جائینگے

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين
القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت
۷-۱ عملاوہ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
شماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۳ | کلکتہ : شنبہ ۲۲ جولائی ۱۹۱۲ ع | جلد ۱

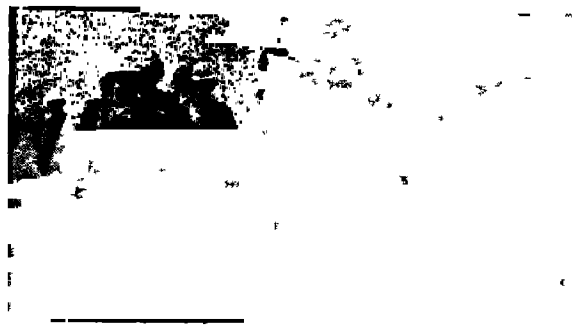

فہرست

مضامین		تصاویر	
شذرات	۱	توفیق الہا (سابق سفیر لندن)	٤
ایڈیٹوریل نوٹس	۳	کامل پاشا وپیس شورای عثمانی	-
مقالات	٦	فتحی بک (سابق قنصل ٹرنس)	۸
تاموران غزوۂ طرابلس	۸	ایک عثمانی پیادہ اٹالین کیمپ مین	۹
کارزار طرابلس	۹	عزیزیہ کے عثمانی کیمپ مین شاخانہ	۱۱
قصاے مغرب	۱۰	ساحل بیروت پر گولہ باری	۱۲
عالم اسلامی	۱٦		

قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

الہلال

— * —

(الہـــلال) کی تاسیس دوہزار کا پیان شائع کی تھی ہیں
ہرہفتہ تعداد بڑھتی جاے گی —

آسکی اشاعت زیادہ تر تعلیم یافتہ اور اعلی طبقہ میں
ہے جو عام اخبارات کو بہت کم دیکھتے ہیں —

(اشتہارات) کیلئے تائٹل پیج کو دو صفحے مخصوص
کردے گئے ہیں

یورپ میں اشتہار کی ترتیب اور اشاعت ایک مستقل
فن ہے ۔ اشتہار کیلئے پہلی چیز یہ ہے کہ وہ با وجود
اشتہار ہونے کے اپنے اندر کوئی ایسی کشش رکھے کہ اخبار
کے مضامین سے ہٹکر نظرین اسکی گرویدہ ہوجائیں ۔ انگریزی
اخبارات ورسائل میں اسکے لیئے طرح طرح کی تدبیریں
کی جاتی ہیں ۔ لیکن اُنمیں سے اکثر ایسی ہیں جو پھرکی
چھپائی میں ممکن نہیں —

مثلاً اشتہار میں خوشنما حاف ٹون یا انگریو یگ
تصویر دیدی ، یا خوشخط اور خوبصورت لکھواکر اسکے
فوٹو کا بلاک بنوالیا ، یا کوئی ایسا طغرا اور نقشہ درج کردیا
جسکی وجہ سے اشتہار تمام اخبار میں ممتاز رہے ، اور
نظرین خود ہی ہوکر اُسپر پڑیں ، لیکن یہ عام نائپ
میٹر (ٹائپ) کی چھپائی کو محال ہیں

(الہـــلال) پہلا اُردو رسالہ ہے جو ان چیزوں کا
انتظام کرسکتا ہے

البتہ ہرقسم کی اشتہار کی شرح اجرت علیحدہ ہوگی
خط و کتابت سے دریافت کیاجاسکتا ہے

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ — القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت
۷-۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابو الکلام احمد المدعو بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۳ — کلکتہ : شنبہ ۲۷ جولائی ۱۹۱۲ ع — جلد ۱

شذرات

قدرت کی علالت کی خبر سنکر اکثر احباب تعجیلی حالات دریافت فرماتے ہیں ' اس لطف و تعارض کیلئے شکر گذار ہوں ' لیکن اپنی حالت کیا عرض کروں ؟ وہی پرانا حال زار حسرت ہے ' اور وہی پرانی پھبتیوں کی نقل —

مثال ماہیٔ دریا و حال مسلسلی ست
دہند سوی ' ولے رحمت نظر ندہند

نہ دائم المرضی نہیں ہے بلکہ قدرت کی طرف سے بارہا ناامید و محروم ہے ' مگر افسوس نہ دل کی عجلت سکتی اس سے بھی زیادہ سخت جانکنی کو ڈھونڈھتی ہے اولا یرون انہم یفتنون فی کل عام مرۃ او مرتین ' ثم لا یتوبون ولا ہم یذکرون (۹ ۱۲۸)

خدا کا آفتاب اسکی رحمت کی طرح ' روز صبح سروں پر چمکتا ہے ' اور اسکے دلفریب چاند کی تھپکتی روشنی کبھی صبح سے تعجل نہیں کرتی ' اسکا ابر رحمت جب کبھی برساتے ' تو ساتھی متحمل رایوں کی طرح صبح صبح خانہ کے در و بام کو دھو ڈالتے ہیں ' پھر اسکے سوا جو کچھ ہے ' آپ جوش الہی متحرکی اور بے عملی کیوں نہ سمجھوں ؟ ما اصابک من حسنۃ فمن اللہ وما اصابک من سیئۃ فمن نفسک — (۳ ۸۲) وما ظلمہم اللہ ' ولکن کانوا انفسہم یظلمون (۳ ۱۱۴)

تاہم احباب مطمئن رہیں کہ علالت کاموں میں حارج نہیں ہو سکتی بشرطیکہ ہوش و حواس تو بھی اسکا حملہ ہو ' اول تو (سلطانِ مرض) کی حکومت سب سے بالا تر ہے ' پھر رات دن کے اتھلے دھتکے والے روحی کی آمد میں نئی بات ہی کونسی ہے کہ اسکا کوئی خاص اثر ہو ؟ البتہ دھیلے دانوں (ڈنگوڈور) کی شدت سے ہونٹ تک خشک ہوتے گئی اور دماغ قابو میں نہ رہا ' اس حالت میں البتہ بے بسی اور مجبوری واضح ہے ' لیکن عادت صحبت دماغ کی حالت میں بھی قلم و زبان تو جو کچھ گذرتا ہے ایک طرح کا ہوش ہی ہے —

کس زباں مرا نمی فہمد
بعد ازاں حد التماس کہ ہم

ایک قوم کے مشہور صاحب ریاست ' اور اخبار کی قومی خدمات میں سرشوارندہ نرگ (الہلال) کا نہلا نمبر دیکھکر ارقام فرماتے ہیں "

"سچ تو ہے کہ آپنے وہ کام کیا ' جو سارا اردو پریس کی کوئی کمیٹی انجام دیسکتی ' اور ابھی تو آپکے اصلی ارادے پردۂ خفا میں مستور ہیں * * * * * لیکن ظاہر ہے کہ اتنے اہم اور مجتاج مصارف کثیرہ کاموں کو تنہا انجام دینا بے حد مشکل ہے - آپنے اپنی ہمت خداداد کی وجہ سے اٹھا لیا ہے ' مگر ہمارا فرض ہونا چاہئے کہ آپکو تنہا نہ سمجھیں - آپکو معلوم ہوگا کہ میں بھی دو سال سے اس خیال میں ہوں کہ ایک عمدہ اردو اخبار جاری کیا جائے جو خالص قومی اغراض و مقاصد کو پیش نظر رکھے اور فاضل و اہل علم

اسکے استیناف میں جمع کیے جائیں' سب سے پہلے انگریزی اخبار کا خیال پیدا ہوا تھا مگر وہ * * * سے اور پھر ایک حد تک اپکے لوکل ہم عصر (کامریڈ) سے پورا ہوگیا' اب اردو اخبار کے خیال میں تھا' مولانا سے * * * بھی اسکا کئی بار ذکر آیا' لیکن الحمد للہ کہ آپکی ہمت نے میرے خیالات سے بڑھکر اس کام کو اپنے ذمے لےلیا اور نہایت کامل صورت میں پورا کردیا' پس اب میری طبیعت نے اخبار چاہتی ہے کہ (الہلال) کی کچھہ خدمت انجام دیں دیر اور حرج وسنع کام آپنے اپنے پریس کے سرلے لئے ہیں وہ بھی بغیر کافی مالی سرمایہ کے پورا نہیں ہوسکتے' ابھا آپ کہاں تک روپیہ لگائیں گے ؟ اسلئے بالفعل * * * کا چک روانۂ خدمت ہے اور آیندہ بھی اتنی ہی رقم بطور ماہوار اعانت کے ہمیشہ پہنچتی رہے گی- سال بھر کیلئے تو وعدہ سمجھئے اور اگر اسکے بعد بھی ضرورت باقی رہی اور اخبار اسے بادوں پر کھڑا نہوسکا تو انشا اللہ یہ سلسلہ جاری رہے گا * * * * "

ہم خرگ موصوف کی اس رئیسانہ مداحی کے نہایت شکر گذار ہیں' مگر افسوس کہ اپنے اصولِ طبیعت سے مجبور ہونے کی وجہ سے متمتع نہیں ہوسکتے' اور اسکے عطیے کو بڑی قدر شناسی کے بعد واپس کرتے ہیں -

ہم نے جسقدر کام اپنے ذمے لئے ہیں' وہ روپیے کے بل' پدلک کی قدردانی' اور رؤساے قوم کے جود و سخا کے بھروسے پر نہیں' بلکہ صرف اُسکے فضل اور توفیق کے اعتماد پر' جو اپنے درازے کے سائلوں کی فریادوں کو جب ایک مرتبہ سن لیتا ہے تو پھر دوسروں کی چوکھٹوں پر کبھی نہیں بھٹکتا الذی خلقنی فھو یھدین' والذی ھو یطعمنی ویسقین' واذا مرضت فھو یشفین' والذی یمیتنی ثم یحیین' والذی اطمع ان یغفرلی خطیئتی یوم الدین (۲۲ ۸۳) پس ہمارے لطف ورحما ہمارے کاموں کیلئے سرمایہ کی ضرورت اور اسکے انصرام کی فکر سے پریشان نہوں اور ہم فقیروں کو ہماری حالت پر چھوڑدیں' انکی مباعی کے (الہلال) سے بہتر اور مصارف موجود ہیں' بہتر ہے کہ اپنے جود و سخا کے سرچشمہ کا رخ دوسری جانب پھیردیں

ہم خاک نشینانِ دربارِ مذلت' مسند نشینانِ عزوجاہ کے بذل و عطا کے مستحق نہیں' خاک کے ڈھیر پر سے گدڑیے کا تو دامن و آستین ضرور عنبار آلود ہونگے ' ہم سے ملکر اپنے قیمتی اور سفید کپڑوں کو کیوں خاک آلودہ کرتے ہیں' کسی عطر فروش کو ڈھونڈھئے کہ اپکے شوق تخاطب سے مسرور ہوگا ' تو اپنے دستِ عطا بخش سے اپکے مشامِ جاں کو مسرور بھی کریگا -

ھذا لک ناب النعیم نعیمھا

و للعاشق المسکین ما یتمرح

ہم اس بازار میں سودائے نفع کیلئے نہیں' بلکہ تلاش زیاں و نقصان میں آئے ہیں' صلۂ و تحسین کے نہیں' بلکہ نصرت و دشمنان کے طلبگار ہیں- عیش کے بھوکے نہیں' بلکہ خلش و اضطراب کے کانٹے ڈھونڈھتے ہیں دنیا کے زر و سیم کو قربان کرنے کے لئے نہیں' بلکہ خود اپنے تئیں قربان کرنے آئے ہیں - ایسوں کی اعانت کرکے آپکا جی کیا خوش ہوگا ؟ اور پھر ایسے عمل فروشوں کو اپکی اعانت و عنایت کیا نفع پہنچا سکیں گی ؟

دعہ شارب طربی کہ صرع ھمت ما

دان درجت تشتد کہ بے ثمر ناشد

پھر نہ جانے نہیں معلوم کہ آپکا یہ عطیہ کس مقصد سے ہے ؟ اگر آپ مجھکو خریدنا چاہتے ہیں تو یہ رقم تو ایک گرانقدر قیمت ہے' میں تو اپنی قیمت میں گھاس کی ایک ٹوکری کو بھی گراں سمجھتا ہوں' شاید چاندی اور سونے میں پلے ہوئے رؤساء کو خرید نے کیلئے اتنا روپیہ مطلوب ہو ورنہ ہم ایسے خاک نشین درویشوں کی تو ایک پوری جماعت اپنے میں ملجائے' لیکن ہاں اگر اس سے مدری (رائے) اور مدرا (صدر) خریدنا مقصود ہو تو ادب واجب عرض ہے کہ ان حروف زرھاے طلائی کی تو کچھ حقیقت ہے' (کوہ نور) اور (تخت طاؤس) کی دولت بھی جمع کرلیجئے جب بھی وہ مع آپکی پوری ریاست کے اُسکی قیمت کے آگے ہیچ ہیں' یعنی کہئے کہ اسکو تو سوائے شہنشاہ حقیقی کے اور کوئی نہیں خرید سکتا اور وہ ایک بار خرید چکا -

درویں جہاں دنکے وہ سمجھے نہ خوش رہا

ہاں آدمی یہ شرم کہ دکرار کیا کریں

ہمارے عقیدے میں تو حر احرار اپنی قیمت کے سر کسی انسان یا جماعت سے کوئی اور رقم لینا جائز رکھتا ہے ' وہ احرار نہیں بلکہ اس کی کیلئے ایک دھبہ اور سراسر عار ہے ' ہم احرار نویسی کی سطح کو نہایت بلندی پر دیکھتے ہیں اور (امر بالمعروف و نہی عن المنکر) کا فرض الہی ادا کرنے والی جماعت سمجھتے ہیں لیکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر و اولئک ھم المفلحون (۳ ۱۰۱) پس احرار نویس کے قلم کو ہرطرح کے دباؤ سے آزاد ہونا چاہئے ' اور حاتمی اور سونے کا تو سایہ بھی اُسکے لئے سم قاتل ہے ' حر احرار نویس رئیسوں کی عیاشیوں اور امیروں کے عطیوں کو قومی اعانت قومی عطیہ اور اسی طرح کے فرضی ناموں سے قبول کرلیتے ہیں وہ وہ نسبت اسکے کہ اپنے ضمیر اور نور ایمان کو بیچیں' بہتر ہے کہ دریوزہ گری کی جھولی گلے میں ڈالکر اور قلندرانہ کشتی کی جگہ قلمدان لیکر رئیسوں کی دیوڑھیوں پر گشت لگائیں اور ہر گلی کوچہ " کام اندنٹر کا "

کی صدا لگاکر خود اپنے نفس مجروح کرتے رہیں -

مسیحی تہذیب اور عہد حاضر کو ہم گذشتہ دو ہزار سالہ تاریخ عالم کے ہر صفحہ میں دیکھہ سکتے ہیں مگر (جنگ طرابلس) سے یورپ کے یہ خصائل جسقدر نمودار ہوگئے اسکی نظیر نہیں ملے گی *

ابتدا میں تمام دول یورپ کی شہادت کے ساتھہ (اٹلی) نے اعلان کیا کہ سلنگ کے حدود طرابلس سے آگے وسیع نہ کیے جائیں

گے - پھر ساحل پر گولا باری کی - درہ دانیال سے سر ٹکرا کر رہ گئی - اور (انور انجس) کے جہاز پر قبضہ کرلیا - لیکن یہ اقبالمندی کی نہدیب اس سے شرمائی اور یہ دول ستہ کی رگ شرارت کو حرکت ہوئی - سچ یہ ہے کہ بقول قدیمی معدن (سولن) کے قانون اور معاہدے مکڑی کا جال ہیں جو اپنے سے قوی کے صرف سے تو ٹوٹ جاتا ہے - لیکن ضعیف ملکوں کو اپنے اندر اولجھا لیتا ہے *

(ناب عالے) نے مجبوراً (درۂ دانیال) کو بند کرنا چاہا لیکن دل نوریب شرم و حیا کے گرد و غبار کو دامن سے جھٹک کر سامنے آگے اب کل کی بات ہے کہ (اتلی) لوہے کی دیواروں سے سر ٹکرائے کی ایک اور ارمائش پر مائل ہوئی اور رات نے دو بجے آٹھ بار پیتو کسمساں لیکر گونس پڑی - لیکن پھر جو کچھ ہوا اسکو امید ہے کہ بہت جلد نہیں بھلا سکے گی *

ابتدا میں تو اس شکست صریح کی تخلیط کی گئی اور کہا گیا کہ جب لڑائی نے آگی آمد معلوم کرکے توپوں کے دہانے کھولدئے تو مع التخیر اپنی کشتیاں واپس لے آئے (۲۰ جولائی) اتالین اخباروں نے اس واقعہ کو اتلی کی بحری طاقت کی ایک بے نظیر نمائش بتلایا کہ فائنس مدل تک ہماری کشتیاں چلی گئیں اور پھر بے درا نہی آج یہ آئی (۲۱ جولائی) لیکن اب معلوم ہوتا ہے کہ (روما) کے دفتر جنگ نے اتلی کی اس بناوٹی کی تگڑی پیشگی کی (روما) کے دفتر جنگ نے اتلی کی اس بناوٹی کی تگڑی پیشگی کی نسبت کچھ گھٹادی ہے کیونکہ تھر ۲۲ کی بارودوں میں اس حد تک تسلیم کیا جاتا ہے کہ کشتیوں کو نقصان ضرور پہنچا - اور یہ تو یہ کہ مقصود ترکی قلعے پر حملہ ہی نہ تھا *

اس ہفتے ایک (تصویر) کسی جگہ یعنوان (عثمانی یرغمال تر اتالین کیمپ میں) دی گئی ہے جو ایک قصہ طلب واقعہ سے تعلق رکھتی ہے - قلب گنجائش سے وہ مضمون درج نہیں کیا گیا امید ہے نمبر میں شائع ہوگا *

عثمانی یرغمال اتالین کیمپ میں

توفیق پاشا سعید لقب حکومت نے وزارت کی معطوری سے انکار کردیا

اکثر احباب پوچھتے ہیں کہ ہم عبدالسلام کے اہم معاملات پر کب لکھنا شروع کرینگے ؟ گذارش ہے کہ وہ مضطرب نہوں - اس وقت تک جو کچھ (الہلال) میں لکھ رہے ہیں یہ تو محض کاموں کو حدوں میں شروع کردینا اور اسکا ایک نمونہ دکھلا دینا تھا - ورنہ ہمنے اپنے اصلی مقاصد اشاعت کے لحاظ سے تو ایک ایک حرف بھی نہیں لکھا اور اصل یہ ہے کہ لکھنے کی مہلت ہی نہیں ملتی *

رامپور سے ہمارے ایک عنایت فرما لکھتے ہیں کہ مسلم لیگ کے موجودہ کانسٹیٹوشن کی حمایت میں مسٹر محمد یوسف جو مضامین لکھ رہے ہیں اور اس سے پہلے جو مضامین اخباروں میں ... اور ابھی آپ کیوں نہیں لکھتے اور کیوں خاموش ہیں ؟

شاید ہم نے (محمد یوسف) نامی کسی شخص کا مضمون کسی اردو اخبار میں دیکھا ہے - (محمد یوسف) عالباً وہی شخص ہے جو (لیگ) کے دفتر میں چند روزہ پر نوکر ہے - ہمیں اسکو تو لائق خطاب نہیں سمجھتے - وہ عنایت جو کچھ لکھ رہا ہے - لیگ کا نوکر ہے جس نے سعید ترادے کی جگہ سنبھال روسفائی کی صورت اختیار کرلی ہے - البتہ ہمیں خود ایک مبسوط و مسلسل سلسلہ مضامین لکھنا ہے اور اسکی اشاعت تو منجملہ ہمارے مقاصد مہمہ کے ہوگی - الحمد للہ کہ ہم منجملہ اُن ایک دو معدود اشخاص کے ہیں کہ جس وقت لیگ میں اپنے دور عروج میں کروس لیں المسلمین تھا رہی تھی اُس وقت نہ ڈٹی میں ہم اور (مولانا سبحانی) اسکی طفلانہ کارروائیوں پر ہنسی اڑاتے تھے اور لیگ کے موجودہ سکرٹری کو انہی وہ گھڑگو تو ہوا ہوگی جو کئی سال ہوئے الہ آباد میں مولوی (محمد اسحاق) صاحب کی کوٹھی میں ہم میں اور اُن میں ہوئی تھی *

اس سے مقصود نہ ہے کہ (تقسیم بنگال) کی تنسیخ کے بارہ کو ہماری رائے پر کوئی اثر نہیں - بلکہ نہ رائے ضرور اول ہی سے تھی اور نہ اللہ کا ایک خاص فضل و کرم ہے کہ وہ اپنے جس بندوں کو چاہتا ہے نا روز عام گمراہی اور ضلالت کے اُس سے بچالیتا ہے و اللہ یہدی من یشاء الی صراط المستقیم *

الهلال

۲۷ جولائی ۱۹۱۲

قسطنطنیہ میں

ہجوم مشکلات و تصادم احزاب

(۲)

(صدر اعظم تک) کی پارٹی نے اپنے پروگرام میں حسب ذیل مواد بھی داخل کئے —

(۱) پارلیمنٹ کا کوئی ممبر گورنمنٹ سے کسی کام کا ٹھیکہ نہیں لے سکتا -

(۲) کوئی ممبر سرکاری عہدہ قبول نہیں کر سکتا -

(۳) اتحاد عناصر عثمانیہ کی ابتدائی پالیسی کو قائم رکھا جائے اور آئندہ زیادہ کوشش کی جائے -

(۴) ترک کے تمدن کے آداب و اخلاق کو شریعت اسلامیہ کے سوائر و تہذیب کے تحفظ کے ساتھ رائج کرنا چاہئے اور افراط و تفریط کو روکنا چاہئے -

(۵) جمعیت اتحادیوں کو بالکل توڑ دیا جائے -

ملک کی حالت جو ہو رہی تھی اسکے لحاظ سے یہ تمام دفعات نہایت اہم تھے ' سب سے زیادہ تفصیل ابتدائی پارلیمنٹ کے زمانے میں جو حکومت کو پہنچا ' وہ ممبران پارلیمنٹ کا سرکاری کاموں کا ٹھیکہ لینا ' عہدوں کو قبول کرنا ' اور تمام ابتدائی قول و قرار بھلاکر ترکی و ترکی و عثمانی کے سوال کو چھیڑنا اور اسی طرح کے معاملات تھے ' پس (صادق بے) نے (شوکت پاشا) کی اعانت سے اتحادی پارٹی کے مقاصد انہی امور کو قرار دیا ' اور فوج کے سیاسی امور سے بے تعلق ہونے کے ساتھ ان امور پر زور دینے کا بھی اعلان کردیا -

اس وقت (صادق بے) (اتحاد و ترقی) کا دستور ممبر تھا (بعض وجوہ سے) کیونکہ اتحاد و ترقی مساوات حال کی وجہ سے کسی کو صدر نہیں بناتی ' اور سعاً جو صدر ہوتا ہے اسکو ایک مرجع و مسؤل عصر یعنے ذمہ دار ممبر کہکر پکارتی ہے (لیکن جوں ہی ان حالات کی اشاعت کی معاً اتحاد و ترقی اسکی مخالف ہوگئی اور قسطنطنیہ میں رہنا دشوار ہوگیا ' (حافظ بک) ایڈیٹر (طنین) کے قلم مسموم نے ایسا سخت ایجی ٹیشن پھیلادیا کہ خود (شوکت پاشا) حالت کو مخدوش دیکھنے لگے اور نادر (صادق بے) قسطنطنیہ سے چلے گئے -

ادھر انکی پارٹی (حزب الاصلاح) کے نام سے قائم ہوگئی تھی ' ملک کے معتدل مزاج اور سنجیدہ اشخاص انکے ساتھ ہوتے گئے یہاں تک کہ خود اتحاد و ترقی کی ایک بڑی جماعت کٹ کر ساتھ ہوگئی -

لیکن جو مقصد اصلی تھا ' یعنے فوجی تسلط اور بعض اتحاد مزاج نوجوانوں کے اثر کا انسداد ' اسمیں کچھ کامیابی نہیں ہوئی ' (شوکت پاشا) نے متواتر فوجی اعلانات شائع کئے ' متعدد افسروں کو سزائیں بھی دیں ' لیکن مشکل یہ تھی کہ اتحاد و ترقی کا پنجہ ابتدا قوی ہوگیا تھا کہ اب اس سے حکومت کا نکلنا بہت مشکل تھا ' اور پھر اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا تھا کہ اصلی عاملانہ قوت یہی انجمن تھی -

اس ابتدا میں معاملات نے پلٹے کھائے ' وزارتیں بدلی گئیں ' اور ملک کی سیاسی حالت کا افق بھی متغیر ہوگیا ' اب وہ وقت آیا جب انگلستان نے (جرمنی) کو قسطنطنیہ کے حلقوں میں پیش قدمی کرتے ہوئے دیکھا اور انگلستان کے سیاسی حلقوں کے بے صدارانہ اعتراضات ' اور نوجوان ترکوں کی شکایات نے ترکوں کے داؤں کو بھی انگریزوں کی طرف سے بالکل مایوس اور سرد کردیا ' انگلستان دیکھ رہا تھا کہ اسکے لئے سب سے زیادہ نافع اور مفید اعتراض وجود جو ترکی میں ہے وہ نوسالہ نوزیا وزیر (کامل پاشا) ہے اور اسکے خانہ نشین ہوجانے سے (جرمنی) کے ہاتھ بدر بھر قوی ہوگئے ہیں - (محمود شوکت پاشا) نے جرمنی میں رہکر تعلیم پائی بھی اور اُنکا اُسکی طرف میلان بھی اعتدا سے ظاہر تھا ' پس اس مشکل کا یہ علاج تجویز کیا گیا کہ پھر دوبارہ (کامل پاشا) کو تخت سے اُٹھایا جائے اور میدان سیاست میں انگریزی حمایت کی لاٹھی کے سہارے کھڑا کیا جائے - قسطنطنیہ کے ترکش سفارت خانے میں ایک نئی پارٹی قائم کرنے نے تمام ابتدائی مرحلے طے کرلئے گئے اور ابھی بھی داؤں کے بعد (حزب الائتلاف) کے قائم ہونے کی خبریں تمام عالم میں مشتہر ہوگئیں *

کامل پاشا جلد وزیر اعظم ہونے کی امید کی جاتی ہے

(کامل پاشا) کی تمام ناظرین کو یہ یاد دلانا شاید ضروری نہوگا کہ یہ قدیم شخص سلطنت کے آن وزرا میں سے ہے جو بارہا وزارت کے عہدے پر مامور ہوا اور پھر کسی خاص معاملے پر (ملدر) کو خوش نہ کرسکنے کی وجہ سے معزول کردیا گیا - اسکا سب سے بڑا شخصی وصف ممتاز یہ بیان کیا جاتا ہے کہ انگلستان کا

نہایت دوست اور حامی ہے اور ہمیشہ اُسکے رمزوں کے معاملے میں اسکو صحیح دلائے کا باعث رہا ہے - انقلاب عثمانی سے کچھہ پہلے یہ صوبہ (آئدین) کا گورنر تھا جسکا دار الحکومت (سمرنا) ہے - چونکہ یہ (دور حمیدی) میں کبھی کبھی (یلدیز) کے ملت فروشوں کا ساتھی نہ تھا اسلئے بعزل(سلطان عبدالحمید) کے تمام مشیر اسکے سخت مخالف ہیں تاآنکہ اسپر استبداد کوچک کے فراعنوں کی اعانت کا الزام لگایا گیا اور گرفتاری کیلئے ایک جہاز روانہ کیا گیا - (کمپانی هر برت) نامی ایک شخص نے (مرت بائڈلی راجرز) میں لکھا تھا کہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے وہ بات کا حالی بعملا دیکھا ہے جو اُس جہاز پر بھیجا گیا تھا تاکہ (کامل پاشا) اُسمیں بند کرکے دریا میں پھینکدیا جاے - لیکن جوس قسمتی سے (کامل پاشا) کو عین وقت پر خبر لگ گئی اور وہ اپنے دوستوں بھیے ترتش سفارت جانے میں پناہگیر ہوگیا - قسطنطنیہ سے جو لوگ گئے تھے انھوں نے جب بندرے کو سکارسے خالی پایا تو سخت مایوس ہوے اور ترتش سفارت جانے کی نگرانی شروع کردی کہ یہاں سے نکل نہ سکے - مگر یہ نگرانی بے نتیجہ اور بعد اور وقت بھی کیونکہ رات کی تاریکی میں (سمرنا) کے ساحل سے ایک حربی انگریزی جہاز روانہ ہوچکا تھا اور اسمیں (کامل پاشا) بحفاظت تمام پہنچا دئے گئے تھے - قسطنطنیہ پہنچکر انہوں نے پھر ترتش سفارت جانے کا ارادہ کیا اور انگریزی سفیر نے وعدہ کیا کہ وہ کسی نہ کسی طرح اسے وقت (سلطان عبد المجید) تک پہنچا دے گا جبکہ اُنکے مشیروں میں سے کوئی نہوگا - ایک ایسے ہی موقعہ پر نہ تاریکی ہوا اور اُس وقت ترکی میں صوف کے منہہ میں جانے سے بھی ڈرکر جو خطرناک کام کوئی انسان کرسکتا تھا اسکے لئے طیار ہوگیا یعنے سلطان کے آگے اُنکے مشیروں کا تمام کچا چٹھا جی کھولکر سنادیا اور صاف صاف کہدیا کہ اس وقت جو کچھہ ہو رہا ہے ملک کی بالکل تباہی و بربادی اور ہلاکت ہے *

(کامل پاشا) اپنی جان کی دلاوری تا پھر جوابی وقت و قسمت سے نپچکر تو ضرور نکلے پھر کسی عہدے پر جانے کی اُسے جرأت نہیں ہوئی - باقی عمر محض خانہ نشینی میں کاٹ رہا تھا کہ یکایک انقلاب نے ظہور کیا اور تمام حالات متغیر ہوگئے *

انقلاب کی ابتدائی شمسامی ہی میں (سعید پاشا) کے بعد (اتحاد و ترقی) نے وزارت اعظم پر اسے مامور کیا تھا اور انگلستان اس انتخاب سے اسقدر خوش ہوا تھا کہ خود (شہنشاہ اڈورڈ) نے مبارکبادی کا تار بھیجا تھا مگر چند مہینوں کے بعد (اتحاد ترقی) کی مداخلت سے اُٹھا گیا اور خود اُس نے بھی اسکی طرف سے گردن موڑلی - تاآخر مستعفی ہونا پڑا *

اسکے بعد بالکل خانہ نشین رہا اور ظاہر ہے کہ ۹۱ برس کی عمر میں خانہ نشینی کے سوا اور کیا کرسکتا تھا - مگر (اتحاد و ترقی) کے مخالفین اور ترکی کے ترتش سفارت نے اسے اعمال کی تکمیل کیلئے اسکو سامنے کرنے ہی میں مصلحت دیکھی اور (کامل پاشا) کے نام سے ایک پارٹی قائم ہوگئی *

مسلم یونیورسٹی

تاآخر گورنمنٹ کے اعلان نے فیصلہ کردیا کہ قومی یونیورسٹیوں کو اتنا داڑہ وسیع کرنے کی اجازت نہوگی اور کوئی کالج اُنسے ملحق نہو سکے گا انا للہ و انا الیہ راجعون - ہمارے (مسلم یونیورسٹی) کے ہنگامے کو دیکھکر بہت سی دل کھڈا تھا کہ اس چیستی نے تو صورت شہری ہمیں لیکن شاید ابتدا سونے کا بنہ ہوگا - مگر اُس وقت (آغا خاں) کی موٹر کی گھوڑ گھوڑاہٹ اسقدر سخت ہوئی کہ اس میں ہماری آواز اسنائی دینا محال تھا - تاہم خاک تو جمع ہو تو ہو لیکن (علی گڈھ کالج) کے ارباب کار تو جمگئے ہونے ہی کوئی وجہ نہیں - انکی منطق میں جونکہ ہوسے روپیہ پیدا ہوسکتا ہے (مسلم یونیورسٹی) روپیہ کی ایک خاص مقدار کا نام تھا - اور وہ کبھی ذرا کم - کبھی دھمکاکر-اور کبھی جھکاکر وصول کرہی لیا گیا (والعہدۃ علی الراوی والرجاء) اب (یونیورسٹی) کی تکمیل میں اور کونسا مرحلہ باقی رہگیا ہے ؟ رہا کالجوں کا اُس سے ملحق ہونا - گورنمنٹ کے آگے جھکنے کا سبب ہوا - دوسروں کے روپیوں کا جنسلر کے اختیار میں ہونا - دستخط کی مشکلتی کا معاملہ نہ ہونا اور اسی طرح کی کچھہ اور باتیں - تو یہ ایسی معمولی جزئیات تھیں جنکا خیال روپیہ دینے والوں کو نہیں کرنا چاہئے - (ابواب وقار الملک) اصل حقیقت کا افسانہ سنا کر پھر روپیہ دینے والوں کو ایک آخری جھانک لگانے کی حکم ہیں - دنیا میں تقسیم عمل کے ذریعہ اصول کا کام چل رہا ہے - روپیہ دینے والے روپیہ دیں - (شملہ) میں جاکر ارونڈل (ممبر تعلیم) کی ہاں میں ہاں ملانے والے ایجنٹ مقرر کریں - اور ارباب کار کی خدمات جلیلہ کے سکریٹری و ورک تبدیل کرنے کے خوشنما الفاظ ڈھونڈتے رہیں - پھر ہونے سے کسی کام کا ہونا پھر چال نہیں - اور (آغا خاں) کی تصحیح ردی ہیں کہ " گورنمنٹ پر اعتماد کرنا سیکھو "

قل هل ننبئکم بالاخسرین اعمالا ؟ الذین ضل سعیهم فی الحیوة الدنیا وهم یحسبون انهم یحسنون صنعا ' اولئك الذین کفروا بایات ربهم ولقائه فحبطت اعمالهم ' فلا نقیم لهم یوم القیامة وزنا (۱۸ ۵۱۰) نہ (فرطنہ) اور (عرناطہ) کے حوالہائے تاریخی اور (اضعاف احلام) کی تعبیر ہے !

وفاداری کا وعظ

ہمارے دوست مسٹر حامد علی خاں صاحب نے (ڈیوٹیز) میں ایک چٹھی شائع کی ہے اور انگریزی حکومت کے ارکان کے افسانۂ کہن کو اور سرو دھرایا ہے ' یہاں تک مضائقہ نہیں

هو الممسک ما کرره بضوع

لیکن آگے چلکر وہ لکھتے ہیں کہ "جو شخص کچھہ بھی عقل رکھتا ہے وہ ہرگز ایسا نہیں نہ کرے گا کہ ہم اسے ملک پر حکومت کرنے کے لائق ہوگئے ہیں" پھر وہ ملک کو تصحیح دیتے ہیں ! اور سب کچھہ چھوڑکر صرف "گورنمنٹ کے وفادار رہیں اور آدمی بنکر رہے اور اپنی حکومت کو ہردلعزیز بنانے کی کوشش کرتے رہیں" پھر اس تصحیح کے دوسرے ٹکڑے پر سب سے پہلے اپنا عمل نہیں کرتے ہیں ! اور

دهلی کے موقعہ پر انہوں نے شعرائے لکھنو کی مدارکبادوں کا ایک مجموعہ شایع کیا "

ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو ہمیشہ غدر وغداری سے بچنا چاہئے تاگورنمنٹ کو خوش رکھنے کیلئے نہیں بلکہ اسلئے کہ ایک خدا کا یہی حکم ہے (لاتفسدوا فی الارض بعد اصلاحها) لیکن سالہا ہی ہمارے عقیدے میں (اسلام) دنیا کی ہر اُس حکومت کو جو دستوری اور پارلیمنٹری ہو ' سب سے بڑا انسانی گناہ اور سخت سے سخت معصیت قرار دیتا ہے ' پس ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ حقیقت پذیر واں ہونے کے فرض مذہبی سمجھنے ہیں کہ وہ درتش گورنمنٹ سے پارلیمنٹ کا مطالبہ کریں اور جب تک مل نہ جائے اپنے مذہب کی خاطر دم نہ لیں ' رہا ملک کا طلار نہ ہونا تو اسے حالیس برس پیشتر ہمارے (قیصر داغ) کی داڑھی میں جو کچھ سفید تھا بس اتنا ' اور چالیس برس تک کو لہو کے بدل کی طرح آنکھوں پر پٹی باندھکر گردش کرتی رہی سو کرلی ' اور (سمستر حامی علاوطن) اور انکے ہم مشرب اس وعظ سے ہمیں معاف رکھیں ' مسلمانوں کا فلسفہ سیاست یہی ہے خواہ کے لحاظ سے خواہ شاہ اللہ وہ اب تک کبھی طلار نہ ہوگے اور ہمیشہ حاذق علامی کو کاروں کی جگہ ' نعمۂ اوتحار سمجھکر اپنے سینوں پر لگائے رہیں گے

تعجب ہے کہ ۱۲ دسمبر کے آخری تاریخ نے بھی ان علامی پر سینوں کی آنکھیں نہیں کھولیں ' ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوۃ (۲ ۷) اولئک الذین اشتروا الضلالۃ بالہدی فما ربحت تجارتہم وما کانوا مہتدین (۲ ۱۶)

انگلستان میں (سفراجت) عورتوں کا انتخابی تشدد جاری ہے - ۲۰ جولائی کو (مسٹر اسکوئتھ) نے (ڈنڈی) میں جب (ہوم رول) پر تقریر کی تو ستم ظریف میں سفراجت عورتوں نے مسٹر کرے کیلئے تو اس کو سخت سے کام لیا تو ' یورپ میں عورتوں کو جو آزادی دی گئی ہے اسکا لازمی نتیجہ یہی تھا ' کونسی وجہ بتلائی جاسکتی ہے کہ وہ سب کچھ کریں مگر تو انتخابی امور میں رائے دینے کا حق نہ رکھیں ؟ مگر ہم کو اس وقت (اسلام) کے عہد اولی کا ایک واقعہ یاد آگیا ہے *

اسلام ہی وہ پہلا مذہبی دعوت ہے جس نے عورت کو اسکا اصل درجہ ہزاروں برسکی علامی کے بعد دلایا ہے ' اور یہ دارھا کیا گیا ہے ' مگر اسطرف شاید کسی کو توجہ نہیں ہوئی کہ صدر اول ہی میں عورتوں نے پولیٹکل میدانوں میں مردوں کی برابر برابر کام انجام دئے ہیں - آج انگلستان تا اس ہمہ دعواہائے مساوات بنی الجنسین عورتوں کو صرف ووٹ دینے کا حق دینے پر بھی راضی نہیں اور اسکے لئے ان سفراجت کو کبھی کھڑکیوں کے شیشے توڑنے پڑتے ہیں اور کبھی اپنے کپڑوں سے باندھنا پڑتا ہے ' لیکن (اسلام) نے عورت کو ابتدا ہی میں جو درجہ دیا تھا اُس نے یہاں تک انکی حرائتوں برداشت نہیں ۱۰ (جنگ احد سوم) کی شہادت کے بعد جب اہل مدینہ نے (حضرت احمد) صلعم اسلام کے شہیدوں پر ندبہ کی ہے ' تو ایک عورت

(حمنہ عثمان) کا دعوی لیکر اُٹھ کھڑی ہوئی اور (جنگ جمل) کے مشہور معرکے میں ایک فوجی کمانڈر اور پولیٹکل مدعی کی طرح اسے (ہودج) کو لا کھڑا کیا *

یہاں اس امر سے بالکل بحث نہیں ہے کہ حضرت (عائشہ) کا دعوا کہاں تک صحیح تھا ؟ یہ ظاہر ہے کہ انکو دھوکا دیا گیا اور حضرت (امیر) کا برسر حق ہونا آئندہ کے واقعات سے خود ثابت ہوگیا - مگر ہمیں دکھلانا یہ ہے کہ ایک بہت بڑی جماعت صحابہ انکے ساتھ تھی ' اور جو یہ بھی وہ انکو برسر غلط سمجھتی ہو - مگر یہ کسی نے نہیں کہا کہ عورتوں کو ان پولیٹکل مسائل سے کیا کام ؟ اور تو اور خود حضرت (امیر) نے بھی انہیں یہ الزام نہیں دیا - اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ آج یورپ جن حقوق کے دینے میں متامل ہے - اسلام تیرہ سو برس پہلے انکا فیصلہ کرگیا *

اور عورتوں کا پولیٹکل امور میں حصہ لینا تو ایک ایسی بات ہے جسکی ہزاروں شہادتیں تاریخ اسلام میں ملیں گی - البتہ یہ واقعہ صدر اول کا ہے - صحابۂ کرام کی اسپر تصدیق ہے - اور میدان جنگ تک تو پہنچی ہے اسلئے اسکا خاص طور پر ذکر کیا گیا *

مگر (سفراجت) عورتوں کی حرکتیں سوچکر ہمیشہ ہمارے دل پر ایک اور اثر بھی ہوا کرتا ہے - ایک ملک تو وہ ہے جہاں عورتیں پولیٹکل حقوق کیلئے جان و مال فدا کر رہی ہیں ' اور ایک تو یہ (ہندوستان) ہے - جہاں کے مسلمان مرد تو کبھی اس قابل نہیں سمجھے گئے کہ ارکان انگلستان کی عورتوں ہی کی ہمسری کرسکیں اور ایک کہے جاتے ہیں کہ وقت نہیں آیا - وقت نہیں آیا اسطرح تو وقت کبھی بھی نہیں آئے گا - اور اگر آئے گا بھی تو اس حال میں - کہ ان کاتب الا صنعہ واحدہ فادا ہم حامدون (۳۶ ۲۹) فما لہاؤلاء القوم لایکادون یفقہون حدیثا ؟

میدان جنگ میں ایک عشق ناکام

(از طلسم)

اٹلی ' جو طرابلس میں سمندر ' اور کنارے ۲۰ میلوں رکھکر اوپر سے ایک دور دراز صوبے کو فتح کرکے لیا گیا ہے ' اُسکی نسبت مندرجہ ذیل واقعہ نہایت دلچسپی سے پڑھا جائے گا —

(سفاری) سے حال میں جو لوگ واپس آئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مختلف معرکوں میں جب طالبی مقتولوں کی لاشوں کو دیکھا گیا ہے تو ان میں سے اکثر کی جیب سے خوبصورت 'رتیوں کی تصویریں نکلی ہیں' اور بعضوں کی جیبوں میں مختلف تصویریں اور مرقعے بھی پائے گئے ہیں' ایک اطالین افسر نے تو اس حالت میں جان دی ہے کہ اپنی معشوقہ کی تصویر کو ہونٹوں سے لگائے ہوئے دے رہا تھا ! میدان قتال صرف اُن جانبازوں کی جگہ ہے' جنہوں نے وطن اور ملت کے عشق میں اور تمام جذباتی عشق بھلا دیے ہیں' جو لوگ اپنی معشوقہ کی پرمغز تصویروں کو جیب میں لیکر حملہ کرتے ہیں ' اپنی نسبت زیادہ سوچنے کی ضرورت نہیں کہ کب تک میدان جنگ میں ثابت قدم رہیں گے ؟

مقالات

السید محمد رشید رضا الحسینی

—*—

اسلام کی موجودہ اصلاح و دعوت کی تاریخ کا ایک صفحہ

(۳)

یہاں تک کہ سنہ ۱۹۰۶ کے اوائل میں انکی حرص و صداقت اور قوت اصلاح کی آزمائش کا اصلی زمانہ آگیا و لہذا وہم حامی تعلم المجاھدین مدکم والصابرین - اب حکام سلطانی کے غلط و غصب کی کوئی انتہا نہ تھی' (المنار) میں (مسئلۂ مصر) اور (حجاز) پر انکے قلم نے نہیں معلوم (طلسم سرائے بلدز) کے کتنے اسرار و خفایا فاش کر دیئے ہیں' اور حکام سلطانی کی رسوا سیاستوں کے اقابل تاویل ذنوب نقش کئے ہیں - سلطانی جاسوسوں کے شقاوتوں نے جب دیکھا کہ مصر میں مقیم ہونے کی وجہ سے (سید رشید) دسترس سے باہر ہے' تو طرابلس میں آنکے اعزہ و اقارب کو ستانا شروع کردیا ' جاہل حکومتوں میں الزام دھی کا سب سے زیادہ آسان آلہ (پولیٹکل سارس) کا اتہام ہے' جسکے لئے صرف کسی مرضی شدہ یا جاسوسی کا حوالہ دیدینا کافی ہوتا ہے' (سید رشید رضا) کے مصائب بھی اسی الزام سے شروع ہوے' سب سے پہلے آنکے بوڑھے اور بیمار باپ اور بھائیوں پر (سید رشید) کے ساتھ کسی نامعلوم پولیٹکل سوسایٹی میں شرکت کا الزام لگایا گیا' اور جداً پولیس کی مدد سے تمام مکان کی تلاشی لی گئی' جب اسطرح کوئی مفید مطلب نتیجہ ہاتھ نہ آیا ' تو دوسرا الزام لگایا گیا کہ (عربی جلاب) قائم کرنے والی مشہور' مگر مجہول الحال جماعت میں انکا باپ بھی شریک ہے' اور نوجہ مدھتی مقیدا ہونے کے عوام کو اس جدال کی دعوۃ دیتا ہے -

(عہد عبدالحمید) میں (عربی جلاب) کا مسئلہ بھی مشتملہ آن مرضی الزامات کے تھا' جسے (یلدز) کے جاسوسوں نے اپنے ابلیسانہ اعمال کی تکمیل کیلئے تصنیف کرلیا تھا ' اور جس سے مقصود یہ تھا کہ شام و عرب کے آزاد خیال لوگوں کو پکڑنے اور سلطان پر اپنی حسن خدمت ظاہر کرنے کیلئے ہمیشہ ایک ذریعۂ جاری قائم رہے' یلدز کا شیخ الشیاطین (شیخ الوالہدی) اور مشہور جاسوس و قاتل ملت (عزت پاشا) ان دونوں نے اس مرضی مفتے کے نام سے ہزاروں اہل علم و قلم کو طرح طرح سے شیطانی عذابوں میں گرفتار کیا اور کروروں روپیہ سلطان سے وصول کئے' یہ لوگ ہمیشہ اسطرح کی جدولکا ایک مرتب دفتر بناکر پیش کیا کرتے تھے کہ " شام کے فلاں حصے میں ایک نہایت خطرناک اور عمدہ انگیز جمعیت انجمن قائم ہوئی ہے' جدل (لبنان) کی عازن میں آنکے جلسے ہوتے ہیں' فرانس یا انگلستان کا ہاتھ بھی انکی پیٹھ پر ہے' انکا مقصد یہ ہے کہ ایک عربی خلافت قائم کی جائے اور عثمانی خلافت کا تخت اولتہ دیاجائے وغیرہ وغیرہ " سلطان اس وحشت انگیز خبر کو سنکر کانپ اٹھتا مگر پھر خبر دینے والے کچھ دنوں کے بعد ظاہر ہوتے کہ " الحمدللہ اقبال سلطانی سے ہم اس انجمن کے تمام ممبروں کے پکڑنے میں کامیاب ہوے' فلاں شخص اسکا رئیس تھا اور فلاں سکرٹری' اور فلاں کو توسعورس میں غرق کردیا گیا اور انکو حرمئر میں قتل وطن "

یہی الزام آخر میں (سید رشید) اور انکے باپ پر بھی لگایا گیا' اور جب اس سے بھی تسلی نہ ہوئی تو حکم دیا گیا کہ (سید رشید) کو معاند سلطانی کے خلاف مضامین لکھنے سے روکدو' وہ جب تک احکام شاہانہ کی تعمیل نہ کرینگا تم لوگ بطور ضمانت کے قیدی رہوگے -

لیکن اس حکم کی تعمیل کیونکر ممکن تھی ؟ بالآخر انکا باپ جو عمر مرض الموت میں مبتلا اور نہایت ضعیف و زار تھا ' اور دونوں بھائی قید کرلئے گئے' اور تمام مکان و جائداد سرکاری قبضے میں آگئی

عشق ازیں بسیار کردست و کند

(سید رشید) کے والد اپنی زندگی کی آخری گھڑیاں شمار کررہے ہیں' اور اپنی اولاد کو آخری وقت ایک نظر دیکھ لینے کیلئے سخت بیقرار ہیں' مگر طرابلس الشام کے شقی اور شیطان حاکم نے اتنا رحم بھی جائز نہ رکھا کہ انہیں انکے لڑکوں کے پاس ایک کوٹھری میں قید کیاجائے اور کم از کم مرنے وقت چھوڑ دیاجائے کہ اپنی اولاد کے ہاتھوں پانی کے چند قطروں سے محروم نہ رہیں' حالانکہ اب عنقریب وہ اس دنیا میں جانے والے تھے' جہاں اس دنیا کے ظلم و ستم کا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا' اور جہاں چند دنوں کے بعد ان ظالموں کو بھی جاکر اپنے اعمال کا حساب دینا ہے' آج وہ ایک قیدی اور محکوم کی حالت میں گرفتار ہیں' مگر کل ایک تخت عدالت بچھنے والا ہے جہاں حاکم و محکوم' ظالم و مظلوم' قیدی و جارس' سب ایک ہی صف ' اور ایک ہی مقام پر کھڑے ہونگے' فسیعلمون الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون -

(سید رشید رضا) قاہرہ میں بیٹھے یہ تمام جگر شگاف خبریں سنتے تھے' مگر اف تک نہیں کرتے تھے ' انکے صبر و سکوت سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ گویا پیشتر ہی سے ان آنے والے حوادث کے منتظر تھے' اور جو کچھ ہورہا ہے اس سے زائد انکو معلوم تھا ' بوڑھا باپ قید خانے میں انکے لئے تڑپ رہا تھا ' مگر یہ جا نہیں سکتے تھے' کیونکہ اگر جاتے تو فوراً گرفتار کرلئے جاتے' اور جس خدمت ملت کیلئے یہ سب کچھ جھیل رہے تھے' اس کا سلسلہ مسدود ہو جاتا' انکی رہائی اور نجات کیلئے سعی و کوشش بھی بے سود تھی' کیونکہ اگر حرم ہو تو اسکی مدافعت کی جاتی ہے' حرمی کے حرم کا کیا علاج ؟

اسکا ایک علاج ضرور تھا یعنے اعلان کلمۂ حق اور اظہار صداقت و حقیقت سے باز آجائیں' یہ ایک ایسا علاج تھا کہ اگر اسکو گوارا کرلیا جاتا و ایک لمحہ کے اندر ہی تمام مفسدوں کا جھگڑا ہوا اور صاف ہو جاتا ' اور پھر دنیوی عدل و نعم سے یہ اور اسکے تمام عزیز و اقارب مالامال ہو جاتے لیکن (سید رشید رضا) کو ابدی زندگی میں بھی ایک لمحہ کیلئے بھی ایسا خیال نہیں آسکتا تھا ' اسکے قلب میں آس (سراج منیر) اور (نور الہی) کی روشنی بسلا تعطل نسل منتقل ہوتی موجود تھی' جسکے آگے (مکہ) کے صنادید قریش نے جب جزیرۂ عرب کی بادشاہت رکھ دی تھی کہ اعلاے کلمۃ الحق سے اسکے معاوضے میں باز رہے تو آس نے اپنے سفلی مگر ناسمجھ حمقا کو مخاطب کرکے کہا تھا لو خذوہ واشمس حتی تضعوها فی یدی' ما سالتکم عدوها' (اگر تم آسمان سے سورج تو اتار کر بھی میری مٹھی میں رکھدو جب بھی میں سوائے کلمۂ توحید کے دوسری بات منظور نہیں کرونگا) -

اسی ابدی عدل (سنت محمد عبدہ) کی علامت شروع ہوگئی اور چند ہفتوں کے بعد اضمحلال ہوگیا ' اس عالم سے (سید رشید) تو ابھی فرصت نہیں ملی تھی کہ خدا ملی کہ قدرت کی سختیوں اور تکلیفوں کو جھیلتے ہوئے بالآخر اپنے دام کا بھی اضمحلال ہوگیا -

ہر شخص ان حالات میں اپنے دل میں فرض کرکے غور کرے کہ (سید رشید رضا) کیلئے یہ کیسی سخت ابتلا ' اور کیسی سخت ناکامی تھی' مگر جن لوگوں کو خدا تعالی اپنے بندوں کی خدمت کیلئے چن لیتا ہے' انکے صبر و ثبات کو اپنے صفات کاملہ کا درس دلانکر کیسی طاقت بخشدیتا ہے کہ پھر دنیا کی کوئی سخت سے سخت مصیبت بھی اُنہے متزلزل نہیں کرسکتی (سید رشید) پر جو کچھ گذرا غور کیا جائے تو اس راہ کے مسافروں کے حالات سے آگے اسکی ابتدا حقیقت ہے' یہاں تو صرف کٹ گئے ہیں اور اب لڑنے کی جگہ قاتل کے ہاتھوں کو بوسے دے رہے ہیں '

گزیدہ از سمت ما ہرکہ مرد عوغا نیست
کسیکہ کشتہ نہ شد از قبیلۂ ما نیست

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا' تتنزل علیهم الملائکة الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التی کنتم توعدون' نحن اولیاؤکم فی الحیوة الدنیا وفی الاخرة ' ولکم فیها ما تشتهی انفسکم ولکم فیها ما تدعون (۴۱ ۳۲)

مسجد قدیم اور ازہر کی مخالفت

یہ مصائب اور حکومت کے جبر و تعدی کا نتیجہ ہے ' مگر یہ مصائب اور یہ جبر خود مصر کے علماے قدیم اور علی الخصوص جامع ازہر کے مذاق درس اور اساتذہ کی مخالفت اور عداوت میں ' مسجد ہائے ہے کہ مذہب کے آثار عہد میں [illegible] اصلاح و ارشاد کا ذریعہ ہوتا ہے ' دور تنزل [illegible] علماے [illegible] کا سرچشمہ بنجانا

ہے - ساتھ ہی کسی مذہب کو اسکے (علما) اور (رؤساے روحانی) سے بڑھکر کسی گروہ نے نقصان نہیں پہنچایا ہو ' دنیا کے امن و انتظام اور حق و صداقت کے قیام کیلئے ہمیشہ یہ سے آزاد اور ظلم پرست فرقہ ایک الہی تعلیم رہا ہے - اسلام کی تاریخ میں بھی ابتدا سے اس گروہ کے تعصب و اوہام سے رخنے پڑے ہیں اور جب کبھی حق اور صداقت کی نئی آواز بلند کی گئی ہے تو (شیطان) نے سب سے پہلے علما ہی کو ابنا آلۂ کار بنایا ہے ' اسلام کا سب سے بڑا کارنامہ یہ تھا کہ اُس نے اس فرقے کے استیلاء و تسلط سے دنیا کو نجات دلائی ما کان لبشر ان یوتیه الله الکتاب والحکم والنبوة ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون الله ' ولکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتاب وبما کنتم تدرسون - (۳ ۷۴) [کسی انسان کو یہ حق حاصل نہیں کہ خدا اسکو الہی کتاب اور عقل و حکمت اور نبوت عطا کرے اور وہ لوگوں سے کہے کہ خدا کو چھوڑ کر میری بندگی کرو بلکہ اسکا تو یہ قول ہوگا کہ خدا پرست بنو ! کیونکہ تم دوسروں کو کتاب (قرآن و انجیل) کی تعلیم دیتے رہے ہو اور خود بھی ان کتابوں کو پڑھتے ہو]

مسیحی مذہب کو سب سے زیادہ اسکے علما اور روحانی پیشواؤں نے عار دیا ' اور پھر اسکی باگ اپنے ہاتھوں میں لیکر اسطرح حکمرانی کی کہ دنیا کے عہد مظلمہ (مڈل ایجز) کی تاریخ مسیحی علما کے مظالم در اصل خون کے آنسو رونی ہے اسی لئے (قرآن مجید) نے اس آفت ' یعنی اسکے ہم معنے آفات میں زیادہ تر اہل کتاب کے علما کو الزام دیا اور کہا کہ انہوں نے اپنے روحانی تسلط کو یہاں تک بڑھا دیا ہے کہ گویا ملک سے خدا کی پرستش چھوڑا کر انکی بندگی کرنے لگے ہیں - اتخذوا احبارهم و رهبانهم اربابا من دون الله اور (عدی بن حاتم) کا مشہور سوال و جواب اسکا شاہد ہے لیکن یہ کہنے سے تعجب کی بات ہے کہ بہت ہی دنوں کے بعد اسلام کی وسعت انہی علما کے ہاتھوں میں آئی ' اور آخر تک ظاہر اسکے سواد و سفید کے مالک بھی آلودہ اور سیاہ ہاتھ ہیں - مصر میں (جامع ازہر) ایک بہت بڑا علماے قدیم کا مرکز ہے ' اسکے اساتذہ اور مدرسوں کی حالت بھی ہندوستان کے مولویوں سے اچھی نہیں ہے' بلکہ اس لحاظ سے زیادہ افسوس ناک ہے کہ یہاں مولویت مفلس ہے اور وہاں بھی اسلامی حکومت نے اور کثرت اوقاف و اجراے احکام شرعیہ کے سب سے دولت مند اور قوی بنایا ہے' (سید جمال الدین) کو (جامع ازہر) کے (شیخ) کے مظالم سے بڑے' ایک بعد (شیخ محمد عبدہ) نے ساری زندگی اُن میں رہکر' مگر انکے حزن و حفا سہکر دیکھی ' (خدیو) اور (لارڈ کرومر) انکی بدولت پر تھا ' خود ایک اعلی درجے کے عہدہ دار ہے اور تقریباً تمام امراء و حکام زیر اثر' اسلئے کسی کی مخالفت حل نہیں سکتی تھی ' تاہم انکو بھی (ازہر) کی اصلاح سے عاجز آکر ایک دوسرا مدرسہ (دارالعلوم) قائم کرنا پڑا ' ایکے بعد (سید رشید رضا) کی باری آئی، یہ ایک

ناموران عہد عثمانی

ناموران عہد عثمانی ملحقی تک

تک موصوف اعمال جنگ بلقان کے عثمانی فصل میں ناظم فصل تھے مگر اس لحاظ سے کہ طرابلس چلے گئے' اور آخیر طبروق میں مقیم ہیں *

سلیم المجاہدین' محبوب الاسلام والمسلمین

الطل العظیم عازی انور بک

جمع اللہ اسلا والمسلمین بتحفظ رجودہ وطول حیاتہ

(۱)

طرابلس کے مختلف حصوں میں آج ارواح مجاہدین کے عجیب الہیئہ جسموں کی ایک بستی آباد ہے . .

. . . . .

یہ وہی فوج ہے جو افریقہ کے رنگستان وحشت سے نمودار ہوئی' اور پچاسوں صدی کی ایک متمدن فوجی جہازی کے سامنے کھڑی ہوگئی' وہ راہ کہ حرب و خطر سے محفوظ سمجھکر دور رہی تھی' لیکن اسنے اپنے لشکروں کو بھڑکتے ہوئے دیکھ کر اپنی جگہ پر ٹھہر جاؤ اور ایک قدم بھی آگے نہ بڑھاؤ !

لیکن اس آنحضرت را ارواح کا سراغ کس نے لگایا ؟

یہاں معلوم ایک عظیم الشان اسلامی شعور کے جس نے گرم آنسو (صحرائے لیبیا) کی تپتی ہوئی ریتی پر گرائے تھے' اور اپنے مقدس فرائض کو کئی عرصے تک کے لئے قسمت اوردی کے مصائب و آلام کیلئے وقف کردیا ہے' جس نے یہاں جا کر ان ارواح کی جس صداقت' اس فوج ملائک ارضا کے جمع

نامور مجاہد عثمانی ملحقی تک

تک موصوف اعمال جنگ بلقان کے وقت آخر میں عثمانی فصل میں ناظم فصل تھے مگر اس لحاظ سے کہ طرابلس چلے گئے' اور آخیر طبروق میں مقیم ہیں *

سلیم المجاہدین' محبوب الاسلام والمسلمین

الطل العظیم عازی انور بک

جمع اللہ اسلا والمسلمین بتحفظ رجودہ وطول حیاتہ

(۱)

طرابلس کے مختلف حصوں میں آج ارواح مجاہدین کے عجیب الہیئہ جسموں کی ایک بستی آباد ہے . .

. . . . .

یہ وہی فوج ہے جو افریقہ کے رنگستان وحشت سے نمودار ہوئی' اور پچاسوں صدی کی ایک متمدن فوجی جہازی کے سامنے کھڑی ہوگئی' وہ راہ کہ حرب و خطر سے محفوظ سمجھکر دور رہی تھی' لیکن اسنے اپنے لشکروں کو بھڑکتے ہوئے دیکھ کر اپنی جگہ پر ٹھہر جاؤ اور ایک قدم بھی آگے نہ بڑھاؤ !

لیکن اس آنحضرت را ارواح کا سراغ کس نے لگایا ؟

یہاں معلوم ایک عظیم الشان اسلامی شعور کے جس نے گرم آنسو (صحرائے لیبیا) کی تپتی ہوئی ریتی پر گرائے تھے' اور اپنے مقدس فرائض کو کئی عرصے تک کے لئے قسمت اوردی کے مصائب و آلام کیلئے وقف کردیا ہے' جس نے یہاں جا کر ان ارواح کی جس صداقت' اس فوج ملائک ارضا کے جمع

جنگ طرابلس کے عربی الحال طالب العلم ہے ' اور علما کے جہل و جمود پر انکے حملے بھی (المنار) کی وجہ سے جلد جلد ظہور میں آئے اور عام استعمال کا باعث ہوئے ہے ' یہانتک کہ یہ نکلا کہ تمام ازہر کا جدید انکی مخالفت پر متفق ہوگیا ' اور روز بروز طرح کی نئی نئی تدبیریں عمل میں آنے لگیں ' مدرسے انکے دوست جو (ازہر) کے معلم نامزد ہوئے اور اُس زمانے میں طالب علمانہ ازہر میں معلم تھے ' کہتے ہیں کہ اُس زمانے میں نہ صرف علمائے ازہر بلکہ تمام اہل رایوں کے طلبا بھی (سید رشید) کے خون کے پیاسے ہے ' انکے اور تمام ازہریوں کے جذبہ کمینگی کی ' اور یہ طے کرلیا کہ (سید رشید) کو کسی نہ کسی طرح قتل کردیا جائے ' میں بھی اُس مجمع میں شریک تھا ' اور گرو (شیخ) کی شاگردی کی وجہ سے (سید رشید) سے محبت و ارادت رکھتا تھا ' مگر سواد اعظم کی مخالفت کی قدرت نہ رکھتا تھا اور اپنا کام کرکے چلے جانے کے بعد دوسرا ہوا (سید) کے قتل کا اور اس خونی منصوبے سے مطلع کرکے سمجھایا کہ آئندہ سے ہمیں (ازہر) میں جانا اور یہ تاریک گلیوں سے گذرنا ترک کردیں اور مناسب سمجھیں تو (شیخ) کے ذریعہ حکومت کو اطلاع دیں ' لیکن (سید رشید) نے اس کے برخلاف سے نہ تمام باتیں سنیں اور اسطرح ٹالدیا ' گویا انکو اپنی موت و حیات کے متعلق کسی دوسرے سے کوئی توجہ ہی نہیں ہے !

بات یہ ہے کہ جس نفوس قدسیہ نے اپنی زندگی راہ الہی میں قربان کردی ہے ' وہ گو جسم سے ہمارے نظر آئیں ' لیکن فی الحقیقت (موتوا قبل ان تموتوا) کی دائمی موت ان پر طاری ہے ' اس زندگی کی فانی زندگی کو وہ پہلے ہی ختم کرچکے ہیں ' دشمنوں کے خنجروں اور خون بہانے والے اوزاروں سے اُنہیں کیا ڈر ہو؟ ولعلم ما قیل -

منای دعتنی فی الهوی متعلفا
فقلت ' الا انتی لسلم لمن دعی
فان شاء ان یقطر صدده ' تسمی علی العساق -
وهل ینکر کفی حان بساسد دیدده ؟
فیا لیتنی کنت ' ماوا له بعدی

انکی زندگی موت ہے ' اور مرنا جناب خداوندی ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات ' بل احیاء ' ولکن لا تشعرون (۲ : ۱۵۰) -

---

(عاری اورلنک) نے جب طرابلس میں قدم رکھا ہے تو کیا حال تھا ؟ ایک لق ودق صحرائے هولناک ! ایک وحشت انگیز ریگستان امریکہ ! جسمیں انسانی وجود کا کہیں نام و نشان نہ تھا ' آسکی نظریں جہاں تک کام کرتی تھیں تودہائے ریگ' اور بگولہائے صحرائی کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا تھا' وہ جہاد ودفاع کے تصور میں ہفتوں یہاں کی ریگ زار پر روتا رہا -

لیکن اسکا شجیع اور عظیم دل نا امیدی کے لئے نہیں' بلکہ کامرانی کیلئے پیدا ہوا ہے' وہ مایوس نہیں ہوا ' آسکی راہ میں جس قدر موانع اور رکاوٹیں پیش آئیں' آنکی آسنے تحقیر کی' اور مشکلوں کے ہجوم کو ہنسکر ٹالدیا ' اور پھر کمر ہمت باندھکر طرابلس و جوانب کے قبائل میں دعوت جہاد شروع کردی کہ (یا قومنا ! اجیبوا داعی اللہ !) دنیا کی کونسی سخت سے سخت مصیبت ہے جو اس (داعی حق) کو اس کام میں پیش نہیں آئی' مگر ہر مایوسی جو سامنے آئی ہے' وہ اسکی ہمت پر ایک نئے نازیانے کا کام دیتی ہے' یہاں تک کہ چند دنوں کے بعد وہ ان ہی نامرد مقدس خو نخوار بادیہ نشین قبائل کے جتھوں اور گشتی ٹاروں میں پھرتا ہوا پھر رہا تھا - جب واپس ہوا تو جنود الہی کی عظیم الشان صفیں اسکے یمین و یسار دور دور تک کھڑی ہوئی تھیں [اذا جاء نصر اللہ والفتح' ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا (۱۱۲ ۳)]

وہی بن تنہا مرد مقدس ' دشمن کے بے شمار لشکر کے سامنے حریفانہ و مسابرانہ آکر کھڑا ہوگیا ' اور پھر پورے دو مہینوں کے اندر ایک دن بھی شکست و ہزیمت اسکے دامن عزت پر دھبہ نہ لگا سکی -

تمام اہل عرب - جنکو عثمانی خلافت کا قدیمی مخالف سمجھا جاتا تھا - اوامر سلطانی کے آگے پوری اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھہ جھک گئے ' اور آج عثمانی فوج کے مفہوم میں نہ کسی اختلاف و شبہ کے عربی افواج داخل ہے -

اجتماع قبائل عرب اور اورلنک کی مشکلات

عربی فوج کے مرتب کرنے میں جو مشکلیں اجتماع کے بعد پیش آئیں' وہ ابتدائی مشکلات سے کم نہ تھیں ' سب سے پہلی مشکل مختلف قبائل کی عربی عصبیت' اور انکی باہمی تعصب و مخالفت تھی جو نسلاً بعد نسلٍ قدیم سے چلی آتی ہے ' قبائل کی جنگ سرورمیں عرب کی ایک ملکی خصوصیت ہے - اور آج بھی ویسی ہی موجود ہے ' جیسی تیرہ سو برس پہلے (بکر و وائل) کی معرکہ آرائیوں میں موجود تھی' انہیں لڑائیوں سے (عرب بادیہ) نے خوں کی بے میلی اور اصلیت کا آج سورخ نہ لگا سکتا ہے ' ورنہ شہری زندگی کی (عربی پر امن و صلح زندگی) میں عربیت کے جوہر دبے ہوئے' اور آمیزش سے پاک نہیں ہیں

عاری (اورلنک) کے مقاصد کمالئے یہ باہمی تناقض سخت مایوسی بخش تھا' مگر اسکے مشکل کے طہور کے ساتھہ ہی اسکا علاج بھی تصور کرلیا ' یہ علاج وہی علاج قدیم تھا ' جس کے ذریعہ کبھی جھار کے توڑے ہوئے قبیلے باہم جوڑے گئے ہے' یعنی تمام قبیلوں کو مختلف موثر اور دل میں اتر جانے والے طریقہ سے سمجھاکر (جو اس اعجاز آفریں سخن داں کا وصف مخصوص ہے) اُن میں باہم رشتہ داریاں قائم کرادیں' اور ایک قبیلے نے دوسرے قبیلے کو اپنی لڑکیاں دیدیں اور دوسرے کی لڑکیوں سے اپنے لڑکوں کا عقد کردیا ' اور اسطرح اس دعوۃ جہاد کی بدولت صدیوں کی عداوتیں اور دشمنیاں عہد اخوت و مودت سے بدل گئیں - فی الحقیقت یہہ ایک بہت بڑا احسان الہی تھا ' جسکو خدا نے اسے ایک محبوب بندے (اورلنک) کے ہاتھوں پر ظاہر کیا - جس دن الہی کی حفاظت نے اس کے ابدی حجاب عزت رفع کردی ہے' ضرور تھا کہ اُس دن کے (داعی اول صانع) کے فضائل و خصائص کے انوار کا دریچہ اسکے قلب پر بھی عکس ڈالتا (اورلنک) کا وجود نور محمدی کے انوار ربانی کی ایک تجلی ہے (اذکروا نعمۃ اللہ علیکم' اذ کنتم اعداءً ' فالف بین قلوبکم' فاصبحتم بنعمتہ اخوانا (۳ ۹۹) -

صحرائے لیبیا میں قبیلوں جنگ کی درسگاہ

دوسری مشکل قبائل کی بے نظمی اور اصول جنگ سے ناواقفیت تھی کہ وقت تارک' فرصت معقود' دشمن کے گولوں کی بارش سر پر' اور ایک صحرائی بیابان کے صحرائی جنگجوؤں کو لئے ہوئے جمع ہوئی لیکن توفیق الہی اپنے جس درگزیدہ بندوں کو کارہائے عظیمہ کیلئے چن لیتی ہے' انکو مشکلوں پر حکومت و طاقت بھی بخشدیتی ہے' (عاری اورلنک) نے بعد اسکے کہ ایک لمحہ بھی فکر و تردد میں ضائع کرے' فوراً تمام قبائل کو چند پلٹنوں میں تقسیم کردیا' اور ہر پلٹن کی تعلیم کیلئے ایک افسر مقرر کرکے شب و روز قواعد جنگی شروع کرادی' خود عربوں نے جب معلوم کرلیا کہ بعد ان قواعد کے سدھے ہم دشمنوں کے حملوں کا جواب نہ دینگے اور انکی ابتدائی دست برد کا اندفاع نہیں کیا جاسکیگا' تو خود اُنکے اندر حرص و تعرب نے ایک ایسی حارق عادت دھاب اور قوت احد و تحصیل پیدا کردی' کہ مہینوں کی مشق ایک حواس گھوڑے کے اندر حاصل کرنے لگے' قبائل کی باہمی رقابت نے بھی اس موقعہ پر بڑی مدد ملی' (اورلنک) نے اعلان کردیا کہ جو پہلا پلٹن جو بعد جنگ کے امتحان میں کامیاب ثابت ہوگا اسکو عرب و ناموری کے نشان کے طور پر ایک طلا کار اطلس کا علم دیا جائیگا ' یہ سنتے ہی ہر قبیلہ مسابقت کی کوشش کرنے لگا ' اور سب و روز بڑا رغبت فوجی اصل و حرکت اور قواعد کے سیکھنے اور مشق میں مصروف ہونے لگے معلوم ہوتا جاتے ہیں' لیکن سیکھنے والوں کی ہمت ہر آن ترقی جاتی تھی اسی اثنا میں حبش (اطالین) کی حرکتوں نے ایک دم سے تڑھے اور ہم کے گرانے تکثرت آنے لگے' تو قبیلۂ (حسا) نے ایک

دن هجوم کرکے هلہ کردیا ' اور سینکڑوں اطالیوں کو تلوار کی گھات اتار کے دعدہ السعف کو کوسوں دور بھگادیا ' (انور بک) نے اس کارنامے کی دلی قدر کی اور اس قبیلے کو اپنا وضع کردہ نشان عزت (اطلسی علم) عطا فرمایا -

دوسرے قبائل نے جب (قبیلہ الحسا) کے جیموں پر اس طلا کار اور افتخار بخش علم کو لہراتے دیکھا تو (انورنک) کے پاس دوڑے هوے آے اور کہا کہ همکو بھی موقعہ دیا جاے کہ اس (علم) کے لیے کا استحقاق ثابت کریں اور ایک آزمایشی کام سپرد کیاجاے' یہاں تو اسی بات کا انتظار تھا ' کمانڈر نے کہا کہ تمہارے آگے تمام راستے کشادہ هیں اور تلوار اگر بیاسی هو تو ظالم دشمنوں کے خون کی کمی نہیں -

اسلحۂ جنگ کا انتظام

رات کے وقت' جبکہ اطالیں کیمپ طرابلس پر قابض هونے کی خوشی میں بکثرت (مدلاو) کی شراب پی کر بدمست پڑا تھا ' اور افسر (رومانا) کی بطارت جنگ کے بخشے هوے انعامات اور بھروں کے حوالہ دیکھ دیکھ کر مسکرا رهے تھے' یکایک عرب قبائل کے صحرائی نعروں کی گونج سے ایک زلزلۂ عظیم محسوس هوا (ان کانت الا صیحۃ واحدۃ فاذا هم خامدون ۳۶ ۲۸) نہیں معلوم خوف و رعب نے اُن میں سے هر فرد کے کان میں ایک هی صدا کہا یا بعضوں کی یہ تو کسی نے ایک قدم آگے بڑھکر تحقیق کیا' اور نہ حملہ آوروں نے بعضوں سے دریافت کیا' انہوں نے کوئی گولی چلائی' بلکہ جس طرف جس کو راہ ملی' چند لمحوں کے اندر نے بحاشا بھاگ گئے' اور پورا اطالیں کیمپ خالی هوگیا !

(اذ یوحی ربك الی الملائکۃ انی معکم فثبتوا الذین آمنوا ' سالقی فی قلوب الذین کفروا الرعب فاضربوا فوق الاعناق واضربوا منهم کل بنان ۸ ۱۳)

اطالیوں کے جس و ناموسی نے اهل عرب کو ایکے اولیں حملے هی میں فتح و نصرت کی ایسی حالت لگادی ' کہ اب میدان قتال ایسے آگے دشمنوں کا کچھل سمجھکر رهگیا ' قاعدہ هے کہ پہلے مقابلے کا اثر آخر تک میدان جنگ میں کام دیتا هے ' لیکن جوش قومی نے اهل عرب کا ابتدائی حملہ اسقدر بے خطر اور آسان ثابت هوا کہ دشمنوں کی طرف سے ایکے داؤں میں اگر کچھ رعب و هراس تھا بھی تو وہ همدست کیلئے نکل گیا ' بعد کسی مقابلہ کے انہوں نے کھلے میدان ایک پوری اطالیں فوج برباد کردی اور بکثرت مال غنیمت ساتھ لئے هوے (جسکے ملنے کے بعد متحال قطعی هے کہ عرب کا بچہ بچہ جنگ سے نادم رکھاجاے) اور وطنی گیت گاتے هوے عثمانی کیمپ میں واپس آکر (کمانڈر) کے سامنے اپنی فتوحات نثار کردیں -

اس مال غنیمت میں ۸۰۰ سے زیادہ تو بندوقیں تھیں ' اور اور قسم کی اسلحہ اسکے علاوہ -

ان بندوقوں کی لوٹ سے (انور بک) بہت خوش هوئے ' کیونکہ عمدہ اسلحہ کی کیمپ میں بہت کمی تھی ' اور جسقدر بندوقیں تھیں وہ زیادہ تر مارتینی قسم کی تھیں جنکے چھوڑنے سے بکثرت دھواں نکلکر پھیل جاتا هے - (انور بک) نے حکومت کے نام سے فوراً انکا تقسیم کردیا اور دو دو عثمانی گینیٔ پر فروخت کردیے گئیں -

اس خدمت کے صلے میں انکی آرزوے دلی کے مطابق (طلا کار اطلسی علم) انکو عطا کیا گیا -

اسکے بعد تو هر قبیلہ اُس (علم) کیلئے اٹھنے لگا اور دشمنوں پر دیوی هلاکت بنکر گرنے لگا ' فوج کوئی نہ کوئی قبیلہ دشمن کی طرف نکل جاتا ' اور بکثرت مال غنیمت اپنے خون آلود بھروں اور خون ٹپکاتی هوی سنگینوں کے ساتھ لاکر انبار لگا دیتا ' هر قبیلے کی کوشش هوتی کہ دوسروں سے زیادہ تعداد میں دشمن کو قتل کریں اور سب سے زیادہ مال غنیمت (انور بک) کے سامنے انبار کر سکیں تاکہ شجاعت و وطن پرستی کا اعلیٰ سے اعلیٰ نشان اور تمغہ صرف همیں کو حاصل هو ' یہاں تک کہ پھرتے هی عرصے کے اندر عثمانی کیمپ میں ۱۵ - هزار سے زیادہ قدیمی اور جدید ایجاد کی بندوقیں جمع هوگئیں ' یہ وهی کیمپ هے ' جسکے پاس چند دنوں پہلے ایک ٹوٹتا هوا درجہا بھی نہ تھا ! (واذکروا اذ انتم قلیلٌ مستضعفون فی الارض تخافون ان یتخطفکم الناس فاواکم و ایدکم بنصرہ ورزقکم من الطیبات لعلکم تشکرون ۸ ۲۷)

جنگ کیلئے پہلی ضرورت فوج کی تھی' پھر اُسکی تعلیم کی' اور پھر اسلحۂ جنگ کی' تو ابتدائی دو ضرورتوں کے پورا هونے کے بعد رحمت الہی نے اسلحۂ جنگ میں سے بندوقوں کا یوں انتظام کردیا !

توپیں کیونکر مہیا کی گئیں ؟

لیکن اسلحۂ جنگ میں سب سے زیادہ قیمتی' عسیر الحصول' اور ضروری شے (توپیں) کی فراهمی تھی -

(جاری انور بک) نے ایک بار اعلان تمام قبائل کے جمعوں میں شائع کردیا تھا " جو قبیلہ آئندہ سے کم از کم ایک توپ بھی دشمن سے چھین کر لائیگا اُسے (هدیہ) کا لقب دیا جائیگا "

لیکن یہ کام آسان نہیں تھا -

مشکل یہ تھی کہ اطالی دن کے وقت تو توپیں اپنے مورچوں میں لگادیتے تھے' لیکن جہاں رات آئی' نہیں معلوم بیشمار فوجی سے کہاں اسقدر غائب هوجاتے تھے کہ فوراً تمام توپیں ساحل کے کیمپ میں لیجاکر پہنچادیتے تھے' تاهم اهل عرب کے جوش اور سرعت حصولِ خطاب کے آگے اب کوئی مشکل' مشکل نہ تھی' اس ابتدا میں سپہ کے ناسیدوں کے ذاتی کات کردینے اور ذاتی بی قاب کی وجہ سے اطالی مجبور هوے کہ اپنی جگہ سے حرکت کریں اور عثمانی مقام گاہ کی جانب کچھ بڑھکر پڑاؤ ڈالیں (انور بک) نے جب یہ خبر سنی و حکم دیا کہ عربی فوج آهستہ آهستہ اپنی جگہ چھوڑ تو دے مگر اسطرح' کہ دشمن محسوس نہ کرسکے -

عساکر عثمانی کا یورپ

عربونہ کے عثمانی کیمپ میں سے حالات

اتالس کے خوف و خطر آگے بڑھے آئے کیونکہ اسے حریف کا انہوں نے کہیں نشان نہ پایا ' یہاں تک کہ جب ایک میل کا فاصلہ درمیان میں رہگیا ' تو (ھ درو) کے لئے لمحے کے منتظر اہل عرب' زیادہ صبر و انتظار نہ کرسکے -

توپوں کی موجودگی

فوراً (فیلقہ الحسا) کے سامنے سے اور فیلقۂ (درسہ) کے پہلو سے ایک ساتھ حملہ کر دیا ' اور جانداں (صدہ ور) کے جاں نثاروں نے عقب میں پہنچکر بھاگنے کی راہ بند کردی - اب موت سے کانپنے والے اطالیوں کو موت ہی کی صورت ہر طرف نظر آتی تھی - بندوقوں کی باڑھ' سنگینوں کی نوک' تلواروں کی دھار' اور سب سے زیادہ مہلک اسلحہ ' صحاھدیں کا مردانگی بھرا تکبیر' یہی شکلیں تھیں جنکے بھیس میں موت چمک چمک کر نمودار ہوتی تھی' اور نظروں کو خیرہ کرتے ہوئے اپنا کام کر جاتی تھی ' (قل إن الموت الذی تفرون منه فانه ملاقیکم' ثم تردون الی عالم الغیب والشهادة فینبئکم بما کنتم تعملون ۶۲ ۹) -

اسی دار و گیر میں فیلقہ (الدواعر) کی بن آئی ' وہ صفیں درہم و برہم کرتا ہوا دشمنوں کے قلب میں آگھسا ' اور جس جگہ انکا توپخانہ نصب تھا وہ صرف دو تین گز کے فاصلے پر رہگیا ' شیخ قبیلہ نے پکارا کہ قلعہ ناموری حاصل کرنے کا اصلی رخ یہی ہے' جس طرح بھی ہو توپوں پر قبضہ کرلو' سنگینوں کی نوکوں سے دشمنوں کو ہٹاتے ہوئے فیلقہ کے جانباز بڑھتے گئے ' توپچیوں نے جب دیکھا کہ پہلو کی فوج بڑھ رہی ہے ' اور ملک الموت صحرائی صورتوں میں آنکے قریب بھی آگیا ہے تو انکی عقلیں خبط ہوگئیں ' سب نے سب توپوں کو چھوڑ کر بھاگ گئے '

فیلقہ (دواعر) نے باآسانی توپ قبضہ کر لیا اور دیکھا تو انکے دو چار بھی قریب ہی موجود تھے ' فوراً تمام توپیں لیکر مع دیگر مے سمار مال غنیمت کے اپنے کیمپ کی طرف روانہ ہوئے اور دوسرے ہی دن صحرا میں ایک سادہ اور سنجیدہ رسم کے ادا کرنے کے بعد انکو (ھدیر) کا لقب دیا گیا -

---

عصر کی ڈاک

العلم (قاھرہ) کے نامہ

اھل عرب کی طرابلس میں کامیابی

اور اسد حلف' کہ صلح کبھی قبول نہ کرینگے

(اٹلی کا افلاس)

(بقیہ ۲۳ جون) اطالیوں نے (قرصہ) (طلمیثہ) اور (طوبرق) تینوں مقاموں پر ساحلی پٹی سے ۳۲۰ گولے برسائے ' مگر صرف اول الذکر مقام میں ایک عرب شہید ہوا ' اور اور تمام گولے بیکار ضائع گئے -

(بنغازی) میں اطالیوں نے جب مشہور کیا کہ عنقریب اٹلی اور ترکی میں صلح ہونے والی ہے تو تمام اہل عرب میں تہلکہ مچ گئی ' آج تمام سرحدی زاویوں (چاکیوں) کے مشائخ اور اہل عرب کے سرداران قبائل عثمانی کیمپ میں جمع ہوئے اور سب نے بالاتفاق مندرجہ ذیل مراد پر "تاکید قسم کھائی اور سخت سے سخت حلف سے اسے مستحکم کیا

"ہم خدا کو حاضر و ناظر سمجھ کر' اسکو اور اسکے تمام ملائکہ کو اپنا شاہد قرار دیتے ہیں کہ ہم ہرگز اٹلی سے ایسی صلح منظور نہیں کرینگے ' جس سے اس ملک میں کسی طرح کی مداخلت بھی اسے حاصل ہوسکے ' خواہ وہ مداخلت کسی شکل اور لباس پر ہو - اور ہم سوائے اس صورت ' اور کسی صورت پر راضی نہ ہونگے کہ طرابلس ہمیشہ اک خالص اسلامی اور عثمانی ولایت باقی رہے' اگر ایسا نہوا تو آخر تک تلوار ہمارے ہاتھ میں رہیگی ' اور جب تک ایک فرد واحد بھی صحرا میں باقی رہیگا ہمارا مقابلہ جاری رہیگا " -

تمام ترک افسر اور سپاہی بھی اس عہد میں انکے شاہد ہیں اٹلی جناب عالی سے اگر کوئی معاہدہ صلح کر بھی لے تو اس سے کیا فائدہ اٹھاسکتی ہے جب کہ خود اہل ملک اور انکی ساتھی عثمانی فوج سانپ کھائے بالکل طیار نہیں' اور طیار بھی نہ ہونگی جب تک وہ اچھی طرح اٹلی فوج اور عظمت کا مستقل تجربہ کرچکی ہے اور دشمن کا خوف ' ہراس اور وسواس و اضطراب اسکے ہر لمحہ ظاہر ہوتا رہتا ہے -

(بنغازی) میں معتبر ذرائع سے مشہور ہورہا ہے کہ جنرل (نیکولا) اٹالین کمانڈر فوج سدب اولاس سے سخت گھبرا گیا ہے اور مجبور ہوا ہے کہ (حواجہ هارون مدری) مشہور یہودی مہاجن سے ایک رقم کثیر قرض لے -

مرسیو کولیرا مالک (البدل) کی واپسی

عثمانی کیمپ میں

گذشتہ نمبر میں ہم نے مصری معاصر (البدل) کے حوالے سے لکھا تھا کہ موسیو (کولیرا) ایک ڈورہ کرنے والی جماعت کے ساتھہ نکلکر مفقود الخبر ہوگئے تھے ' لیکن ۳ جولائی کے (البدل) میں خود (موسیوکولیرا) کی بھیجی ہوئی تار برقی چھپی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مع ایک عثمانی فوج کی دستار اور چند اٹالین قیدیوں کے عثمانی کیمپ میں مع الخیر واپس آگئے ہیں -

اعلام سلطانی کی مشایخ سنوسیہ میں تقسیم

صحرا میں ایک مقدس اور مؤثر رسم کی تقریب

(۱۷ - ربیع الثانی) کے تاریخ ہمارے کیمپ میں **ہمیشہ یادگار** رہے گی ! (عاری انور بک) کے معجزانہ اعمال میں سے **ایک** عجیب و غریب کام صحراے لیبیا کی لق و دق ریگستان **میں** ایک شاندار (مسجد جامع) کی تعمیر ہے' ابھی ہم لوگ **اس** مسجد میں نماز عصر سے فارغ ہی ہوے تھے کہ **توپ** کی آواز کانوں میں آنے لگی' اور بگل کی آواز نے تمام کیمپ کو **مسجد** میں جمع ہوجانے کا حکم دیدیا' تھوڑی دیر کے بعد (قونصلی احمد افندی شاهین) مصری کے مانیجر معاهدین کی **پلٹنیں** نمودار ہوئیں' انکی فوجی حرکت ' سپاهیانہ قدم رانی' اور افسر کے احکام کی صحیح تعمیل' ایسی تھی سے تھی اور اعلی سے **اعلی حالت** میں تھی جسکو دیکھکر سنہ ہوتا تھا کہ شاید نہ گروہ ابھی ابھی کسی سب سے بڑے جنگی کالج سے سند لیکر نکلا ہے' حالانکہ جو جماعت عربی دھاتب و فاتلت سے منصف ہو' ' پھر

اطرابی معاهدین

آپکے بیان سے معلوم ہوا ہے کہ ۲۶ جون کو آپکے ساتھیوں کا ایک دل رحمت سے خالی ہوگیا جو بچکر کسی دوسری طرف نکل جانا چاهتی تھی' کچھہ دور تک تو دشمنوں نے ثابت قدمی دکھلائی لیکن پھر اپنی عادت کے مطابق بدسدوں لاشیں میدان میں چھوڑ کر بھاگ گئے-

عثمانی جماعت کا نقصان اس مقابلہ میں ۱۲ - سے زیادہ نہیں ہوا اسمیں سے بھی صرف ۸ شہید ہوے اور ۴ زخمی ہیں جو عنقریب اچھے ہو جائیں گے -

جو اطالی اس مقابلے میں قید کرلے گئے اُن میں ایک شخص ۸ دن بلٹن کے ۶۰ دن رحمت کا مجروح ہے -

عثمانی کمانڈر نے اپنے عام اصول کے لحاظ سے ان قیدیوں کے ساتھہ بھی نہایت نرمی اور شفقت کا سلوک کیا -

(انور بک) جسنے جنرل کو معجزانہ طریقے والے انسان کے ساتھہ آنحضرت معاہدے ہوچکی ہو اسکی کوئی بات تعجب انگیز نہیں ہوسکتی -

فوج کے بعد اس رسم کے اصلی اشخاص مسجد کی صحن میں نمودار ہوے ' یہ طریقۂ (سنوسیہ) کی مشہور خانقاہوں کے مسائخ تھے' جنمیں سے ہر ایک کی انگلیوں میں تسبیح کے لیے انسانوں کے دلوں کی داغیں اٹکی ہوی ہیں' انکی لمبی لمبی اور ڈھلکی عبائیں' خشک اور زاهدانہ چہرے ' اونٹھہ کے بالوں سے بنے ہوے سروں پر سمادے' اور سکون و وقار کے ساتھہ آهستہ آهستہ قدم رانی' ایک ایسا موثر اور رعب انگیز منظر تھا ' جو تاریخ عرب کے پرانے صفحوں کو نظروں کے سامنے متشکل کردیتا تھا -

جب تمام لوگ اپنی اپنی جگہہ بیٹھ گئے' تو سب سے پہلے قرآن مجید کی چند سورتوں کی تلاوت کی گئی پھر چند ادعیۂ ماثورہ کے بعد اعلان کیا گیا کہ "آجکی صحبت اسلئے منعقد ہوئی ہے

کہ (اعلی حضرت سلطان المعظم) کے حضور (مشائخ سنوسیہ) کمالئے نطور نشان اعزاز و افتخار و سند خدمات اسلامی و وطنی حو (علم) روانہ فرمائے تھے وہ فوجی اعزاز کے ساتھ تقسیم کئے جائیں"

اسکے بعد سولہ افسران (علمبردوں) کو انتہائے ہوئے (عاری افسر تک) کے دس افسر آئے' وہ بڑے ہر ایک علم کو اپنی آنکھوں سے لگاتے تھے اور اسکے بعد ان حملوں کے ساتھ مشائخ نے کاندھوں پر رکھتے تھے کہ ہدیہ میں لیں مولانا امیرالمومنین وخلیفہ رسولنا الامین' تمام مشائخ تعظیم سے جھک جاتے تھے اور احسانمندی و شکرگذاری کے الفاظ کہتے ہوئے قبول کرتے تھے -

جب یہ کارروائی ختم ہوگئی' تو پھر فوجی ترانہ سامعہ نواز ہوا' اور تمام حاضرین کی نہایت خوش دائقہ حلوے کی طشتریوں سے تواضع کی گئی اور مغرب سے پیشتر تمام مشائخ و معتقدین نعرہا تکبیر و تہلیل اور دعائے فتح و نصرت کی صدائیں بلند کرتے ہوئے واپس گئے -

جن مشایخ میں یہ (علم) تقسیم کئے گئے انکی فہرست حسب ذیل ہے اگرچہ انکے علاوہ اور بھی بیسوں مشایخ میدان جہاد میں شریک تھے لیکن ان خصوصیت سے غیر معمولی شجاعت اور خدمت ظاہر ہوئی اسلئے خاص طور پر مستحق اعزاز قرار پائے

السید السنوسی الخدالی	شیخ	زاویہ درنہ
السید محمد العلمی	,,	الدصہ
السید حمید بن عمود	,,	قصطہ
السید محمد الدردفی	,,	شحات
السید محمد العوالی	,,	درب
السید عبد القادر بدر	,,	نسارہ
السید محمد العبدلی	,,	المرابعہ
السید عبد اللہ ابو سیف	,,	مارہ
السید عبد اللہ العوکاش	,,	مرتوبہ
السید وصفوہ العوکاش	,,	ام ارزم
السید ادریس دوماریس	,,	ام حصص
السید عبد اللہ ابو حسین	,,	المحدلی
السید السنوسی الخدالی	,,	العربات
السید محمد الصغیر	,,	ام درلہ
السید هدیوہ العماری	,,	الخماعد
السید عبدالحمید العجالی	,,	العجالی

ایک کردی والنتیر کی میدان جہاد سے واپسی

طرابلس کے تازہ دلچسپ حالات

ترکی سے جو (والنٹیر) طرابلس گئے تھے' ان میں ایک جوان عبدالرحیم (دھماں الدین) آفندی بھی جو حال

میں طرابلس سے تعرض علاج واپس آیا ہے اور اسکندریہ میں قسطنطنیہ جانے کے خیال سے مقیم ہے (العلم) کے نامہ نگار نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھکر اس سے نہایت دلچسپ حالات دریافت کئے -

(رحیم الدین) نسلاً (کردی) ہے' مگر عربی نہایت روانی سے بولتا ہے' عہ حالیہ کے دولت ہے' اور ترکی اور فرانسیسی سے بھی اچھی طرح واقف ہے' کردستان کے ایک معزز معزز خاندان کا ممبر ہے' تحصیل علوم کی غرض سے قسطنطنیہ میں مقیم تھا کہ اعلان حرب اٹلی نے اسکو مضطر کردیا اور وزارت جنگ سے احازت لیکر طرابلس چلا گیا - اسکے بیانات حسب ذیل ہیں —

(صلح) کی نسبت اس نے کہا کہ یہ سراسر غلط اور جھوٹ ہے' طرابلس کے کسی عرب اور ترک نے ابتدا صلح نہیں کی جب تک ایک ایک انچ زمین بھی خاک وطن کی اٹلی کے قبضہ میں باقی رہے گی - تلوار غلافیہ سے نہ نکالیں گے - اب تو طرابلس کے بچے بچے کی زبان پر یہی ہے کہ جنگ جاری رکھو - اور پھر دادا کہ ہم کو اسقدر احمق سمجھتی ہے کہ باوجود دو مہینے کے اندر ایک مربع میل بھی سیکسب نہ کہانے کے صلح کے خواہشمند تصور کئے جائیں؟ ہمیں - صلح کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اٹلی جیسی نامرد قوم اگر مقابل ہو تو اتنہ برس کے لڑکے بھی بے خطر لڑسکتے ہیں - صحرا کے دانہ دانہ سنوسی وطائل - جنکو جنگ کھجوروں کے سوا اور کچھ میسر نہیں آتا تھا - آج (مدرس) اور (الدین) کے مجلسروں کا سامان اپنے جسموں میں دیکھتے ہیں' اگر انکا بس چلے تو اسی وقت جنگ کو توکبھی بھی ختم نہ ہونے دیں

پھر کہا آجکل سب سے بڑی خواہش جو عربوں کے دل میں ہے - وہ یہ ہے کہ کسی طرح اٹالین جہم کو مقابلہ میں - اپنے عالیہ بندوقوں اور تلواروں کے اتنے عادی ہوگئے ہیں کہ ہر روز نیا نیا بھوکی سی جنگی ورزش طلب کرتے ہیں' لیکن عرصے سے اطالین نے اپنی گڑھیوں اور مورچوں کو سب روز کا مستحکم بنالیا ہے' اور سوائے نادر صورتوں — کبھی وہاں سے نہیں نکلتے -

جب عرب مجاہدین سخت گھیرے میں تو پھر یہ جنگی مصلحت اندیشیوں کو بالائے طاق رکھکر اپنے مورچوں اور قلعوں میں گھس جاتے ہیں وہ خود عرب کے بعد میں نہیں ہے — تو عرب خود اپنا کوئی بعد میں لے لیتی ہے -

سب سے بڑی بات — جسکے اعتماد پر ایک اطالی طرابلس میں مقیم ہیں اور عربوں کے خوف سے خودکشی نہیں کرتے ساحل کا جنگی بیڑا ہے لیکن تجربے سے ثابت ہوچکا ہے کہ عربوں کے محکوم کے رکنے سے وہ بھی عاجز ہے - البتہ ایسا ضرور ہے کہ جب تمام جہازوں کی توپیں ایک ہی وقت میں گولہ باری شروع کردیتی ہیں اور بعض اوقات مجبوراً

عربوں کو واپس چلا آنا پڑتا ہے - ایسے ہی موقعوں پر (روما) سے اٹالین فتح و نصرت کی نار درفشاں شائع کی جاتی ہیں کہ "ساحلی دستے کی مدد سے اطالیوں نے دشمن کو بھگا دیا !"

میں (دعدہ) میں کئی ماہ مقیم رہا - اس تمام عرصے میں صرف دو بار اطالی نمودار ہوئے تھے - دونوں مرتبہ نہایت بدنما شکستیں کھاکر اور تمام سامان چھوڑکر بھاگ گئے *

طرابلس میں اعرابی اور کردی والنٹیر

اہل طرابلس صلح پر کیونکر راضی ہوں جبکہ وہ دیکھ رہے ہیں کہ تمام عالم اسلامی اس مجاہدانہ جہاد کی وجہ سے انکو بیدار کر رہا ہے اور اپنے مال و جاں کو اوپر نثار کرنے کیلئے تیار ہو رہا ہے -

کیا وہ چالیس کروڑ مسلمانان عالم کے آگے اپنے تئیں شرمندہ و ذلیل کریں ؟

میں نے خود اپنی آنکھوں سے (درنہ) میں ۴۹ (اعرابی) اور ۱۹ (کُردی) دیکھے - اور یہ صرف وہ لوگ تھے جو متحارب جہاب جنگ سے الگ ہوکر آئے تھے تاکہ مرکزی کیمپ کے ساتھ رہکر جانیں فدا کریں ورنہ انکے علاوہ اور بیسیوں (اعرابی) والنٹیر طرابلس کے متحارب اسلامی کیمپوں میں خدمات جہاد ادا کر رہے ہیں - اور میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ ان حالات کو بیان کرتے ہوئے خاص طور پر (اعرابیوں) کی عدیم المثال اسلامی اور حمیت ملی - اور مجاہدانہ فداکاری کا ذکر کروں جنکا طرابلس میں ہر منفس بحری طرح معترف ہے - جوش جہاد اور شجاعت و بے جگری کے جو بیحد اثر تھے انہوں نے اتحاد سے دئے ہیں انکے ذکر کیلئے پوری ایک کتاب چاہئے - انکی انہیں صفات عظیمہ نے (اعرابی) کا لفظ طرابلس میں ہر دلعزیز کردیا ہے - اور ہر شخص اس نام کی عزت کرتا ہے -

ہندوستان سے [illegible] طرابلس میں

اعرابیوں ہی پر موقوف نہیں - طرابلس کے مختلف کیمپوں میں آج (ہندوستان) تک کے مسلمان والنٹیر موجود ہیں جو گذشتہ آخری دنوں میں وہاں پہنچے اور پھر جہاد کے متعدد معرکوں کے موقعوں پر (درنہ) اور (بنغازی) چلے گئے - یہ (ہندوستانی والنٹیر) بھی اپنے اعرابی بھائیوں کی طرح عجیب و غریب شجاعت سے متصف - اور راہ الہی میں جوش مذہبی و جاں نثاری سے مملو تھے - بعض سخت موقعوں میں انہوں نے کارہائے نمایاں انجام دئے اور ہر طرف سے تحسین و آفریں کا صلہ پایا -

آلات جنگ

میں نے پوچھا آلات جنگ کی طرف سے تو اب آپ لوگ مطمئن ہیں ؟

اس نے جواب میں کہا اگر مقصود توپوں سے ہے تو اطالیوں سے لڑتے ہوئے ہمیں انکی بہت کم ضرورت ہوتی ہے - تاہم ہمارے پاس کافی سے زیادہ موجود ہیں اور جن قیمتی اور جدید قسم کی ضرورت ہوتی ہے فوراً ایک دو حملے کرکے ضرورت کے مطابق دشمنوں سے لے لیتے ہیں - بارہا ایسا ہوا ہے کہ ہمارے مخالف دشمنوں نے نو نکڑ توپیں ہمارے لئے میدان جنگ میں چھوڑدیں - مگر ہم نے اپنی ضرورت سے زائد دیکھکر انہیں لانا پسند نہیں کیا اور صحیح سلامت کر دشمن چھوڑ دیا -

رہیں (موزر) بندوقیں - کہ وہ آجکل کی لڑائیوں کا سب سے زیادہ مستعمل اوزار ہے - تو انکی طرف سے تو ہمیں ذرا بھی بے اطمینانی نہیں ' عربوں کے پاس نہایت وافر اور کثیر ذخیرہ انکا موجود ہے اور اب انہیں اسکے استعمال کی ایسی اچھی مشق ہوگئی ہے کہ اس بارے میں کسی طرح فوج نظام سے کم نہیں پاسکتے *

میدان جنگ میں سنوسی عربوں کا لباس

میں نے اہل عرب کے (حرام) اور (شملہ) کی نسبت پوچھا جو طرابلس و صحرا کے عربوں کا قومی لباس ہے اور وہ اسقدر ڈھیلا اور بے زیبا ہوتا ہے کہ اُسے پہنکر کوئی چستی و حالاکی کا کام انجام نہیں دیا جاسکتا - (درھان الدین) نے جواب میں کہا

ہاں وہ لڑائی کیلئے کسی طرح موزوں نہیں لیکن اہل عرب ابنے وحشی لباس میں جسقدر ماہر کی دیتا غلطی سے آنہیں سمجھتی ہے - میدان جنگ میں جانے سے پہلے وہ تمام اسطرح کے کپڑے اتار دیتے ہیں اور جوان جواں ہوں جواہ ہوتے ہلکے اور چست کپڑے پہن لیتے ہیں - اور اکثر تو صرف ایک پائجامے ہی پر قناعت کرتے ہیں - وہ جانتے ہیں کہ جنگ سے واپسی پر انہیں بکثرت بندوقیں اور مال غنیمت اٹھاکر لانا پڑے گا اسلئے خود نہیں چاہتے کہ کپڑے کا بھی کوئی بوجھ اُنکے جسم پر ہو -

طرابلس میں کارتوس اور بارود کا کارخانہ

آپ کو اور زیادہ تعجب جس بات پر ہوگا - مجاہدین نے یہاں کارتوس اور بارود کے (کیدسیول) بنانے کا ایک کارخانہ کھولدیا ہے وہ بندوق چلانے وقت گولیوں کے طرف کو ضائع نہیں کرتے - انہیں جمع کرتے رہتے ہیں اور پھر انہیں سے دوبارہ (کیدسیول) تیار کرکے بارود اور گولیوں سے بھر لیتے ہیں - اس طرح انہیں خرچ کی بہت بڑی بچت ہوجاتی ہے - ایک خاص جماعت نے اپنے لئے یہ شغل مخصوص کرلیا ہے اور تمام ضروری سامان جو بارود کے عمل اور گولیوں کے ڈھالنے کے لئے مطلوب ہے مہیا کرکے ایک یورپین کارخانے کی طرح کام کر رہی ہے - (کیدسیول) کے مہیا کرنے میں بھی کوئی دقت پیش نہیں آتی اسکا ایک صندوق سینکڑوں کارتوسوں کے لئے کافی ہوتا ہے اور ہمارے پاس اسکے صندوقوں کے ذخیرہ موجود ہیں -

ولایت کی ڈاک

—*—

ریوٹر کی تار برقیاں

جنگ طرابلس

(لندن ۲۰) ناب عالی نے فیصلہ کیا ہے کہ درۂ دانیال بند نہیں کیا جائے بلکہ دونوں طرف سرچلس لگا کر اندائے کی چوڑائی کم کر دی جائے -

(روما ۲۲ جولائی) مصورہ کے مغربی جانب کے کسی حصے پر اٹالین فوج نے یورش کی - تعاقب کرتے ہوئے عثمانی فوج کے دو عشرے سے ایک عشر کو تہ تیغ کیا گیا جسکا تعداد ۱۵۰۰ سے کم نہیں - اٹالین صرف ۱۹ مقتول اور مجروح

مسئلہ وزارت

(قسطنطنیہ ۲۲ جولائی) سلطان المعظم پارلیمنٹ کے توڑ دینے پر راضی نہیں ہوئے اسلئے توفیق پاشا نے قبولیت وزارت سے انکار کر دیا -

(ایضاً) عاری مختار پاشا وزیر اعظم مقرر ہوئے -

(ایضاً) کامل پاشا ارکان سلطنت کے صدر اور نور الدین (؟) پاشا وزیر خارجہ - امید کی جاتی ہے کہ عالیاً کامل پاشا صدر اعظم ہوں -

(ایضاً) جدید ایوان وزارت نے طے کر لیا ہے کہ معاصرہ اور دار الحکومت کی موجی عدالت میں مقدمات کی کارروائی بند کر دی جائے (لندن ۲۳) گورنمنٹ نے حکام کے نام جاری کئے ہیں کہ البانیا میں محالفانہ کارروائیاں موقوف اور حتی الوسع تالیف قلوب کی کوشش عمل میں لائی جائے -

(قسطنطنیہ ۲۵) البانیوں نے (پرشتینا) پر قبضہ کر لیا اور عثمانی فوج مجبور ہوکر اپنے تئیں حوالے کر دیا (موجودہ عام حالت) اندیشہ ناک کوائف قریب ظہور ہیں - اتحاد و یونی فوجی سالے کے اٹھ جانے اور اپنے اثر کے رخصت ہونے کی وجہ سے سرگرم کہ آخری درجے تک قوت آزمائی کرے - فوج سلطان سے کامل پاشا کی وزارت اور موجودہ پارلیمنٹ کے توڑ دالنے کا مطالبہ کرتی ہے -

مسئلہ صلح

(لندن ۲۰) درہ دانیال کے حملے کی خبر دیر تک اور برابر تعجب کیا جا رہا ہے - وہاں خیال کیا جاتا ہے کہ اٹلی اور جرمنی کے ماہرین مالیات کے درمیان زار دارانہ معاملہ گرم اور مسئلہ صلح امید افزا حالت میں ہے -

عشق افلاطونی

(طلس) کے مشہور و معروف اڈیٹر، جسکی حامد نک، [نارنے] جاتے ہوئے [لندن] سے گذرے ہیں - اثنائے ملاقات میں جو دلچسپ گفتگوئیں ہوئیں انکو [ٹرانسکرپشنات] کے اڈیٹر نے اپنے اخبار میں شائع کیا ہے -

آپسے دریافت کیا گیا - "کیا یہ صحیح ہے کہ ہنگاموں دنوں کی پالیسی اب انگریزوں کی محبت پر منحصر ہونے لگی ہے" ؟

حامد نک نے جواب دیا - " انگریزوں کی محبت کا وعدہ معتدل گوئی کے حدود سے باہر لیجاتا ہے - اسمیں تو ہم کو انکی پس و پیش ہے گو جنگ نے بلا اشتباہ ترکی جرمنی تعلقات کو ناراض کر دیا ہے - نوجوان ترک جرمنی کو اپنا بہترین مشفق تصور کرتے ہیں - لیکن تجربہ شاہد ہے کہ تمام جدیدی اور اہم مسائل میں اسکی الف محض افلاطونی عشق ثابت ہوئی - ہمارا اگر ایسا خیال ہے تو ہم معذور سمجھی جائیں - اگر آپ پوچھیں کہ انگلستان سے ہمکو کس شے کی توقع ہے تو اسکا جواب تپاک دینے سے ہم قاصر پائے جائینگے - لیکن، بہرکیف، ہم انسان ہیں، جنکو جرمنی لطف و عنایات سے ہم نے اس وقت تک ایک دخترہ جمع کر لیا تو بہتر معلوم ہوئی کہ کہیں نئی دوستی ڈھونڈھئے - البتہ ہم کو اعتراف ہے کہ جرمنی ہمی اسے کو ایک محاطرے میں ڈالی ہے - اٹلی اگر ایسا دست تطاول طرابلس پر دراز کرے تو وہ اسپر حملہ نہیں کر سکتی - لیکن یہ نہیں تو یاد ہوگا کہ چند سال ہوئے جرمنی کے ایک دوسرے دوست نے ہم سے (نوسیدا ہرزگوینا) لے لیا - ایسی دوستی ہمارے کس کام کی ؟ ہم تو اسے طالع کے شکر گزار ہیں کہ جرمنی نے اور کسی دوست نہیں ہوئے "

[لارڈ رابرٹس مارشل] کے متعلق بھی (حامد نک) اسی لطیفی کے سامنے لب کشا ہوئے - "قسطنطنیہ میں آنکی سکونت مشکل سی ہوگئی تھی - جنگ کے شعلے بھڑکنے سے پہلے [لارڈ رابرٹس مارشل] نے ہمکو یہاں بلا کر مشورہ دیا کہ اراکین پاشا کی موجودگی اٹالیوں کو فراہم کردگی نہیں ہے کہ آنکو واپس بلالو - ہم نے اراکین پاشا کو بلالیا - جب جنگ چھڑ گئی تو اسوقت طرابلس پر کوئی گورنر حکمراں نہیں نہ کوئی فوج "

ترکی کی تجدید

[البانیا] کی موجودہ تحریک نہایت اخبار [فرانکفرٹر زیتنگ] ایک نہایت دلچسپ لیڈنگ مضمون شائع کرتا ہے - اسکا بیان ہے کہ دستی سے اٹھ کر ہمیں جدید کے وار ہ رح کرنا ہمیشہ ایک پر صعوبت عمل ثابت ہوا ہے - جسکے نعروں میں صدہا آبادیوں نے دھجیے اور جسکی دوش پر ہزارہا جانبازوں کے دستارے ہوئے ہیں - اس ارتقاء کے لئے کامیابی کے لئے ایک ہی شرط ضروری للہ الزمی ہے - اور وہ اسکے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ خارجی فتنہ و فساد سے نکلی آزادی و عدم اختلال ہو - یہ اوقات (جنگ) کا تھا - (ترکی) اس سے بہرہ ور رہی، جنگ کے معاملے میں آزادی نے ساتھ اور یہی نامساعد امور ہیں، اسکو نا رجحی نہیں اور قومی اتحاد کبھی نصیب نہ ہوا - لیکن وہ جذبہ عظیم الشان فوائد کی بھی مالک ہے جسکے اندرونی طاقت عظیم، زور اخلاقی اور سرحوش شباب کی حالتیں، اسمیں مطلقاً اشتباہ کو دخل نہیں کہ اگر اسکے ہمسائے اسکو نہ ستائے رہتے تو وہ بھی اپنے ارتقاء کے مرحلے کامیابی کے ساتھ طی کر کے ایک عمدہ سلطنت کی حیثیت حاصل کر لیتی -

[الهلال ایلکٹریکل پرنٹنگ ورکس نمبر ۷ - ۱ مکلاؤڈ اسٹریٹ - کلکتہ سے [ابوالکلام آزاد] نے چھاپکر شائع کیا]

(آئیندہ نمبرون کیلئے جو تصویرین طیار ہین)

(اُن میں سے بعض کی فہرست)

(مشاہیر)

۱ امیر عبدالقادر الجزائري

۲ ابو الاحرار مدحت پاشا

۳ شیخ احمد السنوسی

۴ سید ادریسی امام یمن

۵ امیر علی پاشا بن عبد القادر الجزائری

۶ امیر عبدالقادر ثانی بن امیر علي پاشا

۷ هر اکلیسی محمود شوکت پاشا

۸ معاهد دستور و حریت بلغاری نک

۹ ابراهیم ثریا نک کماندر شرقی طرابلس

۱۰ ڈاکٹر نہاد سرای نک رئیس هلال احمر قسطنطنیه

۱۱ سوله برس کی عمر کا ایک عثمانی مجاهد

۱۲ قسطنطنیه کی موجوده زیارت

۱۳ ایرانی مجاهدین کا سالم سرا

۱۴ ایراني مجاهدین کا حمله

۱۵ بنک ناشی نشانه سے

۱۶ منصور پاشا مدعوث بلغاری

(مناظر جنگ)

۱۷ طرابلس میں مسلحی تهذیب کے چار خونین مناظر

۱۸ اتالین هوائی جهاز سے مجاهدین کے کیمپ پر کاغذات پهینک رهے هیں

۹ طبروق کا معرکه

۲۰ منصور پاشا مجاهدین طرابلس کے سامنے تقریر کر رهے هیں

۲۱ بیروت بینک کی شکسته دیوارین

۲۲ بروتس میں اتالی کا داخله

طرابلس میں اتالین کیمپ

۲۳ طبروق کے عثماني کیمپ کے افسر

۲۵ مجاهدین کي عورتین اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۲ تبریز میں روسي لشکر کی لعنت

۲۷ ادر بائیجان میں روسي داخله

۲۸ ایران کے سوداران قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا قتل عام

۳۰ طنجه میں قبائل کا حمله

۳۱ فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر و تصاویر)

۳۲ عثمانی پارلیمنت کا افتتاح

۳۲ سلطان المعظم پارلیمنت میں

۳۴ عهد دستور

۳۵ بروتس کے بعض مناظر

۳۶ قارڈیلر کا ایک منظر

۳۷ هلال احمر مصر کا گروپ

۳۸ فرانس کی هلال احمر کا طبی وفد

* * *

۳۹ قونیه میں ایک اسلامی اثر قدیم کا انکشاف

۴۰ سنه ۷۰ هجري کی ایک تحریر کا عکس

۴۱ حکیم مومن خاں "مومن"

۴۲ نواب ضیاء الدین خاں "نیر"

۴۳ مرزا صائب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحه

۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط

۴۵ بهادر شاه کا دستر مرگ

المہلال کے مضامین کے ابواب

منزل علمیہ

اس عنوان کے تحت میں ہمیشہ علمی مضامین ، علمی خبرین ، جدید اکتشافات
متفرق ابحاث و افکار علمیہ اور علمی استفسارات کے جواب درج ہوا کرینگے .

زائر اسرار

اسمین بالالتزام تاریخ اسلام کے اُن مشہور نامورون ، کے حالات درج کئے جائینگے
جنہون نے مذہبی ، علمی اور سیاسی آزادی کے لئے کون جانفروشی
اور قربانی کی ہو ، نیز زمانۂ حال کے نامور احرار کے
حالات بھی مع تصاویر شایع کئے جائینگے .

مغرب

ایران کے متعلق تمام مضامین اور خبرین

مشارق

مراکش سے یہ باب مخصوص رہیگا اسکے علاوہ مندرجۂ
ذیل چھوٹے کالمون کے عنوانات ہین .

مدارس اسلامیہ

عالم اسلامی

انتقاد

مراسلات

شمارت کی افزائش کے ساتھ اور نئے ابواب بھی بڑھائے جائینگے ہمیشہ
ایڈیٹوریل کالم انکے علاوہ رہیگا اور ابتدا میں برائے نوٹس :

شذرات

کے عنوان سے درج کئے جائینگے

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام آزاد

مقام اشاعت
۷-۶ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۴ | کلکتہ - یکشنبہ ٤ اگست ۱۹۱۲ ع | جلد ۱

فہرست

مضامین		تصاویر	
شذرات	۱		
ایڈیٹوریل نوٹس	۳	محمود سوکت پاشا اسپیچ دے رہے ہیں	۳
مقالات	۷	عثمان ہوائی جہاز کی رسم افتتاح	٤
ناموران غزوۂ طرابلس	۹	زوارہ کا عثمان کیمپ	۹
کارزار طرابلس	۱۰	ملازم احمد خیری بک	۹
مغرب اقصیٰ	۱٤	ساحل بیروت پر گولہ باری	۱۰
عالم اسلامی	۱۵	مراکو کا نیا تاج بادشاہ	۱٤

قیمت فی پرچہ سلور پیسہ تین آنہ

الہ الال

— * —

(الہـــلال) کی بالاصل دوھزار کا پیان شائع کی حاتی ھیں
برھتی تعداد برھتی جاے ھی —
آسکی اشاعت زیادہ تر تعلیم یافتہ اور اعلی طبقو میں
ہ تو عام اخباروں کو بہت کم دیکھنے ملتی ہے —
(اشتہارات) کیلئے تاثال پیج کو دو صفحو مخصوص
کردے گئے ھین
یورپ میں اشتہار کی ترتیب اور اشاعت ایک مستقل
فن ہو اشتہار کیلئے پہلی چیز یہ ہو کہ وہ نا وجود
اشتہار ہووں کو اپنی اندر کوئی ایسی کشش رکھو کہ اخبار
کو مضامین سے ہٹکر نظرین اسکی گرویدہ ہوجائیں ، انگریزی
اخبارات ورسائل میں اسکے لیئے طرح طرح کی تدبیریں
کی جاتی ھیں ، لیکن اُنمیں سے اکثر ایسی ھیں جو ہندوستان
چھاپہ میں ممکن نہین -
مثلاً اشتہار ہیں خوشنما حاف ٹون یا انگریو بیک
تصویر دیدی ، یا خوشخط اور خوبصورت لکھواکر اسکے
فوٹو کا بلاک سوالیا ، یا کوئی ایسا طغرا اور نقشہ درج کردیا
جسکی وجہ سے اشتہار تمام اخبار میں نمایاں رہے ، اور
نظرین مجبور ہو ہوکر اُسپر پڑیں ، لیکن یہ تمام باتیں
بنیر (تائپ) کی چھاپہ کے محال ھین
(الہـــلال) پہلا اُردو رسالہ ہے جو ان چیزون کا
انتظام کرسکتا ہے
البتہ مرقسم کو اشتہار کی شرح اجرت علحدہ ہوگی
خط و کتابت سے دریافت کیاجاسکتا ہے

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷-۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ٤ — کلکتہ : یکشنبہ ٤ اگست ۱۹۱۲ ع — جلد ۱

شذرات

بعض حضرات شاید (الہلال) کی تصویروں کو مختلف حالت میں پاکر اسے پریس کی بدنظمی کا نتیجہ سمجھتے ہوں ' ابتدائی کام ہونے کی وجہ سے بہت سی باتوں میں بدنظمیوں کا ہمیں خود اعتراف ہے جو رفتہ رفتہ دور ہوتی رہیں گی ' لیکن تصویروں کے بارے میں تو یقین دلانے کی ضرورت نہیں ہے ' ہم نے اول تو تصویروں کے بلاک بنانے کا کام جس کارخانے کے سپرد کیا ہے وہ تمام ہندوستان میں اول درجے کا کارخانہ ہے اور یہ کہنا ضروری نہیں کہ کلکتہ سے بہتر ان چیزوں کا انتظام اور کہیں نہیں ہوسکتا ' پھر اخبار کیلئے (پین) کی ڈبل کراؤن مشین الگ اور مخصوص رکھی ہے اور اس فن کے جاننے والے جانتے ہیں کہ چھپائی کے بارک کاموں کیلئے اس کارخانے اور اس سائز کی مشین مشہور ہے ' ہم نے اسپر بھی اکتفا نہیں کیا اور خاص ہاف ٹون کی چھپائی کی ڈیڈل مشین بھی خرید لی اور بعض تصویروں کو اخبار سے الگ چھاپنے کا انتظام کیا ' انشاء اللہ تعالے رنگین اور مختلف رنگوں کی چھپی ہوئی تصویریں عنقریب ہم اسی مشین پر چھاپکر شائع کرسکیں گے پھر روشنائی بھی جو ہم استعمال کرتے ہیں نہایت اعلے قسم کی ہے اور ظاہر ہے کہ اس سے زیادہ اور کیا انتظام کرسکتے ہیں ؟

لیکن اسمیں شک نہیں کہ باوجود اسکے بعض تصویریں دیکھنے میں کسی قدر مدہم اور صاف و نمایاں نہیں ہوئیں لیکن اسکا سبب یہ ہے کہ جن تصویروں سے نقل کی گئی ہیں خود وہ عمدہ اور نمایاں نہ تھیں ' پہلے نمبر میں شیخ محمد عبدہ ' سید رضا وغیرہ کی اصل تصویریں نہایت عمدہ تھیں اسلئے انکا ہاف ٹون بھی نہایت عمدہ طیار ہوا ' لیکن (جنگ طرابلس) کی تصویروں کے لئے تو اسی کو عمیم سمجھنا چاہئے کہ میسّر آجاتی ہیں ' اچھے اور برے کے سوال کی یہاں گنجایش نہیں ' پھر بھی ناظرین کو معلوم نہیں کہ ان تصویروں کو قابل اشاعت بنانے کیلئے کسقدر وقت صرف کرنا پڑتا ہے اور کس درجہ دیدہ ریزی سے اوپر ایک دیا رنگ چڑھا کر نقل لی جاتی ہے ' انشاء اللہ ہم نے تصاویر کا جو نیا بندوبست کیا ہے اسکی تکمیل میں اب زیادہ دیر نہیں ہے ' اس وقت ہم جنگ طرابلس اور دیگر مختلف مصالحوں کے متعلق تصویریں نہایت عمدہ شائع کرسکیں گے اور رسالے کی دلچسپی بہت بڑھجائے گی -

اور سچ پوچھئے تو تصویروں کی اشاعت تو ہمارا ایک ضمنی کام ' اور زیادہ تر اسلئے ہے کہ

نرم میں اہل نظر بھی ہیں تماشائی بھی

ورنہ فی الحقیقت ہماری اصلی دلچسپی اور شغف کیلئے تو صفات الہیہ کا وہ مرقع کافی ہے ' جسکی نسبت خود اسکے بنانے والے نے کہا ہے کہ (لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ) قرآن بھی اسی تصویر الہی کا عکس ہے (حلیۃ القرآن) اور ان تصویروں سے جنکو مصوب ہوگئی ہے وہ انسانوں کی کاغذ پر بنائی ہوئی تصویروں کو لیکر کیا کریں گے ؟

مسلمانوں کو تو چاہئے کہ اس مرقع کو ڈھونڈھیں' اور اسکے الہی صفات کے خط و خال کے دیکھنے میں ایسے محو ہوجائیں کہ دوسری جانب نظر اُٹھانے کی مہلت ہی نہ ملے ولا ورینک لا تومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیما (۴ ۶۹) لا یومن احدکم حتی احب الیّ من والدہ و والدہ والناس اجمعین (الحدیث)

ہوش دلکش ست قصۂ خوبان روزگار
تو یوسفی و قصۂ تو احسن القصص

تصویروں کی اشاعت کا وعدہ کرلینے کی وجہ سے علاوہ اُن کثیر اخراجات کے (جنکا ناظرین کسی طرح اندازہ نہیں کرسکتے جب تک اس کام کا تجربہ نہ کرچکے ہوں) آرزو طرح طرح کی دقتیں (الہلال) سے ہر ہفتے دست و گریباں ہوتی رہتی ہیں' انکو ہم کہاں تک بیان کریں' پچھلا نمبر جنکے نہایت ضروری سے چھپ رہا تھا' تاکید (امیدوں) کرتے ہوئے معلوم ہوا کہ (ساحل بمبئی پر گولے باری) کی تصویر جسکا ہم تأثیل دفتر پر چھپ چکا ہے تانبے کی سطح سے بلند ہوجانے کی وجہ سے کسی طرح نہیں آسکتی' اور اسکو تھوڑے وقت کے اندر درست بھی نہیں کیا جاسکتا' بالآخر مجبور ہوکر نکالدینی پڑی اور فہرست تصاویر کے خلاف (ابراہیم خلیل) کی تصویر اسکی جگہ رکھدی گئی' پھر بھی کام اسلئے جاری رہا کہ ہر وقت کامی دخترہ طیار تصاویر کا موجود رہتا ہے ورنہ اس وقت کا تو کوئی علاج ہی نہ تھا۔

شیخ عبد اللہ صاحب البدتر حالوں نے ایک چھپا ہوا مضمون بعرض اشاعت بھیجا ہے' جسمیں (انجمن تبلیغ الاسلام) کی طرف سے اشاعت اسلام کیلئے قوم سے اپیل کی گئی ہے - ہم اُسے درج کردینے' لیکن مضمون ایسا نہ ہے کہ کم ارکم (الہلال) کے چار کالم اُس سے رک جائیں گے ' اور پھر ہمارے حمال میں اُسکی اشاعت سے کوئی معقول منفعت حاصل بھی نہیں -

اشاعت اسلام ہمارے عقیدے میں ایک ایسی تحریک ہے جسکا اگر کوئی صحیح اور موصل الی المقصود انتظام ہوسکے تو آجکل کی تمام تحریکوں اور نئے سے نئے کام اُسکے آگے ہیچ ہیں اور مسلمانوں کو تمام کام چھوڑ کر صرف اسی کے پیچھے اپنا وقت اور روپیہ لگادینا چاہئے مگر مشکل یہ ہے کہ یہ مسئلہ جس سخت مشکلات اور پیچ در پیچ دقتوں میں ملفوف ہے اسکی لوگوں کو خبر نہیں' اور وہ سمجھتے ہیں کہ دس پندرہ روپیہ کی قسمت سے چند مولوی اور مولود خواں نوکر رکھکر ہم ہندوستان اور خاص کر پنجاب کو فتح کر لینگے' انکی

اس خیال سست و بیحاصلست و خطرں

ہماری معلومات میں ابتک اگر کسی شخص نے اس کام کو اسکی اصلی صورت میں دیکھا ہے تو وہ صرف (مولانا سلیمان) ہیں - ہم میں اور اُن میں برسوں سے اس موضوع پر گفتگو ہورہی ہے اور آجکل بھی جب کبھی انکی صحبت میسر آجاتی ہے تو گھنٹوں اسی مسئلہ کی مشکلات مرصوع بحث رہتی ہیں' جن مشکلات کو اپنے سامنے پائے ہیں لوگوں کو انکی خبر نہیں اور خبر ہو تو کدونکر؟ نہ تو کبھی انہوں نے مذہب کو اتنی اہمیت دی ہے کہ اسکی اشاعت کو کوئی معقد کام سمجھیں اور نہ کبھی اُن لوگوں کی حالت سے واقف ہوے ہیں' جنکو نوکر رکھکر ساری دنیا کو اپنے میں شامل کرنا چاہتے ہیں' اس دور الحاد و تفرنج میں تو ہم اسی کو عظیم سمجھتے ہیں کہ کسی پولیٹکل یا شمار و اعداد کے رفاہ مناسب کے خیال ہی سے سہی' مگر کم ارکم نئے لوگوں کو اشاعت اسلام سے اب اتنی غرض نہیں ہے کہ اسکے ذکر پر ناک نہ بھوں چڑھائیں۔

شیخ عبد اللہ صاحب تو معذور ہیں' اس عالم کے وہ آدمی نہیں' دور بھی وہ جو کچھ کرچکے یا کرنا چاہتے ہیں اسکو قسمت سمجھنا چاہئے مگر ملک کا تو یہ حال ہے کہ جہاں قومی اشغال کی مختلف تجارتیں تیسرے سے موجود نہیں وہاں بعض لوگوں کیلئے (اشاعت اسلام) بھی ایک نیا پیشہ پیدا ہوگیا اور عام لوگوں کی دلچسپی کے لحاظ سے نہایت اور پیشوں کے بہت زیادہ نفع بخش اور بعض سے محفوظ' (دہلی) میں ایک مولوی صاحب نے عین موقعہ پر بازار کی حالت کو تولا' اور جہت بہت ایک انجمن (ہدایت الاسلام) قائم کرکے چند بیچارے مولود خواں اور حال بازوں کو سر دھنّیاں تقسیم کردیں - اب ایک اچھی خاصی دکان انکے ہاتھ میں ہے' جہاں کہیں اس جنس کی مانگ سنتے میں آتی ہے' فوراً انجمنوں کا طائفہ (گروہ) بھیجدیا جاتا ہے' اور پھر وعظ ' مولود' نعت خوانی' حال و قال ' جس بازار میں جس متاع کی گرم بازاری ہوتی ہے وہی بیچ کردیتے ہیں - (تجارت) کو خدا تعالی نے اسے فضل سے تعبیر کیا ہے (وابتغوا من فضل اللہ) مگر قوم کی قوم اس سے نا آشنا تھی' الحمد للہ کہ علماے کرام اسکی جانب متوجہ تو ہوے ' قوم کیلئے نہ ایک مال تک اور مثال روپیہ ہے ! (طالب آملی) تو آجکل کی حالت کیونکر معلوم ہوگئی ہوگی

حالۂ شرع حرامست ' کہ ارباب صلاح
در عمارت گری گنبد دستار خودند

(انجمن ہدایت الاسلام) اور (دہلی) کے ذکر پر ایک اور واقعہ ہمیں یاد آگیا (السبب یاللسبب یذکر) اور گو نہ (الہلال) کی اشاعت سے تعلق کا واقعہ ہے مگر نہ کہنا ضرور ہے کہ ہم ماضی کی دلچسپیوں سے مرے نہ لیں ؟

دہلی سرکاری فہرست خطابات میں (مولوی عبدالحق) صاحب حمالی تو تھے (شمس العلما) کا خطاب ملگیا

مارے ہوئی قبول تری الدعا کے بعد

ہم نے تو (دربار دہلی) کے موقعہ پر جس وقت مولویوں کے (اصحاب العقل) کا سوانگ دیکھا تھا (الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل) اسی وقت سمجھ گئے تھے کہ جو حرکتیں بے عقلیوں برسے گر گر کر دکھا رہی ہیں ' انکے لئے ضرور کوئی مرہم بھی ملنے والا ہے ' الحمد علماے کرام کے سمجھ ہم کو بھی اسکا افسوس رہیگا کہ جب شوق بطالۂ حمال میں اپنے قلمی اور

الهلال

٤ اگست ۱۹۱۲

مسلم نوبدورستی

—*—

او لا یرون انهم یفتنون فی کل عام مرة او مرتین ' ثم لا یتوبون ولا هم یذکرون (۹ ۱۲۸)

(مرزا غالب) پر عذر کے بعد کے چند سال نہایت عسرت اور تنگی کے گذرے تھے ' اس زمانے کے ایک خط میں مرزا قربان علی بیگ سالک کو لکھتے ہیں —

" آپ اپنا تماشائی بن گیا ہوں' رنج و دلسے خوش ہوتا ہوں' یعنے میں نے اپنے کو اپنا عنصر تصور کر لیا ہے جو دکھ مجھے پہنچتا ہے' کہتا ہوں کہ غالب کے ایک اور چوٹ لگی "

ہم نے بھی عرصے سے مسلمانوں کو اپنے سے عنصر سمجھ لیا ہے' اور جب کبھی گورنمنٹ کی طرف سے کوئی نئی مشکل پیش آتی ہے' تو خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ " ایک اور چوٹ لگی "

جو قوم چالیس برس تک محض حکومت کی تھپک اور دلجوئی پر زندگی بسر کرتی رہی ' جس نے ہمیشہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے سے انکار کردیا ' جس نے ہر موقعہ پر پولیٹکل حد و جہد کو ایک حرام اور نعوذ سمجھا ' اور جس نے خود کبھی بھی کچھ نہیں کیا مگر ہمیشہ کام کرنے والوں کی تضحیک و تحقیر کی اور طرح طرح کے ناشائستہ خطابات سے انہیں یاد کیا ' آج اسے کیا حق ہے کہ گورنمنٹ اسکی پروا کرے' کیوں نہ اسکو دلیل و جواز بنایا جائے' اور کیوں نہ اسکی امیدوں کو دلسے ساتھ ٹھکرا دیا جائے ؟

حرم مبست ' پیش تو گر قدر من کم ست
خود کردہ ام پسند خریدار خویش را

ہندوستان کے مسلمانوں کو اس ملک میں عزت و تمدن کے جو وسائل حاصل ہیں' وہ اور ملکوں کے مسلمانوں کو حاصل نہیں' یہانکی در و دیوار انکے لئے ایک صدائے سروش ہے جسکو اگر سنیں تو کسی وقت بھی وہ چپ نہیں' انکے ساتھ کی رہنے والی قومیں اپنے جد و جہد اور اعمال میں ہر وقت انکے لئے دعوۃ عزت و موعظۃ ہیں اور اپنی ہر حرکت میں انکے حصول کیلئے ایک تازیانہ رکھتی ہیں - لیکن قدرت نے جب دیکھا کہ عمل شکنی کیلئے یہ چیزیں بھی کافی نہیں تو بالآخر (تقسیم بنگال) کی تدبیر کے کوڑے کی ایک ایسی ضرب محکم لگائی' جسکی چوٹ رحم بنکر برسوں تک متحمل

طول الذیل حنّوں کے ساتھ (جو اسی موقعہ کیلئے نہیں معلوم کن کن دقتوں سے طیار کرائے گئے تھے) حضرات علمائے عظام ' وارثین انبیائے کرام ' حاشیہ نشین رسول اللہ ' مصداق علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ' ہاتھوں پر اُچک اُچک کر چڑھتے تھے ' اور شوق و خوش کی خود رفتگی میں عاشقانہ و محبوبانہ اپنے تئیں گراتے تھے ' اُس وقت اس مضطر درد انگیز کو دیکھکر داد دینے والا کوئی نہ تھا - انکی حسرت گویا زبان حال سے کہہ رہی تھی

تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشائیست

شوق و محبوبی کا یہ عالم تھا کہ ہاتھیوں کے مہلک قدموں میں لوٹتے تھے مگر پھر اس تیزی اور بے پروائی سے اٹھکر اپنی پگڑیوں کو تلاش کرتے تھے گویا میدان طرابلس کے خود فروش مجاہدین ہیں جو زخموں پر رحم کھا کر گر رہے ہیں مگر پھر اُٹھکر اُسی خوش جہاد کے ساتھ تلوار کے قبضے کو ڈھونڈھتے ہیں .

حسکا تو قاتل ہو ' اُسکے واسطے
کونسی لذت ہے خنجر سے لدید

مگر تاہم علمائے کرام کو اِس سے بے دل نہیں ہونا چاہئے' گو وہ یہ دیکھتے ہوں لیکن (ان ربك لبالمرصاد) اُنکا رب انسے بےخبر نہوگا - (معلم احسان) کیلئے (حدیث جبریل) میں دونوں صورتیں بتلائی گئی ہیں فاعبد الله كانك تراه و ان لم تكن تراه فانه يراك ' [خدا کی اسطرح بندگی کرو' گویا تم اُسے دیکھ رہے ہو' اور اگر تم یہ دیکھ سکو تو پھر یہ حالت تو ہو کہ اسکے دیکھنے کا یقین حاصل ہوجائے] کم ازکم دوسرا درجہ تو حاصل کریں اگر پہلے سے محروم ہیں' اور پھر یہ بھی ہے کہ کوہ طور پر تو (لن ترانی) کی جگہ (ولعد راہ من ایات ربه الکبری) کا مقام حاصل ہوہی گیا - ہم نے یہ تحقیق یہ بھی سنا ہے کہ اس معراج جسمانی کے تمام فائزین کو (ما زاغ البصر و ما طغی) کا مقام استغراق بھی حاصل تھا !

واتخذوا من دون الله الهة لیکونوا لهم عزا' کلا سیکفرون بعبادتهم ویکونون علیهم ضدا (۱۹)

مگر ہمکو سخت تعجب ہے اس بےتدبیر وفاداری کی پہلی کڑی خطاب کے طلائی ملمّع سے محروم رہگئی ' یہ کیا ہے دردانہ ناانصافی ہے ' مانا کہ ہم خود اس میدان عشق کے زخمیوں میں نہیں ہیں لیکن سپاہیوں کی جان نثاریوں کی داد سب سے پہلے افسر ہی کو ملنی چاہئے ' اور ویسے اس معرکے میں زخموں کی کیا کمی تھی اس میدان میں نہیں ' اور کسی حملے میں سہی - ہم نے خود اپنے کانوں سے سنا تھا کہ اسی یوم الفیل کے ایک دوسرے موقعہ پر ہاتھیوں کی جگہ انسانوں کے ریلے میں اُس سے بھی بڑھکر مضحکہ خیز حالت پیدا ہوگئی تھی - ایکن شاید اس بےسمجھ جاںفدائی کا اثر کسی دوسرے وقت ظاہر ہو' بہت سی ڈائنس تو زہدف ہوتی ہیں مگر ساتھ ہی بطی الاثر بھی ہوتی ہیں - افسوس !

درمیاں کافراں ہم دردہ ام
یک کمر شائستۂ زنار نیست

پہونچی' اور اسکی ٹیک سے ہر وقت عدرب کا سبق یاد آتا رہتا - ہمارے عہدے میں (درٹش گورنمنٹ) نے آثار حکومت سے لیکر آخیر اگر می الحقیقت مسلمانوں پر کوئی عظیم الشان احسان کیا ہے ' تو وہ یہی ہے کہ (دھسم دیگال) کو مدسوخ کردیا اور اسطرح حرد دیلادیا کہ ہم تک پہنچنے کیلئے صراط المستقیم کیا ہے ؟ مگر مسلمانوں کو اپنی بدبختی پر رونا چاہئے کہ یہ ضرب آخری بھی بالکل بے نتیجہ رہی ' انکا نشۂ ضلالت اس درس گہونت کو بھی بالآخر ہضم کرگیا - چاہئے تو یہ تھا کہ یہ چوٹ انکے ایسا گہرا زخم لیکر رہجاتی جو کبھی مندمل نہوتا اور ہمیشہ اسکی ٹیس سے بیقراری بڑھتی رہتی' لیکن ہم کو اندیشہ اس سے زیادہ کچھہ نظر نہیں آتا کہ مکتب کے شریر اور سبق خوان لڑکوں کی طرح بید کی ضرب کھاکر ایک دو منٹ تک تھوڑا کھجلا تو ضرور لی ہے' لیکن زخم انکے طرف' بدل کا کوئی نشان بھی نہیں جسکے لئے کم ازکم ہلدی اور چونے کے لیپ کی تو ضرورت ہوتی - اولا یرون انهم یفتنون فی کل عام مرة او مرتین ' ثم لا یتوبون ولا هم یذکرون (٩ ١٢٨)

* * *

لیکن مسلمانوں سے ہمارا کیا مقصود ہے ؟ مسلمان' مسلمان اور علی الخصوص ہندوستان کے مسلمان تو ایک ایسی قوم ہے کہ شاید ہی دنیا میں انسانوں کا کوئی گلہ ایسا خوش عقیدہ' سریع الاعتقاد ' تقلید دوست اور آمادۂ ہرگونہ اصلاح و ارشاد ہو' لیکن بدبختی یہ ہے کہ ہم میں جو گروہ آج رہنمائی کی موٹر پر سوار ہے اور جس نے لیڈری کا تخت خود ہی بچھایا ہے اور خود ہی اپنے ہاتھوں سے اپنی رسم تاجپوشی ادا کی ہے' اسنے اپنی بیدردی عرب و شوکت اور جاہ و نمائش کا جوا کھیلنے کیلئے اپنی ملت مظلوم کو ایک تاریخچہ بنا لیا ہے' اور اُنمیں سے جو اُٹھتا ہے اسی گندم کو ایک ٹھوکر لگاکر اپنی طاقت کی نمایش کرنا چاہتا ہے - مسلمان بیچارے تو ہر وقت پرستش کرنے کیلئے موجود ہیں مگر افسوس یہ ہے کہ انکو کوئی رحم دل اور غمگسار معبود ہی نہیں ملتا - مسلمانوں نے اپنے لیڈروں کی گاڑیاں کھینچی ہیں' انکی جے بکار پر ہزاروں اور لاکھوں روپئے لٹاکر رکھدئے ہیں ' انکے ہر حکم کو فرمان الہی سمجھکر اپنا نصب العین بنایا ہے اور یہ سب کچھہ اُن جاہ پرست' جاہل مطلق ' اور عبدۃ الحکام لیڈروں کے سامنے کیا ہے جنھوں نے ایک لمحہ کیلئے بھی انکو فائدہ پہنچانے کا خیال نہیں کیا اور ہمیشہ انکی خیانت اور بے وفائی سے متمتع ہوتے رہے -

درهمی می شدم گر این قدر زیار می دیدم

قوموں اور جماعتوں کی رہنمائی فی الحقیقت ایک پیغمبرانہ عمل ہے' اور (علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل) گو لفظاً حدیث موضوع ہو مگر معناً بالکل صحیح ہے - وہ نفوس قدسیہ اِسکے اہل ہیں جنکو خواص نبوت میں سے حصہ ملا ہو' اور نورِ الہی کی روح القدس کا ہاتھہ جنکے دلوں کو ہر وقت مس کرتا رہتا ہو' یہ منصب اُن مخصوص بعائم الہیہ کے لیا جس سے خدا تعالیٰ نے امتِ مرحومہ کو درگزدگی عطا فرمائی تھی اور اسکے ہر فرد کو اسکی صلاحیت بخشی تھی وکذلك جعلناکم امة وسطا' لتکونوا شهداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شهیدا (٢ ١٣٧) لیکن مخلف میں بعدهم خلف' اضاعوا الصلوة واتبعوا الشهوات (١٩ ٦٠) اندر رہنمائی کی ناگ جانیوالی اور سونے کے ہاتھہ میں ہے' دولت اور ادّعا' یہی دو حرزیں ہیں جنکے جمع ہوجانے کے بعد ہر شخص قوم کا لیڈر ہے خواہ جہل مرکب سے اسکے تمام اعضاے جسم بندے ہوں اور خواہ جس مذہب کے پیروؤں کی رہنمائی کا مدعی ہو' خود اُس مذہب سے آپے کوئی واسطہ نہو - قوم' اور بدبخت و زبوں طالع قوم بھی شخصی حکومت کی عادی ہوکر اسقدر دولت پرست ہوگئی ہے کہ سورج سے آنکھیں لڑائے گی' مگر سونے کی چمک کے آگے اُسکی آنکھیں خیرہ ہوجاتی ہیں' یہ ایک گہرا اور جڑی کے اندر کا مرض ہے' اور آج مسلمانوں کے تمام امراض کیلئے پہلے انکے لیڈروں کی نبض دیکھنی چاہئے - ہمکو تو ایسا اوقات یہ درد انگیز منظر منحوس بنا دیتا ہے کہ آج مسلمانوں میں دو ہی طرح کے راہنما اور مرشدیں ہیں' قدیم گروہ کیلئے دراے علماء ' اور نئے گروہ کیلئے لیڈر' دونوں مذہب سے بے خبر اور سلب کیلئے عصر مسموم' پہلا قرنِ رفتہ رکھکر بیٹھا ہے اور دوسرا پانی تک پہنچنا بھی نہیں

اے کشتی نہیں ملتی آ ے ساحل نہیں ملتا

پہلا مذہبی توہمات و تعصب و جمود میں مبتلا ' دوسرا الحاد' مرتکی مآبی اور جاہ پرستی میں گرفتار' دونوں کا یہ حال ہے کہ " وجعلنا هم ائمة یدعون الی النار (٢٨ ٤١) و اولئك یدعون الی النار واللہ یدعوا الی الجنة (٢ ٢١٥) -

* * *

خدا' یہ تو ایک داستان مسلسل ہے جسکو کسی دوسرے وقت کیلئے اُٹھا رکھنا چاہئے ' لیکن (مسلم یونیورسٹی) کی شورا شوریٰ کی نے ہمکو ہمارے لئے ایک موثر سبق عجرب ہے -

ہمکو معلوم ہے کہ گورنمنٹ نے جدید فیصلہ کن اعلان سے پہلے کام کرنے والوں کو اسکا علم دیا اور سر اطاعت خم کرنے والوں کی گردنیں (جو نصف صدی سے صرف جھکنا ہی جانتی ہیں) جھک بھی گئی ہیں' مگر اب گورنمنٹ کی شکایت کی جاتی ہے کہ یہ بے انصافی ہے' ہے تو ضرور بے انصافی' لیکن شاید ہندؤں کے ساتھہ ہو جنکی یونیورسٹی کو بھی مسلمانوں نے اپنی یونیورسٹی کے قواعد و شرائط کی اولیں نظیر قائم کرکے حواب کردیا ہے' مگر مسلمانوں کیلئے تو عین انصاف ہے اور ہم تو (عالمگیر) کی زبان میں بہت خوش ہیں اور کہتے ہیں کہ الحمد للہ ایک آور زیادہ لگا -

ہم پھر پوچھتے ہیں کہ مسلمانوں کے لیڈروں کو اب گورنمنٹ کی سکایت کرنے کا کیا حق حاصل ہے ؟ کیوں وہ مسلمانوں کی امیدوں کا لحاظ کرے ؟ کیوں اسے درزیرہ گر کو' جس نے ہمیشہ جنت چھینوری ہوئی ہڈیوں اور روٹی کے باسی ٹکڑوں کو آنکھوں سے لگاکر کیچکول میں ڈال لیا ہو اور اتنی بھی معاصی پر حرص ہوکر اپنے معطی کو (حاتم وقت) اور (معن زمان) بتلایا ہو' آج اتنی معاصی کو بھی مصلحت کے خلاف دیکھکر جھڑک دے ؟ شکایت کا تو انہیں حق ہے ' جو اندھا سے لطف و رعایت

در نہیں ' بلکہ حق اور زور پر زندگی بسر کر رہے ہیں ' جنہوں نے ہمیشہ سخت سی سخت آزمائشوں میں بھی مبتلا ہوکر بتلا دیا ہے کہ ہم سائل اور درپیوزہ گر نہیں ' بلکہ ایک حریف مقابل ہیں ' جو مانگنے صرور ہیں ' مگر گڑگڑا کر اور عاجزی سے نہیں ' بلکہ زور اور طاقت دکھلا کر - دنیا میں صرف (طاقت) ہی زندہ رہسکتی ہے اور قوموں کی پولیٹکل حد و جہد اور حقوق طلبی کی زندگی میں تو طاقت کے سوا اور کوئی سوال ہے ہی نہیں ' اعتماد اپنے اوپر چاہئے نہ کہ دوسروں پر ' ایک کامل اور سچے آدمی جو باوجود طاقت کے کھڑا ہونا نہیں جانتا ' کیوں نہ وہ راہگذروں کی ٹھوکروں سے پامال ہو ؟ ہم نے درختوں کو جولہے میں جلتے ' اور سرسبز شاخوں سے سایہ کرنے ' دونوں حالتوں میں دیکھا ہے ' جو درخت خود اپنی جگہ پر کھڑا نہ ہوسکا ' آرے کے نیچے رکھکر پھر چولہے ہی میں ڈالا گیا ' مگر جو اپنی جڑوں کی مضبوطی کے دل پر اکڑا رہا ' اسکو سرسبزی و شادابی کی زندگی نصیب ہوئی ' یہ سنت الہی ہے اور دنیا کی ہر شے میں جاری و ساری ' و لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ' لیکن یہ کیا تعجب ہے کہ اپنے جد اعراض شخصیہ پر قوم کی قوم قربان کی گئی اور کی جارہی ہے ' حوادث و واقعات کی عبر منقطع سررشتہ ' ہمسایوں کی اولی العزمیوں کے تازیانہ ہائے عبرت ' ناکامی و نامرادی کے الیم صدمات و لطمات ' اور غلامی و استعباد کا سخت سے سخت مشاہدہ بھی ان غلام طینت ' سگ دنیا ' اور خود پرستوں کو ہوش میں نہیں لاتا لہم قلوب لا یفقھون بھا ' و لہم اعین لا یبصرون بھا ' و لہم اذان لا یسمعون بھا ' اولائک کالانعام ' بل ھم اضل ' اولائک ھم الغافلون (۷ ۱۷۸) و للک الدار الاخرۃ نجعلھا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا ' والعاقبۃ للمتقین (۲۸ ۸۳)

اب شاید لکھنؤ میں کوئی جلسہ کیا جائے گا ' ہمارے ایک دوست (جو یونیورسٹی کمیٹی کے ممبر بھی ہیں) کہنے لگے کہ گورنمنٹ کے اس حکم پر اب عام ایجی ٹیشن کرنا چاہئے ' اللہ ! اللہ ! اب مسلمانوں کے دشمنوں کو بھی ایجی ٹیشن کی تعلیم دی جاتی ہے !

این کہ می نہد بہ نہد ایں بازار یا بخواب ؟

اور ہاں ' اب شاید (اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم) کی آیت قرآن کریم سے نکالدی گئی ' اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ جالس درس کی مسلمانوں کی " مسلمہ قومی پالیسی " " زرگ سر سید کی تولیتکل شاہراہ " " قومی حد و جہد کی بے خطر راہ " اور " قومی لائلٹی " وغیرہ وغیرہ من التعبیرات کے پُر از حکمت گونا گوں و مصالح نوقلموں اسمائی کہاں بھلا دیے گئے ؟ یہ کیا بدعت سئیہ بل کفر و ضلال صریح ہے جسکی سلب بنیاد مصلحتیں مرتکب ہو رہی ہے ؟ یہ تو ہمسایہ اقوام کے باغیانہ اعمال ہیں جسے " مسلمانوں کی قوم میں حدیث القوم - الحمد للہ - ہمیشہ معتقد رہی اور اگر کبھی کسی شرذمۂ قلیل کو ہندؤنکی چالاکیوں نے گمراہ کیا بھی تو مسلمان لیڈروں نے انکی اصلاح کردی اور اگر فتنے کا پھوڑا سخت بطر آیا تو گورنمنٹ کے در نشتر کے سپرد کردیا " (یفعل ما یشاء ویحکم ما یرید)

* * *

سچ یہ ہے کہ (مسلم یونیورسٹی) کا معاملہ در اصل ایک ناگہانی ہنگامہ تھا جسکو نہوں نے تو سمجھا ہی نہیں ' اور اگر سمجھا بھی تو صرف اتنا کہ کوئی بہت بڑی نعمت ملنے والی ہے اور جسطرح بنے اسکو روپیہ دیکر ضرور خرید ہی لینا چاہئے - واعظان یونیورسٹی نے بھی (جہاں تک ہمکو واقعات یاد ہیں) کبھی اس غلط فہمی کو صاف کرنے کی کوشش نہیں کی ' بلکہ جس کسی کو جس امید اور توقع سے خوش ہوتا دیکھا ' وہی منفعت و فضیلت یونیورسٹی کے دفتر مدافعت میں بڑھادی ' ہم ان لوگوں سے واقف ہیں جنکو یہ سنکر روپیہ لینا گنا ہے کہ یونیورسٹی کے قیام کے بعد (بخاری و مسلم) پڑھا کر ڈبلی کلکٹر بنادیا جائے گا ' بہتوں نے تو یہ سمجھ کر اپنی عسرت و افلاس جسے حالی کردی کہ اب ہمارے شہر کا فلاں اسکول یا مکتب بھی کالج بنا دیا جائیگا ! بلکہ واعظوں نے غلط فہمیوں کے اس مرکب کو چابکیں مار مارکر اور بھڑکا ' اور جس کو بانا غلط امیدوں اور آرزؤں کے سمندر میں ایک غوطہ دیدینا - یونیورسٹی کہا بھی ' ہمارے نادہ بزرگ شعرا کا (مدعا یہ) تھا کہ

زھر مرگ کہ بدالد کسے شراب دھند !

یہ مانا کہ (مسلم یونیورسٹی) بھی بحسہ ایک عمدہ شے ہے ' لیکن کسی حد کا عمدہ ہونا اسکے لئے کافی نہیں کہ دنیا بھر کی خوبیاں اسکے سر منڈھدی جائیں - اب جبکہ نشۂ شام کی گرمی خمار نہیں ' مگر نصف شب صرور شروع ہوگئی ہے ' ہم بڑی دلچسپی سے دیکھ رہے ہیں کہ اس صحبت کے اکثر نادہ آشام انگڑائیاں لے رہے ہیں اب انہوں کو یاد آتا ہے کہ یونیورسٹی کو آزاد ہونا چاہئے ' بعض کہتے ہیں کہ تعلیم کی مختلف شاخوں اور صیغوں کا کوئی تشفی بخش انتظام نہیں ' اور یہ تو (باستثناء حاجی اسماعیل خان سلمہ اللہ تعالے) سب کہتے ہیں کہ کالجوں کو اُس سے ضرور ملحق ہونا چاہئے ' لیکن ہمارے نزدیک تو اب یہ تمام بحثیں لاحاصل ہیں ' اصلی شے تو روپیہ ہے اور وہ تو دینے والوں نے دیدیا ' اور لینے والے بھی لیچکے ' اب قافلہ کی سراع و جستجو لا حاصل ہے -

نکل گیا ہے وہ کوسوں دیار حرماں سے

" زرگی قوم " ہم پر پیت بھر کر برہم ہوئیں ' مگر ہمارا تو بے اختیار جی چاہتا ہے کہ یہ شعر پڑھ ہی دیں

مرا حاشد ' حرم را نہ حرحاشد
زن دھقاں نزاید یا نزاند

* * *

خیر ' ان باتوں میں تو کچھ طرافت ' کچھ طیش ' اور زیادہ تر طبیعت کا بے اختیارانہ غصہ ملا ہوا تھا ' اب ذرا غور کرنا چاہئے کہ صورت حال کیا ہے ؟

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اگر واقعی مسلمان ایک آزاد اور صحیح معنوں میں اسلامی یونیورسٹی قائم کرسکیں تو یہ انکے تمام امراض کا مسعدۂ وحید ہے ' لیکن بدقسمت موجودہ ہو نہیں سکتا ' اور جن لوگوں نے روپیہ لیتے وقت قوم کو اسکی اُمیدیں دلائیں ' انہوں نے بظاہر دلائل دانستہ

پرحا نا چاها' اور بصورت حس طن سے احتمارانه حوش کی علطی کی' (علي گڈه کالج) نا ایں همه حالات معلومه' پھر بھی جیسا کچھه تھا آمدد نہیں که یونیورسٹی اندی بھی آزاد هوسکے' گورنمنٹ کیلئے علاوہ اسکے مصالح معلومه کے ایک نئی مشکل هندو یونیورسٹی کو بھی جواب دینا ھے' آپ تو یوں بھی نال و پر بریده هیں' قفس میں ڈالنے کی چنداں ضرورت نہیں' لیکن جو عقاب بیشتر هی سے اپنے پروں کو تول رها ھے اسکے لئے قفس کی تیلیاں کیوں نه آهنی بنائی جائیں ؟

لکھنو میں اب جلسه کرنا بھی ــ همیں صاف گوئی کیلئے معاف رکھا جاے - قوم کو مخلص یه دکھانا ھے که هماری طرف سے سعی و کوشش میں کوئی کوتاهی نہیں هوئی' ورنه سواے (نواب وقار الملک) اور ایک دو نوجوان لیڈروں کے در اصل اس بارے میں سب کے سب " یقولون بافواههم ما لیس فی قلوبهم " میں داخل هیں اور اس سے بھی زیاده تباه کن شرائط پر منظور کرلینے کیلئے طیار هیں' پس مسلمانوں کو صرف اس جنگ زرگری هی میں وقت ضائع نہیں کرنا چاهئے' بلکه اگر اپنے روپئے کا کچھه بھی درد اپنے اندر رکھتے هیں اور آیندہ کے لئے اپنی قسمت کو چند سفید پوش لیڈروں کے سپرد کرکے پھر سر پیٹنا نہیں چاهیے' تو انکو چاهئے که اپنے حق اسلامی کو کام میں لائیں اور سب سے پہلے کام کرنے والے لیڈروں سے انکے مواعید اور دعوؤں کا مطالبه کریں -

مسلمانوں کی ساری مصیبت انکی غفلت اور غلط اعتماد کی لائی هوئی ھے' وہ روپیه دینے کے لئے' گاڑیاں کھینچنے کے لئے' پھولوں کا هار پہنانے کے لئے تو طیار رهتے هیں' لیکن پھر کبھی مڑکر دیکھنے تک نہیں که آپ سے جو چونا گارا لیا گیا ھے' وہ مسجد کی تعمیر میں لگایا جارها ھے یا میخانے کی دیواروں میں' یہی وجه ھے که تمام لیڈر شتر بے مہار هوگئے هیں اور پوری طرح مطمئن هیں که هم جسطرح چاهینگے قوم کو کھلونا بنائیں گے - کوئی پرسش اور مطالبه همارے کاموں میں حارج نہیں- مسلمانوں کو یاد رکھنا چاهئے که وہ خود اب خواہ کچھه هی هوں' لیکن اُن اسلاف کی یادگار هیں جنمیں سے ایک راہ چلتی نوحه عورت نے (فاروق اعظم)کو دھمکادیا تھا' اور اسپر کیا موقوف ھے' اسلام کی حریّت و بے باکی کا تو یه حال تھا که صحابۂ کرام خود مہبط وحی و مورد مایںطق عن الهوی کے آگے بھی اپنے مطالبات بغیر کسی جھجک کے پیش کردیتے تھے' اسلام نے هر مسلمان کو لیڈر بننے کی آزادی دیدی ھے' اور امر بالمعروف هر شخص کا فرض قرار دیا ھے -

مسلمانوں میں اگر انکے قومی خصائل کا اثر کچھه بھی باقی ھے تو انکو سب سے پہلے روپیه لینے والوں سے پوچھنا چاهئے که انہوں نے کیوں غلط امیدیں اور توقعات پیدا کئے اور پھر اگر انکو ایک آزاد اور کامل یونیورسٹی نه ملے تو اپنے مطالبات سے لیڈروں کو تھکا دینا چاهئے اور جیسی یونیورسٹی وہ لینا چاهتے هیں اسکو بقول (نواب وقار الملک) کے دور هی سے سلام کرنا چاهئے - یہاں یه سوال نہیں ھے که ہونے سے کسی کام کا هونا ہر حال بہتر ھے' بلکه دیکھنا یه ھے که ایک کرور روپیه میں جو متاع خریدی جارهی ھے وہ اس قیمت کی ھے بھی یا نہیں ؟

* * *

سب سے پہلی بات یه ھے که جو مخصوص ممبران کمیٹی روپیه دینے والوں کی نیابت کا دعوا کرکے (شملہ) جائے رهے' اُنہوں نے ادا فرض ادا بھی کیا یا نہیں ؟

واقعات کو اٹک (سرکوائس ڈائل) کے سراعرساں (شرلاک هوم) کے ابتدائی اسرار و خفایا کی طرح بالکل پوشیدہ رکھا گیا ھے ' لیکن جہاں تک هم نے حالات سنے هیں اُنسے معلوم هوتا ھے که (نواب وقار الملک) اور ایک اور ممبر کے سوا تقریباً تمام ممبروں نے همیشه گورنمنٹ کی هر آواز پر سمعنا و اطعنا کہکر سر جھکادیا ھے اور کبھی عام مسلمانوں کی رایوں کی بنا پر کسی طرح کی مخالفت و عزم کے ساتھه نہیں لی ھے (لا یسبقونه بالقول وهم بامره یعملون ۲۱ ۲۷) خدا کے فرشتوں کی اطاعت و انقیاد کی تعریف میں کہا گیا تھا ' مگر دنیا میں ایسے انسان بھی هیں جو اپنے معبودان دنیوی کی اطاعت و فرمان برداری میں ملائکه کے اوصاف و خصائل اپنے اندر رکھتے هیں -

جن ممبروں کی نسبت هم نے خاص طور پر سنا ھے ' اُن میں اول درجے پر تو لاهور کے (میاں محمد شفیع) خاں بہادر هیں ایکس اب اُنہیں ان معاملات میں شکوہ و شکایت کے حد سے گذرا هوا اور گویا مرفوع القلم سمجھتے هیں' اسلئے انکے ذکر کی تو ضرورت نہیں' البتہ (راجه صاحب محمود آباد) کی نسبت بھی هم نے نہایت معتبر ذرائع سے سنا ھے که آج جن معاملات پر شکوہ و شکایت کرنے کیلئے طیار هیں' آپنے کبھی بھی انہوں نے (شملہ) میں زور نہیں دیا ' اور بالعموم بالسمع و الطاعه میں وہ (میاں صاحب) کے هم زبان رهے هیں ' (راجه صاحب) کا نوازش یونیورسٹی کے معاملے میں (آغا خاں) کے بعد سب سے اونچا ھے ' اور کمیٹی کی کرسی صدارت کو بھی انہوں نے عرب بخشی ھے ' پس سب سے پہلے تو قوم کو (راجه صاحب) سے پوچھنا چاهئے که شکوہ و شکایت کا هنگامه تو هوتا رهے گا' خود اپنی نسبت تو اطمینان دلادیں که تیس لاکھه روپیه دینے والوں کی نیابت کہاں تک انہوں نے دیانت اور صداقت کے ساتھه انجام دی ھے ؟

(حاجی اسماعیل خاں صاحب) بالعاده البدیده اب پہلی کی نسبت زیاده قومی خدمات کیلئے مستعد رهتے هیں ' حال میں انہوں نے یونیورسٹی کی نسبت گورنمنٹ کے اعلان پر ایک چٹھی شائع کرائی ھے اور لکھتے هیں که میں سب سے پہلے (اور شاید آخر بھی) گورنمنٹ کے اس پر حکمت و مصالح فرمان کا حرف بحرف بجالاتا هوں -

همارے خیال میں تو اس وقت مسلمانوں کی چہل سالہ " مسلمه قومی پالیسی" کے مذهب پر اٹک جو چند نفوس عالیه بالکل ثابت قدم اور غیر متزلزل هیں وہ صرف (حاجی صاحب) اور راولپنڈی کے (سراج الدین) هیں' اور تو پوری ملت کی ملت طرح طرح کے بدعات اور اختراعات میں مبتلا هوکر اهل هوا و بدعت میں شامل هوگئی ھے - یه افسوس کی بات ھے که اس مذهب کا

زمانه (حدر الامور) تدن فرنوں تک بھی نہیں پہنچا اور (حدر الامور دنیا ' ثم تلونهم) ھی در حدم ھوگیا ' اندر خود (علی گڈھ) کا یہ حال ھے کہ .

خو کفر از کعبه بر خیزد کجا ماند مسلمانی ؟

سب سے پہلی تدعب اسلام کے (حدش ابو اسامه) کے اولیں اختلاف کی طرح تو (شمله تدیوتدش) تھا ' حدکه تمام نصوص قطعیه کو پس پشت ڈالکر مسلمانوں کو دولتکل اعمال میں شرکت کی احازت دیدی (گو رسماً و اسماً اور

آں هم نسعی تمرۂ مردم شکار دوست)

اور اسکے بعد (قتلۂ شہادت عثمان) کے مقابلے میں (مسلم لیگ) کا قیام قرار دے لیتے کہ (تعلیم) کے مقدس مسئلے کو چھوڑ کر ایک نئی (کانگریس) کے سحر عمدوعه کی طرف خاطبه بڑھانا ' پھر تو فتنه و فساد کا ایسا سلسله شروع ھوا گویا نبی امیّه کے دور کی تدعات شروع ھوگئیں ' سب سے بڑا کفر تو یہ ھوا کہ (طرابلس) کے متعلق (لیگ) کی طرف سے بھی ایک تاردی بھیجدی گئی ' اور اسکے بعد اتالیں اسما نے تائی کات کا فتوا بھی دیدیا گیا ' حالانکه سنه ۱۸۹۷ میں (فتح یونان) کے موقعه پر تمدنی کے مسلمانوں کی تدریک پر (سر سید مرحوم) اس قدر برھم ھوے تھے کہ صدر اول میں (مسئله تعدیر) کی کد و کاوش پر بھی اتنی برھمی ظاھر نہیں ھوئی ھوگی ' بالآخر انکو سمجھانا پڑا تھا کہ " اس طرح کی تاتیں جعفت التحریکی میں داخل ھیں اور تعدر گورنمنٹ کی مرضی لئے ھوے ایسا کرنا فرض اطاعت سعاری کے خلاف "

اسے سبب درر فساد میں ھم کو تو مسلمانوں کے تھدت پولتکل مدھب کے سپچے ' اور مخلص کتاب و سنت پر چلنے والے عامل ' نہی در برگ نظر آتے ھیں اور اسے احوال مدھب کی گمراھی پر متعجب ھیں کہ کل کہاں تھے اور آج کہاں گر گئے ؟ لطف کی تات یہ ھے کہ اب خود انکے ھم مشرب انکا تمسخر اوڑاتے ھیں اور وہ حوں کے گھونٹ پی کر چپ ھو رھتے ھیں -

انقلابات ھیں زمانے کے

مولانا نذیر احمد مرحوم اور ترستان علی گڈھ کالج

مولوی نصیر الدین صاحب نے سرسید کالج کے تمام طبائع و خصائل کو بھولکر اسکی کوشش کی کہ انکے والد (مولانا نذیر احمد) کی یادگار کالج میں قائم کی جائے ' یہ مانا کہ مرحوم اُن لوگوں میں تھے جنکا علم و فضل اب پھر ھندوستان میں اپنی صورت نہیں دکھلائے گا ' اور یہ بھی سچ سہی کہ انکا احسان کالج کی درودیوار ھی پر نہیں ' بلکہ اسکی بنیاد تک میں موجود ھے ' مگر ان باتوں سے کیا ھوتا ھے ' کالج کے ھاتھه میں تو ھر شے کے بدلے کیلئے روپئے کا درارد ھے ' انکی یادگار قائم کرنے کا مسئلہ اگر حلب زر کا ذریعه ھوتا تو مولوی بشیر الدین انہی تجہیز و تکفین سے فارغ بھی نہ ھوے ھوے کہ اخباروں میں ایک نئی یادگاری تورتدنگ ھاؤس کا اعلان ھوجاتا - اس دروازے کو ھاتھه سے نہیں ' بلکہ کسی توجیل جیب سے کھٹکھٹائیے تو جواب ملیگا -

قسطنطنیہ میں ھجوم مشکلات

اور تصادم احزاب

(۳)

اسکے بعد ھی دربار دھلی کے موقع پر (شہنشاہ انگلستان) پورٹ سعید سے گذرے اور یہ قرار پایا کہ تدریک و تہذیب کیلئے ایک ترکی وفد بھیجا جائے جونکه (کامل پاشا) کی انگریزی معروف العلوی مسلم تھی اسلئے ولیعہد عثمانی کے ساتھه اسی کو بھیجنا طے پایا اور حریطۂ سلطانی لیکر مصر روانه ھوگیا ' پورٹ سعید میں لارڈ کچنر اور حدیو کے ساتھه ترکی وفد جہاز (مدینه) میں پیش ھوا تو گو کامل پاشا رئیس وفد کی حیثیت سے نہیں گیا تھا مگر ھر موقع پر مخصوص طور پر اسکی پذیرائی کی ' گئی یہاں تک کہ خود پادشاہ تو کھڑے رھے اور (بادشاہ بیگم) کے ساتھه کامل پاشا کو کرسی دیگئی اور اسکی تصویر اخباروں میں شائع ھوی -

اسی سفر میں کامل پاشا نے اتحاد و ترقی کے خلاف اپنی مشہور حنفی (الموید) میں شائع کی جو انگلستان میں اپنی معمول ھوئی تھی که تمام سرسرآوردہ اخبارات نے اسکے ترجمے معرفی حواشی کے ساتھه شائع کئے -

بہرحال کم از کم یہ نئی پارٹی پارلیمنٹ کو برھم کردینے پر کامیاب ھوگئی اور مختلف کارروائیوں کے ذریعه یورپ پر ظاھر کیا گیا کہ اتحاد و ترقی سے اب تمام ملک آگیا گیا ھے -

لیکن اتحاد و ترقی کی جڑیں اتنی کھوکھلی نہ تھیں جو اس تھوڑے سے گڑبڑاتیں ' جوں ھی دوسرا انتخاب شروع ھوا تمام عالم نے دیکھه لیا کہ پھر اتحاد و ترقی سے عثمانی پارلیمنٹ کی اکثریت رکنی ھوگئی ھے -

یہ اتحاد و ترقی کی سب سے بڑی فتح تھی ' اگرچه اُسی زمانے میں عربی اور ترکی زبان کا سوال نہایت اشتعال انگیز صورت میں اٹھایا گیا تھا اور بعرتاً تمام اتحاد و ترقی کے ترک ممبروں کی طرف سے اھل عرب افسردہ خاطر تھے ' مگر انتخاب کے موقعه پر تمام شام و دمشق میں بھی بعد کسی کوشش کے اتحاد و ترقی کے ممبر ھی منتخب کیے گئے اور دمشق میں تو (حزب الائتلاف) کا ایک کاغذی حصارہ بھی نکالا گیا اور اس سوانگ میں وھاں کے تمام بڑے بڑے اشخاص شریک ھوے -

اس شکست کے بعد انگلستان پھر کچھه دنوں کیلئے قسطنطنیہ میں خانه نشین ھوگیا -

اتحاد و ترقی کی دوسری فتح

جبکه قسطنطنیہ کے اندر یہ نزاع احزاب جاری تھا ' عین اسی وقت اٹلی کے جنگی جہازوں نے ساحل طرابلس پر گولہ باری شروع کردی اور تمام ساحل پر اپنی ناقابل مقابلہ بحری قوت کا پہرہ بٹھاکر عثمانی فوج کا راستہ بند کردیا -

یہ کہنا ضرور نہیں کہ اُس وقت تُرکی کے حر خواہ کس مایوسی کے ساتھہ امریکہ کے عہد اسلامی کے اس آخری دشمن کو دیکھہ رہے تھے کہ اسی اثنـــا میں (انورنگ) اور حمد دیگر نوجوان ترکوں کے طرابلس جانے کی خبریں مشتہر ہوئیں دشمنوں اور دوستوں دونوں نے ہنسکر حقارت کی کہ چند نوجوان ترک جو عربی زبان میں حار لفظ بول بھی نہیں سکتے طرابلس جاکر کیا کرینگے' مگر چند ہفتوں کے اندر ہی قدرت الہی کی دستگیروں نے دنیا کو مہ حیر کردیا اور تمام حالات جنگ یکایک متغیر ہو گئے -

یہ جو کچھہ ہوا فی الحقیقت اتحاد و ترقی کے نوجوان ممبروں ہی کی سعی سے ہوا' جسعدر عثمانی معاہد اس وقت طرابلس اور برقہ کے مختلف حصوںمیں چالیس کروڑ مسلمانوں کی عرب سنبھالے ہوے ہیں' وہ سب کے سب تقریباً اتحادی ہیں -

ملک کیلئے یہہ عدیم النظیر جاں فروشی نے اثر نہ نہی - یہ واقعہ بھی حرب الائتلاف کی ناکامی کی ایک بہت بڑی علت ثابت ہوا اور انجمن کی تمام شکایتوں کو لوگ بھول گئے -

عارضی سکون اور خاموشی

اسکے بعد سیاسی جماعتوں کے جنگ و جدال میں ایک عارضی سکون و سکوت پیدا ہوگیا' گویا یہ ایک مہلت جنگ تھی .

یعنے آگے بڑھنے کے دم لیکر

جنگ طرابلس نے سب کو اپنی طرف متوجہ کرلیا تھا' اور یہہ قاعدہ ہے کہ جب کسی پر ڈاکوؤں کا گروہ پہنچ جاے تو گھر کے اندر کی سب سے سب لڑائیاں بھی موقوف ہوجاتی ہیں - فی الحقیقت جنگ طرابلس کے صدہا نتائج مفیدہ میں سے یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے کہ عین پارٹیوں کے نزاع مخدوش کے موقعہ پر جبکہ نہیں معلوم حالات کس درجہ ملک کی سلامتی کو خطرے میں ڈالدیتے' اس جنگ نے ظاہر ہوکر ایک عام اندرونی صلح قائم کردی اور ملک ایک سب سے بڑے مہلک خطرے سے محفوظ ہوگیا -

جنگ بعد از صلح

لیکن گذشتہ دو ہفتوں کے اندر یکایک انقلابی حیرت سے دنیا دو چار ہوئی ' پہلے (محمود شوکت پاشا) مستعفی ہوے ' اور پھر وزارت کی تبدیلی سے اتحاد و ترقی اپنے تئیں ایک سخت شکست کی حالت میں پانے لگی' شاید اسکے اصلی اسباب کے متعلق عرصے تک انتظار کرنا پڑتا لیکن (کامل پاشا) کا دستبرداری سے انکار پھر باب عالی میں آنا ' اُسکے وزیر اعظم ہونے کی افواہ ' اور پھر فوجی مجلس کا سلطان سے اُسکی وزارت کا مطالبہ ' ان حالات نے خود بخود اندرونی اسباب و علل کو بے نقاب کردیا اور اب اس انقلاب پر بحث کرنے والا مشکلات سے آزاد ہے -

در حقیقت اب اس انقلاب کے جغرافیہ میں قسطنطنیہ کے ساتھہ افریقہ کو بھی ملا دینا چاہئے اور جنگ طرابلس کے آخری بین الدول حالات کو سامنے رکھکر اسکا مطالعہ کرنا چاہئے -

اٹلی نے مسئلہ صلح کے متعلق جو ریشہدوانیاں مصطربانہ شروع کردی ہیں اُن میں یقیناً سب سے زیادہ انگلستان کا ہاتھہ ہے کیونکہ جنگ طرابلس سے (مسئلہ مصر) کو جو تعلق ہے وہ اٹلی کی مشکلات کی صورت میں انگلستان کیلئے بہت زیادہ نقصان رساں اور پیچیدگیاں پیدا کرنے والا ہے - یہ ظاہر ہے کہ (محمود شوکت پاشا) کا دفعہ جنگ کسی حالت میں بھی صلح کیلئے راضی ہوکر تمام ملت بلکہ تمام عالم اسلامی کا خط و غصب خرید نہیں سکتا تھا ' انگلستان نے جو شرائط صلح کیلئے پیش کی تھیں اور جنکو (الہلال) کے دوسرے نمبر میں (جون ترک) کی زبانی ہم سن چکے ہیں اسکے تو یہ معنی تھے کہ مصر اور مراکو کی طرح طرابلس بھی عثمانی حکومت کا نہاے نام زیر اثر قرار دیکر اٹلی کو دیدیا جاے' تو سر حکومت وزارت اور پارلیمنٹ نے اس دلیل کی صلح کی منظوری سے صاف انکار کردیا تھا اور نہ اُسی صورت میں ممکن تھا جب تُرکی شکست کی حالت میں جاں بحانے کیلئے مجبور ہوتی حالانکہ حالت بالکل برعکس ہے' پس انگلستان نے پچھلی (حرب الائتلاف) کی طرح اب ایک مردہ اور (کامل پاشا) کے دستبردی سے فائدہ اٹھانا چاہا اور نئی وزارت قائم کرکے اٹلی کو اسکی خود لائی ہوئی ہلاکت و بربادی سے بچانے کی سعی کی (اسکفاراً فی الارض و مکر السیئی) لیکن (ولا یحیق مکر السیئی الا باھلہ) کو نئی وزارت قائم ہوگئی مگر ناممکن کو ممکن دکھلانا آسان نہیں ہے' کل خود ریوٹر نے یہ خبر شائع کی ہے کہ " نئی وزارت نے بھی جنگ کو بدستور جاری رکھنے کا فیصلہ کردیا "

نہ صرف ہمارا بلکہ مصر کے اخبارات کا بھی یہی خیال ہے کہ (محمود شوکت پاشا) کے مستعفی ہونے کی اصلی علت (مسئلہ صلح) کی ریشہ دوانیاں ہیں گو مصالح ملکی کی وجہ سے خود انکو دوسری تاویل کرنی پڑی -

قانون عسکری کی ترمیم اور محمود شوکت پاشا

(حرب الائتلاف و الحریہ) نے اپنے اس دوسرے طہور میں جس طرح (کامل پاشا) کو وزارت تک پہنچایا ہے ' اور جن اعمال مخفی میں وہ پچھلے دنوں مشغول رہی ہے' اسکو ہم آگے چلکر بہ تفصیل بیان کرینگے ' اُس وقت ناظرین کو معلوم ہوگا کہ نہ صرف مسئلۂ صلح اور انقلاب وزارت' بلکہ الغا ما کی شورش ' مالدوریوں کے مطالبات اور مدارس کی فوجی تعارف بھی اسی پارٹی کے اسرار و خفایا ہیں اور احباب کا دوسرا ہاتھہ انکو آگے رکھکر اپنا کام کر رہا ہے' لیکن یہاں ترتیب بیان کو قائم رکھنے کیلئے (محمود شوکت پاشا) کی علیحدگی کے گرد و پیش کے حالات پر ایک نظر ڈال لینی چاہئے -

(صادق بے) کی پارٹی کے بعد سے (محمود شوکت) برابر اس سعی میں رہے کہ فوجی عنصر کو سیاسی اشتغال سے دار رکھا جاے اور اسطرح جو ایک فوجی حکومت کا رعب چھایا ہوا ہے اور جسکی وجہ سے ہر وقت نظام حکومت درہم و برہم ہوسکتا ہے اسکا استیصال کلی ہو -

لیکن اس راہ میں سخت مشکلات اور دقتیں یکے بعد دیگرے پیش آتی رہیں' سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ قانون اساسی میں فوجی عہدوں کی جو دفعات تھیں اُن میں کوئی دفعہ ایسی

نہ تھی جسکی بنا پر سیاسی اشتعال کو قانونی جرم قرار دیا جا سکتا اور فوج پر اسکی وجہ سے کوئی قانونی دباؤ قائم رہتا - (محمود شوکت) نے بیسیوں طریقے سے بار بار سمجھایا' متعدد اعلانات شائع کئے' چند لوگوں کو سزائیں بھی دیں' لیکن ہر سپاہی جانتا تھا کہ یہ وزیر جنگ کی ایک ذاتی سیاست ہے ورنہ قانوناً کوئی سختی اور تشدد ہمارے ساتھ نہیں کیا جا سکتا - بالآخر مجبور ہوکر گذشتہ جون میں (محمود شوکت پاشا) نے ایک نئے قانون کو پارلیمنٹ سے منظور کرانا چاہا اور قدیم قانون عسکری کی ترمیم کو مندرجہ ذیل خط کے ساتھ سعید پاشا وزیر اعظم کے پاس بھیجا تا کہ پارلیمنٹ میں پیش کردیا جائے :—

"فوجی افسروں کا سیاسی مسائل میں اشتعال' انکے اصلی فرائض کی ادائگی کیلئے مانع قوی ہے اور انکے اندر ایک ایسی سرکشی پیدا کردیتا ہے جسکے بعد فوجی نظام و اطاعت شعاری باقی نہیں رہتی اور یہی دو چیزیں سپاہیانہ فرائض کی اساس ہیں - اگر یہی حالت رہی تو یقیناً نتائج وخیمہ سے عثمانی فوج کا مستقبل دوچار ہوگا' میناسٹر کی کمیٹی میں نے نہایت تاسف کے ساتھ تحقیق کیا ہے کہ ہمارے فوجی افسر بعض سیاسی پارٹیوں

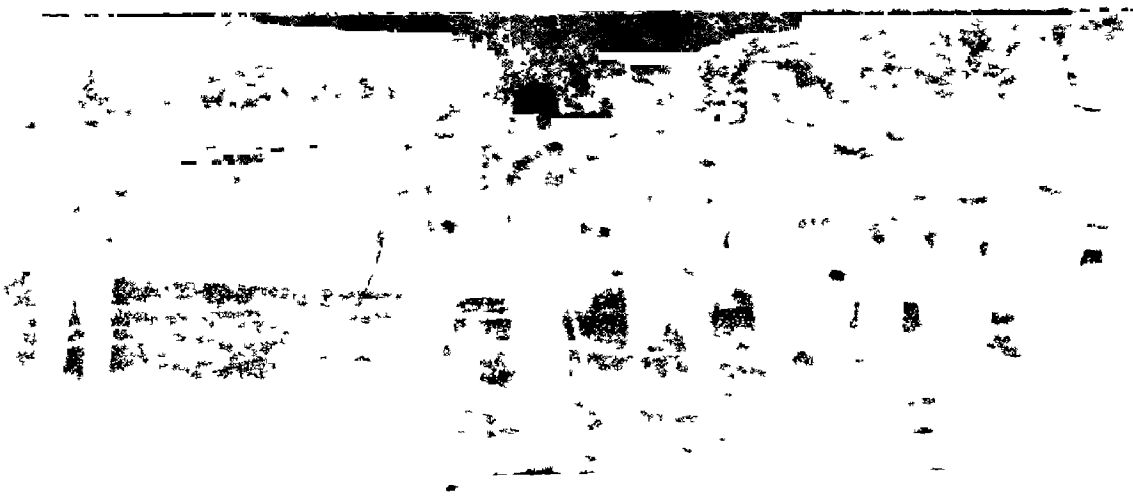

محمود شوکت پاشا میدان مواعد میں فوج کے (سیاسی اشتعال) کے مسئلے پر لیکچر دے رہے ہیں

میں شریک' اور سیاسی معاملات و افکار سے دلچسپی لیتے ہیں - میں عرصے سے اس بارے متواتر تصیحت کر رہا ہوں' میں نے بار بار اسکے متعلق اعلانات شائع کئے اور عبرت و تنبیہ کیلئے سزائیں بھی دیں' لیکن چونکہ فوجی تعزیرات کے قانون میں اسکے لئے کوئی دفعہ نہیں ہے' اسلئے میرے تمام احکام ضعیف الاثر اور بے نتیجہ ثابت ہوئے اور سپاہیوں کی جسارت بڑھتی گئی' ایسا ہونا ضروری تھا کیونکہ کوئی قانونی مانع میرے ساتھ نہ تھی -

بیشک' جدید (قانون تعزیرات عسکری) کی ترتیب میں پارلیمنٹ مشغول ہے مگر دیکھتا ہوں تو اسکی ناقابل بحث و تدقیق اور تدریجی خواندگی' اور پھر پاس ہونے کیلئے بحالت موجودہ کئی سال درکار ہیں' لیکن حالت کی نزاکت اتنے عرصے کے انتظار کی متحمل نہیں ہوسکتی' پس میں مجبور ہوا ہوں کہ قدیم قانون تعزیرات عسکری پر دو نئی دفعات کی ترمیم کا مسودہ پیش کروں' ان دفعات کو اس خط کے ساتھ آپکی خدمت میں بھیجتا ہوں تا کہ مجلس مبعوثان اور مجلس اعیان کے سامنے بحث و مذاکرہ کیلئے اسے پیش کردیا جائے اور جہاں تک ممکن ہو اسکی منظوری کا فیصلہ کرکے سلطان المعظم کی خدمت میں آخری تصدیق کیلئے بھی بھیجدیا جائے' تاکہ بغیر وقت ضائع کئے اس اہم مسئلہ کی طرف متوجہ ہوسکوں"

وہ دو دفعات یہ ہیں -

(۱) عثمانی فوج کا جو افسر یا سپاہی سیاسی احتماعات کسی سیاسی مظاہرے میں شریک ہوگا اسکو دو ماہ سے چار ماہ تک کے قید کی سزا دی جائے گی' اور اسکو اس کی پلٹن سے کسی دوسری پلٹن میں بدلدیا جائے گا - اور اس تبدیلی کیلئے خرچ سفر بھی نہیں ملے گا -

اگر یہ جرم دوبارہ سرزد ہوا تو اسکا ملزم فوراً فوجی ملازمت سے برطرف کردیا جائیگا اور دو سے چھ ماہ تک کے قید کی سزا دی جائیگی - اور اگر کوئی چھوٹے درجے کا افسر یا عام سپاہی ہوا تو اسکو پورے چھ ماہ کے قید کی مع تجدید مدت کے سزا دی جائیگی -

(۲) اگر کوئی فوجی افسر کسی سیاسی اشتعال میں شریک ثابت ہوا تو اسکو فوجی ملازمت سے خارج کرکے دو سے چھ ماہ تک کے قید کی سزا دی جائے گی -

پارلیمنٹ میں جب سعید پاشا نے اس خط کو پیش کیا تو پورے دو دن تک مباحثہ جاری رہا' آخر کار اکثریت کے غلبے سے ترمیم پاس ہوگئی اور مطابق قانون اساسی کے سلطان المعظم کے پاس آخری دستخط کیلئے بھیجی گئی -

اسی اثنا میں (محمود شوکت پاشا) نے ایک بہت بڑی فوجی قواعد کا حکم دیکر اس مسئلہ پر ایک آخری فیصلہ کن لیکچر دیا اور تمام فوجی افسروں کو سمجھایا' کہ ملک کی حالت نازک ہورہی ہے' محض تائید الٰہی ہے جس نے ہمارا ملک کی کشتی کو تباہی سے بچالیا' ایسی حالت میں قبل اسکے کہ فوجی سزا کی ترمیم کا عملدرآمد شروع ہو' چند فوجی افسروں کو سیاسی اشتعال سے دست بردار ہوجانا چاہئے -

اس لیکچر کا عام طور پر بہت اچھا اثر پڑا' اتحاد و ترقی کے حلقوں میں تعریف کی گئی مگر (طنین) نے لکھا کہ کوئی فوجی افسر اسکے برخلاف نہیں ہے بشرطیکہ حزب الائتلاف کی خفیہ تدابیر اور اجانب کے ہاتھوں میں کھلونا بننے سے باز آجائے -

لیکن حرب الاتحاد بسطنطنیہ کے درآتش سفارتخانے میں اپنا کام ورزی ہوشیاری اور مستعدی سے انجام دے رہی تھی' انہی (محمود شوکت) کی ترقی پر سلطان المعظم کے دستخط بھی نہیں ہوئے تھے کہ دو واقعات ایک ساتھہ ظاہر ہوئے' اول تو مسئلہ صلح کی اندرونی ریشہ دوانیاں' دوسرا مناسبر میں نارہ رجمنٹوں کی تعارت کی خبر کا اعلان' یہ حالات دیکھکر (محمود شوکت) کو کنارہ کشی کے سوا اور کوئی چارۂ کار نظر نہیں آیا اور انہوں نے معاً اپنا استعفا وزیر اعظم کے پاس روانہ کیا' اسکے ساتھہ جو چٹھی انہوں نے لکھی تھی اسکا ترجمہ (العلم) میں چھپ گیا ہے' وہ لکھتے ہیں

" پچھلے آخری دنوں میں جب اسکی ضرورت محسوس ہوئی کہ فوجی افسروں کو اشتعال سیاسی سے نار رکھنے کیلئے ایک قانون وضع کیا جائے تو اس عاجز نے دو دفعات پیش کیں تاکہ بصورت ضمیمۂ قانون تعزیرات عسکری کے قرار دیا جائے' مجلس مبعوثان نے اسے منظور کیا اور مجلس اعیان نے بھی آج اسکو پاس کردیا' پس اب وہ ایک باقاعدہ قانون ہوگیا ہے' اسکا حکم اب قطعی ہوگا اور عنقریب تمام ترکی پر نافذ ہوجائے گا -

تین سال ہوگئے کہ میں منصب وزارت پر مامور ہوں' اور اتنے ہی عرصے سے یہ مسئلہ بھی پیش نظر ہے' پس میں مصلحت اب اس میں دیکھتا ہوں کہ اس نئے قانون کے احکام کا نفاذ ماری جگہ کسی نئے اوردر حسگ کے ہاتھوں عمل میں آئے -

نیز گذشتہ ایام میں کثرت اشغال کے سبب سے صحت بہت معتل ہوگئی ہے اور اسکا اثر بھی محسوس کررہا ہوں پس عہدۂ وزارت حسگ سے اب مدرا استعفا منظور کیا جائے -

میں آپ کی خدمت سامی میں اپنا دلی شکریہ اس توجہ و لطف کیلئے بھی پیش کرتا ہوں جو گذشتہ نو ماہ کی معیت میں آپکی جانب سے مجھپر مبذول رہی ہے' اور آپ ہمیشہ ان وسائل کو فراہم کرنے پر توجہ فرمائی ہے جس سے مجھکو اپنی مامورین میں سہولت اور آسانیاں ملتی رہیں "

(محمود شوکت - ۹ جولای)

کامریڈ کی ممالک اسلامیہ میں مقبولیت

ہمارے محب عزیز و جلیل مسٹر محمد علی کا (کامریڈ) روز بروز ممالک اسلامیہ میں جسقدر مقبول ہورہا ہے' ایک خاص مصلحت سے ہم چاہتے ہیں کہ اسکا ذکر کریں -

(کامریڈ) ابتدا سے بہت کم عربی اخبارات کو مبادلے کے لئے بھیجا گیا' لیکن تاہم اسکے دلچسپ اور پر زور مضامین نے اپنی جگہ وہاں بھی ڈھونڈھکر بہت جلد پیدا کرلی' ہم کئی مہینوں سے برابر دیکھہ رہے ہیں کہ المؤید' العلم' اور اللوا میں اسکے مضامین کا ترجمہ کیا جاتا ہے اور انکی ڈاک میں بھی انکے دو لیڈر (مسلمانان ہند و روس) دنیا زبان موجود ہیں' قسطنطنیہ کے مشہور نا وقعت جرنل (ثروت فنون) نے انکے کارٹون نقل کئے اور اب انکا موٹو بھی چھاپا ہے' اور یہ تو شاید کامریڈ کے ناظرین کو معلوم ہے کہ ترکی کا دفتر حنگ باقاعدہ طور پر انکے حلقے میں شریک' یعنے کامریڈ کا خریدار ہے

ہم ان باتوں کو فی نفسہ چنداں اہمیت نہیں دیتے' اگر ایسا ہوا ہے تو ایک اچھے اخبار کیلئے اس سے زیادہ ہونا چاہئے' المؤید وغیرہ نے اگر ترجمے شائع کردئے تو یہ کونسی عرب بخشی ہے' کامریڈ کو تو اسکی قدر کرنی چاہئے کہ تائمس اور پالمال گزٹ اسکے اقتباسات چھاپیں-

لیکن ہم ان حالات کو دوسری نظر سے دیکھتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں' مسلمانوں کی دنیا میں بین الملی زبان عربی تھی اور مختلف اطراف عالم کے مسلمانوں میں باہم ذریعۂ اتحاد ہونے کے لحاظ سے ایک قدرتی اسپرنٹو کا کام دیتی تھی - مگر ہندوستان کے مسلمان اب عربی میں چار لفظ بول نہ سکتے تھے' عربی میں اخبار و رسائل کیا نکالیں گے' ایسی حالت میں عجب ہے کہ انگریزی زبان کی عالمگیری کے سامنے سے کم از کم اتنا تو ہوا کہ اہل مصر و قسطنطنیہ ہندوستان کے مسلمانوں کے حالات سے کامریڈ کی بدولت براہ راست واقف ہوسکے اور ایک ذریعۂ اتحاد و امداد حالات پیدا ہوگیا -

البتہ مسلمانوں کو اپنی بدبختی پر رونا چاہئے کہ آج اپنے احوال مصر و عصائی سے ملنے کیلئے انہیں اپنی تمام رائیں چھوڑکر انگریزی زبان کا سہارا ڈھونڈھنا پڑا ہے اور حالت اسدرجہ گئی گذری ہے کہ افسوس کی جگہ اسی پر غنیمت سمجھکر ہم اسپر خوش ہو رہے ہیں-

دعا کہ تا عقوبت دوزخ برادر ست
من نہ پائے مردی ہمسایہ در بہشت

دار ارتحد و دار الامان بحد

ابتر یہ حال ہوگیا ہے کہ خواہ کوئی بحث ہو' مسلمانوں کی پولٹیکل حیثیت کا مسئلہ ہمارے سامنے آجاتا ہے - (کامریڈ) کو دیکھکر ان لوگوں کو شرمانا چاہئے جو برسوں سے یہ کہہ کہہ کر قوم کے تمام اعصاب عاملہ کو شل کررہے ہیں کہ "مسلمانوں کے لئے ابھی پولیٹکل کاموں کا وقت نہیں آیا" اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ " ہندوں کے مقابلے میں ہم میں تعلیم اور قابلیت کالمعدوم ہے " لیکن اگر اپنے تئیں ہمیشہ انسانی اداھیج اور معطّل سمجھا جائے گا جیسا کہ برسوں سے یہ تلقین جاری ہے' تو وقت تو قیامت تک نہیں آئیگا - قابلیت اور صلاحیت بھی صرف عام قوائے انسانی کے ایک جزو ہے اور خارجی محرکات کی محتاج' جب مسلمانوں کے سامنے ابتدا سے کوئی بلند نقطۂ نظر اور جوش انگیز مقصود نہیں ہے تو قابلیتیں کیونکر ظہور کریں اور آدمی کیونکر پیدا ہوں- یہی مسٹر محمد علی ہیں جو ان تمام تعلیمات و ہدایات عالیہ کے مرکز حمود (علی گڈھ کالج) کے تعلیم یافتہ' اور ایک دنیوی ریاست کے عہدہدار ہے - چند مضامین اور ایک رسالہ لکھکر انہوں نے اپنی قابلیت ضرور جتلائی تھی' لیکن کوئی بھی انکی موجودہ حیثیت علمی سے واقف نہ تھا' لیکن جب زمانے نے مہلت دی اور موقعوں کو چمکنے کے لئے مدسر آئے' تو آج کوئی نہیں جو انکی انگریزی انشاپردازی اور موثر تحریر و بحث کا معترف نہو -

آج بیسوں سوالات ہیں جو مسلمانوں کی نسبت بمقابلۂ اقوام معاصر خود ارکان کالج پبلک میں لا رہے ہیں اور ہمارا پانچ چھ سال سے یہ عقیدہ ہے کہ سب کا جواب ایک ہی ہے - کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں میں انگریزی تعلیم ہندؤں کے مقابلے میں کیوں بے اثر ہے ؟ ہندؤں جیسے قابل اشخاص کیوں نہیں پیدا ہوتے ؟ سخن داں اسپیکر اور جادو نگار اہل قلم کیوں ہم میں عنقا ہیں ؟ ایثار نفس اور تدوّت کی جو مثالیں بکثرت اُن میں ملتی ہیں، کیوں ہم میں مفقود ہیں؟ ان تمام سوالات کا جواب صرف یہ ہے کہ ہمارے اندر وہ (روح القدس) نہیں ہے جسکی طاقت بیحشدونیسے -

دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا می کرد

دنیا میں دو ہی جنس ہیں جو انسان کی قوتوں اور اعمال و جذبات پر حکومت کرتی ہیں، مذہب اور پالیٹکس - انہیں دو چیزوں کی پیدا کی ہوئی وہ روح القدس ہے جو مس کو طلائے خالص بنادیتی ہے اور نا قابلوں کو جوہر گرانمایہ، لیکن مسلمانوں نے مذہب کے ساتھ جو کچھ کیا وہ ظاہر ہے اور پالیٹکس کو تو آدم کے باغ عدن کا شجر ممنوعہ قرار دیدیا کہ (ولا تقربوا هذه الشجرة فتكونوا من الظالمين-) صرف ایک تعلیم کے سرد اور پامال مسئلہ کو لیکر پیٹنا شروع کردیا اور ابتک یہ داستاں ختم ہونی نظر نہیں آتی، پھر ظاہر ہے کہ اگر قوۃ دیانیہ جوش میں آئے تو کس موضوع پر؟ قابلیتیں حملہ کریں تو کس اسٹیج پر؟ قلم زور دکھلائے تو کس سطحیت پر؟ ایثار و جود فروشی کا ولولہ پیدا ہو تو کس کے لئے ؟ احساس وطن میں سرگرمی ہند کا سب سے بڑا فرزند (گوکھلے) انہیں کے ساتھ سفر یورپ پر اپنی زندگی وقف کئے ہوئے ہے اور ایسے بیسیوں ہیں، آدھے (قرطبہ) اور (غرناطہ) کو آجتک ایک شخص بھی ایسا نہیں ملا جو کم از کم دوسری جگہ کے اصابۂ تنخواہ پر للچانے کی جگہ کالج ہی کی گرانقدر تنخواہوں پر قناعت کرلے - اسمیں ان لوگوں کا قصور نہیں، سوال یہ ہے کہ کالج میں کونسی شے ہے جو دلوں کو اپنی طرف کھینچے اور طبیعتوں میں جوش اور خود رفتگی پیدا کرے ؟ آنکھ پاس دینے کیلئے کیا ہے جو دوسروں سے انکی نہریں مستعار لیں ؟ خدا بخیل نہیں، اور ہماری رگوں میں بھی وہی خون ہے جو آکسفورڈ کے اندر دوڑ رہا ہے، لیکن ساری محرومی اسلئے ہے کہ کوئی فساد نہیں جو بشتر لگائے -

اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

قاہرہ ہم نے جب گردش دیکھ لی، تو خود زمانے نے چابک کا تازیانہ سنبھالنا شروع کردیا، اب حالات خود بخود پلٹ گئے ہیں، کل تک حقارت کالیاں دی جا رہی تھیں آنکھوں کے پس حوروں سے آج اپنے دستر خوانوں کو رونق دی جا رہی ہے، پھر اصرار اسپر ہے کہ کھائیں گے تو گوشت، مگر گلگلوں کا نام زبان پر نہ آئے - ابھی دل ہے - یہی سہی - مقصود کام سے ہے، اگر آپ بغیر صدہ دعائے دوا پی لیں اور کہیں کہ دوا نہیں، شربت ہے، تو ہمیں اس سے کیا فائدہ کہ خواہ مخواہ دوا کا نام لیکر آپکو جھجھائیں -

زاہد امید رحمت حق اور خوف مے !
پی شراب پہلے گنہگار بھی تو ہو

حد سازِ نفس لکھ، جانے ہے مگر بات کہاں سے کہاں پہنچ گئی
رات اور زلف کا یہ ایسا ہے قصہ کوتہ تری کہانی ہے

مصر کی حرب الوطنی کے مصائب

ریوٹر نے جس مصری سازش کی خبریں شائع کی تھیں پچھلے دو ہفتے کی مصری ڈاک میں اسکے تفصیلی حالات آگئے ہیں مگر افسوس کہ قلت گنجایش سے معذور ہیں -

یورپ نے اپنی حکومت، علمی، اور تہذیب و تمدن کے سانچہ اور جو نئی تعلیمات دی ہیں، ان میں ایک اصل اصول، آزادی کیلئے جنونیرانہ جد و جہد ہے، ہمکو یہ معلوم نہ تھا اور نہ ہم اسپر عمل کرنا انسانیت کا مقتضی سمجھتے ہیں، مگر اسنے اپنی تاریخ اور اپنے جوش انقلاب کی داستانیں پڑھا کر مشرق کو یہ راستہ بھی دکھلادیا (مرحوم مصطفی کامل پاشا) ایک مصر میں وطنی جد و جہد قلم ایک محدود تھی، لیکن (حادثۂ دنشوائے) کے بعد سے ایک نیا دور اسپر طاری ہوا اور ہندوستان کے پچھلے واقعات اور علی التخصوص انگلستان میں (ڈھینگرا) کے مشہور جنونیرانہ اقدام نے وہاں کے نوجوانوں کو نیا راستہ دکھلادیا، اس سلسلے کا پہلا واقعہ (عالی پاشا) کا قتل ہوا -

لیکن اب مصری گورنمنٹ مدعی ہے کہ حدید اور لارڈ کچنر کے برخلاف ایک تازہ سازش کی گئی تھی، اس جرم میں پہلے (شخرا) کے قہوہ خانے سے تین نوجوان پکڑے گئے، امام واکد، محمود طاہر عربی، اور محمد عبدالسلام، آخرالذکر شخص (اللوا) میں مضامین لکھتا تھا اور ریوٹر کی پہلی تار نویں پڑھکر ہمکو اسی کا خیال ہوا تھا، لیکن بعد میں پولیس نے مصطفی پاشا کے مدرسہ کی تلاشی لی، انکے چھوٹے بھائی حسن حسنی افندی کو بھی گرفتار کرلیا، اور تیسرے بھائی علی فہمی کامل مالک اللوا کے یہاں تلاشی لیکر ایک آدھی صندوق سے کاغذات بھی لیگئی، محمود کے پاس سے (بندے عالمین) کے پرچے بھی نکلے ہیں، جو (حدیوا) سے اب شایع ہوتا ہے، انکی تصویریں بھی پولیس نے اپنی مثل کے ساتھ شامل کردی ہے جنکے نیچے سحر و ادعاً، اور حمید مصدوحوں کی طرف اشارہ کرنے والے اشعار درج ہیں -

پولیس نے نہایت چالاکی اور ہشیاری سے ان لوگوں کا سراغ لگایا، یہ لوگ کبھی اسکندریہ میں دو فرانسیسی شخصوں سے ملتے جاتے تھے، کبھی مصطفی کامل کی قبر پر جمع ہوتے تھے اور کبھی شہر سے باہر ویرانوں میں پائے جاتے تھے - (شخرا) کے قہوہ خانے میں پولیس کے افسر عرب دھقانوں کا بھیس بدلکر چلے گئے اور دوسرے کمرے میں بیٹھکر تمام باتیں سنیں اور پھر جب یہ لوگ وہاں سے نکلکر قریب میں بیٹھے گئے تو جدید کانسٹبلوں کو اشارہ کرکے گرفتار کرادیا، انکے پاس سے (رائفل) بھی برآمد ہوئی ہے، امام واکد اور عبدالسلام کو مشتبہ حالت میں اُس وقت دیکھا گیا تھا، جب لارڈ کچنر قاہرہ کے اسٹیشن پر سفر یورپ کیلئے جارہے تھے - اللوا اور العلم کے مضامین سے معلوم ہوتا ہے کہ اس موقعہ پر پورے طیش و غضب سے قلم لکھے ہیں -

ناموران نے وطن (۱)

ملک ناشی نشان ے کمانڈر موسی ے انکے مراکشی مجاہد

زوارہ کے عثمانی کیمپ کے افسر

اس گروپ میں (نشان ے) کہلئے کسی تعارف کی ضرورت نہیں' ناظرین اخبار ہمارے جنگ سے انکا نام سن رہے ہیں اور جانتے ہیں کہ اس نامور افسر نے ابتدا کی نازک گھڑیوں میں کس طرح دشمنوں کو بے درپے شکستیں دیں

انکے ساتھ ہی مشہور مجاہد سکوڈرہ طرابلس' کمانڈر (موسی نک) تھے ہیں' ایسے ناظرین بھی بے خبر نہیں' مسٹر (تھامس) اور مسٹر (میکالا) نے اپنی کتابوں میں انکے کارناموں کا خاص طور پر ذکر کیا ہے اور یہ اس میدان جہاد کے " سادوں الاولون " میں سے ہیں' انکی مستقل تصویر پر مسٹر میکالا سے پیشتر سے دعائی تھی ہم کسی آئندہ نمبر میں مع بعض خاص معرکوں کی تفصیل کے درج کریں گے -

تیسرا قابل ذکر شخص ایک مراکشی مجاہد ہے' اسکا نام معلوم نہیں' مگر اصل گروپ کی کاپی کے نیچے ظاہر کیا گیا ہے' کہ حضرت عزی (ابوبکر) کے ساتھیوں میں سے ہے' اور (خمسی) کے معرکے میں یادگار خدمات انجام دیچکا ہے - صلع اللہ الاسلام والمسلمین تطول حیاتہم و حفظ وجودہم من شر اعداء الاسلام والمسلمین -

ملازم احمد حذری بک

یہ قسطنطنیہ کے انتظامیہ بک اسکول کا معلم تھا' عزی (ابوبکر) کے جانے کے بعد جب طرابلس میں ترکی فوج کی قلت' اور ابتدائی

ملازم احمد حذری بک

اتالین فوجوں کی خبریں شائع ہوئیں تو یہ بھی وطن سے نکلا اور براہ تونس عرب لیبیا کا بھیس بدلکر طرابلس پہنچ گیا' اب وہاں توپ خانے کا افسر ہے - پہلے بلغاریا میں تھا' پھر طرابلس میں (ادھم پاشا) کے ملازم اب زوارہ کے اسلامی کیمپ میں مصروف دفاع و خدمت وطن ہے -

معرر معاصر (وکیل) نے اس ہفتے (یونیورسٹی) پر جو لیکچر لکھا ہے ہم اسے پورا نہیں پڑھسکے مگر سرسری نظر سے معلوم ہوا کہ حق گویانہ اور آزادانہ لکھا گیا ہے - جزاہ اللہ عنی و عن سائر المسلمین خیر الجزا' خدا تعالی ہمارے تمام معاصرین کو ایسی ہی حق گوئی اور آزادی کی توفیق عطا فرماتے کہ وقت نازک' اور اسکے اپنے پروردے اپنی حق خدمت کا مطالبہ کر رہا ہے -

سیع المجاهدین' محبوب الاسلام والمسلمین

البطل العظیم غازی اورنگ

منع اللہ الاسلام والمسلمین بحفظ وحدہ وطول حیاتہ

(۲)

آثار تہذیب و تمدن میدان قتال میں

(از الحق)

آجکل طرابلس کے میدان حالات و مناظر کا مجموعہ ہے ! ایک طرف تو تلواروں کی جھنکار اور توپوں کی گھڑگھڑاہٹ سے ہنگامۂ دار و گیر برپا ہے' دوسری طرف اشاعت تعلیم و تہذیب ' اور نشر حضارہ و مدنیت کے وہ آثار نظر آرہے ہیں جنکو دیکھکر دیر تک یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس سرزمین میں حربی آلات کو کبھی تقدم رکھنے کا موقعہ ملا ہے -

اطالیوں نے ابتدا میں متعدد افسر مع تمام اسباب و سامان کے بھیجے تھے تاکہ ساحل سے داخلی مقامات تک ریلوے لائن کے خطوط بچھادے جائیں اور بڑی بڑی امدادیں جو انکو درکار تھیں سب کام بھی شروع کیا تھا' لیکن وہ سب آس (عثمانی علم) کے سایے میں متجمع ہوگیا جو اٹالیں مورخہ ۲۳ جولائی کے حملوں کے مقابلے میں نہایت اطمینان اور سکون سے لہرا رہا ہے !

ابتدا (عاری اورنگ) ابتدا سے نہایت امن اور فتال' دونوں کے انتظام میں مصروف ہیں' اور جسطرح باوجود کمال بے سروسامانی اور افلاس کے اُنکا قتال و جہاد عجب انگیز تھا' اُس سے کہیں زیادہ تلواروں کے سایے' گولیوں کی بارش' اور خون کے فواروں کے نیچے اُنکا امن و سکون کے تعلیمی و تمدنی انتظامات کا جاری رکھنا ایک حیرت انگیز عادت اور انسانی معجزہ معلوم ہوتا ہے !

لیکن (اورنگ) کا وجود ہی معجزہ ہے ! (اورنگ) دماغی انتظامات سے فارغ ہوئے ہی ملک کی تعلیمی حالت کی اصلاح کی متوجہ ہوگئے تھے' انہوں نے اپنے خاص معتمد فوجی افسروں میں سے ایک منتخب جماعت چن لی ہے' اُن میں سے ایک قابل اور تجربہ کار افسر کو (ڈاکٹر گلر) تعلیم مقرر کیا ہے' ایک خاص صنعتی تعلیم (زراعت) کیلئے قائم کیا ہے' اور ایک (صنعت و حرفت) کی تعلیم کیلئے' ان صنعتوں کے مدرسے قائم ہوچکے ہیں اور اس نظم و ناقابلیت سے سلسلۂ تعلیم و تعلم جاری ہے کہ اگر اسکے تمام حالات دنیا کو سنائے جائیں تو شاید بہت کم لوگ اعتبار کریں •

ان مدرسوں کو دائمی طور پر مستحکم کرنے کیلئے ضرور تھا کہ اساتذہ اور معلموں کا بھی انتظام کیا جاتا' چنانچہ اسی خیال سے حال میں (مدرسۃ الصنایع) کے قریب ایک مدرسہ المعلمین (ٹریننگ کالج) بھی قائم کیا گیا ہے اور عنقریب اسکا افتتاح ہوگا -

شب و روز (اورنگ) انہیں اعمال مہمہ میں مصروف رہتے ہیں' ایک بہت بڑا رویں اصول انکا یہ ہے کہ ایک لمحہ بھی کسی غیر ضروری یا کم ضروری کام میں صرف کرنا پسند نہیں کرتے' صرف اہم اور مقدم کاموں کا پروگرام ہر وقت آنکے سامنے رہتا ہے' اور اپنی زندگی کے بہترین ایام راحت و شباب کو انکی انجام دہی پر قربان کرتے رہتے ہیں -

میدان جنگ کی طرف سے وہ بالکل مطمئن ہیں' انہیں جسقدر انتظام کرنا تھا کرچکے' جو فوج انکی اشارہ پر اپنی جانیں قربان کررہی ہے' اُسکی قوت اور شجاعت پر انکو پورا بھروسہ ہے اور کسی نئی آزمائش کی ضرورت نہیں -

(اورنگ) نے در حقیقت دنیا کو بتلادیا کہ جنگ کے معنی کسی ملک کی تخریب و تعذیب ہی نہیں ہے' اور نہ فوجی شرف کا صرف یہی اقتضا ہے کہ زندگی کو دشمنوں کے دفاع پر قربان کردے' بلکہ اس سے بھی بڑھکر یہ ہے کہ ملک کی سعادت و ترقی کے لئے اپنی زندگی اور آسائش کی دونوں کو صرف کردے

(اورنگ) نے روپیہ کی ضرورت کے مسئلہ کو بھی حل کردیا ہے اور ایک فرش سے لیکر ایک گیدی تک کے (کرنسی نوٹ) جاری کردئے ہیں' ابتدا میں بعض لوگ ڈرے تھے کہ شاید دیہی بدوی عرب ان کاغذی سکوں کو دیکھکر درہم نہ جانیں لیکن تقریباً تمام اہل عرب نے انہیں قبول کرلیا' بلکہ بعض دور دراز مقامات کے قبائل بھی اپنے ساتھ شامل ہوگئے -

یہ انتظامی (اتحاد و ترقی) کے کارنامے ہیں' جسنے وہ میدان جنگ میں بھی عامل رہیں -

مراکش کا ملک فروش فرمانروا (مولائی حفیظ)

ـارزارطرابلس

عثماني هوائي جهاز كي رسم افتتاح قسطنطنيه مين

مصر كي ڈاک

— —

ميدان جنگ سے نامہ

المويد کے نام

(درنه ١ - حوالائی ٢ کو بتقدق سے روانه هوا) دو نئے نامه نگار يهاں پهنچے هيں' موسيو (حوبر) اسٹرينا کے ايک مشهور اخبار (لي موري پرس) کا نامه نگار' اور موسيو (مولر) (نرلنرنگمينات) کا نامه نگار جو جرمني سے نکلتا هے -

(مسئلهٔ صلح پر اهل عرب کا اعلان عام)

(نئی عاری ٢ حوالائی - بتقدق ٣) دول يورپ مسئلهٔ صلح کی نسبت ريشه دوانيان کر رهے هيں' شايد يه سمجهکر که بعض شرائط کے ساتهه ايسا هو جانا ممکن هے' مگر انکو يهاں کی حالت معلوم نهيں -

اس سے پہلے آپ سن چکے هيں که تمام اهل عرب نے جمع هوکر عثماني کيمپ ميں کيا معاهده کيا هے ؟ ليکن آج مجهکو (المويد) کے نام ايک پيغام ديا گيا هے' تاکه آپ اُسے اخبار ميں شائع کرديں —

" عثماني کيمپ ميں تمام عربوں نے بالاتفاق جمع هوکر اور (قرآن مجيد) پر هاتهه رکهکر ان لفظوں ميں قسم کهائي هے که گو هزار برس تک بهي جنگ قائم رهے تو بهي هم هرگز تلوار نه رکهيں گے جبتک هماري سرزمين اٹلي کے کفار و ملاعده کے قدموں سے بالکل پاک نهو جاے -

دول يورپ خواه عالي سے صلح کی نسبت خواه کچهه هي گفتگو کرے' اور خواه دولت عثماني کاعدات صلح پر دستخط بهي کردے ليکن وہ همارے لئے بالکل بے اثر هوگا ' اور هم اسکو اسطرح سمجهيں گے گويا کوئی واقعه هوا هی نهيں -

وہ تمام عربي خاندانوں کے مشائخ' اور تمام قبائل عرب کے شيوخ' جنميں سے قبيلهٔ عواقير' مغاربه' درسه' غرمه' اور عبيد کے ساتهه هزار مسلح معاهد صرف (بنغازی) ميں موجود هيں' اور جبل اخضر' درنه' اور طرق وغيره مقامات کے قبائل الگ علاوه هيں' (المويد) کے ذريعه اعلان کرتے هيں که اب (طرابلس) کے مسئله کا حل صرف دو هی صورتوں ميں ممکن هے اور کوئی تيسری صورت ممکن نهيں يا تو (اٹلی) روز شمشير سے تمام طرابلس و برقه کو فتح کرلے' يا همسے کيلئے شکست قبول کرے اپنی تمام فوج مع اپنے مطالبات کے يهاں سے نکالے -

هم تمام اهل عرب جانتے هيں که عالم اسلامی کے احترام همارے اس بيعام کو تمام عالم ميں مشتهر کرديں' اور علی الخصوص قسطنطنيه اور تمام ملکوں کے دار الحکومتوں کو اسکا علم هوجانے کے بعد يه مسئله صلح کی نسبت بيکار اپنا وقت ضائع نه کريں -

دس عربوں نے ايک اٹالين مورچے کو درهم برهم کرديا

(نئی عاری ٩ حوالائی - ١٠ بعدق) حدد ذرائع سے اهل عرب کی ايک فکری دشمنوں کی ناک ميں لگی هوئی تهی' لهذا وہ زياده عرصے تک کسی مناسب موقعه کا انتظار نه کرسکی' اور کل دس عرب معاهد يکايک اٹالين مورچوں ميں گهس گئے' جن دشمنوں سے وهاں مقابله هوا وہ سب کے سب سوار رسالے کے سپاهی تهے اور معاهدين پيادے' ليکن تاهم عربی فتح و نصرت کا کلمه نهاں نهی قائم رها اور سات دشمنوں کو قتل کرکے آلات حرب کی لوٹ کے ساتهه کاميابی واپس آئے

اکثر هر موقعه پر عربوں کا رعب اور دشمنوں کی بزدلی کام ديتی هے' اطالين نے اپنی سوار فوج کے وسط ميں جب صرف دس پاپياده عربوں کو دلدری سے لڑتے ديکها تو انکو يقين هوگيا که يه کوئی نيا عربی حمله هے اور اصلی حماعت کمک پر آرهی هے' اس تصور کے ساتهه هي تمام اٹالين مورچوں ميں بد حواسی پهيل گئی اور بد امتياز هر طرف سے گولے برسانے شروع کردئے ' يهانتک که بقول خود اطالين اپنے هي گولوں سے هلاک هوے اور عرب تو اور کوئی تها هی نهيں جو گولوں کي زد ميں آتا -

عجيب بات هے که يه دس معاهد اتنے بڑے مورچے سے صحيح و سلامت واپس آگئے اور انمں سے کوئی بهی زخمی نهيں هوا -

---

عربی
فارسی اور اردو اخبار کی
اعلےٰ ترين چپائی کيلئے
مشهور مطبع حافظ محمد افضل
مستعد
ہے

ولایت کی ڈاک

— * —

محمود شوکت پاشا

—*—

محمود سوکت پاسا نے چونکہ وزارت جنگ سے استعفا دے دیا ھے لہذا ڈاکٹر ای - جے ڈنلپ نے - جسوقت وہ قسطنطنیہ میں مقیم تھے - خاص طور پر اُنسے ملاقات کی اور (ڈنلپ تھیٹر گراف) کیلئے یہ مضمون لکھا —

ھر شخص سمجھتا ھے کہ خواہ ترکی کا وزیر جنگ ھو خواہ اٹلی کا ' اس جنگ کے متعلق کس قسم کے خیالات ظاھر کریگا ' کسی محارب طاقت کا وزیر جنگ آشتی پرست جماعت کے جذبات کا ' گو وہ تحسین و آفرین کے لائق ھوں ' کبھی ھم آھنگ نہیں ھوسکتا - اُسکے لئے ضرور ھے کہ اپنا چہرہ سادہ و مسرور بنائے رکھے اور اپنے عدم تمکن الحصول توقعات کو بھی اسطرح روزی دیکر دکھلائے کہ تعجبات کے درجے تک پہنچ جائیں - جب یہ معلوم ھے تو پھر سوال پیدا ھوتا ھے کہ اُسکو پھر اظہار جدال کی زحمت ھی کیوں دی جائے ؟ لیکن اسکے جواب میں بہت سی معقول وجوہ ھیں -

سب سے بڑی وجہ تو یہ ھے کہ لوگ اس امر کے جاننے کے لئے بے چین ھوے ھیں کہ اِن دنوں میں اُسکے چہرے کا رنگ' اسکی رفتار کا ڈھنگ اور اُسکی وضع وقطع کیسی نظر آتی ھے' جب عدم متوقع سوالات پوچھے جاے ھیں اُسوقت اندار جواب کیا ھوتا ھے' آیا اسے طور پر تولتا ھے' یا آرا و اعمال کی دلیلوں کو دھراتا ھے اور یا پھر اسے وقعا کے کلمات و جذبات کی ترجمانی کرتا ھے - یہی وجوہ تھیں جو صبح (محمود سوکت پاشا) تک لے گئیں اور جب میں واپس آیا تو سمجھکر یقین کامل ھوگیا کہ میرا ملنا رائگاں نہ گیا -

حسب معمول وہ (جنرل) اپنے کشادہ بسرح و سعدد و رئیس رنگ کمرے میں بیٹھا تیزی نیزی سے اپنے کاغذات پر دستخط کر رھا تھا - میرے سلام کا جواب دیکر اُسنے کہا " ذرے توقف ' میں ابھی آپکی خدمت گذاری کیلئے تیار ھوجاتا ھوں" - کئی لمحے گذر گئے' اس اثنا میں میں اُسکے کام کے طریقے کو بغور دیکھتا رھا - فی الواقع نہایت دلچسپ طریقہ نظر آیا - میں نے اور زمانے جنگ کو بھی دیکھا ھے کہ وہ لڑائی کے دنوں میں کیسے مصروف رھتے ھیں - پس یہ قدرتی امر تھا کہ میں اُنکے ساتھ اِسکا معاملہ کرتا - (محمود شوکت پاسا) کے دفتر میں ایک ھی ملکی افسر حاضر تھا جو چھوٹے چھوٹے مربع شکل کے کاغذات پیش کئے جاتا اور ایک لکڑی کے چمچے سے دالو اٹھا اٹھاکر دستخطوں کی روشنائی پر چھڑکتا جاتا - اکثر مشرقی لوگوں کیطرح وزیر جنگ بھی لکھنے کے وقت میز کو یکقلم آزاد کردیتا ھے اور اپنی بائیں ھتھیلی پر کاغذات رکھکر بے تحاشا قلم گھسیٹے جاتا ھے - اُسکی دائیں جانب میز پر (ٹیلیفون) کا ایک (ٹرمپٹ) لٹکتا تھا -

[دولت عثمانیہ کے متعلقہ گذشتہ کے چند ٹیلیفونوں کے یہ بھی ایک ھے - تا حال قسطنطنیہ میں سرکاری ٹیلیفونوں کے سلسلے کا کام کاآغاز ھے' لیکن اسٹمبول میں بعض سرکاری دفاتر نے بطور خود اِس ایجاد کا استعمال شروع کردیا ھے امید ھے کہ دو تین سال کے اندر

ساحل نیوپورٹ در گولڈ ناری

ساری آبادی اس جدید آلے کو اپنے کاروبار کے لئے مہیا کرلیگی]

دلچسپیوں کا مرکز

جب آخری کاغذ پر محمود شوکت پاشا کا سرطان شکل دستخط ھوچکا تو میں نے سلسلۂ سخن یوں شروع کیا .

" آپ اسوقت تمام دلچسپیوں کے مرکز ھیں جنگی طرف تمام عالم کی نظریں لگی ھوئی ھیں" - اُسنے متبسم ھوکر پوچھا " یہ کیوں " ؟

میں — " اسلئے کہ ترکی کے دفاع نے اقطار عالم کو اپنی طرف کھینچ رکھا ھے اور اسوقت آپ ھی اس دفاع کے روح رواں ھیں - جلے اور تک کا وجود حالت انتظار میں تھا ' لیکن چونکہ اب تمام حد و حدود حوالۂ ترکی سے منتقل ھوگئی ھے اور عنقریب اسکا قدم (ادرنہ) کا رخ کیا چاھتا ھے' اسلئے وطنی دفاع کا زندہ مقاصد آپ ھی کا وجود ھے لہذا اس امر کے جاننے کے لئے مشتاق ھے کہ جب (روتس) اور دیگر جزائر آپ کے قبضے سے نکل چکے تو اب فریقین جنگ کی دستی کیفیت کیا ھے ؟ "

وزیر جنگ — " اب سے کیوں " ؟

میں — " کیونکہ عام طور پر یہ فرض کرلیا گیا ہے کہ تعریبی کارروائی کا خاتمہ حوائر کے قبضے پر ہوا تو جنگ کی بھی نئی صورت قائم ہو جائے گی "

وزیر جنگ - " آپ لوگوں نے بھی کیا ایسا ہی فرض کرلیا ہے ؟ قوم میں جو نئی علامتیں پیدا ہو گئی ہیں وہ آپ کو نظر آتی ہیں ؟

میں - " گزشتہ دسمبر میں جیسی جنگ جو یا روح نظر آئی تھی اتنک ذرا بھی اسمیں تبدیلی پیدا نہیں ہوئی ہے ' بلکہ میں تو یہ کہونگا کہ جوش اور بڑھا ہوا نظر آتا ہے - یہ سرور ایک کھلی ہوئی بات ہے ' لیکن کھلی ہوئی باتیں بھی ہمیشہ انقطاعی نہیں ہوتیں - اکثر دیکھا گیا ہے کہ قومیں اپنی آنکھوں پر پٹی باندھکر صرف اپنے لیڈروں کے بتائے ہوئے مقامات پر ہی نگاہ رکھتی ہیں اسلئے میں فقط اس بات کے جاننے کا اور بعد ہوں کہ تازہ حالات پر نظر کرکے آپ نے اپنی رائیوں میں ترمیم تو نہیں کرلی ؟ "

وزیر جنگ - " مطلق نہیں - ترمیم کا تو نام بھی نہ لیجئے جب ہم پر حملہ ہوا تھا اسوقت بھی ہم صلح و آشتی پر مائل تھے ' اور جب اس ظالمانہ حملے کی کہانی ختم ہو جائیگی اس وقت بھی ہم صلح ہی چاہینگے - آخر تک دفاع ہی ہمارا شعار رہیگا - قدرتی امور (دفاع) ترمیم طلب نہیں ہوتے - ہاں سلسلۂ عمل میں ترمیم ہوئی تو معمولات میں بھی التزاماً ترمیم ہوگی - ہمکو تلوار اپنی نیام میں ڈالنے پر اسوقت مجبور کیا جائیگا جب خود دشمن کی تلوار بھی نیام میں واپس ہو جائے گی "

ہوائی جہاز اور سب میرین (تجسس البحر کشتیاں)

میں نے کہا " جملہ عموماً موثر قسم کا دفاع تصور کیا جاتا ہے - میں نے آپ کے دشمنوں کو آپ کے طریق جنگ پر اس ادا پر نکتہ چینی کرتے دیکھا ہے کہ آپ لوگوں نے جدید آلات حرب مثلاً ہوائی جہاز (قدری حیل) اور (تجسس البحر) سے فائدہ نہیں اٹھایا - میرے خیال میں آتا ہے کہ کوئی وجہ ضرور ہوگی کہ آپ نے ان ایجادات پر توجہ نہیں کی "

وزیر جنگ — " جو نکتہ چین اشخاص کہ ہمیں ہوائی جہازوں کے اوپر سے دب کے گولے پھینک کر بحر ابیض میں غنیم کے جہازوں کو تباہ کرنے کا مشورہ دیتے ہیں ' وہ واقف کار اور ماہر فن نہیں ہیں - میں ان چیزوں کو جانتا ہوں اور اپنے بالتخصیص غور کر چکا ہوں ' میرے غور و فکر کا یہ نتیجہ نکلا کہ آزمودہ اور مقبول عام طریق جنگ پر ثابت قدم رہوں - ہوائی جہاز کی گھنٹہ ١٠٠ کیلومیٹر کی رفتار سے آڑتا ہے - اور جب پرواز بہت بلند ہو جاتی ہے تو نشانے پر بمبہ ایک چھوٹی سی شے پھینکتا ہے مگر بہت ہی بلندی سے ' اب بتلائیے کہ مصارف تو بہت اٹھائے جاتے ہیں لیکن ان باتوں سے کون سا قیمتی نتیجہ مرتب ہوسکتا ہے ؟ ہوائی جہاز پر سے نشانہ لگانا قطعی ناممکن اور یہ لفظ نشانہ اپنے مفہوم رائج کے اعتبار سے شرمندۂ معنی نہیں - یقین کیجئے اس اتفاقی نشانے کی قیمت گھنٹا دے کیلئے یہ صرف قیاس ہی نہیں ہے ' اسکی صداقت ہم نے حرفاً حرفاً مشاہدہ بھی کرلی ہے افریقہ کے داخلی صحرا میں ہمارے نہایت نا قاعدہ اور ہر طرحسے مرتب جتھے ہوائی جہازوں کا نشانہ ہے - ہمارے دشمنوں کے لئے حالات گرد و پیش ہماری نسبت زیادہ مساعد اور ہمارے جتھے بحر متحرک اور غیر ساکن ہونے کی وجہ سے عمدہ نشانہ بن سکنے کے لیکن با اس ہمہ حالات اوپر سے بے شمار بم کے گولے پھینکے گئے مگر ہمیشہ نشانے سے بہت دور جا کر گرے ' اور کبھی اس تجربے میں دشمنوں کو کامیابی نہیں ہوئی ' پس جو کچھ نتائج آنکھوں نے دیکھے ہیں اس سے ہمیں اپنے دشمنوں کی تقلید کی حرص نہیں ہوئی

جرمنی روس اور ترکی

ڈیلی کرانیکل کا نامہ نگار [برلن] سے لکھتا ہے کل افواہ اڑی تھی کہ اٹلی اور ترکی کی جانب سے کچھ دنوں کے لئے التوائے جنگ کا اعلان ہونیوالا ہے - لیکن اس افواہ کی نہ تو روما سے ہوئی اور نہ قسطنطنیہ سے اور ترکی سفیر متعینۂ برلن بھی اس امر سے اپنی قطعی لا علمی ظاہر کرتا ہے ' تاہم قابل اعتماد حلقوں سے معلوم ہوا ہے کہ یہ خبر بے بنیاد بھی نہیں ہے -

معلوم ہوا ہے کہ قیصر جرمنی و زار روس کی ملاقات میں اس مسئلہ ترکی و اٹلی کی جنگ کا بھی ہے - لیکن برلن میں ابتک اسکے تفصیلی حالات نہیں پہنچے - تا حال یقینی طور پر جہاں تک معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ دونوں گورنمنٹوں کا پالیسی اس کی دلچسپی پر کوشاں رہنیگی - عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ دونوں سہنشاہوں اور انکے وزراء نے ایک ایسی اساس ڈھونڈھ نکالی ہے جسپر سعی اس کی تعمیر اعمال سے ظاہر نہیں ہے - میں نے رفیق اخباروں سے سنا ہے کہ دونوں سہنشاہوں کے تعلقے میں عام معمولی طور پر زمانہ صحبت عرصے تک جاری رہی -

ریوتر کی تار در بداں

(قسطنطنیہ ٢٩ جولائی) ایوان وزارت نے فیصلہ کرلیا کہ پارلیمنٹ کی درہمی کا انتظام آئندہ طریقے سے کیا جائیگا -

عہد جمعیتی کے امراکی معافی

(قسطنطنیہ ١ اگست) ایک اعلان جاری ہوا ہے جسمیں ١٣٠ حلاوطنوں کو معافی عطا کی گئی ہے - انمیں تمام عہد جمعیتی کے اُمرا اور افسر بھی ہیں - گورنمنٹ نے پارلیمنٹ میں اس مضمون کی ایک تحویز پیش کی ہے کہ سلطان جب چاہیں پارلیمنٹ کو توڑ دے سکتے ہیں -

رئاسیہائے بلقان میں اتحاد

(لندن ١ اگست) ٹائیمس کہتا ہے یہ یقین مضبوط ہوتا جاتا ہے کہ کسی قسم کا قرار داد مابین بلغاریا و سرویا ' اور بلغاریہ و یونان ہوچکا ہے -

حوائر البحیں

(لندن اگست) ہاوس اف کامنس میں سر ادورڈ گرے — مسٹر ٹوئل نکسٹن کے سوال کے جواب میں کہا کہ لڑائی کے بعد حوائر بحیں پر اتالین قبضہ ضرور بہت سی بحثیں پیدا کریگا

[الهلال ایلکٹریکل برقیک ورکس نمبر ٧ — ١ مکلاؤڈ اسٹریٹ — کلکتہ سے [ابو الکلام آزاد] نے چھاپکر شائع کیا]

(آئندہ نمبروں کیلئے جو تصویریں طیار ہیں)

(آن میں سے بعض کی فہرست)

(مشاہیر)

۱ امیر عبدالقادر الجزائری

۲ ابو الاحرار مدحت پاشا

۳ شیخ احمد السنوسی

۴ سید ادریسی امام لمس

۵ امیر علی پاشا بن عبد القادر الجزائری

۶ امیر عبدالقادر ثانی بن امیر علی پاشا

۷ هر اکسلنسی محمود شوکت پاشا

۸ معاهد دستور و حریت نیازی بک

۹ ابراهیم تریا بک کمانڈر شرقی طرابلس

۱۰ ڈاکٹر نہاد سرای بک رئیس هلال احمر قسطنطنیه

۱۱ سولہ برس کی عمر کا ایک عثمانی مجاهد

۱۲ قسطنطنیه کی موجوده دار الرب

۱۳ ایرانی مجاهدین کا مانم سرا

۱۴ ایرانی مجاهدین کا حمله

۱۵ بنک داشی نشانه ے

۱۶ منصور پاشا منعوب نیازی

(مناظر جنگ)

۱۷ طرابلس میں مسیحی تہذیب کے چار حربین مناظر

۱۸ اٹالین هوائی جہاز سے مجاهدین کے کیمپ پر کاغذات پھینک رہے ہیں

۹ طبروق کا معرکه

۲۰ منصور پاشا مجاهدین طرابلس کے سامنے تحریر کر رہے ہیں

۲۱ بیروت بنک کی شکسته دیواریں

۲۲ روڈس میں اٹلی کا داخله

طرابلس میں اٹالین کیمپ

۲۴ طبروق کے عثمانی کیمپ کے افسر

۲۵ مجاهدین کی عورتیں اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۲ تبریز میں روسی لشکر کی لعنت

۲۷ اذربائیجان میں روسی داخله

۲۸ ایران کے سردران قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا مجمع عام

۳۰ طنجه میں قبائل کا حمله

۳۱ فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر و تصاویر)

۳۲ عثمانی پارلیمنٹ کا افتتاح

۳۳ سلطان المعظم پارلیمنٹ میں

۳۴ عهد دستور

۳۵ روڈس کے بعض مناظر

۳۶ ڈارڈینلز کا ایک منظر

۳۷ هلال احمر مصر کا گروپ

۳۸ فرانس کی هلال احمر کا طبی وفد

* * *

۳۹ تونسه میں ایک اسلامی اثر قدیم کا انکشاف

۴۰ سنه ۷۰ هجری کی ایک تحریر کا عکس

۴۱ حکیم مومن خاں "مومن"

۴۲ نواب ضیاء الدین خاں "ضیاء"

۴۳ مرزا صائب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحه

۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط

۴۵ بہادر شاہ کا بستر مرگ

الهلال کے مضامین کے ابواب

مذہبی و علمی

اس عنوان کے تحت میں ہمیشہ علمی مضامین ، علمی خبریں ، جدید اکتشافات
متفرق ابحاث و افکار علمیہ اور علمی استفسارات کے جواب درج ہوا کرینگے .

تاریخ اسلام

اسمیں بالالتزام تاریخ اسلام کے اُن مشہور ناموروں ، کے حالات درج کئے جائینگے ،
جنہوں نے مذہبی ، علمی اور سیاسی آزادی کے لئے کوشش جانفروشی
اور قربانی کی ہو نیز زمانۂ حال کے نامور احرار کے
حالات بھی مع تصاویر شایع کئے جائینگے ،

متفرقات

ایران کے متعلق تمام مضامین اور خبریں

زبدۃ الصحافۃ

مراکش سے یہ باب مخصوص رہیگا اسکے علاوہ مندرجۂ
ذیل چھوٹے کالموں کے عنوانات ہیں .

مدارس اسلامیہ

عالم اسلامی

انتقاد

مراسلات

ضخامت کی افزائش کے ساتھ اور نئے ابواب بھی بڑھائے جائینگے ہمیشہ
ایڈیٹوریل کالم انکے علاوہ رہیگا اور ابتدا میں بریف نوٹس :

شذرات

کے عنوان سے درج کئے جائینگے

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الحسینی

مقام اشاعت
۷-۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۱

کلکتہ: یکشنبہ ۱۱ اگست ۱۹۱۲ء

نمبر ۵

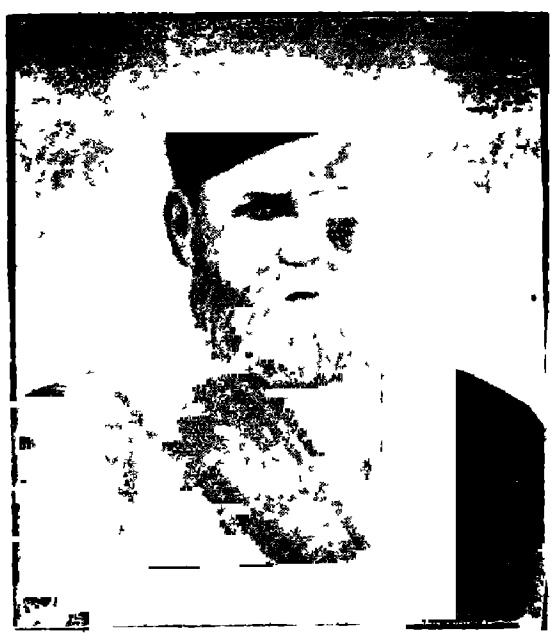

فہرست

مضامین		تصاویر	
شذرات	۱	[illegible]	۳
ایڈیشورل نوٹس	۳	[illegible]	۸
ماموران مزوئہ طرابلس	۹	[illegible]	۸
کارزار طرابلس	۱۲	[illegible]	۱۲
عالم اسلامی	۱۵	[illegible]	۱۳
شوؤن عثمانیہ	۱۴	[illegible]	۱۵

قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

الہلال

— * —

(الہلال) کی تا اہل دوہزار کا پیہم شائع کی جاتی ہیں
ہرہفتہ تعداد بڑھتی جاتی ہے گی —

اُسکی اشاعت زیادہ تر تعلیم یافتہ اور اعلی طبقہ میں
ہو جو عام اخبارات کو بہت کم دیکھتے ہیں —

(اشتہارات) کیلئے تائیٹل پیج کو دو صفحے مخصوص
کردے گئے ہیں

یورپ میں اشتہار کی ترتیب اور اشاعت ایک مستقل
فن ہو ۔ اشتہار کیلئے پہلی چیز یہ ہو کہ وہ با وجود
اشتہار ہونے کے اپنے اندر کوئی ایسی کشش رکھے کہ اخبار
کے مضامین سے ہٹکر نظریں اسکی گرویدہ ہوجائیں ۔ انگریزی
اخبارات ورسائل میں اسکے لیئے طرح طرح کی تدبیریں
کی جاتی ہیں ۔ لیکن اُنمیں سے اکثر ایسی ہیں جو یہرکی
چھپائی میں ممکن نہیں —

مثلاً اشتہار میں خوشنما حاف ٹون یا انگریو یک
تصویر دیدی ، یا خوشخط اور خوبصورت لکھواکر اسکے
فوٹو کا بلاک بنوالیا ، یا کوئی ایسا طغرا اور نقشہ درج کردیا
جسکی وجہ سے اشتہار تمام اخبار میں ممتاز رہے ، اور
نظریں مجبور ہو ہوکر اُسپر پڑیں ، لیکن یہ تمام باتیں
غیر (تائپ) کی چھپائی کو محال ہیں

(الہلال) پہلا اُردو رسالہ ہے جو ان چیزوں کا
انتظام کرسکتا ہے

البتہ مرقوم کی اشتہار کی شرح اجرت علحدہ ہوگی
خط و کتابت سے دریافت کیاجاسکتا ہے

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ — القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ — ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad,

7 1, MacLeod Street,

CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs 8

Half-yearly „ „ 4-12

نمبر ۵ — کلکتہ : یکشنبہ ۱۱ اگست ۱۹۱۲ ع — جلد ۱

شذرات

اطلاع

اعلی درجے کی تصویروں کی چھپائی کا انتظام اب قریب تکمیل ہے' انشاء اللہ آئندہ نمبر سے رنگین تصویروں کا سلسلہ شروع ہوگا اور پھر عنقریب ایک صفحہ خاص تصاویر کے صناعی نمونوں کیلئے مخصوص کردیا جائے گا - والامر بیدہ سبحانہ وتعالی -

ہمارے لئے ایک سب سے بڑی مشکل رسالے کی موجودہ صفحات ہے' ہم چاہتے ہیں کہ ہر ہفتے علمی قسم کے مضامین اور مباحث کا مجموعہ ہو' اور اسی [illegible] ابتدا سے مضامین کے مختلف ابواب معین کردئے' انڈیکس ریل [illegible] کے علاوہ ایک باب (مذاکرۂ علمیہ) ہے' اسکے نیچے علمی اور مذہبی تحقیقات کے مضامین ایک خاص اصول ورنگ کے درج کرنا چاہتے ہیں' علی الخصوص اُن غلط فہمیوں کی نسبت' جنہوں نے درسوں سے قرآن و حدیث کے اصلی حقائق و معارف پر پردے ڈالدئے ہیں' پھر (احرار اسلام) کا عنوان ہے اور اسکے سلسلے میں پہلے قرآن کی حریت عمومی کو دکھلاکر اسلام کے نامور احرار کے حالات و کارنامے شائع کرنا چاہتے ہیں' انتقاد' مدارس اسلامیہ' اور عام شورش اسلامیہ بھی ضروری عنوان ہیں جنمیں سے کچھ نہ کچھ ہر نمبر میں ہونا چاہئے (مسائل) ایک مستقل باب ہے اور تمام عنوانوں میں سب سے زیادہ اہم' لیکن موجودہ صفحات کے اندر جنکا عام پسند ابواب بھی کافی طور پر نہیں آسکتے' ان سب کی کہاں گنجائش ؟

ہر ہفتے قلب انسان کی سخت روحی تکلیف غم سے دوچار ہوتی ہے' حملات کے طوفان دل و دماغ سے اُٹھتے ہیں اور کس ساحل لب سے ٹکراکر واپس چلے جاتے ہیں' حسطرح ما حزل غمزدے پاس بطور ہے' اسکے لئے کم از کم موجودہ صفحات سے دگنی صفحات ہونی چاہئے' لیکن افسوس ہے کہ موجودہ صفحات کے مصارف ہی کی طرف سے اطمینان نہیں' اسکی افزایش کا خیال کیونکر کروں ؟ اسکے اوپر ایک قرضی قرض کرلی ہے اور اسکو لئے جارہے ہیں' اسکا علاج تو یہ ہے کہ پھنک کر اپنے گراں مصارف دکانداری سے معاملہ کرے اور پھر اور نہیں تو کم از کم توسیع اشاعت کی فعال سعیوں کو شروع کردیتے' لیکن الحمد للہ کہ جسے گو مفلس ہے مگر دل مفلس نہیں ہے' ہمارا اعتماد صرف اُس کی ذات پر ہے' جس نے اسے در کے سائلوں کو بیٹھے ہی دن یہ کہکر مطمئن کردیا تھا کہ رمس یتوکل علی اللہ فھو حسبہ - پس ہم کسی انسان کے آگے اپنی ضرورتوں کیلئے ہاتھ پھیلانا نہیں چاہتے گو وہ حق اور معاونے کے ساتھ ہی کیوں نہو' ہمارے وہ احباب جو موجودہ صفحات کو ناکافی نہیں' چند دنوں اور انتظار فرمائیں انشاء اللہ عنقریب ہم خود کسی نہ کسی طرح آٹھ صفحے اور بڑھادیں گے' اگر لوگ ہماری ملح اور تازی نانیں سند نہیں کرتے تو ہمارے پاس کہنے کیلئے کوئی دعوی نہیں - بلکہ سچ تو ہفتے کے دن سفید کا انڈا شروع نہوگا جسکا کہنے کیلئے ہم دعوار ہیں - واللہ المستعان وعلیہ التکلان

مولوی عبدالکریم صاحب (بشیر) بھوپالوی (اے - بی - ایس ریلوے) سے لکھتے ہیں

" * * * * * * * * * * * آپکے صفحات آٹھ روپیہ والے بھی ہے' میں (ہاکر) کا بھی خریدار ہوں - اسکی ابتدا سے تازہ پرچہ صفحات زیادہ نکلی لیکن باوجود اسکے پچھلے سال نہیں ایک معمولی رقم کا

نقصان رہا ' ایسی حالت میں میں نہیں سمجھتا کہ الہلال آٹھہ روپیہ میں کیونکر زندہ رہسکے گا حالانکہ یقیناً اسکی طباعی میں کامریڈ سے زیادہ لاگت آتی ہوگی * * * * * پس آپ اسدرجہ انتظار تو نہ کریں کہ کام چل ہی نہ سکے' میرے خیال میں کم ازکم بارہ روپیہ تو ضرور ہی قیمت ہونی چاہئے' اب بھی یہ ممکن ہے' آپ قیمت اگر بڑھادینگے تو امید ہے کہ کوئی منصف مزاج آدمی معترض نہوگا ' میں سب سے پہلے اس اصلاح کو منظور کرتا ہوں - آپ تمام پرچے میرے نام بارہ روپیہ پر بھی - بی پیمنجدس "

اسطرح کے بعض خط حمد اور احباب کے بھی آئے اور زبانی تو بہتوں نے تعجب کی مگر ہم اپنے دل کا رحم کیونکر دکھلائیں؟ (نشتر) صاحب کے اس لطف و نوازش کے ممنون ہیں - قیمت تو اب جو مقرر کردی ہے وہی رہیگی ' اور آپکو بھی آٹھہ روپیہ ہی کا وی پی جائیگا' البتہ آردر دینے کے قدردانوں کی عام مدد مداقی میں آپکے جو شاسانہ تحسین کی ہے اسکو ہم بہت قیمتی سمجھتے ہیں - ح

ہم نے جب الہلال کی اشاعت کا ارادہ کیا تو سب سے پہلے یہ سوال سامنے آیا کہ مقاصد و حالات کی جو متاع لیکر بازار میں نکلتے ہیں ' اسکے خریدار بھی کتنے ہونگے ؟ نفع و استکراہ کے سوا ان حالات کی قسمت میں اور کیا ہے ؟ اسلئے ضرور ہے کہ رسالے میں دکھہ دائیں انسی بھی ہوں جو (کوئیں) کی تلخی پر شکر کی ایک نہ حمائیں اور اسطرح کم ازکم صمداً ہی ہماری صدائیں کانوں تک نہنچ جائیں -

تائید کا تو ہمیں برسوں سے خیال تھا ' البتہ تصاویر کا خیال سبی وقت ہوا کہ جلب انظار و طبائع عامہ کا ذریعہ ہوگا ' لیکن پہلی مشکل سے مشکل تر سوال جو سامنے آیا کہ اس اہتمام و اہتمام کے ہفت رسالے کی قیمت کیا ہوگی ؟

یہ غلط ہے کہ قوم کی قوم مفلس ہو رہی ہے ' اسلئے کوئی معمولی شے اسکو دلچسپی نہیں جاتی اور اسکے افلاس ' اور اسے زندہ رہنے کی ضرورت تو بیشک رکھتا ہمیشہ سستا مال ہی بازار میں رکھنا چاہئے ' جو قوم اپنے آرٹوں کی قسم اللہ میں سینکڑوں روپے خرچ کر سکتی ہے ' جو خواہ مخواہ اپنے سب سے بڑھیا ایک روپیہ اور کا ایک چار آنہ اسکتی ہے جو ہفتہ اسبوعی اور ہفتہ وار مطبوعات کے خریدنے سے کبھی زیادہ عاجز نہیں ' میں مشکل یہ بھی ہے کہ ہم نہ تو سستی سے مالہ آردر دینے والوں کو جمع کرسکتے ہیں اور ہم سے نفسیر آنے والوں نے ریویو تو جس ارزانی کا شادی کردیا تھا وہ طبیعت زیادہ کا حکم رکھتی تھی ' لوگ اس اجرے سمجھنے سے بالکل قاصر ہیں کہ کیوں وہ ایک سستی مدیر کی مصنوعی میں کسی گراں شے کی خریداری جائز رکھیں ؟

بالآخر ہم نے ہر چند تردد کی کوشش کی مگر دامن روپیہ بارہ آنے سے گے نہ ہوسکے ' کتنا اچھا ہوتا اگر یہی قیمت رکھسکتے ' لیکن جب مشکلیں آکر گھیر گئیں ' باقاعدہ طور پر کام شروع ہونے لگا اور ایک صحیح مزاج مصارف سامنے آئے تو باوجودیکہ آمدنی میں ہزار خریدار

فرض کرلئے گئے تھے لیکن پھر بھی کسی طرح کام کے زندہ رہنے کی اس قیمت میں اُمید نہ بندھسکی -

---

جو حساب ہمارے سامنے تھا اسکے لحاظ سے کم از کم بارہ روپیہ قیمت ہوتی تو دو ہزار خریداروں کی صورت میں دفتر قائم رہنے کی اُمید رکھتا ' لیکن ہم نے آٹھہ روپیہ کو بھی مشکل قبول کیا اور اس کا اعلان کردیا - خدا تعالی شاہد ہے (وھو یعلم سرّی وعلانیتی) کہ اگر ہمارا بس چلتا تو ہم تو معنے تقسیم کرتے ' ان خرید و فروخت کی باتوں سے ہم کو کیا تعلق ؟ لیکن کیا کیا جائے کہ آجکل اشاعت مقاصد وحالات کا اور کوئی ذریعہ نہیں' مجبوراً رسالہ نکالنا پڑتا ہے' اور جب نکلتا ہے تو اسکو قائم رکھنے کیلئے قیمت کا لینا ناگزیر ' ہمارا اعتماد صرف خدا ہی پر ہے - ہم (نشتر) صاحب سے نہیں جانتے ہیں کہ اسطرح اپنے نئے منصوبے سے کوئی کام چل نہیں سکتا - جب تک زندہ باقی ہے لٹائے رہئے گا ' اسکے بعد کام کا کیا حشر ہوگا ؟

لیکن میں اپنے اطمینان دلاتا ہوں کہ گو میں مٹنا چاہوں' لیکن جس کے لئے مٹنا چاہتا ہوں وہ معاملہ کا ایسا کھوٹا نہیں ہے کہ مجھے مٹنے دیگا ' یاد رکھئے کہ دنیا میں صرف سچائی اور خلوص ہی میں زندگی ہے' خلوص کبھی ضائع نہیں جاتا ' اور سچائی کبھی نہیں مرتی ' اگر میرے دل میں سچائی کا ایک ذرہ بھی موجود ہے' تو میں ایک ایسی طاقت' ایک ایسی زندگی' ایک ایسی عذر فنا ہستی ہوں جو کبھی مٹ نہیں سکتی' دنیا کی کوئی طاقت اسکو مٹانے پر قادر نہیں' آپ لوگ روز دیکھتے ہیں کہ آگ جلاتی ہے اور پانی ڈبوتا ہے اور اسکو تجربہ کا ایک عام مسلمہ قانون سمجھتے ہیں' لیکن وہ مقامات جہاں میں آسمانی قدرت اور صرف کے اسے بھی قانون روز مشاہدہ میں آتے ہیں کبھی آگ نہ جلائے اور پانی نہ ڈبائے اور نہ ممکن ہے' مگر حدوث عقلی میں نہ تو قطعاً ناممکن ہے کہ ایک ہستی خدا سے صلح کرے اور امور زندگی کے بازار میں اسے شکست ہو' علاوہ قوی تعلیموں کے تاریخی دینی و جغرافی میں الہلال - ہمارے درسگاہ کو آپ نہ بھی کہئے جس سے نہیں ہمیں کوئی حاکمانہ سند لینے کے لئے نہیں مل سکا الا ہیولا ' اور تحریر' راقم الاعلوں ان کلمات کو لکھتے -

اب یہ کہنے والے (ان تعلیم یافتوں) کی سطحیت پر کیسکے ذریعہ ماتم کیا جائے ؟ -

---

ہم نے اپنے ایک دوست لطف کے ذریعہ سے عطیے کو سکریٹری سے پوچھا تھا اس نے جواب لکھا ہے کہ انجمن سے ہے کہ بعض سبب سے آپکا چندہ ابھی نہیں آیا ہمیں لکھنا رہے ہیں کہ جس لفظوں سے سکریٹری نے لکھا اس میں کچھ شک کی بو سے زیادہ سکتی تھی ' ہمیں ہے کہ ایسا ہو لیکن ہم نے جس حواس میں کہ ہمارے معاصرین میں سے تو اکثر نے اس سے الگ کیا ہے اور اصل مقصود نہیں تھا کہ ہمارے معاصرین سمجھیں کہ ہم اپنی آپ سکتے ہیں ' مگر انسان کی رائے اور صمد کا سوال نہیں بڑھا جا سکتا -

لیکن معرور معاصر (پیسہ اخبار) نے اس کے شوخ اور تذکرے بھی چھوڑ دئے ہیں ' وہ لکھتے ہیں " یہ سچ ہے اور اخبار نویسی کا فرض یقیناً امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے لیکن " جو اخبارات ہر روز ان لوگوں کو گالیاں دیتے ہیں جو انکے ہم خیال نہیں یا انکی غلطیوں پر انہیں ٹوکتے رہتے ہیں وہ کہاں تک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حق ادا کرتے ہیں "

لیکن ہم اس عبارت کا مطلب بالکل نہ سمجھ سکے ' عربی زبان میں تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مطلب یہی ہے کہ " بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا " بس " غلطیوں پر ٹوکنا " تو ایک ایسا عمل ہے جو ٹھیک ٹھیک " نہی عن المنکر " کا فرض ادا کرتا ہے ' پھر نہیں معلوم ہمارے دوست نے اسکا مطلب کیا قرار دیا ہے کیا انکے عقیدے میں غلطیوں کی ہمت افزائی کرنی چاہئے اور " ٹوکتے رہنے " کی جگہ صلۂ و تحسین کا مستحق سمجھنا چاہئے ؟

" لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ عجب نہیں یہ کاتب کی غلطی ہو' اصل میں عبارت یوں ہوگی

لیکن جو اخبارات ہر روز ان لوگوں کی مدح و ثنا کرتے ہیں جنے انکے بعض اغراض شخصیہ وابستہ ہیں ' اور کبھی انکی غلطیوں پر انہیں ٹوکتے نہیں ' وہ کہاں تک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حق ادا کرتے ہیں ؟ "

کاتب صاحب درمیانی عبارت چھوڑگئے اور پھر مصحح صاحب وقت کی قلت کی وجہ سے تصحیح نہ کرسکے اسلئے تو ہم کہتے ہیں کہ پھر کی چھپائی کو اب حذف کہنا چاہئے ' ناسمجھ کاتبوں کی وجہ سے ہمیشہ اسطرح کی غلطیوں اور عبارت کے محرف ہوجانے کا خوف لگا رہتا ہے اور پھر کاپیوں کے غراب ہوجانے کے ڈر سے روزانہ اخبارات تصحیح بھی نہیں کرسکتے اگر پیسہ اخبار ٹائپ میں چھپتا تو فوراً یہ سطریں ردبدل حاشیہ اور غلطی کی اصلاح ہوجاتی -

---

آگے چلکر انہوں نے بعض امداد دینے والے اخبارات کو تصریح کے ساتھ گدایا ہے اور [illegible] معاصر (کامریڈ) کو بھی الزام دیا ہے کہ " وہ بعض [illegible] سب سڈی لینے میں کوئی حرج نہیں دیکھتا " ہم نہ جہاں تک معلوم ہے عالباً کامریڈ نے کوئی رقم بطور مالی امداد اور وظیفہ عطیات کے تو نہیں لی ہے البتہ ہرهائینس سر آغا خاں اور راجہ صاحب محمود آباد نے کچھ روپیہ اسلیے دیا ہے کہ اسکے دینے سے کم استطاعت طلبا کو کامریڈ کم قیمت پر دیا جاسکے اور وہ اصلی قیمت میں سے جتنے روپیہ کی طلبا کے ساتھ تخفیف کریں اتنے روپیہ ان صاحبوں کی طرف سے وصول سمجھ لیا جائے تاہم دونوں کو بعنوان سبسڈی یا عام عطیات میں اس طریق میں ضرور فرق ہے -

---

کچھ دنوں سے پیسہ کے اخبارات میں شب دراز کی آشنائی کا مسئلہ چھڑگیا ہے - شیخ مجدوب عالم صاحب اور مولانا محمد شفیع وغیرہ نے کمشنر صاحب سے ملکر بند کرانے کی کوشش کی ' پارٹی فیلنگ تو پیشتر سے موجود تھا انکے مخالفوں نے اسکی بھی مخالفت کی کہ آزادی کی اک دلکش اسلامی شعل اور معدد تریں وطنی صنعت ہے - مخالفین کو اسپر شرعی دلائل کی تلاش ہوئی اور اب رواۃ فقہ اور علما کے فتووں کی جستجو ہو رہی ہے ' دنیا جانتی ہے کہ ہم اسے درمیانی خیالات میں اک لمحہ کیلئے بھی شیخ صاحب یا مولانا صاحب سے متفق نہیں ہوسکے ' لیکن یہ کس مذہب اور کس اخلاق کی تعلیم ہے کہ جس شخص سے ایک معاملے میں اختلاف ہوجائے تو پھر اسکی ہر بات کی مخالفت کی جائے ؟ اسلام اس سے بہت بلند ہے کہ وہ اپنے پیروؤں کے ایثار اور پرہیزگاری جھوڑنے سے خوش ہو اور یہ کوئی ایسی پیچیدہ اور مختلف فیہ بات نہیں ہے جسکے لئے قرآن و حدیث کی ورق گردانی کی ضرورت ہو' اسلام ہر اس شے کا جو دین و دنیا میں کار آمد ہو یا اسراف و لہو و لعب کا آلہ ہو سخت سے سخت دشمن ہے وہ اپنے پیروؤں کو صرف اعمال صالحہ میں منہمک دیکھنا چاہتا ہے' ومن الناس من یشتری لہو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم (۳۱ ۵) میں ہم تو ان تمام باتوں کو داخل سمجھتے ہیں -

اگر فی الحقیقت مولانا محمد شفیع اور شیخ مجذوب عالم صاحب اس سال اس مہلک اور مضر رسم کو کم کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں تو ہم انکے ممنون ہیں اور مسلمانوں کو بھی ہونا چاہئے -

تعمدر نصرہ کا ارادہ

گو " حرانی نصرہ " کے بعد اسکی تعمدر معطل ہو ' لیکن تاہم خوش ہیں کہ اب بعض لوگوں کو اسکا خیال ہوچلا ہے ' ایک دو صاحب ایدت کی تلاش میں نکلے ہیں اور کئی ایک کاروانے میں مصروف ہیں - علی گڈھ کا قدیم سرکاری اخبار (النشیر) ایک تازہ اشاعت میں لکھتا ہے

" پچھلے سال ہماری رائے تھی کہ مسلم یونیورسٹی کے لئے جس قسم کی شرائط گورنمنٹ تجویز کرے اُس کو منظور کرنا اور گورنمنٹ کی مہربانی پر بھروسا کرنا لازم ہے - مگر تقسیم بنگال کی منسوخی کے بعد سے ہماری یہ رائے ہوگئی ہے کہ جب تک اظہار رائے کی قانونی آزادی ہم کو حاصل ہے تاکہ اس خیال کے کہ گورنمنٹ ہم سے خوش ہوگی یا ناخوش اپنی قومی ضروریت کو ظاہر کرتے رہیں - * * * علیگڈھ کالج کی موجودہ آزادی کو ہم اس لئے قربان کر رہے ہیں کہ ہماری تعلیمی رکاوٹیں دور ہوں - مگر جبکہ چارٹر لینے سے زیادہ رکاوٹ پیدا ہوگی تو ہم کو ایسی یونیورسٹی کو دور سے سلام کرنا چاہئے -

مولوی نشیر الدین صاحب یقین فرمائیں کہ ہم اس حد تک حالات میں آپکے دلی ہمدرد رہے ہیں' خوف سب کو دنیا میں آگے والا ہے' لیکن

حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

افسوس کہ انکی وفاداری اور عقیدت مندانہ پالیسی کی پوری شرح ایک گرمی بھی نہیں گذری اور یونیورسٹی کی فرضی دستگاہوں کی طرح اچھے بھلے موسم بہار ہی میں دنیا سے چل بسی - انا للہ وانا الیہ راجعون لیکن کہوں حذیفہ سعدی نے اس مشہور شعر کا پہلا مصرع کہا ہے؟

یک دعد از حرانی نصرہ

الهلال

١١ اگست ١٩١٢

* * *

الامر بالمعروف والنهی عن المنکر

الحب فی اللہ ' والبغض فی اللہ - الساکت عن الحق شیطان اخرس

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس ' تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتومنون باللہ - (٣ : ١١٠)

(١)

ایک اصولی بحث

سچ یہ ہے کہ پل صراط کی راہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے اور اسکے نیچے آتش جہنم کے شعلے بھڑک رہے ہیں - لیکن اسکا سامنا صرف قیامت ہی کے دن درکنار اتنا رکھا جائے ؟ (الدنیا مزرعۃ الاخرۃ) آج دنیا کے سفر میں بھی پل صراط ہر شخص کے سامنے ہے -

یہ پل صراط در حقیقت (اخلاق) کی دستور گذار راہ ہے ' حدود اعتدال انسانی کے اعتدال کا لاینحل مسئلہ ہی اصلی پل صراط ہے ' پل سے زیادہ باریک تلوار کی دھار سے زیادہ تیز اور اسکے نیچے جہنم کے شعلے نہیں بلکہ خود انسان کی اپنی ہی افراط وتفریط کی آگ ہے ' آخرت کی ابدی زندگی میں تو کوئی نہیں جسکو اسکے ایک بال برابر بھی مفر ہو ' وہاں تو سب کے سب وارد ہیں ' کل علی ربک حتما مقضیا ' ہاں یہاں دنیا میں بھی جو آسودگی سے گذرے یہ اسکے وعدہ اور فیصلہ سے [خدا نے اسے اوزار کرایا ہے - ١٩ : ٧٢]

اخلاق کے سینکڑوں مسائل میں سے ایک مسئلہ درحقیقت اصولی مسئلہ حب وبغض ' تولا وتبرا ' تحسین وتبدیل اور عفو وانتقام کا بھی ہے ' ایک طرف اخلاق مصور ہمیں کرتا ہے کہ دل کو محبت کیلئے مخصوص ہونا چاہیئے ' اسی کیلئے دینی قوتیں ہیں ' اسی سے دینداری کی تکمیل ہوتی ہے ' اسی کو قرآن نے واضح لفظوں میں کہا ہے کہ ایمان کی بھی تمام تر بنیاد اور دین کی بھی تمام تر روح محبت ہے ' اور دوسری طرف اخلاق ہی کا مصور ہمیں بتاتا ہے کہ دشمنوں کو بھی کیا ہم اپنے دل سے بالکل نکال دیں ؟ کیا ان سے بھی محبت کریں ؟ اخلاق نے اولیں اور سامنے کے سوال بھی ہمیں کہ کیا ہم اپنے ' اور بیگانے ' دوست اور دشمن ' انسان کی انسانیت کا یکساں طریق ادب اور احترام ' اور جسکو سامنے دیکھ کر سر جھکادیں ' سوسائٹی کے بھی عنوانوں سے ان معاملوں کو اعتماداً قبول کر لیں ہے اور اصطلاحی اخلاق ' مروت ' تاسی واحتیاط شرم وحیا ' سراوت وانسانیت ' ادب لحاظ انہیں معنوں میں لیئے جاتے ہیں -

لیکن اسکے مقابلے میں اسی اخلاق کا ایک دوسرا پہلو ہے ' جہاں آکر اسکی یہ عزت وحسنیں ختم ہو جاتی ہیں ' ایک محبت اور حمایت حسنوں سے معدوم ہو جاتی ہے اور دنیا میں اگر اسکی صدا پہلی تعلیم دیتی ہے ' تو خود اسکا عمل دوسری شکل میں سامنے آتا ہے ' وہ حور کو قید کرتا ہے ' قاتل کو پھانسی پر چڑھاتا ہے ' نیکی کی حمایت تعریف کرتا ہے ' ابدی ہی دینی اور دنیا بھی کہتا ہے ' زندہ کو کہتا ہے کہ وہ نیک ہے ' اسلئے اچھا ہے ' عمر کو کہتا ہے کہ تم بد اعمال ہو اسلئے برے ہو ' ظالم سے اسکے ظلم کا اور مجرم سے اسکے جرم کا مطالبہ کرتا ہے ' پہلی حالت میں جسقدر عاجز تھا ' اتباعی اس حالت میں مغرور ومتکبر ہو جاتا ہے ' پہلے اگر عاجزوں کے جھکے ہوئے سروں کو اٹھا کر اسنے بلند درجہ دیدیا تھا ' تو اب سرکشوں کے سروں کو ابدی ٹھوکروں سے پامال کرتا ہے اور پھر سامنے بھی حالت یہ ہے کہ اسکی پہلی تعلیم سے اگر صرف معبدوں اور خانقاہوں میں روح پیدا ہوئی تھی ' تو اس عمل سے دنیا میں انتظام اور قانون قائم ہوتا ہے -

ایسی حالت میں اصول کیلئے ایک سخت تصادم اور کشمکش پیدا ہو جاتی ہے اور فیصلہ ہکا بکا رہجاتا ہے ' سوال یہ ہے کہ ان متضاد حالات میں راہ تطبیق کیا ہے ؟ عفو ودرگذر کے اصول سے کام لیجئے تو دنیا میں بدی کی قوتیں بیمر آتھہ جاتی ہے ' انتقام وتادیب کی راہ اختیار کیجئے تو دنیا سے رحم ومحبت ناپید ہو جاتی ہے ' سب کو اچھا کہئے ' تو صرف انہیں دلیلوں پھر آسکے پاس کیا ہے ' برائی کیجئے تو اسکے حدود اور فیصلہ کن اصول کیا ہیں ؟

* * *

اس عالم میں جو طبقہ شخصی حکومت کے جراثیم سے مریض ہورہا ہے ' وہ گو خود حال دلیل ہے ' مگر اسکی نظر اپنے مرض پر نہیں دوسروں کی بیماریوں پر ہے ' غلامی کے حلقوں کیلئے سب کے کان چھیدے ہوئے ہیں ' اوروں کے سوا دوسروں سے توصیل بدتروں کے عادی ہوگئے ہیں ' ان حالتوں اور بدتروں کیلئے ضرور نہیں کہ وہ محبت وتاج ہی کی طرف سے دیکھے گئے ہوں بلکہ ہر جابری کا ڈھنڈورا ' ہر قصبی کنڈا ' ہر قصبی عوتڑ ' ہر ہوٹل کی اعلیٰ ترین منزل کا معلم ' اور ہر وہ مدعی حسن گلے میں طوق اور جیب میں سنگ ہوں ' ایک قانونی اور ضروری حق رکھتا ہے کہ جسکو چاہے اپنے حلقۂ غلامی کے اندر شامل کر لے ' رسول عربی کے وقت میں سو سواتھہ سب ہی جیسے بدتر جلدل کی دیواریں حد کھینچی نہیں ' لیکن آج اسکی ابتدا میں ہر خاندان ہر قبیلہ کی قائم مقام ہے اور ہر حاکم ' ہر رئیس ' ہر حکمران ' ہر جبر سے اور ہر مگر سب سے بڑے - ہر حوش اقتدار ایک ایسا حلقہ رکھتا ہے ' جہاں عالم موجود کی دوا اور پرستش میں مشغول ہے اور وہ اس پرستش کا وہی جواب رکھتی ہے جو اس جملہ نے کہا تھا کہ ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی (٣٩ : ٣) (ہم بتوں کی پوجا صرف اسلئے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے ہیں ' اللہ ہمارے تصرفات واعمال کا فیصلہ کرے گا)

اس انسانی بدبختی ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ تاعموم طبقہ میں مدح ومحسن کی عادتی ہو گئی ہیں ' لیکن حمدی اور نقد واعتراض کی صلاحیت نہیں ہو سکتیں ' ہر شخص محاسبات سے اگر کوئی قدرتی استثنا رکھتا ہے تو وہ یہی ہوتی ہے کہ مدح ومحبت کا سرانداز سنائے ' اور زیادہ تحسین وآفرین کی بے درپے تحریش سے ساقی کا

عالیہ کبھی نہ دیکھے ' شرک و بت پرستی کے اس عام سکوں میں اگر کوئی صدائے توحید جلی انداز ہوتی ہے تو ہر طرف سے اسے ایک قدیمی تفسر کی طرح لئن اتحدت الہۃ عدری لاحطانک من المستحوذین [اگر تمہارے سوا کسی دوسری ذات کو تو نے اپنا معبود بنایا تو میں تجھکو قید کردونگا ۲۶ ۲۹] کا جل منج جاتا ہے' اور صرف یہ معبودان باطل ہی نہیں بلکہ انکے پرستار بھی چاروںطرف سے ٹوٹ پڑتے ہیں ' یہ ایک قدیمی سنت ہے اور دنیا میں جب کبھی سچائی آئی ہے' تو اسکو ہمیشہ ایسے ہی لوگوں سے مقابل ہونا پڑا ہے فما کان جواب قومہ' الا ان قالوا حرقوہ وانصروا الہتکم ان کنتم فاعلین (۲۱ ۶۸)

ایسے موقعوں پر عموماً اخلاقی مواعظ سے کام لیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ ایسے آدمیوں پر حملہ کرنا انسانیت اور تہذیب کے خلاف ہے' گالیاں دینا کوئی اچھی عادت نہیں' اختلاف رائے ہمیشہ سے ہوتا چلا آتا ہے' یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ مخالف آرا رکھنے والوں کی تذلیل و تحقیر کی جائے' پھر اگر ایسا کرنے کیلئے آپ مجبور بھی ہو تو ذرا لہجہ نرم کیجئے اور شائستہ بھی کیجئے تو شکر کے لہجہ میں کیجئے' نرمی اور مہذب سے کام نکلے تو سختی دکھلانا شان شرافت نہیں -

آجکل بھی کہ ہشیاری و بیداری کی نہیں تو حمار و سرشاری کی ایک گروہ تو مسلمانوں سے ضرور بدلی ہے بلکہ جیدوں کی زبانوں کو ایسے ہی ظاہر فریب اور اخلاق نما حملوں سے بند کیا جارہا ہے ' بس ہم چاہتے ہیں کہ سب سے پہلے اصولاً اس مسئلے پر غور کریں کہ فی الحقیقت اس بارے میں کوئی فیصلہ ہمارے پاس ہے یا نہیں ؟ کسی کو برا کہنا یقیناً اچھی بات نہیں ' دل مہذب کیلئے ہے نہ کہ عبارت کیلئے' لیکن کیا ایسی صورتیں بھی ہیں جنمیں یہ برائی ہی سب سے بڑی نیکی اور بھلائی ہو جا سکتی ہے ؟

* * *

سب سے پہلے اسے اخلاق کے عام اصول کے لحاظ سے دیکھئے جب بھی فیصلہ صاف ہے ' دنیا میں جس نے اخلاق کے کہا کہ نیکی کو نیکی اور بدی اچھا کہو کیونکہ بعد اسکے دنیا میں نیکی زندہ نہیں رہتی [illegible] اس نے صاف یہ بھی کہدیا کہ نیکی کی خاطر بدی کو برا اور بد عمل کو قابل تعریف سمجھو کیونکہ نیکی کو اسکا حق تحسین مل نہیں سکتا جب تک بدی کو اسکی سرزنش اور تعریض نہ مل جائے -

زیادہ غور کیجئے تو یہ ایک فطرتی اور عام معمولی بات ہے تو اسکا ایکو حس نہو' دنیا میں اخلاقی معاملہ فی الحقیقت ایسے اعراض ہیں ' جو بعض کسی اضافی تعلق کے کوئی وجود مستقل نہیں رکھ سکتے - یہی سبب ہے کہ انکا فیصلہ قطعی ہمیشہ سے مشکل رہا ہے اور اب بھی مشکل ہے - پس ان محاسن و فضائل کا اگر کوئی وجود ہے تو صرف اپنے اضداد کے مقابل ہی کا بدولت ہے' جب تک رذائل انسانی کو نمایاں نہ کیجئے گا ' فضائل انسانی وجود پذیر نہوگے ' اسکے لئے روشنی اور تاریکی کی مثال شاید مہم مقصد میں معین ہو کہ روشنی کا وجود صرف تاریکی کے وجود ہی کا بدولت ہے -

رہا اخلاقی تعلقات اور اعمال کا اختلاف ' تو یہ تو اخلاق کے ہر مسئلے میں در پیش ہے مگر در حقیقت دونوں صورتوں میں کوئی تضاد نہیں - اخلاق دنیا میں کسی سے کوئی نسبت اچھا یا برا کہنے کا فیصلہ نہیں کر سکا ' اسکی ہر تعلیم نسبت و اضافت سے وابستہ ہے اور اسکی تبدیلی کے ساتھ بدلتی رہتی ہے ' کوئی شے اسکے آگے نہ تو اچھی ہے اور نہ بری ' ایک ہی حکم کا بعض حالتوں میں نام نیکی ہوتا ہے اور بعض حالتوں میں بدی یہی حال اس مسئلہ کا بھی ہے ' عفو و درگذر ' آشتی و مہذب ' نرمی و عاجزی انسان کیلئے سب سے بڑی نیکی ہیں لیکن کس کے سامنے ؟ عاجزوں' درماندوں کے سامنے' نہ کہ ظالموں اور مجرموں کے آگے ' ایک مسکین و ہلاکت زدہ پر رحم کیجئے تو سب سے بڑی نیکی' اور ایک ظالم پر کیجئے تو سب سے بڑی بدی ہے - گرے ہوؤں کو اٹھائیے تا کہ وہ چل سکیں' لیکن اگر سرکشوں کو ٹھوکر نہ لگائیے گا تو وہ گرے ہوؤں کو اور گرادیں گے' ظالموں کو دیکھئے تو وہ جرم کو روکنے کیلئے خود جرم کرتا ہے ' جوں ریزی اسکے سامنے سب سے بڑی معصیت ہے' لیکن جوں ریزی کو روکنے کیلئے وہ قاتلوں کے جوں بہانے ہی میں اس دیکھتا ہے ' قاتل کا قتل بدی تھا لیکن عدالت کا ہتوڑے قتل نیکی ہوگیا -

ہم بے تعمر کسی ترتیب کے حد جملے پہلا دے کیونکہ یہ اخلاق کے ایسے عام اعمال ہیں جنکو نام دالا دینا ہی کافی ہے' پس جو لوگ کہتے ہیں کہ ہر انسان اخلاقاً نرمی و آشتی اور مہذب و عفو کا مستحق ہے اور نسبی کا برائی کے ساتھ ذکر کرنا اخلاق کے اصول کے خلاف ہے' وہ اخلاق کے نام سے ایسی سخت بد اخلاقی کی تعلیم دینا چاہتے ہیں جس پر اگر ایک لمحے کیلئے بھی عمل کیا جائے تو دنیا شیطان کا تخت گاہ بن جائے' نیکی و اعمال صالحہ کا نظام درہم برہم ہو جائے' قانون' اخلاق' مذہب ' حس و قبح کی تمیز اور جور و ظلم کی تعریف' کوئی بھی خدا کو خوش کرنے والی چیز دنیا میں باقی نہ رہے -

یاد رکھو کہ ہر مہذب کیلئے ایک محل لازمی ہے ' اور کوئی عاجزی نہیں کرسکتا جب تک کہ متکبر و مغرور بھی نہو' نیکی کو اگر پسند کروگے تو اسکی خاطر بدی کو برا کہنا ہی پڑیگا اور خدا کو خوش رکھنا چاہتے ہو تو شیطان کی دشمنی کی پروا مت کرو -

البتہ یہ ضرور ہے کہ اسکے لئے فیصلہ کن حدود معین ہونے چاہییں ' نرمی و آشتی اور عفو و درگذر کے مقامات کیا کیا ہیں - اور سخت گیری و پاداش و انتقام کا حق کس موقعہ پر حاصل ہوتا ہے ؟ -

* * *

عام اخلاق کے اصول بھی ان سوالوں کا جواب شاید دیسکتے ہیں مگر ہم تو دنیا کی ہر شے کو مذہب ہی میں ڈھونڈھتے ہیں اور پھر اسکے بعد نہیں جانتے کہ دنیا میں اور کیا کہا جاتا ہے ؟ ہمارے ہادی محمد قرآن کریم ایک اعلام ہیں ' تبیاناً لکل شی ' ہدی للناس نور و کتاب مبین ' اور انسان کے ہر اختلاف و نزاع کیلئے ایک حاکم ناطق ہے ' اور پھر اسکا عملی نمونہ اور وجود ذاتی اسکے حامل

مراسلات

و ستّی کی زندگی کے اعمال هیں که (لقد کان لکم فی رسول الله اُسوة حسنة) اس ان سوالوں کا جواب بھی وهیں ڈھونڈھنا چاهئے -

(اسلام) نے اپنی تعلیم و دعوت اور اپنی امت کے نظام و بقا کیلئے اساس اولیں اور نظام بنیادی ایک اصول کو قرار دیا هے اور اسکو وہ " امر بالمعروف ونہی عن المنکر " سے تعبیر کرتا هے

ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینهون عن المنکر واولئك هم المفلحون (٣ ١٠٤)

تم میں ایک جماعت ہونی چاهئے جو دنیا کو نیکی کی دعوت دے ' بھلائی کا حکم کرے اور برائی سے روکے یہی فلاح یافتہ هیں

اس آیت میں خدا تعالی نے دعوت الی الخیر ' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو بطور ایک اصول کے پیش کیا هے اور مسلمانوں میں سے ایک گروہ کا اسکو فرض قرار دیا هے لیکن اسی رکوع میں آگے چلکر دوسری آیت هے

کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنکر و تومنون بالله (٣ : ١١٠)

تمام امتوں میں تم سب سے بہتر امت هو کہ اچھے کاموں کا حکم دیتے هو اور برائی سے روکتے اور الله پر ایمان رکھتے هو

ایک تیسری آیت میں مسلمانوں کا یہ ملی امتیاز اور قومی فرض زیادہ نمایاں طور پر بتلایا هے

وکذلك جعلناکم امة وسطا لتکونوا شهداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شهیدا (٢ ١٢٧)

اور اسی طرح هم نے تمکو درمیانی اور وسط کی امت بنایا تاکہ اور لوگوں کے مقابلے میں تم گواہ بنو اور تمہارے مقابلے میں تمہارا رسول گواہ هو

[قلت گنجائش کے سبب سے یہ موضوع طور پر اس مضمون کو یہاں ختم کردینا پڑا حالانکہ اصلی مدعا اب اسکے بعد تھا ' آئندہ نمبر میں بقیہ مضمون شائع کیا جائیگا] -

---

ترکی ولی عہد [illegible] عثمانی
میں هجوم مشکلات کامل پاشا اور شہنشاہ بیگم انگلستان دیتے هیں انکے پیچھے شہنشاہ ' دھنی حامد خدیو مصر اور لارڈ کچنر اور نائب جانب ولی عہد دولت عثمانی کھڑے هیں

نظرے خوش گذرے

اثر خامۂ حضرت (کشّاف)

حضرت (کشّاف) سے همارے پرانے وعدے تھے ' رسالے کی اشاعت کے ساتھہ هی هم نے یاد دہانیاں شروع کردیں ' لیکن دعائے اس مخصوص طرز علمی کے آج پہلی مرتبہ اس قالب میں آئے ہیں ' نہ قلم و کاغذ نیکر نہیں ' بلکہ طراوت کے جدید کھلونے اُچھالتے هوے ' خیر اسکو بھی غنیمت سمجھیے هیں ' مگر آئندہ همیں معاف رکھیں اگر اسطرح کے لطائف و مکاشفات کی اشاعت سے معذوری ظاہر کریں ' انکو اپنے اصلی دائرۂ علمی کو ملحوظ رکھکر سلسلۂ سخن شروع کرنا چاهئے -

---

یہ سنا کہ آپنے قلمی امداد کے وعدہ کرلینے کا حرم غلطی سے کرچکا هوں ' مگر اسکے لئے نہ تو ضرور نہیں نہ آپ (طرابلس) کو چھوڑ دیں مجھی پر اپنے جہادی وار شروع کردیں اور هاں ' آپ تو ابھی سمالی افریقہ میں عرب لٹیروں کے حملوں کی خونیں گن رہے ہیں ' ابھی (حمص) کے معرکے میں نظر آئے ہیں اور کبھی (سنوسی) کے علم جہاد پر لکھی هوئی آیتوں کو نوٹ کرنے میں دنیا و مافیہا سے غافل ہیں ' معرکۂ جہاد و دفاع کی مصروفیتوں سے انکو فرصت هی نہیں ملتی نہیں ' نہ تکایک آپ تعویذ نویسی هند میں کہاں سے آگئے ؟ اور پھر کرامتی یا تعویذی کے قدیم تو نہیں ' میں وسط هند (علی گڈھ) میں ' اور وہاں بھی (اسٹریچی هال) کی سنڈیکیٹوں کے سامنے ! حضر ' اب دوزل احلال فرمایا هے تو کبھی اپنی مصنوعی اسے سامنے لے لیا کیجئے ' اور نہیں تو حب کبھی آپ قلم کاں میں رکھکر آسمیں جوڑنگا تو میں بھی اپنے لطائف و طرائف کے کاموں سے توکش اور دلچسپ کام لینے کیلئے مستعد هوجاؤنگا -

---

آپنے پہلے نمبر میں (نورپاشی حاوید تک) دو مضمون لکھے هوے اسلام کی اس خصوصیت پر زور دیا هے کہ " اُس نے اپنے جامع اعداد دور میں متضاد عنصروں کو جمع کردیا " اور پھر مثال میں دفع و قلم کی تلک حبشی دلائی هے کہ علما نے قلم تو دان سے ' اور ارباب سیف نے تلوار کو قلم سے بدل لیا ' اسمیں جمع و ملائیگا ' آپ ارگ تاریخ اسلام کے گذشتہ حوادث میں انسے محو هیں کہ حال کی طرف نظر هی نہیں ' آپکو روم کے عہد جاہلیت اور عثمانی کے ' وسط ایشیا کی وحشت اور بدویت پر مثالیں جمع کرنے کی آنکھیں ہیں ' اور ان لوگوں کے سوا کوئی دنیا میں اور کوئی تاریخ اسلام پیدا هوا هی نہیں -

آپ نے اسلام کی اس خصوصیت کو تو خوب دکھایا ' لیکن اسکی

ناہ دریں مثال مجھسے پوچھئے' اس نمدہ کے ننگ و نارنگ حجرے میں کیا دھرا ہے' میں آپکو دسویں صدی کی پرفضا اور پرشوکت عمارتوں میں لے چلتا ہوں' دور جانے کی ضرورت نہیں' احکل آپکو (علی گڈہ) سے بہت دلچسپی ہے اور خدا ہر مسلمان کو اسکی توفیق عطا فرمائے (حب الوطن من الایمان) اسی اپنے قومی کالج' نمدہ ریخ اور اکسفورڈ کے وجود طلّی' فرطانہ اور نظامیہ کے مثال نظامتی دو دلکھئے کہ امدادات جانب عالم سے جو چندیں باہم متضاد و متخالف چلی آتی ہیں' اسلام کے جامع امداد کارنامۂ خصوصیت نے کس طرح اپنے اس فوائد رسیدہ میں جمع کردیں' تمام دنیا جانتی ہے کہ اتحاد اور علامی دو باہم صد یک دگر ہیں' اتحاد کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی طرح کی نااتفاقی اور تعدّد کو منظور نہیں کرنا' یہاں تک کہ خدا کی بندگی کا ہار بھی پہنایا جائے تو اسکو بھی گلے سے اُتار پھینکدے' علامی اور استبداد بالکل اسکے مقابل' اور اسکا صد جھدقی ہے' اسکے معنے ہیں تعدّد' بندگی' نااتفاقی' آخنک کبھی یہ دو چیزیں ایک جگہ جمع نہیں ہوئیں' مگر خدا کیلئے انصاف کو ہاتھ سے نہ دیجئے' یہ دوسری بات ہے کہ آپ کو (علی گڈہ کالج) سے بعض امور میں اختلاف ہو' لیکن پھر بھی اعلان حق کا مقتضی یہ ہے کہ مخالف کی بھی قابل تحسین باتوں کی جی کھولکر داد دی جائے' فرمائیے کہ مادرِ کالج نے اتحاد سے ان دونوں باہم دشمن بچوں کو ایک ہی وقت میں زانو پر بٹھا کر دودھ پلایا یا نہیں ؟ " دھنے ہاتھ میں اتحاد کا لڈو' بائیں ہاتھ میں علامی کا چراغ' اور سر پر کلمۂ (لا معبوداً سواہ و لا موجوداً سواہ) کا تاج" رکھا یا نہیں ؟

آگے گذشتہ نمبر میں (مسلم یونیورسٹی) پر پورا لکھا چوڑا وعظ کہا خطبۂ ' جوں سخن قابل مخدوم دراز

لیکن آنکی بے راہ روی کا بھی عجب حال ہے' کہیں تو آپکو سامنے کی مثالیں نظر نہیں آتیں' اور کہیں تاریخ اسلام کے مشہور اور پیش پا افتادہ واقعات بھی بھول جاتے ہیں -

(مسلم یونیورسٹی) پر تبصرہ کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں " سچ یہ ہے کہ اس معاملہ کی اصل ایک ناگہانی ہنگامہ تھا جسکو انہوں نے نہ سمجھا ہی نہیں ' اور اگر سمجھا بھی تو صرف اتنا کہ کوئی بہت بڑی نعمت' ملنے والی ہے اور جس طرح بنے آپ زیادہ دیکر خریدنا چاہئے "

اس موقعہ پر آپ تاریخ اسلام کے مشہور واقعات کو بالکل بھول ہی گئے' آپسے تو ہمارے کور دہ قصبے کے حرف شناس اچھے ہیں جو پرسوں سلام کو ایک صحبت میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے :

" کوئی حضرت ! خواہ کچھ ہی ہو' لیکن مسلم یونیورسٹی نے سب سے پہلے تمام ہندوستان کے مسلمانوں میں ایک منعقدہ اور متحدہ حوش تو ضرور ہی پیدا کردیا ' اور ہمارے لئے قومی لیڈر ہر ہائنس سر (آغا خاں) کی لیڈری تو سب سے ماں لی "

" جی ہاں مگر یہ اتفاق تھا ' جیسا (بیعت سقیفہ) کے دن ہوا تھا ' اور جسکو خود حضرت (عمر) نے (کان فلتہ) سے تعبیر کیا ہے "

" نہ تو آپ نے سقیفہ کی سی بات کہدی ' اگر آپ اسکے (بیعت سقیفہ) سے تشبیہ دینے میں تو بھی سہی ' مگر وہاں تو اوس وقت صرف چند ہی کے مہاجرین و انصار نے بیعت لی تھی'

" درست ہے ' یہاں بھی سب سے پہلے (علی گڈہ) کے مہاجرین ہی نے ہاتھ بڑھایا ' اور اسکے بعد تو وہی (کان فلتہ) "

" اتنی باتیں بھی عجب ہیں ' مگر پھر بھی نشتہ ناقص ہی رہی ' وہاں تو ایک روایت سے ہیں اور دوسری دیگر چھ آدمیوں نے (نمائندے حضرت عمر) اخیر تک بیعت نہیں کی "

" مگر اس پہلو پر آپ نہ آئیں ' ورنہ مدنی مہرست بھی طول طویل ہوگی "

" اچھا خیر' اسے جانے دیجئے ' مگر (بیعت سقیفہ) میں خواہ تھوڑے ہی ہوا ہو' ہم نے اُسے (اجماع) تو تسلیم کرلی لیا ہے ' پھر ایسا ہی اجماع آغا خاں کی بیعت پر بھی سمجھ لیجئے ہمارا اسمیں ہرج ہی کیا ہوا"

" جی ہرج کو تو نہ کہئے ' پہلے اجماع کی تعریف بتلائیے ' پھر سمجھ لیجئے گا '

" واہ یہ کونسی مشکل بات ہے (نورالانوار) اور اُسکے حواشی ہی کو منگوائیے الاجماع ہو فی اللغہ الاتفاق ' و فی الشریعہ اتفاق مجتہدین الصالحین من امۃ محمد (صلعم) فی عصر واحد علی امر قولی او فعلی - یعنی اجماع لغت میں تو اتفاق کو کہتے ہیں' اور اصطلاح شریعت میں اس سے مراد امت محمدیہ کے مجتہدین صالحین کا ایک زمانے میں کسی امر قولی یا فعلی پر اتفاق کرنا ہے"

" لیکن آپکے مجتہدین کی تعداد کی ضرورت نہ بتلائی (تلویح) میں بتلا دیا گیا ہے کہ و عدد المجتہدین ' اذ لا عبرۃ بالاتفاق العوام - یعنے مجتہدین کی اسلیے تعداد نہ بتلائی کہ عوام کے اتفاق کا اعتبار نہیں"

" پھر اس سے کیا ہوتا ہے' ہمارے (آغا خاں) کے واقعہ میں دار العلم و العمل (مرزئی محل) کے علماءکرام' پنجاب کے صوفیائے عظام' اور لاہور کے مجتہد العصر بھی تو شریک ہے "

" لیکن کیوں جناب' (امیر معاویہ) نے جب اپنے ولی عہد سلطنت کے لئے بیعت لی ہے تو سنا ہے کہ بڑے بڑے صحابہ بھی اسمیں شریک ہوئے تھے ' اور آپکا اصول ہے کہ (الصحابہ کلھم عدول) ایک مجتہد صالح ہونے میں کس کو کلام ہو سکتا ہے ؟ اور پھر بقول (نور الانوار) صحابہ کا اجماع تو اور محکم اور (اجماع مرکب) سے موسوم ہے' ایسی حالت میں کوئی مخالف کہدے سکتا ہے کہ یہ بھی ویسا ہی اجماع تھا اور (مرزئی محل) وغیرہ کا معاملہ بھی اسی قبیل سے ہے "

" مگر (مرزئی محل) تو (سید رشید رضا) کے استقبال کے لئے اسٹیشن پر جانے سے تو انکار ہے "

" آخر اسکی کوئی وجہ تو ہوگی ؟ "

" جی ہاں ! انہوں نے بالکل منطقی استدلال سے کام لیا ہے

" تو (فرنگی محل) سے خدا بخواسته کہا آپ فراں و حدیث کے استدلال کا سوء ظن رکھتے ہیں ؟ جس نصاب نظامیہ کی بدولت وہاں کے علم و عمل کا ثبوت ہے ' وہ بھی تو اسلام کی ہی جگہ حضرت (ارسطو) کے دیں مبیں کے مدوں وشروح و حواشی و فرہنگ و تعلیقات وغیرہ وغیرہ پر مبنی ہے "

" آپکو تو ہر بات میں مذاق سوجھتا ہے ' پہلے آنکا صغرا کبریٰ تو سن لیجئے

انڈیٹر عالم نہیں

اور جو عالم نہیں وہ جاہل ہے

پس انڈیٹر جاہل ہے

چونکہ سعد موصوف (المنار) کے ایڈیٹر ہیں لہذا وہ عالم نہیں جب عالم نہیں تو دار العلم و العمل کے علما کہونکر ایک جاہل کے استقبال کے لئے جا سکتے ہیں ؟ '

" مگر میں تو سمجھتا ہوں کہ وہ اس خوف سے نہیں گئے ہونگے کہ سعد موصوف اردو نہیں جانتے ' اور عربی میں گفتگو کرنی پڑیگی "

" کیا خوب ' تو گویا آنکے خیال میں آج جو علما حضرت (ملا نظام الدین) کی مسند سنبھالے ہوئے ہیں ' وہ عربی میں چار لفظ بول بھی نہیں سکتے ؟ مولانا (عبد الباری صاحب) جب مکہ معظمہ گئے تھے تو عربی میں وعظ کرتے تھے "

" شاید ' مگر ہم تو تحریر و تقریر کو ترکستان سمجھتے ہیں ' جو شخص صحیح عربی لکھ نہیں سکتا وہ قدرۃً اولیٰ بول بھی نہیں سکتا "

" یہ تو آپنے پہلی بات سے بھی عجیب تر سنائی ' آپنے انکا رسالہ عربی رسالہ نہیں دیکھا جو انہوں نے اپنے والد مرحوم کے حالات میں لکھا ہے ؟ "

" دیکھا تو ہے "

" پھر وہ تو عربی میں ہے "

" جی ہاں ' مگر فرنگی محل کی فرنگی عربی میں "

" یہ کہونکر ؟ "

" زیادہ تو نہیں ' مگر ایک دو مقام مجھے اس وقت بھی یاد ہیں - اپنے والد کے مرض الموت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں (فجاء الحکم ' و ربی نبضه) نہیں معلوم یہ کہاں کی عربی ہے اور مطلب کیا ہے ' کوئی عرب تو اسے سمجھ سکتا نہیں ' بظاہر مرض کی مناسبت سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حکم سے مراد طبیب ' اور (ربی نبضه) سے مراد نبض دیکھنا ہے - چونکہ اردو میں طبیب کو حکیم کہتے ہیں ' لہذا یہ بھی محاورہ ہے کہ " حکیم نے نبض دیکھی " اسلئے حضرت نے اسی کا عربی ترجمہ بھی کردیا ! یہ نہ سمجھے کہ عربی میں حکیم تو فلاسفر اور حکمت داں کو کہتے ہیں اور نبض دیکھنے کو (جس نبضه) کہیں گے ' یا کچھ اور ' مگر دیکھنا نہیں کہیں گے ' یہ تو مدرسۂ عالیہ کے ایرانی دوست کا فارسی ترجمہ ہوگا جس نے اپنے پرانے محاورہ (نادیدن) کو (مجلد گردید کسان) لکھدیا تھا پھر جناب وہ اگر استفتش جائے تبھی تو ایسی ہی عربی میں

(سعد زغلول رضا) سے گفتگو بھی کرے اور وہ حضرت سے صاف کہدیں کہ یہ کہاں کی عربی ہے ؟ اچھا ہوا کہ عقلمندی سے صاف نکل گئے "

" لیکن "

بس پھر تو میں بھی اس دوسرے موضوع سے گھبرا گیا جب تک (لعب سعدیه) لک رہی ' تو سعدیہ میں لطف بھی آتا رہا ' لیکن اب یہ دار العلم والعمل میں کہاں تھوکریں کھائیے -

خیر ' تو مقصد تو ہے کہ آپ اتنی صاف تاریخی مثال تو بھی سمجھائیے میں نے مکالمہ ابائے مصطفوی کا پڑھا یہ عبارت صرف کے مصنف فرنچی انڈر جنٹ (راجہ صاحب محمود آباد) و فورسٹی کیمبرج کے صدر ہیں اور سنا ہے کہ انکو دراج اسلام ' علمی الخصوص فرنگی اداروں کے واقعات سے بڑی واقفیت ہے انہیں جب جائے گا تو انکی واقفیت اور افراج خاطر کا ذریعہ ہوگا ' اور زیادہ تو اسلئے بھی کہ لیکن انکو حضرت اس مکالمے کی سماعت سے کیا ' بلکہ لکھنے سے بھی طبیعت گھبراتی ہے ' معاف فرمائیے ' پھر کبھی حاضر ہونگا ' تاریخ صحت کافی - (کشاف) -

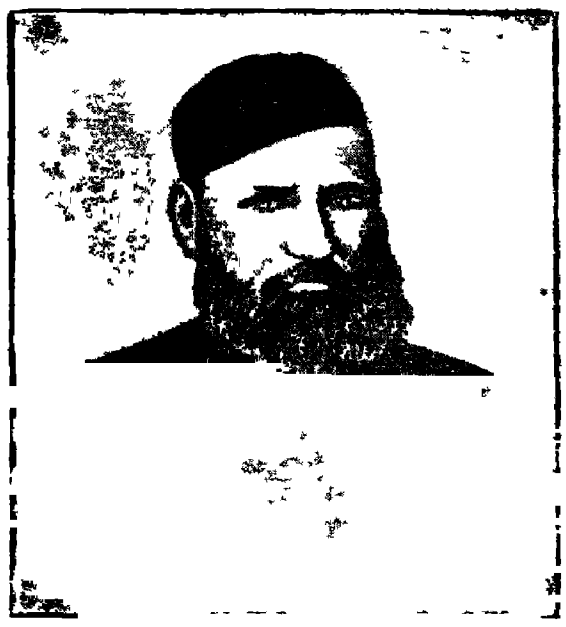

امیر المجاہدین صاحب السعد الخالد

محمد حسین بک ترکستانی

جس نے حال میں مجاہدین طرابلس کی اعانت کیلئے

دو لاکھ روپیہ

بھیجا ہے

انشاء اللہ نمبر میں انکے حالات شائع کئے جائیں گے

عربی
فارسی اور اردو ٹائپ کی
سستے نرخ چھپائی کیلئے
مستعد
ہے

نامور ان غزوۂ طرابلس

زوارہ کا نامور کمانڈر موسیٰ بک

شیخ المحاهدین، محبوب الاسلام والمسلمین ۱

الدطل العظیم عازی ادوریک

متع الله الاسلام والمسلمین بحیاته وجوده وطول حیاته

(۳)

طاهرہ کے انگریزی اخبار (ابزرویشن گرت) نے ۱۸ - جولائی کے پرچے میں اپنے نامہ نگار صنعینہ (سلوم) کی یہ حتمی سانح لی ہے

" طرابلس اور درنہ میں آج عرب قبائل جو عدیم النظیر شجاعت اور ثبات و عزم دکھلا رہے ہیں، فی الحقیقت یہ انکی ذاتی عصبیت اور جنگ و جدال کے طبعی میدان و میلان کا کرشمہ ہے، لیکن ساتھ ہی دشمنوں کے مال عدیم کی کثرت، اور ہر طرح کی قیمتی چیزوں کی لوٹ نے انکے اس قدرتی جذبہ کو اور قوی کردیا ہے -

انکے لئے ایک قیمتی شئ اتالین مقتولوں کا لباس بھی ہے اگرچہ اسکی جیب خالی ہو - (ادوریک) نے انکی صروریات کے لحاظ سے اب تھوڑی بہت نقد اعانت کا بھی انتظام کردیا ہے اور اسکے پاس بلا کسی دقت کے روپیہ برابر پہنچ رہا ہے، مصر کے بعض تاجروں نے حسب ضرورت روپیہ منگوالیا ہے اور وہ اسکی رسید دکھلاکر مصر کے عثمانی قنصل سے اپنی رقوم حاصل کرلیتے ہیں -

رسد کا انتظام بیحد مشکل سخت ضروری اور لاینحل مسائل جنگ کے تھا، لیکن اب (ادوریک) نے اسکا حل بھی ڈھونڈھ نکالا ہے، (سنوسی) سے ہزاروں دوربان کھجور کی نہایت ارزاں قیمت پر وہاں پہنچ جاتی ہیں اور یہ بتلانا ضروری نہیں کہ عرب سپاہی کیلئے پانی کا ایک گھونٹ اور چند کھجوریں کمسرئت کا بہترین انتظام ہے -

پانی کی قلت کا بھی (ادوریک) علاج کررہے ہیں، چند ترک انجینیروں نے زمین کی حالت دیکھکر پانی نکالنے اور مختلف مقامات میں پہنچانے کا کام شروع کردیا ہے -

بیعمدر ثانی

اور ہاں (ادوریک) تو ادنیٰ اس انسان عجیب، اس جوہر متحدر العقول، اس وجود طلسم، اس تکسر حدت و استعجاب کی نسبت جو کچھ کہا گیا ہے، اسکو بس نظر رکھ لینے کے بعد بھی میں طیار ہوں کہ ترسوں اسکی مدح و ثنا کئے جاؤں اور پھر بھی مقاصف ہوں کہ حق تحسین ادا نہ ہوسکا - اُسکی فوج نظم و نسق و معاملۂ مشکلات کی نباہ دریافت کرنا محال ہے - آج تک جو کچھ ہوا اور ہورہا ہے، وہ تنہا، بلا شرکت غیرے، شخص اس بطل عظیم کے دماغ کی کارسازی ہے - اُس کا اصلی کارنامہ یہ ہے کہ اہل عرب کے دلوں کو اسطرح اپنی مٹھی میں لے لیا کہ آج تمام قبائل اسکی پرستش کرتا ہے -

عربوں نے تو اسکا نام (بیعمدر ثانی) رکھدیا ہے، [یہ محال ہے کہ کوئی مسلمان حقیقی معنوں میں کسی شخص کو بیعمدر قرار دے، ممکن ہے کہ ادوریک کے عجیب و غریب کاموں کی وجہ سے عربوں نے مجازاً کبھی یہ لفظ کہدیا ہوگا اور نامہ نگار نے سمجھ لیا کہ اسی نام سے ہمیشہ پکارتے ہیں (الہلال)] کوئی عرب کبھی (ادوریک) نہیں کہتا بلکہ ہمیشہ (ادوریاشا) کہکر پکارے گا، اور نام لینے کے ساتھ ہی ادبا سر اظہار تعظیم میں جھکا دیگا - کوئی عرب ایسا نہیں ملیگا جسکے دل کے اندر (ادوریاشا) کی جیسی تصویر موجود نہ ہو، سچ یہ ہے کہ آج صحرا اور اندرون طرابلس و درنہ میں اس جوہر صورت بیعمدر کی پرستش کی جارہی ہے -

ایک نئی مہم

مشکل یہاں یہ اوراہ سب کی زبان پر ہے کہ عثمانیوں نے درنہ تو ایک سخت محاصرہ کرنے والے ہیں، اور اوسکے انتظام میں مصروف ہیں، لیکن اگر یہ سچ ہے تو ایک سخت مہلک حماقت کا وقوعہ ہوگا، کیونکہ درنہ میں اتالین بحری فوج ساحل پر ہر جگہ سے زیادہ اور گولہ باری میں خوفناک ہے اور ساحل پر قدم رکھنے والے جہازوں کے توپوں ہی سے سخت خون ریزی کرسکتے ہیں - [لیکن بقول میجر کولیرا کے " اہل عرب اب اتالین گولوں کو کھیلنے کے گیند سے زیادہ نہیں سمجھتے" اور گذشتہ تجربے اسپر شاہد ہیں] -

اتالی کیلئے " نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن "

مقصد یہ ہے کہ اتالی اب دلدل میں پھنس گئی، اسکے لئے یہ تو امکان سے باہر نہیں کہ خشکی اور ساحلی حملے کی مدد سے (مگر خزانہ خالی کرکے) طرابلس کو فتح کرلے، اور اسی صورت پر اُس نے ابتدا میں ایک حد تک سخاوت کی آن بان دکھلائی تھی - لیکن اصلی مسئلہ اندرون طرابلس کا ہے، وہ ملک کی طبعی حالت، استوں کی مشکلات، صحرا کی مہلک قلت آب، طرفداری کیلئے

حادثوں کی ناسناسی ' اور موسم کی نا قابل برداشت اذیت رسانی سے بالکل نا واقف تھی' اور اب بھی نا واقف ہے - یہی سبب ہے کہ باوجود عظیم الشان سامان جنگ کے منتہی دھر عربوں کے آگے اُسکی کچھہ نہیں چلتی آخرکار اطالی کوشش کر رہے ہیں کہ اس مشکل کو حل کریں' کئی زحمتناک لڑائی کے بعد دیگرے صحرا میں بھیجی گئیں' لیکن سب کی سب ناکام اور اکثر حالتوں میں ضائع ہوگئیں' اُنکو معلوم نہ تھا کہ صحرا میں کہاں کہاں قدرتی موقعے جنگ کے لئے معدد موجود ہیں ' کہیں تیرے تیرے جنگلی ہیں ' کہیں اتنے تیرے تیرے ہیں ' جنمیں یکایک ایک تیری جماعت کود کر غائب ہو جا سکتی ہے اور دشمن اُسکا پتہ نہیں لگا سکتا ' رگ کے نرم ہے اور ٹیلے ہیں جو کبھی حملہ آور کو دیوار کی آڑ کا کام دیتے ہیں اور کبھی اوپر سے نشانہ لگانے کیلئے ایک عمدہ مورچے کا - اہل عرب وہاں حتّے حتّے سے واقف ہیں اسلئے ان تمام قدرتی مواقع سے فائدہ اُٹھاتے ہیں' لیکن اٹالین بدحواسی کی وجہ سے جب کبھی قدم بڑھاتے ہیں' اپنے تئیں کثرواکر ضائع کردیتے ہیں -

فرض کیجئے کہ لیبی و دیگر صحرا میں ایک زحمت نے خوف و خطر قدم اُٹھائے چلی جارہی ہے' جہاں تک حدوں طرف اُسکی نظر جاتی ہے' سناٹا اور سکون نظر آتا ہے' تاتک ایک طرف سے گولیوں کی بوچھاڑ شروع ہوتی ہے اور دو عربوں کا ایک ہجوم سامنے نظر آتا ہے لیکن جب تک یہ سنبھلکر جواب دیں' تاتک جانبازوں کی صفیں طاقتوں کے عجائب کی طرح عرب بھاگنے یا لڑنے کے غائب ہو جاتے ہیں اور معلوم نہیں ہوتا کہ زمین کھا گئی یا آسمان ؟

مجاہدین کے اسلحۂ جنگ

اہل عرب بالعموم پُرانی قسم کی بندوقیں استعمال کرتے ہیں ایک تیری جماعت تو اسے صحرائی آلات ہی پر قانع ہے اور اسمیں شک نہیں کہ انکا استعمال انہی احمق مشق اور کامل ہشیاری سے کرتے ہیں کہ قدیمی اسلحوں کا کام دیجاتے ہیں' (اٹلی) نے جدید قسم کی بندوقیں انکے لئے مہیا کرکے پیش کی تھیں مگر انہوں نے انکار کردیا اور اپنی پُرانی بندوقوں اور صحرائی آلات کو چھوڑنے پر راضی نہیں ہوئے - رہی توپیں' تو مجکو یقین ہے کہ ترک افسروں کے پاس وہ کافی تعداد میں موجود ہیں' خصوصاً (عزیزیہ) کمانڈر انچیف کے پاس - ابتدا میں (اٹلی) کے پاس صرف دو توپیں تھیں' مگر اسکے بعد بعض عمدہ قسم کی (ماؤنٹین) توپیں اطالیوں سے چھین لیں اور انکا سامان بھی بکثرت غنیمت میں ہاتھہ آگیا -

لا خوف علیهم ولا هم یحزنون

اہل عرب کی سب سے بڑی عجیب بات یہ ہے کہ ہر وقت اور ہر حال میں ایسے نڈر' بے باک ' بے خوف اور خوشی نشاس رہتے ہیں گویا غم کی ذرہ برابر بھی نہیں رکھتے' میں نے عربوں سے ملچکا ہوں اور ہر طرح سے انکو تول چکا ہوں مجکو ایک عرب بھی ایسا نہیں ملا جسکے دل میں رائی برابر بھی اطالیوں کا رعب اور خوف ہو' وہ ہمیشہ اٹالین فوج کی نامردمی کی ہنسی اڑاتے ہیں ' اور اٹلی نے جنگ کے جو حوالی جائے طیار کئے ہے اوپر سے تکا قہقہہ لگاتے ہیں -

(٤)

عاری انور بک کا تازہ دورۂ لیبیا

(جنگ میں انتظام امن' خونریزی سے جلب حسنات)

موسیو (کولیرا) مالک الجدل نے طرابلس جھوڑنے سے پہلے عاری انور بک سے آخری ملاقات کی اور اسکے خیالات میدان جہاد کی موجودہ حالت کی نسبت دریافت کئے' اس صحبت کا خلاصہ (الجدل) نے ۲۴ جولائی کی اشاعت میں شائع کیا ہے' عاری موصوف نے فرمایا

" جنگ و قتال' قتل و خوں ریزی' کوئی ایسی عمدہ چیز نہیں ہے جسمیں ہم زیادہ مشغول رہنا چاہیں' البتہ اُس جنگ کو پسند نہیں سمجھتا چاہئے جسکا زمانۂ حال گو خونریزی ہو مگر مستقبل میں امن و زندگی کی کوئی اصلاح اور بہتری اپنے اندر رکھتی ہو-

یہیں کھڑے کہ اٹلی کے جو جنگی جہاز آب ساحل پر دیکھہ رہے ہیں وہ گو اپنی توپوں کے گولوں کا عرب عربوں کے کھیتوں اور دُھسّوں سے بنے ہوئے عارضی خیموں کو نشانہ بنانے کیلئے آئے ہوں ' مگر فی الحقیقت اُنکے خوں ریز اور مہلک مقصدوں سے ہمکو نو زندگی اور امن کے وسائل حاصل ہوگئے ' انکے گولے ہماری فوج کو زخمی نہ کرسکے ' مگر ہمارے عامل دلوں کو انہوں نے صرور خائف مار کر ہشیار کردیا [ان الله لیوید هذالدین بوجل فاسق - الهلال] قدیم عثمانی حکومت نے اس افریقی علاقے سے بالکل آنکھیں بند کرلی تھیں ' ضروری اصلاحات و انتظامات کا کبھی بھی اس اقلیم نے منہ نہ دیکھا ' لیکن اٹلی نے ہمکو مجبور کرکے زبردستی کام پر لگادیا ہے ' ہمارا زیادہ تر وقت آجکل صرف ملکی و تمدنی اصلاحات اور نظام و نسق کے انتظام پر صرف ہورہا ہے تاکہ جنگ نے جو فرصت دیدی ہے اسمیں اس تمام افریقی علاقے کی دائمی اور مستحکم اصلاحات انجام پاجائیں' اس کام کیلئے تہب سے قلمدان اوقاف اپنے ہمیں حاصل ہوگئے ہیں جو ضرورت عدم جنگ کبھی ہاتھہ نہ آئے اور تمام کام اللہ کے فضل پر موقوف ہیں "

میں نے [یعنی موسیو کولیرا نے] صلح کی افواہوں کی نسبت پوچھا تو صاف قطع کلام کرکے ایک پر جوش اور انقطاعی لہجے میں کہا کہ

" یہ عجب ہے کہ آپ یہاں (صلح) کا لفظ زبان پر لاتے ہیں ' اسکا تو نام بھی نہ لیجئے ' طرابلس کو اُس کی قدیمی حالت پر بجنسہ چھوڑ کر جلدیا ہی صلح ہے ورنہ اس لفظ کے یہاں کوئی معنے نہیں - اگر درالخلافہ عثمانیہ طرابلس چھوڑ دینے پر راضی بھی ہو جائے تو ہمیں کیا ؟ آپ ہماری ترکی اور عربی فوج میں پھر کر ایک ایک آدمی سے پوچھہ لیجئے ' کیا کہتے ہیں ' اگر وہ سر زمین طرابلس کی ایک بالشت بھر جگہ بھی چھوڑ دینے پر راضی ہو جائیں تو میں ایک منٹ کیلئے تو ضرور تعطل لگادوں "

اصلاح تعلیم و تاسیس مدارس

پھر میں نے اُنکے جدید تعلیمی انتظامات کا ذکر چھیڑا ' اُنہوں نے یہاں عرب قبائل کی تعلیم کیلئے مختلف قسموں اور مختلف درجوں کے مکتب اور نئے مدارس جاری کردیے ہیں ' اُنکی طرف اشارہ کرکے کہنے لگے

ـــ ارزار طرابلس ـــ

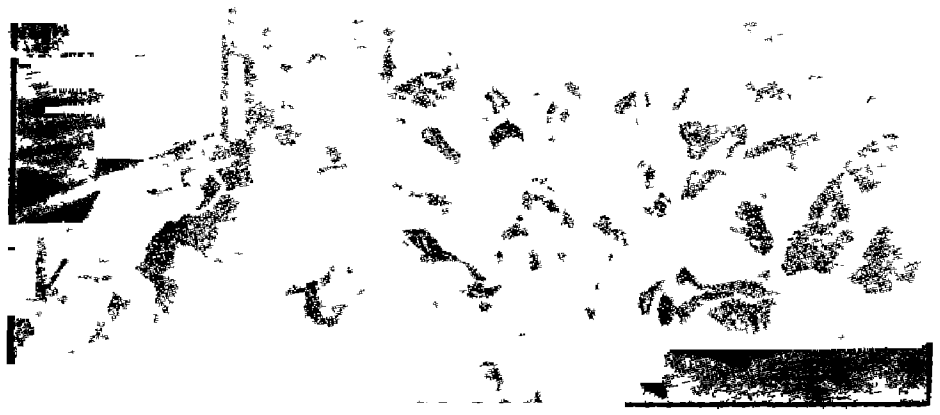

مسجدی بہدات کا ایک جوبدں منظر - طرابلس میں دول عام

" آجکل جو کچھہ ہورہا ہے آسمیں مدے نزدیک کوئی اہمیت نہیں' میں تو آئندہ حالت کو دیکھتا ہوں اور طرابلس کا مسئلہ فی الحقیقت نہ چھوتے چھوتے بچے ہیں جنکو آپ دیکھہ چکے ہیں کہ ہمارے مدرسوں میں کیسی پرشوق جد و جہد کے ساتھہ مشغول ہیں' آج کے یہ درسے کل اصلاح و انقلاب کے آقاب ہونگے -

ملک کی سب سے بڑی مصیبت جہل ہے ' جہل جسمیں قبول نہیں کرسکتا ' میں ظاہر کے دشمن سے زیادہ اس اندرونی دشمن کے مقابلے میں سرگرم جہاد ہوں' عام تعلیم کے علاوہ یہاں زیادہ تر عملی زرعی تعلیم کی ضرورت ہے اور جسکا کہ آپکو معلوم ہے اسکے لئے خاص طور پر انتظام کررہا ہوں -

یہاں بھی تمام ملک کی طرح عقلاء اور وطنیت کی تعداد میں ہر شے مبتلا تھی' ہتی کہ نعرات و اشعار بھی' لیکن وقت نے بہت جلد جگادیا ہے' تھوڑی سی قوت ارادی و عملی کی ضرورت ہے اور انشاء اللہ بہت جلد اس سرزمین کے تمام اموات زندہ ہوجائیں گے "

ناظرین یہ تصور نہ کریں کہ (عزیزی انورپاشا) کے یہ صرف ارادے اور منصوبے ہی ہیں ' گو یہ عدیم النظیر انسان قوت فکر و عمل ' دونوں کا مجموعہ ہے ' مگر عمل اسکے تحصیل پر عالب ہے ' اسکا ارادہ اور عمل ' دونوں ایک سادہ طور میں آئے ہیں ' اُس نے ابتک کسی ایسی چیز کا خیال نہیں کیا جسکو جلد سے جلد زیر عمل نہ لایا ہو ' اس گفتگو میں جتنی باتیں آسکی زبان سے نکلیں سب کے عملی مظاہر میں اپنی آنکھوں سے دیکھہ چکا ہوں - مدرسے جاری ہو چکے ہیں ' شعباجات اپنی خدمات میں سرگرم ہیں ' صنعت و حرفت کی تعلیم کا اچھے سے اچھا انتظام ہے ' زرعی تعلیم جسکی طرف عزیز موصوف نے اشارہ کیا تھا اسکے بھی تمام لوازم و وسائل مہیا کئے جاچکے ہیں اور بعض ضروری آلات و مواشی آرہے ہیں ' [کیونکہ عملی زراعت کی تعلیم گاہ قائم ہوگی] اور عنقریب پہلے زرعی مدرسے کی رسم افتتاح کا جلسہ منعقد ہونے والا ہے -

عصر کی ڈاک

مصراطہ

(مصراطہ) کی نسبت اٹلی نے اعلان کردیا ہے کہ ہم نے قبضہ کرلیا حضرت محمد المہداوی الطرابلسی لکھتے ہیں کہ یہ ہرگز قابل تسلیم نہیں ' مصراطہ ایک سخت ریگستانی مقام ساحل سے دو گھنٹے کی مسافت پر واقع ہے ' وہاں کے تمام باشندے نہایت قوی و طاقتور' آلات حرب سے مسلح' صاحب ہمت و عزت اور ہر طرح کے سامان کا ر اور ذخیرہ رکھتے ہیں اور ہمیشہ سے جنگ پسند اور سخت و ناقابل تسخیر ہیں' تمام طرابلس اُنسے ڈرتا رہتا ہے اور کبھی نہیں چاہتا ' میں حیران ہوں کہ کیونکر اٹالین اتنی آسانی سے عالب آسکتے ہیں جبکہ وہ طرابلس کے معمولی اور آسان درجہ حصص پر بھی قبضہ نہ کرسکے ' نہ تو ہرگز مصراطہ عالب ہے اور نہ مصراطہ نے حرب و جدال میں کوئی واقعہ گذرا ہے' بہرحال اسکی اہمیت اعتبار سے گھٹتے (العلم ۲۲ جولائی)

میدان جنگ سے تار

الہلال قاہرہ

(طرابلس ۱۷' - جولائی - بعض سے روانہ ہوا ۱۹) آج صبح دس بجے اٹالین مورچوں نے پچاس بم کے گولے عثمانی جہازوں پر پھینکے' ہر گولے کا قطر ۱۵ - سنٹیمیٹر کا تھا ' عثمانیوں نے بھی اسکا جواب دینا شروع کردیا ' اور سامنے نکلکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ دشمن اپنی عادت کے مطابق مورچوں کے خطوط میں محصور ہے اور وہیں سے حملہ کررہا ہے لیکن یہ پورے پچاس گولے بیکار گئے اور ایک سپاہی کو بھی نقصان نہ پہنچا سکے -

(ایضاً ۱۸ - ۲۰) بم کے گولوں کا سلسلہ برابر جاری ہے' لیکن اہل کی طرح آج بھی کوئی نقصان نہیں ہوا' حرس احمار (گرو ہلال احمر) کا ایک نیا نامہ نگار آج یہاں آیا ہے - (ترجمہ)

الموند قاهره

طرابلس میں در نئے مدرسوں کا افتتاح' عثمانی کیمپ میں سکوں و طمانیت

(تمعاری ۱۵ - جولائی - تعدی ۱۷) کل یہاں دو نئے مدرسوں کی رسم افتتاح نہایت شاندار طریقہ سے ادا کی گئی' ہمارے کیمپ میں یہ نئے مدرسے ملاکر اب چار مدرسے ہوگئے جنمیں بالفعل چھ سو طالب علم تعلیم حاصل کر رہے ہیں -

ہماری فوج کے سپاہی کمال راحت و آرام میں ہیں' بازار کی حالت بہت اچھی اور خرید و فروخت جاری - کوئی دن ایسا نہیں جاتا کہ نئے قافلے یہاں نہ پہنچتے ہوں' پانی کافی اور بافراط ہے' اطالیوں کی حالت دشمن' مورچوں اور گڑھوں میں پناہگزیں' اور عربوں کے رات کے حملوں کے خوف سے باہر نکلنے کی جرأت نہیں' عرب کے شیوخ کو جو ملی نہیں کہ وزیر اعظم اٹلی نے باب عالی کو دھمکی دی ہے کہ عنقریب ایک سخت ضرب لگائی جائے گی' وہ خوش ہیں کہ شاید اس دھمکی میں تمعاری' دریہ' طارق' حمس' اور طرابلس کو بھی کچھ کچھ حصہ ملے گا اور اسے ان مورچوں سے باہر نکلکر سامنے آئیں گے' جو بلا شائبۂ مبالغہ انکے لئے قبر جانے کا کام دے رہے ہیں ورنہ اٹالیوں کا موجودہ حالت میں یہاں پڑے رہنا نہ سخت شرمناک ہے' بشرطیکہ شرم باقی رہی ہو -

جنگ کے تازہ ترین کوائف

(ایضاً ۱۶ ۱۸) موت کے سائے میں قطع مسافت کرکے بعض اهالی شہر ہم سے آکر ملے' اُنسے معلوم ہوا کہ اٹالین چھاؤنی شدت بخار متعدی سے ہلاک ہو رہی ہے' شہر والوں کو ابتک کوئی نقصان نہیں پہنچا' البتہ فقر و فاقے سے تباہ حال ہیں' اطالی نہ تو انکو رہنے دیتے ہیں اور نہ شہر سے نکلنے دیتے ہیں -

انسے یہ بھی معلوم ہوا کہ آخری مقابلہ جو (شوالیک) کے مورچے کے قریب ہوا تھا' اسمیں کئی اطالی افسر بھی مقتول ہوئے ہیں' اسی جنگ میں اٹالین کمانڈر نے دسویں فوج (عزاویہ) پر [جو بعض وطنی فوجیوں سے مرتب کی گئی ہے] الزام لگایا کہ انکو آگے رہنے کا حکم دیا گیا تھا مگر تعمیل نہ کی' بالآخر انکے افسر اعلی (فوج الشوں) ہاشمی کو قتل کی دھمکی دی گئی' [اولئك الذين اشتروا الضلالة بالهدى فما ربحت تجارتهم وما كانوا مهتدين] اس واقعہ سے تمام دیسی سپاہیوں کے دل ٹوٹ گئے اور سب چھوڑ چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں -

اس ملک فوج دیسی فوج کے جو آدمی جنگ میں مقتول ہوئے ہیں انکے لئے اطالیوں نے (شیخ احمد ؛ عزابادی) امام مسجد تمعاری کو بلاکر کہا کہ انکی تجہیز و تکفین کا بندوبست کرو' لیکن شیخ نے یہ کہکر انکار کردیا کہ " ان پر نماز پڑھنا کسی طرح جائز نہیں' کیونکہ یہ تمہارے ساتھ شریک ہوکر اسلام سے مرتد ہوگئے ہیں " [حرمه الله على الاسلام والمسلمين حديثا الجزا] اسپر اٹالین کمانڈر نے سخت غضبناک ہوکر انہیں قید کردیا ہے' مشہور ہے کہ بس سال تک قید رکھا جائے گا - [وسيعلم الذين ظلموا اى منقلب ينقلبون]

عالم اسلامی

مسلمانان چین

معتبس از جرن ترک وسطنطنیه

وقلم ڈاکٹر گدرور المی

میں اپنی سیاحت چین کو ختم کرچکا' لیکن چین کے کام میں سب سے زیادہ اہم چیز (مسلمانان چین) ہیں -

میں جب کسی مسجد یا اسلامی مدرسہ کے پاس سے گذرتا' جو وہاں کے نوآباد مسلمانوں نے قائم کر رکھے ہیں' تو ایسے موثر اور مدہش مناظر نظر آئے جنسے میرے اعماق قلب تک میں جنبش پیدا ہوجاتی' میں چاہتا ہوں کہ اسطرف ایک مختصر سا اشارہ جملہ سطور میں کردوں -

چین میں ۔ سب جانتے ہیں کہ ـــ صدیوں سے تعلیم اسلامی ابتدا کام کر رہی ہے لیکن ادھر پندرہ سال سے جو انقلابی دور تعلیم اسلامی پر طاری ہوا ہے وہ فی الحقیقت نرالی و عروج کی ایک جدیدی تحریک ہے اور وہاں کے مسلمانوں کی عظیم الشان اسلامی مناصبوں نے اسکی بنیاد کو سر تا تک عمارت تک پہنچا چاہا ہے' نئی نئی تعلیمی انجمنیں قائم ہوچکی ہیں' وسیع و عظیم کالجوں کا افتتاح ہوچکا ہے' نئی کی لہر ہر طرف طوفان انگیز ہے' صرف مردوں کی تعلیم ہی پر نہیں' بلکہ لڑکیوں کی تعلیم پر بھی اپنی پوری توجہ صرف کی جا رہی ہے' میں نے کوئی چینی کا نیا شہر نہیں دیکھا' جہاں کوئی نہ نئی اسلامی انجمن قائم نہو' اور وہ نئے نئے مدرسوں کے قیام و انتظام میں مصروف نہو -

بالفعل چین کے دینی مدارس میں تین جماعتوں کو تین سال میں تعلیم دی جاتی ہے' پہلے سال صرف و نحو وغیرہ' سال دوم ادب عربی' سال سوم تفسیر قرآن - ہر مدرسہ کے پاس ایک چھوٹی سی مسجد بھی اُسکا ضروری جزو ہے جہاں پانچ وقت طلبا جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں - مسجد کے ساتھ ہی بورڈنگ ہاؤس ہیں' وہیں طلبا آرام و راحت سے رہتے ہیں اور دن میں چار مرتبہ کھانا تقسیم ہوتا ہے -

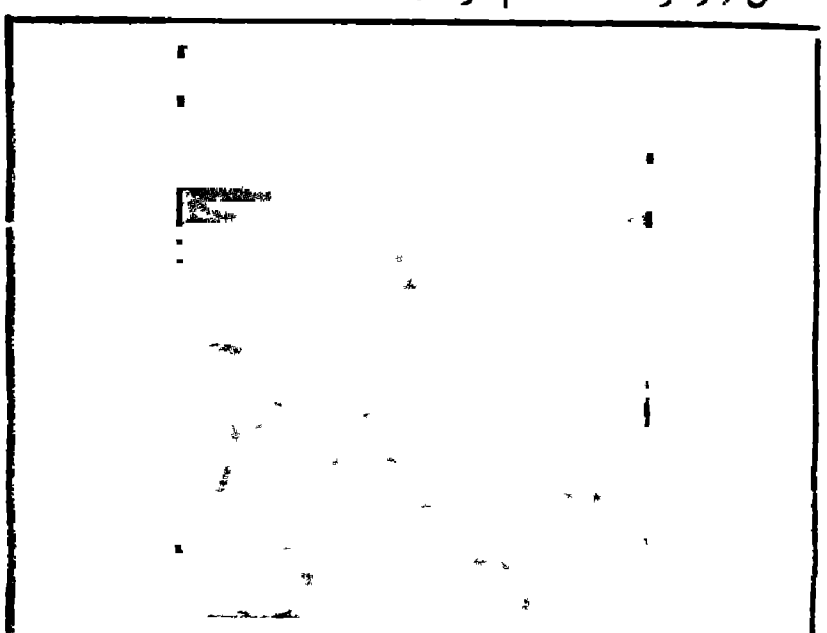

طرابلس میں معاہدین عرب و ترک کا حملہ

چھوٹے شہروں میں بھی وہاں کے مسلمانوں نے باہم ملکر تعلیمی انجمنیں قائم کر رکھی ہیں ' حکومت اُنکو ابتدائی تعلیم کیلئے گرانٹ دیتی ہے اور باقی کا وہ خود انتظام کر لیتے ہیں

بعض ورنوں میں ایسے اسلامی مدرسے بھی دیکھے جنکا کل انتظام بعض مسلمان عورتوں کے ہاتھہ میں ہے اور وہ لڑکوں کو تعلیم بھی دیتی ہیں -

مسلمانان چین عام علوم و فنون سے بھی غافل نہیں صنعت وحرفت پر بھی انہوں نے توجہ کی ہے ' علی الخصوص زراعت اور تربیت حیوانات مفیدہ کی درسگاہیں بھی قائم و جاری ہیں ' روئی کی کاشت اور صنعت کی عملی تعلیم گاہیں بھی میں نے بکثرت دیکھیں -

کوئی قوم بغیر ایثار و فداکاری کے نئی زندگی حاصل نہیں کرسکتی سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ ہر جگہ مجھکو بکثرت ایسے لوگ نظر آئے جنہوں نے اپنی زندگیاں اصلاح قوم کیلئے وقف کردی ہیں ' جسقدر انجمنیں اور درسگاہیں ہیں ' ان میں کام کرنے والے اکثر ایسے ہی لوگ ہیں -

عنقریب ایک بہت بڑی تعلیمی کانفرنس منعقد ہونے والی ہے جسمیں حاوا وغیرہ سے بھی لوگ آکر شریک ہونگے اور چینی مسلمانوں کی تعلیمی ضروریات پر بحث کرینگے ' اگر مجھکو اس کانفرنس میں شرکت کا موقعہ ملا تو میں اسکے نتائج سے آپکو اطلاع دونگا اس سے میرا مقصد یہ ہے کہ آپ عثمانیوں کو بھی اپنے اِن دور دراز ملک میں رہنے والے بھائیوں کی حالت پر توجہ کرنی چاہئے ' ایک وہ جو کچھہ کر چکے ہیں ' عظیم الشان اور حیرت انگیز ہے ' لیکن کام روز بروز پھیلتا جاتا ہے ' اور آئندہ کیلئے ناگزیر ہے کہ اور اسلامی ملکوں سے بھی جتنی مسلمانوں کو مالی مدد دی جائے -

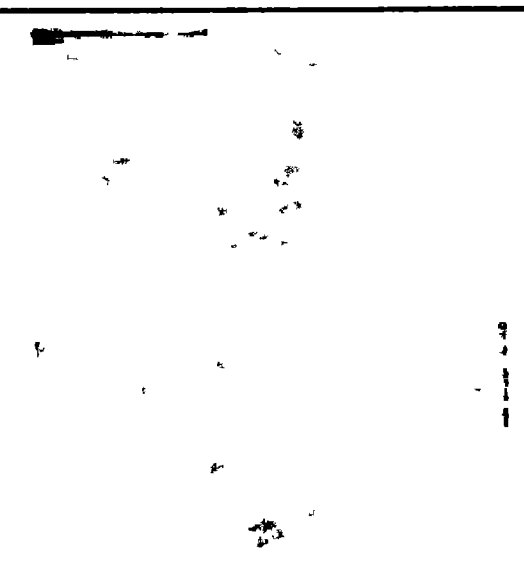

ترک و عرب قیدی اتالان جہاز میں
ترک عورتوں کو بے نقاب کر کے اتالین افسر جبراً مصور کر رہے ہیں کہ کپڑے اُتار دیں اور اُنکی جگہ قیدیوں کے کپڑے پہنیں ہیں - ایک لڑکی رو رہی ہے اور ایک ترک لڑکی حرش عصبت پرستی سے غصبناک ہے -

ولایت کی ڈاک

محمود شوکت پاشا

ڈاکٹر اے ڈیلس کی ملاقات کا نقدہ

ہوائی جہاز اور سب میرین

محمود شوکت نے سلسلۂ سخن جاری رکھکر کہا " زمانۂ آئندہ میں ہوائی جہازرانی کا کوئی دائرہ نہیں سمجھا جاتا کہ جب تک کہ لائق تحصیل نتائج روشن نہوجائینگے ہمکو انتظار ہی کرنا چاہئے - اس جنگ کے زمانے تک یہ ایک بے قدر اور ناچیز شے ہے جو ایک غلط اندازِ نظر کے بھی قابل نہیں - یہی سبب تھا کہ ہم نے ان حدید تر آلات جنگ پر ایک کوڑی بھی صرف نہ کی "

میں نے جواب دیا - " آپ نے جو کچھہ کہا نہایت دلچسپ معلوم ہوتا ہے - اب فقرہ فرشوں کو تامل کرنے کا موقعہ ہاتھہ آئیگا جو نے لگام کہ دیتے ہیں کہ ہوائی جہاز قومی تحفظ کے لئے گویا ختم الا ایجادات ہے کیونکہ وہ بلندی سے بے خطا ایک پانچ من کا بم آہن فرش جہاز پر پھینکدے سکتا ہے - فی الحقیقت یہ دعوا ہی دعوا ہے - [اِستدلائر] بھی ' جو ہوائی جہازوں کو قائم و ساکن رکھتا ہے (جب دوسری لوگ بم وغیرہ پھینکتے رہتے ہیں) جنگ کی ندرت جدیدہ میں سے ایک دوسرا آلہ ہے جسکی تعریف میں ایک خلقت رطب اللسان نظر آتی ہے - میں چونکہ اسپر رائے زنی کا اہل نہیں لہذا آپ کے خیالات سننے کا آرزومند ہوں - میں تو سمجھتا ہوں کہ آزمایشوں کا کوئی عمدہ نتیجہ نہیں ' کیا آپ کا بھی یہی فیصلہ ہے ؟ '

محمود شوکت پاشا - " ہاں یہی فیصلہ "

میں - " دوسری حسرت کی باتیں جو میں نے ترکی میں سنیں یہ ہیں کہ ترکی بیڑا بالکل کاہل پڑا ہے - خود آپ ہی کے لوگ آہ و بکا کرتے ہیں کہ ابتک تحت البحر جہازات کھوڑکر عظیم کے جنگی جہازوں کے پیچھے نہیں دوڑائے گئے - وہ اسپر مصر ہیں کہ تارپیدو کشتیاں یا تحت البحر ' گو آہن پوشوں کے مقابلے میں قامت بہت چھوٹے ہیں ' لیکن جب اُنکی دیو پیکر جہازوں کو تباہ کردینے والی قوت پرکھی جائے گی ' اُسوقت اُنکی قدمت کا اندازہ ہوسکیگا - دشمن کے سب سے بڑے جنگی جہاز کی تباہی کی قیمت میں آپ ۲۵ تحت البحر مول لے سکتے ہیں "

محمود شوکت پاشا - (جواب دیتے وقت پاشا کی آنکھیں چمک اُٹھیں) گفتگو اور مطبوعات کے ذریعے سے آپ نے اپنی بحث کے جو مقدمات قائم کئے ہیں وہ دلچسپ معلوم ہوئے ہیں ' تحمیل مشتعل ہوتا ہے - لیکن ابھی وہ کچھہ زیادہ معاند نہیں دکھائینگے تحت البحر (سب مرین) دعوے میں تو صحرا دستگاہی دکھاتے ہیں لیکن کامیابی میں قطرہ آشنا بھی نہیں نظر آئے - انکی کارگذاریوں کی تاریخ پر ایک نظر ڈالئے تو کھوٹا کھرا صاف کھل جائیگا - دنیا کو دعوا ہے کہ وہ جہاں چاہیں بحلی کی طرح آپڑیں ' اسپر طرہ یہ کہ انسان کے حواس خمسہ میں سے کسی حس کو احساس بھی نہو - اسپر مستزاد یہ کہ جتنی دور تک چاہیں ' چلے آئیں

اگر یہی بات تھی تو ہمارے دشمنوں کو کس نے روک رکھا تھا ؟ آپ نے دیکھا ہے کہ ہمارے جہاز ناکارہ تھے - اگر بات اسطرح کام نہیں آسان ہے تو انکو تباہ کیوں نہیں کردالتے ؟ ہمارے دشمنوں کے اس ضبط و خودداری کے لئے کوئی معقول وجہ تو ہوگی کہ وہ کچھہ کر نہیں گزرے - اب مجھے کہنے کی اجازت دیجئے اسکا اصلی سبب خود نار پیڈو کشتیوں اور تحت البحروں کی موجودہ شکلوں کے اندر ہی مستور ہے - پانی کے نیچے انکی کیا رفتار ہوتی ہے' یہ کیا کسقدر مسافت طے کرنیکی استعداد رکھتی ہیں' ان پر ہمکو کیسا اعتماد رکھنا پڑتا ہے' سطح آب پر ہونیکی نسبت زیر آب کن کن مشکلات کا سامنا ہوتا ہے' اور دیگر شرطیں جن پر انکی ساری سودمندی منحصر ہے' اگر آپ ان امور کا مطالعہ کرینگے تو آپ کو اپنے پیش کردہ نکتہ چینوں کی آرا پر تامل کرنے کے لئے معقول وجوہ مطمئنیگی اور بالآخر ہمارے ہم آہنگ ہوکر یہ کہینگے کہ موجودہ حد جہد اور موجودہ جنگ و پیکار کے لئے یہ کافی آلات نہیں ہیں " -

سرنگیں اور جنگی جہازات

اس مکالمے کو یہاں چھوڑکر میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس مسئلے کی تحقیق کے لئے آج ہی شام کو میں نے مشاہیر سلطنت میں سے ایک شخص سے ملکر اسی مبحث پر گفتگو کی - انہوں نے جو کچھہ کہا وہ حسب ذیل ہے —

" اس وقت تک آپ ایک لمحے کے لئے بھی تحت البحر پر اعتماد کلی رکھنے کے مستحق نہیں - گرد و پیش کے حالات ہرار مساعد ہوں' اسپر بھی تمشکل مقصدی ۵ حصے سے زیادہ سرنگیں دشمن کے جہاز کو صدمہ رسانی میں کامیاب ہو سکتی ہیں' منجملہ ایک ٹکڑا کسطرح اسکی تباہ ساری کیلئے کافی نہیں - اکثر اشخاص کے خیال میں یہ رائے اقطاعی ہے کہ ایک ٹکڑا ایک تباہی کی قسمت اپنے اندر رکھتا ہے' یہ غلط ہے - ایک آہن پوش کی تباہی کے لئے کم از کم تین چار سرنگیں درکار ہونگی - جنگ روس و جاپان کے زمانے میں ایک روسی جہاز (پرنس سوئیٹ) سرنگ سے ٹکراکر مجروح ہو گیا تھا لیکن ارکان رزمیہ سمجھا تھا زائر جاپانی جہازوں کا مقابلہ کرتا رہا اور کشتوں کو صدمہ پہنچا کر بالآخر بلا کسی رہائی بخش تائید کے صاف نکلکر ایک حفاظتی بندرگاہ میں داخل ہوا - ایک سے لیکر تین صدمات پہنچانے کے لئے کم سے کم تین تحت البحر کی ضرورت' انکی قیمت تین لاکھہ اسٹرلنگ پونڈ' اور یہ قیمت ہے ایک (تارپیڈو) یعنی آہن پوش جہاز کی ! ایک آخری وجہ اور اس لیجئے کہ یہ آزمایش کیوں ممکن العمل نہیں ؟ اگر ہمارے پاس تحت البحر موجود بھی ہوں جب بھی ہم انکا استعمال نہیں کر سکتے - ہمارے آدمی کاردان نہیں - یہ آپ جانتے ہیں کہ شجاعت جنسی جاپانی میں موجود ہے - لیکن جہازوں کے استعمال میں جس اصطلاحی مراسب اور ہوشمندانہ دقتوں کی ضرورت ہے وہ مفقود ہے - رہے ماہر کے آدمی ہاں' وہ مل تو سکتے ہیں' علاوہ قابل ہونے کے وہ رضا و رغبت آپ کے لئے تیار بھی ہیں - لیکن فی الواقع .. . .. ' میں یقیناً کہتا ہوں کہ ایک قوم کے بعض مخلص سرشت افسر بطور خود خدمات قبول کرنے کو ناکل مستعد تھے - اس قوم کا نام بتانے سے میں قاصر ہوں - وہ شریف طبائع جاں نثاروں کا سودا ہمارے ہی لئے مول لینا چاہتے تھے لیکن ہماری گورنمنٹ نے انکی ہمدردانہ تعاون کو شکریہ کے ساتھہ ٹال دیا - مگر کیوں ؟ یہ میں کہہ نہیں سکتا "

طفلانہ گولہ باری

یہاں میں پھر اصل مضمون سے ہٹ جاتا ہوں - ایوان عثمانیہ کے ایک مشہور اور نامور فوجی عالم نے آج ہی مجھسے کہا " اب اٹلی (ازمیر) میں ہمکو لے جنگی میں نہیں لے سکتی اور اس لے جنگی میں نہ لینا تو وہ کچھہ کر بھی نہیں سکتی - اگر اس نے حملہ کوئی جاکہ تیار کیا ہے تو اسکو لازم تھا کہ حملہ اسی وقت کر چکتی جب اسکے جہازات (روڈس) اور (استاکہولیا) میں داخل ہوئے تھے عمل و کارروائی کے لئے یہی وقت نہایت مناسب تھا - وہ ساعت گزر چکی ' (ازمیر) کا تحفظ اسوقت اعلیٰ درجہ حالت میں ہے آدمی ' سامان حرب ' سرمایہ رسد ' مجاہدات کے بعد میں لائی - المختصر کمانڈر کی خواہش کی تمام چیزیں مہیا ہیں - اور حالت بھی اچھا ہے - اٹلی نے زمین اور دریا میں ابھی جنگی سفوف کا کوئی نقش ہمارے دل پر نہیں چھوڑا اسلئے خلاف توقع کا ہمارے دلوں میں پیدا ہونا ممکن ہے لیکن واقعات نے ثابت کر دیا ہے ' انہیں آپ خود دیکھیں - ایک واقعہ لیجئے ذرہ خیال کی گولہ باری - اسمیں کونسا عملی فائدہ ہے ؟ اگر آپ اس وقت مقامات اوجاق دیکھیں تو آپکو بحالت قدیم پائینگے - آپکی گولہ باری بیسود بھی اسلئے ۳۰۰ قدم بھیجے - لیکن تاج پاؤنڈ تک کا بھی بھاری گولہ ہوا جسکو کچھہ ہوا نہیں تو اسمیں تو راہ نہیں کہ اسکو ہر ہر گولے کی قدمت تقریباً ۱۲۰ پاؤنڈ پڑی ہوگی اسپر طرہ یہ کہ آپکی توپیں بھی خراب ہوگئیں - ہمارے گولہ اندازوں نے اسمیں اچھا خاصا زر خطیر برباد کیا اور خاک کر دو جہازوں کو پیوند دیا مگر ہم تو یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتے کہ ہم نے دشمن کو کچھ نقصان پہنچایا

نے کہا - ممالک عثمانیہ میں یہ حقیقت بار بار دہرائی جاچکی ہے کہ ترکی کے پاس بحری سامان موجود نہیں ' پس جنگ کا نقشہ ظاہر ہے "

محمود شوکت پاشا - " ہاں معلوم ہے - اس قسم کے متعدد فیصلے خود سار ناقدوں اور عسکر دانوں کے زبان و قلم سے ہوچکے ہیں - میں کوئی مدبر نہیں ' سپاہی ہوں - میرا وظیفہ ہے کہ اپنے ملک کی حفاظت کئے جاؤں - میں نے ایسا کیا ' اور کئے جاؤنگا اور کرتا رہونگا - ہماری فوجوں کا فرض ہے کہ دشمنوں کے حملات کو روکیں ' اپنے حقوق تلف نہ ہونے دیں اور یہ فرض وہ ادا کئے جائینگے " -

مدیر - "کیا آپ کا خیال ہے کہ کامیابی کے ساتھ دفاع کرسکینگے؟"

محمود شوکت - یقیناً ' حتماً ' کامیابی کے ساتھ "

مسئلہ طرابلس پر

فرانس کے سابق وزیر جنگ کے خیالات

موسیو (هانوتو) سابق وزیر جنگ فرانس ایک مشہور سیاسی اہل قلم اور اسلامی مسائل کا واقف کار ہے ' حال میں مریچ اخبارات نے جنگ طرابلس کی نسبت اسکے خیالات شائع کئے ہیں ' وہ لکھتا ہے

" یورپ کی حالت آجکل سخت درجہ ردی ہو رہی ہے ' اٹلی اور ترکی کی جنگ ایک مرض متعدی کی صورت اختیار کر رہی ہے ' اٹلی نے خود اپنے ہاتھوں اپنے لئے فساد کیا ' ترکی کی داخلی حکومت نے اسے ساحل پر کھڑا کردیا ہے اور ایک قدم آگے بڑھنے نہیں دیتی -

تمام عالم اسلامی اس جنگ کے نتائج کا انتظار کررہا ہے کیونکہ اب نہ کوئی استعماری (دوادادی کا) یا بحری توازن کا مسئلہ نہیں رہا بلکہ ایک محض دینی اختلاف کا سوال ہوگیا ہے ' اور اسمیں شک نہیں کہ اٹلی - جس نے الحاق طرابلس کا گولہ خود اپنے پاؤں پر پھینک مارا ہے - اب اس سوال کی قیمت کا اچھی طرح اندازہ کرسکتی ہے -

* * * * * * * * * * * * * * * *

ترکی کے حرکات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پورے سکون سے اس وقت کا انتظار کررہی ہے جب دشمن اپنی تمام قوت خرچ کرکے بالکل منفعل ہوجائے گا ' اس وقت وہ ایک آخری ضرب لگائیگی اور اسکا نیا ثبوت عثمانی ولایات کی فوجی نقل و حرکت ہے -

ممکن ہے کہ تم ترکی کو الزام دو کہ اس نے طرابلس کی مدد کی کوشش نہیں کی ' لیکن میں جواب میں کہونگا کہ جو حالات ہیں ' انکے لحاظ سے یہ اعلی درجہ کی دانشمندی تھی کہ ترکی اپنی تمام فوجی قوت کو قلب حکومت میں جمع کرتی اور طرابلس کی فکر چھوڑ دیتی ' کیونکہ وہاں عرب باشندے تمام افریقی ولایات کو دشمن سے بچالینے کیلئے پوری طرح کافی ہیں اور اٹلی کی ددبختانہ غلطی یہی ہے کہ حملے سے پہلے عربوں کی عسکری قیمت کا اندازہ نہ کرسکی -

ترکی نے جو کچھ کیا یہ اسکی فوجی تقسیم کی اعلے سے اعلے قابلیت و مہارت کا ثبوت ہے -

ہم اس موقعہ پر اس سے بھی بے خبر نہیں ہیں کہ وہاں ایک فوجی طاقت ہے جسکی تعداد ۶۰۰٬۰۰۰ سپاہیوں تک پہنچکر ختم ہوتی ہے اور تمام اسلحہ و ذخائر ضروری اپنے ساتھ رکھتی ہے ' اور وہ یورپ کی سب سے بڑی فوج ہے جسکے بعد کوئی فوجی طاقت کا درجہ نہیں -

البتہ اٹلی کے پاس ترکی کو مجبور کرنے کا ایک ذریعہ ہے ' یعنے درہ دانیال اور قسطنطنیہ پر فوجی قوت کی نمایش ' اگر ہم فرض کرلیں کہ دول اسمیں حارج نہ ہونگی اور اٹلی بڑھتی ہوئی توپوں تک پہنچ بھی جائے تب بھی اسکے لئے ایک بڑی جنگ کا مرحلہ باقی رہجائے گا اور یہ جنگ عثمانی فوج یعنے دنیا کی اعلی درجہ کے بری طاقت سے پیش آئے گی اور جہاں آئے گی وہ ایک وسطی نقطہ ہے ' جس سے ریل کے خطوط تمام عثمانی جھاؤنیوں تک پھیلے ہوئے ہیں - ایسی حالت میں اسکا فیصلہ آسان نہیں کہ اٹلی کی فوج کو سمندر کی مچھلیوں کی غذا دینے کے سوا اور بھی کچھ ہاتھ آئے گا یا نہیں ؟

یہ بھی خیال خام ہے کہ اٹلی طرابلس کا اقدام دائرۂ جنگ کو وسیع کرکے لے گئی ' اس وقت ایک لاکھ سے زیادہ اٹالین فوج طرابلس میں طعمۂ ہلاکت ہو رہی ہے ' نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہاں سے فوج ہٹاکر نئے معاملات اور ذخائر میں تقسیم کردینی پڑے گی ایسی حالت میں طرابلس کی حالت اٹلی کیلئے اور سے بدتر ہوجائے گی -

آج طرابلس میں صرف ترکی ہی دشمن سے سر پیکار نہیں ہے بلکہ وہ تمام عالم اسلامی کو اپنے ساتھ رکھتی ہے جسکی نظریں اسکی ہر حرکت کے ساتھ حرکت کر رہی ہیں ' ضرور ہے کہ وہ دول یورپ جنکے لئے قطعاً اٹلی کا قبضۂ طرابلس مضر ہے اب ترکی کی اعانت کریں ' اور خواہ کچھ ہی ہو اٹلی کیلئے کوئی صورت مفید نہیں

آجکی حالت سنہ ۱۸۷۸ سے بالکل مختلف ہے جب کہ (گرینڈ نیکولا) نے (سن استفانو) پر قبضہ کرلیا تھا اور توپوں کے گولے داخل (مرمرا) اور (بک اوغلی) پر جاکر پھٹتے تھے ' اس وقت فی الحقیقت قسطنطنیہ میں نہ تو حکومت تھی اور نہ فوج ' تاہم اس وقت بھی اوس کو کچھ حاصل نہیں ہوا اور آج ایسا ہونا محال قطعی ہے -

شورش عثمانیہ

ترکی اور مانٹی نگرو میں جنگ

(سنتیج ۴ - اگست) کل صبح مانٹی نگرو کے سرحدی گارڈ اور ترکوں میں لڑائی ہوگئی اور شام تک جاری رہی - اہل مانٹی نگرو کہتے ہیں کہ ترکوں کی طرف سے پیش قدمی ہوئی تھی اسلئے ہم نے حملہ آوروں کی مورچہ بند حدود کو توپوں سے اڑا دیا - انکا یہ بھی دعوا ہے کہ ترکوں کے ۵۰ آدمی ہلاک اور ہمارے صرف ۱۲ - لیکن ۱۵ - زخمی ہوئے -

(سالونیکا ۴ - اگست) دوسری اگست کو (کوچانہ) کے بازار میں دو بم کے گولوں کے پھٹنے سے دو یہودی ' چار ترک ' اور ۳۲ بلغاری ہلاک ہوگئے نیز ۳ ترک ۱۱ بلغاری زخمی -

(سنتیج ۳ - اگست) کل ترک اور البانیوں میں تمام رات لڑائی

ہوا کی لیکن کوئی انقطاعی نتیجہ نہیں نکلا انقلاب اطراف و جوانب میں پھیلتا جاتا ہے -

(استنبول ۵ - اگست) عثمانی وزیر نے سرحد کی لڑائی کے متعلق ۲۴ گھنٹے کے اندر تشفی بخش جواب طلب کیا ہے ورنہ سیاسی تعلقات باہمی بالکل ٹوٹ جائینگے -

(سالونیکا ۵ - اگست) کوچنہ سے آنیوالے مسافروں کا بیان ہے کہ بم کے پھٹنے سے قریب سو سے زیادہ آدمی ہلاک ہوئے تھے -

(ایضاً) بلغاری قافلے جو حق حقوق ممالک عثمانی میں داخل ہوکر صلع (اشتپ) کے دیہاتوں میں اسلحہ تقسیم کر رہے ہیں- (پیرسیرند) اور (میدرونسا) کی فوجیں تاخیوں کی شریک ہو گئی ہیں اور (پریسدنا) کی الحانی کانفرنس میں اپنے نمایندے بھیجدئے ہیں -

(ایضاً ۶ - اگست) کل تمام دن سرحد میں لڑائی جاری رہی - مانٹی نگریوں کو حکم دیا گیا کہ وہ تمام سرحد سے بھاگ کر دفاعی پہلو اختیار کریں - ترکوں نے سرحد سے پار ہوکر حملہ کیا لیکن مانٹی نگرو کے پیادہ سپاہیوں اور توپخانوں نے پسپا کردیا (حدرل و کسوچ) کے تمام اس مضمون کے احکام جاری کئے گئے ہیں کہ ترکوں کو قیام امن پر مائل کرے - ترکوں کو پسپا کردینے کے بعد مانٹی نگریوں نے سرحد تک انکا تعاقب کرتے ہوئے تین قلعہ نما مقاموں پر قبضہ کرلیا -

(ایضاً سالونیکا ۶ - اگست) مانٹی نگرو نے ترکی شکایات کا جواب قلعی کے ساتھہ دیا ہے کہ ہمارا کوئی سپاہی عثمانی سرحد پر نہ تھا - ترک ہم کو برابر رخنہ کرتے چلے آتے ہیں اسی سبب سے لڑائی ہوئی -

(صوفیا ۶ - اگست) اس رپورٹ کی بنیاد پر کہ چہارم و پنجم ماہ رواں کے حادثے کے بعد عثمانی فوج نے (کوچنہ) کے بلغاریوں کا قتل عام کردیا وزیر اعظم نے اپنے وکیل متعینۂ قسطنطنیہ کو ہدایت کی ہے کہ شدت کے ساتھہ مدارک واقعہ اور مجرموں کی پاداش کا مطالبہ کیا جائے -

انہیں میں مشہور کیا جاتا ہے کہ یہ بالکل سچ ہے کہ (کوچنہ) کے بم کے حادثے کے بعد ہی سات گھنٹے تک قتل عام رہا جسمیں ۵۰ عیسائی ہلاک کئے گئے اور ۲۰۰ سے زیادہ مجروح ہوئے -

(لندن ۸ - اگست) ترکی مجلس مبعوثان کی فرہمی تک البانیوں میں سکون و قرار پایا جاتا ہے اور اب انہوں نے مسکوب پر دھاوا کرنے کا ارادہ فسخ کردیا -

(لندن ۸ - اگست) کوچنہ کے قتل عام کا واقعہ بلغاریا میں ایک عام جوش پیدا کررہا ہے - صوفیا کے اخبارات کہتے ہیں کہ اگر دول عظام نے بلقان میں قیام امن کی سعی نہ کی تو پھر ہمیں خود کرنا ہے کرلینگے -

(ایضاً) ٹائمس کے دفتر سنت پیٹرسبرگ سے خبر آئی ہے کہ سرویا اور بلغاریا کے مابین اتحاد کی کارروائی ہوچکی -

(ایضاً) ترکوں نے یہ تحریر پیش کی ہے کہ ایک مشترک کمیشن بیٹھکر اس سرحدی جنگ کا فیصلہ کرے - روس نے مانٹی نگرو کو اشارہ کیا ہے کہ اس جھگڑے سے اپنے کو بچاؤ -

ہجوم مشکلات و تصادم احزاب

(قسطنطنیہ ۴ - اگست) یہاں سخت بد امنیاں پھیلی ہوئی ہیں - انجمن اتحاد و ترقی پارلیمنٹ کو ترغیب دے رہی ہے کہ وزیر جنگ سے مواخذہ کیا جائے جسپر انجمن کا یہ الزام ہے کہ مجلس سے اسکی سازش ہے -

ایوان حریت (لبرٹی ہال) میں ۸۰ - افسروں اور شرکائے انجمن اتحاد نے جمع ہوکر یہ رزولوشن پاس کیا کہ پارلیمنٹ غیر آئینی طریقے سے ہرگز درہم نہ کی جائے -

ایوان وزارت کی نسبتیں دیر دیر تک ہو رہی ہیں جس سے یہی کہا جاتا ہے کہ نہ طے پا سکا ہے کہ شدت عمل سے کام لیکر اکثر افسر گرفتار کرلئے جائیں -

(قسطنطنیہ ۵ - اگست) مجلس اعیان نے گورنمنٹ کی اس تحریک کو منظور کیا ہے جسمیں (کانسٹنٹنوپس) کی یہ تاویل کی گئی تھی کہ موجودہ پارلیمنٹ پچھلی پارلیمنٹ کا محض ایک سلسلہ ہے لہذا ایجاد کا وقت دورا ہوگیا - پارلیمنٹ کی درہمی کے لئے ایک ایجاد آج گشت کرنیوالا ہے -

(قسطنطنیہ ۵ - اگست -) پارلیمنٹ نے گورنمنٹ اور مجلس اعیان کی تاویل پر بے اعتمادی کا ووٹ پاس کیا - اسطرح پر گورنمنٹ اور انجمن اتحاد کے مابین ایک بلاواسطہ تنازعہ پیدا ہو جاتا ہے - انجمن کے غالب عنصر سے پارلیمنٹ مرکب ہے اور اسکی بنیاد پر اکثر طاقور فوجی اور سرکاری گروہوں کا ہاتھہ ہے لیکن ان سب کے مقابل اتحادی تاخیوں کو سمجھنا چاہئے جنکے لئے مصر ہیں کہ پارلیمنٹ کی درہمی میں دیر نہ کی جائے -

(ایضاً) باوجود اعتماد شکن ووٹوں کے وزیر اعظم نے مجلس اعیان اور مجلس مبعوثان میں حاضر فرمان سلطانی پڑھکر سنایا جسنے پارلیمنٹ کو توڑدیا اور نئے انتخاب کا حکم صادر کردیا گیا -

(ایضاً) پارلیمنٹ کا صدر اعلیٰ کل مجلس میں حاضر ہوا کہ سلطان کو گورنمنٹ کے خلاف بے اعتمادی کے ووٹ کے متعلق اطلاع دے لیکن حلالب مآب نے ملنے سے انکار کردیا -

(ایضاً) پارلیمنٹ میں سلطانی خواب پڑھکر سنایا گیا کہ ایوان وزارت کو سلطان کی کامل خوشنودی و اعتماد حاصل ہے -

(ایضاً) سنا جاتا ہے کہ وزارت نے یہ طے کرایا ہے کہ انجمن اتحاد و ترقی کے بعض معروف ارکان گرفتار کرلئے جائیں - طلعت بے اور جاوید بک کا بھی نام آتا ہے -

(ایضاً) ایوان وزرا اس امر کے اطمینان پر متفق الرا ہیں کہ قسطنطنیہ میں ۴۰ دن تک محاصرت کی حالت رہیگی -

(قسطنطنیہ ۷ - اگست) جاوید بک اور طلعت بک حکمی گرفتاری کی نسبت ایوان وزارت کا فیصلہ مشہور ہوچکا ہے سالونیکا چلدئے ہیں جہاں انجمن اتحاد و ترقی کے ساتھہ گفت و شنود کرینگے -

Printed & Published by ABUL KALAM AZAD AT THE HILAL ELECTRICAL PRINTING WORKS, 74, MADRASA STREET, CALCUTTA.

(آئیندہ نمبرون کیلئے جو تصویرین طیار ہین)

(اُن میں سے بعض کی فہرست)

(مشاہیر)

۲ امیر عبد القادر الجزائري

۲ ابو الاحرار مدحت پاشا

۳ شیخ احمد السنوسی

۴ سید ادریسی امام یمن

۵ امیر علي پاشا بن عبد القادر الجزائری ۱

۶ امیر عبدالقادر ثانی بن امیر علی پاشا

۷ هر ایکسلنسی محمود شوکت پاشا

۸ معاهد دستور و حریت بیارې بک

۹ ابراهیم ثریا بک کماندر شرقی طرابلس

۱۰ ڈاکٹر نہاد سرای بک رئیس هلال احمر قسطنطنیه

۱۲ سولہ برس کی عمر کا ایک عثماني مجاهد

۱۳ قسطنطنیه کی موجوده زیارت

۱۳ ایراني مجاهدین کا مانم سرا

۱۴ ایراني مجاهدین کا حمله

۱۵ بیک باشی دشانت بے

۱۶ منصور پاشا مخترع ڈعاری

(مناظر جنگ)

۷۲ طرابلس میں مسیحی تہذیب کے چار خونین مناظر

۱۸ اٹالین هوائی جہاز سے مجاهدین کے کیمپ پر کاغذات پھینک رہے ہیں

۹ طبروق کا معرکه

۲۰ منصور پاشا مجاهدین طرابلس کے سامنے تحریر کر رہے ہیں

۲۱ بیروت بینک کي شکسته دیوارین

۲۲ رومیں میں اٹلی کا داخله

طرابلس میں اٹالین کیمپ

۲۳ طبروق کے عثماني کیمپ کے افسر

۲۵ مجاهدین کي عورتین اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۲ تبریز میں روسي لشکر کی لعنت

۲۷ اور بالجان میں روسي داخله

۲۸ ایران کے سوداگران قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا فتل عام

۳۰ طنجه میں قبائل کا حمله

۳۱ فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر و تصاویر)

۳۲ عثماني پارلیمنٹ کا افتتاح

۳۳ سلطان المعظم پارلیمنٹ میں

۳۴ عید دستور

۳۵ رومیں کے بعض مناظر

۳۶ کارنیولز کا ایک منظر

۳۷ هلال احمر مصر کا گروپ

۳۸ فرانس کي هلال احمر کا طبی وفد

* * *

۳۹ قریه میں ایک اسلامي اثر قدیم کا انکشاف

۴۰ سنه ۷۰ هجري کي ایک تحریر کا عکس

۴۱ حکیم مومن خاں "مومن"

۴۲ نواب ضیاء الدین خاں "بیخود"

۴۳ مرزا غالب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحه

۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط

۴۵ بہادر شاہ کا بستر مرگ

الہلال کے مضامین کے ابواب

منزل علمیہ

اس عنوان کے تحت میں ہمیشہ علمی مضامین ، علمی خبریں ، جدید اکتشافات
مشرقی ابحاث و افکار علمیہ اور علمی استفسارات کے جواب درج ہوا کرینگے

اخبار اسلام

اسمیں بالالتزام تاریخ اسلام کے ان مشہور ماموروں ، کے حالات درج کئے جائینگے ،
جنہوں نے مذہبی ، علمی اور سیاسی آزادی کے لئے کوشش جانفروشی
اور قربانی کی ہو نیز زمانۂ حال کے نامور احرار کے
حالات بھی مع تصاویر شایع کئے جائینگے ،

افق

ایوان کے متعلق تمام مضامین اور خبریں

نوادر

مراسلت کے اس باب مخصوص رہیگا اسکے علاوہ مندرجۂ
ذیل چھوٹے کالموں کے عنوانات ہیں ،

مدارس اسلامیہ

عالم اسلامی

انتقاد

مراسلات

شخامت کی افزائش کے ساتھ اور نئے ابواب بھی بڑھائے جائینگے ہمیشہ
ایڈیٹوریل کالم انکے علاوہ رہیگا اور ابتدا میں بریف نوٹس :

شذرات

کے عنوان سے درج کئے جائینگے

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

الاسلام

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر صوبی
احسان الٰہی ظہیر الاسلام الدہلوی

جلد ۱ — کراچی: یکشنبہ ۲۰۱۸ بمطابق ۱۹۶۲ع — نمبر ۶

فہرست

مضامین	صفحہ	سوانح حیات	۱۲
شذرات	۱		
ایڈیٹوریل ٹوائس	۳	تصاویر	
تاموران فرنچ مارامس	۶	کاشف حقیقی ادھم پاشا	۹۱
کارزلو ڈیاباس	۸	[illegible] کے کارنامے منظر	۱۳
عالم اسلامی	۱۰	[illegible] مذہبی [illegible] مشکلات	۱۴

قیمت فی پرچہ سات پیسے یا دو آنہ

۱۳۵

الہ لال

— * —

(الہلال ۔ کی بالعمل دوہزار کا پیان شائع کی جاتی ہین
ہرہفتی نسخہ بڑھتی جاے کی ۔

آسکی اشاعت زیادہ تر تعلیم یافتہ اور اعلی طبقہ مین
ہو جو عام اخبارات کو بہت کم دیکھتے ہین ۔

(اشتہارات) کیلئے خاتمہ پیچ کے دو صفحے مخصوص
کردے گئے ہین

یورپ مین اشتہار کی ترتیب اور اشاعت ایک مستقل
فن ہو ۔ اسمین کیلئے پہلی چیز یہ ہو کہ وہ نا وجود
اشتہار ہونے کے اپنے اندر کوئی ایسی کشش رکھے کہ اخبار
کے مضامین سے جت کر نظرین اسکی گرویدہ ہوجائین ۔ انگریزی
اخبارات وغیرہ مین اسکے لیئے مرح طرح کی تدبیرین
کی جاتی ہین ۔ لیکن اُنمین سے اکثر ایسی ہین جو ہندوستان
جیسے ملک مین ممکن نہین ۔

مثلاً اشتہار مین خوشنما حاف ٹون یا انگریو بنک
تصویر دیدی ۔ یا خوشخط اور خوبصورت لکھواکر اسکے
فوٹو کا بلاک بنوالیا ۔ یا کوئی ایسا طغرا اور نقشہ درج کردیا
جسکی وجہ سے اشتہار تمام اخبار مین ممتاز رہے ۔ اور
نظرین مجبور ہو ہوکر اُسپر پڑین ۔ لیکن یہ تمام باتین
ہندوستان (ٹائپ) کے چھاپنے کی حالت مین
(الہلال) پہلا اُردو رسالہ ہے جو ان چیزون کا
انتظام کرسکتا ہے

البتہ رقم کی اشتہار کی شرح اجرت علیحدہ ہوگی
خط و کتابت سے دریافت کیاجاسکتا ہے

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحکیم

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor-

Abul Kalam Azad,

7-1, Macleod street,

CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام احمد المخلص بن الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ ـ ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ٦ — کلکتہ : یکشنبہ ۱۸ اگست ۱۹۱۲ ع — جلد ۱

شذرات

اطلاع ضروری

خاص حالتوں میں طلبا کے ساتھ نصف قیمت کی رعایت کی گئی تھی ' چنانچہ اتنک سیکڑوں درخواستیں اسی بنا پر منظور کرلی گئیں ' مگر اب ہم دیکھتے ہیں تو اسطرح کی رعایت چند در چند مشکلات سے خالی نہیں - پس آیندہ سے نصف قیمت کی رعایت قطعاً بند کردی گئی ہے ' کوئی صاحب درخواست بھیجنے کی تکلیف نہ اٹھائیں - البتہ طلبا کو ۸ - روپیہ کی جگہ ٦ - روپیہ میں اخبار دیا جائےگا اور انشاء اللہ خواہ دفتر کو کتنا ہی نقصان ہو مگر اس رعایت کو ہمیشہ قائم رکھنے کی کوشش کی جائے گی -

---

(مسلم یونیورسٹی) اور مسئلہ الحاق کی نسبت جو مجلس لکھنو میں ہونے والی تھی ' پچھلے اتوار کو منعقد ہوئی - تین گھنٹے کے بحث و مباحثہ کے بعد یہ تعلق قرار پایا کہ گورنمنٹ سے نظر ثانی کی درخواست کی جائے اور حالت موجودہ چارٹر لیا منظور نہ کیا جائے ' ۱۴ - کو دہلی سے جو تار آیا ہے ' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علی گڈھ کانسٹیٹیوشن کمیٹی نے اس مضمون کی چٹھی بھی اریبل ممبر تعلیم کے نام بھیجدی ہے -

---

اس جلسے میں ایک عجیب بات یہ ہوئی کہ تمام کارروائی علانیہ روز روشن میں انجام دی گئی - روز روشن میں تو چلے بھی ہوتی تھی مگر زرداری کی ظلمت اسقدر شدید تھی کہ دیکھنے والوں کو تاریکی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا تھا -

شذرات

مگر شاید آنریبل ممبر تعلیم کی چٹھی کے شائع ہو جانے کے بعد پبلک اب کچھ زیادہ اس لطف و نوازش کی آرزومند نہیں رہ گئی -

پبلک کو اب حالات سنائے جائیں یا پوشیدہ رکھا جائے - مولوی ضیاء الدین صاحب احباس کے دوسرے ہی دن کاغذات پریس میں بھیجدیں یا نہ بھیجیں ' اب ان باتوں سے کیا ہوتا ہے ' جو وقت قوم کو اظہار رائے کا ، وقعہ دینے کا تھا ' اس وقت تک تو یونیورسٹی کے سوائر و خفایا ایک رحمن طلسم رہے ' اب اگر یونیورسٹی کا دفتر اپنی پوری الماری برسر راہ اولت بھی دے تو حالات معلوم کرکے ہم کیا کریں -

تاہم قوم کو پھر بھی اس " رد و پشیمانی " کیلئے معذور ہونا چاہئے گو بعد از قتل -

---

اخبارات میں شائع کیا گیا ہے کہ " کونسل آل انڈیا مسلم لیگ نے بالاتفاق رائٹ اریبل مسٹر امیر علی کو لیگ کے آیندہ اجلاس لکھنو کا پریسڈنٹ منتخب کیا ہے " لیکن معلوم نہیں کونسل نے انکے مصارف سفر کا بھی کوئی ایسا انتظام کرلیا یا نہیں جو سفر سے پہلے ہی انکی خدمت میں پہنچ جائے ' اگر نہیں کیا ہے تو دہلی کے اجلاس لیگ کی طرح انکے بھی ہم عجب نہیں کہ انکی زیارت سے محروم رہیں - مسلمانوں کی عقیدت و ارادت اور اظہار خشوع و خضوع ' مانا کہ ایک نیمتی شے ہے ' لیکن کیا کیا جائے کہ (پی - ایند - او) تو اپنے جہاز پر روپیہ لدنے ہی سوار ہونے دیتی ہے -

زر می طلبد ' سخن دریں سب

(بوا) کی اردو کانفرنس میں (سر ایکسلنسی گورنر بمبئی) نے مسلمانان ہند کے موجودہ مسائل پر جو تقریر کی ' ہم نے گذشتہ ہفتے پڑھی تھی اور قلت گنجائش کی وجہ سے اسکا تذکرہ اس ہفتے کیلئے اٹھا رکھا تھا ' لیکن دیکھتے ہیں تو آج بھی اسکا موقعہ نہیں -

یہ ایک نہایت دلچسپ تقریر تھی - ہر ایکسلنسی گورنر جنرل کو مسلمانوں اور مسلمانوں کے ملکوں سے بہت بڑی دلچسپی ہے اور وہ جب کبھی انکی نسبت کچھ کہنا چاہتے ہیں تو عموماً گہری دلچسپی کے لب و لہجہ کو اختیار کر لیتے ہیں -

انہوں نے ادبی تقریر کے اکثر حصوں میں مسلمانوں کی موجودہ حالت کو اچھا اور بھلا بتلایا ہے - دینی تعلیم و تربیت کی جو حرکت ہر طرف پیدا ہو گئی ہے' وہ کہتے ہیں کہ نظر انداز کرنے کے قابل نہیں - مسلم یونیورسٹی کا مستقبل انکی رائے میں اسکا نمونہ روشن ہے' اور اب مسلمانوں کو جلدی کی گھبراہٹ کی جگہ' صبر کا انتظار کرنا چاہئے - آخر میں انہوں نے نصیحت کی ہے کہ " ہمیشہ گورنمنٹ اور ہمسایہ اقوام کے ساتھ ملکر کام کیجئے' آپ ہم پر ہر اُس کام کے لئے بھروسہ کرسکتے ہیں جو دنیا کی قوموں کے معاملے کے لحاظ سے ہم انجام دے سکتے ہیں"

اس مشفقانہ نصیحت کیلئے ہم ہر ایکسلنسی کے ممنون ہیں' لیکن افسوس کہ نصیحت گو فی نفسہ قیمتی ہے ' مگر اُسکو کیا کیجئے کہ بازار میں اب پیشور کا سا تندور باقی نہ رہا -

ہر ایکسلنسی کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہم اس نصیحت پر نیم نصف صدی سے عمل کر رہے ہیں - ہم نے ہمیشہ گورنمنٹ پر اعتماد کیا ' اور اس اعتماد کیلئے جس جس قربانی کی ضرورت ہوئی کبھی دریغ نہیں کیا - اسی اعتماد کی خاطر ہم نہ صرف اپنے نائیس کروڑ ہمسایوں کے ' بلکہ خود اسے بھی دشمن رہے' اور ایک کی خاطر سارے جہان کی دشمنیاں مول لےلیں - کونسی قیمتی سے قیمتی شے ہمارے لئے ہو سکتی تھی جو ہم نے اس نصیحت پر نثار نہ کر ڈالی ؟ ہم نے گورنمنٹ کی جرأت پر سجدے کئے ہیں اور اسکے اوپر سے مہر کو ہمیشہ سجدہ عبادت سمجھا ہے - لیکن

کمر در خدمت عمریست در بستم چہ شد قدرم
درخشم می شدم گر این قدر زنار می بستم

ہماری عاشقانہ خدمتگاروں کا ' ہمیں جو جواب ملا ' وہ ابھی ادا نہیں ہوا ہے کہ دھرائے کی ضرورت ہو

ہو ایکسلنسی کی نصیحت یقیناً محبت اور ہمدردی سے خالی نہوگی مگر ادکو ہم خدمتگاروں کی دل کی تپش کیا معلوم ؟ حکومت کے بستر پر لیٹ کر مشکل ہے کہ محکومی کی خاک پر لوٹنے والوں کا درد سمجھا جا سکے - انکی معذوری واضح ہے -

روا مبیں کہ کسانند ما تہی دستاں
تو میروی سر شاخ بلند را چہ خبر؟

(علامہ سنا) کسی دانی کہ چرا اہل حرماں قرباں قربم کے سنا دہند

ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوہا ' وجعلوا اعزۃ اہلہا اذلۃ وکذالک یفعلون - (۲۷ ۳۴)

ہمارے سامنے تو صرف دو ہی راہیں ہیں' (من شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر) کفر و اسلام' شرک و توحید ' نور و ظلمت' صداقت و کذب ' حق و باطل' ہر شخص مختار ہے کہ دونوں میں سے ایک اختیار کرلے (لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی) لیکن حدیث کے اہل اللہ کہتے ہیں کہ گو یہ سچ ہو مگر ان دونوں کے درمیان ایک تیسری اور بیچ کی راہ بھی ہے' اور وہی ہمکو بھی اختیار کرنی چاہئے' اُسی میں فلاح اور اُسی میں ہر دلعزیزی ہے - کفر و اسلام' دونوں کو ساتھ لیجئے ' بت پرستی و توحید ' دونوں کو دل میں رکھئے ' اہرمن اور یزداں ' دونوں کو رام کیجئے ' ایک ہی طرف کیوں جھکئے جب دونوں دروازے کشادہ ہوسکیں ؟ صرف کعبے ہی کے کیوں ہو رہئے' جب بتکدے سے بھی رسم و راہ قائم رکھسکے ؟ ومن بعض وبکفر بعض' ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا - (۴ ۱۵)

معشوق ما بشیوۂ ہر کس موافق ست
با ما شراب خورد و براهد نماز کرد

ہم اپنے بعض پاک باطن مگر ظاہر آلود دوستوں کو دیکھ رہے ہیں کہ دینی زبان سے ہمیں اسی تعلیم کی دعوت دینا چاہتے ہیں' اخلاق کے بعض دلچسپ پیرائے نوک زبان ہیں اور کہتے ہیں کہ حق گوئی سے مانع نہیں ' لیکن اگر حق گوئی کا حق اسطرح ادا ہوسکے کہ باطل کا دل بھی ہاتھ میں رہے تو اسمیں کیا مضائقہ ؟ اِک زمانے کو خواہ مخواہ دشمن بنالینا کونسی عقلمندی کی بات ہے ؟

اسمیں شک نہیں کہ ان تعلیمات میں نفس انسانی کیلئے بڑی جاذبیت ہے - ہر دلعزیزی ہر ممدوح خلائق ہونا کسے پسند نہیں ؟ ہم ضرور اسپر عمل کرنے کی کوشش کرتے مگر افسوس ہے کہ ہمیں تو کوئی دوسری راہ سامنے نظر نہیں آتی - جس راہ پر چلکر زمانہ سجدہ کر رہا ہے کہ دوڑوں راہوں کا ترجمہ اسکے قدموں کے نیچے ہے ' وہ فی الحقیقت نفس شریر کے خدع و فریب کا ایک سیمیائی رشمہ ہے ورنہ وہ گلدان بھی بالآخر اُسی شاہراہ میں جاکر مرتی ہیں - اسلام اور حق و صدق مرادف الفاظ ہیں ' اسکی راہ تو ایک ہی ہے اور ایک ایسا باریک خط ' جسکے ادھر اودھر قدم ٹکانے کا کوئی سہارا نہیں' اگر قدم کو ذرا بھی لغزش ہوئی تو پھر بھٹکئے کہ آپکے لئے کفر و باطل کے سوا اور کوئی شاہراہ نہیں ہے ' (نفاق) کی معدول عام گلی بھی اسی شاہراہ کی ایک شاخ ہے ' یا پھر دلدل بنائی گئی ہیں اور راستہ ایک ہی ہے' کفر سے تعبیر کیجئے یا نفاق سے - سچ ہمیشہ سے ایک ہی جگہ اور ایک ہی شکل میں رہتا ہے ' جب ملے گا تو وہیں ملے گا' اور راہوں اور شکلوں میں ڈھونڈھنا لاحاصل ہے - آپنے بیلے - بڑے سوچ بچار سے ایک نئی جماعت بھی ' جس نے اسی گوشے میں پناہ لینی چاہی تھی ' مگر خدا نے فرمایا : ان المنافقین یخادعون اللہ وہو خادعہم ' * * . مذبذبین بین ذلک' لا الی ہاؤلاء ولا الی ہاؤلاء (۴ ۱۴۲)

(حق) اور (باطل) دونوں آپکے سامنے ہیں ' اِنمیں سے کسی ایک کو پسند فرمائیے ' اگر حق کی راہ اختیار کی ہے تو پھر

مصلحت ' ندرانۂ نداں ' طرز ادا ' الفاظ سہد معا و معانی زہر آلود ' اور اسی فعل کی تسلیم ناداں کیلئے (نفاق) کے سوا اور کوئی لفظ نہیں - سچ کہئے گا تو حضرت کو حیرت لگے ہی گی ' اسکو بچانے کی کوشش نہ کیجئے ' ورنہ آپ کفر سے زیادہ دنیا کیلئے مہلک ہیں - نرمی و آشتی ' حسن ادا ' پذیرائۂ نداں ' مصلحت بینی ' اور مقتضیات زمانہ کے اگر یہی معانی ہیں جو بتلائے جاتے ہیں ' تو خدا کیلئے ہمیں سمجھائیے کہ پھر نفاق و منافقی کی خصوصیات اور کیا ہیں ؟ اگر کہ بات سچ ہے تو اسکو صاف صاف کہدیجئے ' اگر کچھ لوگ ڈرتے ہیں ' تو کھول کھول کر اسکی برائی بیان کردیجئے - بری باتوں کے اظہار کیلئے اچھے لفظ کیوں اختیار کیے جائیں ؟ بد اعمالوں کو کیا حق حاصل ہے کہ نیک کرداروں کے حقوق کا مطالبہ کریں ؟ اگر یہ طریقہ پسند نہیں تو پھر دنیوں کو آسمان میں بھیجنے کی جگہ ' بہتر ہے کہ سر پر جگہ دیجئے - ظاہر و باطن میں مطابقت ' حضرت مسیح بھی ہو تو سچائی سے خالی نہیں

دیں کافر ست راهد ازو برمدم ' و لیکن
ازو ایں ست در سر در آستیں ندارد

یا ایها الذین امنوا لا تخونوا الله والرسول وتخونوا امانتکم وانتم تعلمون

۱

ہم سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کڑوی سے کڑوی دوا پی لیں گے مگر شرط یہ ہے کہ شربت کہکر پکارا جائے ' دوا کا نام زبان پر نہ آئے کہ اس سے ہمیں سخت نفرت ہے - حضور ' اگر آپ منہ دیکھا حضور دیں تو ایسا کرکے بھی دیکھ لیں گے ' مقصود دوا پلانے سے ہے نہ کہ چڑانے سے ' مگر براہ کرم چند دنوں تو توقف ہی فرمائیے ' کچھ عرصے تک تو دوا کا نام سنداہی پڑے گا - آپ نے خالص ترس تک سہد و شکر سے کام و زبان کو لذت بخشی ' تو چار دن کڑوی کسیلی دواؤں کا تذکرہ سُن لیجئے گا تو کیا ہرج ہوگا ؟ عجب نہیں کہ چند دنوں میں سُننے سُنتے آپکی وحشت بھی کم ہوجائے ' اور پھر اسے عادی ہوجائیں کہ شربت بھی ملے تو دوا کہکر منہ سے لگائیں -

---

مشکل یہ ہے کہ لوگ نئے پکے صرف کی سختی کو دیکھتے ہیں مگر اسے نہیں دیکھتے کہ عمارت کی بنیاد بھی تو برسوں کی پرانی ہے ' اگر کسی پرانی بنیاد کو اکھاڑنا مقصود ہو تو اسپر اوزار کی ضربیں سخت سے سخت لگائیے ' جب جڑ ہل جائیگی تو پھر آپکو اختیار ہے ' انگلیوں سے مٹی ہٹا کر اینٹوں کو ایک ایک کرکے اُٹھا لیجئے گا - لیکن اگر پہلی ضرب ہی سست پڑی تو پھر برسوں میں بھی نئی عمارت کیلئے جگہ صاف نہ ہوسکے گی - یہی سبب ہے کہ ہم اس وقت اپنے کاموں کیلئے سب سے سخت سختی کو بھی نرمی سمجھتے ہیں ' جہاں تک کاندھوں میں زور ہے ' جلد جلد ضربیں لگائے جائیے - زمانے کا سیلاب بھی آپکی مدد کیلئے نیچے سے امڈا آرہا ہے ' اگر آپنے اپنا کام پورا کردیا تو پھر آپکو ہمیشہ کیلئے فرصت ہے ' یہ سیلاب خود بنیاد کی مٹی تک بہا لیجائے گا - وما ذلک علی الله بعزیز -

---

الحمد لله کہ نیشنلزم کے عدم الحاق کی قسم نے تقسیم کے رحموں کو پھر ہرا کردیا ہے

خدا شری در انگیزد کہ خیری ما دراں باشد
و عسی ان تکرهوا شیئاً ' و هو خیر لکم -

سب سے زیادہ دلچسپ آجکل (مولوی نشدر الدین) صاحب کے رشحات قلم ہوئے ہیں - آپ فرماتے ہیں کہ پچھلے سال تک تو ہم اپنی برائی پولیٹکل پالیسی ہی پر قائم تھے مگر اب گورنمنٹ پر اعتماد کرنے کے مخالف ہیں لیکن کیوں جناب ' جن لوگوں کی پچھلے سال سے پہلے بھی وہی رائے تھی جسکو رک رک کر آج آپ دہرا رہے ہیں ' انکی نسبت آپکا کیا خیال ہے ؟ نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا ' " من یضلل الله فما له من هاد ' و من یهدی الله فما له من مضل " ؟ (۳۹ ۳۹)

ہم نے گذشتہ چھ سال کا زمانہ جیسے طرح کا گزرا ہے ' خاموشی بھی مگر تپش اور سوزش سے بھری ہوئی - اس زمانے میں صرف چند اصحاب ہی ایسے تھے ' جنکی صحبت میسر آجاتی تھی تو ہم مشربی اور ہم خیالی کی لذت دنیا کی وسیع مگر مکدر صحبتوں سے مستغنی کردیتی تھی - منجملہ اُن چند بزرگوں کے ایک ہمارے صدیق جلیل جناب (سید اکبر حسین) صاحب اکبر الہ آبادی بھی ہیں - زمانہ انکے عدیم النظیر شاعری کی جسقدر داد دے رہا ہے وہ انکے کمال فطری کا قدرتی خراج ہے اور کوئی کافی صلہ نہیں ' لیکن ہم تو انکے صاف و بے آمیز خیالات کو انکی شاعری کی سطح سے بھی بدرجہا بلند پاکر خود انسے ایک خاص خصوصیت رکھتے ہیں اور جب کبھی انکی صحبت میسر آگئی ہے تو اسکو بیسا غنیمت سمجھتے رہے ہیں ' اس دور نفاق و فساد میں اتحاد خیال و مشرب اگر ہاتھ آجائے تو نعمت غیر مترقبہ ہے -

(الهلال) کا پہلا نمبر دیکھکر انہوں نے جو عنایت نامہ لکھا تھا ' اُسے ہم جواب طلب خطوں میں رکھکر بھولگئے ہے ' مگر صحبت کی صدائیں بھولے کیلئے نہیں ہوتیں ' اس وقت خود بخود سامنے آگئیں لکھتے ہیں

" مکرمی و حبیبی ' عدیل و یاراں ہوگیا ہوں ' اب زبردستی کا حبیبا ہے دل کو دنیا سے بے اعتنا کم تعلق رکھتا ہے ' کچھ تو مدرسے حالات خاص ' اور کچھ مدرسے عام خیالات جہاں فانی کی نسبت - آنکو مدارک ہو کہ اپکا دلی ارادہ اب قریب تکمیل ہے * * * * * نہ سعی ناتوانی کے ان زوروں معصوموں وصموں کچھ نہیں ہے ' لیکن آپکے یاد آوری سے عرب وحشتی ' دل میں ایک خیال تازہ پیدا ہوی اور آپکے پرچے کی نسبت یہ شعر ذہن میں آیا

فروغ حسن کو نہ ہوگا زوال دنیا میں
ہمیشہ نور رہے گا (هلال) دنیا میں —"

(الهلال) کی نسبت آثار اشاعت سے احباب کے جو عنایت نامے اظہار حسن ظن و التفات معتدانہ کے پہنچے ' ان میں کثر اپنے مطالب کے لحاظ سے اہمیت رکھتے ہے اور قابل اشاعت بھی تھے ' مگر ہم نے ان کو شائع کرنا ضروری نہ سمجھا ' کچھ تو اس سبب سے کہ

اپنی تعریف کو اُن کالموں میں شائع کرنا ' جو شاید اپنی مدت کیلئے زیادہ موزوں ہیں کوئی اچھا طریقہ نہیں ' دوسرے یہ بھی خوف تھا کہ ان میں بعض خطوط جانداہ بشیں مگر رد مزاج ہم مشربوں کے لیے ' انکو شائع کرتے ہوے ہمڈرے کہ کہیں انکی برادری میں (پُرانی سوسائٹی کے حقہ پانی کی جگہ) انکا سگرٹ جائے بند نہ ہوجاے -

مگر جناب (سید اکبر حسین) صاحب کی تحریر کے لوگ مشتاق رہتے ہیں اور خود ہم کو بھی ضرور ہے اسلئے عابد کے خلاف شائع کردی -

---

البتہ ان خطوں میں بعض خط ایسے بھی ہیں جنسے موجودہ دور کے انقلاب خیالات اور انکے رخ جدید کی تولید کا پتہ چلتا ہے ' اور شمار و اعداد سے کام لیجئے ' تو ایک امید افزا مستقبل کا نقشہ مرتب کیا جا سکتا ہے - ہم نے ایسے خطوط اپنے پاس رکھ لیے ہیں کہ فرصت کے وقت دیکھکر کچھ لکھیں گے ' مگر رفتہ رفتہ انکی تعداد بڑھتی گئی اور ایک ضخیم انبار قلمدان میں اور ہم میں حائل ہوگیا ' معذوراً آج انکو دفتر میں پھینکتے ہیں ' اگر مہلت ملی تو موجودہ تغیرات خیالات کے متعلق ایسے دلچسپ مقدمہ اور دلچسپ حواشی مرتب کرینگے ' اور شاید آجکل کے بڑے بڑے حاری حلقوں کو تعجب کرنا پڑے گا کہ حیرت ہمیشہ اپنے میں سمجھتے رہے ' وہ تو کتب کہ تدریں میں شامل ہوگئے ہیں -

---

خون ناحق

جنگ طرابلس کے متعلق مختلف قسم کے مضامین کا یہ ایک مجموعہ ہے جسے جناب شیخ احسان الحق صاحب رئیس مترنّمہ نے مرتب کیا ہے اور ہلالی پریس دہلی سے شائع ہوا ہے قیمت ایک روپیہ ہے اور محمد انوار صاحب سے " ال کورنی ' کمپ مترنّمہ " کے پتے سے ملسکتا ہے -

سب سے پہلی بات جو اسکے متعلق لکھنی چاہئے وہ اسکی دلکش چھپائی اور کتابت کا حسن ہے ' ہم حیران ہیں کہ دہلی کا ایک نیا پریس کھولکر لیتھو پریس کا ایسا بہترین نمونہ ناتجربہ پیش کرسکا ؟ آجکل کی بہتر سے بہتر مطبوعات بھی اسکی نفیس کتابت اور درخشندہ چھپائی کے مقابلے میں نہیں آسکتی -

رہے مضامین ' تو وہ تمام تر اردو کے مشہور مضمون نگاروں کے قلم سے نکلے ہوے ہیں ' مشہور اخباروں میں جو مضامین نظم و نثر جنگ کے متعلق نکلتے رہے ہیں ' شیخ صاحب نے اُنہیں ایک اچھی ترتیب کے ساتھ جمع کردیا ہے اور یہ کسی موضوع پر اہل قلم کی محنتوں کے نتائج محفوظ کردینے کا اچھا ذریعہ ہے ' تاہم اسکی ظاہری رعنائی اس سے بھی بڑھکر کسی تصویر معنی کا نقاب نہ سکتی تو بہتر تھا -

ناظرین اس مجموعے کو ضرور ملاحظہ فرمائیں

الهلال

١٨ : اگست ١٩١٢

— * —

الامر بالمعروف والنهي عن المنكر

الحب فی اللہ ' والبغض فی اللہ - السالک عن الحق شیطان اخرس

كنتم خير امة أخرجت للناس ' تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتومنون باللہ - (٣ ١١٠)

(٢)

(اسلام) نے اپنی تعلیم و دعوت اور اپنی امت کے قیام و بقا کیلئے اساس اولیں اور نظام بنیادی ایک اصول قرار دیا ہے اور اسکو وہ " امر بالمعروف ونہی عن المنکر " سے تعبیر کرتا ہے

ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر ' ویامرون بالمعروف ' وینهون عن المنکر اولئك هم المفلحون (٣ ١٠٤)

تم میں سے ایک جماعت ہونی چاہئے ' جو دنیا کو نیکی کی دعوت دے ' بھلائی کا حکم کرے اور برائی سے روکے وہی فلاح یافتہ ہیں -

اس آیت میں خدا تعالی نے دعوت الی الخیر ' امر بالمعروف ' اور نہی عن المنکر کو بطور ایک اصول کے بتلایا ہے اور بظاہر مسلمانوں میں سے ایک گروہ خاص کا اُسکو فرض قرار دیا ہے لیکن اسی رکوع میں آگے چلکر دوسری آیت ہے

كنتم خير امة اخرجت للناس ' تامرون بالمعروف ' وتنهون عن المنكر وتومنون باللہ (٣ ١١٠)

تمام امتوں میں تم سب سے بہتر امت ہو کہ اچھے کاموں کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو -

ایک دوسری آیت میں مسلمانوں کا یہ ملّی امتیاز اور قومی فرض زیادہ نمایاں طور پر بتلایا ہے .

وکذالك جعلناکم امة وسطا لتکونوا شهداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شهیدا (٢ ١٢٧)

اور اسی طرح ہم نے تمکو درمیانی امت وسط کی امت بنایا تا کہ لوگوں کے مقابلے میں تم گواہ بنو اور تمہارے مقابلے میں تمہارا رسول گواہ ہو -

تفسیر آیات

ان تین آیتوں میں خدا تعالی نے خاص طور پر مسلمانوں کا اصلی مسن ' مقصد تخلیق ' قومی امتیاز ' اور شرف خصوصی اسی حد کو قرار دیا ہے کہ گو دنیا میں اعلی حق ہر برگزیدہ ہستی اور جماعت کا فرض رہا ہو مگر مسلمانوں کا تو سرمایۂ زندگی یہی فرض ہے ' وہ دنیا میں اس لئے کھڑے کئے گئے ہیں کہ خیر کی طرف داعی

ہوے ہیں' برائی کا حکم دیتے ہیں' اور برائی کو جہاں کہیں دیکھتے ہیں اپنے بس بھر سکا دھکہ مار سمجھکر روکتے ہیں - آخری آیت میں کہا کہ تم کو ایک وسطی ملت بنایا گیا تا کہ تم اولیں و آخریں کیلئے گواہ بن سکو' اور اس امر کی کہ تم نے اپنا یہ فرض ادا کیا یا نہیں تمہارا رسول امیں اللہ کے آگے گواہ ہو - اخلاق کے تمام دفتر کا متن قرآن کا یہی اصول ہے - دنیا میں سوسایٹی کے آداب اور قانون کا احتساب بھی اسی اصل اصول پر قائم ہے -

گو تفصیل کا موقعہ نہیں مگر ان آیات کے متعلق چند تفسیری اشارات کردینا مہم مقصد میں معین ہوگا -

امر بالمعروف حکم عام ہے

دوسری آیت میں اسی لئے (المعروف) اور (المنکر) پر الف لام استغراق کیلئے آیا تا کہ (بقول امام رازی) معروف اور منکر میں کوئی تخصیص و تحدید باقی نہ رہے' اور ظاہر ہوجاے کہ وہ ہر نیکی کیلئے آمر اور ہر بدی کیلئے ناہی ہیں ' عام اس سے کہ وہ کہیں ہو اور کسی صورت میں ہو [وہذا بخصوصہ کونہم آمرین لکل معروف وناہین عن کل منکر - تفسیر کبیر - ج - ۲ - صفحہ ۲۲۵]

مسلمانوں کے ملی شرف و فضیلت کی علت

(کنتم خیر امۃ اخرجت للناس) کے بعد امر بالمعروف کا ذکر کیا ' اور نہ اسلئے کہ پہلے وصف بیان کرکے پھر اسکی علت بیان کی جاے' بعنے مسلمانوں کا بہترین امت ہونا صرف انکے اس وصف پر منحصر ہے کہ وہ امر بالمعروف و ناہی عن المنکر ہیں' خیر کی دعوت دیتے ہیں اور شر سے روکتے ہیں (کما بقول رسول کریم' تطعم الطعام و یفشوالسلام -) اور نہیں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر یہ وصف امتیاری اُٹھ جاتا رہے' تو پھر وہ بہترین امت ہونے کے شرف سے بھی محروم ہو جائیں ' اور انکا اصلی قومی امتیاز اُنمیں باقی نہ رہے -

دوسری آیت کی تفسیر

دوسری آیت میں انکو وسط کی امت قرار دیا اور پھر اسکا سبب یہ بیان کیا گیا کہ " تاکہ تم لوگوں کیلئے گواہ ہو" افسوس ہے کہ اتنی صاف اور سلجھی ہوئی بات میں بھی ہمارے بعض مفسروں نے لاحاصل بحثیں پیدا کردیں اور اس بحث میں پڑگئے کہ یہ شہادت دنیا میں ہوگی یا آخرت میں ؟ اسلام کا اصلی کارنامۂ عمر مادی دنیا ہی کی اصلاح تھا ' مگر مفسروں اسکی طرف سے اسدرجہ غافل ہیں کہ ہر شے کو آخرت ہی پر اُٹھا رکھنا چاہتے ہیں - ایک دوسرے موقعہ پر اسی شہادت کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی ذکر کیا گیا ہے کہ کنت علیہم شہیداً ما دمت فیہم - [میں اپنی امت پر شاہد تھا ' جب تک کہ میں اُن میں موجود تھا] اور ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ اپنی امت میں دنیا کے اندر ہی موجود تھے نہ کہ آخرت میں - پس یہاں بھی شہادت سے وہی شہادت مراد ہے جو دنیا کی زندگی میں انجام دی جاسکتی ہے -

تاہم (علامۂ رازی) کا ہمیشہ ممنون ہونا پڑتا ہے کہ وہ گو ہر آیت کے متعلق طرح طرح کی توجیہات جمع کردیتے ہیں مگر پھر بھی ایک نہ ایک ایسی توجیہ ضرور اُن میں موجود ہوتی ہے' جو اصل حقیقت سے پردا اُٹھادیتی ہے اور وہی خود انکی ذاتی راے ہوتی ہے - اس آیت کے متعلق بھی انہوں نے دوسرے قول کو بیان کرتے ہوے جو کچھ لکھدیا ہے وہ بالکل صاف اور غیر پیچیدہ ہے (ج-۱ : ۵۳۴)

امۃ وسطا

اصل یہ ہے کہ خدا تعالے نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو مسلمانوں کا فرض منصبی قرار دیا اور فی الحقیقت ایسا کرنا دنیا میں عدل حقیقی کو قائم کرنا تھا' برائی اگر روکدی جاے اور نیکی کو رائج کیا جاے تو دنیا کے نظم کے قوام کا اس کے علاوہ اور کیا اعتدال ہو سکتا ہے ؟ عدل کے معنے ہیں عدم افراط و تفریط ' یعنی کسی شے کا نہ زیادہ ہونا اور نہ کم ہونا ' اور یہ درجہ مقام (وسط) اور درمیانی ہے -

گناہ کی حقیقت اور اصطلاح قرآنی میں " اسراف "

دنیا میں جسقدر برائیاں ہیں' غور کیجئے تو وہ افراط و تفریط کے سوا اور کوئی حقیقت نہیں رکھتیں - انسان کے تحفظ خود اختیاری اور حفظ حقوق کیلئے غضب ' غصب ' اور ہیجان کا ہونا ضروری تھا ' لیکن جب یہ جذبات اپنی حد سے آگے قدم بڑھاتے ہیں تو فطرت کی بخشی ہوئی آلہ سے - جو بعینہٖ نیکی تھی - یکایک بدی بن جاتی ہے اور اسکا نام جرم اور گناہ ہو جاتا ہے' یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے اپنی اصطلاح میں ہر جگہ معصیت اور گناہ کیلئے (اسراف) کا لفظ استعمال کیا (قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ) " اے وہ بندے جنہوں نے اپنے نفسوں پر اسراف کیا ہے رحمت الہی سے مایوس نہ ہو" یہاں مسرفوں سے مراد سخت درجے کے گناہگار اور معصیت شعار انسان ہیں کیونکہ آیت کا شان نزول ' اور آگے چلکر (ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا) کہنا اسکی پوری طرح تشریح کردیتا ہے - اسراف کی تعریف (صرف الشیٔ فیما ینبغی ' زائداً علی ما ینبغی) اور (تجاوز الحد فی کل شیٔ - "زاعب") ہے ' یعنے " کسی چیز کو اُسکی ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا اور ہر شے کا اپنے حد سے تجاوز کر جانا " اس سے نیکر گناہ کی کیا تعریف ہو سکتی ہے کہ وہ فضول اور حواشیوں کے بے اعتدالانہ خرچ کا نام ہے - (اسراف) کے علاوہ اصطلاح قرآنی میں ایک لفظ (تبذیر) بھی ہے' جیسا کہ فرمایا - ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین [بے موقع اور بے ضرورت مال و دولت کو ضائع کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں] لیکن تبذیر اور اسراف میں ایک باریک فرق یہ ہے کہ کسی شے کے خرچ کرنے کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں' بعض صورتیں خرچ تو کی جاتی ہیں اُنکے ٹھیک ٹھیک مصرف میں ' لیکن بمقدارِ صرف ضرورت اور حدِ معتدل سے زائد ہوتی ہے اور طریق صرف صحیح نہیں ہوتا مثلاً ایک مجرم پر اُسکے قصور سے زیادہ غضبناک ہونا اور مناسب سزادینے کی جگہ مار پیٹ سے کام لینا - بیشک ایک مجرم کو اُسکے جرم کی پاداش ملنی چاہئے اور اس لحاظ سے آپکے غصے اور غضب کا خرچ اسے صحیح مصرف میں ہوا ' لیکن جس مقدار اور جس صورت میں غصے کو آپ خرچ کر رہے ہیں یہ اسکے حدود اور اُسکی ضرورت سے زیادہ ہے ' اور اسی کا نام (اسراف) ہے -

برخلاف (تبذیر) کے کہ اُسکی تعریف (صرف الشیٔ فیما لا ینبغی) بیان کی گئی ہے' یعنے " کسی چیز کو اسکے مصرف کے علاوہ دوسری جگہ خرچ کرنا " مثلاً دولت نفس کے ضروری آرام و آسایش' اعزاز اقارب کی اعانت' اور اعمال حسنہ میں خرچ کرنے کیلئے ہے' مگر آپ اُسے محض اپنی جاہ و نمایش' دنیوی عزت' اور حکام کی نظروں میں رسوخ حاصل کرنے کیلئے باسماے متعلقہ لٹانا شروع کردیں' تو قرآن کریم اسکو (تبذیر) سے تعبیر کریگا اور چونکہ اسکا نقصان اسراف سے شدید تر ہے' اسلئے وعید بھی سخت وارد ہوئی کہ مسرف کیلئے تو صرف (ان اللہ لا یحب المسرفین) " خدا اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا " فرمایا اور (تبذیر) کے مرتکبین کو (کانوا اخوان الشیاطین) کہکر " شیطان کے اخوان و اقارب " میں شمار کیا گیا - اسراف اور تبذیر کا یہ فرق خود قرآن کریم سے ماخوذ ہے' تفسیر والے نہیں ہے - یہ دونوں لفظ جہاں جہاں بولے گئے ہیں اگر انکا استقصا کیا جاے تو خود بخود یہ فرق ظاہر ہو جاے گا مثلاً

کلوا واشربوا ولا تسرفوا' کھاؤ اور پیو لیکن اسراف نہ کرو اللہ اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ان اللہ لا یحب المسرفین -

بھوک اور پیاس میں غذا اور پانی کا صرف' ایک بالکل صحیح مصرف ہے اور اشیاء کا اسے موقع خرچ کرنا نہیں ہے' غذا کھانے ہی کیلئے ہے اور پانی پینے ہی کیلئے' لیکن اگر حد حواجش اور ضرورت سے زیادہ کھایا جاے' یا انکی تیاری اور طریق اکل و شرب میں بیجا روپیہ خرچ کیا جاے تو یہ اسراف ہوجاے گا - اسی لئے فرمایا کہ اسراف مت کرو - لیکن ایک دوسرے موقعہ میں صرف خرچ اشیا اس سے مختلف تھا -

وات ذالقربی حقہ والمسکین وابن السبیل' اور اقارب کا حق ادا کرو' اور مساکین اور مسافر کے حقوق ادا کرو' اور دولت ولا تبذر تبذیرا - کو بے جا ضائع مت کرو -

یہاں چونکہ مقصود یہ تھا کہ دولت کا مصرف صحیح' اعزاء و اقارب وغیرہ کے حقوق ادا کرنا ہے' پس دوسرے کاموں میں اسکو بے موقع خرچ کرو : اسلئے اسراف نہیں کہا بلکہ تبذیر کے لفظ سے تعبیر کیا گیا -

رجوع الی المقصود

حاصل سخن یہ ہے کہ گناہ' معصیت' فسق' حرام' اور ہر وہ شے جسکا شمار برائیوں اور بدیوں میں ہے' فی الحقیقت بے اعتدالی اور افراط و تفریط ہی کا نام ہے - اسکے مقابلہ میں نیکی اور خیر کو صرف ایک ہی لفظ (عدل) سے تعبیر کیجئے کہ ہر وہ شے جسمیں عدل پایا جاے' یقیناً نیکی اور عمل خیر ہے - قرآن ہر جگہ ہر طرح کے محاسن و فضائل کو اسی جامع و مانع لفظ سے تعبیر کرتا ہے - اسکی اصطلاح میں صراط المستقیم' دوارن قسط' میزان المواریں' قسطاس المستقیم' اور عدم تطفیف اور اسی طرح کے بیسیوں الفاظ اسی ایک مقام عدل سے عبارت ہیں - وہ ہر جگہ اور ہر تعلیم میں لا تعتدوا (زیادتی مت کرو) اور اعدلوا (عدل کرو) کے اصول کی دعوت دیتا ہے' اور اسی راہ عدل کو اقرب الی التقوی بتلاتا ہے - اسکی تعلیم کا خلاصہ ہر شے میں - خواہ وہ اُسکی عبادت اور بندگی اور خواہ اسکی راہ میں جہاد و تحسس ہی کیوں نہ ہو - ہے

ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطھا کل البسط' فتقعد ملوماً محسورا (١٧ ٢٩)

اور ابنا ہاتھ نہ تو اس طرح سمیٹ رکھ کہ گویا گردن میں بندھا ہے اور نہ بالکل کھلا ہی چھوڑ دے کہ تو بیکار ہاتھ ملتے رہجاوگے اور لوگ تم پر ملامت کرینگے -

ہر کام کیلئے اس آیت میں اعتدال کی ایک جامع مثل بیان کردی گئی ہے -

امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے مقصود قیام عدل ہے

پس جیسا کہ ہم نے ابتدا میں اس طرف اشارہ کیا تھا' جس جماعت کا فرض دعوت الی الخیر' امر بالمعروف' اور نہی عن المنکر ہوگا' وہ دنیا میں ایک ایسی طاقت ہوگی جو صرف نیکی ہی کی خاطر دنیا میں بھیجی گئی ہے' اور چونکہ نیکی عبارت ہے عدل سے' اور بدی اُسکے عدم سے' اسلئے فی الحقیقت وہ عدل کو قائم رکھنے والی اور ہر افراط و تفریط کو - کہ بدی اور گناہ ہے - روکنے والی جماعت ہوگی

اب عدل کی حقیقت پر غور کیجئے تو وہ فی الحقیقت ہر شے کی وسطی اور درمیانی حالت کا نام ہے - کسی ایک طرف جھک پڑنے کو یہ افراط و تفریط ہے' انہیں تھوڑی درمیان میں اس طرح کھڑے رہنے سے کہ دل برابر جگہ بھی کسی طرف زیادہ نہ دبتی ہو تو اُسکا نام اعتدال اور عدل ہوگا - قرآن کریم نے اسکی نہایت عمدہ مثال دی ہے' ایک جگہ فرمایا

وزنوا بالقسطاس المستقیم - جب کسی چیز کو تولو' تو ترازو کی ڈنڈی دلک خیر و احسن تاویلا (١٧ ٣٧) سیدھی رکھو (تاکہ وزن میں دھوکا نہ ہو) یہی طریق خیر' اور نیک انجام ہے -

دوسری جگہ ایک سورت اس جملے سے شروع کی ہے

ویل للمطففین (٨٣ ١) خراب ہے ناپ تول میں کم دینے والوں کیلئے بڑی تباہی ہے -

عدل کیلئے سب سے زیادہ مشاہدے میں آنے والی اور عام فہم مثال ترازو کی تھی' کہ اسکے تمام اعمال کی صحت کا دار و مدار محض اسکے اوپر کی سوئی پر ہے' جب تک وہ ٹھیک ٹھیک اپنے وسط میں قائم نہ ہو جاے وزن کا اعتبار نہیں کیا جاسکتا' جبھی دونوں پلّوں کا وزن مساوی ہوگا' معاً سوئی بھی وسط میں آکر ٹھہر جاے گی -

اسی لئے قرآن نے اکثر مقامات میں ترازو کی مثال سے کام لیا ہے' اور قیامت کے دن بھی انسانی اعمال کا فیصلہ اسی کے ذریعہ ہوگا فاما من ثقلت موازینہ فھو فی عیشۃ راضیۃ' و اما من خفت موازینہ فامہ ھاویۃ - یہی سبب ہے کہ وسط کو عدل کے معنوں میں بولا جاتا ہے اور فی الحقیقت (وکذالک جعلناکم امۃ وسطا) میں بھی وسط سے مراد عدل ہی ہے -

جس جماعت کا فرض امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہو اُس سے بڑھکر اور کونسی جماعت عند اللہ اور عند الناس عادل ہوسکتی ہے ؟ پس خدا تعالی نے فرمایا کہ " ہم نے تم کو تمام دنیا سے

ے ایک عدل قائم کرنے والی امت بنایا تاکہ دنیا کیلئے تم ایک گواہ عادل کی حیثیت سے شہادت دیسکو"

خود قرآن مجید بھی اس معنی کی تائید کرتا ہے - ایک موقعہ پر فرمایا کہ (قال اوسطہم) اور وہاں بلا اختلاف (اوسطہم) سے مراد (اعدلہم) ہی ہے' امام رازی نے بروایت قفال ایک حدیث بھی درج کی ہے کہ آنحضرت نے خود اس آیت کی یوں تفسیر فرمائی امۃ وسطا ای عدلا - اسکے علاوہ مشہور حدیث خیر الامور اوسطہا میں بھی اوسط بمعنے اعدل استعمال کیا گیا ہے' یعنے بہترکام وہ ہیں جو ان میں زیادہ عدل ہوں - آنحضرت کی نسبت کہا جاتا تھا کہ اوسط قریش نسبا - اور یہاں بھی ظاہر ہے کہ اوسط' اعدل ہی کے معنے میں بولا گیا ہے اور اسی بنا پر اس آیت سے (اجماع) کے حجت ہونے پر استدلال کیا جاتا ہے کہ جب امت کی عدالت نص سے ثابت ہوگئی' تو اسکا اجماع قطعاً گمراہی وفساد سے محفوظ ہوگا -

پہلی اور دوسری آیت میں تطبیق

پہلی اور دوسری' دونوں آیتوں میں خدا تعالیٰ نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فرض کا ذکر کیا ہے' لیکن پہلی آیت میں بظاہر الفاظ تمام امت کیلئے نہیں' بلکہ امت میں سے ایک جماعت خاص کیلئے اسکا فرض ہونا معلوم ہوتا ہے ؟

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر (الخ)

تم میں سے ایک جماعت ہونی چاہئے جو خیر کی طرف بلائے اور نیکی کا حکم دے -

لیکن دوسری آیت میں کسی ایک جماعت کی تخصیص نہیں ہے' تمام امت کا امتیاز ملّی اسی فرض کو قرار دیا ہے

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تم سب میں بہتر امت ہو' اسلئے تامرون بالمعروف (الخ) کہ نیکی کا حکم دیتے ہو (الخ)

دونوں آیتیں ایک ہی سورت اور ایک ہی رکوع میں ہیں' پھر دونوں میں اختلاف کیوں ہے ؟ پہلی میں یہ فرض محدود و مخصوص' اور دوسری میں عام ہے -

عام حال یہ ہے کہ پہلی آیت میں خدا تعالیٰ نے جس فرائض کا ذکر کیا ہے ' ان میں سے ہر فرض اپنی تکمیل کیلئے علم کا محتاج ہے - دعوت الی الخیر کیلئے ضرور ہے کہ اعمال خیر کا علم ہو' امر بالمعروف کیونکر انجام پاسکیگا جبکہ وہ کام معلوم نہوگے جس پر معروف کا اطلاق ہو سکتا ہے ؟ نہی عن المنکر اور زیادہ علم و فضل اور درس و تدریس کا محتاج ہے' کیونکہ منکرات میں تمام محرمات و مکروہات فقہیہ داخل ہیں اور جب تک انکا علم نہو کیونکر انسے روکا جا سکتا ہے ؟

اس تعسف کی بنا پر فیصلہ کر لیا گیا ہے کہ اس آیت (ولتکن منکم) میں (من) تبعیض کیلئے آیا ہے ' اس سے صرف ایک گروہ محدود (علما) مراد ہے ' اور یہ دونوں آیتیں صرف انہی کے فرائض میں داخل ہیں -

علما نے اس فرض عام کو اپنے لئے مخصوص کر لیا -

لیکن درحقیقت یہ حال عملاً اور اعتقاداً ایک ایسی خطرناک غلطی تھی جسکو نہیں سمجھا کہ کن لفظوں سے تعبیر کروں ؟ اس تیرہ سو برس میں اسلام کو اُن تمام غلط فہمیوں سے سابقہ پڑا جو اُس سے پہلے اُمم سابقہ کو پیش آچکی ہیں' لیکن کسی سخت سے سخت تحریف نے بھی مسلمانوں کو ایسا لاعلاج نقصان نہیں پہنچایا ' جیسا اس غلطی سے پہنچا اور پہنچ رہا ہے - اسلام کی وہ دعوت الہی جو ایک عالمگیر اصلاح اور بین الملی جامعہ کے قیام کیلئے آئی تھی ' اسی غلط فہمی سے زیادہ عرصے تک قائم نہ رہسکی - خلافت و نیابت الہی کا وہ شرف ' جو مسلمانوں کو عطا کیا گیا تھا اور جسکی وجہ سے وہ حیثیت ملّی وہ تمام عالم میں خدا کا مقدس دست عمل تھے ' نابودگانہ اسی غلط فہمی سے خاک میں ملا - رؤسائے روحانی اور پیشوایانِ مذہب نے جو مشرکانہ اختیارات اپنے لئے مخصوص کرلئے تھے اور جنکی غلامی سے دنیا کو نجات دلانا اس دین الہی کا اصلی مشن تھا ' اسکی جڑیں پھر اسی غلط فہمی کی لعنت سے مسلمانوں کے دلوں میں جمیں اور ایسی جمیں کہ آج تک نہ نکل سکیں - چالیس کروڑ موحدانِ الہی' جنکو اپنے اعمال حسنہ سے دنیا میں خدا کی تقدیس کا تخت جلال بنانا تھا ' آج اپنی بداعمالیوں سے تمام قومی جرائم اور ملی معاصی میں گرفتار ہیں' اور قہر الہی کو مدتوں سے دعوت دے رہے ہیں - یہ وہی معاصی ہیں' جنکی پاداش میں اقوام گذشتہ سے خدا نے اپنا رشتہ توڑا تھا ' جنکی وجہ سے (داؤد) کے دعائے ہوئے ہیکل سے روح پاک کر رحمت الہی نے (اسماعیل) کی چنی ہوئی دیواروں کو اپنا گھر بنایا تھا ' اور پھر جنکی وجہ سے بنی اسرائیل کو ابدی نیابت سے معزول کرکے مسلمانوں کو اسپر سرافراز کیا تھا :

ولقد اهلکنا القرون من قبلکم لما ظلموا وجاءتهم رسلهم بالبینات وما کانوا لیومنوا ' کذلک نجزی القوم المجرمین - ثم جعلناکم خلائف فی الارض من بعدهم لننظر کیف تعملون ؟ (۳۵ ۱۵)	اور تم سے پہلے کتنی قومیں گذر چکی ہیں کہ جب انہوں نے ظلم و معاصی پر کمر باندھی تو ہم نے انہیں ہلاک کردیا - انکے رسول کھلی کھلی نشانیاں لیکر آئے تھے مگر انہیں ایمان نصیب نہیں ہوا ' مجرموں کو ہم ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں - پھر انکو ہلاک کرنے کے بعد ہم نے تم کو دنیا کی بادشاہت دیکر انکا جانشین بنایا تاکہ دیکھیں کہ کیسے عمل کرتے ہو ؟

مگر یہ امر تعجب نہیں صرف اسی غلط فہمی کا نتیجہ ہے

لیکن یہ سب کچھ کیونکر ہوا ؟ اسطرح' کہ اعتقاد ہی سے عمل وجود پذیر ہوتا ہے' اس غلط فہمی کا پہلا نتیجہ یہ نکلا کہ (امر بالمعروف) جو در اصل ہر فرد اسلامی کا فرض تھا ' اور صحابۂ کرام کی زندگی اسکی عملی شہادت ہمارے سامنے ہے : وہ زور زور ایک محدود دائرے میں سمٹتا گیا ' اور سمٹتے سمٹتے ایک غیر محسوس نقطہ بنکر رہگیا ' اب اسکے وجود میں بھی شک ہے -

دنیا کے تمام مذاہب کے انحطاط و ہلاکت کی ایک بڑی علت رؤساء مذہبی کا معبودانہ اقتدار ہے' اسلام نے اس زہر کا تریاق اسی اصل اصول کو تصور کیا تھا کہ امر بالمعروف کی خدمت کو اسطرح عام' اور ہر فرد ملت پر پھیلا دیا جائے' کہ پھر کسی مخصوص گروہ کو

دریعہ سے اقتدار حاصل کرنے کا موقعہ نہ ملے اور ہندؤں کے برہمنوں اور عیسائیوں کے رومن کیتھولک پادریوں کی طرح ' مذہبی دعوت و اصلاح کو کوئی جماعت اپنی اقلیم حکمرانی نہ بنالے کہ یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید - لیکن اب صدیوں سے دیکھئے تو مسلمان جس تیزی کو کاٹنے آئے تھے اُسے خود اُنکے ہاتھوں توجہل ہو رہے ہیں - اس فرض الہی کو (علما) نے اپنا موروثی حق بنا لیا ہے جسمیں اور کسی فرد کو دخل دینے کی اجازت نہیں - شیطان (اپنی قدیمی عادت کی طرح) جب ضرورت دیکھتا ہے انکو اپنے اعمال ابلیسانہ کیلئے آلۂ کار بنا لیتا ہے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی جگہ (امر بالمنکر و نہی عن المعروف) کے فرائض انکے ہاتھوں انجام پاتے ہیں - باقی تمام قوم اپنے اس فرض کی طرف سے غافل و بے خبر ہے اور جہل مذہبی کے سبب سے (علما) کے اس غصب حقوق عامہ پر قانع ہوگئی ہے - خدا کی حکومت کوئی نہیں اپنے اوپر محسوس نہیں کرتا ' نیکیوں کی طرف سے سب کی آنکھیں بند ہیں ' اور برائیوں پر سے ہر شخص اسطرح گذر جاتا ہے گویا اسکو کان سننے کیلئے اور آنکھیں دیکھنے کیلئے ملی ہی نہیں فانها لا تعمی الابصار ' ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور (۶۴ ۲۲)

دونوں آیتوں کا منشا ایک ہے

حقیقت یہ ہے کہ دونوں آیتوں میں کوئی اختلاف نہیں ' دونوں کا منشا ایک ہے اور دونوں اس فرض کو بغیر کسی تخصیص و تحدید کے ہر قابل کلمۂ توحید کا فرض قرار دیتی ہیں ' البتہ پہلی آیت میں (ولتکن منکم) کا لفظ اشتباہ پیدا کرتا ہے کہ (منکم) یہاں تبعیض کیلئے ہے ' یعنے تم میں سے بعض لوگوں کی ایک جماعت اس فرض کو اپنے ذمے لیلے ' لیکن چونکہ آگے چلکر دوسری آیت نے اس فرض میں تمام امت کو شامل کر لیا ہے اسلئے یہاں (منکم) کو تبعیض کیلئے قرار دینا ہی غلط ہے ' بلکہ وہ یقیناً توضیح و تبئیں کیلئے آیا ہے جیسا ہر زبان کے محاورے میں عموماً بولا کرتے ہیں ' مثلاً عربی میں کہیں گے للامیر ' من علمائه عسکر - ولفلان ' من اولاده جند - یعنے امیر کے لشکروں سے مراد کے سپاہی ہیں اور فلاں شخص کی اولاد سے لشکر مرتب ہو رہا ہے ' تو اس سے امیر کے تمام لڑکے مراد ہونگے نہ کہ بعض - خود قرآن میں ایک موقعہ پر فرمایا ہے کہ فاجتنبوا الرجس من الاوثان (۲۲ : ۳۱) مگر اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ بتوں کے علاوہ اور کسی شے کی ناپاکی سے پرہیز نہ کیا جاے - غرضکہ یہاں (من) افادۂ معنی تبعیض کرتا ہے نہ کہ تبعیض - (امام رازی) نے دوسرے قول کو بیان کرتے ہوے اسپر کافی بحث کی ہے - فمن شاء التفصیل فلیرجع الیه (جلد ۲ : ۲۲۸) -

لیکن اس بحث کو ختم کرنے سے پہلے ہم قرآن مجید کی ایک اور آیت اس مضمون کے متعلق پیش کرتے ہیں ' اگر (امام رازی) نے اس آیت کو بھی پیش نظر رکھا ہوتا تو انکو متعدد آراؤ توجیہات کے لا حاصل نقل کرنے کی ضرورت نہ ہوتی - سورۂ (حج) کے پانچویں رکوع میں خدا تعالی نے کافروں کے اُن مظالم کی طرف اشارہ کیا ہے ' جنسے آغاز اسلام کے مسلمانوں کو سامنا ہوا تھا - پھر دفاع و حفاظ کیلئے قتال کی اجازت دی ہے ' اور اسکے بعد کہا ہے

الذین ان مکناهم فی الارض	اگر ہم (ان مظلوم مسلمانوں) کو (حکومت
اقاموا الصلوة وآتوا الزکواة	اور حکومت) دیکر زمین میں قائم کردیں
وامروا بالمعروف ونهوا	تو وہ نہایت اچھے کام انجام دینگے یعنی
عن المنکر ' ولله	نماز پڑھینگے ' زکواۃ دینگے ' لوگوں کو اچھے
عاقبة الامور -	کاموں کا حکم دینگے اور برائی سے روکنے کے
(۲۲ ۴۳)	اور سب کا انجام کار اللہ ہی کے ہاتھ ہے -

یہ آیت اس بارے میں بالکل صاف اور فیصلہ کن ہے - خدا تعالی نے مسلمانوں کو کامیاب کرنے کی علت یہ بتائی ہے کہ وہ زمین پر حکمراں ہوے کہ بعد اچھے اور نیک کاموں کو انجام دینگے - پھر اُن کاموں کی بالترتیب تشریح کی ہے اور سب کو مسلسل عطف کے ساتھ بیان کیا ہے ' جو معطوف و معطوف علیہ میں بسوتہ ثابت کرتا ہے - پہلے نماز کا ذکر کیا ' پھر زکواۃ کا ' اور یہ دونوں عمل ہر جگہ قرآن میں ایک ساتھ بیان کئے گئے ہیں - اسکے بعد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا نام آتا ہے اور اُسی سلسلۂ اعمال میں ' جسمیں نماز اور زکواۃ داخلۂ وجوب و فرض بیان کئے جاتے ہیں - اس سے ثابت ہوگیا کہ

(۱) مسلمانوں کو خدائے جو تصرف و فتح اور تمکن میں کامیابی عطا فرمائی ' اسکی علت یہ نہیں کہ انکو وہ اعمال حسنہ انجام دیں -

(۲) وہ اعمال حسنہ (علی الخصوص) قیام نماز ' ادائے زکواۃ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہیں -

(۳) نماز اور زکواۃ ہر مسلمان کو فرض ہے پس امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی ہر مسلمان کے فرائض میں داخل ہے

[کئی کالم ہوچکے مگر ابھی ان آیات کے اشارات باقی ہیں معذوراً اس نمبر کو اس اجمالی تذکرے ہی پر ختم کردیتے ہیں ' آئندہ نمبر میں موضوع بحث یہ ہوگا کہ امر بالمعروف کے حدود کیا کیا ہیں ؟ اور نہی عن المنکر کیلئے قرآن و حدیث اور عمل سلف صالح سے ہمارے لئے فیصلہ کن اصول کونسا ہے ؟]

اس نمبر کی تصاویر

آجکے نمبر میں ایک نئی تصویر عدن میدان جنگ کی دی جاتی ہے - ۲۴ فروری کو درہ میں ایک سخت و شدید معرکہ ہوا تھا ' اُسی معرکے کا یہ ایک منظر ہے -

دوسری تصویر کو غور سے دیکھئے تو نہایت دلچسپ نتائج اپنے اندر رکھتی ہے - اندرون طرابلس میں باربرداری کی جو مشکلات اٹلی کو پیش آئیں اور جنکی وجہ سے وہ ابتک ایک قدم بھی آگے نہ بڑھاسکی ' انکا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے - خچر نے جب حملے سے انکار کردیا تو تمام اٹالین جو گاڑی میں سوار تھے نیچے اتر آے اور سب ملکر زور لگا رہے ہیں کہ کسی طرح ایک قدم آگے بڑھے ' مگر گاڑی کے پہیے اور خچر کے پاؤں ' دونوں نے چلنے کی قسم کھالی ہے -

مسلم یونیورسٹی

کے حواب کی تعبیر

گورنمنٹ کے صیغۂ تعلیم کے معمّر کی زبانی

(۱)

ماہرین علم النفس نے دماغ کے اعمال و قوی کی تفتیش میں عجیب عجیب تجربے کئے ہیں۔ جب حواب کی حقیقت کی تحقیق منظور ہوئی تو کہتے ہیں کہ متعدد علما عرصے تک صرف یہ تجربہ کرتے رہے کہ سوئے ہوئے آدمی کے قریب دبےپاؤں طرح طرح کی حرکتیں کرتے تھے تاکہ اسکا حفیف سا حس تعدد تعدد میں خلل ڈالے معمول کو بھی ہوتا رہے۔ تعدد سے ہوشیار ہونے کے بعد جب معمول سے دریافت کیا جاتا تو اُن تمام حرکات کے اثرات کو کسی مرتب حواب کی صورت میں بیان کرتا اور اسطرح یہ تجربہ اس تحقیق تک پہنچاتا کہ حواب میں دماغ کے اندرونی حاسّوں کے سوا خارجی اثرات کو بھی دخل ہے۔ مثلاً جب کبھی معمول کے سرہانے دبےپاؤں کوئی ہلکی سی آواز مسلسل پیدا کی جاتی اور ساتھ ہی خفیف سا شور و غل بھی کیا جاتا۔ تو معمول حواب میں دیکھتا کہ معرکۂ جنگ گرم ہے اور توپ کے گولے بکثرت حیوت رہے ہیں۔ اسکو بالکل اسکا یقین ہوتا، مگر عاقل سمجھتا کہ یہ تو صرف لکڑی کی چرت سے کسی شے پر تک تک کرنے کی آواز تھی

(اسپریچولیزم) کے جو لوگ مدعی ہیں، وہ حواب معناطیسی کے تعارف میں بھی ایسے ہی واقعات بتلاتے ہیں۔

یہی حال عقیدوں میں درآمد گورنمنٹ کی موجودہ استبدادی پالیسی کا ہے، اور علی الخصوص اپنے اُن اعمال میں جو مسلمانوں کے متعلق ہیں وہ بالکل کسی علم دماغ کے تجربہ کرنے والے ڈاکٹر یا کسی ماہر فن ہپناٹزر کی طرح چاہے کروڑ مسلمانوں کو سلاکر حواب کی قوتوں کا تجربہ کر رہی ہے۔ بچے خود ہی آہستہ آہستہ اُسکے بستر کے پاس آتی ہے اور اپنی طلسمی چھڑی سے فرش کو کھٹکھٹانا شروع کردیتی ہے، آہستہ آہستہ زبان سے بھی کچھ الفاظ نکالتی ہے جو گو سننے والے کیلئے کوئی معنی نہ رکھتے ہوں مگر اس عمل کیلئے الفاظ التجراص مقرر ہوتے ہیں، تھوڑی دیر کے بعد جب معمول ہوتا ہے تو اسکو یقین ہوتا ہے کہ میں نے ایک عجیب و غریب حواب دیکھا، معرکۂ کارزار گرم تھا، توپوں کے دھانے گولہ باری کر رہے تھے، ہر طرف ہنگامۂ دار و گیر سے میدان رستخیز کا دھوکا ہوتا تھا، مدتوں اس حواب کے پیچھے سرگرداں رہتی ہے، بالآخر پھر گورنمنٹ ہی اپنے (عامل) کے بھیس کو بدلکر ایک مشاق (معمّر) کے لباس میں سامنے آتی ہے اور عرصے تک سردرد کے بعد رفتہ رفتہ اُسکی تعبیر بیان کرتی ہے۔

اراں بدرد دگر ہر زماں گرفتارم
کہ شوخہائے مرا ہم آشنائی نیست

(مسلم یونیورسٹی) بھی اس سلسلہ تجارب کا ایک عمل تھا، یہ حواب کچھ دنوں بالکل سربستہ رہا، بہت سے دماغوں کو اسکی تعبیر کے لئے سرگرانی تھی، لیکن بالآخر جب تجربہ حد تکمیل کو پہنچ گیا تو اب انریبل مسٹر تعاپم (سرہارکورٹ بٹلر) ایک ماہر فن معمّر کی حیثیت سے اسکی تعبیر کو گم گشتگان خواب حیرانی کی ہدایت کے لئے شائع فرماتے ہیں۔

ہم صرف حواب ہی دیکھتے رہے ہیں، تعبیر ہمیشہ گورنمنٹ کے معمریں ہی کے ذمہ رہی ہے، اسلئے ہمارے لئے یہ کوئی نیا واقعہ نہیں، البتہ اتنے اس تجربے میں معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نقص رہگیا کیونکہ حواب دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ حواب پر تعبیر ٹھیک ٹھیک منطبق نہیں ہوتی۔ نہ کہنے تو بالکل خلاف قیاس ہے کہ معمول کی طرف سے اس تجربے کو بتمام پہنچایا ہو، تعدد پیہم، عمل شدید، اور اعصاب دستور کے حس و حرکت میں، البتہ شاید عامل ہی کی طرف سے کوئی کوتاہی ہوئی ہو، یا پیر حواب تو بدستور سابق، اور تعبیر حسب عادت اسکی تمام جزئیات پر منطبق، لیکن زمانے کی بے عقیدتی اور سوء ظنی نے گئی ہے کہ ارباب علم و فن کی تعبیرات پر اعتماد نہیں رہا اور نہ آخری توجیہ ہی عمل و درایت کے مطابق معلوم ہوتی ہے۔

* * *

۱۲ - اگست کو شملہ سے انریبل مسٹر بٹلر کی مراسلت مسلم اور ہندو نیشنلسٹوں کے نام شائع ہوئی ہے، جسمیں متعدد دلائل پیش کرکے ثابت کرنا چاہا ہے کہ عدم الحاق کی نسبت جو کچھ ورنر ہند نے فیصلہ کیا وہ گذشتہ رعدوں کے بالکل مطابق ہے اور متعدد مصالح و فوائد کے لحاظ سے مسلمانوں کیلئے بہتری بھی اسی میں ہے کہ اسکو منظور کرلیں۔

ہمکو معلوم نہیں کہ ان دلائل کا کمیٹی نے کیا جواب دیا مقامی معاصر (دیلی ڈسپیچ) لکھتا ہے کہ اس چٹھی کے دلائل اٹل اور نہایت مضبوط ہیں اسلیے کہ ابتک کوئی جواب اسکا شائع نہیں کیا گیا۔ ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو، لیکن ہم دیکھتے ہیں تو اس تمام مراسلے میں ایک چیز بھی ایسی نہیں پائے جسکو معیاراً بھی دلیل کہا جاسکے۔ اور اگر دلائل ہیں تو سخت تعجب ہے کہ صیغۂ تعلیم کا ایک افسر اعلیٰ کیونکر دلائل و براہین کی منطقی اصطلاحات کا۔ جو دنیا میں ارسطو کے زمانے سے مسائل و مباحث کے سلجھانے کا قیمتی وسیلہ رہے ہیں۔ علانیہ اسطرح توہین کرسکا؟ پورے مراسلے میں کہیں ایک سطر بھی ایسی ہوتی جو گورنمنٹ کے اس عجیب الخواص صیغۂ تعلیم کی رسمی اور سرکاری عمر کے درجے کو اپنی جگہ سے گرنے نہ دیتی۔ اگر اتنا بھی ہوتا تو ہم چپ ہورہتے، کیونکہ جو صیغہ آجتک ہندوستان میں ہمیشہ ناکام ترین سرکاری دفتر رہا ہے، اسکے طرف سے اونچی توقعات رکھنی دانشمندی کے خلاف ہے۔

ایک بحث طلب تمہید کے بعد (جسکو ہم دوسرے ارٹیکل کیلئے اٹھا رکھتے ہیں) انریبل مسٹر بٹلر نے اپنا مراسلہ بحث الزامی کے طریق استدلال سے شروع کرنا چاہا ہے جسکو وہ لکھتے ہیں کہ

" سرسید کی تمنا تھی کہ علیگڈھ کو ایک قیامی (رزیڈنشیل) یونیورسٹی بنا ئیں اور اسکا اعادہ اُس وقت سے برابر سر برآوردہ مسلمانوں اور ارکان کالج کی جانب سے ہوتا رہا ہے ' مسودہ قانون اساسی کی دفعہ ۵ میں بھی ایسا ہی بیان کیا گیا ہے "

اور پھر اس سے استدلال کرتے ہیں کہ چونکہ ایک درجہ تک رزیڈنشیل یونیورسٹی کیلئے ضرور ہے کہ مقامی ہو ' اسلئے خود سرسید بھی وہی چاہتے تھے جو آج انکا موکل (دفتر ہند) چاہتا ہے اور جسکی وکالت انجام دینے کیلئے اپیلنٹ ممبر تعلیم کو سرسید کے خیالات سے استدلال کرنے کی زحمت گوارا کرنی پڑی ہے -

ہم ممنون ہیں کہ ایک دشمن دار افسر اعلی ہماری امیدوں اور ارادوں کا اتنا اچھا مطالعہ کرتا رہا ہے کہ ٹھنک ٹھنک ہماری طرح اسکو تعمیر کرنے کی استعداد اپنے اندر رکھتا ہے - بیشک سرسید مرحوم کا یہی مقصد تھا کہ اپنی قوم کو گورنمنٹ کی بے معنی اور انسانی تربیت سے معرا تعلیم کی غلامی سے نجات دلائیں اور مخصص امتحان لینے والی یونیورسٹیاں قائم کر کے گورنمنٹ جس طرح دس کروڑ انسانوں کو تربیت و تعلیم کے اصلی مقاصد سے محروم رکھنا چاہتی ہے ' اس سے اپنی قوم کو محفوظ کر دیں ' لیکن اگر اس سے مسٹر نٹلر کا یہ ارادہ ہے کہ خود سرسید کے عدم اتحاد کی رہبر ' کالج قائم کرنے ہوئے انکے لئے رکھنا جھوڑی بھی تا کہ آج (لارڈ کرزن) مسلمانوں کی تعلیم کے ہاتھ پاؤں جکڑ دیں ' تو انھیں چاہئے کہ انکا موسم گرما شملہ پر تعاقب بسر کر کے جب آئیں تو علی گڈھ جاکر لٹن لائبریری سے (تہذیب الاخلاق) کی جلدیں اور کمیٹی (جو استگار تعلیم مسلمانان) کی رپورٹیں نکلوا کر سمجھنے کے لئے اپنے دماغ پر ذرا توجہ ڈالیں اور اسکے بعد کمیٹی کو الزام دینے کا ارادہ کریں -

حقیقت یہ ہے کہ ایک تفصیلی مضمون علی گڈھ کالج کی ابتدائی تاریخ ' کمیٹی جو استگار تعلیم کی رپورٹ ' اور مسٹر محمود کی اسکیم پر لکھنا چاہئے تا کہ یہ روشنی میں آئے کہ علی گڈھ کالج کیا کیا چاہتا تھا اور کیا ہے کیا نکلا ؟ سنہ ۱۸۷۲ میں انجمن جو استگار تعلیم مسلمانان نے جب اشتہار دیکر ۳۲ رسالے لکھوائے تو انپر غور و فکر کرنے کے بعد سرسید نے اپنے ارادوں کو ایک مبسوط اسکیم کی صورت میں پیش کیا تھا - انجمن کی رپورٹ مطبوعہ سنہ ۱۸۷۲ اس وقت ہمارے سامنے ہے ' اسمیں وہ اسکیم صفحہ ۴۲ سے ۵۸ تک موجود ہے ' اور کسی کو رپورٹ نہ ملے تو تہذیب الاخلاق اول کی جلدیں منگواکر اُسے دیکھ سکتا ہے - اس اسکیم کے پڑھنے سے ذیل نظریہ معلوم ہو جاتا ہے کہ سرسید کا ارادہ یقیناً ایک قیامی یونیورسٹی کے بنانے کا تھا ' مگر وہ ہمارے سرکاری مناظر (مسٹر نٹلر) کی عجیب التعلیف منطق کی طرح قیامی یونیورسٹی کو وسیع التعلقہ یونیورسٹی کا ضد و مخالف نہیں سمجھتے تھے تعلیم اور مضامین تعلیم کا ذکر کر کے سرسید نے ایک خاص عنوان " مدارس " کا قائم کیا ہے اور اسکے نیچے لکھتے ہیں

" یہ مدرسے ہونگے اور ہر شہر و قصبہ و ضلع میں جہاں ان کا قائم ہونا ممکن و مناسب ہو قائم ہونے چاہئینگے - ان میں تعلیم صرف اُن قواعد کے مطابق ہوگی جو اُردو مدرسہ کے لئے ہیں اور اُسی طرح اس مدرسہ کے طالب علموں کو ایک سکنڈ لینگوج مقرر انگریزی یا فارسی یا عربی اختیار کرنی ہوگی -

اِس مدرسہ میں اور بلے مدرسہ اُردو میں صرف اتنا فرق ہوگا کہ اس مدرسہ میں ایک حد معین تک علوم پڑھائے جاوینگے اور جب اُس حد تک طالب علم پہنچ جاوینگے تو اِس مدرسہ سے خارج ہوجاوینگے اور اُن کو اختیار ہوگا کہ اُس سے اعلی درجے کی تعلیم اگر چاہیں تو مدرسۃ العلوم میں داخل ہوں - یہ مدرسے اس مراد سے ہونگے کہ مدرسۃ العلوم کے لئے لڑکے تیار کریں - اِن کی مثال بعینہ ایسی ہوگی جیسے گورنمنٹ ضلع اسکول کالجوں کی بھرتی کے لئے طالب علم طیار کرتے ہیں "

اسکے بعد انہوں نے مکتبوں اور اسکولوں کے متعلق بحث شروع کی ہے اور لکھتے ہیں

" ہر گاؤں اور قصبہ میں جہاں جہاں ہوسکے مکتب قائم ہونے چاہئیں - ان میں قرآن شریف بھی پڑھایا جاوے اور اُردو زبان میں کچھ کتابیں اور حساب وغیرہ سکھایا جاوے اور اُردو میں لکھنا پڑھنا بھی سکھایا جاوے اور اِس مکتب میں بھی کسی قدر فارسی اور کسی قدر انگریزی سکنڈ لینگوج ہو "

اسکے بعد انہوں نے بتلایا ہے کہ تعلیم کے مختلف درجوں میں کس کس عمر کے لڑکے لئے جائیں گے ' پھر بلحاظ عمر تعلیم کے تابع درجے قائم کئے ہیں ' اُن میں ابتدائی دو درجوں کو لکھکر لکھتے ہیں ,

" یہ وہ تعلیم ہے جو مدارس مذکورہ (یعنے ماتحت مدارس) میں تجویز کی گئی ہے "

لیکن تیسرے درجے سے لیکر تا چوتھے درجے کی تعلیم بیان کرکے جو اعلی کالجی تعلیم ہے لکھتے ہیں

" یہ پچھلی دونوں قسم کی تعلیمیں وہ ہیں جو مدرسۃ العلوم سے علاقہ رکھتی ہیں "

ان اقتباسات سے صاف طور پر بعد کسی تاویل کے ثابت ہوتا ہے کہ

(۱) سرسید ایک رزیڈنشیل تعلیم گاہ قائم کرنا چاہتے تھے -

(۲) مگر مخصص مقامی نہیں ' بلکہ وسیع حلقہ رکھنے والی - جسکے ماتحت ہر شہر میں مدرسے قائم کئے جائیں اور وہ تمام مدرسۃ العلوم کے ماتحت ہوں -

اسکولوں اور مکتبوں کو بھی اسکے ماتحت جاری کرنا مقصود تھا جو اسکے لئے اور اسکے ماتحت مدرسوں کیلئے لڑکے طیار کرکے بھیجیں اور بعد اسکی نگرانی میں ابتدائی تعلیم کا عمدہ انتظام کرسکیں -

افسوس ہے کہ اس وقت ہم کو کتابوں میں تہذیب الاخلاق کی وہ جلد نہیں ملی جسمیں مسٹر محمود کی اسکیم شایع ہوئی تھی لیکن ہمیں ایسا یاد پڑتا ہے کہ خود اسمیں بھی یہی منشا ظاہر کیا گیا ہے کہ علی گڈھ میں مدرسہ نہیں ' بلکہ ایک یونیورسٹی قائم ہو اور وہ عدم مقامی اور اپنے ماتحت کالجوں اور اسکولوں کی ایک بڑی تعداد رکھتی ہو - گو یہاں سرسید نے جا بجا مدرسۃ العلوم کا لفظ استعمال کیا ہے اور ناظرے جن مدرسوں کو ماتحت بتلاتے ہیں وہ

مراسلہ

گویا ایک طرح کے ہائی اسکول ہیں جو مرکزی کالج کیلئے طلبا طیار کرینگے ' لیکن مسٹر محمود کی اسکیم کے دیکھنے سے صاف طور پر معلوم ہوجاتا ہے کہ مقصود کالج نہیں بلکہ یونیورسٹی تھا اور گو اسکا نام مدرسہ رکھا گیا ہو [اسلئے کہ عربی میں یونیورسٹی کا کوئی ترجمہ احکل کے لفظ (جامعہ) کی طرح اس وقت رائج نہ تھا] لیکن اسکے انتظام کی ہر شاخ میں یورپ کی یونیورسٹیوں کی مثالیں ہی پیش نظر تھیں - پس سرسید جو کچھہ قائم کرنا چاہتے تھے اسکے یونیورسٹی ہونے سے جب انکار نہیں کیا جاسکتا تو گذشتہ اقتباسات سے ثابت ہوتا ہے کہ اسکو ریذیڈنشل بنانے کے ساتھہ غیر مقامی بھی رکھنا چاہتے تھے -

[باقی آیندہ]

مسلم یونیورسٹی اور راجہ صاحب محمودآباد

میں نے اسوقت آپکے اخبار مورخہ ۷ - اگست ۱۹۱۲ میں وہ مضمون پڑھا جو جناب نے مسلم یونیورسٹی پر تحریر فرمایا ہے - جسقدر آپ نے اپنے دلی خیالات کا اظہار فرمایا ہے اوسکی دست عرض کرنے کی مجھکو ضرورت نہیں - ہر ایک مسلمان کو قومی مسائل پر رائے زنی کا پورا حق حاصل ہے - البتہ آپ نے اپنے مضمون کے آخری حصہ میں جناب والا آنریبل راجہ علی محمد خاں صاحب درجہ کانسٹی ٹیوشنل کمیٹی کی نسبت خاص طور پر جو کچھہ لکھا ہے چونکہ اوسکا تعلق واقعات سے ہے اسلئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ جو صحیح حالات ہیں وہ دنیا کو معلوم ہوں اور ایک ایسا شخص جو ہر طرح پر قوم کے شکریہ کا مستحق ہے اوسکے متعلق قوم کو غلط فہمی نہو -

مجوزہ مسلم یونیورسٹی کے متعلق ابتدا سے اسوقت تک گورنمنٹ کے ساتھہ جو کچھہ کارروائی ہوئی ہے اوسکی نسبت مجھکو ذاتی علم حاصل ہے اور اوسکے لحاظ سے میں دعوے سے اس بات کو کہتا ہوں کہ راجہ صاحب ممدوح نے کبھی کسی معاملہ میں اس خیال سے کہ گورنمنٹ کا کوئی عہدہدار اُنسے خوش ہو قومی مقاصد کو کبھی نقصان نہیں پہنچایا بلکہ جس حزم اور بے باکی سے انہوں نے ہر ایک معاملہ میں قومی مقاصد کی حفاظت کی ہے اوس سے ہم سب کو ایک گونہ حیرت ہے کہ باوجود مسلمان تعلقدار ہونیکے انہوں نے ذاتی نفع و نقصان کا کچھہ خیال نہیں کیا - سب کو معلوم ہے کہ ہمارے صوبہ کے لفٹننٹ گورنر مجوزہ مسلم یونیورسٹی کی تحریک کو پسند نہیں کرتے ہیں اور ہمارے صوبہ کے انگریز عام طور پر اسکے موافق نہ تھے لیکن راجہ صاحب موصوف نے ان حالات کی کبھی پروا نہیں کی - اور اس صوبہ میں اس تحریک کو کامیاب کرنے میں سب سے زیادہ حصہ لیا

میں نہیں سمجھتا کہ آپکا وہ معتبر ذریعہ کونسا ہے جسکی بنا پر آپ نے راجہ صاحب موصوف پر ایسا بے بنیاد الزام لگایا - راجہ صاحب ممدوح نے جو قومی خدمت کی ہے وہ قوم اور ملک کے سامنے ہے - نہ وہ کسی اعتراف کی محتاج ہے اور نہ بیجا نکتہ چینی سے اوسکو کسی قسم کا اندیشہ ہے - البتہ جو اخباریویس قومی خدمت کے داعی ہیں اُن کو نہ سمجھنا چاہئے کہ تعمیر کامی تجسس اور علم کے کسی شخص کی نسبت پر ملک میں حملہ کرنا حق العباد کا خون کرنا ہے - نہایت ممنون ہونگا اگر آپ اس عریضہ کو اپنے اخبار میں شائع فرمادینگے فقط *

دستخط

(آنریبل صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب)

سول سروس کمیشن

— * —

جناب ایڈیٹر صاحب

عالباً جناب کی توجہ اُس کمیشن کی طرف جسکو ہوم گورنمنٹ نے ہندوستان کے ضلع ملازمت سرکاری پر از سر نو غور کرنے کے واسطے مقرر کیا ہے اور جو عنقریب ہندوستان میں آکر اہل ملک کی منشا کو دریافت کرنے والا ہے - اول سے رجوع ہوئی ہوگی - علاوہ اس کے کہ اس کمیشن کو ملکی خواہشوں سے متوجہ کیا جائے - اس کی بھی اشد ضرورت ہے کہ مسلمانوں نے قومی حقوق متعلق سرکاری نوکری پر بھی معروضات اہل کمیشن کی توجہ مائل کرائی جائے - پس جناب کو خود اور اپنے مضمون نگاروں سے اس کا بندوبست کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ اور وہ اپنے اہل ملک اور ناظرین کو مشورہ دیں کہ اُن میں سے جو اپنا بیان بحضور کمیشن لکھانا چاہیں - اُن کو ایسا بیان کرنا چاہئے - جس سے مسلمانوں کے قومی حقوق نسبت ملازمتوں کے محفوظ ہو جائیں - یہ مسئلہ نہایت مناسب واقعت اور سنجیدگی سے غور اور بحث کرنے کا ہے اور اخبارات نہایت مشیر اُن کے واسطے ہو سکتے ہیں ' جو کمیشن موجودہ کے حضور میں شہادت دیں گے -

یہ ضرور ہے کہ مالکان اخبارات اُن پرچوں کو جن میں اس کے متعلق اظہار خیال کیا ہو - وقتاً فوقتاً اُن صاحبوں کے پاس بھیجدیا کریں جن کو وہ اپنے نزدیک اس لایق جانتے ہوں اور کمترین راقم عریضہ ہذا نہایت شکر گزار ہوگا اگر آپ اس قسم کا ہر ایک پرچہ اِس دیارمند کے پاس بھیجدیں گے -

اس بات پر بہت زور دینے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ کام کیسا اہم ہے - کیونکہ اس کی سنجیدگی پورے طور پر ظاہر ہے - پس امید ہے کہ جناب اور جناب کے اخبار کے معزز ناظرین خاص توجہ اس بارہ میں فرمائے رہیں گے امید ہے کہ جناب اور جناب کے کاروبار عمدہ حالت میں ہونگے

مکرر عرض یہ ہے کہ آپ کے معزز اخبار کے ناظرین میں سے کوئی صاحب ایسے ہوں کہ وہ بذریعہ اخبارات اپنے خیالات کا شائع کرانا پسند نفرمائیں اُن سے چاہا جانا چاہئے کہ وہ پرایوٹ خطوط سے راقم اثم کو یا اور کسی کو ضرور اپنی صلاح سے مدد دیں - فقط -

(نواب حاجی اسماعیل خاں)

ناموران نے وہ طرابلس

ملک داسی (مدحر) محمد نوری بک کمانڈر (حمص)

مدحر محمد نوری بک

—*—

ناموران عزۂ طرابلس میں مدحر موصوف کا نام بھی ہمیشہ یادگار رہے گا - یہ بھی اُن عثمانی معاہدین عدور میں سے ہیں جنھوں نے دین و ملت کی کشتی کو جب امواج ہلاک کے حملے میں دیکھا تو بغیر کسی تامل و جھجک کے بے اختیارانہ سمندر میں کود پڑے اور پھر دنیا کی کوئی سخت سے سخت طاقت بھی انہیں نہ تھی، جو ان فدائیان راہ الٰہی کو منزل مقصود تک پہنچنے سے روکتیں - آج ترکی کے جتنے افسر میدان جہاد میں خالص کثرت سے زیادہ مسلمانوں کی عرب سنبھالے ہوئے ہیں، وہ سب کے سب تقریباً وہی لوگ ہیں جو یا تو پیشتر سے وہاں موجود تھے اور یا بغیر حکومت کے دھکے یا اشارہ کئے سپاہیانہ انداز سے نہیں، بلکہ معاہدانہ عزم کے ساتھ خود بخود روانہ ہوگئے اور جاتے ہی حالات کو یکایک پلٹا دیا - مدحر موصوف بھی ایسے ہی جان بازوں میں سے ہیں اور آجکل (حمص) کے عثمانی کیمپ کے افسر اعلیٰ کی خدمات انجام دے رہے ہیں -

مدحر موصوف کی خدمات انکے یوم ورود سے لیکر آجتک نمایاں رہی ہیں - مگر جس شجاعت کے بچے اور عورتیں تک جوش و شجاعت کے عنوانی مجسمے ہوں، اُن میں سے کسی ایک فرد واحد کی خصوصیت کے ساتھ کیا تعریف کی جائے ؟ رحمت الٰہی کا آفتاب جب کسی سینہ میں پرچمکتا ہے تو اونچے اونچے مینار ہی نہیں، بلکہ خاک کے ذرے بھی چمک اُٹھتے ہیں وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء، واللہ ذوالفضل العظیم (۶۱ ۴)

جسم انسانی فانی ہے، مگر انسانی فضائل کبھی فنا نہیں - موت کا حربہ آسی وقت تک کارگر ہے جب تک اسکی ضرب انسانی گوشت اور ہڈیوں پر ہے، لیکن اگر خدا کی ذوالجلال آنکھ کے ہاتھ میں ہے تو آنکھوں مار سکتا ہے ؟ (ابوجہل) اور (مسیلمہ) اگر ہمیشہ زندہ نہیں رہنے جب بھی روح انسانی نہیں - لیکن محمد ابن عبداللہ (صلعم) اپنی عمر کے ۶۳ برس چار مہینے کے بعد بھی آغوش الٰہی میں زندہ رہا اور اب تک زندہ ہے -

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

یہ مقامات تو ارفع و اعلیٰ ہیں، عام جاں نثاران ملک و ملت کو دیکھئے - (حورف مہرندی) مرگیا لیکن کیا اتنی کہہ سکتی ہے کہ وہ زندہ نہیں ؟ (احمد مدحت) کی ہڈیوں کو کہتے ہیں کہ توسعورس میں پھینکدیا تھا، لیکن کیا اسکے کارناموں کو بھی (عبدالحمید) کیا سکتا تھا ؟ یہی حال آج اُن تمام جانفروشان ملت کا یقین کیجئے جو خاک طرابلس کو اپنے خون سے رنگین کر رہے ہیں - صدیوں تو صدیاں گذر جائیں گی، تاریخ کئی جلدیں آگے بڑھا جائے گی، دنیا سینکڑوں انقلابات و تغیرات سے اپنی صورت بدل ڈالے گی، معاہدین طرابلس کی ہڈیاں زیر خاک ستر گل کر خاک میں ملجائیں گی، مگر انکے کارنامے ہمیشہ زندہ رہیں گے، کبھی فنا نہونے والی روح انکو زندہ رکھے گی، وہ خدا - جو آج جھروکے میں بیٹھا ہوا انکے خون کے دھاروں، انکی لاشوں کی پامالیوں، انکی بیوہ عورتوں کی فریادوں، اور انکے یتیم بچوں کے آہ و فغاں کو دیکھ رہا ہے - دنیا کی ہر ہستی کو ہلاک کردیگا مگر اپنے ان عاشقان جانثار کو مرنے نہ دیگا - ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات، بل احیاء، ولکن لا تشعرون -

---

ہمارے سپاہ

ترکیہ کے معرکے کا ایک منظر

حضرۃ شیخ سنوسی

کا عہد جہاد

(العلم کا نامہ نگار طرابلس سے لکھتا ہے)

آخر جنگ سے حضرۃ شیخ سنوسی اپنی تمام طاقت معاہدین طرابلس کی حمایت کیلئے وقف کرچکے ہیں' انہوں نے جنگ کی خبر سنتے ہی اپنے طریقہ کے تمام خانقاہوں اور زاویوں کے نام احکام جاری کئے ' تمام مشائخ ' کو جمع کیا ' اور انکو ضروری احکام دئے کہ اپنی جماعتوں کو لیکر میدان قتال میں پہنچ جائیں ' الحمد اللہ کہ اس اعلان کے نتائج معاً ظاہر ہوئے' آج تک جو فتح و نصرت اسلامی علم کو یہاں نصیب ہوئی ہے وہ عثمانی معاہدین اور مشائخ سنوسیہ کی مشترک طاقت ہی کا نتیجہ ہے -

انکی دائمی سرکش کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اپنی عادت اور اصول کے خلاف انہوں نے اعلان کردیا کہ بہت جلد یہ نفس نفیس میدان قتال میں تشریف لائیں گے اور اسمیں شک نہیں کہ وہ تاریخ جنگ طرابلس کا ایک زلزلہ انگیز وقت ہوگا -

خدا جانے وہ اپنی موجودہ قیام گاہ (کفرہ) سے چل چکے ہیں یا نکے استقبال کیلئے حدود اور وادی قطمر یہاں سے ایک وفد بھی روانہ ہوچکا ہے ' وہ اب تک پہنچ چکے ہوئے' لیکن جونکہ آنکو درمیان کے تمام مقامات میں معاہدین کو جمع کرنے اور اطراف حوالی کے قبائل کو بلانے کیلئے مجبوراً قیام کرنا پڑتا ہے ' پھر راہ کی دقتیں ' گرمی کی شدت ' اور پانی کی قلت بھی عاجلانہ سفر سے مانع ہے

اسلئے ابتک ہم انکی زیارت سے محروم رہے لیکن انشاء اللہ عنقریب میں انکے وصول طرابلس کی خبر آپکو دونگا

انکے گذشتہ اعلانات تو آپ پڑھ چکے ہیں لیکن آج انکا وہ اخری منشور جہاد آپکی خدمت میں بھیجتا ہوں جسکی نقلیں گذشتہ دو ماہ کے اندر تمام عرب قبائل میں شائع کی گئی ہیں اور جس سے انکے جوش دینی اور عزم صمیمی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے [اسکے بعد شیخ موصوف کی مبسوط تحریر ہے جسمیں حمد و نعت کے بعد قرآن کریم کی ایات جہاد اور احادیث سے استدلال کرتے تمام مسلمانوں کو دعوت جہاد دی ہے اور اس موقعہ کو اسلامی شرف و بقا کیلئے نہایت نازک قرار دیکر التجا کی ہے کہ اپنے فرض کو محسوس کریں اور ہر طرف سے مجتمع ہوکر میدان قتال کے طرف روانہ ہوجائیں پھر معاہدین کو مخاطب کرکے کہا ہے کہ تم لوگ رحمت الہی کے مستحق اور اسکی معیت کے مورد ہو ' خدا نے تمہاری صلح کو اپنے کلام میں جگہ دی اور تمہاری تمام خطاؤں کو معاف کیا ' اپنے عزم کو اور مستحکم کرو ' اپنے جوش کو ٹھنڈا نہ ہونے دو ' دشمن خدا و ملائکہ کے مورد غضب ہے آؤ اور یاد رکھو کہ خدا نے تمہاری نصرت و کامیابی کا وعدہ کیا ہے اور انکا وعدہ غلط نہیں

آخر میں اپنے طریقے کے مشائخ و اصحاب طریقت کو متوجہ کیا ہے اور یہ کہکر ہمت دلائی ہے کہ تم اس سرزمین عرب کے فرزند ہو جس سے رسول عربی کا ظہور ہوا ' تم دین الہی کے سرچشمہ ہو ' تم کو خدا نے اپنی نیابت اور خلافت بخشی اور دنیا کی گمراہی

تمہارے آگے ڈالدیں ' آج بھی اگر اسپر اعتماد کرکے اُٹھہ کھڑے رہو تو اسکا ہاتھہ تمہارے پٹھہ پر ہے اور اسکی حدود محدي ہر حال میں آمادۂ اعانت ہے ۔

[اس منشور کے نیچے اُنکا خاص دستخط ہے اور ۱۸ جمادی الثانیہ تاریخ تحریر ہے حرف طوالت سے ہم پورا درجہ نہ کرسکے]

شورش عثمانیہ

ولائت کی ڈاک

(از مانچسٹر گارڈین)

ترکی کي مشکلات اور موجودہ مسائل

یہ تو مسلمات سے ہے کہ ترکي کو مشکلات میں مبتلا دیکھکر اُسکے دشمنوں کے شرار آرزو چمک اُٹھینگے - (یوروپیما) میں اُسکے (صوفیا) کے نامہ نگار کا جو شائع ہوا ہے جسکا مضمون حسب ذیل ہے :—

" ترکی ایوان وزارت کے مستعفی ہوجانے کے باعث گورنمنٹ اور ڈپلومٹک حلقوں میں بحث و مباحثہ کا بازار نہایت گرم معدودیہ کے مہاجرین جنہوں نے (بلغاریہ) میں توطن اختیار کیا ہے اس تحریک کی تائید کے لئے اخلاقی اور مادی سہارا دینے کو مستعد ہوجائینگے اور پھر صرف انہی ہی پر قانع نہونگے بلکہ حکام پر اثر ڈالکر ترکونکے خلاف پالیسی پیدا کرنے پر مجبور کردینگے "

(ورلک مرکنٹائل ریویو) کا اسمعمولی نامہ نگار کوائف مذکورہ پر یہ روشنی ڈالتا ہے —

" ڈپلومٹک حلقوں میں البانی مسئلے کی نشو و نوی بحث اندیشہ ناک نظروں سے دیکھی جاتی ہے - اندیشہ اسی بات سے پیدا ہوا ہے کہ اگر وزارت کے مشکلات کا سلسلہ یوں ہی جاری رہا تو باب عالی کو ایک عجب مصیبت پیش آئیگی جس سے صاف اور جانبر نکلنا اسکے لئے محال ہوجائیگا - ایک البانیا کا مسئلہ ایسا اہم ہے جس سے ترکی بد حواس ہو رہی ہے اور ہر روز البانی جدید مطالبات اختراع کر کرکے ترکی کو کانٹوں پر گھسیٹتے ہیں - یہ اندیشہ تو نہایت اہم ضرور اختیار کر رہا ہے کہ اگر (البانیہ) میں ترکی کے دلا رہا یا درپا آزاد حکومت قائم ہوگئی تو ولایات (جنوبا)

طرابلس میں اٹلی کي مشکلات

ہورہا ہے اور یہ یقین عالمگیر ہورہا ہے کہ آئندہ وزارت بھی ایک موج رواں کیطرح اُٹھکر ناپید ہوجائیگی اور قدل و حوں کو یوں نشو و ترقی ہوگي کہ یوروپین کانفرس منعقد ہونے کی ضرورت نا گزیر ہوجائیگي - عام رائے تو یہ ہے کہ اگر ترکی کی پیچیدگیوں کا مسئلہ حل کرنے کي کوئی معقول صورت نظر آتی ہے تو صرف اسی میں کہ یوروپین کانفرس منعقد ہو ورنہ بلقانی ریاستیں مسلح ہوکر بیچ میں کود پڑینگی "

اخبار (ٹیمپس) کے ایک نوٹ میں اوپر کے مضمون کی یوں تشریح کي گئي ہے

" قافلوں کے سابق سرداروں اور عساکر بلغاریہ کے افسروں نے (جو پہلے مقدونیا کي کمیٹی میں رہ چکے ہیں) باہم جلسے منعقد کرکے (مقدونیہ) میں بغاوت و غداری کا راستہ صاف کردیا ہے اور اس سے مقصد یہ ہے کہ دول یورپ خواہی نخواہی بیچ میں پڑجائینگے - خود (مقدونیہ) کی جمعیت انہی تاک میں لگي ہے کہ ساعت قریب آجائے اور ہم آہنگ انقلاب بلند کردیں -

(اسکوتاری) ' (مناستر) اور (کاسوا) بھی ترکوں کے دست اقتدار سے نکلکر آزاد البانیہ سے ضم ہو جائینگے - اُسوقت ریاست ہائے بلقان کے لئے مسئلۂ مقدونیہ کا پیمائۂ عمر لبریز ہو جائیگا اور اسکی جگہ البانی عقدہ لے لے گا - ریاستہائے بلقان ہرگز اس باب کو گوارا نہ کرینگی کہ ہمارے تاریخی حقوق عمر مضبوط جھوڑ دئے جائیں - بلغاریہ ' مانٹی نگرو ' سرویا اور یونان کی فوجی سرگرم تیاریاں نظر عائر کی محتاج ہیں " -

نوجوان ترکوں کا ارگن (روملیہ) جو سالونیکا سے شائع ہوتا ہے اسمیں ایک نہایت اہم اور توجہ طلب مضمون چھپا ہے ' اسکا موضوع آسٹریا و بلغاریہ کا پانزدہ سالہ معاہدہ ہے جو سنہ ۱۸۹۸ ع میں قرار پایا تھا - اس معاہدے کے شرائط اولیں حسب ذیل بتائے جاتے ہیں —

دفعہ ۳ - شاہ بلغاریہ (زوس) کی عاصیانہ حرکت کی مراحمت کرے ' اور (پرانے سرویا) کی آزادی و بحال کے حامیوں کی کوششوں کو پامال کردے -

دفعۂ ۴ - (آسٹریا) پر یہ فرض رہیگا کہ مشرقی

(مقدونیه) اور ولایت (ادریانوپل) پر بلغاریه کی حوصله‌مندانه آرزوؤں کا احترام کیا جائے اور اس قرار داد کے معارضے میں بلغاریه نہیں (تورکی تاراز) ولایات (عسکوب) (الدانیه) (معربی مقدونیه) (سالونیکا) اور (جلسدیس) پر آسٹریا کے حائز حقوق کو تسلیم کرے -

دفعهٔ ۵ - اگر (آسٹریا) الحاق بوسنیا هرزی گوینا پر فیصله کرلے تو بلغاریه کو واجب هوگا که ترکی کے حلاف آسٹریا کی تائید کرے اور ضرور هو تو صادقی نگرو اور سرویا کے حلاف بھی کھڑی هو جائے ' اسکا معاوضه آسٹریا کی جانب سے بلغاریه کے اعلان آزادی اور مشرقی رومیلیا کی حرب کی حمایت کی شکل میں هوگا -

دفعهٔ ۶ - بلغاریه کسی ایسی طاقت کے ساتھ سیاسی یا فوجی اتحاد کرنے کے معاہد نہوسکیگی جو آسٹریا کے اتحادی حلقے میں نہو ' اسکی قسم میں (آسٹریا) بلغاریه کو زار کا خطاب اختیار کرنے میں مدد دیگی -

دفعهٔ ۷ - اگر (آسٹریا) اور (روس) کے مابین لڑائی چھڑ جائے تو اس حالت میں بلغاریه کا یه فرض هوگا که وه ے طرفی کا اعلان کرکے روس کو اپنی زمین اور بندرگاهوں سے نه گذرنے دے -

آخری تین دفعات کی نسبت بیان کیا گیا هے که نہایت اهم تھیں ' ایک شرط کا مفہوم تو یه هے که اگر ترکی بلغاریه پر حمله‌آور هوئی تو (آسٹریا) قدیم سرویا ' البانیا اور مقدونیه پر قابض هوجائیگی اور جب ترکی نے آسٹریا پر حمله کردیا تو بلغاریه ولایت ادریانوپل پر قبضه کرکے قسطنطنیه کی طرف دھاوا کریگی -

۹ - اگر سلطنت عثمانیه کو زوال آگیا تو آسٹریا اپنے حقوق کے اعتبار سے تورکی تاراز ' قدیم سرویا ' البانیا ' مشرقی مقدونیه ' سالونیکا ' اور تمام جاسنجاق پر قبضه کرلیگی -

۱۰ - میں سرویا سے امکان جنگ پر بحث کی گئی هے اور لکھا هے اگر (آسٹریا) اور سرویا میں جنگ هوجائے آسوقت بلغاریا کا فرض هوگا که (پرتقی) اور (نش) پر قبضه کرلے ' اگر (بلغاریا) کے ساتھ تو تو آسٹریں فوج (بلغار) اور (قاره گئورز) کیطرف دھاوا کردیگی - بعد جنگ کے (سرویا) کی تقسیم هو جائیگی اور تمام مغربی حصه (دیبرنا) اور (موراوا) سے لیکر (نش) اور (پیسروج) (آسٹریا) کے قبضے میں آئیگا اور مشرقی حصه بلغاریا کا حصه هے -

جنگ اٹلی و ترکی

(جنیوه ۱۵ اگست) — اٹالین جنگی جہازات پائی صوت اور ارے تدوسا ۲۶ جولائی کو تمام دن ترکوں کی قوی عمارت اور شہر سے باهر کیمپ پر گولے پھینکا کیئے -

میگزینوں میں آگ لگ کر دھماکا هوا اور برابر دو دن تک آگ برستی رهی تقریباً تخمیناً ایک لاکھ پونڈ کا هوا

اموات کی تعداد ۳ اور مجروح کی تعداد ۵ تھی

(بمبئی ۱۷ اگست) — (ٹائمس آف انڈیا) کا نامه نگار جنیوا سے لکھتا هے یہاں اس امر پر سب متفق اللسان هیں که اطالوی ملاحوں کی ایک جماعت ایک جنگی جہاز سے قریب ساحل (زوبیک) آئی هے - یه مقام (حدیده) سے چند ساعت کے فاصلے پر واقع هے - عربوں نے اطالیوں پر غیر کی جنس سے دو هلاک هوگئے اسکا نتیجه یه هوا که اطالی جنگی جہازے (رسل معملح) پر گولا باری کردی لیکن کسی شدید نقصان کی خبر نہیں آئی ایک پرائیوٹ تار سے معلوم هوا هے که اٹالین ترکی بندرگاهوں اور جزیره کی فوجی مقامات پر گولا باری کر رهے هیں -

(روما - ۱۶ - اگست) — (رواره) سے اطالویوں نے پیش قدمی کی جس سے غرض یه تھی که پہاڑی مقامات پر قبضه کرکے (تیونس) کی سرحد سے رسد وغیرے کی آمد و رفت بند کردیں سخت لڑائی کے بعد آخر انہوں نے میدان مار لیا جسمیں ۶ اطالوی هلاک اور ۹۸ مجروح هوئے علاوه دریں ۵ افسر بھی مارے گئے - لیکن ترکوں کا نقصان نہایت سنگین تھا -

ترکی اور صادقی نگرو

(سنجق ۱۲) سرحد میں ترکی اور (صادقی نگرو) کے مابین پھر جنگ کا آغاز هوگیا -

ترکی فوجوں کی مدد کو کمک پہنچ گئی هے -

صوفیا ۱۳) کل کو جده کے قتل عام پر امروهنگی کی نمایش کی گئی نمائش کنندگان کی جماعت نے سیاه علم لیکر جلوسی شان سے دھاوا کیا - گرجوں کی گھنٹیاں بجتی رهیں اور تمام دکانیں بند کردی گئی تھیں - ساتھ هی نه رزلوشن بھی پاس کیا گیا که هماری گورنمنٹ مقدونیا کے بلغاریوں کو عثمانی اطاعت و انقیاد سے تعلق دلانے کی کوشش کرے -

(لندن ۱۴) سنجق میں محرم الحرام تک ترکی رکھل کی حفاظت سے مامور هوا هے -

(لندن ۱۶) تمام بلغاریا میں سنه مرقومه کی جوبیلی کی جوشیلی منائی جارهی هیں - هرمنسٹی نے قدیم دارالسلطنة میں صبح کا معائنه کیا اور اپنی تقریر میں اس بات پر زور دیا که صلح کل بالدسی کی سخت ضرورت هے تمام آبادی میں اس تقریر سے سکون و جوش اور پیدا هوا هے -

(لندن ۱۶) — رائٹر کو معلوم هوا هے که (آسٹریا هنگری) نے دول عظام کو مدعو کیا هے که عثمانی صوبه‌هاے بلقان کے کوائف کے متعلق مبادلهٔ آرا کریں -

(لندن ۱۷) صوبه‌هاے بلقان کے بارے میں تبادلهٔ خیالات کے لئے (کاؤنٹ وان برچتولڈ) نے دول یورپ کو جو دعوت دی هے اوسپر بہت نکته چینیاں هو رهی هیں - آسٹریا نے بڑی مہم احتیاط سے اسکی توضیح کرتے هیں که ترکوں کے معاملات میں مداخلت کرنے کا مقصد نہیں هے آسٹریا صرف یه چاهتی هے که اقوام کے راضی رکھنے کے ارادے میں ترکوں کا هاتھ بٹائے اور اس فرض کے ادائگی میں آسانی پیدا کرنیکی ضرورت کا ترکوں کو یقین دلائے - یورپین کانفرنس منعقد کرنے کا ارادہ نہیں هے اور اسکا مباحثه سفراء کی ذات سے سرانجام پائیگا -

(یورپی اخبارات کی رائیں) یورپکے اخبارات عموماً اس تجویز سے محتاط پسندیدگی ظاهر کرتے هیں بعض اس خواهش کو روسی

کرتب پر معمول کرتے ہیں جو نتیجہ ہے سینٹ پیٹرسبرگ کی ملاقاتی تقریر کا -

اخبار "آسٹریا ہنگریں" اس پر زور دے رہا ہے کہ ترکی معاملات میں دخل دینیکی کوئی تجویز پیش نہیں ہے صرف منشا یہ ہے کہ تاوقتیکہ مختلف قوموںکي ضروریات کو پورا کرنیکا موقعہ نئی ترکي سلطنت کو نہ ملے تب تک بلقان میں اس قائم رکھنیکي صورت کو مضبوط کرنا چاہئے - ساتھ ہی ریاستہاے بلقان کو دول یورپ کیطرف سے یہ مشورہ دیا جاے گا کہ آشتی بڑھانے والی روش اختیار کرے -

قسطنطنیہ میں زلزلہ

(قسطنطنیہ ١٢) قسطنطنیہ میں سخت زلزلہ آیا والئے (اڈرنا پوپل) کے جنوبی معربی حصے میں ١٥٠٠٠ ہزار آدمي کے جاں و مال ہوگئے ہیں ایک ہزار آدمی قسطنطنیہ کے ہسپتال میں پناہ گزیں ہیں - شہر (اڈرنا پوپل میں ٢٠ مساجد اور دیگر سرکاري عمارات برباد ہوگئی ہیں - آخري تخمینہ ہلاک شدہ اور مجروحوں کا ١٢٠٠ بتایا جاتا ہے -

(ایضاً) - آج گذشتہ پولی میں پھر تین بار زلزلہ محسوس ہوا

(قسطنطنیہ ١٣) - جیسا پہلے تصور کیا گیا اس سے کہیں بڑھکر جان اور مال کا نقصان ہوا - لوگوں کی مصیبت و تباہي ناگفتہ بہ ہے - زلزلے اور آتش زدگی سے تمام جانداں کے نشان ہوگئے -

(قسطنطنیہ ١٧) امریکن جغرافي جہاز اسکار پیں زلزلے کا معائنہ دیکھکر واپس آیا ہے اور بیان کرتا ہے کہ زلزلے کے حوادث کے متعلق جتني خبریں معلوم ہوئی تھیں اصل حالت اسي سے کہیں ابتر ہے امریکن تخمینے کے مطابق تین ہزار سے زیادہ ہلاک اور کم از کم چھ ہزار زخمي پڑے ہیں - بعض قصبات میں لاشوں کے تعفن سے آدمی ایک لمحے کے لئے ٹھہرا نہیں ہو سکتا - بعض تو جلکر خاک کا ڈھیر بنگئے ہیں

خوف و ہراس کا وہی عالم ہے - زلزلہ زدہ مکانات یکے بعد دیگرے گرے جاتے ہیں - ایک مکانوں کا تو یہ حال ہے کہ رہنے کے لوگ عاتھہ پر ہاتھہ رکھکر بیٹھے اپني مصائب پر آنسو بہا رہے ہیں -

مصر کے پولیٹکل مجرمین کو سزا

(قاہرہ ١٣) — خدیو معظم ' لارڈ کچنر اور مصر کے وزیر اعظم کے خلاف سازش کرنیوالوں کا فیصلہ ہوگیا - ایک کو پندرہ برس کی سخت نامشقت اور دو کو ١٥ برس کي قید کی سزا دي گئی -

مراکش

* * *

(لندن ١٢ اگست) - مولائي حفیظ تاج و تخت اپنے بھائي مولائي یوسف کے حوالہ کردیا و ترقي صحت کے لئے (رشي) جائینگے اور ممکن ہے کہ طنجہ میں سکونت اختیار کرنے سے پہلے مکۂ معظمہ سے حج کر آئیں -

(لندن ١٣) - مولائي حفیظ ذریچلا جہاز پر سوار ہو کر (جبل الطارق) آیا اور اسکے جہاز معذومہ پر سوار ہوکر مارسیلس روانہ ہوا اسنے برطانیہ کے جہاز پر اسلئے تبدیلی کی تاکہ فرانسیسی قلمرو کہلائے جانے کی صورت قائم نہ رہے -

اسکی رقم طنجہ میں پہنچ گئی -

مولائی حفیظ کو ١٥٠٠٠ پونڈ سالانہ وظیفہ ملا کریگا -

(لندن ١٥) آج مولائی حفیظ (مارسیلس) پہنچے - وہاں موجی شان سے اُنکا استقبال کیا گیا -

(پیرس ١٧) حضرتی مراکو کے موجودہ کوائف پر فرانس میں سخت اندیشہ پیدا ہوگیا ہے - اسکا باعث یہ ہے کہ عمومدار سلطنت (الہیا) نے اپنی کارروائی شروع کردی ہے - سوائے فرانسیسی قونصل اور وائسس قونصل کے تمام یورپین مراکش چھوڑ کر چل دئے ہیں - (زراعت حمرل) کو سخت مشکل درپیش ہے - اسی مصیبت کے وقت نئی تعاون کا کھڑا ہوجانا ' اور (الہیا) کی سرکوبی کے لئے روانگی فوج کا امکان سے ظاہر ہونا ' یہ ساری باتیں قیام امن میں تاخیر پیدا کردینگی -

اعلان

نظام الملک طوسی

سلسلۂ دوراۓ اسلام کی پہلی جلد "الدولۃ العلیۃ" دو سال ہوئے چھپکر شائع ہوچکی ہے - چنانچہ سلسلہ مذکورہ کی یہ دوسری جلد ہے - جس میں پانچویں صدی ہجری کے نامور وزیر خواجہ علی حسن بن علی طوسی ' المخاطب بہ " نظام الملک " کی مفصل سوانحعمری لکھی گئی ہے - یہ کتاب نفیس سفید کاغذ اور ٢٠ × ٢٦ کے پیمانہ پر ٧٣٩ صفحات میں ختم ہوئی ہے - مضامین کی فہرست ١٧ صفحات میں ہے - پہلے حصہ میں خواجہ طوس کی تاریخ ' خواجہ کی ولادت تعلیم و تربیت ' فضل و کمال اخلاق و عادات ' اور اسباب قبول کا تذکرہ ہے - دوسرے حصہ میں حیات کے قابل سلطنت اور وزارت کی تفصیل ' دربار کے اہل کمال ' تذکرہ ' دولت سلجوقیہ کی ابتدائی تاریخ ' خواجہ کی مفصل وزارت اور مہتم بالشان کارناموں کی صراحت ' اور تنبیہ العلم (نوادرسیاسی) نظامیہ بغداد اور اُس کے مانند مدارس کی جامع تاریخ ہے - اور پیر حکیم عمر خیام نیشاپوری اور حسن بن صباح امام نزاریہ باطنیہ کے بھی تفصیلی حالات ہیں - خاتمہ کتاب پر جلال الدین سلطان ملک شاہ سلجوقی کا تذکرہ ہے - کتاب کی رنگین لوح ' ملکشاہ ' نظام الملک ' عمر خیام ' حسن بن صباح کی تصویریں اور نقشجات ' نامي پریس کانپور کی مرصع کاری کا نادر نمونہ ہیں - پشتہ پر طلائي حروف میں کتاب کا نام - قیمت (درجہ اول دس روپیہ کاغذ ایوري فش مجلد پانچ روپیہ قسم دوم) محصول ڈاک دو آنہ خریدار *

محمد عبدالرزاق — مولف الدراعکہ و نظام الملک طوسي — محلۂ پیچ باغ — کانپور

Printed & Published by ABUL KALAM AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRINTING WORKS 7-1, MacLeod Sertret, CALCUTTA.

(آئندہ نمبروں کیلئے جو تصویریں طیار ہیں)

(اُن میں سے بعض کی فہرست)

(مشاہیر)

۴ امیر عبدالقادر الجزائری

۲ ابو الاحرار مدحت پاشا

۳ شیخ احمد السنوسی

۴ سید ادریسی امام یمن

۵ امیر علی پاشا بن عبد القادر الجزائری

۶ امیر عبدالقادر ثانی بن امیر علی پاشا

۷ هر ایکسلنسی محمود شوکت پاشا

۸ مجاهد دستور و حریت یاوری بک

۹ ابراهیم ثریا بک کماندر شرقی طرابلس

۱۰ ڈاکٹر نہاد سرای بک رئیس هلال احمر قسطنطنیه

۱۱ سوله برس کی عمر کا ایک عثمانی مجاهد

۱۲ قسطنطنیه کی موجوده دارث

۱۳ ایرانی مجاهدین کا مامم سرا

۱۴ ایرانی مجاهدین کا حمله

۱۵ بیک باشی نشانت بے

۱۶ منصور پاشا مخبوث بمعاربی

(مناظر حنگ)

۱۷ طرابلس میں مسیحی تہذیب کے چار خونین مناظر

۱۸ اٹالین هوائی جہاز سے مجاهدین کے کیمپ پر کاغذات پھینک رہے هیں

۹ طبروق کا معرکه

۲۰ منصور پاشا مجاهدین طرابلس کے سامنے تقریر کر رہے هیں

۲۱ بیروت بینک کی شکسته دیوارین

۲۲ رومس میں اٹالی کا داخله

طرابلس میں اٹالین کیمپ

۲۳ طبروق کے عثمانی کیمپ کے افسر

۲۵ مجاهدین کی عورتین اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۲ تبریز میں روسی لشکر کی لعنت

۲۷ اور بالجان میں روسی داخله

۲۸ ایران کے سردران قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا قتل عام

۳۰ طنجه میں قبائل کا حمله

۳۱ فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر و تصاویر)

۳۲ عثمانی پارلیمنٹ کا افتتاح

۳۳ سلطان المعظم پارلیمنٹ میں

۳۴ عید دستور

۳۵ رومس کے بعض مناظر

۳۶ ڈارڈینلز کا ایک منظر

۳۷ هلال احمر مصر کا گروپ

۳۸ مراسم کی هلال احمر کا طبی رصد

* * *

۳۹ قونیه میں ایک اسلامی اثر قدیم کا انکشاف

۴۰ سنه ۷۰ هجری کی ایک تحریر کا عکس

۴۱ حکیم مومن خاں "مومن"

۴۲ نواب ضیاء الدین خاں "نیر"

۴۳ مرزا صائب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحه

۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط

۴۵ بہادر شاہ کا بستر مرگ

الهلال کے مضامین کے ابواب

منزل علمیہ

اس عنوان کے تحت میں ہمیشہ علمی مضامین ، علمی خبرین ، جدید اکتشافات ،
متفرق ابحاث و افکار علمیہ آور علمی استفسارات کے جواب درج ہوا کرینگے ۔

اعلام اسلام

اسمیں بالالتزام تاریخ اسلام کے آن مشہور نامورون ، کے حالات درج کئے جائینگے ،
جنہون نے مذہبی ، علمی آور سیاسی آزادی کے لئے کوشش جانفروشی
آور قربانی کی ہے ، نیز زمانۂ حال کے نامور احرار کے
حالات بھی مع تصاویر شایع کئے جائینگے ،

انشاء

ایران کے متعلق تمام مضامین آور خبرین

نبذ و تراجم

مراکش سے یہ باب مخصوص رہیگا اسکے علاوہ مندرجۂ
ذیل چھوٹے کالمون کے عنوانات ہیں ،

مدارس اسلامیہ

عالم اسلامی

انتقاد

مراسلات

صحامت کی افزائش کے ساتھہ آور نئے ابواب بھی بڑھائے جائینگے ہمیشہ
ایڈیٹوریل کالم انکے علاوہ رہیگا آور ابتدا میں تعریف نوٹس :

شذرات

کے عنوان سے درج کئے جائینگے

لاتهنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الحكيم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول ومحرر خصوصی

احمد التخلص بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۱۲ روپیہ
ششماہی ۶ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۷ | کلکتہ: یکشنبہ ۲۰ اگست ۱۹۱۲ء | جلد ۱

لیس للانسان الا ما سعی — ان مع العسر یسرا

ثالث یعنی گرجیف عالم دوام ما

ہلال

— * —

سرخ اجرت اشتہارات

— * —

ایک مرتبہ کیلئے بحساب	فی صفحہ	۲۶	روپیہ	فی کالم	۱۴	روپیہ	نصف کالم	۸	روپیہ
ایک ماہ " "	"	۲۲	"	"	۱۲	"	"	۷	"
تین ماہ " "	"	۱۸	"	"	۱۰	"	"	۶	"
چھہ ماہ " "	"	۱۵	"	"	۸	"	"	۵	"
ایک سال " "	"	۱۲	"	"	۶	"	"	۴	"

مختصر اشتہارات جو نصف کالم سے بھی کم ہوں ' انچ کے حساب سے لئے جائینگے' بحساب فی مربع انچ دس آنہ -

ٹائٹل پیج کے پہلے صفحہ پر بارہ انچ تک کا اشتہار لیا جاسکتا ہے لیکن اسکی اُجرت ہر مرتبہ کیلئے پورے صفحہ کی' یعنے ۲۶ روپیہ لی جائیگی -

مختصر اشتہارات اگر رسالے کے اندر جگہہ نکال کر دئے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے نیز انکی اجرت عام اجرت سے پچاس فیصدی زیادہ ہوگی - اگر اشتہار کا بلاک بنوا کر' یا کسی تصویر کے بلاک کے ساتھہ درج کرانا مقصود ہو تو بلاک کی اجرت اسکے علاوہ ہوگی ' اور اسکی ڈوائی دس آنے مربع انچ کے حساب سے لی جائے گی - چھاپے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو دیدیا جائیگا اور ہمیشہ اسکے لئے کارآمد رہیگا -

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمائش کے مطابق آپکو جگہہ دیسکیں ' البتہ حتی الامکان کوشش کی جائے گی -

(۲) اشتہار کی' اجرت ہمیشہ پیشگی لی جائے گی اور کسی حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) مدیر کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اُس جز کا جو جزوے کے اقسام میں داخل ہو ' تمام مطبّی مشروبات کا ' مخش امراض کی دوا وغیرہ اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنیٰ شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو' کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

عاری الورنک کی تصویر کی وجہ سے اس نمبر کی قیمت ۸ انہ

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (القرآن الحکیم)

الہلال

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad,

7 1, Maclcod Street,

CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs 8

Half-yearly „ „ 4-12

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد آفندی ابوالکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۷ | کلکتہ : یکشنبہ ۲۰ اگست ۱۹۱۲ ع | جلد ۱

اکثر احباب (الہلال) کی شائع شدہ تصویریں علیحدہ طلب کرتے ہیں - خاص ضرورت ہو تو طیار کرکے بھیجی جا سکتی ہیں' لیکن اگر شوقین علیحدہ رکھنا مقصود ہو تو کسی قدر انتظار کریں - جنگ طرابلس' ناموران عرۂ طرابلس' اور مشاہیر ماضی و حال کے رنگین البم ہم طیار کر رہے ہیں - انکا کاغذ نہایت قیمتی اور نرخہ صاف تریں مشقی میں چھپنے کے مطبوعات کی صناعت کا قابل دید نمونہ ہوگا - امید ہے کہ قیمت بھی ارزاں ہو -

---

سلے شکایت کی جاتی تھی کہ آپ طرابلس سے نکلکر اپنی سرزمین میں آئے ہی نہیں' اب آئے ہیں تو شکایت کی جاتی ہے کہ اسطرح دوڑے ہوئے تو نہ آئیے !

عرض دو گونہ عذابست جان مجنوں را

عرض یہ ہے کہ برسوں تک دشتے دشتے پاؤں شل ہوگئے ہیں' عرصے کے بعد قدم اٹھے ہیں تو ذرا دوڑے دیکھئے کہ خوں میں حرارت تو پیدا ہو - اب آہستہ خرامی کا وقت نہیں ہے - ساتھ کے چلنے والوں کی گرد پا کا بھی سراغ نہیں ملتا' اور آپ کی نصیحت ہے کہ آہستہ آہستہ قدم اٹھا کر چلیے !

یاراں بدرگام ز محمل کو حالیا
ہم محو ولۂ حرس کارواں رہے

بعض ناصح ہمدردانہ کہتے ہیں کہ راہ تاریک اور ہر طرف تاریکی ہے' خوف ہے کہ کہیں ٹھوکر نہ لگے' لیکن ہماری بدنظری بھی اسی لئے ہے کہ تاریکی نے راہ کو خطروں سے بھر دیا ہے اسلئے دوڑنا چاہتے ہیں کہ کہیں پڑے تو آگے نکلکر چراغ دکھلائیں - رہا ٹھوکر کھانے کا خوف' تو اسکی پروا نہ کیجئے' اپنا عقیدہ تو یہ ہے کہ ہاتھ پاؤں توڑکر بیٹھنے

فہرست

سدراب	۱
اڈیٹوریل	۳
مقالات (الامر بالمعروف نمبر ۳)	۸
ناموران عرۂ طرابلس (عاری الورنک) نمبر ۵	۱۳
کارزار طرابلس	۱۵
عالم اسلامی (شوؤں عثمانیہ ' مغرب اقصیٰ)	۱۶

تصاویر

عاری الورنک (رسالے سے الگ)	
فرانسیسی درندوں کا کشت و خوں	۱۵
اور مسجد کعب کا دروازہ' باب	
(مراکش) کے دروازے پر	

شذرات

اطلاع ضروری

براہ عنایت خط و کتابت میں وہ نمبر اپنے نام کے ساتھ ضرور لکھدیا کیجئے جو ہر پرچے کی چٹ پر آپکے نام اور پتے کے اوپر درج کردیا جاتا ہے' وہ خریداری کا نمبر ہے اور بعد اسکے رجسٹر میں صرف نام کو تلاش کرنا سخت دقتوں کا موجب ہوتا ہے - (مدیر)

رهنے کی جگه دوڑکر ٹھوکر کھانا بہتر ہے' آپ گریں گے تو کم از کم کچھه شور و غل تو هو رہے گا' عجب نہیں که بعض حضرات غفلت چونک پڑیں - لیکن پڑے رهنے سے تو آپکی بے هوشی بھی ٹوٹتی جاے گی اور سونے والوں کو بھی بیداری کی کروٹ نصیب ہوگی -

زندہ دلوں کا وطن

یه مانا که کسی ملک کی آب و هوا جسم انسانی کیلئے کوئی خاص اثر رکھتی هو' مگر یه تو کچھه ضرور نہیں که ایک سرزمین کا اخلاق بگڑنے پر آئے تو پورے حطے کی حالت یکساں طور پر بگڑجاے' هم عرصے سے دیکھه رہے هیں که پنجاب کے اخبارات گو خریداروں کے پیدا کرلینے اور نئے نئے کارخانوں کے چلانے کی ترکیبوں میں ترقی کررہے هیں مگر انکا اخلاقی تنزل نہایت درد انگیز ہے - کل کی بات ہے که (رسیددار) اور (وطن) میں باهم حوتی پیزار هورهی تھی' اور حسطرح پنجاب میں پہلوانوں کے دنگل هوا کرتے هیں' اسی طرح دونوں پہلوان ایک دوسرے سے گتھے هوے تھے - (رسیددار) کا صرف یه قصور تھا که تھوڑے دنوں کے اندر هی اسکی اشاعت پرانے اخباروں سے کوس نوھگئی اور کوس وہ لاهور کے چند درلب مدیروں کی پرسش سے انکار کرتا ہے ؟ انسان کے تمام قصور معاف هوسکتے هیں مگر ایک دکاندار اُس شخص کو تو کبھی معاف نہیں کرسکتا جس نے اسکے سامنے کی خالی دکان پر قبضه کرکے راہ کے خریداروں کو اپنی طرف کھینچ لیا هو -

همارے عہدے میں یه بدائع صرف اس بات کے هیں که پنجاب میں تجارت کی ترقی نے بالعموم دکاندارانه اخلاق پیدا کردیا ہے' اور اغراض پرستی کی هوا میں سب پل رہے هیں - تجارتی زندگی کا قدرتی نتیجه یه ہے که شب و روز باهم تصادم و تسابق هو' اور ملکوں میں ایسے موقعه پر تجارت هی کے میداں میں پیچ لڑائے جاے هیں' مگر یہاں یه تدبیر اختیار کی گئی ہے که بلوار کی جگه قلم کا وار کرکے پھر باطمینان حریف کی دکان لوٹ لی جاے -

---

یه قصه کئی ماہ تک جاری رها اور اندک اندک سنگه کے علم پہلوان سے ماحر آکر اُسکی کمپنی پر مکه کی ایک سخت ضرب لگاتی تھی' اسی طرح یه قلم و کاغذ کے پہلوان جب ماحر آجاتے هیں تو پھر ایک دوسرے کو گالیاں دینا شروع کردیتے هیں' فحش و مغلظات سے بھی انہیں دریغ نہیں - ایک اپنے حریف سے پوچھتا ہے که وہ زمانه بھی یاد ہے جب کالج میں پڑھتے تھے ؟ دوسرا کہتا ہے که زیادہ باتیں نه بناؤ ورنه میں تمہارا قلعی دار فاش کردونگا - اب یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے که ایک دوسرے کو چور اور ڈاکو بتلاتے هیں' ایک کہتا ہے که تم نے طرابلس کے نام سے روپیه کھالیا' دوسرا کہتا ہے که فرضی کمپنیاں بناکر قوم کو لوٹ لیا - یه حالت صرف مسلمانوں هی کی نہیں ہے بلکه اس حمام میں سب هی ننگے هیں - هندو اور آریا اخبارات کو کھولئے تو وہ بھی ایک دوسرے کو دلال کرنے کے شریفانه شغل هی میں مشغول هیں - بدبختی صرف تم هی میں نہیں هو بلکه تمہاری تمام قوم اور پورا ملک ذلیل ہے - جس قوم پر خدا کا قہر نازل هوتا ہے اسکا یہی حال هوتا ہے' چلے اس سے حکومت چھین کر غیروں کو اسپر مسلط کردیتا ہے - دیکھو اسرائیل نے جب خدا سے منه موڑا تو اوپر ایک ظالم کی قوم بھیجدی گئی : بعثنا علیکم عباداً لنا اولی باس شدید [پھر هم نے تم پر ایک سخت و شدید قوم کو مسلط کردیا ۱۷ ع] جب اسپر بھی نار نہیں آئے تو پھر فسق و فجور' حسد و حقد' هوا پرستی و نفسانیت' نافرمانی و بدگانگی میں انکو مبتلا کردیتا ہے - خود هی کتے هیں اور خود هی مرے هیں - وما اهلکنا قریة الا واهلها ظالمون [اور هم کسی آبادی کو تباہ نہیں کرتے مگر اس وقت جبکه وہ ظلم و معاصی میں مبتلا هوجاتی ہے]

هم اپنے معاصرین سے نه صرف التجا کرتے هیں که خدا کیلئے اپنی ملت پر نہیں' تو خود اپنے اوپر رحم کریں' اور مسلمانوں کی موجودہ دلت و رسوائی پر قناعت کرلیں - نفسانیت و خود غرضی کی حد هوگئی ہے اور خدائی طرف سے سب کے منه موڑ لیا ہے - تعجب ہے که ساری دنیا آپ در هدس رهی ہے اور آنکو ایک لمحه کیلئے بھی اپنے اردگرد نہیں آتا ؟ ملک و ملت کی خدمت سیاست اس طریقے سے الگ هوکر بھی کی جا سکتی ہے' نه تو کچھه ضرور نہیں که جب تک آپ ایک دوسرے کو خونخوار نه کرلینگے اس وقت تک آپکی رائے اصلاح قوم آنکو اپنا امیر نه سمجھے گی -

تو نخوتست حه کردی که دیگری
بخدا که واجبست آمدن و تو احرار کردن

اس هفته (مسلم یونیورسٹی) کے متعلق قلم اسقدر بے اختیار رها که بعض معاصرین کی اصطلاح میں دورا مدر گودنا (یونیورسٹی مدر) هوگیا - هم هرگز اسے پسند نہیں کرتے که ایک هی طرح کے تیسرے آرٹیکلوں سے پورا رسالہ بھردیا جاے مگر ایک طرف وقت کا اقتضا اور ضرورت' دوسری طرف صفحات کی قلت' اور سب پر طرہ یه که دماغ دو میں نہیں - مجبوراً یه طریقه اختیار کرنا پڑتا ہے - (الغائبا) کے مسئلے پر دو هفته سے لکھنا چاهتے تھے' ترکی کی موجودہ حالات کے متعلق کئی هفتے سے بالکل نہیں لکھا' انگلستان کے موجودہ اختلافی مذاکرات کو تو گویا هم بالکل بھولے هوے هیں' عام مسائل اور مذاکرۂ علمیه و ادبیه تو ایک شروع هی نہیں هوے' معلوم هوتا ہے که خواه کچھه هو مگر صحافت تجارتی هی رہیگی - والامر بید الله سبحانه *

رفیق دهلی

یه ایک روزانه اخبار ہے جو دهلی سے نکلنا شروع هوا ہے' قدیمائی سائز کے چار صفحوں پر چھپتا ہے' کاغذ اور چھپائی اچھی ہے' قیمت سالانه ۱۲ روپیه اور ششماهی ۶ — ۸ ا ه -

اس وقت تک هم نے دو چار نمبر سرسری طور پر دیکھے' روزانه اخبار کیلئے مضامین اور عام واقعات و اخبار کو اچھی طرح جمع کیا جاتا ہے اور بہ حیثیت مجموعی اردو اخبار اور دلچسپ ہے - فرصت نصیب هو تو اخبارات کو پڑھنے کا وقت نکالیں اور پھر راے دیدیں -

---

الهلال

۲۰ : اگست ۱۹۱۲

— * —

دشۂ شام کی نصف شب

یا

مسلم یونیورسٹی

اور اس ضمن میں چند متفرق خیالات

(۱)

تہ سی تاریخیں یاد رکھنے کے قابل ہوتی ہیں - فرانس ۱۸ - جولائی سنہ ۱۷۸۹ - کو نہیں بھولتا کہ آزادی کی رحمت کا آسی دن نزول ہوا - انگلستان ۲ جون سنہ ۱۶۴۹ کو ہمیشہ یاد رکھتا ہے کہ شاہی اقتدار پر آخری ضرب آسی دن لگی - لیکن یہ یادگاریں دنیا کی زندہ قوموں کا حصہ ہے - ہم بدنصیبوں اور زبوں طالعوں کے پاس بھی تہ سی تاریخیں ایسی تھیں جنکی عظمت کے آگے ضرب ہم ہی نہیں، بلکہ تمام عالم سر جھکاتا تھا، لیکن یہ زندگی کے کاروبار ہیں، اف کہ موت کی مردنی سے جسم ملت کا ہر عضو افسردہ ہو رہا ہے، ایسے نصف کہاں کہ کامرانی و فیروزمندی کی تاریخیں یاد رکھنے کیلئے میسر آسکیں ؟ قومی اقبال کا آفتاب جب چمکتا ہے تو شاید ایک ہی مرتبہ چمکتا ہے -

---

فکس .

تو مدعی باندازۂ ہمت ہے ازل سے
قسام ازل نے ہر شخص کو اسکی ہمت اور صلاحیت کے مطابق اسکا حصہ دیدیا ہے - کوئی سایۂ طوبیٰ میں بیٹھکر خوش ہوتا ہے اور کوئی قامت یار کی جستجو میں .

تو و طوبیٰ، و ما و قامت یار

خوشی کے دن ہمیں نصیب نہیں کہ یاد رکھیں تو اپنے ایام غم کو تو بھول نہیں سکتے ؟ آؤ دیکھو اگر فصل بہار کی یاد ملی ہے تو مبارک ہو، غم خواں کی یادگار منایا کرینگے

نوحۂ غم ہی سہی، نغمۂ شادی نہ سہی

اگر دن پھرے والے ہیں تو عجب نہیں کہ نوحۂ غم سے نغمۂ طرب کی لے پیدا ہو جائے - بہار خزاں کے بعد ہی آتی ہے، اور خشک درختوں کو ہم نے سرسبز ہوتے دیکھا ہے یخرج الحی من المیت

و یخرج المیت من الحی، ویحی الارض بعد موتہا ، وکذلک تخرجون [خدا زندگی سے موت کو اور موت سے زندگی کو پیدا کرتا ہے، اور زمین پر جب موت چھا جاتی ہے تو اسکی رحمت پھر اسے زندہ کردیتی ہے ۳۰ : ۱۹]

۱۲ دسمبر

ہمارے اخبار وطن جب (۱۲ دسمبر) کی یادگار کاوشیں سنائیں گے کہ اسی دن انکی سی سالہ جد و جہد نے حکومت کو شکست دی اور تقسیم بنگال کا وشۂ تقدیر (جسکی تنسیخ کو لارڈ مارلے چاند کھلنے پر بچوں کا منہ میٹھا کہا ہے) نااخر ہتھیار ڈالدیا، تو ہم بھی بیکار نہیں رہیں گے - وہ اگر اپنی کامرانی کو یاد رکھیں گے، تو ہم اپنی ناکامرادی کا مرثیہ پڑھیں گے - وہ اگر اسپر خوش ہونگے کہ تیس برس تک شاہراہ مقصود پر چلتے رہے اور بالآخر منزل کو سامنے دیکھا تو ہم اپنی گمراہی و ضلالت پر سرپیٹیں گے کہ تیس برس تک غلط راہ جاکر ٹھوکریں کھاتے رہے اور بالآخر منہ کے بل گرے - وہ اگر اپنے راہنماؤں کو یاد رکھیں گے جنہوں نے اپنے لہو سے آبیاری کرکے آج انہیں پیدا کیا، تو ہم بھی اپنے لیڈروں کو بھول نہ سکیں گے کہ اپنے اغراض و مطامع کی تلاش میں پوری ملت کی متاع کو کھودیا - اور سب سے آخر یہ کہ اگر انکو خوشی ہوگی کہ جو کچھ ملا وہ اس سے زیادہ کے اہل تھے، تو ہمکو بھی شکایت ہوگی کہ جس ٹھوکر سے ٹھکرائے گئے اس سے بھی زیادہ کے مستحق تھے - اسمیں شک نہیں کہ انکے لئے خوشی کی بات ہے اور ہمارے لئے غم کی، لیکن اگر جشم بینا اور دل عبرت پذیر ہو تو یہ تفاوت دونوں کا نکتۂ ہے - انکو کامیابی ہمت دلاتی ہے تو ہمکو ناکامی غفلت سے بیدار کرتی ہے - انپر حکومت کا یہ احسان ہے کہ مایوس ہونے سے بچالیا تو ہم پر اسنے بڑھکر احسان یہ ہے کہ سونے میں ہشیار کردیا لعل کان اللہ فی خلقہ [بیشک خدا کی نشانی ہے دونوں جماعتوں میں ۳ ۱۱]

۱۳ - جولائی سنہ ۱۹۱۱

عزت کے مواقع جلد جلد میسر نہیں آتے اور غفلت کو ہمیشہ بیداری کی گرفت میں نصف نہیں ہوتیں، اگر ایسا ہوتو دنیا کم سوتے، اور زیادہ جاگے، حالانکہ وہ ہمیشہ سوتی ہی رہتی ہے - لیکن شاید اب ہمارے ہی جلد پھرنے والے ہیں کہ قدرت کا تاریخیۂ تنبیہ جلد جلد آنہنے لگا ہے - (۱۲ - دسمبر) کو ابھی زیادہ دن نہیں گذرے تھے کہ ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۱۱ کی تاریخ نمودار ہوئی (آنریبل سر - ایس - ایچ - بنلر) اپنے مراسلے کی تمہید میں لکھتے ہیں

" ۳۱ جولائی کو میں نے آپکو اطلاع دی تھی کہ صاحب وزیر ہند یونیورسٹی کا قیام منظور فرمانے کیلئے طیار ہیں بشرطیکہ

(۱) آپکی کمیٹی کافی سرمایہ دکھلاسکے اور

(۲) یونیورسٹی کا کانسٹی ٹیوشن جو آپ پیش کریں وہ تمام و کمال گورنمنٹ ہند اور صاحب وزیر ہند کو منظور ہو - میں نے اس مراسلے میں یہ بھی لکھدیا تھا کہ آپکی جو اسکیم صاحب وزیر ہند کے سامنے پیش ہوگی اسکی تمام تفصیلات کے متعلق وہ اپنے احتیاطات کامل کو محفوظ رکھتے ہیں — "

ہمکو یہ تاریخ بھی ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے - یہی وہ یادگار تاریخ ہے، جس نے گویا ہمارے موجودہ دور زندگی کی سب سے نئی جد و جہد اور ہمارے وقت اور مال کی سب سے زیادہ قیمتی چیز کا

فیصلہ کردیا تھا ' مگر حکمراں کمیٹی نے تمام قوم کو اس سے باز رکھا ' اور برابر یہی چیختے رہے کہ روپیہ لاؤ روپیہ لاؤ کیونکہ اسکے سوا اور کوئی رکاوٹ درپیش نہیں ' واللہ یعلم انہم لکاذبون -

ان میں کا ہر فرد ہر واقفکار شخص کی طرح خوب جانتا تھا کہ ایسی یونیورسٹی جو گورنمنٹ کے آہنی پنجے میں دبی ہوئی نہ تو ملی ہے اور نہ ملا سکے گی ' اور پھر قرائن اور حالات سے نتیجہ خود صاف صاف لفظوں میں مسٹر بنرجی نے کہدیا تھا کہ شرط آخری یہ ہے کہ حق و کل ہمارے ہاتھ میں محفوظ رہے گا - لیکن باوجود اسکے پریس کمیونک کی اشاعت تک ان میں کا ہر شخص دامے درمے سخنے مسلمانوں کو دھوکا دیتا رہا اور صرف اسلئے کہ انشاے راے کے وقت چاندی اور سونے کی لگاتار بارش جو ہو رہی ہے بند ہوجاے گی ' کسی کا لب نہیں کھلا کہ (سمائے شملہ) کا (شدید العوی) جو وحی آسپر نازل کررہا ہے آسکو اپنی مظلوم امت تک بھی پہنچادے - صرف ایک (نواب وقار الملک) کا سچا اور مومن قلب تھا جو ان مزاحم کاریوں کا متحمل نہ ہوسکا اور علی گڈھ کے علائق کی طلسم آسکے نور ایمان پر غالب نہ آسکی - آنہوں نے اصلیت سے جب پردہ اٹھایا تو روئیدہ دیہے والوں کے ہوش و حواس ذرا ٹھکانے ہوے اور پیشانیوں کو دیکھا تو پسینے سے تر تھیں - لیکن اب شکوۂ و شکایت کا موقعہ نہ تھا - وہ اب حامی ہوش اور قومی حمیت جو دوسری قومی آزادی اور وطن پرستی جیسے مقاصد عالیہ کیلئے صرف کرتی ہیں ' ہم ایک غلط لے معنی اور ایک سفر کے مقصود یعنے مسلم یونیورسٹی کے پیچھے ضائع کرچکے تھے ' اور رہبروں سے پہلے خود رہبروں کے دل اور جیب ' دونوں کو لوٹ لے تھا '

ہمچو-ں حرامے کہ پر حرامے نوشد

لیکن سخت اضطراب دلی کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ یاراں شاطر نے بالآخر نواب صاحب قبلہ کو بھی چیں سے بیقابیہ کر دیا کہ اس حق گوئی کو اسکی اصلی شان میں رہنے دیجیے - نواب صاحب کی چٹھی کے شائع ہوے ہی (راجہ صاحب محمود آباد) " اس سخت اور تکلیف دہ موسم گرما کی دقتیں برداشت کرکے اور عشق ازیں بسیار کردست رکند" علی گڈھ پہنچے ' اور پھر چند دن کے بعد ہی نواب صاحب قبلہ کی دوسری مراسلت اخبارات میں شائع ہوگئی ؛

تاہم نواب صاحب کی عظمت ہمارے دلوں میں ہے اور رہے گی - ہم انکی معذوریوں سے بے خبر نہیں ہیں - جس سر زمیں ' اور جن لوگوں میں رہکر انکو کام کرنا پڑا ' اسکو دیکھتے ہوے تقسیم بنگال کی تنسیخ ' مسئلۂ طرابلس ' اٹلی کی جنگ پر گولا باری ' اور غیر مسلم یونیورسٹی پر انہوں نے جو کچھ لکھا ' ہم سمجھتے ہیں کہ وہ انکی قوت ایمانی کا ایک اعجاز ہے - ورنہ بنگلے سے اداں کی آواز - بعد اسکے ڈھلے ہوے - آجتک کس نے سنی ہے ؟

قصر یلدز

گو تمام دنیا اب (سلطان عبد الحمید) کے مظالم کو تسلیم کرتی ہو لیکن ہندوستان کی مٹی عقیدت اور پرستش کے جذبہ سے نمی ہے ' وہ سے لوگ ہیں جنکو (قصر یلدز) کے جور و شخصیت پر اب تک یقین نہیں آتا - ایسے لوگ چاہیں تو ہم آنہیں خود ہندوستان ہی میں ایک چھوٹا سا (یلدیز) بتلا سکتے ہیں - خود مختار بادشاہوں نے اپنا لقب " مالک رقاب الامم " رکھا تھا ' یعنے قوموں کی گردنوں کے مالک ' کہ وہ جب چاہیں گردنوں کو جسموں سے الگ کرسکتے ہیں - یہ اختیار تو اب ہم نے برطانیہ کی گورنمنٹ اب ادنیا کو دیدیا ہے ' البتہ ہمارے سروں کی مالک ایک جماعت موجود ہے جو جب چاہے بے تامل انہیں ٹھکرا سکتی ہے - یہ ہمارے خود ساختہ لیڈروں کا گروہ ہے ' جنہوں نے اسے انہاں مشورہ کو قصر یلدیز کا نمونہ بنا لیا ہے - اسکے دروازے بند ' اور در و دیوار خاموش ہیں - انکی زبانا کا صرف یہ فرض ہے کہ چندوں کی مالگذاری اور خراج سے جوں و جرا پرشکش کرتی رہے اور کبھی دم نہ مارے ' اگر کوئی انقلابی خیالات کا داعی ملک میں سے جنبی پیدا کرے تو فوراً (مانیں ہمایونی) سے ایک فرمان شائع کر دیا جاے کہ ابھی وقت نہیں آیا ' یا یہ رموز مملکت اور زمامداراہ اعمال ہیں جو اسے وقت پر خود منکشف ہو جائیں گے یفعل ما یشاء و یختار [خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے اور وہ مختار ہے] -

یونیورسٹی کے معاملے میں بھی ابتدی عادت مستمرہ کے مطابق ان لیڈروں نے یہی سمجھا تھا کہ قوم نے نہ کبھی پوچھا ہے اور نہ پوچھے گی - روپیہ لئے جائیں اور وقت ٹالتے جائیں ' چند کمروں میں چند ٹھکر جو کچھ کرتا ہے کرتے رہیں گے ' پھر جب وقت آے گا تو سمجھادیں گے کہ فرض اطاعت اولی الامر و شان وفاداری کا یہی اقتضا ہے کہ جو کچھ ملے آنکھوں سے لگا کر قبول کرلو - یہی سنت ہے کہ جب کبھی کسی بندہ خدا سے رہا نہ گیا اور آسنے خار اعتراض منہ سے نکالے تو فوراً اسکی زبان بند کردی گئی - بارہا پوچھا گیا کہ آخر یونیورسٹی ہے کیا شے ؟ گورنمنٹ کیونکر ایک آزاد یونیورسٹی کو جائز دیسکتی ہے ؟ حق وتو کے کیا معنے ہیں ؟ مگر یونیورسٹی بھی (استواء علی العرش) کا مسئلہ تھی کہ ہمیشہ یہی جواب ملا کیفیتہ مجہول ' والاعتقاد واجب ' والسوال عنہ بدعۃ [اسکی حقیقت مجہول ہے مگر اسپر اعتقاد واجب ہے اور اسکی بابت سوال بدعت ہے]

لیکن سب کچھ کہکر آخر یہی کہنا پڑتا ہے کہ یہ سب قوم کا قصور ہے ' اور اسکی علت بھی مسلمانوں کی تمام امراض کی طرح مذہب سے روگردانی ہے - اسلام نے اپنے ہر پیرو کو لیڈر بنایا ہے اور کوئی نہیں جسکو خدا و رسول کے سوا مسلمانوں کے کاموں پر خود مختارانہ اقتدار حاصل ہو - احتساب ہر مسلمان کا مذہبی فرض ہے ' جب خود ہم نے اپنے تئیں عامل رکھا تو صیاد کا کیا قصور ؟

نہ لپٹیں نہ ہو قتل ' انصاف یہ ہے
کہ ہم خود ہی آمور قاتل ہوے ہیں

کیا کمیٹی کو آج ہی یہ معلوم ہوا ہے کہ یونیورسٹی آزاد اور مسلم یونیورسٹی ہوگی کہ اب آگ لگانے والے آگ بجھانے والوں کے ساتھ شریک ہوگئے ہیں ؟ بعجب ہے اگر شملہ دور دور کر جانے والوں کو اسکی خبر نہو جب کہ خود ہم کو گھر بیٹھے اسکی خبر تھی - ہم مسلمانوں سے بعجب التجا کرتے ہیں کہ خدا کیلئے اب وہ دعا

عقیدت اور مہلک حسن ظن سے کام نہ لیں کہ لیڈر پرستی کی حد ہوگئی - ہم انکو اپنا دل نہیں دکھاسکتے مگر اپنی سچائی کا شاید یقین دلا سکتے ہیں (واللہ یعلم سری وعلانیتی) ہم کو کسی سے بغض نہیں' مگر خدا کی دوستی کو چھوڑ نہیں سکتے - وہ یقین کریں کہ اگر (نواب وقارالملک) نے عین موقع پر بھائی نہ چھوڑ دیا ہوتا اور قوم میں تغیرات حالت نے حقوق طلبی کی جنبش پیدا نہ کردی ہوتی تو آج ان لیڈروں میں سے ایک بھی اس موقع پر سامنے نہ آتا اور جو کچھ ۱۱ - اگست کو ہوا اسکے ذکر سے ہمارے تاریخ ہمیشہ خالی رہتی آج تو (آغا خاں) بھی عدم التحاق کی مخالفت میں تار نہیجتے ہیں اور پھر اسپر اصرار ہے کہ اسکا اعلان کردو ' لیکن سوال یہ ہے کہ کل تک حضرت کہاں تھے ؟ اس مسئلہ پر تو انکی رائے پہلے ہی ظاہر ہوچکی ہے اور وہ جو کچھ تھی کمیٹی کے صفحۂ زارداری کی الماری میں موجود ہے - اب انکے تار کے اعلان کی ضرورت نہ رہی - فضل الٰہی سے خود انکی خدمات کی تشہیر ہو رہی ہے - کل کی بات ہے کہ ہم نے انکی گاڑی کھینچی تھی ' لیکن شتاں ما بیں الدوم راالامس - جن عرتوں پر خدا کا ہاتھہ نہیں ہوتا وہ گو کتنی ہی نظر فریب ہوں مگر پائدار اور مستحکم نہیں ہوتیں وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین - [عزت خدا کیلئے ہے اور اسکے رسول کیلئے اور سچے مومنوں کیلئے]

---

۱۱ - اگست کو لکھنو میں جو جلسہ ہوا تھا پہلے دن اسکے درواز بند نہیں کیے گئے ' مگر جو آنکھیں تاریکی میں کام کرنے کی عادی ہوں انکو باہر کی روشنی کب راس آسکتی ہے ؟ بالآخر دوسرے دن گو پٹ کھولے نہیں گئے مگر ہلکے پردے چھوڑ دئے گئے تا کہ کچھہ تو تاریکی پیدا ہوجائے

دیدار می نمائی و پروہ می کنی

سب سے پہلے (راجہ صاحب محمود آباد) نے افتتاحی تقریر میں اسپر اپنے اندیشہ افسوس ظاہر کیا کہ " ہم نے آجتک اپنی کارروائی کو خفیہ زار رکھا تھا مگر اب گورنمنٹ خود اُسے ظاہر کردی ہے ' جب گورنمنٹ چھپانا نہیں چاہتی تو ہمکو بھی چاہئے کہ آئندہ سے اپنے اجلاس پبلک طور پر کریں "

یہ تو (راجہ صاحب) — مدت سے خوب انتقام لیتا (جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا - بدی کا بدلہ ویسی ہی بدی ہے -)

معجب خم شکست و مے سر او
سے نالہ والحزر قصاص

ہم کو افسوس ہے کہ گورنمنٹ نے کمیٹی کی زارداری کی قدر نہ کی - وہ گورنمنٹ ' جسکی خاطر کمیٹی نے اپنی قوم تک کو چھوڑ دیا ' اور اُس روپئے کے مصرف سے ہمیشہ نے حذر رکھا جسمیں معصوم لڑکوں کے ماؤں کی دعائیں اور بچوں کی متھائی کے پیسے تک شامل تھے

اسکے بعد راجہ صاحب کو بہت سی باتیں ایسی یاد آگئیں جو اگر چند ماہ پہلے یاد آگئی ہوتیں تو قوم کا بیس لاکھہ روپیہ اور ایک ہی مرتبہ پیدا ہونے والا جوش اسطرح ضائع نہ جاتا ' تاہم اب بھی عدم ہی سمجھنا چاہئے - واقعات نے اس ابتدائی منزل تک تو پہنچا دیا - عجب نہیں کہ کہتے کہتے ایسے ہی الفاظ زبان پر چڑھجائیں

حور و جنت جلوہ بر راہد دہد بر راہ دوست
اندک اندک عشق درکار آورد بیگانہ را

باوجود ایں ہمہ جوش و خروش ' پھر بھی اس جلسے کو دیکھئے تو یہ کچھہ ہو چکنے کے بعد بھی ارباب طریقت اسی فکر میں تھے کہ کعبے کی طرف رخ کرنا بڑا ہے تو کم از کم نکتدے کی طرف پیٹھہ تو نہو - پہلے بحث ہوئی کہ اس مجلس کی کارروائی بھی بصیغۂ راز رکھی جائے یا نہیں ؟ گو راجہ صاحب گورنمنٹ کی انتباع سنت کے خیال سے پبلک جلسے کا اعلان کر چکے تھے اور اب طبیعتیں بھی ایک حد تک جوش و خروش کی نمایش کرنا چاہتی تھیں ' لیکن مدتوں تک جو پاؤں کیچڑ میں پھنسے رہے ہوں ' وہ یکایک صاف نالیں پر چلیں گے تو دھبے پڑے ہی رہیں گے - بعض صاحبوں نے کہا کہ گو گورنمنٹ نے سرِ جلسہ سے پردہ اُٹھا دیا ہو مگر ہم سالکین راہ وفاداری کو - کہ پدماں محتسب نادیدہ چکے ہیں - اب بھی مرغ سحر کی جگہ ہروائے کے مشرب عشق پر کار بند رہنا چاہئے :

کان سوختہ را جاں شد و آزار بیامد

ہم نے سنا ہے کہ صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب کی بھی یہی رائے تھی -

---

ہم اس موقعہ پر آنریبل مسٹر (مظہر الحق) کی تعریف کرنے کیلئے اپنے اندر ناقابل برداشت جوش پاتے ہیں کہ انہوں نے فی الحقیقت اس جلسے کی شرم رکھہ لی ' اور پوری آزادی اور دلیری کے ساتھہ اصول زار داری کی مخالفت کی - جزاہ اللہ عنی و عن سائر المسلمین خیر الجزا -

دوسرے دن کے اجلاس میں بھی انکی تقریر پڑھکر ہم کو نہایت خوشی ہوئی - انہوں نے صاف صاف کہدیا کہ یہ جو کچھہ ہورہا ہے مسلمانوں کی علانیہ پالیسی کا نتیجہ ہے - لیکن ناظرین اس سے یہ رائے قائم نہ کرلیں کہ اب انکی پولیٹکل جماعتوں میں بھی ایسی آزادانہ رائے رکھنے والے لوگ پیدا ہوتے ہیں - ممکن ہے کہ اب پیدا ہوں ' لیکن (مسٹر مظہر الحق) کی آزادی تو صرف اسکا نتیجہ ہے کہ وہ عمر بھر ملک کی اصلی کارکن جماعت یعنی (کانگریس) کے ساتھہ رہے ' اور کبھی مسلمانوں کے پولیٹکل مذہب کی بلاعذاب قبول نہیں کی - اگر علی گڈھ کی دلدل میں وہ بھی پھنس گئے ہوتے تو آج انکی زبان اسطرح نہ چلتی - افسوس :

کامل اس فرقۂ زہاد سے اٹھا نہ کوئی
کچھہ ہوئے تو یہی رندان قدح خوار ہوئے

مسلم یونیورسٹي

کے حواب کی تعبیر

گورنمنٹ کے صیغۂ تعلیم کے معتمد کی رائے

(٢)

گذشتہ تحریر میں ہم نے سید صاحب کي اسکیم کا حو اقتباس دیا ہے' اس سے مقصد یہ تھا کہ اصولی طور پر سر سید ایک ایسی درسگاہ قائم کرنا چاہتے تھے جسکا تعلیمی اثر اور نگرانی عام ہو' نہ کہ محدود ؛ اور یہی مقصد محورہ یونیورسٹی کے غیر مقامی ہونے سے ہے -

اپنی پیش کردہ اِس الزامی حجت کو کامیاب فرض کرکے (مسٹر بٹلر) زیادہ قدم کی یہاں ضرورت نہیں دیکھتے اور پھر فوراً غیر مقامی یونیورسٹي کے مضرات بیان کرنے پر جلد جلد پانچ دفعات پیش کردیتے ہیں .

" (١) غیر مقامی ہونے کی صورت میں یونیورسٹی کا قدیم سرکاري یونیورسٹیوں سے مقابلہ اور اغلب ہے کہ مدافعہ پیدا ہوجائے گا

(٢) ضرور ہے کہ ایسی یونیورسٹی علی گڈھ کی ڈگریوں کے معیار کو پست کردےگی اور یہ آرزو عارف ہوجائےگی کہ وہ ایک تعلیمی درسگاہ' اور ایک ایسا مرکز علم ہو جہاں امتحانات تعلیم سے موخر ہوں اور اساتذہ صرف طلبا کے محافظ ہی نہیں بلکہ انکے دھن کو ترقی دینے والے ہوں -

(٣) رہیڈنشیل طریقہ کی قدر و قیمت اُس روح سے عبارت ہے جو کالج کے اندر جاري و ساري ہو جسکا اثر نسلاً بعد نسلا طلبا میں منتقل ہو' اور جو تمام تر اسکی روایات پر مبنی ہو' لیکن علی گڈھ کی روایات بالکل مقامی ہیں اور انکا انحصار زیادہ تر ذاتي تعلقات پر ہے -

(٤) اس صورت میں محورہ یونیورسٹی مختلف حصص ہند کی نگرانی نہ کرسکے گی -

(٥) علاوہ ان عملی اعتراضات کے مناسب ہے کہ یونیورسٹی رسالۂ حل کی تجویز راے کے مطابق قائم ہو - "

ان پانچ دلیلوں کو اوریدل سرنٹلر نے اسدرجہ کافی سمجھا ہے کہ اسکے بعد وہ بالکل خاموش ہوگئے - ہم ضرور انکے تلاش استدلال اور جدید تعلیمی عہدے کے تجارب کی داد دیتے مگر افسوس ہے کہ اسکے لئے کوئي راہ سامنے نہیں پاتے - بیشک مسٹر بٹلر لکھنؤ میں (امیں آباد) کو وسعت دیکر شہر کی حوبصوریں کو بڑھاسکتے ہیں' لیکن شاید ہماری خواہشوں اور ارادوں کی حوبصوریں کو متاثر بدعیٹ بنانے پر قادر نہیں -

ہم بہت اختصار کے ساتھ بحث کرینگے - پہلی وجہ کی نسبت ہم سمجھتے ہیں کہ کم از کم سرنٹلر کو کسی سرکاری کاغذ کے ذریعہ تو نہیں دکھائي تھی - گورنمنٹ اگر صرف اپنی ڈگریوں کے پہلے دینے والے کارخانوں کي عزت بچانے کیلئے ہمیں آدمي پیدا کرنے سے روکنا چاہتی ہے تو اسکو اپنے (کالونیل آفس) کے تمام دیانتدار اور سیر چشمانہ دعوؤں کو واپس لے لینا چاہئے اور کم از کم آیندہ کیلئے تو انسانی ہمدردی اور رعایا پرستي کے الفاظ اپنی تاریخ تعلّب و مقررات سے نکال دینے چاہئیں - پھر اگر اصولاً دیکھا جائے تو یہ کہنا بھی محض ایک ادعائی ہے - اگر خود گورنمنٹ کی پانچ یونیورسٹیاں ہندوستان میں بغیر باہمی تصادم اور تداخل کے زندہ رہسکتی ہیں تو محورہ یونیورسٹی ہر صورت میں ایک محدود اثر کے کالج کو شامل رکھکر کیوں گورنمنٹ کے نظام تعلیمی کو درہم برہم کردے گی ؟ الہ آباد یونیورسٹي کے حلقۂ اثر کے اندر آج بھی پنجاب یونیورسٹی کی مشرقی عاوم کی ڈگریوں کا دخل ہے مگر کبھی کوئی مناقشہ ہمیں نہیں سنایا گیا - پھر ہوتا کہ اس دعوے کی کسي قدر تشریح کردي جاتی - مناقشہ کا احتمال اسطرح ظاہر کردیا گیا ہے گویا اصول متعارفہ کي طرح ایک مسلم بات ہے اور اسلئے تفصیل کا محتاج نہیں - ہم کو بتلانا چاہئے کہ مناقشے کی صورتیں کیا کیا ہیں جنسے (لارڈ کرزن) گھبرا رہے ہیں ؟

دوسری وجہ کو پڑھکر نہیں سمجھ سکتے کہ وہ ہم کو ہنسانا چاہتی ہے یا اسکی آرزومند ہے کہ گورنمنٹ کے صیغۂ تعلیم کی علمی بےبسی پر روئیں ؟ اگر صیغۂ تعلیم کا اعلی عہدہ دار اپنی گورنمنٹ رعایا کی متعدد خواہش کی پامالی کے لئے اپنے توسن وصل و کمال کی انتہائی جولانی کو کافی سمجھتا ہے تو ہم کو رونا چاہئے کہ ہماری تعلیم کا تاج و تخت کیسے لوگوں کے قبضے میں ہے - اس ادعاے محض کو ہم کیا سمجھیں ؟ کیوں ضروری قرار دے لیا گیا ہے کہ اس صورت میں یونیورسٹی کی ڈگریوں کا معیار پست ہی ہوجائے گا ؟ پچاس برس تک گورنمنٹ کا صیغۂ تعلیم اپنی یونیورسٹیوں کا معیار تعلیم پست رکھکر اب ہر تعلیمی شے کو پستی ہی میں دیکھتا ہے - ہم کہتے ہیں کہ کچھ ضروري نہیں - یہ ہماری کب آرزو ہے کہ غیر مقامی ہونے کی صورت میں ہم اسے محض امتحان لینے والی جماعت بنادیں گے - ہم تو وہ ہیں کہ برسوں سے گورنمنٹ کی امتحان لینے والی یونیورسٹیوں کی تحدید و تذلیل کرتے کرتے تھک گئے مگر گورنمنٹ ٹس سے مس کوئی عملی تبدیلی کرنے کے لئے آمادہ نہیں - ہمارا تو مقصد اصلی یہی ہے کہ جس چیز کے کرنے سے گورنمنٹ آجتک عاجز رہی ہے اب خود اپنی ہمت سے آگے انجام دیں اور تعلیمی کھلونے بنانے کے کارخانے کی جگہ ' واقعي تعلیم و تربیت دینے والی ایک عمارت طیار کریں - البتہ ساتھ ہی خود گورنمنٹ ہند کی قائم کردہ نظیر کی تقلید کرنے اسکا حلقۂ اثر محدود رکھنا نہیں چاہتے - وہ ایک پورے معنوں میں رہیڈنشیل یونیورسٹی ہوگی اور تمامی تعلیم کو ہمیشہ مقدم رکھیگی - لیکن اپنا نصاب تعلیم قومی کالجوں میں رائج کرےگی اور اسکی تعلیمی کونسل انکی تعلیم و تربیت کو اپنی نگرانی میں رکھے گی

تیسری دفعہ میں جو کچھ کہا گیا ہے البتہ ہم اسکے لئے نہ صرف اوریدل سرنٹلر بلکہ ہر (مسیحی دماغ) کو معذور رکھنے کے لئے بحوشي طیار ہیں - گو وہ بحیثیت ایک تعلیمی افسر ہونے کے ہم سے گفتگو کر رہے ہیں ' مگر ہم کو تو اس دور دنیا میں بھی ہر شے کي

علی مذهب هی نظر آتا هے - وہ کہتے هیں کہ " اصلی شے خاص طرح کی تعلیم و ترتیب اور نشو و نما سے نکلی هوئی روح هے جو محدود درسگاہ کی روایات و اثرات کے ساتھہ ملکے کام کرتی هے اور اگر یونیورسٹی عیر مقامی هوئي تو علی گڈھہ کی روایات کا اثر معقود هو جاے گا "

لیکن اگر یہ دعوے هماری نام کے طولانی خط کی جگہ مہاراجہ دربھنگہ کے مختصر خط کی زینت هوتی تو اسے شاید آسکی اصلی جگہ ملتی - آنریبل سر نٹلر یہ دعوے لکھتے هوے شاید بھول گئے کہ هم اور کوئی نہیں ' بلکہ مسلمان هیں - همارا کوئی وطن ' کوئی مقام ' کوئی محدود چار دیواری کی روایات ' اور کوئی مخصوص حلقۂ ترتیب نہیں هے - ساري دنیا هماری گھر هے ' اور خدا کے تمام بندے هماری کنبہ هیں - هم دنیا میں (مسیح) کی طرح صرف " اسرائیل کے گھرانے کی گم شدہ بھیڑوں کو ڈھونڈھنے " نہیں آئے ' بلکہ تمام عالم کی گم شدہ برادری کا کھوج لگاتے آئے هیں - یہ بالکل سچ هے کہ قدیم اور اکسفورد کے باهر اسکی روایات کا اثر نہیں ملسکتا مگر هماری روایات کا اصلی گھر تو (ابراهیم) کی بنائی هوئی قربانگاہ کی چار دیواری هے اور اسکے باهر هم جہاں کہیں رهیں هماري روایات همارے دل کے اندر موجود هے - هم علی گڈھہ میں یونیورسٹی اسلئے نہیں بناتے کہ علی گڈھہ کی روایات کی روح نسلا بعد نسل هم میں منتقل هو - اگر ایسا خیال همارے دل میں پیدا هو تو هم مرض نہیں بلکہ پکے مشرک هیں - هم تو ایک ایسی درسگاہ چاهتے هیں جسکے اندر (یثرب و بطحا) کی سنوردہ صد سالہ روایات کی روح هرممکن حد تک حلول کر جاے ' اور علی گڈھہ کی نہیں بلکہ وطن و مقام کی تمام سے مبرا ' عالمگیر اسلام کی نوبت پیدا هو - اسلام دنیا میں کسی وطن و مقام اور قوم و عروبہ کی تعریف کو تسلیم نہیں کرتا - اسکے خدا بھی نہیں هیں بلکہ ایک هے ' پس وہ تمام دنیا کو بھی ایک هی بنانا چاهتا هے ان هذه امتکم امة واحده ' وانا ربکم فاعبدون -

پس اگر هم مسلمان هیں ' تو کسی مقامی اور خاص رنگ کے قطرے تک محدود یونیورسٹی کو لینا مذهباً و دینا ناجائز سمجھتے هیں اور ایسا کرنا گویا اسلام اندرونی وحدت و اخوت کو متاثر مسلمانوں میں تعلیم کے ذریعہ مختلف اقوام کی حماعتیں پیدا کرنا هوگا - رہا مالج کی اندرونی روایات کا اثر ' تو اسکے لئے (وزیر هند) کو متفکر هونے کی ضرورت نہیں - اگر غیر مقامی هونے سے یہ شے هميں نہ ملے گی تو هم بھی کب چاهتے هیں ؟ هم تو کالج کی روایات نہیں ' بلکہ اسلام کی روایات کے طالب هیں - اگر همکو ارادی کے ساتھہ چھوڑ دیا جاے کہ اپنا کورس خود بنائیں اور خود هی اسکو پڑھائیں تو هم یورپ کو تعلیمی درسگاهوں کے سسٹم کا ایک نیا تجربہ کرا دینے کیلئے مستعد هیں - هم دکھلا سکتے هیں کہ کیونکر مختلف صوبوں کے کالجوں کو اپنے ساتھہ رکھکر پھر ایک هی طرح کی روایات اور اخلاقی ترتیب کی روح سب میں پیدا هوجا سکتی هے ؟ اور اسپر مستزاد تو یہ کہ یہ اسلام کا معجزہ هے - جسکو تم روایات کہتے هو ' هماری قرآن نے اسکو (صبغة الله) سے تعبیر کیا هے صبغة الله ' ومن احسن من الله صبغة - هم انسانی جماعتوں کی روایات اور اخلاقی رنگ کے طلبگار نہیں هیں ' همکو خدا کا رنگ اور اسکے بنائے هوے (اسوۂ حسنہ) کی روایات ملی نہیں اور اس کو پھر حاصل کرنا چاهتے هیں -

آنریبل سر نٹلر تو هندوستان کے چند بڑے بڑے شہروں تک دائرۂ اثر کی وسعت سے گھبراگئے ' لیکن انھیں یہ نہیں معلوم کہ هندوستان تو دنیا کے جغرافیہ کا ایک گوشہ هے ' اسکا ذکر هی کیا ' هماری نس چلے تو هم تو ایک ایسی یونیورسٹی قائم کریں جو نہ صرف کسی خاص ملک ' بلکہ تمام دنیا کیلئے عیر مقامی هو - تمام عالم کے کالج اسکے ماتحت هوں اور مغرب و مشرق اسکی تعلیمی حکمرانی کے زیر اثر هو - گو آج هم اسدرجہ دلدل و حوار هیں کہ گوہر مقصد حسب چاهتی هے ایک ٹھوکر لگا کو هم گرے هوؤں کو اور گرادیتی هے ' مگر انهی هم میں اسقدر جاں صرور باقی هے کہ اپنے ماضي کو بھولے نہیں - دنیا هم پر ہنس هوگئی هے لیکن ابھی هماری دل تنگ نہیں هوا هے - اب بھی هم ساری دنیا کو اپنے اندر لے سکتے هیں - آج دس لاکھہ روپیہ کی قسمت کی ایک متاع لینے کے بھی قابل نہیں اور اچھی خبری اگر ملجاے تو اسپر دینے والوں کے آگے سجدہ کرنے کیلئے مستعد هیں - لیکن کل کی بات هے کہ ساري دنیا ایک گوشۂ نظر کی قسمت دیکر خریدنے تھے اور پھر تمام عالم هماری آگے سربسجود تھا

ندانم دام در کنعشک و شادم ' یاد آں همت
کہ گر سیمرغ می آمد بدام ' ازاد می کردم

لیکن نہ هم اپنے حاکموں کے ساتھی هیں ' نہ تخت حسروي کے بعد خاک مذلت پر دیکھنے والے زمانے کے - شکوہ اگر کرنا هے تو اسي سے ' جس نے هم کو تمام عالم کا امیں و حاکم بنایا ' اور داد و گمدامی سے اٹھا کر عظمت و شہرت پر پہنچایا ' مگر هم نے اسکی قدر نہ کی ' اور پھر جو کچھہ هوا ایسا هونا قدرتی تھا :

و بلونا هم بالحسنات والسیئات لعلهم یرجعون (۷ ۶۱) [هاں هی وہ لوگ هیں ' لمن کان له قلب ' او القی السمع ' وهو شهید (۵۰ ۳۷) [اور هم اچھی حالت اور بری حالت ' دونوں میں مبتلا کرکے آزمانے هیں کہ شاید اپني بد اعمالیوں سے باز آجائیں - بیشک اسمیں بڑی نصیحت هے اسکے لئے ' جو اپنے پہلوؤں میں تور کرنے والا دل اور سنوں میں سننے والا کان رکھتے هیں]

مسلمانوں کے دل اگر موہ نہیں گئے هیں تو اب تو هوش میں آجائیں ' لارڈ کرزن ' سر نٹلر ' اور اپنے لیڈروں پر بہت بھروسہ کرچکے ' اب کچھہ دنوں اپنے خدا پر بھی اعتماد کرکے آزمالیں :

ومن یتوکل علی الله فهو حسبه - [جس نے خدا پر بھروسہ کیا ' اسکو خدا کا اعتماد کافی هے] [باقي آئندہ]

عربی
فارسی اور اردو ایپ کی
اسکولوں میں چلانے کیلئے
[illegible]
مستند
ہے

مقالا

الامر بالمعروف والنهي عن المنكر

الحب فی اللہ والبغض فی اللہ - السالک عن الحق شیطان اخرس

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ - (۳ ۱۰۶)

(۳)

عمل و اعتقاد

گذشتہ نمبر سے گو یہ متحقق ہوگیا کہ اسلام نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اپنے ہر پیرو پر فرض کردیا ہے' لیکن اصل بحث ابھی باقی ہے - اِس تعلیم کو اصولاً و اعتقاداً کون نہیں مانتا ؟ لیکن اخلاق اور مذہب کی ہر تعلیم میں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اعتقاد اور عمل دو مختلف چیزیں ہیں' جو اصول قابل عمل نہو' وہ کاغذ کے صفحوں پر کتنا ہی دلفریب ہو مگر انسانی مصائب کیلئے کیا مفید ہوسکتا ہے ؟ دیکھنا یہ ہے کہ دنیا اس اصول پر عمل بھی کرسکتی ہے یا نہیں ؟

" اسلام" یکسر عمل ہے' مذہبی تاریخ میں جو انقلابات بھی و اصول سے عمل کی جانب ہوئے ہیں اور جنکی ابتدائی حالت کا مکمل نمونہ (گوتم بدھ) اور آخری صورت (مسیحی تحریک) بھی' اسلام اسکے انقلاب آخری کا نام ہے' جسکے بعد مذہب ایک خالص عملی قانون کی شکل میں متبدل ہوگیا اور وہ تمام چیزیں نکل گئیں' جو آسکی عملی طاقت کو مضرت پہنچاتی تھیں - پس اگر یہ صحیح ہے کہ امر بالمعروف ایک اسلامی اصول ہے تو یہ بھی صحیح ہے کہ وہ محض ایک مذہبی زندگی رکھنے والا اصول ہی نہیں بلکہ انسان کی عملی زندگی میں تبدیلی پیدا کرنے والا قانون ہے -

حب و بغض اور عفو و انتقام

سب سے بڑی مشکل جو اس اصول کی عملی راہ میں پیش آتی ہے وہ اخلاقی تعلیمات کی دورنگی ہے' ایک طرف عفو و درگذر اور محبت و مادری کی تعلیم ہے' دوسری طرف نیکی و بدی کے احساسات کی سختی اور انتقام و عقوبت ہے - خود قرآن کریم کی تعلیمات میں بھی یہی مشکل پیش آتی ہے - ایک طرف عفو و نرمی اور حکمت و موعظہ کا حکم ہے' دوسری طرف سختی و انتقام اور تشدد و حد کے احکام پر زور دیا گیا ہے - یورپ کے مورخین جب تعصب و جہل کی تاریکی میں اسلام کا مطالعہ کرنے بیٹھتے ہیں تو اس اختلاف تعلیم کی تہ میں انہیں کچھ نظر نہیں آتا' پھر پریشان ہوکر اس اختلاف کو (مکی) اور (مدنی) زندگی کے اختلاف حالت کا نتیجہ بتلاتے ہیں کہ جب تک اسلام نے سیاسی اور معاشی کی حالت میں تھا' نرمی اور عفو و درگذر کی تعلیم سے زندگی کا سہارا ڈھونڈھتا تھا - لیکن مدینہ میں آکر جب تلوار ہاتھ آگئی تو پھر حکومت اور طاقت کی حالت میں عادری و مسکنت کی ضرورت نہ تھی - لیکن واللہ یعلم انہم لکاذبون -

عفو و انتقام کا اصل اصول

اس بحث کا یہ موقعہ نہیں' لیکن اسلام نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو جس اصول پر قائم کیا ہے' وہ حسب ذیل ہے —

حکماء کا ایک عمدہ اصول ہے کہ " اصل ہر شے کی اباحت ہے تا آنکہ کوئی سبب حرمت پیدا نہو" انگور کا عرق فی نفسہ ایک مفید اور عمدہ شے ہے' لیکن جب اسمیں نشہ پیدا کردیا جائے اور نشہ کی وجہ سے انسان کے دماغ اور اخلاق کو نقصان اور اس نقصان کی وجہ سے امن عامہ میں خلل اور سوسائٹی کا ہر طرح کو زہ پہنچنا قطعی ہے -

بالکل اسی طرح اخلاق میں بھی اصل عمل (محبت) ہے تا آنکہ کوئی سبب الجھ ہوکر (بغض) سے تبدیل نہ کردے ' یعنی دنیا میں ہر شے محبت کے زیر قانون ہے اور کوئی نہیں جو محبت و پیار کا مستحق نہو' لیکن اس محبت کے اوپر بھی ایک قانون عام کی حکومت ہے یعنے " نفع رسانی اور حقوق العباد کی نگہداشت " پس اگر کوئی علت ایسی پیدا ہوجائے جسکے سبب سے محبت کی صورت اپنی محبوبیت کو مسخ کردے ' تو پھر ہر محبوب شے کو اپنی نظروں میں مبغوض پالو' اور جس قدر محبت کی راہ میں محبت کا خون بہتا ہے ' محبت ہی کے خاطر بغض کی راہ میں بغض کا خون بہا دو -

غور کرو ' قانون دنیا میں کیا چاہتا ہے ؟ محبت یعنے امن و قائم کرنا ' لیکن محبت کی خاطر عداوت' اور امن کی خاطر بد امنی اسکو بھی کرنی ہی پڑتی ہے - اسکی انتہائی آرزو یہ ہے کہ انسان کی زندگی کو مہلکات سے بچائے دے ' لیکن زندگی بخشنے کیلئے آپ موت ہی کے خنجر سے کام لینا پڑتا ہے - انسانوں کو پھانسی دو جرثومہ کو مارنا ہے اور کہنا یہ ہے یہ اسلئے ہے تا کہ انسان گلا گھونٹ کر نہ مارے جائیں -

پارلیمنٹ اور جمہوریت امن اور آزادی مانگتی ہے' مگر امن کی خاطر آپ شخصی حکومت میں بد امنی پیدا کرنی پڑتی ہے اور آئندہ دل روکدینے کیلئے لوگوں کو قتل کرنا پڑتا ہے -

قرآن نے حب و بغض اور نرمی و سختی کے اصول کو اسی بنیاد پر قائم کیا ہے ' اسکی عام تعلیم یہ ہے

حد العفو و امر بالعرف — خطاؤں سے درگذر کر اچھی باتوں کا حکم دے

و اعرض عن الجاھلین — اور جاہلوں سے کنارہ کش ہوجا اور اگر

وامـا ینـزغنك من الشیطان نـزغ فاستعذ باللہ انہ سمیع علیـم (۷ ۱۹۸)

(اے پیغمبر) تیرے دل میں اگر انتقام اور بدلہ لینے کا ولولہ پیـدا ہو تو خدا سے پناہ مانگ، وہ سننے والا اور جاننے والا ہے -

ایک دوسرے موقعہ پر احسان عام اور عاجزی و مروتی کو اس پیرایہ میں فرمایا

ولا تمش فی الارض مـرحا انك لن تخـرق الارض ولن تبلغ الجبال طولا، کل ذلك کان سیئہ عند ربك مکروھا (۱۷ ۴۰)

زمین پر اکڑ کے نہ چلا کرو، اسطرح تم زمین کو پھاڑ تو سکتے نہیں اور نہ تکبر چلنے سے پہاڑوں کی لمبائی کو پہنچ سکتے ہو، یہ تمام باتیں خدا کو ناپسند ہیں -

سورۂ فرقان میں اپنے نیک بندوں اور سچے مومنوں کی جہاں خصلتیں گنائی ہیں وہاں پہلا وصف یہ کہا

وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبھـم الجاھلون قالوا سلاما (۲۵ ۶۵)

اور رحم کرنے والے خدا کے رحم طلبت بندے وہ ہیں جو زمین پر نہایت مروتی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ایسے جہالت کی باتیں کرتے ہیں تو سلام کرکے الگ ہو جاتے ہیں -

سورۂ شوریٰ میں ایک ایسے ہی موقعہ پر مومن کا سب سے بڑا وصف یہ قرار دیا ہے کہ

اذا ما غضبـوا ھـم یغفرون (۴۲ ۳۷)

اور جب اُنکو غصہ آجاتا ہے تو خطاؤں سے درگذر کرتے ہیں -

اصطلاح قرآن میں (عزم الامور) ایک انتہائی وصف ہے جو اعلیٰ جلیل القدر کی مدح میں آتا ہے لیکن عفو و صبر کرنے والے کمتروں نے بھی اسی کو استعمال کیا -

ولمـن صبـر وغفـر ان ذالك لمـن عـزم الامـور (۴۲ ۴۳)

اور جو صبر کرے اور خطاؤں کو بخشدے تو بے شک یہ بڑے ہمت کے کام ہیں -

احسان عام کی ان تعلیمات کا استقصا کیا جائے تو اسطرح کی بیسوں آیتیں اور ملیں گی

یہ تعلیم تو عام، اور گویا اصل اخلاقی کا حکم رکھتی ہے، لیکن جب عوارض سے حالات متغیر ہوجائیں، اور عفو و درگذر کی جو علت تھی (یعنے نفع اخلاقی اور عدم مضرت رسانی) عفو و درگذر سے جو وہ مفقود ہونے لگے تو اس حالت میں پھر یہ شرائط عدل و وسطیت، انتقام اور بدلے کی سختی کو جائز کردیتا -

جـزاء سیئـۃ سیئـۃ مثلھـا (۴۲ ۳۸)

برائی کا بدلـہ ویسی ہی برائی سے کرو-

آگے چلکر اسکو صاف کردیا

ولمن انتصر بعد ظلمـہ فاولئك ما علیھـم من سبیل - انما السبیل علی الذین یظلمـون الناس (۴۲ ۴۱)

اور اگر کسی پر ظلم ہوا ہو اور وہ اُسکے بعد بدلہ لے تو ایسے لوگ معذور ہیں اوپر کوئی الزام نہیں - الزام اُنہیں پر ہے، جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین علی الارض بغیر کسی حق کے زیادتی کے ساتھ الحق (۴۲ ۳۹) پیش آتے ہیں -

دوسری مثال اس سے زیادہ واضح ہے -

عام حکم کفار و مخالفین کے ساتھ نرمی و رأفت، عفو و درگذر، اور طریق احسن نصیحت و موعظت کا ہے

ادع الی سبیل ربك بالحکمۃ والموعظـۃ الحسنـۃ، وجادلھم بالتی ھی احسن (۱۶ ۱۲۷)

حکمت کی راہ کی طرف حکمت و وعظ کے ساتھھ بلاؤ اور اگر بحث بھی کرو تو اسطرح کہ وہ پسندیدہ طریقہ ہو-

دوسری جگہ مخصوص طور پر یہود و نصاریٰ کی نسبت کہا

ولا تجادلوا اھل الکتاب الا بالتی ھی احسن (۲۹ ۴۵)

اہل کتاب کے ساتھھ بحث نہ کرو مگر طریق پسندیدہ -

لیکن پھر دوسرے موقعوں پر (جہاد فی سبیل اللہ) کو ایک فرض دینی قرار دیا اور سورتوں کی سورتیں اسکے احکام کی تفصیل نازل فرمائیں

وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم (۲ ۱۸۷)

جو لوگ تم سے لڑیں تم بھی اللہ کی راہ میں انسے قتال کرو -

اسی امر کے بعد فرمایا

فاقتلوھم حیث ثقفتمـوھم واخرجـوھم من حیث اخرجـوکم (۲ ۱۸۸)

انکو جہاں پاؤ قتل کرو، اور جہاں سے اُنہوں نے تمہیں نکالا ہے تم بھی انہیں نکال باہر کرو

یہ عام طور پر نرمی اور آسانی کا حکم دینا، لیکن قتل پر بھی جس نے ان سختی اور شدید سختی کا فرض دینا جائز قال قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظـۃ کہ وہ تم میں سختی پائیں -

دونوں تعلیموں میں کس درجہ تضاد و تناقض ہے ؟ مگر در اصل دونوں کا مبنا ایک ہی ہے - پہلا حکم احسان عام، مصلحت عمومی اور اصل اخلاقی پر مبنی تھا، لیکن جب عوارض و لواحق سے حالات بدل گئے تو جسطرح بے احسانوں کی راحت اور خلق نفع کمانے نرمی کا حکم دیا تھا، اسی طرح اور اسی مقصد سے یہاں سختی و قتل کا حکم دیا اور اس کی علت کو کھول کر بیان کردیا کہ .

الفتنـۃ اشـد من القتـل (۲ ۱۸۷)

فساد جس زیادتی سے بڑھکر ہے

(۲)

وقاتلوھم حتـی لا تکون فتنـۃ (۲ ۱۸۹)

انکو قتل کرو یہاں تک کہ ملک میں فساد باقی نہ رہے -

جسطرح فاروں قتل کی برائی کو رفع کرنے کیلئے جرد قتل کی برائی کو مجبوراً اختیار کرتا ہے اسی طرح قرآن نے فتنہ و فساد سے ارض الہی کو پاک کرنے کیلئے تلوار سے فتنہ اٹھنے تک کی اجازت دیدی ہے - پیشک نرمی اور نرم رفتاری کو خدا دوست رکھتا ہے، لیکن سخت گناہوں اور ظالموں کو سختی سے دور رکھنے کیلئے جب تک سختی نہ کی جائے نرمی قائم نہیں ہوسکتی - فتنہ و فساد اسے پسند نہیں، مگر فتنہ و فساد کو روکنے ہی کیلئے اُسے فتنہ سے علاج بالمثل کرنا پڑتا ہے -

ولو لا دفع الله الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع وبيع وصلوات و مساجد يذكر فيها اسم الله كثيرا (۲۲ ۴۲)

اور اگر خدا لوگوں کو ایک دوسرے کے ہاتھہ سے نہ ہٹواتا رہتا تو تمام صومعے اور گرجے اور تمام عبادتگاہیں اور مسجدیں جن میں کثرت سے خدا کا نام لیا جاتا ہے ' کبھی کے منہدم ہوگئی ہوتیں -

یعنی مقصد الہی شعقب و رحمت و احسان عام ہے لیکن جب ایک گروہ اسکی رحمتوں کو فتنہ و فساد سے آلودہ کرتا ہے ' بغیر کسی جرم و قصور کے محض عبادت الہی کی وجہ سے اسکے نیک بندوں پر ظلم و سختی کرتا ہے ' انکو گھروں سے نکالتا ہے ' اللہ کی عبادتگاہ میں جانے سے روکتا ہے ' پھر وہ جب اپنا گھر بار چھوڑ کر ' وطن سے بے وطن ہوکر ' ایک دوسرے شہر میں پناہ لیتے ہیں تو وہاں بھی انکو چین سے بیٹھنے نہیں دیتا ' تو ان حالتوں میں مجبور ہوکر پیغمبر کو فتنہ روکنے ' مظلوموں کو بچانے ' شعائر الہی کی حفاظت اور حرمت کو قائم رکھنے ' اور رافت و رحمت سے دنیا کی محرومی کو مٹانے کیلئے سختی سے کام لینا پڑتا ہے اور تلوار کو کاٹنے بنانے تلوار بلند کی جاتی ہے -

وكذلك جعلناكم امة وسطا

اس موقعہ پر پچھلے نمبر کے اس فکرے پر ایک نظر ڈال لینی چاہئے ' جسمیں " امة وسطا " پر بحث کی گئی ہے - خدا تعالی نے مسلمانوں کو اپنی حلاقت اور نیابت بخشی تھی پس ضرور تھا کہ وہ بھی صفات الہی سے متصف ' اور متخلق باخلاق الہی ہوں - خدا رحیم اور محبت کرنے والا ہے ' پس حکم دیا گیا کہ " ارحموا علی الارض یرحمکم من فی السماء " - زمین پر رحم کرو تاکہ وہ ' جو آسمان پر ہے تم پر رحم کرے - انکی رحیم ہونے کے ساتھہ وہ عادل بھی ہے ' پس رحم و محبت میں بھی عدل اور وسط کا ہونا ناگزیر تھا - اس بنا پر تعلیم دی گئی کہ جب افراط و تفریط حد سے بڑھنے لگے تو افراط کو روکنے کے لئے تم بھی افراط کرو - سہرا بڑھتا ہے تو تم بھی نہیں زیادہ ترشی کھلادو - تم پر تلوار اٹھائی گئی ہے تو اسے تلوار ہی سے کاٹو - تم دلدل کئے گئے ہو تو تم بھی دلدل ہی کرو تاکہ توسط و اعتدال پیدا ہو - یہ سب کچھہ عین رحم و محبت ہے - نہ کہ سختی و حدر - ڈاکٹر مرض کے عزیز سے عزیز مریض پر مہربان نہیں ' اسکے تلوے میں کانٹا چبھکر چبھن پیدا کر رہا ہے ' لیکن اس چبھن کے دور کرنے کیلئے نشتر کے سوا کسی چیز سے اسے کام لینا پڑیگا -

ارسلنا رسلنا بالبينات وانزلنا معهم الكتاب والميزان ليقوم الناس بالقسط ' وانزلنا الحديد فيه باس شديد و منافع للناس (۵۷ ۲۵)

ہم نے اپنے رسولوں کو کھلی کھلی نشانیوں کے ساتھہ مبعوث کیا اور انکے ساتھہ کتاب اور ترازو بھیجا تاکہ لوگ عدل و انصاف پر قائم ہوں اور لوہا پیدا کیا (جو ہتیاروں کی شکل میں) سخت خطرناک بھی ہے اور ساتھہ ہی بہت سی منفعتیں بھی انسانوں کیلئے اپنے اندر رکھتا ہے -

اس آیت میں قرآن نے پوری تشریح کے ساتھہ نظام عالم کے قوانین اساسی کو بیان کردیا ہے - خدا ہدایت و اصلاح کیلئے انبیا کو بھیجتا ہے اور انکو میزان (قیام عدل کی تاسیسی قوت) دیتا ہے ' تاکہ دنیا میں اللہ کے عدل کو قائم کردیں ' لیکن چونکہ اسکے لئے اکثر اوقات قہر و عقوبت کی ضرورت تھی ' اسلئے انکو عدل قائم کرنے کیلئے جنگ و قتال کی بھی اجازت دی ' اور لوہا پیدا کیا جو طرح طرح ہتیاروں کی اشکال اختیار کرتا ہے پس وہ مضر بھی ہے اور مفید بھی -

تشبیہ دلالہ و تعلق باخلاق اللہ

پس امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی صفات الہیہ میں سے ایک صفت ہے - اسلام انسان کے آگے ایک ارتقائے روحانی کی راہ کھولتا ہے جو گو عبدیت کے مقام تذلل و تکسر سے شروع ہوتی ہے مگر اسکا انتہائی نقطہ نشوہ تالہ (یعنے خدا کی صفات سے مشابہت پیدا کرنے کا مقام) ہے - اور اسی طرف اس مشہور حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے کہ تخلقوا باخلاق اللہ (خدا کا اخلاق اپنے اندر پیدا کرو) پس ضرور تھا کہ جس ملت کو خدا نے دنیا میں اپنی نیابت اور خلافت بخشی تھی وہ بھی اس صفت الہی سے متصف ہوتی - خدا طاعت و عبادت سے (یعنے ہر ایسے کام سے جو قوائے فطرت کا صحیح استعمال ہو) خوش ہوتا ہے ' پس ایک انسان موس کو بھی خوش ہونا چاہئے - خدا کفر و ضلالت اور بد اعمالی سے (یعنے ان تمام کاموں سے جو قوائے فطرت کا اسراف و تبذیر ہوں) ناخوش ہوتا ہے اور اپنی ناراضامندی کا اظہار کرتا ہے ' پس موس و مسلم کو بھی ناخوش ہونا چاہئے اور اپنی ناراضامندی کا اعلان کرنا چاہئے - ہم نے پچھلے نمبر میں (اسراف) اور (تبذیر) کی حقیقت سے بحث کی تھی - خدا عادل ہے ' اور رحم و محبت ' نرمی و آشتی میں بھی اسراف و تبذیر پسند نہیں کرتا - اگر (نائدل) کا (انس اللہ) رحم مخصص کا متجسمہ ہے اور عدل کے ترازو کو ہاتھہ میں لینا نہیں چاہتا تو بدلے ' مگر چھوٹے بچوں تو اسے بھی چارہ نہیں - اسنے تمام انسانی جرائم و معاصی کو شان محبت کے جوش میں معاف کردینا چاہا لیکن پھر بھی بدی کو قابل عقوبت ثابت کرنے کیلئے تمام اس آدم کو نہیں ' مگر اپنے عزیز بیٹے کو تو تین دن تک لعنت میں گرفتار رکھکر حوتی مجرموں کی طرح سولی پر چڑھانا ہی پڑا -

یہ ناگزیر ہے ' دنیا کیلئے مصلحت کی صورت ہوتی ' ہو مگر افسوس کہ سودمند نہیں - عدل کی پیشانی پر اگرچہ خوشنمائی کی بلندی کی جگہ سختی و خشونت کی لکیریں ہیں ' لیکن دنیا کا تمام نظام صرف اسی کے دم سے ہے - پس خدا نے اپنی ملت کو بھی اپنے صفات کی دعوت دی اور اپنی شان عدل کی طرح اسکو بھی (امة وسطاً) قرار دیا تاکہ وہ اسکی زمین پر ایک عادلانہ خلافت ہو اور اسکی طرح کسی حدے میں نہ تو اسراف کرے (یعنے رحم کے موقعہ پر رحم کو ' اور سختی کے موقعہ پر سختی کو اسکی ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا) اور نہ تبذیر کا طریقہ اختیار کرے (یعنے رحم کی جگہ قہر - اور قہر کی جگہ رحم) -

مقام محبت الٰہی اور " یحبھم ویحبونہ "

یہی وار ہے کہ خدا نے تمام قوموں کو اپنے اپنے دور میں اپنی خلافت بخشی اور ہر صالح جماعت کو اس وراثۃ الٰہی کا حقدار بنایا (ان الارض یرثھا عبادی الصالحون) مگر کسی کو اپنی محبوبیت اور معشوقیت کا درجہ عطا نہیں فرمایا - حضرت (داؤد) علی نبینا و علیہ السلام کی نسبت ضرور کہا کہ

یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض (۳۸ : ۲۷) — اے داؤد ! ہم نے تمکو زمین پر اپنی خلافت بخشی -

بنی اسرائیل بھی مدتوں اسپر سرافراز رہے' لیکن انکی نسبت یہ کبھی نہیں کہا کہ وہ خدا کے دوست اور محبوب بنالئے گئے تھے - یہ اس امت مرحومہ کی مزیت خصوصی تھی کہ .

سوف یاتی اللہ بقوم — عنقریب اللہ ایک ایسا گروہ پیدا کریگا
یحبھم ویحبونہ (۵ : ۵۹) — جسکو وہ اپنا محبوب بنائے گا اور وہ خدا کو محبوب رکھیں گے -

لیکن اس جماعت کی علامت یہ بتلائی کہ :

اذلۃ علی المومنین' اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم (۵ : ۶۰) — مومنوں کے ساتھ نرم' مگر کافروں کے ساتھ سخت' اللہ کی راہ میں اپنی جانیں لڑادیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوف نہ کھائیں گے -

یہ منحصر آپ اس مشکل کا پورا حل ہے - مومن محبوب الٰہی ہے - کیونکہ ایمان باللہ سے بڑھکر محبت الٰہی کیلئے اور کونسی شے طالب ہو سکتی ہے ؟ لیکن خدا نے اپنی محبت کے ساتھ طرف مقابل کی محبت کا بھی ذکر کیا کہ " میں انہیں چاہتا ہوں اور وہ مجھے چاہتے ہیں" (یحبھم ویحبونہ) اور یہاں ازلاف ترتیب کیلئے ایک نکتۂ محبت ہے - حضرت (یوسف) کے حالات میں یکطرفہ عشق و محبت ہی کا افسانہ ہے ' مگر وہ محبت محض یک طرفہ تھی' " یحبھم ویحبونہ " کی طرح دونوں طرف سے نہ تھی - صرف زلیخا ہی کی نسبت فرمایا کہ .

لقد شغفھا حبا (۱۲ : ۳۰) — یوسف کا عشق اسکے دل میں جگہ پکڑ گیا ہے

اسی کا نتیجہ تھا کہ زلیخا جو چھپ کر بتی تھی' اپنے نفس کی خاطر بتی تھی' یوسف کی رضا جوئی مطلوب نہ تھی - جب عزیز مصر پر اصلیت منکشف ہوگئی تو دلسوزی و رسوائی سے بچنے کیلئے باوجود کمال استغلاے محبت و شغف خود ہی یہ صلح دی کہ :

ما جزاء من اراد باھلک سوءا الا ان یسجن او عذاب الیم (۱۲ : ۲۵) — جو شخص تیری بیوی کے ساتھ بدکاری کا ارادہ کرے اسکی یہی سزا ہے کہ قید کیا جائے یا سخت عذاب میں گرفتار ہو -

لیکن عشق وخود پرستی دونوں ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتے عشق کی تعریف یہ ہے کہ " ازالۃ قدل و آخرھا حرق " [اسکی ابتدا قتل نفس ہے اور انتہا تمام خواہشوں اور ہوا و ہوس کا فنا] یہاں سب سے بڑی محبت اپنے وجود کا حس اور اثبات ہے :

وجودک ذنب لا یقاس بہ ذنب

محبت کا اصلی مقام وہ ہے جہاں پہنچکر نفس اپنے کو فنا کردیتا ہے اور پھر دست محبوب میں محض ایک آلہ کے روح بنکر رہجاتا ہے - اسکا دل اسکے پہلو میں نہیں ہوتا ' بلکہ محبوب کی انگلیوں میں " یقلبھا کیف یشاء " (جس طرف چاہتا ہے پھرا دیتا ہے) محبت یا استغراق خود اسکو محبوب کے صفات و خصائل کا ایک دوسرا پیکر بنا دیتا ہے - وہ دیکھتا ہے تو اسی کی نظر سے' اور سنتا ہے تو اسی کے کانوں سے - خود اسکی کوئی خواہش اور کوئی مرضی باقی نہیں رہتی - محبوب کی خواہش اسکی خواہش' اور محبوب کی مرضی اسکی مرضی بن جاتی ہے - (زلیخا) کو الٰہی یہ درجہ حاصل نہیں ہوا تھا وہ اپنی دلبستگی و رسوائی کے خوف سے (یوسف) کو بارہ برس تک قید خانے میں نہ دیکھتی' البتہ جب اس راہ میں ترقی کر گئی تو پھر ننگ و ناموس نفس کی زنجیریں خود بخود ٹوٹ گئیں اور پکار پکار کر کہنے لگی

ما ابرئ نفسی ان النفس — اپنے نفس کو الزام سے نہیں بچاتی بیشک
لامارۃ بالسوء (۱۲ : ۵۳) — میرا نفس برائی پر آمادہ کرنے والا ہے

خدا نے اپنے مومن بندوں کو صرف اپنا ہی محبوب نہ کہا کہ یہ تو صرف زلیخائی ہوتی' بلکہ یحبھم ویحبونہم فرمایا کہ میں اگر انکو دوست رکھتا ہوں تو وہ بھی مجھکو محبوب رکھتے ہیں - اس تعلق محبت کو حب و محبوبی اور عشق و معشوقی' دونوں سے مرکب بنایا ' تاکہ مقام ایمان کی اصلی علامت اور خصوصیت ظاہر ہوجائے' اور ایمان باللہ و التحقیق اللہ کی محبت ہی کا نام ہے

والذین آمنوا اشد حبا للہ (۲ : ۸۸) — اور جو لوگ ایمان لائے ہیں انکی خدا سے محبت اللہ نہایت درجہ کی محبت ہے -

محبت کی شرط اولیں فنا فی المحبوب ہے' اسلئے مومن مخلص بھی وہی ہے جو اپنی تمام خواہشوں اور قوتوں کو بھولکر صرف خدا کی مرضی اور ارادے پر اپنے تئیں چھوڑدے - خدا کی مرضی اسکی مرضی' اور خدا کی خوشی اسکی خوشی ہو - یہی معنی خلافت الٰہی کے ہیں کہ وہ بندہ میں اللہ کی صفات کاملہ کا مظہر' اور اسلئے اسکا جانشین ہے -

التحب فی اللہ والتبغض فی اللہ

پس جب مقام ایمان محبت الٰہی اور محبت بعد حصول فنا فی المحبوب محال ' تو یہیں سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض بے نقاب ہوجاتا ہے - (مومن) کی تعریف یہ ہے کہ خود اسکی نہ کسی کے ساتھ دوستی ہو اور نہ دشمنی ' نہ کسی کی مدح کرے' اور نہ مذمت' بلکہ وہ دست الٰہی میں ایک بیجان آلہ بنکر اپنی محبت اور دشمنی دونوں راہ محبوب لئے وقف کردے - جو خدا کے دوست ہیں' وہ اسکے دوست ہوں ' اور جو اسکے دشمن ہیں' وہ اسکے دشمن ہوں ؛ اسی کی راہ میں دوستی ' اور اسی کی راہ میں دشمنی' التحب فی اللہ والتبغض فی اللہ - خدا بندوں اور اعمال حسنہ سے خوش ہوتا ہے ' پس وہ بھی جہاں بندوں کی کو دیکھے ' اپنا سر جھکادے - وہ بندی اور بد اعمالی کو غضبناک ہوتا ہے (لا یرضی لعبادہ الکفر) پس اسکو بھی جہاں کہیں بندی نظر آئے ' صفات الٰہی کی جگہ اور بکر و تبغض ان سے -

ادلة علی الموصدین ' اعزة علی الکافرین - بیکی کے سامنے حسعدر عاجز هو' ادنا هی بدی کے آگے معزز و سنحب هو -

کیا نہیں دیکھتے کہ حدا تعالی نے جہاں امر بالمعروف کا ذکر کیا هے وهاں ساتھہ هی ایمان باللہ کا بھی ذکر کیا هے

کنتم خیر امة اخرجت للناس' تم تمام امتوں میں بہتر امت هو کہ تامروں بالمعروف وتنهوں بیکی کاموں کا حکم دیتے هو اور برائی عن المنکر وتومنوں باللہ سے روکتے هو اور اللہ پر ایمان رکھتے هو - یہ اسلئے کہا کہ امر بالمعروف کا فرض بغیر کامل ایمان باللہ کے ادا نہیں هو سکتا - ایک انسان جو هوائے نفس میں گرفتار هے ' درهم و دنانیر کو پوجتا هے ' لذت نفس اور عیش دنیوی کو اپنا قبلہ بنا لیا هے' اور دنیوی رسوخ و عزت کو اپنا معبود سمجھتا هے ' ممکن نہیں کہ اپنے اندر بیکی کے حکم ' اور بدی کی روک کی طاقت پاسکے - وہ مشرک هے - گو زبان سے دعوی ایمان کرتا هو مگر ایمان کی حلاوت اسکو کبھی چکھنا بھی نصیب نہیں هوئی

وما یومن اکثرهم باللہ الا وهم مشرکون (۱۲ ۲۵) اور ان میں سے اکثر ایسے هیں کہ گو ایمان کا دعوا کرتے هیں مگر فی الحقیقت مبتلائے شرک هیں -

عبادت اور بندگی کے معنے کسی مجسم شے کو پوجنا هی نہیں هے بلکہ هر وہ شے جسکے بنانے کا حق صرف خدا هی کو تھا' اگر اُسکے سوا کسی دوسری هستی کو دیدی جائے' تو یہ بھی شرک هے (مگر اسکی تشریح کا یہ موقعہ نہیں -)

خدا نے سب کچھہ انسان کیلئے ' مگر انسان کو اپنے لئے بنایا - پس ایمان باللہ کے یہ معنے هیں کہ انسان سب کچھہ آررونکو دیدے مگر خود اپنے تئیں خدا کے سوا اورکسی کو نہ دے - اگر وہ اپنی خواهش اور مرضی کو اُسکی خواهش اور مرضی پر مقدم رکھتا هے تو وہ دعوئے ایمان میں سچا نہیں -

هموم خیالات سے سلسلۂ سخن بار بار ٹوٹتا هے اور پھر حمد قدم چلکر واپس هونا پڑتا هے - حاصل سخن یہ هے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وهی کرسکتا هے جو ایمان باللہ میں راسخ و مستقیم هو اور یہ تب هو سکتا هے کہ محب الہی کی راہ میں مستقیم هوکر سب کو خدا کیلئے اختیار کرے اور سب کو خدا کیلئے چھوڑدے - خود اسکی کوئی ذاتی محبت اور ذاتی عداوت نہو - نہ اپنی غرض کیلئے دوست بنائے اور نہ اپنی غرض کیلئے دشمن - وہ هر شے کو خدا کی آنکھہ سے پیار کرے اور اُسی کی آنکھہ سے دشمن دیکھے - اسکا کوئی وجود' اسکی کوئی زندگی' اسکی کوئی صدا نہو' جب چلے تو خدا کے پاؤں سے چلے' اور جب سنے تو خدا کے کان سے سنے' اور جب بولے تو خدا کی آواز اسکے گلے سے نکلے - ولنعم ماقیل فی هذ المقام

من بندهٔ آنم کہ زندهم کند ورهان بندم
من زهان نگذشتم و جانا بندهٔ
چشم و گوش و دست و پایم او گرفت
من نه در وقتم' سرایم او گرفت

ایں نصر وین سمع' چوں آلات اوست
ملک دراب بندم مرآت اوست
نعمه از نائست ' نے از نے ' نواں
مستی از ساقست' نے از می' نواں
چوں مرا بندی' خدا را بیند
گردد کعبه صدق در گردنده
گفتم من گفت اللہ بود
گرچه از حلقوم عبد اللہ بود
ما جو مست از دست ساقی شدیم
مست گشتیم' از قضا باقی شدیم

ده (عارف رومی) کی مستانه نغمه پرداز بیان هی نہیں هوں' بلکہ میں ترجمه هے اُس مشہور حدیث قدسی کا ' جسکو (امام بخاری) کتاب التواضع میں لائے هیں کہ

لا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل' حتی احببته' فاذا احببته ' کنت سمعه الذی یسمع به ' و بصره الذی یبصر به ' و یده الذی یبطش بها ' و رجله الذی یمشی بها ' و لئن سالنی لاعطینه ' و لئن استعاذنی لاعیذنه

جب بندا کوئی نفل عبادت کے ذریعہ نوافل کے مرتبے حاصل کرتا هے' مجھے محبوب هوتا هے تو اُسکو اپنا محبوب بنالیتا هوں' پس جب وہ محبوب بنگیا' تو میں اُسکا کان هوجاتا هوں ' جسسے وہ سنتا هے' اور اُسکی آنکھہ هوجاتا هوں جسسے وہ دیکھتا هے ' اور اسکا هاتھہ هوجاتا هوں' جسسے پکڑتا هے ' اور پاؤں هوجاتا هوں' جسسے چلتا هے' اور اُسکی زبان هوجاتا هوں' جسسے بولتا هے - وہ جو مانگتا هے' عطا کرتا هوں' اور جب پناہ مانگتا هے پناہ دیتا هوں -

" یحبهم ویحبونه" کا بھی مقام هے اور نہیں پہنچکر (پدرهرات) اپنی فریاد ضبط نہ کرسکا اور مضطرانہ قدم اُٹھا کہ " خدایا اس حد والعجبی سے کہ تا دوستان خود مذکری ؟ تاوقتیکہ ترا می جستیم' خود را یافتیم ' اکنوں خود را می جوئم' ترا می نیابم "

صحابہ کی جماعت نے ایک درخت کے نیچے بیٹھکر محمد اس عبد اللہ کے هاتھہ پر بیعت کی تھی مگر ارشاد الہی هوا کہ وہ هاتھہ عبد اللہ کا نہ تھا بلکہ خود اللہ کا تھا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ' ید اللہ فوق ایدیهم - (۴۸ ۱۱) و ما رمیت اذ رمیت' ولکن اللہ رمی (۸ ۱۸)

ز وراء داک' مقال لا اقول ' لابی
سر' لسان النطق عنه اخرس

ناظرین اگر طول سخن سے گھبرا نہ جائیں تو ابھی ایک نمبر اس موضوع پر اور باقی هے -

دیدهٔ خود حکایت دیار دگر کنم
چنانکه حرف عصا گفت موسی اندر طور

ناموران نے وہ ظ ا ب

شیخ المجاهدین ' محبوب الاسلام والمسلمین

الدطل العظیم غازي انور بک

متع الله الاسلام والمسلمین بحفظه وجوده وطول حیاته

(۵)

طرابلس کی ایک لیلة الشهدا

— * —

اس ایک ہی آسمان کے نیچے ایک ہی وقت میں کیسے کیسے مختلف اور متضاد تماشے ہورہے ہیں ! اگر ہماري طرح آسمان بھی دیکھتا ہوگا تو اسکے سامنے کیسے عجیب اور مدہش منظر ہونگے ! ایک گوشے میں نشاط و شادمانی کا ہنگامہ بپا ہے ' دوسری طرف حسرت و نامرادی کے ماتم سے دنیا کو فرصت نہیں - بہت ممکن ہے کہ جس وقت دنیا کے ایک حصے میں پھولوں کي سیج پر حوران وشنی کے لب یاب کروٹیں بدل رہے ہوں ' عین اسی وقت کسی دوسرے حصے میں گرم خاک اور تندر کانٹوں پر خوں چکاں لاشیں تڑپ تڑپ کر ٹھنڈی ہو رہی ہوں !

ایک لذت و عیش کے پرستاروں کو فرصان حسرت و یاس کا ایک سانہ سنانے کی مہلت کہاں ؟ اگر غم کے ماتم کدوں میں آگ لگ گئی ہے تو عیش کے عشرت کدوں میں گلاب کا چھڑکاؤ کیوں نہ دیا جائے ؟ دنیا کے کارخانے ہمیشہ تعلب کی کل سے چلے ہیں اور چلتے رہیں گے -

رخسار محبت دل ترا چہ حبر ؟
کہ گل بعیب نہ گنجد قبائے تنگ ترا

* * *

لیکن اگر حفظ وطن ' جہاد فی سبیل اللہ ' حریت ملی ' اور وطن پرستی کا خون کچھ بھی قیمت رکھتا ہے تو کون کہہ سکتا ہے کہ (سرزمین طرابلس) کی قیمت کیا ہوگی ؟

۲۹ - اکتوبر کا آفتاب جبکہ مسیحی وحشت و درندگی کي خوں ریزیوں کو دن بھر دیکھکر ' ساحل طرابلس پر کانپتا ہوا پہنچا ' تو اسکے سامنے اب ظلم و مظلومی ' قتل و مقتولی ' قہقہۂ وحشت اور آہ مایوسي کی جگہہ ' صرف ایک ہی قسم کا منظر باقی رہگیا تھا - موت و حیات کی بقیہ کشمکش ' روح و جسم کی مفارقت کا آخري اضطراب ' انسانی احتضار کی تڑپ اور بیقراری ' گرم گرم خون کے فوارونکا جوش و خروش ' زخموں کی کنکریوں اور کانٹوں پر تلاطمات ' ایڑیوں کي جانکني کي بے چیني میں پیہم پٹک ' زندگی کي دنیا پر الوداعي نظر اور موت کي اس چاندني ہوئي خاموشي میں گاہ گاہ اٹھنے والی درد کی چیخیں ' اور بند آنکھوں سے نکلنے والے چند قطرہ ہاے اشک ' بس یہی منظر تھا جو اس سرزمین کے تماشائی کیلئے باقی رہگیا تھا -

* * *

کشتگان ظلم و ستم کی پرہیبہ لاشوں کی تحقیر و تکفین کیلئے جب کوئی ہاتھہ نہ بڑھا تو رات کی تاریکی نے حاضر خدمت ہونا چاہا - جھٹکہ دینا کی کبھی بند ہونے والی حرکت کی نبض ' طرابلس کي لاشوں کی طرح بالکل خاموش تھي ' اور اسکا سرد دل ریت پر پڑے ہوے خون کے لوتھڑوں کی طرح منجمد ہوگیا تھا ؛ کھجور کے درختوں کے جھنڈ اور منہدم مکانوں کے ٹیلوں سے چاند کی مدھم روشني نے سر نکالا - آہ ! یہی چاند اس وقت کسی نشاط سراے عیش و عشرت کے صحن میں ابدی دھندلی دھندلی کرنوں کے اندر کیسا شگفتہ اور راحت بخش ہوگا ؟ مگر یہاں ' اس صحراے وحشت ' اس ماتمکدۂ انسانیت ' اس شہادت زارحوں دار ' اور اس خوابگاہ احساد اموات میں اسکی خاموش روشنی کیسی غمگیں اور الم ناک ہے !

* * *

یکایک اندروں صحرا کی طرف سے چاند کی ہمیانک روشني میں ایک سیاہ قد نمودار ہوا - اس مدہش اموات میں یہ ایک تنہا متحرک جسم تھا - وہ ایک اونٹھنی پر سوار تھا جو اسکي طرح بالکل چپ تھی - اس نے آگے بڑھنا چاہا مگر لاشوں کے ڈھیر کو دیکھ کر اونٹھنی اپنے گھٹنوں سے ٹھہرا دینے پر راضی نہ ہوئي - وہ نہایت آہستگی سے اتر کر خون انسانی کے اس سمندر کے کنارے کھڑا ہوگیا - یہ اسکے لبوں کے ہلنے کی آواز ہے یا دل کے دھڑکن کي ؟ مگر جس عالم میں وہ کھڑا ہے ' یہاں لبوں کي حرکت اور دل کي دھڑکن ' گویائي میں دونوں برابر ہیں ' بلکہ عجب نہیں کہ لبوں سے نکلي ہوئي آواز کو سننے والا اب یہاں کوئی نہو ' مگر دل کي صدا کو ہر لب وقم سمک خون کے آنسوؤں سے حراب دیدے - :

وہ کچھہ عرصے تک ایک غیر متحرک سنگین بت کي طرح خاموش کھڑا رہا ' پھر اس نے گردن اٹھاي ' پہلے اپنے سامنے کے منظر خونین پر نظر ڈالی اور چاند کو دیکھکر بولا -

" آہ ! زندگی کے عیش و نشاط پر چمکنے والے چاند ! تجھکو آج بھي اس مضاف خونین پر آنکلنے کی مہلت ملگئي - انساني غفلت کے لمحات کدوں کو روشن کرنے کے بعد تجھکو فرصت ملگئي کہ میرے کي متحرک وحشت کو بھي جھانک کر دیکھہ لیں ' لیکن تو جو ظالموں کے سروں پر بھی چمکتا ہیں ' اور انساني سطحیت و درندگي کے چہروں کو بھی اپني کرنوں سے نمایاں کردیتا ہیں ' کیا حق رکھتا ہیں کہ ان مقدس لاشوں پر اپني ملوث روشني ڈالیں ؟ تیرے لئے انساني فسق و معصیت کے پوشیدہ دریچے کافي نہیں ہیں کہ انساني شرف

و تقدیس کے اس صحرائے مقدس کی پاک تاریکی میں حلل ڈالنے کیلئے آموجود ہوا ؟ تو سمجھتا ہیں کہ تیرا آشیانہ ہم سے للہٗ ہے اور اسلئے تو خدا کے عرش کبریائی سے زیادہ قریب ہیں - شاید تو قریب ہوں' مگر اسکے پاس تو نہیں' حالانکہ تجھسے لاکھوں میل نیچے قعر ارضی کی سطح پر' جو خاموش اجسام اس وقت پڑے ہیں' انکا دل خدا سے قریب ہے نہیں' بلکہ اس وقت اسکی گود میں ہے - اس خدائے نیرنگ سازکی گود میں' جو ظلم و عدوان سے گو خوش نہیں' مگر شاید اپنے دوستوں کیلئے یہی پسند کرتا ہے کہ انکے گلے کٹے ہوے' اور جسم زخموں سے سرخ ہوں " لیکن اسکا ضبط اب قابو سے باہر تھا -

تھوڑی دیر کے بعد وہ کسی قدر آگے بڑھا ' سامنے ایک ٹھنڈی لاش خون کے لتھڑوں کی تہہ سے منہ ڈھانکے ہوے پڑی تھی - اسکی ایک ٹانگ گولی کے ضرب سے لٹک کر الگ ہوگئی تھی اور ناف سے لیکر چہرے تک سنگینوں اور تلواروں کی نوکوں سے کٹ کٹکر گوشت کا ایک مسطح ٹکڑا ہوگیا تھا-اس نے جھک کر اسکے کٹے ہوے اور جسم سے الگ پاؤں کو دوسرے دیا اور اس آرار سے جو دل اور حلق ' دونوں جگہ اٹکی ہوئی تھی' چلّایا .—

* * *

" اے گوشت و خون کے مقدس ڈھیر ! اے محبوبیت الہی کی جبروت و عظمت ! اے دائمی شرف و تقدیس کی تمثال ! اے ظلم انسانی اور محبت الہی کے قندیل ! اے حیات ارضی سے رونمے والے اور ملائے اعلی کے ساکن ! اے ملائکۂ مقربین کے ہم نشیں اور اعلی علیین کے مکیں ! اے وہ ' کہ تیرے خدا کی طرح اب تیرے لئے بھی کبھی فنا و زوال نہیں ! اے وہ ' کہ ایک مرتبہ کٹکر ہمیشہ کیلئے و اصل' اور ایک مرتبہ مرکے ہمیشہ کیلئے زندہ ہے ! خدا کے دشمنوں نے تیرے جسم کو بیجان بنادیا ہے مگر وہ تیری روح کے حسن کو نہ بگاڑ نہیں سکتے تھے - جسطرح دشمنوں کی گولی سے تیرا پاؤں تیرے جسم سے الگ ہوچکا ہے مگر چند باریک اور ضعیف رگوں سے اٹک رہا ہوا ہے - اسی طرح تیری روح بھی اب اس دنیا کے قفس سے آزاد ہوگئی ہے' جہاں ہیکی ہمیشہ سے مطلوم ہے' اور حق کا گذارہ نہیں ! لیکن اس خاکدان ارضی پر تیرے جسم کا آخری ٹوٹا ہوا تیرے پاؤں کی رگوں کی طرح روح کو جوڑے ہوے ہے اور یہ تعلق بھی عنقریب ختم ہونے والا ہے - جبکہ تیرے جسم سے یہ رگیں خالی ہوجائینگی اور انقلابات عالم کا طوفان تیرے خون کے دھبوں کو دھودیگا' اس وقت انسان کی نظریں تیرے نشانوں کو نہیں پاسکیں گی مگر فرشتے ہمیشہ آسمان سے اتریں گے تاکہ اس سرزمین کو تسلی دیتے رہیں' اور تیرا آسمانی درست ہمیشہ پیار کی نظروں سے یہاں کی مٹی کو دیکھیگا' تا کہ ساکنان جنت کی نظروں میں اسکا شرف ہمیشہ قائم رہے ! یہاں تک ' کہ اسکا تخت عدالت آخری فیصلے کیلئے بچھایا جائیگا ' اور پھر تو اپنے قتل کے ساتھیوں کو لیکر آئیگا داس پکڑیگا' اور " بای ذنب قتلت ؟ " کے فعال لہ سے محشر ستان قیامت کو ماتم کدہ بنادیگا -

چوں نگذرد نظر بی حریں کفن محشر
خلائق فغاں کنند کہ ایں داد واہ کیست

لیکن اے زمین ! اے قاتلوں اور خون ریزوں سے لبریز ہونیوالی زمین ! اس جسم مقدس کے آخری ٹوٹے کی ضرب پر' نہ تو خدائی امانت پھر ٹکڑے نہیں ملیگی - تجھپر ہزاروں فدائیان ملت اور عشاق وطن اپنی لاشوں کو تڑپائینگے مگر یہ معمولی مصحف الہی پھر تجھکو میسر نہ آئیں گے- جسقدر ضرب کرسکتی ہے کرلے' کیونکہ وہ خدا کی گود میں کھیلنے کیلئے بہت جلد تجھکو چھوڑنے والے ہیں '

* * *

اب پھر اسکی آواز اسکے قابو میں نہ تھی - کچھ دیر کے بعد اس نے کہا -

" دنیا مرگئی' زندگی کہیں نہیں نہیں ' مگر اے سپہر خاموش ! اے صحرائے سکوت ! تیرے ہر حزوں سے زندگی ذرۂ خاک میں ایک حیات پوشیدہ ہے - اے مرنے والو ! کیا تم ہمکو زندگی نہ دوگے ؟ ہم بدبخت ہیں کہ تم زندہ ہوگئے' مگر ہم تمہارے بعد کئی ایڑیاں رگڑیں گے - تم نے اپنے مقدس خون کی چھینٹوں کو اپنے قاتلوں تک دریغ نہیں کیا مگر ہم کو محروم رکھتے ہو ؟ کاش تمہارے اس خون کا ہر قطرہ ملت پرستی میں فنا ہے ایک قطرہ بھی میسر آجاتا تاکہ اس سرخ رنگ سے اپنے آستین و دامن پر گل بوٹے بناے اور قیامت کے دن (مقام محمود) میں حب (رحمۃ اللعالمین) لوائے رحمت کے نیچے کھڑا ہوتا تو اس فدائے لاثانیوں کو پہچانکر اسکے تحت رحمت کو دوسہ دیتے اور کہتے کہ یہ قدرتی آسمانے کے سرو سینے سے نکلے ہوے خون کا دھبہ ہے' جسکی یاد سے تو اے خدا کی بندگی میں بھی غافل نہیں ہوتا تھا - اے وہ ' کہ جب تک ذرا وجود رحمت جہار کے کہرستان میں رہا خدا کا قہر اسپر نازل نہ ہوسکا

واذ قالوا اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندک ' فامطر علینا حجارۃ من السماء اوائتنا بعذاب الیم - وماکان اللہ لیعذبھم ' وانت فیھم - [اور مشرکان مکہ سرکشی کے نشے میں کہتے تھے کہ خدایا اگر محمد (صلعم) واقعی حق پر ہے' اور ہم ناحق پر تو کیوں نہیں ہم پر آسمان سے پتھر برساتا یا کیوں نہیں کسی عذاب دردناک میں گرفتار کرتا ؟ مگر اے محمدؐ ! خدا ایسوقت اپر عذاب نازل کرے' جبتک تو بھی انکے اندر موجود ہے ۸ ۳۵]

تیرا وجود آب و گل میں تھا تو مصحف نازل نہ ہوئی' مگر کہیں تو تیری مصحف روح و دل میں موجود تھی' پھر کر دشمنوں کی تلواریں اوپر چل سکیں ؟

لیکن نہیں' وہ عذاب الہی کے پتھروں کی بارش تھی' اب کئی یہ مصحف الہی کے پرزوں کی بارش ہے' اسکو اور زیادہ ہولناک طلاق مصحف کی ساری اوراقِ حزیں کے چھاپوں اور گل بوٹوں میں سے ہے -

حسنش ہمہ قتل سنت ' نقابش ہمہ حرب

* * *

* * * \

درے آور اگے بڑھا آتا ہے اور سطر زیادہ صاف ہے سامنے خوں و مدت کا ایک سمندر سکون و سکوت میں تھا - اسے پھر ایک مردہ جھک کر سامنے کی لاش پر بوسہ دیا اور کہا

" اے کردگار مدتقم و قہار کی نگراں آنکھیں ! اے ملائکہ سماوات کی بے شمار جماعتو ! اور پھر اے خوں کے سمندر ' اور لاشوں کے سمندر ! تم گواہ رہنا کہ میں اپنے بدن خدا کے ہاتھ سپرد کردیتا ہوں - ایک لمحے ' ایک دقیقے ' ایک جسم زدن کیلئے بھی الگ نہیں - پھر محکم ابدی عدل دیوار بنئے ' اور پھر دیکھ لے کہ یہ خوں کب تک بے آرام رہتا رہے گا ؟ کب تک خدا کے دشمنوں کی لعنت سے ارض مقدس کی سرزمین داغدار رہے گی ؟ میں ایک بے سروسامان مسافر ہوں ' اور دشمن کی فوجوں کے عرض بحر و بر و فضا ' حد اے خدا ! تیری حدود سے کہاں باہر ہے ؟ —

یہ کہکر اس نے اپنے گرم آنسوؤں کے چند قطرے اس سرد لاش پر ڈالے اور پھر یکایک بجلی کی طرح اٹھی جاسوس اونٹنی پر سوار ہوا اور صحرا میں غائب ہوگیا -

* * *

(صحرائے بدا کے امن و وبال کا ذمہ دار ' (اورنک) تھا

عالم اسلامی

مغرب اقصیٰ

— * —

حصر انگلستان ' فرانس و اسپین ' طرابلس اٹلی ' ٹرانسوال ' ٹرکی ' مقدونیا ' بلقان کے ممالک ' اور باقی جو کچھ رہ گیا وہ آپس کے تحاسد و تباغض کے بعد آسرو علامی اور استعباد و محکومی کیلئے - یہ اسلام کی قسمت کا فیصلہ ہے جو یورپ کے دار العدل نے صادر کردیا ہے ' اور اسکے مرافعے کیلئے کوئی دروازہ اپیل ' یا محل اللہ تحدث بعد ذلک امرا -

— * —

فرانس عربی حکومت کا افریقہ میں ایک آخری نقش قدم تھا جو مٹ گیا - ساڑھے چھ دنوں تک صرف اسی کی جانب فاتحی رہی مگر (مولائی حفیظ) ملک کا آخری سودا کرکے اب مکہ جانا ہے کہ خدا کے گھر سے اسکا صلہ حاصل کرے ' البتہ ملک میں ایک نارہ سرس نعدا ہوگئی ہے ' (الهنا) کے گرد وبائل کا اجتماع روز بروز بڑھتا جاتا ہے ' (مولای یوسف) کو فرانس نے تخت مراکش کی فرمانروائی کیلئے تو کر رکھا تھا مگر نکال باہر کردیا گیا ' اس سے امید بندھتی ہے کہ ساڑھے فرانس کو اب مراکش کیلئے کوئی نیا تجربہ نہ کھڑا کرے - اس وقت جسقدر جنگیں آئی ہیں سب کی سب اس امید کو قوی کرتی ہیں - جنوبی مراکو در (الهنا) کے تسلط سے برس میں اداسی چھاگئی تھی مگر اب ۲۲ کی تاریخی سے معلوم ہوا ہے کہ ۱۸ - کو فتحیابی کے ساتھ فاس میں داخل ہوکر

آس نے فرانسیسی سفارت خانے اور فرانسیسی معلم اسکولوں کا محاصرہ کرلیا ہے تمام مراکش میں عام طور پر اسکے سلطان ہونے کا اعلان کردیا گیا - جو یورپین باشندے شورش سے خائف ہوکر دیہات کے مقام صفی پر روکے گئے اور مدینہ والے پر محصور کئے گئے ' لندن ٹائمس نے ایک تار کے بموجب اس وقت فاس سے ۷۵ میل کے فاصلے پر کرنل مینگن چار ہزار آدمیوں کے ساتھ شہر میں ہنگامہ مچادینے کی تیاری کررہا ہے -

فرانسیسی فرودگاہ کے سپاہی اور مستعمرہ افسر کا
جنرل فاس (مراکش) کے دربار پر

شورش عثمانیہ

گو ریوٹر ترکی کی موجودہ مشکلات کو جس لہجے میں بیان کررہا ہے وہ اسکی جانبداری کے ضروری احترا ' کذب و مبالغہ سے خالی نہیں ' مگر اسمیں شک نہیں کہ نئی ترکی اپنی زندگی کے ایک نئے بحران میں پھر مبتلا ہوگئی ہے -

اٹلی طرابلس کے ساحل پر قابض رہی ہو مگر اسمیں شک نہیں کہ (عثمانی مگرو) نے کچھ نہ کچھ کام نکال لینے میں تو ضرور کامیاب ہوگئی ' یہ تمام بندوبس صرف اسلئے ہیں کہ کسی طرح ترکی کو صلح کرلینے پر مجبور کیا جائے - اس وقت تک جو حالات روشنی میں آئے ہیں انسے معلوم ہوتا ہے کہ کئی ماہ سے برابر مانٹی نگرو اپنے کاموں میں سرگرم تھی ' اب تک جنگی علاقے میں علانیہ اُس نے اسلحہ تقسیم کئے مگر اس سے پہلے پوشیدہ کررہی تھی -

قریبی علاقہ البانی میں عثمانیوں کی تعداد کی جو حالات تو زیادہ مجموعی نہیں ہے - (کوچنہ) کا حادثہ جسکی خبر پچھلے نمبر میں درج ہوچکی ہے بلغاریا اور سٹریا کیلئے ایک اچھا بہانہ ہوگیا ہے ' سٹریا کے کاؤنٹ برچولڈ نے ایک کانفرنس کی تجویز پیش کردی ہے ' اور ۱۹ - کی خبر ہے کہ انگلستان نے اسے منظور کرلیا ہے ' اور ایسا ہے تو صورت معاملہ خطرے سے خالی نہیں مگر ترک اس وقت تک اس تجویز کی برابر تحقیر کررہے ہیں -

۲۱ - کی تار برقی ترکی کی استقامت اور مستعدی کی خبر دیتی ہے کہ ایک گشتی چٹھی باب عالی نے دول یورپ کو بھیجی

حالتے کی طرف اشارا کرتے ہوے حدر دیدی ہے کہ مانٹی نگرو کے حملہ کے نتائج کی وہ ذمہ دار نہیں' ایک نہب ہی قوی فوجی جمعیت دینی میں جمع ہو رہی ہے اور یقیناً جنگی کوائف اتنک پیدا ہوگئے ہونگے -

دریدی ٹرکی کا ایک متصلف سرحدوں سے متصل مقام ہے' ایک طرف سرویا اور مانٹی نگرو میں سرحدی درجہ کا کام دیتا ہے - دوسری طرف اسٹریا کی سرحد سے بالکل قریب ہے - آخری خبر یہ ہے کہ مانٹی نگرو کی وزارت مستعفی ہوگئی اور وزیر خارجہ کو امید ہے کہ اس سے حالات پر نہب اچھا اثر پڑے گا -

---

(البانیا) کی شورش کا بظاہر خاتمہ ہوگیا ' البانیوں کی آخری دست برد اسکوب پر قبضہ کرلینا تھا' جو سالونیکا سے ۱۹۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے - یہاسے انکا ارادہ سالونیکا جانے کا تھا اور ۲۷ میل نوعکر کوپریلی میں مقیم تھے - مگر ترکی توپخانوں نے کوپریلی کے پاس جمع ہوکر آخری پیغام "اطاعت یا جنگ" کا دیدیا - فالحر ۲۱ - کی تار برقی ہے کہ گورنمنٹ کے وکلا اور البانی سرحدوں کے درمیان سمجھوتا ہوگیا ہے اور تمام البانی اپنے اپنے گھروں کو واپس جارہے ہیں -

در اصل البانیوں کی شورش محض بیجا کردہ حقوق کیلئے ہی نہ تھی بلکہ پیچ در پیچ جعدہ معاملات اور ریشہ دوانیوں نے اپنے مرتب میں لیلیا تھا - ہم آئندہ اسکو تفصیل سے لکھیں گے

اٹلی اور ٹرکی کی صلح کی خبریں تار تار مشہور کی جاتی ہیں' اور پھر خاموشی چھاجاتی ہے - ۲۱ - کو رومٹر لندن سے تار دیتا ہے کہ پیرپس ' سوفیا ' اور سندھ کے عثمانی سفرا صلح کی ابتدائی بحثوں پر مزید کارروائی کر رہے ہیں - پھر ۲۲ کو قسطنطنیہ سے خبر دیتا ہے کہ عثمانی وزیر خارجی نے بھی اسکی تصدیق ہوگئی ہے کہ اٹلی نے تیم سرکاری طور پر نامہ و پیام جاری ہے -

وزارت کا تعطل فی الجملہ مسئلہ صلح کی ریشہ دوانیوں ہی کی ایک کرونت تھی - لیکن اگر وہ ایسا کرتی تو صلح کا بعاد طرابلس میں تو غیر ممکن ہے' البتہ ٹرکی کیلئے تمام موجودہ مصائب سے بڑھکر ایک آخری برادکن مصیبت پیدا ہوجاے گی - خدا نہ کرے کہ اسکے بعد کوئی زیادہ اعتدار پیدا کرانے والی خبر سننے میں آے -

---

وزارت کے تعطل نے پھر کرونت لی اور ایسا ہونا ضروری تھا - پہلے خبر آئی کہ مرید پاشا وزیر داخلی اور حلیم پاشا وزیر عدل مقرر ہوئے مگر بعد کی خبر ہے کہ مرید پاشا نے قبول کرنے سے انکار کردیا -

---

عصر میں وطنی ہیجان

انگلستان کا نظارت حادثہ مدت سے اس فکر میں ہے کہ اسکندریہ میں فرطانیہ کیلئے ایک نیا تعوی استیشن بنایا جاے' ۲۳ جولائی کو پارلیمنٹ میں (مسٹر جیجل) نے اسکی نسبت صاف صاف تصریح بھی کردی تھی لیکن مسٹر چرچل کے بیان نے مصر میں ایک عام بے چینی پیدا کردی ہے ' ہر طرف یہی مسئلہ موضوع سخن ہے اور وطنی جماعتیں کہتی ہیں کہ وادی نیل کی غلامی کیلئے انگلستان کے کارخانہ میں یہ دوسرا طوق طیار کیا جا رہا ہے ' تقریباً مصر کے ہر حصے بلکہ قصبات و اطراف تک میں لوگ اظہار خوش و ناراضگی کے جلسے کر رہے ہیں اور تار پر تار انگلستان بھیجے جارہے ہیں ' چنانچہ اسکندریہ کے عام جلسے نے منعقد ہوکر اس مضمون کا تار بھیجا

" نظام وزیر خارجہ انگلستان

مسٹر چرچل نے ۲۳ جولائی کو اسکندریہ میں ایک جدید نصری استیشن کے موضوع پر جو ارادہ ظاہر کیا ہے' اسے ہم نے نہایت رنج اور حیرت کے ساتھ سنا - اسکندریہ مصر کا ایک شہر ہے' اور مصر ایک عثمانی ولایت ہے - اسمیں انگلستانی قبضہ بالکل خلاف قانون اور طاقت و غصب کا تعصب و جبر ہے - پس کسی طرح برطانیہ کو اسکا حق حاصل نہیں کہ اس ارادے کو فعلاً عمل میں لا سکے - ہماری اس فریاد سے کل دنیا کو معلوم ہوجائے کہ حق اور مظلومی گو ظاہر میں ضعیف مگر اسکے اندر ایک مخفی طاقت رکھتی ہے - ہم ابتک آپ سے بالکل ناامید نہیں ہوے - برطانی سیف و عدل اب بھی امید دلاتا ہے کہ آپ طمع سے سخائی کو اسدرجہ مغلوب ہونے نہ دینگے "

سمن بنام اِدغصال مقدمہ

(آنریبل قاعدہ ۱ و ۵)

نمبر مقدمہ ۲۱-۱ سنہ ۱۹۱۲ع

نعدالت منصفی دہورہا ضلع گورکھپور نور احلاس خداں محمد شمس الحسن صاحب

مدعی نرائن داس وغیرہ

مدعا علیہ مکھہ رام ولد رام چندر مدعی ساکن حال شہر کلکتہ محلہ کالی گہات ملک بنگال

ہرگاہ کہ مدعی نے تمہارے نام ایک دالش دائر ۲۰۰ - ۹ روپیہ کے دائر کی ہے لہذا تمکو حکم ہوتا ہے کہ تم تاریخ ۷ سانوس ماہ ستمبر سنہ ۱۹۱۲ع وقت دس بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے - جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو دل امور ذیل متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب اسے سوالات کا دے سکے - حاضر ہو اور جوابدہی دعوی کی کرو - اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے احضار کے لئے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے دچوار ہوئی ہے پس تمکو لازم ہے کہ اُسی روز اپنے جملہ گواہوں کو جن کی شہادت در نظر تمام دستاویزات جن کو تم اپنی جوابدہی کے تائید میں استدلال کرنا چاہتے ہو اُسی روز پیش کرو - تمکو اطلاع دیجاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ نہ عدم حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا

نہ ذیل مہر دستخط اور مہر عدالت کے آج تاریخ ۶ ماہ اگست سنہ ۱۹۱۲ع جاری کیا گیا *

دستخط منصوم

Printed & Published by Abul Kalam Azad at The Hilal Electrical Printing Works 71 Machod Setteet Calcutta.

(آئیندہ نمبروں کیلئے جو تصویریں طیار ہیں)

(اُن میں سے بعض کی فہرست)

(مشاہیر)

۴ امیر عبدالقادر الجزائری

۲ ابو الحرار مدحت پاشا

۳ شیخ احمد السنوسی

۴ سید ادریسی امام یمن

۵ امیر علی پاشا بن عبد القادر الجزائری

۶ امیر عبدالقادر ثانی بن امیر علی پاشا

۷ هر ایکسلنسی محمود شوکت پاشا

۸ محاهد دستور و حرب نیازی بک

۹ ابراهیم ثریا بک کمانڈر شرقی طرابلس

۱۰ ڈاکٹر نہاد سرای بک رئیس هلال احمر قسطنطنیه

۱۱ سولہ برس کی عمر کا ایک عثمانی محاهد

۱۲ قسطنطنیه کی موجوده دارالحرب

۱۳ ایرانی محاهدین کا ماتم سرا

۱۴ ایرانی محاهدین کا حمله

۱۵ نیک نامی نشانے

۱۶ منصور پاشا منعوت بعاری

(مناظر جنگ)

۱۷ طرابلس میں مسلحی تهذیب کے چار خونین مناظر

۱۸ اٹالین هوائی جہاز سے مجاهدین کے کیمپ پر کاغذات پھینک رہے هیں

۹ طبرق کا معرکه

۲۰ منصور پاشا مجاهدین طرابلس کے سامنے تقریر کر رہے هیں

۲۱ بیروت نیک کی شکسته دیواریں

۲۲ روئس میں اٹلی کا داخله

طرابلس میں اٹالین کیمپ

۲۳ طبرق کے عثمانی کیمپ کے افسر

۲۵ مجاهدین کی عورتیں اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۲ تبریز میں روسی لشکر کی لعنت

۲۷ ادر بائیجان میں روسی داخله

۲۸ ایران کے سردار قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا قتل عام

۳۰ طنجه میں قبائل کا حمله

۳۱ فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر و تصاویر)

۳۲ عثمانی پارلیمنٹ کا افتتاح

۳۳ سلطان المعظم پارلیمنٹ میں ،

۳۴ عید دستور

۳۵ روئس کے بعض مناظر

۳۶ ڈارڈینلز کا ایک منظر

۳۷ هلال احمر مصر کا گروپ

۳۸ فرانس کی هلال احمر کا طبی وفد

* * *

۳۹ قونیه میں ایک اسلامی اثر قدیم کا انکشاف

۴۰ سنه ۷۰ هجری کی ایک تحریر کا عکس

۴۱ حکیم مومن خاں "مومن"

۴۲ نواب ضیاء الدین خاں "نیر"

۴۳ مرزا غالب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحه

۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط

۴۵ بہادر شاہ کا بستر مرگ

الهلال کے مضامین کے ابواب

مذہبی علمیہ

اس عنوان کے تحت میں ہمیشہ علمی مضامین ، علمی خبرین ، جدید اکتشافات ،
متفرق ابحاث و افکار علمیہ اور علمی استفسارات کے جواب درج ہوا کرینگے ۔

اسرار اسلام

اسمیں بالالتزام تاریخ اسلام کے ان مشہور ماموروں ، کے حالات درج کئے جائینگے ،
جنہوں نے مذہبی ، علمی اور سیاسی آزادی کے لئے کوشش جانفروشی
اور قربانی کی ہو نیز زمانۂ حال کے مامور احرار کے
حالات بھی مع تصاویر شایع کئے جائینگے ،

متفرقات

ایران کے متعلق تمام مضامین اور خبرین

تبصرہ

مراکش سے یہ باب مخصوص رہیگا اسکے علاوہ مندرجۂ
ذیل چھوٹے کالموں کے عنوانات ہیں ۔

مدارس اسلامیہ

عالم اسلامی

انتقاد

مراسلات

ضخامت کی افزائش کے ساتھ اور نئے ابواب بھی بڑھائے جائیں گے ہمیشہ
ایڈیٹوریل کالم اسکے علاوہ رہیگا اور ابتدا میں بریف نوٹس

شذرات

کے عنوان سے درج کئے جائیں گے

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ
القرآن الحکیم

اہلحدیث

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد اللہ الکافی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۲ - ۱ مکلاؤڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۸ | کلکتہ : یکشنبہ ۱ ستمبر ۱۹۱۲ ع | جلد ۱

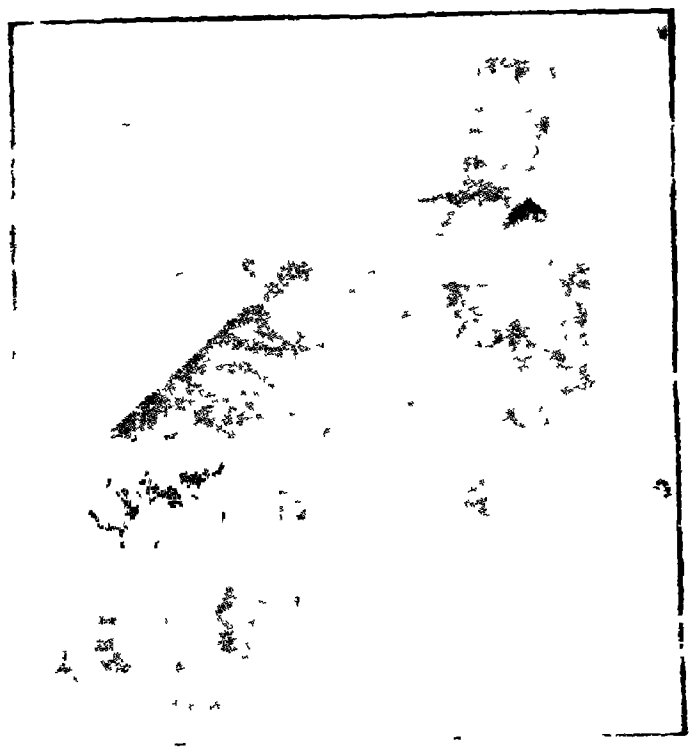

الہلال

—*—

شـــرح اجـــرت اشتـــهـــارات

—*—

ایک مرتبہ کیلئے بحســـاب	في صفحہ	۲۶ روپیہ	خی کالم	۱۴ روپیہ	نصف کالم	۸ روپیہ
ایک ماہ " "	"	۲۲ "	"	۱۲ "	"	۷ "
تین ماہ " "	"	۱۸ "	"	۱۰ "	"	۶ "
چھہ ماہ " "	"	۱۵ "	"	۸ "	"	۵ "
ایک سال " "	"	۱۲ "	"	۶ "	"	۴ "

متفـرق اشتہارات جو نصف کالم سے بھی کم ہوں ' انچ کے حساب سے لئے جائینگے' بحســـاب فی مربع انچ دس آنہ -

ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ پر ڈیڑھ انچ تـک کا اشتہار لیا جاسکتا ہے لیکن اسکی اُجرت ہر مرتبہ کیلئے پورے صفحہ کی' یعنے ۲۶ روپیہ لی جائیگی -

مختصر اشتہارات اگر رسالے کے اندر جگہہ نکال کر دے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت سے پچاس فیصدی زیادہ ہوگی - اگر اشتہار کا بلاک بنوا کر' یا کسی تصـــویر کے بلاک کے ساتھہ درج کرانا مقصـــود ہو تو بلاک کی اجرت اسکے علاوہ ہوگی ' اور اسکی لاگت دس آنے مربع انچ کے حساب سے لی جائے گی - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو دیدیا جائیگا اور ہمیشہ اسکے لئے کارآمد رہیگا -

شـــرائـــط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمائش کے مطـــابق آپکو جگہہ دیسکیں ' البتہ حتی الامکان کوشش کی جائے گی -

(۲) اشتہار کی اجرت ہمیشہ پیشگی لی جائے گی اور کسی حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) منیجر کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اُس چیز کا جو خرّے کے اقسام میں داخل ہو " تمام منشی مشروبات کا ' مخش امراض کی دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنیٰ شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو' کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين — القرآن الحکیم

الہلال

ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ — ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad,

7 1, Macleod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8

Half-yearly „ „ 4-12.

جلد ۱ — کلکتہ : یکشنبہ ۱ ستمبر ۱۹۱۲ ع — نمبر ۸

فہرست

شذرات ۱
مسلم یونیورسٹی کمیٹی ۳
نشۂ شام کی نصف شب (۲) ۶
مراسلات ۱۰
نامورانِ عزۃ طرابلس (کمانڈر خلیل بک) ۱۳
کارزارِ طرابلس (ایک یورپین نامہ نگار کی جنگی) ۱۴
عالم اسلامی (شورش عثمانیہ ' احصائے معرب)

تصاویر

خلیل بک کمانڈر حمس ۱۳
طرابلس کے اتالدں کیمپ کی فوجی عدالت ' اور ایک
طرابلسی مجرم کا محاکمہ ۱۴

شذرات

اطلاع ضروری

جواب طلب خطوں کی کثرت روز بڑھی جاتی ہے - احباب شاکی ہیں کہ کئی کئی خط لکھنے کے بعد بھی جواب نہیں ملتا ' مجبوراً چند الفاظ آج اپنی نسبت لکھتا ہوں -

خود بیمار ہوں ' گھر میں دس سال کا نسبی و حالی مرض و حساب کی کشمکش میں مبتلا ہے ' انسانی کمزوری بیماں صدر پر غالب آرہی ہے ' اور دماغ کام نہیں دے مگر دل احتمار میں نہیں - یہ حالات پہلے بھی تھے مگر جب سے (الہلال) شائع ہوا ہے روز بروز بڑھتے جاتے ہیں - اپنے دل کو ٹٹولتا ہوں تو گروہ خود معاصی و ذنوب سے لبریز تاریک ہے مگر دعوں اور ارادوں میں کوئی خلل نہیں پاتا - پھر یہ حالات کیوں ہیں ؟ شاید اسلئے کہ خدائے برتر اور اسکے کلمۂ مقدس کی [illegible] اس سے بہت اونچی ہے کہ میرے ناپاک ہاتھ و قلم سے ملوث ہو ' اسی لئے فرصت و مہلت سے محروم کیا جا رہا ہوں

من لم یکن للوصال اھلا
فکل طاعاتہ ذنوب

احباب سے کسی حد کا طالب نہیں ' صرف یہ التجا ہے کہ اپنی دعاؤں میں صحیفہ روسیاہ کو نہ بھولیں - برسوں ہوا پرستی اور خدا فراموشی میں کاٹکر بس سال ہوئے کہ آخری مرتبہ اسکے دروازے پر آکر گرا ' اور سمجھا کہ اب روٹھنے والے کو منا لیا - دیکھتا ہوں تو اب بھی دروازہ بند ہے ' ممکن ہے کہ دوستوں کی دعائیں کچھ اثر دکھلائیں

پچھلے نمبر کے ساتھ الہلال کے جدید سلسلۂ تصاویر کی پہلی تصویر امید ہے کہ ناظرین کے پسند خاطر ہوئی ہو - تاہم ہمارے پیش نظر جو نمونے ہیں اسکے اعتبار سے خود ہم تو اسے شائع کرنے زیادہ حریص نہیں - اگر اخبار کی اشاعت کی طرف سے تھوڑا سا بھی اطمینان میسر آجائے - تو پورا لقمہ ہر نمبر کے دو صفحے تریس کے صناعی نمونوں کیلئے مخصوص کردیں اور یورپ کے تا تصویر رسالوں سے کسی بات میں کم نہوں - لیکن ناظرین کو کیا معلوم کہ اسطرح کی ایک تصویر کے چھاپنے کیلئے کس قدر وقت ' کس قدر دردسری ' اور پھر کس قدر روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے ؟ تاہم ایک مزید اسے پیش نظر رسالے کا کامل نمونہ دکھلادینا چاہتے ہیں اور اسلئے اپنے کام میں مصروف ہیں - رہا پبلک کا فرض ' تو فرض کو خود محسوس ہونا چاہئے ' نہ کہ دوسروں کے شور و زاری سے

(غازی انور بک) کی شدہ اسلئے رسالے سے الگ شائع کی گئی کہ لوگ اسے علحدہ طور پر بھی استعمال کرسکیں - بہت سے لوگ اپنے گھروں میں لگانے کیلئے متلاشی ہیں - آپکو بھی پسند آئے تو آئینہ لگا کر کسی دیوار پر ٹانگ دیجئے - لیکن ہمارا مشورہ پوچھئے تو اگر رسالے ہی میں رہنے دیں تو بہتر ہے - (انور بک) کی شدہ کو ایمت اور حوے کی بنی ہوئی دیواروں پر کیا لگائیے گا ؟ ہوسکے تو اپنے دل کے اندر جگہ دیجئے - رنگ سرخ اسلئے دیا گیا کہ خدا کو اسکی راہ میں نکلے ہوے خون کے رنگ سے نفرت اور کوئی رنگ پسند نہیں - اسکی راہ پر مخلصانہ کا خون آسمان جہ نا ہوا ہے' وہ بدنصیب نہیں' بلکہ ہمیشہ خون کی شفق سے لالہ گوں رہتا ہے -

---

اس تصویر کی وجہ سے پچھلے نمبر کی قیمت ۸ آنہ رکھنی پڑی اور جن نمبروں میں ایسی تصویریں نکلیں گی انکی قیمت ممکن ہے کہ اک روپیہ تک رکھنی پڑے' مگر خریداران الہلال نئے آنے سے بھی کم میں ہمیشہ حاصل کرینگے -

---

آج ہمیں اُن اخبارات کے دیکھنے کا موقعہ ملا ' جنہوں نے الہلال کی اشاعت پر ابتدی لطف آمیز رایوں کا اظہار فرمایا ہے - اے معاصرین کے اس عام اظہار حسن ظن کے نہایت سپاسگذار ہیں اور امیدکرتے ہیں کہ وہ دعا کرینگے کہ خدا تعالے ہمیں انکے حسن ظن کے مطابق خدمت ملت کی توفیق عطا فرمائے - دوسروں کی دعاؤں سے بڑھکر انسان کیلئے کوئی سے قیمتی نہیں -

---

کونسلوں کے لئے انتخاب کا موسم بہار قریب ہے - امیدواروں کے بیانوں میں بھر شورش ابتدا ہوگئی ہے' اور جمہوریت ممدوحہ کے عبدالمطلب پھر عدیم و نعمہ سرا ہیں کہ

دار ہوائے جمہور آرزو ست !

امیدواروں کے خود نوشتہ دفاتر مناقب کچھ تو پریس جاچکے ہیں اور کچھ ابھی بھی شروع ہوگئے - اسمیں ہر طرح کے وہ تمام خصائل و کمالات دفعہ وار درج کئے جاتے ہیں جنکی آجکل کسی نائب وزیر کیلئے ضرورت ہو سکتی ہے - موٹی مونچھوں کی صدارت اور نظامت ' کانفرنسوں کی اسپیچوں کی طراری' میونسپل کمیٹیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈوں کی ممبری' اور اسے گذشتہ کونسل کی ممبری کے کارنامے - لیکن کاش ان تمام دفعات کی جگہ صرف ایک دفعہ مسلمان ہونے کی بھی ہوتی تو ہمارے تمام مصائب کا خاتمہ تھا - جس سرزمین کو خدا کے آگے پانچ مرتبہ جھکنے سے عار ہے وہ کیا چاہیے ہیں کہ اسکے بندوں کے سر انکے آگے جھکیں ؟ " ساء ما تحکمون " -

---

پنجاب کے اسماعیلی ہندو

اور مسلمانوں کی قلت و کثرت

ہرھائنس سر (آغا خاں) کے باطنی طریقے کے ہندو مرید پنجاب میں بہت ہیں' اور یہ سلسلہ مشہور باطنی داعی شمس الدین ملتانی کے زمانے سے برابر چلا آتا ہے - اب کچھ عرصے سے آریا سماج کے اخبارات اس فکر میں ہیں کہ انہیں پھر ہندو بنالیں ادھر سر (آغا خاں) نے شاید حکم دیدیا ہے کہ اپنے اسماعیلی ہونے کا اعلان کردیں - مسلمان اخبارات انکے خطوط چھاپتے ہیں کہ اسماعیلی نہیں - آریا اخبارات ظاہر کرتے ہیں کہ ہندو ہوگئے اور پھر اسکے لئے بڑی کوششیں کی جارہی ہیں - حال میں بھگت بنسی رام برسبھوشت آریا سماج سیالکوٹ نے اعلان کیا ہے کہ وہاں اسّی ۷۴ ہندو باطنی پھر ہندو مذہب اختیار کرچکے ہیں - امرتسر وغیرہ میں اس تحریک نے کئی مقدمات عدالت میں بھی پہنچادئے ہیں -

لیکن ہم اپنے ہندو اور آریا معاصرین کو دعوے دلاتے ہیں کہ اگر وہ اس تحریک کو مفید سمجھتے ہوں تو شوق سے جاری رکھیں - اگر تمام اسماعیلی ہندو ہندو مذہب اختیار کرلیں ' جب بھی ہمارا کوئی نقصان نہیں - اسلام وہ انسان کو خدا مانتے ہے ' اب ہندوؤں کے کروڑوں بتوں کو توڑیں گے - اسلام کی جنگ میں انکی وجہ سے پہلے بھی کوئی دقت نہیں تھا کہ اب خالی ہوجانے کا افسوس ہو -

---

مسلمانوں کی بڑی غلطی یہی ہے کہ وہ تعداد کی قلت و کثرت کے خیال میں پڑگئے ہیں - تعداد کو قوی کرنا چاہتے ہیں' مگر دلوں کو قوی نہیں کرتے - حالانکہ اسلام کی نظر میں تعداد کوئی چیز نہیں - ایک مخلص مومن دنیا کے ہزار انسانوں پر غالب تھا اور کوئی وجہ نہیں تھی کہ مخلص ہوکر اب بھی نہ ہو - اس سے کیا حاصل کہ دنیا بھر کا کوڑا کرکٹ اسے اندر جمع کرکے آپ کثیر التعداد ہوگئے' جبکہ خود آپکا دل اندر سے خالی ہے ؟ جو جانے ہیں انکو جانے دو' وہ پہلے ہی کونسے مسلمان تھے کہ اب انکے ہندو ہوجانے کا ماتم ہو؟ دنیا میں جب تم آئے تھے تو تمہاری تعداد کتنی تھی ؟ لیکن جب خدا سے تم نے صلح کرلی تو ساری دنیا کو تم نے سکتے کھائی بڑی - تعداد بڑھانے کے جنون میں کیوں پڑگئے ہو چلے خدا سے رسم و راہ پیدا کرو واذکروا اذ انتم قلیل مستضعفون فی الارض ' تمہارے ان تحفظکم الناس فاٰواکم' را اذکم تشکرون [وہ وقت یاد کرو ' جب تم زمین مکہ میں کم تعداد اور کمزور تھے ' اور ڈرتے تھے کہ لوگ زبردستی پکڑ کے تمہیں کہیں کو اُڑا نہ لیجائیں' لیکن خدا نے تم کو جگہ بخشی "اپنی نصرت سے مدد کی ' عمدہ رزق تمہارے لئے مہیا کردیا ' اور یہ سب اس لئے تھا کہ تم شکر کرو - ۸ ۰ ۲۷]

البتہ اگر تم ہندو اسماعیلیوں کو انسانی پرستش سے چھڑا کر خدا کا پرستار بنا سکتے ہو تو بیشک اپنا فرض ادا کرو - صرف انہیں پر موقوف نہیں' تمام دنیا تثلیث و بت پرستی میں مبتلا ہے اور اعلان حق کیلئے مبلغوں کی کمی نہیں - تاہم اگرچند اضافے کسی موجودہ

غازی انور پاشا کی رنگین تصویر رسالے سے اگر علحدہ طلب کی جاے تو ساڑھے ۴ آنہ قیمت ہے اور رسالے کے ساتھہ ۸ آنہ

انسان کی پرستش کا اقرار نامہ کسی اخبار میں چھپوادیا تو کیا اور (رشدو) کی پوجا کا اعلان کردیا تو کیا ؟ اسلام کیلئے دونوں برابر ہیں -

یہ تعداد کی قلت و کثرت کا وسوسہ بھی ہمارے دلوں میں اندر کے نفس کا نہیں بلکہ باہر کے وسوسہ انداز کا ڈالا ہوا ہے' اور اب تو ہمارے تمام دائرۂ تدنسی کا محور بن گیا ہے - کانگریس میں اسلئے جا نہیں سکتے کہ تعداد کم ہے' ہندو مارڈالیں گے - سابق گورنمنٹ کی خواہش میں اسلئے شریک نہیں ہوسکتے کہ تعداد کم ہے' ہندو گورنمنٹ ہوجائے گی - تعلیم کی خوبی سے انکار نہیں مگر ہمیں معاف رکھئے اسلئے کہ ہندو زیادہ ہیں' وہ لکھ پڑھکر ہمیں ہندوستان سے نکالدینگے -

اب اس وسوسہ کا اسپیلا یہاں تک بڑھگیا ہے کہ یونیورسٹی کے عدم الحاق کے مسئلہ میں بھی ہندو مسلمانوں کا متفق ہوکر چیلنجا جائز نہیں - گو اغراض مشترک اور دائرۂ اتحاد محدود ہو' لیکن پھر بھی ڈرے رہنا چاہئے کہ کہیں کثرت تعداد کا دیو چدر پھاڑ نہ ڈالے !

اللہ اللہ ! کیا انقلاب کے تعبیر ہیں' خدا کی فوج کا ایک سپاہی تھا اور تو کچھ کوئی حقیقت نہیں سمجھتا تھا ' آج اسکے کروڑوں آدمی ہر وقت اپنی موت کو سامنے دیکھتے ہیں ! مٹھی بھر مسلمانوں نے کرۂ ارض کو پکڑ کے اوچھالدیا تھا ' آج چالیس کروڑ کی برادری رکھنے والے موحد' بائیس کروڑ ہندوستان کے بت پرستوں سے ڈر رہے ہیں !

(جنگ بدر) کے وقت تو خدا نے ایک مومن کو دس کافروں پر بھاری کہا تھا ' یہ کیا ہوگیا ہے کہ آج تم اپنے سے سہ گنی تعداد سے ہراساں ہو؟ اسمیں شک نہیں کہ حربی طاقت تم نے اپنی بنا رکھی ہے' اسمیں ہندوؤں کی معاونت کی ضرورت نہیں' خود تم ہی اپنے لئے دشمن برباد کردینے کیلئے کافی ہو-

---

ہندوؤں سے تو ڈرنے کی ضرورت نہیں' البتہ خدا سے ڈرنا چاہئے - تم خدا کی فوج ہو' لیکن تم نے اسکی بخشی ہوئی وردی اتار کر پھینکدی ہے - اسکو پہن لو' پھر ساری دنیا تم سے ڈرے گی - تم کو ہندوستان میں رہنا ہے تو اپنے ہمسایوں سے معانقہ کرلو' اور زندہ رہنا ہے تو انسے الگ رہنے کا بندوبست چھوڑ دو' اب انسے مل جاؤ - اگر انکی طرف سے زیادتی ہے تو اسکی پروا مت کرو - تم کو دیکھنا چاہئے کہ دنیا کی قوموں میں تمہارا پوزیشن کیا ہے ؟ تم دنیا میں خدا کے جانشین ہو' پس خدا کی طرح سب سے اوپر رہکر سب کو دیکھو ! قومیں اگر تمہارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتیں تو تم انکے ساتھ اچھا سلوک کرو - بڑے چھوٹوں کی خطاؤں کو معاف کرتے ہیں' انکے جھگڑے پر منہ نہیں کرتے -

---

مسلم یونیورسٹی کمیٹی

— * —

ایک ضروری تشریح و تصحیح

اس ہفتے کا لندن کمپور ہوچکا تھا ' اور جگہ بالکل رک چکی تھی' کہ معتمد عزیز و جلیل (مسٹر محمد علی) سے ملاقات ہوئی - وہ غالباً کل یا پرسوں ایک تحریر بھیجیں گے جو کسی دوسری جگہ درج کردی جائیگی - لیکن زبانی گفتگو کی بنا پر چند امور کا اظہار ضروری سمجھتے ہیں

۱۳ - حوالگی

ہمارے دل میں جو کچھ ہوتا ہے' نے شامل حوالۂ قلم کردیتے ہیں آجکل کی مصلحت مصلحت بینی اور اعتدال روشی کے عادی نہیں ' کیونکہ اپنے عقیدے میں اسے نفاق سمجھتے ہیں جو ایمان کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتا - اسی ایک چیز کو ہم نے الہلال کی مخصوص پالیسی قرار دیا ہے - لیکن اگر کبھی غلطی ہو تو بالکل اسی شدت کے ساتھ ہمیں تو کئے جس شدت کے ساتھ ہم اپنے عقیدے کے مطابق آوروں کو ٹوکتے رہتے ہیں' بلکہ ہوسکے تو اس سے بھی زیادہ سختی اختیار کیجئے - دوسروں کو غلطی پر ٹوک کر ہمیں جسقدر خوشی ہوتی ہے اس سے کہیں زیادہ خوشی اپنی غلطی محسوس کرکے ہوتی ہے اگر راستبازی اور حق گوئی کے ساتھ لوگ ہماری غلطیوں پر ہمیں متنبہ کریں - شاید آپ کہیں کہ ایسا کہنا بھی خاکساری کا مبالغہ ہے ' آپ ضرور کہہ سکتے ہیں مگر خدا کی نظروں سے دلوں کے چور چھپے ہوئے نہیں ؟ قل ان تخفوا ما فی صدورکم او تبدوہ یعلمہ اللہ - اور ہمارے لئے یہ بس کرتا ہے -

ہم نے گذشتہ نمبر میں آنریبل سرنٹلر کی چٹھی کا اقتباس دیکر لکھا تھا کہ انہوں نے جو کچھ لکھا کمیٹی نے اپنے عام اصول کار داری کے مطابق ہم کو اس سے خبر رکھا ' لیکن ہمارے دوست مسٹر محمد علی فرماتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں - دو مہینے کے بعد جو سرنٹلر کی چٹھی تمام اخباروں میں چھاپدی گئی تھی - ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ایسا ضرور ہوا تھا ' لیکن ہمارے مقصود بحث پر اس سے کوئی اثر نہیں پڑتا - بیشک کمیٹی نے اس چٹھی کو دو ماہ کے بعد اسلئے چھاپدیا تھا کہ اس سے یونیورسٹی کی منظوری کی بشارت سنانے کا کام لے - لیکن بحث صرف اسمیں ہے کہ قوم کو جس قسم کی یونیورسٹی کا موعود بناکر روپیہ لیا جارہا تھا ابھی اسکی کوئی منظوری نہیں ملی تھی اور نہ ان پہلوؤں کو ظاہر چھوڑا گیا تھا - یہ وہی امور ہے جنکی نسبت وزیر ہند کے جن رائے دہی کے کامل اختیارات آخر تک محفوظ ہے جو بالآخر عدم الحاق اور وائسرائے کے اختیارات حصار کی صورت میں استعمال کئے گئے اور ابھی دامان کے آور اوراق باقی ہیں - پس فی الحقیقت موعودہ یونیورسٹی کی توقعات کا تو اسی وقت فیصلہ ہوگیا تھا کہ روپیہ کی فراہمی کے بعد انکی نسبت منظوری دیا جائے گا - لیکن کمیٹی نے پریس کمیونک کی اشاعت تک قوم کے سامنے سے پردا نہیں ہٹایا اور برابر یہیں دلاتی رہی کہ جس طرح کبھی یونیورسٹی کا نام موقوع بنانا

گیا ہے اسکے ملنے میں صرف تمہارے ہی طرف سے روپیہ کی فراہمی کی رکاوٹ ہے ورنہ گورنمنٹ کی طرف سے ہم بالکل مطمئن ہیں - کبھی اگر کسی شخص نے زیادہ تعمدل چاہی تو کہدیا کہ روپیہ جمع کرلینے کے بعد ان امور پر بحث کی جائے گی -

بیشک ۱۳ - جولائی پر زور دیدا' سلسلۂ سخن میں زور دینے کیلئے ایک سہارا ضرور تھا ' مگر ایسا سہارا نہیں جسکو نکال لیجئے گا تو ہم بالکل گر جائینگے - یہ اگر صحیح نہیں تو اسے جانے دیجئے - ہمارے مضمون کی جملی سطروں میں خصوصت کے ساتھہ اس تاریخ پر زور دیا گیا ہے اُسے بخوشی واپس لے لیتے ہیں اور مان لیتے ہیں کہ غلط تھا' لیکن ہمیں یاد رکھنے کیلئے کوئی جگہ تو دینی ہی پڑے گی - اب ۱۳ - جولائی کی جگہ ۲۷ ڈسمبر کو یاد رکھیں گے کہ اسی دن ناگپور کانفرنس میں ارسر نو یہ تحریک شروع کی گئی' ہم کو اگر کوئی صاحب اس سے پیشتر کی بھی وہ تاریخ بتلادیں جس دن اسکا محرک اول کے ملک میں الہا ہوا تھا تو ہم اسی کو یاد رکھیں گے - اس سے کتنا ہوتا ہے ' یہ تو ایک لفظی مناقشہ ہے - اگر ہمارے دوست ہماری نیتوں پر حملہ کرنا چاہتے ہیں تو مندرجۂ ذیل دفعات کی نسبت ہمیں اطمینان دلائیں —

(۱) جس وقت کمیٹی قوم سے روپیہ اسے رہی تھی اُس وقت خود وہ گورنمنٹ کی طرف سے مطمئن تھی یا نہیں ؟ کیا اسکو تھا کہ قوم جس دفعات سے جوش ہوکر روپیہ دے رہی ہے وہ گورنمنٹ کو منظور ہیں ؟ اگر یہ تھا تو اس نے قوم پر ظاہر کیا یا نہیں ؟

(۲) ہم تھراے پچھلے لفظوں کو دھراکر کہتے ہیں کہ ابتداے کار سے دسمبر تک کی اشاعت تک' سماے شملہ سے جو وحی نازل ہو رہی تھی وہ کمیٹی کی حالت سے قوم کے استصواب کیلئے شائع کی گئی یا نہیں ؟ قوم سے یہاں مقصود ۱۱ - ڈسمبر کی رہی قوم ہے جسکی راے لئے بغیر اب کمیٹی (مجوزہ مجلس العلماء) یونیورسٹی ایجاد سے انکار کرتی ہے -

(۳) کہا جاتا ہے کہ عدم انتعاون کا مسئلہ سمبر تک کمیٹی کے روبرو نہیں آیا' بصورت صحت دعوی - کیا شمار کرنے کی رحمت گوارا کی جاسکتی ہے کہ سمبر سے دوسرے سال کے اگست تک کتنے مہینے گذشتے میں آئے ہیں ؟ پھر کیا اتنے عرصے تک کمیٹی نے قوم کو بے خبر نہ رکھا ؟

(۴) یہ کیا بات ہے کہ جب تک چندے کی وصولی جاری رہی یونیورسٹی کے نظام اور پیش ہونے والے اسکیم کو بارجود بار بار وعدوں کے شائع نہیں کیا گیا ؟

(۵) کمیٹی نے پہلے پہل مجوزہ یونیورسٹی کیلئے گورنمنٹ سے جو خط وکتابت کی' اسمیں ایک عدد مقامی یونیورسٹی کی حیثیت سے اسکا ذکر تھا یا علی گڈھ یونیورسٹی کی حیثیت سے ؟

ہم بار بار کمیٹی کا لفظ لکھتے ہیں' کمیٹی اور ممبروں کی انفرادی حیثیت میں خلط مبحث نہ کیجئے - کمیٹی کے سکریٹری نے کمیٹی کی طرف سے جو کچھہ شائع کیا ہو رہی کمیٹی کی آواز ہے - کمیٹی کا ممبر انک ایڈیٹر کی حیثیت سے اپنے اخبار میں جو کچھہ لکھیگا اسکا فائدہ کمیٹی کو نہیں ملسکتا - گو نہ موقع اسکے اظہار کیلئے موزوں نہیں مگر کہنا پڑتا ہے کہ ہم تو کمیٹی کے ممبروں میں مسٹر محمد علی کے رویّہ کو ابتدا سے نہایت صاف بتلاتے ہیں - انہوں نے ہمیشہ کمیٹی کے اندر بھی اور (کامریڈ) کے صفحات پر بھی علی الاعلان آزادانہ اور حق گویانہ روش سے کام لیا ہے - البتہ وہ کمیٹی کی علانیہ مخالفت نہیں کرتے تھے اور ایسا کیوں کرتے ؟ تاہم مسٹر محمد علی اور کمیٹی انک جسم نہیں ہے - وہ جو کچھہ لکھتے رہے اسکو (کامریڈ) کی حیثیت سے ہمنے دیکھا ہے اور یقیناً تمام دنیا دیکھیگی - اگر انکا خیال ہو کہ جب ہم کمیٹی کا لفظ لکھتے ہیں تو ہمارے سامنے وہ بھی ہوتے ہیں' تو ہم یقین دلاتے ہیں کہ یہ ہماری نیت کے خلاف ہے' اور تعجب ہے کہ انہیں ایسا خیال کیوں ہوا ؟ ہم تو انکو آجکل کے حکمراں طبقہ میں رکھتے ہی نہیں' بلکہ ان لوگوں میں سمجھتے ہیں جو کام کرنے والوں کے اندر رہکر انکی اصلاح کی کوشش کرنا چاہتے ہیں' اور انکی مصروف رساں غلطیوں سے قوم کو بچانے کے آرزومند ہیں - ہم نے ۴ - اگست کے پرچے صفحہ ۶ میں مسلم یونیورسٹی پر بحث کرتے ہوے صاف لکھدیا تھا کہ

" لکھنو میں اب جلسہ کرنا بھی - ہمیں صاف کوئی کیلئے معاف رکھا جاے - قوم کو محض یہ دکھانا ہے کہ ہماری طرف سے سعی وکوشش میں کوئی کوتاہی نہیں ہوئی - ورنہ سواے (نواب وقارالملک) اور ایک دو بوجھوں لیڈروں کے دراصل اِس بارے میں سب نے سب " بقولوں ناقوالھم ما لیس فی قلوبھم" میں داخل ہیں - اور اِس سے بھی زیادہ یہ کہ سوائط پر منظور کرلینے کے لئے طیار ہیں"

"جہانتک ہم سے حالات سنے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ (نواب وقارالملک) اور ایک دو اور ممبروں کے سوا تقریباً تمام ممبروں نے ہمیشہ گورنمنٹ کی ہر آواز پر سمعنا و اطعنا کہکر سر جھکایا ہے"

ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اس سے مقصود ہمارے دوست ہی نہیں اور گو ہمارے موجودہ لیڈروں میں نواب اور حسن اور بھی ہیں مگر بدگمانی علی گڈھ پارٹی سے تو انکے سوا اور کوئی مقصود نہیں ہو سکتا ہم کو معلوم ہے کہ ہمارے دوست وہی (محمد علی) ہیں جنہوں نے نواب محسن الملک مرحوم کے زمانے میں اسے کالج سے لئے لئے خطابات حاصل کئے تھے' اور پھر یہ وہی محمد علی ہیں جنہوں نے ہمیشہ کالج کی ورکنگ کمیٹی کی مخالفت کی' اور ٹرسٹیوں کی دائمی حکمرانی کے مسئلے کو بار بار چھیڑا - وہ گو ہمیشہ علی گڈھ میں رہے مگر ہم نے تو ہمیشہ انکو اس سے باہر ہی دیکھا ہے' اور اتنو میلوں دور دیکھتے ہیں - خدا تعالیٰ نے جب چاہا تھا کہ آدم کے پتلے کو پھونکے' تو خود اسی کے گھر میں جلدی سے شکل کو بدلا کر دیا تھا' ہم کو یقین ہے کہ مسٹر محمد علی بھی علی گڈھ سے اسلئے اُٹھائے گئے ہیں تاکہ اپنے گھر کی دیواروں سے سر پٹکنے کے بعد شاید مقابلین

اور اندو انشاء الله حود کالج کے احاطے کے اندر جو نسل طیار هو رهی هے' وہ وقت دور نہیں جب اسمیں کا هر فرد علی گڈہ کی ڈھالی هوئی غلامی کی زنجیروں کو علی گڈہ هی کی بھٹی میں ڈالکر گلائے گا اور اسی سے وہ آلات طیار هونگے جنکی ضربوں سے استبداد و اعتلال کے بت توڑے جائیں گے -

همارے دوست بھی هم سے الگ نہیں' وہ لکھنو میں قوم سے کہہ آئے هیں کہ " اپنے لیڈروں سے مستعفی هوجاؤ" وہ مانتے هیں کہ اسنک همارے پولیٹکا زندگی جو کچھہ تھی وہ کوئی زندگی نہ تھی' مسلم لیگ کو بالکل همارے طرح ایک دیکار شے تسلیم کرتے هیں' اس سے بھی انکار نہیں کرتے کہ اگر عدم الحاق کے مسئلے پر قوم میں جنبش پیدا نہ هوتی تو اونچے درجے کے لیڈر تو قطعاً یونیورسٹی کو منظور کر لیتے - پس سفر کے راستے تو دونوں ایک هیں' البتہ جس راہ کو نیچے چھوڑ آئے هیں اسکی نسبت کسی قدر اختلاف هے - وہ کہتے هیں کہ شاهراہ تک پہنچنے کیلئے اس دلدل میں پھنسنا بھی ضروری تھا' مگر هم دیکھتے هیں کہ بہت سے قافلے پاؤں کو کیچڑ میں ملوث کئے بغیر سامنے سے گذر رهے هیں - حیر گذشتہ کے ذکر پر رهنی هے تو جانے دیجئے' آئندہ هم سب اگر راہ پر لگ جائیں تو یہ بھی غنیمت هے - گو منزل کی دوری اور ساتھیوں کی مسابقت سے دل ٹوٹے گا' مگر کبھی نہ کبھی تو منزل کا سواغ لگا هی لیں گے -

---

مسٹر محمد علی سے همارے تعلقات اب صرف دوستانہ هی نہیں بلکہ ایسے دوست کے عزیز هیں کہ انکی نسبت راے قائم کرنے کا پورا موقع رکھتے هیں - هم نے اچھی طرح اندازہ کرلیا هے کہ انکے دل میں آزادی اور حوس' دونوں جذبے هیں - یونیورسٹی کمیٹی کے متعلق عام طور پر موجودہ حالات نے بے اعتمادی اور شکوک پیدا کردیے هیں' گو ایسا هو اگر وہ جس گوشی اور بے لاگ سچائی کی قدر و قیمت کو نفس نظر رکھکے مندرجہ ذیل امور پر اپنی معلومات ظاهر کردیں - وہ ابتدا سے شریک کار رهے هیں اور هم کو شکوک اور سوءظن سے نجات دیسکتے هیں - شخصی نجی ذاتی معاملات میں جس درجہ سکتیں حرام هے' انمیں هی قومی معاملات میں ضروری بلکہ مدهداً داخل عبادت هے - ممکن هے کہ انکا حق گویانہ جواب بعض لوگوں کیلئے دل آزار هو مگر همیں کبھی کبھی تو ایسا کرنا چاهئے کہ خدا کی خاطر اسکے بندوں کو چھوڑ دیں -

(۱) ابتداے کار سے لیکر اس وقت تک جو ممبر یونیورسٹی کے معاملے پر گورنمنٹ سے گفتگو کرتے رهے انمیں کن کن صاحبوں نے قوم کی خواهشوں کے مقابلے میں گورنمنٹ کے ارادوں کی ثنا و عزم کے ساتھہ مخالفت کی ؟ اور کن کن حضرات نے سر تسلیم خم کیا ؟ تاکہ قوم کو آیندہ کیلئے راے قائم کرنے کا موقعہ ملے -

(۲) ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب جنکے ذمے یونیورسٹی کا سب سے زیادہ اهم کام تھا' کیا انہوں نے تعیر سب کمیٹی کی منظوری کے گورنمنٹ میں کوئی جیر ضروری تبدیلی بھی یا نہیں ؟ اس واقعہ کی پوری تفصیل کیا هے ؟

(۳) پروفیسروں کے تقرر اور یورپین عنصر کی تعداد کے متعلق بعض ممبروں نے موافقت اور بعض نے مخالفت کی بھی یا نہیں ؟ اور وہ کون کون هیں ؟

(۴) جب کبھی کوئی ایسا موقعہ آگیا هے کہ گورنمنٹ کے ارادوں سے مخالفت کرنی پڑی هے تو کثرت راے کس طرف رهی هے ؟ خود انہوں نے بھی متعدد مرتبہ اختلاف کیا هوگا لیکن ایسے موقعوں پر کسوں نے انکا ساتھہ دیا ؟ اور پھر ایسا بھی هوا هے کہ کسی نے ساتھہ نہ دیا هو ؟

هم کو امید هے کہ همارے درست ان سوالوں کا پوری آزادی کے ساتھہ جواب دینگے اور لومہ لائم کی بالکل پروا نہ کرینگے - همارے طرف سے مطمئن رهیں کہ هم تو صرف گمراهی سے بچنا چاهتے هیں' خواہ وہ هم میں هو یا آوروں میں - ونسأل الله تعالی ان یهدینا الی سواء السبیل -

---

(کامریڈ) کے گذشتہ صفحات میں بھی کہیں کہیں ان سوالات کے جوابات کے اشارے ملسکتے هیں مگر اب ضرورت هے کہ قوم کے آگے اسکا هر حامی اپنی اصلی صورت میں آجاے' اسلئے پوری تفصیل کے ساتھہ ان سوالوں کے جواب کی ضرورت هے - انکی بدولت بہت سے حالات روشنی میں آگئے هیں جو شاید پریس کمیٹی کی عدم اشاعت کی صورت میں نہیں معلوم کب تک تاریکی میں رهتے یہ انہیں کی زبانی همکو معلوم هوا کہ جب دربار دهلی کے موقعہ پر سر نتلر نے کانفرنس میں کہا تھا کہ روپیہ لاؤ اور یونیورسٹی لو' اس وقت کمیٹی کے جو ممبر اسٹیج پر موجود تھے اس سے یہ خبر نہ تھے کہ روپیہ کے سوا اور بھی کسی شے کے لانے کی ضرورت هے - یہ بھی کامریڈ هی نے همکو بتلایا هے کہ سر نتلر نے گو کمیٹی کے لہجے میں یہ کہدیا تھا' مگر جب انکی تقریر پریس میں جانے لگی تو انکو محسوس هوا کہ میں یونیورسٹی کا چندہ جمع کرنے والا نہیں بلکہ صیغۂ تعلیم کا دسته دار سرکاری ممبر هوں - یہ وہ باتیں هیں جو افسوس زار کے بعد بھی همسے کوئی نہیں کہتا مگر (کامریڈ) کی حق گوئی اظہار واقعات میں بالکل نے پروا هے اور بعض نہایت قیمتی اسرار کو بے نقاب کر رهی هے - پس بہتر هوگا کہ یہ سوالات بھی اس سلسلے میں صاف هوجائیں یا ایها الذین امنوا لا تلبسو الحق بالباطل ولا تکتمو الحق و انتم تعلمون -

---

الهلال

١ ستمبر ١٩١٢

— * —

نشۂ شام کي نصف شب

یا

مسلم یونیورسٹي

(٢)

و من الناس من یشري لهو الحدیث لیضل عن سبیل الله بغیر علم (٣١ ٥)

— * —

جلسہ پر ایک اجمالی نظر

لیکن بہرحال ١١ - اگست کا جلسہ بہ حیثیت مجموعی ہماري انقلاب حالت کیلئے ضرور ایک پیغام امید تھا - یہ پہلا موقعہ ہے کہ مسلمانوں نے ایک پبلک مجلس میں ارادی کے ساتھہ اپنی خواہشوں پر استقامت ظاہر کي ' اور جوش دردلي پر غالب رہا - (راجہ صاحب محمود آباد) کی تقریر اس امر کا ثبوت تھی کہ اگر قوم کے عوام اپنے اندر حرکت پیدا کرلیں تو بڑے آدمیوں کو بھی اپنی جگہ سے ہلنا ہی پڑے گا - انہوں نے جس صفائی اور غیر مشتبہ لہجے میں موجودہ حالت کی تصویر کھینچی اور اِن خیالات کو ظاہر کرنے میں گورنمنٹ کے تعلقات کو جس بے پرواہی کی نظر سے دیکھا' اسکی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے اور وہ آئندہ کیلئے ایک مثال تک ہے - ہم کو معلوم ہے کہ علاوہ اور باتوں کے ذاتی طور پر بھي خود انکے تعلقات (سر ایس - ایچ بٹلر) سے بہت گہرے ہیں اور اسطرح کے ہیں کہ انسے کسی حالت میں اغماض نہیں کیا جا سکتا - ایسی حالت میں گورنمنٹ ' اور قوم کی ہمدردیاں ' یہ دو حریف مقابل انکے سامنے تھے - انہوں نے قوم کا ساتھہ دیا اور ایسی مدبرانہ معتدل احکام کے نمایاں کار فرماؤں کی سطح ہمت سے بہت بلند ہے -

آنریبل مسٹر مظہر الحق اور مسٹر محمد علی کی تقریروں کو جلسہ کی اصل کار روائی یعنی کرنے ہیں - میاں محمد شفیع جاں نہایت نے جو کچھہ کہا توقع کے خلاف' مگر جونپور کے نواب عبد المجید کے توقع سے کم کہا - صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب کی رائے تھی کہ جلسہ کی تمام تقریریں اب بھی زار داري میں رکھی جائیں تو وہ کچھہ اور بھی کہنا چاہتے تھے - کاش وہ دلائیں کہ اسمیں کیا مصلحت تھی ؟

اصل مدعا

اب ہم چاہتے ہیں کہ اصل مدعا یعنے مجوزہ یونیورسٹی کی نسبت بھی کچھہ اپنے دیرینہ خیالات ظاہر کردیں - لیکن اس سے پہلے مجبوراً ایک مرتبہ گذشتہ حالات پر نظر ڈالنی پڑے گی - ناظرین طول بیان سے نہ گھبرائیں کہ ایک مردہ تعصبات کے ساتھہ اپنے خیالات کو انکے سامنے کردینا چاہتے ہیں -

---

قوم میں حرکت ہمیشہ پیدا نہیں ہوتی' اور دنیا میں ہر روز طوفان نہیں آتے - یونیورسٹی کیلئے تمام ہندوستان میں جو عام متعلم جوش پیدا ہوگیا تھا وہ ایک غیر معمولی' اور ہماری روزمرہ کي افسردہ زندگی کا ایک مستثنی واقعہ تھا - نہ کسی کو امید تھی کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں کسی دن ایسی حمیت بھی پیدا ہوگی ؟ لیکن یہ خیال اس درجہ درد انگیز ہے کہ ایسا قومی جوش محض ایک وجود بے روح اور لفظ بے معنی کے پیچھے عارت کردیا گیا اور قومی حرکت کی نہریں فرصت — جو نہیں معلوم پھر کتنے دنوں کے بعد ہاتھہ آئے' بھی یا نہیں — بیکار ضائع گئی -

اور قومیں جس جوش سے ملکی آزادی و حریت جیسے عظیم الشان مقاصد کا کام لیتی ہیں ' آپ اُس سے اور زیادہ آسان و علانی کی رعایتیں تمہاری کردینے کا کام لینا چاہا - اور قوموں کے رہنما جماعتوں کو بیدار کرتے ہیں تاکہ اٹھکر چلیں ' آپ ہمیں بیٹھے سے اٹھایا تاکہ اور سلادیں -

آجتک مسلمانوں میں کوئی بھی تحریک ایسی پیدا ہوئي ہے جو شہروں سے لیکر قصبوں اور دیہاتوں تک پھیل جائے ؟ جسکا ولولہ ان پڑھہ دہقانیوں اور جاہل دیہاتیوں تک کے دلوں میں پیدا ہوجائے ' ہر گھر میں اسکا چرچا ہو اور ہر جگہ اسکا جوش و خروش ' کوئی طبقہ اور کوئی فرقہ اس سے خالی نہو ' ممبروں پر اسکے لئے وعظ کہا جائے اور خانقاہوں میں اسکے لئے دعا ہو - برائے خیال کے بیدا کرنے کے جو حلقے جو یونیورسٹی کے لفظ کا صحیح تلفظ تک نہیں کر سکتے دیہاتوں اور قصبوں میں مولود اور وعظ کیلئے چندا کرکے روپیہ جمع کریں اور پھر اُسي روپیہ کو مولود کی جگہ یونیورسٹی فنڈ میں بھیجدیں - یونیورسٹی کا قافلہ جہاں جہاں سے گذرے لوگ جوش و نشاط سے بیخود ہوکر اسطرح قدم لینے کو دوڑیں ' گویا ملائے اعلی اور قدوسیان عالم بالا عرش الٰہی کو چھوڑ کر دنیا میں اُتر آئے ہیں تاکہ اپنے پروں کے سایۂ نورانی میں لیکر مسلمانوں کو پھر دونوں جہاں کی بادشاہت بخشدیں - ابھی نہ ملنے والی یونیورسٹی ملی بھی نہ تھی ' لیکن کروروں انسان اسطرح جوش ہو ہو کر لوٹتے ہیں گویا ہندوستان کی سلف گورنمنٹ کے (عنقا جارتا) پر سپہسالار گلستان کے دستخط ہوگئے ہیں ' یا ترکی میں پارلیمنٹ کے قائم ہونے کا پہلا روز مسرت طلوع ہوا ہے !

ہم روسکتے ہیں ' مگر ایسے افسردہ شخص کو دیکھا نہیں سکتے - جب سوچتے ہیں کہ ہدف ملت کا اسدرجہ قومی جوش کس بے دردي سے ضائع کردیا گیا تو " والدی نفسی بیدہ " (والد نفسہ لو تعلمون عظیم) کہ ہمارے دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں اور حیران رہجاتے ہیں کہ رہنمایان ملت کی اس غلط روی کی نسبت کیا کہیں ؟ ہمارے ہمدرد ناصح اصلاح کرتے ہیں کہ قومی اختیار کو لیکن اُنہیں ہمارے دل کی سوزش کیا معلوم ؟ یا تو ہماری

آنکھہ همکو دھوکا دیتی ھے اور یا پھر صاحبان بصیرت دنیا میں ناپید ھوگئے -

---

بنیادی گمراھی

لیکن مسجد کی محراب کا مدار اگر سیدھا نہیں تو پہلے اسکی بنیاد کو دیکھنا چاھئے- افسوس کہ ھندوستانی کا معاملہ پیش آجانے کی وجہ سے مہلت نہ ملی اور مسلمانوں کی پولیٹکل پالیسی کی ابتدا سے سلسلہ وار بحث کرنے کی جگہ ایک درمیانی باب شروع کردینا پڑا - یہاں مختصر اشاروں سے کام لیں گے -

در حقیقت مسلمانوں کی موجودہ گمراھیوں کی ابتدا اسی وقت سے ھے جب انہوں نے جہلے کیلئے پہلا قدم اٹھایا تھا - بنیادی غلطی یہ تھی کہ اسے تمام کاموں کیلئے گورنمنٹ پر اعتماد رکھنے کا واسطہ احتیار کیا اور بعد اس تکیے کے بدلنے کی عادت ھی نہیں ڈالی - جب مرض دائم میں آپ کیلئے مضطرب ھو تو صداقت کیوں نہ لے ؟ اس روش کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ ابتدا سے لیکر آخر تک مختص ایک کٹھہ پتلی بنکر رھگئے' جسکی ڈوریں پردے کے اندر تھیں اور چلانے والا اندنی داری گری کے مصالح کے مطابق جسطرح چاھتا تھا نچا رھا تھا -

ھندوستان میں برٹش گورنمنٹ بالکل ایک نئے قسم کی دونوں کو اسے سامنے دائمی تھی - ایک طرف وہ (لارڈ میکالے) کی تعلیم دینے سے انکار نہیں کرسکتی تھی' دوسری طرف تعلیم کے قدرتی نتائج اسکے سامنے تھے -ملک ابھی حکومت کے حواب کو بھولا نہ تھا ' اور آگ بجھ چکی تھی' مگر چنگاریوں کے پھر وقت حوف تھا - ایسی حالت میں وہ یہاں کے باشندوں میں سے کسی ایک عنصر کی اعانت کی ضرور محتاج تھی جو اسے ملکی فوائد کو اسکی حکومت کے فوائد پر قربان کردے - مسلمانوں نے اس مقصد کیلئے اپنے تئیں پیش کیا اور نہایت اصرار کے ساتھہ آگئے کہ ھم کو اس قربانی سے محروم نہ رکھا جائے - نہ مسلمانوں کے (ذبیح اللہ) کی قربانی تو ابھی نہیں کہ

آمد بزیر تیغ و شہیدش نمی کنند

نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمان ھندوستان میں تمام حقیقی فوائد کیلئے ایک سخت روک' اور دوسرے راہ کا پتھر بنکر رھگئے' اور ان سرتا پا انکا وجود ملک کیلئے ایک بد نصیبی ھوگیا - گورنمنٹ کو اپنے ملکی مصالح کیلئے جب کسی آلۂ عمل کی ضرورت ھوتی وہ اپنے وجود کو ایک پتھر کی چٹان کی طرح ھاتھوں میں اٹھا لیتی اور ملکی خواھشوں کے شیشے پر پٹک مارتی -

سب سے پہلے یہ ھوا کہ ملک میں کام کرنے والی اصلی جماعت' یعنے ھندوؤں سے مسلمان الگ ھوگئے اور اسطرح عرصے تک کیلئے ملکی مطالبات کی فتح یابی سے گورنمنٹ مطمئن ھوگئی - ساتھہ ھی اسکی بھی ضرورت نہیں کہ انکو بیکار نہیں رھنا چاھئے' ورنہ بیکاری سے اکتا کر راستے کی تلاش میں ضرور نکلیں گے - کوئی مشغلہ ایسا ھونا چاھئے جو عرصے تک انکو اپنے میں اولجھائے رکھے' اور اصلی کاموں کی طرف متوجہ ھونے کی فرصت نہ دے - تعلیم کو مسلمان پہلے سے لئے بیٹھے تھے (اور یہ خیال فی نفسہ غلط نہ تھا) اسلئے اسی اعلی تعلیم کے جال و پر کو پھیلا کر ایک ایسا الف لیلہ کا عجیب الخلقت پرند بنادیا جو اپنے پروں کو کھولدے ' تو سورج کو رھن کی طرف جھانکنے کیلئے کوئی سوراخ نہ ملے - مسلمانوں نے اس عجیب و غریب مرکب کو تراش سمجھا' اور یہ سمجھ لیا کہ ھمارے سفر معراج کیلئے آسمانی سواری آئی ھے - حالانکہ برس گذر گئے مگر ابتک اس مرکب کی لگام ویسی ھی ڈھیلی ھے ' جیسی پہلے دن تھی - اور منزل لا مکانی کا پتہ نہیں - قوم کی وہ قوتیں جو یقیناً زمانے کے قدرتی اثرات سے متاثر ھوکر ملکی تحریکوں میں صرف ھوتیں' تمام تر صرف ایک اعلی تعلیم کے شور و واویلا کے بیچے متنازعی گئیں اور جسکا ھم سے ایک دیوار کے فاصلے پر ملک کی جائز آزادی' ملکی حقوق کے مطالبات ' اعلے قوانین کی تدسیخ و ترمیم' ملکی نظم و نسق کے مباحث و افکار کی سرگرمیوں میں ھمسایوں کے جذبات و اعمال صرف ھو رھے تھے ' ھم اپنی کانفرنسوں' اپنی نئے نئے مجمعوں' اپنی شاندار تقریروں ' اپنے قومی اخباروں کے صفحوں کے اندر صرف ایک افسانۂ تعلیم کی سرد لاش اٹھائے ھوے پھر رھے تھے -

---

ھمارے جذبات کے اشتعال کیلئے اگر کوئی تحریک تھی' تو یہی تھی - انثار و مسلم ترمذی کی دعوت کا نظام تھا ' تو اسی دسترخوان پر - جوش و ھنگامے کا ظہور تھا' تو صرف اسی کیلئے - قوت تقریر کی نمود و نمو تھی' تو اسی افسانے کے دھرانے کیلئے - قومیں اگر وطن پرستی کے نشے میں چور نہیں' تو ھم تعلیم کے خمار میں انگڑائیاں لیتے ھیں - ھمسائے اگر ملکی آزادی کے آفتاب کے نیچے کھڑے ھیں ' تو ھمارے سر اور چہرے تعلیم کی شبنم سے بھیگ رھے ھیں - انکے ھاتھوں میں اگر خود فروشی و وطنی کے انگارے ھیں' تو ھم تعلیم کی سرخ گولیوں سے کھیل رھے تھے - ساری دنیا اسی تعلیم کے اندر تھی' یہی اعلی پالیٹکس تھا ' اسی سے قومیں بنتی اور بگڑتی تھیں' انگلستان نے اسی کے بوتے پر پارلیمنٹ لی' فرانس میں جو لوگ راستوں میں آزادی کا گیت گاتے ھوے پھرتے تھے ' وہ اعلی تعلیم کی سیڑھیوں اپنے سینوں پر لگاتے ھوے تھے' ایران میں بھی تعلیم ھی نے انقلاب کرایا ' ترکی تو حب یورپ کے تمام مدارج تعلیم طے کر چکی' اس وقت عبد الحمید نے یلدیز میں بلا کر خود پیار و محبت سے کہدیا کہ اب پارلیمنٹ لے لو' پس ھندوستان میں بھی ھم کو یہی کرنا چاھئے !

گمراھی کا دوسرا مشغلہ

اعلی تعلیم کی گرہ سلجھانے میں ھم نے چالیس برس سے زیادہ صرف کردیے ' اور یہ ایک ایسا مشغلہ ھمارے لئے رھا جس نے کسی دوسری طرف نظر اٹھانے کی مہلت نہ دی - لیکن انسان جو سوچے اور چاھتے' دونوں کے لئے بنایا گیا ھے' ممکن نہیں کہ صرف سوتا ھی رھے - چالیس برس کے مرض النوم کے بعد اب خود بخود

طبیعتیں کروٹیں لینے لگیں ' سامنے کے رات دن کے مناظر سے کہاں تک آنکھیں بند رہتیں - بالآخر تعلیم کے اصلاح کی حواب آور قوت گھٹنے لگی ' اور مسلمان بھی اب اس مشعلے سے اکتانے لگے - یہ وہ وقت تھا کہ گورنمنٹ ہندوستان کے آنسو پونچھنے کیلئے رومانی اسکیم کا رومال جیب سے نکال رہی تھی اور ملک میں ایک نیا انقلاب ہونے والا تھا - اس وقت ممکن تھا کہ مسلمان چالیس برس سونے کے بعد ہشیاری کی آنکھیں کھولدیتے اور ہندوستان کی متصل جاگنے والی قوم ' ہندوؤں کے ساتھ شامل ہوجاتے ' کیونکہ پرانے مشعلۂ تعلیم میں اب زیادہ دلچسپی باقی نہیں رہی تھی ' اور پولیٹکل کاموں کا استیج ملک بھر میں صرف ایک کانگرس ہی تھا - پس ضرور ہوا کہ اس تبدیل داتقہ کیلئے کوئی نیا کھلونا ہماری گود میں ڈالدیا جاے اور کچھ دنوں اسکے ساتھ بہلنے میں کاٹ دیں - یہ کھلونا ہماری نئی ضلالت یا غفلت بیداری تھا (مسلم لیگ) تھا ' جو زمانے کے نئے تغیرات کا لحاظ کرکے پالیٹکس کے نام سے شکل پذیر ہوا اور اسکی ابتدا یوں کرائی گئی کہ ہم ایک نئے لیڈر کی راہنمائی میں ڈیپوٹیشن لیکر شملہ کی طرف روانہ ہوے

موس چلا ہے کعبے کو ایک پارسا کے ساتھ !

مسلم لیگ

اگر اس زمانے نے پلٹا کھایا ہے اور تم پالیٹکس میں آنا ہی چاہتے ہو تو یہ کیا ضرور ہے کہ تم کو سونے کی اشرفی ہی دی جاے ؟ تمہارے بہلانے کیلئے پیتل کا ایک ٹکڑا بھی بہت ہے - تم ہر چمکیلی چیز کو سونا سمجھنے لینے کیلئے طیار ہو ' تو تم کو سونا کیوں دیا جاے ؟ اب مسلمانوں کو بہلانے کیلئے ایسک دوسرا کھلونا ملگیا اور زمانے کے تغیرات ' قدیمی اصلاح کی بے مرگی ' اور تعلیم کے نتائج نے طبیعتوں میں جو حرکت پیدا کی تھی اسکو گردش کیلئے ظاہر جاننا تھا تو یہ خود اپنے گھر کے اندر اُسی نام کا ایک دائرہ ملگیا -

افسوس کہ ہم مدتوں کی غفلت کے بعد پالیٹکس میں آئے بھی تو اپنی قوت اور دل کی امنگ سے نہیں ' بلکہ

آں ہم بسعی عمرا مردم شکار دوست

نئے پالیٹکس کی تعلیم

گو (مسلم لیگ) کا قیام کسی پولیٹکل بیداری و تلاش کا نتیجہ نہیں تھا ' اور کوئی ملکی یا ملّی قوت اسکے اندر نہ تھی ' لیکن تاہم پالیٹکس کی حرمت کا فتوا منسوخ ہوچکا تھا ' اور کم از کم جمود میں ایک حرکت ضرور پیدا ہوگئی تھی - آپ کو اگر کوئی ہاتھ پکڑکر تالاب میں پہنچادے تب بھی آپ اُسی طرح پھولوں کی توقع اسے سکتے ' اور پھولوں کو توڑسکتے ہیں ' جیسے وہ شخص ' جو خود اپنی خواہش سے چلکر پھولوں کے عشق میں آیا ہو - اصل شے تالاب میں پہنچنا ہے - اگر مسلمان لیڈر قوم کو چھوڑ دیتے ' تو عجب نہیں کہ یہی کھلونے کا پتلہ رندوں کی طرح حرکت کرنے لگتا - مگر جس حرکت کی لگام خود اپنے ہاتھوں میں نہو اسکی قیمت نہ سونچنا لاحاصل ہے کہ کس طرف لےگیا ؟ یہ کیسی بدبختی کی بات ہے کہ پالیٹکس میں آنے کے بعد بھی ہم کو پالیٹکس کی لذت چکھتے ایک دن کیلئے نصیب نہ ہوئی - پالیٹکس میں آنے کے بعد اولیں شے ملکی حقوق کا مطالبہ اور حکومت میں اپنا حصہ لینے کا سوال تھا - ہم اس راہ کے کنارے ضرور آگئے تھے ' لیکن کارفرماؤں کی نہ عنایتی عقلوں کو حیرت میں ڈالنے والی ہے کہ معاً اس حیرانی کے ساتھ روشنی دیدی گئی کہ خود ہمکو تو ہٹنے کا حس نہوا ' مگر شاہراہ مقصود اور ہم میں ایک نا پیدا کنار آقیانوس حائل ہوگیا - ہمکو سمجھایا گیا کہ آجسے تیس برس پہلے جو اسباب پالیٹکس سے الگ رہنے کے تھے ' آج پالیٹکس میں در آنے کے بعد بھی بدستور قائم ہیں - اُس سبق کہنہ کو پھر دہرالو! تعلیم کی کمی ' تعداد کی قلت ' معاشی کا فشار ' عناصر کی مسابقت - ان تمام دائمی اور ابدی مدت موانع میں سے کونسی چیز دور ہوگئی ہے ؟ اسلئے اگر ملکی حقوق کے میداں میں آؤ گے تو ہمسایہ قومیں تم سے باری لے جائیں گی ' بس تمہارا پالیٹکس یہی ہے کہ پہلے اپنے حقوق ہندوؤں کے معاملے میں تو حاصل کرلو - انہوں نے اپنے عادۂ تعداد و تعلیم سے تمہاری ترقی کی راہیں تم تر بند کردی ہیں - اور تمہارے قومی حقوق چھین کر غصب کرلیے ہیں - اصلی پالیٹکس یہی ہے کہ ان راہوں کو ہمسایوں کے حملوں سے محفوظ کرلو ' جو حقوق حکومت سے مل چکے ہیں انہی کو ہمکو تصنیف نہیں ہوے ' نئے حقوق کے مطالبات کا کیا موقعہ ہے ؟ یہ دارو ے خوشی کا ایک نیا جمپھ تھا ' یہ سمجھ نہ نکلا کہ حقوق طلبی کی جس طاقت کا نشانہ گورنمنٹ ہوئی ' نہایت آسانی کے ساتھ اسکا رخ ہمسایوں کی طرف پھیردیا گیا ' اور اسطرح ایک قومی قوم کے پالیٹکس میں آجانے کے بعد بھی اُسکی تولیتکل تیاری سے گورنمنٹ کیلئے کوئی خدشہ باقی نہ رہا -

ہمارا تخاطب صرف اُن علم تعلیم یافتہ مسلمانوں سے ہے جو الحمد للہ اب اپنی حالت محسوس کرنے لگے ہیں ' وہ خدا کے کیلئے انصاف کریں کہ یہ کیسی شدید غلطی ' اور کیسی درد انگیز حالت تھی ؟ جبکہ ہمارے ہمسائے ملکی فلاح و بہبود کی تدبیروں میں مصروف تھے ' ہماری آنکھیں تمام ملک کی طرف سے بند تھیں - ہمارے ایک کروڑ بھائیوں کو اگر صرف ایک ہی وقت کا کھانا میسر آتا تھا ' اگر تمام ملک افلاس کے روز بروز مرض سے زار و نزار ہورہا تھا ' اگر ٹیکس کا بوجھ اسکی قوت برداشت سے بڑھا ہوا ' اور آور زیادہ بڑھرہا تھا ' اگر زمینداروں کے معائب سے ملک کا قلب ضعیف ہوگیا تھا ' اگر مظلوم کاشتکار موت و ہلاکت کا شکار ہورہے تھے ' اگر فوجی مصارف کے بوجھ سے ملکی خزانے کی کمر ٹوٹ گئی تھی ' اگر ہمارے سالانہ بجٹ میں ہماری تعلیم کیلئے کوئی امید افزا جواب نہ تھا ' اگر ملکی انتظام کے تمام بڑے دروازے ہمارے لئے بند تھے ' اگر ریلوے توسیع کے ٹھیکے انگلستان کو مل رہے تھے ' اور ملک آبادی کے بعد حال بانٹ تھا ' اور اگر قانون ناقص اور انتظام راحت بخش نہ تھا ' تو ان تمام چیزوں کیلئے ہمیں باوجود ہندوستان میں رہنے کے درد سر اُٹھانے کی ضرورت نہ تھی - یہ جھگڑے صرف ہندوؤں کیلئے تھے ' اور ان میں پڑنا خدا کا حرام تھا - ہاں اور حکومت سے تعاون تھا ' صرف تعلیم اور اعلیٰ تعلیم کی تلاش کی مصروفیت ہماری زندگی کا اصلی کام تھی !

خاموشی ما گشت بد آمور بداں وا

اضافاً کہا جاتا ہے کہ اسمیں گورنمنٹ کا قصور نہ تھا ' بلکہ خود ہمارا تھا - گورنمنٹ نے کبھی حقوق طلبی سے نہ ہمیں روکا ' کبھی فریاد کرنے والوں پر اپنا دروازہ بند نہیں کیا ' کبھی تعزیرات ہند میں یہ دفعہ نہیں بڑھائی کہ پوچھنا اور مانگنا جرم ہے - اسنے معقولیت سے مانگنے والوں کی سدا اوقات عرض اوزائی کی ' اور اکثر انکی جرأتوں کو آور نظر کیا - البتہ یہ ضرور تھا کہ اسکی پہلی نظر اپنے مصالح پر تھی ' اور اگر ایک قوم خود ہی اپنے لئے اسکے فوائد شخصی پر قربان کر دینے کیلئے طیار کردے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ قبولیت سے انکار کرتی ' علی الخصوص ایسی حالت میں کہ اسکی ضروریات کسی نہ کسی ایک جماعت کو اپنے فوائد کیلئے قدرتی طور پر ذمہ دار رہی تھی - مسلمان راہ میں اڑکر کھڑے ہوگئے کہ اس خدمت کیلئے ہمیں کو منتخب کیا جائے - وہ کیوں اس سے رکتی اور کیوں فائدہ نہ اٹھاتی ؟

عود الی المقصود

گذشتہ تمہید سے یہ دکھلانا مقصود تھا کہ ہمارا قدم جب کبھی اٹھا ' غلط راہ پر اٹھا - جس زمانے نے ہندوؤں کا ہاتھہ پکڑا تھا ' اسکو ہماری رہنمائی سے انکار نہ تھا - کسی نہ کسی طرح ضرور ہم صحیح راستے پر چل نکلتے - مگر ہمارے لیڈروں نے ہمیشہ ہمارے سامنے کوئی نہ کوئی کھلونا ایسا ڈالدیا جسکے مشغلے میں اولجھکر ہمکو اصلی کاموں کے اختیار کرنے کی مہلت ہی نہیں ملی - پہلے اعلیٰ تعلیم میں چالیس سال بسر کرادے ' پھر جب اس سے اکتا گئے اور دیکھا کہ قافلہ سے نکل رہے ہیں تو (مسلم لیگ) کا طلسم کھڑا کردیا

مسلم یونیورسٹی

اسی زمانہ کی آخری کڑی (مسلم یونیورسٹی) کی تحریک تھی جو عین ایسے موقعہ پر شروع کی گئی جبکہ ملک کے در و دیوار سے تعدیل و تبدل کی صدائیں اٹھنے والی تھیں اور ہندوستان خود گورنمنٹ ہی کی جرأت افزائی سے ایک نئے دور میں اپنے تئیں دیکھنے والا تھا - اتنے طویل عرصے کی غلط روی کے بعد اب شاید صحیح راستے کی تلاش شروع ہوجاتی ' لیکن (مسلم یونیورسٹی) کی ایک ایسی طول طویل داستان شروع ہوگئی جسکے پیچ در پیچ قصوں کو سنا کر اور ہر طرف سے کان بند کردئے گئے -

الہلال کی پولیٹکل تعلیم

ایک بزرگ قوم لکھتے ہیں کہ " سمجھکر اپنا مخالف نہیں بلکہ اصولاً بالکل متفق تصور فرمائیے ' لیکن ضرورت اسکی ہے کہ آپ بتلادیں کہ قوم کو کس قسم کی پولیٹکل تعلیم دینا چاہئے ہیں کیا آپ کا یہ مقصد تو نہیں کہ ہندو اکسٹریمسٹوں کے ساتھہ ملجائیں ؟ "

افسوس ہے کہ ہم کو ایک ایک اپنے مقاصد پر لکھنے کا وقت نہیں ملا - گذارش ہے کہ ہم اسلام کو اس سے بہت بلند سمجھتے ہیں کہ اسکے پیرو اپنی زندگی کے کسی شعبے میں بھی کسی دوسری قوم کی تقلید پر مجبور ہوں - وہ دنیا کو اپنے پیچھے چلانے والے ہیں ' وہ یہ خود دوسروں کی پیروی سکھانے والے - پس ہماری تعلیم وہی ہے جو اسلام کی ہے - اسلام سے بڑھکر دنیا میں کوئی تعلیم تعاون و مساوات کی دشمن نہیں ' ایک شخص اگر مسلمان ہے تو وہ کبھی فتنہ و فساد اور تعارف کا مجرم نہیں ہوسکتا - اگر ہندو اکسٹریمسٹ ایسا کرتے ہوں تو مسلمانوں کا فرض ہونا چاہئے کہ گورنمنٹ کیلئے نہیں بلکہ خدا کی زمین پر امن قائم کرنے کیلئے اسکو دور کرنے کی سعی کریں البتہ اسلام خدا کی بخشی ہوئی اسلئے ارادی کو قائم کرنے والا ' اور ہر شخصی استبداد کا مخالف ہے - وہ اپنے پیروؤں کو جائز ارادی حاصل کرنے کیلئے ہر وقت جدوجہد میں دیکھنا چاہتا ہے - وہ ایک جمہوریت اور مساوات کی روح ہے ' اور اس حکومت کو خدا کی مرضی کے مطابق نہیں سمجھتا ' جو پارلیمنٹری اور دستوری نہو - یہ مقصد مسلمانان ہند کو ہندوؤں سے نہیں بلکہ وہاں سے سیکھہ کر اپنا مقصد العین بنانا چاہئے ' اور جمود کی جگہہ حرکت ' افسردگی کی جگہ تحری ' بزدلی کی جگہ ہمت ' اور گورنمنٹ پر اعتماد کی جگہ خدا اور اسکے بخشے ہوئے دل پر بھروسہ رکھنا چاہئے -

ہم آئندہ نمبر میں اسکو بہ تفصیل لکھیں گے

مغرب اقصیٰ

جدید دعویدار سلطنت (الہنا) کا اقتدار بڑھتا جاتا ہے - فرنچ فصل اور اسکے ساتھی (جنکے مکان پر الہنا نے حملہ کردیا تھا) بھاگنے کے قصد سے نکل گئے ہے ' مگر شہر سے چند میلوں کے فاصلے پر روک لئے گئے - حاندان (العلوی) جسکی دوستی پر فرانسیسیوں کو ناز تھا ایک الہنا کی فوج سے محصور ہے -

بیان کیا جاتا ہے کہ ۲۵ - اگست کو کرنیل مینگن نے بڑھکر الہنا کی فوجی چوکیوں پر حملہ کردیا ' لیکن حملہ کا نتیجہ صرف یہ ہوا کہ گیا ہے کہ سامان اور جھتیاں کثرت کے ساتھہ ہاتھہ آئیں - سب سے اہم خبر یہ ہے کہ (العلوی) نے ۹ فرانسیسیوں کو (الہنا) کے حوالے کردیا - الہنا نے وعدہ کیا ہے کہ ہم انکی حفاظت کرینگے - اس خبر نے پیرس کے تمام سرکاری حلقوں میں سخت تشویش پھیلا دی ہے - اخبارات زور دے رہے ہے کہ ان قیدیوں کی رہائی کیلئے سخت تدابیر عمل میں لانی چاہئیں -

(الہنا) اپنی جنگی کارروائیوں سے بھی غافل نہیں ہے ۲۸ کی تار برقی سے معلوم ہوتا ہے کہ مقام (سوق العربہ) کی فرانسیسی چھاؤنی پر پے در پے حملے کئے گئے اور چند فرانسیسیوں کے ہلاک ہونے کا اقرار بھی کیا جاتا ہے -

فرانس کیلئے سب سے بڑی مشکل ہے کہ مزید کمک نہیں بھیج سکتا - پیرس میں تو اسکا سبب یہ بتلایا جاتا ہے کہ فوج کی کمی ہی نہیں بلکہ موسم کی حرارت پیش قدمی سے مانع ہے ' مگر در اصل (الہنا) کی عام مزاحمتی تحریک کی اہمیت سے فرانس اچھی طرح واقف ہے - اور جانتا ہے کہ اس وقت کی معمولی فوجی نقل و حرکت کچھہ مفید نہوگی :

مراسلات

المصلح العظيم و المجدد الحكيم

السيد محمد رشيد رضا صاحب المنار

وطئ الاوغاد فيه ، و تطاول السفهاء عليه بالسب والشتم

في مصر و الاستانة العلية

لحضرة العالم الفاضل صاحب الامضاء

ننشر مع تسليم الانشراح مقالة صديقنا الفاضل المحترم (صاحب الامضا) - ولكنا نقول قبل ذلك - اننا لما قرأنا مقالة الشيخ (عبد العزيز جاويش) في الهلال العثماني ورسالة ذلك الكاتب الذي يترقع بتعجل صحافي مصري قديم في الاستانة [وانا نعرف من هذا ذلك المترقع] تعجبنا اشد التعجب من المجاهرة بهذا الكذب الصريح ، ليكن اخواننا في مصر والاستانة على يقين من ان مسلمي الهند — وان كانوا يختلفون عنهم بالاشتراح والديار — لكنهم لا يجهلون المنازعات والمنافسات التي بين احزابهم -

لما شرف حضرة المصلح الحكيم مولانا (السيد رشيد رضا) رأينا فيه اكبر مصلح اسلامي في الدور الحاضر كما كنا نعلم عنه ذلك من قبل - نحن لا نجهل ما اجراه حضرته و حضرة شيخه الاستاذ الامام رضي الله عنه من الخدم الجليلة والاصلاحات النحو التي طرق في احياء الاسلام و استئصال البدع والخرافات وتجديد روح التجدد في الامة ، وبناء على ذلك وعلى عدد هذه الصفحة الثالثة نقول ان اكبر الاصلاحات وارضاها الى المقصود التي نشاهد في الهند و مصر والاستانة بل في جميع العالم الاسلامي ، تلك الاصلاحات المطابقة لمقتضى الحال والزمان - التي دعوة (المنار) فقط -

الا اننا نوافق صديقنا الفاضل المحترم على تلك اللهجة الشديدة في هاتيك الاقاويل التي عنى بها الاشارة الى (الحزب الوطني) المصري ، و نحن نرى ايضاً ضرورة وجود هذه الجماعة في مصر و نعزم ان فيها بعض المخلصين الخادمين للوطن ، و نحن في غاية التعجب من زميلنا المحترم (الشيخ جاويش) على اسناد هذه مثل هذه الاقوال الكاذبة ، واختياره هذه الطريقة المفعمة بالحقد ، التي المنازعة بين الاحزاب لا تتجاوز الى مثل هذا الكذب والخداع ، نحن ايضاً من مدة نخالف بارائنا آراء حزب حضرة (صاحب المنار) في المسائل السياسية المتعلقة بمصر ، و قد جرينا نحن مسلمو الهند

الهلال

خطتهم في الهند اكثر منهم ، ومع ذلك فالجامعة العلمية والدينية عدو طريق السياسة وكل حزب فمالديهم فرحون — [الهلال]

حضرة الفاضل المحترم محرر جريدة (الهلال) الغراء في كلكته

ارجوكم نشر مايأتي احقاقاً للحق ، و ازهاقاً للباطل ، و بياناً للواقع ، ولكم جزيل الشكر

قد استبسر البغاث ، و استحل امره و عاث ، و تجاوز الرعاع حدود الوقاحة ، و تعدى السفهاء مناطق اللئوم ، و تمادى الاوغاد بالاثم و العدوان و معصية الله و رسوله ، و محاربة اوليائه و الصالحين من عباده . فتطاولوا على اشراف البلاد ، و مصلحي العباد ، و سلقوهم بالسنة حداد ، ظلماً و عدواناً ، و كذباً و بهتاناً ، بعد ان اتحدوا من قلة الحياء ثياباً ، و من صلابة الوجه نقاباً ، و من بذائة اللسان رائداً ، و من خبث الجنان مرشداً ، و من خسة النفوس حادياً و سائقاً ، و من شراب المين و البهتان شراباً رائقاً ، و من الدناءة اعلاها ، و من الاخلاق معالمها ، و من الشياطين اماماً يعدهم و يمنيهم ، وما يعدهم الشيطان الا غروراً .

فهؤلاء الارادل الاشرار ، حلم اولئك الاخيار ، و سكوتهم عن مقالاتهم الحمقى ، و اعراضهم عن كتاباتهم الشاذة ، وا طمع هؤلاء الاوغاد السفلة ، في اولئك الاسياد الكملة ، لين جانبهم و مكارم اخلاقهم ، و شرف نفوسهم ، و ترفعهم عن الدنايا ، و اشتغالهم بالخدمة العامة عن الشخصيات ، و عملهم للمصلحة الملية الا التفات الى الذاتيات .

ان كبار النفوس اصحاب الهمم العالية و العقول السامية و المقاصد الشريفة و الاغراض الصحيحة الذين لاهم لهم في حياتهم الا اصلاح الامة والاخذ بيدها الى طرق السعادة و مناهج الحياة الطيبة . لو التفتوا الى سباب السفلة و شتم الشاتمين و حماقة الجاهلين . و اشتغلوا برد اباطيل المفسدين و مفتريات المزورين و بهتان الكاذبين - لضاعت اعمارهم سدى . ولما وجدوا وقتاً يخدمون به امتهم و دينهم ابداً . و الامة و الدين في اشد الحاجة اليهم اليوم لو تصدى اولئك المصلحون الكبار لرجم شياطين الانس الاشرار بشهب الاقلام . و احراقهم و مدياتهم بصواعق الكلام ولو توجهوا لاهانة الاشرار و عصب سلطتهم ، و وضع القطار لترئيف كلمتهم العالم الاسلامي من ثمرات علومهم و معارفهم . و خيرات عقولهم و مداركهم ولو ارادوا ان يلقموا كل كلب عوى حجرا . او يصوبوا نحو كل

حب غوى نظرا . لاصبح الصحر مثقالا مدينار . ولم ينالوا شيأ من امالهم الكبار .

دعت « ندوة العلماء » حضرت السيد الكريم والامام العليم، الصلح العظيم ، والمجدد الحكيم ، طراز الصابة العثمانية ، و فخر الامة العربية ، و قرة اعين الشعوب الاسلامية ، العلامة الأكبر الاستاذ السيد (محمد رشيد رضا) منشئ المنار الاغر ، وناظر مدرسة (الدعوة والارشاد) بمصر، الى تشريف مؤتمرها السنوى بالتصدر فى جلساته و تحقيقاً لرغبة اخوانه العلماء و اداء لحقوق مسلمى الهند واهتماما بشئونهم ، ورغبة فى الوقوف على احوالهم احاب الدعوة وحضر مؤتمر الندوة . وزار قبل انعقاد المؤتمر و بعده بعض البلاد الشهيرة، والمعاهد العلمية الجليلة ، وقد احتفل به المسلمون فى كل زارها ، و محتفل حل فيه احتفالا فرق العادة ، وكان الرجل بحصرته اينما سار عاما شاملا سائر الطبقات الاسلامية ، ولا ابعد عن الصواب اذا قلت ان شعائر الحب والاخلاص ، و صروب التبجيل والاحترام ، التى تطاهرها مسلمو الهند لهذا الزائر العظيم ، لم ينلها كثير من حكام البلاد وامرائها ، واولى الامر فيها ، وقد خطب فضيلته فى الندوة وفى غيرها خطباً انعشت القلوب والارواح ، واطربت السامع والعقول واوصت الله ورسوله والملائكة وعقلاء المؤمنين وجميع عباده الصالحين، وتناقلت الصحف الهندية خطبه الفائقة المفيدة ، واثنى عليه الكتاب فى سائر بلاد الهند . ثم غادر البلاد الهندية شاكراً مثنيا ، راضياً مرضيا ، وقد فصلنا ذلك فى رسالتنا « الكهف والرقيم » فى ملخص رحلة المصلح العظيم والمجدد الحكيم » التى نشرناها تذكارا لقدوم حضرته الى هذه الديار . فكبر ذلك على دعاة الضلالة وعصبة الفساد ، عبيد الشهوات المدنسين ، وعباد الاهوا الخائنين ، وكأن تلك الاحتفالات العظيمة التى اقيمت للمصلح العظيم فى اطراف الهند و اكنافها ، وتلك المظاهرات الكريمة التى تظاهرها لذلك المجدد الحكيم اعيان البلاد وامرؤها ، ووجوهها وعلمائها ، وادباؤها المفكرون فيها صارت معضاً فى بطون افراد تلك الثلة الفاسدة ، تقطع امعائها ، وخرازة فى صدورهم ، تضيقها وتحرجها ، و شجى فى حلوقهم لينغص عشيتهم ، وقذى فى عيونهم يعميها ، و صاعقة انقضت على مسامعهم فكتمتها ، وقادحة نزلت ساحتهم ، وكارثة المت بهم و مصيبة ألمتهم فتأججت نيران غيظهم، وحاشت مراجل حسدهم وحقدهم تغلى فى بطونهم على الحليم وتديقهم الوان العذاب الاليم اختلت حواسهم ، واصيبوا بعقولهم ، وتصاعدت زفراتهم ، وتقطعت انفاسهم ، وطاشت احلامهم و اقلامهم ، وشدت مداركهم و افهامهم ، وباتوا على اسوء حال واقاق بال ، يريدون ليطفئوا نور الله بافواههم والله متم نوره . بتأييد انصاره ولوكره الصالون ، و عض الحرمون ، وتدمر البطلون .

ولما شعر المؤيد الاغر حضرة المصلح العظيم التى افتتح بها مؤتمر الندوة ، عكفت عليها تلك الثلة الضالة . تتلوها حرفاً حرفا وتعيد تلاوتها مرارا وتحلل جملها تحليلا . وتتخلل الفاظها تخللا . و تقلب مبانيها ، وتتناحث فى معانيها ، وتتناقش فى مراميها ، تفكر فى ذلك وتقدر وتصعد انظارها فيها وتحدر ، تتلمس منها مطعناً تطعن به على حضرة المصلح العظيم . ومغمزا تغمز به حضرة المجدد الحكيم وزلة تزلزل بها عقيدة الناس فى سيادة الامام العليم . و كلمة تأخذها وسيلة لتشهير به . والحط من قدره فلما حاب العاوون . وحسرها لك المبطلون . وقعد على الاعجاز المسدون وعجز الصالون المصلون ركبوا الى التزوير والاختلاق وتحالوا على الكذب والبهتان وتواصوا بالاثم والعدوان . واضاعة الهوى والشيطان ومحالفة الحق والرحمن ، وصمموا على اجراح السيآت وارتكاب المنكرات فتاب الحقائق وتشويهها ، وتحريف الكلم عن مواضعها و مراميها و تسيير الجمل بغير ما تؤديه ، وبيان معانى الالفاظ بغير ما تعليه فتحركت السنتهم الاثيمة . تلوك الالفاظ الوقاحة والسفاهة التى تعودوا عليها . وحملت ايديهم الاثيمة . مقالات كتبوها بماء عدم الحيا الذى يقطر من حياههم ، وعرق عدم الغيرة الذى يبرآ فى نواصيهم . واود عوها من ضروب الافك والمين . والتزوير والبهتان . على حضرة المصلح العظيم . والمجدد الحكيم . ماشا و اوشاء لهم سوء الغية . وخبث الطوية . و دلتهم عليه الاهواء الشيطانية . والطباع الردية . وامانته عليهم ضمائرهم التى وان عليها الحرص . ومدارکم المصابة بضروب المرض . ثم استطوا من هذه الاكاذيب التى اخترعوها والا باطيل التى روجها ان مسلمى الهند (حاشاهم) « امطروا عليه حجارا من سجيل التحقير والازدرا وبدو لهم من الله القواة » (كبرت كلمة تخرج من افواههم ان يقولون الا كذبا)

فلما وصلت مقالاتهم الحمقى الى الهند . و اطلع على اباطيلهم و اضاليلهم ارباب الافكار و الاقلام . و العارفون بمرامى الكلام و المطلعون على ما وقع و صار من العلماء الاعلام والادباء الكرام . و اصحاب الراى و اهل الثبات . اخذهم العجب من كل مكان . و احاطت بهم الدهشة من سائر الجهات . من هذه الوقاحة المتناهية و السفاهة التى ما بعدها سفاهة . و انكشف لهم ما كان مستورا تحت عمائم و طرابيش تلك الثلة الضالة المضلة . بهذا الكذب الصراح . و الافتراء البين . و البهتان الواضح . و التزوير الفاضح . فسقطوا من اعينهم . و اردوهم و جرائدهم . و امطروا عليهم حجارا من سجيل التحقير و الازدراء (فى الواقع و نفس الامر) و بدوهم عند الله القواة (فى الحقيقة التى لاتنكر)

و قد ترجمنا الى العربية جل ما كتبته الجرائد الهندية فى رد اقوال تلك الثلة الافسادية . و تزييف مقالاتهم الحمقاء . و دعاويهم الباطلة . و البرهنة على اخلاقهم السافلة . و افهامهم الخاطئة . و ارسلناه الى مصر ليبشر بينهم . فيعرفهم بحقيقتهم .

و مسلغ اعتبار الناس لهم . و عسي ان يثوب الى هؤلاء الاشرار شيئ من الرشاد . فيرجعوا عن ايذاء العباد . والافساد في البلاد . والله لايضيع اجر المحسنين . و لايصلح عمل المفسدين . و ان امهلهم الى حين .

عبد الحق حقي الانطاكي البغدادي

(نائب استاذ العربية في كلية علي كره)

الهلال کي توسيع اشاعت کي دسدب ايک لطف فرما کي عرداست

عدد ے قبل هو نا معلوم تک پہنچے هدں ايسا کہ ترهے ے ده معاوم هوا که وجاه کے نکالے مدں آب کو بڑی بڑی دقتدں پیش آئدں - کہیں یه آئیں جب که چھوٹے چھوٹے کام سرع کئے جائے هدں تو ایسے ایسے و انتظام مدں بیے دہل معجدب اور روزمرہ صرف کرنا پڑتا هے اور بڑی بڑی دقتوں کا سامنا هوتا هے جه جائدکه آب ے ایک پریس جاری کرنے کا انتظام کیا اور وہ بھی معمولی نہدں بلکه مشکل سے مشکل کا اسدر نصویروں کا التحاق تو اور دی عجب هوگا - یه آپ هی کا دل گردہ تھا جو آپ نے اس کام کو کھڑا کردیا اور وہ بھی ایسے هی طاقت در آپ ے جن لوگوں کی امداد اور اعانت کو شکریه کے ساتھه واپس کردیتا هے اس سے آپ کی آزادی کا پتہ لگتا هے - اور بعینہٖ آپ کا یه حدال هے که اس طریقے سے سلف هلپ کی ایک زبردست حدال قائم کردیجائے مجھے آپکے حدال کے ساتھه اتفاق هے اور یہی اصول مذهب اسلام نے همکو سکھایا هے اور اسکا نتیجه تھا که قرون اولی کے مسلمانوں نے تمام دنیا مدں اپنے نام کا سکه بٹھا دیا - آج بہت کم مسلمان هدں جو ایسے طریقے اور مدد کے کام کرتے هدں اور جو کرتے هدں وہ ضرور کامیاب هوتے هدں -

آپ کے کارخانه کو مدد دینے کی نسبت مختلف خیالات ظاهر کئے گئے هدں - کسی نے اعانتی رقم بھیجی جو زائد هوئی - کسی نے یه کہا که قسط ۱۲ - روپیه کردیجائے تو کارخانه بخوبی چل سکیگا - یه سب صحیح هے مگر صرف خیال مدں یه بات آتی هے که جو لوگ الهلال کو مخلصانه مدد دینا چاهتے هدں وہ اس بات کو اپنا فرض سمجھیں که اخبار کی اشاعت بڑھائی جائے - اسکی کامیاب شکل یہی هے که هر بہی خواہ الهلال اپنی کوشش سے کم از کم پانچ نئے خریدار پیدا کردے - اور هر اپنے دوست کو اس بات پر آمادہ کرے که وہ بھی اپنے دوستوں کو اخبار کا خریدار بنائیں - جب خریداروں کی کثرت هوجائیگی تو خود بخود الهلال اپنے آسمانی مدارج ارتقاء طے کرلیگا

مجھے امید هے که میرے اور تمائی اس ناقص رائے کے ساتھه اتفاق کرینگے -

میرے اکثر دوست اضلاع مدں بھی هیں اور مدراس مدں بھی - میں مدراس کے دوستوں کو میرے پاس جو الهلال آرها هے اوسکا نمونه دیکھکر خریدار بناسکتا هوں - مگر ضرورت کے لئے ایک ایک نمونه کا رسالہ بھیجنا چاهئے - اسلئے مہربانی فرماکر آپکا پتا بمعہ جو بھیجنا هوگا اوسکی دس کاپیاں دہ سندل ویلو اس دفتر کے نام روانه فرمائیے' انشاء الله اس بات کی ضرور کوشش کیجائیگی که خریداروں کی تعداد بڑھے - آپکے کل مضامین مدں مسلم یونیورسٹی کا مضمون ایسا دلچسپه اور آزادانه هے که جسکو پڑھکر دل سے احسنت کی صدا نکلتی هے اسکا نام آزادی هے اور جب تک اس قسم کی آزادی نه هوگی قومی ترقی نہدں هوسکتی -

(مولانا) عبد السبحان ناظر مدراس

ایک خط

(از جناب مولوی نواب علی - ایم - اے - پروفیسر پٹیالہ کالج)

۱۸ - ماہ حال کے الهلال مدں " الامر بالمعروف و النہی عن المنکر " پر جو مقالہ مضمون آپ نے لکھا هے آپ پڑھکر مجھے نہایت مسرت هوئی - جزاک الله سعد یه اسکا اثر هے که اس درجه نے صفحه ۱۲ - مدں صفحہ ۶ محمد تری تک کے حالات مدں جو حصه آپ نے حضرت خاتم الانبیاء کے بیان مدں تحریر فرمایا هے اسکے متعلق مجھے کچھه کہنے کی ضرورت هوئی -

" محمد ابن عبد الله (صلعم) اپنے عمر کے ۶۳ پرس چار مہینے کے بعد بھی آغوش الهی مدں زنده رہا اور اب تک زنده هے " یقدنا یه ایک حوصلا طور بیان هے اور اس موقع پر حائز بھی هے لیکن زبان اردو کے قادر الکلام کے قلم سے هم " خاتم و سبحان خاتمی " کا کریمه دیکھنا چاهتے هدں تاکه سرور انبیاء کا نام بھی تعظیم کے ساتھه آئے اور خوشنما طور بیان بھی قائم رهے - دریغست مدں صرف " صلعم " لکھدینا کافی نہدں هے -

آپ کہدں گے که یه شخص بھی عجب کتنه ملا هے جو طرز ادا کو سمجھتا هی نہدں جدر آپ جو کچھه سمجھدں لیکن -

مدں که گفت شنیدہ گفت گو نیست
که گفت سرور ما " انظرنا الی ما قال "

اس جمله کو اگر آپ اسطور سے ادا کریں که

" ۶۳ پرس چار مہینے کے بعد بھی " حی لایموت " کے آغوش مدں زنده رہے اور رهینگے "

تو شاید نامور بن جائیں - بہرحال آپ زیاده بہتر سمجھتے هدں فقط و السلام

[الهلال] آپکی رائے بالکل درست هے ' اپنی غلطی کو تسلیم کرتا هوں - کم از کم اگر صدیقه جمع هی لکھدیتا جاتا تو اعتدار تعظیم کی شان پیدا هو جاتی ' انشا الله آئندہ اس سے احتیاط کرونگا - آجکل ان باتوں کی زیاده پروا نہدں کی جاتی مگر مدں تو اس خطاب مدں زبان و قلم کے ایک شائقه گستاخی کو بھی بھی سمجھتا هوں گو بے ارادہ هو الدنی اولی بالمومنین انفسهم و ازواجهم - اگر آپ آئندہ بھی محکم علمی لغزشوں سے مطلع فرماتے رهیں گے تو یه سب سے بڑا احسان هوگا ' جو الهلال پر آپ کرسکتے هیں -

---

ناموران عثمانیہ

حلبک کی کمانڈر حمس کے خیمے کا پاسبان

اک مسکین کتا ' جسکے پاؤں اسکی گود میں ہیں

ترے پاؤں' اے مسکین کتے ! اے انسان کے نیچے دوڑنے والے ! تیرے پاؤں ' اے انسانی عظمت کے آگے مرعوب ! اے انسانی شور و ہنگامے کے آگے خاموش ! اے انسانی فخر و غرور کے آگے حقیر ! مگر اے وہ ' کہ قصاے طرابلس میں پلتا ' اور سرزمین رطب پرستی میں چلتا ہے ! تیرے مقدس پاؤں کہاں ہیں کہ صحیفہ تاریخ کی مہجور آنکھوں کو اس سے الگ کر گذری ہوئی جا نہیں ملتی ! آہ ! اے دیدہ زار طرابلس کے پھرنے والے ! اے لاکھ شہادت کے دیکھنے والے ! تو کہاں ہے کہ ہمارا سر تیرے دار عظمت کیلئے تیار ' اور آنکھیں تیرے گرد پا کیلئے خونبار ہیں ! کس میں ہمکو پاتا ! ہمکو ' اے انسانی ظلم و غداری کے معاملے میں تنکر وفا ! ہمکو اپنی گود میں تھپکتا ! تیرے پاؤں کو - جسکے فاتح ہمکو حقیر و ذلیل سمجھنے والے اشرف المخلوقات کی تلوار سے زیادہ خونبار نہیں - اپنے سروں پر جگہ دیتا ! تیرے پاؤں کی گرد چمکا کر - جو حملہ آور انسانوں کی ارزانی ہوی گرد ظلم و لعنت سے ہزار درجہ زیادہ اشرف و اقدس ہے - اپنی آنکھوں کا سرمہ بناتا ! اور پھر بھی تیرا رہا کہ تیرا حق عظمت ادا نہوسکا !

تیرا حق عظمت ' اے خدا کے ترسوں کے پاسباں ! اے شہداے راہ الہی کے رہنما ! اے جاں فروشان ملت کی گود میں تھپکنے والے ! تیرے وجود وفا سرشت کا حق عظمت ' کون انسان ہے جو ادا کرسکتا ہے ؟

ہمکو ' اے شرمندہ کہ انسانیت ! ہمکو - کہ ایک مجاہد فی سبیل اللہ کی گود میں تیرے پاؤں ہیں - اگر میں اپنی گود میں تھپکوں تو یہ تیرے لئے کونسی عزت ہے ؟ کیا ظالم انسان بھی خون عرضی کے چمار میں آکر ٹھوکر اڑتا نہیں لیتا ؟ - لیکن اگر گود میں نہ تھپکوں تو اے خاموش حاضور ' مگر انسانی دریدگی کیلئے صداے طعن ! بوھی دلا کہ پھر کیا کروں ؟ کیا تو میرے دل میں بیٹھنا پسند کریگا ؟ آہ ! میرا دل تیری تصویر عظمت سے کب خالی ہے - لیکن سچ یہ ہے کہ تیرے شرف و تقدیس کے لئے تو اس انسان کا ناپاک دل بھی اب لائق نہیں رہا ' جو ظلم وسفاکی اور قتل و خونریزی سے خدا کی پاک زمین کو نجس کررہا ہے -

اے سرو معظم اور یکسر امن و وفا ! تو اس خاموش ملت کی گود میں پاؤں رکھے اسکے منہ کو کیوں تک رہا ہے ؟ کیا حیران ہوکر اس سے پوچھتا ہے کہ ایک خاموش تیری زندگی کی حفاظت کیلئے راہ پھر جاگتا ہے مگر اے انسان ! تیرے بھائی کیوں دن پھر تعجب گولیاں چلاتے ہیں ؟ تو حیران ہے کہ جنکے من اپنا پیمان وفا انسانوں سے کبھی نہیں توڑا ' تو نے کیا ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان سے عہد امن باندھتا ہے اور پھر توڑتا ہے ؟

تو کتا تھا ' مگر اندر اس گود میں پہنچ گیا ' جو خدا کی گود میں بٹھانے والا وجود ہے - آ ' کہ تیری عظمت و تقدیس سے کبھی غافل نہوں ' کاش میں اس ارض مقدس میں پہنچ سکتا ' جہاں وحشیوں کی تاریکی ' اور دن کے شور قتال میں تو مظلوموں کا نگہبان اور ظالموں کیلئے خونبار ہے - اگر ایسا ہوتا ' تو اور تو کچھ میرے بس میں نہ تھا - البتہ اپنی لاش کو تیرے آگے تڑپاتا کہ تو اسپر ایک بار گذر جائیں - اپنے جسم کی ہڈیوں کو تیرے لیے چھوڑ جاتا تاکہ تیری عدا بننے کا شرف حاصل کریں - اگر ایسا ہونے کا موقع بھی ہوتا ' تو اے تیری سرزمین مخروب کے مخروب حاضور ! میں عذاب آخروی کے خوف سے آزاد ہو جاتا

ارزاطرابلس

طرابلس کے اٹالین کیمپ کی فوجی عدالت ' اور ایک طرابلسی مجرم کا محاکمہ

سرزمین طرابلس کے معجزات

— * —

ایک یورپین شاهد کی زبانی

فرانسیسی رساله (الستراسبورں) کا نامه نگار میدان قتال سے لکھتا هے -

" مجھ سے لوگوں کا خیال تھا کہ میرا یہاں تک پہنچنا محال ہے ' اور کہتے تھے کہ افریقی عربوں میں سے گزرنا خطروں سے خالی نہیں مگر اب - جبکہ (بنغازی) میں بیٹھا ہوا یہ چٹھی لکھ رہا ہوں — کہتا ہوں کہ شاید جنگ طرابلس سے پہلے یہ خیال صحیح ہو مگر اب یہاںکے عرب قبائل انسانی الفت اور ہمدردی سے لبریز ہیں -

پہنچنے کے چند دنوں کے بعد میں عثمانی کیمپ کے کمانڈر سے ملا ' اس نے جو کچھ مجھسے بیان کیا وہ ایک نہایت دلچسپ تقریر تھی - اس نے مجھسے کہا کہ

" یورپ میں اور خود ٹرکی میں بھی بہت سے لوگ ہیں جو تسلیم نہیں کرتے کہ اٹالین فوج کا ایک جنگل محدودہ صدی کے بہترین سامان جنگ کے ساتھہ یہاں موجود ہو ' اور ہمارے سامنے سے شکست کھاکر بھاگ جائے ' باوجودیکہ بحری طاقت بھی اسکے ساتھہ ہو اور ہمارے پاس چند قبائل کی ایک بھیڑ کے سوا اور کچھہ نہ ہو - اگر آپ خود اپنی آنکھوں سے دیکھہ چکے ہو کہ یہاں کی اصلی حالت کیا ہے ؟ کس طرح ہر روز اطالی اپنی پوری قوت کے ساتھہ ہمارے ہاتھوں شکست کھاتے ہیں اور کس طرح ہمارے نام سے انکی فوجی قوت کے تصور تک میں زلزلہ پڑجاتا ہے ؟ بس حق اور صداقت کا تم سے مطالبہ ہے کہ اپنی آواز بلند کرو اور یورپ کو بتلادو کہ انکی اٹالی ہم پر ظلم کرکے اب خود کس درجہ مظلوم و بے بس ہورہی ہے ؟

تم اپنی آنکھوں سے دیکھہ چکے ہو کہ ہر روز عرب بے خانماں انکے مورچوں میں گھس کر نامرد دشمنوں کو دفع کرتے ہیں ' انکے تار کے سلسلوں کو توڑ توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کردیتے ہیں ' تمام رسد اور ذخائر کو لوٹ لیتے ہیں ' یہاں تک کہ انہوں نے حال میں ایک مالٹی شخص کو گرفتار کرلیا جو اٹالین مورچوں کے پاس انکے لئے کھانا لیجا رہا تھا - وہ سامنے کھڑے دیکھہ رہے تھے ' انکے پاس توپیں تھیں اور ہاتھوں میں بندوقیں ' مگر کسی کو ہمت نہیں پڑی کہ بڑھکر مٹھی بھر عربوں کو روک سکتا -

اور ہم اُن اٹالین افسروں کی شجاعت کی کھولکر داد دیں ' جنکے ہاتھہ میں فوج کی کمان ہے ' اور جو خود تو پیچھے رہتے ہیں مگر عرب سپاہیوں کو آگے بڑھاتے ہیں ' پھر بندوقوں اور توپوں کا منھہ کھولدیتے ہیں تاکہ سپاہیوں کے اندر اسکی آواز سے شجاعت پیدا ہو ' لیکن جونہی ہمارے رسمی اور صحرائی عرب سردار ہوتے ہیں ' معاً سپاہیوں کا روح خود بخود پھر جاتا ہے اور منھہ موڑکر اپنے طرف بھاگنا شروع کردیتے ہیں - بارہا یہ نکلتا ہے کہ پیچھے رہنے والے افسروں کے تمام آلات جنگ کی بارش ہماری جگہہ انہیں کے سپاہیوں

پر پڑتی ہے ' اور سامنے سے بھاگتے ہوے آنے والوں کو ایک جنگی گروہ جسقدر ہلاک کر سکتا ہے ' ہلاک کئے جاتے ہیں -

ہم اٹلی کے ہوائی جہازوں میں بیٹھکر اڑنے والے افسروں کی بھی اس رحمدلانہ شجاعت و دلیری کی داد نہیں دیسکتے جو اسلئے بلند ہوتے ہیں تاکہ ہم پر بم کے گولے پھینکیں' لیکن انسانی ہمدردی کا ہاتھ عین وقت پر انکے ہاتھوں کو لرزادیتا ہے اور ایک نشانہ بھی ٹھیک نہیں لگتا ' الٹی مدد گر گئی مگر آپ جانتے ہیں کہ کسی ہوائی جہاز سے احمق ایک حرف بھی نہیں گرا ' اٹلی کو اس دور اس وحشیانہ میں محروم رہنا چاہئے کہ اسکا دامن تہذیب میدان جنگ میں بھی ان انسانی خون کے دھبوں سے پاک وصاف ہے

کل آپ خون ہنس رہے تھے کہ ہمارے کیمپ کے عرب ہوائی جہازوں پر کیا ریمارک کررہے تھے ؟ وہ کہتے تھے کہ ہم اپنے دشمنوں کے کمالات سے انکار نہیں کرتے' مگر اٹالین فوج کے کمالات کو کسی جنگی مرد کے نہیں میں ڈھونڈھنا لا حاصل ہے ' وہ یورپ کی متمدن اور تعلیم یافتہ عورتیں ہیں ' جنہوں نے مدتوں حمیلہ کی تحصیل میں حیرت انگیز کمالات ظاہر کئے ہیں ' علم کی طاقت سے وہ آسمان پر اڑنے لگے ہیں اور عالم بالا کو تسخیر کر لیا ہے - البتہ یہ ضرور ہے کہ سخت و پر الم رحمیں پر انہیں حملہ نہیں آتا ' اور ایک حسین و نازک عورت لیلئے یہ کوئی عیب نہیں -

آپکو یاد ہوگا کہ یہ کہکر تمام عرب کس زور سے قہقہے لگاتے تھے ؟ تیسرے دن کی بات ہے کہ اٹالین کیمپ سے (موسیو رابور دی کاسیدل) اپنے ہوائی جہاز میں نکلا اور ہمارے سامنے آکر حد درجہ زرنگ کارڈ پھینکے' جسمیں لکھا تھا کہ " تویجانے کے کمانڈر کو مبارکباد دیتا ہوں جو نشانہ نہ لگا سکا اور محکوم نقصان نہ پہنچا سکا " لیکن یہ ایک عجیب حسن اتفاق ہے کہ جس وقت وہ کارڈ پھینک رہا تھا عین اُسی وقت عثمانی توپچی نے توپ کا منہ اسکی طرف کر دیا تھا اور ابھی کارڈ راہ ہی میں تھے کہ ہوائی جہاز رحمی ہوکر اٹالین مورچوں کے درمیان عدد العدی کے داغ میں گرچکا تھا' اور اپنی سلامتی کو بازاں (کاسیدل) کے علاوہ ایک اور اٹالین افسر بھی رحمی پڑا تھا !

آپکے آنے کی خبر جب یہاں مشہور ہوئی تو مدرسہ (مدرسہ) کے شائقین مدرسے دوڑ آئے ' اور انکے آگے انکا رئیس (عمر ابو ریشہ) تھا ' جسکا ایک ہی فرزند پہلوٹا عرصہ ہوا واقعۂ (طرابلس) میں شہید ہو چکا ہے - اُس نے سب کی طرف سے یہ کہا کہ ہم نے ایک بچے نامہ نگار کے آنے کی خبر سنی ہے ' وہ یورپین ہے اور اسکی دیانت کا فرض ہے کہ دنیا کے آگے سچائی کی گواہی دے ' ہم جنرل (کارکولا) سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر وہ ہم سے لڑنے آتا ہے تو کیوں ظاہر نہیں نکلتا ؟ اور کیوں ابھی خوب سے ہمیں پامال نہیں کر دیتا ؟ نامہ نگار کو چاہئے کہ اطالین کے حلم و نامردی کا دنیا میں اعلان کر کے کہدے کہ وہ انسانی شرف و شجاعت کو لقمہ لگانے والے ہیں اور اب انکا کوئی فرد عزت و اکرام کا مستحق نہیں —— "

یہ عثمانی کمانڈر کا یورپ کے نام پیغام ہے ' جسکے ہر لفظ کی میں تصدیق کرتا ہوں -

عثمانی چھاؤنی کی بھی میں نے اچھی طرح سیر کی ' وہ بلا مبالغہ حکموں کا ایک وسیع شہر ہے جو بتعاریف ۱۲ - کیلو میٹر کے فاصلے پر بسا ہوا ہے - اس آبادی میں سبھی طرح کی مخلوق ہے' انسانوں میں سے مرد ' عورت ' بچے ' جواں اور بوڑھے ' کوئی قسم نہیں ' جو یہاں نہ ہو - عورتوں کے فرائض اس آبادی میں جسقدر مقدس اور اہم ہیں اس سے ہمارا نہیں سبق لے سکتا ہے - وہ مردوں کو لڑائی پر اُبھارتی ہیں ' لاشوں کے اٹھانے میں مدد دیتی ہیں ' زخمیوں کو پانی پلاتی ہیں ' شفا خانے میں انکی مرہم پٹی کرتی ہیں اور رات بھر نگرانی میں جاگتی ہیں - عرب قبائل پر عورت کا اثر میں نے عجیب و غریب دیکھا - اگر ایک لڑکی چاہے تو اپنی ایک آواز سے قبیلوں کو لڑا سکتی ہے اور لڑتے ہوے قبائل میں صلح کرا دیسکتی ہے -

سب سے بڑا قبیلی قبیلہ یہاں (عواجیر) نامی ہے ' جس نے سب سے زیادہ اطالیوں کو دلدل و جوار کیا - اسکی شجاعت و بےجگری کے آگے انکا تمام سار و سامان بیکار ثابت ہوا اور ہو رہا ہے - جنگ (زوارہ) میں بھی قبیلہ اطالیوں پر قیامت بیکر نمودار ہوا تھا - .

اٹالین افسر اور روما تک نے بڑی بڑی رقمیں دیکر عربوں کو ملانا چاہا ' لیکن وہ ہمیشہ انکے ساتھ دغا کرتے رہے - جسقدر روپیہ اور دجیرہ یہاں سے جاتا ہے وہ مال غنیمت میں شمار کیا جاتا ہے اور پھر انکی تلواریں بیشمار سے زیادہ سخت لڑتی ہیں -

روما تک نے عرصہ ہوا عربوں کو روپیہ دیا تھا کہ اس سے ٹرکوں کو خریدکر بررس کریں' پھر جب تک نے اپنا روپیہ معاہدہ کے بعد واپس مانگا تو انہوں نے جتنے ٹرکوں کے کٹے ہوے کان بھیجدیے کہ ٹرکوں کو طاعون سے ہلاک ہوگئیں ' روپیہ بھی انہیں کی شکل میں آگیا تھا وہ بھی طاعون سے ہلاک ہوگیا - ان ٹرکوں کے گلوں کو میں نے خود دیکھا ہے !!

عالم اسلامی

شؤون عثمانیہ

(بلغان) کی پیچیدگیاں بیشمار بڑھتی گئیں ' یورپ نے جہاں جنگ کی جگہ اشاعت مذہب ' ہمدردی انسانی ' اور تجارتی آزادی سے یورپ و بلغان کا کام لینا شروع کیا ہے ' وہاں امن و صلح کی کانفرنسیں بھی مشرق کے نصب و تعلب کا ایک لاعلاج وسیلہ ہیں - مانٹی نگرو اور ٹرکی کے قصبے کے پیدا ہوتے ہی (کونت ترچولنڈ) نے ایک کانفرنس کی تجویز پیش کر دی - یورپین ٹرکی میں اب ایک البانیا اور مقدونیا ہی باقی رہگیا تھا - دستوری حکومت نے عین موقعہ پر قائم ہو کے انکو بچا لیا - مگر موجودہ شورش سے ایک طرف اٹلی کو صلح کا فائدہ اور دوسری طرف مقدونیا کو آزاد کرانے کا کام لیا جا رہا ہے - مگر ۲۹ - اگست کی تار برقی ہے کہ ٹرکی نے تمام دول یورپ کو اطلاع دیدی کہ عثمانی اندرونی پالیسی پر

کونت ترچپولڈ کی تحویز کسی حالت میں موثر نہیں ہو سکتی اور باب عالی اُسے تسلیم کرنے کیلئے طیار نہیں - کونت مذکور آجکل (بلغاریہ) میں مقیم ہے -

---

خبروں اور روایتوں کو بشرطیکہ واقعات کی ہوں - واقعات کے ظہور کے بعد ہونا چاہئے لیکن یورپ کی مشرقی سیاست کا یہ بھی ایک کھیل ہے کہ بہت سی خبریں واقعات سے پہلے شائع کردی جاتی ہیں اور واقعات سے خبریں نہیں ' بلکہ خبروں سے پھر واقعات بھی پیدا ہو جاتے ہیں - اسطرح کے حوادث موجودہ زمانے کا سب سے نیا کھیل (رپوٹر) ہمکو روز دکھلاتا ہے - ۲۵ کی خبر ہے کہ ترکوں نے (سجستر) واقع ولایت کاسوا میں (سرویا) کے جنود پر حملہ کردیا اور بہت سے آدمی اس قتل عام میں مارے گئے - سرویا کی وزارت اس نئی حالت پر غور کرنے کیلئے جمع ہوئی ہے - جو نیا حال ترکی کیلئے بچھایا گیا ہے ' یہ خبر اسکا ایک دوسرا گوشہ ہے - اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بلغاری ریاستوں کی ایک متحدہ سازش پوری چالاکی کے ساتھہ کام کر رہی ہے - بعد کی خبریں ہیں کہ پانچ ہزار آدمی جنگ کیلئے سرحدوں پر گشت لگا رہے ہیں - ۲۴ کو تمام بلغاریا سے لوگ آ آکر صوفیا میں جمع ہوئے اور یہ زوردیوشن پاس کیا کہ گورنمنٹ کو جنگ کا تہیہ کر لینا چاہئے اول تو دول سے معذرتا کی جوڈ مجاری کا مطالبہ کیا جائے لیکن اگر سودمند نہو تو بلا توقف اعلان جنگ کردے -

---

اسکے مقابلے میں قسطنطنیہ کے اندر عزم اور اطمینان کے استقامت میں کوئی فرق نظر نہیں آتا - عثمانی افسروں نے قطعی ارادہ کرلیا ہے کہ اگر کونت ترچپولڈ کی تحویز کے مطابق کسی قسم کے تقسیم و تحویلے کا ارادہ کیا گیا تو پوری طاقت مدافعت میں خرچ کردینگے -

(کوچانہ) کے حادثے کی تحقیق کیلئے جو ترکی کمیشن گیا تھا اسکی فوجی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملکی اور فوجی افسروں نے اپنے فرائض کی انجام دہی میں مجرمانہ کوتاہی کی تھی اور خود فوج بھی قتل میں شریک تھی - باب عالی نے اسپر یہ حکم صادر کیا ہے کہ مجرموں سے فوجی عدالت میں مواخذہ کیا جائے اور جن لوگوں کو نقصانات پہنچے ہیں انکی اعانت کیلئے ایک ہزار پاونڈ تقسیم کیا جائے - اس فوجی تحقیق و تلاشی سے ترکی نے ثابت کردیا ہے کہ دنیا کی کوئی فوجی سے فوجی حکومت بھی ایسے موقعہ پر جو کرسکتی تھی ' وہ اُس نے کردیا - ابتک اسکی نسبت کوئی خبر نہیں آئی ہے کہ دول یورپ نے کمیشن کے اس نتیجے کو کس نظر سے دیکھا ؟

(نکولس) شاہ مانٹی نگرو نے دول عظام کو یقین دلایا ہے کہ آیندہ ہمارے آدمی سرحد سے ناطرہ م نہ رکھیں گے - دول کے شکایت ناموں کے جواب میں مانٹی نگرو نے جواب دیا ہے کہ کوئی فوجی انکی خواہش کی خلاف نہ کی جائے گی - وہ شاکی ہے کہ پیش قدمی کا ہم ارادہ نہیں رکھتے لیکن یہ بھی ممکن نہیں کہ ترکوں کے سرحدی گڑھوں کو اپنے حدود کے اندر دیکھیں - آخر میں ملاحظہ ہے کہ دول یورپ اس جھگڑے کو مٹادیں -

مگر معلوم نہیں یہ آخری التجا اُن دول یورپ سے کی جاتی ہے جو رپوٹر کی تار خبروں میں صلح و امن کیلئے خط و کتابت کر رہی ہیں یا کونت ترچپولڈ کی امن پرست دول یورپ سے ؟

ترکی کے سرکاری حلقوں میں (دول رپوٹرے) کے بیان کیا جاتا ہے کہ خود ترکی میں اس وقت ۳۰۰٬۰۰۰ روح موجود ہے - اور ان مہینے کے اندر دو حملہ ہو جاسکتی ہے ایسی حالت میں اس کو کوئی اندیشہ نہیں - بلغاری انتہی تشنہ کی اہمیت بھی یہاں معہود ہے - یہاں کہا جاتا ہے کہ (کوچانہ) کا معاملہ جب ختم ہوجائیگا تو خود بخود یہ آگ خاموش ہو جائے گی -

---

۳۰ اگست کو رپوٹرے قسطنطنیہ سے ایک سخت روحی ناراضگی کی نمایش کی اپنے معمولی لب و لہجے میں خبر دی تھی ' اور اسکا یہ لہجہ مشرق کے ہر ادنے سے ادنے معاملے میں بھی برابر قائم رہتا ہے - خبر کا خلاصہ یہ تھا کہ قسطنطنیہ کے محلہ (غلطہ) میں دو افسر اور ۶۰ پولیس کے سپاہی ناراضگی کی ایک نمایش کرنے کیلئے ' نکلے مگر روح نے انہیں گھیر کر گرفتار کر لیا - لیکن پھر خود ہی دوسرے دن اسکی تعلیط بھی کردی - اب معلوم ہوا کہ اسمیں مبالغہ سے کام لیا گیا تھا - در اصل چند سپاہی اپنے اپنے مقاموں کی طرف آہستہ آہستہ جا رہے تھے ان پر فوجی پولیس کو کچھہ شبہ ہوا اور پہرے والوں کو پکارا لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ شبہ کی کوئی بات نہیں ہے -

---

کارزار طرابلس کے متعلق تازہ خبروں میں صرف یہی ایک خبر ہے کہ بابا (بندر قدس) میں چھ اٹالین جنگی جہاز نمودار ہوئے ' جنمیں سے تین تو مشرق کی جانب چلے گئے اور تین لنگر انداز ہیں - ایک مال کی کشتی کی تلاشی بھی لی گئی -

صلح کی خبروں کی کوئی سند تصدیق نہیں ہوئی اور انشاء اللہ نہوگی -

---

اعلان

مرکزی کمیٹی آل انڈیا شیعہ کانفرنس کے فیصلہ کیا ہے کہ علاوہ طلبائے اسکول کے جنکو وہ سال گذشتہ سے وظایف دے رہی ہے اس سال مدرسہ ناظم کے کالج کلاسوں کے عرب شیعہ طلبا کے لئے بھی وظایف جاری کرے لہذا جسجا کو قبل اسکے اعلان کیا گیا ہے دوبارہ اطلاع دیجاتی ہے کہ جو عرب شیعہ طلبا وظیفہ لینا چاہتے ہوں وہ آخر ستمبر سنہ حال تک پرنسپل کی تصدیق کے ساتھہ اپنی درخواستیں دفتر شیعہ کانفرنس واقع لکھنو میں بھیجدیویں بعد تحقیقات شرط استحقاق اور شرایط کے ساتھہ جنکی اطلاع طالب العلم کو بعد میں دیجاویگی وظیفہ دیا جاسکتا ہے -

آنریری سکریٹری
شیعہ کانفرنس

Printed & Published by ABUL KALAM AZAD, at the HILAL ELECTRICAL PRINTING WORKS, 7-1, McLeod Street, CALCUTTA.

(آئندہ نمبروں کیلئے جو تصویریں طیار ہیں)

(اُن میں سے بعض کی فہرست)

(مشاہیر)

۱ امیر عبدالقادر الجزائری

۲ ابو الاحرار مدحت پاشا

۳ شیخ احمد السنوسی

۴ سید ادریسی امام یمن

۵ امیر علی پاشا بن عبد القادر الجزائری

۶ امیر عبدالقادر ثانی بن امیر علی پاشا

۷ هر ایکسلنسی محمود شوکت پاشا

۸ مجاهد دستور و حریت دیازی تک

۹ ابراهیم ثریا تک کماندر شرقی طرابلس

۱۰ ڈاکٹر نہاد سرای تک رئیس هلال احمر قسطنطنیه

۱۱ سولہ برس کی عمر کا ایک عثمانی مجاهد

۱۲ قسطنطنیه کی موجودہ زارت

۱۳ ایرانی مجاهدین کا ماتم سرا

۱۴ ایرانی مجاهدین کا حمله

۱۵ بیک داشی نشانت ے

۱۶ منصور پاشا منصرف نمعاری

(مناظر حنگ)

۱۷ طرابلس میں مسیحی تہذیب کے چار حریفی مناظر

۱۸ اٹالیں هوائی جہاز سے مجاهدین کے کیمپ پر کاغذات بھینک رہے هیں

۹ طرہونہ کا معرکہ

۲۰ منصور پاشا مجاهدین طرابلس کے سامنے تحریر کر رہے هیں

۲۱ تیرب بیتک کی شکسته دیواریں

۲۲ رومتس میں اٹلی کا داخلہ

طرابلس میں اٹالیں کیمپ

۲۳ طبروق کے عثمانی کیمپ کے افسر

۲۵ مجاهدین کی عورتیں اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۲ تبریز میں روسی لشکر کی لعنت

۲۷ ادر بائیجان میں روسی داخله

۲۸ ایران کے سردران قنائل

(مراکش)

۲۹ قنائل مراکش کا مقتل عام

۳۰ طنجه میں قنائل کا حمله

۳۱ فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر و تصاویر)

۳۲ عثمانی پارلیمنٹ کا افتتاح

۳۳ سلطان المعظم پارلیمنٹ میں

۳۴ عید دستور

۳۵ رومتس کے بعض مناظر

۳۶ ڈارڈینلز کا ایک منظر

۳۷ هلال احمر مصر کا گروپ

۳۸ مراسم کی هلال احمر کا طبی و مد

* * *

۳۹ قرنده میں ایک اسلامی اثر قدیم کا انکشاف

۴۰ سنه ۷۰ هجری کی ایک تحریر کا عکس

۴۱ حکیم مرمس خاں " مرمس "

۴۲ نواب صداء الدین خاں " نیر"

۴۳ مرزا صائب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحه

۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط

۴۵ بہادر شاہ کا دستر مرگ

الہلال کے مضامین کے ابواب

منتخبات علمیہ

اس عنوان کے تحت میں ہمیشہ علمی مضامین ، علمی خبرین ، جدید اکتشافات ،
متفرق ابحاث و افکار علمیہ اور علمی استفسارات کے جواب درج ہوا کرینگے ۔

اخبار اسلام

اسمیں بالالتزام تاریخ اسلام کے اُن مشہور ناموروں کے حالات درج کئے جائینگے ،
جنہوں نے مذہبی ، علمی اور سیاسی آزادی کے لئے کوئی جانفروشی
اور قربانی کی ہے ، نیز زمانۂ حال کے نامور احرار کے
حالات بھی مع تصاویر شایع کئے جائینگے

انتخابات

ایران کے متعلق تمام مضامین اور خبرین

اخبار عراق

مراکش سے یہ باب مخصوص رہیگا اسکے علاوہ مندرجۂ
ذیل چھوٹے کالموں کے عنوانات ہیں ،

مدارس اسلامیہ

عالم اسلامی

انتقاد

مراسلات

ضخامت کی افزائش کے ساتھ اور نئے ابواب بھی بڑھائے جائیں گے ہمیشہ
ایڈیٹوریل کالم اسکے علاوہ رہیگا اور ابتدا میں ریویو نوٹس :

شذرات

کے عنوان سے درج کئے جائیں گے

۱۹۴

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ
القرآن الحكيم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ ـ ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۹ | کلکتہ : یکشنبہ ۸ ستمبر ۱۹۱۲ع | جلد ۱

الهـــلال

—·*·—

شـــرح اجـــرت اشتـــهـــارات

—*—

ایک مرتبہ کیلئے	تعدسـاد	فی صفحہ	۲۶	روپیہ	فی کالم	۱۴	روپیہ	نصف کالم	۸	روپیہ
ایک ماہ	"	"	۲۲	"	"	۱۲	"	"	۷	"
تین ماہ		"	۱۸	"	"	۱۰		"	۶	"
چھہ ماہ	"	"	۱۵	"	"	۸	"	"	۵	"
ایک سال	"	"	۱۲	"	"	۶	"	"	۴	"

مختلف اشتہارات جو نصف کالم سے کمی یا زیادہ ہوں انکے حساب سے لئے جائینگے تعدساد فی مربع انچ دس آنہ -

تائیتل پیج کے پہلے صفحہ پر بارہ انچ تک کا اشتہار لیا جاسکتا ہے لیکن اسکی اجرت ہر مرتبہ کیلئے پورے صفحہ کی' یعنے ۲۶ روپیہ لی جائیگی

مختصر اشتہارات اگر رسالے کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت سے دگنی مصدری زیادہ ہوگی - اگر اشتہار کا بلاک بنوا کر' یا کسی تصویر کے بلاک کے ساتھہ درج کرانا مقصود ہو تو بلاک کی اجرت اسکے علاوہ ہوگی اور اسکی بنوائی دس آنے مربع انچ کے حساب سے لی جائے گی - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو دیدیا جائیگا اور ہمیشہ اسکے لئے کارآمد رہیگا -

شـــرائـــط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطـــابق آپکو جگہہ دیسکیں ' البتہ حتی الامکان کوشش کی جائے گی -

(۲) اشتہار کی اجرت ہمیشہ پیشگی لی جائے گی اور کسی حالت میں پھر واپس نہوگی

(۳) مدیر کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اس خبر کا جو خوبے کے اقسام میں داخل ہو' تمام مسّی مشروبات کا ' فحش امراض کی دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاق و صحت کا ادنی شبہہ بھی مدیر کو پیدا ہو' کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابن الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad,

71 MacLeod Street

CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly ,, ,, 4-12

نمبر ۹ — کلکتہ : یکشنبہ ۸ ستمبر ۱۹۱۲ع — جلد ۱

فہرس

شذرات ۱
الہلال کی پرابتدا کل تعلیم کی نسبت ایک خط ۴
مسلم یونیورسٹی کمیٹی ۹
نامورانِ عرب طرابلس (ادہم پاشا) ۱۵
کارزار طرابلس ۱۶

تصاویر

ادہم پاشا (کمانڈر طرابلس) ۱۵
اٹالین درندوں کا عول حو سہر کے عربوں کو اپنے اندر لیے ہوئے
جارہا ہے تاکہ ساحلی میدانوں میں جمع کرکے گولیوں سے
ہلاک کردے ۱۶

شذرات

معرر معاصر (ندوۃ العلماء) سا کی ہے کہ مجوزہ یونیورسٹی کے ایکٹ کا مسودہ (کامریڈ) کے ساتھ کلوں سے شائع ہوا ' اور اگر بحقیقت ایک اخبار کے اسکو دیدیا گیا تھا ' تو کلوں نہیں اور اخباروں کو بھی دیدیا گیا ؟

ہمارے معاصر کو معلوم نہیں کہ اگر کامریڈ اسے شائع نہ کرتا تو ہمیں معلوم اب بھی کب تک تبلک کو اسکی زیارت نصیب نہ ہوتی - یونیورسٹی کی تجویز پر در عمدیں گذر گئیں تاہم تیسری عید القطر کے حاند سے پہلے اس عید کا حاند نظر آگیا

ہم تو اسے کامریڈ کا احسان سمجھتے ہیں کہ نہیں معلوم کتنے اصراد و مواعید کے بعد اس نے خود جناب کرار اور تمام رجسٹ اسے سرانجام شائع کردیا ہے ' پھر اخبار کو شکایت کیوں ہے ؟

اراتی شکایتیں ہوئیں ' احسان ہوگیا

رہی اردو ترجمہ کے ساتھ نہ ہونے کی شکایت ' تو کامریڈ کے فرائض میں تو یہ داخل نہ تھا ' علی گڈھ گزٹ میں اسکا اردو ترجمہ مسلسل چھپ رہا ہے - پھر ہوگا کہ تمام اخبار ' زمیندار اور وکیل وغیرہ تمام الاشاعت معاصرین بھی اسکو مسلسل اپنے اپنے اخباروں میں چھاپدیں ' تاکہ تمام قوم کو اسپر غور کرنے اور اپنی رائے دینے کا موقعہ ملے -

علی گڈھ گزٹ اسے دوسرے دو تین رسالہ چھاپکر مشتہر کردے تو یہ بھی معتد ہوگا -

---

دہلی سے ہمارے ایک دوست لکھتے ہیں

" آپ دو چھ لکھ رہے ہیں میں اس سے بالکل متفق ہوں مگر یہ تو ٹھیک نہیں کہ اب آپ نے سید احمد علی صاحب پر بھی اعتراضات شروع کردیے - "

لیکن ہم کو یاد نہیں پڑتا کہ سید احمد علی صاحب کی نسبت ہم نے کوئی اعتراض کیا ہے ' البتہ کسی دہلی اشاعت میں ہم نے ایک نوٹ لکھا تھا ' لیکن اسکا مطلب شاید ہمارے احباب سمجھے نہیں - مقصود یہ تھا کہ انگے نے دہلی کے اخلاص کیلئے انکو للچانا چاہا اور چاہے اسکے کہ بزرگانہ طور پر حرفتاب سخن کا اختتام کردیتے ' انکے مصارف سفر کیلئے ایک معقول چندے کی فہرست کھولدی - یہ کیسی معیوب اور بری آدمیوں کے درجے تک گری ہوئی بات تھی ! کانگریس تک اسے رکھلوکو روپیہ دیکر اجلاس بھی

ہے - کسی کو بلائی ہے' تو اسکے مصارف سفر کا بھی انتظام کرنی ہے' لیکن اسطرح دو دو پاؤنڈ کے حصے تو احدارون میں نہیں جھتے - پھر لطف کی بات یہ ہے کہ عام چندے کی کارروائی کرنے کے بعد بھی مقصد حاصل نہیں ہوا اور جو کچھ ہوا وہ واقف کارونکو معلوم ہے -

ہم کو حرف ہوا کہ خدا نخواستہ امسال بھی ایسا ہو - باقی رہی سید صاحب ممدوح کی اسلامی خدمات ' تو تمام مسلمانونکی طرح ہمکو بھی معلوم ہیں' اور اسکے دہرانے کی ضرورت نہیں - آپ لوگ تو اسقدر خوش ہونگے کہ وہ لارڈ مارلے کے سامنے ایک ڈیپوٹیشن لیکر گئے' اور مسلم لیگ کے قیام میں شریک غالب رہے - لیکن ہماری نظر میں تو انکی وقعت ہی تصور اس سے بلند تر جگہ پر آویزاں ہے - ہم تو انکی قدر تعریف اسمیں سمجھتے ہیں کہ مدۃ العمر علی گڈھ کی تحریک سے الگ رہکر اسے علمی اشغال میں مصروف رہے' اور (سید صاحب) کا عہد اول بھی انکو مرعوب نہ کرسکا - اس سے بھی تر بڑھکر یہ ہے کہ برخلاف مسلمان لیڈروں کی " مسلمہ پالیسی " کے جنگ طرابلس کے موقعہ پر جب کہ رشمکے' اور ملک ترقی عزت کے سامنے ادنی صدا بلند کی -

شئون عثمانیہ

— * —

بلغاریا

بلغاریا دستور لڑائی کیلئے مضطرب ہے - ۴ ستمبر کو رویٹر خبر دیتا ہے کہ رعایا نے جنگ کیلئے شورش برپا کر رکھی ہے اور عجب نہیں کہ وزارت کو مجبوراً انکی خواہشوں کے مطابق کام کرنا پڑے - اگر بلغاریا جنگ کیلئے تیار ہے تو آل عثمان کی تلوار بھی نیام میں تڑپنے کی زیادہ خواہشمند نہیں - مگر مشکل یہ ہے کہ یورپ اسکو نہ باہر نکلنے اور نہ اندر رہنے دیتا ہے -

موجودہ پیچیدگیاں فی الحقیقت تمام بلقانی ریاستوں کی ایک متحدہ سازش ہیں - ۷ ستمبر کو سنٹ پیٹرزبرگ سے جو خبریں آئی ہیں انسے معلوم ہوتا ہے کہ سرویا اور یونان بھی بلغاریا کا ساتھ دینے کیلئے طیار ہیں -

لیکن اسی تاریخ کو سوفیا سے جو تار آیا ہے اسمیں ظاہر کیا گیا ہے کہ شاہ بلغاریا صلح و آشتی کی پالیسی کا اعلان کرتا ہے - اس نے جنگ کے حامیوں کو سمجھایا ہے کہ گورنمنٹ کی مالی حالت اچھی ہو مگر اسکا ارادہ جنگ میں پڑنے کا نہیں -

یونان

پچھلے ہفتے میں کریٹ تازہ تعارف کی خبریں آئی تھیں انکی اب مزید تفصیل یہ آئی ہے کہ ۲۲ - اگست کی لڑائی میں مہدی اسدر کی طرف سے ۸۰۰۰ باغی جنگ میں شریک تھے ' لیکن شکست کھا کر جادے - ۱۰۰ سے زیادہ باغی ہلاک اور زخمی ہوے اور ترکوں کے ۴۷ - اور ۸۹ -

باغیوں کے طرز جنگ سے صاف معلوم ہو گیا کہ یہ سب (اتالی) کی تعلیم کا نتیجہ تھا -

یونان اور ترکی

ذیل کی دلیلیں جو ذیل حال بیان کیا گیا ہے اسکے لئے گویا اب نمایاں ہو رہے ہیں - ۷ ستمبر کو رویٹر خبر دیتا ہے کہ ترکی اور یونان کی سرحدی جنگ کا بھی آغاز ہو گیا' جسمیں دونوں کے سات آدمی شہید اور ۱۳ - زخمی ہوے -

تار عنکبوت

حکیم (سولن) نے حکومتوں اور قوموں کے باہم قول و قرار اور معاہدونکی کتنی اچھی مثال دی ہے - جسکو وہ کہتا ہے کہ یہ مکڑی کا جالا ہیں ' جو اپنے سے قوی کی ضرب سے ٹوٹ جاتا ہے لیکن ضعیف ملے تو اولجھا بھی لیتا ہے -

یورپ کے معاہدوں کا بھی حال ہے - حال میں جس وقت فرانس اور روس میں بحری معاہدہ ہو رہا تھا تو (انکوڈی پیرس) کے وائٹ نے (فرنس لائی زاں) روسی عملۂ بحری کے افسر سے ملکر پوچھا

" کیا روسی حکومت عملی اس میں کامیاب ہو سکے گی کہ (درۂ دانیال) سے بلا تعرض اسکے جنگی بیڑے کی آمد و رفت جاری رکھے ؟ "

(فرنس) نے جواب میں کہا

" تم بھی عجب آدمی ہو' اس کاغذی عہد و پیماں سے ہونا کیا ہے ؟ جسکا ایفاے ذمہ قیصر ہوگا وہ ضرور اپنے اغراض کے مطابق کار بند ہوگا - فوج ہی سب سے بڑا حاکم ہے - وہی وقت پر بتلادے گا کہ یوں کرو ' اور یوں نکرو - "

عصر کی حرب الوطنی کے مصائب

(لارڈ کچنر) کے تقرر نے مصر کے باہر طرابلس میں بھی ابتری ضرور ثابت کردی' اور مصر کے اندر بھی -

جدید مصر اور لارڈ کچنر کے فعل کی بنا کردہ سازش میں ۱۸ برس کے لڑکونکو پندرہ پندرہ برس کی نا مشعب قید کی سزائیں ملچکیں - لیکن اسکے بعد پھر گمنام اشتہارات مصر کی سڑکوں پر چسپاں دئے گئے اور انکی جستجو میں پولیس مصروف ہوگئی - معلوم ہوا کہ حرب الوطنی کے لئے مرکز (قسطنطنیہ) سے چھاپکر بھیجے گئے ہیں -

پچھلے دنوں حسب (فرمان بک) ترسیدت حرب الوطنی اور (شیخ عبد العزیز حاویش) اڈیٹر (العلم) پر گورنمنٹ مصر نے مقدمات قائم کئے ' تو دونوں پوشیدہ نکلے بعد دیگرے ترکی چلے گئے اور وہاں سے (الہلال العثمانی) روزانہ اخبار ترکی اور عربی میں جاری کیا - مزید تک کہ تو یورپ چلے گئے مگر انہوں نے بھی ایک مستقل و وقیع اخبار (سائنکل) کی حمایت حاصل کرکے انگلستان کی مصری پالیسی پر نہایت ہنگامہ خیز مضامین لکھنا شروع کردئے -

اس ہفتے کی نہایت تعجب انگیز خبر ہے کہ مصری گورنمنٹ نے قسطنطنیہ میں دفتر الہلال کی تلاشی لی اور معتد مطلب

کامیابی حاصل کرکے (شیخ عبد العزیز) کو گرفتار کر لیا - تعجب ہے کہ عثمانی گورنمنٹ نے کیونکر اسکو حائز رکھا کہ اسکے سامنے میں ایک بداخلاق وطن دشمن بلا روک کے قتل کرلیا جائے - جنگوں میں جو دشمنوں سے وطن دشمنوں کا معاوضہ ملتا ہے - ہر ملک کے اردلی حواہ جمع ہوئے رہے لیکن کبھی اس نے گوارا نہیں کیا کہ انکے حکومتوں کو اندر قصہ حاصل کرنے کا موقع دیا جائے -

اس سے بھی زیادہ تعجب انگلستان حکومت کا یہ حصہ ہے کہ (طنین) نے اس مساہل کی مخالفت کی تھی ' اس جرم میں اسکی اشاعت روکدی گئی -

واقعے میں بھی دارگیر کا سلسلہ قایم ہے - پچھلے واقعہ میں (علی فہمی کامل) پکڑکر نکل گئے تھے - لیکن اب (اللوا) کی اشاعت بند کردی گئی - چار ایسے شخصوں کو بحرم سازش گرفتار بھی کیا گیا ہے -

لارڈ کچنر کے معاون نے جن لوگوں نے ہاؤس اف کامنس میں اعتراض کیا تھا - غالباً اب انکی سمجھ میں ہوگئی ہوگی کہ ایک فوجی افسر کو ملکی معاملے میں دخل دینے کی کس درجہ ضرورت تھی ؟

مسٹر جرجل نے (نیول ویک) کی بحث میں بیان کیا تھا کہ اسکندریہ کے میں بارہ بندرگاہوں کی ایک نئی ایسکاہ بنائی جائیگی اسمیں مصر کی وطنی جماعتوں میں سخت ہنگامہ پیدا ہوگیا ہم نے الہلال کی پچھلی اشاعت کے آخری کالموں میں لکھا تھا کہ جلسے منعقد کرکے اعتراضی ریزلوشن پاس کئے جا رہے ہیں (اللوا) نے ایک سلسلہ آرٹیکلوں کا شروع کردیا تھا جسمیں اس تجویز درآمدگی ظاہر کی جاتی تھی - اب یہ بیان کیا گیا ہے کہ (اللوا) کے بند کردینے کیلئے ایک نیا الزام ان آرٹیکلوں کی اشاعت کو قرار دیا ہے کہ یہ مضمون (اداھدم) اور (مسجد) کے فرضی نام دیکر سائع کئے گئے اور بالکل اعتراضی ہے ' ورنہ ملک میں کسی اصلی دراصلی اور جوش کا وجود نہیں - اگر ایسا ہوتا تو " دی اور اول سامی پریس " بھی مخالفت کرتا

" دی اور سامی پریس " سے غالباً (المقطم) مراد ہے جو واقعے سے سائع ہوتا ہے - ہم اس شہادت کو ضرور اسکا درجہ دیدیتے ' لیکن جب دیکھتے ہیں کہ (المقطم) شام کے عیسائی اخبار پرسوں کا ارگن ' اور انگریزی سرپرستی میں سائع ہوتا ہے تو اس شہادت کی قدر ظاہر ہوجاتی ہے -

بہرحال ان حالات کے متعلق مصری ڈاک کا انتظار کرنا چاہئے -

عازب (ادورے) کی رنگین تصویر جس حضرات کو مطلوب ہو وہ طلب فرمالیں ' صرف چند کاپیاں باقی رہگئی ہیں قیمت فی تصویر ۴- آنہ - الہلال کے گذشتہ ۸ نمبروں کا مجموعہ مع تصویر (ادورے) جسکی اصلی قیمت ۲ روپیہ ہوتی ہے - صرف ۱ - روپیہ ۴ آنے میں بطور نمونہ کے بھیجا جاسکتا ہے -

مدیر

مغرب اقصیٰ

یکم ستمبر کو طنجہ کی ایک خبر سے ظاہر ہوا تھا کہ (الحفا) نے فرانسیسی قیدیوں کو رہا کردیا اور وہ پھر (العلمی) کے پاس آگئے ہیں لیکن اسکے بعد اس خبر کی کوئی تصدیق نہیں ہوئی اسی تاریخ کی تار ورقی ہے کہ کرنیل مینگن نے حدود کی طرف بڑھتے ہوئے (الحفا) کی فوج سے مقابلہ کیا اور انہیں سخت نقصان اٹھا کر پسپا ہونا پڑا -

مراکو میں اس وقت کو ۵۸ ہزار فرانسیسی فوج موجود ہے جسمیں ۴۶ ہزار صف معرکہ حصے میں ہے ' لیکن یہ پوری فوجی قوت بھی دفاعی محاذ کے آگے بالکل بے دست و پا تاب ہورہی ہے -

فرانس کے موجودہ اضطراب میں اسکے توقعات کی ناکامی بھی موجودہ ہے ' پہلے فوجی علاقے کے بعد فورے و ڈرق کے سانحہ نے کرلیا گیا تھا کہ اب مراکو کا مسئلہ ہمیشہ کیلئے صاف ہوگیا ہے - گو حدود کی طرف وسائل کا اجتماع اور نئے مدعی تخت کے نقل و حرکت کی خبریں برابر آرہی تھیں ' اور گو لندن ٹائمس کے نامہ نگار نے اسکو اہمیت دی ہو ' لیکن فرانس کے اندر تو کبھی بھی اہمیت نہیں دی گئی

۵ اگست کو طنجہ سے جو خبر آئی تھی ' انمیں فرانسیسی قیدیوں کی طرف سے ایک گونہ نے دوستی ظاہر کی گئی ہے کہ جواب اسکے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے ' مگر اب مراکو پر حملہ دردہ جائیگا مگر آج ۶ - کی تار خبروں میں پھر قیدیوں کے لئے فرانسیسی قلب میں سخت خوش رنگ نظر آتی ہے - رینوٹر کہتا ہے کہ قیدیوں کی فکر نے یہاں عام اضطراب پیدا کردیا ہے ' اور سخت قلق و اندوہ میں گرفتار ہیں کہ قیدیوں کی طرف سے کوئی خبر نہیں ملتی - صرف ایک قیدی کی چٹھی ملی ہے کہ جلد ہمارے مدد کیلئے فوج بھیجو -

---

اشاعت اسلام کے ہنگاموں میں جو عرصے سے قومی تحریکوں کا ایک رسمی خروج کیا گئے ہیں ' اگر اسطرف کوئی واقعی مفید اور نتیجہ خیز واقعہ ہوا ہے تو وہ جناب (خواجہ کمال الدین صاحب) بی اے وکیل لاہور کا سفر انگلستان ہے جسکی خبر الہلال بی اشاعت سے پہلے ناظرین تک پہنچ چکی ہوگی - خواجہ صاحب سے اس بارے میں ہمیں بڑے بڑے توقعات ہیں ' خدا تعالیٰ انکی اس سعی عظیم کو مشکور فرمائے - اس راہ میں علم و فضل سے بھی بڑھکر جس چیز کی ضرورت ہے - وہ سچی دینی روح ' اور مذہبی استغراق ہے - اور وہ ایسی جنس کمیاب ہے جو صرف نئے طبقے ہی میں نہیں ' بلکہ ان علما میں بھی - جو آج مذہب کے نام سے اپنی گئی گذری عزت سنبھالے ہوئے ہیں - کالمعدوم ہے - خواجہ صاحب کی نسبت ہمارے توقعات ہمارے دل میں ہیں ' وہ صرف اسلئے ہیں کہ ہمارے عقیدے میں انکا وجود مذہبی زندگی اور دینی استغراق کا ایک سچا نمونہ ہے

الهلال

٨ ستمبر ١٩١٢

— * —

الهلال کے مقاصد اور

پولیٹکل تعلیم

کی نسبت ایک خط ' اور اسکا جواب

— * —

اس هفتے همارا ارادہ تھا کہ اس موضوع پر کچھہ لکھیں گے ' لیکن ایک دوست کی تحریر نے اور زیادہ ضرورت پیدا کردی - وہ لکھتے ہیں .

" ... . اِن سات نمبروں کو دیکھکر ایک حرف چھوڑے ہوے پڑھہ لینے کے بعد بھی صاف صاف معلوم نہیں ہوتا کہ آپ قوم کو کس قسم کی پولیٹکل تعلیم دینا چاہتے ہیں ؟ ایک بہت بڑا بنیادی اصول جو آپکا معلوم ہوتا ہے - اور اُسی نے آپکی نے انتہا عرب میرے دل میں پیدا کردی ہے - وہ ہے کہ آپ مسلمانوں کے تمام امراض کا علاج مذہب اور قرآن کو سمجھتے ہیں ' اور چاہتے ہیں کہ اِن میں اسلام کی اصلی روح کہ رسمی روح پیدا کی جائے - اِس اصول کو اور بھی بہت سے لوگ مانتے اور کہتے ہیں مگر سچ یہ ہے کہ آپسے بڑھکر اسکو کوئی عمل میں نہیں لا سکتا - ابھی صرف چند تحریریں ہی آپکی نکلی ہیں لیکن انہیں سے ثابت ہوتا ہے کہ آپکی نظر قرآن مجید اور اسکے حقائق و معارف پر کیسی وسیع اور گہری ہے ؟ لیکن معاف کیجئے گا ' آپ اپنے مذہبی رنگ میں پولیٹکس کو بھی خلط ملط کر دیتے ہیں اور اسطرح مالدیتے ہیں کہ بیچیاں مشکل ہو جاتی ہے - میں سمجھتا ہوں کہ میری طرح الہلال کے صدہا ناظرین کو بھی یہ حلجان پریشان کرتا ہوگا - بس آپکو چاہئے کہ سب سے پہلے آپ اپنی پالیسی کی تشریح کردیں اور کم از کم پولیٹکل تعلیم کو مذہبی تعلیم سے الگ کرکے صاف صاف بتلادیں کہ آپ قوم کو کس راہ لیجانا چاہتے ہیں ؟ ایک راستہ تو وہ ہے جسپر آجتک چلتے رہے - دوسرا راستہ اعتدال پسند مدبروں کا ہے جو وفاداری شہنشاہی کو قائم رکھکے اپنے حقوق طلب کرنے ہیں - تیسری جماعت آن مدبی انارکسٹوں کی ہے جو بم کے گولے اور ریوالور چلاکر تمام مانتا کو اجنبیوں سے خالی کردینا چاہتے ہیں - براہ کرم آپ بتلادیں کہ آپ کس جماعت میں ہیں اور کس کے ساتھہ ہمکو کھڑا کرنا چاہتے ہیں ؟ ... . اُس وقت ہم نہ تو آپکا ساتھہ دینگے اور نہ مذہبی تعلیم میں دخل رہیں گے اور نہ مذہبیوں سے الگ ہو جائیں گے . میرا مقصد یہ ہے کہ اسے نہیں معلوم کسقدر دقتیں اُٹھا کر آپ نے اس کام کا شروع کیا ہے

آپکی صداقت اور خلوص میں مجھے ذرا بھی شک نہیں اور عام و فضل ' علی الخصوص مذہبی معلومات کا درجہ تو مجھے ہی معترف سے بھی بلند ہے - یہ حقیقت ہمیشہ ہماری ہی قسمت قوم کو مدتوں نہیں آئیں ' ایسا ہو کہ خدا نخواستہ یہ تمام قوتیں ضائع جائیں اور قوم آپکی فاداریوں سے محروم ہو جائے ——————— "

ہمارا ارادہ تھا کہ سب سے پہلے الہلال کے مقاصد پر ایک جامع سلسلہ مضمون شروع کرینگے ' اور ایک عریف صورت میں بتلادیں کہ ہمارے سفر کے حدود و مقاصد کیا کیا ہیں ؟ لیکن بعض مسائل درمیان میں ایسے آگئے جنکے اظہار قلم کو ضروری تھا اور تمہید سے پہلے اصل کتاب شروع کردینی نزدیک - لہذا ہم اپنے مکرم دوست کے سخت گذار ہیں کہ انہوں نے اس ضروری سوال کو چھیڑدیا -

* * *

انہوں نے جس الفاظ میں مجھسے مذہبی افکار و تحریرات کی تعریف کی ہے ' یہ انکا بزرگانہ حسن ظن ہے ' لیکن بلا سائقۂ انکسار عرض کرا ہوں کہ اسکی اہلیت کسی طرح اپنے اندر نہیں پاتا - ممکن ہے کہ مذہبی باتیں تھوڑی بہت مجھے معلوم ہوں ' لیکن قرآن کریم کے معارف تو اتنے ارزاں نہیں ' جسکو میں اپنی حرف شناسی دیکھکر خرید سکوں - میں تو اپنے خط میں اپنی نسبت ایسے الفاظ دیکھکر بے اختیار کانپ اُٹھا - اگر اسکے حقائق و اسرار کے فہم کیلئے عربی دانی کی ضرورت ہوتی ' تو میں عربی کچھہ نہ کچھہ سمجھہ لیتا ہوں اگر مذہبی معلومات کی ضرورت ہوتی ' تو انکے حاصل کرنے کی کوشش کرتا - اگر تفسیر کے مطالعے کی ضرورت ہوتی تو کتابوں کی میرے پاس کمی نہ تھی - لیکن اسکے لئے یہ تمام باتیں دیگر ہیں یہاں پہلی شرط (اتقا) اور (تزکیۂ قلب) ہے ' اور ساری محرومی اسمیں ہے کہ اسی سے محروم ہوں - جو دل زاد تقوی سے محروم ' اور ہوائے نفسانی و آلایش دنیا پرستی میں گرفتار ہے ' وہ ایک لحظہ کیلئے بھی قرآن کے حقائق و معارف کا تجلی گاہ نہیں بن سکتا - علم و فضل اسکے لئے بالکل بیکار ہے ' اور دین و دماغ کو یہاں کوئی نہیں پوچھتا : ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء -

از منطق و حکمت نکشاید در معرفت
اینہا ہمہ آرایش عاشقہ عشق است

یقین فرمائیے کہ جو کچھہ عرض کررہا ہوں بالکل سچ ہے - قرآن کے اسرار و معارف میں ' ایک عیر متقی انسان کیلئے کوئی حصہ نہیں ' گو وہ علم و فضل کے تمام مدارج طے کرلے - انصاف فرمائیے وہ جب حالت نہ ہو ' تو پیر مغاں اس مقام میں کیا خاک اڑائے ؟

* * *

اب خط میں کئی باتیں قابل غور ہیں —

(۱) پولیٹکل معلومات مذہبی معلومات سے الگ ہونے چاہئیں

(۲) ہندوستان میں اس وقت جو پولیٹکل کام موجود ہیں اُنمیں سے الہلال کس کا ساتھہ دیتا ہے ؟

(۱)

اخیر ارل کی نسبت گذارش ہے کہ یہ تو حساب کے اس بنیادی اصول کو چھوڑنا ' حسپر ہم (الہلال) کی پوری عمارت کھڑی کرنی چاہتے ہیں - آپ کہیں کہ معجزات حوشنما نہیں تو ممکن ہے کہ ہم بدلدیں' لیکن اگر آپکی خواہش ہو کہ بنیاد کا پتھر بدل دیاجاے تو معاف فرمائیے' اسکی تعمیل سے معذور ہیں - انسانی اعمال کی خواہ کوئی شاخ ہو' ہم تو اسے مذہب ہی کی نظر سے دیکھتے ہیں - ہمارے پاس اگر کچھ ہے تو صرف قرآن ہی ہے - اسکے سوا ہم اور کچھ نہیں جانتے - ساری دنیا کی طرف سے ہماری آنکھیں بند ہیں' اور تمام آوازوں سے کان بہرے ہیں - اگر دیکھتے کھلنے روشنی کی ضرورت ہے' تو یہ ہیں کہ ہمارے پاس تو (سراج منیر) کی بخشی ہوئی ایک ہی (روشنی) ہے' اس سے ہٹا دیجئے گا تو بالکل اندھے ہوجائیں گے

کتاب انزلناہ الیک لتخرج الناس من الظلمات الی النور (۱۴ ۱)	قرآن ایک کتاب ہے جو ہم پر نازل کی گئی' اسلئے کہ انسان کو تاریکی سے نکالے اور روشنی میں لائے -

آپ فرماتے ہیں کہ پولیٹکل مباحث کو مذہبی رنگ سے الگ کردیجئے' لیکن اگر الگ کردیں تو ہمارے پاس باقی کیا رہجاتا ہے ؟ ہم نے تو اپنے پولیٹکل خیالات بھی مذہب ہی سے سیکھے ہیں - وہ مذہبی رنگ ہی میں نہیں' بلکہ مذہب کے پیدا کیے ہوے ہیں' ہم انہیں مذہب سے کیونکر الگ کردیں ؟ ہمارے عقیدے میں تو ہر وہ خیال' جو (قرآن) کے سوا اور کسی تعلیم گاہ سے حاصل کیا گیا ہو' ایک کفر صریح ہے اور پالیٹکس بھی اسی میں داخل ہے - افسوس ہے کہ آپ حضرات نے (اسلام) کو کبھی بھی اسکی اصلی عظمت میں نہیں دیکھا ما قدروا اللہ حق قدرہ - وہ اپنی پولیٹکل قابلیتی کیلئے نہ تو گورنمنٹ کے دروازے پر جھکنا چاہتا ' اور نہ ہندؤں کے اقتدا کرنے کی ضرورت ہمیں آتی - اسی سے سب کچھ سیکھیے' جسکی بدولت تمام دنیا کو آج سب کچھ سکھلایا تھا - (اسلام) انسان کیلئے ایک جامع اور اکمل قانون لیکر آیا ' اور انسانی اعمال کا کوئی معاملہ ایسا نہیں جسکے لئے وہ حکم نہ ہو - وہ اپنی ترجمۂ تعلیم میں نہایت معذور ہے' اور کبھی سند نہیں کرتا کہ اسکی حکومت پر جھکنے والے کسی دوسرے دروازے کے سائل بنیں - مسلمانوں کی اخلاقی زندگی ہو یا علمی' سیاسی ہو یا معاشرتی' دینی ہو یا دنیاوی' حاکمانہ ہو یا محکومانہ ' وہ ہر زندگی کے لئے ایک اکمل ترین قانون اپنے اندر رکھتا ہے - اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ دنیا کا آخری اور عالمگیر مذہب نہ ہوسکتا - وہ خدا کی آواز' اور اسکی تعلیم گاہ خدا کا خلیفۂ درس ہے - جس نے خدا کے ہاتھ پر ہاتھ رکھدیا وہ پھر کسی انسانی دستگیری کا محتاج نہیں - یہی وجہ ہے کہ (قرآن) نے ہر جگہ اپنے لئے نام میں' حق الیقین' نور و کتاب میں' تبیاناً لکل شی' بصائر للناس' ہادی وامدی الی السبیل' جامع اضداد و امثال' نطاع للناس' حاوی بحر و بر' اور اسی طرح کے ناموں سے یاد کیا ہے - اکثر موقعوں پر کہا کہ وہ ایک روشنی ہے' اور روشنی جب نکلتی ہے تو ہر طرح کی تاریکی دور ہوجاتی ہے' خواہ مذہبی گمراہیوں کی ہو خواہ سیاسی

قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین یہدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام' ویخرجہم من الظلمات الی النور بإذنہ ویہدیہم الی صراط المستقیم (۵ ۱۸)	بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور ہر بات کو بیان کرنے والی کتاب آئی ہے - اللہ اسکے ذریعے سلامتی کے راستوں پر ہدایت کرتا ہے اسکی' جو اسکی رضا چاہتا ہے اور اسکو ہر طرح کی گمراہی کی تاریکی سے نکالکر ہدایت کی روشنی میں لاتا اور صراط المستقیم پر چلاتا ہے -

دنیا میں کونسی کتاب ہے جس نے خود اپنی زبان سے اپنی نسبت ایسے عظیم الشان دعوے کیے ہوں ؟ اس آیت میں صاف صاف بتلادیا ہے کہ قرآن مجید روشنی ہے' اور روشنی ہے تو تمام انسانی اعمال کی تاریکیاں صرف اسی سے دور ہوسکتی ہیں - پھر کہا کہ وہ ہر بات کو کھلے کھلے طور پر بیان کردینے والی ہے' اور انسانی اعمال کی کوئی شاخ ایسی نہیں' جسکے لئے اسکے اندر کوئی فیصلہ نہو - اس تکرے کی تائید دوسری جگہ کردی کہ

ولقد جئناہم بکتاب فصلناہ علی علم' ہدی ورحمۃ لقوم یومنون (۷ ۵)	بیشک ہم نے انکو کتاب دی ' جسکو ہم نے علم کے ساتھ مفصل کردیا ہے وہ ہدایت بخش اور رحمت ہے ایمان لانے والوں کیلئے -

اسکے بعد پہلی آیت میں قرآن کو " سبل السلام " بتلانے کی بتلایا کہ وہ تمام سلامتی کی راہوں کی طرف رہنمائی کرتی ہے' اور اگر آپکے سامنے پولیٹکل اعمال کی بھی کوئی راہ ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اسکی سلامتی آپکو قرآن سے نہ ملے - پھر کہا کہ وہ انسان کو تمام گمراہیوں کی تاریکی سے نکالکر ہدایت کی روشنی میں لاتی ہے' اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہماری پولیٹکل گمراہیاں صرف اسلئے ہیں کہ ہم نے قرآن کے دست رہنما کو اپنا ہاتھ سپرد نہیں کیا ' ورنہ تاریکی کی جگہ آج ہمارے چاروں طرف روشنی ہوتی - آخر میں کہدیا کہ وہ " صراط المستقیم" پر لیجانے والی ہے اور " صراط المستقیم" کی اصطلاح قرآن کی زبان میں ایسی جامع و مانع ہے' کہ ساری دنیا اسی کے اندر سمجھئے -

افسوس ہے کہ یہ طول بیانی کا موقعہ نہیں ورنہ اس نسخہ کے سینکڑوں آیتیں دعاوی کے سامنے لیدی ہیں' ایک جگہ فرمایا

انزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شی وہدی ورحمۃ لقوم یومنون (۱۶ ۱۹)	(اے پیغمبر) ہم نے تجھپر کتاب اتاری جو ہر چیز کو کھول کھول کر بیان کردینے والی ہے اور ہدایت بخش اور رحمت ہے صاحبان ایمان کیلئے

(سورۂ یوسف) کے آخری رکوع میں فرمایا

وما کان حدیثاً یفتری ولکن تصدیق الذی بین یدیہ	قرآن کوئی بنائی ہوئی بات نہیں ہے

ولکن تصدیق الذی بین یدیه و تفصیل کل شیء هدی ورحمة لقوم یومنون (١٢ ١١١)

دلکہ جو صداقتیں اس سے پہلے کی موجود ہیں اسکی تصدیق کرتا ہے اور اسمیں ارشاد اتمام کیلئے ہر حکم کا تفصیلی بیان اور ہدایت اور رحمت ہے

اسک اور جگہ ارشاد ہوا

ولقد ضربنا للناس فی هذا القرآن من کل مثل لعلهم یتذکرون (٣٩ ٢٩)

ہم نے انسان کے سمجھانے کیلئے اس قرآن میں سب طرح کی مثالیں بیان کردیں تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں -

ان آیات میں قرآن کا دعوا بالکل صاف ہے - وہ ہر طرح کی تعلیمات کیلئے اپنے تئیں ایک کامل معلم ظاہر کرتا ہے - پھر اسکی تعلیم صاف اور غیر پیچیدہ ہے' بشرطیکہ اسپر تدبر اور تفکر کیا جائے

الحمد لله الذی انزل علی عبده الکتاب ولم یجعل له عوجا (١٨ ١)

تمام تعریفیں اُس خدا کے لئے ہیں جسنے اپنے بندے پر قرآن اتارا اور اسمیں کسی طرح کی پیچیدگی نہ رکھی -

اس سے زیادہ صریح کیا ہے کہ اسکے نزول کی ایک ضروری غرض یہ تھی سیاسی اعمال کیلئے دستوروں کے دستوروں کے سائل بنیں ' خانہ خود قرآن انکے لئے ایک حکم اور ایک اصل معین ہے -

وکل شیء احصیناه فی امام مبین (٣٦ ١٢)

اور ہر شے کو ہم نے اس کتاب واضح (قرآن) میں جمع کردیا ہے

درسری جگہ اسکو تمام امور کیلئے قول فیصل بیان کیا

انه لقول فصل وما هو بالهزل (٨٦ ١٣)

بیشک یہ (قرآن) ایک قول فیصل ہے تمام اختلافات و اعمال کے لئے - وہ کوئی بے معنی اور فضول بات نہیں -

مسلمانوں کی ساری مصیبتیں صرف اس غفلت کا نتیجہ ہیں کہ انہوں نے اس الہی تعلیم گاہ کو چھوڑدیا ' اور سمجھنے لگے کہ صرف زوجہ و نماز کے مسائل کیلئے اسکی طرف نظر اٹھانے کی ضرورت ہے زیادہ اپنے تعلیمی' تمدنی' اور سیاسی اعمال سے اُسے کیا سروکار ؟ لیکن وہ جسقدر قرآن سے دور ہوتے گئے اتنا ہی تمام دنیا اُن سے دور ہوتی گئی اور جس راہ میں قدم اٹھانا گمراہی کی ظلمت سے دوچار ہوتے - اس وقت کی نسبت کوئی بیسویں ہی قرآن نے کردی تھی

وقال الرسول یارب ان قومی اتخذوا هذا القرآن مهجورا (٢٥ ٣٠)

پیغمبر کے دن رسول اللہ عرض کرینگے کہ خدایا میری امت نے اس قرآن کو (جو اسپر عمل نہیں کیا)

ہم نہیں سمجھتے کہ اگر نزول قرآن کے وقت مشرکان مکہ اس سے اعراض و اغماض کرتے تھے تو اسمیں اس سے زیادہ کیا تمرّد اور سرکشی تھی' جسکی آج صدیوں سے تمام مسلمانان عالم' اور انکا ہر طبقہ ' خواہ وہ مقتدایان ریاست دینی کا ہو' یا مسند نشینان تخت دنیوی کا ' بلا استثنا کررہا ہے ؟ وہ اگر قرآن کی تلاوت کے وقت کانوں میں انگلیاں ڈال لیتے تھے تاکہ اسکے اندر سور مچانے اور غل مچانے کی جگہ اسکی آواز اسی کے سینے میں رہ جائے' تو آج خود مسلمان کانوں کی جگہ دلوں کو بند کئے ہوئے ہیں' اور سور مچانے کی جگہ گو خاموش ہیں مگر انکے نفس نے انسانی ہنگاموں کا ایسا غل مچا دیا ہے' کہ خدا کی آواز کسی کے کان میں نہیں پڑتی

وادا قرات القرآن جعلنا بینک وبین الذین لا یومنون بالاخرة حجابا مستورا وجعلنا علی قلوبهم اکنة ان یفقهوه وفی آذانهم وقرا' واذا ذکرت ربک فی القرآن وحده ولوا علی ادبارهم نفورا (١٧ ٨٤)

اے پیغمبر ! جس وقت تم قرآن پڑھتے ہو' ہم تم میں اور ان لوگوں میں جنھیں آخرت کا یقین نہیں ایک چھپادینے والا پردا ڈال دیتے ہیں - پھر انکے دلوں پر غلاف ڈالدیتے ہیں تاکہ وہ قرآن سمجھ نہ سکیں ' اور انکے کانوں میں گرانی پیدا کردیتے ہیں تاکہ سن نہ سکیں -

پس اگر آنکھ نہ جھپکانا نیسان لئے ہوئے ہے تو افسوس ہے کہ ہم اسے دور نہیں کرسکتے - اگر ہم کو اسے مقاصد کے بالتفصیل بیان کرنے کی مہلت نہیں ملی تو مضائقہ نہیں' وہ نہایت مختصر لفظوں میں بھی آج سنائے جاسکتے ہیں - ہم بالاختصار عرض کردیتے ہیں کہ الہلال کا مقصد اصلی اسکے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ وہ مسلمانوں کو اپنے تمام اعمال و معتقدات میں صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل کرنے کی دعوت دیتا ہے اور خواہ تعلیمی مسائل ہوں' خواہ تمدنی - سیاسی ہوں' خواہ اور کچھ - وہ ہر جگہ مسلمانوں کو صرف مسلمان دیکھنا چاہتا ہے - اسکی تمنا صرف یہی ہے کہ تعالوا الی کلمة سواء بیننا وبینکم (٣ ٥٧) اُس کتاب اللہ کی طرف آؤ ' جو ہم اور تم' دونوں میں مشترک ہے ' اور جس سے اسی کو اعتقاداً انکار نہیں' مگر عملاً یہ حال ہے کہ

الذین قالوا انا نصاری اخذنا میثاقهم فنسوا حظا مما ذکروا به (٥ ٤٥)

انہوں نے زمانے کو کہدیا تھا کہ ہم نصاری ہیں' لیکن انہوں نے دلوں میں انسان نہیں -

خدا ہم کو اسے کلام کے آگے سر بلند کرنا ہے - ہم کیوں اس سے گردن موڑ کر انسانوں کے آگے دل کا سر جھکائے ہو ؟ اسکے سوا (الہلال) کی کوئی تعلیم اور کوئی مقصد نہیں ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا ' وقال انی من المسلمین (٣٤ ٤١) [اور اس سے بہتر کس کی بات ہوسکتی ہے جو خدا کی طرف دعوت دے اور عمل اچھے کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں ہوں]

(٢)

آنکا دوسرا سوال یہ تھا کہ ہندوستان میں پولیٹکل خیالات کے نئے راستے موجود ہیں' (الہلال) کس راہ پر قوم کو چلانا چاہتا ہے ؟ پھر آپنے انکو گنوا بھی دیا ہے - لیکن افسوس ہے کہ آپ ایک جو بھی راہ کو بالکل بھول گئے - نہ نئے راستے تو آج آپکے سامنے نمودار ہوتے ہیں' مگر وہ جو بھی راہ ہو تو وہ قدیمی راہ ہے ' جسپر چلتے ہزاروں ہستیاں منزل مقصود تک پہنچ چکی ہیں - آسمان و زمین کے دستور نے جس وقت انسانوں کو آنکھیں دیکھنے کیلئے عطا فرمائیں اسی وقت اسکے سامنے یہ راہ بھی کھولدی تھی - (آدم) نے اسپر قدم رکھا

اور (نوح) کے بیٹوں کی فارس میں اسکا وعظ کہا - ابراہیم نے اسی کی
اسی کیلئے قربانگاہ بنائی' اور (اسماعیل) نے اسی لئے التفات
کیں - (یوسف) نے مصر کے قید خانے میں جب ایک ساتھی
کے پوچھا تو اسی راہ کی اس نے رہنمائی کی' اور (موسیٰ) جب
رات کی اس میں روشنی کیلئے بیقرار ہوا تو اسی راہ کی تجلی ایک
سبز درخت کے اندر نظر آئی - (گلیل) کا اسرائیلی وعظ جب یروشلم
کے قریب ایک پہاڑ پر رکا تو اسکی نظر اسی راہ پر تھی - اور
عرب جب خداوند (سعیر) سے چمکا اور (فاران) کی چوٹیوں پر نمودار ہوا
تو وہی راہ تھی جسکی طرف اس نے دنیا کو دعوت دی

شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحاً والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراھیم و موسیٰ و عیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ (۴۲ ۱۱)

اللہ نے تمہارے لئے دین کا وہی راستہ ٹھہرایا ہے جسکے چلنے کا اس نے نوح کو حکم دیا اور اے محمد وہی تمہاری طرف اتارا گیا اور اسی کا ہم نے ابراھیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا کہ اس دین کے راستے کو قائم رکھنا اور اسمیں تفرقہ نہ ڈالنا -

یہی وہ راہ ہے ' جسکی نسبت (یوسف صدیق) نے
قید خانۂ مصر میں یہ کہکر اپنا وعظ ختم کیا تھا کہ
ذالک الدین القیم' یہی سیدھا راستہ ہے ' مگر بہت
لکثر الناس ہیں جو نہیں جانتے -
لا یعلمون (۱۲ ۴۱) -

اور جسکی نسبت (داعی اسلام) کو حکم ہوا تھا کہ کہدے
ھذہ سبیلی' ادعوا ہمارا راستہ یہ ہے - تم سب کو اللہ کی طرف
الی اللہ' علیٰ بلاتا ہوں - میں' اور جو لوگ میرے پیرو ہیں
بصیرۃ انا ومن سب عقل و بصیرت کے ساتھ اسی دین
اتبعنی (۱۲ ۱۰۸) کے راستے پر ہیں -

الحمدللہ کہ ہم " ومن اتبعنی " کے زمرے میں داخل ہیں اور
اسی لئے حق کی قرار دی ہوئی ان پیدوں انسانی راہوں سے کوئی
واسطہ نہیں رکھتے ' بلکہ اسی حقیقی راہ الہی کی طرف دعوت
دیتے ہیں - یہ (قرآن) کی بتلائی ہوئی راہ صراط المستقیم ہے' اور ہمارا
عقیدہ ہے کہ جو مسلمان اسے کسی عمل و اعتقاد کیلئے چھوڑ اس
کتاب کے سوا کسی دوسری جماعت یا تعلیم کو اپنا رہنما بنائے ' وہ
مسلم نہیں بلکہ (شرک فی صفات اللہ) کی طرح (شرک فی
صفات القرآن) کا مجرم' اور اسلئے (مشرک) ہے والحمد اللہ الذی ھدانا
ھذا ' وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ (۷ ۴۲)

مسلمانوں کے سامنے جو انکی تولدتکل راہ موجود ہے

اب توجہ سے ہیں کہ " آجکل ہندؤں کے اور تولدتکل گروہ موجود
ہیں' ان میں سے آپ کس کے ساتھ ہیں ؟" گذارش ہے کہ ہم کسی کے
ساتھ نہیں بلکہ صرف خدا کے ساتھ ہیں - اسلام اس سے بہت اونچا
واقعے ہے کہ اسکے پیروؤں کو اندی تولدتکل تالیفی قائم کرنے کیلئے ہندؤں
کی پیروی کرنی پڑے - مسلمانوں کیلئے اس سے بڑھکر کوئی شرم انگیز
سوال نہیں ہوسکتا کہ وہ دوسروں کی پولدتکل تعلیموں کے آگے جھک کر
نیا راستہ پیدا کریں - انکو کسی جماعت میں شامل ہونے کی ضرورت
نہیں ' وہ خود خدا کو اپنی جماعت میں شامل کرنے والے اور اپنی
راہ پر چلانے والے ہیں ' اور صدیوں تک چلا چکے ہیں - وہ خدا
کے سامنے کھڑے ہوجائیں تو ساری دنیا انکے آگے کھڑی ہوجائیگی - انکا
خود اپنا راستہ موجود ہے - راہ کی تلاش میں کیوں آوروں کے دروازوں پر
بھٹکتے پھریں ؟ خدا انکو سر بلند کرنا چاہے تو وہ کیوں اپنے سروں کو
جھکائے ہیں ؟ وہ خدا کی جماعت ہیں اور خدا کی عزت (والعزۃ
من شاء حضرۃ الربوبیۃ) انکو کبھی گوارا نہیں کرسکتی کہ انکی
جبینیں ذرا جھکنے والوں کے سر غروروں کے آگے کبھی جھکیں ان اللہ لا یغفر ان
یشرک بہ ویغفر ما دون ذالک لمن یشاء (۴ ۲۱۷)

مگر وہ راہ کس طرف لیجانا چاہتی ہے ؟

بس (الہلال) کی اور تمام جگہوں کی طرح بالعکس میں بھی
یہی دعوت ہے کہ نہ تو کورانہ تقلید پر اعتماد کیجئے اور نہ غلط فہمیوں
کے حلقۂ درس میں شریک ہوجئے ' صرف اس راہ پر چلئے جو اسلام کی بتلائی ہوئی صراط المستقیم ہے -

(۱) اسلام کا اساس اولیں اصولِ توحید ہے - وہ سکھلاتا ہے
کہ صرف خدا کو مانو ' اور صرف خدا کے آگے جھکو '
اسی سے مدد مانگنی چاہئے اور اسی کی عبادت اور
اعتماد کرنا چاہئے (ایاک نعبد و ایاک نستعین)
جسطرح خدا کی ذات کو ایک مانا توحید میں
داخل ہے ' اسی طرح اسکی صفات میں کسی دوسری
ہستی کو شریک نہ کرنا حرز توحید ہے - پس خدا
کے سوا کوئی نہیں جسکا حکم الٰہی حکم ہو '
کوئی نہیں جو عاجزی و ابتہال کا مستحق ہو ' کوئی
نہیں جسکی حضور و عظمت کے آگے حیرت و چرا کی
گدائیں بہو ' اور کوئی نہیں جو ڈرنے اور خوف کرنے
کے لائق ہستی ہو -

(۲) اللہ تعالے نے مسلمانوں کو خیر الامم بنایا اور دنیا
میں اسی نیابت اور خلافت کیلئے ' پس اپنے درجے
پر ہر مسلمان محسوس کرے اور افسردگی ' بے ہمتی '
خوف و مرعوبیت کی جگہ اسے اندر بلندی ' حوصلہ داری '
طاقت و استحکام پیدا کرے -

(۳) خدا تعالے نے مسلمانوں کو ایک عادلانہ قوت قرار دیا
اور فرمایا کہ (جعلناکم امۃ وسطا) کہ انکا ہر کام عدل
و اعتدال پر مبنی ہوگا ' پس مسلمانوں کو ہر موقعہ پر
معاملہ فہمی اور اعتدال کو ملحوظ رکھنا چاہئے -

(۴) مسلمان دنیا میں صلح و امن کا پیام ہیں ' انہیں
نے تلوار بھی اٹھائی ہے تو صلح کی حمایت میں -
پس فتنہ و فساد اگر اوروں کیلئے معیوب و جرم
ہے ' تو انکے لئے تو معصیت اور فسق ہے - دنیا میں
جن قوموں نے فتنہ و فساد کو اختیار کیا وہ قہر الٰہی
سے معصوب و مردود ہوگئے ہیں

(۵) قرآن انکو سکھلاتا ہے کہ

تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان

ایک دوسرے کی مدد کرو نیکی اور پرھیزگاری کے کاموں کیلئے، گناہ و فساد کیلئے نہیں -

وہ دنیا میں خدا کے پاس اس امر کے ذمہدار ہیں کہ نیکی کی حفاظت کریں اور فساد کو روکیں، پس ہر اچھی بات کرنے والوں کے وہ مددگار ہوں خواہ وہ گورنمنٹ ہو یا کوئی اور قوم -

(۶) قرآن انتظام عالم کیلئے ضروری سمجھتا ہے کہ شخصی استبداد و اقتدار کی محافظت کرے، اسکی تعلیم یہ ہے کہ خدا کے سوا کوئی نہیں جو انسانوں کو محض اپنی رائے اور خواہش کے بنائے ہوئے احکام کی تعمیل پر مجبور کرنے کا حق رکھتا ہو

ما کان لبشر ان یوتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون اللہ (۳ ۷۳)

یہ حق کسی بشر کو نہیں پہنچتا کہ اللہ تعالی اسے کتاب اور عقل اور حکم اور نبوت عطا کرے اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میری بندگی کرو

جس چیز کا اختیار انبیاء کرام کو نہیں، اسکا حق کسی دنیوی طاقت و حکومت کو بھی نہیں پہنچ سکتا - البتہ وہ ملت اور جماعت کے اندر اپنی عقل کو مجتمع بنانا ہے اور کہتا ہے کہ (ید اللہ علی الجماعۃ) اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے، پس اسکے نزدیک وہی حکومت جائز ہوسکتی ہے جو شخصی نہو بلکہ کسی ملت اور قوم کے ہاتھ میں ہو - اسی بنا پر اسنے مشورے کا حکم دیا

وامرھم شوری بینھم (۴۲ . ۳۶)

اور انکو حکم دیا کہ آپس میں مشورہ کرکے تمام کام انجام دیں

و شاورھم فی الامر (۳۳ ۲۹)

اے پیغمبر تمام امور و معاملات کو مشورے کے ساتھ انجام دیا کرو -

پس مسلمانوں کا فرض ہونا چاہئے کہ وہ جائز آزادی کے حصول کیلئے کوشش کریں اور پارلیمنٹری حکومت انہیں جب تک نہ مطمئن کرے اسے اصول مدعا کی خاطر چین نہ لیں -

یہ اصول ہیں جنسے ہم اپنی پالیٹکل پالیسی طیار کرسکتے ہیں اور جسکے لئے ہمیں نہ تو ماضی کے ہندؤں کی کاسہ لیسی کی ضرورت ہے نہ اکسٹریمسٹ کی - اگر ہم ساکرین تو ایک اعتدال پسند، مگر بے حد جماعت ہونگے، ہمارے لئے کسی چیز کو ضرور اور تقاضا کا حد نہوگا - ہم بالکل اپنے مقاصد اصول کے مطابق ملک کی ملکی ترقی اور آزادی کے لئے سعی کرینگے لیکن ہماری سعی فتنہ و فساد اور شورش و بغاوت سے بالکل پاک ہوگی - قرآن نے ہمکو سکھلایا ہے کہ [لا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا] [اس کے بعد کہ امن پر فساد نہ پھیلاؤ] تو اس گورنمنٹ کے بعد بھی ہم اس اصل پر ہم آزادی کے ساتھ اپنے مذہبی فرائض انجام دینے ہیں، پس اب باغیانہ شر و فساد اور مفسدانہ قانون شکنی اصلاح کے بعد ہمیں تو آلودۂ فساد کرنا ہوگا، اور یہ یقیناً خدا کا حرم اور عصیان ہے - قرآن کی یہ تعلیم ہے کہ تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان - پس جو لوگ ملک میں فساد پھیلاتے ہوں، خواہ وہ ہندو انارکسٹ ہوں یا حرامزادہ پیشہ حماعتیں، ہمارا فرض ہونا چاہئے کہ انسے دوری ڈھونڈھیں اور جس پڑے تو انکے دفعیے کیلئے کوشش کریں -

گورنمنٹ کو ہم سے مطمئن رہنا چاہئے

گورنمنٹ کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اگر ہم مسلمان سچے مسلمان ہوجائیں تو جسقدر اپنے نفس کیلئے مفید ہوں، اتنا ہی گورنمنٹ کیلئے، بلکہ اسے قدر اسے ہمسایوں کیلئے - اسکو بھولنا نہیں چاہئے کہ اگر ہم سچے مسلمان ہوں تو ہمارے ہاتھ میں قرآن ہوگا، اور جو ہاتھ قرآن سے رکا ہوا ہو وہ بم کا گولا یا ریوالور نہیں پکڑ سکتا - البتہ یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ اسلام نے ہم کو آزادی بخشنے اور آزادی کے حاصل کرنے، دونوں کی تعلیم دی ہے - ہم جب حاکم تھے تو ہم نے آزادی دی تھی، اور اب ہم محکوم ہیں تو بھی حق طلب کرتے ہیں - ہم خدا کی مرضی اسی میں سمجھتے ہیں کہ قوموں اور ملکوں کو اپنے اوپر آپ حکومت کرنے کیلئے آزاد چھوڑ دیا جائے، اور خود خود اسی اصول پر کاربند ہوکر آزاد ہوچکا ہے - ہم انگلستان سے آج اسی شے کے طالب ہیں، جس شے کیلئے وہ خود کل تک دیوانہ تھا -

بیشک اگر اسلام کی تعلیم ہوئی پالیٹکس کی راہ ہمارے سامنے ہوگی تو ہم ایک طاقتور گروہ ہونگے، معروف ہونگے، اطمینان حق میں بے باک ہونگے، کیونکہ ہم خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرے، لیکن اسلام ہی کے بتلائے ہوئے اصولوں کی وجہ سے قانون اور حکومت بھی ہماری طرف سے بے خطر ہوگی - چونکہ ہماری راہ صاف اور عذر مشتبہ ہوگی اسلئے ہماری تدبیر اور ہماری زبان بھی ایک ہوگی - ہم جوش میں بھی آئینگے، لیکن ہمارا جوش اور انتہی تشدد قانون اور امن کے حدود کے اندر ہوگا، کیونکہ خدا نے کہا ہے کہ فساد مت کرو - ایک مسلمانوں کے جو پیشوا قوم کو جب اور عاقل رکھنے کی سعی کرے رہے، وہ اندر ہی اندر بھڑکے کو دبا، اور راکھ کے اندر چنگاریوں کو دبانا چاہتے ہے، لیکن اگر ہم اس راہ سے آئے تو ہمارے زخم دل پر نہیں، بلکہ کھلے ہوئے چہرے پر ہونگے ہماری خواہشوں اور شکایتوں کے بھڑکے اندر تک کہ اس کے جسم کو نقصان نہیں پہنچائینگے، بلکہ قوت کو بڑھائینگے - ہم شور ضرور مچائینگے، اور ہم دل میں بھی بھی باغی نہ ہونگے - فریاد ضرور کرینگے مگر اندر سکانوں کی آگ کو نہیں بھڑکائینگے - پس گورنمنٹ کی بھی مصلحت یہی ہے کہ ہم کو مسلمان بننے کیلئے چھوڑ دے، کیونکہ مسلمان ہونے کے بعد ہم اسے نفس کیلئے اور نفر تمام عالم کیلئے بہتر طور پر مفید ہوسکتے ہیں -

* * *

یہ الہلال کی پالیسی ہے، اور یہی دعوت ہے جسکی طرف ہم مسلمانوں کو بلانا چاہتے ہیں - یہ کسی انسانی مفاد کی اختراع نہیں

اور نہ کسی انسانی گروہ کا اتباع و تقلید ہے ' بلکہ اس رب العالمین ' نے - جس نے کتاب وحکمت اور عدل و میزان کے ساتھہ اپنے رسولوں کو دنیا میں بھیجا - یہ راہ ہمارے سامنے کھولدی ہے - وہ اگر توفیق بخشے تو اسکی دی ہوئی زندگی کو اسی دعوت حق میں ختم کردینا چاہیے ہمیں - نہ کسی سے جنگ ہے ' نہ کسی سے مناقشہ - نہ صلہ کی توقع ' اور نہ داد کی امید - اس راہ کے (داعی کریم) کو جو حکم دیا گیا تھا وہ ہمارے سامنے موجود ہے ۔

فادع ' واستقم کما امرت	(اے پیغمبر) تو انکو دعوت دے ' اور
ولاتتبع اهوائهم '	جو حکم دیا گیا ہے اسپر قائم ہو جا '
قل امنت بما انزل الله	انکی خواهشوں پر نہ چل ' اور انکو کہدے
من کتاب ' وامرت	کہ تمام اتری ہوئی کتابوں پر میرا ایمان
لاعدل بینکم ' الله ربنا	ہے اور مجھکو حکم ملا ہے کہ عدل کروں '
وربکم ' لنا اعمالنا ولکم	وہی اللہ ہمارا اور تمہارا ' پروردگار
اعمالکم ' لاحجة بیننا	ہے ہمارا عمل ہمارے لئے اور تمہارا عمل
وبینکم ' الله یجمع	تمہارے لئے جھگڑے کی کوئی بات
بیننا والیه المصیر	نہیں ' اللہ ہم سب کو ایک جا جمع کرے گا
(۴۲ ۱۴)	اور سب کو اسی کے طرف جانا ہے -

اگر (مسلم لیگ) مسلمانوں کو واقعی صحیح راہ دکھانی چاہتی ہے تو اسکو یہی راہ اختیار کرنی چاہیے ' واللہ یهدی من یشاء الی صراط المستقیم -

مسلم یونیورسٹی کمیٹی

— * —

اڈیٹر کامریڈ کی حمایت

بخدمت جناب اڈیٹر صاحب الہلال -

جناب من — جناب والا محررہ مسلم یونیورسٹی کے متعلق بیشتر ہی بہت کچھہ لکھہ چکے ہیں اور گذشتہ نمبر یعنی ۲۵ - اگست کے پرچے میں بھی اس اہم مضمون پر آنجناب نے حامیانہ فرمائی فرمائی ہے - نہ صرف یہ جنابکا ایک اڈیٹر کے بلکہ یہ جنابکا ایک فرد قوم ہونے کے بھی جناب والا کو پورا حق حاصل ہے کہ اسے جنابکا کا آزادانہ اظہار فرماتے رہیں اور نہ حق آپ جیسے اہل الرائے کیلئے فرض کے درجے تک پہنچ جاتا ہے - اس کے تسلیم کرنے کے بعد ادنا عرض کرنیکی جرأت کرتا ہوں کہ اس مسئلہ کے متعلق مجھے آنجناب کی بعض رایوں سے اختلاف ہے اور گو اس موقعہ پر اس اختلاف کی تشریح کو میں چنداں ضروری نہیں سمجھتا البتہ آنجناب کے ایک خاص اظہار رائے کے متعلق جسکا اثر متعلقہ جملہ کے مفہوم پر بھی پڑتا ہے مجھے یہ چند سطور لکھنا پڑیں - امید ہے کہ الہلال کے ایک گوشے میں ان کو بھی یکساں طبع جگہ ہوگا -

۲۵ - اگست کے پرچے میں " نشۂ شام کی تصفیہ سب " کے عنوان سے ایک لمبا ڈنگ آرٹیکل شائع ہوا ہے جسمیں جناب نے ۱۳ - جولائی سنہ ۱۹۱۱ کو مسلمانان ہند کے لئے آئندہ ہی والی تاریخ ثابت کرنیکی کوشش کی ہے جنہی فرانس کے لئے ۱۸ جولائی سنہ ۱۷۸۹ اور انگلستان کے لئے ۲ جون سنہ ۱۶۴۹ قابل یادگار تاریخیں ہیں - افسوس ہے کہ مجھے یاد نہیں کہ ۱۳ - جولائی سنہ ۱۹۱۱ کو کیا اہم واقعہ مسلمانان ہند کو پیش آیا کہ اس تاریخ کو " نعمۃ شادی " نہیں تو " نوحۂ غم " ہی سے تعبیر دیکر ہمیں یاد رکھنا چاہئے - پھر آنجناب فرماتے ہیں کہ " ۱۲ دسمبر کو ابھی زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ ۳۱ - جولائی سنہ ۱۹۱۱ کی نمودار ہوئی " چونکہ ۱۲ - دسمبر کی خصوصیت اوپر کے فقرے میں یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ تقسیم بنگال کی تنسیخ کا اسی دن حکم سنایا گیا اسلئے ضرور ہے کہ مراد ۱۲ - دسمبر سنہ ۱۹۱۱ سے ہو - اگر ۱۳ - جولائی اس فقرے کے عنوان میں سہو کاتب یا اس ' دور اندیشی ' میں سہو کمپوزیٹری سے ۳۱ جولائی کی جگہ چھپ گیا ہے ' تب بھی سمجھہ میں نہیں آتا کہ سنہ ۱۹۱۱ میں ۳۱ جولائی کی تاریخ ۱۲ دسمبر کے کچھہ دن بعد کیونکر نمودار ہوئی واللہ اعلم بالصواب -

بہرحال تاریخ ۱۳ ہو یا ۳۱ - جولائی کسی سال میں دسمبر کے تنسیخ آنے یا بعد ' جس تاریخ کو آنجناب انقلاب فرانس وانگلستان کی تاریخوں کیطرح قابل یادگار تصور فرماتے ہیں اسکے متعلق آنجناب نے جو کچھہ تشریح کی ہے وہ اسقدر ہے کہ اُسمیں مسٹر (اے سرهار کورٹ) بٹلر نے ایک تحریر مسلم یونیورسٹی کا سٹی ٹدوس کمیٹی کے صدر کے نام ارسال فرمائی تھی - جسمیں کہ اس تحریر کے متعلق آنجناب کو بڑے غلط فہمیاں واقع ہوئی ہیں اور اُنہیں پر جسکی روایی عبارت کا دار و مدار ہے اسلئے ضروری ہے کہ اس تحریر کے بارے میں آنجناب نے جو کچھہ ارقام فرمایا ہے وہ ناظرین کے پیش نظر رہے - آں جناب تحریر فرماتے ہیں کہ

" یہی وہ یادگار تاریخ ہے جس نے گویا ہمارے موجودہ دور زندگی کی سب سے بڑی جد وجہد اور ہمارے وقت اور مل کی سب سے زیادہ قیمتی حصہ کا فیصلہ کردیا تھا - مگر حکمراں کمیٹی نے تمام قوم کو اس سے بے خبر رکھا اور برابر یہی جیتتی رہی کہ روپیہ لاؤ ' روپیہ لاؤ ' کیونکہ اسکے سوا اور کوئی رکاوٹ درپیش نہیں واللہ یعلم انہم لکاذبون - انہیں کا ہر فرد ہر واقف کار شخص کی طرح خوب جانتا تھا کہ ایسی یونیورسٹی جو گورنمنٹ کے آخری پیسے میں دی ہوئی نہ ہو نہ ہو ملی ہے نہ مل سکیگی - اور پھر قرائن اور حالات سے بڑھکر خود صاف صاف لفظوں میں مسٹر بٹلر نے کہدیا تھا کہ شرط آخری یہ ہے کہ جو رقم ہمارے ہاتھہ میں محفوظ رہیگا ' لیکن باوجود اس کے پریس کمیونک (کمیونکے) کی اشاعت تک انہیں کا ہر شخص دانستہ نہیں تو غیر دانستہ مسلمانوں کو دھوکا دیتا رہا اور صرف اسلئے کہ انشاء روپے کے بعد جاندنی ہونے کی لگاتار بارش ہو رہی ہے تو ہو جائیگی - اسی کا لب نہ ہلا کہ سماے شملہ کا شدید العوی جو وحی سے کم نہیں کر رہا ہے اسکو اپنی مطلوبہ امت تک ہی پہنچا دے - صرف ایک دوات وقار الملک کا سچا اور مومن قانت نہ ہوا جو ان فریب کاریوں کا متحمل نہ ہوسکا اور علی گڈھ کے علاقہ کی ظلمت اسکے نور ایمان پر غالب نہ آسکی " -

آنحضات کی تحریر میں مفصلہ ذیل امور مفصلہ طلب ہیں —

(۱) کیا مسٹر نٹلر کی تحریر مورخہ ۳۱ - جولائی سنہ ۱۹۱۱ نے کسی طور پر مسلم یونیورسٹی کا فیصلہ کردیا تھا ؟

(۲) کیا مسٹر نٹلر نے " صاف صاف لفظوں میں " کہدیا تھا کہ " شرط آخری یہ ہے کہ حرو کل ہمارے ہاتھ میں محفوظ رہیگا " ؟

(۳) کیا " حکمراں کمیٹی نے " (جس سے مراد عالیجناب کانسٹی ٹیوشن کمیٹی ہے) " تمام قوم کو اس سے بے خبر رکھا " ؟

(۴) کیا یہ سچ ہے کہ اس کمیٹی کا " ہر شخص دانستہ دس کروڑ مسلمانوں کو دھوکا دیتا رہا اسلئے کہ افشائے راز کے بعد جاسوسی سوئے کی لگاتار بارش ہو ہو رہی ہے بند ہوجائیگی ؟

(۵) کیا یہ سچ ہے کہ اس تحریر کے متعلق نواب وقار الملک نے کمیٹی کے اور ممبروں سے مخالف کوئی راسخ اخبار کیا اور آں کا " سچا اور صحیح حال اب ان ورق کاریوں کا متحمل نہ ہو سکا " ؟

بیشتر اس کے کہ ان امور سے بحث کیجائے ابتدا عرض کر دینا ضروری ہے کہ صحیح آنحضات کی تحریر کے کسی دوسرے حصے سے اسوقت بحث نہیں، جو کچھ جناب والا نے ۳۱ جولائی کی تحریر کے متعلق ارشاد فرمایا ہے اور جو کچھ نتائج اخذ کئے ہیں اسوقت وہی معرض بحث میں ہیں اور اگر آنحضات مدرسی ناظر تحریر کے متعلق کچھ ارقام فرمائیں تو امید ہے کہ اپنے آرٹیکل کے اسی حصے اور متذکرۂ بالا پانچوں امور کے متعلق بحث فرمائینگے -

امر اول کی نسبت گذارش ہے کہ مسٹر نٹلر کی ۳۱ - جولائی سنہ ۱۹۱۱ کی چٹھی میں صرف اسی امر کے فیصلے کا اعلان تھا کہ " گورنمنٹ ہند اور حضور ملک معظم کے ورثہ ہند یونیورسٹی کا قائم ہونا منظور فرمائینگے " یونیورسٹی کے دستور العمل کی تفصیلات (جیسا کہ سر ہارکورٹ نٹلر اپنی تحریر مورخہ ۹ - اگست سنہ ۱۹۱۲ - میں خود فرماتے ہیں) ورثہ ہند کی خدمت میں اسوقت پیش نہیں ہوئی تھیں - نہ معلوم آنحضات نے اس فیصلے سے کیونکر نتیجہ نکال لیا کہ اسکے اعلان کی تاریخ سے " ہمارے موجودہ درد زندگی کی سب سے بڑی جد و جہد اور ہمارے وقت و مال کی سب سے زیادہ قیمتی حد کا فیصلہ کردیا تھا - " ظاہر ہے کہ یہ تحریر یا تو آنحضات کی نظر سے نہیں گذری یا سہو ہوگی - اسلئے یہ امر بدیہی ہے کہ آنحضات نے جو نتایج آج اس سے اخذ کئے ہیں وہ محض اُس ایک فقرے کی غلط فہمی پر مبنی ہیں جو سر ہارکورٹ نٹلر کی حال کی تحریر میں دہرایا گیا - اور جسے آنحضات نے اپنے آرٹیکل میں درج فرماکر ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۱۱ کی اہمیت کے متعلق یہ کچھ لکھا ہے -

امر دوم کے متعلق عرض ہے کہ مسٹر نٹلر کی ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۱۱ کی تمام تحریر میں ایک جملہ بھی ایسا نہیں جس سے اشارتاً بھی پایا جاتا ہو کہ " جو کل ہمارے ہاتھ میں محفوظ رہیگا " - سوائے خدا کے علم غیب کسی کو نہیں اور ممبران کمیٹی کے پاس سوائے مسٹر نٹلر کی تحریر کے " صاف صاف لفظوں کے " دوسرا ذریعہ اسرار نہانی کے دریافت کرنیکا نہ تھا - جیسا امر اول کے متعلق عرض کیا جاچکا ہے آنحضات کو اس فقرے کے سمجھنے میں غلط فہمی ہوئی جسمیں ورثہ ہند کے " اختیارات کامل کو محفوظ رکھنے " کی نسبت تحریر ہے - اسکو آنحضات غالباً مسلم یونیورسٹی میں گورنمنٹ کے " اختیارات کامل کی حفاظت " سمجھے - دراصل مسٹر نٹلر نے اُسوقت صرف اتنا ہی لکھا تھا کہ یونیورسٹی کے دستور العمل کی تفصیلات کے متعلق ورثہ ہند نے ابھی کوئی رائے نہیں دی ہے کیونکہ فی الحقیقت اسوقت تک مسودہ دستور العمل انکی خدمت میں ارسال بھی نہیں ہوا تھا - اور اسی لئے ورثہ ہند اسکیم کے ہر اک جزو کے متعلق رائے دینے کے کامل حق کو محفوظ رکھتے ہیں -

امر سوم کے متعلق گذارش ہے کہ کانسٹی ٹیوشن کمیٹی نے اس تحریر کے مقابلے میں اوس عمل سے ہرگز کام نہیں لیا جسکا نتیجہ آنحضات نے نہایت شد و مد سے اپنے خاص اور انوکھے پیرائے میں فرمایا ہے بلکہ اُس " وحی " کو جو معبود تعالیٰ من ذالک (سماے سمله) کے (سدرة المنتهی) سے اپنے رسول کی تھی ہر وقت قوم تک اسی وقت پہنچاتا رہا - ظاہر ہے کہ جو تحریر نہ صرف کابینہ اور تمام دیگر اداکردی اختیارات میں شائع ہوچکی ہے بلکہ جسکا ترجمہ متعدد اردو اخبارات میں چھپ چکا ہے ' اتدنیٰ الهلال کی نظر در اس کے دایرے میں تا ہنوز تک داخل نہیں ہوئی تا وہاں سے جلد نکلکر وقف طاق نسیاں ہوگئی - مگر واقعہ یہ ہے کہ متحملہ دیگر اختیارات کے ۹ - اگست سنہ ۱۹۱۱ کے علی گڈھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ میں یہ تحریر معہ ترجمے کے چھپ چکی ہے اور "امت مظلوم " اور اسکے علماے صحار و کبار (کانفرنس دہلی اسرائیل) کو شملہ کی " وحی " کے متعلق سکتات کی مطلق گنجائش نہیں -

در رسولاں بلاغ باشد و بس

امر چہارم کی نسبت عرض ہے کہ اگر ہم سب لوگ جو کانسٹی ٹیوشن کمیٹی کے ممبر ہیں بقول آپ کے کاذب ہیں اور سات کروڑ (آپکی مردم شماری میں دس کروڑ) مسلمانوں کو دھوکا دیتے رہے ہیں تو تعجب ہے کہ آنحضات جیسے ناظر اور واقف کار مسلمان نے کس طرح اُنہیں دھوکا کھانے دیا - گو مسلمان مئے عرفاں سے نائب ہوچکے ہوں مگر یہ کیونکر ممکن تھا کہ سامی کی ترغیب کا اثر کچھ نہ ہو -

میں اور بزم مے سے یوں تشنہ کام آؤں
گر میں نے کی تھی توبہ ساقی کو کیا ہوا تھا

مانا کہ الہلال ابھی عالم پر اسوقت تک نمودار نہ ہوا تھا مگر آزادی کے نظر کامل کو نہ کیسا کہیں لگا تھا کہ آج کامل ایک سال بعد طلعت علی گڈھ پر نور ایمان عالیت آتا ہے - ۳۱ جولائی کی تحریر ۹ - اگست سنہ ۱۹۱۱ تک شائع ہوچکی تھی مگر آنحضات اسپر بھی مزم کی پنچایت میں ہم بیچاروں کو ۲۵ - اگست

سنہ ۱۹۱۲ کو سرا داوانا چاہئے ہیں کہ ہم سال بھر تک دھوکا دیتے رہے اور لطف یہ ہے کہ خونکہ آپ ہی خدا ہیں اسلئے خدا سے بھی گواہی داوا رہے ہیں کہ ہم لوگ دروغ گو ہیں ۔

امر آخر کے متعلق عرض ہے کہ جو کچھہ آنریبل نواب وقار الملک بہادر کی سفارش فرمائی ہے نواب موصوف اس کے اور اس سے زائد کے مستحق ہیں لیکن علی گڈہ کے " علایق " انکا دامن اسطرح پکڑے ہوے ہیں کہ ان جیسے " سچے اور مومن قلب والے " کا " دور انصاف " بھی " علی گڈہ کے علائق کی ظلمت " پر غالب نہ آسکا " اور کمیٹی کے ہر کاٹ اور دھوکے باز ممبر کی طرح نواب صاحب قبلہ بھی ان فریب کاریوں کے نہ صرف متحمل ہی ہوسکے بلکہ بقول آپ کے سب سے زیادہ رہی " جھکتے رہے کہ رپٹہ لاو رونده لاو کیونکہ اس کے سوا اور کوئی رکاوٹ در پیش نہیں " ۔

جب مسٹر بٹلر کی یہ تحریر انسٹی ٹیوٹ گزٹ میں شایع ہوئی تو اسی کی پیشانی پر نواب صاحب قبلہ کی بھی ایک تحریر شایع ہوئی جسمیں درج تھا کہ - " نہایت خوشی اور مسرت اور مبارک بادی کے ساتھہ دل میں آنریبل مسٹر بٹلر بالقابہ کا مراسلہ نامہ (جو جناب ممدوح نے آنریبل سر راجہ محمد علی محمد خاں صاحب بہادر کے - سی - آئی - ای - اور محمود آباد ٹرسٹیڈ یٹ مسلم یونیورسٹی کانسٹی ٹیوشن کمیٹی کے نام ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۱۱ ع کو شملے سے تحریر فرمایا ہے) درج کیا جاتا ہے اس کو پڑھکر بھی ہے کہ مسلمانوں کا ہر فرد قوم گورنمنٹ کا بدل سکر گذار ہوگا اور جس صاحبوں کو اس بات کا انتظار تھا کہ گورنمنٹ اب اپنی ایک جداگانہ قومی یونیورسٹی کے قائم کرنے پر رضامند ہوگی یا نہیں ، وہ اب دورے اطمینان کے ساتھہ ہمہ تن اس بات کے لئے کوشاں ہونگے کہ جس قدر جلد ممکن ہو اس کام کے لئے روپیہ فراہم کریں باقی تفصیلات میں جو بعد کو طے ہونی رہینگی معاملے کا تمامتر نحوز اور دار و مدار (جیسا کہ آنریبل مسٹر بٹلر کے مراسلے میں صاف طور پر تحریر ہے اور جیسا کہ اس سے بھی زیادہ طاہر کیا جا چکا ہے) محض کافی روپے کے وصول ہونے پر ہے "

آنجناب کے صرف سر ہارکورٹ بٹلر کی ۹ - اگست سنہ ۱۹۱۲ کی تحریر کا ترجمہ علی گڈہ انسٹی ٹیوٹ گزٹ میں پڑھا اور اسمیں جو فقرہ ۳۱ - جولائی سنہ ۱۹۱۱ کے مراسلے سے ماخوذ تھا اسکی غلط تاویل فرما کر بلا غور و فکر اور بے تامل پچاس ساٹھہ مسلمانوں کو داد اور فریفتی تمغرا دینا اور (آگے آپ) کلام الہی سے اپنے فتوی کی تصدیق بھی حسب معمول فرمانی شاید طی موس کی بھی تعریف ہو ، مگر یہ مسایل متعلقہ ہیں اور میں مختصر لکھ چکا - البتہ ابتدا ضرور عرض کرونگا کہ یہ طریقہ اخبار نویسی خواہ لکھنے والے کے لئے کتنا ہی دل خوش کن اور عوام کے لئے کیسا ہی دلچسپ کیوں نہ ہو جدید سب و شتم کی بوچھار پڑتی ہے اس کے لئے ضرور بہت کچھہ دل شکن ہے - چونکہ اس تاریکی بوچھار میں میں بھی خشک دامن نہ رہ سکا اسلئے مختصر ابتدائی بچاؤ کی عرض ہے نہ کہ قومی معاند کے جدال سے اس سطور کے لکھنے کی ضرورت پیش آئی -

یہاں تک تو صرف اس واقعات سے استدلال کیا گیا ہے جنکا علم ہر شخص کو ممکن الحصول تھا اور جسکے بہت سے شخص لکھے مسلمان واقف تھے اب اللہ اور عرض کرنا ہے نہ کانسٹی ٹیوشن کمیٹی کے صدر کے پاس اونہیں مسٹر بٹلر کی ایک اور تحریر بھی اسی ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۱۱ کی لکھی ہوئی بصفحۂ زار آئی تھی اور اسی وجہ سے وہ آجتک عام طور پر شایع نہیں ہوئی اور اسکا علم عام طور پر مسلمانوں کو نہیں - کانسٹی ٹیوشن کمیٹی کے ممبر ہونیکی حیثیت سے اس تحریر اور مجوزہ نوٹ کی نقل مدرسے پاس بھی آئی تھی اور وہ دونوں اسوقت مدرسے پیش نظر ہیں - نوٹ میں اس کانفرنس کی مختصر روئیداد درج تھی جو مئی سنہ ۱۹۱۱ میں گورنمنٹ ہند کے ممبروں اور کمیٹی کے ایک ڈیوٹیشن کے درمیان ہوئی تھی ' - اور اصل مراسلے میں اُن در امور کا ذکر تھا جنمیں گورنمنٹ ہند نے کانفرنس کے بعد تبدیل کرنا چاہا تھا - الحاق کا مسئلہ اِن دو امور میں شامل نہ تھا اور کانفرنس کی روئیداد کے نوٹ میں اسکے متعلق صاف درج تھا کہ یونیورسٹی درسگاہوں کا الحاق ہوگا مگر الحاق کے وقت چانسلر کی منظوری لینی لازمی ہوگی -

اب اس کے بعد بھی آنجناب نے بیدھک ہم ہی کالوں کے مستحق ہیں تو شوق سے کالداں دیجئے

نہ گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی
جواب تلخ می زیبد لب لعل سکر خارا

لیجئے میں تو " سمائے سملہ " کے " شدید القوی " کی " رحمی " کو ابدی " مظلوم امت " تک پہنچا چکا - اب آپکی باری ہے نہ ابدی مجہول امت کے لئے آسکی تفسیر فرمائیں تاکہ اسکے تحریری نقش مسل ہوجائے کہ اگر گورنمنٹ نے ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۱۱ کو یونیورسٹی کے قائم ہونے کو اصولاً علاحدہ منظور فرمایا اور تصفحۂ زار الحاق کو قائم رکھنے کی بھی اطلاع دے دی تو در اصل یہی مطلب تھا کہ اُس نے " ہمارے موجودہ دور زندگی کی سب سے تازہ حد و جہد اور ہمارے وقت و مال کی سب سے زیادہ قیمتی چیز کا مضمحل کردینا " - اور ہمارے لئے ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۱۱ کی تاریخ کو (نہ ۱۳ جولائی کو) جو ۱۲ دسمبر سنہ ۱۹۱۱ کے کچھہ ہی دنوں بعد نمودار ہوئی تھی ایسا ہی فاذل یادگار بنادیا جیسا کہ فرانس کے انقلاب نے انگلستان کی تعارف عظیم کی تاریخوں میں -

کچھہ ہی سہی مگر آنجناب کے مضمون کا عنوان اچھا سوچا تھا " نشۂ شام کی نصف شب " کی سرخی شان نزول کے لئے بہت موزوں ہوتی مگر ذرا مثل اور وقت داد ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ مضامین نے اصل وقت سے کچھہ پہلے مثل ہی یہ کہکر چونکا دیا کہ

زلفش نہ کمر بستہ باشد

بیمار مند محمد علی
(ایڈیٹر کامریڈ)

عـــرض حـــال

— * —

بتحول اس دور میں ہیں سب حاتم
اندیوں کیسا شراب سستی ہے

افسوس ہے کہ پچھلے نمبر میں ہم اپنے محب عزیز وجلیل مستر محمد علی کی دلچسپ مراسلت درج نہ کر سکے - بندہ کے دل انہوں نے مراسلت کھلی تھی لیکن علالت کی وجہ سے صاف نہ ہو سکی اور جمعہ کی رات کو ملی' اس وقت تک تمام اخبار کمپوز ہو چکا تھا اور صرف آخر کے دو تین صفحے باقی رہگئے تھے - مجبوراً اشاعت ملتوی کر دینی پڑی - اس تحریر کے اصل موضوع کی نسبت جو کچھ عرض کرنا تھا ہم پچھلی اشاعت میں عرض کر چکے ہیں لیکن ضمناً بہت سی باتیں ایسی آگئی ہیں جنکی نسبت مکرر کچھ نہ کچھ عرض کرنا ضروری ہے - انکی تحریر کا خلاصہ عالباً یہی امور ہیں

(۱) تمہید میں بعض حقائق ومعارف (علم الاعداد) اور (علم نجوم) کا انکشاف' کہ (۳۱) اور (۱۳) نارجون اسے احوالے ترکیبی کے اتحاد کے مختلف عدد ہیں اور جب سن شمسی کے مہینے جنوری سے گننا شروع کیے جائیں تو جولائی ساتویں انگلی پر' مگر تسمبر ضرور ہے کہ تعداد میں بارہویں پر آئے ' پس جولائی مقدم ہے نہ کہ تسمبر -

(۲) اوپیدل سر نٹلر کی ۱۳ جولائی والی حتمی میں صرف یونیورسٹی کی منظوری کی اطلاع تھی' یونیورسٹی کی تفصیلات سے اسے کوئی تعلق نہ تھا پس وہ کوئی فیصلہ کن تحریر نہ تھی -

(۳) نہ تحریر پوشیدہ نہیں رکھی گئی بلکہ فوراً شائع ہوگئی -

(۴) جس لوگوں کو الزام دیا جاتا ہے کہ انہوں نے اصلیت سے قوم کو بے خبر رکھکر صرف روپیہ کے جمع کرنے پر زور دیا (نواب وقار الملک) بھی انمیں شامل ہیں -

امر اول کی نسبت تو کچھ عرض کرنے کی گنجائش ہی نہیں' سوا اسکے کہ ان حقائق کے انکشاف کیلئے اسے دوست کے سکر گذار ہوں اور اپنی غلطی کا اعتراف کرکے آئندہ ایسے فائدہ اٹھانے کی سعی کروں -

البتہ امر دوم و سوم اصل موضوع بحث ہیں - ہمارے دوست کہتے ہیں کہ " افسوس ہے کہ مجھے یاد نہیں کہ ۳۱ جولائی کو کونسا اہم واقعہ پیش آیا کہ اس تاریخ کو نعمہ شادی نہیں تو روحۂ تم ہی سے تعبیر کرکے ہمیں یاد رکھنا چاہیئے ؟ "

ہمارے دوست کی سی حیرانی تو نہیں' مگر حیرتی سے حیرانی ضرور ہے کہ جس لیڈنگ آرٹیکل کا حوالہ دیکر وہ ۳۱ جولائی کی اس خصوصیت کو بیان کر رہے ہیں وہ الہلال کی کس اشاعت میں شائع ہوا ہے ؟ ۲۵ - اگست کے لیڈنگ آرٹیکل میں ہم نے صفحہ ۱۳ - تا ۳۱ - جولائی کا تذکرہ کیا ہے لیکن نہ تو اسے انقلاب فرانس کی طرح داد گار' اور نہ نعمۂ شادی کی جگہ نوحہ غم کا داد آور دلایا ہے - اس مضمون کا عنوان تھا " مسلم یونیورسٹی اور اس ضمن میں چند متفرق خیالات " یہی وجہ ہے کہ درمیان میں رول دار چھوٹے چھوٹے نوٹ لکھے گئے ہیں اور انہیں کے مجموعے کو لیڈر کے صفحے میں درج کردیا تھا - اندیا کے دوستوں کے اقتباسات ہمارے دوست نے دیے ہیں اگر متعلق ہوسکتے ہیں تو صرف دوسرے نوٹ کے ' جسمیں تقسیم بنگال کا تذکرہ ہے - تسمبر ۱۲ - تسمبر کی تاریخ کو مسلمانان ہند کیلئے اور قوموں کی دادگاری تاریخوں سے کم اہم نہیں سمجھتے جو مسلمانوں کی تو لیڈ سکل خود کسی کو ہمیشہ داد دلاتی رہے گی -

اسکے بعد ہم نے ۳۱ - جولائی کا ضرور ذکر کیا ہے اور جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں سلسلۂ سخن کو قائم رکھنے کیلئے نہ ایک سہارا ضرور تھا لیکن کوئی ایسا سہارا نہیں جسکو نکال لیجائے گا تو ہم اپنی جگہ پر قائم نہ رہسکیں گے - آپ صرف اس تاریخ کے پیچھے کیوں پڑگئے ہیں ' یہ تو ایک جزئی بحث ہے - اصل بحث تو وہ طرز عمل ہے جو کانگریس نے اندیا کے تاریخ اختیار کیا اور روپیہ دینے والی قوم اور زمیندار کی طلب میں رکھکر صرف گورنمنٹ سے اپنی تراسیر صحیفوں میں مصروف رہی - آپ فرماتے ہیں کہ یہ حق ہی فوراً شائع کردیی گئی تھی - ہم تسلیم کرلیتے ہیں کہ خاص اس حقیقی کے اخفا کی نسبت ہم نے جو حملے لکھے تھے وہ صحیح نہ تھے ' لیکن اس سے کیا ہوتا ہے ' اصل بحث تو یہ ہے کہ کمیٹی نے ہمیشہ صرف روپیہ مانگا ' حالانکہ وہ جانتی تھی کہ جس یونیورسٹی کا قوم کو مدفوع دینا رہی ہے اسکے لئے صرف روپیہ کا جمع کر لینا ہی کافی نہیں ہے - کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ ماسٹنڈوس کی تردید میں دوائر تورنمنٹ سے مسودہ لیا جاتا رہا' مسودات اسکے پاس بھیجے جاتے رہے' ایک ایک دفعہ کی نسبت گفت و شنید کے موقعہ نہیں آئے ' لیکن قوم سے صرف روپیہ ہی کا تعلق رکھا ؟ پھر کیا اسکا سبب نہیں بتایا کہ اوضاع حال نے بعد جانبی سودے کی قیمت گر جانے کی ؟ آپ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے سمبر میں عدم الاتحاد کا سوال اٹھایا گیا تھا' لیکن جس روز کانگریس میں اوپیدل سر نٹلر کہہ رہے تھے کہ "روپیہ راجہ صاحب کے پاس جمع کرو اور یونیورسٹی لو" اس وقت تو تمہید اور معلوم ہو چکا تھا کہ صرف روپیہ ہی کافی نہیں ہے ' پھر کیا قوم پر یہ ظاہر کیا گیا ؟ عالیکم کھف بحکموں ؟ سمبر کے بعد نئی دار الوزوں کے کاموں میں عدم الاتحاد کے مسئلہ کی جھلک تری ' اور بعض اخبارات نے اس تذکرے کو چھیڑا بھی' لیکن صدای رز طلبی کے ہنگامے نے کبھی اسکو آگے بڑھنے نہیں دیا اور ہمیشہ کوشش کی گئی کہ اسکے متعلق کوئی صاف بات قوم کے سامنے نہ آجائے - تمام مسلمانوں کو گورنمنٹ کا سکر گذار ہونا چاہئے کہ اندیا کے مسئلہ سمبا کو اسکو ہشیار کردیا اور کمیٹی کو آرائش و تعمیل کا موقعہ نہیں دیا' ورنہ (بقول آپ کے) یونیورسٹی تو موجودہ صورت سے بھی بدتر حالت میں اب کی لی جا چکی ہوتی -

لیکن یونیورسٹی کی تمام بحث میں صرف ۳۱ جولائی ہی تو

ہمارے دوست کی نظر کیوں ہے ؟ کیوں اسکی تخصیص و تحدید کا اس درجہ شدید اہتمام ہے کہ تمہید کی تصریح پر بھی قناعت نہ کرکے پھر اصل مضمون میں دوبارہ پیمایش کا عمل آپکے ہاتھہ میں نظر آتا ہے اور اپنے دائرۂ بحث کیلئے ایک چھوٹا سا ٹکڑا ناپ کر بتلا دیتے ہیں کہ ۔

" پیشتر اس کے کہ ان امور سے بحث کیجائے اتنا عرض کردینا ضروری ہے کہ مجھے آنحضاب کی تحریر کے کسی دوسرے حصے سے اسوقت بحث نہیں - جو کچھہ جناب والا نے ۳۱ جولائی کی تحریر کے متعلق ارشاد فرمایا ہے اور جو کچھہ دیگر احباب کئے ہیں اسوقت وہی معرض بحث میں ہیں اور اگر آنحضاب مجری ناچیز تحریر کے متعلق کچھہ ارقام فرمائیں تو امید ہے کہ اپنے آرٹیکل کے اِسی حصے اور متذکرۂ بالا پانچوں امور کے متعلق بحث فرمائینگے"

تمام بحث کمیٹی کے اُس طرز عمل پر ہے جس نے (یونیورسٹی) کے مسئلے کو خود مختارانہ طریقے سے انجام دینا چاہا ' وہ ایک سلسلۂ مضمون ہے ' جسکے پیشتر بھی " تہب کچھہ " لکھا جا چکا ہے ' اور اُس سے ہمارے دوست کو " اختلاف " بھی ہے ' لیکن باوجود اسکے وہ اپنا پورا زور قلم و دماغ صرف اسی پر صرف کرتے ہیں کہ ۳۱ جولائی کو کمیٹی نے جنھی شائع کردی تھی - کیا اسکا یہ مطلب تو نہیں ' کہ یونیورسٹی کی تمام بحث ، میں چونکہ صرف یہی پہلو حامیہ فرسائی کیلئے ایک سہارا رکھتا تھا اسلئے اور پوری بحث کو نہ غلط انداز نظر بھی نصیب نہ ہوئی مگر تمام عصب نگاہوں کیلئے اسی کو چن لیا گیا ؟

اگر قومی اعتراضوں میں سے صرف ایک ضعیف اعتراض ہی کو لیکر جواب دیجائے گا ' تو ضرور ہے کہ جواب کی تقریب کیلئے اعتراض کو بھی قوی دکھلانے کی کوشش کی جائے - ہمارے دوست نے بھی اپنے تئیں ایسی حالت میں چھوڑ دیا ہے کہ انکی نسبت اس کوشش کا گمان کیا جاسکتا ہے - وہ تمام بحث میں سے صرف ۳۱ جولائی کے الزام ہی پر حامیہ فرسائی کی گنجایش دیکھتے تھے ' اس لئے پوری بحث کی قوت کو اسی نقطے میں سمیٹنے کی کوشش فرمانے لگے ' مگر ہم تو اس کوشش کو زیادہ سودمند نہیں پاتے - اصل بحث صرف روپیہ کی طلب ' اور قوم کے سامنے زاردای کا حجاب مستور ڈالنا ہے - یہ کیسی سعید بات ہوتی اگر ہمارے دوست چند سطروں میں ہمیں اس غلطی پر متنبہ کردیتے اور علی گڈھ گزٹ کا حوالہ دیکر باقی تمام وقت اصل مبحث پر صرف کرتے - اگر ایسا ہوتا تو شاید ہماری اصلی غلطی بھی ہم پر منکشف ہوجاتی اور بحث کا خاتمہ بھی ہوجاتا - جنگ و مناقشہ اور محض الزام و ادعا نہیں ' بلکہ پچھلے سفر کا ماتم اور آیندہ راہ کا تعین در پیش ہے - ہم بالکل سچ سچ عرض کرتے ہیں کہ اپنی اس غلطی کے علم کیلئے بھی آپکے شکر گذار ہیں ' مگر ساتھہ ہی مناسب ہیں کہ یہ تنبیہ اصل بحث کیلئے بے اثر ہے ' اور جو گرہ تھی وہ ابتک نہیں کھلی

آپ کہتے ہیں کہ آرینڈل سر نٹلر کی چٹھی کوئی فیصلہ کن تحریر نہ تھی - اسکی نسبت گذشتہ اشاعت میں ہم عرض کرچکے ہیں ' مکرر ملتمس ہیں کہ ہمارے مقصد سے اتنا تعامل تو نہ کیجئے - جن تفصیلات کی نسبت حق رائے دہی کے اختیارات کو وزیر ہند نے محفوظ رکھا تھا یہ وہی تو ہیں جنکا استعمال آج آپکو ایسی جنس محبوب و مطلوب کی خریداری سے باز رکھتا ہے اور اس " کالے دن " کو لوٹا دینے ہی کا فیصلہ کرلیا گیا ہے - ایسی حالت میں آپکا نہیں بلکہ آپکی اس قائدہ وکالت کے موکلوں کا تو یہ فرض ضروری تھا کہ قوم کو صرف روپیہ دینے ہی کی دعوت نہ دیتے -

رہا (نواب وقار الملک) کا بھی روپیہ کے جمع کرنے پر زور دینا - تو انصاف کیجئے کہ زیر بحث مضمون میں انکو کس لحاظ سے مستثنی کیا گیا ہے اور جناب اس موقعہ پر کمیٹی کی عام صف میں انہیں پہنچتے ہیں ؟ نواب صاحب قبلہ کی نسبت ہم نے جو کچھہ لکھا تھا اسمیں انکی اُس تحریر کی صداقت کا اعتراف کیا تھا جو کمیٹی کے انعقاد سے پہلے انہوں نے شائع کی تھی اور جسکی اشاعت کے ساتھہ ہی عمل میں آگیا تھا کہ اب لوگ اپنی تھیلیوں کی تھیلیاں سخت کردینگے - ہمارا مقصود یہ تھا کہ وہ بالآخر متحمل ہوسکے ' اور اصل حقیقت سے پردہ اٹھادیا - افسوس ہے کہ جناب نے اسکی نسبت ایک حرف بھی نہیں کہا -

* * *

یہاں تک تو ہمارے دوست کی سنجیدہ بحث تھی ' لیکن اسکے علاوہ انکی دلچسپ تحریر میں جہاں سے لطائف و طرائف بھی ہیں اور اب سنجیدہ بحث سے اکتاکر ہمارا بھی جی چاہتا ہے کہ کچھہ دیر کیلئے مزاح و ظرافت سے دفعہ سخن کا مزہ بدلدیں -

۳۱ جولائی کی چٹھی شائع کرنے کے ذکر کے بعد فرمائے ہیں کہ - " امت مظلوم اور اسکے علمائے صعار و کبار (کانگریس نیشنل اسمبلی) کو وحی شملہ کے متعلق شکایت کی مطلق گنجایش نہیں " ہمارے دوست نے " کانگریس نیشنل اسمبلی " کی نشستہ حروف تہجی بیشک یہ وحی تو پیغام یزداں شملہ نے ضرور اپنی زد تک امت تک پہنچادی تھی ' مگر عرض اطلاع سے سنکدوش ہونے میں اتنی جلدی نہ کیجئے کہ اصلی مطالبہ تو شملہ کے (کوہ طور) کے اُس زار و نزار کا ہے جو بالآخر " لن ترانی " کی صدائے دلکش افگن پر ختم ہوئی - امت کی ساری حیرانی اسمیں ہے کہ (کوہ سیناء) کی چالیس راتوں کی جگہہ (کوہ شملہ) کی عبادت گذاری اور اطاعت شعاری میں اڑھائی چالیس سال بسر کردئے - پھر بھی " رب ارنی انظر الیک " کے جواب میں " ولکن انظر الی الجبل " ہی کا جواب ملا ! اور یہ حیرانی یہاں تک بڑھگئی ہے کہ خود آپکی شریعت نے " علمائے صعار و کبار " بھی اس ترانے پر وجد کر رہے ہیں -

عشق اگر مرد است مرد ے نالہ دیدار آورد
ورنہ چوں موسی بسے آورد و بسیار آورد

" دس کروڑ " کی مردم شماری بھی آپ ہی لوگوں کے محکمۂ رقابت و مسابقت کی نکالی ہوئی ہے - مدعی جناب تو اسے معروف نہ کیجئے - آپ لوگ جب ہندؤں کے مقابلے میں اپنی تعداد کو بڑھاکر زیادہ ملازمتیں یا کونسل میں نشستیں حاصل کرنا چاہتے ہیں تو

نیچ قوموں کی تعداد کا بھی ایک اوسط لگا کر کے ذریعہ دس کروڑ مسلمانوں کی آبادی کا پتہ لگا لیتے ہیں -

اسکے بعد آپ فرماتے ہیں کہ اگر نیشنلسٹی قوم کو دھوکا دے رہی تھی تو اس وقت تم کہاں تھے ؟ تمہاری اس کسی اعتراض کے جواب دینے کی کوئی ذمہ داری تو نہیں ہو سکتی' تعجب ہے کہ آپکے قلم سے یہ سطور نکلے - آپنے اس موقعہ پر (ہلال) کے صلح کو تو خوب سراہا ' لیکن چند حرفوں شاید میرے لئے خصوصاً - اصل بات یہ ہے کہ نیشنلسٹی کے ہنگامے کا اور ملنط ایسا چھا گیا تھا کہ اگر آواز بھی نکلتا ' تب بھی دنیا کی سکست ہی کہائی دیتی - اپکو خود معلوم ہے کہ میں اس وقت جبکہ نیشنلسٹی کے نعارے پر چند چند حرفوں پر رہی تھیں' آپ میں اور مجھ میں اتنا بھی آپس اور کبھی میں نے اسے کوئی موقعہ نہیں دیی - رہا ذیلک میں آواز بلند کرنا' تو یہ اس وقت بالکل لاحاصل تھا - لوگوں کو اس درجہ جنون اور سرشار دیکھ گیا تھا کہ اس طرح کی صداؤں سے کوئی ہشیاری پیدا نہیں ہو سکتی تھی' بیچارے (شیخ علام محمد) مرحوم نے چند اعتراضات کئے تھے' علی گڈھ گزٹ نے گالیاں دیں اور اسے چہل سالہ پرانے طلبانہ لہجے میں کہا کہ پہلے چندہ لاؤ' پھر اعتراض کرنا - (صدر محمد علی) بار بار پوچھتے رہے کہ یونیورسٹی کے کیا شے ؟ مگر کسی نے جواب نہیں دیا' اور جواب دیتے کیونکر' جبکہ اصل مقصد کو ان صداؤں سے کوئی خلل نہیں پہنچتا تھا - (شیخ علام محمد) مرحوم نے اسی زمانے میں ہمیں لکھا تھا کہ یونیورسٹی کی نسبت کچھ لکھو' مگر ہم نے لکھدیا کہ اس وقت لکھنے سے کوئی فائدہ نہیں ' تعجب نہیں کہ تب حالات خود متغیر ہو جائیں - ہمارا یہ خط دفتر وکیل میں اگر ڈھونڈھا جائے تو شاید اب بھی موجود ہو -

آپنے " آزادی کا تدریجی ارتقاء " اگر مخصص (ہلال) کا صلع بتلانے کیلئے لکھا ہے تو اس روز عتاب سے خود بھی مرہ لیتا ہوں' لیکن اگر مطلقاً ہے تو مزاح سے الگ ہوکر مجھسے کہتے دیجئے کہ آزادی اور ارتقاء کے درجے کو تو اپنی بساط سے بہت بلند سمجھتا ہوں - اس منزل تک پہنچنے کیلئے جس قربانیوں اور خود فروشیوں کی ضرورت ہے وہ ہر کس و ناکس کو نصیب نہیں ہو سکتیں - میرے دل میں تو ایک لمحہ کیلئے بھی اس دعوے کا خطرہ نہیں گذرا ' لیکن میری معروضی سے آزادی کی آواز دینا سے معدوم نہیں ہو سکتی - اسکو مجھ میں نہ ڈھونڈھیے ' البتہ اسکی آواز آپ تو کانوں کو بند بھی نہ کیجئے !

منکر نتواں گشت اگر دم زنم از عشق
ایں نسبہ ہمیں گر نبود با دگرے ہست

آپ مخصص ہیں کہ " طن المومنین خیرا " کی کیا یہی تعریف ہے کہ کمیٹی کو ادنے سخت الزام دے جائیں ؟ لیکن آپنے اسپر غور نہیں کیا کہ آخر حسن ظن کی کوئی حد بھی تو ہونی چاہئے - ترسوں مسلمانوں نے اپنے لیڈروں کے ساتھ حسن ظن سے کام لیا لیکن اس حسن ظن کا جو نتیجہ نکلا' وہ آپکے دل میں اور میری زبان پر ہے - اب کچھ دنوں سوء ظن ہی سے کام لیجئے - آپنے " جنگ دینا " کے لفظ کی تردید بھی اپنے سر اوڑھلی' حالانکہ جس سطروں کیلئے قطع کی گئی تھی انکو آپ مجھسے زیادہ جانتے ہیں کہ آپ کس طرف اشارہ نہ کریں - خدا جانے ہوں نہ آپکو کسی خیال میں اپنے سے مخالف نہیں دیتا لیکن پھر دیکھتا ہوں تو بہت دور ہوں - اصل بات یہ ہے کہ جام تو آپکے ہاتھ میں بھی ہے مگر " مسی " کے ازالہ کیلئے عذرا بھی وجود حوروں سے

الٰہ ساقی گذر و از نفس عیسی و خر ما نام مسی !

آپ لوگ عقلمند ہیں - سب سمجھ جاتے ہیں' مگر بولتے ہیں تو مصلحت وقت' اقتضاے زمانہ' مصالح قومی' اور معانی زہر آلود مگر الفاظ سہد نما کے ساتھ - لیجئے ہم تو ہیں ہی خراب - بات کرنے کا سلیقہ نہیں - جو زبان اور سے لگا - جو دل میں آتا ہے سونچے سمجھے منہ سے نکال بیٹھتے ہیں - خیر ہو تو زہر ہلاہل کو سہد کی داد لیجئے' سب کچھ کہہ جائیں' مگر ہر داعزاری کو تہمت نہ لگے -

آگے چلکر ارشاد ہوا ہے کہ " سب رسم کا طریقۂ اختیار کرنسی کو دل خوش نہ ہو مگر جذبہ توجہ اختیار ہونی ہے اسکے لئے دلشکن ہے " لیکن یہ تو مجھے بھی معلوم ہے نہ یہ طریقہ اسکے لئے دلخوش کن نہیں بلکہ دلشکن ہے' مگر تمام قوم کے دل ٹوٹے ہوئے ہیں ' اب ذرا چھوڑ دیجئے کہ چند انسانوں کے داؤں کو بھی چوٹ لگے - اسکی زیادہ فکر نہ کیجئے - رہی آپکی شمولیت تو آپکو اس گروہ میں ہم شامل ہی کب کرتے ہیں -

آپنے " اصح مطلوم " کے مقابلہ میں " اصح مخصوص " کا مرکب توصیفی خوب ڈھونڈ نکالا ' لیکن میں تو حس اصح میں ہوں' الحمد للہ نہ مخصوص نہیں بلکہ نہ تو سو برس سے مشہور و معروف ہے -

آخر میں جناب نے عنوان مضمون " نسمۂ شام کی نصف شب " کی داد دی ہے' لیکن اب میں خود تو اس عنوان کو قابل داد نہیں سمجھتا' کیونکہ " نصف شب " کی جگہ " صبح صحار " بطور نکے سامنے دیکھ رہا ہوں - البتہ " راقش نہ کہ رسیدہ " کا مصرعہ جناب نے اچھا یاد دلایا ' اگرچہ نیشنلسٹی کی زرداری کی زرد اتنی سردی کہ سکتے نہیں' تاہم اندر صبح تک کی جمع شدہ سردی میں ہمیں رہی ہے -

---

جناب ممدوح نے الہلال کی پچھلی اشاعت کے مضمون کا جواب بھی بھیجا ہے' مگر افسوس ہے کہ اس نمبر کے تمام صفحے اسی بحث میں ختم ہو چکے ہیں - اب آپ کی گنجائش نہیں' انشاء اللہ آئندہ نمبر میں درج کر دی جائے گی -

---

عربی
فارسی اور اردو ٹائپ کی
اعلےٰ ترین چھپائی کیلئے
مستعد
ہے

ناموران عہد خطرناک

نامور مہرمان مدافعۂ ملی

ادھم پاشا کمانڈر طبروق

— * —

" اٹلی نے اسلام کا ایک چھوٹا سا افریقی علاقہ لینا چاہا تھا ' مگر فی الحقیقت اس نے اسلام کو سب کچھ دینا " یہ پُر راوقار جملہ تھا ' جو (ادھم پاشا) نے (انھوں) اخبار کے نامہ نگار سے کہا -

انہوں نے کہا کہ " آپ غور کیجئے کہ پچھلی صدی ہم پر کیسی افسردہ گذری ؟ ہم جو دنیا سے اسلام ہی حاد سے تھے ' اس تمام عہد میں صرف دانے ہی رہے - جس سرزمین کو جانبازان اسلام نے اپنی خون کی قیمت دیکر خریدا تھا ' وہ ہم نے غیروں کو ایک نگاہ مہر پر دیدی - ہمارے سب شاہنشاہ حیات افسردہ ہوگئے تھے - ہمارا عالمگیر رشتۂ اتحاد ٹوٹ گیا تھا - وطنی خانہ بربادی اور ملی شرف و وقار کے تحفظ کا جوش جسمیں ہم ایک ہزار برس تک پائے تھے ' اب زور زور ہم میں مفقود ہو رہا تھا ' طبیعتیں تھک گئی تھیں ' اور ہمتیں پست ہوگئی تھیں - لڑنا ' مارنا ' اور خود اپنے کے میدانوں میں ضرور ہمکو جانا پڑا ' لیکن وہ محض حکومت کے تحفظ کا سوال ' اور سپاہیوں کا افسروں کے حکم کی تعمیل کرنا تھا ' کوئی ملی جذبہ اور وطنی جوش نہ تھا ' لیکن (جنگ طرابلس) نے ظاہر ہوکر یکایک ہمکو بیدار کردیا ' وہ ایک صدا کا نام تھا جسکی آواز سے کوئی کان غافل نہیں رہا - وہ ملی زندگی کی ایک آگ تھی ' جس نے بھڑک کر ہمارے ہر سرد جذبے میں حرارت پیدا کردی - اگر عاول قوموں کو ہوشیار کرنے کیلئے جنگ و قتل ایسی ہی مفید شے ہے ' جیسی کہ جنگ طرابلس ' تو یقین کیجئے کہ میں اس تر جنگ کو ترجیح دینے سے نہیں شرماتا - خونریزی سے نفرت میں کوئی زندگی بخش شے نہیں - (اٹلی) کا حملہ ہمارے لئے ایک پیغام زندگی تھا ' اور اب - جبکہ دنیا میں زندہ رہنے کی امید ہم کھوکر پھر پاچکے ہیں - آرزو کرتے ہیں کہ یہ جنگ کبھی بھی ختم نہو — "

پھر انہوں نے اپنی حالت کی طرف توجہ دلائی ' اور کہا :

" آپ دیکھتے ہیں کہ میری عمر ساٹھ سال سے متجاوز ہے ' میرا وطن اصلی (حلب) ہے ' اور خالص عربی النسل ہوں ' ابتدا سے فوجی زندگی اختیار کی اور ساری جوانی اسمیں بسر کرکے اب پنشن لی تھی اور آخری ایام حیات وطن میں بسر کررہا تھا ' لیکن جونہی اٹلی کے حملے کی خبر سنی ' بیقرار و مضطر ہوگیا - حکومت کو خبر بھی نہ دی - ایک عام والہانہ کی جذبہ سے خل نکلا - الحمد اللہ کہ خدا نے میری سعی مشکور فرمائی ' اور سات ماہ تک خدمت وطن و ملت میں مصروف رہا - اب بھی اس سرزمین محبوب کو نہ چھوڑتا ' لیکن افسوس ہے کہ میرے پاؤں میں ایک سخت مرض پیدا ہوگیا ' میں نے دیکھا کہ اب میرا قیام یہاں پہلی طرح مفید نہ ہوگا ' علاج کیلئے مصر آنا تھا ' اور اب (حلب) جا رہا ہوں - لیکن جب ضرورت ہوگی انشاء اللہ پھر میدان جہاد میں اپنے تئیں حاضر کردونگا -

انصاف کیجئے کہ ایک بشیر اور ساٹھ سال کے بوڑھے سپاہی کیلئے ' جو اب اپنے اہل و عیال میں رہکر آخری ایام حیات بسر کرنا چاہتا ہو ' کونسی چیز تھی ' جس نے سب کچھ چھڑاکر اسکو میدان جہاد میں پہنچا دیا ؟ کیا اسے جذبات اشرف و اقدس ہمکو پہلے بھی نصیب ہوئے تھے ؟ پھر کیا موقوف ہے ؟ اس وقت طرابلس میں جسقدر عثمانی مجاہد موجود ہیں ' ان میں ایک بھی ایسا نہیں جسکو حکومت نے بھیجا ہو یا محض ملازمت اور فوجی فرض کے خیال نے پہنچایا ہو - سب کے سب والنٹیر ہیں جنہوں نے خود ہی اپنے تئیں اس خدمت کیلئے منتخب کیا ' اور خود ہی تمام مصائب راہ گوارا کرکے وہاں تک پہنچ گئے - صرف فوجی زندگی کے عادی اشخاص ہی نہیں ہیں ' بلکہ تحقیق کیجئے گا تو انمیں بہت سے ارباب قلم نکلیں گے ' بہت سے مدرسوں کے حجروں میں پڑھنے والے طالب علم ملینگے - پچاسوں ملکی عہدیدار ہونگے جو جنگ کی خبر سنتے ہی اپنی اپنی جگہ سے چل کھڑے ہوئے اور آج ایک معجزہ نما فوجی گروہ کی صورت میں دنیا کو اپنے متحد العقول کارناموں سے متحیر کر رہے ہیں -

ایسے موقعے قدرت ہمیشہ نہیں دیتی - یاد رکھئے کہ اگر اسلام کو ابھی دنیا میں زندہ رہنا ہے تو جنگ طرابلس اسکے لئے دور حیات کا نو پیدائش ہے "

ارزار طرابلس

مصر اور قسطنطنیہ کی ڈاک کا خلاصہ

— * —

حالات حسب دستور ہیں، مگر خاموشی بڑھتی جاتی ہے - چھوٹے چھوٹے بے اثر واقعات کے سوا کوئی اہم واقعہ سننے میں نہیں آتا - بیماری میں اٹالین کیمپ کا بڑا حصہ متعدی امراض کی شدت سے ہلاک ہوچکا ہے - فوجی تمرد اور سرکشی کے واقعات سے کوئی دن خالی نہیں جاتا - (مصرطہ) کے قبضے کی خبر جو پچھلے دنوں روما سے شائع کی گئی تھی، ویسی ہی غلط تھی، جیسی روما کی خبروں کو ہونا چاہئے - اس ہفتے کی عربی ڈاک سے معلوم ہوتا ہے کہ (مصرطہ) کے مقبل مجاہدین کی ایک طاقتور جماعت مقیم ہوگئی ہے -

---

اٹالین کیمپ سے کبھی کبھی ہوائی جہاز اڑ کر تھوڑی دیر کیلئے فضا میں نمودار ہوجاتے ہیں، مگر عثمانی کیمپ میں جو بھی انگلیاں اٹھتی ہیں، معاً پرواز کا رخ عقب کی طرف ہو جاتا ہے - ۱۵ - اگست کو ایک ہوائی جہاز نے چند گولوں کے پھینکنے کی کوشش کی مگر عثمانی کیمپ کی توپوں نے مہلت نہ دی -

---

(الحق) کا نامہ نگار درنہ سے لکھتا ہے . "عثمانی کیمپ بدستور نہایت امن و سکون کی حالت میں ہے، دشمنوں کی بزدلی اور نامردی کا افسانہ کہتے کہتے ہم تھک گئے، اور اب آور کہاں تک بیان کریں، حالت روز بروز بدتر ہوتی جاتی ہے اور سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک قوم کیوں اپنے ہی بیکار ہلاک کرانے کیلئے اڑ گئی ہے ؟

غازی (انور پاشا) آجکل کی فرصت کو بالکل تعلیمی اور انتظامی تدبیرات میں صرف کر رہے ہیں - معلوم ہوتا ہے کہ صحرائے افریقہ میں بیسویں صدی کی ایک باقاعدہ جمہوری حکومت قائم ہوگئی ہے، جسکا کوئی صیغہ بھی معطل نہیں، اور (انور پاشا) اس جمہوریت کا پرسیڈنٹ ہے - انتظامی امور کی ہر شاخ کیلئے عرب قبایل اور افسران عثمانی کی مشترک مجلسیں قائم ہیں جو بالکل باقاعدہ طور پر تمام معاملات پر غور و بحث کرتی ہیں - اور پھر پوری جمعیت خاطر کے ساتھ انکو انجام دیتی ہیں -

---

صلح کی افواہیں گذشتہ ہفتوں میں اڑتی رہی ہیں - اب ریوٹر کی تار برقی ہے کہ عارضی طور پر یہ تحریک ملتوی ہوگئی، اسلئے کہ اٹلی نے بعض ایسی بحثیں چھیڑ دی ہیں جن پر باب عالی کو غور کرنا پڑیگا، تاہم سرکاری حلقوں میں رٹروں کے ساتھ یہ کہا جاتا ہے کہ قرار داد امید افزا ہے -

لیکن ٹرکی کا سرکاری حلقہ اس سے بالکل منکر ہے -

اٹالین نورڈنسکاجول، جو شہر کے عربوں کو اپنے اندر لئے ہوئے جارہا ہے، تاکہ ساحلی میدانوں میں جمع کرکے گولیوں سے ہلاک کردے

روما کی خبریں ابتک بدستور ظاہر کر رہی ہیں کہ دنیا کے تمسخر کی ہمیں خبر نہیں !

---

۵ - کی تار برقی میں بیان کیا گیا ہے کہ ہم نے طرابلس، پر طبروق کے ساحلی خط تک قبضہ کرکے لڑائی کا پہلا مرحلہ طے کر لیا ہے - اب حکومت کا ارادہ ہے کہ اندرون ملک کی جانب متوجہ ہو، اسلئے فوج کا ایک حصہ خاص طرابلس، اور ایک حصہ سارادکا میں خود مختارانہ طور پر متعین کیا جائیگا -

اندرون ملک میں بڑھنے کا ارادہ آج ہی نہیں بلکہ روز اول سے ہے، لیکن جو نتائج اس ارادے کو ابتک منسب ہوئے ہیں، وہی آیندہ بھی نصیب ہونگے -

---

حدرل (کدورا) کو اب ہٹا لیا جائیگا اور اسکی جگہ لفٹننٹ جنرل (ریگدی) متعین کئے جائیں گے - اندرون ملک میں بڑھنے کی مہم شاید اب انکے ہاتھوں انجام کو پہنچے، مگر یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ جو جنگی جہاز ساحل طرابلس پر کھڑے ہیں، انمیں کسی طرح ریگستان میں دیرا کر لیجانے کی ترکیب پیدا کی جائے -

---

براہ کرم خط و کتابت میں اپنا نام اور پتہ صاف صاف لکھا کیجئے بہت سے خطوط بغیر تعمیل کے پڑے ہیں کیونکہ انکا پتہ ٹھیک پڑھا نہیں جاتا
منیجر

Printed & Published by ABUL KALAM AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRINTING WORKS, 7-1, McLeod Street, CALCUTTA.

(آئیندہ نمبروں کیلئے جو تصویریں طیار ہیں)

(اُن میں سے بعض کی فہرست)

(مشاہیر)

۱ امیر عبد القادر الجزائري

۲ ابو الاحرار مدحت پاشا

۳ شیخ احمد السنوسي

۴ سید ادریسی امام یمن

۵ امیر علي پاشا بن عبد القادر الجزائری

۶ امیر عبدالقادر ثانی بن امیر علي پاشا

۷ هر ایکسلنسی محمود شوکت پاشا

۸ مجاهد دستور و حریت نیازي بک

۹ ابراهیم ثریا بک کمانڈر شرقی طرابلس

۱۰ ڈاکٹر نہاد سرای بک رئیس هلال احمر قسطنطنیه

۱۱ سوله برس کي عمر کا ایک عثماني مجاهد

۱۲ قسطنطنیه کی موجوده وزارت

۱۳ ایراني مجاهدین کا ماتم سرا

۱۴ ایراني مجاهدین کا حمله

۱۵ بیک باشی نشانه ے

۱۶ منصور پاشا منعوث بمعاربي

(مناظر جنگ)

۱۷ طرابلس میں مسیحي تہذیب کے چار خونین مناظر

۱۸ اٹالیں هوائی جہاز سے مجاهدین کے کمپ پر کاعذات پھینک رہے هیں

۹ طبروق کا معرکه

۲۰ منصور پاشا مجاهدین طرابلس کے سامنے تقریر کر رہے هیں

۲۱ بیروت بیک کي شکسته دیواریں

۲۲ ورتس میں اٹلي کا داخله

طرابلس میں اٹالین کیمپ

۲۳ طبروق کے عثماني کیمپ کے افسر

۲۵ مجاهدین کي عورتیں اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۲ تبریز میں روسی لشکر کي تعدت

۲۷ ادر بائجان میں روسي داخله

۲۸ ایران کے سردران قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا قتل عام

۳۰ طنجه میں قبائل کا حمله

۳۱ فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر و تصاویر)

۳۲ عثماني پارلیمنٹ کا افتتاح

۳۳ سلطان المعظم پارلیمنٹ میں

۳۴ عید دستور

۳۵ ورتس کے بعض مناظر

۳۶ ڈارڈینلز کا ایک منظر

۳۷ هلال احمر مصر کا گروپ

۳۸ مراسم کي هلال احمر کا طی و مد

* * *

۳۹ قونیه میں ایک اسلامي اثر قدیم کا انکشاف

۴۰ سنه ۷۰ هجري کی ایک تحریر کا عکس

۴۱ حکیم مومن خاں "مومن"

۴۲ نواب ضیاء الدین خاں "نیر"

۴۳ مرزا صائب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحه

۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط

۴۵ بہادر شاه کا بستر مرگ

الہلال کے مضامین و ابواب

منزل علمیہ

اس عنوان کے تحت میں ہمیشہ علمی مضامین ، علمی خبرین ، جدید اکتشافات ،
مشرق ابحاث و افکار علمیہ اور علمی استفسارات کے جواب درج ہوا کرینگے ۔

اسرار اسلام

اس میں بالالتزام تاریخ اسلام کے اُن مشہور ناموروں کے حالات درج کئے جائینگے ،
جنہوں نے مذہبی ، علمی اور سیاسی آزادی کے لئے کوئی عظیم روسی
اور قربانی کی ہے نیز زمانۂ حال کے نامور احرار کے
حالات بھی مع تصاویر شایع کئے جائینگے ۔

انشاء

ایراث کے متعلق تمام مضامین اور خبرین

نبراق

مراکش سے یہ باب مخصوص رہیگا اسکے علاوہ مندرجہ
ذیل چھوٹے کالموں کے عنوانات ہیں ،

مدارس اسلامیہ

عالم اسلامی

انتقاد

مراسلات

ضخامت کی افزائش کے ساتھ اور نئے ابواب بھی بڑھائے جائینگے ہمیشہ
اڈیشوریل کالم انکے علاوہ رہیگا اور ابتدا میں بریف نوٹس :

شذرات

کے عنوان سے درج کئے جائینگے

۲۱۴ ۔

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ ـ ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۰ | کلکتہ : یکشنبہ ۱۵ ستمبر ۱۹۱۲ع | جلد ۱

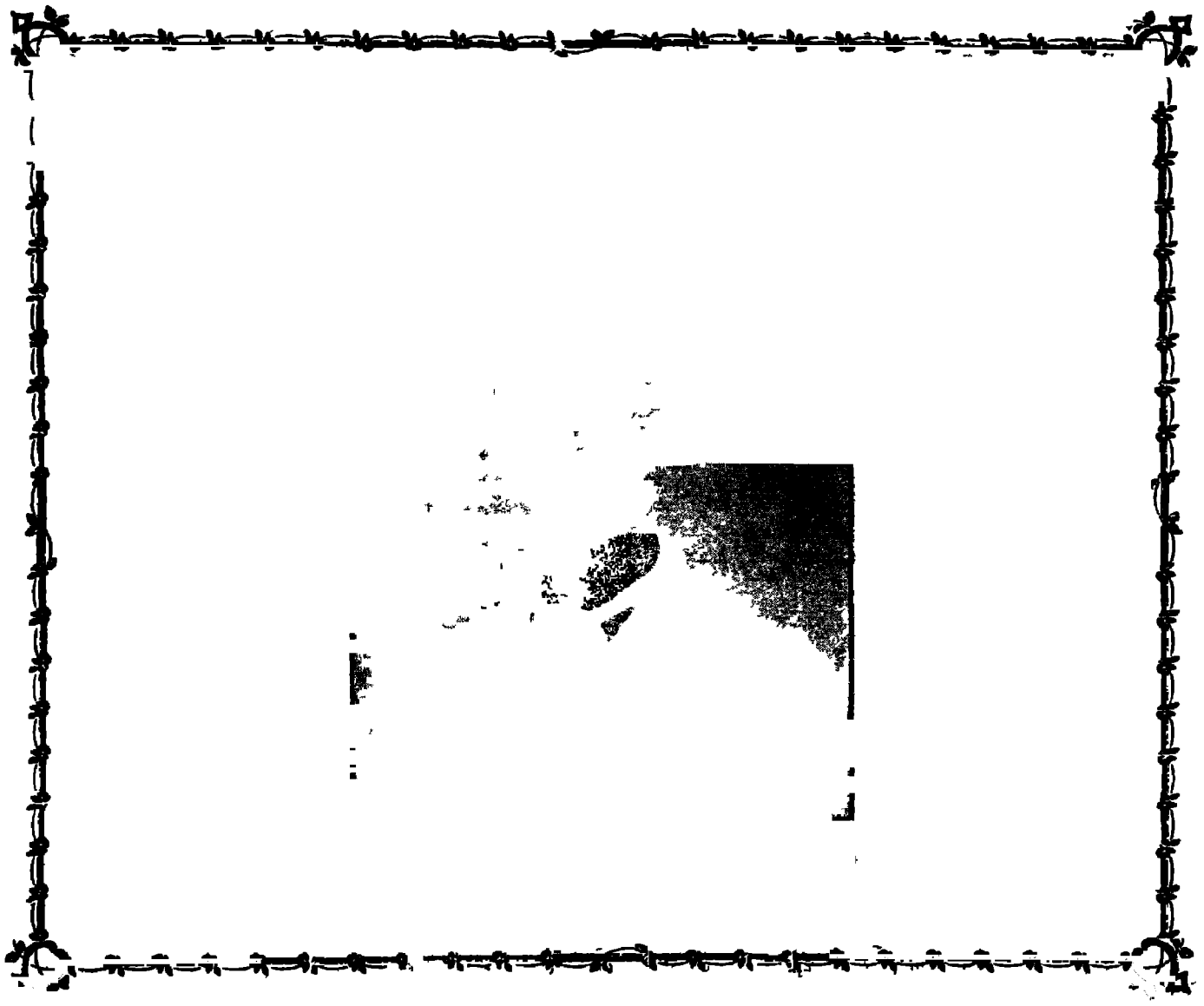

الہلال

— * —

شروح اجرت اشتہارات

— * —

ایک مرتبہ کیلئے بحساب	فی صفحہ	۲۶ روپیہ	فی کالم	۱۴ روپیہ	نصف کالم	۸ روپیہ۔
ایک ماہ " "	"	۲۲ "	"	۱۲ "	"	۷ "
تین ماہ " "	"	۱۸ "	"	۱۰ "	"	۶ "
چھ ماہ " "	"	۱۵ "	"	۸ "	"	۵ "
ایک سال " "	"	۱۲ "	"	۶ "	"	۴ "

متفرق اشتہارات جو نصف کالم سے بھی کم ہوں ' انچ کے حساب سے لئے جائینگے' بحساب فی مربع انچ دس آنہ -

ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ پر بارہ انچ تک کا اشتہار لیا جاسکتا ہے لیکن اسکی اجرت ہر مرتبہ کیلئے پورے صفحہ کی' یعنے ۲۶ روپیہ لی جائیگی

مختصر اشتہارات اگر رسالے کے اندر جگہہ نکال کر دئے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت سے پچاس فیصدی زیادہ ہوگی - اگر اشتہار کا بلاک بنوا کر' یا کسی تصویر کے بلاک کے ساتھہ درج کرانا مقصود ہو تو بلاک کی اجرت اسکے علاوہ ہوگی ' اور اسکی بنوائی دس آنے مربع انچ کے حساب سے لی جائے گی - چھاپے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو دیدیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد رہیگا -

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ اپنی فرمایش کے مطابق آپکو جگہہ دیسکیں ' البتہ حتی الامکان کوشش کی جائے گی -

(۲) اشتہار کی اجرت ہمیشہ پیشگی لی جائے گی اور کسی حالت میں بھی واپس نہوگی

(۳) منیجر کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اس چیز کا جو جزو کے اقسام میں داخل ہو' تمام منشی مشروبات کا ' فحش امراض کی دوا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا اندیشہ بھی دفتر کو پیدا ہو' کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad,

7-1, Macleod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly " " 4-12.

نمبر ۱۰ — کلکتہ : یکشنبہ ۱۵ ستمبر ۱۹۱۲ع — جلد ۱

فہرس

مسلم یونیورسٹی کمیٹی ۲
عید الفطر ۵
مقالات (نمبر حطرے میں) ۹
مراسلات (مسلم یونیورسٹی کمیٹی) ۱۳
نامورانِ عروۂ طرابلس (ابراہیم ثریا بک) ۱۴
کارزار طرابلس ۱۵

تصاویر

(۱) ابراہیم ثریا بک ۱۴
(۲) اتالین ہوائی جہاز بمعماری میں ۱۵

اعتذار

اور

اطلاع

— * —

(۱) الہلال کی یہ لحاظ مضامین اس وقت تک جو کچھ حالت رہی ' اسے گو آپ نظر لطف و کرم سے دیکھا ہو ' مگر حقیقت یہ ہے کہ خود اس عاجز سے تو ابتک ایک نمبر کو بھی لائق اطمینان حالت میں نہ پایا ' لیکن عرض نہیں کرسکتا کہ آختک جتنے پرچے نکلے ' وہ کس عالم میں نکلے ' اور کیسی حالت میں لکھے گئے ؟

(۲) گو حالت یہ ہے ' مگر اب زیادہ عرصے تک اس کو میں گوارا نہیں کرسکتا کہ پرچہ نکالوں اور اپنے پیش نظر نمونے سے اسے ناقص پاؤں '

(۳) پس میرے لئے جو باتیں ہیں ' انکے لئے اب مستعد ہوگیا ہوں - ایک بڑا نقص رسالے کے مضامین کی بے ترتیبی اور بے قاعدگی بھی - ضخامت کی قلت کی وجہ سے ضروری تھا کہ مضامین پورے اختصار اور انتخاب کے ساتھ لکھے جاتے ' ضروری اور مفید باتوں کو چن لیا جاتا ' اور اپنی ہی ضخامت کے اندر تمام ابواب و عنوان اپنی اپنی جگہ پر قائم رکھے جاتے ' لیکن ابتک ایسا نہوسکا ' پہلی بات جو انشاء اللہ ۳۰ ستمبر کی اشاعت سے آپ دیکھیں گے ' وہ اس نقص کا انسداد ہوگا -

(۴) ابتک جسقدر تصویریں نکلیں ' ایک ہی موضوع یعنے طرابلس کے متعلق تھیں ' آیندہ اس دائرے کو وسعت دی جائے گی -

(۵) پریس کی دقتوں کی وجہ سے پرچے کی اشاعت میں بھی دیر ہو جاتی ہے - اب انشاء اللہ یہ شکایت بھی دور ہو جائے گی -

(۶) ان نقایص کا علاج میں کرسکتا ہوں ' اور کرونگا ' لیکن افسوس کہ نقص اصلی یعنے قلت ضخامت و تصاویر کا علاج میرے بس کا نہیں ہے - اگر ناظرین چاہیں تو ایک حد کے اندر دگنا تر کردیسکتے ہیں کہ کم از کم دو جزو ہی ضخامت کے ساتھ الہلال شائع ہوا کرے والامر فیہ سبحانہ وتعالیٰ - [ایڈیٹر]

مسلم یونیورسٹی کمیٹی

— * —

مدری وفا کی داد ' نہ حرم عدو سے نعمت '
کذا حوتداں ھدں مدرے تعاول شعار میں !

جناب مستر محمد علی نے پہلی ستمبر کا الہلال دیکھنے کے بعد جو دوسری مراسلہ بھیجی تھی ' وہ آج کسی دوسری جگہ درج کی جاتی ہے -

(۱) میں نے پہلی ستمبر کی اشاعت میں آپکی نسبت جو الفاظ لکھے ہیں ' تعجب ہے کہ آپ انکو " شاعرانہ مدح و ستا " سے تعبیر کرتے ھدں ' اور پھر لطف یہ ہے کہ اسکو سنجیدہ لہجے میں فرماتے ھدں اور ایک ایسے سم الود قلم کی طرف " شاعرانہ مداحی " منسوب کرتے ہوئے آپکو ھنسی نہیں آتی ' جسکے " سب وشتم " سے ایک زمانہ نالاں ہے !

لیکن معاف کیجئے گا - جن اوصاف سے یہاں آپکو بطور " امر واقعہ " کے انکار ہے ' یہ نو وھی اوصاف ھدں ' جنکا چند سطر کے بعد خود آپکو بھی بجا طور پر ادعا ہے - میں نے آپکی نسبت لکھا تھا کہ " ان میں جوش اور روانی ' دونوں ھدں " نا کمتوں کے سر نو اوردہ ممدروں کی نسبت " کامزند اظہار حق میں بے پروا ہے " - آپ اپنی تحریر کی تمہید میں نو اسے " شاعرانہ مدح و ستا " سے تعبیر کرتے ھدں ' لیکن دوسرے پیرے میں خود ھی لکھتے ھدں کہ " الحمد اللہ ' اس وقت تک میں اصول صداقت کے خلاف عمل کرنے کا مجرم نہیں ہوا " ذرا سمجھے سمجھا دیجئے کہ دونوں بیانوں میں کیا فرق ہے ؟ آپ خود اپنی نسبت جو کچھہ فرمائیں ' وہ تو ضرورتاً اظہار واقعہ ہو ' اور میں وھی وصف آپکی طرف منسوب کروں تو شاعرانہ مداحی ہو جائے ! ان ھدا لشی عجاب !

سمجھ آسے سکتا ہے کہ آپ نے " شاعرانہ مداحی " کو مدری طرف منسوب کیا ' جسکو اسے عقیدے میں ایک مسلمان بننے سے بڑی معصیت سمجھتا ہوں ' لیکن آپکے پاس الفاظ کی کمی نہ تھی -

(۲) ۳۱ - اور ۱۳ - جولائی کی نسبت جلی ھی جانی ہے - مجکو تو اسکا خیال بھی نہیں ہوا ' اور آپ اسے کہاں لیجاکر دیکھنے ھدں ؟ آخری پچھلی مراسلت میں اسکا ذکر تھا ' لیکن یہ سمجھکر نہ اصل بحث پر کوئی اثر نہیں پڑتا ' میں نے اس سے بالکل تعرض نہیں کیا - اب ۲۵ - اگست کے الہلال کو اٹھاکر دیکھتا ہوں تو اصل نوٹ میں تو ۳۱ - جولائی کی تاریخ درج ہے [نمبر ۷ صفحہ ۳ - کالم ۲ -) لیکن اس کی سرخی میں ۳۱ - کی جگہ ۱۳ - ہے - معلوم ہوتا ہے کہ کمپوزیٹر نے ۳۱ - کی جگہ سرخی میں ۱۳ - کمپوز کردینے کی غلطی کی ' جو انکی عادت مستمرہ دل طبیعت ثانیہ ہے - عبارت کی غلطی فوراً محسوس ہو جاتی ہے ' مگر اسطرح کی غلطیوں کا نعم مقابلۂ اصل و تحقیق پر لگ نہیں سکتا ' مصحح صاحب کی نظر بھی نہیں پڑی ' اور جب چھپ گئی ' تو خود میں بھی اسی کو صحیح سمجھتا رہا - تاہم اب اس بارے میں زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ' آپ دیکھ رہے ھدں ' اور پریس کی مشکلات سے سابقہ پڑنے والا ہے ' خوش ہوں کہ انشاء اللہ اب جلد ۳۱ - اور ۱۳ - کے اختلاف کی علت آپ پر منکشف ہو جائے گی -

(۳) آپنے مدری طرف " غلط بیانی " کو بھی منسوب کیا ہے - اگر غلط بیانی کے مفہوم میں عمد اور نیت بھی داخل ہے تو اپنی نسبت ایسا کہہ سکتا ہوں کہ میں جھوٹ نہیں بولتا - شاید اس لفظ کے لکھنے میں بھی اپنے خالقی کی - و اللہ یعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور ' و اللہ علی ما اقول شہید - جو شخص اپنے خدا سے اسدرجہ بے پروا ہو ' کہ مصالح ملّی اور خدمت قومی کے مباحث میں " غلط بیانی " کرنے سے نہ شرمائے ' میں اسکی شقاوت کو (ابوجہل) اور (مسیلمہ) کی شقاوت سے کم نہیں سمجھتا - جس دن مدرے دل میں اسکا خطرہ بھی گذرنے والا ہو (تمام انسانوں سے خواستگار امیں ہوں) کہ اس دن سے پہلے خدائے منتقم و قہار مجکو دنیا سے اٹھالے

و نرحم اللہ عبداً ' قال امینا

(۴) " آپنے نعدر مدری تحریر جہاں سے بر خرج و تعدیل کیوں شروع کردی ؟ "

یہ بھی صحیح نہیں - آپسے عالباً نصف کی شام کو گفتگو ہوئی تھی ' اس وقت تک اخبار کا پہلا جو صفحہ مکمل ہوچکا تھا اور صرف (شذرات) کے صفحے اور آخر کے چار صفحے باقی تھے - آپنے مراسلت کا مسودہ دکھلا کر کہا تھا کہ کل تک نہ بھیجونگا میں نے خیال کیا کہ اسکے لئے آخری صفحات میں دو کالم نکل آئیں گے ' ابتدائی صفحات میں جواب درج کردیا جائے - مراسلت کا مقصود معلوم تھا ' یہ فرض کرکے کہ آپکی مراسلت کل آ گئی اور درج ہو جائے گی ' اخبار کے کام کو جاری رکھنے کیلئے اسی دن شام کو صفحوں اٹھکر پریس میں دیدیا ' لیکن آدھی مراسلت جمعہ کی رات کو ملی اور پھر اسقدر مبسوط ' کہ اسکے لئے کئی صفحے مطلوب تھے - مجبوراً درج ہونے سے رہگئی -

(۵) پھر میں نے جو کچھہ لکھا ' صرف اسی امر کی نسبت لکھا ' جسکو آپ مراسلت میں لکھنے والے تھے ' اور نہ کوئی پرانوٹ گھونگو نہ تھی اور نہ اسکا حوالہ دینا فرض اخبار نویسی کے خلاف ہو سکتا ہے اگر میں نے کسی ایسی بات کا تذکرہ کیا ہوتا جسکو آپ مراسلت میں درج نہ کرنے ہوئے تو آپکی شکایت درست ہو سکتی - ۳۱ جولائی کی چٹھی کی اشاعت و عدم اشاعت کی نسبت آپنے جو کچھہ کہا ' یہ وہی تھا جو مراسلت میں علاوہ آپ لکھہ چکے ھدں - اگر مجکو پرائیویٹ صحبتوں کی باتوں کو لکھنا ہوتا ' تو آپکی اور مدری اس دو سال کی ہر دوسرے اور تیسرے دن کی صحبتوں میں سینکڑوں باتیں ہر طرح کے معاملات پر ہو چکی ھدں اور ہر شخص سے ہوتی ھدں - لیکن پبلک میں لکھنے اور دینے کیلئے تو صرف پبلک تحریرات ھی کارآمد ھدیں اور مطمئن رہیں کہ اس اصول سے کبھی نہیں -

(۶) ایک چوتھائی صدی سے زیادہ عرصے تک مسلمانوں نے اپنے رہنماؤں پر تمام کام چھوڑ دئے ' اپنا فرض صرف یہ سمجھا کہ جسقدر روپیہ کی ضرورت ہو مہیا کردیں ' قومی سے قومی اعتقاد اور مستحکم سے مستحکم اعتماد جو کوئی جماعت اپنے پیشواؤں پر کر سکتی ہے ' اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا - کہ مسلمانوں نے اپنے پیشواؤں پر کیا - مسلمانوں کو صدیونکی تعلیم اور استبداد نے پیشتر ہی سے اسکا عادی بنا دیا تھا ' فرق صرف اتنا ہوا کہ پہلے ہر قریہ پگڑیپ اور ہر طویل الذیل حتّے کی پرستش کرتے تھے ' اب فراک کوٹ اور ترکش کاپ کی بھی پوجا شروع کردی - لیکن الحمد للہ کہ اب لوگوں کی آنکھیں کھلی ہیں ' اور سمجھنے لگے ہیں کہ قوم کو لیڈروں ہی پر سب کچھ چھوڑ دینا نہیں چاہیے - جو لوگ ایسے قوم کے تمام کاروبار کو اپنی آبائی وراثت سمجھتے تھے اور اسلئے چند شریف خاندان وارثوں کے سوا اور کسی شخص کیلئے جو مداخلت تسلیم نہیں کرتے تھے ' اب وہ دیکھتے ہیں ' تو مطالبات کا ہجوم ہر طرف سے ہورہا ہے ' اور پہلی مرتبہ مسلمانوں میں طبقۂ حواص کے مقابلہ میں عام پبلک نے اپنے تئیں نمایاں کیا ہے پس ضرور ہے کہ یہ وقت فیصلہ کن ہو ' اور اگر فیصلہ کن نہیں ہے ' تو فیصلہ کن بنانا چاہیے - اب اپنے تئیں زمانے کی مرضی پر نہیں چھوڑ دینا چاہئے - تغیرات کی حرکت کسی مستقل قوم کو ہمیشہ نصیب نہیں ہوتی - جو حرکت اس وقت پیدا ہوگئی ہے ' اگر وہ ضائع کردی گئی ' تو پھر ایک نہایت مرتب کے کھودینے کا ہمارے لئے ماتم ہوگا - مقدم امر یہ ہے کہ پچھلے حساب کی غلطیاں صاف کردی جائیں - جب تک یہ نہوگا ' آئندہ کیلئے آپ کوئی صحیح میزان نہیں لگا سکتے - آج جسقدر صاحبان امر و اقتدار قوم میں موجود ہیں ' ان میں سے ہر شخص کی اصلی ضرورت قوم کے سامنے آجانی چاہئے - تاکہ ماضی کے تجارب سے مستقبل کی درستگی میں مدد لی جاسکے اور قوم فیصلہ کرسکے کہ آئندہ کسی پر اعتماد کرنا چاہئے ' اور کون واقعی اصلی عزت کا مستحق ہے ؟

اسی غرض سے میں نے ۲۵ اگست کی اشاعت میں اپنے دوست سے چند سوالات کئے تھے - تاہم اس وقت ان سوالات کو اس موضوع پر بحث سے علیحدہ رکھتا ہوں -

ان سوالوں سے مقصود یہ تھا کہ خودپرستی کا مسئلہ قومی خدمات کیلئے ایک اچھی آزمائش ہے ' قوم کو اب معلوم ہوجانا چاہئے کہ کون کون لوگ اس آزمائش میں ٹھیک اترے ؟ اور کن کن لوگوں نے زعامت کے مطالبات کو قوم کی مطالبات پر ترجیح دی ؟ اور یہ جدید محکمہ ہے کہ ایک واقف حال مگر بے لاگ قلم کو زوروں نفوس ملت کی خاطر چند مخصوص افراد حواص کی پرواہ نہ کرے اور اصلیت سے بیدار آگاہ دے

یہ کہکے رکھدے ڈالدے انکی نقاب میں
اچھے برے کا حال کھلے کیا حساب میں

میں جانتا تھا کہ عصائب کاروبار انسانی میں ایک مقام وہ بھی ہے جہاں مدح پسند انسان اپنی برائی سن لینا تو گوارا کرلے سکتا ہے ' مگر دوسرے لوگوں کی نسبت اُسکی زبان نہیں کھل سکتی - اور پھر یہ بھی ضرور نہیں کہ اگر ایک شخص عقل و ہوش کھو کر صفحۂ مدن سارے جہاں کو اپنا دشمن بنالے ' تو آور صاحبان دانش و ہوشمندی بھی اپنی ہر دلعزیزی کو تاراج نادانی کریں - تاہم جی میں آیا کہ:

غلط سہی افتراء و مالہ ' پر فاطم
رہے نہ دل میں ہوس ' آؤ یہ بھی کر دیکھو

میرے دوست نے جن لفظوں میں میرے سوالوں کا جواب دیا ہے ' اسے معلوم ہوتا ہے کہ آور مدعا ان سوال کیلئے شاید معذوری نہ ہوتی ' مگر کیا کیجیے کہ " طعن اقربا " اور " شکوۂ رقیب " کا جواب احازت نہیں دیتا - جواب ا میرے پیش کردہ کیلئے تو شاید یہ جواب سر دست کام دیجائے ' مگر حکیم (مومن خاں) تو تسلیم نہیں کرے -

کیسے گلے رقیب کے کیا طعن اقربا
بدرا ہی جی نہ چاہے تو باتیں ہزار ہیں

آپ میرے سوالات کو " اعانت کمیٹی کی واپسی کے متعلق اخبارات میں مضمون نویسی " سے تعبیر کرتے ہیں اور پھر اسکو سب سے زیادہ " بے ہودہ مشغلہ " قرار دیتے ہیں ' مگر یہ نہیں کیجیے کہ یہ ایک نہایت خطرناک اخلاقی غلطی ہے ' جس نے اسلام کے احساس عمومی کی روح اور اعلان حق و صداقت کی قوت کو غارت کردیا ہے - نہیں معلوم کیسا منحوس وقت تھا جب (بنی اُمیّہ) نے (خدا انسے انصاف کرے) اسلام میں اس غلطی کی بنیاد ڈالی اور پھر یہ اسطرح جسم امت میں سرایت کرگئی کہ آج تک ہمارے جسم میں " مجذومی دم " کے ساتھ موجود ہے - یہ کس اخلاق کا قصور ہے کہ تعیّن و تشخّص نا اخلاق کی اصطلاح میں " ذاتی بحث " ہر حال میں حاضر نہیں ؟ بیشک ذاتی اغراض کیلئے ایک دوسرے کی برائی کرنا ممنوع ہے ' اور عام برائیوں کے انسداد کی اولیں تدبیر یہ ہے کہ بعد تعیین عام طور پر برائیوں کو برا کہا جائے - لیکن جب کسی معاملے میں جماعت اور افراد کا مقابلہ ہو جائے ' تو اس وقت جماعت کے فوائد کیلئے چند افراد کے اعمال پر بحث کرنا ذاتی بحث نہیں ' بلکہ صحیح طور پر جماعتی فوائد کی بحث ہے ' اور بعض حالتوں میں اخلاقاً و دیناً فرائض انسانی میں داخل - پھر اسپر بھی غور کیجیے کہ آپ پبلک زندگی کی بلکہ جدید کو " ذاتیات کی بحث " سے تعبیر کرنے کی کیسی بھیانک اگنر غلطی کر رہے ہیں - جو لوگ اپنی ذاتیت زندگی سے نکلکر خود ہی پبلک زندگی میں آگئے ہیں - انہوں نے ایسا کرکے خود ہمیں دعوت دی ہے کہ انکے ہر عمل اور ہر فعل کا تجسس کریں ' انکی زندگی اب " ذاتی " نہیں رہی - وہ اب قوم کیلئے ' اور اسلئے قوم کی ہوگئی - آپ جب تک اپنے گھر میں ہیں ' کسی کو آپسے بحث نہیں ' لیکن جب آپ بازار میں آکر کھڑے ہوگئے تو ہر شخص آپکو گھورے گا - آپنے خود اپنے تئیں نمایش گاہ میں رکھدیا ہے ' اور ہم آپکو کسی طرح نہیں چھوڑ سکتے ' آپکی ایک ایک حرکت کی نگرانی کریں گے ' آپکے ہر حسن و قبح پر

بے تامل رائے دیجئے گے آپکی خوبیوں اور برائیوں کو جانچیں گے - اور آپکا قلم رائے زنی کرنے کیلیے ہماری رفاقت پر جھجھکے گا - یہ عجب بات ہے کہ کچھ لوگ گھروں کے دروازے بند کرکے بازار کے اس دن کا فیصلہ کرتے ہیں " اور اگر بازار والے تعجب کریں تو کہا جائے کہ یہ گھر کے اندر کے معاملات یعنے " ذاتیات " ہیں - آپسے کوئی نہیں پوچھتا کہ آپنے اپنے نوکروں کو کیوں چھوڑ دیا' اور فلاں قصور پر اپنے کسی عزیز کے کیوں طمانچہ مارا ؟ لیکن ہماری قسمتوں کا فیصلہ کرنے بیٹھنے کا تو ہم ضرور تعجب کرینگے کہ اندر بیٹھے ہوئے کیا کر رہے ہیں -

جو شخص پیشوائی اور رہنمائی کی زندگی اختیار کرتا ہے اسکی زندگی کا کوئی حصہ پرائیویٹ نہیں ہوسکتا' اور اگر اسکی زندگی میں کوئی راز ہو تو وہ پیشوائی کا اہل نہیں - وہ جو کچھ گھر کے اندر کرتا ہے اس سے بھی بحث کرنے کا پبلک کو حق حاصل ہے -

خیر یہ تو پھر اصولی بحث چھڑ گئی - موجودہ حالت میں تو میں نے اپنے دوست سے جو سوالات کیے تھے' وہ اتنے دور کے نہ تھے - ان میں کسی شخص کے ذاتی کردار کی نسبت سوال نہ تھا' بلکہ اُس نے جو کچھ قوم کیلئے کیا ہے' اسکی نسبت پوچھا گیا تھا - یہ نہیں پوچھا تھا کہ صبیحی کمیٹی اپنے گھروں میں کیا کرتے ہیں ؟ بلکہ پوچھا تھا کہ شملہ میں بیٹھکر کیا کیا کرتے تھے ؟ لیکن میرے دوست کی رائے میں یہ بھی ذاتیات کی بحث ہے' نیز سب سے زیادہ بے ہودہ مشغلہ ! خیر! یہاں تک مضائقہ نہیں' مگر آگے چلکر فرماتے ہیں کہ اس سے " نہ خدا خوش اور نہ قوم کا کوئی معاد " آج دو فریقوں کا تو ذکر کیا' مگر ایک تیسرے فریق یعنے لیڈروں کو چھوڑ دیا' حالانکہ :

ہمیں ورق کہ سیہ گشتہ ' مدعا اینجاست

خدا کی خوشنودی و عدم خوشنودگی کا ذکر تو جانے ہی دیجئے ' ہماری روزمرہ کی بول چال میں یہ ایک ایسا عام جملہ ہوگیا ہے جو زبان و قلم سے نکل جاتا ہے' مگر دل کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ کیسی عظیم الشان بات منہ سے نکل رہی ہے ؟ اسکی رضا کی تو ہمیں اتنی فکر بھی نہیں' جتنی اپنے کسی خوش پوشاک دوست کے چربیدار کی ہوتی ہے - اگر کہوں کہ اسکی رضا جوئی کی تو پہلی شرط الحب في الله والبغض في الله [خدا کی راہ میں دوستی اور خدا کی راہ میں دشمنی] کی قربانی ہے ' تو مجھے یقین کرنا چاہئے کہ میں اس دور عقل و دانش میں پاگل ہوگیا ہوں' یا کم از کم دماغ اتنا تو ضرور بیمار ہے کہ " اس سے کسی بحث کا صاف ہونا محال ہے "

بہر حال خدا کی رضامندی کی زیادہ فکر نہ کیجئے ' رہا قوم کا معاد ' تو آپ اور ہم ' دونوں الگ ہوے جاتے ہیں ' قوم ہی کو فیصلہ کرنے دیجئے کہ ان سوالوں کے صاف ہو جانے میں اسکا معاد تھا ' یا انکے قائدیدے میں ؟ اُسکا تاریکی میں رہنا اُسکے لیے بہتر ہے ' یا روشنی میں آجانا ؟ وهل يستوي الظلمات و النور؟ وهل يستوي الاعمى و البصير؟

انک لحاظ سے دیکھا جائے تو گو آپنے بظاہر جواب دینے سے اغماض کیا ہے ' مگر اچھی طرح کان لگا کر سنیے تو اس اغماض کی زبان پنہاں بھی کچھ کہنا چاہتی ہے - آپ لکھتے ہیں کہ "جو صداقت کے متعلق اور دل شکن ہو ' راسخی عقیدہ انگیز کے دل میں سمار کی جاتی ہے " دراصل آپنے یہ جملہ نہیں ہمیں سبھی اچھا بھلا دیا - اس سے معلوم ہوگیا کہ

(الف) " راسخی عقیدہ انگیز " کے فائدوں کے واضح کا بھلا نا ہوا انک اور اصول بھی ہے کہ " ایسا کہ حساب ناکسب از محاسبت حہ باک" اس اصول کی بنا پر معلوم ہوگیا کہ یہ سوالات جن حضرات کے حساب و کتاب کو جانچنا چاہتے ہیں ' انکو ابتدا حساب دکھلانے میں ضرور " باک " ہے اور اسی لئے میرے دوست نہیں چاہتے کہ اُن حضرات کا نہی کھاتا دکان کے معقل صندوق سے باہر نکالا جائے -

(ب) ان سوالات کے جواب میں ہمارے دوست کو بعض ایسی باتیں کہنی پڑینگی' جو ہمیں تو " صداقت " میں داخل ' لیکن ساتھ ہی جن حضرات کی نسبت کہی جائینگی ' انکے لئے دلشکن بھی ہونگی - اور یہ بالکل قدرتی ہے - انک شخص کے محاسن بیان کیے جائیں گے تو خوش ہوگا اور عیوب کھولنے کا تو جی نہیں ہوگا -

(ج) تیسرا جو کچھ جواب دیا جائے گا ' اسمیں ایسی "راسخی" ہوگی جس سے ہمارے دوست کو کسی قسم کے پیدا ہو جانے کا خوف ہے ' اور فی الحقیقت انک ترسونکی قابض اور خود مختار جماعت کے طرف سے قوم کا ناامید اور مایوس ہو جانا ایک بڑا فتنہ ہے -

(د) اور سب سے آخر یہ کہ ممبران کمیٹی میں کچھ لوگ ایسے ہیں' جنکے کام علانیہ پبلک میں لانے کے قابل نہیں ' اور ان میں فتنہ انگیزی اور ناراضگی کے پیدا ہو جانے کی گنجایش ہے ' مگر دیدہ کا ایسا خیال ہے کہ سچے کام کرنے والونکی زندگی میں کوئی راز نہیں ہونا چاہئے -

میرے تمام مضمون کا ماحصل یہ سوالات ہی تھے ' مگر میرے دوست " نے ہودہ مشغلہ " کہکر اس تہ تک سے آگے نکل گئے ہیں ' گویا یہ بھی " حوالی کے تسمہ سے ملے لانے کا " مسئلہ ہے ' جسکے لئے کسی بحث و نظر کی ضرورت ہی نہیں - اگر وہ تہ تک سے راہ کتراسکتے ہیں ' تو میرا ہاتھ بھی کوتاہ نہیں

گر تو دامن نکشی دست کسے کوتہ نیست

جانوں تو دامن کو چھو سکتا ہوں ' انکی مجھ سے بچکر جہاں جانا چاہتے ہیں ' وہ راہ بھی شاید پیچ و خم کھاکر مجھی سے ملجانے والی ہے ' اسلئے انکے سفر میں حائل ڈالنا نہیں چاہتا - اور خوش ہوں کہ انک " خلط مبحث " اور " نافابل بحث دماغ " سے الگ رہکر بھی - الحمد للہ کہ وہ اسکے ساتھ ہی ہیں - نہ اپنی اپنی نصرت اور مسخرہ ہے ' عجب نہیں کہ انہوں نے مقصود تک پہنچنے کا جو راہ اختیار کی ہے ' وہی زیادہ پر امن اور کامیاب ہو - تاہم یہ نکتہ سمجھنا تو آسان ہے ' مگر کام میں سرتک ہوکر درستگی کی سعی کرنا مشکل ہے -

الهلال

۱۰ ستمبر ۱۹۱۲

— * —

عبد الفطر

— * —

عید آمد و آورد غم را غم دیگر
ماتم رفته را عید نمود ماتم دیگر

دنیا کی ہر قوم کیلئے سال بھر میں دو چار دن ایسے ضرور آتے ہیں' جنکو وہ اپنے کسی قومی جشن کی یادگار سمجھکر عزیز رکھتی ہے' اور قوم کے ہر فرد کیلئے انکا ورود عیش و نشاط کا دروازہ کھولدیتا ہے۔

مسلمانوں کا جشن اور مآتم' خوشی اور غم' مزا اور سزا' جو کچھہ تھا خدا کیلئے تھا۔

قل ان صلاتی ونسکی	کہدے کہ میری نماز' میری تمام عبادت'
ومحیای ومماتی لله	میرا مرنا' میرا جینا' جو کچھہ ہے اللہ
رب العالمین' لا	کیلئے ہے' جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے
شریك له' وبذالك	اور جسکا کوئی شریک نہیں - مجکو
امرت وانا اول المسلمین	ایسا ہی حکم دیا گیا ہے' اور میں
(۶ ۱۶۲)	مسلمانوں میں پہلا مسلمان ہوں -

آرزوئے حشر و نشاط لذائذ دنیوی کے حصول اور انسانی خواہشوں کی کامجوئیوں میں تھا' مگر انکے ارادے مشیت الہی کے ماتحت' اور خواہشیں رضائے الہی کی محکوم تھیں - انکے لئے سب سے بڑا ماتم یہ تھا کہ دل اُسکی یاد سے غافل' اور زبان اسکے ذکر سے محروم ہو جائے' اور سب سے بڑا جشن یہ تھا کہ سر اسکی طاعت میں جھکے ہوئے اور زبان اسکی حمد و تقدیس سے تر و تازہ ہو

انما یومن بایاتنا	ہماری آیتوں پر تو وہ لوگ ایمان لاتے ہیں'
الذین اذا ذکروا بها'	کہ جب انکو وہ باتیں یاد دلائی جاتی ہیں' تو
خروا سجداً وسبحوا	سجدے میں گر پڑتے ہیں' اور اپنے
بحمد ربهم وهم	پروردگار کی حمد و ثنا کے ساتھہ تسبیح
لا یستکبرون' تتجافی	و تقدیس کرتے ہیں' اور وہ کسی طرح کا تکبر
جنوبهم عن	اور بڑائی نہیں کرتے - رات تو جب سوتے
المضاجع' یدعون	ہیں تو انکے پہلو بستروں سے آشنا نہیں
ربهم خوفاً وطمعا	ہوتے اور امید و بیم کے عالم میں کروٹیں بدلتے
(۳۲ ۱۶)	اپنے پروردگار سے دعائیں مانگتے رہتے ہیں -

انکو پیشگاہ الہی سے طاعت و شکرگذاری کے جشن کیلئے دو دن ملے تھے - پہلا دن (عید الفطر) کا تھا - یہ اُس ماہ مقدس کے اختتام اور اتصال الہی کے دور جدید کے اولین یوم کا جشن تھا' جسمیں سب سے پہلے خدا تعالے نے اپنے کلام سے آگاہ فرمایا

شهر رمضان الذی انزل فیه	رمضان کا مہینہ' جسمیں قرآن اوّل
القرآن (۲ ۱۸۱)	اول اول نازل کیا گیا -

اسی مہینے کے آخری عشرے میں سب سے پہلے انہیں وہ نور صداقت اور کتاب حکمت دی گئی' جس نے انسانی معتقدات و اعمال کی تمام ظلمتوں کو دور کیا اور انکے روشن اور سیدھی راہ دنیا کے آگے کھولدی

لقد جاءکم من الله	بیشک خدا کے طرف سے تمہارے پاس
نور وکتاب مبین	(قرآن) ایک روشنی اور کھلی کھلی
یهدی به الله من اتبع	ہدایت بخشنے والی کتاب بھیجی گئی -
رضوانه سبل السلام	اللہ اسکے ذریعے اپنی رضا چاہنے والوں کو
(۵ ۱۸)	سلامتی کی راہوں پر ہدایت کرتا ہے -

انسانی ضمیر کی روشنی' جسکو ظلمت ضلالت سے چھپ گئی تھی' فطرت کے حسن اصلی پر جب انسان نے بد اعمالیوں کے پردے ڈالدیے تھے' قوانین الٰہی کا احترام دنیا سے اٹھہ گیا تھا' اور طغیان و سرکشی کے سیلاب میں خدا کے رسولوں کی بنائی ہوئی عمارتیں بہہ رہی تھیں —

ظهر الفساد فی البر والبحر	خشکی اور تری' دونوں میں
بما کسبت ایدی الناس	انسانوں کے اعمال بد کی وجہ سے
(۳۰ ۴۰)	فساد پھیل گیا -

اُس وقت یہ پیغام صداقت دنیا کیلئے نجات اور ہدایت کی ایک بشارت بنکر آیا' اس نے جہل و باطل پرستی کی غلامی سے دنیا کو دائمی نجات دلائی' اضلال و تعاسم الہیہ کے فتح باب کا مژدہ سنایا' نئی عمارت گو خود نہیں بنائی مگر پرانی عمارتوں کو ہمیشہ کیلئے مضبوط کردیا - نئی تعلیم گو نہیں لائی' لیکن پرانی تعلیموں میں بقائے دوام کی روح پھونکدی - مختصر یہ ہے کہ فطرت اور قوانین فطرت کی گم شدہ حکومت پھر قائم ہوگئی

فطرة الله' التی	یہ خدا کی بنائی ہوئی سرشت ہے
فطر الناس علیها	جسپر خدا نے انسان کو پیدا کیا ہے -
لا تبدیل لخلق الله	خدا کی بنائی ہوئی فطرت میں ردّ و بدل
ذالك الدین القیم	نہیں ہو سکتا' یہی (راہ فطرت) دین
ولکن اکثر الناس	کا سیدھا راستہ ہے' مگر اکثر آدمی
لا یعلمون (۳۰ ۲۹)	جو نہیں سمجھتے -

یہی عہد تھا' جسمیں دنیا نے روحانی نظام کی ایک عظیم انسان انقلاب طاری ہوا' اسی عہد میں وہ عجیب و غریب رات آئی تھی' جس نے اس انقلاب عظیم کا ہمیشہ کیلئے ایک اندازہ صحیح کرکے فیصلہ کردیا تھا' اور اسی لئے وہ (لیلة القدر) تھی اسکی نسبت فرمایا کہ وہ گذشتہ رسولوں کی عطاؤں کے ہزار مہینوں سے افضل ہے' کیونکہ اُن مہینوں نے اندر دنیا کو جو کچھہ دیا گیا تھا' وہ سب کچھہ مع خدا کی نئی نعمتوں اور عطا کردہ فضیلتوں کے اس رات کے اندر بخشدیا گیا

انا انزلناه فی لیلة القدر	ہمنے اسکو لیلة القدر میں

وما ادراک ما لیلة القدر ؟ — اور تم جانتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا ہے ؟
لیلة القدر خیر من الف شهر (۹۷ ۱) — وہ ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں پر فضیلت رکھتی ہے -

یہی رات تھی جسمیں ارض الٰہی کی روحانی اور جسمانی خلافت کا ورثہ ایک قوم سے لیکر دوسری قوم کو دیا گیا ' اور یہ آسمانوں الٰہی کے مبادلہ ہوا ' جسکی خبر (داؤد) علیہ السلام کو دی گئی تھی

ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ' ان الارض یرثها عبادی الصالحون (۲۱ ۱۰۶) — اور ہم نے (زبور) میں پند و نصیحت کے بعد لکھدیا تھا کہ پیشک زمین کی خلافت کے ہمارے صالح بندے وارث ہونگے -

اس قانون کے مطابق دو ہزار برس تک (بنی اسرائیل) زمین کی وراثت پر قائم رہے ' اور خدا نے انکی حکومتوں ' انکے ملکوں اور انکے خاندان کو تمام عالم پر فضیلت دی

یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العالمین (۲ ۴۴) — اے بنی اسرائیل ! اُن نعمتوں کو یاد کرو ' جو ہم نے تم پر انعام کیں ' اور (اور) ہم نے تمکو (اپنی خلافت کیلئے) تمام عالم پر فضیلت بخشی -

یہی مہینہ ' اور یہی لیلۃ القدر تھی ' جسمیں اسی الٰہی قانون کے مطابق نیابت الٰہی کا ورثہ (بنی اسرائیل) سے لیکر (بنی اسماعیل) کو سپرد کیا گیا - وہ بمطابق وعدہ جو خدا نے ابراہیم (اسحاق) سے باندھا تھا ' وہ نعمائے بشارت جو (یعقوب) کے گھرانے کو کنعان سے ہجرت کرتے ہوئے سونپی گئی تھیں ' وہ الٰہی رسیدہ جو (کوہ سینا) کے دامن میں خدائے ابراہیم و اسحاق کے (نورگ موسیٰ) کی آنکھ سے چھوٹا تھا ' اور سر زمین فراعنہ کی غلامی سے انکو نجات دلائی تھی - خدا کی طرف سے نہیں بلکہ جود انکی طرف سے توڑ دیا گیا تھا - (داؤد) کے بنائے ہوئے (ہیکل) کا دور عظمت ختم ہو چکا تھا ' اور وہ وقت آگیا تھا کہ اب (اسماعیل) کی چنی ہوئی دیواروں پر خدا کا نخلستان وکدورائی پھیلایا جائے - نہ نصب و عزل ' عرب و دنیا ' غرب و شرق اور ہجر و وصال کی رات تھی ' جسمیں ایک محروم اور دوسرا کامیاب ہوا ' ایک کو دائمی ہجر کی سرگشتگی ' اور دوسرے کو ہمدستہ ابدی وصل کی کامرانی عطا کی گئی ' ابلیس کا تھرایا ہوا دامن خالی ہوگیا ' مگر دوسرے کی آستین اقبال میں بھر دی گئی ' ایک پر قہر و غضب کا عذاب نازل ہوا

ضربت علیهم الذلة والمسکنة ' وباؤا بغضب من الله (۲ : ۵۹) — بنی اسرائیل پر (انکی نافرمانیوں) کی سزا میں ذلت اور محتاجی مسلط کردی گئی اور اللہ کے بھیجے ہوئے غضب میں آگئے -

لیکن دوسرے کو اس عذاب کے خطاب سے سرفراز کیا

وعد الله الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم (۲۴ ۵۴) — تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور عمل بھی اچھے کئے ' خدا کا اُنسے وعدہ ہے کہ انکو زمین کی خلافت بخشے گا جسطرح ان سے پیشتر کی قوموں کو اُسنے بخشی تھی -

یہ اسلئے ہوا کہ زمین کی وراثت کیلئے " عبادی الصالحون " کی شرط لگادی تھی - بنی اسرائیل نے خدا کی نعمتوں کی قدر نہ کی ' اسکی نشانیوں کو جھٹلادیا ' اسکے احکام سے سرتابی کی ' اسکی بخشی ہوئی اعلیٰ نعمتوں کو اپنے نفس ذلیل کی بدلائی ہوئی ادنیٰ چیزوں سے بدلدینا چاہا

اتستبدلون الذی هو ادنی بالذی هو خیر ؟ (۲ ۵۸) — خدا کی دی ہوئی اعلیٰ نعمتوں کے بدلے تم ایسی چیزوں کے طالب ہو جو انکے مقابلے میں نہایت ادنیٰ ہیں ؟

خدائے قدوس کی زمین نجاست اور گندگی کیلئے نہیں ہے - وہ اسے بندوں میں سے جماعتوں کو چن لیتا ہے ' تاکہ اسکی طہارت کیلئے ذمہ دار ہوں - لیکن جب خود انکا وجود زمین کی طہارت و نظافت کیلئے گندگی ہوجاتا ہے ' تو عدل الٰہی اس ناآلودگی سے اپنی زمین کو ہلکا کردیتی ہے - بنی اسرائیل نے اپنے عصیان و تمرد سے ارض الٰہی کی طہارت کو جب داغ لگادیا ' تو اُسکی رحمت عدل نے (کوہ سینا) کے دامن کی جگہ (قدس) کی وادی کو اپنا گھر بنایا اور (شام) کے ہزاروں سے روٹھکر (جبار) کے رگستان سے اپنا رشتہ قائم کیا تاکہ آزمائش سے گذار کر بنی اسرائیل کے اعمال سے کہانتک اس منصب کی اہلیت ثابت کرتی ہے ؟

ثم جعلناکم خلائف فی الارض من بعدهم لننظر کیف تعملون ؟ (۱۰ ۱۵) — اور بنی اسرائیل کے بعد پھر ہم نے تم کو زمین کی زمام دی تاکہ دیکھیں کہ تمہارے اعمال کیسے ہوتے ہیں ؟

جس نے مہینہ بنی اسرائیل کی عظمت و احتشام ' اور مسلمانوں کے ادبار کا آغاز تھا ' اور اس لئے محرم الحرام کا پہلا مہینہ (شوال) سے شروع ہوتا تھا ' اسلئے اسکے دوم ورود کو (عدد القطر) کا حشو ملّی قرار دیا تاکہ افضال الٰہی کے ظہور اور مہربان نبی کے نزول کی یاد ہمیشہ قائم رہی جائے اور اس احسان و اعزاز کے شکریے میں تمام ملت مرحومہ اسکے سامنے سربسجود ہو

واذکروا اذ انتم قلیل مستضعفون فی الارض تخافون ان یتخطفکم الناس فاوٰکم وایدکم بنصره ورزقکم من الطیبات لعلکم تشکرون (۸ ۲۶) — اور اس وقت کو یاد کرو ' جب مکہ میں تم نہایت کم تعداد اور کمزور تھے ' اور ڈرتے تھے کہ کہیں لوگ تمکو زبردستی پکڑ کے اڑا نہ لیجائیں لیکن خدا نے تمکو حفاظت دی ' اپنی نصرت سے مدد کی ' عمدہ روزی تمہارے لئے مہیا کردیا ' اور اسلئے تھا تاکہ تم شکر ادا کرو -

* * *

مگر یہ عدد القطر کا حشو ملّی ' یہ ورود ذکر و رحمت الٰہی کی یادگار ' یہ سربلندی و افتخار کی بخشش کا یاد آور ' یہ دوم کامرانی و فیروزی و شاد مانی ' اُس وقت تک کیلئے عیش و سرور کا دن تھا ' جب تک ہمارے سر تاج خلافت سے سربلند ہونے کیلئے '

اور جسم جلعب نیابت سے معذور ہوئے نکلے - عرب و عظمت جب ہمارے ساتھہ تھی ' اور اقبال و کامرانی ہمارے آگے دوڑتی تھی - خدا کی نعمتوں کا ہم پر سایہ تھا ' اور اللہ کی بخشی ہوی خلافت کے نصب جلال پر متمکن تھے - لیکن اب ہمارے اقبال وکامرانی کا تذکرہ صرف صفحات تاریخ کا ایک افسانۂ ماضی رہگیا ہے -

دنیا کی اور قومیں ہمارے لئے وسیلۂ عزت نہیں ' لیکن اب خود ہمارے اقبال واقتدار کی حکایت اوروں کے لئے مثال عبرت ہے - ہم نے خدا کی دی ہوی عزت وکامرانی کو ہوائے نفس کی بتلای ہوی راہ ضلالت سے بدل لیا ' اسکے عطا کئے ہوے منصب خلافت کی قدر نہ پہچانی ' اور قوموں کی وراثت ونیابت کا جلعب ہمکو راس نہ آیا - اب ہمارے عید کی خوشیوں کے دن گئے ' عیش و عشرت کا دور ختم ہوگیا ہم نے بہت سی عیدیں بحکومت و سلطنت پر دیکھیں ' اور ہزاروں شادیانے سریر خلافت کے آگے بجواے - ہم پر صدہا عیدیں ایسی گذریں ' جب دنیائی قومیں ہمارے سامنے سر بسجود تھیں ' اور عظمت و شوکت کے نصب التے ہوے ہمارے سامنے تھے - اب عید کے عیش وطرب کی صحبتیں اُن قوموں کو مبارک ہوں ' جنکی عزت وبندہ کنندے اینک ہمارا وجود دار زمیں ہے - ان کو خوش نصیب سمجھئے جو اپنے دور اقبال کے ساتھہ خود بھی مٹ گئے - ہمارا اقبال جا چکا ہے مگر ہم خود اینک دنیا میں باقی ہیں - شاید اسلئے کہ عبرتوں کے طعنے سنیں ' اور اپنی دلسوزی وخواری پر آنسو بہا کر قوموں کیلئے وجود عبرت ہوں -

در کار منصب نالۂ و من درخور اوا
فرائۂ جواع مزار خود ساختم ما

* * *

اس دن کی یادگار ہمارے لئے جشن و طرب کا پیام نہیں ' کیونکہ یہی دن ہمارے صحیفۂ اقبال کا صفحۂ اولیں تھا ' اور اسی تاریخ سے ہمارے ہاتھوں فرمانی حکومت کا دورجدید قلوب و اجسام کی زمیں پر شروع ہوا تھا - اس دن کا طلوع ہمکو یاد دلاتا تھا کہ بد اعمالیوں نے کیونکر بنی اسرائیل کو دوہزار سالہ عظمت سے محروم کیا ' اور اعمال حسنہ کے شرف و افتخار نے کیونکر ہمیں کتاب الہی کا مہبط و مورد بنایا ؟ اس دن کا آفتاب جب نکلتا تھا ' تو ہمیں جتلاتا تھا کہ کس طرح خدا کی زمیں نافرمانیوں کی ظلمت سے تاریک ہوگئی تھی ' اور پھر کس طرح ہمارے اعمال کی روشنی اہل عالم پر تابدرخشاں بنکر نمودار ہوی تھی ؟ لیکن

فخلف من بعدھم خلف ' اضاعوا الصلوٰۃ ' واتبعوا الشھوات ' فسوف یلقون غیا (۱۹ ۶۰)

پھر انکے بعد ایسے نا خلف پیدا ہوے جنہوں نے خدا کی عبادت کو ضائع کردیا اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے لگگئے پس بہت جلد انکی گمراہی انکے آگے آے گی

اب وہ روز یادگار اگر یادگار ہے ' تو عیش وشادمانی کیلئے نہیں ' بلکہ حسرت وناکامرادی کیلئے - اگر یاد آور واقعات ہے ' تو عطاؤ بخشش کی مسرور مندی کیلئے نہیں ' بلکہ ناقدری و کفران نعمت کی مایوسی و حسرت سنجی کیلئے - پہلے اس نامرادی کی یاد تھا ' کہ ہم دولت قبولیت سے سرفراز ہوے ' مگر اب اس نامرادی کی حسرت کو تازہ کرتا ہے کہ ہم نے اسکی قدر نہ کی اور داد و عقوبت سے دُچار ہیں - پہلے اُس رقیم سعادت کی یاد تازہ کرتا تھا ' جو ہماری دولت و اقبال کا آغاز تھا ' اور اب اس دور مسکنت و ذلت کا رحم تازہ کرتا ہے ' جو ہماری عزت و کامرانی کا انجام ہے - پہلے یکسر جشن و نشاط تھا ' مگر اب یکسر ماتم و حسرت ہے - جشن تھا ' تو (قرآن کریم) کے نزول کی یادگار کا ' جس نے پہلے ہی دن اعلان کردیا تھا کہ

یا ایھا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا (۸ ۲۹)

مسلمانو ! اگر تم خدا سے ڈرتے رہے (اور اسکے احکام سے سرتابی نہ کی) تو وہ تمام عالم میں تمہارے لئے ایک امتیاز پیدا کردیگا -

اور اب ماتم ہے تو اُسی قرآن کی اس پیشین گوئی کے ظہور کا کہ :

ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا (۲۰ ۱۲۳)

اور جس نے ہمارے ذکر سے روگردانی کی ' اُس کی زندگی دنیا میں تنگ ہوجاے گی -

پہلے اسکی (بشارت) کو یاد کرکے جشن منانے تھے ' اور اب وہ وقت ہے کہ اسکی (وعید) کے نتائج کو گرد و پیش دیکھکر عبرت پکڑیں - اب عید کا دن ہمارے لئے عیش و نشاط کا دن نہیں رہا ' البتہ عبرت اور موعظہ کی اینک یادگار ضرور ہے

وکذالک انزلناہ قرانا عربیا وصرفنا فیہ من الوعید لعلھم یتقون او یحدث لھم ذکری (۲۰ ۱۱۳)

ایسا ہی ہم نے قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا اور اسمیں طرح طرح کی وعیدیں درج کیں ' تاکہ لوگ خبردار ہوجائیں یا اسکے ذریعے سے انکے دلوں میں عبرت اور فکر پیدا ہو -

* * *

دنیا میں عیش کی گھڑیاں کم میسر آتی ہیں ' پھر سال بھر کے اس تھوڑے جشن کو کیوں نہ عزیز رکھا جاے ؟ میں یہی نہیں چاہتا کہ آج عید کی خوشیوں میں سرمست عیش و نشاط ہوں ' اور میں افسانۂ غم جھوٹ کر آپکے لذت عیش کو منغص کردوں - مگر یہ نہیں کہتے کہ اپنے دل اندوہ وغم کی بیقراریوں سے مجبور ہوں - قاعدہ ہے کہ ایک غمگیں دل کیلئے عیش کی گھڑیوں سے نوشکر اور کوئی وقت غم کے حوادث کا یاد آور نہیں ہوتا - ایک عمر رسیدہ ماں ' جو سال بھر کے اندر اپنے کئی فرزندوں کو کھو چکی ہو ' اگر عید کے دن اسکو اپنی بقیہ اولاد کے چہرے دیکھکر خوشی ہوگی تو ایک ایک کرکے اسکے گم گشتہ نصب جگر بھی سامنے آجائیں گے - ایک بد نصیب جو اپنا تمام مال ومتاع عیش وے ہوشی میں ضائع کرچکا ہو ' عید کے دن جب لوگوں کی زبانیں مبارکبادیں ' اور پر خواہر کلماتوں کو دیکھے گا ' تو ممکن نہیں کہ اسکو اپنی کھوی ہوی دولت کے سارو سامان یاد نہ آجائیں - دیکھتا ہوں تو یہ جشن کی عیدیں عیش و مسرت کا پیام نہیں ' بلکہ یاد آور درد و حسرت ہیں - آہ ! کیا دنیا میں عقاب و سرشاری کی حکومت ہمیشہ سے ایسی ہی ہے ؟ کیا دنیا میں ہمیشہ

بیقید زیادہ اور بیداری کہ رہی ہے ؟ یہ لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ ایک دن کی خوشیوں میں محدود ہوکر ہمیشہ کے تمام رابطوں کو بھول گئے ہیں ؟ قوم خوشی کی طراریاں کھو بیٹھی ہے ' حالانکہ ابھی اب ہمارے لیے ایک دائمی ماتمکدہ بنگئی ہے ؟ عیش و نشاط کی قوموں کو آگ لگائیے ' عید کے قمقمی کپڑوں کو خاک خاک کر ڈالیے ' عطر کی شیشیوں کو اپنے دشمن رنوں کی طرح اولٹ دیجیے ' اور اسکی جگہ مٹھیوں میں خاک و گرد بھر بھر کر اپنے سر پر سیدھے ہاتھ سے اڑائیے - رنگین کلاہوں اور ریشمی قباؤں کے بدلے کے دن اب گئے

ما جامہ زہد گاں طلب ہدم
تا جام خوش از دیار ما بدہند

* * *

لیکن اس طلسم سرائے ہستی کی ساری رونق انسان کی غفلت و سرشاری سے ہے - ممکن ہے کہ خوشی عید کے ہنگاموں میں غم و اندوہ کی یہ آہیں آپکے کانوں تک نہ پہنچیں - تاہم اسکو بھولنا نہیں کہ پیروان اسلام کا حلقہ صرف آج ہی کے وطن و مقام پر محدود نہیں ' وہ ایک عالمگیر برادری ہے ' جسکی حدیں چین کی دیوار سے لیکر اوقیانوس کے صحرا تک حائل ہیں ' اور انسان ابھی ہی رسمی کی زنجیر میں منسلک ہیں - اگر (طرابلس) میں دشمنان ظلم و ستم کی لاشیں تڑپ رہی ہیں تو یہ عیش پرستی ایک لعنت ہے ' جو آپکو عید کی خوشیوں میں سرمست کر رہی ہے - اگر (ادرنہ) میں آپکے اخوان ملت کو حریم وطن پر صلیبی میں نہادستان دی جا رہی ہیں ' تو وہ آنکھیں بھوت جائیں جو ہندوستان میں اشکبار ہوں - اگر (مراکو) میں (اسلام) کا آخری نشان حکومت مٹ رہا ہے ' تو کیوں نہیں ہندوستان کے عیش گاہوں میں آگ لگ جاتی ؟ اسلام کسی اخوت عمومی نہ قوم و وطن سے پاک ہے ' اور اسکا ایک ہی خدا اسے ایک ہی آسمان کے نیچے تمام پیروان توحید کو ایک جسم واحد کی صورت میں دیکھنا چاہتا ہے ان ھذہ امتکم امۃ واحدہ و انا ربکم فاعبدون - اس جسم اسلام کا ایک عضو درد سے بیقرار ہے ' تو تمام جسم کو اسکی تکلیف محسوس ہونی چاہئے - اگر زمین کے کسی حصے میں مسلمانوں کا خون بہہ رہا ہے تو تعجب ہے ' اگر آپ کے دیدے تر آنسو بھی نہ بہائیں - اگر عقاب کی سرجستگیوں کے دھچکے حوادث جھیلا رہے ہیں ' تو آج بھی خون بچہ ہو رہا ہے آپکے واقف عام ہو جانے کے لیے کافی ہے -

* * *

قومی زندگی کی مثال بالکل افراد و اشخاص کی سی ہے - بچپنے سے لیکر عہد شباب تک کا زمانہ ترقی ' نشو و نما ' عیش و نشاط کا دور ہوتا ہے - ہر حد ترقی ہے ' اور ہر نوع میں انوار بس ہوتی ہے - جوں آتا ہے ' طاقت و توانائی کا ایک نیا پیام لاتا ہے طبیعت خوش و امنگ کے نشے میں ہر نوع مخمور رہتی ہے ' اور اس سرخوشی و سرور میں جس طرف نظر اٹھتی ہے ' فرحت و انبساط کا ایک بہشت زار سامنے آجاتا ہے - اس طلسم زار ہستی میں انسان سے ظاہر نہ غم کا وجود ہے اور نہ نشاط کا ' البتہ ہمارے پاس دو آنکھیں ضرور ایسی ہیں جو اگر متکلم ہوں ' تو کائنات کا ہر ظہور غم آلود ہے ' اور اگر مسرور ہوں ' تو ہر مظہر مرفوع الانبساط ہے - عہد شباب و جوانی میں آنکھیں سرمست ہوتی ہیں ' اور دل خوشی و امنگ سے مدہوش - غم کے کانٹے بھی تلوے میں چبھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ فرش گل پر سے گذر رہے ہیں - حزن کی افسردگی بھی سامنے آتی ہے ' تو نظر آتا ہے کہ عروس بہار سامنے آکر کھڑی ہوگئی ہے - دل جب خوش ہو ' تو ہر شے کیوں نہ خوش نظر آئے ؟

لیکن بڑھاپے کی حالت اس سے بالکل مختلف ہوتی ہے - پہلے جو حدیں بڑھتی نہیں ' اب روز بروز گھٹنے لگتی ہیں - جن قوتوں میں ہر روز افزائش ہوتی تھی ' اب روز بروز اضمحلال ہوتا ہے - طاقت جواب دیدیتی ہے ' اور عیش و مسرت کنارہ کش ہوجاتے ہیں - جوں آتا ہے ' موت وبقا کا ایک نیا پیغام لاتا ہے - اور جوں گذرتا ہے ' حسرت و آرزو کی ایک یاد چھوڑ جاتا ہے - دنیا کے سارے عیش و عشرت کے جلوے دل کی حسرت ناکیوں سے ہیں ' لیکن دل کے پہلو سے آنکھیں بھی دل جاتی ہیں - پہلے غم کی تصویر بھی شادمانی کا موقع نظر آتی تھی ' اب جوانی کے شادیانے بھی بجتے ہیں ' تو انمیں سے درد و اندوہ کی صدائیں سنائی دیتی ہیں -

قوموں کی زندگی کا بھی یہی حال ہے - ایک قوم پیدا ہوتی ہے ' بچپنے کا عہد بے فکری کاٹ کر جوانی کی طاقت آزمائیوں میں قدم رکھتی ہے - یہ وقت کار و زار زندگی کا اصلی دور اور قومی صحت و تندرستی کا عہد بساط ہوتا ہے - جہاں جاتی ہے اوج و اقبال اسکے ساتھ ہوتا ہے - اور جس طرف قدم اٹھاتی ہے ' دنیا اسکے استقبال کے لیے دیدہ دل فرش راہ کرتی ہے - لیکن اسکے بعد جو زمانہ آتا ہے ' اسکو " بدری و صد عنب " کا زمانہ سمجھیے کہ قویٰ خدم ہونے لگتی ہیں ' اور جراح میں تحلل دم ہونا شروع ہو جاتا ہے - طرح طرح کے اخلاقی و تمدنی عوارض روز بروز پیدا ہونے لگتے ہیں ' جمعیت و اتحاد کا شیرازہ بکھر جاتا ہے ' اجتماعی قوتوں کا اضمحلال نظام ملت کو ضعف و کمزور کر دیتا ہے - وہی زمانہ جو کل تک اسکی جوانی کی طاقت کے آگے دم نہ خود تھا ' آج اسکے بستر پیری کے ضعف و ناطاقت کو دیکھتا ہے ' تو دلیر و جفاکار سے ٹھوکرا دیتا ہے - (قرآن کریم) نے اسی قانون خلقت کی طرف اشارہ کیا ہے

اللہ الذی خلقکم من	اللہ وہ قادر مطلق ہے جس نے تم کو کمزور
ضعف ' ثم جعل من	حالت میں پیدا کیا ' پھر بچپنے کی
بعد ضعف قوۃ '	کمزوری کے بعد جوانی کی طاقت دی '
ثم جعل من بعد قوۃ	پھر طاقت کے بعد دوبارہ کمزوری اور بڑھاپے
ضعفا و شیبۃ - یخلق	میں ڈالدیا - وہ جس حالت کو چاہتا ہے
ما یشاء وھو العلیم	پیدا کردیتا ہے ' اور وہی تمہاری تمام حالتوں
القدیر (۳۰ ۴۳)	کا علم اور ہر حال کا ایک اندازہ کردینے والا ہے

ساتھ ہماری جوانی کا عہد ختم ہوچکا ' اب " صد عنب " بدری کی منزل سے گذر رہے ہیں - ہمارا بچپن جسقدر جذب انگیز اور جوانی کی طاقتیں جس درجہ زلزلہ انگیز تھیں ' دیکھیے ہیں تو

مقالات

بڑھاپے کے ضعف و نقاہت کو بھی اتنا ہی دیر پاے ہیں - شاید اسکے بعد اب مدرل فنا درپیش ہے - چراغ تیل سے خالی ہوتا جاتا ہے ' اور چولہا خاکستر سے بھرتا جاتا ہے - گذشتہ دنوں کی صرف ایک یاد رہگئی ہے اور حوادی کے افسانے جواب و جدال معلوم ہوے ہیں - لیکن اگر ہمیں مٹنا ہی ہے تو مٹنے میں دیر کیوں ہے ؟ صبح فنا آگئی ہے تو سمع سحر کو بجھ ہی جانا چاہئے - جس نرم اوتال و عظمت میں اب ہمارے لیے جگہ نہیں رہی ' بہتر ہے کہ آرزو کے لئے اُسے خالی کردیں - ہم نے ایک ہزار برس سے زیادہ عرصے تک دنیا میں زندگی کے اچھے برے دن کاٹے ' اور ہر طرح کی لذتیں چکھ لیں - حکمرانی کے تخت پر بھی رہے ' اور محکومی کی خاک بھی لوٹی - علم کی سرپرستی بھی کی ' اور جہل کی ظلمت میں بھی رہے - جب عدل و عشرت کی نرم آرائشوں میں تھے تو اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے ' اور جب حرب و آرزو کے معرکے میں تھے ' تو اسمیں بھی ایک شان نکتائی رکھتے تھے - زمانہ نے ہمارے مٹانے کا فیصلہ کرلیا ہے تو اب دیر نہ کرے - لیکن تو ہم مٹ جائیں گے مگر ہمارے مٹتے ہوے نقشوں کا مٹانا آسان نہ ہوگا - تاریخ ہمکو کبھی نہ بھلا سکے گی ' اور ہمارا افسانۂ عبرت ہمیشہ عبرتیان عالم کو یاد آ آ کر حسرتوں کے آنسو رلاے گا

گو کہ ہم صفحۂ ہستی پہ ہیں ایک حرف غلط
لیک اتنے بھی تو ایک نقش مٹنے کے آتے

* * *

رات کے پچھلے پہر کی تاریکی اور سناٹے میں یہ سطریں لکھ رہا ہوں - میرا قلب مضطر ' اور آنکھیں اشکبار ہیں - آدھ عدد کے اشدی میں جھپکیاں انتظار کروائیں بدل رہے ہیں ' مگر عمری نظر ایک جھلملاتے ہوے تارے پر ہے - دیکھتا ہوں تو یاس و نا امیدی کی رات گو تاریک ہے ' مگر پھر بھی ہماری امید کے افق پر ایک آخری ستارہ جھلملا رہا ہے - جس آنکھوں سے ہم نے خشک درختوں کو کتنے دیکھا ہے ' انہیں آنکھوں نے خشک درختوں کو سرسبز و شاداب بھی ہوتے دیکھا ہے -

وہی ایاسہ ان ترکم — اور خدا کی قدرت کی نشانیوں میں
الذی خوفاً و طمعاً ' — سے ایک یہ نشانی بھی ہے کہ وہ
ینزل من السماء ماء — تمکو ڈرانے اور امید کرانے کو بجلی دکھلاتا ہے ' پھر آسمان سے پانی برساتا
فیحی به الارض بعد — ہے اور اسکے ذریعے سے زمین کو اسکے
موتها ' ان فی — مرنے کے بعد زندہ کردیتا ہے - بیشک
ذلک لایات — عقلمندوں کے لئے ان باتوں میں قدرت
لقوم یعقلون — الٰہی کی بڑی بڑی نشانیاں ہیں
(۳۰ ۱۵)

تمدن خطرہ میں

— * —

[از جناب مسٹر عبد الماجد (لکھنؤ)]

— . —

ذیل کا مضمون ایک فرنچ عالم میرگرڈ (M. Rem - L Gerard) کے اس مضمون کا ترجمہ ہے ' جو اُس نے عنوان بالا سے انگلستان کے مشہور علمی سہ ماہی رسالہ (ہبرٹ جرنل) نمبر جنوری سنہ ۱۹۱۲ ع میں شائع کیا تھا - گذشتہ جون اور جولائی کے الفقرہ میں میں نے ایک مضمون لکھا تھا ' اسکے مطالعہ سے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ مل نے سنہ ۱۸۳۶ ع میں جو خواب دیکھا تھا اسکی تعبیر کس کس حیثیات سے آج پوری ہو رہی ہے - فاضل مضمون نگار کی دقت نظر کے اعتراف کے ساتھ ہمکو مجبوراً یہ بھی کہنا پڑتا ہے ' کہ وہ قدامت پرستی کی جوش میں کہیں کہیں واقعات سے نہ بہت دور جا پڑا ہے - امید نہیں کہ دانشمند مہذبین جدید اس مضمون کو پڑھکر خاموش رہیں - اگر دانشوں کو اس مسئلہ سے دلچسپی ہوئی تو ممکن ہے کہ بحث کا دوسرا رخ بھی اردو میں منتقل کردیا جاے -

(۱)

آج مل اور اس اور اسکے ساتھ کل تطبیقی نسل (۱) کے زوال پر رونے والی لڑنا کچھ نقش سا ہوگیا ہے ' لیکن زیادہ غور کے بعد یہ معلوم ہوگا ' کہ وہی علامات زوال جو فرانس میں اسقدر واضح طور پر نمایاں ہیں ' انکا وجود نہ انحطاط مدارج یورپ کے دیگر متمدن ممالک میں بھی ہے ' اور ان سے خود تطبیقی قومیں یعنی انگلینڈ اور جرمنی بھی مستثنیٰ نہیں - نہ خلاف اسکے اُن ممالک میں ' جنہوں نے دو چار صدیوں سے سطح تمدن کے بلند کرنے میں کوئی خاص حصہ نہیں لیا تھا ' اب پھر کچھ بیداری کے آثار پیدا ہو چلے ہیں - اس بنا پر انحطاط تمدن پر بحث کرتے ہوے بیجا فرانسیسی تمدن کو مخصوص کرلینے کے علم مغربی تمدن کے اسباب زوال کو پیش نظر رکھنا زیادہ مناسب ہوگا - ان اسباب کا وجود تقریباً ہر متمدن ملک میں ہے ' لیکن فرانس میں انکے زیادہ نمایاں ہونے کی وجہ یہ ہے کہ فرانس اپنے معاصرین ارتقاء میں دیگر ممالک سے کئی منزل آگے ہے ' اور اسکا لازمی نتیجہ یہ ہے ' کہ زوال بھی

---

(۱) تطبیقی نسل سے مراد اُن ممالک کے باشندوں سے ہے جو مغربی یورپ میں واقع ہیں اور جنکی زبانوں کا اصل ماخذ لاطینی زبان ہے - مثلاً اٹلی ' فرانس ' اسپین ' وغیرہ - اسکے مقابلہ میں جرمن نسل ہے ' جس سے مراد انگلینڈ و جرمن قومیں ہیں - مترجم

سب سے پہلے اسی کا ہوا - اگلے صفحات میں ہم پہلے علامات زوال کا استقصاء کرینگے ' پھر انکے اسباب پر غور کرینگے ' اور اسکے بعد یہ بتائینگے کہ آیا ان خرابیوں کی اصلاح ممکن ہے -

علامات

احدب عقب ' اور خصوصاً انگلستان و فرانس جیسی عظیم الشان جماعتوں کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ افراد کی ہستی اور سعادت سے قطع نظر کرکے خود اس جماعت کی بھی ایک مستقل زندگی ' ایک مستقل ہستی ہوتی ہے ' اور کسی قوم کی عظمت و پستی کا صحیح معیار یہی حیات اجتماعی ہے ' لیکن اجتماعی زندگی اسوقت تک ممکن نہیں جبتک کہ افراد میں ادراک عمل نہ ہو ' اور یہ صرف اس صورت میں ہوسکتا ہے ' کہ افراد کے اغراض ' افراد کی دلچسپیاں ' عام و مشترک ہوں ' اور وہ انہی متفرق قوتوں کو متحد سمتوں میں متمرکز کرنے کے بجائے ابنی مقاصد عامہ کے حصول میں صرف کریں - گویا ہیئت اجتماعی کی روح یا مادۂ حیات حرکت ہے ' مسارعت و اتحاد عمل ہے - اور اسی کے برعکس بد نظمی ' تفرق ' تفرقہ تسددی ' یہ سب زوال تمدن کے مقدمات ہیں -

فرانس کی موجودہ حالت کو ہم جب اس معیار پر جانچتے ہیں ' تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بد نظمی کے شواہد نہایت واضح صورت میں موجود ہیں - اس سلسلہ میں سب سے پہلے میں مذہبی بدنظمی کا ذکر کرینگا -

فرانس میں مذہب کا دھبی اثر تو خیر ایک نوعی حد تک ابھی باقی ہے ' لیکن معاشرتی اور یعنی وہ اثر جو نظام اخلاق کی محافظت و نگرانی کرتا ہے ' اب کچھ باقی نہ رہا ہے - اگلے زمانے میں مذہب اور سلطنت گویا توام تھے ' ایک کو دوسرے کی مدد سے تقویت تھی ' لیکن اب جبسے ان میں افتراق ہوگیا ہے ' دونوں ہی قوت کمزور ہوگئی ہے ' گو بسا اوقات فضائل مذہب ہی کو نہیں پہچانا ہے - چنانچہ آج جذبات اجتماعی میں تو مذہب کا پتہ نشان نہیں چلتا ' ہاں افراد کی عبادت زندگی میں بعض متعدد مواقع پر (شادی و غم کے مراسم کے سوا) کہیں مذہب کی جھلک نظر آجاتی ہے - اور یہ بالکل ممکن ہے کہ آدمی پر فراغت تمام ساری عمر مذہب سے بیگانہ ہو کر رہے - لیکن ملکی و سیاسی قوت تھی اس افتراق سے بجائے فائدہ کے نقصان ہی میں رہی - اسلئے کہ استقلال عقاید استقلال معاشرت کا اساس و بنیاد ہے ' اور نظام معاشرت میں اختلال ' ملکی قوت کے حق میں بہت خطرناک ہے -

فرانس میں گو مذہب کا معاشرتی اثر بہت زیادہ کبھی نہیں رہا ہے - تاہم اسے اتنا ہوا تھا ' کہ مذہب اکثر لوگوں کو ایک ضابطۂ اخلاق کی حد تک پابند رکھتا تھا ' لیکن اب جو یہ مذہب رخصت ہوگیا ہے ' تمام ضوابط اخلاق معطل ہوگئے ہیں ' اور اسکے اثر سے شخصی عصمت ' حقوق ملک ' غرض کسی شے کو واجب نہیں سمجھتے - یہ ہر قسم کی پابندی ' ہر قسم کی قید ' ہر قسم کی بندش سے آزاد ہوجانے میں ' اور جنون طلبی کے ہنگامۂ سفید میں فرض شناسی کو بالکل فراموش کرگئے ہیں - اسی وجہ سے آج فرانس کی اخلاقی حالت ناگفتہ بہ ہے - میں اسکا اس موقع پر کچھ ذکر کرتا لیکن یہ واقعات اس قدر سے معرض تحریر میں آچکے ہیں ' کہ اب کچھ لکھنا تحصیل حاصل ہے -

ایک اور اہم علامت زوال ' شرح تناسل کا روز افزوں تنزل ہے - ابھی دنیا ہر شخص جانتا ہے کہ فرانس کی آبادی بجائے بڑھنے کے اب ایک حالت پر منجمد ہوکر رہ گئی ہے ' بلکہ اندر مقامات میں تو شرح اموات شرح پیدائش سے بہت زیادہ ہے ' اور یہ عین دلیل ادبار ہے - جس قوم کی آبادی میں اضافہ نہیں ہوتا ' اسکی مثال اس فوج سے دی جاسکتی ہے ' جو میدان قرار میں عین مسلح جاتی ہے - ایسی قوم خطرات میں گھری ہوئی ہے ' گو یہ خطرات تنزلی عدم کے مقابلہ میں نہیں ' بلکہ اجانب کے اندرونی حملوں سے پیدا کردہ ہیں - (مسیو لی بان) اپنی تصنیف "سائیکالوجی آف دی پیپلس" میں یہ دلائل ثابت کرچکے ہیں کہ قومیت و تمدن کے فنا کرنے میں تنزلی دشمنوں کی کوششیں اتنی کارگر نہیں ہوتیں جتنی اندرونی عدم کمی - ایک رسالہ میں زوجہ الدیپی میں بھی شرح پیدائش ایسی ہی گھٹ گئی تھی ' اور بعینہ یہ ہوا تھا جنرل زور کے عرصہ میں تمدن رخصت ہوا - (لی بان) کہتے ہیں

" اگر بار بربرس (فاتحین روم) بجائے حملۂ جنگ کے صرف ابتدا ہی کرتے ' کہ روم کی گھٹتی ہوئی آبادی میں روز بروز اپنے افراد کو زیادہ تعداد میں شامل کرتے جاتے ' تو بھی تاریخ پر کچھ اثر نہ پڑتا - فرق صرف اسقدر ہوتا ' کہ یوں تو معرکہ آرائی میں انہوں نے سلطنت روم کو شکست دی ' اور اس صورت یعنی تدریجی اختلاط ' میں وہ رومی قومیت کی عمارت کو بنیاد سے ہلادیتے "

اسی مصنف پھر ایک جگہ لکھتا ہے

" آج یورپ میں ایک سلطنت فرانس ایسی ہے ' جسکو پھر اسی حادثہ کا سامنا ہے - یہ ملک گو متمول ہے ' مگر اسکی آبادی میں انحطاط پیدا ہوگیا ہے - اور اسکے حوالی میں ایسے ممالک ہیں - جنکی آبادی بڑھتی جاتی ہے - اسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اگر اس جرانی کی روک تھام نہ ہوئی ' تو کوئی دن جاتا ہے کہ فرانسیسی آبادی کا ایک بڑا حصہ غیر قومیت میں مستہلک ہوجائیگا ' اور ایک بڑا اقالیم میں - ان خطرات کے ساتھ کسی قوم کے توحد' بلکہ اسکی ہستی کا خدا ہی حافظ ہے - اصل یہ ہے کہ مہلک سے مہلک معرکہ جنگ کے نقصانات بھی اس تدریجی اور اندرونی حملے کے خطرات کے مقابلہ میں ہیچ ہیں"

شرح پیدائش میں اضافے کیلئے ہمارے مقننہ طرح طرح کے مصنوعی تدبیریں کررہے ہیں ' لیکن یہ تدابیر فرانس میں ایسی ہی ناکام رہیں ' جس طرح روم کے قدیم میں رہی تھیں - اس میں شبہ نہیں ' کہ شرح پیدائش میں تنزل کے بعض اسباب اقتصادی ہیں ' جنکا علاج ہمارے زیر بحث میں نہیں ہوسکتا ہے ' لیکن

اسکا حقیقی اور اصلی سبب نفس ترسی ہے ' جس کا روکنا کسی طاقت کے بس میں نہیں - جب عورت کی عفت ترسی اس درجہ بڑھ جاے کہ اہل و عیال کی پرداخت درد سر معلوم ہونے لگے ' اور عورت در حوادث آمومہ دار ہونے لگیں ' تو تعددواج سیاسی کیا کرسکتے ہیں ؟

اسی ضمن میں یہ نکتہ بھی قابل لحاظ ہے ' کہ (جیسا کہ مسٹر بال فگنٹ نے لکھا ہے) اب مصنفہ عورتوں کے تخیلات میں انقلاب عظیم ہوگیا ہے - پہلے انکا مطمح نظر بلند و شریفانہ تھا ' مگر اب محض دلچسپی و حظ نفس رہ گیا ہے - اب عورت کسی موقع پر بھی مرد کے مقابلہ میں ضبط نفس گوارا نہیں کرسکتی ' وہ مردوں سے اپنے حقوق کا شدید مطالبہ کرتی ہے ' لیکن اسکے معاوضہ میں اپنی جانب سے ایک ذرہ ایثار کرنے کے لئے تیار نہیں - یہ سراسر انفرادیت کا یہ دور ' انتہاے تمدن کی علامت ہے (اسلئے کہ تمام متمدن ممالک میں ایک ضعیف طبقہ کے لئے اپنی آزادی ممکن نہیں) لیکن اسی کے ساتھ ' یہی حد اسکے زوال کا بھی نفس خادمہ ہے - یہ حد معتدل حریت ' یہ خطوط العذاری ' ایک طرف تو تمدن کے معراج کمال کی دلیل نفس ہے ' دوسری طرف صداے جرس ہے ' کہ قافلۂ قوم اب منزل تمدن سے نوح کرے - یہ اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ جس قوم میں طبقۂ اناث کو فرائض آمومہ سے عار آتا ہے ' وہ قوم اپنے ہاتھوں اپنی قبر کھود رہی ہے -

اعتقادی اور معاشرتی دو نظموں کے ساتھ ایک تیسری دو طرفی سیاست کے متعلق بھی ہے - آزادی کی اُس تحریک نے ' جس نے مذہب اور معاشرت کی بنیادیں متزلزل کردی تھیں ' یہ دیکھکر ممکن تھا ' کہ نظام سیاسی کو صدمہ نہ پہنچیدا ؟ اس سیاسی و نظمی قائم (انارکزم) ہے - اس نے سلطنت کے قوت و اقتدار میں بے تحاشہ فرق آیا ہے - فرانسیسی گورنمنٹ ' جو غیر معتدل حریت اور ضعف شدید کی جامع ہے ' اسکا کل سہارا نارائمنٹ ہے ' حالانکہ اسکے ارکان میں یہ قابلیت ہے اور نہ قوم کا اعتماد عام انہیں حاصل ہے -

سوشلسٹ اہل وفدت کا نہ یہ محض دعوی نہیں ' بلکہ نہ قسمتی سے ایک ثابت شدہ مسئلہ ہے کہ جمہوری حکومت کا اپنی تحدیدہ افراد میں نامقبولیت ' اور ذمہ داری کا خوف پھیلانا ہے - حالانکہ آج قوم کے مقاصد عالیہ نہ صرف نظر انداز کئے جارہے ہیں ' بلکہ گورنمنٹ اور اہل حرفہ و تجارت پیشہ گروہوں کے درمیان ' جنکے اوپر تحفظ فلاح ملک کا انحصار ہے ' ایک ہنگامۂ مخالفت برپا ہے - اس انعکاس کا تحدیدہ نہ ہے کہ ہڑتالیں ' فسادات ' بلوہ ' وغیرہ کے معمولی واقعات بن گئے ہیں ' جنکے سامنے گورنمنٹ نے دست و پا ہے - ریلوے ملازمین کی ہڑتالوں نے سارے ملک کے کاروبار رک جاتے ہیں ' اور گورنمنٹ انکے انسداد سے عاجز ہے - حال میں جو سنڈیکلسٹ تحریک شروع ہوئی ہے ' اسکا مقصد نہ یہ انارزم (فرصرنٹ) پھیلانا (۱) ہے - سوشلسٹ پھر بھی تحدیدہ ہے کہ گو وہ سوسائٹی کے موجودہ نظام کو تبدیل انقلاب دینا نظام بنانا چاہتے ہیں ' تاہم اس مقصد کے حصول کے لئے وہ افراد پر سخت سے سخت ذمہ داریاں عائد کرنے کے لئے بھی تیار ہیں - یہ خلاف اسکے سنڈیکلزم ارم کی صداے بے ہنگام کا مقصد محض یہ ہے کہ ' اوقات مخالف گھٹاؤ ' اور کام کی آخرت بڑھاؤ " یہ لوگ اس عالم شور میں اسکا بھی خیال نہیں کرتے ' کہ علم الاقتصاد کے اصول سے انکا مطالبہ کس حد تک حق بجانب ہے ؟

گورنمنٹ کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر لوگ روز بروز اپنے مطالبات میں اضافہ کرتے جاتے ہیں ' اور ہر ذرہ بی ہشہ گروہ کی کامیابی دیکھکر دیگر باشندگان ملک بھی اٹھ اٹھ کے جتھے بنا کر گورنمنٹ سے اپنے لئے خاص مراعات چاہتے ہیں - ایسی حالت میں گورنمنٹ سخت دو میں پڑجاتی ہے ' اگر ان درخواستوں کو نامنظور کرتی ہے ' تو درخواست دہندگان کی طرف سے سورس کی دھمکی ہے ' اور اگر منظور کرتی ہے ' تو دوسرے گروہ ' جنکے حق میں الزام یہ عائد کئے گئے ہیں ' آمادہ سرکشی ہوجاتے ہیں - در حقیقت اب وہ زمانہ قریب آرہا ہے جبکہ ہمارے ارباب حل و عقد مختلف و متکثر معارضہ کے مطالبات پر قانع نہ ہوکر گورنمنٹ سے یہ بھی درخواست کرنے لگیں گے - کہ وہ بلا معارضہ ہمارے مسائل تعلیم کا بھی سامنس ردے ' اسوقت قدیم رومن زندگی کا نمونہ دنیا ایک بار پھر دیکھنے لگیگی ' اور اسوقت لوگوں کو یہ نظر آجائیگا کہ قوموں کے عروج و زوال کا نفسہ پیش کرتے ہوے تاریخ کھوکر اپنا اعادہ کرتی ہے - لیکن نفس رکھنا چاہئے کہ جس دن اس قسم کی کوئی صدا واپس سے بلند ہوئی وہ ساعت اسکے حیات اجتماعی کی آخری سانس ہوگی -

مذکورہ بالا علامات زوال ' جیسا کہ ہم اوپر کہہ آئے ہیں ' فرانس کے علاوہ مغربی یورپ کے اور ممالک میں بھی موجود ہیں ' جس سے ہم انگلستان کا استثنا کرتے ہیں جو اپنے سلف پر چلنے اور قدیم مذہبی روایات کی پاسداری میں خاص طور پر مشہور ہے -

مذہب کا جو اثر سوسائٹی سے اٹھتا جاتا ہے ' اور ذاتیات ' چونکہ انگریزی نسل کے خصائص قومی کے منافی ہے ' اسلئے اتحاد و وحدت کو انگلستان میں پوری نامنافی نہیں ہوئی ' تاہم اتنا ضرور ہوا کہ حیات عملی پر مذہب کا اثر ' جو بعہد ملکہ وکٹوریہ تھا ' اب باقی نہیں رہا - پروٹسٹنٹ مذہب میں (جو انگریزوں کا ملکی مذہب ہے) جوں جوں تاثیر آتی جاتی ہے ' اسی قدر حیات عملی پر اسکا اثر ہلکا ہوتا جاتا ہے - پھر فرانس کی افراتفری ' ممالک متحدہ کا سفر (جو میں حدیث القوم انگریزوں کی طبیعت ثانیہ

[بقیہ نوٹ پہلے صفحہ کا]

اسے قوانین تعلیم جس سے انکا کوئی عزیز انحراف نہ کرسکے - مثلاً تجارت پیشہ گروہ کی جو مجلس ہوگی وہ اسباب تجارت کا ایک خاص طرح مقرر کردینگی ' جس میں کوئی تاجر نہ بیشی نہ کرسکیگا - اور ایک ہی تمام شہر بلکہ تمام ملک میں ایک ہی نوعیت اور ایک ہی قسم کی مال سکیگی - مدرجم

بقد جاتا ہے) ناظروں اور خصوصاً جرمنی و امریکہ کے باشندوں کی انتخابات میں کثرت ' یہ سب چیزیں اور اس اور کو زائل کرنے میں معین ہو رہی ہیں - چنانچہ کچھ روز پیشتر یہاں کے طبقۂ اعلیٰ کی زندگی میں جو پائیداری تھی اس بنا سے اسکے اخلاقی حسنات سے تنزل انحطاط نمایاں ہیں - روز مرہ کے جزئی واقعات علاحدہ علاحدہ تو بہت معمولی معلوم ہوتے ہیں ' لیکن انکا مجموعہ ایک خاص اہمیت رکھتا ہے ' اور اس سے صاف پتہ چلتا ہے ' کہ ایک ربع صدی میں ملک نے کتنا تنزل کیا - غور کرو کہ اس ملک میں طلاق کے مقدمات کس کثرت سے دایر ہوتے ہیں ' انکی اشاعت کا پبلک کس دلچسپی سے انتظار کرتی ہے ' اور پھر پبلک کے اس مذاق کو دیکھکر کسی قسم کے واقعات کا پلاٹ لیکر کتنے ناول لکھے جا رہے ہیں ' جو اب سے چند سال پیشتر معروف اخلاق تصور کئے جاتے ' مگر آج شائقین کی قدردانی انکو ملک کے اس سرے سے اس سرے تک پہنچا دیتی ہے ' یا مثلاً نکشدہ کا روز چلے عبادت اور مذہبی مشاغل کے لئے مخصوص تھا ' مگر اب انگریزوں کے دل میں اسکا تقدس و احترام دخل تک نہیں رہا ' اب وہ اتوار کو بھی مثل ہفتہ کے دیگر ایام کے معمولی لہو و لعب میں صرف کردیتے ہیں -

عوائد رسمی و عقاید مذہبی کی تبدیلیوں میں یہ رجحان پیدا ہوجانا اپنے نتائج کے لحاظ سے نہایت اہم ہے ' اسلئے کہ یہ ظاہر تو یہ نظر آتا ہے کہ اب بہت سی بیڑیاں پیر سے کٹ گئیں ' اور قدامت پرستی کے بجائے روشن خیالی کے آثار زیادہ شائع ہوگئے ہیں ' لیکن درحقیقت یہی چیزیں جو بظاہر میں اسقدر خفیف معلوم ہوتی ہیں ' اس تدریجی زوال کی پیش خیمہ ہیں جسکی روک تھام کسی کے بس میں نہیں - اس بنا پر امر تنقیح طلب یہ ہے کہ ان تغیرات اور ان آزاد خیالیوں کا اثر باشندگان انگلستان کی زندگی پر کیا پڑا ہے ؟ یہ سوال گو اہم ہے ' مگر تحت طلب نہیں ' اسلئے کہ یہ ایک دقائل انکار واقعہ ہے کہ انگریزی قوم نے حیات اجتماعی کو قیمت میں دیکر اپنے افراد کے لئے لطف و مسرت حاصل کی ہے - ایک تیسری بات یہ ہے کہ انگریزوں کو اب اعتقاد نفس نہیں رہا ' انحطاط قومیت کا خوف انکی رگ رگ میں سرایت کرگیا ہے اور یہ خاص علامت زوال ہے - لیکن اس سے بھی زیادہ خطرناک علامت یہ ہے کہ شرح پیدایش میں بھی تنزل شروع ہوگیا ہے - چنانچہ سنہ ۱۸۷۸ میں فی ہزار ۳۶٫۳ کی شرح تھی جو سنہ ۱۹۱۰ میں گھٹ کر ۲۴٫۸ رہ گئی - اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے ' کہ انگریزی نسل جو صدہا سال کی ارتقاء ترقی کی پیداوار ہے ' چند روزوں ہی میں معتدبہ النسب ہوجائے گی ' اور یہ خط نسل ' اسکی اخلاقی و مدنی زندگی کے زوال کی بین دلیل ہے -

یہی طرح علامت زوال ' یورپ کے تمام ملکوں میں موجود ہیں - چنانچہ بلجیم کے اکثر حصوں میں اوسط شرح پیدایش فرانس کے مقابلہ میں بھی کم ہے ' اور یہی کیفیت جرمنی میں بھی شروع اخلاقی کے انتشار کے ساتھ پیدا ہوچلی ہے - رہے شدہ جرمنی کا آفتاب عروج اسوقت نصف النہار پر ہے ' لیکن وہاں رفتار تغیر کو دیکھکر یہ اندازہ کرسکتا ہے کہ وہ حالت اب زوال کی ہے ' وہی ایک نصف صدی کے بعد جرمنی کی بھی ہوگی ؟

انگلستان اور علامت زوال ' جمہوری حکومت کا قیام ہے - جمہوری اور دستوری سلطنت آج اکثر ممالک یورپ میں قائم ہے ' لیکن اسطرح کے طرز حکمرانی میں جہاں تعداد کثیر شخص کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہوتا ہے وہاں عموماً دخائل صفر مفقود ہونے لگتے ہیں ' جسکی وجہ سے اسکی رفعت قائم نہیں رہتی اور آخر کار یہی ملک کی تباہی کا باعث ہوتا ہے - جنانچہ آسٹریا و ہنگری کی دستوری حکومتوں کے واقعات ہمارے دعوی کے شواہد قوی ہیں - ہاں انگلستان کے سنہ انتساب مساوی عدل ہے ' جسکی وجہ یہ ہے ' کہ انگلستان کی پارلیمنٹ اراکین کی قابلیت اور انکے معتد عملی کارناموں کے لحاظ سے دنیا کی بہترین پارلیمنٹ ہے ' تاہم انگریز بھی اپنی حرکتوں کو اس نقطہ سے تعجب کر رہے ہیں کہ آئندہ سے ہاؤس آف کامنز کے ارکان تنخواہ دار ہوجائے - اس تغیر پر عملدرآمد کے یہ معنے ہونگے کہ جن لوگوں نے دائمی کس کو بہبود ملک کے لئے نہیں ' بلکہ محض روزینہ کمانے کی غرض سے اختیار کیا ہے ' وہ بھی پارلیمنٹ میں در آئینگے -

انحطاط کی آخری علامت غیر معتدل مساوات پسندی ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ سوسائٹی کے موجودہ طبقات کا فرق مراتب متبادل جائے اور تمام افراد کے حقوق ہر حیثیت سے مساوی ہوجائیں ' حالانکہ تاریخ علانیہ شہادت دے رہی ہے کہ دنیا میں اتنک جتنے عظیم الشان کام ظہور میں آئے ہیں ' انکے انجام دینے والے عام افراد نہ تھے ' بلکہ خاص خاص افراد کے ہاتھ تھے - ہم اس موضوع پر اگلے ایک اور مضمون میں مفصل بحث کرچکے ہیں اسلئے یہاں اسکی تفصیل غیر ضروری ہے -

یہانتک علامات کا ذکر تھا ' اب ہم دوسرے نمبر میں انکے اسباب پر غور کرینگے -

ضروری اطلاع

(۱) الہلال ہر اتوار کو شائع ہوتا ہے ' اور اتوار ہی کے دن ' وہ دفتر کے دن تو ضرور ڈاک میں جاتا ہے - ڈاک کی روانگی میں بھی ہر ممکن احتیاط سے کام لیا جاتا ہے - پس اگر تہنگ وقت پر رسالہ نہ پہنچے تو اسی وقت دفتر کو اطلاع دینی چاہیے ' نہ اس وقت کے بعد جبکہ اسکے دفتر جانے کے بعد مکرر طلب کیا جانے کا تو قطعاً موجب زیادہ ہوتا

(۲) یہ انتظامی صورتیں ہیں ' لیکن اگر ہر وقت اس طرح کی صورتیں آپکو پیش آتی ہیں ' تو دفتر کو اطلاع دینے کے ساتھ اپنی ڈاک کے انتظام اور صفائی وقت پر توجہ فرمائیے - ممکن ہے کہ کسی طرح کی بدنظمی ثابت ہو - اکثر حضرات جو ہفتہ وار رسالے کے نہ ملنے کی شکایت کرتے ہیں ' اب خود لکھتے ہیں کہ دفتر سے رسالہ ضرور جاتا ہے لیکن ڈاک کی بدنظمی ' جنہی رسیدوں کی تعطل یا دانستہ کے عنوانی ' بعض ہمسایوں اور غیر متعلق اشخاص کی دست برد ' اور اسی طرح کے اسباب خارجی سے واقع ہوجاتا ہے - یہاں تک کہ بعض قدردانوں نے تو لکھا ہے کہ توجہ نہ کرنے سے چھوڑ دیا جائے ؟

[مدیر]

مراسلات

مسلم یونیورسٹی

— * —

اڈیٹر کامریڈ کی دوسری چٹھی

بخدمت اڈیٹر صاحب الہلال

جناب من — پہلی ستمبر کا الہلال نظر سے گزرا - مدتوں سے جو کچھہ آپ تحریر فرماتا ہے میں اسکا شکرہ بھی اُسی جوش و شوق سے ادا کرتا مگر اپنے پر جو نظر ڈالی تو وہ شاعرانہ مدح و ستا کسی اور ہی کی معلوم ہوئی - کاش میں اسکا اہل ہوتا اور آپکی تعریف کا تھوڑا بہت حق بھی ادا کردیتا ! اور اسمیں کچھہ کسر نفسی یا خواہ مخواہ کا تصنع نہیں ایک امر واقع ہے جو عرض کیا -

مگر مدتوں سمجھہ میں نہ آیا کہ آپ بغیر مدتوں تحریر چھاپے اُسپر جرح و تعدیل کیونکر شروع کردی - نہ تو یہ تعصب کی بات ہے کہ آپ پرائیوٹ گفتگو کا حوالہ اخبار میں دیکر اسپر تنقید کرے ہیں جو کہ اصول جرائد نویسی کے سراسر خلاف ہے - اور پھر اسپر مصر ہیں کہ میں اہالیان کمیٹی کی " دادیات " کے متعلق اخبارات میں مضمون نویسیاں کروں - جس سے زیادہ نامعقول مشغلہ کوئی ہو نہیں سکتا - کہ نہ خدا خوش اور نہ قوم کا کوئی معاد - راست گفتاری کا تو شک میں قایل ہوں اور الحمد للہ کہ اسوقت تک اصول صداقت کے خلاف عمل کرنے کا مجرم نہیں ہوا لیکن وہ صداقت جو بے محل ہو اور دل شکن ہو راستی ممکنہ انگیز کی دل میں شمار کی جاتی ہے اور اسے مدتوں نے اصولی سمجھنے یا کمزوری میں اس قسم کی راستی کو پسند نہیں کرتا -

میں اس بات پر سخت مناسف ہوں کہ آپنے اس پچھلے پرچے میں بھی اس قسم کی غلط دادیات (گو صورت بدلکر) قائم رکھیں جو پہلی مرتبہ کی تھیں - ۱۳ جولائی جسکا آپنے پھر اعادہ کیا ہے اصل میں ۳۱ جولائی ہے اور اسمیں سر ہار کورٹ نے خط تحریر کیا ہے جو راجہ محمود آباد کے پاس سے ہوتا ہوا میں چار روز کے بعد علی گڑھ پہنچا ہوگا - اسکی اشاعت اسی ہفتے کے اسٹیٹسمن گزٹ کے ذریعے کردی گئی یعنے ۹ - اگست کے اخبار میں جگہ دی اور بغیر تاخیر چھاپ دیا گیا پھر بھی آپ یکم ستمبر کو یہی لکھتے ہیں کہ .

" ہم نے گذشتہ نمبر میں آنریبل سر بنکلر کی چٹھی کا اقتباس دیکر لکھا تھا کہ انہوں نے جو کچھہ لکھا کمیٹی نے اپنے عام اصول وارداری کے مطابق قوم کو اس سے خبردار رکھا ' لیکن ہمارے دوست مسٹر محمد علی فرماتے ہیں کہ نہ صحیح نہیں دو مہینے بعد تو سر بنکلر کی چٹھی تمام اخباروں میں چھاپدی گئی تھی ' ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ایسا ضرور ہوا تھا لیکن ہمارے مقصود بحث پر اس سے کوئی اثر نہیں پڑتا بیشک کمیٹی نے اس چٹھی کو دو مہینے بعد اسلئے چھاپدیا تھا کہ اُس سے یونیورسٹی کی منظوری کی بشارت سنانے کا کام لے - لیکن بحث صرف اسمیں ہے کہ قوم کو جس قسم کی یونیورسٹی کا مدعو بنا کر روپیہ لیا جا رہا تھا ابھی اسکی کوئی منظوری نہیں ملی تھی اور نہ ان پہلوؤں کو بظاہر چھوڑا گیا تھا - نہ وہی امور جنکی نسبت وزیر ہند کے حق رائے دہی کے کامل اختیارات آخر تک محفوظ تھے جو بالآخر عدم اتفاق اور واسرائے کے اختیارات جدسلر کی صورت میں استعمال کئے گئے اور ابھی داستان کے اور ابواب باقی ہیں پس فی الحقیقت مذکورہ یونیورسٹی کی توقعات کا تو اُسی وقت فیصلہ ہوگیا تھا کہ روپیہ کی فراہمی کے بعد اُن کی نسبت منظوری دیا جائے گا لیکن کمیٹی نے قریس کمیونک کی اشاعت تک قوم کے سامنے سے پردا نہیں ہٹایا الخ "

اب پچھلی مرتبہ ۲۵ - اگست کے الہلال سے مقابلہ کیجئے جسمیں آپ نے صاف صاف لکھدیا ہے کہ " کمیٹی نے تمام قوم کو اس سے (سر بنکلر کے خط سے) بے خبر رکھا " - اب آپ تسلیم کرتے ہیں کہ دو ماہ بعد جتایا گیا تھا - مگر یہ تسلیم نہیں کرتے کہ پہلی دفعہ جو ہم نے چھاپا وہ بالکل بے بنیاد ہے - دوسرے جسکا کہ ازسر عرض کیا گیا دو ماہ بعد جتایا بھی جناب کی اختراعی سہو ہے کیونکہ خط مذکور کی اشاعت میں ایک ہفتے سے بھی کم لگا اور جلدی سے جلدی اسکو طبع کردیا گیا - [اسکا تو دو مرتبہ اعتراف کرچکا ہوں الہلال]

دوسری بات کہ " قوم کو جس قسم کی یونیورسٹی کا مدعو بنا کر روپیہ لیا جا رہا تھا ابھی اسکی کوئی منظوری نہیں ملی تھی " سو اسکا یونیورسٹی کمیٹی نے کبھی دعوی نہیں کیا اور نہ اس قسم کا دعوی ممکن تھا - بے شک منظوری نہیں ملی تھی اور شاید جناب ہی کمیٹی کی کوئی تحریری یا تقریری سند اس قسم کی بتلا سکیں جسمیں اُس نے یہ کہا ہو کہ منظوری ملگئی ہے -

آپ کہتے ہیں کہ " ان پہلوؤں کو نہیں چھپایا گیا تھا " اسکا جواب وہ طومار ہے جو اخباروں میں برابر چھپتا رہا ہے - پبلک بلدت فارموں پر پارہا جس کے متعلق تقریریں ہوئیں اور جس سے ہر خواندہ مسلمان واقف ہے - [لیکن خود کمیٹی نے کیا کیا ؟ الہلال]

آپ لکھتے ہیں " یہ وہی امور ہیں جنکی نسبت وزیر ہند کے حق رائے دہی کے کامل اختیارات آخر تک محفوظ ہیں " اس کو پچھلے پرچے سے ملائیے جسمیں سر بنکلر کی چٹھی کے اقتباس میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ " جو اسکیم صاحب وزیر ہند کے سامنے پیش ہوگئی اسکی تمام تفصیلات کے متعلق وہ اپنے اختیارات کامل کو محفوظ رکھتے ہیں " [نہ تو خود مسٹر بنکلر کے الفاظ ہیں -] کہ حق رائے دہی کا محفوظ رکھنا اور تمام تفصیلات کے متعلق

ناموران نے وعظ اب

ناموران ملت ترست عنور:

ابراهیم ثریا بک

— ۰ —

حیات بعد الممات

قدرت الهی کے مظاهر و آیات میں سب سے بڑی نشانی احیاے اموات ہے' اور اسکے لئے کسی مافوق الفطرة معجزے کی ضرورت نہیں' کار و بار فطرت میں روز مرہ قدرت الهی اسکا بے انتہا اشتہار دکھلاتی ہے' اور کائنات عالم کی کوئی هستی نہیں' جسکے اندر هر وقت اور هر لمحے حیات بعد الممات کا قانون جاری و ساری نہو- هزاروں هستیاں هیں جو اس وقت سراے عالم میں روز مرتی هیں اور نہو زندہ هوتی هیں' لیکن اکثرهم لا یعلمون -

یہاں کریم هر جگہ آثار قدرت اور آیات فطرة کے بیان سے وجود الهی پر استدلال کرتا ہے مگر شاید سب سے بڑا اور سب سے روز انہی نشانی پر تاکید ہے

یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ویحی الارض بعد موتها' وکذلک تخرجون (۳۰ ۱۸)

خدا تعالی زندگی سے موت' اور موت سے زندگی کو پیدا کرتا ہے اور جس زمین پر موت چھا جاتی ہے' تو اسے پھر زندہ کر دیتا ہے - اور (سو تم لوگ) اسی طرح (قیامت میں) موت کے بعد زندہ کھڑا کئے جاؤ گے -

لیکن انسان کی ایک قدیمی عادت یہ ہے کہ گوشت اور خون سے بنے ہوئے جسم کی حرکت ہی کو زندگی' اور اسکے جمود ہی کو موت سمجھتا ہے - حالانکہ اس جسم کی موت و حیات بھی ایک بڑا ہی پر فلسفہ حیات و ممات کے مناسبت ہے - آسمان اس سے دور ہے' مگر زمین اور قدموں کے نیچے ہے' اگر نظروں کو اوپر نہیں اٹھانا ہو تعجب ہے کہ نیچے بھی نہیں دیکھتا؟ زمین جب اپنی زندگی کی تمام علامتوں سے محروم ہو جاتی ہے - اسکی سطح' کچلنے والی وہ بھاری بھاری رتھیں' جنکے آلات حیات سے اسکی سارے رونق اور رعنائی ہے' ایک آن میں ٹوٹ کر اس سے رخصت ہو جاتی ہیں - عالم نباتات کی وہ ارواح طیبہ' جنکے مظاہر جمال کے الوان متخلفہ سے اسکا چہرہ ایام بہاری کے حسن کو بھی شرمندہ کر دیتا ہے' جہاں کے لطمات ہلاکت کی تاب نہ لاکر اسکی گود میں تڑپ تڑپ کر جاں دیدیتی ہیں - روح نباتاتی کا کوئی اثر اسمیں باقی نہیں رہتا - کھیت خشک ہو جاتے ہیں' باغ جنگل بن جاتے ہیں - اور سرچشمۂ حیات دیکھ پانی بھی اپنی دلچسپیوں کو روک دیتا ہے -

افسوس ہے کہ مجھے دوبارہ سمع خراشی کرنے کی ضرورت نہیں آئی اسکی معافی مانگتا ہوں اور در حملے عرض کرکے ادبی مواصلات ختم کرتا ہوں - کاہرتہ کے متعلق جو آپ نے لکھا کہ اسکی تحریریں تہذیبی کی روئیدادیں نہیں ہوسکتیں بلکہ وہ ایک فرد کی رائے سمجھی جائینگی ' درست ہے - لیکن اسے تکلف دہ الزام تو فراموش نہ کیجئے جسمیں حیات کے تہذیبی نے ہر فرد تو فرد بھی اور اجتماع کو ہم عائد کیا تھا اور واللہ یعلم ایہم اکاذیب کی مہر بھی لگا دی تھی - [ہمارا مقصود تہذیبی کے مخصوص جنمواں طبقے سے تھا - اس ارتکاز میں حاذقا حکمراں طبقے کو روز دیا گیا ہے اور اس سے پہلے بھی تصریح کر چکا ہوں - تورانیت کی زاردار یوں کا اصلی حلقہ ہمیشہ محدود رہا ہے - عام عنصر - جنکی پچاس ساٹھ کی تعداد پر آپ نے زور دیا ہے - انصاف فرمائیے کہ آپ میں کتنے ہیں جو اپنے سے تمام معاملات کی خبر رکھتے ہیں ؟ الهلال]

اس وقت زمین تکسر مرفع موت و هلاکت هوجاتی هے - لیکن پھر جب "حیات بعدالممات" کا قانون رونما هوتا هے' تو موسم بہار رحمت الہی کا پیغام لیکر آتا هے - جہاں کی تمام علامتیں ایک ایک کرکے رخصت هونے لگتی هیں ' خشکی کی جگہ تر و تازگی ' افسردگی کی جگہ شگفتگی' اور موت کی جگہ زندگی کے آثار هر طرف نظر آنے لگتے هیں - پھر کیا یہ امور کی حیات' اور احساس کا حشر نہیں هے ؟

اس سے بھی بڑھکر اس قانون الہی کے وہ مظاہر هیں جنمیں زندگی موت کے بعد نہیں ' بلکہ موت سے زندگی ' اور زندگی سے موت پیدا هوتی هے یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی - غور کرکے دیکھا جائے تو دنیا میں اسکی هزاروں مثالیں ملینگی - کتنی گمراهیاں هیں ' جنسے رهنمائی کی حرکت پیدا هوتی هے ؟ کتنی تاریکیاں هیں ' جنکی سبب روشنی کو دعوت دیتی هے ؟ اور پھر کتنی جوہر نیاں هیں' جنمیں گوشوں کی ضرورت نہیں هیں ' لیکن انہیں سے حیات و زندگی کی روح پیدا هوکر دنیا میں پھیل جاتی هے - یہی اسرائیل کی سخت و شدید صلاب هی کے ظہور (مسیح) کا سامان کیا تھا کہ جسکی دیواروں پر سینکڑوں برسوں کی تصویریں کیسی سخت تاریکی تھی ؟ لیکن یہی تاریکی جب حد درجہ تک پہنچ گئی' تو افتاب توحید کعبے کی جہت سے طلوع هوا - صدیوں لڑائیوں نے صدیوں تک یورپ اور ایشیا کے امن کو تاراج کیا ' لیکن یہی لڑائیاں تھیں' جنھوں نے یورپ کے لئے نور جدید کی بنیاد رکھی اور سینکڑوں تمدنی اور اخلاقی فوائد تمام اقوام مغرب نے حاصل کئے

* * *

پچھلے نمبر میں (ادھم ننسا) کی ایک تصویر هم نے انہیں کالموں میں درج کی تھی - انھوں نے (الحی) کے نامہ نگار سے کہا تھا کہ اللہ تعالی نے هم سے ایک عہد لینی چاہی تھی ' مگر اس نے سب کا عہد همیں دیدیا - درحقیقت جنگ طرابلس بھی اس قدرت الہی کی ایک بہت بڑی مثال هے کہ

یخرج الحی من المیت وہ موت سے زندگی ' اور زندگی سے
ویخرج المیت من الحی موت پیدا کردیتا هے -

جنگ طرابلس ایک خوں ریزی تھی ' لیکن غور کیجئے تو اسی خوں ریزی نے اسلام کے لئے دور حیات کی بنیاد رکھدی هے - دنیا میں اصلی طاقت اخلاقی طاقت هے ' اور اصلی فتح' اخلاقی فتح هے - اس جنگ کا سب سے بڑا احسان یہ هے کہ اس نے مردہ جسدوں میں روح پھونکدی ' اور ایک اصلی اور حقیقی اخلاقی حرکت تمامی عالم اسلامی میں پیدا کردی -

اس ادارکی سب سے بڑی مثال اسلام پرستی کا وہ عدیم نظارہ هے' جو اسلامی جنگ کے ساتھ هی تمام عالم اسلامی اور خصوصی تمام عثمانی ممالک میں پیدا هوگیا - دلوں کا ایسا جوش اور کوئی جمعیت ایسی نہیں هے جو آج طرابلس کے مختلف میدانوں میں سرگرم قتال دفاع تھی - سب سے زیادہ گروہ عالما اور اهل قلم کا هے' جنھوں نے تلوار کو بلند هوتے دیکھا ' تو خود بھی اپنے قلم کو تلوار سے بدل لیا - اس سے بیشمار هم معدود اشخاص کا ذکر کرچکے هیں' لیکن آج جو تصویر آپکے سامنے هے ' اسکی عزت و احترام میں کمی نہ کیجئے کہ یہ اسلام پرستی اور ملی فدا کاری کے شرف و تقدس کی ایک مقدس مثال هے -

* * *

سب سے پہلے (ابراهیم نرنا بک) کے چہرے پر ایک نظر ڈالیے ' اپکے لئے یہ کوئی نئی وضع اور قطع نہیں هے - هندوستان میں نئی صحبت کے سینکڑوں نوجوان اس قطع کے آپکے دیکھے هونگے - اگر آپکو معلوم نہ هوتا کہ ایک تعلیم یافتہ ترک کی تصویر هے ' تو عجب نہیں کہ آپ اسے (علی گڈھ کالج) کا ایک هندوستانی گریجویٹ قرار دیتے - لیکن

لشتان ما بین الثریا فی الثری
و بعد سلمی و الاعرابی حاتم

یہی چہرہ حوریب و آرائش اور وضع و قطع کی نرمی کا نمونہ نظر آتا هے ' یہی گردن جسمیں نا وضع کالر کے حلقے اور نکٹائی کی جست اور صحیح تہذیب سے خوشنمائی اور رعنائی پیدا کی گئی هے ' یہی جسم خوقدمتی اور خوش قطع کپڑوں کے اندر راحت خوئیوں اور آرام پسندیوں کا ایک مرقع معلوم هوتا هے ' آج مہینوں سے ریگستان افریقہ میں تپتی هوئی زمین ' پر غبار آسمان ' موسم زدہ فضا ' اور بسا اوقات کسی برائے کمل کے نہ ملنے هوئے جسم' نا تجربہ کاری سے گہرے هوئے جھڈ ' اور گولیوں کی بارش ' اور بموں کی آتشباری کے اندر ایک سخت جان اور عادی سپاهی کی طرح مصروف قتال و دفاع هے ' جو سر کل تک خوبصورتی قدرت سے مخروط تھا ' آج میدان قتال کی گردوغبار کیلئے نرهنہ کردیا گیا هے - جس آنکھوں کو کل تک نازک کمانوں کی عینک جڑھی هوئی تھی - آج مجاهدین کے گھوڑوں کی ارزانی هوئی خاک کے سرمے کے انتظار میں کھلی هوئی هیں - جو انگلیاں کل تک رنگیں نکٹائی کے حلقے سے خوبصورت بنائی گئی تھی ' آج راہ اسلام پرستی میں نکلے هوئے خون کی چھینٹوں سے رنگیں هو رهی هے - اور جو سینہ کل تک خوش قطع ویسٹ کوٹ سے ملبوس تھا ' آج دشمنان ملت کی گولیوں کے زخم کیلئے کھولدیا گیا هے !!

* * *

اسلامی خصائص کی یہ اصلی تصویر هے ' جو آج صدیوں کے بعد نظر آرهی هے - اسلام دین اور دنیا ' دونوں کو ایک هی زندگی کے اندر جمع کرنا چاهتا هے ' وہ پہلے دل سے اعتراف دلاتا هے ' پھر دونوں مطالب و اعتدال کے ساتھ جس مدعا تک عیش اور آرام و راحت تم دنیا میں حاصل کرسکتے هو ' اور - قدمتی ترقی پہنچا جسکے لئے تمکو سعی هے تو یہ دونوں چیزیں تمہارے لئے حرام نہیں - زینت و آرائش سے اپنے دلوں کو خوشنما بنانا چاهتے هو تو اسکی بھی ممانعت نہیں - [illegible] کپڑے پہننے' اور آرام و راحت حاصل کرنے کیلئے هی بنائی گئی هیں - لیکن ساتھ هی یہ بھی تمکو قرآن حکیم کے ارشاد کی یاد دلاتا هے کہ یہ تمہارے لئے اسراف اور ما سوا پرستی میں داخل هوجائے (انہ لا یحب المسرفین) - تمہارے جسم

جنگ طرابلس

قیمتی ملبوسات میں رہیں تو مضائقہ نہیں' لیکن پھٹے ہوئے کمل کے اوڑھنے سے بھی انہیں عار نہیں - ہمارے پاؤں قدیمی قالینوں پر چلنے کو کہا ہوتا ہے - لیکن کبھی کانٹوں اور قیچی ہوئی ریگ پر بھی جہل قدمی کرلیں - ان چیزوں میں سے کوئی شے نہیں جانثاری اور جاں نثاری سے مانع نہ آئے' اور کوئی لذت صرف اپنا ہی نرسنار نہ نکالے -

مصر اور قسطنطنیہ کی ڈاک

کا خلاصہ

— —

اس ہفتے بھی کوئی اہم خبر نہیں' حالات دستور اور خاموشی جاری ہوی ہے - اٹالین اپنی قلعہ بند چھاؤنیوں اور مورچوں کے اندر بند رہکر زیادہ سے زیادہ یہ کرسکتے ہیں' کہ ہوائی جہازوں پر چند بم کے گولے لیکر بندھے جائیں لیکن عثمانی نشانہ اندازوں کے حوف سے نہ صرف زمین' بلکہ اب اسمان کی محفوظ فضا بھی آن پر تنگ ہوگئی ہے - ابتدائے جنگ سے لیکر اس وقت تک سکڑوں مرتبہ ہوائی جہاز کی آزمائش کی گئی' لیکن ہر مرتبہ ناکامی ہوی - جس وقت ہوائی جہازوں کا اٹلی نے بندوبست کیا ہے' تو اٹالین اخباروں نے ایسے معمولی فخر و غرور کے لہجے میں کہا تھا کہ اس عجیب و غریب اتحاد سے جنگ میں عملی کام لینے کا اولڈ شرف اٹلی کو حاصل ہوگا - لیکن ابتک اس تمام شرف و افتخار کے کارنامے کا حاصل یہ ہے کہ چند جہاز فضا میں اوڑے اور پھر لوٹ کر چلے آئے' بعض نے چھپے ہوئے پیغامات اور کاغذ عربی چھاؤنیوں کے آگے پھینکدیئے' اور اس کو انتہای بہادری سے تعبیر کیا - شجاعت و کاردانی کا یہ ہنگام ہوا تو چند بم کے گولے بھی اوپر سے پھینکدئے' لیکن قبل اسکے کہ انکا نتیجہ دیکھنے کی خوشی حاصل کریں کسی عربی سوار کی گولی' یا کسی عثمانی توپخانے کے نشانے سے خود ہی شکار ہوگئے !!

اخبار (الرعد) ٹیونس کا نامہ نگار لکھتا ہے " عالباً سب سے پہلا ہوائی جہاز اعلان جنگ سے پانچ ہفتے بعد طرابلس پہنچا تھا اور اسکے بعد متعدد جہاز چند مہینوں کے اندر پہنچ گئے' لیکن اگر اس حرب انگیز اتحاد کے موجدوں کو معلوم ہوا ہوتا کہ ترک ابتک ابتدائی اتحاد کو اس طرح افریقہ میں حائل دیکھ ہوتے ہیں' تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ قدیم زمانے کے ڈھنڈورچی کی طرح اپنے عملداروں کی تعلیم کیلئے یہ سرخط لگا دیتے کہ " ہوا ہلوں کو نہ سکھلایا جائے " - آجتک ایک واقعہ

اٹالین ہوائی جہاز اپنی جہازی کی طرف نہاگا جارہا ہے' اور مقابلہ (مراعصہ) کا شعلہ توپوں سے نکل رہا ہے -
(بنغازی)

بھی تاریخ جنگ میں ایسا نہیں ہوا' جسمیں اٹالین ہوائی جہازوں نے ہمارے کیمپ کے ایک کتے کو بھی زخمی کیا ہو - ابتدا میں تو سادہ لوح عرب دیکھکر کسی قدر حیران ہوگئے تھے لیکن جب تاری (انور پاشا) نے انکو ہوائی جہاز دکھلا کر سمجھا دیا کہ یہ ایک معمولی سے ہے جس سے ہم بھی کام لے سکتے ہیں' تو پھر انکے لئے ایک معمولی تماشا ہوگیا' اور اب انکی نظروں ہر وقت فضا میں ادھر ادھر ہوائی سکار ڈھونڈتی رہتی ہیں -

ابتک کتنے ہی مرتبہ ہوائی جہازوں کو مصروف ہوتا ہے اور کتنے جہاز ہاں زخمی ہوکر صحرا میں یا اطراف و حوالی کے کھیتوں اور باغوں میں گرے ہیں - "

ایک اٹالین ہوای جہاز کی گرفتاری

خود (رئوٹر) نے بھی اس ہفتے اٹالین ہوای جہازوں کے ایک ایسے ہی کارنامے کی خبر دی ہے " اٹالین کپتان (موڈرو) جسوقت اپنا ہوائی جہاز (رواہ) سے آڑاتا ہوا طرابلس کی راہ جارہا تھا بدقسمتی سے عربوں میں گر پڑا - لیکن خوش قسمتی یہ تھی کہ یہ جہاز کے چوٹ آئی' نہ جہاز ہاں زخمی ہوا' دونوں صحیح سلامت ترکی ہتھ کوارٹر میں پہنچا دیے گئے - "

تعجب ہے کہ (رئوٹر) کو یہ خبر شائع کرنے کیلئے کہاں سے معلوم ہوی ؟

(بنغازی) میں شہر کے ارد گرد عارضی قلعے بنالیے ہیں' اور (بقول نامہ نگار المورننگ) ان میں سب و زور جھونکے رہے ہیں - عرب اور ترک لاکھ لاکھ کوششیں کرتے ہیں کہ کسی طرح باہر نکل کے مقابلہ کریں مگر کبھی کبھی مورچوں کے اندر سے گولوں کو ضائع کردینے کے سوا انہوں نے ہر طرح کے جنگی کاموں کی قسم کھالی ہے - مجاہدین ترک و عرب سے تو مقابلہ کرنے کی خواہش نہیں ہوتی مگر بے قصور شہر کے باشندوں پر اپنے وحشیانہ مظالم شروع کر دیتے ہیں کوئی ہفتہ ایسا نہیں جاتا جسمیں ایک گروہ باشندگان شہر کا بغیر قصور کے گرفتار نہ کرلیا جاتا ہو' اور آئے دن حلاوطنی کی سزا دیکر اٹلی نہ بھیجدیا جاتا ہو - اٹلی بھیجنے سے صاف یہ مقصود ہوگا کہ جس طرح ابتدائے جنگ میں سفارتخانوں کے تمام ترکوں کو اسیران جنگ کے نام سے اٹلی بھیجدیا تھا اور انکو روما کے گلی کوچوں میں پھرا کر ملکی فتح و نصرت کے شادیانے بجائے گئے ہیں' اسی طرح اب شہر کے کاروباری عربوں کو گرفتار کر کے روما میں لیجا کر دکھلایا جائے کہ ہم آجکل بھی ابھی عدیم النظیر فتوحات میں سرگرم ہیں اور جماعتوں کی جماعتیں دشمن کی قید ہو رہی ہیں !!

Printed & Published by Abul Kalam Azad, at The Hilal Electrical Printing Works, 7-1 McLeod Street, Calcutta

(آئندہ نمبروں کیلئے جو تصویریں طیار ہیں)

(اُن میں سے بعض کی فہرست)

(مشاہیر)

۱ امیر عبد القادر الجزائري

۲ ابو الاحرار مدحت پاشا

۳ شیخ احمد السنوسی

۴ سید ادریسی امام یمن

۵ امیر علي پاشا بن عبد العاذر الجزائری

۶ امیر عبدالقادر ثاني بن امیر علي پاشا

۷ هر ایکسلنسی محمود شوکت پاشا

۸ معاهد دستور و حریت بیاري بک

۹ ابراهیم ثریا بک کمانڈر شرقی طرابلس

۱۰ ڈاکٹر لبید سبزاي یک رئیس هلال احمر قسطنطنیه

۱۱ سوله برس کی عمر کا ایک عثماني مجاهد.

۱۲ قسطنطنیه کي موجوده وزارت

۱۳ ایرانی مجاهدین کا ماتم سرا

۱۴ ایراني مجاهدین کا حمله

۱۵ نیک باشی نشانت بے

۱۶ منصور پاشا مبعوث بتعازي

(مناظر جنگ)

۱۷ طرابلس میں مسیحي تهدیب کے چار خونین مناظر

۱۸ اتالین هوائي جهاز سے مجاهدین کے کیمپ پر کاغذات پهینک رهے هیں

۱۹ طبروق کا معرکه

۲۰ منصور پاشا مجاهدین طرابلس کے سامنے تقریر کر رهے هیں

۲۱ بیروت نیک کي شکسته دیوارین

۲۲ روڈس میں اتلي کا داخله

۲۳ طرابلس میں اتالین کیمپ

۲۴ طبروق کے عثمانی کیمپ کے افسر

۲۵ مجاهدین کی عورتیں اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۶ تبریز میں روسي لشکر کي لعنت

۲۷ اذر بائجان میں روسي داخلهٔ

۲۸ ایران کے سردران قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا قتل عام

۳۰ طنجه میں قبائل کا حمله

۳۱ فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر و تصاویر)

۳۲ عثماني پارلیمنٹ کا افتتاح

۳۳ سلطان المعظم پارلیمنٹ میں

۳۴ عید دستور

۳۵ روڈس کے بعض مناظر

۳۶ ڈارڈینلز کا ایک منظر

۳۷ هلال احمر مصر کا گروپ

۳۸ فرانس کي هلال احمر کا طبي وفد

* * *

۳۹ قونیه میں ایک اسلامي اثر قدیم کا انکشاف

۴۰ سنه ۷۰ هجري کي ایک تحریر کا عکس

۴۱ حکیم مومن خاں "مومن"

۴۲ نواب ضیاء الدین خاں "ضیاء"

۴۳ مرزا صائب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحه

۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط

۴۵ بهادر شاه کا بستر مرگ

الہلال کے مضامین کے ابواب

منزل عامۃ

اس عنوان کے تحت میں ہمیشہ علمی مضامین ، علمی خبریں ، جدید اکتشافات
متفرق ایجادات و افکار علمیہ اور علمی استفسارات کے جواب درج ہوا کرینگے

اسرار اسلام

اسمیں بالالتزام تاریخ اسلام کے ان مشہور نامور رجال کے حالات درج کئے جائیں گے ،
جنہوں نے مذہبی ، علمی اور سیاسی آزادی کے لئے کوئی سرفروشی
اور قربانی کی ہے ، نیز زمانہ حال کے نامور احرار کے
حالات بھی مع تصاویر شائع کئے جائینگے ،

افتتاحیہ

ایرادات کے متعلق تمام مضامین اور خبریں

نقد و نظر

مراکش بھی یا اسپین پیشہوس رہیگا اسکے علاوہ مندرجہ
ذیل چھوٹے کالموں کے عنوانات ہیں ،

مدارس اسلامیہ

عالم اسلامی

انتقاد

مراسلات

ضخامت کی افزائش کے ساتھ اور نئے ابواب بھی بڑھائے جائینگے ہمیشہ
ایڈیٹوریل کالم انکے علاوہ رہیگا اور ابتدا میں برائے نوٹس :

شذرات

کے عنوان سے درج کئے جائینگے

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين القرآن الحكيم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر حصوصی
احمد [illegible] الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ [illegible] روپیہ
ششماہی [illegible] روپیہ ۲ [illegible]

مقام اشاعت
۷ [illegible] مکلاو [illegible] اشریت
سکلکتہ

[illegible] ۱

سکلکتہ یکشنبہ ۲۲ ستمبر ۱۹۱۲ء

—*—

شرح اجرت اشتہارات

—*—

ایک مرتبہ کیلئے بحساب	فی صفحہ	۲۶	روپیہ	فی کالم	۱۳	روپیہ	نصف کالم	۸	روپیہ
ایک ماہ " "	"	۲۲	"	"	۱۲	"	"	۷	"
تین ماہ " "	"	۱۸	"	"	۱۰	"	"	۶	"
چھ ماہ " "	"	۱۵	"	"	۸	"	"	۴	"
ایک سال " "	"	۱۲	"	"	۶	"	"	۳	"

متفرق اشتہارات جو نصف کالم سے بھی کم ہوں انچ کے حساب سے لئے جائینگے' بحساب فی مربع انچ دس آنہ

ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ دو بارہ انچ تک کا اشتہار لیا جاسکتا ہے لیکن اسکی اُجرت ہر مرتبہ کیلئے پورے صفحہ کی' یعنے ۲۶ روپیہ لی جائیگی

مختصر اشتہارات اگر رسالے کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت سے پچاس فیصدی زیادہ ہوگی - اگر اشتہار کا بلاک دوا کر یا کسی تصویر کے بلاک کے ساتھہ درج کرانا مقصود ہو تو بلاک کی اجرت اسکے علاوہ ہوگی ' اور اسکی دوائی دس آنے مربع انچ کے حساب سے لی جائے گی - چھاپے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو دیدیا جائیگا اور ہمیشہ اسکے لئے کارآمد رہیگا -

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطابق آپکو جگہہ دیسکیں ' البتہ حتی الامکان کوشش کی جائے گی -

(۲) اشتہار کی اجرت ہمیشہ پیشگی لی جائے گی اور کسی حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) مدیر کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اُس چیز کا جو جوے کے اقسام میں داخل ہو' تمام منشی مشروبات کا ' فحش امراض کی دوا کا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنیٰ شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو' کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا

آئندہ نمبر میں غازی انور پاشا کی دوسری رنگین تصویر مع مناظر جنگ کے شائع ہوگی

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین (القرآن الحکیم)

الہلال

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, MacLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 412-

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ ـ ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۱ | کلکتہ : یکشنبہ ۲۲ ستمبر ۱۹۱۲ع | جلد ۱

فہرس

شذرات ۲
صبح امید ۵
مقالات (تمدن کا پہلا حصہ) ۹
مراسلات (قومی صلاح کار - گمنام مراسلہ - مدرسۂ دیوبند - رسالہ اتالیق -) ۱۱
مامورین طرابلس (احمد حلمی بک) ۱۵
کارزار طرابلس ۱۶

لوحۂ امید

— * —

اس ہفتے جب ہم نے "صبح امید" کے عنوان سے لیڈر لکھا ' تو خیال ہوا کہ مستقل تصاویر کے سلسلے میں کوئی ایسی تصویر شائع کریں جسکا نظارہ اس صبح امید کیلیے تبسم بشارت کا کام دے ' اور یہ اشاعت ہر حیثیت سے (صحیفۂ امید) کی مصداق ثابت ہو -

(الہلال) جب ہم نے شائع کیا ' تو ابتدا ہی میں خیال ہوا تھا کہ اعلی حضرت (ملک معظم) کی تصویر کسی نہ کسی اشاعت میں شائع کریں ؛ لیکن عمدہ بلاک بغیر عمدہ عکسی تصویر کے نہیں سکتا تھا - یہ حسن اتفاق ہے کہ اسی ہفتے بلاک طیار ہوگیا ' اور یہ لوحۂ امید ناظرین کے سرور وانبساط کیلیے انکے سامنے ہے -

ہم نے ملک معظم کی تصویر کو (لوحۂ امید) کہا ' اسلیے کہ وہ گذشتہ سیاحت ہند میں جو (پیغام امید) ہندوستان کو دے گئے ہیں ' اس نے ہمیشہ کیلیے انکی یاد کو ایک لوحۂ امید کی صورت میں یادگار کردیا ہے - ہندوستان کو یقین ہے کہ جلد یا بدیر ' مگر اس پیغام امید کے بعد وہ شاہد مقصود کو ضرور اپنے سامنے دیکھے گا - ہم کو ہندوستان کی گورنمنٹ اور اسکے ماتحت حکام سے خواہ کتنی ہی شکایتیں ہوں ' مگر دنیا کو یاد رکھنا چاہیے کہ اس پیغام امید کی محبت اور وفاداری سے کوئی دل خالی نہیں -

اس ہفتے کی اشاعت کو ایک خاص مناسبت اس تصویر کے ساتھہ اور بھی ہے کہ ہم نے گذشتہ اڑتکال میں مسلمانان ہند کی ایک امید افزا حرکت کا ذکر کیا ہے ' ہم کو امید ہے کہ (ملک معظم) کا عہد امید جہاں ہندوستان کے گذشتہ سیاسی انقلابات کے لحاظ سے یادگار رہے گا ' وہاں یہ بھی ہم کبھی نہ بھولیں گے کہ انہیں کے سایۂ عاطفت میں ہم نے قرنہا کی غفلت کے بعد ہشیاری کی کروٹ لی - اور ایک سچی مگر وفادارانہ سیاسی تحریک کا ہم میں اغاز ہوا -

ہم مسلمان ہیں ' ہمارے سر صرف خداے واحد و ذوالجلال کے آگے جھکتے ہیں ' مگر ہمارے دل کے دروازے محبت اور وفاداری کیلیے کھلے ہوے ہیں -

---

گذشتہ اشاعت میں " تمدن حطرے میں " کے عنوان سے جو تحریر درج کی گئی تھی ' اسکا دوسرا ٹکڑا بھی آجکی اشاعت میں شائع کیا جاتا ہے - امید ہے کہ ناظرین نے اسے سرسری نظر کے حوالے نہ کیا ہوگا - اس مضمون میں یورپ کے ایک مستند اہل قلم نے موجودہ تمدن کے جو عوارض و مہالک بیان کیے ہیں ' وہ موجودہ دور کا فی الحقیقت ایک فتنۂ عظیم ہے -

اسکا ترجمہ ہمارے لائق دوست مسٹر عبدالماجد صاحب بی - اے - نے رسالہ (الندوہ) کیلیے کیا تھا ' چونکہ الندوہ بند ہوگیا ہے (اور نہایت افسوس کے ساتھہ یہ کہنا پڑتا ہے) اسلیے اسکے دفتر سے یہ ترجمہ ہمارے پاس بھیجدیا گیا تھا ' جسے نہایت خوشی کے ساتھہ ہم نے شائع کردیا -

---

لکھنؤ سے ایک گمنام مراسلت

— * —

لکھنؤ سے ایک صاحب نے مراسلت بھیجی ہے ' جو کسی دوسری جگہ درج کردی گئی ہے - اس مراسلت کے نیچے نام نہیں دیا گیا ہے اسکے ساتھہ جو خط تھا ' اسمیں ایک شخص کا نام مع ایک بیرسٹر صاحب کی کوٹھی کے پتے کے درج ہے ' مگر جانتا ہوں کہ مراسلت کی گمنامی اور خط کی صراحت ' دونوں یکساں ہیں - پہلے تو خیال ہوا کہ جو شخص اپنے اندر اتنی جرأت بھی نہیں پاتا ' کہ علانیہ آکر مجھسے سوال کرے ' وہ کسی طرح تخاطب کا اہل نہیں ' لیکن پھر خیال ہوا کہ اس تحریر میں ایک سوال میرے ذاتی علم و تحمل کی نسبت بھی ہے ' اور شاید میرا نفس اس پردے میں اپنی تنقیص و مذمت کے سوال کو ٹالنا چاہتا ہو ' اسلیے باوجود اس افسوس کے کہ اسکی اشاعت اور جواب میں جسقدر صفحے صرف ہونگے ' وہ کار آمد مضامین کیلیے ظلم ہوگا ' اس تحریر کو شائع کرکے مجبوراً چند سطریں یہاں لکھدیتا ہوں - لیکن انسانی اخلاق کی نوالعجبی کہ یہ کیسی عمدہ مثال ہے ! ایک شخص باوجود فقیر بے نوا ہونے کے ملک کی سب سے بڑے متمول ' بارسوخ ' صاحب نفوذ و اقتدار ' اور حکام رس گروہ کو علانیہ انکی غلطیوں پر ٹوک رہا ہے ' اپنے عقیدے اور بصیرت کے مطابق انکے جس خیال و عمل کو خلاف صواب سمجھتا ہے ' سخت سے سخت الفاظ اور شدید سے شدید لب و لہجہ میں صاف صاف ظاہر کردیتا ہے ' اور اعلان حق کی راہ میں کسی دنیوی اثر اور انسانی طاقت کا اپنے اندر خوف نہیں پاتا - مگر اسکے مقابلے میں زمانے کا یہ حال ہے کہ اول تو سرگوشیوں اور گھر کی صحبتوں میں بیٹھا کہنے کے سوا کوئی باہر نکلکر مشورہ و مدافعۂ خیالات سے غلطیوں کو سلجھانے کی سعی نہیں کرتا ' اور اگر (دفعتاً) کے اتفاقی کیمپ سے گاہ گاہ آجانے والی صدائے توپ کی طرح ' کبھی کوئی صدا اٹھتی بھی ہے ' تو اسکا یہ حال ہوتا ہے ' کہ ایک شخص مسودہ لکھتا ہے ' دوسرے سے صاف کرایا جاتا ہے ' تیسرا خط لکھتا ہے ' اور پھر اتنی جرأت بھی نہیں ہوتی کہ علانیہ اپنا نام ظاہر کریں !

خیال کن تو کجائی و ما کجا واعظ !

اس سے بھی عجیب تر یہ ہے کہ میں جو کچھہ لکھتا ہوں ' قوم کے سب سے بڑے طبقے کے خلاف لکھتا ہوں - اسلیے انسانی کمزوری سے اپنے تئیں چھپا سکتا تھا ' لیکن جو حضرات میری مخالفت میں قلم اٹھاتے ہیں ' وہ تو گویا عام شاہراہ پر قدم اٹھاتے ' اور ہر دل عزیزی کا ایک نیا استحقاق پیدا کرتے ہیں - انکے لیے چھپنے کی کیا وجہ ہوسکتی ہے ؟ کیا حق و صداقت کی طاقت بخشی اور گمراہی کے قدرتی تدلل و بے ہمتی کی یہ ایک کھلی نشانی نہیں ہے ؟ پھر کوئی آنکھہ ہے جو دیکھے ' اور دل ہے جو سوچے ! ان فی ذلک لذکری ' لمن کان لہ قلب ' او القی السمع و ہو شہید (۵۰ : ۳۷)

تاہم اپنے نقاب پوش دوست کا ان سوالات کیلیے بھی ممنون ہوں - ممکن ہے کہ ان سوالات سے کوئی مفید نتیجہ انکے پیش نظر ہو ' اور جیسا کہ وہ کہتے ہیں - اسکا انکشاف قوم کو فائدہ پہنچا -

انکو اور الہلال کے تمام ناظرین کو بھولنا نہیں چاہیے کہ خلوص اور نیک نیتی کے ساتھہ عرض حال کرنے کی سعی کرتا ہوں ' عصمت اور غلطیوں سے پاک ہونے کا تو میں نے کبھی بھی دعوا نہیں کیا - وہ یقین فرمائیں کہ میں اپنی غلطیوں کو دکھلانے والے قلم کا نہایت بے چینی کے ساتھہ منتظر رہتا ہوں کما یتمنی الدارد الماء صائم

اب میں چند سطریں ہر سوال کے جواب میں دفعہ وار عرض کرکے دوسرے کاموں میں مشغول ہوتا ہوں -

(۱) یونیورسٹی کے مسئلے کو میں تو قدیمی ہی سمجھتا ہوں لیکن آپکی لنگ اس سے متعلق نہیں ' اور تسر میں جو رپورٹ سکریٹری صاحب نے پیش کی تھی ' اسکی تمہید میں لکھا تھا کہ " تعلیم سے تو ہمکو اور کوئی پالٹکس نہیں ہے - مسلمان کو اور سب پالٹکس سے الگ رہنے مگر وہ تعلیم کے مسئلہ میں مصروف تھے ' اور یہ ایک نہایت دقیق اور عامض پولٹکل مسئلہ ہے " اب آپ جس رائے کو مفید مطلب دیکھیں ' اختیار فرمائیں -

(۲) مجھے معلوم نہیں کہ ہماری قوم کے " رہے سہے ماڈرن مین " کی الحاق و عدم الحاق کی نسبت کیا رائے ہے ' اور یہ معلوم کرنے کی ضرورت ' آپ یونیورسٹی کے ان جھگڑوں کو مجھسے اسطرح پوچھہ رہے ہیں ' گویا میں یونیورسٹی کے معاملات کا ذمہ دار ہوں ! میں نے ہی لوگوں کو یونیورسٹی کی طرف دعوت دی ہے ' لاکھوں روپیہ اسے وصول کیا ہے ' اور پھر میں نے ہی ۱۱ - اگست کو لکھنؤ میں مجلس منعقد کی ہے ' اور عدم الحاق کی صورت میں یونیورسٹی کے لینے سے انکار کردیا ہے !!

اگر آپکے اندر ان دقائق و رموز تعلیم کیلیے کوئی بے چینی ہے تو براہ کرم میرے وقت کو تو ضائع نہ کیجیے ' سب سے پہلے اپنے مرشد کل اور ہادی سبل سے پوچھیے ' جو علانیہ الحاق کی تائید میں تار دیتے ہیں ' پھر نواب وقار الملک ' راجہ صاحب محمودآباد ' میاں محمد شفیع اور سب سے بڑھکر " ہمدرد قوم " سر محمد علی سے پوچھیے ' جو الحاق کی تائید میں " مدلل اور معقول " تحریروں کا ایک سلسلہ قائم کیے ہوے ہیں ' اور رنگ پیپر چھاپ چھاپ کر اس مسئلے کی نسبت قوم میں ایک عام ایجی ٹیشن پھیلا رہے ہیں -

مجھے ان معاملات سے کیا تعلق ؟ میں تو ۱ - سمبر کی اشاعت میں اپنی اصلی رائے ظاہر کرچکا ہوں کہ الحاق اور عدم الحاق کیا معنے ' سوے سے یونیورسٹی کے وجود ہی کو قابل بحث سمجھتا ہوں !

دشمن کا ذکر کیا یاں سر ہی غائب ہے گریباں سے

میرا عقیدہ تو یہ ہے کہ یونیورسٹی خواہ الحاقی ہو یا غیر الحاقی مسلم کے نام سے ہو ' خواہ علی گڈھ کے ' جدید قدم میں لی جاتی ہے ' اتنی قدم کی مجال کسی صورت میں نہیں

ما شمع می گریم و در گفتۂ خود دلشادم

مکرر یہ بھی ارباب یونیورسٹی دمدمی کی اس خوش قسمتی پر ہنسی آجاتی ہے کہ پریس کمیٹی کے وقت اشاعت نے لوگوں کو الحاق و عدم الحاق کی بحث میں الجھادیا ' اور اصلی " ت جو دمزلۂ بنیاد کار ہیں ' اور جس پر اصلی شورش اور

ے چیدہ ہوتی تھی - وہ اس شور و غوغا میں بالکل دب کر رہگئے -

پس یہ آپکے کس کرمفرما نے کہا ہے کہ میں " یونیورسٹی الہ اباد یونیورسٹی کے نمونے پر ہندوستان جاہتا ہوں " میں تو ہندوستان ہی نہیں چاہتا ' خواہ کسی نمونے پر ہو - سر نٹلر کی چٹھی میں جتنی باتیں ظاہر کی گئیں تھیں ' مجھے مہمل اور بے معنی نظر آئیں تو میں نے انکے رد میں چند سطریں لکھدیں - البتہ لوگوں کی عام خواہش یہی ہے ' اور میں بھی مسلمانوں کی ضروریات کے لحاظ سے ایک مقامی یونیورسٹی کو - جو زیادہ سے زیادہ دو تین ہزار طلبا ہی کو تعلیم دیسکے - کافی نہیں سمجھتا -

(۳) یہ سوال آپ لوگوں کے مذہب میں " داتدنت " کی بحث ہے اور جائز نہیں ' مگر میرا یہ مذہب نہیں ' اسلیے جواب دیتا ہوں - آپ پوچھتے ہیں کہ مغرب و مشرق کے کن دارالعلوموں میں میں نے ادبا یا اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے ؟ گذارش ہے کہ الحمد للہ کسی میں نہیں ' اللہ (رب المغربین ورب المشرقین) کی اس درس گاہ سے فیضیاب ہوں ' جس نے اپنی نسبت کہا ہے کہ

قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین ' یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام ویخرجھم من الظلمات الی النور باذنہ ویھدیھم الی صراط مستقیم (۵ ۱۸)

بیشک اللہ کی طرف سے تمہارے پاس ایک نور علم وھدایت اور ھر بات کو بیان کرنے والی کتاب آئی ہے - اللہ اُسے سلامتی کے رستوں کی اس شخص کو ھدایت کرتا ہے ' جو اُسکی رضامندی پر چلتا ہے ' اور ان کو اپنے حکم کے ذریعہ جہل و ضلالت کی تاریکی سے نکالکر علم کی روشنی بخشتا ہے اور (مختصر یہ ہے کہ) صراط مستقیم پر چلاتا ہے

اور جسکا معلم الہی وہ ہے کہ

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم اٰیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب و الحکمۃ ' وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین (۳ ۱۶۴)

بیشک اللہ تعالی نے مسلمانوں پر بڑا احسان کیا کہ انہیں میں سے انکی طرف اپنا معلم (رسول) بھیجا ' جو انکو احکام الہی پڑھکر سناتا ہے اور انکے نفوس کا تزکیہ کرتا ہے ' اور ان کو علم و حکمت کی تعلیم دیتا ہے ' حالانکہ اس سے پہلے وہ سخت جہل و گمراہی میں گرفتار تھے -

جب سے اس درگاہ الہی کا دروازہ مجھپر کھل گیا ہے ' تمام کائنات کی سعادتیں دینے والے انسانی دارالعلوموں سے بے نیاز ہوگیا ہوں .

راہے کہ حضر داشت ' رسر چشمہ دور بود
لب تشنگی رراہ دگر بردہ ایم ما

والحمد للہ الذی ھدانا لھذا ' وما کنا لنھتدی ' لولا ان ھدانا اللہ (۷ ۴۲)

رہا یونیورسٹی کے کلرکوں کا مطالعہ ' تو مجھے تو قرآن ہی پڑھنے کیلیے چھوڑ دیجیے ' میں نے یونیورسٹی کا کانسٹیٹوشن بنانے کا کام اپنے ذمے نہیں لیا ہے ' اور نہ مجھکو دوسرے کی کونسل میں اسکا ایکٹ پیش کرنا ہے ' کمیٹی کے ممبروں یا عہدہ داروں سے پوچھیے کہ انھوں نے اس وقت تک کتنے کلرکوں سے ملاحظہ فرمائے ہیں -

جی چاہے ' تو مسٹر محمد علی سے بھی پوچھ سکتے ہیں ' جو کم سے کم اکسفورڈ یونیورسٹی کے کلرکوں سے تو ضرور بہونگے - من تعلیم و تربیت کے مطالعے کی بھی مجھے کوئی ضرورت نہیں ' آپ حضرات نے اس فن کے عالم و عمل کے جو نمونے پیش کردیے ہیں ' وہ مطالعے کیلیے کافی ہیں - میرے پاس تو اسلامی تربیت کی ایک کتاب موجود ہے ' اور اسکے سوا اور کچھ نہیں جانتا -

(۴) بیشک میرا تو یہی اعتقاد ہے ' مگر میں جانتا ہوں کہ آجکل جو لوگ تعلیم یافتہ ' اور جدید طرز تربیت و تعلیم کے امثال نمایاں ہیں ' انکے لیے قرآن اور اسلام کے ذکر سے بڑھکر کوئی گالی نہیں ' جسکو سنتے ہیں ' تو اکراہ و نفرت کے ہیجان سے مضطرب ہوجاتے ہیں :

و اذا ذکر اللہ وحدہ اشمأزت قلوب الذین لا یومنون بالاخرۃ ' و اذا ذکر الذین من دونہ اذا ھم یستبشرون (۳۹ ۴۶)

اور جب خدائے واحد کا ذکر کیا جاتا ہے ' تو جن لوگوں کو حیات آخروی پر ایمان کامل نہیں ' انکے دل نفرت کرنے لگتے ہیں - اور جب خدا کے سوا دوسروں کا ذکر کیا جاتا ہے ' تو یکایک ان میں خوشی پیدا ہوجاتی ہے -

رہی آپکی یہ فرمایش کہ یونیورسٹی کے انتظامی اور علمی انتظامی ہونے کی نسبت کوئی بحث پیش کروں ' تو اسپر مجھے ہندوستانی صرف المقلوقی ایک مشہور عقلمند قوم یاد آگئی ' جسکے ایک دانشمند ترین فرد نے ڈرامن سنانے والے واعظ سے فرمایش کی تھی کہ " میرے تانے بانے کا ذکر بھی قرآن میں دکھلا دیجیے " میرا نہیں ' بلکہ خود قرآن کریم کا یہ دعوا ہے کہ لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین - لیکن اگر آپکے اسکا یہی مطلب سمجھا ہے ' تو معاف کیجیے ' میں نے قرآن مجید کے انسانی اعمال و اعتقادات کیلیے ایک کامل تعلیم ہونے کا ضرور دعوا کیا ہے ' مگر آپکے تانے بانے کی بحث دعوا نہیں ہے - ممکن ہے کہ میں کوئی نہ کوئی استدلال اسکے لیے بھی پیش کردیتا ' مگر ڈرتا ہوں کہ آپکی فرمایشوں کا دوسرا قدم اٹھنے کا تو کیا کرونگا ' کل کو آپ کہیں گے کہ یونیورسٹی کمیٹی کے تمام ممبروں اور عہدہ داروں کا نام قرآن سے نکالدیجیے ' پرسوں فرمایش ہوگی کہ یونیورسٹی ایکٹ کی ایک ایک دفعہ کو نصوص قرانی سے منطبق کیجیے ' اور پھر اگر کہیں آپنے یہ فرمایش کردی کہ " میں بھی یونیورسٹی کے معاملات سے گہرا متعلق رکھنے والا ہوں ' میرا اور میرے خاندان کے تمام ممبروں کا نام بھی قرآن سے ثابت کردیجیے " تو پھر تو مجھے واقعی تعلیم قرانی کی خدمت سے مستعفی ہی ہوجانا پڑے گا -

(۵) نہیں سمجھ سکتا کہ اس سے آپکا مطلب کیا ہے ؟ بیشک مولانا شبلی نعمانی کی خدمت میں مجھے درسوں سے نیاز حاصل ہے ' اور ارباب فضل و کمال کی صحبت ہر حالت میں موائد بخش ہے ' مگر الحمد للہ کہ میں اپنی آراؤ معتقدات میں کسی انسانی صحبت سے مستفید نہیں ' بلکہ صرف اس ہادی حقیقی کی ہدایت بخشیوں سے کامیاب فیضان ہوں ' جسکی

توفيق كا نور ميري تاريكيوں ميں مشعل راہ نما ' اور گمراهيوں ميں دست هدايت هے ·

الذي خلقني فهو يهدين ' وہ ' جس نے مجھكو پيدا كيا ' اور پھر
و الذي هو يطعمني هدايت كي راهيں ميرے آگے كھولديں -
و يسقين ' و اذا مرضت وہ ' كه ميں بھوكا هوتا هوں تو مجھے كھلاتا '
فهو يشفين ' اور پياسا هوتا هوں تو پلاتا هے - اور وہ '
و الذي يميتني كه جب اپني نداعمالیوں سے بيمار پڑتا هوں '
ثم يحيين ' و الذي تو پھر رحمت سے شفا ديديتا هے - جو
اطمع ان يغفر مجھكو موت كے بعد حيات بخشيگا ' اور
لي خطيئتي يوم الدين جسكي رحمت سے اميد ركھتا هوں كه قيامت
(٢٢ ٨٣) كے دن ميري خطاؤں سے درگذر كريگا -

مسلمانوں كي گذشته يونيورسٹيوں كي وجه تسميه كي نسبت بھي
اپكا سوال نا قابل فهم هے ' اور نهيں معلوم اس سوال سے كيا مقصد
هے ؟ اول تو يه بھي صحيح نهيں كه تمام يونيورسٹياں شهر اور بانی كے
نام سے مشهور هوئيں ' اور بالفرض هوئي بھي هوں تو مشهور هوجانا
دوسری چيز هے اور نام ركھنا دوسري بات - پھر كيا اپكا يه ارادہ هے كه
مجوزہ يونيورسٹي كو بھي " سر اغا خاں يونيورسٹی " كے لقب سے
سرمايه اور معركرديں بنايا جاے ؟ اگر يهی مقصد هے تو اسكے لئے
اس بلاش و جستجو كي ضرورت نهيں ' يهاں چلے هی سے سمجھه ليا
گيا هے كه اسكا نام مسلم يونيورسٹي هو خواه اور كچھه ' وہ بهر حال
ويسي هی مسلم يونيورسٹي هوگي ' جيسا اس وقت علی گڈه
كا محمڈن كالج هے - پس نفاق كي جگه يقيناً اس راسے ميں
ميں زيادہ حريي هے كه " مسلم " كي جگه ' اغا خان يونيورسٹی "
هی اسكا اسم مبارك تجويز كيا جاے -

(٦) آپكو كيا معلوم ' يونيورسٹی كا ابھي عاملہ مقرر بھي نهيں هوا تھا
كه ميں انهيں اغراض و مقاصد سے ايك اخبار نكالنے كي فكر ميں تھا '
كيونكه جب تك ذاتي اخبار نهوتا ' ان خيالات كی اشاعت مشكل
تھی - كوئي اخبار بھي اسے گوارا نه كرتا كه ميرے مضامين شائع كرے
اپنے تئيں ارباب حل و عقد كي نظروں ميں معرض فنا سے - ليكن
الله كي مشيت نے مجھے مهلت نه دي اور كئي سال اسميں نكل
گئے - ميرے محب و محبوب دوست مسٹر محمد علي اور يوسيں
احباب كو اسكي خبر هے - پس يونيورسٹي كے هنگامے پر ميں كوئي
تحرير شائع نه كرسكا ' اور اب الهلال نكلا تو اپنے خيالات ظاهر كرنے لگا -

يه اصلي واقعه هے - رها اس تحرير كا وہ حمله ' جسے آپنے نقل
كيا هے ' تو افسوس هے كه آپ عبارت كا مهمل اور موقعه سمجھنے سے
بے پرواهي كرتے هيں ' وهاں تو نظر الزامي حسب كے كها گيا هے كه اگر
كوئی آزاد مقلد بھی كي جاتي تو " لوگوں كو اس درجه متاثر الا كرديا
گيا تھا كه اس طرح كي صداؤں سے كوئی هشياري پيدا نهيں هوتی "

اور بالفرض اسے تسليم بھي كرليا جاے ' تو بھي نهيں معلوم كه آپ
كے استدلال كو كيا فائده پهنچ سكتا هے ؟ كيا اصلاح و هدايت كو طبائع
كي صلاحيت اور مستعدي كے وقت شروع كرنا ' اور اپنے قرار دادہ
مصالح كی وجه سے حق گوئي كي جگه باطل پرستي كو اختيار كرنا '
دونوں ايك هيں ؟ :

امس كان على قدره كنا وہ لوگ ' جو اپنے پروردگار كے بتلاے
من ربه ' كمن زين له هوے كھلے رستے پر هيں ' كيا ان لوگوں كي طرح
سوء عمله و اتبعوا هوسكتے هيں ' جنكو اپنے اعمال قبيحه خوبي
اهواء هم ؟ (٤٧ ١٦) نظر آتی هے اور اپنے هواے نفس پر چلتے هيں ؟

يعنی كيجيے كه ميں اظهار حال ميں كسي سهارے كا محتاج
نهوں ' اگر تمام ملك و قوم ميرے راے كا مخالف هو اور ايك انسان
بھی ساتھه نه دے ' جب بھی توفيق الهی كی نصرت بخشيگی سے
ميں اپنے تئيں ايك مسلح فوج اور ايك پوري قوم سمجھتا هوں -

آپ " امر بالمعروف و نهی عن المنكر " كو - كه ايك اسلامی
فرض ' اور قرآن كريم كے قائم كئے هوے الفاظ هيں - بغير كسی تامل كے
" مشدده التعدده " اور " مرعوب كن دعاوی " لكھتے هيں ' اور اسطرح
اصطلاحات قرآنيه كا علانيه استهزا كرتے هيں - آپ ميری نسبت جو
جی چاهے لكھيں ' ميں بحرمتی سن لونگا ' ليكن شعائر الهيه كے استهزا
اور استخفاف كا كسی طرح متحمل نهيں هو سكتا: و من يعظم شعائر
الله ' فانها من تقوى القلوب (٨ ٣٣)

بھائی ! امر بالمعروف اور نهی عن المنكر پر كيا موقوف هے -
يه تو نهايت ادنےٰ درجے كی باتيں هيں ' اسلام كی جو عام اور روزانه
اعمال كی تعليمات هيں ' وہ بھی تم لوگوں كيليے بے معنی اور
" مشدده التعدده " هيں ' اعتقاداً بھی اور عملاً بھی - كبرت كلمة تخرج
من افواههم ' ان يقولون الا كذبا (١٦ ٧٢)

بے عالماً آپ مدنی تحريرات ميں جس " افراط صلح گوئي و استعارات "
كے شاكی هيں ' اس سے بھی حاشا قرآن مجيد كي آيات سے استشهاد '
اور اسكی تلميحات مراد هونگی ' ورنه ميرے مذاق تحرير كا تو
حال هے كه اگر چاهوں بھي ' تو صلح گوي پر قادر نهيں هو سكتا -

آخر ميں آپ سے ملتمس التماس هے كه اگر خامه فرسائي كا ارادہ
هے تو اسطرح كي لاحاصل بحثوں ميں اوقات خراب نه كيجيے '
وہ كونسا معقول طريق بحث هے كه جس چيز سے مجھے كوئي تعلق
نهيں ' اور كبھی اسكی نسبت كوئی دعوا نهيں كيا ' اسكا سوال بيكار
آپ مجھسے كرتے هيں - كيا يه بهتر نهوگا كه آپ الهلال كے اصلي
مباحث مذهبی و سياسی پر نظر ڈالين ' اور انكي غلطيوں پر
متنبه كرك ايك صحيح خدمت ملي كي راه قائم كرنے
ميں ساعی هوں ؟

اور هاں اگر آئنده بھی آپكو اسی طرح شان ترفع و نقاب
آرائی ميں آنا هو تو اسكا خيال رهے ' كه يه خالي دار نقاب تو ميري
نظر و فكر دهوكا دينے كيليے كافی نهيں - اتقوا من فراسة المومن '
فانه ينظر بنور الله - يه بھی كوئی نقاب ميں نقاب هے كه كهيے ' تو
بينائی كی جڑھی هوئی شكليں تك ايك ايك گن دوں ! پھر كبھي
آيئے تو حرير و كمخواب كا كوئی نقاب ڈالكر آيئے ' زيب و زينت
ميں بھی افزايش هو جاے گی ' اور پردا بھی ڈھنكا رهجاے گا -

[ناظرين سے معافی خواه هوں كه كئی صفحے اس سوال و جواب
ميں عارف گئے ' ليكن اسميں بھی چند مصلحتيں تھيں - اب آئنده
اشاعت سے تو قطعي ارادہ كر ليا هے كه سوا سعيد ' منتخب ' ضروري
اور مختصر مضامين كے اور تمام بحثوں سے بالكل غض بصر كرلونگا]

الهلال

۲۲ ستمبر ۱۹۱۲

صبح امید

وهو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا وینشر رحمته وهو الولی الحمید (۴۲ ۲۷) - (۱)

نه نومیدی سرد، گر مبهم ساز د مرا سامی
هنوز از نادهٔ پاریده ام نمسانه نو دارد

(۱)

نزول رحمت الهی و حیات بعد الممات

قدرت الهی کی بخشائشوں کو کون شمار کرسکتا ہے ؟

وان تعدوا نعمة الله لاتحصوها (۱۶ ۴) اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو کبھی نہ کر سکوگے -

عالم کائنات کی کونسی شے ہے جو اندر قدرت الہی کی کوئی نشانی نہ رکھتی ہو ؟

وکاین من ایة فی السماوات والارض یمرون علیها وهم عنها معرضون (۱۰۵ ۲۱) اور آسمان و زمین میں اللہ کی قدرت و عظمت کی کتنی ہی نشانیاں ہیں، جن پر سے غافل انسان گذر جاتا ہے، اور غور نہیں کرتا -

---

(۱) اور یہی خدا تو ہے کہ جب خشک موسم میں لوگ بارش کی طرف سے بالکل نا امید اور مایوس ہو جاتے ہیں ، تو وہ اپنی رحمت کے بادلوں کو پھیلا دیتا ہے اور مینہ برسنا شروع ہو جاتا ہے - یہی کارساز حقیقی اور سزاوار حمد و تقدیس ہے - [قرآن مجید میں آثار قدرت الہی کو بیان کرتے ہوئے بارش کے نزول اور زمین کے حیات بخش بنانے کی جا بجا بار بار خبر دی گئی ہے، مگر فی الحقیقت یہ ایک تمثیل ہے، جسکے ذریعے ہر طرح کی اخلاقی اور روحانی ہلاکت اور حیات بخشی کا سمجھانا مقصود ہے - تمام آیتوں اور انکے سیاق و سباق پر غور کیا جائے، تو یہ مطلب واضح ہو جاتا ہے - عربی میں " یاس " اور " قنوط " نا امیدی کے معنوں میں مرادف الفاظ ہیں - مگر " قنوط " کا اطلاق اس نا امیدی پر ہوتا ہے جو یاس سے بھی زیادہ سخت و شدید ہو، اور ہر جسمی یا روحانی توقعات سے مایوسی ہو (القنوط اعظم الیاس، والیاس من الخیر - مفردات امام راغب) اس آیت میں " یاس " کی جگہ " قنوط " کا لفظ اسی لئے فرمایا ہے کہ رحمت الہی کا نزول ابتدا درجہ کی نا امیدی اور قطعی یاس کے بعد ہوتا ہے -]

لیکن عالم سماوی کے آثار و آیات میں ایک بہت بڑی نشانی بارش کا نزول، اور زمین کی حیات بخش حیات و ممات ہے

اللہ الذی یرسل الریاح فتثیر سحابا، فیبسطه فی السماء کیف یشاء ویجعله کسفا، فتری الودق یخرج من خلاله، فاذا اصاب به من یشاء من عباده، اذا هم یستبشرون (۳۰ ۷۴)

اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے، اور وہ بادلوں کو انکی جگہ سے ابھارتی ہیں، پھر خدا جس طرح چاہتا ہے اسے کام لیتا ہے، کبھی بادلوں کو آسمان پر پھیلا دیتا ہے، کبھی انکے ٹکڑے ٹکڑے کردیتا ہے اور تم کو ایسا نظر آتا ہے کہ گویا انکے بیچ سے مینہ نکلا چلا آتا ہے - پھر جب خدا اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے اُسے برسا دیتا ہے، تو وہ خوشیاں منانے لگتے ہیں -

اس خاکدان حیات کی ساری زندگی پانی کے وجود سے ہے

وجعلنا من الماء کل شی حی (۸ ۴۴) اور ہم نے دنیا کی ہر چیز میں پانی سے زندگی اور زندگی کی شادابی رکھی -

جب زمین آفتاب کے آتشکدۂ حرارت سے قریب ہوجاتی ہے، اُسکی سطح پانیوں سے بھاپ بھرا کا دھواں بننے لگتا ہے، زندگی کی تمام علامتیں مفقود ہو جاتی ہیں، ہر شے پر مردنی، اور ہر چہرے پر افسردگی چھا جاتی ہے، درخت اور جانور سوکھ جاتے ہیں، زمین خشک ہو جاتی ہیں، زمین کے اندر کا خزانۂ رطوبت بھی خالی ہوجاتا ہے اور سبزۂ وگل کی تر و تازگی اور کھیتوں کی شادابی، دونوں خشک سالی کی نذر سے ہلاک ہوجاتی ہیں، تو اُس وقت زمین اور زمین پر بسنے والی ہر جاندار کی اور خود انسانی روح جانی کیلئے بیقرار ہوتی ہے اور کوئی آنکھ نہیں ہوتی، جو آسمان کی طرف امید سے نہ اٹھتی ہو اور پھر مایوس ہوکر العطش ! العطش !! نہ پکارتی ہو - لیکن جب مایوسی انتہا درجے تک پہنچ جاتی ہے، اور امید کا کوئی سہارا باقی نہیں رہتا، تو پھر یکایک عالم سماوی میں ایک انقلاب عظیم نمودار ہوتا ہے اور بجلی کی چمک، اور بادل کی گرج، صدائے امید بنکر دنیا میں بدل جاتی ہے

فانظر الی اثار رحمت الله کیف یحیی الارض بعد موتها، ان ذلک لمحیی الموتی، وهو علی کل شی قدیر (۳۰ ۴۹)

پس رحمت الہی کی ان نشانیوں کو دیکھو، کہ کیونکر وہ زمین کو موت کے بعد دوبارہ حیات بخشتا ہے ؟ بیشک وہ مردوں کو جلانے والا ہے اور ہر شے پر قادر ہے -

اخلاقی و قلبی حیات و ممات

انسانی قلوب کی حیات و ممات، اور قوموں کی اخلاقی زندگی اور موت کا بھی یہی حال ہے - مایوسیاں جب حد درجے تک پہنچ جاتی ہیں، اور انسانی سعی امید کی کوئی راہ اسے سامنے نہیں دیکھتی، تو وہ خدا، جو انسانکی جسمانی زندگی کیلئے اسے آسمان کو حکم دیتا ہے کہ باران رحمت کا دروازہ کھولدے - ضرور ہے کہ انسان کی قلبی زندگی کیلئے بھی اپنی ملائکۂ رحمت کو بھیجدے، تاکہ پیغام امید سے مردہ دلوں میں زندگی کی حرکت پیدا کردیں -

صبح اُمید

گذشتہ چند سالوں سے تمام عالم اسلامی میں ایک اخلاقی بیداری کے جو آثار نمایاں ہو رہے ہیں ' وہ امید دلاتے ہیں کہ شاید ہماری مایوسیوں کی انتہا سے امید کا آغاز شروع ہو ' لیکن آج ہم صرف مسلمانان ہند کے موجودہ حالات پر نظر ڈالنا چاہتے ہیں -

ہم نے ابتدائے اشاعت سے (الہلال) میں مسلمانوں کی گذشتہ اور موجودہ حالت پر مرثیہ خوانی کی ہے ' اور انکے اعمال زندگی کی ہر شاخ کو مایوسی کی نظر سے دیکھا ہے ' لیکن حضرت (یعقوب) نے اپنے لڑکوں کو نصیحت کی تھی کہ لا تایئسوا من روح اللہ - اللہ کی روح رحمت سے مایوس نہو - اور (اسلام) پہلی جگہ جو اپنے پیرو کو بخشتا ہے ' وہ (امید) ہی ہے -

ومن یقنط من رحمۃ ربہ الا الضالون (١٥ ٥٦) اور اللہ کی رحمت فرمائی سے کافروں کے سوا اور کون نا امید ہوسکتا ہے ؟

تو مند مشو ' کہ نا امیدی کفرست

دیکھتے ہیں ' تو باوجود اس ہمہ اسباب مایوسی ' پھر بھی امید نے ہمیں بالکل جھوڑ نہیں دیا ہے ' اور ہندوستان میں جو تغیرات و انقلاب پچھلے دنوں کے اندر ظاہر ہوئے ہیں ' انہوں نے مسلمانوں کے موجودہ حالات میں امید کی ایک جھلک نمایاں کردی ہے - گو تاریکی کے درجے میں ہو ' مگر موسم آثار و علائم سے خالی نہیں -

بیداری کی ایک کروٹ

انسان کی تمام اندرونی قوتیں اور جذبات خارجی محرکات کی محتاج ہوتی ہیں ' اور انکی مثال سوئے ہوئے انسان کی سی ہوتی ہے ' جو گو زندہ ہے ' مگر حرکت کرنے کیلئے کسی بیدار کن صدا کا محتاج ہے - ہندوستان میں مسلمانوں کی تمام قوتوں اور طاقتوں کی قوتیں ابتدا سے وقف غفلت رہیں ' انکو کوئی جگانے والا نہ تھا ' اور کوئی ہشیار کرنے والی صدا بلند نہیں ہوئی - قوموں کی زندگی کی اصلی قوت عوام کا طبقہ ہے ' مگر اس طبقہ کی قوت عقل تمام تر حواس کے ہاتھ میں ہوتی ہے انکی بیداری سے تمام ملت بیدار رہتی ہے ' اور انکی غفلت سے تمام ملت پر غفلت چھا جاتی ہے - لیکن بدقسمتی سے مسلمانوں کے رہنماؤں کا یہ حال رہا کہ

رحوتسش گمراہ ساخت ' کوا رہبری کند

خدا کی بخشی ہوئی عام ہے ' بعض کی خاصتوں میں نسل و قوم کی تمیز نہیں ' اور آج جو ہم کے اندر جو خوبی ہے ' وہی ہماری رگوں کے اندر بھی موجزن رہا ہے - ہندوستان میں گذشتہ نصف صدی کے اندر جو انقلاب ہوئے ' تعلیمی رفتار کو جو اچانک تیز کردیا ' اس کی ابتدائی رفتار سے تو کوئی انکار نہیں کرسکتا ' مگر اسکے بعد کی رفتار کے ساتھیوں کی حرکت بھی اور کوئی نظر انہیں آتا جو راہ سامنے نظر آگئی ' اُسی پر دوڑنے لگے - یہ کہ کرنے والوں کا ظلم تھا کہ طالبوں اور امیدوں کیلئے ایک صحیح مقصد نہ چھوڑا ' اور انہیں خود اپنی ہی رائے پر چلائے ' اسی استقلال و جستجو میں دور کا توشہ ضائع نہ کردیتے - لیکن وہ روز اول سے اس کوشش میں لگے ہوئے تھے کہ ہوا کا رخ جدھر ہو ' ادھر ہی پانوں حرکت کرنے لگیں - مگر یہ نہ سمجھتے تھے کہ لگام ان ہاتھوں میں تھی ' جو لگام سے لگام کا نہیں ' بلکہ رہبر کا کام لینے ہیں ' اور بیداری کے قدرتی ولولوں اور امنگوں کو ہمیشہ ابدی مصنوعی خواب مفناطیسی کے عمل سے دبا دینا چاہتے ہیں - دلوں میں جوش اٹھتا تھا ' اور آنکھیں راہ مقصود کو ڈھونڈھتی بھی تھیں ' لیکن جوش یا تو دبا دیا جاتا تھا ' یا اسکے لیے ایک غلط مصرف پیدا کر دیا جاتا تھا ' جس میں خرچ ہوکر ضائع ہوجاتا تھا - اور طلب راہ کی خواہش کو یا تو بڑھنے سے روکدیا جاتا تھا ' یا پھر ایک پر پیچ رخم راہ ضلالت سامنے کردی جاتی تھی ' تاکہ جستجوئے منزل کا قدم اسی میں بھٹک کر رہجائے

مسلم نیشنلسٹی کا ہنگامہ

اسکی کتنی صاف اور روشن مثال ہمارے سامنے ہے ! مسلمانوں کی افسردگی اور بے ہمتی کے اوائل نصف صدی سے ہماری اولوالعزمیوں کا دائمی مرثیہ ہیں ' لیکن مسلم نیشنلسٹی کی صدائے بخارسٹ کے بلند ہوتے ہی تمام ملک میں ایک عام جوش و خروش پیدا ہوگیا - ملک کا کوئی حصہ اور قوم کا کوئی طبقہ نہیں ' جسکے اندر اس صدا نے حرکت پیدا نہ کردی ہو ' علی الخصوص صوبجات متحدہ اور پنجاب میں تو جاں نثارانہ فدا کاری کے ولولے نظر آنے لگے ' اور بازار کے دکاندار اور دیہاتوں کے کاشتکار تک پوری دلچسپی اور شغف کے ساتھ اسکے جھنڈے میں سرنگ ہوئے - غور کرنے کی بات ہے کہ یہ کیا بات تھی ؟ دار و رکھا گیا ہے کہ مسلمانوں کی عام تعلیمی خواہش اور جستجو کا یہ نتیجہ تھا ' لیکن اس سے بڑھکر اور کوئی غلط خیال نہیں ہوسکتا - جن لوگوں نے لاہور میں نیشنلسٹی کنونشن کی کارروائی دیکھی ہیں ' راہ میں حاوس کو روک کر سڑک کے کنارے تقسیم کئے ہیں ' اور کوٹھوں اور دامنوں پر سے پھولوں کے گلدستے پھینکے ہیں ' اور پھر سب سے زیادہ یہ کہ وسطوں اور دیہاتوں میں جن لوگوں نے سینکڑوں روپیہ کی رقمیں جھنڈے میں شامل کی ہیں - ہمیں بتلایا جائے کہ ان میں کتنے آدمی ہیں جو نیشنلسٹی کی ضرورت کو محسوس کرنا ایک طرف ' اسکی حقیقت سے بھی واقف رکھتے ہیں ؟

اصل یہ ہے کہ یہ تمام جوش و ہنگامہ اس امر کا ایک نمونہ تھا کہ لوگ سوئے سوئے اب تھک گئے ہیں ' اور قلوب جراب اور جد و جہد کے قدرتی ولولوں کو اور زیادہ نہیں روک سکتے - طبیعتوں میں جوش پیدا ہو رہا ہے ' قوتیں ابھرے کیلئے جگہ ڈھونڈ رہی ہیں ' یہ ظاہر ہے کہ جس صدا سے بھی صدا سنیں ' تو لبیک کہکر اٹھ کھڑے ہوں - نیشنلسٹی کی صدا تو بہ ہمعنوانی بلند آہنگی سے بلند ہوئی ' تو جوش و قوت کا سیلاب اسی رخ بہنے لگا - دلوں جلنے والے تیار تھے ' جو راہ سامنے نظر آگئی ' اُسی پر دوڑنے لگے - یہ کہ کرنے والوں کا ظلم تھا کہ طالبوں اور امیدوں کیلئے ایک صحیح مقصد نہ چھوڑا رہے ' اور انہیں خود اپنی ہی رائے پر چلائے ' اسی استقلال و جستجو میں دور کا توشہ ضائع نہ کردیتے - لیکن وہ روز اول سے اس کوشش میں لگے ہوئے تھے کہ ہوا کا رخ جدھر ہو ' یہ پانو ادھر ہی

ولولوں کو دبا دیا جاتا ہے ' اور نا پھر ایک غلط راہ پر لگا کر راہ مقصود سے غافل کر دیا جاتا ہے -

قدرتی ولولوں کو روکنا ممکن نہیں

لیکن ناہم دل کے حرص اور ولولے کو ناھر کی کوئی طاقت نہیں دبا سکتی ' قدرتی تشوونما کو جو راہ کدا ہی روکتے ' وہ ابھر ہی کر رہے گا - آپ نے دارھا اپنے دروازے کے آگے کسی نے موقعہ درجت کے پودے کو نوچتے دیکھکر کچل دیا ہوگا ' مگر چند دنوں کے بعد پھر دیکھا ہوگا ' تو اسکی جگہ خالی نہوگی - یہ قدرت کے کارخانہ میں اور انمیں کوئی خلل نہیں ڈال سکتا - مسلمانوں کے دلوں کو برسوں تک رسالے کی آزادی سے غافل رکھا گیا ' لیکن نہ ایک زبردستی کی بندش تھی جو انکی آنکھوں پر باندھدی گئی تھی - ممکن تھا کہ ابھی کچھہ اور زمانہ عقلوں اور گمراھیوں کو فرصت کا ملجاتا ' لیکن ہم نے جاگنے میں دیر کی تھی ' تو قدرت نے جگانے میں اور زیادہ دیر نہ کی - یکے بعد دیگرے چند واقعات و تغیرات نے بھی ظہور کرکے غفلت اور عقلت شکنی میں مدد دی ' اور الحمد للہ کہ اب موجودہ حالات کو دیکھتے ہیں ' تو مایوسی کی جگہ امید نے اور کرب عالب پائے ہیں - گو ایک کوئی اصلی حرکت پیدا نہیں ہوئی ہے ' نہ تو پچھلی راہ سے نئے قدم ہٹے ہیں ' اور نہ آئندہ کیلئے کوئی نئی راہ متعین ہوئی ہے - ایک جو کچھہ تغیرات ہوئے ہیں ' صرف دہن و دماغ تک محدود ہیں ' اور وہ بھی کوئی کامل تغیر نہیں ' بلکہ صرف ایک حدس ہے جو دماغوں کے جمود نے محسوس کی ہے پھر جو کچھہ بھی ہے ' کسی متحد رشتے میں منسلک نہیں ' اور ایک اتحاد و متبادلۂ آراء کی قوت سے محروم ہے - تاہم ہر حرکت کی ابتدا حدس سے ' اور ہر عمل کا آغاز ذہن و خیال سے ہوتا ہے - ترسوں کی امید کے متوالے اگر ابھی کروٹ ہی لے رہے ہیں ' تو اٹھکر بیٹھہ جانے کیلئے جلدی نہ کرنی چاہیے - سب کی سرمستیوں کا ابھی کچھہ عرصے تک تو خمار رہے ہی گا ' عجب نہیں کہ نئے موسم کے آنے تک کچھہ زمانہ تداخل کی بے عنوانیوں کا بھی گذرے ' لیکن ہر حال میں عقل و ہوشمندی ' حزم و احتیاط ' اور اعتدال و توسط کے ساتھہ نظر عواقب امور پر رہنی چاہیے وھو الذی یدرل التعب عن بعد ما قنطوا ' و ینشر رحمتہ وھو الولی الحمید (۴۲ ۲۷)

انسانی ضلالت کا اصلی مبدء

ہر اصلاحی تحریک و دعوت کیلئے پہلی منزل " تقلید " کی بندشوں کو توڑنا ہے ' کیونکہ تقلید کے اثر سے نوچکر انسان کی تمام پروازی خصائل کا اور کوئی دشمن نہیں - انسانی اعمال کی جسقدر گمراہیاں ہیں ' اُن سب کی تخم ریزی صرف تقلید ہی کی زمین میں ہوئی ہے - اسلئے راہ اصلاح کا اولیں منظر یہ ہے کہ تقلید پرستی کے سلاسل و اغلال سے انسان کو نجات حاصل ہو - خدا تعالے نے ہر انسانی دماغ کو سوچنے والا ' اور ہر آنکھہ کو دیکھنے والا بنایا ہے

الم نجعل لہ عینین ؟ کیا ہم نے انسان کو دیکھنے کیلئے دو آنکھیں نہیں دی ؟ اور بولنے کیلئے زبان اور لبیں

وشفتین ؟ نہیں عطا کیں ؟ اور پھر ہدایت و ضلالت کی

(۹۰ ۸) دونوں راہیں اسکے سامنے نہیں کھول دیں ؟

اسلئے ہر انسان اپنی ہدایت و گمراہی کا ذمہ دار ' اور اپنے فکر و دماغ سے کام لینے کیلئے خود مختار ہے - لیکن انسان کی تمام قوتیں تسو و نما کی محتاج ہیں ' اور تشو و نما ہو نہیں سکتی ' جب تک قوتوں کو تقلید کسی سہارے نے خود ورزش کرنے کیلئے چھوڑ نہ دیا جائے - انسان چلنے کی قوت اپنے ساتھہ لیکر آتا ہے ' مگر بچے کو جب تک خود کھڑا ہونے اور پیروں پر زور دینے کیلئے چھوڑ نہ دیجئے گا ' کبھی اسکے پاؤں نہیں کھلیں گے - تقلید سے پہلی ہلاکت جو انسانی دماغ پر چھا جاتی ہے - وہ یہی ہے کہ انسان اسے چند نشوانی اور معتقداتی تعلیم و آبا و اجداد کے طریق و رسوم پر اسے نئیں چھوڑ دیتا ہے ' اور صرف انہیں کا معتقد رہنے کرکے خود اپنی قوتوں سے کام لینے کی عادت بھول جاتا ہے - اس عالم میں پہنچکر اسکی حالت بالکل ایک جاندار کی سی ہو جاتی ہے ' اور انسانی ادراک و تعقل کی تمام علامتیں مفقود ہونے لگتی ہیں - انسان کا اصلی شرف نوعی اور مابہ الامتیاز ' اسکے دماغ کا تدبر و تفکر اور اجتہاد و تجسس ہے - دنیا میں جسقدر علوم و فنون کا انکشاف ہوا ' فوائد الہند اور نواحس مطریہ کے جھروکے جسقدر کھولے گئے ' اسدائے کائنات کے خواص کا جو کچھہ سراغ لگا ' تعدن و مصنوعات میں جس درجہ ترقیاں ہوئیں ' نئے نئے آلے اور نئے نئے وسائل راحت جسقدر ایجاد ہوئے ' غرضکہ انسان کے ارتقائے ذہنی و فکری کے جسقدر کرشمے دنیا میں نظر آرہے ہیں ' وہ تمام تر اسی انسانی تفکر و تدبر کے نتائج ہیں - لیکن تقلید پرستی کی عادت ہلاکت و بربادی کی ایک خطرناک ہے ' جو انسانی تفکر و تدبر اور ادراک و تعقل کی تمام قوتوں کو کچل ڈالتی ہے ' اور اسکی قوت تسو و نما کا دائمی سدباب کردیتی ہے - (قرآن کریم) جس دعوت کو لیکر آیا ' فی الحقیقت اسکا اصلی مقصد یہی تھا کہ تقلید اور استبداد فکری کی زنجیروں سے انسان کو نجات دلائے - بت پرستی اور انسان پرستی کی تمام شاخیں بھی اسی تقلید آبا و رسوم سے پیدا ہوتی ہیں ' اسلئے قرآن نے اپنی تعلیم توحید کا اساس بھی انسان کی اجتہاد فکری پر رکھا اور تفکر پر زور دیا

افلا یتدبرون القرآن ' ام علی قلوب اقفالہا ؟ (۴۷ ۲۶) کیا لوگ اپنے دماغ سے قرآن پر غور نہیں کرتے ' یا انکے دلوں پر قفل لگ گئے ہیں ؟

مقلدین محض کو چارپایوں اور حیوانوں سے تشبیہ دی ' اور پھر اسکو بھی اظہار ضلالت کیلئے ناکافی قرار دیکر انسے بھی تدنی فرمایا

لہم قلوب لا یفقہون بہا ' ولہم اعین لا یبصرون بہا ' ولہم اذان لا یسمعون بہا ' اولئک کالانعام بل ہم اضل (۷ ۱۷۸) انکے پاس دل و دماغ ہیں ' مگر نہیں دیکھتے - کان ہیں ' مگر نہیں سنتے - خود اپنے ذہن سے کام نہ لینے اور مقلد محض ہونے میں وہ مثل چارپایوں کے ہیں ' بلکہ انسے بھی گمراہ تر -

[یہ مضمون نہایت وسیع ہے - انشاء اللہ تعالے (الحرب والاسلام) کے سلسلے میں ہم عقوبت (تقلید) پر ایک مستقل مضمون لکھیں گے اور اسمیں پورے بسط کے ساتھہ دکھلائیں گے کہ اصطلاح قرانی میں درحقیقت (اغلال و سلاسل) سے بھی مقصود یہی تقلید و استعباد فکر ہے اور عالباً وہ اس موضوع پر ایک نئی نظر ہوگی]

تقاید کے سلاسل و اغلال سے رہائی

پس خواہ مذہبی اصلاح ہو' یا اخلاقی - تمدنی ہو یا سیاسی - ہر راہ میں پہلا پتھر تقلید کا حائل ہوتا ہے ' اور نہ اگر ہمت جائے تو پھر آگے کھلے راہ صاف ہے - ہم کو مسلمانوں کے موجودہ سیاسی تعدرات میں سب سے پہلی علامتِ امید جو نظر آتی ہے' وہ یہ ہے کہ اس راہ میں لیڈروں کی تقلید و اتباع کی جو لعنتی زنجیروں نے قوم کے پاؤں میں پڑی تھیں - الحمد للہ - کہ اسکو توڑ کر پھینک دیے کھلے ہر پاؤں دیوار ہے - اور اب آور زیادہ اس بوجھہ کو برداشت کرنا نہیں چاہتا - اسکے فی الحقیقت بالعکس میں یہ تو قوم کی کوئی پارٹی تھی اور نہ کوئی رائے' صرف چند ارباب رسوخ و اقتدار تھے' جو اپنے مطلبوں میں پھنسکر بحیثیت قوم کہنے لگے تھے اور پھر تمام قوم کی آنکھوں پر پٹی باندھکر اسکے ہاتھوں میں اپنی جنجیر پکڑا دیتے تھے ' اور وہ کولھو کے بیل کی طرح انکے اشارے ہوئے مرکزِ ضلالت کا طواف کرتی رہتی تھی - اصلی قوت عام قوم کی ہے' اور سچی پارٹی وہی ہے جو خود قوم کے دماغوں میں پیدا ہوئی ہو ' لیڈروں کا کام یہ ہوتا ہے کہ اسکی نگہداشت کریں' اور اسکو ایک صحیح اور با فائدہ نظام کے ساتھہ ہمیشہ وابستہ رکھیں - مسلمان لیڈروں نے نہ تو کبھی خود قوم کو سوچنے اور سمجھنے کا موقعہ دیا اور نہ خود قوم نے اپنے ذاتی احتیاجِ فکری اور قوتِ تفکر و تدبر سے کام لینے کی مہلت ملی - ابتدا سے لیڈروں کی یہی تعلیم رہی ہے کہ تقلید و اتباع کرو' اور جو کچھہ کہا جائے اسکو حرف بحرف مان لو کیونکہ انھی تم میں تعلیم نہیں' اور کئی صدیوں تک چاروناچار کی زندگی بسر کرنے کھلے معذور رہے - گویا (نعوذ باللہ) پیشواؤں قوم کا صحیفۂ تعلیم بھی کلام الہی تھا کہ

و اذا قری القرآن فاستمعوا له و انصتوا لعلکم ترحمون (۷ - ۲۰۳) جب قرآن کریم پڑھا جائے' تو تو توجہ سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر اللہ کی نظر رحمت مبذول ہو - (۱)

همارے سلف صالحین کی تو تعلیم تھی کہ اللہ پر توکل کرو اور مقام تخلص حاصل کرو' لیکن لیڈروں کی تعلیم نہ تھی کہ خود قوت پر توکل و تخلص کی عادت ڈالو کہ وہی کارسازِ حقیقی اور منجی الدعوات و قاضی الحاجات ہے !

واتخذوا من دون الله	اور انہوں نے خدا کو چھوڑکر اوروں کو اپنا
الهة لیکونوا لهم عزا '	معبود بنا رکھا ہے تاکہ انکے لئے عزت ہو
کلا ' سیکفرون بعبادتهم	لیکن نہ تو کبھی ہونے کا نہیں ' عزت
ویکونون علیهم ضدا	کی جگہ نہ معبود انکی بندگی سے انکار
(۱۹ - ۸۴)	کرینگے اور الٹے انکے دشمن ہوجائیں گے

لیکن اب حالات بدل گئے ہیں' اور قوم ان احکام کی تعمیل کرتے کرتے اکتا گئی ہے - یہ پہلا موقعہ ہے کہ عوام نے اپنی قوت کو محسوس کیا ہے ' اور لیڈروں کی تقلید محض کی جگہہ خود اپنے دماغ اور فکر سے اپنے مصالح پر غور کرنا چاہا ہے' پس فی الحقیقت یہ قومی زندگی کھلنے سب سے بڑی بشارت ' اور روح ملی کا پیغام حیات ہے ' اور ہم اسکو کوئی معمولی حرکت نہیں سمجھتے -

ڈھاکا کنونشن اور مسئلۂ التحاق علی گڈھ

بلکہ اگر مذہب احمد کی تعلیمات کو زیادہ کشادہ دلی کے ساتھہ قبول کیا جائے ' تو کہا جاسکتا ہے کہ جسے قلیل عرصے کے اندر حالات میں تغیرات کی روشنی پیدا ہوئی ہے ' وہ گذشتہ تاریکی کو دیکھتے ہوئے معجزہ انگیز ہے - تو لوگوں کا یہ حال تھا کہ لیڈروں کے ہر حکم کے آگے " سمعنا و اطعنا " کہتے ہوئے سربسجود ہوجاتے تھے' تو یکایک دلوں کی کل اسطرح بگڑگئی کہ ہر ہائیس سر (آغا خاں) ڈھاکا کنونشن کو تقسیم بنگال کا نعم البدل قرار دیکر حکم دیتے ہیں کہ " بنسبح بتقسیم پر اظہار ناراضی کی جگہ گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرو " اور انگ کے دفتر میں جلسہ منعقد کیا جاتا ہے ' لیکن یہ تو کوئی بندۂ خدا (مولوی عزیز مرزا مرحوم) کی سنتا ہے اور نہ اس فرمان عالی کی تعمیل کرنے آمادہ ہوتا ہے !

میں آج کہوں دلمیں کہ کل تک یہ بھی نہ تھا
گستاخی فرشتہ ہماری مجال میں

اس سے بھی بڑھکر نیشنل کنونشن کے التحاق کا مسئلہ ہے - یہ مسئلہ فی نفسہ خواہ اہم ہو یا نہ ہو' لیکن قوم کی خواہشوں کے ضرور خلاف تھا' اگر پچھلے وعدوں کی صحتیں ہوتیں' تو لوگ سفر عمرہ کرنے کی زحمت بھی گوارا نہ کرتے' لیکن پریس کمیونک کی اشاعت کے ساتھہ ہی تمام ملک میں ایک عام جنبش پیدا ہوگئی ' اور لیڈروں نے قوم کی قوت کو اسقدر مستحکم دیکھا کہ قوم کو اپنے آگے جھکانے کی جگہ' پہلی مرتبہ خود اسکے آگے جھک گئے !

یہ حالات یقیناً مایوسیوں کی سیہ تاریک صدی میں ایک " صبح امید " کی آمد کے آثار ہیں - پہلی شے جسکی تھی کہ تقلید کی بیڈیاں ڈھیلی ہوں اور پاؤں خود چلنے کھلنے حرکت کریں الحمد للہ کہ اس اولیں منزل کو اب سامنے پاتے ہیں -

مقالات

تمدن خطرہ میں

— * —

(۲)

اسباب

مذکورہ بالا علامات کو ایک سرسری نظر سے دیکھنے کے بعد جو عاجلانہ خیال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے ' کہ ان تمام خرابیوں کی جڑ قدیم مذہبی احکام سے عدول اور انحاد کی دعوی ہے ' اور اس رائے کی تائید کی یہ ظاہر اس مشاہدہ سے بھی ہوتی ہے' کہ آج جو قومیں دور زوال کے دھاوے تک پہنچ چکی ہیں ' وہ وہی ہیں ' جو بند مذہب سے آزاد ہونے میں سب سے پیش پیش ہیں -

لیکن ایک غائر نظر بتاتی ہے کہ یہ نتیجہ نکالنا ' واقعات کی صحیح ترجمانی نہیں کرتا ہے - یہ شدہ یہ خیال عام طور سے شائع ہے کہ تمدن و اخلاق کو معرض وجود میں لانے کے اصل اسباب مذہب و الہیات ہوئے ہیں' مگر یہ خیال جسقدر عام ہے' اُسی قدر غلط و گمراہ کن بھی ہے - ہمارے نزدیک کسی وحشی قوم کے متعلق یہ توقع رکھنا ' کہ اگر ایک متمدن قوم کے معتقدات و آداب اسکے درمیان لاکر پھیلادئے جائیں ' تو وہ بھی ویسی ہی متمدن و شائستہ ہوجائیگی' صرف غلطی ہی نہیں بلکہ حماقت ہے - اسلئے کہ عقائد' تمدن کے اجزا ہوتے ہیں نہ کہ اسکی علت - اِن دونوں کے درمیان رشتۂ معاصرت و اتحاد زمانی ہے نہ کہ نسبت تعلیل -

اصل یہ ہے کہ کسی قوم کے عروج کا انحصار محض اسکے دماغ و وجدان کے ایک احساس طبعی پر ہے' یعنی صرف اس امر پر کہ اُس قوم میں نظامِ ماحول کی فطری صلاحیت کس حد تک موجود ہے - زندہ قومیں وہ ہیں' جن میں گرد و پیش کے موثرات کے تغیر کے ساتھ خود بھی متغیر ہو جانے کی اضطراری تحریک پیدا ہوتی ہو' اور جس قوم میں یہ استعداد باقی نہیں' اسکی نفس شماری کرنا چاہئے - اس لحاظ سے یہ کہنا درست نہیں کہ کوئی قوم اسلئے زندہ ہے کہ وہ فلاں فلاں مناسب وقت عقائد کی پابند ہے' بلکہ یہ کہنا زیادہ درست صحیح ہے' کہ " کوئی قوم فلاں فلاں مبنی علی المصالح عقائد کی اسلئے پابند ہے کہ زندہ ہے " علی ہذا کوئی قوم اسلئے مردہ نہیں ہو جاتی کہ وہ چند متغیر عقاید سے منحرف ہوگئی ہے' بلکہ حقیقت وہ مردہ ہوگئی ہے' اسلئے اُن متغیر عقائد سے منحرف ہو جاتی ہے - اس کلیہ کی عملی تشریح سب سے زیادہ جرمن نسل (یعنی باشندگان انگلستان و جرمن) نے کی ہے - اصلاح کلیسا کی تحریک کے ساتھ ہی یہ نسل بازگئی' کہ یہ تحریک مصالح دنیوی کے لحاظ سے کتنی ضروری ہے ' اور فوراً اسنے -

جلو تم اُدھر کو ہوا ہو جدھر کی

پر عمل کرکے اپنے تئیں اقتضایات زمانہ کے مطابق بنالیا ' یعنے رومن کیتھولک کے بجائے پروٹسٹنٹ مذہب اختیار کرلیا - اسی طرح آج بھی جو قومیں تنزل کی راہ میں قدم زن ہیں ' انکے انحطاط کا اصلی راز یہ ہے ' کہ ایک صدی کے عرصہ میں زمانے نے جو ترقی کی ہے ' اور اب جو مقتضیات زمانہ ہیں ' انکے مطابق یہ قومیں ابھی اپنے آپ کو نہیں ڈھال سکی ہیں ' بلکہ ایک اپنی پرانی روش پر قائم ہیں - اس عدم تطابق کا پہلا نتیجہ عقاید و اخلاق میں اختلال ' اور آخری نتیجہ ' جذبات سیاسی و جذبات منزلی کا اختلال ہے ' یہانتک کہ اُس قوم کے قدم بقطۂ زوال تک پہنچ جائیں - [مگر یہ خیال صحیح نہیں اور ہم آئیندہ اسپر بالتفصیل بحث کرینگے - الہلال]

میں جس شے پر خصوصیت کے ساتھہ زور دینا چاہتا ہوں ' وہ اس تطابق ماحول کی وجدانیت ہے - یعنی ہم اس نتیجہ کو کسی برہان و استقراء کی مدد سے نہیں پہنچتے' بلکہ خود ہمارا ذوق و وجدان اسکی جانب ہمیں لے جاتا ہے - رومہ الکبری کی عظیم الشان سلطنت کو فتح کرکے جب وحشیوں نے مذہب عیسوی اختیار کیا ' تو ظاہر ہے' کہ اس مذہب کی تعلیمات انکی سفاکی و خوں ریزی کے بالکل منافی نہیں' مگر انہوں نے اسے ان سفاکانہ جذبات کو دبا ڈالا' اور دفعۃً تمدن کے مدارج عالیہ طے کرنا شروع کردیئے ' لیکن کیا انہوں نے اس نتیجہ کے لئے کچھہ مقدمات ترتیب دیئے ہے ؟ کیا قوانین استقراء سے مدد لی تھی ؟ نہیں' یہ کچھہ نہ تھا ' بلکہ انکا ذہن محض ذوق سلیم اور صحیح احساس طبعی تھا - وجدان کی اس اہمیت پر لوگوں کو تعجب ہوگا ' لیکن میں انکی جذوب رفع کرنے کی غرض سے یہ کہنا چاہتا ہوں ' کہ وجدان کوئی حقیر شے نہیں ' بلکہ وہ یہ صرف ہمارے انفرادی' بلکہ ہمارے تمام اسلاف کے متجددہ تجارب کا لب لباب ہے - قوانین استقراء کی رو سے ہم اپنے اسلاف کی عین مدرک خصوصیات ہی کے وارث نہیں ہوئے' بلکہ انکے تمام مدرکات' محسوسات' جذبات' وغیرہ بھی توارث کے ذریعہ سے ہم تک منتقل ہوئے ہیں' اور اس لحاظ سے ہمارا وجدان گویا ایک رجسٹر ہے' جس میں نہایت اختصار کے ساتھہ گذشتہ نسلوں کے کل تجارب محفوظ ہیں - (۱)

تاہم ہمہ ہم کو استدلال کی اہمیت سے انکار نہیں - ہم جو کچھہ کہنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے ' کہ استدلال اور وجدان کے حدود عمل جداگانہ ہیں - اصناف حکمت (مثلاً ریاضی' طبعیات' وغیرہ) میں جو مسائل ہمیں درپیش ہوں استدلال کا سہارا ڈھونڈھنا چاہئے ' اسلیے کہ ان جزوں میں مقدمات بالکل معروف' متغیر ' و قطعی ہوتے ہیں' اور اُن میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہوتی ' لیکن اُن

---

(۱) - ناظرین کو خیال رکھنا چاہئے' کہ یہ کوئی سائنس کا مسلمہ مسئلہ نہیں ' بلکہ ہربرٹ اسپنسر اور اسکے اتباع کا ' جس میں ہمارے مضمون نگار کا بھی شمار ہونا چاہئے ' ایک نظریہ ہے ' اور اسکے مخالف سائنس دانوں کی ایک جماعت کثیر موجود ہے - مترجم

علوم میں جنکی بنیاد قیاسات و نظریات پر ہو ' اور جنکے مسایل اسقدر پیچیدہ و عامض ہوں کہ تحقیقات کنندہ کے لیے قدم قدم پر لغزش پا کا اندیشہ ہو ' یا یہ الفاظ دیگر اُن علوم میں جنکا موضوع بحث ماوراء مادیات ہوتا ہے ' ہمکو اپنے نئیں بجاے دلایل و براہین کے احساسات طبعی کے ہاتھہ میں دیدینا ' نہایت مہلک ہے - ایسی حالتوں میں ہمیں وجدان کے آگے گردن ڈال دینا چاہیے ' اور اسکے احکام پر بے چون و چرا کاربند ہونا چاہیے - اسی کے ساتھہ یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ ایک زندہ قوم کے احساسات طبعی کبھی گمراہ کن نہیں ہوسکتے ' اور جو قوم مریض نہیں ' اسکا وجدان ترقی و عروج کے راستے کی جانب ار خود رہنمائی کریگا - ہاں جب ہمکو وجدان کے توسط سے اعتقاد و عمل کے اصولی مسایل مل جائیں ' تب البتہ عقل و منطق کو ہاتھہ لگانا چاہیے ' اور اسوقت انکا کام یہ ہوگا کہ انہیں اصولی مسایل کی داغ بیل پر قوانین ' نظامات ' وغیرہ تمدن کی پوری عمارت قایم کریں - لیکن اس عمارت کا استحکام اسی وقت تک ہے ' جبتک کہ اسکی بنیاد چشم تنقید سے نوشیدہ ہے - ادھر اس پر منطقی نکتہ چینی ' اور علمی رد و قدح شروع ہوئی ' اور اُدھر ساری عمارت منہدم ہوگئی -

خلاصہ یہ ہے ' کہ انحطاط اقوام کی حقیقی علت ' فساد ذوق ہے ' نہ کہ ضعف عقل - بلکہ قرب زوال میں تو قوت استدلال اور منطقی موشگافیوں کا عین شباب ہوتا ہے - زوال پذیر قوم کے افراد تو دلایل کی مدد سے بتادیتے ہیں ' کہ قدیم عقاید میں یہ تناقضات تھے ' لیکن چونکہ ذوق فاسد ہوتا ہے ' اسلئے یہ نہیں بتاسکتے کہ قدیم عقاید کا نعم البدل کیا ہونا چاہیے ؟

قوموں کا انتہاے عروج اور انکے فساد ذوق کا نظارہ ' ہمیں یہ کرنے پر مجبور کرتا ہے کہ کہیں یہ تمدن کا لازمی نتیجہ تو نہیں ؟ اس سوال کا عام طور سے یہ جواب دیا جاتا ہے کہ تمدن ضد فطرت ہے ' یعنی ہم تمدن میں جتنی زیادہ ترقی کرتے جاتے ہیں ' اتنا ہی فطری حالت سے دور پڑتے جاتے ہیں ' اور اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ فطرت کی متواتر حملہ آوریاں آخر ایک روز رنگ لاتی ہے ' اور آخر کار ہمیں زوال کا منہ دیکھنا نصیب ہوتا ہے - لیکن یہ جواب میرے نزدیک صحیح نہیں ' کیونکہ اصولاً تو تمدن و فطرت میں کوئی تقابل نہیں ' ایک متمدن فرد کی ضروریات زندگی بھی ویسی ہی فطری ہوتی ہیں ' جیسی کہ ایک وحشی انسان کی ' ثانیاً یہ کہ تمدن کی رفتار فرادر ترقی کی جانب ہے - خاص خاص تمدن مٹ گئے ' لیکن نفس تمدن میں فرادر نشو و نما ہو رہا ہے - اس درخت کے برگ و بار ہزارہا مرتبہ کاٹ ڈالے گئے ' لیکن اسکی جڑ زور زور سے مضبوط ہوتی جاتی ہے - اگر فطرت رفتار تمدن کی مزاحمت کرتی رہتی ' تو یہ کیونکر ممکن تھا ؟

اصل یہ ہے ' کہ جس طرح افراد کی زندگی ہوتی ہے ' ویسی ہی جماعات کی بھی ہوتی ہے ' اور جس طرح افراد کے لیے موت لازمی ہے ' ویسے ہی جماعت کے لیے بھی ایک میعاد مقرر ہے - جب کوئی تمدن اپنی عمر طبعی کو پہنچ چکتا ہے ' تو افراد کی طرح اسکے اعضا و جوارح کی موت میں بھی خود بخود انحطاط و اضمحلال پیدا ہو جاتا ہے - ہاں فرق اتنا ہے ' کہ کوئی تمدن سرے سے فنا نہیں ہوجاتا ' بلکہ اپنے آپا چھوڑ جاتا ہے - آیندہ تمدن اسی کے آثار قدم پر چلتے ہیں ' اور اخلاف اپنے اسلاف کے روشن کردہ چراغ کی رہبری میں منازل ترقی طے کرتے ہیں - ان حالات کے ساتھہ یہ نوٹ رکھنا کہ ہمارا موجودہ تمدن فنا و زوال کے قوانین سے مستثنی ہے ' خود ہماری جگہ سزا ہے ' تاہم ہمیں مایوس ہوکر جد و جہد سے غافل نہ ہو جانا چاہیے ' بلکہ حتی الامکان تدابیر نجات پر غور کرنا چاہیے -

تدابیر اصلاح

موجودہ متمدن اقوام ایک ایسے چرکے سے مسلم ہیں ' جس سے متقدمین کے اسلحہ خانے خالی تھے ' اور یہ قانون ارتقاء اور مسایل علم النفس کا علم ہے - ان جدتوں کی اعانت سے ہم ایسے ایسے علاج سوچ سکتے ہیں ' جن تک قدما کے ذہن کی بھی رسائی نہیں ہوسکتی تھی -

یہ مان لینے کے بعد کہ اصل مرض عقل میں نہیں بلکہ وجدان میں ہے ' یہ تسلیم کرنا پڑیگا لازم آتا ہے کہ جو جو طرز علاج ' نقائص عقل کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں ' وہ یہاں سرے سے بے محل ہیں ' اصل میں اصلاح ذوق کی کوشش ہونا چاہیے - احساس طبعی کے احیاء کرنیکی حسب ذیل ہیں :-

خوب آزادی ' عریاں ' شوق بنا ' مبالغہ - اور ہمیں ایسی جدتوں کو قوی کرنے کی حاجت ہے ' اسکے بعد ضرورت زمانہ کے مطابق معتقدات خود ہی پیدا ہوجائینگے - یہ ظاہر ہے کہ اس کوشش میں کامیابی نہیں ہوسکتی ' تاوقتیکہ ہمارے بچے ابتدا ہی سے اسکے حوالہ نہ کیے جائیں ' یا دوسرے الفاظ میں ' جبتک ہماری ابتدائی تعلیم انہیں اصول پر مبنی نہ ہو - یہاں مجھے یہ بھی کہنا ہے کہ انگریزی تعلیم میں نہ بلکہ ایک بڑی حد تک ملحوظ رکھا جاتا ہے ' مگر افسوس ہے کہ فرنچ تعلیم میں نہیں -

نصاب و طرز تعلیم میں اصلاح کے پہلو یہ پہلو ایک دوسری اہم اصلاح ہماری جسمانی تربیت کے بارے میں ہونا چاہئے ' اور جسمانی ضعف کو ' جو ہم میں زور آوروں کی طرح پیدا ہوتا ہے ' روکنا چاہیے ' اخلاقی زندگی اور مادی زندگی ' دماغی ضعف ' اور جسمانی ضعف ' سب کی قدیم تعریفات آج مٹ گئی ہیں ' اور اب یہ تعریف مسلم ہوگیا ہے ' کہ کوئی اخلاقی مرض ' کوئی دماغی فتور ' کوئی ذہنی نقص ' ایسا نہیں ' جسکی علت کوئی جسمانی کمزوری اور بیماری نہ ہو - اس بنا پر ہمارے احساسات کے مریض ہونے کے یہ معنی ہیں ' کہ ہمارے اجسام مریض ہیں ' اور اسلیے اصلاح وجدان کا بہترین ذریعہ جسم اور جسمانی صحت کی فکر و پرداخت ہے - ایک صحیح الجسم شخص میں شوق حیات ہوتا ہے ' اعتماد نفس ہوتا ہے ' اور سب سے بڑھکر یہ ' کہ اسکے مزاج میں اعتدال ہوتا ہے ' اور یہی جدتیں اخلاقی و دماغی زندگی کی روح ہیں -

الغرض یہ ہے مختصر الفاظ میں ہمارے قومی مرض کی

مراسلہ

شخص اور اسکا علاج - میں دوبارہ کہتا ہوں ' کہ قوم کی زندگی صرف ہمارے اطبا کے ہاتھہ میں ہے' اگر وہ ہماری اولاد کے حفظان صحت کی جدوجہد رکھیں ' تو مستقبل قریب میں کسی خطرہ کا اندیشہ نہیں - یہ امر باعث مسرت ہے کہ بعض بعض جگہہ اس اصول پر عمل شروع ہوگیا ہے ' اور وہاں ایک محدود پیمانہ پر اسکے حوصلہ افزا اثرات بھی ظاہر ہو رہے ہیں ' لیکن ضرورت ہے ' کہ اس اصول کو کافی وسعت دیجاے ' تاکہ اسکا فائدہ ہر جماعت اور ہر گوشۂ ملک کے افراد تک پہنچ سکے -

مسلم یونیورسٹی

— * —

گر حاشیے سے فائدہ احباے حال ہے
خوش ہوں کہ میری بات سمجھنی محال ہے

* * *

الحاق کی جو شرط نہ مانی حساب نے — کیا جانے کیا حضور کے دل میں خیال ہے
"مسلم" کے لفظ میں تو کوئی بات ہی نہ تھی — کیا اس میں بھی حضور کو کچھہ احتمال ہے ؟
اسباب سوء ظن کے لئے کچھہ عیاں ہوے — یا پہلے ہی سے شیشۂ خاطر میں بال ہے ؟
ہم تو ازل سے حلقہ بگوش نثار ہیں — یہ سر ہمیشہ زیر قدم پامال ہے
ہم نے تو وہ ثنا و صفت کی حضور کی — جو خاص شیوۂ صفت ذوالجلال ہے
آیا کبھی نہ حرف تمنا زباں پر — یاں تک تو ہم کو پاس ادب کا خیال ہے
کم بخت عمر کو ہے خوشامد کا سوء ظن — آئین بندگی میں جو صحیح و کمال ہے
اُردو کے باب میں جو ذرا کھلگئی زباں — اب تک جبیں پر عرق انفعال ہے
داغ عذار حور جنانی سے رہا ہے پاک — یہ بعض خاص رہبر دیرینہ سال ہے
آتا جو حرف کا کبھی دل میں وہم بھی — سمجھا دیا کہ جرئت جنوں کا مآل ہے
اب تک اسی طریق پہ ہیں بندگان خاص — تو صحبت عوام میں کچھہ قیل و قال ہے
گردن جھکی ہوئی ہے ' زباں گر ہے شکوہ سنج — باطن ہے الحمد ' جو ظاہر مآل ہے

* * *

الحاق سے کچھہ اور نہ تھا مدعاے خاص — بس اک عموم درس وفا کا خیال ہے
اعدی نہ بھول جاے یہ رسمانے کو گھڑی لے — اب تک جو محضر یہ عائدہ کا حال ہے
یہ تالسی ہے شاہرہ عام ' قوم کی — اس سے نوئی الگ ہے تو وہ حال حال ہے
دہر بھی حضور کی نہ گئیں سرگرانیاں — دہر بھی تباہگار مرا یار یال ہے
اتنی سی آرزو بھی بدقسمتی سے ہو سکی — اب کیا کہیں کہ اور بھی کچھہ عرض حال ہے

* * *

سنتے رہے وہ غور سے یہ داستان غم — جب ختم ہوگئی تو نہ لب پر مقال ہے
"حد سے اگر بڑھے گا تو ہو جاے گا مداوا" — وہ درمیان ' روے وفا کا جو حال ہے"

(کشاف)

خاتمہ پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے ' کہ کیا اس تدبیر پر عمل پیرا ہونے سے قوم کو حقوق ابدی حاصل ہو جائینگی ؟ کیا وہ خطرۂ زوال سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائیگی ؟ اس سوال کا ایک حد تک جواب دینا ' توقعات خاطر کے حدود سے باہر نکل جانا ہے ' تاہم یہ ضرور ہے ' کہ اس طرح وہ اپنی ہستی ایک عرصۂ دراز تک قائم رکھہ سکتی ہے ' اگر اس کوشش میں کامیابی ہوگئی ' اور ہم نے اپنے رعایۂ تعلیم کو زیادہ وسیع بنے کچھہ اور کارہاے نمایاں کرلئے ' تو یقین رکھنا چاہئے ' کہ ہمارے اخلاف ' جو ہم سے دانشمند تر ہونگے ' ہمارے کارناموں کو ہرگز نظر انداز نہ کرینگے ' اور جس طرح آج ہم میں سے کوئی تعلیم یافتہ مرد یونان و روم کی علمی تداریج سے بے بہرہ نہیں رہ سکتا ' اسی طرح وہ لوگ بھی ہمارے احسانات کے اعتراف سے دریغ نہ کرینگے -

همـــاري قـــومي صلاحـــــكار

— * —

دنس تعارت راہ ار تعـاسب تا نکعا

استادنا ابو الکلام آزاد [براہ کرم آیندہ اس طریق تخـــاطب سے معاف فرمائیں کہ اسکا اہل نہیں - الهـلال] میں زباں نہیں کرسکتا کہ آپکے پیش نہا حـــالات کو کس وقعـــت کی نظـــر سے دیکھتـــا ہوں اور میں زباں قلـــم سے یہ ادا کرنے میں قاصر ہوں کہ آپ کی ہر صائب رائے کی میں کسقـــدر عزت و احترام کرتا ہوں مگر میں اپنے تحیر و استعجا ب کی بھی کوئی حد نہیں بتلاسکتـــا جســـوقت میں نے بالکل دو متضـــاد باتوں کو ہم آغوش پایا ' یعنی ایک جانب تو یہ ارشاد' کہ مسلمانوں کو قلت کے باعث ہندوؤں سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ' نمثلاً آپ نے واقعہ حـــنگ بدر کی جانب اشارہ فرمایا ہے اور پھر دوسری طرف اسکے برعکس مسلمانوں کو یہ تلقین کی ہے کہ :

" تمکو ہندوستان میں رہنا ہے تو اپنے ہمسایوں سے معانقہ کرلو اور زندہ رہنا ہے تو اُنسے الگ رہنے کا بندوبست دیکھ چکے' اب انسے مل جاؤ ' اگر انکی طرف سے رکاوٹ ہے تو اسکی پروا مت کرو "

الله الله کہاں تو یہ عالی ہمتی کی باتیں ' کہ تم خدا کی فوج کے سپاہی ہو' تمہارے ہی تو سلف صالحین نے بحر و بر میں اپنے سکے بٹھادئے' ایک عالم کو مسخر کرلیا' ساری دنیا کے رو برو دعوت اسلام کا دسترخواں بچھادیا ' فتح و نصرت کے علم کو جہاں تک بلند کیا کہ اپنے حوصلوں سے بھی زیادہ اونچا کردیا - تا یہ پست ہمتی کی تعلیم کہ اگر زندگی چاہتے ہو تو حلقہ نگوش کفر ہوجاؤ ' وہ تعامل شعاری سے کام لیں' اعماض بھی کریں' ہماری حدیں بیدار کو ٹھکرائیں بھی' مگر ہم اسپر بھی کلمہ حق کہ ایک مسلمان دل کو تسلی کا آسرا کی مٹھی میں دیدیں - افسوس جب حصر ہی کلمۂ مقصود کا واسطہ جہانگیر بھائے فتح حاصل کی گلیوں میں للکارکر کہوا کردیں بلکہ آسانہ نوسی کا فتوی دیدیں ' تو پھر کہئے کہ اب راہ راست کا بندہ کون دے -

یہ میں نے مانا کہ ' مسلمان دنیا میں خدا کے خلیفہ ہیں اور انکو اپنی حیثیت سے ہر کہہ و مہ پر تسلط کرنی چاہیے اور اسکا پورا استنباط اس آیت سے ہو سکتا ہے لا ینهکم الله عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین و یخرجوکم من دیارکم ان تبروهم و تقسطوا الیهم - اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام اقوام غیر اسلام سے نیکی کرنا اور منصفانہ برتاؤ کرنا جائز ہے ' مگر اسوقت جب کہ وہ برسر صلح ہوں اور اس بات کو آپ نے بھی قبول فرمایا ہے کہ ہندو مسلمانوں سے بیگانہ وار ہیں اور پھر بیگانہ واری بھی کیسی' العظمة لله' جسکا کچھہ ٹھکانا ہی نہیں' کلام مجید میں اگر دینی جنگ کی شرط ہے تو اب ہندو مسلمانوں کے درمیان پولیٹکل جنگ جاری ہے جو اُس دینی جنگ سے زیادہ خطرناک اور مہلک ہے' سناں و خنجر کے بجائے اب زباں کی تلوار سے دلوں کو دو نیم کیا جا رہا ہے جسکی' فصیحت مآب علی مرتضی نے فرمایا ہے

جراحات السنان لها التیام ولا یلتام ما جرح اللسان

نیزہ کے زخم پھر آسانی سے مگر زباں کے لگائے ہوئے زخم کبھی نہیں بھرتے - الغرض اسوقت اگر صریحاً نہیں ' تو بعداً ایک خطرناک تصادم خیال ہو رہا ہے جو فی الواقع ایک قسم کی جنگ ہے اور جب یہ کیفیت ہے تو پھر اس آیت کریمہ کے عمل کا بھی وقت نہیں ہے -

ہندوؤں سے دوستی کرنا اور وہ بھی دینداری عرب کے لئے جسکے استادنا آپ مدعی ہیں ' میرے نزدیک تو منشائے الہی کے بالکل خلاف ہے - کیونکہ صاف الفاظ میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید اسی وقت کیلئے یہ آیت پاک نازل ہوئی - الذین یلونکم من الکفار و لیجدوا فیکم غلظة و اعلموا ان الله مع المتقین - ا یتعون عندهم العزة فان العزة لله جمیعا (۴ ۱۳۹) جو مومنوں کو چھوڑکر کافروں کو دوست بناتے ہیں کیا انکے پاس وہ عزت چاہتے ہیں (بس یاد رکھو) کہ تمام عزت اللہ کے واسطے ہے - کلام مجید میں اسی قسم کی اکثر آیات ہیں ' مگر استادنا ! تعجب ہے کہ آپ سا قرآن مجید کا ماہر جو ہر طرح کے مضمون کو زبانی کلام سے زیادہ دینے والا ہو' جو مسلمانوں میں اسلامی روح کے پھونکنے کا عزم بالجزم رکھتا ہو' جو مسلمانوں کو قرون اولی کے عادات و اطوار کا وعظ کرتا ہو اور وہ کفر کی تاریکی میں ایسا صراط مستقیم سے بھٹک جائے' کہ دوسروں کو بھی اوسی کی جانب للچانے کی کوشش کرے -

استادنا ! مسلمانوں کا ابھی کچھہ بھی نہیں بگڑا ' وہ جسے شدھ بیلے ہے ویسے ہی اب بھی ہیں' ہاں غفلت و جہالت کا خمار ہے اور نسہ شام کی گرد اب صبح ہوئی ہے مگر در اصل صبح نو ہوئے مدت ہوئی' نوعی کا آفتاب نصف النہار پر آپہنچا - لیکن اس آفتاب کو تبسم دیگانہ اور مسلم یونیورسٹی نے دو زبردست تاریک بادل چھپائے ہوئے ہے جنہوں نے زور روشن کو شب دیجور بنا رکھا تھا ' للہ الحمد کہ وہ دو برسنے والے بادل جنکو مسلمان ابر مطیر سمجھے ہوئے تھے ہٹ گئے' اور مسلمانوں کو معلوم ہوگیا کہ واقعی وہ نوعی غفلت میں ہے ' اب قوم میں ایک بارہ حواس ہے' قوم اپنی قوت تازہ پر بھروسا کرے اپنی جمعوعی حالت کو جمعرداد دے اور ہاتھہ پاؤں چلائے تو سب کچھہ ہوسکتا ہے - مسلمانوں کو ضرورت نہیں ہے کہ وہ دوسروں پر سوائے ذات باری تعالی کے بھروسہ کریں ومن یتوکل علی الله فهو حسبه - مسلمان اگر اپنی پوری قوت سے کام لیں تو وہ کانگریس سے زیادہ زبردست ایک پولیٹکل انجمن قایم کرسکتے ہیں وہ اپنی آواز کو کانگریس سے زیادہ بلند کر سکتے ہیں مگر نہ جانے کیوں نہیں ہوتا ؟ محض اسی وجہ سے کہ مسلمانوں میں صحیح الخیالی نہیں' ہم آوازی نہیں' نگاہیں باہم نہیں سے واقف نہیں ' اور نہ سب سے بڑا مرض اُن مسلمانوں میں ہے جو زیور علم و فضل سے آراستہ ہیں - جاہل مسلمانوں میں اسوقت بھی ایسے مضبوط موجود ہیں کہ اُنکو اگر رسی کا سانپ بتلادیا جائے تو مشکل سے اسکو پھر کوئی دوسری خبر کہینگے -

استادنا ! آپ ہی کے اس فرمانے سے اور نیز مسلم لیگ کی صدائے ایجاد سے تا مسلمانوں کو نہ حراب ہوئی ہے کہ وہ کہنے لگے ہیں

نه اوراں کے روسی پنجے میں پھنس جائے اور طرابلس پر اٹلی کے قبضہ ہو جائے اور مسلم یونیورسٹی کا جارتر نہ ملے اور تقسیم بنگالہ کے منسوخ ہوجانے سے اب مسلمانوں کو ہندوؤں کی رفاقت یاد آئی ہے - گویا ان سب باتوں کی تلافی ہندوؤں کی خلعہ نگوشی سے ممکن ہے -

اسقدر لکھنے کے بعد میں یہ کہونگا کہ آپ نے صریحاً اسلام کی توہین بھی کی ہے اور آزردہ بھی ہے - مسلمان اسوقت جو کچھ ذلیل ہورہے ہیں وہ صرف اسوجہ سے کہ انہوں نے اسلامی اوصاف چھوڑ دیے ہیں ورنہ آج بھی خدا کا پاک مذہب اور خدا کے پاک نبی کے پیرو پھر قوموں اولی کی طرح دنیا میں سرفراز' منصور اور مظفر و منصور ہوجائیں اخیر میں اسقدر میں مکرر عرض کرونگا کہ مسلمانوں کو کافروں کی دوستی سے کوئی فائدہ ہرگز نہوگا بلکہ وہ رہی سہی عزت بھی کھو بیٹھیں گے - کفر و اسلام کا اتحاد اجتماع ضدین ہے - اور یہ ناممکن ہے -

نہ نکوئیں دامن الناس گرداب بلا میں ہم
کہ دوبدر قوت سہارے سے ہے خدا اس سہارے کا

راقم محمد حسین - آزاد - ار اٹاوہ

لکھنؤ سے ایک گمنام چٹھی

جناب اڈیٹر صاحب الہلال

چونکہ جناب کو مسلم یونیورسٹی کے مسئلہ سے نہایت گہری دلچسپی معلوم ہوتی ہے' یہاں تک کہ بعض مرتبہ الہلال کا پورا نمبر اسی بحث کی نذر ہو جاتا ہے اسلئے اس مسئلہ سے متعلق سوالات ذیل با ادب تمام خدمت عالی میں عرض کئے جاتے ہیں امید ہے کہ الہلال کے ذریعہ سے انکے جوابات جلد مرحمت ہونگے -

(۱) یونیورسٹی کا مسئلہ ایک تعلیمی مسئلہ ہے یا پولیٹکل ؟ اگر سیاسی ہے - تو تکلیف فرما کر اسکے وجوہ عنایت ہوں اور اگر تعلیمی ہے تو یہ فرمائیے کہ کس تعلیم کے موجودہ یورپین علماء خصوصی ' اصولی حیثیت سے اقامتی یونیورسٹیوں کو کیمبرج - آکسفورڈ - کولمبیا - پرنسٹن وغیرہ کے نمونہ پر زیادہ پسند کرتے ہیں یا الحاقی یونیورسٹیوں کو ' جیسی کہ الہ آباد یونیورسٹی ہے اور جسکے نمونہ پر آپ معجونہ مسلم یونیورسٹی کو بنانا چاہتے ہیں ؟

(۲) یہ بھی فرمائیے - کہ اسوقت ہندوستان میں رہے ہوئے کچھ ماہرین فن تعلیم ہیں - مثلاً مسلمانوں میں سید حسن بلگرامی - سید علی بلگرامی مرحوم - ڈاکٹر ضیاء الدین - اور انگریزوں میں مسٹر ڈی - لاوس - ڈاکٹر ویبس - مسٹر کیمرن - مسٹر میکنزی - کیا یہ لوگ تعلیمی نقطۂ خیال سے الحاقی یونیورسٹی کے قدم کی تائید کرتے ہیں ؟

(۳) اسی سلسلہ میں اگر جناب اسکی بھی تصریح فرمادیں تو عین عنایت ہوگی کہ خود جناب والا کو مغرب یا مشرق کی کن کن یونیورسٹیوں میں اعلی یا ادنی تعلیم حاصل فرمانے کا اتفاق ہوا ہے ؟ نا کس کس یونیورسٹیوں کے کلدتر ملاحظہ سے گذر چکے ہیں ؟ نا فن تعلیم و اصول تربیت کیلئے عرصہ تک دیر مطالعہ رہے ہیں ؟ تا کہ دنیا کو یہ فیصلہ کرنے میں آسانی ہو کہ جناب کی رائیں اس مسئلہ میں کہاں تک قابل وقعت ہیں ؟

(۴) چونکہ جناب والا ہر شے کو مذہبی نقطۂ خیال سے دیکھتے اور دوسروں کو دکھاتے ہیں اور اس امر کے مدعی ہیں کہ " مسلمانوں کی اخلاقی زندگی ہو یا علمی - سیاسی ہو یا معاشرتی - دینی ہو یا دنیوی - حاکمانہ ہو یا محکومانہ - قرآن ہر زندگی کیلئے ایک اکمل ترین قانون اپنے اندر رکھتا ہے " نیز یہ کہ آپکے عقیدہ میں " ہر وہ خیال جو قرآن کے سوا اور کسی تعلیم گاہ سے حاصل کیا گیا ہو وہ ایک کھلی ضلالت ہے " اس بنا پر یہ التماس ہے کہ یونیورسٹی کے الحاقی ہونیکی تائید میں جناب کوئی نص صریح پیش فرماکر قوم کو ممنون احسان بنائیں

(۵) جناب والا کو بذات خود تو مشاغل کی وجہ سے شاید مطالعہ کی فرصت کم ملتی ہو لیکن علامہ شبلی کے فیض صحبت سے عالباً تاریخ اسلام کے متعلق آپکو کافی معلومات حاصل ہوگئے ہوں - پس مہربانی کرکے فرمائیے کہ مسلمانوں نے اپنے عہد عروج میں جو یونیورسٹیاں قائم کی تھیں کیا ان میں سے کسی ایک کا بھی نام جامعۂ اسلامیہ یا اوسکے مثل تھا ؟ یا وہ یونیورسٹیاں ہمیشہ اسماً اپنے بانی یا مقام کی جانب منسوب ہوتی تھیں - مثلاً نظامیہ بغداد - حلبیہ - مرادیہ - عزیزیہ - وغیرہ ؟

---

(۶) ۸ ستمبر کے الہلال میں آپنے ہمدرد قوم مسٹر محمد علی کی معقول و مدلل تحریر کے جواب میں ایک جگہ یہ فرمایا ہے - کہ سالگذشتہ میں جب مسلم یونیورسٹی کا علمله نہایت بلند آہنگی سے دربا تھا اوسوقت آپنے پبلک کو اس مہلک غلط فہمی پر متنبہ کرنا صرف اسلئے مناسب نہیں سمجھا کہ آپکی آواز بے اثر رہتی لیکن کیا اس عبارت سے یہ مفہوم نہیں نکلتا کہ جناب والا صرف ہوا کے رخ پر چلتے ہیں ؟ جبتک دیکھا کہ کوئی اپنا ہم آواز نہیں ملتا ہے اسوقت تک احقاق حق - امر بالمعروف - نہی عن المنکر - اور اسی قسم کے تمام مشتبہ الحدقت لیکن مرغوب کی دعاوی پردۂ خفا میں مستور رہے - لیکن جب یہ نظر آیا کہ پبلک کی تائید کا کچھ سہارا ملجائیگا - اسوقت نہ دریا کے اختیار آگئے بڑا -

اس ضمن میں اس امر کا بھی نہ اظہار مناسب سمجھتا ہوں کہ اگر دوسرے لوگ بھی آپ ہی کے مثل مصلحت اندیشی و زمانہ شناسی کے ساتھ الفاظ زباں سے نکالنے میں تو کونسا اخلاقی جرم کرتے ہیں ؟ امید ہے کہ جناب والا ان سوالات کے جواب کی زحمت جلد گوارا فرمائینگے - لیکن اسکے ساتھ یہ بھی التجا ہے کہ کرم فرماکر بجائے استعارات اور صلح کلی کی افراط کے واقعات و دلایل پر زیادہ توجہ مبذول رکھے -

راقم

تیری رسوائی کے خون شہدا درپے ہے
دامن یار خدا ڈھانپ لے پردہ تیرا

علامہ رشید رضا اور مدرسۂ عالیہ دیوبند

— * —

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب " الهـلال " - السلام علیکـم - قاہرہ مصر کے ڈاک سے جو رسالہ المنـار مورخہ ۳۰ شعبان ۱۳۳۰ ھ (۱۳ اگست سنہ ۱۹۱۲) وصول ہوا ہے اوسکے صفحہ ۶۲۱ پر علامہ رشید رضا صاحب نے مدرسہ عالیہ دیوبند کے متعلق حسب ذیل خیالات ظاہر کئے ہیں - امید ہے کہ آپ اخبار میں ان چند سطور کو جگہ دیکر ممنون فرمائینگے -

ترجمـــہ مـــضمـــون

..... میں نے مدرسہ دیوبند میں جو - ہر ہندوستان کے لحاظ سے مشہور ہے - ایک حد تک علمی و دینی ترقی دیکھی ' اور مجھے امید ہے کہ اوس سے عظـــیم الشان نفع ہے . میں نے اوسکے متعلق چند مشورے دئے اور میں نے مشورے ایسے پائے گئے جو پہلے ہی سے اوں کے دل میں آچکے تھے اور اوں پر عمل شروع ہوگیا تھا - . ہندوستان کی کسی چیز کو دیکھ کر مجھے ایسی تھڈی نہیں ہوئی ' جیسی مدرسہ دیوبند کو دیکھکر تھڈی ہوئی ' اور وہاں مجھکو کسی چیز سے اسقدر خوشی نہیں ہوئی ' جسقدر کہ اس مدرسہ کے علماء کی عزت اور اخلاص کو دیکھ کر خوشی ہوئی [ماقوب عندی نسبۃ فی الهند ' کما قوب ترونه مدرسة دیوبند ' ولا سرب شیئ هناک ' کسروربی نما لاح لها من العزة والاخلاص فی علماء هذه المدرسة] هندوستان کے مختلف شہروں میں میرے مسلمان بھائیوں نے اس مدرسہ کا مجھ سے تذکرہ کیا تھا اور اکثر دیندار لوگ اس مدرسہ کے علماء کو حمود اور تعصب کے ساتھ متہم کرتے تھے اور رعب ظاہر کرتے تھے کہ اس مدرسہ کا نفع زیادہ عام ہونا چاہئے - الحمد للہ کہ میں نے اونکو اوں تمام چیزوں سے بالا تر پایا جو بطـور اُن کی تعـــریف یا تنقید کے میں نے سنی تھیں ' اور مجھے اُمید ہے کہ میرا جو گمـاں اُن کی نسبت ہے ' وہ صحیح ثابت ہو ' کیونکہ معاملہ ان مسلمان علماء دین کے جنسے کہ میں واقف ہوا ہوں ' وہ ایسے ہیں جو "حمـود" اور "عـرور" سے بہت سے زیادہ دور ہیں [وقد رأیتهم ولله الحمد فوق جمیع ما سمعت عنهم من ثناء و اطناب ' و ارجو ان یصدق ظني فیهم فانهم من ابعد جمیع من عرفت من علماء الاسلام الذین هم الحمود والعرور] .. .. میں اپنے سفر نامہ میں تفصیل کے ساتھ اس کے معائنہ کا حال لکھونگا اور جو تقریریں وہاں کی گئیں اُن کو درج کرونگا اور خاصکر وہ تقریر جو مدرسہ کے ایک عالم نے مدرسہ کی توضیح اور علم کے وقار کے متعلق کی تھی . -

نوٹ — علامہ رشید رضا نے مدرسہ عالیہ دیوبند کے مشہور حمود اور تعصب کے متعلق جو کچھ سنا تھا ' وہ کوئی نئی بات نہ تھی ' اس قسم کی رائے ہمیشہ سنی جاتی ہے - ان اہل الرائے حضرات کی خدمت میں یہ ادب التماس ہے کہ وہ بھی اگر اس قسم کی رائے قائم کرنے سے پہلے براہ راست مدرسہ سے واقفیت حاصل فرما لیا کریں ' تو عجب نہیں اُن کے قلب کو بھی وہی تھڈک پہونچ سکے ' جو علامہ جمال الدین افغانی اور علامہ شیخ عبدہ مصری کے حادثش رشید کی آنکھوں کو پہنچی - والسلام

حاکسار انیس احمد بی - اے - (علیـگ)

طالب علم مدرسہ عالیہ دیوبند

اردو کانفرنس علی گڈھ

— * —

جناب من تسلیم - رسالہ اتالدی جو بطور رسالہ کانفرنس طبع ہوا ہے - آپکی خدمت میں بھیجتا ہوں - اوسکے ملاحظہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ خاص طور پر بچوں کے لئے تیار کیا گیا ہے - اصلی غرض یہ ہے کہ ایک سلسلہ اس قسم کے رسالوں کا ہو ' جس میں اسلام ' اسلام کے بانی ' اور اسلام کے قابل یادگار حامیوں کے حالات اور اخلاق کے متعلق مضامین مختصر اور سہل طور پر لکھے جائیں - اور تمام اسلامی تاریخ کے خاص خاص حالات بطور قصوں کے لکھے جائیں - تاکہ اسلامی گھروں میں ابتدا سے وہ پڑھائے جائیں - اور دعا ہے اسکے کہ ہماری مائیں اور بہنیں اپنے بچوں اور چھوٹے بھائیوں سے حمزے اور حمزہ کی کہانی کہیں ' وہ بانیے اسلام اور فروں اول [اولی] کے مسلمانوں کے حالات اونکے کانوں میں ڈالیں - اور دعا ہے اسکے کہ ہماری مائیں بچوں کے لئے سونے کے سہرے کی دعائیں مانگیں - وہ ابتدا سے اسکے متعلق اولوا العزمانہ مضمون ہزار ہیں اور بزرگان سلف کے نمونے اونسے ابتدا کرنیکی خواہش کریں - جو سلسلہ کانفرنس کی طرف سے رسالوں کا طبع کرنا مقصود ہے ' اوسکا یہ پہلا رسالہ ہے -

مجھکو اُمید ہے کہ یہ مفید ثابت ہوگا - اب قوم کے اُن بزرگوں سے جو نہ صرف اہل قلم ہیں ' بلکہ اسلامی اور اخلاقی مضامین پر بھی حکم عبور ہے استدعا ہے کہ وہ اسپر توجہ کریں اور ان رسالوں کی تکمیل میں مدد فرمائیں -

مولوی مخـدوم عالم صاحب نے اس رسالہ کو نہایت توجہ اور قابلیت سے لکھا ہے اور اس رسالہ کے لئے جو انعام قرار پایا تھا ' کمیٹی نے وہ انعام اونکو دیا ہے - آئندہ جو رسالے لکھے جائیں اور پسند ہوں اونکے لئے ہر ایک رسالے کی مطابق انعامات دئے جائینگے -

رسالوں میں یہ لحاظ رکھا جائے کہ اوسکے مضامین اور طرز عبارت میں تدریجی ترقی ہو - میں اُمید کرتا ہوں کہ اس مسئلہ پر بہت جلد ہماری قوم کے اہل قلم توجہ فرمائینگے - حاکسار - آفتاب احمد

[الهلال] رسالے کے دیکھنے کی مہلت نہیں ملی ' مگر آپکے اس ارادے کا خیر مقدم کرتا ہوں - خداکرے اللہ مدرا انک عرضے سے یہ خیال ہے کہ مسلمانوں کی موجودہ مدهبی تعلیم کبھی درست نہیں ہوسکتی جب تک ابتدا سے لیکر آخر تک اسکے نصاب تعلیم کا مرکز قرآن نہ ہو اور جب تک تمام علوم اسی مرکز کے گرد جمـــع نہ کئے جائیں - ضرورت ہے کہ بچوں کی ابتدائی تعلیم کیلئے ایسے رسالے لکھے جائیں جنمیں ہر مضمون قرآن سے ما خوذ ہو مگر اسطرح اخذ کیا جائے ' کہ محسوس نہ ہو ' اور پڑھنے والے کے دلپر اندر ہی اندر کام کرجائے - اگر کانفرنس چاہے تو میں بعد کسی معاوضے کے ایک دو رسالے مرتب کردیسکتا ہوں ' مدت سے اسکا نقشہ ذہن میں محفوظ ہے -

ناموران عہد نبوی

میدان جہاد سے

جنگ کے بارہ برس کوائف کے متعلق ایک چٹھی

(از مقام عریریہ - ۱۶ - اگست)

ماہ رواں میں ادھر کوئی غیر معمولی جنگی حرکت وقوع میں نہیں آئی' میں نے حسال کیا کہ اسلامی کیمپوں کا ایک دورہ کرکے بارہ حالات کا مشاہدہ کروں - چنانچہ ۴ - اگست کو (عریاں) سے روانہ ہوا ' اور آج تمہیں آدھا خط لکھ رہا ہوں - میں نے جرور و صدق اس عسکر اور عزیمہ کی اسلامی جھاؤنیوں کو دیکھا ' اور الحمد للہ بالعموم ہر جگہ امن و اطمینان اور کامل درجہ کا انتظام و اہتمام نظر آیا - ادھر جو کچھ عرصے سے کسی عظیم الشان معرکے کی خبر نہیں آئی تو اسکا سبب اسلامی لشکر کا فرض جہاد سے تساہل نہیں ہے' بلکہ تمام اتالین جھاؤنیوں نے جو ایک جدید طریقہ جنگ پر عمل درآمد شروع کردیا ہے - بعد اپنی گڑھیوں اور استحکامات مستیدہ میں موت کی خاموشی کے ساتھ چھپے رہنا ' اور مجاہدین کے سخت سے سخت حملے دلاے اور شرمانے پر بھی نہ نکلنا - اسکی وجہ سے ہمارے مجاہدین کی سعی دن و شام جہاد کو اسے جوہر دکھلانے کا موقع ہی نہیں ملتا -

تاہم مجاہدین انکو اس حال میں بھی چین سے نہ بیٹھنے نہیں دیتے' اتالین معلوم کیا ہے اب سرزمین طرابلس میں کسی طرح رہنا سہنا از بس نہیں - ہمیشہ مجاہدین کی چھوٹی چھوٹی ٹکریاں معمولی بندوقیں کاندھوں پر رکھکر نکل جاتی ہیں' اور بے حصار انکی گڑھیوں اور مورچوں کے سامنے جاکر انپر حملہ کرتی ہیں' اور عبرت دلاتی ہیں کہ کسی طرح باہر نکلیں - آپ شدت تعجب سے شاید باور نہ کریں کہ شجاعت وعزیمت کے یہ الہی پیکر ایسے مخوف و خونریز ہیں کہ اکثر مرتبہ انکے مورچوں کے اندر گھس گئے ہیں اور انکے سامان و ذخیرے کو غارت کردیا ہے - کئی بار ایسا ہوا ہے کہ انکے دشمنوں کے سامنے بیسیوں لاشیں تڑپاکر اور انکے معدد و قیمتی جیوانات لیکر صاف نکل آئے ہیں ! دنیا مانے یا نہ مانے مگر میں اپنے مشاہدات کو کیا کروں ؟

کل کا بارہ بجے کا واقعہ ہے کہ میں نے بیس مجاہدوں کی ایک جماعت دیکھی جو اتالین مورچے سے متجاوز آرہی تھی انکے ہاتھوں میں وہ قیمتی گیس کی مشعلیں تھیں جو اطالین اپنے یہاں استعمال کرتے ہیں اور کاندھوں پر انکی طرح طرح کی وردیاں اور کپڑے پڑے تھے اور چار سو سے کایوں اور ۹ - بکریوں کو اپنے آگے ہنکائے ہوئے لارہے تھے - یہ تمام چیزیں انہوں انہی اتالین جھاؤنی میں لوٹی تھیں !

ایک عظیم الشان امدادی قافلے کی روانگی

عالم اسلامی کیلیے ایک بہت بڑی خوش خبری یہ ہے کہ ایک عظیم الشان امدادی قافلہ (مصر) سے روانہ ہوا ہے' جسمیں چار ہزار اونٹھ لشکر مجاہدین کے لیے ذخیرۂ رسد اور آلات جنگ سے لدے ہوئے ہیں ' اور اسکا ایک ابتدائی حصہ ۳۶ - اونٹھوں کا ۴ - اگست کو (عریاں) پہنچ گیا - یہ وہ الہی انتظامات ہیں ' جسے خدا اپنے مجاہدوں کی مدد فرمایا کرتا ہے -

اتالین جنگ مکر و خداع

قیمتی ترپوں اور انکے آبشار دھانوں سے تو اب عیب اتالی

ناصیہ عز و حمد

اتھارہ برس کا ایک عثمانی مجاہد

احمد حامی بک

یہ قسطنطنیہ کے مدرسۂ حربیہ کا ایک سند یافتہ نوجوان ہے جو جرائم بحر سفید میں مدعی تھا' اتالی کے اعلان حرب کے ساتھ ہی غیرت و حمیت ملی سے سرشار ہوگیا ' اور اپنی خدمات راہ جہاد کیلیے وقف کردیں - جزیرہ رودس کے مدافعہ میں اسکے کارہاے نمایاں تاریخ عثمانی میں یادگار رہینگے - اللھم انصر من نصر دین محمد و اجعلنا منھم ' واخذل من خذل دین محمد ولا تجعلنا منھم !!

ارنارطرابلس

مایوس ہوگئی ہے ' اسلئے جنگی قوت ہے - صرف اندر ہتھیار ہتھیار مکر و فریب کی تدبیر ناقدوں پر خرچ کی جاتی ہے - ابتدائے جنگ سے طرح طرح کے پر فریب و کذب رسالے چھاپکر عربوں میں تقسیم کرائے ہیں' اور طرح طرح کی رشوتوں کی طمع دلا کر رام کرنا چاہتے ہیں ' مگر انکی تلوار روز بروز اور زیادہ مہلک ہورہی ہے - حال میں جو نئے خطوط چھاپکر اطالوں نے تقسیم کیے ہیں انکی چند کاپیاں اس خط کے ساتھ بھیجا ہوں - اس سے آپ اندازہ کرسکیں گے کہ اب انکی جس درماندگی کہاں تک پہنچ گئی ہے ' اور عربوں کے استقامت و شجاعت سے مجبور و تنگ حال ہوکر کسی طرح ذلت و عاجزی کے ساتھ انکے آگے گڑگڑا رہے ہیں ؟

ان خطوں سے اسکا بھی اندازا کیا جاسکتا ہے کہ یہ لوگ علاوہ اور تمام رذائل انسانی کے جھوٹ بولنے میں بھی کیسے بے باک ہیں ' جبکہ تمام عالم اور دوست و دشمن اطالیوں کی ناکامی پر ہنس رہا ہے - یہ حیا فروش عربوں کو لکھتے ہیں کہ " ابتک ہم نے ہمیشہ متواتر نصرت پائی اور آئندہ بھی امید ہے کہ تمہارے دشمن ترکوں سے تمہارا ملک خالی کردینگے "

ان احمقوں نے سمجھ لیا ہے کہ عرب بالکل وحشی ہیں اور انہیں دنیا کی کچھ خبر نہیں ' جبھی اچھے ان چٹھیوں میں لکھا ہے کہ ہم نے طرابلس سے باہر بھی ترکوں کو ہر جگہ شکست دی ' انکے ملک چھین لیے ' عنقریب ترکی حکومت کا خاتمہ ہوجائے گا ! ! [کثرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولوں الا کذبا - الھلال] - (نامہ نگار خصوصی العلم)

ساحل ترقہ اور سیدی عبد الجلیل

میں بھی پچھلے دنوں دو سخت معرکے ہوئے ' جسکی خبر اٹلی نے اپنی عادت مستمرہ کے مطابق پوشیدہ رکھی - احرار (الزھرہ) کا نامہ نگار تار دیتا کہ " ساحل ترقہ میں مجاھدین عرب نے حملہ کرکے دشمنوں کو پھر جنگی جہازوں میں محصور کردیا ' ٢٥٠ لاشیں انھوں نے میدان میں چھوڑیں اور ہمارے صرف ١٥ - شہید اور ٩ مجروح ہوئے - مال غنیمت میں ٣٠٠ - بندوق ٩٠٠٠ گولیاں ' اور دو لاتعداد کپڑوں سے لدے ہوئے ہاتھ آئے - اسکے بعد (سیدی عبد الجلیل) میں معاملہ ہوا ' الحمد للہ اب فتح و نصرت کے ساتھ اس پر عثمانی جھنڈا لہرا رہا ہے - اس معاملے میں بھی ١٥٠ - بندوقیں اور نصف ملیں کے قریب گولیاں ہاتھ آئیں -

زوارہ ' الوکماش ' اور سیدی سعید میں انشاء اللہ ١٠ - تا ١٥ رمضان کو ایک مفصلہ کن معرکہ حملہ تمام اسلامی جھاؤنیوں سے کیا جائے گا ' جسکے انتظامات ہورہے ہیں -

رئوٹر کی روایات

میں اس حصے (علاوہ روما کی مکذوبات و معذرات کے) مسئلۂ صلح کی مضطرب خبریں ہیں - جنکی بنا بعد دیگرے تصدیق و تغلیط ہوتی رہی اور سلسلہ جاری ہے - جب کبھی صلح کے خلاف کوئی خبر شائع ہوتی ہے ' تو روما سے فوراً اسکی تغلیط کی جاتی ہے ' اور قرار صلح کی خبر دیدی جاتی ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشاعت احرار صلح بھی ایک سیاسی پروپیگنڈا ہے ' جو مصالح پر مبنی ہے ' تاہم اسقدر ضرور صحیح ہے کہ موجودہ وزارت عثمانی صلح کی قرار داد میں تمام سرکاری طور پر کچھ شرکت ضرور رکھتی ہے - اور اگر خدا نخواستہ اس نے خط طرابلس کے خلاف کسی قرار داد کو منظور کرلیا ' تو یہ سب سے بڑی اسلامی مصیبت ہوگی ' جس دولت عثمانیہ خود اپنے ہاتھوں فتح و کامیابی کے بعد مول لے گی - اللہ تعالے وزراء و زارت کے ولاۃ امور کو نیک توفیق عطا فرمائے -

حصرہ شیخ سنوسی کا ورود

٧ - ستمبر کو (سلوم) سے شیخ (علی نک فہمی عامل) مالک اللوا کے نام انکے نامہ نگار خصوصی کا تار پہنچا ہے کہ

" شیخ سنوسی الکبیر اپنی فوج جرار کے ساتھ حدود بھیج گئے - اور میدان جہاد کی طرف متوجہ ہوئے - استقبال کا منظر نہایت عظیم الشان تھا - تفصیلی حالات خط میں جائے ہیں "

مصــراطــہ

کی سمت اذاخر حوالئی میں روما سے خبر دی گئی تھی کہ ایک سخت جنگ کے بعد ہم نے اسپر قبضہ کرلیا - لیکن اب تازہ عربی ڈاک سے اچھی طرح اسکی تکذیب ہوگئی ہے اور حالت بالکل برعکس ہے - احرار (الزھرہ) کا نامہ نگار خبر دیتا ہے کہ " مصراطہ میں ایک سخت و شدید جنگ کے بعد مجاھدین نے دشمنوں کو قرار پر مجبور کردیا ' ٥ - ہزار کے قریب انکے آدمی مقتول ' اور ٣ سو مجروح ہوئے - ہمارے صرف ساڑھے تین سو شہید ' اور ٥٠ - مجروح - مال غنیمت بکثرت ہاتھ آیا - اب دشمن سے مصراطہ بالکل خالی ہوگیا ہے ' اور عثمانی حکومت قائم ہے "

Printed & Published by Abul Kalam Azad, at The Hilal Electrical Printing Works, 7-1, McLeod Street, Calcutta.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت معاونین و خریداران الہلال

—*—

زاد نا اللہ سبحانہ واناکم حمیدۃ الاسلام و رفقنا اللہ واناکم لما نحمدہ و نرضاہ فی القول والعمل والاعتقاد

(۱) الہلال کے اس وقت تک ۱۱ نمبر نکل چکے ہیں، اگرچہ اس تمام عرصے میں مقدور کو اطمینان و دل جمعی کے ساتھ ایک سطر لکھنے کی بھی مہلت نصیب نہیں ہوئی، لیکن باایں حرکچھ لکھا گیا، اور جس راہ کی طرف دعوت دی گئی، اسکا اندازہ کرنے کیلئے یہ تمام نرچے کافی ہیں۔

(۲) ہر تحریک اور دعوت میں ایک خیال بنیادی اور بنیاد کار ہوتا ہے، اور اسی کو اصول سمجھنا چاہیئے، تاکہ اسکے عمل و تعاون کا طریقہ اور ضمنی افکار و مباحث ہوئے ہیں، اور وہ سب فروعات میں داخل ہیں۔

(۳) الہلال کی دعوت کا اصل اصول مسلمانوں کو انکی زندگی کے ہر عمل و عقیدے میں اتباع کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی طرف بلانا ہے، اور انکی پولیٹکل یا قومی کوششوں میں وہ اسی اصول کو پیش کرتا ہے۔ آخر الذکر امر کی نسبت گذشتہ سے پیوستہ اشاعت میں ایک تنقید ارٹیکل خیال کی نظر مبارک سے ضرور گذرا ہوگا۔

(۴) گو اس ارٹیکل میں تفصیل کے ساتھ موضوع بحث پر نظر نہیں ڈالی جاسکی اور انشاءاللہ آئندہ حسب موقعہ بحث ہوتی رہے گی، لیکن اس سے آپ اندازہ ضرور فرما لے سکتے ہیں کہ الہلال کی پولیٹکل تعلیم کیا ہے؟

(۵) لیکن پالیٹکس اس کا اصلی موضوع نہیں، اسکا عقیدہ ہے کہ مسلمانوں میں جس دن انکی گمشدہ قرآنی روح پھر پیدا ہو جائے گی، اس دن وہ اپنے اندر ہر حیثیت کو کامل و اکمل پائیں گے۔ بس اصل کار اسلامی تعلیم کا احیاء، اور ایک صحیح دعوت کی تحریک ہے۔ بدبختی سے مسلمانوں کے پاس آج قرآن کریم کی اصلی تعلیم کے حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں، صدیوں کی تقلید اور اسداد فکری نے سینکڑوں پردے اصل حقیقت پر ڈالدیے ہیں۔ اور قرآن و سنت کی تعلیم کی کوئی شاخ اس مدت تقلید کے مہلک اثر سے محفوظ نہیں۔ اعتقاد اور عمل، دونوں برابر ضائع ہو رہے ہیں۔ تقلید نے صرف مذہب ہی کو نہیں، بلکہ علم کی روح کو بھی تاراج کردیا ہے۔ ارتقائے ذہنی اور اجتہاد فکری کی دنیا ہمیشہ کیلئے سد باب ہو گیا ہے۔ جس چیز پر آج اسلام کا اطلاق کیا جاتا ہے، وہ صرف رسوم و دعوات اور چند اسماء و اصطلاحات مخصوص کا مجموعہ ہے، جو شاید دنیا کے کسی دوسرے مذہب سے ملتا جلتا ہو، مگر اسلام سے تو اتنی بھی نسبت نہیں۔

پس اگر توفیق الہی ساتھ دے، تو الہلال مسلمانوں کو ایک ایسی دعوت کی طرف بلانا چاہتا ہے، جو تعلیم قرآنی کی ایک خالص دعوت ہو۔ اور جو قوم کے آگے اسلام کی حقیقی تعلیم کی راہ کھولدے۔ اس بارے میں وہ ہر طرح کی انسانی تعلیموں سے نکلی ہے ورا ہوگا، البتہ سلف صالح اور مقتدر پیشوایان مذہب کی دعوت کا عملی نمونہ ہمیشہ اسکے سامنے رہے گا۔

(۶) یہ الہلال کی دعوت کا اصل اصول ہے۔ اب رہا طریق دعوت اور پیرایۂ بیان، تو انکو فروعات و جزئیات سمجھیئے۔ گو اسمیں شک نہیں کہ اصول کی ناتمامی و ناکامی میں فروعات عمل کو بڑا دخل ہے، تاہم سب سے پہلے اصول کو طے کر لینا چاہیئے۔

(۷) پس حساب سے۔ کہ ابتدائے اشاعت سے الہلال کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ یہ التماس ہے، کہ اب وقت حاضر کی اور سوائے اس کے نہیں ہے، ہر زبان کو تولنا چاہیئے، اور ہر دل کو ٹٹولنا چاہیئے، حساب کی نظر میں اگر یہ اصول قابل انتخاب و اتفاق ہیں، تو براہ کرم اپنی پہلی فرصت میں مقدور کو اطلاع دیجئے کہ ہمکو اصول الہلال کی دعوت سے اتفاق ہے۔ اور بصورت اختلاف، اختلاف مطلع کیجئے، ہوسکے تو اسکے اسباب و وجوہ بھی ارقام فرمائیے کیونکہ اصل مقصود مشورہ و مذاکرۂ حساب ہے۔ عجب نہیں کہ اس مشورے سے خدا تعالی غلطیوں کو منکشف کردے، اور اہل مخصوص و مقصود کو راہ ہمارے لئے نکال آئے۔

(۸) یہ آنکا اتفاق اور اختلاف صرف اصول میں ہوگا جسکی تشریح کردی گئی ہے، اور جسکی ایک شرح، یعنے پالیٹکس کی نسبت ۸۔ نمبر کی اشاعت میں عرض حال کرچکا ہوں۔ باقی رہا الہلال کا طریق عمل، زبان دعوت، اور لہجہ و بیان میں نرمی و لہجہ۔ تو اگر آپ اس سے اختلاف رکھتے ہوں، تو بلا تامل (اصولاً اتفاق ظاہر کرنے کے ساتھ) لکھ سکتے ہیں کہ فلاں فلاں امر سے ہم متفق نہیں، مثلاً آپکو اصولاً تو الہلال کی پالیٹکس سے اتفاق ہے، مگر آپکے خیال میں الہلال کا لب و لہجہ ضرورت سے زیادہ سخت ہے، تو کچھ مضائقہ نہیں، یہ ایک فروعی امر ہے، آپ لکھ دیجیئے کہ اس امر سے ہم متفق نہیں ہیں۔

(۹) وہ تمام حکایات، خلوت و سرائر خلوت حالانکہ جسکا یہ کام محض ایک اخباری مشغلہ کے پیدا کرنے یا کسی تجارتی کارخانے کے قائم کرنے کیلئے نہیں کیا ہے، اگر اسکا مقصود ہر ایک کا وجود ایک محدود وجہ معاش رکھنے کے ہزاروں روپیہ اسطرح پیدا کردیتا۔ پھر یہ بھی ضرور طلب ہے کہ دنیا میں ہر طرح کی نامرادیاں اور عرتیں ہر دلعزیزی پر موقوف ہیں، اور نفس انسانی کیلئے

عرب ایک ایسی شے ہے' جس سے تزعکر آپ کوئی شے مطلوب نہیں۔ پھر یہ کیا بات ہے کہ علانیہ ایک جہاں سے دشمنی وعداوت مول لے رہا ہوں' اور عوداتعریزی کی جگہہ اپنی تمام گذشتہ دوستیوں اور تعلقات سے بھی دست بردار ہو رہا ہوں ؟ اس سے بھی تزعکر یہ کہ آج قوم میں جو طبقہ سب سے زیادہ صاحب اقتدار وبعرد ہے' اور جو بعینہٖ اسے مخالفوں کو ہر طرح کا نقصان پہنچا سکتا ہے' بعینہٖ کسی اقتدار وجاہ کے اسی کو اپنا مخالف بنا رہا ہوں ؟ اگر کوئی دل سوچنے والا' اور آنکھہ دیکھنے والی ہو' تو اسی ایک بات میں اسکے لیے بہت سے نشانات ہیں۔

(۱۰) پہلے ارادہ کیا تھا کہ اس عریضے کے ساتھہ چھپے ہوئے دوست کارڈ یا فارم سائع کیے جائیں۔ جسمیں " اتفاق " اور " اختلاف " کے جائے ہوں' اور انہیں کو پر کر کے آپ واپس کردیں۔ لیکن پھر خیال ہوا کہ شاید اکثر حضرات بعدل کے ساتھہ اپنے اتفاق واختلاف کو ظاہر کرنا چاہیں' اور فی التعقیب وہی زیادہ مفید بھی ہوگا۔ اسلیے صرف یہ عریضہ حاضر خدمت ہے' اور حوالہ کے عدوں کو آپکی رائے پر چھوڑ دیا گیا ہے۔

(۱۱) حوالہ میں اسکی تصریح ضرور ہو کہ آپکی رائے تصفیہ رار (کا تعدد بدل) ہے یا اگر کچھہ ضرورت ہو تو شایع بھی کی جاسکتی ہے ؟ اگر حضرات نے اپنے اتفاق واختلاف کو برشدہ رکھنا چاہا تو مطمئن رہیں کہ وہ کسی حالت میں ضایع نہوگا۔ وسائل اللہ تعالیٰ ان یکفینا شرالغرور' ویکشف لنا مواضع الخطا' ویسعی فی اصلاحہا' وھو حسبنا ونعم الوکیل' ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

۲۱ ستمبر ۱۹۱۲ ع

{ ابوالکلام المکنی بابی الکلام الدہلوی
کان اللہ لہ }

(آئندہ نمبروں کیلئے جو تصویریں طیار ہیں)

(اُن میں سے بعض کی فہرست)

(مشاہد)

۱ امیر عبد القادر الجزائری

۲ ابو الاحرار مدحت پاشا

۳ سید احمد السنوسی

۴ سید ادریسی امام لبس

۵ امیر علی پاشا بن عبد القادر الجزائری

۶ امیر عبدالقادر ثانی بن امیر علی پاشا

۷ طرابلسی محمود شوکت پاشا

۸ معاہدہ دستور و حریت بلغاری لک

۹ ابراہیم ترنا لک کمانڈر سرفی طرابلس

۱۰ ڈاکٹر نہاد سرای لک رئیس ہلال احمر قسطنطنیہ

۱۱ سولہ برس کی عمر کا ایک عثمانی مجاہد

۱۲ قسطنطنیہ کی موجودہ زیارت

۱۳ ایرانی مجاہدین کا عام سرا

۱۴ ایرانی مجاہدین کا حملہ

۱۵ بلک ناسی نساب ے

۶ منصور پاسا منعوب بلغاری

(مناظر جنگ)

۱۷ طرابلس میں مستحفی نہدیب کے چار حربی مناظر

۱۸ اٹلی ہوائی جہازے مجاہدین کے کیمپ پر کاعدات پھینک رہے ہیں

۹ طبروق کا معرکہ

۲۰ منصور پاشا مجاہدین طرابلس کے سامنے تحریر کر رہے ہیں

۲۱ قصر بلک کی شکستہ دیواریں

۲۲ روڈس میں اٹلی کا داخلہ

طرابلس میں اٹالین کیمپ

۲۴ طبروق کے عثمانی کیمپ کے افسر

۲۵ مجاہدین کی عورتیں اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۶ تبریز میں روسی لشکر کی لعنت

۲۷ اور ولیجان میں روسی داخلہ

۲۸ ایران کے سردار قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا فعل عام

۳۰ طنجہ میں قبائل کا حملہ

۳۱ فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر و تصاویر)

۳۲ عثمانی پارلمنٹ کا افتتاح

۳۳ سلطان المعظم پارلمنٹ میں

۳۴ عہد دستور

۳۵ روڈس کے بعض مناظر

۳۶ ڈارڈنلز کا ایک منظر

۳۷ ہلال احمر مصر کا گروپ

۳۸ فرانس کی ہلال احمر کا طبی وفد

* * *

۳۹ موصل میں ایک اسلامی اثر قدیم کا انکشاف

۴۰ سنہ ۷۰ ہجری کی ایک تحریر کا عکس

۴۱ حکیم مومن خاں "مومن"

۴۲ نواب ضیاء الدین خاں "نیر"

۴۳ مرزا صائب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحہ

۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط

۴۵ بہادر شاہ کا بستر مرگ

الہلال کے مضامین کے ابواب

مذہبی علمیہ

اس عنوان کے تحت میں ہمیشہ علمی مضامین ، علمی خبریں ، جدید اکتشافات ،
متفرق ابحاث و افکار علمیہ اور علمی استفسارات کے جواب درج ہوا کرینگے ۔

اسلام اور

اسمیں بالالتزام تاریخ اسلام کے اُن مشہور ناموروں ، کے حالات درج کئے جائیں گے ،
جنہوں نے مذہبی ، علمی اور سیاسی آزادی کے لئے کوئی جانفروشی
اور قربانی کی ہو نیز زمانۂ حال کے نامور احرار کے
حالات بھی مع تصاویر شایع کئے جائینگے ،

اخبار

ایران

ایران کے متعلق تمام مضامین اور خبریں

سیاسیات

مراکش بھی اسی باب میں مخصوص رہیگا اسکے علاوہ مندرجۂ
ذیل چھوٹے کالموں کے عنوانات ہیں ۔

مدارس اسلامیہ

عالم اسلامی

انتقاد

مراسلات

ضخامت کی افزائش کے ساتھ اور نئے ابواب بھی بڑھائے جائیں گے ہمیشہ
ایڈیٹوریل کالم انکے علاوہ رہیگا اور ابتدا میں بریف نوٹس :

شذرات

کے عنوان سے درج کئے جائیں گے

اس تعبیر کی قیمت سات سو تومان عراقی اسورے ۸ آنہ

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ ـ ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۲ | کلکتہ : یکشنبہ ۲۹ ستمبر ۱۹۱۲ع | جلد ۱

آنچہ خوبان ہمہ دارند، تو تنہا داری

شیخ المجاہدین ، آیۃ اللہ فی الارضین ، قہرمان مدافعۂ
ملی ، فلسفہ سالار لوائے اسلامی ، البطل العظیم :
غازی انور ی
اللہم انصرہ و انصر عساکرہ !

الہ لال

—*—

شـــرح اجـــرت اشتـــهـــارات

—*—

ایک مرتبہ کیلئے بحســـاب	فی صفحہ	۲۶ روپیہ	فی کالم	۱۴ روپیہ	نصف کالم	۸ روپیہ
ایک ماہ " "	"	۲۲ "	"	۱۲ "	"	۷ "
تین ماہ " "	"	۱۸ "	"	۹ "	"	۶ "
چھہ ماہ "	"	۱۵ "	"	۸ "	"	۵ "
ایک سال " "	"	۱۲ "	"	۶ "	"	۴ "

متفرق اشتہارات جو نصف کالم سے کم ہوں ' انچ کے حساب سے لئے جائینگے' بحســـاب فی مربع انچ دس آنہ -

ٹائٹل پیج کے پیچھے صفحہ پر بارہ انچ تک کا اشتہار لیا جاسکتا ہے لیکن اسکی اجرت ہر مرتبہ کیلئے پورے صفحہ کی' یعنے ۲۶ روپیہ لی جائیگی -

متفرق اشتہارات اگر رسالے کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت سے پچاس فیصدی زیادہ ہوگی - اگر اشتہار کا بلاک ہوا کرٗ یا کسی تصویر کے بلاک کے ساتھہ درج کرانا مقصود ہو تو بلاک کی اجرت اسکے علاوہ ہوگی ' اور اسکی لمبائی دس انچ مربع انچ کے حساب سے لی جائے گی - چھپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو دیدیا جائیگا اور ہمیشہ اسکے لئے کارآمد رہیگا -

شـــرائـــط

(۱) اسکے لئے ہم متعہد نہیں ہیں کہ اپکی فرمایش کے مطـــابق آپکو جگہہ دیسکیں ' البتہ حتی الامکان کوشش کی جائے گی -

(۲) اشتہار کی اجرت ہمیشہ پیشگی لی جائے گی اور کسی حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) مدیر کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اس چیز کا جو جزو کے اقسام میں داخل ہو ' تمام منشی مشروبات کا ' مخش امراض کی دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو' کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين — القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ — ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad,

7-1, MacLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs 8.

Half-yearly „ „ 4-12

جلد ۱

کلکتہ : یکشنبہ ۲۹ ستمبر ۱۹۱۲ع

نمبر ۱۲

فہرس ۱

شذرات ۲
مقالہ افتتاحی (صلح امید) ۵
شئون عثمانیہ ۸
ماموران عزہ طرابلس (آنہ من اہالی المدینہ) ۱۱
کارزار طرابلس ۱۳

تصاویر

عاری انور مع حملہ درینہ (صفحہ خاص)
اٹلی کی دیروت بوگولہ باری ۱۲

اطلاع ضروری

— * —

(۱) جن صاحبوں کو دفتر الہلال کی بعض بد نظمیوں کی شکایت تھی ' یا خطوط کے جواب کے بدیر ملنے کی شکایت کرتے تھے ' وہ اب مطمئن رہیں کہ پہلے ماہ سے تمام انتظامات سابقہ بدلدیے گئے ہیں ' اور آیندہ کیلیے وسیع پیمانے پر انتظام ہورہا ہے ' انشاء اللہ آیندہ انہیں کسی قسم کی شکایت پیش نہیں آے گی -

(۲) جو خطوط خاص ایڈیٹر صاحب کے جواب لکھنے کیلیے الگ رکھ لیے جاتے ہیں ' اب انشاء اللہ عنقریب انکے جوابات ' دفتر سے روانہ ہونا شروع ہو جائیں گے - (منتظر)

— —

گذشتہ نمبر کے ساتھ جو مطبوعہ چٹھی شائع ہوئی تھی ' اسکے جوابات آنا شروع ہوگئے ہیں ' لیکن جن حضرات نے ابتک توجہ نہیں فرمائی ہے ' امید ہے کہ جلد متوجہ ہونگے - (ادارہ)

اعلان

— * —

(۱) دفتر الہلال کے موجودہ انتظامات کیلیے گو اس ماہ سے دوسرا دور حضرت (اکبر) الہ آبادی چھپکر شائع ہوگیا ہے حضرت مصنف سے طلب کیجیے -

جدید اشخاص کا دفتر ہو گیا ہے - مگر اور جو نئے کام عنقریب پیش آنے والے ہیں - انکے لیے انتظامی ' اور انڈیپنڈنٹ ' دونوں صیغوں کیلیے کثیر التعداد معاونین کی ضرورت ہے -

(۲) انڈیپنڈنٹ اسٹاف ' اور صیغۂ تصنیف و تالیف کیلیے علوم عربیہ کے فارغ التحصیل ' یا مستعد عربی مکتب کے لائق انگریزی داں اصحاب کی اعانت مطلوب ہے ' جنکو ماہوار ۵۰ سے ۱۵۰ تک باختلاف حالت دی جائے گی ' اور اسکے لیے سند اور ڈگریوں ہی کی نہیں ' بلکہ لیاقت ' صلاحیت ' اور خدمت ملی کے جذبے سے دلوانے اور جوش کی بھی ضرورت ہے ' البتہ فارغ التحصیل عربی داں اور گریجویٹ ضرور ترجیح کا حق رکھتے ہیں -

(درخواستیں ۱۵ اکتوبر سے پہلے آنی چاہئیں)

الہلال کا یوم اشاعت

— * —

الہلال کی اشاعت کا دن بعض سہولتوں کے خیال سے اتوار رکھا گیا تھا ' لیکن اسمیں ایک سخت غلطی یہ ہوئی تھی کہ اتوار کے دن کلکتہ میں ولایت کی ڈاک پہنچتی ہے اور اسی میں مصر اور ترکی وغیرہ کے اخبارات ہوتے ہیں - اتوار کے دن شائع ہونے کے یہ معنے ہیں کہ سنیچر کی شام تک اخبار مکمل ہوجائے ' پس یہ ناممکن ہے کہ نئی ڈاک کے مضامین کے تراجم و اقتباسات اسمیں درج ہوسکیں ' پچھلی ڈاک کے ترجمے دے جائیں تو وہ ایک ہفتے کی پرانی خبریں ہوجاتی ہیں - اس لیے یہ فیصلہ کرلیا گیا ہے کہ آیندہ سے رسالہ اتوار کی جگہ پیر کے دن شائع ہوا کرے تاکہ تازہ ترین ولایت کی ڈاک کے مضامین درج کیے جاسکیں آیندہ پرچہ پیر کے دن نکلے گا ' اور انشاء اللہ کبھی اسکی اشاعت میں تاخیر نہوگی -

شذرات

گذشتہ نمبر میں (ملک معظم) کی جو تصویر شائع ہوئی ہے ' اسکے دیکھنے والے کے بعد ہم ناظرین کو الہلال پریس کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں -

ابتدائے اشاعت سے بعض احباب نے اسکی شکایت کی ہے کہ الہلال میں تمام تصویریں یکساں نہیں چھپتیں - ادھر عرصے سے جسقدر تصویریں چھپ رہی ہیں ' ان میں یہ نقص نہیں پایا جاتا ' تاہم اس تصویر کے شائع ہوجانے کے بعد ہم سمجھتے ہیں کہ ان حضرات نے الہلال کو نامعتبار تصاویر عام انگریزی رسائل سے کم نہ پایا ہوگا -

اصل بات یہ ہے کہ ان حضرات کو آپ حضرات کو تکلیف نہیں ' الہلال پریس میں تصاویر اور چھپائی کا جو انتظام کیا گیا ہے ' وہ انگریزی رسائل کے پریسوں سے کسی بات میں کم نہیں ہے ' لیکن اگر سرے سے تصویر کی اصلی کاپی ہی خراب ہو ' تو پریس اسکے لیے کیا کرسکتا ہے ؟ احباب زیادہ تر طرابلس کے مناظر کے شائق ہیں ' ہم نہایت کوششوں سے مہیا کرتے ہیں ' لیکن ان میں عمدہ عکسی تصاویر بہت کم ہوسکتا ہے ' بہت کم ہوتی ہیں - اکثر اوقات کی تصاویر دو ہزاروں میل دور ' اسکندریہ ' اسمیرنا ' گریٹ وغیرہ میں چھپ چکی ہیں - لیکن جو صحیح تصویریں عثمانی دوائر سے ملتی ہیں ' وہ عموماً نہایت بے سروسامانی کی حالت میں کھینچی ہوتی ہیں ' پھر بھی ہم ایک ایک تصویر کو صرف قابل تعمیل بنانے کیلئے ایک پورے دن کی دوائی خرچ کر دیتے ہیں -

جونکہ (ملک معظم) کی تصویر عمدہ عکسی تصویر سے لی گئی ' اسلئے کس قدر روشن اور نمایاں ہے ؟

اب عنقریب حب علمی و تاریخی مضامین کی تصویریں شروع ہونگے اور دیگر ابواب کے متعلق تصویریں شائع کی جائیں گی ' اس وقت ناظرین کو پریس کے انتظامات کا اندازہ ہوگا -

---

عزیزی انور کے کی دوسری رنگین تصویر اس اشاعت میں شائع کی جاتی ہے - یہ تصویر اسے آٹھ برس پیشتر کی ہے اور جو تصویر اس سے پہلے شائع کی گئی تھی ' وہ حال کی تھی - عمر کا فرق دونوں تصویروں سے صاف نمایاں ہے - انشاء اللہ عنقریب عزیزی موصوف کی تیسری تصویر بھی شائع کی جائے گی ' جو بالکل عربی لباس میں ہے اور اُس وقت کی ہے ' جب کہ آنور جنگ طرابلس کے زمانے میں وہ تمام صحرائے لیبیا کے قبائل میں دورہ کر رہے تھے -

الہلال روز بروز قدم آگے بڑھا رہا ہے ' اور ہر اشاعت کے دن جہاں تھا ' اس سے ایک منزل آگے ہی ہے (والحمد اللہ علی احسانہ) لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ ناظرین بھی اپنے فرض کو محسوس فرمائے ہیں یا نہیں ؟ ہمارے تو سرتاسر خموشی ہی کی نشان دہی ہے اور ہمارے جمع و خرچ کا جو حال ہے ' وہ دفتر میں آکر کوئی صاحب دیکھیں تو معلوم ہو -

---

اعتبروا یا اولی الابصار ! یہ بحث عام طور پر کی جارہی ہے کہ جب وزیر ہند کا فیصلہ مسلم یونیورسٹی کی امیدوں کے خلاف صادر ہوچکا ہے ' تو اب یونیورسٹی لی جائے یا نہیں ؟ باستثنائے بعض اشخاص عام پبلک کی رائے یہی معلوم ہوتی ہے کہ نہ لی جائے - اسکے بعد اب اسدر بحث شروع ہوئی ہے کہ نہ لی جائے تو روپیے کو کیا کیا جائے ؟ اسکے جواب میں بھی مختلف رائیں ظاہر کی جارہی ہیں ' اور بظاہر قوم کا رجحان اسطرف نظر آتا ہے کہ اُس روپیے کو کسی زیادہ وسیع المنفعۃ کام میں لگادیا جائے -

ہم ایک لمحہ کیلئے بھی سند نہیں کرسکتے کہ عام پبلک کو اپنے خیالات کے اظہار سے کسی عنوان بھی روکا جائے ' اس قسم کے کاموں کیلئے فی الحقیقت اصلی حق رائے بھی عام پبلک ہی کو ہے اور اگر اسکو نہیں ہے تو پھر کسی کو نہیں - لیکن یہ ضرور کہیں گے کہ کاموں میں اگر تقدم و تاخر کی قدرتی ترتیب قائم رکھی جائے تو بہتر ہے - سب سے پہلے مسلمانوں کو ایک مرتبہ اسکا فیصلہ کرلینا چاہئے کہ آیا انہوں نے اپنے اندر عام قومی رائے کی قوت پیدا کرلی ہے ' اور وہ اسکے لیے پورے طور پر مستعد ہوگئے ہیں کہ ایک متفق اور متحد - تمام آوار قائم کرکے کارفرما طبقے کو تعمدل پر مجبور کردیں ؟ اگر اسکا جواب اخباروں کے صفحوں پر نہیں ' بلکہ دل کے صفحوں پر اثبات میں ملے ' تو پھر یہ روح ملی کے عود کرنے کی پہلی تاریخ ہوگی - اُس وقت قوم کو چاہئے کہ جو اسکی رائے میں آئے اور جس حال پر سب متفق ہوجائیں اس پر جم کر کھڑی ہوجائے ' اور پھر کرگذرے جو اسکی رائے میں ٹھہر جائے - لیکن اگر ایسا نہیں ہے تو صرف چند دنوں کیلئے اخباروں میں گرمی طبع کی نمائش کرنا لاحاصل ہے اور بعد موسم سرما عنقریب آنے والا ہے ' پھر ہے کہ کل جو بندھنا نکلتا ہے وہ آج ہی نکل آئے ' جہاں ترسوٹک اسے جوش اور روپیے کی قسم لڈوؤں کے ہاضمہ میں دھکیل جائے ' وہاں ایک یونیورسٹی کا مسئلہ اور سہی - جسطرح ' اور جس شرطوں پر انکا جی چاہے لیے دے - آئندہ کیلئے کوشش کرو کہ تمہارے اندر اسلام کے متعدد اداب اور اعمال کی اصلی روح پیدا ہوجائے - اگر تم نے ایسا کرلیا ' تو تم میں سے ہر فرد ایک زندہ مسلم یونیورسٹی ہوگا ' جسکو علی گڈھ کی جوڑے اور ایڈنبرا کی بنی ہوئی یونیورسٹی کی ٹوپی پوری نہ ہوگی - اصلی یونیورسٹی ایک مسلمان کا مومن قلب ہے ' جو جاہے تو سارے عالم کو اپنے مرکز سے ملحق کرلے -

---

حب الدنیا راس کل خطیئۃ بعض اشخاص کی رائے ہے کہ " جو لوگ یونیورسٹی کے روپیے کے بارے میں رائے دے رہے ہیں ' پہلے بتلائیں کہ انہوں نے خود کتنا چندہ دیا ہے ؟ ورنہ انہیں رائے دینے کا کوئی حق نہیں "

ہم دیکھتے ہیں کہ ملک کی بعض جماعتیں دراصل کو پوچھتے پوچھتے اب اسدرجہ فنا فی المعبود ہوگئی ہیں ' کہ انہیں روپیہ کے سوا اور کچھ نظر ہی نہیں آتا

آخر ایں صفرا نہ سودا می شود

یہ سب نتائج اس جماعت کے عملی الحاد اور اسلام سے بیگانگی کے ہیں - یا للعجب ! آج ایک مسلمان کو نا وجود ادعائے اسلام و توحید یہ کہتے ہوئے کوئی تامل نہیں رہی کہ ہندوستان اسلام کے مفاد پر بحث کرنے کا صرف ایک معدود گروہ کو حق حاصل ہے اور جس نے ہماری حمایت کی منتہی نہیں گردانی ' اُسے زبان ہلانے کا کوئی حق نہیں ؟ سبحان ما یحکمون

ہم نے ادھر ارادہ کر لیا تھا کہ ہر طرف سے کان بند کرکے صرف اپنے خیالات و مقاصد کی اشاعت میں مصروف ہوجائیں ' مگر کیا کریں ' اس قسم کے ہفوات و ترہات کو سنکر اپنے اندر اصلاً ضبط کی طاقت نہیں پاتے اور مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ یہ لوگ مفت میں تو قومی خدمت کا

مد کاں لکـ آیة فی فئتین التقتا فئة تقاتل فی سبیل اللہ و اُخری کافرة یرونهم مثلیهم رای العین
و اللہ یؤید بنصره من یشاء ان فی ذلك لعبرة لاولی الابصار (۳ ۱۳)

قہرمان مدافعة ملی بلند ساز نواے اسلامی شیـخ المجاهدین محبوب الاسلام و المسلمین آیة اللہ
فی الارضین المغازی و سبیـل اللہ
-ﷺ- ناری انور -ﷺ-
متع اللہ الاسلام و المسلمین بطول حیاته و حفظ وجوده

درہ مـ ازی انور کا آخری زلزلا انگیز حـلہ جو آج کل بلقان میں اور مجاهدین پر ہو
پیچھوا سو حجروں کی اکام حضور دی ہو -

قام لفتے ھیں مگر عملاً اسلام کی اصلی روح وقوف کو مٹانا چاھتے ھیں - قرون اولی میں جب ایک راہ چلتی دشمنا جامعۂ اعظم کو سر راہ توکتی تھی ' تو کیا اس سے یہ پوچھا جاتا تھا کہ خود تو نے بیت المال میں کتنا روپیہ داخل کیا ھے ؟ جب مسجد نبوی میں ایک شخص فاروق اعظم کو منبر پر خطبہ دیتے ھوے روکدیتا تھا ' تو کیا بتلایا جا سکتا ھے کہ اس سے اسلامی معاملات پر حق رائے دھی کا ثبوت مانگا جاتا تھا ؟ علی گڈھ کالج کی تاریخ کورٹ لیدا ' اور اسکے بڈرسوں اور ٹرسٹیوں اور گورنر جنرل کے حوالوں کو حفظ کرلینا درسری چیز ھے ' اور اسلام کو جاننا درسری شے ھے - یہ کیا کفر آمیز استبداد و تحکم ھے ' جسنے ریفارمروں نیچروں سے قوم کے پاؤں میں ڈالی جارھی ھیں؟ عرب مسلمان ایک کھیلنے کا گیند بنگئے ھیں ' جس نے چاھا لیڈری کی ایک ٹھوکر لگائی ' اور اپنی طاقت کی نمائش کردی - آخر ان پر خود غلط پادریوں نے اسلام ' اور سلام کے پیرؤں کو کیا سمجھ لیا ھے ؟ ھل عندکم من علم فتخرجوہ لنا ؟ ان تتبعون الا الظن ' وان انتم الا تخرصون (۶ ۸۲) (۱)

کاش یہ معاصرین جس عقیدت ودیندارمندی سے علی گڈھ کالج کے ایڈرسوں کے مضمون کی تلاوت کرتے ھیں ' اسکے عشر عشیر توجہ سے کبھی قرآن اور تاریخ پیروان قرآن کو بھی تازہ لیتے -

ڈیموکریسی اگر مسلمانوں کی ھے ' اگر انکے روپیہ سے بنائی جارھی ھے ' اور اگر مسلمانوں میں اسلام کی روح کا ایک ذرہ بھی باقی ھے تو یاد رکھنا چاھیے کہ ایک تو مسلم حمار - جس نے ایک پھوٹی کوڑی کبھی کانگریس کے سپرد نہیں کی ھے - یہ حق رکھتا ھے کہ بلا استثنا ھر اسلامی اور قومی معاملے کی نسبت رائے دے ' اور اگر لیڈر مسلمانوں کے اندر ھیں تو مجبور ھیں کہ اسکی آواز پر کان دھریں - یہ حق ھر قائل کلمۂ لا الہ الا اللہ کو حاصل ھے - اسمیں تمہاری بنائی ھوئی شرطوں کو کوئی دخل نہیں - چندہ دینے یا نہ دینے کا کوئی سوال نہیں - یہ حق خدا کا ' اسکے قرآن کا ' اور اسکے رسول کرام کا دیا ھوا ھے ' پھر کیا تم میں کسی کو طاقت ھے جو اسے چھین لے ؟ -

---

اسلام کی روح حریت

اس بارے میں اسلام کی تعلیم اور اسکے مظاہر بالکل صاف اور غیر مشتبہ ھیں - اسلام نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو ھر مسلمان پر فرض کردیا ھے ' اور اس اصول کو اعمدۂ دین متین و اکبر اساطین قوام ملہ سے قرار دیا ھے ' یا کما قال شرف و امتیاز ملت مرحومہ "کنتم خیر امۃ اخرجت للناس ' تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر - احادیث کو دیکھا جاے تو متعدد متعدد احادیث کے ایک مشہور حدیث (صحیح مسلم) میں ملتا ھے ' جسکو حضرت (ابو سعید) خدری نے روایت کیا ھے "من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان" تم میں سے جو مسلمان کوئی خلاف حق بات دیکھے ' تو اسے چاھیے کہ اپنے ھاتھ کے زور سے اسکا انسداد کرے ' اگر اسکی طاقت نہ پاے تو زبان سے اسکی تردید کردے ' اور اگر اسکی بھی قدرت نہ پاے تو دل ھی دل میں اسکو برا سمجھے ' مگر یہ آخری صورت ایمان کا نہایت ضعیف درجہ ھے -

---

(۱) آیا تمہارے پاس کوئی اور علم شریعت ھے جو تم دکھا سکتے ھو ؟ حقیقت یہ ھے کہ کچھ بھی نہیں ' صرف اپنے نفس کے واھموں پر چلتے ھو اور خالی اٹکلس دوڑاتے ھو -

نسائی ' ترمذی ' اور ابن ماجہ نے بھی اس روایت کو لیا ھے ' اور نسائی کی روایت میں ھر صورت کے بعد " فقد قضی " کا لفظ بھی موجود ھے ' کہ اگر ادا بھی اس نے کردیا تو اسکے فرض سے بری ھوگیا -

اسکے بعد خود آنحضرت اور صحابۂ کرام کا طرز عمل ھے ' اسکا یہ حال ھے کہ نہ صرف خلفاے اربعہ ' بلکہ خود مہبط وحی ' اور مورد " ماینطق عن الھوی " کے سامنے صحابہ نے دھڑک اسے اعتراضات و سئوال پیش کرتے تھے ' اور اسکی جزئی اجرائی کی بھی - حضرت عمر نے (صلح حدیبیہ) کے موقعہ پر جس سختی سے ادا اعتراض پیش کیا تھا ' وہ ھر تاریخ میں ملسکتا ھے -

خلفاے اسلام کا اس بارے میں جو طرز عمل تھا ' وہ آجکل دار دار دھرایا جا چکا ھے - حضرت (عمر) کے زمانے میں جس شخص کا جی چاھتا تھا " واللہ ما عدلت یا عمر " کہکر سر راہ ٹوکدیتا تھا ' اور وہ اس سے خوش ھوتے تھے کہ اسلام اور عربی خوں کی آزادی کا اصلی جوھر ھے - الدین (یعنی اعتدال) کے اس روح حریت کو عارت کیا اور لوگوں کی زبانوں پر تلوار کی ضرب سے مہر لگادی -

یا سبحان اللہ ! جس قوم کے ھر فرد کو سید المرسلین کے جانشینوں سے بیت المال کے حساب لینے کا حق تھا ' اور وہ جب چاھتے تھے ' خلیفۂ اسلام کی دیانت داری کو جانچ سکتے تھے ' آج اسکو کہا جاتا ھے کہ ان لیڈروں کے آگے قوم کے روپئے کی نسبت کوئی رائے نہ دو ' چکر اور ٹوٹ ' آنکھ اور کان ' اسلام کے عام احکام صوم و صلوۃ پر بھی عمل کرنے کی توفیق کبھی نہیں ملی ! فما لھا لا یؤمنون ' واذا قرئ علیھم لا یسجدون بعضھوں جدیدا -

اصل بات یہ ھے کہ مسلمانوں نے اپنی خاموشی اور غلط اصول اعتماد سے کام کرنے والوں کو جس مطلق العنانی کا عادی بنا دیا تھا ' اسکا یہ لازمی نتیجہ ھے - تاھم ھم دیکھتے ھیں کہ خود کام کرنے والے تو اب اسطرح کی کوئی بات زبان سے نہیں نکالتے ' ان میں بعض ایسے لوگ بھی ھیں ' جو قوم کی مداخلت کو بنظر استحسان دیکھتے ھیں ' لیکن یہ انکے حواہ مخواہ کے دوست اسطرح کے خیالات ظاھر کرکے فعلاً میں لیڈروں کو اور زیادہ بدنام کررھے ھیں -

---

قومی صلاح کار

کے عنوان سے گذشتہ نمبر میں ایک مراسلہ شائع ھوئی تھی ' اسکی نسبت چند الفاظ عرض کرنا ضروری ہے مگر ھم کو مجال نہیں رھا -

ھمارے لایق دوست کے تمام مضمون کا خلاصہ یہ تھا کہ مسلمانوں کو صرف خدا پر اعتماد ' اور اسی کا سہارا ڈھونڈھنا چاھیے ' اور کسی پر بھروسہ کرنے کی ضرورت نہیں ' اور اسی کی وہ ھمیں دعوت دیتے ھیں ' لیکن تعجب ھے کہ اگر خود ھمیں اس دعوت کے دینے کی ضرورت ھے ' تو پھر الھلال نوم اشاعت سے لیکر آجتک کیا لکھتا رھا ؟ برادرمن ! آپنے یہ تو کمال ھی کیا کہ الھلال کی اوراقی بازگشت خود اسکے ھی آگے دھرا دی ' ھمارا تو اصلی رونا ھی یہی ھے کہ مسلمان ساری دنیا میں ذلیل و خاسر ھورھے ھیں مگر خدا کے دروازے پر نہیں جھکتے - باقی رھا الھلال کا وہ ثبوت ' جسکو آپ نہیں سمجھ ھیں ' تو یہ خدا اور ڈال اتنے ' ھم کو تو اس ثبوت کے اندر کوئی مقصد حال نظر نہیں آتا - تاھم مسلمانوں کو نہ تو محض گورنمنٹ پر اعتماد کرنا چاھیے اور نہ ھندوں کا اتباع کرنا چاھیے مگر خدا سب سے چاھیے - آپنے " اتباع و اعتماد " اور " اتحاد " میں فرق نہیں کیا -

حقیقت یہ ھے کہ الھلال نے جس چیز کو اپنی دعوت کا اصل اصول

قرار دیا ہے ' اُسی کی طرف آپ اسے دعوت دیتے ہیں " الہلال کی پرلنسکل تعلیم " کے عنوان سے جو لٹریچر نکل چکا ہے شاید آپکی نظر سے نہیں گذرا ' ہم تو خود اسے مسلمانوں کی سب سے بڑی غلطی سمجھتے ہیں کہ ہمیشہ انہوں نے اپنے سامنے دو راستے ہی رکھے - یا گورنمنٹ پر اعتماد ' اور نا ہندوؤں اور کانگریس کی شرکت - یعنی ہمیشہ آزادی سیاسی کو ہندوؤں کا مرادف سمجھا ' مگر خود اسے تٹیں تولے رہے ' اور اسلیے تولے رہے کہ خدا کو بھلا دینا ولا تکونوا کالذین نسوالله فانساهم انفسهم [ان لوگوں کی طرح گمراہ نہو جاؤ ' جنہوں نے خدا کو بھلا دیا تھا ' نتیجہ یہ نکلا کہ خود اسے بھی کو بھول گئے - ٥٩ ٢٠] اسی لئے ہماری تمام سعی وجہد کا ماحصل یہ ہے کہ مسلمانوں کو یاد دلادیں کہ دنیا میں رہنے کیلئے جنکی ضرورت مطلوب ہیں ' وہ خود انکے پاس موجود ہیں ' آپ ان کے دروازوں کو دریوزہ گری کیلئے کیوں تک رہے ہیں ؟

شاید آپکی رائے ہے کہ ہندؤں کے ساتھہ اتحاد بھی مسلمانوں کیلئے مضر ہے ' مگر افسوس کہ ہم اس سے متفق نہیں ہو سکتے اور یہ ایک قصۂ طویل ہے جسکے لئے یہ موقعہ موزوں نہیں -

---

مسلم گرت کی گذشتہ [illegible] میں ہمارے لائق اور پرجوش [illegible] و الکمال عبد الودود صاحب ترللوی کی ایک [illegible] ' جس میں انہوں نے [illegible] سخت مسلم نوجوانوں کے گذشتہ واقعات پر نظر ڈالی ہے ' اور [illegible] سے [illegible] قابل غور نتائج اخذ کئے ہیں ' گویا اُن امور سے انتباہی [illegible] ہے جو ہم عرصے سے لکھہ رہے ہیں -

ہمارا خاص طور پر اس تحریر کے ذکر کی ضرورت نہ تھی اگر ہم مولوی ابو الکمال صاحب کو دوسروں سے ہر طرح کے قومی جذبات کا کامل درجہ سائق ' اور ان میں اسے رنج و ملال کو جرح کرنے کا سچا اور مخلصانہ حوصلہ نہ پاتے ہیں - وہ عام گدہ داری سے بیحد حسن ظن رکھتے ہیں ' اور کوئی صحبت اسکی نہیں ہوئی تھی جسمیں سو فیصدی کہہ نہ ہوں - غالباً ترللی کی مسلم لیگ کے وہ سکرٹری بھی ہیں - لیکن جونکہ وہ جو کچھہ کرتے ہیں ' بالکل مخلصانہ ' اسلیے جب انہوں نے نوجوانوں کے معاملے میں اعلیٰ طبقہ کے لوگوں کو قابل اعتراض پایا ' تو صاف صاف مخالف ہوگئے

آج جو لوگ مخلص ہیں اور جو صدق دل سے اسے ملک کی بہتری کے لئے ضروری سمجھتے ہیں ' کیا اچھا ہوتا کہ مولوی صاحب کی مدلل سے فائدہ اٹھاتے -

---

مسئلۂ مصر لارڈ کچنر اپنے مقصد تقرر مصر کو جلد سے جلد حاصل کرنے کیلئے ندی سے چلے ہی نہیں بلکہ بے تحاشا دوڑ رہے ہیں ' لیکن دریائے نیل کی ساحلی سرزمین میں رہ بھی ہے اور ترائی بھی ' پانوں دھنس بھی جاسکتا ہے اور پھسل بھی سکتا ہے ' تاہم اگلے ہفتہ میں آخری عصا بھی موجود ہے -

شمالی افریقہ میں جس تریعتی کا تماشا ابھی ختم نہیں ہوا ہے ' قسطنطنیہ میں نئے احراری انقلاب کا جو پراسرار کھیل کھیلا جارہا ہے ' سوئٹزرلینڈ میں صلح کا جو نامہ وپیام جاری کیا جا رہا تھا ' یہ سب دور دراز کے گوشے ایک ہی سیاسی حکمت عملی کے جال کے ہیں ' اور انہیں نئے گوشوں کا جوڑنا ' لارڈ کچنر کا مصر میں تقرر تھا - آج جو واقعات مصر میں ہو رہے ہیں ' انکو بھی انہیں کے ساتھہ ملا کر دیکھنا چاہئے

جو خود حدات مفصل بعنوان ارض مقدس

نئی وزارت نے زمام حکومت ہاتھہ میں لیتے ہی سب سے پہلا کارنامہ شرف جو انجام دیا ' وہ مسئلۂ صلح کی سلسلہ جنبانی میں شرکت تھی اور اسکے بعد دوسرا کارنامہ یہ تھا کہ شیخ عبد العزیز حاویش کو بعہ کسی انکار کے گورنمنٹ مصر کی انگریزی سیاست کے حوالے کردیا

تو دانی حساب کم و بیش را

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مختار پاشا کی وزارت اور انگلستان کے اندرونی تعلقات کیسے ہیں ؟

مصر کا انگریزی آرگن (انٹرنیشنل گرت) اس واقعہ پر طنطنۂ مسرت ادا کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ مصر اور ترکی کے باہمی تعلقات میں اس نئے واقعہ نے مستقبل کیلئے ایک ایسی نظر قائم کردی ہے جس سے ہماری سینکڑوں گتھیاں سلجھہ جائیں گی - قسطنطنیہ جو اتحاد ثلاثہ کے مصری سازشوں کا مرکز اثر رہا تھا ' بلا شبہ نئی وزارت نے اپنے محتاط اور دوراندیشانہ عمل سے ثابت کردیا کہ وہ بہت جلد مصر کیلئے صاف کردیا جائے گا ' لیکن ہمکو موجودہ وقت سے بہت جلد فائدہ اٹھانا چاہئے ' کیونکہ ترکی کی وزارت گردشی کے مستقبل کی کس کو خبر ہے ' اگر آئندہ انتخاب میں انقلاب ہوگیا ' تو شاید ہم کو اسکا شناسائی کا موقعہ نہ ملے

دخیلی ڈاک میں الہلال العثمانی کے جو نمبر آئے ہیں ' انسے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ حاویش آنے والی مصیبت سے باخبر ہوچکا تھا اور انقلاب وزارت سے جو حالات بدل گئے ہیں ' مگر پھر اسکو محال سمجھا تھا کہ گورنمنٹ عثمانی اسکے حوالہ کرنے کو میں استدرجہ جلدی کرے گی - کہا جاتا ہے کہ سعید پاشا نے کئی ہزار روپیہ اسکو نقد اور درس کرانے دیا تھا اور دو سو پانچ ماہوار دیتی تھی مگر سعید پاشا نے اس اعانت سے انکار کردیا ' المعظم اور لسان الحال اس واقعہ کو اس طرح لکھتے ہیں گویا انہوں نے سعید پاشا کا کوئی بہت بڑا نوشتہ حرم ضبط کرلیا ' حالانکہ اگر یہ واقعہ سچ بھی ہو ' تو دار الخلافہ عثمانی میں ایک عمدہ عربی اخبار کے اجرا کرانے میں مدد دینی قابل صد تعریف جرم ہے - (طنین) جسکو بند کردیا گیا تھا ' (حجاز) کے نام سے نکلا ' اور آج جو پرچے آتے ہیں ان دو (حجاز) کا نام ہے - جاہد تک تو سور انڈیٹر اور داماں حقی دو ڈائرکٹر ہیں - الہلال عثمانی میں اب ترکی حصہ بڑھا دیا گیا ہے اور (جلال نوری بک) جنرل انڈیٹر (جون ترک) اسکا ایڈیٹر مقرر ہوا ہے -

سعدیہ اخبار جس پر شیخ حاویش مصر کو روانہ کیا گیا تھا ۹ - سمندر کو اسکندریہ پہنچ گیا ' ابتک اسکا فیصلہ نہیں ہوا ہے کہ کس قسم کی عدالتی کارروائی کی جائے گی -

---

تلمسان کی مسکلات میں ابتک کوئی کمی نہیں ہوئی بلکہ حالات مخدوش تر ہوتے جاتے ہیں ' بظاہر نقیبہ نورین ترکی کے فیصلے کیلئے اس وقت سے فائدہ اٹھانے کا تلمسان سے ظاہر بھی ارادہ نہ ہو رہا ہے - تمام سارا نوف روسی وزیر خارجہ اور سر ابتدورڈ گرے کی ملاقات ' کونت بنکرسولڈ کی دعوت کی ارسرتو مارگی ' اسٹریا کی تاب عالی کو احراری اصلاحات کیلئے دھمکی ' صوفیا کے نئے در پے حملے ' یہ واقعات ابتک نہایت پیچیدگی اور التباس ظاہر کر رہے ہیں

مگر تاب عالی نے ایک بڑی فوجی نمائش ابتدا بودپال میں شروع کردی ہے اور جواہ طرابلس کے اندر کچھہ ہی ہو رہا ہو ' اور اندرونی نزاعات کتنے ہی شدید ہوں ' مگر الحمد اللہ کہ ترک مسلمان اور سپاہی ہیں ' اور تلمسان کے ساتھہ جو کچھہ ہوگا ' وہ دریا میں نہیں ' بلکہ خشکی پر ہوگا جس کیلئے دنیا بھر میں انکو کسی فوج سے خوف نہیں

الهلال

۲۹ ستمبر ۱۹۱۲

— * —

صبح امید

— * —

وهو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا وینشر رحمته وهو الولی الحمید (۴۲ ۲۷) -

(۲)

کسیکه محرم راز صباست ' می داند
که باز وجود حزان نوے یاسمن ناقدست

دوسري علامت رهنمائی اقتدار کا حاصل

ایک بہت بڑی امید افزا علامت یہ بھی ہے کہ ہمارے لیڈروں کی اُس احباری اور رُهبانی سطوت وتسلط (۱) کا خاتمہ ہوگیا ' جس نے قوم کے قلوب و اذهان کی دائمی قوت سلب کرلی تھی ' اور کسی شخص کو اسکے آگے دم زدن و چرا کرنے کی مجال نہیں ہوتي تھی - اسطرح کے مرعوب رعب کا کسی ایک گروہ کے قبضے میں رہنا ' ہمیشہ سے قوموں کے دماغی تعقل کی ایک حقیقي علت رہا ہے ' اور تقلید کی جسقدر گمراهیاں ہیں ' وہ اسی

(۱) عربی میں عیسائیوں اور یہودیوں کے روحانی پیشواؤں اور علما کو احبار و رهبان کہتے ہیں - احباری و رُهبانی تسلط سے انکا وہ مشرکانه اقتدار مقصود ہے ' جو چھٹی صدی عیسوی میں تمام اقوام دنیا اسرائیل پر چھایا ہوا تھا ' اور جسکی وجہ سے انکے ہاتھ میں تمام الہی احکام و قوانین چلے گئے تھے - جس چیز کو چاہتے تھے قوم پر حرام کردیتے تھے ' اور جسکو چاہتے تھے حلال کردیتے تھے - کسی عام مرد قوم کو حق حاصل نہ تھا کہ اپنے ذاتی تفکر اور اجتہاد سے کسی مسئلے پر غور کرے ' اور اپنی زندگی کے اعمال و معتقدات کا خود فیصلہ کرے - قرآن کریم نے تقلید کی پرستش کا استیصال کرنے پر اپنے سب سے بڑی توجہ صرف اس اقتدار پر لگائی ' اور فرمایا کہ اتخذوا احبارهم و رهبانهم اربابا من دون الله [یہود و نصارا نے اپنے پیشواؤں کو خدا کا شریک بنا لیا ہے - ۹ ۳۱] عدی بن حاتم نے جب اس آیت کے نزول پر اعتراض کیا کہ "یہود و نصاری اپنے مذهبی پیشواؤں کو خدا کب سمجھتے ہیں ؟" تو آنحضرت (صلعم) نے فرمایا کہ " کیا وہ جس چیز کو حلال کردیں ' تم انکو حلال ' اور جسکو تم پر حرام کردیں ' اسکو حرام نہیں یقین کرلیتے ؟ حالانکہ اسکا اختیار صرف خدا تعالی کو حاصل ہے "

لوتھر کے زمانے تک تمام مسیحی دنیا پر یہ رهبانی تسلط قائم رہا ' رومن کیتھولک عیسائیوں میں ابتک قائم ہے ' اور مسلمانوں میں پچھلی صدیوں سے ہمارے فقہاے متاخرین اور علماے حال ایک شدید رعب و خضوع کی ہوا میں نشو نما پاتی ہیں - ہم نے گذشتہ نمبر میں کہا تھا کہ ہر اصلاح کی اولیں منزل تقلیدی بندشوں سے رہائی ہے ' لیکن تقلید کے مٹ جانے سے آدمی نکل نہیں سکتا ' جب تک پیشواؤں کے رعب و خضوع کی زنجیروں سے رهائي نہ پائے - انسان کے نظام دماغی پر صرف اعتقادات کی حکومت ہے ' اسکے تمام جائے اسی شے کے طالب ' اور تمام اعمال و افعال اسی سے وابستہ ہیں ' پس جب اسکا دماغ کسی خارجی عظمت و خضوع کے اثر سے مرعوب ہو جاتا ہے ' تو اسکے تمام اعمال و معتقدات میں اس مرعوبیت کا اثر سرایت کر جاتا ہے ' بلکہ وہ جو کچھ دیکھتا اور سنتا ہے ' وہ بھی اس مرعوبیت کے اثر سے خالی نہیں ہوتا - چونکہ اسکی فوت فکری بیکار ہو جاتی ہے ' اسلیے نہ مرعوبیت جو کچھ دکھاتی ہے ' دیکھتا ہے ' اور جو نہیں دکھاتی ہے ' نہیں کرتا ہے -

ایک بت پرست جب اتنہا درجے کی عاجزی کے ساتھ ایک پتھر کی مورت کے آگے سر جھکاتا ہے ' تو کیا اسکا دماغ معتقل ہو جاتا ہے ؟ کیا اسکی قوت بصارت جواب دیدیتی ہے ؟ کیا سوچنے اور سمجھنے والی قوت اسکے دماغ سے اُس وقت کھسک لي جاتی ہے ؟ اور کیا کوئی خاص قوت تفکر موحد و اله پرست انسان کو نصیب ہے ' جو بت پرستوں کو نصیب نہیں ؟ پھر کیا بات ہے کہ ہم کو جو شے محض پتھر کا ایک ٹکڑا نظر آتی ہے ما لا یفقهون و یبصرهم ' اُسی شے میں بت پرست الہی طاقتوں اور عظمتوں کا کرشمہ دیکھتا ہے ' اور جو قوت فکری ہمیں اسپر ہنساتی ہے ' وہي اُسکی طاقتوں کا اُسے یقین دلاتی ہے ؟

اسکا اصلی سبب یہی ہے کہ تقلید آباؤ رسوم نے ان دلوں کي عظمت و خضوع سے اسکے دماغ کو مرعوب کردیا ہے ' اور تمام قوتیں

الاحبار و الرهبان لیاکلون اموال الناس بالباطل و یصدون عن سبیل الله (۹ ۳۴) -

اور حواس گو قایم و صحیح ہیں ' مگر اس رعب و سطوت کے توجہہ سے اسطرح دب گئی ہیں' کہ انکو اپنے اعمال کا موقعہ ہی نہیں ملتا - قوت فکری ضرور اسکے دل میں شک اور تزلزل پیدا کرے کہ ان دنوں میں دھوکا ہی کیا ہے ؟ مگر مرعوبیت اسکی مہلت ہی نہیں دیتی - آنکھیں ضرور اسکو دکھلائیں کہ یہ ایک حقیر و ذلیل پیکر ہے' مگر مرعوبیت کی بندھی ہوئی پٹی دیکھنے ہی نہیں دیتی - اسکے پاس غور اور فکر کی وہ تمام قوتیں موجود ہیں ' جو ایک موحد اور " ملکوت السماوات والارض " پر غور کرنے والے حکیم کے پاس ہیں' مگر اعتقاد و عظمت کا دیو انہیں اسے پنجے کی گرفت سے نکلنے نہیں دیتا - قرآن کریم نے اسی حالت کی نسبت فرمایا ہے کہ فانها لا تعمی الابصار ' ولکن تعمی القلوب ' التی فی الصدور - (٢٢ ' ٤٥) گمراہوںکی آنکھیں اندھی نہیں ہو جاتیں' بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں ' جو انکے سینوں میں ہیں -

یہ حالت عام ہے اور اسکی نظیریں انسانی اعمال کی ہر ساحت میں ملسکتی ہیں - مذہب کی طرح پالیٹکس میں بھی مسلمانوں نے اپنے پیشواؤں کی عظمت و جبروت کا رعب اسطرح جمایا ہوا تھا کہ انکو کبھی خود غور کرنے اور اپنی حالت کو سمجھنے کی جرأت ہی نہیں ہوتی تھی - اگر کبھی کسی شخص کے دل میں شک و شبہ پیدا بھی ہوتا تھا ' تو اس مرعوبیت کے استیلا سے شکست کھا جاتا تھا - مگر الحمد للہ کہ اب تقلید کی بندشوں کی شکست نے اس الٰہی رعب و سطوت کی زنجیروں سے بھی مسلمانوں کے دماغوں کو نجات دلادی ہے ' اور ہماری نظر میں یہ اصلاح و تغیر کی دوسری بنیاد ہے ' جسکو ہر طرح کے اصلاحی تغیرات کا داخلہ سمجھنا چاہیے - یہ کوئی معمولی انقلاب نہیں ہے کہ کل تک جس اقتدار کے خلاف ایک لفظ بھی منہ سے نکالنا ' سب سے بڑا انسانی جرم سمجھا جاتا تھا ' آج تمام قوم علانیہ اخبارات میں اسپر سخت سے سخت بلکہ جنونیانہ کر رہی ہے اور شدت سے شدید الزام دینے میں بھی کوئی گناہ نہیں سمجھتی - اب اقتدار کی بنائی ہوئی سیاسی شریعت کے احکام میں عقل کو دخل دینا کفر نہیں رہا' بلکہ صرف بدعت ہے ' اور انہوں کے عقیدے میں تو بدعت حسنہ - اب آزادانہ حقوق طلبی اور بالکل حد و جہد کی دعوت دینے والے کو گذشتہ سیاسی اصطلاح کی سب سے بڑی گالی دینے' یعنی " کانگرسی " کہنے میں تامل نہیں کیا جاتا ' حالانکہ یہ وہ گالی تھی ' جسمیں گویا اخلاقی ' تمدنی ' اور مذہبی رذائل و عیوب کی ایک دنیا پوشیدہ تھی ' غرضکہ اب مسلمان اقتدار اور اہلکی " مسلمہ پالیسی " کی عظمت و رعب کا بت عنکبوت ہوا ' منثورا ہو گیا ہے وان اوهن البيوت لبيت العنكبوت اگر جانتے یعلمون (٢٩ ' ٤١) نعرۂ اناالحق کہنے پر منصور کو سولی پر چڑھایا جاتا تھا ' اب تو سے منصور پیدا ہو گئے ہیں جو دار و رسن کی سطوت سے بے خوف و نڈر ہیں' اور خود اقتداروں نے بھی اس تغیر کی خوبی کو محسوس کرکے اسے اختیار " ما انزل الله بها من سلطان " کی گروہ ٹھہرائی کردی ہے ' بلکہ ذرہ غور کے ساتھ دیکھا جائے تو اقتداروں کے رعب و سطوت کی جگہ اب خود انکی قوم کے رعب سے مرعوب ہو رہے ہیں - اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس تغیر کی فرصت کو ضائع نہ کردیا گیا تو انشاء اللہ بہت جلد قوم میں زندگی کی حرکت پیدا ہونے والی ہے:

ویحق الله الحق بكلمته ' ولو كره المجرمون (اور خدا اپنے کلام سے حق بات کو حق کر دکھائے گا ' اگرچہ مجرموں کو برا لگے - (١٠ ٨٢)

اسلامی پریس کا تغیر

اگرچہ اس تغیر حالت کا اصلی سبب ' قدرتی زلزلوں کا اضطراب' اور پھر اسکا جلد ظہور ' بتسلسل تقسیم بنگال کو سمجھنا چاہیے - مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ اسلامی پریس کے ایک دانشمند اور اثر پذیر حصے نے بھی اس تغیر کی تکمیل میں بہت مدد دی' اور یہ سبب نا انصافی ہوگی اگر اب ' اور آئندہ بھی اس تغیر کے تذکرے میں انکے ذکر کو نظر انداز کردیا جائے -

اس سلسلے میں بلحاظ تقدم اشاعت سب سے پہلے کامریڈ کا ذکر کرنا چاہیے ' جس نے گو قدیمی اصطلاحات و اسما کو ہمیشہ قائم رکھنے کی سعی لاحاصل کی (لا حاصل اسلیے کہ اب ان میں حرارت ضروری باقی نہیں رہی) لیکن تاہم معانی بہت کچھ بدل دئے ' اور گو تغیر کی رفتار مصلحۃً سست رکھی' مگر پچھلی منزل سے آگے بڑھتا رہا ' اور مسلمانوں میں تدریج ملکی معاملات سے دلچسپی لینے کے میدان اور ہر پولیٹکل مسئلے میں اقتداروں کے فتووں کی جگہ قومی آراء کے ظہور و تسوید کا ایک موثر محرک ہوا - اصلاح و تغیر کے مختلف طرق میں سے یہ بھی ایک خطرناک اور آسان تر طریقہ ہے - کامریڈ کے ساتھ ہی مسلم گزٹ لکھنؤ اور رہنمائے ہند لاہور کے نام نظر آتے ہیں ' جنکی آزادانہ پالیسی کو فی الحقیقت اس نئی تیاری کے ظہور میں نمایاں دخل ہے - انکے اخباروں میں وکیل امرتسر بھی قابل تذکرہ ہے ' جس نے تو مورخی کے متعلق ابتدا سے آزادانہ رائیں ظاہر کیں - اسی سلسلے میں خاص طور پر الہلال کا بھی ذکر کرنا چاہیے ' جس نے سچائی اور قابل تعریف دلیری سے نئے تغیرات کا ساتھ دیا ہے اور پچھلی پالیسی سے دست بردار ہوجانے کا اعلان کردیا ہے - یونیورسٹی تحریک کی نسبت بھی جو مضامین آجکل وہ لکھ رہا ہے ' وہ آزادی اور راست بینی سے خالی نہیں - اور گو وہ ہم " قدیمی دشمنان کانگرس " اور " اعداء قوم " سے کتنا ہی ناراض ہو' مگر جب وہ اپنی جگہ سے جنبش کر چکا ہے - تو اب ہم کو اس سے کوئی ناراضگی نہیں ' بلکہ خوش ہیں کہ

اندک اندک عشق درکار اورد بیگانہ را

انکے علاوہ اور عام طور پر اکثر معاصرین کو اس تغیر سے مفاخر ' اور راہ حق گوئی و آزادی کے درجہ فراخ پائے ہیں' نئے نئے پرچے بھی جو نکل رہے ہیں ' وہ بھی الحمد للہ نئے خیالات لیکر نکلے ہیں اور پرانے طریق کو چھوڑ رہے ہیں - اکثر صاحبوں نے تو علانیہ نئے خیالات کا اظہار شروع کردیا ہے اور بعض مصلحۃً صرف تغیر لب و لہجہ سے نئی پالیسی کی ابتدا کرنی چاہیے تھی اور بیشتر دونوں کا ایک

ہے - علی الخصوص یونیورسٹی کے معاملے میں تو تقریباً تمام اسلامی پریس ارادہ کے برے پر متحد ہوگیا ہے اور کوئی اختلاف نہیں ایسا نہیں' جس نے نہایت سخت لفظوں میں لکھ نہ دیا ہو شکر اللہ سعیہم و وفقنا اللہ سبحانہ و ایاہم کما یحب و یرضاہ -

مسلم گرلز کالجوں

مگر درحقیقت موجودہ تعلیمات کے ذکر میں سب سے زیادہ خصوصیت کے ساتھ مسلم گرلز کالجوں کا ذکر کرنا چاہیے' جس نے موجودہ سیاسی تغیرات خیالات کی تولید میں سب سے زیادہ نمایاں حصہ لیا' اور اس خدا پرستانہ دلیری' اور حق گویانہ ارادے کے ساتھ صدا بلند کی' کہ فی الحقیقت " لا یخافون لومۃ لائم " کے نفوس خاص میں اسکا شمار ہے - ہم اپنے محترم رصاحب سے مسلمی ہیں کہ اپنے قلمی جہاد کو اور زیادہ مستحکم و شدید کریں - اور آگے چلکر ہم جن امور کا ذکر کرنے والے ہیں آپسے عقلب نہ فرمائیں' وہ یقین کریں کہ حق اور سچائی کہلانے مستحق ہے' باطل اور ناطل پرستی کہلانے نہیں کہ ان الباطل کان زھوقا -

موجودہ لیڈروں کے خیالات میں تغیر

اس سلسلے میں اس تغیر کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے جو آجکل خود کار فرماؤں ملت کے خیالات میں بھی صاف صاف نظر آرہا ہے اور اگر یہ تغیر محض مصالح وقت' اور اضطرار حالات کی بنا پر نہیں بلکہ سچے طور پر دل اور دل کے اندر تک پہنچا ہوا ہے تو بھی بیشک بہت بڑی حد تک سمجھا جا سکتا ہے - ہم نے گذشتہ اپنی تحریروں میں بیشک بار بار اس کا اظہار کیا ہے اور ہمیں اس کا بڑا رنج ہوا ہے کہ ہم نے اپنی قوم کے بعض لیڈروں کو بعض ایسے خیالات پر جمے ہوئے دیکھا ہے جو ہمارے نزدیک نہ صرف ملت بلکہ خود ان کے لئے بھی سخت مضر تھے - اس رنج کے باعث ہم نے ہمیشہ اپنی تحریروں میں بیشک سخت الفاظ استعمال کئے ہیں اور ہمیں اس کا افسوس ہے - ہم اپنے دل کی حالت کو خدا جانتا ہے اور ہم اپنے ضمیر کی شہادت پر کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے ایسے الفاظ کبھی اپنے نفس کی خاطر نہیں لکھے - ہمارے بعض دوستوں نے ہمکو الزام دیا ہے کہ ہم تقریر کی بجائے تحریر و لکھنے کی طرز میں ظاہر کرتے ہیں - ہم اپنے کو اس کا بھی صحیح نہیں سمجھتے - ہمارا تو اپنی نسبت اعتقاد ہے کہ حال ہے کہ

ہم ہیں خاص نفسہ' بعض ان میں سے طرق ہدایت کو جھوڑ دے اپنے
و منہم مقتصد' نفوس پر ظلم کر رہے ہیں' بعض ان میں سے
و منہم سابق درجہائی راہ چلے ہیں' اور پھر انہیں میں سے
بالخیرات ایسے بھی ہیں' جو واقعی اعمال نیک میں
(۳۵ ۳۲) پیش قدمی کرنا چاہتے ہیں -

بیقدروں سے ہماری صرف یہ التجا ہے کہ وہ گذشتہ باتوں کو بھول جائیں تو ہم بھی بھول جانے کیلئے طیار ہیں - انکو موجودہ تغیرات سے عبرت پکڑنی چاہیے اور سوچنا چاہیے کہ انکی قوموں کی عزت نیک نامی کی کمائی کس طرح یکایک خاک میں ملگئی ؟ انکو چاہیے کہ آیندہ کیلئے اپنا معاملہ اپنے خدا سے درست کرلیں' اور اپنی نیتوں اور ارادوں کو صرف رضائے الہی کے تابع کردیں - جس دن وہ ایسا کرلیں گے پھر انسے بڑھکر قوم کیلئے اور کوئی مخلص وجود نہوگا - کیسی سخت غلطی ہے کہ خدا انکو دیں اور دنیا' دنیا کی ہر نعمت چاہتا ہے مگر وہ سے صرف دنیا کو چاہے اور اسی کے پیچھے سرگرداں ہیں ؟

وہی کل فریق ثواب الدنیا وحسن ثواب الدنیا والاخرۃ (۶ ۷۸) وہی کل فریق العزۃ' فللہ العزۃ جمیعا (۳۵ ۲۱)

جو شخص دنیا کی نیکی چاہتا ہے اس سے کہدو کہ خدا کے پاس دنیا اور دین' دونوں کی نیکی ہے - وہ دونوں کا کیوں نہیں طالب ہوتا ؟ اور جو عزت کا طلبگار ہے اسے یاد رکھنا چاہیے کہ عزت اللہ کیلئے اور اسی کے قابو میں ہے -

لیکن اس فرصت کو ضائع نہیں کرنا چاہیے

یہ حالات بیشک امید افزا ہیں' اور تغیرات کے لئے بڑی بڑی راہیں کھلنی شروع ہوگئی ہیں' مگر ان سب سے مقدم بات یہ ہے کہ اس انقلاب و تغیر کی اہمیت و نزاکت کو نظر انداز نہ کیا جائے اور کمال حزم و احتیاط کے ساتھ آیندہ اقدامات کا ایک نقشہ مرتب ہو - اگر خدانخواستہ یہ فرصت محض اختلافی کشمکش اور ذاتی رسائیوں میں ضائع کردی گئی' تو پھر یاد رکھئے کہ ہمارے لئے ہمیشہ ایک طلبی فرصت کے کھو دینے کا ماتم ہوگا - قدرت ابدی کی حکمتوں میں جسقدر فیاضی ہے اتنی ہی عاقبتوں اور کامرانی نعمت کی تعجیل میں سخت بھی ہے - یہ بھی ممکن ہے کہ پھر ایک مدت تک کیلئے ہمارے دل ہم سے روٹھ جائیں' اور زمانہ ہماری عملی قوت کو محض ایک عارضی ہنگامہ سمجھکر ہمیشہ کیلئے ناقابل التفات سمجھ لے - اس وقت تک کے واقعے کے سر و سامان کی فراہمی کیلئے جسقدر دیر لگتی ہو لگی ہے' لگی ہے' اور پھر ایک نئے سرے سے ابتدا ہوگی - اب وقت آگیا ہے کہ ہم اپنی ابتدا کی حد بندی کرلیں - اور نقشہ عمل مقصود کی طرف روانہ ہوجائیں

وقت مستقبل

بس گذشتہ افسانے کو ختم کرو آیندہ کی فکر کرنی چاہیے - یہ اب ہر شخص محسوس کرنے لگا ہے کہ پہلی راہ صحیح نہ تھی' اور گو ہم [illegible] اور گو ایسے بھی ہیں' جو اب بھی دل سے اپنی پچھلی غلطی کا اقرار کرنے ہوئے سرماتے ہیں' لیکن اگر دلوں کو ٹٹولا جائے' تو کوئی بھی نہیں جو دلائل اور حقائق محسوس نہ کرتا ہو - اسلئے اب تمام قوت غور و بحث اسمیں صرف کرنی چاہیے کہ آیندہ کیلئے کونسی راہ اختیار کی جائے' اور اسکا نظام اور مقصد کیا ہوگا ؟ جن لوگوں نے موجودہ تغیرات کے پیدا کرنے میں سعی مشکور کی ہے' انکو خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ وہ ناکام نہیں رہے' مگر ساتھ ہی اب انکا یہ بھی فرض ہے کہ اگر ایک راہ سے انکو ہٹایا ہے تو دوسری راہ پر لگا بھی دیں - اگر اس وقت قوم کے آگے کوئی نئی راہ نہیں رکھی گئی' تو خوف ہے کہ کہیں بے حاصل ہوکر اور زیادہ بھٹک نہ جائے - بیشک ایسی قوم کے پاس کوئی محفوظ گھر بھی نہیں' پھر اگر رہے گا' تو اب رہے گا' تاہم ایک گھرے ہوئے گڑھے میں تو ضرور بہتری ہے' جب اس سے نکل آئی ہے' تو زیادہ دیر تک کھلی زمین پر آوارہ نہ پھرے -

ہم اس نکتے سے بے خبر نہیں ہیں کہ ہر اصلاح و تغیر کیلئے اصلی کام جنبش کا پیدا کردینا' اور گہرا ہی بے نفس کا دروازہ

کھولدیتا ہے - جب حرکت پیدا ہوگی اور نفس کی قید سے باہر نکلیں گے ' تو پھر خود ہی اپنے لیے کوئی نہ کوئی آشیانہ ڈھونڈھ لیں گے - یہ بالکل سچ ہے ' اور جو لوگ آج قوم میں حرکت پیدا کرنا چاہتے ہیں ' انکو ہرگز اسکا دعوہ دار نہیں سمجھنا چاہیے کہ وہ قوم کو گڑھے سے نکالکر اُسکے لیے کوئی نیا محل بھی طیار کردیں - یہ کام انکا نہیں ہے ' انکا اصلی فرض یہاں تک پہنچکر ختم ہوجاتا ہے کہ پانی بند ہے ' اسکا بند توڑ دیں ' جب وہ چلے گا تو خود اپنا راستہ نکال لے گا ' اور اگر خود نہ نکال سکے گا تو پھر انھیں آئیں گے اور اسکے لیے ایک مستقیم نہر کا خط کھینچ دیں گے -

یہ اصلاح کے تقسیم عمل کا ایک سچا اصول ہے ' مگر ساتھ ہی نہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اسکے لیے وہ قومیں موزوں ہیں ' جنکے یہاں تقسیم عمل کیلیے دماغوں اور ہاتھوں کی کمی نہیں ' انکے یہاں ایک دماغ صرف نقشہ ہوتا ہے جو صرف نقشہ جنگی کرتا ہے اور بتلا دیتا ہے کہ عمارت کی دیوار میں اس جگہہ کھنچی ہے - پھر دوسری جماعت معماروں کی ہوتی ہے ' وہ دیوار کو ڈھاکر از سر نو اٹھاتی ہے - مگر مسلمانوں میں اصلی سوال دماغ اور رائے ہی کا نہیں ' بلکہ آدمیوں کا ہے - تری مصیبت یہ ہے کہ ہم میں آدمی نہیں ' اور آدمی مشینوں میں ڈھل نہیں سکتے - بس ہمکو ہمیشہ اپنی ہے تعاملی پر نظر رکھنی چاہیے ' اور اسلئے ہر شخص کو صرف اپنا فرض ہی نہیں دیکھنا چاہیے ' بلکہ اپنے امکان اور مقدور پر نظر رکھنی چاہیے - اس کے زمانے میں جب قوم ابتدی ابتدی منزلوں میں رہتی ہے ' تو بوت چلانا سیکھتی ہے ' انکو اٹھا کر اسے ہاتھہ پر لیے ہوئے نہیں پھرتی ' لیکن جب جنگ کی تاریک گھاٹیاں آجاتی ہیں تو پھر اس وقت صرف فرض اور ذمہ داری ہی ہر شخص کو صرف اپنا فرض ہی نہیں دیکھنا چاہیے ' بلکہ اپنے امکان اور مقدور پر نظر رکھنی چاہیے - اس کے زمانے میں جب قوم ابتدی ابتدی منزلوں میں رہتی ہے ' تو بوت چلانا سیکھتی ہے ' انکو اٹھا کر اسے ہاتھہ پر لیے ہوئے نہیں پھرتی ' لیکن جب جنگ کی تاریک گھاٹیاں آجاتی ہیں تو پھر اس وقت صرف فرض اور ذمہ داری ہی ہر شخص کی نہیں دیکھی جاتی ' بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ اسے اسے معذور اور اپنی ابتدی طاقت پھر جو سواری جسقدر کام دے سکتا ہے اس سے دریغ نہ کرے - اگر پہاڑ سامنے آکر حائل ہوجائے تو سواری جھوڑوں اور مزدوروں کا انتظار نہیں کرے - خود ہی بوتوں کو کھولدیتے ہیں ' خود ہی ابتدی ہتھوں پر لاد بھی لیتے ہیں ' اور پھر خود ہی وقت پر ایسے کام بھی لیتے ہیں - اسلام کیلیے درحقیقت یہ ایک جنگ کی تاریک گھاٹی ہے ' جسمیں وہ اسے سواری سے صرف اسکی ابتدائی ہی کا نہیں ' بلکہ وہ جو کچھہ دے سکتا ہے ' اسکا طالب ہے - اس وقت کام کرنے والوں کو خود ہی تعاون تقسیم کرنی چاہیے ' خود ہی قوم میں اسکی دعوت پھیلانی چاہیے ' اور پھر کوشش کرنی چاہیے کہ ہوسکے تو خود ہی اس تعاون کو عمل تک پہنچائیں اور اگر نئی نظام کی دعوت دی ہے ' تو خود ہی اسکو ڈھونڈھکر سامنے بھی کردیں -

اسی لیے تو اب ہم گذشتہ کے ذکر و افسوس کو بالکل بیکار سمجھتے ہیں - اصلی کام یہ ہے کہ پچھلی راہ سے ہٹنے کے بعد اب قوم کے آگے ایک نئی راہ کھولدی جاے اور انشاء اللہ تعالی اس دارے میں رب کریم و عزیز و حکیم نے جو حالات ہمارے دل میں ڈالے ہیں ' انکو آئندہ نمبر میں پیش کرینگے - اور تمام باتیں اسی کے فضل و توفیق پر موقوف ہیں - واللہ المستعان وعلیہ التکلان

شئون عثمانیہ

— * —

تراجم احراص ' تدابیر اقلام ' و تصادم احزاب

— —

الحاقہ ما الحاقہ ' و ما ادراک ما الحاقہ ؟ (۱) وہ تراجم احراص تصادم احزاب ' تضارب اقدام ' اور تدابیر افکار و اقلام کی ایک سخت و شدید اندھا دھی ' جو جمعیت خلافت اسلامی ' اور لواے توحید کلمۂ اسلام کے اس تاریک فیصلہ کن ساعت میں بالآخر دولت عثمانیہ پر نازل ہوگئی — هنالك ابتلی المسلمون ' و زلزلوا زلزالا شدیدا (۳۳ ۱۲)

اتحاد و ترقی کا عارضی عزل

دو سال سے حزب المعرفۃ و الائتلاف کی سازش کا جو یہ حال مسطمدہ کے ترتش ہوتا جاے میں بنا جارہا تھا ' جسکے بنانے کیلیے (کامل پاشا) کے دستر خوان کی چادر سے تار نکالے گئے تھے ' جسمیں استعمال کرنے کیلیے (اسماعیل کمال بے) انگلستان جاکر وہاں کی مضبوط آہنی سلائیاں لایا تھا ' جسکی جال کے جالوں میں الدانی رنگوروں کی ٹنک کا زہر (۲) دوست کیا گیا تھا ' جسکی طیاری میں عہد استبداد کے دوروش یافتہ مصطفی صبری ' لطفی حکمی ' اور عدسے دولتیں کی انگلستان بھی شریک کی گئی تھیں ' اور جسکی تکمیل کیلیے مصری کپاس کی گھتریاں کھولنی تری تھیں ' بالآخر پدرا کے انگلو ترکش کارخانے میں بنکر طیار ہوگئی اور اسکے اندر اتحاد و ترقی کے پاؤں اڑھکر رہ گئے - یہ گو اتحادی پارٹی پر ایک عارضی فتح یابی ہے ' مگر جو کہ عارضی ہے ' اسلیے زیادہ مخدوش اور خطرناک ہے - کچھہ بعید نہیں کہ اس تصادم و تضارب میں تسلسل و امتداد پیدا ہوجاے ' اور اتحاد و ترقی پھر دوبارہ اپنے تابع سال تدبر کے کارنامے تازہ کردے -

اس وقت ترکی میں صرف پارٹیوں کی سازشوں اور حیلہ بنیادی کا نہیں ' بلکہ افکار و اقلام کا بھی ایک سخت تراجم برپا ہے - اتحاد و ترقی کو شکست کہا چکی ہے ' مگر اسکی آواز ہر گوشے سے بلند ہے - حزب الائتلاف کے احزاب خوشیاں منا رہے ہیں ' اور اتحادی احزاب نئی وزارت کی طعنی کھول رہے ہیں - مصالحے احزاب بھی ابتداے انقلاب سے دونوں جماعتوں میں منقسم ہوگئے ہیں ' اور اپنی اپنی جماعتوں کی حمایت اسطرح کررہے ہیں ' گویا خود انکی وزارت کو شکست و ظفر سے سامنا ہے - ان میں مسرور (المؤید) جسکو عہد گذشتہ کے دفعوں اور انعامات کی حسرت و ندامت سے آجتک مہلت نہیں ملی ' ابتداے انقلاب دستوری سے اتحاد و ترقی کا مخالف ہے ' (کیونکہ دستوری حکومت

(۱) وہ ایک شدنی اور ہونے والی بات تھی اور تم جانتے ہو کہ وہ کونسی شدنی بات تھی ؟ (سورہ الحاقہ)

(۲) النانا میں ایک خاص طرح کا نہایت زہریلا رنگور ہوتا ہے جسکے ڈنک کی ہلاکت مشہور ہے - النانا کو اس سازشی کارروائی میں شریک کرنے کی طرف اس سے اشارہ مقصود ہے -

ے اسکے لئے کوئی وظیفہ مقرر نہیں کیا) ہندوستان کے بعض اخبارات اسکے مضامین کے اردو ترجمے شائع کر رہے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ اسطرح وہ اجانب و اغیار کی اُس سازش کا شکار ہو رہے ہیں ' جس نے خود اتحاد و ترقی کے ایک حصے کو توڑ کر حزب الائتلاف کے نام سے شکار کر لیا ہے -

اتحاد اتحاد و ترقی

لیکن خواہ کچھ ہو ' اتحاد اتحاد و ترقی مر نہیں سکتی ' جس جماعت کے ہاتھوں سے تاریخ عالم کا ایک عظیم الشان اور عدیم النظیر واقعہ انجام پایا ہو ' اسکو انگلستان کی سیاسی مکروفات سے کوئی خوف نہیں ہو سکتا - اتحاد کیلئے یہ شرف کم نہیں ہے کہ اُس نے صدیوں کی شخصی اور استبدادی حکومت کا تغیر کسی کشت و خون کے خاتمہ کردیا ' اُس نے خلافت عثمانی کو' جو نامزد شخصی حکومت ہونے کے خلافت اسلامی ہونے کی مدعی تھی' (حالانکہ شخصی استبداد اور توحید اسلامی ضد حقیقی ہیں جو جمع نہیں ہو سکتے) دستوری حکومت میں تبدیل کر کے صحیح معنوں میں خلافت سے تعبیر پانے کا مستحق کردیا ' اُس نے پانچ سال تک انقلاب کے بعد کے پر اضمحلال و اغتشاش دور میں عثمانی شرف کی حفاظت کی ' کریت کے مسئلے میں اس دلیری اور حزم کے ساتھ دول کو جواب دیا کہ نصف صدی کے بعد یورپ نے عثمانی خون کی گرمی محسوس کی ' روسی مداخلت کے وقت جب کہ خود اتحاد اندرونی دشمنوں سے گھری ہوئی تھی ' اس سختی کے ساتھ روسی قنصل کو باب عالی سے واپس کردیا کہ پھر اسکو دوبارہ کبھی ملک کی حزب نہ ہوئی ' اور سب سے زیادہ یہ ' کہ جنگ طرابلس کے موقعہ پر جبکہ اسلامی شرف و عظمت کا گویا یوم الفصل سر پر آگیا تھا یہی اتحاد و ترقی کی پارٹی تھی ' جس نے ایک طرف خود باب عالی کے اندر عزم اور استقلال قائم رکھا ' اور دوسری طرف اپنے جانفروشوں کے اسلام پرستانہ اقدامات و مجاہدات سے تمام مغرب و مشرق کو حیران و مبہوت کردیا !

لہ حسنات و سیئات

اسمیں شک نہیں کہ اتحاد و ترقی کے مخالفوں کے اعتراضات و الزامات کو اگر انصافاً جانچا جائے ' تو انکا جمہور سچ کی آمیزش سے خالی نہ نکلیگا - اتحاد نے زمام حکومت ہاتھوں میں لیتے ہی حکومت کی تمام شاخوں کو اپنے ممبروں سے بھردیا ' فوج کو ہمیشہ اپنے ہاتھوں میں رکھا ' اور فوجی حکومت کے نتائج و جیمہ ہمیشہ ظاہر ہوتے رہے ' اسکے اثر و اقتدار میں شدت گروپ سے استبداد اور تحکم پیدا ہوگیا تھا ' اور اسکے دعاوی اور اقدامات غرور و کبر اور خود مختاری و خود رائی سے آلودہ ہوگئے تھے - فوج کا سیاسی اشتعال ' دعفہ (۳۹) کی عدم برہم ' عربی عنصر کی خواہشوں کی تحقیر ' عموماً نوجوان اور یورپین تہذیب سے مرعوب ممبروں کی بے اعتدالیاں ' بعض ملکی اور تمدنی تعرضات کیلیے خلاف مصلحت حملہ باری ' اور سب سے زیادہ قابل تسلیم الزام یہ کہ چند متنفذ اور خریکی ماب شرکا کا اتحاد اور یورپ کی تقلید و اتباع کی ہوس ' یہ تمام الزامات ہیں ' جنکو نہ تسلیم نے خیر مخالفین اتحاد کے آگے دانشمندی ہوا خواہ زیادہ بہتر طریقہ سے جانتے ہیں - لیکن جن لوگوں نے اسطرح کے انقلابات کی تاریخ پر ایک سرسری نظر بھی ڈال لی ہے ' وہ ساتھ ہی یہ بھی جانتے ہیں - کہ یہ جو کچھ ہوا ' اس سے بہت کم تھا ' جسقدر دو موسموں کے درمیانی تداخل میں ہونا چاہیے - ملکوں میں جب کبھی سیاسی انقلابات ہوئے ہیں ' تو برسوں تک اسطرح کی بد نظمیاں بلکہ قتل و غارت کا بازار گرم رہا ہے - فرانس میں شخصی حکومت کا اُسی دن خاتمہ ہوگیا تھا جس دن باستیل کے قلعہ جانے کے دروازے توڑے گئے ' لیکن باوجود اسکے نصف صدی تک فرانس کو امن و نظم کی جمہوری حکومت نصیب نہیں ہوئی ' اور نپولین و وکٹور ہوگو (Victor Hugo) " برسوں تک خون کو بہتے رہے ' تاکہ اس سے زندگی کا پھل پیدا ہو"

انگلستان میں پارلیمنٹری حکومت کی بنیاد فی الحقیقت سنہ ۱۲۱۵ میں پڑگئی تھی ' جب (رچرڈ) شیردل کے جانشین نے (نورمنڈی) کو ہاتھ سے کھودیا تھا اور رعایا شورش و اضطراب بپا کرکے آزادانہ حکومت کے حصول میں کامیاب ہوگئی تھی - لیکن اسکے بعد پھر تین صدیوں تک کیا ہوتا رہا ؟ (چارلس) اول کی خونریزی بھی ملک کو امن نہ دلا سکی ' شورش و اضطراب ' قتل و غارت ' اضمحلال و اغتشاش ' انگلستان میں (ولیم) ثالث کے آغاز عہد تک قائم رہا -

یہ نتائج قدرتی ہیں - صدیوں کی بنی ہوئی عمارت جب گرے گی ' تو نئی عمارت کے بننے تک درمیانی زمانہ آسمان کے نیچے ہی بسر کرنا پڑے گا - اتحاد و ترقی نے اگر حکومت پر صرف اپنا ہی اقتدار قائم رکھا ' تو ایک متحد جماعت سے ایسی خود غرضی کی غلطی کا ہونا کوئی سنگین جرم نہیں ' فوج ہی نے حکومت کو استبداد سے نجات دلائی تھی ' اسلیے فوجی اقتدار کا حاوی ہوجانا بھی لازمی تھا - اتحاد و ترقی اگر فوج کو اپنے ہاتھ میں نہ رکھتی تو کیا کرتی ' جبکہ اسکا ہر ممبر انقلاب کے بعد بھی ارتجاعی تلوار کو اپنے سر پر چمکتا دیکھ رہا تھا - قدیمی عہدہ داروں سے انکا ربط رہنا بھی بجا تھا ' اسلیے کہ عہد حمیدی کے واقعات کو ابھی زیادہ مدت نہیں گذری تھی - یہ بالکل سچ ہے کہ انمیں مفسدین و بیخ ' اور اتحاد خیال کے جوانوں کی بھی ایک جماعت ہے ' لیکن اسکے ساتھ ہی ہماری ے ' شریف ے ' یوسف اکبری ے ' نوری ے ' اور خود صادق ے جیسے اسلام پرست اور عرق حمیت دینی نوجوان بھی شامل ہیں ' اور پھر ہمیں یہ-تو کبھی نہیں بھول سکتی کہ موجودہ اسلامی نسل کا سب سے زیادہ محترم اور محبوب رجل ' عزیزی انور ے بھی اسی اتحاد و ترقی کا ایک والنتیر ہے -

ہم نے آغاز انقلاب دستور سے لیکر اس وقت تک اتحاد و ترقی اور اسکے مخالفین کی تحریرات و حالات - جسقدر یہاں بیٹھکر حاصل کی جا سکتی ہیں - حاصل کیں اور ہمیشہ غور و فکر کے ساتھ پڑھتے رہے - ہمارا یہ عقیدہ ہے (واللہ اعلم بحقیقۃ الحال) کہ ترکی میں آج اصلی کارکن گروہ اتحاد و ترقی کے سوا کوئی نہیں ' وہ ملک کا

عتاب دهندہ ہے' اور ایثار و قربانی کی حرسچی اور عرمشدہ مثالیں اپنے اندر رکھتا ہے - اسکی نظیر دنیا میں ہمیشہ نہیں ملسکتی - البتہ اسمیں ہر طرح کے لوگ ہیں' بعض خود غرض اور نفع پرست اشخاص بھی شامل ہیں اور ملاحدہ و منتعین دورت بھی ومنهم ظالم لنفسه و منهم مقتصد' و منهم سابق با الخيرات - انکے گذشتہ پنج سالہ عہد حکومت کے اکثر اعمال قابل تحسین ہیں' اور بہت سے اعمال قابل اصلاح' اور بعض قابل تعریف خلطوا عملاً صالحاً و اخر سيئا [انہوں نے ملے جلے عمل کئے' اچھے بھی اور برے بھی - ۹ ۱۰۳] لیکن ساتھہ ہی انکے پاس اسقدر ذخیرہ حسنات کا موجود ہے کہ وہ ان سئات سے درگذر کرنے کیلئے کافی ہے و انما الحسنات يذهبن السئات (۱) -

پس ہمارے خیال میں جو لوگ آج نئی وزارت کے قیام اور پارلیمنت کی دوبارہ پر شادمانی و نشاط ظاہر کر رہے ہیں' وہ نا تو حالات سے بے خبر ہیں ' نا سرے سے انہیں عثمانی دستور ہی سے کوئی ہمدردی نہیں - اگر یہ محض ایک اجرائی نزاع ہوتا ' یا اندرونی جماعت گروہی کی وجہ سے اتحاد و ترقی کی جگہہ اسکی ایک مخالف جماعت کامیاب ہو جاتی ' تو ہمیں کچھہ بھی افسوس اور رنج نہ ہوتا - مقصود خط خلافت سے ہے' اور دستوری حکومت میں اجرائی فتح و شکست ناگزیر ہے - لیکن الدنجی یہ ہے کہ انجمن اتحاد و ترقی کو ملک کی کسی اصلی جماعت نے شکست نہیں دی ہے ' بلکہ اجانب کی سازشوں نے اپنے ابلیسانہ اغراض کیلئے انجمن کو راہ سے ہٹانا ضروری سمجھکر حرب الائتلاف کا نہیں تبدلا ہے ' اور ارتجاعی گروہ کو ساتھہ لیکر ایک خطرناک چال چلی ہے - اس وقت اتحاد و ترقی کی شکست کا افسوس نہیں ہے ' بلکہ غیروں کی فتح یابی کا

دوست کے خاطر دشمن سے کیسا معکو هلاک
رنج نہ ہے کہ وہ کم حوصلہ ناراں ہوگا

ہمارے بعض معاصرین کی سعی غلطی

ہندوستان کے بعض اردو اخبار جو حالات سے ناواقفیت کی وجہ سے یا کسی اور سبب سے انجمن اتحاد و ترقی کی شکست پر اظہار شادمانی کر رہے ہیں ' اور انجمن کے مخالفین کی تحریرات کے اقتباسات و تراجم کی اشاعت میں غور و فکر سے کام نہیں لیتے ' وہ درحقیقت اسطرح علاوہ مکذوبات و اتہامات کی اشاعت میں معین و مددگار ہونے کے ہندوستان کے مسلمانوں کو موجودہ عثمانی خلافت سے مایوس و بدظن کردینے کی بھی سعی غلطی کر رہے ہیں - ان لوگوں کے ذرائع معلومات زیادہ تر مصر کے غیر اخبارات ہیں ' یا پھر انگریزی اخبارات کے نامہ نگاروں کی چٹھیاں ' اول الذکر اخبارات کا یہ حال ہے کہ المؤید' المحروسہ' العدل' الاہرام' الرای العام' المقطم' اور اسی طرح کے اکثر اخبارات اپنے خاص اغراض ذاتی کی وجہ سے انجمن کے اسد شدید مخالف ہیں ' اور اگر اسکے برخلاف ہم بیان کریں تو کئی صفحے مطلوب ہیں ' جو لوگ اخبار دستور کے زمانے میں مصری پریس کے باہمی مخاصمات و مزاحمات سے واقف ہیں ' وہ اچھی طرح اس سے باخبر ہونگے - الدنه اللوا' (اب بند ہوگیا ہے) اور العلم ' یہ دو اخبار اتحاد و ترقی کے موافق ہیں ' اور المحروسہ دستور کا ' الرهرة تونس کا ' اور اتحاد و الترقی طرابلس الشام کا بھی انکے ساتھہ ہے' مگر یہ اخری اخبارات ہمارے معاصرین کے ہاں کم آتے ہیں اور زیادہ تر آنکا المؤید اور العدل وغیرہ پر دارومدار ہے ' اسلئے وہ بے خبری میں انکے بیان کردہ حالات پر وثوق کر لیتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ یہ اخبارات خود ایک فریق کی حیثیت رکھتے ہیں - یہاں تک کہ اس ہفتے ہم نے ایک اخبار میں (المقطم) کے نامہ نگار کے طومار مکذوبات تحریر کا ترجمہ دیکھا ' جسکو مترجم نے نہایت توہین اور توصیفی الفاظ کے ساتھہ شائع کیا ہے' لیکن ہمارے معاصر کو معلوم نہیں کہ (المقطم) قاہرہ میں (حزب الاحتلال) کا مسلم ارگن ہے ' اور ڈاکٹر لعقوب اور ڈاکٹر صروف نمرو دو شامی عیسائی (جو تمام مصر میں شیخ الاحتلال کے لقب سے پکارے جاتے ہیں) آسے شائع کرتے ہیں - اسکو انگریزی حکومت نے اپنی سرپرستی اور نگرانی میں صرف اسلئے جاری کرایا ہے کہ ملک میں انگریزی اثر کی توسیع و استحکام کا ذریعہ ہو' اور وہ ۲۵ برس سے اسلامی نرقیات اور عثمانی مقاصد کا اشد عدو دشمن ہے - پس اسکی مخالفانہ تحریریں تو اس سے زیادہ معتبر نہیں ہوسکتیں ' جتنی دوسرے نامہ نگاروں کی چٹھیاں - باقی رہیں انگریزی اخبارات کی اشاعات ' تو یہ ظاہر ہے کہ جو لوگ اس نزاع میں خود ایک فریق کی حیثیت رکھتے ہیں وہ اسکے لئے کیونکر حکم ہو سکتے ہیں ؟ درحقیقت انجمن اتحاد و ترقی کی مذمت اور حرب الائتلاف کی مدحت سرائی میں سب سے زیادہ انگلستان کا حصہ لینا ہی اس امر کا ثبوت ہے کہ اتحاد و ترقی انگریزی سازش کا شکار ہوئی ہے ' نہ کہ کسی ملکی فتح یابی کا -

جو لوگ بے تامل اتحاد و ترقی کے متعلق طرح طرح کے مخالفانہ قصص مشہور کر رہے ہیں' انکو سمجھہ لینا چاہیے کہ اتحاد و ترقی ہی نے موجودہ عثمانی حکومت قائم کی ہے ' ایک وہی قائم رہی تھی' اور پھر عنقریب چھہ ماہ کے بعد آنے والی ہے - اسکی طرف سے ناواقف ہندوستانی مسلمانوں کو بدظن کرنے کا یہ نتیجہ نکلے گا کہ جو محبت و عظمت انکے دلوں میں دولت عثمانی کی موجود ہے ' اور جو فی الحقیقت اتحاد اسلام ' اور استحکام کلمۂ خلافت کا ذریعہ ہے ' وہ مایوسی سے بدل جائے گی - کیونکہ اتحاد و ترقی اور موجودہ دستوری حکومت مرادف الفاظ ہیں' اور ہمیشہ مرادف رہیں گے - ہم نے اس وقت تک نئے انقلاب پر کچھہ لکھنے سے اسی لئے پرہیز کیا تھا کہ لازمی طور پر نئی حکومت کے بعض سرائر فاش کرنے پڑیں گے اور اسکا اثر عام مسلمانوں پر اچھا نہیں پڑے گا ' کیونکہ اجرائی انقلابات سے اصل دولت عثمانی کو الگ کرکے دیکھنے کی وہ سمجھہ نہیں رکھتے - لیکن چونکہ عام طور پر تمام معاصرین ایک غلطی کے مرتکب ہو رہے ہیں اسلئے اسکے ازالے کیلئے مجبوراً ہمکو بھی غلطی میں پڑکر احدی الذنبین کو اختیار کرنا پڑیگا -

ہم آئندہ نمبر میں اس اجمال کی تفصیل کرینگے

---

(۱) نیکیاں برائیوں کو محو کر دیتی ہیں

ناموران نے وعظ ابا ـــــ

ایة من اٰیات الملّة

— * —

افلونی افلونی یا ثقات ان فی قتلی حیات لامهات

— —

اتلی نے جب ساحل ندروب پر گولہ باری کی تب سے جنگی جہاز بھیجے' تو وہاں ایک عثمانی جنگی جہاز (عون اللہ) نامی موجود تھا - اطالی افسر بحری نے (عون اللہ) کا محاصرہ کر لیا ' اور اسکے تمام عثمانی سپاہیوں اور افسروں کو پیغام بھیجا کہ اب بچنے کی کوئی صورت باقی نہیں رہی ' ہتیار رکھدیں ' ورنہ توپ کے دھانے آتش باری شروع کر دینگے -

لیکن دنیا اِس واقعہ کو کبھی بھول نہ سکے گی کہ (عون اللہ) کے عملے سے لیکر ادنے تک' ہر سپاہی اور افسر نے اتالین مردم درندوں کی غلامی سے صاف انکار کردیا ' اور توحید اسلامی اور شرف عثمانی کے آگے اپنی جانوں کی حفاظت کی کچھہ پروا نہ کی - اس جہاز کے ایک افسر فواد بک نے جہاز کی تباہی کی آخری گھڑیوں میں' جبکہ چاروں طرف سے اتالین توپوں کے گولے آ آکر اسکے سامنے پھٹ رہے تھے' اپنے وطن عزیز' اور اپنے اعزا و خاندان کے نام مندرجہ ذیل وصیت لکھی تھی ' جو ایک دلیر اور مقدس زندگی کا آخری پیغام حیات تھا -

" وطن عزیز اور میرے خاندان محبوب کے نام —

آج میں مر رہا ہوں ' اور یہ میری زندگی کی آخری گھڑیاں ہیں' جو نہیں معلوم اس وصیت کے اختتام تک باقی رہیں گی یا نہیں ؟ لیکن میرا قلب ' حوب وطن سے مضطر ہونے کی جگہہ عظمتوں ' اور ہمجر خاندان کے غم سے غمگیں ہونے کی جگہ سادات و فرحاں ہے' اسلیے کہ میں اپنے بلاد محبوب اور ملت عزیز کے شرف و عزت کی راہ میں مر رہا ہوں -

اتالین دشمنوں نے ہمکو زیر کر لیا ' انھوں نے ابتدی حالت تو ہمارے دل و دماغ کا قیاس کیا ' اور وہ سمجھے کہ ہم موت کی تلخی سے ڈر کر انکی غلامی و رقیت کو منظور کرلیں گے اور استعدہ کی اس ابتدائی تاب و حقارت پر راضی ہو جائیں گے - مگر یہ کیسا سخت دھوکا تھا جسمیں وہ مبتلا تھے ؟ اگر وہ خود شرف اسلامی کے جذبات سے محروم ہیں ' اور انھوں نے تاریخ کے صفحوں اور قوموں کی روایتوں میں بھی کبھی انسانیت کی ایسی یادگار نہیں پڑھی ہے ؟ عنقریب ہمارا جسم سمندر کے اس حصے میں غائب و محو ہو جائے گا ! اور اسکی سکستہ جہاز کے تختوں کے ساتھہ موت و گمنامی کی موجوں میں جب جائیں گی - ہماری قبر سمندر کی نیلی نیلی مخملیوں کے تحت میں ہوگی ' یا عریاں صحرائی کے جسم میں مدفن ہو جائے گی - جسکی نہ کسی راہ نے کبھی نہ دیکھی ہے ' اور نہ کسی کا ایک انسان بھی ہمکو تعجب کریگا ' ہم تنہا ہی ہم مقتل ہیں - سمندر اور سمندر کے اوپر آنے والے جوں و طلاب کے آب ' دریوں طلاطم میں ہیں ' مگر ہمارے دل کے اندر سکون ہے - ہم کو یقین ہے کہ ہم عالم انسانیت کا سب سے بڑا فرض ادا کر رہے ہیں - ہماری روح اپنے خدائے حی وقیوم سے سرمندہ نہیں ہے ' جو اس وقت اتالین توپوں کے دہن ' اور جدید جہاز پر ہماری تڑپتی ہوئی لاشوں ' دونوں کو دیکھہ رہا ہے -

جبکہ ہم گمنامی کے عالم عدم کی طرف رخصت ہو رہے ہیں ' اسلیے تم سے ہیں کہ ساتھ ہمارے اس دشمن ہماری نسب خلط جذبات مسرور کردیں - اسلیے اپنے وطن مقدس اور ملت محبوب کے نام پر یہ پیغام چھوڑ جاتے ہیں ' ساتھ ہی ایک اسی طرح ہاتھ جائے ' اور یہ معلوم ہو جائے کہ دنیا میں کوئی طاقت اور زندگی ہی کوئی طاقت ہمکو اپنی ملت مقدس کے شرف سے دست بردار ہونے پر آمادہ نہ کرسکی - ہم نے عرب کی موت کو حیات کی زندگی پر ترجیح دی ' اور الحمد للہ اپنے تمام واجد و سہارے اپنے کے بعد سرتاسر ہونے اپنے کو مرکز ہیں -

میں یہ خط لکھہ رہا ہوں ' اور دشمنوں کے گولے میرے اوپر ; سمت سے برابر پھٹ رہے ہیں اور جدید جہاز پر یہ میری زندگی کی آخری ساعات میں سے ہے جو میں باقی رکھتے ہیں - میں "وداع" "وداع" اے جانب محبوب اور اے وطن مقدس ' اے عزیز ... خاندان عزیز اور اے جانب مہجور ! !

میں میری عزیز ... اور میں اس سے جدید ہے ... اپنے اہل و اعزا سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہو رہا

اور سب سے پہلے انکو خالص اور بے میل اسلامی تربیت دلاؤ ' تاکہ وہ سمجھ جائیں کہ دین کیا ہے ؟ اور ملت و وطن کیا شے ہے ؟ اور پھر اپنی زندگیوں اور اپنی جانوں کو اسی راہ میں قربان کردیں -

جب ان میں تعلیم اسلامی کی روح راسخ ہوجائے ' تو پھر تمھیں اختیار ہے کہ جس زبان کو چاہو' انھیں سکھلاؤ' اور جس علم کی چاہو انھیں تعلیم دو -

اسکے سوا دنیا کیلئے مدوا کوئی نہیں' اور دنیا سے کوئی آرزو نہیں ——— '

میں نے اس رصفحہ کے ترجمے کو دو بار لکھا ' مگر دونوں مرتبہ آنسوؤں کے سیلاب میں حرفوں کی سیاہی دھل گئی - اب تیسری مرتبہ لکھکر جھجکے کیلئے بھیج رہا ہوں -

لیکن آہ ! اے فواد لک ! اے اسلامی شرف و عظمت کے سپید ! اے محبوبیت الہی کے تاجدار ! ! تو نے کیا کہدیا کہ " میں مررہا ہوں " ؟ اگر موت تیرے لئے ہو ' تو پھر دنیا کہ دنیا میں زندگی کو کہاں ڈھونڈ ھیں ؟ اگر یہ موت ہے ' تو خالدس کرور مسلمانوں کی زندگیاں اس موت پر قربان - اگر تیرے مقدس وجود پر ظلم و غصب سے بھری ہوئی زمین تنگ ہوگئی ' تو دلگیر مت ہو کہ ہم تیرے مقبرے کو اپنے دلوں میں بنائیں گے - اگر تیرے خدارے کو پھولوں کی چادر نصیب نہیں ہوئی تو کیا مضائقہ' ہم اپنی آنکھوں کو بچھوڑ ڈالیں گے ' اگر انھوں نے ہمیشہ اپنے آنسوؤں کی چادروں تیری یاد میں نہ بہائیں - تو اپنی موت کو کونسی گمنامی کی موت کہتا ہے ؟ عنقریب گنبدوں اور مقبروں میں سونے والوں کی نسبتاں مت جائیں گی' مگر تیری سمندر تہ پہنے والی لاش کو دنیا کبھی نہ بھول سکے گی - حا ! اے فکر مقدس و عظمت حا ! دنیا تیرے رہنے کی جگہہ نہ بھی ' خدا کا آغوش محبت ہمیشہ کیلئے تجھے مبارک ہو ! ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا ' بل احیاء عند ربھم ترزقون

تیروں پر اتلی کی گولہ باری اور تیرپ قلعہ کی شکستہ دیواریں

مجوزہ مسلم یونیورسٹی

— * —

کامریڈ جلد ۴ نمبر ۱۰ مورخہ ۷ ستمبر میں کسی تنقید خدا کا ایک مراسلہ مجوزہ مسلم یونیورسٹی کے متعلق چھپا ہے - مدعا حال ہے کہ کوئی کانفرنس' کوئی کمیٹی' کوئی لیڈر' کوئی اخبار نویس' غرض کوئی مدعی خدمت قوم مسلمانوں کو موجودہ حالت میں اس سے بڑھکر مفید اور مخلصانہ صلاح دے نہیں سکتا جو اس تنقید خدا نے دی ہے - ہر اخبار نویس کا فرض ہے کہ اس خاموش مگر سچے مسلمان کی صلاح کو قوم کے ہر فرد کے کانوں تک پہنچانیکی کوشش کرے - خاکسار ان کانوں تک ' جو زبان انگریزی سے نا بلد ہیں - مسلم یونیورسٹی فارنڈیشن کمیٹی کے ممبروں کو قبل اسکے کہ وہ مجوزہ یونیورسٹی کے قبول کرنے یا نہ کرنے پر اپنی آخری رائے دیں ' یہ سوچ لینا چاہئے کہ ایا ہمارے خاموش مسلمان نے اس رائے کے معلوم کرلینیکے بعد اب انہیں دعوت مباحثہ کرنے اور غریب مسلمانوں کے روپیوں کو لے جا صرف کرلینکی کوئی ضرورت باقی رہ گئی ہے یا نہیں - مدعا یہ حال ہے کہ کوئی بھی ضرورت باقی نہیں رہی - کیا اچھا ہوتا کہ مسلمانوں کے لیڈر اور اسلامی اخبارات اسے گراں بہا وقت کو موہومہ مسلم یونیورسٹی کے رد کرنے اور بحث میں ضائع نہ کرکے اُن ذرائع پر غور کرنے جسسے اس خاک نشین اور خاموش مسلمان کے خیالات کی تکمیل کی صورت پیدا ہوتی -

ارزار طرابلس

نصر من اللہ

— * —

۲ - اگست کا معرکہ " روارہ "

— * —

مقتبس از مراسلۂ صحیح ناروسی

شیخ علامان الدارونی جو جدل معربی (طرابلس) کے طرف سے عثمانی پارلیمنٹ میں ممبر ہیں ' اور جنکی تصویر اور بعض مراسلات الہلال میں شائع ہوچکے ہیں ' اخبار رمضان التمارک کے ایک تازہ معرکے کی نسبت میدان جہاد سے لکھتے ہیں

" گذشتہ چٹھی میں نے آپکو (طرابلہ عرالہ) سے لکھی تھی - اسکے لکھنے سے فارغ ہی ہوا تھا کہ صبح طلبی میں روارہ سے دو سوار پہنچے اور میں روانہ ہوگیا - وہاں پہنچکر معلوم ہوا کہ مدتوں کے بعد دشمنوں نے اپنے آستانوں سے سر نکالا ہے ! "

" (روارہ) کے سامنے ہی (سیدی عبد الصمد) واقع ہے - ۲- رمضان کی صبح کو دشمن کا ایک گروہ کامل سوار و زیادہ پلٹنوں اور سامان حرب کے ساتھ اسکی طرف روانہ ہوا ' ہمارے سامنے کی چوکیوں نے ہمیں اطلاع دی کہ دشمن کا قصد آس طرف جانے کا ہے ' تب جدر سنیے ہی میں نے اپنے دل میں فیصلہ کرلیا کہ اس موقعہ پر کچھ کام کرنا چاہیے - بلا ایک لمحہ بھی ضائع کیے ہوئے مجاہدین کی ایک جماعت ساتھ لی اور (معسکرۂ سیدی عبد الصمد) کی غربی جہت کی طرف روانہ ہوگیا - جو جگہ دشمن کی راہ گذر پر واقع تھا - وہاں پہنچنے کے بعد کمانڈر عبد اللہ تک اور قائم مقام سلطان تک بھی آدمی بھیجے جنکے ہمکو پورے طور پر تحفظ ہوگیا کہ دشمن معاونہ عبد الصمد کی جانب جارہا ہے ' اور مجاہدین کو کامل سرعت کے ساتھ آگے بڑھنے کا حکم دیا ' جونکہ عرصے کے بعد دشمن نے اپنے کی خبر معلوم ہوئی تھی اور سمت سے تمام مجاہدین کسی اچھے موقعہ اپنے مقابلہ پر غور کررہے تھے ' اسلیے ہر شخص جوش و خروش سے لبریز ہو رہا تھا - نعرے اللہ اکبر کی صدائیں ہر شخص کی زبان پر جاری ہوگئیں ' لیکن یہ نکلا کہ وقت سے پہلے دشمن خبردار ہوگیا اور تمام اثالیں فوج تو حواس ہوکر (حملہ ! حملہ !) پکارنے لگی - ہم نے دیکھا کہ چند گولیاں ہماری جانب چلائی گئی تھیں مگر ہم نے خطرہ نزدیک رہے ' نزدیک جاکر معلوم ہوا کہ دشمن نے معدے پر قبضہ کرلیا ہے ' اور معدرے کے گنبد پر اثالیں جھنڈا کھڑا کرکے منصور ہوگئے ہیں "

مجاہدین کا حملہ

" مجاہدین کے نمودار ہوتے ہی دشمن نے مدافعت شروع کردی اور توپوں کے دہانے ایک ساتھ آتش باری کرنے لگے ' مگر وہ آگ اور دھوئیں کا کھیل اب ہمارے لیے کچھ زیادہ خوف انگیز نہیں رہا ہے - تعجب کسی تامل اور جھجک کے ہم نے بھی آگے بڑھکر حواب دینا شروع کردیا اور معرکۂ کارزار گرم ہوگیا - اس لڑائی میں ایک عجیب و غریب واقعہ یہ ہوا کہ اطالی اپنی ایک سالہ عادت قدیمی کے خلاف کئی گھنٹے تک جمے ہوئے قائم رہے ' اور صبح سے لیکر شام تک برابر جنگ جاری رہی ' تاریخ جنگ طرابلس میں یہ واقعہ ایک مستقل عنوان پانے کا مستحق ہے "

" دوپہر تک یہ لڑائی نہایت زور و شور اور قلب میں محدود رہی ' لیکن جب ہم نے دیکھا کہ کوئی فیصلہ کن نتیجہ نہیں نکلتا تو اپنی جماعت کے چند نظامی سپاہیوں اور مجاہدین عرب کو ایکے اقتدت کرنل کے مناسب بھیجکر شرقی جانب کو حرکت دی ' اور عثمانی توپ کو غربی جانب سے آتشباری کا حکم دیدیا ' اس تدبیر سے تھوڑی دیر تک حالات جنگ بدل گئے ' مجاہدین نے ایک نئی قوت اور ہمت اپنے اندر محسوس کی اور بے پناہ صدائے رعد آسا تکبیر بلند کرکے نہایت قدمی سے بڑھنا شروع کردیا - "

نزول ملائکۂ نصرت و ہزیمت کفار

میدان قتال میں ہر وقت جنگ و قتال ہی سے سابقہ رہتا ہے ' مگر مدرا تجربہ ہے کہ ہر جنگ میں خدا تعالی کے ملائکۂ نصرت کے نزول کا ایک خاص وقت ہوتا ہے ' اور وہی وقت جنگ کا فیصلہ کردیتا ہے - غروب آفتاب کے بعد مجاہدین نے حوس و قوت اقدام کی کوئی انتہا نہ تھی ' ہر مجاہد اس طرح جھپٹ رہا تھا دشمنوں کی صفوں کے قلب میں گھس جانا تھا ' گویا ملائکہ الہی کی صفیں آسمان سے اترکر اسکو اپنے حلقے میں لیے ہوئی ہیں ' اور وہ انکی حفاظت میں آگ اور لوہے کے حربوں سے بے خطر ہوگیا ہے ' ابتدا میں دو چند لمحوں تک دشمن کے قدم جمے رہے ' اور مجاہدین نے بھی اپنے اندر ضعف محسوس کیا ' مگر اسکے بعد پھر مجاہدین کی تند و قوی سے مقابلہ نہ رہا تھا ' بلکہ وہ راہی کا ہاتھ کام کررہا تھا ' یکایک ہزیمت کے آثار نمایاں ہوگئے ' اور اطالیوں کو گویا اپنی بھولی ہوئی عادت یاد آگئی - پھر کیا تھا ' ہر طرف سے لوگ بدحواس ہو ہو کر بھاگنے لگے ' افسر اور سپاہی ' دور و نزدیک اضطراب سے پاگل ہوگئے ' اپنے ہاتھ کے اسلحہ و آلات جنگ کا کسی کو ہوش نہ رہا ' ایک دوسرے پر گرتا تھا ' اور اپنے گھوڑوں سے ہی بھائیوں کو پامال کرتا تھا - تھوڑی دیر کے اندر انہوں نے اپنی جگہ خالی کردی ' اور مجاہدین نعرہائے تکبیر و تہلیل کی گونج میں اسپر قابض ہوگئے "

فانزل جنوداً لم تروھا و عذب الذین کفروا

اگر وہ خدائے حی و قیوم زندہ ہے جس نے (بدر) کے

(یوم البطشة الکبری)(۱) کے دن اپنی جنود نصرت بھیجکر مغلوبوں کو غالب اور غالبوں کو خاسر کردیا تھا · ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلة (۲) اگر وہ منتقم و قہار اب بھی موجود ہے ' جسنے (أحد) کے دامن اور (حنین) کے اطراف میں ایک مشتِ فقرا و مساکین کو دنیوی شوکت و عظمت کے سارو سامان رکھنے والوں پر فتح و نصرت دی تھی : لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرة ویوم حنین (۳) اور اگر اسلام کا خدائے " حتی لا یموت " مسیحی خدا نہیں ہے ' جسکو دو ہزار برس ہوے یہودیوں نے نہایت بے دردی سے ہتھیلیوں میں میخیں ٹھونک کر مصلوب کردیا تھا ' تو کیا آج وہ طرابلس کے میدان میں اپنی ملائکۂ نصرت کے بھیجنے سے عاجز ہوگیا ہے ؟

بلی ! ان تصبروا وتتقوا کبھی نہیں ' بشرطیکہ اگر تم ثابت قدم رہو اور ویاتوکم من فورهم هذا پروردگار بن جاؤ ' پھر اگر دشمن اسی دم تم یمددکم ربکم پر چڑھ آئیں ' تو بیشک تمہارا پروردگار بخمسة آلاف من اپنے پانچ ہزار ملائکہ سے تمہاری مدد الملائکة مسومین کریگا (۳ : ۱۲۲۴)

خداتعالی نے اس آیت میں ارسال جنودِ نصرت کے لیے صبر و اتقا کی دو شرطیں لگائی ہیں ' یہ سچ ہے تو مجاہدین طرابلس سے ٹرکی کی نصرت مرصانی کا کیوں مستحق ہوسکتا ہے؟ انکا ثبات تو دوست اور دشمن ' سب کو معلوم ہوچکا ہے - رہا اتقا ' تو اول تو جہاد فی سبیل اللہ سے بڑھکر اتقا کی اور کیا علامت ہوسکتی ہے ' اور پھر یہ حملہ ۵ - رمضان المبارک کو ہوا تھا ' جبکہ تمام مجاہدین " لقاے وجہ رب " کے شوق و ذوق میں روزہ سے تھے ' اور روزہ فی الحقیقت مقام اتقا کی اصلی منزل ہے ·

یا ایها الذین امنوا اکتب علیکم الصیام ' کما کتب علی الذین من قبلکم ' لعلکم تتقون (۲ : ۱۷۹)

مسلمانوں ! تم پر روزہ قرآن کریم میں فرض لکھدیا گیا ہے جسطرح کہ پچھلی قوموں پر لکھا گیا تھا ' اور اس سے مقصود یہ ہے کہ تم متقی بن جاؤ -

ذرا چشم تصور سے کام لیجئے ' اور دیکھیے کہ یہ جانفروشان راہ الہی کس عالم میں تھے ؟ ۵ رمضان المبارک کا مہینہ ہے ' رات شب بیداری اور سماعِ قرآن میں ' اور (۴) صبح سویرے اٹھتے ہی دشمنوں کی تلاش میں نکل گئے - آفتاب نے ابھی کھجوروں کے درختوں اور جبل معرنی کے سلسلے سے سر نکالا ہی تھا ' کہ میدان کارزار گرم ہوگیا - دشمن ایک وسیع تعداد اپنے ساتھ رکھتا ہے ' عقب سے ترکی کمک آرہی ہے ' تا اکمل تازہ دم ہے ' قسمتی کھانوں سے شکم سیر ' اور مقوی شرابوں کے نشے میں چور ہے - انکے ساتھ آتشیں اسلحوں کی بھی کمی نہیں ' میدانی اور پہاڑی ' دونوں طرح کے توپخانے بارش کی طرح گولے برسا رہے ہیں ' پھر یہ معرکہ دن بھر جاری رہتا ہے ' حتی دوپہر کی ریگستانی دھوپ تمام میدان

انہوں نے لکھا تھا کہ " ہم مجاہدین عرب جہاد کے میدانوں میں سونا نہیں جانتے ' عربی پڑاؤ میں چھوٹی چھوٹی جماعتیں اپنے اپنے اونٹوں کے قریب بیٹھ جاتی ہیں ' اور یا تو عزواتِ عہدنبوی کے واقعات اور اشعار تحمید و تسبیح کے سننے میں رات بسر کردیتی ہیں ' یا کوئی خوش قرأت قاری سورہ عمران اور برات یا انفال کی تلاوت شروع کردیتا ہے اور تمام لوگ اسکی سماعت میں محو ہوکر صبح کردیتے ہیں " مسٹر ڈنت نے بھی اپنے سفرنامے میں ایسا ہی لکھا ہے

اللہ اکبر ! سوچتا ہوں ' تو اپنے سامنے خدا پرستی و خدا پرستانہ زندگی کا ایک عجیب منظر پاتا ہوں - ریت کے ٹیلوں اور نخلستان کے جھنڈ سے گھرے ہوے میدان میں دور تک انسانوں کی ایک آبادی چلی گئی ہے ' دنیوی عیش و آرام اور شان و شوکت کی علامتوں سے یہ پوری آبادی اسطرح خالی ہے گویا اس عالم سے اسے کوئی تعلق ہی نہیں - پھٹے ہوے کملوں کو کہیں کسی ٹوٹتے ہوے خیمے کے سہارے تان لیا ہے ' اور کہیں یہ بھی میسر نہیں - دس دس اور بیس بیس آدمیوں کی جماعتیں ہر طرف بیٹھی ہوئی ہیں ' وسط میں ایک قاری ہے ' جو اپنی داد اور خالص عربی قرأت میں سورہ (ال عمران) پڑھ رہا ہے لوگ اسکے اس رکوع کو اسطرح محویت کے ساتھ سن رہے ہیں گویا آج ہی نازل ہوا ہے ' اور یہی دوستان الہی خدا کی اس صدائے محبت کے مخاطب ہیں کہ —

والذین هاجروا و اخرجوا من دیارهم واوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا لاکفرن عنهم سیاتهم ولادخلنهم جنات تجری من تحتها الانهار ' ثوابا من عند الله ' والله عنده حسن الثواب (۳ : ۱۹۴)

اور جن لوگوں نے ہماری راہ میں اپنے وطن چھوڑے اور ہمارے ہی لیے اپنے گھروں سے نکالے اور ستائے گئے ' پھر انہوں نے میدان جہاد میں قدم رکھا ' اور ظالموں کو قتل کیا اور خود شہید ہوے ' تو ہم انکی زندگی کی تمام خطاؤں کو معاف کردیں گے ' اور انکو جنت میں داخل کریںگے - یہ انکا اللہ کے یہاں سے بدلہ ہے اور اچھا بدلہ اسی کے یہاں ہے -

اگر خدا تعالی نے اپنے سوا کسی دوسری ہستی کے آگے سجدہ کرنا جائز رکھا ہوتا ' تو سچ یہ ہے کہ ان لوگوں میں سے ہر مرد اسکا مستحق تھا کہ انکے آگے ہم سجدہ کرتے ' اور انکے برہنہ پاؤں کی گرد کو انکھوں کا سرمہ بناتے ' اور پھر بھی افسوس کرتے کہ حق احترام ادا نہ ہوسکا - اس صبح کے منظر نے میرے قلب و دماغ کے ساکن خیالات میں ایک عجیب طلاطم پیدا کردیا ہے ' اور زیادہ لکھ نہیں سکتا کہ الآن یصیق صدری ' ولا یطاوع لسانی (۲۶ : ۱۲) جس قرآن کی اوار طراباس میں قتل و شہادت کے ساتھیوں کو مطمئن کررہی ہے ' (الا بذکر اللہ تطمئن القلوب) حیف ہے اگر ہمارے دلوں کی سختی کو نرم نہ کرسکے - وتلک الامثال نضربها للناس لعلهم یتفکرون (۵۹ : ۲۲)-

---

(۱) قیام مکہ کے زمانے میں اللہ تعالی نے کفار قریش کی تہدید کی تھی کہ : یوم نبطش البطشة الکبری ' انا منتقمون (۴۴ : ۱۵) یعنے ہم کفار کے تمرد و عصیاں کا بدلہ اس دن لیں گے جس دن انکو ایک سخت پکڑ پکڑیں گے ' کیونکہ ہم رحیم ہونے کے ساتھ منتقم بھی ہیں - یہ پیشین گوئی بدر کے دن پوری ہوگئی ' جس نے ہمیشہ کیلیے کفار مکہ کی طاقت کا استیصال کردیا - اسی لیے ہم بدر کو یوم البطشة الکبری لکھا ہے -

(۲) اور بیشک خداتعالی نے تمہیں بدر کے دن نصرت بخشی حالانکہ تم گرے ہوے تھے -

(۳) بیشک اللہ تعالے نے تمکو کتنے ہی معرکوں میں فتح یابی بخشی اور علی الخصوص حنین کے دن -

(۴) یہ محض قیاس نہیں بلکہ واقعہ ہے - انہیں سلیمان باروڈی کی ایک چٹھی کا ترجمہ اخبار (روم ایلی) میں چھپا تھا ' جسمیں

کو اپنے اندر لے لیتی ہے ' دشمنوں کے پاس ایک وسیع مقدرے کی عمارت عمدہ حفاظت گاہ ہے اسلیے وہ بڑی حد تک تپش سے محفوظ ہیں ' مگر جاں نثاران جہاد کے سروں پر آفتاب بھی آگ برسا رہا ہے - یہاں تک کہ پورا دن بغیر وقفے کے اسی حالت میں بسر ہوجاتا ہے ' اور شام قریب آجاتی ہے - یہ وہ وقت ہوتا ہے ' جب تمام عالم اسلامی میں روزہ رکھنے والے افطار کے خوانہائے پر تکلف کے سامنے بیٹھے ہوتے ہیں ' لیکن ان مجاہدوں کو اب بھی اتنی مہلت نہیں ملتی کہ ایک قطرۂ آب سے اپنے صائم حلق کو تر کرلیں - چہروں پر گرد جہاد کی تہیں پڑی ہوئیں ' جسم خون کی چھینٹوں سے لالہ گوں ' اعصاب رحموں کی کثرت سے حور ' ہونٹ خشک ' اور حلقوں میں کانٹے پڑے ہوئے - پورے آٹھارہ گھنٹے کا جاگنا اور شب بیداری - یہ صورت اور یہ حالت اس فدائی سبیل اللہ جماعت میں سے ہر فرد کی تھی ' جنکہ عین افطار کے وقت وہ مصروف دفاع و پیکار تھے - پس ظاہر ہے کہ اگر اس وقت رحمت الہی کی حدود معجزی کا ظہور نہ ہوتا ' تو اور کونسا وقت موزوں ہوسکتا ہے ؟

نحرم عشق نوام می کشند و عوعائیست
تو بدر بر سر نام آ کہ خوش تماشائیست

شیخ سلیمان فاروقی اسکے بعد لکھتے ہیں —

" یہ فتح و نصرت جو اس نادکار موقعہ پر حاصل ہوئی ' اسکے لئے اگرچہ عین موقعہ پر روح نظام اور مجاہدین کی ایک جماعت کو الگ کرکے تھیجدیا ' ایک بہت بڑا سبب ہوا ' مگر فی الحقیقت یہ واقعہ اسکی اصلی علت نہیں ہوسکتا ' کیونکہ جنگ کا اصلی فیصلہ کن موقعہ جناح مسروی تھا ' جہاں دشمنوں کی سب سے بڑی قوت اور انتشار توپخانہ موجود تھا - دوپہر کے وقت میں نے نظامی سپاہیوں کو انکے افسر کے ماتحت تھیجدیا ' بیشک اس سے وہاں کے مجاہدین کو بڑی تقویت ملی ' مگر مشکل یہ تھی کہ نئی کمک بھی کوئی تازہ دم جماعت نہ تھی ' بلکہ انہیں کی طرح بھوکی پیاسی اور مسلسل اٹھارہ گھنٹے سے مصلائے مشغول تھی - دو گھنٹے تک تو پوری جمعیت کے ساتھ آگے بڑھتی رہی ' لیکن جب آفتاب غروب ہوگیا اور افطار اور نماز کا وقت آگیا ' تو یہ کہنا ضرور نہیں کہ ان روزہ داروں کا کیا حال ہوگا ؟ دشمنوں نے بھی اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ تمام مجاہدین ماہ صیام کی وجہ سے بھوکے پیاسے ہیں ' اور اسی لئے انہوں نے شام کے وقت اپنی آخری قوت کو خرچ کردینا چاہا - درحقیقت یہ وقت ہمارے لئے نہایت نازک ہوگیا تھا ' اور شدت ضعف و تھکاوٹ اور جوع و عطش کی وجہ سے قریب تھا کہ مجاہدین کے ہاتھ سست پڑجائے - لیکن یکایک اس وقت ایک تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آیا ' چونکہ نماز مغرب کا وقت آگیا تھا ' ہمارے ساتھ کی شریک جنگ عورتوں نے ہلال احمر کے آدمیوں سے کہا کہ " وقت گذرا جارہا ہے ' مغرب کی اذان دو " چنانچہ ایک بلند آواز عرب اونٹ پر کھڑا ہوگیا اور بلند آواز سے **اللہ اکبر ! اللہ اکبر** ! کی صدا ہنگامۂ کارزار میں ملکر بلند ہوگئی - فا وحودیکہ جنگ میں یہ کلمہ برابر ہمارا ورد رہتا ہے ' لیکن نہیں معلوم اس وقت کونسی معجزانہ قوت اس مختصر کلمے میں آگئی تھی ' کہ جونہی مجاہدین کے کانوں میں پڑا ' معاً جس طرح مردہ لاشیں رمس سے زندہ ہوکر اٹھ کھڑی ہوں ' ہر متنفس کے اندر طاقت و شجاعت کی ایک نئی روح حلول کرگئی - بے اختیار ہر شخص اس کلمے کو دہرانے لگا اور پھر اس معجزانہ طاقت ' اور بے حگری کی شجاعت کے ساتھ آخری حملہ کردیا ' کہ چند لمحوں کے اندر میدان دشمنوں سے صاف تھا !

جنگ کے بعد جب ہم اس وقت پر غور کرتے ہیں تو ہر شخص حیراں رہجاتا ہے کہ " اللہ اکبر کے لفظ میں اس وقت کیا سحر پیدا ہوگیا تھا ؟ "

یہی طاقت بخشی وہ حدود معجزی ہے ' کہ خدا جب چاہتا ہے ' اسکے ذریعے اپنی راہ میں لڑنے والوں کو فتح یاب کردیتا ہے - بیشک اسکے بندے بھوک اور پیاس سے بے دم ہوگئے تھے ' مگر وہ قادر و توانا نہ بھوک اور نہ پیاس سے پاک و منزہ ہے اور ہر وقت نصرت بخشی کی قدرت رکھتا ہے - اس نے اپنی قدرت کا کرشمہ دکھانے کیلیے

صدائے بکدر کو وسیلہ بنا دیا فقطع دابر القوم الذین ظلموا ' و الحمد للہ رب العالمین - (۳ ۸۳)

لله نساء روارہ ۱۱۱

سنیح موصوف آگے چلکر لکھتے ہیں — " یہ حالت دیکھکر ہم نے آئندہ کیلیے حالت جنگ میں زنانہ نہ رکھنے کا اعلان کردیا جسکو بعد میں شیخ الاسلام نے بھی جائز قرار دیا - اعلان کے بعد میں جناح مسروی سے معرکی حصے کی طرف آرہا تھا ' اور میرے ساتھ (ڈاکٹر عبد السلام طرابلسی) بھی تھے کہ راہ میں ہم کو مجاہد عورتوں کی ایک جماعت ملی - ان میں کسی رئیس کی ایک نوجوان اور حسین لڑکی بھی تھی - جسنے بچپن سے لیکر اس وقت تک ناز و نعمت کی گودوں میں پرورش پائی تھی ' اور شاید جب سے پیدا ہوئی ہے آجتک سوائے حریر کے کرتے کے اور کوئی شے اسکے کاندھوں پر نہیں پڑی ہوگی - لیکن ہمنے دیکھا کہ کاندھے پر مشک اٹھائے ہوئے پھر رہی ہے ' تاکہ زخمیوں کی خدمت انجام دے - ہم کو دیکھتے ہی بولی کہ " جسطرح تمنے مردوں کو افطار کا حکم دیدیا ہے ' اسی طرح ہم عورتوں کو بھی دیا ہے یا نہیں ؟ " میں نے کہا کہ " کیوں نہیں ' تم بھی تو مجاہد ہو " بولی " ہاں لیکن ہمارا دل اسے نہیں قبول کرتا ' کیونکہ مرد تو تلواروں اور گولیوں کے نیچے لڑیں گے ' وہ افطار کردیں تو انہیں حق ہے ' ہم تو صرف انکی خدمت کرتے ہیں ' ہمارے لئے جائز نہیں " !!

فی الحقیقت اس جنگ میں مجاہدین کے ساتھ مجاہدات عرب کے کارنامے بھی یاد رہیں گے - جنگ کے شدید موقعوں میں جب مجاہدین دشمنوں کے مورچوں میں گھس جاتے ہیں ' تو اکثر ایسا ہوا ہے کہ عورتوں بھی اپنی مشکیں لیکر بے تاکانہ دشمنوں کی صفوں میں پہنچ گئیں ' اسلیے کہ شاید کوئی مجاہد وہاں زخمی ہوکر گرپڑے اور اسے پانی کی ضرورت ہو ' پھر اسپر کمال یہ ہے کہ وہاں سے زخمیوں کو پانی پلاکر اور ہوسکا تو ساتھ اٹھا کر صحیح وسالم نکل بھی آتی ہیں ! لله نساء روارہ !!

(الزهرة)

حضرة شيخ سنوسي

کا حربوب میں ورود

— * —

عالم اسلامی کے لیے بشارت عظمی

— * —

هو الذی انزل السکینة فی قلوب المؤمنین لیزدادوا ایمانا مع ایمانهم ، و لله جنود السماوات والارض ، وکان الله علیماً حکیما (٤٨ : ٤) (١)

حضرت شیخ سنوسی کے ورود حربوب کی نسبت پچھلے نمبر میں ہمنے تار برقی درج کردی تھی ' لیکن اس ہفتے کی ڈاک میں اسقدر کثرت سے تفصیلی حالات آگئے ہیں کہ ایک نمبر میں ان سب کا اقتباس دینا مشکل ہے - اس موقعہ پر صرف اس تفصیلی تار کا اقتباس درج کردیتے ہیں ' جو نامہ نگار (العلم) نے (سدوہ) سے ۱۳ ستمبر کو روانہ کیا ہے [سدوہ اور دیہندات در صدر دار آمس ہیں جہاں آکر نامہ نگاروں کو تار بھیجنے پڑتے ہیں ' ورنہ نامہ نگار العلم وغیرہ خود جربوب میں موجود ہیں] —

" میں آپکو یہ خوشخبری سنا تا ہوں کہ حضرة الاسناد الاکبر سیدي احمد الشریف ۲۶ - رمضان کو جربوب پہنچ گئے - اس سفر میں انھوں نے جو مشقتیں اٹھائی ہیں ' انکا اندازہ اس سے کیجئے کہ ۲۸ - جمادي الثانیہ کو (کفرہ) سے چلے ' ۱۵ - شعبان کو (جالو) پہنچے ' یہاسے ارحلہ ' قطمدر ' اور شجرہ وغیرہ مقامات کی طرف حرکت کی ' پھر وہاں سے اوائل رمضان میں جربوب کی طرف روانہ ہوئے ' اسطرح گویا تین مہینے کی مسافت انکو طے کرنی پڑی پھر جن مقامات سے گذر ہوا انکا یہ حال ہے ' کہ کفرہ سے جالو تک پورے سترہ دن کی مسافت میں پانی صرف ایک ہی جگہ میسر آسکتا ہے ' جہاں (الرلفیں) نامی کنواں واقع ہے ' اور تمام صحرا محض ریگستانی دنیا ہے ' جہاں پانی کا ایک قطرہ نظر نہیں آسکتا - اس سے بھی تفکر یہ کہ انھوں نے یہ پورا سفر ایسے سخت و شدید گرم موسم میں کیا ' جب صحرا کا ریگستان نمونۂ دوزخ ہو جاتا ہے ' اور ریگ کے گرم طوفانوں اور بگولوں کے مہلک حملوں سے زندگی خطرے میں پڑجاتی ہے - و الحقیقت حضرة شیخ کا یہ سفر دنیا کا ایک یادگار تاریخی واقعہ ہے ' جسکی نظیر آجکل کے بڑے بڑے سیاحان یورپ بھی پیش نہیں کرسکتے - اور پھر اسکی عظمت اس وقت ظاہر ہوتی ہے ' جب خیال کیا جائے ' کہ یہ محض خدمت اسلام و ملت و حفظ کلمۂ توحید کیلئے کیا گیا -

احتفال استقبال

میں نے اپني زندگی میں بڑے بڑے عظیم الشان محترم استقبال اور اکرام و احترام کے جلسے دیکھے ہیں ' جو بڑے بڑے پادشاہوں کی آمد پر منعقد ہوے ' لیکن میں نے کوئی مجمع اور مظاہرہ ایسا نہیں دیکھا ' جسمیں زبان اور قلب ' دونوں نے حصہ لیا ہو ' اور روح اور جسم ' دونوں متفق ہوگئے ہوں ' إلّا انسانی عظمت و جلال کا وہ ایک الہی مظہر ' اور هیبت و خشوع کا وہ مجمع استقبال ' جو جربوب میں حضرة الشیخ کی آمد پر منعقد ہوا تھا - تمام صحرا اور اسکے اطراف میں کوئی انسانوں کا طبقہ ایسا نہیں تھا جو اسمیں شریک نہ ہوا ہو ' کئی کئی دنوں کی راہ سے لوگ متصل دن اور راتیں سفر کی صعوبتوں میں بسر کرکے اُس شیخ عظیم کی زیارت کیلئے آئے تھے ' جو افریقہ کی ریاست روحانی اور ملکی ' دونوں پر یکساں اقتدار رکھتا ہے - وہ انسانوں کا ایک ناپیدا کنار صحرا تھا ' جسمیں انسانی عمر اور درجے کے تمام مناظر ' رنگ و نسل کی جھڈیوں اور مقدس کلمات سے منقش علموں کے نیچے ' مختلف الصوب طبول بجاتے ہوے ' بندوقیں چھوڑتے ہوے ' درخشندہ تلواریں چمکاتے ہوے ' " بنی اولادالسنوسی " (ہم سنوسی کی اولاد ہیں) کے پیہم نعرے لگاتے ہوے ' ایک سمندر کی طرح گذر رہے تھے ' اور خاموش صحراے لیبیا کے اندر ایک دوسرا دبی روح اور متحرک صحرا پیدا ہوگیا تھا !

یہ استقبالی مجمع جربوب سے ناہر مقام (سید علي) تک (جو جربوب سے چھ گھنٹے کی مسافت پر واقع ہے) پہنچا تھا کہ صحرا کے مختلف قبائل کی وہ مرکب فوج جرارا نمودار ہوئی جو شیخ کا گویا مخصوص ذاتی گارد ہے ' اسکے پیچھے غلاموں کی فوج کی قطار تھی ' جنکے سیاہ چہروں پر وحشت و خونخواری کی جگہ عظمت و وقار کے آثار نمایاں تھے - انکے بعد خود حضرة الشیخ کی سواری گرد کے اندر سے متجلی و طلوع ہوئی اور معاً ہزاروں بندوقوں نے ایک سلسلہ متصل و غیر منقطع فایر شروع کردیا - تمام دشت و جبل اس آواز سے گونج رہا تھا ' اور گویا اس مصدوت کے خیال سے کانپ رہا تھا ' جو عنقریب اطالیوں پر نازل ہونے والی تھی - اُس گونج اور ہنگامے کا اس سے اندازہ کیجئے کہ کامل چارگھنٹے تک بندوقیں برابر چھوٹتی رہیں اور کم از کم ایک لاکھ گولیاں صرف کی گئیں - کانوں کے پردے پھٹ رہے تھے اور تمام دنیا ایک ہولناک رستخیز معلوم ہوتی تھی ' مگر لوگ جوش و خروش میں ایسے بیخود تھے ' کہ کسی طرح بندوق کے گھوڑوں کو انگلیاں نہیں چھوڑتی تھیں - بالآخر خود حضرة الشیخ نے لوگوں کو باصرار اس سے روکا اور فرمایا کہ " کیا کررہے ہو ' حالانکہ ان قیمتی گولیوں کے زیادہ مستحق دشمنان دین و ملت کے سنے ہیں " -

(باقي آیندہ)

(١) وہ خداہی تو تھا جس نے مسلمان مجاہدین کے دلوں میں اپنے طرف سے قوت اور اطمینان پیدا کردیا ' تاکہ ان میں پہلے ایمان کے ساتھ اور تازہ قوت ایمانی پیدا ہوجائے ' اور زمین و آسمان کی موجودیں اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں ' بیشک وہ علیم و حکیم ہے -

Printed & Published by Abul Kalam Azad, at The Hilal Electrical Printing Works, 7-1, McLeod Street, Calcutta.

شہدائے انساں

ایک انسانی بم بردار، حملہ آور ہونے کے لیے روسیوں کے
ٹینک پر بندوق کی نالیں جھونکتے ہوئے۔

(آئندہ نمبروں کیلئے جو تصویریں طیار ہیں)

(ان میں سے بعض کی فہرست)

(مشاہیر)

۲ امیر عبدالقادر الجزائری

۲ ابو الاحرار مصطفے پاشا

۳ شیخ احمد السنوسی

۴ سید ادریسی امام یمن

۵ امیر علی باشا بن عبد القادر الجزائری

۶ امیر عبدالقدیر ثانی بن امیر علی پاشا

۷ عزت الکسلنسی محمود سرکب پاشا

۸ معاہد دستور و حرب تاریخی تک

۹ ابراہیم ثریا تک کمانڈر شرقی طرابلس

۱۰ ڈاکٹر نہاد سرای تک رئیس ہلال احمر قسطنطنیہ

۱۱ سویہ برس کی عمر کا ایک عثمانی مجاہد

۱۲ قسطنطنیہ کی موجودہ دارالحرب

۱۳ ایرانی مجاہدین کا عام سرا

۱۴ ایرانی مجاہدین کا حملہ

۱۵ بنک ناشی نشانہ ہے

۱۶ منصور پاشا منعوب تعاری

(مناظر جنگ)

۱۷ طرابلس میں مسیحی تہذیب کے چار حوریں مناظر

۱۸ اٹالین ہوائی جہاز سے مجاہدین کے کیمپ پر کاعدات پھینک رہے ہیں

۱۹ طبروق کا معرکہ

۲۰ منصور پاشا مجاہدین طرابلس کے سامنے تقریر کررہے ہیں

۲۱ بیروت بینک کی شکستہ دیواریں

۲۲ روتس میں اٹلی کا داخلہ

طرابلس میں اٹالین کیمپ

۲۴ طبروق کے عثمانی کیمپ کے اسیر

۲۵ مجاہدین کی عورتیں اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۶ تبریز میں روسی لشکر کی لعنت

۲۷ ادر بائیجان میں روسی داخلہ

۲۸ ایران کے سردار قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا قتل عام

۳۰ طنجہ میں قبائل کا حملہ

۳۱ فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر و تصاویر)

۳۲ عثمانی پارلیمنٹ کا افتتاح

۳۳ سلطان المعظم پارلیمنٹ میں

۳۴ عید دستور

۳۵ روتس کے بعض مناظر

۳۶ ڈارڈینلز کا ایک منظر

۳۷ ہلال احمر مصر کا گروپ

۳۸ فرانس کی ہلال احمر کا طبی وفد

* * *

۳۹ قریہ میں ایک اسلامی اثر قدیم کا انکشاف

۴۰ سنہ ۷۰ ہجری کی ایک تحریر کا عکس

۴۱ حکیم مومن خاں "مومن"

۴۲ نواب ضیاء الدین خاں "یبرا"

۴۳ مرزا صاحب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحہ

۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط

۴۵ بہادر شاہ کا ستر مرگ

الهلال کے مضامین کے ابواب

منزل علمیہ

اس عنوان کے تحت میں ہمیشہ علمی مضامین ، علمی خبرین ، جدید اکتشافات
متفرق اتحات و افکار علمیہ اور علمی استشارات کے جواب درج ہوا کرینگے

اسرار اسلام

اسمین بالالتزام تاریخ اسلام کے اُن مشہور ناموروں ، کے حالات درج کئے جائینگے
جنہوں نے مدتہی ، علمی اور سیاسی آزادی کے لئے کوشش جانفروشی
اور قربانی کی ہے ، نیز زمانۂ حال کے نامور احرار کے
حالات بھی مع تصاویر شایع کئے جائینگے ،

انشاء

ایران کے متعلق تمام مضامین اور خبرین

نبض اقوام

اسکے سوا یہ باب مخصوص رہیگا اسکے علاوہ مندرجۂ
ذیل چھوٹے کالموں کے عنوانات ہیں ،

مدارس اسلامیہ
عالم اسلامی
انتقاد
مراسلات

ضخامت کی افزائش کے ساتھہ اور نئے ابواب بھی بڑھائے جائینگے ہمیشہ
ایڈیٹوریل کالم انکے علاوہ رہیگا اور ابتدا میں ریف نوٹس :

شذرات

کے عنوان سے درج کئے جائینگے

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱۰ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۴ | کلکتہ: چہارشنبہ ۹ اکتوبر ۱۹۱۲ع | جلد ۱

الہلال

—*—

شرح اجرت اشتہارات

—*—

ایک مرتبہ کیلئے	حساب	فی صفحہ	۲۶ روپیہ	فی کالم	۱۴ روپیہ	نصف کالم	۸ روپیہ
ایک ماہ	"	"	۲۲ "	"	۱۲ "	"	۷ "
تین ماہ	"	"	۱۷ "	"	۹ "	"	۶ "
چھہ ماہ	"	"	۱۵ "	"	۸ "	"	۵ "
ایک سال	"	"	۱۲ "	"	۶ "	"	۴ "

متفرق اشتہارات جو نصف کالم سے بھی کم ہوں ' انچ کے حساب سے لئے جائینگے' حساب فی مربع انچ دس آنہ

ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ پر دارہ انچ تک کا اشتہار لیا جاسکتا ہے لیکن اسکی اجرت ہر مرتبہ کیلئے پورے صفحہ کی' یعنے ۲۶ روپیہ لی جائیگی -

مختصر اشتہارات اگر رسالے کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت سے پچاس فیصدی زیادہ ہوگی - اگر اشتہار کا بلاک بنوا کر یا کسی تصویر کے بلاک کے ساتھہ درج کرانا مقصود ہو تو بلاک کی اجرت اسکے علاوہ ہوگی ' اور اسکی بنوائی دس آنے-مربع انچ کے حساب سے لی جائے گی - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو دیدیا جائیگا اور ہمیشہ اسکے لئے کارآمد رہیگا -

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمائش کے مطابق آپکو جگہہ دیسکیں ' البتہ حتی الامکان کوشش کی جائے گی -

(۲) اشتہار کی' اجرت ہمیشہ پیشگی لی جائے گی اور کسی حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) مدیر کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اس چیز کا جو جزو کے اقسام میں داخل ہو ' تمام منشی مشروبات کا ' مخش امراض کی دوا اور وہ اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو' کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين — القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7-1, MacLeod Street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8

Half-yearly „ „ 4-12

نمبر ۱۳ — کلکتہ چہارشنبہ ۹ اکتوبر ۱۹۱۲ع — جلد ۱

فہرس

شذرات ۲
مقالۂ افتتاحیہ
القسطاس المستقیم ۵
شکوی متنابیہ ۸
مراسلات
مسئلۂ تعلیم و الحاق ۱۲
لکھنؤ سے ایک دوسری گمنام چٹھی ۱۳
مامورین عروۂ طرابلس
مصور پاشا مدعوث دعاری ۱۴
کارزار طرابلس
حضرۃ شیخ سنوسی کا ورود ۱۵
جنگ ٹرکی و یورپ
بلغاریا اور ٹرکی کے جنگی قوی کا مقابلہ ۱۶
یونان کی جنگی قوت
مانٹی نگرو

تصاویر

شہدائے عجم (الگ صفحہ)
مصور پاشا مدعوث دعاری ۱۴
عریضہ میں مجلس „ یوم الدھب “
خلیل بک سابق صدر مجلس مبعوثین ۱۶

ٹائیٹل پیج کا آخری صفحہ ملاحظہ فرمالیجیے

الہلال کی قیمت میں آیندہ سے کوئی رعایت نہیں ' صفحہ (۲) میں اسکے وجوہ درج ہیں -

الہلال کی توسیع اشاعت

— * —

کے لیے ابتدا سے بغیر کسی تحریک اور طلب کے جو احباب سعی فرما رہے ہیں ' دفتر انکا شکرگذار ہے - ایسے حضرات تو بکثرت ہیں ' جنھوں نے ایک ایک دو دو خریدار بہم پہنچائے ' مگر جن احباب نے خاص طور پر اس بارے میں سعی کی ہے ' انکے اسمے گرامی شکریے کے ساتھ درج ذیل ہیں - اللہ تعالی کا سب سے بڑا فضل یہ ہے کہ وہ اپنے کسی بندے کو مخلص اور بغیر مطلب ' طلب احسان کرنے والے احباب عطا فرمائے -

دہلی سے ایک بزرگ جنھوں نے اپنا نام ہم پر نہیں ظاہر کیا ہے -	۱۲
جناب شیخ محمد اقبال صاحب - اقبال دی سٹرائت لا (لاہور)	۱۰
جناب مولانا سید عبدالحق صاحب بغدادی نائب پروفیسر عربی محمدن کالج ء ی گڈھ	۱۰
جناب مولوی شاہ وکیل احمد صاحب	۹
جناب مولوی اشفاق الدین صاحب سب انسپکٹر پولیس شاہ آباد (رامپور))	۶
جناب مولوی علی اکبر خاں صاحب ملتمع آباد (اٹاوہ)	۵
جناب منشی محمد امین صاحب (نہوتال)	۵
جناب سید سلطان محمد صاحب رئیس (ہوشیارپور)	۵
جناب مولوی محمد یاور حسین صاحب انصاری (ناظم دیر سرکار دکھن)	۷
جناب سید رئیس احمد صاحب ریاض حیدرآباد	۵
جناب مولانا عبدالصمد صاحب ناظر و رئیس مدراس	۴
جناب مولوی محمد اسحاق صاحب سوداگر (مرزاپور)	۴
جناب صاحبزادہ مصطفی خاں صاحب ہوم سکرٹری ریاست رامپور	۴
جناب صاحبزادہ عبدالصمد خاں صاحب - متعلقہ سررشتہ ریاست رامپور	۴

(باقی آیندہ)

شذرات

الهلال کی قیمت

میں معذوراً آخری رعایت بھی موقوف کی جاتی ہے -

الہلال کی اشاعت سے اصل مقصود قوم میں ایک جامع تحریک کی دعوت تھی اور یہ بغیر عمومی اشاعت ممکن نہیں - اسلیے ابتدا سے ہماری کوشش رہی کہ جو قیمت رکھی گئی ہے غیر مستطیع طلبا کیلیے اس سے بھی کم قیمت رکھی جائے' کیونکہ اصلی مخاطب ان امور کے طلباء ہی ہیں - چنانچہ ابتک تقریباً ۵ سو خریداروں کو بلا طلبا رعایتی قیمت پر اجرا بھیجا جاچکا ہے - اسمیں دفتر کا جسقدر شدید مالی نقصان ہے' شاید ہم ابھی کچھ عرصے تک اور کسی نہ کسی طرح جھیل لیتے' مگر نہایت درد اور شرمندگی کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ لوگ دفتر کی اس مال و وقت کی قربانی سے بیجا فائدہ اٹھانے میں تامل نہیں کرتے' اور اس رعایت کے معنی یہ سمجھے ہیں کہ ہر شخص اپنے لڑکے یا چھوٹے بھائی یا بھتیجے کے نام اجرا جاری کرالے' کیونکہ وہ طالب علم ہے' اور اسکے نام منگوانے سے الہلال کے مطالعہ میں کوئی نقصان لازم نہیں آتا !

اسکا نتیجہ یہ ہے کہ بڑی تعداد رعایت کی غیر مستحق اصحاب کی نذر ہوگئی' اور غیر مستطیع طلبا کا کوئی امیدوار نہیں رہا - اکثر احباب اب یہی رائے دیتے ہیں کہ آیندہ کیلیے اس طریقے کو بالکل بند کردیا جائے - پس آیندہ سے عام قیمت کے سوا کوئی رعایت نہیں ہے - کوئی صاحب درخواست بھیجنے کی زحمت گوارا نہ کریں -

جنرل بوتھ

کا انتقال گذشتہ ماہ کا ایک غیر معمولی واقعہ تھا - پچھلی ولایت کی ڈاکوں میں جو رسائل آئے ہیں - وہ اس واقعہ کے تذکرے سے لبریز ہیں - اکثر مصور رسالوں نے خاص خاص نمبر نکالے ہیں' جنمیں جنرل بوتھ کی متعدد شاندار تصویریں دی ہیں' اور انتقال کے بعد جس عظیم الشان احتفال کے ساتھ تجہیز و تکفین کی رسمیں ادا ہوئیں' انکے متعلق مواقع و مناظر کے گروپ شائع کیے ہیں - مطوبی لرجل ' یعیش و یموت فی قوم' یعرف اقدار الرجال -

۲۳ اگست کے (گریفک) میں مسٹر فلپ گبس کا جنرل بوتھ پر ایک دلچسپ مضمون نکلا ہے' جسکے ساتھ اُس کی آخری ساعت مرگ کی تصویر بھی دی ہے ' اور صفحہ کو اس موثر سرخی سے شروع کیا ہے کہ SOLDIER, REST; THE WARFARE O, ER (سپاہی ! آرام کرا کیونکہ بیرونی جنگ اب ختم ہوگئی) ہمارے دل پر اس عنوان سے ایک عجب اثر ہوا' اور مشہور ترک شاعر (نامق کمال ے) یاد آگیا' جو کہتا ہے کہ " زندگی ایک جنگ ہے' اور اُسکی صلح موت کے سوا اور کبھی نہیں "

در حقیقت غور کیجیے تو زندگی ہر ذی روح کے لیے ایک میدان کارزار ہے - عالم وجود میں قدم رکھتے ہی یہ لڑائی شروع ہوجاتی ہے ' اور انسان کے اندر' اور باہر یا (باصطلاح شیخ اکبر) عالم صغیر اور عالم کبیر' دونوں میں معرکۂ جدال گرم ہوجاتا ہے - باہر جسمانی موانع حیات' اور مادی حد و جہد کی جنگ ہوتی ہے ' لیکن اندر اس سے بھی شدید تر پیکار' جذبات و امیال کے متضاد عناصر میں شروع ہوجاتا ہے ' جسکو حضرات صوفیائے کرام اپنی اصطلاح میں قلب و نفس کے باہمی قتال سے تعبیر کرتے ہیں - پھر یا تو انسانی زندگی سرتا سر شکست و ہزیمت نکر رہجاتی ہے' یا دونوں اقلیموں میں اسکی فتح و نصرت کا پرچم اقبال لہرانے لگتا ہے' یہی معرکہ ہائے حیات ہیں ' جو انسانی زندگی کیلیے دنیا میں اصلی آزمایش اور ابتلا ہیں' اور یہی وہ آزمایش ہے' جسکی وجہ سے انسان نے اُس امانت الہی کو' جسکے اٹھانے کی آسمانوں اور زمینوں کو بھی ہمت نہیں ہوئی تھی' اپنے دوش محنت پر اُٹھالیا تھا : انہ کان ظلوماً جہولا -

لیکن فی الحقیقت اصلی کارزار حیات انسان کے باہر نہیں' بلکہ اُسکے اندر ہی ہے - جنہوں نے اپنے اندر کے میدان میں فتح پائی ہے' انکو باہر کے معرکے میں کوئی خطرہ نہیں -

ایک اور خیال

جو جنرل بوتھ کے حالات پڑھکر پیدا ہوا' وہ یہ تھا ' کہ یہی چیزیں کسی زمانے میں ہماری زندگی کی خصوصیات تھیں - ایک دوڑھے باغبان کو (اور نواس) نے بصرے میں دیکھا تھا' جو جب کبھی کسی سرخ پتے یا شگفتہ رخ گل کو دیکھتا ' تو جوش اُٹھتا کہ " آہ مدرا احمرا ھوا داع " یہی حال ہمارا ہے - جب کبھی کسی قوم میں قومی زندگی کی شگفتگی دیکھتے ہیں' تو ابدا حزاں رسیدہ داغ ملت یاد آجاتا ہے -

جنرل بوتھ کی زندگی کا اصلی کارنامہ یہ ہے کہ اپنے مذہب اور ملت کی زندگی کے پیچھے اس نے اپنی تمام زندگی صرف کردی' اور آج یورپ کے ہر طبقے میں اسکے ہزارہا جاسوس ملیں گے - ہزاروں ہیں جو طرح طرح کے علمی انکشافات و ایجادات کے پیچھے اپنی جانیں ضائع کر رہے ہیں - ایک ہوائی جہاز ہی کو لیجیے' سینکڑوں انسان اسکے لیے اپنی قربانیاں کرچکے ہیں' اور اب تک کوئی مہینہ بلکہ ہفتہ حوادث سے خالی نہیں جاتا - قطب جنوبی و شمالی کی دریافت میں کتنے قافلے ابتک گئے' اور کتنے ہی واپس نہ آئے - اشاعت مذہب کی تاریخ پڑھیے تو اندرونی عرب اور افریقہ اور شمالی چائنا میں جن پادریوں نے اپنی جانیں یکے بعد دیگرے کھوئی ہیں' ان میں سے ہر شخص ایثار و قربانی کی ایک مثال ہے - (جسوئیٹ) فرقے کے راہبوں کو آج ہندوستان کے ہر شہر میں ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں - یہی تعالی و قربانی کا جذبہ ہے' جس نے آج یورپ کی قوموں کو تمام عالم میں سربلند کردیا ہے - لیکن یاد کیجیے تو کسی وقت یہ متاع صرف ہمارے ہی بازار میں نکلے آتی تھی' اور اسکا خریدار بھی ہمارے سوا دنیا میں کوئی اور نہ تھا -

"ابتغاء مرضات اللہ"

مذہب کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ ہر چیز کے لیے ایک الہی رشتہ قائم کردیتا ہے - آج اس جذبے کو یورپ علمی اور قومی و وطنی قربانی کہتا ہے' مگر قرآن کریم نے اسطرح کی تمام جذبوں کیلیے ایک جامع اصطلاح " لقاء ربہ رب " اور " ابتغاء مرضات اللہ " کی رکھدی ہے' یعنے انسانی اور مادی اغراض سے نکلی قطع نظر کرکے' صرف ایک بالا تر اور وراء الورا ہستی کیلیے اپنی قوتوں اور جذبات کو صرف کردینا :

و من الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد (۲ - ۱۱)	اور اللہ کے ایسے بندے بھی ہیں' جو اسکی رضا جوئی کی راہ میں اپنی جان تک بیچدیتے ہیں ' اور اللہ اپنے بندوں پر بڑی شفقت رکھتا ہے -

جذبا کا جذبہ تمام مادی اغراض سے بالا تر ہے ' اسلیے اسکی رضا جوئی کے تصور سے بڑھکر کوئی خیال جذبات انسانی کرے عرصانہ خدمت خلائق و عالم پر آمادہ کر نہیں سکتا - سلف صالحین میں جو لوگ اک تولی ہوئی تلوار لیکر جہاد کے لیے نکل کھڑے ہوتے تھے ' ایک ایک جذبہ کے جمع کرنے کیلیے مشرق سے مغرب تک کا پیدل سفر کرتے تھے - بغیر کسی مرد و معارضہ کے اپنی بڑی بڑی عمریں کسی صحن مسجد کے کھمبے کے نیچے' یا کسی تنگ حجرے کی گرد آلود چٹائی پر بسر کردیتے تھے' وہ فی الحقیقت یہی " ابتغاء مرضات اللہ " کا پیدا کیا ہوا جوش تعالی و جذبہ مرضی تھا - فاعتبروا یا اولی الابصار !!

فتنہ عسکر

لکھنؤ سے دوسرے گمنام مراسلہ

— * —

یا قوم ! إن کان کبر علیکم مقامي وتذکیري بآیات اللہ، فعلی اللہ توکلت، فاجمعوا امرکم و شرکاءکم، ثم لا یکن امرکم علیکم غمۃ ، ثم اقضوا الی ولا تنظرون - فان تولیتم فما سالتکم من اجر، إن اجری الا علی اللہ ، و امرت ان اکون من المسلمین - (۱۰ ۷۲)

اے لوگو ! اگر میرا رہنا اور اللہ کے کلام کا ذکر کرنا تم پر گراں گذرتا ہے، تو گذرے، میرا بھروسہ تو صرف اللہ ہی پر ہے - اگر ایسا ہی ہے تو تم اور تمہارے تمام شریک سازش کرکے میری مخالفت پر جمع ہوجاؤ، اور اپنمیں اسکا اعلان بھی کردو، پھر جو کچھہ تم کرسکتے ہو میرے ساتھہ کرجکو، اور ذرا سارا زور لگادو کہ مجھے مہلت نہ ملے، اور دیکھو کہ خدا کیا کرتا ہے ؟ اگر میرے ذکر سے تم اپنی راہ نہ چھوڑ گے، تو میں نے کچھہ تم سے اپنی خدمت کی مزدوری تو مانگی نہ تھی ، میرا اجر صرف اللہ ہی پر ہے، اور اسی کی طرف سے مجھکو حکم دیا گیا ہے کہ اسکے فرمان برداروں میں شامل رہوں -

---

کوئی ہفتہ گمنام چٹھیوں سے خالی نہیں جاتا ، اور الہلال کی اشاعت کے بعد سے ہی نہیں ، بلکہ اس سے پہلے بھی اس طرح کے خطوط میری ڈاک کا ایک ضروری جزو رہے ہیں - لیکن ساتھہ ہی ردی کا ٹوکرا بھی ہمیشہ میرے قریب رہا کرتا ہے -

مگر اس بعد ایک رجسٹرڈ گمنام چٹھی لکھنؤ سے پہنچی ہے، جسکو نوحہ شائع کرنا ضروری سمجھتا ہوں ، کیونکہ اسمیں چند باتیں ایسی بھی ہیں ، جنکا مطالعہ شاید قوم کیلئے بہت سی عبرتوں اور نصرتوں کا ذریعہ ثابت ہو ، اور وہ چونکہ موجودہ تعلیم و تربیت اور جدید تہذیب و شائستگی کا ایک کامل ترین نمونہ ہے، اسلیے اسکی چاروں طرف جدول دیکر نمایاں صورت میں شائع کیا جاتا ہے، تاکہ عام مطالعین میں ممتاز اور مخصوص جگہہ پائے -

اللہ تعالیٰ کے تمام خصوصیہ میں سے ایک بہت بڑا فضل اس عاجز پر یہ بھی ہے کہ وہ ہمیشہ میرے نفس جدیث کی تنبیہ و تادیب کے لیے کوئی نہ کوئی بہانہ پیدا کردیتا ہے - اس قسم کے خطوط کا نہایت شکرگذار ہوں کہ یہ مجھکو کبر و غرور کے استیلا سے محفوظ رکھتے ہیں، اور میری اصلیت و حقیقت مجھکو یاد دلا کر تعلی و سرکشی سے ہشیار کردیتے ہیں- جزاہم اللہ عنی خیر الجزا و نحمد اللہ سبحانہ علی احسانہ و لطفہ و کرمہ -

صاحب مراسلۃ نے صرف چند امور عرض کرنے ہیں :

(۱) آپنے مراسلۃ " او مرعون زماں " کے خطاب سے شروع کی ہے اور پھر اسکے بعد " تم سمجھتے ہو " ارقام فرمایا - لیکن " او " کے ساتھہ تو " تم" کی جگہہ " تو " زیادہ موزوں تھا - اس شترگربہ سے آیندہ احتراز فرمایئے -

(۲) آپ نے اپنے خط میں جابجا مختلف القاب و خطابات سے مجھے یاد کیا ہے - شاید آپ خوش ہونگے کہ اسطرح میری اور میرے اعمال کی سخت سے سخت سرزنش کردی- لیکن حقیقت یہ ہے کہ ابھی آپکو میرے نفس جدیث کی اصلی حالت ، اور میری پر مسق و معصیت زندگی کے اعمال سیاہ معلوم نہیں ، اگر معلوم ہوتے تو شیطان اور دانکار کا لفظ بھی اسکے لیے کافی نہوتا- ووالله لو ان دونی قسمت علی اهل الارض لوسعتهم، و اسعدهوا بها الخسف و الهلاک، مسدحاں من علدت رحمته غضبه (۱) - تاہم سچے دل سے علانیہ اعتراف کرتاہوں کہ میری ذات کی نسبت آپنے جو کچھہ لکھا ہے ، بالکل سچ اور صحیح ہے - اور یہ اعتراف انکساراً نہیں بلکہ ایک گنہگار کا حقیقی اقرار ہے -

(۳) آپنے " اولاد ابلیس " بھی ایک جگہ لکھا ہے - البتہ یہ سچ نہیں ہے ، کیونکہ میرا مرحوم باپ تو ایک متقی اور نیک اعمال انسان تھا - خدا تعالے نے دنیا اور دنیا والوں کی عظمت و جبروت کو اسکے قدموں پر گرایا ، مگر اس نے کبھی اُن پر غلط انداز نظر بھی نہ ڈالی ، اور ہمیشہ " ان عبادی لیس لک علیهم سلطان " کے نہاں خانۂ محفوظ میں زندگی بسر کی - پھر میرے موجودہ جرائم میں اسکی کوئی شرکت بھی نہیں ولا تزر وازرۃ وزر اخری - (۳۵ ۱۵)

(۴) ایسا ہی اخلاف مجھکو خطاب کی ایک اور لقب بخشی سے بھی ہے - سلسلۂ سخن میں کئی بار ارشاد ہوا ہے کہ " تم کتے ہو " ، لیکن معاف فرمایئے گا ، یہ تو میرے لیے کوئی سرزنش نہ ہوئی - کیونکہ سوچتا ہوں " توکتے " کو اپنے نفس کی سطح سے بدرجہا ارفع و اعلیٰ پاتا ہوں - آہ ! آپکو کیا معلوم ! آج بڑی سے بڑی تڑپ اور جسکی جو میرے اندر ہے ، وہ یہی ہے کہ کاش اس وفا سرشت جانور کے اوصاف و خصائل کا ایک ادنا حصہ بھی میرے نفس کو ملجاتا ! کتا سوکھی روٹی کا ایک ٹکڑا پاکر اپنے ظالم آقا کے ہاتھہ ہمیشہ کیلئے بک جاتا ہے ، مگر ایک رحیم و کریم ولی نعمت ہے ، جسکی بخشی ہوئی نعمت و زر میرے جسم کے ایک ایک ریشے میں موجود ہے ، مگر میں ہمیشہ اسکے دروازے سے دھتکارا جاتا رہا ، اور کبھی اسکے آگے وفاداری کا سر نہ جھکایا - کاش آپکا فرمان میرے حق میں فال نیک ثابت ہو -

(۵) جناب نے مصلح یا اصطلاح حال " لیڈر " دینے کی سعی کو بھی میری طرف منسوب کیا ہے ، مگر شاید آپکو میرے حالات کا علم نہیں - الحمد اللہ کہ میرے لیے آجکل کی لیڈری کوئی قابل آرزو شے نہیں ہوسکتی ، خدا تعالے نے اپنے لطف و پیار سے مجھکو ہزاروں انسانوں کی جو پیشوائی بلے سے دے رکھی ہے ، دنیا جانتی ہے کہ اسکے اقتدار اور نفوذ کے آگے اسٹیجوں اور کانفرنسوں کی رزیں پتلیاں کچھہ حقیقت نہیں رکھتیں - ممکن ہے کہ آجکل کے لیڈروں کے ساتھہ کچھہ لوگ اپنی نوکریوں کی سفارشوں یا نفس اور اغراض دنیا کی وجہ سے جمع ہوجائیں ، مگر یہ وہ ریاست روحانی ہے ، جو تمام نسبی عرض و دنیاوی کے ہزاروں نفوس انسانی کے دلوں پر حکومت رکھتی ہے ، اور انکے جان و مال تک کا فیصلہ کرسکتی ہے - پھر اس لیڈری کیلئے ابتدا میں کسی بڑے کالج کو تیس چالیس لاکھہ روپیہ چندہ دینا ، قیمتی لباس و مکان مہیا کرنا ، مست کلاس میں سفر کرنا ، اور کسی ہوٹل کی قیمتی منزل میں مقیم ہونا ضروری ہے - مگر اس لیڈری کیلئے تو ایک پھٹی ہوئی چٹائی اور پرانا کمل بھی بہت ہے - لیکن جب میرے واقف حال جانتے ہیں کہ ایسی بھی فنائی اور صاحب نفوذ حقیقی

---

(۱) میرے گناہوں کا تو یہ حال ہے کہ قسم خدا کی ! اگر خدا کے تمام رحیم والوں کو بانٹ دیا جائے، تو وہ امید ہے کہ ہر شخص کے حصے میں کچھہ نہ کچھہ آجائے گا - لیکن سبحان اللہ اس رحیم و ستار کی شان ، جسکا عفو اسکی رحمت سے مغلوب ہے -

لیڈری سے بھی دست بردار ہوگیا ہوں' اور اگر اسکو باقی رکھا بھی ہے تو صرف اسی حد تک ' کہ ایک جماعت کثیرہ کے بعد امکان اصلاح و ہدایت کا ذریعہ ہو' تو ظاہر ہے کہ احکل کی نمایشی اور نام نہاد کی طرح ہوا کے ایک طمانچے سے فنا ہو جانے والی لیڈری کا کیا خواہشمند ہو سکتا ہوں ؟ الحمد للہ کہ اب لوگ جس چیز کو اپنے سامنے دیکھتے ہیں ' مدت ہوئی اسے اپنے پیچھے چھوڑ آیا ہوں - البتہ احکل کے زمانے میں جبکہ قومی خدمت کا ہر قدم ہزاروں حود غرضیوں اور نفع جوئیوں کی علاقت سے آلودہ ہو رہا ہے ' یہ سمجھ میں آنا بہت مشکل ہے کہ بغیر کسی غرض دنیا کے بھی کوئی آواز بلند کی جا سکتی -

مدرا یہ عقیدہ ہے کہ جو شخص ملک میں اصلاح اور ارشاد کی کوئی آواز بلند کرے ' اسکا اولین فرض نہ ہے کہ پیشوائی و رہنمائی سے نکلی دست برداری کا اعلان کردے ' اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو سب سے پہلے وہ حود اس نکتہ چینی کا مستحق ہے ' جو وہ اوروں پر کرتا ہے -

(٦) جناب نے میرے غرور و تکبر کے اسباب کی نسبت بھی بحث کی ہے ' لیکن آپکو معلوم نہیں کہ مدن نے اُن گودوں میں پرورش پائی ہے ' جنکا بحر زخرف جنات دنیوی پر نہیں ' بلکہ فقر و مسکنت پر رہا ہے - پس اول تو دولت حاصل ہی نہیں جس کا نشہ ہو ' اور پھر الحمد اللہ کہ اگر ملے بھی تو اس سے استغنا تو اپنا خاندانی ورثہ ہے - " لیڈروں کے خاندانوں " کو اگر مجھسے زیادہ مال و جاہ حاصل ہے ' تو مجھے کیوں ستایا جاتا ہے ؟ میں انہی گودوں میں پرورش پا رہا تھا ' جب اس دعا کی اوازیں پانچ وقت میرے کانوں میں آتی تھیں

اللھم احیني مسکیناً ' و امتني مسکیناً ' و احشرني في زمرة المساکین (١) - فسبحانه ان یستجاب من الدنیء لا یطلب السلطان منهم في الدنیا الخراج ' و لا العقار في الاخرة الحساب ' و لنعم ما قیل في هذا الباب

هنیئاً لا رباب النعیم نعیمها * و للعائش المسکین ما یتجرع

(٧) تعجب ہے کہ آپ کانوں میں روئی ڈلوادینے کی مجھے دھمکی دیتے ہیں ؟ جس دن دیدوری نام و ناموس کی رسی پاؤں سے اُتری ہے ' اسی دن سے دوسری رسی کی جگہہ خالی ہوگئی ہے اور پاؤں اسکے لیئے بیقراریانہ مضطر ہے - جس شخص نے الہلال کو جاری کیا ہے ' شاید وہ زنجیر و سلاسل کی نسبت پہلے ہی دن کوئی فیصلہ ضرور اپنے دل میں کرچکا ہوگا - و لمثل هذا ' فلیعمل العاملون - (٢)

(٧) آپنے " مذہبی پیشوائی " کی مجھے دعوت دی ہے کہ ملکر کام کروں تو آپ مذہبی پیشوائی کا اعلان فرمادیں گے (ذرا توقف فرمائیے (٣)) اس دعوت کیلئے ممنون ہوں ' مگر راہ کرم تھوڑا سا توقف کیجئے - خدا کے ساتھہ ملکر کام کرلینے کا ارادہ کرلیا ہے ' اُسکو چند دن آزمالوں - اگر یہاں نا کامی ہوئی تو پھر آپ کے ساتھہ شامل ہو جاؤنگا - مذہبی کانوں میں تو ابھی نہ آوازیں آرہی ہے - و لا تحرمنا وإیاکم ' ان العزة لله جمیعا و هو السمیع العلیم

(٨) آخر میں آپنے لکھنؤ آنے کی دعوت دی ہے - میں تو خود عنقریب لکھنؤ جانے کا ارادہ کررہا تھا - انشاء اللہ استدش پر آتے ہی آپکو تلاش کرونگا - برسوں سے خود کلکتہ میں بھی ہارہا بعض مقامی احباب نے اسطرح کے ارادوں کی اطلاع دی ' مگر مجھے افسوس ہے اپنے قول و عمل کو یکساں نہ کرسکے - اللہ تعالیٰ آپکو توفیق دے کہ علم و شرافت کے اس ارادے کی بروقت تعمیل کرسکیں

(٩) آپنے آخر جو خیالات مذہب و قرآن ' علمائے اسلام ' اور بعض آخر صاحبوں کی نسبت ظاہر کئے ہیں ' انکے جواب کی کوئی ضرورت نہیں دیکھتا مسلمانوں میں ہر شر مکانا واضعف جندا (١) و تلک الدار الاخرة نجعلها للذین لا یریدون علواً في الارض و لا فساداً ' و العاقبة للمتقین - (٢)

الہلال کے اصلی مخاطب

علی گڈہ سے ہمارے ایک عزیز دوست کو جو طالب العلم ہیں' اور اسی کی شرح پر الہلال کی قسمت ادا کی ہے - کسی ہفتے کا پرچہ نہیں پہنچا - اسپر وہ لکھتے ہیں " زمانہ قسمت پر الہلال میں نے لیا ہے ' یہی سبب ہے کہ میری فریادوں پر توجہ نہیں کی جاتی حالانکہ آپکو کیا معلوم کہ الہلال کا انتظار مدرسے میں کیسا کچھہ تکلیف دہ ہے ؟ سچ ہے' ہم نادار طالب علموں کو کون پوچھتا ہے ؟ - "

مدرسے عزیز اور قابل صد احترام بھائی ! تم نے دفتر کی بد نظمی یا ڈاک کی بد انتظامی کو دھوکر اسقدر دور کا بیجا سوء ظن کیوں قائم کرلیا ؟ تم تو الہلال کے اصلی مالک اور اس خادم کے اصلی مخدوم ہو - یقین کرو کہ میرے دل میں جسقدر تمہاری عزت اور احترام ہے ' ملک کے کسی طبقے کا نہیں ' کیونکہ زمانے نے تمہیں کو قوم کی قسمت کا مالک بنایا ہے ' اور اب جو کچھہ کروگے تمہیں کروگے - تم ہی الہلال کے مخاطب اور تم ہی اسکی امیدوں کے مرکز ہو - علی الخصوص تم' جو موجودہ زمانے کے سب سے بڑے مسلمانوں کے قائم کئے ہوئے کالج میں تعلیم پا رہے ہو' سب سے زیادہ حق رکھتے ہو کہ تومات اور امیدوں کا تمہارے گرد ہجوم ہو - علی گڈہ کالج گو آجتک مسلمانوں کے اولو العزمانہ اقدام کے سلسلے پر ایک طلائی حلقہ رہا ہے ' مگر مدرا دلی یقین ہے کہ ایک دن وہیں سے اُن نوجوانوں کی موجزن طیار ہو کر نکلیں گی' جو اُسرو اسعداد کی ذہالی ہوئی زنجیروں اور طوقوں کو اُسی کی بھٹی میں گلا کر' ایسے استعداد شکن آلات طیار کرینگی - اور نہ اب تک کب کا ہو چکا ہوتا ' مگر افسوس کہ جن لوگوں کے ہاتھہ میں تمہاری تعلیم و تربیت کی باگ تھی ' انہوں نے تمہاری قوتوں کو ہمیشہ ابھرنے سے روکا - البتہ مغتنم امر یہ ہے کہ تمہارے چاروں طرف جو انقلاب کی ہوا پھیلی ہوئی ہے' اُس سے تم کو نقصان ملے ' اور تمہارے اندر مذہب کی ایک جدیدی تبدیلی پیدا ہو جائے و ما ذلک علی الله بعزیز -

بعض کسی شخص سے مالی مدد لیتے ہوئے ایک سینکڑوں طلبا کے دل نصف قسمت در الہلال جاری ہو چکا ہے' اور نہ وہ قسمت ہے جسمیں سال بھر کی صرف تصویروں کی بھی اجرت نہیں نکل سکتی - اس سے جو مقصود ہے' وہ ظاہر ہے اور محتاج بیان نہیں -

---

(١) جعفریت انکو معلوم ہو جائیگا کہ نہ کسی کا وجود اپنی جگہ پر شر و فساد ہے اور نہ اس کی موت مصلحت تر ہے ؟

(٢) اور یہ دار آخرت اُنکے لیئے ہے جو دنیا میں تزائی نہ چاہتے اور نہ فساد پھیلانے ہیں' اور انجام دار اللہ سے ڈرنے والوں ہی کیلئے ہے -

( ) اسی طرح چیزیں اور حالتیں ہیں ' جنکے لیئے سچے کام کرنے والے کام کرتے ہیں

(٣) اے پیمبر ! منتظر چاہتے ہیں کہ تم اپنے ساتھی حلف حق نرمی کرو ہم بھی تمہارے ساتھہ نرمی کریں

الهلال

۹ اکتوبر ۱۹۱۲

— * —

القسطاس المستقيم

— * —

هل ننبئكم بالاخسرين اعمالا ؟ ؟ (۱)

الذين ضل سعيهم في الحيواة الدنيا ' و هم يحسبون انهم يحسنون صنعا -

(۱)

مسلمانوں کی آیندہ شاہراہ مقصود کنا ہونی چاہیے ؟

—*—

مرادو خصر عناں گذر باید از چپ و راست
که کج روی نه کنم ورنه عزم راه خطاست

اللهم ارنا الحق حقا - و ارزقنا اتباعه - و ارنا الباطل باطلاً و ارزقنا اجتنابه -

هم نے گذشته دو نمبروں میں مسلمانوں کے موجوده تغیر حالات کو " صبح امید " کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور چونکه هر اصلاح کی بنیاد اولین تغیر حالات و جنبش افکار ہے ' اسلیے اس تعبیر میں کوئی مبالغه و اغراق نه تها ' لیکن آج جن امور پر هم توجه دلانا چاهتے هیں ' یه وه امور هیں ' جن سے اگر بے پروائی کی گئی ' تو یاد رکهنا چاهئیے که یهی تعبیر صبح امید نهیں ' بلکه گمراهوں اور باطل پرستیوں کی ایک سخت خطرناک شب یلدا هوجائے گا -

جمود اور حرکت

حقیقت یه ہے که خیالات کی جنبش اور حرکت کی بدولت کوئی معیشت نهیں ہے جب تک که وه کسی آینده صحیح انجماد افکار سے متصل نهو جائے - اگر ایسا نهوا ' تو حرکت محض بعض حالتوں میں بیکار و لاحاصل ' اور اکثر حالتوں میں جمود سے زیاده مهلک اور خطرناک ثابت هوتی ہے -

بالفاظ ساده تر- اسکو یوں سمجهیئے که ایک شخص مدتوں سے ایک جگهه بیٹها ہے - بالکل بیٹها رهنا زندگی کیلئے نهایت مضر اور اعضا و جوارح کو معطل کردینے والا ہے ' اسلیے آپ چاهتے هیں که وه حرکت کرے ' یه نهایت عمده خیال ہے ' لیکن یه حرکت

یه ایک ٹکڑه ہے سورۂ کهف کے آخری رکوع کی ایک آیت کا جسکا ترجمه یه ہے - تم کو بتلادوں که سب سے زیاده گهاٹے نفع میں رهنے والے اعمال کن لوگوں کے هیں - انکے - جنکی تمام کوششیں صرف دنیوی زندگی کے پیچهے بهٹک گئیں - اور اسپر طرہ یه که وه سمجهتے که هم کوئی عمده کام کررہے هیں - (فی الحقیقت مسلمانوں کی موجوده لیڈروں کی رهنمائی کی پوری تاریخ اس آیت میں مضمر ہے -)

اسی وقت معید هوگی جب آپ اسے چلاکر کسی عمده باغ کی روش پر لاکهڑا کردیں گے - لیکن اگر آپنے اسمیں حرکت پیدا کرکے سامنے کے گڑهوں سے اسے نه بچایا ' اور وه عریب اسمیں گرگئا ' تو اس حرکت سے تو اسکا بیٹها رهنا هی بهتر تها -

مسلمانوں کیلئے خطرات حقیقی اب شروع هوئے

لیڈروں کا طبقه اپنے گذشته عهد کو خواه حد و جهد کی ایک شاندار تاریخ سمجهے ' مگر همارے نزدیک مسلمانوں کی حرکت کی تاریخ اگر شروع هوگی تو اسسے شروع هوگی - وه فی الحقیقت ابتک سو رهے تهے ' زندگی کی ان میں کوئی حرکت نه تهی ' اور نیند نے ان پر موت کا جمود طاری کردیا تها (و هو الذي يتوفاكم بالليل) - ایک سوئے هوئے انسان کیلئے اسکی کوئی بحث نهیں هوتی که دوڑنا بهتر ہے یا آهسته چلنا ؟ ٹکنه لگاکر بیٹهنا بهتر ہے یا دورانو هوکر بیٹهنا ؟ کیونکه یه حالتیں اسے پیش هی نهیں آتیں - لیکن اب وه جاگے هیں ' انکو بیٹهنا بهی پڑے گا ' اٹهنا بهی پڑے گا ' اور کبهی آهسته خرامی اور کبهی تیز قدمی سے چلنا بهی پڑے گا - پس اب انکی حالت پیشتر کی سی بے خطر نهوگی ' کیونکه اس موت میں ' مگر خطره صرف زندگی هی میں هوتا ہے - جب تک عاقل پڑے هوئے اینٹهه رهے تهے تو نه اسکو فرش گل پر چلنا تها ' اور نه جنگل کے خارزار پر ' لیکن اب دونوں طرح کی زمینوں پر انکے قدم پڑسکتے هیں - اسلیے فی الحقیقت سو بچنے ' عور کرنے ' اور حزم و احتیاط کا وقت اب آیا ہے - بہت ممکن ہے که بیٹهنے کی جگهه اٹهه کهڑے هوں ' کچهه بعید نهیں که آهسته چلنے کی جگهه بے اختیار دوڑنے لگیں - ٹهوکریں بهی کها سکتے هیں ' اور در و دیوار سے ٹکرا بهی سکتے هیں ' کیونکه اب وه سوئے هوئے نهیں هیں بلکه زنده اور متحرک هیں - خطرات سے معامله زندگی اور حرکت میں هوتا ہے - جمود اور سکون میں نهیں هوتا -

پس چلے نهیں ' تو اب ضرورت ہے که ایک ایسی حقیقی رهنمائی کے هاتهه میں اسکا هاتهه هو ' جو انهیں معطل بیٹهنے نه دے - چلاتا رہے ' لیکن ساتهه هی نگران بهی رہے که کهیں راه کے اِدهر اُدهر گڑهوں اور غاروں میں پهسل نه پڑیں -

مرا دو خصر عنان گذر باید از چپ و راست
که کج روی نکنم ' ورنه عزم راه خطاست

بارها گفته ام و بار دگر می گویم

یوکه مسلمانوں کیلئے تمام عالم میں طرف ایک هی هاتهه ہے جو رهنما هوسکتا ہے ' اور ایک هی چشم نگران ہے ' جو لغزشوں سے بچاسکتی ہے - یه رهبر ہے جو کبهی (کوہ سینا) پر تجلی حق دیکر چمکی ' کبهی (فاران) پر انوار رحمت نمودار هوئی - کبهی (غار ثور) میں لا تحزن ان الله معنا (۱) کی صدا میں تهی ' کبهی (بدر) کے کنارے ان ینصرکم الله فلا غالب لکم (۲) کے پیغام میں تهی ' کبهی

---

(۱) غار ثور میں جب کفار کی جستجو سے حضرت صدیق رضی الله عنه پریشان خاطر هوئے - تو آنحضرت نے وحی ربانی سے فرمایا که خوف مت کرو - الله همارے ساتهه ہے - (۲) اگر خدا تم کو نصرت دے تو کوئی تم کو مغلوب نهیں کرسکتا -

(احد) کے دامن میں وکان حقاً علینا نصر المومنین (۱) کی بشارت تھی - اور آج بھی ایک تیز ہوے کار روان ' ایک برباد شدہ قافلے' اور ایک درہم شدہ انجمن کے لئے امید کا آخری سہارا اور زندگی کی آخری روشنی ہے —

امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء ویجعلکم خلفاء الارض - ء الہ مع اللہ قلیلاً ما تذکرون - امن یھدیکم فی ظلمات البر والبحر ومن یرسل الریاح بشراً بین یدی رحمتہ الہ مع اللہ - تعالی اللہ عما یشرکون (۲۷ - ۶۵)

کون ہے کہ جب ایک مضطر اور بیقرار روح اُس کو پکارتی ہے تو اسکی فریاد رسی کرسکتا ہے اور اسکی مصیبت کو دور کرتا ہے ؟ اور کون ہے کہ اُس نے تم کو زمین پر اپنا نائب بنایا اور اُس کی وراثت بخشی ' کیا خدا کے سوا کوئی اور ہے ؟ پھر بھی ' کون ہے جو خشکی اور تری کی تاریکیوں میں ہدایت کرتا ہے اور باران رحمت سے پہلے ہواؤں کو بشارت کے لئے بھیجتا ہے - کیا خدا کے سوا کوئی دوسرا ہے ؟

دنیا میں جب کبھی کسی نبی آدم نے اصلاح حیات کی کوئی منزل طے کی ہے ' تو صرف اسی ہاتھ کی رہنمائی سے ' اور جو اسکی رہنمائی میں آگیا ' پھر اسکے لئے گمراہی نہیں -

فمن یرد اللہ ان یھدیہ ' یشرح صدرہ للاسلام (۶ - ۳۷) ومن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ - فویل للقاسیۃ قلوبھم من ذکر اللہ (۳۹ - ۲۲)

خدا جب کسی شخص کو راہ راست پر چلانا چاہتا ہے تو اسکا دل اسلام کے لیئے کھولدیتا ہے - اور جس کا دل کھولدیا گیا ' تو پھر وہ اپنے پروردگار کی روشنی کی طرف مشتمل ہدایت اپنے سامنے پاتا ہے - مگر افسوس ان لوگوں پر ' جنکے دل ذکر الہی سے غافل ہو کر سخت ہو گئے ہیں -

اولیں اور بنیادی مسئلہ

سب سے پہلے اس امر پر غور کرنا چاہئیے کہ اس تغیر خیالات کا منشا کیا ہے ' اور روح کس طرف جانا چاہئیے؟ ہمکو نہایت رنج اور قلق کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس لحاظ سے موجودہ تغیرات خیال کا منظر زیادہ امیدبار بخش نہیں ہے - ہم صاف صاف اور آشکار لفظوں کہدیتے ہیں کہ اگر مسلمان اپنی قدیمی پالیسی کو صرف اسلیے چھوڑتے ہیں کہ تقسیم بنگال ' اور مسئلہ یونیورسٹی کی وجہ سے وہ گورنمنٹ سے روٹھ گئے ہیں ' یا یہ تغیر صرف اسلیے پیدا ہوا ہے کہ ارادہ حسنہ کی دیکھا دیکھی اب مسلمان بھی پالیٹکس ! پالیٹکس !! پکارنے کیلیے مضطرب ہیں ' تو وہ یاد رکھیں کہ اس لئے تغیر اور انقلاب میں انکے لیے کوئی برکت نہیں ہے - بہتر ہے کہ ابتک جہاں پڑے سسک رہے ہیں ' وہیں بقیہ ایام ذلت وخواری اور رہ لیں - تاریکی ہی میں رہنا ہے ' تو پھر اس سے کیا بحث کہ وہ کوئی گڑھا ہے ' یا عمدہ بنایا ہوا تہہ خانہ ؟ ابتک انکی تمام ناکامیوں کی علت حقیقی یہ رہی ہے کہ انہوں نے اپنے اعمال زندگی کی کسی شاخ کو " سلطان قرآن " کے ماتحت نہیں رکھا ' اور جب کبھی کوئی تحریک شروع کی ' یا اپنے لیے کسی پالیسی کا پروگرام مرتب کیا ' تو قرآن کریم کو اسطرح بھولے رہے ' گویا اسکا نزول تاریخ عالم کا کوئی واقعہ ہے ہی نہیں ' اور یہ بھی سچ نہیں کہ وہ اس نام کی کسی کتاب کے پیرو ہیں - اگر مسلمان اس تغیر کے بعد پھر اُسی گمراہی میں پڑنا چاہتے ہیں تو یہ ایک دلدل سے نکلکر دوسری دلدل میں پھنسنا ' اور ایک دام سے نجات پاکر دوسرے میں گرفتار ہونا ہوگا - پھر اگر گمراہیوں کے قفس ہی میں ہمیشہ معتقد رہنا ہے تو موجودہ قفس میں کونسی برائی ہے کہ نئے پنجرے کی جستجو کی جاے ؟

بیشک تقسیم بنگال کی تنسیخ اور یونیورسٹی کا مسئلہ ہمارے حسود و معاند کیلیے ایک تازیانۂ تنبہ ضرور ہے ' اور ہم یقیناً شر الدواب عند اللہ (۱) ہونگے ' اگر اس سے عبرت نہ پکڑیں ' لیکن ہماری آیندہ پالیسی کی بنیاد کوئی وقتی یا فوری واقعہ نہیں ہونا چاہیئے ' بلکہ وہ ایک مستقل اور دائمی اعتقاد ہونا چاہئیے ' جو اپنے قیام کیلیے کسی بیرونی سہارے کا محتاج نہو - فرض کیجیے کہ کل گورنمنٹ نے پھر بنگال کے دو نہیں بلکہ دس ٹکڑے کردیئے ' اور وزیر ہند نے اعلان کردیا کہ یونیورسٹی کا نام علی گڈھ نہیں بلکہ مسلم ہوگا ' کیونکہ جو گورنمنٹ ایک مرتبہ تقسیم کرکے اُسے منسوخ کرسکتی ہے ' وہ اب سب کچھہ کرسکتی ہے ' پھر کیا اس حالت میں مسلمانوں کی پالیسی پر ایک دوسرا انقلاب طاری ہوجائے گا ؟ اور پھر بغاوت تعذیر ۱۱ کی صدا بلند کی جائے گی ؟ اسکے تو یہ معنے ہوے کہ اپکا کوئی عقیدہ ' کوئی خیال ' کوئی مقصود ' کوئی نصب العین ' اور کوئی اصلی پالیسی نہیں ' آپ صرف گورنمنٹ کے چشم و ابرو کی حرکت کا نام ' ہیں ' اور صرف اُسی کو تکتے رہتے ہیں - اگر مصلحۃً لطف و مہر کی علامتیں نمایاں ہوئیں ' تو " سمعنا و اطعنا " کہکر سر بسجود ہو گئے ' اور اگر مصلحتاً بے گوشۂ چشم رقیبوں کی طرف پھیر دیا ' تو لگے منہ بسورنے اور آنسو بہانے -

سوال یہ ہے کہ خود آپ کے پاس بھی کوئی شے ہے یا نہیں ؟

ہم نہایت حسرت کے ساتھہ یہ بھی دیکھہ رہے ہیں کہ جو لوگ تقسیم بنگال کی تنسیخ سے نہیں ' بلکہ بدستور سے اپنے اندر آزادی اور حقوق طلبا کا پالیسی کا ولولہ رکھتے ہیں - گو عام راہ سیاست سے الگ رہنے کا انہیں الٹی مس دیدا چاہئیے ' لیکن افسوس ہے کہ انکے سامنے بھی ہندؤں کی پولیٹکل جد و جہد کے سوا کوئی مستقل اور علحدہ راہ نہیں ہے - وہ بھی اپنی ترقی کا سدرۃ المنتہی صرف یہ سمجھتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح ہندؤں کے قدم بقدم چلنا سیکھہ جائیں - بیشک ہمارے عقیدے میں بھی آجکل مسلمانوں کیلیے عزت اور تمدن کا سب سے بڑا سبق ہندؤں کے سیاسی اعمال میں ہے ' اور تری تدبیری یہی تھی کہ آجتک اُس سے عزت حاصل نہیں کی گئی - لیکن پیروان " امام مبین " کیلیے اس سے بڑھکر کوئی مذہبی موت نہیں ہوسکتی کہ اعمال زندگی کے ایک ضروری شعبے میں انکو اسلام تعلیم دینے سے معذور و لاچار ہوگیا ہو ' اور اسکی طرف سے مایوس ہوکر انہیں ایک دوسری قوم کے دستر خوان کی جھوٹی ہوئی ہڈیوں پر للچانا پڑے - اگر ایسا ہی ہے ' تو بہتر ہے کہ سرے سے اسلام ہی کو خیر باد کہدیا جاے - دنیا کو ایسے مذہب کی کیا ضرورت ہے ' جو صرف حطۂ نکاح میں حمد آیتیں پڑھدینے ' یا دست درع پر سورۂ یاسین کو دھرا دینے ہی کیلیے کارآمد ہوسکتا ہے ؟

(۱) ان شرالدواب عند اللہ الصم البکم الذین لا یعقلون - سب سے زیادہ بدتر جانور خدا کے آگے وہ انسان ہیں - جو بہرے اور گونگے ہوئے ہوں اور اپنی عقل سے کام نہ لیتے ہوں (اسی سورت میں دوسری جگہ فرمایا ہے ان شر الدواب عند اللہ الذین کفروا فھم لا یؤمنون - اس سے ثابت ہوا کہ کفر کی بنیاد بھی دراصل عدم تفکر وتدبر وتقلید محض ہی ہے)

(۱) مومنوں کو فتح و نصرت دینا ہمارے لیے ضرور ہے -

عشرہ کی شریک فی معاشرہ

جوہر الحس بند عن مضمر (۱)

ہمارے نزدیک اسلام کے دامن تمدیس پر اس سے زیادہ کوئی بدنما دھبہ نہیں ہوسکتا کہ انسانی حرمت اور ملکی فلاح کا سبق مسلمان دوسری قوموں سے لیں - اس بارے میں ہمارے خیالات - الحمد للہ - عام خیالات کی سطح سے بہت بلند ہیں - اور گو موقعہ نہیں ' مگر صمناً اسکی طرف اشارہ کردینا ضروری ہے - ہمارا عقیدہ ہے کہ جس طرح اسلام کا خدا اپنی ذات و صفات میں " وحدہ لاشریک " ہے ' کوئی ہستی اور وجود اسمیں شریک نہیں ' اسی طرح اسکا " قرآن کریم " اپنی جامعیت اور کمالِ تعلیم میں " وحدہ لاشریک " ہے ' اور نا لکل اسی طرح اسکا لانے والا رسول کمالِ انسانیت و تعدد ' اور قوائے قدرت و اصلاح میں بھی " وحدہ لاشریک " ہے ' اسکی صفات و خصائص میں کوئی اسکا شریک نہیں : —

راہ نسبت طلبی مدہ کہ چہ شایان رسدم

بس ضرور ہے کہ جو امت اس خدائے واحد ' اس قرآن واحد ' اور اس رسول واحد کے دامن تعلیم سے وابستہ ہو ' وہ بھی اپنے اندر اس شان وحدت و یکتائی کا جلوہ رکھے ' وہ بھی اپنے اعمالِ زندگی کی ہر شاخ میں " وحدہ لاشریک " ہو - اسکے اعمال و خصائص بھی " من رآنی فقد رای الحق " کی صدائے ایحاد سے غلغلہ انداز عالم ہوں (۲) تمام دنیا کی قومیں اسکے اعمال کا اتباع کریں ' زندگی کے ہر حس و جمال میں اسکے خال و خط مرقع عالم کیلئے نمونہ بنیں - وکذلک جعلناکم امۃ وسطاً کے یہی معنے ہیں ' اور اسی لئے مسلمانوں سے وعدہ کیا گیا تھا کہ

یا ایہا الذین اٰمنوا ان	مسلمانوں - اگر تم اللہ کا خوف اپنے اندر پیدا کرلے
تتقوا اللہ - یجعل	متقی بن جاؤ تو وہ تمہارے لئے تمام دنیا میں
لکم فرقانا (۸ - ۹۲)	ایک خاص امتیاز اور خصوصیت پیدا کردے گا -

جس قوم کو اس صدائے الہی کے مخاطب بننا ہو ' اسکے لئے اس سے زیادہ کیا بدنصیبی ہوسکتی ہے کہ وہ اپنی زندگی کی ہر شاخ میں غیروں کے لئے نمونہ بننے کی جگہ ' خود دوسروں کو اپنا کعبۂ مقصود اور قبلۂ آمال بنا رہی ہے ؟ سیاسی بحث تو ضمنی ہے ' ہمارا اصلی مباحثہ صرف اسی ہی پر موقوف نہیں ' ہم کو تو یہ نظر آرہا ہے کہ آج مسلمانوں کیلئے تعلیم ' اخلاق ' معاشرت ' سیاست ' بلکہ مدنی زندگی کی ہر شاخ میں انکے لیڈر صرف اسی کو فرض رہنمائی سمجھے ہیں کہ انکے آگے دوسری قوموں کے اعمال پیش کردیں - تہذیب و انسانیت کی ضرورت ہے تو مسلمان یورپ کی شاگردی کریں ' پولیٹکل آزادی کی ضرورت ہے تو اپنی ہمسایہ قوموں سے بھیک مانگیں ' پھر ہمیں بتلایا جائے کہ خود بدبخت مسلمانوں کے پاس بھی کچھ ہے یا نہیں ؟ جو مسلمانوں کے رہنما قوم کے جانب قلوب کیلئے مذہب کے ذکر کو ناگزیر دیکھکر ' اپنے شاندار اسٹیجوں پر مذہب ! مذہب ! اور اسلام ! اسلام ! پکارتے ہیں ' قطع نظر اسکے کہ خود انکی زندگی میں اس اسلام کا اثر کہاں تک موجود ہے - ہم پوچھتے ہیں کہ انہوں نے کبھی قوم کو یہ بھی بتلایا ہے کہ زندگی کی ہر شاخ میں خود اسلام کا نمونہ کیا تھا ؟ اور اگر نہیں بتلایا ہے تو قوم کیلئے ایک مسیحی رہنما اور ایک مسلمان لیڈر میں کیا فرق ہے ؟ سچ یہ ہے کہ وہ غریب خود جس متاع سے تہی دست ہیں - دوسروں کے آگے کیا پیش کرینگے ؟

حقہ را خفتہ کے کند بیدار ؟

یہی بنیادی گمراہی ہے ' جس نے جسم ملت کی رگ رگ کو گھلادیا ہے - مسلمان اگر مسلمان ہوتے ' تو سمجھتے ' کہ انکے لئے خود انکے سوا دنیا میں اور کوئی نمونہ نہیں ہوسکتا - اگر فی الحقیقت دنیا کی کسی قوم کے پاس کوئی عمدہ خیال ' کوئی واقعی سچائی ' اور کوئی اچھا عمل پایا جاتا ہے ' تو اسکے یہ معنے ہیں کہ وہ بدرجۂ اولیٰ اسلام میں موجود ہے ' اور اگر نہیں ہے ' تو اسکی اچھائی بھی قابل تسلیم نہیں - اسلام کے معنی کی اصلی وسعت سے دنیا بے خبر ہے - اسلام تو اعتقاد و عمل کی ہر صداقت اور کائنات کے ہر حسن و جمال کا نام ہے - جہاں کہیں صداقت اور جمال موجود ہے ' یقین کرنا چاہئے کہ وہ اسلام ہے ' گو دنیا کو اسکی خبر نہو - واللہ در ما قال

عبارتنا شتی ' وحسنک واحد
وکل الی ذاک الجمال یشیر

اللہ اللہ ! خدا تو مسلمانوں سے چاہتا ہے کہ محکم نمونہ بنائے ' اور مدنی صفات کاملہ سے متشابہت پیدا کرو (تخلقوا باخلاق اللہ) (۱) اور آج مسلمان ہیں کہ انسانوں کو اپنا اسوۂ حسنہ بنائے ہیں ' کہ (تخلقوا باخلاق الافرنج) اور اگر کوئی انکی بھلائی کی بات کہے تو " اناالافرنج " کا نعرہ لگا کر اسقدر تاراں ہوتے ہیں ' کہ حسین بن منصور کو " انا الحق " پر بھی انا تار نہوگا ! ! کذالک یجعل اللہ الرجس علی الذین لایومنون (۱۷ ۵۱۲) (۲)

اسی کا نتیجہ ہے کہ مسلمان جس قدر اصلاح کی طرف قدم بڑھاتے ہیں ' انکی ضلالت انسے قریب تر ہوتی جاتی ہے - وہ جسقدر ترقی ! ترقی ! پکارتے ہیں ' انکی ہے تنزل ! تنزل ! کی آواز سنائی دیتی ہے - وہ گویا دلدل میں پھنس گئے ہیں ' جسقدر زور کرتے ہیں ' انکا ہی پاؤں اور دھنستا جاتا ہے - یا انکے رشتۂ فلاح میں بدبختی کی گرہ پڑگئی ہے ' جسقدر کھینچتے ہیں ' اتنی ہی وہ اور زیادہ کستی جاتی ہے ' او کظلمات فی بحر لجی یغشاہ موج ' من فوقہ موج ' من فوقہ سحاب ' ظلمات بعضہا فوق بعض ' اذا اخرج یدہ

---

(۱) وہ اپنے تمام محاسن اور کمالات میں فرد اور یگانہ ہے - اسی لئے اسکے جوہر حسن میں تقسیم نہیں ہوسکتی - (قصیدہ بردہ)

(۲) اس موقعہ پر ناظرین صحیح بخاری کی (حدیث ولی) کو پیش نظر رکھیں - جسے حضرت ابو ہریرہ نے روایت کیا ہے اور جو (الاعمال بالمعروف) کے تیسرے نمبر میں ہم نے درج کی تھی کہ لایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ (الی آخرہ) -

(۱) یہ ایک مشہور حدیث ہے کہ اپنے اندر خدا کا اخلاق اور صفات پیدا کرو - مطبع الہلال کے سلسلۂ تالیفات کی ایک کتاب (خصائص عالم) زیر طبع ہے - جسکا موضوع بحث یہ ہے کہ ایک عالم زندگی کی تصویر کیسی ہونی چاہیئے ' - شاید عدد الاشاعہ ناظرین اسے ایک نئی قسم کی تعزیر پائیں - (۲) ایسی ہی قلبی گمراہی کی بدولت میں وہ لوگ گرفتار ہوجاتے ہیں - جنکو اللہ پر ایمان کامل نصیب نہیں -

لم یکد یراها - و من لم یجعل الله له نورا فما له من نور (۲۴ - ۴۰) (۱)

جو قوم خدا سے اپنا رشتہ کاٹ دیتی ہے ' اور اسکے فرمان و احکام سے روگردانی کرتی ہے' اسکے اعمال نور الہی سے خالی ہوجاتے ہیں' اسپر ضلالت و گمراہی کا ایک شیطان مسلط ہوجاتا ہے' اور وہ اسکو اپنا مرکب بنا کر اسکے گلے میں اپنی اطاعت کی زنجیریں ڈالدیتا ہے

ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض له شیطانا فهو له قرین (۴۳ - ۳۶) اور جو شخص خدا کے ذکر سے روگردانی کرتا ہے ہم اسپر ضلالت کا ایک شیطان متعین کردیتے ہیں جو اسکے ساتھ رہتا ہے

پھر وہ یکسر گمراہی اور ضلالت ہوجاتی ہے ' اسکی زندگی ناکامی و نامرادی کی تصویر بن جاتی ہے - وہ طلب مقصود میں آوارہ گردی کرتی ہے' مگر چونکہ مقصود تک پہنچانے والے ہاتھ میں اسکا ہاتھ نہیں ہوتا' اسلئے کبھی مقصود تک نہیں پہنچتی - مسلمانوں کے تمام ترقی کے ولولوں اور اصلاح کی کوششوں کا بھی یہی حال ہورہا ہے - نامرادی کے سوا انہیں کچھہ حاصل نہیں' انکے لئے جادہ جانی کو ڈھونڈھنے ہیں' مگر دوڑتے ہیں رنگ زار کی طرف

اعمالهم کسراب بقیعة یحسبه الظمان ماء - حتی اذا جاءه لم یجده شیئا (۲۴ - ۳۹) انکے اعمال کی مثال ایسی ہے - جیسے جنگل صحراں میں چمکتا ہوا ریت ہوتا ہے - کہ پیاسا دور سے اسکو پانی سمجھکر چلا - مگر جب پاس آیا تو کچھہ بھی نہ پایا

— رد الی المقصود

پس اگر مسلمان زندگی حاصل کرسکتے ہیں' تو مسلمان بنکر' ہندو یا مسیحی بنکر نہیں - آپکے ہاں اگر شمع کافوری جل رہی ہے تو آپکو کسی مقبر کے جھروکے سے اسکا ٹمٹمانا ہوا دیا حرائے کی کیا ضرورت ہے ؟ پھر یہ بھی ہے کہ فرض کرلیجئے' کل ہندؤں کو اپنی پالیسی بدل دینی پڑی - جدید راہیں انسانی دماغ کی پیدا کردہ ہیں ' ان میں تغیر و تبدل ہروقت ممکن ہے ' البتہ خدا کی تعلیم میں ممکن نہیں کہ لاتبدیل لکلمات اللہ - پھر کیا اس حالت میں مسلمان بھی اپنے اماموں کے ساتھہ اپنی تمناؤں کو توڑ دیں گے ؟ ذرا غور سے کام لیجئے کہ گہری اور فکر طلب باتیں ہیں - ہم مسلمانوں کے دھن نشیں کرنا چاہتے ہیں کہ خواہ کسی اصول پر مبنی ہو' لیکن وہ ایک ایسی راہ پیدا کرلیں جو انکی مستقل اور مخصوص راہ ہو' جسمیں کبھی تغیر کی ضرورت نہو' تمام خارجی اثرات تغیر سے محفوظ ہو' نہ کہا جا سکے کہ وہ مسلمانوں کی راہ ہے - ایسا نہو کہ محض خارجی حالات کے تابع ہوکر آپ اپنے تئیں بالکل بھول جائیں - یہ نہو کہ آپکی پالیسی صرف گورنمنٹ کے اقدار نظر کا نام ہو - لطف و مہر کی بہار آئے ' تو آپکی پالیسی دوسری ہو ' اعماض و اعراض کی داد خواں چلے ' تو آپکا آشیانہ دوسری جگہ بن جائے - تقسیم بنگال کی تقسیم و ترکیب ' اور تنسیخی کا الحاق وعدم الحاق آپکی پالیسی کو طیار نہ کرے - بلکہ آپکے مقسم اقلیم دل کا اتصال ' اور آپکے شکستہ رشتۂ الہی کا الحاق ' آپکے لئے ایک دائمی اور ناممکن التبدیل پالیسی مہیا کردے -

(۱) یا پھر انکے اعمال کی مثال ایک گہرے گہرے دریا کے اندر کی تاریکیوں کی سی ہے کہ دریا کو لہرے ڈھانک رکھا ہے - لہرے اوپر لہر - اور اسکے اوپر بادل - اسطرح ایک تاریکی کے اوپر دوسری تاریکی ہے - اگر دریا کی تہہ میں کوئی اپنا ہاتھہ نکالے - تو امید نہیں کہ اسکو دیکھہ سکے - اور اصل یہ ہے کہ جسکو اللہ ہی کا نور نہ ملے تو پھر اسکے لئے روشنی کہاں -

شئون عثمانیہ

— * —

کتب علیکم القتال و هو کره لکم - و عسی ان تکرهوا شیئاً وهو خیر لکم ' و عسی ان تحبوا شیئاً و هو شر لکم - والله یعلم و انتم لا تعلمون (۲ - ۲۱۲) (۱)

اس ہفتے ہمنے چاہا کہ ترکی کے موجودہ اجرائی اعلانات کے اغراض و علل پر حسب وعدۂ اشاعت گذشتہ ایک مفصل افتتاحیہ (لیڈنگ آرٹیکل) لکھیں' لیکن چند سطریں لکھیں تھیں کہ ترکی کی موجودہ مشکلات سامنے آگئیں - خیال ہوا کہ سب سے پہلے موجودہ کوائف پر متوجہ ہونا چاہیے' اس سے اگر وقت بچا ' تو اندرونی تراعات کی افسانہ گوئی کیلئے بہت سی راتیں باقی ہیں -

یورپ نے اپنے موجودہ صلیبی جہاد (کروسیڈ) کا جو پروگرام مرتب کیا ہے - اسکی پہلی دفعہ مسئلۂ مشرقی کا انفصال' یا بقیہ یورپین ترکی کی تقسیم ہے - نہیں معلوم یہ تقسیم کب کی ہوچکی ہوتی' لیکن

فاغرینا بینهم العداوة والبغضاء الی یوم القیامة و سوف ینبئهم الله بما کانوا یصنعون (۵ - ۱۷) ہمنے عیسائیوں کے اندر باہمی عداوت اور بغض کو قیامت تک کیلئے ڈالدیا ہے اور آخر کار خدا انکو بتا دیگا کہ دنیا میں انکے کام کیسے رہے ہیں

درال یورپ کی باہمی رقابت کو خدا تعالی نے اسکا ذریعہ بنادیا کہ اسلامی حکومت کا آخری نقش قدم یورپ میں ابھی عرصے تک باقی رہے - اسی رقابت سے قسطنطنیہ کے بحالت خود بقا کا مسئلہ پیدا ہوا - اور پہلی (پیرس کانفرنس) میں تمام دول یورپ نے اسکی خودمختاری اور ذمہ داری پر دستخط کر دیے -

لیکن یہ رقابت یورپی ریاستوں کی خود مختاری کی مانع نہ تھی - کیونکہ انکی آزادی سے دول کے باہمی توازن قوا پر کوئی اثر نہیں پڑتا تھا - اسلیے بظاہر دماغ کو کامل اور سالم رکھکر' صرف اعضا کی قطع و برید کا عمل شروع کردیا گیا ' اور یونان کا نگریس نے یورپی قطعے بعنوان مختلف ارادہ کرادیے - یہ وہ یورپین قطعات تھے جو ایک صدی سے زیادہ عرصے تک ترکی کے محکوم صوبے رہچکے تھے ' اور انہی میں سے ایک ریاست آج ترکی کے مقابلے میں معرورانہ اعلان جنگ کر رہی ہے وملک الانام بغاة ولها بین الناس -

یورپی صوبوں میں صرف ایک آخری صوبہ (مقدونیا) باقی رہگیا ہے - سنہ ۱۸۷۰ - سے اچانک روس اور استریا اور تمام ریاست ہائے یورپ مال و فوج اور سارس کی سعی سے سعی طاقیں اسکے لئے صرف کررہی ہیں ' اور بعضہ دول سنہ کا اتحاد و اشتراک عمل ہر موقعہ پر انکے ساتھہ ہے - باہر کے اعوا اور سازش کے دل پر خود

(۱) مسلمانوں - تم پر جنگ و قتال میں پڑنا لکھدیا گیا ہے - یہ تمکو ناگوار گذرے گا - لیکن عجب نہیں کہ ایسی چیز تم کو بری لگے - اور وہ تمہارے حق میں اچھی ہو - اور کسی چیز کو تم اچھا سمجھو اور وہی تمہارے حق میں بری نکلے - کیونکہ اللہ جانتا ہے مگر تم نہیں جانتے -

مقدونیا کی مسیحی جماعتوں کی انجمنیں امریکہ ' پیرس ' جنیوا ' صوفیا ' ایتھنس ' اور وارسا میں برسوں سے قائم ہوگئی ہیں قوموں اور ملکوں کو آزاد کرانے کا یورپ میں اصلی وسیلہ اندرونی تجارت ' خفیہ سازشیں قتل و غارت ' اور تمرد و سرکشی ہے ' اور گو روس پولینڈ میں اور انگلستان مصر میں اسکو پسند نہ کرے ' لیکن مقدونیا کی مسیحی آبادیوں میں (جو عہد گذشتہ میں بھی یقیناً مظلوم رعایائے ترک سے زیادہ آزاد اور امن و امان میں تھیں) ان تمام وسائل کو عمل میں لانے کیلئے تنخواہ دار ایجنٹوں اور واعظوں پر کروروں روپیہ صرف کر چکا ہے - سلطان عبد الحمید کے زمانے میں آخری تیس برس ثلاثہ کے ہائی کمشنروں اور انکے ماتحت ایک علیحدہ فوجی پولیس کی تربیت کا قیام تھا ' لیکن اس سے بھی مقصود یہی تھا کہ اندرونی تجارتیں اور زیادہ تھرکائی جائیں ' اور مختلف مسیحی کلیساؤں کے متحد ہونے کی وجہ سے جو قدرتی باہمی تعاون وہاں موجود ہے ' اسے مشتعل کرکے عام بد نظمی اور طوائف الملوکی کی حالت پیدا کردی جائے - چنانچہ سنہ ۱۹۰۷ کے اواخر میں ایک سخت اتش فساد تمام مقدونیا میں بھڑک اٹھی - سرویا ' بلگیریا ' اور یونان نے اپنے اپنے مسلح گروہ علانیہ بھیجدیئے ' اور ہر جماعت نے ایک جنگی گروہ کی صورت اختیار کرکے اطراف و جوانب کو لوٹنا شروع کردیا ' یہانتک کہ یہ نکلا کہ مقام (ریوال) پر شہنشاہ انڈورڈ اور زار روس میں مشہور زیارتانہ ملاقات ہوئی ' اور اسکے بعد ہی انگلستان اور روس مقدونیا کی ارادی کیلئے ایک مشترکہ یادداشت (انگلو روسین اسکیم) تجویز کرکے متحد ہوگئے کہ سلطان عبد الحمید کی ہر موقعہ پر لچک جانے والی پالیسی کی آخری آزمائش کرلیں - یہ وقت تھا یورپین ترکی کیلئے نہایت نازک اور فیصلہ کن تھا ' لیکن عین اسی وقت عساکر کی مرکزی انجمن اتحاد و ترقی نے جو وقت مناسب کی منتظر تھی - یورپین ترکی کے آخری فیصلہ کن وقت کو دیکھکر اپنی کارروائی شروع کردی ' اور ۲۷ - جون سنہ ۱۹۰۸ - کو (نیازی بے) نے (رسنہ) سے ' اور ۵ جولائی کو قہرمان حریت (انور بے) نے (پرسی پی) سے علم حریت و دستور بلند کردیئے - جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ ۲۴ جولائی کو تمام کے دستوری انقلابات کا سب سے زیادہ اعجوبہ حیرت واقعہ ظاہر ہوگیا ' یعنے یلدیز کی تزویرت دستوری حکومت کی صورت میں مبدل ہوگئی -

اس انقلاب نے یکایک یورپ کی امیدوں پر ایک وقتی موت طاری کردی - پیرس کا عرس سے لیکر لندن کے اجتماع تک تمام یورپین ترکی کی آزادی کیلئے یہ دلیل بیان کی گئی تھی ' کہ جناب عالی کا دستگی تشوشل گورنمنٹ نہیں ہے ' اور اسلئے مسیحی رعایا کے امن و آسایش اور آزادی کیلئے کوئی ضمانت نہیں - لندن کانگریس میں جب اسٹریچی وکیل (کونسل اسکاٹسی) نے الحاق بوسنیا اور ہرزی گوینا کی تجویز پیش کی تھی ' تو لارڈ (سالسبری) اور لارڈ (لنکنس شائر) نے اسکی سخت تائید کیلئے یہی سہارا ڈھونڈھا تھا کہ " اس طرح تو تمام صوبے بتدریج طور پر ایک کامیاب تشوشل گورنمنٹ کی زیر نگرانی آجائیں گے - لیکن اگر جناب عالی اپنی اصلاحات کی رفتار میں متوقع تیز رفتاری حاصل کرکے دستوری گورنمنٹ کے قیام پر کامیاب ہوگیا ' تو دول عظیمہ کی کانگریس نہ کہتے ہوئے اپنے دلی مقصد کے اظہار میں بالکل صاف ہے کہ وہ انکو دوبارہ اپنے جمعیت میں شامل کرلینے کیلئے کوئی رکاوٹ نہیں پائے گا "

پس دستوری گورنمنٹ کے قیام کے بعد کچھ دنوں کیلیے مطالبات کا دوبارہ تازہ ہوجانا ناگزیر تھا ' تمام یورپ پر اس غیرمتوقع انقلاب نے ایک سکتے کا عالم طاری کردیا ' اور تمام ہر طرف سے اظہار مسرت و شادمانی کے تاروں میں نئی حکومت کا استقبال کیا گیا -

مسئلہ مقدونیا بعد دستور

یہ گویا مقدونیا کی قسمت از دستور حالت کی طرف ایک سرسری اشارہ تھا - اعلان دستور کے بعد کچھ دنوں تک تو بظاہر تمام یورپ نے یہ تکلف اپنا چہرہ ایسا بنالیا ' گویا واقعی طور پر انقلاب کے متوقع نتائج کا انتظار کر رہا ہے - مگر یہ انتظار بالکل بے معنی تھا ' کیونکہ جن چیزوں کو " اصلاحات " کے عظیم الشان لفظ کے دینے کا تصور کیا جاتا تھا ' وہ ترکی کے تاریک سے تاریک عہد میں بھی یورپین ترکی کے ہر مسیحی باشندے کو حاصل رہی ہیں

تاہم یہ تصنع کا چہرہ زیادہ عرصے تک نہیں رہ سکا ' اور اب پچھلے مطالبات کو اس لہجے میں دہرانا شروع کردیا گیا کہ دستوری انقلاب کے نتائج مقدونیا کی حالت میں بالکل ظاہر نہیں ہوئے - اسمیں سب سے زیادہ حصہ انگلستان کے پریس نے لیا اور عام طور پر دستوری گورنمنٹ کو ناکامی اور بے اثری کا طعن دینا شروع کردیا - یہ لوگ ترکوں کو معلوم تھا کہ یہ الزام ایک ایسے ملک کی طرف سے دیا جارہا ہے ' جہاں پارلیمنٹ قائم ہوکر متصل چار سو برس تک فتنہ و فساد اور قتل و غارت کا موجب رہی ' اور نظم و امن کی جگہ اُس نے یورپ کے امن کو صدیوں تک خطرے میں رکھا - لیکن انھوں نے پوری خاموشی کے ساتھ ان تمام طعنوں کو برداشت کیا اور صرف ٹھونڈھتے رہے کہ کسی طرح دستوری انقلاب کی ابتدائی مشکلات سے ملک گذر جائے - انگلستان کی یہی سرد مہری تھی ' جس نے اتحاد و ترقی کو پھر جرمنی کی طرف مائل کردیا تھا ' اور اسی جرمن اثر کا نتیجہ تھا کہ انگلستان نے (کامل پاشا) کو ہاتھ میں لیکر اتحاد و ترقی کی مخالفت شروع کی تھی -

دستوری انقلاب پر اظہار مسرت و استقبال اگر اخبار کے صفحوں پر تھا تو دوسری طرف یورپ نے وقت کے بعد روس و اسٹریا اور بلقانی ریاستوں نے ابتدا مخالفانہ کارروائیاں بھی شروع کردی تھیں - اسکا پہلا ظہور البانیا کی پہلی شورش تھی ' جسمیں روسی ' نونانی ' سرویں ایجنٹوں کا اسلحہ تقسیم کرنا ' اور خفیہ کمیٹیوں کو نکثرت روپیہ سے مدد دینا جرمن اخبار کے وقائع نگاروں نے ثابت کردیا تھا - اسکے بعد ہی جنگ طرابلس کا آغاز ہوگیا ' اور ترکی نے مالدیو یوں کے مطالبات ایک حد تک منظور کرکے پوری توجہ طرابلس پر صرف کردی - اب یہ موقعہ بلقانی ریاستوں کو مطلب براری کیلئے بہت اچھا ملگیا - سرویا جو ایک عرصے سے ترکی حکومت بننے کا خواب دیکھ رہی تھی - کوئی وجہ نہ تھی کہ اس موقعہ سے فائدہ نہ اٹھاتی - اسٹریا اور روس و یونان نے اسکو اور بھڑکایا - دو قسمتی سے اتحاد و ترقی کے نادان دشمن اس موقعہ پر غیروں کے ہاتھ ایک

آلہ کار بنگئے' اور اتحاد و ترقی کو شکست دینے اور بدنام کرنے کیلئے الغاریا میں تجارت پھیلانے کا سامان کرنے لگے - اٹلی طرابلس کے اندر مجبور ہو کر صلح کیلئے ترکی کو دبانا چاہتی تھی' اسلئے وہ اور اسکے حلیف بھی آمادہ ہوگئے کہ بلقان میں جلد سے جلد شورش پیدا کردینے کے وسائل عمل میں لے آئیں - یہ اسباب تھے جنھوں نے ایک بلقانی متحدہ سازش کی صورت اختیار کرکے ناظر کی اعانت بھی بہت جلد حاصل کرلی' اور " مسئلۂ مقدونیا " پھر زندہ کرکے کھڑا کردیا گیا - افسوس کہ تفصیل کی گنجائش نہیں' ورنہ اس سرگذشت میں بہت سی نادر خصوصیتوں کے ساتھ لکھنے کی تھیں -

کوچنہ کا حادثہ

بظاہر موجودہ شورش کی ابتدا ۲ - اگست کے " حادثۂ کوچنہ " کو بیان کیا جاتا ہے' جسمیں حسب روایت (صوفیا) ۳۲ - بلغاری دریدہ کے گولوں کے پھٹنے سے ہلاک ہوگئے تھے' اور اسکے بعد ۴ - اور ۵ - کو ایک مسیحی قتل عام کی خبر تمام عالم میں مشتہر کی گئی تھی - لیکن یہ حادثہ فی الحقیقت خود بلقانی ریاستوں کی ایک متحدہ کوشش سے عمل میں آیا تھا' تاکہ بہانہ ہوئی اور مسئلۂ مقدونیہ کو از سر نو اٹھانے کا موقعہ ہاتھ آجائے - یوربین ترکی میں ہمیشہ اسی طریق پر عمل درآمد رہا ہے - مشہور حرص اخبار (رش) کا نامہ نگار اس حادثے کی نسبت لکھتا ہے -

" کوچنہ کا واقعہ کوئی اتفاقی حادثہ نہ تھا - نہ ایک قدیمی اور طے شدہ پالیسی کا عملی ظہور تھا - نہ خونریزی کامل غور و فکر کے بعد خود کرائی گئی تھی - ممکن نہیں کہ شاذ نہیں نہ آئے کہ اسطرح کوئی خونریزی خود اپنی جانوں کیلئے کرائی جاسکتی ہے' مگر یہ ایک ایسی حقیقت ہے' جسکا علانیہ اقرار حلیف اتحاد کر خود مقدونی انقلاب خواہ کررہے ہیں - اس سے مقصود یہی تھا کہ ترکی کے مظالم اور مدافع کا افسانہ ایک مرتبہ پھر دہرادیا جائے' اور دول کی مداخلت اور مقدونیا کی آزادی کا راستہ صاف ہوجائے "

ناظرین کو یاد ہوگا کہ ہم نے اُس زمانے میں احرار (ٹمپس) اور (مرننگ پوسٹ) کے ایک نوٹ کا ترجمہ شائع کیا تھا' جسکے نامہ نگاروں نے بھی اسی کے قریب قریب حالات ظاہر کئے تھے -

قریبی مشکلات

جو حکومت ایک صدی سے متصل مشکلات کی زندگی بسر کرتی رہی ہو' اسکے لئے موجودہ مشکلات میں کوئی ندرت نہیں - تاہم اس وقت طرابلس کی مصروفیت کے ساتھ اسکو یورپی پانچ طاقتوں سے نبرد آزمائی کرنی پڑے گی - بلغاریا کا تعدد بسی اور سازشی اتحاد کے ساتھ یونان اور آسٹریا کی فوجی طیاریاں بھی اسکے سامنے ہیں' اور کریٹ بھی ضرور ہے کہ اپنے یونانی الحاق کے دیرینہ حواب کی تعبیر موجودہ حالات ہی میں ڈھونڈھے - موجودہ وزارت نے صلح کے معاملات میں جو ناقابل شرکت کی ہے' اور جسکا حدا نکرے کہ کوئی اسلام سورنیدہ ۸ - اکتوبر کو سننا پڑے' وہ بھی بعینہٖ انہی مشکلات کے قدرتی اثر کا نتیجہ ہے' اور ان شورشوں کا ایک بہت بڑا مقصود یہ بھی تھا - تاہم اسلام کیلئے جو فیصلہ کن گھڑیاں گذررہی ہیں انکا اب یہی اشارہ ہے کہ جو کچھ ہونا ہے' ایک مرتبہ ہوجائے - کچھ عجب نہیں کہ اللہ تعالے نے (جو بعیداً مسلمانوں کی بد عملیوں کی نحوست سے اسے کلمۂ توحید کی حفاظت چھوڑ نہ دیگا) ترکی کی زندگی کیلئے ایک سنہلا موقع پیدا کردیا ہو -

سنۃ اللہ فی من خلوا من قبل ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا

دستوری حکومت نے ہمیشہ جنگ میں پڑنے سے دامن بچایا' اور ہمیشہ اصلاحات و تعمیرات کیلئے فرصت اور سکون ڈھونڈھتی رہی' مگر یہی فرصت درحقیقت اسکے لئے عہد جدید کے تمام نقائص کا سرچشمہ بن گئی - انقلاب دستوری کے بعد ملک میں اندرونی نزاعات' عناصر نفع کی توقعات' اغراض و مقاصد کے تصادم' اور نامحدود کارنامہ سیاسی خود مختاری کی مصراعت کا ظہور ہمیشہ سے لازمی رہا ہے - ایسی حالت میں انقلاب کے بعد کسی بیرونی مصروفیت کا پیدا ہوجانا رحمت الہی سے کم نہیں ہوتا' کیونکہ ملک کے تمام منتشر قوا جمع ہوجاتے ہیں' باہمی عداوتیں اور دشمنیاں عہد مودت و اخوت سے مبدل ہوجاتی ہیں - خانگی اختلافات جھگڑوں کو بھلا دیتا ہے' اور جو ملکی قوت اندرونی مخالفات میں ضائع ہو رہی تھی' وہ ایک عمدہ مرکز پر جمع ہوکر مفید طریقے سے خرچ ہونے لگتی ہے - عثمانی انقلاب کے بعد اندرونی نزاعات کا ایک سخت طوفان اُٹھا' لیکن خدا تعالی نے توسیعاً اور ضروری گویا کا معاملہ پیدا کردیا' تاکہ باہمی تناقض و تعارض کی قوتیں استریا کے مقابلے میں صرف ہوں - اسکے بعد سکون طاری ہوا تو ابتدائی قصے پھر تازہ ہوگئے' علی الخصوص حرب البلقان و الائتلاف اور اتحاد و ترقی کی دہلی معرکہ آرائی اور (صادق ے) کی دار و گیر کا اعلان - تھا ممکن تھا کہ یہ وقت ترکی کے داخلی امن کیلئے سخت منحوس ثابت ہوتا' لیکن قدرت الہی نے اسی وقت اٹلی کو بھیجدیا' اور اٹلی اعدا عدو دسیس کے ہاتھوں خلافت عثمانیہ' اور قوائے دفعۂ اسلامیہ کو زبردست ضربت پہنچادیتی' جسکی تلافی اسلام کی پچھلی کئی صدیوں کی تاریخ میں نہیں مل سکتی -

ان اللہ لمع الذین اتقوا والذین ھم محسنون (۱)

اس وقت پھر ترکی ایک نہایت شدید اندرونی فتنے میں مبتلا ہوگئی تھی' گویا آل عثمان کے خاندان کے تمام اعصا باہمی نزاعوں سے بے قابو ہوکر دست و گریباں ہونے کیلئے طیار تھے - کچھ عجب نہ تھا کہ عنقریب اتحاد و ترقی کا نیا پروگرام حسب اعلان آخری اپنا عمل درآمد شروع کردیتا اور خلافت اسلامی کیلئے فی الحقیقت وہ ایک فرع الاکبر کا دن ہوتا - لیکن اللہ تعالے نے پھر ایک نیا سامان اس فتنے کے انسداد کا نہم پہنچادیا' اور اسکی رحمت و نصرت کی حدود

(۱) بخاری و مسلم نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ ایک جنگ کے موقعہ پر آنحضرت نے ایک شخص کی نسبت کہا کہ وہ اہل نار میں سے ہے - مگر دوسرے دن اس نے بہادری سے اپنا کام انجام دیا ' اسے بعض صحابہ نے آنحضرت سے کہا حالانکہ وہ بکثرت زخمی ہو سکتا ہے تو کیوں اسکے حق میں مغفرت ہوا کہ بدترین زخم سے مضطرب ہو کر اس نے خود کشی کرلی اور اس طرح واقعی اہل نار کی صورت اختیار کی - جب آنحضرت کو خبر ملی تو آپ نے فرمایا ' بیشک خدا تعالے اس دین کی مدد ایک فاجر انسان سے کرائے گا -

مجھی دشمنوں کے ھجوم نے اردو کا نقاب منہہ پر ڈالکر ھر طرف سے نازل ھونا شروع ھوگئی - یہ معدودیا کے مسئلے کی تحدید نہیں ھے' بلکہ فی الحقیقت نائنڈ الہی کے عہد قدیمی کی تحدید ھے - نہ تلفانی کانفڈریسی کا اعلان جنگ نہیں ھے - بلکہ ترکی کے لئے دور کدلنے ایک تنعام حساب ھے - ترکی کو انقلاب دستور کے بعد ایک سخت جوہرتری کی ضرورت تھی' اسکی تلوار زنگ آلود ھورھی تھی' اور اسکے جسم پر مدتوں سے جوں کے جھنڈے نہیں تڑے تھے - طرابلس کی جنگ نے دلوں کو زندہ کیا' مگر عثمانی تلوار کے قبضوں میں زندگی ندیا نہیں ھوئی - یہ جنگ صرف اندروں طرابلس میں محدود تھی' معدودے چند جاں باز ترکوں کے سوا اسمیں عثمانی تلوار کو کوئی حصہ نہیں ملا - لیکن اب جو کچھہ ھوگا' اُس سر زمیں پر ھوگا' جہاں کی مٹی نصف صدی سے یورپ کے جوں کے لئے تشنہ ھورھی ھے' جہاں کی خاک کو مدتوں سے جوں کی بارش نصیب نہیں ھوئی' اور شدت خشک سالی سے اسکے تمام جوھرِ نشوونما ضایع جارھے تھے - جہاں اندلک (محمد فاتح) اور (سلیمان صاحبقران) کے درختوں کے ندیا کئے ھوے گڑھے تھرے نہ جا سکے - اور جہانکے ایک ایک ذرّے کو خاندانِ آل عثمان نے اپنا سرروں اور مدتوں خوں بلا بلاکر پالا ھے' اور پروریس کیا ھے -

پس اگرچہ عہد اندرونی مصالحات اور طرابلس کی مصروفیت کے موقعہ پر ایک متحدہ یورپین جنگ کا اعلان تشویش و اضطراب پیدا کرتا ھے' مگر فی الحقیقت اضطراب کا نہیں' بلکہ شکر الہیٰ کا موقعہ ھے - تہب واجب ھے کہ جنگ طرابلس سے زیادہ تعجب انگیز اور عدم متوقع نتائج سے اس جنگ کا مستقبل شروع ھو - اسلام کی فتح و شکست کا دار و مدار کبھی بھی مادی اسباب و ذرائع نہیں رہے ھیں - تاریخ شاھد ھے کہ ھم نے ھمیشہ مادیوں میں سے اعداد' اور ذرائع میں سے کامیابی حاصل کی ھے - اگر تلغارنا ھوائی جہازوں کو فراھم کررھی ھے' اگر انگلستان جار نداہ کی جہاز رانی کے ذخایر ورجب کررھا ھے - اگر اسٹریا پے فوجی طیاری کا حکم دیدیا ھے' اور بلقان کی متحدہ قوت کے قواے جنگ کی فہرست نہایت اور دھشت ناک ھے' تو ھو' کوئی مضائقہ نہیں - کیونکہ ایک ھستی ھے' جسکی محیط کل قوت ان انسانی تدبیروں سے مرعوب نہیں ھوسکتی' اور جسکی عجائب آفرینیوں کے آگے مادی اسباب و رسائل نے کبھی بھی فتح نہیں پائی ھے - اگر یورپ اپنے آلاف جوں و خوں ریزی کے ھجوم میں اُسکو بھول گیا ھے' تو ھم ابدی محتاجی و مظلومی کی نسبتی میں تو اُسے نہیں بھول سکتے

وکم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن الله' والله مع الصابرین (۳ ۹۶)

مسلمانوں کو یاد رکھنا چاھیئے کہ آج مسیحی کروسیڈ اسلام کو یورپ سے نکالنے کیلئے اپنی تمام قوتیں حرج کررھا ھے' مگر ایسا ارادہ اسلام کیلئے کوئی نیا ارادہ نہیں ھے - اسلام نے اپنے ظہور کے ساتھہ ھی اس طرح کے ارادوں کو اپنے سامنے پایا ھے - اس وقت تو اسلام الحمدللہ - تیرہ سو برس کی ایک پرانی جڑ ھے - اسکے ریشے اسقدر دور تک پھیلے ھوے ھیں' کہ ایک اکھاڑنے کیلئے مسیحی یورپ اپنے ھاتھوں پر فولادی دستانے چڑھا رھا ھے' پھر بھی خائف ھے کہ اس درخت تناور کو ھلانا اساں نہیں - لیکن جسکو اسکا اعتراف تھا' اس وقت بھی خدا کے مقابلے میں انسان نے ایسا ھی ارادہ کیا تھا' مگر مشیت الہی نے انسانی غرور کو شکست دی :

واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک ویمکرون ویمکر الله' والله خیر الماکرین (۸ - ۳۰)

اور اے پیغمبر! وہ وقت یاد کرو جب کفار مکہ تمہارے ساتھہ ایک چال چل رھے تھے تاکہ تم کو گرفتار کر رکھیں یا مار ڈالیں یا جلا وطن کردیں - اور حال یہ تھا کہ وہ اپنا داؤ کر رھے تھے اور خدا اپنا داؤ کر رھا تھا' اور اللہ سب داؤ کرنے والوں سے بہتر داؤ کرنے والا ھے -

وہ خدا' جس نے اپنے کلمۂ توحید اور اسکے داعی کو اُس وقت تاریک میں بچا لیا تھا' اور والله یعصمک من الناس کہکر مطمئن کردیا تھا' تو گو دنیا کے سارے سامان بدل گئے ھوں' مگر خدا نہیں بدلا ھے - وہ اب بھی اپنے عجائب کارو تار قدرت کی نئی نئی نشانیاں دکھلا سکتا ھے

فریدون لیطفؤا نوراللہ بافواھھم' واللہ متم نورہ ولوکرہ الکافرون (۶۱ ۹۸)

انعقاد اتحاد و ترقی کا اعلان

چنانچہ - الحمد اللہ - کہ سب سے پہلا عظیم الشان نتیجہ آثار جنگ کا ظاھر ھوگیا ھے - یعنی انعقاد اتحاد و ترقی نے دلیرانہ ارادے کے ساتھہ اعلان کردیا کہ " وہ اپنی دیرینہ دوست سے گورنمنٹ کی تائید کرنے کے لئے طیار ھے' اور حفظ ملک کے اس نازک موقعے پر اندرونی مخالفتوں کو بھول گئی ھے" - اتحاد و ترقی کے مشہور افراد - طلعت بے' جاوید بے' اور جلال بے - جنکو موجودہ وزارت ملک کا اشد ترین دشمن ظاھر کرچکی تھی - اور جنکی گرفتاری کے لئے پوری قوت حرکت کرچکی تھی' اسوقت تمام پچھلی کا وشیں فراموش کرکے پھر ملک میں آگئے ھیں - اور مع ایک بڑی اتحادی جماعت کے "گروہ معاھدین" میں اپنا نام لکھوا رھے ھیں - فی الحقیقت یہی آثار ھیں جنکو دیکھکر یقین کرنا پڑتا ھے کہ موجودہ ترکی گورنمنٹ میں خواہ کتنا ھی اعتدالانہ اختلافی تراع ھو' مگر حفظ ملت کے نقطے پر سب مجتمع ھیں' اور وطن پرستی کی عقیدت سے کوئی خالی نہیں ملک کی تقدس سب کے دلوں میں ھے' اور خاک وطن کے ذرّوں کی امانت سب کے سینوں میں محفوظ ھے - اتحاد و ترقی کا یہ رویہ اسکی صداقت اور اسلام پرستی کی ایک نئی اور عظیمہ ھے' اور اُن خدا دشمنوں کے لئے ایک تازیانۂ محکم و شدید ھے' جو ایک صادق الاعمال و الفدہ گروہ کو بدنام کرنے ھوے خدا سے بالکل نہیں شرماے والا ان حزب الله ھم الغالبون [اور یاد رکھو کہ حزب الہی ھمیشہ غالب رھیگا]

یہ اسلام کی ھدیٰ جامعہ کی اصلی خصوصیت تھی' اور اسی سے محرومی آج ھمارے تمام کاروبار ملی کے خسران کی علت خفیہ ھے - اختلاف و تراع احزاب کا مٹنا محال ھے - انسانی دماغ میں جب تک قوت فکری رھے گی' اس وقت تک مختلف دماغوں کا مختلف الافکار ھونا بھی ضرور ھے' لیکن زندہ قومیں ان اختلافات کے حدود کو ایک دائرے سے بڑھنے نہیں دیتیں اور ایک متحد اور مشترک نقطۂ اتحاد ھمیشہ اپنے پاس رکھتی ھیں -

واعتصموا بحبل الله جمیعا ولا تفرقوا ولا تکونوا کالذین تفرقوا و اختلفوا من بعد ما جاءھم البینات واولئک لھم عذاب عظیم

مراسلات

مسئلۂ تعلیم و الحاق

— * —

لکھنؤ کی گمنام چٹھی اور الہلال کے ریمارک

(اثر حامۂ معارک عالی جناب حضرت خان بہادر سید اکبر حسین صاحب الہ آبادی مدظلہ العالی)

— * —

جناب اڈیٹر صاحب ! الہلال میں ان مضامین کو پڑھکر مجھکو یہ خیالات پیدا ہوے -

(۱) کیا الہلال کا یہ دعوی ہے کہ قرآن مجید مسلمانوں کی تمام دینی اور دنیاوی ضرورتوں کے لیے کافی ہے ؟ اگر ہے تو کیا یہ دعوی صحیح ہے ؟

(۲) کیا " نامہ نگار لکھنوی " کا یہ کہنا صحیح ہے کہ موجودہ مسئلۂ تعلیم و الحاق پر قرآن کوئی پرتو نہیں ڈالتا ؟

یہ قسمت اول - نئی روشنی کے مسلمانوں نے جو تفصیل اپنی ضرورتوں کی نشان کی ہے' اور جو شرح قرآن مجید کی کی ہے' اسکی رو سے الہلال کا دعوی صحیح نہیں ہے' اور اگر صحیح ہے' تو یہ اشعار متعلق ہیں :

طرح مغرب کو دیکھکر جو کہے ناممیں طرحہا ندارد ساحت
تو وہ قرآن سے بھی کہدے صاف ناممیں شرحہا ندارد ساحت

لیکن الہلال نے جو ریمارک کیے ہیں' وہ ظاہر کرتے ہیں' کہ وہ نئی روشنی کی تفصیل و تشریح و تفسیر کو نہیں مانتا - اور ہرگاہ یہ صورت ہے' تو یونیورسٹی کی شکل وساخت اور ترکیب کی بھی اُس پر کچھہ ذمہ داری نہیں - وہ تو اپنی ترنگ میں کہہ سکتا ہے

ابتدا کی جناب سعد نے جنکے کالج کا اتنا نام ہوا
انتہا یونیورسٹی پہ ہوی قوم کا کام اب تمام ہوا

ایک طوائف محفل میں گا رہی تھی - ایک ناداں نے اسکی گیت ادا کی نسبت کہا کہ بالکل خلاف شرع ہے - اسنے کہا درست ہے' لیکن یہ مجلس اور مدرا ناچنا ہی کونسا موافق شرع ہے ؟

اختیار الحاق ہوجانے پر بھی کونسے چار چاند لگ جائیں گے ؟

ترقی کی نہیں ہمپر جڑھا کس گھٹا کی دوات اسپنچیں نچوا کس
رہیں ہر پھر کے آپا نی نصیبن وہ گو اسکول میں برسوں پڑھا کس

یہ قسمت اول دوم - اگر یونیورسٹی اور اسکے کلنڈر کی صورت خاص مقصود ہے تو حواب ہوچکا - اور اگر عام طور پر مذاق اسلامی کی رو سے تعلیم مقصود ہے' تو تعلیم و الحاق کا مسئلہ ایک اسی آیت میں موجود ہے هوالذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم آیاته ویزکیهم و یعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین و آخرین منهم لما یلحقوا بهم وهو العزیز الحکیم (۱)

دیکھئے ! تعلیم و الحاق کے الفاظ موجود ہیں ' یعنی جو تعلیم اسلامی حضرت پیغمبر(صلعم) کو دینی تھی' وہ اُنکے لیے بھی مقصود تھی' جو ہنوز ملحق نہیں ہوے تھے - ظاہر ہے کہ اُنکا الحاق بھی منظور تھا اور بالآخر اُنکا الحاق ہوا -

(۱) وہ خدا ہی تو ہے جس نے اُن پڑھے لوگوں میں انہی میں سے ایک شخص کو پیغمبری کیلیے چن لیا - جس نے انکو اللہ کی آیتیں پڑھکر سنائیں - اور انکے زنگ آلود روح و قلب کو صاف اور چمکیلا کردیا - نیز انکو کتاب الہی اور علم و دانائی کی تعلیم دی - درنہ اس سے پہلے یہ لوگ کھلی گمراہی میں مبتلا تھے - نیز وہ انکی طرف بھی بھیجا گیا ہے - جو ابتک ان سے ملحق نہیں ہوے ہیں - لیکن آگے چلکر ملحق ہوجائیں گے -

الہلال

لکھنوی نہالی صاحب نے دنیا کا رنگ دیکھکر ایسے خیالات ظاہر کردیے' ورنہ کیا وہ نہیں سمجھتے . -

ہم ذرہ خواہی و ہم آروغ صاف
ایں خیال است ومحال است وگزاف

* * *

ہم اگر قناعت نہ کرینگے' نے رونمی پر صبر نہ کرینگے' تو حضرت پیر ملک کی چال سے پامال ہوجانے کو عالباً نہ روک سکینگے - اخلاقی اور قومی پامالی مقصود ہے

اُنکی چالوں کا سمجھنا نہیں آساں اکبر
کہ ترقی کو بھی رہزن کا سبب کرتے ہیں
انہیں عمروں نے مچا رکھا ہے قومی اندھیر
یہی عشرے ہیں کہ جو رو رو کو شب کرتے ہیں

میں نے ایک مولوی صاحب سے کہا کہ آپ امرا و حکام سے زیادہ میل اور لگاوٹ کرتے ہیں ' یہ عنصر ضروری ہے ' اُن پر زیادہ التفات فرمایئے جو قانع اور خاموش ہیں اور اللہ اللہ کرتے ہیں -

گدایا نے از بادشاہی بصور نہ اُمیدش اندر گدائی صبور

دیکھئے اللہ تعالی حضرت پیغمبر سے ارشاد فرماتا ہے ولا تمدن عینیک الی ما متعنا به ازواجا منهم ولا تحزن علیهم واخفض جناح الذل للمومنین - دوسرے ' کیا میں پیغمبر ہوں - اُنکے آگے حکومت بھی اور حلال خداوندی ' میرے آگے کیا ہے ؟ تونسی چھوٹی گروہ بندی -

میں نے دل میں کہا کہ ایمان کی کہی' قناعت اور عزت اور حق داری کے نہ ہونے سے یہ اندار طبقہ ہوگیا ہے -

شیخ جی بھی رہی کرتے ہیں جو سب کرتے ہیں
اب تو ہم مصلحۃً اُنکا ادب کرتے ہیں

در حقیقت ان روزوں کچھہ ایسا طوفان نے اصولی برپا ہے کہ عقل حیران ہے

گئے وہ دن کہ حیوں نما مجھے پری کہتے
حواس ساتھہ ہوں اب تو ممدری کہتے

خدا الہلال کے دائرے کو روشن دلوں سے بھردے اور اُسکو دیر کامل بنادے - میں تو یہی کہتا ہوں - ہوالرحیم آمنا بہ و علیہ توکلنا' مسلمانوں میں ہو فی ضلال مبین ؟ خدا اس پر قائم رکھے - ایک دوسرے کے لیے دعا کیجیے -

(ا ـــ)

آیندہ سالانہ اجلاس آل انڈیا محمدن کانفرنس کیلیے رزولیوشن

یہ امر محتاج بیان نہیں ہے کہ موجودہ حالات اور واقعات نے مسلمانان ہند کی تعلیمی پالیسی پر ایک خاص اثر ڈالا ہے اور قومی تعلیم کے مسئلہ کو ایک خاص اہمیت دی ہے - اسی لحاظ سے آیندہ سالانہ اجلاس کانفرنس بمقام لکھنؤ منعقد ہونا قرار پایا ہے - اسلیئے ذیل کے رزولیوشن جو ہمدردان قوم کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اپنے اپنے صوبہ کے مسلمانوں کی تعلیمی مسائل کے متعلق جسقدر جلد ممکن ہوسکے رزولیوشن ترتیب فرماکر صدر دفتر کانفرنس میں بھیجدیں اور دفتر رزولیوشن کے متعلق تمام واقعات اور حالات اعداد و شمار بطور یاداشت کے ارسال فرمائیں - آیندہ پروگرام کے لیئے ضرورت ہی کہ اس گذارش پر جلد توجہ کی جاوے - فقط

حاکسار

اعزازی جائنٹ سکرٹری کانفرنس

لکھنؤ سے ایک دوسری گمنام چٹھی

— —

نقاش نقش ثانی بہترکشد رادل

— * —

از مرعوں وب اورمردد زماں ! از ابلدس ابن ابلیس ! ہم سمجھتے ہو کہ الہلال نکالکر اور اسمیں قراں کی آیتیں بھر کر قوم کے مصلح بن جاؤ گے ؟ یہ منہ مسور کی دال ! پہلے ذرا یہ تو بتلایئے کہ آپنے ابتک کسی کالج تو جدید کسی انگریزی کے اسکول میں ابتدا جوانی بھی کی ہے ؟ تم کو شرم نہیں آتی کہ قوم کے اُن مسلّم اور واجب الاحترام سچے لیڈروں کو گالیاں دیتے ہو' جو تمہارے جدسے دل اعودے اور قراں جواں ملا خرید کر تقسیم کر دیسکتے ہیں ؟ بد معاش ! بے حیا ! شیطان ! آخر تو نے اپنے تئیں سمجھا کیا ہے ؟ تیرے جیسے لاکھوں عربی پڑھے ہوئے ملاؤں قراں بغل میں دابے مارے مارے پھر رہے ہیں' اور انکو اب کوئی شریف اپنے گھر میں گھسنے بھی نہیں دیتا - تب کسی نے عرب دی تو اتنا کیا کہ اپنے کسی عزیزکی مدرپدر اسمیں پڑھنے کے لئے بٹھا دیا - اب وہ زمانہ گیا جبکہ دل اعودیوں کی قوم تو حکومت بھی - اب تعلیم اور روشنی کا زمانہ ہے' اور اسکول کا ایک لونڈا بھی مولویوں کی جہالت پر ہنستا ہے اور کسی ملا کو منہ دکھلانے کی جرأت ہی نہ بھی ' اور مذہب مذہب کہکر شیطانی گمراہی پھیلانے کا حادثہ چل نہیں سکتا تھا ' مگر اب برسوں کے بعد تم قراں کے نئے عالم اور مفسر بنکر آئے ہو کہ قوم کو از سر نو مذہبی تعلیم دو' اور یہ صرف تمہیں کو سوجھا ہے کہ دولتمکل پالیسی بھی قراں سے نکالنی چاہیے' اور ساری دنیا قراں ہی میں ہے - الحمد للہ کہ اب قوم تعلیم یافتہ ہے اور تم ایسے کذابوں کے بہکانے سے اپنی راہ جھوڑ نہیں سکتی - تم سمجھتے ہو کہ الہلال نکالکر اور طاہر وریب اور ذرا دل کو گرمانے والی عوام پسند باتیں طرابلس اور معاہد و مدافع کی لکھکر قوم کو پرچا لوگے ' مگر میں تم کو ابھی سے پہلے تصحیح کرتا ہوں کہ اسکا نتیجہ سوائے ذلت اور خواری کے کچھ نہ ہوگا - جاہل تو ہمیشہ مذہب کی رٹنی کھانے والوں کے ہاتھ میں رہے ہی ہیں' انکے فضلہ و کعنہ کھانے اور قرآن کے سامان نہ بن جانا ' یاد رکھو کہ اب زمانہ تم لوگوں کے مذہبی دام میں نہیں آسکتا - اب مذہب کا دور گیا - دیکھ لینا اور پھر کہتا ہوں کہ دیکھ لینا کہ ہر پڑھا لکھا شریف آدمی تمہارے منہ پر تھوکے گا اور تمہارے تمام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور دعوت قراں وغیرہ وغیرہ خرافات کی ہڈیاں پسلیاں چور کردیگا تم نرے عالم اور مقدس بنتے ہو اور لوگوں کو تمار روزہ نہ کرنے پر وعظ کرتے ہو' اور کہتے ہو کہ شیطان نے قوم کو گمراہ کردیا - دانکار ! یہ بھول گئے کہ تم ہی تو اولاد شیطاں ہو - میں پوچھتا ہوں کہ آخر تمہیں ابتدا عزور کس چیز کا ہے ؟ شاید چار پیسے کا شہ ہے لیکن جس دورگ اور عظیم الشان لیڈران قوم کو تم برا کہتے ہو' انکے حاشیہ سامان عجب نہیں کہ تم سے زیادہ روپیہ رکھتے ہوں - یا پھر شاید تم کو اسکا غرور ہو کہ میں نے عربی علوم کی بہت سی کتابیں حفظ کی ہیں اور مصری زبان بہایت نفیس اور فصیح اور قلم میں بہت زور ہے' تو ایسا سمجھنا بھی تمہارا شیدا پن ہے - اپنی عربی دانی کو تو کسی مسجد یا مدرسہ میں لیجاؤ ' یہاں درکار نہیں ' رہا زور قلم و زبان ' تو اس سے ہونا ہی کیا ہے - ہم خوب جانتے ہیں کہ تم لوگوں نے مسلمانوں کے سچے لیڈروں کے اثر کو نیست و نابود کر دینے کیلئے ایک گہری سازش کر رکھی ہے اور اسمیں تمہارے ساتھ ایک اور پرانا ملا بھی شریک ہے اور وہ بھی مولویت کی چٹائی سے اوچک کر لیڈری کی کرسی پر آنا چاہتا ہے ایک اور مولوی تھی اب ملگیا ہے' جس نے ساری عمر علی گڈھ کا نمک کھا کر اب حق نمک ادا کرنا چاہا ہے - پہلے تم لوگوں نے (مسلم گزٹ) نکالا' اور جب لوگوں کو ذرا ٹٹول لیا تو اب الہلال جو در اصل تمہاری قرآنی دول میں الضلال ہے' شائع کرکے کہلے بندوں ناچنا شروع کر دیا - امین آباد پارک کے سامنے کے کوٹھوں میں تم شیطانوں کا مجمع ہوا کرتا تھا ' ہم کو رتی رتی حال معلوم ہے ' ظفر علی کو بھی تم نے لاہور کے جھگڑوں سے فائدہ اٹھا کر ملا لیا تھا' مگر حیرت ہے کہ وہ پوری طرح شریک نہیں ہوا - کامزید بھی دو رخی چال چلکر اپنی لیڈری کو دونوں حکمہ جمکانا چاہتا ہے ' اور عجب نہیں کہ اس سازش میں کچھ شریک ہو - لیکن اب تک تمہارا یہ مذہبی اور قرآنی لٹکا توکسی کو نہیں سوجھا تھا - تمہاری اس شیطانی قابلیت کی تو ہم ضرور داد دیں گے کہ قرآن اور اسلام کے نام سے اپنی اور اکو دلفریب بنانے کا خیال تمہارا اختراع ہے - ہم اب بھی سمجھائے دیتے ہیں کہ اس شیطانی شرارت سے باز آجاؤ - ان نرے آدمیوں کو - جو ادنا اشارے پر تمہارے پاؤں میں پگڑیاں ڈلوا دے سکتے ہیں - اسطرح چھیڑنا اچھا نہیں - اگر ذرا بھی انکے لب ہلگئے' تو تم مع اپنی مولویت اور عربی کے کتب خانے اور قراں کی تعلیموں اور دعوت الہلال کے طمطراق کے فی النار والسقر ہوجاؤگے اور ساری "بنی حی زوری بھدو" بھول جاؤگے - یہ بھی اسلئے کہتے ہیں کہ تم میں ایسی قابلیتیں اور جوہر ضرور ہیں کہ اگر شیطنت سے باز آجاؤ اور کام کرنے والوں کے ساتھ ملکر کام کرو تو بیشک نرے عرب اور ناموری حاصل کرسکتے ہو' اور قوم میں سربلند ہوسکتے ہو - یاد رکھو کہ تم علی گڈھ کے لیڈروں کے مخالف بنکر کچھ نیک نامی نہیں کما سکتے - دیوبندیوں میں تمہارے باپ کا کچھ حصہ ملا ہوا نہیں ہے ' جن لیڈروں نے ایک ایک لاکھ اور دو دو لاکھ روپیہ دیا ہے ' وہ پوری طرح مالک ہیں ' جو چاہیں کریں' اگر قوم کے چند دھندے اور بیچہ بندوں میں طاقت ہے تو دیکھیں کس طرح دخل در معقولات پر قائم رہتے ہیں ؟ تم ناپاک تنکوں کے بہرکنے کو کوئی نہیں سنے گا - لیکن اگر تم انکے ساتھ ملکر کام کروگے تو قوم کو بھی فائدہ پہنچاروگے اور خود ہم بھی تم کو اپنا ایک مذہبی لیڈر اور پیشوا مانیں گے' جسکی واقعی ہم کو ضرورت ہے -

یاد رکھو کہ میں کوئی ایسا ویسا آدمی نہیں ہوں' جو کہتا ہوں بالکل پتھر کی لکیر ہے - یہ آخری نصیحت ہے جو تم کو بھیجدی گئی - اگر تم نے اب حلد الہلال کی پالیسی نہ بدلی تو حشر - اگر تم یکایک بدلنے میں بد نامی سے ڈرتے ہو تو آہستہ آہستہ بدلو' ہم خود سمجھ جائیں گے اور پھر کوئی شکایت نہیں کرینگے - ورنہ اس حملے کو قضا و قدر کے فیصلے کی طرح سمجھو کہ اب حلد مقدوراً تم کو منہ دکھانے کیلئے ہاتھ پیر ہلانا پڑیگا اور پھر جو کچھ ہوگا اسکے لئے یہ اشارہ کافی ہے کہ تم کو ہمیشہ کیلئے یبس و نادود کر دیا جائے گا - تم ابھی نا لکل نوجوان ہو' خدا کیلئے اپنی نوجوانی پر رحم کرو اور اپنے آپ کو برباد نہ کرو -

یہ بھی کہدیتے ہیں کہ اگر تم باز نہ آئے' تو آور لوگوں کے ساتھ تمہاری پبلی دبلی ہڈیاں بھی ذرا گرمادی جائیں گی - اب ذرا کلکتہ سے بنکلکر لکھو تو' تو حقیقت معلوم ہو - اگر بعد توبہ کہنے ہوئے تم انکے لکھو آئے' تو اگر ہم لوگ علم اور شرافت کا ایک ذرہ بھی رکھتے ہیں تو اپنے سامنے لکھ رکھو' کہ چار دانگ سے تم اپنے امین آباد پارک کے اڈے تک زندہ و سلامت نہ پہنچ سکوگے اور یا تو ہمیشہ کیلئے جہنم رسید کردیئے جاؤگے یا کم از کم ایک ٹانگ مبارک تو ضرور شہید کردی جائیگی تاکہ تمہاری بوری ٹولی "لنگڑی ٹولی" بن جائے

راقم اگر توبہ کرلو تو تمہارا سچا عقیدت مند اور معتقد - ورنہ تمہارے لئے عزرائیل

ناموران نے وہ طرابلس

منصور پاشا (حالو) کے مجمع قبائل عرب کے سامنے تقریر کررہے ہیں -

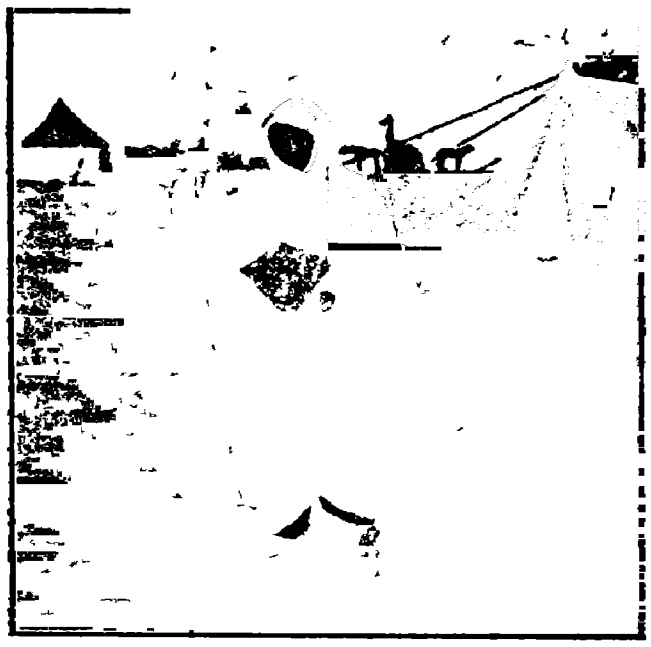

منصور پاشا الطرابلسی

— * —

ایام طرابلس کا ایک " یوم الذہب "

— * —

ترکی پارلیمنٹ جب قائم ہوئی' تو اکثر لوگوں کو شک تھا کہ ممالک عربیہ سے جو منتخب (ڈیپوٹی) منتخب ہونگے ' ان میں پرلیمنٹل مسائل پر رائے دینے کی قابلیت بھی ہوگی یا نہیں ؟ لیکن پارلیمنٹ کی پہلی ہی نشست میں بالعموم عرب ممبروں نے جس قابلیت اور کاردانی کا ثبوت دیا' اس نے بہت اچھی طرح اس خیال کو غلط ثابت کردیا - منجملہ نامور عرب منتخبوں کے ایک مشہور پرجوش اور سحر بیان ممبر منصور پاشا طرابلسی تھے' جو حاص شہر (بنغازی) کی طرف سے پہلی اور دوسری پارلیمنٹ میں منتخب ہوکر گئے تھے -

جنگ طرابلس کے اعلان کے وقت یہ پارلیمنٹ میں تھے ' مگر فوراً راہ قسطنطنیہ طرابلس واپس گئے - انکا سب سے بڑا کارنامہ قبائل عرب کے اجتماع اور ولولۂ جہاد کی تولید میں (غاری انور) پاشا کا دست راست ہونا ہے - جب یہ طرابلس پہنچے تھے' تو اعلان جنگ کو کئی مہینے گذر چکے تھے' مگر تاہم (بشارت کے) صرف ایک جماعت قلیل عربوں کی فراہم کرسکے تھے' اور بجز ترکی فوج کے سوا اور کوئی طاقت انکے پاس نہ تھی غاری انور پاشا کے صحرا کے قبیلوں میں دورہ شروع کردیا تھا ' مگر عربوں کی دیرینہ بے فکری سے گھبرا گھبرا اٹھتے تھے - لیکن انہوں نے پہنچتے ہی غاری موصوف کا ساتھ دیا' اور کامل ایک ماہ صحرا کی تپش اور راہ کے پر مشقت سفر میں صرف کردیئے - انکی مادری زبان عربی ہے' خود عرب نژاد ہیں' اسکے ساتھ ہی قوت فصاحت و سحر بیانی میں مسلم و یگانہ - جہاں جہاں گئے' اپنی آتش بیانی سے دلوں میں جوش جہاد کی آگ بھڑکادی' علی الخصوص وہ عظیم الشان عربی اجتماع' جو ۲۰ نومبر سنہ ۱۹۱۱ کو (حالو) کے میدان میں ہوا تھا - جونکہ اس اجتماع میں انکی تقریر کے تاثر سے قبیلوں کے تمام افراد کو آمادۂ جہاد کردیا ' اور انکی شرکت نے آگے چلکر میدان کارزار کی حالت بالکل بدل دی ' اسلئے تمام عرب اس اجتماع کے دن کو " یوم الذہب " کے لقب سے یاد کرتے ہیں -

انہوں نے خطبۂ مذکورہ کے بعد کہا

اے احوال وضیع و رزیلہ اے خصلت ہائے قبیحہ و رذیلہ اے اخلاق ذمیمہ و شیم لئیمہ اے عادات سیئہ و سجایا خسیسہ اے اوصاف مشینہ و اطوار دنیہ اے ارادہ ہائے ضعیف و اے عزائم ہائے سخیف اے اعمال ہائے رکیک و اے افعال ہائے شنیع اے اخلاق ہائے ذلیل و اے اطوار ہائے رذیل اے عادات ہائے مہین و اے شیم ہائے وضیع اے اوصاف ہائے دنیہ و اے اطوار ہائے خسیسہ اے ارادہ ہائے سخیف و اے عزائم ہائے ضع

ـــ ارزار طرابلس ـــ

مسئلۂ صلح

ـــ * ـــ

یا ایها الذین آمنوا ان تطیعوا الذین کفروا یردوکم علی اعقابکم فتنقلبوا خاسرین - بل اللہ مولاکم و هو خیر الناصرین (۳ - ۹۵) (۱)

دور کے آثار جنگ سے بھی بڑھکر تشویش انگیز خبریں جو اس ہفتے آئی ہیں ' وہ اٹلی اور ترکی کی صلح کی تصدیق و توثیق ہے - نئی وزارت پہلے ہی سے صلح کی سلسلہ جنبانیوں کو رد کردینے کے لئے کوئی استحکام اپنے اندر نہیں رکھتی تھی ' اسپر مسئلۂ معدہ دنیا کی پیچیدگیوں نے اور زیادہ صلح کی راہ صاف کردی - آخری خبر جو رپوٹر نے دی ہے ' یہ تھی کہ شرائط کا فیصلہ ہو چکا ہے ' اور آخری دستخط ۸ اکتوبر کو ہو جائیں گے -

لیکن یہ کیسی عجیب اور خطرناک بات ہے ! جو قوم طرابلس میں برسر پیکار ہے ' جس کو خود ترکوں نے دشمنوں کے سامنے لاکر کھڑا کردیا ہے ' اور صلح کے بعد جنگی گلوں میں روما کے صلیب پرستوں کی غلامی کا طوق پڑنے والا ہے ' خود اُس کی خواہشوں اور درخواستوں کو اس قرار داد صلح کے موقع پر بالکل نظرانداز کیا جارہا ہے ! گذشتہ مہینوں میں صلح کی افواہ سنکر معاہدین عرب اور قبائل سنوسیہ نے جو متواتر تعاملات بھیجے ہیں ' وہ اخباروں میں شائع ہوچکے ہیں ' لیکن اس مردہ ترکی کی بارہ ڈاک سے اس بارے میں آخری اور فیصلہ کن خبر معلوم ہوتی ہے -

ہم نے الہلال کے دوسرے نمبر میں (فرہاد بک) مبعوث طرابلس کی تصویر شائع کی تھی - ۷ اگست کو بک موصوف نے مقام (بنغازی) سے ترکی کی وزارت کے نام حسب ذیل مضمون کا تار بھیجا ہے

" طرابلس میں معاہدین نے ابتک جسقدر مدافعت کی ہے ' وہ حکومت کی مدد اور طاقت پر نہیں ' بلکہ صرف فی سبیل اللہ حمیت ملی اور غیرت وطنی کے جوش سے ' پس اگر حکومت نے خدا نخواستہ کسی ادنی قرار دادہ بحران کی بنا پر صلح کرلی ' تو یہ غلطی اُس غلطی سے بھی زیادہ خطرناک ہوگی ' جو حقی پاشا کی وزارت سے طرابلس کی حفاظت و تحصین میں ہوئی تھی اور جسکا نتیجہ اٹلی کا اعلان جنگ ہوا - اینک پوری طرح صلح کی خبریں تمام معاہدین تک نہیں پہنچی ہیں ' مگر عنقریب پہنچ جائیں گی ' اور اس سے دولت عثمانیہ کی جدید عربی مقبولیت و عقیدت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا - یہاں جسقدر باشندہ شہر ' ترکی حکام ' ترکی فوج ' اور اُسکے افسر موجود ہیں ' وہ بھی معاہدین کی آرائے کے تابع اور انکی خواہشوں کے خلاف قدم اٹھانے کی اصلا طاقت نہیں رکھتے ' پس اُن پر بھی صلح کا کوئی اثر نہیں پڑسکتا - اگر آپ لوگوں نے ان تمام خطرات کی نروانہ کی ' اور صلح

(۲) مسلمانو ! اگر تم کافروں کے کہنے میں آجاؤگے تو وہ تم کو اُلٹے پاؤں لوٹا کر لے جائیں گے پھر تم بھی اُلٹے منہ کے بعد ناکامی کے گھاٹے میں پڑجاؤگے - انکی اظہار دوستی سے متاثر ہوگئے ہو تو یاد رکھو کہ تمہارا اصلی دوست تو خدا ہے اور وہی سب مددگاروں سے بہتر مددگار ہے -

ایسی شرائط پر کرلی ' جسکی وجہ سے اٹلی کا حربی اثر بھی خاک طرابلس پر قائم رہا ' تو معجکو اس قد شکوہی کیلیے ملامت نہ کیجئے کہ یہ ایک اشد شدید اسلامی مسلم کا دل ہوگا - (فرہاد بک "

حضرة الشیخ احمد السنوسي کا ورود

(۲)

شیخ کا حلیہ اور عمر

شیخ کی عمر تیس اور چالیس کے درمیان ہوگی ' قد متوسط ہے ' چہرہ گورا ' رنگ بالکل سفید ' آنکھیں سیاہ ' سینہ عریض ' ڈھاڑی چھوٹی ' اور مونچھیں تاریک ہیں - اکثر اوقات خالص نجدی لباس زیب جسم فرماتے ہیں اور کبھی کبھی مصری لباس بھی پہن لیتے ہیں - کاندھے پر ایک زرد چادر پڑی رہتی ہے ' جسپر روپہلی زنجیروں سے (قصیدۂ) بردہ کے بعض اشعار تبرکا منقش ہیں - اسلحہ کے قسم سے صرف ایک تلوار کمر میں لٹکتی رہتی ہے اور ایک مرصع بندوق (بدل) قسم کی پاس رہتی ہے - انکی خاص سواری کا گھوڑا سرخ رنگ کا ہے اور اُسپر ایک ریشمیں چادر پڑی رہتی ہے جو طلائی اور روپہلی کارچوبی کام سے مزین ہے -

وسعت نظر و تبحر علمی

تمام علوم اسلامیۂ متداولہ پر انکی نظر نہایت وسیع ہے - مجھکو سخت تعجب ہوا ' جب اندرون صحرا کے ایک شیخ کو یورپ کے موجودہ پولیٹکل مسائل و معاملات ' اور مسیحی حکومتوں اور مشرقی مسئلہ پر نہایت تاریک بینی کے ساتھ بحث کرتے ہوئے پایا - انکی دینی غیرت و حمیت اور جوش روحانی کی نسبت تفصیل غیر ضروری ہے ' کیونکہ جو شخص کئی ماہ کا متصل سفر کرکے جہاد فی سبیل اللہ میں شرکت کے لئے آیا ہو ' ظاہر ہے کہ اسکے جذبات دینی کس قسم کے ہو سکتے ہیں ؟

ترکی کی موجودہ حالت کی نسبت گفتگو ہوئی تو انہوں نے زور دیکر کہا کہ " اصل شے داخلی سکون و اتحاد ' اور علی الخصوص حکام و امرا کا عدل و اتباع شرع ہے - جب تک یہ بات پیدا نہوگی محض فوجی طاقت کا حصول اور ہوائے جنگ کی آرائش کچھ مفید نہیں ہوسکتی - عثمانی جنگی قوا کی نسبت فرمایا کہ صرف بری فوج کی عمدگی اور قابلیت کارآمد نہیں ہوسکتی ' سب سے زیادہ ضروری شے بحری قوا کی ترقی اور سمندر میں اقتدار و تفوق حاصل کرنا ہے اور یہی شے ہم میں نہیں ہے "

موجودہ جنگ کی نسبت انکی رائے یہ ہے کہ " یہ ایک عجیب و غریب فرصت ہے جو اسلام کو یورپ کے مقابلے میں حاصل ہوگئی ہے - اسکو ضائع نہیں کرنا چاہیے - صلح وغیرہ کا خیال نہایت سخت خطرناک غلطی ہے - اندیشہ چاہیے کہ اہل عرب کی تمام شدہ دعوت جہاد کو بالکل قائم رکھا جائے ' اور طرابلس کی جنگ آخروقت تک جاری رہے ' جب تک ایک اطالی سپاہی بھی طرابلس اور درجہ میں باقی نظر آئے " شرائط صلح کا تذکرہ نکلا تو ارشاد فرمایا کہ " کسی یورپین طاقت کا حربی قبضہ بھی آجکل مشرق میں گویا کلی اسیلا ہے - دولت عثمانیہ کو چاہیے کہ خواہ کیسی ہی شرطیں ہوں مگر ابداً راضی نہو معاملہ ہم ' حتی لا تکون فتنة " و یکون الدین للہ "

جنگ ترکی و یورپ

(از ڈیلی ٹیلی گراف لندن)

ترکی اور بلغاریا کی فوجی طاقت کا مقابلہ

گذشتہ چند سالوں میں بلغاری فوج نے معجزہ برقی کی ہے پہلی پہل سنہ ۱۸۷۹ - سے لیکر سنہ ۱۸۸۵ - تک کداپنے روسی افسروں نے اسکی نظم و ترتیب کی ذمہ داری اپنے ہاتھوں میں لی تھی - بلغاری کسانوں میں جنگی استعداد کافی ہے' اور جنگ کی مشقوں سے یکایک خائف و متذل نہیں ہو جاتے - فوجی خدمت حتمی ہے' اور مسلمان آبادی تیس سو روپیے کی ادائگی اور چند مشکل سے مشکل شرایط طے کرلینے کے بعد اس سے نجات پاسکتی ہے - بلغاری فوج میں دائمی و مستقل ' اصلی مستحفظ ' مستحفظ' اور بے قاعدہ' تینوں طرح کے گروہ ہیں - امن و سکون کے دنوں میں صرف مستقل فوج رکھی جاتی ہے - لیکن اگر ضرورت پیش آجائے ' تو تمام فوج کام کے لیئے بلائی جاسکتی ہے - بے قاعدہ فوجیں صرف سرحدی حفاظت اور پاسبانی کے لئے متعین ہیں -

ہر سال ۲,۴۰۰۰ نوجوان فوج میں داخل ہوتے ہیں - کل فوج ۹ ڈویژنوں میں منقسم ہے - ہر ڈویژن کے دو بریگیڈ - ہر بریگیڈ کی ۴ رجمنٹیں اور ۹ بٹریاں ہوتی ہیں - اسپ سواروں کی ۶ رجمنٹیں ہیں ' انکے علاوہ کوارٹر ماسٹر ' فیلڈ ہاسپٹل ' سلنوین ' شملہ ' رسپک ' زارا ' دیدوا ' اسکندر گرد ' اور پلونا میں ہیں - بلغاریا کی فوج میں اصلی کمزوری اسلحہ کی ہے - اس زمانے میں انکی رجمنٹیں زیادہ مضبوط نہیں - ہر پیادہ فوج کے ساتھ مشین گن کا بھی ایک صیغہ لگا رہتا ہے - توپ خانوں میں بیٹری توپیں بھی ہوتی ہیں - ایک حد تک نار برداری کا انتظام جدید ضروریات کے مطابق بنالینے میں بھی سعی کی گئی ہے' تاہم آلات جنگ کی کمی نمایاں اور مسلم ہے - ذیل میں بلغاریا کی حالت اس کی فوجی قوت کی ایک فہرست درج کی جاتی ہے —

پیادہ فوج ...	۳۹,۰۰۵	انجینیر ...	۳,۴۱۲
سوار .	۵,۶۶۰	متفرق ..	۴,۰۷۹
توپخانوں کی فوج.	۷,۹۳۷	مجموعہ .	۵۶,۵۹۳

اس تعداد پر مستحفظ کا اضافہ کیجئے تو ۲,۲۰,۰۰۰ کا شمار آتا ہے - اسکے علاوہ تعاقدہ فوج کی تعداد ۵۸,۰۰۰ ہے - اس سے واضح ہوا کہ بلغاریا میں کل ۲,۷۵۰۰۰ آدمی لڑنے والے ہیں - انکے علاوہ تمام مرتب یافتہ قافلوں سے بھی ۲۰,۰۰۰ آدمی کی توقع کی جاسکتی ہے -

جاپان تک مبعوث قسطنطنیہ

انجمن اتحاد و ترقی کا نامور ممبر - اور پچھلی پارلیمنٹ کا صدر - جنگ کے آثار دیکھکر اس نے اعلان کردیا ہے کہ تمام ملک میں معاہدہ ں عثمانی کی حمایتیں طیار کی جائیں اور سب سے پہلے خود اپنے تئیں پیش کیا ہے' حالانکہ یہ موجودہ گورنمنٹ کا شدید ترین مخالف تھا

موجودہ عثمانی قوائے جنگ

ترک کہتے ہیں کہ ہمارے پاس دشمن کے مقابلے کیلئے ۱۰ لاکھ سے زیادہ فوج ہے - پہلے عیسائی رعایا اور قسطنطنیہ کی آبادی ٹیکس کی ادائگی کے بعد فوجی خدمت سے آزاد تھی' لیکن اب جنگی خدمت کے لیے تمام عثمانی رعایا مجبور ہے' جب سے فوجی نظام جاری ہوئی ہے' عثمانی شہنشاہی ۷ فوجی اضلاع میں منقسم ہے' لیکن گذشتہ سال سے فوجوں کی ترتیب ۱۴ آرمی کوروں (فوجی حصے) میں شروع کی گئی ہے - ترکوں کے ہاں فوج کے ۴۲ ڈویژن ہیں - ان میں سے بعض امن کی حالت میں ۱۰ - بٹالین کی ہوتی ہیں' اور لڑائی کے دنوں کی بھی اکثر یہی صورت رہتی ہے - اگر وقت شدید پیش آجائے' تو ۷۹ برس تا بوڑھا ترک بھی عثمانی علم کے نیچے موجود ہو جاتا ہے - جو رنگروٹ خدمت کے قابل سمجھے جائیں ' انکی تقسیم نظام ' ردیف ' اور مستحفظ کی صورت میں ہوگی - حالت اول میں ۳ برس ' حالت دوم میں ۹ برس ' اور حالت سوم میں ۲ برس کی خدمت درکار ہوتی ہے -

فوج نظام کی ۲۲ ڈویژن ہیں - جن میں ۳۵۷ بٹالین ہوتی ہیں - ۲۰ اسپ سوار بریگیڈ ' جنمیں ۲۰۷ اسکوڈرن ' ۱۶ آرٹلری بریگیڈ (توپ خانے) جنمیں ۲۷۱ بیٹریاں شامل ہیں - ان فوجوں کی تعداد ۲,۶۰,۰۰۰ ہے - اور ۱,۲۰,۰۰۰ مستحفظ فوج کا بھی اسپر اضافہ کرنا چاہئیے - علحدہ علحدہ ردیف اور مستحفظ کی تعداد ۶,۰۰۰۰ سے ۷,۰۰۰۰ تک ہے -

تمام فوجیں اعلیٰ درجے کی ماسر ریفلوں اور مارٹینی ہنری ریفلوں سے آراستہ کرلی گئی ہیں - توپخانے سب کے سب فوج نظام کے ہاتھ میں ہوئے ہیں ' اور مختلف اقسام کی کرب توپوں کا ذخیرہ وافر جمع ہے -

پچھلے برسوں میں ترکوں کی الحنفیت اگر بعض کوئی عظیم الشان کام کیا ہے' تو وہ فوج کی ترقی اور نظام ہے - جرمنی تعلیم کا ہوں کے تعلیم یافتہ ماہر ' اور یورپ کے اعلیٰ ترین فن حرب حدید کے مشاقوں سے عثمانی فوج بھری ہوئی ہے -

توپاں اور مانٹی نگرو کی قوت

اگر جنگ ہوئی تو توپاں اور مانٹی نگرو کی مشترکہ فوج ۱,۰۰۰۰۰ کی تعداد تک پہنچ جائیگی - توپاں کی جنگی طاقت ۵۰,۰۰۰ سپاہ کی ہوگی - اسکی فوج کی ۳ ڈویژن ' ہر ایک ڈویژن میں تین انفنٹری بریگیڈ کی ہیں - اور بریگیڈ چار بٹالین کی ہوتی ہیں - ایک بٹالین لائٹ انفنٹری (سبک پیادہ فوج) کی بھی ہے -

ایک میدانی توپخانہ ۸ بیٹریوں کا' ایک اسپ سوار رجمنٹ ۶ اسکوآرن کی' ایک بٹالین انجینیروں کا' اور دو تار بردار کمپنیاں بھی ہیں -

فوجی خدمت ۳۶ برس کی ہوتی ہے - میدانی فوج کے پہلے دو قسم کی مستحفظ فوجیں اور ایک مستقل گارد رہتی ہے -

Printed & Published by Abul Kalam Azad, at The Hilal Electrical Printing Works, 7-1, McLeod Street, Calcutta

صدائے ملت

— * —

الهلال کي دعوت کي نسبت

— —

فقیرنے مطوعہ چٹھي حو گیارھویں نمبر کے ساتھہ شائع کي تھي - اسکے حوابات بکثرت آرہے ھیں - بوجوہ آئندہ انکوشائع کرنا مناسب سمجھتا ھوں - (۱) ان تحریرات کي اشاعت سے لوگ اندازہ کرسکینگے کہ مسلمانوں کے خیالات میں کس درجہ تغیر ھوگیا ھے اور وہ پچھلے جمود اور انعماد سے کس درجہ اٹھا گئے ھیں - اگر انکو شائع نہیں کیا گیا - تو قوم کے اصلي خیالات پر پردہ پڑجائے گا (۲) في الحقیقت الهلال اسکے سوا کچھہ نہیں ھے کہ اسلام کي قدیمي دعوت کا احیاء کرنا چاھتا ھے - پس ھر لوگ اسکے مخالف نہیں وہ اسکے نہیں - بلکہ اُس دعوت کے مخالف ھیں - انکے خیالات کے شائع ھونے سے اس اُمید کو تقویت ھوگي کہ قوم قدیمي انعماد اُخیر رھنمائیوں سے بذکر اعتصام بکتاب اللہ و سنہ رسولہ کیلیے نہضہ و حرکۃ مستعد ھے - (۳) ان میں بعض خطوط ایسے بزرگوں کے بھي ھوئے حنکي تحریر بعائے خود ایک دلچسپ مراسلے کا حکم رکھتي ھے - (۴) سب سے زیادہ یہ کہ طبقہ عوام و متوسط کي آواز حواس کے مقابلے میں بلند ھوگي چہ حیات ملي کي نداء ھے - (۵) لاھور سے ایک صاحب لکھتے ھیں کہ (آپ مطبوعہ چٹھي کے آخر میں حو خطوط کو بصدعۂ را ر رکھنے کي نسبت لکھدیا ھے - یہ شاید اسکي تمہید ھے کہ تمام حوابات چھپاکر رکھدیے جائیں اور اسطرح آپکي دعوت کي نا کامي کي دنیا کو خبر نہو - لہذا اگر آپ تمام خطوط چھاپ نہ دینے تو بندہ اخبار میں مطالعہ کرونگا) لیکن میں انکو یقین دلاتا ھوں کہ میرا مقصود یہ نہ تھا - لوگوں میں ایماني حرارت باقي نہیں رھي ھے - آثار اشاعت سے دیکھہ رھا ھوں کہ ملک کے بعض سر برآوردہ اشخاص تک الهلال کي دعوت کي تعریف و توصیف میں خط لکھہ رھے ھیں اور انکي اشاعت پر بھي مصر ھیں مگر ساتھہ ھي لکھتے ھیں کہ ھمارا نام پوشیدہ رکھا جائے - میں نے انکو شائع کرنا ضروري نہ سمجھا - پس خیال ھوا کہ مقصود مشروط علم ادا ھے - ایسے اصحاب کو مطمئن کردیاجائے کہ انکے نام شائع نہونگے - باقي رھي دعوت الهلال کي نا کامي - تو الحمد للہ کہ نا کامي و کامیابي کیلیے مجکو جس ذات ذوالجلال کي راے لیني تھي - وہ مجھہ سے لے چکا ھوں - اب کسي اور راے کا محتاج نہیں - اگر قرآن کي دعوت آپکے عقیدے میں ناکام ھے تو الهلال کو بھي ناکام سمجھئے (ترک) ان خطوط میں کسي طرح کي تبدیلي نہیں کي گئي ھے - مگر صرف دو باتوں میں - ایک تو سر نامے سے القاب کے الفاظ نکالدیے ھیں - دوسرے بعض ایسے جملوں کو - جن میں حد سے زیادہ مخلصي شخصي تعریف تھي - یا بعض معاصرین و اشخاص کے متعلق نہ تصریح اسما کچھہ لکھا گیا تھا - امید ھے کہ احباب اتني تبدیلي کیلیے معاف فرمائیں گے - (ایڈیٹر)

(جناب محمد عبد الرحیم صاحب بي اے (علیگ) و پریسیڈنٹ)
(یونین کلب علي گڈھ کالج)

مجھے جناب کے اخبار کے مقاصد سے اصولاً دلی اتفاق ھے - میں اسکے اجرا کو - خصوصاً ایسے وقت میں جیسا کہ موجودہ وقت - ھے قوم و ملک کیلیے نے انتہا مفید خیال کرتا ھوں -

(۱) ھندوستان میں ایک نہضہ وجود مکمل مسلم یونیورسٹي کی ضرورت میں مطلق کلام نہیں ' البتہ آپکی طرح ایسی یونیورسٹي کی نظر بحالات موجودہ ملنے کے امکان میں بھي شک تھا اور رھیگا -

(۲) پالیٹکس میں آپکي تعلیمات - نوجوانان قوم کے دلی خیالات کا آئینہ ھیں ' مگر بہتر ھو اگر ان تعلیمات کا صحیح پروگرام بھی اصول قرانی کے موجب تیار کرکے پیش کردیا جاوے - اصولاً آپسے بالکل اتفاق ھے -

---

جناب طاھر حسن علوے - میر مجلس کانپور علي گڈھ

(۱) آپکي یعنے الهلال کی دعوت (پالیسي) سے مطلقاً کلی و جزي اتفاق ھے - اصول میں بھی ' فروع میں بھی ' بلا کسی ترمیم کے - مدتي یہ راے گذشتہ گیارہ نمبروں کے مطالعہ پر مبنی ھے -

(۲) لب و لہجہ کي نسبت میں آپ سے بھی زیادہ سخت ھوں میرے نزدیک الهلال کا لب و لہجہ نرم ھے ' سخت نہیں ھے -

میں ذات خود اس خیال کا آدمی ھوں کہ قوم میں ایک جماعت الہی ھونی چاھیے اور اسکو اسقدر اقتدار حاصل ھونا چاھیے کہ ھر فرد قوم سے خلاف کتاب و سنت اعمال پر سختی کے ساتھہ محاسبہ کرسکے ' اور اس ناپاک آزادي کو جسنے تمدن و معاشرت میں اسلام کي دھول اڑادي ' عام طور پر معصیات و بدعات کا دروازہ کھول دیا - اسلامي سر سائٹي سے خارج کردیا جاے - میں نہیں کہہ سکتا ھوں کہ الهلال کا لب و لہجہ سخت ھے - میں تو نام تمام علی الاعلان نہ دانگ دھل محاسبہ کو آخیر نہایت مفید سمجھتا ھوں -

(۳) حق اور نیک نیتی سے زیادہ قوي کوئي چیز نہیں - اسکي کرسي اسقدر اونچي ھے کہ اہل وجاھت کي مخالفت کا ھاتھہ وھاں تک پہونچ نہیں سکتا - فتح آخر میں صداقت ھی کے لیے ھے -

---

سید محمد عبد اللہ حسین صاحب سوداگر چرم از تنتارا (مازدار)

الهلال کی دعوت کا اصول بعلم کتاب اللہ و سنت رسول سے تو کسي مسلمان کو اختلاف نہیں ھوگا اور نہ ھوسکتا ھے - اگر اسمیں کسي کو شک اور اختلاف ھو تو اوسکے اسلام میں شک سمجھئے پولیٹکل پالیسي کا ماخذ بھی قرآن و سنت ھونا چاھیے - اسمیں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں نے قرآن کو بالکل بھلا دیا ھے اور ھر شعبۂ زندگی میں زیدو عمر و کی ذاتی رائونکو بعائے قرآن اور سنت کے اپنا طریق عمل بنا رکھا ھے - خدا آپکو اپنے ارادہ میں کامیاب کرے اور آپکی کوششیں مشکور ھوں - بلز آپکو حرای حیر دے کہ اسوقت اخباری دنیا میں یہ پہلی آواز ھے حو آپنے بلند کی ھے -

رھا طریق دعوت اور پیرایۂ بیان - سو گو یہ مروجی امر ھے اور بعض احباب کو الهلال کا لب و لہجہ سخت معلوم ھوتا ھو ' مگر میري راے میں تو اسوقت حو حالت حراب ھم لوگونکی ھو رھی ھے اوس سے بیدار کرنے کے لیے اس سے بھی زیادہ آواز سخت کرنیکی ضرورت ھے - نرسوں کے سوئے ھوے معمولی اور نرم آواز سے تھوڑے ھي بیدار ھو سکتے ھیں -

یونیورسٹي کے مسئلہ کے متعلق حو آواز آپ نے اٹھاي اور اپنے منہہ میاں مٹھو بننے والے لیڈروںکی حو قلعی آپ نے کھولی ھے اوسکے لیے آپ تمام قوم کے شکریہ کے مستحق ھیں مگر آپکو تو اس سے کچھہ بحث ھی نہیں ' قوم شکر کرے یا نکرے میں تو ھزار شکر گذار ھوں خدا آپکو حزاي حیر دے -

مکرر آنکہ احکل خود سار لیڈروںسے احتساب کا سلسلہ اس سے بھي زیادہ سخت لہجہ میں جاري رکھیے -

---

جناب علي اکبر خان صاحب ملیح آباد ضلع لکھنؤ

پالیسی اخبار کی نہ مناسب ھے ' اگر اسدرجے سے اخبار گر گیا تو پہلا شخص میں ھونگا حو اسکے پڑھنے سے اعلحدگي اختیار کرلے گا - میں آپکی زیادہ تعریف کیا لکھوں کہ کس قابلیت کے ساتھہ حقایق کا پرچہ نکلتا ھے ' لہذا الهلال دیکھنے کا کمال شوق ھے - میں نے بہت پرچہ دیکھے ' مگر ایسا پرچہ ابھي تک

میري نظر سے نہیں گذرا ' اپکو سوائے دعا دینے کے اور کچھہ ہمارے پاس نہیں ہے ' آپکو بخوبی معلوم ہے کہ مجھے اس اخبار سے خاص محبت ہے - میں نے بڑي کوشش اسکی ترقي کے واسطے کی اور اکثر خریدار بہم پہنچائے - مگر کمرور پالیسی اگر اختیار کی گئی تو پھر افسوس کے ساتھہ مجھے الہلال سے قطع تعلق کر لینا پڑیگا آپکو کسی قسم کا مشورہ دینا حماقت ہے اپ خود اِن امور کو بہتر سمجھہ سکتے ہیں اگر کسي کو دعوت الہلال سے انکار ہے جیسی دعوت کہ الہلال دینا چاہتا ہے ' تو اسکا جواب ہم تو کیا دے سکتے ہیں - اگر حضرت عمر زندہ ہوتے تو دو دالشب کا درہ اُنکو بخوبی جواب دے سکتا تھا -

---

چاندي کا عاشق اور ہوشیارپور

کہتي ہے تجھکو خلق خدا غائبانہ کیا ؟

(۱) کلین جب بنکر تیار ہوتي ہیں تو آر ماکر اور درا چلاکر دیکھہ لي جاتی ہیں ' اور انکی چال میں اگر کوئي نقص ہو تو نکال دیا جاتا ہے - مگر کلوں کے موجد کا معصوم بچہ جب کھڑا ہونا اور چلنا سیکھتا ہے تو بلا روک ٹوک چلنے دیا جاتا ہے - اسوقت اسکا نقص نکالنا گویا اوس میں نقص پیدا کرنا ہوتا ہے -

(۲) ہمارا الہلال نے جاں اور دل دین کھیلنے والی مشین نہیں ہے ' بلکہ دمدم بڑھنے والا - ایک زندہ انسان -

الہلال کو دیکھکر اگر زبان سے کوئی کلمہ نکالا جاسکتا ہے تو بس ایک " احتیاط " کا کلمہ ہے مگر دل ڈرتا ہے کہ کہیں اسکي اصلیت اور سادگی میں بناوٹ ' اسکی رفتگي میں تصنع - اسکي لطافت میں کثافت ' اسکی حرارت میں خنکی ' اور اسکی حریت میں فرق نہ آجاے

(۳) جس چاند کا مدار خدا نے مقرر کر دیا ہو - اور جس چاند کو ضیاء خدا نے دي ہو ' انسان کی طاقت سے باہر ہے کہ اُس میں نقص نکالے ' ہمارے الہلال کا دار مدار ہي حب خدا کے کلام (قرآن) پر ہے ' اور جسے یہ روشنی بھی اسی نور ہدایت (قرآن) سے حاصل کرتا ہے تو بس ایک یہي مشرب اعظم اسکے لیے کافی ہے - انساني مشوروں پر جو غلطی کے احتمال سے خالی نہیں ہوسکتے اسکو اپنا زیادہ انحصار نہیں رکھنا چاہیئے -

(۴) الہلال کی پولیٹکل یا قرآني تعلیم کی شعاعیں جو ایک لیڈنگ آرٹکل کی شکل میں نکل چکی ہیں ' واقعی انہوں نے الہلال کو چار چاند لگا دیے ہیں اور اسکو قابل رشک بنا دیا ہے - دعا ہے کہ خدا اسکو حاسدوں کی نظر بد سے بچاے - یہ آرٹکل جب میں پڑھ رہا تھا ' اندروں قاب سے بے اختیار مرحبا مرحبا کی آوازیں آرہی تھیں - اور لب چاہتے تھے کہ لکھنے والے ہاتھہ کو چوم لوں - یقین ہے کہ الہلال کے اور بھی سب دیکھنے والوں کے دل اس قابلانہ مضمون کی بے انتہا سچائی سے متاثر ہوے ہونگے - زباں سے اگر کوئی نہ کہے تو اور بات ہے -

(۵) مجھسے اگر کوئی پوچھے کہ الہلال کیسا ہے ؟ تو کہونگا بس چاند ہے ' جو دل کو بھی لبھاتا ہے اور آنکھوں کو بھی -

نہار عالم حسنش دل و جاں تازہ میدارد
ورنگ اصحاب صورت را ندہ ارباب معنی را

جناب مولانا سید عبد الحکیم صاحب سنف از شاہجہاں پور

الہلال کا گیارھواں نمبر معہ ضمیمہ پہنچا - ہر نمبر چشم دل سے بار بار دیکھا گیا ہے اور تا حد امکان ہر مضمون پر غائر نظر ڈالی گئی ہے - اب ہمارے اُس مرض کا علاج کرنا چاہیے ہیں جسنے ہمکو ہمہ تن درد بنا کر بستر مرگ پر گرا دیا ہے - آپکي تشخیص و حذاقت کی مدح کا ابھی موقع نہیں ' زمان شلاکت کے گرفتار جب رہائي پائیں گے ' تو انکا دل خود دعائیں دیگا - صدیوں سے جس تعلیم پر اسلامی تعلیم کا اطلاق کیا جاتا ہے ' وہ صرف رسوم و بدعات و مشرکانہ خیالات کا ایک دفتر ہے ' جسپر غور کرنے سے دل کو پریشاني ہي نہیں ہوتی بلکہ روح کو صدمہ پہنچتا ہے - اپکا یہ ارشاد اصل حقیقت ہے کہ " جس دن مسلمانوں میں اُنکی گم شدہ بلکہ دفنا گشتہ قرآني تعلیم کی روح پھر پیدا ہو جاےگی اُسدن وہ اپنے اندر ہر چیز کو کامل و اکمل پائیں گے "

کون سی وہ بری گھڑی تھي جب مسلمان دام تقلید میں گرفتار ہوے تھے - اِسي موذی مرض نے شہروں کو ویران بنا کر اس قعر مذلت و ہلاکت میں گرایا ہے ' جس سے اُبھرنا محال ہے تقلید ہي نے حملہ آثار ترقی کو رفتہ رفتہ مٹایا ' یہانتک کہ اب قوت سماعت و بصارت بھی سلب ہو گئی - یہی وہ تیغ زہر آلود ہے جسنے مسلمانوں کی مجموعي قوت کو پارہ پارہ کرکے دلوں میں سم نفاق بھر دیا -

ہر کس از دست غیر نالہ کند سعدی از دست خویشتن فریاد

اگر کوئی غریب مسلمان حق گوئی اپنا شعار کرے تو اُسے یہ بد نصیب بیوقوف و دیوانہ ہی نہیں بنا لیتے ' بلکہ قابل نفرت خیال کرتے ہیں ' اور جس بات سنکر تو اسدرجہ گھبراتے ہیں ' جسطرح ایک سیہ دل دنیا دار موت کے نام سے -

مولانا ! آپکو معلوم ہے کہ اب ایسی نازک حالت ہو چلي ہے کہ راست باز اور حق جو مسلمان اس رائج الوقت اسلامي تعلیم سے واللہ بالکل بیزار ہیں - اگر کلام الہي کی تعلیم نے انکي مدد نکي تو وہ دن قریب آگیا ہے کہ آکتا کر کوئي دوسري راہ نجات تلاش کرینگے اور یہ شعر پڑھکر اپنے برادران یوسف سے ہمیشہ کیلیے جدا ہو جائیں گے -

تو بخویشتن چہ کردی کہ بما کنی نظیري
بجدا کہ لازم آمد ز تو احتراز کردن

اس حالت کو خدا نے پوري طرح محسوس فرما لیا ہے اور اسی کے علاج پر متوجہ ہوے ہیں -

ہمارے روحانی عوارض کا علاج تعلیم دوائی کے سوا ہو ہی نہیں سکتا - یہی وہ مجرب علاج ہے جسنے عرب کے جاہل وحشیوں کو کامل بنا دیا ' بڑے بڑے قیصراں کج کلاہ کے آگے سر بیمار خم کیے ' یہ بیمار نادانی اگر اب بھی اسی مجرب دوا کو استعمال کرنا شروع کردیں ' تو بہت جلد انشاء اللہ انکے سارے روگ دور ہو جائیں - جب تک آپکی پیش کردہ دوا کو - جو در حقیقت تیرہ سو برس پہلے اک حکیم الہی کی مجربہ اور مجربہ ہے - بسم اللہ کرکے نہ پي جائیں گے ' یہ سودائے خوباں را ' جس نے انہیں مجنوں مجنوں بنا دیا ہے ' دور نہ ہوگا -

کون کہتا ہے کہ آپکے لہجہ میں تلخی ہے ؟ یہ تو ہمارے کانوں کی خطا ہے کہ حق بات نہیں سن سکتے ' اگر بالفرض ایک گونہ تلخي کو مان بھی لیا جاے ' تو ہم اُسے فصاد کا نشتر بشکر کیوں نہ سمجھیں - مریض ناداں نے فائدہ گھبرائے ہیں ' جب تک اور پریشان کي رحمت نہ اُٹھائیں گے ' برائے نگرد ہوئے زخم کدونکر اچھے ہونگے - میں الہلال کو صبح امید کا درخشندہ آفتاب سمجھتا ہوں ' اُسی کی حرارت سے ہمارے ٹھہرائے ہوے دل ' جن پر صدیوں سے غفلت و گمراہی کی برف گر رہی ہے ' قوی و توانا ہو چلے ہیں - اگر بعض شپہر چشم اس آفتاب صبح امید کی روشنی سے چوندھیا کر اپنا سر پھوڑ لیں ' تو بالکل معذوری ہے - خدائے ذوالجلال آپکي اس محنت کو مشکور فرمائے -

مدرے مخدوم ! اگر ہماری قوم کا ہر حاکروپ بھي نا لعرص گریجوئٹ ہوجائے ' تو بھی ہمارا وہ مرض دور نہیں ہوسکتا ' جسنے ہمیں تباہ و برباد کردیا ' اور ہمارے ساری قوتین سلب کرلیں - ہمیں سگ دنیا بننے کی ضرورت نہیں ' بلکہ مسلمان کامل بننے کي حاجت ہے ' اور وہ بعد اتباع کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ممکن ہي نہیں ' چونکہ ہمارا ادبار اب انتہا کو پہنچ چکا ہے ' کسا عجب کہ مسلمان خواب غفلت سے بیدار ہوکر کروٹ ہي نہ بدلیں بلکہ دسم اللہ کہکر اٹھہ کھڑے ہوں -

بسر کرنے ہیں اک اُمید پر ہم زندگی اپنی
خدا وہ دن نہ دکھلائے کہ تڑپے آسرا دل کا

میرے اس عریضہ کو جسمیں میرے دلی خیالات کا کچھہ اظہار ہے الہلال میں شائع فرمادیں مجھے الہلال کے پالیسی سے کامل اتفاق ہے -

---

جناب محمد محبوب حسن خاں صاحب آنریري مجسٹریٹ شاهجہاں پور

مکرمی ! مجھے جناب سید کی تحریر کے ہر لفظ سے پورا اتفاق ہے - الہـــلال کي پالیسی نہایت مفید پالیسي ہے -

---

جناب چودھري تاج الدین صاحب از امرتسر

مجھے اصولاً الہلال کی دعوت سے بالکل اتفاق ہے - مسلمانوں کی ترقی کا راز قرآن کریم کے احکام پر چلنے میں ہے - چونکہ ہم لوگوں نے قرآن کریم پر چلنا چھوڑدیا ہے ' لہذا سب سے بڑی وجہ ہمارے ادبار و ذلت کي یہی ہے - چونکہ آپکی دعوت کا اصل اصول کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کا اتباع کرانا ہے - لہذا اس عاجز کو بکلي اتفاق ہے - اور یہ رائے اگر ضرورت ہو تو شائع کیجا سکتي ہے - جو قرآن کریم کي تعلیم ہے اور جس پالیسی کی طرف وہ بلاتا ہے ' آپکو نے نا کا نہ اُسي کی طرف دعوت دینی چاہیے - اسمیں کسی سچے مسلمان کو اعتراض نہیں ہو سکتا -

یہاں عام لوگ اس بات کے شاکی ہیں ' کہ تمام اخبار یونیورسٹي کے ہی ذکر کیوں کیا جاتا ہے - حالانکہ اب لوگوں کو یونیورسٹي کے نام سے نفرت ہوگئی ہے ' لوگ تو چاہتے ہیں کہ یونیورسٹی کا ذکر بھی اخبار میں نہ ہو - اُسکی بجائے اور مفید مضامین کي طرف توجہ کیجاوے - لوگوں کو انتظار ہے کہ ترکی کی موجودہ سیاسي حالت پر آپکے مضامین دیکھے جاویں - جنگ طرابلس کے حالات پڑھے جاویں - اور اُن نامور اشخاص کے حالات ' جو بوجہ فداے حریت ہونے کے شمع الاحرار کہلانے کے مستحق ہیں ' جیسا کہ آپنے شروع میں وعدہ کیا تھا اور جسکے لئے تمام پبلک نہایت بیقرار ہے -

---

جناب مولانا عبد العلیم خاں صاحب نا ظم قاسم العلوم

مجھے افسوس ہے کہ آپ کے حوالۂ قلم کو اسوقت تک رسعت نہیں ملی - تاہم اسوقت تک جو کچھہ بھی لکھا گیا ' قابل صد تحسین ہے - جو مقاصد و اصول الہلال کے آپ نے اپنے مطبوعہ خط میں بالتفصیل ظاہر کئے ہیں ' میرے نزدیک نہایت پسندیدہ و اعلے اور سبق آموز ہیں - جس اُصول پر الہـــلال دعوت دینا چاہتا ہے ' وہ اصلی حقیقت ہے - اوسکی مثـــال قرن اولی کي صدیوں میں پائی جاتی ہے - خدا سے دعا ہے کہ الہلال کے ہاتھوں حقیقي اور سچی قرآن کی تعلیم کی عام دعوت ہو ' اور صحیح اور سچي راہ کھول دینے میں وہ ہر طرح کامیاب ہو -

---

جناب ایم کبیر احمد خاں برادرس - از بہار گلپور سٹي (بہـــار)

الہلال کے نئے پرچہ میں آپ نے جملہ ناظرین سے رائے دریافت فرمائی ہے کہ الہلال کي پالیسی سے اتفاق ہے یا نہیں ؟ جواباً میں عرض کرتا ہوں کہ مجھے الہلال کي پالیسي اور لب و لہجہ سے کلي اتفاق ہے -

اللہ تعالی آپکو عرصہ دراز تک صحیح و سالم رکھے اور تمام آفات ارضی و سماوی سے محفوظ و مامون ' تاکہ آپ اس بے نظیر اور اصلي ملکی و قومی خدمت کو بخوبی انجام دین آمیں -

اسمیں کوئی شک نہیں کہ اوسکے مطالعہ سے ایک روح تازہ پیدا ہوتی ہے اور اسلامی حمیت کے ایک نئے جوش کا خون تمام جسم میں دوڑ جاتا ہے -

---

جناب مولانا محمد عبد القدوم صاحب عباسي پاني پتي

اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہندوستان میں ایک اخبار ایسا نکلنا شروع ہوا جسکی دعوت کا اصل اصول مسلمانوں کو انکی زندگي کے ہر عمل و عقیدے میں اتباع کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کي طرف بلانا ہے ' میرے خیال ناقص میں یہ مضمون نہایت قابل التفات ہیں - واقعي مسلمانوں میں قرآنی تعلیم اور اتباع سنت رسول اللہ معفود ہوگئی ہے ' جسکی وجہ سے ان تکالیف اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑرہا ہے - اگر تعلیم قرانی کی روح پھر ہم مسلمانوں میں پیدا ہو جائے ' تو ہم اپنے اندر ہر چیز کامل و اکمل پاسکتے ہیں ورنہ اسکے بغیر نا ممکن ہے - اصل معاملہ یہ ہے کہ سچ ہمیشہ سے تلخ و ناگوار رہا ہے - اگر الہلال کی باتیں لوگوں کو کڑوي لگتي ہیں تو یہ اسکی صداقت کی دلیل ہے - اس عاجز کے خیال ناقص میں اسکا لہجہ بدستور قائم رہے اور کبھی دوستانہ طور سے حق کو نہ چھپایا جاے -

---

جناب مولانا عبد الرحیم صاحب از عدالت جعفري نانپارا

الہلال کي دعوت کے اصل اصول " مسلمانوں کو اُنکي زندگي کے ہر عمل اور ہر عقیدہ میں اتباع کتاب اللہ وسنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و سلم) کی طرف بلانا ' اور اسطرح اُنمیں اُنکي گم شدہ قرآني روح پھر پیدا کرے " سے مجھکو پورا اتفاق ہے -

میں ایک عامی شخص ہوں ' جسے علم سے کوئي بہرہ نہیں ' تاہم اصل مذکور کے متعلق اپنی متفقانہ رائے دینے سے یہ ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ رائے علی وجہ التصدیق ہے ' اور یہ کہ یہ کوئی نیا خیال نہیں ' بلکہ ایک دیرینہ خیال ہے ' جسے اب الہلال نے اپنے ممتاز صنعہ الہی تصنیع سے اور گہرا رنگ دیدیا ہے -

الہلال کا طریق دعوت و پیرایہ بیان بھی نہایت پسند کرتا ہوں - اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ موجودہ لیڈران قوم میں سے اکثر خدا و رسول سے بے پروا - قومی درد سے معرا - نفس پرستي و خود غرضي میں مبتلا ' اور اس منصب جلیل کیلئے جن امور کي ضرورت ہے اُن سے بے بہرہ ہیں - تاہم عام افراد قوم جو عموماً پور فراست و تمیز حق و باطل سے محروم ہونے کی وجہ سے بجاے خدا پرستي کے دولت و جاہ پرستی میں گرفتار ہیں ' آنکو اپنا قبلہ آمال و کعبۂ مقصود بنائے ہوئے ہیں - انہیں انکی ریاکاریوں ' فریب عملوں ' خود غرضوں ' اور غداریوں کی مطلقاً خبر نہیں - ان حالات میں نہایت ضروري ہے کہ ان خود ساختہ لیڈروں کي تمام ایسے حرکات و سکنات کو پبلک میں لاکر اپنے آزادانہ تنقید کیجاوے جو قومی معاملات سے تعلق رکھتے ہوں یا جنکا اثر کسی نہ کسی طرح سے بھي قوم پر پڑتا ہو - جب تک عام افراد قوم کو افراد طبقـــہ اعلی کي دیني - اخـــلاقي - دھني ' اور عملی قواے ارشـــاد و ہدایت کما ھي معلوم نہ ہونگے تب تک قابل قبول اور مستوجب رد میں تمیز کرنا انکے لئے ناممکن ہے - ہر شخص جو قومي معاملات میں حصہ لے رہا ہو یا آیندہ حصہ

لیئے کا خواہشمند و امیدوار ہو یا دیا گیا ہو' اس امر کا مستوجب ہے کہ اسکے تمام پراونٹ و ذاتی افعال جو انسانی افعال کی تحت میں آتے ہیں اور جو انسان کی سیرت کے بنے میں دخل رکھتے ہیں ' پردہ خلوت سے باہر لائے جاویں اور اپنی آزادانہ نکتہ چینی کیجاوے تاکہ پبلک لیڈری کے منصب سیرت رکھنے والے اشخاص کو صحیح طور پر جان سکے اور نالائق و ناسزا اشخاص کے انتخاب سے محفوظ رہ سکے -

ابتک الہلال میں کوئی بحث ایسی نہیں ہوئی جو قومی مفاد سے متعلق نہ ہو اور نہ اسکا لہجہ غیر متین و غیر مہذب رہا ہے - یہ ایک نہایت ضروری فرض ہے کہ نا قابل عداوت کمزور ہستیوں کی کمزوریاں نہایت نلدد آمیزی کے ساتھ منظر عام پر لائی جاویں تاکہ انکی معبودیت و مطاعیت کا طلسم ٹوٹے اور خدا کے بندے محض خدا کے عابد و مطیع بنکر صرف بے ریا اور مخلص اشخاص کو اپنی رفاقت و اعتماد کے لیے منتخب کرنیکے قابل ہوسکیں - میرے خیال میں الہلال اپنی موجودہ شان میں ان تمام فوائد کا جامع ہے جو حکیم الامۃ علامہ سید جمال الدین الافغانی المصری (رح) نے اپنے خطبہ فوائد جریدہ میں جرائد کی طرف منسوب کیے ہیں اور وہ بہمہ وجوہ مستحق ہے کہ اوسے علامہ ممدوح کی زبان میں " سائق الی الفضائل وزاجر عن الرذائل " اور " موجب سعادت امت " کہا جاوے - لیکن افسوس ہے کہ استبداد و جاہ پسند طبیعتیں اسکو اسی شرف سے معریٰ کرانا چاہتے ہیں - آخر میں پھر عرض کرتا ہوں کہ میں نے الہلال کے تمام نمبر دو دربار استیعاباً پڑھے مجھے اسکا ہر خیال - ہر رائے' اور نیز پیرایہ بیان نہایت پسند ہے -

اس عریضہ کو ختم کرنے سے قبل میں بعض حضرات کے اس پر اصرار ادعا کی نسبت بھی کہ (اپریل سرھارکورٹ بٹلر کی مراسلۃ مورخہ ۹ اگست سنہ ۱۹۱۲ سے پہلی کارکنان مسلم یونیورسٹی کو گورنمنٹ کے ارادہ عدم الحاق کا علم نہ تھا) کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں -

(۱) مسلم یونیورسٹی کا ڈیپوٹیشن سرھارکورٹ سے شملہ میں پہلی مئی سنہ ۱۱ میں اور پھر ستمبر سنہ ۱۱ میں ملا

(۲) گورنمنٹ ہند کی مراسلات انہیں جولائی سنہ ۱۱ و اگست سنہ ۱۲ میں موصول ہوے -

(۳) صاحبزادہ آفتاب احمد خانصاحب مسلم گزٹ مورخہ ۱۸ ستمبر سنہ ۱۲ میں تسلیم فرماتے ہیں کہ قبل از وصول مراسلۃ ۹ اگست سنہ ۱۲ آنکہ " یہ اطلاع تھی کہ گورنمنٹ الحاق کا اختیار نہیں دینا چاہتی "

(۴) مسلم پبلک مورخہ ۱۸ - اگست سنہ ۱۲ آخری مراسلۃ کے متعلق عدم الحاق پر بحث کرتا ہوا لکھتا ہے کہ " نواب صاحب نے شملہ میں سرھارکورٹ کے مرحومگی میں کہدیا تھا کہ ایسی یونیورسٹی کو سلام ہے "

(۵) خود نواب صاحب اپنے پہلے اعتراضی مضمون میں جو علیگڈھ گزٹ مورخہ ۲۲ مئی سنہ ۱۲ میں اور روزانہ وحیدالدار مورخہ یکم جون سنہ ۱۲ میں شائع ہوا' فرماتے ہیں " اور اگر کسی معاملہ میں ہمارے اور گورنمنٹ کے درمیان اختلاف ہے یا آیندہ ہو تو اسپر ہم آخر وقت تک پوری طرح گورنمنٹ سے جھگڑ سکتے ہیں مثلاً ایک اعلی ایشن کا مسئلہ ہے - اس میں کہا جاتا ہے کہ گورنمنٹ ہمارے ساتھ متفق نہیں ہے جسکے کوئی اطلاع ابھی تک با ضابطہ ہمکو گورنمنٹ کے طرف سے نہیں ملی "

یہ آخری دونوں اقتباسات بھی واضح طور ظاہر کرتے ہیں کہ کارکنان یونیورسٹی کے روبرو گورنمنٹ کا یہ ارادہ کہ مطلوبہ یونیورسٹی صرف غیر الحاقی اور غیر آزاد شکل میں ہی جاریگی بے ضابطہ طور پر یعنی بموقعہ ملاقات شملہ واقعہ ستمبر سنہ ۱۱ ع پیش کردیا گیا تھا ' مگر ساتھ ہی اسکی شدت تلخی کو کم کرنے کیلیے محض بطور طفل تسلی صاحب وزیر ہند کے آخری فیصلہ پر یہ امر معلق کردیا گیا تھا - باوجود ان سب باتوں کے باصرار تمام دعوی کیا جاتا ہے کہ اخفاے واقعات معلومہ کا الزام درست نہیں - چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد - اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون والسلام علیکم ورحمۃ من لدیکم -

---

جناب طفر الحق صاحب ویٹرینری اسسٹنٹ دادہ

اس مضمون سے میں بھی بالکل متفق ہوں

جناب مولوی سید علی محسن صاحب

(۱) الہلال کا آخری نمبر دیکھکر طبیعت بہت مسرور ہوئی الہلال کے تعلیم کے متعلق جناب نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے میں اوسکے ایک ایک لفظ سے متفق ہوں - اگر الہلال کی تعلیم اسی اصول پر جاری رہی تو الفت آزادی کا نمبر کامل نکر اپنی تھذیبی روشنی کے سایہ میں امت مظلوم کی ہدایت اور دستگیری کرسکتا ہے -

(۲) افسوس اسکا ہے کہ جب اپنا قدم میدان طرابلس پر اٹھتا ہے تو اپنے حدود کی خبر نہیں رہتی اور جب آپ اپنے سرحد میں رزم طبع دکھاتے ہیں تو ناموران طرابلس کو نہوں بیٹھتے ہیں کوئی ایسی ترکیب ہوتی جس سے آپکی توجہ دونوں طرف برابر پڑتی -

(۳) الہلال جسوقت دیکھنا شروع کرتا ہوں اوسوقت جسقدر مسرت ہوتی ہے اوس سے زیادہ افسوس اوسوقت ہوتا ہے جبکہ مروراً ہی اوسکو تمام کر بیٹھتا ہوں - یہ بھی طبیعت نہیں چاہتی کہ نمورا تمورا کرکے ایک ہفتہ میں تمام کروں اور اس سے بھی طبیعت گھبراتی ہے کہ ایک ہی پرچے کو دار بار دیکھوں لہذا جناب کوئی ایسی ترکیب نکالیں جو تسکین بخش ثابت ہو -

(۴) ہمارے ایک مہربان نے الہلال کے متعلق ایک راے دی ہے جس سے جناب کو مطلع کرتا ہوں ممکن ہے کہ جناب پسند فرمائیں وہ یہ کہ الہلال کے ہر نمبر میں ترکی معدوصات کا ایک مفصل نقشہ ہونا چاہیے جس سے ناظرین کو واقعات کا علم بہت آسانی سے ہو جایا کرے -

(۵) تصاویر بہت صاف نہیں آتی عالباً نلاک دینے میں کوئی حرانی رہجاتی ہے - امید ہے کہ جناب اپنی توجہ اسطرف خصوصاً مناظر کے تصاویر کیطرف جلد مبذول فرمائینگے -

(۶) مسلم یونیورسٹی کے متعلق عام راے حاصل کرنے کیلئے بھی میرے خیال میں جناب کو روشنی پیپر شائع کرنا چاہیے والسلام -

---

غازی (انورے) کی رنگین تصویر جن حضرات کو مطلوب ہو وہ طلب فرمائیں ' صرف چند کاپیاں باقی رہگئی ہیں قیمت فی تصویر ۴ - آنہ - الہلال کے گذشتہ ۸ نمبرونکا مجموعہ مع تصویر انورے جسکی اصلی قیمت ۲ روپیہ ہوتی ہے - صرف ۱ - روپیہ ۴ آنے میں بطور نمونہ کے بھیجا جا سکتا ہے -

مینیجر

(آئیندہ نمبرون کیلئے جو تصویرین طیار ہین)

(اُن میں سے بعض کی فہرست)

(مشاہیر)

۲ امیر عبدالقادر الجزائري

۲ ابو الاحرار مدحت پاشا

۳ شیخ احمد السنوسي

۴ سید ادریسی امام یمن

۵ امیر علي پاشا بن عبد القادر الجزائری

۶ امیر عبدالقادر ثاني بن امیر علي پاشا

۷ هر ایکسلنسی محمود شوکت پاشا

۸ مجاهد دستور و حریت بیاري بک

۹ ابراهیم ثریا بک کمانڈر شرقي طرابلس

۱۰ ڈاکٹر نہاد سرای بک رئیس هلال احمر قسطنطنیه

۱۲ سولہ برس کي عمر کا ایک عثماني مجاهد

۱۴ قسطنطنیه کی موجوده وزارت

۱۳ ایراني مجاهدین کا ماتم سرا

۱۴ ایراني مجاهدین کا حمله

۱۵ نیک نامی نشانت ے

۱۶ منصور پاشا منعوث بمعاربے

(مناظر جنگ)

۱۷ طرابلس میں مسیحي تہذیب کے چار خونین مناظر

۱۸ اٹالین هوائي جہاز سے مجاهدین کے کیمپ پر کاغذات پھینک رہے هیں

۹ طبروق کا معرکه

۲۰ منصور پاشا مجاهدین طرابلس کے سامنے تقریر کررہے هیں

۲۱ بیروت بینک کي شکسته دیوارین

۲۱ ورڈس میں اٹلي کا داخله

طرابلس میں اٹالین کیمپ

۲۳ طبروق کے عثماني کیمپ کے افسر

۲۵ مجاهدین کي عورتین اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۲ تبریز میں روسي لشکر کي لعنت

۲۷ اندر بالجان میں روسي داخله

۲۸ ایران کے سردران قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا قتل عام

۳۰ طنجه میں قتال کا حمله

۳۱ فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر و تصاویر)

۳۲ عثماني پارلیمنٹ کا افتتاح

۳۳ سلطان المعظم پارلیمنٹ میں

۳۴ عید دستور

۳۵ ورڈس کے بعض مناظر

۳۶ ڈارڈینلز کا ایک منظر

۳۷ هلال احمر مصر کا گروپ

۳۸ فرانس کي هلال احمر کا طبي وفد

* * *

۳۹ قریه میں ایک اسلامي اثر قدیم کا انکشاف

۴۰ سنه ۷۰ هجري کي ایک تحریر کا عکس

۴۱ حکیم مومن خاں "مومن"

۴۲ نواب ضیاء الدین خاں "نیر"

۴۳ مرزا صاحب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحه

۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط

۴۵ بہادر شاہ کا بستر مرگ

الہلال کے مضامین کے ابواب

منزل علمیہ

اس عنوان کے تحت میں ہمیشہ علمی مضامین ، علمی خبرین ، جدید اکتشافات ،
متفرق ابحاث و افکار علمیہ اور علمی استفسارات کے جواب درج ہوا کرینگے ۔

اعلام اسلام

اسمیں بالالتزام تاریخ اسلام کے ان مشہور نامورون ، کے حالات درج کئے جائینگے
جنہون نے مذہبی ، علمی اور سیاسی آزادی کے لئے کوشش جانفروشی
اور قربانی کی ہے ، نیز زمانۂ حال کے نامور احرار کے
حالات بھی مع تصاویر شایع کئے جائینگے ۔

انباء

ایالات کے متعلق تمام مصالح اور خبرین

برقیات

ہر ہفتہ میں یہ باب مخصوص رہیگا اسکے علاوہ مندرجۂ
ذیل چھوٹے کالمون کے عنوانات ہیں ،

مدارس اسلامیہ

عالم اسلامی

انتقاد

مراسلات

ضخامت کی افزائش کے ساتھہ اور نئے ابواب بھی بڑھائے جائینگے ہمیشہ
ایڈیٹوریل کالم انکے علاوہ رہیگا اور ابتدا میں بریف نوٹس :

شذرات

کے عنوان سے درج کئے جائینگے

۳۰۲

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ
قرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
شاہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱٤ — کلکتہ : چہارشنبہ ٤ ذیقعدہ ۱۳۳۰ ہجری — جلد ۱
Calcutta Wednesday, the 16th October, 1912.

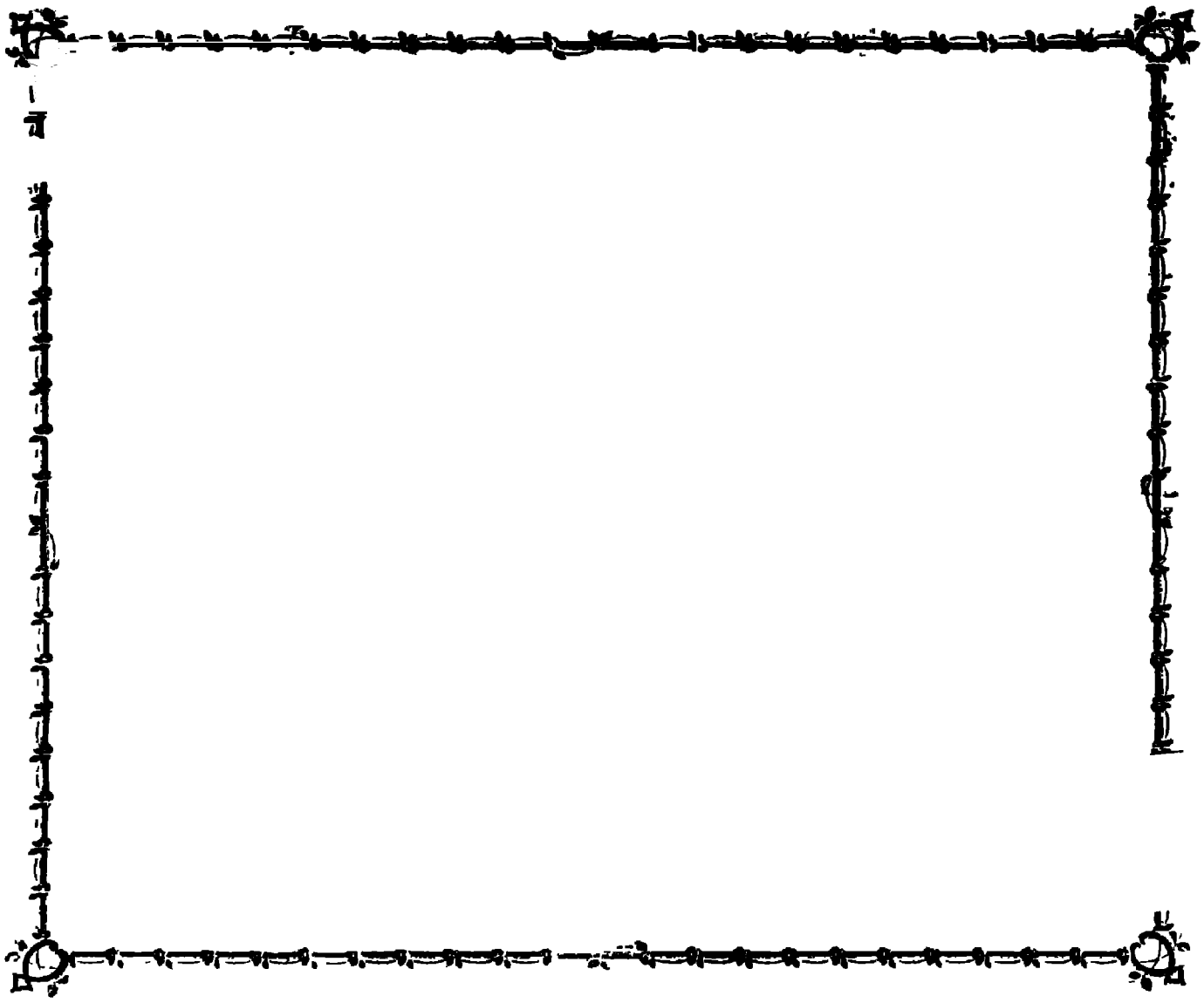

ہلال

—*—

شرح اجرت اشتہارات

—*—

ایک مرتبہ کیلئے بحساب	فی صفحہ	۲۶ روپیہ	فی کالم	۱۳ روپیہ	نصف کالم	۸ روپیہ
ایک ماہ " "	"	۲۲ "	"	۱۲ "	"	۷ "
تین ماہ " "	"	۱۸ "	"	۱۰ "	"	۶ "
چھ ماہ " "	"	۱۵ "	"	۸ "	"	۵ "
ایک سال " "	"	۱۲ "	"	۶ "	"	۴ "

متفرق اشتہارات جو نصف کالم سے بھی کم ہوں ' انچ کے حساب سے لئے جائینگے' بحساب فی مربع انچ دس آنہ -

ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ پر ڈیڑھ انچ تک کا اشتہار لیا جاسکتا ہے لیکن اسکی اُجرت ہر مرتبہ کیلئے پورے صفحہ کی' یعنے ۲۶ روپیہ لی جائیگی-

مختصر اشتہارات اگر رسالے کے اس جگہ نکال کر دئے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت سے پچاس فیصدی زیادہ ہوگی - اگر اشتہار کا بلاک بنوا کر' یا کسی تصویر کے بلاک کے ساتھ درج کرانا مقصود ہو تو بلاک کی اجرت اسکے علاوہ ہوگی ' اور اسکی ڈلوائی دس آنے مربع انچ کے حساب سے لی جائے گی - چھاپے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو دیدیا جائیگا اور ہمیشہ اسکے لئے کارآمد رہیگا -

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطابق آپکو جگہ دیدیں ' البتہ حتی الامکان کوشش کی جائے گی -

(۲) اشتہار کی' اجرت ہمیشہ پیشگی لی جائے گی اور کسی حالت میں واپس نہوگی -

(۳) مدیر کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اُس چیز کا جو جزو کے اقسام میں داخل ہو' تمام منشی مشروبات کا ' مخش امراض کی دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنیٰ شبہہ بھی دیدہ کو پیدا ہو' کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين — القرآن الحکیم

الہلال

ہفتہ وار مصور رسالہ

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7-1, Macleod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ — ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱٤ — کلکتہ : چہارشنبہ ٤ ذیقعدہ ۱۳۳۰ ہجری — Calcutta Wednesday, 16 October, 1912 — جلد ۱

فہرس

شذرات ۲
من انصاری الی اللہ ؟ ۳
مقالۂ افتتاحیہ
القسطاس المستقیم (۲) ۵
مقالات
ارائی راے نمبر (۱) ۸
دین اسلام اور پروفیسر ویسبرے ۱۱
صداقۂ علمیہ (اسئلہ و اجوبتہا)
اسلامی دار العلوم اور مسئلہ الحاق ۱۲
حدیث " اقروا من فراسۃ المومن " ۲۱
حکم متکرین قانون توریث ۱۳
ناموران عرب طرابلس
ایک پاینردہ سالہ معاند شہید ۱۳
کارزار طرابلس
طرابلس میں اٹالین ہوائی حملہ ۱۴
جنگ ترکی و یورپ
تصاویر
مقدونیا کے موجی امیر (صفحۂ خاص)
ایک پاینردہ سالہ مجاہد شہید ۱۳
طرابلس میں اٹالین ہوائی جہاز ۱۵
طرابلس میں ناکام اٹالین ریلوے لائن ۱۶

روزانہ اور ہفتہ وار الہلال ' نیز ماہوار رسالے کیلیے ہر شہر میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے - شرائط نہایت نفع بخش اور آسان ہونگے - درخواستیں جلد آنا چاہئیں -

رعایت

جب طلبا کی رعایت مصوراً بند کردی گئی ہے ' تو آپ رعایتی قیمت کیلیے خط لکھنے کی زحمت کیوں گوارا فرماتے ہیں ؟

ضروری اطلاع

" الہلال " کے خریداروں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ اپنے خط وکتابت میں ضرور خریداری کا نمبر جو چٹ پر لکھا ہوتا ہے اپنے نام کے ساتھہ لکھدیا کریں - ورنہ دفتر تعمیل حوالہ سے معذور سمجھا جاے -

نام کے ساتھہ " الہلال " کا رجسٹرڈ نمبر (C . — 644) ہرگز نہ لکھا جاے - کیونکہ یہ خریداری کا نمبر نہیں ہے -

الہلال کی توسیع اشاعت

— * —

ایک بزرگ دوست ' جو اپنا نام ظاہر نہیں کرنا چاہتے ۱۵
دہلی کے وہی بزرگ ' جنکا نام خود ہمیں معلوم نہیں - مدد ۵
جناب مولانا سید شاہ برہان الدین صاحب حسینی رفاعی قادری سجادہ نشین درگاہ حضرت مشکل آسان ۵
جناب منشی اطہر علی صاحب آزاد ایم - اے - ایس تحصیلدار جلال آباد - ضلع بستی - ۵
جناب مولوی عنایت اللہ خاں صاحب انسپکٹر نو ایریٹو سوسائٹی (گوجرانوالہ) ۵۰
جناب منشی ظہور حسن صاحب عابد سعید علی ڈپٹی کلکٹر ۵
جناب منشی محمود یوسف بھائی صاحب وکیل ریٹائرڈ ۵
جناب محمد صدیق صاحب ہیڈ کلرک (حیدرآباد) ۵
جناب مولوی برکت علی صاحب بی - اے (لاہور) ۵
جناب منشی ایم - اے - دتہ (بہاولپور) ۵
حضرت مولانا محمد عبدالرحیم صاحب مدرس اول مدرسہ اسلامیہ (پٹنہ) ۴
جناب مولوی محمد گل صاحب (شاہجہور) ۳

شذرات

مسلمانوں کا سچا لیڈر کون ہوسکتا ہے ؟

ایک لطف فرما اپنے عنایت نامے میں تحریر فرماتے ہیں

" اپنے اب تک مسلمانوں کی گذشتہ مذہبی و سیاسی گمراہی کی نسبت جو کچھ لکھا ہے ، دیر آیندہ کے لیے جو کچھ لکھ رہے ہیں ، اسکا حرف حرف صداقت اور حقانیت ہے - علی الخصوص اپنے " الہلال کی پولیٹکل تعلیم " کے عنوان سے جو ارٹکل لکھا ہے ، اور اسمیں تعلیم قرآنی کی بنا پر ایک پولیٹکل پالیسی تجویز فرمائی ہے ، وہ تو آپ کا قوم پر ایک ایسا احسان عظیم ہے ، جسکی توفیق آجتک کسی کو نہیں ملی تھی - لیکن سوال یہ ہے کہ کوئی پالیسی خواہ کتنی ہی اعلے درجہ کی اور ازادانہ ہر مگر جب تک اسکو قائم رکھنے والے لیڈر نہ ہوں اُس وقت تک کچھ نہیں ہوسکتا - پس اب مقدم بات یہ ہے کہ آپ یہ بھی بتلا دیں کہ اب قوم کس کو اپنا لیڈر بنائے ؟ اور قوم کا سچا لیڈر کون ہے ؟"

اسکا تفصیلی جواب تو انشاء اللہ آئندہ نمبر میں دینگے ، کیونکہ یہ نمبر چھپ چکا اور مسئلہ تفصیل طلب ، تاہم مختصر گذارش یہ ہے کہ ہمارے عقیدے میں مسلمانوں کا دائمی اور حقیقی لیڈر تو صرف ایک ہی ہے ، اور وہ قرآن حکیم ہے ، و کل شی احصیناہ فی امام مبین (۳۶-۱۲) دینی اور دنیوی ، دونوں قسم کے اعمال کے لیے یہی ایک الہی امام ہے ، پس مسلمانوں کو کسی لیڈر کی تو ضرورت نہیں ہے ، البتہ ایسے نفوس قدسیہ کی ضرورت ہے ، جو اس لیڈر کے نائب ہوسکیں ، اور اسکی تعلیمات پر قوم کو چلا سکیں -

ورثۂ امامت کی حدود تقسیم

دو تہائی سے مسلمانوں نے دس اور دنیا میں تفریق و امتیاز کا ایک خط کھینچ دیا ، اور مسلمانوں نے نہیں ، بلکہ کہنا چاہیے کہ اسلام کے قدیمی دشمن شیطان رجیم نے اس تفریق کی بنیاد ڈالدی ، وان الشیطان للانسان عدو مبین - اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ خدا کی قائم کی ہوئی وحدت کو مٹاکر ایک انسانی تقسیم کے ذریعہ دو حیثیت لیڈروں کی مقرر کردی گئی - دماغ اور زور کے مسائل تو دانشمند علماء دین کے سپرد کردیے گئے کہ فتوا نویسی کے قلم و سیاہی پر قناعت کرلیں ، باقی تمام اعمال زندگی کی اصلاح و فلاح کو تاسم دنیا نئے لیڈروں نے اپنے قبضے میں لے لیا ، نہ ان زمرد حمدہ اور مقدسات خانہ کی مسجد دشمنوں کو کیا خبر ؟ نہ تقسیم ایسی ہی تقسیم تھی ، جسکی ایک ایرانی شاعر نے اپنی آبائی ترکے کے اسہام (حصص) مقرر کرتے ہوئے کی تھی

از درش خانہ تا بہ لب بام ایراں من
وز صحن خانہ تا بہ ثریا ازاں تو !

مگر فی الحقیقت اسلام کے نزدیک ایسی تفریق کم از کم نہیں ، اسکی دنیا دین سے الگ نہیں ، بلکہ دین ، دنیا ہی کا عملی نام ہے - پس مسلمانوں کے دینی معاملات ہوں خواہ دنیوی ، انکے مذہبی لیڈر صرف دینی پیشوا نہیں علماء ہوسکتے ہیں اور تاریخ شاہد ہے کہ ہمیشہ علماء ہی رہے -

تاہم دو تہائی دینی نہ ہے کہ ہمارے علماء نے بھی دنیا کی طرف سے آنکھیں بند کرلیں ، اور جس مسند پر انکو خدا و رسول نے بٹھایا تھا ، اسکی اہمیت کی تحصیل سے بے پروا ہوکر دنیا اہاوں کو لیڈری حوالی ، ایسی حالت میں اگر دوسرے قدسیہ نہ کرلیتے تو کیا کرتے ؟

من ہمہ داغدار شد ، پندہ کجا کجا نہی ؟

انہوں نے بھی اپنا منصب صرف اتنا ہی سمجھ لیا کہ

رہبر ملک خویش لیڈراں دانند
گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

یقیناً اس سوال کا پیدا ہونا قدرتی ہے کہ موجودہ انقلاب حالت کے بعد اب مسلمانوں کا لیڈر ، یا ہمارے اعتقاد کے مطابق امام مبین کا نائب کون شخص ہو ؟ سچ یہ ہے کہ اسکے جواب میں بہت سی مایوسیاں مضمر ہیں ، اور چونکہ ہم کو دونوں حیثیتوں کی خبر ہے اور دونوں کے رنگ دیکھ چکے ہیں ، اسلیے ہماری مایوسیاں عام نظروں کی مایوسیوں سے زیادہ درد افزا ہیں :

رہا ہوں رند بھی میں ، اور پارسا بھی میں
میری نظر میں ہیں رنداں و پارسا ایک ایک

تاہم اللہ کی رحمتیں اسکے بندوں سے خالی نہیں ، اور اسلام پر اسکی نصرت فرمائیوں کی ایک بہت بڑی نعمت یہ بھی ہے ، کہ وہ ہر وقت ہر اپنی قدرت کاملہ سے ایسے بندوں کو بھیج دیتا ہے ، جو اسکے کلمہ حق کی حفاظت ، اور ملت مرحومہ کی ہدایت کا وسیلہ بن جائے ہیں - پس ہم کو سچے دل سے اسکا یقین ہے کہ خدا تعالی اسکا ضرور سامان کردیگا - اور کسی فرستادۂ غیبی کو بھیج دیگا - لیکن مسلمانوں کے لیے اسکے انتظار میں معطل ہوکر بیٹھنا ضروری نہیں ، انکے لیے راہ صاف ہے ، اور جو کچھ کرنا ہے ، وہ کسی لیڈر کی ماتحتی ہی پر موقوف نہیں -

مطالب موجودہ

اگر ہم سے پوچھا جائے کہ حب ذیل اوصاف جامع الاوصاف شخص سامنے نظر نہیں آتا ، تو معیار انتخاب کو کسی قدر ہلکا کرکے کیسے شخص کو ڈھونڈھنا چاہیے ؟ تو ہم کچھ صحیح نہیں سمجھتے کہ مندرجۂ ذیل شرائط کو کسی شخص میں جمع دیکھکر ، اسی سے سردست کام لیا جائے ، اور پولیٹکل امور میں اسکی راہنمائی منظور کرلی جائے ، خواہ وہ موجودہ سربرآوردہ اصحاب میں سے ہو ، یا کوئی نیا شخص

(۱) مسلمان ہو ، نہ صرف ادعائی ، بلکہ اعتقاداً و عملاً - اور دراصل یہی ایک شرط سب پانیکے لیے کافی ہے -

(۲) اگر علوم دینیہ کا مجموع عالم نہ ہو (کیونکہ ہمارے اعتقاد میں جو شخص علوم و آداب اسلامی کا ماہر نہیں ہے ، وہ اُس ملک کا رہنما کیونکر ہوسکتا ہے جسکی ہستی اسلام سے وابستہ ہے) تو کم از کم اتنا تو ہو کہ مذہب اور مذہبی تعلیم سے بے خبر نہ ہو ، اور مذہبی تعصب کا متعصب نہ ہو -

(۳) انگریزی زبان میں خوب تحریر و تقریر رکھتا ہو ، کیونکہ موجودہ عہد میں بغیر اس کے ایک شخص گورنمنٹ اور رعایا کے درمیان ترجمان نہیں ہوسکتا -

(۴) اسطرح کے تمام علائق و تعلقات سے آزاد ہو ، جنکے تحفظ کا خیال اسکو کسی حالت میں بھی رسم و رواج ، سوسائٹی ، خاندان ، یا گورنمنٹ کے دباؤ سے مرعوب کرسکے

ہم نے عرض کی ، ارادی ، حق گوئی ، دلیری ، اور عدم خوف لومۃ لائم وغیرہ بھی اسلیے کوئی دفعہ قرار نہ دی ، کہ یہ تمام اوصاف پہلی شرط میں آگئے - جو شخص مسلمان ہوگا ، ضرور ہے کہ وہ ان اوصاف سے متصف ہو ، راہ الہی میں حسب حالات و محل ، اور الف اولاد و عیال کی زنجیروں سے آزاد ہو ، عالم و مستبد ہو ، اور عذاب الہی کی مخلوق کے سوا زمین کے کسی اونچے سے اونچے ٹکڑے پر بھی اسکا سر نہ جھکے -

اگر پوچھا جائے کہ موجودہ لیڈروں میں کوئی شخص ایسا بھی ہے ؟ تو بظاہر حالات جواب نفی میں ہے ، اور اگر پوچھا جائے کہ ان دو شرطوں کے الگ کردینے کے بعد کوئی شخص نظر آتا ہے ؟ تو جواب ہے کہ ہاں صرف ایک ، یعنے (نواب وقار الملک) - ان میں صرف دو شرطوں کی کمی ہے - انگریزی سے نابلد ہیں اور علائق سے نکلی آزاد نہیں - تاہم اگر کوئی ہے تو وہی ہیں - افسوس کہ اب انکا وقت خانہ نشینی اور سکون و راحت کا ہے - نہ کہ متعب و جدوجہد کا

اصحاب

کی رائیں الہلال کی بالدسی کے متعلق بکثرت آچکی ہیں اور آرہی ہیں - ہم نے گذشتہ اشاعت کے ساتھ بطور ضمیمہ کے چار صفحے دے تھے ، کیونکہ اصل رسالے کے صفحات کو اُسکے سے روک دینا ہمیں اچھا معلوم نہیں ہوا - یہ سلسلہ انشاء اللہ برابر جاری رہیگا ، اس ہفتے کے لیے بھی چار صفحے کمپوز کیے ہوئے پچھلے ہفتے سے پڑے ہیں اور اگر آخری فرمے کے چھپ جانے کے بعد وقت نکلا تو چھاپ کر لگا دیے جائیں گے ورنہ آیندہ ہفتہ پر انکی اشاعت ملتوی ہو جائے گی -

اگر بعض حضرات نے اب تک رائیں نہیں بھیجی ہیں ، تو بہتر ہے کہ موافق مخالف جو کچھ رائے ہو ، جلد بھیجکر ممنون فرمائیں -

عن انصاري الى الله ؟؟

— * —

ملک کے قدیم و جدید تعلیم یافتہ اصحاب کی خدمت میں

ایک التماس

— * —

الہلال نمبر (۱۲) کے پہلے صفحہ پر ایک اعلان شائع کیا گیا تھا اسکی نسبت متعدد درخواستیں آچکی ہیں' لیکن ضرورت دیکھتا ہوں کہ ایک مرتبہ تفصیلی طور پر اسے مقصد دلی کو ظاہر کردوں :—

(۱) شخصی کاموں پر مشترک اور جماعتی کاموں کی ترجیح اور نفوق ظاہر ہے - آج دنیا میں تمام بڑے بڑے کام انجمنوں اور کمپنیوں کی صورت میں انجام دیے جاتے ہیں - لیکن تجربہ شاہد ہے کہ مسلمانوں کو ابتک یہ اصلی طریق عمل راس نہ آیا - اس وقت تک علمی اور قومی خدمات کے لیے جسقدر انجمنیں قائم ہوئیں' تجارتی کاموں کے لیے جسقدر کمپنیاں بنائی گئیں' سب کا نتیجہ یا تو شکست کار اور درہمسے صحدث نکلا ' یا گو کسی نہ کسی طرح قائم رکھی گئیں ' لیکن انکا وجود ' عدم سے زیادہ مفید نہ ہوا - فی الحقیقت یہ ہماری ایک سخت بدبختی ' اور اہم کاموں کے آغاز میں ایک سخت روک ہے ' لیکن کیا کیجیے کہ واقعہ ایسی ہے ' اور اس سے انکار کرنا نہایت خوش آیند تھا ' لیکن نہیں کیا جا سکتا -

(۲) پس اس بنا پر ایک عرصے سے اِس عاجز کا یہ خیال ہے کہ ہمارے بڑے ارادوں کو ترک کرکے سر دست صرف یہ کرنا چاہیے ' کہ ہر شخص اپنے مقدور اور امکان کے مطابق اپنے لیے ایک دائرۂ عمل بنالے ' اور جس قدر شخصی طور پر کرسکتا ہے ' بغیر اور لوگوں کے وقت اور مال کی ذمہ داری اپنے سر لیے ' کرنے کے لیے مستعد ہو جاے - اپنا معاملہ خدا سے رکھے' اور اپنی نیتوں کو درست رکھنے کیلیے نفس سے برسرپیکار ہو جاے - عجب نہیں کہ اشخاص کی سعی جماعت اور قوم کیلیے مجموعی طور پر جماعتی کاموں سے زیادہ مفید ہو جاے ' اور درحقیقت دنیا میں تمام بڑے بڑے کام شخصوں ہی نے کیے ہیں ' جماعتوں نے نہیں کیے ہیں -

(۳) جس کام کو میں نے شروع کیا ہے ' یہ اسی خیال کی عملی صورت ہے - میرے پاس دولت نہیں ہے ' اور تندرستی و جمعیت اور طول عمر کیلیے کوئی ذریعۂ علم بھی نہیں - نہیں جانتا کہ کل کیا ہو ؟ تاہم اعتماد اللہ پر' تھوڑی سی امید اپنی نیت سے - اور یہ وعدۂ الہیٰ ہر وقت پیش نظر ہے کہ انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر و انثی [میں کسی کام کرنے والے کے کام کو ضائع نہیں کرتا - ۳ ۱۹۳]

(۴) انسان کے قلب و دماغ پر بہت سی باتیں ایسی گذرتی ہیں' جنکو وہ مرئیات و محسوسات مادیہ کی طرح دیکھتا اور محسوس کرتا ہے' مگر اسکو دلائل سے ثابت نہیں کرسکتا - میں دیکھتا ہوں کہ دنیا میں خلوص و صداقت اور سچا توکل ایک ایسی طاقت ہے ' جو کبھی ضائع اور برباد نہیں ہوتی ' گو اسکے لیے میں کوئی دلیل حسی پیش نہ کرسکوں مگر میرا دلی ادعا اسکو ایک قانون الہی کی صورت میں دیکھتا ہے ' اور اسپر اس سے کم یقین نہیں رکھتا ' جسقدر آپ کو آگ کے جلانے اور پانی کے بجھانے پر ہے - ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا - کہہ نہیں سکتا کہ جس دن سے میرا دل اپنی نیت اور مقاصد کے متعلق مطمئن ہوگیا ہے ' اُس دن سے کیسی قلوب اور کیسی مقلوب ہونے والی طاقت بخشنے والے نے محکم بخش دی ہے ؟ البتہ مضطرب ہوں کہ مدبر بندوں کو رب کریم آزمائشوں میں پڑنے کے بعد پاک و صاف رہنے کی توفیق عطا فرماے -

(۵) ناظرین کو یاد ہوگا کہ الہلال کی پہلی اشاعت میں اس عاجز نے لکھا تھا :

" الہلال " کی اشاعت ہمارے قدیمی ارادوں کے سفر کا آغاز ہے ' اور حصول الہی سے امید ہے کہ اب بہت جلد اپنے ارادے کے اصلی مہمہ میں مصروف ہو سکیں گے ' اب اردو ہفتہ وار رسالے کی اشاعت کے لیے دقتی طاقت سے چلنے والی مشینوں کی ضرورت نہ تھی ' اور نہ کسی وسیع پریس کے متعلقات و آلات کی - اور نہ ایک اردو کا ہفتہ وار اخبار ملک کی موجودہ حالت کے لحاظ سے ابتدی حیثیت پیدا کرسکتا ہے کہ کسی بڑے پریس کو اپنے اعتماد پر قائم رکھ سکے پھر وہ خواہ کتنے ہی وسیع پیمانے پر جاری کیا جاے ' لیکن کوئی ایسا مقصد زندگی نہیں ہو سکتا جسکا انتظار شب ہاے امید کی سہ چندیں' اور روز ہاے تلاش کے اضطراب کا حقدار ہو - خدا کے بخشے ہوے دل و دماغ کی یہ ناقدری و تحقیر ہے' اگر اسکے مقاصد کا سدرۃ المنتہیٰ اس سے زیادہ بلند نہ ہو سکے - پس یہ جو کچھ کیا جارہا ہے ' درحقیقت چند جرائم عظیمہ ہیں ' جسکی طرف تقدیر متوجہ ہوتا ہے' اور نہیں نہیں جانتا دوسرا کیا ہوگا ؟ و ما تشاؤن الا ان شاء اللہ ان اللہ کان علیماً حکیما -

پہلے نمبر کی اشاعت کو تین ماہ سے زیادہ زمانہ گذر گیا ' بعض احباب نے تفصیلی طور پر اُن ارادوں کو دریافت بھی فرمایا' مگر اس عاجز نے ایک حرف بھی کہنا پسند نہیں کیا - کیونکہ نہیں چاہتا تھا کہ ان کاموں کی عملی صورت کے شکل پذیر ہونے سے پہلے منصوبوں اور خیالوں کا اعلان کردوں - اعلان کے لیے صحیح اوقات کی ہے ' نہ کہ دعوے کی -

(۶) الحمد للہ کہ توفیق الہی نے اعانت سے اب وقت آگیا ہے کہ اُن کاموں کی طرف نہ ترتیب و نہ تدریج متوجہ ہوں - وہ کام کون کون سے ہیں ؟ انکی تفصیل کیا ہے ؟ اغراض و مقاصد اور طریق عمل کیا ہوگا ؟ ان امور کی نسبت انشاء اللہ رفتہ رفتہ الہلال میں عرض حال کرونگا - لیکن مختصر لفظوں میں اگر اشارہ کرنا چاہوں تو عرض کرسکتا ہوں کہ " اپنے مکان اور مقدور کے مطابق احیاء دعوت الہی اور خدمت علم و دیانۃ کیلیے ایک باقاعدہ اور منظم (دار الدعوۃ) کا قیام " و السعی منی و الاتمام من اللہ تعالیٰ -

(۷) لیکن اسکے ساتھ ہی جب اپنی حالت کی طرف نظر ڈالتا ہوں تو علاوہ اُن تمام مشکلات کے (جو ہر ایسے کام کیلیے ناگزیر ہیں) خود اپنی طرف سے بھی حسب حالات ظاہری مطمئن نہیں ہوسکتا - اپنے پیچ در پیچ ہموم و غموم اور اسباب اختلال سکون و دل جمعی کے سوا اپنی صحت کی نسبت بھی دائم المرضی کا میصلہ کرچکا ہوں - اور اب ایک نئی شکایت اختلاج قلب اور نزدم

کي نهي پيدا هوگئي هے - علم الله کو هے ' ليکن نه حسب اسباب ظاهري شايد زياده دنوں تک اپنے کاموں کو جاري نه رکھه سکوں گا -

(۴) ايسي حالت ميں مقدم تر امر يه هے که کچهه لوگ ايسے پيدا کيے جائيں ' جو ايک مخصوص مقصد قائم کرليں ' اور پهران تمام کاموں کو (جنميں سے اکثر کو الحمد لله شروع کرديا گيا هے) بطور خود جاري رکهه سکيں - تاکه تمام ارادے صرف ايک شخص کي حيات و ممات پر موقوف نه رهيں اور ايک خاص رنگ اور قابليت کي جماعت قوم ميں پيدا هو جاے -

( ) پس آج ميں آواز بلند کرتا هوں که "من انصاري الى الله" ؟ کوئي هے جو راه الهي ميں ميرا مددگار هو ؟ کوئي هے جو اپنے جند اغراض و منافع قرباني کي خدمت ملت اور اعلاے کلمه حق کي خاطر گوارا کرے ؟ اور پهر کوئي هے جو ايک شکسته دل' اور اشکبار چشم کي فرياد پر ليبک کهے ؟ ميں يه نهيں چاهتا که لوگ اپني قابليت اور زندگي کو بعد کسي معاوضے کے ميري خدمت ميں صرف کر ديں' اسکا طلبگار نهيں هوں که اپني دنيوي اميدوں اور ترقعات کو خدمت ملت کي راه ميں بالکل قربان کرديں - ميں ان لوگوں ميں نهيں هوں جو خود کسي طرح کا معاش کي طرف سے اطمينان حاصل کر کے هر شخص کو الزام ديتے هيں که وه بهي انکي طرح اهل و عيال کي فکر سے بے فکر هوکر کيوں نهيں ايثار کرتا ؟ ميں جانتا هوں که ضروريات زندگي اور پاکدامني علائق کي راه هر شخص کے پاؤں ميں هے' اور سچا ايثار صرف مال هي کے ايثار ميں نهيں هے' بلکه سب سے بڑا ايثار دل اور ارادے کا ايثار هے - پس مالي معاوضے اور تنخواه کا ليبا ايثار و صداقت ميں حائل نهيں هو سکتا - مالي خدمت جسقدر ممکن هے ' اس سے دريغ نهيں - ليکن ساتهه هي ايسے لوگوں کا طالب هوں ' جو اس تعلق کو محض ايک کار و باري تعلق اور تجارتي لين دين نه سمجهيں ' بلکه اپنے دل ميں ايک هلکا سا رحم بهي درد ملت کا لےکر آئيں ' اور علم و خدمت علم کے سچے ولولے سے خالي نهوں - ديس راتيں انهوں نے فکر ملازمت و حصول معاش کي بے چيني ميں کاٹي هوں ' تو کم از کم ايک رات کا بارهواں حصه کبهي اپنے اخوان ملت کے درد ميں بهي بسر کيا هو - علم کو هميشه حصول معاش کا وسيله سمجهکر پڑهنا هو' مگر علم کو علم کے ليے اختيار کرنے کي دني دنائي پهانس بهي کبهي کبهي انکے پهلو ميں چبهه جاتي هو -

"لقاء ربه رب" کي سعي اور "ابتغاء مرضات الله" کا مقام بهت اونچا هے' وهاں تک رسائي هم آلودگان هواي نفساني کو کهاں حاصل ؟ تاهم اگر هزاروں تعليم يافته مسلمانوں ميں چند اشخاص اتنے ايثار کے ليے بهي طيار نهوں که تنخواه لے ليے کے ساتهه اپني زندگيوں کو تا ارتداد محکم خدمت ملي کے ليے وقف کرديں ' تو پهر ان زباني هنگاموں ' اور ادعائي شور و شغب کو بهي کيوں نه بند کر ديا جاے جو اخبار کے صفحوں اور انجمنوں اور صحبتوں کي روئدادوں ميں هميشه دکهلايا جاتا هے -

( ) ميرا دل اور گهر ' دونوں کا دروازه کهلا هے ' تاکه هر سچے ارادے کے ساتهه آنے والے کا استقبال کرے اور اپني اجهي طرح زندگي کا شريک مساري بنالے - مجهکو جو کچهه اب کرنا هے برسوں تک خاموش رهکر اور تمام پهلوؤں پر غور کرکے اسکا فيصله کر ليا هے ' اور زندگي جب تک هے ' اس سے کنارہ کش نهيں هو سکتا - ليکن آں ارباب علم کے ليے جو تصنيف و تاليف ' تحرير و تقرير ' اور خدمت ملت و ديانه کا اپنے اندر کوئي ولوله رکهتے هوں ' يه ايک عمده فرصت هے ' جو شايد پهر هاتهه نه آئے -

---

مسئلۂ صلح

— * —

حسن حدر کے سلسلے تقريباً تمام عالم اسلامي طيار نه تها' جسکے تصور سے طرابلس ميں عناصر خصب ' مصر ميں عالم' اور هندوستان ميں حسرت اور مايوسي چها جاتي تهي' تاآنکه اس وقت که الهلال کا آخري جو صفحه مشين پر چڑهه چکا هے ' ريوٹر کے سداسي ' يعني مقام آوچي (سوئذرلينڈ) اٹلي اور ٹرکي کي صلح کے کا تجات پر آخري دستخط هوگئے انا لله و انا اليه راجعون -

گو اِس وقت کچهه نهيں کها جا سکتا که اصلي شرائط صلح کيا قرار پائے ؟ بلکه ابتدا سے مسئله صلح کي نسبت حدروں ميں جو اضطراب رها هے ' اسکو پيش نظر رکهتے هوے يه بهي نهيں کها جا سکتا که نه حدر بالکل قابل تسليم هے ' تاهم اگر صلح هوئي هے ' تو يه بهي يقيني هے که اٹلي کا قدم طرابلس اور برقه ميں جم گيا ' گو اسکا نام يورپ کي معاهدات و قوانين کي اصطلاح ميں کچهه هي هو - موجوده تلغرافي مسئله درپيش نه هوتا تو اٹلي کو قطعاً بري طرح دب کر صلح کرني پڑتي ' مگر اندر کوئي وجه نهيں که اُس نے موجوده وزارت کي کمزوري سے فائده نه اُٹهايا هو -

تاهم مقتضاے احتياط يه هے که جب تک تفصيلي حالات معلوم نهو جائيں ' کوئي راے قائم نه کريں - کل کي تفصيلي خبروں کا انتظار هے ' اور خداے برتر و حکيم سے اميد هے که وه اس تاريک دور اسلامي کو وقعه پر خلافت اسلامي پر کسي اور سخت خطرے سے دوچار نه کريگا - وما تشاؤن الا ان يشاء الله ' ان الله کان عليما حکيما -

---

عاري (انورے) کي رنگين تصوير جس حضرات کو مطلوب هو وه طلب فرمائيں ' صرف چند کاپياں باقي رهگئي هيں قيمت في تصوير ۴ - آنه - الهلال کے گذشته ۸ نمبروں کا مجموعه مع تصوير عاري (انورے) جسکي اصلي قيمت ۲ روپيه هوتي هے - صرف ۱ - روپيه ۴ آنے ميں بطور نمونه کے بهيجا جا سکتا هے -

مديحر

الهلال

۱۶ اکتوبر ۱۹۱۲

— * —

القسطاس المستقيم

— * —

یعنی مسلمانوں کی آیندہ شاہراہ مقصود

ان هذا صراطي مستقيما ، فاتبعوه ، و لاتتبعوا السبل ، فتفرق بكم عن سبيله ذالكم وصاكم به ، لعلكم تتقون (۶ - ۱۵۵) (۱)

(۲)

میں شاید اپنے مطلب کو اب تک ٹھیک ٹھیک ادا نہ کرسکا - اسلیے زیادہ واضح طور پر آج عرض کرتا ہوں - مشکل یہ ہے کہ مضمون وسیع اور شاخ درشاخ ضمنی مطالب پر مشتمل ہے ' جب لکھنے کیلئے قلم اُٹھاتا ہوں ' تو مجبوراً تفصیل و اطناب سے کام لینا پڑتا ہے - تاہم مطمئن ہوں کہ کوئی عنصر ضروری داستان رقم پر نہیں گذرتا -

مسلمانوں کا نصب العین کیا ہونا چاہیے ؟

پالیٹکس جسکی طرف اب مدتوں کی غفلت کے بعد مسلمانوں نے شیفتگی کی نظر اٹھائی ہے ' قومی زندگی کے اعمال کا ایک سب سے بڑا شعبہ ہے - لیکن ہم اسے مسلمانوں کیلئے کوئی اصلی مقصود اور بنیادی شے نہیں سمجھتے - اور قوموں کے لیے اگر سیاست انکے تمام اعمال کی بنیاد ہے ' تو اس لیے ہے کہ زندگی کی حرارت پیدا کرنے کیلئے وہ سیاسی حرکات سے ایک گرم انگیٹھی کا کام لیتے ہیں - لیکن جس قوم کے پاس ایک شعلہ فشاں آتشکدہ موجود ہو ' اُسے انگیٹھی کی کیا ضرورت ہے ؟

جب تنور گرم ہوجاتا ہے تو بہت سی انگیٹھیاں اس سے گرم کرلی جاسکتی ہیں ' لیکن انگیٹھی تنور کا کام نہیں دیسکتی -

اس وقت نرسوں نے حمود سے کروٹ لی ہے ' اور گویا انقلاب دہر کا ایک اچھا موسم مسلمانوں پر گذر رہا ہے - اس وقت جس چیز کی تخم ریزی کردی جائے گی ' آگے چلکر اسی کے پھل کو اپنے دامن میں دیکھ سکیں گے - پس اس وقت میں مغربی دعوت کا لب لباب یہ ہے کہ مسلمان محض پالیٹکس ہی کو اپنا مقصود حقیقی نہ بنائیں ' اور اسطرح ایک عمدہ موسم کو ' جسمیں وہ شاید ایک پورا باغ لگاسکتے تھے ' صرف ایک درخت ہی کے بونے میں ضائع نہ کردیں -

دوسری قوموں کی نظیروں پر نظر رکھنا انکے لیے کچھ سود مند نہیں ہوسکتا - انکو صرف اپنے اوپر نظر رکھنی چاہیے ' کیونکہ انکے پاس ایک شے ہے ' جو اوروں کے پاس نہیں ہے اور جس کو اپنا مقصود بناکر وہ ان تمام چیزوں کو بھی درجہ احسن و اکمل لے سکتے ہیں ' جو اور قومیں حاصل کر رہی ہیں - انکو چاہیے کہ ہر طرف سے آنکھیں بند کرکے اس شے کو اپنا اصل مقصود اور نصب العین بنائیں ' جسکی تلاش میں انہیں گھر سے نکلنے کی ضرورت نہیں ' بلکہ ہمیشہ سے وہ خود انکے گھر کے اندر موجود ہے - یعنے صرف اتباع دین مبین اور اعتصام بحبل اللہ المتین انکے لیے انکے خدا کے طرف سے ایک دائمی مقرر کردہ نصب العین ہے ' اور ایک مسلم ہستی کے لیے اسکے سوا کوئی مقصود حقیقی نہیں ہوسکتا - نہ پالٹکس ' نہ تعلیم ' نہ اخلاق ' اور نہ معاشرت ' کیونکہ زمین پر جسقدر "کمال" اور "جمال" ہے ' وہ سب اس سے ہے ' یہ کسی چیز سے نہیں ہے - دنیا میں جسقدر خوبیاں اور محاسن ہیں ' سب اسکے بچے ہیں ' کیونکہ اسکے اوپر الوہیت کے درجے کے سوا اور کوئی درجہ نہیں - دنیا میں جس وقت سے انسانی ہدایت و شعارت کا سلسلہ شروع ہوا ہے ' صرف یہی ایک صراط مستقیم اور ملۃ قویم تمام انسانی فلاح و اصلاح کا وحدہ لاشریک وسیلہ رہی ہے .

وقالوا كونوا هوداً او نصارى تهتدوا ، قل بل ملة ابراهام حنيفا ، وما كان من المشركين - قولوا امنا بالله وما انزل الينا وما انزل الى ابراهيم واسماعيل واسحاق ويعقوب والاسباط ، وما اوتى موسى وعيسى ، وما اوتى النبيون من ربهم ، لا نفرق بين احد منهم ونحن له مسلمون (۲)

اور یہود و نصارا کہتے ہیں کہ یہودی یا عیسائی بن جاؤ تو ہدایت پاؤگے - (یعنے اسلام کے سوا اور طریقے اختیار کرو) اے پیغمبر کہدے کہ کبھی نہیں ! ہمارے لیے تو صرف ابراہیم ہی کا طریقہ طریق ہدایت ہے - اور اے مسلمانوں تم بھی کہدو کہ ہمارا طریق یہی ہے کہ اللہ پر ایمان لائے ہیں اور قرآن پر ' جو ہم پر اترا ' اور اُس تعلیم پر جو ابراہیم ' اسماعیل ' اسحاق ' یعقوب اور اولاد یعقوب پر اتری ' اور موسیٰ اور عیسیٰ کو جو تعلیم دی گئی ' اور انہیں پر موقوف نہیں ' بلکہ در اصل اور تمام پیغمبروں اور رسولوں کو اپنے پروردگار کے طرف سے جو تعلیم دی گئی - ان سب کی تعلیم ایک ہی طریق اسلام کی تھی - پس ہم انمیں کوئی تفریق اور امتیاز نہیں کرتے ' اور کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں -

ترجوا النجاة ولم تسلك مسالكها ان السفينة لا تجري على اليبس (۱)

اگر مسلمانوں نے اپنے لیے ایک نہایت آزادانہ پولیٹکل پالیسی طے کرلی ' کانگریس سے بھی بہتر ایک پروگرام انکے ہاتھ میں ہوا ' الرلیڈ کے حکومت طلبوں سے بھی بڑھکر جوش اور سرگرمی پیدا کرلی ' پالیٹکس میں وہ ارسر تا پا غرق ہوگئے ' انکا ہر مرد گلیڈاسٹون اور مارلے ہوگیا ' لیکن ساتھ ہی اگر انہوں نے اپنے معتقدات اور اعمال کے اندر اسلام کی عملی روح پیدا نہ کی ' اپنے تئیں دین الہی کی سلطنت کے ماتحت داخل نہ کیا ' اور خشیۃ الہی اور زاد تقوی سے محروم رہے ' تو میں اُس یقین کی لازوال طاقت کے ساتھ ' جسکے لیے کبھی موت اور شکست نہیں - اُس بصیرت الہی کے ساتھ ' جسمیں کبھی زلزل اور تذبذب نہیں - ارسر تا پا صداے وجدانی بلند کہتا ہوں کہ اگر

(۱) نجات (دین الہی کا) خواہاں ہے ' پس صرف اُسی کے ہو رہو ' اور اور راستوں میں نہ پڑو ' کیونکہ وہ تم کو خدا کی راہ سے بھٹکا کر تتر بتر کر دینگے - یہ خدا کی تمہارے لیے وصیت ہے ' تاکہ تم متقی بن جاؤ -

(۲) دین و دنیا میں نجات کی راہ ' اور ساتھ ہی راہ الہی سے روگردانی ' بھلا کبھی خشکی میں بھی کشتی کو چلتے دیکھا ہے ؟

آگ جلاتی ہے' اور پانی ڈباتا ہے - اگر آفتاب مشرق سے نمودار ہوتا' مگر مغرب کی جانب غروب ہوتا ہے - اگر مچھلی جسکی مثل' اور پرند دریا میں زندہ نہیں رہسکتا - اگر قوانین طبعیہ اور نوامیس طبعیہ میں تبدیلی نہیں ہوسکتی - اور اگر یہ سچ ہے کہ دو اور دو پانچ نہیں بلکہ ہمیشہ چار ہوئے ہیں - تو یہ بھی کبھی نہ مٹنے والی صداقت اور صفحۂ کائنات پر نقش سنگی ہے کہ مسلمانوں کو نہ تمام دنیا سیاسی ہنگامہ آرائیاں' تعلیم و تربیت کا عوتاے محشر حد' اور پولیٹکل پالیسی کے تغیر و تبدل کا ہنگامہ طوماں آرز' ایک لمحہ' ایک دقیقہ' ایک عشر دقیقہ تک کبھی نہیں پہنچا سکے گا - انکی تمام حد و جہد بیکار جاے گی' تغیر کا اژدہا پورے تغیر ایک قطرۂ بارش کے گذر جاے گا' انکی امیدوں کی خشک سالی نیستور باقی رہے گی' وہ جسقدر سعی رہائی کرینگے' اتنا ہی چاروں طرف کی لپٹتی ہوئی زنجیروں کی تندش سخت تر ہوتی جاے گی' گمراہی و ضلالت کا شیطان کبھی انسے الگ نہوگا' انکے گلوں میں جو طوق مذلت' اور پاؤں میں جو زنجیر ادبار و تسفل پڑی ہوی ہے' وہ قیامت تک نہ ٹوٹے گی' جہالت و ضلالت' اسر و غلامی' ذلت و خواری کی صفوں میں ہمیشہ منحصور رہیں گے' اور دنیا میں ایک لمحہ کیلئے بھی انکو قومی عروج کا چہرہ دیکھنا نصیب

نہوگا خسر الدنیا والاخرة' ذلك هو الخسران المبين

ان الذين كذبوا بايتنا' وما استكبروا عنها' لا تفتح لهم ابواب السماء ولا يدخلون الجنة' حتى يلج الجمل في سم الخياط' وكذلك نجزي المجرمين (٧ -)

جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا' اور جھکنے کی جگہ غرور سے اکڑ بیٹھے' تو تم رکھو کہ انکے لئے نہ تو آسمانی برکت کا دروازہ کبھی کھلے گا اور نہ تو بہشت کی زندگی انہیں نصیب ہوگی - ہاں اگر ایسا ہو سکتا ہے کہ سوئی کے ناکے میں سے اونٹ گذر جاے تو یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ہماری آیات کو جھٹلاکر پھر فلاح و نجات نہیں حاصل کرسکیں -

میں نے کہا کہ "اگر آگ جلاتی اور پانی ڈباتا ہے" نہیں' بلکہ میں کہتا ہوں کہ یہ تو ممکن ہے کہ آگ نہ جلاے اور پانی نہ ڈباے' مگر یہ تو کسی طرح ممکن نہیں' کہ خدا کا وہ قانون شعارف و ہدایت بدل جاے (١) جس کے لیے ابتداے خلقت بنی آدم سے آجتک تاریخ میں کوئی مثبتی شہادت موجود نہیں - یہ میں لکھ رہا ہوں' اور میرے اندر یقین اور اعتقاد کی ایک اولوالعزمی چین و مضطرب ہے' مگر افسوس کہ اسکی ترجمانی کے لیے موثر الفاظ نہیں ملتے - حیران ہوں کہ کیونکر' اور کن لفظوں میں اپنا دلی یقین آپکے دلوں میں بھی پیدا کردوں؟ تاہم میں یہ کہنے سے کبھی نہ تھکوں گا' کہ جن احکام اسلام کو آپ نہایت بے پروائی سے ایک مذہبی تشدد کہکر گذر جاتے ہیں' وہ تشدد تو ضرور ہے مگر ایک ایسے قانون کی تشدد ہے' جسکی سلطنت تمام قوانین مادیہ کے نظام حکومت سے بالاتر اور وراء الوری ہے' اور نظم کائنات کے تمام امور اسی تشدد سے تشدد کر مرتب اور منظم ہوتے ہیں - یہی تشدد ہے کہ لسان الہی نے اسکو کہیں "حدود اللہ" کے لفظ سے یاد کیا ہے' کہیں "سنة اللہ" کے لفظ سے تعبیر کیا ہے' کہیں "فطرة اللہ" اسکا نام رکھا ہے' کبھی "صراط مستقیم" کہا ہے' اور کبھی "دین قیم" کے خطاب سے یاد کیا ہے - وہ فی الحقیقت ایک ربانی حکومت کا انتظام ہے' اور جب کوئی فرد یا قوم اسکے تحت تسلط سے نکلنا چاہتی ہے' تو گویا وہ خدا کے ساتھ اعلان جنگ کر دیتی ہے - پھر اسکی زندگی اور زندگی کے تمام اعمال تکسر تعارف اور سرکشی ہوجاتے ہیں' اور وہ رحمانی سلطنت سے نکل کر شیطانی حکومت میں داخل ہو جاتی ہے

یا ایها الانسان ما غرك بربك الكريم (٨٢ - ٦)

خدا کہتا ہے کہ اے انسان تجھکو کس چیز نے دھوکا دیا ہے کہ تو اپنے رب کریم سے تعارف کرنے پر آمادہ ہوگیا ہے

دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک داعی انسان کو کوئی گورنمنٹ پناہ نہیں دیسکتی - اسی طرح رب السماوات والارض کی تعارف اور قانون شکنی کے بعد بھی کائنات کا ہر دروازہ اُس پر بند ہو جاتا ہے - کسی سعی میں وہ کامیاب نہیں ہوتا' اور کوئی کوشش اسکی فلاح یاب نہیں ہوتی

ومن يبتغ غير الاسلام دينا' فلن يقبل منه وهو في الاخرة من الخاسرين (٣ - ٧٩)

جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسری تعلیم کو تلاش کریگا' اسکی سعی و اس کبھی مقبول نہوگی اور اسکے تمام کاموں کا آخری نتیجہ ناکامی و نامرادی ہوگا -

قرآن متعدد سے امم سابقہ و اقوام پیشین کا تذکرہ بار بار کیا ہے - یہ صرف اس لیے ہے کہ اس "قانون ہدایت و تعارف" کے نتائج پر انسان کو توجہ دلائی جاے - جابجا اُن اقوام متمدنہ و عظیمہ کے طرف اشارہ کیا ہے' جو آپ والی اقوام سے زیادہ قوی اور مستحکم تمدن رکھتی تھیں - لیکن جب انہوں نے احکام الہیہ کو پس پشت ڈالدیا' اور خدا کی حکومت میں رہکر اس سے تعارف اور سرکشی شروع کردی' تو کوئی انسانی سعی و تلاش فلاح انکو ہلاکت و بربادی سے نہ بچا سکی - یہاں تک کہ آج انکے آثار و اطلال بھی دنیا میں باقی نہیں —

اولم يسيروا في الارض فينظروا كيف كان عاقبة الذين من قبلهم' كانوا اشد منهم قوة و اثارا في الارض فاخذهم الله بذنوبهم' وما كان لهم من الله من واق' ذلك بانهم كانت تاتيهم رسلهم بالبينات' فكفروا فاخذهم الله' انه قوي شديد العقاب (٤٠ - ٢١)

کیا یہ لوگ زمین پر چلتے پھرتے نہیں ؟ اگر پھرتے تو دیکھتے کہ جو قومیں اُن سے پہلے ہوگذری ہیں' انکا کیا انجام ہوا ؟ یہ وہ قومیں تھیں' جو اپنے تمدن و عمران اور آثار جسمانی میں بڑھکر قوی تھیں' انہوں نے زمین پر اپنے کامونکے نشان چھوڑے' اور جسقدر سے اسکو متمدن بنایا ہے اس سے کہیں زیادہ انہوں نے تمدن پھیلایا - لیکن جب ہمارے رسول ان میں بھیجے گئے اور ہماری نشانیاں انکو دکھلائی گئیں تو انہوں نے سرکشی اور تعارف سے جھٹلا دیا' اور برباد و فنا ہوگئے - خدا ظلم کرنے والا نہ تھا' لیکن خود انہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا -

یہی اسلام وہ "قانون" حیات و ممات اقوام" ہے' جسکی طرف قرآن نے جا بجا اشارہ کیا ہے —

ما اصاب من مصيبة في الارض ولا في انفسكم' الا في كتاب من قبل ان نبرأها' ان ذالك على الله يسير (٥٧ - ٢٢)

جتنی مصیبتیں اقوام و ملل پر نازل ہوتی ہیں اور خود تم پر نازل ہوئیں' وہ سب ہم نے پہلے سے ایک کتاب میں لکھ رکھی ہیں (یعنے پہلے سے وہ قانون ایک قانون منضبط کے موجود ہے) اور ایسا کرنا اللہ کے لیے کوئی مشکل بات نہ تھی -

(١) فقیر نے ایک مستقل رسالہ اس موضوع پر لکھا ہے کہ مراتب ہدایت وشقاوت امم و ملل از روے قرآن کیا ہیں ؟ مطبع الہلال میں زیر طبع ہے اور عنقریب شائع ہوگا

کائنات میں حیات و قیام صرف مسلم کے لیے ہے

اور غور کیجیے تو یہ کوئی ایسا دعوا نہیں ہے، جسکے لیے زیادہ دلائل آرائی مطلوب ہو، اور اگر مطلوب ہے تو اسلیے کہ دنیا میں آج اسلام کے پیروؤں ہی کے لیے سب سے زیادہ اسلام کی دعوت معما ہو رہی ہے - اسلام تو فی الحقیقت اُن قوائے فطریہ کے صحیح استعمال کا نام ہے، جنکی حکومت سے دنیا کی کوئی شے خارج نہیں - مچھلی کے لیے پانی میں تیرنا، پرندوں کیلیے ہوا میں اڑنا، نباتات کا زمین میں نشوؤ نما پانا، اور انسان کا زمین کے اوپر رہنا، یہ سب چیزیں اسلام کے مفہوم حقیقی میں داخل ہیں، کیونکہ اس کا دوسرا نام "سنۃ اللہ" اور "فطرۃ اللہ" ہے، پھر کیا مچھلی پانی کی جگہ ہوا میں، پرند ہوا کی جگہ پانی میں، اور انسان زمین کو چھوڑ کر سمندروں میں زندہ رہ سکتا ہے؟ اگر نہیں رہسکتا، تو اسکے یہ معنے ہیں کہ دنیا میں کوئی شے غیر مسلم ہوکر زندہ نہیں رہسکتی - حیات اور زندگی صرف مسلم کے لیے ہے، اور جو غیر مسلم زندہ ہیں، گو انکو معلوم نہو، مگر ہم کو معلوم ہے کہ وہ اسلام ہی کے سرچشمے سے سیراب ہو رہی ہیں - یہ اپنی بدبختی ہے کہ پاس رہکر بھی ہم تشنہ لب ہیں -

افغیر دین اللہ ابغی حکماً وہو الذی انزل الیکم الکتاب مفصلاً والذین اٰتینٰھم الکتاب یعلمون انہ منزل من ربک بالحق فلا تکونن من الممترین (۶ ۱۱۴)	کیا وہ لوگ دین الٰہی کو چھوڑ کر کسی اور تعلیم کو اپنا حاکم بنانا چاہتے ہیں، حالانکہ اس آسمان اور زمین میں کوئی نہیں، جو چار و ناچار اسی دین اللہ کا مسلم، یعنے حکم بردار نہو -

ادخلوا فی السلم کافۃ (۲ ۱)

پس باوجود اسکے کہ ہم پولیٹکل زندگی کو حیات ملی کا ایک ضروری شعبہ سمجھتے ہیں، باوجود اسکے کہ ہمارے نزدیک کوئی قوم زندہ نہیں رہسکتی، جب تک اسکے اندر سیاسی حیثیات مشتعل نہوں، اور باوجود اسکے کہ ہم روز ازل سے مسلمانان ہند کی ایک تاریخی بدبختی یہ قرار دے رہے ہیں کہ انکے لیڈروں نے علامی و خوشامد کی داروغے نے ہوسٹی سے قوم کی قوم کو مرض الموت میں مبتلا کردیا، ہم مسلمانوں کو کبھی یہ صلاح نہیں دینگے کہ وہ صرف پولیٹکل ارادی کے ولولے ہی کو پیدا کرکے اصلاح و تعمیر کی طرف سے فارغ البال ہوجائیں - کیونکہ ہمارے نزدیک مسلمانوں کیلیے پولیٹکل پالیسی کے تعمیر میں کوئی ترکیب نہیں ہوسکتی، اگر انکے اندر مذہبی تبدیلی پیدا نہ ہوئی - بخار کے مریض کے لیے ڈاکٹر کے آگے یہ سوال نہیں ہوتا کہ اسکا جسم گرم کیوں ہے، اور آنکھوں میں سرخی کیوں ہے؟ بلکہ اسپر غور کرتا ہے کہ بخار کی تولید کی اصلی علت کیا ہے؟ اگر آپ صرف مریض کے جسم کی حرارت ہی کے شاکی ہیں، تو زیادہ پریشانی کی ضرورت نہیں، ایک من برف منگوا کر اسکے کپڑوں میں آپ بھی دیجیے - امید ہے کہ سارا جسم ٹھنڈا ہوجائے گا - آپ کہتے ہیں کہ مسجد کا مینار سیدھا نہیں، میں روتا ہوں کہ بنیاد ٹیڑھی ہے - آپ صرف پالیٹکس کو نہیں ڈھونڈھتے ہیں، جبکہ ایک ایسی مضبوط اور لازوال کرسی آپکو ملتی ہے، جس پر نہ صرف پالیٹکس، بلکہ قومی زندگی کی عمارت کے تمام ستون کھڑے ہوسکتے ہیں، اور ستون کیلیے کرسی ناگزیر ہے -

مسلمانوں کیلیے اولین کام

پس موجودہ تجربے کے بعد اب مسلمانوں کو سیاسی منزل سے شروع کرنا چاہیے، جو انکی سیر کا قدرتی مبدء ہے، اور جہاں سے انکو پچھلا سفر شروع کرنا تھا، مگر انہوں نے نہیں کیا - انکو نہ تو پولیٹکل پالیسی کی تلاش و جستجو میں وقت ضائع کرنا چاہیے، نہ اعلیٰ تعلیم کے اساسی لامتناہی میں پڑنا چاہیے، نہ لیگ کے علامانہ اور غیر مسئول آرگنائزیشن پر توجہ کرنی چاہیے، اور نہ کانگریس کی ریزولوشنوں میں اپنے لیے نسخۂ فلاح ڈھونڈھنا چاہیے - انکو صرف ایک ہی کام کرنا چاہیے، یعنی دلا یہ سوچتے ہوئے کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور کہاں جا رہے ہیں، اپنا ہاتھ دست الٰہی میں دیدینا چاہیے -

می نرد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

نہ وہ پالیٹکس کو سوچیں اور نہ تعلیم کو، نہ ارادی کی مدح کریں، اور نہ علامی کا طوق پہنیں - یہ نہ انکے سوچنے یا فیصلہ کرنے کی چیز ہیں - انکا فیصلہ خدا کر چکا تھا، اور اس نے کر لیا - انکا کام صرف یہ ہے کہ اتباع کلمات اللہ و جمیع "ما جاء بہ القرآن" کیلیے طیار ہوجائیں، اور اپنے تئیں تمام انسانی تعلیموں اور اقوام کے اقتباع و محاکات کے ولولوں سے خالی کرکے، صرف اس ایک ہی معلم کی تعلیم پر چھوڑ دیں - اگر اسلام انکو پالیٹکس میں بلانا چاہے، تو لبیک کہکے دوڑ جائیں - اگر وہ اس سے احتساب کی تعلیم دے، تو اشارے کے ساتھ ہی محتسب ہوجائیں - اگر وہ کہے کہ علامی اور خوشامد، دو ہی چیزیں اصلی ذریعۂ فوز و فلاح ہیں، تو وہ سر سے پاؤں تک علامی کی تصویریں جائیں - اگر وہ کہے کہ ارادی اور حقوق طلبی ہی میں قومی زندگی اور موت ہے، تو انکا وجود یکسر پیکر حریت و جہد حریت ہوجائے - اخلاق، تعلیم، تمدن شائستگی، اصلاح معاشرت، غرضکہ ایک متمدن زندگی کے جتنے اجزا ہیں، ان میں وہ جس طرف بلائے، اسی طرف جھک جائیں - خود انکی کوئی خواہش، کوئی ارادہ، کوئی تعلیم، کوئی پالیسی نہو - انکی خواہش اور پالیسی صرف اتباع قرآن ہو - وہ اس بچے کی طرح، جس کو کسی بحر طوفان خطر میں ڈالدیا گیا ہو، اپنے تئیں تعلیم الٰہی کے سمندر میں چھوڑ دیں - جسطرف وہ چاہے، اسے جائے، اور جس کنارے سے چاہے، انہیں لگادے - جب خدا انکا تمام بوجھ اپنے سر لیتا ہے، تو وہ خود اپنے کاندھوں کو کیوں تھکاتے ہیں؟

اگر مسلمانوں نے ایسا کرلیا، [اور وعدہ الٰہی ہے کہ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا (۱)] تو وہ یاد رکھیں کہ آج جن چیزوں کے لیے تھک رہے ہیں، اور نہیں ملتیں، اگر انکا مطلوب حقیقی یعنی اسلام انکو مل گیا، تو وہ خود بخود انکے قدموں پر آکر گرجائیں گی - ان میں سے ایک ایک کی تلاش و جستجو کی ضرورت نہیں - وہ بہت گمراہ ہوچکے، جو سر عورت کی سر بلندی کیلیے بنا تھا،

(۱) عالباً سورۂ عنکبوت کے آخری رکوع میں ہے - بہرحال ڈھونڈھونگا تو سلسلہ حوالہ نہ ٹوٹ جائیگا - یعنی جو لوگ راہ حق میں سچی طلب کے ساتھ کوشش کرتے ہیں، ہم انکی طلب کو ضائع نہیں کرتے، اور اپنا راستہ اس پر کھولدیتے ہیں -

(۱) پوری آیت یہ ہے - یا ایھا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ، ولا تتبعوا خطوات الشیطان، انہ لکم عدو مبین (۲ ۱۳۶) [مسلمانو! صرف دعوئے اسلام کافی نہیں ہے، اسلام میں پورے پورے آجاؤ، اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو، وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے]

مقالات

تھ تھکرایا جاچکا - اب بھی سدھل جائیں ' کہ خدا کا ہاتھہ بیعت لینے کے لیے بڑھا ہوا ہے ' وہ اسے چھوڑ کر شیطان کے ہاتھہ پر کیوں بیعت کرتے ہیں ؟ انکے تمام اعضا مردہ و غیر متحرک ہو رہے ہیں لیکن انکے لیے سر میں تیل کی مالش یا تلوے کا سہلانا اصلی علاج نہیں ہے - انکو روح کی ضرورت ہے - جس دن ' جس آن ' جس لمحے ' ان میں اسلام کی گم گشتہ حرارت عریزی عود کر آے گی ' اسی وقت پاؤں کے انگوٹھے سے لیکر سر کے بالوں کی جڑ تک ' انکا تمام جسم زندہ ہو جاے گا - انکا اخلاق ' انکا تمدن ' انکی سوشیل حالت ' انکی پولیٹکل نظام ' اور سب سے آخر مگر سب سے پہلے یہ ' کہ انکی پولیٹکل حالت ' عرصہ حیات ملی کا کوئی شعبہ ایسا نہوگا ' جو ناحسن شکل و ناکمل حال انکے پاس موجود نہو جاے .

و من یسلم وجهه الی الله اور جو شخص ہر طرف سے منہ موڑکر و هو محسن ' وہ اسکی طرف متوجہ ہوگیا اور سامنہ ہی اعمال فقد استمسک بالعروة الوثقی - والی الله عاقبة الامور (۳۱ - ۲۱) مضبوط حلقہ اختیار لیے ' تو اس یقین کرو کہ اس نے

آزادی راے

— * —

(اثر سر سید مرحوم)

ایک ضروری کام یہ بھی ہے کہ ان مفید اور کار آمد مضامین کو جو کسی وقت شائع ہوچکے ہیں مگر عام طور پر مطالعے میں نہ آے ' مکرر شائع کرکے محفوظ کردیا جاے - (تہذیب الاخلاق) کی اشاعت دوم کی دوسری جلد (یعنی سنہ ۱۲۹۸ ہجری مطابق سنہ ۱۸۸۱ع) میں سر سید مرحوم کے ایک نہایت مفید اور دلچسپ مضمون ارادی راے پر لکھا تھا - ہم بہت ضروری سمجھتے ہیں کہ آجکل وہ لوگ جو سید صاحب کے اتباع و تقلید کے مدعی ہیں ' اور انکے سجادۂ پیشوائی کا اپنے تئیں وارث قرار دیتے ہیں ' اس مضمون کو غور سے پڑھیں اور سوچھیں کہ قوم کی حسن آزادی راے کے والوں کو وہ کیا کہنا چاہتے ہیں ' انکے متعلق انکے رہنما - اول کی تعلیم کیا ہے ؟

سید صاحب مرحوم نے اس مضمون میں ایک مسند انگریزی مصنف کی تحریر سے مطالب اخذ کیے ہیں - مگر در حقیقت جس " ارادی راے " کو پیش کیا گیا ہے ' قرآن کریم نے آکے اپنے ہر متبع کیلیے فرض کردیا ہے - اسکی اشاعت سے ہمارا مقصود یہ بھی ہے کہ اپنی ایک سخت غلطی کا کسی طرح کفارہ کردیں - ہم نے ابتدا سے ہر خیال کیلیے قرآن کریم کی تعلیمات سے استدلال کیا ' حالانکہ ہمارے مخاطب گروہ کے لیے یہ تیرہ سو برس پیشتر کی ایک قابل قطع و برید تعلیم چنداں لائق التفات نہیں ہے ' کچھہ شک نہیں کہ یہ ہماری سخت غلطی تھی آج ہم اسی خیال سے سید صاحب کے خیالات شائع کرتے ہیں ' اور امید کرتے ہیں کہ انکو تر ضرور قابل التفات سمجھا جاے گا - (ایڈیٹر)

ہم اپنے اس آرٹیکل کو ایک نہایت لایق اور زمانہ حال کے فیلسوف کی تحریر (ملر لبرٹی) سے اخذ کرتے ہیں - راے کی آزادی ایک ایسی چیز ہے ' کہ ہر ایک انسان اسپر پورا حق رکھتا ہے - فرض کرو کہ تمام آدمی بجز ایک شخص کے کسی بات پر متفق الراے ہیں ' مگر صرف وہی ایک شخص انکے برخلاف راے رکھتا ہے ' تو تمام آدمیوں کو اس ایک شخص کی راے کو غلط ٹھہرانے کے لیے اس سے زیادہ کچھہ استحقاق نہیں ہے ' جتنا کہ اس ایک شخص کو ان تمام آدمیوں کی راے کے غلط ثابت کرنے کا (اگر وہ ثابت کرسکے) استحقاق حاصل ہے - کوئی وجہ اسبات کی نہیں ہے کہ پانچ آدمیوں کو تر بمقابلہ پانچ آدمیوں کے راییں کے غلط ٹھہرانے کا استحقاق ہو ' اور ایک آدمی کو بمقابل تر آدمیوں کے یہ استحقاق نہو - راے کی غلطی آدمیوں کی تعداد کی کمی بیشی پر منحصر نہیں ہے - جیسے کہ یہ بات ممکن ہے کہ تر آدمیوں کی راے بمقابلہ ایک شخص کے صحیح ہو ' ویسے ہی یہ بھی ممکن ہے کہ ایک شخص کی راے بمقابل تر آدمیوں کے صحیح ہو -

راییں کا غلط رہنا خواہ بسبب کسی مذہبی خوف کے ' خواہ بسبب اندیشہ برادری و قوم کے ' خواہ بےپرواہی کے ڈر سے ' یا گورنمنٹ کے ظلم سے ' کسی سبب سے ہو ' نہایت ہی بری چیز ہے - اگر راے اس قسم کی کوئی چیز ہوتی ' جسکی دور و قیمت صرف اس راے والے کی ذات ہی سے متعلق اور اسی میں منحصر ہوتی ' تو راییں کے غلط رہنے سے ایک خاص شخص کا یا معدودے چند کا نقصان متصور ہوتا - مگر راییں کے غلط رہنے سے تمام انسانوں کی حق تلفی ہوتی ہے اور کل انسانوں کو نقصان پہونچتا ہے ' اور نہ صرف موجودہ انسانوں کو ' بلکہ آنکو بھی جو آیندہ پیدا ہونگے -

اگرچہ رسم و رواج بھی اسکے برخلاف راییں کے اظہار کے لیے ایک بہت قوی مزاحم کارگر ہوتا ہے ' لیکن مذہبی خیالات مخالف مذہب کی راے کے اظہار اور مشتہر ہونے کے لیے نہایت اقوی مزاحم کار ہوے ہیں - اس قسم کے لوگ صرف اسی پر اکتفا نہیں کرتے کہ اس مخالف راے کا ظاہر ہونا انکو ناپسند ہوا ہے ' بلکہ اسکے سننے سے خوش مذہبی اومدد آتا ہے ' اور عقل تو سلیم نہیں رکھتا ' اور اس حالت میں انسے ایسے افعال و اقوال سرزد ہوے ہیں ' جو انہیں کے مذہب کو جسکے وہ طرفدار ہیں ' مضرت پہونچاتے ہیں - وہ خود اسبات کے باعث ہوے ہیں کہ مخالفوں کے اعتراض لا معلوم رہیں - وہ خود اسبات کے باعث ہوتے ہیں کہ بسبب پوشیدہ رہنے اُن اعتراضوں کے انہیں کے مذہب کے لوگ انکے حال پر متوجہ نہوں اور مخالفوں کے اعتراض بلا تحقیق کیے اور بلا دفع کیئے باقی رہ جاویں - وہ خود اسبات کے باعث ہوے ہیں کہ انکی آیندہ نسلیں بسبب ناطے شدہ رہنے کے اُن اعتراضوں کے ' جسوقت اُن اعتراضوں سے واقف ہوں ' اسلوب مذہب سے منحرف ہو جاویں - وہ خود اسبات کے باعث ہوے ہیں کہ وہ اندھی نادانی سے تمام دنیا پر گویا یہہ بات ظاہر کرتے ہیں کہ اُس مذہب کو جس کے وہ پیرو ہیں مخالفوں کے اعتراضوں سے نہایت ہی اندیشہ ہے - اگر انہی کے مذہب کا کوئی شخص بغرض حصول اعتراض مذکورہ انکا پھیلانا چاہے ' تو خود اسکو معترض کی جگہہ تصور کرتے ہیں اور اپنی نادانی سے درست کو دشمن قرار دیتے ہیں -

کیا عمدہ راے اُس مدلسوف کی ہے کہ " کسی راے کے حامیوں کا اُس راے کے برخلاف راے کے مشتہر ہوے میں مزاحمت کرنے سے خود اُن حامیوں کا بہ نسبت اُنکے مخالفوں کے زیادہ تر نقصان ہوتا ہے اسلیے کہ اگر وہ راے صحیح و درست ہو ' تو اُسکی مزاحمت سے غلطی کے بدلے صحیح بات حاصل کرنے کا موقع اُنکے ہاتھہ سے جاتا ہے - اور اگر وہ غلط ہے ' تو اسبات کا موقع باقی نہیں رہتا کہ غلطی اور صحت کے مقابلہ سے جو صحت کو زیادہ استحکام اور اُسکی سچائی زیادہ تر دلوں پر مؤثر ہوتی ہے اور اُسکی روشنی دلوں میں بیٹھہ جاتی ہے ' اُس نتیجہ کو حاصل کریں - حالانکہ فی الحقیقت یہ نہایت عمدہ فائدہ ہے " -

کچھہ شبہہ نہیں ہے کہ عموماً مخالف اور موافق راییں کا پھیلنا

اور مبتشر هونا ' خواه وه دینی معاملہ سے علاوہ رکھتی هوں یا دنیوی معاملہ سے' نہایت هی عمدہ اور مفید ہے - دونوں قسم کی رایوں پر جدا جدا غور کرنے کا موقع ملتا ہے کہ اُن میں سے کونسی بہتر ہے ؟ یا اُن دونوں کی تائید ایسے دلایل سے هوتی ہے جو جداگانہ هر ایک کے مناسب هیں - همکو اسباب کا کبھی یقین کامل نہیں هو سکتا کہ جس رائے کی مزاحمت میں یا رد رهنے میں هم کوشش کرتے هیں وہ غلط هی ہے - اور اگر یقین بھی هو کہ وہ غلط ہے' تو بھی اُسکی مزاحمت اور اسکا انسداد برائی سے خالی نہیں -

فرض کرو کہ جس رائے کا رد کرنا هم چاهتے هیں ' حقیقت میں وہ رائے صحیح و درست ہے ' اور جو لوگ اس کا انسداد چاهتے هیں وہ اسکی درستی اور صحت سے منکر هیں' مگر غور کرنا چاهئیے کہ وہ لوگ یعنی اس رائے کے رد کرنے والے ایسے نہیں هیں جنسے غلطی اور خطا هونی ممکن نہو' جب ایسا ہے تو اُنکو انسداد کا حق بھی نہیں ہے کہ وہ اس خاص معاملہ کو تمام انسانوں کے لئے خود فیصل کرلیں' اور اور شخصوں کو اپنی رائے کام میں لانے سے محروم کردیں - کسی مخالف رائے کی سماعت سے اس وجہہ سے انکار کرنا کہ همکو اسکے غلط هونے کا یقین ہے ' گویا یہہ کہنا ہے کہ همارا یقین' یقین کامل کا رتبہ رکھتا ہے' اور اُسپر بحث و گفتگو کی ممانعت کرنا اتنا سے بھی بڑھ کر اپنا رتبہ ٹھہرانا ہے' اور اپنے لئے ایسا سمجھنا ہے کہ هم سے سہو و خطا کا هونا نا ممکن ہے -

انسانوں کی سمجھہ پر بڑا افسوس ہے کہ جسقدر وہ اپنے حال و قیاس میں اس مشہور مقولہ کی سند پر کہ " الانسان مرکب من الخطاء و النسیان " اپنے سے سہو و خطا ممکن سمجھتے هیں ' اُسقدر اپنی رایوں اور رایوں کے عمل در آمد میں نہیں سمجھتے - اُنکی عملی باتوں سے اُسکی قدر و منزلت نہایت هی خفیف معلوم هوتی ہے - اُن حال و قیاس میں اُسکی کیسی هی بڑی قدر و منزلت سمجھے هوں - اگرچہ سب اسباب کا اقرار کرتے هیں کہ هم سے سہو و خطا هونی ممکن ہے ' مگر بہت هی کم آدمی ایسے هونگے جو اسکا خیال رکھتا اور اور روے عمل کے بھی اُسکی احتیاط کرنا ضروری سمجھتے هوں ' اور عملی طور پر اسباب کو تسلیم کرتے هوں کہ جس رائے کی صحت کا اُنکو حسب یقین ہے ' شاید وہ اُسی سہو و خطا کی مثال هو ' جسکا هونا وہ اپنے سے ممکن سمجھتے هیں -

جو لوگ کہ دولت یا منصب اور حکومت یا علم کے سبب سے غیر محدود تعظیم و ادب کے عادی هو رہے هیں' وہ تمام معاملات میں اپنی رایوں کے صحیح هونے کا یقین رکھتے هیں ' اور اپنے میں سہو و خطا هونے کا احتمال بھی نہیں کرتے ' اور جو لوگ اُن سے کسقدر زیادہ خوش نصیب هیں' یعنی وہ جو کبھی کبھی اپنی رایوں پر اعتراض اور حجت اور انکار هوتے هوتے سنتے هیں اور بعضہ کچھہ اسبات کے عادی هوے هیں کہ جب غلطی پر هوں تو متنبہ هونے پر اُسکو چھوڑ دیں ' اور درست بات کو مان لیں ' اگرچہ اُن کو اپنی هر ایک رائے کی درستی پر یقین کامل تو نہیں هوتا مگر اُن رایوں کی درستی پر ضرور یقین هوتا ہے جنکو وہ لوگ جو اُن کے ارد گرد رهتے هیں' یا ایسے لوگ جنکی بات کو وہ نہایت ادب و تعظیم کے قابل سمجھتے هیں' اُن رایوں کو تسلیم کرتے هیں - یہہ ایک قاعدہ کلیہ ہے کہ جو شخص جسقدر اپنی ذاتی رائے پر اعتماد نہیں رکھتا وہ شخص اُسقدر دنیا کی رائے پر عموماً زیادہ تر اعتماد رکھتا ہے ' جسکو بعض اصطلاحوں میں جمہور کی رائے یا جمہور کا مذہب کہا جاتا ہے -

مگر یہہ بات سمجھنی چاهئیے کہ ایسے لوگوں کے نزدیک دنیا سے یا جمہور سے کیا مراد هوتی ہے ؟ هر ایسے شخص کے نزدیک دنیا سے اور جمہور سے وہ چند اشخاص معدودے چند مراد هوتے هیں جن' پر وہ اعتماد رکھتا ہے' یا جنسے وہ ملتا جلتا ہے - مثلاً اُس کے دوستوں یا هم خیالوں کا فریق یا اُسکی ذات برادری کے لوگ ' یا اُس کے درجہ و رتبہ کے لوگ - پس اُس کے نزدیک تمام دنیا اور جمہور کے معنی اُنهی میں ختم هو جاتے هیں ' اور اس لئے وہ شخص اس رائے کو دنیا کی رائے سمجھکر اسکی درستی پر زیادہ تر یقین کرتا ہے - اس مجتمع مجموعی کی رائے کا جو اعتماد اور یقین اُس کو زیادہ هوتا ہے اور ذرا بھی اس میں لغزش نہیں آنے ' اس کا سبب یہہ هی هوتا ہے کہ وہ اسباب سے واقف نہیں هوتا کہ اس کے زمانہ سے پہلے اور زمانوں کے ' اور ملکوں کے ' اور فرقوں کے اور مذهبوں کے ' لوگ اس میں کیا رائے رکھتے تھے' اور اب بھی اور ملکوں اور مذهبوں کے لوگ کیا رائے رکھتے هیں ' ایسے شخص کا یہہ حال هوتا ہے کہ وہ اسبات کی جواندهی کو کہ در حقیقت وہ راہ راست پر چلتا ہے' اپنی فرضی دنیا یا جمہور کے ذمہ ڈالتا ہے پس جو کچھہ اسکی رائے یا اس کا خیال هو' کچھہ بھی اعتماد اور یقین کے لایق نہیں ہے' اسلیئے کہ جن وجوهات سے وہ شخص نسبت مسلمان خاندان میں پیدا هوے کے اسوقت تک مقدس مسلمان ہے' انهی وجوهات سے اگر وہ عیسائی خاندان یا نسب پرست خاندان یا ملک میں پیدا هوتا تو وہ بھلا چنگا عیسائی یا نسب درست هوتا - وہ غلطی اسباب کا خیال نہیں کرتا نہ جسطرح کسی خاص شخص کا خطا میں پڑنا ممکن ہے اُسیطرح اسکی فرضی دنیا اور خیالی جمہور کی تو کیا حقیقت ہے زمانہ کا اور اس سے بھی بہت بڑی دنیا کا خطا میں پڑنا ممکن ہے - تاریخ سے اور علوم موجودہ سے بخوبی ظاہر ہے کہ هر زمانہ میں ایسی ایسی رائیں قایم هوئیں' اور مسلم قرار پائیں جو اس کے بعد کے زمانہ میں صرف غلط هی نہیں' بلکہ سراسر لغو و مہمل سمجھی گئیں' اور یقیناً اس زمانہ میں بھی بہت سی ایسی رائیں مروج هونگی ' جو کسی آیندہ زمانہ میں اسیطرح مردود اور نامعقول ٹھہرینگی - جنسے ' کہ بہت سی وہ رائیں ' جو اگلے زمانہ میں عام طور پر مروج تھیں اور اب مردود هوگئی هیں -

اس تقریر پر یہہ اعتراض هوسکتا ہے کہ جو لوگ مخالف رائے کو غلط اور مضر سمجھکر اسکی مزاحمت کرتے هیں' اس سے اُن کا مطلب اسبات کا دعوی کرنا ' کہ وہ غلطی سے آزاد و بری هیں' نہیں هوتا ' بلکہ اس سے فرض کا ادا کرنا مقصود هوتا ہے ' جو اُن پر باوصف قابل سہو و خطا هونے کے اپنے ایمان اور اپنے یقین کے مطابق عمل کرنے کا ہے' اگر لوگ اس وجہہ سے اپنی رایوں کے موافق کار بند نہوں' کہ شاید وہ غلط هوں' تو کوئی شخص اپنا کوئی کام بھی نہیں کرسکتا لوگوں کا یہہ فرض ہے کہ حتی المقدور اپنی نہایت درست رائیں قایم کریں' اور دوسروں کو دلایل دیں' اور جب انکی درستی کا دعوی غلط هو جاوے' تو اس کی مخالف رایوں کے رد کرنے میں کوشش کریں - آدمیوں کو اپنی استعداد و قابلیت کو نہایت عمدہ طور سے بڑھانا چاهئیے - یقین کامل کسی امر میں نہیں هوسکتا' مگر ایسا یقین هوسکتا ہے جو انسان کے مطالب کے لئے کافی هو - انسان اپنی کارروائی کے لئے اپنی رائے کو درست و صحیح سمجھہ سکتے هیں اور ان کو ایسا هی سمجھنا چاهیئے ' اور وہ اس سے زیادہ اور کوئی بات اس صورت میں اختیار نہیں کرسکتے جب کہ وہ خراب آدمیوں کو ممانعت کرتے هیں کہ ایسی رائوں کے شایع کرنے سے' جو ان کے نزدیک فاسد اور مضر هیں' لوگوں کو خراب یا رد اخلاق یا رد مذهب کریں -

مگر مخالف رائے کے رد کرنے میں صرف اتفاقی نہیں هوتا کہ اُنهوں نے اپنے قابل سہو و خطا سمجھکر اپنے ایمان اور اپنے

یقین کے موافق عمل کرتا ہے' بلکہ اُس سے بہت زیادہ کیا جاتا ہے' اِس بات میں کہ ایک رائے کو اس وجہ سے صحیح سمجھا جائے کہ اُس پر اعتراض و حجت کرنے کا ہر طرح پر لوگوں کو موقع دیا گیا اور اُس کی تردید نہ ہوسکی' اور اس بات میں کہ ایک رائے کو اس وجہ سے صحیح مان لیا گیا کہ اُس کی تردید کی کسی کو اجازت نہیں ہوئی' زمین اور آسمان کا فرق ہے - پس مخالف رایوں کی مزاحمت کرنے والے اپنی رائے کو اس وجہ سے صحیح نہیں سمجھتے کہ اُسکی تردید نہیں ہوسکی' بلکہ اس لیئے صحیح ٹھہراتے ہیں کہ اُسکی تردید کی اجازت نہیں ہوئی' حالانکہ جس شرط سے ہم بطور حائز اپنی رائے کو عمل درآمد ہونے کے لئے درست قرار دے سکتے ہیں' وہ صرف یہی ہے کہ لوگوں کو اس بات کی کامل آزادی ہو کہ وہ اُس رائے کے برخلاف کہیں' اور اُس کو غلط ثابت کریں' اسکے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے کہ انسان جس کے قوائے عقلی اور قوا کامل نہیں ہیں' اپنے آپ کو راہ راست پر ہونے کا یقین کرسکے اور اہل مذاہب جو صرف اپنے معتقدہ کی پیروی ہی کو راہ راست سمجھتے ہیں' جب تک کہ وہ بھی اس بات پر مباحثہ اور اظہار رائے کی اجازت نہ دیں' کہ جس طرح پر اُن کا عمل درآمد اور چال چلن یا اعتقاد اور خیال ہے وہ صحیح طور سے اُن کے معتقد فیہ کی پیروی ہے یا نہیں ؟ اُس وقت تک وہ بھی اپنے آپ کو راہ راست پر ہونے کا یقین نہیں کرسکتے -

انسان کی پچھلی حالتوں کا موجودہ حالتوں سے مقابلہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ ہر زمانہ میں انسانوں کا یہی حال رہا ہے' کہ سو میں سے ایک ہی شخص اس قابل ہوتا ہے کہ کسی دقیق معاملہ پر رائے دے' اور ہزارے شخص اُس میں رائے دینے کی لیاقت نہیں رکھتے - مگر اُس ایک آدمی کی رائے کی عمدگی بھی صرف اضافی ہوتی ہے' اس لیئے کہ اگلے زمانہ کے لوگوں میں اکثر آدمی جو سمجھ بوجھ اور لیاقت میں مشہور تھے' ایسی رائیں رکھتے تھے کہ جن کی غلطی اب بخوبی روشن ہوگئی ہے - بہت سی ایسی باتیں اُنکو پسندیدہ اور اُنکا عمل درآمد تھیں' جنکو اب کوئی بھی ٹھیک اور درست نہیں سمجھتا - اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسانوں میں ہمیشہ معقول رایوں اور پسندیدہ رایوں کو علیحدہ رہنا ہے مگر اسکا سبب بجز انسان کی عقل و فہم کی ایک عمدہ صفت کے جو نہایت ہی پسندیدہ ہے اور کوئی نہیں' اور وہ صفت یہ ہے کہ انسان کی غلطیاں اصلاح کی صلاحیت رکھتی ہیں' یعنے انسان اپنی غلطیوں کو مباحثہ اور بحث کے ذریعہ سے درست کرلینے کی قابلیت رکھتا ہے' پس انسان کی رائے کی تمامہ قوت اور قدر و منزلت کا حصر اس ایک ہی بات پر ہے' کہ جب وہ غلط ہو تو صحیح کی جاسکتی ہے' مگر اُسپر اعتماد اُسوقت کیا جاسکتا ہے جبکہ اُسکے صحیح ہونے کے ذریعے ہمیشہ دروازہ میں رکھے جاویں - خیال کرنا چاہئے کہ جس آدمی کی رائے جیسے میں اعتماد کے قابل ہے اُسکی وہ رائے اس قدر و منزلت کو کس وجہ سے پہنچی ہے ؟ اسی وجہ سے پہنچی ہے' کہ اوس نے ہمیشہ اپنی طبیعت پر اس بات کو گوارا رکھا ہے کہ اوس کی رائے پر بیشمار حملوں کی چوٹیں اور اوس نے اپنا طریقہ یہ ٹھہرایا ہے کہ اپنے مخالف کی رائے کو ٹھنڈے دل سے سنا اور اس میں جو کچھ درست اور واجب تھا اوس سے خود مستفید ہوا اور جو کچھ اُس میں غلط اور ناواجب تھا اُس کو سمجھ لیا' اور موقع پر اُس غلطی سے اوروں کو بھی آگاہ کردیا - ایسا شخص گویا اس بات کو عملی طور پر تسلیم کرتا ہے کہ جس طریقہ سے انسان کسی معاملہ کے کل مدارج کو جان سکتا ہے وہ صرف یہ ہے کہ اُسکی بات ہر قسم کی رائے کے لوگوں کی گفتگو کو سنے' اور جس جس طریقوں سے ہر سمجھ اور طریقے اور طبیعت کے آدمی اُس معاملہ پر نظر کریں' اُن سب طریقوں کو سوچے اور سمجھے - کسی دانا آدمی نے اپنی دانائی بجز اس طریقہ کے اور کسی طرح پر حاصل نہیں کی - انسان کی عقل و فہم کا خاصہ یہی ہے کہ وہ اس طور کے سوا اور کسی طور سے مہذب اور معقول ہو ہی نہیں سکتی' اور صرف اس بات کی مستقل عادت کے سوا کہ اپنی رائے کو اوروں کی رایوں سے مقابلہ کرکے اوسکی اصلاح و تکمیل کیا کرے' اور کوئی بات اوس پر اعتماد کرنے کی وجہ متصور نہیں ہوسکتی - اس لئے کہ اس صورت میں اوس شخص نے لوگوں کی اوں تمام باتوں کو جو اوس کے برخلاف کہہ سکتے تھے' بخوبی سنا' اور تمام معترضوں کے سامنے اپنی رائے کو ڈالا' اور بعوض اسکے کہ مشکلوں اور اعتراضوں کو چھپاوے' خود اوسنے جستجو کی' اور ہر طرف سے جو کچھ روشنی پہونچی' اوسکو بند نہیں کیا' تو ایسا شخص البتہ اس بات کے حصول کرنے کا استحقاق رکھتا ہے کہ میری رائے ایسے شخص یا اشخاص سے جنھوں نے اپنی رائے کو اس طرح پر پختہ نہیں کیا' بہتر و مایں ہے -

جس شخص کو اپنی رائے پر کسقدر بھروسا کرنے کی خواہش ہو یا یہ خواہش رکھتا ہو کہ عام لوگ بھی اوسکو تسلیم کریں' اوس کا طریقہ بجز اسکے اور کچھ نہیں ہے کہ وہ اپنی رائے کو عام مباحثہ اور ہر قسم کے لوگوں کے اعتراضوں کے لیئے حاضر کرے' اگر بدقسمتی صاحب کی حکمت اور ہدایت اور مسئلہ نقل پر اعتراض اور حجت کرنیکی اجازت نہ ہوئی' تو بیشک اوسکی صحت اور صداقت پر ایسا پختہ یقین نہ کرسکیں' جیسا کہ اب کرتے ہیں - کیا کچھ مخالف ہے' جو لوگوں نے اوس دانا حکیم کے ساتھ نہیں کی' اور کونسی مذہبی لعن و طعن ہے' جو اُس سچے اور سچی رائے رکھنے والے حکیم کو نہیں دی گئی' مگر غور کرنا چاہئے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوا - یہ ہوا کہ آج تمام دنیا کیا دانا کیا حکیم اور کیا متعصب کیا اہل مذہب' سب اُسکو تسلیم کرتے ہیں اور اُسکو سچ جانتے ہیں اور مذہبی عقائد سے بھی زیادہ اُسکی سچائی دلوں میں بیٹھی ہے - بجز آزادی رائے کے کسی چیز کی سچائی جہاں تک کہ اُسکی سچائی دریافت ہونی ممکن ہے دریافت نہیں ہوسکتی - جن اعتقادوں کو ہم نہایت جایز اور درست سمجھتے ہیں' اُن کے جواز و درستی کی اور کوئی سند اور بنیاد بجز اِس کے نہیں ہوسکتی کہ تمام دنیا کو اختیار دیا جائے کہ وہ اُنکو بے بنیاد ثابت کریں - اگر وہ لوگ ایسا قصد نہ کریں یا کریں اور کامیاب نہوں' تو بھی ہم اوتنی بات میں کامل رکھنے کے مختار نہیں ہیں البتہ ایسی اجازت دینے سے ہم نے ایک ایسا نہایت عمدہ ثبوت اوسکی صحت کا حاصل کیا ہے جو انسانوں کی عقل کی حالت موجودہ سے ممکن تھا' کیونکہ ایسی حالت میں ہم نے کسی ایسی بات سے علیحدگی نہیں کی جس سے صحیح صحیح بات ہم تک نہ پہنچ سکتی ہو اور اگر امور مذکورہ پر مباحثہ کی اجازت جاری رہے تو ہم اُمید کرسکتے ہیں کہ اگر کوئی بات اُس سے بہتر اور سچ اور صحیح ہے تو وہ اُسوقت ہمارے حاصل ہوجائیگی جبکہ انسانوں کی عقل و فہم اُس کے دریافت کرنے کے قابل ہوگئی اور اس اثناء میں ہم اسبات کا یقین کرسکتے ہیں کہ ہم راستی اور صداقت کے اسقدر قریب پہنچ گئے ہیں جسقدر ہمارے زمانہ میں ممکن تھا - جبکہ ایک خطاوار وجود جسکو انسان کہتے ہیں' اگر کسی امر کی نسبت کسی قدر یقین حاصل کرسکتا ہے' تو اسکا یہی طریقہ ہے جو بیان ہوا' اور مسلمانی مذہب کا جو ایک مشہور مسئلہ ہے کہ الحق یعلو ولا یعلی' یہ اسکی ایک ادنی تفسیر ہے -

(باقی آئندہ)

ہندوستان میں پین اسلامزم

— * —

پروفیسر ویمبری کے خیالات

از لنڈن ٹائمز

جناب من -

مجھکو ہمیشہ سے ترکی، فارسی، عربی، اور تاتاری اخبارات دیکھنے کا شوق ہے، اور مشرق اسلامی میں مسلمانوں کی تہذیب و معاشرت و سیاست کے ارتقائی سفر کو بنگاہ دلچسپی دیکھتا رہتا ہوں - حال میں آپکے کالموں میں ہندوستان سے کسی نامہ نگار کی چٹھی جسمیں ہندوستان کے اندر پین اسلامی خیالات کی افزایش و عالمگیری کا ذکر چھپا ہے میری نظر سے بھی گزری، میں بھی اُن خیالات کی اصابت و صحت پر صاد کرتا ہوں - اس خیال کی افزایش سے مجھکو انکار نہیں، لیکن اسکی اصل اور اُس تحریک کی نیت کے بارے میں مجھکو ضرور آپکے لایق مضمون نگار سے اختلاف ہے - یہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ مراکش، طرابلس، اور ایران میں یورپ کے اغتصاب نے عیسائیوں اور مسلمانوں کی قدیم الایام دشمنی کو اور بھی سخت کردیا ہے - یہ ساری باتیں ضرور افسوسناک ہیں، لیکن ایشیائی مسلمانوں کی روح پر انکا کوئی گہرا اثر نہیں پڑ سکتا - اس خیالی پین اسلام ازم کا میرے آگے بہت زیادہ وزن نہیں، اسلیے کہ سابق سلطان عبد الحمید کے عہد حکومت سے اسپر نظر دوڑا چکا ہوں جن دنوں وہ جملہ ایشیا کے اسلامی درباروں میں اپنے خفیہ آدمی لگاکر ان خیالات کو پھیلا رہے تھے -

مجھکو تو اس بات پر حیرت ہے کہ امیر حبیب اللہ خان جب ہندوستان آے، تو "اسلامی بادشاہ" کی حیثیت سے انکا ہر جگہہ استقبال کیا گیا حالانکہ سرکاری طور پر اگر کوئی موثر طریقے سے پین اسلامی شاہراہ پر چل سکتا تھا تو وہ ترک تھا نہ کہ اور کوئی دوسرا - لیکن اس جانب اب ترکوں کا جوش بہت ہی کم ہوگیا ہے - چند سال کا عرصہ ہوا، جب ایک روشن دماغ تاتاری مصنف اسمعیل گصپرنسکی ایک اسلامی کانگریس کا خیال لیکر آیا جس سے اُسکی غرض مسلمانوں میں ترقی تہذیب تھی، اسوقت نوجوان ترکوں نے جلسہ کرنے کی ممانعت کردی اور وہ آزادی پرست انگلستان ہی تھی، جسنے قاہرہ میں اسکی مہمانی و تواضع کو قبول کیا (۱) -

ایران سے کبھی "پین اسلام ازم" تحریک کی تائید میں کوئی علامت نظر نہیں آئی، اسلیے کہ اسکا تمام زور شیعہ و سنی کے مناقشے میں صرف ہو رہا ہے (۲) -

ہاں افغانستان کے بارے میں آپکے مضمون نگار نے صحیح تصویر پیش کردی ہے، کہ ممکن ہے موجودہ امیر اور اُسکا متورع بھائی نصر اللہ خان کسی بلند منصوبے کے خواب دیکھتے ہونگے، تاہم اُن اطراف سے کچھ ایسا زیادہ خدشہ میں تسلیم نہیں کرتا -

اگر ہم اِس زور افزوں پین اسلام ازم کی اصل ماہیت کو بہت متفکر ہوکر ڈھونڈتے ہیں، تو اُسکو مسلمانوں کی روحانی بیداری اور تہذیبی ترقی کے اندر ڈھونڈھنا چاہیے - انکا مذہبی برادری کا اتحاد اتنا ہی پرانا سال ہے، جتنا کہ خود اسلام - چنانچہ قرآن کہتا ہے کہ سب مسلمان بھائی بھائی ہیں - پس اسلام کی اخوت جدید بات نہیں ہے، جسکو کوئی نیا خطرہ سمجھکر خوف کیا جاے - جدید بات اگر ہے تو مسلمانوں کی مدنی و عمرانی بیداری اور وہ کوششیں جو عیسائی ہمسایوں کے مانند رہکر اور تعلیم حاصل کرکے مغربی دنیا کے مقابلے میں آنے کیلیے کی جاتی ہیں - اور سچ در اصل تاتاری مسلمان اور خود آپکے ہندوستان کے مسلمانوں کے اندر موجود ہے - میں ہرگز روس کے عشاق میں سے نہیں ہوں، لیکن اِس امر کا ضرور اعتراف کرونگا کہ روس کی تاتاری رعایا ترکوں کی قومی بیداری کے باب میں پیشوایانہ حصہ لے رہی ہے - چنانچہ (اکچورہ) کی تصنیف کسقدر مفید ہے، جو قسطنطنیہ میں لکچرر بھی ہے، اور اسمعیل گصپرنسکی، جس نے تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے کہ اپنے ہم مذہبوں کے قلوب کو بہتر طریقۂ تعلیم سے (جسکو وہ اصول صوتی کے نام سے تعبیر کرتا ہے) متاثر کرنیکے لیے ہندوستان تک کا سفر کیا - اسی طرح ہندوستانی مسلمان بھی اس لحاظ سے ایک روشن مثال ہیں - علی الخصوص ہز ہائنس آغا خان جنکا ذکر اسلامی عالم کے گوشے گوشے میں سنا جاتا ہے -

مجھے افسوس ہے کہ میں نے آپ کے بہت سے عزیز کالم خراب کردیے لیکن مجھکو مسلمانوں کی تہذیبی ترقی کے طریق و ذرائع کے متعلق کچھ کہنا ہے - یہاں میں اُس نوجوان اسلامی پریس کیطرف اشارہ کرونگا، جسکے وجود و اثر کو یورپ خاطر خواہ طور پر جانتا ہے اور جسکا اثر اسلامی ایشیا کے معاشرتی و سیاسی تغیرات کے اسباب عاملہ میں سے ہے، روزانہ، ماہانہ رسالہ جات نے گھانس پھونس کی طرح آگ لگاکر روس کی جان کو عذاب میں ڈالدیا ہے - روس اپنی پرجوش رعایا کے ترقی و اقدام کو دبانے کے لیے بیتاب ہے - میں دیکھتا ہوں کہ صدر انجمن مسکو ڈوف نے، جو (ڈوما) میں ریگا کا ممبر ہے، تاتاری معلموں کو قید اور مدارس کے بند کردینے کے سوالات کرکرکے روسی گورنمنٹ کو پریشان کردیا ہے - مجھکو یقین نہیں کہ انگلستان کبھی روس کی تقلید پر آمادہ ہوگی - بلکہ وہ اپنی مسلمان رعایا کی ترقی کے راستے ہمیشہ روشنی و تہذیب کی صف اول پر نظر رکھے گی اور خود مسلمان برطانی حکومت کو اللہ تعالی کی خاص مہربانی سمجھتے ہیں نہ ایسے فرمانروا کے ماتحت زندگی بسر کرنی نصیب ہوئی - انگلستان کبھی اپنی شاہراہ حکمت عملی کے باہر قدم رکھنا گوارا نکریگی جب تک کہ اُسکے ہاتھ میں حریت و انصاف و روا داری کی جھنڈی ہے - پس مجھکو پین اسلامی تحریک سے ہرگز ہرگز اندیشہ نہیں - آپکے ان کلمات سے بالکل متفق ہوں کہ ہم پین اسلام ازم کو اول درجے کا خطرہ نہیں تصور کرتے، اور یہ کہ "برطانیہ اعظم بجاے خود اسلام کی مضبوط ترین معقل ہے" لیکن مجھکو اور بھی مسرت ہوتی، اگر ایران کے دہشتناک حوادث وقوع پذیر نہوتے - کیونکہ اُن سے انگلستان کے محافظ اسلام ہونیکے لقب پر کچھ داغ دھبے سے لگ گیے ہیں -

---

(۱) اسماعیل گصپرنسکی موجودہ زمانے کا ایک مشہور روشن خیال اور صاحب علم تاتاری مسلمان ہے، جسکا اخبار "وقت" نکلا کرتا تھا، عرصہ ہوا اس نے مصر کا سفر کیا تا کہ تمام مسلمانان عالم کی ایک بین الملی کانفرنس کی تجویز قدیمی کو وجود دے - اہل مصر نے ابتدا میں تو اس خیال سے بڑی دلچسپی لی اور ایک سب کمیٹی بھی قائم ہوگئی، مگر اسکے بعد انگریزی سیاست نے ایسے اجتماع کو (گو وہ صرف تعلیمی اور مذہبی مقاصد سے ہو) اپنے اغراض کیلیے مضر سمجھا، اور یہ خیال تھوڑے دنوں کے بعد ہی لوگ بھول گئے - پس یہ بالکل غلط ہے کہ انگریزوں نے گصپرنسکی کی کوئی ہمت افزائی کی - ہمارے ویمبری کو یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ تحریک نوجوان ترکوں کے قبضہ قسطنطنیہ سے بہت پیشتر کی ہے - اس وقت دستوری حکومت قائم ہی نہیں ہوئی تھی اور ترکی میں ایسا اجتماع ہو نہیں سکتا تھا - لا محالہ اس خیال کیلیے مصر پر توجہ ہونی ضرور تھی، پس گصپرنسکی نے مصر ہی کو اسکا مرکز قرار دینا چاہا - مصر میں اس خیال سے جسقدر دلچسپی لی گئی، وہ بھی محض مسلمانان مصر کے شوق و شغف کا نتیجہ تھی - آخر میں تو انگریزی اثر ہی نے اس تجویز کا خاتمہ کر دیا - گذشتہ مارچ میں گصپرنسکی ہندوستان بھی آیا تھا، اور صرف تعلیمی خیال لیکر، لیکن ہمکو معلوم ہے کہ بیچارے کو یہیں سے واپس چلا جانا پڑا (اڈیٹر)

(۲) یہ خیال ایران کی موجودہ حالت کے لحاظ سے صحیح نہیں (اڈیٹر)

مذاکرۂ علمیہ

اسئلۃ واجوبتھا

— * —

مذاکرۂ علمیہ الہلال کا ایک نہایت اہم باب ہے - اس عنوان کے نیچے علمی مباحثوں و تراجم - انکشافات و تحقیقات جدیدہ - قدیم و جدید عربی و انگریزی کتب و رسائل پر انتقاد - غیر ہر طرح کے مفید علمی اور مذہبی سوالات کے جوابات درج ہوا کرینگے - افسوس ہے کہ ابتک ہمکو ان امور کی طرف متوجہ ہونے کی مہلت نہیں ملی ہے - مجبوراً چند معمولی سوالات کے جوابات اور عام مطبوعات کے انتقاد سے آج اس باب کو شروع کردیتے ہیں کہ جب شروع ہوجائے گا تو مذہبی ذمہ داری محسوس کرکے کسی نہ کسی طرح جاری رکھی گی - لیکن ناظرین اس سے یہ رائے قائم نہ فرمائیں کہ مذاکرۂ علمیہ سے مقصود صرف انتقادی ہے - انشاء اللہ عنقریب وہ اس باب کو نہایت اہم اور علمیہ المجموعۃ پائینگے اور الہلال کا ہر باب اپنی اصلی شان تک پہنچ جائے گا والامر بید اللہ سبحانہ

اندشتہ اسلامی دار العلوم اور مسئلہ الحاق

از مسٹر احمد علی خاں صاحب بی اے

لکھنؤ سے جو گمنام چٹھی حجاب کی خدمت میں پہنچی تھی ' اسمیں ایک سوال یہ بھی تھا کہ مسلمانوں کی گذشتہ یونیورسٹیاں مقام و بانی کے نام سے مشہور ہوئیں نہ عام اسلامی حیثیت سے ؟ حجاب عالی نے اسکا جو جواب اپنی تحریر میں دیا ہے فی الحقیقت سائل کے اندار سوال اور مقصد سوال کے لحاظ سے بالکل مناسب اور دندان شکن تھا - اور فی الحقیقت حجاب کی یہ خصوصیت ہے کہ ہر تحریر معناً مدلل اور لفظاً عبارت اور انشا پرداری کا ایک معجزہ ہوتی ہے - نادرمند کے عقیدے میں تو یہ کلام الہی کے مطالعہ کا فیض ہے - لیکن اس تحریر سے قطع نظر کرکے نادرمند مستفسر ہے کہ ایا سائل کا خیال صحیح تھا ؟ اور گذشتہ اسلامی دار العلوم عہد الحاقی تھے ؟

[الہلال] اصل بات یہ ہے کہ لکھنوی صاحب کو جواب دینے کی ضرورت ہی نہ تھی - ان لوگوں نے اور اپنے کام کو اسلامی تعلیم اور مسلمانوں کے گذشتہ اعمال کے مطابق انجام دیے ہیں ' کہ آج یونیورسٹی اُن اصولوں پر قائم کی جائیگی ؟ پہلے خود اپنے تئیں تو اسلام کے عام احکام کا عامل بنالیں ' پھر علی گڈھ کی یونیورسٹی بھی بن رہے گی -

لیکن اگر تاریخی تحقیق کے لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ خیال بالکل غلط ہے کہ مسلمانوں کے دار العلوم عہد الحاقی ہوا کرتے تھے ' گو موجودہ درسگاہوں کا نظام و قاعدہ اُس زمانے میں نہ ہو ' مگر الحاق کے بارے میں تو انکی تعریفیں بالکل صاف ہیں - سب سے بڑی اور پہلی عظیم الشان یونیورسٹی سنہ ۴۵۷ میں (نظام الملک سلجوقی) نے بغداد میں قائم کی تھی ' جس کو سب جانتے ہیں کہ (نظامیہ) کے نام سے مشہور ہوئی ' لیکن یہ ٹھیک ٹھیک آجکل کی اصطلاح کے مطابق ایک الحاقی یونیورسٹی تھی - (نظامیہ) بغداد میں ایک مرکزی دار العلوم تھا ' اور تمام بڑے بڑے اسلامی شہروں میں اسکی شاخیں عظیم الشان کالجوں کی صورت میں قائم تھیں - اُن سب میں نظامیہ ہی کا کورس پڑھایا جاتا تھا - وہاں کے تعلیم یافتہ اُسی عظمت و احترام کے مستحق سمجھے جاتے تھے ' جو خود نظامیہ کے تربیت یافتہ علما کے لیے مخصوص تھا - یہ تمام کالج بھی نوجہ مرکزی تعلق کے نظامیہ ہی کے نام سے مشہور ہوئے - چنانچہ مورخین نے نیشاپور ' اصفہان ' ہراۃ اور موصل کے نظامیہ مدارس کا پوری تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے - بڑے بڑے مشاہیر علما کے حالات میں اسکی تصریح ملتی ہے کہ یہ اُن نظامیہ شاخوں کے تعلیم یافتہ تھے ' یا انہوں نے وہاں درس کی خدمت انجام دی تھی - چنانچہ (ابو حامد محی الدین) اور (ارجانی) کے حالات میں اسکا تذکرہ موجود ہے -

نظامیہ بغداد کے ان حالات کے لیے تاریخ ابن اثیر ' ابن خلکان ' آثار البلاد قزوینی ' طبقات الشافعیہ للسبکی کا مطالعہ فرمائیے - ابن اثیر میں یہ حالات سنہ ۴۴۵ سے ۴۵۹ تک کے واقعات میں ملیں گے -

حدیث "اتقوا من فراسۃ المومن"

مولانا سلامت علی صاحب ارکھپوری

آپ نے لکھنؤ کی گمنام مراسلہ کے جواب میں ایک جگہ اس حدیث سے استدلال کیا ہے "اتقوا من فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ" (۱) یہ صحیح نہیں ہے ' اور اگر ہے تو سند درکار ہے -

(الہلال) دوسرے تو کہیں نہیں استدلال نہیں کیا ' یہ تو اسکو یہ حیثیت دلیل کے پیش کیا ہے ' اور یہ اسکی وہاں کوئی بحث نہیں - تعجب ہے کہ حجاب نے استدلال کا لفظ کیونکر لکھا ؟

رہی حجاب کی تردید ' تو سب سے پہلے تو اس حدیث کو (امام بخاری) نے تاریخ میں حضرت ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے - پھر (طبرانی) نے ابی امامہ سے ' اور (ابن جریر) نے حضرت عبد اللہ ابن عمر سے - ابن جریر نے حضرت ثوبان سے بھی روایت کی ہے ' مگر اس میں "اتقوا" کی جگہ "احذروا" کا لفظ ہے - اسکے علاوہ ایک جماعت کثیر صوفیاء کرام مثل (قشیری) و (ابو طالب مکی) وغیرہ ابنی اپنی سندوں سے اسے روایت کرچکے ہیں -

یہ تو اسکی سند و روایت کا حال ہے - معناً دیکھیے تو قرآن مجید کے عین مطابق ہے - قرآن نے نور ایمان کو "نور" سے تعبیر کیا ہے

نور الذی المومنین و بایمانھم — اپنی یعنی ایمان کے دن ان کے آگے اور دہنے کی طرف

یسعی نورھم بین ایدیھم — ان کا نور دوڑ رہا ہوگا

و بایمانھم (۵۷ - ۱۲) — ان کے آگے اور دہنے چل رہا ہوگا -

پس جس مومن نے "نور ایمان" حاصل کیا ہے - اپنے اندر پیدا کرلیا ' اسکی نظریں اس نور کے پرتو سے کیونکر محروم رہ سکتی ہیں ؟

"فراسہ ایمانی" بھی ایک معیار علامت ' علائم ایمان میں سے ہے ' قرآن کریم میں ایک جگہ فرمایا

ان فی ذلک لآیات للمتوسمین (۱۵ - ۷۵) — بیشک تعلیمات الہی میں بہت سی نشانیاں ہیں صاحبان فراست کے لیے -

یہاں "متوسم" سے مراد "فراسہ" ہی ہے - جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں آنحضرت (صلعم) نے فرمایا ہے کہ -

ان للہ تعالی عبادا — اللہ تعالی کے بعض خاص بندے ایسے ہوتے ہیں

یعرفون الناس بالتوسم — کہ اپنی فراسہ ایمانی سے پہچان جاتے ہیں -

ایک دوسری حدیث میں ہے ان لکل قوم فراسہ ' و انما یعرف بھا الاشراف

یہی وجہ ہے کہ اکثر کتب حدیث میں محدثین نے مثل دیگر

---

(۱) ہے مومن کی فراسہ سے ڈرو ' کیونکہ وہ نور الہی کی مدد سے دیکھتا ہے -

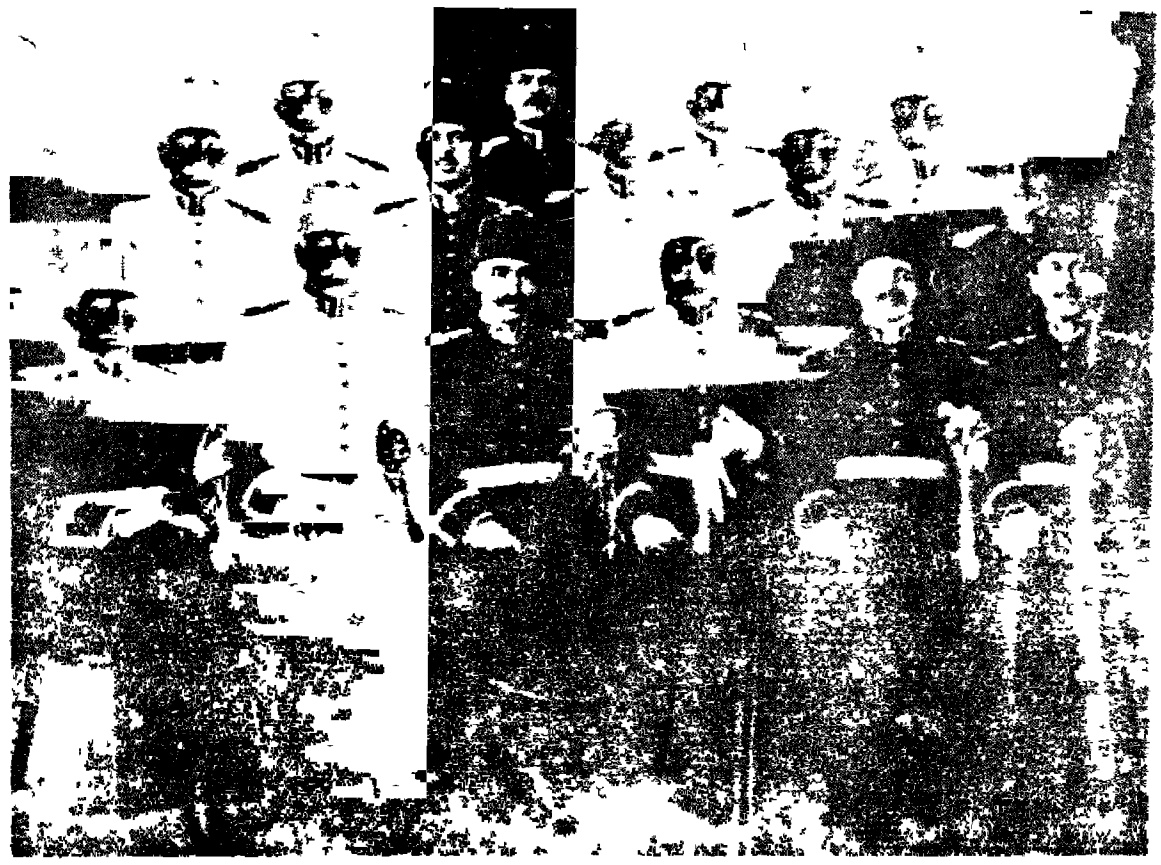

نمبر ۲ سے رضا ہو اول درجے کے جاں نثار سپاہی

بعدی معدر تدنی عثمانی فوج کے جدید تعلیم یافتہ افسر - حسنی زرلہ انگلر

تلوار عقدب میدان سے نکلنے والی ہے -

ناموران عرب

تعرف ذی وجوههم نضرة النعیم

(۸۳ - ۲۳) (۱)

انک پانزده ساله معاهد شهید

علی نظمی افندی

رضی اللہ تعالی عنہ

دنیا میں ہمیشہ قوموں کی عزت صرف انکے چند افراد معصوص پر منحصر رہی ہے - جن قوموں کی اولاد کو آج زندہ سمجھا جاتا ہے' فی الحقیقت انکی زندگی کے نہیں معنے ہیں کہ انکا کوئی فرد مجسمہ کیلئے زندہ ہے اور دنیا کے جہاد میں آنکی صورت پر قادر نہیں - اگر یہ سچ ہے ' تو کیا وہ عثمانی نسل کبھی ہمت مستی کے جس میں (علی نظمی افندی) کا وجود پیدا ہوا اور پورے پندرہ کروڑیں کے دیکھنے سے پہلے ہی اپنے خون و تقدس کا نقش صفحات عالم پر نقش کرگیا ؟ ؟

(۱) اہل جنت کی پہچان یہ ہے کہ تم انکو دیکھو تو حرشحالی کی شگفتگی ان کے چہروں سے ٹپک رہی ہو۔

اداب کے ایک خاص باب " فراسہ " کا بھی قرار دیا ہے - چنانچہ اس حدیث کی تخریج کو بھی میں (کنز العمال) کی (کتاب الفراسة) سے لکھ رہا ہوں - فمن شاء التفصیل ' فلیرجع الیہ -

یہ ایک نہایت وسیع مضمون ہے ' اگر لکھوں کہ حدیث زیر تخریج میں جس فراسہ کا ذکر ہے ' اسکی حقیقت کیا ہے ؟ لیکن جو کہ (خصائص مسلم) میں ایک خاص سرخی کے ساتھہ بالتفصیل لکھہ چکا ہوں جو عنقریب شائع ہونے والی ہے - اسلئے یہاں مزید اطناب کی ضرورت نہیں -

تاہم اتنا کہے بغیر نہیں رہسکتا کہ اس حدیث میں جو " نور اللہ " کا لفظ ہے ' یعنی مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے ' لیکن میرا عقیدہ یہ ہے کہ صرف دیکھنے ہی کی خصوصیت نہیں ' سچا مومن تو وہ ہے جو ارسرتا پا نور الٰہی ہوجائے - لا بنظر الا بعینہ ' ولا یسمع الا بسمعہ ' ولا یتکلم الا بلسانہ -

انا من اھوی ' ومن اھوی انا
نحن روحان حللنا بدنا
فاذا ابصرتنی ' ابصرتہ
و اذا ابصرتہ ' ابصرتنا

بنجاب کے نو مسلم ' جو لڑکوں کو لڑکہ نہیں دیتے

سمع بعض الناس صاحب الہلال فعجبوا منہ

اس ملک میں بہت سے لوگ ہیں جنھوں نے تمام احکام شرع منزل دلیلے ہیں مگر قدیمی ہندوانہ رسم و رواج کے اثر سے اسے معذور نہیں کرتے کہ لڑکوں کو لڑکہ دیں - شرعاً اونکی نسبت کیا حکم ہے ؟ اور ہمدردوں کو انکے ساتھہ کیا سلوک کرنا چاہیے ؟

(الہلال) پنجاب کی خصوصیت نہیں ' تمدنی میں بھی جسقدر کچھ بھی ہیں اور اسماعیلی جوڑے ہیں ' انمیں انیک ہندو شریعت کا بہ اثر دامن ہے اور وہ لڑکوں کو شادی کے وقت بطور جہیز کچھہ دیتے ہیں ' باقی ترکے میں انکا کوئی حصہ نہیں - فی الحقیقت یہ ایک کھلا بغاوت کفر اور صریح انکار شرائع اسلامیہ ہے - شریعت عبارت ہے ان تمام احکام کلی و جزئی اصولی و فروعی سے ' جو قرآن مجید میں بیان کیے گئے ' اور جنکو محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذریعہ وحی پیش کیا - پس احکام قرآنی کے کسی ایک جزو کا انکار بھی ' اسکے کل کا انکار ہے ' اور کوئی شخص کو اپنے تئیں مسلمان کہنے کا حق حاصل نہیں ' - احکام قرآنی میں سے کسی جزئی یا فروعی حکم کا بھی منکر ہو -

پس لڑکیوں کا ترکہ بھی صریح قرآنی نص ہے (للذکر مثل حظ الانثیین) اور جو شخص یا قوم اس سے منکر ہے ' اسکا وہی حکم ہے جو حضرت ابو بکر کی اعلان خلافت میں منکرین زکات کا تھا - انکی مثال ان منافقین کی سی ہے ' جو کہتے تھے کہ

نومن ببعض ونکفر ببعض ' ویریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلا (۱۵ - ۴)

شریعت نے احکام میں سے چند باتوں کو مان لینگے اور چند باتوں سے انکار کردینگے - اے پیغمبر یہ چاہتے ہیں کہ اسلام و کفر کے درمیان کوئی تیسری راہ اختیار کریں -

اپکے ملک کے مسلمانوں کا اور علی الخصوص علما کا فرض ہے کہ جسقدر سعی انکی اصلاح اور اس حکم شریعت کے اجراء میں ہوسکے اس سے دریغ نہ کریں ' اقدام میں وسائل حسنہ عمل میں لائیں ' دار نہ آئیں تو کچھہ مضائقہ نہیں اگر مصلحۃً سختی اور درشتی سے بھی کام لیں ' اور اس کے ساتھہ ہی ' ولادت پیدا ' اور شادی غمی کی شرکت بالکل بند کردیں - آجکل کے زمانے میں اجراء شریعت کے لیے سب سے بڑی ضرورت اسی شے کی ہے ' اور الحب فی اللہ والبغض فی اللہ اعظم عقد ایمان سے ہے -

یاد رکھنا چاہیے کہ موجودہ دور اسلام کے لیے ابتدا درجے کی غربت کا دور ہے - اس وقت ہزار نمازوں اور روزوں سے بڑھکر عبادت یہ ہے کہ شریعت کی کوئی ایک مٹتی ہوئی نشانی بھی زندہ کردی جائے - فی الحقیقت یہی کم از جہاد فی سبیل اللہ نہیں - رہے نصف اس بلند طالع کے ' جسکو احیاء شریعت کی توفیق بارگاہ الٰہی سے مرحمت فرمائی جائے !!

البطل العظیم ' صاحب المجد الخالد ' الشہید فی سبیل اللہ

علی نظمی افندی

— * —

یہ تصویر ملائک جمال ' یہ شبیہ معصومیت و کمال ' یہ تمثال تقدیس و احترام ' علی نظمی افندی ایک پانزدہ سالہ عثمانی معاہد کی ہے ' جو اعلان جنگ کے وقت مکتب حربیہ میں تعلیم حاصل کر رہا تھا - جنگ کی خبر سنتے ہی طرابلس جانے کیلئے طیار ہوگیا ' اس جوش کے اور ایسی ہی باتوں جو اپنے نفس دون کے عذروں سے لے کر جمع کیے ہے ' اپنے ساتھی لے لیے ' اور بغل اصرار کے ساتھ جانا چاہا کہ جنگ اپنے اندر ہوں - تب طرابلس پہنچکر - لوگوں نے جب اسکی صورت معصوم دیکھی ' اسکی عمر کو پرکھا ' اور پھر اسکے ارادے کو نظر ڈالی ' تو

ارزنارطرابلس

بہت سے رولے ' اور بہتوں نے ہنسکر حقارت کی - بعضوں نے کہا کہ یہ بچپنے کی سے وقوفی ہے ' مگر بعضوں نے کہا کہ آسمانی معجزات کی نشانی ہے - عربوں کی نسبت پوچھا تو معلوم ہوا کہ ندارد ہے - ماں باپ مر چکے ہیں' صرف ایک سے پورا چچا ہے ' جو اُسکی خبرگیری کا فرض ادا کرتا ہے - جب پوچھا کہ طرابلس جاؤں جائے ہو ؟ تو اُس نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا کہ " خدا ' اسلام ' اور وطن کے نام پر " بعضوں نے جب اُسے ڈرایا کہ وہاں توپ گولیاں چلتی ہیں ' تو کہا کہ " میں وہاں جانے کے لیے بیقرار ہوں جہاں میری ماں' میرا باپ' اور ہم سب کا خدا ہوگا "

اسکے چچا کو جب یہ حال معلوم ہوا ' تو دوڑا ہوا آیا' اور چیخ اٹھا کہ یہ کیا بچپنے کی سے وقوفی ہے ؟ لیکن اس نے کہا کہ " خواب میں میری ماں آئی تھی ' اُس نے خدا کی طرف سے حکم دیا ہے کہ اسکے ملک میں چلا جاؤں ' اور اُس نے بتلایا کہ خدا کا ملک طرابلس میں ہے "

شکر (۱)

اٹالین ہوائی جہاز کو عرب بندوق کا نشانہ بنا رہے ہیں

جب اسکا چچا کسی طرح راضی نہوا ' تو مصلحتہً اُس نے بھی خاموشی اختیار کرلی - لیکن ایک ہفتے کے بعد لوگوں کو معلوم ہوا کہ علی بطحی کا پتہ نہیں - تلاش و تجسس کے بعد اسکے کمرے سے صرف ایک خط اور پانچ گنیاں ملیں' اور دوسرے ہی دن دار الحکومت کے تمام اخباروں میں اس عجیب واقعے کا تذکرہ ہونے لگا-

ہفتوں پر ہفتے ' اور مہینوں پر مہینے گذر گئے ' لیکن اس پانچ سالہ معاہدہ کا پتہ نہ تھا - یہاں تک کہ پانچ مہینے کے بعد (عزیزیہ) سے (عارف بک) نے (خمار (صبح) کے نام اس مضمون کا تار بھیجا :

" پندرہ برس کے علی بطحی کو اگر ہلال احمر کا دفتر نہ بھولا ہو' تو براہ عنایت اسکو حد دیدیجئے کہ وہ " اپنے باپ ' ماں ' اور اپنے خدا کے پاس پرسوں کے معرکے میں پہنچ گیا' جس کے لئے وہ بہت بیقرار تھا "

ہم البتہ نمبر میں اسکے خط کا ترجمہ شائع کرینگے' جو اسکے کمرے سے نکلا تھا - کیونکہ اس وقت اسکے اور تذکرے کی طاقت اپنے دل میں نہیں پاتا . ملائکۂ رحمت کا ہجوم' حوران بہشتی کا حلقہ' اور بدر حدائے محبوب کا آغوش محبت ' مبارک ہو بیکس اے علی بطحی ! اے حشم اسلام کے "ورہ عدن" ! اے جگر گوشۂ ملت مظلوم ! اے شہید معصوم ! اور اے وہ' کہ قیامت کے دن دامن رحمۃ اللعالمین سے لپٹ کر' تو اور معصوم اور بھولا ' مگر زخموں کی کثرت سے خوں چکاں چہرہ عرصۂ قیامت میں ایک اور قیامت بپا کردیگا ! !

روز نہ شود " ادالسماء انشقت "
من دامن تو نگیرم ! تو در عرصات

واندم کہ زند " اذا الجحیم اسعرت "
آویزم صبا ! " بای ذنب قتلت ؟ "

طرابلس میں اتالین ہوائی جہاز

— * —

ہوائی جہازوں کی ایجاد کی تکمیل کے بعد جنگ طرابلس پہلی لڑائی ہے ' جسمیں اس ایجاد کے بحری کا دنیا کو موقعہ ملا-

نمبر (۲)

اتالین ہوائی جہاز سے حملے کرنے والے پھینکے گئے ہیں اور عرب انکو مار رہے ہیں

جب ایک فرانسیسی طیار (۱) انگلش چینل کو طے کرکے فرانس سے روانہ پہنچ گیا تھا ' تو (ریز واب ریویو) میں ایک مضمون نگار نے سوال کیا تھا کہ " اگر ایک ہوائی جہاز کا مسافر اوپر سے ایک مشتعل گولا ڈائنامیٹ کا پھینکدے' تو جو وہ روانہ کے باشندوں کا کیا حال ہو؟ "

لیکن اٹلی کے فوجی اعمال کے مطالعہ کے بعد شاید اب اس سوال میں تھوڑی سی تبدیلی کرکے یوں پوچھنا چاہیے کہ " اگر ایک مسلمں حملہ آور قوم کا ہوائی جہاز مع اپنے سار و سامان جنگ کے وحشی قبائل کی اشکرگاہ میں گرپڑے' تو وہ اس پر بحر ایجاد کے احترام کے لیے کیسا افسوس ناک واقعہ ہوگا؟ "

فرول مسقر (مدکلا) پہلا ہوائی جہاز ۱۰ اکتوبر کو طرابلس پہنچ گیا تھا ' کیونکہ اسکے اوڑنے کا نظارہ اپنے ہوٹل کی چھت سے وہ عرصے تک دیکھتے رہے - اس جہاز سے سب سے پہلا کام یہ لیا کہ ایک عام اعلان کے بعد شہر کے تمام عربوں کو جمع کیا گیا اور

(۱) اہل مصر میں ہوائی جہاز کو " طیارہ " اور اسکے چلانے والے اور اسمیں اوڑنے والے کو طیار کہتے ہیں -

ایکے سامنے اٹالی کمانڈر نے پوری حکمرانی کے ساتھ حکم دیا کہ اس اپنی محدود العقول طاقت کی نمایش کی جاے اور اس طرح اس نئی اٹالین ولادی کی دنیسی حلقت کو دکھلا دیاجاے کہ اکے عظیم الشان فاتح قدسی طاقتوں اسے قصے میں رہتے ہیں ؟

چنانچہ جہاز اوڑا ' اور ہر اٹالی سپاہی نے اس سے نکلنا وہ اور نے نکان غرور سے ساتھہ نالیاں بجائیں ' گویا ان میں سے ہر ہر اس عجب و غریب آلے کا اصلی موجد ہے ' اور قدرتی حق رکھتا ہے کہ اسکی شاندار دی مظاہرہ سے عرب کو اپنی طرف منسوب کرکے جسقدر غرور کرے شادمانی درست ہے ' کرلے !!

لکس (رسول مستر مدکلا) کے عربوں کا وہ وسیع حلقہ ' جو ترے اصرار کے ساتھہ احاطے نے چاروں طرف جمع ہو گیا تھا ' اور جسمیں مرد عورت ' جواں اور بچے ہر طرح کے لوگ تھے ' پورے سکون اور رعنی سے جہاز کی پرواز کو دیکھتا رہا ' اور عین اسوقت ' جبکہ اٹالی سپاہی اسکے مظاہرہ سے اپنی ساحرانہ طاقت نمائی کو دیکھکر تمام وحشی دنیسی اسکے سامنے سر بسجود ہوجائیں گے ' ان کی زبانوں سے اچانک کوئی صدا نکلی تو صرف یہ نکلی کہ " خدا پاک اور قدوس ہے ذات اسکی ' جس نے اس دنیا میں عجب عجیب نظارے پیدا کیے ہیں ' !!

اسکے بعد یہ جہاز اندرون طرابلس میں عثمانی قلعوں کی حالت دیکھنے کے لیے بھیجا گیا ' لکس کامل دو گھنٹے کی سیاحت کے بعد صرف یہ قیمتی معلومات لیکر آیا کہ " ریگستان اور کیمپ ' اور اس میں سیاہ تنبوؤں اور سفید چادر والے انسان متحرک نظر آتے ہیں " قسمت میں دوسرا جہاز ایک مشاق جہاز راں کے ساتھہ بھیجا ' اور وہ اس سامان کے ساتھہ بھیجا گیا کہ جہاز کے ساتھہ ساتھہ نیچے ایک سوار بھی متعین کردیا ' تا وہ اوپر سے تمام حالات دیکھکر اور لکھکر نیچے پھینکتا رہے اور وہ دوسرے سواروں کی ڈاک کے ذریعے اٹالین کیمپ میں پہنچتے رہیں - لکس پانچ گھنٹے کے بعد عریب سوار ہانپتا ہوا پہنچا ' اور وہ خبر لایا کہ " جہاز جوں ہی ایک عرب خیمہ کے قریب پہنچا ' انہوں نے دیکھتے ہی بغیر کسی قسم کی حواسی اور تعجب کے بندوقوں کا منہ اسکی طرف کردیا ' اور پھر نہیں معلوم جہاز کس طرف غائب ہوگیا ؟ ' (تصویر نمبر - ۱)

شام کو تینوں شہر کے ایک بڑے مجمع میں دکھایا گیا کہ بیسویں صدی کی یہ سب سے بڑی ایجاد ' اٹالین جرنیل کی کس کے ہاتھوں از دست بڑی ہے ' اور اپنے رحمی اور بے ہوش ممالک کو اپنے آغوش میں اس طرح چھپا لیا ہے ' کہ کہیں اسکا پتہ نہیں !!

حال میں ایک مشہور اخبار نے اپنے خریداروں سے دریافت کیا تھا ' کہ موجودہ دور کی سب بڑی ایجاد کونسی ہے ؟ اسپر جو رائیں وصول ہوئیں ' اُن میں سب سے زیادہ رؤٹ ہوائی جہاز کے حق میں تھیں - لکس اگر وہ رائے دینے والے اس " سب سے بڑی ایجاد " کا یہ اٹالین تجربہ دیکھتے ' تو شاید انکو دوبارہ لکھدینا پڑتا کہ " ہماری رائیں واپس کردی جائیں "

دوسرا عظیم الشان کام جو طرابلس میں ہوائی جہازوں سے لیا گیا ' اُن مطبوعہ تحریروں کی تقسیم تھی ' جس میں اہل عرب کو ترکوں سے بدگمان کرنے کے لیے طرح طرح کے وسائل مکر و فریب سے کام لیا گیا تھا ' (دیکھو تصویر نمبر ۲ -) - کئی کئی ہزار کاپیاں ان تحریروں کی لیکر بہادر طیار جہازوں میں روانہ ہوجاتے ' اور جہاں عربوں کو دیکھتے ' اوپر سے پھینکنا شروع کردیتے - لیکن یہ کام بھی اتنے زیادہ عرصے تک نہ لیا جاسکا کیونکہ اگرچند عرب اُن کاغذوں اور رسالوں کو لینے لیلیے زمین کی طرف جھک جاتے تھے ' تو چند عربوں کی بندوقوں کی نالیاں اوپر کی طرف رخ بھی کردیتی تھیں

کمپنی موٹر کی سرگذشت

— * —

اسی سلسلے میں سب سے زیادہ دلچسپ واقعہ ایک مشاق اٹالین طیار (کیپٹن موٹر) کا ہے ' جسکی سرگذشت مصر کی نئی ڈاک میں شائع ہوئی ہے -

خطوں کو دیکھ ہوگا کہ ۱۳ ستمبر کو (ٹوبرق) کے حملہ کی تھی تھی ' کیپٹن موٹر جس وقت اپنے ہوائی جہاز (زیارہ) سے اُڑتا ہوا طرابلس جا رہا تھا ' تو قسمتی سے عربی کیمپ میں گر گیا '

یہ عجیب بات ہے کہ اپنی عجیب مسلمہ کے حملے روما میں وہ حد نہیں دیکھائی گئی - چنانچہ ایک مشہور اطالی اخبار (جرنل دی اتالیا) میں اسکے تازہ نگار معلم طرابلس نے جو چشمی شاہد ہوائی ہے ' اسکا مضمون حسب ذیل ہے

" کیپٹن موٹر زیارہ نے عثمانی کیمپوں کی دیکھ بھال کے لیے نکلا تھا ' لیکن اکانک جہاز خلیے سے دچار ہو گیا ' اور عثمانی کیمپ کے قریب عربوں کے ایک گروہ کے سامنے گر گیا - لیکن کے ساتھہ ایک چھوٹا سا بم بھی تھا ' جو قسمت ہے وہ ہوئی خطرناک حرکت پیدا ہوئی آئی اور اس نے فوراً فاعل اپنے تئیں عربوں کے حوالے کردیا ' عربوں نے اسی وقت حملہ آور کی اسے ساتھہ کر دیے اور (عزیزیہ) ٹائمز (فتحی بک) نے اس دیکھدیا - کمانڈر ممدوح کمان کے ساتھہ نہایت لطف و خلق سے پیش آئے ' اور دیر تک دوستانہ رنگ میں گفتگو کرتے رہے

انہوں نے کہا کہ " وطن میں صرف میری ایک عزیز ہیں ہے ' اور وہ اخباروں میں میری گم گشتگی کی خبر پڑھکر نہایت پریشان ہوئی "

(فتحی بک) نے بخوشی اجازت دی کہ مراسلہ کے ذریعے اپنی حیریت اور سلامتی سے اپنی بہن کو بھی اٹالی کیمپ کو اطلاع دیدے "

چنانچہ اس کی تصدیق اخبار (طان) کے بیان سے بھی ہوتی ہے ' جو لکھتا ہے کہ کیپٹن موٹر کا ایک تار مقام (دھدات) سے اسکی بہن کے نام پہنچا ہے جسمیں لکھا ہے ' کہ میری گرفتاری کی وجہ سے پریشان نہو - میری صحت بہت اچھی ہے - اس واقعہ سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ عربوں اور ترکوں کا سلوک دشمنوں کے ساتھہ اس درجہ شریفانہ ہے ' حالانکہ اٹالین کیمپ کا یہ حال ہے کہ عثمانی قیدی سے جب کبھی بیعامات لیکر قاصد آئے ہیں ' تو دنیا بھر کے مسلم قانون تہذیب کے خلاف انکو قتل کرنے یا قتل کرنے کی کوشش کی ہے -

ایک بہت بڑا فائدہ کیپٹن موٹر کے جہاز کی گرفتاری سے ترکوں کو یہ ہوا کہ اب وہ بھی اس عجب کے جہاز سے دشمن کے مقابلے میں کام لے سکتے ہیں - عربوں نے دشمنوں کا گولا بارود چھین کر خود انہی کے مقابلہ میں خرچ کیا تھا ' لیکن ہوائی جہاز انکی دسترس سے باہر تھا ' خدا نے کہا کہ وہ بھی میں اپنی قدرت کاملہ سے تمہیں دلا دیتا ہوں ! و اللہ ولی الصابرین -

عربی
فارسی اور اردو ٹائپ کی
سستے ترین چھپائی کیلیے
مستعد
ہے

جنگ ترکی و یورپ

— • —

دو لڑائی شروع ہوگئی' و الحرب فی مبارقع - اس وقت تک جسقدر خبریں آئی ہیں اصطراب سے خالی نہیں' مقام (بیرس) پر مانٹی نگرو' اور سگوچگ اور (لوبی کف) پر بلغاریا کو شکست ہوئی' اسی طرح ۱۲ - کو ترکوں نے مقام (لوریہ) پر بھی فتح پائی -

ترکوں نے حملے شروع کردئے ہیں' مگر مانٹی نگرو بھی اپنی ابتدائی فتوحات کی خبریں تقسیم کررہا ہے- چنانچہ ۱۰ - کی تار برقی میں ظاہر کیا گیا ہے کہ قلعہ (تدجج) پر قبضہ کر لیا گیا - اور پھر آج کی خبر ہے کہ (لوریہ) نامی ایک مقام میں بھی شاندار فتح مندی کے ساتھہ ہم داخل ہوگئے ' اور اس بیان کردہ فتح کو یہاں تک وسیع کیا گیا ہے کہ شاہ مانٹی نگرو کے لڑکے نے اپنے مکتب کے لڑکوں کو دس ہزار ترکوں کی گرفتاری کی خوشخبری بھی بھیجدی ہے !

قسطنطنیہ میں ایک حشر جہد و مستعدی بپا ہے - طلبا کی جماعتیں باب عالی کی کھڑکیاں توڑ رہی ہیں کہ جنگ پوری قوت کے ساتھہ جاری رہے - عورتوں کے اخباروں میں مضامین لکھے ہیں کہ ہمیں بھی میدان جنگ میں رخمیوں کی خدمت کا موقعہ دیا جائے - حضرت سلطان المعظم کے بھائی ' اور سلطان عبد الحمید کے صاحبزادے عبد الرحیم بھی مجاہدین میں شامل ہوگئے ہیں - جنگی طیارہاں پوری سرعت کے ساتھہ جاری ہیں - میدان جنگ کی طرف فوجی روانگی کی رور افزوں تعداد بیس ہزار ہے ' اور اسٹک چار لاکھہ فوج وہاں جمع ہو چکی ہوگی - دردل کی یاد داشت کا باب عالی نے جواب دیدیا کہ اصلاحات میں کسی دوسری حکومت کی مداخلت منظور نہیں -

بلقانی کا نمیندریسی کی یاد داشت اور یونان کے الٹی میٹم کی نسبت باب عالی نے فیصلہ کرلیا ہے کہ کوئی جواب نہ دیا جائے عثمانی وکلا متعددہ بلغراد و سوفیا کو ہدایتیں بھیجدی گئی ہیں کہ چونکہ ان یاد داشتوں میں ترکی شہنشاہی کا پورا پورا احترام نہیں کیا گیا ہے ' لہذا جواب کی مستحق نہیں ' اور تمام وکلا کو فوراً دار الخلافت کا رخ کرنا چاہیے ' کریت نے کھلم کھلا یونانی پارلیمنٹ کی شرکت کا اعلان کر دیا ہے - یونان نے بھی اسکو علاحدہ منظورکر لیا اور نہ ضرور ہونا تھا -

کریت کے عیسائیوں نے اسکا بھی اعلان کر دیا ہے کہ ہم ۸۰۰۰ مسلح باشندگان کریت سے یونان کی مدد کرنے کے لیے طیار ہیں -

---

اٹلی نے ساحل طرابلس سے اندرون طرابلس کی طرف ریلوے لائن بنانی شروع کی تھی ' مگر کچھہ تو عربوں نے اکھاڑ ڈالی اور کچھہ حصہ ناتمام چھوڑ دیا گیا

عثمانی سفارت خانے کا پورا اسٹاف ایمبیسی سے روانہ ہوگیا - مگر قسطنطنیہ میں یونانی سفارت خانہ ابھی موجود ہے

ہز ہائینس سر آغا خاں نے (ماسکو) سے ممالک کی برٹش ہلال احمر مدد کے لیے دو ہزار پاونڈ روانہ کیے ہیں ' نیز لکھا ہے کہ " سر دست ہندوستان کے مسلمان اپنے تمام کاموں ' حتی علی گڈھ یونیورسٹی کے مسئلے کو بھی الگ اٹھا کر رکھدیں ' تاکہ عثمانی مصائب کے انسداد کے لیے تمام کوششیں جمع کی جا سکیں "
جزاہم اللہ تعالی -

ہم نہایت خوش ہیں کہ ہز ہائینس نے اس موقعہ پر قابل تعریف غیرت ملی سے کام لیا - اور حقیقت سچ اور حقیقت واقعی ہے اسکے کہنے میں تردد نہیں کیا - خوش اس وقت ہیں ' جبکہ ملت کی فرزندوں کی جماعتیں آرہی تھیں ' یونیورسٹی کا نقارہ بجا کر لوگوں کو اسکی طرف سے پورا نہ کردیا ہوتا -

Printed & Published by Abul Kalam Azad, at the Hilal Electric Printing Works 74, Bechoo Chatterjee Street, Calcutta

(آئیندہ نمبروں کیلئے جو تصویریں طیار ہیں)

(ان میں سے بعض کی فہرست)

(مشاہیر)

۱ امیر عبدالقادر الجزائری

۲ ابوالانوار مدحت پاشا

۳ شیخ احمد السنوسی

۴ سید ادریسی امام یمن

۵ امیر علی پاشا بن عبدالقادر الجزائری

۶ امیر عبدالقادر ثانی بن امیر علی پاشا

۷ ہز ایکسلنسی محمود شوکت پاشا

۸ مجاہد دستور و حریت نیازی بک

۹ ابراہیم ثریا بک کمانڈر شرقی طرابلس

۱۰ ڈاکٹر نہاد سزای بک رئیس ہلال احمر قسطنطنیہ

۱۱ سولہ برس کی عمر کا ایک عثمانی مجاہد

۱۲ قسطنطنیہ کی موجودہ وزارت

۱۳ ایرانی مجاہدین کا ماتم سرا

۱۴ ایرانی مجاہدین کا حملہ

۱۵ بیک داشی نشانات کے

۱۶ منصور پاشا مدعوث بعاری

(مناظر جنگ)

۱۷ طرابلس میں مسیحی تہذیب کے چار خزینے مناظر

۱۸ اٹالین ہوائی جہاز سے مجاہدین کے کیمپ پر کاغذات پھینک رہے ہیں

۹ طبروق کا معرکہ

۲۰ منصور پاشا مجاہدین طرابلس کے سامنے تقریر کر رہے ہیں

۲۱ بیروت بینک کی شکستہ دیواریں

۲۲ ورتس میں اٹالی کا داخلہ

طرابلس میں اٹالین کیمپ

۲۳ طبروق کے عثمانی بیمپ کے افسر

۲۵ مجاہدین کی عورتیں اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۲ تبریز میں روسی لشکر کی لعنت

۲۷ ادر بائیجان میں روسی داخلہ

۲۸ ایران کے سوداران قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا قتل عام

۳۰ طنجہ میں قبائل کا حملہ

۳۱ فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر و تصاویر)

۳۲ عثمانی پارلیمنٹ کا افتتاح

۳۳ سلطان المعظم پارلیمنٹ میں

۳۴ عہد دستور

۳۵ ورتس کے بعض مناظر

۳۶ قاردیدلز کا ایک منظر

۳۷ ہلال احمر مصر کا گروپ

۳۸ مراسم کی ہلال احمر کا طبی وفد

* * *

۳۹ قریہ میں ایک اسلامی اثر قدیم کا انکشاف

۴۰ سنہ ۷۰ ہجری کی ایک تحریر کا عکس

۴۱ حکیم مومن خاں "مومن"

۴۲ نواب ضیاء الدین خاں "نیر"

۴۳ مرزا غالب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحہ

۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط

۴۵ بہادر شاہ کا بستر مرگ

الہلال

روزانہ

— : —

جو ہفتہ وار الہلال کی صوری و معنوی خصوصیات
کے ساتھہ عنقریب شائع ہوگا

— * —

ہر مقام پر ایجنٹوں کی ضرورت ہے
جنکو غیرمعمولی کمیشن دیا جاے گا - درخواستیں بہت
جلد آنا چاہئیہں

— * —

هذا بيان للناس . و هدى و موعظة للمتقين

(۳ : ۱۳۲)

البیان

— * —

دفتر الہلال کا ماہوار رسالہ

جسکا اصلی موضوع یہ ہوگا کہ قرآن کریم اور اسکے متعلق تمام علوم و معارف پر
تحقیقات کا ایک نیا ذخیرہ فراہم کرے ' اور ان موانع و مشکلات کو دور کرنے کی
کوشش کرے ' جنکی وجہ سے موجودہ طبقہ زور زور قرآن کریم کی تعلیمات سے
نا اشنا ہوتا جاتا ہے لیکن ساتھہ ہی تقریباً آنہہ ابواب اور بھی ہونگے جنکے
نیچے مختلف موضوع و بحث کے علمی و مذہبی مضامین شائع کیے
جائیں گے - صحامت ' وضع و قطع ' اور حسن طبع و حروف کی
نسبت اسقدر کہدینا کافی ہے کہ انشاء اللہ الہلال کی طرح
وہ بھی اردو پریس میں پہلا ماہوار منگرس ہوگا
و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الحکیم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

زیر سرپرستی مخصوص

بصدارت مولانا ابوالکلام دہلوی

مقام اشاعت
۱ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۵ | کلکتہ : چہارشنبہ ۱۱ ذیقعدہ ۱۳۳۰ ہجری
Calcutta Wednesday, October 23, 1912 | جلد ۱

الہلال

—*—

شرح اجرت اشتہارات

—*—

ایک مرتبہ کیلئے بحساب	فی صفحہ	۲۶ روپیہ	فی کالم	۱۴ روپیہ	نصف کالم	۸ روپیہ
ایک ماہ "	"	۲۲ "	"	۱۲ "	"	۷ "
تین ماہ "	"	۱۸ "	"	۱۰ "	"	۶ "
چھہ ماہ "	"	۱۵ "	"	۸ "	"	۵ "
ایک سال "	"	۱۲ "	"	۶ "	"	۴ "

متفرق اشتہارات جو نصف کالم سے بھی کم ہوں ' انچ کے حساب سے لئے جائینگے ' بحساب فی مربع انچ دس آنہ -

ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ پر بارہ انچ تک کا اشتہار لیا جاسکتا ہے لیکن اسکی اُجرت ہر مرتبہ کیلئے پورے صفحہ کی ' یعنے ۲۶ روپیہ لی جائیگی -

معتصر اشتہارات اگر رسالے کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت سے پچاس فیصدی زیادہ ہوگی - اگر اشتہار کا بلاک بنوا کر یا کسی تصویر کے بلاک کے ساتھہ درج کرانا مقصود ہو تو بلاک کی اجرت اسکے علاوہ ہوگی ' اور اسکی دوائی دس آنے مربع انچ کے حساب سے لی جائے گی - چھاپے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو دیدیا جائیگا اور ہمیشہ اسکے لئے کارآمد رہیگا -

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمائش کے مطابق آپکو جگہہ دیدیں ' البتہ حتی الامکان کوشش کی جائے گی -

(۲) اشتہار کی اجرت ہمیشہ پیشگی لی جائے گی اور کسی حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) مدیر کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے ' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اُس چیز کا جو جزو کے اقسام میں داخل ہو ' تمام منشی مشروبات کا ' مخش امراض کی دوا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو ' کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7-1, Macleod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12

مدیر مسئول و محرر خصوصی

ابوالکلام ابن خیر الدین الحسینی الدہلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

کلکتہ : چہارشنبہ ۱۱ ذیقعدہ ۱۳۳۰ ھجری

Calcutta Wednesday, October 23, 1912

جلد ۱

نمبر ۱۵

فہرس

شذرات ۲

مقالۂ افتتاحیہ

القسطاس المستقیم (۳) ۵

مقالات

ارادی راے سفر (۲) ۸

صفحہ من صفحات التاریخ ۱۰

اسئلہ و اجوبتہا

حکم تعظیم اسمی المخصوص صلی اللہ علیہ و سلم ۱۱

مکاتبات

مسلم لیگ (ایک نظم) ۱۳

کارزار طرابلس ۱۴

مسیحی تہذیب کی تاریخ کا ایک صفحہ

جنگ ٹرکی و یورپ

حقہ رواں ۱۵

جنگ کی پہلی منزل ۱۶

تصاویر

سلطان محمد خامس کا قسطنطنیہ میں داخلہ ۱۰

مائتی بک (جنکو اٹلی نے حدیدی جہاز سے گرفتار کرلیا تھا) ۱۳

طرابلس کے جدید اٹالین مورچے اور گڑھیاں ۱۶

ادارۂ الہلال کے لیے عربی اور انگریزی تعلیم یافتہ اصحاب کی ضرورت کا جو اعلان شائع ہوا تھا ' اسکی نسبت جن حضرات نے درخواستیں بھیجی ہیں ' وہ چند روز توقف فرمائیں - تمام درخواستوں کے آجانے کے بعد نتیجہ سے اطلاع دی جاے گی -

رجال العدب

الہلال کی بالکلیہ وضع زمانہ کے خلاف ' اسکا لب و لہجہ درشت و سخت ' اسکے مضامین تائب میں چھپنے ہیں ' جسکے عام طور پر لوگ عادی نہیں ' پھر کتاب و صداقت کی قدرتی فتح مندی نہیں ہے کہ اللہ دلوں کے دروازے اسکے لیے کھولتا جاتا ہے ؟ ما یفتح اللہ للناس من رحمۃ ' فلا ممسک لہا ' و ما یمسک ' فلا مرسل لہ [اللہ اپنی رحمت کا دروازہ بندوں پر کھولدے ' تو کوئی نہیں جو اُسے بند کرسکے ' اور اگر اسکا دروازۂ رحمت بند ہوجاے ' کون ہے جو اُسے کھول سکتا ہے ؟]

دہلی سے ایک بزرگ اس وقت تک پندرہ بیس خریدار بھیج چکے ہیں ' اور انکا نام تک ہمیں معلوم نہیں - اس تے بھی خوشخبری یہ کہ آج ایک پچاس روپیہ کا منی آرڈر ہمارے نام آیا ہے ' جسکے ساتھہ ایک گمنام خط اس مضمون کا ہے

" خدا کے لیے اپنی ہمت سے کام آجائیے ' مسلمانوں کے لیے الہلال ایک باب رحمت کھلا ہے ' اسکا نفع محدود نہ کیجیے - آپکے معجزہ ہوکر طلبا کی رعایت بند کردی ہے ' یہ حقیر رقم لیجیے اور ۲۵ طالب علموں کو ۶ روپیہ میں الہلال دیجئے - نام اسلیے نہیں لکھتا کہ آپ روپیہ واپس کردینگے "

ہم اسے وعدہ کرتے ہیں کہ روپیہ کی نسبت کوئی فیصلہ ایسا نہ کرینگے جو انکی مرضی کے خلاف ہو ' مگر خدا کے لیے اپنے نام سے ہمیں اطلاع بخشیں ' اور اس سے محروم نہ رکھیں - جب تک وہ نام نہیں بتلائیں گے ' روپیہ بند امانت محفوظ رہے گا -

موجودہ بلقانی جنگ کا نقشہ اس ہفتے نہیں دیا جاسکا آیندہ ہفتے شائع ہوجاے گا ' اسکے مطالعے سے جنگ کے سمجھنے میں مدد ملے گی -

شذرات

جہل اور الحاد کا اجتماع ضدین

کوئی صاحب اگر عجائبات عالم کی فہرست طیار کریں، تو مسلمانان ہند کے موجودہ دور ترقی میں اکے لیے نہایت کارآمد ذخیرے ہیں - سب سے بڑھکر اعجب العجائب واقعہ تو یہ ہے کہ دنیا میں جو متضاد چیزیں کبھی بھی جمع نہیں ہوئی تھیں، نئی ترقی کے دور افسونگر نے اپنے جادو سے ایک جگہ کھڑی کردیں - الحاد اور دھریت کا ظہور ہمیشہ علوم مادیہ کے عروج اور ترقی کے زمانے میں ہوتا ہے - یورپ اپنے دور مظلمہ میں علوم سے بے بہرہ تھا، ساتھ ہی مذہب کا تسلط بھی پوری قوت سے قایم تھا - مگر جب علوم و فنون کا دور شروع ہوا، تو الحاد کا بیج بھی برگ و بار لایا - لیکن اکمل ترقی یافتہ مسلمان جہل علمی، اور الحاد دینی، دونوں کا مجموعہ ہیں

ان ہذا من اعاجب الزمن

سب سے پہلے جہل کا حال سنیے - بیشک مسلمانوں نے سرکاری نوکریوں کے میدان میں تو اپنی تعداد پہلے سے زیادہ کرلی ہے - یہ بھی سچ ہے کہ اگر علم کو عطاے صنع و شام کے حصول کا ذریعہ دینے کی عزت دی جاے (علی زعم اتباع افلاطون) تو مسلمانوں نے واقعی اس عرب وحشی میں عدیم النظیر مقاصی دکھلائی ہے، اور ایک ایسی شکم پرستی کی زندگی بی-اے اور ایم - اے ہو کر پیدا کرلی ہے، جسکی نظیر ملنا مشکل ہے - لیکن شاید اس ترقی کو ترقی تسلیم کرنے سے-خود ترقی یافتوں کو بھی شرم آے - پھر دکھائیے کہ پورے پچاس برس کی انگریزی تعلیم نے اب تک ایک مصنف، ایک مقرر، ایک ماہر سیاست، اور ایک بھی بڑا آدمی پیدا کیا ؟ انگریزی تعلیم کی مضرت اور اس کا وجود جب ہمیں سمجھایا گیا تھا، تو کہا گیا تھا کہ اسکے ذریعہ اُن علوم و فلسفۂ جدیدہ کو ہم حاصل کرینگے، جنھوں نے یورپ کو آج تمام عالم کا مالک بنادیا ہے - اس دعوے کی صداقت سے تو ہمیں انکار نہیں، لیکن کوئی صاحب ہمیں دکھائیں کہ اب تک دیے مسلمان انگریزی داں ہیں، جنھوں نے سائنس کی کسی شاخ کو بھی حاصل کیا ہے؟ اور کتنے ہیں جو فلسفۂ جدیدہ کی مبادیات تک کو بھی سمجھتے ہیں ؟ ہم نے تو آجتک سوا دو، چار شخصوں کے کسی کی نسبت نہ بھی نہیں سنا، کہ اس نے ایم - اے میں فلسفہ لیا ہو، حالانکہ خوش نصیب ہندؤں میں پچاسوں ہیں -

علم اور فلسفہ دانی کا تو یہ حال - اسپر ہمارے تعلیم یافتہ حضرات کو مذہب سے اعتقادی، علم کے مقابلے میں اسکی شکست کا یقین کامل، فلسفہ کی ہر آوار کے مثل اشکال رفاضی ہونے کا ادعا، اور فلسفدانہ الحاد پر فخر و غرور !!

مارا ازیں گناہ صعب ایں گماں نبود

شاید ہی سائنس اور فلسفہ سے کوئی گروہ اسقدر اجہل ہوگا، جس قدر آجکل کا تعلیم یافتہ گروہ ہے، الا ماشاء اللہ، والنادر کالمعدوم -

(ڈارون) اور (اسپنسر) مذہب کی نسبت کچھ کہنا چاہیں، تو شاید ہم کان بھی دھریں، لیکن اسکولوں اور کالجوں کے یہ منتہی جہل و نادانی اگر سمجھتے ہیں کہ ہمارا الحاد بھی چند کھوکھلے نکتوں کی قسمت پالے گا، تو

ایں خیال است و محال است و جنوں

اپنی عادت کے مطابق یہاں حکیم کی حد آپہنچی مناسب ہے

الحاد خود جہل ہے

ہم نے کہا کہ الحاد جہل کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا - لیکن اس سے مقصود علوم مادیہ کا جہل ہے، اور گو اسکی نسبت بھی ہمارا یہی ہے کہ علوم مادیہ کی تکمیل صحیح یقیناً ایک زمانے میں مذہب کی حمایت میں پہلی صف ہوگی، لیکن اسمیں شک نہیں کہ ان علوم کا انتشار اور انکشاف ہمیشہ الحاد کا داعی ہوا ہے، اور گو الحق یعلو ولا یعلی علیہ یا اتفاقاً حقائق مذہب سے کوئی تحت نہیں ہوئی، مگر انسان مادی طاقتوں کی دریافت سے مغرور ہوکر الہی طاقت سے بے پروا ہوجاتا ہے، اور جہل حقیقت کے سبب سے انکار حقیقت کردیتا ہے - ورنہ اگر غور کیا جاے تو الحاد ہی اصلی جہل ہے - ایک ملحد جن امور سے انکار کرتا ہے، وہ در اصل اسکا انکار نہیں ہے، بلکہ اسکا اعتراف ہے کہ ان امور کو نہیں جانتا - قرآن حکیم نے اس امر کو اسقدر صاف صاف کہدیا ہے، کہ اس سے بڑھکر دنیا میں اس قدیمی نزاع کیلیے کوئی آزار مفصلہ کن نہیں - ہم چاہتے ہیں کہ ان مباحث کے لیے (مقالات) کے باب کو مخصوص کردیں، مگر گنجایش کی قلت سے مجبور ہوجاتے ہیں - انشاء اللہ (الدنان) ان مباحث کے لیے مخصوص و موضوع ہوگا -

---

مسئلہ صلح کا احتدام

بالآخر ترکی اور اٹلی کی صلح کی تصدیق ہوگئی، اور انگلستان نے اٹلی کے شاہنشاہی اقتدار کا اعتراف کرلیا - ع نکلے تھے کہاں دل وصل و پردہ دار یکے !

صلح کی پہلی خبر کے بعد (جسمیں تمام اوجی تکمیل صلح کا اعلان کیا گیا تھا) دوسری خبریں جو آئیں، انھوں نے پھر اختدام صلح کے معاملے کو مشکوک کردیا تھا، مگر اسکے بعد ہی قسطنطنیہ کی تازہ ترین سے معلوم ہوا کہ سلطان المعظم نے طرابلس کی خود مختاری کا سرکاری اعلان کردیا ہے -

افسوس ہے کہ ابتک تفصیلی طور پر شرائط صلح مشتہر نہیں کی گئیں، ایک طول طویل تار ترکی میں قرار داد صلح کی دفعات ظاہر کی گئی تھیں، اور خیال کیا گیا تھا کہ دونوں دولتیں اسی کے ہونگی، مگر اسکی ہر دو سہ اسطرحہ مبہم اور گو مگو ہے کہ تحت و راے کے لیے کچھ مفید نہیں -

آج ہم نے ایک تفصیلی تار قسطنطنیہ دیکھا ہے، اور صلح کی شرائط کی نسبت صحیح معلومات دریافت کیے ہیں - اگر موجودہ جنگ کے اختشاش کی وجہ سے تار کے پہنچنے میں کوئی امر مانع نہیں ہوا، تو امید ہے کہ ہم کل تک (جبکہ الہلال کا اخری چوتھا صفحہ مسلس ہو چکے گا) کچھ لکھ سکیں گے - تاہم خواہ کیسی ہی شرائط کیوں نہیں، اور خواہ طرابلس کی خود مختاری کے اعلان پر بھی اندرون طرابلس کی اصلی عربی قوت کے جنگ جاری رکھنے کی

---

(۱) انکو اسکا کوئی علم نہیں، صرف شک اور گمان کے پیرو ہیں، اور گمان حق و یقین کے مقابلے میں نہیں ٹھہرسکتا - (۲) نہ ہر اس چیز کو جھٹلا دیتے ہیں جو ان نادانوں کی سمجھ میں نہیں آتی -

امید پیدا ہوسکے ' مگر پھر بھی یہ صلح ایک حسرت اور مایوسی کا داغ ہے ' جو موجودہ وزارت کی کمزور پالیسی اور احباب کے اثر سے منعقد ہونے کی وجہ سے جنگ طرابلس کی پر خطر اور معرور پیشانی کو نصیب ہوا -

جو ارادۂ سلطانی جود مختاری طرابلس کی نسبت شائع ہوا ہے ' اس میں (برقہ) کا لفظ بالکل نہیں ہے ' اس سے احتمال پیدا ہوتا ہے کہ شاید برقہ طرابلس کے لفظ میں شامل نہ سمجھا گیا ہو ' اور وہ الگ کر لیا گیا ہو ' مگر اس قیاس کے لیے بھی زیادہ قوی وجوہ نہیں ہیں -

جنگ ترکی و یورپ

موجودہ جنگ کی ابتدا جن حالات کے ساتھ ہوئی ہے ' اسکا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ جنگ کی ابتدا اسکے وسط اور نتائج سے مختلف ہو -

ترکوں کی فوجی قوت بالکل منتشر تھی ' یورپین ترکی میں اگرچہ فوج نظام اور ردیف کی ایک قوی تعداد موجود تھی ' مگر (ٹھول نامہ نگار ٹائمس) یورپین ترکی کا جغرافیائی موقعہ اس طرح کا واقع ہوا ہے ' کہ ترکی کو ملکی دفاعی جنگ میں دھرے محاذوں کا سنبھالنا ایک ہی وقت میں ضروری ہوگیا ہے - اسکے لیے اسکی پوری فوجی قوت کا اجتماع مطلوب ہے ' تاکہ کم از کم معدودیا میں ۱۶۲ فوج نظام کی اور ۲۶۷ فوج ردیف کی تعداد فراہم کردی جائیں - ابتدائے کوچک میں جو فوجی نقل و حرکت نہایت بطی سے جاری ہے ' اسکا منشا یہی ہے کہ معدودیا کے مرکز کو قوی کرکے (ٹھریس) کے میدان کو جنگ کا اصلی تماشا گاہ بنادیا جائے -

لیکن قبل اسکے کہ یہ فوجی نقل و حرکت مکمل ہو ' جنگ شروع ہوگئی ' اور اگر اس ہفتے کی فارن افیرس مطالعہ سے خالی ہیں ' تو کہا جا سکتا ہے کہ غالباً اندرنا نوپل کے ارد گرد کافی ترکی فوجی مجتمع ہوسکے - (ٹائمس) کے نامہ نگار نے اسکا حدسیہ ظاہر کیا تھا - تاہم یہ ابتدائی واقعات محض اس جنگی تماشے کے تمہیدی کھیل ہیں اصلی واقعات اُس وقت ظاہر ہونگے ' جب ترکی فوج اپنی دوڑی جمعیت کے ساتھ (ایتھریس) میں عثمانی نیزہ نصب کردے گی -

مصطفے پاشا پر قبضہ

(لندن ٹائمس) کے نامہ نگار نے بلغاری نیش قدمی کا جو خاکہ ابتدی نیچلی چتھی میں ظاہر کیا تھا ' بالآخر وہ صحیح ثابت ہوا اور (بلغاریا) نے پہلا حملہ (اندرنا نوپل) اور دوسری طرف (صوفیا) سے دکھن جانب (اسکوپیا) کی وادیوں کی سمت کردیا ہے -

آج (۲۲ اکتوبر) کی نہایت اہم خبر یہ ہے کہ بلغاریا نے (مصطفے پاشا) پر قبضہ کرلیا ' اور ترک یہ تعداد کثیر رسد اور آلات جنگ چھوڑکر وہاں سے چلے آئے -

اگر یہ صحیح ہے ' تو بلغاریا نے ایک ایسے مقام پر قبضہ کرلیا ہے جو کئی حیثیتوں سے موجودہ جنگ کے نقشے میں ایک اہم ترین مقام تھا -

یہ ترکی بلغاریا سرحد کا ایک فوجی مرکز ہے ' جو اپنی قدرتی بندشوں اور کوہستانی دیواروں کی وجہ سے ہمیشہ عظیم الشان مقام سمجھا گیا ہے - در اصل یہ ایک درہ کوہ ہے ' جسکا نام (مصطفے پاشا) مشہور ہوگیا ہے - یورپین ترکی کا نقشہ اگر آپکے سامنے ہے ' تو اندرنا نوپل سے چاروں طرف نظر ڈالکر بآسانی اسکو ڈھونڈھ لے سکتے ہیں -

پہاڑیوں کے اندر سے گزرنیوالے (دریائے ماریزا) کے وجود سے درۂ مذکور کی ضرورت قائم ہے - سوفیا ' فلی پولس ' اور اندرنا نوپل ہوکر وائنا کی ریل قسطنطنیہ آتی ہے تو دریائے ماریزا کے پہلو سے اسی درے کے اندر سے گزرتی ہے - سرحد کے ترکوں جانب سے یہ درہ قلعہ بند اور مضبوط ہے ' اسلیے یہاں سے گزرنے کے لیے دونوں فریقوں میں سے کوئی بھی ہو ' سب سے پہلے ایک سخت جنگ کا مقابلہ کرنا ضروری طور پر ضروری تھا -

یہاں پورب اور پچھم ' دونوں جانب اور درے بھی ہیں - انمیں سب سے زیادہ اہم وہ درہ ہے ' جو (اندریا نوپل) سے (جمولی) کی سڑک پر واقع ہے - انتہائے مشرق کی جانب ۲۵ میل کے فاصلے پر (کاؤکس) اور (عمر بعمر) کے درمیان ایک اور درہ واقع ہے - لیکن عثمانی معمار خیال سے اُسکو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی کیونکہ دکھن جانب سے اُسکا راستہ مشرقی بلغاریا کی سمت چلا جاتا ہے ' اور یہاں کا صلع ابتدا عمر آباد ہے گویا آبادھی نہیں ہے -

بظاہر یہ امر بالکل قیاس میں نہیں آتا کہ ترک اندریا نوپل سے سترہ میل کے فاصلے پر اسقدر عامل ہوگئے ہوں کہ ایک اہم ترین فوجی مقام کو بغیر کسی جنگ کے حوالۂ دشمن کردیں ؟ اگر یہ خبر صحیح ہے تو عجب نہیں کہ ترکوں نے اسمیں کوئی خاص مصلحت پوشیدہ رکھی ہو - آخری جنگ روم اور روس کے بعد ہمیشہ (سلیمان) پاشا پر اعتراض کیا گیا تھا ' کہ اُس نے اپنے قلعہ بند اور فوجی مرکزوں سے دور جاکر دشمنوں کے استحکامات کا اپنے ہتھ نشانہ بنادیا - ممکن ہے کہ ترکوں نے اس موقعہ پر سمجھا ہو کہ بلغاریا جہاں تک زیادہ اندر حدود میں بڑھ آئے ' اسی قدر انکے لیے مفید ہے - وہ اپنے فوجی مرکزوں اور قلعوں کے پاس رہکر اور ایک آخری ضرب لگاکر جب چاہیں گے ' پاشائی مقصلہ کرسکیں گے -

شیخ عبد العزیز حاویش

کی رہائی کی نسبت انگلستان کے الہلال کی اشاعت سے پہلے تاریں سب کچھ ہوگئے

ہم نے ہندوستان میں گورنمنٹ انگلشیہ کی اس دانشمندانہ سیاست کے نمونے دیکھے ہیں کہ جب بنگالی لڑکوں نے (ناچ) کی طرف سے تعاون کا الزام دیا جاتا تھا ' اور اسکا مقدمہ ابتدائی عدالتوں میں چار چار مہینے اور چھ چھ مہینے تک جاری رہتا تھا - ہر وہ ممکن انتظام ' اور ہر وہ بے شمار دولت کا ذخیرہ ' جسکی حراۃ ہندوستانی دکھلا سکتا ہے ' اس عجیب جنگ کے بیچ ضائع کیا جاتا تھا - اسکے بعد جب مقدمہ آگے بڑھتا تھا ' تو ختم کی جانے کے ساتھ اس خبر کو لوگ اخبار میں پڑھتے تھے کہ " کل تمام ملزموں کو ہائی کورٹ نے صاف بری کر دیا " !

لیکن اب معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ مصر اور ہندوستان کی بہت سی معاملوں کی طرح ' اس دانشمندانہ سیاست میں بھی مصر ہندوستان بنتا جاتا ہے -

کس زور شور اور جنگی اہتمام کے ساتھ (شیخ جاویش) کو گرفتار کیا گیا ' تمام انگلستان کے پریس نے کسقدر خوشیاں منائیں کہ حرب الوطنی کی ایک نئی مجہول الحال سازش کا سرا اب ہمارے ہاتھ آگیا ' لارڈ کچنر کی نئی محافظ نولیس کے سیدھی کسقدر مسرور و شادماں ہوئے تھے ' کہ اب ہمکو جس کی توقع نہ تھی ' مگر:

پس از سی سال ایں معنی محقق شد بحافانی
کہ دورا نیست با دانشمنداں و نادانیاں دورانی

اسقدر جوش و خروش کے بعد اب یہ راز منکشف ہوا کہ عزیز (حاویش) کا کوئی قصور نہ تھا !

گمنام مراسلت

کی اشاعت ہے - ہم دیکھتے ہیں کہ - ناظرین (الـہلال) میں سخت خوش چندا کردیا ہے ' اور اس وقت تک مختلف مقامات سے تقریباً ایک سو مراسلتیں اسکی نسبت آ چکی ہیں - اکثر خطوط نہایت غلط و غصب کی حالت میں لکھے گئے ہیں' اور ان میں وہتے ہی سخت الفاظ صاحب مراسلہ کی نسبت استعمال کئے گئے ہیں' حتیٰ خود اس تقاضے نے فرط غصب سے بے اختیار ہوکر لکھدیے ہیں - افسوس ہے کہ ہم انکی اشاعت سے معذور ہیں کہ امر لاحاصل' داکہ سفر مقصود میں خارج - صرف ایک مراسلت جناب مولوی علی ہی صاحب کی ضمیمہ میں درج کرکے کھلیے دیتی ہے ' کہ نسبتہ کم سخت اور قابل اشاعت تھی' پھر بھی قابلتا اسے الفاظ موجود ہے - جنکو خارج کردینا ہم اور انکی جگہہ نقطے دیدیے -

---

ایک ضروری نکتہ

ہمارے جن احباب کو اُن الفاظ کی سخت ہے جو اس عاجز کی نسبت اس مراسلت میں استعمال کئے گئے ہے' اور جنکو وہ اپنی حالم توازی سے اس عاجز کیلئے نا موزوں تصور فرماتے ہیں ' انکی لطف فرمائی کا شکر گذار ہوں ' لیکن سابقہ ہی نوحہ دلاتا ہوں کہ ترکی اور سختی ' عاجزی اور نکدر ' درگذر اور سخت گیری کا باہمی وہ نازک مقام ہے' جسکو آجکل مسلمانوں نے بھلا دیا ہے ' اور جسکی وجہ سے وہ فاقط علیہم [اے تغمدہ سخطی کو] اور رحماء رحماء میں اللہ لدے لہم [وہ اللہ کی بڑی رحمت ہوئی کہ آپس کے تعلق لوگوں کے ساتھہ نرم دل تھا] میں فرق نہیں کر سکتے - ہم چاہتے کہ وہ اپنی خوشی اور ناراضگی ' دوستی کو مخصص اللہ کی رضا اور ناراضمندی میں قائم کرنے اور حد اپنے نفس پر ہول جائے - اگر کوئی شخص اسکی ذات خاص کے ساتھہ برائی کرے ' اور اسطرح ایک حسد کے درجہ ہوجائے ' گویا اسکے اندر حدود انسانی میں بھی نہیں ' بلکہ ہو سکے تو سختی کے مقابلہ میں نرمی ' اور برائی کے بدلے میں بھلائی کرے - لیکن اگر کوئی حق اور باطل کا معاملہ سامنے آجائے ' اور شخصی نہیں ' بلکہ دینی اور جماعتی نفع و نقصان کا سوال ہو ' تو اسوقت سر سے لیکر پیر تک اسکا تمام جسم قہر الہی کا نمونہ بن جائے ' اور اسکے غلط و غصب کیلئے کوئی انتہا اور روک نہو - گمراہی و ضلالت کے بتوں کو توڑنے توڑتے کودے ' اور باطل پرستوں کے خدا سے معبود سروں کو اپنے زخم پاؤں سے کچل ڈالے -

اشداء علی الکفار رحماء بینہم ' اعزۃ علی المؤمنین ' مجاہدون فی سبیل اللہ و لا یخافون لومۃ لائم کے یہی معنی ہیں -

پس ہمارے لطف فرما ان باتوں میں اپنی توجہ کو ضائع نہ فرمائیں - البتہ اُس مراسلت میں مذہب اور شعائر مذہب کی نسبت جو خیالات ظاہر کئے گئے ہے ' انکی وجہ سے جو شورش آمیز جوش مراسلات سے ظاہر ہوتا ہے ' وہ ہمارے لیے ضرور ایک مزید تاسفہ ہے - کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا مذہبی حس کو جوش آلود ہوگیا ہو ' مگر الحمد للہ عقیدہ نہیں ہے - اور کو جوابا جانکدار سے ہوگیا ہو مگر جگر داغدار ابھی باقی ہیں -

---

الہلال کی دعوت

کی نسبت اس وقت تک جسقدر مراسلات آئی ہیں ' ان میں سوائے ایک صاحب کے جس دعوت سے سب کو اتفاق ہے - رہا طریق بیان اور اسلوب و ادعیہ ' تو اسکی نسبت کل چھہ صاحبوں نے ایک اختلاف کیا ہے ' جنمیں سے تین مراسلات آج ضمیمہ میں درج کردی گئی ہیں -

انمیں سے ہمارے مخلص جلیل مولانا حشمت الرحمن صاحب شروانی ہیں - وہ فرماتے ہیں کہ اب و لہجہ کی خشونت تعلیم قرانی اور اسوۂ رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف ہے - ایک اور صاحبوں نے بھی بعض آیات قرانیہ سے ایسا ہی استدلال کیا تھا ' مگر گذارش ہے کہ باوجود اس علم کے ' کہ حضرت موسیٰ کو کہا گیا تھا وقولا لہ قولا لینا - باوجود اس ارشاد باری کے کہ ولو کنت فظاً غلیظ القلب ' لانفضوا من حولک - اور باوجود اس حکم الہی کے کہ ' وقل لہم قولا بلیغا - ہمارا یہ اعتقاد علی وجہ البصیرت ہے کہ اعلان حق کا ایک مقام آتا ہے ' جہاں جسقدر سختی ' جسقدر خشونت ' جسقدر اظہار غیظ و غضب ' اور جس درجہ کھلی مداہنت ' تعفیر ہو ' عین عدل و انصاف ' عین اعتدال ' اور عین نمونۂ تعلیم قرانی و اتباع اسوۂ محمدی ' و اخلاق فاضلۂ محمدی ' و منشاء قیام عدل و قانون ' و امتداد نظام عالم ہے -

قرآن کریم میں ایک ہی مطالب و مقصود کی تمام مختلف ادا کا جب تک استقصا نہ کیا جائے ' اور تعمق نظری سے حقیقت وجہ تطبیق کو نہ ڈھونڈھا جائے ' اس وقت تک اصل حقیقت منکشف نہیں ہو سکتی - انشاء اللہ تعالے آئندہ نمبر میں ہم (الامر بالمعروف) کا جو ایسا نمبر لکھکر اس امر کو بالتفصیل عرض کرینگے ' اگرچہ اسکے گذشتہ نمبر بھی اسکے لیے کافی ہے -

درسرے اختلاف انہوں نے الہلال کے دائرۂ بحث کی وسعت کی نسبت کیا ہے - افسوس کے ساتھہ عرض کرنا پڑتا ہے کہ شاید مولانا نے الہلال کی دعوت کا غور کے ساتھہ مطالعہ نہیں فرمایا - الہلال دائرۂ بحث میں صرف ایک ہی ہے - یعنے احیاء علوم اسلامی ' اور اذاعۂ تعالیم الہ الہ ان کی دعوت - ساتھہ ہی اسکا عقیدہ ہے کہ اگر وہ ان حدا کی کتاب ' اور اگر اسکا دعوا قابل تسلیم ہے ' تو مسلمانوں کی تعلیم ' دالتقدس ' اخلاق ' نمبر ' جو کچھہ ہے ' اسی کے اندر ہے - اور جو کہ وہ مسلمانوں کے تقرر کی سب سے بڑی گمراہی اور اسد سدید ضلالت یہ سمجھتا ہے کہ انہوں نے دالتقدس اور تعلیم کو مذہب سے الگ سمجھا ' اسلیے وہ انتہ کیلئے اس غلطی کا انسداد کرنا چاہتا ہے - بدسبب وہ تعلیم اور دالتقدس جسپر انتک مصلحین ملت عامل رہے ہیں ' مذہب کے ساتھہ ایک دائرے میں نہیں آسکتے ' کیونکہ علامی اور توحید ' حق اور باطل ' کفر اور اسلام کبھی ایک جگہہ جمع نہیں ہوئے - لیکن شاید مولانا کی نظر اس پر نہ گئی کہ الہلال جس تعلیم اور دالتقدس کی طرف بلاتا ہے ' وہ دو یکسر جداں ہی سے ماخوذ ہے ' اور جسکا دعوت قرانی اسکا مقصد ہے ' تو لازمی طور پر وہ بھی اسکے دائرۂ بحث میں ہے ' اور جبتک اسلام دنیا میں باقی ہے ' ہمیشہ رہیگا -

البتہ ہم مولانا کے کمال شکر گذار ہیں کہ انہوں نے (محمڈن کالج) کی مذہبی حالت کی نہایت ضروری اور قوم کیلئے مفید ترین بحث چھیڑ دی ' ہم خود بھی ایک مدت نہایت تفصیل سے اس مسئلہ کو لکھنے والے ہے ' مگر الحمد للہ

بتوں کے نام میں آخر کلام آہی گیا

ہ مولانا کے نہایت ممنون ہوگئے ' اگر وہ حسب وعدہ اُن خیالات و آرا سے ہمیں اطلاع بخشتے ' جنکو الہلال میں انہوں نے " نائۂ تعصبی سے گرا ہوا " محسوس فرمایا - مسلمانوں کے پچاس برس کے ایک ہی نام کی نسبت اگر غلط فہمیوں کا انسداد ہو جائے ' تو اس سے بہتر کیا بات ہے ؟

الہلال

۲۳ اکتوبر ۱۹۱۲

— * —

القسطاس المستقیم

— * —

دعوے مسلمانوں کی اندہ شاہراہ مقصود

— : —

قل ھل من شرکائکم من یھدی الی الحق ؕ قل اللہ یھدی للحق ۔ افمن یھدی الی الحق احق ان یتبع امن لا یھدی الا ان یھدی ؕ فمالکم کیف تحکمون ؕ وما یتبع اکثرھم الا ظنا ؕ ان الظن لا یغنی من الحق شیئا ان اللہ علیم بما یفعلون (۳۵ - ۱۰) (۱)

(۳)

احرام ہند رو ، ازل ، کعبہ کرے دوست
جوراہ عشق ہرکہ رود برخطا رود

سبب کے لئے تدرست کا نہیں ، بلکہ مریض کو دکھانا چاہئے

اگر مریض پچھلی تدبیروں اور تیمارداروں سے ننگ آ گیا ہو کہ اندہ کیلئے ایک صحیح و تندرست کی زندگی حاصل کرے ، تو اسکے لئے حفظ صحت کی کسی کتاب کے پڑھنے سے زیادہ بہتر نہ ہوگا کہ اپنی تیمارداروں اور پچھلی تدبیروں کا مطالعہ کرے ۔ مسلمان اگر اندہ اپنی حیات ملی کو تیمارداروں سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں ، تو انکے لئے پہلا کام یہ ہے کہ اپنے گذشتہ اور موجودہ امراض ، علی الخصوص اپنی تدبیروں پر نظر ڈالیں ، اور اندہ ایسے بچنے کا سامان کریں ۔

مسلمانوں کے تمام موجودہ امراض کی اصلی علت جس نے مختلف عوارض کی شکلیں اختیار کرلی ہیں ، اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ انہوں نے تعلیم الٰہی کے عروۃ الوثقیٰ کو چھوڑ دیا ، اور اسکے سابقہ مہلک تدبیروں پر ہے ، کہ سعی اصلاح و ترقی کا جو قدم اٹھایا ، وہ مذہب سے الگ رہکر اٹھایا ۔ نتیجہ یہ نکلا کہ صحت و تندرستی ہی سے محروم ہوگئے ۔ مسلمانوں میں پرانی تحریک سلفی ہے ، اور نئی عصاصی ۔ لیکن دونوں کا یہی حال ہے ۔ اور سچ یہ ہے کہ پہلی پوری کامیاب نہ ہوئی ، اور دوسری اپنی عمر کے چوتھے سال ہی میں دسمبر ورع پر پائی گئی ۔ اب جو کچھ ہے اسکی تحریر و تکفیر کی دھوم ہے ، کہ کئی کروڑ مسلمانوں کی پینتالیس سالہ " عقیدہ اور عملیہ " دلدسی کے

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

دین اور دنیا کی تفریق

ہم کو مسلمانوں کی گذشتہ جدوجہد پر بہت کچھ لکھنا ہے ، کیونکہ جب تک پچھلی غلطیاں سامنے نہ آئیں ، اینندہ کیلئے اسے پرھدر ممکن نہیں ۔ لیکن یہ ایک مستقل موضوع بحث ہے ۔ یہاں صرف یہ عرض کرنا چاہتے ہیں ، کہ آجکل کا تعلیم یافتہ میں ہمارے قومی خطیبوں نے دو اراؤں کیلئے جو موضوع اختیار کر رکھے ہیں ، ان میں ایک دوسرے کا پامال مضمون دین اور دنیا کا باہمی تعلق بھی ہے ۔ بار بار اسکو دہرایا گیا ہے ، اور ہمیشہ زور دے دے کر کہا گیا ہے ، کہ اسلام میں دین اور دنیا کی تفریق کا کوئی سوال نہیں ، وہ دین کو دنیا سے الگ نہیں کرتا ، بلکہ کہتا ہے کہ دین دنیا ہی کے حسن عمل کا نام ہے ۔ اسمیں شک نہیں ، کہ مثل آجکل کے بہت سے اقوال کے یہ قول مبنی بھی صحیح ہے ۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اعمال کا کیا حال ہے ؟ رہی مدعیان اصلاح جو اس حقائق کو زبانی دہراتے ہیں ، انکی اور سراپا زندگی ، اور انکی تمام قومی تحریکوں نے اعمال میں بھی اسکا کچھ اثر ہے یا نہیں ؟

جواب یہ ہے کہ خود ہمارے نئے لیڈروں نے دین اور دنیا کے اندر تفریق کی ایک ایسی جہنمی حائل کردی ہے ، جو زور زور دونوں کناروں کو دور سے دور کر رہی ہے ، اور انکو کسی طرح ملنے نہیں دیتی ۔ انہوں نے قومی اصلاح و ترقی کی جسقدر تحریکیں شروع کیں ، انکو مذہب سے اسطرح الگ رکھا ، گویا یہ دو پہلوان اسلام انکے مخاطب ہیں ، اور یہ مسلمانوں کی قوم سے جو انہیں لڑنی واسطہ ہے ۔ انکی زندگی ، انکے اعمال ، انکی افکار ، انکی تدبیریں ، انکی مثالیں ، انکے نفس نظر ہوئے ، بلکہ انکے تمام افعال و کردار یکسر اسلام سے بیگانہ ، اور ارتقاء و تقدم مذہب سے نا آشنا رہے ۔ انہوں نے ہمیشہ دنیا کو دین سے الگ دیکھا ، اور جب کبھی قدم اٹھایا یا تو دنیا کی طرف ، حالانکہ اگر دین کی طرف بڑھتے ، تو دنیا خود انکی طرف دوڑتی

تعلمون ظاھرا من الحیوۃ الدنیا ، وھم عن الاخرۃ ھم غافلون (۳۰ ۶)

یہ لوگ صرف دنیا کی ظاہری دلچسپیوں ہی کو جانتے ہیں اور آخرت کو بالکل بھولے ہوئے ہیں ۔

مذہب سے یہ انحراف اور بیگانگی یہاں تک بڑھگئی ہے ، کہ آج اگر کوئی صدائے فرائی بلند کی جاتی ہے ، تو ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگتا ہے کہ یہ کیسی آواز ہے ؟ یہاں تک اس خیال پر متعجب ہیں کہ مسلمانوں کی پولیٹکل پالیسی بھی تعلیم قرآنی پر مبنی ہو ، (رایت المنافقین یصدون عنک صدودا) نہیں تو یہ کہنے سے تعجب اور غصے کا دھار چڑھ آتا ہے کہ مسلمانوں کے لئے جو کچھ ہے

(۱) اے پیغمبر ان لوگوں سے پوچھو ، کہ تمہارے بنائے ہوئے معبودوں میں کوئی بھی ایسا ہے ، جو راہ حق کی ہدایت کرے ؟ کہدو یہ اللہ ہی ہے ، جو حق کا راستہ دکھلاتا ہے ۔ پس جو حق کی راہ دکھائے ، وہ زیادہ مستحق ہے کہ اسکی تعلیم کی پیروی کی جائے ، یا وہ شخص ، جسکا یہ حال ہے کہ جب تک دوسرا اسکو راہ نہ دکھادے وہ خود بھی راہ نہیں پاسکتا ؟ تم لوگوں کو کیا ہوگیا ہے ، کہ کیسے حکم لگارہے ہو ؟ اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں میں اکثر لوگ صرف اپنے خیال و وہم کی بنائی ہوئی باتوں پر چلتے ہیں اور ظاہر ہے کہ وہم و گمان حق کے نفس کے مقابلے میں کام نہیں آسکتا ۔ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی کارروائیوں سے خوب واقف ہے ۔

ان ھی میں ھے اور قران ھی سے ھے (فل مونوا بعیطکم) (۱) اور نہیں جو فرعون کے جادوگروں کی طرح خوف زدہ ھو رھے ھیں کہ میں مذھب کا عصاے موسوی ثعبان بنکر انکو نگل نہ جاے

ایب الذین ی قلوبھم مرض ' طرون الیک طرالمعشی علیھم لموت (۴۷ ۳۹)

جن لوگوں کے دل مرض ضلالت سے مریض ھو رھے ھیں' تم انکو دیکھو گے کہ وہ تمہاری طرف اسے خوف زدہ ھوکر دیکھ رھے ھیں' جیسے کسی پر موت کی بے ھوشی طاری ھو اور اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رھجائیں -

ھم کسی کی مذھب کی نسبت زبان کھولنے کا حق نہیں رکھتے' حکیم واقعات اور نتایج کسی اوقات مذھب کی پروا نہیں کرے ' اور حکم حائض ھی پر مرتب ھوتا ھے - ھم اسکو تسلیم کرتے ھیں کہ احکام کے فارفرما طبقے میں بہت سے لوگ اعتقاداً ملحد نہیں - لیکن اس اعتقاد کو لیکر کیا کیجیے' کہ عملاً سر سے پاؤں تک انکی جس شے کو دیکھیے' جسمِ الحاد کی دلربائیوں کا یہ حال ھے کہ

کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجا ست

اور ان سے قطع نظر کیجیے' ھمارے اعتقاد میں سب سے بڑی نردان فراموشی اور الحاد پرستی تو یہی ھے کہ ایک گروہ مسلمانوں کی اصلاح کا دعوا کرے' اور پھر اپنے تمام کاموں کے لیے اسلام کو اور اسکے خدا کو چھوڑ کر انسانی خیالات کے اصنام و طواغیت کو اپنا حکم بنائے

الم تر الی الذین یزعمون انھم امنوا بما انزل الیک و ما انزل من قبلک ' یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت وقد امروا ان یکفروا بہ ویرید الشیطان ان یضلھم ضلالاً بعیدا (۴ ۴۳)

اے پیغمبر ان لوگوں کو نہیں دیکھتے' جو اس زعم باطل میں پڑے ھیں کہ ھم مومن و مسلم ھیں' حالانکہ وہ کیونکر مومن ھوسکتے ھیں جب کہ انکا حال یہ ھے کہ خدا کو چھوڑ کر چاھتے ھیں کہ دوسروں کو اپنا حکم بنائیں' حالانکہ انہیں حکم دیا گیا تھا کہ خدا کے سوا دوسروں کی اطاعت سے انکار کردیں - اصل یہ ھے کہ شیطان* چاھتا ھے کہ انہیں بہکاتے بہکاتے گمراھی میں مبتلا کردے -

جن لوگوں کو ھمارے لیڈر اسلام سے بالکل آشنا رکھکر کہتے رھے' اگر چاھتے' تو انھی لوگوں کو وہ اسلام کی زبان سے ادا کرسکتے تھے - تعلیم اگر ضروری تھی' علوم جدیدہ کی اگر دعوت دینا چاھتے تھے' معاشرت میں ضروری تبدیلی کے خواھاں تھے' تو آخر جتنی باتیں قوم کے آگے پیش کرنا چاھتے تھے' ان میں کونسی شے ایسی ھے' جسکے لیے قران کریم اور تعلیم الہی کو سامنے نہیں رکھ سکتے تھے ؟ پھر کسی دعوت کے لیے یہ طریقہ موثر تھا کہ انسانوں کی تبلیغ دی جائے' یا یہ' کہ خدا کا حکم ھے ؟ غور کیجیے کہ میں کیا کہہ رھا ھوں ؟

اگر واقعی یہ سچ ھے کہ مسلمانوں کی دنیا اور دنیا والوں میں ایک ھیں' اگر یہ واقعہ ھے کہ وہ قران نامی ایک کتاب کے پیرو ھیں' اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ خدا کا ایک برگزیدہ رسول تھا جسکے پیش کیے ھوے احکام اسکے لیے ذریعۂ فوز و فلاح ھیں ' تو ھمارے لیڈروں کی حالت اس سے بالکل متضاد ھونی تھی ' جو آج ھم بدبختی سے دیکھ رھے ھیں - وہ ایک ایسی جماعت ھوتی ' جسکے دل اور زبان ' دونوں میں اسلام ھوتا ' جسکا عقیدہ کسی حالت میں قران سے جدا نہ ھوتا ' بلکہ قران کی گرفت سے اسطرح رک جاتا ' کہ کسی دوسری شے کو اٹھانے کی مہلت ھی نہیں پاتا ' وہ اپنا سرتاپا مذھب کی تصویر ھوتے ' اور یکسر تعلیم الہی کا عملی نمونہ ' انکی ھر صدا مذھب میں ڈوبی ھوتی' اور ھر قدم مذھب ھی کی جانب اٹھتا - انکی زبان کھلتی ' تو مذھب کیلیے' اور قلم حرکت کرتا تو مذھب کے نام پر - وہ ھر پہلو سے بہتر حال' اور ھر عقیدہ سے عمدہ تاب قوم کے آگے پیش کرتے ' مگر جو کچھ کہتے ' مذھب کے واسطے سے ' اور جو کچھ لکھتے مصحف کی سیاھی سے -

وہ جب ھمارے سامنے آتے' تو گویا انکے سروں پر ھدیٰ ھوتا ' اور زبان پر قران ھوتا - ھمیں انکی جبینوں پر ضیا نہ ملتی کہ انکے سر پر کیا ھے ؟ مگر اس سے کہیں بڑھکر عقیدت کرتے کہ انکی زبان پر کیا ھے ؟

لیکن ایسا ھونا تو درکنار ھوتا ؟ دنیا و دنیا کی عملی تعلیم نے قوم کی اصلاح و ارشاد کی باگ ایک ایسی جماعت کے ھاتھ میں دیدی ' جو اگر ایسا کرنا بھی چاھتی' تو نہیں کرسکتی - جدید انکے دل میں بیٹھے جنکے کام کر رھا تھا ' اور دماغ مذھب سے آزاد تھا ' انکو جس زبان اور جس اسلام کی خبر بھی نہ تھی ' اسکو قوم کے آگے پیش کرنے کو کیا کرتے ؟

روح کی تلاش سے متعلق دو سطریں

پہلے کہہ چکا ھوں کہ اگر آپ چاھتے ھیں' ایک سردلاش اٹھکر بیٹھ جائے' تو یہ کوشش لاحاصل ھوگی کہ اسکے ھاتھ پر گرم گرم بدل کی مالش کریں' یا سر کو سینکنا شروع کردیں - یہ سب ھاتھ ایک نہایت کارآمد اور ضروری عضو ھے ' مگر صرف اسکو گرم کردینے سے زندگی کی حرارت پیدا نہیں ھوسکتی - اصلی شے روح ھے' جسکے روح جسم میں عود کر آتی ' خود بخود تمام اعضا کام دینے لگتے ھیں - جسم ملت کی زندگی کا بھی یہی حال ھے - سیاست' اخلاق ' تمدن ' تعلیم ' اصلاح معاشرت ' یہ تمام چیزیں اسکے لیے نہایت ضروری اور کارآمد اعضا ھیں - لیکن ان سب کی زندگی روح پر موقوف ھے - میں نے کبھی لکھا تھا کہ قومی زندگی کے لیے دنیا میں دو ھی چیزیں ھیں بالعکس ' اور مذھب ' مگر یہ کہنا بھی ھے کہ اور قوموں کیلیے صرف بالعکس جناب بخش ھو تو ھو ' مگر مسلمانوں کیلیے جنکا سارا کاروبار جناب مذھب ھی کے دم سے ھے ' وہ روح مذھب کے سوا اور کوئی نہیں ھوسکتی -

یا ایھا الذین آمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم ' واعلموا ان اللہ یحول

مسلمانوں اللہ اور اسکے رسول کی پکار سنو ! وہ تم کو بلاتا ھے تاکہ تمہارے اندر زندگی کی روح پھونکدے' اور جانو کہ اللہ انسان اور اسکے ارادوں

(۱) خدا وھیں ھی سچ کہتا ہے (آل عمران) میں ھے - واذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ - اور جب وہ تنہا ھوتے ھیں تو تمہارے غصے کے انھی انگلیاں کاٹتے ھیں - اسی لیے قران میں اللہ نے فرمایا کہ قولوا للناس حسنا تمہارے غصے سے تعلق الٰہی رکھتا ہے میں نے یہی حل کیا ہے -

ندس المرء و قلبه رانه میں حب جاهنا هے اوسے آجاتا هے
الیه تحشرون یه بهی یاد رکهو که بالاخر ایک دن
(۸ ۳۴) تم سب اسکے آگے اکهٹے کیے جاؤگے

همارے ملکی بهائی اپنے اندر صرف قومیت اور سیاست کی روح پیدا کرکے زندگی کی حرارت پیدا کرسکتے هیں ' اسی طرح اور قومیں بهی - لیکن مسلمانوں کی تو کوئی علیحده قومیت نهیں ' جو کسی خاص نسل و خاندان ' یا وطن کے جغرافیائی تقسیم سے تعلق رکهتی هو - انکی هر چیز مذهب ' یا بالفاظ صحیح تر انکا تمام کاروبار صرف خدا کے لیے هے - پس جب تک وہ اپنے تمام اعمال کی بنیاد مذهب کو نهیں قرار دینگے ' اس وقت تک نه انمیں قومیت کی روح پیدا هوگی ' اور نه وہ اپنے بکهرے هوے شیرازے کو جمع کرسکیں گے - آج دنیا " قوم " اور " وطن " کے نام میں اتنے لیے جو تاثیر رکهتی هے ' مسلمانوں کیلیے وہ اثر صرف " اسلام " یا " خدا " کے لفظ میں هے - دنیا میں " ارتش " کا لفظ کهکر ایک شخص هزاروں دلوں میں حرکت پیدا کرسکتا هے ' لیکن انکے پاس اسکے مقابلے میں اگر کوئی لفظ هے ' تو " خدا " یا " اسلام " هے -

تشخیص کے بعد

اگر تشخیص کے بعد علاج آسان هے ' اگر گذشته امراض کی دریافت کے بعد آئنده کیلیے حصول صحت میں کوئی دشواری نهیں اور اگر صحت کی اور کے ساتهه مرض کے حصول کی خواهش یکساں جمع نهیں هوسکتی ' تو مسلمانوں کیلیے انکی آئنده شاهراه مقصد کا سوال بالکل صاف هے اور وہ ایک هی هے - اجتک انکی تمام کوششیں اسلیئے بار آور نه هوئیں ' که انکو آگ کی تلاش تهی ' چاهیے تها که چنگاریوں کو پهونکیے تا که آگ بهڑکتی ' اور بدقسمتی سے وہ هوتا ' لیکن وہ همیشه راکهه کے ڈهیر کو پهونکتے رهے - اُنکی صحت میں کوئی شک نهیں مگر اسکو کیا کیجئے که راکهه کو پهونکنے سے آگ نهیں پیدا هوسکتی

ونار لو نفخت بها اصابعه
ولکن انّ ینفخ فی الرماد (۱)

ضلالت اعمال کی یهی مثال هے جو قرآن حکیم نے دی هے ' اور فی الحقیقت قرآن کے سب سے زیاده گهرے معارف اسکی مثالوں هی میں هیں

مثل الذین کفروا بربهم ' جن لوگوں نے اپنے پروردگار کی اطاعت سے
اعمالهم کرماد اشتدت انکار کیا ' انکے کاموں کی مثال ایسی هے '
به الریح فی یوم گویا راکهه کا ڈهیر هیں ' که آندهی نے دن
عاصف ' لا یقدرون مما اسکو هوا اڑا لے گئی - اسی طرح جو کام ان
کسبوا علی شیء ' ذالک لوگوں نے کیے هیں ' ان میں سے کچهه
هو الضلال البعید بهی انکے هاتهه نهیں آئے گا - یهی گمراهی
(۱۴ : ۲۱) پرلے درجے کی گمراهی هے -

مسلمانوں میں تعلیمی رفتار اتنک مقابلۃً کیوں سست هے ؟ پولیٹکل ارادی کے ولولے کیوں اُن میں نهیں اُبهرتے ؟ ایثار و قربانی کی مثالیں کیوں نا پید هیں ؟ سخن نگار اهل قلم ' اور انشا پرداز

معرکوں نهیں پیدا هوتے ؟ اُن سب کا جواب یهی هے که ایک مرده لاش سامنے تهی ' لعنتیوں نے اسکے اعضا تقسیم کر لیے - کسی نے تلوا سنبهالا ' اور کسی نے سر مذبحه کا شروع کردیا ' مگر روح کهی کسی کو فکر نهیں هوئی - پهونکنے کیلیے نهیں نے اپنے چهپروں کو جولهے سے ملا دیا ' مگر جتنی پهونکیں ماریں ' وہ سب باہر جولهے کے باهر کی مٹی اڑاتی رهیں ' نه اندر کی جمع شده راکهه کو بکهیرتی رهیں - آگ بهڑکتی تو کیونکر بهڑکتی ؟ اور تمام اعضا کام دیتے تو کیونکر دیتے ؟ بدقسمتی هے که ابتک صاف بات بهی کسی کے سمجهه میں نهیں آئی ؟

خلاصۂ مطالب

هم نے گذشته دس نمبروں میں جو خیالات ظاهر کیے هیں ' بهتر هوگا ' اگر انکو بطور حاصل بیان کے یهاں عرض کردیں -

(۱) موجوده عہد خیالات ایک قدرتی فرصت هے ' اگر ایک دیوار بالکل کهڑی کردی گئی هو اور آپ اسکے نقص کو محسوس بهی کر لیں ' تاهم کسی بنی هوئی چیز کا گرانا اور پهر اسکو بنانا اسدرجه مشکل کام هوتا هے ' که ممکن هے ' برسوں تک آپکو نئی دیوار کهڑی کرنے کی مهلت نه ملے - لیکن اگر طوفان یا بارش کے ناگهانی حملے سے خود بخود وہ گرجائے ' تو پهر آپکو نئی دیوار پهر صورت بنانی هی پڑے گی - یهی حال مسلمانوں کی قدیمی پالیسی کا هے ' وہ خود بخود گر چکی هے - نئی پالیسی کی دیوار بنانے کیلیے اب پهیلی دیوار کے گرانے کی ضرورت نهیں ' صرف اسکی ضرورت هے که اب جو بنیاد رکهی جائے ' وہ درست هو -

(۲) مسلمانوں کیلیے هر شے اپنے مذهب میں هے ' بس اگر وہ اجتماعی پولیٹکل زندگی اپنے اندر پیدا کرنا چاهتے هیں ' تو اسکی جگه آس سے بهی کوئی نئی پیدا کرلیں ' جو نه صرف پالیٹکس ' بلکه قومی اعمال کی هر شاخ کو زنده کردے ؟

(۳) قرآن نے نه صرف تجارت و صنعت کے فوائد بتلانے هی کے لیے نازل نهیں هوا ' بلکه وہ انسانوں کیلیے ایک کامل و اکمل قانون فلاح هے ' جس سے انسانی زندگی کی کوئی شے باهر نهیں - پس مسلمانوں کی هر وہ پالیسی ' اور هر وہ عمل ' جو قرآنی تعلیم پر مبنی نهوگا ' اپنے لیے کبهی موجب فوز و فلاح نهیں هوسکتا -

(۴) مسلمانوں کا تمام کاروبار خدا سے هے ' اور خدا کے سوا جو کچهه هے ' وہ اپنے لیے اصنام و طواغیت یعنی بتوں کا حکم رکهتا هے - پس جب تک وہ خدا کے آگے نهیں جهکیں گے ' دنیا کی کوئی چیز انکے آگے نهیں جهکے گی -

(۵) انکو اپنا نصب العین صرف " اسلام " بنانا چاهیے اور ساری طاقت اسمیں صرف کرنی چاهیے که وہ هر طرف سے هٹکر صرف احکام اسلام کے مطیع و منقاد هوجائیں - اسلام هی اپنے لیے پالیٹکس کی راہ کهولے گا ' تعلیم کا حکم دیگا ' اخلاق و خصائل میں تبدیلی پیدا کریگا ' اور وہ تمام باتیں جنکو ترقی یافته قوموں میں دیکهکر وہ للچا رهے هیں ' نقصانوں اور مضرتوں سے صاف هوکر ان میں پیدا هو جائیں گی - هذه بضاعتنا ' فمن شاء التجد الی رده سبیلا -

(۱) اگر آگ کو پهونک مار کر بجهانا چاهے ' تو وہ بهڑک اٹهتی ' مگر افسوس که هم خالی راکهه کو پهونک رهے هو -

مقالات

ارادی راے

— * —

(اثر سرسید مرحوم)

(۲)

مصلحت بینی کی غلط ترجمانی

مگر ایک بہت بڑا دھوکا ہے ' جو انسان کو اور بعض دفعہ ایک گورنمنٹوں کو بھی آزادی راے کے رد کرنے پر مائل کرتا ہے ' اور وہ مسئلہ سود مندی کا ہے ' جسکو غلط اور جھوٹا نام مصلحت عام کا دیا گیا ہے ' وللہ در من قال در عکس نہد نام زنگی کافور - وہ مسئلہ نہیں ہے کہ کسی راے یا مسئلہ یا عقیدہ کی سچائی اور صحت پر بحث کرنے سے اس لیے ممانعت کی جاتی ہے کہ گو وہ فی نفسہ کیسا ہی ہو ' مگر اس سے عام لوگوں کا پابند رہنا بہت سے مفید اور داخل صلاح و فلاح عام لوگوں کا ہے ' اور بھی زمانہ ہمیشہ اس میں اور خصوصاً مسلمانوں میں نہ یہ راے رکھنے والے کثرت رائج ہے بلکہ اس گناہ کے کام کو ایک نیک کام تصور کیا جاتا ہے - اس راے کا ماننے والا یہ ہے کہ مباحثہ اور رایوں کی آزادی کا بند کرنا اس مسئلہ یا عقیدہ کی صحت اور سچائی پر منحصر نہیں ہے ' بلکہ زیادہ تر مفید عام ہونے پر منحصر ہے ' مگر افسوس ہے کہ ایسی راے رکھنے والے یہ نہیں سمجھتے کہ بھی دعوے سات ' یعنی اسے آپکو باطل سمجھ رکھا ' جس سے انھوں نے توبہ کی تھی ' پھر پھراکر پھر قائم ہوجاتا ہے - صرف اتنا فرق ہوتا ہے کہ پہلے وہ دعوی ایک باب پر تھا - اب بھی دعوی دوسری باب پر ہے - یعنی پہلے اس اصل مسئلہ یا عقیدہ کے صحیح ہونے پر تھا اور اب اس کے مفید عام ہونے پر ہے - حالانکہ یہ بات بھی کہ وہ مسئلہ یا عقیدہ مفید عام ہے ' اسی قدر بحث و مباحثہ کا محتاج ہے ' جسقدر کہ وہ اصل مسئلہ یا عقیدہ اسکا محتاج تھا -

ایسی راے رکھنے والے اس غلطی پر ایک اور دوسری غلطی یہ کرتے ہیں ' جبکہ وہ کہتے ہیں کہ ہمنے صرف اسکی اصلیت اور سچائی پر بحث کی ممانعت کی ہے ' اسکے مفید عام ہونیکی بحث پر ممانعت نہیں کی ' اور یہ نہیں سمجھتے کہ راے کی صداقت خود اس کے مفید عام ہونے کا ایک جزو ہے ' ممکن نہیں کہ ہم کسی راے کے مفید عام ہونے پر اور اسکی صحت اور سچائی ثابت کیے بحث کرسکیں - اگر ہم یہ بات جاننی چاہتے ہیں کہ ایک فلاں بات لوگوں کے حق میں مفید ہے یا نہیں ؟ تو کیا یہ ممکن ہے کہ اس بات پر دو طرح فکر کریں کہ آیا وہ بات سچ اور صحیح و درست بھی ہے یا نہیں ؟ ادنی اور اعلی سب انسان کو قبول کرینگے کہ کوئی راے یا مسئلہ یا اعتقاد جو صداقت اور راستی کے برخلاف ہے ' در اصل کسی کے لیے مفید نہیں ہوسکتا -

غلط راے کا رد کرنا مصلحت ہے

یہ تمام مباحثہ جو ہم نے کیا ایسی صورت سے متعلق تھا ' کہ کسی راے مروجہ اور تسلیم شدہ کو ہم نے غلط اور اس کے برخلاف راے کو ' جسکا رد کرنا لوگ چاہتے ہیں ' صحیح و درست فرض کیا تھا ' اب اگر کسی راے کے برخلاف شی کو اختیار کرتے ہیں ' یعنی یہ فرض کرتے ہیں جس کو رد کرنا چاہتے ہیں ' غلط اور اس کے برخلاف راے صحیح ہے اور اس برخلاف کو قائم کرنے کے لیے ہے ' تو اس بات کو ثابت کرنا ہے کہ اس غلط راے کا بھی رد کرنا برائی اور بعض سے خالی نہیں -

اگر ایک شخص کو گو اسکی راے ایسی ہی روشن اور مضبوط ہو ' اور وہ کیسی ہی مشکل اور نازمعتدی سے اپنی راے کے غلط ہونے کے امکان کو تسلیم کرے ' تو بھی اسے خوب رد کرنے چاہیے تا اگر اس راے کے دعوی میں اور دلائل میں کچھ شک نہیں ہوسکتا ' تو وہ ایک مضبوط اور مستحکم راے قرار دی جائے ' اور ایک زندہ اور صحیح عقیدہ ' اور وہ اپنی اسی حق اور سچ بات پر ہمیشہ قائم رہسکیں ' جس کا اور بھی سب لوگوں کی طبیعتوں کو حق ہے -

گذشتہ اور حال کے زمانہ کی تاریخ اور تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض دفعہ تمام گورنمنٹوں کے لیے بات سچی اور صحیح تھی - رواج اور تعصب اور آزادی سے مباحثہ کی اجازت نہیں دی ' اور بہت سی اسی مثالیں بھی موجود ہیں کہ ایک اور نئی گورنمنٹ نے بہت سی باتیں سچی اور صحیح اور درست جانیں اور اور لوگوں کے اس جدل سے کہ ہمارے مباحثہ اور دلائل کو اس راے میں کچھ مباحثہ نہیں ہے ' یا ولی الامر نہیں کرتے ' اور خود مباحثہ و بحث نہیں آپاتا ' یا اسے بھی حرف سے یہ ارادہ کیا گورنمنٹ کی بند مزاجی نے قبول یا آئی خلاف راے کے قبول کرنے میں یہ بھی مصلحت وقت سمجھی ہو ' یا یہ خیال کرے کہ گورنمنٹ کے یا کسی کے برخلاف بحث کرنا خود خواہی میں ہے ' مباحثہ کو ترک کردیا ' تو اس کا مباحثہ بحث اس کے اور کچھ نہیں ہوا کہ اس تجویز نے کسی کے دل میں مطلق اثر نہیں کیا اور ایک مردہ راے سے زندہ اور کچھ زندہ لوگوں کے دلوں میں نہیں بٹھایا -

یہ بات کہ سچی اور درست راے کے مباحثہ و دلائل کے بھی طبیعتوں میں بیٹھ جاتی ہے اور گھر کر لیتی ہے ایک خوش اعتقاد غلط آزار ہے ' دنیا کو دیکھو کہ گروہ کے گروہ ایک دوسرے کی متناقض راے پر جمے ہوئے ہیں ' اور وہ متناقض رائیں اُن کے دلوں میں گھر کیے ہوئے ہیں - پھر کیا وہ دونوں متناقض رائیں سچی اور صحیح ہیں ؟ ہاں اس میں کچھ شک نہیں کہ بہت سی باتوں کے سمجھنے اور بعد دلائل کے اور بعد مباحثہ کے لوگوں کے دلوں میں گھر کر جاتی ہیں ' مگر انکا صحیح و درست ہونا ضرور نہیں ' سچ میں ہوئی اسی اعتباری بات نہیں ہے کہ وہ اور خود دلوں میں بیٹھ جاوے ' اس میں جو کچھ کرامات ہے وہ صرف اسی قدر ہے کہ مباحثہ کا اس کو خوف نہیں - سچ راے بھی اگر بلا دلائل و مباحثہ دل میں گھر کرلے ' تو وہ سچی راے نہیں کہلاویگی ' بلکہ تعصب اور جہل و رسوخ اس کا مناسب نام ہوگا ' مگر ایسا طریقہ حق اور سچ بات کے قبول کرنے کا ایک ادنی عقل متعلوں کے لیے جیسا کہ انسان ہے ' شایان نہیں ' اور نہ یہ طریقہ راستی و حق کے پہچاننے کا ہے ' بلکہ جو حق بات اس طرح پر قبول کی جاتی ہے ' وہ ایک جدال فاسد اور باطل ہے ' اور جس دل کو حق فرض کرلیا ہے ' اس کا اعتقاد فضول کرلینا ہے -

اعتباری سچ

بہترین سچ اور بالدلیل سچ تو یہ بات ہے کہ جس شخص نے جو راے یا مذہب اختیار کیا ہے ' وہی شخص اس کا حوالہ ہے - اس

راے کے موجد یا اُس مذہب کے بنیاد اور معلم اور معتقد کچھہ اُس کے ذمہ دار نہیں ہیں ' مگر مسلمانوں نے اس اعتبار سے بھی زیادہ روشن مسئلہ سے آنکھہ بند کرلی ہے ' اور رسمی کتابوں بعنے ٹیکسٹ بکوں کا مسئلہ اختیار کیا ہے - رسمی کتابوں میں اُن لوگوں کی جو اُس مذہب پر ایمان رکھتے ہیں ' دو قرنے قرار دیئے گئے ہیں - ایک تو وہ جو اُس مذہب کے مسائل کو بعد دلائل و ثبوت کے قبول کرنے کے مختار ہیں ' اور دوسرے وہ جن کو صرف اعتماد اور بھروسہ ' یعنے دلیلوں سے اُنکا قبول کرلینا چاہئے - اسی قاعدہ کی بندوبی سے مسلمانوں نے بھی اپنے مذہب میں دو فریق قائم کئے ہیں - ایک وہ جنہوں نے مسئلہ مسلمہ کو بعد تدبر و تحقیقات اور اقامت دلائل تسلیم کیا ہے ' اور اُس کو باعتبار اُن دلائل کے جو اُنکے نزدیک صحیح مطابق اور معتبر ہیں اعتماد اور بھروسہ قرار دیا ہے - دوسرا وہ جس کو بے سوچے سمجھے توجیہ بھی بعد کرنے اُن کی ضروری مان چاہئے ' اور اُس کا نام عقائد قرار دیا ہے اور اس سبب سے مخالف راے کی مزاحمت مسلمانوں میں بہت زیادہ بڑھ گئی ہے ' اور وہ اس کی نسبت ایک نہایت عمدہ مگر اوہام مزاج تصور کرتے ہیں ' اور یہہ کرتے ہیں کہ تمام انسانوں کو اُن تمام دلیلوں کا جاننا نہ ضروری ہے اور نہ ممکن ہے جنکو بڑے بڑے محققین اہل معرفت اور عالم علوم دین جانتے اور سمجھتے ہیں ' اور نہ یہہ ہوسکتا ہے کہ ہر ایک عام آدمی ایک دینی اور دانشمند مخالف کی تمام غلط دلیلوں کو جانے اور اُن کو غلط ثابت کرے ' یا دریافت کرنے اور غلط ثابت کرنے کے قابل ہو - بلکہ صرف اتنا سمجھنا کافی ہے کہ اُن کے جواب دینے کے لائق ہمیشہ کوئی نہ کوئی موجود ہونگے ' جنکی بدولت مخالف کی کوئی بات بھی بلا تردد باقی نہ رہی ہوگی ' نسل سندھی عقل کے آدمیوں کے لئے یہی کافی ہے کہ ان باتوں کی اصلیت سکھلادی جاوے ' اور باقی رجحانات کی بابت وہ اوروں کی سند پر بھروسا کریں ' اور جب کہ وہ خود اِسناد سے واقف ہیں کہ ہم اُن تمام مشکلات کے رفع دفع کرنے کے واسطے کافی علم اور ضروری اوصاف نہیں رکھتے ہیں ' تو اسناد کا تعین کرکے مطمئن ہوسکتے ہیں کہ جو مشکلات اور اعتراض پیدا کئے گئے ہیں ' وہ لوگ اُن سب کا جواب دے چکے ہیں یا آیندہ دینگے ' جو نزے نزے عالم ہیں -

اس تقریر کو تسلیم کرنے نے خود بھی راے کی آزادی اور مخالف راے کی مزاحمت سے جو نقصان ہیں ' اُس میں کچھہ تخفیف نہیں لازم آتا ' کیونکہ اس تقریر کے موجب بھی یہہ بات قرار پاتی ہے کہ آدمیوں کو اس بات کا معقول نہیں ہونا چاہئے کہ تمام اعتراضوں کا جواب جسب اطمینان دیا گیا ہے ' اور یہہ تبھی جب ہی ہوسکتا ہے جبکہ اُس پر بحث و مباحثہ کرنے کی آزادی ہو اور مخالفوں کو اجازت ہو کہ تمام اپنی رجحانات کو جو اُس نے مخالف رکھے ہیں بیان کریں ' اور اُس مسئلہ کو غلط ثابت کرنے میں کوئی کوشش باقی نہ چھوڑیں -

اگر تعلیم کی گرم بازاری کا جسکہ آج کل ہے ' اور آزادانہ مباحثہ کی مزاحمت و عدم موجودگی کا نقصان اور بد اثر ' در صورتیکہ تسلیم شدہ مسئلہ یا قرار دادہ رائیں صحیح ہوں ' اسقدر ہوتا کہ اُس مسئلہ یا اُن رایوں کی رجحانات معلوم نہیں ہیں ' تو یہہ خیال کیا جاسکتا کہ گروہ مزاحمت عقل و فہم کے حق میں مضر ہے مگر اخلاق کو تو اُس سے کچھہ مضرت نہیں پہنچتی اور نہ اُس مسئلہ کی یا رایوں کی اُس قدر منزلت میں کہ اُن سے نہایت عمدہ اثر لوگوں کی حصلتوں پر ہوتا ہے کچھہ نقصان ہے ' مگر یہہ بات نہیں ہے بلکہ اُس سے بہت بڑھکر نقصان ہوتا ہے - حقیقت یہہ ہے کہ مباحثہ اور آزادی راے کی عدم موجودگی میں صرف مسئلہ یا رایوں کی رجحانات ہی کو لوگ نہیں بھول جاتے ' بلکہ اکثر اُس مسئلہ یا راے کے معنے اور مقصود کو بھی بھول جاتے ہیں - چنانچہ جن لفظوں میں وہ مسئلہ یا راے بیان کی گئی ہے ' اُن سے کسی راے یا خیال کا قایم کرنا تک موقوف ہوجاتا ہے ' یا جو جو باتیں اُن لفظوں سے ابتدا میں مراد رکھی گئیں تھیں ' اُن میں سے بہت تھوڑی ہی معلوم رہجاتی ہیں ' اور نعوض اس کے ' کہ اوس مسئلہ یا راے کا اعتقاد ہردم تروتازہ اور زندہ بعنے موثر رہے ' اوس کے صرف چند ادھورے کلمے حافظہ کی بدولت باقی رہجاتے ہیں ' اور اگر اسکی مراد اور معنی بھی کچھہ باقی رہتے ہیں ' تو صرف اُن کا نوسے باقی رہتا ہے ' اور معمر اصلیت باقی ہوجاتی ہے - اب ذرا انصاف سے مسلمانوں کو اپنے حال پر دیکھنا چاہئے کہ تمام علوم معقول و منقول میں اسی مزاحمت راے نے تقلید کی اختراع اور کس حد تک انسانی حال ہوگیا ہے یا نہیں ؟

بحث و مباحثہ راے کی زندگی و بقا کا ذریعہ ہے -

اس زمانہ تک جس قدر کہ انسان کو تمام مذہبی عقاید اور اخلاقی امور اور علمی مسائل میں تجربہ ہوا ہے ' اُس سے امور مذکورہ بالا کی صحت ثابت ہوتی ہے - چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جو لوگ کسی مذہب یا علم یا راے کے موجد کے اُنکے زمانہ میں اور اُن کے خاص مریدوں یا شاگردوں کے ہاتھوں میں تھے وہ عقاید یا مسائل طرح طرح کے معانی اور مرادوں اور حوالوں سے بھرپور تھے ' اور اُن کا اثر بے کم و کاست اُن کے دلوں میں تھا ' اور اُس کا سبب یہی تھا کہ اُن میں اور اُن کے مخالف راے والوں میں اس غرض سے بحث و تجسس رہتی تھی کہ ایک کو دوسرے کے عقیدہ اور مسئلہ پر غلبہ اور موقف حاصل ہو ' مگر جب اُسکو کامیابی ہوئی اور وہ لوگوں نے اُسکو مان لیا اور بحث اور تجسس بند ہوگئی تو اسکی ترقی بھی تھہر گئی ' اور وہ اور حوالوں میں تھا ' اسمیں بھی جان یعنے حرکت اور جنبش نہیں رہی ' ایسی حالت میں خود اُسکے حامیوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ مثل سابق کے اپنے مخالفوں کے مقابلہ پر آمادہ نہیں رہتے ' اور جسسے کہ اُس عقیدہ یا مسئلہ کی پہلے حفاظت کرتے تھے ' ویسی اب نہیں کرتے ' بلکہ نہایت جھوٹے عذر اور بیجا اسبابوں سے سکوت اختیار کرلیتے ہیں اور حتی الامکان اُس عقیدہ اور مسئلہ کے برخلاف کوئی دلیل نہیں سنتے ' اور اپنے گروہ کے لوگوں کو بھی کفر کے فتووں کے ڈراوے سے اور جہنم میں جانے کی جھوٹی دھمکی دکھلاتے ہے اُسپر بحث کرنے سے جہانتک ہوسکتا ہے باز رکھتے ہیں ' اور یہ نہیں سمجھتے کہ کہیں علموں کی روشنی جو آفتاب کی روشنی کی طرح پھیلتی ہے اور اعتراضوں کی ہوا اگر وہ صحیح ہوں کیا اُن کے روکے رک سکتی ہے ؟ اور جب یہ نوبت پہونچ جاتی ہے تو اُس عقیدہ یا مسئلہ کا جنکو اُنکے پیشواؤں نے نہایت محققوں سے قایم کیا تھا زوال شروع ہوتا ہے - اُسوقت تمام معلم اور مقدس لوگ جو اُس زمانہ کے پیشوا گنے جاتے ہیں اس بات کی شکایت کرتے ہیں کہ معتقدوں کے دلوں میں اُن عقیدوں کا جنکو انہوں نے تمام قبول کیا ہے کچھہ بھی اثر نہیں پاتے مگر افسوس اور نہایت افسوس کہ وہ معلم ابتدا جہال نہیں فرماتے کہ یہ حال جو ہوا ہے اور جسکی وہ شکایت کرتے ہیں اُنہی کی عنایت و مہربانی کا تو نتیجہ ہے اور اصلی سبب اسکا یہی ہے کہ ارادی راے کو روک کر انہوں نے اُن مسائل اور تعلیمات کی زندگی کو ہلاک کردیا -

---

صفحة من صفحات التاريخ

— * —

سلطان محمد فاتح کا قسطنطنیہ میں داخلہ

— —

آج جبکہ آل عثمان کو سر زمین یورپ سے جلا وطن کرنے کے لیے یورپ انتقام کے خواب دیکھ رہا ہے' مجھکو اس اسلامی حکمرانی کے آخری قافلہ کا قسطنطنیہ میں داخلہ یاد آگیا -

۱۴ - مئی سنہ ۱۴۵۳ کی صبح کو جبکہ آفتاب ایک فیصلہ کن ظفر کا پیغام لیکر طلوع ہوا تھا ' قسطنطنیہ کی دیواروں پر یونانی اور رومانی عظمت کی آخری الوداع تھی - قسطنطین اعظم کا وہ طلائی تخت' جسپر پورے ایک سو مسیحی حکمرانوں نے صلیب کو اپنے سروں کے اوپر جگہہ دی تھی ' (۱) اب ایک موحد ترک کے لیے خالی ہونے والا تھا ' تاکہ خدائے واحد کے آگے سر بسجود ہو - وہ عظیم الشان انسانی آبادی' جس کو چالیس زمانوں کے لب برسیدہ جشن کے بعد سنوارا گیا تھا' کہ (ورجن مدری) کے مقدس نام سے ترک پائے' اب وقت آگیا تھا کہ ایک راب کی اسلامی اولوالعزمی کے بعد اُسکے دروازے کھولدئے جائیں تاکہ خدائے واحد کے نام کی تکبیر سے مقدس ہو - (سینٹ رمانس) نے اس عظیم الشان پھاٹک کی جو تصویر منحرانس' جو طلائی صلیبوں کی قطار سے بنائی گئی تھیں' ورنہ یا کہ خدا پرستوں کے سر بلند نعروں کی نوکوں سے ٹوٹ ٹوٹ کر گریں ' اور فتح مند (بنگیچری) اپنے معرور گھوڑوں (۲) کے سموں سے پامال کرتے ہوئے گذر جائیں - (سینٹ سوفیا) کا وہ عظیم الہیئۃ گرجا ' جسکے ایک ہی گنبد کے سامنے کے میدان میں آسمانی فرشتہ طلسمی تلوار لیکر آنیوالا تھا ' تاکہ فتح مندوں کوانراں کی سرحد تک بھگادے (۳) اب صرف چھہ سات گھنٹوں کا مہمان تھا' اور بہت جلد ایک اسلامی معبد کی صورت میں منتقل ہوجانے والا تھا -

* * *

آفتاب کے بلند ہونے کے ساتھہ ہی توحوان (سلطان محمد) کا بھی ابرا بلند ہوا ' اور سینٹ رمانس کے پھاٹک کی طرف سے فتح مندی کا جلوس روانہ ہوگیا - سب سے پہلے مجاہدین اور جانبازوں کا گروہ تھا ' جو دور دراز مقامات سے اس عظیم الشان جہاد میں شریک ہونے کے لئے آئے تھے - ان میں کسی طرح کی فوجی یا فاعدگی نہ تھی' نہ تو انکے لباس یکساں تھے جسسے اصلی فوجی سپاہی مشکل ہوتی ہے' اور نہ آلات حرب ہی ایک طرح کے تھے' جس کے بعد کوئی فوجی گروہ اپنے اندر رعب اور ہیبت پیدا نہیں کرسکتا - لیکن تاہم انکے چہرے حرارت شجاعت سے تابناک ' اور انکے سینے شوق جہاد کے خود فروشانہ جوش سے بھرے ہوئے تھے ' اور اُن کا نظارہ اُس مہیب مبطر مولادی سے کم موثر نہ تھا ' جو انکے پیچھے تلواروں کی چمک ' اور نیزوں کی تاب افشانی کے ساتھہ آرہا تھا - انکے بعد لمبے لمبے ترجموں کی مرتب قطاریں تھیں ' جنکو (اناطولیا) اور (رومیلیا) کے مشہور جنگ ارما حرکت دیتے ہوئے آرہے تھے ' اور جنھوں نے تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہے ' کہ (قسوہ) کے میدان میں یورپ کو ایک بارہ جنگ جوئی کا سبق دیا تھا - اس جول کے گذر جانے کے بعد وہ دنیا کی سب سے بڑی جنگ جو جماعت نمودار ہوئی ' جس میں کا ہر انسان قتل اور خون کا ایک پیکر مہیب تھا - جوانسال تلواریں انکے ہاتھوں میں ' اور انسانی خون سے سرخ نیزے انکے کاندھوں پر تھے' انکے چہروں سے وہ گروہ اور بارہ خوں ٹپک رہا تھا' جس سے تھوڑی دیر ہوئی ' انکی صفوں کی نسبتی بخشی تھی - انکے سینے فتح مندی کے وحشت بھرے ہوئے ' اور انکے شمشیر بکف ہاتھہ بعدہ السیف مقتولوں کی نعش میں غرور اٹھے ہوئے تھے - وہ مشہور جاں نثاری (بنگیچری) فوج کا سمندر تھا ' جو دیر تک بہتا رہا - اسکے بعد علماؤ مسائخ کی مقدس اور وقار صفیں تھیں جنمیں سب سے آگے شیخ (آق شمس الدین) اور شیخ (آق بندی) سورۂ (فتح) کی بلند اور رعب انگیز لہجے میں تلاوت کر رہے تھے ' اور " الحمد اللہ الذی صدقنا وعدہ واورثنا الارض نتبوا من الجنۃ حیث نشاء " کی خدا پرستانہ صدائیں انکے ساتھیوں نے انکے پیچھے اٹھا رکھی تھیں - جب یہ صفیں بھی گذر چکیں ' تو اسکے بعد دس ہزار خاص سلطانی جانثار گارد کے لوگ سوار نظر آئے ' جنکی آمد کا گرد و غبار سے پہلے دور ' جنکے حلقہ کے اندر تخت زرین اعظم کا توحوان فاتح (سلطان محمد) ' ایک عالیشان گوہر نگار جامہ میں ملبس ہوئے ' ایک گھوڑے پر سوار تھا ' اور دس ہزار گارد کے لوگوں نے اندر سے اسکی دیکھنی جوس رنگ سنہری کی توپی رسٹ کے ایک خوبصورت لباس کی طرح نمایاں تھی -

فتح مند سلطان جب (سینٹ سوفیا) کے گرجے کے پاس پہنچا' تو اسکے اندر سے جنگجوؤں اور مؤذنوں کی آوازیں متصل آرہی تھیں - عمارت سے سیاہیوں کا ایک طول طویل سورو غل کرتا ہوا اور دوڑتا ہوا آیا - سلطان نے سواری روک لی' اور رکاب کے ساتھہ دوڑنے والے پاشا سے دریافت کرکے دیکھا کہ کیا معاملہ ہے ؟

جنگ جاں نثاروں نے چلکر عرض کی کہ " تمام بعدہ السیف اور محل کے رؤسا اس گرجے کے اندر موجود ہیں ' حکم دیجئے کہ اسکے دروازوں کو توڑ ڈالیں " -

سلطان سواری سے اتر کر (سینٹ سوفیا) کے دروازے پر پہنچا اور حکم دیا کہ دروازہ کھولا جائے - اس وقت قسطنطنیہ کی آخری آبادی مقدس مریم کی تصویر کے آگے سربسجود تھی' اور گڑگڑا رہی تھی کہ موعودہ آسمانی فرشتے کو اب حکم دیدے ' تاکہ سامنے کے میدان میں ابنی طلسمی تلوار چمکاتا ہوا نازل ہو -

مگر اب اس مقدس گنبد کے جسم کی طرح ' اسکا دل بھی پتھر کا ہوگیا تھا ' کیونکہ وہ تمام عاجزی بیکار گئی ' اور آسمانی فرشتے کی جگہہ (محمد فاتح) سینٹ سوفیا کا دروازہ توڑ کر اندر داخل ہوا -

لتفتح القسطنطنیہ ' ولنعم الامیر امیرها ' ولنعم الجیش جیشها (*)

سلطان نے سواری روک لی ' اور رعب تمام کو لیے ہوئے پاشا سے دریافت کر رہا ہے کہ کیا معاملہ ہے

---

(۱) اس وقت کی یہ ایک مذہبی رسم ہو گئی تھی کہ ہر نیا بادشاہ تخت مذہبی کے وقت صلیب کو اپنے سر پر رکھکر تخت پر قدم رکھتا تھا - (۲) اخیری عہد بزنطائن کے مشہور امیر خان جسٹینانی نے ترکی فوج کا ذکر کرتے ہوئے کہا تھا کہ " ان کے امیر فتح مند مخلوط النسل وحشی (نعنی یسکچری) تھے ' اور انکے گھوڑے معرور تھے " (۳) اوویڈیس نے ایک نوبانی پیشین گوئی کا ذکر کیا ہے ' جو اس وقت تمام قسطنطنیہ میں مشہور ہو گئی تھی ' اور جسمیں یہ دعا کی گئی تھی کہ ترکی قسطنطنیہ کو فتح کرکے ایا صوفیا کے سامنے کے میدان تک لے جاکر وہ خط چھوڑ جائیں گے ' مگر اسکے بعد غائب آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوگا' اور وہ ترکوں کو سلسلہ دور نکالدے گا - اس پیشین گوئی کا باقی روحوں کو اسقدر یقین تھا کہ فتح کے بعد تمام لوگ صوفیا کے اندر جمع ہو گئے ' اور دروازوں سے جہاں تک کہ دیکھ سکتے رہے کہ وہ آسمانی فرشتہ کب اترتا ہے !!

(*) یہ ایک حدیث ہے ' جس کو امام احمد نے مسند میں روایت کیا ہے - یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح قسطنطنیہ کے زمانہ کی بھی خبر دیدی تھی اور فرمایا تھا کہ " قسطنطنیہ فتح کیا جائے گا ' اور کیا اچھا امیر ہے وہ فوج ' جو اس فتح کو حاصل کرے والی ہے -

اسئلة واجوبتها

— * —

الهلال میں اس بات کے قائم کرنے سے مقصد یہ ہے کہ ناظرین کے بعض اہم علمی اور دینی استفسارات کے جوابات درج کیے جائیں ، اور اسے ذریعے سے اسطرح کی متفرق معلومات بہم ہو جائیں ، جو کسی مستقل مضمون کی صورت میں نہیں آسکتیں ، مگر ساتھ ہی ضروری اور کار آمد بھی ہیں - اسکے لئے چند امور ملحوظ رہیں

(۱) انہی سوالات کے جواب دیے جائیں گے ، جو کسی علمی یا دینی امر کے متعلق ہوں ، اور جن سے نفع عمومی متصور ہو -

(۲) سائل کیلئے ضرور ہے کہ اپنا نام ظاہر کرے ، گمنام سوالات کے جواب کیلئے الہلال متعہد نہیں -

حکم تعظیم و احترام اسمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مسٹر عبد المجید خان صاحب (حیدر آباد)

جناب نے حلال دوری تک کمانڈر جمس کے حالات لکھتے ہوئے رقم فرمایا تھا " محمد ابن عبد اللہ (صلعم) اپنی عمر کے ۶۳ برس چار مہینے کے بعد بھی آغوش الہی میں زندہ رہا " اسپر مولوی خواجہ علی صاحب ایم - اے - نے اعتراض کیا کہ اسطرح لکھنا ادب اور تعظیم کے خلاف ہے - آپ نے انکا خط چھاپ کر اپنی غلطی کا اعتراف کرلیا - لیکن میں پوچھتا ہوں کہ اصلی تعظیم اور ادب دل سے ہے یا چند رسمی الفاظ سے ؟ آج تمام عیسائی دنیا دل اور ہم لوگوں کی طرح زبان میں نہیں رکھتے ، مگر سچی تعظیم کرنے میں - عیسائی باوجودیکہ حضرت مسیح کو نبوت سے بھی بلند درجہ دیتے ہیں ، مگر ہمیشہ بے تامل صرف " مسیح " لکھتے ہیں اور بولتے ہیں - علاوہ ازیں بعض موقعوں میں اختصار کی ضرورت ہوتی ہے اور بعض مقاموں پر رسوم عبارت قائم نہیں رہتا ، اگر اسطرح سے ذکر کیا جائے - آپ الہلال میں ارقام فرمائیں کہ کیا کوئی حکم مذہبی اس بارے میں ہے ، کہ پیغمبر صاحب کے نام کے ساتھ رسمی تعظیمی الفاظ ضرور ہی بولے جائیں ؟

[الہلال] اب مجھ اس عبارت کے ٹکڑے کی بحث نہ رہی بلکہ آپنے ایک اصولی بحث چھیڑدی - افسوس ہے کہ مختصر آپکے جدال سے کسی طرح منفی نہیں ہوسکتا -

بیشک سچا ادب و احترام وہی ہے جو دل سے ہو نہ کہ زبان سے ، مگر صرف اسی پر موقوف نہیں ، انسان کا کوئی اعتقاد اور خیال ایسا نہیں ہے جسکا گھر دل کی جگہ خلق میں ہو - اعتقاد جتنی بھی بنیادی ہے جو دل و دماغ سے تعلق رکھتی ہے - کما قال اللہ تعالی ولما یدخل الایمان اور جب کہ ایمان انکے دلوں میں داخل ہوا فی قلوبھم ( ) (یعنی ایمان کی جگہ دل ہے نہ کہ زبان) لیکن اسکے ساتھ ہی یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ دل کے اعتقاد کا ترجمان کون ہے ؟ کونسکر معلوم ہو کہ یہ دل (انودر عمارتی) کا ہے اور یہ دل (انوجہل شقی) کا ؟ جواب صاف ہے کہ صرف اعمال اور زبان کا اعتراف کہ جس بحکم بالظواہر ، اگر یہ نہ ہو تو پھر دنیا میں سعادہ و سعدد کی بنیاد ہی اٹھ جائے - قانون کو دیکھئے کہ وہ بدنیت اور ارادے کو انکی پوری جگہ دینے سے انکار نہیں کرتا ، لیکن ساتھ ہی اگر آپ عدالت میں حاکم محکمہ کو (نوز آنر) کی جگہ مخصص تم کرکے خطاب کیجئے گا ، تو گو آپ کتنا ہی کہیں کہ تعظیم کی جگہ دل ہے ، زبان نہیں - لیکن امید نہیں کہ وہ آپکو دفعہ (۱۷۷) سے بری کردے - مذہب بھی ایک روحانی قانون ہے ، اس نے خود ہی انما الاعمال بالنیات [تمام کاموں کا مدار نیت پر ہے] کا اصول قائم کیا ہے ، لیکن ساتھ ہی اعمال ظاہری و لسانی کو بھی اہمیت دیدی ہے - یہی وجہ ہے کہ باوجود قرآن کریم کے بار بار اظہار کے کہ ایمان کا تعلق محض دل و اعتقاد سے ہے ، ہم نے یہ نہایت سچی تعریف اسلام کی عقاید میں تسلیم کرلی ہے کہ " اقرار باللسان و تصدیق بالجنان و عمل بالارکان " [اقرار زبان سے ، تصدیق دل سے ، اور عمل اعضا و جوارح سے]

آپ کہتے ہیں کہ تعظیم کی اصلی جگہ دل ہے ، میں کہتا ہوں کہ بیشک دل ہے ، اسی لئے آجکل کے تعلیم یافتہ اشخاص کی زبان اور عمل تعظیم سے خالی ہیں - یہ کونکر ممکن ہے کہ جو نام دل کو محبوب و محترم ہو - وہ زبان پر گذرے ، اور محبت اور احترام سے خالی ہو؟ آپ اگر کسی کو جانتے ہیں ، تو سمجھ سکیں گے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں -

قسم جنام تو خوردن دلیل عذرب نیست
بحاک پاک تو آن ہم کمال بے ادبیست

آجکل کے ارباب تحریر و تقریر کو اکثر دیکھتا ہوں کہ انہوں نے بے (بھول اپنے) انحضرت کے اسم سامی کے تعظیمی الفاظ کی طوالت سے گھبرا کر " نائی اسلام " کی ایک اصطلاح تصنیف کرلی ہے - وہ تا تامل اپنی تحریر و تقریر میں "نائی اسلام نے یوں کہا" اور " نائی اسلام نے اسطرح کہا " بولتے اور لکھتے ہیں ، اور اسطرح ٹھیک ٹھیک انکی زبان انکے دل کی اور انکے دل کی ترجمانی کرتی ہے - اگر وہ سچ ہے کہ انکے دل میں انحضرت کی تعظیم ہے تو انکو تو بار بار وہ اسم محبوب و مطاف درود و صلوات کے ساتھ لینا تھا ، کہ محبوب کی یاد کی جتنی تعریفیں دل انمیں ، میں معہود عشق ہے - ایک جلیل القدر محدث سے جب پوچھا گیا کہ علم حدیث سے اسقدر شوق کیوں ہے ؟ تو اسنے کہا " اسلئے کہ اسمیں بار بار قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جملہ آتا ہے اور اسطرح اس اسم گرامی کے ذکر اور اس پر درود وصلوہ عرض کرنے کی تقریب ہاتھ آجاتی ہے "

یہ نہ سمجھئے گا کہ محض اعتقاد قلبی اور حسن تعظیم و احترام اسلامی اس اعتقاد کا ذریعہ ہے - نہیں بلکہ فی الحقیقت انحضرت کی یہ تعظیم اسمی بھی ایسے نصوص قطعیہ پر مبنی ہے ، جس سے کوئی قائل قرآن تو انکار نہیں کرسکتا

(بقیہ صفحہ) کا جب ایک وفد مدینہ میں آیا ، تو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکان میں تشریف رکھتے تھے - نادانوں نے دروازے سے اپنا اسم سامی لے لے کر پکارنا شروع کردیا کہ " یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اخرج الینا " الہ تعالی کو آپکی ایسی گستاخی بھی گوارا نہ ہوئی ، اور ارشاد ہوا کہ

ان الذین ینادونک	اے پیغمبر! جو لوگ تم کو مکان کے باہر سے
من وراء الحجرات	نام لے لے کر پکارتے ہیں ، ان میں اکثر
اکثرھم لا یعقلون -	ایسے ہیں ، جنکو مطلق عقل اور
ولو انھم صبروا	تمیز نہیں ، بہتر تھا کہ وہ صبر کرتے
حتی تخرج الیھم	اور جب تم باہر نکل آتے تو
لکان خیرا لھم (۴۹ ۶)	بہتر تھا -

اس آیت سے پہلے کی آیت میں فرمایا —

یا ایھا الذین آمنوا	اے مسلمانوں! جب آنحضرت کے
لا ترفعوا اصواتکم	حضور میں عرض حال کرو تو اپنی آوازوں کو
فوق صوت النبی	انکی آواز سے زیادہ بلند کرکے گفتگو نہ کرو
ولا تجھروا لہ بالقول	اور نہ بہت زور سے بات چیت کرو
کجھر بعضکم لبعض	جیسا کہ تم آپسمیں کیا کرتے ہو
ان تحبط اعمالکم	ایسا نہو کہ اس گستاخی کے

و انتم لاتشعرون — سب سے تمہارے تمام اعمال ضائع
(۴۹ ۵) (۱) — ہوجائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو -

خدا تعالیٰ تو ادا نہیں گوارا کرتے کہ آپکی جناب میں کوئی اونچی آواز سے گفتگو کرے ' جہ جائیکہ تعظیم و تکریم کے بجائے نام لیا جائے - قرآن کا مطالعہ کیجئے تو آپ کو معلوم ہو کہ خدا تعالیٰ نے سب سے پہلے خود اپنے اس اقتدار و عظمت کی شان کا ایک جگہ نمونہ قائم رکھا ہے - جسکو ابتدائے آفرینش سے مخاطب قرآن میں موجود ہے - ہر جگہ آپ پائیں گے کہ انکا اصلی نام اور علم لیکر انہیں پکارا گیا ہے - مثلاً تا آدم اسکی آب و روح - وماملک یمینک یا موسیٰ ' تا داود انا جعلناک خلیفۃ فی الارض - زکریا انا نبشرک بغلام اسمہ یحییٰ - تا یحییٰ خذ الکتاب قوۃ - یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی اس طریق مخاطب کے مطابق چاہیے تھا کہ اللہ تعالیٰ آپکو بھی یامحمد یا احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہکر پکارتا ' مگر اللہ کو اس درجہ اپکا احترام ظاہر کرنا مقصود تھا ' کہ تمام قرآن میں ایک جگہ بھی آپکو نام لیکر مخاطب نہیں کیا ہے ' بلکہ جہاں کہیں پکارا ہے ' تا تو صداے تعظیم و تکریم سے ' مثلاً یا ایہاالرسول بلغ ما انزل الیک ' تا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین ' اور تا دو صداے محبت و عشق سے یا ایہا المزمل ' تا ایہا المدثر ' ا و کل ما یتعلق المحبوب محبوب

بدیں ارزندگی وانعام مہجوراں مبادا
تبک ہما نیست کہ شائستہ ' دام دوست

اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ آپکے نام کی عزت و احترام کی عمدہ کیوں نہ قائم کرتا ' حالانکہ جس شہر کی خاک آپکے قدموں سے مس ہوئی ہے ' اسکو تو وہ بھی اس درجہ محترم ہے کہ اسکی قسم کھاتا ہے لا اقسم بہذا البلد — اسے بمعمر اس شہر مکہ کی قسم کھاتے و انت حل بہذا البلد — ہیں ' اور اس لئے کہ تم اسمیں مقیم ہو - حقیقت یہ ہے کہ دعاے اعتقاد ایک نوع ہے حب بمعنی محبت کی زمرہ کے بار آور نہیں ہوتا ' اور محبت کے لئے احترام اور تعظیم ناگزیر ہے - یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں جہاں آپکی تعظیم و تکریم پر زور دیا گیا اور کہا گیا کہ تعزروہ و توقروہ ' وہیں تعظیم کرو اور انکا احترام بجالاؤ ' محدثین نے اس مسئلے پر بہت بحث کی ہے کہ مومن کیلئے اللہ کی اور آنحضرت کی محبت بھی انواع احکام کی طرح اختیاری ہے یا اضطراری ؟ کیونکہ محبت اختیاری شے نہیں ' اور اصل مقصود احکام اسلام کی پذیرائی ہے - لیکن غور کیجئے تو اس سوال کی یہاں گنجائش ہی نہیں ' محبت کے اختیاری یا اضطراری ہونے کا سوال تو جب پیدا ہو ' جب محبت اور انسان درمیان ہوں - حالانکہ انسان تو ازسر تا پا محبت ہے ' اور وہ انسان انسان نہیں جو محبت سے خالی ہو -

والذین امنوا اشد — جو لوگ ایمان لائے ہیں انکی محبت
حبا للہ ( ) — اللہ سے بہت شدید ہے

یہاں ارباب ایمان کی یہ علامت بتلائی ' اور دوسری جگہ یہودیوں کے اس دعوے پر کہ " نحن ابناء اللہ واحباؤہ " یہ جواب دیا کہ

ان کنتم تحبون — اگر تم واقعی محبت الٰہی کے مدعی ہو تو
اللہ فاتبعونی — اسکی یہ ضرورت ہے کہ رسول کا اتباع
یحببکم اللہ — کرو ' پھر تمہارے محبت کرنے کی ضرورت

و یغفرلکم ذنوبکم — نہ رہیگی ' خود خدا تم کو اپنا محبوب بنا
و اللہ ہو الغفور — لیگا اور تمہارے گناہوں کو بخشدیگا ' وہ گناہوں
الرحیم ( ) — کو بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے -

اگر آنحضرت کا اتباع محبت و محبوبیت الٰہی کے لئے شرط ہے تو محبت درجہ اولیٰ شرط ہے ' کیونکہ جس کی محبت آپکے دل میں نہیں ہے ' اسکا اتباع کیا کیجئے گا -

صحیحین کی اس مشہور حدیث کے بھی یہی معنے ہیں کہ

لا یومن احدکم حتی — تم میں کوئی مومن نہیں ہوسکتا '
اکون احب الی من — جبتک میں اسکے آگے محبوب نہ ہوں
والدہ و ولدہ و الناس — اسکے ماں باپ سے ' اسکی اولاد سے '
اجمعین — اور انسانوں سے ' بلکہ تمام انسانوں سے

ایک دوسری حدیث میں جب حضرت (عمر) نے آپسے کہا کہ " انت احب الی من کل شی الا نفسی " آپ محبوب نہیں ہوسکتے جبتک میرے ' والد اپنی جان سے زیادہ نہیں ' تو آپنے فرمایا کہ " والذی نفسی بیدہ ' لا یومن احدکم حتی اکون احب الی من نفسہ " قسم خدا کی ' کوئی مومن نہیں ہوسکتا ' جب تک مجھکو اپنے نفس سے بھی زیادہ محبوب نہ رکھے - اسپر حضرت (عمر) نے کہا کہ " انت احب الی من کل شی حتی نفسی " اب دیکھتا ہوں ' تو اب اپنی جان سے بھی زیادہ صحیح محبوب ہیں - تب آپنے فرمایا کہ " الان یا عمر " یعنی اب اے عمر ' ایمان کامل ہوگیا -

تو حضور ایسا اعتقاد تو نہ ہے ' انصاف کیجئے کہ میں کہاں ہوں ' اور اخلاق رذیلہ کہاں ہے ؟ لوگ جس شے کو ایمان کی اعلیٰ کہتے ہیں ' میں تو اسکو اس وجود محبوب و مطلوب کے ایک ذرہ محبت کے اندر دیکھتا ہوں - اسی سے تعظیم و تکریم اسمی و رسمی جو کچھ انکو مقصود ہو قرار دے لیجئے -

ولو والدہ ومادتم وجہ — ولو ان "تعظمونی"
ولا للہ مقام او سواب "تمجدنی"
مقرونا بہ وحدہ دائما ' ایاں سمت کعبتم
مصروفین بہ "انکم لتکم ولی دائما"

لیکن یہ عالم دوسرا ہے ' اور ان باتوں سے فرق لینے کے لئے احکام کی آب و ہوا موافق نہیں - کس سے کہا جائے اور کیسے سمجھایا جائے ؟ جس دل میں خدا نے اعتقاد کو جگہ دی ہے ' وہاں اسکے رسول اور وہاں کی عزت اور کیوں دیکھتا ہے ؟ جسے منصب رسالت اور وحود وحی نے اعتقاد کی امتیاز نہیں ' اسے رسول کی عزت کی کس دل اور توقع ہے ؟ دل کی تعظیم کا نام نہ لیجئے جب دل خالی ہوتا ہے تو وہاں کوئی چیز نہیں ٹھہرتی - رہی عقیدتوں کی تطہیر و انتفاع تو اسکے انتفاع و تعلق کے لئے حضور سے ایک وسیع میدان آپ حضرات کے لئے تفسیر سے موجود ہے ' اور الحمد للہ اسکا کوئی گوشہ اس انتفاع کی برکت سے خالی نہیں - اسی سے ہی پر قناعت کیجئے اور اور فروعی مسائل وضع نہ کیجئے - انکے ائمۂ قدیم یعنی مجتہدین فریق آخر کی جانبی کچھ مستحق مذمت اور قابل کی وقعت رہے ہیں ' اسکا حال ہمیں معلوم ہے - انکی طرح انکا بھی دل اور زبان ' دونوں خالی ہیں - فرق صرف اتنا ہے کہ انکو حق مذمت ملا ' اس سے تعدیاً انکی دشمنی نہیں سمجھ سکتی تھی ' لیکن آپ جس چشمے کے کنارے رہکر تشنہ ہیں ' اسکے بعد کوئی نہیں جو پیاس بجھا سکے — ومن یتبع غیر الاسلام دینا ' فلن یقبل منہ ' وہو فی الاخرۃ من الخاسرین -

---

(۱) ہمارا ان آیات میں بحث صحبت اور قواعد مجلس کی بھی کسی ضرورت تعلیم دی گئی ہے - یعنی کسی شخص کا نام ادب درکنار ہو پکارنا ' اور مجلس میں بلند آواز گفتگو کرنا تہذیب کے خلاف ہے افسوس کہ اس تعلیم قرآنی کے سمجھنے عامل آجکل اکثر ہیں

ہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جسمیں آپنے اپنے ایک مقام خاص کی طرف اشارہ کیا ہے کہ " انت عند ربی ' ہو یطعمنی و یسقینی " میں اپنے رب کے یہاں شب باش ہوا تھا ' اس نے جو کچھ کھلایا ' میں نے کھایا ' اور جو کچھ پلایا ' میں نے پیا "

۔۔۔ ارزار طرابلس ۔۔۔

بیسویں صدی کی مسیحی تہذیب
کا ایک صفحہ

— * —

عثمانی قندی اٹلی میں

— * —

جنگ اور امن ' دونوں میں اسلام اور مسیحیت کی گذشتہ

قندی دیکھے ہے - انکا بیان ہے کہ خود ترک افسروں سے کم آرام میں رہ لیے - پچھلے دفتر میں عام کے بندوں (مریدوں) کا خط درج تھا ' جو فرانس کے اخبار (طان) میں چھپا تھا - اسمیں وہ لکھتا ہے کہ ہمیں کوئی سکایت اور تکلیف نہیں -

لیکن اسکے مقابلے میں اٹلی کا کیا حال ہے ؟ اسکا اندازہ ذیل کے بیان سے ہوگا -

اٹلی میں جو ترک قندی بھیجے گئے ' انکو اصلی میدان

فکاہات

— * —

مسلم لیگ

— * —

لیگ کی عطیات و خدمات سے انکار نہیں
ہے گورنمنٹ کی بھی اس پر عنایت کی نگاہ
کون ہے جو نہیں اس جلسۂ وصی کا اسیر
مقصد اسکا ہے یہ اندازۂ خیالات ' یعنی
کعبہ قوم جو کہتے ہیں بجا کہتے ہیں
بھلائے کاروں کے لیے آلہ تسخیر ہے یہ
رہنما ہاں تو امور کا ہے مکتب درس
جس معاملہ میں درکار ہے ایثار و جوش
صدمۂ مشہد و دربر سے آنکھیں ہیں تر آب
مخلص اسکے مصائل کوئی پوچھے ' تو وہ ہیں
ربط ہے اسکو گورنمنٹ سے بھی مالک سے بھی

مالک ملک علیحدہ ہے ' شور ہے ' کہرام بھی ہے
دماغ لطف رئیساں حواس انعام بھی ہے
اس میں رجحان بھی ہیں ' رندی اشام بھی ہے
بادۂ ناب بھی ہے دُرد یہ خمام بھی ہے
مرجع خاص ہے یہ ' قدامہ گہ عام بھی ہے
نوجوانوں کو مصالائے طمع خام بھی ہے
ریاسۃ دفتر و نما بشکرے عام بھی ہے
آن میں طرز عجیل نوشۂ و پیغام بھی ہے
دل میں عمخواریے درکار تکو نام بھی ہے
مجلس قوم بھی ہے ' حاذم حکام بھی ہے
جس طرح "صرف" میں ایک قاعدۂ ادغام بھی ہے

* * *

اسکے آنس میں بھی ہر طرح کا ساماں ہے درست
ہیں فراہم سے سجائی ہوئی مجلسیں ہر سو
چند ہی اے ہیں ' سند یافتۂ علم و عمل
جو جو تعطیل میں تفریح و سیاحت مقصود
یہ تو سب کچھ ہے ' مگر ایک گذارش ہے حضور!
مجھ سے آہستہ مرے کان میں ارشاد ہو یہ

وہ سادہ بھی ہے ' کالک جس اندام بھی ہے
جا بجا دفتر یاریاۃ احکام بھی ہے
کچھ استنبات ہیں ' کچھ حافۂ حذام بھی ہے
سرِ دریۂ اول سے ایسے دام بھی ہے
گرچہ یہ سوء ادب بھی ہے ' اور ادرام بھی ہے
" سال بھر حضرت والا کو کوئی کام بھی ہے ؟ ؟ "

(باقی)

ارادتیں جس درجہ مصائب و میدان میں ' اسکو ہم ابھی بھولے نہیں ہیں ' لیکن حال میں جنگ طرابلس نے اس اختلاف کی تاریخ میں ایک نیا صفحہ بڑھا دیا ہے -

آغاز جنگ سے جسقدر اٹالی ترکوں اور عربوں نے قید کیے ' انکے ساتھ وہ بہتر سے بہتر سلوک کیا گیا ' جو ایک بھائی دوسرے بھائی سے کرسکتا ہے - مسٹر (بینت) نے عربیہ میں کئی اٹالی

جنگ سے کوئی تعلق نہیں - یا تو وہ قیدی ہیں ' جو اٹلی کی بندرگاہ پر خوش کرنے کیلیے شہر طرابلس میں قیدی بنالیے گئے ' یا وہ ہیں ' جو مختلف بے تعلق جہازوں سے جبراً قید کرلیے گئے ' یا پھر جرائم انعیں کے وہ اسیر ہیں ' جسکو اپنے تمام قول و قرار بالائے طاق رکھکر عین معرکہ میں (زوئس) رتبہ سے گرفتار کرلیا گیا تھا - انہی آخر الذکر قیدیوں میں ایک شخص (عارف بک) بھی

(مائق نک) حرائر کے سول حکام میں سے تھے' جنکی چٹھیاں حال میں ترکی اخبارات نے شائع کی تھیں" انکا خلاصہ حسب ذیل ہے

" جزیرۂ (استرانالی) میں پہلی مئی کو ایک اٹالین جنگی جہاز (ترن) نامی پہنچا' تاکہ بقیہ قیدیوں کو روما لے جائے - اسی جہاز پر ہم سوار کرائے گئے ' اور پانچ دن کے بعد (ناپولی) پہنچے - جہاز جونہی بندرگاہ کے قریب لنگر انداز ہوا' ایک دخانی کشتی ہم کو لینے کیلیے آئی ' جس سے چاریوں کے لدجانے کا ہمیشہ کام لیا جاتا ہے -

ہم کو حکم دیا گیا کہ اپنا اپنا سامان اٹھاکر جہاز کے صحن میں کھڑے ہو جائیں - نصف گھنٹے تک ہم کھڑے رہے' ایک اٹالین افسر نے آکر تمام قیدیوں کو گنا' اور پھر انکو دو جماعتوں میں تقسیم کردیا - ایک جماعت میں صرف سول حکام داخل کیے ' اور دوسری میں فوجی اشخاص -

اس موقعہ کے لیے اٹالیوں نے خاص انتظام کرکے ایک بڑا گروہ ساحل کے ماہی گیروں کا جمع کیا تھا' کیونکہ عثمانی قیدیوں کی تذلیل و تحقیر کے لیے وہاں کی عام پبلک اور اٹالین فوجی اور بحری فوج انکے حوالہ میں کافی نہ تھی - جونہی ہم لوگ جہاز سے اترے لگے' اٹالین ماہی گیروں کا ایک وحشی گروہ' جو جوش و ہیجان سے بالکل پاگل ہو رہا تھا' اپنی اپنی کشتیوں کو لیکر جزیرہ کی طرف پھیل گیا ' اور چیخ چیخ کر ہمکو گالیاں دینے لگا' اور طرح طرح کے حرکات تحقیر و تذلیل میں ذرا ایک لمحہ ضائع کیے ہوئے مصروف ہوگیا -

کشتی میں ایک مرتبہ اور ہم کو شمار کیا گیا ' اسکے بعد شہر کی جانب روانہ ہوگئے -

عام اٹالین پبلک کا معہود نامہ وحشی احتقار

کنارے پر اترتے ہی شہر کی عام آبادی کو ہم نے اپنا منتظر پایا - انکے ہاتھوں میں مختلف طرح کی گندی چیزیں ' اور لفظوں کے چھلکے تھے ' جو ہم پر پھینکے جاتے تھے ' اور انکی زبانوں پر قسم قسم کی گالیاں تھیں ' جنکو منہ میں کف بھر بھر کر وہ زور زور سے بک رہے تھے - جب ہم انکے پاس سے گذرے ' تو ان میں کا ہر شخص اسطرح ہماری طرف جھپٹتا ' گویا قتل کرنے کیلیے تیار ہورہا ہے - شہر کے رؤسا اور دولت مند لوگ سب سے زیادہ ہماری ذلت کے مشتاق تھے' اور اس سے لذت لیتے تھے -

ذمہ داری کی تقسیم پر ہمکو بٹھاکر جدا کیا گیا کہ (کاراردنا) جارہے ہیں - ایک گھنٹے کے بعد ایک جگہ گاڑی روک لی گئی جسکا نام مجھے یاد نہیں رہا - وہاں بھی لوگوں کا سلوک ہمارے ساتھ بدستور اول تھا -

بدقسمتی ہماری یہاں پھر ہمیں شمار کیا گیا ' اور کہا گیا کہ اب رائے بدلدی گئی ہے' کاراردنا کی جگہ (کیدادنا) نامی ایک مقام پر ہمیں رہنا جائیگا - کاراردنا روما کا ایک بڑا مصائی مقام ہے ' اسلیے ظاہر ہے کہ عثمانی قیدی کھوکر وہاں رکھے جائے ؟ یہ دوسری جگہ (سلرنو) کے قریب ایک نہایت وحشت انگیز جگہ ہے ' جسکے چاروں طرف پہاڑ ہیں - ہم نے سنا اور اپنا تمام معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا

ہم راہ طے کر رہے تھے ' اور ہر اسٹیشن پر لوگوں کا ہجوم تذلیل و تحقیر کے ساتھ ہمارا استقبال کرتا تھا - جب (اپودیلی) کے اسٹیشن پر گاڑی رکی ' تو ہم نے کھڑکیوں سے باہر کی طرف جھانکا - لڑکوں کا ایک عظیم الشان گروہ تمام اسٹیشن میں پھیلا ہوا نظر آیا ' جو ہمکو دیکھنے کیلیے جمع کیا گیا تھا' اور انکے ہاتھ اور زبان ' دونوں ہماری طرف متوجہ تھے -

یہاں ہمارا سواری کا سفر ختم ہوگیا ' اور ہم کو اسٹیشن سے باہر لیجاکر چار چار آدمیوں کی صفوں میں مرتب کیا گیا ' بعدہ ہم اپنی آخری منزل کی طرف روانہ ہوگئے - کامل تین گھنٹے کے بلا توقف سفر کے بعد (کاسادنا) کی پہاڑوں سے محصور آبادی نظر آئی - یہاں (نوب) کے عہد حکومت کے زمانے کا ایک پرانا مدرسہ ہے - جو عرصے سے ویران اور بالکل وحشت کدہ ہو رہا ہے - یہی جگہ ہمارے قیام کیلیے مقرر ہوئی -

کاسادنا کے کلکٹر کی اٹالین فوج پر لعنت

یہاں ایک عجیب واقعہ ہوا' اور خاص طور پر اسلیے ذکر کرتا ہوں کہ اس نے خود اٹلی کے منصف اور عقلمند لوگوں کے مخالف جذبات ہوئے ' اور انکی بہیمیت سوز وحشت کاریوں پر مناسف ہونے کا اندازہ کیا جاسکے گا - جس وقت ہم اس مدرسے کے قریب پہنچے ' تو قصبے کا اٹالین کلکٹر بھی وہاں موجود تھا - ہمارے ساتھیوں میں سے ایک فوجی افسر نے اٹالین زبان میں (جسے میں اچھی طرح جانتا ہوں مگر انکو معلوم نہیں) کہا کہ " ان ظالم لوگوں کی ہڈیاں یہاں سڑادی جائیں گی " یہ سنکر کلکٹر غصہ سے بے تاب ہوگیا' اور اس نے چلاکر کہا کہ " ترک ہرگز ظالم نہیں ہیں' ہم کو انکی جان کے سوا اور کسی انسان کی جان پر اختیار نہیں دیا گیا ہے' ہم کبھی انکی رہائی کی کوشش میں تحمل نہیں کرسکتے اور تم لوگوں سے بالاخر جھڑا کے رہیں گے "

یہ کہکر اس نے اپنی برہنہ تلوار کھینچ لی' اور بالکل لڑنے کیلیے طیار ہوگیا - اسپر فوجی افسر نے چلاکر تمام سپاہیوں کو جمع کرلیا' اور عربی کلکٹر کو پکڑنے تلوار چھین لی -

ترک عورتوں کو سور کا گوشت دیا گیا -

تمام دن گذر گیا ' اور ہم کو ایک روٹی کا ٹکڑا اور ایک گھونٹ پانی کا بھی نہیں دیا گیا - رات کو ایک افسر آکر مدرسے کی پہلی منزل پر لے گیا ' وہاں صرف ایک پرانا اور غلیظ بستر تھا چادر اور تکیے کے ایک کونے میں پڑا تھا ' جسکے اندر روئی کی جگہ چھلکے بھرے گئے تھے - ہم نے اس افسر سے ایک ہی خواہش کی کہ اسی طرح کے بستر ہم میں سے ہر شخص کے لیے مہیا کردیے ' مگر اس نے نہایت غرور و حقارت سے انکار کردیا ' اسکے بعد ایک شخص ہمارے لیے کھانا لیکر آیا ' اسمیں جسکا روٹیاں نہیں ' جسکے اندر سور کے گوشت کا قیمہ بھرا ہوا تھا - یہ معلوم کرکے ہم سب نے قطعاً انکار کردیا ' اور سب کوئی بھوکے لیٹے رہنے پر پڑگئے -

مصطفی وائق بک

جس کو حرائر ایجنسی کے قنصلے کے موقعہ پر انگریز کے طرف مصری جہاز سے اٹلی نے قید کر لیا تھا -

بارہ آدمیوں کے پاؤں میں تلواریں پہنائی گئیں

ہمارے مصائب کا یہیں خاتمہ نہیں ہو جاتا ' اسکے بعد ہم کو معلوم ہوا کہ یہاں عام باشندوں کے فریب ہمارا رکھنا مصلحت کے خلاف سمجھا گیا ہے کہ کہیں انکے دلوں میں ہماری ہمدردی نہ پیدا ہوجائے - تھوڑے ہی عرصے کے بعد حکم آیا کہ ہم لوگ (اوما) پہنچادئے جائیں - تھوک کی تکلیف' آب و ہوا کی ناموافقت ' اور ضروریات زندگی سے محرومی نے ہمکو نڈھال کردیا تھا ' اور ہم میں سے کسی شخص میں اسکی طاقت نہ تھی کہ پیدل سفر کرے -

لیکن بہرحال احکام کی تعمیل کے سوا چارہ کیا تھا ؟ اپنی ملت مقدس کی یاد ' اور خاک وطن کی عزت ہمارے دلوں میں ایک ایسی قوت بخش روح تھی ' جو کسی حال میں بھی ہمارے صبر و تحمل کو متزلزل نہیں ہونے دیتی تھی - ہم نے اللہ کی مشیت پر صبر کیا اور روانہ ہوگئے - پہلے روما لائے گئے - یہاں سے آگے بڑھنے میں ایک دو گھنٹے کی دیر تھی ' ہم سب شدت جوع سے بے حال ہو رہے تھے - ہم نے محافظ افسر سے التجا کی کہ وہ ہم کو اتنے عرصے کے اندر کھانے پینے کی کوئی چیز خرید نے کی اجازت دے ' مگر نہ سنکر تمام سپاہی قہقہہ مار کر ہنسنے لگے اور کہا کہ " کتوں کو نہیں جلد بھوک ستانے لگتی ہے "

(لوکا) پہنچنے کے بعد ہماری موجودہ زندگی کا گویا ایک دوسرا دور شروع ہوا ' اور ایک جو تر تری مظالم اور جسمانی تعذیب باقی رہگئی تھی ' وہ بھی شروع کردی گئی -

انتہا یہ ہے کہ بعد کسی ایک حرم کے (علاوہ اس حرم حقیقی کے جو ہر مسلمان میں ہے) ۱۲ آدمیوں کے ہاتھ پاؤں بھی زنجیر اور ہتھکڑیوں سے مقید کردئے گئے' اور ایک دوسری تنگ و تاریک کوٹھری میں انکو رکھا گیا -

ہماری حالت اس درجہ درد انگیز ہے ' کہ خود یہاں کے ہزارہا اتالی ' اور تمام اخبار اس ظلم و وحشت پر حکومت کو لعنت و ملامت کر رہے ہیں "

غازی انور پاشا کا تار

میدان جہاد سے

— * —

مصر کے عثمانی قنصل کے نام غازی انور پاشا نے مندرجہ ذیل تار بھیجا ہے — (۲ - اکتوبر -)

۳۱ ستمبر کو دشمنوں کی ایک جماعت اپنے مشرقی مورچوں سے نکلی - ہمارے آدمیوں کو جونہی معلوم ہوا ' فوراً نکل کھڑے ہوئے اور مقام (وارا ول) میں مقابلہ ہوگیا - دشمن کی تعداد ہم سے پانچ گنی زیادہ تھی ' مگر ایک گھنٹے سے زیادہ میدان میں قائم نہ رہسکے اور پاؤں اکھڑ گئے - انکی جماعت کا افسر اعلی اور تقریباً ۱۴۳ سپاہی مقتول و مجروح ہوئے - افسر کے کپڑے اور تمغے اتار کر عرب لے آئے ہے - جس سے معلوم ہوا کہ وہ بتالیسویں بٹالین کا افسر تھا -

اسی طرح ۱ - اکتوبر کی شب کو ہم نے اپنے حدود تو پخانے سے کام لیا ' اور ایک پہاڑی توپ کے دھماکے سے (درنہ) پر آتش باری شروع کردی - اس سے تمام اتالین مورچوں میں بدحواسی پھیل گئی اور سامنے کا مورچہ راتوں رات خالی کرکے تمام دشمن بھاگ گئے - اس مورچے میں بہت قیمتی سامان جنگ ' اور کثیر تعداد میں دخیرہ رسد متعاقبین کے ہاتھ لگا ' حالانکہ اب ہم کو ان چیزوں کی جنداں ضرورت بھی نہیں - (انور)

هفتهٔ رواں

کے بعض اہم تار

— * —

باب عالی سے جنگ کا قطعی فیصلہ کرلیا

لندن ۱۸ اکتوبر - باب عالی نے سرویا اور بلغیریا کے ساتھ جنگ کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے -

یونانی بھاگ گئے

سالونیکا کی ولایت میں عثمانی فوجوں اور بلغاری قافلوں کے درمیان بھی لڑائی ہوگئی - یہاں بلغاریوں نے تلوار کاٹ دئے ہیں - یونانی قافلوں نے سمجھا تھا کہ ہم سرحد پار ہوکر (ایپارس) میں گھس جائینگے ' مگر ترکوں نے آن کو مار مار کر بھگا دیا -

یونان کو اب ہوش آرہا ہے

لندن ۱۸ اکتوبر — یونان کے سمجھدار لوگ کہتے ہیں کہ ہم کو تو لڑائی راس نہیں آئیگی - اگر بلغاریا کے سوا اور کوئی متحد ہو بھی جائے' تو بھی اکیلا بلغاریا ہی فائدہ اٹھائیگا اور سب گھاٹے میں رہینگے - علاوہ بریں یونان کی فوج اور بیڑا کام کے لائق نہیں - ترکی و اٹلی میں صلح ہوکر ترکی بیڑا آزاد ہوگیا ہے' اسلئے ہمارا بیڑا ترکوں کے مقابلے میں حد درجے ضعیف و کمزور ثابت ہوگا -

ترکوں کا دلیرانہ حملہ

تسطنطنیہ ۱۸ اکتوبر — ترکی نظام فوج ۱۶ اکتوبر کی رات کو لڑی سو گز بلغاریا کے اندر گھس گئی - اور لڑائی دس بجے رات سے شروع ہو کر ایک جاری ہے -

بلغاری فوج کا فرار

ترکی فوج کے بڑھنے کی کوئی روک تھام نہ ہوئی - بلغاریا کی آگے بڑھنیوالی فوج اپنی تازہ جمعیت کیطرف گرگر جاتی تھی -

بلغاریا نے (ملی پولس) کے دکھن کی جانب کے دو اہم ریلوے پلوں کو تباہ کردیا ہے -

اعلان جنگ کے وجوہ

لندن ۱۶ اکتوبر — باب عالی اپنے اعلان جنگ کا سبب یہ بیان کرتا ہے کہ بلغاری ریاستیں ہمارے خانگی معاملات میں کھلوں مداخلت کر رہی ہیں ' انکی فوجی طیاریاں کس لئے ہیں' اور آئے دن جھگڑے کسکو گوارا ہوسکتے ہیں ؟ باب عالی نے یہ بھی کہا کہ ہم تو اس صلح کے عاشق ہیں ' لیکن اب اس سکون قائم رہ نہیں سکتا -

سفارت سے سلطان المعظم کی درخواست

تسطنطنیہ ۱۸ اکتوبر — سلطان المعظم نے اعلان میں اپنی سپاہ سے یہ درخواست بھی کی ہے کہ جن لوگوں کو لڑائی سے تعلق نہیں انکی جان و مال ' عیال و اطفال کا پورا احترام کیا جائے اور اُن کو کوئی نقصان نہ پہنچایا جائے

مسلمانی جہاد

تسطنطنیہ ۲۱ اکتوبر — یہاں سلطانی اعلان کے وطن پرستانہ پہلو اور بلغاریا سرویا' اور یونان کے شاہوں کے مذہبی اعلانات کا مقابلہ کیا جارہا ہے - ترکی دولت سخت ; سخت لہجے میں ان مذہبی نقصانات پر ملامت کر رہا ہے -

نئي جنگ کی پہلی منزل

— * —

(لندن ٹائمس) کا فوجی نامہ نگار لکھتا ہے

ترکي لشکر اسي سے طاقت آزمائی کا موقع نہ ملنے کے باعث مائل احتجاج اور شتاب میں مست ہو رہا ہے - ترکی سپاہ کا ایک عالم ثنا خواں ہے - ترکی گذا ہے تو ایک فوجي شہنشاهي ہے جس سے تہت سی عظیم کارناموں کي توقع کی جاسکتی ہے - انکے پاس آدمیوں کی کمی نہیں، اگر سامان جنگ برابر فراہم ہوجائے تو کم از کم ١٢,٠٠٠٠٠ سپاہ کو بآسانی (سادہ دیکار بصور کیجئے - جمعیت مذکورہ سے حاصل تو رو پین ترکي میں ٥,٠٠٠٠٠ فوج کی صفیں طیار ہو جائینگی، انکی لئے لئے کسي قدر انتظار ضروری ہے - اگر گھوڑوں کا انتظام کرلیا گیا تو یونیں بھی ١٠٠٠ سے کم نہونگي - یہ ضرور ہے کہ ترکي کے دشمنوں کیلئے جنگ طرابلس ایک عمدہ موقعہ ہے - اور اسلئے ضرور ہے کہ انکو ابتدائي فتوحات نصیب ہوں - نذر محقار پاشا کي گورنمنٹ کو مالیات کا مسئلہ بھی درپیش ہے - تاہم جنگ کا نتیجہ اسکي ابتدائي ساعات هي میں پوشیدہ نہیں ہوتا -

اگر عمدہ اسٹاف کے ساتھہ ترکي فوجوں کي کمان ایک مستعد جرنیل سے متعلق رہے، تو ترکوں کو چاروں دشمنوں کے مقابلے میں کامیابي هي کامیابي ہے - بلغاریا، سرویا، اور یونان اپنی فوجي نقل و حرکت کو بآسانی مشترک و متحد کرنے سے قاصر رہینگے - ترک کم و بیش اپنے مرکزي موقعوں پر رہکر باقدمي سے اپني عظیم الشان جنگ جاري رکھہ سکتے ہیں - ترک جانتے ہیں کہ انکا خطرناک دشمن کونسا ہے تو صرف بلغاریا ہے - وہ (ادریانوپل) اور (ریلوے مارتزا) کے گردا گرد ایک ہجوم کرکے محاصرہ کرسکتا ہے، جہاں پہلي فیصلہ کن جنگ سے مناظر کی سیر دنیا کو دیکھني ہوگي - پس قدرۃً ترکوں کا پہلا کام یہ ہوا کہ (محمد علی پاشا - ادریانوپل - کرک کلیسہ) کے خط روان پر اپنے لشکر کا عنصر اعظم مجتمع کر رکھیں، تاکہ روزنامے کے پہاڑوں سے پورب رخ میں بلغاریوں سے فیصلہ کن مقابلہ ہوسکے - ابھي ترک یہي کرینگے کہ سرویا اور یونان کو اپنے فوجي حصوں سے ہٹائے رکھینگے، اور اِدھر ہر طرح کا نقصان برداشت کرلیں گے تاکہ اصلي دشمن پامال ہو سکیں -

اگر ترکي نے بلغاریا کو ایک زبردست ضرب لگادی، تو بس سمجھہ لیجئے کہ بلقاني اتحاد کي عمر کا پیمانہ لبریز ہو چکا، اور ہمارا قیاس تو یہ ہے کہ اسکے بعد سے ترکوں کي جنگی کارروائي تو زی مستحکم ہوجائیگی -

ریاستہائے بلقان

بلغاریا کو ٤٠,٠٠٠٠ آدمي حاصل ہو سکتے ہیں، اور عمدہ میدانی فوج ٢,٥٠,٠٠٠، اور ٧٠٠ توپیں، جو بلقانی دائرے میں سب سے زیادہ عالم اور زبردست قوت ہے - قریب قریب تمام مساوی مناصروں کا بیان ہے کہ بلغاري فوجوں کي تربیت و نظم، دلیری، اور آپسي جنگي روح کو دیکھہ کر آنکے ہمیشہ حاضر ہونے میں شبہہ نہیں ہو سکتا - ہمیشہ سے لڑائوں کا قیاس ہے کہ اگر ترکي سے لڑائی ہو تو بلغاریا اپنے عمدہ نظام و تربیت اور عاجلانہ اسلحہ آرائي کی فاضلت کی بدولت اوروں سے جلد فائدہ اٹھانے کي فکر میں رہیگا -

اسکے بعد بلقانی ریاستوں میں سرویا کا درجہ ہے - یہ ١,٥٠,٠٠٠ میدانی فوج اور ٥٠٠ سے زیادہ توپیں فراہم کرسکتا ہے، لیکن اُسکے آدمي لڑنے کے لیے تعداد مذکور سے دو چند ہیں - اگر توپیں بھی لڑنے تو اُسکا لڑنا گویا اُسکی فوجوں کي نظم و تربیت مکمل ہونے سے پہلے ہوگا، اسلئے کہ اُسکي میدانی قوت ٨٠,٠٠٠ سپاہ سے زائد ہی زیادہ ہو، اور توپیں تو کل ٣٥٠ ہی ہونگی - مانٹی نیگرو کا ہر والنا و مضبوط آدمی سپاہي ہوتا ہے - اگرچہ یہ چھوٹی آبادی نہایت نافعہ نہیں ہیں تاہم بطور قدم ترکی کے مقابلے اسکی کوئی ہلکي ارمائش نہیں ہے - اس اسباب سے ظاہر ہے کہ ترکی کا موجودہ مقابلہ اسکی پوری فوج کی تاریخی عظمت و جلال کے لئے کوئی ہلکي آزمائش نہیں ہے -

بلقانی ریاستوں گو کہ ترکی کے خلاف متحد ہیں، لیکن فتح کی صورت میں انکی نیتیں ہرگز متحد نہونگی - ایک سوا ایک اور ریاست (رومانیا) ہے - یہ سب سے الگ اور نرالی رائے کی حکومت ہے - اسکي میدانی فوج بلحاظ تعداد بلغاریا سے کم نہیں، بلکہ قواعد یافتہ و تجربہ کار لوگوں کے اعتبار سے اسکے پاس زیادہ مجموع ہے - رومانیا بھي اہم حصہ لے سکتا ہے اور اُسکا اندازہ بسہولت حل طلب بھی ہے -

آسٹریا کی امنگیں

ان تمام حریف ریاستوں سے الگ اور دور، لیکن سب سے لگا کر (آسٹریا - ہنگری) کا رتبہ ہے، جو مسئلہ بلقان میں اپنے اثر و تعلق سے سب سے بڑی زبردست قوت ہے، اور جسکي فوج ہر جنگي معرکہ کو اپنے ارادے کے سانچے میں ڈھالنگی - یہ ممکن نہیں کہ آسٹریا اور روس ہی سے طرفین - ہیں - بعد یہ ریاستیں ایک دوسرے سے ٹکرا سکیں، اور جبکہ روس انمیں و سلاوں کا طالب ہے اور ترکي کے خلاف مسیحی ریاستوں کي عداوت اور دشمنی بھی اُسکی روایات قدیمہ کے منافی نہیں، لہذا اُسکی حالت باریک سي ہو رہی ہے اور یہ بھي نہیں کہا جاسکتا کہ انجام کار اُس سے کسطرح کي کارروائی ظہور میں آئیگی - جسوقت لڑنیوالے فریقوں کی جانیں مضمحل ہو جائینگي، اُسوقت آسٹریا اپنی بارہ دم اور اعلیٰ درجے کی سپاہ انکے مدمج میں آکر پہنچے، دیکھنا ہے کہ شامل ہوتے ہیں اور یہ نہیں چاہتے -

بلغاری کے حدود اتالغ مورچے اور قلعہ بندی

مورسر کولڈ اِیڈیٹر (الہلال) مصر کی نہر کے یہ صورت کھینچی ہے

عساکر عثمانیہ

اب ترکی فوج کی طرف نگاہ کی جاتی ہے - ہمیں معلوم ہے کہ سابقہ نظام ڈویژن (کرک کلیسہ) میں، دسواں ڈویژن (ادرنہ نوبل) میں، اور بارہواں ڈویژن (دارڈانیلس) میں مع بیگار بٹالین اور اسپ سواروں کے مجتمع کردی گئي ہونگي جس انتظام کی وجہ سے روملی کے مشرقی سرحدی راستے اور بگدیقان ترکوں کے ہاتھوں میں رہینگي - سابق نوبت کے پہلے اول، دوم، سوم اور چہارم ترکي آرمي کورہی جمع ہو رہی ہوں، اور جزیرہ نما گلي پولي، دیدہ اغ، اور ناسفورس، اور باسفورس کي حفاظت کے لئے چار اور فوجي جمعیتوں کي ضرورت محسوس ہو جو ایک علیحدہ مکمل ہیں - انکی قسطنطنیہ میں اسوقت درجۂ اول کی دو فوجیں موجود ہیں اور بہت جلد انہیں اصلی فوجوں کي جگہ لینے کي نوبت آئیگي - درجۂ دوم کي ٥ ڈویژنیں شائد بابا ایسکي، ادرنہ نوبل، گمانجینا، کرجالی اور لیولہ میں مقدونیہ سے لیس ہورہي ہونگي - شائد (تھریس) میں ١ ہیں فوجوں کو پہلی لڑائی کي صف اٹھانی پڑے -

آخر نوبت کے مطابق ترکوں — فوجي کوروں میں پیادہ فوج کي ٥٠ ڈویژنیں، ٥٠ رجمنٹیں، ٥ فرانک میں بٹالین، دو تہائی رجمنٹوں کا ایک اسپ سوار بریگیڈ، ٣٦ توپیں، ١٠ ہیڈکوارٹروں کي ایک بٹالین، تیرہ توپیں، اور معدودے فوج شامل ہونگی - عملۂ ہر کور (فوجي حصہ) میں ایک ڈویژن نہیں ہیں، اور یہ تمام ڈویژنیں ١٢ بٹالین کي ہیں، حالانکہ ایسا ہي ہونا چاہئے تھا، لیکن اول فوجي انسپکشن میں، جسمیں ٤ فوجي کور شامل ہیں، ہر ایک میں ١٢ بٹالین داخل ہو سکیں -

اگر نوبل — مضبوط قلعوں میں ٥ سے ٨ فوجي اور چند زائد ڈویژنوں کي مدد سے بلغاری حرفانی کی نظر سے محفوظ رہے تو ہر ہوگئے، لیکن اگر وقت پر کمک نہ آجائگی، تو ساتواں یا آٹھواں حملہ آور کو اندر نہ آنے دیگا -

Printed & Published by Abul Kalam Azad, at The Hilal Electrical Printing Works, 71, McLeod Street, Calcutta.

صدائے ملت

— * —

الهلال کی دعوت کی نسبت

— * —

جناب مولوي برکت علي صاحب بي - ا - از قصور ضلع لاهور

(۱) صفحه کی دوسری نمبر ۲ میں آپ تحریر فرماتے هیں " الهلال کی دعوت کا اصل اصول مسلمانوں کو انکی زندگی کے هر عقیدے میں اتباع کتاب الله و سنت رسول الله کی طرف بلانا هے " اور پھر آگے چلکر دوسری نمبر ۸ میں هے " یه آپکا اتفاق اور اختلاف صرف اصول میں هوگا جسکی تشریح کردی گئی هے اور جسکی ایک شاخ یعنے پولیٹکل تعلیم کی نسبت ۸ ستمبر کی اشاعت میں عرض حال کر چکا هوں "

خواه کوئی دائرے نام مسلمان (اللهم لا تجعلنی منهم) کیوں نهو' مگر امید نهیں که اس اصول کے متعلق بحز لفظ منفی اور کچھه خواب دیکھے کوئی شخص ایسا شقی القلب اور کورباطن نهیں هوسکتا' جو مسلمان کهلا کر اس " اصول " سے اختلاف کرے - ممکن هے که دنیا میں کوئی نه اور وانستگان نمبر جدید میں سے کوئی ایسا هو' مگر شکر هے که میں انمیں سے نهیں هوں -

مدعا تو عقیده هے که مسلمان کسی قسم کی ترقی نهیں کرسکتے جبتک که وه هر کام میں اپنا راهنما اور راهبر کتاب الله کو نه مانیں اور صرف منهه سے نهیں ' بلکه عملا تسلیم کریں ' خداشاهد هے که یه عقیده الهلال کے پڑهنے سے نهیں' بلکه اسوقت سے هے' جبکه الهلال کی اشاعت و اجرا کا خیال مصنف و مدیر کے دل میں پیدا هوا تها - مطلوبه خواب تو اصل میں دیا جاچکا' لیکن اب میں دو چار لفظ فرو عات پر عرض کرنا چاهتا هوں -

(۲) دفعه ۵ میں آپ تحریر فرماتے هیں " لیکن بالعکس اس کا اصلی موضوع نهیں" اب جسے صاحب قلم اور صاحب تدبر و فکر اور صرف منهه سے نهیں ' بلکه عملا تسلیم کریں ' خداشاهد هے که یه عقیده الهلال کے پڑهنے سے نهیں' بلکه اسوقت سے هے' جبکه الهلال کی اشاعت و اجرا کا خیال مصنف و مدیر کے دل میں پیدا هوا تها - مطلوبه خواب تو اصل میں دیا جاچکا' لیکن اب میں دو چار لفظ فرو عات پر عرض کرنا چاهتا هوں -

(۲) دفعه ۵ میں آپ تحریر فرماتے هیں " لیکن بالعکس اس کا اصلی موضوع نهیں" اب جسے صاحب قلم اور صاحب تدبر و فکر قوم سے (گهبرائیے نهیں - یه الفاظ خدا جانتا هے' میں نهایت اخلاص اور محبت سے لکهه رها هوں ' میرا دل اپکو نهیں هی عمده الفاظ میں مخاطب کرنیکو چاهتا هے ' گو آپ اے اسکی وجه سے اسپر نه ٹوٹ پڑهادیں " ایندہ اس طریق تخاطب سے معاف فرمائیں که اسکا اهل نهیں ") یه الفاظ نهایت هی غیر متوقع اور خلاف امید هیں - جب اپکا یه اراده هے بلکه عزم هے که " مسلمانوں کو انکی زندگی کے هر عمل و عقیدے میں اتباع کتاب الله و سنت رسول الله (روحي فداه)کی طرف بلائیں " تو پھر کیونکر هوسکتا هے که آپ هر عمل و عقیدے کی شرط قائم رکهکر " پالیٹکس " کو اسلامی کوچے سے باهر نکال دیں - قرآن کریم سے توڑکر سیاست کی اور کون کتاب هوسکتی هے - تعجب پر تعجب تو یه هے که آپ خود اس امر کو اپنے ۵ ستمبر کے مضمون میں تسلیم کرچکے هیں - یه نهیں هوسکتا که سیاست همارے حدود عمل سے خارج کر دیجائے - سمجهه میں نهیں آتا که کس امر نے آپ جیسے آزاد حق گو کو یه فقره لکهنے پر مجبور کیا -

(۳) آج ایک مهینه هوا میں نے اپنے ایک دوست کو جو الهلال کے خریدار بهی هیں ایک مفصل خط تعلیم اور اسکے دیباچے پر لکها تها - جسمیں میں نے انهیں نصیحت کی تهی که اگر تم چاهتے هو - که تمهاری قوم بیدار هو ' سنبهلے ' ترقی کے میدان میں قدم رکهے ' تو خدا کیلئے هر قسم کی تقلید کا استیصال کرو' تقلید مذهبی تهی ' معاشرتی تهی - آبائی تهی ' اور سیاسی تهی وغیره وغیره - مجهے تو اس تقلید کے نام هی سے نفرت هے - یه حیوان کا کام هونا چاهیئے نه که انسان کا - اور جس مطلق تقلید سے تو کوئی نبی نهیں بچ سکا - کجا نه وه دوسری حد هے جواز کی -

(۴) " هندؤں سے ملاپ " اسپر صحیح نهیں کچهه لکهنا تها ' اگر خود اسی نمبر ۱۱ میں محمد حسین صاحب آزاد اراتوه کی چٹهی شایع نهو جاتی - لیکن پهر بهی مختصر عرض خدمت هے - هندو قوم سے همیں پولیٹکل اغراض کے لحاظ سے ملنا ضرور هے - لیکن ملاپ کے معنے کیا هیں ؟ اگر ملاپ سے مراد " ولاء " کی دوستی' تو همیں اپکی اور آپکے دوسرے همخیالوں کی ذرا پروا نهیں' کیونکه وه صریحاً تعلیم قرانی کے مخالف هے - خدائے کریم پکار پکار کر کهه رها هے

(الف) یاایهاالذین آمنوا لاتتخذوا بطانه من دونکم لایالونکم خبالا - ودوا ماعنتم - قدبدت البغضاء من افواههم ' وما تخفی صدورهم اکبر - قد بینا لکم الایات ان کنتم تعقلون -

(ب) ان تمسسکم حسنه' تسؤ هم ' وان تصبکم سیئه' یفرحوا بها - اسمیں کچهه شک نهیں که عدم " یفرحوا بها " کے آگے هی " وان تصبروا " هے انکی یهی خود هی صانع حکیم نے " وتتقوا " فرما کر تمام شبهات مٹادیے - صدر هم کر چکے ' آج تک دوسرے پچاس برس اپنے حکام کے هاتهوں هم صدر کی ذهال کے نیچے پناه گزیں هوے رهے' جو کچهه همیں صلا ملا هے' وه روشن هے - اب هندؤں کے ساتهه آپ صدر کی تلقین کرتے هیں - اگر آپ کا خیال هے که پچاس سال اور ایسے گذرے چاهئیں' تو خیر' نه خیال آپکو مبارک هو - جهانتک اس خیال کا تعلق هے' مجهے هرگز اس سے اتفاق نهیں صبر همنے کیا ' لیکن اصلی خیر جسے همیں اپنی سر بسانا چاهئیے تها' اس سے هم همیشه غافل رهے - " اتقاء " اور " صبر " تم آمیخته سے جو طریق بچاؤ کا ان دشمنان اسلام کیلئے پیدا هوتا هے' وهی اصلی ذهال هے - جمعیت نه هے که صبر کے معنی ٹهیک اور صحیح سمجهه میں جب هی آئے هیں' جب هم اتقاء کے لفظ کو انکهوں میں بٹها لیں' اور دل میں جگهه دے لیں -

قرانی آیات اس بارے میں اس کثرت سے هیں' که کل کی کل یهاں نهیں لائی جاسکیں' اور نه هی اپکو لکهتے هوے ان کے استحضار کی ضرورت هے بهرحال مندرجه ان سب سے یهی نکلتا هے که " بطانت " " اور " ولایت " جو قرانی اصطلاح میں دوستی اور قلبی تعلق کا نام هے' ایک مسلم اور غیر مسلم میں ناممکن هے' بلکه اقدام بطانت کو صریح مذلت اور گمراهی کها گیا هے -

اگر ملاپ سے مطلب هے ظاهری تعلق ' تو یه تو صریح نفاق هے - اور اسلام اور نفاق' ایک جگهه جمع نهیں هوسکتے -

ملاپ کے ایک اور معنے هوسکتے هیں - مسلمان هندؤں کی مخالفت نکریں' هندو انکی معابد پر تمسخر نه کریں - سر مسلمان بیچارے ایذا دینے کے قابل هی کس زور هوے - دنگی فساد کیا اور بیچوڑے کیا ' اور اگر طاقت هوتی تو زیادتی تو حیوانوں پر بهی جائز نهیں - انسان تو کجا ؟ چنانچه قرآن کهه رها هے لایجرمنکم شنآن قوم ان لا تعدلوا - هاں برادران وطن کے هاتهوں جو زخم همیں لگ رهے هیں ' اور جنکی رفتار افسوس هے' دن بدن زیاده هو رهی هے '

اسکی تفصیل اگر لکھوں تو الہلال کا پورا ایک نمبر مطلوب ہو - مشکل تو یہ ہے کہ ہردو فلاؤں میں معلوم نہیں ہوتا ' چھوٹی کوں سی ہے کہ اسکو اختیارکرلیا جاے - آج سے چند سال پیشتر خود ہندو قوم نے ہمکو اپنے ساتھہ شریک ہونیکی دعوت دی - لیکن ہمارے لیڈروں نے ہمیں نہایت طرحکے فرضی خطرات دکھا دکھا کر اس شرکت سے باز رکھا - میں دانی طور سے - کچھہ شک نہیں - اُسوقت اس اتحاد کے مخالف تھا - سنہ ۱۷ ہمیں بھولا نہیں - کریں سب اعتبار اور سارا بھگتنے کو ہم - اگر ہم انکی دعوت کو قبول کرلیتے تو یقیناً ہمارا بہت برا حشر ہوتا - لیکن خدا جانے لیڈروں کو رز سناہ لیڈروں کو کیا ہوگیا ' جو ہمیں اُسوقت ہندوں سے جدا رہنے کی تلقین کرتے تھے ' آج ہمارے ان سے ملنے کو ہمارے حق میں تریاق و اکسیر بتا رہے ہیں - بہر حال یہ ایک علیحدہ بحث ہے ' اسکا فیصلہ خود زمانہ کردیگا - آپ جو فرض اپنے ذمہ لے چکے ہیں ' اسی کو پورا کریں - لوگ مسلمان بن جائیں - اور کسی چیز کی ضرورت نہیں -

یہ مدرسی رائے تھی - میں نے اسے لکھدیا ' اور صاف صاف لکھدیا - لیکن اس سے میں انکار نہیں کرسکتا کہ اب توجہ وسیع المعلومات اور صاحب نظر ہونے کے ان امور کو مجھسے بہتر سمجھتے ہیں - چونکہ موجب ارشاد اپنی رائے ظاہر کردینی ضروری تھی اسلئے عرض کردی گئی -

(۵) اب رہا لب و لہجہ - سو مجھے اس سے نہ کلی اتفاق ہے بلکہ کاش مجھے بھی ایسی قوت نداذہ اور سحرنگاری ملتی تو میں بھی تحریرو تصنیف کو اختیار کرتا - نہ برائے وصول زر ' بلکہ مخصوص بہ بہت خدمت قوم - البتہ قوت لایموت لینے کو میں اپنی طرح داخل گناہ نہیں سمجھتا -

میں پھر عرض کرونگا کہ آپکا پالمٹکس کو الہلال کے موضوع سے خارج سمجھنا اظہار کمزوری ہے ' اور نہ اپنے اصول سے بھی مدرے انحراف ہے ' علی الرغم اعدا کہنے اور ڈالے کی چوٹ کہنے کہ پالمٹکس الہلال کا خاص موضوع ہے -

اگرچہ عمدہ رائے کیلئے یہ امر از بس ضروری تھا کہ گذارہ کے گذارہ پرچوں پر تم از کم ایک نظر اور پڑتی ' لیکن افسوس ہے کہ اسکے لئے بہت وقت درکار ہے ' اور آپکو حصول آرا میں عجلت - حذر ' جو کچھہ سرسری مطالعہ کا نتیجہ ہے ' پیش کئے دیتا ہوں -

لیکن رخصت ہونے سے پہلے یہ بات بھی کہہ جاتا ہوں کہ اگر آپ مدرسی تحریر اور خیالات کی خامیوں سے چشم پوشی کرسکیں اور اگر الہلال جیسے عالی قدر پرچے کے مقام سے یہ فروتر ہو ' تو بخوشی اسے ایک گوشہ میں جگہہ دیں - نہ مدرے لئے باعث صد افتخار ہے لیکن میں تاکید بھی نہیں کرتا - کیونکہ میں آدم کہ میں دانم -

---

از جناب مستر سید علی نبی صاحب (امروہہ)

آج الہلال کی پالیسی اور موجودہ روش کی متعلق کچھہ عرض کرنیکا قصد کر رہا تھا کہ عین انتظار میں الہلال پہونچا - " الہلال " کی صورت دیکھکر ' ناممکن ہے کہ بعد دم کئے ہوئے کسی دوسرے کام میں دل لگے - اور جب الہلال ختم ہوجاتا ہے تو ایک ہفتہ کے سخت انتظار کی تکلیف ناک شکل سامنے آکر عجیب طرح کی تکلیف دیتی ہے - العرض لکھنؤ کی بہدلت و سایسستگی کے ایک اعلیٰ نمونہ کی مراسلت نظر نواز اور سابقہ طی اپ کے طرف سے اُسکا جواب تھی -

حذر - اس ننگ اسلام نے آپکو جو کچھہ لکھا - اُسکا جواب اس سے بہتر نہیں تھا جو آپنے دیا - مگر افسوس اسکا ہے کہ اُسنے اپنا نام کیوں نہیں ظاہر کیا - کم سے کم اُسکو بھی یہ معلوم ہوجاتا کہ اب مسلمان وہ مسلمان نہیں رہے جسسا وہ خود ہے ' یا جسسے اُسکے ہمدرد اور معاون ہونگے . . . .

نہ نہیں سمجھتا کہ ایک الہلال کے اقتدار کو جار ناع اور امس آباد کی سڑک پر (حاکم ذیشان) ہلاک بھی کردیگا ' تو اس سے کیا ہوگا اندوساری دبیۂ الہلال نکلتی جاتی ہے - بس ہی مہینے میں الہلال نے ہزاروں مسلمانوں کے دلوںمیں وہ تڑپ اور بیقراری پیدا کردی ہے جسے تیرے ہاتھہ اور ہمدرد کیا ' دنیا کی زبردست سے زبردست قوتیں بھی نہیں مٹا سکتیں - کس کس الہلال کو تو اور کتنے لیتھو مٹائینگے ؟ افسوس مسلمانوں میں ایسے . ذہن اور .... طبیعت وجود ابھی موجود ہیں - ہم کیا شکایت کریں اُن روسی ظالموں کی جنھوں نے عشرہ کے زور مقدس عاشقان اسلام کو پھانسی پر چڑھایا تھا اور جسکا خونی منظر اسی رسالہ کے اندر دکھایا گیا ہے -

الہلال کی پالیسی کی بابت بہت مختصر طور عرض کردینا کافی ہے اسے وجودوں کے سوا کوئی مسلمان ایسا نہیں ہوگا جو الہلال کی پالیسی کو سخت کہہ سکے - بات یہ ہے کہ اردو اخبار دیکھنے والونکو عادت ہو ہے . . . کے دیکھنے کی (الہلال) انہیں کیا پسند آے ؟ مگر خدا کیلئے آپ اپنی رفتار سست کبھی نہ کیجئے - اب ہماری طبیعتیں پھیکے شربت سے سیر نہیں ہوسکتیں - اب مسلمانوں کی آنکھیں الہلال جیسے اخبار ونکو ڈھونڈ رہی ہیں -

میں قسم کھاتا ہوں کہ اپنے دیگر سینکڑہ ضروری کاموں کی طرح الہلال کی توسیع اشاعت کو بھی آیندہ سے اپنا فرض زندگی سمجھونگا -

---

جناب مولوی اسحاق الدین صاحب خلف الصدق مولوی اشفاق الدین صاحب از (شاہ آباد)

مدرسی طلب پر جناب نے الہلال کے دو پرچے ولیو پی ایجنسی کے ذریعہ سے بھیجدئے لیکن جس روز سے ولیو وصول کیا گیا ہے ' پھر کوئی پرچہ وصول نہیں ہوا ' حالانکہ اسبوع تک اور دو پرچے وقتاً فوقتاً پہونچنا چاہئے تھے - مدرے پاس دو روزانہ اور ایک ہفتہ وار اخبار ہمیشہ آتے ہیں اور میں ' دیکھتا ہوں کہ جسدن روزہ دار کو شام کا انتظار ہوتا ہے ' اوسیطرح مدرے والد کو ڈاک کا انتظار ہوا کرتا ہے لیکن جس روز سے الہلال کے پانچ پرچوں کا پلندہ پہنچا ہے اُس روز سے آجتک نے طرح والد ماجد کو توجہ نہ آئے الہلال کے تکلیف ہے ' مجھسے والد فرماتے ہیں کہ میں نے مدت العمر میں کوئی اخبار اتنسا دلچسپ اور کار آمد اور قوم کے واسطے مفید نہیں دیکھا ہے - مضامین کے ہر ہر لفظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ قوم کی حالت پر آنسو بہانے والے نہ موتی تلتے ہیں - مجھسے والد ماجد نے فرمایا نہ مدرے دلپر کبھی کسی مضمون سے اسقدر رقت طاری نہیں ہوئی ہے ' جسقدر الہلال کو پڑھکر طاری ہوتی ہے -

مجکو پڑھنے لکھنے کا موقعہ نہیں ملتا ورنہ میں ضرور کرتا کہ ہر مسلمان اسکو خریدے - لیکن مدرے والد نے اسکام کو اپنے ذمہ لیا ہے ' وہ فرماتے ہیں کہ میں تم سے تم ۲۵ پرچے دلوانے کی کوشش کرونگا جس سے قوم کو نے حد نفع پہونچ سکتا ہے ' اور ممکن ہے کہ زیادتی اشاعت سے مطبع کے محصول میں کمی ہوجاے - مگر والد کو یہ شکایت ہے کہ لوگ ۸ روپیہ پوری قیمت دینے کے بجاے ' اپنے بچونکے نام جاری کرانے پر زیادہ مائل ہیں -

.. ..

آپ شاید سمجھتے ھوں کہ ابھی الھلال نے کچھہ بھی شہرت نہیں پائی ھے' حالانکہ اسکی مخالفت اور پسندیدگی کی کوئی انتہا نہیں - اسکا سبب صداقت ' محبت قومی' کے عرضی و ایثار ھے - اگر دل میں حباب کے روپیہ کا نفع مدنظر ھوتا تو یہ یقیں ھے کہ الھلال کی یہ منزلت نہوتی . میرے والد نے مجھسے اسکا ذکر کیا کہ اگر مولا تا حق گوئی کی تلخی پر کوئی شورش تہ حما دیا کریں تو آسانی سے حلق سے فرو ھو جانے کی امید ھے - کیونکہ طبیب حسطور پر ھو سکتا ھے ' مریض کو دوا پہنچا تا ھے تا کہ مریض کو شفا ھو جاوے - اگر بے وقوف اور نا عاقبت اندیش مریض نے دوا کو کڑوا سمجھکر استعمال نکیا تو اوسکے تندرست ھو نیکی کوئی امید نہیں ھو سکتی

جناب مولوی اشفاق الدین صاحب سب انسپکٹر پولیس شاہ آباد (رامپور)

کاش کسطرح سے آپکو یہ علم ھوجاتا کہ آپکی تحریر میں کیا اثر ھے ؟ میں نے بچشم خود یہ دیکھا ھے کہ جہاں سے ایسے داعی مسلماں' حکام دولت و حکومت نے خدا کے سامنے بھی خم ھونے کی اجازت نہ دی' آپکے رسالے کو اونھوں نے چوما ' آنکھوں سے لگایا ' اور نحوں کیطرح پھوٹ پھوٹ کر رو دئے - میرے نزدیک یہ کامیابی کوئی معمولی کامیابی نہیں ھے - میں خدا کا شکر کرتا ھوں اور آپ سے درخواست کرتا ھوں کہ آپ بھی ھزاراں ھزار شکر ادا فرمائیں -

میں نے آپکے رسالے کے گرد مجمعے دیکھے ھیں ' مکاں میں خدا کو حاضر داں حرم کو سجدے دیکھا ھے ' اور وہ منزلت دیکھی ھے جسکو اگر آپ ملاحظہ فرمائے تو و اللہ بے حد متعجب ھوئے -

---

(از جناب مولانا حسب الرحمن خاں صاحب شروانی رئیس بھکم پور)

الھلال کے سانھہ جو صمدہ طلب رائے کا شائع فرمایا گیا ھے اوسکا جواب یہ دیدار نامہ ھے - یہ کانفرنشل نہیں ھے - لہذا اوسکے اجزا کے ضرورت نہیں -

(۱) اولاً اصول دعوت الھلال - تو اس سے مجھے بالکل اتفاق ھے اور یہ میرا دلی عقیدہ ھے کہ اگر مسلمان زندہ ھوسکتے ھیں اور رھسکتے ھیں تو صرف اتباع کتاب اللہ و سنۃالرسول سے (صلی اللہ علیہ وسلم) روح یہ ھے اور باقی اور جزئی مسئلہ دیگر ضروریات زندگی ھیں - جب میرا یہ عقیدہ ھے اور ضرور ھر مسلماں کا یہ عقیدہ ھوگا تو ظاھر ھے الھلال کے اس اصول سے کہ " مسلمانوں کو اونکے زندگی کے ھر عمل و عقیدہ اتباع کتاب اللہ و سنہ رسول اللہ کے طرف بلانا " کسطرح اختلاف ھو سکتا ھے ؟

(۲) دو باتوں سے متعلق اختلاف ھے - اولاً الھلال کے مباحث کے وسعت سے - پولیٹکس' تعلیمات' مذھبی رفارم وغیرہ یہ امور ایسے ھیں کہ انمیں سے ھر ایک پر حقیقی بحث کے لیے پوری توجہ کی ضرورت ھے - اور جس حالت میں کہ اس وقت ھم ھیں' ایک شخص واحد کا ان تمام امور سے کامیابی و تسلسل کے سانھہ بحث کرنا نا ممکن ھے ' لہذا میرا خیال ھے کہ آپکو اپنا موضوع محدود کرلینا چاھیے' بحث کے واسطے مباحث کے تمام مالہ وما علیہ سے واقف ھونا اور بعد واقفیت غور و تامل لازم ھے ' بدوں اسکے اگر رائے کا اظہار ھوگا ' تحقیق کے پایہ سے گرا ھوا ھوگا -

مثلاً آپ محمڈن کالج کی پالیسی ' اوسکے طرز عمل' اوسکے طلبا' اوسکے مہممین کی نسبت بحث کرنے میں اظہار رائے فرمائے ھیں - میں اوس تجربہ اور علم کے رو سے جو مجھکو دوسروں کے واقفیت سے حاصل ھے ' محسوس کرتا ھوں کہ وہ رائیں ناقص پایۂ تحقیق سے گری ھوئی ھوتی ھیں - اگر مزید تفصیل آپ طلب فرمائیں گے گذارش کی جائیگی -

ثانیاً - حشونت لہجہ - کلام مجدد میں حضرت موسیٰ کو جو شان جلال کے مظہر تھے ' فرعون کے مقابلہ میں جو سرکشی کا نمونہ تھا ' لہجت کی تعلیم فرمائی گئی - خود حضرت سرور عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نسبت ارشاد ھوا کہ لہجت داعیت کامیابی تھی' درشتی داعیت ناکامیابی ھوتی ' اس ضرورت میں الھلال کا سخت لہجہ کہاں تک کامیاب و مطابق تعلیم ربانی ھوگا - میں اس امر کا سخت مؤید ھوں کہ اصلاح کے لیے صاف گوئی ' بیباکانہ روک ٹوک ' اور گرفت کی اشد ضرورت ھے لیکن یہ سب کچھہ ایسے لہجہ سے بھی ھوسکتا ھے جو سخت نہو اور یقیناً لہجت مقابلہ خشونت قلوب میں زیادہ دلربا اور گہرا اثر پیدا کرتی ھے ' اور یہی مقصود تلقین - الھلال کا لٹریچر مجھکو تو بیحد پسند ھے اور میں اوسکے پڑھنے میں ایک روحی سرور محسوس کرتا ھوں مگر میرا خیال ھے کہ عام قارئین الھلال کے فہم سے شاید بالاتر ھو' اور اسلیے مفاد اوسکا نفع محدود رھجاتا ھو -

---

از جناب مولانا محمد یعقوب صاحب (مونگیر)

ادام اللہ شموس افاضلکم طالعۃ علی المسلمین

اس عاجز نے تمام درجوں کو ابتدائے اشاعت سے اسوقت تک جسقدر شائع ھوے بغور دیکھا ' میری عقل ناقص میں الھلال اس غرض و غایت کے لیے منفرد ھے کہ مسلمانوں کو اونکے زندگی کے ھر عمل و عقیدے میں اتباع کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی طرف بلاتا ھے اور اونکی پولیٹکل مصالح کے لیے بھی وہ اسی اصول کو نہایت زوروں کے ساتھہ پیش کرتا ھے - بے شک ھماری زندگی بھی اسی قانون الٰہیہ کے ساتھہ مربوط ھے ' ھم دین کو دنیا سے علیحدہ نہیں کرسکتے اسلئے ھمارے طرز معاشرت کے قوانین کا مجموعہ بھی کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ھے - اخلاقی و تمدنی و سیاسی اعمال و عقاید کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سے علیحدہ سمجھنا کفر صریح سمجھتا ھوں - میں نطع اللہ و رسولہ فقد فاز فوزا عظیما - بے شک ھمکو الھلال کے دعوت سے اتفاق ھے - فقط ایک امر موجودہ حالت کے اعتبار سے قابل گذارش ھے وہ یہ ھے کہ ھم و بعض ھمارے مصلحین عام اس سے کہ طبقہ علما میں سے ھوں یا غیر علما سے ' وہ جسقدر کہتے ھیں کرتے نہیں : یا ایہا الذین آمنوا لم تقولون مالاتفعلون - یہی وجہ ھے کہ ھم مسلمانوں میں وہ عزت و جمعیت وہ صبر و استقلال وہ عزم وارادہ جسکی دعوت آپ دیتے ھیں' جستجو اور کوشش کا محتاج ھے اسی وجہ سے ھمارے مصلحین کا طبقہ بھی (کل قول لا تصدقہ الفعل مہوکذب) کے کلیہ کے مابحت معلوم ھوتا ھے - اگر ھر مسلمان ایک دوسری کی غلطی و غلط روی ظاھر کردیا کرے اور کشیدگی و ربح آپسمیں نہ ھو تو مسلمانوں کے بڑے ضرور دور ھو سکتے ھیں - جناب والا نے احقاق حق کے طرف لوگونکو دعوت دی - اکثر الناس کو الحق مر کے اعتبار سے جناب والا کی باتیں کڑوی معلوم ھوئیں تو دست و گریباں ھوکر لڑنے کے لیے مستعد ھوگئے - پس ایسے حالت میں ناصحین اس آیہ شریف پر نظر فرمادیں (انلعکم رسالہ ربی ولکن لاتحبون الناصحین) اسوقت بلا خوف لوم لائم جو گراں بہا نصایح آپ لوگونکو دے رھے ھیں' وہ قابل صد قدر و شکر گذاری ھے -

میرا خیال ھے کہ الھلال کے اصول دعوت سے بھی شخص مخالف ھوسکتا ھے جو اوپر میں الحد الٰہہ ھواہ کا مصداق ھے ایسے لوگوں کی باتونکو خیال میں لانا ھی بیجا ھے - ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھواہ وکان امرہ فرطاً -

مسٹر فضل الرحمن صاحب ار (بانکی پور)

الهلال اتباع کتاب الله و سنت رسول الله کی طرف بلاتا ہے' کون مسلمان ہے جو اسلام کے ساتھہ اس دعوت کے شمول سے انکار کر سکے ؟ یقین ہاتے کہ اس پر اشوب زمانہ میں آپ کو میں ایک نہایت ہی نرمی اخلاقی قوت سمجھتا ہوں - اسے مرحومہ کی یہ حرص قسمتی ہے کہ ایسا آدمی پیدا ہوا - آپ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تلقین جس رعد اسا لہجوں اور زلزلہ انگیز لفظوں میں کیا کرتے ہیں' اور جس کے زور و سور کے رعب و ہیبت سے بعض اوز قوم فروشی ہمارے لیڈروں کے سینوں میں پڑی ہوئی کانپ رہی ہے' اور پھر جس بلند آہنگی سے آپ ان جود سار زبردستی کے پیشواؤں ملت کی حیلہ سازیوں کی پردہ دری کیا کرتے ہیں - یہ در اصل مظاہر ہیں اس اخلاقی جرأت کے ' جسے ہر موحد کے دل میں لازمی طور پر ہونا چاہیے اور جس کی نظیر اجکل بالکل نایاب ہے - اگر قوم میں ایسے جری' راست بار' راست گو' راستی پسند کچھہ اور لوگ ہوجائیں' تو قوم کی قسمت آج پلٹ جائے اور اسکی بدبختی کا آج ہی خاتمہ ہو جائے - آپ کے لب و لہجہ میں بھی مجھے کوئی بات قابل اعتراض نظر نہیں آتی - کیا اب وقت اسکا ہے کہ ہم مصلحت وقت کے خوشامد کے صفحہ سے نرمی ؟ یہ وقت اضطرار ہے اور اضطرار میں سب باتیں جائز ہیں اور پھر یہ تو عین ممکن ہے کہ کوئی معتدل کام بلا کسی کو زخم پہنچائے انجام پاسکے -

مختصر یہ کہ آپ جو کچھہ بھی کرتے ہیں' مجھکو اس سے بالکل اتفاق ہے -

---

جناب مولوی عطاء الرحمن صاحب ایم - اے - پروفیسر راجشاہی کالج

بخواب صفحۂ الهلال عرض یہ ہے کہ الهلال کے اصول اور طریقہ سے مجھے پورا اتفاق ہے - میرا عرصہ سے یہی خیال رہا ہے کہ مسلمانوں کو قومی نرمی ہرگز نصیب نہوگی جب تک وہ ان کریم کے بتائے ہوئے مسلک پر نہ چلینگے - اگر وہ (اعلوں) کے زمرہ میں داخل ہونا چاہیں تو اونہیں (موسیٰ) ہونا ضروری ہے -

ہاں البتہ بعض اوقات آپ کے مضامین میں کسی قدر درشتی ہوتی ہے کا بھی مخالف نہیں اگر سنجیدگی کے حواب میں سنجیدگی ہو- ایک حضرت نے ایک نرمی رقم اعتاداً دینی چاہی - اونکی اعانت قبول کرنا آپ کے اصول کے خلاف تھا تو نرمی سے آپ جواب دے سکتے تھے - لیکن آپکے مضمون میں غیر معمولی سنجیدگی تھی ' جو کہ آپ جیسے بزرگ کے شایان شان نہیں- دیگر عرض یہ ہے کہ الهلال کو آپ ایک میگزین کے طرح شائع کر رہے ہیں - شاید یہی آپ کا مقصود ہو- لیکن ساتھہ ہی ایک اخبار کا فرض بھی ادا کرنا ضروری ہے - یعنی جیسے آپ اعلیٰ مضامین قومی و مذہبی امور پر لکھتے ہیں- ویسا ہی دو چار صفحے خبروں (علی الخصوص اسلامی خبروں) کے لئے بھی علیحدہ رکھہ چھوڑنا چاہیے - رائے قایم کرنے کے لیے خبروں کا جاننا بھی ضروری ہے - جس سے کسی قوم یا ملک کے نشیب و فراز کا علم ہوتا ہے -

---

مسٹر اطہر علی صاحب آر اے ایم - آر - ایس تعصلدار خلیل آباد (بستی)

جیسا کہ میں کل کے عریضے میں عرض کرچکا ہوں میں اپنی دانی رائے کو کسی طرح قابل وقعت نہیں سمجھتا نہ میں اس قابل ہوں کہ آپکے سے عالم متبحر کے آگے زبان کھول سکوں - مدعا آپکو کسی معاملے میں صلاح دینے کی جرأت کرنا حکمت نہ لقمان آوحدی کا مصداق ہے - ہاں نہ ہو سکتا ہے کہ -

گاہ باشد کہ کودکے نادان * بغلط برھدف زند تیرے

میرے جو کچھہ عرض کیا ہے اسکا لب لباب صرف ایک مصرعہ میں ادا ہو سکتا ہے -

زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز

میرے نفس مطلب کے ادا کرنیکے لیے ایک ہی مصرعہ اور ہے جس سے میں مدد لے سکتا ہوں - مصرعہ

با ہمہ مردماں نہ باید ساخت

... ...

نہ سب صحیح ہے مگر کیا نہ ہاتھ احبار میں جواب دینے کے قابل نہیں ؟ میں عرض کرونگا کہ نہیں اور ہرگز نہیں - کیوں ؟ وجہ صاف ظاہر ہے - نہ اسلیے کہ ہم میں اخلاقی جرأت کی کمی ہے بلکہ اسلیے کہ جو کام آپ کرنے جا رہے ہیں اسکے لیے ان باتوں کا اظہار سد راہ ہوگا اور آسان کام مشکل بن جائیگا - قوم اسے لیڈروں کی مرید ہو رہی ہے - ایک لفظ انکے خلاف سننا گناہ کبیرہ ہی نہیں بلکہ کفر سمجھہ رہی ہے - اگر آپ اسکے خلاف زبان کھولینگے تو جو لوگ اسوقت آہستہ آہستہ آپکے گرد و پیش جمع ہونا شروع ہو چکے ہیں سب کے سب ایک سرے سے کافور ہو جائینگے اور آنکے قلع قمع و تصایح کی صف شکن گولیاں صرف ہوا میں رائگاں جائیں گی -

---

(جناب مولانا حکیم صاحب واعظ مرسٹل و مدارس گورکھپور ، رکن الله دعاب)

بخواب استفسار عرض گزار ہوں کہ مجھے الهلال کی دعوت سے اصولاً اتفاق ہے - آنکی طرز تحریر' لب و لہجہ' اور طریقہ اظہار حد درجہ بھی خالص اسلامی ہیں - آپ رہی لکھنے میں جو قوم کے دل میں ہے - اسکا تدوب و اثر میں آں پہ سوں و ہ ہر ر جہروں پر دیکھتا ہوں' جو ہر ہفتہ آپکا قیمتی جواہر پڑھنے کے لئے میرے مکان پر آتے ہیں ' بلا استثنیٰ ہر شخص الهلال کے صفحات پر وجد کرتا ہے - جدا ہونے کہ نہ تھا سا تودا جسے آپ اٹھے جوں دل سے سنسنا رہے ہیں' تڑپ کر ایک تبسم درجہ تک نہ جائے اور ہندوستان کی موجودہ اامذہبی اور الحاد کی کڑکتی دھوپ سے آنے والے جسموں کو بچانے کے لیے اپنے تھنڈے اور گھنے سایہ میں پناہ نہ لیں - میرے دماغ میں خیالات کے ہجوم ہیں' مگر قلت فرصت سے مجبور ہوں- اس ایک جامع و مانع شعر پر اختتام کرتا ہوں -

ادا آنکی نمک پاش جراحت ایسی ہوتی ہے
کہ دل اندر سے بول اٹھتا ہے لاحول ایسی ہوتی ہے

(ایک بزرگ از راجپور)

ابتدائے اشاعت سے الهلال کے کل پرچے بغور مطالعہ کئے - اور گو سب نہیں تو اکثر تو ضرور دوست احباب کو بھی دکھائے - قسم بخدا جس نے دیکھا حیران ہوگیا - میں نہیں جانتا کہ آپکے زبان و طرز تحریر میں کیا جادو ہے ' جو ہر ایک شخص کے دل پر ایک خاص اثر ہوتا ہے - یقیناً یہ تاثیر آپکی سچی قومی خدمت و ہمدردی کا نتیجہ ہے - خداوند عالم آپکو تا ایں خلوص و محبت ہمیشہ زندہ و سلامت رکھے -

آپنے جو اصول الهلال میں قرار دئے ہیں' وہ دراصل اسلام اور مسلمان بننے کے اصول ہیں پھر یہ کسطرح ہوسکتا ہے کہ کوئی مسلمان (خواہ وہ آپکی صحبت نہ رہے دل کی حالت سے واقف ہو یا نہ ہو- مگر انکا دوست ہو یا دشمن ہو- مگر شرط یہ ہے کہ نور ایمان سے اسکا دل منور ہو) اس سے اختلاف کرے ؟

مجھکو نہ صرف آپکی اصول ' بلکہ جملہ طرز عبارت و حرفیات سے تا بکل اتفاق ہے - اور میں بالحروف تردید صاف لفظوں میں کہتا ہوں کہ جس لوگوں کو آپکی تحریر تلخ اور کڑوی معلوم ہوتی ہے وہ الحق مر کا مقتضی ہے' آپکی تحریر کا اسمیں کوئی قصور نہیں -

(آئیندہ نمبروں کیلئے جو تصویریں طیار ہیں)

(اُن میں سے بعض کی فہرست)

(مشاہیر)

۱ امیر عبدالقادر الجزائری

۲ ابو الاحرار مدحت پاشا

۳ شیخ احمد السنوسی

۴ سید ادریسی امام یمن

۵ امیر علی پاشا بن عبد القادر الجزائری

۶ امیر عبدالقادر ثانی بن امیر علی پاشا

۷ هر اکسلنسی محمود شوکت پاشا

۸ معاهد دستور و حریت تذاری نک

۹ اوراهدم ثریا نک کماندر شرفی طرابلس

۱۰ ڈاکٹر نہاد سرای نک رئیس هلال احمر قسطنطنیه

۱۱ سولہ برس کی عمر کا ایک عثمانی مجاهد

۱۲ قسطنطنیه کی موجوده زیارت

۱۳ ایرانی مجاهدین کا مامم سرا

۱۴ ایرانی مجاهدین کا حمله

۱۵ تنک ناشی نشانه ے

۱۶ منصور پاشا مدعوث تذاری

(مناظر جنگ)

۱۷ طرابلس میں مسجدی تهذیب کے چار حوذن مناظر

۱۸ اٹالین هوائی جہاز سے مجاهدین کے کمپ پر کاغذات پھینک رہے ہیں

۱۹ طورق کا معرکه

۲۰ منصور پاشا مجاهدین طرابلس کے سامنے تحریر کر رہے ہیں

۲۱ تیرون تینک کی شکسته دیواریں

۲۲ روڈس میں اٹلی کا داخله

طرابلس میں اٹالین کمپ

۲۴ طبروق کے عثمانی کیمپ کے افسر

۲۵ مجاهدین کی عورتیں اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۶ تبریز میں روسی لشکر کی لعنت

۲۷ ادر بائیجان میں روسی داخله

۲۸ ایران کے سردران قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا قتل عام

۳۰ طنجه میں قبائل کا حمله

۳۱ فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر و تصاویر)

۳۲ عثمانی پارلمنت کا افتتاح

۳۳ سلطان المعظم پارلیمنت میں

۳۴ عید دستور

۳۵ روڈس کے بعض مناظر

۳۶ ڈارڈینلز کا ایک منظر

۳۷ هلال احمر مصر کا گروپ

۳۸ مراسم کی هلال احمر کا طبی وفد

* * *

۳۹ دونده میں ایک اسلامی اثر قدیم کا انکشاف

۴۰ سنه ۷۰ هجری کی ایک تحریر کا عکس

۴۱ حکیم مومن خاں "مومن"

۴۲ نواب ضیاء الدین خاں "ضیاء"

۴۳ مرزا صائب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحه

۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط

۴۵ بہادر شاہ کا بستر مرگ

الہلال

روزانہ

— —

جو ہفتہ وار الہلال کی صوری و معنوی خصوصیات
کے ساتھ عنقریب شائع ہوگا

— * —

ہر مقام پر ایجنٹوں کی ضرورت ہے
جنکو غیرمعمولی کمیشن دیا جائے گا - درخواستیں بہ
جلد آنا چاہئیں

— * —

هذا بيان للناس ، و هدى و موعظة للمتقين
(۳ : ۱۳۲)

البیان

— * —

دفتر الہلال کا ماہوار رسالہ

جسکا اصلی موضوع یہ ہوگا کہ قرآن کریم اور اسکے متعلق تمام علوم و معارف پر
تحقیقات کا ایک نیا ذخیرہ مہیا کرے ' اور ان موانع و مشکلات کو دور کرنے کی
کوشش کرے ' جنکی وجہ سے موجودہ طبقہ رور رور قرآن کریم کی تعلیمات سے
نا اشنا ہوتا جاتا ہے لیکن ساتھ ہی تقریباً آٹھ ابواب اور بھی ہونگے جنکے
نیچے مختلف موضوع و بحث کے علمی و مذہبی مضامین شائع کیے
جائیں گے - ضخامت ' وضع و قطع ' اور حسن طبع و حروف کی
نسبت اسقدر کہدینا کافی ہے کہ انشاءاللہ الہلال کی طرح
وہ بھی آردو پریس میں پہلا ماہوار میگزین ہوگا
و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱۔۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

۱۶-۱۷

کلکتہ : چہارشنبہ ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۳۰ ہجری
Calcutta Wednesday, November 6, 1912

جلد ۱

الہ لال

— * —

سرح اجرب اشہارات

— * —

ایک مرتبہ لئے محساب	فی صفحہ	۲۶ روپیہ	فی کالم	۱۴ روپیہ	نصف کالم	۸ روپیہ
ایک ماہ	"	۲۲ "	"	۱۲ "	"	۷ "
تین ماہ	"	۱۸ "	"	۱۰ "	"	۶ "
چھہ ماہ	"	۱۵ "	"	۸ "	"	۵ "
ایک سال	"	۱۲ "	"	۶ "	"	۴ "

متفرق اشہارات جو نصف کالم سے بھی کم ہوں ' اج کے حساب سے لئے جائینگے' بحساب فی سطر اج دس آنہ -

تائدتل پدج کے پہلے صفحہ پر بارہ انچ تک کا اشہار لگا جاسکتا ہے لیکن اسکی اجرت ہر مرتبہ لئے دور ے صفحہ کی' بعے ۲۶ روپیہ لی جائیگی -

مختصر اشہارات اگر رسالے کے اندر جگہہ نکال کر دئے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت سے پچاس فیصدی زیادہ ہوگی - اگر اشہار کا تلاک بنوا کر' یا کسی تصویر کے تلاک کے ساتھہ درج کرانا مقصود ہو تو تلاک کی اجرت اسکے علاوہ ہوگی ' اور اسکی بنوائی دس اے مربع انچ کے حساب سے لی جائے گی - چھاپنے کے بعد وہ تلاک پھر صاحب اشہار کو دیدیا جائیگا اور ہمیشہ اسکے لئے کارآمد رہیگا -

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمائش کے مطابق آپکو جگہہ دیدیں ' البتہ حتی الامکان کوشش کی جائے گی -

(۲) اشہار کی' اجرت ہمیشہ پیشگی لی جائے گی اور کسی حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) مدیر کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اس خبر کا جو جزو کے اقسام میں داخل ہو' تمام منشی مشروبات کا ' مخش امراض کی دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو' کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين — القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ — ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7-1, Macleod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

جلد ۱ — کلکتہ: چہارشنبہ ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۳۰ ہجری — Calcutta Wednesday, November 6, 1912 — نمبر ۱۶-۱۷

فہرس

شذرات	۲
افتتاحیہ	۵
الفسطاط المسدسہ (۲)	
تصویر صورۃ طرابلس	۹
موضوع بحث	
سکون عثمانیہ	۱۰
الفعال او الاسباب و الاستقلال	
تصاویر طلبا و مستخدمین مدارس مظاہرہ	
قشقچی کی داستان	
روس اور اس کی ڈاک کی مختصر تاریخ	
حکایات	۳
حیوانات اور انسان (۱ ث نقص)	
مراسلات	۴
رپورٹ اور انسان	
جامعہ اصلاح اسلام	
۔ وب اصلاح مسلمین	
مسلمانان اسلام اور اتحاد الہلال کی تقریر	۱۶
عقیدہ الہلال	۲۱

تصاویر

۱ سلاسی عم ناصر	
موضوع سوال	
سوال ۔ ۔ ۔

شذرات

یا قومنا اجیبوا داعی اللہ ! !

— * —

قل ان کان اٰباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموها وتجارة تخشون کسادها ومساکن ترضونها احب الیکم من اللہ ورسولہ وجهاد فی سبیله فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ واللہ لا یهدی القوم الفاسقین (۹ : ۲۴)

اے مسلمانو ! اگر تمہارے باپ ' تمہارے بیٹے ' تمہارے بھائی ' تمہاری بیویاں ' تمہارا خاندان ' تمہاری مال و دولت جو تم نے کمائی ہے ' وہ کاروبار جسکے نقصان کا تم کو ہر وقت اندیشہ رہتا ہے ' اور وہ مکان و جائداد ' جو تمہارے مطلوب و مرغوب ہیں ' اگر یہ تمام چیزیں تم کو اللہ ' اسکے رسول ' اور اسکی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز و محبوب ہوں ' تو دیں الٰہی کو چھوڑدو ' خدا اپنے دین کی حفاظت کیلئے تمہارا محتاج نہیں ہے ' یہاں تک کہ اللہ کو جو کچھ کرنا ہے ' وہ کر گذرے ' تم اپنی آنکھوں سے اُسے دیکھ لوگے - اللہ کی ہدایت ان کے لئے نہیں ہے ' جنکے دلوں میں نور ایمان کی جگہ فسق و نفاق بھرا ہوا ہے -

اسلام ہر مسلمان سے اپنے اُوپر حق کا طلبگار ہے - مسلمانوں کی نمازیں اور روزے اور تمام مالی و بدنی عبادات مقبول نہیں ہوسکتیں جب تک وہ حفظ کلمۂ توحید و ثغور اسلامیہ کیلئے جان و مال سے حصہ نہ لیں - پھر کونسی ہے جو آج خدا کو اپنے نفس و مال پر ترجیح دے ؟ ؟

— * —

والعادیات ضبحاً ' فالموریات قدحاً ' فالمغیرات صبحاً ' فاثرن به نقعاً ' فوسطن به جمعاً (۱) کہ آج مسلمانوں کی ہستی ' اور بقا کیلئے یوم الفصل سر پر آگیا ہے ' وما ادراک ما یوم الفصل ؟ (۲) وہ زندگی و حیات ' فنا و بقا ' اور عزت و ذلت کا فیصلہ کرنے والا ایک دن ہے ' جو آج ہمارے سامنے ہے ' اور اگر یہ سچ ہے کہ اندرنا نوپل کے اطراف و جوانب میں ترک رجمنوں کی لاشیں گررہی ہیں ' تو اسی اقسم باللہ العلی العزیز ' کہ وہ مسلمانوں کی مجسم ہستی ہے ' جسکے حلق کی رگیں کٹی ہوئیں ' اور جسکے رجموں سے سیلاب خوں رواں ہے ' ہذا یوم الفصل ' الذی کنتم به تکذبون (۳)

پھر سوال یہ نہیں ہے کہ ہندوستان کے مسلمان کیا سوچ رہے ہیں ؟ بلکہ پوچھنا یہ ہے کہ اور کونسے وقت کے منتظر ہیں ؟

اس صداقت کیلئے اب کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے یہ اگر خدا نخواستہ ترک اس ابتلائے عظیم کو برداشت نہ کرسکے ' تو انکی موت کا ماتم تمام عالم اسلامی کے حصارے سے اٹھے گا دل ہوگا - مسلمان یاد رکھیں کہ وہ ہندوستان میں ہوں یا چین میں ' انکی ملی عزت کا حریص رمق باقی ہے ' وہ صرف حادثہ قسطنطنیہ کی پرابتذال ہستی کا نتیجہ ہے - جس دن یہ مرکز اپنی آخری جگہ سے ہلا ' انکا حال نجدیہ وہابی ہوجائے گا ' جو آج یہودیوں کا وہ دیکھ رہے ہیں - پھر انکے پاس دولت ہے - انکے پاس یہ بھی نہیں فریب علمہم الدلة والمسکنة ' وباؤ بغضب من اللہ

اگر سپاہی کیلئے جنگ کی گھڑیوں میں بستر کا آرام حائل نہیں ' اگر اس گھر کے رہنے والوں پر سونا حرام ہے ' جسکے دروازے پر ڈاکوؤں کے گرز پڑ رہے ہوں ' اگر اس مکان کے سونے والوں کو اٹھنا چاہئے ' جسکی چھت میں آتشزدگی کے شعلے بھڑک رہے ہوں ' اور اگر مسلمانوں کے دلوں میں اس آگ کی ایک چنگاری بھی باقی ہے جو نیرہ سو برس ہوئے ' وادی ام القریٰ میں بدر اور حنین کے میدان نے حمایت توحید کے لئے مشتعل کی تھی - تو خدا کے لئے صحیح دلائل کہ غلبہ شکنی کا وقت کب آئے گا ' جسکے انتظار میں ایک مسلمان دورکعت نفل پڑھ رہے ہیں ؟ کیا مسلمان اُس وقت کا انتظار کررہے ہیں ' جب مشرکین نورِ قسطنطنیہ کی مسجدوں کے مینار پر جہاں چھ سو برس سے صدائے توحید کی شہادت دی جاتی ہے ' صلیب نرسنگی کا جھنڈا اُسی طرح لہرا نہیں گے - جس طرح کل کی رات ہے کہ (نرمہ) کی جامع مسجد کے مینار پر نصب کیا گیا تھا ؟ وبالعکس صب قبل هذا وکتب نسخاً مخطوطاً ! ! (۱)

مسلمانان هند ! اخیر وقت

ساعت فیصلہ کی آخری منزل ' فرض مفقود ' فرض فاضل ' اور فرائض سامنے ہیں - فرضوں کی فہرستیں ' اتحاد اسلامی ' اخوت دینی ' مدد کی ضرورت سنا رہی ہیں ' اور اسی طرح کی تمام باتیں سن چکے ہیں اور کہہ چکے ہیں ' اب وقت آخری ہے ' اور اگر مسلمانوں کو ابدی ہستی کی ضرورت نظر آتی ہے ' تو بعد ایک لمحہ ضائع کئے انہیں آخری فیصلہ کردینا چاہئے نہ انکا فرض کیا ہے ؟

اسلام ایک عمومی فرائض ہے ' جو ہر زمانہ نے دعوے اللہ کی طرف سے خاص فرائض عائد کردیتا ہے - ان فرائض میں جس طرح پہلا فرض ایمان باللہ ہے ' بالکل اسی طرح آخری فرض "جہاد" ہے ' جو جان اور مال کے ہر ممکن ذریعے ادا کیا جائے ' اپنا نفس ' اور اپنے خون بہا - جس طرح پانچ وقت کی نماز ہر مسلمان پر فرض ہے ' اسی طرح فرض جہاد کو ادا کرنا بھی اسکے لئے ایک حکم اجباری ہے ' نہ کوئی انکار کرسکتا ہے -

اس فرض کے ادا کرنے کی تین صورتیں ہیں جہاد مالی ' جہاد زبانی ' اور جہاد نفس و جان :

وجاهدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل اللہ (۸ : ۷۲)

اپنے مال اور اپنی جان سے راہ الٰہی میں دفاع اعدا کے لئے کوشش کرو -

اور ایک حدیث صحیح میں جسکو امام احمد ' ابوداؤد ' نسائی ' اور ابن حبان نے حضرت انس سے روایت کیا ہے ' جامع الفاظ میں فرمایا :

جاهدوا المشرکین باموالکم وانفسکم والسنتکم

دشمنوں کے مقابلے میں مدافعت کی کوشش کرو ' اپنے مال سے ' جان سے ' اور زبان سے -

(۱) قسم ہے مجاہدین کے ان گھوڑوں کی ' جو میدان جہاد میں دوڑتے دوڑتے ہانپ جاتے ہیں پھر پتھروں پر اپنی ٹاپوں کے مارنے سے چنگاریاں نکالتے ہیں ' پھر صبح کے وقت دشمنوں پر چھاپا مارتے ہیں ' پھر اپنی تیز گامی سے غبار بلند کرتے ہیں ' اور دشمنوں کی صفوں میں در آتے ہیں (۲) اور تم جانتے ہو کہ یوم الفصل سے مراد کیا ہے (۳) یہ ہے یوم الفصل وہ فیصلہ کن دن جس سے اے عاملو تم انکار کرتے تھے -

جب کبھی بلاد اسلامیہ پر کوئی مخالف حملہ کرے ' اور انکی حفاظت خطرے میں ہو ' تو اُس وقت ہر مسلمان پر احکام خمسۂ اسلام کی طرح فرض ہوجاتا ہے ' کہ ان تینوں قسم کے جہاد کیلئے جس حال میں ہو ' اٹھہ کھڑا ہو ' اور اگر ایسا نہ کرے ' تو اسکی تمام عبادات مالی و بدنی باطل و بے سود ہیں ' کیونکہ نماز اور روزہ اُسی وقت تک ہے ' جب تک کلمۂ توحید کو بقا ہے ' لیکن جب خود خطرے میں ہو ' تو شاخیں قایم نہیں رہسکتیں -

آج جس حالت کو ہم اپنے سامنے دیکھرہے ہیں ' وہ احکام و شرائط شریعت کے مطابق ٹھیک ٹھیک فریضۂ جہاد دفاع کا وقت ہے - اعلان جنگ کے ساتھہ ہی ہندوستان کے ہر مسلمان پر جہاد شرعی فرض ہوگیا ہے ' اور وقت آگیا ہے کہ اسلام اپنے پدروں سے اخری فرض کے ادا کرنے کا طالب ہو ' جسمیں سب سے پہلے جہاد لسانی و مالی ' اور سب کے اخر جہاد جان و نفس ہے -

میں یہ سطریں لکھہ رہا ہوں ' اور صرف یہ جانتا ہوں کہ قلم سے جو کچھہ نکل رہا ہے ' ایک حکم دینی کا اعلان ہے ' اور نہیں جانتا کہ مصلحت کس کی مقتضی ہے ؟ ممکن ہے کہ کسی موقعہ پر ایک مسلمان کیلئے نماز جمعہ کے موقوف کردینے ' اور نماز کا لفظ زبان سے نہ نکالنے میں مصلحت ہو ' لیکن میں مسلمان ہوں ' اور احکام اسلام کا اتباع ہر مسلمان پر فرض جانتا ہوں ' اسکے سوا صحیح کچھہ نہیں معلوم اور نہ علم کی آرزو -

ہندوستان سے باہر کے اسلامی مصائب کی نسبت ہمیشہ مسلمانان ہند سے یا تو کفر صریح سے کام لیا ہے ' یا نفاق سے - جن اشرار و اشقیا نے کہا کہ ہمیں خلافت عثمانی سے کوئی تعلق نہیں انہوں نے کفر کو خوش دیے کیلئے اسلام کو رخصتی کہا ' اور جنہوں نے اپنی ہمدردی کو انسانی ہمدردی ' یا نہب عمب کی تو صرف دینی اخوت تک نہیں کو خیرباد کہا ' انہوں نے گو اسلام کو پسند کیا ' مگر کفر کے خوف سے ڈرگئے ' حالانکہ نہیں چاہیے کہ وہ صرف خدا سے ڈریے واللہ احق ان یخشوہ ان کنتم مومنین -

اگر میں کہہ سکتا کہ دفاع کی نماز مسلمانوں پر فرض ہے ' مگر عصر کی نہیں ' تو کہہ سکتا کہ مسلمانوں پر جہاد دفاع بھی فرض نہیں ہے -

اولیں کام

پس شریعت حقہ اسلامیہ حکم دیتی ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ کیلئے مستعد ہوجاؤ - اس وقت پر پہلا کام جہاد لسانی ہے کہ جو کہ قلوب حاسدہ عناد اور بغض ' اور دعوۃ الی اللہ و للمحبۃ کے لیے ہر زبان اللہ کی بحسی ہوئی گویائی کو اسی کے لیے وقف کردے ' اور علی الخصوص اُن عداوتوں داخلی و خارجی کے پیدا کیے ہوئے وسواس کے دفع و رفع کے لیے شمشیر مجاہد بن جائے ' جنہوں نے مسلمانوں کے لیے طرح طرح کے گمراہ کن سیاسی و وطنی اشغال پیدا کرکے انکو حفظ اسلام و تعمیر اسلامیہ کی سعی سے عاجل کردیا ہے -

دوسرا اقدم و اجل جہاد ' جمع مال و مراهمی زراعانت ہے ' جو فی الحقیقت میدان جہاد کی تقویت کیلیے کم از معتد فوج و کمک مجاهدین نہیں - اسمیں شک نہیں کہ یہ فرض تقریباً تمام مسلمانوں کے پیش نظر ہے ' اور ہر طرف سے ہلال احمر مدد کی صدائیں آرہی ہیں ' لیکن ابتک جو رہا رہی ہے اور جو پچھلا تجربہ طرابلس کا پیش نظر ہے ' اسکو دیکھتے ہوے بظاہر کسی رقم کثیر کی مراهمی کی امید نہیں -

ہر مسلمان کو اب جلد وہ ذریعہ سوچنا چاہیے کہ بغیر انتظار وقت کے کوئی قابل ذکر مالی مدد ہندوستان سے بھیجی جاے -

مسلمان اگر علی گڈھ یونیورسٹی پر اسلام کو ترجیح دیں

مسلمان اگر علی گڈھ یونیورسٹی پر اسلام کو ترجیح دیں ' اگر وہ سمجھیں کہ اسلام کے دم سے علی گڈھ ہے ' مگر علی گڈھ سے اسلام کی زندگی نہیں ہے ' تو وہ اس وقت حفظ کلمۂ اسلام کے لیے بغیر کسی مشکل میں پڑے تیس لاکھہ روپیہ کی شاندار مالی خدمت انجام دیسکتے ہیں - ہاں لیجیے کہ مذکورہ یونیورسٹی ایک نعمت لازوال ہے ' لیکن نفس اسلام کے بقا کو کچھہ تو اس پر ترجیح دینی چاہیے -

میں اُن لوگوں کے دلوں کی حالت حاسدے کیلیے عام نظروں سے بہتر قیاس کرتا ہوں ' جو آج مسلمانان ہند کی مسند راهنمائی و ریاست پر متمکن ہیں (فی قلوبہم مرض ' فزادہم اللہ مرضا) جس آئینے مجھا خطاب نہیں ' اور نہ انخطاب سے کوئی نتیجہ حاصل ' البتہ عام مسلمانوں سے بصد الحاح کرتا ہوں کہ اس وقت ہماری نظر سو برس کی غرب خورد نے کے قریب بھی ڈوب رہی ہے ' وقت تخمینوں اور دعووں کا نہیں ہے ' اولیں کام روپیہ کی اعانت ہے اور تیس لاکھہ روپیہ آپکے پاس فراہم شدہ موجود ہے - پس یہ کہنا بے معنی اور کسی دل اور روح کی صدا ہے کہ رحمی ترکوں کی زبان سے العدس ' العدس ! کی صدائیں آرہی ہیں ' انکے پاس بھی کا ایک انبار حرص موجود ہے ' مگر اُن نشنہ کاموں کو اُس سے ایک قطرہ بھی نصیب نہیں ؟ اپکے گھر میں آگ لگ گئی ہے ' پھر یہ کہنا ہے کہ آب پاشی کو کوتھروں میں مقفل کررہے ہیں ؟ کمبخت یونیورسٹی مسلمانوں نے کیا کام آے گی ' جب آج قلی بری اور فوج فلسفی کے میدانوں کے رجمنٹوں کو اسکے حق سے صرف ایک لاکھہ روپیہ بھی نصیب نہیں ؟ میں کیا کہا ہوں ؟ حالانکہ یہ الفاظ و عبارے مطالب کے اظہار کے لیے کافی نہیں ' مجھکو کہنا چاہیے کہ اللہ اور اسکے ملائکہ کی لعنت ہو اُس یونیورسٹی پر ' جسکا تیس لاکھہ روپیہ ہندوستان کی لعنتوں میں جمع ہو ' اور مسلمان رجمنٹوں کی صفوں میدان قتل کیے طرف ڈرنی میں اتنی دیر رہی ہوں !!

در دانہ نسلگان ہندوستان - در دخلہ ہاوہ مقرر آب

لیکن قوم کو یونیورسٹی عزیز ہے ' گو وہ اسلامی اور اسلام کا ایک لفظ بھی نہ ہو ' لیکن اے احباب ملت اہم موقع ہیں ' اور ہم کو ہر حرکت سے پہلے اسلام کو رکھنا چاہیے ' جو حب آج اور حب سے بھی زیادہ ہمارا فرض اولیں کی مدد ہے ' تو ہم یونیورسٹی کی کہ جسکے سر کھجانے میں ہم نے سنا ہے کہ ایک لاکھ کام کیلئے دوسرے اچھے کام کو خیرباد کہنا ضروری نہیں اور مسلمان ترکوں کیلئے بھی روپیہ جمع کرلیں ' دا لے ل مغالطہ ہے - کیونکہ آج مسلمانوں کے لیے اور تک کام بھی نہیں باقی رہے ؟ انکے لیے اس وقت ایک ہی تک کام ہے ' بعد حفظ اسلام و جہاد فی سبیل اللہ - پس اگر مسلمان ترکوں کیلیے روپیہ جمع کررہے ہیں ' تو اور زیادہ کرنا چاہیے - لیکن یہ تیس لاکھہ بھی کیوں نہ اس ایک ہی مقدم نیکی کیلیے وقف کردینا چاہیے ؟ جو ضرورت اس وقت درپیش ہے ' اسکے لحاظ سے تیس لاکھہ روپیہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا - مسلمان اپنی اعانت کی پہلی قسط اس جمع شدہ تیس لاکھہ کو قرار دیں ' اور اسکے بعد اپنی دوسری قوت ایک دوسری قسط کی مراهمی کیلیے وقف کردیں -

یونیورسٹی کیلیے روپیہ مسلمانوں نے دیا ہے ' اور شرعاً و قانوناً انکو حق حاصل ہے کہ ہر شہر میں جہاں سے روپیہ گیا ہے ' ایک ایک جلسہ کرکے یونیورسٹی کمیٹی کو اپنی رائے بھیجدیں ' کیا چاہیں تو

اخبارات کے ذریعہ مطالبہ کریں - رہی یہ بات کہ جن لوگوں نے ایک ایک لاکھ روپیہ کی رقمیں دی ہیں' وہ اسے گوارا نہ کرینگے' تو جو لوگ اس حسابی کے ہوں وہ فوراً اپنا اپنا روپیہ واپس لیکر ہماری راہ سے ہٹ جائیں' اور اپنی شرکت کی بدولت تمام مسلمانوں کی اسلام دوستی کی امید میں کو مطعون نہ کریں - خدا اپنے کلمۂ توحید کی مخاطب کیلئے ایسے معاملوں کی اعانت کا محتاج نہیں ہے - جن لوگوں کی دولت اعلاء فی سبیل الشیطان کے لئے ہے' انکو اعلاء فی سبیل اللہ کی توفیق کب ملسکتی ہے ؟

آج ہی ہم نے کسی اخبار میں پڑھا ہے کہ لاہور کے ترکوں نے قوم کی سرپرستی سے شروع کرکے الاخر ایک جلسہ کیا اور کل چار ہزار روپیہ اسمیں جمع ہوا !

ان میں ایک سب سے بڑے دولت مند نے ایک ہزار روپیہ چندہ دیا' حالانکہ کل کی بات ہے کہ اسی شخص نے ٹرپولی کیلئے پچاس ہزار روپیہ دینا بھی درحقیقت نہ جتنے ایک لاکھ تھے' ہمیں ان لوگوں کے دلوں کو تولنا جانا سکتا ہے کہ اسمیں دینا کی ہوسناکی کس قدر ہے اور خدا کی ترسناکی کس درجہ ؟

ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ ہندوستانی مسلمانوں کے اس مصرف کی نسبت کیا اسلام حوالہ طلب ہیں' جو آج ہائیڈ پارک میں اپنی آواز بلند کرتے ہیں ؟

معاصر دعائی اور معاندہ ہمدردی

ہمارے دانی دوست مسٹر محمد علی بی اے نے مالی اعانت کی بعض آخبارات کا اخباروں میں اشارہ کیا ہے - انہوں نے وائسرائے ہند سے اجازت طلب کی تھی کہ ہندوستانی مسلمانوں کا فرسٹل فرض ریڈ دینا گورنمنٹ کے خلاف تو نہوگا ؟ اسکے جواب میں ارشاد ہوا ہے کہ کوئی مضائقہ نہیں -

غالباً ہمارے دوست کا مقصد اس اجازت طلبی سے یہ ہوگا کہ اُن لوگوں کیلئے' جو اپنے ہر عمل اور عقیدے کیلئے گورنمنٹ کے فتوے کے منتظر رہتے ہیں' کوئی عذر و حجت باقی نہ رہے' اور اسی غرض سے انہوں نے آغاز جنگ طرابلس کے موقعہ پر بھی مسئلہ کے دریافت کیا تھا کہ " مسلمانوں کا مقصد طرابلس کیلئے چندہ جمع کرنا گورنمنٹ کے خلاف تو نہوگا ؟ "

اس بنا پر انہوں نے جو روپیہ تار بھیجنے پر صرف کیا' وہ شاید بالکل ضائع نہ گیا ہو' ورنہ دراصل اس زحمت کے اٹھانے کی تو چنداں ضرورت نہ تھی - بلکہ ہمارے دوست معاف رکھیں' اگر ہم کہیں' کہ اس طرح کا استفتا ہمارے نزدیک مسلمانوں کی اُس قدیمی حس ملی کی توہین کا بعینہ ہے' جسکو آج کل لوگوں اور اخباروں کے اثار زندگی میں بھی نہ رہنے چھوڑے - اگر دنیا کے کسی حصے میں اسلام کے لئے خطرات پیش آئیں' تو مسلمانان ہند کا فرض دینی ہے کہ وہ اپنی جان و مال کو حفاظت اسلام میں صرف کردیں' اسکے لئے نہ تو وہ گورنمنٹ کی اجازت کے طالب ہوسکتے ہیں' اور نہ اسے عدم مداخلت میں رہ خدا کے سوا کسی کی پروا کرتے ہیں - آج تو ہم دیکھ رہے ہیں کہ خود انگلستان کے سواد اعظم مدبر ترک محرومیں کی مدد میں حصہ لے رہے ہیں' مصر میں الرڈ کچنر نے دو سو گنی روپیہ دیا ہے' اور خود وائسرائے ہند نے ایک ہزار کی رقم سے شمولیت کی ہے' لیکن ہمیں دیر تک اسے فرض کرلینے چاہیئے کہ خدانخواستہ کوئی دن ایسا آجائے کہ گورنمنٹ کی مصالح اسکو مجبور کریں کہ مسلمان

ہز اکسلنسی ناظم پاشا سپہ سالار افواج عثمانیہ

لڑائیوں کی مدد میں کسی طرح کا حصہ نہ لیں' تو کیا ہم گورنمنٹ کی خاطر اپنے خدا کو مجروح کریں گے' جس نے حفظ اسلام اور اعانت احوال ملت ہم پر فرض کردیا ہے ؟ ایک لمحہ' ایک آن' اور ایک دل کیلئے بھی نہیں' اور جو اسکے حسب گورنمنٹ کو توقع دلاتا ہے' وہ کذاب ہے' گورنمنٹ کو فریب دیتا ہے' اسکے دل میں کھر ہے' یا نفاق -

میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہمارا یہی خیال رہا' جو تاریخوں پہیم اطمینان اخلاؤ نہ کے آج نظر آرہا ہے' تو کچھ عجب نہیں کہ مسلمان مسجد کا دروازہ کھولنے' اذان دینے' نماز پڑھنے' اور رمضان کا روزہ رکھنے کیلئے بھی گورنمنٹ کی اجازت اور رضا کے منتظر رہا کریں گے اور جمعہ کے دن خطبہ منبر کے سامنے ہمہ تن انتظار ہوکر کھڑا رہے گا کہ شملہ سے تار آجائے تو خطبہ پڑھنے کیلئے آمادہ ہو !! وما لہا اولاء القوم لا یکادون یفقہون حدیثا ؟

ترکوں کو اس نازک موقعہ پر قرض دینے یا دلانے کی کوئی تحریک اگر کامیاب ہو' تو وہ بھی امر اعلاء فی سبیل اللہ نہیں' لیکن ہندوستان کے مسلمان ترکوں کو قرض دان نہیں' آج تو وہ دن ہے کہ مسلمانوں نے خود خدا سے بےشمار قرض کا طالب ہے

من ذالذی یقرض اللہ قرضا حسنا فیضاعفہ لہ اضعافا کثیرۃ (۲ : ۲۴۵)

ترجمہ - (۲ : ۲۴۵) کون ہے جو خدا کو قرض دے تاکہ پھر خدا اسکے قرض کو کئی کنا بڑھا کر دے ؟ حالانکہ خدا ہی روزی کم یا زیادہ کرتا ہے' اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے -

اگر ترکوں کو قرض بھی دلانا ہے' تو ہمارے دوست کانس اندھی کریں' کہ سفارس کرکے بیس لاکھ ہندوستانی مسلمانوں سے قرض دلادیں' اور پھر مسلمانوں سے کہیں کہ آسے ادا کرکے ترکوں کو قرض کی ادائگی سے بچانے کے ساتھ ہندوستانی کا حوالہ بھی بعد بعدو کے بڑھنے دیں -

میدان جنگ کی نسبت اس وقت تک دو جگر سوز خبریں آئی رہی ہیں' ان میں ایک مشروط تحریر لکھے جانے تھے " اور چونکہ اعتدالجدہ حصہ کمزور ہوچکا تھا' اسلئے شدت میں درج کرنے کا ارادہ تھا' مگر معاندہ صدر مصر کے اسے موقعہ پر جگہ دینے کی کہ اب صفحہ بڑھانے اور چھاپنے کا وقت بھی نہیں رہا - افسوس ہے کہ خبریں ہمارے آنے میں خود انکا تصادم اور اضطراب ادعا ہی انکے عدم وقوع کے لئے کافی ہے - ترکوں کو عالباً سقوطبری' عسکوب' مصطفے باشا اور وزیر فلاسی کو چھوڑنا پڑا' لیکن اسکے لئے انکی مجبوریاں واضح ہیں - جیسا کہ آجکے آس تار سے جو سرکاری طور پر عثمانی قنصلوں کے پاس بھیجا گیا ہے' معلوم ہوتا ہے - انکے ترکوں کو دوسرے فوجی اجتماع' اور مہیہ سامان کا موقع ہی نہیں ملا تھا' اسپرٹ مجروح کارافسروں کی نادانیوں' بارش کے سخت سیلاب' عدسائی عساکر کی فوج کی غداری' بعض افسوس ناک سوء اتفاق' اور رسد و سامان جنگ کی عدم فراہمی نے انکی مجبوریاں دگنی کردیں - اب بلغاریا کی تمام فوجیں ختم ہوچکی ہیں' آج کی تار میں " فوج کے ارہ لکھے " یہ بیان آگے نہ بڑھنے کیلئے خود بلغاریا نے بند کیا ہے - ایک تردد تار سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہے کہ ترکوں کا مدافعہ پہلو ختم ہوگیا اور اسے انکے حملے شروع ہونگے - پس مسلمانوں کو مایوس اور غمگین نہ ہونا چاہئے اور جنگ طرابلس کے انداؤ وسط کو یاد رکھنا چاہیئے -

الهلال

٦ نومبر ١٩١٢

— * —

القسطاس المستقيم

— —

لعنے مسلمانوں کی آئندہ شاہراہ مقصود

— * —

ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم، وان یخذلکم فمن ذا الذی ینصرکم من بعدہ ؟ ؟ وعلی اللہ فلیتوکل المومنون

(٣ ١٥٤) (١)

— • —

(٤)

ہاں وہ عنصر ہے ، کہ گشتی ندارد بازگشت
حرم را ابن خا عفریت ہست و استعمار دست

گذشتہ مطالب کے گوش گزار کردینے کے بعد ، اب صرف چند سطریں آرٹیکل کی باقی رہگئی ہیں ، اگرچہ سطح پر چھدے تو پوری داستان ہی باقی ہے ، اور شاید ہمیشہ باقی ہی رہے گی :

قصۂ عشق نشد زارہ نگفتند زہار
بگذارند کہ ایں نسخہ مکرر ماند

اس تخذیل کے نتائج

قدرتی طور پر سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ اگر اتنی تخذیلی عمل میں آگئی (وما ذالک علی اللہ بعزیز) ، تو اسکے نتائج کیا ہونگے ؟ اسی مضمون میں جن آئندہ خطرات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ، وہ کیا کیا ہیں ؟

لیکن غور کیجیے تو در اصل ہماری دعوت افادات فوائد و نتائج سے مستغنی ہے - ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ ہر وہ انسانی عمل جو تعلیم الہی کی ہدایت بخشی سے خالی ہے ، کبھی ضرور فلاح نہیں پاسکتا - اگر ہم اپنی دعوت کی خوبیاں ثابت نہ کر سکیں ، تو کچھ ہرج نہیں ، کیونکہ اسکے لیے یہی ایک خوبی کافی ہے کہ اور ونکی دعوت انسانوں کی طرف ہے ، اور انکی پکار تعلیم الہی کی طرف -

ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ — اور اس سے بہتر اور کسکی پکار ہو سکتی ہے ، جسنے اللہ کیطرف بلایا ، اعمال نیک انجام

---

(١) مسلمانوں ! اگر اللہ کی نصرت تمہارے ساتھ ہو تو پھر تم پر کوئی شے غالب نہیں آسکتی ، لیکن اگر اللہ ہی تم کو شکست دینا چاہے ، تو بتلاؤ کہ اسکے بعد پھر کون ہے ، جو تمہاری مدد کر سکتا ہے ؟ حقیقت یہ ہے کہ صاحبان ایمان تو صرف اللہ ہی پر اپنا کارو بار رکھتے ہیں اور اسی پر اعتماد کرتے ہیں -

(٢) یا کہ مسلم کی ایک مشہور حدیث میں کہا گیا ہے کہ ہر بچہ جو پیدا ہوتا ہے ، وہ اپنی فطرۃ اصلی پر ہوتا ہے جو اسلام ہے - لیکن پھر اسکے ماں باپ اور اسکے سوسائٹی اسکو اپنے اپنے مذہبوں کی تلقین کرکے فطرۃ اصلی سے دور کر دیتے ہیں -

وعمل صالحا و دے ، اور اپنے تئیں کسی انسانی دست سوال اپنی من کیطرف نہیں ، بلکہ خدا کی طرف منسوب کرکے المسلمین ( ) کہا کہ میں صرف " مسلم " ہوں -

انسانی اعمال و اقوال دوسرے انسان کیلیے محتاج تصدیق ہیں ، مگر خدا کی اور جب انسان کو مخاطب کرتی ہے ، تو وہ خود حق اور صداقت ہے اور اپنی تصدیق کیلیے کسی استدلال کی محتاج نہیں - اگر سچ کوئی متشکل وجود ہوتا ، اور بولتا ، تو کیا اس سے دلیل طلب کی جاتی کہ وہ سچ ہے ؟ آفتاب اگر کہے کہ میں روشن ہوں ، تو آپ اسکے جواب میں کیا کہیں گے ؟

ہم جلدی میں لکھ گئے کہ " ہمارا اعتقاد ہے " حالانکہ " ہر مومن قلب " کا یہی اعتقاد ہونا چاہیے - مومن کی تعریف یہ ہے کہ " وہ صحیح الفطرۃ انسان ، جسکی فطرۃ اصلی کا درق خارجی اثرات ضلالت سے بگڑنہ گیا ہو " کیونکہ انسان کی " فطرۃ اصلی " اور " اسلام " دو مرادف لفظ ہیں - اور فطرۃ انسانی کا اگر کوئی مذہب ہے ، تو وہ اسلام ہی ہے ، اسکے خلاف انسان کے جسقدر اعمال ہیں ، انہو خارجی اثرات کی پیدا کی ہوئی ضلالت سمجھیے - ہر ایسی ضلالت کو حدیث سرشت انسانی کے خلاف ہو ، قرآن حکیم " عمل الشیطان " سے تعبیر کرتا ہے کہ عمل رحمانی نہیں فطرۃ اصلی و ودیعت نمبر ہدایت و ضلالت ہے - کما ورد فی الحدیث المشہور کل مولود یولد علی فطرتہ (او علی فطرۃ الاسلام) وانما ابواہ یہودانہ و ینصرانہ (الی اخرہ) (١)

فاقم وجہک للدین القیم ، فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ ( ) — پس صرف دین قیم فطری کے ہو جاؤ ، وہ خدا کی قائم کی ہوئی فطرۃ ہے جس پر انسان پیدا کیا گیا ، اور خدا کی فطرۃ میں کبھی تبدیلی نہیں ہوسکتی -

پس ہر صحیح الفطرۃ انسان کیلیے وہ دعوت ایک ایسی صداقت بحت ہے ، جو کسی بحث و استدلال کی محتاج نہیں - نہ اسکے لیے کوئی نئی دعوت نہیں ہے ، بلکہ اسکے اندر کی اُس صدائے فطرۃ کا اعادہ ہے ، جو ہر آن و ہر لمحہ اسکے اعماق قلب سے اٹھ رہی ہے ، اور اُس نقش خلقت کا عکس ہے ، جو نقاش قدرت نے اُسکے صفحۂ قلب پر کھینچ دیا ہے - اگر ظاہر کے موانع ضلالت نے اسکے سامعہ کو معزول نہ کر دیا ہو ، تو جب کان لگائے ، اس آواز کو سن سکتا ہے - اور جب آنکھ بند کرے ، اس نقش کو دیکھ سکتا ہے :

ان فی ذلک لذکری لمن کان لہ قلب او القی السمع وہو شہید (٥٠ ٣٧) — اور اسمیں کتنی بڑی نصرت ہے اسکے لیے ، جو اپنے پہلو میں سوچنے والا دل رکھتا ہو ، اور جسکے سر میں سننے والا کان ہو -

البتہ یہ ضرور ہے کہ دستر خوان کے لذائذ کا اعتراف کرنے کیلیے ایک تندرست شخص کی زبان چاہیے ، نہ کہ ایک ایسے مریض کی ، جو رات بھر تپ محرقہ میں مبتلا رہکر دسترسے اٹھا ہو - اگر اپنے منہ کا مزہ بگڑا ہوا ہے ، تو آپ شہد کو حنظل ثابت کرنے سے پہلے بہتر ہے کہ اپنے کام و زبان کے دوری زعفہ کو حاصل کرنے کی کوشش کریں -

اعتاب احمد دلیل اعتاب

پس حقیقت اندیشي کي نظر ڈالیے ' تو اتباع تعلیم الہی کے داعي کے سر بحث و استدلال کا کوئی بار نہیں ہے ' اس نے جس وقت یہ کہا کہ تعالوا الي ما انزل علی الرسول [اس تعلیم کی طرف آؤ جو خدا نے اپنے رسول کریم پر اتاری] تو وہ اسی وقت سکندرش ہو گیا ' کیونکہ اگر اسکی دعوت دلیل کی محتاج بھي ' تو اس نے دعوے کے ساتھہ دلیل بھی پیش کردي - روشنی کے لیے یہی دلیل ہے کہ وہ روشنی ہے - اسکی صداقت کی اس سے بڑھکر کہاں صدق کیا ہو سکتی ہے کہ وہ انسانوں کی طرف نہیں بلاتا بلکہ داعی الی اللہ و ما نزل علی رسولہ ہے ۔

تعالوا الی کلمة سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ( ) اس تعلیم کی طرف آؤ جو ہم میں اور ہم میں مشترک ہے ' یعنی خدا کے سوا کسی کے آگے سر نہ جھکاوے

تاہم کیا کیجیے کہ بدبختی سے زمانہ وہ آگیا ہے ' جبکہ ایک مسلمان کے آگے اسلام کی خوبیوں کو ثابت کرنا دو سو ایک مسئلے کے زیادہ ضروري ہے - جس نصف النہار کي دھوپ میں کھڑا ہوکر ایک حریف آفتاب سے مقابلے کی انکھیں لڑاتا ہے - اور پوچھتا ہے ' کہ اس کے روشن ہونے کا ثبوت کیا ہے ؟ پاس کسی کو نہیں ہے مگر پانی سے پوچھیے ہیں کہ اسے کیوں نشنگی کملیے معبود تسلیم کیا جاے ؟

حریف کاوش مژگاں چوں ریزش نئی زاہد
بدست آور رگ خارے و بشتر را تماشا کن !

بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ اس دعوت کے نتائج پر بھی ایک سرسری نظر ڈال لیں - روشنی کی برکتیں کسے معلوم نہیں ' مگر پھر بھی آب نار بار دھرا دھرا کر کہے جائیں تو بہتر ہے ' کیونکہ لوگوں نے تاریک غاروں اور تہہ خانوں کو اپنا نشیمن بنا لیا ہے - کذالک نصرف الایات لعلھم یتذکرون [اور اسی لیے ہم بار بار دھرا کر موعظت و تذکیر سے کام لیتے ہیں ' تاکہ لوگ سوچیں اور غور کریں] -

ہماری دعوت در اصل تین حصوں پر مشتمل ہے

(۱) مسلمان اپنے تمام اعمال میں جبتک کوئی عملی مذہبی دستبرداری پیدا نہیں کرینگے ' محض سیاسی یا تعلیمی تعرقات و ترقیات انکے لیے سودمند نہیں ہو سکتیں -

(۲) تعلیم ' معاشرت ' اور سیاست میں انکو بنیاد اتباع اقویم کوئی راہ اختیار نہیں کرنی چاہیے ' بلکہ بنیاد مذہب -

پہلے حصے کو ہم مؤخر رکھکر سردست دوسرے ٹکڑے پر ایک مختصر بحث کرنی چاہتے ہیں -

ہم نے گذشتہ نمبر میں کہا تھا کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے نئی تعلیم یافتوں کے ہاتھہ پر جھوٹ دیں

می نرد ہرجا کہ خاطر خواہ اوبہت

اب دیکھنا یہ ہے کہ اگر ہم ایسا کریں ' تو تعلیم ' معاشرت ' اور پالیٹکس میں قرآن ہم کو کس طرف لے جائے گا ؟ تعلیم میں ہم آج جو علوم و فنون حاصل کرنا چاہتے ہیں ' اور جو مقصد ابتدائي ہمارے پیش نظر ہیں ' مذہب کي راہ سے بھي وہاں تک پہنچ سکیں گے یا نہیں ؟ اور اگر پہنچیں گے ' تو خالص تعلیمی تحریک اور اس تحریک میں کیا فرق ہوگا ؟ معاشرت میں اسکا ہاتھہ ہمیں کہاں لے جائے گا ؟ اور جو زندگی ہماري ہوگی ' وہ بیسویں صدي کی معاشرتی ضروریات سے مطابق ہوسکے گی یا نہیں ؟ پالیٹکس میں اسکی تعلیم کیا ہوگی ؟ وہ علامانہ محکومی کو مصلحت انسانی قرار دیگا ' جیساکہ ابتک مسلمانوں کا حال رہا ' یا آزادی و خود مختاری ' جمہوریت و مساوات کا ولولہ پیدا کریگا ' جسکی طرف موجودہ تعرات کا عام رجحان ہے ؟ اور پھر بالفرض تعلیم قرآن و اسلام کی راہ سے ہم نے ایک آزادانہ پولیٹکل پروگرام مرتب بھی کرلیا ' تو اسمیں مریت و مصالحت کیا ہوگی ' کیونکہ یہی شے ہم مذہب سے الگ رہکر ' یورپ کی موجودہ جمہوریت کے اتباع ' اور ہمسایوں کی نظیر سے بھی حاصل کرسکتے ہیں ؟

یہ سوالات ہیں ' جنکا جواب دینا اس حصہ بحث میں ضروری ہے

لیکن تعلیم اور معاشرت سے پہلے ہم چاہتے ہیں کہ پالیٹکس کی شاخ پر نظر ڈالیں ' کیونکہ گو ابتک مسلمانوں کی اصلاح پر ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گذرا ' کہ تعلیم اور معاشرت کی اصلاح مذہب کی راہ سے شروع کی گئی ہو ' مگر تاہم چونکہ نئے مصلحین کا سرمایہ اصلاح ابتک صرف تعلیم ہی رہا ہے ' اسلیے گاہ گاہ انکے ایوان تجدید میں در بناے مصالح جدید در جدید ' مذہب کو داریانی کی ضرورت بھی جاتي ہے ' اور چنداں بے اعتنائی پر اصرار بھی نہیں ہے - مسلمانوں کی حسب پر ابتک مذہب کی حکومت کچھہ باقی ہے کچھہ ہے اور اس صدد کملیے جدت کے حال میں سب سے زیادہ پرکشش مذہب ہی کا ہے -

واعظین و مصلحین حال میں بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو بظاہر اسلام و قرآن کے استعمال و ادعاک سے بالکل عدیم الفرصت رہتے ہیں ' اور قرآن کریم کے "حاصی تعلیم" "دین فطری" اور "مصلح اخلاق و معاشرہ" ہونے کے بہت سے دلائل اور اسناد اپنے لوگ زبان ہیں - بعضوں پر تو کانفرنسوں کی حاضری ہوتی ہے جب ہندستان جدید قومی کے عام واحد و نواقص طاری ہوتا ہے ' تو "فطرہ" اور "اسلام" کا پردۂ دفاعی و تعدد دلیلی مرتفع ہو جاتا ہے ' اور عالم اتحاد کے مشاہدات سے مدحوش ہوکر "الاسلام ھوالفطرہ ' والفطرہ ھی الاسلام" کا ترانۂ وحدت گانے لگتے ہیں —

یارب رسول حادثہ طوفاں رسیدہ باد
در حادثہ کہ حادثہ ہش نام کردہ اند

اسمیں شک نہیں کہ اسلام ایک دین فطری ہے ' الی فطر الناس علیہا ' اور تمام عالم میں کوئی انسانی فطرہ ایسی نہیں ہے ' جو اسلے ساتھہ جمع نہ ہوسکے ' لیکن اگر انسانی خلقت کے بعض نمونے ایسے بھی ہو سکتے ہیں ' جنسے اس دین فطری کے ان نئے مصلحین و واعظین کے ہیں ' تو پھر تو اسلام کی فطرہ کے مقابلے میں شکست تسلیم کرلینا ناگزیر ہے - کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض انسانوںکي فطرہ اسلام سے اسدرجہ مبتائن و متضاد واقع ہوئي ہے ' کہ آجتک انکي فطرہ اعمال کے ساتھہ یہ دین فطري ایک

دلمحہ کیلئے بھی جمع نہ ہوسکا' اور گروہ یورپ کے معترضین اسلام کو نمار کا فلسفہ' اور روزے کے دقائق مطریہ سمجھانے کیلئے پورے مستعد ہیں' مگر سوء اتفاق سے اس فلسفۂ و اسرار فطرۃ کو کبھی انکے ایوان اعمال میں بار یابی کی عزت نصیب نہیں ہوئی۔ [لہم قلوب لا یفقہون بہا ولہم اعین لا یبصرون بہا ولہم اذان لا یسمعون بہا اولئک کالانعام بل ہم اضل اولئک ہم الغافلون ۷ : ۱۷۹]

ان لوگوں کے دل اس دین فطری سے غافل ہیں اور انکے دوسرے اعمال ہیں جنکے وہ مرتکب ہوئے ہیں ۲۳ ۵]

اب ہم صرف اس حصۂ مبحث پر نظر ڈالتے ہیں کہ اگر مسلمانوں نے آئندہ کیلئے اپنا پولیٹکل پروگرام مذہب کی بنا پر قرار دیا' تو ایک خالص پولیٹکل تحریک کے مقابلے میں کیا نتائج مرتب ہونگے ؟

انتفاع شک اور انتفاع یقین

اولیں اور بنیادی شے جو دیکھنے کی ہے وہ یہ ہے کہ اگر ایک "راہ یقین" کی دعوت آپکو پکار رہی ہے' تو آپ "شک" اور "ظن" کی طرف کیوں دوڑتے ہیں؟ وہ پالیسی جو محض انسانی انتفاع اور نظر کی بنا پر قائم کی جائیگی' شک اور گمان ہوگی' کیونکہ انسانی دماغ کا ہر خیال شک ہے' خواہ اسکا نام محصور علم ہو' یا محدود تجربہ' اور یقین کا سرچشمہ اگر کوئی ہے' تو وہ "اسلام" یا "مذہب حقیقی" ہے۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے ہر جگہ کفر و ضلالت اور الحاد و دہریت کو "شک" اور "گمان" کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ کیونکہ انسانی دماغ کی انتہائی سرحد میں بھی اگر ڈھونڈھا جائے تو یقین کا پتہ نہیں مل سکتا۔ ایک ملحد فلسفی ہر جگہ میں شک کر سکتا ہے لیکن وہ کونسا ہے؟ لیکن اگر اس سے پوچھا جائے کہ کیا تمہارا یہ فلسفہ خود ایک قطعی حکم یقینی کہلا سکتا ہے؟ تو اسکا جواب اسکے پاس اچھا نہیں ہے۔ مگر مذہب ایک یقین کی دعوت لیکر آتا ہے' وہ حقائق اور وجود میں شک نہیں پیدا کرتا' بلکہ حقائق کے لئے ایک یقین اپنے ساتھ رکھتا ہے' اور کہتا ہے کہ

ہذہ سبیلی ادعوا الی اللہ	یہ ہے میرا طریقہ کہ اللہ کی طرف
علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی	بلاتا ہوں' میں یقین سے' جو
وسبحان اللہ وما انا	میرے' اور میرے ماننے والوں کا
من المشرکین (۱۲ ۱۰۸)	طریق الہی پر ہے۔

اس نے ہر جگہ منکرین یقین الٰہی کو سب سے بڑا الزام یہ دیا ہے

مالہم بذالک من علم	انکے پاس کوئی علم و یقین نہیں'
ان یتبعون الا الظن	سوا اسکے کہ شک اور گمان میں گمراہ
وان الظن لا یغنی من	ہو رہے ہیں' حالانکہ شک حق کے
الحق شیئا ( )	مقابلے میں کب ٹھہر سکتا ہے؟

دوسری جگہ کہا

ہل عندکم من علم فتخرجوہ	کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے' جو
لنا؟ ان تتبعون	ہمارے آگے پیش کر سکو؟ تمہارے
الا الظن' وان انتم الا	یہ ہے کہ کوئی نہیں' صرف اپنے
تخرصون (۶ ۱۱۰)	واہموں پر چلتے ہو۔

بلکہ اگر قرآن کریم پر تدبر و تفکر کی نظر ڈالی جائے' تو ثابت ہوتا ہے کہ "کفر" اور "شک" مکی اصطلاح میں ہم معنی الفاظ ہیں' اور وہ کفر کو ہر جگہ شک دوستی سے اور اسلام کو یقین و علم سے تعبیر کرتا ہے۔ (لیکن یہ اس بحث کا موقعہ نہیں)

پھر سوال یہ ہے کہ ادعاء و پذیرائی کی مسیحیت وہ تعلیم ہے' جو یقین اور اعتقاد بخشتی ہو' یا وہ' جسکا قدم ہر ماحصل شک اور ظن ہے ؟

افمن یہدی الی الحق احق	جو حق اور یقین کی راہ دکھلائے' وہ زیادہ اس بات
ان یتبع ' امن لا یہدی الا	کا مستحق ہے کہ اسکی پیروی کی جائے' یا وہ انسان'
ان یہدی ' فمالکم کیف	جو خود کسی راہ دکھلانے والے کا محتاج ہے ؟ تم
تحکمون ؟ وما یتبع اکثرہم	لوگوں کی عقلوں کو کیا ہو گیا ہے ؟ یہ کیسے حکم
الا ظنا ' ان الظن لا یغنی	لگا رہے ہو ؟ اصل یہ ہے کہ یہ لوگ صرف اپنے وہم
من الحق شیئا ' ان اللہ علیم	و قیاس کی اٹکلوں پر چلتے ہیں' اور ظاہر ہے کہ
بما یفعلون (۱۰ ۳۵)	وہم یقین کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکتا۔

عدم تغیر و استقلال رائے

ہم نے کسی گذشتہ نمبر میں لکھا تھا کہ مسلمانوں کو اپنی ایک ایسی پولیٹکل پالیسی طیار کرنی چاہیے' جو کبھی متغیر نہو' اور جسکی بنیاد ایک محکم عقیدہ ہو' نہ کہ بعض خارجی اسباب۔ لیکن مذہب کے سوا اور کونسا اعتقاد ہو سکتا ہے' جو تغیر و تبدل سے محفوظ ہو ؟ انسانی ارائے قیاس میں تغیر لازمی ہے' کیونکہ وہ ظنون و اوہام ہیں' اور خارجی اسباب و علل کے تابع' لیکن احکام الٰہیہ کی نہایی پہچان یہ ہے کہ وہ ایسی تعینات ہوں' جس میں کبھی تغیر نہو سکے۔ اگر کوئی مذہبی حکم متغیر ہو سکتا ہے' تو وہ اسکا مستحق ہی کب ہے کہ اسکو مذہب کے لفظ سے تعبیر کیا جائے ؟ وان تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔

پس اگر مسلمانوں کی موجودہ پالیسی انکے مذہبی اعتقاد پر مبنی ہوئی' تو جب تک انکے دلوں میں اسلام کا اعتقاد باقی ہے' اسمیں کبھی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ انکے ہمسایوں کی پالیسی بدل جائیگی' مگر انکی پالیسی بدل نہ سکیگی' کیونکہ جس راہنما کے ہاتھ میں انکا ہاتھ ہوگا' اسکی راہ ایک ہی ہے۔ اگر گورنمنٹ کی پالیسی میں تغیر ہو' تو اسکا بھی اُن پر کچھ اثر نہیں پڑ سکتا' کیونکہ اسلامی حکومتوں کے اصول حکمرانی ہی نہیں' بلکہ سرے سے حکومتیں بھی بدل جائیں' تو بھی اسلام نہیں بدل سکتا۔ اور اسلام نہیں بدل سکتا' تو ہر اس سے متاثر اور اسپر مبنی اعتقاد بھی نہیں بدل سکتا۔

تصادم احداث و راہ آرا

اب تک مسلمان ملکی ترقی اور آزادی کی تمام تحریکوں سے محروم کیوں الگ رہے' اسلئے انکو پولیٹکل زندگی کے سفر کی کوئی منزل متعین نہیں آئی۔ یہ منزلیں اتفاق سے طے شدہ اور مقرر ہیں' اور ہر محکوم قوم جو سیاسی زندگی حاصل کرنا چاہتی ہے' ضرور ہے کہ اسے ایک بار گذرجائے۔ بہرحال ان منازل کے ایک نہایت خطرناک منزل پولیٹکل مطالبات کا اصولی اختلاف و نزاع' اور اس بنا پر مختلف پارٹیوں کا قیام ہے۔ بعد اس منزل سے گذرے اس راہ کو طے کرنا تاریخ کے تجربے اور موجودہ واقعات کے مشاہدے کے لحاظ سے تقریباً محال ہے۔ ملکی آزادی کی خواہش کو جب دلوں میں پیدا

ہونے اور نشو و نما پانے کے لیے چھوڑ دیا جائے گا' تو پھر آپ کے پاس کوئی مقیاس الحرارت نہیں ہے ' جس سے ہمیشہ اس حرارت دماغ سرور کی ٹکری کا خط دیکھتے رہیں - پولیٹکل زندگی مختلف طبائع میں مختلف قسم کی صلاحیت پاکر مختلف درجے کی حرارت پیدا کردیتی ہے' اور اسلیے پولیٹکل جدوجہد کے شروع ہوتے ہی مختلف جماعتیں قائم ہوجاتی ہیں - سب سے بڑا نزاع ملکی آزادی کی آخری منزل کی نسبت ہوتا ہے' کہ وہ کیا ہو؟ ایک جماعت خالص جمہوری اعتقاد پر قائم ہو جاتی ہے ' دوسری جمہوریت کو شاہی اقتدار کے ساتھ قائم رکھنا چاہتی ہے - (۱)

ایک جماعت غیر ملکی حاکموں کے زیر سیادت خود مختار ملکی حکومت پر قناعت کرلیتی ہے ' دوسری جماعت ملک کو صرف ملکوں کملانے دیکھنا چاہتی ہے ' اور اسلیے اسکا نصب العین صرف حکومت خود اختیاری ہی نہیں ' بلکہ اغیار و اجانب سے ملک کو خالی کرانا بھی ہوتا ہے - اگر دور نہ جائیں ' تو اسے ترکان ملک کی پولیٹکل جدوجہد میں اسکی مثال آپ دیکھ سکتے ہیں

اس نزاع اختراب ' اور اختلاف مقاصد کا سیاسی زندگی کے ساتھ ساتھ پیدا ہوجانا بالکل فطرتی ہے - یہ طبیعت انسانی کے طبیعی جذبات' حرص و قناعت' اعتدال و سعتی ' اور سبقت و ترقی کا پولیٹکل ظہور ہوتا ہے' اسلیے بلا استثنا دنیا کے سیاسی جد و جہد کے عہد قریب میں کوئی قوم اس منزل سے گذرے بغیر آگے نہیں بڑھسکی - یہ اختلاف و نزاع جس درجہ ناگزیر نظر آتا ہے' اس سے زیادہ اسکی مضرتیں واضح ہیں - سب سے پہلا مضر نتیجہ تو یہ نکلتا ہے کہ ملکی آزادی کے حملے سے پہلے کملنے والے دو نزاع حکومت کے ہاتھ میں ایک مضبوط ڈھال دیدیتا ہے ' اور حملہ آوروں کا ناقابل مقابلہ ' حریف کو فرصت دیدیتا ہے کہ جنگ کے نتیجے سے محفوظ ہو جائے - ہندوستان کا موجودہ تو بالکل اسی کا نتیجہ ہے ' اور مصر میں " حزب الوطنی " کی تحریک اسی لیے نارآور نہوسکی کہ وہاں کی " قدرت پارٹی (حزب الامہ) کو انگلستان نے اپنے ہاتھوں میں لے لیا ' اور آزادی کی ایک تلوار سے دوسری تلوار کے دو ٹکڑے کردیے -

مسلمان اگر پولیٹکل جد و جہد کا سفر شروع کرنا چاہتے ہیں (اور افسوس کہ اب شروع کرتے ہیں) تو انکے لیے بھی اس منزل سے گذرنا ضروری ہے - لیکن ہم کو امید ہے کہ اگر وہ اپنی پولیٹکل زندگی کو مذہب سے وابستہ کردیں ' اور جس راہ کو اختیار کریں - اسے اپنا ایک مذہبی حکم سمجھکر اختیار کریں ' تو اسلام کے خوارق سے بعید نہیں کہ وہ انکو ان موانع راہ سے بالکل محفوظ کردے ' اور وہ اس امن و سکون کے ساتھ راہ سے گذر جائیں' کہ سیاسی جد و جہد کے کلیات میں انکا وجود ایک مثال مستثنیٰ ہو -

ہم نے کہا کہ کچھ بعید نہیں' لیکن اور کہتے تو ایسا ہونا یقینی اور لازمی ہے - جب مسلمان اپنی پولیٹکل جد و جہد کو محض سیاسی ولولوں سے نہیں' بلکہ اپنے اعمال دینی کی طرح شروع کرینگے ' تو انکی زندگی اور اعمال احکام دینی کے تحت میں آکر بالکل محدود و منعین ہوجائیں گے - اختلاف و نزاع تو جب ہو' جب انسانی دماغ کو اسمیں دخل ہو' مذہبی احکام بعد میں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں' انکا بالقابس مذہب کی حکومت میں آجانے کا - وہ خود مختار نہ ہوگا' کہ اپنے لیے مقاصد اور اسکے حاصل کرنے کے وسائل ڈھونڈھے' بلکہ جو ایک ہی مقصد' اور ایک ہی طریق حصول مقصد' اسکو مذہب بتلا دیگا' محدود ہوگا کہ صرف اسی میں محدود رہے - جس طرح ایک مسلمان نماز پڑھنا' اور روزہ رکھتا ہے' بالکل اسی طرح ایک سیاسی مقصد کو حکم الہی سمجھکر تلاش کرے گا -

---

[بقیہ مضمون متعلق صفحہ ۹]

" یہاں ایک عجیب و غریب واقعہ ہوا - پچھلے ہفتے ایک صدر عرب عمدہ گھوڑے پر سوار عین شہر کے دروازے کے سامنے نمودار ہوا جہاں ایک پوری اٹالین بٹالین معسکر ہے ' وہ اس قدر بے تحاشا گھوڑا دوڑائے ہوئے آرہا تھا' کہ اطالیوں نے سمجھا ' کوئی درک پیغام بر ہے - اس نے آتے ہی نہایت تحکم آمیز لہجے میں سوالات کرنا شروع کردیے' عربی کوئی نہیں سمجھتا تھا' اسلیے محکمہ مدرسے ہوٹل سے بلایا گیا ' میں نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ کہا کہ " ایک مسلمان علی نرعبی - اطالی عساکر کے بڑے سردار سے ملنے کیلیے آیا ہوں " یہ کہتے کے ساتھ ہی اسکی آنکھ سے غیض و غضب کے شعلے بھڑکنے لگے - میں نے جب ترجمہ اٹالی افسر کو سمجھایا تو نہایت حقارت سے ہنسدیا' اور اُن درختوں کی طرف اشارہ کیا' جنکے نیچے تازہ خون اور گرم نعشیں پڑی تھیں ' اور یہ اُن لوگوں کی تھیں ' جنکو قتل عام کے بعد اسلحہ رکھنے کے حرم میں پڑنے آج صبح ہی قتل کردیا گیا تھا - جونہی عرب کی نظر اس منظر پر پڑی وہ بے اختیار ہوگیا' یہ کیسی عجیب بات ہے کہ اسکی دلیری صرف ایک رنگ آلود خنجر ہی کے غصے پر تھی - قتل اسکے کہ اٹالین نکلیں' اُس نے خنجر نکالا - اور رحمی سر کے غصے سے تڑپ کر اٹالین افسر کے پھونکدیا' نہیں کہہ سکتا کہ اسکے دل میں جنون کی طرف آدمی تھی ' یا وہ فولادی ہے کہ اُس رنگ آلود خنجر کو دل سے آگے پہنچا دیتے ہے - افسر تڑپ کر گر گیا - اور اس نے چاروں طرف وار شروع کردیے ' سیکڑوں اطالی چاروں طرف سے ہے - مگر یہ اس طرح بجلی کی سرعت سے حملہ کررہا تھا ' گویا مدتی اور نہیں کے پہلے اسکے سامنے تھیں - اس نے اُسی خنجر سے ایک افسر اور تین سپاہیوں کو مار ڈالا ' اور تین کو زخمی کیا ! اتنے میں پیچھے سے ایک سپاہی نے فائر کردیا ' اور وہ مسوادر تین گولیوں کی صرف کے بعد زخمی ہوکر گر گیا - گرے ہی اٹالی اسپر ٹوٹ پڑے ' اور تلواروں سے اس طرح مارنے لگے' جیسے گوشت کا قیمہ کیا جاتا ہے ' مگر اس نے گرے ہی آنکھیں بند کرلی تھیں ' اور بار بار کلمۂ اسلام پکار پکار کر دہرا رہا تھا - سپاہیوں نے اتنے ہی پر بس نہ کی ' بلکہ اسکا سر کاٹ کر الگ پھینکدیا ' اور اسکو ٹوٹوں سے کچلتے رہے - اسکے بعد اسکی لاش ایک دوسری ایسی ہی سر بریدہ لاش کے ساتھ رکھدی گئی اور محکمہ معلوم ہوا کہ سر کاٹنے کا حکم خود جنرل کنٹوا نے دیا تھا - محکمہ پر اس واقعہ کا بڑا اثر پڑا ' میں نے اسکی تصویر کھینچ لی ' جو اس خط کے ساتھ بھیجتا ہوں "

سر نیچے والے ہم ہیں ' اور کر گذرنے والے ایسے ہوتے ہیں - والمثل ہذا ' فلیعمل العاملون -

---

(۱) یہ ایک مقالہ خود مستقل موضوع بحث ہے جسکو کسی وقت لکھنا چاہیے - یہاں اسقدر اشارہ کردینا چاہتے ہیں کہ عموماً یہی دو اعتقادی نزاع تمام سیاسی جماعتوں میں ہوتا ہے ' مگر یہ راسی سے متعدد شاخیں پیدا ہوجاتی ہیں - مثلاً ملکی حکومتوں میں تو یہ نزاع جمہوری ' اور تم جمہوری صورت میں ہوگا - مگر محکوم رعایا کی جد و جہد میں سلف پرستی اور تعلیمیہ ملک کی صورت اختیار کرلے گا - سلف پرستی سے مقصود یہ ہے کہ کسی اجنبی حکومت کے ماتحت پارلیمنٹری اصول پر خود اس ملک کو اپنی حکومت ملنے ' اور تعلیمیہ ملک سے یہ مطلب ہے کہ اجنبی حکومت اس ملک کو بالکل خالی کردے' اور خالص خود مختارانہ ملکی حکومت قائم ہو جائے - آجکل ہندوستان میں نرم اور گرم پارٹیوں کا اختلاف اسی نزاع کا نتیجہ ہیں - مصر میں بھی حزب الوطنی اور حزب الامہ اسی اختلاف کا نتیجہ ہیں -

ناموران عہد وسطیٰ

مرقع حیات

— * —

اقبلوني اقبلوني يا ثقات
ان في قلبي حمات لاممات

جنگ طرابلس کا بظاہر خاتمہ ہوگیا ' اور اصلیت اتنک پردۂ خفا میں مستور ' لیکن اگر دولت عثمانیہ اپنی مشکلات اور مصالح کی وجہ سے مجبور ہوگئی کہ طرابلس کو بھلا دے ' تو کیا ہم بھی بھلادیں گے ؟

وہ جانفروشان اسلام جنھوں نے اٹھارہ مہینے تک دو لاکھ مسلمان وحشیوں کی لعنت سے خاک وطن کی تقدیس کی حفاظت کی ' کیا انکی یاد کی بھی عثمانی حکومت کی التفات کی محتاج ہے ؟

کیا مصائب اگر حد انسانی تک ڈالی ہوئی ورزات انکو بھلا دینے پر مجبور کردیں گئی ' اسلام کے پاس چالیس کروڑ دل ہیں ' جو انکو ہمیشہ یاد رکھہ سکتے ہیں -

نئی جنگ کی حسرت انگیز خبروں نے سیکڑوں مسلمانوں کو اس تلاش میں حیران کردیا ہوگا کہ کیا کریں ؟ لیکن شاید کرنے والوں نے کبھی بھی یہ نہیں سوچا ہے کہ انہیں کیا کرنا چاہیے ؟ عقلمندوں کی مصلحت اندیش اور کرگذرنے والوں کے سرفروشانہ اقدام ایک جگہہ جمع نہیں ہوسکتے - اگر کوئی شخص اس سوچ میں ہے تو اسے کیا کرنا چاہیے ' تو میں بتلا تو نہیں سکتا کہ کیا کرنا چاہیے مگر دکھلا سکتا ہوں کہ ایسا کرنا چاہیے -

وہ تمہارے سامنے کاغذ کا ایک ٹکڑا موجود ہے ' ذرا بتلاؤ کہ تمہارے پہلوؤں میں دل بھی ہے یا نہیں ؟

افسوس کہ دل ہی نہیں ہے ' اور زندگی جو کچھہ ہے ' اسی کے دم سے ہے - فوا اسفا ! و واحزنا !!

مجھے یہ ڈر ہے ' دل زندہ ' تو نہ مر جائے
کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے

فانها لا تعمى الابصار ' ولكن تعمى القلوب التي في الصدور

اے عزیزان ملت ! جس جگر کو ہم زندگی سمجھے ہوئے ہیں ' وہ زندگی نہیں ہے - زندگی یہ ہے ' جسکو اس " مرقع حیات " میں دیکھہ رہے ہو - یہ وہ متحمد نعش ہے ' جو متحرک جسموں کو زندگی بخش سکتی ہے -

جدول کلدوا نے ۲۶ اکتوبر کو دیکھا ' کہ نخلستان طرابلس کی رات کا ہر ذرہ وحشیانہ ظلم و وحشت کے خون سے سیراب ہو چکا ہے ' مگر ابھی خود اسکی تشنگی سیراب نہیں ہوئی تھی - دوسرے دن علی الصباح اندرون طرابلس اور صحرا میں اس قتل عام کی خبریں پھیلنے لگیں ' اور چند بعد السنف شہری عرب (نشائت بے) کے کیمپ میں بھی کسی طرح پہنچ گئے - قرب و جوار کے قبائل کے جو لوگ اس وقت تک جمع ہو چکے تھے ' ان میں ایک مقدر الحال عرب (علی مرعشی) نامی تھا ' جو دوسرے دن شام کو (نشائت بے) کے پاس آیا ' اور کہا کہ " میں ایک جدر مانگنا ہوں "

" ہمارے پاس اب کیا ہے ؟ ہم تو خود تم سے مدد کے طالب ہیں " نشائت بے نے کہا -

(علی مرعشی) بولا " مگر اسی لئے لیئے آیا ہوں تاکہ دوں ' مجھکو ایک گھوڑا چاہیے "

نشائت بے نے کہا " مگر آجکل ہمارے پاس سب سے زیادہ کمیاب اور قیمتی جدر یہی ہے "

اس بے پرواہی سے جواب دینا " میں بھی تم کو شاید وہ شے دونگا ' جس سے زیادہ قیمتی شے میرے پاس نہیں ہے ' میں اپنے کل والے شہری بھائیوں کے پاس جانا چاہتا ہوں "

نشائت بے کی آنکھوں میں آنسو بھر آیا ' مگر یہ آنسو سعید دانی کا نہیں تھا ' بلکہ سرخ خون کا ' اور اس سیلاب لالہ گوں کا ایک قطرہ ' جو ۳ گھنٹے پیشتر طرابلس میں بہہ چکا تھا - اس نے کہا " ضرب گھوڑا کیا کار آمد ہے ' جبکہ تمہارے کاندھے پر کچھہ نہیں ؟ "

عرب سرفروش نے گردن ہلائی ' اور کمر بند سے ایک رنگ آلود خنجر کھینچا - پھر کہا " مجھکو دور سے دیدوں کا نشانہ لگانا نہیں آتا ' میں اٹالین افسر کے سامنے جاکر نابس کرنا چاہتا ہوں "

علی مرعشی گھوڑا لیکر چلا - وہ اس تنہا جارہا ہے ' وہاں خونخوار درندوں کے سیکڑوں جتھے ہیں ' مانا کہ وہ جاکر ایک دو دشمنوں کو زخمی کردیگا ' مگر اس سے انکا کیا نقصان ہوگا ؟ اور عثمانی کیمپ کو کیا فائدہ پہنچیگا ؟

کیا ان اٹالین افسروں کے زخمی کردینے سے طرابلس پھر ان کے قبضہ میں آسکتا ہے ؟ پھر اگر وہ عثمانی کیمپ میں رہکر فوجی قواعد سکھائے ' اور کوئی خدمت انجام دے ' تو اس محدودانہ میدان جاری سے کیا زیادہ مفید نہیں ہوسکتا ؟

ایسے ہی خیالات ہیں ' جو آج ہندوستان میں بھی بہت سے اسلام پرست قلوب میں انکے التہاب و اضطراب کو مشوش کررہے ہیں -

لیکن کیا علی مرعشی کے سامنے یہ سوالات نہ تھے ؟ یقیناً نہ تھے ' کیونکہ اسکے سامنے تو اس وقت ان شہدائے مومنین کی روحوں کی صفیں تھیں ' جنکی گردنوں کے خون سے سابقہ اسلام کا خون بہا تھا ' اور اگلے تقاضے سے آسے فرصت ہی کب تھی کہ ان مصلحت اندیشوں کے کانٹوں میں الجھنے کیلئے اسکا دامن رکتا -

تک پاشی شیخ (عبد القادر تک) عثمانی پارلیمنٹ میں (بخاری) کی طرف سے عرب ممبر تھے ' جنگ کے بعد سے جرائی طرابلس) میں ایک فوجی افسر کی حیثیت سے تھے - انکے ایک یونانی دوست نے طرابلس سے انکو ایک تصویر اپنے خط کے ساتھہ بھیجی ' جس میں لکھا تھا :

زندہ ہیں جاں نثاران وفادار ہمارے ، گو نہ دیدنی ، تا ہمارا ہیں ،

[بقیہ صفحہ ۸ پر]

شئون عثمانیہ

القتال او الشرف و الاستقلال !

جلسہ جامع سلطان احمد قسطنطنیہ میں صلح کے اثر کی تقریر

اے ملت پرستان عثمان ! ذرا اس شاندار منظر کو جو ہمیں محیط ہے دیکھو ! کیوں منظر ؟ نہ آیا صوفیا ' یہ سلطان احمد ' اور یہ وکٹری طاش ' کسقدر خوشنما منظر ! ہمیں اپنے قومی مفاخر کا یاد دلانے والا منظر ! ! - یہ منظر ہمیں بتلاتا ہے کہ نفاق ' تذلل اخلاقی ' اور پھوٹ کیونکر کسی سلطنت کا خاتمہ کردیتے ہیں - یہ منظر ہمیں بتلاتا ہے کہ ہم نے ایسے کسطرح فتح کیا ؟ یہ بتلاتا ہے کہ ہم اسکو صرف اسلئے فتح کر سکے تھے کہ ہمارے سروں میں سرفروشی کا جنون تھا ' دلوں میں خود آرمائی کا ولولہ تھا ' اور ہاتھ میں حفظ وطن کی ناممکن التسخیر تلوار تھی - ہم اسکو صرف اسلئے فتح کرسکے تھے کہ ہمارے اخلاق پاکیزہ تھے ' ہم میں عزت وطنی اور غیرت ملکی کا ناقابل فنا احساس تھا ' اور اسلام کے شرف اور احترام کے آگے اپنے خون اور جسم کو ہیچ سمجھتے تھے -

ہم ان ناکارہ صفات اور مکارم اخلاق کے وارث ہیں - ہماری ملت پرستی اور ہمارا جوش قلبی آج ہمیں اسلئے یہاں نہیں جمع ہوا لایا ہے ہم یہاں آج کیوں جمع ہوئے ہیں ؟ اپنے استقلال اور اپنی ملت کی حفاظت کیلئے -

اے ملت پرستو ! آج ہمارا سامنا ایک قاہر زیادتی ' ایک غیر قانونی دست درازی اور ایک جسیم اقدام سے ہے ' یہ قومیں جو ہم سے خود مختاری کی طالب ہیں ' اگر اپنے سود و زیاں کو صحیح طور پر سمجھتیں تو اپنی خود کشی کیلئے کبھی یہ ہمزی ہوجاتیں ' یہ کبھی اپنے آپ کو طمع و آز کا لقمہ نہ بناتیں '

یہ قومیں ' یہ عالم جدال میں حوالہ کرنے والی قومیں ' اگر سوچتیں ' تو انہیں معلوم ہوجاتا کہ انکا وجود ہمارے وجود سے وابستہ ہے - انکا بقا صرف ہمارے بقا ہی تک ہے -

وہ یہ جانتے ہیں کہ ہمیں فوج کی جمعیت سے مرعوب کرلیں - مگر وہی درحقیقت انکا انہیں معلوم کہ ہم کن جنگی تلواروں سے وہ ہمیں ڈراتے ہیں ' ان سے عثمانی دلوں کے لئے کتنے عہد ٹوٹتے ہیں ؟ کیا انہیں نہیں یاد کہ کل تک ہمارے ہی عہد قیم ' جو آن پر علم کا سایہ رکھتے تھے ؟ بیشک ہم نے عہد کیا ' پھر عہد صلح کیا ' مگر اب پیمانہ صبر لبریز ہوگیا ہے -

صوفیا ' جسکی زمین ۵۵۰ برس تک عثمانیوں کے خون سے رنگین رہی ' بلگریا کا دار الحکومت ہوگئی ' اور ہم نے واپس لینے کا خیال نہیں کیا ' بلغراد کی فتح میں لاکھوں عثمانی بہادر کام آئے - بیسیوں صدیوں تک ہمارے زیر نگین رہا ' مگر جب خود مختار ہوگیا ' تو ہم نے نہیں کہا کہ یہ دوں ہوگیا ؟ سنیدہ میں چار بار عثمانی فوج پہنچ گئی ' اور کسی دفعہ بھی ہم نے اسکے آزاد کرانے میں تردد نہیں کیا - ہم نے حفظ امن کو ہمیشہ ترجیح دی ' مگر ہمکو اسکا کیا بدلہ ملا ؟

عبد الرحمن تک موجودہ وزیر مالیات

جو عثمانی بنکوں کی از سر نو تنظیم کر رہے ہیں -

یہ کہ نمک حرامی طمع اور بزدلی ' انہوں نے ہم کو کمزور سمجھ لیا اور ہم کو ایک لمحہ بھی تصفیہ نہیں ہوا کہ جس امن اور مرصت کیلیے ہم نے اپنے قسم کے ٹکڑے دیدئے اس سے ایک لمحہ کے لیے بھی فائدہ اٹھائیں -

بلگیریا - نہ کل کی خود مختار ریاست چاہتی ہے کہ " درینہ " میں آجائے یعنی دولت علیہ کا مرکز حکومت لیلیے ! - سلطان " مراد " کا نعش پامال متاسف ! ! سرویا یہ چاہتی ہے کہ سلطان " مراد " کا مشہد (قوصوہ) میں روند ڈالے ! -

مانٹی نگرو ! یہ مجسمۂ حقارت و رذالت ! نادہ ' اشقودرہ ' اور راشہ پر دانت لگا رہی ہے ! - یونان اس سبق کو بھول گیا ' جو ہم نے سولہ برس قبل پڑھایا تھا - ہمارے معاملہ میں جزائر بحر متوسط پر حکومت کا مدعی ہے ! -

معاملہ حد سے گذر گیا ' ہماری خون باری ' ہماری عرب نفس اور سب سے بڑھکر شرف اسلامیت اب نہیں برداشت کرسکتا - اے احرار ملت ! یہ ملک کیونکر خود مختار ہوئے ؟ کیا اپنی قوت ' اپنی سطوت سے ؟ نہیں ' نہیں ' بلکہ ہماری غلط خونریزی سے - مگر عثمانیوں نے انہیں کیونکر فتح کیا تھا ؟ تلوار سے - یہ ملک کیلیے ' اپنی ہمسری کیلیے ہمارے مرہون احسان ہیں - مگر بدلہ میں ہمکو کیا چاہیے ہیں ؟ وہ یہ چاہتے ہیں کہ سلانیک ' اسکوپ ' اشقودرہ ' یانیہ ' اور دوررہ ہم سے لیلیں ' اور اس اکوال عثمانی کی گذشتہ سات صد سالہ وسیع کے صحائف داستان سے محو نابود ہوجائے ہیں - اگر اعتراف زمانہ کے ہماری ملی خصائل کی داد نہیں دیتی ہے ' اور اگر حدا کا انعام وجود ہمارے لئے کیلیے نہیں بلکہ زندگی کیلیے ہے ' تو اس کائنات عالم کا ایک ایک ذرہ یاد رکھے کہ ایسا ہونا محال ہے - ایسا تصور جنون ہے - یہ شخص نادان ہے - ان کے مقابلوں میں عثمانی فوج کو کبھی شکست نہیں ہوئی ' مگر انکی فوج ہمارے سامنے سے بھاگ جاتی ہے ہمارے لئے اب یہی ممکن ہے کہ ہم خود انہیں ویران کردیں - ہمارا فرض ہے کہ اپنے مطالب کے حاصل کرنے میں اپنی پوری طاقت صرف کردیں خدمتی ہمارے نامور آباء اجداد کی عظیم مدتوں میں استحکام و استعداد کیلیے نہیں ' بلکہ اسلیے کہ ان پر دستور و حرمت کا جھنڈا لہرائے - ایک ہم نے تہب صدر کیا ' مگر اب وقت آگیا ہے کہ ہم بداہ لیں - ہم جنگ نہیں چاہتے بلکہ وہ خود جنگ چاہتے ہیں ہمارا فرض ہے کہ ہم بھی اب جنگ ہی چاہیں - ہمارا شاعر وطن نامی کمال بک کہتا ہے کہ " حب " طورنہ " گیا تو وطن گیا " طورنہ " تو جاتا رہا ' اور گو وطن نہیں گیا ' مگر راحت وطن جاتی رہی "

ترکی از یورپ اسوقت تک چین نہیں لینگے ' جب تک کہ وہ حدود طبعی تک نہ آجائینگے ' اسلیے جلد ہمکو اپنے حدود طبعی پر قبضہ کرلینا چاہئے - پس اے عثمانیو ! اٹھو اور آگے بڑھو - حال میں ہمارا شاعر وطن " ناظق کمال بک " کیا کہتا ہے - وہ کہتا ہے کہ

" هم نے دنیا میں کیا پایا ہے حو موت سے بھاگیں" - کیا یہ صحیح ہے ؟ اگر ہے تو پھر عثمانی تلوار کے نکلنے میں کیا دیر ہے ؟ دنیا میں صرف انسان زندہ رہسکتے ہیں' اور انسان وہی ہیں ' حو وطن کی خاک کے ایک ذرہ کو اپنے سر سے پاؤں تک کے خوں سے بھی زیادہ قیمتی سمجھتے ہیں ' اور یہی انسان ہیں' جنکی بدولت قومیں اور اقلیمیں زندہ رہتی ہیں -

یاد رکھو کہ ہماری سیاسی پوزیشن اسوقت تک قائم نہیں رہسکتی حب تک کہ ہمارے یورپی مقبوضات ہمارے ہی زیرنگین نہوں' اسلیے ہمکو اپنی تمام قوت مرکز کی حفاظت میں صرف کر دینا چاہیے [لیکن یہی مرکز کا غلط خیال ہے ' جس نے اٹلی کو طرابلس پہنچایا الہلال] ہم مسلمان ہیں' جنگ ہمارے لیے عبادت ہے - ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ہم سے جو میدان جنگ میں جاتا ہے - وہ احدی الحسنین سے محروم نہیں رہتا - اگر مرا تو شہید ہے - ورنہ غازی فی سبیل الحق والتوحید - یہ چیز ہے ' جسکو ہمارے آباء و اجداد کی روحیں ہم سے آج مانگ رہی ہیں -

اے برادران وطن ' آو سب ملکے موج کے لیے نعرہ ہاے تحسین و آفریں بلند کریں ' کیونکہ صرف موج ہی سے کسی قوم کا وقار و شرف باقی رہسکتا ہے -

عثمانیت مرادف ہے حندیت و عسکریت سے' اسلیے عثمانیت پرستو ! اٹھو اور ہتھیار سنبھالو - ہاں کہو - لیحیی العیش ! و لیحیی الوطن ! لیحیی الاسلام !!

عثمانی طلبا اور جوش ملت پرستی کے مظاہر

— * —

(تازہ عربی ڈاک سے)

قوم کے نوجوان در حقیقت اسکے ماضی ' حال ' اور استقبال کا آئینہ ہوتے ہیں - قوم کی عزت و داب' شجاعت ' وحدت ' اور اتحاد و سماں' کے متعلق راے قائم کرنے کا انکے اعمال سے بہتر ذریعہ نہیں - اسلیے عثمانی طلبا کے مظاہرات کی تفصیل خاص توجہ سے پڑھنے کے قابل ہے -

ہم اسکا مختصر حال (العلم) کے نامہ نگار کی روداد درج کرتے ہیں —

جامعہ عثمانیہ کے طلبہ نے ایک عظیم الشان جلسہ کیا - جسمیں نہایت پر جوش اور شجاعت انگیز تقریریں کیں - اسکے بعد وہ سب میں جمعدلان ہوکر اس ترتیب سے چلے -

سب سے آگے مدرسہ دیبنات' اسکے بعد مدرسہ قانون' اسکے بعد مدرسہ ہندسہ (انجنیری)' اسکے بعد مدرسہ طب' اسکے بعد مدرسہ تجارت' اسکے بعد دارالمعلمین کے طلبہ تھے -

یہ جلوس سب سے پہلے وزیر جنگ کے پاس گیا- وزیر جنگ کی طرف سے " نواف پاشا " ملے - ان کے سامنے ایک طالب علم نے تقریر کی جسمیں اس نے کہا کہ " وقت آگیا ہے کہ اب اگر عثمانی زندہ رہیں ' تو شرف و عزت کے ساتھہ " اس تقریر کے جواب میں " نواف پاشا " نے ایک مناسب مقام تقریر کی - اسکے بعد طلبہ نے نہایت بلند آواز سے وہ ترانہ ہاے وطن گائے' جو شاعر وطنی نامق کمال بک نے کہے ہیں -

وہاں سے یہ جلوس باب عالی گیا - راہ میں ازدحام بہت شدید تھا - لوگ مکانوں اور راستوں پر سے "لیحیی الشبان العثمانیہ" عثمانی نوجوان زندہ رہیں' کے نعرے بلند کر رہے تھے - وزیر اعظم طلبہ سے ملے' ایک طالب علم نے آگے بڑھکر کہا " ہم جنگ چاہتے ہیں " - وزیر اعظم نے جواب دیا " کہ ہم قوم کی خواہش پوری کرینگے "- وہاں سے اس جلوس نے قصر سلطانی کا رخ کیا - راہ میں "طلعت بک" ملے جو وہیں سے موٹر پر واپس آرہے تھے - طلبہ نے نعرہ ہاے جوش بلند کیے - "طلعت بک" نے موٹر روک لی - اور طلبہ کو مخاطب کر کے کہا -

" اے قابل تعظیم عثمانی نوجوانو ! ہم اگر زندہ رہینگے تو شرف و عزت کے ساتھہ ' ورنہ مرجائینگے - ' لتحیی العثمانیۃ ' لتحیی الطلبۃ ' الجامعہ " - (پائندہ باد عثمانیت' زندہ باد طلبہ جامعہ) اسکے بعد طلبہ نے " لیحیی الحرب " (زندہ باد جنگ) کے نعرے بلند کیے - جب یہ جلوس قصر سلطانی کے پاس پہنچا ' تو سلطان المعظم نے قصر کی کھڑکی سے طلبہ کا استقبال کیا - اور یہ فرمایا -

" ہم ہرگز اس پر راضی نہیں ہیں کہ تلعاریا ہمارے محترم اجداد کے کاسہ ہاے سر کو پامال کرے - یہ " تلعاریا " کل تک ہمارے ما تحت تھی' آج خود مختار ہوگئی ہے تو چاہتی ہے کہ اپنے اشقیاء و اشرار کے ذریعہ سے ہمارے آرام و آسایش میں خلل انداز ہو- اسکا خاتمہ کردینا چاہیے جب تک خاتمہ نہ ہوگا ہمیں کبھی پریشانیوں سے اطمینان نصیب نہیں ہوگا - خداوند کار سلطان " مراد " جو واقعہ " قوصوہ " میں شہید ہوے ہیں ' ہمیں وصیت کر گئے ہیں کہ انکے نقش قدم کی پیروی کریں " - اسکے جواب میں سب نے بآواز بلند کہا - " لتحیی الحرب ! لتحیی مولانا السلطان الغازی" - اسکے بعد سلطان المعظم پھر کھڑے ہوے اور فرمایا

اے میرے عزیز نوجوانو ! مجھے تمہاری یہ حمیت ملی دیکھکر بیحد خوشی ہوئی - جب تک تم میں یہ روح باقی ہے - ہماری سلطنت پر کوئی آفت نہیں آسکتی - بیشک مجھے فخر ہے کہ میں عثمانیوں کا بادشاہ ہوں " - (نہیں یہ تنزل ہے بلکہ کہنا چاہیے تھا کہ ملت اسلام کا بادشاہ ہوں) اسکے جواب میں طلبہ نے بآواز بلند کہا " لیحیی سلطانا " یہاں سے طلبہ عثمانی اخبارات کے دفاتر میں گئے - طلبہ کے سامنے خطاب کرتے "عمر ناجی بک" نے "طلبین" کے دفتر میں تقریر کی -

* * *

انجمن نور عثمانیہ میں "عمر ناجی" نے ایک بہت بڑی تقریر کی - در حقیقت جس نے یہ تقریر سنی ہے' اسکو چاہیے کہ اپنے تئیں نہایت خوش نصیب سمجھے ' کیونکہ اسکی سحر آمیز بلاغت مردہ دلوں میں زندگی اور سرد دلوں میں حرارت پیدا کر دیتی ہے اسکے بعد "طلعت بک" وزیر داخلہ کھڑے ہوے اور انہوں نے کہا -

" ابتک مجھے اندرونی دشمنوں کے مقہور کرنے میں کامیابی ہوئی ہے' مگر اب میں اندرونی دشمنوں کو مقہور کرنیکے لئے فوج میں رہنا چاہتا ہوں "

اسکے بعد تمام مجمع نے بالاتفاق یہ طے کیا کہ "محمد امین" اذیقر العرب تقریر کریں چنانچہ "محمد امین" کھڑے ہوے اور کہا

" ہمارے دشمنوں کا اعتماد یورپ پر ہے - اور ہمارا اعتماد خدا پر ہے - ہم حق کی راہ میں لڑتے ہیں - اور حق کی راہ میں لڑنا ہے ' خدا اسکا مددگار ہے - جس قوم کا مددگار خدا ہوگا وہ قوم ضرور کامیاب ہوگی"

اسکے بعد مجمع نے بآواز بلند درخواست کی کہ "جاوید بک" تقریر کریں - چنانچہ " حرب الحریۃ والائتلاف " کے چند اعضا انکے مکان پر گئے اور انکو اپنے ساتھہ لے آئے " جاوید بک" نے کہا -

" اس وقت پر عثمانی فرزند رہتے ہیں اور اسکے اندر عثمانی لڑکیوں کی بیٹیاں مدفون ہیں - اسلئے ہمارا فرض ہے کہ ہم اسکی حفاظت و حمایت میں جانیں دیدیں' اور دشمنوں کے قدموں سے اسکو پامال نہونے دیں " -

دنّچ کي تباهي

عبرتناک داستان

ایک قسطنطنی ترک افسر کي زبان سے

(پاڈ گورنّرا) کا نامہ نگار ۱۴ اکتوبر کی چٹھی میں لکھتا ہے گرمی زور نہ ڈرل ہے - سناٹا سا چھا رہا ہے - جن ہزاروں میں نشاش دھاندوں اور موجی سلدمہ سے چلنے والے سپاہیوں کے قامت کاندھے سے کاندھا جھلتا تھا ' وہاں آج سوائے ادھر اُدھر چکر لگانیوالے چند سپاہیوں کے اور کچھہ نظر نہیں آتا - یہ سپاہی قریباً سب کے سب اعلے قسم کی موجی وردیوں میں آئے ہیں - قومی لباس تو النادر کالمعدوم ہے -

اب ہمارے ہدف کوارنّر کوشوارا پر ' جو مقام مذکور سے ۲ کلومیٹر کے فاصلہ پر جانب مغرب واقع ہے ' مقرر ہوئے ہیں ' ملچ ' زرحلی اور پلے نٹرا کے مابین ہائی گراف کے تعاقب صاف صاف نظر آتا ہے - چائے خانے میں نپتے ہوئے کھانے میں مشغول ہیں کہ ایک معدد ترکی کمانڈر پر مغربی نظر پڑی ' جسنے مدرے سامنے دنّچ کی تباهی اور واقعات ماقبل کے متعلق مندرجہ ذیل داستان بیان کی -

" کچھہ روز کم خار ہوتے ہوئے ہیں ' اسکندرول سے دنّچ آیا ' دنّچ کلاں اور دنّچ خورد ایک پہاڑی علاقہ ہے ' اور ۳ چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں اسپر سائہ فگن ہیں - حدود قلعہ کی دیواروں کا کام یہی کمزور چٹانیں ہی دیتی ہیں ' جنمیں چونہ وغیرہ بالکل نہیں ہے -

" مدرے زیر کمان ۱۲۰ آدمی تھے - دنّچ پر کل جمعیت ۵۰۰ آدمیوں کی تھی ' لیکن انمیں سے چوتھائی سے زیادہ حصہ زخمیوں ' بیماریوں ' اور سرویوں کا تھا ' جو ہمیں رات کی تاریکی میں چھوڑکر کھسک گئے - ہم عریب مسلمانوں سے بہت پیشتر وہ جنگ کے شروع ہو جانیسے خبردار ہوچکے تھے -

۹ تاریخ کی صبح کو گولوں کی دنادناہٹ سے ہمیں معلوم ہوگیا ' کہ لڑائی شروع ہوچکی ہے - مدرے پاس کل چار ضرب توپیں تھیں ' جنمیں سے ۳ توپیں نہایت ہی کہنہ ہونیکے قریباً بیکار تھیں - ہمپر ۵۰۰۰ میٹر (۳۹ انچ کا ہوتا ہے) سے گولہ باری ہو رہی تھی - اگر میں صاف گوئی کو عارنہ سمجھوں ' تو ہمارے پاس دشمنوں کی گولہ باری کا جواب دینے کیلئے کوئی سامان نہ تھا - طرہ یہ کہ تہہ توپیں پٹالیں (رجمنٹ کا ایک حصہ ہوتا ہے ' جس میں ۱۰۰ سے لیکر ۳۰۰ تک سپاہی ہوتے ہیں) کے سپاہی تمام تر نو آموز اور نئے بھرتی کئے ہوئے تھے -

ہمارے ۴۰۰ سپاہی چٹانوں کے پیچھے ایک ہی قطار میں خاکی رنگ کے پڑے ہوئے تھے - اتفاق سے سو آدمی زخمون سے بچ گئے ' اور مثالیسوری کم و بیش ۲۰۰۰ کی جمعیت میں

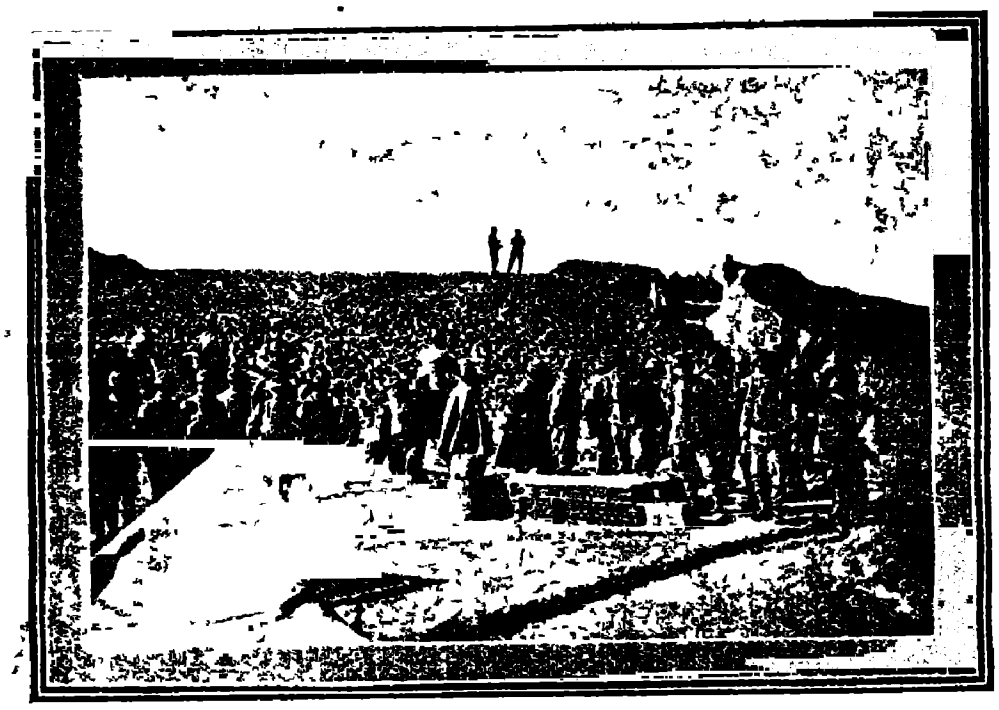

سرویا کی فوج کے دھتے اور مورچے

جو (دنّچ) کے حوالی میں جانے تھے اور جنمیں ۱۴ - ۱ اکتوبر کو ایک ترکي دستے نے منہدم کردیا -

ہم پر چڑھہ آئے اور ہمارا احاطہ کرلیا - دسویں کی صبح کو لڑائی شروع ہوئی - مائنٹی نگریوں نے سب طرفسے ہمپر یورشوں کا ناقابل تاب دھاوا دیا - ہمارے نمبر دسمبر جو واقعات ظہور پذیر ہوئے ' انکے بیان کرنیکا مدرے قلم کو یارا نہیں - ہمارا کمانڈر احمد آفندی نو بجے شہید ہوگیا (انا للہ و انا الیہ راجعون) لیکن دوسرے شہدا کا صحیح کچھہ حال معلوم نہیں - ان چٹانوں پر ایک عجب نفسا نفسی کا عالم تھا ' ہر شخص اپنے ہی جان کے بچاؤ کیلئے ساعی نظر آتا تھا - ایک درجن مائنٹی نگروی مجھپر جھپٹ پڑے - میں نے جلدی جلدی پستول سے فائر کرنا شروع کردیا ' اور کسی محفوظ تر جگہہ کی تلاش شروع کی ' لیکن مدرا داؤں نہ سہل دیا ' اور میں پہاڑ کی ایک کھوہ میں گر پڑا جس سے مدرے داؤں میں موت آگئی -

میں اپنے پستول کو دوبارہ بھر رہا تھا ' کہ عدم مجھپر فرصت پڑے - مدرے ساتھہ انہوں نے نہایت ہی بے رحمانہ اور بے درد انہ سلوک کیا - رحم کا شائبہ بھی کسی میں معلوم نہیں ہوتا تھا -

مصر اور ترکي کي ڈاک سے مختصر خبریں

درلب عثمانیہ سے

ان تمام افسروں کو واپسی کا حکم دیا ہے جو یورپی ممالک میں جنگ کی تعلیم حاصل کرنیکے لیے گئے ہوے ہیں -

— * —

وہ عثمانی فوجی افسر ' جو دار السلطنت فرانس میں مقیم تھے روانہ ہوگئے ' روانگی کے وقت " لنحیی العرب و لنحیی الترکیا " (زندہ باد عرب) کے نعرے لگائے اور قومی ترانے گائے جانے تھے -

— * —

صاحب العصامہ عبد الحلیم افندی ' رشید الدین افندی ' اور جمال الدین افندی شیخ الاسلام نے اپنا نام متطوعین (والنٹیروں) میں درج کرایا اور فوج کے ساتھہ روانہ ہوگئے ہیں

دوسو چالیس عثمانی جو پہلے فوجی خدمت سے بھاگے تھے ' اب متطوع بنکر قسطنطنیہ واپس آئے ہیں -

---

جنگ بلقان میں شرکت کی غرض سے چالیس عثمانی ملت پرست امریکا سے قسطنطنیہ آئے ہیں -

---

حرم سلطانی کی طرف سے وہ تمام مصارف ادا کیے جائینگے جو مجروحین کے معالجہ میں صرف ہونگے ' اور ہر ایک شفا خانہ کھولا جائیگا ' جسمیں سرپلنک ہونگے - اسکے مہتمم در شاہی طبیب بعنی خیریہ بک اور جمعدل پاشا ہونگے -

مراسلہ

مسلم یونیورسٹی اور الحاق

— * —

جناب من -

اُمید ہے کہ سطور ذیل آپ اپنے اخبار میں شائع کرکے خاکسار کو ممنون فرمائینگے - جناب شیخ عبداللہ صاحب بی - اے - ایل ایل بی نے ایک خط جو اصل میں نواب وقار الملک بہادر قبلہ کیخدمت میں روانہ کیا گیا تھا ' چھپوا کر بصیغۂ راز جدید لوگوں میں تقسیم کیا ہے جو اُنکے خیال میں اہل الرائے تھے - لیکن -

ہاں اے عاقلان آں زاری کرو - تا رند مخفل ما

وہ مجھ تک نہیں پہنچ گیا ' اور چونکہ وہ میرے پاس اُس "صیغہ" سے نہیں پہنچا ' اسلئے میں اُسے " راز " میں رکھنے کیلئے مجبور نہیں ' علاوہ ازیں چونکہ وہ سخت مغالطہ ڈالنے والی تحریر ہے ' اسلئے یہ ضروری ہے کہ اصل اسکے کہ وہ لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہو ' اُسکی غلطی سے بھی اُنکو آگاہ کردیا جاے -

سب سے اول شیخ صاحب نے اسکی مخالفت کی ہے کہ ایک ہی شخص کو "بطور کارکن رممبر کے ڈیلک اور گورمنٹ کے سامنے پیش کیا جاے " کیونکہ " اسکا نتیجہ کسی کامیابی کیلئے زیادہ اثر پذیر نہوسکے گا"- اسکا رویے سخن راجہ صاحب محمود آباد کیطرف ہے بیشک یہ قابل افسوس ہے کہ شیخ صاحب اور راجہ صاحب کو جنکے مشورہ سے یہ تحریر لکھی گئی ہے " ایسا موقعہ نہیں دیا گیا " اور آئندہ بھی کوئی توقع نہیں - ایک طرف تو راجہ صاحب کے متعلق یہ راے ہے ' دوسری طرف جلسہ کے رامپور میں ہونے کی تجویز ہے اور رامپور کو بہترین جگہ بتائی گئی ہے ' لیکن اس بہتری کی وجہ کوئی ظاہر نہیں کیگئی - شاید یہ ہو کہ نواب صاحب رامپور کی مہمانی کا شکر کوئی کم بات نہیں ہے ' لیکن اگر وہاں راجہ صاحب نہ آسکیں ' تو پھر کسی "دوسری جگہ پر جہاں ممدوح کو شرکت میں اسانی ہو" لیجاں ؟ اسلئے کہ " بلا موجودگی جناب راجہ صاحب کے ہم یونیورسٹی کے متعلق کوئی جلسہ نہیں کرسکتے " - کیا یہ عجب بات نہیں ہے ؟ شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ " قوم یونیورسٹی کے معاملہ میں ایک ہے سری فوج کیطرح پریشان ہے " لیکن تعجب ہے کہ باوجود اسقدر کثیر التعداد نام نہاد اور خود ساختہ لیڈروں کے بھی قوم کو ہے سری فوج کیساتھ تشبیہ دینجانی ہے " سرداروں " اور ' اہل الراے " اشخاص کا جلسہ جسکی تحریک شیخ صاحب فرماے ہیں ' نہ معلوم کن اصحاب پر مشتمل ہوگا ' اور ان خصوصیتوں کے لئے کیا معیار قایم کیا جائیگا - غالباً وہی معیار ہوگا جو اب تک علیگڈھ کی تمام تحریکوں اور کارروائیوں میں ہوتا رہا ہے -

شیخ صاحب کو معلوم ہوا ہے کہ نواب صاحب قبلہ کوئی تحریر پریس میں شائع فرما نہوائے ہیں ' اسپر آپ ممدوح کو مشورہ دیتے ہیں کہ اسوقت " سب سے موثر نسخہ اتفاق ہے ' اور اگر اہل الراے اشخاص میں اتفاق نہوا تو مشکل ہو جائیگی " اور پریس میں جانا "کسی بزرگ قوم کیلئے مناسب نہیں " - اردو اخبارات کا کچھ ٹھیک نہیں ' اسلئے کہ الدشیو کی جو ہمیشہ مالح اور یونیورسٹی کا حامی رہا ہے معلوم ہوچکی ہے مسلم گزٹ ' الہلال ' کا مزید وغیرہ دو انگدم گردن زدنی ہیں - شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ " پس اب جو کچھ فیصلہ ہونا چاہیے وہ یونیورسٹی کے صاحبوں کے مشورہ سے ہونا چاہئے ' اور اس میں اُن لوگوں کی راے کو زیادہ دخل وقعت نہ سمجھنا چاہیے جو یونیورسٹی کے قیام کے شروع ہی سے مخالف تھے یا جو اسکے مخالفین کے اثر میں آگئے ہیں" کیا شیخ صاحب مہربانی فرماکر بتلائیں گے کہ " یونیورسٹی کے صاحبوں " سے آپکی کیا مراد ہے ؟ اور یونیورسٹی کے جو لوگ شروع ہی سے مخالف تھے وہ کون ہیں ؟ کیا وہی لوگ نہیں ہیں جنمیں خود شیخ صاحب بھی شامل ہیں کہ یونیورسٹی ملعانے ' خواہ وہ کیسی ہی ہو ؟ اور کیا جو لوگ شروع سے مخالف تھے ' وہ اسلئے نہ تھے کہ یونیورسٹی جو مسلمانوں کے مرض کی دوا ہو " انکے خیال میں ملنا نہایت مشکل تھی اور تجربے سے آخرالذکر اصحاب کی راے صحیح ثابت ہوئی ہے ؟ اور جو لوگ قوم کے مخالفین کے اثر میں آگئے ہیں ' وہ اُن سے " بہتر نہیں ہیں " جنہوں نے قطعاً آنکھوں پر پٹی باندھ لی ہے ' اور ہر ایک معقول بات کے نہ سنتے اور نہ سمجھنے کی قسم کھالی ہے ؟

فکاہات

— * —

یونیورسٹی اور الحاق

— * —

شرط الحاق پہ اصرار ' اور ایسا اصرار
شیوۂ عقل نہیں ' بلکہ ہے یہ کج فہمی
درسگاہیں ہیں کہاں ' کیجیے جسکا الحاق
اور اگر ہیں بھی تو بیکار ہیں نا طفل تہی
لوگ جس چیز کو کہتے ہیں علی گڈھ کالج
چشم بینا ہو ' تو ہے جامعۂ قوم نہی
یہ وہی قبلۂ حاجات ہے ' سوچیں تو ذرا
یہ وہی کعبۂ مقصود ہے ' دیکھیں تو سہی
آج جو لوگ ہیں جمعیت قومی کے امام
جن کا ارشاد ہے ہم پایۂ طغراے شہی
سب کے سب متفق اللفظ یہی کہتے ہیں
" إنّ هـذا لهو الحق و آمنت بـه "

* * *

قوم کا دیکھیے بچپن کہ یہ سب سن کے کہا
"جو کھلونا مجھے دکھلایا تھا ' لونگی تو وہی"

(تسلسل)

شیخ صاحب آگے چلکر یونیورسٹی کے مسئلہ کی تاریخ ندان فرماتے ہیں اور تاریخ پیدایش سنہ ۱۸۸۳ قرار دیتے ہیں ' لیکن اگر ہماری یاد غلطی نہیں کرتی ' تو یہ تاریخ صحیح نہیں ہے - یونیورسٹی کی اصلی تاریخ پیدایش سرسید کی انگلستان سے واپسی ہے ' اور اسکا عملی جامہ پہننے کی تاریخ اور علیگڈھ کالج کی بنیاد دونوں توام ہیں - آپ کو سید محمود مرحوم کی اسکیم میں " الحاق " اور الحاقی یونیورسٹی کا کہیں پتہ نہیں چلتا - آپ کو سرسید - نواب محسن الملک - نواب وقار الملک ' مسٹر بنک ' سر ماریس ' مسٹر شاهدین - صاحبزادہ صاحب - مسٹر محمد علی کی تحاریر اور تحریروں میں اور سر سید میموریل فنڈ اور کانفرنس کی روئدادوں میں بارہا " دوبارہ پرتالیے " کے " لفظ الحاق " کہیں نظر نہیں پڑا - ممکن ہے کہ شیخ صاحب کا یہ ادعا صحیح ہو کہ " اس وسیع سلسلہ میں کبھی کسی ایک مقرر کی زبان سے یا ایک مضمون نگار کے قلم سے لفظ الحاق نہیں نکلا ' اور نہ کسی کے ذہن میں الحاقی یونیورسٹی آئی " لیکن ہم جانتے ہیں کہ دنیا کا علم سوائے اُس ذات وحدہ لاشریک کے کسی کو نہیں ' مگر آج ہمیں معلوم ہوا کہ بعد باللہ شیخ صاحب بھی اس صف میں اُسکے شریک ہیں ' جو لوگوں کے ذہنوں کا حال بھی معلوم کرلیتے ہیں - شیخ صاحب ہمیں معاف کرینگے ' اگر ہم یہ عرض کریں کہ -

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ ؟

اس معاملہ میں شیخ صاحب کی " دوبارہ پرتال " بالکل اُسی قسم کی ہوگی ' جسکے کہ وہ اپنے پیشہ کوچہ سے عادی ہوگئے ہیں - جب وہ کسی مقدمہ میں تحقیقات کرنیکے لیے کسی مسل کی پرتال کرتے ہونگے ' تو سوائے اپنے موکل کی مفید مطلب باتوں کے اور نظر انداز ہوجاتا ہوگا - مثال کے طور پر ہم شیخ صاحب کو سر ہیوبرٹ ماریس کے لکھنو والے ایڈریس کی طرف متوجہ کرتے ہیں ' جو اُنھوں نے سنہ ۱۴ ع کے جلسۂ کانفرنس میں بہ حیثیت صدر کے دیا تھا ' اُسے پڑھکر شیخ صاحب فرمائیں ' کہ اُسمیں کس قسم کی یونیورسٹی کا خاکہ پیش کیا گیا ہے ؟

شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ الحاق کا مسئلہ سنہ ۱۱ ع کی پیدایش ہے ' اور یہ کہ پرلیمنٹل وحوہات کی بنا پر ہمنے اُسکی تائید کی تھی اور ممبر صاحب تعلیمات گورنمنٹ ہند کے سامنے اسی وجہ سے اسپر زور دیا تھا - اور یہ کہ ممبر تعلیمات کے جواب سے اکثر ممبران ڈپوٹیشن کو یقین ہوگیا تھا کہ الحاق کا حق نہ ملیگا - لیکن شیخ صاحب بتائیں کہ اس یقین کو فوم پر کب ظاہر کیا گیا اور آیا یہ واقعہ ہے کہ نہیں کہ جب اسکا چرچا ہوا کہ حق الحاق نہ ملیگا تو اسکی تردید کسی نے نہیں کی ؟ شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ بعض اخبارات ممبران ڈپوٹیشن پر غلط اتہام لگاتے ہیں کہ انہوں نے قوم کو مغالطہ دیا اور یکسر اسر نادرست اور کذب وافترا ہے ' اگر شیخ صاحب ڈپوٹیشن سے واپسی کے بعد کہدیتے کہ الحاق کے حق کی آمید نہیں تو بیشک وہ شکایت کرسکتے تھے ' بلکہ برخلاف اسکے بار بار یہ یقین دلانے کی کوشش کیگئی کہ یہ جو افواہ پھیل گئی ہے کہ الحاق کا حق نہ ملیگا ' قطعاً غلط ہے ' اندریں صورت شیخ صاحب کا اخبارات کے متعلق اوپر کا خیال جابر طور سے اتہام اور بہتان بنایا جاسکتا ہے -

آخر میں شیخ صاحب کی یہ رائے کسی طرح قابل تسلیم نہیں کہ چونکہ ہندوؤں نے یونیورسٹی گورنمنٹ کی شرایط پر منظور کرلی ہے ' مسلمانوں کو بھی قبول کرلینا چاہیے ' ہندوستان کی تمام یونیورسٹیاں حقیقی معنوں میں ہندو یونیورسٹیاں ہیں ' انہیں الحاق کی زیادہ ضرورت نہیں ' مسلمانوں کیلیے بلا الحاق کی یونیورسٹی قبول کامرید سے سفید ہاتھی کے پال لینے سے زیادہ مفید نہیں ہوسکتی -

علاوہ بریں جو روپیہ الحاقی یونیورسٹی کیلیے جمع کیا گیا ہے ' وہ کسطرح شرعاً ' عرفاً ' قانوناً ' یا انصافاً ' غیر الحاقی یونیورسٹی کے قیام میں صرف نہیں کیا جاسکتا ' اور اگر ایسا کیا گیا ' تو کیا عجب ہے کہ کارکنان یونیورسٹی کو عدالت کا کٹہرہ دیکھنا پڑے - (زاری)

اشاعت اسلام

— * —

از حضرت علامہ سلیمان ندوی صاحب

میں چند برسوں سے اس خطرہ کا سخت احساس کررہا ہوں ' جو نومسلموں کے چاروں طرف منڈلا رہا ہے - جو ہندوستانی لوگوں نے کئی اور کررہے ہیں ' بالکل بے سود بلکہ بعض اوقات مضر ثابت ہوئی ہیں - اسی غرض سے میں نے اس قسم کی آبادیوں میں انسپکٹر بھیجے ' لوگوں سے خط و کتابت کی ' اور ذرائع سے حالت فہم پہنچائے ' اور ان سب کے بعد ایک خاکہ قائم کیا ' کہ اسکے مطابق کارروائی کا آغاز کیا جائے - اس غرض سے اردو اور انگریزی میں خطوط چھپوائے ' اور ارادہ کیا کہ ملک میں دورہ کرکے ہر جگہ مناسب ہندوستانی اختیار کی جائیں - اسی اثنا میں (سفر یورپ) کا کام بھی پیش نظر تھا ' حضور سرکار عالیہ (نیوبال) نے اسٹاف کا بندوبست کرکے اس ارادہ کو واجب العمل کردیا ' اور میں نے اس مبارک لیکن نازک کام میں ہاتھ ڈال دیا - اس کام کی وسعت اور ذمہ داری کو دیکھتا ہوں ' تو نظر آتا ہے کہ جب تک اسی کا نہ ہو رہوں ' انجام نہیں پاسکتا ' ادھر ایک آنکھ کی بصارت بھی جاتی رہی - دوسری بھی زور پڑتا ہے بہرحال اب ہر طرح نے مجبور کردیا ہے کہ اشاعۂ اسلام کے سوا کسی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھوں -

اس نمبر (اشاعت اسلام) کے نام کو کسی اور نمبر سے جدا کرتا ہوں - میرے مخدوم محترم مولانا ابو الکلام صاحب آزاد ' الہلال کے ذریعہ سے جو کچھ کررہے ہیں ' زمانہ اسکو دیکھ رہا ہے - اور انھی سے امید ہوسکتی ہے کہ وہ اس کام کو پورا کرسکیں - اسلیے اگر وہ اس طرف متوجہ ہوں ' تو کامیابی کی امید ہوسکتی ہے -

میں اس قدر اب بھی کرسکتا ہوں کہ وہ جب دورہ پر نکلیں ' تو ایک آدمہ جگہہ ' میں بھی ان کے ہم رکاب ہو جاؤں -

---

دعوت اصلاح مسلمین اور اتحاد اسلامی

— * —

الہلال کی روش کے متعلق آپ رائے طلب کی ' اور پچھلے پرچے میں آپنے اپنا کام بتانے کے لیے صلاے عام دیا ہے - میں دونوں امور کی نسبت کچھہ کہنا چاہتا ہوں -

اول الہلال کی روش کے متعلق -

میں اُن لوگوں میں ہوں جو نہ راسخ عقیدہ رکھتے ہیں اور نہ علانیہ تحریراً و تقریراً ظاہر بھی کرچکے ہیں ' کہ مسلمانوں کی دنیوی بہتری اور ترقی کا انحصار بھی اُنکے مذہب پر ہے - تاریخ شاہد ہے کہ جس قدر زیادہ علو انھوں نے مذہب کی طرف کیا ' اسی قدر زیادہ مدارج دنیاوی اُنکو حاصل ہوے - میں نے یہی راگ یورپ میں گایا ' اور پچھلی مرتبہ جب میں پھر قسطنطنیہ گیا ' تو وہاں کے اکابر وغیرہ کے سامنے بھی یہی لکچر دیا کہ مسلمانوں کے عروج کا ذریعہ نہ صرف حب وطن پیدا کرنے سے ہوسکتا ہے ' نہ حب قوم سے ' بلکہ حب مذہب سے - طرابلس کی جنگ نے یقینی یہ میرا وعظ اب اُن لوگوں کے بھی ذہن نشین کردیا ہوگا ' جنھوں نے اپنے پیرس کے

قدم کے باعث اوسوقت شاید انکی طرف سب زیادہ اعتنا نہیں کیا تھا -

پس اسلامک ولولہ یورپ میں پیدا کرنے کی عایت بھی یہی تھی - ایک وقت وہ تھا کہ مسلمانان ہند میں وہ اکابر' جو اب دولت عثمانی اور ایرانی کی حمایت پر طاہراً همه تن مصروف ہیں' اُن دعوتوں میں شریک ہوتے ڈرتے تھے' جسمیں هم پین اسلامست شعراء عثمانی و ایرانی کو مدعو کرتے تھے -

اُس زمانہ میں نارها یہ حواشی هملوگوں پر ظاہر کی گئی تھی کہ " پین" کا لفظ اپنی سوسائٹی کے نام سے نکال ڈالیں' اسلیے کہ انکا آقا جس کو وہ لفظ پسند نہیں' اور مدتوں انگلستان سے آنے کے بعد وہ تکرا خارج بھی کردیا گیا -

اب شاید اون لوگوں کے بھی دل دھل نشیں ہو گیا ہو' کہ مسلمانوں کو فطرۃ بھی اسلامیست ہونا چاہیے' اور اس اندوهناک حالت میں' جبکہ

عدار عرب سے اُمیدا ہے کس بلا کا مشیر
ہمارا نام و نشاں خاک میں ملانے کو

اگر کوئی خبر کسی وقت امید کی صورت دکھائی دے' تو وہ بھی بس اسلامک ولولہ ہے' جو مسلمانوں کے دلوںمیں جوش زن ہو رہا ہے -

کاش یہ ولولہ پہلے ہی زور دار ہوجاتا' اور اوسوقت جب هم جد اشخاص اوسکے زندہ کرنے کی کوشش کررہے تھے' وہ لوگ جو اب مسلمانوں کی سرعدائی اپنے قابو میں رکھے ہیں' ہمارے مانع اور حارج نہ ہوتے ! مسلمان دلیری سے کیوں گر گئے ؟ اسکا جواب صاف یہی ہے کہ اونہوں نے مذهب کو چھوڑا - مذهب ہی نے اونکو هفت افلاک پر پہونچایا تھا اور مشرق اور مغرب کی حکومت اونکو دیدی تھی' ورنہ وہ عرب کی ڈاکو اور بدو اور بیابان سے نکلکر ہی رہتے اور پھر اسلام کو چھوڑتا ہی اونکی موت کا باعث ہوا اور اگر خدا نخواستہ ترک طرابلس کے عربوں کی بہادری نہ دکھا سکے' تو اسکی ذمہ داری بھی اونہی گردنوں پر ہوگی' جو مسلمانوں کو مغربی بنانے کی سعی میں مصروف رہے ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی سب سے زیادہ راحت جسمانی دینے والی تہذیب اور دنیوی بھی مسلمانوں کو اسلام کی قیمت ادا کر کے ملتی ہو' تو اوسے اونکو نہ لینا چاہیے - اگر تمام عالم کے علم کی آدھی قیمت قرآن ہو تو اوس علم سے بھی دست کش ہوجانا چاہیے - طرابلس کے وہ نادان سپاہی جو اپنے بدن کو سادے کپڑے سے ڈھانک لیتے ہیں' جو خیموں میں زندگی بسر کرتے ہیں' جو سوا علم قرآن کے اور کوئی علم نہیں جانتے' اور راحت جسمانی کے سامان نہیں رکھتے - اون مسلمانوں سے ہزار درجہ بہتر ہیں جنکو "مغربی تہذیب" - اور مادی علوم نے اس کام کا بھی نہیں رکھا کہ اپنی عزت سنبھال سکیں - اپنے ملک کے کام آ سکیں - اپنے مذهب کی لاج رکھ لیں - کیا یہ ہمارے حالت کہ ہم ہر کہ و مہ کے آگے گردن جھکا دیتے ہیں' غلامی کا طوق ذرا سے عذر کے پہن لیتے ہیں' صاف اسدات کی شہادت نہیں دیتے' کہ اسلام کی روح اب ہمارے عنصر میں باقی نہیں ؟

مبارک ہو گا وہ زمانہ' جب پھر مسلمان اسلام کے پابند ہونگے - جب پھر قرآن انکا ماوی ہوگا - جب پھر همه صفت موصوف خدا اونکا معیار کمال اوصاف ہوگا -

لیکن قرآن کی تعلیم ایک حضرت عمر کے وقت میں بھی - اور ایک امیر معاویہ کے وقت میں' اور اب حال کے علماء هند میں اکثر قرآن کی تعلیم کا غرور رکھتے ہیں - آپ کس تعلیم پر اپنی رائے اخباری کو قائم کیجئے گا ؟

آپ کے سامنے بہت حال کی قرآنی تعلیم اور قرآنی معلموں کی ایک مثال درپیش ہے - جب سید رشید رضا لکھنؤ آئے تھے تو خود آپکے سامنے کئی بات ہےکہ اکثر قرآنی معلموں نے اونکے استقبال سے اسلئے انکار کر دیا تھا کہ وہ ایک اقیدتر اخبار تھے - کئی قرآنی تعلیم سے بہرہ مند کہتے تھے کہ وہ عنر حکمہ کے رہنے والے ہیں' اسلیے اونکو ندوۃ العلماء کے جلسے کا صدر نہ ہونا چاہیے -

اگر قرآن کی ایسے ہی تعلیم ہے' اور ایسے ہی معلم پر آپ مسلمانوں کو بلانا چاہتے ہیں تو کم سے کم اس عاجز کا تو آپ کو اور آپ کے اخبار کو دور ہی سے سلام ہے -

آج کل قرآن کی تعلیم پر زور دینے والے زیادہ تر اسی فکر میں رہتے ہیں کہ کسی طرح ایک جماعت کثیر مسلمانوں کو اسلام کے دائرے سے خارج کردیں' کسطرح صرف سندوں کے مسلمان ہونے کو ثابت کریں - یا کسطرح شعبوں کی فصلیں دکھا دیں -

اگر آپ مجھے معاف کریں تو میں ادنا عرض کرونگا کہ میں هندوستان کے قرآن کی تعلیم دینے والوں اور سیاسی تعلیم دینے والے مسلمانوں' دونوں کو ایک ہی درجہ پر سمجھتا ہوں - اصلی اسلام سے' محمد اور عمر کے اسلام سے دونوںکا اسلام دور -

میں " الہلال " کو دیکھتا ہوں' تو اوسمیں ان دونوں سے تر دلیلیں پاتا ہوں' مگر ابھی اس حالت کو اوسمیں بھی نہیں پاتا' جس سے یہ امید ہو کہ یہ اصلی قرآنی تعلیم تر کمر دستہ ہے -

قرآنی مباحثہ میں صفحہ کے صفحہ سادہ نظر آتے ہیں - مدهبی بحثیں ہیں تو اسی کے سلسلے جاری ہیں - مسلمانوں کو " دست الہی " میں ادنا هاتھہ دینے کی هدایت سلسلہ وار مضامین کی گئی ہے - قرآن کی طرف بھی وہ بلائے گئے ہیں' مگر یہ " دست الہی " کی توضیح ہے ' یہ قرآن کی اصلی تعلیم کا اشارہ کیا گیا ہے اور افسوس بھی مسلمانوں کو غار ذلت سے نکالکر دلیلی پر پہونچا سکتی ہے -

اصول جمہوریت ' اصول مساوات ' اصول مرتبت ' سبق حریت ' اخلاقی و غیر جسمانی قوہ وغیرہ نظر انداز کردینے کی جگہیں نہیں ہیں - تعلیم قرآنی صرف تمام زور کی تاکید ' زنا سے پرہیز وغیرہ پر محدود نہیں ہے ' بلکہ قرآن نے زندگی انسانی کے مراد اور اصول کو نظر ڈالی ہے' اور میں سمجھتا ہوں کہ اُن اصول کو زیر نگاہ رکھکر فروعات میں تبدل و ترقی کی خاص هدایت قرآن نے بھی کرام صلعم نے' اور دنیا کے تربیت مدبر عمر فاروق رضی اللہ نے کی ہے - مسلمان کو ابتدی روحانیت کی ترقی کی فکر سے بھی غافل نہ ہونا چاہئے' لیکن اب اس معرکہ عالم میں جب مادیت اون احساس کو زیر و زبر کر رہی ہے' جسمیں روح چھپتی ہے' مادی ترقی سے غافل ہونا روح کے ساتھہ بھی دشمنی کرنا ہے -

مسلمانوں کی اسوقت عجیب پیچیدہ حالت ہو رہی ہے - قرآن کو اونہوں نے چھوڑا بھی ہے ' اور پکڑا بھی ہے ' لیکن دونوں حالتوں میں اصلی منشاء اسلام سے برخلاف ہوگئے ہیں - جنھوں نے قرآن چھوڑا ہے' اونہوں نے تو خدا ارتے چھوڑ ہی دیا ہے - جنھوں نے پکڑا ہے' اونہوں نے صرف روحانی اوصاف و زندگی کے لیے اوسے پکڑا ہے' بعض ایسے بھی ہیں جنھوں نے اصول اور فروع کے فرق کو ملحوظ نہیں رکھا' میں نہیں جانتا کہ آپ کا کیا ارادہ ہے - آپ اصول اور فروع کا امتیاز اور فرق قائم رکھینگے یا نہیں ؟

[باقی آیندہ]

مشیر حسین قدوائی (بیرسٹرایٹ لا)

لکھنؤ

تقریر

موجودہ اسلامی مسئلہ پر

— * —

جو ٢٧ اکتوبر کو الندوہ الہلال نے کلکتہ کی
ایک عام مجلس میں کی (١)

(١)

اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء و تنزع الملک
من تشاء و تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر انک
علی کل شی قدیر -

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم یا ایھا الناس انتم الفقراء الی
اللہ و اللہ ھو الغنی الحمید ان یشاء یذھبکم و یات بخلق جدید
و ما ذلک علی اللہ بعزیز (٣٥ : ١٧)

—*—

برادران اسلام !

عرصے کی خاموشی کے بعد پھر میں آپکے سامنے حاضر ہوا ہوں

بحقیق حال ما رنگہ میتواں نمود
بحلے رحال خویش نسیما دوشدایم

آپ میں سے اکثر حضرات کو معلوم ہے کہ بعض اسباب خاص سے
اس عاجز نے عام مجالس کی شرکت قطعاً بند کردی تھی' اور گذشتہ
(خدرپور) کی مجلس میں الدعا کی تھی کہ آئندہ اس خدمت
سے معاف رکھا جاؤں - ارباب انتظام نے جب اسکی نسبت ایک
خط لکھا' تو پہلے جی میں آیا کہ معذرت کے ساتھ انکار کردوں ' لیکن
اسکے بعد سوچا کہ وقت تو آگیا ہے' جب گوشے دلے لگیں' لوگ
دیکھنے لگیں ' لگژے چلنے لگیں' اور پہرے سمجھنے لگیں ' کیونکہ اسلام
اپنے ہر پیرو سے اسکے آخری فرض کا طالب ' اور اس شے کا خواستگار
ہے جسکے بعد اسکے آور کچھ باقی نہیں رہے گا ' اور وہ توحید
الہی کے حق سے سبکدوش ہوجائے گا - بس جو زبان نہیں بول
سکتی' اسکو بھی بولنے کی سعی کرنی چاہئے ' اور جو قدم نہیں
اٹھ سکتا' اسکو بھی چلنے کیلئے اٹھنا چاہئے -

توحید اخوت اسلامی و عموم رشتہ دینی

قرآن حکیم نے توحید الہی کے داعی کرام علیہ الصلوۃ و السلام
کو " سراج منیر " سے ملقب کیا اور انکے حق میں کرامت کی طرف
اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ :

انا ارسلناک شاھداً و مبشراً و نذیراً و داعیاً الی اللہ و سراجاً منیراً (٣٣ : ٤٦)

اے پیغمبر ! بیشک ہم نے تم کو شہادت دینے والا ' بشارت پہنچانے والا ' ضلالت و جہالت سے خوف دلانے والا ' راہ الہی کے طرف داعی ' اور ایک نورانی مشعل بنا کر بھیجا ہے -

لیکن ایک دوسرے موقعہ پر اسباب کو بھی " سراج " کے لقب سے یاد کیا ہے

وجعل القمر فیھن نورا و جعل الشمس سراجا (٧١ : ٥)

اور آسمان میں خدا نے چاند کو بھی بنایا ' جو ایک نور ہے ' اور سورج کو بھی بنایا ' کہ وہ ایک روشن مشعل ہے '

اس مماثلت اور اشتراک نشانہ سے مقصود یہ تھا کہ اسلام کی دعوت بھی اس آفتاب مادی کی طرح ایک آفتاب روحانی ہے - آفتاب جب نکلتا ہے ' تو اسکی روشنی اور حرارت میں کوئی تمیز نزدیک و دور ' اعالی و ادنا ' سفید و سیاہ ' باغ و دشت کی نہیں ہوتی - اسکی روشنی تلا تمیز مکان و مقام ہر شے پر چمکتی ' اور ہر حرارت بتدریج وجود کو گرم کرتی ہے - بعینہ یہی حال اس آفتاب دعوت الہی اور نور درخشان سمائے رسالت کی عموم فیضان بخشی کا تھا ' جو گو سعادت حلا ' مگر باراں کی جو قسموں پر نمودار ہوا ' جسکی کرنوں میں دھنی جانب شریعت الہی کی " نور و ضیاء " تھی ' مگر بائیں جانب قیام عدل و عمران کی شمشیر آبدار چمک رہی تھی - جسکا طلوع کائنات میں ظلمت کی شکست ' اور روشنی کی دائمی ضرورت مقدر تھا ' کیونکہ آسمان ہدایت پر سر نبوت الہی کے جو سینکڑوں ستارے نمودار ہوئے تھے ' لیکن تاریکی کی آخری شکست کیلئے دنیا کو آفتاب ہی کے طلوع کا انتظار ہوتا ہے

واللیل اذا یغشی — رات کی قسم ' جسکہ اسکی تاریکی کائنات کی تمام
والنھار اذا تجلی — اشیا کو چھپا دیتی ہے ' اور روز روشن کی قسم '
وما خلق الذکر — جسکہ آفتاب کی تجلی تمام کائنات کو روشن کردیتی
والانثی — ہے ' اور دراصل اُس خالق کی قسم ' جسنے تجلی
(٩٢ : ١) عالم ظلمانی نور اور مادہ کا وسیلہ پیدا کیا -

اس آفتاب توحید کے طلوع ہوتے ہی تفرق و انشقاق کی تمام تاریکیوں کو مٹنا پڑا - اسکی روشنی کی فیضان بخشی میں اسود و احمر اور عرب و عجم کی کوئی تمیز نہ تھی ' خدا کی زمین کی طرح اسکی رحمت بھی عام تھی ' وہ " رب العالمین " تھا ' پس ضرور تھا کہ اسکی راہ کی طرف دعوت دینے والا بھی " رحمۃ للعالمین " ہو

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین (٢١ : ٩٧) — اے پیغمبر ! ہم نے تمکو نہیں بھیجا ' مگر تمام عالموں کیلئے رحمۃ و برکت -

انسان کی یہ سب سے بڑی ضلالت اور خدا فراموشی تھی ' کہ اس نے رشتۂ خلقت کی وحدت کو بھلا کر ' زمین کے ٹکڑوں ' اور خاندان کی تقریبوں پر انسانی رشتے قائم کرلیے تھے ' خدا کی زمین کو حرم محترم اور باہمی اتحاد کیلئے تھی ' قوموں کے باہمی اختلافات و نزاعات کا گھر بنا دیا تھا ' لیکن اسلام دنیا میں پہلی آواز ہے ' جس نے انسان کی بنائی ہوئی تقریبات پر نہیں ' بلکہ الہی تعدد کی وحدت پر ایک عالمگیر اخوت و اتحاد کی دعوت دی اور کہا کہ

یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثی و جعلناکم شعوباً و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ( )

اے لوگو ! ہم نے تمکو ایک مرد اور عورت کا اتحاد رکھا ' اور نسلوں اور قبیلوں میں تقسیم کردیا اسلئے کہ باہم پہچانے جاؤ ' ورنہ در اصل یہ تفرق و انشعاب کوئی ذریعۂ امتیاز نہیں ' اور امتیاز اور شرف اسی کیلئے ہے جو اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ متقی ہے -

پس در حقیقت اسلام کے نزدیک رنگ و مقام ' اور نسل و وطن کی تفریق کوئی چیز نہیں - رنگ اور زبان کی تفریق کو وہ ایک الہی نشان ضرور تسلیم کرتا ہے " و من آیاتہ اختلاف السنتکم و الوانکم " لیکن اسکو وہ کسی انسانی تفرق و تقسیم کی حد نہیں قرار دیتا - انسان کے تمام دنیوی رشتے خود انسان کے بنائے ہوئے ہیں - اصلی

---

(١) الندوہ الہلال تحریری تقریر کا بالکل عادی نہیں ہے ' جتنی کہ تقریر کے لیے سلسلہ بیان کیلئے دیر تک ذہن کا بھی یکجا اتفاق نہیں ہوا - یہ تقریر بھی ارتجالاً اور محض زبانی تھی - اب اس تقریر کی ضرورت میں اسلئے قلم بند کردی جاتی ہے کہ اس موضوع پر ہر حال اب مستقل مضمون لکھنا ہی تھا - یہ پہلا موقعہ ہے کہ تقریر کے بعد قلم بند کرنے کی کوشش کی گئی ' اکثر مطالب یاد ہیں ' جو اس وقت زبان پر نہ تھے ' البتہ بعض مقامات پر مزید تفصیل و تشریح ' اور مطلب مطالب میں تقسیم کردی ہے -

Printed & Published by Abul Kalam Azad, at The Hilal Electrical Printing Works, 7-1, McLeod Street, Calcutt

رشتہ صرف ایک ہے' اور وہ رشتہ ہے جو انسان کو اسکے خالق اور پروردگار سے متصل کرتا ہے - وہ ایک ہے' پس اسکے ماننے والوں کو بھی ایک ہی ہونا چاہئے' اگرچہ سمندروں کے طوفانوں' پہاڑوں کی مرتفع چوٹیوں' زمین کے دور دراز گوشوں' اور جنس و نسل کی تفریقوں نے انکو باہم ایک دوسرے سے جدا کردیا ہو

ان هذه امتكم امة واحدة ' وانا ربكم فاعبدون (۲۳ ۵۵)

بیشک ' تمہاری جماعت ایک ہی امت ہے' اور ہم ایک ہی تمہارے پروردگار ہیں -

اے برادران ملت ! یہی اسلام کی وہ عالمگیر اخوت اور دعوت اسلام کی وحدت تھی ' جس نے زمین کے دور دراز گوشوں کو ایک کردیا تھا - اسلام نے ریگستان حجاز میں ظہور کیا ' مگر صحراے اربعہ میں اسکی پکار بلند ہوئی - اسکی دعوت کی صدا جبل ابوقبیس کی گھاٹیوں سے اٹھی' مگر دیوار حرا سے صداے اشہدان لا الہ الا اللہ کی بازگشت گونجی - تاریخ کی نظر نے جس وقت دجلۂ و فرات کے کنارے پیروان اسلام کے نعش قدم گن رہی تھی' عین اسی وقت گنگا اور جمنا کے کنارے سنکڑوں ہاتھ لیے ' جو خداے واحد کے آگے سر بسجود ہونے کیلئے وضو کر رہے تھے - یہ تمام دنیا کی مختلف قومیں ' زمین کے دور دراز گوشوں پر بسنے والی آبادیاں ' گویا ایک ہی گھر کے عزاز تھے ' جنکو سلطان رحیم کی تفرقہ انداز یوں نے ایک دوسرے سے الگ کردیا تھا ' لیکن خداے رحیم نے ان صدیوں کے بچھڑے ہوئے دلوں کو ایک دائمی صلح کے ذریعے پھر ایک جگہ جمع کردیا ' اور انکے روٹھے ہوئے دلوں کو اس طرح ایک دوسرے سے ملا دیا ' کہ تمام پچھلے شکوے اور شکایتیں بھول کر ایک دوسرے کے بھائی اور سچے رفیق و راحب ہوگئے

واذكروا نعمة الله عليكم اذ كنتم اعداء ' فالف بين قلوبكم فاصبحتم بنعمته اخوانا (۳ ۹۸)

اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو ' جبکہ تم اسلام سے پہلے ایک دوسرے کے دشمن تھے' مگر اسلام نے تمہارے دلوں میں الفت و محبت پیدا کردی ' اور دشمن کی جگہ ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہوگئے

یہ برادری خدا کی قائم کی ہوئی برادری ہے ' ہر انسان جس نے کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا ' بلا تجرد اقرار کے اس برادری میں شامل ہوگیا ' خواہ مصری ہو ' خواہ نائجیریا کا وحشی ہو' خواہ وسطایشیا کا تعلیم یافتہ ترک ' لیکن اگر وہ مسلم ہے تو اس ایک حاکمان توحید کا عصو ہے ' جسکا گھرانا کسی خاص وطن اور مقام سے تعلق نہیں رکھتا ' بلکہ تمام دنیا اسکا وطن' اور تمام قومیں اسکی عزیز ہیں دنیا کے تمام رشتے ٹوٹ سکتے ہیں ' مگر یہ رشتہ کبھی نہیں ٹوٹ سکتا - ممکن ہے کہ ایک باپ اپنے لڑکے سے روٹھ جاے ' بعید نہیں کہ ایک ماں اپنی گود سے بچے کو الگ کردے ' ہو سکتا ہے کہ ایک بھائی دوسرے بھائی کا دشمن ہو جاے ' اور یہ بھی ممکن ہے کہ دنیاکے تمام عہد مودت ' حوں اور نسل کے باندھے ہوے تمام وفا و محبت ٹوٹ جائیں ' مگر جو رشتہ ایک چین کے مسلمان کو افریقہ کے مسلمان سے ' ایک عرب کے ہندوستان کے مسلم کو مکہ معظمہ کے صحیح النسب قریشی سے پیوست و تک جان کرتا ہے ' دنیا میں کوئی طاقت نہیں ہے ' جو اسے توڑ سکے ' اور اس رابطہ کو کاٹ سکے جسمیں خدا کے ہاتھوں نے انسانوں کے دلوں کو ہمیشہ کے لیے جکڑ دیا ہے -

پس اے عزیزان ملت ! اور اے تمام عالم روئے زمین کا قافلۂ اسلام !! اگر یہ سچ ہے کہ دنیا کے کسی گوشے میں پیروان اسلام کے سروں پر تلوار چمک رہی ہے' تو تعجب ہے اگر اسکا رحم ہم اپنے دلوں میں نہ دیکھیں - اگر اس آسمان کے نیچے کہیں بھی ایک مسلم پیروے توحید کی لاش تڑپ رہی ہے' تو تعجب ہے اُن سات کروڑ زندگیوں پر' جنکے دلوں میں اسکی تڑپ نہ ہو - اگر مراکش میں ایک حامی وطن کے حلق بریدہ سے خوں کا فوارہ چھوٹ رہا ہے ' تو ہمکو کیا ہوگیا ہے کہ ہمارے منہ سے دل جگر کے ٹکڑے نہیں گرتے ؟ ایران میں اگر وہ گردنیں پھانسی کی رسیوں میں لٹک رہی ہیں' جنسے آخری سانحت درع میں اشہد ان لاالہ الا اللہ کی آواز نکل رہی تھی' تو ہم پر اللہ اور اسکے ملائکہ کی پھٹکار ہو ' اگر ابدی گردنوں پر اسکے نشان محسوس نہ کریں - اگر آج بلقان کے میدانوں میں حافظین کلمۂ توحید کے سر اور سینے صلیب پرستوں کی گولیوں سے چھن رہے ہیں' تو ہم اللہ اسکے ملائکہ ' اور اسکے رسول کے آگے ملعون ہوں ' اگر اپنے پہلوؤں کے اندر ایک لمحہ کیلئے بھی راحت اور سکون محسوس کریں - میں کیا کہہ رہا ہوں ؟ حالانکہ اگر اسلام کی روح کا ایک ذرہ بھی اسکے پیروؤں میں باقی ہے ' تو مجھکو کہنا چاہئے کہ اگر میدان جنگ میں کسی ترک کے بلوے میں ایک کافر جنہہ جائے' تو قسم ہے خداے اسلام کی' کہ کوئی ہندوستان کا مسلمان مسلمان نہیں ہو سکتا ' جب تک وہ اسکی جنہں کو بلوے کی جگہ اپنے دل میں محسوس نہ کرے ' کیونکہ ملت اسلام ایک جسم واحد ہے' اور مسلمان خواہ کہیں ہوں اسکے اعضا و جوارح ہیں - اگر ہاتھ کی انگلی میں کانٹا چبھے ' تو جب تک باقی اعضا کٹ کر الگ نہ ہوگئے ہوں ' ممکن نہیں کہ اسکے صدمے سے بے خبر رہیں - اور یہ جو کچھ کہہ رہا ہوں' محض اظہار مطلب کا زور بیان ہی نہیں ہے' بلکہ عین ترجمہ ہے اُس حدیث مشہور کا ' جسکو امام احمد و مسلم نے بعمان بن بشیر سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ و السلام نے فرمایا :

مثل المومنين في توادهم و تراحمهم و تعاطفهم ' مثل الجسد ' اذا اشتكى له عضو ' تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى

مسلمانوں کی مثال باہمی مودت و مرحمت اور محبت و همدردی میں ایسی ہے ' جیسے ایک جسم واحد کی اگر اسکے ایک عضو میں کوئی شکایت پیدا ہوتی ہے' تو سارا جسم اس تکلیف میں شریک ہو جاتا ہے -

اور اسی کے ہم معنی صحیحین کی وہ حدیث ہے ' جسکو ابو موسیٰ اشعری نے روایت کیا ہے کہ

المومن للمومن كالبنيان ' يشد بعضه بعضا -

ایک مومن دوسرے مومن کیلئے ایسا ہے' جیسے کسی دیوار کی اینٹیں ' کہ ایک اینٹ دوسری اینٹ کو سہارا دیتی ہے

اور فی الحقیقت یہ خصائص مسلم میں سے ایک اولیں اور اشرف ترین خصوصیت ہے ' جسکی طرف قران کریم نے اپنے جامع و مانع الفاظ میں اشارہ کیا ہے کہ

اشداء على الكفار ' رحماء بينهم (۴۹ ۲۹)

کافروں کیلئے نہایت سخت ' مگر آپسمیں نہایت رحم اور همدرد -

اس میں جسقدر سچائی ہے ' باطل اور کفر کیلئے - اور اسکی جسقدر مخالفت و الم ہے ' حق و صدق ' اور اسلام و توحید کے لیے فاعتبروا يا اولى الابصار

جامعۂ اسلامیہ یا پان اسلام ازم

جب سے اسلام دنیا میں موجود ہے ' یہ اخوت و وحدت بھی موجود ہے ' مگر یورپ کا جدید دسیسۂ شیطانی اسکو کسی معقول العقل اور حداث العہد " اسلامی اتحاد سیاسی " سے تعبیر کرتا ہے اور اس اصطلاح اجمالی کی تعبیر اسکو ایک خوں آشام خیال کی صورت میں نظر آتی ہے - وہ کسی ایسے وقت کے تصور سے اپنے تئیں اوزاں

و قساوں ظاهر کرتا ہے' جسکہ تمام عالم میں چالیس کرور مسلمانوں کی تلواریں یکا یک چمک اٹھیں گی ' عیسائیوں سے انکے گذشتہ چار سو سال کی مسیحی خوں ریزی کا حساب لیا جاہے گا اور حدوہ ' معلوہ ثم التعلیم صلوہ ' کے نعروں کے ساتھہ تمام دنیا کے درختوں پر صلیب پرستوں کی معلق اور مصلوب لاشیں انکے خدائے مصلوب کی لاش طرح لٹکنے لگیں گی ! !

مگر یہ یورپ کے چہرۂ خونیں کا عکس ہے' جو اسکو عالم اسلامی کے آئینے میں نظر آتا ہے - ! !

میں نے جب کبھی اس قسم کی تحریریں پڑھی ہیں ' تو لکھنے والوں کے تعصب پر اسقدر متعجب نہیں ہوا ہوں جس قدر اسکا جواب دینے والے مسلمانوں کی جہالت بلکہ اسلام فراموشی پر - جب کبھی یورپ کے شیاطین سیاست نے " پان اسلام ازم " کی صدا بلند کی ہے ' تو معاً مسلمانوں نے ڈر ڈر کر اور کسی خونی مجرم کی طرح سہم سہم کر اپنی تریب کے بے اثر دلائل کی وطدعہ جوابی شروع کردی ہے ' اور پھر اکثر اوقات عیسائیوں کو خوش کرنے کیلیے اسمیں اس درجہ غلو کیا ہے ' کہ خود اپنے تئیں بھول گئے ہیں -

"مسئلہ مشرقی" اور" پان اسلام ازم"

لیکن حضرات ! یعنی کہنے کہ " پان اسلام ازم " کا فرضی خطرہ جس غرض مخفی سے دنیا کے سامنے لایا جاتا ہے ' تہب کم مسلمان ہیں' جنکی نظر اسکی حقیقی علت پر ہوگی - اس خطرے کے اعلان پر یورپ اور احتیاط کی کوشش بالکل بے فائدہ ہے ' کیونکہ اسکی بنیاد جہل نہیں ' بلکہ ایک نہایت سخت اندیشانہ حکمت عملی ہے - قبل اسکے کہ مسلمان " پان اسلام ازم " کے حربہ سے کانوں پر ہاتھہ دھریں' انکو خود یورپ سے پوچھنا چاہیے کہ "مسئلہ مشرقی" کی حقیقت کیا ہے ؟ فماکان جوابھم ' فھو جوابنا -

کوئی شخص اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ آج نصف صدی سے یورپ کی تمام مسیحی طاقتوں نے ایک خاص متفقہ حکمت عملی وضع کی ہے ' اور اسکا نام " مشرقی مسئلہ" یا " مشرق کا معضلہ اخری " رکھا ہے - مشرقی مسئلہ کی حقیقی غایت اس کے سوا کچھہ نہیں ہے کہ اسلام کے بقیہ قوائے سیاسیہ کا تدریج خاتمہ کردیا جاے ' اور بالفاظ صاف تر یہ' کہ دنیا کے جسقدر حصے اسلام کے زیر اثر باقی رہگئے ہیں ' انکو بھی یورپ کی مسیحی حکومتیں کسی ایسی تقسیم مساوی کے ساتھہ - جو توازن دولی پر موثر ہو - اپسمیں بانٹ لیں - یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ اظہر من الشمس ہی نصف النہار ہے ' اور جس شخص نے کم از کم گذشتہ دس برسوں کے اندر کے واقعات سے آنکھیں بند نہیں کرلی ہیں ' وہ بغیر کسی بصیرت مزید کے اسے دیکھہ سکتا ہے - پھر اگر یہ سچ ہے کہ ایک خنجر اسلام کے قلب میں پیوست کردینے کیلیے تیز کیا جارہا ہے ' تو کیا مصالقہ اگر ہم کسی قتال کی طیاری میں مصروف ہوں ؟ اگر جدا پرستی سے مسیح پرستی کی دشمنی قدیمی ہے ' اور یہ کوئی نئی مسیحی سازش نہیں ' تو پھر واں توحید کا حملۂ مشرکین سے بچنے کیلیے اتحاد اخوت بھی کوئی جدا چیز نہیں ہے - یورپ جانتا ہے کہ مسئلہ مشرقی کے حل کیلیے کوئی بچاؤ اگر اسلام کے پاس ہے' تو صرف اسکا حقیقی اتحاد اسلامی ہے' اور تمام دنیا کے مسلمانوں کا اسپر متفق ہوجانا ہے کہ اپنی قدیمی سیادت اور شرف کو محفوظ رکھیں - اسلامی زندگی کی اخری انسانی تلوار صرف ترکوں کے ہاتھہ میں ہے ' لیکن ایک قوی حکومت جسکے کئی قسمتی احوا پر مسئلہ مشرقی کی گتھی حل ہوگی ہے ' مسیحی اتحاد کا کیا مقابلہ کرسکتی ہے ؟ البتہ اگر چالیس کرور قلوب اسلامیہ ہلال کے نیچے جمع ہوجائیں ' تو پھر وہ ایک ایسی قوت ہے ' جسکو سیکڑوں سکندر اور ہے نال بھی ملکر فنا نہیں کرسکتے - یورپ چونکہ یہ جانتا ہے' اور ساتھہ ہی یہ بھی جانتا ہے کہ عقلت اور اغراض پرستی نے مقامی و وطنی سرشاریوں میں مسلمانوں کو مبتلا کردیا ہے ' اور انکے باہمی بین الملی اتحاد کے جسم میں مغربی التحاد کے جراثیم پیدا ہوچکے ہیں ' اسلیے گو فی الحقیقت کسی ایسے " اسلامی اتحاد " کا وجود نہیں ہے ' لیکن وہ وقت سے پہلے پیدا ہونے والی مقاومت کا استیصال کرنا چاہتا ہے - اور اس مشہور قاعدے کی رو سے کہ " اتقاء وقوع المرض خیر من معالجتہ بعد وقوعہ (۱) " اسلام کے فنا کرنے سے پہلے اسکے اتحاد کی فعال کو فنا کردینے کی تدبیروں میں مصروف ہے -

پھر کیا ہوگیا ہے ان ملاحدۂ مسلمین اور مفرنجین مارقین کو جو " پان اسلام ازم " کا نام سنتے ہی " صدا ! صدا ! ! " کا نعرہ لگانا شروع کردیتے ہیں ' اور دشمن کہا کہا کر کانوں پر ہاتھہ دھرتے ہیں ' کہ ہماری یورپ پرستی ' اور اسلام دشمنی ' کی پر امن وفاداری میں کوئی اسلامی اتحاد خلل انداز نہیں ہو سکتا ؟ کیا وہ اس انکار و نفری سے ٹھیک ٹھیک اُس غرض و غایت کو پورا نہیں کرتے ' جو اس عمل شیطانی سے خود یورپ کے پیش نظر ہے ؟

پروفیسر (ز یمبرے) جس نے اتھارہ برس کی عمر سے تیس برس تک ترکوں کا نمک کھایا ہے ' اور اسکے بعد ہمیشہ نہ جانے ایک اسلام پرست' اور عثمانی خواہ درست کے سوائے یلدز کی سیاسیہ مہمان نوازیوں سے متمتع ہوتا رہا ہے' کل ہی تاب ہے کہ (نوواقعات هدراق) میں اس تمہید کے اعادے کے بعد' کہ وہ مسلمانوں کا دوست ہے' لکھہ رہا تھا

" اسلام کی حمایت سے اب کوئی فائدہ نہیں ' وہ بیکار فنا ہوجائے گا اور اسکو فنا ہی ہوجانا چاہیے - مسلمان ایک ایسی وحشی قوم ہے' جسمیں نہ تو " طبیعت " کا وجود ہے' اور نہ " طبیعت " کو وہ محسوس کرسکتے ہیں - انکو صرف خدا کی عبادت گذاری آتی ہے' مگر دنیا میں کام کرنا نہیں آتا' تمام انسانی حس و شعور انسے سلب ہوگئے ہیں ' صرف ایک دینی جذبہ ان میں باقی ہے - یہ ایسا قوی مسلک ہے ' اور یہ کائنات میں مقصد - پس اب یورپ کیلیے یہی باقی رہتا ہے کہ وہ اسلامی حکومتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے آپسمیں بانٹ لے "

یہ مسلمانوں کے سب سے بڑے دوست کی آواز ہے ! لیکن اب دشمنوں کو کہاں ڈھونڈھیں ؟

پروفیسر (مکسمس هارتن) جو استریا کے سب سے بڑے اخبار (زنگفت) کا مالک اور حنفی ایڈیٹر ہے ' چند سال ہوے ہیں کہ اس نے مسئلہ مشرقی پر لکچر دیا تھا ' اور اسکا خلاصہ (لندن ٹائمس) نے چھاپا تھا ' محکو یاد ہے کہ اسکی آواز ان حملوں پر اکر رکی تھی :

" اب اور کب تک اسلام کو آزاد چھوڑ دیا جاےگا کہ وہ اپنی' ہزار سالہ وحشت و خونخواری کے واقعات بیسویں صدی میں دہراتا رہے ؟ کب تک یورپ اپنی نامسی رعایت کے ہاتھوں عالم انسانیت کی مظلومی کا تماشا دیکھتا رہیگا ؟ اسلام ایک خطرہ ہے اور اسکا بقا تمام تر خطرہ - میں یہیں دکھا رہا ہوں کہ یورپ اسلام سے جو زمین کا ٹکڑہ لیتا ہے ' وہ اسکا قدرتی حق ہے' اور دول یورپ کیلیے مال غنیمت ہے ' جسکی واپسی کا خیال بھی جنون ہے "

یورپ اسلام کے خالص کرور نفوس انسانی کو تمدن اور تہذیب کے نام سے فنا کردینا بیسویں صدی کی سب سے بڑی مدنی خدمت سمجھتا ہے' لیکن روس میں آج کئی ملین عیسائی موجود ہیں' جو عثمانیوں سے ہزار درجہ تر پس تمدن سے بعد ہیں' سب سے پہلے اس خنجر تہذیب کی دھار کے مستحق انکی گردنیں کیوں نہیں سمجھی جاتیں ؟ اور اگر جس تہذیب کے نام پر یہ صلیبی جنگ جاری کی گئی ہے ' یہ وہی تہذیب ہے ' جسکی تریسٹھی ۲۶ اکتوبر سنہ ۱۹۱۱ کو رومانی تمثال تمدن نے طرابلس میں دکھلائی تھی '

تو هزار سلامتی هو تمهپر اے وحشت و خونخواري ! اور هزار هزار رحمت و برکت نازل هو تمهپر اے افریقه اور نائجریا کی درندي و درندگی !! اور کبھی تیرے سایۂ برکت سے همارے سر جدا نہوں !!

وحررك دب لا يعاس له دب

حضرات !!

یورپ کے نزدیک " مسئله مشرقی " کا حل بالکل ایک عدلی انصاف و عدل هے' چالیس کرور نفوس اسلام کو مٹا دینے کا عملی نمونه کوئی تشریح انگیز بات نہیں - نه اُس پرانی مسیحی وحشت کی تکمیل و تکمیل هے' جسکو سینٹ لوقا نے شہزادۂ امن (مسیح) کی زبانی دنیا کو سنایا تھا که " میرے وہ دشمن جو نہیں چاهتے که میں اُن پر حکمرانی کروں' انکو یہاں لاؤ ! اور میرے قدموں کے آگے ذبح کردو" (۱) پس اسمیں کوئی انسانی طلسم نہیں ' قوموں کے عدلی قوانین کا احترام اس بارے میں بالکل بے معنی هے - اگر کوئی شے قابل توجه هے تو صرف یه هے که یورپ کی رقیب حکومتیں ایک دوسرے پر باری نه لے جائیں' جسم اسلام کی اسطرح بوٹیاں نوچی جائیں که هر ایک کے منه میں مساوي تقسیم کے ساتھه ایک ایک لقمه آجائے - لیکن جامعه اسلامیه ' اسلام کی قدرتی اخوت' اسکا روز اول سے قائم کرده رشتۂ اتحاد' تو یه ایک ساعت سے سخت معصب اور حرم هے' جسکا کرنا دینی روح متعلق مجرم هوسکتا هے - نه ایک کھلا عدوان و فساد هے' یه وحشیانه تعصب اور درندانه خونخواري کی سازش هے - یه ایک ایسا گناه هے' جسکے لیے تعریف اور عدالت کے سوا اور کچھه نہیں هونا چاهیے' یه ایک ایسی تاریک زندگی هے' جو صرف اسلیے هے که اُسے مٹا دیا جائے ! ذلك قولهم بافواههم' يضاهون قول الذين كفروا من قبل' قاتلهم الله انى يوفكون

لیکن اے اقوام یورپ ! اے دردان قافلۂ انسانیة ! اے امثال درندگی و سعیت ! اے مجمع وحوش و کلاب !! ظلم و عدوان تا کے ؟ اور خون و خون ریزی تا چند ؟ کبتک خدا کی سرزمین کو اپنے خونخواري عرور سے ناپاک رکھوگے ؟ کبتک انصاف ظلم سے' اور روشنی تاریکی سے معارب رہے گی ؟ نخجیر میں تمہارے هاتھوں انسانوں کی گردنیں سولی میں لٹک رهی هیں' طرابلس کی ریت پر ابتک اس جمے هوے خون کے ٹکڑے باقی هیں ' جو تمہاري آنکھوں کے سامنے تمہارے ایک پیشرو نے بہایا ' مراکش میں اُن لاشوں کا شمار کوئی انسان نہیں کر سکتا ' جنمیں سے سیکڑوں کو مٹي کے دوجھه کي جگهه تمہارے گھوڑوں کے سموں کی پامالیاں اور تمہارے جنگی توپوں کی ٹھوکریں نصیب هوئی هیں -

یه تمہارے تمام جنایت شیطانی دنیا کیلیے تہذیب و تمدن کي رحمت ' اور امن اور صلح کي برکت هیں - لیکن اسکے مقابلے میں آٹھه سو اٹالین قیدي (عزیزیه) اور (طبروق) کے صحرائي قبائل کي قید میں دس میں پانچ مرتبه اس غذا سے بہتر عدا کے سامنے ننگا لے جاتے هیں ' جو فوج طرابلس کے افسر علم کو نصیب هوتي هے ' اور عین اُس وقت جبکه بنغازي طرابلس میں مسلمانوں کے شیر خوار بچوں اور خانه نشین عورتوں کا قتل عام کیا جاتا هے' ڈیڑھ سو سے زیادہ اٹالین قیدیوں کو (نہایت بے) حاصل اپنا خیمه دیدیتا هے' کیونکه وہ ریگستان کي گرد اور تپش کے عادي نہونے کی شکایت کرتے هیں ' لیکن پھر بھي اسلام اور اسلام کے محافظ ترک ' وحشت و بربریت کا پیکر هیں ' اور صرف تہذیب و شائستگی کی تکمیل کیلیے اسکو مٹا دینا چاهیے !!

پس اے برادران ملت ! جس " پان اسلام ازم " کو یورپ پیش کررها هے ' اگرچه اسکے دسائس اور فن دماغ سے ظاهر اسکا کوئی وجود نہیں ' مگر اس سے فریب کی بے فائده کوشش نه کیجیے - جس چیز کو آپ اپنی فریب میں پیش کرینگے ' اس سے وہ بے خبر نہیں هے - آپ اپنی فریب کے اظہار میں آجکل کے ملحدۂ مسلمین کی طرح خواه اپنی جنس اسلامی کو جنس مغربی سے کیوں نه بدل لیں ' لیکن وہ کبھی " پان اسلام ازم " سے اپنے تئیں کے خطرہ دلہلائے گا ' کیونکه وہ دانسته آپکی ایک اصلی مدافعانه قوت انحادي کو اس طرح فنا کردینا چاهتا هے - آپ انکار کریں خواه اقرار ' دونوں حالتوں میں اسکا سلوک یکساں هوگا

مثله ' کمثل الکلب ان تحمل علیه یلهث ' او تترکه یلهث - (۷ ۱۷۵)

اسکی مثال کتے کی سی هے که اگر اسکو دتکار دو' جب بھی زبان باهر لٹکائے رهے گا ' اور اگر اسکو چهوڑ دو ' جب بھی زبان لٹکانا رهے گا -

کاش مسلمانوں میں پان اسلام ازم هوتا

مسلمان " پان اسلام ازم " کے نام پر استعمار پڑھرهے هیں' لیکن میں کہتا هوں که اے کاش آج مسلمانوں میں " پان اسلام ازم " کا وجود هوتا ' وہ " پان اسلام ازم " جسکو ترکی یا انگلستان کے مسلمانوں کی کسی حفنه کمدتی کے پیدا کرنے کی ضرورت نہیں هے ' روز اول سے اسکی همکو دعوت دی گئی هے

واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا (۳ ۹۷)

ایک دین الہی کی رسی سب ملکر پکڑلو ' اور آپسمیں متفرق نہو !

اگر " پان اسلام ازم " کا اصلی وجود هوتا ' تو کیا ممکن تھا که همارے سامنے اوران پر قیامت گذر جاتی' مراکش کا خاتمه هوجاتا ' طرابلس میں مسلمانوں کی لاشیں تڑپتیں اور همارے قلوب میں کوئی حرکتی حرکت پیدا نہوتی ؟ ' روضه مبارک حضرت امام رضا علیه السلام کی دیوارس ملائکۂ روضه کی گولہ باري سے گرتیں ' قبۂ کی مسجدوں کے میناروں پر اٹلی کے مشرکین و صلیب پرست چڑھجاتے ' تاکه عین اُس مقام پر جہاں خداے واحد کي تقدیس و تسبیح کی صدائیں بلند کی جاتی هیں ' رومی کیتھولک بت پرستی کا علم نصب کریں ' لیکن مسلمانو ذرا سوچو که کتنے هندوستان میں مسلمان هیں ' جنکے دلوں میں رحم لگے ' اور کہتے هیں ' جنکے جگر میں تپش اُٹھی ؟

لمثل هذا يذوب القلب من كمد
ان كان في القلب اسلام و ايمان

سچ یه هے که هم اپنے اصلی " پان اسلام ازم " کو کھو چکے هیں' اور یہی علت حقیقي اسلام کے اصلي ضعف اور انحطاط کي هے' مگر چونکه اسکا بیج اب بھی هم میں موجود هے ' گو برگ و بار نہیں' اسلیے یورپ چاهتا هے که اس طرح کے انتشارات سے سہما اور ڈراکر همکو آئنده کي هوشیاري اور بیداري سے بھی باز رکھے' اور رہی سہي اتحادي قوت کا بھی اسکي نشو و نما سے پہلے خاتمه کردے -

مسئله مسلم یورپ پرستي اور مسئله بقاے اسلام

اے حضرات ! یاد رکھیے که آج اسلام کیلیے مسلمانوں کی کوئي وطني اور مقامي تحریک سود مند نہیں هو سکتی ' اور اس کشتي کے تیرنے کیلیے اصلی (نه که یورپ کے احمرا نما) " پان اسلام ازم " کے سوا اور کوئی بادبان نہیں هے ' ایک قوم جو ریگستان عرب سے دیوار چین تک آباد هے' اسکو وطن کے کسي خاص ٹکڑے کا تعصب کیا فائده پہنچا سکتا هے ؟

جسقدر مقامي کوششیں آج عمل میں آرهي هیں' خواه وہ مصر

مدن هوں' تا ترکی مدن - الجزائر مدن هوں تا اس بدهٔ زار هند مدن - مغرب عقیدے مدن یه سب کچهه کاهن شیطان کا ایک عمل السحر هے' جو اسلیے سلانا هے' که سونے والوں کا آٹهنا اسے پسند نهیں - مدن نے کہا که هم مدن سچا " پان اسلام ازم " یا بالفاظ اصلی رشته اخوت دینی باقی نهیں رها ' لیکن کهونکر باقی رهے ' جبکه هندوستان مدن اسے عظیم الشان اشغال همارے لیے موجود هیں' جو نفس اسلام کے بقا سے بهی زیاده اهم هیں - انکو چهوڑکر هم عرب ترکوں تا افریقوں کی کهونکر خبر لیں ؟ سب سے مقدم امر یه هے که هندی (علی گڈه) مدن ایک یونیورسٹی بنائی جائے ' اسکے لیے بیس لاکهه روپیه جمع کرنا هے - یه مانا که دنیا کی کوئی سرزمین هے' جهاں خود اسلام کے بقا و فنا کا سوال درپیش هے مگر اسکو کها کیجئے که " مسلم یونیورسٹی " همارے قومی مقاصد کا اصلی نصب العین' کعبهٔ علی گڈه کے شب زنده داران عبادت کی چهل ساله نیمشب گداری کی مراد و آرزو ' اور همارے رهنمائے ارل کی دینی هوئی شریعت تعلیم کا یوم تکمیل هے - جس دن یونیورسٹی بن جائےگی' اس دن الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی' ورضیت لکم الاسلام دینا کی وحی استریچی هال کی چهت پر نازل هوگی - ترکوں کی همدردی' اور ایرانیوں کی مصیبت زدائی فریضهٔ تسکر کے بعد ایک ضروری کام سمجها جائے گا ' مگر اس افسوس ناک ملامت پر کیجئے که مقصد طالبان کے جهگڑے سے یونیورسٹی کے جهنڈے مدن فرق نڑگیا ! ! اولئک الذین اشتروا الضلالة بالهدی' فما ربحت تجارتهم وما کانوا مهتدین' (۱)

اے عزیزان ملت ! قوموں اور ملکوں کی زندگی کا نهیں بلکه اسلام کی زندگی کا سوال هے - فرض کیجئے که هندوستان نے مسلمانوں نے اپنی ترقی کے تمام منصوبے پورے کرلیے' اور انکا هر فرد تعلیم اور دولت کا ایک مرکب طلائی بن گیا ' لیکن اگر سرے سے خود اسلام کی سیاسی طاقت هی پر حجری چل گئی ' تو پهر علی گڈه میں یونیورسٹی هی نهیں' بلکه حاجی اور سونے کی نهیں سیاه بهی بن جائے' مگر اسکے حور و غلمان کسکا دامن گائیں گے ؟

السیف اصدق انباء من الکتب

اے احوال عزیز ! یاد رکهیے که دنیا مدن امن' صلح' اور ترک قتل و غارت کا تصور کبهی هے هوشیار هو' مگر دنیا کی دو قسمتی سے ایک اصلی قوت تلوار کی دهار' اور زندگی کا سرچشمهٔ آب حیات خونریزیوں اور خونریزی هی مدن هے - دنیا پر ایک کوئی زمانه ایسا نهیں گذرا هے که تلوار کی حکومت ضعیف هوئی هو' اور ایسا نهیں که آئنده بهی کبهی ایسا زمانه نصیب هو - غریب اخلاق نے همیشه اپنے بنگلے نیکسی مدن چهپ کر کسی ایسی دنیا کی منتظر رهی هیں ' جبکه تمام غائبانه انسانوں کی جگه ملائکه معصومین کی نیشکر زار بن جائے گی ' اور قتل وخون ریزی کو لوگ اسی طرح بهول جائیں گے ' جس طرح موجوده عالم نے آدم اور صلح کو فراموش کردیا هے - اس آرزو کے جس و خیال نے دلوں دل هے جو فریفته نهیں هوگا ' لیکن کیا کیجئے که دنیا امید و آرزو کی نهیں بلکه حقائق و نتائج کی جگه هے ' اور انسان جب تک فرشته نهیں بلکه انسان هے' اس وقت تک ایسی امیدوں کا اخلاق کے صفحوں سے ناپدید نه لگنا ممکن نهیں - آج اگر پوچها جائے که قوموں کی زندگی اور زندگی کے مظاهر کهاں تلاش کیے جائیں ؟ تو اسکا جواب علم و فن کی نئی نئی دوسگاهوں اور علوم الاولین و الاخرین کے دامن سے نهیں ملے گا ' بلکه آن اهل پوش خیاروں کے پهٹے

طول و عرض سے ' جنکی قطاریں ساحل کے طول مدن پهیلی هوئیں' اور جنکے زوروں سے انسان پاش توپوں کے دهانے نکلے هوے هیں -

یہی حضرات ! وہ خانه خدا مقدس هے ' جس مدن صلح کا سعید جهنڈا لهرا رها هو' مگر زنده وهی رهسکتا هے جسمدن خونخوار تلوار کا قبضه هو - یهی اقوام کی زندگی کا منبع ' نظام عدل و عمران کا وسیله' انسانی سعادت و زندگی کا بچاؤ' اور مظلوم کے نالهٔ مدن اسکی حفاظت کی ایک هی دهائی هے ؎

ولقد ارسلنا رسلنا بالبینات وانزلنا معهم الکتاب و المیزان لیقوم الناس بالقسط ' و انزلنا الحدید فیه باس شدید و منافع للناس (۵۷ ۲۵)	اور هم نے اپنے رسولوں کو کهلی کهلی نشانیوں کے ساتهه بهیجا ' اور انکیساتهه کتاب اور میزان دی ' تاکه لوگ عدل انصاف پر قائم هوں' اور نیز لوها پیدا کیا (جو هتیاروں کی شکل مدن) سخت خطرناک بهی هے اور نفع رساں بهی -

اسلام کی پولیٹکل طاقت کا مرکز وحدت

مسلمانان هند کو یاد رکهنا چاهیے که آج صرف ایک هی تلوار هے ' جو دین الهی کی حمایت مدن داد دے سکتی هے ' اور وہ صرف آل عثمان کی مقدس شمشیر خلافت هے - یه اسلام کے گذشته قافلهٔ جهانبانی کا آخری نفس قدم ' اور همارے اقبال و اقبال کی آخری شعاع امید هے - یهی سبب هے که همارا ترکوں سے رشته محض اخوت دینی هی کا نهیں هے ' بلکه اس سے بهی مقدم تر رشته ' خلافت اسلامیه " کے دینی احترام کا هے ' کیونکه هم جانتے هیں که کوئی قوم بغیر کسی سیاسی مرکز کے زنده نهیں رهسکتی ' اور اسلام کا کوئی مرکز سیاسی اگر هے تو صرف خلافت آل عثمان هے - هر مسلمان خواه وہ دنیا کے کسی حصے مدن هو' اگر اسکا فرض دینی هے که اسلام کے دفاع کا خواستگار هو' تو یه بهی فرض دینی هے که خلافت آل عثمان کے تعلق کو ایک خالص دینی رشتے کی طرح اپنے دل مدن محفوظ رکهے اور دنیا کی جو حکومت اسکی دشمن هو' اسکو اسلام کا دشمن ' اور جو اسکی دوست هو' اسکو اسلام کا دوست تصور کرے - کیونکه مسلمانوں کی دوستی اور دشمنی انسانی نهیں بلکه صرف دین الهی کیلئے هے -

مسلمانان هند کی بدقسمت تاریک سیاسی حلقوں مدن یه سوال اٹهایا گیا هے که وہ دنیا کے کسی اسلامی حصے کے واقعات سے اسدرجه متاثر نهیں هوئے ' جسقدر ترکی کے حوادث و حالات سے - اگر مخلص رشتهٔ اخوت اور ادراک مذهب هی اس اثرپذیری کی علت هے ' تو اسمیں ترکوں کی کیا خصوصیت کیا هے ؟ بهت سے لوگ هیں جو اس واقعی ضروری سوال کے جواب مدن یا تو بقای سے کام لینا چاهتے هیں یا کفر سے' مگر مدن سمجهتا هوں که مسلمانوں کیلئے سیدهی راه اسلام کی هے - مسلمانوں کو تعدد ادوار کے ساتهه صاف صاف اس سچے سوال کا سچا جواب دینا چاهئے - تمام دنیا کے مسلمانوں سے همارا صرف ایک هی رشته هے' دینی اخوت اور " پان اسلام ازم " کا ' مگر ترکوں سے همارے دو رشتے هیں پهلا اخوت دینی کا که وہ بهی مسلمان هیں' اسلیے خدا نے هم کو همیشه کے لیے آپکے ربح و راحت کا شریک بنا دیا هے - دوسرا اس سے بهی قوی تر رشته خلافت دینی اور اسلام کے آخری سیاسی مرکز هونے کا ' که آج کلمه اسلام کی حفاظت کی آخری تلوار صرف انکے خانه مدن هے - اگر کسی اور حصے سے اسلام کی حکومت مٹتی هے' تو هم روتے هیں که همارا ایک عضو کٹ گیا ' لیکن ترکوں پر جب کوئی آفت لائی جاتی هے' تو تڑپ جاتے هیں که همارا دل درهم هوگیا - هم جب ترکوں کیلئے مضطرب هوتے هیں ' تو همارا اضطراب مسلمانوں کیلئے نهیں هوتا' بلکه اسلام کیلئے هوتا هے

وماکان قیسا هلکه هلک واحداً ولکنه بنیان قوم تهدما

---

۱ وہ لوگ هیں جنهوں نے خدائی بخشی هوئی هدایت کو دیکر ضلالت کے خرید نے کا سودا چکایا تها ' لیکن ایسی بد تجارت نه کبهی کسی قوم نے کی هے مدن رهی (اهل نظر اور فرمائیں که یونیورسٹی کے معاملے مدن " فما ربحت تجارتهم " کس قدر صحیح اور مطابق هے ؟)

صدائے ملت

— * —

الہلال کی دعوت کی نسبت

— * —

و بعد فمالکم اعرضتم کل الاعراض ' و قطعتم سلسلہ الکلام ' ام لان الاشغال الدافعہ و الاعمال العدیدہ التی تزاولونہا استصرفت کل اوقاتکم الثمینہ ' و ان کان ذلک ہو السبب ' فاسئل اللہ تعالی ان یلہمک نعمۃ الصحۃ و العافیہ ' و یدر علیک اخلاف النعم الوافرہ ' حتی نتمکن من بث ہذاہ الغرض ' و نشر تعالیم الاسلام - فاصرف نحوی من جدید ' علی رغم اولئک الذین یریدون من الاعداء ان یبعدہم ارضا من دون اللہ ' و اسحقہم نعوۃ نعاملک المستمدہ من روح الاسلام - سحقاً ' و اقصی علیہم و علی اعمالہم الشیطانیہ قصاءً ' و امحقہم محقاً ' حتی لا یبقی لہم اثر ولا عین ' و حتی لا یتجدد وجودہم احد من العالمین ' فانہم سبب اضمحلال الدین و علۃ ادبار المسلمین

و ہل افسد الدین الا الملوک و احبار سوء و رہبانہا

فاصدع بما تؤمر (من الحق) و اعرض عن المتجاہلین ' و قل الحق من ربکم ' فمن شاء ' فلیؤمن - و من شاء ' فلیکفر '

انشر من العلم ما استطعت علی و ما علیک ان لا یتعلم العلم

و اکثر من التضرع الی اللہ عزوجل ' قائلا (رب اہدنی قومی فانہم لا یعلمون) و اصبر کما صبر اولوالعزم من الرسل ' و قل ربی زدنی علماً ' و اجعل نصب عینیک فی جہادک ہذا الذی ہو اشرف و انفع جہاد (و ہو ارجاع العباد عن الطرق الضلال ' الی مناہج الہدایۃ ' و عن حبائل الشیطان الی تعلم القرآن ' و عن الاشتغال بالانفس و الاموال و الاولاد ' الی الاشتغال الی امور المعاد ' و عن المجتمعات الفارغہ و الریاسۃ الخالیۃ الموہومۃ ' الی العروۃ الوثقی التی لا تحصل الا بالعمل بالدین ' و الرعایۃ الموفرۃ المتحلۃ التی لا تنال الا بالاہتداء بالکتاب الالہی العربی المبین) قولہ تعالی شانہ " و اذا کنت فیہم فاقمت لہم الصلوۃ ' فلتقم طائفۃ منہم معک و لیأخذوا حذرہم و اسلحتہم - فاذا سجدوا ' فلیکونوا من ورائکم ' و لتات طائفۃ اخری لم یصلوا فلیصلوا معک و لیأخذوا حذرہم و اسلحتہم - و الذین کفروا لو تغفلون عن اسلحتکم و امتعتکم ' فیمیلون علیکم میلۃ واحدۃ ' و لا جناح علیکم ان کان بکم اذی من مطر او کنتم مرضی ان تضعوا اسلحتکم و خذوا حذرکم ' ان اللہ اعد للکافرین عذابا مہینا "

ہذا رائی قدما سئلتم عنہ من مشرب الہلال و مبادیہ ' املاہ علی لسانی قلبی المتخلص فی حبکم ' و روحی المتحدۃ بعصلکم و عبرتکم علی الدنس و الامد ' وفقکم اللہ لمراصدہ ' و رماکم شر المارقین و الحاسدین آمین

جناب سید تاج محمد صاحب سکنڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول ہوشیار پور

الہلال کی دعوت کلمۃ الحق کی دعوت ہے جو خدا و رسول کے حکم کے عین مطابق ہے - پھر کسی مسلمان کو اس سے کیونکر انحراف ہوسکتا ہے - کسی صادق نوری لگے تو لگے ' جسکے دامن بعض اور نفاق کا مرض ہے - یہ مسلمانی بیداری ایسوں کو ضرور پلانی چاہیئے - اگر بچوں کی طرح ضد کریں ' روئیں ' چلائیں ' ہاتھ پاؤں ماریں ' تو ہم سب ملکر انکے ہاتھ پاؤں پکڑ لینگے ' آب حجامت سے حلق میں ڈالدینگے اور دوا کی مقدار کو دوا پلاکر بند کردینگے جسکے ہی انکے دل کا علاج ہو جائے گا - جسوقت انکو شفا ہونے لگیگی تو سمجھینگے کہ آپ انکے سچے درست اور بہی خواہ ہیں ' اور ہم سب کو اپنا بھائی خیال کرنے لگینگے ' پھر تو کل مومن اخوۃ کا سبق جو استاد حقیقی نے بدو سو برس ہوئے ' پڑھایا تھا ' اور دھن سے اترا ہوا ہے ' فوراً یاد آجاویگا - مرض کی شدت ہے ' مریض نے قصور بدلے ہوئے ہیں ' منہ سے دوا بھلا نکل رہا ہے ' مرض سے مجبور ہے - اسوقت وہ ہمکو اپنا بھائی نہ سمجھے - ہم تو سمجھتے ہیں کہ ہمارا بھائی ہے مگر مریض ہے -

نسخہ مجرب آپکے پاس ہے - دوا بے اثر ہونے میں شک نہیں - مریض کی حرکتوں کی مطلق پروا نکریں ' آپ برابر دوا پلاتے جائیں - انشاء اللہ ضرور اثر ہوکر رہیگا -

طلبائے اسکول الہلال جو ہلال عدد سمجھتے ہیں - اشتیاق کا یہ حال ہے - کہ جسوقت ناغہ الہلال آتا ہے بس شکایتوں کی طرح لگتا ہے -

---

جناب مولانا محمد صاحب مدرس فارسی شاہجہانپور (یوپی)

الہلال کی پالیسی ' تعلیم ' طرز ادا ' اصول دعوت ' اسکے مطالب ' سب پسندیدہ اور مفید ہے ' خداوند کریم اسکو نظر بد سے مصئون و محفوظ رکھے -

اصل یہ ہے کہ جو لوگ موجودہ رہنماؤں کے حالات اور خود مسجد لکچروں کے حقیقی حالات سے آگاہ نہیں اور دل میں درد رکھتے ہیں وہ تو الہلال کو ایک درد بھرا نغمہ خیال کرتے ہیں -

میرے ایک عزیز دوست جنکا نام نہیں لکھونگا حال جب ملاؤنگا رنگا رنگ بتادونگا اور سے آپ واقف ہیں اور خوب واقف ہیں اور جنکو ۱۴ سال سے متصل موقع ان حالات و خیالات پر مطالعہ کا ملا ہے ' یہ رائے رکھتے ہیں کہ آزاد قطب مدار پر بیٹھکر لکھا کرے

[illegible] اہل اقبال عام از ریاست بھوپال

الہلال کی پالیسی ' تعلیم ' طرز ادا ' اصول دعوت ' اسکے مطالب ' سب پسندیدہ اور مفید ہے ' خداوند کریم اسکو نظر بد سے مصئون و محفوظ رکھے -

اصل یہ ہے کہ جو لوگ موجودہ رہنماؤں کے حالات اور خود مسجد لکچروں کے حقیقی حالات سے آگاہ نہیں اور دل میں درد رکھتے ہیں وہ تو الہلال کو ایک درد بھرا نغمہ خیال کرتے ہیں -

میرے ایک عزیز دوست جنکا نام نہیں لکھونگا حال جب ملاؤنگا رنگا رنگ بتادونگا اور سے آپ واقف ہیں اور خوب واقف ہیں اور جنکو ۱۴ سال سے متصل موقع ان حالات و خیالات پر مطالعہ کا ملا ہے ' یہ رائے رکھتے ہیں کہ آزاد قطب مدار پر بیٹھکر لکھا کرے

هیں اور خوب لکھتے هیں' سچ لکھتے هیں' اور ایسے هی لکھنے والوں کی ضرورت هے - وہ الہلال کی تبلیغ کے حامی اور مدّاح نہی هیں- اس رائے کا وزن اسوقت معلوم هوگا' جب آپ اونکا نام سنینگے -

میں نے خود دیکھا هے کہ نہ صرف نہاں بلکہ کئی جگہ مجمعے هوے هیں' جنمیں ایک قاری اور تمام حاضرین سامع هوے هیں اور نہایت دلی و شوق سے الہلال پڑھا جاتا هے - مگر ایک شکایت نہی هے کہ ناموراں عروہ وارثلس اور کارزار وارثلس کا حصہ کم رکھا جاتا هے -

بھائی کیا فائدہ ایسے گمنام خطوط کے شائع کرنے اور اوسپر ریویو کرنے سے ؟ ان لوگوں کو لکھنے دو' نکا کریں -

مہ نور مي مشاند و سگ نانگ مي رند

ایسی دھمکیاں اور گالیاں کوئی نئی چیز نہیں -

جناب مولوي شعیب بن مصطفے صاحب قریشي از هوشیارپور

کل تاریخ ١٧ اکتوبر سنہ ١٢٩ ایک جلسہ مسلمانان هوشیارپور کا بتدبیر غرض منعقد هوا کہ لکھنو کی گمنام چٹھی پر جو آپکی اخبار میں چھپی هے' اظہار نفرت اور اسکے مصنف پر اظہار حقارت و تاسف کرے - تقریباً هر فرقہ اور طبقہ کے افراد شامل جلسہ تھے - کارروائی جلسہ کے افتتاح پر دیل کی دو تحریکیں پیش کی گئیں' اور بالاتفاق رائے حاضرین پاس هوئیں -

(١) یہ جلسہ مسلمانان هوشیارپور کا اس گمنام چٹھی پر جو لکھنؤ سے ایڈیٹر الہلال کو بھیجی گئی هے اور اُن کمینہ خیالات پر جنکا اسمیں اظہار کیا گیا هے اظہار نفرت کرتا هے اور اس کے لکھنے والے کو نظر حقارت سے دیکھتا هے' خدا اسکو توفیق نیک دے -

(٢) یہ کہ اس جلسہ کی رائے میں الہلال کی پالیسی نہایت صحیح اور صائب اور اسکا طبقہ نہایت مفید اور سنجیدہ هے اور اس جلسہ کو الہلال کی هر ایک رائے سے جو ابتک ضبط تحریر میں آئی هے کلاً اور جزواً اتفاق هے -

---

از تعلیم افتہ دوست از مانکي تحریر

ایک زمانہ سے خیال تھا اور خیال مبدل بہ مانوسی هوتا جاتا تھا کہ هماری زبان میں بھی کوئی ایسا اخبار نکلیگا جو اپنی ارادي راے اور ارادی راے کے مناسب عناصر' یعنی صاف گوئی کی جواب' لومۃ لائم کی حقارت' اپنے وجود کی بلندی کا احساس' غیر معقول روش خیالی سے کنارہ کسی وغیرہ صفات حقیقی سے متصف هوگا - الحمد للہ کہ یہ ضرورت آسوقت سے رفع هوتی جاتی تھی' جسسے زمیندار اور مسلم گزٹ وغیرہ نے اپنی صورت دکھانی شروع کی' لیکن اخباری دنیا میں الہلال کی صورت' اُسکی زبان' هیئت' ساخت' طرز بیان' اصول دعوت' اعلی انشا پرداری' اور عالمانہ اندار سخن نے اردو کی ترقی میں جو نمایاں حصہ لیا' اُس سے شاید هی کوئی اردو داں هو' جو انکار کرسکے' لیکن مجھے تو آپ کے پرچہ سے خصوصاً اسلیے محبت هے کہ آپ نے اسکا افتتاح بھی کلمہ اسلامی کا نام دیے رهیں اور جا بجا همارے خطاب نامہ (قرآن شریف) سے مناسب موقع آیات سے اپنے کلام کو زینت دیتے رهیں' تا کم سے کم آن حالات مطہرہ سے کلام پاک کا حوالہ دیکر مسلمانوں میں اُنس پیدا کریں - آپ کے پرچہ میں میں نے اسکا ابتدا سے آج تک ایک آهنگ پایا' اور جو کوئی صحبت هو' اسکو قرآن مجید کے ارشادات سے از سرتاپا مزین و منور دیکھا - بیسویں صدي کے دور الحاد کو اسکی حد درجہ ضرورت هے - اِس سے کسی باحواس دین رکھنے والے کو انکار نہیں هو سکتا - ایک مضمون هے حسپر

معنے ابتدا سے لحاظ کیا اور اب دیکھ رها هوں کہ اُسکے متعلق کچھہ صدائیں آنے لگی هیں جسے آپ خود اپني تک نفسی بلکہ نفسی سے ظاهر بھی فرمادیتے هیں- وہ لیڈران قوم هیں' جنکی طرف آپ کا مولانی پیمانہ نے رحمی سے توجہ هے - خدا شاهد هے کہ عموماً وہ' جو نوٹس نام سے پکارے گئے هیں' اُنکی حرکات اور عادات اُس سے هزار درجہ زیادہ قابل تعریف هیں کہ وہ خدا کے عام بندوں کے برابر بھی کہے جائیں' نہ کہ ایسے معزز خطاب سے یعنی "لیڈران قوم" کے نام سے پکارے جائیں - لیکن اتفاقات کی معکوس رفتار اور الفاظ کا مصرف اُنکے اختیار میں نہیں هے جو مناسب شخص اور مناسب جگہ کو اُسکی مناسب جگہہ دینا چاهتے هیں - زمانہ اور زمانہ کی رفتار ایسے هی لوگ بنائے گی جسے دکھائی دینے هیں' اور وہ لیڈر بھی کہے جائینگے' کیونکہ اُنکے پاس سب سے زیادہ کارآمد چیز هے جسکا مکروہ یا دلپسند نام "روپیہ" هے- سچی اور معقول بندہ جنکے ساتھہ آپ نے جو اُنکا اصلي هیولی دکھانا شروع کیا' تو یہہ بھی تعجب خیز نہ تھا کہ اُنکے دسترخوان کے ریزہ خور جو نمک ادا کرے' جیسا کہ اُس چٹھی سے ظاهر هے جو آپ نے ٩ اکتوبر کے پرچہ میں "لکھنو سے ایک درسری گمنام چٹھی" کے نام سے صفحہ ١٣ میں درج فرمائی هے - اس دور الحاد میں جنکہ مذهب کی تمام تعلیمات و اصطلاحات سے انکار کرنا سب سے بڑا انسانی هنر کا معیار سمجھا جاتا هے' شیطان کا استعارہ بھی کیوں نہ قابل انکار هو' لیکن میں آپ کو یقین دلاتا هوں کہ اس مضمون کو دیکھکر اسکا قائل هوگیا کہ معلم الملکوت نا اُسکا دوسرا صحیح النسب جانشین ابھی زندہ هے - یہہ پردہ نشین نبی کریم هیں جو آپکے کو سزا چاهتے هیں' اسکا شاید آپ جواب نہیں دینگے' لیکن مجھے یقین هے کہ یہہ خدا فروش هرگز مسلمان نہیں هے - اُسے اختیار تھا کہ کسی خاص مسئلہ میں آپ کی رائے سے مخالفت کرتا' لیکن اُس نے صاف صاف قرآن شریف کا اسلیے نام لیا هے کہ مذهب کی تضعیف کرے- اگر اس مضمون کو کسی مسلمان کے خون کی حقیقت تزی هوتی تو وہ هرگز عربی زبان' مذهب' دور مذهب' اور قرآن کی ایسی تحقیر کو ان الفاظ میں جائز نہ رکھتا کہ " تمہارا مذهبی اور قرآنی لٹکا تو کسی کو نہیں سوجھا تھا " " مولوی اور عربی کے کتب خانہ اور قرآن کی تعلیموں کے فی النار و السقر هو جانے اور ساری نئی جی زوری نیچر پول جانے " یہہ شخص شرافت کے لیے باعث شرم هو یا نہ هو لیکن اپنے نام کے لیے باعث ننگ ضرور هے جسے چھپاتا هے' اور اس سے آپ اور کیا امید کرسکتے هیں جو زینے اور حاشیوں سے تجاوز هونیکے علاوہ اور کچھہ جانتا هی نہ هو -

---

جناب حسن یاور صاحب

تا قیامے نہ تک نگہ نجنبد

سالہا نیکوار ناید شد

— * —

خود را چالاک تر سرکن کہ رسوائے جہاں گردد

خدا را تاج تر سر نہ کہ نام دل اراں نیکی !

وہ قوم کی حقیقت سے زندہ دستکل مردہ' نہیں بلکہ دستکل زندہ' مگر ظاهراً نہیں بلکہ باطناً' آپ جیسے محبوں قوم و قوس علت کی طول دعائے ظاهری و باطنی کا داعی هوں - اگر یہہ جذبات حقیقی جذبات نہ نکلے هوں' اور نفس ہے کہ نفس امارہ ہی هے - ورنہ خدا هم سے برتر سلوک کرسکتا هے - نفس هے کہ اس سے دوانہ مانیں گے -

اس امر کے بیان لینے کے بعد کہ آجکل کے عقلاء دھریلیسے آپکي پالیسی یا دعوت مہمل هے' میں اپني ذاتی راے تو یہي دیتا هوں' جو

سرنامہ کے شعر سے عیاں ہے - جو دعوت میں اصلاح کے خواہاں ہیں اُنسے سوال یہہ ہے ' کہ

شب تاریک و بیم موج و بانگ شرق سے قوت
نہاں رفتار جو یہ کہ از مقصد نشاں دیدی ؟

آپ نے بھی جان لیں کہ اس راہ میں آپکے لئے بہت خطرے ہیں' مگر -

جو قوم یہ مرنے ہیں وہ کیا کیا نہیں کرتے

جناب مولانا محمد یعقوب علی صاحب وصولی ار سندیلہ (لکھنو)

آپکی پالیسی جو بالکل قرآن مجید پر مبنی ہے - نہایت سچی ' راہحقنمی ہے - جسکو بالکل الہلال کی موجودہ پالیسی سے اتفاق ہے - مدتے دراز تک آپ نے نہایت اچھی راہ مسلمانوں کے لئے نکالی ہے - اسی میں مسلمانوں کے لئے بھلائی اور قومی بہبودی ہے ' خداوند کریم آپ کو اپنے ارادوں میں کامیاب کرے اور ہمیشہ آپکی مدد کرے - آپکا قول کہ " ہم ہر جگہ کلام الہی سے حاصل کرسکتے ہیں ' کیا وجہ ہے کہ دوسروں کا سہارا اور مدد تلاش کریں " نہایت درست اور بجا ہے - بیشک کلام پاک مذہبی اور پولیٹکل دونوں تعلیم دیتا ہے اور اس سے بہتر تعلیم اور کسی جگہ سے نہیں حاصل ہو سکتی -

---

جناب محمد اسماعیل صاحب (بلنگ) از گنگوہ (تبدیل کھدر)

(۱) الہلال کی روش (پالیسی) سے متعلق اصولاً بالکل اتفاق ہے - واقعی کلام پاک ہی ایسا ذریعہ ہے جسپر بھروسہ کرکے اور جس کو رہنما بنانے سے مسلمان اپنی گذشتہ عظمت کو حاصل کرسکتے اور اپنی موجودہ حالت کو سنبھال سکتے ہیں ' لیکن جو لکھ دوسری تے مسلمانوں" کو کلام پاک کیطرف سے بے پروائی رہی ہے اور عرصہ سے وہ اُسکو بھولے ہوئے ہیں' اسلئے ایسا طور اختیار کرنا چاہیے جو " نئی روشنی والوں " یا " گمراہوں " کیلئے بھی ہر ایک لحاظ سے دلچسپ و دلکش ہو اور اُنکو بالکل ایک نئی چیز معلوم نہو -

(۲) فروعی امور کے متعلق میری رائے یہ ہے کہ صاف کا اظہار جو اہ کسی ہی لہجہ اور کسی قسم کے الفاظ میں کیا جاوے ہمیشہ نافع ہی معلوم ہوگا - میرے نزدیک الہلال کا لہجہ اسلئے نہایت دلچسپ' شگفتہ' اور دلبرانہ رہا ہے - میں چاہتا ہوں کہ اس سے بھی زیادہ دلبرانہ ہو -

(۳) پولیٹکل تعلیم بھی آپ کے مقاصد میں سے ایک خاص مقصد ہونا چاہیے - یعنی یہ کہ آپ خصوصت کے ساتھہ قوم کے سامنے پولیٹکل پروگرام پیش کیجیے - [لیکن اسلئے الہلال کیا کرتا رہا ؟ - الہلال] -

(۴) چار اوراق خاص اسلامی دنیا کے واسطے مستقل طور سے وقف ہونے چاہئیں - مراکو اور ایران کے متعلق عرصہ سے الہلال میں ایک لفظ بھی نہیں لکھا - ایسا ہونے سے بہت سے ناظرین کی دلشکنی ہوئی ہوگی - میرے خیال میں یہ انتظام مثل کامریڈ کے ہو - [درست ہے' لیکن کامریڈ اور ہمدرد کی احتیاج کی خوش قسمتی کہاں سے لاؤں ؟ اگر کامریڈ کی طرح مجھکو بھی پچاس ساتھہ اخبار ملجائے کہ جسمیں ایکے آرٹیکلس کمپوز کرکے کیلئے دیدیتا تو دس عنوانوں کو بھی بھرنا مشکل نہ تھا - لیکن اردو اخبار کے ایڈیٹر کے لیے دقت یہ ہے کہ یا تو خود لکھے ' یا ترجمہ کرے کہ اسکی محنت بھی مثل ترجمے کے ہے - الہلال]

جناب مولوی محمد یعقوب صاحب (حلقہ رہتاپ) از ریلوے اسٹیشن بنارس شہر

آپ نے جو ذریعہ صیغہ الہلال مورخہ ۲۲ - ستمبر سنہ ۱۹۱۲ ع طریق دعوت و پیرایہ بیان وغیرہما کے لیے رائے طلب فرمائی ہے ' تو امر واقعی یہ ہے کہ نسبت دوسرے کے میری رائے دینے کی کوئی وقعت نہ سمجھی جاویگی - اول یہ کہ ادنیٰ عربی ہونے کے باعث میری کوئی رائے اعلیٰ و اوسط طبقہ کے مسلمانوں میں قابل پذیرائی نہیں ہوسکتی - آج زمانہ کی حالت دگرگوں ہے - اب خیر القرون کا وقت گذر گیا - دوسرے یہ کہ میں ایک مشہور عقلمند قوم سے ہوں" (الہلال) " جنہیں اکثر صاحبان خصوصاً مصنوعی شرفاء نے قدرتی بے وقوف سمجھہ رکھا ہے ' حالانکہ دیکھتے ہیں کہ جنکے شان میں یہ صلح کوئی ہوتی ہے انمیں بالفعل کافی تعداد علماء ' فضلا ' صناع و تجار کی پائی جاتی ہے ' جسکو بتفضل حکومت برطانیہ اصلی اسلامی حریت کسقدر حاصل ہے جو کہ ہمارے لیے رحمت خداوندی ہے ' مگر ہمارے نمایشی شرفا نے اپنے ہادی قرآن مجید کو جو دان میں نہ کرے: رکھدیا ہے' پھر انہیں کیسے معلوم ہوسکتا ہے کہ شریف کون ہیں اور رذیل کون ہیں اور کون لوگ فاضل قدر اور کون صاحب لائق" عزت ہیں ؟ اچھا وہ نہیں دیکھتے تو انہیں میں دکھلاتا ہوں یا ایہا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثی وجعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم' ان اللہ خبیر علیم - یعنی اے لوگو پیدا کیا تمکو ایک مرد ایک عورت سے اور کیا تمکو قبیلوں اور فرقوں میں ' تا کہ پہچانے ایک دوسرے کو ' تحقیق بزرگ (شریف) تم میں سے زیادہ پرہیزگار تم میں سے ہے ' تحقیق اللہ جاننے والا خبردار ہے -

اب اس نے موضوع بحث کو کسی دوسرے وقت کیواسطے اٹھا رکھتا ہوں اور ہر دو وجوہ بالائے طاق رکھکر اس اصول کو پیش نظر رکھتا ہوں ' کہ " اسلام کی اصول عمومی تمام قوم و ہر قوم سے پاک ہے اور اسکا ایک ہی خدا اپنے ایک آسمان کے نیچے تمام بندوں توحید کو ایک جسم واحد کی صورت میں دیکھنا چاہتا ہے : ان ہذہ امتکم امۃ واحدۃ و انا ربکم فاتقون (الہلال) " اور رائے دہی کے لیے طیار ہوں کہ آپ نے جسنا اپنا دستور العمل قرآن شریف (انہ لقول فصل وما ہو بالہزل) کو بنا رکھا ہے اوسی پر قائم رہیے اگر آپ اسی راہ مصئوں سے منزل طے کرینگے تو میری رائے میں اس سے بہتر صراط مستقیم کوئی نہیں ہے - ذالک الدین القیم ولکن اکثر الناس لایعلمون - لہذا آپکی طرز تحریر کے ساتھہ جو ابتدا سے نہایت معقول ہے متعلق اصولاً و فروعاً اتفاق ہے -

و الحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ -

---

صیغہ الہلال کو دیکھہ کر ایک مرد قوم کی رائے

(۱) اول پیرایہ دعوت یا طرز بیان کا مسئلہ شروع ہوتا ہے اسکے متعلق گذارش ہے کہ ایک مدت سے سوئی ہوئی قوم کیلئے معمولی آواز کیا مفید ثابت ہوسکتی ہے جب تک سخت سے سخت اور شدید سے شدید لب و لہجہ میں کانوں کے پردے نہ ہلا دے حالتیں ؟ اسلامی اور استبداد نے جو حالت آج مسلمانوں کی بنا رکھی ہے کس کی نظروں سے پوشیدہ ہے ؟ نہ اوسمیں کہیں اخلاقی حرارت کا نشان ملتا ہے ' نہ استقلال کا پتہ - بلکہ اب بھی مسلمان وہی مسلمان ہیں جو قرون اولیٰ اور قرون متوسطہ کے مسلمان تھے' جنکے استقلال اور شہامت کے عیرمانی تذکرے کرکے ہم لوگ طور پر فخر کرتے ہیں ؟ اصل یہ ہے کہ مسلمانوں نے اپنی حالت خود اپنے ہاتھوں تباہ کر رکھی ہے ' اسلام اب بھی وہی ہے ' جو آج سے تیرہ سو برس پہلے

دیا - لیکن اسلام کے رہنما ویسے نہیں ہیں جیسے پہلے تھے -

(۲) دوسرا مسئلہ رہنمایان قوم اور لیڈران قوم کا ہے - اس وقت جماعت کا حال آب اطہر من الشمس ہو چلا ہے' بیشک انکے اعمال و افکار پر جب تک آزادہ رو ہوکر بے تعلقی سے نکتہ چینی نہ کیجاوینگی نہ اپنی مستمر روش سے ہٹنے والے نہوزی ہی ہیں- اس میں شک نہیں کہ جسم اسلام کا ناسور یہی جماعت ہے ' ان نا حداؤں کو اب اسلام کی کشتی کے چارج سے سبکدوش کردینا چاہیے' یا انکو اس قابل بنا دیا جائے کہ یہ اپنے جغرافی فرائض محسوس کریں - مسلم لیگ اپنی جملہ حضرات کی تعامل شعاریوں کا شکار ہوگئی' پولیٹیکل رنگ جو آجتک اس گروہ کی رہی ہے' اسنے مسلمانوں کو فعر مذاب میں گرادیا ہے - ان لوگوں کو شرم بھی نہیں آتی کہ غیر قوموں سے لیڈرکس جانفروشی اور فرزانی سے اپنی قوم کی خدمات بجالائے ہیں اور ایک نہ ختم نہ دور ہمارے رہنما ہیں کہ وہی پرانی دقیانوسی غلامانہ روش اور اعتماد کے اسیر ہیں - اس پولیٹکل گمراہی نے جو ہمارے حال آج گورنمنٹ اور اہل ملک کی نظروں میں بنا رکھی ہے کوئی نہیں جانتا کہ آگے چلکر کسقدر خطرناک ثابت ہوگی ' یہ مسئلہ نہایت ہی اہم ہے' اور آیندہ ہم انشاء اللہ اسکے متعلق اور بھی کچھ لکھینگے -

(۳) تیسرا نمبر ہمارے اسلامی اخبارات کا شروع ہوتا ہے' اور یہ دلالہ رہنمائی سر پر رکھکر سامنے آتا ہے لیکن سوا معدودے چند کے انکی عام روش خوشامدانہ اور دولالہ ہے - ان کاغذی رہنماؤں کی تعلیم کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمان ہاتھ بھر بھر بٹتے رہیں' اور جو کوئی از راہ ترحم ایک ٹکڑا اونکے منہ میں ڈال دے' اوسی پر اپنی خاموش مگر وفادار زندگی کو نثار دیں - ملک میں جیسے ہی عظیم الشان انقلاب ہوجائیں مسلمان جیسے ہی دلب اور رسوائی کے کنارے پر جا لگیں' مگر انہیں اسے بچانے کی کاروائی چہل پہل سے کام ہے -

اگر تھوک سے سورج کا ایک جہاں ہے
تو کیے فکر ہیں کوتاہ گہر عمر سماں ہے

مولانا حالی نے یہ شعر ان اخباروں کی حالت پر کہا تھا' مگر دیکھتا ہوں تو یہ تعبیر مطابق بالکل ان اخبار نویسوں پر صادق آتا ہے - انہیں اپنے حلوے مانڈے سے کام ہے' قوم بھاڑ میں جائے یا چولہے میں' انکی اگر صحت کی لعاب سے کچھ لکھیں گے بھی' تو اسقدر احتیاط سے کہ وفاداری کے روپے مگر تہوس گھیٹنے میں تہمت نہ لگ جائے جسکی آواز سے قیامت صغرا برپا ہوجائے گی - کسقدر حیرت کی بات ہے کہ تقسیم بنگال کی نسبت ایسا واقعہ ہوجائے' مگر وہ اسلامی اخبارات جو اپنی پشت پر قومی ہونیکا دم چھلا لگائے ہوئے ہیں اپنے اخبار کے کالموں میں ایک معمولی واقعہ کے طور پر درج کردیں - میں نے تو نہیں دیکھا کہ ان قومی اخباروں نے باستثناء بعض کے جنکی تعداد انگلیوں پر گنے جانے کے قابل ہے' کوئی لیڈنگ آرٹیکل آزادانہ لکھا ہو یا سختی سے گورنمنٹ کے اس فعل پر نکتہ چینی کی ہو - ہاں زیادہ سے زیادہ یہ کیا کہ انگریزی اخبارات کی رائیں فراہم کردیں' لیکن اسمیں آپ نے کون سا تیر مارا؟ یہ ہیں آنکی پر ایثار پالیسی کے کرشمے کہ اگر کوئی ایک طمانچہ رسید کرے تو دوسرا گال بھی آگے کردیں گے کہ بھیا اسپر ایک اور بھی - شکر ہے کہ قوم اب ایسے مطلب فروش اخباروں کو سمجھنے لگ رہی ہے' اور ایسے اخباروں کی قدر ہونے لگی ہے جنمیں اخلاقی دلیری اور قوم کی صحیح رہنمائی کا مادہ ہے' وہ دن دور نہیں جب ایک دنیا دیکھ لیگی کہ انکی دعائیں دیواریں کھوکھلی ہوا دھم سے گر پڑی ہیں -

(۴) کہاں تک کوئی کہے' قصہ طویل ہے' لیکن الہلال کو چاہیے کہ اندی اسلامی تعلیم میں ان جاہ پسند لیڈروں کے خط اقتدار سے آزاد رہے اور ان سیاسی اخبارات کی روش سے بھی اپنی سطح کو ہمیشہ بالا رکھے -

---

جناب آغا رفیق صاحب بلند شہری حالات انقلاب اخبار المصور حیدرآباد -

الہلال کی دلچسپی کے متعلق جو صحیفہ گذارشوں نمبر میں شائع کیا گیا ہے' اوس کے متعلق جیسے روز سے آنکو یہ عریضہ لکھنا چاہیا تھا' لیکن کام کی کثرت کے باعث موقع نہ ملا - مگر ہی آج جس شاہراہ پر قدم رکھنا چاہتے ہیں اوس کے اعادی و معتقد ہونے میں تو کوئی شک نہیں' لیکن رسالہ کے انقلاب اور تعدوات معمول مقصود تو پہنچنے میں جسقدر مزاحم ہوئے ہیں' وہ ایک ایسے شخص کی داد کے لئے جو ان نکتہا اس نوط کرنا چاہتا ہو سخت ضرر رساں ہوئے ہیں - جب میں آپکی دعوت کا جدل کرتا ہوں تو بھی نہایت خوش ہوتا ہے اور نہایت دل سے یہ دعا نکلتی ہے کہ خداوند تعالیٰ آپ جیسے فدائے ملک و ملت کے پاکیزہ ارادوں میں برکت عطا فرمائے - لیکن جب یہ جدل آتا ہے کہ الہلال رطب یابس کیوں نہیں لکھتا' اوسی مدارک جدیدہ کو ذخیرہ اور اصلاح کے کام کو جزو لینی سمجھتے ہیں جنکے مدرسے ہوا ہے تو دل ٹوٹ جاتا ہے اور اس کام کی عظمت سے مایوس ہوجاتا ہے -

الہلال میں لکھنؤ والی کمیٹی جنگی نے میرے دل پر جو اثر ڈالا ہے اوس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم قوم نے اوس طبقہ کی اصلاح سے مایوس ہوجائیں گے جو ملک کی آئندہ نسلوں کا رہنما ہے -

آج قدیم التعلیم لوگ اور طرز جدید کی زندگی رکھنے والے انسان جسقدر باہم متضاد ہیں اور انکی افراط و تفریط سے ملکی ترقی میں ایک ایسی روک پیدا ہوگئی ہے جسکا آسانی سے دور ہونا ناممکن ہے اور اسی اہم کام کی انجام دہی الہلال کی پالیسی ہے' میں دست بدعا ہوں کہ اب اسمیں کامیاب ہوں اور آپکا یہ کام نظر حسد سے محفوظ رہے -

---

جناب مولوی محمد یوسف حسن صاحب سررشتہ مسلم زندگی روم لائلپور

الہلال پونچا' - مسلمان اسکے مستحق ہیں - جونہی زندگ روز میں پہنچا نصب اسقدای بھولا گدا - لوگ دیوانہ وار دوڑے - لیڈر پر نظر پڑی' صبح امید کی چہروں پر سرخی کی جھلک نمایاں ہوگئی -

آب جمہوریت کا رعب کہنے میں - انسا نہوں نے کیا - مگر آپ نے خود مقدس قرآن کے احکام سے ثابت کرنے ہیں -

الہلال کی صفحیں صیرت نمرود کام کی طاقت سے باہر ہیں - الہلال کیا ہے ؟ مردہ دلوں کے لئے پیام زندگی و ہوش - اردو ایوان نہاے عقاے روح اور نصرت -

نہروں ایسا فرزانی کا نمونہ - اعلیٰ درجہ کی مصوری' لکھنے کی جدتی میں سرتاج اخباران و رسالہ جات ہند - اسکی آواز دردبست آور پرانر ہو ضرور ہے - مگر ایسی زور دار اور وزن دار نہیں جانسی ہونی چاہیے - ذرا درد رقت اور نصری سے آشنائی ہو معمول معتاد سامنے ہوئے' اور یہ ان اخبارات ہوتا جب الہلال کی درگتی صحافت ہوگئی' معیار اعلیٰ اور زیادہ' اور آواز اس سے بیس گنا زور دار اور سحر آفرین' اور ہندوستان کے ہر حلقے میں ایک حرکت عجیب نمایاں -

آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام

— * —

نوم حج کی خوشی میں ۳۰ نومبر تک جو درخواستیں معہ حوالہ اخبار پوسٹ کی حائدگی اونکو دیول کی کتب اصل درج شدہ قیمت سے نصف قیمت پر علاوہ حرچ کے دیجاوینگی اور اخبار نداعظم کی کاپی مفت - پانچ روپیہ سے زیادہ پر ایک روپیہ کمیشن دیا جائیگا -

گنج شائقاں دیدا پھرے سکوں کے دونوں رخوںکی تصاویر اور حالات حالب دو جلد ۲ روپیہ -

---

محزن الفوائد دو جلد - دیدا پھرے اوراں - پیمائے مقادیر اونکا معاملہ سکہ حاب ۲ روپیہ

تاج و نشاں دیدا پھرنی سلطنتوںکے تاج - نشاں - تارکی پھریرے مانوگرام وغیرہ دو جلد ۱ روپیہ -

دستار و کلاہ دید پھرکی توپی - پگڑی توپی - خود - کنٹوپ شملہ عمامہ کا حال ۸ آنہ

تاریخ اودھ چار جلد نرهان الملک سے واجد علی شاہ تک بارہ شاهاں اودھ کی مکمل تاریخ فی جلد ایک روپیہ ۸ آنہ -

مصلح الادب سعدی نام کی اردو ترجمہ حوسات روایتوں هو چکا ہے اخلاقی حکائتیں ۸ آنہ

عدد التاریخ لاکھوں تاریخی مادے نام الفاظ معراب - معماریات - آیات حدیث وغیرہ ۱ روپیہ ۸ آنہ -

کنز الطغرا ۳ سو نادر و نایاب طغرے ایک طغرا ایک ایک صفحہ کلاں قیمت ۱۴ آنہ

تذکرہ السلوک اردو تصوف - فلسفہ اور حکمت کو لئے ہوئے بارہ دفتر ۱ روپیہ ۸ آنہ

اعس الادکار اردو نثر نذر صاحب کی سوانح عمری حوادث عادات وغیرہ ۱۲ آنہ -

بحر العرائب طریقہ هائے حمدیہ اور اسمائے خداوندی کے خواص وغیرہ ۸ آنہ -

حدگ روس و جاپان دو جلد معہ تصاویر و نقشہ جات و حالات جنگ مفصل ۸ آنہ -

تاریخ دوعراں نہرو دوم کی صحیفانہ تاریخ اونہیں کی مسدد کتب سے سازھے ۴ آنہ -

سوانح عمری مہاراجہ نریندر پرشاد و مہاراجہ کشن پرشاد سادق رونر دکن کے خاندانی تفصیلی حالات

حضرت صدیقہ زینت بیگم مشہور ہے و سلطنت دکن کے نامور رہنکی سوانححات ۲ روپیہ -

المشتہر منیجر اخبار نیر اعظم مرادآباد -

میدان جنگ کی صحیح خبریں

اگر آپ معلوم کرنیکے هیں تو اخبار المشیر کو خریدلیے کیونکہ اسمیں ممالک اسلامیہ' قسطنطنیہ' مصر' شام' طرابلس' دمشق' تونس وغیرہ وغیرہ عربی ترکی اخبارات کے تراجم اور اُن کے نامہ نگاروں کے حسب ذیل صحیح حالات شایع هوے هیں جو میدان جنگ میں خود شریک هیں - نیز نہ نہ هفتہ میں نئی میدان جنگ میں نہ ہ گئے هیں' جنکے خطوط بھی المشیر میں شایع هوے هیں' علاوہ اس المشیر ملکی' قومی' تمدنی' تعلیمی معاملات پر بھی خاص بحث کرتا ہے' اور اس میں ملک کے چیدہ اور سر برآوردہ علماء کے مضامین بھی اکثر شائع هوے هیں' اخبار کی جلد جو دہاں مسلسل مطالعہ سے معلوم هوسکتی هیں قیمت سالانہ صرف تین روپیہ -

صیاء الاسلام صوبہ متحدہ کا ایک ممتاز اور اپنے طور کا واحد ماہوار رسالہ ہے جس میں اسلامی' علمی' تمدنی' تاریخی مضامین اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کے متین اور دندان شکن جواب هوے هیں' آجکل مصر کے ایک فاضل ادیب "سلیم نعمی" کی نادر الوجود تاریخ مختاریات طرابلس الغرب' کا نہایت دلچسپ ترجمہ ماہوار شائع هو رہا ہے' جو اصحاب دلسوز علمی مضامین کے سامنہ جنگ تریلی و اٹلی پر متعلق صحیح معلومات حاصل کرنا چاهیں انہیں اس سے زیادہ مفصل اور صحیح کتاب اور صیاء الاسلام سے نہیں رسالہ نہیں دستیاب هو سکتا - قیمت سالانہ دو روپیہ چار آنہ -

جنگ روم و یونان ۱۸۹۷ حس میں حالات جنگ ابتدا تا انتہا ماہوار بلکہ سعی مساعی واقعات کی ترتیب اور مخلوط رنگین اسلامی شان رسوم [illegible] درج کئے گئے هیں صفحات ۳۰۰ صفحے ایک روپیہ مصورں معہ نقشہ جات قیمت ایک روپیہ آنہ آنہ

جنگ تریلی و اٹلی حصہ اول ابتدا سے حالات اور [illegible] تک مفصل حالات اور اول عہد امہد کے بعد طرابلس کی مفصل تاریخ اور ملکی مضامین کے علاوہ حواشی میں مفید و معاملہ فہم اداریہ انگریزی عربی جرمنی فرانسیسی اخبارات کے مضامین درج هیں جامع اور مفصل ایسا ہے مع نقشہ مقامات جنگ - قیمت چار آنہ آنہ -

جنگ روس و جاپان اس کتاب کے متعلق دعوی ہے کہ اس سے بہتر اس جنگ کی کوئی تاریخ ابتک شائع نہیں هوی ابتدا سے آخر تک تمام جنگ کے واقعات درج هیں قیمت هر دو حصہ ایک روپیہ دو آنہ -

سیاحت حسنب یہ کتاب نہ صرف امیر حسنب اللہ خانصاحب والی کابل کا سفر نامہ هند ہے بلکہ اس میں افغانستان کی مکمل و جامع تاریخ لفظ بلفظ و نحو تسمیہ افغانوں کا نسب نامہ ابدا سے امیر عبد الرحمن خان تک کے حالات سلطنت کا عروج و زوال امیر حسنب اللہ خانصاحب کے تمام حالات زندگی حکومت افغانستان اور گورنمنٹ کی تعلقات نہایت تفصیل سے درج هیں اور سفر هند کے تمام واقعات چشم دید نہایت دلچسپی سے لکھے گئے هیں قیمت ایک روپیہ چار آنہ محصول ڈاک یدمہ خریدار -

المشتہر منیجر اخبار المطابع پریس مرادآباد

الہلال

روزانہ

—:—

جو ہفتہ وار الہلال کي صوري و معنوي خصوصيات
کے ساتھہ عنقريب شائع ہوگا

—•—

ہر مقام پر ايجنٹوں کي ضرورت ہے
جنکو غيرمعمولي کميشن ديا جاے گا - درخواستيں بہت
جلد آنا چاہئيں -

—•—

ہذا بيان للناس ، و ہدى و موعظة للمتقين
(۳ : ۱۳۲)

البيان

—•—

دفتر الہلال کا ماہوار رسالہ

جسکا اصلي موضوع يہ ہوگا کہ قرآن کريم اور اسکے متعلق تمام علوم و معارف پر
تحقيقات کا ايک نيا ذخيرہ فراہم کرے ، اور ان مواقع و مشکلات کو دور کرنے کي
کوشش کرے ، جنکي وجہ سے موجودہ طبقہ روز بروز قرآن کريم کي تعليمات سے
نا اشنا ہوتا جاتا ہے ليکن ساتھہ ہي تقريباً آٹھہ ابواب اور بھي ہونگے جنکے
نيچے مختلف موضوع و بحث کے علمي و مذہبي مضامين شائع کيے
جائيں گے - طباعت ، وضع و قطع ، اور حسن طبع و حروف کي
نسبت اسقدر کہديںا کافي ہے کہ انشاءالله الہلال کي طرح
وہ بھي آرجنل پريس ميں پہلا ماہوار ميگزين ہوگا
وما توفيقي الا بالله عليہ توکلت

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۸ | کلکتہ :- چہارشنبہ ۳ ذی الحجہ ۱۳۳۰ ہجری | جلد ۱
Calcutta Wednesday, November 13, 1912

قیمت فی پرچہ

سالانہ ہم لیں آنہ

الهـــ لال

—*—

شـــرح اجـــرت اشتـــهـــارات

—*—

ایک مرتبہ کیلئے بحســـاب	في صفحہ	۲۶ روپیہ	في کالم	۱۴ روپیہ	نصف کالم	۸ روپیہ
ایک ماہ " "	"	۲۲ "	"	۱۲ "	"	۷ "
تین ماہ " "	"	۱۸ "	"	۱۰ "	"	۶ "
چھہ ماہ " "	"	۱۵ "	"	۸ "	"	۵ "
ایک سال " "	"	۱۲ "	"	۶ "	"	۴ "

متفـرق اشتہارات جو نصف کالم سے بھی کم ہوں ' انچ کے حساب سے لئے جائینگے' بحســـاب فی مربع انچ دس آنہ -

ٹائیٹل پیج کے پچھلے صفحہ پر بارہ انچ تـک کا اشتہار لیا جاسکتا ہے لیکن اسکي اُجرت ہر مرتبہ کیلئے پورے صفحہ کي' یعنے ۲۶ روپیہ لی جائےگي

مختصر اشتہارات اگر رسالے کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت سے پچاس فیصدي زیادہ ہوگي - اگر اشتہار کا بلاک بنوا کر' یا کسي تصـویر کے بلاک کے ساتھہ درج کرانا مقصـود ہو تو بلاک کی اجرت اسکے علاوہ ہوگي ' اور اسکی بنوائي دس آنے مربع انچ کے حساب سے لی جائے گی - چھاپے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو دیدیا جائیگا اور ہمیشہ اسکے لئے کارآمد رہیگا -

شـــرائـــط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکي فرمایش کے مطـــابق آپکو جگہہ دیسکیں ' البتہ حتی الامکان کوشش کی جائے گی -

(۲) اشتہار کی' اجرت ہمیشہ پیشگی لي جائے گی اور کسي حالت میں پھر واپس نہوگي -

(۳) مدیرکو اختیار ہے کہ وہ جب چاہے کسي اشتہار کي اشاعت روک دے اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اُس چیز کا جو جزوے کے اقسام میں داخل ہو' تمام منشی مشروبات کا ' بعض امراض کي دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقي و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھي دفتر کو پیدا ہو' کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

الهلال

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7-1, MacLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

ابو الکلام احمد

مقام اشاعت

۷ ـ ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۸ — کلکتہ : چہارشنبہ ۳ ذی الحجہ ۱۳۳۰ ہجری — جلد ۱

Calcutta Wednesday, November 13, 1912

فہرس

شذرات	۲
الدنیا العظیم	
مقالۂ افتتاحیہ	۵
الجہاد فی الاسلام	
ایک جرمن مبصر کی رائے	۰
مقالات	۸
الاسلام و الاصلاح	
تقریر "مسئلہ اسلامی" پر (۲)	
مراسلات	۱۲
کھلی چٹھی مسلم یونیورسٹی کمیٹی کے نام	
نکات	
یونیورسٹی	
ناموران عزۂ طرابلس	۱۳
الاحیاء ' الدین لا یموتون	
کارزار طرابلس	۱۵
اعلان سلطان	
صلح نامۂ عثمانی و اطالی	
شئون عثمانیہ	۱۶
۲۱ اکتوبر تک کی بعض عثمانی مقررات	

تصاویر

صفحۂ خاص (الاحیاء ' الدین لا یموتون)

عثمانی فتح عظیم

— * —

ترکوں کا حملہ شروع ہوگیا

— * —

عثمانی نصر اللہ ؟ ؟

الا ان نصر اللہ قریب ! !

—:—

قسطنطنیہ (۱۱ - نومبر)

بنام ایڈیٹر الہلال

خط اور تار پہنچا - مایوسی نہیں ' بلکہ انتظار کرنا چاہیے - وحی ربانی ' انتظامات کی ابتری ' کثرت فرار ' فقدان غذا ' عیسائی سپاہیوں کا فرار ' افسروں کی نا تجربہ کاری - تاہم اصل مقصد حاصل - دشمن کی قوت پر موت طاری ہوگئی ' ایدرنا توپل پر کامل اور یادگار شکست کے بعد فرار پر مجبور ہوگئے - (چتالجا) پر پرسوں سے سخت لڑائی جاری ہے ' آج کی سرکاری خبر ہے کہ ۲۰ ہزار سے زیادہ بلغاریوں کا نقصان ہوا ' اب عثمانی حملہ شروع ہوگیا ہے - ایدرنا توپل کی فوج بڑھتی جاتی ہے -

عبید اللہ (ایڈیٹر العرب)

فہرست

زر اعانۂ ہلال احمر

— - —

جو دفتر الہلال میں کھول دی گئی

— * —

سات ہزار روپیہ جمع ہوچکا ہے ' اور بحمداللہ سلسلہ جاری - مفصل فہرست اسماء رقوم آیندہ نمبر سے شائع ہونا شروع ہوجائے گی -

شذرات

— * —

الندا العظیم

— * —

جنگ کے ماضی و مستقبل پر ایک نظر

(۱)

عم یتساءلون عن الندا العظیم ' الذی هم فیه مختلفون - کلا سیعلمون ثم کلا سیعلمون (۱) کیونکہ عجب نہیں کہ حالات میں تغیر ہو ' واقعات اپنی صورت بدلدیں ' حقیقت کے نقاب ہوجاے ' مایوسیاں امید کی ' اور اضطراب سکون کی جگہ لے لیں ' و هو الذی یترل الغیث من بعد ما قنطوا و ینشر رحمته ' و هو الولی الحمید -

جنگ اس حالت میں شروع ہوئی کہ (تعول انگلشمس) کسی کی نظر نہیں (بلغاریا) کی طرف نہ تھی ' بلکہ تمام عالم ترکوں کی طرف دیکھ رہا تھا - لیکن اب دنیا کو بلغاریا کی طرف دیکھنا پڑا ہے ' پھر کیا وقت آگیا ہے کہ عثمانی تلوار کو بالکل بیکار کردیا جاے ؟ آٹھ سو برس تک دنیا نے ترکوں کی نسبت جو کچھ سمجھا ہے ' دو ہفتے کے اندر کے واقعات کے بعد ' کیا ہمیشہ کیلیے اسکو بھلادینا چاہیے ؟

اور کیا موجودہ جنگ کی نسبت آخری راے قائم کرلینے کا وقت آگیا ؟

اسمیں شک نہیں کہ آغاز جنگ سے لیکر اس وقت تک واقعات اور انکی اطلاعات کا جو انبار رہا ہے ' اس نے عثمانی امیدوں کے پاے استقلال کو ڈگمگا دیا ہے - پے در پے شکستوں کی خبریں ' بربادیوں اور تباہیوں کے تخمینے ' قیمتی مقامات کو چھوڑ دینے کے اعلانات نے آئندہ کی امیدوں کو بھی ضعیف کردیا ہے ' اور میدان جنگ کا چہرہ مسلطنت کیلیے اسدرجہ مایوس ہے کہ دول یورپ اب اپنے صد سالہ ارادوں کی تکمیل کا وقت سامنے دیکھ رہے ہیں - سب سے پہلے داؤ کے جنہوں نے انگلستان کو للچوایا کہا ہے - ۹ نومبر کو گلڈہال میں مسٹر ایسکوئتھ اس جملہ کے تذکرے میں تمام سامعوں کو اپنا معاون بنا رہے ہیں ' جس سے عنقریب ترکی جسم کی قطع و برید کی جاے گی ' اور اس طرح انگلستان اس عظیم الشان فتح مندی کو حاصل کرنا چاہتا ہے کہ اسلام کے جسم کو آخری مرتبہ ٹکڑے ٹکڑے کردینے کیلیے سب سے زیادہ قوی تلوار اسی کے ہاتھ میں تھی

قد بدت البغضاء	دشمنی تو انکی باتوں سے ظاہر ہی ہوگئی '
من افواههم ' وما	اور جو ارادے انکے دلوں میں چھپے ہوے
تخفی صدورهم اکبر '	ہیں ' وہ اُس سے بھی زیادہ ہیں ' جو انہوں
قد بینا لکم الایات '	نے ظاہر کیے ہیں - یہ حقیقت ہے جو ہم نے
ان کنتم تعقلون	مسلمانوں پر واضح کردی بشرطیکہ وہ عقل
(۳ ۱۱۴)	اور فکر سے کام لیں -

سب سے زیادہ یہ کہ خود مسلمانوں کے دل ٹوٹ گئے ہیں ' پہلے تبحر ' اور اب مایوسی دلوں پر چھا گئی ہے ' ترکوں کی پے در پے شکستیں صرف انہی کیلیے نہیں ' بلکہ تمام عالم کیلیے ناقابل فہم واقعہ تھا ' مگر تاہم واقعات اسقدر تدریج سے ظاہر ہوے ' کہ نہ تو دلوں کو تعجب کا وقت ملا ' اور نہ دماغ کو غور و فکر کا - اس سے بھی بڑھکر بظاہر اس اضافہ پہلو یہ ہے کہ خود عثمانی اطلاعات بالکل خاموش ہیں ' اور جدر آتی بھی ہے ' تو ربر فتح و شکست معاملات کی نسبت کوئی ایسا واقعہ نہیں سناتی -

جو حالت اس وقت بلا استثنا تمام عالم اسلامی کی ہو رہی ہے ' اس نے درحقیقت پہلی مرتبہ اس اسلامی رشتۂ اخوت اور خلافت اسلامی کی مرکزی قوت کے اندازہ کرنے کا صحیح موقعہ دیا ہے ' جسکی وقت سے پہلے خود بہت سے مسلمانوں کو بھی خبر نہوگی - جس طرح صحت و زندگی میں اپنے کسی عزیز کی محبت و الفت کا صحیح اندازہ نہیں کیا جاسکتا ' لیکن جب وہ بیمار پڑتا ہے ' یا کسی سخت مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے ' تو پھر ہر شخص کا دل اسکو بتلا دیتا ہے کہ اُسکی صحت و تندرستی ہی پر اسکا آرام اور چین موقوف تھا - بعینہ یہی حال اس وقت مسلمانوں کا ہو رہا ہے - وہ ترکوں کو ہمیشہ سے جانتے تھے ' اور یہ بھی انہیں معلوم تھا کہ اسلام کی عزت و عظمت آج صرف انہی کے دم سے وابستہ ہے ' تاہم شاید انہوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ اگر کسی دن ہمارا یہ عزیز بستر پر پڑجاے گا ' تو ہمارے دلوں کا کیا حال ہوگا ؟ لیکن آج ہر مسلمان ہے ' جو شکست کی خبریں سنکر یہ محسوس نہیں کرتا کہ راحت و سکون کی ایک متاع تھی ' جو آج اُس سے کھوگئی ہے :

ہمارے بعد بہت ہم کو روے اہل وفا
کہ اپنے مٹنے سے مہر و وفا کا نام مٹا

(۱) یہ لوگ ایک دوسرے سے کسی بات کا حال دریافت کر رہے ہیں ؟ کیا اس بڑے حادثے کا ' جسکی نسبت یہ لوگ مختلف طرح کی رائیں رکھتے ہیں ؟ تو خبر بہت جلد انکو معلوم ہو جاے گا ' اور پھر دوبارہ کہتے ہیں کہ بہت جلد معلوم ہو جاے گا -

مگر با ایں همه حالات هم دیکھتے ہیں تو حالات گو درد انگیز ہیں ' مگر اس درجہ مایوسی بخش نہیں ' جس درعام طور پر محسوس کر رہی ہیں - اب تک جو کچھ ہو چکا ہے ' اس میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہے ' جسے جنگ کی اصلی منزل کہا جاسکے - یہ سچ ہے کہ انسانی خلقت کی دو قلموں طبعی کا ایک بڑا خاصہ یہ بھی ہے کہ وہ جس قدر جلد خوش ہوتا ہے ' اتنا ہی جلد غمگین بھی ہوجاتا ہے و خلق الانسان من عجل - تاہم جو افکار اس وقت ہمارے سامنے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ اگر لوگ اس پر غور کریں ' تو صورت واقعہ انہیں بالکل مختلف نظر آے گی -

جنگ کے حدود طبعی اور فریقوں کے خطط ممتدہ

کسی جنگ کی فتح و شکست اصلی کی نسبت راے قائم کرنے سے پہلے اس بعینہ اس نظر ڈالنی چاہئے ' جو فریقوں نے اپنے اپنے حدود جنگ کی نسبت مرتب کیے ہوں - جنگ در اصل ایک سفر ہے ' جو بعض اوقات متعادل اور بعض اوقات متضاد سمتوں کی طرف دو مقابل ارادوں کے فریق شروع کرتے ہیں ' اور اسکے لیے اپنے اپنے سفر اور سفر کی منزلوں کا ایک خط تجویز کرلیتے ہیں - موجودہ حالات میں ہیزی مایوسیوں کی اصلی علت یہ ہے کہ مقتدریا کی متحدہ قوی نے اپنے لیے جو حدود اور خطوط مقرر کیے ہیں ' وہ ہمارے سامنے ہیں ' لیکن ترکوں کو چونکہ پہلے مدافعت اور پھر حملہ کرنا تھا ' اسلیے انکی مدافعت کی کمزوریاں تو ہر شخص کے سامنے آگئیں ' مگر حملہ و ہجوم کے عزائم بالکل پوشیدہ ہیں ' اور ترکوں نے بھی مصلحت اسی میں سمجھی ہے کہ واقعات کے ظہور سے پہلے تک پوشیدہ ہی رہیں -

بلقانی اتحاد نے اس جنگ میں " انفراد و اجتماع " کا طریقہ اختیار کیا تھا -

یعنی بلغاریا' سرویا' اور مانٹی نیگرو اپنے مختلف خطوط سے حملہ اور ہوکر کسی مناسب اجتماع مقام پر مجتمع ہوجائیں' اور پھر حملہ آورانہ قسطنطنیہ میں داخل ہوں - اسکے لئے مانٹی نیگرو نے جنوبی جہت کا راستہ اختیار کیا اور سقوطری پر قبضہ کرکے سرویا کی فوج سے مل جانا چاہا - سرویا کے سامنے دو راستے تھے' (زاربی نرود) کی راہ ترھکر (کوماٹو) پر قبضہ کرے گا ' اور (وتھہ) پر قبضہ کرنے کے بعد کماٹرو اور اسکوپ پر حملہ کرے گا - اس نے دوسرا راستہ اختیار کیا' کیونکہ اس صورت میں بلغاریا کے ساتھہ بہت جلد مل جاسکتی تھی -

بلغاریا جو در اصل اس اتحاد کی اصلی قوت تھی' اسکے سامنے بھی سفر جنگ کے دو خطوط تھے' پہلا (وادی مارزا) اور (تندجہ) کی راہ سے حملہ کرے گا ' اور دوسرا وادی (استروما) کی راہ سے ترھنے کا - فوجی مبصرین اور خود ترکوں کا بھی یہی خیال رہا کہ وہ پہلا راستہ اختیار کرے گی' لیکن اس نے دوسری راہ اختیار کرکے ایک ہی وقت میں پہلا حملہ ایڈریا نوپل پر اور دوسری طرف (سرونا) سے شمالی جانب (استرما) کی وادیوں کی سمت کردیا -

اسکے مقابلے میں ترکی فوج کو ایک جنگ میں دو پہلو اختیار کرنے تھے - سب سے پہلے مدافعانہ اور اسکے ساتھہ ہی حملہ آورانہ - مدافعت میں اسکے لئے دو کام ضروری تھے' متحدہ قوتوں کو اسطرح راہ میں روک دینا کہ ایک دوسرے سے ملنے کی مہلت نہ پاسکیں - اسکے بعد حملے کی اصلی قوت یعنے بلغاریا کی پیش قدمی سے اپنی حفاظت کرنی -

لیکن حملے کا خط اور اسکے حدود کیا مقرر کیے گیے ؟ اور اسکے لیے کس وقت کا انتظار کیا جا رہا ہے ؟ اسکی تفصیل کو ترکوں نے سرکاری طور پر بالکل پوشیدہ رکھا ہے - لیکن تمام عثمانی پریس' موجودہ وزارت کا ارگن (الحریۃ و الائتلاف) ' صحیح قیاسات و آرا' اور سب سے زیادہ قسطنطنیہ کا ایک پراثر اخبار' یعنی دلالت ہے کہ اول اعلان جنگ سے ترکوں نے اپنے حملہ کی ایک ہی منزل' ایک ہی مقصد' اور اسکے لیے ایک ہی خط قرار دے رکھا ہے ' یعنے متحدہ جمعیت قوا اور حفاظت ایڈریا نوپل ' بخط مسدقدم (صوفیا) پر قبضہ کرلینا - اسی کو ترک جنگ کا اصلی فیصلہ ' اور اپنی تمام جنگی جہد و سعی کا نتیجہ و حید سمجھتے ہیں -

پس یہ کیسی سخت غلط فہمی ہے کہ تمام دنیا صرف (فون قلعسی) کی جنگ کے نتیجے کو فیصلہ کن نتیجہ سمجھہ رہی ہے ؟ حالانکہ یہ تو عثمانی جنگ کا صرف ایک ابتدائی مدافعانہ ٹکڑا ہے' اور ترکوں کا حملہ اس وقت تک شروع ہی نہیں ہوا جس کو موجودہ جنگ میں وہ اپنی اظہار قوت کا اصلی وقت سمجھتے ہیں -

لیکن اب تک کیوں نہیں شروع ہوا ؟ اسکے اسباب ابتدا ہی سے واضح تھے' اور اب خود یورپین نامہ نگاروں کی شہادت سے واضح تر ہو رہے ہیں -

ترکوں کی مشکلات

ترکوں کی مشکلات کی کوئی انتہا نہ تھی ' اگر گوچی طیاری یہ معنی ہیں کہ کسی طے شدہ پیش آنے والی جنگ کے لیے موثق قوی اور اسکے متعلقات کو ہر طرح سے مکمل کردینا ' تو یہ حقیقت کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ اس جنگ کے لیے بلقانی اتحاد کامل بیس برس سے طیار ہو رہا تھا' اور دول کی ہر طرح کی اعانت اسکے ساتھہ تھی - اسکے مقابلے میں عثمانی گورنمنٹ کا یہ حال تھا کہ اول تو اعلان جنگ کے وقت تصادم احزاب اور تراحم اغراض مختلفہ سے حکومت ایک متصل بحران میں مبتلا تھی' پھر جنگ کا اعلان ایسے وقت میں ہوا کہ جنگ طرابلس کی وجہ سے ہر قسم کی بحری نقل و حرکت ' جسکا تعلق کچھہ بھی سمندر سے تھا' انتہائی بیڑے کے مراقبے کی وجہ سے محال ہو رہی تھی - صلح کے بعد ترکی کو نقل و حرکت کی مہلت ضرور ملی' مگر ۳ اکتوبر کو بلغاریا نے حملہ شروع کیا ہے ' اور ۱۵ - کو ارچی میں کاعدات صلح پر آخری دستخط ہونے تھے - اس سے صاف ظاہر ہے کہ اعلان جنگ کی سب سے زیادہ قدمی فرصت میں ترکی فوجی اجتماع بالکل مجبور رہے -

یورپین ترکی میں جسقدر فوج موجود تھی ' اول تو ضروری نقاط مدافعت میں اسکا اجتماع کافی نقل و حرکت کا محتاج تھا ' پھر سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ ایک ہی وقت چار مختلف حریفوں کا مقابلہ بالکل مختلف مقامات میں درپیش تھا ' اور وہ تاہم ایک دوسرے سے اسطرح الگ ہے کہ بغیر کسی دوسری طاقت کو راہ سے ہٹائے ایک مقام کی فوج دوسرے مقام کی فوج کو مدد دے نہیں سکتی تھی - مثلاً (سرونا) کو نقشے میں دیکھیے' تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ بلغاریا کے خط دفاع پر جسقدر فوج موجود تھی وہ با وجود خطرے کے عام کے بعد (سرویا) سے برسرپیکار ہوئے مانٹی نیگرو کے مقابلے میں نہیں جا سکتی تھی -

یہ ' اور اسی طرح کی بے شمار مشکلات تھیں' جنکی وجہ سے ترک بالکل مجبور و مقید ہوگئے ہے' اور ایک لمبے عرصہ تک بالکل معطل قطعی تھا کہ مدافعت کے ساتھہ ہی اپنے حملہ و اقدام کو بھی شروع کرسکیں -

مدافعت کی کمزوری

ترکوں کی مثل اس وقت بالکل اس شخص کی سی ہوگئی تھی ' جس پر دشمن نے عین عقب میں حملہ کیا ہو' اور اسکی ڈھال اور تلوار' دونوں دور پڑی ہوئی ہوں - لیکن ترکی نے بھاگنے کی جگہہ اسکو پسند کیا ' کہ ڈھال کا کام ہاتھہ کی ہتھیلی سے لے ' اور گو ہاتھہ زخمی ہو جائے ' لیکن ابھی عرصہ پاکر وہ اپنی تلوار اٹھاسکے' اور پھر دشمن کی گردن کو زخمی کرسکے -

پس ترکی فوج نے اس وقت تک جسقدر مدافعت کی ہے ' وہ اسکی طرف سے جنگ کی کوئی اصلی کوشش نہ تھی جسکے نتائج اسکے لیے فیصلہ کن ہوں' بلکہ در اصل محض حملے کی طیاری تک کیلیے ایک عرصہ کا حاصل کرلینا تھا -

ناظم پاشا کی اطلاعات' اور ان خبروں سے جو ترکی قنصلوں کے نام بھی گئی ہیں' اگر بالکل قطع نظر کرلی جائے' جب بھی خود انگریز نامہ نگاروں کے تار اس حقیقت کے انکشاف کیلیے ایک محکم شہادت ہیں کہ ترکوں نے کیسی سخت بے سر و سامانی اور ابتری کی حالت میں مدافعت شروع کی تھی ؟ ۷ - نومبر کے تاروں میں " بجریہ کار " نامہ نگاروں کا یہ اعتراف شائع کیا گیا ہے کہ ترکی فوج کی شجاعت میں شک نہیں ' مگر اسکا کیا علاج کہ عام ضروریات جنگ کا بھی انتظام نہ تھا ' حتی کہ فوج کے کئی دستے ہے' جو چار چار دن تک بغیر غذا کے لڑتے رہے اور انکو ایک وقت کی روٹی بھی نصیب نہ ہوئی ' اور اگر خود ناظم پاشا کے بیان کا اسپر اضافہ کیا جائے تو اساسۂ جنگ کی کمی اور بے عنوانی اسکے علاوہ تھی - باوجود اسکے ترکوں نے مانٹی نیگرو کو بلغاریا تک پہنچنے نہیں دیا ' یونان اپنی شکستوں کا مجبوراً خود اعتراف کر رہا ہے' سرویا اور بلغاریا کو اس وقت تک مختلف مقامات میں سات سخت شکستیں دیچکے

هیں' اور اس ہفتے کی ترکی ڈاک کو بھی سامنے رکھ لیا جاے' تو ۲۴ - اکتوبر تک تیرہ مقاموں میں ترکی فوج کامیاب ہو چکی تھی -

ایک سخت ابلیسانہ غلط فہمی دلقانی اتحاد کے یہ پھیلادی ہے کہ ترکی خطوط مدافعت کے استحکامات کو عظیم الشان ظاہرکرکے اپنی فتح مندیوں کی قیمت المضاعف کردینا چاہتی ہے - (قرق قلعسی) جس کو لغتت (رنگز) دنیا کا ایک ناممکن التسخیر طلسمی قلعہ بناتا ہے' اور پھر اسکی فتح' دنیا کا ایک عظیم الشان واقعہ سمجھا جاتا ہے' اسکے متعلق ۲۰ - نومبر یعنے تسخیر قرق قلعسی سے دو ہفتے پیشتر احرار (الحریۃ والائتلاف) لکھتا ہے

" ہم کو اس وقت جسقدر تھرراہٹ ہے' صرف عثمانی سپاہ کی مسلمۂ عالم شجاعت پر' کہ اگر قرق قلعسی کے قلعے مضبوط نہیں ہیں' تو وہ اپنے سینوں کی دیواروں کو قسطنطنیہ کی حفاظت کیلیے مضبوط بنالیں گے - ورنہ ہم جانتے ہیں کہ ہماری خط مدافعت پر ایک قلعہ بھی ایسا نہیں ہے' جو حملہ آور فوج کے لیے سخت مشکلات پیدا کرسکے - عہد سابق کے بیس سال قرق قلعسی اور ایڈریا نوپل کے قلعوں پر صرف کیے' مگر عثمانی خزانے کو جلد جرمن اوباشوں کے ہاتھ میں دیدیا' جنھوں نے مدافعت کے قلعوں کی جگہہ ریت کی دیواریں کھڑی کردیں "

افسوس ہے کہ تفصیل کا موقعہ نہیں' ورنہ اسکوب' کمانو' اور مصطفے پاشا کی بحث بھی ہم بحث کرنا چاہتے تھے -

مقامات کے استحکام کا یہ حال تھا' قوی غیر مجتمع' اور سامان مفقود تھا' فوج کو عدا تک میسر نہ تھی' افسروں میں اختلاف' اور نا تجربہ کار افسروں کی کثرت تھی' عیسائی عثمانی فوج غداری کے لیے ہر جگہہ مستعد' اور میداں جنگ میں قدم رکھتے ہی اولتے پاؤں بھاگ جانے کا ارادہ کرچکی تھی' ایک ہی وقت میں چار دشمنوں کا مقابلہ درپیش' اور اس لیے یورپین ٹرکی کی فوجی قوت چار حصوں میں منقسم ہوگئی تھی' باوجود اسکے ترکوں نے مانٹی نیگرو کو سقوطرہ کی دلدل میں پھنسادیا' سرویا کو پےہم شکستیں دیں' اور بلغاریا کی تمام قوت کا کمانو اور قرق قلعسی کی جنگ میں خاتمہ کردیا' پھر حیرت ہے کہ دنیا ترکوں سے اور کس شجاعت کی متمنی ہے ؟ اور وہ انکو گوشت اور خون کا انسان تسلیم کرتی ہے' یا لوہے کا ستون ؟

واقعات سے اب آہستہ آہستہ پردے اٹھہ رہے ہیں - خود لغتت ویگر جسکی خبروں پر تمام یورپ کی اطلاعات کا دار و مدار ہے' اور جو یقیناً اپنے گھر سے خبر چلا تھا' تو بلغاریا کی مسلسل مداحی کے لیے کوئی سخت قسم کھا چکا تھا' اب علانیہ ترکی مدافعت اور بلغاریا کے خسران عظیم کا اعتراف کررہا ہے - اسکی ۶ نومبر کی بھیجی ہوئی تحریر اب شائع کی گئی ہے' جسکی نسبت (لندن ٹائمس) کا بیان ہے کہ " ترکی مدافعت کے اعتراف میں اسکے الفاظ نہایت حیران کرنے والے ہیں' بلغاریٰ محاصرے کی توپیں نہایت عمدہ تھیں' انھوں نے نہایت سخت متصل حملے کیے' لیکن انکے نقصانات کا اندازہ دل کو لرزا دینے والا ہے - صرف ایک حملے کے اندر دو پوری بلغارین ڈویژنیں ضائع ہوگئیں اور صرف دو کمپنیاں بمشکل بچ سکیں"

ما ـي کي جگہہ انتظار کرنا چاہیے

پس جو لوگ ترکوں کی طرف سے مایوس ہو رہے ہیں' انکو سب سے پہلے اس امر پر غور کرنا چاہیے کہ جنگ کی فتح و شکست کا فیصلہ مقامات یا راہ کی تسخیر پر نہیں' بلکہ خطوط جنگ کی اصلی مدار پر موقوف ہے - سب سے پہلے انکو فریقین کے مقاصد جنگ پر نظر ڈالنی چاہیے - بلقانی اتحاد کا اصلی فرض یہ تھا کہ وہ ایڈریا نوپل کو فتح کرلے' تاکہ قسطنطنیہ کا دروازہ اسکے لیے کھل جاے - اسکے مقابلے میں ترکوں کا فرض تھا کہ ایڈریا نوپل کی آخر دم تک حفاظت کریں اور اسکے ساتھہ ہی دشمن پر حملہ کا وار بھی کردیں - بلغاریا اب تک باین ہمہ فتوحات' مقصد جنگ کے حاصل کرنے سے عاجز رہی ہے' اور ترک 'سداب مایوسی' اپنک ایڈریا نوپل کو بچاے ہوے ... بیرہم کو یقین واثق ہے کہ عنقریب واقعات کا انکشاف و انجلاء اُنکے حملہ آورانہ اقدام پر سے پردہ اٹھا دےگا -

بلغاریا کی تمام قوت ختم ہوچکی ہے اور صرف ایک ضرب کاری کی ضرورت ہے' اللہ کے فضل سے کچھہ بعید نہیں' کہ وہ چالیس کروڑ دلوں کی بے چینی پر رحم فرماے' اور ترکوں کو اس وقت استقامت کے ساتھہ ایک آخری مقابلے کی توفیق دیدے

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہم نے مندرجۂ صدر سطور کے لکھنے میں نہایت احتیاط سے کام لیا تھا' اور اپنی عادت کے خلاف حالات پر بحث کرنے کیلیے نہایت سادہ الفاظ تلاش کیے تھے' تاکہ امیدوں اور توقعات کے قائم کرنے میں کوئی بے اعتدالانہ جوش اور غیر واقعی توقعات ظاہر نہوں' لیکن الحمد للہ کہ اس تحریر کے ختم کرنے سے پہلے ہی ہم کو اپنی امیدوں اور قیاسات واقعات کی صورت میں نظر آنے لگے ہیں - ریوٹر (۹ نومبر) کو قسطنطنیہ سے اطلاع دیتا ہے :

" ۳۶ گھنٹے کی مسلسل اور شدید جنگ کے بعد عثمانی فوج نے دشمنوں کو ایک ایسی شکست عظیم دی' جو ترکوں کی تاریخ میں ہمیشہ بے نظیر سمجھی جاے گی - بلغاریا کی ابتری اور بدحواسی کا عجیب عالم تھا' ترکوں کی گولیاں بارش کیطرح اُن پر پڑرہی تھیں اور وہ بھاگے جا رہے تھے' یہاں تک کہ اپنے سامان جنگ کی بھی خبر نہ لے سکے جس پر فتح مند ترکوں نے قبضہ کرلیا " .

مسهم الباساء والضراء و زلزلوا حتی یقول الرسول والذین امنوا معہ متی نصر اللہ ؟ الا ان نصر اللہ قریب (۲ : ۲۱۰)	یہ وہ لوگ تھے کہ نہایت شدید سختیوں اور مشکلوں میں مبتلا ہوگئے اور انکے پاے ثبات ہلگئے یہاں تک کہ اللہ کا رسول اور مسلمان جو انکے تھے کہ آخر اللہ کی مدد کب آے گی اگر ایسے وقت میں بھی نہیں آئی ؟ جواب ملا کہ کیوں گھبراے ہو ؟ سن رکھو کہ اللہ کی مدد کا وقت قریب آگیا ! !

یہ تار ۹ - نومبر کی شام کو قسطنطنیہ سے روانہ کیا گیا ہے' اور ٹھیک یہ وہی وقت اور وہی دن تھا' جبکہ لندن کے (گلڈ ہال) میں مسٹر اسکوتھہ مسندنشین فتح مندی کے نائبۂ عزیز کا ایک تند و تیز جام پیتے ہوے مسلمانوں اور جہوم جہوم کر کہہ رہے تھے .

" افواج بلغاریٰ معد زیادہ اور ہمارے پر قابض ہوچکی ہیں' سلانیک پر' جو یورپ میں مسعودت کے داخلے کا دروازہ ہے' دوبارہ تسلط ہوگئے ہیں اور ہم فتح قسطنطنیہ کی خبر سننا ہی چاہتے ہیں "

وہ معلوم نہیں کس درجہ قابل رحم ہوگا' جب ہمیں سرخوشی کے جوش و مستی میں اس تار کے ایسا خمار اور خرمۂ ہوش دماغوں کو خبراً کھولکر حلق کے نیچے اتارنا ہوگا !

اگر انگلستان کے اس (اشتباہ کے بعد) سب سے بڑے آدمی کی زندگی ہمیں عزیز ہوتی' تو یقیناً ہمارے لیے یہ دن نہایت خوشگوار تھا کہ " فتح قسطنطنیہ " کے اس مژدۂ بشارت کی دماغی و جسمانی صحت کی نسبت لندن کی طرف ایک تار روانہ کرتے' اور دریافت کرتے کہ ۹ نومبر کا تار پڑھنے کے بعد ڈاکٹروں نے انکی صحت کی نسبت کس قسم کی راے قائم کی ہے ؟

الهلال

۱۳ نومبر ۱۹۱۲

— * —

الجهـــاد في الاســـلام

— —

ذالك قولهم بافواههم ، يضاهئون
قول الذين كفروا من قبل ،
قاتلهم الله انى يؤفكون
(۹ ۳۰) (۱)

(۱)

— * —

کہتے ہیں کہ لفظ اور معنی میں جسم اور روح کا سا تعلق ہے ' مگر ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے الفاظ دنیا میں ایسے موجود ہیں ' جنکے معانی کچھہ نہیں ' مگر انکی ناثیر طبائع پر سخت و شدید ہے -

منجملہ انسے ہی لفظوں کے لفظ جہاد بھی ہے ' جسکو همیشہ یورپ نے نہایت خوف و دهشت سے سنا ہے - اس لفظ کے سنتے ہی ایک مسیحی کا تمام جسم شدت هراس سے کانپ اٹھتا ہے ' اسکا دماغ معتل هوجاتا ہے - اسکے نبض کی حرکت (۸۰) کی جگہہ (۱۵۰) تک پہنچ جاتی ہے ' اسکی آنکھوں میں سکرات موت کی مردنی چھا جاتی ہے ' اسکا سرخ و سفید چہرہ جسکی رنگت کو وہ اپنی قومی شرف اور اقتدار کا ایک خلقی جوهر سمجھتا تھا ' موت کے تصور سے سیاہ پڑجاتا ہے ' کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ بے اماں عربوں کے جھنڈ اور وحشی باشی بزدقوں کے غول اپنے خونخوار دانتوں کو نکالے ' اور خوں ریز تلواروں کو حرکت دیتے هوے آرہے ہیں ' جنکے سروں پر ایک سرخ علم لہرا رہا ہے ' اور اسپر آگ کے حرفوں میں لکھا هوا ہے " هر غیر مسلم کو قتل کردو ! اسلئے کہ وہ مسلم نہیں ہے "

الفاظ کی ناثیر پر اگر بحث کی جاے ' تو جہاد سے بڑھکر اور کونسا لفظ ملسکتا ہے ' جسکی افسونگرانہ حکومت انسانی دماغ واعصاب پر اس درجہ موثر ہے !

اسلام کے متعلق یورپ کے تمام خیالات و تصورات کو همیشہ جہل اور غلط فہمی سے تعبیر کیا گیا ہے ' اور اسمیں شک نہیں کہ دنیا میں قوموں اور ملکوں کے باهمی نزاعات اور اختلافات کی ایک غالب علت سوء تفہم بھی ہے - اگر کوئی مصلح صلح و امن دنیا میں آنے والا ہے تو یقیناً اسکا اصلی کام یہ هوگا کہ قوموں کے چہروں پر سے غلط فہمیوں کی نقاب اٹھا دے ' اور هر گروہ کو اسکی اصلی صورت میں ظاهر کردے لیکن هم ایک لمحہ کیلئے بھی یہ تسلیم نہیں کرسکتے ' کہ آج یورپ کی وہ قومیں ' جنکی نو آبادیوں نے مشرق میں مشرقیوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا ہے ' اسلام اور مسلمانوں سے اسدرجہ بے خبر ہیں کہ انکے صدها صریح اتہامات کا اصلی سبب صرف سوء تفہم اور عدم واقفیت قرار دیا جاے -

گبن ' ناسوربھہ اسمتھہ ' اور کاستری همکو بتلاے ہیں کہ ان غلط فہمیوں میں یورپ کے مبتلا هونے کیلئے تعصب اور جہل کے کیسے مصنوعی اسباب موجود تھے ' جو صلیبی لڑائیوں کے زمانے میں قائم هوگئی تھیں - هم اسے تسلیم کرتے ہیں ' لیکن کیا بیسویں صدی میں بھی یورپ اپنے تئیں مذهبی تعصب کا شکار تسلیم کرنے کیلئے آمادہ ہے ؟ اور مشرق و مغرب کے اتصال کی موجودہ زندگی میں بھی اسکے پاس عذر جہل موجود ہے ؟

آج روس ' فرانس ' اور انگلستان کی حکومتیں افریقہ اور ایشیا کے سب سے بڑے علاقوں پر قابض ہیں ' مسلمانوں کے بڑے بڑے شہر یورپ کی نوآبادیاں بن گئے ہیں ' جنمیں دو تہائی صدی سے هر طبقہ اور هر درجے کے لاکھوں یورپین آباد ہیں ' اسلام محکوم اور حاکم ' دونوں صورتوں میں یورپ کے سامنے ہے ' قسطنطنیہ میں مسجدوں نے مدارس کے ساتھہ گرجوں کے کس اسطرح مخلوط ہیں ' کہ بدقسمتی سے کسی هوٹل کی کھڑکی میں بیٹھکر یورپین سیاح کیلئے مشکل هوجاتا ہے ' کہ وہ جامع احمد اور ارمنی چرچ کے کلسوں میں جلد امتیاز کرلے - پھر کیا کسی فرانسیسی نے الجزیرا میں کبھی بھی یہ دیکھا ہے کہ کسی افریقی عرب نے کسی عیسائی ناجر کے محض اسکے عیسائی هونے کی وجہہ سے خنجر بھونکدیا هو ؟ هندوستان کی کسی انگریزی عدالت میں آجتک کوئی مقدمہ ایسا پیش هوا ہے جسمیں محض متعصل تعمیل حکم جہاد کیلئے کوئی انگریز قتل کرڈالا گیا هو ؟ مسلمان نماز پڑھتے ہیں ' روزہ رکھتے ہیں ' اپنے مذهبی جذبات میں اتنے ایسے سخت و شدید ہیں کہ ایک مسجد کیلئے دس دس هزار مسلمان جان دیدیتے ہیں ' پھر اگر اسلام کی تعلیم میں کوئی ایسا جہاد موجود ہے ' جیسا کہ یورپ نے سمجھا ہے ' تو یہ کیسی تعجب بات ہے کہ مسلمانوں کو کبھی بھی اپنے ایک سب سے بڑے فرض دینی اور خصوصیت ملی کو پورا کرنے کا خیال نہیں آتا ؟

اس بارے میں سب سے زیادہ تعجب انگیز حالت انگلستان کی ہے - دنیا بھر میں سب سے زیادہ تعداد مسلمانوں کی آج اسکے زیر حکومت ہے ' هندوستان میں سو برس سے وہ اسلام کا مراقبہ کر رہی ہے ' لاکھوں انگریز شب و روز هم میں رہتے ہیں ' اور هزاروں ہیں جنکے گھر کسی مسلمان کے گھر سے اسقدر قریب ہیں کہ دونوں میں ایک دیوار سے زیادہ کوئی شے حائل نہیں - وہ دیکھتے ہیں کہ ایک مسلمان روز پانچ وقت نماز پڑھتا ہے مگر زندگی میں ایک بار بھی کسی انگریز پر جہاد کا حملہ نہیں کرتا ' لیکن با وجود اسکے اگر کسی انگریز سے پوچھا جاے کہ وہ میکسم توپ کا گولہ اپنے دل کے

(۱) یہ ان لوگوں کی اوڑائی هوئی گپ ہے ' جو ان کاموں کیطرح کہیں هانکتے ہیں ' جو اسے پھیلا هو گذرے ہیں - اللہ انکو غارت کرے - یہ کس طرح شیطان کے بھٹکاے هوے بھٹکے چلے جارہے ہیں ؟

لیے پسند کرتا ہے یا جہاد کے لفظ کی سماعت کان کے لیے ؟ تو امید نہیں کہ آخر الذکر حالت کو پہلی صورت پر ترجیح دے !

قرآن حکیم نے اپنے نزول کے وقت عیسائیوں کی ایک خصوصیت یہ بتلائی تھی

الذین آتیناھم الکتاب' یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم ' وان فریقا منھم لیکتمون الحق وھم یعلمون (۲ ۱۴۱)

جن لوگوں کو کتب آسمانی دی گئی ہیں وہ اسلام کو ٹھیک اسی طرح پہچانتے ہیں ' جیسے اپنی اولاد کو' کہ اسمیں کسی کا شک نہیں ہوسکتا ' اور انمیں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں ' جو دیدہ و دانستہ حق کو چھپاتے ہیں' اور اصلیت سے اچھی طرح واقف ہیں -

آج بھی عیسائیوں کا اسلام کی نسبت یہی حال ہے - آج بھی یورپ کے سیاسی حلقوں میں اسلام کی مذہبی تعلیمات کے متعلق جو اتہامات لگائے جاتے ہیں ' وہ کسی غلط فہمی پر نہیں ' بلکہ کسی دانستہ شیطنت کے دسیسۂ مخفی پر مبنی ہیں ' اور اگر اس آیت کریمہ کو تمام یورپ پر منطبق کیا جائے ' تو آخری ٹکڑے کا مستحق ٹھیک انگلستان ہے وان فریقا منھم ' لیکتمون الحق وھم یعلمون -

کروسیڈ کے زمانے میں یورپ اسلام کی نسبت جو کچھ کہتا تھا ' اسمیں بھی غلط فہمی اور نا واقفیت صرف عام لوگوں کو تھی ' ورنہ ایک گروہ تھا ' جو صرف پولیٹکل اغراض سے دانستہ عیسائیوں کے تعصب کو بھڑکاتا تھا ' اور اس قسم کے اتہامات کو شہرت دیتا تھا - علی الخصوص مشرقی یورپ کے پادری ' جو اسلام کی تعلیم اور مسلمانوں کی طرز معاشرت سے پوری واقفیت رکھتے تھے ' ممکن نہ تھا کہ محض غلط فہمی اور سوء فہم کی وجہ سے مسلمانوں کو بت پرستوں کی ایک وحشیانہ قوم سمجھتے ہوں - اسپین کی درسگاہوں سے صدہا عیسائی تعلیم حاصل کرکے نکلے تھے اور کون تسلیم کرسکتا ہے کہ وہ اُن صدہا گرجوں سے واقف نہ تھے ' جو قرطبہ اور غرناطہ میں پوری رونق اور آزادی کے ساتھ دینوں کی عبادت گاہ تھے - ممکن ہے کہ آج بھی انگلستان اور فرانس میں بہت سے کمزور دل کی لیڈیاں ہوں ' جو جہاد کا لفظ سنکر سہم جاتی ہوں ' مگر جب کبھی اسلام کی جہادی اسپرٹ کی نسبت ہنگامہ برپا کیا جاتا ہے تو اسکے محرک وہی لوگ ہوتے ہیں ' جو ٹھیک اسی مسلمان کی طرح جانتے ہیں ' کہ اسلام ایک دین صلح و امن ہے ' اور ان حدود کے سوا جسمیں اسکی ہستی کے دفاع کرنے سے مدافعت ناگزیر ہوجاتی ہے ' کبھی جوں و قتال کو جائز نہیں رکھتا ' لیکن دانستہ اسطرح کی مکذوبات کو قائم رکھنا چاہتے ہیں ' کیونکہ جب تک اسلام کو مجرم ثابت نہ کریں ' اس وقت تک اسکو سولی پر چڑھا نہیں سکتے -

دنیا گو نہیں بدلی ' مگر دنیا کی ہوا جدھر کا خلاف بدل گئی ہے - ایک زمانہ تھا ' جب انہوں نے یروشلم کو لینے مدافعت کے نام پر جہاد کیا تھا - اب اس طریقہ سے شرم آتی ہے - پس تہذیب ' نمدن اور استیصال وحشت کے نام سے ایک کروسیڈ شروع کردیا گیا ہے - پھر جب تک اسلام کی وحشت قائم نہ رکھی جائے گی ' انہوں نے دنیا کو دیکھکر اسکی قربانی قبول کرے گا ؟

آج سے نہیں بلکہ عرصے سے ہم کو معلوم ہے کہ بعض متعصب حلقوں میں ہماری نسبت کیا خیال کیا جاتا ہے ؟ ہم جانتے ہیں کہ مدتہا سے اور بہت سی باتوں کے ایک لفظ "جہاد" کا اعادہ و تکرار بھی ہے - بہت سے لوگ ہیں جو اس لفظ کو سنکر سر سے لیکر پاؤں تک کانپ اٹھتے ہیں ' اور الہلال کی سطروں پر انگلیاں رکھکر کہنا شروع کردیتے ہیں کہ یہ لفظ ہر صفحہ میں کتنی مرتبہ استعمال کیا گیا ہے ؟ بیشک ہم نے اعلان جنگ طرابلس کے وقت جو تحریر کی تھی ' اسمیں جنگ طرابلس کو جہاد سے تعبیر کیا تھا اور اسکو ایک اسلامی مسئلہ اور یورپ کی اصطلاح کے مطابق ایک دینی جنگ بتلایا تھا - اسمیں بھی شک نہیں کہ الہلال کے صفحوں پر ہم نے ہمیشہ اس جنگ کو جہاد قرار دیا اور " ناموران عروۂ طرابلس " کی ایک مستقل سرخی رکھی - یہ بھی واقعہ ہے کہ ابھی ابھی ۲۷ - اکتوبر کی تحریر میں ہم نے علانیہ مسلمانوں کو جہاد کی دعوت دی' اور وہی کہا جو مسلمانوں کو ہمیشہ کہا گیا ہے کہ " جاھدوا باموالکم و انفسکم فی سبیل اللہ "یہ بھی سچ ہے کہ ہم جانتے قرآن کریم کی اُن آیتوں کو' جسمیں جہاد کا ذکر ہے' موجودہ حالات پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں' اور در اصل یہی ہمارا حرم حقیقی ہے کہ وہاں ہمیں ایک کتاب ہے جسے ہم ترک نہیں کرسکتے - وہ تمام صحیح اور ناقابل تاویل واقعات ہیں' جنکو دنیا اسکے کہ آپ لوگ تلاش و جستجو کے بعد مرتب کریں ' ہم نے خود ہی یہاں جمع کردیا ہے - لیکن پھر ہم نہیں سمجھتے کہ ہم سے کیا چاہا جاتا ہے ؟ ہم نے اگر جنگ طرابلس اور بلقان کو لفظ جہاد سے تعبیر کیا ' تو در حقیقت یہ ہمارا ایک احسان عظیم ہے کہ مسیحی دنیا کو اسلام کی رحمت سے اب بھی محروم رکھنا نہیں چاہتے - اگر ہم نے کہا کہ مسلمانوں کیلیے طرابلس اور بلقان میں ایک معرکہ جہاد گرم ہے وہ کہ قتال ' اور فی الحقیقت یہ کہکر ایک بہت بڑے خطرۂ عظیم کو یورپ کے سر سے ٹالدیا ' جسمیں عجب نہیں کہ وہ کسی وقت گرفتار ہوجاتا - تو اگر ہم موجودہ لڑائیوں کو حرب دورب کا جہاد کروسیڈ اسلام کے مقابلے میں جاری کہتے ہوتے ہیں' اپنی دینی جنگ کی حقیقت مسیحیت کی " صلیبی جنگ " سمجھتے ہیں' تو دور یاد رکھیے کہ پھر ہمارا وجود یقیناً اسکے لیے ایک لامتناہی خطرہ ہوجائے گا - پھر ہمارے سامنے یورپ کے جنگ صلیبی کا ہمیشہ ارتفاع و پذیرائی کے لیے آجائے گا - پھر ممکن ہے کہ مسلمان بھی مقابل فریق جنگ — سوا اس وجود مسیحی کے اور بھی مسیحی دول و عالم سمجھ لیں ' جیسا کہ ۲۶ - اکتوبر کو دول متحدہ نے طرابلس کی صلیبی جنگ میں سمجھا ہے - ممکن ہے کہ انکی تلوار بھی کسی وقت عود کرے ' اور کسی کمزور عورت کو مسلمانوں نے کردے' جسطرح سر طرابلس میں اٹلی کے جنگ جوؤں نے کیا تھا - کچھ بعید نہیں کہ وہ بھی مقتول انہوں کے اُسی طرح ٹکڑے ٹکڑے کردیں ' جس طرح جنگ روم و روس میں روسی کا سکوں نے ترکوں کے ساتھ کیا تھا ' اور کیا عجب ہے کہ اختتام جنگ کے بعد وہ بھی بچے کسی دشمن کی لاش کو قبر سے نکالکر لٹکا دیں ' جسطرح

سوڈان کے فاتح کو کرنا پڑا تھا - یہ سب کچھ ہو سکتا ہے ' کیونکہ مسلمانوں کے آگے پھر ایک " مدنی جنگ " ہوگی نہ کہ دینی سکی اگر ہم نے موجودہ لڑائیوں کو قتال دینی سے تعبیر کیا ' اور اسکو (نرغم یورپ) ایک حرب دینی قرار دیا ' تو پھر معاً ہمارے ہاتھ بندھجائیں گے ' ہماری تلوار معدد ہوجاے گی ' اسکی حدود محدود ہو رہے روک ارادی قائم نہیں رہے گی ' کیونکہ اسکو حکم قرانی کی سلطنت کے ما تحت ہو جانا پڑے گا ' جو کہتا ہے کہ

وقاتلوا فی سبیل اللہ	اللہ کی راہ میں صرف انکو قتل کرو جنھوں نے
الذین یقاتلونکم ' ولا	تمہارے ساتھ معاملہ کیا ہے - اور زیادتی
تعتدوا ' ان اللہ	مت کرو ' اللہ تعالے ظلم و زیادتی کرنے والوں
لا یحب المعتدین -	کو دوست نہیں رکھتا -

پس ہمارے لیے معصب ہوجاے گا ' ہم اپنے خدا کی نظر میں ملعون ہوجائیں گے ' اگر ان لوگوں کے سوا جو مسلمانوں کے مقابلے میں صف آرا ہیں ' کسی دوسرے غیر مسلم کو اپنا مخالف سمجھیں گے ' اور کوئی ادنی قسم کا بھی نقصان پہنچائیں گے - کیونکہ پھر ہماری تمام جنگ " الذین یقاتلونکم " میں محدود و مقید ہو جاے گی - وہاں سے ہم کو حکم دیا ہے کہ

لا ینھاکم اللہ عن	جن لوگوں نے تم سے دین کیلیے جنگ
الذین لم یقاتلوکم فی	نہیں کی ' اور تم کو گھروں سے نہیں
الدین ' ولم یخرجوکم	نکالا ' اللہ اس سے نہیں روکتا کہ تم
من دیارکم ' ان تبروھم	ان سے ساتھ احسان اور بھلائی کرو ' اور
وتقسطوا الیھم ' ان	انصاف کے ساتھ پیش آؤ ' کیونکہ اللہ
اللہ یحب المقسطین	عدل کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے -
انما - ینھاکم اللہ عن	اللہ تو تم کو صرف انھی لوگوں سے میل
الذین قاتلوکم فی	وملاپ رکھنے کو روکتا ہے جنھوں نے
الدین ' واخرجوکم من	دین کے مقابلہ کیا ' اور تم کو گھروں سے
دیارکم ' وظاھروا علی	نکالا ' یا تمہارے دشمنوں کی مدد
اخراجکم ' ان تولوا ھم	کی - بیشک جو شخص ایسے لوگوں سے
ومن یتولھم فاولئک '	دوستی رکھے گا ' اسکا شمار مسلمانوں
ھم الظالمون (۶۰ ۳۰)	ظلم کرنے والوں میں ہوگا -

پہلی آیت میں نہی کی نفی کردی گئی تھی کہ غیر محارب جماعتوں سے (اگرچہ وہ محارب جماعتوں کے ہم جنس و ہم مذہب ہی ہوں) دوستی وحسن معاملہ سے نہیں روکا جاتا ' لیکن پھر اسکو بھی اظہار رافت و رحمت کے لیے کافی نہیں سمجھا ' اور دوسری آیت میں مکرر نہی کا حصر کیا گیا ' تاکہ مطلب واضح تر اور حکم بالکل غیر مشتبہ ہو جاے - " انما " حصر کیلیے ہے ' مگر " فاولئک ھم الظالمون " بھی افادۂ معنے حصر کرتا ہے -

پس اگر ہمارے سامنے ایک "حرب دینی " ہوگا ' تو ہمارے لیے محال ہوجاے گا کہ طریق جنگ کے اعمال کا انکی پوری جنس اور قوم کو ذمہ دار سمجھیں - اس صورت میں ہم " متمدن " نہونگے ' بلکہ " مسلمان " ہونگے ' اور ہمارے تمام اعمال تابع اسلام ہو جائینگے - ہم دیکھیں گے کہ طرابلس میں ایک مسیحی قوم ہم پر ظلم و ستم کر رہی ہے مگر ہم ہندوستان میں تمام عیسائیوں سے دوستی و حسن معاملہ کے ساتھ پیش آئیں گے ' اور انکو اپنا دشمن نہیں سمجھیں گے ' کیونکہ یورپ کی مذہبی نہیں ' مگر خدا نے ہم کو ایسا ہی حکم دیا ہے - ہم دیکھیں گے کہ بلقان کی مسیحی سازش اور انکے یورپین جس پردہ معاون ' محض ظلم و عدوان سے ہم پر حملہ آور ہوئی ' مگر ہم ہندوستان میں کسی یورپین کو ' حتی کہ کسی بلغاری یا سرویں کو بھی بدنظر سے نہ دیکھ سکیں گے ' کیونکہ اس نے اسلام کے مقابلے میں تلوار نہیں اٹھائی ہے - اور اگر ہم میں سے کوئی اسکے خلاف کریگا ' تو وہ حسب تعلیم قرآن خدا کی نظر میں ملعون ' اسکی محبت سے محروم ' اور سب سے بڑھکر یہ کہ مسلمان نہوگا -

پھر ہمکو ہمارے محاظین صاف صاف بتلادیں کہ ان دونوں صورتوں میں سے وہ کونسی صورت تسلیم کرتے ہیں ؟ جنگ مدنی یا جنگ دینی ؟ قتل و حرب ' یا قتال جہاد ؟ اگر جہاد کا لفظ انکو خوش نہیں آتا ' تو اعلان کردیں تاکہ ہم بھی حرب دینی کو چھوڑ کر یورپ کے مدنی جنگ کو سمجھنے کی کوشش کریں -

---

جنگ بر ایک خرص حربیل کے خیالات

— * —

خرص محرر حربل اصحاب دستار ' سابق لفتنٹ حربل افواج ترکی ' نے ایک سوال کے جواب میں مندرجہ ذیل رائے ظاہر کی ہے -

" ترکی افواج کے سپہ سالار اعظم ہر ایکسیلنسی ناظم پاشا ایک نہایت ہی صاحب تدبر اور روشن دماغ آدمی ہیں - وہ نہایت ہی اطمینان اور سکون کے ساتھ جنگی تیاریوں کو عمل میں لاے ہیں قبل از وقت فصلوں سے وہ ہمیشہ احتراز کرتے ہیں -

ناظم پاشا اپنے دشمنوں کو ایڈریانوپل کی نواح میں مجتمع کر رہے ہیں - انکی سب سے بڑی کوشش افواج کو ایک مقام پر لانیکی کرنیکی ہے - انکی مجموعی تعداد کثیر حصہ وہ ایڈریانوپل اور مرق قلعہ کے قریب بلغاری افواج کی مزاحمت و مدافعت کیلیے رکھینگے -

" موجودہ جنگی مرکزوں کے واقعات کو میں ہرگز بنظر استحسان نہیں دیکھتا اور نہ ہی انکی کوئی وقعت میری نظر میں ہے - موجودہ تجربات بھی حقیقت میں آیندہ پیش آنیوالے بڑے بڑے واقعات کا پیش خیمہ ہیں - جہانتک مجھے علم ہے اب تک ترک محض مدافعت کرتے رہے ہیں -

اسوقت تک ترکی فوج ہرگز حملے کا پہلو نہ لیگی - اب سب سے زیادہ ضروری واقعہ جسکا ہم انتظار کر رہے ہیں ایڈریانوپل کی جنگ ہے - اسکے فیصلہ کے بعد معاملات کی صورت پر ایک قطعی راے قائم کرسکے مختار ہونگے "

[ایڈریانوپل پر ترکوں کی عظیم الشان فتح کا مژدہ تاروں ۹ اکتوبر کی تار میں سُن چکے ہیں - اب خرص موصوف کی راے کے مطابق جنگ کا جو فیصلہ ہوگا وہ ظاہر ہے - اور یوں انجام کار تو خدا ہی کے ہاتھ میں ہے]

مقالات

الاسلام والاصلاح

— * —

(۱)

حال میں مطبع (المؤید) مصر سے ایک نہایت اہم رسالہ شائع ہوا ہے۔ سنہ ۱۸۷۸ میں سر رچرڈ ووٹ دولہ برطانیہ کی طرف سے تیونس میں وکیل تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا ' جب جنگ روم و روس کے بعد دولہ عثمانیہ نے حدید اصلاحات شروع کی تھیں ' مگر تمام یورپ تعصبات سے لبریز ہو رہا تھا اور خود انگلستان میں مستر گلیڈ سٹون اور انکے ہم مشرب اسلام کو ظلم و فساد کا سرچشمہ بتلاتے تھے ' اور اعلان کر رہے تھے کہ کسی اسلامی حکومت سے اس کے نظام اور اجراے اصلاحات کی امید رکھنا بالکل عبث ہے۔

سر رچرڈ وہ عرصے تک تیونس میں رہا تھا ' اس سے پہلے دمشق میں بھی انگریزی قنصل تھا ' شام کے مختلف شہروں میں سالہا سال بسر کیے تھے ' علماے اسلام سے اسکی صحبتیں رہی تھیں ' عربی زبان پر اسکی نظر تھی ' اس نے یہ حالت دیکھکر ایک مبسوط تحریر " اصلاح اور اسلام " کے موضوع پر لکھی ' اور اسکو سرکاری طور پر لارڈ سالسبری فیلڈ وزیر خارجہ برطانیہ کے سامنے پیش کیا۔ چھ سنہ ۷۸ - میں یہ پوری تحریر بلوبک کی صورت میں شائع کردی گئی۔

اس زمانے میں اس کا عربی ترجمہ ممالک اسلامیہ میں شائع ہوا تھا ' اسی کی نقل ہے ' جسے الاسلام و الاصلاح کے نام سے (شیخ محب الدین خطیب) ایڈیٹر المؤید نے اپنے دیباچے کے ساتھ شائع کیا ہے۔

اس رسالے کے مضامین اسقدر اہم اور ضروری ہیں کہ ہم چاہتے ہیں ' انکا اقتباس اردو میں بھی شائع ہوجاے ' چنانچہ ایک قسط آج شائع کرتے ہیں۔ اصل رسالہ " مکتب جامعۂ علوم اسلامیہ " علی گڈھ سے منگایا جا سکتا ہے قیمت چھ آنہ ہے۔

مائی لارڈ ! میں آپ سے چند ایسے ملاحظات کے عرض کرنے کا شرف حاصل کرنا چاہتا ہوں ' جنکا تعلق ان انتظامی اصلاحات سے ہے جو دولت عثمانیہ میں جنگ کریمیا کے بعد عمل میں آئی ہیں۔ اس مختلف فیہ موضوع کے باب میں جرأت اظہار راے کی معذرت کیلیے یہ کہنا کافی ہے کہ میں تمام برطانوی قنصلوں میں سب سے پرانا قنصل ہوں۔ صحیح مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں دولت عثمانیہ کے ماضی اور حال میں فرق بیان کروں ' تاکہ وہ اہم اصلاحات جو اس نصف صدی کے اندر عمل میں آئی ہیں تحویلی روشن ہو سکیں۔

اس نصف صدی میں صحیح مشرق سے تعلق رہا ہے ' اور اسکے مختلف الجنس و الملہ باشندوں کے حالات سے باخبر ہونے کا موقع ملا ہے ' اسلیے انکے گذشتہ اور موجودہ حالات میں فرق بیان کرنا میرے لیے آسان ہے۔

لوگ سمجھتے ہیں کہ شریعت اسلامیہ اصلاحات کے خلاف ہے اور اسلیے دولت عثمانیہ انکی بابت اپنے وعدے پورے نہیں کرسکتی میں نے اسی وہم کے دفع کرنیکے لیے کسقدر تفصیل سے اصول اسلام اس رپورٹ میں بیان کیے ہیں۔

اسلام اور مدنیت

لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام دینی اور مسلم میں مساوات کے برخلاف ہے ' وہ اسباب مدنیت و ترقی کے ساتھ ساز نہیں کرسکتا ' اسلیے کہ وہ دینی علوم اور انتشار معارف کے خلاف ہے ' میں اس خیال کے بطلان کیلیے تیونس کے شیخ الاسلام کے فتوے کو کافی خیال کرتا ہوں۔ اس فتوے کا خلاصہ یہ ہے " وہ اصلاحات جو اسوقت دولت عثمانیہ کے پیش نظر ہیں ' خصوصاً مجلس نیابی (پارلمینٹ) شریعت اسلامیہ کے خلاف نہیں ہیں ' بلکہ نصوص شرعیہ کے بالکل مطابق ہیں " درحقیقت اسی فتوے کے موجب اس رپورٹ کے پیش کرنے کے لیے مستعد کیا ہے ' تاکہ لوگوں کو موجودہ حالات میں صحیح واقعات کا علم ہو جاے۔

دولت عثمانیہ کا گذشتہ نظام حکومت

دولت عثمانیہ کے گذشتہ حالات جانے سے پہلے ان اصلاحات کی اہمیت کا صحیح اندازہ نہیں ہوسکتا جو سنہ ۱۰۴۰ ع خصوصاً جنگ کریمیا کے بعد سے ملک میں جاری کی گئیں۔ دولت عثمانیہ اپنے معدودے ممالک کے باشندوں کے مذہب سے کسی قسم کا تعرض نہیں کرتی تھی۔ ان سے صرف جزیہ شرعی لیتی تھی۔ اور اسکے عوض میں انکی جان ' مال ' اور آبرو کی حفاظت کرتی تھی۔ ظاہر ہے کہ یہ طریقہ نہایت عمدہ تھا اور مذہبی آزادی کے بالکل مطابق تھا۔ مگر دولت عثمانیہ کے مختلف عناصر نہ صرف اپنے لغات و مذہب کے اختلافات ' بلکہ اپنے قدیمی رنجش و کینہ کی وجہ سے ایک نہیں ہوسکتے تھے۔

ابتداءً دولت عثمانیہ کی طرف سے صوبوں کیلیے حکام مقرر کیے جاتے تھے۔ یہ (ذرہ بگ) کہلاتے تھے۔ انکا کام صوبہ کی حفاظت کرنا تھا ' اور زیادہ تر سرحدوں پر ہوتے تھے۔ بجاے تنخواہ کے یہ ایک ٹیکس باشندگان صوبہ سے وصول کرتے تھے۔ اور (تیمار) کہلاتا تھا۔ " معدودہ " میں ایک دوسرا طریقہ لشکر ساری کا ایجاد کیا گیا تھا۔ اسے جاگیداروں کے اعضاء (ممبر) سے (جو اسلام لا چکے تھے اور اپنی شجاعت و بسالت کیوجہ سے مسلمانوں میں خاص امتیاز حاصل کر چکے تھے) ایک فوج مرتب کیجاتی تھی جو (ینگ چری) کہلاتی تھی۔ اس فوج کی تعداد برابر بڑھتی رہی۔ اور اس نے رفتہ رفتہ خاص اہمیت حاصل کرلی۔ لیکن اس فوج کے بعض افراد نے انتظامی اور سیاسی معاملات میں بھی دخل دینا شروع کردیا حتیٰ چہ بہت سے مظالم اور سخت قبیح امور ان سے سرزد ہوے۔

لیکن یہ معلوم ہے کہ اس اختلاف عناصر اور نوع مذاہب کی حالت میں (ذرہ بگ) یا (اصحاب التیمار) کا نظام باقی نہیں رہسکتا تھا۔ قسطنطنیہ کے فتح ہوتے ہی سلاطین آل عثمان نے صوبوں کے والی (گورنر) مقرر کیے ' تاکہ شورشوں کی تادیب اور باغیوں کی سرزنش ہوسکے۔ یہ والی (گورنرس) ہر قسم کے قید و بند سے آزاد رکھے گئے تھے۔ اگر کوئی قید بھی ' تو وہ یہ کہ حدود شرعیہ سے تجاوز نہ کریں۔

قسطنطنیہ اور ان صوبوں میں مساوات نہ تھی ' شاہراہیں معمور نہیں ' اور وسائط انتقال و سفر موجود نہ تھے ' اسلیے حکومت مرکزی انکی نگرانی نہیں کرسکتی تھی۔

مزید براں اسوقت تک باقاعدہ فوج ان صوبجات میں نہیں تھی اسلیے انتظام شہر میں والیوں کو اوباش تیمار سے استعانت کی ضرورت ہوتی تھی ' حالانکہ یہ والی خود ایسے اشخاص کی نگرانی

لیکے مقرر کیے گئے تے ' (ینگ چری) ان والدوںکی نگرانی کرے اور خود انکی نگرانی علما کرتے تے -

یہ والی اپنی کمزوری کیوجہ سے اعدای شہر سے سار کرنے لگے - انکے مقاصد کے حصول میں معاون اور اونکے دسائس و جرائم میں شریک ہونے لگے ' باب عالی کو عہدہ داران حکومت میں سے جو جولوگ اطلاعات دینے کا حق رکھتے تے ' وہ یہی والی تے ' مگر وہ کسطرح اصلی حالات سے حکومت کو مطلع کرسکتے تے ' اسلیے حکومت صوبجات کے اصلی حالات سے ہمیشہ بے خبر رہی ' لیکن با ایں ہمہ عیسائی اپنے فرائض مدھبی نہایت آزادی سے ادا کرتے تے ' بحر اسکے کہ اگر کہیں گرجا بنانا چاہتے تے ' تو پہلے باب عالی سے اجازت و فرمان حاصل کرنیکی ضرورت ہوتی تھی ' دو سو برس تک یہی حالت رہی ' اس اثنا میں تمام محکموں کی حالت نہایت ابتر ہوگئی ' رشوت ستانی اور طوائف الملوکی کی گرم بازاری ہوگئی ' اور بالآخر حکومت خواہش پرستی اور خود کامی کا شکار ہوگئی -

آثار اصلاح

سلطان سلیم ثالث نے جسوقت زمام سلطنت ہاتھ میں لی اسوقت ملک کی حالت اسدرجہ ابتر تھی کہ اقتراض سلطنت کچھ دور کی بات نہ تھی - سلطان موصوف نے بہت جلد ملک میں نئے انتظامات رو شناس کردئے ہوے ' اگر ینگ چری سنگ راہ نہ ہوگئے ہوے - " ینگ چری " کے عدد و عصب اور جمع کرد کے جو نتائج ہوے وہ معلوم ہیں ' انکے بعد سلطان محمود ثانی آئے - جنہوں نے انکو " ینگ چری " کے شرارہ کے درہم کرنیکی توفیق دی - انہوں نے باقاعدہ فوج کی بنیاد ڈالی - سرکش رجال " دره بگ " کو مدفون کیا - سردارونکے " بیرق " کو موقوف کیا - سلطان محمود در حقیقت اس باب میں نہایت خوش نصیب تے ' کیونکہ یہ سردار بسا اوقات والیوں سے ملجائے تے اور حکومت کی نافرمانی اور بغاوت میں مدد دیتے تے - سلطان محمود ثانی کے بعد سلطان عبدالمجید آئے - انہوں نے اعلان شاہی شائع کیا - یہ اعلان قصر سلطانی میں پڑھا گیا - اس اعلان میں منجملہ دیگر امور کے یہ بھی تھا کہ

(۱) تمام فیصلے علانیہ ہونگے -

(۲) ان فیصلونکا اجرا یا تنسیخ قسطنطنیہ میں ہوگی

(۳) سوائے صورت بغاوت باب عالی کی احارت کے کسی حالت میں قاتل نہ ہوگی -

(۴) عہدہ داران حکومت میں سے جو شخص ان قواعد کی خلاف ورزی کریگا ' نہایت سخت سزا کا مستوجب ہوگا -

صحیح اس اعلان کے متعلق زیادہ تفصیل سے لکھنے کی ضرورت نہیں ' بلکہ صرف اسقدر کافی ہے کہ جو تحریری انتظام اسدرجہ ابتر تھی کہ اقتراض سلطنت کچھ دور کی بات نہ تھی - سلطان موصوف نے بہت جلد ملک میں نئے انتظامات رو شناس کردئے ہوے ' اگر ینگ چری سنگ راہ نہ ہوگئے ہوے - " ینگ چری " کے عدد و عصب اور جمع کرد کے جو نتائج ہوے وہ معلوم ہیں ' انکے بعد سلطان محمود ثانی آئے - جنہوں نے انکو " ینگ چری " کے شرارہ کے درہم کرنیکی توفیق دی - انہوں نے باقاعدہ فوج کی بنیاد ڈالی - سرکش رجال " دره بگ " کو مدفون کیا - سرداروں

بقیہ

تقریر " مسئلۂ اسلامی " پر

— * —

جو ۲۷ اکتوبر کو ایڈیٹر الہلال نے کلکتہ میں کی

— * —

(۲)

— * —

حضرات !

وہ قوم جسکا ظہور تیرہ سو برس ہوے " مکہ " نامی ایک چھوٹے شہر سے ہوا تھا اور جو مسلم کے لقب سے پکاری جاتی ہے ' اسکا عقیدہ تو یہی ہے ' جسکو میں نے بیان کیا ' لیکن بدبختی سے ایک دوسری قوم بھی ہم میں موجود ہے ' جو اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرتی - یہ وہ لوگ ہیں ' جنھوں نے اپنی دنیوی عزت و شوکت کا جوا کھیلا ہے ' اور اسکے لیے ملت مظلوم کو ایک تازیچہ بنالیا ہے - ہوائے نفس جنکا الہ ہے ' حکام و امرا جنکے معبود ہیں ' درہم و دینار جنکا قبلہ ہے ' علامی و بعد جنکی شریعت ہے ' جو قریش مکہ کے صامت و ساکن بتوں کی جگہ سمندر پار سے آئے ہوے متحرک بتوں کو پوجتے ہیں ' جو وحی الہی کی جگہ سمائے شملہ سے اترے ہوے احکام و فرماں کو اپنی کتاب و سنت بدلی کرتے ہیں ' اور جنکے ظروف " اصابع الرحمن " کی جگہ " اصابع الشیطان " میں ہیں '

(یعلمها کلما یشاء) عرضه الذین یستحبون الحیاة الدنیا علی الاخرة ' و یصدون عن سبیل الله ' و یبغونها عوجا ' اولئك فی ضلال بعید (۱۴ : ۳)

تو اے حضرات ! اس قوم کے عقیدے میں " پان اسلام ازم " و " اسلام کا بین المالی اتحاد " ایک کھلا صریح ہے - خلافت اسلامی کوئی شے نہیں ' مسلمانان ہند کو ترکوں سے کوئی تعلق نہیں ' انکو اپنی " خلافت راشدہ " کے سوا اور کسی طرف گوشہ چشم سے بھی نہیں دیکھنا چاہیے ' اگر ایسا کریں تو فرض اطاعت اولو الامر کی خلاف ورزی کے مجرم - ترکی فتح پر تبریک و تہنیت کا تار دینا داخل " حمیت الحرکی " اور بعید انکے معبودان کونین کی اجازت کے قطعاً حرام و معصیت ' یہ لوگ یورپ کے ان شیاطین سیاست کے ہاتھ میں جو خلافت اسلامیہ کے بین المالی اثر کے متاثے کھلے تیس برس سے اپنا عیش پھیلا رہے ہیں ' ایک الہٰ عمل رہے ہیں ' اور ہمیشہ دنیا کو اسکا یقین دلایا ہے کہ مسلمانان ہند کو خلافت اسلامی اور ترکوں کے بقا و فنا سے کوئی تعلق نہیں -

حالانکہ جسوقت اپنے معبودان باطل کے آگے ان لوگوں کی زبان و قلم سے یہ حملے نکل رہے تھے ' یقین کیجیے کہ اس وقت اللہ اور اسکے ملائکہ کی لعنت اور پھٹکار ان پر نازل ہو رہی تھی ' کیونکہ اسطرح کے تعلقی ظاہر کرکے یہ اس رشتے کو کاٹ رہے تھے ' جسکو خدائے ابراہیم و محمد (علیہما الصلوٰۃ والسلام) نے تمام دنیا کے مسلمانوں میں قائم کردیا ہے ' اور گویا اسپر اپنی رضاؤ مسرت ظاہر کرتے تھے کہ وہ تمام مسلمان ' جو اس اخیری وقت میں کلمۂ توحید کی حفاظت کر رہے ہیں ' صلیب پرستوں کی تلواروں سے فنا کردیے جائیں - یہ اللہ اور اسکے رسول کو ایذا دیتے تھے ' کیونکہ مسلمانوں کی ایذا پر خوش تھے ' اور مسلمانوں کی ایذا پر خوش ہونا عین اللہ اور اسکے رسول کی ایذا پر خوش ہونا ہے

ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ ' لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرة ' جو لوگ اللہ اور اسکے رسول کو اذیت دیتے ہیں ' دنیا اور آخرت میں اللہ نے ان پر لعنت کی اور واعد لہم عذابا مہینا (۳۳ : ۵۸) انکے لیے ایک ذلت بخش عذاب طیار کر دیا گیا ہے -

اب زمانے نے پلٹا کھایا ہے ' زمین اور آسمان ' دونوں طرف سے تار بادلہ ہاے عذاب اوپر پڑ رہے ہیں ' اسلیے گو دل نہ ہلے ہوں ' مگر زمانہ کچھ کچھ ہلنے لگی ہیں - اب ترکوں سے اسقدر بے مہری ظاہر نہیں کی جاتی ' خلافت اسلامی کا نام آتے ہی اس سے انکار کرنے کے تار " پاسبر " میں نہیں بھیجے جاتے ' مدت سے کوئی پمفلٹ بھی مسئلۂ خلافت پر شائع نہیں کیا گیا ہے ' ریزولیوشنوں کے پاس کردینے سے بھی چنداں انکار نہیں ہے ' بعض اصحاب کی تو بظاہر اسدرجہ قلب ماہیت ہوگئی ہے کہ علانیہ ترک معروضوں کے لیے جلسے میں بھی شرکت کر رہے ہیں ' تاہم ہم کو معلوم ہے کہ اس انقلاب حالت کی اصلی علت کیا ہے ؟ اور انکے ظاہر اور باطن میں تاہم کیا ربط ہے ؟

واذا لقوا الذین امنوا ' قالوا آمنا ' واذا خلوا الی شیاطینهم قالوا انا معکم انما نحن مستهزءون (۲ : ۱۳)

یہ منافق جب مسلمانوں سے ملتے ہیں ' تو کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں ' لیکن جب اپنے شیطانوں کے پاس تنہائی میں جاتے ہیں ' تو کہتے ہیں کہ دل سے تو ہم تمہارے ہی ساتھ ہیں ' ظاہری کارروائیاں جسقدر ہماری ہیں وہ ایک تمسخر و دل لگی سے زائد نہیں -

اللہ یستهزیء بهم و یمدهم فی طغیانهم یعمهون -

اے احمقان ملت ! آج وقت آگیا ہے کہ داؤں پر تے پڑے اتھہ جائیں اور کھرا اور کھوٹا میدان عمل ہو جاے - یعنی کسوقت ' کہ وہ ایک سب سے بڑی اور شاندار آخری ابتلاے عظیم ہے ' جو صرف اسلیے ہے کہ اللہ مدعیان ایمان کو آزمانا چاہتا ہے

و لنبلونکم حتی نعلم المجاهدین منکم و الصابرین منکم (۴۰ : ۲۰)

اور اللہ تم کو آزمائے گا ' یہاں تک کہ سچے مجاہد اور صابر ' جھوٹوں سے الگ ہو جائیں -

آج وہ دن آگیا ہے ' جب مسلمانوں کے دل پہلوؤں کی جگہ انکے چہروں پر آجائیں گے - حلقہ تاروداؤں کی سیاہی سے انکی پیشانیاں بھی تاریک ہو جائیں گی ' یا دل کی ایمانی روشنی انکی پیشانی پر چمکنے لگے گی

یوم تبیض وجوہ و تسود وجوہ ' فاما الذین اسودت وجوههم ' اکفرتم بعد ایمانکم ' فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون ' و اما الذین ابیضت وجوههم ' ففی رحمة اللہ هم فیها خالدون - (۳ : ۱۰۲)

وہ دن ' جبکہ یا تو چہرے چمک اٹھیں گے یا سیاہ پڑ جائیں گے - جن لوگوں کے چہرے سیاہ پڑجائیں گے ' وہ لوگ ہونگے ' جنھوں نے ایمان لانے کے بعد انکار کیا ' اور اسکے لیے وہی عذاب ہوگا - جس سے وہ انکار کیا کرتے تھے ' اور جن لوگوں کے چہرے چمکنے لگیں گے ' انکے لیے اللہ کی رحمت کا آشیانہ ہوگا ' جسمیں ہمیشہ کیلیے انکو جگہ مل جائے گی -

یاد رکھیے کہ خدا تعالی اپنے کلمۂ توحید کی حفاظت کیلیے ہم مسلمانوں کی اعانت کا محتاج نہیں ہے ' بلکہ ہم اسکے فضل کے محتاج ہیں - اس نیرہ سو برس کے اندر اسلام میں کتنی قومیں آئیں اور اپنی اپنی باری سے اسلام کی حفاظت کا فرض ادا کر گئیں - اگر اس آخری آزمایش میں بھی ہم پورے نہ اترے ' تو کیا عجب ہے کہ قدرت الہی اپنے دین متین کی حفاظت کیلیے دوسروں کو چن لے ' اور ہم کو اسی طرح اپنے دربار سے مطرود و مردود کردے ' جس طرح ہم سے پہلے بہت سی قومیں ہو چکی ہیں :

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ وَیَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِیْزٍ (۳۵ ۱۷)

اے لوگو تم اللہ کے دروازے کے فقیر و سائل ہو' اللہ تو تمہاری مدد سے بے نیاز ہے - اگر وہ چاہے تو تم سے اپنا رشتہ کاٹ لے' اور ایک دوسری مخلوق پیدا کردے' اور اسکے لئے یہ کچھ مشکل نہیں ہے

اللہ کے عجائب کارخانۂ قدرت کے یہ تماشے پہلے ہی دن سے ہیں' کیا تم نہیں دیکھتے کہ اُس نے مکہ کی سرزمین کو سرزمین مخدوم ہونے کا شرف عطا فرمایا' اور فرش مکہ کو اپنے نور رسالت کا حامل بنایا' لیکن جب انہوں نے اس احسان الٰہی کی قدر نہ کی' تو عزت الٰہی نے کہا کہ وہ اپنے کاموں کی تکمیل کیلئے کچھ سرزمین مکہ ہی کا محتاج نہیں ہے' بلکہ جس کی اعانت کیلئے مدینے والوں کو مفلح بنایا

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗۤ (۵ ۱۰۸)

اے مسلمانو! اگر تم میں سے کوئی شخص اپنی راہ سے پھر جائے گا تو اللہ کو اسکی کچھ پروا نہیں' وہ ایسے لوگوں کو موجود کر دیگا جس کو وہ دوست رکھے گا' اور وہ اسکو دوست رکھیں گے -

الی الجهاد في سبیل الله

اے احرار عرب! میں جس خطرے کے اعلان سے نہیں ڈرتا' تعجب ہے اگر اب اسکی سماعت سے خوف زدہ ہوں - میں کہتا ہوں کہ ہر اُس مومن پر جو اللہ' اسکے رسول' اور اسکی کتاب پر ایمان رکھتا ہے' فرض ہے کہ آج جہاد فی سبیل اللہ کیلئے اٹھ کھڑا ہو' سب سے پہلا جہاد اسکے لئے جہاد مال ہے' اور اسکے بعد اگر ضرورت ہو تو جہاد نفس و جان - مال و متاع کو بھی جانوں اور اپنی جانوں کو ہتھیاروں کے اطمینان رکھو! آج اگر ضرورت پیش نہ آئی تو کیا مضائقہ' کل کو کوئی نہ کوئی صورت نکل ہی آئے گی' یہ متاع ایسی نہیں' جسکی طلب بیکار جائے -

بطاعت کوش گر عشق ولا انگیز می خواهی
متاعے جمع کن' شاید که عزت گرشود پیدا

مسلمانو! یاد رکھو کہ اور بھی جانیں انکے قبضوں میں ہونگی' مگر ہم مسلمانوں کی جانیں ہمارے اختیار میں نہیں ہیں - اسلام ایک خرید و فروخت ہے' جو ناقص کو کامل کر دیتا ہے' فنا کو جاودانی ہے اور بقا اسکی قسمت میں دیتا ہے - ہم نے جس وقت اقرار کیا کہ ہم مسلم ہیں' اسی آن اسکا بھی اقرار کرلیا کہ ہماری جانیں اسلام کے ہاتھ بک گئیں - اسلام کے معنے ہی یہی ہیں کہ خدائے واحد کے آگے اپنی گردنوں کو جھکا دینا' پھر خواہ وہ اسے دوستوں کی گود میں ڈالدے' یا دشمنوں کی تیغ کے سپرد کر دے - کیا نہیں دیکھتے کہ جب حضرت ابراہیم نے حکم الٰہی کے آگے سر جھکا دیا' اور حضرت اسماعیل کی گردن قربان ہونے کیلئے مستعد ہوگئی' تو اُس وقت فرمایا

فلما "اسلما" وتله للجبین
وناديناه ان يا ابراهيم
قد صدقت الرؤيا'
انا كذالك نجزي
المحسنين -
(۳۷ ۳۱)

پس جب وہ دونوں "مسلم" ہوئے اور ابراہیم نے اسماعیل کو پیشانی کے بل زمین پر گرادیا تاکہ ذبح کرے' تو ہم نے پکارا کہ اے ابراہیم (بس کر) تم نے اپنا خواب پورا کر دکھایا'

خدا نے اپنے ارادے' اور تیرے کی جان کی قربانی کو "اسلما" کے لفظ سے تعبیر کیا' کہ فی الحقیقت اصلیت اسلام "قربانی" ہی کے لفظ میں پوشیدہ ہے - پس اے احرار عرب! جان دینا تو اسلام کا وہ پہلا عہد ہے' جسکے بغیر وہ کسی کا ہاتھ ہی اپنے ہاتھ میں نہیں لیتا!

ان الله اشترى من المؤمنين انفسهم و اموالهم بان لهم الجنة ( )

بیشک اللہ نے مومنوں کے فانی جان و مال کو خرید لیا ہے تاکہ اسکی قیمت میں جنت کی باقی اور دائمی زندگی عطا فرمائے

اے عزیزان عبر! مال و متاع دنیوی کا جو حال ہے' وہ کس کی نظر سے پوشیدہ ہے؟ کون ہے جس نے اپنی زندگی میں دراب و دارا کے فنا سے عاجل کے دو چار تماشے نہیں دیکھے ہیں؟ رہی جان' تو وہ بھی ایک ایسی جنس فانی ہے' جو رہنے کیلئے نہیں بلکہ جانے ہی کے لیئے ہے - آپ دیں یا دیں' لینے والا ایک دن لے ہی کر چھوڑے گا - پھر جو چیز رائگاں جانے والی ہی ہے اگر اسے دیکر مقصد کا احسان اپنے دوست کے سر رکھ سکیں' تو اس سے بڑھکر اور کونسا سودا ہو سکتا ہے؟

جاں دہاں دہ' وگرنہ ارزد استاند اجل
خود تو منصف باش اے دل ایں نکو یا اں نکو

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِیْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِیْلٌ - اِلَّا تَنْفِرُوْا یُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۙ وَّیَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَیْـًٔا ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ - (۹ ۳۸)

اے مسلمانو! تم کو کیا ہوگیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ راہ خدا میں نکل کھڑے ہو' تو تم زمین پر ڈھیر ہوے جاتے ہو؟ کیا تم نے احرت کے بدلے دنیا کی زندگی ہی پر قناعت کرلی ہے؟ اگر یہی بات ہے تو یاد رکھو کہ آخرت کی دائمی نعمتوں کے مقابلے میں دنیا کا مال و متاع بالکل ہیچ ہے - اگر تم صدائے جہاد سن لینے کے بعد بھی خدا کی راہ میں نہ نکلو گے' تو خدا تم کو ذلت اور آسمانی و غلامی کے عذاب دردناک میں مبتلا کریگا' اور تمہارے بدلے دوسرے لوگوں کو دین کی مدد کیلئے مستعد کردے گا' تم اسکا کچھ نہیں بگاڑ سکتے' وہ ہر چیز پر قادر ہے -

اقرار حق و داد شجاعت عثمانی

ڈیرلوتی فرانس کا مشہور نامور اور ادیب' آجکل امریکا میں معلم ہے - وہیں سے اس نے اخبار طان میں یورپ کے ظلم ایک چٹھی شائع کی ہے - جسمیں لکھتا ہے

سنہ ۱۹۷۰ع میں الجزائر کے عربوں نے ہمارے خلاف علم بغاوت بلند کیا تھا - ہم میں سے ہر شخص جانتا ہے کہ اسکے مطالبات بالکل واجبی تھے - یہ بغاوت اس عظیم الشان حرکت کا پیش خیمہ تھی جو جنگ ختم ہونے کے بعد پھر پیدا ہوئی - ترکی پر اطالیہ کے حملہ نے اسطرح دامنہ اتساع پایا' کہ عرب جنگ کی حالت میں حملہ کرنا ریاستہائے طرابلس کو اسطرح روندنا تھا نہ تھا -

میرا یہ اعتقاد ہے کہ اٹلی یہ حملہ دنیائی اور کمینہ پن کی انتہائی مثال ہے - میں پھر ایسے بہتروں سے تشبیہ دیتا ہوں جو شکار کو زخمی دیکھکر اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں - یہ واقعہ ہے کہ جب جنگ طرابلس شروع ہوگئی ہوئی' تو اطالیا نے دانعدی کے علی الرغم ساحل طرابلس پر سیادت حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہوتی -

درحقیقت اسوقت یورپ کے مدعیان مسیحیت کا فرض تھا کہ عثمانی شجاعت کے احترام کیلئے دفع میں پڑتے - یہ علیحدگی کی پالیسی یورپ کے دامن پر ایک سیاہ داغ ہے جو کبھی مٹ نہیں سکتا -

بیشک عثمانیوں نے اپنی رسالت و شجاعت کی بدولت اس جنگ میں فخر کے گراں بہا تاج حاصل کیے ہیں - یہ رائے صرف میری ہی نہیں ہے بلکہ اکثر فرانسیسیوں کا یہی خیال ہے -

مراسلہ

سکریٹری مسلم یونیورسٹی کمیٹی

کیخدمت میں کھلی چٹھی

مجوزہ مسلم یونیورسٹی کے چارٹر کی نسبت گورنمنٹ کے ارادوں کی کامل شہرت ہوچکی ہے - اب مرحومہ میں حرنا امیدی گورنمنٹ کے مصدرہ حکم سے پہلی ہے ' اسکا احساس مجھے بوجھکر بہت کم لوگوں کو ہوگا - یہ ایک " فیصلہ شدہ " امر ہے کہ گورنمنٹ

حق نہیں ' ہاں اسقدر ضرور ہے کہ ترک ندچارے چاروں طرف سے اعدا کے نرغے میں ہیں - ندیں رحمہ مدرسی ذاتی رائے تو یہ ہے کہ ترک نداؤں اور یتیموں سے زیادہ اس روپیے کا مستحق اور کوئی نہیں ہوسکتا - یہ بالکل نحا ہے کہ یونیورسٹی کی اساسی کمیٹی کو کوئی حق رز عامہ کو حود نحود اس طرف حرح کودینے کا نہیں ہے اور میں اس اعتراض سے حو اس صورت میں ندندا ہوگا ' ناواقف نہیں ہوں لیکن ' اس مشکل کا حل نہت مشکل نہیں ہے - ایک خاص

فکاہات

یونیورسٹی

— * —

مایوس کو ترقی قومی سے میں نہیں * لیکن ابھی تلک تو نہ سودائے خام ہے
رائیں تمام کچ ہیں ' خیالات سب غلط * گم کردۂ نحات ہر اک خاص و عام ہے
نہ تیس لاکھ قوم نے حو کردیے عطا * نے شنہہ عزم و ہمت عالی کا کام ہے
لیکن یہ گفتگو حو نئی چھڑگئی ہے اب * نہ ساعت تداہی ناموس و نام ہے
الحاق کی حو شرط نہ منظور ہوسکی * اک علعلہ ہے ' شور ہے ' ہوعاے عام ہے
لبریز ہے تصور باطل سے ہر دماغ * ہر سینہ عرصہ گاہ ہوس ہاے خام ہے
اب اسطرح سے چلتی ہے اک ایک کی زباں * گویا کہ دوالفقار علی کے نیام ہے
دو کوڑیاں بھی جسکے نہ دس آجتک کبھی * اسکی بھی نیدحوش حدوں میں حرام ہے

— * —

اک علعلہ بپا ہے کہ الحاق حب نہیں * پھر کس نداسے حامعۂ قوم نام ہے
اسلام کے حسو نام سے بھی متنفر ہو * اے حو تو دور ہی سے ہمارا سلام ہے
"مسلم" نہیں تو حامعۂ قوم بھی نہیں * پھر کیوں یہ شور و علعلہ و اہتمام ہے
چندے لیے گئے تھے اسی شرط پر تمام * یہ نقض عہد ہے کہ حو شرعاً حرام ہے
یہ درسگاہ خاص نہ تھا مدعاے قوم * یہ وہ متاع ہی نہیں حسکا نہ دام ہے

— * —

اں اہلیان قوم کو سمجھاے یہ کوئی * عالم کے کاروبار کا اک انتظام ہے
حسکی بنا تمام ہے تقسیم کار پر * یعنی ہر ایک شخص کا اک خاص کام ہے
عالم میں ہیں ہر اک کے فرایض جدا جدا * یہ مسئلہ مسامحۂ خاص و عام ہے
ہے مقتدی کا فرض فقط امتثال امر * ارشاد و حکم ' منصب خاص امام ہے
تھا قوم کا حو فرض وہ تھا دس عطاے زر * آگے مقدسین علی گڈھ کا کام ہے
یہ درگاہ خاص ' نہیں مجلس عوام * سمعاً و طاعۃً ! یہ ادب کا مقام ہے
مخصوص ہیں مناصب خاصان بارگاہ * تم کون ہو حو تمکو نہ سودائے خام ہے

(وصاف)

کسی صورت میں ہمکو ہمارے حسب منشا اور ہماری پیش کردہ قحاویز کے موافق یونیورسیٹی دینے پر آمادہ نہیں ہے ' لیکن شرایط قرار دادہ گورنمنٹ ہمکو منظور نہیں ہیں - میں ملت کے اس طبقہ میں سے ہوں ' جسکا خیال ہے کہ یونیورسٹی (ان شرایط پر) ہرگز ملی اغراض کیلیے کوئی مفید شے نہیں ہو سکتی - نیز اکثر مسلمانوں کی بھی اب یہی راے ہوگئی ہے کہ ایسی یونیورسٹی ہرگز نہ لینی چاہیے -

میں اپنے ان برادران ملت کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں ؟ جو اپنی شریف بیویوں اور معصوم بچوں کو بے آسرا چھوڑ کر اپنی جانیں حفظ ملت کیلیے لڑا رہے ہیں - نتائج جنگ کی تو کسیکو

عرمداشت جملہ معطیوں کی خدمت میں روانہ کیجاے ' جسمیں انسے یہ بات دریافت کیجاے کہ آیا وہ اس روپیہ کو ترکوں کی مدد میں خرچ کرنا چاہتے ہیں یا نہیں ؟

جہانتک میرا تعلق ہے میں کمیٹی کی خدمت میں عرض کرونگا کہ وہ می العور مجرمی رقم رائت الریبل سید امیر علی تا حصور وایسراے کیخدمت میں نہیجدے - اگر کوئی ایسا مدارک وقت آگے کہ گورنمنٹ ہمکو ہماری پیش کردہ شرایط پر یونیورسٹی دینا منظور کرلے ' تو میں اپنی رقم کو دنگا کرنے دینے کا اقرار کرتا ہوں -

نیازمند ایم - اے - قدوس دادشاہ (مدراس)

ولا تحسبن الذين قتلوا فى سبيل الله امواتا ، بل احياء عند ربهم يرزقون - فرحين
بما آتاهم الله من فضله ، و يستبشرون بالذين لم يلحقوا بهم من خلفهم ،
الا خوف عليهم ولا هم يحزنون - (٣ : ١٦٥)

تعرف فى وجوههم نضرة النعيم (٨٣ ٢٣)

ایک یادگار سالہ معاهد عثمانی ، الشہید فی سبیل اللہ
ابی بطحی -
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

— * —

ماهدا نشرا ان هدا ، الاملک کریم (١٢ ٤٠)

ایک یادگار سالہ معاهد عربیہ
السیدۃ فاطمہ بنت سعد اللہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ناموران غزوۂ طرابلس

الا حداء ، الذین لا یموتون

— * —

السیدہ فاطمہ بنت عبد اللہ

— * —

الصبر یحمد فی المواطن کلہا
الا علیک ، فانہا مذموم

— * —

جدد دل کے ٹکڑے ہیں ، جنکو صفحوں پر بچھانا چاہتا ہوں ، کیونکر بچھاؤں ؟ چند آنسو ہیں ، جنکو کاغذ پر پھیلانا چاہتا ہوں ، کیونکر پھیلاؤں ؟ آہ ! ان لفظوں کو کہاں سے لاؤں ؟ جو دلوں میں ناسور پیدا کردیں ؟ آہ اپنے دل کے زخموں کو کیونکر دکھاؤں ، کہ اورونکے دل بھی رحمی ہوجائیں ؟ پھر میں سوراخ ہوجاتا ہے ، مگر جب دل پتھر کے بن جائے ہیں ، تو ان کا پگھلنا محال ہے (یہی کالحجارۃ او اشدۃ ، وسوہ ، و ان من الحجارۃ لما یتفجر منہ الانہار (۱) اور کائنات انسانیت میں جتنی زندگی ہے ، دل کے ناسوروں اور جگر کے زخموں ہی کے دم سے ہے - جتنک دل رحمی ہیں ، روح تندرست ہے ، لیکن جس دن انکے زخم بھرگئے ، اس دن یقین کیجئے کہ آپ زندگی سے خالی بھی ہوگئے -

آج کے نمبر کے ساتھ ایک خاص صفحہ تصویر کا شائع کیا جاتا ہے ، مگر میں آنکھوں کا طالب نہیں ہوں ، جو اسکو دیکھیں - دل کا طالب ہوں جو اسکو ڈھونڈھے ، پھر کوئی ہے جو اپنے پہلو میں دل رکھتا ہو ؟

معمورۂ دہر اگرچہ ہست ، بسیار
لیکن چو بجستم ، نہ بملک دریدن نمی ارزد

* * *

غزوۂ طرابلس کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ صدیوں کے بعد اس نے صدر اول اسلام کے غزوات و مجاہدات کے واقعات زندہ کردیے ، اور مدتوں کے بعد عرب تاریخ کو موقعہ ملا کہ اپنے اصلی جوہر دکھائے ہوں - بدر اور احد کے واقعات میں ہم پڑھتے تھے کہ اسی عورتیں تھیں ، جو اپنے آٹھ آٹھ لڑکوں کو اللہ کی راہ میں رخصت کرکے پھر خود بھی رخصت ہوجاتی تھیں ، اور اللہ کے رسول محبوب کی محبت و عشق میں ایسی محو تھیں ، کہ تلواریں پر تلواریں کھاتی تھیں ، مگر اپنے جسم کو انکے سامنے ڈھال کی طرح رکھتی تھیں - یہ ہم پڑھتے تھے مگر خاک طرابلس نے تمام واقعات دہرا دیے -

عربی جنگ کی پہلی خصوصیت عورتوں کی شرکت ہے ، غزوہ طرابلس کیلئے جب اطراف و جوانب اور اندرون صحرا سے قبائل جمع ہونے لگے ، تو ہر قبیلے کے ہمراہ اسکا پورا خاندان تھا - ان میں ہر طرح کی عورتیں ہوتی تھیں - وہ نوجوان لڑکیاں بھی ہوتی تھیں ، جنکے ابھی کھیل کود کے دن تھے - دوشیزہ عورتیں بھی ہوتی تھیں ، جنکے حسن کے قوی حواب دیچکے تھے - بہت سی عورتیں ایسی بھی ہوتی تھیں ، کہ انکی گود میں چھوٹے چھوٹے بچے تھے اور وہ انکو الگ نہیں کرسکتی تھیں - ہم نے وہ تصویریں دیکھی ہیں ، جنمیں کسی عورت نے ایک طرف تو گود میں بچہ اٹھا لیا ہے اور دوسری جانب ناقہ کی مشک ہے - اسی حالت میں میدان جہاد کے رجزوں کو دھوندھتی پھرتی ہیں -

جن قبائل نے سب سے زیادہ جنگ میں حصہ لیا ، ان میں ایک مشہور قبیلہ (قبیلہ الدراعصہ) تھا ، جو کثرت نفوس ، اور اثر و رسوخ کے لحاظ سے اندرون طرابلس قبائل سب سے بڑا قبیلہ سمجھا جاتا ہے -

اس قبیلے کا سردار (شیخ عبد اللہ) تھا ، جس کو عرب اپنی دول چال کے قاعدۂ تخفیف سے (عبداہ) پکارا کرتے ہیں - اس مجاہد عورت نے آغاز جنگ سے خاتمہ تک جو عظیم الشان خدمات جہاد انجام دیں ، انکی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں - جنگ کے تمام ترک و تاز اس بارے میں صدق اللسان ہیں کہ اگر شیخ عبد اللہ کے جاں نثار سابہ عزائم اول کار میں سایہ نہ دیتے ، تو بعد کی کامرانیاں ہرگز حاصل نہو سکتیں - یہ تخصیص نہ ہے کہ اس فداکار اسلام نے اپنے قبیلے کو ابھارا ، اطراف و نواح کے دوسرے قبائل کو آمادہ جہاد کیا ، اپنا تمام مال و متاع ترک اوسروں کے سپرد کردیا ، تمام عزیزوں کو بطور تحفۂ جنگ کے روانہ کیا جاتا تھا ، انکے لئے سے بھی اس نے انکار کر دیا ، بلکہ اپنے جاں نثار کے تمام عزیزوں اور عورتوں کو لاکر دشمنان اسلام کے آلات جہنمی کے سامنے کھڑا کردیا ، انکو کٹوا دیا ، اور آخر میں خود بھی انکی رفاقت میں روانہ ہوگیا - خدا نے بدلے نے اپنی محبت کی پہلی شرط یہ قرار دی تھی کہ ان تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون - یعنی حاصل نہیں کرسکتے ، جب تک اسکی راہ میں ان چیزوں کو نہ خرچ کرو ، جو تم کو محبوب و مطلوب ہیں ، کیونکہ ایک دل محبت محبوب کے در آمیزے نہیں دے سکتے - انسان کی دنیوی محبوبات میں مال و متاع ، اہل و عیال ، اور پھر نفس و جان ، یہی تین چیزیں وہ سب سے زیادہ دوجہل رکھتی ہیں ، جو اس راہ میں قربانی کو ٹالے نہیں ٹالتیں - اس وفا فی اللہ عاشق صادق نے ایک ہی وقت میں ان تینوں محبوبوں کو طے کرلیا - سب سے پہلے مال و متاع کو اسکی راہ میں لٹایا ، پھر اپنے عزیزوں کو قربان کیا ، اخیر میں جان رکھدی تھی ، یہ بھی جاں افزاں کے سپرد کردی لا نفرق احد منہم ، حتی احب الدہ من والدہ و والدہ والناس اجمعین

انکس کہ دراد حب حالا حدکند * ورزد و عیال و جانہاں راحہ کند
دیوانہ ایں ہر دو جہانش نخشی * دانائے دو گیر در جہاں راحہ کند

و من الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ ، واللہ رؤف بالعباد (۲ ۱۱ ۳۲) (۱)

* * *

اسکا تمام خاندان مصروف پیکار و خدمات جہاد تھا ، لیکن اولاد میں سے صرف ایک کنواری لڑکی (فاطمہ) تھی ، جسکی محبوب و استعراق کو دیکھ دیکھ کر تمام ترک افسر اور سپاہی حیران ہوجاتے تھے - ڈاکٹر (اسماعیل ذہاتی بک) جنھوں نے اسکی تصاویر اتاری تھیں ، لکھتے ہیں

---

(۱) اور اللہ کے ایسے بندے بھی ہیں جو اس کی رضا جوئی کی راہ میں اپنی جان تک بیچ دیتے ہیں ، اور اللہ اپنے بندوں پر بڑی شفقت رکھتا ہے -

" سب سے پہلے میں نے اِس معصوم انسان کو اُس وقت دیکھا ' جب میں پہلی مرتبہ اپنی جماعت لیکر (عزیزیہ) سے (روانہ) آیا تھا ' عورتوں اور لڑکوں کی لشکر میں کمی نہ تھی ' کیونکہ ہر عرب مع اپنے پورے خاندان کے شریک جہاد ہوا تھا ' لیکن چند مخصوص نائیں (فاطمہ) میں ایسی نظر آتی نہیں ' جنکی وجہ سے وہ ہزارہا مردوں اور عورتوں میں بھی پہچان لی جاتی تھی - اول تو اسکی عمر بہت چھوٹی تھی ' زیادہ سے زیادہ گیارہ برس کی ہوگی - دوسرے سکو جنگ ' اور جنگ کے رجمنوں سے کچھہ ایسا انس ہوگیا تھا ' کہ سخت سے سخت معرکوں میں بھی اسکی مستعدی اور تیش قدمی کو ہر سپاہی محسوس کرتا تھا - جنگ خواہ حملے کی ہو ' خواہ مدافعت کی ' ساحلی ٹیلے سے توپوں کی بارش ہو رہی ہو ' یا تلواروں اور سنگینوں کے سامنے صفیں ہوں ' مگر رحمی مسلمان کی آہ ' اسکے لئے ایک ایسی کشش تھی ' جسکو سن لینے کے بعد مجال ہو جاتا تھا کہ اسکی چھوٹی سی مشک اپنے فرض کو بھول جائے - وہ کم سن تھی ' لیکن اسکے اندر ایک کہن سال عشق موجود تھا - وہ عشق لہو و لعب و تمتعات حداث کا نہ تھا ' بلکہ حور ' رحم ' اور کتنی ہوئی انسانی رُوں کا - جہاں کہیں یہ حضرات موجود ہوتے ' وہ ایک باد رفتار ہرنی کی مستعدی ' مگر فرشتۂ عشق کے پروں پر اڑتی ہوئی پہنچ جاتی تھی - میں نے ایک مرتبہ دیکھا کہ بارود کے دھوئیں سے تمام فضا تاریک ہو رہی ہے ' کانوں کے پردے توپوں کی سامعہ شکن صداؤں سے پھٹ رہے ہیں ' گولوں کے تھپڑے سے ایک عارضی زلزلی نمودار ہو جاتی ہے ' مگر اسکے ساتھہ ہی انسانی احتصار کی چیخیں پچھلی سہانب گولوں کے ساتھہ ملکر ایک عجیب وحشت انگیز ہنگامہ برپا کر دیتی ہیں - ایسے جگر دس اور زہرہ گداز عالم میں وہ معصوم ہرنی (جسکو اچھی طرح یاد ہے) اڑتا اڑتا کرتا پہنچے ہوئے اور پھٹی ہوئی خمار نمرے گرد لپیٹے ہوئے اسطرح دوڑ رہی تھی کہ معلوم ہوتا تھا ' مظلوم و مجاح رحمنوں کی جگرگدازی کیلئے کوئی فرشتۂ رحمی آسمان سے اتر آیا ہے ' اور اللہ نے ہوا اور زمین کو اسکے تابع کر دیا ہے کہ وہ اٹھائے رہے ' اور نہ گرنے جائے - سامنے سے گولوں کی اگاڑ بارش ہو رہی تھی ' مگر یہ اس بارش پر تمسخر ہوئی جاتی تھی ' انسانی لاشیں ایک پر ایک گر رہی تھیں ' مگر ہر نئی لاش کے گرنے کی آواز حرف کی جگہہ اسمیں قوت کی نئی روح پیدا کر دیتی تھی - یہ حالت دیکھکر میں بے اختیار ہوگیا - کچھہ تعجب نہیں کہ ایسے خطرناک اور یکسر موت و ہلاکت عالم میں یہ نرمی روش چہرہ ہمیشہ کیلئے نظروں سے چھپ جائے ! میں نے ارادہ کرلیا کہ انکی مونسہ اگر وہ نمودار ہوئی ' تو کسی نہ کسی طرح پکڑ لونگا اور سمجھاؤنگا کہ موت کی اسقدر آرزومند کیوں ہوگئی ہے ؟

تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک چھوٹا سا سایہ قریب سے گذرا ' میں نے لپک کر اسکا ہاتھہ پکڑ لیا اور کہا " کیا تجھے نہیں معلوم کہ تو اپنے باپ کی ایک ہی بیٹی ہے ؟ "

" چھوڑ دو ' کیا تم بھول گئے کہ اسلام اور وطن کے لئے مرنا کہاں پیاسے دم توڑ رہے ہیں ؟ " یہ کہا اور نظروں سے غائب ہوگئی !

وہ اشرکہا کرتی تھی کہ مجھکو سرخ رنگ سے عشق ہے - آہ ! یہی رنگ ایک دن میں نے اسکی گردن اور دل کے نیچے سے بہتا ہوا دیکھا ... ... "

* * *

۱۲ رجب سنہ ۱۳۳۱ - کر (روانہ) میں اطالیوں نے دو ماہ کی مسلسل طیاریوں کے بعد ایک بہت بڑا حملہ کیا تھا - عربوں نے بھی حوعرصے کی بیکاری سے گھبرا آتے ہوئے شیروں کی طرح توپ کو انکا استقبال کیا - روما سے حوحدر بعد کو مشہور کی گئی تھی ' اسمیں اطالیوں کی تعداد چھہ ہزار بتلائی تھی ' مگر دراصل بارہ ہزار سے کسی طرح کم نہ تھی - عربوں اور ترکوں کی متحدہ فوج کی تعداد زیادہ سے زیادہ نو ہزار تھی -

یہ لڑائی دن بھر جاری رہی ' اور عصر کے وقت ۱۲۰۰ لاشیں میدان جنگ میں چھوڑکر ' اٹلی عادت مستمرۂ جنگ کے مطابق ' اطالیوں نے ساحل کا رخ کیا -

* * *

عین دوپہر کا وقت تھا ' اٹالین توپ خانہ دونوں جانبوں سے آگ برسا رہا تھا ' دس ہزار بندوقوں کے چھوٹنے کی آواز ایک ہی وقت میں گرج رہی تھی ' تمام رگستان میں موت اور عذاب کے سوا کچھہ نہ تھا - اس وقت اس بھیانک زار شہادت کی حور عین (فاطمہ) کہاں ہے ؟

وہ بدستور اپنے ایک ہی کام میں مشغول ہے - اسکی دائمی رفیق (مشک) اسکی بغلمیں پڑی ہے - دھوئیں اور تپش کی شدت سے چہرہ جھلسا ہوا ہے ' تاہم وہ سرخی مائل رنگ کی بہہ جمع ہوئی ہے ' کہ جسے اسکے محبوب " سرخ رگ " کے دھبوں سے رنگیں ہو رہے ہیں اور اٹلی معترض معاہدہ محبوب کے پرزے فضائے جنگ میں اڑا رہی ہے -

اسکی حال بھی اس حدمت میں سرنگ ہے ' مگر اسکا ساتھہ کون دیسکتا ہے ؟ اسکا ناز بھی اسے قبلے کے ساتھہ مصروف جاں دیکھا ہے ' مگر اسکو اپنے کام کے انہماک میں اُسکی یاد کی مہلت ہی کب ہے ؟ عصر کا وقت جب قریب آگیا ' تو معاہدین آخری جنگ فیصلہ کن کے ساتھہ دشمنوں پر ٹوٹ پڑے ' اور انکی صفوں میں گھس کر تلوار سے کاٹنا شروع کردیا - (احمد نوری بک) ترکی کمانڈر افسر نے عربوں کے مجموم کو دیکھا ' تو خود بھی اپنی جماعت لیکر دشمنوں کے مغربی ٹوٹ جانے تک بڑھتا ہوا چلا گیا - توپ خانے کے پاس اطالیوں کی ایک تازہ دم جماعت موجود تھی ' جس نے ابتک لڑائی میں حصہ نہیں لیا تھا - ایک جھوٹی سی جماعت دشمن وہ ہر طرف سے ٹوٹ پڑے اور تمام ترک سپاہیوں کو چاروں طرف سے گھیر کر قیدیوں کا تماشہ دیا جاتا تھا - نہیں معلوم کونسا مخاط عاہد تھا ' جس نے عربی صفوں سے اسقدر دور (فاطمہ) کو پہنچا دیا تھا - اس نے دیکھا کہ چند ترک تلواروں کے لئے اپنا ہاتھہ مار کر صاف نکل آئے ہیں ' مگر چار رحمی ترک زمین پر پڑے ہوئے سسک رہے ہیں - نامرد اطالی حربوں کو روک نہ سکے ' مگر اب رحمیوں کے سر و سینہ میں سنگین چھو کر اپنا حصہ نکال رہے ہیں - گیارہ برس کی (فاطمہ) دیکھتے ہی لپکی ' اور بعد اُن لوگوں پر نظر ڈالے ہوئے ' جو پاس ہی پڑے تھے ' اپنی مشک ایک رحمی کے منہ سے لگادی - پورا ایک گھونٹ بھی ابھی رحمی کے حلق سے نہیں اترا تھا ' کہ دو اطالیوں نے جھکر گردن کے پاس سے سکا گریبان پکڑ لیا - (فاطمہ) معاً تڑپی ' مگر دشمن کی گرفت مضبوط تھی - فوراً اس نے رحمی ترک کی پڑی ہوئی خون الود تلوار اٹھالی ' اور اس زور سے ماری ' کہ اطالی سپاہی کے دھکے ہاتھہ کا نہ بچا رحمی ہو کر لگ گیا - اُس نے گردن چھوڑدی ' مگر اسلئے چھوڑ دی ' تاکہ بائیں ہاتھہ سے اپنے دشمن پر حملہ کرسکے -

ادھر بندوق کے چھوٹنے کی آواز آئی ' اور اُدھر اٹالین فوج شکست کھاکر بھاگتی ہوئی نظر آئی -

* * *

ثمار طرابلس

عرب اور ترک سپاهی جب دشمنوں کا تعاقب کرتے هوے میدان جنگ سے آگے بڑھے ' تو انهوں نے دیکھا که چار رحمی ترک زمین پر پڑے هیں ' پاس هی (فاطمه) کی لاش هے ' مگر اس حالت میں ' که مشک کا حلقه هاتھه میں پکڑا هوا هے ' اور مشک انک نے هوش ترک کے سینے پر پڑی هے - شاید مرتے دم تھی رحمی ترک کو پانی پلانے کی کوشش کی تھی ' مگر مشک اسکے منهه تک نه لے جاسکی !!

فرمان سلطاني

— * —

مصر کي تازه عربي ڈاک میں وه فرمان سلطانی آگیا ' هے جو دولت عثمانیه کی طرف سے اهل طرابلس کو بھیجا گیا تھا ' جسکا ترجمه درج ذیل هے -

فرمان سلطاني نائب خود مختاري

تمام اهل طرابلس الغرب و فن غازی

نظر اسکے که همارې حکومت تم کو اپنے وطن کي مدافعت میں ضروري مدد نهیں دیسکتي هے ' اور نتیجتاً اس اهتمام کے جو همکو تمهارے موجوده اور آینده مصالح کی نسبت هے ' اور نظر اس رغبت کے جو همکو اس منحوس جنگ کے ختم کرنے کي نسبت هے جو ملک و خاندان اور همارې سلطنت کے خلاف کی گئي هے - اور نظر اس حسن پسندي کے جو همیں تمهارے ملک اور سلطنت میں هے ' تمکو اندرونی کامل خود مختاري دیتے هیں - هم اپنے نمائندار خادم شمس الدین بک کو تمهارے ملک میں قائم مقام بنائے هیں اور طرابلس میں عثمانی مصالح کی حفاظت اسکے متعلق کرے هیں ' انکا تعین پانچ برس تک کردیے هوگا - پانچ برس کے بعد انکے بحال رکھنے یا انکی جگهه پر کسی دوسرے کے تقرر کا حق هم اپنے لیے محفوظ رکھتے هیں -

چونکه همارې یه خواهش هے که شریعت مقدسه کے قواعد جاری رهیں اسلئے هم اپنے لیے ایک قاضی کی تقرري کا حق محفوظ رکھتے هیں - اس قاضی کو اختیار هوگا که وه اپنے ماتحت علماء خود منتخب کرے - اس قاضي کی تنخواه هم دینگے - نائب السلطان اور باقي اسلامی عمله کی تنخواه طرابلس کي آمدنی سے دیجائیگي -

دستخط - محمد الحامس

صلح نامه ترکي و اٹلي

— * —

مصر کی تازه عربي ڈاک سے

— * —

(۱) دونوں سلطنتیں معاهده کرتی هیں که اس صلحنامه پر دستخط هونے کے بعد موجوده سرحدي جنگ کے روکنے کیلئے ضروري تدابیر اختیار کرینگی - رینر سرحدوں پر اپنے اپنے نائب بھیجیں گی تاکه وه ان تدابیر کے تعمیل کي کوشش کریں -

(۲) دونوں حکومتیں وعده کرتی هیں که وه اپنے اپنے افسروں ' فوج ' اور دیگر عهده‌داروں کو واپسی کا حکم دیدینگی - اطالیا جزائر ایجین سے اور دولت عثمانیه طرابلس اور بنی غازی سے - لیکن طرابلس اور بنی غازی سے عثماني فوج کے واپس هونیکے بعد اطالوي فوج جزائر ایجین سے واپس بلائی جائیگی -

(۳) فریقین جلد سے جلد قیدیوں کو رها کردینگے -

(۴) دونوں حکومتیں معاهده کرتی هیں که اطالیا اهل طرابلس اور بنی غازی سے درگزر کریگی اور دولت عثمانیه ان باشندوں جزائر سے جو اطالیا کے ساتھه جنگ میں شریک هوے هیں تا جنگی نائب جنگ میں شرکت کا شده هے ' اس معافی سے وه لوگ مستثنی هونگے جو کسی قانون عام کی موجب سزا کے مستوجب هونگے - اسلئے نه جائز نهوگا که کوئی شخص سے خواه وه کسي طبقه یا کسي مقام کا هو ' اسکی ذات یا خاندان سے ان کاموںکی نسبت مواخذه کیا جائے ' جو اس نے دوران جنگ میں انجام دیئے هیں ' اور وه تمام لوگ جو اسوقت تک قید میں هیں ' یا جلا وطن کردیے گئے هیں ' بغیر کسي تاخیر کے آزاد کردیے جائینگے -

(۵) ان تمام معاهدات اور اتفاقات پر عمل کیا جائیگا ' خواه وه کسی قسم اور کسی نوعیت کے هوں جو دونوں سلطنتوں میں قبل جنگ منعقد هوے تھے یا تائید هوئے تھے اور پھر رهگئے تھے - دونوں حکومتوں اور نیز انکی رعایا کي حیثیت پھر وه هي هوجائے گي جو جنگ سے پہلے تھي -

(۶) اطالیا وعده کرتي هے که وه اپنے تجارتی معاهده دولت عثمانیه کے ساتھه کریگي ' جسکي تعداد دول یورپ کے قانون عام پر هوگی -

یعنی اطالیا دولت عثمانیه کو استقلال اقتصادي دیگي اور دولت عثمانیه کو جنگي سامان وغیره میں هر قسم کے تجارتی تصرف کا حق حاصل هوگا جیسا که اسوقت دول یورپ کرتي هیں - لیکن یه تصرف حق بغیر فصل یا ان حدوں کے ساتھه مقید نهیں هوگا ' جو اسوقت قائم هیں - یه معاهده اس شرط پر هوگا ' که دولت عثمانیه بھی ایک ایسا معاهده دول یورپ کے ساتھه کرے -

اسکے علاوه اطالیه یه قبول کرتی هے

(۱) عثمانی جنگي سامان اطالوي پر ۱۵ في صدي محصول لیا جاے -

(۲) پٹرول ' سگرٹ کا کاغذ ' دیا سلائی ' الکحل ' اور کھیلنے کے تاشوں پر بھی چنگی زیاده کی جائے -

لیکن اس شرط پر که -

(۱) دیگر ممالک کے سامان پر بھی چنگي میں اضافه کیا جائے -

(۲) دولت عثمانیه اطالوي سامان اسی في صدي اوسط کي نسبت سے منگوائے جو جنگ سے تین سال قبل تھا بشرطیکه قیمتیں ایک هوں اور بازار اس قسم کے موافق هو -

(۷) اطالیا وعده کرتي هے که وه اپنے تمام ڈاکخانے بند کردیگي جو دولت عثمانیه میں هیں ' بشرطیکه دوسري سلطنتیں بھي اپنے ڈاکخانے بند کردیں -

(۸) اطالیا نے اقرار کرتی ہے کہ دولت عثمانیہ میں غیر ملکیوں کے حقوق کی موروثی کی تابع حکومت عثمانیہ کی تابع مخلصانہ ہے اور وعدہ کرتی ہے کہ جب دول سے ایکے دفع گفتگو ہوگی تو وہ دولت عثمانیہ کی مدد کریگی -

(۹) یہ کہ

(۱) دولت عثمانیہ ان اطالویوں کو واپس بلالے جو درال جنگ میں خارج کر دیے گئے ہے -

(۲) مدت عدم حاضری کی بجائے ہمیں تمام اطالوی ملازمتیں سلطنت کو دیجائیں -

(۳) اس عدم حضوری کا اثر ان اطالوی ملازمتوں کی پنشن پر نہ پڑے جو انہوں نے خدمتی ہے

(۴) دولت عثمانیہ اپنے اثر استعمال کرے کہ تمام کمپنیوں بنک اور دوسرا میں اہل اطالیا سابقہ وہی ملازمتیں جو جنگ کے قبل کرتے تھے -

(۱۰) اطالیا ہر سال محکمہ قرض عام دولت عثمانیہ کو ایک رقم ادا کرے گی جسکی مقدار اس روپے جملی ہوگی جو اور دونوں والیوں نے جنگ سے قبل سال قبل دیا تھا - دولت عثمانیہ اور اطالیہ کیطرف سے ایک مقرر کیے جائیں گے جو اس مقدار کا فیصلہ کرینگے - اگر اختلاف ہوگا تو ایک محاس ثالث دیجاریگی جسکا صدر اول الذکر حکومت مقرر کریگی اور ثالث آرا سے فیصلہ ہوگا - اگر یہ محاس فیصلہ نہ کرسکے تو دونوں سلطنتیں ایک ایک سلطنت کو اپنی طرف سے مقرر کردیں گی جو اس کا فیصلہ کرینگی ' فیصلہ کے بعد محکمہ قرض عثمانی کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ اس قسط کو مع ۴ فیصدی سود کے طلب کرے - اطالیہ نے منظور کرتی ہے کہ سالانہ قسط دوملین اطالوی فرانک سے کم نہیں ہوگی -

(۱۱) دستخط کے بعد سے ان تمام دفعات کا بقاء سریع ہوجائیگا -

شئون عثمانیہ

— * —

جنگ بلقان کی جدیں

— * —

عثمانی ذرائع سے

اس ہفتے کی خبروں و ترکی و ... میں جسقدر مضامین جنگ سے متعلق ہیں ' وہ تمام تر اعداد واقعات و تعدادات سے پیشتر ہے ہیں ' جنکا ترجمہ ما لکل بے سود ہوگا ' صرف چند مختصر جدیں مقتبس کرکے درج کردی جاتی ہیں ' جسسے ان عثمانی فتوحات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے ' جو ۲۱ اکتوبر سے پہلے ظاہر ہوچکی تھیں ' اور جدید اطلاع سے ریپوٹر ایجنسی بالکل لا علم ہے - امید ہے کہ آیندہ ہفتے پیش نظر واقعات وحالات مل سکیں ۔

عثمانی محکمہ جنگ کی طرف سے شائع کیا گیا ہے ۔

تراقیہ میں جنگ جاری ہے - مانٹی نیگرو کی فوج گوسینجہ ' یلدز اور قروا کی طرف بڑھی ' عثمانی فوج نے مقابلہ کیا ' اور آخرکار انکو پس پا کردیا - پھر مانٹی نیگرو کی فوج قروا کے شمال کی طرف بڑھی - لیکن پھر بھی پسپا کردی گئی - بنک ناشی ممدار بنک اس فوج کے کمان افسر تھے - دشمن کا نہایت سخت نقصان ہوا -

(گوسینجہ) مانٹی نیگرو کی فوج میدان جنگ سے بھاگ رہی ہے - معرکہ جاری ہے - مدافعین (والنٹیر) کثرت سے آرہے ہیں -

عثمانی فوج کے حدود مانٹی نیگرو میں چھ گھنٹہ کی مسافت تک بڑھتے ہوئے چلے جانے کی خبر کی تصدیق ہوگئی ہے -

سروریا کی بافاعدہ فوج کے ایک فرقہ نے ترشدا پر حملہ کیا تھا ' لیکن سخت شکست کھا کر بھاگتے ہوئے راستہ میں ارناودوں کی ایک جماعت سے مڈبھیڑ ہوگئی جو نوشتہ رہاں موجود تھی - ۲۰۰ آدمی گرفتار ہوئے اور باقی بھاگ گئے -

جدور ' موڈا ' رادمی ' ہرام ' لشکدے اسکوپہ علاقہ ' اور راتعار عثمانی فوج قابض ہوگئی ہے - دشمن (البانیہ دادیہ) کی طرف بھاگ گئے -

---

جدود سروریا

— * —

(اسکوپ) سرود کے سرحد نوشتہ فوج جمع کی ہے - تصور معلوم ہوتا ہے کہ سروریا کی طرف سے حملہ ہوگی -

توقع کی گئی کہ مسلمانان سروریا تو شدار دے خاندر اور وہ بھی سرویک جنگ ہوں ' مگر انہوں نے انکار دیدیا -

حدود بلغاریا پر دور تک جنگ جاری رہی - دشمن ڈیڑھ گھنٹہ تک توپیں بھی سرکی گئیں - اسکے بعد بلغارد نے دفاعی توپیں بھی خاموش کردیں ' گذرے رات بھی یہ سخت سلسلہ کھا کر انکو واپس ہوار کرنا پڑا -

---

حدود مانٹی نیگرو

— * —

دو ہفتہ میں مانٹی نیگرو کو ایک نہایت سخت و شدید شکست ہوئی - شکست کھائے بھاگتے ہوئے لشکر سے شمال جنگ و تجاوز رہے جوڑ گئے

مانٹی نیگرو کی فوج اور گوسینجہ کے حملہ میں شکست ہوئی - عثمانی فوج دور تک تعاقب کرتی ہوئی جاتی تھی -

عثمانی فوج نے یہاں کے تمام مضبوط مقامات پر قبضہ کرلیا ہے دشمن کے زخمیوں اور مقتولوں کی تعداد سے شمار ہے -

(قوجانہ) بلغاری ناشندے سرحدی مقامات سے بھاگ گئے -

۲۱ اکتوبر کو (طنس) نے دنیا کی خبریں سرکاری ذرائع سے شائع کی ہیں

ایک عثمانی دستہ نے بلغاریوں نے دفعۃً تسدیم کی - جسکے جواب میں عثمانی دستے نے بھی تقدیم ارادہ کر گولے پھینکے - بلغاری بھاگ گئے ' کشتی کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا - دستے نے سہر کو مسمار کرنا شروع کردیا ہے ' دشمن بھاگ گئے ہیں - دستہ اب تک برابر شہر مسمار کر رہا ہے -

بلغاریا کی طرف سے کشتیوں نے زاویہ سے نکلنا چاہا مگر اس درجہ شدید نقصان پہنچا کہ وہ نکل سکیں - مسماری کا سلسلہ جاری ہے -

(سرکب عثمانیہ) کے پاس وزارتخانہ جنگ سے یہ تار موصول ہوا ہے

بلغاریا کی فوج حاضر کے قریب (دو سفاط) میں جمع ہوئی - عثمانی سپہ سالار نے فوج کو واپسی کا حکم دیا تھا کہ تاکہ دشمن نے حملہ کردیا - عثمانی فوج برابر پیچھے ہٹتی ' اور دشمن کی فوج برابر بڑھتی چلی آئی ' یہاں تک کہ عثمانی حدود میں آگئی - اس وقت عثمانی فوج کو حملہ کا حکم دیا گیا - اس حملہ میں دشمن کی فوج ' توپیں ' اور دیگر سامان جنگ بکثرت تعداد میں ہاتھ آیا -

---

Printed & Published by Abul Kalam Azad, at the Hilal Electrical Printing Works, 71, Mirzapur Street Calcutta

(آئندہ نمبروں کیلئے جو تصویریں طیار ہیں)

(ان میں سے بعض کی فہرست)

(مشاہیر)

۲ امیر عبدالقادر الجزائری

۳ ابو الاحرار مدحت پاشا

۳ سید احمد السنوسی

۴ سید ادریسی امام یمن

۵ امیر علی پاشا بن عبد القادر الجزائری

۶ امیر عبد القادر ثانی بن امیر علی پاشا

۷ هر ایکسلنسی محمود شوکت پاشا

۸ معاهد دستور و حریت تذاری تک

۹ ابراهیم قرنا تک کمانڈر شرقی طرابلس

۱۰ ڈاکٹر داد سرای تک رئیس هلال احمر قسطنطنیه

۱۱ سولہ برس کی عمر کا ایک عثمانی معاهد

۱۲ قسطنطنیه کی موجوده زارت

۱۳ ایرانی معاهدین کا عام سرا

۱۴ ایرانی معاهدین پر حمله

۱۵ تبریز کی ایک گلی کا منظر

۱۶ منصور پاشا منعوب تذاری

(مناظر جنگ)

۱۷ طرابلس میں مسلحی پیدل کے حاضرین مناظر

۱۸ اتالین هوائی جہاز سے مجاهدین کے کیمپ پر کاغذات پھینک رہے ہیں

۱۹ طبروق کا معرکه

۲۰ منصور پاشا معاهدین طرابلس کے سامنے تقریر کر رہے ہیں

۲۱ قصر بنغازی کی شکسته دیواریں

۲۲ زوارہ میں اتالی کا داخله

طرابلس میں اتالین کیمپ

۲۴ طبروق کے عثمانی کیمپ کے افسر

۲۵ معاهدین کی عورتیں اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۲ تبریز میں روسی لشکر کی آمد

۲۷ ادر بائیجان میں روسی داخله

۲۸ ایران کے سردار فدائل

(مراکش)

۲۹ فدائل مراکش کا قتل عام

۳۰ طنجه میں فدائل کا حمله

۳۱ فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر و تصاویر)

۳۲ عثمانی پارلمنٹ کا افتتاح

۳۳ سلطان المعظم پارلمنٹ میں

۳۴ عهد دستور

۳۵ زوارہ کے بعض مناظر

۳۶ قارڈنیلر کا ایک منظر

۳۷ هلال احمر مصر کا گروپ

۳۸ فرانس کی هلال احمر کا طبی [illegible]

* * *

۳۹ فرنده میں ایک اسلامی اثر [illegible]

۴۰ سنه ۷۰ هجری کی ایک تحریر کا عکس

۴۱ حکیم مومن خاں "مومن"

۴۲ نواب ضیاء الدین خاں "نیر"

۴۳ مرزا صائب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحه

۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط

۴۵ بہادر شاہ کا دستر مرگ

الہلال

روزانہ

— • —

جو ہفتہ وار الہلال کی صوری و معنوی خصوصیات
کے ساتھ عنقریب شائع ہوگا

— * —

ہر مقام پر ایجنٹوں کی ضرورت ہے
جنکو غیرمعمولی کمیشن دیا جائے گا - درخواستیں بہت
جلد آنا چاہئیں -

— * —

ہذا بیان للناس . و ہدی و موعظۃ للمتقین
(۳ : ۱۳۲)

البیان

— * —

دفتر الہلال کا ماہوار رسالہ

جسکا اصلی موضوع یہ ہوگا کہ قرآن کریم اور اسکے متعلق تمام علوم و معارف پر
تحقیقات کا ایک نیا ذخیرہ فراہم کرے ' اور ان مرافع و مشکلات کو دور کرنے کی
کوشش کرے ' جنکی وجہ سے موجودہ طبقہ رور بررور قرآن کریم کی تعلیمات سے
نا اشنا ہوتا جاتا ہے لیکن ساتھ ہی تقریباً آٹھ ابواب اور بھی ہونگے جسمیں
نیچے مختلف موضوع و بحث کے علمی و مذہبی مضامین شائع کیے
جائیں گے - فہارس ' رضع و قطع ' اور حسن طبع و حروف کی
نسبت اسقدر کہدینا کافی ہے کہ انشاءاللہ الہلال کی طرح
وہ بھی اردو پریس میں پہلا ماہوار میگزین ہوگا
و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين
القرآن الحكيم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۹ | کلکتہ : چہارشنبہ ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۳۰ ھجری | جلد ۱

Calcutta: Wednesday, November 20, 1912.

الله اکبر ! الله اکبر ! لا اله الا الله و الله اکبر ! الله اکبر !
و لله الحمد ! !

— * —

و اذ یرفع ابراهیم القواعد من البیت و اسماعیل ربنا
تقبل منا ، انك انت السمیع العلیم ربنا ! واجعلنا مسلمین
لك و من ذریتنا امة مسلمة لك ، و ارنا مناسکنا
و تب علینا ، انك انت التواب الرحیم - ربنا !
وابعث فیهم رسولا منهم یتلوا علیهم
اٰیاتك و یعلمهم الکتاب و الحکمة
و یزکیهم ، انك انت العزیز الحکیم -
و من یرغب عن ملة ابراهیم
الا من سفه نفسه ، ولقد اصطفیناه
فی الدنیا و انه فی الاخرة
لمن الصالحین -
(۱۲۱ ۲)

اس ہفتے کا پرچہ معمولی تعطیل کی وجہ سے بجائے ۱۶ صفحہ کے چھبیس کر نکلتا ہے -

قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

الهـــــــلال

—*—

شـــرح احـــرت اشتـــهـــارات

—*—

ایک مرتبہ کیلئے	محســـاب	فی صفحہ	۲۶	روپیہ	فی کالم	۴	روپیہ	نصف کالم	۸	روپیہ
ایک ماہ	"	"	۳۲	"	"	۱۲	"	"	۷	"
تین ماہ	"	"	۱۸	"	"	۱۰	"	"	۶	"
چھہ ماہ	"	"	۱۵	"	"	۸	"	"	۵	
ایک سال	"	"	۱۲	"	"	۶	"	"	۴	"

متفرق اشتہارات جو نصف کالم سے دہی کم ہوں ' انچ کے حساب سے لئے جائینگے' محســـاب فی مربع انچ دس آنہ -

ٹائٹل پیج کے پیلے صفحہ پر بارہ انچ تک کا اشتہار لیا جاسکتا ہے لیکن اسکی اُجرت ہر مرتبہ کیلئے پورے صفحہ کی ' یعنے ۲۶ روپیہ لی جائیگی -

منتظر اشتہارات اگر رسالے کے اندر جگہہ نکال کر دئے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت سے پچاس فیصدی زیادہ ہوگی - اگر اشتہار کا بلاک بنوا کر' یا کسی تصویر کے بلاک کے ساتھہ درج کرانا مقصود ہو تو بلاک کی اجرت اسکے علاوہ ہوگی ' اور اسکی دوائی دس آنے مربع انچ کے حساب سے لی جائے گی - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو دیدیا جائیگا اور ہمیشہ اسکے لئے کارآمد رہیگا -

شـــرائـــط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطـــابق آپکو جگہہ دیسکیں ' البتہ حتی الامکان کوشش کی جائے گی -

(۲) اشتہار کی اجرت ہمیشہ پیشگی لی جائے گی اور کسی حالت میں پھر واپس نہوگی

(۳) مدیر کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اُس چیز کا جو جزو کے اندر داخل ہو' تمام منشی مشروبات کا بعض امراض کی دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاق و مالی نقصان کا ادنیٰ شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو' کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

الہلال

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7-1, MacLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs 8

Half-yearly „ „ 4-12

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ ـ ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

کلکتہ : چہارشنبہ ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۳۰ ہجری
Calcutta Wednesday, November 20, 1912

نمبر ۱۹ — جلد ۱

فہرس

شذرات — ۲
مقالۂ افتتاحیہ — ۵
مقالات
الاسلام و الاصلاح نمبر (۲) — ۸
شئون عثمانیہ
جنگ کی اعلت رو — ۱۰
معرکہ ترق قلعسی کی تفصیل — ۱۱
شہر اشوب اسلام — ۱۲
تقویم العرب — ۱۴
فہرست زراعاۃ ہلال احمر نمبر (۱) — ۱۶

تصاویر

" واذني علم زرع " امام حج میں — ۷
مرقع اضحیہ عید (صفحۂ خاص)

ایڈیٹر الہلال کا سفر

— * —

امید ہے کہ انشاء اللہ اسی ہفتے کے اندر ایڈیٹر الہلال بعض اہم اغراض سے ایک مختصر دورہ شروع کردیگا ' جو ممکن ہے کہ پیش آنے والے واقعات سے وسیع تر ہوجائے - و الامر بیدہ سبحانہ و تعالی -

مناستر کے قبضے کی تخلیط

— * —

صلح کی بے سر و پا افواہ ' بلغاری روح کی صحت انتری ' امراض کی کثرت ' ضدی کی شدت ' ناں عالی کے مہلت جنگ کی شرائط نا منظور کیں ' جنگ برابر جاری رہے گی ' ملک اور حکومت ' دونوں کا یہی منشا ہے -

— * —

و یستعجلونک بالعذاب ' و لولا اجل مسمی ' لجاءھم العذاب ولیاتینھم بغتۃ وھم لا یشعرون (۲۹ ۵۳)

— * —

نظام الہلال

— * —

قسطنطنیہ - ۲۱ نومبر صبح - ۱۰ بجے

قوت اور فتح و نصرت ' دونوں روز بروز بڑھتی جاتی ہیں - کوئی دن دشمنوں کی سخت و شدید شکستوں کی بشارت سے خالی نہیں جاتا ' شہر میں پورا سکون ' اور حکومت میدان جنگ قائم رکھنے پر قادر ' مناستر کی تسخیر بالکل غلط ہے ' البتہ ۱۹ کو شہر سے جنوب میں ایک جنگ ہوئی اور حملہ آور سخت نقصان اٹھاکر واپس گئے - شتلجا کی قوت اور سامان ہر گھنٹے المضاعف ' بلغاری فوج طاقہ اور مشرب ہیضہ سے تباہ ہو رہی ہے ' روزانہ اموات کی تعداد بے شمار - صلح کا یہاں ذکر تک نہیں ' مہلت کی شرطیں نا منظور کردیں ' ملک اور گورنمنٹ ' دونوں جنگ قائم رکھیں گے ' گھبراؤ مت ' مگر دعاؤں میں ہم کو نہ بھولو ' خط جاتا ہے -

(عبید اللہ)

شذرات

النبا العظيم

(۲)

— * —

اگر موجودہ جنگ کي تاريخ کا کوئي پر فخر ايڈيشن سوديا سے شائع کيا گيا' اور اسميں سقوطري' اسکوٹ' يانا' اور کرک قلعسي کي شاندار فتوحات کي داستانسرائي کي گئي' تو دنيا ميں ايک شخص هوگا جو سروين اور بلغارين سپاهيوں کي فاتح تلواروں کے مقابلے ميں اپني گهسي هوئي پنسل کو پيش کريگا ' اور دعوا کريگا که مقبوضه مقامات کي فتح و نصرت کي داد کا اصلي حصه اُسي کو ملنا چاهيے کيونکه بلغاري توپ خانے کے گولوں کي آواز بهي جس مقامات تک نهيں پهنچتي تهي ' وهاں اسکي پنسل اور تار کے مارم کا علمِ فتح ' لهرانے لگتا تها !

يه فاتح مدعي موجوده جنگ کا تنها زاري (لغتدت ويگنر) هوگا !

اگر اس عجيب و غريب فاتح نے ايسا دعوا کيا ' تو اسکا دعوا بالکل بے خوف هوگا ' البته شايد ايک زبان هو ' جو اس مدعي کو بهي ايسا مدعا عليه بنالے - يه مسٹر (اسکريتهه) بالقابه هونگے - کيونکه قسطنطنيه کي فتح کے انتظار ميں جو دماغي اور اعصابي شدائد انکو برداشت کرنے پڑے ' اور بدبختي سے جسکا سلسله بدستور جاري هے اُسکي دمه داري سے يقيناً يه مدعي فاتح اپنے تئيں نهيں بچا سکے گا ' علي الخصوص جب انگلستان کي موجوده اندروني معرکه آرائي کو پيش نظر رکها جاے ' جسکا نازک وقت لارڈ وزير اعظم سے ايک غير معمولي همت اور شجاعت کا طلبگار تها ' اور مرسم سرما کے اُن شدائد کو ديکها جاے ' جو گرچٹلعا کي لائنوں کے سامنے بلغاري حمله آوروں کے لئے ناگزير هوں ' مگر فتح قسطنطنيه کے انتظار کيلئے انگلستان ميں تو کسي طرح مورون نهيں کهے جاسکتے ' تو اس وقت مسٹر اسکريتهه کے دعوے کي اهميت قدرتي طور پر بڑهه جاتي هے اور اگر انهوں نے دعوا کيا ' تو اميد هے که دنيا کي همدردي انکے ساتهه هوگي

يه کيسي عجيب بات هے که آج پريس کي دنيا پر حکومت هے عين يورپ ميں ايک لڑائي هو رهي هے ' ۶۶ سے زيادہ نامه نگار يورپين اخباروں کے ميدان جنگ ميں بهيجے جاے هيں - مگر پهر بهي تمام دنيا کي معلومات پر سوديا کي گورنمنٹ حکومت کر رهي هے ' اور جس واقعات کو چاهتي هے دنيا کے سامنے پيش کرتي هے ' اور جس کو چاهتي هے ' تاريکي ميں مدفون کر ديتي هے - (لغتدت ويگنر) ايک هي زاري هے ' جس نے کرک قلعسي کے معرکے تک تمام عالم ميں خبريں مشتهر کي تهيں ' اور صرف اسي کو جرنيل ساؤرف کے حيمے کي معلومات براہ راست حاصل کرنے کا فخر حاصل هوا تها ' ليکن اب خود لندن کے سياسي حلقوں ميں علانيه اعتراف کيا جا رها هے که "اس وقت تک موجوده جنگ کي نسبت جس قدر خبريں ملي هيں ' اُن پر پهر سے نظر ثاني کرني پڑيگي " اور خود مارننگ پوسٹ کا نامه نگار اقرار کرتا هے که "جب مفروضات اور بلقاني واقعات کو واقعات کي صورت ميں دنيا تسليم کر چکے گي ' اور ايک عظيم الشان جغرافيائي انقلاب مشرقي يورپ ميں هو چکے گا ' اسکے بعد شايد مورخ آئيں گے ' اور اس جنگ کي کوئي صحيح رپورٹ مرتب هوگي "

يه سچ هے که مسيحي مذهب کو کدورت و کدائي سے تمام مذاهب عالم ميں ايک مخصوص و ممتاز مناسبت حاصل هے - اور ايک مسيحي شخص جس طرح اپني روزمره کي زندگي ميں سچ بولنے کا عادي نظر آتا هے اس سے کهيں زيادہ مذهبي اور قومي معاملات ميں جهوٹ بولنے کيلئے بے پروا هے - اس کے سامنے مسيحيت کے مقدس رسولوں کي سنت موجود هے ' جنميں سے ايک نے مرغ کے تين بار اذان دينے سے پہلے مسلم پر لعنت بهيجي تهي' اور دوسرے (سينٹ پال) نے بعد روح القدس کو باراض کيے رومنوں کے سامنے متعدد مرتبه نے تکان جهوٹ بولا تها' پس آج بهي کسي مسيحي وجود سے خواه وه کسي جنگ کا راوي هو ' يا کسي فريق حکومت کا وزير خارجي' قومي و مذهبي معاملات ميں سچ بولنے کي اميد رکهنا بيساهي کے سوا هے ' جسکي يه خواهش ناممکن الحصول هو سکتي هے که " بابِ مسيحيت " کے افتتاح کا منظر دنکهکر انگلستان کا وزير اعظم صليبي اسپرٹ کے اظهار سے باز رهے ' مگر تاهم ايک ضروري سوال ره جاتا هے که ان مکذوبات کي اشاعت کا صرف مسيحي فطرة ثانيه هي کا ظهور تها يا سياسي دسائس کے شياطين نے کوئي اور مقصد بهي ملحوظ رکها تها ؟

اصل يه هے که بلقاني اتحاد کي ابتدائي اشاعت ' مانٹي نگرو کي تحريک ' بلغاريا کا ابتدائي انکار ' پهر پرجوش اقدام ' اور معرکه قرق قلعسي کے ساتهه هي انگلستان ' اسٹريا ' اور فرانس کے ناخواسته اظهارات پر ايک سرسري نظر بهي ڈالنے ' تو اصل مقصد سے نقاب هوجاتا هے ' اور صاف معلوم هوجاتا هے که في الحقيقت بلقاني اتحاد جو نتائج حاصل کرنا چاهتي تهي ' انکا اصلي موقعه ميدان جنگ ميں نهيں ' بلکه اخباروں کے صفحات پر تها - جنگ کے چهڑ جانے سے پہلے دول يورپ کي ذمه دار رياستوں نے اعلان کرديا تها که جنگ کا جو بهي کچهه نتيجه هو ' مگر اسکا اثر حکومتوں کے جغرافيے پر کچهه نه هوگا ' نه صرف اسلئے تها که اگر ترکوں نے سوديا اور استنبهي پر قبضه کرليا ' تو فاتح يونان کي طرح اس جنگ کے نتائج سے بهي باب عالي جداً محروم رکها جاے -

ليکن جنگ کے چهڑتے هي بلغاريا نے اپني فوجات کي خبروں کا عمده انتظام کرليا اور پے در پے کاماندوں اور سخت ترکي شکستوں کي خبريں شائع کرنا شروع کرديں - يه ايک عمده ذخيرۂ دلائل تها ' جو وه يورپ کے بطارب هاے خارجه کے ليے بهم پهنچا رهي تهي ' تاکه انکي فتا پر فوراً پچهلي راے کے بعد کا اعلان کرديا جاے اور ايک مرتبه تمام يورپ ميں بلقاني رياستوں کي کاماني کا غلغله بلند هو جاے - ترکي شکستوں کے ساتهه ماقوق الفطرة نقصانات کے شمار و اعداد ' باب عالي کي کمزوري ' هنصه کي کثرت ' عام طور پر قسطنطنيه ميں سراسيمگي اور مايوسي ' ان تمام باتوں پر اسلئے زور ديا جاتا تها ' تاکه بتلايا جا سکے که اب ترکوں کي مدافعاني کي کوئي اميد باقي نهيں رهي هے ' اور وقت آگيا هے که يورپ ايک کانفرس منعقد کرکے فوراً قطع و برند کي دروائي شروع کرد ے - چنانچه معرکۂ قرق قلعسي کي خبروں کے شائع هوتے هي سر ادنورڈ گرے اور ايم سارا نوف کي انگلستان مسئله مشرقي کي قديمي کے حلقوں ميں نظر آنے لگيں ' اور مسٹر اسکوديهه اُس نقطے انگيز اتحاد کي خبر ديتے هيں جو مشرقي مسئله کي خوش قسمتي سے اس وقت تمام دول يورپ ميں موجود هے -

اب دنيا بدل گئي هے - جس وقت سے ترکوں کي طرف سے سوديا پر قابض هوجانے کا خوف تها ' اس وقت تک جنگ محض

ایک کھیل تھی ' جسکا نتیجہ خواہ کچھہ ہو ' مگر فتح مند فریق اور ہزیمت خوردہ مقابل ' دونوں نتیجہ کے لحاظ سے یکساں سمجھے جائیں گے ' لیکن اب " پچھلی حالت کا لوٹ آنا محال ہے " اور انگلستان کا نیا ولیم پٹ (مسٹر اسکوبتھہ) کہتا ہے کہ " مشرقی یورپ کا نقشہ بدل دو " !

فتح قسطنطنیہ

ایک عمدہ بات ہے کہ ہندوستان کے نائب السلطنت اور مصر کے فاتح سوڈان نے ترکش ریلیف فنڈ میں چندہ دیا ' اور گو ہم دہلی کی جامع مسجد کی اُن صفوں میں کوئی جگہ حاصل نہ کرسکے ' جو ان واقعات کی شکر گذاری کیلیے مرتب ہوئی تھیں ' تاہم اپنے گھر میں بیٹھکر تو خوش ہوسکتے ہیں - لیکن سوال یہ نہیں ہے کہ ہندوستان میں ترک رحمدلوں کی مرہم پٹی کے لیے کیا کچھہ دیا گیا ؟ بلکہ پوچھنا یہ ہے کہ انگلستان میں ترکی کے رحمی جسم کی قطع و برید کے لیے کیا کچھہ کہا گیا ہے ؟

تاریخی واقعات کا تشابہ بعض اوقات کیسا عجیب ہوتا ہے ! (گبن) نے ایک یونانی پیشین گوئی کا ذکر کیا ہے ' جو سلطان محمد فاتح کے حملۂ قسطنطنیہ کے زمانے میں رومیوں اور یونانیوں کی اُمید کی آخری بنا تھی ' اس پیشین گوئی میں یقین دلایا گیا تھا کہ گو ترک قسطنطنیہ کو فتح کرلیں ' لیکن جس وقت وہ (سینٹ صوفیا) کے گرجے کے پاس پہنچیں گے ' معاً ایک خونخوار فرشتہ آسمان سے اُتر آئے گا اور فاتحوں کو شکست دیکے سرحد ایران تک بھگا دیگا -

سلطان جب فتح کے بعد سینٹ صوفیا کے دروازے پر پہنچا ' تو اسکے اندر ہزاروں آدمی اس آسمانی فرشتے کا انتظار کر رہے تھے ' لیکن دروازے کے ٹوٹنے کی آواز نے انہیں بتلادیا کہ آسمانی فرستہ کی جگہ سلطان محمد کی فاتح تلوار سامنے آنے والی ہے -

بعینہ یہی حال ۹ نومبر کو سینٹ صوفیا کی جگہ گلڈ ہال میں ہوا جبکہ مسٹر اسکوبتھہ فتح قسطنطنیہ کا چند گھنٹوں کے اندر انتظار فرما رہے تھے ' اور " ناب مسیحیت " کے افتتاح نے انکے تخیل میں طلائی صلیبوں کی ایک مقدس قطار کھڑی کردی تھی - وہ دیکھہ رہے تھے کہ صلیبی جنگ کی فراموش شدہ گیتوں کی متبرک صداؤں میں ایک مقدس رسم کی وقار و عظمت کے ساتھہ قسطنطنیہ میں داخل ہورہے ہیں ' اورسینٹ صوفیا کا پراسرار راہب اسکی دیواروں سے نکلکر اپنے ترک کے ہاتھہ پھیلا رہا ہے (۱)

لیکن عین اس شور و سُمریت کے عالم میں فتح قسطنطینیہ کی جگہ ریوٹر نے دلعاری شکستوں کی پے ہم خبریں سنانا شروع کردیں ' اور قسطنطنیہ کی فتح یابی کی جگہہ ' ایڈریا نوپل کی کامیابی بھی انکے نظارۂ ناب مسیحیت کی طرح خواب و خیال ثابت ہوئی !

جنگ

خبروں کا قدیم انداز گو برابر قائم رہا لیکن ساتھہ ہی قسطنطنیہ کی بعض خبریں اصلیت کو روشنی بخشتی رہیں - اقرار حق کے لحاظ سے بھی یہ ہفتہ قابل ذکر ہے کہ مارننگ پوسٹ ' ڈیلی ٹیلی گراف ' اور مینچسٹر گارجین کے نامہ نگاروں نے صاف صاف لفظوں میں ریگر کی باطل نگاریوں کا اعتراف کرلیا -

موجودہ جنگ کی حالت یہ معلوم ہوتی ہے کہ (شملجا) کی مدافعت کی قوت و ہزیمت پر تمام جنگ آکر ٹھہر گئی ہے - نقشہ اپنے سامنے رکھکر دیکھیے تو آپکے دھنی جانب قسطنطنیہ ہے ' بائیں طرف قرق کلیسی کا سلسلہ ' اور مثلث کے تیسرے کونے پر شملجا ' جو مغربی جانب کو قسطنطنیہ سے ۲۵ میل کے فاصلے پر واقع ہے - یہ دراصل ایک چھوٹا سا جزیرہ نما مقام ہے جسکے جنگی استحکامات کا سلسلہ ۱۳ میل تک چلا گیا ہے ' اور تین کنارے پہاڑیوں کے پیچ در پیچ سلسلوں سے گھرے ہوے ہیں - عثمانی تقویم جو سرکاری پریس سے ہر سال شائع ہوتی ہے ' اسمیں ظاہر کیا گیا ہے کہ سلطان محمد چہارم کے زمانے میں اس مقام کی جنگی ترقیات پر توجہ کی گئی ' اور پھر گذشتہ ۸۰ برس کے اندر چالیس سے زیادہ قلعے تعمیر کیے گئے - قلعوں کی ترتیب ایک دہری قطار کی صورت میں ہے ' جنمیں سے ہر دو قلعہ کے ناہمی فاصلے کو چھوٹے بڑے دھسوں اور مورچوں کے سلسلے سے ملا دیا گیا ہے -

۱۱ - نومبر سے ۲۰ نومبر تک جسقدر خبریں خود ریوٹر ایجنسی کے ذریعہ آئی ہیں ' انسے بالکل عدم مشتبہ طور پر ثابت ہوتا ہے کہ دلعاری قوت کے حاتمے کا جو خیال کیا گیا تھا ' آیندہ پیش آنے والے واقعات اسکی تصدیق کرلئے ظاہر ہیں - ۱۷ نومبر کے شام کے تار میں علاوہ ہر اکسلنسی ناظم پاشا کے سرکاری بیان کے ' خود ریوٹر اور لندن ٹائمس کے نامہ نگار شملجا کی ناقابل تسخیر مدافعت ' اور عثمانی توپ خانوں کی اہمیت کا اعتراف کرتے ہیں ' ٹائمز کا نامہ نگار صاف صاف لفظوں میں اقرار کرتا ہے کہ دلعاری توپ خانے کا مقام عثمانی توپوں کے مقابلے میں بہت کم سودمند سمجھا جاسکتا ہے -

در حقیقت موجودہ جنگ میں عثمانی مدافعت کا یہی وہ اصلی حصہ تھا ' جسکا ایک تحریر کار انگریز فوجی افسر نے قرق کلیسی کے حملوں کے وقت ذیلی تملی گراف میں اظہار کیا تھا ' اور جسکی تحریر کا ضروری حصہ آج کے الہلال میں کہیں درج کردیا گیا ہے - اس نے لکھا تھا کہ " اگر تمام دلعاری توقعات کو واقعات کی صورت میں تسلیم کر بھی لیا جاے ' تو بھی اسکا کیا علاج کہ جب قسطنطنیہ سے چند میلوں کے فاصلے پر شملجا یا کسی اور مقام پر ترک بیٹھہ رہیں گے ' تو اس وقت ترکوں کے اختیار میں ہوگا کہ بہتر سے بہتر پوزیشن کے توپ خانوں سے مہلک نشانوں پر گولے پھینکتے رہیں ' لیکن اسکے مقابلے میں حملہ آوروں کی آخری جنگی قوت بالکل بے بس ہوجاے گی اور دلعاری افسر اپنے بچاؤ اور تحفظ کیلیے مناسب مقامات کی تلاش میں سراسیمہ ہوکر یقیناً برباد ہوجائیں گے "

اس وقت تک علاوہ اُن دس عظیم الشان شکستوں کے جو ۱۱ - نومبر سے پہلے ایڈریا نوپل کے حوالی میں دلعاریا کو دی گئیں ' خاص شملجا کے مختلف خطوط مدافعت پر بھی پانچ سخت شکستوں کی خبریں آچکی ہیں ' اور خود ریوٹر کی بھیجی ہوئی خبریں دلعاری حملوں کی پے در پے ناکامیوں کا اقرار کرتی ہیں -

خبروں کی قدر و قیمت کا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ۱۸ - نومبر کی صبح کو ریوٹر نے قسطنطنیہ سے جنگ کے اختتام اور گویا فتح قسطنطنیہ کی خبر کے ذریعہ مشتہر کردی - اسکے حملے نہایت وقیع الفاظ اور واقعہ نگارانہ لہجے سے مرکب تھے ' دن کے گیارہ بجے اس نے تمام قسطنطنیہ میں مایوسی اور بے بسی کا عالم مسطر دیکھا لوگ گولیوں کے چھوٹنے کی آواز بہت قریب سے سن رہے تھے اور یقین کیا جاتا تھا کہ جو کچھہ ہونا تھا ہوگیا ' اب سعی و کوشش لاحاصل ہے - باوجود اس علم کے کہ ان خبروں میں سے ہ

---

(۱) فتح قسطنطنیہ کے بعد عیسائیوں میں مشہور ہوگیا تھا کہ جب سلطان محمد فاتح سینٹ صوفیا کے گرجے کے دروازے پر پہنچا ' تو اس وقت وہاں کا مقدس پادری نماز میں مصروف تھا ' ترک گرجے کے اندر داخل ہوے تو معاً سامنے کی دیوار شق ہوگئی اور پادری اسکے اندر داخل ہوگیا ' اب وہ آسی دیوار کے اندر زندہ ہے ' جب دوبارہ عیسائی قسطنطنیہ فتح کرینگے تو پھر دیوار شق ہوگی اور پراسرار پادری نکل کر اپنی بقیہ نماز پوری کریگا -

دوسری خبر پہلی کی تغلیط کرتی ہے ' خود ہم پر اس تاریکی کا جو کچھہ اثر ہوا وہ نا قابل بیان ہے ' تاآخر شام کی خبروں کا انتظار نہ کرسکے اور اُسی وقت متعدد تار تحقیق حال کیلئے قسطنطنیہ روانہ کئے - لیکن ابھی چند ہی گھنٹے گذرے تھے کہ ریوٹر ایجنسی کی دو بجے کی تقسیم میں ۱۸ نومبر کا تار پہنچا ' جس میں شتلجہ کی ترکی قوت کے اجتماع عظیم ' بلغاری حملوں کی پے ہم ناکامی ' اور جنگ روس و جاپان کی سی سخت گولہ باری کے در پیش آنے کی خبر دی گئی تھی !

فی الحقیقت آج بھی دنیا کے کان ویسے ہی بے بس ہیں ' جیسے اسے صدیوں پیشتر پریس اور تار کی ایجاد سے پہلے تھے ' کیونکہ ریل نامہ نگاروں کو خلد سے جلد پہنچادے سکتی ہے ' تار مدتوں کے اندر واقعات کو مشہور کردے سکتا ہے ' اور پریس انکو فوراً چھاپ کر ہم تک پہنچا دیسکتا ہے ' یہ عظیم الشان انقلابات ضرور دنیا میں ہوچکے ہیں ' لیکن اسکا کیا علاج کہ انسان کے جذبات و اخلاق غیر متغیر ہیں ' اور جس طرح تہذیب و شائستگی کی تاریخ سے پہلے یہ دنیا کا سب سے بڑا خانور حیوت نول سکتا تھا ' ٹھیک اُسی طرح اب بھی نول سکتا ہے !!

فتح مناستر

لیکن معلوم ہوتا ہے کہ گو بلغاری اتحاد اب ترکی مدافعت کے آگے ہمت ہار چکا ہو ' مگر انکے فتح و ظفر کی قوت کے دم خم میں ابتک کوئی فرق نہیں آیا ' چنانچہ اس ہفتے کی نئی جنگی داستان میں فتح (مناستر) کا بھی دعوا کیا گیا ہے -

تاروں کو بقید تاریخ سامنے رکھئے اور اس داستان کے جلد جلد اولٹنے والے اوراق کا مطالعہ کیجئے - ۱۹ کی شام کو خبر دی گئی کہ مناستر پر قبضہ کرلیا گیا ' پچاس ہزار ترکوں نے تلوار رکھدی ' پھر ۲۰ کو دن نکلے خبر آئی کہ شہر سپرد کرنے والے ترکوں کی تعداد ۵۰ ہزار نہیں ' ۴۵ ہزار تھی ' پھر ۲۱ کی صبح کو تیسرا تار پہنچا کہ فتح کی جو تفصیل بیان کی گئی ہے وہ صحیح نہیں ' البتہ دس ہزار ترکوں کا نقصان ہوا -

ان تینوں خبروں کے بعد یقیناً اب چوتھی خبر یہ آنی چاہئے کہ فتح مناستر کی خبر بھی سرے سے غلط ہے ' اور گو امید نہیں کہ جنگ کے صادق البیان راوی اس چوتھی منزل کو بھی طے کریں ' لیکن دنیا نے تو ضرور کرلیا ہوگا -

ہم کو یقین ہے کہ فتح مناستر کی اصلیت اس سے زیادہ کچھہ نہ ہوگی کہ قرب و جوار کے کسی حصے میں جنگ ہوئی ہے اور جنگ کا مخاطب بلغاری فتوحات کے موروثی ہمیشہ " فتح یابی " ہی سنتا کرتے ہیں - سقوطری کی نسبت عرصہ ہوا منتی نیگرو نے اعلان کردیا تھا کہ ایک شاندار کامیابی کے بعد اسپر قبضہ کرلیا گیا ' لیکن اسکے بعد سے ابتک متعدد جنرلوں سقوطری کے معرکوں اور خود محاصرہ شہر کے مقاموں کی آچکی ہیں اور قبضے کے بعد بھی اس پر قبضہ کرنا ابھی متحدہ فوج کیلئے باقی رہگیا ہے -

---

پیش آنے والے واقعات

کون کہہ سکتا ہے ؟ تاہم اگر ہفتے بھر کی تمام تار برقیوں کو سامنے رکھا جائے ' اور صحیح قیاسات سے کام لیا جائے ' تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ -

(۱) بلغاری اتحاد کی تمام قوت اصلی و فرضی ختم ہوگئی ہے -

(۲) بلغاری فتوحات کی اشاعت کی خاموشی اس امر کیلئے دلیل بین ہے کہ اب قبل از وقت کامیابیوں کے اعلان کیلئے انکے پاس کچھہ نہیں رہا ہے -

(۳) جنگ نے ایک قوت کُل محاصرے کی صورت اختیار کرلی ہے جو وقت ' بے شمار قوت ' بکثرت روپیہ ' اور ہر لمحہ فراہم ہونے والے سامان جنگ کی طالب ہے اور کسی طرح بھی بلغاری حکومت اسکی استعداد نہیں رکھتی - موسم سخت و شدید ' اور برف باری کا عین عروج - پھر شتلجا کا قدرتی استحکام ' اور ترکی کمک و سامان جنگ کی راہ کا برابر کھلا رہنا مدافعت کی طاقت کو اور قوی کردیتا ہے -

(۴) عثمانی قوا فراہم ہوگئے ہیں ' اور روز بروز جمعۃ بڑھتی جاتی ہے - ترکی گورنمنٹ نے ایک داخلی قرضہ کا انتظام شروع کردیا ہے ' اور سلطان عبدالحمید کے ۲۵ لاکھہ پاونڈ بھی حرمین سے منگوا لئے ہیں - قسطنطنیہ سے ۲۵ میل کے اندر سامان جنگ کی فراہمی بھی اسکے لئے کچھہ مشکل نہیں ' پس عنقریب مدافعت کا اطمینان ' حملہ کے طرف متوجہ کردیگا -

(۵) عثمانی بحری قوا جسکے کچھہ ہیں ' ابتک اسے اس جنگ میں کام نہیں لیا گیا ' اب اگر شتلجا کی مدافعت میں دو جنگی جہاز بھی مددگار ہوگئے ' تو بلغاریوں کی حالت بارک سے بارک تر ہوجائے گی -

(۶) سقوطری ' سلانیک ' اور مناستر کی فتوحات کی تمام تر خبریں مشتبہ اور ناقابل اعتبار ہیں ' اور کچھہ عجب نہیں کہ محض چند مقاتلوں اور معرکوں کو فتح و نصرت کے ادعا کے ساتھہ شائع کردیا گیا ہو -

(۷) صلح کی خواہش کی اصلیت اس سے زیادہ نہ تھی کہ شاید باب عالی اور بلغاری اتحاد کے منعقعہ طور پر عارضی مہلت جنگ کی تاہم گھڑی چھڑا دی ہو ' اور باب عالی نے بھی سلسلہ جنبانی کو جاری رکھا ہو کہ بعض اسباب و مصالح سے مہلت کا نکل آنا اسکے لئے مفید ہو -

طلب گنجائش سے ہم اُن واقعات و قرائن صحیحہ کو بالتفصیل نہیں لکھہ سکتے ' جس سے لازمی طور پر یہ نتائج اخذ ہوئے ہیں - ہماری احتیاط اسکو پسند نہیں کرتی کہ امیدوں کے قائم کرنے میں زیادہ جوش اور ادعا سے کام لیں ' پھر حال یہ قیاسات ہی ہیں ' اور سب معاملات اللہ کے ہاتھہ میں ہیں -

---

براہ راست تاروں کا انتظام

آثار جنگ سے ہم نہایت مضطرب ہیں ' کہ صحیح حالات معلوم کرنے کا کوئی انتظام کرسکیں ورائے قسطنطنیہ کی حالت اس اعتبار سے واقعی قابل شکایت ہے کہ جو تار بھیجے جاتے ہیں ' وہ باوجود اس علم کے کہ قسطنطنیہ تک ضرور پہنچ گئے ہیں ' عموماً جواب سے محروم رہتے ہیں - آثار جنگ سے اس وقت تک مختلف ورقوں کے نام متعدد تار جا چکے ہیں ' مگر سوائے ایک تار کے کسی تار کا جواب نہیں ملا - بالآخر ہم نے ترکی کے بعض احباب کو خطوط لکھے اور تار کے ذریعے اہم واقعات کی تفصیل چاہی ' سر دست اسقدر انتظام تو ہم نے کرلیا ہے کہ ہر منگل یا جمعہ کو بالالتزام ایک تار ہفتے بھر کے اہم واقعات کی نسبت براہ راست ہمارے پاس آجائے اور وہ علاوہ روزانہ ضمیمے کے (جو محض لوکل اشاعت و واقعیت کے لئے شائع کیا جاتا ہے) جمعہ کے ہفتہ وار پرچے میں بھی درج ہوسکے - اسکے علاوہ اگر ہفتہ کے اندر کوئی غیر معمولی واقعہ پیش آئے گا تو اسکی اطلاع بھی بروقت مل جائے گی اور ضرورت اہمیت الہلال کے خریداروں میں بذریعہ مطبوعہ کارڈ یا روزانہ ضمیمے کے کسی نہ کسی طرح شائع کردینگے - ہم نے المرید قاہرہ کے نامہ نگار سے بھی انتظام کرنا چاہا ہے ' جو آجکل اڈریانوپل میں موجود ہے ' اور امید ہے کہ عنقریب منظوری کا آخری جواب مع خبر کے پہلے تار کے آجائے گا

افسانۂ عجم

عدد اصحی

— * —

خرسند ہیں ہم وسیلہ عید الاضحیٰ
ہو عید آپ کی صد سال اعتدال سے

— * —

ان فی ذالک لاٰیۃ لمن خاف عذاب الاٰخرۃ (۵۰ ۲)

اوراں میں علاءالدولہ نے امام بعطل حشر

[illegible]

Allied Press Calcutta

الهلال

۲۰ نومبر ۱۹۱۲

— * —

بسلسلۂ "الجہاد في الاسلام"

(۲)

عید اضحیٰ

— * —

الله اکبر! الله اکبر ! لا اله الا الله و الله اکبر!
الله اکبر و لله الحمد !!

— * —

ملما اسلما و تله للجبين وناديناه ان يا ابراهيم ! قد صدقت الرويا انا كذلك نجزي المحسنين - ان هذا لهو البلاء المبين ' و فديناه بذبح عظيم ' و تركنا عليه في الآخرين ' سلام على ابراهيم - (۳۷ : ۱۰۳) (۱)

— * —

ٹھیک ایسے پانچ ہزار دو سو تینتالیس برس پیشتر دنیا کے ایک گوشے میں کیسا عجائب و غریب انقلاب ہو رہا تھا ! ایک ہولناک اور وحشت انگیز ویرانی طاری تھا ' جسکی مہلک ریگ ' اور خشک سر زمین میں ہر طرف موت و ہلاکت پھیلی ہوئی تھی - ایک یکسر " وادي غير ذي زرع " (۱) تھی' جسکی سطح کے نمو پر زندگی کی سبزی و شگفتگی کا نام و نشان تک نہ تھا - لیکن رب السماوات و الارض کے در مخلص بندے تھے ' جنھوں نے انسانی زندگی کیلئے اسی صحراے ہلاکت کو ' آبادی کیلئے اسی بیاباں وحشت کو ' فلاحت و زراعت کیلیے اسی سر زمین خشک سال کو ' اور خداے واحد کی پرستش و عبادت کیلیے اسی صحرائی قربانگاہ کو منتخب کیا تھا - انکے چاروں طرف صحراے وحشت تھا ' مگر انکے اور پروہ خداے حکیم و قدیر تھا ' جو آبادیوں کا بخشنے والا ' اور زمینوں کی وراثت تقسیم کرنے والا ہے - انکے ہاتھ میں پتھروں کے ٹکڑے تھے' جنکو ایک دیوار کی صورت میں جمع کرنے جانے تھے '

(۱) پھر جب ابراهيم اور اسماعيل ' دونوں الله کے آگے جھک گئے ' اور ابراهيم نے اسماعيل کو ذبح کرنے کیلیے ماتھے کے بل گرادیا ' تو ہم نے پکارا کہ اے ابراهيم ! بس کرو ! تم نے اپنے خواب کو سچ کردکھایا ' ہم ایسا ہی نیک بندوں کو انکے ایثار نفس اور استقامت نفس و جان کا بدلہ دیا کرتے ہیں - بے شک یہ ایک نہایت کھلی ہوئی بڑی آزمائش تھی - اور ذبح اسماعیل کے بدلے میں ہم نے ایک بہت بڑی قربانی (یعنے صحف ابراهيمي کي يادگار ميں تا قيامت جاري رهنے والي قرباني) دیدی اور تمام آنے والی امتوں میں اس واقعہ عظیمہ کے ذکر کو قائم کردیا - پس سلام ہو راہ الہی میں اپنی قربانی کرنے والے ابراهيم خليل پر !!

(۲) یعنے ایسی سر زمین ' جہاں زراعت و فلاحت کا نام و نشان نہیں - حضرت ابراهيم نے اپنی دعا میں فرمایا تھا کہ " ربنا اني اسكنت من ذريتي بواد غير ذي زرع عند بيتك المحرم " یعنے الہی ! میں نے اس بیاباں مکہ میں اپنی اولاد لاکر بسائی ہے جہاں زراعت کا نام و نشان نہیں ' پس " وادي غير ذي زرع " اسی آیت سے ماخوذ اور اسی کی طرف اشارہ ہے -

اور زبان پر یہ دعائیں تھیں ' جو ادھر زبان سے نکل رہی تھیں ' اور اُدھر قوموں اور ملکوں کی قسمتوں کا فیصلہ ہو رہا تھا .

ربنا تقبل منا	الہی ! یہ ہمارے ہاتھ تیری پرستش '
انك انت السميع	اور تیرے جلال و قدوسیت کے نام پر جو
العليم ! ربنا	کچھ کر رہے ہیں ' اسکو قبول کرلے '
واجعلنا مسلمين	بیشک تو ہی دعاؤں کا سننے والا ' اور
لك و من ذريتنا	نیتوں کا دیکھنے والا ہے ! الہی ! ہم کو
امة مسلمة	اپنا مسلم ' اور اطاعت شعار بنا ' اور پھر
لك ' و ارنا	ہماری نسل میں سے بھی ایک ایسی ہی
منا سكنا و تب	امت پیدا کر ' جو ہماری طرح مسلم و
علينا ' انك	مومن ہو ! الہی ! ہم کو اپنی عبادت و بندگی
انت التواب	کے مقبول طریقے سمجھا دے ' اور ہمارے
الرحيم ! ربنا	قصوروں سے درگذر کر کہ تو ہی بڑا درگذر کرنے
وابعث فيهم	والا ' اور تو ہی اپنے عاجز بندوں پر مہربان ہے !
رسولاً منهم	الہی ! ہماری اس دعا کو بھی ان گھڑیوں
يتلوا عليهم	میں قبول کرلے کہ جو قوم ہماری نسل سے
اياتك ' و يعلمهم	پیدا ہو ' ان میں اپنا ایک ایسا برگزیدہ
الكتاب و الحكمة	رسول بھیجیو جو انکو تیری آیتیں پڑھکر
و يزكيهم ' انك	سنائے ' علم و حکمت کی تعلیم دے ' اور
انت العزيز	انکے نفوس و قلوب کی اصلاح کرے ' الہی !
الحكيم -	ان تمام باتوں کا تجھی کو اختیار ہے ' اور
(۲ ۱۲۴)	تیری ہی تدبیر اصلی تدبیر اور تیری ہی
	حکمت اصلی حکمت ہے !!

الله اکبر ! وہ کیسا وقت تھا ' جبکہ صدیوں اور ہزاروں برسوں کا فیصلہ چند لمحوں اور منٹوں کے اندر ہوگیا !! . الله اکبر الله اکبر ! لااله الا الله و الله اکبر ! الله اکبر ولله الحمد !!

* * *

یہ دعائیں اُن زبانوں سے نکل رہی تھیں' جنمیں سے ایک راہ الہی میں اپنے جذبات اور ارادے کی قربانی کرچکا تھا ' اور دوسرا اپنے جان و نفس کی - دونوں نے اپنی محبوب ترین متاعوں کو راہ الہی میں لٹا دیا تھا - ایک نے اپنے فرزند عزیز کو ' اور دوسرے نے اپنی جان عزیز کو ' دونوں مجاهد فی سبیل الله تھے ' اور اسلیے دونوں " مسلم " تھے - خدا نے ان دونوں کی دعاؤں کو قبول کرلیا اور اسطرح قبول کیا کہ دنیا کے پانچ ہزار برس کے حوادث وانقلابات بھی انکی قبولیت کی صداقت کو دھندلا نہ بنا سکے - وہ چند پتھروں سے چنی ہوئی چار دیواری ' جسکے چاروں طرف انسانی ہستی کی کوئی علامت نہ تھی ' کروڑوں انسانوں کا پرستش گاہ اور قبلۂ وحدہ بنی ' اور خدا کے جلال اور قدوسیت کے تمام عالم میں صرف اُسی کی چھت کو اپنا نشیمن بنایا - داود اور سلیمان کا وہ عظیم الشان ہیکل ' جس کو ہزاروں انسانوں کی سالہا سال کی محنت " و مشقت نے لمبے لمبے ستونوں اور گنبدوں کا ایک شہر بنا دیا تھا ' چند صدیوں تک بھی زندہ نہ رہسکا ' اور وحشی حملہ آوروں نے ڈھا دیا اسکی عظیم الہیئۃ دیواروں کو غبار بنا کر اڑا دیا ' لیکن چند پتھروں سے چنی ہوئی اس چار دیواری کے گرد ' دعاے ابراهیمی نے ایک ایسا آہنی حصار کھینچ دیا تھا کہ پانچ ہزار برس کے اندر انقلابات ارضہ و سماویہ نے سمندروں کو جنگل ' اور انسانی آبادیوں کو سمندروں کے طوفانوں کی صورت میں بدلدیا ' لیکن آجتک اسکی بنیادوں کو کوئی حادثہ اور کوئی مادی قوت صدمہ نہ پہنچا سکی ' یہاں تک کہ تاریخ عالم میں بھی ایک سر زمین ہے ' جسکی نسبت تاریخ دعوا کر سکتی ہے کہ اسکی مقدس اور محترم خاک آجتک غیر قوموں کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے محفوظ و مصئون ہے -

اولم یسروا انا جعلنا حرما امنا و یتخطف الناس من حولهم افبالباطل یومنون و بنعمة الله یکفرون ؟ (٢٩ : ٦٧)

کیا ہمارے اس قدرت کی نشانی کو لوگ نہیں دیکھتے' کہ ہم نے حرم مکہ کو (جو ایک عدم معروف و بے رونق خطہ تھا) امن اور حفاظت کا گھر بنا دیا ' اور ایک عالم نے اسکے ارد گرد ہجوم کیا پھر کیا لوگ باطل پر ایمان لائے اور اللہ کی نعمتوں کو جھٹلاتے ہیں ؟

اور اگر کسی قوم نے اسکی عزت و احترام کو مٹانا چاہا تو خداے قدوس کے دست کبریائی نے خود اس قوم کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا ·

الم ترکیف فعل ربک با صحاب الفیل ؟ الم یجعل کیدهم فی تضلیل وارسل علیهم طیراً ابابیل ترمیهم بحجارة من سجیل فجعلهم کعصف ماکول (١٠٦ : ١)

اے پیغمبر کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے اس لشکر کے ساتھ کیا سلوک کیا ' جو ہاتھیوں کا ایک غول لشکر مکہ پر حملہ آور ہوا تھا ؟ کیا خدا نے انکے تمام داؤ غلط نہیں کردیے ؟ اور اوپر عذاب کی پتھرستوں کے غول نازل نہیں کئے ؟ جنھوں نے انکو سخت تباہی میں مبتلا کردیا جو انکے لئے لکھدی گئی تھی یہاں تک کہ پامال شدہ کھیت کی طرح تباہ ہوگئے

یہ اس دعا کے پہلے ٹکڑے کی قبولیت تھی - باقی دو ٹکڑوں کو جس طرح خدا تعالی نے قبولیت بخشی ' اسکی صداقت بھی اس سے جلیل کی صداقت سے کم نہیں -

لقد من الله علی المومنین اذبعث فیهم رسولا من انفسهم یتلوا علیهم ایاته و یزکیهم و یعلمهم الکتاب و الحکمة و ان کانوا من قبل لفی ضلال المبین (٣ ٥٨)

بیشک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان کیا کہ (دعاے ابراھیمی کو قبول فرماکر) انہی میں سے انکی طرف اپنا رسول بھیجا جو انکو احکام الہی پڑھکرسناتا ہے ' انکے نفوس کا تزکیہ کرتا ہے اور انکو علم و حکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ سخت جہل وگمراہی میں مبتلا تھے

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد ١١

* * *

قرآن کریم میں ایک بہت بڑا حصہ انبیاے سابقین کے قصص و اعمال کا ہے - اسکا عام انداز بیان یہ ہے کہ وہ پہلے ایک خاص تعلیم پیش کرتا ہے ' اور پھر اس تعلیم کی صداقت کیلئے امم گذشتہ ' اور اعمال انبیاے سابقہ کے حالات و واقعات سے ایک خطابی استدلال کرتا ہے ' تاکہ امت مرحومہ کے سامنے تعلیم ' اور اسکے عملی نمونے اور نتائج ' دونوں موجود ہو جائیں -

لیکن تمام قرآن میں اگر مسلمانوں کے سامنے کوئی کامل زندگی ' اور کسی زندگی کے ارسر تا پا اعمال ' بطور نمونے کے پیش کئے گئے ہیں ' اور انکے اتباع کی دعوت دی گئی ہے ' تو وہ صرف دو نمونے ہیں - خود شریعت اسلامیہ کے داعی کریم علیہ الصلوة و التسلیم کی ذات (سورۂ احزاب) میں فرمایا کہ

لقد کان لکم فی رسول الله " اسوة حسنة " لمن کان یرجوا الله و الیوم الاخر و ذکر الله کثیرا (٣٣ : ٢١)

بیشک رسول اللہ کی زندگی میں تمہارے لئے (کہ اللہ اور یوم اخرت سے ڈرے ہو اور کثرت کے ساتھ اسکا ذکر کرنے والے ہو) پیروی و اتباع کے واسطے ایک بہترین نمونہ ہے -

اور پھر (سورۂ ممتحنہ) میں ملت حنیفی کے داعی اول حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا و علیہ السلام کی نسبت ارشاد ہوا :

قد کانت لکم " اسوة حسنة " فی ابراهیم و الذین معه (٦٠ : ٤)

بیشک تمہارے لئے ایک بہترین نمونۂ عمل حضرت ابراہیم اور انکے ساتھیوں کے اعمال زندگی میں ہے -

پھر اسی رکوع میں حضرت ابراہیم اور انکے ساتھیوں کی تعلیم کی تشریح کرکے مکرر کہا کہ -

لقد کان لکم فیهم " اسوة حسنة " لمن کان یرجوا الله و الیوم الاخر ' و من یتول فان الله هو الغنی الحمید (٦٠ ٦)

بیشک تمہارے لئے کہ اللہ اور یوم اخرت سے ڈرتے ہو ' ان لوگوں کی زندگی میں ایک بہترین نمونۂ عمل ہے اور جو شخص اس کی طرف سے منہ موڑلے ' تو اللہ تو انسانوں کے اعمال کا کچھ محتاج نہیں ہے -

میں نے ہمیشہ اس امر پر غور کیا ہے کہ -

(١) تمام قرآن کریم میں بیسیوں انبیاے سابقین کے حالات و اعمال بیان کیے گئے ہیں ' لیکن کسی کی تمام تر زندگی کو بطور ایک نمونے کے مسلمانوں کے سامنے پیش نہیں کیا ہے ' الا حضرت ابراہیم کی -

(٢) تمام قرآن میں " اسوۂ حسنہ " کا لفظ صرف تین مقامات میں آیا ہے اول سورۂ احزاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ' اور پھر سورۂ ممتحنہ میں دو مرتبہ حضرت ابراہیم کی نسبت - اسکی علت کیا ہے ؟

(٣) سورۂ احزاب اور سورۂ ممتحنہ ' قرآن سورتیں زیادہ تر احکام جہاد و قتال فی سبیل اللہ ' اور بعض معاملات کے نتائج و ورود ابتلاؤ آزمایش ' و عجائبات نصرت الہیہ کے بیان سے مملو ہیں - پھر یہ دونوں آیتیں جن رکوعوں میں آئی ہیں ' وہ بھی تمام تر ذکر جہاد پر مبنی ہیں - ضرور ہے کہ اسمیں بھی کوئی علت ہو -

(٣) دونوں مقامات میں پوری مماثلت ' حتی کہ اشتراک حرفیات بیان بھی موجود ہے - سورۂ احزاب میں اس آیت کا وہ موقعہ ہے جہاں جنگ احزاب یا جنگ خندق کے واقعات کا تذکرہ کیا ہے اور زیادہ تر ان منافقین اور ضعف القلب اشخاص کا حال بیان کیا ہے جو اپنی تئیں ہزار کی جمعیت کے مقابلہ میں جملہ آوروں کی دس ہزار مسلح اور متحدہ فوج دیکھکر گھبرا اٹھے ہیں - پھر اس نصرت الہی کا حوالہ دیا ہے ' جس نے محصورین کو کامیاب کیا اور تمام حملہ آور ناکام و خاسر واپس گئے ھذالک ابتلی المسلمون و زلزلوا زلزالا شدیدا -

یہی حال سورۂ ممتحنہ کے پہلے رکوع کا ہے - فتح مکہ سے بیشتر جب آنحضرت نے چڑھائی کا ارادہ کیا ' تو حاطب بن ابی بلتعہ نامی ایک صحابی نے ' جنکے اہل و عیال مکہ میں موجود تھے انہوں نے پوشیدہ طور پر انکو اطلاع دیدی کہ آپ نے تحفظ کا انتظام کر رکھیں - وحی الہی سے یہ حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف ہوگیا اور آدمی دوڑاکر وہ خط راہ سے واپس منگوالیا ' اسپر یہ سورہ نازل ہوئی -

یا ایها الذین امنوا لا تتخذوا عدوی و عدوکم اولیاء تلقون الیهم بالمودة وقد کفروا بما جاءکم من الحق (٦٠ : ١)

مسلمانو ! اُن کافروں اور دشمنان توحید کو اپنا دوست نہ بناؤ جو ہمارے اور تمہارے دونوں کے دشمن ہیں - (یہ کیسی بات ہے کہ) تم انسے نامہ وپیام جاری رکھتے ہو ؟ حالانکہ تمہارے پاس جو حق وصداقت اللہ کیطرف سے آئی ' وہ اس سے انکار کرچکے ہیں ؟

حضرت ابراہیم اور انکے ساتھیوں کے " اسوۂ حسنہ " پر اسی رکوع میں توجہ دلائی گئی ہے -

پھر آیات متعلق حرب و قتال و تشریق جہاد فی سبیل اللہ میں اس "اسوۂ حسنہ" پر توجہ دلانے کی کیا ضرورت تھی ؟

(۱)

اصل یہ ہے کہ قرآن کریم اسلام کی جس حقیقت کو دنیا کے آگے پیش کرنا چاہتا تھا ' اسکے لحاظ سے اگر کوئی زندگی " اسوۂ حسنہ " ہوسکتی تھی ' تو وہ صرف حضرت ابراہیم ہی کی زندگی تھی - اسلام ایک صداقت ہے ' اور اسلیے دنیا میں آنوقت سے موجود ہے ' جس وقت سے کہا جاسکتا ہے کہ دنیا میں صداقت ہے ' لیکن اس صداقت مبین کو ایک شریعت الہیہ کی صورت میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم ہی نے پیش کیا تھا ' اور یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے ہرجگہ انکو ملت حنیفی کے اولیں داعی کی حیثیت سے پیش کیا ہے اور انکی سب سے بڑی خصوصیت یہ بتلائی ہے کہ :

اذ قال لہ ربہ اسلم ا جب حضرت ابراہیم سے انکے پروردگار نے کہا کہ قال اسلمت لرب مسلم (یعنے سچے فرمان بردار) ہوجاؤ ' تو انہوں العالمین (۲ ۵۴) نے کہا کہ میں اسلام لایا تمام جہانوں کے پروردگار کیلئے

چونکہ حضرت ابراہیم اسلام کے پہلے داعی تھے ' اسلیے انکا وجود یکسر پیکر اسلام تھا ' اور اپنے ہر عمل حیات کے اندر اسلام کی حقیقت کا ایک عملی نمونہ رکھتا تھا - وہ اسلام کے واعظ تھے ' اور واعظ کے لیے اولین شے یہ تھی کہ تعلیم کے ساتھ خود اپنی زندگی کا عملی نمونہ بھی پیش کردے ' اور جن حقیقتوں کی طرف دنیا کو دعوت دیتا ہے ' انکو سب سے پہلے اپنے اوپر طاری کردے - حضرت ابراہیم نے اُن حقائق کو اپنے اوپر طاری کیا ' اسلیے انکا ہر عمل از سرتاپا صدائے اسلام تھا اور وہی پیروان اسلام کیلیے عملی نمونہ یا " اسوۂ حسنہ " ہوسکتا تھا - یہی سبب ہے کہ خدا تعالی نے انکی زندگی کے تمام اعمال ہمیشہ کیلیے محفوظ کردے ' اور انکے دل کو بعالے دوام عطا فرمایا - دنیا کے بڑے بڑے کشور رستاروں ' عظیم الشان فاتحوں ' اور خشکیوں اور سمندروں پر حکمرانی کرنے والی قوموں کو ہم آثار قدیمہ کے کھنڈروں پریدہ قبروں ' قومی روایتوں ' اور تاریخ کے کہنہ اوراق میں صرف دیکھ سکتے ہیں ' مگر تمام مجمع اولین و آخرین میں ایک انسانی ہستی بھی ایسی نہیں ملسکتی ' جسکے اعمال حیات ' صفحوں اور مٹی کے ڈھیروں میں نہیں ' بلکہ کروڑوں زندہ انسانوں کے اعمال کے اندر اپنی حیات کا ثبوت دیسکتے ہوں - دنیا کی نویں تاریخ کو دنیا کے سامنے " اسوۂ ابراہیمی " کی لازوال زندگی کا کیسا عجیب منظر ہوتا ہے ' جبکہ تاریخ کئی ہزار برس آگے ڈھکر لوٹتی ہے ' تاکہ اسلام کے داعظ اول کی زندگی کو ایک مرتبہ پھر دہرا دے - لاکھوں انسانوں کا مجمع ہوتا ہے ' جن میں سے ہر وجود پیکر ابراہیم بن جاتا ہے اور " مقام خلت " کی سلطنت ' تعین اور تشخص کو فنا کرکے اس پورے مجمع کو ایک " ابراہیم خلیل " کی صورت میں نمایاں کردیتی ہے !

ربنا و ابعث فیہم رسولا منہم یتلوا علیہم آیاتک و یعلمہم الکتاب و الحکمۃ و یزکیہم انک انت العزیز الحکیم (۲ : ۱۲۹)

اور ہم نے حضرت ابراہیم اور انکی اولاد کو اپنی رحمت میں سے بڑا حصہ دیا اور انکے لئے ایک اعلی و اشرف (طریق) ذکر خیر دنیا میں باقی رکھا -

وہبنا لہم من رحمتنا و جعلنا لہم لسان صدق علیا (۱۹ : ۴۴)

آج ذی الحجہ کی نویں تاریخ ہے ' جبکہ یہ سطور قلم سے نکل

ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم ' ربنا لیقیموا الصلوۃ فاجعل افئدۃ من الناس تہوی الیہم وارزقہم من الثمرات لعلہم یشکرون (۱۴ : ۴۰)

زاد ہی غیر ذی زرع

ایام حج میں

اذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا ' وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق (۲۲ : ۲۸)

رہے ہیں - چشم تصور سے دیکھئے تو آپکے سامنے زندگان معاصیں کا ایک شہر آباد ہے - لاکھوں انسان ایک ہی لباس اور ایک ہی صدا کے ساتھ ایک ہی کیلیے دیوانہ وار دوڑ رہے ہیں - بیشک " ابراہیم خلیل " کا وجود فنا دنیا میں باقی نہیں رہا ' لیکن کیا ان لاکھوں عاشقان الہی میں سے ہر عاشق ' اُسی عاشق اول کے فیضان عشق سے مستفیض نہیں ہے ؟ اگر ہے تو یقین کیجیے کہ " خلیل اللہ " آج بھی زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا - جبکہ میدان حج میں لاکھوں انسانوں کی زبانوں سے صدائے لبیک ! لبیک ! اللھم لبیک نکلتی ہے ' تو اُس ایک ہی ابراہیم خلیل کی صدا ہوتی ہے جس نے آج سے پانچ ہزار برس پیشتر اپنے درست کی صدائے یا عبدی کے جواب میں عاشقانہ محویت کے ساتھ لبیک کا نعرہ لگایا تھا - وہ ایک ہی وجود کے اندر کب محدود تھا کہ فنا ہو ؟ وہ تو اپنے اندر ایک پوری اُمت رکھتا تھا ' اسلیے آج اُمت کی صورت میں موجود ہے ' اور قیامت تک رہے گا :

ان ابراہیم کان امۃ قانتا للہ حنیفا ولم یک من المشرکین (۱۶ :)

بیشک ابراہیم (ؑ) اطاعت شعار اُمت تھا حنفا کا ہو رہا تھا -

لیس للہ بمستنکر * ان یجمع العالم فی واحد !

باقی آیندہ

مقالات

الاسلام و الاصلاح

— * —

(۲)

چنانچہ انہوں نے لکھا ہے کہ

"ہم پر واجب ہے کہ ہم دمدوکی شکایت کو سنیں اور ہر ایسے امر کا تدارک کریں جو انکے مصالح کے خلاف ہو۔ علامہ قرافی کہتے ہیں کہ مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ کمزور ذمیوں کے ساتھ نرمی سے پیش آئیں، انکی ضرورتوں کو پورا کریں، بھوکوں کو کھانا کھلائیں، ننگوں کو کپڑا پہنائیں، ایسے آہستگی اور نرمی سے گفتگو کریں، اگر وہ ہمسایہ ہوں، اور کسی قسم کی ان سے تکلیف پہنچے، تو گو اسکی دفع کرنیکی قدرت ہو، لیکن پھر بھی برداشت کرنا چاہیے۔ نہ اسلیے کہ ان سے ڈرنا چاہیے یا انکی تعظیم کرنا چاہیے، بلکہ اسلیے کہ انکے ساتھ نرمی کرنا چاہیے اور انکو مخلصانہ طور پر نصیحت کرنا چاہیے، اگر کوئی انکو تکلیف پہنچائے تو انکو اس تکلیف سے بچانا چاہیے اور انکے مال و عیال اور آنور کی حفاظت کرنا چاہیے۔ خلاصہ یہ کہ انکے ساتھ وہ تمام برتاؤ کرنا چاہئیں جو ایک کریم الاخلاق شخص کے لیے زیبا ہیں"

اس فتوی سے دو نتیجے پیدا ہوتے ہیں -

(۱) ذمیوں سے مشورہ کرنے کو اسلام جائز رکھتا ہے -

(۲) یہودیوں اور عیسائیوں سے کام لینے کو اسلام جائز رکھتا ہے -

اسکی تائید علامہ ماوردی کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ "اگر یہودی یا نصرانی کسی عہدہ کے لئے کارکن ہو تو شرعاً اسکے تقرر سے کوئی امر مانع نہیں گو وہ عہدہ وزارت ہی کیوں نہو" -

اصول شریعت اسلامیہ کو جب ہم غور سے دیکھتے ہیں تو اسمیں بھی کوئی ایسا قاعدہ نہیں پاتے جو مجلس نیابی (پارلیمنٹ) کے خلاف ہو بلکہ دو مشہور عالموں کے اقوال سے اسکی تائید ہوتی ہے - ابن العربی کہتے ہیں کہ "قواعد شریعت کی رو سے امام مشورہ کرنا عند کسی استثناء اور بغیر کسی تفریق کے واجب ہے" چنانچہ خود رسول معصوم اور انکے بعد کے لوگوں نے ایسا کیا" اور علامہ تعتازانی کہتے ہیں کہ "مجلس شوریٰ کے تمام اعضا بمنزلہ امام واحد کے ہیں"-

علاوہ ان دو مشہور عالموں کے صلاح الدین، عبد الحلیم، حجۃ الاسلام امام غزالی، اور بہت سے علما سے منقول ہے کہ قوم سے ملکی معاملات میں مشورہ کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ اسلام کا اصول حکومت اور اصلی نظام خلافت ہے -

لیکن یہ کون نہیں جانتا کہ متاخرین سلاطین اسلام نے ملکی معاملات میں استبداد سے کام لیا اور حکومت و اختیارات اپنے لئے مخصوص کرلئے، یہاں تک کہ لوگ یہ سمجھنے لگے کہ ذیرہ سرشت سے رائے عشائرہ میں جسقدر نقائص ہیں، وہ صرف اسلیے ہیں کہ دائرہ اسلام تنگ ہے اور وہ غیر مسلم کے حقوق کا ضامن نہیں ہو سکتا - مگر یہ خیال ان لوگوں کے ذہن میں آسکتا ہے جو اسلام سے واقف ہیں ورنہ اسلام تو عدل گستری، انصاف پروری، اور شخصی اغراض سے پاک ہونیکی دعوت دیتا ہے - چنانچہ ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان صفات سے موصوف ہونا قیامت کے روز نور، سرور، فلک، اور خط امن کا ذریعہ ہے - ابن خلدون امام کے ضروری صفات میں لکھتا ہے "کہ امام ایسا شخص ہونا چاہیے جو جمہور (پبلک) کے حقوق کا لحاظ کرے اور سب کیلیے نیکی کی راہیں آسان کردے خواہ ذمی ہو یا مسلمان" سید حسن اپنے خط میں جو انہوں نے اس عناد کو لکھا ہے، لکھتے ہیں "اصول شریعت کا مقتضی ہے کہ امام کے تمام تصرفات کا مبنی مصلحت عامہ کا ارادہ ہو" ابن نجیم کتاب الاشباہ والنظائر میں لکھتے ہیں کہ "امام کے تمام تصرفات وابستہ ہیں مصلحت عامہ کے ساتھ - امام کا کوئی فعل جسکا تعلق امور عامہ سے ہو شرعاً اسوقت تک نافذ نہیں ہوگا جب تک کہ مصلحت عامہ کے موافق ہو، اگر مخالف ہوگا تو نافذ نہیں ہوگا"

مسلمانوں میں علماء راسخین کو اس امر سے انکار نہیں ہے کہ ممالک اسلامیہ میں اضمحلال و طوائف الملوکی، سلاطین کے ساتھ علماء اسلام کی مداہنت اور انکے ہر قسم کی ناجائز و جائز حرکات سے چشم پوشی کرلینے سے پھیلی - سید محمد نورس لکھتے ہیں کہ ان علما کے جہل نے عوام میں یہ خیال پیدا کردیا ہے کہ اصلاح و حریت، مدنیت و مساوات، اسلام کے خلاف ہیں اگر درحقیقت ایسا ہے تو ہمکو مسلمانوں کی تاریخ سے مانوس ہوجانا چاہیے۔ بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ ذات عالی نے تمام دنیا کو اب تک مغالطہ میں رکھا ہے -

لیکن جس شخص نے شریعت اسلامیہ کا مطالعہ کیا ہے وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ جن امور کو ارباب غرض اسلام کیطرف منسوب کرتے ہیں اسلام ان سے بمراحل دور ہے اور عقل کہتی ہیں کہ "حکومت کو چاہیے کہ ان امور سیاست میں جو شرعی ہیں اور منصوص نہیں ہیں اپنی دوراندیشہ نظر کو وسیع کرے حکومت کو غیر منصوص امور میں تصرف نہیں کرنا چاہیے جو اسکے خلاف سمجھتا ہے وہ غلطی کرتا ہے"

بعض مغربی مصنفوں کا یہ خیال ہے کہ جب تک مسلمان نصوص قرآنیہ کے پابند رہینگے، کبھی مدنیت میں ترقی نہیں کرسکتے اسلیے کہ اسلام علوم و معارف کے مناسب نہیں، مگر انکو یہ وہم اسلیے پیدا ہوا کہ وہ مقاصد قرآن (کریم) سے ناواقف ہیں - تاریخ اسلام شاہد ہے کہ علماء عرب نے علوم و فنون حاصل کیے، حکمت کی کتابیں بقراط، ارسطو، اقلیدس وغیرہ کی کتابیں عربی میں ترجمہ کرائیں، اور آج مدارس عثمانیہ کے نصاب میں ایسے فنون کی کتابیں لازمی طور پر داخل ہیں، جنکے متعلق ان مصنفوں کا یہ خیال ہے کہ وہ اسلام کے خلاف ہیں، حالانکہ وہاں کسی مسلمان نے اسپر اعتراض نہیں کیا - اور سب سے تو یہ کہ دو اسلامی سلطنتوں مصر اور قسطنطنیہ نے ایک زمانہ طلبہ کی انہی علوم کی تکمیل کرلئے یورپ بھیجا جاتا ہے - اسلئے یہ دلیل روشن ہے کہ اسلام نے علوم کیلئے کوئی حد معین نہیں کی ہے -

اسلام کے متعلق یورپ میں اس غلط فہمی کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ یورپ اسلام کو شمشیر و قوت کا مذہب سمجھتا ہے لیکن یہ غلط ہے کہ اسلئے قرآن (کریم) میں ہے "وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین" دوسری آیت میں ہے "لا ینھاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین و لم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم و تقسطوا الی اللہ یحب المقسطین"

خلیفہ ثانی نے بطریق بیت المقدس سے جو معاہدہ کیا تھا اسمیں انکی جماعت کی حفاظت کیگئی تھی اور انکو چند امتیازات دیے گئے تھے جو پورے کیے گئے - اسکا یہ نتیجہ ہوا کہ عیسائی مسلمانوں کے ماتحت رہکر بھی بیخوف، ترقی پذیر، اور خوشحال رہے بلکہ بسا اوقات اپنے ہموطن مسلمانوں سے زیادہ ترقی انہیں نصیب ہوئی -

دولت عثمانیہ میں مساوات کے اسباب

جو شخص وقت نظر کے ساتھہ ان جزئیات کے بحث کریگا ' جو وقتاً فوقتاً مشرق میں ہوتی رہتی ہیں ' وہ اس نتیجہ پر پہنچ جائے گا کہ در اصل وہ انگلیار اعیار کے ہاتھہ ہے جو مناسب مواقع پر لوگوں کو امادۂ فساد کرنے ہے اور وہ اپنی سادہ لوحی کی وجہ سے یہ نہیں سمجھتے تھے کہ اسکا انجام اسدرجہ کشت وخون اور تباہ ہولناک واقعات ہونگے - دور ' موارمہ ' صفالدہ ' اور بلغاریوں کے واقعات اسی ذیل میں ہیں -

میں ان مرتکبین وقائع کو بےگناہ ثابت کرنا نہیں چاہتا بلکہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اسلام نے قتل صرف دفاع کیلیے جائز رکھا ہے ' چنانچہ قرآن (کریم) میں ہے فان انتہوا فلا عدوان الا علی الظالمین -

اسمیں کوئی شک نہیں کہ بعض مسلمان عدب دیدی میں بہت زیادہ غلو کرتے ہیں لیکن یہ غلو خالص ترکوں میں بہت کم ہے جنکی تعداد کئی ملین ہے - زیادہ تر یہ غلو ان باشندگان ملک میں ہے جو اپنے ملک کے فتح ہونیکے بعد خود بھی خلافۂ اسلام میں داخل ہوگئے ' لیکن اسلام نے انکے طبائع پر بہت کم اثر کیا ' اسلئے انکی قدیمی جاہلی عداوتیں ' سنگدلی اور حیوانیت کا شوق ' اپنی اصلی حالت پر باقی رہیں - در حقیقت یہ سخت غلطی ہے کہ انکے یہ صفات تلاوت قرآن کا نتیجہ قرار دیجاویں اسلیے کہ عثمانی رعایا میں عرب کے علاوہ دیگر وہ میں عربی نہیں جانتیں ' اور اسلئے قرآن نہیں سمجھتیں -

ہمارے اس قول کی تائید ان سیاحان یورپ کے بیان سے بھی ہوتی ہے جنھوں نے دولت سلجوقیہ کے زمانہ میں ترکی صوبوں کا سفر کیا ہے - انکا یہ بیان ہے کہ " ترکوں کا مثلل طبع مہمان کی تعظیم ' انتظام کی اطاعت ' اور اہل ذمہ کے ساتھہ لطف و مہربانی کی طرف ہے "-

اگر موقع ہوتا تو میں زیادہ تفصیل کے ساتھہ لکھتا مگر ان لوگوں کے رد میں جو کہتے ہیں کہ قرآن (کریم) مانع اصلاح ہے یا یہ کہ علوم و فنون کی تحصیل سے روکتا ہے یا اہل ذمہ پر جور وستم کو جائز رکھتا ہے صرف اسقدر لکھنا کافی سمجھتا ہوں کہ اسلام اہل ذمہ کو مذہبی آزادی دیتا ہے ' مسلم اور غیر مسلم رعایا میں مساوات قائم کرتا ہے ' اور انکو ذمی نے ملکی معاملات میں مشورہ کرنے سے نہیں روکتا -

آثار اصلاح

اصلاح (جسکا وعدہ سنہ ۱۸۵۶ء میں کیا گیا تھا) اُس کی ناکامیابی کا اعلان صحیح نہیں - خدا کرے اسلام مانع اصلاح ہے میں دکھلا چکا ہوں کہ بالکل غلط ظاہر ہوگا اگر یہ اعتقاد رکھا جائے کہ دولت عثمانیہ اصلاح نہیں ظاہر کرتی ہے وہ اسکے اصلی حیالات نہیں ہیں -

دولت عثمانیہ کے لئے سب مشکلات در پیش ہیں - آبادی مختلف عناصر سے مرکب ہے ' جسکے عقائد و اغراض مختلف و متضاد ہیں ' جس پر وہم قرسی کا قبضہ ہے ' جس پر تعصب مذہبی و جنسی چھایا ہوا ہے -

اسکی آبادی میں پہاڑی دوسروں کا عنصر بھی ہے ' جو کینہ پرور ' انتقام پسند ' اور فتنہ پرداز ہیں - جنکی عام عادت فساد ' خونریزی ' وحرمت دری ہے - یہ حالات دولت عثمانیہ ہی کے ساتھہ مخصوص نہیں ' یورپ نے بھی قرون وسطیٰ میں وہ تمام واقعات گزرچکے ہیں کون ایسا ہے جو ان تعارضوں سے واقف نہیں جس میں ہواروں دنگا ہونیکے خون سے زمین لالہ گوں ہوگئی تھی - مختلف عناصر و متعدد اقوام پر حکمرانی کرنے سے زیادہ مشکل کوئی شی نہیں ہوسکتی تاہم باوجود ان تمام موانع حد درجہ کے دولت عثمانیہ اصلاح کی ہمیشہ کوشش کرتی رہی -

یہاں تک کہ غیر مسلم رعایا نے جب شکایت کی کہ جزیہ کی وجہ سے انمیں اور مسلم رعایا میں اک گونہ تفریق ہوتی ہے ' جو اصول مساوات کے خلاف ہے تو دولت عثمانیہ نے جزیہ بھی موقوف کردیا - اسی طرح مذہبی آزادی کا مطالبہ کیا گیا تو قانون ارتداد منسوخ کردیا گیا پس یہ مبالغہ نہیں کہ مساعی اصلاح میں دولت عثمانیہ کی کامیابی کے شواہد نہایت کثرت سے بیان کیے جاسکتے ہیں -

اور یہ تو میرے علاوہ اور انگریز و روسی مصنفین نے بھی نہایت تاکید سے لکھا ہے کہ عثمانی کاشت کاروں کے جس حال ' نا امنی و بدحوالی ' باغات کی سرسبزی ' کھیتوں کی پیداوار ' اور انکے جانوروں کے موٹے تازے ہونے پر غیر عثمانی کاشت کار رشک کرتے ہیں - عیسائی کاشت کاروں کے گرجے ہر جگہہ ہیں اور بلغاریہ مزارعین کی حالت مسلمان مزارعین سے کہیں زیادہ اچھی ہے -

جو شخص ان حالات کو جانتا ہے اسکو سخت حیرت ہوتی ہے کہ ان حالات کے ساتھہ ان روایات ظلم و تعصب کو کیونکر منطبق کرے جو دولت عثمانیہ کے متعلق بیان کیے جاتے ہیں - میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ اس قسم کی افواہ اڑانے والے چند خود غرض لوگ ہیں جو اپنے مصالح کیلیے خالق عالی کو بدنام کرتے ہیں اور اسکا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اجتک کوئی دلیل وتسلیم دلیل ان لوگوں نے نہیں پیش کی اور یہ ظاہر ہے کہ کوئی الزام بغیر ثبوت کے کسیطرح قابل تسلیم نہیں ہو سکتا -

دولت عثمانیہ میں اسوقت تک جس قدر اصلاحات ہو چکی ہیں اسکا وہی شخص اندازہ کرسکتا ہے جو دولت عثمانیہ کے گذشتہ حالات سے واقف ہے - ابتداء تو اسی کا نہیں کہا جاتا تھا کہ دولت عثمانیہ میں اصلاحات کا ہونا بھی ممکن ہے ' لیکن جسقدر قلیل مدت میں عظیم الشان اصلاحات جاری ہوگئیں اسکی نظیر یورپ میں بھی نہیں ملسکتی - اسوقت ضرورت صرف اسکی ہے کہ وسیع پیمانہ پر اس روح دولت عثمانیہ کو ملے -

موجودہ سفیر برطانیہ کی قابلیت مشہور و معروف ہے - انکا مقولہ ہے کہ اعضاء مجلس شوریٰ عثمانیہ یورپ کی دیگر مجالس شوریٰ کے اعضا سے ذکاوت و قابلیت میں کسی طرح کم نہیں ہیں انکے مباحثوں بہت سے ایسے کام انجام پاچکے ہیں ' جو حب وطن کی روشن دلیل ہیں -

وہ مجلس اصلاح انتظام ' ترویج نظامہائے جدید ' مختلف عناصر سلطنت کا اتحاد ' اور مصلحت عامہ کے مرکز نظر ہونیکی ایک مثال ہے ' یہ مجلس اس امر کی دلیل ہے کہ عثمانیوں کے آئندہ تمام کاموں کا محور وطن اور نفع وطن ہوگا "

ہمکو مسلمانوں کے متعلق یہ بدگمانی نہیں کرنا چاہیے کہ وہ مجلس شوریٰ سے بھاگتے ہیں - یہ قطعاً غلط ہے - ایک مشہور متکلم علامہ احمد بن علاء الدین کہتے ہیں کہ " غیر مسلم کی پیروی کرنا جائز ہے ' بشرطیکہ ملک کے فائدہ کیلیے ہو " -

عثمانی قوم کی روش جبلی و اصلاح حال کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ تمام ملک میں مختلف زبانوں میں بہت کثرت سے اخبارات و رسائل شائع ہوتے ہیں ' جسمیں ملک کے حالات ' یورپین اخبارات کے حالیے ' ارباب سیاست کے حالات ' موجودہ علوم اور نئے انکشافات کے تذکرے ہوتے ہیں - یہ معلوم ہے کہ اہل مشرق نہایت ذکی الطبع و زود فہم ہوتے ہیں - ان اخبارات کا انکے طبائع پر بہت جلد اثر پڑتا ہے - ٹائمز ' ڈیلی نیوز ' کانسٹیٹیوشنل گورنمنٹ وغیرہ کے متعلق آج ہم ذکاءداروں کو باتیں کرتے سنتے ہیں - کیا دس برس پہلے بھی یہ حالت تھی ؟

(باقی آیندہ)

شئون عثمانیہ

لڑائی کی اعلب رو

—*—

ایک تجربہ کار فوجی افسر کے قلم سے

سنہ ۱۸۷۸ ع میں روسی لشکر کے مقدمۃ الجیش نے حوشی کی ترنگ میں جب اس صوبہ کو عبور کیا ' جو مناظر بحیرہ مار مورا اور انکی نگاہوں میں حائل تھی ' تو انکو دور سے افق پر ایک سیاہ دھبہ سا انکی جانب حرکت کرتا ہوا دکھائی دیا -

اسکے بعد جو کچھ ہوا اسکا ذکر میں کئی مرتبہ اپنے ایک دوست جرمن افسر کی زباں سے سن چکا ہوں - سپاہ دلوں میں بھی حمکتی ہے اور پھر آں کی آں میں غائب ہو جاتی ہے - ٹھیک اسی طرح تمام روسی بہادروں کی خوشی چھن گئی ' اور چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں ' بحری طاقت کا بھرم ایک آں واحد میں نکل گیا ' استمرول پھر اسی طاقت کا حق مانا گیا ' جو اس سے پہلے بحری راستوں پر حکومت کرتی تھی - یہ بھی ثابت ہوگیا کہ روسیوں کی ساری فوج ملکر بھی آسے ترکی سے نہیں چھین سکتی - اسمیں کوئی کلام نہیں کہ لارڈ بیکنس فیلڈ کی " عورت صلح " کی پکار اسی علم کی بنیاد پر تھی -

اسوقت ایک نہایت ہی قلیل التعداد ترکی فوج ہم میدان جنگ میں بھیجنے کیلئے تیار کرسکے (کل ۷۲,۰۰۰ جواں) روسی طاقت اور اسکی فوجی تیاریوں کو بدیش نظر رکھکر اسوقت ترکی کی جو حالت تھی ' وہ ریاستہائے دلقاں و یوناں کے مقابلہ میں آج کی حالت سے بہت بدتر تھی - اب جبکہ وہ اس حالت میں بھی ایک نہایت سخت مقابلہ میں کامیاب ہو چکی ہے ' تو ہمارے اس کہنے میں کونسا بعد عقلی ہے کہ وہ یقیناً موجودہ حملہ آوروں کا بھی باوجود انکی عظیم الشان تیاریوں کے ' قلع و قمع کر دیگی - کیونکہ وہ پہلی سی شوکت و عظمت کے ساتھہ درۂ دانیال اور بحیرہ اسود پر حکمراں ہے -

کسی قوم کی حربی طاقت کا اندازہ ہمیشہ اسکی فوج کی تعداد کی کمی بیشی اسر اور اسکی نقل و حرکت کی رفتار کے حاصل ضرب سے ہوا کرتا ہے ' اسلئے جریعاں نمرد آرما کی توپوں ' بندوقوں ' سامان اسلحہ ' اور دیگر حرب کو دیکھکر جو اندازہ فریقین کی قوتوں کا کیا جائے گا ' وہ محض فرضی ہوگا - قوتوں کا اندازہ ہرگز صحیح نہیں ہوسکتا ' جبتک کہ رائج الوقت معربی قواعد کے موافق سڑکوں ' ریلوے لائینوں ' جدید رسانی کے وسائل اور رسد و سامان حرب رسانی کے ذرایع کا پورے طور سے موازنہ نہ کیا جائے -

تعداد فوج اور دیگر حرب بیشک فریقین کی قوتوں کے موازنہ کے لیے ایک صحیح معیاس کا کام دیسکتے تھے ' اگر فیصلہ کن جنگ فریقین کے حدود مشترکہ سے ہزاروں میل کے فاصلہ پر وقوع پذیر ہوتی ' لیکن بصورت موجودہ ترکوں کو بھلا ایسی کونسی ضرورت درپیش ہے کہ وہ خواہ نخواہ جنگ کیلئے ایسے محل کا انتخاب کریں ' جسسے انکو کئی طرح سے نقصان ہے - سین استی فانو کے بعد ترکی اور انگریزی افسروں کے درمیاں پورا مباحثہ ہوچکا ہے - لہذا اب یہ امر کسی طرح بھی قابل تسلیم نہیں ہوسکتا کہ ترک اپنے معید مطلب مواقع سے جا اٹھا ہوں -

جنگ ہائے ماقبل میں ترکوں کیلئے ہمیشہ اپنے ایشیائی مقبوضات کے مرکزی مقام سے فوجی جمعیت اور سامان حرب کے ذخائر کا میداں جنگ میں لانا ایک حل طلب معمہ رہا ہے - امواج متعینہ حدود شرقیہ کی نقل و حرکت اور انکی تیاری کیلئے مہینوں کی ضرورت ہوا کرتی تھی - ابتدائے سفر میں ہزاروں تو طعمہ نہنگ اجل ہوجاتے تھے ' اور اسی قدر جھوڑکر چلے جاتے تھے - مزید براں حدود کا کیریا (کوہ قاف) کی جانب سے روسی حملہ کا دائمی خوف ترکوں کے بہت بڑے اور معتد حصہ کو ہمیشہ ناکارہ رکھتا تھا ' لیکن آج ملک کی حالت بالکل بدل گئی ہے - ابسطائی پہاڑوں کے حربی حوالی میں رتل کے جاری ہوجانے اور بحری راستہ کے کھل جانے سے یہ تمام فرضی خطرات بھاپ بنکر اڑگئے ہیں - قسطنطنیہ اور تریبی روند کے مابین ۵۶۰ میل کا فاصلہ ہے - بحری راہ سے یہ طول طویل فاصلہ کل دو دن کا قلیل سفر رہگیا ہے - بحیرہ اسود میں آج جتنے جہاز آمد و رفت کیلئے موجود ہیں ' وہ بوقت ضرورت اس کام کیلئے کافی ہیں اگر ترکی حکومت زمانہ گذشتہ میں کل ڈھائی لاکھہ فوج معربی حدود پر لےجاسکتی تھی ' تو اب ترکی حکومت ضرورت پڑنے پر اس سے لگبھگ فوج اسی قدر مصارف برداشت کرنے پر ایسی عجلت سے محل ضرورت پر پہنچا سکتی ہے ' جو آج سے پہلے کسی کے وہم و گماں میں بھی نہیں تھی -

اب ہم تھوڑے عرصہ کیلئے فرض کرلیتے ہیں (گو یہ مفروضات نہایت ہی عدم امکان الوقوع اور واہمہ کی حد تک پہنچ جاتے ہوں) کہ یورپین سرحدوں پر معاملات نہایت ہی نازک صورت اختیار کرلیں اور ترکی اپنے اندر بہت بڑا استحکام اور اجتماع پیدا کرکے جرمنی کی سی تیاریوں کے ساتھہ بڑھیں ' اور بہادر ترکوں کو مقدونیہ سے ہٹا کر واپس چلے جانے پر مجبور کردیں ' اور کہ یونانی بڑا ایسا عجلت الصرف ہوجائے کہ وہ بحیرہ ایجئس پر حکمراں ہوجائے - لیکن پھر بھی اس سے کوئی نتیجہ حاصل نہیں ہوگا - جس بہتر سے بہتر طریقہ سے ممکن ہوگا ' تمام عثمانی جاں فروش ایڈریا نوپل سے لیکر قسطنطنیہ تک پہنچ جائینگے ' اور جانے وقت راہ میں کل عیسائی رعایا کو تلوار کی گھاٹ اتارے جائینگے [ترک مسلمان ہیں اور اسلام میں تو دشمنوں کے درختوں تک کو کاٹنا منع ہے ' بچوں اور غیر محارب رعایا کا تو کیا ذکر -]

ولنگٹن نے مراسلوں کے سامنے ویرانی اور وحشت کا سماں پیش کرنے کی غرض سے تمام جزیرہ پر بنگال کو خالی کردیا تھا ' تو ایسی صورت میں کونسی وہ اخلاقی ذمہ داری ہے اور کونسا وہ طبعی فرض ہے جو ترکوں کو اپنے گردو پیش کی چیزوں کو تباہ کرنے سے روک سکتا ہے ؟ اب فرض کرو کہ اسوقت تا اس سے کسی چلے مناسب موقعہ پر ترک ڈھائی لاکھہ کی جمعیت واپس لاسکیں ' جو انکے لئے کچھہ بھی مشکل نہوگا ' اور پھر شملا کی جانب بڑھ جائیں تو وہ آسانی سے دنیا کے سامنے دوبارہ پلیوٹا کا منظر پیش کر سکتے ہیں - اس سے زیادہ انکو اور کچھہ کرنا نہ ہوگا ' کیونکہ بعینہ اسی طرح جسطرح پلیوٹا کے تمام روسی جنگی کارروائیوں کو نے عمل کر رکھا تھا شتیجا بھی نامعاریوں کو کم از کم حاصل کردہ فوائد سے دست بردار ہونے اور جانب مشرق اپنے علاقہ کو سنبھالنے کیلئے مجبور کردیگا ' جسکی وجہہ یہ ہے کہ شتیجا ترکوں کے حق میں پلیوٹا سے بھی زیادہ عدد معلم

ہے - اتني سي فوج سے اسپر حملہ کرنا بھی مشکل ہے - نیز سمندر کے کنارہ سے کل پچاس میل کے فاصلہ پر ہونے کی وجہہ سے کمک و غیرہ کا پہنچنا نہایت ہی آسان ہے - وارنا اور شملا کا نام لینے سے میرا مقصد صرف ان ہی دو مقاموں کی تخصیص و تحدید نہیں ہے' بلکہ کئی اور ایسے مقام پڑے ہوے ہیں ' جو ان دونوں جیسا ' بلکہ بعض صورتوں میں ان سے بہتر کام دیسکتے ہیں ' اور ترک یقیناً ان سے عاجز نہیں ہو سکتے -

مدبر اور حالات یقیناً ان حکام کاراں سیاست کو جو بہت جلد نتائج نکالنے اور پھر ان سے خوش ہونیکے خوگر ہیں ' بہت دقتانوسی معلوم ہونگے' لیکن امر واقع یہ ہے کہ جو صورت یہ جنگ (جہانتک کہ افواج اور بالخصوص توپخانے کی نقل و حرکت کا تعلق ہے) اختیار کر رہی ہے وہ بھی دقتانوسی ہی ہے -

* * *

ان اصلاع میں جہاں راستہ کا نام و نشان تک نہیں ' اور جہانکی زمین حاجت کی بارشوں کے بعد ایک بے تھاہ دلدل کی صورت اختیار کرلیتي ہے ' فوری اجتماع محالات سے ہے -

ترک ۱۰۰ میل اندرون ملک میں ہٹھکر کسی صورت میں بھی جنگ کے نتائج سے موثر نہیں ہوسکتے - ترکوں کا کام اسوقت (انکے اپنے مشہور الفاظ میں) صرف " ڈٹے رہنا " ہوگا - پلیونا کی طرح اب بھی اعدا حملہ کر رہے ہیں اور وہاں توپخانہ کو کسی ٹھہک رح پر رکھنا طبعاً محال ہے -

توپوں کے کسی رح ٹھہک نہ بیٹھنے کی وجہ توپوں یا گھوڑوں کی قلت ہوگی - اسکا کچھہ سبب تو یہ ہے کہ آے والی سشماہی میں گھوڑوں کے چارہ وغیرہ کا انتظام بلغاریوں کیلئے ایک مشکل تریں کام ہوگا - مگر ایک بہت بڑا سبب تو نہیں ہے کہ اعلے قسم کے توپخانوں کے سٹاف کو اسکا سلیقہ ہی نہیں کہ بڑی بڑی توپیں خاص حالات میں کھینچکر پہنچائی جائیں ؟

مواقع جنگ پر تو ساتھ موجود کی زیادہ فوج کے نظام اور استعمال اسلحہ جنگ کے سلیقہ میں کسی قسم کا فرق ہو' اور نہ ہونا چاہیے لیکن مشکل یہ ہوگی کہ ترکی جو بدل تو ابھی توپوں کو بکمال جمعیت خاطر استعمال کر رہا ہوگا اور اسکے جو توپوں کو ادھر ادھر مناسب مقام مقابلہ کی تلاش میں ترکی توپوں کی انتظاری میں مارا مارا پھرنا پڑیگا -

ہماری دعائیں اس کام کیلئے کافی سے زیادہ ہیں اور اس کام کیلئے فرانس کی صنعتی توپوں کی تعریف میں صرف " کافی عمدہ " سے زیادہ نہیں کہا جاسکتا - جونہی بلغاری سلسلہ یا کسی اور مناسب مقام کا (جسکو ترک دوسرا پلیونا بنانا چاہیں) محاصرہ کرلیں گے' فوراً اسی دم دوسری ترکی سرحدوں پر بلغاریہ وغیرہ کا دباؤ کم ہوجائیگا اور پھر روس اور حالات خود بخود ترکوں کو بتا دینگے کہ کہاں انکو اپنی کل طاقت لاکر اکٹھا کرنا چاہیے - اگر یونانی لڑنے کو آخر میں شریک ہو' جیسا کہ یقیناً ہوگا' تو آور آزمائی لاکھہ کی جمعیت عظیمہ ترک مقدونیہ میں لاکر جمع کردینگے - اگر معاملہ دگرگوں ہو تو یونان سے جنوب بلغاریہ کی جانب لڑنا یقیناً ترکوں کے حق میں بہت سے مفید نتائج پیدا کریگا -

فی الحال تو آخری نتائج محض بصورت نظریات دماغ میں ہونے چاہئیں - اسوقت جو دقتیں ہمارے پیش نظر ہیں وہ یہ ہیں کہ بحیرہ اسود پر عدیم المثال قوت اثر و اقتدار کی بدولت تمام وہ قناسات جنکی بنا محض اعداد و شمار کے قیاس پر ہے بالکل تہاپ ہوکر اڑجاتے ہیں اور صورت وہی ہو جاتي ہے جو کہ برطانیہ فوج کی ایک صدي پیشتر پرتگال میں ہوئی تھي -

رہی ترکوں کي مالي حالت' تو میں اسکے تمام پہلوؤں پر بحث کرنے کي اہلیت نہیں رکھتا ' لیکن اگر ترکي اپنے تمام شاہي حقوق اور اقتدار کو بلا کسي قسم کا صدمہ پہنچائے قرضہ لے سکتي ' تو یہ ایک طے شدہ سوال ہو جاتا بشرطیکہ دول ستہ رخنہ اندازیوں پر اتر نہ آئیں -

معرکۂ قرق کلیسا کي تفصیل

تازہ عربي ڈاک سے

— * —

قرق کلیسا کےقریب جو جنگ ہوئي تھی اسمیں عثماني فوج کي تعداد ۶۰ ہزار سے زائد نہ تھي لیکن انکے مقابلہ میں بلغاریوں کا ایک لشکر گراں تھا جو کسیطرح ڈھائي لاکھہ سے کم نہ تھا - بلغاریا نے جو طریقۂ جنگ تجویز کیا تھا اسکا یہ قدرتي نتیجہ تھا کہ قسطنطنیہ میں فوج لیجانے کے لیے ٹرینیں نہ رہیں - قسطنطنیہ سے جسقدر ٹرینیں آتی تھیں ' ان سب کو آنے دیا جاتا تھا ' مگر حدود بلغاریا سے قسطنطنیہ کوئی ٹرین واپس جانے نہیں دیجاتي تھي ' بلغاریا کے پیش نظر جو نقطہ تھا وہ قرق کلیسا اور رہ لائن تھی جو ادرنہ اور قسطنطنیہ کے درمیان ہے - دعوۂ اعلان جنگ ہوا - قرق کلیسا میں فوج زیادہ نہیں تھی ' مدد کیلیے فوراً فوج پہنچ سکتي تھي مگر مشکل یہ تھي کہ قسطنطنیہ میں گاڑیاں نہیں تھیں' اسکا انتظام یہ کیا گیا کہ دور دراز مقامات سے گاڑیاں منگوائي گئیں - سپہ سالار عام نے جو نقشہ جنگ تجویز کیا تھا اسکے ذریعہ سے بلغاري پوري طرح کچلے جا سکتے تھے ' مگر عزیز پاشا سے یہ غلطی ہوئی کہ انہوں نے اس جنگ کو (جو ادرنہ کے قریب دھوکا دینے کي غرض سے کي گئی تھی) اصلی جنگ خیال کیا' اسلیے اس نقشہ جنگ پر عمل نہیں کیا گیا جو سپہ سالار عام کی طرف سے تجویز کیا گیا تھا -

اول تو جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا قرق کلیسا میں بہت تھوڑی فوج تھی اور اسکے مقابلہ میں بلغاري فوج بہت زیادہ تھي ثانیاً عثمانی فوج کو مدد پہنچنے کي کوئی امید نہ تھي -

ایک بلغاری سپہ سالار کي زبانی فرانس کے (مایان) نے بیان کیا ہے کہ فتح قرق کلیسا بلغاري نقطہ خیال سے مہتمم بالشان فتح سمجھی جاتی تھی اور اس لیے وہ اپنی پوری قوت خرچ کرڈالنا چاہتے تھے -

یہ تمام واقعات بلغاري فوج کے لیے جسقدر حوصلہ افزا تھے ' اسی قدر عثمانی فوج کے لیے ہمت شکن تھے - ان پر سوء اتفاق سے یہ اور اضافہ ہوگیا کہ عین میدان جنگ میں پریس عزیز الدین اور چند افسر بھاگ کھڑے ہوئے - پریس ایک رسالہ کا کمان افسر تھا اسکے ہٹتے ہی وہ رسالہ تباہ ہوگیا اور اسکے بعد تمام فوج میں پریشانی پھیلگئي -

معلوم ہوتا ہے کہ اول عثمانی افسروں نے بددلوں کی طرح سے بھاگتی ہوئي فوج کو روکنا چاہا مگر کامیابی نہیں ہوئی اور ظاہر ہے کہ ۶۰ ہزار فوج میں جب پریشانی اور پراگندگی پھیل جاے تو اسکو چند گولیاں ہی نہیں روک سکتیں - اسلیے عثماني فوج کو واپسي کا حکم دینا پڑا - شکست کے یہ بعض اسباب ہیں ' جنکا عثمانی اخبارات کی متفرق خبروں اور بیانوں سے پتہ چلتا ہے - اب ہم حملہ کے آغاز سے لیکر سقوط قرق کلیسا تک کی خبریں مسلسل ترجمہ کردیتے ہیں' جو خبر رساني کي عثمانی کمپني ' نامہ نگاران اخبار ' اور ہاواس ایجنسي کے شائع کي ہیں -

شهر آشوب اسلام

یا

تعزیت عید

هر قوم و ملت کے لیے سال بھر کے چند دن خوشی و مسرت کے ہوتے ہیں، اور مسلمانوں کیلیے یہی ہے، انکی جس قوم کا اقتاب اقبال غروب چکا ہو، اسکو صبح عید کی خوشیوں کی جگہ شام زوال کے ماتم کا انتظار کرنا چاہیے - چولہا جاکسوز سے بھرنا ہے، اور نہیں معلوم چراغ کی آخری ٹھوک کب تک قائم رہے ؟ قبل اسکے کہ زمانہ ہم پر ماتم کرے، بہتر ہے کہ خود ہی اپنے اوپر روئیں، اور عید کی نہایت کی جگہ ایک دوسرے کو تعزیت کا پیغام پہنچائیں - ہمارے حلقے کیلیے جو آگ سلگائی گئی ہے، اگر اُسے بجھا نہیں سکتے، تو دامن سے ہوا تو دیسکتے ہیں ؟

در جفسوں نیسکار نتسواں ریستن آتشم نیسرسد و دامسان می رنم

اس ہفتے الہلال کی اشاعت کا دن اتفاق سے عین عید اضحیٰ کا دن ہے، جبکہ حشر و طرب کی صحبتوں نے آپکو اپنی طرف محو کرلیا ہوگا - تبریک و تہنیۃ کی صداؤں کی آپکے پاس کمی نہ ہوگی، علاوہ بریں اگر "تہنیت عید" کی جگہ ایک "تعزیت عید" کی فعال سنتی بھی آپسے چند لمحوں کی طالبگار ہو - اس عہد کا سب سے بڑا عمل راہ الہی میں قربانیوں کا کرنا ہے، سو اس مناسبت سے چند مناظر قربانیوں کے بھی آپکے پیش نظر ہیں - جس وقت آپکے سامنے وہ جوں بہہ رہا ہو، جو راہ الہی میں قیمتی خونوں کا آپنے بہایا ہے، تو اسوقت ان قربانیوں پر بھی ایک نظر ڈال لیجئے گا، کہ انکا خون بھی اُسی خدائے ذوالجلال کی راہ میں بہا ہے - البتہ فرق اتنا ہے کہ آپکی ہمت صرف یہیں تک تھی کہ اسکے لیے چند روپیوں کے جانور ذبح کرڈالے، مگر یہ وہ جانفروش ہے، جنھوں نے اپنی جانوں اور حسرت کی قربانی سے کم کا اپنے دوست کو مستحق نہ سمجھا -

علی الخصوص اس موقع اضحیہ عید کی پہلی قربانی، جسکے ذبح کی چھری بھی انہی کے ہاتھ میں تھی اور اسکے سینے پر موجود ہے "

— * —

حکومت پر زوال آیا تو پھر نام و نشاں کب تک چراغ کشتۂ محفل سے اُٹھے گا دھواں کب تک
فضائے سلطنت کے گنبد افلاک نے کردیے پیدا صدائے آسمانی میں اُڑیں گی دھجیاں کب تک
مراکش جاچکا، فارس گیا، اب دیکھنا یہ ہے کہ جیتا ہے یہ ترکی کا مریض سخت جاں کب تک
یہ سیلاب بلا بالاقساں سے جو بڑھتا آتا ہے اسے روکے گا مظلوموں کی آہوں کا دھواں کب تک
یہ سب ہیں رقص بسمل کا تماشا دیکھنے والے یہ سر انکو دکھائیگا شہید نیم جاں کب تک
یہ وہ ہیں، نالۂ مظلوم کی لے جن کو بھاتی ہے نہ راگ ان کو سنائیگا نقیم ناتواں کب تک

* * *

کوئی پوچھے کہ اے تہذیب انسانی کے اُستادو ! یہ طلم آرائیاں تاکے یہ حشر انگیزیاں کب تک
یہ خوش انگیزی طوفان بیداد و بلا تا کے ؟ یہ لطف افدوزی ہنگامۂ آہ و فغاں کب تک
یہ مانا تم کو تلواروں کی تیزی آزمانی ہے ہماری گردنوں پر ہوگا اس کا امتحاں کب تک
نگارستان اخوں کی سیر گر تم نے نہیں دیکھی تو ہم دکھلائیں تم کو رحمہای خوں چکاں کب تک
یہ مانا گرمی محفل کے ساماں چاہییں تم کو دکھائیں ہم تمھیں ہنگامۂ آہ و فغاں کب تک
یہ مانا قصۂ غم ہے تمہارا حی نہلتا ہے سنائیں تم کو اپنے درد دل کی داستاں کب تک
یہ مانا تم کو شکوہ ہے فلک سے خشک سالی کا ہم اپنے خوں سے سینچیں تمہاری کھیتیاں کب تک
عروس نخت کی خاطر تمہیں درکار ہے افشاں ہمارے ذرہ ہائے خاک ہونگے زر فشاں کب تک
کہاں تک لوگے ہم سے انتقام فتح ایوبی دکھاؤگے ہمیں جنگ صلیبی کا سماں کب تک
سمجھ کر یہ کہ دھندلے سے نشان رفتگاں ہیں ہم مٹاؤگے ہمارا اس طرح نام و نشاں کب تک

* * *

زوال دولت عثماں، زوال شرع و ملت ہے عزیزو ! فکر فرزند و عیال و جاں و ماں کب تک
خدا را تم یہ سمجھے بھی کہ یہ طیاریاں کیا ہیں ؟ نہ سمجھے اب تو پھر سمجھوگے تم یہ چیستاں کب تک

* * *

پرستاران خاک کعبہ دنیا سے اگر اُٹھے تو پھر یہ احترام سجدہ گاہ قدسیاں کب تک
ہر گوشے اُٹھے گا عالم شور ناقوس کلیسا سے تو پھر یہ نغمۂ توحید و گلبانگ اذاں کب تک
نکوسر کے جائے ہیں شیرازۂ اوراق یزدانی چاینگی تند باد کفر کی یہ آندھیاں کب تک
کہیں اُڑکر نہ دامان حرم کو بھی یہ چھو آئے غبار کفر کی یہ بے محابا شوخیاں کب تک
حرم کی سمت بھی صید افگنوں کی جب نگاہیں ہیں تو پھر سمجھو کہ مرغان حرم کے آشیاں کب تک

* * *

جو حسرت کرکے بھی جائیں، توشعائر اب کہاں جائیں کہیں اب کیا کہ داغ گیری ہندوستاں کب تک

(۲۳ اکتوبر کو یہ تار آیا)

هاناس کمپنی کو معلوم هوا هے که توار قوسدلو ' الصودنا لولنگ اور قرق کلیسا میں جنگ هو رهی هے -

اسلیے اسکے قبل قرق کلیسا پر بلقانی استیلا کی جو خبر شائع کی گئی تهی وه ایک بلغاني آرزو تهی ' جو واقعه کی صورت میں بذریعه تار تمام دنیا میں شائع کر دیگئی - اسکے بعد ۲۴ اکتوبر کو یه تار موصول هوا -

قرق کلیسا میں آج دن بهر شدید جنگ هوتی رهی عثمانی فوج نے بلغاری فوج سے دو دورنش لےلیے - بلغاری فوج کا سخت نقصان هوا -

اس خبر پر معذوراً خود لندن میں یه خیال ظاهر کیا گیا که فتح قرق کلیسا کی خبر قبل از وقت شائع کردی گئی تهی ' اسکے بعد ۲۵ کو خاص قرق کلیسا کے متعلق کوئی تار نهیں اا ۲۷ کو حسب ذیل تار موصول هوا

(اصولی حصاری ۲۶ اکتوبر)

قرق کلیسا میں سخت جنگ هو رهی هے -

اسی تاریخ کو ایک تار هاناس کمپنی کے پاس آیا ' جس میں بیان کیا گیا -

که محمود مختار پاشا نے پراگنده فوج کو جمع کر لیا هے اور اب قرق کلیسا پر حمله کرنے والے هیں -

یه اس طویل تار کا ایک حصه هے جسمیں پرنس عبدالدین کے بهاگنے کا حال بیان کیا گیا هے اسکے بعد ۲۸ کو یه تار موصول هوا -

(اصولی حصار ۲۷ اکتوبر شام)

قرق کلیسا کے مفتوح هونیکے بعد شرقی لشکرگاه عثمانی کی جانب فوج بهیجی گئی - سخت جنگ هوئی بهادر ترکوں نے بلغاریوں کو قرق کلیسا سے نکالدیا - دشمن کا سخت نقصان هوا -

لیکن یعنیا اسوقت تک قرق کلیسا کا قطعی فیصله نهیں هوا تها چنانچه اسکے بعد ۳ بجے رات کو یه تار آیا

" ادرنه میں هم کو شاندار فتح هوئی هے اور قرق کلیسا میں بهی علاوه هماری طرف هے " -

اسکے بعد ۲۹ اکتوبر کو یه تار آیا -

(اصولی حصار ۲۸ اکتوبر ۱ بجے دن)

"قرق کلیسا میں دشمن کے پورے پندره ریجمنٹ تباه هوگئے دشمن کی فوج شکست کهاکے شهر سے دور بهاگ گئی عثمانی فوج کو آگے بڑهنے کا حکم ملا هے " -

اسی تاریخ کو سرکاری طور پر بهی اسی مضمون کا تار شائع کیا گیا - اسکے بعد ۳۰ کو میدان جنگ کے متعلق کوئی خبر نهیں آئی البته ان اخباروں کی سمت جو میدان جنگ سے بهاگنے کے لیے یه تار آیا که انکو گولی ماردی گئی - یه یاد رکهنے کے قابل بات هے که ان واقعات میں سے نه تو ریوٹر نے کسی کی خبر هی نهیں دی ' یا دی تو اس طرح نه اس سے صاف مطلب نهیں نکلتا تها ' مگر اخباروں کے گولی مارے جانیکی خبر نهایت جلی سرخی سے دیگئی تهی -

اسکے بعد سے عربی ڈاک میں خاص قرق کلیسا کے متعلق کوئی خبر نهیں آئی مگر اڈیٹر المؤید نے عثمانی ذرائع سے خبر نکی نمبید میں یه لکها تها

" هم کو آستانه (قسطنطنیه) کی خبروں سے معلوم هوا هے که سقوط قرق کلیسا سے قبل کے تمام واقعات کا حرف تو عثمانی اخباروں کو تها ' مگر خود قرق کلیسا کے نکل جانے کا وهم بهی نهیں تها -

لیکن اسکے اسباب ناظرین کو معلوم هو چکے هیں - اور اشخاص جنگ نے اسکی یه تلافی کی هے که قرق کلیسا واپس لے لیا هے "

اس تمام تفصیل کے پڑهنے کے بعد یه نتائج اخذ هوتے هیں -

(۱) فتح قرق کلیسا کی خبر قبل از وقت شائع کردیگئی تهی -

(۲) اسکے فتح کا سبب بلغاري فوج کي شجاعت نه تهی بلکه اسکا تعلق کچهه تو اں تدابیر سے تها جنکا انتظام بلغاریا نے اعلان جنگ سے پہلے هی کرلیا تها اور کچهه پریس عریز اور بعض دیگر اخباروں سے کی نے ثماني اور عیسائي فوج کی عداوت سے تها -

(۳) قرق کلیسا عثمانی فوج نے واپس لیلیا مگر ریوٹر نے اس خبر کو بالکل شائع نهیں کیا -

اسکے بعد کیا هوا ؟ اسکے لیے آئنده عربی ڈاک کا انتظار کرنا چاهیے -

---

تقویم الحرب

— * —

بعدی جنگ ترکي و یورپ کے مسلسل بترتیب تاریخ حالات

تاره عربي ڈاک سے

— * —

(اناصولی ۱۲ اکتوبر ۱۱ بجے شب) ۴۰۰ بلغاري هم نے قید کیے هیں اور عثمانی نیزا وارنه میں ایک تار پیڈو کشتی پر قابض هو گیا هے -

---

هم کو یه خبر ملي هے (اور اسکي تصدیق سرکاری طور پر بهي هو گئی هے) که پرشتنه نے راسته میں ایک سخت معرکه هوا جسمیں سرویا کي فوج کو بهت بري طرح شکست هوئی هے تفصیل ابهي نهیں معلوم هوئی -

---

اسکو یه سے یه خبر ملي هے که " پانچ دن سے تعاقبی پرشتنه کی طرف سے آرهے هیں حالیا عثمانی فوج سے مقابله هوا عثماني فوج نے هر جگهه سخت شکستیں دیں ' کئي آدمي قید کرلیے اور کئی گهنٹه تک انکا تعاقب کرتی رهی "

(اسکوب) مانٹي نیگرو کي فوج ۵۰۰۰ کی جمعیت سے طوریي کي طرف بڑهي اور ایک سخت خونریز جنگ هوئي جسکے بعد انکو مجبوراً واپس هونا پڑا پهر مویکواچ پر حمله کیا اسمیں بهی انکو شکست هوئی دشمن کو شکست دینے کے بعد هم چهه گهنٹه تک مانٹی نیگرو کے حدود میں بڑهتے هوے چلے گئے -

---

(اسکوب) اطراف درانه میں عثماني فوج کو فتح هوئي اطراف درانه کی پهاڑیاں عثماني فوج نے واپس لیلیں دشمن کا سخت نقصان هوا -

---

(اسکوب) عثماني فوج نے مانٹي نیگرو کو شکست دیکے درانه سے هٹا دیا اور گویجه تک انکا تعاقب کیا - اب اس پر عثمانی علم لهرا رها هے -

---

(ادرنه) بلغاري فوج حدود سے تجاوز کرکے دره عیروان تک آگئی عثمانی فوج سے مقابله هوا لیکن بالآخر سخت نقصان کے بعد واپس چلي گئي بلغاري فوج نے دو پل دانستا میدان سے اڑا دیے تهے جو عثماني فوج نے پهر تعمیر کرلیے -

(بقیہ) کل ریتزاچ ' ورژي ' اور درعاس کے درمیان سرحد پر عثمانی اور سروي فوج سے مقابلہ ہوا - چھ گھنٹہ تک لڑائی ہوتی رہی لیکن اسي درمیان میں عثماني فوج سرویا کے حدود میں داخل ہوگئی اور انکی فوجي مرکز پر قبضہ کرلیا -

---

(اناصولي ۲۳ اکتوبر صبح ۷ بجکے ۴۰ منٹ)

نہر بیج (ادرنہ) پر ایک سخت معرکہ ہوا جسمیں عثمانی فوج کو شاندار کامیابي ہوئی دشمن کي فوج میں ۳۰ ہزار آدمي تھے - عثمیت میں ۱۱ توپیں ملیں - ایک افسر اور بہت سپاهي قید کیے گئے -

---

اشوپیا میں بھی یونانی فوج سے ایک لڑائي ہوئي اور اسمیں بھی ہماري فوج کامیاب ہوئي -

---

(بعد کاتار) استیلی ' حالي ' فوق ' اور قاصیکوي ' حمیدیہ میں لڑائي شروع ہوگئي ہے اسوقت تک ان تمام مواقع پر عثمانی فوج کو فتح ہو رہی ہے خاص کوئي میں ہمیں پوري فتح ہوگئي اور اسوقت تک اس شہر پر ہمارا قبضہ ہے (خاصکوئي بلغاریا کا ایک شہر ہے جو ادرنہ سے ۲۵ کیلومٹر کي مسافت پر ہے اسمیں اور بلغاري علي پولی میں سو کیلومٹر کا فاصلہ ہے - الہلال) اسوقت ہم شہر کقندیل کا محاصرہ کیے ہوے ہیں -

---

(تک ارتلي ۲۴ اکتوبر ۸ بجے) وادي ماررا کي جنگ میں بلغاریا کے مقابلہ میں میدان ہمارے ہاتھہ رہا -

---

(۵ بجے شام) چہارشنبہ گذشتہ کو ہماري عربي فوج نے (جو کمانور کے اطراف میں ہے) لڑائي ہوئي سرویا کي فوج جو اب تک تازہ رہي تھي ' سخت نقصان کے ساتھہ شکست کھا کے واپس گئي - ہماري فوج دور تک تعاقب کرتي ہوئي چلي گئی ہے -

---

(قسطنطنیہ ۲۵ اکتوبر ۱۲ بجے دن)

صاراش میں بلغاریا سے جو لڑائی ہوئي تھي اسمیں ہماري فوج کو ۹ مترالیوز قسم کي توپیں عثمیت میں ملیں ۱۴ افسر اور بہت سے سپاهي قید کیے ' ہماري فوج قرجه علي (بلغاریا) کي طرف بڑھ رہي ہے - دشمن کو میدانہاے جنگ میں سخت نقصان ہو رہا ہے -

---

باب عالي نے شائع کیا ہے کہ سرویا کي فوج نے عثماني فوج پر حملہ کیا جسکا مقابلہ دیر تک جاري رہا سرویا کي فوج کو شکست ہوئي - عثماني فوج حدود سرویا تک انکا تعاقب کرتي ہوئي چلي گئي - لڑائي جاري ہے -

---

ترکي اخبار اقدام کا نامہ نگار خاص متعینہ حدود یوناں دورہ سے لکھتا ہے :

۲۱ اکتوبر کو یقطہ اور کریمیانی کے درمیاني میدان میں عثمانی اور یوناني فوج میں مقابلہ ہوا - دیر تک سخت جنگ ہوتي رہی جنگ کا خاتمہ پانچ ہزار یونانیوںکے قتل پر ہوا -

باب عالي کي طرف سے شائع کیا گیا ہے :-

عثماني فوج نے (جو سیاط واقع حدود بلغاریا میں موجود تھي) جب یہ دیکھا کہ جس جگہہ دشمن کي فوج قلعہ بند ہوئي ہے وہ نہایت مضبوط مقام ہے تو اپنی فوج کو لیکے واپس چلا آیا - بلغاریا کی فوج تعاقب کرتی ہوئی عثمانی حدود میں چلي آئي - یہاں پہنچکے عثمانی فوج نے اپنے میمنہ پر حملہ کیا جس سے دشمن کی جمیعت منتشر ہوگئی عثمانی فوج کو عثیمت میں دو توپیں ملیں - دشمن کے نقصانات کی صحیح مقدار معلوم نہیں -

---

قسطنطنیہ میں وارنہ کی تباہی کی یہ تفصیل موصول ہوئی ہے :

عثمانی لیڑے نے وارنہ کا سرحدی حصہ تباہ کردیا ' اور اس تمام توپوں کو خاموش کردیا جن سے اس سرحد کے تبعے مضبوط کیے گئے تھے خود قلعہکو بھی مسمار کردیا - عثمانی لڑا جب واپس آنا تو دریا میں بلغاریا کی چار تارپیڈو کشتیوں کو دیکھا ان پر گولے پھینکنا شروع کیے ' ان کشتیوںکی دیگوں اور نلکیں اور دیگر آلات کو اس درجہ خراب کردیا کہ استعمال کے قابل نہیں رہیں -

---

جب عثمانی لڑا ورعاس پہنچا تو وہاں ایک جنگی نمایش کی گئی مگر کوئی بلغاری کشتی مقابلہ کے لیے نہیں نکلی -

ترکی اخبار صباح کا خاص نامہ نگار احمد صاہر بک سیرو سے لکھتا ہے

---

۲۱ اکتوبر کو ادھم آغا محافظ مربع دوراقوب سے اور بلغاریا کی فوج سے جانار میں مقابلہ ہوا ' محافظ موصوف کو شاندار کامیابي ہوئی - دشمن بھاگ گئے - عثمیت میں دو توپیں ملیں -

---

ترکی اخبار اقدام کا نامہ نگار خاص ادرنہ سے یہ تار دیتا ہے

۲ اکتوبر کو سرحد پر عثمانی و بلغاری فوج سے سخت لڑائی ہوئی عثمانی فوج نے جو نمبر گاہ بنائی تھی اسمیں چار سو بلغاری پھنس گئے عثمانی فوج نے تمام بلغاریوںکو قتل کر ڈالا -

---

لولیس میں یونانی فوج سے معرکہ ہوا جسمیں یونانیوںکو شکست ہوئي -

---

ایبک کے راستہ میں عثماني اور مانڈی نگرزي فوج میں چند شدید معرکے ہوے عثماني فوج کی تعداد بہت تھوڑي تھی اور اسکے مقابلہ میں مانڈي نگرزو کی فوج بہت تھی اسکے علاوہ انکے ساتھہ ہزاروں مالدسوري بھی تھے لیکن دایں ہمہ عثمانی فوج نے شکست دي -

---

سامسوں سے عثمانی فوج واپس آگئی ہے روس ' انگلستان ' اور فرانس نے اسکي حفاظت کی ذمہ داری لی ہے -

---

ترکی اخبار اقدام کا نامہ نگار خاص ماجدہ بک حدود اسکوب سے ۲۳ اکتوبر ۷ بجے شام کو ادرنہ پہنچا ہے

تمانور میں عثمانی ' بلغاری اور سروي فوج میں شدت سے جنگ ہو رہی ہے - اسوقت تک ہماري فوج کو ۴ بلغاري اور ۹ سروی توپیں عثیمت میں ملچکی ہیں ہماري توپوںکے گولے نیلاحیک اور تاورنتش میں دشمنوںکو تباہ کر رہے ہیں -

یہي تار عالم بعینہا تک اور احمد حلیم بک نامہ نگاران اخبار صباح کے پاس سے بھي آیا ہے -

ترکی اخبار صباح کے نامہ نگار خاص نظمی تک ۲۲ اکتوبر کو ادرنہ سے خبر دیتے ہیں ۔

ماراش میں بلغاری فوج تین ہزار کی جمعیت سے برسر پیکار ہوئی ۔ ۷ گھنٹہ تک برابر جنگ ہوتی رہی لیکن بالآخر بلغاری فوج کو شکست ہوئی ۔ ہماری فوج قرہ اعاج تک انکا تعاقب کرتی ہوئی چلی گئی تھی قاضی کرئی میں بلغاری شکست یافتہ فوج کی چار میدانی توپیں اور ۷ حلد چلنے والی توپیں غنیمت میں ملی ہیں ایک افسر اور بہت سے سپاہی بھی گرفتار ہوے ہیں ۔

مصری انجمن اعانت دولت عثمانیہ کی طرف سے پہلی قسط بیس ہزار مصری پونڈ کی بھیجی گئی ہے ۔

سرفیجہ سے (یونان کے قریب ایک مقام ہے) یہ تار آیا ہے کہ ان متعدد و مسلسل معرکوں میں جو حدود اصونہ پر ہو رہے ہیں اسوقت تک پندرہ سو یونانی قتل ہوچکے ہیں ۔

---

۱۸ اکتوبر کو عثمانی فوج ڈاکلا کی طرف بڑھی اور مانٹی نیگرری فوج کو عثمانی حدود سے نکالدیا اسکے بعد اندرہ ویچ پر حملہ کیا اور وہاں دشمن کا شیرازہ درہم کردیا اب وہ پھر اپنی قوت جمع کر رہی ہے ۔

اسکوپ کی ایک تار برقی سے معلوم ہوتا ہے کہ توریچ کا معرکہ سخت خونریز تھا ۔ مانٹی نیگریچ اور مالیسوریچ فوج نے ملکے توریچ ' شیشانیق ' مراندہ ' ناں ' اور ھلیم پر حملہ کیا عثمانی فوج نے بہادرانہ مدافعت کی ' اور پھر ترابوش کی طرف سے حملہ کیادیر تک جنگ ہوتی رہی دشمن کو شکست ہوئی اور بارہ سورخمی چھوڑ کے بھاگ گئے ۔

کل ایک عثمانی افسر ہوائی جہاز میں ادرنہ گیا تھا خبر تحریر واپس آگیا اسکا بیان ہے کہ عثمانی فوج کی حالت بہت اچھی ہے دشمن قلعوں کے قریب نہیں آتے ہیں اسوقت تک کسی حصہ پر قابض نہیں ہوے ہیں ۔

ہوں ترک کو ادرنہ سے یہ خبر معلوم ہوئی ہے کہ ۲۲ اکتوبر کو جنالی قاراق میں عثمانی اور بلغاری فوج میں لڑائی ہوئی جسمیں بلغاری سواروں کا ایک گروہ برباد کردیا گیا ۔

اخبار مذکور کو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ قاضی کوی میں شدید خوں ریزی ہوئی ۔ بلغاریوں اور سرویوں کو سخت شکست ہوئی اور سامان جنگ کا بھی شدید نقصان ہوا ۔

اخبار مذکور کو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ماراش میں سات گھنٹہ تک جنگ ہوئی رہی دشمن شکست کھاکے پیچھے ہٹگئے ۔ عثمانی فوج کو غنیمت میں کئی توپیں ملیں ۔ سرکاری طور پر یہ خبر شائع کی گئی ہے کہ مانٹی نیگرری فوج کو ادرنہ کی طرف بھی شکست ہوئی ہے اور عثمانی فوج حدود مانٹی نیگرو میں بڑھ رہی ہے ۔

سرفیجہ سے خبر آئی ہے کہ یونانی سراورنکی پلٹن کو (جو السریدہ کی طرف بڑھ رہی تھی) عثمانی فوج نے گرفتار کر لیا لڑے اور انکے گے توپیں میں جوتے جا رہے ہیں ۔

ترکی اخبار صباح کا نامہ نگار میدان جنگ سے لکھتا ہے کہ جنگ ماراش میں قدس ہزار بلغاری تیے ۹ گھنٹہ تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی اسکے بعد سخت نقصان کے ساتھ بلغاری واپس گئے ۔

نامہ نگار مذکور کا بیان ہے کہ " بلغاری فوج نے خاصکوی کی طرف سے حملہ کیا اسمیں انکو شکست ہوئی پھر تاتار حمیدیہ کی طرف سے حملہ کیا اسمیں بھی شدید نقصان کے ساتھ شکستہ ہوئی پھر استندلی کے پاس سے حملہ کیا اسمیں بھی ناکام واپس گئے "

نامہ نگار مذکور لکھتا ہے کہ مصطفی پاشا کے پل کے پاس قاضی کوی میں بلغاری پیادوں اور سواروں دونوں کو شکست ہوئی ۔

اخبار صباح کا نامہ نگار سالونیکا سے لکھتا ہے کہ ۲۲ اکتوبر کو جنگ برشتہ میں عثمانی فوج حدود سرویا میں دو گھنٹہ تک بڑھتی ہوئی چلی گئی اور ورشونلی پر قبضہ کر لیا نرائہ کی طرف سے مانٹی نیگرری فوج نے تعرض کیا مگر شکست کھاکے بھاگ گئی ۔

شرکۃ عثمانیہ کو ۳۰ اکتوبر کو ذیل کا تار موصول ہوا ہے

" سپہ سالار عام کے وکیل نے میدان جنگ سے لکھا ہے کہ عثمانی فوج نے (جو اسوقت متروتزا میں ہے) دشمنوں پر حملہ کیا عثمانی فوج کو شاندار کامیابی ہوئی دشمن کی فوج نے شنغاوہ میں پناہ لی ۔ دشمن کے مقدمۃ الجیش کے کل سوار وں کا رسالہ پراگندہ اور منتشر کر دیا گیا ۔

عثمانی فوج نے دشمن کے اس مقدمۃ الجیش پر (جو مارنر انتزمین ہے) حملہ کیا ۔ دشمن کی فوج سخت نقصان کے بعد سراسے کوئی وکمال کوی میں پناہ گزیں ہوگئی ۔

کامل پاشا (صدر اعظم)

سرویا کے مقابلہ میں ہماری کامیابی شاندار کامیابی کے بعد دشمن کی فوج نے سرویا اور مانٹی نیگرو کے حدود کی طرف سے قرب و جوار کے چھوٹے چھوٹے دیہاتوں پر حملے کیے جسمیں باشندوں کو تہ تیغ کیا گیا اور مکانات جلاد ے گئے لوگوں کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو اپنی جانیں بچانے کے لیے گھر چھوڑ چھوڑ کے بھاگنے لگے سرکاری ملازموں نے بھی سرکاری مکانات چھوڑ دیے ' دشمن کی فوج کو میدان خالی ملا ۔ اس نے چھوٹے چھوٹے گاؤں پر قبضہ کرلیا ' مگر ہماری فوجی فوج کی حالت اچھی ہے کل ہی سپہ سالار عام کے پاس سے تار آیا ہے اسمیں وہ لکھتے ہیں " کہ شمال فرق کلدسا میں لڑائی ہوئی جسمیں دشمن کی فوج کا اسقدر سخت نقصان ہوا کہ آج تک فوج کا نظام درست نہیں ہوسکا ۔ "

داخلیہ (وزیر داخلیہ)

شرکت عثمانیہ کو یکم نومبر کو حسب ذیل تار باب عالی سے موصول ہوا ہے :

نائب سپہ سالار عام نے دیار حصار سے ایک تار دیا ہے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کل جنگ میں دشمن کی فوج کو سخت نقصان پہنچا ' توپخانہ کا سامان ۔ پیادوں کے ہتھیار اور دیگر سامان جنگ عثمانی فوج کو غنیمت میں ملا ۔

کامل (صدر اعظم)

اخبار صباح کا خاص نامہ نگار نطمي نک دبنہ سے لکھتا ھے :
" ۲۶ اکتوبر کے معرکہ میں ھماری فوج کو دشمنکے مقابلہ میں نمایاں کامیابي ھوئي دشمنکي توپیں خاموش کردیگئیں مقام حسین آغا میں بلغاري فوج کي تین توپیں ملیں اور بہت سے سپاھی قید ھوے "

اخبار صباح کا نامہ نگار محمد صادق نک تار دیتا ھے " آستروي اخبارات کو بلغراد (دارالسلطنت سرویا) سے یہ تار ملا ھے کہ ۲۶ ریل گاڑیاں سروي مجروحین سے بھري ھوئی آئیں ھیں "

اخبار صباح کا نامہ نگار اسم نک دمیرطاش (ادرنہ) سے تار دیتا ھے کہ قلعہاے ادرنہ کے شرقي حصہ میں بلغاري مقتولین کي تعداد ھزاروں نک پہنچي ھوئی ھے :-

---

اخبار مذکور کا نامہ نگار کنعان نک ادرنہ سے لکھتا ھے کہ قلعہاے ادرنہ کے جوانب و اطراف میں بلغاري مقتولین کي ھزاروں لاشیں بکھر رھی ھیں ' بلغاري فوج تو سخت شکست کي وجہ سے انہیں اٹھا نہیں سکي ' مگر اس خیال سے کہ آب و ھوا نہ خراب ھوجاے ' عثماني فوج ان لاشوں کو اٹھا رھی ھے ' ۲۶ اکتوبر کے معرکہ میں (جسکی لاشوں کا اسوقت ذکر ھے) عثماني فوج کو بلغاري فوج کي اعلی قسم کي بہت سي توپوں اور حیوانات غنیمت میں ملے اور بہت سے سپاھي بھي گرفتار ھوے ھیں -

---

کنعان نک نامہ نگار اخبار اقدام ادرنہ سے تار دیتا ھے :-
" ادرنہ کي عثماني فوج دو دن تک لڑتي رھي بالآخر ۲۵ کو دشمن کو شکست دي غنیمت میں دس توپیں اور جانور ملے "
نامہ نگار مذکور لکھتا ھے :
" معرکہ مقام حسن آغا کے قیدیوںکي تعداد ۱۲ سو ھے "

(بک ارغلی ۲ نومبر ۷ بجے شام)

بینا حصار کی فتح کے بعد ھمارا لشکر شمال کي طرف بڑھا ' دشمن کے میسرہ پر حملہ کیا - جس سے انکا سخت نقصان ھوا ' غنیمت میں اسلحہ و سامان جنگ بکثرت ھاتھہ آیا "

میدان جنگ سے اسوقت تک کی آئي ھوئي خبریں بتلاتي ھیں کہ ایک سخت جنگ ھو رھی ھے غلبہ اسوقت تک عثمانی فوج کو ھے -
(بک ارغلی ۳ نومبر ۹ بجکے ۴۰ منٹ)

عثماني اور بلغاری فوج میں برابر لڑائی ھورھي ھے اسوقت تک نصرت و فتح ھمارے ساتھہ ھے -

کل طوپخانہ کے معرکہ میں بلغاریوں کو شرمناک شکست ھوئی غنیمت میں بہت سا سامان جنگ ملا -

ویزہ ' لولوبرغاس ' اور بابا اسکي میں پانچ دن سے برابر جنگ ھورھي ھے ان تمام مقامات میں اسوقت تک فتح ھمارے ساتھہ ھے -

فہرست

زراعانۂ ھلال احمر

— * —

ان الله اشتري من المومنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنه

(۱)

— * —

میاں عمر بخش صاحب	۱۰۰۰	نور احمد صاحب	۱۰
فیروز صاحب زمیندار	۱۰۰	عالم یسین صاحب	۲۵
حافظ عالم سرور صاحب	۱۰۰	محمد عالم صاحب	۵۰۰
فقیر محمد وزیر محمد صاحبان	۱۰۰	محمد یسین صاحب	۱۰
اله بخش صاحب	۱۰۰	رمضان صاحب	۱۰۰
اله بخش صاحب مشترکه	۲۵۰	فقیر محمد صاحب	۵۰
محمد رفیق صاحب	۱۰	شیخ احمد صاحب	۵
میاں محمد صاحب	۱۰	عالم محمد ثنو صاحب	۱۰۰
منشي سمندر خاں صاحب	۴	نواب میاں محمد صاحب	۱۰۰
حاجي حاني صاحب	۵	محمد یسین محمد الدین صاحبان	۱۰
قادر یوسف صاحب	۱۰	مستان صاحب	۵۰
محمد عمور صاحب	۲	سمندر خاں صاحب	۱۰
حلالي قادر صاحب	۱۵	میاں محمد صاحب زمیندار	۱۰
حاجي آغا خاں صاحب	۲	ملک عمر الدین صاحب	۲
عبد الحکیم صاحب	۳	محمد کریم صاحب	۲۷
رمضان خاں صاحب	۱۵	محمد سبحان صاحب	۱۰۰
چھوٹا ڈھیرو صاحب	۲۰	حاجی رحمت الله صاحب	۵
عالم رسول صاحب کالو	۱۳	احمد خاں صاحب	۵۰
محمد یوسف صاحب	۲۵	گل محمد صاحب	۲
فقیر محمد صاحب	۱۵	سرور خالق شاہ صاحب	۲۵
عالم صمداني صاحب	۲۵	عالم حیلاني صاحب	۴۰
عالم رباني صاحب	۵۰	نواب خاں صاحب	۱۰۰
حاجي قادر بخش صاحب ملا ڈھیرو	۴۰	اهلیه عالم حیلاني صاحب	۲۰۰
عالم حسین صاحب نعوزیا	۵	حاجي عالم محمد صاحب	۱۱۰
حاجي ملا محمد احمد الدین صاحب	۱۰۰	شیخ ولایت صاحب	۱۰۰
عالم محمد بوائي صاحب	۲۰	ملک صاحب	۵
پیر محمد الهي بخش صاحب	۲۰	شیخ کلو صاحب	۲۰
سائس صاحب	۵	کالی داس صاحب (ایک ھندو دکاندار)	۱۰
عالم حسین صاحب	۱	میاں محمد صاحب	۲
پیر محمد صاحب	۴	فضل الهي اله بخش صاحبان	۲۰
عالم محمد صاحب نقال	۵۰	عالم قادر محمد یوسف صاحب	۸۰
محمد سعید صاحب	۸۰	کشنو دانو (ایک ھندو دیاس)	۲۰۰
عبد الرحمان صاحب	۲۰۰	ابراھیم کمپنی	۱۰۰
تحمل حسین صاحب	۵۰	عالم قادر صاحب چودھری	۱۵
عبدالله صاحب	۵	علي محمد صاحب	۱۰
شیر محمد صاحب	۲	عالم حلالی صاحب	۲
عالم خاں صاحب	۱۵۰		
		میزان	۴۸۱۱

Printed & Published by MOULANA A. K AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. & Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA.

(آئیندہ نمبروں کیلئے جو تصویریں طیار ہیں)

(اُن میں سے بعض کی فہرست)

(مشاہیر)

۱ امیر عبد القادر الجزائري

۲ ابو الحرار صدحب پاشا

۳ شیخ احمد السنوسي

۴ سید ادریسی امام یمن

۵ امیر علي پاشا بن عبد القادر الجزائری

۶ امیر عبدالقادر ثاني بن امیر علي پاشا

۷ هز ایکسلنسی محمود شوکت پاشا

۸ مجاهد دستور و حریت بیازي بک —

۹ ابراهیم ثریا بک کمانڈر شرقي طرابلس

۱۰ ڈاکٹر نہاد سزای بک رئیس هلال احمر قسطنطنیه

۱۱ سوله برس کي عمر کا ایک عثماني مجاهد

۱۲ قسطنطنیه کی موجوده وزارت

۱۳ ایراني مجاهدین کا ماتم سرا

۱۴ ایراني مجاهدین کا حمله

۱۵ بنک ناشی نشانت ے

۱۶ منصور پاشا منعوث دنعاري

(مناظر جنگ)

۱۷ طرابلس میں مسیحی تہذیب کے چار حوریں مناظر

۱۸ اٹالین هوائی جہاز سے مجاهدین کے کیمپ پر کاغذات پھینک رہے هیں

۹ طبروق کا معرکه

۲۰ منصور پاشا مجاهدین طرابلس کے سامنے تقریر کر رہے هیں

۲۱ دروب بینک کي شکسته دیواریں

۲۲ رومس میں اٹلی کا داخله

طرابلس میں اٹالین کیمپ

۲۳ طبروق کے عثماني کیمپ کے امیر

۲۵ مجاهدین کي عورتیں اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۲ تبریز میں روسي لشکر کی لعنت

۲۷ اذر بائجان میں روسي داخله

۲۸ ایران کے سردران قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا قتل عام

۳۰ طنجه میں قبائل کا حمله

۳۱ فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر و تصاویر)

۳۲ عثماني پارلیمنٹ کا افتتاح

۳۳ سلطان المعظم پارلیمنٹ میں

۳۴ عید دستور

۳۵ روس کے بعض مناظر

۳۶ ڈارڈینلز کا ایک منظر

۳۷ هلال احمر مصر کا گروپ

۳۸ مراسم کي هلال احمر کا طلی و عد

* * *

۳۹ قونیه میں ایک اسلامی اثر قدیم کا انکشاف

۴۰ سنه ۷۰ هجري کی ایک تحریر کا عکس

۴۱ حکیم مومن خاں " مومن "

۴۲ نواب صداء الدین خاں " نیر "

۴۳ مرزا صائب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحه

۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط

۴۵ بہادر شاہ کا دستر مرگ

الہلال

روزانہ

جو ہفتہ وار الہلال کی موجودہ خصوصیات
کے ساتھ عنقریب شائع ہوگا

ہر مقام پر ایجنٹوں کی ضرورت ہے
جنکو غیرمعمولی کمیشن دیا جائے گا - درخواستیں بہت
جلد آنا چاہئیں

منجانب الناشر ، و مدیر ، و منیجر الہلال

البیان

دفتر الہلال کا ماہوار رسالہ

جسکا اصلی موضوع یہ ہوگا کہ قرآن کریم اور اسکے متعلق تمام علوم و معارف پر
تحقیقات کا ایک نیا ذخیرہ فراہم کرے ، اور ان موانع و مشکلات کو دور کرنے کی
کوشش کرے ، جنکی وجہ سے موجودہ طبقہ روز بروز قرآن کریم کی تعلیمات سے
نا اشنا ہوتا جاتا ہے لیکن ساتھ ہی تقریباً آنیہ ابواب اور بھی ہونگے جنکے
نیچے مختلف موضوع و بحث کے علمی و مذہبی مضامین شائع کیے
جائیں گے - ضخامت ، وضع و قطع ، اور حسن طبع و حروف کی
نسبت اسقدر کہدینا کافی ہے کہ انشاءاللہ الہلال کی طرح
وہ بھی آردو پریس میں پہلا ماہوار میگزین ہوگا
وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول محرر خصوصی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
شماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۲۰ | کلکتہ: چہارشنبہ ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۳۰ ہجری
Calcutta: Wednesday, November 27, 1912. | جلد ۱

—*—

شرح اجرت اشتہارات

—*—

ایک مرتبہ کیلئے بحساب	في صفحہ	۲۶ روپیہ	في کالم	۱۴ روپیہ	نصف کالم	۷ روپیہ
ایک ماہ	"	۲۲ "	"	۱۲ "	"	۶ "
تین ماہ	"	۱۸ "	"	۱۰ "	"	۵ "
چھ ماہ	"	۱۵ "	"	۸ "	"	۴ "
ایک سال	"	۱۲ "	"	۶ "	"	۳ "

متفرق اشتہارات جو نصف کالم سے بھی کم ہوں ' انچ کے حساب سے لئے جائینگے' بحساب في مربع انچ دس آنہ -

ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ پر بارہ انچ تک کا اشتہار لیا جاسکتا ہے لیکن اسکي اجرت ہر مرتبہ کیلئے پورے صفحہ کي' یعنے ۲۶ روپیہ لي جائےگي-

مختصر اشتہارات اگر رسالے کے اندر جگہہ نکال کر دے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکي اجرت عام اجرت سے پچاس فیصدي زیادہ ہوگي - اگر اشتہار کا بلاک بنوا کر' یا کسي تصویر کے بلاک کے ساتھہ درج کرانا مقصود ہو تو بلاک کي اجرت اسکے علاوہ ہوگي ' اور اسکي بنوائي دس آنے مربع انچ کے حساب سے لی جائے گی - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو دیدیا جائیگا اور ہمیشہ اسکے لئے کارآمد رہیگا -

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکي فرمائش کے مطابق آپکو جگہہ دیدیں ' البتہ حتی الامکان کوشش کي جائے گي -

(۲) اشتہار کي اجرت ہمیشہ پیشگی لي جائے گي اور کسي حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) مدیر کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہے کسي اشتہار کي اشاعت روک دے' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اس جدید کا جو قوی کے اقسام میں داخل ہو' تمام منشی مشروبات کا ' نقش امراض کی دواؤں اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقي و مالي نقصان کا ادنی شبہہ بھي دفتر کو پیدا ہو' کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

الہلال

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7-1, Macleod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام احمد الدہلوی

مقام اشاعت
۷ ـ ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

کلکتہ : چہارشنبہ ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۳۰ ھری
Calcutta. Wednesday, November 27, 1912.

جلد ۱ — نمبر ۲۰

فہرس

شذرات ۱
افکار و حوادث ۳
مقالۂ افتتاحیہ
عید اضحی نمبر (۲) ۵
مقالات
الاسلام و الاصلاح نمبر (۳) ۸
مراسلات
دعوۃ اصلاح مسلمین (۲) ۹
مکاتبات
مسئلۂ الحاق ۹
شئون عثمانیہ
جنگ یا ایک پر اسرار طلسم ۱۱
بلغاری مفتوحات کی تکذیب ۱۲
عربی و ترکی قاف ۱۲
بقیہ شذرات ۱۳
فہرست رزاعانہ ہلال احمر نمبر (۲) ۱۶
اقرار حقیقت (مستر ارنلڈ کی شہادت) ضمیمہ

تصاویر

کمانڈر عبد اللہ پاشا -
عزیز محمد مختار پاشا -
یونانی جہاز ترک افسروں کے قبضے میں -
چند ترک لڑکوں کا جنگی کھیل اور ایک ہمحواس یونانی -

افسوس اور تعجب ہے کہ اس وقت تک ہم بدھ کے تار کے نہایت اضطراب کے ساتھ منتظر رہے ، مگر ابتک کوئی خبر نہیں آئی - غالباً اسکا سبب یہ ہوگا کہ کوئی اہم واقعہ پیش نہیں آیا - اگر رسالے کے ڈاک میں پڑنے کے وقت تک بھی آگئی ، تو ضرور اسے ضمیمے میں داخل کرکے فوراً ہر پرچے کے اندر رکھدی جائے گی - اگر اشاعت کے بعد آئی جب بھی انشاء اللہ علیحدہ ضمیمے کی صورت میں تمام خریداروں تک پہنچادی جائے گی - صرف کے طرف سے ہماری آنکھیں بند ہیں ، اور جب تک اپنے فرض میں کے مدد رہی گی -

شذرات

یہ کیا قیامت ہے کہ علی گڈھ میں ہندوستان سے باہر کی ایک جنگ کی نسبت جلسہ منعقد کیا گیا ، اکثر ارکان کالج اور مقامی ترکی اسمیں شریک ہوے ، اور یہاں تک اس پیمان شریعت کے عہد شکنوں کا عنوان بڑھا کہ علانیہ چندے تک ورکروں کے لئے دئے گئے اقترنة الساعة وانشق القمر:

جو کفر ارکعبہ در حدود ، کجا ماند مسلمانی ؟

بدعتوں کو اب کہا روئیے کہ کفر تک نوبت پہنچ گئی ہے- حیران ہیں کہ نصوص قطعیہ اور دلائل صریحۂ شرعیہ کی یہ علانیہ خلاف ورزی کیونکر روا رکھی گئی ؟ افسوس ! آج کوئی نہیں جو گمراہی راہ کی رہنمائی کرے زیادہ حسرت اسپر ہے کہ ابھی کچھ ایسا زمانہ نہیں انحطاط و تذلل کا نہیں گذرا ہے ، صدر اول کے صحبت یافتہ - بحمد للہ - اب تک موجود ہیں ، اور متعدان سنت اولین کی بھی بظاہر کمی نہیں :

ہست مجلس یراں قرار کہ بود !
ہست مطرب یراں ترانہ ہزور !

تہذیب الاخلاق کی اشاعت اول میں سید صاحب مرحوم نے ایک مضمون " شیخ الاسلام " کے عہدے اور اسکے اختیارات کی نسبت لکھا تھا ، اس میں لکھتے ہیں کہ "ہندوستان کے مسلمانوں کا مذہباً یہ فرض ہے کہ اپنے پادشاہ کے ہمیشہ تابع رہیں ، گو وہ ترکوں کے ساتھ کیسی ہی ہمدردی رکھتے ہوں اور گو ترکی میں خود خلیفہ قسطنطنیہ میں کچھ ہی ہوا کرے "

سنہ ۹۷ میں جب ترکی نے یونان پر فتح پائی تو بمبئی کے مسلمانوں نے کہ مسلمان تھے اسلئے مسلمانوں کی فتح اور کفار کی ہزیمت سے خوش ہوتے تھے سلطان المعظم کی خدمت میں مبارک بادی کا ایک تار بھیجا ، اسپر سید صاحب کو اسقدر غصہ آیا

کہ انھوں نے علي گڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں (یعنے یہي آجکل کے انسٹیٹیوٹ گزٹ میں) ایک مضمون لکھا ' جسمیں اس حرکت کو "خفیف الحرکتي" سے تعبیر کیا تھا ' اور لکھا تھا کہ ہم کو صرف اپنی گورنمنٹ سے سروکار رکھنا چاہیے اور جو کچھہ کرنا چاہیے اسکي رضا اور حکم سے ' یعنی کے مسلمانوں کو ہرگز نہیں چاہیے تھا کہ تاج برطانیہ کے محکوم ہوکر ٹرکی کو مبارک باد دیں -

اس پرچے کي تاریخ اشاعت دفتر " چودھویں صدي " کے ریکارڈ سے ملسکتي ہے -

سنہ ۱۹۰۵ میں انگریزي گورنمنٹ نے ٹرکی سے باسم مصر (طابہ) حاصل کر لینا چاہا ' اور جب یہاں تک پہنچي کہ جنگی بیڑوں کو حرکت دیدي گئی ' اسپر ہندوستان کے اکثر مقامات میں مسلمانوں نے جلسے کیے اور رزولیوشن پاس کیے کہ برطانیہ کي روش انکے لیے سخت دل آزار ہے ' علي گڈہ میں بھي بعض لوگوں نے ایک جلسہ کردیا - جلسے کي جب کارروائي چھپي ' تو نرگان علي گڈہ کو کھٹکا ہوا کہ علي گڈہ کے نام سے کہیں یہ نہ سمجھہ لیا جاے کہ وابستگان کالج بھی خدا نخواستہ اس کفر میں شریک ہیں - فوراً مقامي ارکان کي ایک کمیٹي منعقد ہوي اور انکار و تبري کا ایک تار پایونیر میں چھاپا گیا -

اُس زمانے میں میں وکیل کا ایڈیٹر تھا - میں نے اسکي نسبت ایک نوٹ لکھا ' لیکن خدا بخشے نواب محسن الملک مرحوم اسقدر دراشتہ خاطر ہوے کہ علي گڈہ گزٹ میں " کالج کے نادان دوست " کے نام سے وکیل کے جواب میں ایک پر غضب مضمون لکھا اور اسمیں سید صاحب کے مضامین کے اقتباسات دیکر ثابت کیا کہ ہم مسلمانوں کو ترکوں کے معاملات اور خلافت اسلامي سے کوئي تعلق نہیں ہونا چاہیے - پھر ایک خط میں مجھے نصیحت سے لکھا کہ "ہماري تیس برس کی کمائي کو تم لوگ چاہتے ہو کہ غارت کردو "

اسکے بعد متواتر دو پمفلٹ بھی اردو اور انگریزي میں اس مسئلہ کی نسبت شائع کیے ' اور اُن میں غالباً یہ بھي لکھا کہ سواے چند غیر ذمہ دار اور نا قابل عزت مسلمانوں کے اور کوئي معقول اور تعلیم یافتہ مسلمان ترکوں کے ان معاملات سے دلچسپي نہیں رکھتا -

یہ ہیں علی گڈہ کے نصوص شرعیہ اور قدماے شریعت کي تعلیمات و تلمذات ' پھر آج کیا ہوگیا ہے کہ ان تمام روایات کو بھلاکر اور اپنی تقلیل الورن پالیسی کو فراموش کرکے سب کے سب "ضعیف الحرکتي" میں مبتلا ہو رہے ہیں ؟

کیا اسلیے کہ اگر ایسا نہ کریں تو قوم ہاتھہ سے نکل جاے گی ؟ کیا اسلیے کہ تیس برس تک حس لیڈری کے تحت حلال و جدوجہد پر حصراً قبضہ رکھا گیا ہے ' اب اسکے پاے ہلنے لگے ہیں ؟ اگر یہی خیال ہے تو یقین کرلیں کہ الحمد للہ قوم تو اب انکے ہاتھہ سے گئی ' تیس برس تک اسکو احمق بنتا تھا سو بن چکي ' اور کب تک احمق بنے گي ؟ اب اس لنپ پوت سے کچھہ حاصل نہیں ہوسکتا لوگوں کی آنکھیں کھل چکی ہیں ' اور وہ سب کچھہ دیکھا جارہا ہے ' جسکو آنکھوں پر پٹی باندھ کر تاریکی میں رکھا جاتا تھا - زمانے سے لڑنا لاحاصل ہے ' اور اب زمانے ہي نے دوسري راہ دکھلا دي ہے

لیکن سب سے زیادہ دلچسپ اور قابل غور سوال یہ ہے کہ رایسراے ہند کے چندہ دینے سے پہلے یہ حضرات کس کونے میں دبے بیٹھے تھے ؟ کیوں دلوں کی طرح زبانوں پر بھي مہر لگ گئي تھي ؟ یہ قوم کے لیڈر ہیں ' اور قوم کی حالت اب اس درجہ ضروري ہے کہ ہر وقت کے کھاے کي بھي قیمت دیدینے کا مشورہ دیا جارہا ہے '

پھر کیا انکا فرض نہ تھا کہ وہ حیثیت لیڈر ہونے کے سب سے پہلے باہر نکلتے اور اپني قوم کو اس طرف دعوت دیتے ؟ یہ کیوں ہے کہ ادھر حضور وایسراے کے چندے کی حد مشتہر ہوئی ' اور ادھر علی گڈہ کو بھی یاد آگیا کہ طرابلس کی وادیوں میں ایک جنگ برپا ہے ؟

کلکتہ میں عید اضحے

امسال کلکتہ میں عید اضحے کي نماز جس احتماع عظیم اور وحدت و جمعیت کے ساتھہ پڑھی گئی ' وہ ایک ناقابل فراموش واقعہ تھا -

یہ عجیب بات ہے کہ نماز عیدین کے متعلق اصل حکم ' سنت نبوي ' اور عام رسم ' تینوں باتیں اسکی موید ہیں کہ شہر سے باہر کسي میدان یا صحرا میں ایک ہی جماعت کے ساتھہ اداکي جائیں مگر بعض شہروں میں مسجدوں کے اندر پڑھنے کا رواج ہوگیا ہے ' اور اسکی وجہ سے مسلمانوں کی اجتماعی قوت و وحدت کو نقصان عظیم پہنچ رہا ہے -

کلکتہ میں تقریباً سولہ سترہ برس سے حضرت والد مرحوم قلعہ کے میدان میں اپنی جماعت کے ساتھہ نماز عیدین ادا کرنے کی بنیاد ڈال چکے تھے ' اور انکے بعد یہ عاجز بھی ہمیشہ اپنے ہزارہا اخوان طریقت کے ساتھہ وہیں نماز ادا کرتا رہا ' لیکن دو قسمتی سے مسجدوں میں نماز پڑھنے کي رسم اسطرح پڑگئی تھی کہ جب کبھی اور لوگوں کو اس طرف توجہ دلائی گئی ' تو بہت کم لوگ ایسے نکلے جنھوں نے اس سنت اصلي کے احیا کو ضروری سمجھا ہو ' مگر الحمد للہ امسال مصالب اسلامی کا ایک عمدہ نتیجہ یہ نکلا کہ تمام لوگ ایک جماعت کے ساتھہ میدان قلعہ میں نماز پڑھنے کیلئے مستعد ہوگئے اور باوجود قلت وقت اشاعت ' نماز مذکورہ ایک لاکھہ سے زیادہ مسلمانوں کي جماعت نے ایک ہی جگہہ ' اپنے ایک ہي خدا کے آگے سر نیاز خم کیے -

اس سے پہلے اس عاجز کی جماعت کے علاوہ میدان قلعہ میں حضرات اہل حدیث کي بھی ایک جماعت مخصوص ہوا کرتي تھي ' لیکن یہ کیسا مسرور کن منظر تھا کہ ایکے تمام اہل حدیث نے بھي بلا کسي ادنے اختلاف کے اپنی علحدہ جماعت کو ترک کردیا ' اور سب نے ایک جماعت کے ساتھہ پورے اتحاد و یک جہتي کے ساتھہ نماز ادا کي !

ہم نے دیکھا کہ جسقدر اہلحدیث جماعت میں موجود تھے سب نے نہایت اطمینان اور دل جمعی کے ساتھہ سیدھے پر ہاتھہ باندھے ' رفع یدین کیا ' اور اس زور کے ساتھہ آمین کی صدا بلند کی کہ مسجد نبوی کے گنبد اٹھنے کی روایات صحیحہ سامنے آگئیں (۱) ہم نے سوچا کہ آج ایک لاکھہ جمعی یہاں موجود ہیں ' مگر کوئي اسپر برہم نہیں ہوتا ' کوئی نماز توڑ کر مارنے کیلئے آستین نہیں چڑھاتا - یہ کیا بات ہے ؟

اصل یہ ہے کہ آپکے اندر جوش وخروش اور دفع و مقاومت کي قوتیں موجود ہیں ' جب انکے صرف کرنے کیلیے کوئی اصلی مصرف آپ تحریر نہیں کرتے ' تو یقیناً باہمی جنگ و جدال ہی میں خرچ ہونگي ' کیونکہ وہ نابود نہیں ہو سکتیں - لیکن اگر کوئي سب پر چھا جانے والا ' اور پوري قوم کے حسیات کو جلب کرنے والا مصرف انکے لیے سامنے آجاے ' تو پھر انکو باہمی اختلافات میں ظاہر ہونے کی مہلت بھی نہیں ملے گی - مذہب اور سیاست ' دونوں کا یہي حال ہے -

---

(۱) یہ اشارہ ہے ابن ماجہ کي اس حدیث کي طرف ' جس کو ابو ہریرہ نے روایت کیا ہے کہ " اذا قال غیر المغضوب علیھم ولاالضالین ' قال امین ' حتی یسمعھا اھل الصف الاول فیرتج بھا المسجد "

افکار وحوادث

— * —

جنگ پر ایک هفته اور گذر گیا - مسٹر ایسکوتھه الفاظ کی صحت مزاج کی طرف سے هم سخت مشوش خاطر هیں - نہیں معلوم فتح قسطنطنیه کے انتظار میں انکے قلب واعصاب کا کیا حال هے ؟ ظالم ویگذر کو بھی اسی وقت خاموش هونا تھا - یه مانا که فتح مند بلغاریا نے سردست دنیائے اسلام پر رحم فرما کر فتح قسطنطنیه کا ارادہ ملتوی کر دیا هے ' لیکن اگر بلغاری توپ کام نہیں دیتی ' تو کیا کمندحت ویگذر کی پسلی بھی ٹوٹ گئی هے ؟ جس طرح " باب مسعدت " مسخر کر لیا گیا ' پچاس هزار ترکوں نو مچھلیوں کی طرح ایک هی جال میں گرفتار کر لیا ' سموطری ' عسکوب ' مناستر ' اور اشقودرہ پر پہلے هی دن کے حملے میں قابض هو گئے ' اسی طرح ایک قسطنطنیه کے فتح ہونے کی حد اور سہی !

یقین هے که اب تو مسٹر ایسکوتھه بھی همارے ساتھه لعنت ویگذر کو کوسنے میں شریک هو گئے هونگے ' جنکے الفاظ رواداد نے انکو ان مصائب عظمیٰ سے دو چار کیا -

---

هل انتم علی من نزل الشیاطین ؟ تنزل علی کل افاک اثیم ' یلقون السمع و اکثرهم کاذبون ' الشعراء یتبعهم الغاؤن ' الم تر انهم فی کل واد یهیمون ' و انهم یقولون ما لا یفعلون (۲۲۱ ۱۹)

کیا میں تم کو بتلاؤں که کس پر شیطان اترتے هیں ؟ هر جھوٹے اور شریر روح پر اترتے هیں ' شیطان (نامه نگاران جنگ) سنی سنائی باتیں ان پر القا کر دیتے هیں ' اور انمیں سے اکثر تو ترے جھوٹے هی هوتے هیں - یه شاعر (آجکل کے انشا پرداز نامه نگار) سچی باتیں کبھی کہیں گے ' وہ تو خود گمراهوں (محکمهٔ احتساب احبار نا بلغاری افسروں) کے پیرو هیں ' اور کیا تم نہیں دیکھتے که یه لوگ (اپنی کذب آفرینیوں کے) میدانوں میں سرگرداں پھرتے پھرتے هیں ' اور ایسی باتوں کا دعوا کرتے هیں ' جو فعل میں نہیں لاتے ؟ (مثلاً فتح قسطنطنیه)

افسوس هے که مسٹر ایسکوتھه کی امیدوں کا آفتاب ظاهر همیشه کملتے تا ... گیا ' حالانکه وہ ایک ایسی حکومت کے وزیر اعظم هیں ' جسکے اندر آفتاب کبھی نہیں ڈوبتا - اب آپ تسخیر اورزائے ' انکی اورژں پر هنسیے ' جو جی میں آئے کیجیے - جب زمانے هی نے انکی طرف سے منھه موڑ لیا ' تو اب اورزنکا شکوہ فضول هے - مصیبت جب آتی هے تو تنہا نہیں آتی ' فتح قسطنطنیه کا انتظار هی کیا کم تھا ' که ملک نے مہرے اور چرخے لگانے شروع کر دیے - جب تک انھوں نے " باب مسعدت " میں قدم نہیں رکھا تھا ' اس وقت تک ویگذر کے سوا اور سب کی رائیں گویا سی دی گئی تھیں ' لیکن انکا نکلنا تھا که اب چاروں طرف سے تیروں کی بوچھاڑ شروع هو گئی - جو اٹھتا هے ' تعنه خنجر و سنان کے بات هی نہیں کرتا - ایک صاحب جو سنا تے هیں که تل مقل تک علم نرداران صلیب کی لاشیں هی لاشیں پڑی هیں ' ایک اور طالم آتا هے اور شنلجا کے حسرت انگیز مسیحی ماتم کا افسانه سناتا هے ' تائمز کے نامه نگار نے بھی انکھیں بدل لی هیں ' اسکے پاس بھی مسٹر ایسکوتھه کو سنانے کیلئے اب ناظم پاشا کے نا قابل تسخیر توپ خانوں کے نقشے هی رهگئے تھے ' اور پھر سب سے زیادہ جگر شگاف حادثه تو یه هے که غیروں کی شکایت کیا کیجیے که جس اپنوں پر مارا ' انھوں نے هی کمر توڑ دی - کہاں تو جرمنی کی فتح مندیوں کے ساتھه قسطنطنیه کو مراسلہ بھیجکر مسخر کرنے کی بشارت عطا ' اور کہاں صوفیا میں اسکا علانیه اقرار که اب جنگ جاری نہیں رکھی جا سکتی اور قسطنطنیه ایک طرف ' فتح ایدریا نوپل کا بھی ارادہ ملتوی !

کیا شکوہ تم سے ' رویئے اپنے نصیب کو !

کیا عجیب منظر هے ! دو طرف دو جماعتیں اپنے دل هی دل کے اندر کسی چیز کا انتظار کر رهی هیں - اگر یورپ فتح قسطنطنیه ' یا بالفاظ دیگر اسلام کی یورپ سے جلا وطنی کا منتظر هے ' تو هم بھی اپنے دلوں کے اندر کسی انتظار کی بے چینی رکھتے هیں - پھر دیکھنا یه هے که جنگ سازِ قدرت کس کے انتظار کو پورا کرتا هے ' اور کس کی امیدوں کو ناکام رکھتا هے ؟ قد کان لکم ایة فی فئتین التقتا ' فئة تقاتل فی سبیل الله ' واخری کافرة یرونهم مثلیهم رای العین ' والله یؤید بنصره من یشاء ' ان فی ذالک لعبرة لا ولی الابصار (۳ آل)

هم نے اپنی کلکته کی تقریروں میں سے ایک تقریر بصورت تحریر شائع کر دی تھی - اسکے دوسرے حصه میں بعض اُن منافقین و ملحدین حال کا ذکر کیا تھا ' جنھوں نے گذشته حالیس سال کے اندر همیشه خلافت اسلامی ' اور اتحاد بین الملی کے اثر کو مٹانے کیلئے شیاطین یورپ کا اتباع کیا هے ' اور علانیه کہا هے که همیں ترکوں کی حکومت سے کوئی تعلق نہیں - وہ ایک بات بھی جو هم نے کہدی ' مگر هم دیکھتے هیں که بعض حلقوں میں ایک عجیب قسم حواسی پھیل گئی هے - گمنام خطوں کے علاوہ ایک صاحب نے قری شجاعت کے ساتھه اپنا اسم گرامی بھی ظاهر کیا هے ' اور لکھتے هیں که آپنے جو کچھه لکھا هے یه (حضرات علی گڈه) کی نسبت هے -

---

قرآن کریم نے اپنے نزول کے وقت روساے منافقین کی بعض علامتیں بتلائی تھیں ' مثلاً

و اذا رایتهم تعجبك اجسامهم و ان یقولوا تسمع لقولهم کانهم خشب مسندة ' یحسبون کل صیحة علیهم - (۶۳ ۴)

اور اگر تم انکی ظاهری ڈیل ڈول کو دیکھو تو نہایت خوش مرنیب اور موثر نظر آئیں ' اور جب بات کریں تو اس طمطراق سے ' که تم ترے دلچسپی سے سنو تمھارے سامنے اس طرح خم کر اور ٹیک لگا کر بیٹھے هیں ' گویا لکڑیوں کے کندے هیں ' جو کسی سہارے کھڑے کر دیے گئے هیں ! اور پھر هر زور کی آواز کو سمجھتے هیں که انھی کو للکارا !

آجکل کے صدا بہار مسلمانوں پر بھی ان تمام علامتوں کو ایک ایک کرکے منطبق کر لیجیے ! انکی وضع و قطع کیسی شاندار اور قدیمی هے که جراید مصور نظروں میں کھب جاتی هے ' باتیں سنیے ' علی الخصوص آسوقت کی ' جب مسائل قومیه و اصلاحیه میں رطب اللسان هوں ' تو معلوم هوتا هے که دلوں کی باگیں انھیں کے هاتھه میں هیں -

پھر جب کانفرنسوں کے اسٹیجوں پر سرگرم سامعه نواز هوے هیں اور پبلوں کی جلسه میں هاتھه ڈالکے کسی بر زور جملے کو ادا کرنے کے بعد تنکے کھڑے هوجاتے هیں ' تو واقعی معلوم هوتا هے که " کانهم خشب مسندة "

آخری علامت یہ بتلائی ہے کہ کوئی بات بھی زور کے ساتھہ کہئے ' وہ سمجھیں گے کہ ہمارے ہی طرف اشارا ہے ' اس علامت کے انطباق کا کوئی تجربہ ابتک نہیں ہوا تھا ' مگر ان خطوط نے ثابت کردیا کہ یہ علامت بھی بلا ادنے اختلاف کے ٹھیک ٹھیک حقیقین حال پر راست آتی ہے - بالحمد للہ علے ذالک -

---

لیکن کیوں جناب ! میں نے تو ایک ٹوپی طیار کی تھی ' آپ اپنا سر کیوں ناپنے لگے ؟ مجھکو تو صرف اسکی شکایت تھی کہ روئی کی ایک گٹھری چوری گئی ہے ' مجھے اسکی کیا خبر کہ آپکی ڈاڑھی میں روئی کے گالے چمت کے رہگئے ہیں ؟ اگر یہ ٹوپی جناب کے سر مبارک پر اس طرح ٹھیک آ گئی ہے کہ

جامۂ تو کہ بر قامت او درخور بود

تو مجھے آپ سے چھین کر کسی دوسرے کو دینے کی کوئی ضرورت نہیں -

امسال علی گڈھ کانفرنس کے اجلاس لکھنو کے سالانہ رسالہ مصنوعات کی نمائش بھی ہوگی ' اور معلوم ہوتا ہے کہ غیر معمولی اہتمام سے اسکا سامان کیا جارہا ہے - جن صاحبوں کو چیزیں بھیجنی ہوں ' وہ مسٹر محمد عزیز درستوات لا لکھنو کے پتے سے جلد بھیجدیں - نمایش کے متعلق کاغذات آئے ہیں ' مگر ہمیں آجکل ان چیزوں کے دیکھنے کی مہلت کہاں ؟

مرا کہ شیشۂ دل در ریاب سنگ ست
کجا دماغ مئے ناب و نغمۂ چنگ ست

الحمد للہ کہ ہمارے معدوم دوست جناب مولانا سلیم کے زیر معموری (مسلم گرٹ) اپنے محاسن معنوی میں روز بروز ترقی کررہا ہے - آجکل عربی اخبارات کے ترجمے ' اور جنگ کی ہر طرح کی خبروں کا حسبقدر ذخیرہ اسمیں جمع کیا جاتا ہے ' اسکی نظیر کسی اخبار میں نہیں ملسکتی - انڈیپنڈنٹ نوٹس کا حصہ بھی اس قدر بڑھا دیا گیا ہے کہ گویا تمام تر انڈیپنڈنٹ ہوتا ہے - اسپر قیمت نہایت معمولی - یعنے صرف دو روپیہ سالانہ آنے - ناظرین الہلال میں سے جو صاحب اب تک اسکے خریدار نہیں ہیں ' انہیں ہم صداقت کے ساتھہ مشورہ دیتے ہیں کہ ضرور خریدیں -

---

رائٹ آنریبل سید امیر علی نے تار دیا ہے کہ انکے لنگ کے قصے کو مرقوم کرو ' میں نہیں آسکتا ' روپیہ جو تم نے مصارف سفر کے لیے بھیجا ہے ' کہو تو واپس کردوں -

لیکن ارکان لنگ کہتے ہیں کہ یہ ممکن نہیں ' انکے اگر لنگ نہیں ہوئی تو پھر کبھی بھی نہیں ہوگی ' کیونکہ بہت سے "اہم معاملات" پیش ہیں -

یا سبحان اللہ ! لیگ کو بھی " اہم معاملات " کے جواب دیا کرتے ہیں ! پچھلے کئی برسوں کے اندر جو اہم معاملات انجام دیے گئے ہیں ' وہ تو ہمارے حافظے نے بھی بھلا نہیں ' دیکھیے انکا موسم بہار کیسا گذرتا ہے ؟ غالباً اہم معاملات سے مقصود یہ ہوگا کہ کوئی مسلمان جج ریٹائر ہونے والا ہے ' اسکی کرسی پر دوسرا نوجھہ بھی ایک مسلمان نام ہی کا ہو - یا پھر سال بھر کے عطیات و مراحم گورنمنٹ کے شکریوں کی فہرست طویل ہوگی ' جسکی تحریک رئائید کے خانے بھرے ہونگے - اور اگر یہ دونوں نہیں ' تو پھر اس زورآزمائی کا پیش کرنا مقصود ہوگا کہ " جنگ طرابلس میں جو سعی مشکور صلح و اصلاح کے لیے گورنمنٹ عالیہ نے بکمال مراحم خسروانہ اقدام کی ہے ' اسکے لیے تمام مسلمانان ہند کی یہ دائم مقام پولیٹکل مجلس سجدۂ تحمدہ تعالے کا شکر حاصل کرتی ہے "

حزب مرگیا ہے ' اب اسکو اٹھنے کی رحمت مت دو - اسکی آخری خدمت تمہارے ذمے یہی ہے کہ جس قدر جلد ہوسکے ' اسے دفن کر دو - علیگڈھ کا ایوان علامی اب دوبارہ تعمیر نہیں ہوسکتا ' مسلمانوں کا چہل سالہ پالٹکس اب مرچکا ہے ' اسکو دفن کردینا ہی بہتر ہے نئی روحیں پیدا ہوتی ہیں ' مگر گور سے نکل کر کبھی کوئی واپس نہیں آتا -

---

تازے ترے کی خبر یہ ہے کہ لنگ کی طرف سے ایک نہایت دلچسپ اور اشتہار دارانہ تار شائع ہوا ہے ' جسمیں اپنی مملوکہ قوم کو حکم دیا گیا ہے کہ ترکوں کو دلسے چندہ دو ! گویا مسلمان لنگ کے حکم کے انتظار میں بیٹھے ہیں ' کہ کب فرمان عالی سائع ہوتا ہے اور جمیں چندہ جمع کرنے کی اجازت ملتی ہے -

چونکہ حضور وائسرائے کے چندے کی بابت قطعی خاموشی آگئی ہے ' اسلیے اب علی گڈھ میں بھی " حقیقت الحرکتی " ہو رہی ہے ' لنگ کے بھی ورا میں شائع ہو رہے ہیں ' اور لکھنو کے جلسے میں بھی رقمیں لکھوائی جارہی ہیں -

---

مگر علی گڈھ کالج کے طلبا نے جنگ طرابلس کے زمانے میں جس جوش اسلام پرستی و کفر دشمنی کا ثبوت دیا ' اور آجکل بھی انکے جو حالات سن رہے ہیں ' وہ فی الحقیقت ہمارے لیے ایک بشارت عظمے ہے - اگر ہم اس وقت وہاں ہوتے ' تو ایک ایک طالب علم کے پاس جاتے ' اور اسکے قدموں کو بوسہ دیتے - یہ زندگی کی وہ روح ہے ' جسکو طالموں نے برسوں تک پامال کیا ' اور کبھی ابھرنے نہیں دیا ' افسوس اب اس ارزانی میں اب شکلوں کی کمی نہیں ' و لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا

سراندر زدگوے (زیر ح
مارد ... ر -

دوسرا تار ہے کہ دول نے البانیا کو خود مختار کردینے کا فیصلہ کر دیا ہے -

---

امیر افغانستان کے پاس سلطان المعظم کا ایک خط آیا ہے جسمیں سلطان المعظم نے اپنی اور قوم کی طرف سے امیر صاحب کی اس عملی ہمدردی کا شکریہ ادا کیا ہے جسکا ثبوت انہوں نے اپنے اور اپنے رعایا کے چندہ سے دیا ہے - جلال آباد میں ایک دربار عام منعقد کیا گیا جسمیں یہ خط پڑھا گیا اور مزید چندہ کے لئے ایک وفد کھولا گیا -

---

ایک سفیر نے رئوٹر کے نامہ نگار سے بیان کیا ہے کہ دول یورپ کو صلح کے لئے جمع کرنے میں سلطنت برطانیہ نے حیرت انگیز ترجمہ ظاہر کی ہے -

---

نحاذر عون اللہ والفتح امنوا ' وما نحذر الا انفسہم

وما شعرون (۲ ۸)

الهلال

۲۷ نومبر ۱۹۱۲

— * —

عید اضحیٰ

— * —

الله اکبر ! الله اکبر ! لا اله الا الله و الله اکبر !
الله اکبر ! و لله الحمد !!

(۲)

اسوۂ ابراهیمی (۱) و حقیقت اسلامی ، دعاء الی الله ، و جهاد فی سبیل الله

— * —

فلما اسلما و تله للجبین و نادیناه
ان یا ابراهیم ، قد صدقت الرؤیا
انا کذلک نجزی المحسنین - ان
هذا لهو البلاء المبین ، و فدیناه
بذبح عظیم ، و ترکنا علیه
فی الاٰخرین ، سلام علی
ابراهیم - (۳۷ - ۱۰۴)

— * —

(۲)

یہی سبب ہے کہ حضرت ابراهیم کی هر بات "اسلام" تھی ، حقیقت اسلامی میں انکا وجود اسطرح دفا هو گیا تھا ، که خود انکی کوئی هستی باقی نہیں رهی تھی - جبکه ستاروں کی عظمت و عروج روشنی انکے سامنے آئی ، خالق کی دلربائی نے انکو آرمانا چاها ، اور سورج اپنی سطوت و عظمت سے چمکا تاکه انکی فطرة کو مرعوب کرسکے تو "اسلام" هی تھا ، جس نے اندر سے صدا دی که "انی لا احب الافلین" [میں دنیا پر هستیوں کو دوست نہیں رکھتا]

انی وجهت وجهی للذی
فطر السموات و الارض
حنیفا ، و ما انا من
المشرکین (۶ ۷۹)
و کذالک نری ابراهیم
ملکوت السموات
و الارض ، و لیکون من
الموقنین (۶ ۷۵)

میں هر طرف سے کٹ کر صرف اُس
ایک هی ذات کا هوگیا هوں جس
نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا ،
الحمد لله که میں مشرکوں میں
سے نہیں هوں [اور اسی طرح هم نے
ابراهیم کو آسمان و زمین کے مناظر
و عجائب دکھلائے ، تاکه وہ کامل
یقین کرنے والوں میں سے هوجائے -]

اور جب ابراهیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا که تم جن بت پرستیوں میں مبتلا هو ، مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں الا اللہ مجھکو اس ان دیکھی ذات سے سروکار ہے جس نے میری خلقت بنائی اور یقین ہے که وهی مجھپر اپنی راہ کھولدے گا -

در اصل یہ وهی "دعوت اسلامیه" تھی ، جس نے انکے وجود کو آنے والی امتوں کیلئے "اسوۂ حسنه" بنا دیا تھا ، اور جسکی وصیت انہوں نے اسحٰق اور اسماعیل (علیهما السلام) کو کی ، اور پھر انہوں نے یعقوب کو ، اور اسکے بعد نسلا بعد نسل سلسلۂ ابراهیمی میں متصل هوتی رهی

و وصی بها ابراهیم
بنیه و یعقوب ، یا
بنی ان الله اصطفی
لکم الدین فلا تموتن
الا و انتم مسلمون
(۲ : ۱۲۶) .

اور یہی اسلام تھا ، جسکی وصیت ابراهیم اپنی اولاد کو کر گئے اور پھر یعقوب بھی ، که اے فرزند ! الله نے تمکو اس دین اسلام سے ممتاز فرمایا پس تم زندگی بھر اسی کی تعلیم دینا اور جب مرنا تو اسی طریقه پر مرنا -

یہی حقیقت وہ "روح اعظم" تھی ، جو آدم کے قالب میں پھونکی گئی

و نفخت فیه من روحی اور خدائے آدم میں اپنی "روح" پھونکی -

اور یہی وہ روح الٰہی ہے ، جو سریعت ابراهیمی سے منسوب هو کر سلسلۂ ابراهیمی کی آخری امت ، یعنی امت مرحومه میں ظہور کرنے والی تھی ، اور جسکے یوم ظہور کی ایک رات ، ایام الٰہیه کے گذشته هزار مہینوں پر افضلیت رکھتی تھی

انہوں نے جب آنکھه کھولی ، تو انکی چاروں طرف بت پرستی کے مناظر تھے - انہوں نے خود اپنے گھر کے اندر جس کسی کو دیکھا ، اسکے هاتھه میں سنگ تراشی کے اوزار ، اور بتوں کے ڈھانچے تھے ، وہ کالدیا کے بازاروں میں پھرے ، مگر جس طرف دیکھا ، بتوں کے آگے جھکے هوئے سر تھے ، اور جس طرف کان لگایا ، جدا فراموشی کی صدائیں آرهی تھیں - پھر وہ کونسی چیز تھی ، جس نے تمام اُن چیزوں سے هٹا کر ، جو آنکھوں سے دیکھی اور کانوں سے سنی جاتی هیں ، انکے دل میں ایک ان دیکھے محبوب کے عشق کی لگن لگا دی ؟ اور ایک ان سنے نغمے کی تلاش میں انکے سامعه کو آوارہ کردیا ؟ انکے سامنے تو بتوں کی قطاریں تھیں جنکو انکی آنکھیں دیکھتی تھیں ، پھر وہ کون تھا ، جو انکے اندر بیٹھا هوا خدائے قدوس کو دیکھه رها تھا ، اور اس فطرتی خوش و قوت کے ساتھه ، جو کسی بلندی سے گرنے والے آبشار ، یا کسی زمین سے ابلتے هوئے چشمے میں هوتا ہے ، انکی زبان سے فاطر السماوات و الارض کی یہ شہادت دے رها تھا ؟

الذی خلقنی فهو
یهدین و الذی هو
یطعمنی و یسقین ، و اذا
مرضت فهو یشفین ،
و الذی یمیتنی ثم
یحیین ، و الذی
اطمع ان یغفر لی
خطیئتی یوم الدین
(۲۶ ۷۸)

وہ ، جس نے مجھکو پیدا کیا اور پھر هدایت کی راهیں کھولدیں ، وہ ، که بھوکا هوتا هوں تو کھلاتا اور پیاسا هوتا هوں تو پلاتا ہے - اور وہ ، که جب اپنی بد اعمالیوں سے بیمار پڑتا هوں تو اپنی رحمت سے شفا دیدیتا ہے - جو موت کے بعد جناب بخشیگا ، اور جسکی رحمت سے امید رکھتا هوں که قیامت کے دن میری خطاؤں سے درگذر کریگا -

اور پھر یہ کہا تھا که جدکه انکا سنگ تراش چچا ، پتھروں سے پرستش کی صورتیں بنایا تھا ، تو نے اختیار انکے زبان سے نکلنا تھا که انکی دراء مما تعبدون

و اذ قال ابراهیم
لابیه و قومه انی
براء مما تعبدون ،
الا الذی فطرنی ،
فانه سیهدین
(۴۳ ۲۵)

اور جب ابراهیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا که تم جن بت پرستیوں میں مبتلا هو ، مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں الا اللہ مجھکو اس ان دیکھی ذات سے سروکار ہے جس نے میری خلقت بنائی اور یقین ہے که وهی مجھپر اپنی راہ کھولدے گا -

---

(۱) " اسوہ " کا لفظ اس مقام میں بار بار آتا ہے ، اسلیے اسکا مفہوم مطلب سمجھه لینا چاهیے (امام راغب) مفردات میں لکھتے هیں . " الاسوة کالقدوة ، والقدرة الحالة التي یکون الانسان علیه في اتباع غیره ، واما الحسنا ان یاء ، و قال ما سیرد ، اي اقتداء به " (یعنی لفظ " اسوہ " مثل قدوہ کے ہے ، اور قدوہ اس حالت کو کہتے هیں ، جس کو کسی دوسرے میں دیکھکر ، انسان اسکی پیروی کرے ، خواہ وہ اچھی هو یا بری ، چنانچہ لکھتے هیں که " تاسیت به " یعنے میں نے اسکی پیروی کی) پس اسوہ سے مقصود ایسی پیش نظر حالت ہے ، جسکی پیروی اور متابعت کی جاے ، هم نے اسکا ترجمہ " نمونہ " کر دیا ، کیونکه اردو میں اور کوئی لفظ اس مفہوم کیلیے ذهن میں نہیں آتا - معلوم نہیں شاہ صاحب نے کیا ترجمہ کیا ہے ، مجلس تحریر میں انکے ترجمہ کے ملاحظے کی مہلت نہیں ملی -

انا انزلناه في ليلة القدر ، وما ادراك ما ليلة القدر ؟ ليلة القدر خير من الف شهر ، تنزل الملائكة والروح فيها باذن ربهم من كل امر ، سلام هي حتى مطلع الفجر (٩٧ : ١)

هم نے اسلام کو بصورت قران لیلۃ القدر میں نازل کیا ، اور تم جانتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا ہے ؟ وہ ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں پر افضلیت رکھتی ہے ۔ اس رات ملائکہ اور "روح" کا نزول ہوتا ہے ، جو اپنے پروردگار کے حکم سے (نظم روحانی) کے تمام امور کیلئے آتے ہیں ، وہ رات امن اور سلامتی کی رات ہے - طلوع صبح تک -

اور یہی وہ حقیقت تھی ، جو اُن تمام حقدعتوں سے جو یہودیت یا مسیحیت سے تعبیر کی جاسکتی ہیں ، اعلیٰ و ارفع تھی ، کیونکہ وہ تمام شاخیں اسی حقیقتہ الحقائق کی جڑ سے نکلی تھیں ، پس " اصل " کی موجودگی میں " فرع " کے اثر ہے ، " اور کل " کے سامنے " جزء " کی حقیقت ، یہی سبب ہے کہ جب اس " اصل و کل " کی تکمیل کا زمانہ ظہور ہوا ، تو کہا گیا کہ

وقالوا كونوا هودا او نصارى تهتدوا ، قل بل ملة ابراهيم حنيفا ، وما كان من المشركين (٢ ١٢٩)

یہود و نصارا کہتے ہیں کہ یہودی یا نصرانی بن جاو تاکہ ہدایت پاؤ ، لیکن ان سے کہدو کہ نہیں ، بلکہ صرف ملت ابراہیمی ہی میں تمام ہدایتوں کی حقیقت ہے ، اور وہ تمہاری طرح مشرکوں میں سے نہ تھا -

اور یہی وہ انسان کی " فطرۃ اصلی " ہے جسکو " اسلام " کے سوا قرآن کریم نے " قلب سلیم " کے لقب سے بھی یاد کیا ہے - یعنے قلب انسانی کی وہ بے میل حالت ، جو خارجی اثرات ضلالت سے بالکل محفوظ ہو ، یا فطرۃ اصلی کا وہ ذرق صحیح ، جسکا دائمہ کسی عارضی تجاوز کے اثر سے نگزنہ گیا ہو ، کیونکہ انسان کے اندر جو کچھہ ہے وہ اسلام ہے ، اور جب جب آتا ہے تو باہر سے آتا ہے یہی سبب ہے کہ حضرت ابراہیم کی نسبت تصریح کردی کہ

ادجاء ربه بقلب سليم (٣٧ ٨٢)

جب حضرت ابراہیم اپنے رب کی طرف " قلب سلیم " کے ساتھہ منقطع ہوے -

اور پھر سورہ شعرا کے چوتھے رکوع میں جب حضرت ابراہیم نے آزر کی ضلالت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دعا مانگی ہے ، تو ساتھہ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ

يوم لا ينفع مال ولا بنون ، الا من اتى الله بقلب سليم (٢٦ ٨٨) (١)

وہ آخری روز عدالت ، جسکہ نہ تو مال و دولت کام دینگے اور نہ اہل وعیال کام آئیں گے (یعنے کوئی مادی شے مفید نہوگی) مگر صرف وہ کامیاب ہوگا جسکے پہلو میں " قلب سلیم " ہے

یہی " قلب سلیم " تھا ، جس پر احرام سماویہ کے مدہش مناظر مدغم نہ پا سکے ، اور اس نے ابراہیم کے دل کے اندر سے فاطر ملکوت السمارات و الارض کے وجود پر شہادت دی :

حال دل ربكم رب السمارات والارض ، الذي فطرهن ، وانا على ذلكم من الشاهدين - (٢١ ٥٧)

ابراہیم نے اپنی قوم کو جواب میں کہا کہ وہ آسمان و زمین کا فاطر ، جس نے انکو پیدا کیا ، تمہارا بھی پروردگار ہے - اور میں اسکے وجود پر شہادت دیتا ہوں -

* * *

(١) یہ ایک نہایت ضروری اور مستقل بحث ہے ، اور فی الحقیقت اسرۂ ابراہیمی میں سے پہلا اسرہ یہی قلب سلیم یا ذوق فطرۃ کی صحت ہے - مولانا روم کی اس نکتے پر نظر تھی ، انہوں نے مثنوی کے کئی مرقعوں میں اسپر نہایت لطیف بحث کی ہے - کسی وقت ایک مستقل عنوان سے بالتفصیل لکھونگا -

حقیقت اسلامی کی اصلی آزمایش

اور سب سے آخر یہ کہ جب حقیقت اسلامی کی آخری مگر اصلی آزمایش کا وقت آیا ، تو وہ " اسلام " ہی تھا ، جس نے ابراہیم کے ہاتھہ میں چھری دی ، تاکہ فرزند عزیز کو ذبح کرکے محبت ماسوی اللہ کی قربانی کرے ، اور " اسلام " ہی تھا ، جس نے اسماعیل کی گردن جھکا دی ، تاکہ اپنی جان عزیز کو اسکی راہ میں قربان کردے - جسکہ اس نے پوچھا

يا بني اني ارى في المنام اني اذبحك ، فانظر ما ذا ترى ؟ (٣٧ ٩٩)

اے فرزند عزیز ! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا تجھے اللہ کے نام پر ذبح کر رہا ہوں ، پھر تیرے خیال میں یہ بات کیسی ہے ؟

تو یہ وحود ابراہیمی کی نہیں ، بلکہ " اسلام " ہی کی صدا تھی - اور پھر جب اسکے جواب میں اسماعیل نے کہا کہ :

يا ابت افعل ما تومر ، ستجدني ان شاء الله من الصابرين (٣٧ ١٠٠)

اے باپ ! یہ تو کرو جو اللہ کی مرضی اور اسکے حکم کا اشارہ ہے ، پس جو اسکا حکم ہے ، اسکو بلا تامل انجام دیجئے - اگر اسی خدا کی مرضی ہوئی تو آپ دیکھہ لیں گے کہ میں صبر کرنے والوں میں سے ہونگا -

تو یہ بھی اسماعیل کی نہیں ، بلکہ اسلام ہی کی صدا تھی - پھر جب باپ نے بیٹے کو مذبح کی طرح سختی سے پکڑ کے زمین پر گرادیا ، تو وہ اسلام ہی کا ہاتھہ تھا ، جو ابراہیم کے اندر سے کام کر رہا تھا - اور جب بیٹے نے اُس شوق و ذوق کے ساتھہ ، جو مدتوں کے تمنائے کوثر و تسنیم سے ہوتا ہے ، اپنی گردن مصطرب ہو ہو کر چھری سے قریب کردی ، تو وہ حقیقت اسلامی ہی کی محبوبیت کا استدلال تھا جس نے نفس اسماعیل کو فدا کردینا تھا ، اور اسی فدا سے مقام ایمان کو دیا ہے

سلام على ابراهيم ! انا كذلك نجزي المحسنين انه من عبادنا المومنين (٣٧ ١١١)

پس سلام ہو حقیقت اسلامی کی قربانی کرنے والے ابراہیم پر ! ہم مقام احسان (*) تک پہنچنے والوں کو (بقائے دوام) کا انسا ہی بدلہ عطا فرماتے ہیں - بیشک وہ ہمارے حقیقی مومن بندوں میں سے تھا -

اللہ اکبر ! اللہ اکبر ! لا الہ الا اللہ واللہ اکبر ! اللہ اکبر وللہ الحمد -

عامل مرو کہ تا درست الحرام عشق
صد عمل ست و عمل اول قیامت اسمت

اللہ اللہ ! اس تعریف سار ازل نے کاروبار محبت کی فرمانروی کو کیا کہئے کہ اسکے حرم محبت کی ساری آرائش دوستوں کے خون کی چھینٹوں اور مصطرب لاشوں کی تڑپ ہی سے ہے - دوستوں کو کٹواتا ہے ، مگر دشمنوں کو مہلت دیتا ہے - باپ کے ہاتھہ میں چھری دیتا ہے کہ بیٹے کو قتل کرے ، اور بیٹے سے کہتا ہے کہ خوش خوش گردن جھکا دے کہ یہاں جان دینا ہی نہیں ، بلکہ جان دینے کو روز عشق و نشاط سمجھنا بھی شرط ہے

آہ این جہ دوستست کہ سر ہاے یکدگر
خویشاں دریدہ در رہ قاتل نہادہ اند !

ابراہیم کے دل میں اپنی محبت کے ساتھہ بیٹے کی محبت گوارا نہ ہوئی ، اور اسماعیل کے پہلو میں اپنے گھر کو دیکھا تو محبت نفس و جان کی پرچھائیں نظر آئی

عشق ست و ہزار بدگمانی !

عنایت الہی نے اسکو بھی منظور نہیں کیا - حکم ہوا کہ پہلے محبت کے مکان کو ایک ہی مکان کیلئے خالی کردو ، پھر اس طرف نظر اٹھا کر دیکھنا کہ " العمرۃ فی صفاب حصرۃ الزوییۃ " محبت کی

(*) ہم نے محسنین کے ترجمہ میں اعمال حسنہ وغیرہ کا لفظ نہیں لکھا بلکہ " مقام احسان " سے تعبیر کیا ، مقام احسان سے مراد وہ مقام ہے ، جسکی طرف بعارض شریف کی حدیث جبریل میں اشارہ کیا گیا ہے -

عشق آموزي کا پہلا سبق غیرت ہے ' اور یہی معنے ہیں اس آیت کریمہ کے ' کہ :

ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذالک لمن یشاء (۴ : ۵۱)	اللہ تعالے تمارے تمام گناہوں سے درگذر کرسکتا ہے ' مگر اسکو کبھی معاف نہیں کرسکتا کہ تم اسکی محبت میں کسي دوسرے کو شریک کرو -

سلطان محبت تمام گناہوں کو معاف کرسکتا ہے ' مگر اسکي عدالت میں دل کی تقسیم کا کوئی قانون نہیں ہے - آپکا دوست ہزار کج ادائیاں کرے ' آپ کا دل محبت پرست اسکی شفاعت سے باز نہ آے گا ' لیکن آپ اُس گوشۂ نظر سے کبونکر درگذر سکتے ہیں جو آپکی طرف نہیں ' بلکہ کسی دوسری جانب تھی ؟ آپ کسي کی آنکھوں کي بے مہری کو تو گوارا کر لے سکتے ہیں ' لیکن اس خمار کو کیونکر دیکھ سکتے ہیں جو صحبت غیر کی شب بیداریوں سے پیدا ہوا ہو ؟ اگر کبھی اس کرچے میں گذر ہوا ہے ' تو اپنے دل سے پوچھ لیجیے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں ؟ البتہ اس مسئلہ کے سمجھنے کیلیے مدرسے سے باہر بھی کچھ سیکھنا ضروری ہے

کیں مسئلہ در نسخۂ محمود و ایاز است !

مرد الی المقصود

اب میں اپنے اصل مقصد سے بہت قریب آگیا ہوں - یہی آخري حالت وہ حقیقت اصلی تھی ' جس کو آثار مصنفین سے میں " حقیقت اسلامی " کے لفظ سے تعبیر کرتا آیا ہوں ' یہی دعوت اسلام کا وہ عملی نمونہ تھا ' جس نے اسوۂ ابراہیمي کی شکل میں ظہور کیا ' یہی لفظ " اسلام " کا وہ شاہد معنی تھا ' جسکے روئے مشہد آرا کو دست خلیل اللہ نے نقاب کر دیا ' یہی وہ للہاے حقیقت تھی ' جسکے محمل وصال پر نفس و جاں کی قربانیوں کے پردے پڑے ہوئے ہیں - لیکن اس بعد حجاب کے باوجود محبت کیلیے مانع نہوسکے ' اور عشاق حقیقت کیلیے اسکی جلوہ فروشیوں کو عام کردیا ' اور یہی وہ اصل اسلامی ہے جس کو قرآن کریم اپنی اصطلاح میں " جہاد فی سبیل اللہ " سے تعبیر کرتا ہے ' اور کبھی " اسلام " کی جگہہ " جہاد " اور کبھی " مسلم " کی جگہہ " مجاہد " بولتا ہے ' اور پھر یہی وہ " اسوۂ حسنہ " ہے جسکی طرف وہ تمام پیروان ملۂ حنیفی کو دعوت دیتا ہے ' اور کہتا ہے کہ

قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم و الذین معہ	بیشک حضرت ابراھیم اور انکے ساتھیوں میں پیروي و اتباع کے لیے ایک بہترین نصب العین اور نمونۂ زندگی ہے -

پس قسم ہے اُس خداے اسلام کی ' جس نے ابراھیم اور اسماعیل کی قربانی کو برکت بخشی ' اور اسکو ماے حقیقی کیلیے اسوۂ حسنہ بنایا ' (و انہ لقسم لو تعلمون عظیم) کہ " اسلام " اور " جہاد " ایک ہي حقیقت کے دو نام ' اور ایک ہی معنی کے لیے دو مرادف الفاظ ہیں ' اور اسلام کے معنے " جہاد " میں اور جہاد کے معنے اسلام ' پس کوئي ہستي " مسلم " ہو نہیں سکتی ' جب تک وہ " مجاہد " نہو ' اور کوئي " مجاہد " ہو نہیں سکتا ' جب تک کہ وہ " مسلم " نہو - " اسلام " کی لذت اُس نوبخت کیلیے حرام ہے ' جسکا ذوق ایماني لذت جہاد سے محروم ہو ' اور زمین پر گو اس نے اپنا نام مسلم رکھا ہو ' لیکن اسکو کہدو کہ آسمانوں میں اسکا شمار کفر کے زمرے میں ہے -

الجہاد ! الجہاد ! الجہاد في سبیل اللہ ! ایہا المسلمون العاملون عن حقیقۃ الاسلام و الجہاد ! و اللہ اکبر ! اللہ اکبر ! لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر ! اللہ اکبر و للہ الحمد !!

* * *

جبکہ ایک دنیا " لفظ جہاد " کي دہشت سے کانپ رہي ہے ' جبکہ عالم مسیحي کي نظروں میں یہ لفظ ایک عفریت مہیب یا ایک حربۂ بے امان ہے ' جبکہ اسلام کے مدعیان حمایت نصف صدي سے کوشش کر رہے ہیں کہ کفر کي رضا کیلیے اسلام کو مجبور کریں کہ اس لفظ کو اپنی لغت سے نکال دے ' جبکہ بظاہر انہوں نے کفر و اسلام کے درمیان ایک راضي نامہ لکھدیا ہے کہ اسلام لفظ جہاد کو بھلا دیتا ہے ' کفر اپنے توحش کو بھول جاے ' اور جبکہ آجکل کے مجددین مسلمین اور متعربین مفسدین کا ایک " حزب الشیطان " بے چین ہے کہ بس چلے تو یورپ سے درجۂ تقرب عبودیت حاصل کرنے کیلیے (" تحریف الکلم عن مواضعہ " کے بعد) سرے سے اس لفظ ہی کو قرآن سے نکال دے ' تو پھر یہ کیا ہے کہ میں نہ صرف " جہاد " کو ایک رکن اسلامی ' ایک فرض دیني ' ایک حکم شریعت بتلاتا ہوں ' بلکہ صاف صاف کہتا ہوں کہ اسلام کی حقیقت ہي جہاد ہے ' دونوں لازم و ملزوم ہیں ' اسلام سے اگر " جہاد " کو الگ کر لیا جاے ' تو وہ ایک لفظ ہوگا جسمیں معني نہیں ہے ' ایک اسم ہوگا ' جسکا مسمی نہیں ہے ' ایک قشر مجرد ہوگا ' جس سے معز نکال لیا گیا ہے - پھر کیا میں اُن تمام اعمال مصلحین متعربین کو عار نہ کرنا چاہتا ہوں جو انہوں نے تطبیق بین التوحید و التثلیث یا اسلام اور مسیحیت کے عہد اتحاد کیلیے انجام دیے ہیں ؟ وہ اصلاح جدید کی شاندار عمارتیں ' جو مغربی تہذیب و شائستگی کی ارض مقدس پر کھڑی کی گئی ہیں ' کیا دعوت جہاد دینے میں جنود مجاہدین کو بلاتا ہوں کہ اپنے گھوڑوں - توں سے انہیں پامال کردیں ؟ اور پھر کیا چاہتا ہوں کہ اسلامی زندگی کا افق ' جو حرارت حیات کی گرد سے پاک کردیا گیا تھا ' مجاہدین کے اوڑائی ہوی خاک سے پھر غبار آلود ہو جاے ؟ ؟

ہاں ! اے عارتگران حقیقت اسلامی ! اے دزدان متاع ایماني ! اور اے مفسدین ملت و مدعیان اصلاح ! ہاں ! میں ایسا ہی چاہتا ہوں ' میری آنکھیں ایسا ہی دیکھنا چاہتی ہیں ' میرا دل ایسے ہی وقت کیلیے بیقرار ہے ' خداے ابراھیم و محمد (علیہما السلام) کی شریعت ایسا ہی چاہتی ہے ' قران کریم اسی کو حقیقت اسلامي کہتا ہے " وہ اسی اسوۂ حسنہ کی طرف اپنے پیروں کو بلاتا ہے ' اسلام کا اعتماد اسي کے لیے ہے ' اسکی تمام عبادتیں اسی کے لیے ہیں ' اسکے تمام حسن اعمال کی روح یہی شے ہے ' اور یہي چیز ہے ' جس کی یاد کو اس نے ہمیشہ زندہ رکھنا چاہا ' اور " عید اضحی " کو یوم حشر و مسرت بنایا -

پس وہ ہے ' جسکی طرف میں مسلمانوں کو بلاتا ہوں ' پھر تمہارے پاس کیا ہے ' جسکی طرف تم ہم کو دعوت دیتے ہو ؟ ہل عندکم من علم فتخرجوہ لنا ؟ (اتجادلونني فی اسماء سمیتموھا انتم و اباؤکم ما نزل اللہ بہا من سلطان ؟) ان انتم الا تخرصون

ام یقولون کذبا ؟ فان یشا اللہ یختم علی قلبک (۴۲ : ۲۴)	یا انکا ارادہ مکر و فریب پھیلانے کا ہے ؟ اگر ایسا ہے تو یاد رکھیں کہ یہ مکر خود ہي شیطان کے فریب میں پڑے ہیں - یا پھر خدا کے سوا انکا کوئی اور معبود ہے ؟ اگر یہي ذات ہے تو یقین کرو کہ اللہ کی ذات انکے اس شرک سے پاک ہے -

لیکن " جہاد " سے مقصود کیا ہے ؟ اسکا محمل اصلی کیا ہے ؟ کیونکر اسلام کی حقیقت اور جہاد ایک ہے ؟ آثار مصنفین میں جو سوالات کیے گئے تھے انکا حل کیونکر ہے ؟ اگرچہ ان میں سے ہر سوال تفصیل طلب ہے ' اور یکے بعد دیگرے صدہا مباحث پر مشتمل ' لیکن تمام آئندہ نمبر کا انتظار کیجیے کہ چند اشارات عرض کروں فانا اللہ اکبر ! اللہ اکبر ! لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر ! اللہ اکبر و للہ الحمد -

مقالات

الاســـــلام و الاصـــــلاح

(۳)

یہ تدریجی رفتار ہمیں دکھاتی ہے کہ اصلاح دولت عثمانیہ سے مایوس ہونا معقول پسندی کے خلاف ہے - ہمکو اعتراف کرنا چاہئے کہ باب عالی نے اصلاح کے ایسے نمونے پیش کردیئے ہیں جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور پھر اتنے ہی پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ مساعی اصلاح برابر جاری ہیں - سچ یہ ہے کہ جو کچھہ اسوقت تک باب عالی نے کیا ہے اسکی باب عالی کے دوستونکو بھی توقع نہ تھی -

اگر یورپ کی سیاست اسکے مساعی اصلاح کے ساتھہ اتفاق کرے اور کافی وقت دے ' تو دولت عثمانیہ کے تمام رخنونکی درستی ہوسکتی ہے - کیونکہ اسکا ملک سرسبز ہے اور مالگذاری وافر ہے -

اقتدارات غیر المسلمین

خلیفہ ثانی نے جب بیت المقدس فتح کیا تو عیسائیونکو ہر طرح کی مذہبی آزادی دی تھی ' مثلاً

تمام کلیسوں کی اوقاف میں اور تمام مذہبی معاملات میں بطریق کلیسا کو حق تصرف تھا ' یعنی نکاح ' طلاق ' وصایا ' اموال یتامی کی نگرانی ' اور مذہبی احکام نہ بجا لانے والونکی سرزنش وغیرہ میں کلیسا کو کامل اختیارات تھے -

آل عثمان کے عہد سلطنت میں جب قسطنطنیہ فتح ہوا تو اسوقت صرف دو کلیسے یعنے روم کیتھولک اور ارمنی کے حقوق تسلیم کیے گئے -

اسکے بعد سنہ ۱۸۵۶ ع میں روم کیتھولک اور بعض دوسری سلطنتوں کے علی الرغم پروٹسٹنٹ ' ارتھوڈکس متحدہ رومانی ' اور لاطینی کے کلیسے بھی تسلیم کیے گئے - ان تمام کلیسوں کو بھی وہ تمام اختیارات دیے گئے ہیں جو پہلے دو کلیسونکو حاصل تھے -

تمام انتظامی مجلس میں مسلمان اور غیر مسلمان ' دونوں ممبر منتخب ہوتے ہیں - عیسائی فرقوں کے سردارونکو اس انتخاب میں شرکت کا حق دیا گیا ہے -

روحانی سردارونکو اس کا بھی حق دیا گیا ہے کہ حکومت کے سامنے اپنے ہم مذہبونکی حمایت کریں - اگر یہ معتمد ثابت نہ ہوں تو اپنے وکلا کے ذریعہ سے باب عالی تک پہنچائیں - ان وکلا کو باب عالی اسلئے مقرر کرتا ہے کہ اُس میں اور عیسائی رعایا میں واسطہ ہوں -

کلیسونکی تعمیر میں جو دقتیں ہوتی تھیں ' انمیں سے اب ایک بھی نہیں - اسکا تو اعتراف کہ لات پادری نے بھی اقرار کیا ہے کہ دولت عثمانیہ میں کلیسونکی تعداد بہت بڑھگئی ہے - خصوصاً غیر ملکی کلیسوں میں تو غیر معمولی اضافہ ہوگیا ہے -

دولت عثمانیہ کی بے تعصبی اور مساوات کا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہوسکتا ہے کہ تمام وہ سامان جو کلیسونکے نام سے لایا جائے ' چنگی کے محصول سے مستثنیٰ ہے -

دولت عثمانیہ کو اپنی غیر مسلم رعایا کی حفاظت کے ساتھہ اسقدر اعتنا ہے کہ اُن کی مذہبی عبادات میں خلل انداز ہونا قانوناً سخت سزا کا مستوجب قرار دیا گیا ہے - انکے مذہب کا اس قدر احترام کیا جاتا ہے کہ پولیس کو حکم ہے ' جب پادری نکلیں ' تو انکو سلام کرو !!

مساوات کی یہ حد ہے کہ اگر کوئی عیسائی فوج میں عرصہ تک رہنے کے بعد مرجائے ' تو اسکے جنازہ کی مشائعت میں مسلمان سپاہیوں کو بھی شریک ہونا پڑتا ہے - حالانکہ مشرقی عیسائیونکا یہ عام قاعدہ ہے کہ انکے جنازہ میں صلیب وغیرہ بھی ہوتی ہے -

سب سے بڑھکے یہ ہے کہ انکو اختیار ہے کہ ہر قسم کی مذہبی اور دنیاوی فوائد کے لیے جلسے کریں اور جلسونکی قراردادوں سے باب عالی کو مطلع کردیں ' تاکہ باب عالی انکے متعلق احکام صادر کرے -

آخر الذکر قاعدہ کی وجہ سے باب عالی کو نہ صرف مسلمانوں سے ' بلکہ خود یورپین سے معاملہ کرنا پڑا - کیونکہ عیسائی یورپ ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور ایک دوسرے کے سخت دشمن ' عیسائی دنیا کو ایک اسلامی سلطنت (دولت عثمانیہ) - سدکھنا چاہئے کہ مذہب کس درجہ نرمی ' مساہلت اور رواداری کی تعلیم دیتا ہے -

باب عالی کے عیسائی رعایا کے ساتھہ جس سلوک و مراعات حقوق کا اندازہ سنہ ۱۸۲۷ ع کے واقعہ سے ہو سکتا ہے ' جب کہ روس نے اس بنا پر اعلان جنگ کیا تھا کہ بنگ چری فوج نے روس کیتھولک یورپین کے لاٹ پادری کو گالیاں دیں ' اور وہ اپنے آپ کو اُس کا حامی سمجھتا تھا کیونکہ روس کیتھولک جرح عرصہ تک اسکے زیر سایہ رہچکا تھا -

ادھر روس کیتھولک یورپ کا دعوہ لینے کے لئے روس نے باب عالی کے مقابلہ میں اعلان جنگ کیا ' اور ادھر خود اسی فرقہ کے لاٹ پادری نے تمام پادریونکے پاس یہ حکم بھیجا کہ کوئی شخص روس کی مدد نہ کرے ' عثمانی فوج کی مالی و جسمانی ہر قسم کی مدد کی جائے ' اور اسکے نصر و فتح کے لئے گرجوں میں دعائیں مانگی جائیں - لاطینی کی بھی یہی حالت تھی - ولی ولیس کے پادریوں نے اعلان شائع کیا تھا کہ ہم تو روس کی حمایت کی ضرورت نہیں -

پس حقیقت یہ ہے کہ باب عالی اصلاح نفسہ کی خود کوشش کر رہا ہے اور ہم کو اسوقت تک مساوات حاصل ہے -

یہ اعتراض کہ کامل مساوات اسوقت تک حاصل ہو نہیں سکتی جب تک کہ فوج میں عیسائی بھرتی نہ ہوں ' بالکل صحیح ہے ' مگر سوال یہ ہے کہ اسمیں قصور ہے ' باب عالی کا یا عیسائی رعایا کا ؟ عیسائی رعایا کیوں فوج میں داخل ہونا منظور نہیں کرتی ؟

الہلال

— * —

(سرور جزد دوم) کی تحریر ختم ہوگئی ' میں اسوقت کچھہ اس طرح اپنے خیالات میں غرق رہا کہ مقالات وغیرہ کے حصے کے دیکھنے کی مہلت نہیں ملی - اب اس مضمون کو دیکھتا ہوں تو متعدد مقامات تحشیہ طلب ' اور کتب اسلامیہ کے حوالے زیادہ تر مصحح رجوع و تحقیق نظر آتے ہیں ' ان میں سے بعض ایسے ہیں ' جو مانحن فیہ کے لئے زیادہ مفید اور ضروری تھے مگر استدلال کمزور اور محدود رہا ' اور بعض ایسے بھی ہیں جنکا مطلب سمجھنے میں لائق مستشرق سے غلطی ہی ' پس ضرورت ہے کہ اُن پر نظر ثانی جائے - انشاء اللہ بسرط گنجایش آئندہ نمبر میں اصل رسالے کو سامنے رکھکر اپنی رائے ظاہر کرونگا - (ایڈیٹر)

اظہار حقیقت

— * —

عثمانی شجاعت کے آگے ایک حق پرست انگریز کا سر بسجود قلم

معرکۂ لیولی نرعاس

— * —

قرآن کریم نے اپنے نزول کے وقت عیسائیوں کے متصاد خصائل کی طرف اشارہ کیا تھا

و من اهل الكتاب من ان تامنه بقنطار يؤده اليك ، ومنهم من ان تامنه بدينار لا يؤده اليك الا دمت عليه قائما (۳ ۲۹)

اور یہود و نصارا میں سے بعض ایسے امانت دار ہیں کہ اگر انکے پاس زر بعد کا ایک ڈھیر بھی امانت رکھدو ، تو بھی انکی نیت نہ بدلے اور واپس کردیں - اور بعض ایسے ہیں کہ ایک روپیہ بھی انکے حوالے کرو ، تو اسکا واپس ملنا مشکل ہوجائے ، اور دیں بھی تو اس وقت ، جب ہر وقت تقاضے کرتے ان کے سر پر سوار رہو -

آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ حق اور صداقت کی امانت وخیانت کے لحاظ سے مسیحی دنیا کا یہی حال ہے -

ایک طرف تو واقعہ نگاری کے امانت دار ، لغزشت وبگفتر جیسے طبائع ہیں ، جو دروغ بافان عصر کا سر جدل ، اور فن کذب وکذابی کا معلم وقت ہے - غلط بیانی ، مبالغہ طرازی ، قطع و برید ، حذف و اضافہ ، اور سب سے زیادہ یہ کہ قبل از وقوع اشاعت جسکے صحیفۂ کذب آفرینی کے عام انواع ہیں ، اور پھر دوسری طرف مسٹر (بلنٹ) اور مسٹر (مکالا) جیسے راست بیان اور حق گو اہل قلم ہیں ، جنھوں نے جنگ طرابلس کے متعلق تمام دورے کے آگے اصل حقیقت کی ترجمانی کی ، اور جنرل کنوا کے اس قبل عام کے پوست کندہ حالات لکھے ، جن سے جنگ پسندی کے اس عہد طلائی میں بھی کامل تین ہفتے تک دنیا کے حذر رکھی گئی تھی -

عزیزی محمود مختار پاشا جنھوں نے قرن قلعسی میں کو اصول احتیاط کے خلاف جلد بازی کی ، تاہم ایک مٹھی بھر سپاہیوں سے ایک لاکھہ فوج کا مقابلہ داد گار رہیگا

البتہ یہ ضرور ہے کہ اس طرح کے راست باز اشخاص یورپ کے عام افراد میں پیدا ہو جائے ہیں ، مگر جو زبان و قلم ایک ادبی حیثیت بھی جماعت ، قوم ، اور جنس کی رکھتے ہیں ، انکی جگہہ بعد کسی استثنا کے ہمیشہ دوسری ہی صف میں رہی ہے -

ایسے ہی حق گو اشخاص میں سے ایک مشہور انگریز اہل قلم ، اور پارلیمنٹ کے سابق ممبر مسٹر (ارشمند نارٹلٹ) ہیں -

اگر جنگ طرابلس و بلکی کو دنیا نہیں بھولی ہے ، تو اسے یاد آنا چاہیے کہ عثمانی بطش و باس کی داد کے لیے جب کہ نامہ نگاران جنگ چند صفحے کاغذ اور چند بولے روشنائی بھی صرف کرنا اصول اقتصاد کے خلاف سمجھتے تھے ، تو یہی راست باز قلم تھا ، جس نے اسی فراخدلی سے ترکوں کی مردانہ وار جانبازیوں کا اعتراف کیا تھا جسقدر کہ دوسرے نامہ نگاروں نے اسکے اخفا کی کوشش کی تھی -

عنقریب ایک روز نامچہ جنگ یونان کا ترجمہ اردو میں شائع بھی ہو چکا ہے -

ولایت کی تازہ ترین ڈاک سے معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر (نارٹلٹ) موجودہ جنگ میں بھی شریک ہیں ، اور وہاں سے حال میں ایک مراسلہ (ڈیلی ٹیلی گراف) کے نام بھیجا ہے ، جسمیں نہایت تفصیل سے معرکہ (لیولی نرعاس) کے چشم دید واقعات لکھے ہیں ، اور پہلی مرتبہ واقعات پر روشنی بخشی ہے -

میدان جنگ میں محکمۂ احتساب جدید رن ہے ، نامہ نگار جسقدر خبریں بھیجتے ہیں ، وہ دراصل اسی کا ایک ساختہ حاکہ ہوتا ہے ، جسمیں رنگ بھر دیا جاتا ہے ، اسلیے نامہ نگار نہیں تولتے ، بلکہ وہی محکمہ تولتا ہے - (خود لندن ٹائمز) اور (کرانیکل) نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ صحیح خبروں کے بھیجنے یا جنگی مراسلات لکھنے کی کوئی صورت نہیں - نامہ نگار جنگ کے وقت زیادہ سے زیادہ یہ کرسکتے ہیں کہ گولیوں کی آوازوں کو شمار کرتے رہیں ، اور کچھہ دیر کے بعد جب ایک افسر اکر نہایت سنجیدگی سے اطلاع دے کہ " بالآخر خون اور دیوروں کی سی معنوی قوتوں کو کام میں لانے کے بعد ہم نے فلاں مقام فتح کرلیا " تو وہ اپنی انشا پردازی کی آمدرش کے بعد اسی اطلاع کو یورپ تک پہنچادیں ! بعض نامہ نگاروں کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ معرکوں میں شریک رہے ہیں ، لیکن یا تو انکی شرکت کا دعوا بھی انتہی ہی تصدیق کا مستحق ہے ، جسقدر بلقانی فتوحات کی روایات ، اور پھر واقعی طور پر جو لوگ شریک بھی ہیں ، انکی شرکت کیا مفید ہو سکتی ہے ، جبکہ انکی کوئی تحریر قلم احتساب کی ترمیم و تنسیخ کے بعد ناشر جا نہیں سکتی ، اور اسکے ایک ایک لفظ پر (بعول نامہ نگار ڈیلی اکسپرس مقیم قسطنطنیہ) گھنٹوں بحث کی جاتی ہے ؟

لندن (ڈیلی ٹیلی گراف) کے اس تعجب میں تمام دنیا کو شریک ہونا چاہیے کہ مسٹر (ارشمند نارٹلٹ) کا مراسلہ باوجود محکمۂ احتساب کی نگرانی کے ، بعد کسی ترمیم و تنسیخ کے دنیا تک پہنچ گیا ، اور آثار جنگ سے اس وقت تک وہ پہلا ثبوت ہے ، جسکی اشاعت ان ہمیشہ سچ بولنے والوں نے گوارا کرلی -

مسٹر ارشمند نارٹلٹ لکھتے ہیں

" میدان کے ایک حصہ میں اسوقت دو معرکے ہو رہے ہیں -

بلغاري فوج کا ایک حصہ عام فوج سے ہٹکے سلم کے ان سواروں پر حملہ کررہا ہے جو گھوڑوں پر سے اتر پڑے ہیں تاکہ اسٹیشن کی طرف بلغاري فوج کي پیش قدمی کو روک دیں ' جو صرف اسلیے تھي کہ جنگ کے خط پر قبضہ کرلیا جاے اور ایڈریا نوپل کی تباھی کا راستہ کھل جاے - اس حصے میں جنگ واقعی شدید ترین جنگ تھی -

عثماني فوج میں ۸ سو جوان تھے ' جنمیں سے انسحاب (یعنے ناحتیار خود ہٹ آے) سے پہلے ۱۵۰ آدمی کام آچکے تھے - سمجھے جو منظر سب سے زیادہ دلچسپ معلوم ہوا ' وہ (لولي درعاس) پر حملے کا منظر تھا - بلغاري فوج نے شہر کا محاصرہ نصف دائرہ کی شکل میں کرلیا تھا - اور اسی ہیئت سے نصف فاصلے تک پہاڑی کے نیچے نرھتی ہوئی چلی گئی تھي -

یہاں پہنچکے ان عثمانی ٹالیدوں پر آتشباري شروع کی گئی ' جو شہر کی خندقوں میں چھپی ہوئی تھیں - اسکے جواب میں عثمانی ٹالیدوں نے بھی آتش باري شروع کی اور اپنے حملہ آوروںکو نہایت سخت و شدید نقصان پہنچایا - ان لوگوںکے پاس بچنے کے لیے کوئی آڑ کی جگہ نہ تھي ' مگر تاہم پوری جرات کے ساتھہ جواب دے رہے تھے - وہاں سے بلغاری توپخانہ ایک ٹیلے کي چوٹی پر لایاگیا ' اور اس نے شہر اور ترکی خندقوں پر پھٹنے والے گولے پھینکنا شروع کردیے - گولے تعجب انگیز طور پر نشانے پر لگتے تھے اور انکی مہلک آتشباری کے سامنے قائم رہنا فوجی شرف کے لیے سب سے بڑي آزمایش تھی ' مگر جانباز ترک اپنی جگہ پر پورے استقلال اور ثبات کے ساتھہ جمے رہے ' اور شہر کو نہیں چھوڑا -

* * *

ترکوں کا بہادرانہ ثبات

عثماني فوج کا یہ معدمہ الجیش (ریزگارڈ) نہایت ثابت قدمی اور استقلال سے دوگھنٹہ تک مقابلہ کرتا رہا - دوتھے کے قریب بلغاریا کی پیادہ فوج پہاڑی سے نکل کر آتشبار صفوں میں گھس گئی - دونوں فوجیں ملکے ایک پرشوکت جوش کے ساتھہ آگے بڑھیں ' تاکہ خندقوں پر حملہ آورہوں - ترکی خندقوں میں ایک شور بلند ہوا - یہ وقت نہایت نازک اور گویا جنگ کی اصلی آزمایش گاہ تھا ' آزادي اور بندي سے آگ برسنے لگی - ہرشخص جسقدر جلد سے جلد بندوق بھر کے فر کرسکتا تھا ' کرتا تھا - کوئی شخص افسر کے حکم یا فوجی اشارات کا انتظار نہیں کرتا تھا - ترکوں کی طرف سے گولوں کی گویا ایک بارش ہورہی تھی -

صدھا بلغاری گولیاں کھاکے زمین پر گر رہے تھے - یہ پیش قدمی اسوقت موقوف ہوئی ' جب حملہ آور ترکی خندقوں سے صرف سوگز کے فاصلہ پر تھے - مگر اب مدافعین اپني قدرتی شجاعت و رسالت کے ضعف سے نہیں ' بلکہ اسباب جنگ کے طرف سے لاچار ہوگئے تھے - وہ اپنا آخري تیر بھی مارچکے تھے ' اور سامان جنگ ختم ہوگیا تھا ' گو اب بھی معدمہ الجیش اپنی جگہہ قائم رہکر مرجانے پر طیار تھا ' مگر افسروں کو مجبوراً پیچھے ہٹنا ہی پڑا -

سمجھے سب تعجب تھا کہ ترکوں نے اس موقع سے کیوں فائدہ نہیں اٹھایا جو بلغاریوں کے لولی درعاس پر حملہ کرنے سے انکو ملاتھا ؟ میں نے عثمانی ماتري کے کمانڈر سے دریافت کیا کہ تم نے آتشباری کیوں نہیں کی ؟ اس نے جواب دیا کہ " سمجھے یقین نہ تھا کہ یہ بلغاري ہیں - میں انکو اپنا آدمی سمجھتا تھا - دوسرے سمجھے آتشباری کے لئے کوئی حکم بھی نہیں ملا " آخر میں اس نے چند گولے پھینکے بھی ' مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا ' کیونکہ نشانے پر نہیں تھے اور پاس ہی گر پڑے تھے -

* * *

معدمہ الجیش کا انسحاب

عثمانی معدمہ الجیش کے انسحاب کے بعد بلغاری شہر میں داخل ہوے اور ایک مسجد کے اوپر اپنا علم بلند کیا ' مگر وہ صرف تھوڑی دیر تک قصبہ شہر کے دفاع کا انتظام کرسکے ' کیونکہ ترکوں کے پھینکے والے گولے تمام تر انہی کی طرف آتے تھے -

اسوقت تک میں نے ان حالات کے بیان کرنیکی کوشش کی ہے جو ترکی خط کے انتہاے معمدہ ' اور بلغاری خط کے انتہاے میسرہ میں جلد جلد پیش آرہے تھے ' مگر جسوقت لولی درعاس کو بلغاریوں نے لیا تھا ' سمجھے ایک تار اسکے گرد و پیش نظر ڈالنے کا موقع ملگیا تھا ' پس اب میں دوسرے واقعات کے بیان کرنے کی کوشش کرتا ہوں ' جو ایک ایسی قطعہ زمین میں میرے سامنے ہورہے تھے ' جو شمال و مشرق میں ۲۰ میل تک پھیلا ہوا تھا -

یونانی جہاز پر ترکوں نے قبضہ کرلیا ہے ' اور یونانیوں کو معذور کررہے ہیں کہ کام کریں

وہ قطعہ زمین جس پر چھوٹے رسالے معرکہ آرا تھے ' ایک وسیع و مواج میدان تھا جو بالکل پایاب تھا ' اور جسمیں نرم مدفوں و مدبشر گاؤں پھیلے ہوے تھے - یہ گاؤں طبعی طور پر اقدام و دفاع ' دونوں صورتوں میں مہم ثابت ہوے تھے کیونکہ پایاب وادیوں نے انکو ایک مضبوط جنگی مقام بنادیا ہے - یہ قطعہ اس قدر کھلا ہوا تھا کہ ٹیلے کی بلند چوٹی پر سے ترکوں کے تیروں رسالوںکی نقل و حرکت بالکل صاف طور پر دیکھی جاسکتي تھي ' اگرچہ قدرتی طور پر جنگ کی دلچسپیاں اسی قت محسوس ہوتی ہیں جبکہ فوج قریب تر آجاتی ہے -

ده بھروں کو دیکھ سکتے تھے جو دھیرے دھیرے آگے بڑھ رہا تھا' جسکے معنی یہ تھے کہ سیکنڈ آرمی کا پس کی جماعت نہ صرف اپنے مقام پر قائم ہی تھی' بلکہ یقیناً آگے بڑھ رہی تھی۔ میں نے جن جن افسروں سے اس کے متعلق گفتگو کی' ان سب کو یقین تھا کہ آج دن شاہی عثمانی فوج کے حق میں نہایت کامیاب دن تھا۔ مگر تاریکی پھیلنے سے کچھ پہلے بلغاری فوج نے سیکنڈ آرمی کے مقابلہ میں انتہائی کوشش کی' جسمیں انہوں نے نہ صرف اسکی پیش قدمی کو روک دیا بلکہ ان مقامات میں سے جو انکے ہاتھ سے نکل چکے تھے چند واپس لیلئے۔ چھ بجے کے قریب تاریکی کی وجہ سے میدان جنگ میں لڑنے والے سپاہیوں کے ساتھ گھوڑے پر یہاں گشت لگاتا رہونگا۔ کل کی رات نہایت خراب تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج کی رات بھی کل کی رات سے کم نہیں ہوگی۔ میں آپ لوگوں کو کھلے میدان میں

پترا (قسطنطنیہ) کے ایک پل پر سے ترک لڑنے والے یونانیوں پر پتھر پھینک رہے ہیں ' جنہوں نے یونانی مظالم کا حال سن لیا ہے ۔

نے تعاقب پہاڑی کی طرف پیچھے ہٹا رہی ہے' مگر ترکی دھکہ خس سے بہت کچھ آمدورفت نہیں رات کی وجہ سے بہت کچھ مرفع رک گیا' اور بلغاریوں کو مہلت مل گئی۔ آگ دونوں طرف سے ایک ایسے مذاری الاضلاع کی شکل میں بلند ہوتی تھی جسکے ایک ضلع نکال لیا گیا تھا۔ والقاروں کی۔ یہ حسم ہونے والی آگ' معلوم ہوتا تھا کہ کسی بہت بڑی مشین سے نکل رہی ہے اور ایک فضائے آتشیں کی صورت میں پھیل جاتی ہے۔

ہم دھوئیں کو دیکھ سکتے تھے جو دھیرے دھیرے آگے بڑھ رہا تھا' جسکے معنی یہ تھے کہ سیکنڈ آرمی کا پس کی جماعت نہ صرف اپنے مقام پر قائم ہی تھی' بلکہ یقیناً آگے بڑھ رہی تھی۔ میں نے جن جن افسروں سے اس کے متعلق گفتگو کی' ان سب کو یقین تھا کہ آج دن شاہی عثمانی فوج کے حق میں نہایت کامیاب دن تھا۔ مگر تاریکی پھیلنے سے کچھ پہلے بلغاری فوج نے سیکنڈ آرمی کے مقابلہ میں انتہائی کوشش کی' جسمیں انہوں نے نہ صرف اسکی پیش قدمی کو روک دیا بلکہ ان مقامات میں سے جو انکے ہاتھ سے نکل چکے تھے چند واپس لیلئے۔ چھ بجے کے قریب تاریکی کی وجہ سے میدان جنگ میں لڑنے والے سپاہیوں کے ساتھ گھوڑے پر یہاں گشت لگاتا رہونگا۔ کل کی رات نہایت خراب تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج کی رات بھی کل کی رات سے کم نہیں ہوگی۔ میں آپ لوگوں کو کھلے میدان میں سخت سردی سے تو بچا سکتے۔

عثمانی فوجی حملہ کا افسر اور راہ نما یہودی ہمیں یعقوب پاشا کے ہیڈ کوارٹر میں جو ہم سے دو میل دور مقام تھا' لے گیا۔ پاشا موصوف میدان جنگ میں گشت لگا رہے تھے' اور ابھی فوج کے آخری مقام کا امتحان اور ما تحتوں سے اسکے متعلق معلومات فراہم کرتے جاتے تھے۔ ہم سے نہایت دوستانہ طریقہ سے ملے۔ وہ ایک حسین اور عظیم الجثہ شخص ہے' اور معلوم ہوتا ہے کہ آج کی کارروائی کا اسکو بہت افسوس تھا۔ اس نے جب ہماری یہ حالت سنی' تو کہا کہ میں آپ لوگوں کو نہایت خوشی سے کھانا اور قیامگاہ دونگا۔

اس نے یہ بھی کہا کہ میں آج کہیں نہیں جانتا تھا' شب بھر حفاظت کرنے والے سپاہیوں کے ساتھ گھوڑے پر یہاں گشت لگاتا رہونگا۔

ہوئے والے طوفان کی طرح ترکی مقامات (پوزیشن) پر اپنے پورے اثر کے ساتھ پھیلتے تھے۔

بلغاریوں کی گولوں سے کوئی شخص بھی محفوظ نہیں معلوم ہوا۔ اسعدت اور میں دونوں برابر چل رہے تھے کیونکہ جو مقام دیکھنے کے لئے ہم اختیار کرتے تھے' ہم کو معلوم ہوتا تھا کہ دشمن کی آگ یہاں سے ہٹتا دیگی۔ جس حد تک ہماری اور پوری ترکی فوج کی حالت کو اسقدر خطرناک بنادیا تھا وہ یہ تھی کہ ان کارزار میدانوں اور ان جیتے ہوئے کھیتوں میں آذوقہ کا ملنا ناممکن تھا۔

لولی بو غاس کے لیلئے کے بعد ترکی مدسرو کے پہلو کے مقابلے میں بلغاریوں نے دس دن کی' مگر ترکی توپخانہ نے دس پھر انکو بڑھنے نہیں دیا اور بالکل روکے رکھا شام کے قریب غروب آفتاب سے دو گھنٹہ قبل یعقوب پاشا کمانڈر فورتھ کارپس نے شہر پر حملہ کرنے کا قصد کر لیا جسمیں وہ توپخانہ بھی شریک تھا' جو بلند زمین سے وادی کی طرف بڑھتا تھا۔ اس حملہ کا رخ نہایت صحیح تھا' اور معلوم ہوتا تھا کہ ضرور کامیاب ہوگا۔ میں توپوں کے حملہ اور کمانڈ سے واقف کرنے لگا۔ وہ اپنی کامیابی پر نہایت مسرور تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے دشمن پیچھے کی طرف ہٹ رہے ہیں کیونکہ انکا توپخانہ اور میدان سے (ایک قسم کی توپ) حد وجہہ کر رہے ہیں۔

پرجوش جنگ

میں نے بلغاریا کی پیادہ فوج کے ایک حصہ کو دیکھا کہ

رهنے کا مشورہ کبھي نہیں دونگا - میرے نزدیک آپ لوگوں کے لیے بہتر ہوگا کہ آپ عبد اللہ پاشا سپہ سالار خاص کے ہیڈ کوارٹر میں جو یہاں سے دس کیلومٹر کے فاصلہ پر اسکزکوئي نامي ایک گاؤں میں ہے ' چلے جائیں - دو صدرے سپاہی آپکي راهنمائي کرینگے " -

جنگ ایک بد انجام کھیل ہے

پاشا اسکے بعد جنگ کے متعلق گفتگو کرنے لگا - اس نے کہا کہ جنگ ایک بد انجام کھیل ہے جو صرف وحشیوں هي کے لیے رہا ہے اور یہ کہ جنگ میں کوئي امر بھي شاندار نہیں - جذبل کا شکریہ ادا کرکے میں اور اسعید اس خوفناک تاریکی میں اسکزکوئی کی طرف روانہ ہوے - گرد و پیش کے مناظر اسوقت بے حد پُر شوکت و پُر عظمت تھے - آتشباري بالکل ختم ہو چکي تھی - ایک سکوت چھایا ہوا تھا ' جسمیں توپ کی گرج یا بندوقچیوں کي بندوقوں کي کھڑکھڑاہٹ کبھي کبھی خلل انداز ہوکے یاد دلا دیتی تھی کہ دو لاکھ سپاهي مسلح و مستعد اس انتظار میں لیٹے ہوے ہیں کہ صبح ہوتے ہی ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوں - میدان میں جسقدر نظر دیکھ سکتی تھی ' ایک چراغاں نظر آتا تھا - چھوٹے چھوٹے گاؤں اور بستیاں جل رہی تھیں ' جنمیں بلغاریوں نے آگ لگادي تھی - سپاهی بھي جو دن بھر کی مصیبت کے بعد غفلت میں چور تھے بسا اوقات نا دانستہ طور پر اپنے ہموطنوں کے لیے اسی قسم کی بد نصیبیوں کا سبب ہوجاتے ہیں - اس آگ سے بہت سے ترکي جذبلوں کو یہ دھوکا ہوا کہ بلغاری پیچھے ہٹ رہے ہیں اور یہ کہ صبح کو آگے کے مقامات خالي ملیں گے -

* * *

زخمیوں کي حالت

ہمارا اسکزکوئی کا راستہ ہمکو ساتویں اور پہلي آرمي کارپس خطوط کي طرف لے گیا - راستے میں ہمارا گذر بہت سے ایسے لوگوں میں سے ہوا ' جن کی حالت نہایت دلگداز تھی - انمیں کچھ لوگ وہ تھے ' جو پیچھے رہگئے تھے ' اور اس تاریکی میں اپنے رجمنٹ کو تلاش کر رہے تھے - کچھ لوگ وہ تھے جو بہت کچھ لڑنے کے بعد چھوٹ گئے تھے - بہت سے زخمي تھے جنکی نگاہیں کسی پناہ گاہ یا میداں جنگ کے شفاخانے کي جستجو میں آوارہ گردی کر رہی تھیں - مگر آہ ! موخر الذکر کی جستجو مفضول تھي - کیونکہ وہاں اسکا نام و نشاں بھی نہ تھا - زخمیوں کي حالت بیحد هولناک اور حسرت زا تھی - ترکوں کا صیغہ معالجات بہت ناقص معلوم ہوتا ہے - زخمی سپاہیوں کو مشکل سے معمولی مدد بھی ملسکتي ہوگی -

اسکر کوئی کے راستے میں صدہا زخمی ہمکو روک روک کے پوچھتے تھے کہ سعري شفاخانے یا عام شفا خانے کہاں ملینگے ؟ مگر میں ان بیکسوں کو جواب نہ دیتا تھا کہ وہاں دونوں نہ تھے - ہم تو بیچے اسکر کوئی پہنچے - گاؤں زخمی اور تھکے ہوے سپاہیوں سے بھرا ہوا تھا - جنھوں نے تمام مکانات پر قبضہ کر لیا تھا - یہ گاؤں بہت سرسبز تھا ' اور معقول مقدار میں اسمیں پھل اور غلہ کے ذخائر تھے -

سپاہی جنھیں دو دن سے ایک دانہ بھی نہیں ملا تھا ' کچا اناج کھا رہے تھے - کچھ اسمیں ایسے بھي تھے جو آٹا پیسکے روٹی پکا رہے تھے ' گو یہ روٹی کھانے کے قابل نہ تھي مگر تاہم بھوکے سے تو بہتر تھی -

۳۰ اکتوبر چہار شنبہ کو عبد اللہ پاشا اور اُن کے اسٹاف کے افسر دور کے ترکے آئے ' اور سویرے ہی سے جنگ کی تیاریوں میں لگ گئے - اگرچہ سردی اسقدر شدت سے تھی جس کا بیان نہیں ہوسکتا ' مگر آسمان بالکل صاف تھا - اور جنگ کے لیے کوئی چیز مانع نہ تھی - ہمارے ساتھ جتنے لوگ تھے سبھوں نے ساری رات نہایت بے چینی کے عالم میں آنکھوں میں کاٹی تھي - سونے کے لیے صرف گھانس کي چند گٹھڑیاں ہر شخص کو ملی تھیں ' اور یہ بھی سر شام جلدی جلدی میں ادھر ادھر سے جمع کرلی گئی تھیں - کیا افسر کیا سپاهی ' کسی کو بھی روٹی کا ایک ٹکڑا در کنار ' ایک پیالی چاے تک نہیں ملی تھی - کیونکہ سکر کوئی کے گاؤں میں کھانیکی ایک بھی چیز باقی نہیں رہی تھی - دوسری کور کے کمانڈر شعبہ طب عبد اللہ پاشا نے علی الصباح حواطلاعی رپورٹ بھیجي - اس سے معلوم ہوا کہ اُن کی فوج کے دستے کے سامنے - جو ترک نے اور کراگچ کے ماتحت تھی - دشمنوں کی جماعتیں کثیر تعداد میں آ آکر اکٹھی ہو رہی ہیں - عبد اللہ پاشا نے پاس اس وقت کوئي بھی تازہ دم بٹالین نہ تھي - جسے وہ اس نئی جمعیت کے مقابلے میں دو پہروں کے آگے لا کر کھڑا کرسکتے - صرف ایک ہی ڈویژن تھی جو آج کے دن ترکوں کو شکست سے بچاسکتی تھی - وہ یہ تھی کہ دوسری کور اس وقت اپنی جگہ میں جم کر دشمنوں کی مدافعت کرتي رہتی ' جب تک نہ محمود مختار پاشا تیسری کور سمیت وہاں آ نہ پہنچے -

(باقی آئندہ)

عازي عبد اللہ پاشا کمانڈر ایڈرنا دویژن

مراسلات

دعوت اصلاح مسلمین و اتحاد اسلامی

— * —

بقیہ الہلال نمبر (۱۷)

(۲)

میری حقیر راے میں مسلمانوں کو اپنا اصول زندگانی لفظ بلفظ قراں کے مطابق کردینا چاہیے ' لیکن مروجات دنیا وی میں اوس ترقی عقلی و اختراعی سے فائدہ اوٹھانا چاہئے ' جو حکیم خالق نے موجودہ زمانہ میں اہل یورپ کو بخشی ہے ' اور جس سے وہ مشرق و مغرب پر آج حکمرانی کر رہے ہیں -

میں ان لوگوں میں نہیں ہوں ' جو اسلام کو منجمد سمجھتے ہیں ' جو یہ جانتے ہیں کہ اسلام ترقی کا ساتھی نہیں ہے -

مسلمانوں کو مذہب اور مادیت کو مدغم کرنا ہے - صرف مسلمان ہی ایسا کرسکتے ہیں - اور ایسا کرنے ہی سے وہ اُن لوگوں پر فتح پاسکتے ہیں ' جو صرف ایک ہی کے ہو رہے ہیں -

دیکھیے - مسلمانان طرابلس نے کسقدر کامیابی اس کیمیائی ترکیب سے حاصل کی ؟ عربوں کا مذہبی جوش اگر اکیلا ہوتا ' تو آج طرابلس کے میدان پر بارہ پندرہ ہزار بشیر نے سر توپتی ہوتیں ' جسطرح سوڈان کے میداں کارزار میں توپ چکی ہیں - اگر ترکی مادی سار وسامان جنگ بلا مذہبی جوش ولولہ کے ہوتا ' تو طرابلس کے میدان سے بھی پے در پے اوسی طرح پسپا ہونے کی خبریں آتیں ' جسطرح بدقسمتی سے اب آرہی ہیں -

خدا نے کارسار پر مجھے بھروسہ ہے - میں جانتا ہوں - میرا دل کہتا ہے کہ مسلمان کبھی فنا نہ ہونگے ' اور خدا اوس امانت کا پاس کریگا جو اونکے سینوں میں محفوظ ہے - اہل روحانیت دنیا سے مٹا ہوے والے نہیں - کبھی مادیت کو کامل فتح نصیب ہونے والی نہیں - شاید اسی اعتقاد کی وجہ ہے کہ میں اس اندیشہ ناک وقت میں بھی مایوس نہیں ہوا - ممکن ہے کہ اللہ کریم اس حال کے کروسیڈ سے بھی وہی کام لے ' جیسا اِس سے پہلے کے عیسائی کروسیڈ سے لیا تھا - اُس زمانہ کے کروسیڈ میں مسلمانوں کو فتح ہوئی تھی - خدا کرے اب بھی مسلمان ہی فتح پاویں - انشا اللہ ایسا ہی ہوگا - لیکن اس زمانہ کے کروسیڈ سے عیسائی اور یورپ متمتع ہوا تھا - اللہ ایسا کرے کہ اس مرتبہ مسلمان اور ایشیائی متمتع ہوں -

اوس مرتبہ کے کروسیڈ نے عیسائیوں کی آنکھیں کھول دی تھیں اُنھوں نے دیکھا کہ محض روحانیت سے کام نہیں چلیگا - اور اسلیے انھوں نے اپنی توجہ مادی ترقی کی طرف متوجہ کی - اور اپنی تہذیب کا مدار مادیت پر رکھا - اختراعات اور ایجادات شروع ہوگئے کفر و الحاد کے مدرسے کم ہونے لگے ' اور دنیاوی کامیابیاں شروع ہوگئیں

کیا اِن معرکوں سے مسلمانوں کی آنکھیں نہیں کھلینگی - کیا وہ مذہب کے ساتھ عقل معاش کی ترقی کی سعی میں مصروف نہ ہوجاینگے کیا روحانی ترقی کے ساتھ اس مادی ترقی کو - جس سے وہ تدارک بدا سکیں ' ریپلیسن بنا سکیں ' مارکونی گرام اور ایکس ریز کی ایجاد کرسکیں - نہ ملاسکینگے ؟

ایک ایسے شخص کی ۔ ے جس کے دل میں مسلمانوں کا درد ہے اگر کم وقعت نہ سمجھیے تو اپنی روش اختیار کرنہ صرف مذہب پر ' بلکہ مذہب اور تعلیمات دونوں پر قائم کیجیے -

مجھے اسلام کی قوت پر اسقدر بھروسہ ہے کہ اسکا کبھی ڈر نہیں ہوتا کہ اسلام کو بھی سائنس یا مادیت اوس طرح زیر کرلینگی ' جسطرح عیسائیت کو اُس نے کرلیا ہے - اسلام اور صرف اسلام سائنس سے نہ ڈرنے والا مذہب ہے - آپ کیوں مادیت سے ڈرے - اگر آپ ڈرے - اگر مسلمان ڈرے ' تو وہی حالت ہوگی جیسی ایک کہانی میں بیان ہوئی ہے - ایک بہت بڑا عالم فلسفی بادشاہ تھا - اوسکے ارد گرد امرا و وزراء سب عالم اور فلسفی اور منطقی تھے - ان لوگوں نے جنگ کو بہیمیت سمجھا اور فوج کو عارتگر - سپاہی سب موقوف کردیے - پڑوس کے بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی - موقع پاکر چڑھائی کردی - اِدھر سے فوج نکلتی آتی ہے ' اُدھر سے علماء پہنچ جاتے ہیں کہ جنگ کے نقصانات دکھاویں ' وہ جاکر وعظ کرتے ہیں کہ انسانی خون بہانا نا جائز ہے - جنگ بہیمیت ہے - مگر فوج نکلتی ہوئی چلی آئی اور بادشاہ کو تخت سے اتارکر ملک پر قبضہ کرلیا ' فلسفہ اور منطق تلوار کے آگے سرنگوں ہوکر رہگیے -

مجھے اُمید ہے کہ آپ میرے مضمون کو سمجھنے میں غلطی نکرینگے - میری حالت اس شعر کے مصداق ہے -

فکاہات

— * —

مسئلۂ الحاق

— * —

مجھکو حیرت تھی کہ تعلیم علامی کے لیے
وہ نیا کونسا پہلو ہے کہ جو باقی ہے
چلے جو نرمگہ خاص تھی اس فن کے لیے
آج جو کچھہ ہے اُسی درس کی مشاقی ہے
اُسکے ہوتے ہوے پھر لیگ کی حاجب کیا تھی
جب وہی سادہ گلگوں ہے وہی ساقی ہے
فیض ہے عالم بالا کا ابھی تک جاری
استفادہ میں وہی شیوۂ اشراقی ہے
غلطی سے جو کئی چیز سمجھتے ہیں لات
یہ فقط وہم علط کار کی خلاقی ہے

— * —

شیخ صاحب نے کہا مجھسے یہ اندار لطیف
اس میں اک راز ہے' اک نکتۂ اشراقی ہے
یوں تو ہیں جامعۂ درس علامی دونوں
فرق یہ ہے کہ وہ محدود یہ' الحاقی ہے

(زماں)

چو نہ پیدم اندر ایں جہاں ' کسے محرم دل زار من
بزم فعـــاں نہ در نوا ' حـــدیث تو ہمہ آورد

ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے سب سے زیادہ ضروری چیز آنکی طبیعت (کیریکٹر) کی درستی سمجھتا ہوں اور یہ بات کسی حالت کی درستی کے معلوم ہونے کے بعد ہی ' ظاہر ہے کہ اونکی سیاسی ترقی بھی پورا درست ہوجاے ' اگر وہ اپنی سیاسی زندگی کو قرآن کے مطابق بنادیں ' بے نفسی جسکی سب سے زیادہ اونکو ضرورت ہے قرآن کی تعلیم سے پیدا ہوسکتی ہے ' اخوت بھی ' اخلاقی جراءت بھی ' حمیت بھی ' شوق جمہوریت بھی ' حریت بھی ' قومیت بھی ' مساوات بھی - میں اپنی حقیر راے یہ دونگا کہ آپ الہلال میں قرآن کی ایسی ہی تعلیم کو اختیار کریں ' روزہ نماز غسل کے احکام کے لیے بہت سی کتابیں موجود ہیں -

اب آپ کے ملنے کی بابت (حرص الضاری الی اللہ کے عدواں سے دبی ہے) کچھ عرض کرتا ہوں - میں ابتک اس حال ہوں -

معلوم نہ شد کہ نیچہ خانہ خاک
نقاش ازل ار نیچہ آراست مرا

اپنے رسوخ کی غایت مدعی سمجھ میں نہیں آتی - ہندوستان کی بڑی سے بڑی جگہ سے میری جگہ ارفع ہے - اسلامی مفادات کی چھوٹی سے چھوٹی جگہ کے بھی میں اپنے کو ناقابل پاتا ہوں -

جب طرابلس کی جنگ شروع ہوئی تو ارادہ ہوا کہ کہ وہاں چلا جاؤں اور یہ میں نے آپ سے بھی کہا تھا - مگر پھر نہ سمجھ سکا کہ وہاں جاکر کرونگا کیا ' حالانکہ ایک کی جان لینے سے طبیعت گریز کرتی ہے انسان کی جان لینا کیسا ہی حاکر سوا اسکے کہ بیچارے غریبوں پر بار ہوتا اور نتیجہ کیا تھا -

اب جنگ بلقان ہے ' صلح طرابلس نے دل توڑ دیا ' قسطنطنیہ جانے کا ولولہ ہوتا ہے پھر رہجاتا ہے کہ وہاں پہنچکر کیا کرونگا ' کبھی یہ بھی خیال آتا ہے کہ جاکر اپنا مرض ادا کردوں ' کام آجاؤں میرے اختیار کی نہیں ' کبھی قابل شاید ہوا تو کام بھی آجاؤنگا ' مگر پھر اسی کے ساتھ یہ خیال بھی کبھی کبھی آجاتا ہے کہ یہاں رہکر اور نہیں تو دوسرے مسلمانوں کو میدان دینے ہی پر آمادہ کرسکتا ہوں یہ معمولی خیال کم ہے ' مگر کچھ ہے تو ' وہاں حاکر یہ بھی نہ رہیگا ' البتہ قسمت میں دلی آشفتگی ہے ' وہ در پیش ہے جنگ بلقان کے لیے ارادہ یہ تھا کہ میں بھی ایک رورزانہ اخبار لکھنؤ سے نکالونگا ' اردو الہلال کلکتہ میں ' ہمدرد دہلی میں ' اردو پیسہ اخبار لاہور میں ' سہروردی کو اپنا یہ ارادہ لکھا بھی تھا مگر اس ارادہ کا بھی عمل میں آنا آسان نہیں تھا لکھنؤ کی حالت عجیب ہے کسی کو کسی شیعہ کے جھگڑے سے فرصت نہیں کسی کو مسلم لیگ سے کسی کو ہندو مسلمانوں کے مسئلہ میں انہماک ہے لے دیکر ہمدرد مدارس نسوانی کا ہے

الغرض محرم زار دل
کس نمی پرسد کہ بہر تو دلے ہست یا نہ ہست

پھر بھی ہمت کی بلندی جیسوں کے حد تک ہے اسلیے ارادہ ممکن تھا عمل کی صورت احیاء کرلیتا - اور ایک اخبار پیسہ اسلامک اور پیسہ اسلام اخبار نکل آتا - مگر اس بلعمی کی راے قسطنطنیہ کی طرف دلکر کھینچنا شروع کیا ہے - وہاں کیا تر احمار کیا ہوگا - ہندوستان سے طبیعت یوں بھی بیزار تھی - اب اور زیادہ ہوگئی ہے -

[illegible] مرحوم مصطفے کامل کی شجاعت پایہ فوق - آپ کے ایجی ٹیشن کے

دنیا میں عظیم الشان انقلاب کیے ہیں - میرے علم میں ہندوستان میں صرف تین مسلمان ایسے ہیں جو اسلام کا جذبہ رکھتے ہیں اور ان میں ایک آپ بھی ہیں - آپ کے ساتھ کام کرنے میں ایک قسم کی [illegible] ہے ' جو تنہا کام کرنے میں حاصل نہیں ہوسکتا -

انگلستان میں سہروردی صاحب کے ساتھ کام کرنے میں لطف رہا ' کلکتہ میں وہ نہیں ہیں - قدر مکرر کا مرہ ہو جاتا - مگر پھر میں اردو جھوڑوں تو کلکتہ کے لئیے کیوں ؟ لکھنؤ نہیں ' مدینہ نہیں ' قسطنطنیہ میں کروں تو کیوں ؟

مگر اب صحیح لکھیے تو کہ آپ کیسا ساتھی چاہتے ہیں ؟ معلوم نہیں میں اسکا اہل بھی ہوں کہ نہیں

— میری حالت صحت بھی کچھ بہت اچھی نہیں — ابھی دو مہینہ ہوا ' دل کی حرکت ہی رکی جاتی تھی — وقت پر ہوا پہونچگئی - حیر - حاری رہی - لیکن حرارتیں روز ہی جاتے ہیں - چونکہ اونکے دفعیہ میں کوئی حصہ نہیں لے سکتا ' اسلئے زوال دل ہی پر پڑتا ہے ' خدا مسلمانوں پر رحم کرے وقت اچھا نہیں ہے ' لیکن مایوسی کا بھی موقع نہیں ہے ' چند اسلامی تنظیم ہی تباہی سے بچا سکتا ہے ' اور للہی پھر پہونچا سکتا ہے ورنہ تو لا حول ولا قوۃ الا باللہ -

سید حسن قدوائی (بیرسٹر ایٹ لا)
لکھنؤ

طبی وفد یا نمد و پیدہ ؟

* * *

جناب ایڈیٹر صاحب الہلال

چونکہ بعض اصحاب اس شبہ میں پڑے ہوے ہیں کہ آیا انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ کو روانہ کی زیادہ ضرورت ہے یا طبی وفد کی ؟ لہذا میں نے ہر ایک لیڈر جیسے جعفر عثمانی ' فیصل حمدل مقیم بمبئی سے استصواب کیا تھا - جسکا جواب بذریعہ تار حسب ذیل وصول ہوا ہے :

(بمبئی ۳۰ - نومبر) قسطنطنیہ کی روانہ بہ بحالت مقابلہ طبی وفد کے زیادہ مناسب ہے ' اسلئے کہ وفد بہت جلد وقت ضائع ہوگا ہے

فدا محمد ' ثمر شاعر ' از رامپور اسٹیٹ

چند بیات دل

از مولانا سید عبد الحکیم صاحب سلمہ (شاہجہانپور)

بشمار ہوگئیں ہیں آسایشیں ہماری
کیونکر کہوں زیادہ حیرانیاں ہماری

کچھ بھی جو رنگ لاتا اے سیف جوہریں اپنا
بیکاریاں قرینہ بیکاریاں ہماری

* * *

جب حد سے بڑھگئی ہوں بیکاریاں ہماری
پھر کیونکر نہ ہے اثر میں جوہریاں ہماری

اے سیف جوہر کی نہیں کرتا ہے ابتو تعرب
معدوم اسکندر ہیں بیماریاں ہماری

* * *

ہے سود ہر سیف گریبہ زرائے دل
جب ہوگئی لاعلاج بیماریئے دل

کہتا ہے نگہ کے یہ طبیب حاذق
اب موت ہے داشاہ علاج کارائے دل

شئون عثمانیہ

ایک پراسرار طلسم
یا
جنگ بلقان

(ڈیلی نیوز) اپنے لیڈنگ آرٹیکل میں جنگ کی خبروں پر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے " موجودہ جنگ بلقان میں صحیح اور اصلی واقعات جس قدر ایک راز بھتہ رہے ہیں' شاید ہی اس سے پیشتر کسی جنگ میں رہے ہوں - روس اور جاپان کی لڑائی میں جو کچھ واقعات گذرتے رہتے تھے - اُن کا علم ہمیں عام طور پر ہوجایا کرتا تھا - اس وقت بھی ہمیں اتنا ضرور معلوم ہے کہ ترک خطوط شملتا پر مدافعت اختیار میں مصروف ہیں - لیکن ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوگیا ہے کہ جو خبریں صوفیا کی تاروں سے وصول ہوتی رہی تھیں اور نیز وہ خبریں جو میدان جنگ کا یکہ و تنہا نامہ نگار لندن و گرد تقسیم کرتا رہا ہے - زیادہ تر جھوٹی اور بے بنیاد محض تھیں - اگرچہ سادہ لوحی سے کچھ دیر تک ہمیں ان خبروں پر یقین کرنا پڑا ہے لیکن اب اُن کا مصنوعی اور بناوٹی ہونا روز روشن کی طرح آشکارا ہوگیا - سب سے پہلے اسٹینڈرڈ لندن (ایک مانچسٹر رسالہ جو لندن سے شائع ہوتا ہے) ہی کو لیجئے - اس میں مقام جنگ کا ایک نقشہ دیا گیا تھا ' اور ادرنہ و پول کے قلعہ جات کا بلغاریوں کے قبضے میں آجانا دکھایا گیا تھا - فتح شدہ قلعوں میں قلعۂ مارش کا بھی نام لیا گیا تھا - نیز خبر دی گئی تھی کہ اس قلعے پر جو عثمن ریل کی سڑک پر واقع ہے - ۲۳ اکتوبر کو قبضہ ہوگیا ہے ' لیکن آج صاف ظاہر ہے کہ یہ تو ادرنہ و پول ہی پر بلغاریوں کا قبضہ ہوا ہے اور نہ قلعۂ مذکور پر - قلعۂ مارش بدستور نہ صرف ترکوں کے قبضے اور تصرف ہی میں ہے ' بلکہ ریل کی سڑک پر واقع ہونے سے بلغاری افواج کو اُس راستے سے موصی رسد اور دیگر ضروریات جنگ لیجانے سے کھلا روک رہا ہے - بعض اس بات کا خیال کیا جاتا ہے کہ بلغاریوں کے لئے صرف یہی ایک راستہ ہے جس سے وہ اپنی فوج کو سپاہیوں و ذخیرہ پہنچا سکتے ہیں ' اور ساتھ ہی یہ خبر بھی سننے میں آئی ہے کہ بلغاری افواج کے سپاہیوں کو اب کھانا تک نہیں ملتا ' اور وہ بھوکے مر رہے ہیں " تو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ضرور نہیں ملتا ہوگا اور وہ بھوکے مر رہے ہونگے " لیکن پھر خیال آتا ہے کہ بلغاریوں نے قرق للدسا تک ایک ریل کی سڑک تعمیر کرلی ہے ' اور وہ بہت جلد انکی افواج کو اور تیز رفتار گاڑیوں میں بہت جلد منزل مقصود تک پہنچ جا سکتے ہیں - لیکن کتنی گذشتہ اشاعت میں ہم دکھا چکے ہیں کہ یہ خبر بھی محض ناقابل اعتبار ہے - اس پر یقین کرنے کی صورت میں مان لینا پڑتا ہے کہ پچاس میل تک ایک ایسی ریلوے لائن چودہ روز کے اندر اندر تعمیر کی گئی ' جس کے درمیان چھ پل بھی بنانے پڑے ؟ کیا کوئی عقل سلیم ایسی باتوں کو قبول کر سکتی ہے ؟ اب یہ حقیقت بالکل آشکارا ہوگئی ہے کہ بہم رسانی سامان رسد میں جو مشکلات پیش آرہی ہیں انہیں بلقانی اتحاد دنیا کی نظروں سے چھپانے کیلئے مضطربانہ ہاتھ پاؤں مار رہا ہے اور ساری کوشش اسمیں صرف کی جا رہی ہے کہ کسی طرح کوئی خبر ایسی اڑائی جائے ' جس سے ہوا خواہان رنسہائے بلقان کی تعداد میں بڑھ سکے اور وہ اپنے آلات عملی تیز کرنا شروع کر دیں -

بعد ازاں ترکوں کے ادرنہ کا پر قابض ہو جانے کا بعد ثالثہ دفعۃً کو سنایا گیا ' اور پھر اسکے چار دن بعد اعلان کیا گیا " کہ ایک نہایت سخت جنگ کے بعد بلغاریوں نے " شالوجا " پر قبضہ کرلیا ہے - کاش اس اعلان کے وقت انہیں یاد رہتا کہ اسی شہر پر ترکوں کے قابض ہو جانے اور اس خوشی میں پائے تخت یرغان میں عام خوش مسرت کے اظہار کئے جانے کا اوسانہ صرف چار روز قبل وہ دنیا کو سنا چکے تھے ! پھر مزید کو دیکھئے پچاس ہزار ترکوں کی گرفتاری کی خبر آئی (قریب کلیسا والے بیچارے پچاس ہزار پر حیران جو حشر ہوا اُس سے عالماً باطریق نا واقف نہ ہونگے) - بعد کو یہ تعداد گھٹتے گھٹتے چالیس ہزار رہگئی - اور آج جمعرات کو صرف میں شامل ہوگئی ! اب کہا جاتا ہے کہ سرویا والوں نے میاستر پر قبضہ تو بیشک کرلیا ہے ' لیکن اس وقت ' جب ترک اُسے خالی چھوڑ کر رہائی سے بھاگ چکے ہوئے تھے !!

یہ ہیں بیانوں کی اور کیفیت تا کجا ؟

اس وقت باوجودیکہ ایک عالم صوفیا کی خبروں کے لیے ہمہ تن گوش ہو رہا ہے ' وہاں خاموشی ہی خاموشی چھائی ہوئی ہے - ایسی باتیں کہاں سے لائے ' جو کہنے کے لائق ہوں ؟ لیکن ہمیں یہ دیکھ کر نہایت خوشی ہو رہی ہے کہ خبروں کی اشاعت کے متعلق جو کچھ کام کرنے کے ہیں ' وہ سر دست بلطم پایا کو رہے ہیں -

مذکورۂ بالا باتوں سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ ادرنہ و پول والوں کی مدافعت نے بلغاریوں کی فتح کا خاتمہ کردیا ہے ' اور چلے کی طرح ہوا کا رخ اب انکی طرف نہیں رہا - کیا عجب کہ حربیہ ترکیہ کی باقاعدہ چال کے آگے ہر ایسی تدبیر کی تیز رفتاری پیش نہ چلتی ہو ' اور وہ حملہ جس میں بلغاریوں نے جان بازی کو کام میں لاکر ادرنہ و پول سے ڈھائی آگے بڑھکر اپنے کو ڈالدیا تھا ' اب انکے سامنے آکھڑا ہو - آیندہ کا علم ہمیں نہیں ہے ' اور نہ ہم چاہتے ہیں کہ کسی قسم کی پیشین گوئی کریں ' مگر یہ قاعدہ ہے کہ جب کوئی فوج پسپا ہو رہی ہوتی ہے ' تو اسے بہت سے نقصانات برداشت کرنے پڑتے ہیں - ترکوں کو پسپا ہونے کی مصیبتوں کا تجربہ ہو چکا ہے - وہ اُن تکلیفوں کو بھی اٹھا رہے ہیں کہ گویا بلغاری کوئی دن میں دریا بدھا سنبھالکر ترکی حدود سے نکلنے پر مجبور ہو جائیں گے ' اور عنقریب اس دن کو جو قسطنطنیہ میں بلغاری افسروں کے دعوت کی خبر کا بھی انتظار کرتی نہیں ' یہ جبر سنائی جائے گی ' کہ بلغاری مصطفے پاشا کے اسٹیشن پر جو اس وقت بیحد اضطراب کی حالت میں کھڑے ہیں کہ کب گاڑی آئے اور ہم وطن مالوف کو روانہ ہو !

بلغاري فتوحات کی تکذیب

— * —

لخبار " اسٹینڈرڈ " کا موجی نامہ نگار ۳۱ اکتوبر کو میدان جنگ سے لکھتا ہے :

لوگ کہتے ہیں کہ ترک گرادیے گئے ' ممکن ہے کہ گرادے گئے ہوں لیکن وقت ' واقعات کے چہرے سے پردہ اٹھا دیگا - بلغاریوں کے لبوں پر کل تک تر مہر لگی ہوئی تھی ' آج یوں کہا جارہا ہے کہ دو لاکھ عثمانی فوج بے تحاشا بھاگی جاتی ہے ' اور بلغاري اسپ سوار سے طرح اُنکو دوڑا رہے ہیں - ایسی باتیں گو انسان کی متخیلہ اور تصور کو سرشار کردیتی ہونگی ' لیکن صداقت کا نقشہ نہیں دکھاتیں - اس اعجوبہ خیز لڑائی میں کوئی انقطاعی جنگ نہیں ہوئی ' اگر کچھ ہوا ہے تو پے درپے فرار اور حوالگی کا ادعا ' اور جتوں کی سی فتح مندی کی افسانہ سرائی !

اس لڑائی پر مجھکو ایک حکایت یاد آگئی - ایک مرتبہ چند لڑکے مرغ ایک گھریلو مرغ پر پل پڑے - یہ لڑکے مرغ ہر طرح کے ہتیار ' اور قوی نعص و عدارت سے آراستہ تھے - لیکن گھریلو مرغ ضعیف و نا تواں ' جنگ سے عاری ' اور صرف قدرت کے دیے ہوئے ہتیار ' یعنے فرسودہ پروں سے مسلح تھا ' لیکن ساتھہ ہی وہ حسیم بھی تھا ' چونچ سخت و کرخت ' اور اسمیں دفاعی استعداد بھی بے حد تھی - آخر ہی سے تمام لڑکے مرغ اُس پر ہلہ کر چکے تھے - پہلی بار اسکا ایک پر اکھیڑ لیا ' دوسری بار دوسرا ' اور یوں اسکے تمام پر نوچ لیے - لیکن ہر ہر بار دنیا میں یہ مشہور کردیا گیا کہ ابکے مرور آخری اور کاری ضرب لگادی ہے -

لیکن حقیقت یہ ہے کہ مرغوں کو کہیں بھی کاری ضرب لگانے کا موقع نہیں ملا اور ضرب کی اصلی جگہہ تک رسائی نہیں ہوئی - ہاں اس ناشاد ترک مرغ کے پر ضرور نوچ لئے ہیں ' لیکن جہاں کاری ضرب لگ سکتی ہے ' وہاں تک تو یہ تا قیامت نہیں پہنچ سکینگے -

صوفیا کی تار برقیاں کہتی تھیں کہ " ترکوں کے لشکر کا کامل طور پر تعاقب کیا گیا " - اس فتح عظیم کے دعوے کی بنیاد اس پر ہے کہ (لولی برغاس) میں ترکی میسرہ " کچل دیا گیا " - سرکاری بیان ہے کہ ترک لولی برغاس سے (چورلو) کیطرف " بھگادیے گئے " پھر ایک سرکاری بیان ہے کہ (چورلو) کیطرف ترکی موج درہم برہم ہوکر " بھاگ گئی " - میں ان تمام خبروں کو کذب و افترا خیال کرتا ہوں ' اور یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ ترکی میسرہ لولی برغاس میں عمدہ مقابلہ و جنگ کے بعد بالکل انتظام و قاعدہ کے ساتھہ دریائے ارجن کے پیچھے چلا گیا -

بلغاري یہ کہتے ہیں کہ ترکی میسرہ بھگا دیا گیا ' لیکن میں حیران ہوں کہ اس سخت حجرت کو کیا کہوں ؟ میمنہ اور قلب ' اسلحہ و درستگی میں مصروف تھے ' یعنے قلب زائزا کیطرف بڑھہ رہا تھا ' اور میمنہ استرنجہ پر قابض رہنا چاہتا تھا - سوفیا کی روایت کے مطابق ترکی میسرہ نے شکست کھائی اور اسکا قلب و میمنہ پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوگیا - سوفیا والے کہتے ہیں کہ ترکوں کے قلب میں جو خط میدانی ہے ' وہ چورلو سراے اور استرنجہ کا خط ہے - پس بلغاریوں ہی کی زبان سے یہ ثابت ہوگیا کہ قسطنطنیہ کا راستہ ترکوں کے ہاتھہ میں ہے ' اور بلغاریوں کی پیش قدمی نامراد رہی ہے - خلاصہ یہ کہ بلغاریوں کی خود ساختہ فتح عظیم کا میں تو قائل نہیں - ہاں اسقدر قائل ہوں کہ ممکن ہے ' اس مرغ کے چند پر جھڑ گئے ہوں ' لیکن ابکے ترپ نما سر کو تو ابھی کوئی کاری ضرب نہیں لگی ہے -

عربی و ترکی ڈاک

— * —

الموید کے خاص تار اور عثماني دفتر جنگ کے اعلانات

— * —

یونانی شکست

(تار عالی ۴ نومبر)

عربی عثمانی فوج کے سپہ سالار نے ہمکو اطلاع دی ہے (نایعہ) کے قریب کل جو لڑائی ہوئی ہے ' اسمیں یونانی فوج کو سخت شکست ہوئی - آج دنکر ہمارا لشکر پیش قدمی کرتا رہیگا -

مناستر

والی مناستر کا تار مظہر ہے کہ دشمن کی جمعیت ایک ہزار سے زیادہ تھی اور تو کچھہ نہوسکا ' (یعقوب لک) نامی ایک گاؤں میں آگ لگادی لیکن جب عثماني لشکر پہنچا تو بھاگ گئے -

نایعہ پر عثمانی قبضہ

(ایضاً) آج رات کو ہمارا لشکر (نایعہ) پر قابض ہوگیا -

شتلجا کی طرف ہٹنا ایک جنگی مصلحت پر مبنی تھا - نہ کہ شکست پر

(انصولی حصاري ۴ نومبر)

مشرقی عثمانی فوج نے یہ محسوس کیا کہ موجودہ خط مدافعت وسیع ہے اگر تنگ ہوجاے تو کامیابي وعلدہ کا پہلو اور زیادہ زوردار ہو جائیگا - اسلیے چتلجا کے خط مدافعت تک فوج ہٹ آئي ہے -

ایڈریا نوپل میں بلغاریا کی ہزیمت

(انصولي حصاري ۵ نومبر ۳ بجے دن)

قلعہاے (ادرنہ) کی محافظ فوج کو حکم دیا گیا ہے کہ دشمن سے لڑنے کے لیے نکلے - چنانچہ فوج نکلی اور لڑائی شروع ہوئی - بحمد اللہ کہ ہم کامیاب ہوئے - غنیمت میں سامان حنگ بکثرت ہاتھہ آیا -

عثمانی فتح عظیم

ایک ہزار بلغاري قتل اور ۱۷ سو گرفتار ہوے

(شورلو) میں ایک شدید معرکہ ہوا ' جسمیں بلغاریا کے ایک ہزار آدمی کام آئے اور ۱۷ سو ہم نے گرفتار کیے - (کامل پاشا)

ریوٹر کی تکذیب

ایڈریا نوپل میں ترکوں کو کوئي شکست نہیں ہوئي

(تار عالي ۵ نومبر)

عثماني شرقي فوج کي شکست کي جو خبر ریوٹر نے شائع کي ہے اُس کي کوئي اصلیت نہیں - کامل پاشا (وزیر اعظم)

ایڈریا نوپل میں بلغاریوں کي تباہي

(انصولي حصاري ۶ نومبر)

ادرنہ میں ہماري فوج پے در پے کامیابیاں ہو رہي ہیں بلغاري اب اسقدر تھک گئے ہیں کہ مقابلہ کي تاب نہیں

اشقودرہ میں مانٹي نگرو کي قضا هي

(ایضاً) اطراف اشقودرہ میں مانٹي نگروي فوج سے برابر معرکے ہو رہے ہیں - ان تمام معرکوں میں دشمن کو سخت شکستیں ہوئیں -

ریوٹر ایجنسی کی دروغ بافیوں کی تکذیب

(ایضاً) خبر رساں کمپنیاں جو ناگوار خبریں بعض معلوم العال دوائع سے شائع کرتی ہیں ' انکی کوئی اصلیت نہیں ہے - اسوقت تک خدا کے فضل سے ہمیں ہمیشہ فتح و نصرت حاصل ہوتی رہی ہرچہ جمعیت کی ترقی کے ساتھ ہمارے مقاصد بھی وسیع تر ہوتے جاتے ہیں - (کامل پاشا)

بلغاری قوت کا خاتمہ

(ایضاً) بعض سیاسی حلقوں سے معلوم ہوا ہے کہ کل شب کو آدھی رات کے بعد ایک تار قسطنطنیہ سے اس مضمون کا پہنچا ' کہ چٹلجا کے خطوط مدافعت کے سامنے بلغاریا کے پیر اکھڑ گئے ہیں اور گو نئی فوج مدد کے لیے بلوائی گئی مگر پھر بھی شکست ہی ہوئی - فوج کا شیرازہ بکلی درہم و برہم ہوگیا ہے -

---

سلانیک کے میدان جنگ پر قبضہ

(اتصولی حصاری ۵ نومبر ۳ بجے)

قسطنطنیہ میں آئے ہوئے تار مظہر ہیں کہ چٹلجا کے خط مدافعت کی طرف واپسی میں (جیسا کہ خیال تھا) کامیابی ہوئی اور دشمن کو سخت شکست ہوئی - (درہ آنماچ) اور (سلانیک) کے درمیان میں جو خط مدافعت ہمارے ہاتھ سے نکل گیا تھا ' وہ ہم نے پھر واپس لے لیا ہے -

---

سرویا کو شکست

(باب عالی ۶ نومبر ۶ بجے)

جسطرح کہ ہم نے کل کے معرکہ میں یونانی فوج کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا تھا ' عددمیں بہت سا سامان جنگ ملا تھا ' اور بہت سے مقامات (نورتسکر) واپس لے لیے تھے ' اسی طرح آج بھی عربی عثمانی فوج کے سپہ سالار کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ (دربنہ) میں سرویا کا ایک رسالہ اور متعدد توپوں کا ایک دستہ درہم برہم کردیا گیا - دشمن کا سخت نقصان یقینی طور پر بیان کیا گیا ہے ' کئی افسر اور بے شمار سپاہی کام آئے - عددمیں بھی ہمیں پچاس سے زیادہ حاضر ہی ہاتھ آئے -

---

سرویں حدود پر عثمانی قبضہ

(ایضاً ۳ نومبر)

ہماری فوج نے (نالاس) اور (نملی) کو واپس لیلیا اور اس پر اب پورا قبضہ ہے -

---

تسخیر نالاس کی تصدیق

(اتصولی حصاری ۹ نومبر)

ہماری فوج نے شہر (بڑی کوئی) واپس لیلیا - شہر (نالاس) مسخر ہوگیا - دشمن نے گاؤں جلانا شروع کردیے ہیں - ایدریانوپل میں ہماری حالت بہت اچھی ہے -

---

یونانیوں کی مکرر تعذیب

(باب عالی ۱۰ نومبر)

(سرورینج) میں ہمارا لشکر یونانی فوج کے مقابلے پر پھر متح یاب ہوا - ۱۷ توپیں اور بہت سا سامان جنگ غنیمت میں ملا - دشمن کی فوج نہایت بے ترتیبی سے بھاگ گئی -

---

بقیہ
شـــذرات

—*—

جنـگ یورپ و ترکی

—*—

یورپ کے شطرنج داران سیاست سے جو لوگ واقف ہیں ' وہ آغاز جنگ سے کہہ رہے تھے کہ چند کوہستانی ریاستیں حکمرانی و محکومی کا طوق اتارے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں ہوا ' کبھی اسقدر پرخطر جرات نہیں کرسکتیں - قطعاً ان محسمہ ہائے عدوان و فساد میں کوئی دوسری روح ساری ہے ' اور وہی انکو حرکت میں لارہی ہے - دول یورپ کی پس پردہ سازشیں تو ہمیشہ سے اشکارا ہیں ' اور چونکہ تمام علم برداران صلیب اس مقدس جنگ سے دم کشاں الگ کھڑے تھے ' یعنی ڈپلامیسی کی زبان میں نیوٹریلٹی (نا طرفداری) کا اعلان کردیا تھا ' اسلیے ظاہر بیں نظریں اس نکتہ تک نہیں پہنچ سکیں - مگر زمانہ کے ہاتھ نے اس پردہ کو بہت جلد چاک کر ڈالا ہے اور گو اصلی واقعات ابھی سامنے نہیں آئے ہیں ' تاہم جسقدر اسوقت تک معلوم ہوسکا ' وہ کشف حقیقت کیلیے کافی ہے

اعلان جنگ کے بعد یورپ نے دو اعلان کیے تھے

(۱) جغرافیۂ بلقان میں کسی طرح کا تغیر نہ ہوگا -

(۲) دول یورپ تمہہ رحوہ نا طرفدار رہیں گے -

لیکن آغاز جنگ میں فتح و شکست کی تقسیم اس قدر خلاف توقع ہوئی کہ یورپ کو اپنے قبل از جنگ خیالات پر نظر ثانی کرنے کی جلد ہی مہلت ملگئی ' اس نے دیکھا کہ کوہ بلقان کی آتشباری بہت جلد شش صد سالہ قصر خلافت عثمانیہ کو زمیں کے برابر کر دیگی - ایسی حالت میں اگر یورپ ریاستہائے بلقان کو انکی فرضی جنگ آزادی کے بعد "ثمرات فتوح" سے لدے پھاندے ہوئے نہ دیکھا تو مسئلہ مشرقی کے انفصال کی ایک بہت بڑی امید کی ہوئی فرصت ہاتھ سے نکل جائے گی - یہ حکم یورپ کے ایوان سیاست سے صرف اسلیے صادر ہوا تھا کہ اگر فتح و ظفر کا ہاتھہ ترکوں کے ہاتھہ میں ہو ' تو وہ ہمیشہ کے لیے ان مار ہائے اسپین کو کچل نہ سکے ' اور مستر گلڈ سٹون کی زبان میں جو کچھہ " ہلال " سے صلیب کے پاس جائے ' وہ پھر ہلال کے پاس واپس نہ آئے - "

حوالات کے اس دیگ الموسم (ونڈر کاک) کا رخ بالکل بدلگیا ' اور نہ صرف دنیائے اقلام و صحائف میں ' بلکہ اس عالم سیاست میں بھی ' جہاں کا امتیازی وصف پیش از وقت خیالات کا ظاہر نہ کرنا سمجھا جاتا ہے - ہاوس آف کامنس کے سوال و جواب اور مدبران انگلستان کی تقریروں سے احدار میں نا آشنا نہیں ہیں -

نا طرفداری پر جسقدر عمل ہوا ' اسکے بیان سے پہلے دول کے باہمی تعلقات کو سمجھہ لینا چاہیے - انگلستان کا شاہی مذہب پروٹسٹنٹ ہے - اگر کوئی بادشاہ پروٹسٹنٹ کے بدلے کوئی اور مذہب قبول کرلے تو پھر انگلستان کا عصاے حکومت اسکے ہاتھہ میں نہیں رہسکتا - بلغاریا اور اسکی ریاستوں کا مذہب ارتھوڈکس چرچ کی پیروی ہے - بلقانی ریاستوں اور روس کا شاہی مذہب بھی یہی ہے - روس حمایت ارتھوڈکس کا مدعی ہے ' اور اسی نام سے وہ ایک بار دولت عثمانیہ کے مقابلہ میں اعلان جنگ کرچکا ہے - انگلستان اور روس کے حدود سلطنت بہت قریب ہوتے جاتے ہیں ' اور اس ہمسائگی کا نتیجہ ایک ہولناک جنگ کا انتظار ہے ' گر نافعل اتحاد ثلاثہ کے غبار میں وہ نمایاں نہیں -

اس مختصر بیان کو پیش نظر رکھنے کے بعد غور کرنا چاہیے کہ اگر انگلستان موجودہ جنگ میں ناطرفدار رہتا، تو ان چار حکومتوں میں سے کس کی طرف مائل ہوتا ؟

(۱) ریاستہائے بلقان کا سرگروہ اسوقت بلغاریا ہے -

(۲) بلغاریا ہمیشہ روس کی پست پناہی سے مستفید ہوتی ہے

(۳) روس کے اثر و نفوذ کی توسیع انگلستان کے مصالح ملکی کے لیے مضر ہے -

(۴) ان چاروں حکومتوں میں ٹرکی سب سے کم روس کے اثر میں ہے -

ان مقدمات کی ترتیب سے یہی جواب ملتا ہے کہ انگلستان کی دوستی کا سب سے زیادہ مستحق ٹرکی ہے اور وہ اسی کا ساتھ دیتا -

الموید نے دو تفصیلی تار شائع کیے ہیں، جنسے معلوم ہوتا ہے کہ ملکۂ انگلستان نے شاہ یونان کو انکی فتوحات پر تبریک و تہنیت کا تار دیا، اور روس نے اسی طرح شاہ سرویا کو مبارکباد کا تار بھیجا -

پس یہ ہے انگلستان اور روس کی ناطرفداری !

مگر یہ ناطرفداری کی یہ پہلی منزل ہے، روس کی پوشیدہ مالی و فوجی مساعدت و حمایت کے واقعات صریح اسکے علاوہ ہیں اور آثار جنگ سے انکا سلسلہ برابر جاری ہے -

رومانیا کے اخبارات نے جو پردے فاش کیے ہیں، اور جو تفصیلی حالات لکھے ہیں، اگر ہم پھر کسی وقت لکھیں گے - یہاں صرف ایک واقعہ درج کر دینے ہیں - دار الحکومت رومانیا کے اخبارات اطلاع دیتے ہیں کہ روس کے فوج نظامی سے پندرہ ہزار آدمی مع صدہا توپوں، دہائر جنگ، اور نئی جنگی ہوائی جہاز کے بلغاریا گئے ہیں، تاکہ میدان جنگ میں شریک ہوں - ایک اور رومانی اخبار بیان کرتا ہے کہ روسی استدمر جسکا نام (سان جورج) ہے صدہا روسی سپاہیوں کو (روسچق) لے گیا ہے - اسمیں تمام روسی سپاہی اپنی وردیاں پہنے ہوئے تھے - یہ صرف ایک دفعہ نہیں ہوا بلکہ روزانہ روسی استعمر بلغاریا کے لیے مہمات جنگ لایا کرتا ہے - حال ہی میں (روسچق) در ہوائی جہاز پہنچائے گئے ہیں

چتلجا کے خطوط دفاع

— * —

(چتلجا) کے جو حالات تازہ عربی ڈاک سے معلوم ہوئے ہیں انکا خلاصہ یہ ہے :

بحر اسود کے قریب بحیرہ (ترکوس) اور بحیرہ (مارمورا) کے درمیان میں ایک خلیج ہے جس کو (بیوک سکمجہ) کہتے ہیں - اس خلیج میں ایک جزیرنما ہے جسکا نام (تراکیہ) ہے - چتلجا کے خطوط دفاع اس سلسلہ استحکامات سے پیدا ہوتے ہیں جو اسی جزیرنما میں پھیلے ہوئے ہیں - یہ قسطنطنیہ سے ۲۵ میل کے فاصلہ پر ہیں - عرض ۱۵ اور ۱۶ میل کے درمیان میں ہے - اسمیں قلعوں اور استحکامات کی تعداد ۳۰ سے زائد ہے - یہ استحکامات اور قلعے ۵۰ فیٹ بلند ٹیلوں پر ہیں - موسم سرما میں برف و باران کے فقرنی استحکامات کسی کو ان مصنوعی استحکامات کے پاس نہیں آنے دیتے -

یہاں ریل ہے جو (یا علیش) اور (چتلجا) کی طرف سے جاتی ہے، سنہ ۱۸۷۷ ع کی جنگ روس و ترکی میں یہ استحکامات تیار کرائے گئے تھے - سنہ ۸۸ ع میں روس نے ان پر حملہ کیا اور ایک عرصہ تک محاصرہ کیے پڑا رہا، مگر آخرکار ناکام واپس گیا - اسکے بعد بھی کچھ تعیرات ہوئے ہیں، مگر تفصیل بیان نہیں کی جا سکتی -

انشاے کوچک سے جو سیلاب فوج امڈا آرہا ہے، اسکی وجہ سے محاذ فوج (گذر دررد) کی ایک بہت بڑی جمعیت یہاں فراہم ہوگئی ہے اور روز بروز بڑھتی جاتی ہے -

هفتهٔ جنگ

— * —

الحمد اللہ کہ ہم نے اور بعونہٖ تمام مسلمانوں نے جنگ کے متعلق جو رائیں قائم کی تھیں، انکے ظہور میں واقعات نے دیر نہیں لگائی، اور ان سب سے قطعی اور آخری تصدیق عثمانی فتح و نصرت اور بلقانی شکست و خسران کی ہوگئی . قطع دابر القوم الذین ظلموا، والحمد اللہ رب العالمین -

ادھر دو ہفتے سے جنگ کا موسم بالکل بدل گیا تھا، خبروں نے آہستہ آہستہ لہجہ بدلنا شروع کر دیا تھا، اور خود صوفیا اور بلغراد سے بھی جو خبریں تقسیم کی جاتی تھیں، انمیں ادعا اور جوش کا عنصر روز بروز گھٹ رہا تھا، لیکن ہر درمیان میں بلقانی آتش کدہ فروزی میں ایک ابال تازہ آتا، اور فتح عساکر کی خبر اپنے قدیمی لہجے میں سائع کر دیتی -

ہم نے جنگ کے تازہ واقعات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھدیا تھا کہ اس خبر کے تمام ابتدائی اجزا جس طرح خود بخود غلط ثابت کر لیے گئے ہیں، اسی طرح قرائن ہے کہ سرے سے تسخیر عساکر کا واقعہ بھی محض بے سر و پا ثابت ہوگا، اور زیادہ سے زیادہ اتنی اصلیت نکلے گی کہ عساکر کے طرف و جوار میں کہیں جنگ ہو رہی ہے -

اس تار نے اس احتمال کو بعینہ واقعہ ثابت کر دیا، کیونکہ لکھا تھا کہ جنوب میں ایک لڑائی ہو رہی ہے اور تسخیر کی خبر بالکل کذب و افترا ہے -

ہم نے اور جو قیاس " الدنیا العظیم " کے دو نمبروں میں ظاہر کیے تھے، وہ بھی ایک ایک کرکے سامنے آرہے ہیں، ہم نے پہلے ہی دن جبکہ تمام عالم ترکوں کی طرف سے مایوس ہو رہا تھا، لکھدیا تھا کہ بلغاریا کی جو کچھ طاقت تھی، وہ قری قلعہ میں ختم ہوگئی اور اب بہت جلد عثمانی مدافعت کی " دیوار مرصوص " کھڑی ہوجائے گی - چنانچہ اس تار کے علاوہ اب خود صوفیا اور بلغراد میں اقرار کرلیا گیا ہے کہ " سردست جنگ از سر نو شروع نہیں کی جا سکتی " اور صلح کی جو سرطیں فاتحانہ حق کے ساتھ پیش کی گئی تھیں، انہیں جب تاب عالی نے ٹھکرادیا، تو پھر کہا گیا کہ یہ کچھ آخری شرطیں نہ تھیں - یہ انکے علانیہ اقرار ہیں، اور اصلیت کو پوچھیے تو اسکی حالت نہیں معلوم کیا ہو گی ؟

اس تار سے آستانہ چالاکی کا بھی پتہ چلتا ہے، جو مسئلہ صلح کی اشاعت سے یورپ کو مد نظر تھی، اور جسکے سرائر و خفایا اب آہستہ آہستہ سامنے آرہے ہیں - دراصل بلغاریا ایک طرف تو اپنی فوجی فتوحات کی اشاعت سے یورپ کو پس پشت علانیہ احاے کا موقعہ دے رہی تھی، دوسری طرف ادرنہ و پرپل پر حرب کا شکار ہو جانے کے بعد چاہتی ہے کہ عثمانی حملہ کے گھونسوں سے کسی طرح اپنی گردن کو بچالے - صلح کی درخواست اسی نے پیش کی، اور اس جنگ میں کسی ایک فوجی فتح کے اعلان کے بعد تمام یورپ کا تاسم صلح و اصلاح موجود ہونا پیشتر ہی سے طے کرلیا گیا تھا -

نامہ نگاراں جنگ بھی اب سچ بولنا کچھ کچھ سیکھتے جاتے ہیں - ادرنہ یا نوپل کے قریب تین میل تک بلغاری لاشوں کے معائنے کی اب ہم کو خبر سنائی جاتی ہے - لندن میں بتایا گیا ہے کہ بلغاریا کا دیوالہ نکل گیا' اس وقت تک ایک لاکھ آدمی کام آ چکے ہیں' اور اب آدمیوں کے قحط کا یہ حال ہے کہ سترہ برس کے لڑکے جنکی عمر جنگ چند مہینوں سے زائد نہیں' بھرتی کر کے بھیجے جا رہے ہیں - تعجب ہے کہ ایک تو آثار جنگ سے صرف گرفتار ہوئے اور بھاگے ہی رہے' دو ایک لاکھ آدمی کس تلوار کی کاٹ ہے ؟

شتلجا کی مصنوعی اور عثمانی مدافعت - پورٹ آرتھر کو دہرا رہی ہے - تمام نامہ نگار اقرار کرتے ہیں کہ ناظم پاشا کی مدافعت نے بلغاریوں کو بدحواس کر دیا ہے - آخری خبر یہ ہے کہ اس وقت ایک لاکھ جنود معبدہ شتلجا میں موجود ہے (ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفاً' کانہم بنیان مرصوص (۶۱ ۳)

ہنسے نے بھی عثمانی تلوار سے پہلے کام کرنے کیلئے اپنا لشکر عظیم بھیجدیا ہے اور یہ لاشوں کی کثرت کا ثمرت ہے - رسد کی قلت فاقہ کشی تک پہنچ گئی ہے' اور روز بروز بڑھتی جاتی ہے — لیس لہم طعام الا من ضریع' لا یسمن ولا یغنی من جوع (۸۹ ۶) ترکوں کا پیچھے ہٹنے آنا اسی وقت کیلئے تھا' اب بلغاریا نہ تو پیچھے جا سکتی ہے اور نہ آگے کی راہ کشادہ ہے' ثم لایموت فیہا ولا یحیی (۸۷ ۱۳) فراقب وبال امرہا' وکان عاقبۃ امرہا خسرا [پس وہ اپنے کئے کا وبال اب اچھی طرح چکھ رہی ہے اور اسکی پیش قدمی کا آخری نتیجہ خسران و ہلاکت ہی تھا]

بلغاریا نے صلح کیلئے ادرنہ نوپل اور سفوطری کے قصبے اور شتلجا کے مورچے استحکام کی نذر پیش کیا تھا' مگر باب عالی نے ان تمام استعفامات کے سامنے انکار کردیا - اب دوبارہ گفتگوئے صلح کے احرافی خبریں آرہی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ فریقین کے وکلا بھی نامزد ہوگئے ہیں -

وجود ابلیس اجمعین

— * —

بالآخر دول یورپ نے باب عالی پر صلح کے لیے یا بالفاظ مناسب تر اپنے جدید عمل قطع و برید کے آگے سر تسلیم خم کر دینے کے لیے زور دینا شروع کر دیا' اور اول روز سے اسی وقت کا انتظار تھا -

بارہ رقماں ابتک متہم اور مشتبہ ہیں' بلقانی اتحاد میں پھوٹ پڑچکی ہے' یونان اور بلغاریا ایک دوسرے کو گھور رہے ہیں - استریا اور روس کی طیاریوں اور حرمتی کے پوشیدہ انتظامات کی خبریں بھی برابر آرہی ہیں - ترکی کیلیے میدان جنگ نہیں' بلکہ ہمیشہ یہی وقت نازک رہا ہے' کامل پاشا کی روداد اس خطرہ کذائی خطرۂ عظیم ہے اب تو وقت آگیا ہے کہ ترکی زور زور کی آفتوں کی جگہ ایک ہی آفت کے لیے مستعد ہو جائے اور اسلام اپنے مستقبل کا انہی گھڑیوں کے اندر فیصلہ کرلے' پہلو کے زخموں کی کب تک مرہم پٹی کی جائے گی ؟

لیکن آہ اے قسطنطنیہ ! اے محبوب القلوب جمیع عالم اسلامیہ ! اے غایۂ امنیات چہل کرور نفوس عالم ! اور اے وہ افق امید کی روشنی جو اقبال اسلامی کے آفتاب کی آخری کرن ہے !! یاد رکھ کہ یہ تیرے امتحان کی آخری منزل ہے - تیرے ثبات و عزم کی انتہائی آزمائش ہے ! چالیس کرور دلوں کی نگاہیں اس وقت تیری طرف ٹکٹکی لگائے ہوئے ہیں ! خدارا ایسا نہ کیجیو کہ ہمارے دل زخمی ہو جائیں' اور ہماری آنکھوں کے لیے دائمی خونباری ہو ! آہ اے خدمات اسلامی کی آخری رشتۂ امید ! تجھکو کیا معلوم کہ تیرے لیے ہمارے دلوں کا کیا حال ہے ؟ پھر ٹوٹے ہوئے ہے کہ چالیس کرور امیدوں کی عمر رکھ لے' یا انکو وقت طعنۂ اعمار کردے ! اگر تیری سرزمین در تمام دنیا والے کٹ جائیں' انکے خون کی چھینٹوں سے تیری عظیم الشان مسجدوں کی دیواریں لالہ گوں ہو جائیں' قصر خراعان کا صحن لڑکر مرجانے والوں کی لاشوں سے پٹ جائے' تو ہمیں دیکھنے کوئی شکوہ نہیں' لیکن اگر تو نے ذلت کی فرصت کو عرب کے مقصلے پر ترجیح دی' اور اپنے سر کو دم رکھہ کر راضی ہوگئی کہ بچے ہوئے بقیہ اعضا بھی کاٹ لیے جائیں' تو یاد رکھہ کہ گو تو زندہ رہے گی' مگر ہمارے دل مرجائیں گے - !!

مسیحی اخلاق ورحم کا اب وقت آگیا

— * —

آج کی تار برقیوں میں ایک تار نہایت دلچسپ ہے -

ایک ذمہ دار شخص نے بیان کیا ہے کہ بلغاریا اپنے بے حد سے زیادہ جوش کے بدلے اب اعتدال اور سنجیدگی اختیار کرنے کی کوشش کر رہی ہے اس سے' اسکا مقصد یہ ہے کہ یورپ کو اپنی معقول پسندی اور سنجیدگی کا یقین دلائے -

اس خیال سے کہ ترکوں کے حدمات کو صدمہ نہ پہنچے وہ ترکوں کو چتلجا کے مورچے پر مجبور نہیں کریگی - اور ادرنہ نوپل کی محاصرہ فوج کو جانے کی اجازت بھی دیگی -

اس تار کے بعد بھی کیا دنیا کو بلغاریا کی صلح پسندیوں پر اعتماد باقی رہے گا ؟

ہلال اور صلیب

ہلال کی روشنی میں

— * —

جنگ طرابلس جب شروع ہوئی' تو ترکوں کی غفلت اور بربادی پر دوستوں نے حسرت کے آنسو بہائے' اور دشمنوں نے قہقہہ ہائے شادمانی بلند کیے - لیکن پھر اسکے بعد کیا ہوا ؟ سال بھر تک دنیا نے کیا دیکھا ؟ عثمانی افسروں کی شجاعت اور جانفروشی ہی نہیں' بلکہ بادیہ نشینان عرب کی گنوار گیارہ فوج کی ترکیوں نے بھی اپنی عظمت کا اقرار کرا لیا -

یہی حال موجودہ جنگ کا ہے - بلغاریوں کی مکروہات نے تمام دنیا کو ترکوں کی طرف سے مایوس کردیا' دوستوں کی رائیں بھی متزلزل ہوگئیں' لوگ نے اختیار کہہ اٹھے کہ عثمانی خون کی آگ اب بجھ گئی - خود مسلمانوں میں بعض منافقین نے اپنے نفاق کے اظہار کیلیے اس فرصت کو غنیمت سمجھا' اور ہندوستان کی جرائد المنافقون نے ایک سرگرم ممبر نے تو یہاں تک لکھدیا کہ "چونکہ ترک اپنی حفاظت نہیں کرسکتے' اسلیے قربانی کی کھالوں کی قیمت دینے کی کچھ ضرورت نہیں - ہمارے قومی کام بہت سے رکے پڑے ہیں"

میں جب کبھی قرآن کریم کو کھولتا ہوں تو صاف نظر آتا ہے کہ غزوۂ طرابلس کو جس طرح بہت سی باتوں میں آغاز اسلام کے غزوۂ بدر سے مشابہت تھی' بالکل اسی طرح اس جنگ کو بھی

و معناً " جنگ احزاب " ہے ہے ' جسکا حال سورۂ احزاب میں بیان کیا گیا ہے - فی الحقیقت جس طرح وہ جنگ مسلمانوں کیلیے ایک بہت بڑی آزمایش ' اور نفاق و ضعف ایمانی کے ظہور کیلیے ایک افتادۂ الہی تھی ' بالکل اسی طرح اس جنگ کو بھی خدا نے ہمارے لیے ایک وسیلۂ آزمایش بنایا ھذالك ابتلی المسلمون و زلزلوا زلزالاً شدیـــدا -

لیکن اب واقعات سے پردے اٹھ رہے ہیں ' اور دوست و دشمن ' دونوں کی نظریں اصلیت کے احساس و اظہار کو باگریز دیکھ رہی ہیں - ہر نیا روز جو آتا ہے ' کشف حقیقت کا ایک پیام تازہ ہوتا ہے - اس وقت تک پورے حالات روشنی میں نہیں آئے ہیں ' مگر پھر بھی جس قدر سامنے آگئے ہیں ' ان سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ تو عثمانی نسل نے اپنی اٹھ سو برس کی روایات کو ابھی بھلایا ہے ' اور نہ مردان اسلام کی جانفروشیوں نے پرستاران صلیب کے مقابلے میں شکست کھائی ہے - اب بھی ہر ترک سپاہی " ترک سپاہی " ہے ' اور اپنے شرف اسلامی کو بھولا نہیں

هست مجلس دراں قرار کہ بود
هست مطرب دراں ترانـــہ هنـــوز

احرار " جرنـــل " کے خاص نامہ نگار ایم ایڈورڈ ہیلسی نے ایک عجیب واقعہ کا اپنے تار میں ذکر کیا ہے ' جس سے ناظرین کو ہمارے بیان کی تصدیق ہوگی وہ لکھتا ہے :

" میں نے رائیکا کے اسپتال میں ایک کمسن ترک افسر کو دیکھا - اُسکے جسم کا شاید ہی کوئی حصہ بچ رہا تھا ' جسپر خنجر کی کاٹ نہ پڑی ہو - پیشانی قریباً دو نیم ہوگئی تھی - گلے کا زخم بھی کاری تھا - سینے اور بازوؤں میں گہری خندقیں پڑگئی تھیں -

" یہ شیر دل نہایت کمسن شخص تھا - طربوش کے سامنے کی چوکی اسکے زیر کمان تھی - جسوقت آگ کی بارش ہو رہی تھی وہ اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا نکلا ' اور مانٹی نگرو کی پلٹنوں کو مخاطب کرکے کہا " تم میں جو شخص سب سے زیادہ بہادر اور شجاع ہو ' میرے مقابلے کو آئے - میں اُس سے دست بدست لڑنا چاہتا ہوں "

" اس مقابلے کی صدا سنکر مانٹی نگرو کی پلٹن سے ایک کہنہ مشق اور تجربہ کار افسر ' جسکے بال سفید ہوگئے تھے ' میدان میں آکھڑا ہوا اور چیلنج کو قبول کرلیا - تماشا دیکھنے کی خاطر لڑائی موقوف کردی گئی اور دونوں کی دھندلی روشنی میں دونوں کی لڑائی دیکھنے لگے "

"مانٹی نیگرو کی افسر کے کاندھے پر سخت زخم آگیا - مگر چلے ترک نے حیرت انگیز شجاعت کا ثبوت دیا ' لیکن اخیر میں گرگیا اسکی زخمہ یہ تھی کہ لڑتے لڑتے اسکا سر اور پیشانی زخموں سے بالکل خون چکاں ہوگئی تھی اور اسنے تہہ کرایک حوں کی چادر اسکی آنکھوں کے سامنے آگئی تھی جس سے وہ بالکل معذور ہوگیا - اُسکا دشمن گھوڑے سے اُتر کر اُتر پڑا اور اُسکے زخموں کو صاف کرنے کے بعد معالجہ کے لئے رائیکا کے اسپتال میں پہنچادیا "

ایم - ہیلسی لکھتا ہے " یہ ترک جانتا تھا کہ میری زندگی کا زمانہ اخیر ہوچکا ہے ' اور سانس بہت دیر تک نہیں چلنے کا - ٢٣ اکتوبر کو طربوش کی توپوں کی آواز اُسکے کانوں میں پڑی تو اُسنے ڈاکٹر سے مخاطب ہوکے کہا " کاش اللہ تعالی میرے دشمن کو گولیوں کا نشانہ بنائے " وہ ایک بہادر آدمی ہے - اُسکو تلوار کی موت کے سوا اور کسی طرح نہیں مرنا چاہیے "

فہرست

زراعانـــۂ ہلال احمر

— * —

ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنہ

(٢)

— * —

جناب میاں نصیر الدین صاحب	٥٠٠	جنـــاب میـــاں محمـــد امین صاحب	٢٠٠
جناب میاں شمس الدین و محمد امین صاحب	٥٠	جنـــاب میـــاں فضـــل دیـــن صاحب	٥٠
جناب میاں فضل کریم و کرم دین و محمد امین سندھی صاحب	٢٥	جناب میاں فضل الدین و حاجی شمس الدین و محکم الدین صاحبان	٣٠٠
جناب فضل الہی صاحب	٥	جناب محکم دین صاحب	٥
جناب فتح دین و شمس الدین صاحب	٥٠	جنـــاب میـــاں شمس الدیـــن و غلام نبی صاحب	٢٥
جناب میاں شمس الدین و محمد امین نورو صاحب	١٠	جنـــاب میـــاں محمـــد دین صاحب	١٠
جناب میاں فضل کریم سہگل صاحب	٥٠	جناب میاں غلام محمد سہگل صاحب	٢٥
جنـــاب میـــاں سوداگر دین صاحب	٥	جناب میاں غلام محمد و محمد صاحب	٥٠
جناب میاں فضالکریم و غلام نبی صاحب	٥	جناب میاں غلام نبی و محمد سعید صاحب	٥
جناب ضیاالدین عارفوالا صاحب	١	خورشید جہاں	٥
جناب محمد امین نور صاحب	٥	جناب میاں شمس الدین و احمد	
جناب غلام نبی صاحب	٥	دین دیہاڑے والا صاحب	٥٠
جناب میاں فضلدین و محمد امین صاحب	٣٠	جناب غلام محمد و محمد امین	٢٠
جناب میاں فضالکریم صاحب	٢٥	جناب غلام محمد و غلام نبی صاحب	٥
جناب حافظ غلام قادر صاحب	١	جناب میاں فضالکریم و محمد امین صاحب	٢٥
جناب شیخ نتھو صاحب	٥	جناب میاں سوداگرالدین صاحب	١٠
جناب غلام محمد صاحب	٥	جناب غلام محی الدین	١٠
جناب محکم دین صاحب	٢	جناب عبد الرؤف صاحب	٢
جناب خلاص خاں صاحب	٢	جناب محمد حسن صاحب	٢
جناب سکندر خاں صاحب	١	جناب محکم دین نورو صاحب	١
جناب پیرو سنیارے صاحب	٣		
جناب میاں احمد دین صاحب	٢	جناب اللہ خاں صاحب	٢
جناب جھنڈو صاحب	٢	جناب محمد خاں صاحب	٣
جناب معقول رحیم صاحب	٣	جناب نبی خاں صاحب	١٠
جنـــاب میـــاں حـــاجی کرمـــدین و محکم دین پنسار صاحب	٥	جناب میاں احمد دین و محمد امین صاحب	٤
جناب میاں فضل دین و محکم دین صاحب	٢٥	جناب میاں محمد امین و کرمدین عارفوالا صاحب	٥٠
جناب غلام حسین و محمد امین صاحب	٢	جناب میاں محمد دین و غلام محی الدین صاحب	٢٠
کرمدین و محمد امین موصال صاحب	٥	جنـــاب محمـــد امیـــن و محمـــد ئیـــل	١٠
جناب غلام نبی و احمد دین خدا والا صاحب	٢	جنـــاب غـــلام نبـــی و سراجـــدیـــن صاحب	٢
جناب میاں محمد امین سندھی صاحب	٢	جناب میاں محمد دین و محکم دین بھال صاحب	٣

عنوان	١٨١٧
سابق	٤٨١١
عنوان کل	٦٦٢٨

Printed & Published by MOULANA A K AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. & Pblg House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA.

(آئیندہ نمبروں کیلئے جو تصویریں طیار ہیں)

(ان میں سے بعض کی فہرست)

(مشاہیر)

۱ امیر عبد القادر الجزائری

۲ ابو الحرار مدحت پاشا

۳ شیخ احمد السنوسی

۴ سید ادریسی امام یمن

۵ امیر علی پاشا بن عبد القادر الجزائری

۶ امیر عبدالقادر ثانی بن امیر علی پاشا

۷ هر ایکسلنسی محمود شوکت پاشا

۸ معاهد دستور و حریت تاری تک

۹ ادراهم ژرنا تک کمانڈر شرقی طرابلس

۱۰ ڈاکٹر بہجت سرای تک رئیس هلال احمر قسطنطنیه

۱۱ سولہ برس کی عمر کا ایک عثمانی معاهد

۱۲ قسطنطنیه کی موجوده وزارت

۱۳ ایرانی معاهدین کا مامور سرا

۱۴ ایرانی معاهدین کا حمله

۱۵ تنک ناشی نشانه ے

۱۶ منصور پاشا متعوث تنعاری

(مناظر جنگ)

۱۷ طرابلس میں مسجد سیدی مهدیب کے چار جوندی مناظر

۱۸ اٹالین هوائی جہاز سے معاهدین کے کیمپ پر کاغذات پھینک رهے هیں

۱۹ طبرق کا معرکه

۲۰ منصور پاشا معاهدین طرابلس کے سامنے تقریر کر رهے هیں

۲۱ بیرون بنک کی شکسته دیواریں

۲۲ روڈس میں اٹلی کا داخله

۲۳ طرابلس میں اٹالین قدم

۲۴ طبرق کے عثمانی کیمپ کے افسر

۲۵ معاهدین کی عورتیں اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۶ تبریز میں روسی لشکر کی لعنت

۲۷ اور نائجان میں روسی داخله

۲۸ ایران کے سرداران قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا مجمع عام

۳۰ طنجه میں قبائل کا حمله

۳۱ فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر و تصاویر)

۳۲ عثمانی پارلیمنٹ کا افتتاح

۳۳ سلطان المعظم پارلیمنٹ میں

۳۴ عهد دستور

۳۵ روڈس کے بعض مناظر

۳۶ ڈارڈنیلز کا ایک منظر

۳۷ هلال احمر مصر کا گروپ

۳۸ فرانس کی هلال احمر کا طبی وفد

* * *

۳۹ قونیه میں ایک اسلامی اثر قدیم کا انکشاف

۴۰ سنه ۷۰ هجری کی ایک تحریر کا عکس

۴۱ حکیم مومن خاں "مومن"

۴۲ نواب ضیاء الدین خاں "نیر"

۴۳ مرزا صائب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحه

۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط

۴۵ بہادر شاہ کا بستر مرگ

الهلال

روزانہ

— —

جو ہفتہ وار الہلال کی صوری و معنوی خصوصیات
کے ساتھہ عنقریب شائع ہوگا

— * —

ہر مقام پر ایجنٹوں کی ضرورت ہے
جو عذرمعقولی کمیشن دیا جائے گا - درخواستیں بہت
جلد آنا چاہئیں -

— * —

هذا بيان للناس و هدى و موعظة للمتقين
(٣ : ١٣٢)

البيان

— * —

دفتر الہلال کا ماہوار رسالہ

جسکا اصلی موضوع یہ ہوگا کہ قرآن کریم اور اسکے متعلق تمام علوم و معارف پر
تحقیقات کا ایک نیا ذخیرہ فراہم کرے ' اور ان موانع و مشکلات کو دور کرنے کی
کوشش کرے ' جنکی وجہ سے موجودہ طبقہ زور زور قرآن کریم کی تعلیمات سے
نا اشنا ہوتا جاتا ہے لیکن ساتھہ ہی تقریباً آٹھہ ابواب اور بھی ہونگے جنکے
نیچے مختلف موضوع و بحث کے علمی و مذہبی مضامین شائع کیے
جائیں گے - ضخامت ' وضع و قطع ' اور حسن ، طبع و حروف کی
نسبت اسقدر کہدینا کافی ہے کہ انشاءاللہ الہلال کی طرح
وہ بھی اردو پریس میں پہلا ماہوار میگزین ہوگا
و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ — القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ ـ ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۱ — کلکتہ: چہارشنبہ ۲٤ ذی الحجہ ۱۳۳۰ ھجری — نمبر ۲۱

Calcutta: Wednesday, December 4, 1912.

هندوستان مین نئي چیز

وہ کمي جو نہ روزوں سے نہی اب دور ہوئی

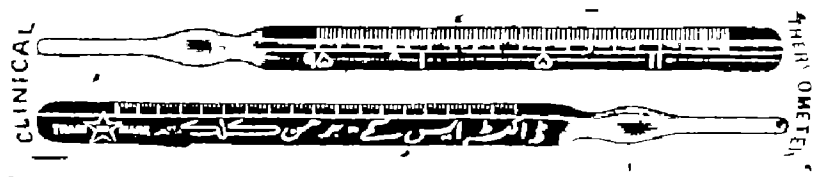

ڈاکٹر برمن کے مشہور ' تھرما مٹر کی تعریف کي بابت کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے - یہ ولایت کے ایک مشہور کارخانہ سے بنواکر منگایا جاتا ہے - چونکہ اسکے پارہ کی لکیر خوب موٹي ہے - اسوجہہ سے کم سن لڑکے ' ضعیف مرد و عورت کو بھی شناخت کرنے مین کوئی دقت نہیں ہوتی - انگریزي جاننے کی کوئی ضرورت نہیں - ہندي اور اُردو حرفوں مدں بھی تھرما مٹر دستیاب ہے - جو ایک روپئے کیس میں رہتا ہے اور عمدہ کاغذ کے بکس میں معہ پرچہ طریقہ استعمال ملتا ہے - ایک مرتبہ ضرور منگا کر دیکھیے -

انگریزي تھرما مٹر ایک روپیہ چار آنہ
اُردو " " دو روپیہ
ہندی " " دو روپیہ

ڈاکٹر ایس ۔ برمن ۔ نمبر ۵۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

شرح احرت اشتہارات

— * —

معاد اشتہار	فی صفحہ	فی کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ فی مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لئے کوئی اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کو جگہہ دیجائیگی -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی حرت عام احرت اشتہارات سے پچیس فیصدي زائد ہوگی -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھی طیار ہوتے ہیں جسکی قیمت ۸ آنہ فی مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جایگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطابق آپکو جگہہ دیں ' البتہ حتی الامکان کوشش کی جاے گی -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں ' چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں ' اور سہ ماہي کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرني ہوگی اس سے کم میعاد کے لئے حرات پیشگی ہمیشہ لي جائیگی اور وہ کسی حالت میں پھر واپس نہوگي -

(۳) مدیر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسي اشتہار کي اشاعت روک دے ' اس صورت میں بقیہ احرت کا روپیہ واپس کردیا جاے گا -

(۴) ہر اُس چیز کا جو جزے کے اقسام میں داخل ہو ' تمام منشی مشروبات کا ' نقش امراض کی دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکي اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھي دفتر کو پیدا ہو ' کسي حالت میں شائع نہیں کیا جاے گا -

نوٹ کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کی زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح احرت یا شرائط میں کسي قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7-1, Maclead street,

CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 8

Half-yearly „ „ 4-12.

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر حصی
ابوالکلام آزاد الدہلوی

مقام اشاعت
۷ ـ ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۱ — کلکتہ: چہارشنبہ ۲٤ ذی الحجہ ۱۳۳۰ ہجری — نمبر ۲۱

Calcutta Wednesday, December 4, 1912

فہرس

شذرات	۱
مقالۂ افتتاحیہ	
عید اضحی نمبر (۳)	۵
جنگ بلقان اور انگلستان	۸
ترکستان	۹
شئون عثمانیہ	۱۱
اقرار حقنص نمبر (۲)	
عربی و ترکی ڈاک	
معرکۂ ترک تلعسی	۱۲
عثمانی مشکلات	
عثمانی دفتر جنگ اور نامہ نگار المؤید کے تار	۱۴
عثمانی مشکلات کی نسبت عاری مختار پاشا کا بیان	۱۵
بلغاریا کے مطالم	۱۵
شتلجا میں اجتماع افواج	۱۵

تصاویر

هز ایکسلنس ناظم پاشا	صفحہ خاص
نقشۂ دولت عثمانیہ و ریاست هائے بلقان	۱۶

توسیع اشاعت

رهی دهلی کے نو رک جنکا نام معلوم نہیں	۸
جناب مولانا سید عبد الحق صاحب حقی الاعظمی	
اسسٹنٹ پروفیسر عربی محمڈن کالج (علی گڑہ)	۳
جناب سید حسن صاحب بلگرامی (حیدرآباد)	۳
جناب مولوی ترک علی صاحب بی - اے - (قصور)	۳
جناب مولانا عبد الستار صاحب تاجر (مدراس) مکرر	۳
جناب مولانا انس - ایم - نعمی صاحب (مدراس)	۵
جناب علام محمد خان صاحب ٹرونٹ انسپکٹر (دهلی)	۲
جناب وحید الدین احمد خان صاحب (رامپور)	۲
جناب ایچ - اے - مرزا صاحب موٹر گودر (دهلی)	۲
جناب محمد عبد الرزاق صاحب وکیل (حیدرآباد)	۲
جناب نعیم ادریس صاحب (رڈولی)	۲

بلغاریا اور سرویا کا صلح کیلئے اضطراب

— * —

شتلجا میں قریب لاکھہ عثمانی فوج کا احتمام ' ملک کی جنگ کیلئے بیقراری ' حکومت کا استقلال ' الترائے جنگ کیلئے ملکاری کی مدد و زاری ' صلح کیلئے دول کا اصرار ' الترا کی منطوری میں اک مصلحت عظیم پوشیدہ ' سقوطری کی عظیم الشان مدافعت ' نتائج کا انتظار کرنا چاہیے -

— * —

بنام الہلال

(٣ دسمبر شام کے چھ بجے)

شتلجا میں آج پوری قریب لاکھہ تازہ دم فوج موجود ہے ' ساماں جنگ اور ذخیرۂ رسد بے شمار ' ناظم پاشا کے انتظامات حیرت انگیز و یادگار ہیں ' حالت بالکل متغلب ' اور دشمنوں کا مہمات کیلئے اضطراب بحد تذلل و انکسار ' الترا میں بحمد للہ جیش اسلام کیلیے ایک مصلحت عظیمہ پوشیدہ ' اور منجملہ انتظار نتائج ما بعد ' صلح کیلیے دول کی طرف سے بشدت سلسلہ جنبانی ' مگر باب عالی نے باستقلال تمام انکارکر دیا ' رعایا میں احیاے جنگ کیلیے شورش - سقوطری سے ایک ہفتہ کی جنگ کے بعد دشمن حاسر و تباہ فرار ہوگیا ' دول یورپ کے قنصل خانوں میں باہم اختلاف شدید کی افواہ گرم ہے -

---

شذرات

— * —

اغلاط طبع

اگر الہلال کی صحافت دوگنی کردی جاے اور مجھسے کہا جاے کہ تنہا اسکو مرتب کردو ' تو میں انشاء اللہ دو راتوں کے اندر مرتب کرلونگا ' لیکن اگر الہلال سولہ صفحے کی جگہہ ایک صفحے کا نکلے ' اور مجھسے کہا جاے کہ اسکو صحیح چھاپنے کا ذمہ لو ' تو میں بعد ایک مدت کے وقعے کے انکار کردونگا کیونکہ یہ میرے امکان سے باہر ہے -

الہلال آغاز اشاعت سے جسقدر غلط چھپا ہے ' اسکا مجھے افسوس ہی نہیں ' بلکہ ہر غلطی کا دل پر ایک داغ ہے ' لیکن کیا کروں کہ صحت کی طرف سے بالکل مایوس ہوگیا ہوں - پروف میں تین مرتبہ اور چار چار مرتبہ دیکھے جاتے ہیں اور اکثر اوقات آخری پروف خود بھی دیکھہ لیتا ہوں ' لیکن غلط کمپوز کرنے کی نسبت کمپوزیٹروں کی قسم ' نہیں معلوم کسی سخت و شدید واقع ہوئی ہے کہ کسی طرح اپنے اس ظالمانہ میثاق کی عہد شکنی پر آمادہ نہیں ہوتے -

لیتھو کی چھپائی کی نسبت جہاں ٹائپ میں بعض آسانیاں ہیں ' وہاں سخت مشکلات مزید بھی ہیں - ازانجملہ یہ کہ جسقدر غلطیوں کی گنجایش یہاں ہے ' وہاں نہیں - خوشخویس مسودہ ٹھیک پڑھہ نہ سکے یا سہواً غلط لکھدے ' تاہم اسکے ہاتھہ میں قلم ہوتا ہے ' اور جو کچھہ لکھتا ہے ' دیکھکر لکھتا ہے - ٹائپ میں مصیبت یہ ہے کہ کمپوزیٹر مجبور اپنے ہاتھہ کی مشق پر قلم کرتے ہیں اور بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ جن خانوں سے حرف اٹھا کر رکھتے ہیں ' اور جو کچھہ کمپوز کررہے ہیں ' اسکو دیکھتے بھی ہوں - غلطیوں کا پہلا سرچشمہ حروف کی خانوں میں تقسیم ہے - بہت سے حروف غلطی سے دوسرے خانوں میں پڑجاتے ہیں ' علی الخصوص وہ حروف جو باہم کم امتیاز رکھتے ہیں ' مثلاً " ر " اور " ز " اور " ب " اور " پ " جہاں خانوں میں بد نظمی ہوئی ' پھر تمام کمپوز غلط ہوا - سب سے بڑھکر عجب یہ ہے کہ قراں ثلثہ کی ایسی اکثر غلط چھپ جاتی ہیں ' جو بقیناً مطبوعات کیلئے صرف غلطی ہی نہیں ' بلکہ ایک پورا جرم اور معصیت ہے - مجھکو کس قدر شرمندگی ہوئی ' جب حضرت مولانا سید ناصر حسین صاحب قبلہ کی نسبت ایک تحریر آئی کہ " وہ الہلال کو نہایت پسند فرماتے ہیں مگر مناسب ہیں کہ قراں کی آیات بعض اوقات غلط چھپ جاتی ہیں "

مجھکو کمال استغفار کے ساتھہ اقرار ہے کہ اعار اشاعت سے لیکر اس وقت تک دو مرتبہ خود مجھکو دو آیتوں کی نسبت نشاندہی ہوئی ' اور چونکہ الفاظ بالکل قریب قریب اور ہم معنی تھے ' مجھسے نہیں لکھہ گیا ' لیکن اسکے علاوہ اور غلطیاں مثل حذف عطف ' و قلب الفاظ (یعنی کی جگہہ یعملوں و عدوہ - یا حدسا گذشتہ پرچے میں " وحدہ لاشریک لہ " کی جگہہ اجمعین چھپ گیا) اونہی حضرات کی عنایت ہے ' جو نہیں معلوم ان سطور کو بھی صحیح کمپوز فرمائینگے یا نہیں -

مضامین میں ایات کے لکھنے کا یہ حال ہے کہ گو بحوم الفراق ہر وقت میرے سامنے بڑی رہتی ہے ' لیکن عجلت تحریر میں ہر آیت کیلئے قراں کریم کی طرف رجوع نہیں کرسکتا ' بعض حافظے پر اعتماد کرکے لکھدیتا ہوں اور ترجمے اور تفسیر کی جگہہ خالی چھوڑ دیتا ہوں - آخری پروف میں تفسیر تلاش کرکے درج کیا جاتا ہے اور پھر چونکہ اسکے دوبارہ تصحیح و مقابلہ کا وقت نہیں ملتا ' اسلیے بعض اوقات تفسیروں میں بھی کمپوز کی غلطی رہجاتی ہے ' مثلاً آیت کے تفسیر کی جگہہ سورت کا تفسیر ' یا اسکے برعکس -

اکثر اوقات ایسا ہوا کہ اخبار کے ڈاک میں ڈالے جانے کے وقت کوئی درجہ اٹھا کر دیکھا اور ہر سطر میں کثرت اغلاط کے مبتلا سے اسقدر مضطرب الحال ہو گیا کہ جی میں آیا ' پرچے کی اشاعت روک دوں - اسکو غرض سے چھپ جانے کے بعد دیکھنا بھی نہیں کہ طبیعت کو بے فائدہ کوفت اور تکلیف ہوگی -

تاہم مثل اور بہت سی باتوں کے اسکے لیے بھی سعی جاری ہے -

جنگ

شتلجا کے سامنے کے میدان کی سخت حرب باری سے بلغاری لاشوں کے ساتھہ صوفیا اور بلغراد کی دیگ مدورات کو بھی تہدا کردیا ' جنگ کے آغار میں سقوطری کے متعلق ایک دو خبریں آئیں ' لیکن اسکے بعد سے بظاہر جنگ کی موقوفی کا اعلان ہے -

بلغاریا نے سب سے پہلے تو صلح کی درخواست کی اور دول یورپ کی سلسلہ جنبانی شروع کرائی ' لیکن جب باب عالی نے صاف انکار کردیا تو پھر الترائے جنگ کی گھنگور شروع کی - معلوم ہوتا ہے کہ باب عالی نے دول کے اصرار سے اسکو منظور کرلیا ہے ' اور اگر رومیلی بلغاری مدورات کے علاوہ آور خبروں میں قابل تصدیق یقین کرلیا جاے ' تو آج کاغذات پر دستخط بھی ہوگئے -

الترائے جنگ کی جن شرائط کا ترکی کی طرف سے پیش ہونا بیان کیا جاتا ہے ' وہ باوجودیکہ بلغاریا کے بیان کردہ مدورات کے بالکل متضاد اور مخالف ہیں ' لیکن پھر بھی بلغاریا نے اس شادمانی کی عجلت کے ساتھہ انکا جنر مقدم کیا ' جسے کوئی سزا یافتہ مجرم پھانسی کے تختے پر جان بخشی کے فرمان کا استقبال کرے - یہ امر کہ اب تک فی الحقیقت فتح و نصرت کس کی حلیف رہی ہے ؟ شرائط کی نوعیت سے بخوبی واضح ہو سکتا ہے - تا اختتام میعاد شرائط ترکی اسکی مختار ہوگی کہ اپنے محصور قلعوں اور خطوط شتلجا وغیرہ میں رسد اور ذخیرۂ جنگ فراہم کرتی رہے " مگر بلغاریا اور سرویا کیلئے اسکا کوئی ذکر نہیں -

لندن کے ذریعہ خبر تار آیا ہے ' اسمیں یہ تصریح موجود ہے ' لیکن صوفیا کی مکدونیاب کا سرکل اس موقعہ پر بھی حرکت سے باز نہیں رہا اور اس تار کے ساتھ ہی ایک دوسرا تار بھی شائع کیا گیا ہے ' جسمیں لکھا ہے کہ بلغاریا اپنے لئے سامان جنگ اور ذخیرۂ رسد ایڈریا نوپل کے راستے پہنچاتی رہے گی - لیکن ساتھ ہی آخری سطروں میں اسکا بھی اقرار ہے کہ ایسا ہونا ممکن نہیں ' اسلئے کہ خود راہ پیش نظر ہے ' وہ ترکی فوج کی دسترس سے اسقدر قریب ہے کہ کسی طرح مفید اور محفوظ نہیں سمجھی جاسکتی -

یونان کی نسبت ظاہر کیا گیا ہے کہ الدوائے جنگ کا سخت مخالف ہے ' اور اسکا راہنما اسکے ہم کلدسا حکومت کے وزیر اعظم ' یعنے مسٹر اسکویتھ سے بھی زیادہ قوت خلاقی رکھتا ہے ' چنانچہ اس وقت رات کی تاریکی میں یونان شاکی ہے کہ یورپین ترکی کی نکلی ارادی کے مقصد میں الدوا نے خلل ڈالدیا ' اسکا عظیم الشان لشکر اور فوج کثیر بلغاریا کی مدد کیلئے پا رکاب تھی ' لیکن الدوائے جنگ کو منظور کرکے گویا اس نے اپنے ضعف اور عثمانی نصرت کا اقرار کر لیا ہے - مجلس گھنگورے التوا میں بھی اسکا کوئی وکیل شریک نہ تھا ' مگر بلقانی ریاستوں نے ' عاجز آکر صاف صاف کہدیا ہے کہ اگر یونان کو التوا منظور نہیں ' تو تنہا جنگ جاری رکھے - ہمارے دست وبازو تو اب شل ہوگئے -

---

وجود ابلیس اجمعوں

ترکی یورپ کی تری سے تری جنگ کے معرکوں کو اپنے تئیں مٹاکر سرکرلے ' لیکن یورپ کی چھوٹی سے چھوٹی صلح کانفرنس کا اُسکے پاس کیا علاج ہے ؟ موجودہ جنگ کی ابتدا سے جو مصنوعی رفتار قائم رکھی گئی ' اور جو نتائج دکھلائے گئے ' وہ گویا ایک یورپین کانفرنس کے انعقاد کی پیشتر سے طے شدہ تمہید تھی - ایڈریا نوپل کی آخری جنگ کے بعد ہی سے بلغاریا نے صلح کی درخواست کردی اور شٹلجا کے استحکام کے ساتھ ہی تمام یورپ پر یہ نئی حقیقت منکشف ہوگئی کہ " دور کے امن کیلیے اب صلح ناگزیر اور لازمی ہے " !

بلقانی ریاستوں کی فوج کے مقابلے میں ترکوں سے جو کچھ بن آیا کرچکے ' لیکن اب یورپ کے شیطان اعظم کی جنود ابلیس کو کس جرئے سے روکیں ؟ بظاہر یورپ کے دفاتر خارجیہ موجودہ معاملات پر ایک متفق ہیں ' آسٹریا اور روس کا مسئلہ بھی ایک کچھ زیادہ وقیع نہیں ' یورپ کی موجودہ سحر سیاست کے سب سے نزدیک کاص ' یعنے سر ایڈورڈ گرے نے اپنی حاذق کی چھڑی علانیہ ہلانی شروع کردی ہے ' انہوں نے یورپ کو تحریص ' در دامنال اور البانیا کے مسائل پر غور و خوض کرنے کی دعوت دی ہے ' اور یعنی کیا جاتا ہے کہ لندن میں کانفرنس کا انعقاد ہو -

بظاہر حالات صلح کا مسئلہ ترکی کیلیے ناگزیر ' اور البانیا اور اسقدریا کی آزادی درپیش - صرف دول یورپ کی وہ مسیحی رقابت جسکو قرآن نے " واغرینا بینھم العداوۃ و البغضاء الی یوم القیامۃ " سے تعبیر کیا ہے ' ایک سہارا ہے جو اس سازش میں خلل ڈال سکتا ہے -

ہمنے کہا کہ آسٹریا روس کا مسئلہ اسوقت تک چنداں وقیع نظر نہیں آتا ' تاہم نظر انداز کردینے کے بھی قابل نہیں - بلغاریا کا بعیدریسی کی نا ہمی نااتفاقی بھی اندر ہی اندر سلگ رہی ہے - اس وقت کا تار ہے کہ جرمن چیدسلر کی ایک تقریر نے پیرس میں ہلچل ڈالدی ہے ' انہوں نے کہا کہ اگر روس و آسٹریا کے مسئلے نے ترقی کی تو حرمنی آسٹریا کا ساتھ دینے پر مجبور ہے - وہ صرف حق کے ساتھ ہے ' اگر بلغاریا ریاستوں سے ترکی پر زیادتی کرائی گئی تو اس صورت میں بھی حرمنی ترکی کا ساتھ دے گی "

خدا تعالیٰ کی قدرت سے کچھ بعید نہیں کہ جس طرح مسئلہ مشرقی کا فیصلہ آج نصف صدی سے محض یورپین رقابت کی بدولت ملتوی ہوتا رہا ہے ' اس موقع پر بھی کوئی غیر متوقع تبدیلی پیدا کردے اور صلح کانفرنس کی کامیابی خطرے میں پڑجائے - یہ وقت تاب عالی کیلیے ایک ایسی آخری آزمایش ہے جو باوجود محصور احباب و اعدا رہنے کے آجتک کبھی بھی پیش نہیں آئی - مگر افسوس کہ اس وقت ترکی کی قسمت ایک ایسے وزیر اعظم کے ہاتھ میں ہے ' جسکے پاس اپنے ملک مظلوم کیلئے انگلستان کے احکام کے آگے سر بسجود رہنے کے سوا نہ کوئی سیاست ہے اور نہ کوئی دماغ !

اس وقت سعید پاشا کی زیرکانہ وزارت کی ضرورت تھی ' جس نے مہیدون اتلی اور اسکے حامیوں کی تمام مدت وزارتوں کو حقارت کے ساتھ ٹھکرادیا ' جو وہ مسئلہ صلح کے لیے کر رہے تھے ' مگر انگلستان نے بھی اسی دن کے کیلیے سعید پاشا کو راہ سے ہٹا دیا تھا -

بہرحال یہ سب کچھ اسلام کی اخری سیاسی طاقت کے دعا و ثنا کے سوالات ہیں ' اور خواہ کوئی عثمانی وزارت ہو ' لیکن اللہ ' اسکے ملائکہ ' اور چالیس کروڑ مسلمانوں کی لعنت ہو اُس وزارت پر ' جو اس وقت بال برابر بھی ضعف اور کمزوری دکھلائے اور ایک فیصلہ کن موقع پر ' ذات اور مسئلہ کی مجروح زندگی کو ترجیح دے !!

وترحم اللہ عبداً قال آمینا !

ال انڈیا محمڈن کانفرنس

— * —

اجلاس بست و ششم سنہ ۱۹۱۲ - لکھنؤ

اعلان ہذا کے ذریعہ مشتہر کیا جاتا ہے کہ ال انڈیا محمڈن ایجوکیشنل انکوکنشنل کانفرنس کے چھبیسویں سالانہ اجلاس کے جلسے نہ معلوم وارہ دری قصر دلاغ لکھنؤ بتاریخ ۲۷ ، ۲۸ ، ۲۹ دسمبر سنہ ۱۹۱۲ منعقد ہونگے اور ازمیں نہایت سے اہم تعلیمی مسئلے متعلق مسلمانان ہند جن میں مجوزہ یونیورسٹی کے متعلق مسائل بھی شامل ہونگے ' مباحثہ کے لیے پیش کیے جائینگے - مدبر سند جسٹس صاحب دلگرامی صدر پیش دادہ انڈین میڈیکل سروس صدارت کے لیے منتخب ہوئے ہیں -

استقبالیہ کمیٹی نے ممبران کانفرنس کے قیام و طعام کا کل ضروری اہتمام اپنے ذمہ لیا ہے اور جملہ ممبران کو دعوہ دیتی ہے کہ لکھنؤ تشریف لاکر اجلاس کانفرنس کی شرکت فرمائیں - جو اصحاب اب تک ممبر کانفرنس نہیں ہوئے ہیں مگر آیندہ ممبر اور شریک اجلاس کانفرنس ہونا چاہیں انکا بھی خیر مقدم کیا جائیگا ' لیکن جملہ اصحاب سے درخواست کیجاتی ہے کہ وہ اپنی شرکت اجلاس کے ارادہ سے جسقدر جلد ممکن ہو ' جاکسار کو مطلع فرمایینگے ' تاکہ اونکے قیام و آرام کا ضروری بندوبست کیا جاسکے -

جاکسار سید طہور احمد وکیل ہائیکورٹ
اعزازی سیکرٹری استقبالیہ کمیٹی

افکار وحوادث

— * —

ایک ہفتہ فتح قسطنطنیہ کے انتظار میں اور بھی گذر گیا ' مگر مسٹر ایسکوتھ بالقابہ کی صف ماتم اب تک بچھی ہوئی ہے - اس ہفتے ایک تار تھا کہ برطانیہ میں اس سال برف باری اور سردی کی شدت کا یہ حال ہے کہ انھی سے پارہ صفر تک اتر آیا ہے - ہمنے کہا کہ قدرت کو اس انتظار کے مصائب برداشت کرنے کیلیے یہی زمانہ چھاوٹ کر قرار دیدا تھا ؟

سرایڈ ورڈ گرے تو مراسم کے دیہاتوں میں وحشت انتظار کی گھڑیاں ٹہلاتے رہے ' مسٹر ایسکوتھ کی نسبت تو کوئی ایسی خبر بھی نہیں آتی -

قرآن کریم نے کفر کے خصائص میں سے ایک علامت یہ بھی بتلائی ہے ' کہ " ہموا بما لم ینالوا " انھوں نے اس بات کا ارادہ کیا ' جس کو حاصل نہ کر سکے -

---

اب حملہ شتلجا میں ایک لاکھ عثمانی تلواریں خون کی تشنگی سے بیقرار ہیں ' ہزاروں بلغاریوں کی لاشیں ستر ستر کر تمام بلغاری حدود میں نا وجود برف باری کے ہیضہ پھیلا رہی ہیں ' سترہ برس کے لڑکے اور سال جدید کے رنگروٹ سپاہیوں کی جگہ بھرنے کیلیے پکڑے جا رہے ہیں ' تو ایک تار برقی میں یورپ کے مدبرین کی یہ رائے ظاہر کی جاتی ہے کہ جنگ کا اختتام قدرتی اور ناگزیر ہو گیا ہے ' اور آیندہ جنگ جاری رکھنا محض خون اور حماقت ہے -

حماقت تو ضرور ہے ' کیونکہ اب اگر ایک ہفتہ بھی اور جنگ جاری رہے ' تو ترکوں کے نیزے صوفیا کے جگر میں اتر جائیں ' اور اس منظر کو دیکھنے سے ٹھہر اور کونسی حماقت ہو سکتی ہے ؟

لیگ معناً تو کب کی دنیا سے رخصت ہو چکی تھی ' اب لفظاً بھی داغ مفارقت دے گئی - انا للہ و انا الیہ راجعون - اس حادثے کو ماتم گساران لیگ نے اپنے دار سیاست کی ہڑتال سے تعبیر کیا ہے ' کیونکہ ترکی کے مصائب سے وہ بہت غمگین ہیں ' اور اسلیے دار بند کرکے گھر میں بیٹھ رہنے کی تجویز کی گئی ہے -

---

اصل یہ ہے کہ آج دو سال سے ہندوستان کے اندر جو کچھ ہو رہا ہے ' وہ لیگ کے پالیٹکس کیلیے ایک پھانسی کی رسی تھی ہی ' کہ جنگ بلقان نے مسلمانوں میں ہیجان تازہ پیدا کرکے اسے گلے میں پہنا ہی دیا ' اب اگر لیگ کا جلسہ ہوتا تو قوم کی آزار کا مقابلہ محال تھا - ممکن ہے کہ وہ آزادی جسکو لیگ اور لیگ کے مایۂ خمیر علی گڈھ نے چالیس سال تک دبایا ہے ' بے اختیار زبانوں سے نکلتی ' اور قیامت کبری قائم ہو جاتی - اسلیے لیگ کی امپیریل گورنمنٹ اور گورنمنٹ اف انڈیا ' دونوں نے اسی میں مصلحت دیکھی کہ سرے سے جلسے ہی کو اوڑا دیا جاے -

---

علی گڈھ تیری کا مکھن وفاداری کی ڈبل روٹی کیلیے بہتریں دھندیا ہے ' اور اب کچھ دنوں سے برس کے دونوں طرف لگایا جاتا ہے - جلسہ ہوتا تو شاید پھولی ہوئی ڈبل روٹی آزادی اور بقیہ علامی کی کشمکش کے بشار میں عجب نہیں کہ پچک کر رہجاتی -

---

سب سے زیادہ یہ کہ یونیورسٹی کے جلسے کے مقصد کو بھی اس اجتماع سے نقصان عظیم پہنچتا ' رہی کانفرنس ' تو اس غریب کے پاس برسوں سے رکھا ہی کیا ہے کہ لوگ اسکے لیے دوڑیں گے ؟

جہاں تک ہم کو معلوم ہے لیگ کے الوا پر تقریباً تمام قوم برآشفتہ ہے ' لیکن برانشفتہ تر ہو ' اس سے ہوتا ہی کیا ہے ؟ لیگ جنکی تھی ' انکے جی میں جو آیا ' کردیا ' اگر آپکے اندر کوئی قوت ہے تو آپ کیوں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں ؟ اگر مسلمان چاہیں تو لیگ کے معمورہ جلسے سے بہتر اور حقیقی معنوں میں ایک قائم مقام جلسہ لکھنؤ میں منعقد کر سکتے ہیں ' اور اپنے پرابلتکل افکار کے اس اصلی اور ایک ہی وقت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں -

---

الحمد اللہ ہمارا جمعہ کیلیے سرکاری ملازموں کو چھٹی دینے کی نسبت جو تحریک گذشتہ دو سال سے مسلمانوں میں پھیلی ہوئی تھی اسکو گورنمنٹ بنگال نے سب سے پہلے منظور فرماکر ایک نوعی اسلامی شکایت دور کردی -

اخبار دنوں کے اندر آنریبل مسٹر اے - کے عزیزی نے اس بارے میں جو سعی کی ' لائق تحسین و امتنان ہے -

لیکن شاید ناظرین میں سے اکثر صاحبوں کو یاد دلانے کی ضرورت نہیں کہ اس اشد ترین شکایت اسلامی پر سب سے پہلے کس طرف سے توجہ دلائی گئی تھی ؟ یاد ہوگا کہ سب سے پہلے اسکی نسبت جناب مولانا حکیم نور الدین صاحب رئیس اجماعت احمدیہ نے دربار دھلی کے موقعہ پر اواز بلند کی تھی ' اور گو اس وقت اس پر توجہ نہیں کی گئی ' لیکن بعد کو اکثر اسلامی مجالس اور علی الخصوص ندوۃ العلما نے ایک رزولیوشن کی صورت میں پاس کیا - ہم جناب حکیم صاحب کو مبارک باد دیتے ہیں کہ انکی اواز نالاحر کارگر ہوئی ' اور اگر مسلمان ہمارا پڑھیں ' تو انکے لیے اب کوئی عذر باقی نہیں رہا -

---

عثمانی دفتر جنگ کے اعلانات

— * —

قریہ یعقوب نک میں آگ لگا دی گئی

کل رات کو ۱۲ بجے والی (مناستر) کے پاس سے وزیر اعظم کو اس مضمون کا تار موصول ہوا کہ ایک ہزار بلغاریوں نے (یعقوب نک) نامی ایک گاؤں میں آگ لگادی تھی - خبر سنکر موجی دستے روانہ کیے گئے ' جنھوں نے ان اشرار کا شیرازہ درہم کردیا اور سب بھاگ گئے -

---

عثمانی نصرت عظیم

—:o:—

(یانیجہ) میں ۲۰ ہزار یونانیوں کو شکست فاحش

اسی تار میں والی موصوف اطلاع دیتا ہے کہ (یانیجہ) میں جیش عثمانی نے ۲۰ ہزار یونانیوں کو شکست عظیم دی - توپیں ' اور ہر قسم کا سامان جنگ بکثرت غنیمت میں ہاتھ آیا -

---

هرایکسلنسی ناظم پاشا سپه سالار افواج عثمانیه

— * —

اللهم انصره و انصر عساکره ۱ و بن اللهم حافظه ' و مؤیده ' و نصره ۱
و امحق بسعده رقاب الطائفة الخائنة العنود الملعونة ۱ ن من
یبده امر الدنیا و الاخرة ۱۱ ذلك فضل و فوائك الحق فی
ذلك المنزل ' علی لسان حبیبك المرسل
" و ما حق علینا نصر المؤمنین ۱۱ "

الهلال

٤ دسمبر ۱۹۱۲

عید اضحیٰ

—*—

الله اکبر ! الله اکبر ! لا اله الا الله والله اکبر !
الله اکبر ولله الحمد ! !

﴿ ۳ ﴾

اسوۂ ابراهیمی و حقیقت اسلامیه ' جهاد في سبیل الله و دعاء الی الله !

— * —

ملة ابیکم ابراهیم ' هو سمکم المسلمین ' من قبل و في هذا لیکون الرسول شهیدا علیکم و تکونوا شهداء علی الناس ' فاقیموا الصلوٰة و اٰتوا الزکوٰة و اعتصموا بالله هو مولاکم ' فنعم المولیٰ و نعم النصیر !

(۲۲ : ۷۸)

(۳)

حقیقت اسلامیه

سب سے پہلے اس امر پر غور کرنا چاهئے که اسلام کي وہ کونسی حقیقت تھی ' جو حضرت ابراهیم کی زندگي پر طاري هوئي ' اور جس کو قرآن کریم نے امة مرحومه کیلیے " اسوۂ حسنه " قرار دیا ؟

اسلام کا ماده لفظ " سلم " هے ' جو باختلاف حرکات مختلف اشکال میں آکر مختلف معانی پیدا کرتا هے ' لیکن لغت کہتا هے که " سلم " (بفتحتین) اور " سلام " کے معنی کسی شے کے سونپ دینے ' طاعت و انقیاد ' اور گردن جھکا دینے کے هیں - اسی سے " تسلیم " بمعني سونپ دینے کے ' اور استسلم (ای انقاد و اطاع) آتا هے ' اور فی الحقیقت لفظ " اسلام " بھی انهی معاني پر مشتمل هے - قرآن کریم میں ان معاني کے شواهد اس کثرت سے هیں که ایک مختصر مضمون میں سب کا استقصا ممکن نہیں ' تاهم ایک دو آیتوں پر نظر ڈالیے تو یه امر بالکل واضح هو جاتا هے - مثلاً احکام طلاق کی ایات میں ایک موقعه پر فرمایا

وان اردتم ان تسترضعوا اولادکم فلا جناح علیکم اذا " سلمتم " ما اٰتیتم بالمعروف - (۲ : ۲۳۳)

اگر تم چاهو که اپنے بچے کو کسی دایه سے دودھ پلوا لو تو اسمیں بھی تم پر کچھه گناه نہیں ' بشرطیکه دستور کے مطابق انکی ماؤں کو جو دینا کیا تھا ' وہ انکے " حوالے کردو "

اس ایه میں " سلمتم " حواله کردینے کے معنی میں صاف هے - اسي طرح بمعنی اطاعت و انقیاد و گردن نہادن کے دوسریں جگهه فرمایا هے :

وله " اسلم " من في السموات والارض طوعا وکرها (۳ : ۱۴۲)

اس آسمان و زمین میں کوئی نہیں جو جبر یا چار دین الهی کا حکم بردار اور مطیع و منقاد نهو -

(۴)

وقالت الاعراب اٰمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا " اسلمنا " - (۴۹ : ۱۴)

اور یه جو عرب کے دیہاتی کہتے هیں که هم ایمان لائے ' تو انسے کهدو که تم ابھی ایمان نہیں لائے (کیونکه وہ دل کے اعتقاد کامل کا نام هے جو تمهیں نصیب نہیں) البته یوں کهو که هم نے اس دین کو مان لیا -

هر شے کی اصلي حقیقت وهي هو سکتی هے ' جو اسکے نام کے اندر موجود هو - دین الهی کی حقیقت ' لغط اسلام کے معنی میں پوشیده هے - لغط اسلام کے معنی اطاعت ' انقیاد ' گردن نہادن ' اور کسی چیز کے حواله کردینے کے هیں ' پس اسلام کي حقیقت یهی هے که " انسان اپنے پاس جو کچھه رکھتا هے ' خدا تعالے کے حوالے کردے - اسکی تمام قوتیں ' اسکی تمام خواهشیں ' اسکے تمام جذبات ' اسکی تمام معلومات ' غرضکه سر کے بالوں کی جڑ سے لیکر پاؤں کے انگوٹھے تک ' جو کچھه اسکے اندر هے ' اور جو کچھه اپنے سے باهر اپنے پاس رکھتا هے ' سب کچھه ایک لینے والے کے سپرد کردے - وہ اپنے تمام قوائے جسماني و دماغی کے ساتھه خدا کے آگے جھک جائے ' اور ایک مرتده هر طرف سے منقطع هوکر اور اپنے تمام رشتوں کو توڑ کر ' اسطرح گردن رکھدے ' که پھر کبھی نه اٹھے - نفس کی حکومت سے داعی هو جائے ' اور احکام الهیه کا مطیع و منقاد "

یهی وہ حقیقت اسلامی کا قانون فطری هے ' جو تمام کائنات عالم میں جاری و ساری هے - اسکی سلطنت سے زمین و آسمان کا ایک ذره بھی باهر نہیں - هر شے جو اس جذبات کدۂ عالم میں وجود رکھتی هے ' اپنے اعمال طبیعی کے اندر اس حقیقت اسلامی کی ایک مجسم شہادت هے - کون هے جو اُسکی اطاعت و انقیاد سے آزاد ' اور اسکے سامنے سے اپنے جھکے هوئے سر کو اٹھا سکتا هے ؟ اُس نے کہا که میں " کثیر المتعال " هوں ' پھر کونسی هستي هے جو اسکی کبریائی و جبروت کے آگے اپنے اندر اسلامی انقیاد کی ایک صدائے عجز نہیں رکھتی ؟ زمین پر هم چلتے هیں ' اور آسمان کو دیکھتے هیں ' لیکن کیا دونوں اسی حقیقت اسلامی کی طرف داعی نہیں هیں ؟

ملکوت السموات و الارض اور حقیقت اسلامی کا قانون عام

زمین کو دیکھو جو اپنے گرد و غبار کے اندر ارواح نباتاتی کی ایک بهشت حیات هے ' جسکے الوان جمال سے اس حیات کدۂ ارضی کی ساري دلفریبی اور رونق هے ' جسکی عدا بخشی انسان و حیوان کیلیے سر چشمۂ تولید هے ' اور جو اپنے اندر زندگیوں اور هستیوں کا ایک خزانۂ لا زوال رکھتی هے ! کیا اسکی وسیع سطح جذبات پرور پر ایک ذرۂ هستی بھی هے ' جو اس حقیقت اسلامی کے قانون عام سے مستثنیٰ هو ؟ کیا اس کی کائنات نباتاتی کا ایک ایک ذره خدائے اسلام کے قائم کیے هوئے حدود و نوامیس کا مسلم یعنی اطاعت شعار نہیں هے ؟

بیج جبکه زمین کے سپرد کیا جاتا هے ' تو فوراً اسے لیتی هے '

کیونکہ اسکے بنانے والے نے اسکو ایسا ہی حکم دیا ہے - لیکن پھر اگر تم وقت سے پہلے واپس مانگو ' تو نہیں دیسکتی ' کیونکہ اسکا سر خدا کے آگے جھکا ہوا ہے ' اور خدا نے ہر نبات کیلئے ایک وقت مقرر کر دیا ہے (و لکل اجل کتاب) - پس محال ہے کہ اسکی خلاف ورزی کرے ' اور حقیقت اسلامی کے قانون عام کی مجرم ہو -

قانون الہی نے زمین کی قوت نامیہ کے ظہور کیلئے مختلف دور مقرر کر دئے ہیں ' اور ہر دور کیلئے ایک وقت خاص لکھدیا ہے - زمین کی درستگی کے بعد اس میں بیج ڈالا جاتا ہے ' آفتاب کی تمازت اسکو حرارت پہنچاتی ہے ' اور ہوا اور موسم موافق کی رطوبت اسکی نشو و نما کو اعتدال سے مدد کرتی ہے ' پانی کا بمقدار مناسب حصول اسکے نشو و نما کو زندگی کی تازگی بخشتا ہے - یہ تمام چیزیں ایک خاص تسوئہ و تناسب کے ساتھ اسکو مطلوب ہیں ' پھر بیج کے گلنے اور سڑنے ' مٹی کے احزائے نباتانی کی آمیزش ' کونپلوں کے پھوٹنے ' انکے بتدریج بلند ہونے ' اور اسکے بعد شاخوں کے انشعاب اور پتوں اور پھولوں کی تولید ' ان تمام مرحلوں سے اس بیج کا درجہ بدرجہ گذرنا ضروری ہے ' اور ہر نباتے کیلئے ایک خاص حالت اور مدت مقرر کر دی گئی ہے - یہی تمام مختلف مراحل و منازل زمین کی پیداوار کیلئے ایک شریعت الہیہ ہیں ' جسکی اطاعت کائنات نباتات کی ہر روح پر فرض کر دی گئی ہے - پھر کیا ممکن ہے کہ زمین ایک لمحہ ' ایک مدت ' اور ایک مستثنی مثال کیلئے بھی اس شریعت کے مسلم ہونے یعنے اسکی اطاعت سے انکار کر دے ؟ اور پھر اگر اسکی خلاف ورزی کی جائے ' تو کیا ممکن ہے کہ ایک دانہ بھی بار آور اور ایک پھول بھی شگفتہ ہو ؟

ایک درخت ہے جو پانچ سال کے اندر پھل لاتا ہے ' پھر تم کتنی ہی کوشش کرو ' پانچ مہینے کے اندر وہ کبھی پھل نہیں دیگا - ایک پھول ہے ' جسکے پودے کو زیادہ مقدار میں حرارت مطلوب ہے ' پھر یہ محال ہے کہ وہ سائے میں زندہ رہسکے - کیوں ؟ اسلئے کہ پانچ سال کے اندر اسکا حد بلوغ کو پہنچنا ' اور دھوپ کی تیزی میں اسکا نشو نما پانا ' شریعت الہی نے مقرر کر دیا ہے ' پس وہ مسلم ہے ' اور حقیقت اسلامی کا قانون عام اسکو سرکشی و خلاف ورزی کا سر اٹھانے نہیں دیتا

وله من فی السماء والارض کل له قانتون (۳۰ : ۲۵)	اور جو کچھ اسمان میں ہے ' اور جو کچھ زمین میں ہے ' سب اسی کا ہے ' اور سب اسی کے حکم کے تابع اور منقاد ہیں -

پس فی الحقیقت زمین کے عالم نظم و تدبیر میں جو کچھ ہے ' حقیقت اسلامی ہی کا ظہور ہے -

و فی الارض ایات للموقنین (۵۱ : ۲۰)	اور زمین میں ارباب یقین کیلئے خدا کی ہزاروں نشانیاں بھری پڑی ہیں -

یہ سرسبز پہاڑوں کی چوٹیاں ' جو اپنے عظیم الشان قامتوں کے اندر خلق کائنات کی سب سے بڑی عظمت رکھتی ہیں ' یہ شیریں اور حیات بخش دریا ' جو کسی مخفی تعلیم کے نقشے کے مطابق زمین کے اندر گاہ مستقیم ' اور گاہ پر پیچ و خم راہ پیدا کرتے رہتے ہیں ' یہ خوفناک و قہار سمندر ' جسکی بے کنار سطح مہیب کے نیچے طرح طرح کے دریائی حیوانات کی بے شمار اقلیمیں آباد ہیں ' اور کیہتے ہیں کہ کیا سلطان اسلام کی حکومت سے باہر ہیں پہاڑوں کی چوٹیوں کے سر گو بلند ہیں ' مگر اطاعت کے اسلام شعارانہ سر جھکے ہوئے ہیں - زمین کا جو گوشہ اور سمندر کا جو کنارہ انکو دیدیا گیا ہے ' ممکن نہیں کہ وہ ایک انچ بھی اس سے باہر قدم رکھہ سکیں - انکے ارتقائے جسمانی کیلئے جو عدد محسوس رفتار نمو شریعت الہی نے مقرر کر دی ہے ' محال ہے کہ اس سے زیادہ آگے بڑھسکیں - انقلابات طبیعیہ کا حکم الہی انکو زیر و زبر کر دے ' پر وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتے - اسی طرح دریاؤں اور سمندروں کی طرف کان لگائیے کہ انکی زبان حال اس حقیقت اسلامی کی کیسی عجیب شہادت دے رہی ہے ؟ آپنے سمندروں کے طوفانوں اور موجوں کی صورت میں دیکھا ہے کہ پانی کی سرکشیاں کیسی شدید ہوتی ہیں ؟ لیکن اسی سرکش اور مغرور دیو پر جب حقیقت اسلامی کی اطاعت وانقیاد کا قانون نافذ ہوا ' تو اس بحر لایزال کے ساتھ اسکا سر جھک گیا ' کہ ایک طرف میٹھے پانی کا دریا بہہ رہا ہے ' اور دوسری طرف کھارے پانی کا بحر ذخار ہے - دونوں اس طرح ملے ہوئے ہیں کہ کوئی شے ان میں حائل نہیں ' مگر یہ تو دونوں کی یہ محال ہے کہ سمندر کی سرحد میں قدم رکھے ' اور نہ سمندر باایںہمہ قوت و قہاری اس کی جرأت رکھتا ہے کہ اپنی سرکش موجوں سے اسپر حملہ کرے

مرج البحرین یلتقیان بینهما برزخ لا یبغیان فبای آلاء ربکما تکذبان ؟	اُس نے کھارے اور میٹھے پانی کے دو سمندروں کو جاری کیا کہ دونوں آپسمیں ملے ہوئے ہیں ' مگر پھر بھی ایک دوسرے سے مل نہیں سکتے ' کیونکہ دونوں کے درمیان اس نے ایک حد فاصل مقرر کر دی ہے -
(۵۵ ۱۷)	

دوسری جگہ فرمایا

وهو الذی مرج البحرین هذا عذب فرات ' وهذا ملح أجاج ' وجعل بینهما برزخا وحجرا محجورا (۲۵ ۵۵)	اور وہی قادر مطلق ہے ' جس نے دو دریاؤں کو آپسمیں ملایا ' ایک کا پانی شیریں وخوش ذائقہ اور ایک کا کھارا کڑوا ' اور پھر دونوں کے درمیان ایک ایسی حد فاصل اور روک رکھدی کہ دونوں باوجود ملنے کے بالکل الگ رہتے ہیں ؛

اب نظر ذرا اوپر اٹھاؤ ' اور ملکوت السمارات کے اُن احرام عظیمہ کو دیکھو ' جنکے مرئیات مدہشہ سے یہ سطح دیلگون ' ادراک انسانی کا سب سے بڑا منظر تحیر ہے - یہ عظیم الشان قہرمان تعلی ' جو روز ہمارے سروں پر چمکتا ہے ' جسکی منصات بخشی حیات تمیز قرب وبعد سے ماورا ہے ' جسکا جذب و انجذاب کائنات عالم کیلئے مرکز قیام ہے ' جسکا سرچشمۂ ضیا و نور اجسام سماویہ کے لیے تنہا وسیلۂ تنویر ہے ' اور جسکا قہر حرارت کسی تعلی گاہ حقیقی کا سب سے بڑا عکس وظلال ہے ؛ غور کرو تو اپنے اندر حقیقت اسلامی کی کیسی موثر شہادت

مدس رکھدا ھے ! وہ' جسکی حضرت وعظمت کے آگے تمام کائنات عالم کا سر جھکا ھوا ھے' کدسے مسلم شعارانہ انکسار کے ساتھہ فاطر السموات کے آگے سر بسجود ھے کہ ایک لمحے اور ایک عشر دقیقے کیلئے بھی اپنے اعمال وافعال کے مقرر کردہ حدود سے ناشر قدم نہیں رکھہ سکتا :

تبارک الذی جعل فی السماء بروجاً ' وجعل فیھا سراجاً وقمرا منیرا (٢٥ : ٦٢)

کتنا مبارک ھے ذات قدوس اسکی' جس نے آسمان میں (گردش سیارات کے) دائرے بنائے اور اسمیں آفتاب کی مشعل روشن کردی' اور نیز روشن و منور چاند بنایا !!

پھر اسی طرح اور تمام احرام سماویہ کو دیکھو' اور انکے اعمال و خواص کا مطالعہ کرو ! انکے طلوع و غروب ' ایاب و ذھاب ' حرکت و رجعت ' جذب و انجذاب ' اثر و تاثر' اور فعل و انفعال کے لیے جو قوانین رب السماوات نے مقرر کردئے ھیں' کس طرح انکی اطاعت و انقیاد کی زنجیروں میں جکڑے ھوے ھیں ؟ یہی قوانین ھیں جنکو قرآن کریم " حدود اللہ " کے لفظ سے تعبیر کرتا ھے ' اور یہی " دین قیم" ھے' جو تمام نظام کائنات کیلئے بمنزلۂ مرکز قیام و حیات ھے - عالم ارضی وسماوی کا کوئی مخلوق نہیں' جو اس دین الہی کا پابند نہو ' اور آفتاب سے لیکر خاک کے ذرے تک کوئی نہیں' جو اسکی اطاعت سے انکار کرے ۔

الشمس والقمر بحسبان ' والنجم والشجر یسجدان ' والسماء رفعھا ووضع المیزان' الاتطغوا فی المیزان - (٥٥ : ٤)

اسی کے حکم سے سورج اور چاند ایک حساب معین پر گردش میں ھیں ' اور تمام عالم نباتات کے سر اسی کے آگے جھکے ھوے ھیں اور اسی نے آسمان کو بلندی قرار دیا اور (قانون الہی) کا میزان بنایا تاکہ تم لوگ اندازہ کرنے میں حد عدل سے متجاوز نہو -

پس نظام شمسی میں جسقدر نظم و تدبیر ھے ' سب اسی " حقیقت اسلامی " کا ظہور ھے - حقیقت اسلامی کی اطاعت و انقیاد نے ھر مخلوق کو اپنے اپنے دائرۂ عمل میں محدود کردیا ھے' اور ھر وجود سر جھکاے ھوے اپنے اپنے فرض کے انجام دینے میں مشغول ھے - اگر زمین اپنے محور پر حرکت کرتی ھوئی اپنے دائرے کا چکر لگاتی ھے ' اگر آفتاب کی کشش اسکو ایک بال برابر بھی ادھر اودھر نہیں ھونے دیتی ' اگر ھر سیارہ اپنے اپنے دائرۂ حرکت کے اندر ھی محدود ھے ' اگر تمام سیاروں کی عامی جذب محیط ھمیشہ اس تسویہ و تعدیل کے ساتھہ قائم رھتی ھے ' کہ عظیم الشان قوتوں کے یہ پہاڑ آپسمیں نہیں ٹکراتے' اگر انکی حرکت وسیر کی مقدار' اور اوقات مقررہ میں طلوع و غروب ' ایک ایسا نا ممکن التبدیل قانون ھے ' جسمیں کبھی کمی بیشی نہیں ھوتی' اور اگر

لاالشمس ینبغی لھا ان تدرک القمر ' ولاالیل سابق النھار ' وکل فی فلک یسبحون (٣٦ : ٤٠)

یہ تو آفتاب کے اختیار میں ھے کہ چاند کو جالے ' اور نہ رات کے بس میں ھے کہ دن سے پہلے ظاھر ھوجاے ' اور تمام احرام سماویہ اپنے اپنے دائروں کے اندر ھی پیر رھے ھیں '

تو پھر اسکے کیا معنے ھیں ؟ کیا یہ اعمال کائنات اس امر کی شہادت نہیں ھیں کہ دنیا میں اصلی قوت صرف "اسلام" ھی کی قوت ھے' اور اس عالم کا ھر وجود صرف اسلیے زندہ ھے کہ وہ " مسلم " ھے ' اور حقیقت اسلامی اس پر طاری ھوچکی ھے ؟ ورنہ اگر ایک لمحہ کیلیے بھی اس حقیقت کی حکومت دنیا سے اٹھہ جاے' تو تمام نظام عالم درھم برھم ھوجاے :

افغیر دین اللہ یبغون ولہ اسلم من فی السماوات والارض طوعا وکرھا الیہ ترجعون (٣ : ١٤٢)

کیا یہ دین الہی کو چھوڑکر کسی اور کے آگے سر جھکانا چاھتے ھیں ؟ حالانکہ اسمان و زمین میں کوئی نہیں ' جو اس دین الہی کا مسلم یعنے مطیع و منقاد نہو -

اور اسمان و زمین پر کیا موقوف ھے ' اگر خود اپنے اندر بھی دیکھیے' تو جسم انسانی کا کونسا حصہ ھے' جس پر حقیقت اسلامی طاری نہیں ؟ خود آپکو تو اسکے آگے جھکنے سے انکار ھے ' لیکن اسکی خبر نہیں کہ اپکے اندر جو کچھہ ھے ' اسکا ایک ایک ذرہ کس کے آگے سربسجود ھے ؟ دل کیلیے یہ شریعت مقرر کردی گئی کہ اسے قبض و بسط سے جسم کے تمام حصوں میں خون کی گردش جاری رکھے' کہ اسکا اضطراب والتہاب ھی روح کے سکون حیات کا ذریعہ ھے - نیز حرکت کی ایک مقدار مقرر کردی' اور خون کے دخل و خرج کیلیے ایک پیمانۂ اعتدال بنا دیا - پھر ذرا اپنے بائیں پہلو پر ھاتھہ رکھکر دیکھیے کہ اس عجیب و غریب مصنعۂ گوشت نے کس استغراق و محویت کے ساتھہ حقیقت اسلامی کا سر جھکا دیا ھے کہ ایک لمحہ کیلئے بھی اس سے غافل نہیں ' اور اگر ایک خشم زدن کیلیے بھی سرکشی کا سر اٹھاے' تو نظام حیات بدن کا کیا حال ھو ؟ اسی طرح کارخانۂ جسم کے ایک ایک پرزے کے تشریحی خواص پر نظر ڈالیے اور دیکھیے کہ اپکے اندر سر سے لیکر پاؤں تک جسقدر زندگی ھے' اس حقیقت اسلامی ھی کے نظام سے ھے - انکھوں کا ارتسام انعکاس ' کانوں کی قوت سامعہ ' معدے کا فعل انھضام ' اور سب سے بڑھکر طلسم سراے دماغ کے عجائب و غرائب ' سب اسی لیے کام دے رھے ھیں کہ " مسلم " ھیں' اور حقیقت اسلامی کے اطاعت شعار - آپکے جسم کی رگوں کے اندر جو خون دوڑ رھا ھے ' کبھی آپنے یہ بھی سوچا کہ کس کے حکم کی سطوت و حضرت ھے' جو اس رات و نہار کو دوڑا رھی ھے ؟

وفی انفسکم افلا تبصرون ؟ (٥١ : ٢١)

اگر باھر کی طرف سے تمہاری آنکھیں بند ھیں تو کیا اپنے نفس کے اندر بھی نہیں دیکھتے ؟

اور یہی اشارہ ھے ' جو اس آیت کریمہ میں کیا گیا ھے کہ .

سنریھم اٰیاتنا فی الاٰفاق و فی انفسھم ' حتی یتبین لھم انہ الحق - (٤١ : ٥٣)

ھم اپنی نشانیاں عالم کائنات کے مختلف اطراف و حوادث میں بھی دکھلائیں گے ' اور انسان کے نفس کے اندر بھی ' یہاں تک کہ اُن پر ظاھر ھو جاے گا کہ یہ دین الہی برحق ھے -

اور یہی حقیقت اسلامی کی وہ اطاعت شعاری ھے ' جس کو* لسان الہی نے عالم کائنات کی تسبیح و تقدیس سے تعبیر کیا ھے - کیونکہ فی الحقیقت اس عالم کا ھر وجود اپنے خدائے اسلامی کی زبان حال سے اُس سبوح و قدوس کی عبادت میں مشغول ھے :

تسبح لہ السماوات السبع و الارض و من فیھن ' وان من شیء الا یسبح بحمدہ ' ولکن لا تفقھون تسبیحھم ' انہ کان حلیما غفورا (١٧ : ٤٥)

تمام آسمان اور تمام زمینیں ' اور جو کچھہ انکے اندر ھے ' سب کے سب اسی خدا کی تسبیح و تقدیس میں مشغول ھیں ' اور کائنات میں کوئی چیز نہیں ' جو زبان اطاعت سے اسکی حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس نہ کرتی ھو' مگر انکی اس اواز کو نہیں سمجھتے اور اسپر غور نہیں کرتے -

جنگ بلقان اور دول یورپ

— * —

انگلستان اور اسلام

(١)

ایک معزز سیاست انگریز اهل قلم کا انکشاف حقیقت

اور الهلال کے قیاسات و آرا کی توثیق

— * —

"جنگ بلقان کی حقیقت" اور کیونکر یہ جنگ وقوع میں آئی" اسکی پوری کیفیت میں اپنے پچھلے مہینے کے مراسلے میں مفصل بیان کر چکا ہوں کہ یہ جنگ محض ایک حود غرضانہ سازش کا نتیجہ ہے" جس میں روس" انگلستان" اور اطالیہ؛ تینوں حکومتیں برابر کی شریک ہیں - میں اِس حقیقت کو آشکارا کر چکا ہوں کہ جب اِن تینوں حکومتوں نے دیکھا کہ سلطنت عثمانیہ جنگ طرابلس کو موقوف کرنے اور اُن شرطوں کو جو اطالیوں نے صلح کے لئے پیش کی تھیں" منظور کرنے پر کسی طرح راضی نہیں ہوتی" تو انہوں نے مکر دامنگیر ہوئی کہ کوئی چال ایسی چلنی چاہیے" جس سے باب عالی کو حود بخود مجبور ہو کر اطالیوں کی شرطوں کو مان لینا اور اُن کے آگے سر تسلیم خم کر دینا پڑے - آخر میں میں دکھا چکا ہوں کہ یہی سازش عملی ترکیب کی صورت اختیار کرکے جنگ بلقان کی شکل میں نمودار ہوئی - بانیان سازش کو اِس کا شک و گمان تک نہ تھا کہ یہ ترکیب عملی اِسدرجہ کامیاب ہو جائیگی - بالخصوص سر اڈورڈ گرے کو تو شاید کبھی اِس کامیابی کا خواب تک نہ نظر آیا ہوگا - اِنہوں نے اِس سازش میں صرف اس خیال سے شرکت کر لی تھی کہ ترکوں سے ہار مونٹینیگرو کے لئے بلقانی ریاستوں کی طرف سے جنگ کی ایک معتبر سی دھمکی بس کریگی - اِدھر بلقانیوں نے جنگ کی داستان چھیڑی" اُدھر باب عالی مضطرب الحال ہوگئی اور اُس نے ڈر کے مارے سہم کر اور آنکھیں بند کرکے جھٹ شرائط صلح کی منظوری پر دستخط کردئے! کہاں کی جنگ اور کیسی لڑائی؟ یہاں تک تو نوبت ہی نہ آئیگی - اِنگلستان کا دیرینہ دوست کامل پاشا تو انگلستان کے ہر فرمان کو سر آنکھوں سے لگانے کے لئے کمر باندھے کھڑا تھا" لیکن اسکا کچھ بس نہیں چلتا تھا" کیونکہ نوجوان ترکوں کا مزید اِن حکموں کی تعمیل آوری کا کسی طرح موقع ہی نہیں دیتا تھا - اب بھی باوجود اس کے کہ بلغاریا میں لڑائی کا جن ہرکہ و مہ کے سر پر سوار ہوگیا تھا" اور جنگ! جنگ! کی پکار ہر گلی کوچے سے آرہی تھی - ممکن نہ تھا کہ یہ سازش کامیاب ہو جاتی اگر روس اور اطالیہ دونوں ملکر شاہ مانٹی نگرو کو" جو شاہ اطالیہ کا خسر ہے - شہ نہ دے دے کر نہ اُبھارتے اور گھبراہٹ کی حالت میں جلدی جلدی اُسے میدان کارزار میں دھکیل کر خود اُسیکی زبان سے جنگ کا اعلان نہ کروادیتے -

اس بات کا صاف طور پر پتہ نہیں چلتا کہ سر اڈورڈ گرے اس آخری کارروائی میں بھی شریک تھے یا نہیں - مگر مدار تو حال ہے کہ بالمرزل میں جب اِنہیں موسیو سازانوف (وزیر روس) کی زیارت کا افتخار حاصل ہوا تھا" تو مضمون اور بحث مباحثوں کے انہوں نے اس کارروائی کا تذکرہ بھی ضرور کیا ہوگا - اگرچہ آخری وقت سر اڈورڈ ہندوستان کے مسلمانوں کی اُس عام برافروختگی و اشمگینی سے ڈر گئے" جس کا اظہار اُن کی روسیوں کے ساتھ اس درجہ علانیہ دوستی اور شرکت پر کیا جانے لگا تھا اور اس کارروائی کو عمل میں آنے سے روکدینا چاہا" لیکن اب یہ ارادہ لاحاصل تھا اور وقت ہاتھ سے نکل چکا تھا -

جنگ طرابلس کی تمام خونریزیوں کے لئے تو سر اڈورڈ اور انگریزی حکومت" دونوں قاتل الزام ٹھہر چکے ہیں - اب جنگ بلقان بھی جوں جوں ترقی کرتی جائے گی" اور بندگان الٰہی کا جتنا کچھ خون اس جنگ میں بہنا جائیگا" اسکے لئے بھی سر اڈورڈ گرے اور موجودہ انگریزی حکومت اُسی درجے تک مورد الزام رہے گی" جس درجے تک کہ دیگر طاقتیں اور ریاستیں ہیں - پس مناسب ہے کہ تمام اسلامی دنیا کو حقیقت حال کا اب پورا پورا علم ہو جائے -

پارسال انگلستان کے اختیار میں تھا کہ جس وقت چاہتا اسے جنگی بیڑے کو بحر روم کی طرف حرکت دیدیتا اور اطالیوں کے ترکی حدود پر نامردانہ حملے کی ہمیشہ کیلئے حرکات کر رکھدیتا - مگر وہ ایسا کاہے کو کرنے لگا تھا؟

صرف یہ خیال ہے کہ روس اور اطالیہ کے ساتھ انگریزی گورنمنٹ کے شریک اور اُنکا ساتھی بننے کا اصلی سبب دنیا کو پوری طرح معلوم نہیں ہے - مجھسے جس لمحے کہ وہ کہا تھا - قسطنطنیہ کی وزارت سعید پاشا میں جرمنی کی طرفداری کی ہوا زوروں کے ساتھ چل رہی تھی" اور یہ خیال بھی سانہ کیا جارہا تھا کہ سارا لشکر کا بحر گاہ طرزوں ایک عہد معینہ کے لئے عنصر جرمنی کو احارے پر دیدیا جائے تاکہ وہ اُسے کوئلے کی ایک بحارب گاہ اور جنگی جہازوں کا ایک استیشن بنائے - یہ افواہ ارتی ارائی ہمارے محکمۂ خارجہ کے دفتر تک بھی پہنچ گئی - بس پھر کیا تھا! سر اڈورڈ گرے" جنکی ساری مدبری کا راهبر اور رہنما وہ خوف ہے جو جرمنی کی طرف سے اُن کے دل میں سمایا ہوا ہے" اور جس کی رو جرمنی کا نام سنتے ہی کانپ اُٹھتے ہیں - ڈر کے مارے حواس باختہ ہوگئے" اور اسی سراسیمگی کی حالت میں جہت اطالیوں کو اس دھارے تذکیتی کی نہ صرف رضامندی ہی دیدی بلکہ بہت دور تک اُن کے حامی بھی بن گئے - انہوں نے شاید خیال کیا ہوگا کہ اگرچہ اس حمایت میں بھی خطرہ ہے" مگر اُتنا نہیں ہے" جتنا جتنا بحراسہ جرمنی سے مقابل ہو جانے میں ہے - اسی خیال سے فوراً کچھ بہادر کو جہت پشت مصر بھی بھیجدیا گیا" تاکہ وہ وہاں برطانیہ کی موجودہ عنر حانب داری کو ضرور قائم رکھیں" اور اس طرح اطالیوں کی مہمات میں اُن کی مدد کریں - مجھے بھی واثق ہے کہ یہی وہ سچا اور اصلی سبب تھا" جس نے انگلستان کو ایک ایسی لڑائی میں شریک کردیا" جس سے عالباً کوئی بھی مسلمان کسی حال میں درگذر نہیں کرسکتا -

میں پھر ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں کہ انگلستان اطالیوں کی اس نئی صلیبی لڑائی کو ابتدا ہی میں ایک ذرا سی گھڑکی سے روک سکتا تھا - اس کا اطالیوں کو ایک اشارہ کافی سے زیادہ ہو جاتا مگر انگلستان نے ایسا نہیں کیا" بلکہ اسکے خلاف اطالوی فوج کو طرابلس کے میدان میں اُترنے دیا - اس مداخلت بیجا کے لئے اُنہیں تنبیہ و سرزنش کرنا ایک طرف رہا" اپنی موافقت اور رضامندی دے کر اُور اُنکے حوصلے بڑھا دیئے - علاوہ بریں صرف ابتدائی حانب داری کے اعلان ہی پر قانع نہیں رہا" بلکہ سابھ ہی اس پر بھی زور دیا کہ مصر - جو حدائی قانون سے قطع نظر کرکے قوانین بین الملی کی رو سے بھی سلطنت عثمانیہ کو مدد پہنچانے کا پابند ہے - عنر حانب داری کا اعلان کرے" اور اس ترکیب سے افریقہ کی عثمانی فوج تک حشکی کی راہ سے کمک پہنچنے کا راستہ بالکل بند کردیا جائے - بعد ازاں جب دیکھا کہ اتنی حمایت سے تو کام نہیں چلتا" اور اطالی اپنے شکار کو لقمہ بنانے میں کامیاب نہیں ہوسکتے" تو سر اڈورڈ اور ہمارے محکمۂ

ترکیب بند

— *: —

از حضرة مولانا شبلي نعماني مدظله

—) *:(—

اے کہ نیرنگ سرا پردۂ عالم دیدي * خاہ کیخسرو و فرخشم جم دیدی
گونہ گوں تازی گردوں بہ نگہ آوردي * پیکر آرائی ایں در شدہ طارم دیدی
مسند آرائی جم را نہ نظر آوردی * تاج سلجوق و حشم طرۂ دیلم دیدی
داستانہاے جہانگیری خسرو خواندی * زور نارے کمند اوگن رستم دیدي
مرۂ افسر و دنبہم تماشا کردی * سر بر افسر احتن رایت و پرچم دیدی
ہم جہانگیري شمشیر و سناں نشیدي * ہم طرا زندگي حامۂ و حاتم دیدی
الغرض ہرچہ جہان را سرو سامان باشد * ہمہ را دیدی و خود گفتہ کہ پیہم دیدی
خود گرفتیم کہ در حافظہ گہ دولت و جاہ * انچہ ہوگرتوان دید ' تو آن ہم دیدی

لیک بالا تر ازین جملہ جہانے دگرست
کہ در و کالبدے دیگر و جانے دگرست

عالمے ہست کہ انجا سخن از جاں باشد * عالمے ہست کہ دردش ہمہ درماں باشد
عالمے ہست کہ ہر ذرۂ ازو انہ دروغ * پرتوہ در پرتوۂ خورشید درخشاں باشد
عالمے ہست کہ آں جا نہ رہ و رسم نثار * جرح و انعام ہمہ سر بر خط فرماں باشد
خاک او معتکف دیلم و سلجوق نبود * درگرش سجدہ گہ قیصر و خاقاں باشد
سخن انجا رود از مدبر و معراج دعا * گر حدیثش ہمہ ارگند و ایوان باشد
تر حدیث از حم و کیخسرو و دارا گوئی * سخن انجا ز مسیح و ز سلیمان باشد
سامری دم نزند و ز دم انجا کہ خرد از * پرتوۂ معجزۂ موسی عمران باشد
داستانہاے تو افسانۂ شاہ است و وزیر * حرف آن بزم ز پیغمبر و یزدان باشد
گفتگوے تو ز توقیع و ز نص و ز انجا * سخن از وحی و ز الہام و ز فرقاں باشد
تو حدیثت از حم و دارا نسرائی و انجا * گفتگو از عمر و حیدر و عثمان باشد
ہیئت درۂ عدل عمری نگزیند * گر حدیثش ز دم خنجر خاقان باشد
تو نہ فرمودۂ اسپاسر و نیکن ناري * سخن انجا ہمہ از گفتۂ یزدان باشد
کم ز آئین جہانداری سولن نبود * آن اساسے کہ بر آوردۂ نعمان باشد
زیں دو آئینہ کہ ترا در نظر آمد اکنون * نوکرا خواہی و کارت نچہ عنوان باشد

ہاں بگوئم کہ آن گیري و این نگداري
حیف باشد کہ تو سر رشتۂ دین نگداري

خوش نبود این کہ ترا جاہ و حشمہم باشد * لیک حیف ست اگر حرمت دیں کم باشد
ملک و دین ہر دو بہا گشتۂ یزدی ہم اند * اندران کوش کہ این دشد و آں ہم باشد
بایدت سعی نداں سان کہ بہر دورے * دین و دنیا بہم آمیزی و توام باشد
شرط اسلام نباشد کہ نہ دنیا طلبی * التفات تو نہ دین نبوی کم باشد
زور نیارد نبود عاطفہ و ہمدردی را * نامۂ شرع براگندۂ و درہم باشد
رسم اسلام نباشد کہ تحصیل علوم * ہیئت و ہندسہ بر شرع مقدم باشد
نکتۂ شرع نہ افسانہ نوادر نبود * یورپ ارگپ زند آن نیز مسلم باشد
حل ہر مسئلۂ فقہ ز یورپ طلبی * شرع پاش تو رتویم کہن کم باشد
ویں نہ ہیچي کہ ز آئین خرد دور نبود * ایدہ بیگانہ نہ ہمراري محرم باشد
از ابوبکر و عمر ہیچ نہ زیادت خواہد * گرچی نرم تو ز سیزر اعظم باشد
ور سخن بگذرد از سیرت روشن نبري * ہرچہ گوئی ہمہ از گفتۂ ولیم باشد
انچہ حق ست ترا در نظر آید باطل * انچہ شہد است کلام تو ہمہ سم باشد

کار ملک همه آشفته و ابتر گشته است * صف جمعیت ما هم صف ماتم باشد
آن که خود خاتمهٔ ردّ و گیش ' این شده است * آه کز امت پیغمبر خاتم باشد

تو دریں غم که رو و روز و زمیں نگداریم
ما دریں فکر که سر رشتهٔ دیں نگداریم

درد دیں گر قدرے نیز بود بس باشد * زاں گذشتیم که بسیار و فزوں می باید
کار امروز به فردا متواں تار گذاشت * ریں سپس اندیشه تواں کرد کنوں می باید
فرصت از دست بشد هر چه کنی زود بکن * ایں نه کاری که در و صبر و سکوں می باید
ایں چنیں کار نه تمکیں و سکوں بر تابد * اندکے نیز دریں شیوه جنوں می باید
کار ملک نه به افسانه و افسوں باشد * سینهٔ سوخته و دیدهٔ پر خوں می باید
شعلها وقف دعا شد قلم از دست بنه * آه پر سوز ' و دل آشفته به خوں می باید

ما به آنیم که گاه رخشے می جنوانیم
او را از تیر نگاه کرمے می خوانیم

(بقیه مضمون صفحه ۸)

خارجیه کے دفتر سے اطالیوں کو ساحل عرب پر کھلے بندرں گولہ باری کرنے کی پوری پوری اجازت مرحمت فرمادی - پھر جب اس سے بھی مقصد برآری هوتی نظر نه آئی ' تو با طمطراق حمایت کا ایک قدم اور آگے بڑھا ' اور پہلے جزائر ایجین اور پھر جزیرهٔ روڈس پر قبضه کرلینے کی ترکیب اُنھوں سوچھادی - اور آخر میں درهٔ دانیال پر گولہ باری کی دھمکی کا بھی خیال اُن کے دل میں القا کردیا - لیکن یه ساری ترکیبیں بے سود ثابت هوئیں ' اصلی مطلب کسی ایک سے بھی پورا نہوا -

اطالیوں کے ان تمام وحشیانه اور راهزنانه حملوں کے لیے انگلستان آتشاهی معظم اور خواب ده هے حتنا که پولیس کا وہ چوکیدار اُس چور کے جرم کے لیے قرار دیا جاسکتا هے ' جسے وہ اپنے سامنه ایک مکان کسی گھر پر نقب زنی کرنیکے لیے چھوڑ دے - گھر بھی ایسا ' جسکی حفاظت کے لیے خود یہی چوکیدار اس جگهه متعین کیا گیا هو -

بالآخر جب سر اڈورڈ گرے نے دیکھا که نوجواں ترکوں کی مجلس پر ان ساری دھمکیوں کا ذرا بھی اثر نہیں پڑتا ' اور وہ ٹس سے مس نہیں هوتی بلکه حب الوطنی کے جوش میں بدستور بھری هوئی هے ' تو اُنھوں نے رسمی حکومت کے ساتھه ایک دوستانه قرار داد کرلی ' جسکا پہلا اور ضروری مقصد یه تھا که کسی طرح سعید پاشا کی وزارت کو اقتدار سے گرادے ' اور اُسکی جگهه کوئی ایسی مجلس قائم کرائے ' جس کے ارکان انگریزی احکام کے پورے مطیع اور فرمانبردار هوں - روسی حکومت نے پہلے تو البانیا میں فتنه و فساد پھیلایا - پھر فوجوں کو یه امید دلا کر عدن لوٹا کرانے کی تدبیر کی جانے لگی که معزول سلطان عبد الحمید پھر تخت پر بٹھایا جائےگا - جوش قسمتی سے باب عالی نے عبد الحمید کو سالونیکا سے قسطنطنیه لا کر پہلے سے زیادہ محفوظ مقام میں محبوس کردیا اور اس طرح اس فساد کی جڑ ہی کاٹ دی - اسکے بعد بلغاری ریاستوں کو جنگی سامان بہم پہنچانے اور لڑائی کی تیاریاں کرنے پر ابھارا ' یه سارے دسائس روسیوں کے تھے ' مگر اسمیں انگریزوں کا اشارہ بھی کام کر رہا تھا - اس کارروائی سے جو نتیجه مدنظر تھا وہ بالآخر نکل آیا ' اور قسطنطنیه میں ایک ایسی وزارت قائم هوگئی ' جسمیں سب سے زیادہ اقتدار کامل پاشا جیسے یورپین سیاست کے حلقه بگوش علم کو حاصل هے -

سر اڈورڈ گرے کو اس بات کا پورا یقین اور اس خیال پر کامل بھروسه تھا که کامل پاشا طرابلس کے ان عربوں کو جنھیں اطالوی اب تک شکست نه دے سکے تھے ' ان کی قسمت پر چھوڑ کر اٹلی کی پیش کرده شرایط صلح منظور کرلیگا ' اور اس طریقے سے سلطان کے اس شاهانه اقتدار کو جو اسے ایک خالص اسلامی سرزمین پر حاصل هے - کمزور پن کے سامنه حمله آوروں کے حوالے کر دیگا - کامل پاشا جو یہودی النسل هے ' اور جو مدتوں انگلستان کا پناه گزیں اور نمکخوار رهچکا هے ' قدرتی طور پر ایسی توقعات اور امیدوں کا مستحق تھا -

سر اڈورڈ گرے کا یه خیال که کامل پاشا سلطان کو دھوکا دیکے ' اور اپنے کو خلافت کا حامی ثابت کرنے میں کوتاهی نه کریگا ' غلط نه تھا - مگر اس کا پورا نتیجه جلد ظاهر نه هوا - قسطنطنیه میں اسلامی جذبات ابھی کمزور نه تھے ' جو کامل پاشا کی کوششوں سے دب جاتے - پس اسکے لئے اس نے بھی زبردست دباؤ اور جابرانه دھمکی کی ضرورت هوئی -

اس انگلو رشین " اطالوی " سازش کے سب سے اخیر حلیے میں جنگ بلقان صرف دھمکی هی کی صورت میں نہیں رهی ' بلکه اسکی ابتدا بھی کردی گئی - بلغاریا اور سرویا پر ایک حد تک (آسٹریا) کا رعب غالب تھا ' اور اگرچه ان ملکوں میں جنگ کا عمومی مادہ عوام میں حد سے زیادہ زور کر آیا تھا ' پھر بھی یہاں کے بادشاهوں پر اس کا اثر زیادہ نہیں پڑا تھا - دونوں اپنے کو روکے هوئے تھے ' مگر شاه مانٹی نگرو ' جسکی دلی ملکهٔ اطالیه هے ' اس بات پر آماده هوگیا اور داماد کی خاطر آسٹریا کی بھی ناراضگی کا خیال دل سے نکالدیا " سلطان کو آخری دھمکی اعلان جنگ ' اور عملی محاصرانه کارروائی کے ذریعے دیدی گئی ' اور آج هم سن رهے هیں که وہ شرمناک معاهده جسکا مطالبه سلطان سے کیا گیا تھا - اطالویوں کے ساتھه هو رها هے اور اُس پر مظفروی کے دستخط بھی کیے جا رهے هیں ! میری رائے تو یه هے که عثمانی خلافت کے اس بقیه اسلامی اقتدار کا خواہ بحیثیت حکومت کے حاصل هے ' اس کارروائی کے ذریعے بالکل خاتمه کردیا گیا '

باقی آیندہ

شئون عثمانیہ

اقرار حقیقت

— * —

مسٹر ارشمدت دارقلت کا مراسلۂ تلعرافی

— * —

(سلسلۂ اشاعت گذشتہ)

صبح ہی کے وقت مجھے عبد اللہ پاشا کے ساتھہ ایک مختصر سی گفتگو کرنے کا موقع ملا - بظاہر اگرچہ وہ ہر طرح مطمئن معلوم ہوتے تھے ' مگر اُن کے چہرے سے صاف ٹپکتا تھا کہ اُن کا دل مصمم افکار سے بھرا ہوا ہے - اُنھوں نے مجھہ سے پوچھا " اب آپکا کیا ارادہ ہے ؟ " میں نے جواب دیا " اگر آپ اجازت دیں تو میں اختتام جنگ تک آپ ہی کے ہمراہ رہوں - بعد ازاں میں کسی طرح شوملو جا ملوں گا - ممکن ہے کہ وہاں میرے گھوڑے ملجائیں " عبد اللہ نے کہا " آپ سیدھے اُن پہاڑوں پر چلے جائیں جو ترکے کی جانب ہیں - وہاں سے آپ کو اصلی جنگ کا نظارہ تمام و کمال نظر آئیگا - "

اتنا کہکر جنرل اور اُن کے اسٹاف کے افسر اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو ہو کر روانہ ہوگئے - میں اور اسمٹ بھی اُن کے پیچھے مگر اُن کے ساتھہ جلدے - یہ راستہ اُن اونچی نیچی پہاڑیوں تک جاتا تھا جو ساکر کوئی کے سامنے ہی ہیں - راہ میں مجھے میدان جنگ سے بھٹکے ہوئے بہت سے سپاہی نظر آئے - جو اِدھر سے اُدھر مارے مارے پھر رہے تھے - اِن کی تعداد سینکڑوں بلکہ ہزاروں تک پہنچتی تھی - انھیں دیکھکر مجھے حیرت و استعجاب نے گھیر لیا کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے ! انھیں تو اسوقت اپنی پلٹنوں کے ساتھہ میدان جنگ میں ہونا تھا - یہ اس طرح کہانے کی تلاش میں یہاں کہاں مارے مارے پھر رہے ہیں " اُن کے اسٹاف کے افسر ہر چند چاہتے تھے کہ کسی طرح سمجھا بجھا کر انھیں میدان جنگ کی طرف پھیر دیں - مگر ان کی یہاں کون سنتا تھا ؟ اکثروں کی حالت تو درحقیقت واجب الرحم تھی - نا توانی سے دو قدم چلنا بھی انھیں دوبھر تھا - متواتر تین دن تک کسی قسم کی غذا کا حلق سے نہ اُترنا - اور پھر اسی حال میں برابر دو روز تک لڑتے رہنا - کوئی ہنسی کھیل نہیں ہے !

جس پہاڑی پر عبد اللہ پاشا نے اپنی جگہہ قرار دی تھی یہہ گویا اس نصف دائرے کے قوس کا مرکز تھا جو لولی درعاس اسٹیشن کی ریلوے سڑک سے شروع ہو کے قارا عاش تک جاتا ہے - تھوڑے ہی عرصے میں یہہ بات ظاہر ہوگئی کہ بلغاری چاہتے ہیں ' ترکوں کے میسرہ کو یا تو بالکل تتر بتر کردیں ' یا پیچھے ہٹادیں - نیز اگر ممکن ہو تو شوملو سے پیچھے ہٹنے والی فوج کا راستہ روک دیں - ساتھہ ہی ساتھہ قلب کی فوج کو بھی ' جو خود عبد اللہ کے ماتحت ہے تباہ و برباد کر ڈالیں - یہہ نہو سکے تو دوسری آرمی کور کا مقابلہ کرکے اُسے آگے بڑھنے سے روکتے رہیں -

عبد اللہ پاشا نے یہہ تدبیر سوچی تھی کہ میسرہ میں پہلی اور چوتھی کور کو متعین کرے ' اور قلب فوج سے جس میں اسوقت دوسری کور کے سپاہی تھے ' دشمنوں پر حملہ کردے ' پھر محمود مختار کی ماتحتی میں تیسری کور کو اچانک اُن کے میسرہ پر بھیج دے ' اور اس طرح اُنکا خاتمہ کردے - سچ پوچھیے تو یہی ایک تدبیر تھی ' جس میں کامیابی کی ذرا بھی شکل نظر آئی تھی - اس خیال سے کہ دوسری کور کو ویرا سے یہاں تک پہنچ جانے کے لئے کافی وقت مل جائے - عبد اللہ نے دوسری کور کے افسر شفقت طرعد پاشا کو حکم دیا کہ " اپنی پوری کور کو - نہیں تو جتنے لوگ کور میں باقی رہگئے ہوں صرف اُنھیں کو لیکر آگے بڑھاؤ - اور دشمنوں پر حملہ کردو "

شفقت طرعد کی فوج نہایت عظیم الشان دلیری کے ساتھہ اِس حملے کے لئے آگے بڑھی - کوئی آدھہ میل تک توپوں اور بندوقوں کی قطار لگادی گئی - اور سر فروش ترک کھلے میدان پر گولہ باری کرتے ہوئے آگے بڑھتے گئے - یہاں تک کہ وہ اُن جہازیوں تک پہنچکر جن کا ذکر پہلے کرچکا ہوں - قریب قریب نظروں سے غائب ہوگئے -

کچھہ دیر تک تو دیکھنے والوں کو یہی معلوم ہوتا رہا کہ حملہ ضرور کامیاب ہوگا - کیونکہ فوج نہایت ہمت و استقلال کے ساتھہ آگے بڑھتی گئی - دشمن کی طرف سے صرف اُسکا توپخانہ تھا جو اِن بڑھتے ہوئے ترکوں کا مقابلہ کر رہا تھا - مگر یک لخت بندوقوں کی زور شور کی آواز میدان میں گونج اُٹھی ' اور ساتھہ ہی ساتھہ بے شمار کل کی بندوقوں کی ہولناک گرج بھی سنائی دینے لگی - آواز اسقدر مہیب اور شدید تھی کہ سننے والوں کے کان بند ہو ہو جاتے تھے - لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد تمام منظر میں خاموشی چھاگئی -

پھر کیا دیکھتے ہیں کہ ترکوں کی بقیہ جماعت جہازیوں میں سے نکلی چلی آرہی ہے ! ان کی پوری آدھی تعداد توپوں کا نشانہ بن چکی تھی - پس ماندوں میں ترتیب اور انتظام باقی نہ رہا تھا - چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں وہ اپنے حامی اور مخصوص دستوں کی طرف ہٹتے چلے آرہے تھے - افسروں کی یہی کوشش تھی کہ اور زیادہ ہٹنے سے فوج کو روکیں ' لیکن انکی کوشش کارگر نہیں ہوتی تھی - یہاں تک کہ تمام لوگ اُس مقام کے پیچھے پہنچ گئے ' جہاں ہم کھڑے تھے -

ترکوں کی دو باتریوں نے اِس نازک وقت میں مدد دینے کی کوشش کی - اور دشمن کی توپوں کی طرف گولے برسانے شروع کردئے - مگر چونکہ یہہ باتریاں نظر نہ آتی تھیں - دشمن کی گولہ باری پر اِن کا اثر ذرا بھی نہ پڑا - صرف اتنا ہوا کہ دشمن کے پھینکے والے گولے ' جن کے سبب سے ترکوں کی فوج میں اِس قدر ہل چل پیدا ہوگئی تھی ' اِن توپخانوں کی طرف بھی آنے لگے - ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میدان جنگ میں ترکوں کے پاس اگر کچھہ ذخیرہ اور تھی ' تو اِنھیں دو باتریوں میں تھی - یہہ باتریاں بھی تھوڑی ہی دیر میں نکمی کردی گئیں - اُن میں سے ایک کے کل توپچی کام آگئے - صرف سات باقی بچے - ذیزھہ سر نکمے بنا کر گھوڑوں پر لٹھا کر لائے گئے - دن چڑھے نئی جماعتیں اِن باتریوں کو لاکر رکھنے کی غرض سے بھیجی گئیں - دوسرے دن میں نے اِس باتری کا نہایت غور سے معائنہ کیا - دشمن کے پھینکے والے گولوں نے توپوں کے شیلڈ کو بالکل نکما کر دیا تھا - اور ایک پورا گولہ توپ کے شیلڈ کے اندر سے نکل گیا تھا -

جن واقعات کا میں اِس وقت ذکر کر رہا ہوں - دوپہر کے وقت ظہور میں آئے تھے - اِس وقت کچھہ دیر کے لئے دوسری کور آگے بڑھتے بڑھتے یکایک رک گئی ' اور پیادہ فوج دور تک پیچھے ہٹ آئی - اور یہاں

گھنٹوں دشمن کے پھٹنے والے گولوں کے منہ پر جمی رہی - یہ ایک نہایت سخت نازک موقعہ تھا ' دشمن کے مہلک گولوں کی سے امان بارش ہو رہی تھی ' مگر باوجود اسکے ترک پورے استقلال کے ساتھہ گولوں کے سامنے کھڑے رہے ' وہ نہ تو آگے بڑھہ سکتے تھے ' اور نہ چاہتے تھے کہ پیچھے ایک اِنچ بھی قدم ہٹائیں !

اِدھر تو دوسری کور کے سامنے یہ زبردست گدار لڑائی ہو رہی تھی ' اُدھر فلعاریوں نے عبد اللہ کی فوج کے قلب اور میسرہ پر کئی حملے کر دیے تھے ' جو کسی طرح اُدھر کے حملے سے کم سخت نہ تھے - اِس حصے میں چوتھی کور تو نائس ناور کے سرے پر تھی - اور پہلی کور لولی درعاس اور ترک کے بیچ میں - اِس حملے کا سارا زور چوتھی کور پر پڑا - جو خود ہی کم زور ہو رہی تھی - اور یہی وہ جان نار کور تھی جس نے شب گذشتہ کو پہاڑیوں پر کے اُن تمام مورچوں کو جو لولی درعاس کے سامنے تھے - دشمن سے محفوظ رکھا تھا -

یہاں بھی ترکوں کی مدافعت کا راستہ دشمن کے دوپہاے کی بڑھی ہوئی گولہ باریوں نے مسدود کر دیا - وہی ترکی ناکامی کی اصلی علت پیش آئی کہ ترکی توپخانہ گولہ بارود کی کمی کے سبب سے جنگ میں کوئی حصہ نہیں لے سکتا ! باوجود اسکے اُس پیدل فوج سے جوانمردوں کی طرح لڑنے کی توقع کی جانے لگی ' جو فاقہ کشی اور تکان سے نیم جاں ہو رہی تھی !

دن بھر فلعاری ترکوں کے میسرہ کی طرف بڑھتے چلے گئے - جب ریلوے اِسٹیشن پر قبضہ کرلیا ' تو وہ چوتھی کور کی حدود کے آگے تک نکل گئے - چونکہ اب راہ کے مسدود ہو جانے کا خوف پیدا ہو گیا تھا ' اسلیے چوتھی کور کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا -

صالح پاشا کے رسالے نے پوری جوانمردی کے ساتھہ چاہا کہ بڑھکر دشمن کو آگے بڑھنے سے روک دے ' مگر اِسکی بھی کوشش رائگاں گئی - اور دشمنوں کی خوفناک گولہ باری کے آگے ہار ماننا پڑا - کیونکہ ترکوں کے پاس گولہ بارود ہی نہ تھا ' جس کے بغیر اب محض شجاعت اور جانفروشی کام نہیں دیسکتی تھی ' عبد اللہ اور اُنکے اِسٹاف کے افسروں کو جو ساکر کوئی کے سامنے تھے - دشمن کی دھواندھار آتشباری - جو اِس وقت فوج کے نائس ناور پر ہو رہی تھی ' چوتھی کور کا رفتہ رفتہ گھرتا جانا اور پسپا ہونا ' صاف نظر آرہا تھا - اس بات کا خطرہ ہر لحظہ بڑھتا جاتا تھا کہ کہیں یہہ آخر اس حصے کو گھیر نہ لیں ' اور پہلی اور دوسری کور کے شورلو تک واپس جانے کے راستے کو مخدوش نہ کر دیں -

دو بجتے بجتے عبد اللہ کی فوج کی حالت نا قابل نازک ہوگئی - یاس کا عالم چھا گیا - افسر لوگ سب کے سب دوربینیں لے لے کر وِیرا کی جانب آخر پورب کی طرف دیکھنے لگے - اِس طرف سے محمود مختار بیسری کور کے ساتھہ بڑھہ آنے کی جاں فروشانہ کوششیں کر رہا تھا ' اور صبح سے لے کر اِسوقت تک ایک سخت اور خونریز جنگ جاری تھی - گو ٹھیک ٹھیک کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ حالت کیسی ہے ؟ لیکن تاہم پھٹتے ہوئے گولوں کے دھوئیں سے اِس بات کا صاف پتہ چلتا تھا کہ تیسری کور اتنک استقلال کے ساتھہ آگے بڑھتی چلی آرہی ہے -

خبر رساں خبریں لے لے کر پہنچے تھے کہ محمود مختار اپنے سامنے سے دشمنوں کو ہٹاتا ہوا اور راستہ صاف کرتا ہوا ' بڑھتا چلا آرہا ہے - دشمن کی خود فوج اِس کا مقابلہ کر رہی ہے اُس میں بے ترتیبی اور بد انتظامی پھیلتی جاتی ہے - اُمید ہے کہ سہ پہر ہوتے ہوتے وہ دوسری کور کے نائس ناور تک پہنچ جائیگا -

اب میں اِس فیصلہ کن جنگ کا اختتامی حصہ بیان کرونگا ' جو مثل ایک ڈراما کے افسانہ خیز ہے - ممکن ہے کہ اِس لڑائی کا شمار دنیا کی معدودے چند قطعی لڑائیوں میں کیا جائے ! فی الواقع دوپہر تک محمود مختار حسن دلیری اور جان نثاری سے بڑھتے ہوے چلے آرہے تھے وہ ایک تعجب انگیز اقدام تھا ' لیکن افسوس کہ تین بجے کے بعد سے حالات متغیر ہو گئے اور اُنکا اقدام بالکل روکدیا گیا -

عبد اللہ اور اُسکے اِسٹاف کے افسروں نے صاف سمجھہ لیا کہ حالت قریب قریب مایوسی کی ہے ' تاوقتیکہ اس آخری وقت میں بھی کوئی ایسی تدبیر اختیار نہ کی جائے ' جس سے لڑائی کا رخ پھیر دیا جا سکے - واٹرلو مین ٹپولیں نے گروچی کی آمد کا اُس اضطراب کے ساتھہ اِنتظار نہ کیا ہوگا ' جو اِس وقت عبد اللہ کے دل میں محمود مختار کے بڑھہ آنے کی خبر کے لئے موجزن تھا - صاف ظاہر تھا کہ اگر دشمن کی اُس صف کو جو دوسری آرمی کور کے مقابل ہے - اُلٹ نہ دیا جائیگا ' تو میدان ہاتھہ سے جاتا رہیگا -

ترکی فوج کی اِس وقت کی حالت میں پھر ایک بار میں کئے دیتا ہوں - چوتھی کور کے پسپا ہوکر پیچھے ہٹادیے جانے سے اِنکا میسرہ بالکل دشمنوں کے نرغے میں آگیا تھا - پہلی کور ' جو چوتھی کور کے پیچھے ہی تھی ' رفتہ رفتہ ہمت ہارتی جاتی تھی - دوسری کور اگرچہ باوجود دشمنوں کی خوفناک گولہ باری کے اپنی جگہہ پر قائم تھی ' لیکن صاف نظر آرہا تھا کہ خود بڑھکر حملہ کر دینا اب اُسکے بھی اِمکان میں نہیں رہا تھا - دائیں جانب سرے پر پچھلی صف میں تیسری کور بھی رکی ہوئی تھی - ایسی حالت میں اگر محمود مختار اب بھی پسپا کر دیا جائے اور چوتھی اور پہلی کور دریا اور دور تک پیچھے ہٹادی جائے ' تو دوسری کور کے لئے جو نصف دائرے کے قوس کے مرکز پر ہوگی ' یہ خطرہ پیش آجائیگا کہ کہیں دفعتہ فوج سے الگ ہو کر دائیں بائیں گھر نہ جائے - (باقی آیندہ)

عربی و ترکی ڈاک سے تار طرابلس

— * —

شورلو پر عثمانی قبضہ

(اتصولی حصاری ۱۱ نومبر)

ہماری فوج نے موضع (شورلو) تو ایک شدید معرکہ کے بعد کے واپس لیلیا - فلعاریوں کو سخت نقصان برداشت کرنا پڑا - ہماری فوج کو غنیمت میں چند توپیں اور سامان جنگ ہاتھہ آیا -

---

چتلجا میں ایک عظیم الشان کامیابی

— * —

۳۶ توپیں و دخائر جنگ ' ۸ ہزار فلعاری قیدی ' مقتولین و مجروحین بیشمار -

(۱۷ اتصولی حصاری)

حبش عثمانی اور فلعاریا میں ایک ہولناک معرکہ ہوا ' جسمیں ۸ ہزار فلعاری قید ہوے ' ۳۶ توپیں غنیمت میں ملیں اور اُنکے مقتول و مجروح بیشمار - ہماری فوج آگے بڑھرہی ہے - انشاء اللہ العزیز اس معرکۂ عظیمہ کا خاتمہ بھی ہماری کامیابی پر ہوگا -

---

اسي تاریخ کو شریعي پاشا المرید کو تار دیتے هیں " (چتلجا) میں کل سے ایک شدید معرکه جاري تها ' دشمن کے میمنه کو عظیم الشان شکست هوئی - نطل الکبیر - محمود مختار پاشا کے زیر کمان فوج نے ما فوق العادت شجاعت و دسالت دکهائي - ۸ هزار بلغاري گرفتار هوے اور بهت سي توپیں اور دهائر جنگ غنیمت میں هاتهه آیا -

موجوده جنگ کے متعلق اهم معلومات

— * —

تاره عربی و عثمانی ڈاک سے

— * —

قرق قلعسی

— * —

المرید کا نامه نگار قسطنطنیه سے ۵ نومبر کو لکهتا هے:—

ناظم پاشا جس وقت میدان جنگ پهنچے هیں تو یه وه وقت تها که فوج کی قلت ' موسم کی نامساعدت ' اور عیسائي عثمانی فوج کی غداری سے عثمانی مشرقی فوج قرق کلیسا کے چهوڑ دینے پر مجبور هو چکی تهی اور انتظامات و حالات بهت ابتر تهے ' لیکن ناظم پاشا نے پهنچتے هی حالات جنگ بالکل بدل دے اور اسی تهوڑی سی فوج کو لیکر متوکلاً علی الله جنگ جاری کردي - یه جنگ پانچ دن تک متواتر جاری رهی ' اور بلغاریا کو اسقدر شدید نقصان پهنچا ' که گذشته پورے دس هفتوں کے اندر مجموعی جنگ کے اندر اسقدر نقصان نهوا هوگا -

اس جنگ میں شرقی فوج کا میمنه بدستور محمود مختار پاشا کے زیر کمان تها ' جس نے جنگ کے پهلے دو دنوں کے اندر هی حریف کو عظیم الشان شکستیں دیں ' اور آگے بڑهکے تارهها انکے سامان جنگ پر بهادرانه قبضه کرلیا - اسکے بعد یه حصه (بقیه حصار) کی طرف بڑها ' اور اس تمام عرصه میں میسره اور قلب فراتر بلغاری حملوں کو روکتا رها - اور باوجود قلت فوج و سامان جنگ هر مرتبه دشمن کو سخت نقصان کے ساتهه پسپا کردیاگیا - لیکن عثمانی ارکان حرب نے اسکے بعد چاها که انکی فوج دشمن کو گهیرلے ' ایسا هونا ممکن نه تها ' کیونکه انکی تعداد بهت کم تهی اور انکے مزید کمک نهیں پهنچی تهي ' پس طے پایا که فوج کی ابتدائی صفیں جهوڑی کردیجائیں اور استحکامات چتلجا کی طرف واپسی کا حکم دیا جاے تاکه وهاں آئنده اقدامات کا انتظام کیا جاے - کل دن تک فوج کی یهی حالت تهی - واپسي کے متعلق عینی شهادتیں موجود هیں که بالکل انتظام کے ساتهه هوئی - فوج میں کسی قسم کی بے ترتیبی یا پراگندگی نه تهي - اس سے صاف ظاهر هے ' که عثمانی فوج کو بلغاریوں نے نهیں نهکایا ' بلکه وه خود مصلحة پیچهے هٹ آئی تهی -

لیکن بلغاریا نے عثمانی فوج کی واپسي کی جو تفصیل بهیجی هوگی ' اسمیں عثمانی فوج کے نقصانات اور اپنی غنائم کی مقدار میں خوب دل کهولکے کذب بیاني و بهتان سرائي کی هوگی -

حقیقت یه هے که دولت عثمانیه کے مقابله میں دفعةً جنگ شروع کی گئی ' دشمن کي فوجیں نهایت تیزي کے ساتهه هر طرف سے اسوقت بڑهکر مجتمع هوئیں ' جب که وه فوج کی - کافي تعداد جمع نهیں کرسکی تهی - دنیا کو تعجب کرنا چاهیے که جس وقت بلغاریا اور اسکے پس پرده معاون در لاکهه کی جمعیت وافر علاوه سرویا اور مانٹی نگرو کے ' میدان میں بهیج رهے تهے ' اس وقت کل ۶۰ هزار بے سامان فوج مصطفے پاشا سے لیکر ایدریا نوپل تک موجود تهی اور دیگر مقامات میں بهي کوئی مزید کمک نهیں پهنچ سکی تهی - یهی سبب هے که عثمانی فوج مصطفے پاشا اور قرق کلیسا میں هٹ آنے پر مجبور هوگئی ' لیکن با ایں همه موانع ' جب اس جنگ کے پورے حالات دنیا کے سامنے آئیں گے تو یورپ دیکهیگا که اس چهار طرفه حمله کے مقابلے میں عثمانی فوج نے جیسي مدافعت کی اور حمله آوروں کي زندگي کا جس طرح نرسوں کیلئے خاتمه کردیا ' اسکي نظیر مسیحي یورپ اپنی نئی نئي تاریخي مدافعتوں میں بهي نهیں دیسکتا -

لیکن یورپ کے اخبارات کی یه حالت هے که وه صرف دشمن کی خبریں شائع کرتے هیں اور دیده و دانسته حق کو چهپانے کی کوشش کرتے هیں - اخبار طان میں آپ کو اسکے علاوه اور کچهه نهیں ملیگا که آج فلاں مقام کے معرکه میں سرویا کو ۱۰۰ توپیں ملیں - کل کے فلاں معرکے میں ۱۲۰ توپیں بلغاریوں کے هاتهه آئیں - فلاں مقام پر بلغاریوں نے عثمانی فوج کو سخت شکست دی ۵۰۰۰ هزار عثمانی گرفتار کرلے - دس هزار گهوڑے ' اسقدر ناقریاں ' اسقدر سامان جنگ ملا - هم یهاں ان خبروں کو پڑهتے هیں ' اور هنستے هیں ' کیونکه ان کا دسواں حصه بهی نه مشکل صحیح هوتا هے - اس سے زیاده عجیب ماجرا یه هے که معرکه قرق کلیسا میں حکومت بلغاریا نے عثمانی توپوں کے ملنے سے انکار کردیا ' مگر یورپ کے اخبارات نے مشهور کیا که بلغاریا کو ۱۲۰ توپیں ملیں !

محمود مختار پاشا بفضله تعالی بصحت تمام میدان جنگ میں عثمانی شجاعت کے جوهر دکها رهے تهے مگر ان بداندیشوں نے افواه دیا که گرفتار هوگئے - اس سے زیاده عجب یه کیا که پرنس عزیز بعید حیات موجود هیں اور دنیا میں مشهور کردیا که انهیں محکمه جنگ کے حکم سے گولي ماردیگئی - اس خبر کي بنا پر دو مصری اخبارات نے خاندان خدیوه کو مخاطب کرکے تعزیت کے مضامین تک لکهنا شروع کردے -

لشکر عثمانی فوج پیچهے هٹی - اور کیسے نه هٹتی که معذور تهی - مگر اس طرح هٹی ' که معرکه میں جتنے شهید هوے ' اس سے کهیں زیاده دشمن کے تهے قتیل هوے - علاوه میں سے شمار توپوں اور کثرت دیگر سامان جنگ ملا - هزارها آدمی گرفتار کیے - عثمانی فوج نے کوئی مقام سخت مدافعت سے پیچهے نهیں چهوڑا ' یه ایسی بات هے که اسکا اعتراف دشمن بهي اپنی زبان سے کرچکے هیں - مگر اسکا کیا علاج نه دشمن تعداد سے کهیں زیاده نکلے ' عثمانی ارکان حرب کا یه اندازه تها که چاروں ریاستیں ۶ لاکهه سے زائد فوج جمع نهیں کرسکتیں ' جنمیں سے ۴ لاکهه ۵۰ هزار جنگ آزما هوسکیں گے - لیکن میدان جنگ میں معلوم هوا که جنگ آزما فوج کی تعداد ۷ لاکهه سے بهی زیاده هے اور جنهوں اندازه کرنے والے تو کهتے هیں که ۸ لاکهه بهی - یورپ کے مستند اور وقیع جرائد کا بهی ایسا هی بیان هے - یه تعداد ان یونانی ' مانٹینیگري ' اور عدا عیسائیوں کے علاوه هے جو عثماني ممالک میں تیغ اور جنگ کے چهوڑے هي دشمنوں سے حاضر ملکئے ' یا جنهوں نے گاؤں جلادیے ' تار کاٹ دیے ' عمارتیں منهدم کردیں ' پل اڑا دیے ' ریل کي پٹریاں اوڑا دیں - اسوقت دولت عثمانیه عجیب کشمکش میں تهی ' نه صرف چار بیرونی دشمنوں سے مقابله کرنا تها جو مختلف مقامات پر نهایت تیزي سے پے درپے حملے کررهے تهے ' بلکه ان لاکهوں اندرونی دشمنوں کا بهي مقابله کرنا تها ' جو متفرق فسادات برپا کرکے دولت علیه کو یکسوئی کے ساتهه دشمن کا مقابله کرنے نهیں دیتے تهے -

موجودہ جنگ

اور عثمانی مشکلات

(مقتبس از حوائد آستانہ)

— * —

(١) ریاستہاے متحدہ عرصہ سے جنگ کے لئے تیار ہو رہی تھیں - اعلان جنگ انمیں تاہم طے پا چکا تھا - یہ محض قیاس ہی نہیں' بلکہ عین واقعہ ہے - ایک روسی اخبار اعلان جنگ سے ایک ماہ قبل پیشینگوئی کر چکا تھا کہ ١٥ اکتوبر کو اعلان جنگ ہوگا -

لیکن دولت علیہ جنگ طراناس کی طرح اس موقع پر بھی دول کے پرزور اقوال کو باور کرتی رہی اور وقوع جنگ کی تصدیق نہ کی - یہاں تک کہ ١٧ اکتوبر کو حقیقت منکشف ہوگئی اور دشمنوں نے اعلان جنگ کردیا -

اعلان جنگ کے بعد دولت علیہ نے اناضولی سے لشکر روانہ کرنا شروع کیا ' لیکن خواہ کتنی ہی جلدی کی جاتی' مگر دشمنوں کی برابری نہیں کی جاسکتی تھی - کیونکہ وہ پہلے سے تیار تھے' انکے شہر تنگ اور محتصر تھے' اور اس پر مزید یہ کہ میدان جنگ کے موقعے بہت قریب اور سرحد بالکل متصل - اسلئے انہوں نے فوراً فوج جمع کرلی اور سرحدوں پر پہنچ کر عثمانی حدود میں بڑھنے لگے - جب کہ دشمن کی طرف سے اس حد تک کارروائی ہوچکی تھی' تو اسوقت دولت عثمانیہ اناضولی سے فوج بھیج رہی تھی !!

باوجود اس کوشش کے جو دولت علیہ نے فوج کی روانگی میں کی' پھر بھی ٣ لاکھ سے زیادہ تمام مقامات جنگ میں جمع نہ کرسکی - یہ ایک بار ہے جسکا اشتباہ پہلے ممکن تھا ' مگر چونکہ نتائج ظاہر ہوگئے ہیں' اسلئے اب انکے اظہار میں کوئی حرج نہیں -

(٢) عثمانی دشمن کو نہایت حقیر و کمزور تصور کرتے تھے - جس افسر سے پوچھا جاتا تھا ' یہ جواب دیتا تھا کہ میری طاقت کافی ہے - اسکے معنی یہ نہ تھے کہ در حقیقت ان کو اپنی تعداد و سامان جنگ کی طرف سے اطمینان تھا ' بلکہ واقعہ نہ تھا کہ وہ موجودہ ریاستوں کی فوج کو حقیر سمجھتے تھے' اسلئے یہ خیال تھا کہ اگر اتفاقاً ہم ان سے تعداد میں یا سامان میں کم بھی ہونگے ' تو بھی اپنی شجاعت و جنگ جوئی کی وجہ سے غالب رہینگے - حالانکہ یہ انکی سخت اصولی غلطی ہے' خصوصاً ایسی حالت میں جب کہ بلغاریا نے ایک ایسی باقاعدہ فوج تیار کرلی ہو' جو یورپ کی بہترین باقاعدہ فوجوں کے برابر ہو - یونان نے اپنی فوج کی اصلاح کرلی ہو - سرویا نے بھی لشکر میں غیر معمولی اضافہ کرلیا ہو ' اور یہ چھوٹی سی ریاست مانٹی نیگرو ٤٥ ہزار کی جمعیت فراہم کرلینے کیلیے مستعد ہوجاے - پھر سب سے زیادہ یہ کہ دول یورپ انکو در پردہ مدد دے رہے ہوں - ہزارہا روسی جنمیں صدہا افسر اور کماندر تھے والنٹیر بنکر بلقانی فوج کی طرف سے لڑنے جاتے ہوں - مالی مدد بے شمار دی جا رہی ہو - اور روسی جنگی جہاز علانیہ طور پر (طرنہ) آتے ہوں اور ہر قسم کا ضروری سامان پہنچاتے ہوں -

(٣) بلغاری اس یقین کے ساتھ لڑتے تھے کہ سارا یورپ انکی پشت پناہی کے لیے موجود ہے ' خواہ وہ غالب ہوں یا مغلوب - ترکی انکی بالشت بھر زمین نہیں لے سکتی - اسی ضرورت سے آغاز جنگ میں دول نے اعلان کردیا تھا کہ بلقان کا نقشہ کسی حالت میں نہیں بدلے گا -

لیکن عثمانی کی حالت اس سے بالکل مختلف تھی - اسکو یقین تھا کہ خواہ کتنی ہی شاندار کامیابیاں اسے نصیب ہوں اور کتنی ہی دور تک وہ دشمن کے ملک میں بڑھتا ہوا چلا جائے ' مگر جہاں سے وہ گیا ہے وہیں اسکو واپس آنا پڑیگا -

(٤) لوگ کہتے ہونگے کہ اراؤط ' وہ جوہریر و جنگجو قوم ' کہاں ہے ؟ مگر ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ اراؤط اب نہیں رہے - بیشک انمیں سے چند ہزار بطور والنٹیر کے شریک جنگ ہوے' لیکن اس قوم کی تعداد کے لحاظ سے انکی تعداد کچھ بھی نہیں تھی - اراؤطیوں کی طرف سے یہ عذر دیا گیا تھا کہ اسلحہ لے لینے کی وجہ سے وہ بے دست و دار ہیں مگر جب دولت عثمانیہ نے انمیں ہتھیار تقسیم کیے ' تو کچھ تو ہتھیار لیکے چلے گئے ' اور بعضوں نے دولت عثمانیہ سے انتقام لینا چاہا ' چنانچہ اکثروں نے ترکی افسروں کا بغاوت کیا اور بعض سرویا کی فوج میں چلے گئے جو عرصہ دراز سے ان میں دسائس کے جال پھیلا رہی تھی ' اور جسمیں گرفتار ہونے کے بعد وہ اسکی مخالفت کی جرات نہیں کرسکتے تھے - اسلامی دنیا کو عنقریب ان مسلمانوں کی پوری حالت معلوم ہو جائیگی ' اور یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ آں مسلمانوں سے ' جو لاطینی رسم الخط میں لکھنا رسم الخط قرآنی کے مقابلہ میں زیادہ پسند کرتے ہیں ' بصورت دیر کی امید ہرگز نہیں رکھنی چاہیے - لیکن اس موقع پر ان بلغاری مسلمانوں کی غیرت دینی کی بے اختیار داد دینی پڑتی ہے جو پوماق کہلاتے ہیں' اور جنھوں نے دولت عثمانیہ کی نصرت و حمایت میں واقعی گرانقدر حصہ لیا' البتہ یہ ضرور ہے کہ انکی تعداد بہت کم ہے -

(٥) سامان غذا کی فراہمی میں سخت کوتاہی ہورہی ہے - غذا بہت عرصہ کے بعد ملتی ہے - حتی کہ بعض اخبری ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ چار چار دن اس حالت میں گذرے ہیں ' کہ سپاہیوں کو ایک سوکھا بسکٹ بھی نہیں ملا !!

(٦) آج قسطنطنیہ میں ١٥ ہزار زخمیوں سے زیادہ آ گئے ہیں بعض کہتے ہیں کہ ان زخمیوں کی تعداد تیس ہزار سے زیادہ ہے لیکن معززخمیوں کی کثرت عثمانی فوج کی کمزوری یا میدان جنگ سے بھاگنے کی علامت نہیں ہے کیونکہ جنگ کی حالت قدرتی طور پر اسی کی مقتضی تھی - اسکے مقابلے میں دشمنوں کی حالت دیکھنی چاہیے کہ ہمارے ایک شہید کے مقابلے میں بلا شائبہ اغراق دس سے کم مقتول نہیں ہوے ہیں - بلغاریا کے شجاع زخمیوں سے بھرے پڑے ہیں' مگر وہ اپنے بعضادات کے اخفا کی سخت کوشش کررہی ہے اور اسمیں قریبی حد تک کامیاب بھی ہوگئی ہے -

(٧) ہمارے فوجی افسروں کا سیاست میں حصہ لینا اور اتحادی اور ائتلافی پارٹی فیلنگ کے بھی عثمانی فوج کو ضرور نقصان پہنچایا ہے - ہماری فوج میں ایسے افسر موجود تھے جو قیام قسطنطنیہ کے زمانہ میں ہر اس فتنہ و فساد کا ' جس سے اتحادیوں کو نقصان پہنچ سکتا ہو ' نہایت جوش قلبی سے خیر مقدم کرتے تھے ' خواہ وہ بعاے خود کتنا ہی سخت ملک کیلیے ضرر رساں ہو - ان افسروں میں بعض نئی پارٹی کے ایسے حامی تھے جنھوں نے اراؤط کے داعیوں سے سازش کرلی تھی ' صرف اسلیے تاکہ اتحاد و ترقی کو شکست ہو -

لیکن با این ہمہ اگر یورپ جھوٹے وعدوں سے فریب نہ دیتا ' اور باب عالی اس پر اعتماد نہ کرلیتی اور اسکے بعد دفعۃً اعلان جنگ نہ ہوجاتا' تو ہماری فوج کی شجاعت تمام گروہ بندیوں اور باہمی اختلافات کی تلافی کردیتی' اور اول حملے ہی میں صوفیا پر ہمارے قدم ہوتے - مگر مجبوریوں نے ہم کو صرف مدافعت پر مجبور کردیا اور مدافعت کی مہلت میں حملہ کی طیاری کرنی پڑی -

(٧) یہ واقعہ پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ جب محمود شوکت پاشا سے کہا گیا کہ وہ حدود یونان پر عثمانی فوج کی کمان قبول کریں

تو انھوں نے یہ عذر کرکے صاف انکار کردیا کہ میں صرف ١٥ ہزار فوج سے ایک لاکھہ بیس ہزار فوج کا ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتا ' خواہ میری فوج کتنی ہی شجاع ہو -

غازي مختار پاشا کا بیان

عثماني فوج کي مشکلات کی نسبت

غازي مختار پاشا نے ایک مراسلہ نگار سے دوران گفتگو میں فرمایا کہ رسد پہنچانے کے ذرایع ہمارے پاس بالکل نہیں ہیں - نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے بہادر سپاہیوں کو چار چار دن تک بے آب و دانہ لڑنا پڑا - ایسی حالت میں اگر فوق کلیسا سے پیچھے نہ ہٹتے تو کیا کرتے ؟

عثماني قواد (کمانڈر) نے عرض کیا کہ ہاں قلت تعداد و عدم آذوقہ و سامان یہاں رہنا مناسب نہیں - انکو ایک ایسے میدان کي ضرورت تھی جہاں وہ مزید کمک کا انتظار کرسکیں اور جو انکي قوتي نقل و حرکت کے لیے مناسب ہو - اس مقصد کے لیے چٹلجا کا میدان سب سے زیادہ موزوں تھا - چنانچہ افسروں نے اسي میدان کی طرف ہٹ آنے کا حکم دیدیا -

یہاں ہماري فوج آنے والي فوج کا انتظار کرسکتي ہے اور فوج کے دونوں بازو یعنی میمنہ و میسرہ نہایت سرعت سے آگے بھي بڑھسکتے ہیں اور پیچھے بھي ہٹسکتے ہیں - قلب کے لیے یہ بالکل آسان ہے کہ برابر اقدام کرتا رہے -

بلغاریا کے مظالم

— * —

(١) اڈرنل اکثر میں چند مسلمان اسٹیشن پر گئے - وہاں چند عیسائی بلغاریوں نے ملکر انکو اسقدر مارا کہ بے ہوش ہوگئے -

(٢) (دو عاشقان) کے بلغاري (اوڈ الار) کے مسلمان باشندوں پر چڑھ آئے - کچھہ تو بھاگ گئے ' جو بچے ' انکو بلغاریوں نے قتل کردیا - اسیطرح (بادارکوی) اور (محمود کوئي) کے مسلمانوں کو بھی بکثرت معذول و مضروب کیا -

(٣) زار عرد کے ایک مسلمان سے ایک ہزار پاونڈ چھین لیے -

(٤) (اسکی جمعہ) کے لوگوں نے تمام دکانیں بند کردي ہیں اور مسلمان گھروں میں چھپ گئے ہیں - کیونکہ نکلتے ہیں تو عیسائی تمسخر کرتے ہیں اور طرح طرح کی اذیتیں پہنچاتے ہیں -

(٥) بلغاري حکومت نے فوج کے لیے جبراً مسلمانوں کے تمام خانور لیلئے ہیں - دستکاروں کو بیگار میں پکڑلیا گیا ہے اور ان سے سب روز فوج کي خدمت گزاري کرائي جاتي ہے - بلغاري مسلمانوں کے گھروں میں گھس جاتے ہیں اور نقد غلہ وغیرہ جو کچھہ پاتے ہیں ' لے آتے ہیں - مردوں کو پکڑ لیجاتے ہیں اور ان سے مسلح پولیس کی خدمت لیتے ہیں ' کیونکہ مسلح پولیس جسقدر بھي ' وہ فوج کے ہمراہ چلی گئي ہے - راہ میں مسلمانوں کے جسقدر گھر ' مسجدیں ' اور مدرسے پڑتے ہیں ' سب پر لشکر کے رہنے کے لیے قبضہ کرلیا جاتا ہے -

(٦) (ملي پولی) میں قریباً سب مسلمان ہیں - وہاں بلغاریوں کے ظلم اس درجہ وحشیانہ ہیں کہ کوئي مسلمان اسکو سنکر اپنے آپے میں نہیں رہ سکتا ' بشرطیکہ مسلمان ہو - جان و مال تو ایک طرف رہا ' مسلمان عورتوں کي عصمت پر بھي حملے کیے جا رہے ہیں - اسوقت تک مشکل شہر بھر میں کوئي ایسي دوشیزہ لڑکي ملے گي ' جس کي عصمت انکي دست درازي سے محفوظ رہي ہو -

(٧) محمد شکري افندي معلمي ملي پولي کے گھر میں بلغاریوں کا ایک گروہ گھس گیا اور انکي بیوي کي طرف دست درازي کرنی چاہي ' وہ روکنے کے لئے اٹھي ' تو انکو اسقدر مارا کہ زیست کي امید نہیں -

(٨) ادھم روحي افندي ایک ترکي اخبار کے اڈیٹر ہیں ' انکو قید کردیا ہے - نہیں معلوم زندہ بھي ہیں یا نہیں - کیونکہ سنا ہے کہ قید یوں کو کھانا نہیں دیتے - اور گولي یا تلوار سے مارنے کے بدلے فاقے کي تکلیف میں مبتلا کرکے مار ڈالتے ہیں -

سب سے آخري خبر جو ملي پولي سے موصول ہوئي ہے ' یہ ہے کہ تمام مسلمان شرفاے شہر کو اہل شہر محمد افندي کے گھر میں حکماً جمع کیا گیا اور ایک شخص کو دروازہ پر اسلیے کھڑا کردیا کہ کسی کو گھر سے نکلنے نہ دے - اسکے بعد تمام عیسائي مسلمانوں کے گھروں میں پھیل گئے اور بے بس عورتوں کی عصمت پر حملہ آور ہوے - ایک بلغاري فوجی افسر ایک نوجوان مسلمان کے گھر میں گھسا ' افسر کے ہاتھہ میں ایک چھہ نال کا طپنچہ تھا - یہ طپنچہ اسکے سینہ پر رکھدیا ' اور کہا کہ اگر وہ اپنی بیوي حوالے نہ کردیگا ' تو اسي طپنچہ سے اسکا خاتمہ کردیا جائیگا - چونکہ وہ نہتا تھا ' اسلیے ایک روشن دان سے سڑک پر کود کر بھاگ گیا ' تاکہ اپنی آنکھوں سے یہ بے عزتي نہ دیکھے -

شٹلجا میں اجتماع افواج عثماني

— * —

(از قسطنطنیہ ٥ نومبر)

اس شدید جنگ کے بعد جو عثمانی شرقی فوج اور جنوبی بلغاریہ میں ٤ یا ٥ دن تک ہوتي رہي ' ہماري فوج نے یہ ہی مناسب سمجھا کہ خط چٹلجا کو آئندہ کئلے اجتماع افواج کا مرکز بنائے - امید ہے کہ اس سے ہماري قوق قلعسی کے نقصانات کي تلافي ہو جائیگی - ایسی جنگ میں جو آجکل جاري ہے صرف فوق کلیسا کی ناکامی کوئي مہتم بالشان نہیں ہوسکتی - جنگی نقطہ خیال سے بیسیوں ایسے مقامات قابل اہتمام و بیسیوں ایسے ہوے ہیں جن کے بعد جنگ کا جاري رہنا ناممکن ہوجاتا ہے - میں مناسب سمجھتا ہوں کہ مختصراً اخیر ترین معرکہ کے حالات بیان کردوں -

فوق کلیسا کے آخر جنگ میں ہم بالکل متعجب تھے - بلغاري میدان جنگ میں اپنے مجروح و معذول اور دیگر کي مقدار کثیر چھوڑ چھوڑ کے بھاگ رہے تھے - بلغاری افسروں نے فوج کی یہ حالت دیکھی تو اسکو مختلف موقعوں پر جمع کرنا شروع کیا ' اور اس عرصہ میں ایک عظیم الشان کمک بھی پہنچگئی - سب سے زیادہ یہ کہ رومیلیا کی طرف سے ہزاروں کی تعداد میں والنٹیر آگئے - ان والنٹیروں میں بہت سے افسر بھی شامل تھے - نئی کمک اور روسی و رومانی جمعیت نے بلغاري فوج میں نئی طاقت پیدا کردي - اسوقت بلغاریوں کی طرح ہمکو بھی کوئي تازہ کمک ملگئی ہوتی ' تو با وجود قلت تعداد و سامان جنگ کے صوفیا میں جاکر دم لیتے -

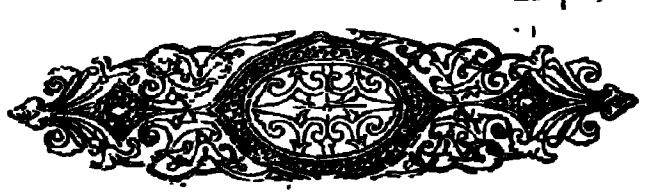

یورپین ترکي اور ریاست هاے بلقان

— * —

آستانه سے مقصود قسطنطنیه ' اور ادرنه سے ایڈریانوپل هے - " سنگ حدید " یعنے ریلوے سڑک کا خط ' اور " حدود " سے مقصود وہ مرئي حدول هے ' جو ترکي کي حدود حکومت کو ریاست هاے بلقان سے ممتاز کرتی هے -

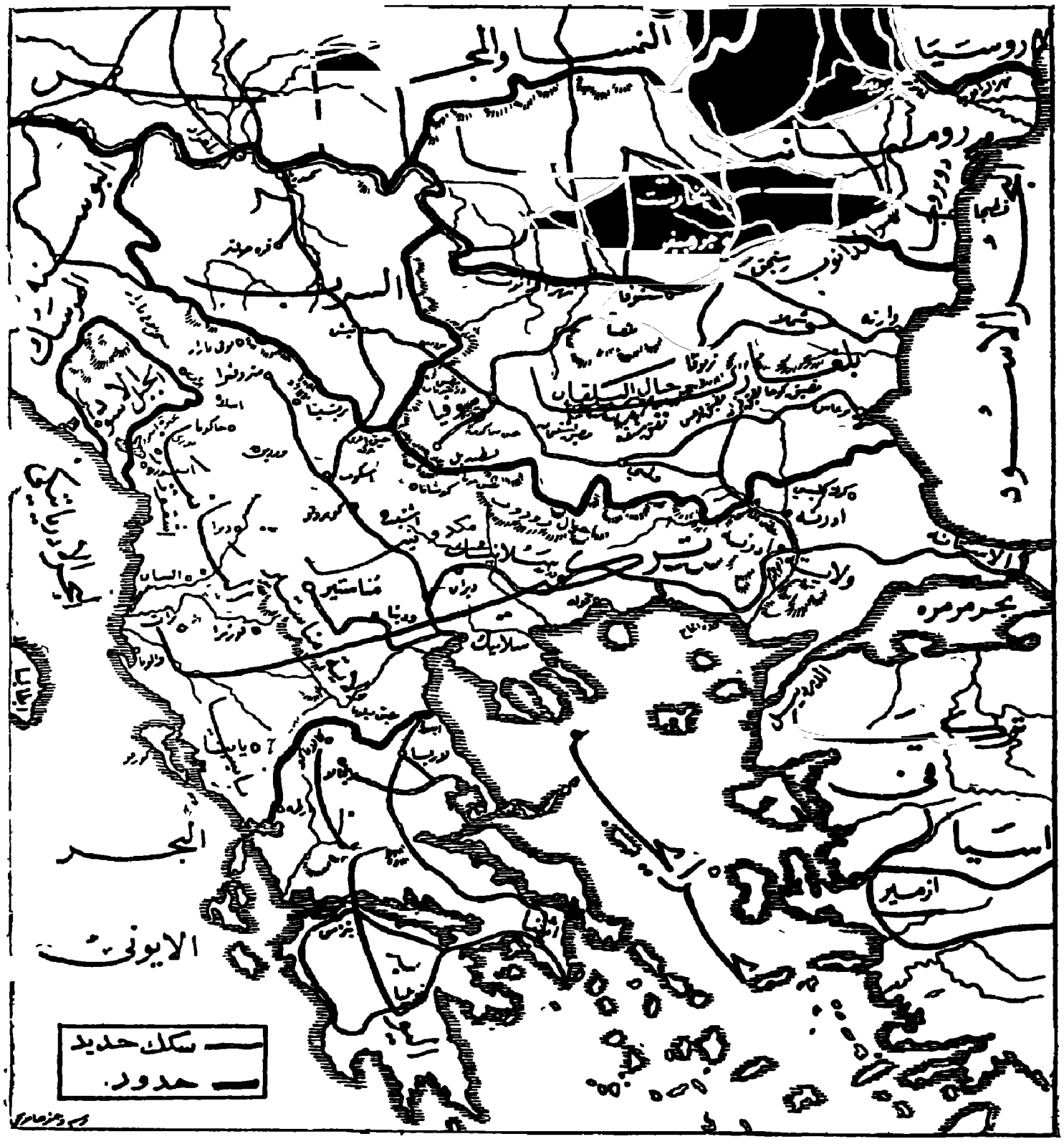

فهرست

زراعانهٔ هلال احمر

— * —

ان الله اشتري من المومنین انفسهم و اموالهم بان لهم الجنه

(٣)

بذریعه جناب منشي محمد یوسف حسن خان صاحب خازني ار دوبال -

	روپیه	آنه	پائي
جناب محمد یوسف حسن خان صاحب	٢٥		
جناب منشي منظـــور احمد صاحب	٢٥		
جناب سید یوسف حسین صاحب	٢٠		
جناب دلاور خان صاحب	١٩		
جناب عبد الحق صاحب	١٠	٣	
جناب منیر الدین صاحب	١٠		
جناب یعقوب علي صاحب	٥		
جناب مولوي عبدالحمید صاحب	٣		
جناب نبي داد خان صاحب	٢		
جناب سید احمد علي صاحب	٣		
جناب سلطان الحسن صاحب .	٣		
جناب کهاسي خان صاحب ترقندار	٣		
جناب کهسیا صاحب	٢		
جناب رمانیگ صاحب	٨		
جناب وزیر حسن ترقندار صاحب	٨		
جناب شمشاد علي سلحدار صاحب	٣		
جناب اعتبار نبي صاحب افسر	١		

(باقي آئنده)

Printed & Published by MOULANA A. K AZAD, at The BILAL Electrical Prtg. & Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA.

عرق ماء اللحم انگوری دو آتشه

• قسم کے گوشت طیور اور انگور سیب و ناشپاتی وغیرہ سات قسم کے میوہ جات اور ایک سو دس ادویہ وحزی بوٹیوں کا جوہر حلکی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے

(۱) وہ حزبی بوٹیاں جو رگ پٹھوں میں طاقت بخشتی ہیں - اور اصل دعل کے پورا کرنے کی خواہش پیدا کرتی ہیں - جیسے سیب وغیرہ -

(۲) وہ ادویہ شامل ہیں جو خراب شدہ مثانہ ، تباہ شدہ معدہ ، کمزور شدہ دماغ ، صدمہ رسیدہ جگر ، زائل شدہ قوت اور اسی قسم کے امراض کو فائدہ بخشنے میں مفید ثابت ہوئی ہیں -

(۳) وہ ادویہ شامل ہیں جن سے خون صالح بکثرت پیدا ہوتا ہے - یہی وجہ ہے کہ لاغری و کمزوری تھوڑے دن کے استعمال کرنے سے دور ہوجاتی ہے - انسان مردہ اور مرتا تازہ ہوجاتا ہے -

(۴) ایسی نایاب ادویہ شامل کی گئی ہیں - جن سے کمزور پھیپھڑہ مضبوط ہوتا ہے وہ طالعلم اور وہ لوگ جنکے خاندان میں تپ دق اور سل سے مرے ہوں اسکے استعمال سے تپ دق ، سل اور جہاتی سے خون آنے سے محفوظ رہتے ہیں - تپ دق داؤد اور سینہ سے خون آنا بند ہوجاتا ہے -

(۵) ایسی نایاب دوائیں بھی موجود ہیں جنکے استعمال سے وہ امراض جو اہل سرما میں سردی لگنے سے پیدا ہوتے ہیں - مثل نمونیا ، ذات الجنب، ضیق النفس (دمہ) ، کھانسی ، نزلہ اور زکام دور ہوجاتے ہیں اور اگر کثرت دمہ یا کھانسی سے دلعم نکلتا ہو تو اسے آزمائو -

(۶) وہ اجزا شامل ہیں جو پژمردہ دل اور سست خون کو چلاتے ہیں ، روح کو تازگی بخشتے ہیں اور سب سے بڑھکر مقوی اعصاب رئیسہ ہیں - یہی وجہ ہے کہ اسکی دو خوراک کے پینے سے طبیعت میں سرور اور غم کافور ہوجاتا ہے - نر دل جوانمرد اور بوڑھا جوانوں کی طرح دم ٹھوکنے لگتا ہے -

(۷) اس میں وہ دوائیں بھی شامل ہیں جنسے وہ زائل شدہ قوتیں پھر عود کر آتی ہیں جو کثرت مسکرات سے زائل ہوگئی ہوں یہی وجہ ہے کہ یہ عرق ماء اللحم عجیب الاثر مانا گیا ہے -

(۸) اس میں ایسی تریاقی ادویہ شامل ہیں کہ جو لوگ کثرت شراب سے جگر اور پٹھوں کو خراب کرکے رعشہ میں مبتلا ہوچکے ہوں - اگر اسکو استعمال کریں تو مہلک بیماریوں سے بچ سکتے ہیں -

(۹) اگر آپ شراب اور افیون کو ترک کرنا چاہیں تو اس کے استعمال سے زد بند عادتیں بھی چھوٹ جاتی ہیں

الغرض یہ عرق مؤلد خون صالح اور مصفی خون غم ربا راحت افزا خوش مزہ ، خوش رنگ ، خوشبودار قابل اسکے ہے کہ اسکو ایک دفعہ آزما کر فیصلہ کیا جائے کہ اس کو واقعی انگریزی ادویات پر فوقیت ہے یا نہیں انگریزی ادویات کے مرکبات جس قدر اسوقت مروج ہیں ان میں مندرجہ ذیل نقص ہیں جو حالی از خود و خطرہ نہیں - علاوہ اسکے ذیل ہوتے ہیں - اول آن میں اکثر زہریلے اجزاء شامل ہیں جو کم و بیش خوراک ہوجانے سے ہلاکت پر توجب پہنچاتے ہیں گویا بجائے فائدہ کے نقصان پہنچاتے ہیں اور نیز ہماری طبائع کے اکثر موافق نہیں ہوتے - دوم آن میں شراب کی طرح ضرب اعصاب کو تحریک ہوتی ہے جب آنکو چھوڑ دیا ہے کچھ اثر باقی نہیں رہتا برخلاف اسکے یہ ماء اللحم مرض کو جڑ سے دور کرکے دوا چھوڑنے کے بعد فائدہ مستقل رکھتا ہے اور غذا و دوا دونوں کا کام دیتا ہے

تین بوتل ۶ روپیے - ۶ بوتل گیارہ روپیے درجن ۲۰ روپیہ

(۱) بغیر خریدار قیمت پہلے روانہ کریں ویلو پے ایبل روانہ نہ ہوگا -

(۲) تین بوتل سے کم باہر روانہ نہ ہوگا - (۳) بذریعہ ریل منگانے میں محصول کم لگیگا اسلئے قریب کے ریلوے سٹیشن اور لائن کا نام خوشخط لکھیں

پتہ :—

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما - لاہور

جوہر عشبہ مغربی

مع چوب چینی وغیرہ

جس کو انگریزی میں سارس اپریلا کہتے ہیں

جن امراض کا عروج شدت و مدت سے سلطنت جسم میں تفاخی کرنیوالا ہوتا ہے اُنکو عروب کرنے کا الہ (تار پیدو) اگر کوئی ہے تو یہ جوہر ہے - جب بگاڑ خون انتہا درجہ تک پہنچکر جوں کو ردی کردے اُس وقت اُسکو درست کرنا چاہو تو اس جوہر عشبہ کو استعمال کرو - یہ مرض کو تدبر تاخی نہیں بلکہ عالم وجود سے کھوتا ہے - جوہر عشبہ انسان کے خون کو صاف کرنے کی مسلمہ دوا ہے - اسکے استعمال سے خون گندہ نہیں ہوتا - اس واسطے یہ محافظ صحت ہے - جوہر عشبہ کو میڈیکل ایڈیسر - پروفیسر علوم طب اور حکما نے خون سے سمیت دور کرنے کا علاج قرار دیا ہے - جوہر عشبہ تبدیلی موسم کی وجہ سے جو جسم پر پھوڑے ، پھنسیاں ، دمدمے وغیرہ ہوتے ہیں اُن سب کو دور کرتا ہے - جوہر عشبہ جلاریر کے باعث جو زخم یا ناسور یا بھگندر یا چندل یا سیاہ داغ جس پر سے چھلکے اُترتے ہوں یا زرد آب نکلتا ہو یا خارش زیادہ ستاتی ہو یا خاص موسموں میں زخم یا جسم پر دانے پیدا ہوتے ہوں - ہوائے سرد سے سر بھاری ہوجاتا ہو یا جسم پر دھپر نکلتے ہوں ، سب کے لئے اکسیر ہے -

انگریزی دوکانوں اور ولایت کے تیار کردہ

عشبے وجہ آمیزش شراب ایک تو مدھماً ناپاک دوسرے خون کو گرم کردیتے ہیں کیونکہ وہ سرد ملکوں کے لئے گرم اجزاء سے بنائے جاتے ہیں -

ہمارے جوہر عشبہ و چوب چینی کی فضیلت

یہ ہے کہ یہ اس دیس کی طبائع کے حیالات کو ملحوظ رکھکر کہ سرد و تھندی ، خوش خون کو روکنے والی ادویہ سے مرکب کیا گیا ہے - جس سے خون میں تھندک پیدا ہوتی ہے اور خوش خون دور ہوجاتا ہے -

— * —

تجربہ کرکے دیکھ لو ! جب ماتھہ پاؤں میں سوزش ہو - جب جوڑوں میں درد ہو - جب چہرہ پر سیاہی معلوم ہو - جب مقدیاں پھول جائیں اور رات کو درد ستائے - جب سر یا داڑھی کے بال گرنے لگیں - جب سر پر تمام کھرنڈ دینے سے گنج کی صورت بنجائے تو اسکو پانے سے تمام شکایتیں دور ہو جاتی ہیں - درختوں کے زخم ، ناسور ، بھگندر دنوں میں بھر جاتے ہیں -

— * —

دتی مستند شہادت اس جوہر کے مؤثر ، سریع العمل اور مفید ہونے کی یہ ہے - کہ موجودہ اور گذشتہ اطباء یکزبان ہوکر لکھتے ہیں - اگر یہ جڑی بوٹی دنیا میں ظاہر نہ ہوتی تو ہم نہیں کہہ سکتے ہزاروں مریض ہر ملک اور شہر میں لاعلاج ہوکر مردہ درگور ہوجاتے - مگر چوب چینی و عشبہ کے ظاہر ہونے سے پھوڑے پھنسیاں اور خون میں سمیت حیوانی یا دماغی سرایت کرنے سے جو ردی و سودی امراض پیدا ہوں سب دور ہوجاتے ہیں - جب تمام جسم پر خارش ہو - خراب اور مرطوب آب و ہوا میں رہنے سے بھوک بند ہوجائے - دیو عرق الدسا سنائے تو اسے آزمائیے -

قیمت فیشیشی تین روپے

الہلال

روزانہ

— : —

جو ہفتہ وار الہلال کی صوری و معنوی خصوصیات
کے ساتھہ عنقریب شائع ہوگا

— * —

ہر مقام پر ایجنٹوں کی ضرورت ہے
جنکو معمولی کمیشن دیا جاے گا - درخواستیں بہت
جلد آنا چاہئیں

— * —

هذا بيان للناس ، و هدى و موعظة للمتقين
(۳ : ۱۳۷)

البیان

— * —

دفتر الہلال کا ماہوار رسالہ

جسکا اصلی موضوع یہ ہوگا کہ قرآن کریم اور اسکے متعلق تمام علوم و معارف پر
تحقیقات کا ایک نیا ذخیرہ مراہم کرے ' اور ان مواقع و مشکلات کو دور کرنے کی
کوشش کرے ' جنکی وجہ سے موجودہ طبقہ روز بروز قرآن کریم کی تعلیمات سے
نا اشنا ہوتا جاتا ہے لیکن ساتھہ ہی تقریباً آٹھہ ابواب اور بھی ہونگے جنکے
نیچے مختلف موضوع و بحث کے علمی و مذہبی مضامین شائع کیے
جائیں گے - ضخامت ' وضع و قطع ' اور حسن طبع و حروف کی
نسبت اسقدر کہدینا کافی ہے کہ انشاءاللہ الہلال کی طرح
وہ بھی اردو پریس میں پہلا ماہوار میگزین ہوگا
وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الحکیم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد التلمیذ ابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
شماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۲ | کلکتہ : چہارشنبہ ۱ حرم الحرام ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۱

Calcutta. Wednesday, December 11th 1912.

هندوستان میں نئي چیز

وہ کمي جو بہت روزوں سے تھی اب دور ہوئی

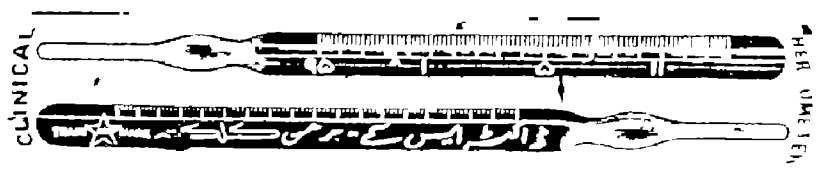

ڈاکٹر برمن کے مشہور ' تھرما مٹر کي تعریف کي بابت کچھ کہنے کي ضرورت نہیں ہے - یہ ولایت کے ایک مشہور کارخانہ سے بنواکر منگایا جاتا ہے - چونکہ اسکے پارہ کی لکیر خوب موٹي ہے - اسوجہہ سے کم سن لڑکے ' ضعیف مرد و عورت کو بھی شناخت کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی - انگریزي جاننے کی کوئی ضرورت نہیں - ہندی اور اردو حرفوں میں بھی تھرما مٹر بنواگیا ہے - جو ایک روپئے کیس میں رہتا ہے اور عمدہ کاغذ کے بکس میں معہ پرچہ طریقہ استعمال ملتا ہے - ایک مرتبہ ضرور منگا کر دیکھیے -

انگریزی تھرما مٹر		ایک روپیہ چار آنہ
اردو	" "	دو روپیہ
ہندی	" "	دو روپیہ

ڈاکٹر ایس ۔ برمن ۔ نمبر ۵۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

شرح اجرت اشتہارات

—*—

میعاد اشتہار	فی صفحہ	فی کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ فی مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیئے کوئي اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کو جگہہ دیجائیگي -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچیس فیصدي زائد ہوگی -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھي طیار ہوتے ہیں جسکي قیمت ۸ آنہ فی مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جایگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکي فرمایش کے مطابق آپکو جگہہ دیں ' البتہ حتی الامکان کوشش کی جاے گی -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں ' چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں ' اور سہ ماہي کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرني ہوگي اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی ہمیشہ لی جائیگي اور وہ کسي حالت میں پھر واپس نہوگي -

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسي اشتہار کی اشاعت روک دے ' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جاے گا -

(۴) ہر اُس چیز کا جو جزو کے اقسام میں داخل ہو ' تمام منشی مشروبات کا ' مخش امراض کی دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکي اشاعت سے پبلک کے اخلاق و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھي دفتر کو پیدا ہو ' کسی حالت میں شائع نہیں کیا جاے گا -

نوٹ کرنی صاحب رعایت کے لئے درخواست کي زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسی قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad.

7-1, Macleod street,

CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابو الکلام احمد الدہلوی

مقام اشاعت
۷ ـ ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۲ — کلکتہ: چہارشنبہ ۱ محرم الحرام ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۱
Calcutta: Wednesday, December 11, 1912.

فہرس

شذرات
یا للعار!! ۵
مقالۂ افتتاحیہ
عید اضحی نمبر (۲) ۶
مقالات ۹
انگلستان اور اسلام نمبر (۲)
مراسلات
احیاے دعوت حرابی اور مقتضیات حالیہ ۱۰
دعوت الہلال کی حمایت ۱۱
مکاتبات
خطاب بہ رائٹ آنریبل سید امیر علی ۱۰
شذرات عثمانیہ ۱۱
انکشاف حقیقت نمبر (۳) ۱۲
ایک بہترین مگر مظلوم قوم ۱۳
کامل پاشا کا اپنے دوستوں سے شکوہ ۱۴
عثمانی ڈاک ۱۵

تصاویر

عارف اور پاشا عربی لباس میں صفحہ خاص
جامع طرابلس پر علم صلیب ۵
جامع علی پولی کے ویران صحراب و منبر

شذرات

یا للعار!!

عالی جناب نواب وقار الملک کے مسئلہ یونیورسٹی کی نسبت اپنی رائے گرامی جو علی گڈھ گزٹ میں شائع فرمائی تھی، اسکے ایک مرقعہ پر انگریزی تعلیم یافتہ حضرات کے مذہبی تساہل کا بھی درد و افسوس کے ساتھ ذکر کیا ہے، اور مثال میں ہمارکو پیش کیا ہے - یہ لفظ ہمص حضرات کو نہایت ناگوار گذرا - وہ کہتے ہیں کہ یونیورسٹی جیسے اہم موضوع بحث سے ہمارے رویے کے قیاس کو کیا مناسبت ؟

سچ ہے، یقیناً یہ نواب صاحب قبلہ کی بڑی غلطی ہے، جس جگہ سے آج اسلام کے سب سے زیادہ قیمتی نمونوں کو مناسبت نہیں، اس سے مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کی بحث کو کیا مناسبت ہو سکتی ہے ؟

و اذا تتلی علیہم ایاتنا بینات تعرف فی وجوہ الذین کفروا المنکر، یکادون یسطون بالذین یتلون علیہم ایاتنا، قل افا نئکم بشر من ذلکم ؟ النار، وعدہا اللہ الذین کفروا و بئس المصیر (۲۲ : ۷۰)	اور جب انکو ہماری آیتیں پڑھکر سنائی جاتی ہیں، تو تم ان منکروں کے چہروں پر کیسی سخت ناگواری اور ناخوشی کے آثار دیکھتے ہو، یہاں تک کہ قریب ہو جاتا ہے کہ ہماری آیتیں اور احکام سنانے والوں پر جوش غضب میں آکر حملہ کر بیٹھیں ! لیکن ان سے کہدو کہ احکام الہی کا ذکر تو تمہارے لیے بڑی مصیبت ہی ہے، مگر اس سے بھی بدتر ایک چیز تمہیں بتلاؤں ؟ آتش دوزخ ! جسکا اللہ نے منکروں سے وعدہ کیا ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے -

خیر ' جو حالت ہے وہ ظاہر ہے ' لیکن نواب صاحب قبلہ کی تحریر میں یہ چند سطور پڑھکر ہمارے خیالات میں ایک سخت درد انگیز جنبش پیدا ہوگئی - نواب صاحب کی یہی وہ ادا ہے خصائص ہیں ' جنکی وجہ سے ہم انکی عزت اپنے دل سے نہیں نکال سکتے ' اگرچہ انکی جناب میں بہت سی شکایتیں بھی رکھتے ہیں -

یونیورسٹیاں بنائی جا رہی ہیں ' تعلیم کے نظام و قواعد کیلیے کمیٹیاں اور کمیشنوں کے مراقبے و مشاہدے میں اس قدر استغراق و انہماک کا دعوی ہے کہ ماسوا کی طرف نظر اٹھانے کی مہلت نہیں ' تعلیم و تربیت کے انقلاب کا اسدرجہ غل مچایا جاتا ہے کہ

تکاد السموات یتفطرن منه و تنشق الارض و تخر الجبال هدا (۱۹ : ۹۲)

اور پھر یونیورسٹی کے مناقب و فضائل کا ترکش جب خالی کیا جاتا ہے تو قوم کی حیثیت کو مجروح کرنے کیلیے سب سے بڑا الزام تیر مذہب ہی کا ہوتا ہے ' لیکن تاہنوز اسکے کسی بندہ خدا کو اسکا خیال تک نہیں آتا کہ اگر یونیورسٹی مسلمانوں کیلیے بنائی جارہی ہے ' اور اگر اسلام ایک مذہب ہے ' جو تعمیر اعمال کے قائم نہیں رہسکتا ' تو مسلمانوں کے عملاً مسلمان رہنے کے مسئلے پر بھی چند لمحے صرف کیے جائیں - لیکن ایسا کرے تو کون کرے ؟ علی گڈھ کالج کو یونیورسٹی بنایا جائے گا - یہی وہ تکمیل اسلام کا نصب العین ہے ' جسکا عہد ومیثاق علی گڈھ سے زور لیا جا چکا ہے ' پس یونیورسٹی کے یہ معنی ہیں کہ پہلے علی گڈھ کی ہر چیز کو ناپیے ' اور پھر اسقدر جامہ پھیلائیے کہ ہر شے موجودہ پیمایش سے دوگنی پیمائش کی ہو جائے - اور ترقی کے یہ معنی ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو ' اسی پیمانے کو دوگنے سے تگنا ' اور تگنے سے چوگنا کرتے جایئے - آپ جس قدر بڑھتے جائیں گے ' ترقی بھی ہوتی جائے گی - پھر مذہب کے بارے میں علی گڈھ کی جو موجودہ پیمایش ہے ' وہ پیش نظر ہے ' اسی کو المضاعف کرکے ہم جب چاہیں یونیورسٹی کو بھی دیکھ سکتے ہیں -

' ہمارے مخدوم مولانا حبیب الرحمن صاحب سروانی فرماتے ہیں کہ تم کالج کی مذہبی حالت کی نسبت "پایہ تحقیق سے گری ہوئی باتیں " لکھدیا کرتے ہو ' ہم نے عرض کیا تھا کہ جب خود ہی آپ یہ داستان چھیڑتے ہیں تو ذرا کرم فرما آگے بڑھیے ' اور ان حملوں پر لکیر کھینچ کر خاص طور پر توجہ بھی دلائی تھی ' لیکن آج کئی مہینے گذر گئے کہ ایکے انتظار میں چشم براہ ہیں ' اب اسکے سوا کیا چارہ ہے کہ خود ہی آگے بڑھیں ' اور عجیب و غریب کمتی دیدیات کے ممدوح باتوں کو جانے ہیں مگر نہیں بولتے ' انکو اب ایک مرتبہ پوری تفصیل و تشریح کے ساتھ پیش کر دیں -

کالج کے طلبا کی مذہبی حالت کی نسبت ابھی رہنے دیجیے ' سب سے پہلے ہمیں اُن ارکان کالج کی نسبت " جو بعد طور پر سات کروڑ مسلمانوں کے نائب ہیں " یعنے اُس اسلام کے پیروؤں کے ' جس نے پانچ وقت کی نماز پڑھنے کیلیے اور رمضان کا روزہ رکھنے کیلیے فرض کیا ہے ' چند تحقیق طلب باتیں دریافت کرنی ہیں -

ہم نے نماز روزے کا لفظ خاص طور پر اس لیے لکھدیا کہ اجمال کی تفصیل یا لفظ سوسائٹی کیلیے ان لفظوں میں سب سے بڑی چڑھ ہے :

و اذا نادیتم الی الصلوة ' اتخذوها لعباً و هزوا ' ذلك بانهم قوم لا یعقلون (۵ : ۶۳) ورنہ مقصود تمام مذہبی احکام و اعمال ہیں -

هفتهٔ جنگ

جس وقت مسئلہ البانیا سے یونان کی علیحدگی کی خبر آئی ہے ' اسی وقت ہم کو خیال ہوا تھا کہ یہ ایک فرضی اختلاف ہے ' جو صرف اسلیے ہے کہ باب عالی سرویا اور بلغاریا کے تذلل و عاجزی سے زیادہ مغرور نہ ہو جائے ' چنانچہ روزانہ صمیمے میں اس تار برقی کے نیچے یہ خیال ظاہر کر دیا تھا -

لیکن اب ایک تار برقی میں خود لندن کے سیاسی حلقوں کا یہ خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ یونان کی مخالفت کوئی اصلی مخالفت نہ تھی چنانچہ لندن کانفرنس میں وہ اپنے وکلا بھیج رہا ہے -

سرویا اور اسٹریا کا مسئلہ بدستور ہے - وائنا سے ۷ - کی ایک تار برقی میں ظاہر کیا گیا ہے کہ سرویا نے کئی توپخانے دریائے ڈینوب کے کنارے بھیجدیے ہیں ' جو رومانیا اور سرویا کا سرحدی حصہ ہے -

اسٹریا کے وزیر جنگ اور سپہ سالار فوج کا مستعفی ہوجانا بھی یقیناً اس مسئلے سے ایک گہرا تعلق رکھتا ہے -

البانیا کے شرائط کی نسبت اور کوئی تفصیلی خبر نہیں آئی ' لیکن اب لندن کی کانفرنس میں صلح کی طیاریاں ہو رہی ہیں ' ترکی وکلا کا انتخاب ہوچکا ہے صالح پاشا وزیر بحری ' رشدی پاشا وزیر زراعت ' نظامی پاشا سفیر جرمنی مقرر ہوئے ہیں ' اور بار بار یہ بیان کیا گیا ہے کہ لندن میں کانفرنس کے انعقاد کیلیے خود دولت عثمانیہ نے رائے دی تھی - اسلیے ' تاکہ انگلستان کی وزارت خارجہ کے صلاح و مشورے سے مستفید ہو ا

لندن میں خیال کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے بلغاری مقبوضات کا ترکی سے فیصلہ کرلیا جائے گا اور اسکے بعد باقی حصے بحرے کی بابت شروع ہوگی ' اور یہ بات نہایت اہم ہے - کیونکہ بلغاری ریاستوں کی باقی بہت جو نئے مقامات کے حصول میں خارج ہوئی ' اور ترکی کیلیے مفید ' تقسیم کی بحث کو پیچھے ڈالکر ' اس طرح اسکا دفعیہ کر رہا ہے -

۴ دسمبر تک ایڈرنا نوپل کے اطراف میں جنگ جاری رہی ' اور اسی تاریخ کو البانیا کے کاغذات پر دستخط ہوئے ہیں - ناظم پاشا نے مکرر باب عالی کو اطلاع دی ہے کہ ہم سب سے آخر دم تک لڑنے کا فیصلہ کر لیا ہے -

---

یا للاسف و یا للعار !! لیکن ان تمام حالات کے اندر ہم جو کچھ دیکھ رہے ہیں ' اس پر بہت کم لوگوں کی نظر ہوگی -

جب طوفان آتا ہے ' تو آسمان پر بجلی چمکتی ہے ' اسمیں روشنی بھی ہوتی ہے ' لیکن اُس روشنی کو کیا کیجئے جو اپنے عقب میں طوفان کی ایک سخت تاریکی رکھتی ہو؟

ترکوں کے معاملے میں قرن قلعسی کے قلعوں کے سامنے جو طوفان آیا تھا ' وہ خطرناک نہ تھا ' لیکن جو طوفان اب انگلستان کے تجارت خارجہ سے اُٹھنے والا ہے ' اور جسکی بجلی صلح و التوائے جنگ کی صورت میں چمک رہی ہے ' یہی ہے جو موجودہ شیطنت آباد یورپ کے سب سے بڑے شیطان کا تخت بچھائے گا - ہلاکت اور بربادی کے دیو اسکے نیچے سے نکلیں گے ' شرارت اور دسائس کے عفریت اسکے سامنے صف باندھکر کھڑے ہونگے ' اسکے بعد ترس کی ایک یہودی النسل لاش ملکی حیثیت کی قبر سے اٹھکر آئے گی ' ملک کی لعنت کا عصا اسکے ہاتھ میں ہوگا ' عداوت کے بوجھ سے اسکی کمر جھک گئی ہوگی ' اور اس ہئیت مجموع اور صورت

مندرجہ کے ساتھہ - دنیا دیکھے گی - کہ وہ اس تخت کے سامنے آکر سرنسجود ہوگی !

الہلال کے دوسرے یا تیسرے نمبر میں ہم نے ایک افتتاحیہ مضمون " قسطنطنیہ میں تصاویر الحراب " کے عنوان سے لکھا تھا ' اور پھر اسکے بعد نمبر (۱۲) میں ایک دوسرا مضمون " تراجم الحراب و تنافس اقلام " کی سرخی سے لکھا تھا - ناظرین کے پاس اگر الہلال کی فائل محفوظ ہو ' تو براہ کرم ان دونوں مضمونوں پر ایک نئی نظر ڈال لیں ' اور اسکے بعد (مسٹر بلنٹ) کا وہ مضمون پڑھیں جو پچھلے نمبر اور آج کی اشاعت میں " انگلستان اور اسلام " کے عنوان سے درج کیا گیا ہے ' ساتھہ ہی گذشتہ چند ماہ کے حوادث و واقعات کو بھی پیش نظر رکھیں ' اور پھر غور فرمائیں کہ جو خیالات الہلال نے ظاہر کئے تھے (اور جو مسلمانان ہند کے عام خیالات و رجحان کے بالکل مخالف تھے) وہ کہاں تک حرف بحرف ظاہر ہو رہے ہیں ' اور مسٹر بلنٹ کا انکشاف سرانڈرکس درجہ انکا مؤید ہے ؟

ہم نے پہلے مضمون میں لکھا تھا کہ " حزب الحریۃ والا ئتلاف " کی نئی پارٹی پچھلی جماعت کی طرح شخصی اندرونی مناقشات یا اختلاف رائے کا نتیجہ نہیں ہے " بلکہ اجانب کا ہاتھہ اسکے اندر کام کر رہا ہے " اور در اصل انگلستان نے اپنے پرانے علم کامل پاشا کو اسکی قدر سے نکلنے کی زحمت صرف اسلیے دی ہے ' کہ انجمن " اتحاد و ترقی " کی اس قوی وزارت کو کسی طرح شکست دے جو اٹلی سے صلح کر لینے کیلئے راضی نہیں ہوتی ' اور مسئلۂ مصر کے فیصلے میں ایک سخت روک ہے - ہم نے یہ بھی لکھا تھا کہ جنگ طرابلس ' مصر میں لارڈ کچنر کا تقرر ' شورش البانیا ' مسئلۂ بلقان ' اور نئی وزارت کے قیام کی سازشیں ' یہ سب ایک ہی چادر حکمت عملی کے پود و تار گوشے ہیں ' جو انگلستان کے تجارت خارجہ میں طیار کی گئی ہے -

مسٹر بلنٹ کے مضمون کو پڑھئے ' اس تقریرانہ عجلت کو یاد کیجئے جو مختار پاشا کے وزیر اعظم ہوتے ہی اٹلی سے صلح کر لینے میں ظاہر کی گئی ' عبد العزیز شاویش کی گرفتاری کو سامنے لائیے ' جسکی نہ تامل اجازت دیدی گئی ' اور غور کیجئے کہ واقعات کی اصلیت کیا ہے ؟

اسکے بعد پارلیمنٹ ٹوٹ گئی ' اور " حزب الحریۃ " کی وزارت قائم ہوئی - ہم نے دوسرے مضمون میں اس انقلاب کو ایک سخت مصیبت قرار دیا ' اور بعض اشعارات میں اصلیت کی طرف اشارہ کیا - ہم نے لکھا تھا کہ " حزب الحریۃ کا یہ خیال قسطنطنیہ کے برٹش سفارت خانے میں پیدا کیا جا رہا تھا " اور یہ اس طرف اشارہ تھا کہ نئی پارٹی کے قیام کیلئے برٹش سفارت خانے میں مجلسیں منعقد ہوا کرتی تھیں ' اور (طلعت) کے درمیان ایک بتلا دیے تھے ' جنمیں کامل پاشا اور اسکے رفقا وہاں جا کر شریک صحبت ہوا کرتے تھے - ہم نے لکھا تھا کہ " جس حال کے دینے کیلئے کامل پاشا کے دستر پیری کی چادر سے تار نکالے گئے تھے ' اور جسکے لئے اسماعیل کمال نے انگلستان جاکر وہاں کی آقائی سلائیاں لایا تھا " اور یہ اس طرف اشارہ تھا کہ اسماعیل کمال نے عرصہ تک لندن میں رہا تھا ' اور (طلعت) نے لندن سے آئے ہوئے وہ خطوط چھاپ دیئے تھے " جن میں کمال نے کی پرلنٹکل سازشوں کی شہادتیں جمع کی گئی تھیں - ہم نے عدسے نرلا تنن کا ذکر کیا تھا ' جس نے اب البانیا میں خود مختاری کا اعلان کیا ہے ' اور لکھا تھا کہ " اس حال کے سرا خوں میں البانی رہنما کا ذہنک پدوست کیا گیا ہے " یعنے محض اتحاد و ترقی کی وزارت کو شکست دینے کیلئے البانی سازش بھی کی گئی ہے - ہم نے یہ بھی لکھا تھا کہ اسکے اپنے معاصرے

کپاس کی گٹھریاں کھولی گئی تھیں " اور اس سے مقصود یہ تھا کہ ان تمام معاملات کے اندر " مسئلۂ مصر " کے فیصلے کی چابی بھی پوری طرح شامل ہے -

مسٹر بلنٹ کے مضمون سے ان میں سے ہر باب کی توثیق ہوتی ہے ' اور حالات نے بھی یکے بعد دیگرے ظاہر ہو کر ایکی صداقت منکشف کر دیہی ہے - ایک زمانہ تھا ' جب ترکی کا سب سے بڑا دشمن روس سمجھا جاتا تھا ' لیکن اب ہی الحقدہ اسلام کا سب سے بڑا دوست انگلستان ہے ' اور آج دنیا دو سال سے اسلامی دنیا کے مختلف گوشوں میں جو کچھہ ہو رہا ہے ' اسکے اندر ایک ہی ہاتھہ ہے ' جو کام کر رہا ہے - اٹلی کا حملہ اسی وقت شروع ہوا ' جب لارڈ کچنر مصر پہنچ گئے ' اسلیے کہ مسئلۂ مصر کے فیصلے کیلئے یہی وقت موزوں سمجھا گیا تھا ' پھر جب سعید پاشا کی وزارت نے صلح سے انکار کر دیا ' تو کامل پاشا کو اٹھایا گیا ' اور البانیا میں شورش پھیلائی گئی ' اب بلقان کیلئے صلح کی کانفرنس تجویز کی گئی ہے ' اور سر ایڈورڈ گرے یورپ کو دعوت دیتے ہیں کہ البانیا ' جزائر ایجئین اور دردانیل کے مسائل پر بحث کی جائے ' ادھر احکام کے اجرا کیلئے سر ایڈورڈ گرے ہیں ' اور ادھر سرنسجود ہونے کیلئے کامل پاشا - کہا جاتا ہے کہ لندن میں کانفرنس کے انعقاد کی تجویز خود کامل پاشا نے پیش کی ہے ' اور یہ کیا بعید ہے جب ایسا ہونا پیشتر سے طے شدہ تھا - اب جو کچھہ کانفرنس میں ہوگا ' اسکو بھی مسٹر بلنٹ نے پوری صداقت کے ساتھہ سمجھا ہے ' اور تمام حالات اسقدر صاف ہیں کہ تھوڑے سے تامل کے بعد ہر دیکھنے والے عقل آئندہ موسم کی حالت بتلا سکتا ہے

مسٹر بلنٹ نے جس وقت یہ مضمون لکھا تھا ' اس وقت لڑائی کے صرف چند ابتدائی ایام گذرے تھے ' اور صلح کانفرنس کا ابھی کسی کو گمان بھی نہ تھا ' لیکن ناظرین دیکھیں گے کہ انہوں نے لندن میں کانفرنس کے انعقاد کی جسقدر کوشش کی تھی وہ کس طرح صحیح ثابت ہوئی ' اور جسکے ایک حصے کی صحت ' ہمیشہ باقی حصوں کی صحت کیلئے صادق ہوا کرتی ہے -

جس وقت اکہ اس جنگ کے ابتدائی ایام الدنیا جانتا تھا کہ ترکی فوجیں ' یونانی شکستوں اور بلغاروں کی خندریں عبور متقطع تھیں ' صبح کو آنکھہ کھلتی تھی ' تو انتظار ہوتا تھا کہ کہیں قسطنطنیہ کے سقوط ہو جانے کی خبر رویٹر ایجنسی کے دفتر میں نہ پہنچ چکی ہو ' اس وقت ہمارا قلب مضطر ' اور روح عمگیں تھی ' لیکن ناظرین متعجب ہونگے کہ احکمل ' جب کہ عثمانی ثبات و استحکام کی جبل پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے ' شملعا کے استحکام نے متقدمی امیدوں کا خاتمہ کردیا ہے ' بلغاریا کی دلی حالت اور تنافی ایکدوسرے کا قابل انکار صداقت ہے ' اور جنگ نہیں ' بلکہ صلح کا میدان ایک بحر زمین امن و عدل میں گرم ہونے والا ہے ' اس وقت سے بدرجہا زیادہ مضطرب القال ' اور عمگین و محزون ہیں - کیونکہ اس وقت دشمن بما دشمن کی تلوار سے مقابلہ تھا ' جسکا جواب بہر حال تلوار سے دیا جاتا ' اور اب دوست نما دشمن کی صلح سے ہے ' جسکی بابت کیلئے کوئی قعال نہیں :

اسد صلح لواں تا شکیب ایوب سب
کہ دشمن آشتی انگیز و دوست معجزہ سبب

ممکن ہے کہ کانفرنس میں انگلستان کی طرف سے ایک نمایشی حمایت ترکی کیلئے ظاہر کی جائے ' جیسے کہ برلن کانگریس میں لارڈ سالسبری نے اسٹریا کو پوسیدنا اور ہرزیگوینا دلائے ہوئے دکھلائی تھی ' لیکن یہ بھی صرف اسلیے ہوگا کہ بموجب کسی خفیہ قرار داد کے جو بتاید کامل پاشا کے ساتھہ ہو چکا ہے ' ایک معاہدے میں

مصر کا دائمي اور مستقل قبضہ حاصل کر لیا جاے - لارڈ کچنر مصر میں جو کچھہ کر رہے ہیں ' وہ اس امر کا ثبوت ہیں ہے کہ انگلستان اب مسئلہ مصر کا بہت جلد فیصلہ کر دینے کیلیے تیقرار ہو رہا ہے ' اگر پہلا نقشہ کامیاب ہوگیا ہوتا ' اور اتلی طراباس پر قابض ہو جاتی تو کب کا فیصلہ ہو چکا ہوتا ' لیکن کامل پاشا کی بدولت اب بھی کچھہ نہیں گیا ہے - حزب الوطنی پر پے در پے مقدمات ' اور نالائق قومی جماعت کے آخری آرگن (العلم) کے بند کر دینے میں بھی بہت سي مصلحتیں مضمر ہیں -

---

"حق احوت" یا حق جہاد ؟

ہم ان خیالات کو پچھلی اشاعت سے بھی پیشتر ظاہر کرنا چاہتے تھے ' مگر پھر اس خیال نے خاموش کردیا کہ وقت نازک ' اور جو کچھہ ہندوستان میں ہو رہا ہے بہت قیمتی ہے ' ممکن ہے کہ اس طرح کي اشاعات سے بعض غیر مستقل طبیعتیں افسردہ ہو جائیں - لیکن اب دیکھتے ہیں تو الحمد للہ اپنے اخوان ملت کے موجودہ جوش دینی اور غیرت ملی کو اس سے بدرجہا ارفع پاتے ہیں کہ وہ ان خیالات سے متاثر ہو - مسلمانان ہند کو صرف اپنا فرض محسوس کرنا چاہیے - جو لوگ ترکوں کی مدد کو " حق اخوت " یا کسي اور ایسے ہی لفظ سے تعبیر کرتے ہیں ' وہ درحقیقت سچ بولکر بھی سچ کو بالکل خالص رکھنا نہیں چاہتے -

بیشک ترک انسان ہیں اور بدر مظلوم ' پس دنیا میں ہر منصف اور نیک روح کیلیے انکی مدد انساني همدردی اور نوع پرستي میں داخل ہے ' لیکن ہم صاف صاف کہتے ہیں کہ مسلمانان ہند کے لیے انکي مدد نہ تو محض حق اخوت ہے اور نہ محض انساني همدردي ' بلکہ صریح اور بس طور پر " حق جہاد و قتال في سبیل اللہ " ' ولو کرہ الکافرون ' و من تدعهم من المنا فقین والمتفرنجین المارقین -

پس مسلمانوں کو صرف اس امر پر نظر رکھنی چاہیے کہ دنیا کا ایک اسلامي حصہ ہے ' جسپر صلیب نوازوں نے (لعنهم اللہ) حملہ کر دیا ہے ' مسلمان معاهدین کی ہزاروں لاشیں تڑپ چکي ہیں اور رحمیوں کی کثرت سے قسطنطنیہ کی مسجدیں تک بھر گئي ہیں ' ایسي حالت میں اسلام اپنے اپنا حق طلب کرتا ہے ' اگر انھوں نے اس فرض کے انجام دینے میں ذرا بھي غفلت کی ' تو یاد رکھیں کہ قیامت کے دن اللہ کے آگے یہ عذر نہیں چلےگا کہ " کامل پاشا کي محمدش پارٹي تو سرور وزارت تھی " اسلیے ہم ہزارہا مسلمان رحیموں کي مدد سے باز رہے "

مطرہ مستقبل

موجودہ حالات میں صرف دو صورتیں ہیں ' جنمیں امید کی جھلک پائی جاتي ہے ' یا قسطنطنیہ میں عام فوجي و ملي جوش و اضطرار کا ظہور ' اور جو نوجوان ترک کامل پاشا کے تسلط اور قید کرنے سے بچ رہے ہیں ' انکا خروج ' تاکہ وزارت میں تبدیلي ہو - قسطنطنیہ کی موجودہ حالت نہ ہے اکثر لیڈر گرفتار کرلیے گئے ہیں ' اخبارات بند ہیں ' اور " طنین " گو جاري ہے مگر قلم تفتیش کے زیر احتساب - وہ نطل دستور ' وہ قہرمان حریت ' وہ عربي النسل عظیم الشان عثمانی ' وہ قسطنطنیہ کا ایک هي خادم ملت ' یعنے محمود شوکت پاشا ' معلوم ہوتا ہے کہ آجکل نہایت بیقرار ہے ' اور سعي و جہد سے عامل نہیں ' لیکن محالفین کا استبداد و احاطہ مہلت کار نہیں دیتا - (المؤید) کا نامہ نگار [جسکے لیے یقیناً کامل پاشا سے بھي کوئي ماہوار رشوت کا وظیفہ مقرر کر دیا ہے ' جس طرح مختار پاشا کے تئیں پاونڈ مقرر کئے تھے ' اور جس کو حال کی ایک ملاقات میں کامل پاشا نے گرم قہوے کي پیالی دیکر ' اسکے اختیار کی ملت فروشی کے پارے کو انتہائی درجے تک چڑھا دیا ہے) خبر دیتا ہے کہ انجمن اتحاد و ترقی کے ممبر آجکل زیر ریاست شوکت پاشا ایک نئي فوجی اور وقتی وزارت قائم کرنے کی فکر میں ہیں ' اور نہ تحقیق معلوم ہوا ہے کہ شوکت پاشا کی آمد وزارت ولی عہد سلطنت کے یہاں بہت بڑھی ہوئی ہے -

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ نسل اسلامی کا یہ سب سے بڑا سپاہی باوجود مخالفین کے استبداد و تسلط کے ' خدمت ملت سے دستکش نہیں ہوا ہے ' اور عجب نہیں کہ اللہ تعالی ایک هیجان داخلی پیدا کرکے آمال مفسدین و حائدین ملت کو اُسکی دفع حماقت سے ویسی ہی سزا دلادے ' جیسی جولائی سنہ ١٩٠٧ ع میں بس دن تک اتحادی سودانیوں کو دلائی تھی وما ذلک علی اللہ بعزیز -

اور نا پھر دول یورپ کے باهمی رقیبانہ تعلقات ' اسٹریا اور سرویا کی پیچیدگی ' اتلی اور یونان کی کشیدگی ' اتحاد ثلاثہ کا اتلاف ثلاثہ سے اختلاف ' اور جرمنی کا موجودہ رویہ ' امید دلاتا ہے کہ شاید یورپ کے چند تکروں پر اسلام کے گذشتہ قافلۂ حکومت کے جو دو آخری نقش قدم باقی رہگئے ہیں ' انکے مٹانے کی مہلت کچھہ دنوں کیلیے ٹرھا دي جاے - اسٹریا کے روس جنگ کی بدولت اس امید کو قوی کرتی ہے اور عجب نہیں کہ اس ہفتے کے اندر ہی معاملات میں ایک تغیر عظیم ہو -

---

بقیہ عثماني داك

٦٠٠ - بلغاري مقتول اور بیشمار غنیمت

—*—

تار عالی اطلاع دیتی ہے کہ ہماری فوج کا دشمن کی فوج سے ایک موقع (پوریش) پر مقابلہ ہوا ' جسمیں ٦٠٠ بلغاری مارے گئے - غنیمت میں بیشمار بندوقیں اور بکثرت سامان غنیمت ہاتھہ آیا -

---

عثماني توپخانے کي آتشباري

عثماني جنگي جہاز جو چنلقا کے ساحل پر لنگر انداز ہیں ' دشمن کي اس فوج پر آگ برسا رہے ہیں ' جو ساحل کے قریب موجود ہے - کل توپوں کی شدت آتشباری سے مجبور ہو کر دشمن کی فوج ١٠ میل شمال کی طرف فرار کر گئی -

---

ناموراں غزوۂ بلقان

آئندہ نمبر سے " ناموراں غزوۂ طراباس " کی طرح " ناموراں غزوۂ بلقان " کا باب بھی شروع کردیا جاےگا ' چونکہ اب تک جنگ کے تفصیلی حالات نہیں آئے ہیں ' اسلیے عام خبروں اور عربی مراسلات کے تراجم کے سوا مخصوص طور کا کوئي مضمون نہیں لکھا جا سکا -

---

کوئی خبر نہیں

اس ہفتے کوئی خاص تار دفتر میں نہیں پہنچا لیکن قسطنطنیہ کے عام قومي آراؤ رجحان کي تحقیق کیلیے ہم تار روانہ کر چکے ہیں -

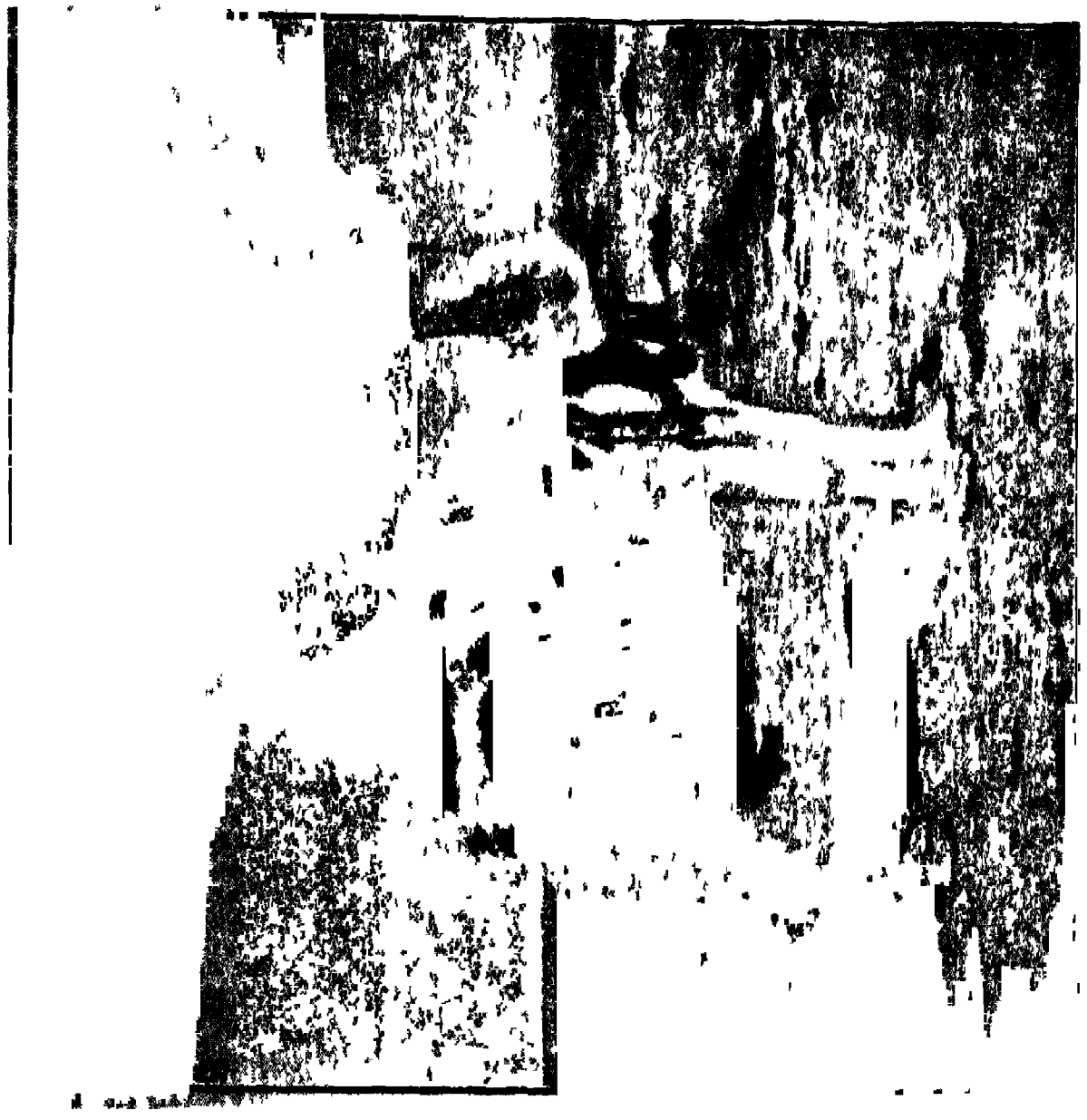

يا للعار ! ! !

—:*:—

اين شرف الاسلام ؟ وايـن صحد المسلميـن ؟ هـل فقـد المسلمون كل ذالـک ؟ ام علـى قلـوب اقفالهـا ؟ ؟

طرابلس کی مسجد کے مینارے پر ایک اٹالین سپاہی چڑھ گیا ہے، تاکہ شہادت گاہ توحید پر صلیب کا علم نصب کرے

— * —

اللـه اللـه ايها لمسلمـــون ! !

هل بعد هد الدل تسكنون ؟ واى عيش بعده تطلبون ؟ وعلى اى شى تحافظون ؟
" فـــاى حديث بعـــده تومنـــون " ؟ ؟ ؟

— * —

اصا بها لعنـــس فى الاســـلام فامتهنت * حتـــى حلت صنـــه اقـــطار و بلـــدان
تبكـــى الحنيفـــة البيضـــاء مـــن اسف * كـــمـا تبكـــى لفـــراق الالـف هيمـــان
على ديـــار مـــن الاســـلام خـــاليـــه * قـــد اقـــفرت و لهـــا بـالصـد عمـــار
حتـــى المحاريب تبكى وهى جـــامدة * حتـــى المنـــابر ترثـــى وهى عيـــدان
الا نفـــوس ابيـــات لهـــا هـــمـــم * امـــا علـــى الـــدنس انصـار واعـــوان ؟
لمثـل هـــذا يذوب القلب مـــن كمد * ان يـــكن فى القـــلب اسلام و ايمـــان

— * —

ملی پولی کی جامع مسجد کے محراب و منبر، جنہوں نے "اللہ اکبر" کی صدائے توحید نہیں، اور جنکے سامنے صفوف صلوٰۃ و دعا کی جگہ بلغاری صلیب پرستوں کے بوٹوں کا گرد و غبار اڑ رہا ہے ! !

الهلال

١١ دسمبر ١٩١٢

عید اضحیٰ

الله اکبر ! الله اکبر ! لا اله الا الله والله اکبر !

الله اکبر ولله الحمد ! !

اسوۂ ابراهیمی و حقیقت اسلامیہ، جہاد فی سبیل الله و دعوت الی الله ،

— * —

ملما اسلما وتله للجبين ، وناديناه
ان يا ابراهيم ، قد صدقت الرويا
انا كذالك نجزي المحسنين ، ان
هذا لهو البلاء المبين ، وفديناه
بذبح عظيم ، وتركنا عليه في
الاخرين ، سلام على ابراهيم
(٣٧ : ١٠٣)

— * —

حقیقت اسلامی اور حقیقت اسلامی -

اور یہی وہ عہد و میثاق عبودیت تھا ، جسکا اقرار صحبت ازل کے ہر جرعہ نوش جام "بلیٰ" سے لیا گیا ، اور حقیقت اسلامی کی محبوبیت اولی نے سب کی زبان سے بے اختیارانہ اقرار انقیاد کرا لیا

واذ اخذ ربك من بني آدم من ظهورهم ذريتهم واشهدهم على انفسهم : الست بربكم ؟ قالوا بلىٰ ! (٧ ١٧١)	اور وہ وقت یاد کرو ، جب تمہارے پروردگار نے بنی آدم سے اُنکی ذریت کو (بصورت تعین اولی) نکالا اور اُنکے مقابلے میں خود اُنہی سے شہادت دلادی - اسطرح ، کہ اُن سے پوچھا ، کیا میں تمہارا آمر و حاکم اور رب الارباب نہیں ہوں ؟ سب نے اطاعت کے سر جھکا دئے کہ بیشک ، تو ہی مستحق اطاعت ہے -

اور اِسی حقیقت اسلامی نے سر جھکانے کا نتیجہ وہ سربلندی ہے ، جو انسان کو تمام مخلوقات ارضیہ میں حاصل ہے ، اور جسکی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے صفات کاملہ کا مظہر ، اور زمین پر اُسکا خلیفہ قرار پایا - اس نے جب اللہ کے آگے سر اطاعت جھکا دیا ، تو اللہ نے اُن تمام مخلوقات ارضیہ کو ، جنکے سر اسکے آگے جھکے ہوئے تھے ، حکم دیا کہ اس جھکنے والے کے آگے بھی جھک جاؤ ، کہ من تواضع للہ رفعہ اللہ

ولقد كرمنا بني ادم وحملناهم في البر والبحر ورزقناهم من الطيبات (١٧ ٨٣)	اور ہم نے شرف و کرامت عطا فرمایا نسل انسانی کو اور تمام خشکی اور تری کی چیزوں کو حکم دیا کہ اُسکے مطیع ہو جائیں ، اور اُسکو اُٹھا لیں ، اور اُسکے لیے دنیا میں بہترین اشیا پیدا کردیں -

حقیقت اسلامیہ کا ضد حقیقی یا قوت شیطانی

کائنات کی ہر مخلوق نے اس حکم کی تعمیل کی ، کیونکہ انکے سر تو اسکے آگے جھکے ہوئے تھے ، پر ایک شریر ہستی تھی ، جس نے غرور و تکبر کے ساتھ کفر کا سر اٹھایا ، اور انسان کی اطاعت سے انکار کردیا :

واذ قال ربك للملائكة اسجدوا لادم ، فسجدوا الا ابليس ، ابىٰ واستكبر ، وكان من الكافرين (٢ ٣٤)	اور جب تمہارے پروردگار نے ملائکہ کو حکم دیا کہ نوع آدم کے آگے اطاعت کے سر جھکا دو ، تو سب جھک گئے مگر ایک ابلیس تھا ، جس نے انکار کیا اور کفر و غرور کا سر اُٹھایا ، اور وہ یقیناً کافروں میں سے تھا -

"وكان من الكافرين" کیونکہ اسلام کے معنی جھکنے کے ہیں ، اور کفر نام ہے سرکشی کا - "ابلیس" نے جھکنے سے انکار کیا اور سرکشی کا سر اٹھایا ، پس "وہ ضرور کافروں میں سے تھا" -

یہی ایک شریر طاقت ہے ، جو تمام سرکشیوں اور ہر طرح کے ظلم و طغیان کا عالم میں مبدء ہے ، یہی وہ تاریکی کا اہرمن ہے جو یزدانی نور و ضیاء کے مقابلے میں اپنے تئیں پیش کرتا ہے ، یہی وہ قہرمان ضلالت ہے ، جو انسان کے پاؤں میں اپنی اطاعت کی زنجیریں ڈالکر اسکو اسلامی اطاعت سے دور رکھتا ہے ، یہی وہ ابوالکفر ہے ، جسکی ذریت انسان کے اندر اور باہر ، دونوں میں پھیلی ہوئی ہے ، اور جو جب چاہتا ہے ، انسان کے معبراے دم کے اندر پہنچکر اپنی ضلالت کے لیے راہ پیدا کرلیتا ہے ، اور یہی وہ اسلام کی حقیقت کا اصلی ضد ، اور اسکی قوت ہدایت کا قدیمی دشمن ہے ، جس نے اپنے کفر کے پہلے ہی دن کہدیا تھا کہ -

قال ارءيتك هذا الذي كرمت علي لئن اخرتن الى يوم القيامة لاحتنكن ذريته الا قليلاً (١٧ : ٦٥)	شیطان نے آدم کی طرف حقارت کے ساتھ اشارہ کرکے کہا کہ یہی ہے جس کو تو نے مجھ پر عزت دی ہے - لیکن اگر تو مجھکو روز قیامت تک مہلت دے ، تو میں اپنی قوت ضلالت سے اِسکی تمام نسل کو تباہ کردوں ، الا تھوڑے سے لوگ ، جن پر میرا حادو نہ چلے گا ، میری حکومت سے باہر رہجائیں گے -

لیکن خدا تعالے نے یہ کہکر جھڑک دیا کہ

اذهب فمن تبعك منهم ، فان جهنم جزاؤكم جزاء موفورا واستفزز من استطعت منهم بصوتك ، واجلب عليهم بخيلك ورجلك ، وشاركهم في الاموال والاولاد وعدهم ، وما يعدهم الشيطان الا غرورا (١٧ : ٦٦)	جا دور ہو ، جو شخص نسل آدم میں سے تیری متابعت کرے گا ، اسکے لیے اور تم سب کیلیے عذاب جہنم کی پوری پوری سزا ہوگی - ان میں سے جس جس کو تو اپنی پر فریب صداؤں سے بہکا سکتا ہے ، بہکالے ، ان پر اپنی فوج کے سواروں اور پیادوں سے چڑھائی کردے ، انکی مال و دولت اور اولاد و فرزند میں شریک ہو کر اور ایک حصہ لگا ، اور ایسے جھوٹے وعدے کرسکتا ہے کرلے ، شیطان کے وعدے محض دھوکے اور فریب سے زیادہ نہیں ہیں -

پھر یہی ہے جس کو جہاں تم اپنے سے خارج دیکھو ، تو خود اپنے اندر تلاش کرو ، اسکے حکم ضلالت نے احکام دونوں جگہ جاری ہیں - وہ کبھی تمہاری رگوں کے اندر کے خون میں اندر ہی اندر کو آنا دیتا ہے تاکہ تم پر اندر سے حملہ کرے ، کبھی باہر سے آکر تمہارے دماغ وحواس پر قابض ہو جاتا ہے تاکہ تم کو اپنے آگے جھکا کر خدا کے آگے جھکنے سے باز رکھے - وہ کبھی تمہارے مال و متاع میں ، کبھی محبت اہل و عیال میں ، اور کبھی عام محبوبات و مرغوبات دنیویہ میں شریک ہو جاتا ہے ، اور اسطرح تمہاری ہر سعی خدا کی جگہ اسکے لئے ہو جاتی ہے - تم جلتے ہو تو اسکے لیے ، کھاتے ہو تو اسکے لیے ، اور پہنتے ہو تو اسکے لیے ، حالانکہ حقیقت اسلامی چاہتی ہے کہ تم جو کچھ کرو خدا کے لیے کرو -

هر تاریکي جو روشني کو چھپانا چاھتي ھے ' ھر سیاھي جو سفیدي کے مقابلے میں ھے ' ھر تمرد و سرکشي جو اطاعت الٰھي کي ضد ھے ' اور ھر وہ شے ' جو حقیقت اسلامي سے خالي ھے ' یقیناً وہ کہ شیطان ھے اور دنیا کي ھر لذت ' اور ھر راحت ' جسکا انہماک اس درجہ تک پہنچ جائے کہ وہ حقیقت اسلامي کے انقیاد پر غالب آجائے ' شیطان کي ذریت میں داخل ' پس اسکے وجود کي نسبت کیوں سوچتے ھو کہ وہ کیسا ھے اور کہاں ھے ؟ اسکو دیکھو کہ وہ تمہارے ساتھہ کر کیا رھا ھے ؟ - (مسیح) نے کہا کہ ایک نوکر دو آقاؤں کو خوش نہیں کرسکتا ' اور قرآن کریم کہتا ھے کہ :

ما جعل الله لرجل من قلبین في جوفه (۳۳ : ۴) — اللہ نے کسي انسان کے پہلو میں دو دل نہیں رکھے ھیں - بلکہ دل ایک ھي ھے -

پس ایک دل کے سر بھي دو چوکھٹوں پر نہیں جھک سکتے ' اور دنیا میں دل ھي ایک ایسا جوھر ھے ' جسکي تقسیم نہیں ھوسکتي - یا وہ قوت شیطاني کا مطیع و منقاد ھوگا ' یا قوت رحماني کا - یا وہ شیطان کا عبادت گذار ھوگا ' یا خدائے رحمان کا - اور عبادت و پرستش سے مقصود بھي نہیں ھے کہ پتھر کا ایک بت تراش کر اسکے آگے سر بسجود رھو - یہ تو وہ ادنیٰ شرک ھے ' جس سے قریش مکہ کا خیال بھي بلند تھا - بلکہ ھر وہ انقیاد ' ھر وہ سخت و شدید انہماک ' اور ھر وہ استغراق و استیلا ' جو حقیقت اسلامي کے انقیاد اور محبت الٰھي پر غالب آجائے اور تم کو اسطرح اپني طرف کھینچ لے کہ جسکي طرف تمہیں کھنچنا تھا ' اسکی طرف سے گردن موڑ لو ' در حقیقت وھي تمہاري پرستش و عبادت کا بت ھے اور تم اسکے بت پرست ' اور اصلي و حقیقي شرک کے مشرک - یہي سبب ھے کہ حقیقت شناسان توحید نے فرمایا : من شغلک عن الله فھو صنمک ' و من الھاک فھو مولاک (جس چیز نے تم کو اللہ سے الگ کر کے اپني طرف متوجہ کرلیا ' وھي تمہارے لئے بت ھے ' اور تم اسکے پوجنے والے ھو) - خواہ وہ جنت کي ھوس اور حور و قصور کا شوق ھي کیوں نہ ھو ؟ (رابعۂ بصریہ) سے جب پوچھا کہ : ما الشرک ؟ شرک کي حقیقت کیا ھے ؟ تو اس نے کہا کہ طلب الجدۃ ' و اعراض عن ربہا - جنت کي طلب کرنا ' اور مالک جنت کي طرف سے عافل ھوجانا ! یہي سبب ھے کہ قرآن کریم نے ھوائے نفس کو معبود و الٰہ کے لفظ سے تعبیر کیا ھے :

افرایت من اتخذ الٰھه ھوٰہ ؟ ( ) — کیا تم اس گمراہ کو نہیں دیکھتے ' جس نے اپني ھوائے نفس کو معبود بنالیا ھے ؟

اور کس قدر میرے مطلب کو واضح تر کر دیتي ھے سورہ یاسین کي وہ آیت ' جبکہ فرمایا کہ :

الم اعھد الیکم یا بني ادم ان لا تعبدو الشیطان ' انه لکم عدو مبین ' و ان اعبدوني ھذا صراط مستقیم ! (۳۶ : ۶۰) — کیا ھم نے تم سے اے اولاد آدم ؟ اسکا عہد نہیں لے لیا تھا کہ شیطان کي پرستش سے دار رھو ' کیونکہ وہ تمہارا ایک کھلا دشمن ھے اور صرف ھماري ھي عبادت کرو کہ یہي ھدایت کي حقیقي راہ ھے ؟

یہاں شیطان کي اطاعت کو بندگي اور عبادت کے لفظ سے تعبیر کیا ' اور عبادت الٰہي کے اس عہد و میثاق کو یاد دلایا ' جو " الست بربکم " کے سوال کے جواب میں تمام بني آدم سے لیا جا چکا ھے - پس حقیقت اسلامي یہ چاھتي ھے کہ انسان قوت شیطانی سے بالکل ھوکر صرف خدا تعالیٰ کا ھو جائے ' اور اسکے آگے سر انقیاد جھکا کر اپنے " میثاق بلیٰ " کي تجدید کرے - تاکہ وہ اللہ کا بندہ ھو ' اور اللہ کا بندہ وھي ھے جو شیطان کا نہیں ھے :

ان " عبادي " لیس لک علیھم سلطان وکفی بربک وکیلا (۱۷ : ۶۷) — خدا نے اپني صرف نسبت دي کہ " ان عبادي " جو لوگ میرے بندے ھیں ' حالانکہ کون ھے جو اسکا بندہ نہیں ھے ؟ مگر مقصود یہ تھا کہ میرے بندے تو وہي ھیں ' جو صرف میرے لیے ھیں ' لیکن جنھوں نے میرے آگے جھک کر ' پھر اپنے سر کو دوسري چوکھٹوں پر بھي جھکا دیا ھے ' تو در اصل انھوں نے بندگي کا رشتہ کاٹ دیا - گو وہ میرے تھے ' لیکن اب میرے باقي نہیں رھے ' کیونکہ انھوں نے توحید محبت کو شرکت غیر سے محفوظ نہیں رکھا [افسوس کہ یہ موقعہ اس بیان کي تشریح و تفصیل کا مقتضي نہیں ' اور مطالب اصلی منتظر رجوع]

رجوع الی المقصود

پس لفظ اسلام کے معنے ھیں کسي چیز کے حوالہ کردینے ' دے دینے ' اور گردن رکھدینے کے ' اور یہي حقیقت دین اسلام کي ھے کہ انسان اس رب الارباب کے آگے اپني گردن رکھدے ' اور اس انقطاع ' اور انقیاد حقیقي کے ساتھہ ' گویا اس نے اپني گردن اسکے سپرد کردي اور کوئي حق و ملکیت اور مطالبہ اسکا باقي نہیں رھا - اب وہ اپني کسي شے کا ' خواہ وہ اسکے اندر ھو یا باھر ' مالک نہیں رھا ' بلکہ ھر شے اسي قوت الٰہیہ کي ھوگئي ' جسکا نام " اسلام " ھے -

مہالک و خطرات حیات

انسان کے اندر اور انسان کے باھر ' سیکڑوں مطالبات ھیں ' جو اسکو اپنے طرف کھینچ رھے ھیں - اسکے اندر سب سے بڑے مظہر ابلیس ' یعنے نفس کي قوت قاھرہ کا دست طلب بڑھا ھوا ھے ' اور وہ ھر دم اور ھر لمحے اسکي ھر شے کو اس سے مانگ رھا ھے تاکہ اسکو حدائي جگہہ اپنا بنا لے - باھر دیکھتا ھے تو معجزات دنیوي اور مہالک حیات کے دام قدم قدم پر بچھے ھوے ھیں ' اور جسطرف جاتا ھے ' اس سے اسکا قلب و دماغ مانگا جاتا ھے تاکہ اسے خدا سے چھین لیں - حدثات اور حوادثوں کے بے اعتدالانہ اقدامات کي فوجوں نے اسکے دماغ کا محاصرہ کرلیا ھے ' اور آزمایشوں اور امتحانوں کي کثرت سے اسکا ضمیر اور دل ایک دائمي شکست سے مجبور ھے - اھل و عیال ' عزت و جاہ ' مال و دولت کے " قناطیر مقنطرہ " اور تمام وہ چیزیں ' جنکو قرآن زینت حیات دنیا سے تعبیر کرتا ھے ' اسکے کمزور دل کیلئے اپنے اندر ایک ایسی پرکشش سوال رکھتي ھیں ' جسکو رد کرنا اسکے لیے سب سے بڑي آزمایش ھو جاتا ھے :

زین للناس حب الشھوات من النساء و البنین و القناطیر المقنطرة من الذھب و الفضة و الخیل المسومة و الانعام و الحرث - (۳ ۱۲) — انسان کي حالت اس طرح کي واقع ھوئی ھے ' کہ اسکے لیے دنیا کی مرغوب چیزوں مثلاً اھل و عیال ' سونے چاندي کے ڈھیر ' عمدہ گھوڑے ' مویشی اور کشت کاري میں بڑي دلبستگي ھے -

پس انقیاد اسلامي کے معنی یہ ھیں کہ انسان اپني جنس دل و جان کے بہت سے خریدار نہ بنائے ' بلکہ ایک ھي خریدار سے معاملہ کرلے - وہ ان تمام مانگنے والوں سے جنکے ھاتھہ اسکي طرف بڑھے ھوے ھیں ' اپنے تئیں بچائے ' اور اس ایک ھاتھہ کو دیکھے ' جو باوجود اسکي طرح طرح کي وفائیوں کے پھر بھي وفاے محبت کے ساتھہ اسکي طرف بڑھا ھوا ھے ' اور گو اس نے اپنے متاع دل و جان کو کتنا ھي ناقص اور خراب کر دیا ھو ' لیکن پھر بھي بہتر سے بہتر

قیمت دیکر خرید نے کیلئے موجود ہے ' اور صدائے محبت " من تقرب الي شبرا ' تقربت اليه ذراعا" (١) سے ہر آن و ہر لمحہ عشق نواز ہر قلب مشتاق ہے - یہ خواہ کتني ہی پیماں شکنیاں کرے ' لیکن وہ اپنا عہد محبت آخر تک نہیں توڑتا کہ یا ابن آدم ! لو دنوب عنان السماء ثم استغفرني ' لغفرت لک (٢) اور جسکي وفاے محبت کا یہ حال ہے کہ خواہ تم تمام عمر اُسے اپنے سے کتنا ہی روٹھا ہوا رکھو ' لیکن اگر انابت و اضطرار کا ایک آنسو بھي سفارش کے لیے ساتھہ لیجاؤ تو وہ پھر بھي منے کیلئے طیار ہے - اور جس کے دروازے سے خواہ کتنا ہی بھاگو ' لیکن پھر بھی اگر شوق کا ایک قدم بڑھاؤ تو وہ دو قدم بڑھکر تمہیں لینے کیلیے منتظر ہے " الا طال شوق الابرار الی لقائی ' وانا الیهم لاشد شوقا (٣) ولنعم ما قیل

عاشقاں ہر چند مشتاق جمال دلبر اند
دلبراں بر عاشقاں از عاشقاں عاشق ترند

جسکا دروازۂ قبولیت کبھی بند نہیں ' اور جسکے یہاں مایوسی سے بڑھکر اور کوئی جرم نہیں ۔

قل یا عبادي الذین اسرفوا علی انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ، ان الله یغفر الذنوب جمیعا ' انه هو الغفور الرحیم (٣٩ : ٥٤) ·	اے وہ میرے بندو ! کہ گناہوں میں ڈوب کر تم نے اپنے نفوس پر سخت زیادتیاں کی ہیں ' خواہ تم کیسے ہی عرق معصیت ہو ' مگر پھر بھی اُس محبت مرما کی رحمت سے نا امید نہو - یقیناً وہ تمہارے تمام گناہوں کو معاف کردیگا ' بیشک وہي درگذر کرنے والا ہے اور اسکي بخشش رحم عام ہے -

با گنہگاراں بگویم تا بیندارند دل
من وفاے دوست را در بے وفائی یافتم

(٤)

اب اسقدر توطیۂ و تمہید کے بعد قران کریم کی طرف رجوع کرو کہ وہ اسی حقیقت اسلامی کو بار بار دہراتا ہے یا نہیں ؟ اول تو جو لفظ اسلام ہی اس حقیقت کے وضوح کیلیے کافی ہے ' لیکن اگر کافی نہو ' تو جس قدر کہہ چکا ہوں ' اس سے زیادہ کہنے کیلیے ابھي باقی ہے -

قران کریم میں جہاں کہیں اسلام کا لفظ آیا ہے ' اور کیجیے تو اس حقیقت کے سوا اور کوئی معني ثابت نہونگے ·

ومن یسلم وجهه الی الله وهو محسن ' فقد استمسک بالعروة الوثقی (٣١ : ٢١)	اور جس کسي نے اپنا منہ اللہ کی طرف جھکا دیا (یا اپنی گردن اللہ کے حوالے کردي) اور اعمال حسنہ انجام دے ' تو اس دین الٰہی کی مضبوط رسي اسکے ہاتھہ آگئی -

ایک دوسري جگہہ فرمایا -

ومن احسن دینا ممن اسلم وجهه لله وهو محسن (٤ : ١٢٥)	اور اس شخص سے بہتر کس کا دین ہوسکتا ہے جس نے اللہ کے لیے اپنا سر جھکا دیا (یا اللہ کے لیے حوالے کردیا) اور اعمال حسنہ انجام دیے ؟

سورۂ ال عمران کی ایک آیت میں جو اسلام کي حقیقت کي تفصیل و تشریح کیلیے ایک جامع ترین آیت ہے ' اسلام کا ذکر کرتے ہوے فرمایا

ان الدین عند الله الاسلام (٣ : ٢٢)	دین اللہ کے یہاں صرف ایک ہي ہے اور وہ اسلام ہے -

پھر اسکے بعد کہا

وان حاجوک ' فقل اسلمت وجهي لله ومن اتبعني ' وقل للذین اوتوا الکتاب والامیین ءاسلمتم ؟ فان اسلموا ' فقد اهتدوا ' وان تولوا ' فانما علیک البلاغ ' والله بصیر بالعباد (٣ : ١٨)	اور اگر منکرین اس بارے میں تم سے حجت کریں تو کہدو کہ میں نے اور میرے پیروؤں نے تو صرف اللہ ہی کے آگے اپنا سر جھکا دیا ہے - اور پھر یہود و نصارا اور مشرکین عرب سے پوچھو کہ تم بھي اسکے آگے جھکے یا نہیں ؟ سو اگر وہ جھک گئے (یعنے مسلم ہوگئے) تو بس انھوں نے ہدایت پالی اور اگر انھوں نے گردنیں موڑ لیں ' تو وہ جانیں ' اور انکا کام جانے - تمہارا فرض تو حکم الٰہی پہنچا دینا تھا ' اور اللہ اپنے بندوں کو ہر حال میں دیکھہ رہا ہے -

اسي طرح ایک دوسری جگہہ تعلیم فرمایا کہ کہو ·

وامرت ان اسلم لرب العالمین - (٤٠ : ٦٨)	اور مجھکو حکم دیا گیا ہے کہ ہر طرف سے منہہ پھیر کر اسکے آگے جھک جاؤں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے -

اسلام کے مقابل "ولی" اور "تولی"

یہی وجہہ ہے کہ قران کریم میں ہر جگہہ اسلام کے ساتھہ منکرین اسلام کیلیے "ولی" اور "اعرض" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے ' "ولی عن الشی" کے معنے لغت میں "اعرض" کے ہیں اور "تولی عنه" اي "اعرض عنه" ہر جگہہ پاوگے ' یعنے کسی چیز کی طرف سے منہ موڑ لینا ' اور گردن پھیر لینی —

واذا تتلی علیهم ایاتنا ولی مستکبرا کان لم یسمعها (٣١)	اور جب ان میں سے کسی منکر کو قران کی آیتیں سنائی جاتی ہیں تو ہیچمان غرور سے اکڑتا ہوا گردن پھیر کر چل دیتا ہے -

اسی طرح اور سینکڑوں مقامات میں فرمایا · "فان تولوا ' فقل حسبی الله" اگر وہ قدیمي طرف سے گردن پھیر لیں تو کہدے کہ مجکو خدا بس کرتا ہے - "واذا علی اثارهم نفرا" جب کفار کے آگے ذکر الٰہی کرو تو وہ بیچمے کی طرف منہ موڑ کر نفرت کناں چل دیتے ہیں -

چونکہ اسلام کی حقیقت اللہ کے آگے سر کا جھکا دینا ' اور اپني گردن سپرد کر دینا ہے ' اسلیے اس سے انکار کو ہر جگہہ "تولی" اور "اعرض" سے تعبیر کیا گیا -

کذالک یتم نعمته علیکم لعلکم تسلمون - فان تولوا فانما علیک البلاغ المبین (١٦ : ٨٣)	اور اسی طرح اللہ اپني نعمتیں تم پر پوري کرتا ہے تاکہ تم اسکے آگے جھکو ' اور اے پیغمبر ! اگر نادان اسکے بھي لوگ گردن نہ جھکائیں ' تو تمہارا فرض تو صرف حکم الٰہي پہنچا دینا ہي ہے -

---

(١) صحاح کي مشہور حدیث قدسي ہے کہ اللہ تعالے انسان کو مخاطب کرکے فرماتا ہے " جو شخص میري طرف ایک بالشت بھر بڑھے گا ' میں ایک گز بڑھکر اس سے ملونگا (٢) اے ابن آدم ! اگر تیرا گناہ اسقدر بڑھجاے کہ زمین سے لیکر آسمان تک اسکا ایک سقوف بن جاے ' لیکن پھر بھي اگر تو توبۂ و انابت کا سر جھکائیں گا ' تو مایوس نہو کہ میں تجھے بخشدونگا -

(٣) یعنے میرے دیدار کیلیے میرے مشتاقوں کا شوق بڑھا ہوا ہے حالانکہ میں انکے لیے اسے زیادہ مشتاق ہوں - (صاحب مدارس نے ابي درداء کي روایت سے اس حدیث قدسي کو لکھا ہے ' اور پھر امام غزالي احیاء میں لاے ہیں ' لیکن احادیث کے بارے میں امام صاحب کي سے احتیاطیاں حس حد تک پہنچي ہوئي ہیں ' ارباب نظر سے مخفي نہیں - مجھے یہ حدیث لکھتے وقت یکایک یاد آگئي اور ذوق مطالعہ سے بے اختیار ہو کر لکھہ گیا ' لیکن اب کہ پروف دیکھہ رہا ہوں ' ظاہر کر دینا چاہوں کہ اس حدیث کو طبعاط معني نے لکھا ہے نہ بلحاظ الفاظ - چونکہ اسکا مطلب مشہور حدیث صحیح " من تقرب الی شبراً تقربت الیه ذراعاً " کے بالکل مطابق ہے ' اسلیے اسکا ذکر احتیاط حدیث کے صدمي نہیں -

مراثی الہلال

فکاہات

خطاب

بہ رائٹ اریبل سید امیر علی

اعماص چلتے وقت مروت سے دور تھا
اُس وقت پاس آپ کا ہونا ضرور تھا

ہر چند لیگ کا نفس واپسیں ہے اب * اس ہستی دو روزہ پہ جسکو غرور تھا
وہ دن گئے کہ بندگہ کو کہتے تھے حرم * وہ دن گئے کہ خاک کو دعوای نور تھا
وہ دن گئے کہ شاں علامی کے ساتھہ بھی * ہر نوالہوس حمار سیاست میں چور تھا
وہ دن گئے کہ " شارع اول " کا حرف حرف * ہم پایۂ کلام سعدگوی طور تھا
وہ دن گئے کہ مسندۂ آخر زماں کے بعد * گویا کہ اب امام زماں کا ظہور تھا
اب معترف ہیں دیدہ وراں قدیم بھی * اس نقش سیمیا میں نظر کا قصور تھا
اس دست مرتعش میں نہ تھی قوت عمل * ایک کاسۂ تہی نہ سر پر غرور تھا
یہ لمعۂ سراب ' نہ تھا چشمۂ بقا * نہ تیرگی تھی ' جسکو سمجھتے تھے نور تھا
آئین بندگی میں تملق کی شان تھی * اخلاص و صدق ' شادۂ مکر و زور تھا
اس کی دکاں کی وہ ہوا ' اب اُکھڑ چلی * جس کے گہرون میں حبس وفا کا وفور تھا
اب نہ کھلا کہ واقف سر تھا اُسی قدر * جو جس قدر مقام تقرب سے دور تھا
ہر دم برادران وطن کی برائیاں ! * طاہر ہوا ' کہ فتدۂ ارباب زور تھا
سب مٹ گیا سیاست سی سالہ کا طلسم * اک ٹھیس سی لگی تھی کہ وہ شیشہ چور تھا

* * *

لے دے کے رہگیا تھا سہارا بس آپ کا * یہ جسم مردہ مستطر دفع صور تھا
امید تھی کہ انکے بدل جائیں گے اصول * مٹ جائیگا نظام جس جو کچھہ قصور تھا
ہو گی کچھہ اب نظام حکومت پہ گفتگو * جس دن کا مستطر کہ ہر اک نا شعور تھا
دینگے برادران وطن کو پیام صلح * آویزش عدث سے ہر اک دل نفور تھا
یہ کیا ہوا کہ آپ نے بھی تیرہی سی کی ؟ * کیا آپ کو بھی زار بہان پر غرور تھا ؟
یا یہ سب ہوا کہ پرا گندہ تھا مزاج * اور دسکہ " آستادہ " میں شور و شور تھا ؟

ممکن ہے اور بھی ہوں کچھہ اسباب نا گزیر
یہ سب سہی ' پہ آپ کو آنا ضرور تھا

(زمانہ)

احیاء دعوت قرآنی و مقتضیات حالیہ

— * —

از مولانا عطا محمد صاحب امرتسری مصنف حقیقت اسلام وغیرہ

جناب مولانا وبالفضل اولانا دام مجدکم - السلام علیکم -
کل مینے آپکے رسالہ الہلال کا اقتباس اخبار وکیل مطبوعہ ۲۶ ماہ رواں میں پڑھا اور از حد مسرور ہوا - مزید اشتیاق میں دفتر وکیل میں اصل الہلال کو دیکھنے گیا اور دیکھتے ہی بے اختیار زبان سے سبحان اللہ اور صل علی نکل گیا - آپ نے مسلمانوں کی ایک اشد ضرورت ہی کو پورا نہیں کیا ' بلکہ ایک سچے اور صحیح اصول پر چلنے کی انکو رہنمائی کی - خدا آپ کی عمر میں برکت دے اور آپ کے پرچہ کی عمر دراز ہو -

ما از تو برخوردیم و تو از عمر برخوردی

میں آپ کو الہلال کے اجراء پر دلی مبارکباد عرض کرکے آپ کی توجہ کو ایک امر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں ' اور وہ یہ ہے کہ قرآن پاک کا یہ فرمودہ بالکل صحیح اور سچ ہے کہ "انتم الاعلون ان کنتم مومنین" اسلیے الاعلون کا انعام حاصل کرنے کے لیے مدعیان اسلام کو مومن بننا لازمی شرط ہے ورنہ اذا فات الشرط ' فات المشروط کا حال ہوگا - پس آپ کے پرچہ کا مقصود اولین یہ ہونا چاہیے کہ مدعیان اسلام کو مومنین کے زمرہ میں داخل کرسکیں ' آپ اس امر کو جانتے ہیں کہ اگر کسی شہر کی میونسپلٹی یہ حکم جاری کرے کہ ہر شخص بازار میں بیٹھیگا ' اسپر ایک آنہ یا دو آنہ جرمانہ ہوگا ' تو اس حکم کے اجراء پر کوئی شہری اس حکم کی خلاف ورزی کا مرتکب نہ ہوگا ' لیکن قرآن کریم میں باوجودیکہ مداهنی اور مطاهی پر متواتر وعید موجود ہیں ' پھر بھی ہم مدعیان اسلام اسکی خلاف ورزی کے مرتکب ہوتے ہیں اور بہت بری طرح پر - اس سے دو بدیہی نتیجے پیدا ہوتے ہیں : یا معاذ اللہ ہمکو قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونیکا یقین نہیں ہے ' یا یقین تو ہے ' لیکن نقد و نسیہ کا فرق ہے ' اور یا خداوند کریم کی وسعت رحمت کے سبب قرآن کریم کی خلاف ورزی کا ڈر نہیں رہا - ان دونوں صورتوں کا مآل واحد ہے کہ ہمکو قرآن پاک پر ویسا یقین نہیں ہے جیساکہ کمیٹی کے ادنے سے ادنے احکام کا ہے ' اور اسی واسطے قرآن پاک کے مواعید کا وہ احترام ہمارے دل میں نہیں ہے ' جو میونسپلٹی کے احکام کا ہے -

پس میرا یقین ہے کہ ہم مدعیان اسلام کے دلوں میں جب تک قرآن پاک کے منجانب اللہ ہونیکا یقین مثل محسوسات کے نہ ہوگا ' ہم میں کسی قسم کی ترقی نہیں ہوسکتی - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے دلوں میں اسم کے منجانب اللہ ہونیکا یقین محسوسات سے بڑھکر تھا ' اور اسی واسطے وہ ترقی کے تمام مدارج کو باوجود ہر طرح کی بے سروسامانی کے اعلے علیین تک پہونچا گئے ہیں -

اسلام پر ایسا یقین مسلمانوں کے دلوں میں صرف دو طرح پر حاصل ہوسکتا ہے - اللہ جل شانہ یا تو ہمکو قلب سلیم عطا کرے اور اسلام کے واسطے ہمارا شرح صدر کردے اور صدیق اکبر رضی اللہ کا دل ہمکو عطا کرے کہ بلا کسی خارجی دلیل کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منجانب اللہ ہونے پر تصدیق قلب حاصل ہو ہمارے یا ایسے محکم دلائل و براہین سے ہم اسلام کی حقیت کو تمام دنیا کے مقابل ثابت کرسکیں کہ سائنس اور فلسفہ کو جائے دم زدن نہ رہے - امر اول کا انحصار تو محض فضل الہی پر ہے اور یشرح صدرہ للاسلام کے تحت میں داخل - لیکن دوسری شق کی نسبت میں چاہتا ہوں کہ الہلال میں اسکے واسطے جگہ نکالی جاوے - اسلام یا قرآن کریم کے ہر عقیدہ کی صداقت ایسے محکم اور بین دلائل سے ثابت کی جاے کہ مشککین فی الاسلام اور منکرین اسلام بشرط توفیق اس سے مستفید ہوسکیں - اس حصہ الہلال میں صرف وہی محققہ دلایل اسلام کی صداقت میں پیش کرنا چاہیئں جو فلسفہ سے بے خوف ہوں اور سائنس سے متزلزل نہوں ' نیز فلسفہ کے وہ قیاسات جو ابھی تک سائنس کے رتبہ کو نہیں پہنچے یا صرف قیاسات ہی ہیں ' اور کسی اسلامی عقیدہ کے مخالف یا معاند انکی تردید کی جاوے -

جب تک مدعیان اسلام کو قرآن کریم کی صداقت پر مثل محسوسات کے یقین حاصل نہ ہوجاے گا ' تب تک اسکے احکام کی تعمیل کا یہی حال رہیگا - ہم سے اگر کوئی شخص یہہ کہے کہ میاں اس سروانح سے ہمکو کیا فائدہ ' اس میں ابھی ایک سانپ گھسا ہے ' تو باوجودیکہ الخبر یحتمل الصدق و الکذب ہے ' ہم ہرگز اس سروانح کے پاس نہ جائینگے - لیکن افسوس ہے کہ باوجودیکہ ہم قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونیکے زبان سے مدعی ہیں ' لیکن اسکے احکام اور مواعید کی سراسر خلاف ورزی کر رہے ہیں - ہم ان مواعید کا اتنا احترام بھی نہیں کرتے ' جتنا ایک شخص کے کہنے کا ' جسکے صدق و کذب کا ہنوز امتحان بھی نہیں ہوا - پس آپ تمام دنیا پر بڑا احسان کرینگے ' اگر الہلال میں صداقت اسلام کے ثابت کرنیکے واسطے اسکا ایک حصہ مخصوص کردینگے -

---

دعوت الہلال کی نسبت

— * —

از جناب نواب حاجی اسماعیل خاں صاحب رئیس دتاولی

مخدومی و مکرمی جناب مالک و اڈیٹر صاحب (الہلال) -

میں اول آپکو مبارک باد دونگا کہ آپنے ایک اولوالعزمانہ کام شروع کیا ہے - شاید اردو میں ایسا اعلی درجہ کا کام ابتک کسی مسلمان کے ہاتھہ میں نہ تھا اور میں دلی دعا دونگا کہ خداوند تعالی آپکو کام یابی اور آپکے کاروبار میں روز افزوں ترقی عطا فرماے -

جیسا کہ جناب کو معلوم ہے ' شاید ایک ہفتے کے قریب ہوا ہے کہ میں نے اپکا اخبار خریدنا اور پڑھنا شروع کیا ہے اور آپ اور آپکے معزز اخبار کے منشا پر اس عرصہ میں کسی قدر غور بھی کیا ہے " پس میں واسطے تعدیل خیال اور اپنے اخوان دینی اور آپکے غور و فکر کے واسطے ان چند سطروں کو لکھونگا - میں اگرچہ آپکے مشن کے کام کو اسوجہ سے نہایت ضروری اور مفید جانتا ہوں کہ اوس سے دینداری پیدا ہوتی ہے اور عالم عقبی کی راہ ہوتا ہے ' مگر میں جناب کے اس دعوے کو کہ انسانی حیات دینداری کے اس قدر تابع ہوجاے کہ ہر قدم پر اوسکو معتبر اور مفید کی ضرورت ہو ' تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہوں -

بلاشبہ یہ خیال اگر کسی کا ہو تو قابل ملامت ہے کہ ہمکو دین کی کچھہ پروا نہیں ہے - ہم تو یوں کرینگے یا یوں نہ کریں گے - اور عالباً یہ گستاخی متصل ہی کفر ہوگی - لیکن کلام بلیغ (لا رهبانية فی الاسلام) اور نیز وہ کھجوروں پر کھجوروں کے پھول ڈالنے سے ممانعت " اور جب اوس سے ضرر ہوا تو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ (انما ان بشر اذا امرتکم بشی من امر دینکم ' فخذوا و اذا امرتکم بشیٔ من رائی ' فانما انا بشر) تمام ہمکوؤں کو بتاتا ہے اور بتاتا ہے کہ دنیا داری کو اسطرح دین کا تابع کرنا ' جیسا کہ جناب کا منشا معلوم ہوتا ہے ' صحیح نہیں ہے ' اور بیشک ہم مسلمان آزاد ہیں کہ دنیوی معاملات میں (الہلال کی خریداری یا عدم خریداری میں) اپنی مصلحت کے اوپر کاربند ہوں -

آیت شریفہ (لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین) کے یہ معنی لگانا کہ قرآن پاک ہی میں ہر ایک ایجاد و اختراع اور مشرقی اور مغربی فلسفہ کے توازن کا توضیحات تذکرہ حقیقیہ موجود ہے " میرے نزدیک کلام الہی کی بے ادبی ہے اور میرا عقیدہ یہ ہے کہ ارشادات فرقانی کا رتبہ اس سے بہت برتر ہے - معاش اور معاد ضرور دو جداگانہ شے ہیں ' اور ایکو گڈ مڈ کرنا باعث خرابی ہے -

میں جناب کی اور ہر اوس شخص کی ' جو نیک نیتی سے اصلاح چاہے ' بلا لحاظ اسکے کہ اسکی راے صحیح ہو یا نہو ' دلسے تعظیم کرتا ہوں ' اور امید کرتا ہوں کہ جناب میری اس تحریر سے ناراض نہ ہونگے ' اور یقین فرمائینگے کہ میں اپکی ترقی کا خواہاں ہوں اور یقیناً میری اس دعا میں آپ شریک ہونگے کہ اللہ تعالے مسلمانوں کو اوس راستہ پر لاے ' جو اوںکی دنیا اور دین " دونوں کے واسطے بہتر ہو ' اور اللہ تعالے اس گمراہی سے اوںکو نکالے " جسکی وجہ سے وہ تباہی میں پڑے ہوے ہیں -

مقالات

انگلستان اور اسلام

— * —

ایک محرم سیاست (مسٹر بلنٹ) کا انکشاف حقیقت
اور الهلال کے قیاسات و آرا کی توثیق

(۲)

ایک مسیحی صوبے کا کسی حکومت مسیحی کو واپس ملجانا حائز سمجھا جاسکتا ہے' نہ کہ ایک ایسے صوبہ کا ' جو خالص اسلامی ہو ' اور جسکو دشمنان اسلام ابھی تک فتح نہ کرسکے ہوں ' جسمیں بہادر عرب غیر مسلموں کے حلاف اب تک جہاد فاتحانہ میں مشغول ہوں' جسکے باشندے ایمان کی خاطر اپنے عزیز خون سے سر زمین وطن کو تر کر رہے ہوں ' اور جو ابھی تک دشمن کے مقابلے میں بے خوف و خطر اسلحہ بلند کیے ہوے ہوں - ایسی دلت کی مثال تاریخ سلطنت عثمانیہ میں نہیں ملسکتی ' بلکہ میں کہونگا کہ انگلستان کی شہنشاہی مشرقیہ میں بھی ' جسکو دس کرور مسلمانوں پر فرمانروائی کا فخر حاصل ہے' ایسی دلت کی مثال کا پتہ نہیں چل سکتا - فوری نتیجہ جو کچھ ہوگا ' اسکی نسبت پیشین گوئی شاید خطرناک ہو' مگر ایک بات ہم ضرور دیکھ لینگے کہ حکومت انگریزی طرابلس میں اپنا منشاء پورا کرلینے کے بعد اپنی دل خواہی اسلام کا رخ دوسری جانب پھیر دیگی' جسکا اظہار سلطنت عثمانیہ کے حصے بخرے لگانیکی صورت میں ہوگا - سر اڈورڈ گرے باتفاق ایم سازانوف سلطان کو مقدونیہ اور دنگر بقیہ یورپین صوبجات کی تقسیم کی ترغیب دینگے ' ریاستہاے بلقان سے بھی صلح کرانیکی کوشش کرینگے - اگر سلطان کو برطانیہ کی صلح مانیے سے انکار ہوگا ' تو انگریزی دباؤ سے کام لیا جائیگا اور انگریزی بیڑہ جو اطالیہ کے حلاف متحرک نہیں ہوا تھا ' ترکی کے معاملہ پر روانہ ہوجائیگا اور یہ سب کچھ " امن مقدس " کے قیام کیواسطے عمل میں لایا جائیگا - بیر در دانیال پر جہازکشی کا یہاںتک زور ڈالا جائیگا کہ ترکی بیڑہ جو زدہ ہو کر جنگ میں موثر خدمت انجام نہ دیسکیگا - کامل پاشا طوعاً صلح کار ہوگا ' نتیجہ ایک دلت آمیز حوالگی ہوگی ' اور سلطان اپنے بے ایمان وزیر کے دھوکے میں آکر صلح کرلینگے ' جسکے بعد اٹلی کو یورپین مقبوضات میں سے انکے زیر فرمان صرف قسطنطنیہ اور اسکے قطعہ ملک باقی رہجائیگا ' جسمیں ممکن ہے ' کہ در دانیال بھی بایں شرط داخل ہو ' کہ روس اپنا بیڑہ جب چاہے وہاںسے گذار سکے -

صرف یہی نہوگا ' بلکہ ہمارے دفتر خارجیہ اور کامل پاشا کے درمیان یہہ طے ہو چکا ہے کہ اگر کامل پاشا برسر وزارت رہیگا تو وہ انگریزی قبضۂ وادی نیل کو (مقبوضات خدیویہ کا انگلستان کو دوامی ٹھیکہ دلاکر) فاضلانہ دادیگا - آئندہ وہاں سلطان کی شہنشاہی برائے نام رہیگی ' خراج ملتا رہیگا ' لیکن انگلستان کو مقبوضات خدیویہ پر حکمرانی کرنیکے لیے موجی قبضہ اور کلیۂ انتظامی اقتدار کا حق حاصل ہو جائے گا - اس تجویز سے صدیر معظم نے اپنی برائے نام حکومت کے جاری رکھنے اور کسیقدر ذاتی اختیارات حاصل ہونے کے وعدے پر اتفاق کر لیا ہے - اب خدیو بھی آئندہ مثل نواب ہند کے ظاہری عظمت و شان تو رکھتے ہونگے' لیکن فی الحقیقت انگلستان کے غلام ہونگے ' اور اورنے معاہدہ جس پر سلطان سے دستخط لیے جائیں گے' حقیقی حکومت و اختیارات قانون' حکومت برطانیہ کو منتقل ہو جائے گا - جب یہ سب کچھ ہو لیگا تو مصر کی برائے نام ایک کمیٹی جسکا نام مجلس النواب ہوگا ' قائم کیجائیگی - اور اس طریق پر ترکوں کی افریقی شہنشاہی کی تدریجی تقسیم درجۂ تکمیل کو پہنچائی جائیگی -

تاہم اس تحریر کی تکمیل کا کچھ حصہ ترکوں کی فتوحات بلقان پر ' اور کچھ نوجوان ترکوں پر منحصر ہے کہ وہ کامل پاشا کی وزارت کے اجرا کو پسند و برداشت نہ کریں - جو کچھ مصر میں ہونے والا ہے ' وہ بھی مصریوں کے حب وطن اور قوت ملی پر موقوف ہے -

محض کیفیت بیان کردینے سے زیادہ میں اسوقت اور کچھ کہنا نہیں چاہتا - صورت معاملات کی تبدیلی کا دار و مدار فتوحات ترکی پر ہے - اگر اسلحۂ عثمانی کو شکست نصیب ہوئی ' تو وادی نیل میں بھی بقیہ السیف اسلامی آزادی کا خاتمہ ہے -

تتمہ

اثنائے تحریر میں اخبار ڈیلی میل نے اپنے ایک نامہ نگار قسطنطنیہ کی سلطان سے ملاقات کا حال شائع کیا ہے ' جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کامل پاشا نے سلطان کو حالت انگلستان و دفتر خارجیہ کے دوستانہ رخ کی قسمت کس کمینگی کے ساتھ دھوکا دیا ہے ؟ چنانچہ وہ لکھتا ہے -

" جلالتمآب سلطان المعظم نے فرمایا - کل مجھسے کامل پاشا نے بیان کیا ہے کہ اس جنگ میں انگلستان کی پبلک ہمدردی ہمارے ساتھ ہے - میں انگریزوں کی خیر خواہی کی قدر کرتا اور تہہ دل سے انکا شکریہ ادا کرتا ہوں - انگریزی قوم کو اپنی شرکت و عظمت پر ناز ہے اور ترک ایسی قوم کی ہمدردی کا دل لحاظ رکھتے ہیں "

درانحالیکہ انگریزی معلوق ریاستہاے بلقان ' اطالیہ' اور حکومت برطانیہ کے ساتھہ ' جسکی بحلاف اسلام روس سے پکی سازش ہے ' اپنی مدھی ہمدردی کا شوروغل مچا رہی ہو ' کامل پاشا کا سلطان سے ایسا بیان کرنا ' کسقدر درد انگیز شرارت ہے ؟ ڈیلی میل پھر آگے چلکر لکھتا ہے -

" دو روز ہوے کہ انگریزی وزیر خارجہ نے گورنمنٹ ترکی کو بذریعہ تار صلح دی کہ وہ اطالیہ سے صلح کرلے' لیکن وزارت خانۂ عثمانی میں کامل پاشا کی صلح مانیے سے انکار کر دیا گیا - کل صبح روایات سیاسیہ کے خلاف مارکوئس امپریلی دفتر خارجیہ میں گیا اور سر اڈورڈ گرے کو اطلاع دی کہ اگر ترکی حکومت نے اب زیادہ لیت و لعل کی کوشش کی تو اطالی بیڑہ فوراً بحر ایجین میں کارروائی شروع کرے جنگ کو ختم کردیگا - سر اڈورڈ گرے نے فوراً سر حرارڈ لو تھر سفیر انگریزی کو تار دیا ' جسنے اس ترکی پیغام کو حرفیہ طور پر کامل پاشا تک پہنچایا - اسوقت ترکی وزارت کا جلسہ ہو رہا تھا - جب یہ جلسہ ختم ہوا' تو آرچی کوانڈس ترکی کے نام اطالی شرایط تسلیم کر لینے کی نسبت تار دیدیا گیا "

(ایجپٹ)

شئون عثمانیہ

انکشاف حقیقت

— * —

معرکہ لولی برغاس

مسٹر ارشیبالڈ مارشلٹ کے مراسلہ قلعرنی کا بقیہ

— * —

ابھی تک یہ موقعہ باقی تھا کہ اگر عبد اللہ پاشا ۲ فوج کے سامنے حریف پر ایک سخت حملہ کرسکتے، تو دن بھر کے تماشے کا نظارہ دم بھر میں تبدیل ہوجاتا - کیونکہ اگر اس حملہ میں کامیابی حاصل ہوجاتی اور دشمن پیچھے ہٹنے پر مضطر ہوجاتا تو عقب سے شوکت ترعت، اور سامنے سے محمود مختار پاشا اس کی خبر لیتے اور آگے تباہ کردیتے - لیکن اب پھر وہی صبح والا موقع پیش آگیا اسوقت بھی ترکی سپہ سالار کے پاس تھوڑی سی تازہ دم فوج یا توپخانہ ہوتا، یا گولہ بارود ہی ہوتا، جس کے قحط کی وجہ سے موجودہ توپیں بھی بیکار ہورہی تھیں، تو ہرگز نہ آٹھائی پڑتی - اس پر بھی عبد اللہ پاشا نے نپولین کی مثال کی تقلید کرنی چاہی، یعنی جسطرح اس نے میدان واٹرلو میں اپنے پرانے باقی گارڈ کو لڑائی کی کنجی نذر کردیا تھا، وہ بھی بالآخر طیار ہوگئے کہ اپنے باقی کا ذخیرہ آخری قربانی عزت وطن پر کردیں اور تمام ۶ فوج کے سامنے سے فیصلہ کن حملہ آور ہوں مگر ابھی یہ حرکت شروع ہی ہوئے پائی تھی کہ دشمن بھانپ گئے اور انہوں نے اپنے بہتریں توپخانہ کی ۱۲ توپوں کا رخ ان دستوں کی طرف پھیردیا - سپاہی سکڑ کر ایک دوسرے سے مل گئے، ان سکڑے ہوئے دستوں کے سروں پر دھوئیں کی دھار اسطرح اٹھکر بلند ہوتی تھی، گویا ایک سلسلہ دخان ہے، جس میں سے گولہائے اور انسانی ہلاکت کا سامان برس رہا ہے - خواہ کیسی ہی فوج کیوں نہ ہوتی، اس گولہ باری کی ہرگز تاب نہ لاسکتی تھی - معلوم ہوتا تھا کہ سپاہ کسی آتشین سمندر میں غوطے کھارہی ہے، اور موت و حیات کی سرحدیں باہم مل گئی ہیں -

ترکی فوج کی قطاریں متحرک ہوئیں، لیکن قدم اٹھاتے ہی اس لاعلاج بلائے ناگہانی کے باعث منتشر ہوکر عقب کو ہٹ گئیں - بلغاریوں نے اس موقع کا فائدہ کوشش کرکے حاصل کیا - وہ اس سرعت سے ان کے پیچھے گئے کہ ترکوں کو دوبارہ جمع ہونیکا موقعہ ہی نہ ملا - ترکی ہریمت اب ناقابل تلافی تھی، اسکے ہزاروں جوان کھیت رہے، اور گو دشمن کو بھی اتنا ہی نقصان اٹھانا پڑا، لیکن اس نے اپنا مقصد حاصل کرلیا -

رحمی حوالۂ موت

راستہ کا نظارہ ناقابل تحریر تھا - جو مضبوط تھے وہ مزاً آگے نکل گئے لیکن بیچارے مجروح اور بیمار پیچھے رہکر جان بچانے کے لئے ایسی جد و جہد کررہے تھے کہ سنگین دل بھی پانی ہوئے بغیر نہیں رہسکتا تھا - ہزارہا مجروحوں نے نہایت درد انگیز اور اندوہ انگیز طریقوں سے کوشش کی کہ کسیطرح اپنے تندرست ہمراہیوں کیساتھ رہیں لیکن یہ ناممکن تھا - کیونکہ تندرست اس قابل نہ تھے کہ کسی کو امداد دے سکیں - کئی غیر مجروح سپاہی بھی ایسے ناتوان ہوگئے تھے کہ وہ جب راستہ میں گرے، تو پھر اس قابل نہ رہے کہ اٹھکر دوبارہ چلنے کی کوشش کریں - ان سب سپاہیوں نے تین دن سے ایک دانہ بھی نہیں کھایا تھا، بلکہ کئی تو اس سے بھی پہلے کے بھوکے تھے - جوں جوں ہم اپنی مراجعت کے اثنا میں میدان جنگ سے دور تر ہوتے جاتے تھے، اتنا ہی نظارہ ایسا دردناک ہوتا جاتا تھا کہ نظر دیکھنے کی تاب نہ لاسکتی تھی - متعدد رحمی ایسے تھے جو یہانتک تر دقت تمام چلے آئے، مگر اب آگے بڑھنے سے قاصر ہونے کی باعث سڑک سے اترکر کنارے پر موت کی راہ دیکھ رہے تھے - بعض لاشوں کے شریف دل ہمراہی راہ میں ٹھہرکر اور چھوٹا سا گڑھا کھود کر لاش کو اس کے سپرد کردیتے تھے، لیکن ایسوں کی تعداد انگلیوں پر گنی جاسکتی تھی - زیادہ تر لاشیں برہنہ پڑی ہوئی، طعمۂ زاغ و زغن ہو رہی تھیں - جو سپاہی بچ آئے تھے اگرچہ انکی تعداد بھی ہزاروں پر مشتمل تھی، تاہم ان میں اکثر کوئی نہ بچا - راستہ میں ہمیں تازہ دم سپاہ ملی، جو شارلو سے ہماری کمک کو آرہی تھی، اور اس حسرتناک انجام سے ناواقف تھی مگر جب اسکو ان حالات کا پتا لگا، تو اسکے لئے پلٹنے کے سوا کوئی چارہ کار باقی نہیں رہا تھا -

بعد کی عظیم الشان مصیبت

شارلو کی طرف جانیوالی شاہراہ عام کا نصف حصہ طے کرنے کے بعد ہم ایسی اونچی جگہ پہنچ گئے، جہاں سے گرد و نواح کے علاقہ پر بخوبی نظر پڑسکتی تھی - اسوقت آنکھوں کے سامنے عجیب منظر پیش تھا، ہر راستے پر انسان، گھوڑے، توپیں، اور بیل گاڑیاں تھیں - ہر انسان اسی کوشش میں تھا کہ میں آگے نکل جاؤں - سب کی سعی یہی تھی کہ ان دو سڑکوں میں سے کسی ایک پر پہنچ جائے جو شارلو کو جاتی تھی - یقیناً ان میدانوں میں اسوقت پچاس ہزار آدمی موجود تھے، ان میں سے ہر ایک یہی کوشش کررہا تھا کہ عروب آفتاب کے قبل شہر میں جا داخل ہو -

تھریس کی عثمانی سپاہ کی ہریمت پر میں جسقدر زیادہ غور کرتا ہوں، اتنا ہی زیادہ اسے فوائد مطرب کے عین مطابق پاتا ہوں - سندس کے بعد نہ سب سے بڑی جنگی تباہی ہے، جو کسی قوم کو پیش آئی ہے - موجودہ جنگ میں حملہ کرنے کی صلاحیت تو اسنے فوج میں سے بالکل زائل کردی ہے اور یہ امر بھی اب مشاہدہ ہوگیا ہے کہ مشہور عالم شملعہ کی لائینوں پر بھی ترک مدافعت کرسکیں گے یا نہیں ؟ ہاں اگر پھر کوئی عثمان پاشا پیدا ہوجائے، تو عثمانی فوج کو جمع کرکے اپنی حسن تدبیر سے مستعد کرسکتا ہے کہ وہ ایک دفعہ پھر اپنے آبائی ملک کی عزت کیلئے خون بہائے اور اسکی عظمت کو اس سب سے بڑے نازک وقت میں محفوظ رکھ لے - میں خود تو سکرکوئی کے معرکہ کے عثمانی نقصانات کا صحیح اندازہ پیش نہیں کرسکتا، البتہ جن ترکی افسروں سے میں نے اس بارے میں گفتگو کی ہے وہ مقتولین و مجروحین کا اندازہ چالیس اور پچاس ہزار کے درمیان لگاتے ہیں اور عدم کا نقصان اپنے سے بھی زیادہ بتاتے ہیں جو غالباً درست ہے - اس ہریمت کا سب سے بڑا اور اہم سبب عثمانی سپاہ کی وہ پریشانی تھی، جو ہر روز اس سے پوشیدہ رکھنے اور کئی روز تک رسد نہ ملنے سے اس میں پیدا ہوگئی تھی -

نقصان کي وجہہ

اس تباهي کے لئے ترکي سپاہ کسي طرح جوابدہ نہيں هوسکتي - سپاهي اب بهي ويسے هي جانفروش اور دلير ثابت هوئے هيں جيسے کے پہلے تهے - اور يہ اُنهي کي جانبازي اور ثابت قدمي تهي' جس نے کارزار اسکزکوئي کو تين دن کا طول ديديا' ورنہ کوئي اور فوج تو ان حالات ميں ايک دن بهي نہ ٹهرسکتي - البتہ اس کے ذمہ دار وہ با اختيار ترکي حاکم اور اعلي عہدہ دار هيں' جو اپنے اوپر حد سے زيادہ اعتماد کرتے تهے اور بلغاريوں کو طفل مکتب سمجهکر يہ تصور کئے بيٹهے تهے کہ عثماني سپاہ پر غلبہ پانا ممکن نہيں' حملہ کے وقت ترکي فوج هرگز جنگ کے لئے تيار نہ تهي - ذمہ دار فوجي حکام کا يہ زعم غلط تها جو يہ سمجهے بيٹهے تهے کہ کاغذ پر اپني سپاہ کي تعداد زيادہ دکهانے سے اس فوج کے مقابلے ميں شکست کا منهہ ديکهنا نہ پڑے گا' جو اگرچہ تعداد ميں تو قليل هے ' مگر ۲۵ سال سے برابر جنگي تياريوں ميں مشغول هے - ميرے لئے ناممکن هے کہ پوري صحت سے بدنظمي اور بے ترتيبي کا خاکہ کهينچوں اور پهر کسي کو اس کي صداقت پر يقين کرنے کے لئے مجبور کروں جو ترکي فوجوں ميں هر جگہہ موجود هے - ترک سپاهي تهے شبانہ روز بے آب و دانہ و بے پناہ پڑا رها ' پهر بهي اس نے جوهر مردانگي دکها کر جان دي - افسوس کہ دنيا کي نہايت جانفروش اور انتها درجہ کي شجاع فوج بے پروائي' نادائي ' اور غلط اعتمادي پر قربان کردي گئي !! -

فوج ميں با قاعدہ کمسريٹ کا انتظام تک نہيں هے - دار السلطنت سے ميدان کارزار صرف ۵۰ ميل کے فاصلہ پر تها اور مزيد سہولت يہ تهي کہ ريلوے لائن بالکل فوج کے عقب ميں تهي مگر اس حالت ميں بهي ترکي ذمہ دار حکام ايک لڑگيڈ کو خوراک نہ پہنچا سکے بلکہ انهوں نے ان چار فوجي جمعيتوں کو خوراک اور سامان حرب بهيجنے کي کوشش هي نہيں کي اور يہ سمجهکر انهيں بهوک کے حوالے کرديا تها ' کہ خداے رزاق اسمان سے اُنکے کهانے کيلئے تمام سامان اتاردے گا اور پينے کے لئے چٹانوں سے پاني کے چشمے جاري کردے گا - اس قرباني کي انساني روحوں کو قربان گاہ کي طرف تو روانہ کرديا ' ليکن کسي کو اسکا خيال تک نہ آيا کہ مجروحوں کي تيمار داري کے لئے بهي کسي سامان کي ضرورت پڑيگي - ايمبولنس کو تو بخانہ بهي بهيجا مگر سامان چند هي گهنٹوں کا کافي سمجها گيا اور پچاس ميل تک اس کے لئے امداد هي فوج نہانے کي لزمي ضرورت پر توجہہ نہ کي -

ترکوں کے پاس ميدنے ايک بهي مشين سے چلنے والي توپ نہيں ديکهي اور اگر کوئي هے' تو وہ کہاں هے اسکا کيا حال هے ؟ دوران جنگ ميں بلغاري توپخانہ نے بے خلل کارداني دکهائي - نہ صرف ترکي مدافعت هي کو توڑا بلکہ اپني آتشيں قادر انداري سے مزاً هر ايک حملے کي نقل و حرکت کو بهي روکديا اور ترکي سپاهيوں کا ارمان دل کا دل هي ميں رہ گيا - اس ميں کوئي شک نہيں کہ ترک سپاهيوں نے حيرت انگيز طاقت برداشت دکهائي ليکن آخر اسکي بهي ايک حد هوني چاهيے - افسوس کہ ترک حکام نے اپنے اعلي درجہ کے سپاهيوں کے لائق نالائي مگر جنگ کے لئے اشد ضروري باتوں کا انتظام نہ کيا ' اور ايسے دشمن کو علانہ پانے کا موقعہ ديديا ' جو معمولي حالت ميں هرگز کامياب نہ هوسکتا - اولي درغاس کا معرکہ بڑا اهم تها ' اور اگر ترک بلغاريوں کوايک کاري ضرب لگا ديتے جسکا اپني سپاہ کي شجاعت و جانداري کے لحاظ سے انهيں پورا موقعہ حاصل تها ' تو وہ جنگ کا رخ بدل ديتے ' اور بلغاريوں کو پيچهے دهکيل کر' معربي علاقہ ميں سرويوں اور يونانيوں کي خبر لے سکتے -

---

دنيا کي ايک بہترين مگر مظلوم قوم

ايک مشہور فرانسيسي مصنف کي راے

فرانس کے مشہور ناولست "پيري لوتي" نے اخبار فگارو ميں اپنا ايک نہايت فصيح و بليغ مضمون شايع کرايا هے ' جسکا عنوان يہ هے : " ترک لوگ قتل عام کررهے هيں " - (يہ ايک فقرہ هے جسے فرانس کے گلي کوچوں کے اخبار بيچنے والے لڑکوں نے اپني صدا بنالي هے) اس مضمون ميں اُن بعض اعتراضات کے جواب دئے گيے هيں ' جو مخالفين کي جانب سے ترکوں پر کيے جاتے هيں - شروع مضمون ميں مسيو لوتي نے عربوں کے اُس قتل عام کي طرف اشارہ کيا هے ' جو طرابلس ميں اطاليوں کے هاتهہ سے وقوع ميں آيا تها ' پهر يورپ کي اُن خوفناک کارروائيوں کا ذکر هے جو چين ميں باکسروں کي شورش کو فرو کرنے کي غرض سے اختيار کي گئي تهيں ' پهر خرطوم کے درويشوں کے مار ڈالنے کي طرف اشارہ هے ' جو انگلستان کے هاتهوں انجام پايا ' پهر کيمپوں کے اکٹها کرنے کا مذکور هے ' جو ٹرانسوال ميں واقع هوا تها ' پهر فرانسيسيوں کي اُس وحشيانہ سفاکي کي طرف توجہ دلائي هے ' جسکا ثبوت اُنهوں نے الجزائر ميں عورتوں اور بچوں کا دم گهونٹ گهونٹ کر مار ڈالنے سے ديا هے - ان ساري تمہيدوں کے بعد ترکوں کي حالت کي طرف نظر کرتے هوئے لکهتے هيں :

" غريب ترک! اگر يہہ سچ هے کہ اس حد درجہ بيرحمانہ جنگ ميں جو اوںکے خلاف چارو طرف سے ايک وقت چهيڑي جا رهي هے ' انهوں نے قتل سے کام ليا هے ' تو اسکے لئے حالات هي خواستگار معافي هيں - بہت سے لوگوں کو ميں جانتا هوں جو اپني جگہہ اور ايسے خطرناک گهڑي ميں تري خفگي کے ساتهہ اس علت ميں گرفتار کئے جائينگے کہ انهوں نے قتل سے کام ليا هے - يہہ سچ هے کہ بمقابلہ هم لوگوں کے اونکي قدامت زيادہ هے - وہ زيادہ زبردست هيں ' اگرچہ بہتر عصہ ور اور عادتاً شريف تر هيں - زيادہ خطرناک اور ايسے هيں کہ جب کوئي دوسرا اونکو حد سے زيادہ عصہ دلائے ' تو مارے غصہ کے سرخ هوجائينگے - زيادہ قديم - بالخصوص وسط اناطوليہ اور دشت کي سرحدوں کے وہ کاشتکار' جو ڈاکوؤں کے خلاف جلدي سے مسلح کرالئے جاتے هيں ' اور جنکو اپنے هاتهوں ميں هم لوگوںکي شيطنت کے آلات نشانہ انداري ديتے پڑتے هيں - فطرتاً اون لوگوں سے جو بيحد متنفر هيں ' جو عيسائي کہلاتے هيں ' يہ سب سچ هے ليکن اس کيفيت کے محسوس کرنے سے وہ کيونکر باز رهسکتے هيں کہ وهي لوگ (عيسائي) آس پاس ميں ظاهراً حواہ چهپے چوري ' ترکونکے فنا کرنيکي سازش ميں لگے هوے هيں ؟ هم فرانسيسيوں نے الجيريا ' تونس ' مراکو لے ليا ' برطانيہ نے مصر پر قبضہ کرليا - ايران کو قريب قريب محکوم هي بنا ليا گيا هے - اطاليہ نے حال ميں طرابلس کو خون سے بيتاب کرکے بيرحمانہ اور ظالمانہ شکار کرنيکا نشان بهي دکها ديا هے - اون تمام مقبوضات ميں هم ميں سے هر ايک اپنے اپنے طريقہ کے مطابق اونکو مجبور کرتا هے کہ همارے قدر اور بالا دستي کو محسوس کريں - همارا ادني سے ادني حاکم بهي مسلمانوں کے ساتهہ غلاموں کا سا برتاو کرتا هے - ان اعتقادات سے وقتہ وقتہ هم اونکي ديناريں بهي اونسے ليتے چلے جاتے هيں - ان نيدد کے صاحبوں پر هم دهاوے ڈالتے هيں اپني بے فائدہ شورشوں کا ' چست و چالاک کرنيکي خفگي کا ' اپني شراب کا ' عرصہ اپني انسانيت کي جملہ خرابيوں اور آلودگيوں کا - جہاں کہيں هماري نگهباني هے '

وهاں هم اپنے ساتهه غیر مستعمل هوا و هوس اور نا امیدي لے جاتے هیں -

غریب ترکونکو ایسی بیرحي کے ساتهه تمام اوربلوگوں نے چهوڑ دیا جو معلوم هوتا تها که یورپ مدں اونکے مددگار هونگے - اخبارات بهی اونسے کنارہ کش هوکر اونکی توهین و تصحیک کرتے هیں - امانت داران سیاست حو اونکي حمایت کرنے کے دعوے دار تهے اونسے الگ هوگئے - دول بهي انسے علحدہ هوگئیں ' حو کبهی ترکوں کي دوستي پر فخر کرتي تهیں ا یقیناً هملوگ اپنے نامووران پیشین کو نهیں پهچانتے هیں - پلوٹا کے نامورونکو ' گذشته جنگ کے نامورونکو ' جنهوں نے یونان کا تقریباً خاتمه کر دیا تها ' یهاں تک که کل کے نامورونکو بهي هم بهول گئے ' جن میں سے دس دس نے هزار هزار کے مقابلے مدں داد شجاعت دي هے - اچها ' چلے هملوگ فرض کرلیں که وہ طبارہ تهے اور یه که اونکے افسر اچهے نه تهے ' اور یه که اپنے سردارونکی غفلت سے وہ بهوکوں مر رهے تهے - لیکن اسکے بعد تو همیں یقینی طور پر تسلیم کرنا پڑیگا که اونکي فوج کا یهه زوال همیں لوگوں کی کارسازی هے - اسکے باعث وہ همیں هدں حو مشرق کے مغرب اخلاق هیں - اور وہ همیں هیں ' جنهوں نے ایک حضرت انگلز سرعت کے ساتهه سخت مهلک یورپیا (۱) سے اونکو بالکل خراب و خسته کر دیا هے -

فوج میں مسیحي

اور پهر موجودہ حکومت کے قایم هو جانے پر سنگدل حرم حوارسے مسرور هوگیا وہ یهه تها که عیسائیوں کو میدان جنگ کی افواج میں بهرتی کرلیا - خدا نه کرے که مسیحیت کے نام کو هم بدنام کریں - لیکن ترکی افواج کے مسیحی بلغاریا اور یونان کے تهے ' حو فطرتاً اپنے هم قوموںکے خلاف لڑنا نهیں چاهتے ..... اگر ترکی افواج میں صرف ترک هي هوتے ' تو شاید عدیم کو بهی اپنے ساتهه اسی وقت لے مرتے ' جسوقت که ریاستوں نے چالاکی سے حمله کرنے کے مسودے بنائے تهے - هر حالت مدں کم سے کم اتنا تو ضرور کرلیتے که اپنی سر فروشی کی ایک آخري یادگار صفحه عالم پر نقش کر جاتے -

اس سے بڑهکر اور کیا عقده دلانا چاهتے هدں که وہ دیکهه هدں که وہ معترلی ' جنهوں نے ترکوں کے ملک میں کبهی قدم بهی نه رکها هوگا - ترکوں کی قسمت غلط خیال قایم کرتے هدں اور اوربر آوازے کستے هیں ؟ میرے خیال میں تو صفحۂ عالم پر کوئی دوسری قوم نهیں هے ' حو ایسی عمدہ ' بهادر ' مطیع ' اور شریف هو - البته جنهوں نے هماری مدرسوں میں تربیت پائی هے اور جنپر همارے یهاں کی سیرگاهوں میں مردنی چها گئی هے انمیں سے چند کی قسمت مستثنا کرنا هوگا - یعنے وہ حضرات حو آخر کو افسر هو گئے ' میں انکو الگ کر دیتا هوں - لیکن عوام جو حقیقت میں آدمی هیں ' حو کسی قصبے کے ادنی باشندے هیں ' یا پهر ترک کاشتکار ' تو انسے کوں نهیں هو سکتا هے ؟ هم میں سے وہ حو مشرق میں رہ چکے هدں ' یهاں تک که همارے پادري اور مسیحیت کے پهیلانے والے (مشنري) جنکی وهاں بڑی تعظیم کی جاتی هے ' پوچهه جائیں که آیا وہ فوقیت دیتے هدں ' آیا وہ تمام مشرقی عیسائیوں کو پسند کرتے هیں ؟ تو اونکا جواب حو کچهه هوگا ' وہ صحیح پیشتر سے معلوم هے - ان مدں سے ایک ایک پادري کهے گا که یه بلغاری ' نے نها جرات والے (جسکو تسلیم کرنے کے لیے سب سے پهلے میں طیار هوں) - جو نعمۂ " تي دیوم " (۱) اور اپنے کلیساؤں کے گهنٹوں کي تانوں سے مست هو هوکر حملے کررہے هیں - به حیثیت قوم کے هزار درجه مسلمانوں کے مقابله میں عدار تر اور خونخوار تر هیں ... حقیقت میں خونخواري انکا پیشه هے ا هسپانیه کے وہ سانگ صحیح یاد هیں ' جنکو ایریدا (۲) میں لے جاتے هوے میں نے دیکها تها - وہ نري نیک نعتی سے آتے هیں - بعض ایسے هوتے هیں حو ذرا بهی وحشی نهیں هوتے - لیکن وهاں لڑنے کے بعد یه هوتا هے که بچوں سے ڈرا ڈرا کر ' بیرحم دیووں سے ایدا پهدچا پهدچا کر ' انمیں ایسا مادہ پیدا کرادیتا هے که وہ هر شخص کے خون کے پیاسے هو جاتے هدں ' اور معصومانه عصه مدں آکر آدمیوں پر حمله آور هوجاتے هدں "

اسکے بعد مسٹر ام لوئی نے ترکوں کے اخلاقی صفات کو بیان کرکے متعدد مثالیں دي هدں اور پهر اونکے اخلاق ' اونکی همدردي ' اونکے صادق القول هونے کی شهادت دینے کے بعد ' مضمون کو اس طرح ختم کر دیا هے

" اس امید کے بغیر که مدري ناجد الدعا سنی جائیگی ' میں اسکی ضرورت محسوس کرتا هوں که یورپ کے آگے زار بلند پکاروں که " ترکوں پر رحم کرو - حو باقی رهگئے هدں اونکو بخشدو - اونمدں ایمانداری اور همت اتنی اعلی درجه کی هے ' جسکي مثال کهیں دوسري جگهه نهدں مل سکتی - اونمدں هی امن ' تعلیم ' پرهیز ' خاموشی ' اور وقار نے اپنے آخری پناه کی جگهه پائی هے ' پس ان پر رحم کرو اور انکو چهوڑدو ا ا "

مدرے خیال میں ایک فرانسیسی بهی ایسا نهیں هے ' حو اونمدں رها هو اور دل رکهتا هو ' اور بالخصوص اسکے ترکونکی اس شدید مصیبت کی گهڑی میں مدرے خوش و خروش کا شریک حال نهو ' وہ خوش ' جس نے مدرے سرکو فرانس کے آگے خم کر دیا هے ' تاکه وہ انکی مدد کرے -

معلوم هے که یه عاجزی بیکار هے - اور آه ! مدرا یه سر عجز خم کرنا پهولوں کے اوس غم فرا هارکی مثال هے ' حو قبروں پر چڑهائے جاتے هدں ا ا "

---

(۱) یورتوپیا کے لفظي معنے میں کهیں نهیں - امر موهوم - خیال خام - غیرممکن اصلاح - ایک خیالي جزیرہ جسکو سرتامس مور نے اپنے اس مشهور سیاسي افسانه میں فرض کیا هے جو سنه ۱۵۵۱ میں لاطیني سے انگریزي میں ترجمه کیا گیا تها -

آل انڈیا مسلم یونیورسٹی فونڈیشن کمیٹی کا جلسه

اس سے پیشتر اخبارات کے ذریعه سے اعلان هوچکا هے که مسلم یونیورسٹی فونڈیشن کمیٹی کا جلسه اخیر هفته دسمبر میں مقام لکهنؤ منعقد هونے والا هے - اس اعلان میں امیدیں کیگئی تهی که ملک کے مختلف اضلاع اور اسلامی جماعتوں کی طرف سے قایم مقام منتخب هوکر شریک جلسه هوں اور جلسه کا پیشتر عرض کیا جا چکا هے مسلم یونیورسٹی کا جنتی ٹرسٹ کمیٹی نے اوں امور کا تصفیه جو مسلم یونیورسٹی اسکیم کے متعلق آنریبل سر هارکورٹ بٹلر نالعاده نے اپنے معروف مراسله مورخه ۹ اگست سنه ۱۲ ع میں درج فرمائے هدں ' فونڈیشن کمیٹی کے سپرد کیا تها ' لهذا یونیورسٹی فونڈیشن کمیٹی کا جلسه اس غرض سے طلب کیا گیا هے که کمیٹی کے منتخب قایم مقام ایک جگهه جمع هوکر بعد تعارف حضرات یا همدگر غور و بحث اوں امور کا فیصله کریں - اب یه اعلان عام اطلاع کی غرض سے شائع کیا جاتا هے که مسلم یونیورسٹی فونڈیشن کمیٹی کا مخصوصه جلسه مقام لکهنؤ ۲۷ - دسمبر سنه ۱۲ ع یوم جمعه کو منعقد هوگا جسمدر منتخب نمایندگان صاحبان کے اسماے گرامی کی صدر دفتر کو اطلاع مل چکی هے اور آینده ملیگی ' اونکی خدمتمدں براہ راست بهی علحدہ علحدہ بذریعه عریضه تاریخ جلسه کی اطلاع بهیجي جا رهی هے - امید هے که جمله نمایندگان صاحبان تاریخ معهوده سے پیشتر لکهنؤ پهونچکر حسب قرار داد شریک جلسه هوں گے -

---

(۱) ایک قسم کا مذهبي گانا هے - (۲) ایریدا کهتے هیں اکهاڑے یا دنگل کے ایک حصه کو ' جهاں وحشي اور خونخوار جانور آپسمیں لڑائے جاتے تهے

کامل پاشا کا اپنے دوستوں سے شکوہ

— * —

کامل پاشا نے دول یورپ کے خلاف ایک تحریر شائع کی ہے - اسکا بیان ہے کہ ہماری طیاریاں بمشکل شروع ہوئی ہونگی کہ ہمکو ایسے اعلان جنگ کے جواب پر مجبور کیا گیا جو یورپین سازش کا نتیجہ تھا - اس سے انکا اصلی مقصد یہ تھا کہ کسی طرح ہمارے یورپین مقبوضات کے آپس میں حصے بخرے کرلیں - قریباً دو ہفتے کا ذکر ہے کہ ہمنے دول سے مداخلت کے لئے درخواست کی کہ وہ التوائے جنگ پر فریق کو رضامند کریں' مگر وہ ایسا کیوں کرنے لگے تھے ؟ اسوقت تک دشمن ہمارے مورچوں اور شہروں پر قابض نہیں ہوئے تھے - کچھہ روز تماشہ دیکھنے کے بعد دول یورپ نے عام طور سے مداخلت کرنے کا فیصلہ کیا - اسوقت غنیم مقامات پر قابض ہوگئے تھے ' اور ساتھہ ہی یہ وہ وقت تھا کہ ہماری طیاریاں شروع ہو چکی تھیں اور آخری جنگ میں عثمانیوں کو یقین ہوگیا تھا کہ اب ترکوں سے سر پیکار ہوکر فتح حاصل کرنے کا خیال محال ہی نہیں بلکہ موہوم ہے - جب انکو ہر جنگ میں ذلت بخش شکستوں کا سامنا کرنا پڑا' تو (مرتا کیا نہ کرتا) بلغاریا کے مسلم دستوں نے دن دھاڑے گاؤں حملے شروع کردیے ' اور ضعیف مرد وعورت اور بچوں کو کھلے بندوں قتل و غارت کیا - ہزاروں مسلمان خاندان انکے مظالم کے خوف سے جلدی میں بھاگ کھڑے ہوئے اور نہایت ذلیل حالت کے ساتھہ دارالسلطنت میں پہنچے' جنکو ایشائے کوچک میں نہیم دیا گیا - کیا ہی اچھا ہوتا اگر دول عظام پہلے ہی سے بعد وقت صائع کئے ہماری التوائے جنگ کی درخواست کی تائید اتحادیوں سے نامہ و پیام کرتے اور اس طرح توقف جنگ سے ہزارہا انسانوں کی جانیں تلف ہونے سے بچ جاتیں جو جنگ میں صائع ہوئیں ' اور وہ مسلمان بھی ہلاکت سے بچ جاتے جو بلغاری مظالم کا شکار ہوئے - آخر کار ہم میں اور بلغاریوں میں تباہ راست گفتگو ہوئی اور اب بلغاریوں نے اپنے وکلا منتخب کر لئے ہیں' جو ہمارے سپہ سالار کے ساتھہ التوائے جنگ کی بابت گفتگو کرینگے -

بالفرض اگر جنگ کا فیصلہ ہمارے حق میں ہوتا اور شاہی فوج بلغاریا میں داخل ہوجاتی تو کیا دول عظام اسوقت بھی ایسی ہی نامواقفت کا اظہار کرتے جیسا وہ آج کر رہے ہیں ؟ کیا وہ ہم کو بلغاریا چھوڑنے کے لیے مجبور نہ کرتے ' جیساکہ انہوں نے ایک مرتبہ پیشتر ہمکو ادرنہ میں بطور فاتح کے داخل ہونے سے روکدیا تھا اور ہمارے مفتوحہ مقامات یونان کو دلوادئے تھے جن پر کہ ہماری سپاہ نے قدم کیا تھا ؟ اگر حواب اثبات میں ہے تو بتلاؤ کہ انکی وہ تہذیب و انسانی ہمدردی کدھر ہے جسکی وہ دنیا کو تعلیم دینا چاہتے ہیں' اور انکے انصاف کو کیا ہوا ' جسکا انکو دعوی ہے ؟

عثمان گزٹ

جسمیں تازہ ترین جدید " علمی " " اخلاقی " " تاریخی " " معاشرتی " و تمدنی مضامین و مفید معلومات کے علاوہ " ترکی " " انگریزی " " فارسی " " مرہٹی " " گجراتی " اخبارات کے اعلی اور دلچسپ ترجمے شایع ہوا کرینگے - اخبار کا تصویر ' رعایا کا وکیل' گورنمنٹ کا خیر خواہ - دور عثمانیہ کی سنہری اور قابل فخر یادگار ' پایہ تخت دکن سے یکم جنوری سنہ ۱۹۱۳ ع کو نہایت آب و تاب کے ساتھہ شایع ہوگا - درخواستیں مع قیمت پیشگی پتۂ دیل پر آنی چاہئیں ' نمونہ کے لئے ایک آنہ کے ٹکٹ آنے پر تعمیل ہوگی - قیمت مع محصولڈاک سالانہ پانچ روپیہ غیر مستطیع اصحاب سے دس روپئے آٹھہ آنے - المشتہر

محمد عبد العلی مہتمم عثمان گزٹ - چار مینار
حیدرآباد دکن متصل جامع مسجد -

۴۸۵

عثمانی ڈاک

—(*)—

دفتر جنگ کے اعلانات

اپنی تاریخوں کے رپورٹرس ٹیلی گرام سے مقابلہ کیجیے

(تار عالی ۱۸ نومبر)

قائد عام عثمانی اطلاع دیتے ہیں کہ ۱۷ نومبر کو جو جنگیہ خط چٹلجا پر شروع ہوئی تھی ' وہ شام کو اسطرح ختم ہوئی کہ ہمارے لشکر کے قلب و میمنہ کے بالمقابل دشمن کی فوج کو ایک شکستہ فاحش ہوئی اور تین بٹالیاں تمہی صائع ہوئیں -

اشقودرہ میں ایک عظیم الشان فتح

—x—

قریباً ایک ہزار بلغاری مقتول اور ایک ہزار سے زائد مجروح

—:*:—

مغربی فوج کے قائد عام اطلاع دیتے ہیں کہ دامن (خانم کوئی) میں (جو اشقودرہ کے قریب ہے) دو دن سے جنگ ہو رہی تھی اسکا خاتمہ دشمن کی شکست پر ہوا - ہمارے لشکر کو عساکر میں تین جھنڈے ' کے شمار توپوں ' اور دیگر سامان جنگ ملا - دشمن کے مقتولین کی تعداد ایک ہزار ہے - مجروحین کی تعداد اس سے تمہی زیادہ -

قدالر اور استروعہ پر قبضہ

— * —

(قدالر) اور (استروعہ) کے گئے موقع (پوزیشن) پر ہماری فوج قابض ہوگئی ہے ' یہ موجودہ نقشہ جنگ میں اہم ترین مقامات تھے -

(فلسلیم) کی واپسی اور قورانہ کی طرف پیش قدمی

— * —

ہمارے لشکر نے (فلسلیم) واپس لے لیا ' اور عقریب (قورانہ) کی طرف بڑھیگا -

ایک نصرت عظیم

— * —

۹ ہزار بلغاری قید ہوئے

— * —

تمام خطوط (چٹلجا) پر پرسوں سے اس وقت تک جنگ عثمانی اور جیش بلغاری میں ایک شدید معرکہ ہوتا رہا -

عثمانی دیڑھ کی توپوں نے دشمن کی اس فوج کے بہت بڑے حصہ کو تباہ کردیا' جس نے جیش عثمانی کے میمنہ پر مارکریس کی طرف سے حملہ کیا تھا - لیکن بالآخر نصرت الہی کا ظہور ہوا اور ایک ایسی دلخراش بخش اور یادگار شکست کے ساتھہ تمام بلغاری فوج تباہ ہوگئی' جسکی مثالیں کم ملینگی -

علاوہ اور نقصانات عظیمہ کے ۹ ہزار بلغاری گرفتار کرلیے گئے -

دشمن کو ایک اور ہزیمت

— * —

بلغاری فوج کے قلب کو شکست فاحش اور ۱۸ توپوں کی تباہی

جیش عثمانی اور بلغاری کے حصۂ قلب میں باہم ایک شدید معرکہ ہوا - لیکن بالآخر قلب کے دشمن کو شکست ہوئی ' اور ۱۸ توپیں بھی انکی ضائع ہوگئیں -

ایک اور فتح

— * —

عثماني بيڑے كي مدد سے

عثماني بيڑے نے اس بلغاري فوج پر گولہ باري كي، جو (بيرك شتمجه) كي طرف عثماني ميمنه پر حمله كر رهي تهي - بيڑے كي شدت آتشباري سے حمله آوروں كي كئي توپيں ضائع هو گئيں، اور انكو مجبوراً حمله كا رخ (بيرك شتمجه) سے (مرا دلي) كي طرف پهيرنا پڑا -

جرمني اور دولت علية

— * —

جرمني كي صلاح يه هے كه جنگ جاري رهے

— * —

دولت عليه كو جرمني صلاح ديتي هے كه جنگ جاري ركهني چاهيے -

چتلجا ميں ايک اور معركه

— * —

جيش عثماني كے قائد عام كے پاس سے اس مضمون كا تار موصول هوا هے " دشمن كي فوج جو ۱۸ نومبر كو ميمنهٔ عثمانيه اور ۱۹ نومبر كو ميسره كي طرف بڑهي تهي، نهايت شديد نقصانات كے ساتهه واپس گئي - توپوں كي گوله باري جاري هے -

بلغاريا كي قادر اندازي كا خاتمه هوگيا

— * —

چتلجا كا دوسرا معركه اب تک ختم نهيں هوا، بلغاري فوج كے ميمنه و ميسره كو شكست هو چكي هے اور اسكا شيرازه نظام بالكل برهم هے -

عثماني فوج كا جبهة الجيش (فوج كا سامنے كا حصه) آتشباري كر رها هے - بلغاريا كے نقصانات كي تعداد هزاروں تک پهنچ چكي هے - هر مرتبه سخت و شديد نقصانات كے ساتهه غنيم كو فرار كرنا پڑا -

چتلجا ميں معركه ثانيه

— * —

آخري هزيمت كے بعد سے بلغاريا كي قادر اندازي كا خاتمه هوگيا هے - اب بلغاري توپوں كے گولے نشانے پر نهيں لگتے -

۴ سو سپاهي اور ۲۰ افسر

— * —

(۱۱ نومبر)

باب عالي كو جيش عثماني كے قائد عام اطلاع ديتے هيں :

" جيش شرقي ميں بندوقيں اور توپيں نهايت شدت اور حيرت انگيز كاميابي كے ساتهه آج صبح كام كرتي رهيں - همارے دو توپخانوں نے بلغاري پيادوں كو شكست دي، اور انكي كئي بٹريوں كو بالكل خاموش كر ديا - همارے فوج كے ايک رسالے نے دشمن كي كمينگاهوں پر بهي حمله كيا، اور با الخر انكو شكست عظيم هوئي -

غنيمت ميں اسلحه اور ديگر سامان بكثرت هاتهه آيا هے - دشمن كي اس فوج كے ۴ سو سپاهي اور ۲۰ افسر بهي كام آئے، جس نے همارے ميمنه كے مركز پر حمله كيا تها "

ايک اور شكست

— * —

باب عالي كو قائد عام نے يه اطلاع دي هے كه " چتلجا " ميں توپيں اور بندوقيں برابر آتشباري كر رهي هيں - بلغاري پيادوں نے يه چاها تها كه قلب جيش كي طرف سے بڑهيں، مگر هماري فوج نے انهيں پيچهے هٹا ديا، اور انكي تمام بٹريوں كو خاموش كر ديا - غنيمت ميں ميٹر لوز قسم كي دو توپيں بهي هاتهه آئيں -

باب عالي اطلاع ديتي هے كه " چتلجا " ميں هماري فوج نے قريب مغرب بلغاريا كي اس فوج پر حمله كيا، جو كميدگاهوں ميں چهپي هوئي تهي - الحمد لله كه هماري فوج نے دشمن كي فوج كا بڑا حصه تباه كر ديا - غنيمت ميں ۱۲ سو بندوقيں اور بكثرت ذخائر جنگ هاتهه آيا -

فوج بلغاريا كا فرار

خط چتلجا سے

— * —

(۲۰ نومبر)

بقيه بلغاري فوج " چتلجا " كے خط دفاع سے فرار كر كے (باباس) اور (بوغاس) كے خط دفاع كي طرف چلي گئي هے كيونكه اب يهاں اسكے ليے تباهي كے سوا اور كچهه نهيں هے -

فهرست

زراعانهٔ هلال احمر

— * —

ان الله اشتري من المومنين انفسهم و اموالهم بان لهم الجنه

(٤)

	آنه	روپيه
جناب حاجي مصلح الدين صاحب كلكته		۵۰
جناب يوسف حسن خان صاحب - فاروقي سب انسپكٹر رحيم پور		۲۲۵
بذريعه جناب عبد العزيز و رسول صاحبان - بلداده		۳۰۰
جناب عاشق علي خان صاحب صوبه دار - نهار (مني آكرديس ۱ روپيه ۶ آنه)	۷	۱۳۲
جناب چودهري محمد اسحاق صاحب - كلكته		۸۰
فتح محمد كاتم الاسرار مجلس حق پرست قيره اسماعيل خان		۷۸
جناب كنڈكٹران تراموے كمپني - راجه بازار ڈپو كلكته	۱۰	۳۴
ادجمس رزق السلام - كلكته	۱	۲۷
جناب شيخ تراب علي صاحب - شام نگر		۱۰
جناب لطف علي صاحب - شام نگر	۱۱	۹
جناب پيارے صاحب - مخدوم پور - گيا	۴	۱۶
جناب محمد يوسف صاحب - تالتله	۱۴	
جناب محمد يعقوب صاحب - ورچپٹم		۵
سيد ناظر الحسن صاحب - انار نسلي		۵
مولانا حكيم محمد عبد الحكيم صاحب سيف شاهجهانپور		۱۵
جناب سيد محمد فرح سير صاحب زيدي		۲
معرفت محمد عبد العزيز صاحب - مدناة -		۴
ميزان	۰ ۱۳	۹۹۴

Printed & Published by MOULANA A. K. AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. & Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

عرق ما اللحم انگوری دو آتشہ

۵ قسم کے گوشت طیور اور انگور سیب و ناشپاتی وغیرہ سات قسم کے میوہ جات اور ایک سو دس ادویہ وحزی نوٹیوں کا جوہر

حنکی مختصر تفصیل حسب دیل ہے

(۱) وہ حزی نوٹیاں جو رگ پٹھوں میں طاقت بخشتی ہیں - اور اصل بدل کے پورا کرنے کی خواہش پیدا کرتی ہیں - جیسے سیب وغیرہ -

(۲) وہ ادویہ شامل ہیں جو خراب شدہ مثانہ ، تباہ شدہ معدہ ، کمزور شدہ دماغ ، صدمہ رسیدہ جگر ، زائل شدہ قوت اور اسی قسم کے امراض کو فائدہ بخشنے میں مفید ثابت ہوئی ہیں -

(۳) وہ ادویہ شامل ہیں جن سے خون صالح بکثرت پیدا ہوتا ہے - یہی وجہ ہے کہ لاغری وکمزوری تھرڑے دن کے استعمال کرنے سے دور ہوجاتی ہے - انسان مردہ اور مرتا تازہ ہوجاتا ہے -

(۴) ایسی نایاب ادویہ شامل کی گئی ہیں - جن سے کمزور پیچیدہ مضبوط ہوتا ہے وہ طالعلم اور وہ لوگ جنکے حافظہ میں تپ دق اور سل سے مرے ہوں اسکے استعمال سے تپ دق ، سل اور چھاتی سے خون آنے سے محفوظ رہتے ہیں - تپ دق نابود اور سینہ سے خون آنا بند ہوجاتا ہے -

(۵) ایسی نایاب دوائیں بھی موجود ہیں جنکے استعمال سے وہ امراض جو ایام سرما میں سردی لگنے سے پیدا ہوتے ہیں - مثلاً نمونیا ، دات الجنب ، ضیق النفس (دمہ) ، کھانسی ، نزلہ اور زکام دور ہوجاتے ہیں اور اگر کثرت دمہ یا کھانسی سے بلغم نکلتا ہو تو اسے آرماتا -

(۶) وہ اجزا شامل ہیں جو پژمردہ دل اور سست خون کو چلاتے ہیں ، روح کو تازگی دشگفتگی دیتے ہیں اور سب سے بڑھکر مقوی اعضاے رئیسہ ہیں - یہی وجہ ہے کہ اسکی دو خوراک کے پینے سے طبیعت میں سرور اور غم کافور ہوجاتا ہے - نر دل جوانمرد اور بوڑھا جوانوں کی طرح خم ٹھوکنے لگتا ہے -

(۷) اس میں وہ دوائیں بھی شامل ہیں جنسے وہ زائل شدہ قوتیں پھر عود کر آتی ہیں جو کثرت مسکرات سے زائل ہوگئی ہوں یہی باعث ہے کہ یہ عرق ماء اللحم عجیب الاثر مانا گیا ہے -

(۸) اس میں ایسی تریاقی ادویہ شامل ہیں کہ جو لوگ کثرت شراب سے جگر اور پٹھوں کو خراب کرکے بیٹھے ہیں مبتلا ہو دیتے ہوں - اگر اسکو استعمال کریں تو مہلک بیماریوں سے بچ سکتے ہیں -

(۹) اگر آپ شراب اور افیون کو ترک کرنا چاہیں تو اس کے استعمال سے وہ بد عادتیں بھی چھوٹ جاتی ہیں

الغرض یہ عرق مؤلد خون صالح اور مصفی خون عم ربا راحت افزا خوش مزہ ، خوش رنگ ، خوشبودار قابل اسکے ہے کہ اسکو ایک دفعہ آزما کر فیصلہ کیا جاے کہ اس کو واقعی انگریزی ادویات پر فوقیت ہے یا نہیں انگریزی ادویات کے مرکبات جس قدر اسوقت مروج ہیں ان میں مندرجہ ذیل نقص میں جو حالی از خود وخطرہ نہیں - علاوہ اسکے یہ مزہ ہوتے ہیں - اول اُن میں اکثر زہریلے اجزاء شامل ہیں جو کم و بیش خوراک ہوجانے سے ہلاکت پر یقیں پہنچاتے ہیں گویا دفاے فائدہ کے نقصان پہنچاتے ہیں اور نیز ہماری طبائع کے اکثر موافق نہیں ہوتے - دوم اُن میں شراب کی طرح ضرب اعصاء کو تحریک ہوتی ہے جب اُنکو چھوڑ دیا ہے کچھ اثر باقی نہیں رہتا برخلاف اسکے یہ ماء اللحم مریض کو خوب سے دور کرنے دوا چھوڑنے کے بعد فائدہ مستقل رہتا ہے اور عدا و دوا دونوں کا کام دیتا ہے

بیں بوتل ۶ روپیے - ۶ بوتل گیارہ روپیے درجن ۲۰ روپیہ

(۱) نئے خریدار قیمت پہلے روانہ کریں ویلو پے ایبل روانہ نہ ہوگا -

(۲) بیس بوتل سے کم باہر روانہ نہ ہوگا - (۳) بذریعہ ریل منگانے میں محصول کم لگیگا اسلئے قریب کے ریلوے سٹیشن اور لائن کا نام خوشخط لکھیں

جوہر عشبۂ مغربی

مع چوب چینی وغیرہ

جس کو انگریزی میں سارس پریلا کہتے ہیں

جن امراض کا مزاج شد و مد سے سلطنت جسم میں تباہی کرنیوالا ہوتا ہے اُنکو علاج کرنے کا الہ (تار پیتو) اگر کوئی ہے تو یہ جوہر ہے - جب بگاڑ خون اتنا درجہ تک پہنچکر خون کو بدی کردے اُس وقت اُسکو درست کرنا چاہو تو اس جوہر عشبہ کو استعمال کرو - یہ مرض کو تبدیل نہیں بلکہ عالم وجود سے کھوتا ہے - جوہر عشبہ انسان کے خون کو صاف کرنے کی مسلمہ دوا ہے - اسکے استعمال سے خون گندہ نہیں ہوتا - اس واسطے یہ محافظ صحت ہے - جوہر عشبہ کو میڈیکل ایڈوسر - پروفیسر علوم طب اور حکما نے خون سے سمیت دور کرنے کا علاج قرار دیا ہے - جوہر عشبہ تبدیلی موسم کی وجہ سے جو جسم پر پھوڑے ، پھنسیاں ، دمدے وغیرہ ہوتے ہیں اُن سب کو دور کرتا ہے - جوہر عشبہ خارپر کے باعث جو چم یا ناصور یا بھگندر یا چنبل یا سیاہ داغ جس پر سے چھلکے اُترتے ہوں یا زرد آب نکلتا ہو یا خارش زیادہ ستاتی ہو یا خاص موسموں میں چم یا جسم پر دانے پیدا ہوتے ہوں - ہوائے سرد سے سربھاری ہوجاتا ہو یا جسم پر دھپر نکلتے ہوں ، سب کے لئے اکسیر ہے -

انگریزی دوکانوں اور ولایت کے تیار کردہ

عشبے بوجہ آمیزش شراب ایک تو مدھماً ناپاک دوسرے خون کو گرم کردیتے ہیں کیونکہ وہ سرد ملکوں کے لئے گرم اجزاء سے ڈالے جاتے ہیں -

ہمارے جوہر عشبۂ وچوب چینی کی فضیلت

یہ ہے کہ یہ اس دیس کی طبائع کے حیالات کو ملحوظ رکھکر سرد و تھدتی ، خوش خون کو روکنے والی ادویہ سے مرکب کیا گیا ہے - جس سے خون میں تھدک پیدا ہوتی ہے اور خوش خون دور ہوجاتا ہے -

— * —

تجربہ کرکے دیکھ لو! جب ماتھہ پاؤں میں سوزش ہو - جب جوڑوں میں درد ہو - جب چہرہ پر سیاہی معلوم ہو - جب مڈیاں پھول جائیں اور رانگ کو درد ستائے - جب سر یا داڑھی کے بال گرنے لگیں - جب سر پر تمام کھوپڑ پہلے سے گنج کی صورت بدلجائے تو اسکو پلانے سے تمام شکایتیں دور ہوجاتی ہیں - برسوں کے رحم ، ناصور ، بھگندر دنوں میں دھو جاتے ہیں -

— * —

دتی مستند شہادت اس جوہر کے مؤثر ، سریع العمل اور مفید ہونے کی یہ ہے - کہ موجودہ اور گذشتہ اطباء یکزبان ہوکر لکھتے ہیں - اگر یہ حزی نوٹی دنیا میں ظاہر نہ ہوتی تو ہم نہیں کہہ سکتے ہزاروں مریض ہر ملک اور شہر میں لاعلاج ہوکر مردہ درگور ہوجاتے - مگر چوب چینی و عشبہ کے ظاہر ہونے سے پھوڑے پھنسیاں اور خون میں سمیت حیوانی یا دماغی سرایت کرنے سے جو ردی و موذی امراض پیدا ہوں سب دور ہوجاتے ہیں - جب تمام جسم پر خارش ہو - خراب اور مرطوب آب وہوا میں رہنے سے بھوک بند ہوجائے - دیو عرق الدسا ستائے تو اسے آزمائیے -

قیمت بیشیشی تین روپے

پتہ :—

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما - لاہور

مرهنگ بعض الفاظ عربیه

— * —

(آستانه) قسطنطنیه
(ادرنه) ایدریا نوپل
(بحر مرمرا) مار موررا
(بحر ایجه) ایجین سی (جس میں جزائر ساموس وغیرہ واقع ہیں)
(نهر الدانوب) دریاے ڈینیوب (جو کسی وقت ترکی روسی سرحد تھا)
(النمسا والمجر) آسٹریا ہنگری
(البوسنه والهرسک) بوسنیا ' ہرزیگوینا
(الجبل الاسود) مانٹی نیگرو
(ایثینا) ایتھنس دار الحکومت یونان
(سکک حدید) یعنے ریلوے لائن کا خط - (حدود) یعنے وہ موجودہ حدود ' جو ترکی حدود حکومت کو ریاستہائے بلقان ویونان سے علحدہ کرتی ہے -

(یہ نقشہ قسطنطنیہ کے مکتب حربیہ کے جغرافیے سے طیار کیا گیا ہے ' اور اصل نقشے کا نصف عکس ہے)

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ — القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ ـ ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۳ — کلکتہ : چہارشنبہ ۸ محرم الحرام ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۱

Calcutta Wednesday, December 18, 1912

هندوستان میں نئي چیز

وہ کمی جو بہت روزوں سے تھی اب دور ہوئي

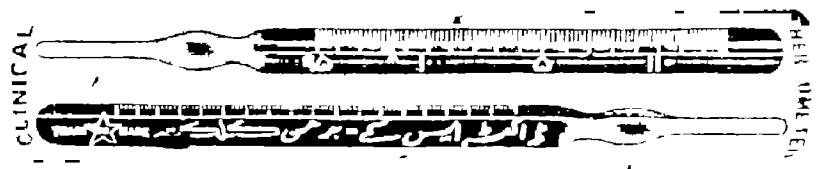

ڈاکٹر برمن کے مشہور ' تھرما میٹر کي تعریف کي دانت کچھہ کہنے کي ضرورت نہیں ہے - یہ ولایت کے ایک مشہور کارخانہ سے بنوا کر منگایا جاتا ہے - چونکہ اسکے پارہ کي لکیر خوب موٹي ہے - اسوجہہ سے کم سن لڑکے ' ضعیف مرد و عورت کو بھي شناخت کرنے میں کوئي دقت نہیں ہوتی - انگریزي جاننے کي کوئي ضرورت نہیں - ہندي اور اُردو حرفوں میں بھی تھرما میٹر بنوایا گیا ہے ہر ایک روپیے کیس میں رہتا ہے اور عمدہ کاغذ کے بکس میں معہ پرچہ طریقہ استعمال ملتا ہے - ایک مرتبہ ضرور منگا کر دیکھیے -

انگریزي تھرما میٹر ایک روپیہ چار آنہ
اُردو " " دو روپیہ
ہندي " " دو روپیہ

ڈاکٹر ایس کے برمن - نمبر ۶ سنسٹر تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

شرح اجرت اشتہارات

— * —

میعاد اشتہار	فی صفحہ	في کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۶۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ في مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لئے کوئی اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کو جگہہ دیجائیگی -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچیس فیصدي زائد ہوگی -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھی طیار ہوتے ہیں جسکی قیمت ۸ آنہ فی مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم معذور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطابق آپکو جگہہ دیں ' البتہ حتی الامکان کوشش کی جائے گی -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں ' چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں ' اور سہ ماہی کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرنی ہوگی اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی ہمیشہ لی جائیگی اور وہ کسی حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) مدیر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کي اشاعت روک دے ' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اُس چیز کا جو حرجے کے اقسام میں داخل ہو ' تمام منشی مشروبات کا ' مخش امراض کی دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو ' کسي حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

نوٹ کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کی زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسي قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين — القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor;

Abul-Kalam Azad.

7-1, MacLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام آزاد

مقام اشاعت
۱ - مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۳ — کلکتہ : چہارشنبہ ۸ محرم الحرام ۱۳۳۱ ھجری — جلد ۱
Calcutta Wednesday, December 18, 1912

فہرس

— * —

شذرات
مقالۂ افتتاحیہ
العهاد في صحيل العربيه ۵
لعذت گورنر صوبجات متحدہ کي اسپيچ ۱۱
مراسلات
الہلال رورانه ۱۴
مکاتبات
صدر حرر ۱۴
شذرات عثمانیہ ۱۵

تصاویر

— * —

ڈاکٹر انصاری کا طبی وفد ۳
نویں صلیبی جنگ ۴
شتاطا کی ایک عثمانی مشین گن ۴

بقیہ عید اضحی

— * —

اس ہفتے "مسلم لیگ" کے مصمون نے اسقدر جگہ لے لي کہ "عید اضحی" کا آخري نمبر درج نہو سکا - انشاء اللہ آئندہ نمبر میں ختم کر دیا جاے گا کہ اسکا سلسلہ بھي ارادے سے زیادہ ہوگیا ہے -

اس ہفتے کا افتتاحیہ مصمون اگرچہ ایک ہي موضوع پر داستان طویل ہے ، تاہم نظر بہ اہمیت موضوع و مناسبت وقت ، امید ہے کہ آپ اول سے آخر تک پوري توجہ کے ساتھ ایک بار پڑھ لیں گے -

شذرات

— * —

ہفتۂ جنگ

۱۶ کو صلح کانفرنس کا انعقاد ہوا - سر آکورڈ گرے نے اپنی تقریر میں وکلاے صلح کی طرف خطاب کرتے ہوے کہا

" جنگ کے بعد جب کبھی صلح ہوا کرتی ہے ، تو اس میں خواہ مخواہ دقتیں پیش آیا ہی کرتی ہیں - میں نہیں چاہتا کہ آپ صاحبوں کی حالت کا اندازہ کروں - اس سے زیادہ شراب اور اسائدت کا کوئی کام نہیں ہوسکتا کہ ان مشکلات پر غالب آکر آپ اپنے تمام مساعی جمیلہ کا اختتام صلح پر کیا جاے - مجھے یقین ہے کہ اگر آپ ایسا کرینگے تو وہ سنگ بنیاد ڈال دینگے جسپر سچی دانائی اور مد برى کے ہاتھوں آپ میں سے ہر ایک کی اخلاقی ، اقتصادی ، اور قومی ترقی کی عمارت کھڑی کی جاے گی - اگر ایسی مدبری نہ ہو تو آیندہ نسل کے لئے جنگ کے فوائد کسی کام کے نہیں ہوے اور انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچائے - اگر ایسی مدبری کو کام میں لایا جاے ، تو جنگ کے نقصانات ٹنک کی تحریری تلافی ہو جاسکتی ہے ، اور تلخیاں صلح کی نعمتوں کے ساتھ خوشگوار بن جاتي ہیں - میں زیادہ کچھہ نہیں کہتا - دعا کرتا ہوں کہ آپ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوں ، اور آپکا کام انجام کو پہنچے - میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ جس تنک عرض سے آپ یہاں جمع ہوے ہیں - اس میں ہر فرد کي ہمدردي آپکے شامل حال ہے - لہذا اگر آپ صلح کرلینگے ، تو تمام دنیا کی نظروں میں اپني عزت کا منظر پیش کرینگے ،

اسکے بعد وکلا کی طرف سے ان عمدہ اظہارات کیلیے سر ایڈورڈ گرے کا شکریہ ادا کیا گیا اور انسے اعزازي صدارت کی درخواست کی -

۱۷ کو وکلا کي دوسري نشست صبح کو ہوئی اور تیسري عصر کو -

اس سے پہلے ۱۱ دسمبر کی تقریر میں سر ایڈورڈ گرے نے کہا کہ اگر لندن کی کانفرنس کے بعد ضرورت ہوئی تو پیرس میں ایک باقاعدہ کانفرنس بھی منعقد کی جائے گی - مقامی معاصر امپائر کا ایک خاص تار مظہر ہے کہ سفارتی گفتگو کے حالات کچھہ زیادہ قابل اطمینان نہیں پائے جاتے - سر ایڈورڈ گرے کی تقریر سے بھی تشویش ظاہر ہوتی تھی -

اسکے بعد خیال ظاہر کیا ہے کہ دول یورپ کے حالات بھی اچھے نہیں ہیں ' لیکن ہم کو تو سر ایڈورڈگرے بالقابہ ہی کی نسبت عرض کرنا ہے

قبلے سب سچ سہی قیامت کے
لیکن آگے تمہاری قامت کے ؟

یونان کی جنگی مدبرہ پرداریاں جاری ہیں - آج کا تار ہے

" ترکی دیزروں اور یونانی جہازات (اسکوڈرن) میں کل صبح در دانیال اور امدروس کے مابین گھنٹے بھر تک مقابلہ ہوتا رہا - قسطنطنیہ کی جدھے کہ یونانی کروزر " جارجیو سدوروف " پر ترکی گولے لگے ' یہاں تک کہ اسکی تری توپ بھی خاموش کردیگئی اور بالآخر یونانی پیرس کی جانب بھاگ گئے - ترکوں کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا - برخلاف اسکے یونانیوں کا بیان ہے کہ ترک قلعہ کی آڑ میں رہے - اور آخر کار در دانیال کی طرف نکل گئے - پانچ یونانیوں کو ہلکے ہلکے زخم بھی لگے ہیں "

مسلم لیگ

۱۰- تاریخ کے اسٹیٹسمن میں ۹ دسمبر کی بھیجی ہوئی ایک تار برقی اس مضمون کی شائع ہوئی تھی

The political CONFERENCE under the auspices of the Council of the All-India Moslem League will be held at Lucknow on the 31st instant" جسکا صاف مطلب یہ ہے کہ "۳۱ دسمبر کو لیگ کی سرپرستی میں ایک پولیٹکل کانفرنس ہوگی " مگر اب لیگ کی جانب سے ایک اعلان اخبارات میں شائع کیا گیا ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صرف لیگ کی کونسل کی ایک مخصوص میٹنگ ہوگی نا کہ چند مسائل پر غور کرنے - ہم نہیں سمجھہ سکتے کہ ان مختلف بیانات میں راہ تطبیق کیا ہے ؟

پہلے تار میں ایک کانفرنس کا اعلان ہے جو لیگ کے کونسل کے ممبروں کی نہیں ' بلکہ اسکے اہتمام سے ہوگی ' لیکن اعلان میں خود کونسل کے ایک اجلاس کا ذکر ہے - اگر دوسرا اعلان صحیح ہے تو پھر یہ جلسہ محض ایک بیکار شے ہے ' اور القوائے لیگ کی تلافی کی امید کا کسی طرح مستحق نہیں -

۹ کا تار زیر بحث مسائل میں " موجودہ پولیٹکل حالت " کو بھی ایک مسئلہ قرار دیتا تھا ' لیکن اعلان سے وہ اڑا دیا گیا ہے - اس وقت نہ صرف مسلمانان ہند کی پولیٹکل حالت کا مسئلہ درپیش ہے ' بلکہ سب سے اہم تر خود اسلام کی پولیٹکل حیات کا - ضرورت اسکی ہے کہ مسلمانوں کا ایک عظیم الشان مجمع اپنے اُن اصلی جذبات کا اظہار کرے ' جو انگلستان کے موجودہ رویے سے انکے دلوں میں اضطراب پیدا کر رہے ہیں ' اور جسکے اظہار میں رنگرن کے نامعدت مسلمانوں نے قابل صد تحسین پیش قدمی کی ہے -

افسوس ہے کہ کارکنان لیگ لیگ کو دوبارہ زندہ کرنے کی ایک بہترین فرصت کھو رہے ہیں ' اور اس طرح خود اپنی موت کا اعلان کر رہے ہیں - یہ سچ ہے کہ چند آدمیوں کی عہدیت کی زنجیریں انکے پاؤں میں ' اور اپنے نفس خائف کی غلامی کا حلقہ انکے کانوں میں پڑا ہے ' مگر باوجود اسکے بھی چاہیں ' تو اپنے دماغوں کے آپ مالک بن سکتے ہیں -

کیسا نازک ' اور اظہار افکار کا اصلی وقت ہے جو مسلمانوں کے سامنے ہے ' جو کام اس موسم میں نہ ہوسکا وہ مدتوں تک نہ ہوسکے گا -

ہم نے آج کی اشاعت کے افتتاحی مضمون میں جو کچھہ لکھا ہے ' ناظرین اُسے غور سے پڑھیں - ہم کو یقین ہے کہ افکار عمومیہ کی موجودہ حرکت انشاء اللہ ضائع نہ جائے گی ' اور قوم اپنے اس نئے دور حیات کیلیے ایک نئی راہ پیدا کرلے گی -

---

ارشاد الملوک

ہر آنر سرجیمس مسٹن کی پوری اسپیچ علی گڈھ کا ترجمہ پچھلی اشاعت میں درج کرنے کیلیے کمپوز چکا تھا مگر اخیر میں قلت گنجایش کے سبب سے رہگیا ' اس ہفتے بھی تمام صفحات رکے ہوے ہیں ' اسلیے صرف اس کا ایک ٹکڑا شائع کیا جاتا ہے -

انکی اسپیچ کے اکثر مقامات ایسے ہیں کہ غور کے ساتھہ پڑھے جائیں ' علی الخصوص انہوں نے علی گڈھ کالج کی موجودہ حالت ' کالج کے متعلق حرف اگذر حالات و حالات کے ظہور ' قدیم و جدید جماعات کی کشمکش ' طلبا کے نئے افکار و جذبات ' عدم اشتعال سیاسی ' اور اسی طرح کے مطالب مہمہ کی نسبت جو کچھہ فرمایا ہے ' اُسکا ہر حصہ بحث طلب ہے ' مگر اس وقت اس ٹکڑے کو دیکھنا چاہتے ہیں جسمیں ہر آنر نے موجودہ اسلامی مصائب کی نسبت نہایت مؤثر اور دل نشیں طریقے سے ہمدردانہ خیالات ظاہر فرمائے ہیں -

ہم انکی مخلصانہ ہمدردی کی ممنونیت میں اگر کمی کریں تو یہ ناشکری ہوگی - جو کچھہ اسٹریچی ہال میں کہا گیا ' وہ بہت اچھا ہے اس سے ' جو گلڈ ہال میں کہا گیا تھا - ہر آنر کے پر محبت ارشادات و اعترافات پڑھکر بے اختیار جی میں آیا کہ انگلستان کی وزارت کے لیے درجنوں مسٹر اسکوتھہ سے زیادہ بہتر سر جیمس مسٹن ہیں - ہمارا بس چلتا تو ہم گورنمنٹ آف انڈیا اور انگلستان کی شاہنشاہی میں داخل ایک مساوانہ حکومت کی خواہش کرتے اور کہتے کہ انگلستان کی وزارت پر سر جیمس بالعادہ ممبر ہوں اور انسے کہا جائے کہ گلڈ ہال میں دلفانی مسئلہ پر ایک تقریر کریں ' لیکن مسٹر اسکوتھہ کو صوبجات متحدہ کی حکمرانی کیلیے منتخب کیا جائے - تاکہ علی گڈھ میں تشریف لاکر ہمیں ناب مسیحت کا ایک نظارہ دکھلا دیں - یہاں انکے ساتھہ جیسی گدرنی ' گدرجانی لیکن دراصل فکر و ہاں کی تھی -

ہر آنر نے مسلمانوں کے تاریخی افتخارات کی طرف کیسا ہمدردانہ اشارہ فرمایا ہے ؟ انہوں نے ہمارے کارنامے ایک ایک کرکے گنائے ہیں ' انہوں نے مرحوم بغداد کا ذکر کیا ' اور اسپین بھی یاد دلایا ' جہاں سے آٹھہ برس کی حکومت کے بعد ہم مسیحی اسپینیارڈ سے نکالے گئے ' لیکن آہ کہ انہوں نے سب کے آخر میں اس " خوبصورت شہر " کا بھی ذکر فرمایا جو " ہم نے ترکستانی فرمانروا سے لیا تھا اور جس پر اب تک قابض چلے آتے ہیں " شاید اس ذکر کو نظر انداز کر دیا جاتا تو بہتر تھا ' کیونکہ اس طرح بہت سے بے موقع افکار دماغ میں جمع ہوگئے - ہمکو بے اختیار یاد آگیا کہ یہی " خوبصورت شہر " اور ہماری آخری متاع جمال ہے ' جسکے لئے تمام مسیحی یورپ ہمارا رقیب ہے ' جسکی وجہ سے صلیب کے مقدس دیوتا پر ہماری قربانی حائر سمجھہ لی گئی ہے ' اور جسکے دفع کی خاطر کو تھوڑی ہی دیر کے اندر انگلستان کا وزیر اعظم سننا چاہتا ہے !!

قسطنطنیہ میں صلح کی مخالفت

— * —

تلغراف خصوصی بنام الہلال

(۱۴ دسمبر) " صلح کی طیاری سے ملک میں آثار سورش و اضطراب ' گرفتاریاں عمل میں آرہی ہیں " -

دیدۂ سعدی و دل ہمراہ تست * تا تہ بیداری کہ تنہا می روی !

— * —

اے وہ لوگو کہ رحمتوں کے ملک میں جا رہے ہو ' جب وہاں پہنچکر رحموں کو دھونا ' تو خدارا سختی نہ کرنا '
کہ وہ رحم ' اُن رحمتوں کے نہیں ' بلکہ اسلام کے ہیں !

— * —

شفی اللہ مرضی بالعراق ' فانی * علی کل مرضی بالعراق شفیق

البعثۃ الطبیۃ للہلال الاحمر الہندیہ

بعثہ ہلال احمر کا میڈیکل مشن ' جو ڈاکٹر انصاری کی سرکردگی میں ۱۵ کو بمبئی سے روانہ ہوگیا - یہ گروپ بھوپال کے اسٹیشن پر
مسٹر یعقوب محمد خاں صاحب متعلم ارث اسکول بمبئی نے کھینچا تھا - بالکل وسط میں ڈاکٹر انصاری ہیں ' اور انکے بائیں
جانب اس تحریک کے روح رواں مسٹر محمد علی ایڈیٹر کامریڈ '

روس صلیبی جنـگ

— * —

صوفیا کے شاہی گرجے میں شاہ بلغـاریا کو مقدس اعظـم صلیبی جنـگ کی
کامیابی کیلیے برکت دے رہا ہے

— * —

شتلجا

کی وہ ہلاکت بشاں عثمانی مشین گن ' جس نے ۱۶ نومبر کے معرکے میں حملہ آور بلغاریوں کی تمام سامنے
کی صفیـــں اوڑا دیں' اور جس کے حملے میں افســـر بہت جادہ '
محمود حصاری کو تمغۂ سلطانی مرحمت ہوا -

الجهاد ! الجهاد !!

— * —

الجهـاد في سبيل الحريـة

— * —

انفـروا خفـافـا و ثقـالا !

— * —

وفـاداري اور بـغـاوت

دوستـوں کا وقت آگـیـا

وفاداري گورنمنٹ سے ' اور بغـاوت مفسد لیڈروں سے

— * —

فلا تخافوهم و خافون ان كنتم مومنين (۳ ۱۷۰)

کسی سے مت ڈرو ' اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو !!

— * —

اس وقت ہے دعـا و اتحـاد کا وقت میـرا

ایک نعـرہ تـو بھي پیشکش صنـم کا کـر !

— * —

وعـظ یوسفی

— * —

یا صاحبی السجن ! ارباب متفرقون خیر ام الله الـواحـد القهار ؟ ما تعبدون من دونه الا اسمـاء سمیتمـوهـا انتـم و اباؤ کم ما انزل الله بها من سلطان ' ان الحکم الا لله ! امر الا تعبدوا الا ایـاه ' ذلك الدین القیم ' و لکن اکثر الناس لا یعلمون (۱۲ ۴۱)

اے یاران محبس ! بہت سے مالک اور آقا بنا لینا اچھا ہے یا ایک ہی خدائے قہار کے آگے جھکنا ؟ تم جو اللہ کو چھوڑ کر اور معبودوں کو پوج رہے ہو ' تو بجز اسکے سوا کیا ہے کہ چند نام ہیں جو تـم نے اور تمہارے پیش روؤں نے گھڑ لیے ہیں ؟ حالانکہ خدائے نوانکے لیے کوئي سند نہیں بھیجی نہیں - اے گمراہو ! یقین کرو کہ تمام جہاں میں حکومت صرف اُس ایک خدا ہی کیلیے ہے ! اس نے حکم دیا ہے کہ صرف اسی کے آگے جھکو ! یہی دین اسلام کا سیدھا راستہ ہے ' لیکن اے واے کہ اکثر لوگ ہیں جو نہیں جانتے -

— * —

تاریـخ آزادی هنـد ' جو لکھي جـاے گي

جو ہونے والا ہے اسکو کوئی قوم اپنی بحوست سے نہیں روک سکتی - یقیناً ایک دن آے گا ' جبکہ ہندوستان کا آخري سیاسی انقلاب ہو چکا ہوگا ' غلامی کی وہ بیڑیاں جو اس نے خود اپنے پاؤں میں ڈال لي ہیں ' بیسویں صدی کی ہواے حریت کی نفع سے کٹ کر گر چکي ہونگی ' اور وہ سب کچھ ہو چکے گا ' جس کا ہونا ضرور ہے - فرض کیجیے کہ اس وقت ہندوستان کي ملکی ترقی کی ایک تاریخ لکھی گئی ' تو آپکو معلوم ہے کہ اسمیں ہندوستان کے سات کروڑ انسانوں کی نسبت کیا لکھا جاے گا ؟

اسمیں لکھا جاے گا کہ ایک نہایت اور زبردست طالع قوم ' جو ہمیشہ ملکی ترقی کیلیے ایک روک ' ملک کی فلاح کیلیے ایک بدقسمتی ' راہ آزادي میں سنگ گراں ' حاکمانہ طمع کا کھولتا ' دست اجانب میں تاریخۂ لعب ' ہندوستان کی پیشانی پر ایک گہرا زخم ' اور گورنمنٹ کے ہاتھ میں ملک کی امنگوں کو پامال کرنے کیلیے ایک پیہم ٹکر رہی !!

اسمیں لکھا جاے گا کہ ایک قابل رحم مگر مجبور انسانوں کا گلہ ' جسکے ہر فرد کو کسی زبردست کاہن نے اپنے منتر سے جانور بنا دیا تھا ' جو اپنے بچانے والے آقا کے ہاتھ میں اپنے گردن کی رسی دیکھتی تھی اور خوش ہوتی تھی ' جسمیں کوئی انسانی ارادہ ' کوئي انسانی دماغ ' کوئی انسانی حرکت ' اور کوئی انسانی زندگی کا ثبوت نہ تھا - جو نہ اپنے دماغ سے سوچ سکتی تھی ' نہ اپنی اوار سے بول سکتی تھی - نہ اپنے پاؤں سے چل سکتی تھی ' اور نہ اپنے ہاتھوں کو اپنا ہاتھ سمجھکر اٹھا سکتی تھی - ایک معمول ' جو مسمرائزر کے ارادے پر زندہ ہو - ایک وجود مثل ' جو صرف زمین کیلیے بار ہو - ایک درخت ' جو حرکت کیلیے ہوا کا منتظر ہو ' ایک پتھر ' جو بغیر کسی دی روح کے حرکت دے ہل نہ سکتا ہو ' اور سب سے آخر یہ کہ ایک نہایت کا داغ ' جو انسانیت کی پیشانی پر ہو

لهم قلوب لا یفقهون بها ' ولهم اعین لا یبصرون بها ' ولهم اذان لا یسمعون بها ' اولئك کالانعام ' بل هم اضل ' اولئك هم الغافلون (۲۸ ' ۸۴)

انکے پاس دل ہیں ' مگر سوچتے نہیں ' آنکھیں ہیں ' مگر دیکھتے نہیں ' کان ہیں مگر سنتے نہیں - انکی مثال چارپایوں کی سی ہے بلکہ اس سے بھی بدتر ' وہی ہیں ' جنکو عقل کی سرشاری نے انسانیت سے محروم کر دیا ہے -

اسلام کي تدلیل کا ایک درد انگیز مظہر

پھر اسمیں لکھا جاے گا کہ یہ حالت اُس قوم کی تھي ' جو آہ ثم آہ ! کہ " مسلم " تھی ' جو اپنے ساتھ انسانی شرف و جلال کي ایک عظیم تریں تاریخ رکھتی تھی ' جسکو خدا کی وراثت اور خلافت دی گئی تھی ' جو دنیا میں اسلیے بھیجی گئی تھی ' تاکہ انسانی استبداد و استعباد کی زنجیروں سے بندگان الہی کو آزاد کرائے - جو اسلیے بھیجی گئی تھی کہ بیڑیوں کو کاٹے ' نہ اسلیے کہ خود اپنے پاؤں میں بیڑیاں پہنے ' جو اسلیے آئی تھي کہ تمام اُن زنجیروں کو ' جو خدا کي بندگی کے سوا اور شیطانی قوتوں کي ' (اور ہر وہ اسیلا جو اللہ کے ما سوا ہے ' اسلام کی اصطلاح میں یہی نام رکھتا ہے) انسان کی گردنوں میں پڑي ہیں ' ٹکڑے ٹکڑے کر دے ' نہ اسلیے کہ سب سے پہلے زنجیر کو خود ہی اپنی گردن کا زیور بنائے - جو خدا کی نائب اور خلیفہ تھی ' تاکہ دنیا کو اپنا محکوم بنائے - نہ یہ کہ خود محکومی پر نازکرے - جسکے قدموں پر قوموں کو گرنا تھا تاکہ وہ اٹھائے ' نہ یہ کہ وہ خود خاک مذلت و غلامي پر لوٹے اور ٹھکرائي جاے -

جو اس ملت حنیفی کی پیروتھی ' جو دنیا میں صرف اسلیے ہے کہ حاکم ہو ' نہ اسلیے کہ غلام و مملوک ہو - آہ ! جو " مسلم " تھی ' اور پھر کونسا انسانی شرف باقی رہگیا ہے ' جو اس اللہ کے منہہ سے نکلے ہوئے خطاب مخروب و اقدس میں نہیں ہے ؟ جو " مسلم " تھی ' اور اسلیے قدرتی طور پر اسکا فرض تھا کہ ہندوستان میں وہ سب کچھہ کرتی ' جو آوروں نے کیا ' اور جسکو اپنے وجود رہوں سے اس نے ہمیشہ روکا - جو مسلم تھی ' پس چاہیے تھا کہ ہندوستان کی آزادی اور ملک کی ترقی کا جھنڈا اسکے ہاتھہ میں ہوتا ' اور ہندوستان کی تمام قومیں اسکے پیچھے پیچھے ہوتیں ' کیونکہ اسکے پاس " اسلام " تھا اور " اسلام " آگے رہنے کیلئے ہے ' پیچھے رہنے کیلئے نہیں - وہ ایک قوت ہے تاکہ قومیں اسکے آگے جھک کر روحانی و جسمانی تحفظ پائیں ' پر وہ کسی کے آگے جھکنے کا محتاج نہیں ہے

وکذلک جعلناکم امة وسطا ' لتکونوا شهداء علی الناس و یکون الرسول علیکم شهیدا (۲ ۱۳۷)

اور اسی طرح ہم نے مسلمانوں کو درمیانی قوم بنایا تاکہ وہ تمام انسانوں کی ہدایت کے شاہد ہوں ' اور خاتم المرسلین انکے لئے شاہد ہو - اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو ' جو حق جہاد کرنے کا ہے - اس نے تم کو تمام دنیا کی قوموں میں سے برگزیدگی اور امتیاز کیلئے چن لیا - پھر جو دین تم کو دیا گیا ہے ' وہ ایک ایسی شریعت فطری ہے جسمیں تمہارے لیے کوئی رکاوٹ نہیں - یہی ملت تمہارے مورث اعلی ابراہیم خلیل کی ہے ' اور اس نے تمہارا نام " مسلمان " رکھا ہے ' گذشتہ زمانوں میں بھی اور اب بھی - تاکہ رسول تمہارے لئے ' اور تم تمام عالم کی ہدایت اور تعلیم کے لئے شاہد ہو - پس اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑو ' جان اور مال دونوں کو اسکی عبادت میں نثار ' وہی تمہارا ایک آقا اور مالک ہے اور پھر جسکا خدا مالک و حاکم ہو ' اسکا کیا کہنا مالک ہے اور کیسا قوی مددگار !

فاعلموا انما انزل بعلم الله و ان لا اله الا هو فهل انتم مسلمون (۱۱ ۱۴)

دفاع سرپھیلنے کے لیے ہے ' نہ کہ عقل کیلیے - پس تمہارے پاس دفاع ہے تو اسے عقل کو نہ دیجئے ' اور موت کو جواب سمجھنے والو ! خدا را سمجھو نہ تلاؤ کہ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر تمہاری تسلی کیا لکھا جائے گا ؟ یقین کرو کہ اس وقت ' جبکہ یہ سطریں لکھہ رہا ہوں ' میرے دل میں ایک سخت اضطراب ہے ' میری روح بیچین ہے ' میرے جگر میں ٹیس ہے ' میرے دل کے رحموں کے تار کے کھل گئے ہیں ' اور میرے ہیجان افکار کا ساتھہ دینے سے قلم عاجز آگیا ہے - یہ کیا ہے کہ میں ایک سے کو اپنے سامنے دیکھہ رہا ہوں تم سب کے پاس بھی آنکھیں ہیں ' لیکن تم کو نظر نہیں آتا ؟ یہ کیا ہے کہ ابدی آواز میرے کانوں میں آرہی ہے ' میں سن رہا ہوں پر تم نہیں سنتے ؟ آہ ! اے لوگو کہ میں نہیں سمجھتا تم کو کیا کہوں ' میں خدا را تلاؤ کہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ تم دین قویم کے پیرو ' خطاب اسلام سے مخصص ' اور اضافت الہی کے حامل ہو ' یہ سچ ہے تو تم صرف اسلیے ہو تاکہ ڈرو ' بے خوف ہو ' حربی ہو ' ارادہ ہو ' خود مختار ہو ' نہ صرف اتنا ہی کہ خود ارادہ ہو ' بلکہ قوموں کو ارادی بخشنے والے اور ملکوں کو بدد استعداد سے نجات دلانے والے ہو ' اور میں آگے بڑھتا ہوں کہ تم اسلیے ہو ' تاکہ حانفروش ہو ' تاکہ راہ حق میں سرکف ہو ' پھر یہ کیا ہے کہ یہ سب باتیں عبرتوں میں دیکھتا ہوں ' لیکن اے بدبختو تم اسے محروم ہو - یہ کیا دوالعجبی اور کیا تماشائے عقل سوز ہے ؟

پیری بہشته رح و دیر در کرشمه و ناز
دسوخت عقل ز حیرت که این چه دوالعجبیست ؟ !

تاریخ ہند کا ایک خاص باب

اگر تم کہو یہ تاریخ ہند میں ہمارے لئے بھی ایک شرف و عظمت کا باب ہوگا تو تم خاموش رہو ' اور مجھسے کہو کہ میں اسے پڑھوں - بیشک ایک باب ہوگا ' مگر جانتے ہو کہ اس میں کیا ہوگا ؟ اسمیں لکھا ہوگا کہ ہندوستان ملکی ترقی اور ملکی ارادی کی راہ میں بڑھا ' ہندؤں نے اسکے لئے اپنے سروں کو ہتھیلی پر رکھا ' مگر مسلمان غاروں کے اندر چھپ گئے - آنہوں نے پکارا ' مگر انہوں نے اپنے منہ اور زباں پر قفل چڑھالئے - ملک عدم منصفانہ قوانین کاشا کی تھا ' ہندوں نے اسکے لئے جہاد شروع کیا ' پر اس قوم معاند نے یہی نہیں کیا کہ صرف چپ رہی ' بلکہ معترضا نہ چیخ اٹھی کہ تمام کام کرنے والے ناپاک ہیں -

اضافۂ استعداد ہند

ملک کہ ایک خالص زرعی ملک تھا ' اسکے کاشتکار تباہ و برباد ہو رہے ہیں ' ملک کی دولت انگلستان کے معدے میں بھری جا رہی تھی ' اور اس طرح ہضم ہو جاتی تھی کہ چند لمحوں کے بعد پھر ہل میں مزدور کا نعرہ سنائی دیتا تھا - ریلوے کی توسیع نے انگلستان کو تھپکے دے جا رہے ہیں ' تاکہ وہ دولت جذب کرے ' مگر آبپاشی کیلئے روپیہ نہ تھا ' نہ ہندوستان کی زمین اپنی دولت اگلے - زباں سے اقرار کیا جاتا تھا کہ تم وفادار ہو ' مگر اسلحہ کو چھونے کی اجازت نہ تھی ' کہ تم غدار ہو - ملک کی تمام دولت سدھ ہزار سرخ رنگ سپاہیوں کو سونا اور چاندی کھلا کر لڑائی جا رہی تھی ' مگر ملک کے فاقہ مست کالے تعلیم اور حفظ صحت کے انتظام سے محروم ہے - نمک بھی ملتا تھا تو محصول دیکر ' اور تعلیم بھی ملتی تھی ' تو گھر بار بیچکر - پھر زمام حکومت اپنے ہاتھہ میں لیتے ہوئے مخاطب کے لہجے میں وعدہ کیا گیا تھا کہ تمدن رنگ و زباں اور امتیاز جنس و محکوم کا نہاں سوال نہیں ' اور جو راہ اپنے لئے تار ہے ' وہی سب کی آمد کی منتظر - لیکن جب پاؤں آگے ' اور ہاتھوں نے حرکت لی ' تو تمام دروازے بند ہے ' اور امتیاز حاکم و محکوم کے نسب سے ہر انگلستان کی مٹی کا پتلا محترم -

یہ اور ایسے ہی حالات تھے ' جنمیں ملک مبتلا تھا - ہندو آگے اور آنہوں نے اپنی تمام قوتوں کو ملکی جہاد کیلیے وقف کر دیا - لیکن عین اُس وقت جبکہ وہ یہہ سب کچھہ کر رہے تھے ' مسلمانوں نے یہ صرف اپنے ہی ہاتھہ پاؤں توڑے ' بلکہ چاہا کہ جنکے ہاتھہ پاؤں ہیں ' انکو بھی اپنا سا لولا لنگڑا بنا دیں - جبکہ وہ ملک اور ملک کی آزادی کی آگ سلگا رہے تھے ' تو یہ تعلیم کی ایک ٹھنڈی لاش لئے بیٹھے رہے ' انکے کانوں میں ایک حاذر یا مدبر پھونکدیا گیا تھا کہ " وقت نہیں آیا " اور یہ اسی میں مستغرق رہے - ایک الف لیلہ کا عفریت تھا ' جس نے حاذر کے زور سے انکو پتھر کی چٹان بنا دیا تھا ' پس یہ ملک کی ترقی کی راہ میں روک بنکر پڑے تھے -

مسلمانوں کے ملکی کارنامے

اسکے بعد وہ آنے والا مورخ ' جو ہندوستان کا وقائع نگار ہوگا ' لکھے گا کہ بالآخر وہ سب کچھ ہوا جو ہونا تھا ' بیسویں صدی میں کوئی ملک علم نہیں رکھسکتا تھا اور نہیں رہا ' برٹش گورنمنٹ ایک کانسٹی ٹیوشنل گورنمنٹ تھی ' چنگیز خاں کا تخت قہر نہ تھا - پس ملک آزاد ہوا ' اور انگلستان نے اپنا فرض ادا کردیا ' لیکن دنیا یاد رکھے کہ جو کچھ ہوا ' اُس قوم کی سرفروشی سے ہوا ' جو مسلم نہ تھی ' پر جو " مسلم " تھے ' انہوں نے ہمیشہ آزادی کی جگہہ غلامی کی ' اور سربلندی کی جگہہ سجدۂ مذلت کی کوشش کی - ہندوستان کی ملکی نجات یقیناً ایک عظمت اور عزت کی یادگار ہے ' لیکن اس عزت میں مسلمانوں کا کوئی حصہ نہیں - اگر ملک کے قوانین کی ترمیم ہوئی ' نئے معاہدہ قوانین بنائے گئے ' برباد کن محصولوں اور ٹیکسوں سے انسانوں نے نجات پائی ' تعلیم حربی اور عام ہوئی ' فوجی مصارف میں تخفیف ہوئی ' اور سب سے اخیر یہ کہ ملک کو حکومت خود اختیاری ملی ' تو صرف ہندوں ' قابل عرب ہندوں ' مسلمانوں کیلئے تاریخۂ عرب ہندوں کی وجہہ سے ' کیونکہ انہوں نے پالیٹکس کو شروع کیا ' اور پھر پالیٹکس اسی کو سمجھا ' مگر مسلمانوں نے اسکو معصیت سمجھکر کنارہ کشی کی ' اور جب شروع بھی کیا تو شیطان نے یہہ سمجھایا کہ گورنمنٹ کے آگے سجدہ کریں ' تا اسکے آگے جھک مانگنے کیلیے روئیں ' اور پھر مانگیں بھی تو اشرفی نہیں ' چاندی سونا نہیں ' لعل و جواہر نہیں ' بلکہ قانون کا ایک رنگ آلود ٹکڑا ' تا سوکھی

روٹی کے حق ریزے ذٰلک مثل القوم ' الذین کذبوا بایاتنا ' فاقصص القصص لعلہم یتفکرون (۷ ' ۱۷۵)

مسلم لیگ

بیشک مدتوں کے بعد بدقسمتی ' جس کو کفر کہا تھا اسکے ثواب و عطا ہونے کا مژدہ دینا پڑا ' لیکن کیونکر ؟ اپنی قوت سے ' اپنے دماغ سے ' اپنی ہستی اور اپنی روح سے ؟ نہیں بلکہ

ان ہم نسعی عمرۂ مردم شکار دوست !

پہلے حکم سے گمنامی کی غاروں میں چھپے تھے ' اب انہی کے حکم سے باہر نکلے تاکہ مندر میں جاکر انکے آگے سر بسجود ہوں - بیشک شملہ ڈیپوٹیشن کے تماشے کے بعد اسکا اخری پارٹ کھیلا گیا اور ایکٹ " ختم " رکھا گیا ' لیکن اگر تم ایک ظرف خانہ بنا کر اسکا نام آسمان رکھدو ' تو کیا ظرف کی سل آگ کا انگارا ہو جائے گی ؟ اگر تم ایک کھلونے کا پتلا بنکر اسکے سینے کے پاس کی کل کو انگوٹھے سے دبادو ' تاکہ اپنے دونوں ہاتھہ ہلا کر تالی بجائے ' تو کیا اس تماشے سے وہ انسان کا بچہ سمجھ لیا جائے گا ؟ نادانو ! جب کہوں ہو ؟ سمجھکر جواب دو ! شاید ہی اجتک دنیا میں کسی قوم نے پالیٹکس کی ایسی صریح تذلیل وتوہین کی ہوگی ' جیسی کہ چھہ سال تک تم نے کی - تم نے ' اے چاندی اور سونے کو پوجنے والو ! تم نے کی - تمہارا وجود یکسر سیاست کی تحقیر ' اور تمہارے اعمال اسکی معرر پیشانی پر ایک کلنک کا ٹیکا ہیں - تم نے غلامی کا ایک بتکدہ بنایا ' اور اسکا نام سیاست کی مسجد رکھا ' تم نے سجدے کا سر جھکایا ' اور قوم کو دھوکا دیا کہ ہم عزت کا سر بلند کر رہے ہیں - تم دلدل میں اپنے پاؤں ڈالکر کود رہے تھے ' تاکہ اور خسف و غرق ہو ' لیکن قوم کو کہتے تھے کہ ہم میدانوں میں دوڑ رہے ہیں - تم خود گمراہ تھے ' پر اس پر بس نہ کی اور پوری قوم کو گمراہ کرنا چاہا - ضلوا فاضلوا ' ویل لہم ولاتباعہم :

حریفاں رہ دیر کردند گم
ویل لہم ' ثم ویل لہم ! !

بارہا گفتہ ام و بار دگر می گویم

کہ سوال چھت کا نہیں بلکہ اُن اینٹوں کا ہے جو بنیاد میں رکھی گئی ہیں - یہ بحث فضول ہے کہ دیوار کا کیا حال ہے ' دیکھنا یہ ہے کہ بنیاد تو تزلزل نہیں - پالیٹکس ایک آگ ہے جو خود بھڑکتی ہے ' اور پھر بھڑکائی جاتی ہے - وہ ظرف کا گلاس نہیں ہے جو کسی سرد مہر ساقی کی بخشش پر موقوف ہو - ازلی گمراہی یہ تھی کہ دوسروں کی مدد کے بعد زندگی کی ضرورت لی تھی تو اپنی امنگ ' اپنے جوش ' اور اپنی کسی قوت کے اعتماد پر نہیں ' بلکہ محض کسی کے اشارۂ چشم ' اور جنبش دست دعوت پر - نتیجہ یہ ہوا کہ پالیٹکس غلامی کی ایک دوسری شکل بن گئی ' اور راہ مقصود سے بار رہنے کیلئے ایک کھلونے کا کام دینے لگا - پھر اسکے بعد ساری قوت اسپر صرف کی جانے لگی کہ گورنمنٹ سے مراعات طلب کی جائیں اور جس طاقت کو گورنمنٹ کے مقابلے میں خرچ ہونا تھا ' اسکو ہندوؤں کے مقابلے میں صرف کیا جائے - یہ اُس خمار کیلیے ترشی کا ایک پورا جرعہ ثابت ہوا - اصل شے قوم کا یہ محسوس کرنا ہے کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑی ہے نہ کہ کسی لکڑی کے سہارے ' لیکن مراعات کی طلب جب پیدا ہوگئی ' خواہ اسکا کچھہ ہی نام رکھا جائے ' یقیناً اپنی قوت کی جگہہ ' محض معطی کے احسان و کرم پر اعتماد ہوگا - بیشک مسلمانوں کو اپنے حقوق قومی کے تحفظ سے غافل نہیں ہونا چاہئے ' لیکن سابقہ ہی اصلی سعی اسکی ہونی چاہیے کہ درخت اپنی جگہہ پر مضبوط ہو - تم درختوں کے سایے میں آرام و راحت لیتے ہو ' لیکن کبھی اسپر بھی غور کیا ہے کہ تمہارے باغ و چمنستانوں میں کونسی شے جلدی ہے ؟ ' وہ بھی درخت ہے ' لیکن جو درخت اپنی قوت نشو و نما سے محروم ہو جاتا ہے ' اسکو کاٹ کر چولہے ہی کے سپرد کیا جاتا ہے - پس زندگی صرف قوت میں ہے اور اعتماد کی جگہہ دل ہے نہ کہ کسی کی چوکھٹ -

ملک کی غلامی کیلیے مسلمانوں کی قربانی

ہندو مسلمانوں کا سوال بھی ایک تارنگر کا کھیل ہے ' اور بدقسمتی سے ناچنے والے ناچ رہے ہیں - فرق میں بھی پڑگئی ہے اور عدم مطمئن ہے - یہ جدال کہ " تم نے انہی معلوم میں ترقی نہیں کی ' اسلیے تمہارا پالیٹکس نہیں ہے کہ پہلے ہندوں سے اپنے غصب کردہ حقوق چھین لو " غور کرو کہ حریف شاطر کی کس دیانت کی چال تھی ؟

وہ رہزن اور پھر ایسے کہ من سے !

سات کروڑ انسانوں کی قوت کا نشانہ وہ خود کردں بنے ' جبکہ تم اُس قوت کو کسی دوسرے جگہہ خرچ کرنے کیلیے طیار ہو ؟ یاد ہوگا کہ ہم نے ایک بار اسکی طرف اشارہ کیا تھا - ہندوستان میں قدرتی طور پر برٹش گورنمنٹ کو اپنے فوائد کے استحکام کیلیے ایک نئی قربانی کی ضرورت تھی ' کہ کوئی ایک قوم ملک کو چھوڑ کر اسکے ساتھہ ہو جائے ' اور اپنے ملک کی امیدوں کی قربانی کے خون سے اسکے اعراض کے درختوں کو سینچے - مسلمانوں نے خود اپنے تئیں اس قربانی کیلیے پیش کر دیا ' اور جس نوجہہ کے اٹھانے سے ہندوستان کی تمام قوموں نے انکار کر دیا تھا ' اسکے لئے اول روز خود ہی اپنی گردن پیش کر دی کہ

بنشیں در دل ویرانہ ام اے گنج مراد !
کہ من ایں خانہ بسودائے تو ویران کردم

انہ کان ظلوماً جہولا

الذين نسوا الله ، فانساهم انفسهم !

اگر مسلمانوں کی انکھوں کو لیڈروں کے عمل السحر نے بند نہ کر دیا ہوتا ' تو وہ اس منظر کو دیکھتے اور خون کے آنسو روتے - وہ دیکھتے کہ یہ کیا ندا تعالی ہے کہ ملک کی ترقی و فلاح کا مسئلہ ہی سرے سے " ہندو مسئلہ " ہوگیا ہے ' اور مسلمانوں کو من حیث القوم اس سے کوئی تعلق نہیں رہا - ہاوس اف کامنس میں تعش آئے یا کانگریس کے اسٹیج پر ' " مسئلہ ہند " کے معنے " ہندو مسئلہ " کے ہیں ' حالانکہ ملک کی ترقی و آزادی کی کی ذمہ داری اگر ہندوں پر ملک کی طرف سے نہیں ' تو اے اپنے تئیں بھولنے والو ! تمہارے سر تو خدائے ذو الجلال کے طرف سے تھی ! دنیا میں صداقت کیلئے جہاد ' اور انسانوں کو انسانی غلامی سے نجات دلانا تو اسلام کا قدرتی مشن ہے ' پس تم تیے کہ تم کو خدا آگے کرنا چاہتا تھا ' لیکن افسوس کہ تم نے پہلے خدا کو ' اور پھر اپنے آپ کو بھلایا ' نتیجہ یہ نکلا کہ پیچھے کی صفوں میں بھی تمہارے لئے جگہہ نہیں ' ہیا حسرتا ! ویا ویلتا !!

ولا تكونوا كالذين نسوا الله فانساهم انفسهم اولئك هم الفاسقون (۵۹ : ۱۹)

اور ان لوگوں کی طرح مت بنو ' جنھوں نے خدا کو بھلا دیا ' نتیجہ یہ نکلا کہ خود اپنے ہی کو بھول گئے - وہ یقیناً فاسقوں میں سے تھے -

حمود حرکب نما

ممکن ہے کہ آپ فرمائیں ' یہہ قصۂ طویل اب داستان بے وقت ہے ' کیونکہ در اصل تمام پچھلی باتیں بھلائی جا چکی ہیں ' غلطیوں کا اعتراف کیا جا رہا ہے ' تقسیم بنگال کی تنسیخ کی صوب معظم نے (کہ فی الحقیقت آغاز عہد برطانیہ سے لیکر اس وقت تک ایک سب سے بڑی انسانی خدمت ہے جو اُس نے انجام دی) اُن ہاتھوں کو بھی جو شل ہوگئے تھے پیٹھہ تک پہنچا دیا ہے کہ چوٹ سخت لگی ہے - خود اب لنگ پچھلی غلطیوں کی تلافی اور آئندہ کی اصلاح پر ملتفت ہے ' مانا کہ اسکا سر برسوں بادۂ غرور و کبر سے سرشار رہا ' مگر اس عجز خمار کو بھی تو دیکھیے ' کہ اب قومی خواہشوں کے آگے

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے !

آپ کہا کہ اولین شے لیگ کے نظام کی تبدیلی ہے ' انہوں نے کہا کہ بہت بہتر - آپ شکایت کی کہ اگر ہلال احمر مدد کی فکر نہ کی تو پھر لیگ کس مرض کی دوا ہے ؟ ارشاد ہوا کہ اسکے یہ بھی لیجیے ' اپکا ڈرنا یہ تھا کہ سفر بے مدرل ' اور سعی بے مقصود ہے ' انہوں نے کہا کہ اس سے بھی انکار نہیں ' اسکے " نصب العین " کی جستجو میں بھی نکلیں گے - انہی سامنے کی بات ہے کہ لیگ کے الٹوا پر اپکو بہت غصہ آیا تھا ' تحریریں تھیں کہ ایک علحدہ کانفرنس کا انعقاد ہو ' انہوں نے معاً کہا کہ اور طرف کیوں جاتے ہیں کہ یہاں ایک صحت خاص اس کے لیے بھی طیار ہے - پھر جب حالت یہاں تک روبا صلاح ہو چکی ہے ' تو اب پچھلے گلے شکوے کا کون موقع ہے ؟ اندر پرانی باتوں کو تہہ کیجئے ' اور امیدوں کا دروازہ کھولیے کہ مدتوں کے دبے ارمانوں کے نکلنے کا وقت آگیا :

دیدار شد میسر و بوس و کنار ہم
از نعمت شکر دارم و از روزگار ہم

لیکن میں عرض کرونگا کہ ذرا صبر کیجئے اور ارمانوں کو نہ روکیے کہ در اصل شکوے شکایت کا وقت پہلے نہ تھا ' وقت تو اب آیا ہے ' ہم بھی اسی روز آزمایش کے منتظر تھے :

کچھہ ہو رہے گا عشق رموس میں بھی امتیاز
آیا ہے اب مزاج ترا امتحان پر

لیکن کہیں ایسا نہو کہ

حکم الخسر کی تھی توقع بروز حشر
باقی رہا نہ دل ہی جب اظہار ہو چکا !

ہائے اس روز پشیماں کا پشیماں ہونا !!

اول تو

کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ

اور پھر یہ جو کچھہ ہے ' صرف الفاظ ہیں ' جن میں معانی کا بروز باقی ہے ' محض جستجو کے ارادے سے منزل نہیں مل سکتی ' آب سرخی اور حنا مہیا بھی کر لیں ' پھر بھی مکاں نہیں بن سکتا جب تک کہ معمار نہوں - شاعد لنگ کی یہ نئی ادائیں تو بے شک ضرور ہیں ' لیکن ابھی ایسی نہیں ہیں کہ واپس لیا ہوا دل پھر اسکے حوالے کر دیں

کھلے کسی دل در و دیوار کے آثار باقی ہیں
ہوا ہر چند گھر ویراں صحرا ' پھر بھی صحرا ہے

البتہ بعض حامی کاران ہوس پیشہ سے کہتا ضرور لگا ہے کہ کہیں ان صد ارما اداؤں پر لوٹ نہ ہو جائیں

وہ حلقہ ہائے زلف ' کمیں میں ہیں اے خدا !
رکھہ امتحان میرے دعوئے وارستگی کی شرم !

نظام تو کہنی کی اصلاح اور نصب العین کی جستجو بعینہٖ ارا لۂ مرض کیلئے اصلی علاج کی تلاش ہے ' مگر تلاش کا ہونا ہی صحیح تشخیص اور معتد بہ نسخے کے مہیا ہو جانے کیلئے کافی نہیں ' ضرورت ہے کہ تشخیص کی جستجو صحیح راہ پر ہو ' اور نسخہ جو تجویز کیا جائے ' وہ دفع مرض کا اصلی علاج ہو - لنگ اگر یہاں تک کیلئے راضی ہوگئی ہے تو رہے نصب ! لنگ ابھی یہ پوچھنا باقی ہے کہ -

کہئے کچھہ ترکے بھی ہمت ہو گی ؟

راضی نامہ

اصل یہ ہے کہ لنگ کی طرف سے پوری مایوسی تھی اور ہے ' جب تک کہ وہ اپنے تئیں اب امید کا مستحق ثابت نہ کر دے - قوم نے اچھی طرح دیکھہ لیا ہے کہ نہ صرف اہم امور سیاسیہ کیلیے ' بلکہ ادنی درجہ کی سیاسی ضروریات کیلیے بھی لنگ بیکار ہے ' اور اس لحاظ سے سخت مضر ' کہ قوم کا آئندہ راستہ روک کر کھڑی ہے - پس عین اُس وقت جبکہ صاف صاف یہ ہے کہ ہم لیگ کو کالعدم یقین کرکے اپنی راہ ڈھونڈھ رہے ہیں ' اور دل کے ایک نئے ٹھکانے کی فکر میں (الحمد للہ) کہ پہلے سے اچھی حالت میں ہیں - لیگ مکرر سامنے آئی ہے اور کہتی ہے کہ پچھلی باتوں کو بھول جاؤ اور اب پھر معجمی کو دیکھو ! اچھی بات ہے ' پہلی پھر خواہ کیسی ہے بے مزہ گدری ہو ' لیکن رات کا آخری حصہ تو ابھی باقی ہے ' اور گو مرغ سحر کی چیخیں چاروں طرف سے سنائی دے رہی ہیں ' مگر ہم مرض کیے لیتے ہیں کہ جو کچھہ گذر چکا ہے بس تھا ' اور در اصل شب وصل اب سے شروع ہوئی ہے :

وصال پر ہے جو وصل ' امتحاں کر دیکھو
امیر یوں ہی سہی ' چند روز مر دیکھو !

اگر لیگ اب پھر ہمارے دلوں پر قبضہ کرنا چاہتی ہے ' تو بہتر ہے کہ ہم میں اور اسمیں ایک راضی نامہ ہو جائے - یہ ضرور ہے کہ ہم نے اُسے طلاق دیدی تھی ' لیکن اب پھر وہ آنا چاہتی ہے

تو عقد رجعت سے انکار نہیں ' البتہ اسکو تو اپنی غیرت کبھی گوارا نہیں کرے گی کہ " حلالہ " کو منظور کرلیں

همسرہ غیري و می گوئی بنا عرضی تو هم
لطف مردي ' نرو ' کین پاے را رفتار نیست

یہ راضی نامہ بالکل ایک منصفانہ معاہدہ ہوگا ' اور شرائط میں کوئی پیچ و خم نہیں - لیگ پچھلی باتوں کو بھلادے ' اپنے گھر کو صحبت اغیار سے خالی کرے ' اور ہم سے لگا رکھا ہے تو غیروں سے سگارت چھوڑدے - پھر ہم بھی دوسرے ٹھکانوں کی فکر چھوڑ کر اُسی کے ہو رہتے ہیں - لیکن یاد رہے کہ یہ معاہدہ آخری ہوگا ' اگر پھر کبھی اغیار کی پرچھائیں بھی نظر آئی تو :

بس لیجئے سلام ' اپنا بھی وعدہ ہے کسی سے

اسکو بھی کھول کر کہدیں کہ صحبت غیر سے کیا مطلب ہے ؟ ابھی اسکا وقت نہیں آیا ہے کہ آپ سے غیرت عشق کے انتہائی مطالبات کیے جائیں - ہمیں اس سے کوئی چڑہ نہیں کہ گورنمنٹ سے پورے تعلقات رکھیے ' کانگریس کی موجودہ حالت کی نظیر آپکے سامنے ہے ' انٹر گورنمنٹ حود امیدوں کی حوات افزائی کر رہی ہے - لیکن تعلقات کے یہ معنی سمجھئے کہ اچھے وقتوں میں اپنے وقار اور متانت کے تحفظ کے ساتھہ در چار گھڑی ہنس بول لیا' یہ نہیں کہ .

همه شب شراب خوردن ' همه روز حواب کردن

شرائط صلح

نصب العین

سب سے مقدم تر مسئلہ پولیٹکل حدر جہد کیلیے ایک نصب العین کی حستجو ہے ' اور اگر آپکو رکھنا ہے تو کسی مقصد بلند کی آنگیٹھی سلگایئے حو ہر وقت اپکے دل کو گرم رکھے - یہ بار بار کہا جا چکا ہے - کوئی قوم اپنے حد و حہد میں اصلی سر گرمی اور حدبات و قوی کا ایثار نہیں کرسکتی حب تک اسکے سامنے ایک حاں طالب نصب العین نہو' اور اب آپکو کیا سمجھائیں کہ ارادی تو وہ مقصود ہے ' حسکا تصور بھی دل کی زندگی کیلیے کافی ہے -

رهے پہلو میں وہ یا اُس کا خنجر
عرض دل تھرتا ہے هم نشیں سے

لنگ تلاش میں نکلی ہے تو اسکو بھٹکنا نہیں چاہئے - هندوستان میں سیاسی نصب العین کا سوال ایک ہی ہے ' گو اس بارے میں ہماری راہ عام شاہراہ سے الگ ہے ' اور ہم اس چیز کو دوسری طرف سے آکر لینا چاہتے ہیں ' لیکن لیگ سے اسکی توقع لا حاصل ہوگی ' پس اسکو چاہئے کہ اس ایک ہی نصب العین کا اعلان کردے کہ " انگلستان کے ماتحت هندوستان کی حکومت حود احتیاری "

ترح مالکس کہ ارادی هرور

یاد رکھو کہ یہ نصب العین حو ہم نے تحویز کیا ' تو کوئی بہت اونچے درجہ کی بات نہیں کہی کہ ہماری همت کا آشیانہ اس شاخ سے بھی بلند تر جگہہ ڈھونڈھتا ہے - تا ہم یہی بہتر ہے کہ آپ "سلف گورنمنٹ " کو اپنا نصب العین سیاسی قرار دیں ' اور آجکے دن سے سفر شروع کر دیں - اگر ایک دلکش منزل آپکے سامنے ہوگی تو پھر سفر کی تکلیفیں بھی بھول جائیے گا !

رهروان را خستگی راہ نیست
عشق هم را هست و هم خود منزل ست

تیس برس سے جو پیچ اس مسئلے کی نسبت پڑے ہوے ہیں اوپر ادھر بار بار لکھا جا چکا ہے - هندوکی مجارتی ' مختلف عناصر کی باهمی رقیبانہ کشاکش ' هندو مسلمانوں کی گذشتہ تاریخ کے اثرات ' ملک کی عدم طیاری ' مسلمانوں کیلیے هندوستان میں باهر کی حکومت کی نہری ' اور اسی طرح کے وہ تمام وسا وس و ترعات نفسانیہ ' حو مسلمانوں کے دلوں میں حاگزیں کیے گئے تھے ' همیں حس طن ہے کہ اب بھلاے جاچکے هوں - سلف گورنمنٹ اسی لمحے نہیں مانگی جاتی کہ ملک کی استعداد اور عدم استعداد کا افسانہ دھر ادا جاے ' مقصود ایک نصب العین کو سامنے رکھنا ' اور تدریج اُس تک پہنچنا ہے - هندو مجارتی کے عفریت کا خوف بھی اب خدا کیلیے دل سے نکال دیجئے ' یہ سب سے بڑا شیطانی وسوسہ تھا ' حو مسلمانوں کے قلب میں القا کیا گیا - طاقت محض تعداد پر نہیں بلکہ اور باتوں پر موقوف ہے - اصل شے قوموں کی معنوی طاقت ہے ' حو اسکے اخلاق ' اسکے کریکٹر ' اسکے اتحاد ' اور در اصل همارے اصطلاح میں حشدہ الہی ' اور اعمال حسنہ سے پیدا هوتی ہے : وکم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن اللہ ! اسلام کی طاقت کبھی بھی واسطۂ دام قلت و کثرت نہیں رہی ہے ' اور اب بھی حن دلوں میں اسلام ہو' وهاں اکثریت بالکل بے اثر ہے لا تهنوا ولا تحزنوا ' و انتم الا علون ان کنتم مومنین - یہ تمام وسا وس اسلیے پیدا ہوے هیں کہ ملک کے سامنے کوئی مشترک اور بلند نصب العین نہیں ہے ' اگر روز اول ہی سے یہی ہوگیا ہوتا کہ سب ملکر ایک ہی نصب العین اعلی کی طرف دیکھنے لگتے ' تو اور کسی طرف دیکھنے کی مہلت ہی نہیں ملتی ' اور وہ تمام قوتیں حو آج باهمی جدال و قتال میں صرف ہو رہی هیں ' اسی کے پیچھے صرف هوتیں -

ے نوحہی سے نہ سمجھے کہ ایک نہج بڑا نکتۂ عمل کہہ رہا هوں ' اور اپنے طرز بیان کا شاکی هوں کہ اسرار و رموز کی باتیں بھی حسن و عشق کی کہانی بنجاتی ہے - اپنے سامنے ایک جانستان خلوت گاہ حسن پیدا کر لیجئے ' پھر اگر آپ دوسری طرف دیکھنا چاہیں گے بھی تو نہیں دیکھہ سکیں گے ' پھر تمام وہ راہیں روبی ' نفس پرستی ' اغراض پسندی ' باهمی جنگ و جدال ایثار و فریب فراموشی ' اور ہر قسم کے اشعال ضلالت صرف اسلیے هیں کہ سامنے کوئی کشش نہیں ' اور جس دلاے عقل و هوش کو هم دیکھہ رہے هیں ' آپنے ابھی دیکھا ہی نہیں - جس دن ایک ارچنگی هوئی نظر بھی " ارادی " کے حس پر پڑگئی ' پھر آپ حود بحود یہ تمام قصے بھول جائیں گے .

لو یسمعون کما سمع کلامها
حروا لعزة سجدا و رکوعا (۱)

مشکلات راہ

بہت سے لوگ هیں حو یہاں تک همارے ساتھہ آگئے هیں کہ مسلمانوں کو بھی یہی نصب العین اپنے لئے تجویز کرنا چاهیے ' مگر مشکلات راہ سے گھبراے هیں اور کہتے هیں کہ شراب کڑوی ہے ' نشۂ و سرور کے انتظار میں حلق و دهان کو کون تلخ مرہ کرے ؟ لیکن اب هم انسے کیا کہیں کہ کوئی گھونٹ حلق سے نیچے اترا ہی نہیں - کسی طرح منہ بنا کر ایک حرعہ اتار لیجئے ' پھر پوچھیں گے کہ کڑوی ہے یا میٹھی ؟

حریف صافی و دردی نئی ' خطا اینجا ست
تمیز ناخوش و خوش مکنی ' بلا اینجا ست

اے اخوان غفلت شعار ! نہیں معلوم اب تک آپ کس وهم میں پڑے هیں ؟ یہ مقتل سیاست ہے ' یہ مشهد آزادی و حریت

(۱) اگر افلاطون بھی مرہ (مشرق) کی صدا اسی طرح سنی هوتی ' جیسی کہ میں سن رہا هوں ' تو صدا کے آگے سجدے میں گر پڑتے -

ہے۔ آپ کا سی ساله میدان لہو و لعب نہیں ہے۔ اگر آپ مشکلوں سے گھبراتے ہیں تو اپکے لیے بہتر جگہ پھرلونکی سیج ہے' یہ آپ سے کس کمبخت نے کہا ہے کہ اس خار زار میں قدم رکھدے ؟ یہاں آیئے گا تو قدم قدم پر کانٹے ملیں گے ' ہر لمحے مصائب کا نزول ہوگا - آپ مشکلات سے گھبرا رہے ہیں' حالانکہ یہاں تو جانوں اور زندگیوں کی قربانی کا سوال در پیش ہے ' یہاں ہوس پرستوں کا گذر نہیں ' اس میدان کے مرد وہ جانفروشان الہی اور مجاہدین حق پرست ہیں' جنکے سرگردنوں پر نہیں ' بلکہ ہتھیلیوں پر رہتے ہیں ۔

در مدرسہ کس را نرسد دعوئے توحید
مدرلگہ مردان موحد سر دار ست

سیاست کی جس اتنی سستی نہیں ہے کہ چند تحریریں گھڑ کر اور شکرے کے سجدے کرکے اپنے عیش کدوں میں چھپ جائیے گا' اور وہ آسمان سے ڈھونڈھتی ہوی آپکے سامنے آموجود ہوگی ! آپسے کوئی نہیں کہتا کہ آئیے ' لیکن آپے کا ارادہ ہے تو اپنے دل و جگر کی طاقت کو تٹول لیجئے کہ اس طریق عشق کی شرطیں آپکو معلوم نہیں :

ترک جان و ترک مال و ترک سر
در طریق عشق اول منزل ست

علامی کے پتلے اور سیاست کی روح کا دعوا

آپکے گذشتہ اعمال سیاست سامنے آجاتے ہیں' تو ہنسی بھی آتی ہے اور رونا بھی - آپ نے درسوں سیاست کے ساتھ جو تمسخر کیا ہے' اسکی نظیر شاید ہی کسی قوم کی ضلالت و گمراہی میں ملے - ہر خوشامد و علامی کی علامت کا کڑا جسکا وجود اغراض پرستی کی کثافت سے متعفن ہوتا تھا' نکلتا تھا اور دعوا کرتا تھا کہ میں مرد میدان سیاست ہوں' اور قوم کے پولیٹکل اعمال کا مصلح ! جن عیش پرستوں کو کسی آزمائش میں پڑنے کی ہمت ایک طرف' اتنے کی بھی برداشت نہ تھی کہ گورنمنٹ کے چشم و ابرو کی ذرا سی بے مہری بھی گوارا ہو' اسکا دعوا ہوتا تھا کہ ہم قوم کے پولیٹکل کاروبار اعمال کے سپہ سالار ہیں' اور نکلے ہیں تاکہ اس معرکے میں اپنی تلوار کے کات دکھلائیں ! ارباب نظر ان ہوس پرستوں کو دیکھتے تھے' ہنستے بھی تھے اور زمانہ کی دوالعجبی پر روتے بھی تھے

ہر نو الہوس نے حسن پرستی شعار کی
اب اکثرے شیوۂ اہل نظر گئی

اللہ اللہ ! جس متاع یوسفی کے لیے زلیخا آباد حریت میں تڑپتی ہوئی لاشیں اور کٹی ہوئی گردنیں بھی طلب کی جائیں تو اپنے اوج طالع پر نازکریں کہ معجب ہاتھ آئی' اس کی قافلۂ لیگ میں یہ ارزانی ' کہ چند کھوٹے درہم ہاتھوں میں لیکر دولتمان بولی جاتی ہیں ! رشوۃ نقس نفس دراہم معدودہ ' رکابوا فدہ می الراھدین :

لیجائے دکھلائے آسے مصر کا بازار
خواہاں نہیں پر کوئی وہاں جنس گرانکا

اے بیخبرو ! یاد رکھو کہ زندگی کی خواہش ہے تو مشکلات سے گھبرانا لاحاصل ہے - کیونکہ مشکلیں زندہ اور متحرک انسانوں ہی کیلیے ہیں' ایک بے روح لاش کیلیے نہیں ہیں - آرام کی خواہش ہے' تو اسکی سب سے بہتر جگہ قبر ہے' لیٹیے رہوگے تو یقیناً ٹھوکر نہیں لگے گی' پر جب چلوگے تو ٹھوکریں کھانا ضرور ہے -

اصلاح و تغیر نظام

آخر میں چند الفاظ لیگ کے نظام کی تبدیلی کی نسبت بھی کہدینا چاہتے ہیں - نہیں معلوم کار فرمایان لیگ نے اسکا کیا مطلب سمجھا ہے' مگر ہم نے مدتوں سے جو کچھہ سمجھا ہے' اسکے سوا چارۂ کار نہیں - یاد رہے کہ لیگ کی اصلی بنیادی گمراہی اسی مسئلے میں پوشیدہ ہے ' دنیا میں تمام کاموں کیلیے تقسیم عمل کا اصول ہے ' اور پھر ہر گروہ کے حالات مختلف ' اور اسلیے ایک ہی کام کیلیے سب موزوں نہیں ہوسکتے - مسلمانوں نے اصولی غلطی یہ کی کہ پولیٹکل کاموں کیلیے بھی طبقۂ خواص و امرا کی رہنمائی میں ہاتھہ دیا ' جو سر سے لیکر پاؤں تک ہزاروں زنجیروں میں لپٹا ہوا ہے اور آپ سے بھی ملے گا تو انہیں زنجیروں میں جکڑ بند کرکے چھوڑے گا - اسکے پاس یا دولت ہے یا زنجیریں ' تیسری شے نہیں ہے -

پس اصول عمل یہ ہے کہ آزادی کے کام کرنے والے صرف آزاد ہوں ' اور پھر ان میں جو دولت کے ساتھہ دماغ بھی رکھتے ہوں ' وہ صرف اپنی دولت اور دماغ سے الگ رہکر فائدہ پہنچائیں - امریکہ میں کارنیگی اور راکفیلر کے پاس بہت خزانہ ہے ' لیکن پھر یہ نہیں ہے کہ وہی امریکہ کے پرسنڈنٹ بھی ہوں -

در اصل اُن درکاں خواص کا بھی اتنا قصور نہیں ' جسقدر کہ آپکا قصور ہے - آپ انکو اپنے میں کھینچتے ہیں تو انکو آنا پڑتا ہے ' حالانکہ وہ اپنے حالات سے مجبور ہیں اور کچھہ عجب نہیں کہ ہم بھی انکی جگہہ ہوتے تو وہی کرتے جو وہ کر رہے ہیں - پس لیگ کی زندگی کیلیے ایک اہم کام یہ بھی ہے کہ وہ اس امر کا قطعی فیصلہ کردے ' اور اپنے پالیٹکس کی باگ دولت کے ہاتھہ سے نکالکر دماغ کے سپرد کرے - جس شخص کو اپنی دولت اور جایداد کی حفاظت کی فکر سے رات کو نیند نہیں آتی ' اسکی صبح کو زبان کیا کھلے گی ؟

اسی اصل کی ایک شاخ یہ غلطی بھی ہے کہ لیگ نے پالیٹکس کا درخت علی گڈھ کی سرزمین میں دریا ' حالانکہ وہاں پیشتر ہی سے جو درخت موجود تھا ' اسی کے جڑ میں گھن لگ چکا تھا '

قند کی بقیہ صفحہ

وقت آگیا ہے کہ اشخاص کی جگہہ قوم کے ہاتھہ میں لیگ دیدی جائے ' اور طبقۂ خواص کے آگے ہاتھہ جوڑکر عرض کیا جائے کہ اب آئندہ کیلیے معاف کیجئے ' اور ہمارے قصوروں کو بخشدیجئے - ہمارے قصور واقعی بڑے سنگین ہیں ' ہم نے آپکی گاڑیاں کھینچیں ' پھولوں کے ہار پہنائے ' جوتے جاروب دیے ' اور اپنی رسی آپکے ہاتھہ میں دیدی - یقیناً اسکی سزا بھگتنی بھی اور اچھی طرح بھگت لی - اب اگر آپ کے دفتر تعزیرات میں چند سال سزا کے اور باقی رہگئے ہیں ' تو ہماری قید کے پچھلی سالوں کے جال چلن پر نظر ڈالدے ' اور گورنمنٹ کا قانون ہے کہ قیدی اطاعت شعار ہو تو آخر کے چند مہینے معاف کردیے جاتے ہیں ' پس آپ بھی رحم کیجئے ' ہم کو چھوڑ دیجئے ' اور حکم دیجیے کہ بیڑیاں کاٹ دی جائیں -

محض لیگ کے قواعد و ضوابط کی تبدیلی سے کچھہ نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس مسئلے کا فیصلہ نہو -

مسلم پولیٹکل فنڈ

ایک عملی سوال یہ ہے کہ اگر لیگ چند دولت نثار اشخاص کے بند غلامی سے آزاد کردی جائے ' تو اسکے کاموں کے لیے روپیہ کہاں سے آئے گا ؟ اب تک تو ایک حاتم وقت کی فیاضی تھی ' جسکی دریا دلی سے تمام خشک کھیتیاں سرسبز تھیں ' لیکن اگر آزادانہ اسپرٹ پیدا کی گئی ' نصب العین کا اعلان کیا گیا ' اور

اصلی کاموں پر ملتفت ہوے ' تو وہ تمام لوگ جو کلکٹر صاحب کے حکم کے بعد پانی پیدا گناہ سمجھتے ہیں ' یا جنکے نزدیک ڈپٹی کمشنر کی اجازت کے بغیر کسی جلسے کی پریسیڈنسی کمیٹی کا صدر بننا حرام ہے ' قطعاً الگ ہو جائیں گے ' اور کہیں گے کہ " اذھب انت و ربک " اور پھر اُس دست کرم کی بخشش بھی موقوف ہو جاے گی جسکی خاطر ابتک سجدے کیے ہیں ' اور موت کو زندگی پر ترجیح دی ہے -

لیکن ہمارے خیال میں یہ مسئلہ ایک لمحہ کیلئے بھی مانع کار نہیں ہوسکتا - ہم نے جیسا کہ کلکتہ میں اپنے مکرم دوست جناب سید وزیر حسن صاحب سے زبانی بھی کہا تھا - اگر آج لیگ کی تنظیم قوم کو بعض ہو جاے کہ وہ سر آغا خاں کی نہیں بلکہ قوم کی ہے ' تو جسقدر روپیہ آپکو مطلوب ہے ایک لمحہ کے اندر جمع کرلیجیے - آپ قوم کے جذبات سے جب کام ہی نہیں لیتے تو قوتوں کا ظہور کیونکر ہو ؟

ہمارا خیال ہے کہ اگر لیگ اصلی راہ کی طرف متوجہ ہو تو اسکو فوراً ایک قومی سیاسی مدت کے قیام کا اعلان کر دینا چاہیئے ' جسکا مقصد یہ ہو کہ پولیٹکل کاموں کیلیے روپیہ کی طرف سے اطمینان ہو جاے - لیگ کی ممبری کی رقوم بھی موجودہ تعداد سے المضاعف ہو سکتی ہیں ' اور چند دنوں کے اندر بغیر کسی دقت کے ایک ایسا مستقل مالی انتظام ہو جا سکتا ہے ' جو سر آغا خاں کے موجودہ وظیفہ سے دوگنے تگنے تک پہنچ جاے - ہم کامل یقین اور اعتماد کے ساتھ کہتے ہیں کہ ایک حقیقی پولیٹکل مجلس کی اعانت کیلئے تمام قوم طیار ہے ' بشرطیکہ قوم محسوس کرے کہ یہ ہماری حد ہے نہ کہ عدوانکی -

فالجهاد فی سبیل الحریه

مضمون تو بڑھگیا ہے ' لیکن اس بارے میں ہم اپنے خیالات کے هجوم کے آگے مجبور محض ہیں - بہت سی باتیں ابھی باقی ہیں ' لیکن جو باقی ہے ' اسکی ترجمانی کو اپنی زبان کی جگہ آپکے دل کے سپرد کرتا ہوں ' اور صرف چند لفظوں کے عرض کرنے کی اور اجازت چاہتا ہوں -

عقل و سرشاری کی بہت سی باتیں بسر ہو چکیں ' اب خدا کے لئے دستر مدھوشی سے سر اُٹھاکر دیکھیے کہ آفتاب کہاں تک نکل آیا ہے ؟ آپکے ہم سفر کہاں پہنچ گئے ہیں اور آپ کہاں پڑے ہیں ؟ یہ نہ بھولیے کہ آپ اور کوئی نہیں بلکہ " مسلم " ہیں ' اور اسلام کی آواز آپ سے آج بہت سے مطالبات رکھتی ہے - کب تک اِس دین الہی کو اپنی اعمال سے شرمندۂ عالم کیجیے گا ؟ کب تک دنیا کو اپنے اوپر ہنسائیے گا اور خود نہ روئیے گا ؟ اور کب تک ہندوستان میں اِسلام کی موت کا خانہ خالی رہے گا ؟ اگر مصائب کا زیادۂ عقل کی ہشیاری کا ذریعہ ہے تو کونسے مصائب ہیں جنکا آپ پر نزول نہیں ہوچکا ہے ؟ و لقد اخذنا ھم بالعذاب فما استکانوا لربھم وما یتضرعون -

یاد رکھیے کہ ہندوں کیلیئے ملک کی آزادی کیلیے جد و جہد کرنا داخل حب الوطنی ہے ' مگر آپکے لیے ایک فرض دینی ' اور داخل جہاد فی سبیل اللہ - آپ کو اللہ نے اپنی راہ میں مجاہد بنایا ہے ' اور جہاد کے معنی میں ہر وہ کوشش داخل ہے ' جو حق اور صداقت ' اور انسانی بلند استعداد و علامی کے ترقی کیلیے کی جاے - آج جو لوگ ملیک کی فلاح اور آزادی کیلیے اپنی قوتوں کو صرف کر رہے ہیں ' یقین کیجیے کہ وہ بھی مجاہد ہیں اور ایک ایسے جہاد میں مصروف ' جس کے لئے در اصل سب سے پہلے آپ کو اٹھنا تھا - پس اٹھ کھڑے ہو کہ خدا اب تجھ کو اٹھانا چاہتا ہے اور اس کی یہی مرضی ہے کہ مسلمان جہاں کہیں ہیں ' بیدار ہوں ' اور اپنے فراموش کردہ فرض جہاد کو زندہ کریں - ہندوستان میں تم نے کچھ نہیں کیا ' حالانکہ اب تمہارا خدا چاہتا ہے کہ یہاں بھی وہ سب کچھ کرو ' جو تم کو ہر جگہ کرنا ہے - جاھدوا فی اللہ حق جھادہ ' ولا تکونوا کالذین قالوا سمعنا ' وھم لا یسمعون ' ان شر الدواب عند اللہ ' الصم البکم الذین لا یعقلون -

فبشر عبادی الذین	پس اللہ کے طرف سے بشارت ہے اللہ
یستمعون القول '	کے اُن بندوں کو جنبے ' جو کلام حق کو
فیتبعون احسنه '	کان لگا کر سنتے ہیں ' اور اسکی اچھی
اولائک الذین ھدا ھم	باتوں پر عمل کرتے ہیں - یہی وہ لوگ
اللہ و اولائک ھم	ہیں جنکے دلوں کو خدا نے ہدایت کیلیے
اولوا الالباب	کھول دیا ہے ' اور یہی عقل سلیم رکھنے
(۳۹ ۱۹)	والے ہیں -

هز هاینس سر جیمس میستن لفٹننٹ گورنر صوبجات متحدہ

کی

اسپیچ علی گڈھ کالج میں

— * —

حضرات ! اب میں دوسری کیفیات کیطرف متوجہ ہوتا ہوں - وہ کیفیات جو آج خاصۃً مجھکو علی گڈھ لانے کی علت ہوئی ہیں - اصل میں میرا ارادہ یہہ تھا کہ اس موسم کے اخیر میں جب کہ تقریب سفر میں صوبہ کے اس حصہ میں آؤں ' تو اپنے بچے ہوے اوقات میں اس کالج کا معائنہ کروں - لیکن گذشتہ ستمبر سے جب میں اس خدمت پر مامور ہوا ہوں ' کالج کے ہوا خواہ اور معترضین ' دونوں کی طرف سے اس مدرسۃ العلوم کی نسبت بہت کچھ سن رہا ہوں اور بالخصوص ان جذبات ہائی کے متعلق بھی ' جو اسوقت ساری اسلامی دنیا میں موجزن ہیں - جو کچھ میں نے سنا اسنے کالج کے ایک مربی ہونے اور ہندوستانی مسلمانوں کے سرگروہ دوست ہونیکی حیثیت سے مجھے سوائے اسکے اور کوئی ارادہ نہیں کرنے دیا ' کہ بلا توقف مزید یہاں چلا آؤں ' تاکہ آپ لوگوں سے ' جو اپنی صوبجات کے مسلمانوں کے حالات کے عالم ہیں ' صلاح و مشورہ کروں اور جو کچھ بصیرت یا مدد مجھہ سے ہوسکے اپکو دوں - خلیل العذر سید کو میں جانتا تھا اور انکی تعظیم کرتا تھا - وہ الوالعزم اور دور اندیش محب وطن ' جسکی روح اسوقت ہمارے ساتھہ ہے - انکے مخلص اور جدید احباب کو بھی میں بعزت جانتا تھا اور مدرسے ابتدائے زمانہ میں انکی مہربانیاں میرے ساتھہ کچھہ کم نہ تھیں - مثلاً مولوی زین العابدین جو مدت ہوئی کہ اس دنیا سے گذر گئے - علیگڈھ کے سیکڑوں طلبا کے ساتھہ میں نے کام کیا ہے اور انکو بحیثیت دیکھتا رہا ہوں - میں نے ان لوگوں سے جو علیگڈھ کو محبوب رکھتے ہیں اور اُن سے جنکو خوف ہے کہ وہاں کی ساری باتیں اچھی نہیں ہیں نرمی دلچسپی سے گفتگو کی ہے - اس لحاظ سے مجھے یہ دعوی کرنے کی عزت حاصل ہے کہ صرف یہانکی امیدوں اور یہانکے گذشتہ دنی عملوں کے ارادوں ہی کے متعلق میری معلومات اصلی نہیں ہیں ' بلکہ اوس اختیار کے متعلق بھی ' جو آپکا کالج اپنے ہمقوموں کی زندگی اور اطوار پر رکھتا ہے - ان معلومات نے میرے دل میں محبت اور خوف دونوں پیدا کر دئے - محبت اون بلند پروازیوں کی جو سید آپکے لئے چھوڑ گئے ' اور قدر اوس خوف کا ' جو ان بلند پروازیوں

کو خطرہ میں ڈالدیگا - میں ان خطرات کو دیکھ رہا ہوں اور میں محسوس کرتا ہوں کہ آپکے کالج کا میں مربی نہ ہونگا بلکہ خواب میں نظر آنے والا مہیب دیو - آپکی قوم کا درست نہ ہونگا بلکہ درست فما دشمن - اگر آپکو صاف صاف حتا دینے سے قاصر رہا کہ میرے خیال میں وہ خطرات کہاں ہیں اور انکے دفع کرنیکی کیا صورت ہوسکتی ہے ؟ میری نصیحت کو چاہے مانیں چاہے نہ مانیں ' اسکے مختار آپ ہیں - آپکی دمہ داریوںکو میں لے نہیں سکتا ' لیکن میں جو اپنی مدد پیش کر رہا ہوں وہ خالص اور بے غرضانہ ہے -

اسلام کے ساتھہ ہمدردی

جو لوگ اسلام سے واقف ہیں ' وہ اسکو بھی بخوبی جانتے ہیں کہ اونکے دلوںپر آج کل کیسی گذر رہی ہے - میری غلطی ہوگی اگر یہاں پر اونکے ان مصایب کے وجوہ بیان کرونگا - آپکے آدریس میں اس امر کی طرف اشارہ کرنے سے اپنے کو نار رکھا ہے جو قابل تعریف احتیاط ہے - لیکن اسقدر کہنے کی آپ مجھکو اجازت دینگے کہ برطانی گورنمنٹ ہند نے ان مصایب کو بے رحمی سے نہیں دیکھا ہے - پیروان اسلام بالطبع صاحب نار ہیں - اونکو نار قرون وسطی کی اس سلطنت پر ہے ' جسکی بنیاد عرب کے ریگستانوں کے ایک چھوٹی سی پہاڑی میں پڑی اور رفتہ رفتہ یہانتک نوبی کہ رومۃ الکبری کی زبردست حکومت کو دھمکیاں دینے لگی - اونکو نار ہے اس تمدن اور علم پر' جس سے عرب نے ساری دنیا کو مالا مال کردیا - اونکو نار ہے قرطبہ' دمشق' اور قاہرہ کے کارہاے نمایاں پر - اونکو نار ہے اس خوشنما شہر پر ' جو گولڈن ہارن پر واقع ہے اور جسکو ساڑھے چار سو سال ہوتے ہیں کہ مسلمانوں نے بیزنطانی بادشاہوں سے چھین لیا ' اور اسوقت سے اب تک مذہب اسلام اور اسلامی حکومت کا وہ مرکز رہا ہے - ہم برطانیوں کے لئے مایۂ نار ہماری تاریخ ہے جو اسلام کے نار کے ہم خیال ہونیکی ہمیں تحریک کرتی ہے - اور اب جبکہ آپکے نار پر مصنف نے پردہ ڈال دیا ہے ' تو ہماری خاموشانہ اور اسقدر معاندانہ ہمدردی آپکے ساتھہ ہوتی ہے - آپکے ساتھہ ہم بھی اس آرزو میں شریک ہوے ہیں کہ ہے ایام گذر گئے - ہماری خواہش ہے کہ اب آپ اپنی آنکھیں اس چمکتی ہوئی روشنی کیطرف پھیریں' جو گذشتہ چند ماہ کی ظلمت کو ہٹاتی جا رہی ہے - ترکی افواج کی بہادری کی طرف دیکھیے جو باوجود سخت قلت سامان ' کمی ملبوسات ' عدم موجودگی رسد ' اور عوارض کی پامالی کے بھی ثابت قدم رہی - میدان کارزار میں اونکی ان تھک ہمت اور عزم کو آگے بڑھنے کا موقع دینے میں مصلحۃ آہستہ آہستہ ہٹ جانے کی نمایاں کارروائیوںکو دیکھئے - ناظم پاشا کی فوج کے ساتھہ احرار قائمر کا فوجی نامہ نگار تھا - اوسکے ایک مضمون کو پڑھکر میں آپکو سناتا ہوں - اولی فرعاس کے ہیبت ناک واقعات بیان کرنے ہوئے وہ لکھتا ہے :-

" ترکی کمک نے جس طریقہ سے اپنی حکمہ اختیار کی' وہ مجھے بے حد پسند آیا - بکھرے ہوے خطوط میں فوج' در فوج ترکی نے برواٹی کی رفتار سے کام کرتے ہوے' اپنی جگہوں تک چلے گئے - پھر بندوق چلانے اور صفیں قائم کرنے کے لئے پلٹ پڑے - ادھر اودھر سپاہیوںکی لاشیں گرتی جاتی تھیں مگر اسپر بھی دارو گیر اور اضطراب کا اونمیں ذرا بھی اثر نمایاں نہ تھا - گویا موت کا سامنا کرنے کے لئے یہہ طریقہ اختیار کیا گیا تھا - ایک بجے دوپہر کے بعد طرفین شوکت نے اپنی توپوں کو ہٹا دیا ' اور بدلا لینے کے لئے حملہ کرنے کو جو افواج جمع کی تھیں ' اونکو منتشر کردیا - دس منٹ میں میدان توپوں سے صاف ہوگیا - سوائے اون توپوں کے جو اس مقام میں تھیں' اور جو ترکی ثابت قدمی سے اپنی حکمہ کو قائم رکھی رہیں - اسکے بعد فوجی دستے پیچھے ہٹنے لگے ایسا معلوم ہوا کہ دشمنی توپ والے گویا اسکے منتظر تھے کہ کیمپگاہوں سے دشمنی توپیں جمع شدہ ترکوں پر شعلہ باری کرنے لگیں - جنگ کے بد نصیب تماشوں نے دیکھنے کا مجھکو بہت بڑا تجربہ ہے ' لیکن ترکی پیدل افواج کے پیچھے ہٹ جانیکا بہترین نقشہ جو میں نے دیکھا ' اس سے بہتر منظر کبھی نہیں دیکھا تھا - جسطرح چل پھر کر اونھوں نے حملہ کیا تھا ' اوسی طرح اس تباہ کن سزا کو برداشت کرتے ہوے چل نکلے - پیچھے ہٹنے میں کوئی جماعت نہیں لی گئی تھی - ایسا دکھائی دیتا تھا کہ گویا ایک دیک نشیب کی زمیں سیکڑوں آدمیوں سے آباد ہوگئی ہے - لیکن وہ سب کے سب حیرت انگیز طریقہ پر تمام میدان میں پھیلے ہوے تھے' اور گولوں کے مینہ جو اوپر برسائے جارہے تھے اوسکی اونکو کچھہ پرواہی نہ تھی - آہستہ آہستہ' باحتیاط' چپ چاپ' ارادہ' حفظ مراتب کے ساتھہ ترکی پیدل افواج ہٹ گئیں اور پیچھے پیچھے ہمارے بھی ہٹ گئے - اوسوقت حد رسائی کی اوس راہ سے ہمارے نہ بڑھ سکتے تھے' جس راہ سے انکی بہادری کے واقعات دیکھے جا سکتے تھے "

ایک قوم جو ایسے شجاعوں کو پیدا کرے ' جسکے ایسے کارنامے لکھے جائیں ' واقعی ایک قوم ہے ' جو اب بھی اسکا فخر کرسکتی ہے ' اور دی ہم اور روشن خیالوں کے راستہ پر لگانے سے اب بھی ایک نمایاں مستقبل پیش نظر رکھتی ہے -

مسلمانان ہند کے لئے پیغام

بہر حال اسلام کے موجودہ صدمات مسلمانان ہند کے لئے دوسرا قابل غور پیغام رکھتے ہیں - یہی وہ پیغام ہے جسکی طرف توجہ مبذول کرنیکی میں آپکو اسوقت تکلیف دیتا ہوں - ایران کی بد قسمتیوں اور ترکی کے خطرات نے اگر ہمیں کچھہ سکھایا ہے ' تو وہ یہی ہے کہ دنیا میں کوئی قوم اپنے ایام گذشتہ کے کارناموں اور عورتوں کی حکایات کو یاد کرکے قائم نہیں رہ سکتی - موجودہ زندگی کی مہیب رسم نے ان ساری باتوںکو باطل ٹھہرادیا ہے اور کامیابیوںکی بنیاد صرف قوت اور قابلیت پر رکھی ہے - قوت بھی وہ جو اخلاقی اور مادی ہو - اور قابلیت بھی وہ جو دماغی اور جسمانی ہو - بس یہی اوصاف ہیں جو اسلام کو بچائینگے ' اور اسلام کا فرض اول یہہ ہے کہ اپنے صدمہ اوٹھائے ہوے فخر و مباہات کو بھول کر اور تاسف و ماتم سے الگ ہوکر اون اوصاف کو حاصل کرلے - ہر سچے مسلمان کا یہہ کام ہے کہ زیادہ تک تک اور فضول گوئی نہ کرے - بے فایدہ و مہمل مضامین اخبارات میں نہ لکھا کرے - بلکہ آدمیوںکی طرحسے کام کرے - تفرقہ کو بند کرے' دور ازکار گفتگو کو چھوڑ دے' فضولخرچیوں سے باز آئے ' موجودہ نسل کی کمزوریوں سے دوسروں کو بچالے - فرض منصب کی حقیقت بعضوں شایستہ اونکے ذہن نشین کرے ' اور اونکی زندگی میں فایض المرام ہونیکا اس سے زیادہموقع دے جو اونکے والدین کو حاصل نہ تھا - "

سالانہ اجلاس کانفرنس کی تاریخیں

قبل ازیں بذریعہ اخبارات اعلان کیا جاچکا ہے کہ امسال آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا سالانہ اجلاس ۲۷ ' ۲۸ ' ۲۹ ' دسمبر سنہ ۱۹۱۲ کو بمقام لکھنؤ منعقد ہوگا - لیکن ترجمہ مسلم یونیورسٹی ایڈیشن کمیٹی نے اجلاس کے' جو ۲۷ دسمبر سنہ ۱۲ کو لکھنؤ میں منعقد ہوگا کانفرنس کے اجلاس کی تاریخیں اب بجائے ۲۷ ' ۲۸ ' ۲۹ دسمبر سنہ ۱۲ کے ۲۸ ' ۲۹ ' ۳۰ دسمبر ۱۹۱۲ ع قرار پائی ہیں استقبالیہ کمیٹی لکھنؤ نے ممبران اور مہمانان کانفرنس کے قیام اور طعام کے متعلق جو انتظامات کئے ہیں ' انکی تاب کمیٹی مذکور کا اعلان اخبارات میں طبع ہوا ہے - اس سے معلوم ہوگا کہ کمیٹی مذکور نے ممبران کانفرنس کے قیام اور طعام کا کل ضروری اہتمام اپنے ذمہ لیا ہے اور حملہ ممبران کو مدعو کیا ہے - امید ہے کہ امسال توجہ ان اہم تعلیمی مسایل کے جو اس اجلاس میں میں بعرض تصفیہ پیش ہونگے تمام وہ حضرات جو مسلمانوں کی تعلیم سے دلچسپی رکھتے ہیں اجلاس کانفرنس میں شرکت فرمائینگے -

خاکسار اعتاب احمد انور ی جائنٹ سکریٹری کانفرنس

مراسلات

الهلال روزانہ

— * —

آپ حسب فرمائش کہ ہلک کا مداق احمار بیدی آجکل کسقدر بڑھ گیا ہے - ہفتہ وار اخباروں سے (گو وہ کتنے ہی اچھے ہوں) اونکی پیاس نہیں بجھتی -

ہند وستان میں مسلمانوں کے روزانہ اخبارات کا وجود و عدم وجود برابر - جند اردو روزانہ نکل رہے ہیں - اونکی بھی حو کیفیت ہے ' آپ سے چھپی نہیں - روزانہ زمیندار نے اللہ کچھہ اولوالعزمی دکھائی ہے کہ دراہ راست ریوٹر سے برقی پیامات وصول کرنے کا سلسلہ قائم کیا ہے -

امید تھی کہ مشہور ہمدرد قوم مسٹر محمد علی صاحب کا روزانہ ہمدرد مستقل واعلی پیمانہ پر نکل کے پبلک کے پیاس کو بجھائیگا ' مگر ہنوز روز اول کا مصمون ہے - آپ نے روزانہ الہلال شائع کرنے کی تحریر سے پبلک کو روشناس کیا ہے - گو آپکو رائے دینا آداب کو مشعل دکھانا ہے ' مگر یہ ترمیم میرے ذہن ناقص میں آئی ہے - اور میں عرض کرنا چاہتا ہوں - غالباً آپ اور آپ کے ناظرین اس سے اتفاق کرینگے -

آپ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے ' کہ ہفتہ وار الہلال بدستور جاری رہے اور روزانہ علحدہ شائع کیا جائے ' اور ماہوار البیان بھی علاحدہ شائع ہو - میں تجویز اول و دوم کو ایک کر دینا زیادہ پسند کرتا ہوں کہ روزانہ الہلال پوری آب و تاب سے شائع کیا جائے - اور ہفتہ وار بند کر دیا جائے -

آپنے لکھا ہے ' تو آپکو کامریڈ پریس کی مشکلات کا علم نہیں ' ساری دقت بیروت کے ٹائپ کی وجہ سے ہو رہی ہے ' تاہم امید ہے کہ ہمدرد جلد شائع ہو اور ملک کی توقعات کا اپنے تئیں پورا مستحق ثابت کرے -

الہلال

نحائے ہفتہ وار الہلال کے اسی ضروری و معنوی خصوصیات کے ساتھہ چار پانچ حرکتی صحامت میں رسالہ البیان ماہوار سابع کیجئے - چونکہ آپ کے بیش بہا مضامین کی پبلک زیادہ قدرداں ہے اسلئے آپ کو بھی پبلک کے مذاق کی قدر کرنی چاہئے - میرے اس عریضہ کو عام رائے کے لئے الہلال کے کسی گوشہ میں جگہہ دیکر ممنون کیجئے -

(ابوالاعتبار عرشی)

[الہلال] بیشک میرا ارادہ تو یہی ہے کہ ہفتہ وار حربل جاری رہے اور روزانہ الگ شائع ہو ' لیکن اگر ناظرین ہفتہ وار کے الغا کو منظور فرمائیں اور اسکی جگہہ روزانہ اور ماہوار شائع ہو ' تو مجھے کوئی عذر نہیں کہ اور توجہہ ہلکا ہوتا ہے - باقی " ہمدرد " کی نسبت جو

فکاہات

— • —

جرروصد

—)*(—

الہلال کا لب و لہجہ

— * —

دیکھکر حرف فکر کا یہ دور جدید * سوچتا ہوں کہ یہ انیس حرد ہے کہ نہیں ؟
رہنماؤں کی یہ تحقیر ' یہ انداز کلام * اس میں کچھہ شائبۂ رشک وحسد ہے کہ نہیں ؟
اعتراضات کا انبار جو آتا ہے نظر * اس میں کچھہ قابل تسلیم و سند ہے کہ نہیں ؟
نکتہ چینی کا یہ انداز ' یہ آئین سخن * نرم تہذیب میں مستوجب رد ہے کہ نہیں ؟
جس نئی راہ میں ہیں نادیدہ پیمانہ لوگ * کوئی اس جادۂ مشکل کا ولد ہے کہ نہیں ؟
شاطروں نے جو نئی آج بچھائی ہے بساط * اس میں اِن پر بھی کہیں سے کوئی رد ہے کہ نہیں ؟
پہلے گرشاں علامی تھی ' تو اب حیرۃ سری * اس دو راہے میں کوئی نیچ کی حد ہے کہ نہیں ؟

* * *

فیصلہ کرنے سے پہلے ' میں ذرا دیکھہ تو لوں
" حرر " جیسا تھا اُسی رو کر کا " مد " ہے کہ نہیں ؟

(کتاب)

الہلال کے گذشتہ پرچے

— * —

اب بہت کم رہگئے ہیں اور نمبر (۹) (۱۰) (۱۱) بالکل ختم ہوگئے - علاوہ ان تین نمبروں کے باقی تمام پرچوں کی مجموعی قیمت ۵ روپیہ ہے ' دسمبر تک کے نمبر ان میں شامل ہونگے -

شئون عثمانیہ

عقل سلیم سے ایک التجا

—:*:—

"جو شدہ اس دارہ میں تو سبکے سب ہم آواز ہیں کہ کسی کو جنگ پسند نہیں ' لیکن ہر شخص جنگ کی تیاریاں کر رہا ہے - ولیعہدوں ' زمامداران سلطنت ' اور سپہ سالاران افواج کے درمیان جو پر اسرار دید و بازدید ہوئی ہے ' وہ کسی ناجایز کارروائی کی طرف اشارہ کر رہی ہے - منطقۂ خدشات رومانیا ہے - اگر کوئی جنگ ہوئی ' تو یقیناً پہلی ضرب اوسی پر پڑیگی ' اور جسطرح وہ ہرطرف دشمنوں سے گھری ہوئی ہے ' یہ ضرب ایسی سخت ہوگی کہ پاش پاش کر دیگی - روس سرویا کو منع کر رہا ہے ' لیکن یہ بھی امانت داران اتحاد کے قابل افسوس نہادوں میں سے ایک نہادہ ہے - البتہ کسی حدتک آسٹریا کا رومانیا کو روکنا نمایش نہیں ' امانت داران اتحاد گفتگوے صلح کے سلسلہ کو اوسوقت تک جاری رکھنے کی کوشش کرینگے ' جب تک کہ (۱) نا لطیکی موسم سرما کی شدت رہیگی ' اسکے بعد پھر سیدھی سیدھی اور صاف صاف باتیں کی جائیں گی ' اگر اوسوقت بھی دول متفق الراے ہونے سے معذور رہیں ' تو جنگ ضرور ہوگی - بلغاریا ' سرویا ' اور مانٹی نگرو تو روس کے ساتھ اپنی اپنی قسمت کا پانسہ پھینکیں گے ' اور رومانیا آسٹریا کے ساتھ - یونان کو کچھہ فائدہ نہ پہونچے گا ' بلکہ اوس لڑائی میں وہ نہ کچھہ کھو دیگا نہ پا گا - آسٹریا اور اطالیہ دونوں ادریاطک (۲) اور ایجیں (۳) پر اپنا ہاتھہ صاف کر لینگے - اور پھر تو ایک واقعی آرماجیڈون (۴) ہی ہو جایگا"

اوپر کی عبارت دنیای نیوز کے اڈیٹر کے پر زور قلم سے نکلی ہے - حقیقت میں یہ ایک راے ہے جو موصوف نے لزبٹ مریرز کے ایک قابل قدر مضمون سے اخذ کرکے قایم کی ہے - اوس مضمون کی سرخی ہے " لڑائی کوئی نہیں چاہتا " اوسکے دریعہ سے نامہ نگار نے عقل سلیم رکھنے والوں کو اسطرف متوجہ ہونے کی دعوت دی ہے - چونکہ اس مضمون سے اون مسودوں کا حال معلوم ہوتا ہے جو یورپ نے ترکوں کے فنا کردینے کے لیے تیار کیے ہیں ' اسلیے اسکا مفصل ترجمہ دیل میں درج کردینا نامناسب نہ ہوگا - یقین ہے کہ اس سے وہ حالات ایک حدتک ظاہر ہو جاینگے جو مسلمانوں کی خانہ ویرانی کے متعلق ہیں -

کہوں کیا حوبی اوضاع ابناے زماں عالب
ندبی کی اوسنے حس سے ہمنے کی تھی بارہا نیکی

---

۱ نالطیکی یعنے دریاے نالٹک سے اسم صفت جو ایک وسیع خلیج کا نام ہے اور جسکے ساحل پر روس کا دارالسلطنت شہر سان پطرسبرگ آباد ہے - یہاں کا جاڑا سخت ہوتا ہے - ۲ عربی میں اس خلیج کو بحر القدریا نیکی کہتے ہیں - اس میں مہت سے جزیرے واقع ہیں - ۳ عربی میں اس خلیج کو بحر ایجہ کہتے ہیں اس میں مجمع الجزایر ہے - ۴ ابو کالیس کا وہ مشہور میدان جنگ ' جہاں بیک وقت طاقتوں کے درمیان آخری لڑائی لڑی جائیگی - یہ نام میجدو کے مشہور میدان جنگ سے ' مشتق کیا گیا تھا ' جو دشت اجمہ وادیوں میں واقع ہے - مفسرین سمجھتے ارماجیڈون اصل میں جہاد اسلام ہے -

"جنگ بلقان کی اصلی دقتیں اب نظر کے سامنے ہیں - یہ دقتیں کبھی سخت نہ ہوں ' اگر یورپ کے لوگ اپنے خیالات صاف صاف ظاہر کر دیں - عقد تمدنی کا ایک نہایت سخت طوفان سارے مغرب میں برپا ہوگیا تھا ' جبکہ چند روز گذرے ہیں کہ ساری اقوام یک زبان ہو کر کہنے لگیں تھیں کہ ترکوں کو (یورپ سے) نکل جانا پڑے گا ' اور یہ کہ بلقانی ریاستیں آزاد ہو جائینگی - اسی طرح کا اگر کوئی دوسرا تموج (خیالات) اس حصے اپنی حرکت یکجا کرلے ' اور ایک عام مصدۂ آزادی کے لیے جنگ پیدا کردیگی عہد معمولی غلطی کو یورپ کے لوگ روک دیں ' تو اون بحصاں رسان نکھدرنکا ضرور خاتمہ ہو جایگا ' جو اب پیدا ہونے کو ہیں - اس دارہ میں ہم کو حکومتوں کی طرف نظر کرنے کی ضرورت نہیں ' اور نہ امانت داران اتحاد کی طرف ' بلکہ یورپ کے عوام کی راؤں کی نامحدود قوت کی طرف دیکھنا چاہیے -

کسی حد تک برطانیہ عظمیٰ کے لوگوں کے خیالات میں کچھہ ایسا تزلزل نہیں ہے - جب مسٹر اسکوبتھہ نے شدہ کی مجلس میں قبل از وقت لوگوں کو اون منتشر سوالات کے پیش کرنے سے روکا ' جو جنگ بلقان کے باعث پیدا ہوگئے ہیں ' تو اونہوں نے حملہ اقوام برطانیہ کے طرف سے ایسا کیا تھا -

عیسائیت کے مقدس نام کے ساتھہ ایک جنگ برپا کرنے سے ' ترکوں کو یورپ میں آگے بڑھنے کا موقع دیدیا ہے ' اور بلقانیوں کو ایسے نا گفتہ بہ افلاس میں ڈال دیدیا ہے کہ پانسو سال تک اوسکی اصلاح نہ ہو سکے گی - کیا اوسوقت یورپ ' اسقدر زور پکڑے ہوے ترکوں کو خارج از وطن کرنے ' آزادی کے پاک نام کے ساتھہ ایک ایسی عظیم الشان جنگ کرنے کے لیے مستعد ہے ' جسمیں یورپ خود کشی سے کام لے ؟ -

مسیحیت کی تاریخ میں جو تھی صلیبی جنگ ایک نہ مٹنے والا دھبہ ہے ' تمدن یورپ کو ایسی ہی جنگ نے آگے بڑھنے سے روک دیا ' کیونکہ نالٹرن ' فلانڈرس ' اور اوسکے لالچی دمسازوں نے قسطنطنیہ پر قبضہ کر لینے سے ایشیائی اقوام کے حملہ آور ہونے کا راستہ کھل گیا - بلقانی اقوام نے تو صدیوں کے مظالم کے بعد آخر کار اون ترائیوں کے دھبے کو بھی مٹا دیا جو چوتھی صلیبی جنگ سے پیدا ہو گئے تھے - اگر آج یورپ اس امر کو دھیان نشیں کرلے کہ نالٹرن کی سی خرابی پیدا کرنے والے کار نمایاں حاصل کرنے کے بعد ' ایک عالم گیر جنگ سخت گناہ کبیرہ ہے ' جو بلقانیوں کے طوق غلامی گلے سے نکال دینے کی کوشش کا شرطیہ نتیجہ ہوگا ' تو یقین ہے کہ سامان فوج کے درست کرنے اور جنگی جہازات کی نقل و حرکت کرنے کی جگہ یں ہم لوگ کبھی نہ سنینگے -

اہل سرویا کے اطوار

پیش نظر قضیہ تو سرویا کا ہے - اور قبل اسکے کہ ہم لوگ سرویا کے ہمدرد ہوں ' بہتر ہوگا کہ سرویا کے قومی اطوار اور سرویا کی بلند پروازیوں پر ایک عا یر نظر ڈال لیں - اہل سرویا قومی حیثیت سے اہل بلغاریا کے بالکل برعکس ہیں - اون میں بلغاریوں کی طرح کم گوئی ' کند ذہنی ' اور خاموشی نہیں ہے - بیکاری کے اوقات میں وہ ہوائی باتیں کرنے والی اقوام کے طرح ہیں - اور ابھی تو نہتیرے

اهل سرویا کے سروں پر خود ریب بھی نہیں دیتے -

اس امر کے تسلیم کرلینے کے لئے وجوہ کافی ہیں کہ حقیقت میں سرویا کی بے حد خواہش یہی ہے کہ ایک بندرگاہ بطور حصار قائم کرے ' جس سے وہ صرف تجارت ہی کا مصرف نہ لے ' بلکہ اس سے بھی سوا اپنی نئی بلند پروازیوں کو وسعت دینے کے کام میں لائے - اس قسم کا بندر اگر سرویا کی مطلب برآری کے لئے معہد ہوگا ' تو اوسکو بحر ادریا تک پرواقع ہونا چاہیے - اور اس صورت میں آسٹریا ہنگری کے اعتراضات فوراً ہی بالکل قدرتی ہو جاتے ہیں - آسٹریا ہنگری کی چھوٹی سی ساحلی سرحد ایک تنگ خلیج پر واقع ہے - بحر ادریا تک کے دروازہ پر بحری قوت کے حصار کا قائم کیا جانا ہی آسٹریا ہنگری کی محدود بحری طاقت کے لئے کافی دھمکی ہو جائیگی - یہہ متفقہ بادشاہت اسوقت اطالیہ سے اپنی بشمی کرلینے پر ہمیشہ کے لئے مطمئن نہیں ہو سکتی - ہوے ہوے بحر روم میں بلغاریا کی بحری حکومت ہو جائیگی - روس کا بحر الاسود کا جنگی جہاز در دانیال سے آمد و شد کرنیکی آزادی حاصل کرنے ہی کو ہے - اگرچہ سرویا کی تجارت اور طرف ہو رہی ہے ' پھر بھی آسٹریا اوسکا نہیں تاجر ہے - پس سرویا کے مطالبات جو وائنا میں مشتبہ نگاہوں سے دیکھے جا رہے ہیں ' کیا اوسپر کسی کو تعجب ہو سکتا ہے ؟

باقی آیندہ

ترکوں کو ایک سخت شیطانی دھوکا دیا گیا

— * —

لکڑی کی گولیاں

— * —

اس بات کے معلوم ہو جانے کے بعد کہ ترکی مورچ کا نہ صرف انتظام ہی برا تھا بلکہ اُسکے افسر بھی افسری کے شایاں نہ تھے اور پھر اُنکے پاس لکڑی کی بنائی ہوئی نقلی گولیاں کارتوس میں تھیں - معدودیا میں اُسکی شکست کا سبب اب کچھہ اور ہی معلوم ہوتا ہے - مسٹر ولیم لی کوئیس نے ایک مراسلہ اخبار ڈیلی میل کو بھیجا ہے - اس میں لکھتے ہیں کہ میں نے ایسی گولیاں میدان جنگ میں بچشم خود پڑی ہوئی دیکھی ہیں - ڈیلی مرر کے ایک فوجی نامہ نگار مسٹر مرانگ مساگی ایسی گولیوں کے نمونے اپنے ساتھہ لائے ہیں - کمانورا کے میدان جنگ سے جب ترک چلے گئے ' تو وہ ایسی گولیوں سے بھرے ہوئے خول ہر جگہہ چھوڑے گئے تھے - پانچ پانچ کارتوس ایک ایک پلندے میں بندھے تھے اور کاغذ اور لوہے کے نکس میں تھے - گولیوں پر لال رنگ چڑھایا ہوا تھا - ترکوں کو یہ کارتوس کارسروک سے ملے تھے - ان نکسوں پر حولدل لگا تھا - اسمیں لکھا تھا - " مدور (چھوٹی لڑائی) کے لئے لکڑیوں کے کارتوس " - یقیناً یہ گولیاں صرف چھوٹی یعنے مشق گئی لڑائیوں میں استعمال کئے جانے کی غرض سے بنائی گئی تھیں ' لیکن اِس بات کا پتہ نہیں چلتا کہ یہ کارتوس اُن سپاہیوں کے پاس کیونکر آگئے جو سرویا والوں کی توپوں اور بندوقوں کا معاملہ کر رہے تھے ؟ یہ لکڑی کی گولیاں صرف چند گز کے فاصلے تک نقصان پہنچا سکتی ہیں ' مگر انکا زیادہ دور تک کچھہ بھی اثر نہیں ہو سکتا مدور اس میں کوئی سخت وار چھپا ہوا ہے جو شاید کبھی منکشف ہو -

---

عثمانی ڈاک

— * —

چنلجا میں ایک شب

— * —

نامہ نگار السوسد کی چھٹی

— * —

آثار جنگ سے صحیح آرزو تھی کہ کاش میرے حالات کسی ایک میدان کارزار تک بھی جانے کی اجازت دیتے تا کہ میں قریب رہکے ذاتی اور بلا واسطہ اپنی فوج کے اصلی حالات مطالعہ کر سکتا ' اور ناظرین السوسد کو صحیح ترین خبریں دیتا -

پرسوں جب صبح محسوس ہوا کہ چنلجا میں عنقریب سنگین معرکے برپا ہونے والے ہیں ' تو میں نے ایک یورپین اخبار کے نامہ نگار سے طے کر لیا کہ میں اور وہ صبح چنلجا تک تک کے لیے ایک موٹر کرایہ پر لے لیں ' چنانچہ موٹر کرایہ پر لے لی اور ہم دونوں روانہ ہوگئے - دو گھنٹہ میں صرف ۴۵ کلو میٹر مسافت طے ہوئی ' کیونکہ آمد آمد علیہ سے یہاں تک راستہ نہایت دشوار گزار ہے - جب ہم لوگ (سدن اسٹی فانو) کے اسٹیشن پر سے گزرے ' تو ہم نے دیکھا کہ اسکی سنگلاخ زمینوں میں جدوش عثمانیہ کا ایک سیلاب موجزن تھا ' جنکی پیشانیوں پر نشاط شجاعت کے علامات نہایت روشن حروف میں مرسوم تھے - ہم نے معسکر عام (جنرل کیمپ) کو اپنے شمال کی طرف چھوڑ دیا اور سیدھے ساحل بحر ادریا تک کے خط پر چلے گئے ڈیڑھ گھنٹہ کی مسافت رفتار کے بعد بندرہ (ترقوس) نظر آیا - ہم کو ایک ٹیلے کی چوٹی پر اترنا پڑا جہاں سے ہم نے اُس عثمانی لشکر پر پہلی نظر ڈالی ' جو ٹیلے کی دائیں جانب اترا ہوا تھا ' اور جس کی طرف آج تمام عالم امید و بیم میں نگراں ہے -

ٹیلے پر سے ہم کو دشمن کے بھی چند دستے اُن ٹیلوں پر معلوم ہوتے تھے جو ساحل بحیرہ تک پہنچے ہوے ہیں - اس ٹیلے کے عثمانی دستہ کے قائد سے ہم نے درخواست کی کہ وہ شب باشی کے لیے ایک سفری خیمہ نصب کرنے کی اجازت دے - اس نے بکمال لطف اجازت دیدی ' ہم نے اپنا خیمہ نصب کیا اور شام کا کھانا کھانے کے بعد سفر کا تکان رفع کرنے کے لیے لیٹ گئے -

ہم کو سوئے ہوے چند گھنٹوں سے زیادہ نہیں گذرے تھے کہ دفعۃ گولوں کی دھشت انگیز آواز جو ہمارے خیمہ کے پاس سے چھوٹ رہے تھے ' اور جنکی وجہ سے خیمہ میں زلزلہ سا پڑ گیا تھا ' کانوں میں آنے لگی - ہم فوراً اٹھہ بیٹھے ' اور اسمان کو دیکھا تو بالکل دخان آلود ہو رہا تھا - تھوڑی دیر کے بعد معلوم ہوا کہ تمام گولے اور گولیوں کے چھوٹنے کے مقامات تین ہیں -

(۱) ہمارے ٹیلے کے پاس کا وہ مستحکم موقع (پوزیشن) جہاں عثمانی دستے اترے ہوے تھے -

(۲) ساحل (ترقوس) کے پاس کے وہ ٹیلے ' جہاں بلغاری موجود پاے گئے تھے -

(۳) بحر اسود ' جسمیں عثمانی بیڑا زیر قیادت جہاز آہن پوش (طوربحود رئیس) موجود تھا -

چند مدت کے بعد بلغاری توپیں خاموش ہوگئیں ' ہم سمجھے کہ انکو شکست ہوگئی - لیکن اس عرصہ میں عثمانی بائریاں برابر گولہ باری کرتی رہیں - بعد کو معلوم ہوا کہ بلغاری توپوں کی خاموشی ہزیمت کی بنا پر نہیں تھی -

اس خاموشی کی اصلی وجہ یہ تھی کہ بلغاری ارکان جنگ نے

محسوس کرلیا تھا کہ اس موقع پر جنگ کا جاری رہنا انکی موج کے لیے سخت ہلاکت بخش ہے ' پس انہوں نے چاہا کہ انشاری کی تخفیف سے عثمانی فوج کو معالط میں ڈال دیں اور اپنی پیادہ فوج کو بحیرہ (ترقوس) وساحل بحراسود(یاٹک) کے درمیانی گذرگاہوں سے ہوتے ہوے قسطنطنیہ کی طرف پیش قدمی کا موقع دیں ' یہ اس عرصہ میں عثمانی فوج اس بلغاری فوج کے مقابلہ میں مشغول کر دی جاے' جو بحیرہ (ترقوس) کی دوسرے جانب موجود تھی -

عثمانی نیزہ برقی روشنی سے بلغاریوں کی نقل و حرکت دیکھ رہا تھا - وہ انکے ارادوں سے باخبر ہوگیا تھا - لیکن تاہم همہ اس نے اُن کے مقاصد اور نقل و حرکت سے اپنی لا علمی ظاہر کی

آتش باری شروع ہوئی - گولوں کی آوازیں اسقدر سخت تھیں کہ هم نے مجبوراً کان بند کرلیے - هزاروں بلغاری زمین پر گر رہے تھے - بلغاری اپنی آتش باری کا رخ کبھی عثمانی نیزے کی طرف پھیرتے تھے اور کبھی ترکی فوج کی طرف ' مگر بر و بحر ' دونوں انکی مہموت وار آتش باری پر خندہ زن تھے - جب بلغاری بحیرہ (ترقوس) اور ساحل بحر کے درمیانی مقامات میں جمع ہوگئے تو عثمانی نیزے نے عثمانی بری فوج کو مشورہ دیا کہ وہ بھی اسکے ساتھ بلغاریوں پر آتش باری میں شریک ہو - عثمانی نیزے کی برقی روشنی نے بلغاری فوج کے دیکھنے میں (جب کہ وہ عثمانی آنشاری کی ہلاکت سے بچاؤ باری کے لئے عمدہ کوشش کر رہے تھے) همارے بہت مساعدت کی - هم نے دیکھا کہ بلغاری بحیرہ (ترقوس) کے شرقی جانب (بحشاش) نامی ایک گاوں میں پناہ گزینی کی کوشش کر رہے هیں - لیکن ایک عثمانی دستہ نکلا ہے جس نے هم سے پہلے انکو دیکھلیا ہے اور تمام میداں کارزار اپنی توپوں اور بندوقوں کے آتش بار دھانوں سے روشن کر دیا ہے - همارے فوج کے نعرہ هاے اللہ اکبر کی بلند آوازیں گولوں کی تڑتڑاہٹ کی آوازوں سے پہلے دشمن کی گوش زمیں پر گرا رہی هیں -

اس اثنا میں جنگش بلغاری نے دوبارہ حملہ کرنا چاہا مگر اس حرکت میں بھی انکو شکست ہی ہوئی -

تالاخر ۹ بجے دن کو دشمن کی مقابلہ میں عثمانی فوج کی منجانبی پر اس جنگ کا خاتمہ ہوگیا -

ایک چرکسی والنٹیر کی صغیر العقول شجاعت

— * —

الموید کا نامہ نگار آستانہ علیہ سے لکھتا ہے .

تمام لوگ چرکسی والنٹیروں کی شجاعت فائقہ کی ستایش میں یک زباں هیں - چرکسی والنٹیروں نے دس دس سواروں کے چھوٹے چھوٹے دستے بنا لیے ہے جو مختلف اطراف میں پھیل گئے ہے - دشمن کی طرف کا جو آدمی انہیں ملجاتا تھا ' یہہ اسکا تعاقب کرتے تھے - ان دستوں میں ایک دستے کا قائد (کمانڈر) عزیز بک ' ایک ۱۸ سالہ نوجوان تھا - عزیز بک نے دیکھا کہ ایک طرف سے آگ کے شعلے کبھی بلند ہوتے هیں اور کبھی غائب ہوجاتے هیں - اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دی اور ہوا کی طرح اس مقام کی طرف لپکا ' جہاں سے شعلہاے آتش بلند ہو رہے تھے - عزیز بک نے دفعۃً دیکھا کہ بلغاریوں کا ایک دستہ کمینگاہ میں چھپا ہوا ہے - قبل اسکے کہ وہ اپنے رفقا کو اطلاع دیسکے ' بلغاریوں نے اس پر آگ برسانی شروع کردی - اس نوعمر قائد نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا - جنگ چھڑگئی - عزیز بک تنہا تھا ' اور اسکے مقابلہ میں ۱۷ بلغاری - لیکن تاہم همہ اس نے اپنے دل کے اندر اسلامی طاقت کی ایک فوج بنالی اور نہایت بے جگری سے ان پر پے هم حملے کرتا رہا ' یہاں تک کہ اس نے ۱۷ بلغاریوں میں سے ۹ کو قتل کر ڈالا اور ۴ کو سخت زخمی کر دیا - بقیہ السیف بھاگ گئے - عزیز بک کے قلعہ میں (ایک توپ جو سرکی حفاظت کے لیے پہنی جاتی ہے) گولی لگی تھی ' مگر بفضلہ تعالی اسکے سر کو کوئی صدمہ نہیں پہنچا - ناروژ کی آواز سنکے اور چرکسی بھی مدد کے لیے آگئے تھے - ان کا بھی مقابلہ بلغاریوں کی ایک ٹکڑی سے ہوا - ۲۵ بلغاری مارے گئے اور ۲۲ گرفتار ہوے - غنیمت میں جنگی ' توپخانہ ' اور دیگر ذخائر جنگ بکثرت هاتھ آیا - چرکسی والنٹیروں میں سے صرف ایک شخص شہید اور ۱۵ زخمی ہوا -

اسلام کی سرزمیں اب تک فاتح نہیں ہوئی ہے ' لیکن افسوس کہ اس جنگ میں اسکے فرزندوں کے کارهاے نمایاں دنیا کی نظروں سے پوشیدہ رهیں گے -

عثمانی دفتر جنگ

— * —

بلغراد

— * —

(اناصولی حصاری ۲۵ نومبر)

حقیقتاً میں آج بلغاریوں سے کوئی معرکہ نہیں ہوا ' لیکن بلغاری سرکش کوئی سے هٹگئے هیں [سرکش کوئی چتلجا سے قراہ ریلوے بیس میل کے فاصلہ پر ہے اور (سورلو) سے بیس میل - الہلال]

محاصرہ سالونیکا

— * —

(مناستر) سے جو عثمانی عربی فوج هٹالی گئی تھی ' اس نے (سالونیکا) پہنچکے شہر کا محاصرہ کرلیا ہے -

نصرت عظیم

— * —

۱۲ هزار بلغاری مقتول و مجروح

— * —

(اناصولی حصاری ۲۹ نومبر)

(ادرنہ) کی عثمانی محافظ فوج نے نکل کے بلغاریوں پر ایک سخت حملہ کیا ' فریقین میں شدید جنگ شروع ہوگئی اور تا الصبح جنگ کا خاتمہ عثمانی فوج کی منجانبی پر ہوا - ۲ هزار مقتول و مجروح ہوے ' اور ۷ میل تک پیچھے بھاگتے ہوے گئے -

زراعہ هلال احمر

(۵)

	روپیہ آنہ پائی
بذریعہ جناب شاہ محمد عثمان و خودهری لطیف الحق صاحبان ممبران انجمن اتحاد	
موضع لکھمنان ضلع مونگیر	۴۰۰ - -
بذریعۂ جناب محمد عبد اللہ صاحب اور رسید نمبر ۵	۴۰ - -
میزان	۴۴۰ - -

دونوں رقموں کی تفصیل شائع ہوگی ' فہرست نمبر (۱) کی رقم جا چکی ہے -

Printed & Published by MOULANA A. K. AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. & Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

(بقیہ شذرات)

قوم کے اشخاص پر فتح

— * —

ید اللہ علی الجماعۃ

— * —

مسلم لیگ کا اجلاس ۳۱ دسمبر کو بصورت کانفرس

— * —

وقت آگیا ہے کہ قوم لیگ کی نسبت ایک آخری فیصلہ

کرکے اپنا حتمی سیاسی سفر شروع کردے

ادھر ایک سال سے مسلمانوں کے پولیٹکل افکار میں جو تغیر عظیم واقع ہوا ہے' اور اسلامی حریت فکر و اجتہاد رائے کی جو روح طبقۂ حواص کے علی الرغم پیدا ہو رہی ہے' اسکا ایک تازہ ترین ثمرہ "مسلم لیگ" کے جلسے کا التوا' اور پھر ایک پولیٹکل کانفرنس کی صورت میں انعقاد ہے -

اسپر تعجب نہ کیجئے کہ ہم نے التوا اور انعقاد' دونوں کو قومی رائے کی زندگی کا ثبوت بتلایا' حالانکہ در اصل جن لوگوں کے جوش سے لیگ کا اجلاس ملتوی کیا گیا تھا' انہی کی سطوت سے پھر کانفرنس کا انعقاد قرار دیا گیا ہے -

ہم اس وقت بالکل اسکی کاوش نہیں کرینگے کہ التوا کے اسباب کیا تھے' اور پھر سد باب اجتماع کے بعد ایک دوسرا دروازہ کیونکر کھولنا پڑا؟ کیونکہ اس سے اب کچھ فائدہ نہیں' بلکہ ہم لیگ کی کونسل کے ممبروں کو انکی اس کمال دانشمندی اور موقعہ شناسانہ عاقبت بینی پر مبارک باد دینگے' کہ انہوں نے عین موقعہ پر کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کر دیا اور اس طرح کسی علیحدہ کانفرنس کے انعقاد کی ضرورت رفع کر دینی چاہی' جو اس حالت میں ضرور منعقد ہوتی' و الحصہ مطولہا -

اعلان میں ظاہر کیا ہے کہ اس اجلاس میں لیگ کے نظم و نسق' پبلک سروس کمیشن' ترکش رقابت مدت' موجودہ پولیٹکل حالت' عمدہ مسلمانوں کے مسئلے' اور مسلمانوں کیلئے کسی مستقل پولیٹکل پروگرام پر بحث کی جائے گی - یہ تمام مسائل واقعی اہم ہیں' اور صداحت یا انتخاب بالکل دانشمندانہ اور مطابق وقت ہے -

سکوت و حیات

لیکن سوال یہاں تک آکر ختم نہیں ہوجاتا' بلکہ اصلی سوال اسکے بعد ہے' لیگ اگر چاہتی ہے کہ پھر زندگی حاصل کرے اور قوم کو مایوس ہو کر دوسری طرف جانے سے روکے' تو در اصل اسکے لیے سب سے بڑی آزمایش کا دن ۳۱ دسمبر ہے - اگر کوئی صحیح اور واقعی سیاسی حرکت اس نے پیدا کر لی' اور جو زنجیریں اسکے پاؤں میں ڈال دی گئی ہیں' انسے اپنے تئیں آزاد کرلیا' تو پھر وہ مسلمانوں کے تمام موجودہ سیاسی ہیجان و تغیر افکار کو اپنے اندر سمیٹ لے سکے گی' اور واقعی مسلمانوں کی پولیٹکل جماعت ہوجائے گی' لیکن اگر ایسا نہوا' اور پھر کسی پولیٹکل مجلس کی جگہہ' چند لیڈروں کا تحت استبداد بچھایا گیا' اور قومی آزاد افکار کی گردن جھکائی گئی کہ اس تخت کے آگے سر بسجود ہو' تو یاد رکھا جائے کہ یہ پولیٹکل کانفرنس نہ ہوگی' بلکہ لیگ کے جنازے کا آخری جلوس' یا اس مرضی سیاست کی نقش کی تجہیز و تکفین' جو در مدت سے سرد ہو چکی تھی' مگر مواعدہ مصر کی لاشوں کی طرح ممی در کے رکھدی گئی تھی' تا کہ کچھہ دنوں دیکھنے والے آنے والے کا تصور کریں -

لیکن حقیقت یہ ہے نہ یہ باتیں صرف ارکان مجلس مین لیگ کے بس کی نہیں ہیں' بلکہ وقت ہے کہ قوم کو جو کچھہ کرنا ہے کرے - مسلمان اپنی سیاسی موت کا حس کافی طور پر کر چکے ہیں' اب صرف یہ باقی رہگیا ہے کہ پوری دانشمندی' پورے احتیاط' اور کامل حزم کے ساتھہ اپنا نیا سفر شروع کر دیں - انکو سب سے پہلے اسکا فیصلہ کرنا چاہئے کہ لیگ سے کام لیا جا سکتا ہے یا کسی نئی راہ کا رخ کیا جائے؟ ہم لیگ کی تمام گذشتہ زیادتیوں سے چشم پوشی کرکے کہتے ہیں' بشرطیکہ آپ ہمیں یہ ماننے دیجئے معذور کر دے تو وہ اچھی ہے -

مکان کی چھت کا نہیں بلکہ بنیاد کا سوال ہے - پھر دیواریں جتنی ہیں گرا دیجئے ہیں' اسلئے جب تک از سر نو تعمیر' ہوگی' درستگی کی امید نہیں - لیگ اب تک محض ایک زمانداری کا کھلونا' سیاست کی تعلیم' چند اشخاص کی نوکر' اور عمل کے لحاظ سے یا سکریٹری کا سجدہ' یا طلب کا سوال' اور یا ڈنلپ گراف آفس کے فارموں کا ذخیرہ ہے - کوئی نصب العین نہیں' کوئی پروگرام نہیں' دل اور دماغ کی زندگی کی آب و ہوا سے محروم' اور ایسی زنجیروں سے مقید' کہ ہلنا بھی چاہے' تو ہل نہیں سکتی - جب تک لیگ کی حکومت اس عنصر کے ہاتھہ میں رہے گی' جو واقعی اپنے حالات کی وجہہ سے ارادتہ اشتعال میں حصہ نہیں لے سکتا (اور شاید ہم بھی انکی جگہہ ہوتے تو ایسا ہی کرتے) اسوقت تک تمام شور و ہنگامہ لاطائلی ہے' اور روپیہ' وقت' اور طاقت کی بربادیوں کے سوا کوئی فائدہ نہیں رکھتا -

ہمپر رحم کرو' اور ہمکو چھوڑ دو!!

پس ہم نہایت عاجزی اور درد و اضطراب کے ساتھہ سب سے پہلے قوم کے طبقۂ حواص کے آگے ہاتھہ جوڑتے ہیں کہ خدا کے لیے اب ہمکو بخشدو' اور چھوڑ دو - ہم پر رحم کرو کیونکہ تم پر بھی ایک ہے' جسکے رحم کی تم کو آج نہیں تو کل ضرورت ہوگی - اگر تم کسی وجہہ سے معذور ہو کہ ہمیں کی پرستش کرو' تو یہ کیا ضرور ہے کہ ہم کو بھی بت پرستی کی دعوت دو؟ اگر تم ہمارے ساتھہ نہیں چل سکتے تو ہم کو کوئی شکوہ نہیں' مگر خدا را ہم کو تو چلنے سے نہ روکو! اب ہم بیٹھے بیٹھے گھبرا گئے ہیں' ہمارے پاؤں شل ہوگئے ہیں' اور ہمارا دم اولجھہ رہا ہے - یہی بہتر ہے کہ اب ہم چلیں' ہو سکے تو کھڑکی سے جھانک کر ہماری ہمت بڑھاؤ' نہ ہو سکے تو اپنی زندگی کی قبروں میں مدفون ہو جاؤ' ہم اتنے کے بھی تم سے طالب نہیں - طلب صرف اتنی ہی بات کی ہے کہ ہمیں چھوڑ دو!

یا لیت قومی یعلمون!

اسکے بعد ہمیں قوم سے' تعلیم یافتہ طبقے سے' آزاد خیال مسلمان لیگ سے (رہم قلیل) اور ان سے' جنکو اپنے مطلب کدوں میں سوتے ہوئے بہت مدت گذر چکی ہے' مگر اب ہندوستان کے در و دیوار ان سے ملتجی ہیں کہ خدا کیلیے اٹھیں' یہ التجا کرنی ہے کہ خدا نے اسکو فضیلت دی ہے اور "مسلم" بنایا ہے' یہ کیا بدبختی ہے کہ انہوں نے اپنے اندر کفر کے خصائص پیدا کرلیے ہیں؟ غلامی کفر کا زیور ہے نہ کہ اسلام کا - اسلام ایک دین حریت ہے' جو انسان کو آزاد بی اور شرف انسانی کے تحفظ کی دعوت دیتا ہے اور جو کبھی غلامی اور استبداد کے ساتھہ جمع ہو نہیں سکتا - قرآن ہم کو بتلاتا ہے کہ جو دل مسلم ہو' وہ ظالم اور بزدل نہیں ہو سکتا' کیونکہ مسلم کیلیے پہلی چیز اعتقاد توحید ہے' اور توحید کے معنے یہ ہیں کہ انسان ایک خدا کی چوکھٹ پر جھک کر' اور ہر جگہہ مسرور ہو جائے' اور ایک کا محکوم ہو کر سارے عالم کو اپنا محکوم بنا لے' کیا نہیں دیکھتے کہ قرآن کریم نے ہر جگہہ "مسلمان" کی مثال ایک خود مختار اور آزاد شخص کی دی ہے' مگر کفر کیلیے علم و محکومی کی زندگی

پیش کی ہے

ضرب اللہ مثلاً عبداً مملوکاً لا یقدر علی شیء ومن رزقناہ منا رزقا حسنا فھو ینفق منہ سراً وجھراً ھل یستوون ؟ الحمد للہ بل اکثرھم لایعلمون۔

اسلام اور کفر کی اللہ ایک مثال بیان کرتا ہے : فرض کرو کہ ایک غلام ہے جو خود اپنے دماغ کا مالک نہیں، بلکہ دوسرے کی ملک ہے، اور کسی بات کا اختیار نہیں رکھتا ' اور اسکے مقابلے میں ایک دوسرا شخص ہے جو بالکل خود مختار اور اپنا آپ مالک ہے ' جس کو ہم نے اپنی قدرت سے رزق بخشدیا ہے اور وہ اسے ظاہر و باطن- جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے - پھر بتلاؤ کیا دونوں شخص اپنی حالت کے لحاظ سے برابر ہوسکتے ہیں ؟ کبھی نہیں !

غور کرو ' قرآن کس طرف بلاتا ہے اور آج قرآن کے حاملوں کا کیا حال ہے ؟ " مسلم " کیلیے اصل وصف اس مثال میں یہ بتلایا ہے کہ وہ خود مختار ہے اور آپ اپنا مالک ہے ' پس سلف گورنمنٹ کی خواہش تو مسلمانوں کا قدرتی حق ہے- جسکے سیکھنے کیلیے انکو قرآن کے سوا اور کسی معلم کی ضرورت نہیں - ہمارے بعض احباب شاکی ہیں کہ تم نے اپنی دعوت میں مذہب اور پالیٹکس کو ملادیا ہے حالانکہ دونوں الگ ہیں ' لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ اگر یہ پالیٹکس کی جان نہیں ہے جو قرآن ہم بدبختوں کو دے رہا ہے تو اور پالیٹکس کیا ہے ؟ اصل یہ ہے کہ نہ کبھی تم نے قرآن کو سمجھا ہے ' اور نہ بطور سیع کرکے پڑھا ہے ' پھر مصیبت یہ ہے کہ کوئی پڑھے ' تو اسکا پڑھنا بھی گوارا نہیں -

کیسے تعجب کی بات ہے کہ ہمارے قابل صد ہزار عزت بھائی اور احباب وطن باوجود غیر مسلم ہونے کے اسلامی سربلندی اپنے اندر پیدا کریں اور ہم مسلم اور موحد ہو کر بھی سوائے علامی کی ریجسٹر لعنت کے اور کسی چیز کا اپنے تئیں اہل نہ سمجھیں ؟ این محمد الاسلام وایں سرف المسلمین ؟ ھل فقد المسلمون کل ذلک ؟ واللہ سبحانہ یقول " ان العزۃ للہ ولرسولہ وللمومنین "

بال بکشا و صعیر ار سجر طوبے زن !
حیف باشد چو تو مرغے کہ اسیر قفسی

ہم علی الخصوص تعلیم یافتہ اصحاب سے ملتجی ہیں کہ اگر اسلام کی انہیں پروا نہیں، تو کم از کم اتنا ہی سوچیں کہ انہوں نے انگریزی زبان کی تعلیم پائی ہے، اور یورپ کی نئی تعلیم و تہذیب اور علامی کی زندگی، یہ دو چیزیں بھی تو جمع نہیں ہو سکتیں ؟ پس آنکھیں کھولیں ' پرائے قصوں کو فراموش کر دیں ' اور اپنی اجتماعی قوت سے ایک نہاں مرصوص بنکر راہ حریت میں اسطرح جہاد کریں کہ طبقۂ حواص کا استبداد ایک دائمی شکست کے ساتھ اپنی جگہ خالی کردے -

اول شے نصب العین ہے کہ آپ اس وقت حواہ مخواہ کیوں، لیکن آئندہ جانے کا کہاں تک ارادہ ہے ؟ نصب العین ہندوستان کے ہر زندہ انسان کے لیے ایک ہی ہے ' دو نہیں ہو سکتے - اس بنا پر اولیں کام یہ ہے کہ اس اجلاس میں مسلمانوں کے عام اتفاق سے اسکا اعلان کر دیاجاے کہ " انگلستان کی شاہنشاہی کے ماتحت ہندوستان میں سیلف گورنمنٹ کا حاصل کرنا مسلمانوں کے سیاسی پروگرام کا آخری نصب العین ہے -

(آئیندہ نمبروں کیلئے جو تصویریں طیار ہیں)

(اُن میں سے بعض کی فہرست)

(مشاهیر)

۱ امیر عبد القادر الجزائري

۲ ابو الحرار صدحت پاشا

۳ شیخ احمد السنوسي

۴ سید ادریسی امام یمن

۵ امیر علي پاشا بن عبد القادر الجزائری

۶ امیر عبدالقادر ثاني بن امیر علي پاشا

۷ هز ایکسلنسی محمود شوکت پاشا

۸ معاهد دستور و حریت نیازي بک

۹ ابراهیم اُدھم بک کمانڈر شرقی طرابلس

۱۰ ڈاکٹر نہاد سرای بک رئیس هلال احمر قسطنطنیه

۱۱ سولہ برس کي عمر کا ایک عثمانی مجاهد

۱۲ قسطنطنیه کی موجوده زیارت

۱۳ ایراني مجاهدین کا ماتم سرا

۱۴ ایراني مجاهدین کا حمله

۱۵ بنک باشی نشانے

۱۶ منصور پاشا مبعوث بدعاری

(مناظر جنگ)

۱۷ طرابلس میں مسیحی تہذیب کے چار خونیں مناظر

۱۸ اٹالیں هوائی جہاز سے مجاهدین کے کیمپ پر کاغذات پھینک رہے هیں

۱۹ طبروق کا معرکه

۲۰ منصور پاشا مجاهدین طرابلس کے سامنے تقریر کر رہے هیں

۲۱ بیروت بینک کي شکسته دیوارین

۲۲ روڈس میں اٹلی کا داخله

۲۳ طرابلس میں اٹالیں کیمپ

۲۴ طبروق کے عثمانی کیمپ کے افسر

۲۵ مجاهدین کی عورتیں اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۶ تبریز میں روسی لشکر کي لعنت

۲۷ اندر بائیجان میں روسي داخله

۲۸ ایران کے سردران قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا قتل عام

۳۰ طنجه میں قبائل کا حمله

۳۱ فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر و تصاویر)

۳۲ عثمانی پارلیمنٹ کا افتتاح

۳۳ سلطان المعظم پارلیمنٹ میں

۳۴ عهد دستور

۳۵ روڈس کے بعض مناظر

۳۶ ڈارڈینلز کا ایک منظر

۳۷ هلال احمر مصر کا گروپ

۳۸ فرانس کی هلال احمر کا طبی وفد

* * *

۳۹ قونیه میں ایک اسلامي اثر قدیم کا انکشاف

۴۰ سنه ۷۰ هجري کي ایک تحریر کا عکس

۴۱ حکیم مومن خاں "مومن"

۴۲ نواب ضیاء الدین خاں "بیخبر"

۴۳ مرزا صائب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحه

۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط

۴۵ بہادر شاہ کا بستر مرگ

الہلال

روزانہ

— : —

جو ہفتہ وار الہلال کی صوری و معنوی خصوصیات
کے ساتھہ عنقریب شائع ہوگا

— * —

ہر مقام پر ایجنٹوں کی ضرورت ہے
جنکو خاطر خواہ کمیشن دیا جائے گا - درخواستیں بہت
جلد آنا چاہئیں -

— * —

هذا بيان للناس ، و هدى و موعظة للمتقين
(۳ : ۱۳۷)

البیان

— * —

دفتر الہلال کا ماہوار رسالہ

جسکا اصلی موضوع یہ ہوگا کہ قرآن کریم اور اسکے متعلق تمام علوم و معارف پر
تحقیقات کا ایک نیا ذخیرہ فراہم کرے ، اور ان مواقع و مشکلات کو دور کرنے کی
کوشش کرے ، جنکی وجہ سے موجودہ طبقہ رور دررر قرآن کریم کی تعلیمات سے
نا اشنا ہوتا جاتا ہے لیکن ساتھہ ہی تقریباً آٹھہ ابواب اور بھی ہونگے جنکے
نیچے مختلف موضوع و بحث کے علمی و مذہبی مضامین شائع کیے
جائیں گے - ضخامت ، وضع و قطع ، اور حسن طبع و حروف کی
نسبت اسقدر کہدینا کافی ہے کہ انشاء اللہ الہلال کی طرح
وہ بھی اردو پریس میں پہلا ماہوار متگریں ہوگا
و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الحكيم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

ابو الکلام احمد بن الشیخ محمد الخلوتی

مقام اشاعت
۱۔ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۴ | کلکتہ: چہارشنبہ ۱۵ محرم الحرام ۱۳۳۱ ہجری
Calcutta: Wednesday, December 25, 1912. | جلد ۱

هندوستان میں نئي چیز

وہ کمي جو بہت روزوں سے تھی اب دور ہوئي

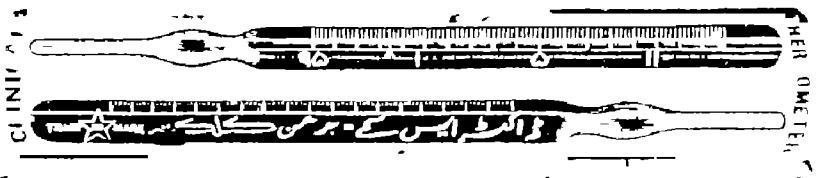

ڈاکٹر برمن کے مشہور ' تھرما میٹر کی تعریف کي بابت کچھہ کہنے کي ضرورت نہیں ہے - یہ ولایت کے ایک مشہور کارخانہ سے بدواکرمنگایا جاتا ہے - چونکہ اسکے پارہ کی لکیر خوب موٹي ہے - اسوجہہ سے کم سن لڑکے ' ضعیف مرد و عورت کو بھی شناخت کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی - گریزي جاننے کی کوئي ضرورت نہیں - ہندي ' اور اُردو حرفوں میں بھي تھرما میٹر بنوایا گیا ہے - ہر ایک روپیے کیس میں رہتا ہے اور عمدہ غذ کے بکس میں معہ پرچہ طریقہ استعمال ملتا ہے - ایک مرتبہ ضرور منگا کر دیکھیے -

انگریزي تھرما میٹر ایک روپیہ چار آنہ
اُردو " " دو روپیہ
ہندي " " دو روپیہ

ڈاکٹر ایس کے برمن - بنبسٹر تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

شرح اجرت اشتہارات

— * —

میعاد اشتہار	فی صفحہ	فی کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۶۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ فی مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیے کوئی اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کو جگہہ دیجائیگی -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دئے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچیس فیصدي زائد ہوگی

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھي طیار ہوتے ہیں جسکي قیمت ۸ آنہ فی مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطابق آپکو جگہہ دیں ' البتہ حتی الامکان کوشش کي جائے گي -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں ' چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں ' اور سہ ماہي کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرني ہوگي اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی ہمیشہ لي جائیگي اور وہ کسي حالت میں پھر واپس نہوگي -

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسي اشتہار کي اشاعت روک دے ' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اُس چیز کا جو جزے کے اقسام میں داخل ہو ' تمام منشي مشروبات کا ' فحش امراض کي دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالي نقصان کا ادنی شبہہ بھي دفتر کو پیدا ہو ' کسي حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

نوٹ کوئي صاحب رعایت کے لئے درخواست کی زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسي قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (القرآن الحكيم)

الهلال

Al-Hilal

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad.

7-1, MacLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12

مدیر مسئول و محرر خصوصی

ابوالکلام آزاد

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۲٤ — کلکتہ : چہارشنبہ ۱۵ محرم الحرام ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۱

Calcutta · Wednesday, December 25, 1912.

فہرس

شذرات	۲
مقالۂ افتتاحیہ	
الہلال کی پہلی ششماہی کا اختتام	۵
شئون عثمانیہ	۹
ولایت کی ڈاک	
یورپین کی سرخوشی	
قسطنطنیہ کی حالت	
مسئلۂ صلح	
ترکی افسروں کی غداری	۱۰
مصائب جنگ	
جرمن پولیس کے احکام	
عثمانی نظامی پاشا	
ملکی خزانے بطور تتمۂ جنگ	
بلغاریا کی جنگی تیاریاں	
شتلجا کی ایک رات	
عقل سلیم سے ایک التجا	۱۱
عثمانی ڈاک	۱۲
شتلجا کی ایک رات	
مجاہدین طرابلس اور صلح	
مراسلات	۱۴
دعوت الہلال کی قسمت	
طلبۂ یونیورسٹی کے لئے پانچ خاص لیکچر	۱۵
خان سلم (نظم)	۱۶
مہرس رسالہ ہلال احمر	

تصاویر

ترکی بحری و بری فوج کے شتلجا میں جنگی کارنامے - ۳

ایک شیر حسکر دھوکے سے رخمی کیا گیا - ۴

بلغاریا کی پانچ عورتیں

اطلاع

(۱) آیندہ ہفتہ پرچہ شائع نہوگا - اخر سال کی صرف ایک ہی تعطیل دفتر میں رکھی گئی ہے -

(۲) جن خریداروں نے ششماہی قیمت ادا کی تھی انکا چندہ دسمبر میں ختم ہو گیا ' حضوری کا پہلا پرچہ انکی خدمت میں ری - پی بھیجا جائے گا - لیکن ری - پی ششماہی کا ہو یا سالانہ کا ؟ نیز وہ آیندہ بھی خریدنا پسند فرمائے ہیں یا نہیں ؟ امید ہے کہ پہلی حضوری تک ایک کارڈ لکھکر آپ اسکی اطلاع دیدیں گے - جن صاحبوں کی طرف سے اطلاع نہیں آئے گی - انکا نام رجسٹر سے خارج کر دیا جائے گا -

الہلال کی سہ ماہی اول کے نمبروں میں سے ۱ سے ۸ نمبر تک کی بہت تھوڑی کاپیاں رہگئی ہیں - نمبر ۹ ' ۱۰ ' ۱۱ ' ۱۲ ' کی تمام کاپیاں ختم ہوگئی ہیں ' دوسری سہ ماہی کی مکمل جلدیں موجود ہیں جنمیں ۱۳ سے ۲۴ نمبر تک شامل ہیں جلد مجلد ہے ' پشت پر طلائی حروف میں (الہلال) منقش ہے ' سہ ماہی اول کے مسلسل آٹھ پرچوں کی قیمت دو روپیہ آٹھ آنہ - سہ ماہی دوم کی مکمل جلد (مجلد) کی قیمت چار روپیہ آٹھ آنہ -

منیجر

شذرات

— * —

اب چھیڑ یہ رکھي ہے کہ عاشق ہو تم کہیں
القصہ حوش گدرتي ہے اُس بد گمان سے

— * —

آج کے صیغۂ مراسلات میں کانپور کي ایک مراسلت درج کی گئي ہے ' چند کلمات انکي نسبت عرض کرنا چاہتا ہوں :

جناب نے از راہ لطف جو کچھہ ارقام فرمایا ہے ' سب سے پہلے اسکے لیے شکرگذار ہوں -

(۱) لیڈر بننے کي خواہش اور سعی کی نسبت جناب نے لکھا ہے - سچ یہ ہے کہ خدع نفس کے اثر سے بچنا بہت مشکل ہے - کچھہ عجب نہیں کہ نفس مجھکو دھوکا دے رہا ہو اور جیسا کہ جناب کا خیال ہے ' یہي خواہش اندر کام کر رہی ہو ' پس بہتر ہے کہ میرے حق میں دعا فرمائیے کہ اللہ تعالی مدری نفس اور ارادے کو روح اخلاص سے محروم نہ رکھے اور یہ جواب مختصر ' بہتر ہے بہت سي طولا لتویلے -

لکھنؤ کی دوسری چٹھي کے جواب میں اپنی حالت عرض کر چکا ہوں ندوۃ الہلال نمبر (۱۴) میں ایک نوٹ " لیڈر بننے کا مستحق کون ہے " کے عنوان سے بھی لکھہ چکا ہوں - اسمیں جو شروط پیش کیے ہیں ان پر ایک نظر ڈال لیجئے تو بہتر ہے - مشکل یہ ہے کہ لفظ " لیڈر " کے مفہوم و تحیل هي میں تاهم اس درجہ اختلاف و تضاد ہے کہ اگر کچھہ اپنے تصورات و افکار عرض کروں ' تو آپ اسپر عور نہیں فرما سکیں گے - آپ معذور ہیں کہ آپکو ہماری حالت معلوم نہیں - اپنا تو یہ حیال ہے -

ہر بو الہوس نے حسن پرستی شعار کی
اب آبروے شیوۂ اہل نظر گئی

آپ تو دیکھتے ہیں کہ ہم اس متاع کس مخر کیلیے للچا رہے ہیں ' یہاں اگر مفت بھی ملے تو قابل ہے - نیت اور خلوص کو اگر فروخت هي کرنا پڑا ' تو کم از کم " لیڈري " سے تو زیادہ قیمت پر فروخت کرینگے -

(۲) بیشک پالیٹکس ایسي ہی چیز ہے کہ ابھي کچھہ عرصے تک حاصل کي جاے ' اسکے لیے مجھکو مستعد تصور فرمایئے ' البتہ یہ متعین ہوجاے کہ کونسا پالیٹکس ؟ اگر علي گڈھ اور لیگ کا پالیٹکس مقصود ہو تو اسکے صاف اور سادہ اصول تو اسقدر آسان ہیں کہ اب اسے سیکھنے کے لیے کیا تکلیف ؟ مثلاً گورنمنٹ کے تمام احکام عالیہ کي تعمیل محض ' کانگریس کی ہر اوارے اختلاف ' وفا داري کے ادعا کا تکرار اور پھر اس سے کبھي نہ تھکنا - بتلایئے ' سر جھکائے ' اور ایک متعین اواز کي صدا لگاتے رہنے میں کونسے دقائق و رموز ہیں ' جنکے سیکھنے کیلیے آپکو تلاش کروں ؟

(۳) درست ہے - لوکل بورڈ وغیرہ وغیرہ میں شرکت کا شرف کبھی حاصل نہیں ہوا اور نہ آیندہ اُمید ہے کہ حاصل کیا جاے والحمد للہ علی ذالک لیکن -

جناب اپنے تجارب سے قوم کو مستفید فرمائیں -

(۴) میں مسلمانوں کي دل ازاري نہیں کرتا بلکہ اُس حالت کی ' جو اسلام کے ساتھہ جمع نہیں ہوسکتي - گو یہ امر تقسیم تقسیم بمکال کے فلسفہ جتنا دقیق نہیں ' تاہم دقیق ہے -

" دل دشمناں ہم نکردند تنگ "

کا ذرا مطلب سمجھہ لیجئے یعنی اپنے اعراض کیلیے ' اور اپنے شخصی منافع کے خیال سے ' ورنہ اگر یہ مطلب ہو کہ سیاہ کو سیاہ اور سفید کو سفید نہ کہا جاے ' تو پھر نہ آپ میری خود غرضی پر متاسف ہوں اور نہ میں آپکی نصیحت کا شکر گذار -

(۵) میں نے کب دعوا کیا ہے کہ اسلام کي دعوت جمہوریت ایک نئی شے ہے جس کو الہلال پیش کرتا ہے ؟ بلکہ میں تو نئی چیز اس استبداد اور غلامی کو کہتا ہوں ' جو مسلمانوں نے اختیار کرلي ہے ' انکی پرانی چیز تو حریت و اجتہاد ہے -

جو خیال آپکے دل میں گذرا ہے ' یہہ بھی نیا نہیں ' بہت پرانا ہے :-

و اذا تتلی علیھم ایاتنا ' قالوا قد سمعنا لو نشاء لقلنا مثل ھذا ' ان ھذا الا اساطیر الاولین (۸ : ۳۱)	اور جنکہ ہماری آیات انکے آگے پڑھی جاتی ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا ' اگر ہم چاہیں تو ہم بھی ایسی باتیں کہہ سنائیں ' یہ تو وہی اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں -

ہدایت کی آواز کبھی بھی نئی نہیں ہوئی کہ دنیا کی یہی سب سے زیادہ پرانی چیز ہے ' البتہ قلوب مومنین کیلیے اللہ تعالے اسکے تکرار اور اعادۂ و تجدید کو موثر بنا دیتا ہے ' اور یہی نئي چیز ہے جو معجزہ اسکے فصل پر موقوف ہے - آپنے سورۂ توبہ میں پڑھا ہوگا

واذا ما انزلت سورۃ ' فمنھم من یقول ایکم زادتہ ھذہ ایمانا ؟ فاما الذین آمنوا ' فزادتھم ایمانا و ھم یستبشرون (۹)	اور جس وقت قراں کی کوئی سورت نازل کی جاتي ہے تو بعض لوگ کہتے ہیں ' کہ بھلا اس دیان کے اترنے سے تمہارا کونسا ایمان بڑھگیا ؟ لیکن نہیں جانتے کہ جو لوگ ایمان لے آئے ہیں انکا ایمان تو واقعي بڑھگیا ' اور وہ اسکي خوشی محسوس کررہے ہیں

آپ پوچھتے ہیں کہ " مسلمانوں کیلیے اس قسم کی حکومت مفید ہوگی ؟ " میں تو سمجھتا تھا کہ اب یہ دل نکل گیا ' مگر آپ تیس برس کا پرانا سبق ابھی بھولے نہیں - پھر ' مسلمانوں کي تعداد کم ہے ' سلف گورنمنٹ ہندو گورنمنٹ ہو جاے گی ' ہندو مسلمانوں کو چیر پھاڑ ڈالیں گے ' پس مسلمانوں کو ہمیشہ غلام و مملوک بنکر رہنا چاہیے - اگر یہ فلسفہ اب تک باقي ہے تو باقي رہے ' تم کو غلامی ہی مرغوب ہے ' تو انشاء اللہ خدا ہمیشہ غلام هي بناکر رکھے گا -

وجعلنا علی قلوبھم اکنۃ ان یفقھوہ وفي اذانھم وقرا کا میرے پاس علاج نہیں ہے -

البتہ بطور تحدیث نعمت کے عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالی نے محکم یہ راہ سوجھائي کہ مسلمانوں کے پولیٹکل نصب العین کو بھي قراں کریم سے ماخوذ ہونا چاہیئے ' اور انکو اس راہ میں بھي اور روے مذہب قدم رکھنا چاہیے ' نہ کہ تا تمام حریت جدیدۂ یورپ و تقلید اخوان وطن ' پھر یہ اسکا ایک فصل ہے اور اسمیں گلے شکوے کی گنجائش نہیں - آج چالیس برس سے مسلمان پالیٹکس پر نکتہ یا اقرار کے لحاظ سے بحث کررہے ہیں ' لیکن بڑے کروم دماغوں نے آجتک ایک صدا بھي تمام اسلامي ہند میں اس کي بلند ہوئي ہے ؟

آجتک مسلمانوں نے اور انکے تمام لیڈروں نے پولیٹکل آزادي کو ہمیشہ ہندؤں کي آرزو اور یورپ کے نئے آزادانہ دور کا نتیجہ سمجھا ' لیکن کسي نے اس پہلو پر نظر نہ ڈالی کہ خود اسلام بھي مسلمانوں کو انکي سیاست کیلیے کوئي بلند جگہ دیتا ہے یا نہیں ؟ اسکا دعوا کس کو ہے کہ نئي بات دکھلا دي ' البتہ ایک کھوئي ہوئي بصارت تھي جو اب واپس مانگئي -

(۶) لکھنؤ کي خبر نہیں ' مگر کلکتہ میں ایک دل ہے ' جسکے اندر ایک مجمع آرزو موجود ہے :

گرچه داریم کنج تنهائی
محشر عشق را حشر مائیم

اسي کو کوئي خفيه انجمن سمجهه لیجئے ' رها الهلال اور مسلم گزٹ کا معاهده ' تو اسے حسب ارشاد شائع کردیتا هوں - یعنے " تعاونوا علی البر والتقوی ' ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان " کا معاهده اپسمیں کرلیا هے -

آخر میں گذارش هے که الهلال کا معامله اب بهتر هے که خدا کے سپرد کردیجیے ' وہ وقت دور نہیں جب زمانه هدایت و ضلالت کا فیصله کردے گا ' اور نیندوں کے کهوت بهی اگر هیں ' تو دلوں سے پیشانیوں پر آجائیں گے - آپ نہیں دیکهتے لیکن میں الحمد لله اُس وقت کو دیکهه رها هوں - عنقریب کهل جائے گا که میں قوم کو کس طرف بلا رها هوں اور دوسرے کس طرف لیجانا چاهتے هیں ؟ خدا کا هاتهه هم سب سے بهتر فیصله کن هے اور وہ اپنے حسن ابدی کو چاهتا هے اپنے هاتهه کی نصرت کیلیے چن لیتا هے ' پهر اسمیں نه آپکا زور چل سکتا هے نه مدرا :

یا قوم اعملوا علی مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون من تکون له عاقبة الدار ؟ (۳۹ : ۴۱)

اے لوگو ! تم بهی اپنی جگهه کام کیے جاؤ اور میں بهی کر رها هوں ' اور عنقریب جان جاوگے که الله کی نصرت کس کے ساتهه هے اور کس کو آخر کی کامیابی نصیب هوتی هے ؟

ترکی بحری و بری فوج کے شتلجا میں جنگی کارنامے

یه تصویر " شتلجا " کی پچهلی جنگی حالت کو اچهی طرح واضح کرتی هے - دو عثمانی جنگی جہاز بلغاری مورچوں پر گولہ باری کر رهے هیں ' اور ادهر ترکی خندقے بهی مصروف آتش فشانی هیں ' توپ کے گولے پهٹ رهے هیں ' اور قلعه چهوڑ کر توپ خانه کے لئے دوسری موزوں تر جگه اختیار کی گئی هے - دهنی جانب اوپر کی طرف بلغاریه کا توپخانه هے ' اور اسکے نیچے خط مستقیم اتر کر دیکهئے تو عثمانی توپ خانه کا مقام نمایاں هو جاتا هے ' عثمانی توپ خانے کی بائیں جانب شتلجا کے قلعه کا جهنڈا لهرا رها هے ' جو اس وقت خالی کردیا گیا هے -

آپکے بائیں هاتهه پر سامنے نیلا سمندر هے جس کو ایک پل کے ذریعه " خلیج بیوک سکمجه " سے الگ کردیا گیا هے اور اسی سے شتلجا کا خط دفاع شروع هوتا هے - نیلا سمندر میں دو عثمانی جنگی جہاز کهڑے هیں ' اور گولہ باری کر رهے هیں - جو سلسلہ عمارات کا دونوں جانب نظر آرها هے یہی ابادی هے جو خلیج کی نسبت سے " بیوک سکمجه " اور " ترادیه " کے نام سے مشہور هے -

---

ایک شیـر

— * —

جس کو دھوکے سے زخمی کیا گیا

—•—

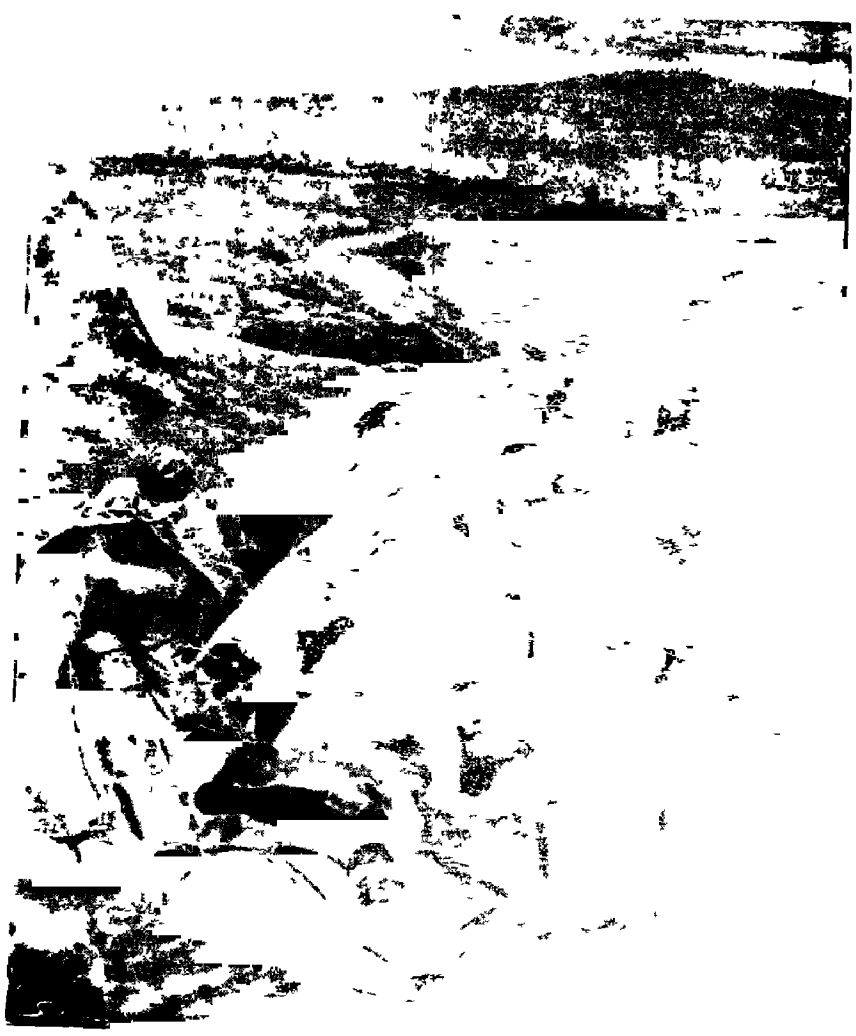

عازي محمود مختار پاشاکے پاؤں میں گولی لگنے کا واقعہ مشہورھوچکا ھے' یہ تصویر عین اُس حالت کي ھے جبکہ وہ زخمی ھوکر گرے تھے -

۱۸ دسمبر کی صبح کو عازي موصوف صرف چند ساتھي افسروں کے ساتھہ کیمپ سے نکلے ' تاکہ چند گڑھیوں کا معائنہ کریں - کچھہ دور گئے تھے کہ چند بلغاریوں نے اپنی کمین گاھوں کے اندر سے موقعہ کی مرصت کو دیکھہ لیا اور پستول کے چھوٹے کی آواز کے ساتھہ ایک گولي آکر ایکے گھٹنے میں لگی -

پچھلے دنوں خبر آئی تھی کہ قسطنطنیہ کے حربی ھاسپٹل میں زیر علاج ھیں اور صحت کی حالت نہایت طمانیہ بخش ھے - امید ھے کہ اس وقت تک صحیح و توانا ھو چکے ھونگے -

بلغاریا کی وہ پانچ عورتیں جنھوں نے مسلمانوں کے محلے میں آگ لگادی ' اور اس خدمت کے صلے میں انکی تصویریں احدارات نے شائع کی ھیں -

الهلال

۲۱ دسمبر ۱۹۱۲

— * —

الهلال کي پهلي ششماهي جلد
کا اختتام

— * —

گویم غم دل مصرعے چند * شاید غم جان جهان بگویم
از دیده و بیشتر نه گویم * وز دشته و استخوان نگویم

* * *

کس نیست متاع را خریدار * تا آنکه بها گران نگویم
صرف نمد و پلاس دارم * حرف خز و پرنیان نگویم
زان رو که خردوران گیتی * رنجند چو قدردان نگویم
تا چار متاع عرصه دارم * ز ویسقی دکان نگویم
سرمایه ز دست رفته و زانگاه * گاهے سخن از زبان نگویم
گر تیر نه من رسد و گر تیغ * دم در کشم ' الامان نگویم

للهم لا تجعلنا بعملک مستدرجین ' ولا لثناء الناس معرورین ' و من الدین یا کلون الدنیا بالدین ' و صل و سلم علی عبدک سید المرسلین ' و علی اله و اصحابه اجمعین -

— * —

پهنچا تو هوگا سمع مبارک میں حال میرا ؟
اس پر بهی جي میں آئے ' تو دل کو لگائیے !

— * —

الهلال کی یہ جلد هم نے شش ماهی کے حساب سے رکهی هے ' تا که معتدل هونے کے بعد موزون ضخامت حاصل کرسکے ' پس نه تو عمر اسکي پهلي جلد کا آخري رساله هے ' اور جنوري سے دوسري جلد شروع هوگي : فالحمد لله علی البدایه و الانتهاء ' و الشکر له علی السراء و الضراء '

اگرچه چهه ماه کا زمانه ایک نهایت قلیل زمانه هے ' اور انسان کی حیات شخصي میں یه محض بدو طفولیت کا زمانه هوتا هے ' جبکه گویا انساني وجود عدم اور وجود کے درمیان معلق هوتا هے ' اور تمام جسمانی اور دماغي قوتیں پردهٔ خفا میں مستور هوتی هیں لیکن تاهم دنیا مزدوروں کي جگهه هے ' ملهیوں کی نهیں هے ' کام کرنے والوں کیلیے اسکا ایک لمحه بهي بهت هے ' اور بیکاروں کیلیے اسکي پوري عمر بهی زیاده نهیں ' انسان کي سب سے بڑي غلطي یه هے که وه همیشه اپنے گرد و پیش کي مجبوریوں سے مرعوب رهتا هے ' مگر کبهی خود اپنے اندر کی کمزوري کو نهیں دیکهتا - یه مانا که اپکے هاتهه کي کڑیاں بهت مضبوط نهیں ' لیکن اپکے دست و بازو کی قوت کو کیا هوا ؟ یقیناً عزمي سقراط اور ارسطو سے بهتر هے جبکه وه کهتا هے :

هزار رخنه بدام و مرا ستاده دلی
تمام عمر در اندیشهٔ رهائي خود !

<u>حساب اعمال</u>

همکو کاتبان اعمال کي خبر دیگئي هے جو همارے یمین و یسار هر وقت موجود رهتے هیں ' تاکه همارے تمام اعمال ملاحظه کرتے رهیں اور جنکی موجودگی مسکن عربی کو بهت شاق نهی

رقیم کشان یمین و یسار دشمن تو
که می کنند سخن سنجی و ستمرانی

لیکن یه هماري کیسی نادانی هے که هم اپنے اعمال کی کتابت کراماً کاتبین کے دے چهوڑ دیتے هیں ' پر خود کبهی اپنے اعمال کا احتساب نهیں کرتے ؟ بهتر هے که انسان خود هی اس خدمت کو اپنے ذمے لیلے ' اور قبل اسکے که " رقم کشان یمین و یسارا " اسکا نامه اعمال اسکے سامنے لائیں ' چند لمحوں کیلیے خود هي اپنے اوپر ایک نظر احتساب ڈال لے اور اپنے ضمیر کو مخاطب کرکے کهے :

اقرا کتابک ' کفي بنفسک الیوم علیک حسیبا (۱۷ - ۱۵)

اپنے اعمال کي اس کتاب کو پڑهلے آج کے دن کسي دوسرے کاتب و شاهد کي ضرورت نهیں ' خود تیرے ضمیر هي کا احتساب تیرے لیے کافی هے -

خواهی که عیب هاے تو روشن شود ترا
یک دم مخالفانه نشیں در کمین خویش

اور في الحقیقت همارے اعتقاد میں انسان کیلیے اصلي "کراماً کاتبین" اور " ترقیم اعمال " خود اسکا ضمیر اور نور ایمان هی هے - قران کریم نے جهاں کهیں احتساب اعمال کا ذکر کیا هے ' اگر غور سے دیکهیے تو وهاں اسی ضمیر کے فطري احتساب کی طرف اشاره هے - اعمال حسنه کے وه آثار سرور انبساط جو چهروں پر سے " نضرة النعیم " کی خبر دینگے ' درحقیقت دنیا میں بهی مرشدهٔ ضمیر کی تابع بشارت سے موجود هیں ' وه " نور ایمان " جسکو " یسعی نورهم ایدیهم " سے تعبیر کیا گیا هے ' یعنے ایک روشنی هوگی جو ارواح ایمان کے آگے آگے چلے گي ' اور انکی عظمت و جبروت کو تمام صفوف اولین و اخرین میں نمایاں کرے گي ' کیا ضروري هے که اپ اسکو قیامت هي کے دن کیلیے اٹها رکهیں ' اور دنیا کو بهي اسکا مصداق نه قرار دیں ؟ یوم لا یخزي الله اور وه دن ' جبکه الله تعالی اپنے پیغمبر اور

الذين والدين امنوا معـه ' نورهم يسعى بين ايديهم و بايمـانهم ' يقـولون ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا ' انك على كل شى قدير : (٦٧)

ان لوگوں کو جو اسکے ساتھہ ایمان لاے ہیں رسوا نہیں کریگا ' انکے ایمان کی روشنی انکے آگے آگے ' اور دھنی طرف ساتھہ ساتھہ چل رہی ہوگی ' اور انکی زبانوں پر یہ دعائیں ہونگی کہ خدایا ! اس روشنی کو ہمارے لیے آخر تک قائم رکھیو اور ہم حتم نہ کردیجیو ! نیز ہمارے قصوروں کو معاف کردیجیو ! بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے !!

اس آیت ' اور اسکے مثل صدہا آیات میں قراں کریم نے ارباب ایمان کے حسن خاتمہ اور افتتاح و سرور کا ذکر کیا ہے ' یہ وہی حالات ہیں ' جنکو دنیا میں ہر نیک ہستی اپنے اعمال حسنہ کا احتساب کرکے اپنے سامنے مشاہدہ کرسکتی ہے -

جن لوگوں نے اپنے تئیں نفس کے تسلط سے نکال کر خدا کے ہاتھوں میں دیدیا ہے ' اور جنکے کاموں نے " ایمان و ایقان " کی روح اپنے اندر پیدا کرلی ہے ' وہ جب اپنے اعمال کا احتساب کرتے ہیں تو یقیناً خوشیوں اور راحتوں کی ایک جنت میں ہوتے ہیں ' جس پر سرور دائمی اور عیش سرمدی کی فضا چھائی ہوئی ہے ' جسکے اندر شادمانی و کامرانی کی نہریں بہہ رہی ہیں ' جسکا کونہ کونہ سکون ابدی کے حسن و جمال سے " حور مقصورات " کا جلوہ گاہ ہے ' جسکی ہر جانب سے " سلام علیکم طبتم فادخلوھا خالدین " کے نغمات خوش آہنگ بلند ہو رہے ہیں ' جہاں نامرادی و حرماں کے فغاں و ماتم کی جگہہ ہر زبان پر " الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن " کا ترانۂ شکر جاری ہے ' جہاں ناکامی و خجالت کی تپش و حرارت کا نام و نشاں نہیں ' کیونکہ کامیابی کے عرش و سرور کے اُس تخت طمانیت پر بٹھا دیے گئے ہیں ' جہاں تک لگاکر جس کسی کو بٹھا دیا جاتا ہے ' پھر اسے کسی محل راحت حرکت سے سابقہ نہیں پڑتا متکئین فیھا علی الارائک ' لا یرون فیھا شمساً ولا زمھریرا

کلا ' ان کتاب الابرار لفی علیئین و ما ادراک ما علیون ؟ کتاب مرقوم ' یشھدہ المقربون ' ان الابرار لفی نعیم ' علی الارائک ینظرون ' تعرف فی وجوھھم نضرۃ النعیم ' یسقون من رحیق مختوم ' ختامہ مسک ' وفی ذلک فلیتنافس المتنافسون (٨٣ : ١٨)

بیشک نیک اعمال لوگوں کے اعمال اعلیٰ درجہ کے لوگوں کی فہرست میں لکھے جاتے ہیں ' اور تم جانتے ہو کہ وہ فہرست کیا چیز ہے ؟ وہ ایک کتاب اعمال ہے ' جو ہمیشہ لکھی جاتی ہے ' اور مقربان بارگاہ الٰہی اسکے شاہد و گواہ ہیں ' یقیناً ان نیک اعمال لوگوں کی زندگی نہایت آرام اور راحت میں ہوگی ' وہ سکون و طمانیۃ کے تخت پر بیٹھے ہوے بہشت کی سیر کر رہے ہونگے - تم اگر انکو دیکھو تو خوش حالی کی تر و تازگی اُن چہروں سے نمایاں ہو - انکو حیات سرمدی کی وہ شراب خالص پلائی جاے گی ' جسکی بوتلیں سر بمہر ہونگی اور اُن پر مشک کی مہریں لگی ہونگی - پس یہ زندگی ہے ' کہ تقلید کرنے والوں کو اسکی تقلید کرنی چاہیے !

لیکن جن لوگوں کی زندگی روح ایمانی سے خالی ہوتی ہے ' جن کے اعمال سلطنت الٰہی کے ماتحت نہیں ' بلکہ قوت شیطانی کے تحت کے سایے میں انجام پاتے ہیں ' خواہ دنیوی سازوسامان ' اور مدنی اسباب و جمعیت کتنی ہی فراہم کرلیں ' لیکن بالآخر جب ضمیر کی آواز اُنکے کانوں میں آتی ہے ' اور وہ اپنے نامۂ اعمال کو اپنے سامنے رکھتے ہیں تو حرماں و نامرادی رسوائی و خجالت سے اُنکے چہرے سیاہ پڑجاتے ہیں اور " نور ایمان " کی جگہہ ضلالت کی تاریکی کو اپنے ہر طرف محیط پاتے ہیں

و ترى الظالمين مشفقين مما كسبوا ' و ھو واقع بھم ' والذين امنوا وعملوا الصالحات فى روضات الجنات لھم ما يشاؤن عند ربھم ذلك ھو الفضل الكبير (٤٢)

اور تم ظالموں کو تم دیکھوگے کہ انہوں نے جیسے جیسے عمل انجام دے ہیں اسکے وبال سے ڈر رہے ہونگے (یعنی انکا ضمیر ڈرا رہا ہوگا) حالانکہ اسکے نتائج انکو ضرور بھگتنے ہیں - اور (اللہ) جو لوگ ایمان لاے اور اعمال حسنہ انجام دے تو وہ ضرور بہشت کے سدا بہار باغوں میں ہونگے ' جو کچھہ وہ چاہینگے ' اپنے پروردگار سے انکو ملے گا ' یہی بڑا ہے ' جو بڑے کام انجام دینے والوں کو ملیگا سب سے بڑا فضل الٰہی ہے -

پس در حقیقت احتساب اعمال ' اور ضمیر کی ملامت یا اسکی تحسین ' وہ حسب و درجہ کی دو زندگیاں ہیں ' جو اس دنیا میں ہر انسان کے لیے عاقبت کار میں موجود ہیں ' اور ہر عامل وجود جو اپنے اعمال گذشتہ کا احتساب کرے ' ان دونوں حالتوں کو اپنے سامنے پا سکتا ہے - یہی انسان کو اپنے اصلی نامۂ اعمال ' اور یہی ہر وقت اسکے نفس و کردار مصروف رہنے والا قلم احتساب ہے ' اور یہی ہے جسکے احتساب سے کوئی فرد بچ نہیں سکتا ' کیونکہ وہ انسان سے باہر نہیں ' بلکہ انسان کے اندر موجود ہے ' اور اسکے نتائج کسی فرد کو ہمیشہ اسکی آنکھوں کے سامنے کردینے والا ہے .

وكل انسان الزمناه طائره فى عنقه ' ونخرج له يوم القيامة كتابا يلقاه منشورا (١٧ ١٥)

اور ہم نے ہر انسان کے عمل کی برائی اور بھلائی کے نتائج کو خود اسکے وجود کے اندر اسطرح رکھدیا ہے گویا اسکے گلے کا ہار ہے ' اور قیامت کے دن ہم اسکے اس نامہ اعمال کو نکالکر اُس کے سامنے کردینگے اور وہ اسکو اپنے سامنے کھلا ہوا دیکھے گا -

اس دنیا پر ضرور ہے کہ چھہ ماہ کی مدت خواہ کتنی ہی اقل قلیل مدت ہو مگر ہم اپنے کاموں کا آج احتساب کریں ' اور دیکھیں کہ اس عرصے میں الہلال اور اسکی دعوت کا کیا حال رہا ؟

اسمیں شک نہیں کہ ہم اس گذشتہ چھہ ماہ کی مدت پر نظر ڈالتے ہیں ' تو بے اختیار اقرار کرنا پڑتا ہے کہ جو کچھہ کرنا تھا ' وہ ہم سے نہ ہوسکا ' اور جو کچھہ کرسکتے تھے ' وہ نہ کیا - نفس کی کمزوریاں ہمیشہ عمل میں حارج رہیں ' اور ہمت کی پستی نے ہمیشہ تام مقصد تک پہنچنے میں لغزش و تعطل کیا ' ہم کو معلوم ہے کہ اللہ کے لطف و کرم نے ایک نئی جماعت پیدا کردی ' جو شاید ہماری خدمات کی نسبت مایوس نہیں ہے ' اور اگر تحسین کی نہیں ' تو ملامت کا بھی مستحق نہیں سمجھتی - لیکن تاہم اسکو کیا کریں کہ خود اپنے تئیں دیکھنے میں ' تو تحسین کا نہیں بلکہ ملامت ہی کا مستحق سمجھتے ہیں -

رسيم زمدمى نعرل علط ' ولي
مى تانم ار شكنجۂ طبع سليم خويش

ہم نے درحقیقت اس عرصہ سے کچھہ بھی فائدہ نہیں اٹھایا ' اپنے ارادوں میں سے بڑے بڑے ارادے ذہن و تعمیل سے آگے نہیں بڑھے ' اور اکثر چیزیں تو دماغ سے قلم تک پہنچ ہی نہ سکیں - مضامین میں ہمیشہ اضطراب رہی ' کئی اہم ابواب شروع ہی

نہیں ہوے ' اکثر چیزوں کی لکھنے کی نوبت نہیں آئی اور جو لکھی گئیں ' وہ شائع نہیں ہوئیں ' الہلال کے علاوہ جو علمی خدمات پریس کے متعلق تھیں ' وہ تقریباً شروع ہوئیں بھی تو انکی رفتار نہایت سست رہی - دفتر کی انتظامی حالت بھی پوری طرح درست نہوسکی ' اور اکثر لطف فرماؤں کو شکایتوں کا موقعہ ملا ' نہ حیثیت مجموعی ہم دیکھتے ہیں تو اسوقت یہ گذشتہ چھہ ماہ کی مدت کمزوریوں اور غلطیوں کے سوا کچھہ اپنے اندر نہیں رکھتی اور خواہ نفس مدح طلب کرنا ہی مصطر ہو ' مگر حق یہ ہے کہ ہم اپنے تئیں کسی طرح بھی مستحق تحسین نہیں سمجھتے

* * *

لیکن اگر خریدار اپنی حالت کا افسانہ دہرانا داخل شکایت نہوتا (اور وہ رحیم و کریم ہر حال میں شکر ہی کا مستحق ہے) تو شاید ہم اس وقت اپنی کمزوریوں کو کسی قدر تفصیل سے عرض کرتے - یہ چھہ ماہ کا زمانہ جس حال میں بسر ہوا ہے ' اور الہلال کے ۲۴ پرچے جس عالم میں مرتب کیے گئے ہیں انکی سرگذشت اب کیا کہیے کہ وقت گذر چکا ہے ' اور سامنے ماضی نہیں بلکہ مستقبل ہے ' فی الحقیقت ہمارے حالات ابھی اس کے بالکل مقتضی نہ تھے کہ الہلال کی اشاعت شروع کر دی جاتی لیکن مہلت کے انتظار نے ہمیں اسقدر مضطرب کردیا تھا کہ مزید صبر کی طاقت جواب دیچکے تھے دل کیا کہ جو چیز شاید کبھی بھی ملنے والی نہیں ہے اسکے انتظار میں کب تک زندگی کو صرف لاحاصل کیا جاے ' اور خدا کا دیا ہوا دماغ اور اسکا بخشا ہوا قلم کب تک معطل رکھا جاے ؟ بہتر ہے کہ موجوں کے مرہونے کے انتظار کی جگہ موجوں میں پڑکر تیرنے کی کوشش کی جاے ' اور راہ کے خالی ہونے کی توقع کی جگہ صفحوں کو چیر کر راہ پیدا کرنے کی جستجو کی جاے - بالآخر ہم نے گذشتہ جولائی میں صرف علی اللہ کام شروع کردیا -

دنیا کے کاموں میں ہمیشہ اسباب مادی اور سرمایہ و سامان دنیوی کی موجودگی ' دل کی قوت ' اور ہمت کی استواری کا ذریعہ ہوتی ہے ' روپیہ کی کثرت ' مددگاروں کی معیت ' اور آثار نفع عاجل کا احتماع ' یہی چیزیں ہیں ' جن پر اس عالم اسباب میں بھروسہ کیا جاتا ہے ' لیکن یہاں انمیں سے ایک شے بھی میسر نہ تھی ' البتہ ایک چیز تھی ' جسکی طاقت بخشی عالم مادی سے ماورا ' اور جسکی حرارت آفرینی سازوسامان دنیوی سے بے پروا ہے ' اور یہ اس امر کا یقین کامل اور ایمان واثق تھا کہ " خلوص کیلیے موت نہیں ' اور حق و صداقت کیلیے ناکامی نہیں " دنیا میں ہر چیز مت سکتی ہے ' پر حق اور صداقت ہی ایک بیع ہے جو پامال نہیں ہوسکتا - واللہ سبحانہ یقول " انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثی "

* * *

اس حکیم کریم کی اس دیرینہ سازی کو کیا کہیں کہ جس وقت تک الہلال جاری نہیں ہوا تھا ' اس وقت تک پھر بھی دن کے چند گھنٹے اور رات کا ایک پہر گوشہ گیری کیلیے میسر آجاتا تھا ' لیکن الہلال کا ابھی اعلان ہی شایع ہوا تھا کہ مصایب ابتلا کا بھی ایک نیا سلسلہ شروع ہوگیا ' اور جو کچھہ میسر تھا ' وہ بھی اپنی بد اعمالیوں کی پاداش میں چھین لیا گیا - ناظرین نے ہمیشہ اچھی بری صورت میں الہلال کا ہر نمبر اپنے سامنے موجودہ پایا ہے ' انہیں کیا معلوم کہ وہ کس عالم اور کس حالت میں مرتب کیا جاتا تھا ؟ جن مضامین نے حسن و قبول کی نسبت وہ راے قائم فرما رہے ہونگے - انہیں معلوم نہیں کہ ان میں سے اکثر مضمون نما ارقام رات کے دو تین بجے ایک دستر مریض کے قریب بیٹھکر اس حالت میں لکھے گئے ہیں جب کہ دل ' نفس علائق پرست کی کمزوریوں سے بیقرار ' اور دماغ مسلسل شب بیداریوں کی وجہ سے قلم کے اختیار میں نہ تھا - اکثر اوقات ایسا ہوا ہے کہ اخبار کی اشاعت کے وقت میں صرف ایک رات کا وقفہ باقی رہگیا ہے ' اور کمپوزیٹروں کو رات بھر روک کر بیمار و تیماردار دماغ پر حد کیا گیا ہے کہ رات کے چند گھنٹوں کے اندر صفحہ (۲) سے (۸) تک کا مضمون طیار کردے ' علی الخصوص گذشتہ ماہ صیام مبارک جس عالم میں بسر ہوا ' اور جسطرح پانچ پرچے مرتب ہوے ' اسکی حالت صرف اُس علیم و خبیر ہی کو معلوم ہے ' جس کو شاید اپنے بندوں کی ایذا و آزمایش سے نفرت اور کوئی بات پسند نہیں - یہاں تک کہ آخر میں معتکر یقین ہوگیا تھا کہ شاید جس صلح کے اعتماد پر دنیا کے کارزار میں فتح یاب ہونے کا گھمنڈ رکھتا تھا ' وہ ابھی منظور نہیں ہوئی ' اور اس خدائے قدوس کو گوارا نہیں کہ اُسکے کلمۂ مقدس کی خدمت کا شرف میرے پر معاصی وجود کی شرکت سے ملوث ہوا

ما اصابك من حسنة فمن الله ' و ما اصابك من سيئة فمن نفسك (۴ ۸۲) و ما ظلمهم الله و لكن كانوا انفسهم يظلمون (۳ ۱۱۴)

ہم نے ان حالات کو " معذوریوں " کی جگہ " کمزوریوں " کے لفظ سے تعبیر کیا ' کیونکہ انسان اپنے اندر اور باہر کے جن حالات کو معذوریوں سے تعبیر کرتا ہے ' فی الحقیقت اوسکے نفس کی کمزوریاں ہی ہیں - دنیا دار العمل ہے ' اور جو کام کرنے والے ہیں وہ باغ و چمن کے گوشوں ہی میں نہیں بلکہ کانٹوں پر چلکر بھی کام لیتے ہیں - خدا نے ہم سے کوئی معاہدہ نہیں کیا ہے کہ وہ ہمارے وہم و خیال کے پیدا کیے ہوے اسباب راحت ضرور مہیا کر ہی دیگا ' زندگی ایک میدان جنگ ' اور یہاں کام کرنے کے یہی معنے ہیں کہ تلواروں کے سایے اور نیزوں کی قطاروں کے بیچے رہکر کام کیا جاے دریا کی موجوں میں سے تیرنے والے اپنی راہ پیدا کرلیتے ہیں ' لیکن کنارے کے عافیت پسندوں کیلیے انتظار کے سوا کچھہ نہیں ہے - پس یہ جو کچھہ تھا ' خواہ کتنا ہی سخت و شدید ہو ' لیکن پھر بھی ہم اُسے اپنے لئے کوئی قوی عذر جرم نہیں سمجھتے ' اور صاف صاف اپنی کمزوری کا اقرار کرتے ہیں کہ اس چھہ ماہ کے عرصے میں جو کچھہ ہم کر سکتے تھے ' افسوس کہ ہم نے نہیں کیا !

البتہ یہ ہماری کمزوریاں تھیں لیکن وہ روشنی سے محروم ہے ' تو آفتاب درخشان تو اپنے نور و ضیا کی بخشش سے عاجز نہیں ؟ باغبان کا ضعف اگر اس کو مہلت نہیں دیتا کہ بیج بو کر اسکی آبیاری کرے ' تو باران رحمت کی فیضان بخشی تو اسکے ضعف کی تلافی کرسکتی ؟ یہ سچ ہے کہ ہم کمزور تھے اور کمزوریوں میں مبتلا ' لیکن وہ حکیم و قدیر تو کمزور نہ تھا جو حق کو باوجود اسکے سارو سامان ہونے کے نصرت بخشتا ' اور ضلالت کو باوجود اسکی طاقت و شوکت کے شکست دلاتا ہے ؟

الله ولي الذين آمنوا	اللہ ایمان والوں کا حامی اور مددگار ہے
يخرجهم من الظلمات	وہ انکو تاریکی سے نکالتا اور کامیابی و بامرادی
الى النور ' و الذين	کی روشنی میں لاتا ہے - اور جن لوگوں
كفروا اولياءهم	نے راہ کفر و ضلالت اختیار کی ' سو انکے
الطاغوت يخرجونهم	حامی انکے بنائے ہوے معبودان باطل
من النور الى	ہیں ' وہ انکو روشنی سے نکالکر اور تاریکی
الظلمات اولئك	میں مبتلا کرتے ہیں ' یہی لوگ اصحاب

اصحاب النار هم فيها خالدون (٢ : ٢٥٧) جلنے والے -

اسکا اپنے اوپر اعتماد کرنے والوں سے وعدہ ہے کہ وہ کبھی انکو دنیا میں ذلیل و رسوا نہیں کرتا ' انکے جھکے ہوئے سروں کو عزت کی بلندی بخشتا ہے ' اور گر وہ خود کئے ہی ذلیل و حقیر ہوں پر وہ انکو اپنا سمجھکر انکی عزت پر اپنی عزت کی چادر اوڑھا دیتا ہے کہ : یوم لا یخزی اللہ النبی و الذین معہ و نورھم یسعی بین ایدیھم و بایمانھم اور وہ (نتائج و عواقب امور کا) دن ' جسکو اللہ اپنے رسول اور ان لوگوں کو ' جنہوں نے اسکی معیت کا قرب نسب حاصل کرلیا ہے ' کبھی رسوا اور ذلیل نہ کریگا ' اور انکی کامیابی اور کامرانی کی شمع انکے آگے جلے گی -

گرمن آلودہ دامنم چہ عجب !
ہمہ عالم گواہ عصمت اوست !

اس پہلوسے اپنے کاموں پر نظر ڈالئے ہیں تو حالات و نتائج میں ایک انقلاب ہوجاتا ہے ' اور مناظر بالکل بدل جاتے ہیں ' پہلے اپنی کمزوریوں کی وجہ سے اگر اپنا وجود ضعف و حقیر نظر آتا تھا ' تو اب اُس قوی و عزیز کی نصرت فرمائی سے طاقتوں اور قوتوں کا ایک ناممکن التسخیر ستون آہنی دکھائی دیتا ہے ' پہلے اگر اپنے قصوروں کی وجہ سے عاجزی کا سر جھکا ہوا تھا ' تو اب اسکی عزت بخشی سے سر افتخار بلند نظر آتا ہے پہلے چونکہ ایک انسانی ہستی کے کاموں پر نظر تھی ' اسلیے عجز و تذلل کے سوا چارہ نہ تھا ' پر اب انسانی کاروبار پر نہیں ' بلکہ الہی اعمال پر نظر ہے ' اسلیے الحمد للہ کہ فتح و نصرت کی عزت و عظمت سے ہم کنار و شاد کام ہوں :

گرچہ خوردیم ' بستی ست بزرگ
درۂ آفتاب تابانیم !!

* * *

غور کیجئے کہ الہلال کس عالم میں نکلا ' اور پھر کس حالت میں جاری رہا ؟ بالکل ایک نئے قسم کا کام تھا ' اور اس طرح کا کام کہ ہندوستان میں آج سو برس سے پریس موجود ہے ' مگر آجتک ایک ماہوار رسالہ بھی اس پیمانے کو سامنے رکھکر کسی بڑے سے بڑے پریس سے شائع نہ ہوسکا ' پھر کسی طرح کی مالی اور دماغی اعانت میسر نہ تھی ' اور سوا اپنی جیب اور قلم کے اور کسی پر اعتماد نہ تھا - ان امور سے بھی بڑھکر یہ کہ الہلال کی دعوت ' اسکا لب و لہجہ ' اور عام انداز تحریر ملک کے موجودہ مذاق اور حالات سے اس درجہ متباین تھا کہ کوئی دنیا کی عقل بھی اس بیع کے لئے آجکل کے موسم کو موزوں نہیں کہہ سکتا تھا ' لیکن نا وجود کام کی اہمیت اور دست عمل کی کمزوری کے باوجود تمام نامواقف اسباب و حالات کے ' اور باوجود ہر طرح کی بد نظمیوں اور اسباب سعی و جہد کے فقدان کے ' اس چھ مہینہ کے قلیل زمانے میں جو حیرت انگیز اور محیر العقول مقبولیت الہلال نے پیدا کی ہے وہ ہر لحاظ سے اُردو پریس کی تاریخ میں ایک مستثنیٰ واقعہ ہے - شاید ہی آجتک کوئی چھپی ہوئی چیز اس کثرت اور اس شغف کے ساتھ پڑھی گئی ہے ' جسقدر گذشتہ چھ ماہ کے عرصے میں الہلال کے اوراق پڑھے گئے ہیں - ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ' و اللہ ذوالفضل العظیم -

* * *

ضرورت تھی کہ اس لحاظ سے بھی الہلال اور اسکی دعوت کے گذشتہ ایام پر ایک نظر ڈالی جاتی تیرا کی آیندہ حالت کی نسبت بھی کچھ اپنے خیالات عرض کرتے لیکن موجودہ ہم اس حصے کو نئی جلد کے افتتاحی مضمون کیلئے اُٹھا رکھتے ہیں صرف چند ضروری معروضات الہلال کی مالی حالت کی نسبت پیش کر کے پہلی جلد کو ختم کردیتے ہیں -

الہلال کی مالی حالت اور اسکی اولیں درخواست

اس امر کے ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں گذشتہ چھ ماہ کے عرصے میں ہم نے الہلال کی نسبت کبھی ایک حرف بھی نہیں لکھا ' اور نہ کبھی ناظرین کو اس کی نسبت کوئی زحمت دی ' ہم نے اس طرف سے دانستہ خاموشی کا ارادہ کرلیا تھا اور الحمد للہ کہ اس ارادے کو اسوقت تک نبھایا - لیکن اب ' جبکہ چھ مہینے کے اندر ہم سے کم از کم الہلال کے کاموں کا ایک نمونہ آپکے سامنے پیش کردیا ہے ' اتنا عرض کردینے کیلئے معذور ہیں کہ اب آخری فیصلہ کرلینے کا وقت آگیا ہے - اس وقت تک اخبار کی مالی حالت جسمی کچھ رہی ہے اسکی نسبت صحیح اعداد و شمار انشاء اللہ انہی پرچے میں دیسکیں گے ' لیکن سردست اب اس سے اندازہ کرلینے کہ صرف چھ ماہ کے اندر کم از کم چھ ہزار روپیہ علاوہ مصارف ابتدائی اور علاوہ خریداری کی ماہوار آمدنی کے صرف کرچکے ہیں اور ابھی سالانہ خریداروں کا چھ ماہ دفتر کے ذمے واجب الادا ہے !

اگر آپ الہلال کے قیام کو ضروری سمجھتے ہیں تو دفتر کسی طرح کا مالی بار آپکے ذمے نہیں ڈالنا چاہتا ' اور نہ قیمت بڑھانا چاہتا ہے جسکا آپ سے واقعی حق تھا ' صرف اتنے کا طالب ہے کہ موجودہ خریداران الہلال میں سے ہر بزرگ کم از کم دو خریدار نئے پیدا کردیں اور اگر اتنا ہوگیا ' تو نہ اخبار کے مالی اطمینان کیلئے کافی ہوگا -

یہ پہلی درخواست ہے جو الہلال کے صفحات پر درج کی گئی ہے ' اگر آپ متوجہ ہوں تو موجب تشکر ' ورنہ یقین کیجئے کہ نہ تو اصرار ہے اور پھر اسکا اعادہ ' ہم نے پہلے ہی دن عرض کردیا تھا -

گل مشائید نہ بستر ہمہ خوں عربی و عجم
مشب جمن جدیم و در بستر خواب اندارم

خون ناحق

یورو پین اقوام اسلام اور مسلمانوں کو صفحۂ دہر سے مٹانیکے لئے دوستی کے پردہ میں خفیہ سازشیں کررہی ہیں - اگر آپ اس سربستہ راز کا پورا پورا انکشاف چاہتے ہوں تو کتاب خون ناحق کا مطالعہ کیجئے - جسمیں سواحل طرابلس پر اٹلی کے خونیں کارناموں کو ایسی دل ہلا دینے والی صورت میں پیش کیا گیا ہے جسے ایک نظر دیکھنے ہی خونیں حالوں کی بھول بھلیاں میں پھنچکر انسان محو حیرت ہوجاتا ہے - جان بہادر لسان العصر مولانا سید اکبر حسین صاحب جج الہ آبادی مدظلہ فرماتے ہیں " خون ناحق بہت عمدہ مجموعہ مضامین کا ہے - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا میں اس جنگ کی نسبت کیا خیالات ہیں - اور مسلمانوں کے دلوں پر کیا گذرتی تھی - نہ یہ زمانہ بھلائیگا نہ یہ لوگ بھلائینگے لیکن ہسٹری کے ورق حالات گذشتہ کا آئینہ رہینگے " اور بہت سے بزرگوں اور سکتروں اخباروں نے تعریفیں کی ہیں - لکھائی چھپائی میں بھول فاضل اڈیٹر الہلال آجکل کی بہتر سے بہتر مطبوعات بھی اسکا مقابلہ نہیں کرسکتیں " تقطیع ۲۰ × ۳۰ کتابت - صفحات ۱۲۸ صفحے - قیمت مجلد ایک روپیہ چار آنہ غیر مجلد ایک روپیہ

ملنے کا پتہ :—

محمد انوار ہاشمی - مدیر مکتبہ قادریہ
لال کورتی - میرٹھ

شئون عثمانیه

ولایت کي ڈاک

— * —

عظیم کي امواج میں هیضه کي شدت

— * —

جنگ بلقان کے قتل و غارت کو هیضه کی شدت نے اور مهیب بنا دیا هے - بلقاني امواج میں اسکی شدت ایسی بڑهی هوئی هے که انکا آگے بڑهنا دشوار هے - جهاں جهاں جاتے هیں' اسکو پهیلاتے جاتے هیں - اموات کی کثرت ناگفته به هے - ایک روز تو پانچ هزار تک تعداد پهونچگئی تهی - طبی انتظامات اچهے سے اچهے کیوں نه هوں پهر بهی اس شدت کو روکنا دشوار معلوم هوتا هے - ریلوے پلٹ فارم مریضوں اور مرنے والوں سے بهرے هوتے هیں (هادم کوي) کی سڑک پر تو کشتوں کے پشتے لگے هیں - اکثر زیادہ تر وہ مریض تهے جو هیضه میں مبتلا هوتے هی شهر کے هسپتال کیطرف جاتے جاتے مرگئے -

(ڈیلی نیوز)

بانی فساد کون هے ؟

— * —

" تو پهر جنگ کیوں کرا رها هے ؟ " اسکا جواب یورپ کے ارکان محکمه سے ملیگا جسکو یورپ کے ارباب سیاست سے تعلق هے - جو آدمیوں کی جان کے ساتهه ایک مدت سے وہ چال چل رهے هیں جس سے شطرنج کی سطح پر پیادوں سے کام لیا جاتا هے - اور جو حکمت عملی کے مقولوں اور مثلوں کے دام تزویر میں اسطرح ارادے هوئے هیں که اصلی تکلیف کے وجود کو (جسکے ساتهه وہ مهملات سے کام لے رهے هیں) محسوس هی نهیں کرتے - پس اسطرح جنگ اوسوقت تک بڑهتی هی چلی جائیگی' جب تک که وہ بڑی حماقتیں جو پیشه ور چالبازوں اور خواب دیکهنے والوں سے بهری هیں - دنیا میں باقی رهیں گی' وہ دائمی صلح پیدا نه کرینگے کیونکه یه نا ممکن هے ' بلکه یه ارادہ ظاهر کرینگے که صرف انصاف ' حوار' اور ترقی کے لئے لڑائیاں لڑی جائیں - اگر وہ الفاظ جو اس کے متعلق هیں کهی زبان سے نکالنے کے لئے هوتے تو اسوقت سے زیادہ بہتر کوئی موقع نه هوتا - لیکن همیں یقین هے که وہ اوسوقت زبان سے نکالے جائینگے جب موقع باقی نه رهیگا " -

(ٹائمز لندن)

یونانیوں کي سر فروشي

— * —

" ممالک متحدہ امریکا میں یونانیوں اور دیگر مسیحی اقوام کي وطن پرستي کے متعلق سر فروشی کے واقعات بیان کئے جاتے هیں . سان فرانسسکو میں ایک یوناني تها ' اوسنے اپنا ایک قهوه خانه دو پاؤنڈ در شلنگ میں فروخت کردیا جسکی اصلی قیمت دو هزار پاونڈ تهی - اگر وہ میدان جنگ سے آگیا تو پهر اپنا کار و بار شروع کریگا اور اگر لڑائي میں کام آگیا تو مزید قدمت دیئے بغیر قهوه خانه خریدار کا هو جائیگا - نیو یارک میں سربیوں کا ایک عظیم الشان جلسه هوا - اوسمیں صدر نشیں نے جب کها که دس هزار پاونڈ کا چنده میں دیتا هوں " تو ایک شخص جو ظاهرا دریوزه گر معلوم هوتا تها دوڑکر هي سے اوٹها اور کهنے لگا :- میرا نام میکائل یوراڈ ریچ هے - میں بحرشي میدان جنگ میں جاؤنگا - لیکن میري ایک بیوي اور چند بچے هیں اور مقام مونٹانا میں کچهه جایداد بهي هے میرے پاس کل سات هزار پاونڈ هیں - جس میں سے پانچ هزار سربیا کو دیتا هوں - " یه کهکر اوسنے ایک تهیلا دکهایا جس میں نوٹ بهرے تهے اور اوسیطرح صدر نشیں کے حوالہ کردیا - "

(مانچسٹر گارجین)

قسطنطنیه کی حالت

— * —

مسٹر گنٹس رابرٹ کالج واقع قسطنطنیه کے صدر هیں - ۲۴ نومبر کو انهوں نے اخبار ٹائمز کے نام لکها تها - " جنگ کے زمانه میں شهر کو امن رکهنے کے لئے سلطان کی گورنمنٹ نے جس قابلیت ' عقلمندي اور سعی سے کام لیا هے وہ حد درجه قابل ستایش هے - مسٹر گنٹس کا بیان هے که اس کار روائی میں گورنمنٹ کو سخت دقتیں پیش آئیں - سیاسی جماعتوں نے تو ایسي کوشش کی تهی که گورنمنٹ کا زور کم هو جاتا اور شاه مرتدیدنٹ کے اعلان سے مذهبی جذبات حد درجه اُبهرنے لگے تهے ' لیکن ان مصایب پر بهي شهر میں شورش نه هوئی - اس اعلی انتظام پر مسٹر گینٹس اظهار تعجب کرتے هیں - وہ کهتے هیں که غیر ملکوں کے اخبارات میں جو خبریں شایع هوئی هیں وہ نامه نگاروں کے اون خیالات کے نتایج هیں جو اونکے دماغ میں تهے - حالانکه صورت حال کچهه اور هی هے اور خفیف سی مدت جنگ میں قسطنطنیه میں حد درجه امن قایم رها هے - ترکوں نے ساري مصیبتوں کو بڑي خود داري اور تحمل سے برداشت کیا هے - "

مسئله صلح

— * —

الوائے جنگ سابقه ترکی و ریاستهاے بلقان کے مسوده میں یهه مذکور هے که آٹهه دن تک جنگ ملتوي رهیگي - اس اثناء میں دونوں حریف جهاں هیں ' رهیں اپنے سامان درست کرلیں - مسٹر تودوروف نامه نگار ٹائمز کانسٹنٹنوپل متعلقه قسطنطنیه کا بیان هے که " پیغامات اور آپس کی گفتگو کا نتیجه الوائے جنگ هوا - باوجودیکه اس امر کا یقین هے که صلح شرطیه هوگي " - ڈیلی ٹیلیگراف کے نامه نگار متعینه قسطنطنیه کا بیان هے که " مسوده الوائے جنگ پر دستخط کرنے کے لئے مندوب روانه کردیا گیا هے ' وہ اسلیے هے تاکه یوناني نائب دستخط کردینکي اجازت حاصل کرسکیں - مسوده میں صرف ۴۸ گهنٹے کی مهلت هے - اوسکے بعد اسکي اطلاع هے که اگر گفتگو سے صلح عمل ممکن ثابت هوئی تو جنگ پهر چهڑ جائیگی - سوائے اون پرانے افسروں کے جو دوباره جنگ کے اجرا کو مهمل سمجهتے هیں ' تمام ترکی ارباب صلح کی حد درجه مخالفت هے - سیکڑوں ترکی عورتیں اپنے شوهروں کے هاتهه بٹا رهي هیں جو دهس بندي میں مصروف هیں - اگر یانوپل میں رسد فراهم کرنے کا مسئله معمه کو حل کردیتا هے - اس کام کو کریگا کون ؟ اطراف و جوانب کے گاؤں بالکل غارت و برباد هوگئے هیں ' اور اسلیے سامان قسطنطنیه سے لایا جائے گا - اس کام کے لئے بلغاریوں کي

رضامندي کي ضرورت هوگي که ريلوے کو استعمال کرنے ديں " -

ڈيلي ميل کے نامه نگار متعينه صوفيا کا بيان هے " بلقاني رياستين ترکي سے ۴۸۰۰۰۰۰۰ پاونڈ تاوان جنگ طلب کرنا چاهتي هيں علاوه ازين يهه بهي که سواے قسطنطنيه و در دانيال کے ترکي جمله يورپين مقبوضات انکے حواله کردے "

خبر رساں ايجنسي مطهر هے که " بلغاريا و ديگر رياستوں ميں نااتفاقي پيدا هوگئي هے ' جسکي وجه شاه فرڈيننڈ کي بے حد طماعي اور يه خواهش هے که بلقانيوں کو محکوم بنائے - سب سے پهلے سالونيکا پهونچنے کي کوشش ميں بلغاريوں نے جنوبه دهاوے سے کام ليا هے - حالانکه يه نه سمجهے که جنگ کا موقعه اونکے شتلجا ميں يک جا هونيکي ضرورت کو ظاهر کررها هے - يوناني جماعتوں ميں تمام اينتهر يه خيالات ظاهر کيے جارهے هيں که صلح کي گفتگو کا بانی شاه فرڈيننڈ بلغاري هے جسکا ارادہ هے که يونانيوں کو تباه کرکے خود بادشاه بن بيٹهے "

ترکي افسرونکي حانداري

— * —

" جب بلغاري تار پيتر نے ترکي جنگي جهاز (حميديه) کو سولحل بحر اسود پر سوراخ دار کرديا تو اوسکے افسروں نے بڑي بهادري سے کام ليا اور مردانگي و همت کي اعلي مثال دکهلائے هوے سمندر کے درميان سے جهاز کو نکال لے گئے اور اپني حالت پر اوسکو گولڈن هارن لے آے - جهاز حميديه نے تمام اهل جهاز کو ليکر اسطرح سمندر کو طے کيا که صرف آٹهه انچ اوسکے اوپر کا حصه پاني سے نکلا هوا تها -

لنڈن ۲ دسمبر کو ڈيلي کرانيکل کو قسطنطنيه سے مسٹر ڈنر هر تار ديتا هے " جب سے ترکي فوج هٹ کر شتلجا ميں مجتمع هوئي هے اسي هزار (۸۰۰۰۰) سے بهي زياده نئي اور تازه دم افواج ايشياے کوچک سے پهونچ چکي هيں - ترکي افواج کے پيزار سے چهه ميل مغرب کي طرف بلغاري دهس بندي ميں مشغول هيں

مصائب جنگ

— * —

" صرف يهي نهيں هے که جنگ بلقان ميں بهت سي قديم طرز کي بيرحمياں هوئيں هيں جنميں ايک مثال بهي ايسي نهيں هوئي که ان بيرحميوں کے کم کرنے کي کوشش کي گئي هو " اخبار ٹيليگراف کهتا هے که " صرف يهي نهيں هے که بدله ليني کے ليے معاصمت کے جذبات ايسے اُبهرے هوے هيں جسکو مسلح يورپ نے پشت ها پشت سے نه ديکها هوگا - يهي نهيں هے که دونوں جانب کے هزاروں بيکس رحمدلوں کو قتل اور وقت ايسي موت نصيب هوئي هے جسکا خيال ميں آنا بهي محال هے ' بلکه هم ديکهتے هيں که واقعات قتل عام اور بيماريوں کے پهيلنے سے حادثات بهي بڑهه هوئے هيں - همیں يه بهي دهيان نشين کرنا چاهئے که عداوتوں اور کينوں نے مصائب ميں اور اضافه کرديا هے اور جو لوگ نهيں لڑرهے هيں اُن پر بهي ايسي تباهي آرهي هے که همارے زمانه ميں کسي جنگ ميں نهيں آئي هوگي - نيم متمدن کسانوں کي عربت و افلاس ' اُنکا خوف ' اُنکي بيکسي يه ساري نرالياں خاص کر اسي جنگ سے پيدا هوئي هيں - وہ پناه گير جو قسطنطنيه سے باهر کے مقبروں ميں شب باش هوے هيں ' ايک جماعت اُس بے خانما فوج کي هے ' جو مبتلاے هلاکت هے " -

جرمن پوليس کے احکام

—)*(—

" ۱۸ نومبر کو برلن ميں مسلسل جلسے منعقد هوے جنکے مقاصد يهه تهے که جنگ بلقان کو روکا جاے اور دول يورپ اپني سازشوں سے باز آجائيں تاکه عالمگير جنگ پيدا هونے سے رک جاے - اس کے علاوه جرمن کي پوليس نے ايک فرمان بهي شايع کرايا هے که جلسوں ميں سواے جرمن زبان کے اور کسي زبان ميں گفتگو نه کي جاے - اس سے غرض يهه هے که جرمن کي خارجي پاليسي کو کسي دوسرے طريقه کي ترغيب نه دي جاسکے - چنانچه مسٹر رو گرادي نے جو انگريزي مزدوروں کا ليڈر هے ' ارادہ کيا تها که انگريزي ميں گفتگو کرے ' اسکي روک کيا گيا اور اوسکي تحرير کو انگريزي سے جرمن ميں ترجمه کرکے سنايا گيا " -

عثمان نظامي پاشا

—:*:—

" عثمان نظامي پاشا ترکي سفير متعينه برلن يک بيک قسطنطنيه طلب کرلئے گئے ' صلح کے متعلق جمله اموران کے سپرد هوئے هيں - برلن ميں ايک ملاقات کے موقع پر انهوں نے سخت افسوس ظاهر کيا که اس کام کے ليے اونکو کيوں منتخب کيا گيا - اونهوں نے علانيه کها که اوس مسوده صلح پر جسکا نه طن غالب يهي نتيجه هوگا که حکومت عثمانيه کے مزيد حصے الگ هوجائينگے - دستخط کرنے سے پيشتر بهتر تها که ميں اپنا هاتهه کاٹ کر پهينک ديتا - اونکے خيال ميں کسي حيثيت سے بهي حالت اسقدر نا اميد نهيں هے که ترکي صلح کے ليے مجبور هو -

سرويا کي غير معمولي اميدوں کي نمايش کے خلاف نا اثر آوازيں بلند کي جارهي هيں - ان دو اقوام ميں سفارت کے متعلق جو واقعه ظهور ميں آيا تها وہ غالباً طے پا گيا - اور باوجوديکه اس سے بهي بڑهکر اهم مسئله سرويا کے ليے بحر ادرياطک پر ايک بندر حاصل کرنے کا يورپ کو اصطراب ميں ڈالديني کي دهمکي دے رها هے ليکن پهر بهي يهاں عام راے يه ظاهر کي جارهي هے که سرويا آخر رضامند هوجائيگا - بشرطيکه اوسکو ريلوے اور ايک بے طرف بندر کا يقين دلايا جاے -

اگر جنگ عالمگير هوئي تو کيا هوگا

— * —

ايک دمه دار فرانسيسي جو ملکي احراجات کے اصول پر عبور رکهتا هے بيان کرتا هے که " اگر جنگ پهيل گئي تو يورپ کو ماهوار اٹهاره کرور (۱۸۰۰۰۰۰۰) پاونڈ صرف کرنے پڑينگے جو اور مصارف کو قطع نظر کرنے سے حاصل هو سکتے هيں - يورپ کي چهه بڑي سلطنتيں مجتمع هوکر دو کروڑ (۲۰۰۰۰۰۰) آدميوں کو فوج ميں داخل کرسکتي هيں جو اونکے پاس هيں - اس سے صاف ظاهر هوتا هے که عملي طور پر کار آمد آدميوں کا طبقه جو ساري آبادي کي جان هے ' تجارتي اور محنتي زندگي سے عليحده کردينا جائگا - جسکا نتيجه آخر يهي هوگا که ساري آبادي بيکار هو جائيگي - تجارت کے ليے جهاز راني نه هوگي - خريد و فروخت کا سلسله بند هو جائگا - درآمد و برآمد مال اور تجارت ' سارے قصے ختم هوجائينگے - صرف اونهي اقوام کو نقصان نه پهونچے گا جو شريک جنگ هونگي ' بلکه يه نقصانات اونکو بهي اپني طرف کهينچ لينگے جو اس کي زندگي بسر کرے هونگے - مدتيں درکار هونگي که يه عالمگير نقصانات دفع کئے جائيں " (يه هے اون نقصانات شديد کي فهرست کا ايک معمولي سا نقشه ' جو همارے جيسي تباه حال قوم کے فنا کرنيکي کوشش سے ابدا ميں پيدا هو سکتے هيں - الهلال)

علمي جراے بطور نتيجهٔ جنگ

بطور نتيجه جنگ دو نئے علمي جراے برآمد هونگے جو اب تک کسي کو معلوم نه تهے - يه دونوں ان کليساؤں کے اندر هيں جو جبل

اتھوس میں واقع ھیں - یہ پہاڑ اوس جزیرہ نما پر ھے جو سالونیکا سے یورپ کیطرف واقع ھے' جسکے قدیم نام کو مدرسہ کے طلبا اپنے والدین سے زیادہ جانتے ھیں-کہتے ھیں کہ یہ علمی خزانے اجنبیوں کی دست برد سے ترکوں کی حکومت میں بالکل محفوظ رہے ھیں - انگریزوں میں صرف ایک شخص ڈاکٹر لیک نامی ان خزانوں سے واقف ھے جسنے انسے کچھہ فائدہ بھی اوٹھایا ھے جرمن کے عالم بھی اس سے فائدہ اوٹھاتے رہے ھیں - خیال یہ ھے کہ عام طور پر ان کتب خانوں کی قیمت بہت توھا چڑھا کر بیان کی جاتی ھے - دوسرا علمی خزانہ جو بطور مال غنیمت حاصل کیا جا سکتا ھے ' سینٹ صوفیا میں ھے - یہ خیال غلط ھے کہ اس عظیم الشان گرجہ کو مسجد بنا دینے کے بعد اسکی صناعت کو دیگنی ھے کہ مسیحی اسمیں داخل نہ ھوں ان چند لوگوں میں سے جنکو معاینہ کی اجازت دیگئی تھی ایک مسٹر مورلی تھے جو ٹائمز کے نامہ نگار تھے - اسکے سوا اور کسی کو اجازت نہ ملی کہ اوں قلمی نسخوں کے ذخایر کو آلات پلٹ کرکے جو گرجہ کے تہ خانوں میں محفوظ ھیں - ان ذخیروں میں عدد قسطنطین کے نسخے اکثر ھونگے - اور لیوی و سامر کے گائے کی کتابیں بھی انمیں ھونگی جنکے متعلق کہا جاتا ھے کہ ضایع ھو گئیں - (ڈیلی نیوز)

بلغاریا کی جنگی تیاریاں

(گزٹ دی لوزان) کا نامہ نگار معسکر عثمانی سے ایک طویل مضمون میں لکھتا ھے کہ ایک نہایت معتبر بلغاری ذریعہ سے معلوم ھوا ھے کہ بلغاریا اس جنگ کے لیے بہت عرصہ سے تیار ھو رھی تھی اسی لیے شاہ بلغاریا کو مسئلہ فوج کے ساتھہ خاص اعتناء و اھتمام اور اسی اعتناء و اھتمام کی وجہ سے اس نے ھمیشہ فوج کو سیاست کے زھر آلود اثر سے محفوظ رکھنے کی سخت سے سخت کوشش کی یہ اسی کی - یہ کوشش کا نتیجہ ھے کہ آج بلغاریا کی فوجی حالت اسقدر عمدہ ھے کہ اسکی فوج ترقی یافتہ ممالک کی با قاعدہ فوجوں کے ھمپایہ ھے -

شاہ فرڈیننڈ ھمیشہ پارٹی فیلنگ سے علیحدہ رھا ' آج تک اُس نے سیاسی نزاعات میں حصہ نہیں لیا اور اپنے گرد ھمیشہ ارباب تحریر و سیاست کو جمع رکھا -

بلغاری ارکان حنگ میں بہت سے افسروں نے خود آکے ان میدانوں کو دیکھا ھے جہاں اسوقت جنگ ھو رھی ھے - انہوں نے تمام قلعوں کی کمینگاھوں اور پوزیشنوں کو خود آکے دیکھا اور نہایت اھم اطلاعات فراھم کیں - بعض افسروں کو اس بات میں اسقدر حرص تھا کہ انہوں نے مزدوروں کا بھیس بدلکے (ادرنہ) اور (قرق کلیسا) میں مزدوری کی - اسی کا یہ نتیجہ ھے کہ جنگ کے وقت وہ عثمانی اسلحہ خانوں' ذخائر جنگ کے گوداموں' ترپوں' اور قلعوں کے تفصیل وار حالات سے واقف تھے -

لوگ کہتے ھیں کہ در دانیال کا نقشہ شاہ بلغاریا ھی نے اطالویوں کو دیا تھا اور اسی نقشہ کے وثوق پر اطالوی تارپیڈو کشتیوں نے رات کو آبنائے کو عبور کرنے کا ارادہ کیا تھا - یہ صرف گذشتہ واقعات نہیں بلکہ اسوقت بھی جبکہ جنگ ھو رھی ھے صدھا بلغاری جاسوس عثمانی فوج میں پھیلے ھوے ھیں اور انکی تمام نقل و حرکت ' اور مقامات اجتماع کی اطلاع بلغاری ارکان جنگ کو دے رھے ھیں -

نامہ نگار آخر میں کہتا ھے کہ ان امور کے معلوم ھونے کے بعد ھم کو یہ صاف نظر آتا ھے کہ بلغاریوں نے اس جنگ کے لیے نہایت مکمل تیاری کی ھے اور انکی تدبیریں قوت سے عمل میں آ رھی ھیں -

عقل سلیم سے ایک التجا

— * —

(بقیہ اشاعت گذشتہ)

— * —

ھمارے حملہ اسباب بحث کا نکتہ یہ ھے کہ اگر سرویا کے پاس وہ کامی ھیں ' تو آسٹریا ھنگری کے پاس بھی وجہ ھے کہ سرویوں کے دعوے کے لئے غیر منصفانہ اور برانگیختہ کرنے والے طریقوں سے دباؤ ڈالا جاتا ھے - مزید براں اسی میں وہ ھمیشہ کے لئے البانیوں کی بلند پروازیوں کے روکنے کو بھی شامل کرلیتے ھیں - وہ مفروضہ جسکو اقوام یورپ نے پر جوش ھنسی خوشی سے مانا ' یہ تھا کہ " بلقان بلقانیوں کے لئے ھے " " بلقان بلقانی اتحادیوں کے لئے ھے " یہی ایک دعوی ھے ' جسکو نہ تو آسٹریا ھنگری اور نہ اطالیہ ھی قبول کرتا ھے ' اور نیز یہہ دعوی ایسا ھے کہ متفق ھو کر بھی سارا یورپ شاید اسکو تسلیم نہ کریگا - البانیہ کی خود مختاری کامیاب ثابت نہیں ھوسکتی' بلکہ اوسکا امتحان کیا جائیگا - وھاں ایسے سر برآوردہ البانی موجود ھیں جو اس لایق ھوسکتے ھیں کہ ایک چھوٹی ریاست میں اپنے ھموطنوں کی کامی تعداد کو مضبوطی کے ساتھہ مجتمع کرلیں لیکن یہہ مسئلہ تو سبکے لئے کھلا ھوا ھے کہ آیا وہ قوم جو ٹیکسوں (چونگی) کے دینے میں موروثی ناراضگی سے کام لیتی ھو' کبھی اس قابل بھی ھوسکتی ھے کہ اپنے پاؤں کھڑی ھو؟ اسی ضمن میں جو کچھہ یقینی ھے وہ یہہ ھے کہ اھل سرویا البانیوں کو کامیابی کے ساتھہ اپنی ماتحتی میں ھرگز نہ رکھہ سکینگے' اور مملکت سرویا کے اوس حصے میں جو البانیا کے قلب سے نکل کر ایک بندرگاہ تک پہونچگیا ھے' پھر نئے ھنگامے اور نکھیڑے پیدا ھو جائینگے -

لیکن ان خرابیوں کا ھمیں سچا سچا اندازہ کرلینا چاھیے - مقدونیا کی جنگ نے تھریس کی سی اھم جنگ کی صورت کبھی نہیں اختیار کی - مقدونیا میں ترکی افواج کی تعداد انتظامی حد سے زیادہ نہیں ' انکی رھنمائی بھی بری طرح سے کی گئی ' اور جسقدر ھمیں یقین دلایا گیا تھا اوس سے کہیں زیادہ انکی تعداد کم تھی- سرویی افواج کے کچھہ دستے بمقام کمانو جان جوکھم میں ڈالکر لڑے ' لیکن ترک جو اوس لڑائی میں تھے' انکی تعداد شاید بیس ھزار سے زیادہ نہ ھوگی - مقدونیا کی فتح اور سرویوں کے قدیم دار السلطنت اسکوپ کو پھر حاصل کرلینے پر سرویوں کا فخر و مباھات کرنا جایز ھوسکتا ھے ' لیکن ساتھہ ھی یورپ نے اس فتوحات کے نشہ اور شراب میں تھوڑا سا پانی بھی ملا دیا -

یورپ کے ھر ملک میں سرویوں کی بہادری تسلیم کرنے حد سے سوا داد دی گئی - وہ ادبیں جو سرویوں نے ترکوں کے ھاتھوں برداشت کی تھیں ' یاد دلائی گئیں - مزید براں اسکو بھی ذھن نشین کیا گیا کہ حال کے چند سالوں میں آسٹریا ھنگری کی جاسدانہ دالا دستی سے بھی سرویوں کو بہت کچھہ برداشت کرنا پڑا ھے - اھل سرویا اپنے ساتھہ یورپ کی ھمدردی رکھتے تھے ' لیکن اسکا اب یہ صرف لڈنے لگے - اوسکے اوسر اب پین سروین خیالات اور ایک عظیم الشان سرویی مملکت قایم کرنے کی باتیں کرتے ھیں اور برلن جیسے شہروں یا ایسے ھی کسی اور ملک پر جو انکی وحشیانہ اور بیہودہ بلند پروازیوں کے سد راہ ھو چڑھہ دوڑنے کے منصوبے باندھتے ھیں والدسا سرویا کے اخبارات برانگیختہ کرنے والے ھوگئے ھیں - سرویا کے وزرا عقل سے بعید خیالات کا علم طور پر اظہار کر رھے ھیں -

سرویا ایک شکایت رکھتي ھے - اھمیت رکھتي ھے ' اور حسکی طرف حد درجہ توجہ مبذول کرینکی ضرورت ھے - اسے ایک بندرگاہ چاھیے - اور بلا خوف تردید اوسکو اسکی ضرورت ھے لیکن یہاں تو شاید ھي ایسے بہادر ھیں جو سرویا کے لئے عملي طور پر معدد ثابت ھوں - سرویي افواج جو دشوار گذار پہاڑوں سے ھوکر دورازر کیطرف بڑھ رھي ھیں ' وھاں پہونچنے پر انکو اسکا پتہ چلے گا کہ سرویا کے موجودہ سلسلہ ریلوے کو کبھي اور کوئی ریلوے دورازر سے ملحق نہیں کرسکتی - سخت متضاد حالتوں میں دو مقامات سان گیوانلی قني میتروا اور سالونیکا ھیں - انمیں سے اول الذکر بندرگاہ پر تو مانٹی نگرو کي طامع نگاہ ھے - رھا سالونیکا ' تو اوسکي نسبت تحریر اسقدر وحشیانہ نہیں ھے جس قدر کہ ابتدا میں لوگ سمجھتے تھے - ترکي سے خاص طور پر انتظام کرکے سرویا نے في الحال نواہ سالونیکا جانور وسکي تجارت کے لئے ایک اچھي صورت درآمد کي قایم کرلي ھے -

ایک تجارتي ریلوے

سرویا کے مطالبات سے جو مسائل پیدا ھوگئے ھیں انکے حل کرنیکي صورت ایک خالص تجارتی ریلوے کے قایم کرنے ' اور البانیا کو خود مختار بنا دینے سے شاید نکل آئیگی - ان قصیرن کي طرف امانت داران اتحاد کو جنگ کے ختم ھوجانے پر متوجہ ھونا چاھئے - یہ خیال کہ سرویا کے بچہ کاں خنزیر اور سوکھے نیرون کے لئے بندرگاہ قایم کرنے کا مسئلہ دول یورپ کے دو مجتمع حصوں کو برسر جوبریز جنگ کردیگا بالکل مہمل ھے - اس سے زیادہ دلیل بہانے جنگ کے لئے کبھي نہیں ڈھونڈھے گئے ھیں - ان دو حصوں میں سے کوئی ایک سلطنت اگر جنگجوئی کرنا چاھتی ھے تو سمجھنا لوکہ اوسکی وجہ کوئی اور بنا دیتی ھے - یورپ کی اقوام اور عوام جنکو داد شاھوں ' کاردانان سلطنت اور سفرا کی دائمي عداوتوں سے کوئی سروکار نہیں اس بارہ میں متفق ھو جائیں تو ایسی جنگ ناممکن الوقوع ھو جائے - انگلستان اپنے دوستوں کے پہلو میں کھڑا ھوے کو مستعد ھے مگر استحکام یورپ کو مستوجب بد ترین گناہ ھوکر برباد کرنے اور جنگ آزادي سے ارماندوں کے پیدا کردینے کا وہ ھرگز شریک نہیں ھو سکتا -

---

عرب میں جہاد کي طیاری

دیل کی عمارت وسطی عرب کے عربي اخبار عریضہ نامی میں شائع ھوئی ھے — حال کی خبریں ظاھر کررھی ھیں کہ امیر ابن رشید اسوقت بیس ھزار (۲۰۰۰۰) آدمیوں سے زیادہ کا سردار ھے اور یہ آدمی قبایل عرب کے ھیں - سبکے سب کامي طور پر مسلح اور سامان جنگ کے ساتھ ھیں - مقام لیدوا کے نزدیک امیر موصوف نہایت سرگرمی سے مشغول ھیں اور اسکا انتظار کر رھے ھیں کہ اونکو داد شاہ علم جہاد بلند کردیگا حکم دیں - حکم کے پاتے ھي وہ پہلے شخص ھونگے کہ مخالفین اسلام پر حملہ کر دینگے - کہتے ھیں کہ اونکی خواھش ھے کہ حملہ قبایل عرب کے لئے ایک مثال قایم کر دیں اور چند قبیلوں کو اسپر آمادہ کردیں کہ اون قبایل کي وہ سرکوبی کریں جو حکومت کے بد خواہ ھیں اور اون لوگوں کو پوري سزا دیں جو ملک میں نفاق پھیلا رھے ھیں - امیر موصوف کي کوششوں کا یہ نتیجہ ھوا ھے کہ بہتیرے قبایل عرب اونکا ساتھ دینے کے لئے ارتھ کھڑے ھوے ھیں - اور عرب میں نا معلوم واقعات ظاھر ھونے والے ھیں - "

عثمانی ڈاک

—:*:—

شتلجا کی ایک رات

—○(*)○—

بقیہ مراسلہ نامہ نگار المورد

—×—

فوج کے قلب و میسرہ کو جو سواحل بحر مارمورہ کے قریب تھے اس ٹیلے سے نہیں دیکھ سکے - لیکن جب چھاؤنی میں آئے تو وھاں کے بھی حالات معلوم ھوگئے جن کو بالتفصیل - لکھتا ھوں :

بلغاري اور سرویي فوجوں نے ملکے عثمانی فوج کے ان دستوں پر حملہ کیا جو بحر (شکمجہ) کے شمال میں جمع ھوے تھے - دشمن کی فوج ساحل بحر کے (مالیغر ایدا) نامی گاؤں کي طرف بڑھی ' لیکن عثمانی بیڑی کو انکي حرکت کا رخ معلوم ھوگیا ' اسلئے اس نے مقابلہ کے لئے تیاری شروع کردي رات کو جبکہ ۴ بجنے میں صرف دس منٹ باقی تھے عثمانی بیڑي نے دشمن کی فوج پر گولہ باري شروع کردی عثمانی توپیں مسلسل ۲۵ منٹ تک دشمن پر آگ برساتی رھیں -

ایک طرف عثمانی بیڑی کي آتشباری ان کو ساحل سے اندرون قریہ کي طرف ھٹنے پر مجبور کررھی تھی اور دوسری طرف عثمانی قلعوں سے گولوں کی بارش ھورھی تھي (جنگ ترقوس) کی طرح یہاں بھی تین مختلف جہتوں سے آتش باري ھورھي تھی -

اس معرکہ میں ھر دو آھن پوش جہاز (نار ناروش) اور (مسعودیہ) کے کارنامے نہایت شاندار اور یادگار تھے - ان دونوں آھن پوشوں کی آتشباری نے دشمن کی توپوں کی ایک باڑی بالکل تباہ کردی اسکے علاوہ دشمن کے بیشمار پیادے اور سوار چند لمحوں کے اندر فنا ھوگئے -

صبح کو ساڑھے آٹھ بجے تک تمام خطوط شتلجا پر جنگ شروع ھوگئی - عثمانی بری فوج کے کمانڈر نے عثمانی بیڑی کے قاعدوں کو مشورہ دیا کہ وہ (تا باس لرعار) اور (شتلجا) کے درمیانی مورچوں پر گولہ باری کریں - اس تدبیر سے دشمن کی جسقدر باڑیاں وھاں موجود تھیں سب خاموش ھوگئیں اور (تا باس لرعار) تو بالکل برباد ھوگیا -

(مانند بردہ) اور (العبدہ) میں دشمن کی جسقدر باڑیاں موجود تھیں تھوڑی دیر کے بعد وہ بھی تباہ ھوگئیں اور بالآخر دشمن کے قایم کردہ استحکامات ' قلعوں ' اور مورچوں کا نام و نشان تک باقی نہیں رھا -

جب شام ھوئی تو اسوقت دشمن کو پوری شکست ھوچکي تھی اور عثمانی فوج نے اپنی مادی و ادبی حالت اچھی طرح مضبوط کرلی تھی - ان حالات کی بنا پر میں نے اور میرے رفیق نے باتفاق رائے یہ طے کیا کہ اب آسانہ عالیہ واپس چلنا چاھئے -

---

معاھدہ لندن اور صلح

— * —

(برقہ) کے قنابل اور راڈیوں کے مشائخ کی طرف سے المورد میں حسب ذیل تار شائع ھوا ھے :—

ھم کو یہ معلوم ھوا ھے کہ وطن میں دشمن کی موجودگی کے باوجود ۔ صورت میں صلح ھوئی ھے جس سے ھماري سلطنت کو عزت پہنچتا ھے اور ھمارے قومي شرف پر حرف آتا

ہے اسلیے ہم حقیقت حال سے آپ کو اطلاع دیتے ہیں براہ مہربانی اسکو اپنے اخبار میں شائع فرما دیجیے -

تمام عالم کو جاننا چاہیے کہ اسباب خواہ کچھہ ہی کیوں نہوں ہم کسی طرح ایسی صلح پر جس سے ہمارے شرف و عزت پر حرف آتا ہے راضی نہیں ہیں - یہ حق کی آواز ہے جو نعرہ اللہ اکبر کے ساتھہ یہ کہتی ہوئی ظاہر ہوئی ہے کہ جبتک ہماری رگوں میں خون ہے ہم کبھی اپنے شرف و ناموس کو سپرد کرنے پر راضی نہیں ہونگے - بلکہ ہم موت کو زندگی پر ترجیح دینگے اپنی عزت اور اپنے آبا و اجداد کی قبروں کی مدافعت میں اپنی جانیں قربان کر دینگے ہم اپنے قائدوں اور افسروں کو اسوقت تک نہیں جانے دینگے جبتک کہ دشمن ہمارے وطن میں ہے یا این همه ہم کو جلالتماب سلطان المعظم ایدہ اللہ احکامہ و نصرہ علی اعدائہ کے تحت سے نہایت محلصانہ محبت ہے -

ہم میں کا جب تک ایک مرد بھی زندہ ہے اپنے وطن عزیز کی مدافعت کبھی ترک نہیں کرینگے ہمارا یہ فیصلہ کن قول ہے اور جو کچھہ ہم کہتے ہیں خدا اس پر گواہ ہے -

۷ ذیحجہ سنہ ۱۳۳۰ ھجری

اس نار پر ۳۸ راویوں اور ترے ترے قبیلوں کے مشائخ نے دستخط کیے ہیں -

---

بسلسلہ مظالم بلغاریا -

گذشتہ نمبروں میں ہم بلغاریا کی سفاکیوں کی ایک طویل فہرست شائع کرچکے ہیں تازہ عربی ڈاک بھی بلغاریا کی خونریزی، عصمت دری، اور غارتگری کے بے شمار دلدوز و حیا گداز واقعات سے لبریز ہے جسمیں سے بعرض اختصار اسوقت صرف دو اہم واقعے نقل کئے جاتے ہیں

حکومت عثمانیہ کو ابراہیم پاشا نے اطلاع دی ہے کہ اعلان جنگ ہوتے ہی ہمکو (ادرنہ) کی طرف جوش عثمانیہ سے ملنے کے لیے روانگی کا حکم ملا (دیدوتک کوئی) اور (ادرنہ کوئی) سے فوج کو گئے ہوئے صرف چند دن ہوے تھے کہ بلغاری فوج کے چند دستے ان دونوں مقامات پر حملہ آور ہوے ، جنکو اثناء حملہ میں بلغاری باشندوں سے مدد ملتی رہی بلغاری دستوں نے دونوں مقامات کے مسلحی باشندوں کو مسلمانوں کے قتل عام کے لیے برانگیختہ کیا اور مع اپنے شقاوتی کے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے ، سو آدمیوں کو جنمیں عورتیں اور بچے بھی تھے شہید کر ڈالا ان اشقیاء کی یہ سنگدلی و سفاکی دیکھکے (دیموتک کوئی) (ادرنہ کوئی) (معلقرہ) اور (کوش) سے دس ہزار مسلمان اپنی جائداد، روپیہ اور مویشی چھوڑ کے مھاجر ہوگئے ہیں -

---

ایک مسلمان مہاجر کی سرگذشت اور پانچ مسجدوں کی بربادی

— * —

حسن آفندی عبد الرحمن نامی ایک شخص (قولہ) سے ہجرت کرکے مصر آیا ہے اس مہاجر نے اپنی ہجرت کی کیفیت اور بلغاریوں کی جفا کاری کی داستان نہایت تفصیل سے بیان کی ہے جو درج ذیل ہے -

میں شہر (نوروکوب) میں رہتا تھا - بلغاریوں نے جب اس پر حملہ کیا، تو میں شہر میں تھا - شہر میں اسوقت نہ ایک عثمانی سپاہی تھا، اور نہ باشندگان شہر کے پاس ایک ہتیار تھا - دشمن کے ہاتھہ سے اپنی آبرو اور جان بچانے کے لیے ہکو مجبوراً تمام مال و جائداد چھوڑ کے شہر سے روانہ ہونا پڑا - ہم ستم زدہ مہاجرین (دراما) پہنچے مگر ہمارے (دراما) پہنچنے کے بعد ، بلغاریوں نے (دراما) پر حملہ کیا - (دراما) میں جو عثمانی فوج موجود تھی اسمیں اور بلغاری فوج میں جنگ چھڑی - عثمانی فوج دو سو سے زاید نہ تھی - کئی گھنٹہ تک عثمانی فوج نہایت بے جگری سے انکا مقابلہ کرتی رہی - لیکن چند گھنٹہ کے بعد ، آخر کار عثمانی فوج کو پیچھے ہٹنا پڑا - بلغاری فوج نے شہر پر قبضہ کرلیا - باشندگان شہر کو ان اشقیاء کی سفاکی و غارتگری کا علم تھا ، اسلیے وہ رات ہی کو (قولہ) کی طرف روانہ ہوگئے (دراما) کے مہاجرین کے ہمراہ (نوروکوب) کے مہاجرین بھی روانہ ہوے (قولہ) بغیر ادنی مقابلہ کے، قولہ کی صانت پر حوالہ کردیا گیا تھا - لیکن قولہ کی صانت ذرا بھی مفید ثابت نہ ہوئی ، اور بلغاری فوج نے داخل ہوتے ہی کشت و خون غارتگری و عصمت دری، شروع کردی ان جفاکاروں کی دست درازی زیادہ تر دولتمند مسلمانوں پر تھی - حکومت بلغاریا کا بیان ہے کہ ان جرائم کے مرتکب بلغاری حرکے تھے، بلغاری فوج نہ تھی - بہرحال (قولہ) میں (نوروکوب) (دراما) اور (نرواشتہ) تین مقامات کے مہاجرین جمع تھے جب (سیرور) میں مسلمانوں کا قتل عام شروع ہوا تو وہاں کے مہاجرین بھی (قولہ) آگئے - (سیرور) کے قتل عام میں کچھہ اوپر چھہ سو مسلمان شہید کیے گئے - (قولہ) میں مسلمانوں کو بیعزت اور ذلیل کرنے کے لیے حدراً قمع (ایک قسم کی ٹوپیاں جو خاص نصرانی پہنتے ہیں) پہنائی گئی - (قولہ) میں پناہ گزینوں کی تعداد ایک لاکھہ سے زائد ہوگئی تھی - گرانی بیحد ہوگئی تھی ، درآمد بالکل موقوف تھی ، باشندگان (قولہ) نے تین شب و روز بالکل محاصرے میں کاٹے - یہ لوگ بالکل حیران تھے کہ (محمودیہ) یعنی جدید مصر کی وہ کشتی جو انہوں نے مہاجرین کے لانے کے لیے مقرر کی ہے پہنچی، اسکے آنے سے انکو عید کے آنے سے زیادہ خوشی ہوئی ، اور انکو یہ معلوم ہوا کہ گویا مسلمانوں نے (قولہ) واپس لیلیا -

" عین عرفات کے دن بلغاریوں نے پانچ مسجدیں منہدم کردیں -

ان میں سب سے بڑی مسجد جامع السرق تھی جو مسجدیں منہدم نہیں کی گئیں انکے مناروں سے ہلال کے جھنڈے گرائے صلیب کے جھنڈے بلند کئے گئے ! !

جب بلغاری مساجد منہدم کرنے کے لیے اندر داخل ہوے تو یہ مسجدیں نمازیوں سے بھری ہوئی تھیں - کچھہ مسلمان تو بھاگ گئے لیکن بہت سے نمازی مسجدوں میں رہے حتے کہ وہیں دبکے شہید ہوگئے -

(قولہ) سے مہاجرین کی روانگی سے پہلے بلغاریا نے سب کو اپنے اپنے وطن واپس جانے کا حکم دیا تھا - مگر کوئی شخص اسلئے واپسی کی جرأت نہیں کرتا تھا کہ راستہ میں ، مسلمانوں پر حملے کئے جاتے تھے مگر حکومت کے حکم کی وجہ سے نا دل نا خواستہ مہاجرین واپسی کی تیاری کر رہے تھے کہ (خیری بک) اڈمنسٹریٹر جدید المعظم نے یہ اعلان کیا کہ جو شخص بذریعہ (محمودیہ) ہجرت کرنا چاہے وہ چل سکتا ہے -

اسوقت عجب حالت تھی باپ اپنے بچوں اور بیویاں اپنے شوہروں کو بھول گئی تھیں - بہت سے لوگ اپنے بچوں کو (قولہ) میں چھوڑ کے خود (محمودیہ) پر سوار ہوگئے - بہت سی عورتوں نے اپنے شوہر کا انتظار نہیں کیا اور اپنے بچوں کو لیکے سوار ہوگئیں [یہ کشتی ۹ دسمبر کو اسکندریہ پہنچگئی - مہاجرین اسوقت مصر میں مقیم ہیں - [الہلال]

مراسلات

دعوت الهلال کي نسبت

— * —

جناب ایڈیٹر صاحب - السلام علیکم

کہتے ہو مجھے حواب میں معراج ہوئي ہے
جبریل کا تکیہ میں کوئی پر تو نہیں ہے

الہلال کے مختلف نمبروں میں جو خیالات جناب کے اب تک ظاہر ہوے ہیں ' اونپر غور کرنے سے ہر اہل نظر پر یہہ حقیقت کھل گئي ہے کہ جناب کو بھي کسي ضرورت نے لیڈر بننے پر مجبور کیا ہے اور اسي غرض کیلئے نزرگان قوم پر طعن تشنیع کي بوچھاڑ کرکے اونکو قوم کي نظروں سے گرانے کے کوشش میں جناب اپنا زور قلم صرف کر رہے ہیں -

راهد خلوت نشین دوش بہ میخانہ شد

گو کہ صاف لفظوں میں مصلحۃً ادعاے لیڈري نہیں ہوا ' مگر عملاً الہلال کا ہر نمبر آپ کے اس نئے میشن کي دلدادگي کا پتہ دیتا ہے - اپني کسر نفسي کا اظہار ' خدمات قومي کي عرض سے پرچہ جاري کرنے میں زیر بار ہونے کا دعوی ' نامہ نگاروں سے اپنے تئیں استاد کہلوانا ' اور پھر اس خطاب سے گریز کرنا ' قبول عطیہ سے انکار ' اور معطي کي ہتک کرنا - فقر اور ابا نیت کے دعوے ' قرآن مجید سے ناواقفیت کے اظہار کے باوجود آیات قرآني کا ہر موقعہ اور محل پر سیر بدانا ' کیا یہہ اور اس قسم کی صدہا مثالیں اسکي کافي دلیل نہیں ہیں کہ جناب نے ہوا کا رخ بدلتے دیکھکر اپني وضع بھي بدل دي ؟ اس سے میرا یہہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ سودا اور سگار چھوڑکر آپ نے عمامہ اور ہندوستاني پوشاک زیب تن کي - بلکہ عرض کہنے کي یہہ ہے کہ حلقہ چھوڑکر آپ بھي اوس علیگڈہ کے مدرسہ میں شریک ہوگئے جس سے آپ اظہار مغایرت کرتے رہتے ہیں -

معاف فرمائیے آپ لیڈر بننے کے ابھي اہل نہیں ہیں ' آپ ناراض نہوں ' قوم کو آپ سے یہ سوال کرنے کا حق ہے کہ آپ نے پالیٹکس میں کہانتک تعلیم پائي ہے اور ہندوستان کے پالیٹکس پر آپ نے کتنے عرصہ تک غور کیا ہے موجودہ پرابلم مسائل میں سے مثلاً تقسیم بنگال کي تنسیخ اور تبدیل دارالخلافت کے ہر پہلو پر آپ نے کبھی خالي الذہن ہوکر فکر کیا ہے - نہایت ادب سے التماس ہے کہ ابھي کچھہ عرصہ تک تصوف میں اور مشق کیجئے ورنہ پالٹکس اور تصوف دونوں سے ہاتھہ دھونا پڑیگا - پالٹکس میں تو جناب کو جلدا دخل ہے اوسکا اندازہ آپ خود ہي خوب کر سکتے ہیں - رہا تصوف اس سے بھي آپ بہت دور جا پڑے ہیں - مسلمانوں کي دل آزاري اور اوپر بلا وجہ لعن طعن کرنا ' میں نہیں سمجھتا کہ تصوف کے کسي شعبے یا کسي سلسلہ میں جائز رکھا گیا ہے -

شنیدم کہ مردان راہ خدا
دل دشمناں ہم نکردند تنگ
ترا کے میسر شدہ ایں مقام
کہ با دوستانت خلاف است و جنگ

سرسید مرحوم یا اونکے حاشیہ نویسوں اور مقلدوں نے کبھي بھي مسلمانوں کو کتاب اللہ وسنت رسول سے انحراف کي تعلیم نہیں دي اور نہ بیجا خوشامد سے مسلمانوں کے حقوق کو پامال کیا ' اور نہ خود لیڈر بننے کا دعوي کیا - اسمیں شبہ نہیں کہ کوئي ایک شخص قوم میں ایسے بھي موجود ہیں ' جنھوں نے اپنے نفس کو قوم کے مفاد پر ترجیح دے رکھا ہے ' مگر آپ بتا سکتے ہیں کہ ان حضرات سے مسلمانوں کو کوئي نفع پہونچا ہو - اس امر سے قطع نظر کرکے تمام نزرگان قوم کو ایک ہي نظر سے دیکھنا آپ ہی کی مصلحت اندیشی کا تقاضا ہو سکتا ہے -

خود نواب وقار الملک قبلہ جنکے آپ بھی ستائشگر معلوم ہوتے ہیں اونکے طرز عمل کي آج تک کسي کو شکایت نہیں ہوئی اور نہ اونھوں نے کبھی مسلمانوں کي دل آزاري کو جائز رکھا ' مگر افسوس ہے کہ آپ کو اس طرز عمل کیلئے آج تک قرآن کریم میں کوئي آیت نہیں ملي - جن نزرگان قوم پر آپ حرف گیري کر رہے ہیں اونکے خلوص نیت میں شبہ کرنا ایک نہان عظیم ہے اور ایسي تحریرات کي غرض خود نمائي سے زیادہ وقعت نہیں رکھتي -

ترعم خود جس طریقہ پالٹکس پر آپ قوم کو چلانا چاہتے ہیں وہ کوئي جدید پالٹکس نہیں ہے - حکومت جمہوری کو ہر شخص آج حکومت شخصی پر ترجیح دیتا ہے ' اور جن نزرگان قوم کے آپ پیچھے پڑگئے ہیں ' معاف کیجئگا ' وہ آپ سے بہتر اس مسئلہ کو جانتے ہیں - آپ قرآن کریم کے حوالہ سے ثابت کرتے ہیں کہ پارلیمنٹري حکومت مسلمانوں کا دستور العمل ہونا چاہئے مگر کیا آپ کي راے میں ہندوستان کي موجودہ حالت کے لحاظ سے مسلمانوں کے لیے اس قسم کی حکومت مفید ہوگي ؟ کیا آپ نے کبھی کسی کونسل یا لوکل نورڈ میں شرکت کرنیکی زحمت گوارا فرمائي ہے ؟ اندیشہ ہے کہ جس راستہ پر آپ قوم کو چلانا چاہتے ہیں ' وہ خطرناک ثابت ہو ' بظاہر آپ خود بھی اس امر کو محسوس کرتے معلوم ہوتے ہیں ' ملاحظہ ہو الہلال کا وہ نمبر ' جس میں آپ نے قوم کو پالٹکس کی ابتدائی تعلیم دي ہے اور پھر غور کیجئے کہ علیگڈہ کے پالٹکس اور آپ کے جدید پالیٹکس میں کیا فرق ہوگیا -

بعض اصحاب کو شبہ ہے کہ لکھنو اور کلکتہ کی جدید پارٹیاں اپنے ذاتی اغراض کیلیے سرسید کی اس پالیسي کو مٹانا چاہتي ہیں ' جس سے اب تک قوم کو نفع پہونچتا رہا ہے - ہمارے خیال کا جدید اخبار "مسلم گزٹ" تو آپ کے پرچہ کے وجود میں آنے سے پہلے ہي آپ کو لیک کہہ چکا ہے ' اور آپ کے خیالات اور اخبار کی اشاعت کي توسیع میں آپ سے زیادہ سرگرم ہے - آپ میں اور اوس میں اگر کوئي سمجھوتہ ہوگیا ہو ' تو آپ اگر مناسب سمجھیں تو پبلک کو مطلع فرما دیں -

براہ کرم اگر آپ کو کانفرس اور لیگ سے اتفاق نہیں ہے تو صراحت کے ساتھہ ایک دستور العمل جو آپ کے ذہن میں ہو ' قوم کے سامنے پیش کیجیے - معماؤں اور چیستانوں سے کام نہیں چلیگا جیسا کہ ایک نمبر میں اپني پالیسي کي توضیح سے آپ نے گریز کیا ہے -

آپ کے مطبوعہ خط کے جواب میں بصد ادب التماس ہے کہ خدا کے واسطے قوم پر رحم کیجیے ' اور خلوص کو کام میں لائیے ' جسکي صراحت مختصر لفظوں میں یہ ہے کہ طریق عمل میں ترمیم کیجیے " اور اس اصول کو مد نظر رکھکر کہ " مسلمانوں میں گم شدہ قومي روح پیدا ہو " اونکو آفات ارضي و سماوي سے محفوظ رکھنے کي کوشش کیجیے -

محمد الرحمن بي - اے - ایل ایل - بي وکیل لاہور

طلباے یونیورسٹی کیلئے پانچ خاص لیکچر

—:*:—

ڈاکٹر مات اور مسٹر ایڈی نے بریڈ لا ہال لاہور میں چند لکچر دیے تھے - اون اشتہارات سے ' جو طلباء یونیورسٹی میں تقسیم کئے گئے ' ظاہر ہوتا تھا کہ اول الذکر صاحب ممالک عربیہ میں اور موخر الذکر صاحب ممالک شرقیہ میں پھر آئے ہیں اور اون کی غرض یہ ہے کہ دنیا بھر کے طلبا کے دلوں پر اپنے خیالات نقش کریں - وہ دعوے کرتے ہیں کہ وہ ہندوستان کو موجودہ کشمکش سے آزادی حاصل کرنے میں مدد دینے کے لئے آئے ہیں - اونکا یقین ہے کہ اون کی کوشش سے یورپ ' چین ' اور جاپان کے طلبا کی تشنگی آزادی بجھی ہے ' کہا جاتا ہے کہ ڈاکٹر مات صاحب ورلڈ اسٹوڈنس کرسچین سوسائٹی (یعنے تمام دنیا کے مسیحی طلباء کی سوسائٹی سکریٹری ہیں)

لکچروں کے اشتہارات کا عنوان " طلباء یونیورسٹی کے لئے پانچ خاص لکچر " تھا - ہال میں جانے کے لیے ٹکٹ تھے ' جو علاوہ دیگر ذرائع کے مختلف کالجوں کے پرنسپروں کے ذریعہ سے ہر اعلے علم تک پہونچائے گئے تھے ' بلکہ کالجوں کے اکثر طلباء سے لکچروں میں لازمی طور پر شریک ہونے کے لئے دستخط بھی لیے گئے تھے - تقریباً تمام طلباء یونیورسٹی ان تقریروں میں بایں امید شریک ہوئے رہے ' کہ وہاں کوئی علمی مذاق کی باتیں سنیں گے - لیکن سے طلبا کا تو یہہ خیال تھا کہ یہ لکچر پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے ہیں کیونکہ اشتہارات پر لکچر دینے والوں کے نام نہ تھے -

مجھے اس امر کا اعتراف ہے ' کہ یہہ تقریریں کئی پہلو سے دلچسپ تھیں - دونوں صاحب بہت فصیح البیان تھے - اگرچہ مسٹر ایڈی صاحب فصاحت میں بڑھے ہوئے تھے - ان تقریروں میں فاضل لکچراروں نے طلباء کی چند اخلاقی اور تمدنی برائیوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ " صرف نائدل اور یسوع مسیح کو خدا اور انسان اور اوسکے مرکر جینے کو ماننے سے طلبا ترقی کے معراج پر پہونچ سکتے ہیں " - ایک تقریر میں اناجیل اربعہ کے مطالعہ کا عہد کرنے کے لئے طلباء میں دستخط کے واسطے کارڈ تقسیم کئے گئے جس پر چند طلباء نے دستخط بھی کیے - ان تقریروں کے متعلق صرف ایک قابل افسوس امر یہ ہے کہ اگرچہ لکچرار صاحبان بڑے عالم اور فاضل تھے اور اونکو تمام دنیا کے طلبا سے مخل حول کرنے کا بہت موقع ملا ' مگر پھر بھی اونہوں نے دنیا کے طلباء کے مختلف مذاہب کا غور سے مطالعہ نہیں کیا - اگر وہ ایسا کرتے ' تو یقیناً انہیں طلباء عالم کی رہنمائی کے لئے مسیح کی الوہیت ' اور کفارہ سے بدرجہا برتر خیالات مل سکتے تھے - عیسائیوں نے یہ خیالات زمانۂ گذشتہ کے بعایا توہمات میں جنکا اس عقل و علم کے زمانہ میں سدنا ناممکن ہے - مسلمانوں کے سامنے الوہیت مسیح اور تثلیث کا وعظ کہنا محض مضحکہ خیز ہے اور اونکو ابتدائے زمانہ کے مذہبی خیالات کی طرف واپس بلانا ہے - عیسائی صاحبان ان ابتدائی ہندوانے خیالات سے زیادہ ترقی یافتہ خیالات پیش کرنے پر قادر نہیں ہوسکتے - جنکے موجب تین دیوتوں اور اوتاروں پر ایمان لایا جاتا ہے - اگر ابتدائی ہندوؤں کے خیالات میں اور مذہب عیسوی کے خیالات میں کچھہ فرق ہے تو صرف اسقدر ہے کہ ہندو اوتاروں جیسے کرشن جی مہاراج ' اور رام چندر جی مہاراج نے بہت بہادری دکھلائی - مگر یسوع مسیح نے صلیب پر بہت ہی کمزوری دکھلائی -

اسوقت صرف ہندوستان ہی میں عیسائیت پھیلانے کے لئے پادری صاحبان کو جوش نہیں ہے ' بلکہ تمام ایشیا میں مشنری جوش درجوش پھر رہے ہیں - عملی پہلو سے عیسائیت یورپ کے $\frac{9}{10}$ حصہ کو چھوڑ دی ہے - کیونکہ اکثر لوگ معقول خیالات کی پیروی کرنے لگے ہیں اور اب عیسائیوں کے مسئلہ کفارہ اور تثلیث پر یقین نہیں کرسکتے اس لیے پادری صاحبان نے ایشیا کو عیسائی بنانے کی طرف توجہ فرمائی ہے -

اہل ایشیا کے لئے اب وقت آگیا ہے کہ اس بڑے صلیبی حملہ کے مقابلہ کے لیے مستعدی سے کام لیں - ہم تمام مسلمانوں اور دیگر خدا پرست اصحاب کو جو اس بر اعظم ہندوستان میں رہتے ہیں ' اس بڑے مذہبی خطرہ کی طرف متوجہ کرتے ہیں - اور استدعا کرتے ہیں کہ انسان کو خدا بنانے کی اس بڑی تحریک کے خلاف سب متفق ہوکر کارروائی کریں -

ہم یہ ثابت کرسکتے ہیں کہ یسوع نے خود خدائی کا دعوے نہیں کیا تھا - اور یہہ عقیدہ صرف اناجیل میں ملتا ہے ' جو مسیح کی وفات کے بہت عرصہ کے بعد لکھی گئی ہیں - جنمیں خود اکثر عیسائیوں اور اہل الراے یوروپین مصنفوں کے نزدیک بھی تحریف ہو چلی ہے -

انجمن احمدیہ لاہور نے مفصلہ ذیل خط ان دو پادری صاحبان کے بعنے ڈاکٹر مات اور مسٹر ایڈی کے نام اس مضمون کا لکھا ہے کہ " اسلام اور عیسائیت کے مابین اختلافی امور پر ایک عام مباحثہ منظور فرمائیں " اگر فاضل پادری صاحبان کے پاس وقت نہ ہو تو وہ لائق پادری صاحب لاہور کو اپنی جگہ مقرر فرما سکتے ہیں - اہل اسلام کی طرف سے جناب مولوی محمد علی صاحب ایم - اے ایڈیٹر ریویو اوف ریلیجنز و سکریٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان پادری صاحبان سے مباحثہ کرینگے -

یہ خط مسٹر ایڈی صاحب کے پاس لاہور میں گیا تھا اور ہم اونکی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اسکا جواب خواہ براہ راست یا کسی معزز اخبار کے ذریعہ سے ارسال فرمائیں -

انگریزی چٹھی کا ترجمہ جو صاحبان موصوف کے نام ارسال کی گئی ہے درج ذیل ہے -

مائی ڈیر ایڈی - لاہور کی احمدی جماعت کی طرف سے میں آپ کو یہہ چند - سطور لکھنے کی جرات کرتا ہوں کہ ہم آپ کے اور ڈاکٹر مات صاحب کے ان ' دلچسپ تقریروں کی وجہ سے ' جو آپ نے لاہور کے طلبا کے واسطے کی ہیں - بہت ممنون ہیں دنیا کے اہم مذہبی مسئلہ میں آپ کی گہری دلچسپی اور مختلف ممالک کے نوجوانوں کی طرف توجہ کرنے کی خواہش بہت قابل تعریف ہے - اور آپ کے لکچروں کا طرز یقیناً اثر پزیر ہوگا تا کہ لوگوں کی توجہ انسانی زندگی کے مدعا کے متعلق اہم مسائل کی طرف مائل ہو - انجمن احمدیہ لاہور کی طرف سے مجھے ہدایت ہوئی ہے ' کہ آپ کی اس کوشش کا شکریہ ادا کروں اور آپ سے دریافت کروں کہ کیا آپ اسلام اور عیسائیت کے متعلق مباحثہ کرنا منظور فرمائیں گے تاکہ دونو مذاہب کی خوبیوں کا موازنہ ہو جاوے - مباحثہ بالکل دوستانہ رنگ میں کیا جاویگا - صرف اس غرض سے کہ لوگوں کو انسانی زندگی اور خواہشات کے نشو و نما کے متعلق ان دونوں مذاہب کی تعلیم اور عقاید سے آگاہ کیا جاوے میں یقین کرتا ہوں کہ یہ مباحثہ طرفین کے لئے و نیز عوام الناس کے لئے بہت مفید ثابت ہوگا - اگر آپ اس تجویز سے اتفاق کریں تو شرائط بالتفصیل بعد میں طے ہو سکتی ہے -

مرزا یعقوب بیگ - ایل - ایم - ایس -

فغـــان مسلم

— * —

از مولانا عبد الحکیم صاحب سیف (شاهجہانپوری)

رہے گا پھر یہ جسم ناتواں بے روح رجاں ہوکر
اگر آنـــرا لباس پادشاہی دھجیاں ہوکـــر
تو پتا ہے دل پردرد جب دفرات سینے میں
تو پھر اے ہمدمیں کسطرح بیٹھیں شادماں ہوکر
کچھ اپنا کوہ غـــم ٹوٹا ہے اپنے ناتـــواں دلپر
نکلتی ہے زباں سے بات بھی آہ و فغـــاں ہوکر
جلایا آتش غیـــرت نے ایسا جان محزوں کـــو
کہ سب چہرے کی سرخی اڑگئی آخر دھواں ہوکر
کمـــر بھی ہوگئی خم ' مضمحل اعضا ہوے سارے
یہ دن اب زندگی کے کٹ رہے ہیں بیم جاں ہوکـــر
ہم ایسی زندگی پر موت کو ترجیح دیتے ہیں
کہ جب ہر روز گذرے ہم پر اک کوہ گراں ہوکـــر
خلاف شان غیرت اسمیں اک پہلو نکلتا ہے
اگر اسطرح ہم زندہ رہے بھی سخت جاں ہوکـــر
مگر یہ سخت جانی بھی کہانتک آنکو ڑوے گی
بلائیں روز جب آئیں گی مرگ ناگہاں ہوکـــر

* * *

خدر کیا تھی کہ قسمت میں ہے سنگ آستاں ہونا
نہیں تو اسطرح کیوں سر اٹھاتے آسماں ہوکـــر
قیامت ہے گرے وہ قوم ایسے قعـــر ذلت میں
رہی ہو مدتوں دنیا میں جو صاحبقراں ہوکـــر
وہ کیونکـــر خوف ہر ہر وقت اسکو زخم تازہ کا
جسے رہنا پڑے بتیس دانتـــوں میں زباں ہوکـــر

* * *

اگر عہد وفا کو ہـــم نہ دلسے یوں بھلا دیتے
تو پیش آتے بھلا اسطرح وہ نامہرباں ہوکـــر
معـــاد اللہ وہ دل ہو نہیں سکتا دل مومن
جگہ جس دل میں کرو شرک نے کی روح رجاں ہوکر
ہمیں نے اُن سے منہ موڑا ' ہمیں اُن سے ہوے باغی
نہیں تو ہمکو وہ یوں پھرجاتے مہرباں ہوکـــر
ملے سرجوش عصیاں نے ہمیں جب کر دیا بیخود
تو وہ بھی ہوگئے ' غافل ہمارے پاسباں ہوکـــر
گناہوں کی نجاست سے نہو جسمیں جگہ باقی
وہ ایسے دل میں بیٹھیں کسطرح آرام جاں ہوکـــر
نظر آتا نہیں کچھ ' کہا رہے ہیں ٹھوکریں پیہم
سیہ کاری کا سر پرابر چھایا ہے دھواں ہوکـــر
گرایا گمراہی نے قـــوم کو چاہ ضلالت میں
رہا اسلام بیکس یوسف بے کارواں ہوکـــر

* * *

مرے آزار دل کا کر علـــاج اے چارہ گر ' لیکن
یہ تدبیریں تری رہنے دے سب رائگاں ہوکـــر
خدا را اے اجل اب تو ہماری دستگیری کر
کہ چھوٹیں کاش اس دلت سے بے فلم ونشاں ہوکـــر

* * *

جو عاشق امتحان عشق میں اے سیف مرتا ہے
تو اُسکـــو موت آتی ہے حیات جاوداں ہوکـــر

الہـــلال

— * —

پس از سپاس ادائے تو دفترے دارم
کہ یکسر از رقم پوشش نہاں خالی ست

آپ کے نالہاے بیباک کے ترنم سے ہم آہنگ ہونا میرا کام نہیں ' لیکن اس کو کیا کروں کہ میں فطرتاً موسیقی کا شیدا ' اور کشتۂ لحن ہوں ' اور اس لئے بےاختیار تمام جوارح متحرک ہو جاتے ہیں ' اور پھر بالخصوص آپ کا سرود ' جو ارتعاش رگ جان اور جنبش زخم ہاے سرمدی کا نتیجہ ہے -

اسوقت ضرورت ہے کہ سینۂ صدچاک عریان کیا جاے ' اور ایک جگر خراش شیون سے سارا جہان معمور کر دیا جاے -

خامـوشی ماگشت ندآمور نہاں را
ریں پیش زگرنہ اثرے بود فغاں را

آپ کا لب ولہجہ ' آپ کا انـدار بیاں ' واللہ ' مجھ سے تو وداع جان چاہتا ہے ' اور لـوگ اسکـو کرخت و سخت کہتے ہیں !! باللہ العظیم ' اگر آپ کی زبان میں مجھے کوئی گالیاں بھی دے ' تو میں ارے ہر وقت چھیڑا کروں کہ

کچھ تو لگیگی دیر سوال وجواب میں

آپ اپنے کام میں مصروف رہیں ' وہ زمانہ دور نہیں ' جب اک عالم کی نگاہ اس رنگ میں تڑپ کے جویندہ حکمال نظر آے گی - مرجودہ لیڈران قوم کو نرم رہنے دیجیے - لطف تو اسوقت آے گا ' جب وہ اپنے بندگان مسحور کو ' آپ کی طرف پروانہ وار دوڑتے ہوے دیکھکے اپنی نارش گاہ سے بے اختیار چلا اٹھیں گے کہ کیا غضب ہوا !!

صید ازحرم کشد چہ جعد بلند تو
فریاد از تطاول مشکین کمند تو

آپ کی نیت میں خلوص ہے ' اور وہ خلوص مبنی ہے ایک ایسی ذات کے کلام معجز نظام پر ' جسکو کبھی ' کسی زمانہ میں ' اک آن کے لئے بھی فنا نہیں ہونا ہے ' اسلئے میری راے تو یہ ہے کہ بالکل بیعرف ہو جائیے ' بلکہ ذرا اور بےدردی سے کام لیکے دلوں کو توڑئیے کہ یہاں جڑنے سے پہلے ٹوٹنے کی ضرورت ہے -

(بیمار محمد جاں بیمار از فتح پور)

فہـرست هلال احمر

— * —

(٦)

— * —

گذشتہ نمبر میں انجمن هلال احمر کی طرف سے دو چندوں کی مجموعی رقمیں شایع کی گئیں تھیں اُن میں سے ایک کی تفصیل آج شایع کیجاتی ہے -

	پائی	آنہ	روپیہ
جناب محمد عبد العزیز صاحب اورسیر	-	-	١٠
جناب ڈاکٹر اے - ایچ - شیخ صاحب	-	-	١٠
جناب بی - عبد المجید صاحب بلگرامی	-	-	١٠
جناب بی - محمد آریف صاحب ڈرافٹسمن	-	-	٥
جناب ایس - تی - نرسی صاحب ڈرافٹسمین	-	-	٥
میزان	-	-	٤٠

Printed & Published by MOULANA A. K. AZAD, at The HILAL Electrical Prtg Pblg House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA.

عرق ما اللحم انگوری دو آتشہ

۵ قسم کے گوشت طیور اور انگور سیب و ناشپاتی وغیرہ سات قسم کے میوہ جات اور ایک سو دس ادویہ وحزی ومعدنیوں کا جوہر حسکی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے

(۱) وہ حزبی بوٹیاں جو رگ پٹھوں میں طاقت بخشتی ہیں اور زائل جزو کے پورا کرنے کی خواہش پیدا کرتی ہیں ۔ جیسے سیب وغیرہ ۔

(۲) وہ ادویہ شامل ہیں جو خراب شدہ مادہ ، فاسد شدہ معدہ ، کمزور شدہ دماغ ، صدمہ رسیدہ جگر ، زائل شدہ قوت اور اسی قسم کے امراض کو فائدہ بخشنے میں مفید ثابت ہوئی ہیں ۔

(۳) وہ ادویہ شامل ہیں جن سے خون صالح نکثرت پیدا ہوتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ لاغری و کمزوری جو زخموں کے استعمال کرنے سے دور ہوجاتی ہے ۔ انسان جوان اور صحتا تازہ ہوجاتا ہے ۔

(۴) ایسی نباتات ادویہ شامل کی گئی ہیں ۔ جن سے کمزور و پھیپھڑہ مضبوط ہوتا ہے وہ طالعلم اور وہ لوگ جنکے خاندان میں تپ دق اور سل سے مرے ہوں اسکے استعمال سے تپ دق ، سل اور چھاتی کے جوں آنے سے محفوظ رہتے ہیں ۔ تپ دق نادرہ اور سیلہ سے جوں آنا بند ہوجاتا ہے ۔

(۵) ایسی نباتات دوائیں بھی موجود ہیں جنکے استعمال سے وہ امراض جو موسم سرما میں سردی لگنے سے پیدا ہوتے ہیں ۔ مثل نمونیا ، دات الجنب ، ضیق النفس (دمہ) ، کھانسی ، نزلہ اور زکام دور ہوجاتے ہیں اور اگر کثرت دمہ یا کھانسی سے دلغم نکلتا ہو تو اسے آرماؤ ۔

(۶) وہ اجزا شامل ہیں جو فسردہ دل اور سست جوں کو چلاتے ہیں ، دوران کو تازگی بخشتے ہیں اور سب سے بڑھکر مقوی اعصاب واقع ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ اسکے دو چار دن کے پینے سے بعضے میں سرور اور عام طور پر ہوتا ہے اور دل جوانمرد اور دماغ حواسوں کی طرح جم ٹھوکر لگتا ہے ۔

(۷) اس میں وہ ادویات بھی شامل ہیں جو فاسد مادہ زائل شدہ خون اور عود کر آئی ہوئی جو کثرت مسکرات سے زائل ہوگئی ہوں یہی وجہ ہے کہ اسے عرق ماء اللحم عجیب الاثر مانا گیا ہے ۔

(۸) اس میں ایسی دوائی ادویہ شامل ہیں کہ جو لوگ کثرت شراب سے جگر اور پٹھوں کو خراب کرکے زعشہ میں مبتلا ہوچکے ہوں ۔ اگر اسکو استعمال کریں تو مہلک بیماریوں سے بچ سکتے ہیں ۔

(۹) اگر آپ شراب اور افیون کو ترک کرنا چاہیں تو اس کے استعمال سے وہ بد عادتیں بھی چھوٹ جاتی ہیں

الغرض یہ عرق مولد خون صالح اور مصفی خون عم ربا راحت افزا خوش مزہ ، خوش رنگ ، خوشبودار قابل اسکے ہے کہ اسکو ایک دفعہ آزما کر فیصلہ کیا جائے کہ اس کو وامی انگریزی ادویات پر فوقیت ہے یا بیش انگریزی ادویات کے مرکبات جس قدر اجزوقت مروج ہیں ان میں مذکورہ بالا بعض ہیں جو حالی از خون و جاوہ نہیں ۔ علاوہ اسکے دیگر وہ ہوتے ہیں ۔ اول آن میں اکثر زہریلے اجزاء شامل ہیں جو کم و بیش خوراک ہوجانے سے ہلاکت پر بوقت پہنچاتے ہیں گو یا دعائے فائدہ کے نقصان پہنچاتے ہیں اور دوم ہماری طبائع کے اکثر موافق نہیں ہوتے ۔ دوم آن میں شراب کی طرح صرف اعضاء کو تحریک ہوتی ہے جب آخر چھوڑ دیا ہے دیرپا اثر باقی نہیں رہتا در حالانکہ اسکے یہ ماء اللحم مریض کو حد سے دور کرکے دیر تک چھوڑنے کے بعد فائدہ مند رہتا ہے اور عدا و دوا دواؤں کا کام دیتا ہے

قیمت فی بوتل ۶ روپے ۔ ۶ بوتل گذارہ دوا ۔ درمیانی ۳۰ روپیہ

(۱) فی خریدار قیمت پیشگی روانہ کرنی واجب ہے ادھار روانہ نہ ہوگا ۔

(۲) بیس بوتل سے کم نہ روانہ نہ ہوگا ۔ (۳) ڈیڑھ دل منگانے میں محصول کم لگیگا اسلئے قریب کے ریلوے سٹیشن اور لائن کا نام خوشخط لکھیں

— ۵ —

جوہر شبہ مغربی

مع چوب چینی وغیرہ

اس کو انگریزی میں سارس اور لا کہتے ہیں

اس امراض کا زور شد و مد سے سلطان جسم میں نمایاں کرتا ہوا ہے آخر عروب کرنے کا الہ (تاریخ) اگر کوئی ہے تو یہ جوہر ہے ۔ جب تک جوں اپنا دورہ تک دیدچکر جوں کو زندگی کردے اُس وقت اُسکو درست کرنا چاہو تو یہ جوہر عشبہ کو استعمال کرو ۔ یہ جوں کو ہلاک نہیں کرتا بلکہ اعصاب کو سست کہتا ہے ۔ جوہر عشبہ انسان کے جوں کو صاف کرنے کی مسامہ دوا ہے ۔ اسکے استعمال سے جوں گندہ نہیں ہوتا ۔ اس واسطے یہ محافظ صحت ہے ۔ جوہر عشبہ کو میڈیکل ایڈیسر ۔ پروفیسر علوم طب اور حکما نے جوں سے سینکڑوں دور کرنے کا علاج قرار دیا ہے ۔ جوہر عشبہ تبدیلی موسم کی وجہ سے جو جسم پر پھوڑے ، پھنسیاں ، دھبے وغیرہ ہوتے ہیں اُن سب کو دور کرتا ہے ۔ جوہر عشبہ خارش دینے والے جسم کا ناسور یا پھنسی یا چنبل یا سیاہ داغ جس پر سے چھلکے اُترتے ہوں یا زرد آب نکلتا ہو یا خارش زیادہ ستاتی ہو یا ہاتھ موسموں میں جسم یا جسم پر دانے پیدا ہوتے ہوں ۔ دوائے سوء سے سر بھاری ہوجاتا ہو یا جسم پر دھبے نکلتے ہوں ، سب کے لئے اکسیر ہے ۔

انگریزی دوکانوں اور ولایت کے تیار کردہ

عشبے دوسرے اعیش شراب ایک تو مضرت ناپاک دوسرے جوں کو گرم رکھتے ہیں جوں کو ہلاک کرنے کے لئے گرم ادویات دینی چاہئے ہیں ۔

ہمارے جوہر عشبہ و چوب چینی کی خصوصیت

یہ ہے یہ اس دوا کی جلد کے امراض کو مخلوط رہنے در سرد و نہ دینی ، جوں جوں ، دیگر ادویہ سے علیحدہ کیا گیا ہے ۔ جس سے جوں میں نہ دینی پیدا ہوتی ہے اور جوش جوں دور ہوجاتا ہے ۔

— * —

تجربہ کرکے دیکھ لو ! جب مادہ پاؤں میں سوزش ہو ۔ جب جوڑوں میں درد ہو ۔ جب جوڑ پر ورم نمایاں معلوم ہو ۔ جب ہڈیاں گل جائیں اور زخم کو دیر لگتی ہے ۔ جب سر کا بالوں کے گل جانے کے زخم ، ناسور ، بھگندر دیوں میں ہوتا ہے ۔

— + —

تجربہ مستند سہل ہے ! اس جوہر کے مؤثر ، سریع العمل اور مفید ہونے کی یہ ہے ۔ کہ موجودہ اور گذشتہ اطباء حکماء اس کو استعمال کرتے ہیں ۔ اگر دیگر جوں دوائی دینا ہیں طاقور ہیں ہم نہیں کہتے ہزاروں مریض ہر ملک اور ہر شہر میں شفا پاکر ہوگئے ہیں ۔ مگر چونکہ پیشگی و مشتہر کے طور پر نہیں ہوتے ہیں اور ہر جگہ میں ہمارے دوائی کا ایجنٹ نہیں ہے اس لئے ہر جگہ کے امراض دیدہ اشخاص اس سے دور ہوجاتے ہیں ۔ ہم ہر ایک ہوشیار اور مریض کو دوا ہمارے ہاں سے منگوا دینے کا ذمہ لیتے ہیں ۔ ہر ایک ہوشیار اور مریض کو دوا ہمارے ہاں سے منگوا دینے کا ذمہ لیتے ہیں ۔

قیمت دیشیشی تین روپے

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما ۔ لاہور

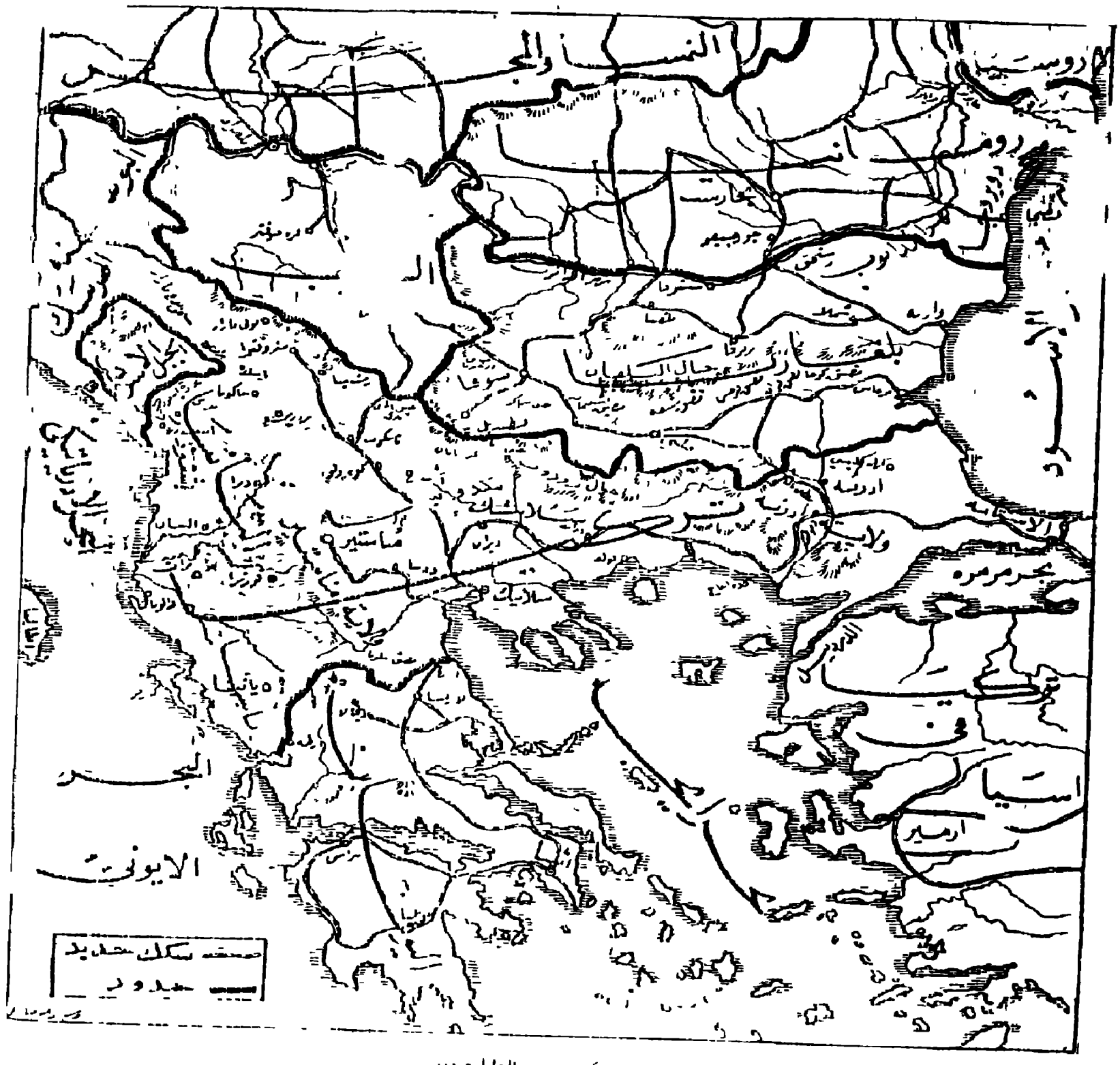

(یہ نقشہ مسطحہ سے مصنف مرتبہ کے ہمراہ سے طیار کیا گیا ہے اور اصل نقشے کا نصف عکس ہے)

جلد دوم

الہلال

۸ر جنوری تا ۲۵ر جون ۱۹۱۳

ابوالکلام آزاد

اترپردیش اردو اکادمی
لکھنؤ

پیش لفظ

جون ۱۹۸۸ء میں جب اتر پردیش اردو اکادمی کی تشکیلِ نو ہوئی اور میں کوئی چار سال کے وقفے کے بعد اس کی مجلس انتظامیہ کا ایک بار پھر چیئرمین نامزد کیا گیا تو میرے ذہن نے اس کا جو ترقیاتی منصوبہ مرتب کیا، اس میں مولانا ابوالکلام آزاد کی صد سالہ جشنِ ولادت کی تقریبات کو سرِ فہرست جگہ ملی، اور سچ بات تو یہ ہے کہ میں کسی طرح یہ عہدہ قبول کرنے کے لیے آمادہ نہیں تھا لیکن چھ ماہ کی طویل کشمکش کے بعد میرے اندازِ فکر میں تبدیلی رونما ہوئی اور اس جذبے نے میری انفعالی کیفیتوں کو شکست دے دی کہ مولانا کی شخصیت اور ان کی تعلیمات کو عام کرنا ہمارے واجبات میں ہے اور اردو اکادمی اس قومی کام میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔

میں نے جب اکادمی کی مجلسِ انتظامیہ کے اراکین سے آزاد صدی کے مختلف پہلوؤں پر غیر رسمی گفتگو کی تو ان کے اندر اس منصوبے کی تکمیل کا ذوق مجھ سے کہیں زیادہ بلا اور آخر کار مجلسِ انتظامیہ اپنی پہلی نشست میں الہلال کی مکمل فائلوں کے عکس کی طباعت و اشاعت کا منصوبہ بڑے عزم و حوصلے کے ساتھ منظور کر لیا مجلس انتظامیہ نے محسوس کیا کہ مولانا آزاد کو اس سے زیادہ مخلصانہ خراجِ عقیدت اور کیا ہوگا کہ الہلال کا عکس ملک کے کونے کونے میں پہنچا دیا جائے۔

اکادمی کا سالانہ بجٹ محدود اور متعین ہوتا ہے۔ اس کی مدیں مقرر ہیں اور ریاستی حکومت ان مدوں کے پیشِ نظر ہر سال گرانٹ دیتی ہے۔ آزاد صدی کا بجٹ الگ سے مرتب کیا گیا اور حکومت کو منظوری اور اضافی گرانٹ کے لیے بھیج دیا گیا۔

بجٹ، ضمنی بجٹ، گرانٹ، اضافی گرانٹ، متواتر اور غیر متواتر گرانٹ ـــــ یہ ایسے موضوعات ہیں جن کی جزئیات ہمیشہ میرے دائرہ فہم سے باہر رہی ہیں۔ ایک مدت تک جب اضافی گرانٹ کے سلسلے میں حکومت سے کوئی جواب نہیں ملا اور اکادمی کے افسروں نے اس کے مالہ و ماعلیہ کی تفصیلات مجھے بتائیں تو میرے شب و روز کے معمولات متاثر ہو گئے اور سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ الہلال کے عکس کی اشاعت کیوں کر ممکن ہوگی۔ عوام و خواص سے کسی طرح کا چندہ وصول کرنا ہمیشہ اور ہر حال میں میرے معمولات سے خارج رہا ہے۔ جب کوئی راستہ نظر نہیں آیا تو میں نے گرانٹ کی منظوری کی توقع پر کام کا آغاز کر دیا۔

اسی اثناء میں گورکھ پور ایئرپورٹ پر جناب ویر بہادر سنگھ (سابق وزیر اعلا) سے ملاقات ہو گئی اور میں نے آزاد صدی کا ذکر چھیڑ دیا۔ انھوں نے اس خیال سے اتفاق کیا کہ اتر پردیش میں "آزاد صدی تقریبات" اس طرح منائی جائیں جو ہر لحاظ سے مولانا آزاد کے شایانِ شان ہوں۔ انھوں نے اضافی گرانٹ کے سلسلے میں کہا کہ اس کی فکر نہ کیجیے، لکھنؤ آ جایئے، گرانٹ مل جائے گی۔ میں نے ۲۲ مارچ ۱۹۸۹ء کو جب شری ویر بہادر سنگھ سے لکھنؤ میں ملاقات کی تو انھیں ایئرپورٹ والی بات یاد آ گئی۔ بجٹ کے جو کاغذات اکادمی سے بھجوائے گئے تھے، ابھی ان کی نظر سے نہیں گذرے تھے مگر انھوں نے بطیبِ خاطر ایک دوسرے کاغذ پر پانچ لاکھ کی رقم منظور کی اور کہا کہ جتنی مزید رقم کی ضرورت ہوگی، حکومت ادا کرے گی۔

جون ۱۹۸۹ء میں جناب نرائن دت تیواری نے وزیر اعلا کا عہدہ سنبھالا۔ ۱۸ جولائی ۱۹۸۹ء کو اکادمی کی مجلسِ عام کا اجلاس منعقد ہوا جس میں تیواری جی نے بھی شرکت کی۔ اکادمی کی صدر بیگم عابدہ حبیب اللہ نے آزاد صدی تقریبات کے لیے مزید پانچ لاکھ کی رقم کا مطالبہ کیا۔ تیواری جی نے اسی اجلاس میں اس مطالبے کو منظور کر لیا اور اس طرح آزاد صدی تقریبات کے لیے ریاستی حکومت نے مجموعی طور پر دس لاکھ روپے کا عطیہ منظور کیا۔

الہلال کے عکس کی اشاعت کوئی اہمیت رکھتی ہے کہ نہیں، اس سوال کا جواب منفی تو ہرگز نہیں۔ ہمارے سامنے اس کے بہت سے مثبت پہلو ہیں۔ پہلی بات تو یہی ہے کہ مولانا آزاد پر کوئی تحقیقی اور تنقیدی کام اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک الہلال کے سارے شماروں کا بالاستیعاب مطالعہ نہ کر لیا جائے۔ مولانا آزاد کے بارے میں بہت سی غلط فہمیاں صرف اس لیے راہ پا گئی ہیں کہ الہلال کی فائلیں کمیاب ہیں اور خواہش کے باوصف لوگوں کو اس کے مطالعے کا موقع نہیں ملتا۔ الہلال مولانا کی دینی، سیاسی، علمی اور ادبی شخصیت کا نقطۂ آغاز بھی ہے اور حرفِ آخر بھی۔

ان موضوعات کا کون سا ایسا نکتہ ہے جس کی تصریح الہلال میں نہیں ہے آزاد اور الہلال لازم و ملزوم ہیں اِس لیے اگر آزاد صدی کے موقع پر بھی مولانا آزاد کا مطالعہ ادھورا رہتا ہے تو موجودہ نسل ہمیشہ موردِ الزام رہے گی کہ وہ اپنے فرائض سے عہدہ برآ نہیں ہوئی اتر پردیش اردو اکادمی اس الزام سے اپنے معاصرین کو بری کر رہی ہے۔

الہلال کسی الف لیلوی داستان کے زمرے میں شامل ہوتا جا رہا ہے اردو کے مختلف درجات کے نصاب میں مولانا آزاد کی تحریریں بجا طور پر شامل کی گئی ہیں اور جب اساتذہ ان تحریروں پر درس دیتے ہیں تو الہلال اور اس کی گوناں گوں خصوصیات کا ذکر اس طرح کرتے ہیں کہ طلبہ کے اندر الہلال کے دیدار کی خواہش بیدار ہو جاتی ہے۔ مگر اساتذہ ان کی یہ خواہش پوری نہیں کر سکتے کہ الہلال ایک جنس نایاب ہے اگر کہیں کسی کے پاس کوئی شمارہ ہے بھی تو وہ اتنے پراسرار طریقے سے اس کی جلوہ گری کا سامان بہم کرتا ہے کہ یہ جلوہ گری "ہر چند کہیں کہ ہے نہیں ہے" کہ ذیل میں آجاتی ہے۔ الہلال کے عکس کی اشاعت سے نئی نسل کی شکایت دور ہو جائے گی کم از کم اتنا دعویٰ تو وہ کر سکتی ہے کہ اصل الہلال کو نہ سہی اس نے اس کا عکس تو دیکھا ہے۔ الہلال کی یہ نئی جامہ پوشی اس کے انداز قدکی بہرحال غمازی کرے گی۔

اسلاف علم و ہنر اور سیم و زر کے مالک ہیں جو امتیازی لکیر کھینچتے آئے ہیں، اس کی حقانیت کا بارہا تجربہ ہوا لیکن الہلال کی فائلوں کی تلاش نے اسے آئینہ کر دیا اس کی اشاعت کے لیے ریاستی حکومت سے گرانٹ تو مل گئی لیکن اس کے صحیح سالم اوراق کی فراہمی مرحلۂ جوئے شیر ثابت ہوا۔ میں ۱۹۵۸ء میں گورکھپور آگیا تھا اور برابر یہاں کے ذاتی کتب خانوں کی تلاش اور ان سے استفادے میں مصروف رہا۔ بعض ذاتی کتب خانوں کی جزئیں بھی میں نے مرتب کر لی تھیں، مجھے یقین تھا کہ الہلال کے سارے شمارے مجھے گورکھپور میں مل جائیں گے اور اگر دو چار شماروں کی کمی ہوئی تو وہ باہر کے کتب خانوں سے پوری ہو جائے گی میرے اس یقین نے دھوکا نہیں دیا، قریب قریب سارے شمارے یہاں مل گئے۔ بلکہ بعض بعض شماروں کی تو چھ چھ کاپیاں ملیں لیکن دستبردِ زمانہ نے ان شماروں کی جوگت بنا دی تھی، اس نے میرے عزم و حوصلے کو متاثر کر دیا۔ کسی کا سرورق غائب ہے، کسی کے بیچ کے صفحات غیر حاضر، بعض فائلیں ناقص الاوّل، بعض ناقص الآخر اور بعض ناقص الطرفین نکلیں۔ بعض شماروں سے تصویریں غائب تھیں ـــــ اور اعجوبے کی حد یہ تھی کہ بعض شماروں کے ایک کالم کو دیمک چاٹ گئی تھی اور بعض کے دوسرے کالموں کو۔ غرض الہلال کی دستیابی کی جہاں خوشی تھی وہاں اس کا غم تھا کہ اس کا عکس کیوں کر لیا جائے گا۔

بہت سی تدبیریں اور ترکیبیں ذہن میں آئیں لیکن میں نے یہ کیا کہ سب سے پہلے سارے شماروں کے کارڈ بنا لیے اور اس کے اندراجات اس طور پر مکمل کیے جن سے بعض علمی اشارات کی نشاندہی بھی ہو جائے اور عاریت دینے والوں کے نام اور شماروں کی ہیئت کذائی بھی واضح ہو جائے اس کے بعد ایک ایک کر کے میں نے سارے شماروں کے الیکٹرو اسٹیٹ عکس حاصل کر لیے۔ اصل مرحلہ اس کے بعد پیش آیا جسے میں تنہا طے نہیں کر سکتا تھا میں نے اپنی بیوی کے سامنے مسائل رکھے اور اس سے کہا کہ میں ہفتے دو ہفتے کے لیے سارے گھر کو اس کام میں لگانا چاہتا ہوں۔ تم ایسا کرو کہ گھر کے معمولات میں فرق بھی نہ آئے اور اپنی اپنی بساط کے مطابق گھر کا ہر فرد اس کام میں میری مدد بھی کر دے۔ ہاں کا حکم ہوا تو میرا بیٹا مشہود اور بیٹیاں عذرا، بشریٰ، قدسیہ، فوزیہ اور زیبا الہلال کے کام میں لگ گئیں۔ سارا گھر الہلال کی فائلوں اور ان کی الیکٹرو اسٹیٹ کاپیوں سے بھر گیا کرسیوں پر، میزوں پر، فرش پر، ہر جگہ الہلال کے شمارے بکھرے ہوئے تھے اور اللہ کا نام لے کر ہم سب نے ہر شمارے کے ایک ایک ورق کو دیکھنا شروع کیا اور جہاں کوئی نقص نظر آتا اسے فوراً اسی شمارے کی دوسری کاپیوں کی مدد سے درست کر لیا جاتا۔ اس کی صورت یہ اختیار کی گئی کہ متاثرہ عبارت پر صاف عبارت والا فوٹو چپکا دیا جاتا اور پھر اس طرح کے اوراق کا دوبارہ الیکٹرو اسٹیٹ کرا لیا جاتا تاکہ اس کی نیگیٹیو بننے میں دشواری نہ ہو دن بھر بلیڈ سے کاٹ کاٹ کر زخمی اوراق پر پیٹنہ مرہم رکھا جاتا اور شام کو ان کا الیکٹرو اسٹیٹ کرایا جاتا۔ صبح کو تین بجے جب میں سو کر اٹھتا تو ان نئے اوراق کا حرفاً حرفاً مطالعہ کرتا اور اوریجنل سے موازنہ کرتا کہ کہیں کوئی نقطہ یا حرف متاثر تو نہیں ہو گیا ہے۔

ہر چند ہم نے کوشش کی ہے کہ الہلال کا ایک ایک لفظ اصل حالت میں قارئین کے سامنے آجائے لیکن ہم انسان ہیں، ہم سے ضرور غلطیاں سرزد ہوئی ہیں ہم عفو اور درگذر کے مستحق ہیں۔

جن لوگوں نے الہلال کی فراہمی اور اس کی ترتیب میں میری مدد کی ہے ان کا شکریہ ادا کرنا میرے واجبات میں داخل ہے۔ احسان کرنے والوں کی فہرست بہت طویل ہے لیکن جن لوگوں کے احسانات مجھے ہر موقع پر اور ہر حال میں یاد رہیں گے، اُن میں سب سے پہلے جناب مصطفےٰ کمال، اسسٹنٹ لائبریرین اگر گورکھپور کا نام آتا ہے موصوف ایم۔ اے میں میرے شاگرد رہ چکے ہیں، انھوں نے الہلال کی فراہمی میں بڑی گرم جوشی کا مظاہرہ کیا روزنامہ قومی آواز کے سب ایڈیٹر جناب قطب اللہ نے الہلال کے بعض شمارے صرف فراہم نہیں کیے بلکہ گھنٹوں کھڑے رہ کر ان کی فوٹو کاپیاں نکلوائیں۔ دارالمصنفین اعظم گڈھ کے مولانا صباح الدین اصلاحی صاحب نے بھی بعض شماروں کی فراہمی میں بروقت مدد کی ڈاکٹر رضیہ حامد نے بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ الہلال کی ایک فائل میرے پاس بھجوا دی میں ان سب کا ذاتی طور سے اور اکادمی کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

ڈاکٹر ریاض الدین اور ڈاکٹر تحریر ابجم نے فہرست سازی اور ترتیب میں غیر معمولی دلچسپی لی، ڈاکٹر محمد شعیب نے کتابت اور تزئین کا بار سنبھالا۔ یہ تینوں میرے شاگرد رہ چکے ہیں۔ شاگرد بھی اولاد کا درجہ رکھتے ہیں لیکن ان کا شکریہ ادا کیے بغیر میں ایسے فرض سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔

یہ کام مجلس انتظامیہ کے فیصلے سے انجام پذیر ہوا ہے۔ اس نے مجھے جو حکم دیا، میں نے اس کی تعمیل کی میں مجلس انتظامیہ کے ہر رکن کا فرداً فرداً شکریہ ادا کر رہا ہوں۔

"آزاد صدی تقریبات" کے لیے مجلس انتظامیہ نے جس سب کمیٹی کی تشکیل کی تھی، اس میں ڈاکٹر عابد رضا بیدار، ڈائرکٹر خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ، جناب احمد سعید ملیح آبادی، چیف ایڈیٹر آزاد ہند، کلکتہ اور پروفیسر ریاض الرحمٰن شیروانی، صدر شعبۂ اسلامیات، کشمیر یونیورسٹی، سری نگر خصوصی مدعوئین کی حیثیت سے شامل کیے گئے تھے۔ ان حضرات کے سرگرم تعاون کو اکادمی ہمیشہ یاد رکھے گی۔

اگر الہلال کے اس عکسی ایڈیشن کی پذیرائی ہوئی تو جناب سید اظہر مسعود رضوی، سیلز کمیشن آفیسر اور جناب رام کرشن ورما، سکریٹری اکادمی مبارک باد کے مستحق ہیں کہ طباعت و اشاعت کا سارا بار انھوں نے اٹھا لیا تھا اس میں جو خامیاں ہیں تو صدق دل سے میں اعتراف کرتا ہوں کہ یہ مجھ سے سرزد ہوئی ہیں میں اتمام و یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں نے اپنے احساسِ فرض کو کبھی مرنے نہیں دیا۔ میں نے اپنی علمی زندگی کی تشکیل میں مولانا آزاد کی تحریروں سے ہمیشہ کام لیا۔ میری خواہش رہی ہے کہ نئی نسل بھی ان تحریروں سے استفادہ کرے الہلال کی اشاعتِ نو میں مجھے اس خواہش کی تکمیل کے آثار نظر آتے ہیں!

محمود الٰہی
چیرمین، مجلسِ انتظامیہ

اتر پردیش اردو اکادمی
قیصر باغ، لکھنؤ
یکم اگست ۱۹۸۸ء

اہم معروضات

- الہلال کے عکس کی اشاعت سات جلدوں میں کی جارہی ہے جن کی تفصیل یہ ہے ۔

جلد اوّل	۱۳ جولائی ۱۹۱۲ء	تا	۲۵ دسمبر ۱۹۱۲ء	۲۳	شمارے
جلد دوم	۸ جنوری ۱۹۱۳ء	تا	۲۵ جون ۱۹۱۳ء	۲۴	شمارے
جلد سوم	۲ جولائی ۱۹۱۳ء	تا	۲۴ دسمبر ۱۹۱۳ء	۲۵	شمارے
جلد چہارم	۷ جنوری ۱۹۱۴ء	تا	۲۴ جون ۱۹۱۴ء	۲۱	شمارے
جلد پنجم	یکم جولائی ۱۹۱۴ء	تا	۱۸ دسمبر ۱۹۱۴ء	۱۸	شمارے
جلد ششم	(البلاغ) ۱۲ نومبر ۱۹۱۵ء	تا	۳۱ مارچ ۱۹۱۶ء	۱۱	شمارے
جلد ہفتم	۱ جون ۱۹۲۷ء	تا	۹ دسمبر ۱۹۲۷ء	۲۴	شمارے

شماروں کی مجموعی تعداد ۱۴۶

- البلاغ کو تسلسل قائم رکھنے کے لیے الہلال میں شامل کر لیا گیا ہے اور اکادمی نے اس کا دکر جلد ششم کی حیثیت سے کیا ہے
- الہلال کی سات جلدوں کو تین مجلّدات میں پیش کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے تاکہ ان کی مجموعی قیمت کچھ کم ہو جائے۔ مجلّدات کی تفصیل یہ ہے

جلد اوّل اور جلد دوم ——— ایک ساتھ مجلّد ہیں

جلد سوم اور جلد چہارم ——— ایک ساتھ مجلد ہیں

جلد پنجم، جلد ششم اور جلد ہفتم ——— ایک ساتھ مجلد ہیں

- الہلال کا متن لائن نگیٹیو سے طبع ہوا ہے، تصویریں ہاف ٹون نگیٹیو سے چھپی ہیں۔
- کوشش کی گئی ہے کہ الہلال میں شائع شدہ سارے اشتہارات کا عکس بھی شائع ہو جائے۔
- متن میں (اور صفحات کے تسلسل میں بھی) کئی جگہ غلطیاں نظر آئیں لیکن ان کی تصحیح صرف اس لیے نہیں کی گئی کہ ہم 'نقل مطابق اصل' کے اصول سے انحراف نہیں کرنا چاہتے۔
- بعض جلدوں کی فہرست الہلال میں شائع ہوئی تھی۔ اسے متعلقہ جلدوں کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے جن جلدوں کی فہرست الہلال نے شائع نہیں کی تھی، اسے اکادمی نے مرتب کر کے متعلقہ جلدوں میں شامل کر دیا ہے۔
- یوں تو الہلال میں صفحہ نمبر کی صراحت ہوتی تھی لیکن اشتہارات صفحہ نمبر سے عاری ہوتے تھے۔ آسانی کے لیے اکادمی اڈیشن کے صفحہ نمبر کا بھی اندراج کر دیا گیا ہے جو اشتہارات اور تصاویر کو بھی محیط ہے اکادمی اڈیشن کا صفحہ نمبر نیچے نستعلیق میں لکھا گیا ہے۔
- الہلال کی فروخت سے اکادمی اپنی آمدنی میں کوئی اضافہ نہیں کرنا چاہتی اس لیے یہ لاگت سے کم قیمت پر فراہم کیا جا رہا ہے۔

جلد دوم

الہلال

۸ر جنوری تا ۲۵ر جون ۱۹۱۳

ابوالکلام آزاد

اترپردیش اردو اکادمی
لکھنؤ

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (القرآن الحكيم)

الاسلام

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد الکفراوی الکلامالدھلوی

مقام اشاعت
۲ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

المجلد الثانی

مقصد وحید :

امر بالمعروف و نہي عن المنکر

وجاهدوا في الله حق جهاده ، هو اجتباكم ، وما جعل عليكم في الدين من حرج ، ملة ابيكم ابراهيم ، هو سماكم المسلمين من قبل و في هذا ، ليكون الرسول شهيدا عليكم ، و تكونوا شهداء على الناس ، فاقيموا الصلوة و اتوا الزكواة ، و اعتصموا بالله ، هو مولاكم ، فنعم المولى و نعم النصير ! (۲۲ ۷۸)

اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو ، جو حق جہاد کرنے کا ہے - اس نے تم کو تمام دنیا کی قوموں میں سے برگزیدگی اور امتیاز کیلئے چن لیا - پھر جو دین تم کو دیا گیا ہے ، وہ ایک ایسي شریعت فطري ہے جسمیں تمہارے لیے کوئي رکاوٹ نہیں - یہي ملت تمہارے مورث اعلیٰ ابراہیم خلیل کی ہے ، اور اس نے تمہارا نام " مسلمان " رکھا ہے ، گذشتہ زمانوں میں بھي اور اب بھی - تاکہ رسول تمہارے لیے ، اور تم تمام عالم کے ہدایت اور نجات کے لیے شاہد ہو - پس اللہ کی رشتے کو مضبوط پکڑو جان اور مال دونوں کو اسکی عبادت میں نثار ، وہی تمہارا ایک آقا اور مالک ہے اور پھر جسکا خدا مالک و حاکم ہو ، اسکا کیا اچھا مالک ہے اور کیسا قوي مددگار !

الهلال

فهرس المجلد الثاني

از

جنوري سنه ١٩١٣

تا

جون سنه ١٩١٣

القسم المنثور

صفحه

الف

اتحاد دلقان ٤٢٣
اتحاد المسلمين ٣٠٨
الاتحاد السلامي (١) ٣٤٥
" " (٢) ٣٨٨
الحق ٣٦٥
اختلال دولة عليهٔ عثمانيه ٤٣٧
" " " ٣٢٧
اخلاق و اداب ميں موروثي اثر ٤٠٢
ادرنه ١٩٠
الداء و الدوا (١) ٤٣٦
اردو پريس عليگڈه كي خدمات (١) ٣٣٥
" " " (٢) ٣٥٥
استعفاء از خط (از مسٹر مظهر الحق بنام سكريٹري مسلم يونيورسٹي بورڈ آف رسٹي مونڈيشن كميٹي) ١٦٦
استقلال الدنيا ١٥
اسٹريا از جبل اسود ٢٩٤
اسٹمبي ١٩٠
اسلام كے عظيم الشان معهد ميں جامعهٔ اسلاميه ٢٩٠
اصدوا و رائطوا ٣٦
اعانهٔ مهاجرين عثمانيه ٢٣٥
" " ٣٧٤
" " ٤٥١
اعداء اسلام ميں حاليه جنگي كے آثار ١٩٠
افكار و حوادث (نواب وقار الملك بهادر كا خط مسلم يونيورسٹي مونڈيشن كميٹي كے متعلق) ١٧٤
افسوس و وداع و سقوط ادرنه ٣٤٦
الا تلقوا ؟ ٤٤٠
الفراء صالح كي تكذيب ١٠١
اقتراعيات ٣٤٩

ب

البانيا اور دولة عليه ١٥٢
البانيا ٢٥٥
البلواء جنگ كے قبل ايك آخري حمله ١٥
البلواء جنگ كے بعد ٦١
البلاغ ٢٥٥
البصائر ٣١٧
البحرية في الاسلام ٤٤٤
المكاتيب البحريه (٦) ٤٤٦
الهلال رورانه ٢٧
الهلال كي اشاعت عمومي ٣٦٥
الهلال اور مسئله تعليم نسوان ١١٤
ان الله اشترى (الخ - الخ) ٥٠
انعام و آثار امجد ٢
انعام عثماني ١٤٨
انگلستان اور اسلام (٣) ١٠١
" " (٤) ١٣٧
" " (٥) ٢١٢
انجمن اتحاد و ترقي ٣٤
انجمن خدام كعبه ٢٤٢
انجمن هلال احمر قسطنطنيه ٢٨٩
(عاري) اخبار كے دلچسپ اظهارات ١٠٠
اوريئنٹ لنك آف انڈيا ١١٥
ايك اجتماع عظيم (طرابلس ميں) ٢٠٢
ايك پر اسرار جد و جهد ٥٦
ايك سرگذشت حزيں ٨
ايك شريف انگريز كي اخلاقي جرأت ١١٥
ايك عظيم الشان اجتماع ١٠٣
ايك مجاهد صليبي اور انگلستان ١٩١
ايك فتح عظيم ٤٥٠

صفحہ

ب

بلقان عالی کی کامیابی ۲۹۵
بارہا گفتہ ام و بار دگر می گویم ۳۵
بعد سقوط ادرنہ ۳۴۸
برطانیہ ' بلغاریا اور سرویا کی دیرینہ دوست ہے ۶۲
بلقانی اتحاد کا حادثہ ۱۷۴
بے طرفی یا طرفداری ۴۱۵

ت

تاریخ حسینات ملیہ مسلمانان ہند کا ایک ورق (۱) ۴۱۰
" " (۲) ۴۳۰
" " ۴۵۱
تاریخ عمران عربی کا ایک صفحہ ۲۴
تاریخ کی درگشت ۱۰
تحلیل سعوطی ۲۹۵
تذکار شکری پاشا ۳۳۹
تذکار شہداء اسلام ۴۳۵
ترکی کا وزیر حارجیہ ۲۸
ترکی کے شکست کے اسباب
ترکوں پر لطف عنایت ۴۳۴
ترکوں کی مالی امداد ۱۸۸
ترجمہ تفسیر کبیر اردو ۱۸۵
تسخیر ادرنہ ۲۰۵
تصریحات شاہ یونان ۳۷۰
تصریحات شکری پاشا ۳۴۹
تصریحات وزیر اعظم ۱۳۸
تلخیص جرائد عثمانیہ ۱۸۰
تلخیص جرائد عربیہ و اخبار و حوادث ۳۰۲
تعارف حضرمی ۵۰
" " ۶۵
" " ۸۱
" " ۱۰۱
" " (۱) (۲) ۱۲۹
" " (۱) (۲) ۱۵۷
" " ۲۰۴
" " (الہلال کی مالی حالت) ۲۱۹
تسہیل القواعد ۳۰۷

ج

جاء الحق و زہق الباطل ' ان الباطل کان زہوقا ۵۵
جماعت حزب اللہ اور مسلمان حراتھن ۳۶۷
جمعیت خدام کعبہ ۳۴۳
جنگ بعد ارصام ۶۷
جنگ بلقان کے حوادث پر ایک تفصیلی نظر ۳۹
" " " ۷۹
جنگ بلقان اور دول یورپ ۲۹
جہد مریت اور ایک نکتۂ لطیف ۳۲۴
جہاد سے پہلا خط ۳۰۷

صفحہ

چ

چنلجا ۱۹۰
" ۲۰۲
چنلجا حدہ ہلال احمر (۱) ۱۲۲
" " " ۱۴۲

ح

حادثہ ادرنہ (۱) ۳۱۰
" " (۲) ۳۲۲
حدود البانیہ ۱۹۱
حدیث الغاشیہ (۱) ۶۹
" " (۲) ۱۲۵
" " (۳) ۱۴۶
" " (۴) ۱۶۱
" " (۵) ۲۰۷
الحرب (۱) ۲۹۱
حق کی فتح ۱۹۱
حملۂ عربی ۱۹۰
حول ادرنہ ۲۹۷
حول سقوط ادرنہ ۳۴۷
الحیات (۱) ۲۱۶
" (۲) ۲۳۹
حیات بعد الممات ۵۱
" " ۱۵۴

خ

خانہ سازی و تزئیش ۱۵۳
خاتمۃ السدۃ الاولی
خلیفۂ مامون عباسی اور الزام قتل امام رضا (ع) ۱۷۶

د

داستان خونین (۱) ۳۲۱
" " (۲) ۳۶۹
دعوت الہلال کی اشاعت عمومی ۲۹۱
" " " ۳۳۱
دعوت البلاغ ۳۲۳
دول یورپ کی آخری یاد داشت ۶۰۲
دولت عثمانیہ کی مالی حالت ۱۳۸
دولت عثمانیہ اور الہلال ۳۶۵
" " " ۳۸۰
دیدۂ اعتبار ۱۸۱

ر

رئیم ۱۳۴
رپورٹ انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ ۳۰۶

س

سانزکولی کی محافظ مرج کی شجاعت ۱۰۸
سالونیکا کے چنگی خانے میں چوری ۴۸
سرگذشت انقلاب (۲) ۸۷
" " (۳) ۱۱۷
" " (۴) ۱۴۸
" " (۵) ۱۷۱
سقوط ادرنہ اور ایک دقیقۂ فکریہ ۲۲۷

صفحہ

سقوطری ۲۳۴
سقوط کے آخری دن ۳۴۸
سنہری گرامونوں کا ایک نمونہ ۱۰۳
سیرۃ نبوی (۱) ۴۰
" " (۲) ۵۷
" " (۳) ۷۳
" " (۴) ۸۹
" " (باب المراسلہ و المناظرہ) ۲۸۲
" " اور بعد روایات (۱) ۳۵۲
" " " (۲) ۳۶۵

ش

شاہ یونان کا قتل ۱۷۴
شاہ یونان یا معاہدہ صلیبی کا انجام ۲۲۲
نطل ادرنہ غازی شکری پاشا ۳۳۸
(علامۂ) شبلی نعمانی پر نیچا الزامات کی حقیقت ۳۱۲
(شمس العلماء مولانا) شبلی اور مسئلہ الندوہ ۲۸۳
الشجاعۃ یعنی الشجاعۃ ۱۹۱
شہادۃ نطل الحریۃ بیاری بک (۱) ۳۷۱
" " " (۲) ۳۸۵
" " " (۳) ۴۲۶

ص

صدائے صحرا ۲۳۳
صفحہ من تاریخ الحرب (معاصرہ بیت المقدس) (۱) ۲۶۱
" " (معاصرہ قرطاجنہ) (۲) ۲۷۷
" " (۳) " " (۳) ۳۰۶
صلح کی افواہ ۱۰۲
صلح ۱۷۳
" ۱۹۱
" ۲۲۴
" ۲۹۵
صورۃ الخاتمیہ ۱۴
صوفیا میں نطل ادرنہ ۳۴۹

ع

عالم اسلامی اور دولت علیہ ۲۹۰
عثمانی جنگی جہاز " نار بروس " ۱۳۹
عرضداشت ۲۷
عریضہ پیشگاہ جلالتمآب امیر صاحب والی دولۃ افغانستان ۲۸۸
علوم حدیثہ کی ترقی اور جرائم و حداثت ۱۹۸
علیگڈھ ' لیگ ' اور کانگریس ۱۲

ف

فاتحہ حلد جدید (۱) ۳
" " " (۲) ۲۰
" " " (۳) ۳۷
فتدہ مصر جیرد اربن طاق مقرنس ترجیر ۳۵۷
فرانس سے ایک صدائے انصاف ۱۳۶
فرانس میں استعمال افیون ۳۵۶
فلسفۂ فطریہ ۳۹۶

ق

قانون ازدواج ہیوگان کی تحریک ۳۸۹
قسطنطنیہ کی چٹھی ۵۹
" " ۱۰۸
" " (ہندوستان کا اولین زمد طبی) ۲۹۸
قطب جنوبی (کپتان رابرٹ اسکاٹ) (۱) ۱۸۶
" " (۲) ۱۹۶
" " (۳)
" " (۴) ۳۰۰
قمار خانہ کارلو ۱۶۵

ک

کامل پاشا اور انگلستان ۱۶
کامل پاشا کی " قومی مجلس " ۱۰۷
کلکتہ کا ایک عظیم الشان دن ۳۶
کھلی چٹھی مسلمان لیڈروں کی خدمت میں ۲۸۸
کیا صبح قیامت آگئی ؟ ۱۱۳
کیا عرب سے اسلام کی حکومت مٹ جائیگی ؟ ۲۸۹

ل

لیڈی (ڈاکٹر) لی دان اور موجودہ ہندوستان ۲۸۳

م

معاہدہ عبور هدد ی ۳۶
مجلس حدام کعبہ ۲۶۸
مجلس مولود نبوی ۸۴
هر ایکسیلنسی محمود شوکت پاشا کا تار دام الہلال ۵۰
مدینۃ اطالیہ ۳۰۶
مدرسہ نعماے مکتب ۲۸۸
مراسلہ آستادہ (اراکین ہیئت ہلال احمر عثمانیہ) ۲۳۹
مسئلہ ارمینیا ۳۷۰
مسئلۂ ارمنیہ ۳۰۴
مسئلہ اسلامیہ ۱۴۹
مسئلہ حج کے مبادی ۳۷۵
مسئلہ سود (۱) ۳۵۷
" (۲) ۴۱۷
مسئلۂ شام و مصر ۳۱۵
مسئلہ شرقیہ (۲) ۱۶۸
مسئلہ الندوہ (۱) ۲۵۴
" " (۲) ۲۷۴
" " (۳) ۲۹۳
" " (۴) ۳۱۳
مسجد مچھلی نار ار کان بور ۳۱۳
مسلمانان جزائر فلپائن ۳۲۸
مسلمانان هند اور دوردمدت کی حکمت عملی ۳۷۷
مسلم لیگ اور آیندہ جلسہ کے صدر کا انتخاب ۶۴
مسلم یونیورسٹی ورڈیشن کمیٹی کی کارروائی کمیٹی میں ۷۴
مطالم نلغاریا ۱۷
مطالم سرویا ۴۸

	صفحہ
مظالم سیریا	۱۵۱
مظالم یونان	۱۶
(مسٹر) مظہرالحق کا استعفاء	۱۵۸
معرکہ سیدسعل	۴۰۹
معجزہ و حواری	۱۲۹
مغربی دنیا میں اعلاء کلمۃ اللہ	۹۱
مفردات جدیدات (۱)	۴۲۰
" "	۳۱۴
من انصاري الی اللہ؟	۳۳۵
" "	۳۷۳
ن	
ناصر مشعق	۱۴۳
انداء الالیم	۴۱۴
نتائج رعبر	۴۲۵
"	۴۲۳
نزدیکاں دور، و دوراں نزدیک	۳۹۶
نقشۂ جنگ	۱۰۲
نمازنا جماعت	۳۶۵
نماز جمعہ اور تعطیل عام	۳۱۱
و	
واے بر ریشے کہ اں را از تسک مرہم کنند	۴۴۰
واقعۂ سید ہاشمی	۴۲۹
وہ دی ٹرکس ان ٹریپولی	۲۶۲
ہ	
ہفتہ جنگ	۱۷
"	۳۳
"	۱۰۰
"	۱۷۴
"	۱۹۰
"	۲۲۴
"	۲۵۶
"	۴۱۵
"	۴۳۵
ہل اتاک حدیث الجنود؟	۸۲
ہلال و صلیب	۲۴۱
ہمارے حریۂ اقبال کے آخری جواہر	۴۵
ی	
یا قومنا اجیبوا داعی اللہ !	۲۹۶
یالیت قومی یعلمون !	۱۸

القسم المنظوم

الف

	صفحہ
اسوۂ حسنہ	۸۸
(عزل حضرت) اکبر	۲۱۸
(تازہ واردات حضرت) اکبر	۲۸۷
ب	
تلاعب سیاست کا آمد و آورد	۸۸
ت	
تذلل عالم اسلامي کا سبب اصلی	۱۱۶
ج	
جواب شکوہ کا اقبال	۱۳۲
جرأت صداقت	۲۳۶
ح	
حرکت مذبوحی	۸۸
خ	
خورشید یاس	۳۱۱
خلافت فاروقي کا ایک واقعہ	۲۱۸
د	
درس پیشوائی کی ابجد	۱۰۹
دعوت درد	۷۶
ر	
رسمی کا بل	۸۸
س	
سنت اہل سیاست گورنمنٹ	۱۸۴
" "	۷۶
ش	
(عزل شمس العلما مولانا) شبلی نعمانی	۲۶۶
" " "	۲۸۷
" " "	۳۰۴
ع	
عدل فاروقی کا ایک واقعہ	۳۰۴
عرض تمنا	۲۸۷
عروس لیگ	۳۱۱
عشق آباد هدد	۸۸
ق	
قطرات اشک	۴۶
ل	
لیگ کي دائم المرضي کي علت اصلي	۲۰۰
ایگ مع سرت اہل	۲۱۹
م	
متین اللہ اور جوش محمد	۱۸۴
مذہب یا سیاست	۴۰۸
مسلم لیگ	۱۳
" "	۶۴
مسلم یونیورسٹی کا نصاب تعلیم	۱۲۷
ی	
یونیورسٹي فیڈریشن	۲۷
یونیورسٹی فیڈریشن کمیٹي کا اجلاس لکھنؤ میں	۱۸۴

الرسوم والصور

احمد پاشا ۳۷۹
شهيد زاده كشف رعلم پرستي كپتان اسكات
(صفحه خاص متعلق نمبر ۱۱)
امير الجزائر فرانسيسي قونصل كے پنكھا مار رہا ہے ۱۹۳
غازي انور بے (صفحه خاص متعلق نمبر ۳)
غازي انور بے جنگ طرابلس سے پہلے (صفحه خاص متعلق نمبر ۷)
غازي انور بے درنه ميں روانگي سے پہلے ۱۴۸
غازي انور بے درنه ميں ۵۶
غازي انور بے اور اڈے همراز درنه ميں ايک خيمه كے نيچے ۱۴۸
غازي انور بے سوئٹر ميں بيٹھكر طبرق جا رہے هيں ۱۷۲
غازي امير شاه انور پاشا ۲۹۷

ب

باب عالي كے دروازے پر انقلاب خواهوں كا هجوم
(صفحه خاص متعلق نمبر ۱۰)
عثماني جنگي جهاز "باربر روس" كے بالائي حصے كا منظر ۱۳۹

ج

جامع سلانيك كا صحن (لوح نمبر ۱۹)
جامع سليم كا صحن ۶۷
جامع سليم كا ممبر (لوح نمبر ۱۴-۱۵)
جامع سليم كا حوض (لوح نمبر ۱۶)
جامع سليم كا ايک داخلي منظر (صفحه خاص متعلق نمبر ۱۶)
جامع سليم كے محراب و ممبر ۲۵۵
جامع سليم ۲۹۷
مشهور اتحادي جاويد بے ۷۹
جديد وزارت كا مرقع (صفحه خاص متعلق نمبر ۱۱)
جمال صدق و شرافت ۱۶۵
جنيفا كا ميدان عسكري (لوح نمبر ۱۷)

چ

چتلجا كے خطوط مدافعت كا كامل نظاره
(صفحه خاص متعلق نمبر ۶)
چوتھي صدي هجري كي تحرير كا ايک ٹكڑا ۱۳۵

ح

مشهور اتحادي حسين جاهد بک ۷۹
جهاز "حميديه" شكستگي كے بعد ۲۰۱
جهاز "حميديه" ميں ۱۱ انچ كا گولہ مرمت ہو كر سوراخ هو گيا ہے اور وہ قسطنطنيه جا رہا ہے ۲۰۱
جهاز حميديه مرمت كے بعد ۲۰۱

خ

مشهور اتحادي خليل بک ۱۱۸
حميديه جهاز كا كپتان حيري بک (لوح نمبر ۱۱)

ر

كپتان رؤف بک كمانڈر "حميديه" ۲۰۱
روضه كا ايک نظاره ۴۲۰

س

مورخ سيد حسن بلگرامي ۷۰
سرگذشت خونين ۸
سلانيك كا ايک صحن باغ
سر فرانسس شاه پرو شيا سے گفتگو كر رہا ہے ۱۹۴
سلطان سليم ثاني (صفحه خاص متعلق نمبر ۱۳)
سراے يلدز كا ڈائننگ هال ۲۶۰

ش

شالگ بهومي اور اسكے مقروض كا وكيل ۳۹۸
شمس العلماء مولانا شبلي نعماني ۴۰
غازي شكري پاشا (صفحه خاص متعلق نمبر ۱۳)

ص

صلح كانفرنس (صفحه خاص متعلق نمبر ۱)

ط

مشهور اتحادي طلعت بے ۵۴
طرابلس ميں ايک جرمن پادري كو گرفتار كر ليا ہے ۴۰۷
طرابلس كے مظلوم اور مملوک الحال لوگ جو بيں حراست ميں ركھا گيا ہے ۴۰۷

ع

نامور مدافع ملي غازي عزيز بک ۱۷۲

ف

خاص مراكش كا ايک تاراج شده بازار ۴۰۹
غازي مختار بک ۱۱۸

ق

قسطنطنيه ميں غازي انور بے اور مجلس شوريٰ ۱۴۸

ک

كامل پاشا ۵۵
كبش (ايک رومي آلۂ جنگ) ۲۶۰
خواجه كمال الدين مقيم لندن ۴۳۳

گ

گيلي پولي كا شفاخانه هلال احمر (لوح نمبر) ۲۲

م

مجلس دفاع ملي ۳۲۱
بطل الدستور محمود شوكت پاشا (صفحه خاص متعلق نمبر) ۴
مرقع افسانۂ دفاع و سقوط ادرنه (ضميمه نمبر) ۱۹
مرقع افسانۂ دفاع ادرنه (۲) (صفحه خاص متعلق نمبر) ۲۱
مرقع انقلاب (صفحه خاص متعلق نمبر) ۹
مسجد جامع سليم ۳۵
مسجد جامع سليم كے محراب و ممبر ۵۲
مشهد قرطاجنه ۳۰۲
مقبره سلطان سليم (صفحه خاص متعلق نمبر) ۱۳

ن

مشهور مجاهد دستور نيازي بے ۵۶
" " ۱۷۱
" " ۳۸۱
نيازي بے اعلان دستور كے زمانے ميں ۳۸۵
نصرت عهدي كا ايک نظاره عجيب (صفحه خاص متعلق نمبر) ۱۱

ه

قائد قرطاجنه جنرل هنري بال ۲۷۹
هيئة طبيۂ هلال احمر ۳۲۹

ي

مشهور مورخ اسرائيلي يوسيفس ۲۷۸
پرنس يوسف عزالدين نامور ركن انقلاب عثماني
(صفحه خاص متعلق نمبر) ۶

تصحیح و تنبیہ

الہلال میں صحت طبع کے انتظام کا یہ حال ہے کہ ۳۵ - روپیہ ماہانہ تنخواہ کی ایک جگہ صحیح کیلیے رکھی گئی ہے' اور آدھے الہلال کی تصحیح اور نگرانی کے سوا اور کوئی کام نہیں ادا جاتا - اسکے علاوہ ایڈیٹوریل اسٹاف بھی کافی وقت اسمیں صرف کرتا ہے' اور خود یہ عاجر بھی اکثر آخری مردہ پروف ضرور دیکھہ لیتا ہے - تاہم نہایت سخت نگاہ کے ساتھہ معترف ہوں کہ تا این ہمہ غلطیوں سے اسکا کوئی صفحہ خالی نہیں رہتا -

عبارت اور کمپوز کی غلطیوں کا غلط نامہ بنانا مشکل ' اور پھر سایہ غیر ضروری بھی ہے -

اس طرح کی غلطیاں عموماً سیاق و سباق و قرائن و قیاس سے قاری خود محسوس کرلیتا ہے' مگر دو جگہ قرآن کریم کی آیات میں غلطیاں رہگئی ہیں اور انکی طرف اشارہ بہت ضروری ہے ' جلد اول میں بھی بہت سی غلطیاں رہگئی ہیں مگر اسکی فہرست مرتب کرتے وقت غلط نامہ کا خیال نہ ہوا -

صفحہ (۳) سطر (۵) میں " الا الراسخون " چھپ گیا ہے مگر در اصل " الا اللہ و الراسخون " ہونا چاہیے -

صفحہ (۴۳۴) سطر (۳۶) میں " من نفسہ " ہے - اسکو " من سنئہ " پڑھنا چاہیے -

امید ہے کہ یہ دونوں غلطیاں درست کرلی جائینگی -

(ایڈیٹر)

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحکیم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

ابو الکلام احمد بن الشیخ محمد الخلوتی الدہلوی

مقام اشاعت
۱۲ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱ | کلکتہ : چہارشنبہ ۲۹ محرم الحرام ۱۳۳۱ ھجری | جلد ۲

Calcutta: Wednesday, January 8, 1913

ہندوستان میں نئی چیز

جو یورپ و امریکہ میں ضروری سمجھی جاتی تھی اب دور ہوئی

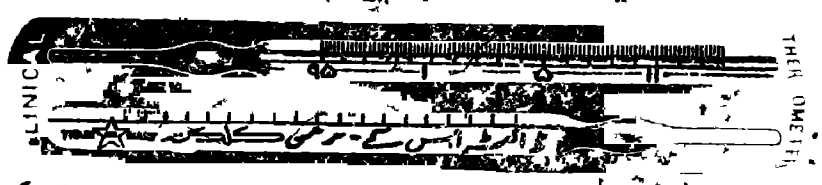

ڈاکٹر ایس کے برمن سب سے ہزار ایجنٹ اسٹریٹ کلکتہ

ڈاکٹر برمن کے مشہور تھرما میٹر کی تعریف کے بارے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے - یہ ولایت کے ایک مشہور کارخانہ سے بلوا کر منگایا جاتا ہے - چونکہ اسکے پارہ کی لکیر خوب موٹی ہے - اسلئے کم نظر لڑکے ' ضعیف مرد و عورت کو بھی شناخت کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی - انگریزی جاننے کی کوئی ضرورت نہیں - ہندی اور اردو جملوں میں بھی تھرما میٹر بنوایا گیا ہے - جو ایک روپیہ کیس میں رہتا ہے اور عمدہ کاغذ کے بکس میں معہ دلچسپ طریقہ استعمال ملتا ہے - ایک مرتبہ ضرور منگا کر دیکھیئے -

انگریزی تھرما میٹر ایک روپیہ چار آنہ
اردو " " دو روپیہ
ہندی " " دو روپیہ

انگوزی حکومت کا مسلمان ہوجانا

آپ بالکل بیجا نہ کہیں گے کیونکہ حضرت شیخ سعدی کے جملہ کے مقام پر سید خواجہ حسن نظامی سے آئندہ حالات کی نسبت جسقدر پیشین گوئیاں کی تھیں (اور جملہ کتاب شیخ سعدی کے حصہ اول و دوم میں شائع کردیا گیا تھا) سب کی سب ہو بہو سچی ثابت ہوئیں - اب صرف انگریزی حکومت کے مسلمان ہو جانیکی پیشین گوئی باقی ہے - جو ہمارے خیال کے بعد دو عدد سے پوری ہوگی - پس گویا آپ یہ پیشین گوئیاں اور ترکی ' ایران علی الخصوص افغانستان و جاپان وغیرہ کے انجام کار کو دیکھنا چاہتے ہیں - تو رسالہ شیخ سعدی کے دونوں حصے پڑھئے - قیمت ہر دو آنہ آنہ -

کلیات اکبر - لسان العصر و خدائ الملہ خان بہادر مولوی سید اکبر حسین الہ آبادی کے ظریفانہ کلام کے دونوں حصے چھپ کر تیار ہیں - فائدہ للہائی چھپائی نہایت اعلیٰ ہے - اور صرف ہمارے خاص دوستوں کو ہی مل سکتے ہیں - قیمت عمدہ حصص ۲ روپیہ ۸ آنہ -

مصلحین خواجہ حسن نظامی میں چھپ کر اور دیدہ زیب جلد کے ہو کر تیار ہو گئے ہیں مگر نہایت دلچسپ قصے درج ہیں ضرور آئو - مچھر - دیاسلائی وغیرہ عنوانوں پر نہایت مزیدار اور معنی خیز مضامین ہیں -

سفر نامہ ہندوستان یعنی گھریلو کانہاواز ' سوسناں وغیرہ مضامین کا دلچسپ سفر نامہ نظیر زور نامچہ نویسندی خواجہ حسن نظامی دہلوی قیمت ۸ آنہ -

اسلام کا انجام مصر کے شیخ المشائخ کی خوفناک پیشین گوئیاں - قیمت ۴ آنہ

اسرار معنی زمور کا خزانہ جس دیکھنے سے قابل عجب ۴ آنہ -

ترکی فاتح شاہ مشتاق احمد صاحب منجم دہلوی کی پیشین گوئیاں - قیمت ۲ پیسہ

خطوط

جہنم سے

سب سے پہلے یہ کتاب جرمنی زبان میں شائع ہوئی پھر ملک میں اس کتاب کے عمدہ مضامین اور کثرت اشاعت کے سے انتہا دلچسپی اور جوش پیدا کردیا اور ایک سال کے اندر بارہ مرتبہ چھپکر فروخت ہوچکی تو پھر انگریزی میں ترجمہ کیا گیا جسکا یہ اردو ترجمہ ہے - مصنف نے اپنے ملک والوں کو مذہب کی طرف لے آنیکی غرض سے یہ کتاب لکھی اور موثر پیرایہ میں لکھی ہے اور معاد میں سے صرف ایک پہلو عذاب آخرت کا لیا ہے جسکا مذہبی نام " دوزخ " ہے مصنف نے اپنے ملک اور قوم کا مذاق دیکھنے کے لئے پہلے خط کا ترجمہ شائع کیا - ترجمہ کی خوبی کی یہ شہادت کافی ہے کہ مشاہیر ملک آنریبل جسٹس سید شرف الدین صاحب حج ہائی کورٹ پٹنہ نے اصل سے مقابلہ کرکے ترجمہ کو مطابق پایا اور اسکی تعریف کی - ہندوستان کے دیگر نامور مشاہیر مثلاً آنریبل مسٹر سید علی امام ممبر قانون گورنمنٹ ہند ' آنریبل جسٹس سید کرامت حسین سابق حج ہائی کورٹ الہ آباد ' ڈاکٹر شیخ محمد اقبال ایم - اے - بی - ایچ - ڈی بیرسٹر لاہور ' شمس العلما مولانا خواجہ الطاف حسین صاحب حالی ' مسٹر عبد اللہ ابن یوسف علی آئی - سی - ایس - مجسٹریٹ و کلکٹر متھن پور ' چاپ بہادر سید اکبر حسین صاحب سابق کمشنر کٹک و پٹنہ حج ' مولانا محمد عبد الحلیم صاحب شرر لکھنوی اور شیخ عبد القادر صاحب بی - اے - بیرسٹر لاہور ' اور نیز اخبارات و رسائل وغیرہ نے نہایت بیش قیمت رائیں اسکی نسبت لکھی ہیں - علم دوست ناظرین کی خواہش سے میں نے ارادہ کیا ہے کہ ان دلچسپ خطوط کا سلسلہ وار ترجمہ شایع کروں - جنوری سنہ ۱۹۱۳ع سے ہر مہینہ کے اخیر میں یہ خطوط (۲۲ - ۱۸ کی تقطیع عمدہ دبیز کاغذ پر اعلیٰ درجہ کی لکھائی اور چھپائی سے ساتھ ناظرین کے ہاتھوں میں پہونچا کرینگے - قیمت کل کتاب کی تین روپیہ ہے - درخواست خریداری کے ساتھ پیشگی قیمت یا ولیو پے ایبل کی اجازت آنی چاہئے

المشتہر

شرف الدین احمد

مصنف خیالات - مولف سرگذشت بو علی سینا وغیرہ

ریاست رامپور - محلہ چاہ شور

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين — القرآن الحکیم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابو الکلام احمد الحسینی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
«ہلال»

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address

"HILAL"

Yearly Subscription, Rs 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

نمبر ۱ — کلکتہ: چہارشنبہ ۲۹ محرم الحرام ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta Wednesday, January 8, 1913

فہرس

شذرات	۳
مقالہ افتتاحیہ	
واقعۂ جلد جدید	
نامور ان عزوۂ بلقان	
ایک سو گذشت خونیں	۸
مقالات	
تاریخ کی یاد گاریں	۱۱
مراسلات	
ملی گذہ ' لیگ ' اور کانگریس	۱۳
حکایات	۱۴
مسلم لیگ	
شئون عثمانیہ	
البانیہ	
کامل پاشا کی اپنے دوستوں سے ما یوسی	۱۶
شلجہ لائن کی آخری جنگ	

تصاویر

صلح کانگریس	صفحہ خاص
سرگذشت خونیں	۸

اعتذار

ہم نہایت شرمندہ ہیں کہ سال جدید کے اس پہلے پرچے کی اشاعت میں بھی چند اضطراری اسباب سے تاخیر ہوگئی - اسکے بعد کا دوسرا نمبر طیار ہے جو اسکے بعد ہی ڈاک میں ڈالدیا جاے گا ' اور اس طرح انشاء اللہ یہ تاخیر آئندہ ہفتوں تک متعدی نہ ہوگی -

(منیجر)

اطلاع

(۱) الہلال کی گذشتہ جلد کا علحدہ ٹائیٹل پیج اور فہرست مضامین و تصاویر زیر طبع ہے - ناظرین جلد بندھوانے میں جلدی نہ کریں - آئندہ نمبر کے ساتھ شائع کردی جاے گی -

(۲) جن خریداروں نے ششماہی قیمت ادا کی تھی انکا چندہ نمبر میں ختم ہوگیا ' حضوری کا پہلا پرچہ انکی خدمت میں بی - پی روانہ کرنا تھا - لیکن وی - پی ششماہی کا ہو یا سالانہ کا ؟ نمبر ۱۲ آیندہ بھی خریدنا پسند فرماے ہیں یا نہیں ؟ امید ہے کہ بہت جلد ایک کارڈ لکھکر آپ اسکی اطلاع دیدیں گے - جن صاحبوں کی طرف سے اطلاع نہیں آے گی - انکا نام رجسٹر سے خارج کردیا جایگا -

(۳) نمبر ۹ ' ۱۰ ' ۱۱ ' ۱۲ دوبارہ چھپکر طیار ہوگئے ہیں - پہلی اور دوسری سہ ماہی کی مکمل جلدیں حسکی جلد پر وسط میں سنہری حرفوں میں الہلال کا نلاک منقش ہے ' مجلد موجود ہیں - پہلی جلد میں نمبر ۱ سے ۱۲ تک ' اور دوسری جلد میں نمبر ۱۳ سے ۲۴ تک شامل ہیں - دوسری جلد کے مضامین کے لیے پہلی جلد کے دیکھنے کی ضرورت نہیں - قیمت فی جلد چار روپیہ آٹھہ آنہ - ششماہی کے تمام پرچوں کی یکجا جلدیں بھی بندھوائی گئیں ہیں - قیمت فی جلد مجلد آٹھہ روپیہ -

شائقین جلد طلب فرمائیں صرف پچاس مکمل جلدیں باقی رہگئی ہیں -

شذرات

— * —

هفتۂ جنگ

تالاخر رهی هوا ' جسکا هونا پیشتر سے معلوم تها صلح کانفرس کے اجلاس هوتے رهے ' ترکي وکلا نے البانیا اور مقدونیا کی خود مختاري تسلیم کرلي ' لیکن جزائر بحر ایجیس ' کریت ' اور تالاخر ایڈریا نوپل کے قبضے پر زور دیا ' مگر بلغاریا تمام معترضہ اور غیر معترضہ یورپین ترکی کے علاوہ ایڈریا نوپل کے لینے پر بهی مصر هے اور دول یورپ اسکے اصرار کو تالکل حق بجانب قرار دیتے هیں -

انگلستان کي وزارت خارجہ اور ترکی کی موجودہ وزارت ' دونوں نے ان توقعات کے پورا کرنے میں کسي طرح کی کوتاهی نہیں کی ' جنکی آعار تجویز صلح میں هر واقف حال کو انکی نسبت تهی -

کامل پاشا نے صلح کانفرنس کیلیے لندن هي کو تجویز کیا اور اسکی علت یہ بیان کی گئي کہ " سر ایڈورڈ گرے کے مشوروں سے فائدہ اٹهایا جاے " صلح عین ایسے وقت میں تجویز کی گئی ' جبکہ بلغاریا کي قوت کا خاتمہ هوچکا تها ' اور ترکی کی قوتیں اب کہیں جاکر مجتمع هوئی تهیں - التراے جنگ کی شرائط میں بلغاریا کو تو آزاد چهوڑ دیا گیا کہ اپنی فوج کو رسد پہنچاتي رهے ' اور اس طرح اپنی فدا شدہ حالت کو زندہ کرنے کیلیے اس مہلت سے پورا فائدہ اٹهاے ' اور ترکی کیلیے اسکی کوئی صورت نہیں رکهی گئی کہ ایڈریا نوپل کے محصوریں کو ضروري غذا بهی بہم پہنچ سکے - ابتدا میں ترکی کی جانب سے کہا گیا تها کہ یونان بهی شریک صلح هو یا اسکی عدم شرکت کی تلافی یوں کي جاے کہ ترکی کو بهي اپنے محصوریں کی اعانت کا مرقع دیا جاے ' لیکن یونان نے برابر جنگ جاري رکهی اور پهر ترکی کی طرف سے بهی اس بارے میں کچهہ اصرار نہیں هوا - یہ سب کچهہ کامل پاشا کے هاتهوں انجام پاچکا هے - اب اس سے زیادہ سر ایڈورڈ گرے کی خوشنودي کیلیے اسکے اختیار میں کیا تها ؟ یہ تو ممکن نہ تها کہ ذات مسیحیت کے بطارہ فرما . مسٹر ایسکویتهہ کو جامع ایا صوفیا سپرد کر دیتا کہ اسکے گنبد پر صلیب کا جهنڈا نصب کرکے اپنے صلیبی ولولوں کي تکمیل کریں ! -

صلح کانفرنس کے انعقاد کي خبر سنتے هي هم نے اور هم سے زیادہ بہتر واقف حال اصحاب راے نے آئندہ کي نسبت رائیں قائم کرلي تهیں - کانفرنس کے انعقاد سے صرف یہي مقصود تها کہ بلغاریا کی کمزوري اور ترکي کی حدید اجتماع قوا سے دولت عثمانیہ کو فائدہ اٹهانے نہ دیا جاے ' اور ترکي کی فراهم شدہ قوت یورپ کے صلیبي مقاصد میں حارج نہو - بدبختی سے ایسا هي هوا ' اور ترکي کی عدار وزارت کي بدولت اتنا بهي نہوسکا کہ کم از کم صلح کانفرنس کی تمام مہلت میں ایڈریا نوپل کے مظلوم و بیکس محصورین کو زندہ رهنے کیلیے ضروري غذا هی پہنچتی رهتی - یورپ کا مقصود اس ظالمانہ شرط التوا کے منظور کرانے سے صرف یہ هے کہ اگر آخر میں ترکوں نے صلح کی منظوري سے انکار کردیا ' تو رسد کی قلت اور ایام گهنگهرے مصالحت کے امتداد سے ایڈریا نوپل کے محصوریں کي حالت نازک هو جاے گي اور وہ مجبور هو کر اطاعت منظور کرلیں گے - پهر ایڈریا نوپل بهی بلغاریا کے مقترحہ مقدوضات میں آجاے گا اور ترکی اسکے الگ کرنیسے پر باسانی راضي کرا لی جاے گی - حالانکہ بلغار اب بهي راضي کرا لیے جا سکتے هے اور شاید تعدیل الجیش کا یہی فیصلہ هو کہ کرا لي جاے -

انقلاب و آثار آئندہ

۳۰ دسمبر تک کانفرنس میں ترکی وکلا کی حالت ردسی هی تهی ' جسي کامل پاشا کی وزارت میں هونی چاهیے - لیکن اسکے بعد سے انجمن اتحاد و ترقی کی کوششوں کے ظهور ' فوج کے اضطراب ' شذلجہ کے پیعامات ' عاري ارمے کے قسطنطنیہ میں ورود ' اور محمود شوکت پاشا کی حد و حہد کے نتائج نے لندن کے ترکی وکلا کے اظہارات کو بهی متغیر کر دیا -

معلوم هوتا هے کہ اگرچہ کامل پاشا کے استبداد اور تسلط نے هوا خواهان ملت کی قوت کو نکلی فنا کر دیاتها ' مگر اتحاد و ترقی کي سرگرمیاں پهر بهی اندر هي اندر کام کرتی رهیں - ترکی میں اتنک پبلک اوپینین اور ملت کی آواز مفقود هے ' اور اصلی قوت صرف فوجی حلقوں کی آواز میں هے - لیکن جنگ کي وجہ سے تمام عثمانی افواج مختلف حصوں میں پهیلي هوي هیں یا شذلجا کے استحکام میں مصروف هیں اور دارالخلافہ فوج کے اجتماع سے خالی هے -

یہی سبب هے کہ کامل پاشا کو اپنے عنداللہ اعمال کیلیے پوري فرصت هاتهہ آگئی اور بغیر کسی داخلی هنگامہ کے چار پانچ سو بوجوان ترک ایک هي مرتبہ میں گرفتار کر لیے - تاهم جن لوگوں کے دلوں میں ملک و ملت کی بربادی کی ٹیس هے ' انکے اضطراب پر فتح پاے کیلیے یہ تمام مظالم ناکافی ثابت هوے - تالاخر اتحاد و ترقی کے ممدر فوج کو اصلی حالت سے باخبر کرنے میں کامیاب هوگئے اور شذلجہ لائن کے افسروں میں ایک سخت برهمی اور شورش پیدا هوگئی - حال میں ایک فوجی مراسلہ کی خبر دي گئی هے جو شذلجا سے سلطان المعظم کے نام بهیجا گیا تها اور جسپر تمام فوجي افسروں کے دستخط تهے - عاری اور پاشا کا بهی یکایک قسطنطنیہ پہنچ جانا بعد حالت کی ایک قوی علت هے ' اور کامل پاشا کا تشدد اب پیشتر کی طرح قوي نہیں نظر آتا - یقیناً اسي تغیر حالت کا نتیجہ هے کہ صلح کانفرنس کی پچهلی جلسوں میں عثمانی وکلا کی طرف سے یک گونہ استعفا کا ظهور هوا هے ' اور گو یہ استعفا مقدونیا ' البانیا ' اور کریت کے مسئلہ کو باسانی طے کردینے کے بعد صرف ایڈریا نوپل هی کیلیے هے ' تاهم کامل پاشا کی وزارت سے اتنے کی بهی امید نہ تهی - آخري خبریں برابر یقین دلا رهی هیں کہ ترک وکلا نے ایڈریا نوپل پر قابض رهنے کا مصمم فیصلہ کرلیا هے ' اور بلغاریا کو صاف جواب دیدیا هے - لیکن صرف اس سے کیا هوتا هے ' کیونکہ اصل سوال بلغاریا کا نہیں بلکہ دول یورپ کی اُس حدود شیاطین کا هے ' جو هر ایسے موقعہ پر ترکی کا محاصرہ کرلیتي هے - یقیناً دول یورپ اب ترکی پر پورا دباؤ ڈالیں گي کہ ایڈریا نوپل بهی بلغاریا کے حوالہ کردے -

افسوس اس وقت اصل کار و زار کی عاجلانہ تبدیلی تهی ' اور گو فوجی اضطراب سے کچهہ کچهہ آمید بندهتی هے ' لیکن اتحاد و ترقی کے بے دست و پا هو جانے کی وجہ سے اسکا قوي سامان نظر نہیں آتا - کاش ترکوں کی قسمت همیشہ کیلیے دنیا سے نابود هو جاے ' مگر اس ذلت کو گوارا نہ کرے جو اسکی بقیہ حیات عرت کیلیے آخری آزمایش هے -

الهلال

۲۹ محرم الحرام ۱۳۳۱ھ

— * —

فاتحۂ جلد جدید

—(*)—

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم انی اعوذ بك من شياطين الانس والجان، وابرك باسمك العظيم يا رحيم يا رحمن، واحمدك يا من انزل على عبده الكتاب (منه آيات محكمات هن ام الكتاب و اخر متشابهات ، فاما الذين في قلوبهم زيغ فيتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاويله ، وما يعلم تاويله الا الراسخون في العلم - ۳ : ۵) واشكرك على نعمائك التي منت بها علينا بقولك (اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتي، ورضيت لكم الاسلام دينا - ۵ : ۵) و اسئلك ان لا اكون من الاخسرين اعمالا (الذين ضل سعيهم في الحياة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا ۱۸ : ۱۰۵) واشهد بما شهد الله به (انه لا اله الا هو والملائكة و اولو العلم قائما بالقسط لا اله الا هو العزيز الحكيم، ان الدين عند الله الاسلام ۳ : ۱۷) و اشهد ان سيدنا (محمدا رسول الله ، والذين معه اشداء على الكفار ، رحماء بينهم، تراهم ركعا سجدا ، يبتغون فضلا من الله و رضوانا ۴۸ : ۲۹) القائل على لسان ربه (و ان هذا صراطي مستقيما، فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بكم عن سبيله، ذالكم وصاكم به لعلكم تتقون ۶ : ۱۵) اللهم صل و سلم عليه ، و على آله و اصحابه الموصوفين بالهداية و الاعتصام بحبل الله و سنة رسولك الذين عهدت اليهم بقولك (و من يطع الله و الرسول فاولائك انعم الله عليهم من النبيين و الصديقين و الشهداء و الصالحين ، و حسن اولائك رفيقا - ۴ : ۷۱)

— * —

سخن طرازي و دانش ، هنر نظيرے نيست
قبول دوست مگر نالۂ حزيں گردد

— * —

الهلال كي دوسري جلد كا يه پهلا پرچه هے - ناظرين كو ياد هوگا كه هم نے الهلال كي اولين اشاعت كے خطبۂ افتتاحيه كو اِس دعا پر ختم كيا تها —

رب اد خلني مدخل صدق و اخرجني مخرج صدق و اجعل لي من لدنك سلطانا نصيرا (۱۷ : ۸۱)

اے پروردگار! اِس سفر ميں جو ميں نے اختيار كيا هے ، ايك بهتر مقام تك پهنچائيو اور دشمنوں كے هجوم سے نكاليو، تو بهتر طريقے سے نكاليو، اور گو ميں ضعيف و كمزور هوں، مگر تو اپني نصرت بخشي سے اس كارزار حق و باطل ميں فتحيابي كے ساتهه غلبه دیجیو!!

اگر كوئي دعاؤں كا سننے والا هے ، تو يه دعا اُسي كي بتلائي هوئي هے - اگر كوئي درد اضطراب اور رنجوري بيكسي كا درمان بخش هے، تو يه نسخۂ راحت اُسي كا تجويز كيا هوا هے - اگر كوئي هے جو حق كو نا وجود ضعف ظاهري كے طاقت بخشنا ، اور باطل كو با وجود سروسامان ظاهري كے حاسرو ناكام ركهتا هے ، تو يه حربۂ جنگ اُسي كا ديا هوا هے - اور پهر اگر كوئي هے جو جهكے هوے سروں ، اشك فشاں آنكهوں ، اور رحمي دلوں كو دنيا ميں ذليل و رسوا نهيں كرتا ، تو يه نشان عزت و كامراني اُسي كا بلند كيا هوا هے - پس يه ايك صداے مضطر تهي ، جو ايك قلب مضطر سے اُس وقت اٹهي ، جب اس سفر كي منزل هي نهيں، بلكه راه سفر نا پيد تهي - جب صحراے بے كنار سامنے ، مگر توشۂ همت توشۂ سفر كے دار تعريف سے محروم تها - قدم چلنے كيلئے گو بيقرار تهے، مگر راه ، موانع سفر كي كثرت سے ايك سطح هموار تهي - جب ايك معركۂ كارزار درپيش ، مگر يمين و يسار همرهان جنگ اور رفيقان پيكار سے خالي تها - جب بازار ميں خريداروں كي تلاش تهي ، مگر جو جنس مقبول تهي ، اس سے دكان خالي تهي ، اور جو متاع هاتهه ميں تهي ، اسكا كوئي خريدار نه تها - لوگ بازار ميں آتے هيں تاكه بيع و سود حاصل كريں ، ليكن هم نكلے هيں كه زيان و نقصان كو ڈهونڈهيں - جبكه زمانے كي حالت پسنديدگي عام شربت كي متلاشي تهي ، تو همارے هاتهه قدح تلخ و گلو گير سے بهرے هوے تهے - جبكه دنيا اپنے تاب حسن كي افزايش كيلئے عارۂ زرعي كي منتظر تهي ، تو همارا دامن گرد و خاك سے بهرا هوا تها - جبكه اُن هاتهوں كي تلاش كي جا رهي تهي ، جن ميں پهولوں كے گلدستے هوں ، تو هم اپنا هاتهه دكها رهے تهے ، جس ميں برگ نشتر كے سوا كچهه نه تها - جبكه حسن راحت طلب كي بيقراريوں منتظر نهيں كه كمخواب و مخمل كے بستر كو ديكهيں ، تو همارا مشت تها كه كانٹوں كو زميں پر بچهاديے اور پهر جهاں تك ممكن هو اسپر لوٹنے - دنيا كهتي تهي كه روشني ميں آگئے هيں ، ليكن هم نه كهتے نكلے تهے كه تاريكي هي بهتر هے - زمانه كهتا تها كه علم! علم!! ، مگر هم پكارتا چاهتے تهے كه جهل! جهل!! - هر طرف هنگامه بپا تها كه آگے بڑهيے ، مگر هم عمل مچانا چاهتے تهے كه پيچهے هٹيے - نظريں سامنے كي طرف تهيں ، مگر هم عقب كي طرف ديكهنا چاهتے تهے - بازار ميں مانگ تهي مدح و تحسين كي ، مگر هم ليكر نكلے تهے طعن و قدح كو - خريدار ڈهونڈهرهے تهے ارادۂ صدق كو تاكه اسكے لينے سے تهٹك پائيں ، ليكن هم پيس رهے تهے نمك خراشت انديش كو، تاكه زخموں كي سوزش اور بڑهجاے - بعيداً هم معذور و لايعقل تهے - اگر آپ حلوا فروشوں كے بازار ميں كسي كو ديكهيے كه شيرۂ قند كے قوام كي جگهه نيم كي پتّيوں كو خوش دے رها هے تو آپ كيا كهيں گے ؟ اگر آپ سے كهوں كه آگ اور پاني كے ديو يعني انعس كو اپنے ايك هاتهه كي انگليوں سے روك دونگا تو آپ كيوں تسليم كرنے لگے؟ شهد كو سب پسند كرتے هيں ، مگر كونين كے سفوف كو كوئي شهد كي اور و ورق سے نهيں كهاتا - پهول كے گلدستے كيليے كس كا هاتهه هے جو نهيں بڑهے گا ، ليكن نشتر كي نوك كيلئے كوئي بهي بيقرار نهيں هوتا - سفر كي كاميابي زاد راه اور اسباب و سامان پر موقوف هے ، اور لڑائي بغير شمشير و تفنگ اور سپاهيوں كي صفوں كے ممكن نهيں - يه سب سچ هے ، ليكن پهر يه كيا هے جسے اپنے گرد و پيش ديكهه رها هوں ؟

كيا يه اُس بيرنگ سارے عجائب كار و نادر نصرت كي آيات و آثار نهيں هيں ؟ اگر هر كلم كيليے اسباب و سامان مطلوب هيں تو همارے پاس كيا تها ؟ اگر قنوطيت و رجوع قلوب كيليے روش عام

ضروري هے تو همارے قدم تو اُس طرف نه تهے - نفس انساني همارے خاطر اپنے خصائص طبيعيه کو چهوڑ نهيں سکتا ' اور زمانے نے کچهه همارے اطاعت کا وعده نهيں کر ليا هے که همارے ليے اپنا موسم بدل دے گا - تعريف نفس کو مرغوب هے اور نکته چيني سے کوئي خوش نهيں هوتا - هم هاتهوں کو سب پسند کرتے هيں ' ليکن سخت هاتهوں کي گرمت کسي کو خوش نهيں آتي - ملک ميں مختلف گروه مختلف جماعتوں پر حکمراں هيں ' اور انکے قلوب کي باگ اپنے هاتهوں ميں رکهتے هيں ' پهر ان ميں سے کسي کا ساتهه ديجيے ' تو زمانه آپکے ساتهه هے ' اور الگ رهيے تو اپني طاقت کا ثبوت ديجيے ' ليکن يهاں طاقت کا ادعا نهيں ' بلکه عجز و ضعف کا انکسار تها - با ين همه اس چهه ماه کي اقل قليل مدت کے بعد ديکهتے هيں تو يه کتني عجيب بات هے که نا وجود تمام کے سرو سامانيوں کے پهلي منزل سے گذر چکے هيں ' اور نا وجوديکه يکه و تنها تهے ' مگر الحمد لله که کارزار حق و باطل ميں شکست و ناکامي سے شرمنده و نادم نهيں هيں - هر طرح کے اسباب مفقود تهے ' اور موانع کي کثرت سے راه امداد مسدود ' مگر اسباب کي تلاش سے پهلے خود اسباب نے همیں تلاش کيا ' اور طلب سے پهلے خود مطلوب نے اپني صورت دکهلائي - آرارحرش آيند نه تهي مگر کسي نے سنتے سے انکار نهيں کيا ' اور جام تند و تلخ تها ' مگر لبوں نے اُسے شربت قند و شهد پر ترجيح دي - اسميں شک نهيں که لبوں نے کانوں ميں انگلياں نهيں ڈاليں ' مگر هاتهه ميں اسکے اوراق بهي ليتے رهے - ايسے بهي کم نه تهے ' جنهوں نے پينے سے پهلے منهه بنايا ' ليکن نا الحر حلق سے اتار بهي ليا - بعضوں کي پيشانياں صاف تهيں ' اور اکثروں کي پرشکن ' مگر طرفه ماجرا يه تها که چهرے سب کے اِسي طرف تهے - يه ضرور هے که مهر و نوازش کي نظريں کم تهيں ' مگر نگراں نهيں سب اسي جانب تهيں - جام سب نے ليے ' مگر يوں سمجهه ليجيے که کسي نے آنکهوں سے آنکهيں ملا کر ليا ' اور کسي نے .

منهه پهير کر ادهر کو ' اُدهر کو بڑهائے هاتهه

* * *

آپکو پورا اختيار هے که اسکے علل و اسباب ظاهري کي جستجو ميں کاوش کيجيے ' مگر هم کو يقين هے که اِس قليل عرصے ميں نه جو کچهه هوا ' في الحقيقت اس دعا کي استجابت کا آثار تها ' اور اس نصرت فرماے حق کي ايک آيت قاهره تهي ' جو هميشه حق کو باوجود اسکي ظاهري بے سرو سامانی کے نصرت بخشتا هے ' اور باطل کو باوجود اسکے سار و سامان کے ناکام و خاسر کرتا هے ' اور پهر قلوب مومنين اور انظار حاشيهيں کيليے اِس تائيد عيني کو حق و صداقت کي ايک کهلي نشاني قرار ديتا هے - تاکه ديکهنے والے ديکهيں ' سنے والے سنيں ' اور دل رکهنے والے سوچيں :

و قل جاء الحق	حق ظاهر هوا ' باطل کو شکست
و زهق الباطل ان	هوئي اور باطل تو شکست هي کهانے والا
الباطل کان زهوقا '	هے ' اور هم اس کتاب هدايت قرآن ميں
و ننزل من القرآن	ايسي تعليم ديتے هيں ' جسميں صاحبان
ما هو شفاء و رحمة	ايمان کيليے تمام امراض قلبي کے ليے
للمومنين ' ولا يزيد	شفا اور رحمت هے (البته) نافرمانوں
الظالمين الا خسارا	اور حاميان باطل کو اس سے اور اُلٹا
(١٧ :)	نقصان هي پهنچتا هے -

* * *

ايک هزار تين سو برس سے زيادہ زمانه گذرا ' جب حق اور باطل ' صدق و کذب ' نور و ظلمات ' پيروان شيطان اور بندگان خدا ' دونوں ميں ايک سخت جنگ برپا تهي - حق بظاهر بيکس ' بے سرو سامان ' اور مظلوم تها ' اور شيطان کا تخت اپنے سايے کي ظلمت ميں باطل پرستيوں کي ايک معرور فوج رکهتا تها - جبل قدس کے تنگ و تاريک غار ميں روشني کي ايک دهيمي چمک نظر آتي تهي ' مگر ريگستان حجاز کا ايک ايک ذره ظلمات کفر کي پوري مسلح فوج تها - ليکن يهي دعاے مقدس تهي جو خدا نے اپنے رسول کے ايک هي وارث حق و صداقت کو سکهلائي تهي ' اور يهي الفاظ تهے جو عرب و بے سروسامانی کے عالم ميں اس معصومۂ حقانيت کي زبان سے نکلے تهے - پهر جو کچهه هوا ' وه صرف آپکے اور همارے هي نهيں بلکه تمام عالم کے سامنے هے !

اذا جاء نصر الله	جبکه خدا کي نصرت آپهنچي ' اور حق
و الفتح ' ورايت	و صداقت کو فتح هوئي ' اور تم نے
الناس يدخلون	اپني آنکهوں سے ديکهه ليا که ديں الهي
في دين الله افواجا -	ميں لوگ جوق جوق داخل هو رهے هيں '
فسبح بحمد ربک	تو اب اپنے پروردگار کي حمد و ثنا کرو اور
و استغفره ' انه کان	اپنے خطاؤں کي معافي مانگو ! يقيناً وه
توابا (١١٠ ١)	بڑا توبه قبول کرنے والا هے -

* * *

مقام اطاعت خدا و رسول اور شرف صحبت صحابه اربعه

الهلال بهي ايک دعوت هے ' جسکے تمام اغراض و مقاصد اور اصول و فروع کا نقطۂ وحدت صرف اس ديں الهي کي دعوت کي تجديد ' اور اسکے اصول بدادی الامر بالمعروف و النهي عن المنکر کو زنده کرنا هے - پس گو وه ايک ذرۂ حقير هو مگر اُس کي روشني ما خود اُسي مهر منير سے هے - اور گو وه خود ضعيف هو ' ليکن پيغام تو اُسي قوي و عزيز کا هے و لنعم ماقيل

گرچه خوردم ' بسنے سبز و برگ
درۂ آفتاب نابا نيم

يعني هے که نصرت الهي کے جو عجائب اس دعاے مقدس نے اول روز دکهلاے تهے ' اسکا فيضان جاري آج بهي پيروان دين مبين اور حاميان حق و صداقت کو اپنا کرشمۂ قدرت دکهلاے اور جن لوگوں نے الله اور اسکے رسول کي اطاعت کے ذريعه مغفران الهي کے مقام سے نسبت حاصل کرلي هے ' وه اس شرف نسبت کي بدولت اُن تمام برکات و نعائم کے شريک و حقدار هوجائيں ' جنکے وه گو خود مستحق نهيں هيں ' مگر جن مستحقين نعمت کے ساتهه هيں ' انکي معيت کا شرف ضرور حقدار هے ' اور يهي معني هيں اس آيت کريمه کے که

ومن يطع الله	اور جو لوگ هر طرف سے قاطع هوکر صرف الله
و الرسول	اور اسکے رسول کے مطيع و منقاد هوگئے تو بيشک
فاولائک مع	وه اُن مغفران الهي کے ساتهي هو جائيں گے
الذين انعم الله	جن کو حق تعالي نے اپني نعمتوں کے نزول
عليهم من	کيليے دنيا ميں چن ليا هے ' اور جن
النبيين و	ميں سب سے پهلي جماعت انبياے
الصديقين و	کرام کي ' پهر صديقوں کي ' پهر
الشهداء	شهدا اور صالحين امت کي هے - يه چار
والصالحين '	جماعتيں انکي ساتهي هونگي ' اور اس
وحسن اولائک	رفاقت سے بهتر اور کونسي رفاقت
رفيقا (٤ ٧١)	هو سکتي هے ؟

اس آيت ميں چار مخصوص جماعتوں کا ذکر کيا هے اور فرمايا هے که جن لوگوں نے الله اور اسکے رسول کي اطاعت کي ' وه انکے ساتهيوں ميں محسوب هونگے ' ليکن يه سمجهه ليا چاهيے که " مقام اطاعت " کا حصول کيونکر متحقق هو سکتا هے ' اور اسکے شرائط کيا هيں ؟

یاد رہے کہ ہر اطاعت کیلیے ایک سرکشی ' ہر وفاداری کیلیے ایک دشمنی ' اور ہر عاجزی کیلئے ایک غرور و تمرد لازمی ہے - آپ ایک آقا کے نوکر ہو نہیں سکتے ' جب تک کہ آور تمام آقاؤں سے انکار نہ کر دیں - رد سے اگر آپکو محبت ہے ' تو اسکے یہ معنے ہیں کہ اسکے تمام دشمنوں کے آپ دشمن ہوگئے - ایک چوکھٹ پر جب ہی سر جھک سکتا ہے ' جب آور تمام جھکانے والی چوکھٹوں پر سے معرورانہ گذر جاے - جب آپنے کہا کہ میں روشنی ہی کو پسند کرتا ہوں تو ضمناً اسکا بھی اقرار کر لیا کہ تاریکی سے متنفر ہوں - آپ ایک ہی جانب اپنا منھہ کر نہیں سکتے جب تک آور ہر طرف سے منھہ پھیر نہ لیں ' اور ایک ہی سے اپنا رشتہ جوڑ نہیں سکتے ' جب تک ہر طرف سے رشتے کاٹ نہ لیں - پس خدا اور اسکے رسول کی اطاعت کیلیے پہلی چیز یہ ہے کہ اسکے سوا آور جنسی قوتیں اپنی اطاعت کی طرف للچاتی ہیں ' ان سب سے ناہی ہو جاے ' اور اس کے آگے جھکنے سے پہلے آور تمام جھکانے والوں کے آگے معرور ہو جاے - جو لوگ اسکی اطاعت کے مدعی ہیں ' انکو اطاعت سے پہلے سرکشی کا ' وفاداری سے پہلے تعارف کا ' اور دوستی سے پہلے دشمنی کا ثبوت دینا چاہیے - انکو آزمایش میں پڑ کر ثابت کرنا چاہیے کہ خدا کی وفاداری کیلئے انھوں نے کن کن قوتوں سے تعارف کی ہے ؟ اور اسکی محبت کے پیچھے کس کس کو اپنا دشمن بنایا ہے ؟ وہ حکومت الہی کے مقابلے میں اپنا تحت تسلط پھیلانے والی قوت شیطانی ' جو انسانوں کو خدا سے جھین کر اپنا مطیع و منقاد بنانا چاہتی ہے ' اور جسکے مظاہر تمہارے اندر اور باہر ' دونوں جگہ موجود ہیں ' مدعیان اطاعت الہی کیلئے دنیا میں اصلی اور پہلی آزمایش ہے - کوئی ہستی خدا کی مطیع ہو نہیں سکتی ' جب تک اس قوت اور اس قوت کے تمام مظاہر سے ناہی و متمرد ہو جاے - سب سے بڑا قوت ابلیسی کا مظہر نفس انسانی اور قواے جسمانیہ کی قواے ملکوتیہ سے ایک دائمی جنگ ہے - پھر انسان سے باہر طرح طرح کی صلاحیتوں اور باطل پرستیوں کے تحت پیدا ہوے ہیں ' اور خود انسانوں کے بے شمار عزل ہیں ' جنھوں نے شیطان کے ہاتھہ پر بیعت کرکے اسطرح اسکی اطاعت میں اپنے تئیں فنا کر دیا ہے ' کہ انکا وجود از سر تا پا پیکر شیطانی ' اور مجسمۂ ابلیسی بن گیا ہے - ان میں سے ہر قوت شیطانی انسان کو اپنے آگے مرعوب دیکھنا چاہتی ہے - کہیں دولت اور مال و جاہ دنیوی شیطان کا تخیل ہے ' کہیں غرور علم و فضل کے اندر سے شیطان جھانک رہا ہے - کہیں مذہبی پیشواؤں کی جماعتیں اسکا مرکب فساد بن گئی ہیں ' اور کہیں جماعتی تسلط اور قوت نے اپنی دعوت ضلالت کی آگ اسکے ہاتھہ میں دیدی ہے - حکومتوں اور گورنمنٹوں کا قہر و استبداد بھی ایک بہت بڑا مظہر ابلیس ہے - اور ننگ و ناموس دنیوی اور محبت اہل و عیال کی زنجیروں کے اندر بھی اسی کے تعبد و انقیاد کی کشش مجسم ہے - پس مقام "ومن یطع اللہ و الرسول" کے حاصل کرنے کیلیے اولیں شرط یہ ہے کہ انسان ان تمام طاقتوں کی اطاعت سے یکسر ناہی و سرکش ہو جاے ' اور انکی عظمت و جبروت کے اثر سے اپنے دل کو آزاد کر دے - اتنا ہی نہیں بلکہ جہاں تک طلب صادق کی قوت ' اور توفیق الہی کی ہمت اسکا ساتھہ دے ' ان تمام مظاہر شیطانیہ کے مقابلے میں ایک معرورانہ جہاد کا اعلان کر دے ' اور تعبد الہی کی تلوار لیکر فاتحانہ اٹھہ کھڑا ہو - ضلالت اور گمراہی کا تکیہ جہاں دیکھے ' حق اور صداقت کی ضرب سے پاش پاش کر دے - دولت دنیا میں ہمیشہ سے شیطان کی سیر و سیاحت کا سب سے بڑا مرتع رہی ہے ' اور ضلالت کی تاریکی نے حاندی اور سونے کی دیواروں کے اندر ہمیشہ گھر بنایا ہے ' پس ہر اُس غرور اور ادعا کو جو دولت اور عز و جاہ دنیوی سے پیدا ہو شیطان کا تخت یقین کرے ' اور خدا کی عزت کی خاطر ' جہاں تک ممکن ہو اسے دل سے ٹھکرا دے - حکومتوں کا استبداد ' علماء سوء اور مذہبی پیشواؤں کا استیلا ' دنیوی رہنماؤں اور جماعتی حکمرانوں کا قہر و تسلط ' رسم و رواج اور سوسایٹی کے دباؤ کی نقش ' یہ تمام چیزیں بھی شیطان ہی کے تخت کے سایے میں نشو و نما پانے والی ہیں ' اور انکی قوت بھی " ما انزل اللہ بہا من سلطان " میں داخل ' پس خدا کی محبت کیلیے ان سب کا دشمن ہو جاے ' اور اس کے نام کی عزت کو بلند کرنے کیلیے ان سب کو ذلیل و رسوا کرے - اپنی زبان کو ' اپنے دماغ کو ' اور اپنی تمام قوتوں کو وقف کر دے ' تاکہ جو طاعت الہی سے سرکش انسان حق و صداقت کی عزت کو دنیا میں تاراج کر رہے ہیں ' انکی عزت باطلہ کے تاراج و غارت کرنے کا وہ ذریعہ بنے - اسکی زبان حق کی زبان ہو اور قدم حق کے قدم ہوں - زبان سے انکی تحقیر و تذلیل کرے ' اور پاؤں سے انکے مغرور سروں کو کچلے - جب اس منزل امتحان سے وہ گذر جاے گا ' اس وقت اللہ اور اسکے رسول کا مطیع ہوگا - کیونکہ جو اللہ کا مطیع ہو ' ضرور ہے کہ شیطان سے ناہی ہو -

* * *

الامر بالمعروف و النہی عن المنکر

سلسلۂ سخن میں ہم بغیر کسی گریز کے مقصود اصلی تک پہنچ گئے - اس مقام طاعت الہی ہی سے وہ اصل اصول اسلامی رونما ہوتا ہے ' جسکو قرآن کریم نے -

الامر بالمعروف و النہی عن المنکر

کے جامع و مانع الفاظ میں بیان فرمایا ہے ' اور جو اس دین قویم کا اصل اساس ' اور امت مرحومہ کے شرف فضائل کی علت جعلی ' اور اسکے تمام اصول و فروع کیلیے دستور عمل کار اور منہاج شریعت بنصاء ہے -

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر و تومنون باللہ (۳ : ۱۰۶)

تم تمام امتوں میں سب سے بہتر امت ہو ' اسلیے کہ اچھے کاموں کا حکم دیتے ہو ' برائی سے روکتے ہو ' اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو -

دوسری جگہ سورۂ حج میں فرمایا :

الذین ان مکنا ہم فی الارض اقاموا الصلوۃ و اتوا الزکوۃ و امروا بالمعروف و نہوا عن المنکر و للہ عاقبۃ الامور (۲۲ : ۴۳)

اگر ہم مسلمانوں کو حکومت اور خلافت دیکر دنیا میں قائم کر دیں ' تو انکا کام ملک گیری یا عیش و عشرت نہوگا ' بلکہ یہ کہ وہ اللہ کی عبادت کرینگے ' اپنے مال کو اسکی راہ میں خرچ کرینگے ' دنیا کو نیک کاموں کا حکم دینگے اور برائیوں سے روکیں گے - اور سب کا انجام کار اللہ ہی کے ہاتھوں میں ہے -

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے عروج اور وارث ارض ہونے کی اصلی علت یہ بیان کی ہے کہ وہ دنیا میں اعمال حسنہ انجام دیں گے ' اور پھر انکی تشریح کی ہے کہ وہ عبادت بدنی و مالی ' امر بالمعروف ' اور نہی عن المنکر ہے - پس فی الحقیقت حق کا اعلان اور گمراہی کا روکنا ایک ایسا فرض اسلامی تھا ' جسکو مثل نماز اور زکواۃ کے ہر مومن و مسلم پر فرض کر دیا گیا تھا ' اور دنیا میں اس امت کو خدا کی طرف سے یہ خدمت تفویض کی گئی تھی کہ حق کے قیام اور گمراہی کے

انسداد کا اپنے وجود کو ذمہ دار سمجھے اور ہر چیز کو گوارا کر لے مگر حق کی مظلومی کبھی اسکو برداشت نہو۔

یہ مرض عام تھا، کسی خاص جماعت کی اسمیں خصوصیت نہ تھی - امم قدیمہ کی گمراہی کا ایک بڑا سبب یہ تھا کہ یہ فرض ہمیشہ علما و روٴسائے دینی کے قبضہ اقتدار میں رہا، اور اسلیے جس وقت تک وہ خود حق پر قائم رہے، قوم بھی ہدایت پر قائم رہی، اور جب وہ گمراہ ہوگئے، تو قوم کی قوم بھی برباد ہوگئی - اسلام نے اسی مرض کا یہ علاج تجویز کیا کہ " امر بالمعروف " کو ہر مرد اُمت کا فرض قرار دیا، اور اسکی ذمہ داری پوری قوم پر پھیلا دی - یعنے ہر مومن جو اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کا اقرار کرتا ہے، بمجرد اقرار، اسکا بھی عہد کر لیتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کو قیام حق اور انسداد باطل کا ذمہ دار سمجھے گا، اور اسکی تمام قوتیں صرف اسلیے ہونگی کہ نیکی کی نصرت کریں اور برائی کو روکیں -

علاوہ اِن آیات کریمہ کے (صحیح مسلم) کی ایک مشہور حدیث میں - جس کو حضرت ابو سعید خدری نے روایت کیا ہے اور نیز نسائی، ترمذی، اور ابن ماجہ میں بھی بادنے تغیر مروی ہے - کس قدر واضح طور پر اس مرض کی تشریح فرمادی ہے:

من رای منکم	تم میں سے جو مسلمان کوئی خلاف حق بات
منکرا فلیغیرہ	دیکھے تو اسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ کے زور سے
بیدہ فان لم تستطع	اسکو دور کرے - اگر اسکی طاقت نہ پائے تو
فبلسانہ فان لم	زبان سے اُس کی برائی بیان کرے، اگر
تستطع فبقلبہ	اسکی بھی قدرت نہ دیکھے تو کم از کم دل ہی
وذالک اضعف	دل میں اسکو برا سمجھے - مگر یہ آخری
الایمان	صورت ایمان کا نہایت ضعیف درجہ ہے -

اسلام کی تعلیم کا اصلی عملی دور درحقیقت وہی اُسکا ابتدائی زمانہ تھا، جو افسوس ہے کہ بہت جلد ختم ہوگیا - یہ اسی مرض کی قوت تھی جس نے قرون اولیٰ میں تمام اسلامی سرزمین کو اعمال حسنہ کی حکومت سے نیکیوں کی ایک بہشت بنا دیا تھا، شیطان اُسوقت بھی آزاد تھا، جیسا کہ اب ہے، اور اسکے پاؤں میں بیڑیاں نہیں ڈالدی گئی تھیں، مگر یہ ضرور تھا کہ اسلام کی قوت عاملہ نے انسانی نفس کی بے اعتدالیوں کو گویا پا بزنجیر کردیا تھا، اور امر بالمعروف کے حکم سے کوئی باہر نہ تھا - ہر شخص یہی کرتا تھا کہ وہ " مسلم " ہے، اسلیے دنیا میں خدا کا قائم مقام، اور اسکا نائب ہے، بس دنیا کی ہر چیز اور ہر عمل کو اپنی آنکھ سے نہیں، بلکہ خدا کی آنکھ سے دیکھتا تھا، اور اپنی خواہشوں پر " مرضات اللہ " کو مقدم رکھتا تھا - ہم اُس زمانے کے حالات میں پڑھتے ہیں کہ ایک عورت نفس کے تسلط سے مجبور ہو کر زنا کے ارتکاب میں مبتلا ہو جاتی ہے اور اسکی کسی متنفس کو خبر نہیں ہوتی، مگر وہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آتی ہے اور اپنے زنا کا اقرار کرکے مجبور کرتی ہے کہ سنگسار کی جائے اور پھر انقضائے حمل کے بعد پورے عزم و استقلال سے آکر سنگسار ہوتی ہے - ہم کو اُس زمانے میں وہ ہزاروں انسان نظر آتے ہیں جو حق کے اعلان کی خاطر اپنے تمام عزیزوں کو چھوڑ دیتے ہیں، اور اللہ کی راہ میں اُن تمام سخت سے سخت مظالم کو ہنسی خوشی برداشت کرتے ہیں، جو باطل کے پرستاروں کے ہاتھوں انکو جھیلنے پڑتے ہیں - باپ نے اپنے بیٹے کو خلاف حق چلتے دیکھکر اپنے ہاتھوں سے سزائیں دی ہیں، اور بیٹوں نے اپنے والدین کے مقابلے میں تلوار اُٹھائی ہے - دنیا کے اختیار میں ہے کہ اُس عہد سے اعلیٰ تمدن، بہتر سار و سامان معیشت اور ترقی یافتہ علوم و فنون پیش کر دے، لیکن یہ قطعی ہے کہ اس زمانے سے بہتر وہ انسان نہیں دکھلا سکتی -

یہی لوگ تھے جنکی تعریف میں خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ:

اشداء علی الکفار،	کفر و ضلالت کے مقابلے میں نہایت سخت
رحماء بینھم	ہیں، مگر آپسمیں ایک مومن دوسرے مومن
(٤٩ ٢٩)	کیلیے نہایت رحم دل ہے -

انکی دوستداں اللہ کیلیے تھیں اور دشمنیاں بھی اللہ ہی کیلیے - انھوں نے اپنے نفس کی خواہشوں کو مٹا دیا تھا اور اسکی جگہ اللہ کی رضا جوئی کے ولولے کی انگیٹھی روشن کرلی تھی - " الحب فی اللہ والبغض فی اللہ " انکا معمور اعمال تھا، وہ ملتے تھے تو حق کی خاطر، اور کٹتے تھے تو صداقت کیلیے - پھر اس راہ میں نہ کسی کا خوف تھا اور نہ کوئی دنیوی طاقت انکو مرعوب کرسکتی تھی، کیونکہ انھوں نے اس مالک الملک سے صلح کرلی تھی، جس سے کائنات عالم کی ہر شے ڈرتی ہے، پس اب انکو کسی ڈرانے والے سے شکست کھانے کا خوف نہ تھا.

اذلہ علی المومنین،	ایمان اور صداقت کے سامنے نہایت عاجز، طر
اعزہ علی الکافرین،	آتے ہیں، مگر کفر و ضلالت کے سامنے نہایت
یجاھدون فی سبیل	معزز - اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور
اللہ ولا یخافون	پھر کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں
لومۃ لائم (٥ ٦١)	ڈرتے (کیونکہ وہ صرف اللہ سے ڈرنے والے ہیں)

اسی " امر بالمعروف " کے اصول کا نتیجہ وہ آزادی، راستگوئی، اور بے باکانہ حق پڑ رہی تھی، جسکے بے شمار نظائر تاریخ صدر اول کی تابناک لکیر ہے - سر زمین اسلام کا ایک ایک ٹکڑہ اور مدینے کی گلیوں کی ذرہ ذرہ عورتیں اعلان حق کی جو قوت اپنے اندر پاتی تھیں، وہ آج علم و دولت کی قوت کے متکبروں کو بھی نصیب نہیں - " امر بالمعروف " کی روح نے ایک ایسی زندگی ہر مسلمان میں پیدا کردی تھی کہ خلاف حق و صداقت عمل کو دیکھکر بے اختیار تڑپ جاتا تھا، اور پھر نہ تلوار اسکی زبان کو بند کرنے پر قادر تھی اور نہ حکومت کا تخت سطوت اسکی آواز کو دبا سکتا تھا -

دعوی امیہ کا استیداد و امر بالمعروف کے سد باب کا پہلا دن

ہمارا عقیدہ ہے کہ اگر قیامت کے دن دنیا کے ظالموں کی صف علیحدہ ہے کہ اگر قیامت کے دن دنیا کے ظالموں کی صف عام فساق و فجار سے الگ قرار دی جائیگی، تو ان میں سب سے پہلی صف یقیناً (بنی اُمیّہ) کی ہوگی - انہی ظالموں نے اسلام کی اس روح حریت کو عارضِ ظلم و استبداد کیا، اور اسکے عہد عروج اور نشو و نما کے وقت اسکی قوت نمو کو اپنے اغراض شخصیہ کیلیے کچل ڈالا - انکا اقتدار و تسلط، فی الحقیقت " امر بالمعروف " کے سد باب کا پہلا دن تھا - نہ صرف یہ کہ انھوں نے اسلام کی جمہوریت کو غارت کرکے اُسکی جگہ شخصی حکومت کی بنیاد ڈالی جو یقیناً اعتقاد قرآنی کی رو سے کفر جلی ہے، بلکہ سب سے بڑا ظلم یہ کیا کہ اظہار حق اور امر بالمعروف کی قوت کو تلوار کے زور سے دبا دینا چاہا، اور مسلمانوں کی حق گوئی کے ترقی کناں ولولے کو مضمحل کردیا - تاہم چونکہ عہد نبوت کا فیضان روحانی اور تعلیم قرآنی کا اثر ابھی بالکل زائل نہ تھا، اسلیے اگرچہ طرح طرح کی بدعات اور محدثات و معاصی کا بازار گرم ہوگیا تھا، لیکن پھر بھی " امر بالمعروف " کی آواز کی گرج کوفہ و دمشق کے ایوان و محل کو لرزا دیتی تھی - ساٹھ برس کی ایک بوڑھیا عورت سر دربار بلائی جاتی تھی اور (معاویہ) کے سامنے بے دھڑک اپنے وہ اشعار جوش و خروش کے ساتھ پڑھتی تھی، جنمیں نہ صرف

حضرت امیر علیہ السلام کے مناقب ہوتے تھے بلکہ کھلے کھلے لفظوں میں بنی امیہ کے فظائع و مثالب بیان کیے گئے تھے - عبد الملک جیسا با رعب و جبروت شہنشاہ مدینے آتا تھا تو اسکے دروازے سے گلیم پوش فقراؤ صعالیک نکلتے تھے اور در بدر دربار اسکو طالم دلاتے تھے - تاریخ میں ہم صدہا واقعات کے ضمن میں پڑھتے ہیں کہ (حجاج) کے سامنے اسکی بے دام تلوار رکھی رہتی تھی ' لیکن حاکموں موسن آتے تھے ' اور اسکی تلوار کو حقارت سے دیکھکر اپنی شمشیر حق گوئی سے خود اسکے دل کو مجروح کردیتے تھے -

عہد عباسہ اور علماے حق کی استقامت

بنی امیہ کے بعد انکی ہر چیز کے وارث عباسی ہوے ' اور گو حکومت کے استیلاؤ استبداد سے " امر بالمعروف " کا نشو و نما رک گیا تھا اور روز بروز اسکی قوت ضعف سے ضعیف تر ہوتی جاتی تھی لیکن تاہم اسلام کے قوم کے اندر اس اصول کی روح جس قوت کے ساتھ پھونکدی تھی ' اسکی ہلاکت کیلیے ایک مدت مدید درکار تھا - باوجود عجمی حکومت مستبدہ کی تعلدد ' اور قہر و استیلاے شدید کے جو آل عباس کو حاصل تھا (مامون الرشید) جیسے عظیم الشان ' اور (متوکل) جیسے طالم کے دربار میں آپکو صدہا اشخاص نظر آئینگے جنکو بحث تعداد کی عظمت و شوکت بھی مرعوب نہ کرسکی ' اور اپنی جانوں کو ہتھیلیوں پر رکھکر انھوں نے امر حق کا اعلان کیا - (مامون الرشید) کا استبداد جب مسئلہ (خلق قرآن) میں طالم و تشدد تک پہنچ گیا ' تو دارالخلافت بغداد میں علماے حق کی مظلومی نہایت درد انگیز تھی - لوگوں کو جبر و تشدد کے ساتھ مجبور کیا جاتا تھا کہ حدوث قرآن کا اقرار کریں ' اور جو انکار کرتے تھے انکو طرح طرح کی صعوبتوں میں مبتلا کیا جاتا تھا - جامع مسجد میں سواے جہمیہ و معتزلہ کے کسی کو حق نہ تھا کہ وعظ و ارشاد کرے ' اور جو شخص زبان سے قدم قرآن کا لفظ نکالتا تھا اسکی سزا موت تھی - لیکن با این ہمہ عدل ایسے جاں طلب اور خونریز موقعہ پر شیخ (عبد العزیز بن یحیی الکنانی) مکہ معظمہ سے چلکر بغداد تک صرف اسلیے آتا ہے تاکہ دار الخلافہ کی جامع مسجد میں خلق قرآن کے ابطال پر علانیہ وعظ کہے ' اور اس طرح گرفتار ہوکر مامون کی مجلس تک پہنچے ' اور پھر اس کے سامنے " امر بالمعروف اور نہی عن المنکر " کے فرض کو انجام دے - چنانچہ وہ بغداد پہنچکر عید جمعہ کے دن جامع (رصافہ) میں جاتا ہے اور بعد نماز کے ممبر پر سے پکار کر کہتا ہے :
" کلام اللہ مخلوق " !!

اسکی اس ہلاکت طلب جرأت سے تمام مسجد میں ہنگامہ بپا ہوگیا ' اور لوگوں نے کہا کہ یا زندگی سے بیزار یا مجنون و لا یعقل ہے - بالآخر (عمر و بن مسعدہ) رئیس الشرطہ (کوتوال شہر) کو فوراً اس واقعہ کی اطلاع ہوئی - اس نے آکر (عبد العزیز) کو گرفتار کر لیا اور اسکی خواہش کے بموجب دربار خلافت تک پہنچادیا - وہاں پہنچکر اس نے مجلس مناظرہ اور حضور خلیفہ کی درخواست کی ' اور مامون الرشید کی موجودگی میں اس عقیدے کے مفسادات کو ایک ایک کرکے بیان کیا - (جس شاء التفصیل فلیرجع الی الرسالۃ لہ المعنونۃ بما حدث لہ فی بغداد)

طہر الفساد فی البر و البحر

عباسیہ کے بعد فتنۂ تاتار کی غارت گری نے تاریخ اسلام کا ورق اولٹ دیا اور ایک وحشی قوم اسلام کے عرش حکومت کی مالک ہوگئی - عربی حکومت کے خاتمے کے ساتھ ہی دعوت اسلامی کے بقیہ قوا کا بھی خاتمہ ہوگیا تھا اور فتنہ و فساد ' جنگ و جدال ' حکومتوں اور قوموں کے تصادم اور دائمی کشت و خونریزی سے نفسانی اغراض و مظالم و عدوان کی فضا ہر طرف پھیل گئی تھی - سب سے بڑا فتنہ علماے سو کی کثرت اور علماے حق کی غربت تھی - خلافت راشدہ کے اختتام کے ساتھ ہی شخصی حکومت کی بنیاد پڑگئی تھی ' اور شخصی حکومت کی سب سے زیادہ قابل سمجھ امرا و رؤسا کی خوشامد اور مصاحبت کی رسم کا پیدا ہونا ہے ' جو دنیوی عزو جاہ کے حصول کا ذریعہ ' اور بادشاہ وقت کے تقرب و جلب توجہ کا وسیلہ بن جاتی ہے ' اور یہ سب سے بڑی دین و علم کی آزمایش ہوتی ہے ' جو بوجھل زنجیر بنکر طبقۂ (علما) کے پاؤں میں پڑجاتی ہے - پھر یہ طبقہ زر پرستی اور حصول عزو جاہ کی لعنت میں گرفتار ہوکر شیطاں کا سب سے بڑا مرکب فساد بن جاتا ہے ' اور دین و علم کو امرا و رؤساء کی ابلیسانہ خواہشوں کے تابع کر دیتا ہے - اسکا علم و مذہب اور وعظ و ارشاد حق کیلیے نہیں بلکہ طلب دنیا کیلیے ہوتا ہے ' وہ قوم کو حق کی طرف نہیں بلاتا بلکہ خود قوم کی ضلالت اور گمراہی کے ہاتھوں میں ایک کھلونا بنکر رہتا ہے - جس عقیدے اور تعلیم کو جلب قلوب اور امرا و رؤساء کی خوشنودی کا ذریعہ دیکھتا ہے ' بیان کرتا ہے ' اور جس کو انکے خواہشوں کا مخالف پاتا ہے ترک کر دیتا ہے - قرآن کریم نے علماے یہود کی سب سے بڑی مذمت یہی بیان کی تھی -

فخلف من	پھر بنی اسرائیل میں سلف صالح کے جانشین
بعدهم خلف	اور کتاب تورات کے وارث ایسے نا خلف ہوے '
ورثوا الكتاب '	جو احکام الہی کو اغراض دنیوی کیلیے تبدیل
يأخذون عرض	کردیتے ہیں اور حق کو چھپاتے ہیں - اسلیے کہ
هذا الادنى '	اسکے بدلے میں انہیں اس دنیاے دوں کا کوئی
ويقولون	ذلیل حصہ ملجاتا ہے ' اور اسپر طرہ یہ ہے کہ
سيغفر لنا '	باوجود اس کے کہتے ہیں کہ (ہم علما میں سے
وان يأتهم عرض	ہیں) اسلیے ہمارا گناہ تو معاف ہو جاے گا -
مثله يأخذوه ' الم	اور اگر پہلی چیز کی طرح کوئی اور دنیاوی
يؤخذ عليهم	چیز انکے سامنے آجاے تو پھر اسکے لینے کیلیے بھی
ميثاق الكتاب	طیار رہتے ہیں - کیا ان گمراہوں سے وہ عہد جو
ان لا يقولوا على	تورات میں مرقوم ہے نہیں لیا گیا ہے ' کہ " ہم
الله الا الحق	حق بات کے سوا دوسری بات خدا کی طرف
ودرسوا ما فيه '	منسوب نہیں کرینگے " ؟ پھر جو کچھ تورات میں
والدار الاخرة للذين	ہے وہ اسے پڑھچکے ہیں اور کچھ جاہل
يتقون افلا تعقلون ؟	ویسے خبر بھی نہیں ہیں -
(۷ ۱۶۸)	

باقی آیندہ

فہرست زرانہ ہلال احمر

— * —

(۸)

	باقی آنہ روپیہ
بدریعۂ جناب مے - حمید الدین صاحب پیش امام - جامع مسجد - اکوٹ - لوار	(۱) + ۱۰۱ ۰ ۸
جناب خورشید علی خاں صاحب - گنگوتم	- - ۲۶
جناب سید پیر نور الدین شاہ صاحب لڑکانہ - سندھ	- ۲ ۶
جناب طیر الدین صاحب - سلہٹ	- - ۱۰
میزان	- ۲ ۸۳۲

ناموران غزوۂ بلقان

" کچھہ آدمیوں نے آکر انکے سروں پر سفید چادر ڈال دی جو کھینچ کر انکے پیروں تک اوڑھا دی گئی "

ایک سرگذشت خونین

مترجم ارگریفک لندن

پندرھویں نومبر کا واقعہ کچھہ ایسا غم آلود تھا ' کہ میرے لوح دل سے شاید تمام زندگی میں بھی محو نہو - ہمارے مرنے کے بعد ہماری نسلیں اسلام کے ایسے شجاعوں ' اور یلعاریا جیسے طالموں (یوروپین تہذیب کے تدنام کرنے والوں) کے کارناموں کو پڑھ پڑھ کر دست تاسف ملیں گی - یہ وہ زمانہ ہے کہ اس میں حریت وسلم کی ایسی زندہ مثالوں کا ہونا نہایت ہی حیرت انگیز ہے - ترکوں کے اندر اب بھی وہی قوت ' وہی حرش ' وہی حب الوطنی موجود ہے جو اب سے صدیوں پیشتر ان کے آبا و اجداد کی صورت میں ظاہر ہوئی تھی - اس جنگ نے ترکی کے گذشتہ کارناموں کو سطح زمین پر پھر ایک مرتبہ زندہ کر دکھایا ہے -

* * *

دوپہر ڈھل چکی ہے ' اور شام ہونے میں کچھہ زیادہ دیر باقی نہیں ' آفتاب مغرب کی جانب اپنی لمبی لمبی زرد کرنیں آنے والے انسانوں کے اوپر ڈال رہا ہے - میری طبیعت نے یکایک انگڑائی لی اور میں چاہا کہ باہر چلوں - یہ وہ وقت تھا کہ مصطفی پاشا پر بلغاریوں کا قبضہ ہو چکا تھا - جانے جاتے معجکر مصطفی پاشا کی نیلی سڑک کے کنارے لوگوں کا ایک ہجوم دکھائی دیا - میرے دل میں بھی اس کے دیکھنے کا شوق گد گدایا - یوں تو جنگ میں ہزاروں حادثے ناگہ ہوتے ہیں اور اسکا کبھی خیال بھی نہیں ہوتا ' مگر یہ واقعہ ایسا نہ تھا ' کہ اسکو یوں ہی چھوڑ دیا جائے - بلغاریوں نے دو ترکوں کو اس حرم میں گرفتار کیا تھا کہ ان کے ہاتھہ جوں آلود پائے گئے تھے اور ان کو یہاں تھوڑی دیر کے بعد پھانسی دی جانے والی تھی - ایک طرف تو ان کو پھانسی پر چڑھانے کا سامان کیا جا رہا تھا ' دوسری طرف بلغاری گروہ انتقام کے جوش میں اسطرح بے چین تھا ' گویا وہ تمام بلغاریوں کا جوں آج ہی ان دو ترکوں سے وصول کر لیں گے - مجھہ جیسے آدمی کے لیے جسکی زندگی میں اس سے پیشتر کبھی ایسے نظارہ کے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا ' یہ واقعہ نہایت ہی بھیانک اور ہیبت ناک معلوم ہوتا تھا - یہ ایک ایسا پر اثر اور سبق آموز واقعہ ہے جو مجھکو اپنی زندگی بھر کبھی

(۱) رحم کرنے کیلیے بوڑھا ترک ہاتھ کھول رہا ہے -

(۲) دونوں ترک اپنا جرم جرم جن رہے ہیں -

(۳) بوڑھا ترک رحم کر رہا ہے -

(۱) رکوع میں جھک گیا ہے -

(۲) پھانسی کی طیاری

(۳)
در سعدۂ کہ سرنہ رتی میسود جدا
در کشور رنقاں گنہش نام کردہ اند

صفحه‌دوم‌س سمت‌ص

ماشین طرحه شوره کرک ماه بدن پژه مالیک ۰ (۱) اچم - اسفریدن موکوکرچ - ها ن دزد سرزنا (۲) حدل قاشقیر اسد مدد کرارز اسقات دوان - (۳) شکل ماهی‌چاها - صفر دولی تزیی - (۴) اچم - اسکرلندس سالن دزد عالجده دولت - (۵) قانونگذاشت جز سدرتی سردفتری ماداد ه (۶) اچم - انجرسیونگچ - چرسپیدنده - اسکر پختنا سرکوا - (۷) حدل ماژوزچ اسرا سقات اوزاچ کرلی ساه سرکوا - (۸) اچم - چرکوزچ سالق دزد قسطنطنیه ساعدت نکرد - (۹) ته ولی‌عهدی سالن دزد عالجده دلماکرده - (۱۰) اچم سطوکرلی قزچرلسه دلماکرده (۱۱) رکتیه هاتفا دزدرسدسرات قزیی (۱۲) اچم دوتر ملکرس دزدرا عظم چوزان (۱۳) اچم - کنالچیس دزدرلسن دولت (۱۴) اچم - معجسکرچ‌سالق دزدرا عظم ساقیی کرد -

نہیں بھولتا - اس سے پیشتر میں ان دونوں کے حالات سن چکا تھا جو بلغاری سنگین حفاظت کے اندر مصطفی پاشا لائے گئے تھے - وہ دونوں بردی تھے اور شہر بھر میں بہادری کے لئے مشہور - ان میں سے ایک نے جو دوسرے سے کسقدر سن رسیدہ تھا ایک معرکہ میں تینتیس دشمنوں کو قتل کیا تھا اور دوسرے نے بھی اسیطرح اسکا ساتھہ دیا تھا - اس وقت ان کا جرم صرف اسقدر تھا کہ انھوں نے بعض بلغاریوں کو جو ان کے گھروں میں لوٹنے کے لیے گھس آئے تھے' قتل کر دیا تھا - ان کے لئے پھانسی اسی ویران باغ کے مضبوط درخت کی شاخوں میں لٹک رہی تھی - درخت کے نیچے ایک سیڑھی لگائی گئی تھی - ایک پھندے کے نیچے چند خالی بکس بے ترتیبی سے جمع کر دیے گئے تھے - دوسرے پھندے کے نیچے کی جگہہ خالی تھی مگر آخری وقت ایک الماری' جس کے پائے اور آئینے ٹوٹ گئے تھے' لا کر رکھدی گئی تھی - اس مجموعہ میں تماشائیوں کے جمعہ علاوہ ترکی گرامر اور نامہ نگاروں کے بھی موجود تھے - ایک سپاہی نے اپنی تلوار نکال کر سامنے کی ان شاخوں کو جو ترکے کندھے کے سامنے اس خوفناک اور حزب انگیز نظارہ کا پردہ لینے سے مانع تھیں' صاف کر دیا - میں نہیں کہہ سکتا کہ اس میں کیا ایسی دلچسپی تھی جو آدمیوں کو سردی دلا رہی تھی کہ مطلوموں کو دم بھر لے ایک نظر دیکھہ لیں ؟ گو میرا ارادہ جانے کا ہوا' مگر آنے والے شور و ہنگامے کو سنکر میں پھر چند لمحوں کے لئے وہاں گیا - پیشتر اسکے کہ میں اس شور و ہنگامے کی وجہہ کسی سے دریافت کروں' یکایک ایک خاموشی چھا گئی اور ان گرفتار مگر بہادر اور سر بکف بندوں کو لایا گیا - ان کی مشکیں کسی ہوئیں' اور پیروں میں بیڑیاں تھیں' جو صرف اس قدر ڈھیلی تھیں کہ وہ مشکل سے چل سکتے تھے -

انکو اس بیدردی کے ساتھہ سنگینوں کی طرف دھکیل دیا گیا' گویا وہ انسان ہی نہ تھے - لیکن جب وہ میرے نزدیک پہنچے' تو مجھکو انکی اس ہمت پر سخت تعجب ہوا جو اسے باوجود اپنی قسمت کے آخری فیصلہ کے معلوم کر لینے کے ظاہر ہو رہی تھی - ان میں سے ایک ضعیف آدمی تھا جسکی داڑھی اور سر کے بال پک گئے تھے - اسکی گردن کسیقدر موٹی' اور سینہ چوڑا تھا - اسکے ساتھی کی عمر بھی پچاس سے کم نہ تھی' گو دیکھنے سے بوڑھا معلوم نہیں ہوتا تھا - اسکا قد لمبا' چہرہ کسی قدر لاغر' اور ستا ہوا تھا - اسکے چہرہ سی کالی داڑھی تھی تھی - یہ دونوں ترکی ٹوپی پہنے ہوئے تھے - اور انکے لباس سے ظاہر ہوتا تھا کہ کوئی بڑے زمیندار ہیں -

* * *

اسمیں تو اب شک نہیں تھا کہ وہ اپنی قسمت کے فیصلہ پر شاکر ہیں - ان دونوں نے ان لاشوں کی طرف جو درخت میں لٹک رہی تھیں غور سے دیکھا' لیکن وہ بالکل نہیں جھجکے' بلکہ انکے چہرے ویسے ہی ہیں شاداب اور شگفتہ نظر آتے تھے' جیسے اس شخص کا چہرہ' جسکو نہیں ہو کہ اب اسکی مصیبتوں کا خاتمہ نزدیک ہے - اسکے بعد انھوں نے اپنے چاروں طرف مجموم' لوٹ کے کمرے' اور بے رحم سپاہیوں کو دیکھا' جو انکو ہر طرف سے گھیرے ہوئے تھے - ایک افسر نے اُن الزاموں کو جو ان پر لگائے گئے تھے سوا کا حکم پڑھکر سنایا - یہ کاغذات نہ تھے بلکہ ایک کئی صفحہ کی مفصل داستان تھی' اور اسکا دہرانا ایسے وقت میں جب کہ ہر آدمی آخری فیصلہ کے منتظر ہوں مجھکو نہایت درد انگیز معلوم ہوا - ابھی نہ ختم ہی ہوا تھا کہ ایک دوسرے افسر نے آگے بڑھکر ترکی زبان میں دریافت کیا " اب تم کیا مانگتے ہو ؟ " دونوں نے یک زبان ہوکر جواب دیا " صرف ایک خواہش یعنی ہمکو نماز ادا کرنے کی اجازت دیجائے " انکو پانچ منٹ کا وقفہ دیا گیا - مدعا یہ تھا کہ ان آدمیوں کو نماز کے پڑھنے میں پندرہ منٹ سے کم نہ لگے - انکی بیڑیاں کاٹ دی گئیں اور انھوں نے اپنے فرائض کی ادائگی میں ایسا اطمینان ظاہر کیا' گویا وہ سب کو ارام کرنے کا انتظام کر رہے ہیں تا نہایت اسطرح جیسے کوئی آدمی کام پر جانے سے پیشتر صبح کے وقت فرصت میں آرام کرتا ہے - اتفاقاً مجھکو اس بوڑھے کے دیکھنے کا کافی موقعہ ملا - یہ میری زندگی میں پہلا وقت تھا کہ ایسے وحشت انگیز ظالم و ستم کے عین آلود نظارے میرے سامنے ہے - اس وقت طبیعت بزرگ نے جسپر سنگین حرائم کا الزام لگایا گیا تھا دلی اطمینان اور قلبی رغبت کے ساتھہ نماز کی تیاری شروع کی -

جوتے اتار کر اسنے پہلے اپنا منہہ' پھر ہاتھہ' اور پھر پاؤں نہایت احتیاط کے ساتھہ اچھی طرح دھوئے اور سب کے بعد تازہ پانی سے کلی کی' پھر وہ ہاتھہ کانوں تک لیگیا' جو مشرقی اقوام کا دستور ہے اور جسکی مثال ہمکو پرانی تصاویر سے ملتی ہے جو انکی مذہبی غرض سے کھینچی گئی ہیں (یعنی ہاتھہ کانوں تک لیجا کر تکبیر کہی اور نماز شروع کی' اللہ اکبر کی صدا سے نامہ نگار کو اذان کا دھوکا ہوا اور اسی لیے آگے چلکر اس نے اپنے حرکت کو اذان سے تعبیر کیا ہے - الہلال)

* * *

اب وہ اذان دینے کے بعد ہاتھہ باندھکر کھڑا ہوا' پھر کچھہ دیر کے بعد زمین پر بیٹھکر سجدہ کرنے لگا - ایک افسر ہاتھہ میں گھڑی لئے ہوئے مدت گن رہا تھا' پیشتر اسکے کہ وہ بوڑھے کو وقت ختم ہونے کی اطلاع دے' بوڑھا سلام پھیر کر خود کھڑا ہوگیا' اور خود ہی پھانسی والے درخت کے نیچے چلا گیا - اسنے اپنی چاندی کی انگوٹھی اتار کر حفاظت سے زمین پر پھینک دی گویا دولت کی اسکے سامنے منی سے زیادہ قدر نہ تھی - پھر چند قیمتی چیزیں' ایک گھڑی' ایک جاندی کا بکس' اور ایک سگرٹ ہولڈر ایک نوجوان افسر کو دیدیا جو اسکے پاس ہی کھڑا تھا - انک افسر نے پکارا " کوئی ہے جو عمدہ پھندہ دینا جانتا ہو " - اس آواز کے سنتے ہی دو دھقانی باغ کی پشت کی جانب سے مسکراتے ہوئے نکلے' اور ان مدائحوں کو مضبوط باندھکر اپنی عقل اور مشق جلادی کا ثبوت دینا چاہا -

* * *

مجھکو سخت تعجب ہے کہ ان دونوں بہادروں کے لبوں سے نہ تو کوئی چیخ کی آواز نکلی اور نہ کوئی دوسری قسم کی آواز سنی گئی - میں نے انکے چہروں کی انک آخری جھلک دیکھی' جس سے سنجیدگی اور قائم مزاجی کے آثار ہویدا تھے' اور جو نا بحود اپنی عمردہ ہیئت کے خوبصورت نظر آتے تھے - مجھکو دل ہی دل میں انکے گناہوں کو پھر دوہرانا پڑا' تاکہ اس رحم و درد کا جوش کم پڑجائے' جو میرے دل میں ان دونوں بہادروں کے لئے موجزن تھا - انکی سکلیں شہید بزرگوں کے مانند معلوم ہوتی تھیں - اور انکے چہروں سے پاک موت کا سکون ہویدا تھا - کچھہ آدمیوں نے آکر انکے سروں پر سفید چادر تابوت جو کھینچکر انکے پیروں تک اوڑھا دی گئی اور اب وہ مثل خاموش تصویر کے پہلے سے زیادہ خوفناک اور حضرت انگیز معلوم ہوتے تھے - اسی وقت میں بھی جبکہ اوپر تاریکی چھا گئی' اور موت اسے اسقدر قریب تھی' انکی زبان سے کوئی لفظ نہیں نکلا گیا - چند لمحوں کے بعد دونوں جسم تکتے ہوئے دکھائی دینے لگے - کئی مضبوط آدمی انکے پیر پکڑ کر انکے ساتھہ جھولنے لگے تاکہ جاں نکلنے میں دیر نہ ہو - میرے خیال میں انکی جاں نکلنے میں کچھہ بھی دیر نہ ہوئی گو اس جوان آدمی کی لاش بوڑھے کی نسبت زیادہ تر پھڑکتی ہوئی دیکھی گئی - الغرض اسطرح ان دونوں کی زندگی ختم ہوگئی -

مقالات

تاریخ کی بازگشت

— * —

بیسویں صدی میں پھر جنگ صلیبی

کا اعلان

اور

عام نہاد ے تعصب یورپ کی ہمدردی

— —

(مقتبس از المنار مصر)

— * —

لوگ تجربہ کہتے ہیں کہ ہم اُس بیسویں صدی میں ہیں جسمیں انسان ریدۂ زندگی کی سب سے بلند تر سنوھوں تک پہنچگیا ہے' جسمیں مساوات' عدل' علم' تمام عالم میں پھیلگیا ہے' جسمیں امراض اجتماعی کے فساد کن جراثیم کا استیصال کر دیا گیا ہے' جسمیں علامی اور بردہ فروشی' کا انسداد ہوگیا ہے' جسمیں انسان کا حدۂ رحم قومی سے قومی تر ہوگیا ہے' جسمیں انسانیت پرستی' امن دوستی' اور جنس نوازی کے اصول لوگوں کے سامنے مجسم ہوکے آگئے ہیں' جسمیں قلب انسانی سے تعصب مذھبی مٹگیا ہے' جسمیں مذھبی رواداری کا اصول ایک عملی قانون کا حکم رکھتا ہے' اور جسمیں ہر شخص دوسرے کے مذھب کا احترام کرنے لگا ہے -

مگر کیا یہ صحیح ہے ؟ واقعات اسکا جواب نفی میں دیتے ہیں - صلیبی جنگ کو سات سو برس ہوچکے ہیں' اس عرصہ میں یورپ علوم و معارف میں بہت آگے بڑھگیا ہے' لیکن کیا ہمہ کہا یورپ اپنی قدیمی مسیحی خصوصیات اور اسلام کے مقابلہ میں اپنا دیرینہ مرکز بھولگیا ہے ؟ کیا یورپ اپنے حریف دیرینہ سے غافل ہوگیا ہے ؟ کیا آج یورپ اس مرکز سے ایک انچ بھی ہٹا ہے جس پر وہ جنگ صلیبی کے عہد جہالت میں تھا ؟

مسلمانو ! یقین کرو کہ چاہے تم اسلام سے غافل ہوجاؤ' مگر عیسائیت کبھی اس سے غافل نہیں رہیگی - تم عیسائیوں کی سلم رائیاں بھول جاؤ' مگر وہ تمہاری بے التفاتیاں نہیں بھولینگے - تمہارے رحم اچھے ہوجائیں' مگر تمہارے لگائے ہوئے چرکوں کو وہ ہمیشہ ہرا رکھینگے - ایران و طرابلس میں عیسائیوں کی خونریزی' غارتگری' عصمت دری' تم بھول جاؤ' مگر عیسائی' فلسطین' شام' اور مصر وہ کو نہیں بھولینگے' اور میں کہتا ہوں کہ چاہے اندلس و طرابلس کی مہدم مسجدوں کو تم بھلادو' مگر عیسائی ہمیشہ جامع ایا صوفیا اور بیت المقدس کو یاد رکھینگے -

اسلئے اے اخوان عقلب شعار ! یاد رکھو کہ جب تک زندہ ہو' تم چاہو یا نہ چاہو' مگر تمہیں ہمیشہ عیسائیت سے معرکہ آرا رہنا پڑیگا -

میں یہ نہیں کہتا کہ تم عیسائیوں پر دست درازی کرو' میں یہ نہیں کہتا کہ تم خواہ مخواہ جنگ آرائی کرو' بلکہ میں کہتا ہوں کہ یہ کبھی نہ بھولو کہ تم توحید کے امانت دار ہو' قرآن کریم کے محافظ اور بیت ابراھیمی و روضۂ نبوی کے پاسبان ہو' اسلیے تمہیں ہر وقت ایک ناگزیر جنگ کے مقابلہ کے لئے طیار رہنا ہے' جو جلد یا بدیر تمہاری اور تمہارے مقدس مذھب اور نیم باقی سیاسی ہستی کی پامالی کے لئے ضرور کی جائیگی' یعنی میں تم سے صرف یہ کہتا ہوں کہ ہمیشہ " جنگ دفاعی " کے لئے تیار رہو اور اِس ایک کو ہر وقت پیش نظر رکھو کہ واعدوا لہم ما استطعتم من رباط الخیل - جسقدر تم سے ہو سکے (سپاہیانہ خوب سے اور طیار گھوڑوں کے باندھے رکھنے سے کافروں کے مقابلے کیلیے طیار رہو)

برادران ملت ! صحیح اسوقت - موجودہ نامبارک حالات کی تفصیل اور تمہارے درخشاں ماضی سے انکے موازنہ کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی - تم خود جانتے ہو کہ ابی خلافت کسقدر پر آشوب ہو رہا ہے' اور کارواں اسلام کے آخری منزل کے لئے دشمنان اسلام کیا کیا سازشیں کر رہے ہیں - میں ماضی و حال کا سوال جمہور کے مستقبل کا سوال پیش کرتا ہوں - میں نہ کہتا چاہتا ہوں کہ خلافت اسلامیہ کے موجودہ مصائب ہنگامی واقعات نہیں ہیں' بلکہ اسلام کی آیندہ سیاسی موت و زیست کی فیصلہ کن کشمکش ہے - یہ سنبھالا ہے' جو مریض اسلام لے رہا ہے' اگر بچگیا تو پھر آگے ایک شاندار مستقبل ہے' ورنہ یہودیوں اور پارسیوں کی طرح محکومی' غلامی' اور ذلت کی ایک غیر معلوم الحد طویل زندگی ہے جس سے اسوقت کی شریفانہ و با عزت موت درجہا بہتر ہے -

اسلئے ضرورت ہے کہ تمہارا نشۂ غفلت اُتر جائے - تمہارے تمام قویٰ بیدار ہو جائیں' تمہارے خون میں حرکت' تمہاری رگوں میں جنبش' اور اسلام کے دئے ہوئے شراروں میں پھر شعلہ باری پیدا ہو جائے -

تم کو یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ یورپ در اصل مقدونیہ کی اصلاح چاہتا ہے' کہ وہ کہ بلغاریا' سروبا' اور مانٹی نگرو اسکے لئے ضروری نہیں - مانٹی نگرو محض ایک وحشیوں کا گروہ ہے - بلغاریہ انتظامی معاملات میں دولت عثمانیہ سے بدتر نہیں ہے' اور سروبا تو محض سوروں کا ایک گلہ ہے - لیکن کیا میں ہمہ یورپ کو ریاستہائے بلقان سے کیوں ہمدردی ہے ؟ اسکے جواب کے لئے میں ایک انگریزی اخبار (پال مال گزٹ) کا یہ نوٹ پیش کردینا کافی سمجھتا ہوں کہ " ہماری آرزو ہے کہ ہم بلقان کے عیسائیوں کو اس عرش سلطنت (دولت عثمانیہ) کو الٹتے ہوئے دیکھیں' جو پندرھویں یا سولھویں صدی میں پیدا ہوئی تھی " - اس لئے اب مسلمانان عالم کو یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ دولت عثمانیہ سے یورپ کی تمام جنگیں خالص صلیبی جنگیں ہوتی ہیں' گو مسلمانوں کی پراگندگی کے خیال سے انکو محض ملکی جنگ کہا جاتا ہے -

صلیبی یورپ کے واسطے' جو اپنے ہم مذھبوں کی ترقی کے لیے سدراہ ہونا نہیں چاہتا' یہ ضروری ہے کہ وہ مسلمانوں کے مقابلے میں اپنے ہم مذھبوں کی اس حد تک معاونت کرے' جس حد تک کہ اسکے شخصی منافع و مصالح کو صدمہ نہ پہنچے' اس لیے اس سے یہ امید نہ رکھنا چاہیے کہ وہ کبھی بھی ایک مسلم اور ایک عیسائی کو ایک نظر سے دیکھیگا - تم نے سنا ہوگا کہ مسیحی سلطنتوں کے مقابلہ میں بعض دول یورپ نے در ایک دفعہ دولت عثمانیہ کی مدد کی ہے' مگر اسکو دولت عثمانیہ کی مدد کہنا' مسلمانوں کی سادہ لوحی اور بعض اسلام فروشوں کی مرہب کاری ہے - میں تم کو بعد دلاتا ہوں کہ یہ مدد اپنے دیرینہ کینہ کا

انتظام نا اپنے آئندہ مصالح کا خط ما تقدم تھا - وہ اس خطرہ کا سد باب تھا ' کہ کہیں انکا حریف اسلامی ممالک پر حکمرانی میں سبقت نہ لیجائے - اور اگر یہ نہ تھا تو میں پوچھتا ہوں کہ وہ ہاتھہ جو کل دولت عثمانیہ کے ہاتھہ میں تھا ' آج اسکے شدید ترین دشمن کے ہاتھہ میں کیوں ہے ؟ وہ ہاتھہ جو کل اسلام نوازی کے نام سے حامی اسلام کی دستگیری کے لیے اٹھا تھا ' آج دشمن اسلام کی پیٹھہ کیوں تھپتک رہا ہے - ؟

یورپ کی بڑی بڑی سلطنتوں کے ماتحت صدہا مسلمان آباد ہیں ' وہ ان عیسائیوں سے کہیں زیادہ مصائب و آلام کا شکار ہو رہے ہیں ' جو دولت عثمانیہ کی عیسائی رعایا کی بابت بیان کیے جاتے ہیں ' مگر آہ ! مدھبی و ملکی آزادی کے مسیحی صرف وہ لوگ سمجھے جاتے ہیں ' جو یسوع مسیح کی بادشاہت میں داخل ہیں ' اس لیے عیسایوں کی آزادی کے لیے تمام یورپ تیار ہوجاتا ہے ' مگر مسلمانوں کی آزادی کے لیے اسلامی سلطنتیں تو ایک طرف خود مصیبت کش مسلمان بھی حرف شکایت زباں پر نہیں لاسکتے - یورپ کے موجودہ طرز عمل نے یہ ثابت کردیا ہے کہ یورپ کی موجودہ جنگیں اس عظیم الشان سازش کا نتیجہ ہیں ' جو آخری بقیہ اسلام کے اتلنے کے لئے عرصہ دراز سے کی جا رہی ہے ' اور اس لیے کہ ارادہ سلطانیہ (عثمانی شاہی اعلان) میں یہی ظاہر کیا گیا ہے ' کہ یہ جنگ محض سیاسی جنگ ہے ' لیکن سمجھے یہیں ہے ' اور میں تمام مسلمانان عالم کو یہیں دلاتا ہوں کہ نہ جنگ خالص مدھبی جنگ ہے ' اور یہ جنگ عیسائیت کی اس قدیمی عداوت کا نتیجہ ہے ' جو اسکو اسلام سے ہے - صرف نہ یہیں نے وجہہ نہیں ہے بلکہ اس بنا پر ہے کہ شاہ بلغاریا نے اعلان جنگ کے وقت اپنی فوج کو مخاطب کرکے کہا تھا : " آل عثمان کی عیسائی رعایا کے مصائب و تکالیف سے سے ہماری فوج میں غیظ و غضب کی آگ بھڑک اٹھی ہے ' اور ہمارے ان مدھبی اور جنسی بھائیوں کی مدافعت کے تمام پرامن طریقے ختم ہوچکے ہیں - نہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کی آہیں سنیں ' اور ہمارے دل پر چوٹ نہ لگے ' چونکہ ہم کو اپنے لشکر پر اور اپنی قوت پر اعتماد ہے ' اسلیے ہم اپنی فوج کو حکم دیتے ہیں کہ اس پرانے دشمن سے جنگ آزما ہو - ہماری مقدس جنگ رحم و انسانیت کی راہ میں ہے ' اے میرے بہادرو ! تمہاری یہ جنگ مقدس صلیبی جنگ ہے ' ہاں ! بہادرو ! صلیب کی برکتوں میں آگے بڑھو ! انصاف کا دیوتا تمہاری ضرور مدد کریگا " اعلان جنگ کے بعد گرجوں میں گھنٹوں کے بجنے کا حکم دیا گیا ' اور پادریوں نے لڑنے والوں کے لیے فوری رحمت و برکت کی دعا مانگی - شاہ سرویا نے بھی اعلان جنگ کے وقت فوج سے یہی کہا - تمام سرویا کے گرجوں میں گھنٹے بجائے گئے ' اور دعائیں مانگی گئیں - شاہ یونان نے بھی فوج کے سامنے اسی قسم کی ایک تقریر کی -

یونان کے وزیر خارجہ نے اپنی ایک تقریر میں کہا : " یونان کی صلیبی جنگ اسلیے ہے ' کہ ہمیں کی مدد کیجائے اور اسکو ایشیائی سلطنت (دولت عثمانیہ) کی محکومی سے آزاد کیا جائے ' جس نے رائفا تک پہنچکے تمام یورپ کو ڈرا دیا تھا ' اور جو تمام ان قوموں کے کاندھوں پر ایک نا گوار بار ہے ' جو فاتح قوم سے زیادہ تمدن و آزادی کی شائق ہیں " -

انگریزی قوم کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ سلامتی ذوق و صفاء قلب میں تمام اقوام یورپ سے آگے ہے ' اور اسکا نیم سرکاری اخبار (ٹائیمز) تو یہاں تک کہتا ہے کہ " اسلام کا قوی ترین مدافعت کرنے والا صرف انگلستان ہے " !!

لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس قوم کا وزیر اعظم مسٹر (گلیڈسٹون) کہتا ہے " یہ کتاب (قرآن حکیم) مسلمانوں کے ہاتھہ سے لیکے جلا دینی چاہیے ' یہ کتاب جب تک مسلمانوں کے ہاتھہ میں رہیگی تبدیل نہ اشخاص تمام ترقیوں اور اصلاحوں کے مخالف اور عیسائیت کے دشمن رہینگے "

انگریزی اخبارات عموماً آجکل لکھہ رہے ہیں کہ " اسلام میں کوئی خوبی نہیں - اور نہ اسلام سے کسی قسم کی اصلاح کی امید رکھنا چاہیے " تہت سے اخبارات نہایت ہیجان انگیز و بے اصل واقعات شائع کر رہے ہیں - اور بعض تو شاہ بلغاریا سے بھی زیادہ سخت مضامین لکھہ رہے ہیں ' (پال مال گزٹ) تو صاف صاف کہتا ہے : " بیشک ہماری راے اور فکر عام راے یہی ہے ' کہ ہم کو اپنے مدھبی بھائیوں کی ضرور مدد کرنا چاہیے - بیشک ہماری تمنا ہے کہ ہم اپنے بلقانی عیسائی بھائیوں کو دیکھیں کہ وہ اسی طرح ایشیائی تحت سیادت کو اتلت رہے ہیں ' اور خوف و مشوش یورپ کو مسلمانوں سے پاک کر رہے ہیں ' جسطرح کہ انکے بھائیوں نے اندلس کو عربوں سے پاک کیا تھا " - انگلستان میں اسلام کے خلاف خوش صرف اخبارات یا پبلک تک ہی محدود نہیں ہے ' بلکہ سیاسی و مدھبی حلقوں میں بھی موجزن ہے - چنانچہ مسٹر لوید جارج ' اور مسٹر (ماسٹر مین) وزیر مال (وسٹمنسٹر) میں رہاسہاے بلقان کی حمایت کے لیے ایک انجمن قائم کی ہے ' جسکے ممبر پارلیمنٹ کے ممبر ہیں - اس انجمن میں یہ طے کیا گیا ہے کہ " بلقان اس جنگ میں حق بجانب ہے ' بشرطیکہ خواہ کچھہ ہو مگر مقدونیہ ضرور آزاد کر دیا جائیگا " - یہ بھی طے ہوا کہ پبلک میں ہیجان عام پیدا کرنے کے لیے ایک عام جلسہ کیا جائے " -

(مسٹر ناکل نکائن) ممبر پارلیمنٹ (صوفیا) گئے اور بیان کیا کہ تمام انگریزی قوم کو بلقان کے ساتھہ اس جنگ میں ہمدردی ہے ' اور بہت سے انگریز بطور والنٹیر کے میدان جنگ میں آنے والے ہیں -

پادریوں نے اتوار کے دن عام طور پر بلقان کی فتح و نصرت کے لیے دعائیں مانگیں - (بشپ آف ساوتھہ ویلس) نے (نائنٹیتھ) میں ایک تحریر کی ' جسمیں انہوں نے کہا. " مقدونیہ کے عیسائیوں کی جو دلدوزی و آلام رسیدگی اب ناقابل برداشت ہوگئی ہے - ضرورت ہے کہ اعلان جنگ ہو جائے ' لہذا آج کا دن اعلان جنگ کا دن ہے " -

انگریزی قوم نے (جسکو مسلمانوں کے جذبات کے احساس اور دولت عثمانیہ سے مخلصانہ دوستی کا دعوی ہے !!) ایسے وقت میں جب کہ تمام عالم کے مسلمانوں کے دل زخمی ہو رہے ہیں ' انکے جذبات کی بالکل پروا نہیں کی ' اور کیوں کرتی ' جب کہ مسلمانوں نے وہ طریقہ نہیں اختیار کیا جس سے کسی قوم کے جذبات کا لحاظ کیا جاتا ہے -

انگلستان کے اس اخلاقی و دولی اثر کے لحاظ سے جو اسکو حاصل ہے ' یہ بالکل ممکن تھا کہ وہ اس جنگ کو نہ ہونے دیتا ' مگر اس نے اسکے لئے ذرا بھی کوشش نہیں کی -

انگریزی قوم کو یاد رکھنا چاہیے کہ اسوقت ۸۰ میلین مسلمان انگریزی سلطنت کے زیر حکومت ہیں - وہ اپنے خواب گران سے بیدار ہو رہے ہیں ' واقعات کے ہاتھہ ' نیندوں پر پڑے ہوے پردوں کو چاک کر رہے ہیں ' اور وہ اخلاص و نفاق میں فرق سمجھنے سے اب عاجز نہیں ہیں ' اسلئے اسکا فرض ہے کہ اس کوزانہ عداوت سے احتراز کرے ' اور وہ وقت نہ آنے دے جب اسکے " حلاف اسلام " خروش کی وجہہ سے مسلمانوں میں ایک ہیجان عام پیدا ہو جایگا -

مراسلہ

موجودہ جنگ سے مسلمانوں کو یہ سبق حاصل کرلینا چاہیے کہ انگلستان صرف اُس قوم کے جذبات کا پاس کرتا ہے جو اپنی زندگی کا عملی ثبوت دیتی ہے ' یا جسکے جذبات کے پاس کرنے سے اسکے مصالح کو فائدہ پہنچتا ہے - پس اگر مسلمان چاہتے ہیں کہ انکے جذبات کا بھی خیال کیا جائے' تو انکا فرض ہے کہ سلطنت برطانیہ کی دیگر محکوم قوموں کی طرح اپنی زندگی کا بھی عملی ثبوت دیں اور اپنی سیاسی قوت کے اعتراف پر اسکو مجبور کردیں -

اے برادران اسلام ! تم کو معلوم ہے کہ اندلس کے مسلمانوں کا کیا حشر ہوا ! تم کو معلوم ہے کہ کسطرح مسجدیں ڈھائی گئیں' مسلمان جبراً عیسائی کیے گئے ' اور جو عیسائی نہیں ہوے' وہ جلائے گئے !! یہ سچ ہے کہ اس وقت تمہارے ساتھ یہ سلوک نہیں ہو رہا ہے ' مگر تمہیں کیونکر اطمینان ہو گیا کہ جب تمہاری سیاسی ہستی کا بالکل خاتمہ ہو جائیگا اور دنیا میں کوئی آزاد اسلامی سلطنت نہیں رہیگی ' تو اسوقت ایسے لوگ پیدا نہیں ہونگے ' جو مسٹر (گلیڈسٹون) کے حکم کی تعمیل کریں ؟ نیز ایسے لوگ پیدا نہیں ہونگے ' جو (پال مال گزٹ) کی تمنا پوری کریں ؟ ؟

اتحادی عیسائیوں نے مفتوحہ ممالک میں مسلمانوں اور یہودیوں پر جو ستمرانیاں اور سفاکیاں کی ہیں' تم نے اشک آلود آنکھوں اور مضطر دل کے ساتھ سنی ہونگی ' مگر نہ وقت صرف آنکھوں کے رونے یا دل کے پھڑکنے کا نہیں ہے - تمہارے سامنے اندلس' ایران ' اور طرابلس کی مثالیں موجود ہیں ' تاریخ ہمیشہ اپنے آپ کو دہراتی ہے - مسلمانوں کی موجودہ کشمکش فیصلہ کن کشمکش ہے ' اگر اسوقت مسلمانوں نے اپنی اور مذہب اسلام کی حفاظت کے لیے سیاسی طاقت نہ حاصل کرلی ' تو انکو فیصلہ کرلینا چاہیے کہ انکا کیا حشر ہوگا -

برادران اسلام ! اسلام کا آخری سیاسی ومذہبی مرکز دارالخلافہ ' اسوقت دشمنوں میں گھرا ہوا ہے - دشمن سب ' یگانے و بیگانے سب ایک مدد گار ' لیکن مرکز اسلام کے ساتھ بجز خدا کے اور کوئی نہیں - یاد رکھو کہ اگر تم نے اسکی مدد میں کوتاہی کی' تو تم اُس نخل اسلام کے کاٹنے والوں کے مدد گار ہوگے' جسکو تمہارے آباء واجداد نے اپنے خون سے سینچا تھا ' اور ایک ایسے حاکم کے سامنے جواب دہ ہوگے ' جسکی حکومت سے بچکے تم کہیں نہیں جا سکتے -

---

علی گڈھ ' لیگ ' اور کانفرنس

— * —

مخدومی حضرت مولانا اقبالؔ " الہلال "

میں جناب اور جناب کے ہم صفیر دیگر دو ایک اخباروں کے وہ مضامین جو پبلک لیڈروں کی گوشمالی کے واسطے لکھے جاتے ہیں - نہایت دلچسپی اور غور سے پڑھتا ہوں ' اور شاید مکرر نظر کرنا چاہئے کہ ایک حصہ سے انکے میں بھی متعلق ہوں' اور آج سے نہیں بلکہ سالوں سے میرا یہ خیال ہے کہ سوائے سر سید رحمت اللہ علیہ کے کسی دوسرے شخص نے اپنے آپ کو ایسا ثابت نہیں کیا کہ اسکے عام اقوال کو احکام سمجھا جائے - حضرت سید کی وفات کے بعد مجھ سے چاہا گیا کہ انسٹیٹیوٹ گزٹ کو میں اپنے چارج میں لوں' مگر میں نے اسی وجہ سے انکار کیا کہ مجھ سے یہ توقع نہیں کرنا چاہئے کہ میں اس میں ویسے مضامین کسی کی مدح میں یا کسی کی پالیسی کی تائید میں لکھونگا جیسا کہ مرحوم و مغفور سید صاحب کے متعلق لکھا کرتا تھا ' کیونکہ میری رائے میں اسوقت کسی نے اپنے آپ کو سر سید کی حاشیہ نشینی کے قابل بھی ثابت نہیں کیا ہے - بہرحال ابا الحق کی صدائیں اس کثرت سے حاضر علی گڈھ سے اونچی کہ کانوں کے پردے اسی طرح پھٹنے لگے ' جسطرح (نادم معافی چاہتا ہوں) جناب کی تحریروں کو پڑھکر آنکھیں پتھرا سی جاتی ہیں - اگرچہ رفتہ رفتہ ہز ہائینس آغا خاں نے ایک خاص درجہ میری نگاہ میں حاصل کر لیا ہے' مگر تاہم میں نے مسلم لیگ والوں کو ہمیشہ ملامت کی کہ انہوں نے لیگ کو اونکے ہاتھ فروخت کر دیا ' اور قومی سے شخصی بنا دیا - مگر باوجود ان تمام باتوں کے پبلک لیڈروں سے ایسے طور پر پناہ مانگنا جیسا کہ جناب نے شدومد اختیار کیا ہے میری سمجھ سے برتر ہے ' اور یہی موضوع میری اس عاجزانہ تحریر کا ہے - جناب یا کوئی صاحب یہ ارشاد کریں کہ زید یا بکر کی پیروی نکرو بلکہ عمر کا کہنا مانو تو پڑھنے والے کو ضرور یہ تحریر اسطرف مایل کرسکتی ہے ' کہ کیوں ایسا کیا جائے اور ویسا نہ کیا جائے ' مگر عام طور پر نہ لکھنا (کہ سب سے نیچے) اسکے معنی تو نہ معلوم ہوتے ہیں کہ ہم جو کہیں وہ کرو - اگر ایسا ہی ہو تو اسکی کیا وجہ ہے کہ جمہور کسی کا کہنا سوائے آپکے فرمودہ کے نہ مانے ' اور یہ تو وہی غلطی ہے جسکی بظاہر جناب اصلاح چاہتے ہیں - ہمارا معزز ہم عصر مسلم گزٹ بھی سب سے زور گردانی کرانا چاہتا ہے ' مگر سمجھنے والے خوب سمجھ جاتے ہیں کہ اوسکا مرکز نظر بھی کوئی ہے ' اور اس بنا پر اوسکی تصنیفیں بالکل بے اثر ہو جاتی ہیں -

میں دیکھتا ہوں کہ جناب حکام رس لوگوں سے بہت ناراض ہیں اور بدر اعدا سے ' مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ اسقدر مقہور کیوں ہیں کہ پبلک اونکو بدتر از بدتر سمجھے ؟ کیا وہ پبلک کے مفہوم کا ایک جزو نہیں ہیں ؟ - اور کیا جمہور کا مصداق اونکو الگ کرکے صحیح معنوں پر باقی رہتا ہے ؟ جسکی بابت میں عرض کرونگا کہ یہ صحیح نہیں ہے ! مجلس شوریٰ کی صف بہ ہے کہ اوسمیں ہرطبقہ کے لوگ ہوں - اگر آپ کسی گروہ کو اپنے میں شامل کرنا پسند نہیں فرماتے ' تو اوس گروہ کا گویا یہ حق آپ تسلیم کرتے ہیں کہ وہ آپ کے مجمع کو جدا رکھے ' اور یہ طریقہ ایسا ہے جو ہرگز مفید اور منزل رساں نہیں ہے ' اور سیاست اور تعلیم اسلام کے بالکل خلاف ہے -

حاکم اور رعیت انسانی حیثیات کے در حقیقت لابنفک ہیں - دنیا میں نہ کل اشخاص حاکم اور نہ کل اشخاص محکوم ہو سکتے ہیں - پس ان اجزا کو باہم ملانے کی کوشش کے بجائے تفریق کا وعظ ' میری رائے میں تو معقول نہیں ہے - نظر دیں حکام رسی کوئی جرم نہیں ہوسکتا ' اور جو شخص حاکموں کی واجبی تعریف اور مدح کرے یا اونکا رتبہ اونکو دے وہ ہرگز قابل حقارت کے نہیں ہو سکتا -

میں نے اوپر عرض کیا ہے کہ میں نے اسکو ناپسند کیا کہ ہز ہائینس آغا خاں کو لیگ کا روح رواں مانا گیا ' مگر میں نے اوسی کے ساتھ اس کو بھی نہایت افسوس سے دیکھا کہ آغا خاں

کی اوس اسپیچ کی بنا پر جو اونھوں نے ترمیم تقسیم بنگال اور اس قسم کے دوسرے مواد پر کی ہے ' آپ حضرات اونسے دریافت ہوگئے ہونگے - کسی شخص کی نسبت یہ کہنا کہ وہ اپنے خیال میں ایمانداری سے کہتا ہے یا بے ایمانی سے ؟ بہت مشکل ہے - یہ کہنا کہ حکام رس یا اینگلو انڈین ہیں ' ویسی ہی غلطی ہے جسطرح یہ کہنا کہ دوسرے گروہ والے بے ایمان ہوتے ہیں - ہر کسی کو دوسرے کی دلی حالت خداوند تعالیٰ پر چھوڑدینا چاہیے جو واقف اسرار ہے - ہم ظاہر بینوں کا میرے نزدیک فرض فقط یہ ہے کہ ہم دیکھیں کہ فلاں شخص کی رائے یا خیالات ہمارے مسلمہ کے موجب کہاں تک لائق تسلیم یا ترک ہیں -

میں اس پر اور زیادہ وضاحت سے عرض کرسکتا ہوں لیکن غالباً اس سے حباب کے معزز اخبار کے اوراق اور اونکے پڑھنے والوں کے اوقات زیادہ خرچ ہونگے ' اسواسطے اسکو مختصر کرونگا اور اپنا یہ منشاء ظاہر کرونگا کہ جناب بعائے مسلمانوں کے دو گروہوں میں مفارقت ڈالنے کی کوشش کریں تو مفید ہو کہ سب طبقے کے لوگ ملکر کام کریں اور نہ کار آمد ہوں - اپنا وقت عبث اور سب و شتم کی بجائے ' علم اور اخلاق محمدی (صلعم) برتنے میں آپ صرف فرمائیں ' بانیٔ امت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ملکر کام کرنا سکھے -

واسطے مسلم لیگ موجودہ شکل میں سخت بے کار جلسہ ہے ' مگر اسکا یہ علاج نہیں ہے جو حضرت نے تجویز کیا ہے ' اسطرح پر اب ایک نئی آمد گروہ کو جدا کرکے مسلمانوں کے پولیٹکل اقتدار کو ایک دوسری طرح کا صدمہ پہونچانے کی (ممکن ہے کہ آپ اسکو محسوس نہ کرتے ہوں مگر) کوشش - رہے ہیں -

مدت سے جو مسلم لیگ اور محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس نے اس وجہ سے علحدگی اختیار کرلی کہ میری رائے میں یہ جلسے پبلک جلسے نہیں ہیں - حتے کہ مدرسۃ العلوم کی ترقی شپ بھی بیس چالیس برس ترقی رکھکر اسی حلقہ سے چھوڑدی کیونکہ میری رائے میں پبلک جلسوں کی شان کے برخلاف ہے کہ پبلک سے بے تعلقی سی رکھی جائے ' اور کوئی انانیت بتلایا جائے - اور مخالف کے حد خوشی ہوتی ہے جب کہ میں جمہور کی آواز ابدی آواز کی مانند سنتا ہوں - مگر اسی کے ساتھ میں اسکو دوسری غلطی جانتا ہوں کہ ہم کسی گروہ کو الگ کردیں - کوئی مشورہ مکمل نہیں ہوسکتا جبتک کہ اوسمیں ہر ایک طبقہ اور گروہ کی رائے شامل نہ ہو -

اب میں آپکی اجازت اور پالیسی کی داد چند سطریں لکھنے کی اجازت چاہونگا اور وہ ہندو اور مسلمانوں کے اتحاد کا مسئلہ ہے - شاید کوئی مشورہ اس سے بدتر اور نالائق نہ نہیں ہوگا کہ ایک ملک کے رہنے والے ایک دوسرے کے دشمن ہوں ' بلکہ اونکو یگانہ دوست ہونا چاہئے - لیکن جناب کا یہ خیال کہ مسلمان اپنی تعداد کی قلت سے مشوش نہ ہوں ' اس جدید اصول کی بنا پر جو اب رائج ہوتا ہے ' بالکل غیر قابل تسلیم ہے - اگر مسلمانوں کی پولیٹکل استیصال خدا نہ ہوگی - اگر مسلمان اتحاد ثلاثہ (یعنی مسلمان ' ہندو ' اور انگریز) سے بے پروا ہو جائینگے ' تو تباہ ہو جائینگے - بیشک سوشیل میٹنگ حول ہندوؤں اور مسلمانوں میں بڑھنا چاہئے ' محرم ' دسہرہ ' ہولی - دیوالی پر جنگ و جدل سخت بدتمیزی اور بدتہذیبی ہے ' مگر ایسا پولیٹکل اتحاد بھی جیسا کہ الہلال سے پیدا ہوتا ہے کچھ کہ بدقسمتی مسلمانوں کے واسطے اور فتح مندی ہندوؤں کے واسطے نہیں ہے -

ان سطروں کے لکھنے میں اگر کوئی امر خلاف مزاج عالی ہوا ہو تو امید ہے کہ معاف فرمائینگے آپکا نہایت تابعدار خادم (نہیں بلکہ مخدوم)

(جناب نواب ۔ جی) محمد اسمٰعیل خاں (صاحب رئیس دہلی)

فکاہات

مسلم لیگ

لوگ کہتے ہیں کہ آمادۂ اصلاح ہے لیگ * یہ اگر سچ ہے تو ہم کو بھی کوئی عذر نہیں
صیغۂ راز سے کچھ کچھ نہ بھنک آتی ہے * کہ ہم آہنگیٔ احباب سے اب لیگ نہیں
فرق اتنا تو بظاہر نظر آتا ہے ضرور * اب حوسامد کا ہر اک بات میں وہ رنگ نہیں
عرض مطلب میں زباں کچھ تو ہے کھلتی جاتی * گرچہ اب تک بھی بیحد حدوں سے ہم اہنگ نہیں
وہ بھی اب نقد حکومت کو پرکھنے ہیں ضرور * حس کو اب تک بھی تمدن کہر و سنگ نہیں
قوم میں پھونکے رہنے تھے جو افسونِ وفا * اُن کی افسانہ طراری کا بھی وہ ڈھنگ نہیں
وہ بھی کہتے ہیں کہ اس جنس وفا کی قیمت * جسقدر ملتی ہے درہ کی بھی ہمسنگ نہیں
آگے ہے حلقۂ تقلید میں جو لوگ اسیر * سست رفتار تو اب بھی ہیں مگر لنگ نہیں

* * *

آپ لیڈر جو نہیں ہیں تو بلا سے نہ سہی * ہاں کسی کو طلب افسر و اورنگ نہیں
کام کرنے کے بہت سے ہیں جو کرنا چاہیں * اب بھی نہ دائرۂ سعی و عمل تنگ نہیں
سال میں نہ جو تماشا سا ہوا کرتا ہے * کام کرنے کا یہ انداز نہیں ' ڈھنگ نہیں
کچھ تو نظم و نسق ملک میں بھی دخل دخل * شدۂ حق طلبی ہے یہ کوئی جنگ نہیں
کچھ نہ کچھ نظم حکومت میں ہے اصلاح ضرور * ہم نہ مانینگے کہ اس آئینہ میں زنگ نہیں
کم سے کم حاکم اصلاح تو ہوں اہل وطن * کیا ہزاروں میں کوئی صاحب فرہنگ نہیں

(وصاف)

شئون عثمانیه

صوبۂ البانیہ

— * —

جس کي اداري خود مختاري ترکی نے بصورت صلح تسليم کرلي ہے

—(*)—

یہ حصہ حسکو هم (البانیہ) کہتے هیں، قدیم زمانۂ میں (اپیرس) کہلاتا تھا۔ (البانیہ) اسکا نام قرون وسطی میں پڑا۔ اس میں معمولی زمین کے علاوہ بہت سے پہاڑ بھي هیں - یہ پہاڑ بہت بلند هیں، جنمیں سے نہایت صاف و شفاف دھارے اور آب شار جاري رهتے هیں - البانیہ کے عام مناظر طبعی نہایت درجہ نظر فریب و دلکش هیں - گذشتہ افسانوں میں عشق کے لیے یہیں کے معشوق انتخاب کئے جاتے تھے - یہاں کی عورتیں نہایت حسین، شدید پاکدامن، اور بے حد غیرتمند هوتی هیں -

یہاں کے باشندوں کو اهل یورپ البنیس کہتے هیں، مگر ترک انکو (ارناوط) اور انکے ملک کو (بلاد ارناوط) کہتے هیں - خود البانی اپنے آپ کو نہ (البانی) کہتے هیں اور نہ (ارناوط)، بلکہ ایک اور نام سے موسوم کرتے هیں جسکا لغطي ترجمہ (عقاب نر دار) هے -

بعض مورخین کا بیان هے، کہ البانی قوم اقوام یورپ میں قدیم ترین قوم هے، اس کا وجود تیں هزار سال سے هے - اپنی نسل کو غیر البانی خون سے محفوظ رکھنے میں اسکو بہت زیادہ غلو هے - اور اسوقت تک اپني مسلمہ العادت سختی کی وجہ سے اسکی نسل ان تمام اقوام کے اختلاط سے محفوظ هے، جو وقتاً موقتاً اس کرۂ ارض پر وجود پذیر هوئي هیں -

اسي عدم اختلاط کا یہ اثر هے کہ اسکی زبان، اسکے مراسم، اور اسکا تمدن آج بھي ایک حد تک محفوظ هے -

گذشتہ صدیوں میں البانی قوم نا شوکت و اقتدار تھی، اور همیشہ اپنے دشمن کے مقابلہ میں کامیاب رها کرتی تھی - مگر چونکہ اسکو دیگر اقوام کے میل جول سے نہایت سخت پرهیز تھا، اور اپنے بزرگوں کے آثار و عادات کے محفوظ رکھنے میں نہایت سخت تعصب تھا، اسلیے گو ایک عرصہ تک وہ اپنی حریت، استقلال، وطن، زبان محفوظ رکھہ سکي، مگر اُن ترقیوں سے مستفید نہ هوسکی جو اسکے تمدن خاص کے بعد عام تمدن میں هوئیں -

البانی قوم حب وطن، سنگدلي طبع، اور شجاعت میں مشہور هے، بلکہ اسکي بہادري تو شجاعت کي حد سے نکل کے تہور کي حد تک پہنچگئي هے -

طبائع کي دلاوت، خواهشوں کا اعتدال، اسپ سواري، احترام قانون، رعایت حقوق، مہمان نوازی، جنگ پسندی، نجابت دوستی، اس کے ممتاز خصائل هیں -

البانیوں نے پندرهویں صدي میں رشتۂ وطنیت کے نام سے متحد هوکے، اپنے استقلال و حریت کي محافظت کے لیے نہایت شجاعت و پامردي سے ترکوں کا مقابلہ کیا تھا - سنہ ۱۴۴۳ع میں انکا سردار (جرجی کاستریوتی)، جو اسکندر بک کے نام سے مشہور تھا، آل عثمان کے هاتھہ میں ایک طویل مدت تک گرفتار رهنے کے بعد بھاگ گیا - اور جب اس نے پاس اسکے هم وطنوں کی ایک جماعت جمع هوگئی، تو وہ انکو لیکے ترکوں پر حملہ آور هوا اور (کروٹا) اور چند دیگر مقامات پر قابض هوگیا - اسکے بعد اس نے سلطان (محمد) فاتح قسطنطنیہ اور سلطان (مراد) چہارم کے مقابلہ میں اعلان جنگ کیا - ان معرکہ آرائیوں کا یہ اثر هوا کہ البانیوں نے اسکو اپنا حکمراں تسلیم کرلیا -

وہ اپنے بہادر البانی اعوان وانصار کو لیکے پھر ترکوں پر حملہ آور هوا، اور (اتھینیر) اور دیگر بیس بڑے بڑے معرکوں میں منصور و کامیاب هوا - سنہ ۱۴۶۷ع میں وہ مرگیا، اسکے مرنے کے بعد البانی سرداروں میں باهم نزاع و نااتفاقی پیدا هوگئی، جسکی وجہ سے انکا شیرازہ درهم برهم هوگیا - ترکوں نے اس خانہ جنگی سے فائدہ اٹھا کے البانیہ پر فوج کشی کی، اور اسکو زیر و زبر کرلیا - البانیہ کے مفتوح هونے کے بعد باشندوں کا بڑا حصہ (اٹلی) جلا گیا اور وهیں سکونت پذیر هوگیا - جو لوگ نہیں گئے ان میں سے کچھہ مسلمان هوگئے اور کچھہ اپنے آبائی مذهب پر قائم رهے، لیکن ترکوں کی اس فتحیابی و تسخیر ملک سے اسکی شجاعت و بسالت میں ذرا بھي فرق نہیں آیا - وہ اپنی اسی جنگجوئانہ، نجابت، اور استواری عزم پر قائم رهی -

البانیا کے بالائی و زیریں حصوں کے پہاڑی مقامات کے عیسائی باشندوں کو قریباً وهی حقوق حاصل تھے جو انکے هموطن مسلمانوں کو تھے، انیسویں صدی کے اوائل میں البانیہ میں دو شخص پیدا هوئے، جنمیں سے ایک کا نام (مصطفی پاشا اسکودري) اور دوسرے کا نام (علی طپلیں یانیناوی) تھا، انمیں سے ایک نے البانیائے بالائی اور دوسرے نے زیریں حصے کو انتخاب کیا اور کوشش شروع کردی - دونوں کو اپنے اپنے حلقہ میں کامیابي هوئی، تمام قبائل اور ادنی و اعلی انکے زیر اثر هوگئے - انکا احترام و نفوذ اسدرجہ بڑهگیا کہ دولت عثمانیہ کو کھٹکنے لگا، اور اپنے اثر و اقتدار کے متعلق خوف پیدا هوگیا - جب ان دونوں شخصوں کو اپنی دیرینہ کوشش، یعنی عیسائیوں اور مسلمانوں کو باهم متحد کرنے میں کامیابی هوگئی تو سنہ ۱۸۲۰ع میں (علی پاشا) نے علم نخالفت بلند کیا، باب عالی نے اسکی سرزنش کے لیے (خورشید پاشا) کو بھیجا - (خورشید پاشا) ۱۸۲۱ع تک محاصرہ کئے پڑا رہا - جب (علی پاشا) کو گرفتار نہ کرسکا، تو مجبوراً اس سے تصویر کیا کہ (یانینا) کے باهر کسي معلم پر (علی پاشا) اس سے ملے اور صلح کی بابت گفتگو کرے، (علی پاشا) جب تصویر مقام مقررہ پر آیا، جب وہ اطمینان سے بیٹھگیا، تو (خورشید پاشا) نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ (علی پاشا) کو قتل کردے، چنانچہ (علی پاشا) قتل کردیا گیا -

علی پاشا کے قتل کے بعد باب عالی نے مصطفی پاشا کی قوت کا بھی کا خاتمہ کردیا، لیکن تاایں همہ البانی برابر خود مختاري کے لیے کوشش کرتے رهے - اور ۱۸۳۰ - و - ۱۸۴۴ع میں پھر دولت عثمانیہ کے مقابلہ میں علم بغاوت بلند کیا - سنہ ۱۸۷۹ ع میں برلن کانفرنس نے جب یہ طے کیا کہ البانیہ کا ایک حصہ جبل اسود و یونان سے ملحق کردیا جائے، تو البانیوں پر افسردگی پیدا هوگئی، اور انہوں نے ایک عام جنگ برپا کردی -

سنہ ۱۸۸۴ ع میں پھر دولت عثمانیہ کے مقابلہ میں علم بغاوت بلند کیا گیا -

البانیہ تعلیمگاہوں سے بالکل خالی تھا - دولت عثمانیہ کے طرف سے اسکا کوئی انتظام نہ تھا - یونانی چرچ کی مدھبی حماعت نے اس موقع کو غنیمت سمجھکے انہیں یونانی زبان کی تعلیم دینا شروع کر دی ' یہ دیکھکے اطالوی پاپاؤں نے بھی کتھولک عیسائیوں کو اطالوی زبان کی تعلیم دینا شروع کی - چونکہ البانیہ اطالوی ممالک سے قریب تھا اور اُن میں اور البانیہ میں تجارتی تعلقات بھی قائم تھے ' اسلئے البانیوں میں اطالوی زبان بہت رائج ہوگئی - اسوقت اقوام یورپ کے مختلف تمدنوں میں سے اطالی تمدن کا اثر البانیا میں سب سے زیادہ نمایاں ہے -

استقلال البانیا

— * —

(مقتبس از جرائد عثمانیۂ مختلفہ)

البانیا کو اسطرح کی خود مختاری ' جیسی کہ اسماعیل کمال بک چاہتا ہے ' ملنا بہت بعید معلوم ہوتا ہے - اسکو صرف ایک خاص قسم کا انتظامی اختیار دیا جائیگا اور سلطان المعظم کے زیر سیادت ایک امیر مقرر ہوگا - باب عالی کوشش کریگا کہ اسمیں اور اس ریاست میں ہمیشہ عمدہ تعلقات رہیں -

آج سے پہلے بھی کئی بار البانی رؤسا جلیل بک والی بیروت کے مکان پر جمع ہوچکے ہیں اور ایک ایسی البانی ریاست کا نظام ترکیبی بنا چکے ہیں جسکی بنیاد دولت علیہ کے ساتھ نہایت مستحکم ارتباط و تعلقات پر ہو -

البانیہ سے آئی ہوئی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کے باشندوں کا بیشتر حصہ یہی چاہتا ہے - انکا خیال ہے کہ اسکو بالکل خود مختار سلطنت نہیں ملسکتی - اسکے علاوہ وہاں کے مسلمان باشندے دولت عثمانیہ سے قطع تعلق کرنا نہیں چاہتے -

البانیہ کی ریاست کے امیدوار حسب ذیل اشخاص ہیں -

(۱) امیر عبدالمحمد احمدی (شاہی خاندان کے ممبر ہیں)

(۲) امیر عم حدیو مصر -

(۳) مرید پاشا رئیس الاعیان -

(۴) ابن مرید پاشاحسر حدیو مصر -

نامہ نگار مذکور ایک دوسری چٹھی میں لکھتا ہے :

اسماعیل کمال بک کی خود مختاری ' دولت عثمانیہ سے بالکل علیحدگی کی فرمایش ' اور البانیہ پر عثمانی امیر کی تقرری پر یورپی پرنس کے تعیین کو ترجیح ' اور اسی قسم کے اسماعیل کمال بک کے دیگر حرکات جو مشہور ہوے ہیں ' انکو نہ البانی امراء مقیمین قسطنطنیہ نے پسند کیا ' اور نہ جمہور البانیوں نے ' بلکہ اصالۃً و نیابۃً انکے خلاف آواز بلند کی ہے ' کیونکہ البانیہ میں دو ثلث سے زائد مسلمان آباد ہیں اور خلافت اسلامیہ سے قطع تعلق کرنا اپنے مصالح کے خلاف سمجھتے ہیں - چنانچہ البانی امراء نے عالب پاشا کے مکان پر ایک جلسہ کیا ' جسمیں مرید پاشا دیوان خاص کے صدر مجلس اور عاکف پاشا ممبر دیوان خاص بھی شریک ہوے - اس جلسہ میں طے پایا کہ " البانیہ میں دولت عثمانیہ کے مصالح کی تائید اور اسکی سیاست و سیادت کی تقویت جسطرح ہوسکے کی جائے " - حال میں اسماعیل کمال بک کا تار بھی صدر اعظم کے پاس آیا ہے جسمیں مبہم الفاظ میں ظاہر کرتا ہے کہ " دولت عثمانیہ اور البانیوں میں کوئی شے حائل نہیں ہے "

اس تار سے قیاس ہوتا ہے کہ اسماعیل کمال بک نے یہ محسوس کر کے کہ "اکثریت (مخالف) استقلال تام کے خلاف ہے " کامل پاشا سے گفتگو شروع کی ہے "

جو لوگ اس شخص کی ان حرکات سے واقف ہیں ' جو یہ سلطان سابق کے عہد سے لیکے زمانہ دستور تک کرتا رہا ' وہ جانتے ہیں " کہ مصائب (رونالی) کا سب سے بڑا سبب یہی شخص تھا -

سرویا ریوناں سے اتحاد اور بلغار اور البانیہ کی کامل خود مختاری کی بات اسی نے گفتگو کی تھی اور مالیسوریوں کو بغاوت پر بھی اسی نے آمادہ کیا تھا -

ایک دفعہ اس نے (دیلی) کے نامہ نگار سے دوران گفتگو میں کہا : "تعجب ہے کہ سرویا البانیوں کو کیوں دبا کر رہے ہیں حالانکہ سرویا اور البانی دولت عثمانیہ کی مخالفت میں متحد تھے" اسکا یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ البانی و سرویا دولت عثمانیہ کی مخالفت میں متحد تھے ' مگر یہ بھی صحیح ہے کہ اس اتحاد کا بانی اسماعیل کمال بک ہی تھا - البانیوں کی دولت عثمانیہ سے مخالفت کی وجہ انجمن اتحاد و ترقی کی کارروائیاں بیان کیجاتی ہے ' مگر یہ غلط ہے - درحقیقت کمال نے البانیوں کو دولت عثمانیہ سے جنگ کرنے کے لئے تیار کر رہا تھا ' اسکی بدیہی دلیل یہ ہے کہ اسوقت انجمن اتحاد و ترقی برسر اقتدار نہیں ہے ' لیکن پھربھی البانیوں کی مخالفت کا خاتمہ نہیں ہوا - اب تک اسماعیل کمال بک بالکل علیحدگی کا طالب ہے اور ایک مسلمان امیر کے بدلے ایک فرانسیسی ' انگریزی ' یا آسٹرین پرنس کو مقرر کرنا چاہتا ہے -

البواء جنگ سے قبل ایک آخری حملہ

— * —

ایک عثمانی نامہ نگار ۹ دسمبر کو قسطنطنیہ سے لکھتا ہے :-

البواء جنگ کے متعلق گفتگو جب قریب اختتام ہوئی ' اور بلغاریوں کو (ادرنہ) کی سپردگی سے مایوسی ہوگئی ' تو انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ البواء سے پہلے (ادرنہ) پر چند ایسے حملہ کریں جنکے فتح بخش حملے کردیں ' کہ البواء جنگ ہو تو (ادرنہ) انکے ہاتھ میں نظر آئے ' کیونکہ معرکہ (ادرنہ) تمام جنگ کا نصف حصہ سمجھا جاتا ہے اس ارادہ کی بنا پر بلغاریوں نے اپنی تمام آخری قوت صرف کر کے ایک سخت حملہ کیا ' لیکن پورا سخت نقصان کے ساتھ واپس کردیے گئے -

ہم نے بلغاریوں کی اس آخری ہزیمت کی خبر سنی تھی ' مگر تفصیل معلوم نہ تھی اسلئے نہیں لکھی - کل کے اخباروں میں (ادرنہ) کے آخری معرکے کی تفصیل سرکاری طور پر شائع کی گئی ہے - یہ مجلسہ وہ تار ہے ' جو وزیر داخلیہ کو آج سے ۵ دن پہلے (ادرنہ) سے موصول ہوا ہے وہ تار یہ ہے :

البواء جنگ سے پہلے دشمن نے قلعہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا - چنانچہ کل رات کو ۹ بجے جنوب ' مشرق ' و مغرب کی طرف سے دشمن نے اپنے تمام پیادوں و توپخانوں کے ساتھ ایک عام حملہ کیا لیکن الحمد للہ کہ ہماری بہادر فوج نے نہایت کامیابی کے ساتھ ان پیہم حملوں کا مقابلہ کیا - اس دہشت انگیز جنگ میں جو ۶ گھنٹہ تک جاری رہی دشمن کا بہت سخت نقصان ہوا - شکست کھا کر مجبوراً پیچھے ہٹ گیا ' اثناء جنگ میں دشمن نے شہر پر ۷۰ گولے بھی پھینکے تھے مگر شہر کا ذرا بھی نقصان نہیں ہوا - اسی رات کی صبح تھی ' جبکہ البواء جنگ کا اعلان کیا گیا تھا -

یہ امر نہایت تعجب انگیز ہے کہ القواے جنگ سے کسی قدر پہلے جنرل اسود کی فوج ایک ایسی شکست کے بعد جسمیں انکا سخت نقصان ہوا (طرنوش) اور (اشقودرہ) سے واپس گئی اور شاہ جنرل اسود اپنے ہزاروں بچوں کے غم میں ماتمی کپڑے پہنے ہوے اپنے دارالسلطنت میں لوٹ آیا -

یہ بالکل ظاہر ہے کہ اگر ہماری فوج کو عدا کی طرف سے اطمینان ہو جاے ' اور دو دو تین تین دن تک بے آب و دانہ نہ لڑنا پڑے ' تو اسے شکست کا خوف نہیں ہے - اسکی ایک روشن دلیل یہ ہے کہ (ساتر) میں ایک ہزار عثمانی ٤ ہزار یونانیوں سے مقابلہ کر رہے ہیں اور لطف نہ کہ یہ یونانی جنگی دیوے کی پشت پناہی میں ہیں ' اور انکے ساتھ ہی جزیرے کے یونانیوں کی بھی ایک تعداد کثیر موجود ہے -

کامل پاشا اور انگلستان

— * —

المويد لکھتا ہے :—

" سیاسی حالات و غیر نامہ نگاران اخبارات کے ساتھ کامل پاشا کی گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ کامل پاشا کو انگلستان سے مدد (جسکی اسکو قوی امید تھی) نہیں ملی - کیونکہ انگلستان نے بلقان کی طرف صدمان ظاہر کیا ' اور دولت عثمانیہ کی اسوقت تک بالکل مدد نہیں کی " آگے چلکے لکھتا ہے " اگر انگلستان نے کامل پاشا کو چھوڑ دیا ہے اور گفتگوے صلح میں بقدر طاقت مدد نہیں کی ہے ' تو انگلستان کو یاد رکھنا چاہئے کہ وہ مشرق میں اپنے تمام مدرسہ کھو دیگا ' اور ایک ایسے شخص کے ساتھ اسکے برتاؤ کی یہ مثال جس کی سال گذشتہ شاہ انگلستان نے اسقدر عزت افزائی کی تھی ' ارباب عقل کے لئے عبرت آموز ہوگی "

انگریزی اخبارات کی موجودہ ہمدردی ایک عام قرونیہ ہے

— * —

دورانِ جنگ میں انگلستان کے اخبارات کا حوصلہ و لہجہ تھا و اخبار میں دنیا کو معلوم ہے - انگریزی اخبار عام طور پر لکھتے ہے کہ " اسلام میں کوئی حرکی نہیں اور نہ اس سے کسی قسم کی نیکی کی امید رکھنا چاہیے " - (پال مال گزٹ) نے تو صاف صاف لکھدیا تھا " ہمارا فرض ہے کہ اپنے مذہبی بھائی بلقانی عیسائیوں کو دیکھیں کہ وہ یورپکو اسیطرح مسلمانوں سے پاک کر رہے ہیں ' جسطرح ہمارے اور انکے بھائی اندلسی عیسائیوں نے اندلس کو مسلمانوں سے پاک کر دیا تھا " لیکن اب وہی انگریزی اخبار مسلمانوں سے ہمدردی اور بلقانیوں کی ظالمانہ حرکات پر اظہار نفرت کر رہے ہیں - ایک مشہور عثمانی اہل قلم اس غیر معمولی تغیر کے متعلق لکھتا ہے :

" انگریزی اخبارات موجود ، اس میدان کے جو وہ اقصاء جنگ میں بلقان کی طرف ظاہر کر چکے ہیں ' آج بلقان کے اس وحشیانہ حرکات سے چیخ رہے ہیں جنہوں نے قرون وسطی کی مذہبی جنگ کو پھر لوٹا دیا ہے ' لیکن انگریزی اخبارات کی یہ چیخ پکار اسلئے نہیں ہے کہ وہ اسلام کے دوست ہیں ' بلکہ اسلئے کہ ان کو خوف پیدا ہوگیا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ اس واقعات کی وجہ سے مسلمانوں میں اتحاد و ہمدردی نہ ہو جائے ' اور دول یورپ خصوصاً انگلستان کے خلاف ایک عام جوش پیدا ہو جائے "

ہم اسکے متعلق کچھ کہنا نہیں چاہتے ' ناظرین خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ اس عثمانی اہل قلم کی یہ تعلیل کہاں تک صحیح ہے ؟

مظالم یونان

— * —

گذشتہ نمبروں میں ہم نہایت تفصیل سے وہ مظالم بیان کر چکے ہیں ' جو بلغاریوں نے اپنے مفتوحہ ممالک میں مسلمانوں پر کئے ہیں - اس ہفتہ کی ڈاک میں مظالم بلغاریا کے سلسلہ میں صرف ایک واقعہ آیا ہے کہ جزیرہ تماسے (کلدنسہ) میں پانچسو مسلمان گولیوں سے شہید کئے گئے - لیکن بلغاریا کے بدلے یونان کے نہایت گرویدہ انگیز و دلدوز مظالم کی ایک فہرست درج ہے جس کا اقتباس ہم شائع کرتے ہیں - اور اسلام فروش پرستاران یورپ سے پوچھتے ہیں کہ یورپ کے امن پسندوں ' انسانیت پرستوں ' عدل پروروں ' اور اسلام نوازوں کے جم غفیر میں سے آج کوئی بھی اتھا کہ ان نکبت مسلمانوں کو خونخوار مسیحی درندوں کے پنجوں سے نکالے ؟ مسلمانوں فلنہ دنیا کی تمام قوموں کو یاد رکھنا چاہیے کہ یورپ کے رحم و انسانیت اور انصاف و عدل سے صرف دو شخص فائدہ اتھا سکتے ہیں ' ایک عیسائی اور دوسرا وہ شخص ' جس کے ہاتھ میں بامحکمی السیف تلوار ہو اور بس -

یہ بالکل قطعی امر ہے کہ اگر ترکوں کے ہاتھ میں ایسی تلوار نہ ہوتی تو آج سے کہیں پہلے ایران کی طرح انکی آزادی کا بھی خاتمہ کر دیا گیا ہوتا -

جامع (یعقوب پاشا) میں مسلمان نماز جمعہ پڑھ رہے تھے کہ یونانی درندوں کی ایک جماعت نے انکو گھیر لیا اور نمازیوں کے کپڑے ' گھڑیاں ' نقد ' جوتے وغیرہ لوٹنا شروع کر دئے ' نمازیوں میں سے جس نے انکا مقابلہ کیا شدید زدوکوب سے زخمی کیا گیا -

یونانی فوج کی ایک ٹولی کلدنسہ (ایانیہ) سے آرہی تھی - محلہ (حمدیہ) میں اسکو کچھ مسلمان خانہ بدوش ملے - ان سنگدلوں نے صحرائی درندوں کی طرح نافل نہتے مسیحی کے ساتھ ان پر حملہ کیا ' انکی چادریں چاک کر ڈالیں - کانوں سے بالیاں نہایت بے دردی سے کھینچکے اتار لیں اور اسقدر مارا کہ سب خون آلود ہوگئیں - انمیں سے ایک جانور مارے دہشت کے بیہوش ہوگئی تھی مگر باقی جانوروں نے چیخنا شروع کر دیا - فوج کے لوگ پہنچ رہے تھے ' وہ آواز سنکے دوڑے ' انکو دیکھکر یونانی غارتگر بھاگ گئے ' جو جانور بیہوش ہوگئی تھی وہ اٹھا لائی گئی - مگر وہ اسقدر ڈر گئی تھی کہ جاں بر نہ ہو سکی

یونانیوں نے زندہ مسلمان مردوں اور عورتوں پر جسقدر ستم ایجادیاں کی تھیں ان سے انکے جذبہ انتقام پسندی کی تشفی نہیں ہوئی - بہ وحشی جنہ مقتولوں میں گھس گئے - وہاں سنگ مرمر کی چند قبریں تھیں ' جن پر طلائی حروف میں کچھ عبارتیں کندہ تھیں - ان شقیوں نے اپنے پھاوڑوں سے ان تمام قبروں کو بالکل منہدم کر دیا - مگر اس سے بھی انکی دیدہ کش طبیعتوں کی تسلی نہیں ہوئی ' اور مردہ جانوروں کی لاشیں لائے اور ان سے قبروں کو پاٹ دیا -

سالونیک کے مسلمانوں نے گو عدا کا سامان جمع کر لیا تھا ' مگر یونانی فوج کے داخل ہوتے ہی تمام گوداموں پر قبضہ کر لیا - جس روز کی دوکانوں سے مسلمان روتے ہوئے خریدا کرتے تھے انکے دروازوں پر یہ لکھدیا کہ " یہ صرف فوج کے لئے ہیں " - جب عام مسلمان بھوکے مرنے لگے تو خدا ترس و رحمدل دولتمندوں نے اپنے خرچ سے ایک دکان مسلمانوں کے لئے کھلوائی ' یونانیوں کو جب اسکی خبر ہوئی تو وہ رات کو تڑے تڑے پہنچے لیکے اس دکان پر گئے اور جسقدر روغنیات وہاں تھیں سب لوٹ بھر کے لے آئے -

PRINTED & Published by A. K. AZAD, at The HILAL Electrical Prtg Pblg House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA.

مجرب و آزمودہ شربتیہ دوائیں جو باداٹی قیمت نقد تا حصول صحت دیجاتی ہیں

— * —

زود کن

ماڑھی مونچھ کے بال اسکے لگانے سے گھنے اور لمبے پیدا ہوتے ہیں - ۳ تولہ دو روپے

سر کا خوشبودار تیل

دلربا خوشبو کے علاوہ سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا جڑ کو مضبوط کرتا ہے شیشی خورد ایک روپے آٹھ آنہ کلاں بیس روپے

حب قبض کشا

رات کو ایک گولی کھانے سے صبح اجابت کا مزاج اگر قبض ہو دور درجن ایک روپیہ

حب فائمقام افیون

اسکے کھانے سے افیم چانڈو بلا تکلیف چھوڑ جاتے ہیں فیتولہ چار روپے

حب دافعہ سدلان الرحم

لیسدار رطوبت کا جاری رہنا عورت کے لئے وبال جان ہے اس دوا سے آرام - دو روپے

روغن اعجاز

کسی قسم کا زخم ہو اسکے لگانے سے جلد بھر جاتا ہے درد زائل - ناسور - بھگندرہ جبا زیر کے گھاؤ - کاربنکل زخم کا بہترین علاج ہے - ۶ تولہ دو روپے

حب دافع طحال

زردی چہرہ - لاغری کمزوری دور مرض بلی سے نجات - قیمت دو ہفتہ دو روپے

دراُلسـاعۃ -

ایک دو قطرے لگانے سے درد دانت فوراً دور - شیشی چار سو مریض کے لئے ایکروپے

دافع بزدکان

شیشی صدہا بیماروں کے لئے - ایکروپے

حب دافع دواسیر

دواسیر خونی ہو یا بادی رہتی ہو یا سادی - خون جانا بند اور مسے خود بخود خشک - قیمت ۲ ہفتہ دو روپے

سـرمہ مصیرہ کرامانی

مصری صبر - محافظ دنائی - دافعہ حالا - دھدڑ - عمار - دور الماء سرخی - عصب بصر وغیرہ * فیتولہ معہ سلائی سنگ یشب دو روپے

جوہر عشبہ مغربی

مع چوب چینی وغیرہ

جس کو انگریزی میں ساراپریلا کہتے ہیں

جن امراض کا عروج شد و مد سے سلطنت جسم میں تباہی کرنیوالا ہوتا ہے اکثر عروب کرنے کا الہ (تاریپیٹو) اگر کوئی ہے تو یہ جوہر ہے - جب بگاڑ خون ابتدا درجہ تک پہنچکر خون کو زہری کردے اس وقت اسکو درست کرنا چاہو تو اس جوہر عشبہ کو استعمال کرو - یہ مرض کو قدرتاً ہی نہیں بلکہ عالم وجود سے کھوتا ہے - جوہر عشبہ انسان کے خون کو صاف کرنے کی مسلمہ دوا ہے - اسکے استعمال سے خون گندہ نہیں ہوتا - اس واسطے یہ محافظ صحت ہے - جوہر عشبہ کو سب افیسر صاحبان پروفیسر علوم طب اور حکما نے خون کے سمیت دور کرنے میں تریاق قرار دیا ہے - جوہر عشبہ تبدیلی موسم کی وجہ سے جو جسم پر دانہ پھنسیاں دھبے وغیرہ ہوتے ہیں اُن سب کو دور کرتا ہے - جوہر عشبہ جلانیوالے پھٹک جدت زخم یا ناسور یا بھگندر یا چندل یا سیاہ داغ جس پر سے چھلکے اترتے ہوں یا رہ آب نکلتا ہو یا خارش زیادہ ستاتی ہو یا خاص موسموں میں زخم یا جسم پر دانے پیدا ہوتے ہوں - ہوائے سرد سے سر بھاری ہو جاتا ہو یا جسم پر دھپے نکلتے ہوں - سب کے لئے اکسیر ہے -

انگریزی دوکانوں اور ولایت کے تیار کردہ

عشبے نشہ آمیزش شراب ایک تو مذہباً ناپاک دوسرے خون کو گرم کردیتے ہیں کیونکہ یہ سرد ملکوں کے لئے گرم اجزاء سے بنائے جاتے ہیں -

ہمارے جوہر عشبہ و چوب چینی کی فضیلت

یہ ہے کہ یہ اس دیس کی طبائع کے حیالت کو ملحوظ رکھکر سرد و تھکتی جوش خون کو روکنے والی ادویہ سے مرکب کیا گیا ہے - جس سے خون صاف ہوکر تھکتی پیدا ہوتی ہے اور جوش خون دور ہو جاتا ہے -

— * —

تجربہ کرکے دیکھ لو! جب ہاتھ پاؤں میں سوزش ہو - جب جوڑوں میں درد ہو - جب چہرہ پر سیاہی معلوم ہو - جب ہتھیلیاں پھول جائیں اور رنگ سرخ ہو جائے - جب سر یا داڑھی کے بال گرنے لگیں - جب سر پر تمام پھوڑے پھنسیاں ہوں تو اسکو پینے سے تمام شکایتیں دور ہو جاتی ہیں - نرسوں کے زخم ناسور بھگندر دنوں میں بھر جاتے ہیں

— * —

دلی مستند شہادت اس جوہر کے مؤثر سریع العمل اور مفید ہونے کی یہ ہے - کہ موجودہ اور گذشتہ اطباء یکزبان ہوکر لکھتے ہیں - اگر یہ جڑی بوٹی دنیا میں ظاہر نہ ہوتی تو ہم نہیں کہہ سکتے ہزاروں مریض ہر ملک اور شہر میں لاعلاج ہوکر زندہ درگور ہو جاتے - مگر چوب چینی و عشبہ کے ظاہر ہونے سے پھوڑے پھنسیاں اور خون میں سمیت حیوانی یا نباتی سرایت کرنے سے جو ردی و موذی امراض پیدا ہوں سب دور ہو جاتے ہیں - جب تمام جسم پر خارش ہو - حراب اور مرطوب آب و ہوا میں رہنے سے تھوک بند ہو جائے - دیہ عرق النسا ستائے تو اسے آزمائیے -

قیمت فی شیشی تین روپے

پتہ :—

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما - لاہور.

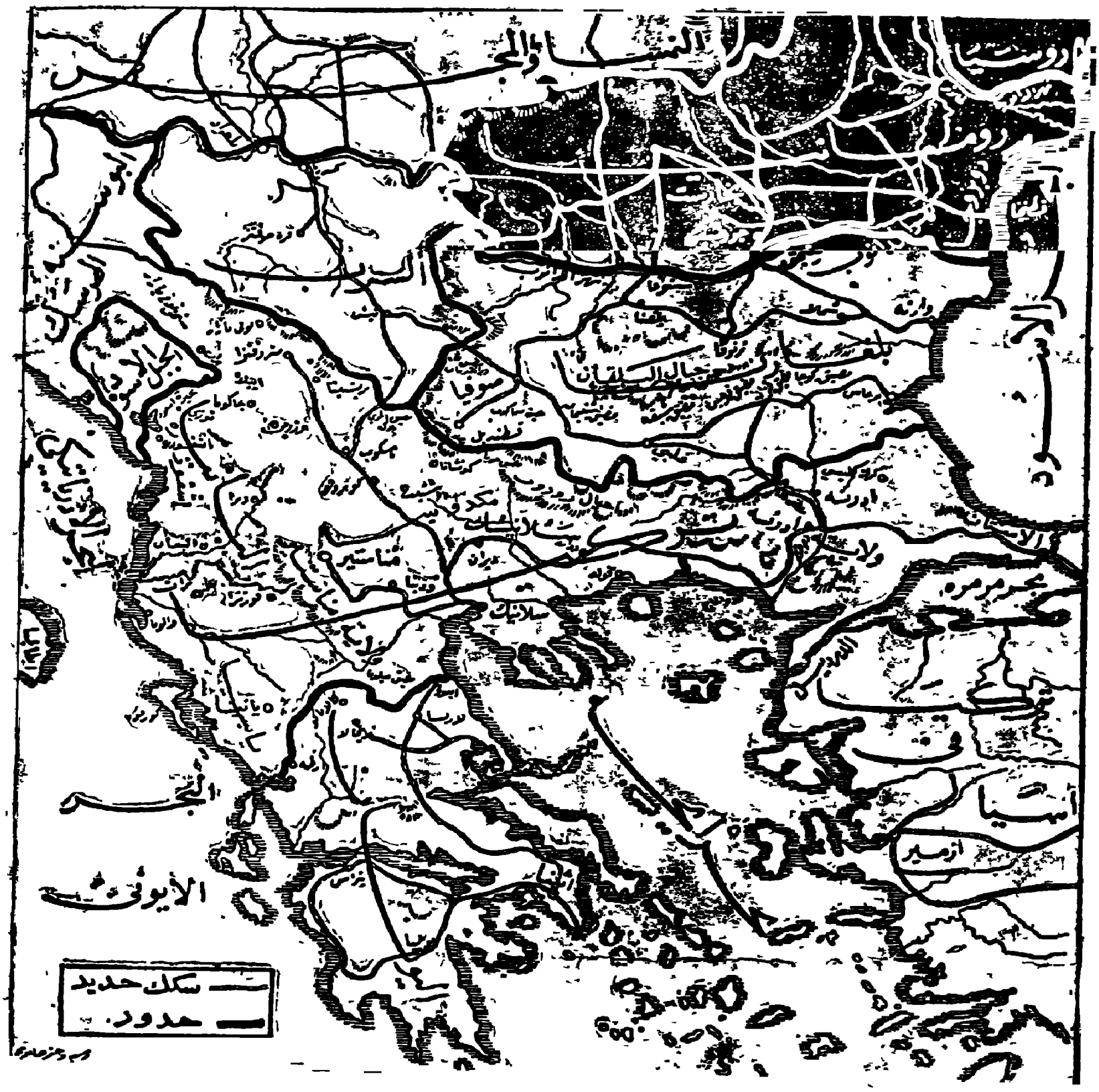

ترجمہ بعض الفاظ عربیہ

(آستانہ)	قسطنطینیہ
(اصرنہ)	ایڈریانوپل
(بحر مرمرا)	مار مورا
(بحر ابیض)	میڈیٹرینین سی (جس میں جزائر سکاٹس وغیرہ واقع ہیں)
(نہر الدانوب)	دریائے ڈینیوب (جو ترکی وغیرہ ترکی روسی سرحد تھا)
(النمسا والمجر)	آسٹریا ہنگری
(البوسنہ والہرسک)	بوسنیا ، ہرزیگوینا
(الجبل الاسود)	مانٹی نیگرو
(بلغاریا)	بلغاریس دار الحکومت صوفیا
(سکک حدید)	یعنے ریلوے لائن کا خط - (حدود) یعنے وہ موٹی جدول ، جو ترکی حدود حکومت کو رومانیا وغیرہ سے علیحدہ کرتی ہے -

(یہ نقشہ قسطنطنیہ کے مکتبہ حربیہ کے جغرافیے سے طیار کیا گیا ہے ، اور اصل نقشے کا بعینہ عکس ہے

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين القرآن الحکیم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
سید محمد حسنین کاظم الہاشمی

مقام اشاعت
۲ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۳ | کلکتہ: چہارشنبہ ۶ صفر ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲
Calcutta: Wednesday January 15, 1913

ہندوستان میں نئی چیز

۲۰ لاکھ بہترین خریداروں سے تھی اب دور ہوئی

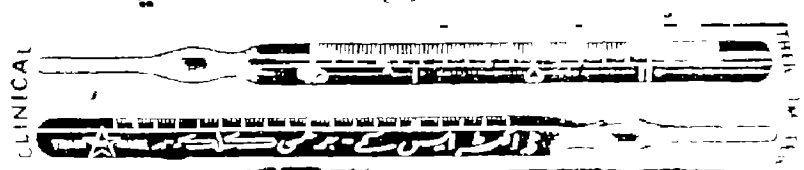

ڈاکٹر جرمن کے مشہور " تھرما میٹر کی تعریف کی بابت کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے - یہ ولایت کے ایک مشہور کارخانہ سے بنواکر منگایا جاتا ہے - چونکہ اسکے پارہ کی لکیر خفت ہوتی ہے - اسلیے مرد و عورت کو بھی شناخت کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی - انگریزی جاننے کی کوئی ضرورت نہیں - ہندی اردو وغیرہ میں بھی تھرما میٹر بنواگیا ہے - جو ایک روپیے کیس میں رہتا ہے اور عمدہ کاغذ کے بکس میں بند پرچہ طریقہ استعمال ملتا ہے - ایک مردہ ضرور منگا کر دیکھیے -

انگریزی تھرما میٹر ایک روپیہ چار آنہ
اردو " " دو روپیہ
ہندی " " دو روپیہ

ملنے کا پتہ ایس کے برمن - منیجر تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

انگریزی حکومت کا مسلمان ہوجانا

— * —

اب بالکل یقینی ہے - کیونکہ حضرت شیخ سنوسی کے خلیفہ بمقام تیرت سیدی حواجہ حسن نظامی سے آئندہ حالات کی نسبت جسقدر پیشین گوئیاں کی تھیں (اور جنکو کتاب شیخ سنوسی کے حصہ اول و دوم میں شائع کردیا گیا تھا) سب ہو بہو سچی ثابت ہوئیں - اب صرف انگریزی حکومت کے مسلمان ہوجانیکی پیشین گوئی باقی ہے - خدا نے چاہا تو عنقریب پوری ہوگی - پس اگر آپ یہ پیشین گوئیاں اور ترکی و ایران علی الخصوص افغانستان و جاپان و چین وغیرہ کے انجام کار کو دیکھنا چاہتے ہیں تو رسالہ شیخ سنوسی کے دونوں حصے پڑھئے - قیمت ہر دو آنہ آنہ -

کلیات اکبر - لسان العصر و خداں الملک خاں بہادر مولوی سید زین حسین الہ آبادی کے زبردست کلام کے دونوں حصے چھپ کر تیار ہیں - کاغذ لکھائی چھپائی نہایت اعلی ہے - اور صرف ہمارے ہاں دستیاب ہوسکتے ہیں - قیمت ہر دو حصص ۳ روپیہ ۸ آنہ -

مضامین خواجہ حسن نظامی میں عدد کے اور تیسرے یہ حاکداں کے سچے مگر نہایت دلچسپ قصے درج ہیں دیر آلو - سچھر - دیاسلائی وغیرہ عنوانوں پر نہایت مزیدار اور معلومی چیز مضامین ہیں -

سفرنامہ ہندوستان دہلی گجرات کاٹھیاواڑ سومنات وغیرہ مقامات کا دلچسپ سفرنامہ بطریق روزنامچہ از سیدی خواجہ حسن نظامی دہلوی قیمت ۸ آنہ -

اسلام کا انجام مصرعے شیخ المشائخ کی حوصلہ افزا پیشین گوئیاں - قیمت ۴ آنہ -

اسرار معنی رموز کا خزانہ بس دیکھنے کے قابل قیمت ۴ آنہ -

ترکی فتح شاہ مشتاق احمد صاحب منجم دہلوی کی پیشین گوئیاں - قیمت ۲ پیسہ

دل کی مراد - شاہ صاحب کے طلسماتی تعویذ قیمت فی تعویذ ۴ آنہ -

کارکن حلقہ نظام المشائخ دہلی سے منگائیے

شرح اجرت اشتہارات

— * —

میعاد اشتہار	فی صفحہ	فی کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ فی مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیے کوئی اشتہار نہیں لیا جائیگا = اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کو جگہ دیجائیگی -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچیس فیصدی زائد ہوگی -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھی تیار ہوتے ہیں جسکی قیمت ۸ آنہ فی مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

لاتهنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين — القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلگراف
« الہلال »

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

Al-Hilal,
Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad
7-1 McLeod street,
CALCUTTA.
Telegraphic Address
"AL - HILAL"
Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly „ „ 4-12.

جلد ۲ — کلکتہ: چہارشنبہ ۶ صفر ۱۳۳۱ ہجری — نمبر ۲
Calcutta Wednesday, January 15, 1913

فہرس

شذرات
هفتهٔ جنگ ۲
یالیت قومی یعلمون!
مقالهٔ افتتاحیه
واقعهٔ جلد جدید (۲)
مقالات
تاریخ عمران عربی کا ایک صفحه ۸
مراسلات
الہلال روانه ۱۱
ترکی کا وزیر خارجیه
مراسلات
صفحات
مسلم یونیورسٹی کنونشن
شذرات عثمانیه
جنگ بلقان اور دول یورپ کے تعلقا موجوده ۱۳
جنگ بلقان کے حوادث و واقعات پر ایک نظر ۱۴

تصویر

البطل العظیم · عاربی انور پاشا صفحه خاص

الہلال جلد اول

الہلال کی پہلی مکمل جلد جس میں جولائی سے دسمبر تک کے تمام پرچے بہ ترتیب موجود ہیں' اور ابتدا میں مفصل فہرست مضامین و تصاویر اور علحدہ ٹائٹل پیج لگا دیا گیا ہے - اب بالکل طیار ہے - جلد خوشنما و لائقی کپڑے کی ہے اور اسپر "الہلال" کا ملاک طلائی حرفوں میں منقش ہے - قیمت ۸ روپیہ-

صرف ۳۰ مکمل جلدیں دفتر میں باقی رہگئی ہیں - باقی متفرق پرچے ہیں - البتہ نمبر (۱۳) سے (۲۴) تک کی سہ ماہی جلد علحدہ اور مکمل بھیجی جاسکتی ہے -

شذرات

هفتهٔ جنگ

اس وقت تک ترکی کے طرف سے ایڈریا نوپل کی حوالگی کے انکار میں پوری استقامت کا اظہار ہو رہا ہے - ۱۳ - کی تار برقی ہے کہ حکومت نے مسئلهٔ صلح و جنگ کو ایک نہنا بڑی قومی مجلس کے حوالہ کردینے کا فیصلہ کر لیا ہے - جسکو سلطان المعظم منعقد کرینگے -

صلح کانفرنس کا بظاہر عملاً خاتمہ ہو گیا ہے مگر وکلا ابتک لندن میں مقیم ہیں - اگر یہ سچ ہے کہ بلغاریا دوبارہ جنگ کے جاری کرنے کیلیے پوری استعداد رکھتی ہے تو باوجود فیصلہ کن رائے دینے کے بار بار کیوں خود ہی مہلت کو طول دیتی ہے' اور اپنے وکلا کو لندن سے بلا نہیں لیتی ؟

اصل یہ ہے کہ بلغاریا کی قوت کا اسی دن خاتمہ ہوگیا تھا' جس دن اس نے قرق کلیسا پر اپنے تئیں فدا کرکے قبضہ کیا تھا - یورپ نے دیکھا کہ اب اگر ترکوں کو جنگ کی مہلت ملی تو صلیبی مقاصد کے حصول کی مرصع ہاتھ سے نکل جائے گی' پس جس کروسیڈ کیلیے وہ اس وقت میدان جنگ کو موزوں نہیں سمجھتا ہے' اسکا حملہ صلح کے دباؤ سے کرنا چاہتا ہے - اب اگر بلغاریا پریس کے میدانوں میں ترکی کو شکست نہیں دیسکتی تو کیا مضائقہ ہے ' کیونکہ لندن اور روس کی وزارت خانہ خارجہ سے صلح کے سازشی دباؤ کے ذریعہ ' پوری شکست دی جا سکتی ہے !

ایک دوسرا تار لندن کے عثمانی حلقوں کا یہ خیال نقل کرتا ہے کہ " ایڈریا نوپل کا چھوڑنا ممکن نہیں - اور ترکی کا فیصلہ اب اس وقت خود بخود معلوم ہو جاے گا جب عثمانی وکلا لندن چھوڑ دینگے -

مشہور محترم سیاست اہل قلم : مسٹر (بلنٹ) نے اپنے مضمون میں جو حالات ظاہر کیے تھے ' وہ حرف بحرف پورے ہو رہے ہیں' انہوں نے لکھا تھا کہ " آخر میں سر ایڈورڈ گرے بلقانی ایم سارا بوجھ ترکی پر دباؤ ڈالیں گے کہ بلقانیوں کو سب کچھ سپرد کرکے صلح کرلے " اور اب دول یورپ نے دباؤ ڈالنا شروع کردیا ہے اور انگلستان اور روس اس صلیبی دباؤ کے اصلی ہیرو ہیں -

(بقیہ مضمون صفحہ ۴ پر)

یا لیت قومي یعلمون ! !

یا ایها الذین امنوا لا تتخذوا الیهود والنصاری اولیاء بعضهم اولیاء بعض ، ومن یتولهم منکم فانه منهم ، ان الله لا یهدی القوم الظالمین -

قتری الذین فی قلوبهم مرض یسارعون فیهم ، یقولون نخشی ان تصیبنا دایرة ، فعسی الله ان یاتی بالفتح او امر من عنده ، فیصبحوا علی ما اسروا فی انفسهم نادمین -

(اے ایمان والو) یہود اور نصارا کو (جو اسلام کے خلاف جنگ پر متفق ہو جائیں) اپنا دوست نہ بناؤ ! یہ لوگ تمہارے مٹانے کیلئے اپنی سازشوں میں ایک دوسرے کے مددگار اور دوست ہیں - اور اگر تم میں سے کوئی (باوجود اسلام کی مخالفت کے) انکو اپنا دوست بنائے گا ' تو یقیناً اللہ کے نزدیک اسکا بھی شمار انہی دشمنان دین و حق میں ہوگا ' کیونکہ اللہ تعالی ایسے ظالم اور کافرمانوں کو راہ راست نہیں دکھلاتا -

جن لوگوں کے دلوں میں اسلام فروشی اور نفاق طینتی کا روگ ہے ' تم دیکھو گے کہ وہ ان لوگوں کو اپنا دوست بنانے میں بڑی جلدی کر رہے ہیں ' اور کہتے ہیں کہ ہم کو اس بات کا ڈر لگا ہوا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمیں کسی مصیبت کے پھیر میں آجائیں -- سو کچھ عجیب نہیں کہ عنقریب اللہ تعالی تم کو کوئی کامیابی عطا کرے ' یا کوئی اور غیبی امر ظاہر ہو اور اسوقت یہ لوگ اس نفاق پر ' جو اپنے دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں ' پشیمان ہوں -

— * —

والصافات صفا ' فالزاجرات زجرا ' فالتالیات ذکرا (۱) کہ مہلتوں کا خاتمہ ' فرصتوں کا وقت آخر ' ہمتوں کا امتحان ' اور سعی و جہد کے انتہائی لمحے درپیش ہیں - فالوقت ضیق ' والخطب شدید - ولا هواء رعنات ' و للوسائس سلطان - فمتی حدیث تعدها یوصدون ؟

میں وہ صور کہانچہ لاؤں ' جسکی اولین آواز دلوں کو خواب غفلت سے بیدار کر دے ؟ میں اپنے ہاتھوں میں وہ قوت کیسے پیدا کروں ' جسکی سیدھ کوئی کے شور سے سرگشتگان خواب موت اور ہشیار ہوجائیں ؟ آہ ! کہاں ہیں وہ انکھیں جنکو درد ملت میں خونباری کا دعوا ہے ؟ کہاں ہیں وہ دل ' جنکو زوال ملت کے زخموں پر تڑپ رہے ؟ کہاں ہیں وہ جگر ' جو آتش غیرت و حمیت کی سوزش کے لذت آشنا ہیں ؟ اور پھر آہ ! کہاں ہیں اس برہم شدہ انجمن کے ماتم گسار ' اس برباد شدہ قافلے کے نالہ سار ' اس صف ماتم کے مغاں سنج ' اور اس کشتی طوفانی کے مایوس مسافر ' جنکی موت و حیات کے آخری لمحے جلد جلد گذر رہے ہیں ' اور وہ بے خبر ہیں ' یا خاموش - روتے ہیں ' یا مایوسی سے چپ و راست نگراں ' مگر نہ انکے ہاتھوں میں اضطراب ہے اور نہ پاؤں میں حرکت - نہ ہمتوں میں اقدام ہے ' اور نہ ارادوں میں عمل کا ولولہ - دشمن شہر کے دروازوں کو توڑ رہے ہیں ' اور اہل شہر رونے میں مصروف ہیں - ڈاکوؤں نے قفل توڑ دئے ہیں اور گھر والے سوئے ہی نہیں ' مگر اب تک انکھ ملنے سے مہلت نہیں ملی ہے - جب کسی کے گھر میں آگ لگتی ہے تو محلہ کے دوست دشمن ' سبھی پانی کیلئے دوڑتے ہیں ' لیکن اے رونے کو ہمت اور مایوسی کو زندگی سمجھنے والو ! یہ کیا ہے کہ تمہارے گھر میں آگ لگ چکی ہے ' ہوا تیز ہے ' اور شعلوں کی لپک سخت ' مگر تم میں سے کوئی نہیں جسکے ہاتھ میں پانی ہو ! پھر اگر اسی وقت کے منتظر تھے ' تو کیا نہیں سمجھتے کہ وہ وقت آگیا ہے ؟ اگر تم کشتی کے ڈوبنے کا انتظار کر رہے تھے ' تو کیا نہیں دیکھتے کہ اب اس میں دیر نہیں ؟ اور آہ مسلمانوں کے عروج و زوال کی سیزدہ صد سالہ کشتی ' جو ہارہا ڈوبی ' اور ہارہا اچھلی ' اور نہیں معلوم کہ اب ڈوبنے کے بعد ہمیشہ کیلئے سطح عالم سے ناپید ہو جاتی ہے ' یا اسکے ٹوٹے ہوئے تختے ' اور تار تار بادبان کے ٹکڑے سمندر کی موجوں کا چند گھنٹے اور مقابلہ کرتے ہیں !

در کار ملت خانہ و ما در ہوائے او
پروانۂ چراغ مزار خودیم ما

(۱) قسم ہے مجاہدین کے ان گھوڑوں کی ' جو دشمنوں سے لڑنے کیلئے صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں - پھر اپنے گھوڑوں کو زور سے للکارتے اور دشمنوں پر حملہ کرتے ہیں ' اور پھر جب لڑائی سے فارغ ہو جاتے ہیں تو ذکر الہی اور تلاوت قرآن میں مصروف ہو جاتے

وکاین من قریة اهلکناها وهی ظالمة فهی خاویة علی عروشها وبئر معطلة وقصر مشیده - افلم یسیروا فی الارض فتکون لهم قلوب یعقلون بها او اذان یسمعون بها ، فانها لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور (۲۲ : ۴۴)

پھر انسانوں کی کتنی ہی آبادیاں ہیں جنکو انکی غفلت و بد اعمالی کی پاداش میں ہم نے ہلاک کردیا ' پس اب وہ ایسی اجڑی پڑی ہیں کہ انکی دیواریں اپنی چھتوں پر گری پڑتی ہیں ' انکے کنویں بیکار ہو رہے ہیں ' اور بڑی بڑی عمارتوں کے محل مکینوں سے خالی ہیں ! پھر کیا لوگ زمین پر چلتے پھرتے نہیں اور قوموں کے عروج و زوال کی نشانیوں کو دیکھتے نہیں ؟ اگر دیکھتے تو انکے دل سوچنے والے ہوتے اور کان سننے والے ' اور جب نابینائی کا وقت قریب آجاتا ہے تو قوموں کی انکھیں اندھی نہیں ہو جاتیں ' بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں ' جو سینوں کے اندر چھپے ہوئے ہیں !!

یا لیت قومی یعلمون !!

اگر ہم کو مٹنا ہی ہے تو اسکا کوئی شکوہ نہیں - روئے زمین اور نابود و اندرا کی عظیم الشان قومیں جہاں آباد تھیں ' وہاں آج خاک کے ڈھیر اور ٹوٹی ہوئی دیواروں کے کھنڈر بھی سیاحوں کو بڑی حسرت سے ملتے ہیں - ہم نے تیرہ سو برس تک دنیا میں حکمرانی کی ہے ' اور مغرب و مشرق اگر ہمارے بعد ہمکو بھلانا بھی چاہے تو مدتوں ہمارے افسانۂ حیات و مماب کو دہرا سکتا ہے ' لیکن غم ہے تو اسکا ہے کہ موت دونوں کو آئی ہے - سپاہی کو میدان جنگ میں ' اور مجرم کو سولی کے تختے پر - پہلی وہ موت ہے جس پر دلسوز کی ہزاروں زندگیاں قرباں ' اور دوسری وہ دلسوز کی موت ہے ' جسکے بعد انسانی روح اسلئے اور کوئی دلسوز نہیں - اگر یورپ نے ہم سے آخری انتقام لینے کا فیصلہ کر لیا ہے تو کاش ہمارے سینے پر گولی لگتی ' لیکن ہمارے گلے میں پھندا نہ ڈالا جاتا !

عالمگیر پرستش قوم ' اسلام کو مغلوب کرنا چاہتی ہے

اللہ اللہ ! انقلاب و حوادث کی کیا دلچسپی ہے ! جس قوم کی ابتدا دنیا میں سولی کے تختے سے ہوئی ہے ' جسکی ہستی دنیا میں اس طرح شروع ہوئی ہے کہ بیت المقدس کے حکم اور یہودیوں کی خواہش سے اسکے خدا کو سولی کے تختے پر لٹکا دیا گیا تھا اور اسکے ہتھیلیوں اور ٹخنوں کو تختے سے لگانے بڑی بڑی میخیں ٹھونکدی گئیں تھیں - اگرچہ وہ بیدلی کی شدت سے بہت چیختا رہا تھا کہ " خدایا موت کے پیالے کو میرے لبوں سے ہٹا لے " پر اسکو

جس قوم کی عزت کا پہلا دن یہ تھا کہ اسکا جسدا تیں دن تک سولی کی لعنت میں گرفتار رہا ' کیونکہ (توراۃ) میں لکھا ہے کہ " جو کاٹھ پر چڑھا وہ ملعون ہوا " - آج وہی قوم ' سولی کے تختے کو پوجنے والی قوم ' ایک مصلوب لاش کی پرستش کرنے والی قوم ' اُس قوم کو میدان جنگ کی تلوار سے ہلاک کرنے کی جگہہ ' سازش گاہ صلح میں پھانسی دینا چاہتی تھے ' جس کا سب سے بڑا جرم یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے دادی نے دنیا میں ظاہر ہوکر اپنے تئیں مسیح کی طرح سولی پر نہیں چڑھایا ' بلکہ تلوار کے زور سے اپنے دین کی اشاعت کی ! و تلک الایام نداولہا بین الناس -

توحید اور تثلیث کا ناھمی سلوک

مسجد حب سے ہمارا معاملہ آج ہی شروع نہیں ہوتا ' بلکہ یہ میدان صدیوں سے گرم ہے - لیکن آج ہم کو سر جھکا کر اعتراف کر لینا چاہیے کہ اس نے ہمکو پوری شکست دیدی - یہودیوں نے اسکے جدا پر " ولدالزنا " ہونے کی تہمت لگائی تھی اور اسکی ماں کی عصمت پر تہمت لگایا تھا - ہم نے دنیا میں آتے ہی اسکو اس شرمناک لفظ سے نعمات دلائی اور کہا کہ :

و قولہم علی مریم بہتاناً عظیما (۴ : ۱۵۵) اور یہودیوں کا حضرت مریم کی نسبت قول ایک بہت بڑا بہتان ہے -

لیکن آج تمام مسیحی دنیا ہم پر دہشت و خونریزی اور قتل و فساد کا بہتان لگانے میں کامیاب ہو رہی ہے - ہم نے روز اول سے انکے معبدوں اور گرجوں کی حفاظت کو اپنی مسجدوں کی حفاظت سے کم نہ سمجھا اور ایک مرتبہ دمشق کی مسجد کی تعمیر شدہ زمین دیدی تاکہ اسپر گرجا بنایا جائے " لیکن آج طرابلس اور بلقان پوری کی مسجدوں کے محراب و منبر بھی صلیب پرستوں کے حملہ اور یورپ سے محفوظ نہیں ہیں ' اور مشہد کی مسجد گوہر شاد کا نصف گنبد توپوں کی گولہ باری سے گرا دیا گیا ہے - ہم نے اٹھہ سو برس تک اسپین میں عیسائیوں کو آستین میں بٹھا کر دودھ پلایا ' انہوں نے صحن مسجد میں آکر پیغمبر اسلام کو گالیاں دیں مگر ہم نے انکو ملکی سرزمین کی واجب سے محروم نہیں کیا ' لیکن آج وہ ہم کو یورپ سے جلاوطن کرنے کی سازش میں فتح یاب ہوگئے ہیں ' اور عنقریب جزو دنیا کے صفحہ ہی سے مٹا دینے کا ارادہ کررہے ہیں - ہاں یہ سچ ہے کہ ہم نے بغداد کے دربار عظمت و جلال میں " سنگ رومی " (۱) کے منہہ پر تھوکا تھا ' اور یہ بھی غلط نہیں کہ ایک سو برس اُدھر تک عثمانی وزیر اعظم کی زبان میں روس اور اسٹریا کے بادشاہوں کو یاد کرنے کیلئے سب سے بڑی عزت آمیز تھی کہ " وہ ہمارے اچھے کتے ہیں " - لیکن پھر اس سے کیا ہوتا ہے ' کیونکہ آج یورپ کا ہر مسیحی کتوں کو اپنی گود میں بٹھا کر پیار کرتا ہے ' لیکن ہمارے سروں کیلئے اسکے پاس سب سے بڑی لعنت توت کی ٹہوکر ہی میں ہے - یقیناً ہم نے آٹھہ صلیبی حملوں میں عیسائیوں کے سروں کو کچلا ' اور یروشلیم کے مقدس " صخرۃ اللہم " پر انکو قابض ہونے نہیں دیا ' لیکن اسکا ذکر بھی اب بے فائدہ ہے - کیونکہ آج تو وہ دن ہے کہ اگر عقلتوں اور بے سود تعصبوں کا یہی حال رہا ' تو قریب ہے کہ ہماری عزت و حیات کی آخری متاع یعنے " مرقد مطہر رسول اللہ " اور " بیت مقدس خلیل اللہ " کی طرف بھی اسکی توپوں کے دہانے کھولدیے جائیں گے ' اور (حدہ) اور (یدوع) کے ساحلوں پر یورپ کے آہن پوش تدریدات لنگر انداز نظر آئیں گے ! ویا لیتنی مت قبل ہذا ' و کنت نسیا منسیا ! (۱۹ : ۲۳)

حامیان اسلام کا سب سے بڑا گھرانا

ہندوستان کے مسلمانوں نے جو اہ کتابھی اپنے تئیں دلیل رہ حقیقت سمجھ لیا ہو ' اور خواہ داخلی اور خارجی شیاطین کی وسوسہ انگاریوں نے کتنا ہی اسکو معطل اور مہجور ہونے کا یقین دلادیا ہو ' لیکن انکو یاد رکھنا چاہیے کہ انکی تعداد سات کرور سے متجاوز ہے ' اور وہ آج پدروان اسلام کی سب سے بڑی تعداد ہیں ' جو زمین کے کسی ایک ٹکڑے میں آباد ہے - انکو ایوان حکومت سے نکلے ہوئے ابھی زیادہ زمانہ نہیں گذرا ہے ' اور ناوجود ہر طرح کے تنزل کے اب بھی وہ دولت اور تعلیم اور علی الخصوص ملی بیداری اور اپنے مصائب کے محسوس کرنے میں اُن مقامات کے مسلمانوں سے بھی بہتر حالت رکھتے ہیں ' جہاں ابتک اسلامی حکومت باقی ہے - اسلیے اگر آج حفظ کلمۂ توحید ' و بقاء بلاد مقدسہ ' و قیام شعار و ناموس شریعت اسلامیہ کی سب سے زیادہ ذمہ داری ترکوں کے ذمے ہے ' کیونکہ انکے ہاتھہ میں تلوار ہے ' تو یقین کیجئے کہ مسلمانان ہند کے ذمے بھی انسے کم نہیں ہے ' کیونکہ انکی تعداد تمام دنیا کی اسلامی آبادیوں میں سب سے زیادہ ہے ' اور جس مصائب اور دوائع اعانت کے حصول کے لحاظ سے وہ تمام دنیا کے مسلمانوں میں درجۂ امتیاز رکھتے ہیں -

پس اسلام کیلیے مستقبل میں جو کچھہ ہونے والا ہے ' ضرور ہے کہ مسلمانان ہند اسمیں اپنا پورا حصہ لیں ' اور ایک لمحہ کیلئے بھی اس وسوسۂ ابلیس سے فریب نہ کھائیں کہ وہ بالکل بے دست و پا ہیں اور کچھہ نہیں کرسکتے -

یقیناً تم کچھہ نہیں کرسکتے ' اگر تم ایسا سمجھتے ہو تو کچھہ نہیں کر سکوگے - دنیا میں ہمیشہ دو ہی خیال دماغوں میں پیدا ہوئے ہیں - بعضوں نے سمجھا کہ کچھہ نہیں کرسکیں گے ' اور بعضوں نے خیال کیا کہ اگر کرنا چاہیں گے تو سب کچھہ کرلیں گے - پہلے خیال کا نتیجہ یہی نکلا کہ کچھہ نہوا - لیکن دوسرے خیال نے چقیل میدانوں کو ایوان و محل ' ویران جنگلوں کو آباد و شاداب ' ویرانوں کو خشک میدان ' پہاڑوں کو سطح زمین ' غلاموں کو آزاد ' ایک کنبے کو مشاہب تاج و تخت ' اور ایک مردہ قوم کو زندہ و قائم کردیا ! فاعتبروا و تفکروا یا ایہا المسلمون العاملون ! و لاتکونوا کالذین نسوا اللہ ' فانساہم انفسہم ' اولئک ہم الخاسرون ! !

اللہ استقامت شرط راہ ' و دلیل رسول نارگاہ ہے :

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا ' تتنزل علیہم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا ' وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون (۴۱ : ۳۰)

جن لوگوں نے اللہ کو اپنا معبود کار سمجھا ' اور اپنے اندر استقامت پیدا کرلی ' تو یقیناً یہ تو انکے لیے کسی طرح کا خوف ہے اور نہ کسی ناکامی و یاس مراد کا غم !

انہوا حفاظا و ثقالا !

آپ کہیں گے کہ مسلمانوں نے ان چند مہینوں کے اندر میں کس قدر خوش و اضطراب کا اظہار کیا اور کس مستعدی سے لاکھوں روپیہ ترکی کی اعانت میں فراہم کرلیا - اس سے زیادہ اور انکے بس میں کیا ہے ؟

لیکن میں کہونگا کہ بس میں تو سبھی کچھہ ہے ' بشرطیکہ وہ اپنی قوت کا اندازہ کریں ' کلمۂ توحید کی حفاظت کیلئے اٹھہ کھڑے ہوں ' اور اپنے نفس کے مقابلے میں اللہ اور اسکے رسول کی محبت کو ترجیح دیں - یقیناً وہ تیس کروڑ اسلامی کی انہوں نے اپنے دل میں پیدا کی ' نہایت قیمتی ہے - وہ اضطراب و ہیجان جو انہوں نے اس وقت تک ظاہر کیا ' اس عالم یاس میں بھی امید کا پیام ہے ' اور روپیہ کی فراہمی بھی ایک اولیں جہاد مالی تھا ' جس سے وہ عاجز نہ رہے ' لیکن میرا سوال یہ نہیں ہے کہ انہوں نے کیا کچھہ کیا ؟ بلکہ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو کچھہ کرسکتے تھے ' وہ کیا یا نہیں ؟ روپیہ ' نیچکر آپ رحمی ترکوں کی مرہم پٹی کا ضرور سامان کرسکتے ہیں ' لیکن اُس تلوار کے حملے کی قوت

(۱) ہارون رشید نے قیصر روم کو ایک خط میں ملک الروم کہکر مخاطب کیا تھا -

کر تو کچھہ بھی اثر نہیں ڈال سکتے جو نئے نئے رحم پیدا کر رہی ہے ! جوش و اضطراب بنیاد کار ہے' لیکن پھر صرف آنسو بہا کر تو کسی درد نے ملک فتح نہیں کیا ہے ! یقین کیجیے کہ تمام مسیحی یورپ اب اسلام کے فنا کردینے کیلیے آخری اتھاق کرچکا ہے اور عرصداشتوں اور ورولیشنوں سے دنیا میں کبھی کام نہیں نکلے ہیں -

اولیں کار

پس اگر مسلمانان ہند اس وقت اپنی قوت سے کوئی نتیجہ خیز کام لینا چاہتے ہیں تو برائے خدا حالت کی نزاکت کو محسوس کریں اور میدان کار میں چند قدم آگے بڑھائیں - اس سلسلے میں پہلا کام انکا یہ ہے کہ حتی الامکان تمام یورپین مال تجارت اور مصنوعات کو بائکاٹ کر دیں - درحقیقت موجودہ جنگ ابتدا سے یورپ کی درپردہ متفقہ جنگ تھی ' مگر اب بالکل ایک کھلا یورپین اقتصادی حملہ ہے' جو اسلام کے مقابلے میں شروع کر دیا گیا ہے ' اور تمام دول متفقہ طور پر ٹرکی کو ایڈریانوپل حوالہ کر دینے کیلیے مجبور کر رہی ہیں - پس باوجود اس حالت کے' جو مسلمان یورپ کی تجارت اور مصنوعات کو خریدتا اور استعمال کرتا ہے ' وہ گویا دشمنان اسلام و توحید کی کھلی اعانت کرتا ہے - شریعت حقہ اسلامیہ نے ہم کو تمام دنیا کے ساتھہ رحم و محبت اور فائدہ رسانی کی تعلیم دی ہے ' لیکن چونکہ حق و صداقت کی حفاظت تمام چیزوں سے مقدم اور سب سے بالا تر ہے ' اسلیے جب کوئی قوم اسلام کے خلاف اعلانی عداوت کر دے ' تو پھر یہ قانون محبت ' قانون جنگ سے مبدل ہو جاتا ہے اور عدل اور احسان میں مقابلہ پیدا ہو جاتا ہے - پھر جنکو اللہ کی محبت کا دعوا ہے ' ضرور ہے کہ وہ اللہ کی دوستی کو انسانوں کی دوستی پر ترجیح دیں اور انکے دشمنوں سے تمام اپنے فائدہ رساں تعلقات منقطع کر دیں - یہ کوئی ملکی اور سیاسی مسئلہ نہیں ہے بلکہ ایک خالص دینی معاملہ ہے ' اور ہر مسلمان بشرطیکہ مسلمان ہو ' اسکی تعمیل پر مجبور ہے -

یہ مسئلہ پورے سات مہینے سے ہمارے سامنے تھا مگر ہم نے تمام پہلوؤں پر غور کر رہے تھے ' اسلئے اسکی نسبت اظہار خیال میں جلدی نہیں کی ' مگر اب جو کچھہ سوچنا تھا سوچ چکے ' اور سچ یہ ہے کہ سوچنے کا وقت ہی باقی نہیں رہا - اس وقت بے جذبات اور جوش کے اظہار کا عملی اور موثر ذریعہ یہی ہے جو مسلمانان ہند کے سامنے ہے ' اور ہم اسکی نسبت آیندہ کی تفصیل عرض کرینگے : هذه تذكرة ' فمن شاء اتخذ الى ربه سبيلا -

---

(بقیۂ حملۂ جنگ)

دول یورپ ایک دوسری متفقہ یادداشت بھیجنا چاہتے تھے ' اور یورپ کے موجودہ سیاسی مصطلحات میں یادداشت کے معنے ایک مسلحانہ حملے کے ہیں ' لیکن اس یادداشت کا بھیجنا اسلیے ملتوی کر دیا گیا ہے کہ جرمنی نے چند ترمیمات پیش کر دی ہیں ' اسلیے اسکا صلح کانفرنس میں پیش ہونا ضروری ہے -

یہ استقامت جو ٹرکی کی طرف سے ظاہر ہو رہی ہے ' اس انقلاب داخلی اور ہیجان ملی کا نتیجہ ہے' جو انجمن اتحاد و ترقی کی سعی ' انور پاشا کے شملہا پھینکنے ' اور خود ناظم پاشا کے حرب عزیزیہ و الائتلاف سے بیزار ہو جانے کا نتیجہ ہے - ولایت کی پچھلی ڈاک میں اس تغیر حالت کی نسبت بعض اہم معلومات ملتے ہیں - ہم نے الہلال کی ۱۱ - دسمبر کی اشاعت میں (محمود مختار پاشا) کی مصطرانہ جد و جہد کی خبر دیتے ہوے جن توقعات کا اظہار کیا تھا ' الحمد للہ کہ اسکی تصدیق کرتے ہیں -

الہلال

۱۰ جنوری ۱۹۱۳

فاتحۂ جلد جدید

— * —

(۲)

الامر بالمعروف و النہی عن المنکر

— * —

زوال بغداد کے ساتھہ ہی عربی قوت کا ہمیشہ کلی سے خاتمہ ہوگیا ' اور ترکوں کا جو اقتدار ایک صدی سے دنیا پر چھا رہا تھا ' وہ تمام عالم اسلامی پر چھا گیا - ترک ایک نو مسلم قوم تھی ' جو عربی زبان سے واقف نہ تھی اور نہ اسکو دین و مذہب کی کچھہ خبر تھی - اسلیے مجبوراً اسکو تمام علمی اور مذہبی معاملات میں علما سے مدد لینی پڑی اور اس طرح علم و مذہب پیشتر سے زیادہ حصول قوت و حکمرانی اور دولت و جاہ دنیوی کا ذریعہ بن گیا - یہ "امر بالمعروف" کی بقیہ زندگی کیلیے گویا ایک آخری دوائے صرت تھا - کیونکہ اب علم و مذہب اعلاے حق و دفع باطل کیلیے نہیں ' بلکہ حصول عزو جاہ اور حکومت و تسلط کیلیے حاصل کیا جانے لگا اور نفس پرست بادشاہوں اور امیروں کے دربار کی پہلی صف میں علماء و فقہاء کی قطاریں نظر آنے لگیں - علم حق ایک نور الہی ہے ' جو اغراض نفسانیہ کی تاریکی کے ساتھہ جمع نہیں ہو سکتا - وہ حق و صداقت ہے مگر نفس کذب و باطل کی پرستش کرتا ہے - پس جن دلوں میں دنیوی اغراض اور حکومت و امارت کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے وہ مجبور ہو جاتے ہیں کہ علم و حقانیت کو اُن نفوس خبیثہ کا تابع و محکوم کر دیں ' جنکے ہاتھہ میں دولت اور عز و جاہ دنیوی کی بخشش کی قوت ہے - غرض اور ہوس کا تسلط انکے دلوں سے خدا کی حکومت کے خوف کو زائل کر دیتا ہے ' اور اسکی جگہ دولت و امارت اور جماعت و عوام کی حکومت قائم کرا دیتا ہے - وہ حق کو دیکھتے ہیں کہ مظلوم ہے ' لیکن زبان نہیں کھولتے ' کیونکہ جانتے ہیں کہ حق کی نصرت انکے اغراض نفسانیہ ادا کیے مضر ہے ' جو دل خدا سے نہیں ڈرتا ' پھر وہ دنیا کی ہر شے سے ڈرنے لگتا ہے - پس وہ اللہ کی حکومت سے آزاد ہو کے شیطان کے ہر ارادے سے ادے مطہر اور فریب کے عالم ہو جاتے ہیں اور چونکہ امرا و رؤسا یا عوام و جہلا سے جلب نفع اور حصول زر کی خواہش اپنے اندر رکھتے ہیں ' اسلیے انکی قدرت سے ظاہر ہوتا ہے کہ انکے خلاف لوگوں کو حرکت دیسکیں - وہ حق اور راستی کو پہچانتے ہیں لیکن اسکی طرف انگلی اٹھا کر اشارہ نہیں کر سکتے ' کیونکہ ڈرتے ہیں کہ پھر دولت و جاہ دنیوی سے اپنا ہاتھہ انکے سروں پر سے ہٹالیں گے و ان فریقا منہم ' لیکتمون الحق وهم يعلمون (۲ : ۱۴۱)

فی الحقیقت تاریخ اسلام کی گذشتہ آخری صدیاں " الامر بالمعروف " کی تاریخ کا ایک عہد تاریک تھا ' جسمیں زور بزور پچھلی روشنی مفقود ہوتی گئی ' اور نئی تاریکی اسکی جگہہ

قصہ کرتی گئی - اجتماعي فسادات و امراض کے علاوہ سدباب اجتہاد اور اعتقاد تقلید نے تمام علوم عقلیہ و دینیہ کی ترقی روکدي تھي اور علی الخصوص علوم دینیہ کی درس و تدریس میں وہ تمام نقائص، جنکو علامہ (ابن خلدون) نے اپنے زمانے میں محسوس کیا تھا، پیدا ہو چکے تھے ' اور جو تاآخر بڑھتے بڑھتے آج اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ علوم قدیمہ کی تحصیل صرف متاخرین کی چند کتابوں اور حواشي و شروح کے پیچھے صرف دماغ کر دینے میں محدود ہو گئی ہے ' اور علوم قرآن و حدیث کہ سرچشمۂ ارشاد و ہدایت اور منبع امر بالمعروف و نہی عن المنکر تھے' محض (تفسیر جلالین) اور (مشکوٰۃ) کے الفاظ سے مناسبت پیدا کر لینے کا نام رہگیا ہے -

اگرچہ یہ گذشتہ آٹھ صدیوں کا زمانہ اسلام کے اخلاقي و اجتماعی تنزل کا اصلی دور تھا ' اور جن امراض کي ابتدا بنی امیہ و عباسیہ کے زمانے میں ہوئی تھی' وہ اب حدیوں سے گذر کرکے طابع لاینفک کي طرح نمودار ہو گئے تھے' لیکن تاہم خدا کی سرزمین حق و صداقت کي انوار سے کبھی بھی خالی نہیں رہی ہے' اور اس دین قویم کي نصرت و تحدید کیلیے اسکا وعدہ ہے کہ وہ سخت سے سخت عہد طغیان و فساد میں بھی ایک جماعت صالحین امت کی ہمیشہ ایسی قائم رکھے گا ' جنکے قلوب خود اسکی حفاظت اور پناہ میں ہونگے ' اور ضلالت شیطاني کو ان پر کبھی دسترس حاصل نہوگا -

ان عبادی لیس لک علیہم سلطان ' وکفی بربک وکیلا (۱۷ : ۶۵)	جو میرے سچے بندے ہیں' انپر شیطان کا قابو نہ چل سکے گا ' اور اللہ اپنے بندوں کی کارسازي کیلئے بس کرتا ہے -

* * *

حصیلت معصومۂ امت مرحومہ اور سلسلۂ دعوت حق کا قیام دائمي

اگر گوش حق نیوش دار' اور دیدۂ اعتبار بینا ہو' تو فی الحقیقت اس دین قویم کے بقا و احیاء اور دعوت الی الحق والہدایہ کیلیے روز اول سے خدا تعالی کے کاروبار نصرت فرمائي عجیب و غریب رہے ہیں - امم قدیمہ کے حالات ہم پڑھتے ہیں تو کوئي ہدایت اور دعوت صداقت ایسی نہیں ملتی ' جو اپنے داعي و باني مذہب کي زندگی کے بعد ایک صدي تک بھی دنیا میں قائم رہسکي ہو - ان اقوام کي تاریخ سے قطع نظر کرلي جائے جو اپني گذشتہ تاریخ کیلئے کوئی نصیرت نحشر روشني نہیں رکھتے - لیکن دنیا کی جو تازي تزي قومیں اور مذاہب آج موجود ہیں' انکي قرون اولی کی تاریخ ہمارے سامنے ہے - حضرت موسی چالیس دن کیلیے وادي سینا کے پہاڑوں پر چلے گئے تھے ' تا کہ وحي الہی سے تورات مقدس کو مرتب کریں ' لیکن اتنے ہي دنوں کي غیبت میں تمام قوم کی قوم گوسالہ پرست ہو گئی تھی - اور انکی برسوں کي تعلیم و ہدایت پر ایک شعبدہ باز کے چند لمحوں کا کرشمہ غالب آگیا تھا :

ترجع موسی الی قومہ غضبان اسفا - قال یا قوم الم یعدکم ربکم وعداً حسناً ' افطال علیکم العہد ؟ ام اردتم ان یحل علیکم غضب من ربکم فاخلفتم موعدي ؟ (۲۰ : ۸۶)	حضرت موسی غصے اور تاسف کی حالت میں اپنی قوم کي طرف واپس آئے اور کہا کہ اے لوگو ! کیا تمسے خدا تعالی نے تورات کے دینے کا وعدہ نہیں کیا تھا ؟ کیا تمکو اس وعدے کی مدت بہت بڑي معلوم ہوئي کہ بت پرستي میں مبتلا ہو گئے ؟ یا پھر تم نے یہ چاہا کہ تم پر تمہارے پروردگار کا غضب نازل ہو اسلیے تم نے اس عہد ہدایت کو توڑ ڈالا جو تم نے مجھسے کیا تھا ؟

حضرت مسیح علیہ السلام کوئی نئي شریعت لیکر نہیں آئے تھے بلکہ محض شریعت موسوي کے ایک مصلح اور آخري مجدد تھے - تاہم انکی دعوت کی تاریخ چند برسوں سے آگے نہیں بڑھتی ' اور ہمیں خوف ہے کہ جو نادان اور ابلہ ماہي گیر انکے ساتھہ جمع ہوگئے تھے ' ان میں سے سوائے (یوحنا) کے کسي نے انکی تعلیم کو سمجھا بھی تھا یا نہیں ؟ انکے بعد چند برسوں کا زمانہ یہودیوں کے مظالم اور حواریوں کے تحمل و توکل کا سرور سامنے آتا ہے جسمیں ایک مظلومانہ اخلاق کی کشش تقیدا پائی جاتی ہے ' لیکن اسکے بعد ہی ایک متعنی اور متصوف یہودي (سینٹ پال) کي شرکت سے مسیحي تحریک کا خاتمہ ہو جاتا ہے ' اور اسکي جگہ ایک نیا مذہب لے لیا ہے جو رومی بت پرستی ' افلاطونی الہیات ' اور یہودیت کے چند مسخ شدہ رسوم کا مجموعہ تھا :

فاخلف الاحزاب من بینہم ' فویل للذین کفروا من مشہد یوم عظیم (۱۹ : ۳۷)	پھر عیسائیوں میں بہت سے فرقے پیدا ہوگئے اور آپس کے اختلافات میں پڑگئے ' پس افسوس ہے انکي کفر و ضلالت پر ' اور اسکر ایک بڑے دن میں اللہ کے آگے حاضر ہونا پڑے گا -

یہی حال تمام امم قدیمہ کا ہے - لیکن منجملہ اور آیات صداقت ' اور اعلام حمایت کے جنکے ذریعہ خدا تعالی نے اس دین قویم کي نصرت فرمائي ہے ' ایک بہت بڑي الہي نشانی یہ تھی کہ اسکي دعوت و تبلیغ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا اور روز اول ہي کہدیا کہ

یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواہہم ' واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون (۶۱ : ۸)	پیروان باطل چاہتے ہیں کہ حق و صداقت کا جو نور الہي روشن کیا گیا ہے ' اسے اپنی مخالفت کي پھونک سے بجھا دیں ' مگر وہ یاد رکھیں کہ اللہ اپنے اس نور صداقت کی روشني کو درجۂ کمال تک پہنچا کر چھوڑے گا اگرچہ باطل پرستوں کو برا لگے -

---

(۱) اس موقعہ پر ہمیں (نہج البلاغہ) کا ایک نہایت بلیغ قول یاد آگیا ' اور اسکا کونسا بیان اعلی قرون نقاوت اور بہترین حکمت سے خالي ہے ؟ بعض احبار یہود نے آن احتفالات و تراءات کو دیکھکر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ میں پیدا ہوگئے تھے ' حضرت امیر علیہ السلام سے اعتراضاً کہا کہ ماقدمتم بعد احتفالتم ہذہ (اتنی تم لوگ اپنے نبي کو دفن بھي نہیں کرچکے تھے کہ اسکي بعد احتفالات میں پڑگئے !) اس اعتراض سے مقصود یہ تھا کہ قرآن کریم ہر جگہ یہودیوں کو انکے اختلاف اور تحریف و تبدیل شریعت کا الزام دیتا ہے ' حالانکہ خود پیروان قرآن کا یہ حال ہے کہ آنحضرت کي وفات کے ساتھہ ہي احتفالات و تراءات میں پڑگئے - لیکن حضرت امیر علیہ السلام نے کس قدر بلیغ و جامع اور پھر قاطع و فیصل کن جواب ارشاد فرمایا کہ انما احتفلنا عنہ ' لا بہ (یہ سچ ہے کہ ہم میں احتفالات پیدا ہوے ' لیکن اپنے نبي کي بسبب نہیں ' بلکہ اُن چیزوں کي بسبب جو اس سے تعلق رکھتي ہیں) یعنے ہم میں احتفالات امم گذشتہ کي طرح خود داعي مذہب کے وجود ' اسکے درجۂ رسالت ' اسکي نبوت ' اور نبوت کي صداقت کي بسبب نہیں پیدا ہوا ' جسکي صحت و بقا پر دعوت دیانہ کي حفاظت موقوف ہے ' بلکہ اُن چیزوں کي بسبب ہوا جو اس سے منسوب تھیں ' یا پھر اُن روایات کی بسبب ہوا ' جو اسکي بسبب سے بیان کي جاتي تھیں - پھر آگے چلکر فرمایا

ولکنکم من حیث ارجلکم من البحر ' حتی قلتم لنبیکم : "اجعل لنا الہا کما لہم الہۃ فقال انکم قوم تجہلون" (نہج البلاغہ جلد دوم صفحہ ۲۲۰ مطبوعہ مصر)	حضرت موسی نے جب تم کو مراعدہ مصر کي غلامي سے نجات دلاکر انکے ملک سے نکالا ' تو ابھي دریاے قلزم کي تري تمہارے پاؤں میں خشک بھي نہ ہوئي تھي کہ تم نے باطل پرستي شروع کردي اور اسے فرمایش کي کہ "ہمارے لیے بھي ایک دیوتا بنا دیجئے ' جسطرح کے بت ان بت پرستوں کے پاس ہیں'

دوسری جگہ فرمایا

انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون (۱۵ ۹)

بیشک ہم ہی نے اس دین حق و صداقت کی دعوت دنیا میں پھیلی ' اور ہم ہی ہیں جو ہمیشہ اسکے محافظ اور ناصر ہونگے -

اسی تائید الہی کا نتیجہ تھا کہ انحصب (صلعم) کی وفات کے دس ہی سے اختلافات کی بنیاد پڑگئی اور پھر شخصی حکومتوں کے قیام ' ملکی اغراض اور سیاسی مطامع کے مشار ' عجمی اقوام اور عجمی تمدن ورسوم کے اتباع ' اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ضعف سے روز بروز فتنہ و فساد میں ترقی ہوتی گئی - یہاں تک کہ زوال بغداد اور عربی حکومت کے خاتمے کے بعد فتنہ و فساد کا ایک ایسا سیلاب اٹھا ' جو دنیا اسرائیل پر (بخت نصر) کے تسلط کی تباہی سے کسی طرح کم نہ تھا ' لیکن پھر بھی اسلام کی دعوت کا نبع اپنے اندر ایک ایسی قوت ضرور رکھتا تھا کہ پامال ہوتا تھا ' اور پھر ابھرتا تھا - حوادث و مصایب کا ہاتھہ جسقدر اسکی شاخوں اور پتوں کو کاٹتے ہے ' اتنی ہی اسکی قوت نمو ابلتے ہوے چشمے کی طرح اچھل اچھل کر بلند ہوتی تھی - فتنہ و فساد کی ناں صرصر اگر اسکی شاخوں کو ہلا رہی تھی ' تو اللہ کا دست محکم اسکی جڑ کو مضبوط پکڑے ہوے تھا - زمین کے اوپر اسکے پتے جھڑ جھڑ کر گر رہے تھے ' لیکن زمین کے اندر اسکی جڑ کے ریشے مستحکم ہو رہے تھے - یہ سچ ہے کہ امم قدیمہ کی تمام تباہیاں اور گمراہیاں ایک ایک کرکے اس امت کو بھی پیش آئیں - کوئی گمراہی نہیں اسرائیل اور مشرکین مکہ کی ایسی نہ تھی جس سے اشد گمراہیوں میں مسلمان مبتلا نہ ہوے ہوں ' مگر دین آخری کے بقا اور قیام کا یہ معجزہ تھا کہ ان میں سے کوئی ضلالت بھی اصل سرچشمہ تعلیم کو مکدر نہ کر سکی ' اور تحریف و تصحیف اور حذف و اضافہ سے قرآن کریم ہمیشہ محفوظ رہا - اس سے بھی زیادہ یہ کہ نصرت فرمائے حق کی تائید غیبی ہر سمت سے سمت دور متن و طغیاں میں ایک جماعت ایسی پیدا کرتی رہی جسکے قدم حق و حقیقت پر غیر متزلزل ہوے تھے ' اور چاروں طرف کی پھیلی ہوی ضلالت سے محفوظ رہکر باوجود قلت انصار واعوان و عدم سار وسامان دنیوی کے وہ جہاد امر بالمعروف و نہی المنکر میں کامیاب و فتحیاب ہوتی تھی ' اور حق تعالے اسکے دل و دماغ کو اپنے دست قاہر و مقتدر میں لیکر ' اپنے دین قویم کی حفاظت اور ہدایت امت مرحومہ کا ذریعہ بنا دیتا تھا - دنیا میں صداقت ہمیشہ رہی اور مختلف ناموں سے ہمیشہ آتی رہی ' لیکن دین اسلام اسکا آخری ظہور تھا ' اسلیے ضرور تھا کہ وہ کامل ترظہور ہو ' اور پھر اسطرح محکم اور ناممکن التبدیل ہو ' کہ دنیا کی شیطانی قوتیں اسپر کبھی بھی غلبہ نہ پاسکیں -

پس یہ ایک حقیقت تھی ' جسکا اعلان پہلے ہی دن کر دیا گیا تھا - قرآن کریم کے علاوہ احادیث کا تفحص کیجیے ' تو اس حقیقت کو جا بجا ایک پیشین گوئی کی صورت میں پائیگا

لا تزال من أمتی طاهرین علی الحق حتی یاتیهم امر الله وهم ظاهرون (متفق علیه)

ہمیشہ میری امت میں ایک جماعت حق صلابت و باطل پرستی پر غالب رہیگی ' فتح یاب رہیگی - یہاں تک کہ قیامت ظاہر ہو -

اس حدیث کو امام بخاری و مسلم نے صحیح میں معدہ کی روایت سے درج کیا ہے ' مگر یہی حدیث نہ تغیر الفاظ نہایت کثرت سے مختلف اسناد و روات کے ساتھہ شہرت پا چکی ہے ' اور متعدد صحابۂ کرام سے مروی ہے - مسلم ' ترمذی ' اور ابن ماجہ میں بروایت ثوبان ہے :

لا تزال طائفة من امتی ظاهرین علی الحق لا یضرهم من خذلهم حتی یاتی امر الله وهم کذلك

ہمیشہ میری امت میں ایک جماعت رہے گی جو حق و صداقت کے اعلان میں فتح یاب ہوگی - باطل پرست اسکی مخالفت کرینگے مگر انکی ضرر رسانی سے خدا اسکو محفوظ رکھے گا -

ابن ماجہ اور نسائی کی بعض روایتوں میں قتال و جہاد کا بھی لفظ ہے ' اور مسلم کی ایک حدیث میں جس کو عقبہ بن عامر نے روایت کیا ہے ' " ظاهرین لعدوهم ' لا یضرهم من خالفهم " بھی آخر میں زیادہ ہے - یعنی وہ جماعت حق دشمنان صداقت کیلیے اپنے اندر ایک الہی قہر و غلبہ رکھے گی ' اور جو لوگ اسکی مخالفت کرینگے ' وہ اسے نقصان پہنچانے میں کامیاب نہو سکیں گے -

اسی طرح ایک دوسری مشہور حدیث میں جسکو ابو داؤد اور حاکم و بیہقی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے ' ہم کو خبر دی گئی ہے کہ اس دین الہی کے احیاء و تجدید کیلیے ہمیشہ خدا تعالے مصلحان امت اور مجددان ملت کو بھیجتا رہیگا ' اور وہ ہر صدی میں ظاہر ہوکر بدعات و محدثات کا استیصال کرینگے .

ان الله تعالی یبعث لهذه الامة علی راس کل مائة سنة من یجدد لها دینها

اللہ تعالی اس امت میں ہر صدی کے آغاز میں ایک مجدد پیدا کریگا ' جو دین اسلام میں اپنے روح ہدایت سے ایک تازگی اور نئی زندگی پیدا کردیگا -

کیا نہیں دیکھتے کہ یہی نصرت الہی اور رأیت عینی بھی ' جس نے باوجود ہجوم طغیاں ' و استیلاء فساد ' و شیوع فتن ' و اضمحلال کار و بار ہدایت ' ہر زمانے میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی آواز کو حی و قائم رکھا ' اور فساد و ضلالت کی کوئی سخت سے سخت قوت ابلیسی بھی اس قوت الہیہ پر غالب نہ آسکی - علی الخصوص تاریخ اسلام کی وہ گذشتہ آخری صدیاں ' جبکہ اسلام کے قدیمی مرکزوں کے اضمحلال ' عربی حکومت کے خاتمے ' امراء و سلاطین کے طاسعانہ و عیش پرستانہ اغراض ' علماے حق کی عزلت و قلت ' اور قتل و خوں ریزی کی شدت و احاطہ سے تمام عالم اسلامی کی حالت موجودہ تنزل و انحطاط کے اسباب فراہم کر رہی تھی ' اگر تاریخ پر نظر ڈالی جاے تو پھر بھی اسکے ہر دور میں چند نفوس قدسیہ ایسے ضرور ملتے ہیں ' جنکے سینوں کو خدا نے نور ہدایت کیلیے کھولدیا تھا ' اور انکے دلوں کو حق و صداقت کے حمال کا مسکن بنادیا تھا - آٹھویں صدی ہجری میں جبکہ مسلمانوں میں علم و دین کے تنزل و انحطاط کا بیج بار آور ہوچکا تھا ' علامۂ (ابن قیم) کا پیدا ہونا ' اور انکا علاوہ علوم و فنون میں درجہ رسوخ و اجتہاد پیدا کرنے کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی راہ میں ہر طرح کے مصائب کا گوارہ کرنا ' اور اپنے تلامذہ و متبعین کی ایک نہایت بڑی جماعت پیدا کردینا ' جسکو علامۂ (ابن قیم) جیسے اشخاص کا پیدا ہونا ' کس قدر تعجب انگیز ہے ؟

لیکن اس تعجب انگیز ظہور کا اندازہ صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جنکو مسلمانوں کے اس دھیمی اور قلبی انحطاط کا صحیح اندازہ ہے ' جو چھٹی صدی کے بعد تمام عالم اسلامی پر طاری ہوگیا تھا اور سد باب اجتہاد نے ادھار و عقول کی نرمی کو اسکے ہر نوع کے ارتقاء کے رخ ہلاک کر دیا تھا -

اگر صرف ہندوستان ہی میں دعوت حق کی تاریخ پر نظر رکھی جاے تو یہ آپکے لیے ایک قریب کی مثال ہوگی - تاریخ ہند میں (اکبر) کا عہد اس انحطاط کے خاص طور پر قابل ذکر ہے - سلاطین پرست اور متبعین ہواے نفس علما کی دربار پر حکومت تھی ' اور دینداری اور تقدس کے پردے میں نفسانی تعصبات

اور مفسدانہ اعراض کام کر رہے تھے - اخر میں (ملا مبارک) کے خاندان کے دخل سے حالت ضرور بدلی' مگر یہ تبدیلی بھی کچھ مفید نہ تھی ' کیونکہ وہ خود پچھلے مرض کا ایک نے اعتدالانہ علاج بالمثل تھا ' لیکن عین اُسی زمانے میں حضرت (شیخ احمد سرہندی) کا ظہور ہوتا ہے' جو ایک غیر معروف گوشے میں بیٹھکر لاکھوں دلوں کو اپنی صدائے رعد آسائے حق کا شیفتہ بنا لیتے ہیں اور احیائے شریعت و تجدید شعار اسلامی اور اعلان حق و امر بالمعروف کیلیے اپنے وجود کو یکسر وقف کر دیتے ہیں - پھر گیارھویں صدی کے اواخر اور بارھویں کے آغاز میں حضرت شاہ (ولی اللہ) اور انکے خاندان کے امر بالمعروف کی تاریخ میں جو حضرت انکو خدمات دیدہ انعام دی ہیں ' محتاج بیان نہیں - علی الخصوص (شاہ ولی اللہ) کا وجود قدسی ' جو فی الحقیقت اپنے اندر الہام ربانی و فیضان الہی اور فطرۃ کاملہ و اقتباس انوار نبوت کی ایک مستقل مثال رکھتا تھا - اسی طرح گیارھویں صدی کے اواخر میں قاضی (شوکانی) کا یمن میں ظہور' اور احیاء سنت اور رفع بدعت کیلیے سعی مشکور' احادیث مذکورہ کی پیشین گوئی کیلیے ایک مثال صداقت ہے -

اگر یہ مجددات عینی اور کارزار الہی نہیں ہیں' تو پھر یہ کیا اباب ہے کہ ہر زمانے میں کچھ لوگ ایسے نظر آتے ہیں ' جو اچھے زمانے کی سوسائٹی میں پرورش پاتے ہیں ' اور بچپن سے لیکر عہد شعور تک الہی خیالات و اعتقادات اور رسم و رواج کو دیکھتے اور سنتے ہیں جنکی فضا انکی چاروں طرف محیط ہوتی ہے - کانوں میں انکے صدا آتی ہے تو باطل پرستی کی' اور آنکھیں دیکھتی ہیں تو ضلالت و فساد کو - لیکن پھر ایک غیبی ہاتھ ہوتا ہے جو انکا دامن تھام کر شاہراہ عام سے الگ ایک راہ پر لیجاتا ہے' اور فیضان ہدایت الہی کی ایک مخفی قوت ہوتی ہے جسکا سرچشمہ انکے سینے کے اندر سے ابلنے لگتا ہے - وہ جب زبان کھولتے ہیں تو انکی آواز انکے زمانے کے عام اعتقادات و خیالات سے بالکل متضاد ہوتی ہے ' اور اپنے خاندان' سوسائٹی ' تعلیم و تربیت ' اور ملکی رسم و رواج سے بالکل الگ ہوکر حق و صداقت کی طرف دنیا کو دعوت دیتی ہے - انسان اپنے تمام خیالات و معتقدات میں خارجی اثرات کا تابع ہے - وہ دنیا میں آتا ہے اور ایک خاص طرح کی تربیت اور سوسائٹی میں نشو و نما پاتا ہے - یہی تربیت اسکے تمام خیالات و معتقدات کی حد بن جاتی ہے' اور وہ جو کچھ سمجھتا اور جانتا ہے' یکسر اسکے گرد و پیش کے اثرات کا عکس ہوتا ہے - پس وہ کونسی چیز ہے' جو ایک شخص پر ان تمام اثرات کے خلاف جو اسکو چاروں طرف سے گھیرے ہوے رکھتے ہیں' بالکل ایک نئے خیال اور عقیدے کی راہ کھولدیتی ہے - اور وہ باوجود تمام ملک اور زمانے کو اپنا مخالف دیکھنے کے تن تنہا اٹھ کھڑا ہوتا ہے کہ رسم و رواج ' معتقدات عام ' دولت و ثروت ' اور حکومت و سلطنت کے مقابلے میں حق کی تائید و نصرت کیلیے جہاد کرے ؟

یہ کیا نیرنگی ہے کہ آزر بت تراش کے گھر میں خلیل بت شکن پیدا ہوتا ہے اور پرستاران لات و منات کی سر زمین سے صدائے توحید و حق پرستی بلند ہوتی ہے ؟

ان اللہ فالق	بیشک خدا (ہی) ہے جو زمین کے اندر
الحب والنوی	بیج اور دانے کو پھاڑکر اس سے ایک درخت قوی
یخرج الحی	و بلند پیدا کر دیتا ہے - وہی زندے کو مردے
من المیت ومخرج	سے نکالتا ہے ' اور مردے کو زندے سے پیدا کرتا
المیت من الحی'	ہے - یہی عجائب قدرت کے کرشمے دکھلانے
ذلکم اللہ فانی	والی ذات تمہاری مالک ہے پھر تم کدھر
یوفکون ؟ (۹۶ : ۶)	بہکے جاتے ہو ؟

درحقیقت یہ سلسلۂ ہدایت اور فطرۃ صحیحہ کے (روحانی ارتقاء) کا ایک سلسلہ ہے ' جس کا اخری درجہ مقام نبوت ہے ' مگر اُس کی ابتدا صلحاے امت کے مرتبے سے ہوتی ہے - وہ تمام نفوس قدسیہ جنکو خدا تعالے ہدایت و ارشاد عالم کیلیے چُن لیتا ہے' اگرچہ نبی نہیں ہوے ' مگر اس تدبیر کی ایک کڑی ہوے ہیں ' جسکی آخری کڑی مربیۂ نبوت و رسالت ہے - اللہ تعالے انکے دلوں کو تعلیم نبوت سے مستفید ہونے کیلیے کھول دیتا ہے ' اور جس طرح آفتاب کی روشنی تمام ستاروں کے اجسام کو روشن و منور کردیتی ہے' بالکل اسی طرح انکے قلوب آفتاب نبوت کی ضیا بخشی سے انوار اندور ہوکر چمک اٹھتے ہیں - اسی ارتقاے انسانیت کے وہ چار مراتب ہیں جنکو قرآن کریم نے بالترتیب اس آیت میں گنایا ہے ' اور خدا تعالے کی تمام نعمتوں اور برکتوں کا مورد و مہبط قرار دیا ہے کہ :

الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین حسن اولائک رفیقا -

جو لوگ تمام شیطانی طاقتوں سے داعی ہوکر " مقام اطاعت خدا و رسول " کا درجہ حاصل کرلیتے ہیں' انکا شمار انہی چار جماعتوں کے مبتعین میں ہوجاتا ہے ' اور وہ انکے رفیق اور ساتھی بن جاتے ہیں - یہی وجہ ہے کہ وہ ان تمام الہی نعمتوں اور برکتوں کے بھی مستحق ہو جاتے ہیں ' جنکا خدا تعالی نے ان جماعت ہاے اربعہ کو مستحق قرار دیا ہے -

---

فہرست

زراعانۂ ہلال احمر

— * —

ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنۃ

(۹)

تفصیل چندہ ہلال احمر بہ سعی و بذریعہ جناب
شاہ محمد عثمان صاحب و چودھری لطیف النبی
صاحب صدران جلسہ اتحادیہ موضع لکھاں ضلع مونگمر-

موضع لکھاں ضلع مونگمر	۶	۳	۱۵۱
موضع دلما حوزد		۱۵	۱-۶
موضع لچھمر	۹	۱۰	۲۵
موضع نئی دلما و دندولی	-	۱۰	۵۶
موضع سید پور	-	۱۱	۲۰
موضع ساد پور	-	۵	۳
موضع کنہری	-	۲	۳
موضع مسعد پور	۳	۱۵	۱۹
موضع دتری	-	۵	۵
موضع شاہا پور و کنڑہا	۶	۲	۱۱
میزان	-	-	۴۰۰
جناب عبد الغفور و محمد نور صاحبان - علیپور و پاک - کلکتہ	-	۲	۱۳
میاں ناوا شرف و فضل خان زمیندار ضلع چکوال	-	-	۳۳
جناب محمد گل زمیندار	-	-	۳۳
میاں شمس الدین و محمد امین صاحب	-	۵	۷۳
بذریعہ مولوی حبیب النبی صاحب (کوایا) کلکتہ	-	-	۳۰
میزان	-	۷	۵۹۲
سابق	-	۱۱	۸۶۲۳
میزان کل	۲		۹۲۱۶

[" تمام قسم کی دھلوی و ولایتی اشیاء کیلئے مرزا محمد عزیز بیگ کمیشن ایجنٹ و منیجر شفاخانۂ زمانہ - مراشخانہ دھلی خط و کتابت کریں -]

مقالات

تاریخ عمران عربی کا ایک صفحہ

— * —

دار الخلافہ یا قصر حسنی

موجودہ دور میں ' جبکہ جو کچھہ ہمارے پاس باقی رہگیا ہے ' آہ بھی کھو رہے ہیں ' کیا بہتر ہوگا کہ جو کچھہ ہمیں حاصل تھا ' ایک مرتبہ اسکی یاد پھر تازہ کرلیں ؟

گاہے گاہے باز خواں ایں دفتر پاریندہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہاے سینہ را

ابوبکر خطیب بغدادی (المتوفی سنہ ۴۶۳ ھجری) نے ایک نہایت ضخیم و بسیط تاریخ بغداد لکھی ہے ' جو " تاریخ مدینۃ السلام " کے نام سے مشہور ہے - یہ مسلم ہے کہ اس سے بہتر اور جامع تاریخ بغداد اسکے بعد کوئی نہیں لکھی گئی ' اور اگرچہ مصنف نے ضمنی مطالب کو جا بجا اس کثرت سے درج کیا ہے اور حدیث و فقہ کے مباحث میں اس قدر دلچسپی لی ہے کہ موضوع کتاب کو اس سے سخت نقصان پہنچا ہے ' تاہم وہ تمام ضمنی مطالب بھی بیقدر ضروری اور کارآمد ہیں کہ انکے لیے بھی مصنف کا شکر گذار ہونا پڑتا ہے -

اس نادر کتاب کا سب سے زیادہ صحیح اور قدیم نسخہ قسطنطنیہ کے کتب خانۂ (مصطفے پاشا کو تیریلی) میں محفوظ ہے ' دوسرا کامل نسخہ مکہ معظمہ کے قدیم محمودیہ کے کتب خانے میں ' اور تیسرا لندن کے برٹش میوزیم میں - اسی آخری نسخہ کے ایک ٹکڑے کی نقل ہے ' جس اور سنہ ۱۹۰۳ میں پروفیسر جی - سلیمان - (G Salmon) نے تصحیح و تہذیب و جمع اختلاف نسخ کے بعد شائع کیا ہے -

مکتب الہلال پریس "احیاء آثار و علوم مزیدہ" کے سلسلے میں جن قدیم کتابوں کی اشاعت کا انتظام کر رہا ہے ' ان میں ایک یہ تاریخ "مدینۃ السلام" بھی ہے -

اس تاریخ کے مطالعہ سے بغداد کے شش صد سالہ تمدن کے عجیب و غریب مناظر سامنے آجاتے ہیں ' اور صدہا اسطرح کے تاریخی واقعات ہیں ' جنکا عام و متداول تاریخوں میں نام و نشان تک نہیں ملتا -

(المقتدر باللہ عباسی) کے زمانے میں قیصر روم نے بعض معاملات کے انجام دینے کیلئے ایک سفیر بھیجا تھا ' جو کئی ہفتے تک بغداد میں مقیم رہا ' اور دار الخلافہ کے عجائب و نوادر کی سیر کرتا رہا - اس زمانے میں خلیفہ المقتدر کا قیام ایک خاص عمارت میں تھا ' جسکا نام " القصر العسنی " تھا ' اور اسی قصر میں سفیر روم باریاب حضور خلافت ہوا تھا - " تاریخ مدینۃ السلام " میں اس قصر کے سازوسامان اور سفیر روم کی آمد کے نہایت دلچسپ حالات لکھے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ اسکے ایک مختصر ٹکڑے کا ترجمہ آج کی اشاعت میں درج کردیں -

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ مسلمانوں میں " فن روایت " صرف "حدیث" کیلئے مخصوص نہ تھا ' بلکہ قدمائے مورخین واقعات تاریخی کو بھی سلسلۂ روایت جمع کرتے تھے ' اور یہ مجموعہ آن رسائل مخصوصہ کے ہے جس کو تاریخ اسلام تمام دنیا کے تاریخی ذخیرے کے سامنے پیش کرسکتی ہے - تاریخ بغداد میں بھی تمام واقعات مقید رواۃ لکھے گئے ہیں اور ہر واقعہ کے درج کرنے سے پہلے راویوں کے نام سلسلۂ روایت درج کردیے ہیں - چونکہ انکے نقل کرنے میں تطویل لا حاصل ' اور ترتیب واقعات میں تعقید و خلل کا خوف تھا ' اسلیے ترجمہ میں راویوں کے نام نکالدیے ہیں ' اور واقعات کو بھی روایات کی ترتیب کی جگہہ واقعات کی ترتیب سے نقل کیا ہے - (ایڈیٹر)

وجہ تسمیہ

خاندان برامکہ کے ایک ممتاز اور عالی مرتبہ ممبر (حسن بن سہل) نے نہر (معلی) کے نیچے ساحل دجلہ پر ایک قصر عالیشان تعمیر کرایا تھا - یہ قصر اپنے بانی کے نام سے مشہور تھا ' جس کی وفات کے بعد اسکی بیٹی (بوران) (۱) کے قبضہ میں آیا - خاندان عباسیہ کا سولہواں فرمانروا (معتضد باللہ) جب تخت نشین ہوا ' تو اپنے قیامگاہ کے لیے اسکی نظر انتخاب اِس محل پر پڑی ' چنانچہ اس نے (بوران بنت حسن) سے اسکے تخلیہ کی فرمایش کی - بوران نے چند روز کی مہلت مانگی جو اسکو ملگئی -

حصول مہلت کے بعد بوران نے عمارت کی درستگی و آراستگی کی طرف توجہ کی - اولاً شکستہ مقامات کی مرمت اور گچکاری کروائی ' اسکے بعد سفیدی پھروائی - اصل عمارت کی درستگی کے بعد اسکی آراستگی شروع کی ' زمین پر نہایت بیش بہا و جرشما فرش بچھوائے ' درودیوار پر نہایت پر تکلیف و گراں قیمت پردے لٹکائے گئے -

آراستگی سے فراغت کے بعد محل کے گودامروں میں رکھے تمام اشیا مہیا کی گئیں ' جن کی شاہانہ زندگی میں ضرورت ہوتی ہے -

جب اس عمارت کو نہمہ وجوہ شاہی قیام کے قابل بنا دیا ' تو (معتضد باللہ) کو اطلاع دی اور (معتضد) نے محل کو نہمہ وجوہ آراستہ و مکمل دیکھکر نہایت پسندیدگی ظاہر کی -

یہاں تک جو کچھہ لکھا گیا ہے اسکا ماخذ (ہلال بن المحسن) کی روایت ہے ' مگر اس روایت کا آخری جزء یعنی بوران سے (معتضد) کی تخلیہ محل کی فرمایش اور (بوران) کا (معتضد) کو حوالہ کرنا قابل تسلیم نہیں - اسلیے کہ (بوران) کا سنہ وفات ۲۷۱ ھجری ہے ' اور (معتضد) سنہ ۲۷۹ ھ میں تخت نشین ہوا ہے -

معتضد سے پہلے معتمد باللہ سنہ ۲۵۶ھ میں تخت نشین ہوا تھا ' بوران اسوقت زندہ تھی ' اسلئے عجب نہیں کہ (بوران) نے (معتمد) کو یہ قصر دیا ہو ' اور رواۃ نے غلطی سے (معتمد) کے بدلہ (معتضد) بیان کردیا ہو ' بہر نوع اسقدر ضرور صحیح واقعہ ہے کہ یہ قصر در اصل (حسن بن سہل) برمکی کا تھا - اسکی وفات کے بعد (بوران) کے پاس رہا ' اور (بوران) سے خلفاء بنی عباس کے پاس آیا -

تعمیرات جدیدہ

(معتضد) نے اس قصر کے گرد و پیش کے قطعات بھی اسمیں شامل کر لیے ' اور ایک دیوار احاطہ کی ' جس سے نہ صرف یہ تمام قطعات ایک عمارت کے اجزاء معلوم ہونے لگے ' بلکہ نہایت مستحکم اور محفوظ ہوگئے - (معتضد) کے جانشین (مکتفی باللہ) نے جو سنہ ۲۸۹ھ میں تخت نشین ہوا تھا (دجلہ) پر ایک تاج دروازہ جسکے پیچھے چند نیچے بلند و وسیع قبے اور ایوان بھی تعمیر کرائے تھے (مکتفی) کے بعد (مقتدر) سنہ ۲۹۵ھ میں تخت نشین ہوا ' مقتدر نے تعمیرات کے ناتمام حصوں کی تکمیل مزید کی ' اور بعض نئی عمارتیں بھی از سر نو بنوائیں -

اس تمام اضافہ و توسیع کے بعد دار الخلافہ کا طول و عرض کیا تھا ؟ اسکا جواب (عضد الدولہ) کے جرنیل (ابو نصر خوشادہ) کی زبان سے یہ ہے کہ " میں دار الخلافہ کے آباد و ویران حصے اور حریم و غیر حریم میں پھرا - میرے اندازے میں دار الخلافۃ شہر (شیراز) کے نواحی ہے "

دار الخلافۃ کے بعض قابل ذکر قطعات

دار الخلافۃ نہ صرف اپنی وسعت و بلندی کے لحاظ سے دہشت انگیز و حیرت آفریں تھا ' بلکہ اسکے بعض قطعات بھی اس زمانہ کی اعجوبہ طرازی و نادرہ کاری کے بہترین نمونہ تھے - اس

(۱) یہ بوران حسن بن سہل کی وہی لڑکی ہے جس سے مامون الرشید نے عقد کیا تھا ' اور جسکی نسبت ایک طول طویل حکایت عقد الفرید میں بیان کی گئی ہے - علامہ ابن خلکان نے مقدمۂ تاریخ میں اس حکایت کا مضحکہ اڑایا ہے - (ایڈیٹر)

عنواں کے تحت میں گو (دار الشجر) (الجوسق) اور (حیر الوحش) کے علاوہ (الفردوس) اور (الرحیق) بھی داخل تھے، مگر چونکہ مصنف نے ان دونوں قطعات کے متعلق کچھ بھی نہیں لکھا، اسلیے ہم صرف تین مقدم الذکر مقامات کے حالات لکھتے ہیں -

دار الشجرہ

دار الخلافہ کے ایک قطعہ میں نہایت صاف پانی کا ایک وسیع و مستدیر حوض تھا - وسط حوض میں ایک نقرئی درخت تھا، جسکا وزن پانچ کرور درہم تھا، اس درخت کی ۱۸ شاخیں تھیں - بعض شاخیں نقرئی اور بعض پر طلائی ملمع تھا، یہ شاخیں بہت طویل تھیں - جب ہوا چلتی تھی، تو یہ شاخیں اصلی شاخوں کی طرح جھومتی تھیں - انکے پتے مختلف رنگ کے تھے، جو ہوا سے اصلی پتوں کی طرح ہلتے تھے، ان شاخوں پر ہر نوع کے نقرئی و طلائی طیور بٹھائے گئے تھے، جو نہایت شیرینی کے ساتھ نغمہ سنجیاں کرتے تھے، حوض کے داہنے و بائیں جانب اسپ سواروں کے ۱۵ سنگی بت تھے، سواروں کی پوشاکیں دیبا و حریر زعفرہ گراں بہا کپڑوں کی تھیں، ہر سوار کے ہاتھ میں ایک ایک نیزہ تھا، یہ تمام سوار اسطرح منحرک تھے کہ معلوم ہوتا تھا گویا انمیں سے ہر ایک سوار دوسرے پر حملہ کرنا چاہتا ہے -

یہ مکان دار الشجرہ کہلاتا تھا، اور عجائب و غرائب مشینوں اور علم منحنیق کے رموز و اسرار سے ایک حیرت انگیز طلسم تھا -

الجوسق

یہ ایک محل کا نام ہے، جو چند باغوں کے درمیان میں بنایا گیا تھا - وسط محل میں راستے کا ایک حوض تھا - یہ حوض ایک جانب سے دس ہاتھ اور دوسری جانب سے دس ہاتھ لمبا تھا - اسکے گرد راستے کی ایک نہر بھی تھی، جو صفائی اور سفیدی میں جلا کی ہوئی چاندی سے بھی زیادہ درخشاں و خوشنما معلوم ہوتی تھی - حوض میں چار طیارات تھیں (طیارہ ایک خاص قسم کی کشتی کو کہتے تھے) ان کشتیوں کی نشستگاہیں طلائی تھیں، جن پر ماہ چولی اور حاشیہ دار دیبقی کپڑا منڈھا ہوا تھا، اور ان پر کار چوبی پارچہ دیبقی کی چادریں پڑی رہتی تھیں

حوض کے گرد ایک وسیع باغ تھا، جسمیں ایک روایت کے موجب ۴ سو کھجور کے درخت تھے - ہر درخت پچاس ہاتھ لمبا تھا، ان درختوں کے تنوں پر منقش ساگوں کے پترے ہر چہار طرف سے جڑے ہوئے تھے، اور انکے تنے طلائی ملمع کار حلقوں سے آراستہ کئے گئے تھے - باغ کے کناروں پر تراخ، دسندر، و منقع وغیرہ درختوں کی قطاریں باغ رضواں کا دھوکا دیتی تھیں -

حیر الوحش

" حیر " کے معنی باغ کے ہیں، اور وحش سے مقصود حیوانات ہیں - یہ قطعہ در اصل اجمل کی اصطلاح کے مطابق باغ حیوانات تھا - اسمیں مختلف قسم کے جنگلی جانور رکھے گئے تھے، اور وہ اس قدر انسانوں سے مانوس ہوگئے تھے کہ آدمیوں کے پاس آکے انکے جسم سونگھتے تھے (جیساکہ پالو جانور اکثر کرتے ہیں)، اور انکے ہاتھ سے چنزیں لیکے کھاتے تھے -

شاہ روم کا سفیر اور آراستہ قصر

سنہ ۳۰۵ میں شاہ روم نے (مقتدر باللہ) کے پاس اپنا سفیر بھیجا - یہ سفیر جب (نکرت) پہنچا، تو (مقتدر) نے حکم دیا کہ دو ماہ تک اسکو (نکرت) میں رکھا جائے - وہاں سے جب (بغداد) آیا، تو (دار صاعد) میں اتارا گیا - یہاں سفیر نے دو ماہ تک انتظار کیا، مگر بارگاہ خلافت میں حاضر ہونے کی اجازت نہیں ملی - اس عرصہ میں قصر کی آرایش نہایت اہتمام کے ساتھ گراں بہا و خوشنما آلات، فرش، اور پردوں سے کی گئی - پارچہاے اماطی، دیبقی، و طبری کے ۱۲ ہزار فرش بچھائے گئے - ۳۸ ہزار پردے پارچہاے ارمنی، واسطی، نہمی، دیبقی مطرز کے لٹکائے گئے - ان ۳۸ ہزار پردوں میں سے ۱۲ ہزار پردے پارچہ دیبقی کے تھے، جن پر گھوڑے، ہاتھی، اونٹ، اور دیگر حیوانوں کی تصویریں منقش تھیں -

سفیر کی فرود گاہ (دار صاعد) سے لیکے دار الخلافہ کے پھاٹک تک ایک لاکھ ساٹھ ہزار سوار اور پیادوں کی دو رویہ صفیں کھڑی کی گئی تھیں - سواروں کی پوشاکیں نہایت قیمتی، گھوڑے نہایت عمدہ، زینیں نقرئی و طلائی تھیں - سواروں کے ہمراہ کوتل گھوڑے بھی تھے -

بازار شرقی کی تمام دوکانیں، کوٹھے، حتی کہ چھتیں اور چھجے تک تماشائیوں سے بہت زیادہ کرایہ پر لیے گئے تھے -

بازار مذکور کے یمین و یسار کے مکانات اور حدود بازار تماشائیوں سے بھرا ہوا تھا -

اصناف کشتی میں سے شذاوات، طیارات، زلالات، اور سمریات دجلہ میں ناصمہ آرایش و سامان کھڑی تھیں - دار الخلافہ کے پھاٹک سے لیکے بارگاہ خلافت تک منقرئی علم اور داودی و نقرئی حدام لباس فاخرہ پہنے، زرین پٹکے باندھے، اور ہاتھوں میں ننگی تلواریں لیے سرو قد کھڑے کیے گئے تھے -

تمام حاجب و دیگر حدام اپنے اپنے منصب کے موافق گذرگاہوں اور نشست گاہوں میں حاضر تھے -

آرایش کے تمام حدود مکمل ہونے کے بعد سفیر کو حاضر ہونے کی اجازت دی گئی

سفیر اپنی فرودگاہ (دار صاعد) سے مع اپنے تمام جلوس کے دو رویہ صفوں سے ہوتا ہوا دار الخلافہ کی طرف روانہ ہوا - راہ میں نصر قشوری الحاجب کا مکان ملا، جو خلیفہ کی ڈیوڑھی کا دربان تھا - لیکن مکان کی آراستگی اور اشخاص کی صف بستگی کو دیکھکے وہ سمجھا کہ شاید دار الخلافہ یہی ہے - منظر مکان کی عظمت اور جلال دار الخلافہ کی ہیبت اس پر چھاگئی، اور وہ مرعوب ہوکر رک گیا، لیکن پھر اسکو بتا دیا گیا کہ یہ دار الخلافہ نہیں ہے، بلکہ دار الحاجب ہے - سفیر آگے بڑھا - تھوڑی دور کے بعد وزیر السلطنت کا مکان ملا - یہ مکان (ابوالحسن علی بن محمد الفرات) کی صرف مردانہ نشست گاہ تھی - یہاں جب سفیر نے حاجب کے مکان سے زیادہ شکوہ و احتشام دیکھا، تو اسکو یقین ہوگیا کہ یہی دار الخلافہ ہے - مگر یہاں بھی اسے بتایا گیا کہ یہ دار الخلافہ نہیں، بلکہ دار الوزیر ہے -

(دجلہ) اور باغ کے بیچ میں ایک نشستگاہ تھی، جو عمدہ عمدہ پردوں اور چیدہ چیدہ فرشوں سے آراستہ تھی - چند دست (نصب یا اسکے مانند کوئی شے) نصب تھے، جنکے ہر چہار طرف علم عصا اور تلواریں لیے کھڑے تھے - سفیر اس نشستگاہ میں گیا، اسکے بعد تمام قصر کی سیر کرائی گئی، پھر پشگاہ خلافت میں باریاب ہونے کیلئے حاضر ہوا -

یہ تفصیل ایک روایت کے مطابق ہے - دوسری روایت سے، جو اس روایت سے طویل، مفصل، اور کسیقدر مختلف ہے، یہ معلوم ہوتا ہے کہ سفیر جب دار الخلافہ تک پہنچ گیا تو ایک دہ خانہ میں داخل کیا گیا، جہاں سے وہ بارگاہ خلافت میں حاضر کیا گیا - سفیر نے شاہ روم کا پیغام عرض کیا، اور اسکے بعد

اسکو تمام قصر کی سیر کرائی گئی - سیر قصر کی کیفیت کے متعلق چند روایتوں کے جمع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جسوقت سفیر داخل ہوا ہے ' قصر میں فوج کا ایک سپاہی بھی نہ تھا - صرف خصّاب اور مختلف النسل خدام تھے جن کی تفصیل یہ ہے

خدام سفید	۴ ہزار	خصاب	۷ سو
خدام سیاہ	۳ ہزار	حبشی غلام	۴ ہزار

یہ تمام اشخاص چھوں پر کھڑے کیے گئے تھے - سفیر عام پھاٹک سے داخل ہوکے (جان جدل) کی طرف چلا - (جان جدل) ایک بہت بڑا مکان تھا ' جسمیں بکثرت رواق اور سنگ مرمر کے ستون تھے - دہنے جانب پانچ سو گھوڑے کھڑے تھے ' جن پر پانچ سو طلائی و نقرئی زینیں کسی ہوئی تھیں ' اسی طرح بائیں جانب پانچ سو گھوڑے کھڑے تھے ' جن پر دیبا کی جھولیں اور لمبے لمبے نرقعے پڑے ہوے تھے ' اور ان تمام گھوڑوں کی باگیں لباس فاخرہ پہنے ہوے سائیسوں کے ہاتھوں میں تھیں -

یہاں سے درمیان کی دہلیزوں اور گزرگاہوں سے ہوے ہوے سفیر کو (جدر الوحش) میں لیگئے - (جدر الوحش) سے اسکو ایک اور مکان میں لیگئے ' جہاں چار ہاتھی کھڑے تھے ' جو ہاتھی دیبا کی جھولوں اور گلکاری سے آراستہ کیے گئے تھے - سفیر ان مقامات کو نہایت متحیر ہو ہوکے دیکھتا تھا ' اور ادے ادے باتوں کو متعجبانہ پوچھتا تھا - اس مکان سے اسکو ایک اور مکان میں لیگئے جہاں ایک سو شیر تھے ' ۵۰ داہنے جانب ' اور ۵۰ بائیں جانب - ان شیروں میں سے ہر شیر کا ہاتھہ چند اور شیروں کے ہاتھہ میں تھا ' اور شیروں کی گردنوں میں زنجیریں اور طوق پڑے تھے - اس مکان سے اسکو (العروسی) میں لیگئے - (العروسی) سے دار (الشجرہ) میں - (دارالشجرہ) سے (الفردوس) میں لیگئے ' جو بیشمار آلات و فروش سے آراستہ تھا -

(الفردوس) کی دہلیز میں دس ہزار طلا کار درعمی آویزاں تھیں - یہاں سے اسکو ایک ایسے راستہ میں لیگئے جو ۳ سو ہاتھہ لمبا تھا اور اس کے ہر دو جانب دس ہزار دروقہ ' خود ' دقفہ ' زردیہ ' مرصع ترکش ' اور کمانیں آویزاں تھیں ' اور ایک ہزار گورے اور حبشی غلام چپ و راست کھڑے تھے - ۲۳ محلوں کی سیر کرنے کے بعد سفیر کو (صحن التسعینی) میں لیگئے - (صحن التسعینی) میں عجمی غلام لباس فاخرہ پہنے اور پورے طور پر مسلح کھڑے تھے ' اور انکے اسلحہ میں نرچپے ' تبر ' عصا ' اور تلواریں تھیں - سفیر کو مع اپنے حلوس کے صحن التسعینی سے (دار السلام) میں لیگئے ' جہاں کثرت سے سبیلی کے غلام دوز دوز کے ظرف کا پانی اور شربت وغیرہ لوگوں کو پلا رہے تھے -

اس سیر کی طول مسافت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے ' کہ یہ لوگ سات مقام پر اس عرصہ میں استراحت کی غرض سے بیٹھے اور اتنے ہی بار پانی پیا - ابوعمر عدی الطرطوشی صاحب السلطان اور رئیس بلاد شام یک سیاہ عباء پہنے اور سیف و منطقہ زیب کمر کیے ' تمام سیر میں انکے ہمراہ تھے -

پیشگاہ خلافت

جب سفیر روم قصر خلافت کی سیر کرچکا ' تو حرم خلافت سے طلبی کا پیغام پہنچا -

(خلیفہ المقتدر باللہ) کے دیوان خاص کی عمارت (قصر حسنی) کا وہ ٹکڑا تھا ' جو عین دجلہ کے کنارے واقع تھا اور (الطاج) کے نام سے مشہور تھا - سفیر جب باریاب حضوری ہوا تو اس نے دیکھا کہ آبنوس کے ایک تخت پر خلیفۂ عباسی متمکن ہے ' اور دیبق کا ایک زرافشاں حلّہ پہنے ہوے ہے ' جسپر طلائی بیل بوٹوں کے بنانے میں صناع نے حد درجہ انتہائی کمال طاہر کیا ہے - تخت بھی دیبقی مطرز و مذہب فرش سے مفروش ہے ' اور اسکے سروں کے دونوں جانب لعل و زمرد کے دو بڑے بڑے ہار آویزاں ہیں ' جنکی چمک اور درخشانی سے تمام گرد و پیش منور ہو رہا ہے -

خلیفہ کے سامنے اسکے پانچ شاہزادے بیٹھے تھے ' بس دہنی جانب اور دو بائیں طرف -

سفیر روم کے سامنے (ناصر الغشوری) نہ جسنے مرحوم کے موجود تھے - سفیر جب تخت کے قریب پہنچا تو اس نے سینے پر ہاتھہ رکھا اور تعظیم کے اظہار کیلئے سر جھکا دیا - پھر مرحوم سے کہا کہ " اگر تمہارے یہاں سجدہ کرنا ممنوع نہوتا تو میں سجدہ کرتا ' لیکن میں اس طریق سے کورنش بجالایا ہوں جو ہمارے یہاں کے آداب و رسوم کا سعار ہے "

اسکے بعد خلیفہ کے طرف سے ناصر روم کے خط کا جواب دیا گیا ' جسکو سفیر نے لیکر چوما ' انکھوں سے لگایا ' اور (باب دجلہ) کے طرف سے اپنی فرودگاہ کی طرف روانہ ہو گیا -

خلیفہ کی طرف سے سفیر روم کیلئے پچاس خلعتیں عطا ہوئے ساھانہ کی پیشکش سے پہلے چکی تھیں - اسکا اندازہ مشکل ہے کہ ان میں سے ہر کشتی کے اندر دیبا کی کس قدر دولت موجود تھی ؟ اور جس جزائر سے لائی تھی ' اسکے اندر زر و جواہر کے کیسے عظیم الشان سمندر بند تھے ؟ یہ واقعہ سنہ ۳۰۵ ہجری کا ہے -

---

خون ناحق

— * —

دور حاضر میں اقوام اسلام اور مسلمانان ہر صفحہ دہر سے متاندے کیلئے موجود کے پردہ میں خفیہ سازشیں کر رہی ہیں اگر آپ اس سرسبز زار کے پورا پورا انصاف چاہتے ہوں تو کتاب **خون ناحق** کا مطالعہ کیجئے - جسمیں سراحل طرابلس پر اٹلی کے خونیں کارناموں کا ایسی دل ہلا دینے والی صورت میں پیش کیا گیا ہے جسے ایک نظر دیکھنے سے ہر خونخوار دشمن کی بھول بھلیاں میں پہنچکر انسان محو حیرت ہو جاتا ہے - **خان بہادر لسان العصر مولانا سید اکبر حسین صاحب جم الہ ہادی مدظلہ** فرماتے ہیں " خون ناحق بہت عمدہ مضمون مصامین کا ہے - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ دنیا میں اس خدمت کی ضرورت کیا حماقت تھے - اور مسلمانوں کے داغوں پر نمک اڑانے تھے - وہ یہ زمانہ وہ حالات کہ وہ ہمارے حالات گذشتہ کا آئینہ رکھتے ہیں ' اور بہت سے غیر قوموں اور سد راہ اشاروں کے جو ہمیں ان ہیں - انتہائی چھپائی میں بقول **فاضل** ایڈیٹر الہلال آجکل کی بہت سے بہتر مطبوعات میں اسکا شمار ہوتا ہے ' بقطع ۲ - ۳ دلاں صفحات ۱۲۷ صفحہ - قیمت مجلد ایک روپیہ سادہ مجلد ایک روپیہ - ملنے کا پتہ —

محمد انوار هاشمی - مدیر مکتبہ قادریہ

لال کورتی - میرٹھہ

ٹی
فارسی اردو اپنی
اعلیٰ پیمانہ کیلئے
[illegible]
مستعمل
ہے

مراسلہ

الهلال روزانہ

— * —

متعنا الله بطول بقائکم

بخدمت مولانا المحترم ذو المجد و الکرم السلام علیکم ورحمة الله و برکاته - اخبار الهلال کی روزانه اشاعت کے باب میں ابو الاعجاز صاحب عرشی کی اس تحریر سے ہمیں کسقدر اختلاف ہے کہ " الهلال هفته وار روزانه کر دیا جاے اور بجاے هفته وار کے صوری و معنوی خصوصیات کے ساتھه چار پانچ حرف کی صحامت میں رساله الدنیا ماهوار شائع کیا جاے " هفته وار الهلال جس آب و تاب اور زور و شور سے کئی برس اپنے همعصر اخبارات میں درجه اختصاص حاصل کئے هوے ہے ' وہ محض آپ کی محنت شاقه اور جگر کاوی کا نتیجه ہے ایک هفته کی لگاتار محنت کے بعد اخبار الهلال پبلک کی منشای

مراسلہ

الهلال کے روزانه اشاعت سے مقصود محاربۂ روم و بلقان کی تازه خبریں ناظرین کے سامنے پیش کرنا ' اور حتی الوسع صحیح خبروں سے ناظرین کو آگاه کرنا ہے تاکه غلط اور غیر صحیح خبروں سے ناظرین تر تعل در آتش رهنے کا موقع نه رهے لیکن دیگر اخبارات ان فرائض کے ادا کرنے سے عاجز نہیں ہیں پھر جس اخبار کی دست اور اخبارات سرگرم و ساعی ہیں انکو انهی کیلیے چهوڑ دینا بہتر ہے - ترقی و تعداد کی روح پھونکنے کا مہتمم بالشان دعوه آپ نے اپنے سر لیا ہے اور اس عظیم الشان دعوه داری کو عرصه قلیل میں جس خوش اسلوبی و کامیابی کے ساتھه آپ نے انجام دیا ہے اوسکا ایک زمانه مداح و معترف ہے پس آپکے لیے اصلی میدان کار یہی ہے - بعض حالات متذکره هم مناسب نہیں جانتے که الهلال کی روزانه اشاعت سے اوسکی قدردانی میں کمی پیدا هو لہذا هفته وار الهلال بدستور جاری

فکاہات

یونیورسٹی ڈیپوٹیشن

— * —

تھی سفارت کی جو تصویر بظاہر موزوں * اهل مجلس بھی بظاہر نظر آتے تھے خموش
دفعۃً دائرۂ صدر سے اٹھا اک شخص * جسکی آرائش تقریر تھی عارتگر هوش
اسنے اس روز سے تصویر به کی رد و قدح * چونک اوٹھے وہ بھی جو بیٹھے هوے تھے بدہ نوش
اهل مجلس نے جو بدلا هوا دیکھا اطوار * ڈر هوا یه که کہیں اور نه بڑه جائے به جوش
صدر مجلس نے بلا کر اسے آهسته کہا * که " تو هم شامل و دستور و اس مایه محوش"
سادۂ خام سفارت مئی مرد افگن تھا * ایک هی حربه میں وہ شیر جری تھا مدهوش
اب نه وہ طور سخن تھا ' نه وہ آرائی راے * نه وہ هنگامه طرازی تھی نه وہ جوش و خروش
جسکی تقریر سے گونج اٹھا تھا ایوان کا هال * اب وہ اک پیکر تصویر تھا بالکل خاموش
سحر حیرت تھی ' که اک دره خاکستر تھا * وہ شراره ' جو ابھی برق سے تھا دوش به دوش
دیکھتے هیں تو حرارت کا کہیں نام نہیں * هو گیا شعلۂ سوزنده بھی کر خس پوش
اهل ثروت سے یه کہدو که مبارک هو تمهیں * لله الحمد ابھی ملک میں هیں راے فروش

(کشاف)

بطور اور قدردان هاتھوں میں دکھائی دیتا ہے اور پھر جس خوش و خروش کے ساتھه اوسکا خیرمقدم کیا جاتا ہے وہ محتاج بیان نہیں تاهم آپ کو عدیمه عدم الفرصتی کا عذر رها - اگر الهلال روزانه شائع هوا کرے گا تو عدم الفرصتی اور عجلت میں ان ساری خوبیوں کے یکقلم موقوف هوجانیکا اندیشه ہے جنکی پبلک قدرداں ہے مجبوراً صفحات الهلال کے پُر کرنے کیلیے انگریزی عربی اخبارات کے اقتباسات اور دسا اوقات پوری پوری عبارات کی نقل کرنی پڑتی جس سے پبلک کی گرویدگی اور اخبار بینی کے میدان میں جو جدا جدا کرکے اب پیدا هوچلا ہے یک گونه دلسردگی پیدا هوجانیکی اور ممکن ہے که الهلال اسوقت جس خوبیوں سے فلک عز و افتخار پر چمک رها ہے روزانه اشاعت سے اوسکی ضیاء ماند پڑجاے اور پھر کثرت کار کی تکان آپکی صحت پر مضر اثر ڈالے -

و شائع هوتا رہے البته ماهوار الدیال شائع کرنا مناسب حال سمجھا جاے تو هممیں اوسمیں عذر نہیں - اظہار راے میں کوئی غلطی سرزد هوئی هو تو معاف فرمائیگا -

محمد احمد الله (حیدر اباد)

عرضداشت

— * —

مسلمانوں اور سلطان المعظم خلد الله ملکه کے تعلقات کی تفصیل چنداں ضروری نہیں - صرف اتنا کہدینا کافی ہے که وہ خادم حرمین شریفین هیں اور هم لوگ اونکو اپنا خلیفه سمجھتے هیں - ترکوں سے جو مظالم دول یورپ سلطنت عثمانیه پر کر رهے هیں ' اوسے هم بے خبر نہیں - ان مظالم کا سلسله موقوف اسوقت تک

نہیں ہوا ہے' بلکہ روز افزوں ترقی دیتا رہی ہے - جنگ طرابلس اور جنگ متحدہ ریاست ہائے بلقان کے مالی کار دنیا کو ہمیں اچھی طرح پہچان لیا ہے مگر اسوقت ہمکو اسپر بحث کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی - اگر آیندہ کوئی موقعہ پیش آیا تو ان شاء اللہ تفصیل سے بحث کرینگے - تازہ اخبارات سے مظالم بلغاریا کی جو تفصیل ہم تک پہنچی ہے' اوسکی مہرست نہایت طول طویل ہے - مختصراً یہ ہے کہ بلغاریا کے سپاہیوں نے مسلمانوں کے گھروں میں گھسکر بیتحاشا لڑکیوں اور عورتوں کو نہایت بیرحمی سے بے عصمت کیا اور مساجد کے ساتھہ طرح طرح کی بے ادبیاں کیں - کیا دنیا کا کوئی انسان جسکی عزت کے ساتھہ یہ برتاؤ کیا جائے اپنی حد پر قائم رہسکتا ہے ؟ ہر انصاف پسند طبیعت اسکا جواب یہی دیگی کہ " ہرگز نہیں " - قطع نظر اسکے کیا دنیا کی کوئی قوم اپنی عادت گاہوں کی بے حرمتی دیکھنا گوارہ کر سکتی ہے ؟ اگر نہیں کرسکتی تو پھر کیا یہہ واقعہ اسلامی دنیا کے لئے ایسا نہیں ہے کہ اسلام کے بچہ بچہ کو اسپر آمادہ کردے کہ وہ وحدانیت کی قسم کھاکر اسکا بیڑہ اوٹھا لے کہ اون ملعونوں کو واصل جہنم کرکے اونکی قوم کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیگا ؟ اور یہ نہوسکا تو وہ خود اس عالم سے ناپید ہو جاویگا تاکہ پھر کبھی ایسے جانگداز اور روح فرسا واقعات اوسکے کانوں تک نہ پہونچیں ؟

اسلام دنیا میں اسلیے بھیجا گیا تھا کہ وہ دنیا کو آزادی' اخوت' اور مساوات کی تعلیم دے - اسکے تمام پیرو آزاد اور بالکل آزاد ہوں - چنانچہ مسلمانوں کی تاریخیں اس قسم کے صدہا واقعات سے لبریز ہیں - لیکن آہ ! ہم یہ کیا دیکھتے ہیں کہ آجکل تمام قوموں سے زیادہ مسلمانوں کی گردنوں میں غلامی کے طوق پڑے ہیں - مگر ہم کیا کہتے ہیں ؟ کیا یہ طوق بگلر مسلمان مسلمان ہیں ؟ کیا اسلام اور غلامی ایک ساتھہ جمع ہوسکتی ہے ؟ کیا جس قوم کے غلام آزاد ہوے ہوں اسکے آزاد عالم ہوسکتے ہیں ؟ کیا جو شخص اسلام کا مقدس " فرض حریت " نہ بجا لائے وہ مسلمان ہوسکتا ہے ؟

یہ امر پایہ ثبوت کو پہونچ چکا ہے کہ مسلمان آج تک تاج برطانیہ کے وفادار رہے ہیں بلکہ خود گورنمنٹ نے بھی عالباً یہی تصفیہ کر لیا ہوگا کہ مسلمان ایک قوم ہے جو ہمیشہ وفاداری کا عہد نباہ سکتی ہے لہذا ہم لوگ اس ادب اور تعظیم کے ساتھہ جو ایک وفادار رعایا کو اپنی گورنمنٹ کے ساتھہ ظاہر کرنا چاہئے' ملتمس ہیں کہ ہماری عرضداشت دو صورتوں میں سے جس ایک صورت کو پسند فرمایا جائے منظور ہو :

(۱) بلغاریا سے اسکے تمام تہذیب سوز اور وحشیانہ افعال کی پوری سختی اور قوت کے ساتھہ باز پرس کی جائے اور قانون و تہذیب کے خلاف جو حرکتیں اس سے اور اسکی سپاہ سے سرزد ہوئی ہیں اور جنکی وجہ سے کئی لاکھہ مسلمانوں کو طرح طرح کے جگر سوز اور روح فرسا مصیبتیں گوارا کرنی پڑیں اور ہزارہا مسلمانان بلغاریا اپنی عزت و ناموس سے دست بردار ہونے پر مجبور ہوے - اسکو تمام دنیا یورپ کے سامنے پیش کرے -

(۲) یا پھر یہ کہ گورنمنٹ غیر جانبداری کو بالائے طاق رکھکر ہمکو ہمارے ارادے پورا کرنے کے لئے آزاد کردے - اول صورت کے لئے ہمیں یقین ہے کہ ہماری سلطنت کے وزیر خارجیہ کا صاف الفاظ میں یہہ جواب ہوگا کہ گورنمنٹ برطانیہ وجہ غیر جانبداری کے ایسا کرنے سے معذور ہے - اگرچہ ہمارے پاس اسکے کافی دلائل موجود ہیں کہ گورنمنٹ ایسا کر سکتی ہے ' مگر ہمکو اسپر زیادہ زور دینے کی ضرورت نہیں - پس عملاً ہماری گورنمنٹ کو ہماری عرضداشت کی دوسری صورت منظور کر لینے میں کوئی تامل نہ ہوگا - کیونکہ زیادہ سے زیادہ اس صورت کے لئے گورنمنٹ کہہ سکتی ہے کہ عدم واقفیت من سپہ گری سے خطرۂ جان ہے - ہمارے پاس اسکا کافی جواب موجود ہے کہ ہم اس سے نا واقف نہیں ہیں مگر کلمہ توحید جسکی تعظیم کا اثر ہر مسلمان کے رگ رگ میں ہے' میدان سپہ گری میں جوہر دکھانے کے لئے تمام نقصوں کا کامل علاج ہے -

بالفرض اگر یہی مان لیا جائے کہ جان کا خطرہ ہے بلکہ خطرہ نہیں جان کا جانا متصور ہے تو بھی مسلمانوں کے عقیدے کے موافق دنیا ایک عارضی چیز ہے' لہذا یہ اوسکے آخرت مستقل ہے - علاوہ اسکے یہ بھی عقیدہ ہے کہ چاہے کسی قوم کی جانیں اونکے ہاتھہ میں ہوں مگر مسلمانوں کی جانیں اونکے مالک حقیقی کے ہاتھہ میں ہیں جسکو قتل اور رقت کوئی بھی نہیں لے سکتا - اگر مسلمانوں کا وقت آگیا ہے تو سبحان اللہ ! اس سے بہتر موت اونکے لئے نہیں ہو سکتی جسمیں اونکو درجہ شہادت حاصل ہوگا -

یہ صحیح ہے کہ مسلمانوں کے متعلق سے سلطنت برطانیہ کی ایک ایسی قوم جو اپنے مذہب اور اپنے تاریخی روایات کے برعکس علامی اور محکومی کیلیے سب سے زیادہ موزوں قوم ہے' متعلق گی' مگر اس کا افسوس نہیں ہونا چاہیے کیونکہ انگریزی قوم اپنے آپ کو آزادی کا علم بردار کہتی ہے' اور تجربہ شاہد ہے کہ وہ صدیوں کی معلوب قوموں کو آزادی کے ایسے حد جہد کرنا سکھا چکی ہے پس مسلمانوں کی قوم جسکی سلطنت کو گئے ہوئے پوری ایک صدی بھی نہیں گذری ہے اور جسکی دنیا میں ابھی اور سلطنتیں باقی ہے' کیوں اپنی گم گشتہ آزادی کیلیے اب ایک آخری حرکت مذبوحی سے کام رہے ؟

[یہ مراسلت ایک اسلامی انجمن کی جانب سے پچھلے مہینے ہمارے پاس پہنچی تھی جسکے آخر میں اسکے ممبروں کے دستخط تھے - ہم نے اس خیال سے شائع نہیں کیا تھا کہ اس قسم کے خیالات کے اظہار سے کوئی منفعت حاصل نہیں - درخواستیں اور عرضداشتیں کبھی بھی کسی قوم کے مصائب کا علاج نہیں ہوتی ہیں - لیکن اب شائع کردیتے ہیں کہ کم از کم مسلمانوں کے خیالات اصلی کا تو اعلان ہے - الہلال]

ترکی کا وزیر خارجہ

ترکی کی وزارت خارجہ پر ایک ارمنی نسل کا مسیحی متمکن ہے جسکا نام نورزتگیان افندی ہے - غور کرو' وزارت خارجہ کا عہدہ جسکے تعلق دمیداری کا عہدہ ہے اور وہ بالکل صحیح ہے کہ سلطنت کے سیاہ و سپید کا مالک وزیر خارجہ ہوتا ہے - بعض زمرۂ سلطنت ایسے ہوتے ہیں جن کو اجانب و اغیار سے پردۂ خفا میں رکھنا بے حد ضروری ہوتا ہے - اسی بنا پر ایک اسلامی سلطنت کا وزیر خارجہ مسلمان ہونا چاہئے لیکن ترکی کو اس کا مطلق احساس نہیں - یورپ کی مسیحی اقوام اسلام کے قلع و قمع پر تلی ہوئی ہیں اور وہ ہر وقت اسی دھن میں رہتی ہیں کہ بس چلے تو آل عثمان کو یورپ سے جلا وطن کردیں' لیکن سلطنت عثمانیہ ایسی بھولی بھالی ہے کہ انہی مخالفین و معاندین اسلام کے ایک فرد کو وزارت خارجہ جیسے عہدہ جلیلہ پر ممتاز فرمانے سے دریغ نہیں کرتی - * ع *

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

قرآن مجید نے نہایت توضیح و تاکید سے فرمایا ہے کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے سوا کسی غیر کو اپنا رازدار دوست نہ بنائیں کیونکہ تعالی

یا ایہا الذین	مسلمانو ! اپنے لوگوں کو چھوڑکر مخالفین
آمنوا لا تتخذوا	میں سے کسی کو اپنا رازدار اور دوست
بطانۃ من دونکم	نہ بناؤ وہ تمہاری خرابی میں
لا یالونکم خبالا	کچھہ اُٹھا رکھنا نہیں چاہتے ہیں کہ
ودوا ما عنتم' قد بدت	تم کو تکلیف پہنچے - دشمنی تو ان
البغضاء من افواههم	کی باتوں سے ظاہر ہو ہی چکی ہے اور
و ما تخفی	غیظ و غضب جو ان کے دلوں میں بھرے

شئون عثمانیہ

صدرھم اکبر قد بینا لکم الایات ان کنتم تعقلون

ھیں وہ اس سے بھی کہیں بڑھکر ھیں - ھم نے تمکو پہلے کی باتیں بتادی ھیں اگر تمہارے پاس عقل معاملہ فہم ھے تو تمہارے کام آئے گا -

قرآن مجید اپنا کوئی حکم بغیر نہیں سنواتا بلکہ جمیع احکام و ھدایات کے ساتھہ اُن کے دلائل و براھین بھی بیان فرمادیتا ھے - اس حکم میں بھی اس امر کی فروگذاشت نہیں کی گئی اور اس سے بعد کی آیات میں بتلادیا کہ مقصود یہ ھے کہ مسلمان ان کے شر سے محفوظ رہ سکیں :

ھا انتم اولاء تحبونھم ولایحبونکم وتومنون بالکتاب کلہ و اذا لقوکم قالوا آمنا و اذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ قل موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور- ان تمسسکم حسنۃ تسوھم و ان تصبکم سیئۃ یفرحوا بھا و ان تصبروا وتتقوا لایضرکم کیدھم شیئاً ان اللہ بما یعملون محیط!

سنو جی ! تم کچھہ ایسے سیدھے سبھاؤ کے لوگ ھو کہ تم تو اِن سے دوستی رکھتے ھو اور وہ تم سے مطلق دوستی نہیں رکھتے اور تم خدا کی ساری کتابوں پر ایمان رکھتے ھو اور وہ تمہارے قرآن کے منکر ھیں اور جب تم سے ملتے ھیں تو کہہ دیتے ھیں کہ ھم بھی ایمان لے آئے ھیں اور جب اکیلے ھوتے ھیں تو مارے غصہ کے تم پر اپنی انگلیاں کاٹتے ھیں اے پیغمبر اِن لوگوں سے کہو کہ اپنے غصہ میں جل مرو جو بغض ھماری طرف سے تمہارے دلوں میں ھے اللہ کو سب معلوم ھے مسلمانو اگر تم کو کوئی فائدہ پہنچے تو اِن کو برا لگتا ھے اور اگر تم کو کوئی گزند پہنچے تو اس سے خوش ھوتے ھیں اور اگر تم ان اداؤں سے پرھیز کرو اور انتقام میں زیادتی سے بچتے رھو تو اطمینان رکھو کہ اِن کے مکر سے تمہارا کچھہ بھی نہیں بگڑے گا - کیونکہ جو کچھہ یہ کہہ رھے ھیں اس کا دھیہ اللہ کے احاطۂ قدرت میں ھے -

کیا ایک غیر مسلم کو وزیر خارجہ مقرر کرنے سے ترکی نے احکام قرآنی کی صریح مخالفت نہیں کی ؟ اصل یہہ ھے کہ قرآن کی پیروی سے گذرے عالم کے سلطان اور قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں کے مالک بن گئے تھے - اب قرآن کو پس پشت پھینکنے سے حاصل کی ھوئی سلطنتیں کھو رھے ھیں - فاعتبروا یا اولی الابصار -

(نور الدین از گوجرانوالہ)

جنگ بلقان و دول یورپ

+ • +

تاریخ جنگ پر ایک اجمالی نظر اور یورپ کے سیاسی تعلقات موجودہ

گو یورپ کا عام ادب، حقوق، اعانت مظلوم، وفاء عہد، اور صلح پروری کے ادعا سے لبریز ھے، مگر واقعہ یہ ھے کہ وہ حدیثۂ کشورستانی و حکمرانی کا اس درجہ حلقہ بگوش ھے کہ اسکی فرمانبرداری کے لئے ھر قسم کی اخلاقی قربانیوں کے لئے تیار ھوجاتا ھے -

نقض عہد، غصب حقوق، اور زبردست آزاری خواہ کتنی مذموم کیوں نہ ھو، لیکن اگر اسکے ذریعہ سے توسیع ملک میں مدد ملسکتی ھے تو اسکے استعمال میں اسکو ذرا بھی تامل نہیں - ممکن ھے کہ سطح بیں نظریں ان حرکات کو اسکی کامیابی و سرسبزی کا ذریعہ سمجھتی ھوں مگر ارباب نظر کو اس امر کے اعتراف سے کسی طرح گریز نہیں ھو سکتا کہ اسکی اس حرص پروری و طمعرانی ھی میں یقیناً اسکی آیندہ تباھی مضمر ھے

جنگ طرابلس سے مسیحی دول کی باھم سازو باز مصالح پرستی، اور حق کشی مظہر عام پر آگئی تھی - جنگ بلقان نے اسکی مزید تائید کی اور اسکے سایہ دینا کو یہ بھی دکھا دیا کہ یورپ جسقدر آگے بڑھتا جائیگا، اسقدر امن و انصاف خطرے سے قریب تر ھوتا جائیگا -

یورپ نے اعلان کیا کہ " مسئلہ بلقان کی بابت جنگ نہیں ھوگی " یہ اعلان عالباً مدبرین یورپ کی طرافت پسندی نہ تھی بلکہ ایک سنجیدہ اعلان تھا، اور بیشک اگر اغراض پرستی نہ ھوتی تو یورپ کا یہ اعلان حرف بحرف صحیح ثابت ھوجاتا - دول یورپ کا ادنیٰ اشارہ جنگ روکنے کے لئے کافی تھا - چند چھوٹی چھوٹی ریاستوں کی ادنیٰ جرأت نہیں ھوسکتی تھی کہ وہ یورپ کی متشرک واقتدار سلطنتوں کے خلاف صف آرا کریں

لیکن منع جنگ کا اشارہ کیوں ھوتا ؟ ریاستھاے بلقان روس کے نواحیں میں سے نہیں، جنھیں وہ نہ صرف حوصلہ افزائی کے لئے، بلکہ اپنے مخصوص مصالح کے لئے اپنے حریف دیرینہ دولت عثمانیہ کے مقابلہ کے لئے ھمیشہ سہ دیتا رھتا ھے - گو فرانس و انگلستان کو براہ راست ریاستھاے بلقان سے کوئی تعلق نہیں، مگر یہ تعلق کیا کم ھے کہ ان پر ایک ایسی سلطنت طل گستر رھتی ھے جسکی خوشنودی و دوستی انھیں اپنی کروروں کمزور و مجہول مسلمان رعایا کی ھر دلعزیزی سے کہیں زیادہ عزیز ھے - ائتلاف مثلث (انگلستان، روس، فرانس) کے ایک جنگ پر متفق ھو جانے کے بعد کوئی وجہ نہ تھی کہ اتحاد ثلاثہ (جرمن، اٹلی، استریا) اسکی مخالفت کرتا -

دول یورپ کا یہ عذر کہ انھوں نے جنگ کو روکنا چاھا مگر ریاستھاے بلقان راضی نہیں ھوئیں، محض اللہ فریبی و حیلہ طراری ھے - کیا کوئی معمولی عقل کا آدمی بھی یہ فرض کر سکتا ھے کہ جبل اسود کی سی چھوٹی ریاست، دول یورپ کے کسی ایک مشورہ کو بھی نامنظور کرسکتی ھے ؟

حقیقت یہ ھے کہ یورپ کی سازو باز اور ملمع کار دروغ گوئی کی اس کثرت سے اور اس قدر جلد جلد وپے درپے شہادتیں مل رھی ھیں کہ اگر اب بھی اھل مشرق نہ سمجھیں، تو آیندہ انکے سمجھنے سے ھمیشہ کے لئے مایوس ھو جانا چاھیے

بہر نوع اعلان جنگ ھوا اور اسکے بعد فوراً ھی موسیو (پوانکر) وزیر خارجیہ فرانس کی تحریر اور انگلستان و روس کے اتفاق سے یہ اعلان کیا گیا کہ " خواہ بندرگاہ کچھہ ھی ھو مگر قسطنطنیہ کو اپنے ملک میں مزید اراضی کے الحاق کا حق نہ ھوگا یا بالفاظ دیگر فریقین کے ممالک میں کوئی جغرافیائی تغیر نہیں ھوگا " موسیو (پوانکر) نے یہ کیوں تحریر کیا تھا ؟ صرف زرس کی خوشآمد کے لئے - انگلستان نے اس سے کیوں اتفاق کیا ؟ صرف روس کو خوش کرنے کے لئے - اور خود روس نے اسکو کیوں پسند کیا ؟ اسلئے کہ اسکا خیال تھا کہ بہادر ترکی فوج جسوقت اپنی بارکوں سے چلے گی، تو پھر (صوفیا) میں جاکے دم لیگی - اسکو معلوم تھا کہ یونانی فوج جب اس سے برسر پیکار ھوئی تھی تو اسکا کیا حشر ھوا تھا - اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ آج یونان صرف اسواسطے ایک آزاد سلطنت نظر آتا ھے کہ اعلان جنگ کے بعد یہ بھی اعلان کردیا گیا تھا کہ جغرافیائی حالت بدستور قائم رھیگی -

ناصيـة جمال اميد

البطل العظيم

عارى اورپاشـا

(عارى مرصوف ے قسطنطنده بهدچدى كى تقريب برنه تصوير شائع ايى جاتى ے)

لئکن فتح و شکست کی تقسیم بالکل خلاف امید ہوئی -

ہوا کا رخ بدلتا ہوا دیکھکر حلیفوں کا رخ بھی بدلگیا اور سب سے پہلے احتیاط نے یہ سوال اٹھایا کہ بلقانیوں کو" کیوں نہ اس فتح کے ثمرات سے متمتع ہونے کا موقع دیا جائے' جسکے لئے انکی ہوارہا جانیں کام آئی ہیں" اعلان جنگ پر ابھی نصف ماہ سے زائد نہیں گذرا تھا کہ (روس) سے یہ آواز بلند ہوئی " نہایت نا انصافی ہوگی اگر ریاستہائے (بلقان) کو ان فتوحات سے ثمرہ اندوز ہونے کا موقع نہ دیا گیا جسکے لئے انھوں نے اپنی نہایت عزیز جانیں دی ہیں" اس کی صدائے بازگشت (انگلستان) و (فرانس) سے بھی آئی اور مسٹر ایسکوائتھ اور موسیو پوانیکر بھی وہی کہنے لگے' جو ایک روسی مدبر کہرہا تھا - گو (جرمنی) ' (آسٹریا) ' اور (رومانیا) یہی چاہتی تھیں' کہ نقشۂ ملک میں تغیر نہ ہو' مگر روس کے ساتھہ (انگلستان) اور (فرانس) کے ہم آہنگ ہو جانے سے مجبوراً انکو خاموش ہو جانا پڑا - لئکن (آسٹریا) نے بغیر جغرافیہ کی مخالفت سے اس شرط پر دست کشی اختیار کی کہ " البانیہ ریاستہائے بلقان میں تقسیم نہ کردیا جائے " کیونکہ اگر البانیہ انکو ملجاتا ' تو سلافی (سلاوی) عنصر کا عادہ ہو جاتا ' جو (آسٹریا) کی ہستی کے لئے سخت خطرناک ثابت ہوتا - اس نے اس امر کی بھی مخالفت کی کہ (سروبا) کو بحر (ایڈریاٹک) میں ایک بندرگاہ واسطہ جانہ دینے کی اجازت دیجائے -

(آسٹریا) نے سروبا کو متعہد کردیا کہ وہ مطالبات میں اعتدال سے کام لے اور بحر (ایڈریا ٹک) میں بندرگاہ کے مطالبہ سے دست بردار ہو جائے - (سروبا) نے آسٹریا کے مقابلہ میں سعی کی' اور اپنے ارادے پر نہایت مضبوطی سے قائم رہنے کا اظہار کیا - ادھر ائتلاف مثلث نے بھی سروبا کی طرف اس جدال سے اظہار توجہ کیا کہ آسٹریا ڈر جائے اور اپنی مخالفت سے باز آجائے' مگر (آسٹریا) کو معلوم تھا کہ یہ موقع کمزوری دکھانے کا نہیں ہے - اسکی آبادی کا ایک ثلث سلافی عنصر ہے اسلئے اگر آج وہ (البانیہ) کا مختار کل ہو گیا تو کل آسٹروی ممالک کا بھی مالک سمجھا جائیگا -

(آسٹریا) نے ایک طرف تو جنگی تیاری کا حکم دیا اور سرویا سے کہدیا کہ " اگر تم اپنے فتوحات سے صرف فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو ہم کو اس سے کچھہ تعرض نہیں' لئکن اگر تم قصبہ و ملکیت چاہتے ہو تو اس سے ہمیں قطعی اختلاف ہے' خواہ اس اختلاف کا نتیجہ جنگ ہی ہو اور اسمیں تمہارے ساتھہ ائتلاف مثلث بھی شریک ہو جائیں" - اور دوسری طرف اتحاد کی تجدید کی اور اپنے حلیفوں سے وعدہ لیا کہ اگر ائتلاف مثلث نے (سروبا) کی حمایت میں ہتھیار اٹھائے تو وہ بھی میدان جنگ میں اتر آئینگے - ائتلاف مثلث نے یہ دیکھا کہ (بلقان) کی چھہ لاکھہ فوج اور اسکے ساتھہ روس کے لاکھوں سپاہیوں سے بھی (آسٹریا) کے ارادہ میں فرق نہیں آیا تو مجبوراً (البانیہ) کی خود مختاری تسلیم کرلی -

گو یہ نزاع طے ہوگئی ہے مگر تاہم حفظ ماتقدم کے لئے آسٹریا کو ۹ فوجیں اور ایک لشکر ' اور روس کو ایک کثیر فوج اسکے مقابلے کے لئے تیار رکھنا ضروری ہے ' کیونکہ جنگ کا چھڑجانا ہر وقت ممکن ہے -

(رومانیا) بھی جو اب تک نہایت خاموشی سے رفتار جنگ دیکھہ رہی تھی' تقسیم ممالک کے وقت خاموش نہ رہسکی اور اعلان کردیا کہ " اگر اس تقسیم میں اس کو کچھہ نہ دیا گیا تو وہ تعدی نقشہ کی مخالفت کریگی "

خود اتحادیوں میں بھی جانہ جنگی ہوگئی اور یونان اور بلغاریوں میں سے اونکی تابہ تلوار چلنے چلنے رہگئی -

ان حالت کے دیکھتے ہوئے ماننا پڑتا ہے کہ اگر صلح کانفرنس نے کوئی تشفی بخش تصفیہ نہ کیا اور بات بڑھی تو یورپ کا اس عام ضرر خطرہ میں ہوگا - اور اسکے بعد وہ نکتہ بھی سمجھہ میں آجاتا ہے کہ جو سلطنتیں پہلے مداخلت کرنا نہیں چاہتی تھیں وہ اب اسقدر صلح کے لئے کیوں کوشاں ہیں ؟ اور یہ کیوں طے کیا جارہا ہے کہ مدعقہ طور پر باب عالی پر زور ڈالا جائے کہ وہ جسقدر جلد ممکن ہو صلح کرلے ؟

جنگ بلقان کے حوادث و واقعات

در

ایک تفصیلی نظر

(ایک عثمانی مصری مسلم اصحاب کے قلم سے)

مخبر کائنات صلعم نے فرمایا کہ " مسلمانوں کی مثال ایک جسم کی ہے - جب ایک عضو کو مرض کی شکایت ہوتی ہے ' تو تمام جسم اسکو محسوس کرتا ہے " اسی لیے نوجہ آں مصائب و آلام کے جو ہمارے عثمانی بھائیوں پر انجکل نازل ہو رہی ہیں ' مصری مسلمانوں کو حزن و الم کی حالت میں دیکھتا ہوں - چونکہ میں نے اپنی آنکھوں سے ان جگر خراش مصائب کا ایک حصہ دیکھا ہے جو باشندگان مقدونیہ و عثمانی قفقازیوں در اتحادیوں کے قبضہ کے بعد سے نازل ہو رہے ہیں اور نہ نوابادیوں کے اس وحشیانہ برتاؤ کو دیکھا ہے جو وہ عثمانی قفقازیوں کے ساتھہ کر رہے ہیں ' اسلئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنے مشاہدات کے خلاصہ سے اپنے مصری بھائیوں کو مطلع کروں - اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ " وہ اسوقت تک کسی قوم کو نہیں بدلتا ' جب تک وہ قوم اپنے آپ کو نہ بدلے " اسلئے یہ ضروری ہے کہ کچھہ اسکے مادی و اخلاقی اسباب ضرور ہیں جو ہمارے اس نزول و شکست کا موجب ہوئے ہیں -

اخلاقی اسباب کو میں صرف اسلام کے لئے چھوڑ دیتا ہوں اور اس وقت صرف مادی اسباب و علل کا ذکر کرنا چاہتا ہوں -

عثمانی صوبہائے مقدونیہ چار سال قبل اجنبی (یورپی) نگرانی میں تھے ' لئکن باایں ہمہ امن نہ تھا ' جسکی وجہ سے یورپین مقاصد کے فروغ کو بہت نقصان پہنچتا تھا - مدبرین دول (روس و انگلستان) شہر (ریوال) میں جمع ہوئے اور طے کیا کہ " مقدونیہ کا نظام حکومت بدلدینا چاہئے " یہ تجویز ابھی عملی صورت اختیار نہ کرنے پائی تھی' کہ دولت عثمانیہ میں فوجی انقلاب برپا ہوا - اس انقلاب نے اس تجویز کو ہنگامی طور پر ملتوی کر دیا - سنہ ۱۹۱۰ ع میں حکومت کی طرف سے اسی کار روائیاں ہوئیں ' جو بلغاری انتخاب کے دربارہ قیام کی باعث ہوئیں اور اس نے پھر دولت عثمانیہ سے (مقدونیہ) کے لئے نظام تشکر کری کا مطالبہ کیا - حکومت نے اس کو نامنظور کیا - بلغاریوں میں پھر حماعت بندیاں و گروہ بازیاں شروع ہوگئیں اور دولت کو متوجہ کرنے کے لئے جابجا بم کے گولے پھینکے جانے لگے - اسکے بعد یہ سلسلہ اسطرح گذرتا رہا کہ ایک طرف تو ان گروہوں کی قوت بڑھتی جاتی تھی اور دوسری طرف حکومت کی کارروائیوں کو ناپسند کرنے والوں کی تعداد زیادہ شورش پسند ہوتی تھی

سال گذشتہ کے اواخر میں بلغاریہ عثمانیوں نے دولت میں چند روز نہ پہنچے ' جسکی علت یہ تھی کہ دولت عثمانیہ احکام معاہدہ برلن کی کماحقہ رعایت کرنے پر مجبور کی جائے - مگر ان روز دولت میں بجز روس کے اور کوئی مددگار نہیں ملا - روس نے یہ دیکھا کہ سلافی عنصر کی رعایت اسوقت تک نہیں ہوسکتی ' جب تک ریاستہائے بلقان میں اتحاد نہ ہو جائے ' اسلئے اس نے ریاستہائے بلقان کو پہلے اس باہمی تاجائی کے دفع کرنے کی صلاح دی ' جو بلغاری ' سروی ' اور

یورپی حمایتوں میں عرصے سے چلی آتی تھی' اور خود بھی تیسوں ریاستوں کے سفراء معتمدہ (سفارت پیٹرسبرگ) میں باہم اتفاق پیدا کرانے کی کوشش کی - چنانچہ اوائل سنہ ۱۹۱۲ع میں ہم ان درقوں میں اتحاد کا دور دورہ دیکھنے لگے ' جنمیں ہمیشہ باہم کشت وخون کا بازار گرم رہا کرتا تھا !

اس عرصہ میں چار سال کی وہ مدت گزر گئی جو اصول دستور کے بعد بطور ہنگامی صلح کے قرار پائی تھی ' اور ہم سننے لگے کہ صوفیا میں بلغاریا و دیگر ریاستہائے بلقان کے سفرا باہم جملہ مدافعت کی بابت معاہدہ کر رہے ہیں -

یہ ظاہر ہے کہ ہم سے زیادہ (آسٹریا) کو ہماری سلطنت کے متعلق علم تھا - چنانچہ کونت (برچنولڈ) وزیر خارجہ (آسٹریا) نے تمام دارالسلطنتہائے یورپ کا اس عرض سے دورہ شروع کیا کہ احکام معاہدہ دول کی رعایت پر دولت عثمانیہ کو مجبور کیا جائے اور کفایۃً ہمکو اس معاہدہ کی بھی اطلاع دیدی

اس عرصہ میں قوم نے بھی یہ محسوس کرلیا تھا کہ اسکا اصلی دشمن کون ہے ؟ اسلئے (سعید پاشا) کی وزارت کے بعد جو وزارت بنتھی ' اس نے دورا اعلان کر دیا کہ " دولت عثمانیہ (مقدونیہ) میں اصلاحات جاری کرنے کے لئے بالکل تیار ہے " لیکن ریاست ہائے بلقان نے اپنے پس پردہ دول ہی کی حمایت اندرائی سے شہ پاکر (مقدونیہ) کی کامل خود مختاری کا مطالبہ شروع کردیا - باب عالی نے یہ مطالبہ نامنظور کیا اور ۱۸ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۲ع کو اعلان جنگ ہوگیا -

* * *

اعلان جنگ سے پہلے

اعلان جنگ سے پہلے ہماری فوج کی یہ حالت تھی کہ مارچ سنہ ۱۹۱۱ع میں محمود سوکت پاشا اپنے عہدۂ وزارت حربیہ میں نظام فوج کے اندر ایک عظیم الشان تغیر کر چکے تھے - لیکن اسکے بعد باقاعدہ فوج کے اکثر پرانے افسر معزول ہوگئے' نئے ریفارمروں کے ساتھ وہ تمام نا قابل دستے بھی ملحق کردئے گئے جو تعداد میں ۴ سو تھے -

محمود سوکت پاشا جسوقت اس عہدہ سے علیحدہ ہوئے اسوقت نئے ریفارمروں کے اکثر سپاہیوں کی مدت ملازمت ختم ہوچکی تھی' اسلئے اکثر ریفارمت تجربہ کار سپاہیوں سے خالی ہوگئے تھے اور سپاہیوں کی تعداد بھی کم ہوتی گئی تھی - اعلان جنگ سے قبل مختار پاشا کو اعلان جنگ کے امکان کا یقین نہ تھا - (کیونکہ یورپ کی تمام بڑی سلطنتیں - یقیناً دلائل تھیں کہ ریاستہائے بلقان جنگ نہیں کرینگی - الہلال) مگر باہم وسطنطنیہ میں انجادیوں کے مظاہرات کی وجہ سے انکا استعفاء دینیکا قطعی ارادہ تھا -

اعلان جنگ کے وقت ہماری یہ حالت تھی کہ جسوقت باب عالی نے جنگی تیاری کا حکم دیا ہے اسوقت (ادرنہ وتچاق) کے علاوہ تمام (مقدونیہ) میں کہیں تیسری فوج موجود تھی - سامان جنگ فریقا معہود تھا اور سفرمیدا کا سامان بذلی گاڑیوں پر جاتا تھا - دشمن حدود عثمانیہ میں گھسا آرہا تھا اور ہم ابھی فوج کے جمع کرنے ہی میں مصروف تھے - اسکے علاوہ ہماری فوجی ترتیب بھی بلغاریا کی فوجی ترتیب سے گری ہوئی تھی - کیونکہ نا قاعدہ فوج ہمیں (البانیا) سے لانی تھی اور یہاں جو ردیف فوج موجود تھی وہ اور جنگ سے مخض ناواقف تھی - اور مشکلات کے ساتھ جسقدر فوج ہم جمع کرسکے ' اسکو ہم نے چار حصوں پر تقسیم کرکے ہر حصہ کو ایک خاص نام سے موسوم کر دیا -

ایک حصہ کا نام (جیش الشرق) دوسرے کا نام (جیش الغرب) تیسرے کا نام (جیش الشمال) اور چوتھے کا نام (جیش الجنوب) تھا -

(جیش الشمال) میں ۴۰ اور ۵۰ ہزار کے درمیان مدنی سپاہی (علی رضا پاشا) کے زیر کمان تھے - (جیش الشمال) سے دو کمپنیاں زیر کمان (مدحی پاشا) اور (حاوید پاشا) سرویا کے حدود پر مامور تھیں (جیش الغرب) میں تیس ہزار سپاہی تھے جسکے کمانڈر (زکی پاشا) تھے - اس فوج کا مرکز (بلغاریا) کے جانب غرب اس مقام تھا' جہاں (کرستندیل) (کوچدہ) (عثمانیہ) (جمعہ بالا) (رسنہ) اور (جسر آغا صالح) واقع ہیں -

(جیش الشرق) بلغاریا کے جنوبی حصہ میں تھا - (جیش الجنوب) کے دو حصے تھے - ایک حصہ زیر کمان (اسعد پاشا) (یانیا) کی طرف متعین کیا گیا تھا اور دوسرا حصہ حدود (الاصوندہ) پر مامور تھا - اس حصہ کی کمان کے لئے (رضا پاشا) کمانڈر قرچعادہ تجویز کئے گئے تھے مگر انہوں نے اسکی کمان لینے سے انکار کر دیا' اسلئے انکے بدلے (حسن پاشا) امیر مقرر ہوئے -

اسی طرح فوج کا کچھ حصہ جبل اسود کی طرف بھی دراسے نام بھیج دیا گیا تھا -

خلاصہ یہ کہ اعلان جنگ کے وقت تمام یورپین ترکی میں کل فوج تین لاکھ پچاس ہزار تھی - اسکے مقابلہ میں ایک لاکھ پچاس ہزار بلغاریا کی ' تین لاکھ پچاس ہزار بلغاریا کی ' ایک لاکھ دس ہزار یونان ' کی اور بیس ہزار جبل اسود کی فوج تھی -

یہ تمام فوج ' جنکی مجموعی تعداد چھ لاکھ دس ہزار تھی یکایک حدود عثمانیہ پر حملہ آور ہوگئی

(قرق کلیسا) (جسر - مصطفی پاشا) (ادرنہ) (جمعہ بالا) (جسر صالح آغا) (بحارہ) (کوچدہ) (سلطان یہ سی) (درینہ ناعردان) (لولا) (دیرہ) (رینعدرہ) (عدر) (دیرہ) (پرانہ) (لوردس) (الاصوندہ) میں جنگ شروع ہوئی - یونانی فوج ایک لاکھ دس ہزار تھی - اسکے مقابلہ میں عثمانی فوج صرف تیس ہزار - جسمیں (لوردس) میں بارہ ہزار اور (دیدی شوتار) میں تیس ہزار یونانی فوج دیدیمانی پر مامور تھی - (الاصوندہ) میں ۱۵ ہزار فوج تھی جسمیں سے پانچ ہزار جزیرہ تمانے (خالکدیکیا) و بندرگاہ (سالونیکا) میں اس غرض سے مامور کی گئی تھی کہ یونانی بحری فوج کو روکے ' جو جنگی بیڑے کی کشتیوں سے نکلکے (سالونیکا) کی طرف بڑھنا چاہتی تھی - اور باقی دس ہزار (الاصوندہ) میں لڑ رہی تھی -

(قرق کلیسا) کے قریب (بلغاریا) کی ایک لاکھ دس ہزار فوج تھی ' جسکے مقابلہ میں (قرق کلیسا) کے قلعوں میں صرف پچاس ہزار عثمانی فوج تھی -

(لولہ پاسا) کے ساتھ صرف آٹھ ہزار عثمانی تھے ' جنکے مقابلہ میں بلغاری پورے دس ہزار تھے - (جسر مصطفے پاشا) میں عثمانی فوج صرف ایک لاکھ تھی ' مگر اسکے مقابلہ میں بلغاریا کی فوج دو لاکھ چالیس ہزار تھی - پچاس ہزار سروی ' اور ایک لاکھ دس ہزار بلغاری - ہمارے جیش الشمال میں بھی صرف دس ہزار سپاہی تھے اسکے مقابلہ میں پانچ ہزار سروی اور پینتالیس ہزار بلغاری تھے - علاوہ ان بیس ہزار سرویوں کے جو حدود جبل اسود پر تھے ' خود حدود (سرویا) پر بھی دو لاکھ ہزار سپاہی موجود تھے ' انکے مقابلہ میں عثمانی فوج صرف پچاس ہزار تھی - دشمن کی فوج ہماری فوج سے نہ صرف تعداد میں زیادہ تھی ' بلکہ سار و سامان میں بھی ہماری فوج سے بدرجہا بہتر تھی - مثلاً ہر بلغاری اور سروی ریجیمنٹ کے ساتھ بیس میٹرلوز قسم کی توپیں ' دو معمولی توپیں ' پیادے اور سوار تھے - علاوہ اسکے سفر مبدا کی نقل وحرکت کے لئے ریل تھی اور توپوں کے لئے موٹر گاڑیاں - لیکن اسکے مقابلہ میں ہمارے ایک فرقہ میں کل دو توپیں میٹرلوز قسم کی تھیں ' اور سفرمیدا اور توپوں کی نقل وحرکت کے لئے مخض بیل گاڑیاں !!

تعداد و سامان کے علاوہ ایک بڑا فرق یہ تھا کہ دشمن کی فوج تربیت یافتہ تھی ' حالانکہ ہماری فوج میں اسّی فیصدی عمر تربیت یافتہ تھے - ہماری فوج ردیف کی پلٹنوں میں ہر ڈھائی سو سواروں پر

صرف ایک افسر تھا حالانکہ دشمن کی فوج میں ہر ایک ڈویژن میں ایک یور باشی اور پلٹن کے افسر تھے -

اوائل جنگ میں بلغاری فوج نے غیر قلعہ بند مقامات یعنی (جمعہ بالا) اور (شاروده) پر قابض ہوگئی اور (لوروس) کو یونانی فوج سے مسخر کر لیا ' مگر عثمانی فوج بھی سروی ممالک میں پانچ کیلو میٹر تک ہٹتی چلی گئی -

اعلان جنگ کے بعد

آغاز جنگ میں عثمانی فوج چار دن تک مدافعت کرتی رہی - کیونکہ تمام عثمانی محافظ فوجوں نے یہ محسوس کر لیا تھا کہ دشمن کی فوج ہر مقام پر اس سے کئی گنا زیادہ ہے ' لیکن چار دن کے بعد بعض افسروں نے مدافعت کے بدلے حملہ شروع کردیا - اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حب حملہ میں کامیابی نہیں ہوئی تو عثمانی فوج پسپا ہٹی اور (فرق کلیسا) کی محافظ فوج قلعوں کو نہ سنبھال سکی - یہ مدافعت کے بدلہ حملہ آوری ہی کا نتیجہ تھا کہ (مصطفے پاشا) کا پل مسخر ہوگیا ' اور (اڈریا نوپل) کا بلغاریوں نے محاصرہ کرلیا -

(حسر مصطفی پاشا) کے مسخر ہوتے ہی (اڈریا نوپل) کے مشرق و مغرب سے بلغاری فوج امداد امداد کرآنے اور جنوب کی طرف پیش قدمیاں کرنے لگی - ان آنے والی فوجوں میں سے ایک حصہ (دردہ اعاج) تک پہنچگیا ' جس نے (قسطنطنیہ) اور (سالونیکا) کی ٹرینوں کا نقطۂ اتصال منقطع کردیا - رسد رسانی کے لئے بحری راستہ تو پہلے ہی سے مسدود تھا ' مگر اس نقطۂ اتصال کے منقطع ہوجانے سے ریل کے ذریعہ سے بھی رسد رسانی ناممکن ہوگئی - (فرق کلیسا) کی شرقی حدودی حانب سے جو بلغاری فوج آ رہی تھی وہ (شنلجہ) پہنچگئی ' لیکن حیرت یہ ہوئی کہ وہاں ردیف کے بدلہ باقاعدہ فوج مدافعت کے لئے مامور کردی گئی تھی -

(اڈریا نوپل) کے محاصرہ سے جسقدر بلغاری فوج بچی ' وہ (تکفور طاغی) کی سرحد پر پہنچگئی - معرکہائے (فرق کلیسا) ' (شنلجہ) اور (اڈریا نوپل) میں بلغاری نقصانات کی نسبت یہ اندازہ کیا جاتا ہے کہ اسکے ایک لاکھ نوے ہزار سپاہی کام آئے ہیں -

شمال میں (علی رضا پاشا) کی شکست کا قصہ یہ ہے کہ عثمانی فوج کو حدود (سرویا) میں ہٹتی چلی گئی تھی ' نوحوہ چند (قومانوده) کے خط دفاع تک پیچھے ہٹ آیا تھا - جسوقت یہ فوج ہٹکے آ رہی تھی ' اسوقت (کمانو) میں چار دن سے سروی و عثمانی فوجوں میں لڑائی ہو رہی تھی - اس معرکہ کا خاتمہ سرویا کی پیش قدمی پر ہوا اور فوج کو وہاں سے ہٹکے (اسکوب) میں آنے کا حکم ملا - لیکن (اسکوب) میں آکے دیکھا تو واپس آنے والی فوج میں سے کل دس یا پندرہ ہزار سپاہی رہگئے تھے ' اور وہاں ردیف کے جسقدر آدمی تھے وہ سب اپنے اپنے گھر بھاگ گئے تھے - یہ حالت دیکھکے کمانڈر موصوف نے یہ فیصلہ کیا کہ (اسکوب) اپنی مدافعت نہیں کرسکتا - اسلئے فوج کو حکم دیا کہ (مناستر) چلکے اس فوج سے ملے جو (کوچنہ) سے ہٹ آئی ہے اور وہاں مقیم ہے -

حدود (مناستر) سے اس تعیر مقابلہ کی واپسی کا یہ نتیجہ ہوا کہ سروی فوج (کولیکعہ) سے لیکے (درنہ) تک کے تمام مقامات پر تعیر مقابلہ کے قابض ہوتی چلی آئی ' (واردار) سے جو فوج ہٹکے (مناستر) آئی تھی ' اس کا پچاس ہزار سروی سپاہیوں سے چار دن تک مقابلہ رہا -

(الاصریہ) میں ابتداءً میدان ہمارے ہاتھ رہے - حتی کہ ہماری فوج یونانی توپوں پر قابض ہوگئی ' لیکن اخر میں جنگ کا رخ بدل گیا ' اور ہماری فوج مجبوراً ۳۱ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۲ع کو (نیجہ) کی طرف ہٹ آئی -

(جیش عربی) کی ماتحت فوج کی (واردار) میں واپسی ' بلغاری فوج کی (کوچنہ) سے (سالونیکا) کی طرف پیشقدمی ' معمولی طور پر نتیجہ یہ ہوا کہ (اورسوما) کی فوج جو بلغاری فوج کی پیشقدمی کو نہیں روک سکتی تھی ' (سالونیکا) کی مدافعت کے لئے (نیجہ) کے خط دفاع میں آگئی اور اس طرح دشمنوں کو بڑھ آنے کا اور موقعہ مل گیا -

(نیجہ) کے سب سے پہلے معرکہ میں ایک ہزار تین سو عثمانی زخمی ہوئے ' دوسرے معرکے میں عثمانی فوج کے قلب کی ایک عسکری پلٹن بھاگ نکلی اور بلغاری فوج نے فوراً اسکی جگہ پر قبضہ کر لیا - جسکی وجہ سے عثمانی فوج کا موقع (پوزیشن) نہایت نازک ہوگیا تھا ' مجبوراً اسکو (نیجہ) چھوڑنا پڑا (وار دار) کے مقابل چلا آنا پڑا -

(سالونیکا) کے ایک طرف یونانی محاصرہ کئے پڑے تھے ' اور دوسری طرف سے سرویا کی فوج گھیرے ہوئی تھی -

گو (استروما) کی فوج جو اسوقت (سالونیکا) میں موجود تھی (حسر صالح آغا) کی مدافعت کر سکتی تھی ' لیکن (کوچنہ) سے دشمن کی پیشقدمی نے اسکی واپسی کا راستہ روک دیا تھا - دشمن کی فوج ہر دو مرکز (درامہ) اور (سرز) پر بھی قابض ہوگئی اور وہاں سے (قولہ) پہنچگئی -

فوج (وار دار) کی ناکامی کا قصہ یہ ہے کہ یہ فوج صحراء (کوچنہ) میں ۲۸ اکتوبر سنہ ۱۹۱۲ع تک حضرت اللہ کی غیبی شجاعت و بسالت سے لڑتی رہی ' لیکن اسکے بعد اسکے چند مسیحی دستوں نے فریب دیا ' جسکی وجہ سے فوج کا سارا نظام درہم ہوگیا ' اور کل سامان حنگ (کوچنہ) ہی میں چھوڑ کے فوج (مناستر) چلی آئی -

اس واپسی کے اسباب تھے اور کچھ نہ تھے کہ توپیں عین وقت پر تھکاوٹوں پر نصب نہیں ہوئیں ' اور مسیحی سپاہی بھاگ نکلے تھے ' دیر پائی نہایت شدت سے ترسنے لگا تھا - (یاور پاشا) کی پلٹن جسکا واپسی کا راستہ (دیمرقیہ) میں قطع کردیا گیا تھا ' اور جو دشمن کی فوج میں ہر طرف سے گھری ہوئی تھی اور بھر تعداد تھی جسکی صرف ۸ ہزار تھی ' یہ واقعہ دنیا میں یادگار رہے گا کہ نہایت ثابت قدمی سے مدافعت کرتی رہی بلکہ (الواء دارمہ) تو جس پر دشمن قابض ہوچکے تھے اس نے واپس بھی لے لیا تھا ' لیکن جب اس نے (اڈریا نوپل) کی فوج سے ملنا چاہا تو اپنے آپ کو دشمنوں میں گھرا ہوا پایا - مجبوراً (درہ آغاج) سے آگے نہ بڑھسکی -

(اشعود رہ) اور (یانیہ) ابھی تک ہمارے ہاتھ میں ہے اور العانیا کے جنوبی حصہ پر اسوقت تک دشمن قابض نہوسکے - سرویا کی جو فوج العانیہ کی طرف بڑھرہی تھی ' وہ اسواسطے رک گئی ہے کہ (اسٹریا) نے سروی سرحدوں پر فوج جمع کرنا شروع کردیا ہے اسکے جواب میں (سرویا) بھی آسٹروی حدود پر فوج جمع کررہی ہے -

تمام معرکی مقامات بھی مثل (دراج) (تر ویس) (تر شنہ) (مہتروفیدرہ) وغیرہ کے اب تک دشمنوں کے قبضے میں نہیں آسکے ہیں اور یہ سروسامان عثمانی سپاہیوں نے فاقہ مستی کی حالت میں لڑ لڑکر انہیں محفوظ رکھا ہے -

ہماری ان تمام ناکامیوں کی ایک بڑی وجہ باشندوں کی غدر بھی ہے - کیونکہ یہ ہم پہلے ہی بیان کرچکے ہیں کہ یہاں کی باقاعدہ فوج بہت تھوڑی تھی - زیادہ تر ردیف فوج تھی - ردیف فوج کے سپاہی یہ دیکھکے کہ انکے اہل و عیال غدر کرکے دوسری جگہ جارہے ہیں کبھی فوج میں نہیں رہسکتے ' کیونکہ انکی حفاظت کے لئے وہ بھی انکے ہمراہ جانا چاہتے ہیں - صحیح نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ رومیلی کے باشندوں نے صرف و صرف بھی غدر کی جسکی وجہ سے اکثر ردیف کے سپاہی چلے گئے -

گو مقدونیہ میں ہماری حالت اسدرجہ خراب تھی ' مگر (شنلجا) میں بعد اللہ ہماری حالت باوجود تمام اسباب مخالف کے عالیانہ و فاتحانہ رہی ہے - ایشیا سے جسقدر کرد ' عرب ' اور ترک

مجرب و آزمودہ شرطیہ دوائیں ہر بادائی
قیمت نقد تا حصول صحت
دینجاتی ہیں

— * —

زود کن

داڑھی مونچھ کے بال اسکے لگانے سے گھنے اور لمبے پیدا ہوتے ہیں ۔
۲ تولہ دو روپے

سر کا خوشبودار تیل

دلربا خوشبو کے علاوہ سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا تازہ و زکام سے بچاتا ہے شیشی خورد ایک روپے آنہ کلاں تین روپے

حب قدفن کشا

رات کو ایک گولی کھانے سے صلب احلیب نا مراعت اگر قبض ہو دور
۲ درجن ایک روپیہ

حب قائممقام افیون

ایک کھانے سے افیم چاندنی بلا تکلیف چھوٹ جاتے ہیں ڈبیہ پانچ روپے

حب کافعۃ سیلان الرحم

لیسدار رطوبت کا جاری رہنا عورت کے لئے وبال جان ہے اس دوا سے آرام ۔ دو روپے

روغن اعجاز

کسی قسم کا زخم ہو اسکے لگانے سے جلد بھر جاتا ہے بیحد راکن ۔ قی ورد بھگندر ۔ حنا زیر کے گھاؤ ۔ کار نکال زخم کا بہترین علاج ہے ۔ ۶ تولہ دو روپے

حب دافع طحال

زردی چہرہ ۔ لاغری کمزوری دور مرض تلی سے نجات ۔ قدمت دو ہفتہ دو روپے

برأالساعۃ

ایک دو قطرے لگانے سے درد دانت فوراً دور ۔ شیشی چار سو مریض کے لئے ایکروپے

دافع دردکان

شیشی صدہا بیماروں کے لئے ۔ ایکروپے

حب دافع بواسیر

بواسیر خونی ہو یا بادی ریحی ہو یا سابی ۔ خون جاری ہو یا بند ورم خود بخود خشک ۔ قیمت ۲ ہفتہ دو روپے

سرمہ مصفیہ کرامانی

مقوی بصر ۔ محافظ بینائی ۔ دافع جالا ۔ دھند ۔ غبار ۔ نزول الماء سرخی ۔ ضعف بصر وغیرہ ۔ ڈبیہ معہ سلائی سنگ یشب دو روپے

جوہر عشبہ مغربی
مع چوب چینی وغیرہ
جس کو انگریزی میں سارسپارلا کہتے ہیں

جس آزار کا عروج شد و مد سے سلطنت جسم میں تباہی کرنیوالا ہوتا ہے آنکو مغلوب کرنے کا الہ (تار پیدو) اگر کوئی ہے تو یہ جوہر ہے ۔ جب بگڑا خون انتہا درجہ تک پہنچکر حوں کو دی کردے اس وقت اسکو درست کرنا چاہو تو اس جوہر عشبہ کو استعمال کرو ۔ یہ مرض کو دبوتا ہی نہیں بلکہ عالم وجود سے کھوتا ہے ۔ جوہر عشبہ انسان کے حوں کو صاف کرنے کی مسلمہ دوا ہے ۔ اسکے استعمال سے حوں گندہ نہیں ہوتا ۔ اس واسطے یہ محافظ صحت ہے ۔ جوہر عشبہ کو میڈیکل ایڈیسر ۔ پروفیسر علوم طب اور حکما نے خون کے سمیت دور کرنے کا علاج قرار دیا ہے ۔ جوہر عشبہ تبدیلی موسم کی وجہ سے جو جسم پر پھوڑے ، پھنسیاں ، دھبے وغیرہ ہوتے ہیں اُن سب کو دُور کرتا ہے ۔ جوہر عشبہ حمارزیر کے داغ حب رحم یا ناسور یا بھگندر یا چنبل یا سیاہ داغ جس پر سے چھلکے اُترتے ہوں یا زرد آب نکلتا ہو یا خارش زیادہ ستاتی ہو یا خاص موسموں میں زخم یا جسم پر دانے پیدا ہوتے ہوں ۔ ہوائے سرد سے سر بھاری ہو جاتا ہو یا جسم پر دھبے نکلتے ہوں ، سب کے لئے اکسیر ہے ۔

انگریزی دوکانوں اور ولایت کے تیار کردہ

عمدے بوجہ امیزش شراب ایک تو مذہباً ناپاک دوسرے حوں کو گرم کردیتے ہیں کیونکہ وہ سرد ملکوں کے لئے گرم اجزاء سے بنائے جاتے ہیں ۔

ہمارے جوہر عشبہ و چوب چینی کی فضیلت

یہ ہے کہ یہ اس دیس کی طبائع کے خیالات کو ملحوظ رکھ کر سرد و ٹھنڈی ، جوش خون کو روکنے والی ادویہ سے مرکب کیا گیا ہے ۔ جس سے خون میں ٹھنڈک پیدا ہوتی ہے اور جوش حوں دور ہو جاتا ہے ۔

— * —

تجربہ کرکے دیکھ لو ! جب ہاتھ پاؤں میں سوزش ہو ۔ جب جوڑوں میں درد ہو ۔ جب چہرہ پر سیاہی ہو جب مقیاں پھول جائیں اور رات کو درد ستائے ۔ جب سر یا داڑھی کے بال گرنے لگیں ۔ جب سر پر تمام بھوڑ بننے سے گنج کی صورت بنجائے تو اسکو پانے سے تمام شکایتیں دور ہو جاتی ہیں ۔ دمہ کے رحم ، ناسور ، بھگندر دنوں میں بھر جاتے ہیں ۔

— * —

دلی مستند شہادت اس جوہر کے مؤثر ، سریع العمل اور مفید ہونے کی یہ ہے ۔ کہ موجودہ اور گذشتہ اطباء یکزبان ہوکر لکھتے ہیں ۔ اگر یہ جڑی بوٹی دنیا میں ظاہر نہ ہوتی تو ہم نہیں کہہ سکتے ہزاروں مریض ہر ملک اور شہر میں لاعلاج ہوکر زندہ درگور ہو جاتے ۔ مگر چوب چینی وغیرہ کے ظاہر ہونے سے پھوڑے پھنسیاں اور خون میں سمیت حیوانی یا نباتی سرایت کرنے سے جو دردی و مرضی امراض پیدا ہوں سب دور ہو جاتے ہیں ۔ جب تمام جسم پر خارش ہو ۔ حمام اور مرطوب آب و ہوا میں رہنے سے دمہ بند ہو جائے ۔ دمہ عرق النسا ستائے تو اسے آزمائیے ۔

قیمت فیشیشی تین روپے

پتہ :-

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما ۔ لاہور

مرهنگ بعض الفاظ عربیه

(الاستانه) قسطنطینیه
(ادرنه) ادریانوپل
(بحر مرمره) مار مورا
(بحر ابیض) ایجین سی (جزیرہ میں جو آثار سامروس وغیرہ واقع ہیں)
(نهر الدانوب) دریائے ڈینیوب (جو کسی وقت ترکی روسی سرحد تھا)
(النمسا والمجر) اسٹریا ہنگری
(البوسنه والهرسك) بوسینیا ' ہرزیگوینا
(الجبل الاسود) مانٹی نیگرو
(اثينا) ایتھنس دار الحکومت یونان
(سكك حديد) یعنے ریلوے لائن - (حدود) یعنے وہ سرحدی جدول ' جو ترکی حدود حکومت کو ریاست ہائے بالقان ویونان سے علیحدہ کرتی ہے -

(یہ نقشہ قسطنطنیہ کے مکتبہ حربیہ کے جغرافیے سے طیار کیا گیا ہے ' اور اصل نقشے کا بعینہ عکس ہے)

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

ابوالکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۳ | کلکتہ: چہارشنبہ ۱۳ صفر ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲
Calcutta Wednesday, January 22 1913

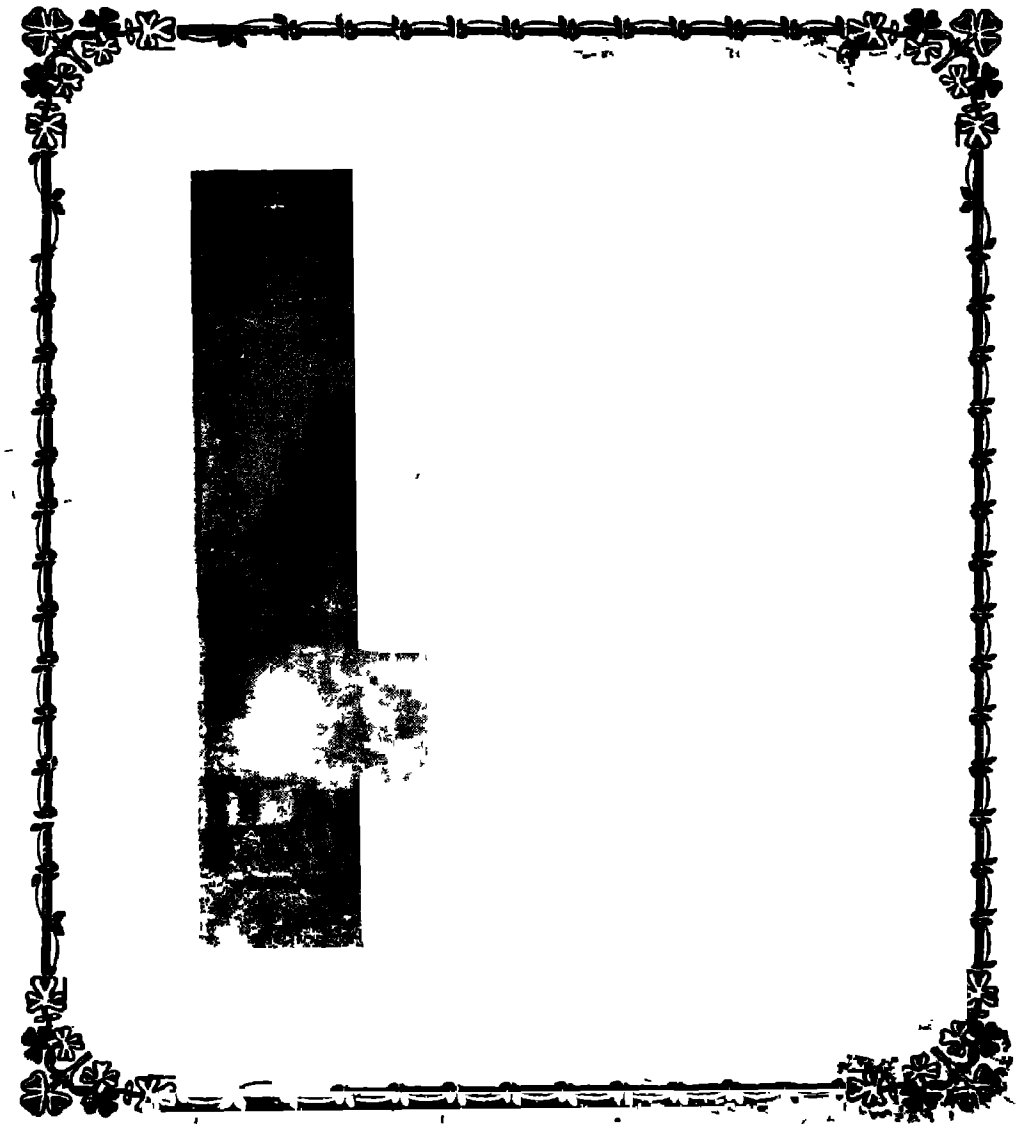

هندوستان میں نئي چيز

وہ کمي جو بہت روزوں سے تھي اب دور ہوئي

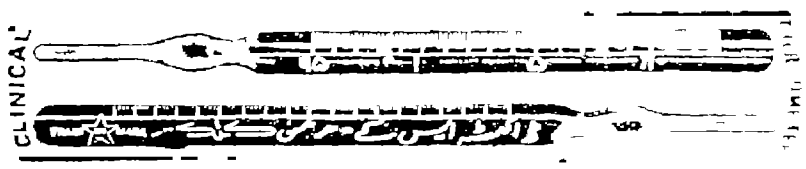

ڈاکٹروں کے مشہور " تھرما میٹر کي تعریف کي بابت کچھ کہنے کي ضرورت نہیں ہے - یہ ولایت کے ایک مشہور کارخانہ سے بنواکر منگایا جاتا ہے - چونکہ اسکے پارہ کي لکیر خوب موٹي ہے - اسوجہ سے کم سن لڑکے " ضعیف مرد و عورت کو بھي شناخت کرنے میں کوئي دقت نہیں ہوتي - انگریزي جاننے کي کوئي ضرورت نہیں - ہندي اور اردو حرفوں میں بھي "تھرما میٹر بنوایا گیا ہے - جو ایک روپیے کیس میں رہتا ہے اور عمدہ کاغذ کے بکس میں معہ پرچہ طریقہ استعمال ملتا ہے - ایک مرتبہ ضرور منگا کر دیکھیے -

انگریزي تھرما میٹر	ایک روپیہ چار آنہ
اردو " "	دو روپیہ
ہندي " "	دو روپیہ

ڈاکٹر ایس کے برمن سنبھو ناتھ اینڈ برادرس ۱ چندنی اسٹریٹ کلکتہ

انگریزي حکومت کا مسلمان ہوجانا

— * —

اب بالکل یقیني ہے - کیونکہ حضرت شیخ سنوسي کے خلیفہ نے بمقام بیروت سیدي خواجہ حسن نظامي سے آئندہ حالات کي نسبت جسقدر پیشین گوئیاں کي تھیں (اور جنکو کتاب شیخ سنوسي کے حصہ اول و دوم میں شائع کردیا گیا تھا) سب ہو بہو سچي ثابت ہوئیں - اب صرف انگریزي حکومت کے مسلمان ہوجانیکي پیشین گوئي باقي ہے - جو خدا نے چاہا تو عنقریب پوري ہوگي - پس اگر آپ یہ پیشین گوئیاں اور ترکي و ایران علي الخصوص افغانستان و حجاز و چین وغیرہ کے انجام کار کو دیکھنا چاہتے ہیں - تو رسالہ شیخ سنوسي کے دونوں حصے پڑھئے - قیمت ہر دو آنہ آنہ -

کلیات اکبر - لسان العصر و جداں رسالہ خاں بہادر مولوي سید اکبر حسین الہ آبادي کے رد بدست کلام کے دونوں حصے چھپ کر تیار ہیں - کاغذ لکھائي چھپائي نہایت اعلی ہے - اور صرف ہمارے ہاں دستیاب ہوسکتے ہیں - قیمت ہر دو حصص ۳ روپیہ ۸ آنہ -

مضامین خواجہ حسن نظامي میں غدر کے اور تیرہ یہ خاندان کے سچے مگر نہایت درد ناک قصے درج ہیں بیر آلو - مچھر - دیاسلائي وغیرہ عنوانوں پر نہایت مزیدار اور معلي خیز مضامین ہیں -

سفرنامہ ہندوستان بمبئي " گجرات " کاٹھیاواڑ سومنات وغیرہ مقامات کا دلچسپ سفرنامہ بطریق روزنامچہ از سیدي خواجہ حسن نظامي دہلوي قیمت ۸ آنہ -

اسلام کا انجام مصر کے شیخ المشائخ کي حوصلہ افزا پیشین گوئیاں - قیمت ۲ آنہ

اسرار مخفي رموز کا خزانہ بس دیکھنے کے قابل قیمت ۲ آنہ -

ترکي فتح شاہ مشتاق احمد صاحب مسمم بھاڑوي کي پیشین گوئیاں - قیمت ۲ پیسہ

دل کي مراد - شاہ صاحب کے طلسماتي تعویذ قیمت دو آنہ

کارکن حلقہ نظام المشائخ دہلي سے منگالیے

شـــرح اجـــرت اشتـــهـــارات

— * —

میعاد اشتہار	فی صفحہ	ني کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ فی مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیے کوئي اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کو جگہ دیجائیگي -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکي اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچیس فیصدي زائد ہوگي -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھي طیار ہوتے ہیں جسکي قیمت ۸ آنہ فی مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام آزاد الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلگراف
"الہلال"

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12

نمبر ۳ — کلکتہ: چہارشنبہ ۱۳ صفر ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta Wednesday, January 22, 1913

فہرس

شذرات	۱ - ۴
مقالۂ افتتاحیہ	۵
خاتمۂ جلد حدید (۲)	
مقالات	
سیرۃ نبوی	۷
قطرات اشک	۱۲
شئون عثمانیہ	
مطالم - روما	۱۶
سالونیکا کے حالیہ حادثہ میں جرمنی	„

تصاویر

شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی	۸
مسجد جامع سلیم (ایڈرنا نوپل)	۳

انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ کا پیغام

مسلمانان ہند کے نام

(بنام الہلال کلکتہ)

ہم ہندوستانی مسلمان بھائیوں کی اس گرمجوشی کے اظہار کے لئے جو انہوں ترک مجروحین کے لئے چندہ جمع کرنے میں ظاہر ہوئی نہایت ممنون ہیں اور آپ ہمارے اس ممنونیت کا پیغام یقیناً ان تک پہنچادینگے - جنگ کی وجہ سے جو بے سامان ہوگئے ہیں اور نہایت سخت و شدید مصائب میں گرفتار ہیں مفصل کیفیت روانہ کی جاتی ہے - ہندوستان سے روپیہ روانہ کرنے والوں کو آپ ہدایت کردیں کہ وہ روپیہ سنٹرل امس عثمانی انجمن ہلال احمر استنبول کے نام روانہ کریں جس کی وجہ سے صلے میں بہت آسانی ہوتی ہے - روپیہ دینے والوں کی مفصل فہرست بھیجیے -

نسیم عمر والس پریسیڈنٹ

انجمن ہلال احمر عثمانی ادارۂ مرکزی

شذرات

حملۂ جنگ بالآخر دول یورپ نے اپنا آخری متفقہ نوٹ ترکی کو دیدیا ہے اسکدار فی الارض و مکر السیی (۳۵ ۴۱) "اخری وقت" اور "فیصلہ کن وقت" مہینوں سے ہماری زبانوں پر ہے، مگر سچ یہ ہے کہ اخری وقت پہلے نہ تھا، اب آیا ہے - یہی چند ایام عاجلہ، حریاس و ندم کے عالم میں گذر رہے ہیں، قوائے دقیقۂ اسلامیہ کو لئے کامل اور حقیقی معنوں میں فیصلہ کن ہونگے - هنالک ابتلی المسلمون وزلزلوا زلزالا شدیدا (۳۳ ۱۲)

درحقیقت اسلام کو یورپ سے خارج کردینے کیلیے جس صلیبی اتحاد کا کہنکا تھا، اور جس کو مسئلۂ مشرقی کی پیچیدگی اور دول یورپ کی باہمی رقابت ابتک قائم نہیں ہونے دیتی تھی، اب وہ پورے طور پر مکمل ہوگیا ہے، اور یہ متفقہ نوٹ اسکا اعلان جنگ ہے - یورپ انتظار کرتے کرتے اسلام کی سخت جانی اور اپنی رقابتوں سے اکتا گیا تھا، اسلیے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں، اگر اب وہ اور انتظار کرنا نہیں چاہتا - لیکن ہزار تعجب بات عالی کی موجودہ حکومت پر ہے، اگر وہ آخری فیصلہ کن وقت کیلیے کسی اور وقت کا انتظار کرے، اور پھر اسکے بعد اور کتنا باقی رہجاتا ہے کہ اسکے بچاؤ کیلیے دلت کی مہلت، اور نے نسی کے انتظار کو طول دیا جاے ؟

دول کا یہ نوٹ انتہائی سختی کے ساتھ فیصلہ کن حکم ہے - یا تو یورپ کے دعوے کیلیے خود یورپ کے جج کا فیصلہ تسلیم کرلیں، یا پھر یورپ کی ہمدردیوں سے مایوس - صاف صاف طور پر نوٹ میں اسکا بھی اشارہ کردیا ہے کہ اگر باب عالی نے دول کے احکام کی تعمیل نہ کی، تو خود قسطنطنیہ کیلیے خطرہ ہوگا، اور ایشیائی صوبجات میں جنگ پھیل جاے گی -

جنگ و صلح کے فیصلے کیلیے جو قومی مجلس تحریر کی گئی ہے اسکا فیصلہ ابتک معلوم نہیں - ۱۹ - کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ عثمانی وزیر خارجیہ نے دول کے نوٹ کے جواب کا مسودہ مجلس وزرا میں پیش کردیا ہے - جواب کا لہجہ گو نرم اور التماسانہ ہے تاہم ایڈرنا نوپل اور جزائر ایجہ کے دیدینے سے انکار کیا ہے اور

لکھا ہے کہ " ایڈرنا دوپل میں بلغاری آبادی بہت کم ہے' اسکے قلعے ناقابل تسخیر ہیں اور حملے سے بے خوف - اسمیں سلاطین عثمانیہ کے مقبرے اور اسلام کی یادگاریں ہیں - پھر پای تخت کا دروازہ اور قسطنطنیہ کی کنجی ہے - ان اسباب کی بنا پر کیونکر بلغاریا کے حوالے کر دیا جائے ؟ "

افسوس کہ ہمارے دل کا اضطراب محدودانہ ہے ' اور ہم اپنے جگر کا کوئی ٹکڑہ قسطنطنیہ نہیں بھیج سکتے - یہ قطعی ہے کہ اب عثمانی قوا شکلعہ میں نہایت مستحکم ہیں' اور بلغاریا کی فوجی قوت کا خاتمہ ہو گیا ہے - یہ بھی حتمی ہے کہ اگر یورپ سامنے آیا تو پھر تمام اسلامی ممالک میں با وجود ہمہ عجلت و بے حسی ' آگ لگ جائے گی اور یہ ایک مسئلہ کن ہلال و صلیب کا معاملہ ہوگا ' اور سب سے زیادہ یہ کہ مصلحت شناسی' انتظار' مہلت طلبی' اور تحفظ بقایا' اسی وقت تک ہے' جب تک کہ آئندہ کیلیے کچھہ امید ہو' اور اب اسکے بعد ترکی کے پاس عزت و زندگی کی کونسی متاع باقی رہجائے گی ' جسکے بچانے کیلیے وہ موت پر زندگی کو ترجیح دے ؟ پھر کیوں نہ قسطنطنیہ کی گلیاں لاشوں سے پھر جائیں اور کیوں نہ عزت کی موت کو ذلت کی زندگی پر ترجیح دینے والیں کے خون میں تمر نے لگیں ؟ وعسی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئا وھو شر لکم' واللہ یعلم و انتم لا تعلمون (۲-۲۱۲)

ہم اس وقت تک متعدد تار مختلف لوگوں کے نام بھیج چکے ہیں - وزارت کے نام بھیجنا لاحاصل تھا' کیونکہ وہ خود اس مسئلے میں ایک فریق ہے - اسلیے سبیل الرشاد ' اقدام ' طلبی ' اور خون ترک کے نام بھیجے ہیں - نیز مصباح الدین شریف نے سابق ممبر پارلیمنٹ عثمانی کے نام ' جن کے ساتھہ عرصے سے ہماری خط وکتابت تھی مگر وہ سعید پاشا کی وزارت کے شکست کے بعد قسطنطنیہ سے چلے گئے ہیں' اور پچھلی ڈاک میں انکے خط سے انکی آمد کا حال معلوم ہوا ہے - امید ہے کہ آئندہ اتوار کی ڈاک میں وہ حسب وعدہ تفصیلی چٹھی روانہ کرینگے اور ہم کو اسکی اشاعت کا موقعہ ملیگا -

فوجی معاملات کے فیصلے کی نسبت بھی ہم نے انکو تار دیدیا ہے کہ ممکن اطلاع سے ہمکو مطلع کردیں -

---

انجمن اتحاد و ترقی معلوم ہوتا ہے کہ نا خود کامل پاشا اور اسکے پس پردہ حامیوں کے شدید ترین استیلا اور قہارانہ مظالم کے ' اپنی جانوں پر کھیل کر خدمت ملک و وطن کیلیے جد و جہد کرتی رہی - اور اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ صلح کانفرنس میں آخری شرایط کے تسلیم کرنے سے انکار کردیا گیا ' اور اب تک باب عالی اپنی موجودہ وزارت کی خواہش کے مطابق دول کے فوت کو تسلیم کرلینے کی جرأت نہ کرسکا -

ڈاکٹر (ڈیں) نے (کنٹیمپرری ریویو) میں قسطنطنیہ کے موجودہ حالات کی نسبت ایک مضمون لکھا ہے' جسمیں وہ لکھتے ہیں

" اجرائے جنگ کے لیے نوجوان ترکوں کی سب سے پہلی کوشش یہ تھی کہ انہوں نے (پرنس سعید حلمی پاشا) کو وزیر اعظم کے پاس اس عرض سے بھیجا کہ وہ (شکلعا) میں استواری کے ساتھہ مدافعت کی ضرورت ثابت کریں ' اور مدافعت کا چارج (محمود شوکت پاشا) کو دے دینے پر مجبور کریں لیکن (کامل پاشا) نے نوجوان ترکوں کے نامزد کردہ شخص کی تقرری نا منظور کی - اسکے بعد انہوں نے دوسرا اثر شخص سلطان المعظم کے پاس بھیجے - اس مرتبہ سلطان المعظم متاثر ہوے اور انہوں نے محمود شوکت پاشا کا تقرر منظور کرلیا ' لیکن نامہم ابھی وزیر اعظم کو اسکی منسوخی کا موقع حاصل تھا اسلیے نوجوان ترکوں نے ولیعہد کی ہمدردی بھی حاصل کرنا چاہی مگر اسمیں انکو ناکامی ہوئی "

مزید تفصیل احمد رجح (سیدنٹ پیٹرسبرگ) کا نامہ نگار متعینہ قسطنطنیہ لکھتا ہے " محمود شوکت پاشا سابق وزیر پبلک ورکس ہے ' جنکو معہ دوسرے لیڈروں اور ہم منصبوں کے قید کیا گیا تھا ' وزارت جنگ کے قید خانہ میں ملاقات کرنے کا موقع ملا - یہ ملاقات بہت دیر تک جاری رہی ' جسمیں دوسرے معزز قیدی بھی شریک تھے - بہت سے سابق وزیروں نے اپنی گرفتاری کی وجہ اور بغاوت کا وہ الزام جو انپر لگایا گیا تھا ' بیان کیا جو بالکل غلط اور بے معنی تھا - انکا بیان ہے کہ کورٹ مارشل کے ارکان ممبر اس فوجی جماعت کے تھے جو نوجوان ترکوں کی جماعت کو تباہ کرنے پر تلے ہوے تھے - اس سے بیس دن پیشتر یہ فیصلہ ہوچکا تھا کہ انکو حلا وطن کرکے فوجا بھیج دیا جائے - قیدیوں نے وزیر داخلہ سے درخواست کی کہ ہمارا معاملہ عوام کے زیر پیش ہو ' جسکا جواب نہ دیا گیا کہ یہ معاملہ میری طاقت سے باہر ہے اور اسکے لیے فوجی جماعت کو پورا اختیار ہے - باوجود اسکے سول حکام نے ہمدردی ظاہر کی - اول رسمی طور پر ایک مجسٹریٹ قیدیوں کے بیانات قلمبند کرنے کے لئے مقرر کیا گیا - مجسٹریٹ نے حرج کے وقت علانیہ اقرار کیا کہ میں اپنی ڈیوٹی انجام دے رہا ہوں اور در اصل صحیح بیانات خود آپکے خلاف کوئی بات ایسی نظر نہیں آتی جس سے قانونی مقدمہ کے لئے کوئی مفید مطلب نکالا جا سکے - اسکے بعد کورٹ مارشل نے معاملات کو اپنے ہاتھہ میں لے لیا اور فیصلہ کر دیا کہ انکو حلا وطن کرکے فوجا بھیج دیا جائے "

" لیکن اس تین دن کے عرصہ میں معاملات کی صورت بالکل بدل گئی - نوجوان ترکوں کی غداری سے فوج میں ہلچل مچگئی - افسروں نے بلا کسی حرف کے کہدیا کہ اگر انکو رہا نہ کیا گیا تو ہم ابھی سلطانیہ چھوڑکر قسطنطنیہ واپس چلے جائینگے - ناظم پاشا نے خود بھی پرانے گروہ اور فوجی جماعت کی مخالفت کی - اب گورنمنٹ پر ثابت ہوگیا کہ فوج اسوقت جنگ جاری رکھنے کا ساتھہ دینے پر آمادہ ہے اور انکی ضرر رسانی کا احتمال دور کرنا اپنی ضرر کا احتمال ہے - یہ دیکھکر حکم دیا کہ کورٹ مارشل کے پرانے ممبروں کو سوائے پریسیڈنٹ کے معزول کردیا جائے اور انکے وہ نئے ممبر منتخب کئے جائیں جنکا تعلق کسی جماعت سے نہ ہو - پریسیڈنٹ نے قیدیوں سے ملاقات کی اور بیان کیا کہ آپ صاحبوں کا معاملہ نامناسب طور سے بڑھگیا ہے اور موجب اندیشہ ہے کہ آپکی رہائی میں اب دیر نہ ہوگی " اس چٹھی میں کوئی تاریخ نہیں ہے مگر آگے چلکر اسکا بیان ہے کہ اب وہ سب رہا کردیے گئے -

اسکے بعد نامہ نگار لکھتا ہے - " دو پہر شام تک گھبراہٹ جاری رہی - اچانک ایک افسر اندر آیا اور ادب کے ساتھہ کچھہ فاصلہ پر کھڑا ہوگیا - ہلچل اندیشی نے اسکی طرف دیکھا - افسر نے مہذبانہ لہجہ میں کہا کہ " درخواست رد کرنے کا وقت آگیا ہے اور اگر ناگوار خاطر نہ ہو تو ملاقات کے لئے دوسرا وقت قرار دیا جائے " ہلچل اندیشی نے کہا کہ " جناب ایک لمحہ توقف کیجیے " افسر نے پھر ادب کے ساتھہ جواب دیا کہ " معاف فرمائیے ' میں جناب کے لفظ سے مخاطب کئے جانے کے قابل نہیں ہوں ' آپکی رہائی کی خبر سنانے کے لیے ایک مژدہ جانفزا ہوگی "

اسی طرح پر نامہ نگار متعینہ قسطنطنیہ لکھتا ہے

" یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہاں ینگ پارٹی کی طرفداری میں بے حد جوش بڑھگیا ہے ' جسکا ثبوت اس سے ظاہر ہے کہ شریف

پاشا سابق جنرل نے حب یونگ پارٹی کے خلاف بغاوت کو سر سبز ہوتے نہ دیکھا تو اخرکار تھک کر پیرس واپس چلا گیا - سنیچر کے دن طلعت بک نے حکمر علطی سے گرفتار کیا گیا تھا اور جو پھر رہا کردیے گئے ہیں' ناظم پاشا اور انیس بک' ایک پرانے افسر اور کمیٹی کے دارسوخ لیڈر سے ملاقات کی - انکو بھی مثل دوسروں کے قید کیاگیا تھا اور اسوقت ناظم پاشا نے انکو بعض امور میں مشورہ کرنے کے لیے طلب کیا تھا - یہ مجالس نہایت اہم اور معنی طلب ہیں اور ساتھہ ہی خوفناک بھی خیال کی جاتی ہیں "

ایک اور جرمنی اخبار کا نامہ نگار متعینہ قسطنطنیہ لکھتا ہے :

" داخلی نے اسکا فیصلہ کرلیا ہے کہ ایڈریا نوپل اور قرق کلیسا کو کسی شرط پر بھی نہ دیا جاے اور عثمانی گورنر جنرل کی ماتحتی میں مقدونیہ اور البانیہ کی خود مختاری پر زور دے -

داخلی اور یورپین سفارت خانوں میں یہ خیال ہے کہ لندن کانفرنس کا خاتمہ قریب ہے اور لڑائی کی تجدید قریب قریب داگریز - ترکی جنگی طیاریاں اور دردل عظام کا اپنے جہازات ادلے داسفورس سے ہٹانے میں دیر کرنا اسکی دلیل کے لیے کافی ہے "

آگے چلکر یہی نامہ نگار لکھتا ہے :

" اس کشیدگی کے ساتھہ ساتھہ اندرونی کارپرداروں کی پر زور کوششیں بھی جاری ہیں - وزیر اعظم کامل پاشا کے خلاف کوگھن لگنا شروع ہوگیا ہے - چونکہ کامل اپنا وعدہ وفا نہ کرسکا اور ترقش گورنمنٹ کی پشت پناہی نے اسکی امیدوں کا بالکل خون کردیا اسلیے خیال کیا جاتا ہے کہ اسی وجہ سے اسکا مزاج بہک گیا ہے اور بات بات پر اپنے جاں نثار دوستوں مثلاً شیخ الاسلام جمال الدین سے لڑ پڑتا ہے - ساتھہ ہی اسکے ناظم پاشا کا ہاتھہ بھی اسکی مخالف پارٹی یعنی کمیٹی کی دوبارہ تعمیر میں مدد کر رہا ہے - اگر گورنمنٹ نے لندن کی صلح میں کامیابی ضرور نہ دیا تو فوجی جماعت نہایت جلد وزارت پر عالب آجائیگی - فی الحال محمود شوکت پاشا و عزت پاشا کی نابت خیال ہے کہ اسکے قائم مقام اور سرگروہ یہی ہیں " و تعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا

سالونیکا میں طوائف الملوکی

— * —

فرانسیسی اخبار (ارتو کرسل) کو معلوم ہوا ہے کہ (سالونیکا) میں اسوقت سخت طوائف الملوکی کا دور دورہ ہے - چنگی خانہ کی آمدنی کی نابت یونانیوں اور بلغاریوں میں باہمی فساد اسقدر بڑھگیا کہ آخر چنگی خانہ بند کر دینا پڑا -

---

سرویا اور البانیہ

— * —

اخبار مذکور کو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ چند البانیوں نے ایک سرویں فوجی پر حملہ کرکے افسر کو قتل کر ڈالا اور فوجی کو پہاڑ پر

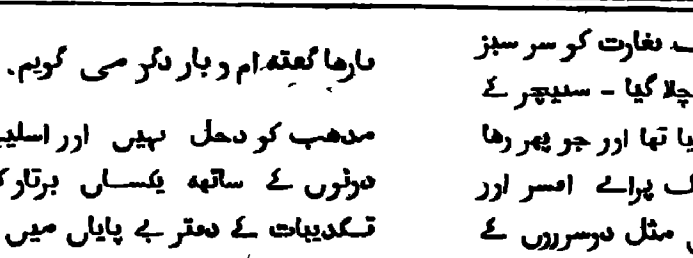

مسجد جامع سلیم واقع ایڈریا نوپل

جس کا مینار ترجیح نہیں معلوم چند گھنٹوں کے بعد (اسلامی عظمت کی صدہا یادگاروں کی طرح) علم صلیب کا معلوم ہو جاےگا ' یا پھر اسکی تقدیس و عظمت' آل عثمان کی سب سے بڑی اور آخری نوبانی کے بعد ' ہمیشہ کیلیے پائدار و برقرار ہو جاے گی -

مارا گھتہ ام و بار دگر می گویم.

یورپ کی سلطنتوں کا یہ دعوی ہے کہ انکے نظام حکومت میں مذہب کو دخل نہیں اور اسلیے وہ مسیحی اور غیر مسیحی دولتوں کے ساتھہ یکساں برتاؤ کرتی ہیں ' لیکن اس دعوے کی تمکذیبات کے دفتر بے پایاں میں سے ایک تازہ ترین واقعہ موجودہ جنگ مسیحیت و اسلام بھی ہے - گو یورپ ایشیائی خطرہ کے فرضی دیو سے ہمیشہ ڈرتا رہا ہے ' اور گو اسوقت اسلامی دنیا کا بیشتر حصہ عیسائی سلطنتوں کے زیر حکومت ہے ' مگر تاہم جب شاہ فرڈیننڈ نے صلیب کے نام سے علم جنگ بلند کیا ' تو تقسیم عمل کے طلائی اصول کی بنا پر سپاہیوں نے اپنی جانوں سے ' پبلک نے روپیہ سے ' مدبروں نے مشوروں سے ' سلطنتوں نے سازش ' ناطرافداری ' مداخلت ' اور متقعہ کارروائی سے ' اور اخبارات نے خلاف اسلام ہجر آمیز و نفرت انگیز مضامین کی اشاعت سے اس صلیبی جنگ کی مقدس معاونت کی -

دوران جنگ میں انگلستان کے اخبارات اسلام کے خلاف اپنے قلم کو جس جہادی جوش سے صرف عبارت کرتے تھے ' اس کا اندازہ ان چند اقتباسات سے ہوگیا ہوگا ' جو ہم گذشتہ نمبروں میں شائع کرچکے ہیں ' اور اب تو تمام دول یورپ اپنی تلقائی دیانت کو سامنے سے ہٹا کر خود اس جنگ کا مقدمۃ الجیش بن گیا ہے -

روس کے اخبارات بھی اپنے ہمعصر و ہمسار انگریزی اخبارات سے پیچھے نہیں رہے اور اسقدر شدید لہجہ میں اسلام کے خلاف مضامین لکھے کہ روس ایسی گورنمنٹ کے ماتحت مسلمان رعایا (باوجود سخت سے سخت جبر و استبداد کے عادی ہونے کے) برداشت نہ کرسکی ' اور اخبار (اوو دیرگ) اور (موسکو) میں مضطربانہ صدائے اعتراض بلند کی - مگر اسکے اعتراض کا بھی وہی نتیجہ ہوگا ' جو مسلمانان ہندوستان کے اعتراض کا ہوا ہے -

یورپ کی خود ساختہ خطرہ سے اسقدر پیجوری ' اور عداوت اسلام کے اظہار میں اسدرجہ بے باکی نہ تو تعجب انگیز ہے اور نہ بے سبب - ایک طرف اسکے صدہا مسلم نما ایجنٹ موجود ہیں جو ہر وقت مسلمانوں کو اسکی فرضی " نصفت پروری " اور " مسلم نوازی " کا یقین دلاتے رہتے ہیں ' اور دوسری طرف وہ " لیڈر " ہیں جو قوم کو حمدنات کشی ' ملت فراموشی ' اور یورپ پرستی کی تلقین کرتے رہتے ہیں - یورپ کا وہ در حقیقت گدر گدا خوف ہے کہ وہ مردوں کی روحوں سے نہ ڈرتا تھا - اب اسکا دور ' دور علم و تمدن ہے اور صرف زندوں ہی سے ڈرتا ہے - مسلمانوں نے عرصے سے اپنی زندگی کا کوئی عملی ثبوت نہیں دیا ' اسلیے کوئی سبب نہیں کہ وہ انکو زندہ سمجھکر انکے ساتھہ زندوں کا سا سلوک کرے اور مردہ لاش سمجھکر ٹھوکر نہ دے - اگر آج مسلمان اپنے اعتراضات اور جذبات کو موثر بنانا چاہتے ہیں تو انکا فرض ہے کہ وہ شور و فغاں کے ساتھہ زندگی کی کوئی حرکت بھی اپنے اندر پیدا کریں اور جلد سے جلد اسکا اعتراف کرائیں -

اصبروا و رابطو ! یہ تم سے کس نے کہدیا ہے کہ تم صرف آنسو ہی بہا سکتے ہو؟ حالانکہ تمہارے پاس انکوہ کے سوا اور بھی بہت کچھ ہے - کامل اتحاد ' مضبوط ارادہ ' عہد واثق ' اور اللہ پر اعتماد ' یہی چیزیں ہیں جنکے اندر دنیا کی عظیم الشان قوتیں پوشیدہ ہیں ' اور خدا نے تم پر کچھ انکا دروازہ بند نہیں کردیا ہے -

مستقل جوش اور کامل اتحادی قوت کے بعد اولین شئی جو اس وقت مسلمانان ہند کے جذبات کو موثر بنا سکتی ہے ' یورپین مصنوعات کا (بائیکاٹ) ہے - ہزاروں روپیہ روزانہ اور عرصہ دراز کے ذخیرہ سے ایک دن کا متحدہ و متفقہ دائمی کام زیادہ کارآمد ہے - مسلمانوں نے اس وقت تک کتنے ہی جلسے کیے ' اور کتنے رزولیوشنوں کی ' نقل انگلستان بھیجی ' لیکن اشارہ و کنایہ ہی میں نہیں بلکہ صاف صاف لفظوں میں کہدیا گیا کہ ہندوستان کی خاطر کچھ انگلستان اپنے روسی اتحاد کے مواقد ضائع نہیں کرسکتا ' لیکن اگر اسکی جگہہ پوری قوت اور اتحاد کے ساتھہ بائیکاٹ کا اعلان کیا جاتا اور بنگالیوں کے گذشتہ بائیکاٹ کے طرح نا ممکن العمل کاموں میں نہیں ' بلکہ ممکن العمل حد تک اسپر عمل شروع کردیا جاتا تو یہ یقینی ہے کہ انکے انسوؤں کو اس حقارت سے نہ ٹھکرایا جاتا - موجودہ عہد تجارت کا یہ ایک اصلی حربہ ہے جو خود یورپ نے ہمکو دیا ہے ' اور آج در اصل یورپ کے ایوانہائے سیاست پر بھی اُسکے میلوں اور کارخانوں کی حکومت ہے - انگلستان کو یقیناً آپکی پروا نہو کیونکہ آپنے اپنی حالت سے اسے پورا کرنے کا عامی نہیں بنایا لیکن مینچسٹر اور لنکا شائر کے تو ایک ادنے سے نقصان کی بھی پورا کرنے پر وہ مجبور ہے - جو دھواں وہاں کے کارخانوں کی چمنیوں سے نکلتا ہے ' وہ کچھہ آپکے بے سود آہ و بکا کا دھواں نہیں ہے -

یہ بالکل غلط خیال ہے کہ بنگالیوں کا بائیکاٹ ناکام رہا ' اور وہ کوئی مفید مقصد اثر حکومت پر نہ ڈال سکا - ہم اس بارے میں جو شمار و اعداد اور نمبر نقشے طیار کرا رہے ہیں ' انکی اشاعت کے بعد اندازہ کیا جا سکے گا کہ کس درجہ قوی اور ناقابل انکار نتائج عملی طور پر بائیکاٹ سے حاصل ہوے اور باوجود بنگالیوں کی موجودہ افسردگی کے ' اب بھی اس تحریک کی ترک سے کیا کیا نتائج حاصل ہو رہے ہیں ؟

البتہ ضرور ہے کہ عہد واثق ہو ' اور عزم راسخ ' اور ہر شخص انتہائی قوت کے ارادے کے ساتھہ قسم کھالے کہ " وہ آجکی تاریخ سے سوائے اُن حالتوں کے جنکے لیے وہ مجبور ہے ' اور تمام یورپ کی بنی ہوئی چیزوں کا خریدنا ترک کردیگا ' اور دیسی اشیا کے استعمال میں مال اور آرائش و نمایش کی اُسے جس قدر قربانی کرنی پڑیگی ' اپنے جانوںکی قربانی کرنے والے بھائیوں کی یاد میں ' اسے برداشت کرلیگا "

اگر اس تحریک کے ہزارہا فوائد سے قطع نظر بھی کرلیا جاے جنکے بیان کرنے کیلیے دفتر کے دفتر چاہئیں ' تو بھی صرف یہی ایک خیال مسلم و موثر دل کیلیے کیا کم ہے کہ اگر آج اور اُن سے کچھہ بن نہیں آتا تو کم از کم دشمنان اسلام کی اعانت تو نہ کریں -

آج تمام یورپ جو کرس لس الملک الیوم بنا رہا ہے ' اسکا اولین سبب اسکی تجارتی حکمرانی ' اور اسکے ذریعہ تمام مشرق سے جلب دولت ہے - پھر اگر آج تم یورپ کی تجارت کو فروغ دیتے ہو ' اور اسکی مصنوعات کو خریدتے ہو تو اسکے یہ معنے ہیں کہ تم صریح طور پر اُس قوت کے پیدا کرنے اور بڑھانے میں شریک ہوتے ہو ' جو اپنے استعمال کا سب سے پہلا مصرف تمہارے دیا ہی کو سمجھتی ہے -

قانون کی پوری پابندی کے ساتھہ ' اُس کے سچے طور پر درست ہونے کے ساتھہ ' اور گورنمنٹ کی وفادارانہ اطاعت سے بعیر سرمو تجاوز کرنے کے ' یہ ایک مفید قومی کام ' اور فرض اسلامی ہے جس کو تم انجام دیسکتے ہو ' اور جیسا کہ ہم لکھہ چکے ہیں اور لکھیں گے ' یہ محض مصلحت اندیشانہ پالیسی ہی نہیں ' بلکہ موجودہ حالات کی بنا پر داخل احکام شریعت ہے ' فمن شاء فلیؤمن و من شاء فلیکفر -

---

نامورانِ عروۂ بلقان : عثمانی کے سلسلے میں اس ہفتے نامور مدافع عثمانی : عاربی بکری کی تصویر رحالات کے لکھنے کا ارادہ تھا ' چنانچہ اسی خیال سے انکی تصویر کا گروپ (جسمیں وہ مع اپنی پلٹن کے افسروں کے بیٹھے ہیں) ٹائیٹل پیج پر دیدیا گیا اور وہ سب سے پہلے چھپتا ہے - لیکن اب مضمون لکھنے کیلیے اس ترکی رسالے کو ڈھونڈھتا ہوں جسمیں انکے مدافعانہ کارناموں کی سرگذشت شائع ہوئی تھی تو سوء اتفاق سے نہیں ملتا - نا تو کسی غفلت کی نذر ہوا ' یا کہیں ہے اور ملتا نہیں - بہرحال اسکے سوا چارہ نہیں کہ اس تصویر کی رسالے کے اندر اشاعت کو آیندہ کیلیے ملتوی کردیا جاے -

---

معاہد عمور ہندی : حاجی عبد العلی کا نام ہندوستان کے مسلمانوں کیلیے نالکل نیا ہے ' مگر انہوں نے اسلام کی جس پرانی اور سیردہ سالہ روح غیرت کا تذوب دیا ہے ' اسکے لحاظ سے ضرور ہے کہ لوگ انسے واقف ہوں ' اور انکی عزت کو اپنے دلوں میں جگہہ دیں -

یہ وہ جوان اسلام پرست ہے ' جس نے پچھلے دنوں باوجود ہر طرح کی بے سروسامانی کے ' محض ولولۂ خدمت اسلام و ملت کے جوش میں طرابلس تک کا سفر اختیار کیا ' اور ہر طرح کے حوصلہ شکن مصائب برداشت کرکے (درنہ) پہنچا ' وہاں دو ماہ تک عاربی انور بے کی خدمت میں رہا ' اور اسکے بعد دسمبر کے اواخر میں مع العذر ہندوستان واپس آیا لا یستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر والمجاهدون فی سبیل الله باموالهم و انفسهم ' فضل الله المجاهدین باموالهم و انفسهم علی القاعدین درجة - (۴ . ۹۷)

پچھلے ایوار کو کلکتہ میں جو عظیم الشان جلسہ انکے حالات سننے اور بعض اہم تحریکوں کیلئے منعقد ہوا تھا ' اسکا حال آپ اخباروں میں پڑھچکے ہونگے - کثرت اجتماع اور ایوار جوش و خروش کے لحاظ سے یہ جلسہ ہمیشہ یادگار رہے گا - اس عاجز (اڈیٹر الہلال) نے سب سے پہلے حاجی عبد العلی صاحب کے حالات سفر اور طرابلس کے موجودہ حالات جو انسے معلوم ہوے ہیں ' بیان کیے ' اور اسکے بعد حاضرین مجلس کے طرف سے بندۂ انکے گلے میں پھولوں کا ہار پہنایا -

یہ پھولوں کا ہار تھا ' حالانکہ اگر ہم اپنے دلوں کو کسی رشتے میں پرو کر ہار بنا سکتے ' تو درحقیقت (عبد العلی) اس ہار کا مستحق تھا ' جس کے قدم آس سرزمین پر چلے ہوں ' جو خوں شہداے اسلام سے مہینوں رنگین رہی ہے ' اسکی عظمت کا کیا پوچھنا ؟

انشاء الله ہم عنقریب انکا تصویر سفر نامہ مع ان یادگار سوروں کے جو مجاہدین طرابلس نے انکی زبانی احرار ہند کے نام بھیجے ہیں ' الہلال میں شائع کرینگے -

---

صرف صحت آخری طبی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ اب حضور ریسرائے کی صحت قابل اطمینان حد تک ترقی کرچکی ہے ' رحم مندمل ہوگئے ہیں ' اور نقل و حرکت کی طاقت بڑھرہی ہے - ایک دو بار گاڑی میں بیٹھکر آپ کچھہ دور تک باہر بھی تشریف لیگئے - امید ہے کہ نہایت جلد ہم صحت کامل کا مژدہ سن سکیں گے -

الهلال

۱۳ صفر ۱۳۳۱ هجری

فاتحۂ جلد جدید

(۳)

گویند مگو سعدي چندین سخن عشقش
مي گویم و بعد از من، گویند دستانها

جہاد في سبیل اللہ اور امر با لمعروف

اور یہی " امر با لمعروف اور نہی عن المنکر " ہے ' جس کو قراں کریم " جہاد في سبیل اللہ " کے جامع و مانع لقب سے یاد کرتا ہے ' اور اسکو قیام اسلام کا مقصد اصلی ' اور مسلمانوں کے تمام اعمال و عبادات کا مبدء حقیقی قرار دیتا ہے -

" جہاد " لفظ " جہد " سے ہے ' جسکے معنے مشقت ' تعب ' مشقت ' اور کسی کام کیلئے سخت تکلیف برداشت کرنے کے ہیں - پس جہاد کي تعریف یہ ہے -

استفراغ الوسع في مدافعة العدو ظاهرا و باطنا (مفردات امام راغب اصفهاني)

دشمن کے حملے کي مدافعت میں اپني پوري طاقت اور قوت سے کوشش کرنا - وہ دشمن ظاهري حملہ آور ہو مثلاً اعداے دین و ملت اور انکا حرب و قتال ' یا باطني جیسے نفس و مظاہر شیطان -

اسلام کا مقصد اصلی دنیا میں قیام حق و صداقت ' اور دفع باطل و ضلالت ہے ' یعنے امر بالمعروف و نہی عن المنکر ' خواہ وہ کسی صورت اور کسی شکل میں ہو ' اور یہ ممکن نہیں ' جب تک کہ اُن تمام باطل پرستیوں اور گمراہیوں کو دور نہ کیا جاے ' جنکو حق کی ضد حقیقي یعنی قوت شیطانی مختلف مظاہر و اشکال میں ہمیشہ پیدا کرتی رہتي ہے - پس اس بنا پر ہر طرح کی انسانی گمراہیوں کے دور کرنے کیلیے سعي کرنا اور باطل و ظلم کے مقابلے میں حق و عدل کا حامی و ناصر ہونا عین مقصد اسلام ' و علت ظہور رسالت ' و سبب نزول شریعت ہے - اور اسی نصرت حق و دفع باطل کی سعی و کوشش کا نام اصطلاح قراني میں " جہاد في سبیل اللہ " ہے - اس مطلب کو زیادہ واضح کرنے کیلیے یوں سمجھیے کہ " امر با لمعروف " اسلام کا مقصد اصلي ہے ' لیکن " امر با لمعروف " ہو نہیں سکتا ' جب تک کہ نہي عن المنکر نہ کیا جاے - امر با لمعروف کے معنے ہیں نیکی اور صداقت کي طرف بلانا اور اسکا حکم دینا ' اور نہی عن المنکر سے مقصود ہے برائیوں اور گمراہیوں کو روکنا - لیکن نیکی اور صداقت تو برائیوں کے دور ہونے ہی کا نام ہے ' اور روشني کے معنے ہي یہي ہیں کہ تاریکي نہو - کپڑا صاف کیونکر رہسکتا ہے جبکہ آپ اُسے سیاہ دھبوں سے نہ بچائینگے ؟ پس امر بالمعروف کے ساتھہ نہي عن المنکر لازمي ہے اور نہي عن المنکر ہي کا دوسرا نام " جہاد في سبیل اللہ " ہے -

صاحب مفردات نے نہایت اچھا لفظ " ظاهراً و باطناً " کا رکھدیا ہے - یہ باطل پرستي و ضلالت کا استیصال کبھی تو انسانوں کے خونوں اور انکے خون ریز ہتیاروں کي صورت میں ہوتا ہے ' اور کبھي اعتقادات اور اعمال و افعال کي صورت میں - کبھي ضلالت تلوار و تفنگ ہاتھہ میں لیکر مسجدوں کي محرابوں اور اذان کے مناروں پر علانیہ قبضہ کرنا چاہتي ہے تا کہ پرستاران حق کو نابود کرے ' اور کبھي خیالات و عقائد کے مخفي ہتیار لیکر چپکے چپکے ان انسانی قلوب اور ادھان کو مسخر کرنا چاہتي ہے ' جو حق کی پرستش کي معني مگر حقیقي عبادت کاہیں ہیں - کبھي وہ جنگ کی تلوار لیکر نکلتي ہے اور کبھي فریب کا دام و کمند - کبھي اسکے ہاتھہ میں توپوں کے مشتعل کرنے کا فتیلہ ہوتا ہے اور کبھي زہرآلود جام شربت - دونوں قوت شیطاني کے مظہر ' اور دونوں اسکي حکومت کی ظاہر و مخفي فوج ہیں - پس " جہاد " کے معنے یہ ہیں کہ جب گمراہي کا ظہور جنگ کے ہتیاروں کی صورت میں ہو تو پرستاران حق و امانت داران توحید کے ہاتھہ میں بھي تیغ جہاد ہو ' اور یہ دشمن ظاہري کے مقابلے میں مدافعت ہے - لیکن جہاں گمراہي کا ظہور نفس و شیطان کی پھیلائي ہوئي باطل پرستي ' اور جہل و ضلالت کے اعتقادات و اعمال اور اوہام و خیالات کی شکل میں ہو ' تو وہاں مومن و مسلم کو " امر بالمعروف و نہی عن المنکر " کے اسلحہ کے ذریعہ اپني زبان اور قلم سے اسکے دفع و ابطال میں جہاد کرنا چاہیے ' اور یہ باطني دشمن کے مقابلے میں مدافعت ہے -

تشریع معنے جہاد

یہی سبب ہے کہ متعدد احادیث میں حکم جہاد کي تشریع کی گئي اور قلب و ضمیر کی اُن تمام کوششوں کو جو نفس و شیطان کے مقابلے میں کی جائیں ' جہاد سے تعبیر کیا گیا - مثلاً فرمایا : جاهدوا اهواءکم کما تجاهدون اعدائکم ! (اپنے ہواے نفس کے مقابلے میں بھی ویسا ہی جہاد کرو ' جیسا کہ ظاہري دشمنوں کے مقابلے میں ہتیاروںسے جہاد کرتے ہو) اور في الحقیقت یہی جہاد اکبر ہے - ایک دوسري حدیث میں جس کو نسائي اور ابوداؤد نے حضرت انس سے روایت کیا ہے ' زیادہ توضیح فرمائی کہ جاهدوا المشرکین بانفسکم و اموالکم و السنتکم (باطل پرستوں کے مقابلے میں اپنی جان ' اپنے مال ' اور اپنی زبان کے ذریعہ جہاد کرو) یعنے فرض جہاد کبھي حرب و قتال کی صورت میں ' کبھی اعلاے حق کیلیے مال لٹانے کی صورت میں ' اور کبھی زبان سے امر با لمعروف و نہی عن المنکر کرنے کی شکل میں انجام پاتا ہے -

اسلام امر با لمعروف و نہی عن المنکر کیلیے آیا ' اور امر با لمعروف اور جہاد ' دونوں ایک ہی حکم کے دو نام ہیں - پس ہر وہ کوشش جو حق کیلیے ہو ' ہر وہ صرف مال جو سچائي اور نیکی کي راہ میں ہو ' ہر وہ محنت و مشقت جو صداقت کے نام پر ہو ' ہر وہ تکلیف و مصیبت جو اپنے جسم و جان پر راہ حق میں برداشت کي جاے ' ہر وہ قید خانے کي زنجیر اور بیڑي جو اعلان حق کی وجہ سے پاؤں میں پڑے ' ہر وہ پھانسي کا تختہ ' جس پر جمال حق و صداقت کا عشق لیجاکر کھڑا کردے ' غرضکہ ہر قرباني جو بذریعہ جان ' مال ' اور زبان و قلم کے سچائی اور حق کی راہ میں کي جاے ' جہاد في سبیل اللہ ہے ' اور معنیے جہاد میں داخل - تم اپنا روپیہ اسکے نام پر لٹاؤ ' اپني گردنوں سے خوں کا سیلاب بہاؤ - گردن کو طوق سے ' ہاتھوں کو ہتکڑیوں سے ' پاؤں کو زنجیروں کے زیور سے حسن حق پرستی کا جلوہگاہ بناؤ ' زبان سے حق کا اعلان کرو ' اور قلم کو توحید و تدلیل شیاطین ضلالت کیلیے وقف کر دو - اسکو عزت دو جو حق کی عزت کرتا ہے ' اور اسکو ذلیل کرو جو حق کو ذلیل کرنا چاہتا ہے - دنیا کے رشتوں کو اللہ کے رشتے پر ترجیح دو ' اور سب سے کٹ جاؤ تا کہ اُسکے ہو سکو - حق

کي خاطر دوست بنو ' اور حق کی خاطر دشمن ۔ نیکي کے آگے تمہاري گردن جھکي ہوئي ' لیکن بدي کے آگے بلند و مغرور ہو۔

اِن تمام حالتوں میں سے کوئي بھي حالت ہو ' درحقیقت جہاد في سبیل اللہ اور مقام امر بالمعروف و نہي عن المنکر میں داخل ہے ' اور جس خوش نصیب کو تائید الہی اس کي توفیق دے ' وہ " مجاھد في سبیل اللہ " کے خطاب کا مستحق ۔

حقیقت جہاد اور حقیقت اسلامیہ

یہي سبب ہے کہ حکم جہاد اسلام کے ساتھہ لازم و ملزم ہے اور کوئي ہستي مسلم و موحد نہیں ہوسکتي ' جس وقت تک کہ مجاھد نہ ہو ۔ کیا نہیں دیکھتے کہ قران کریم میں ہر جگہہ جہاد في سبیل اللہ کو " مسلم " کی خصوصیات میں سے شمار کیا ہے ؟ :

وجاھدوا في اللہ حق جھادہ ' ھو اجتباکم ' وما جعل علیکم في الدین من حرج ' ملۃ ابیکم ابراھیم ' ھو سماکم المسلمین من قبل و في ھذا ' لیکون الرسول شھیدا علیکم ' و تکونوا شھداء علی الناس ' فاقیموا الصلوۃ و اٰتوا الزکوۃ ' واعتصموا باللہ ' ھو مولاکم ' فنعم المولی و نعم النصیر ! (۲۲ - ۷۸)	اور اللہ کي راہ میں جہاد کرو ' جو حق جہاد کرنے کا ہے ۔ اس نے تم کو تمام دنیا کی قوموں میں سے برگزیدگی اور امتیاز کیلیے چن لیا ۔ پھر جو دین تم کو دیا گیا ہے ' وہ ایک ایسی شریعت فطري ہے جسمیں تمہارے لیے کوئي رکاوٹ نہیں ۔ یہي ملت تمہارے مورث اعلی ابراھیم خلیل کی ہے ' اور اس نے تمہارا نام " مسلمان " رکھا ہے ' گذشتہ زمانوں میں بھي اور اب بھی ۔ تاکہ رسول تمہارے لیے ' اور تم تمام عالم کی ہدایت اور نجات کے لیے شاہد ہو ۔ پس اللہ کي رشتے کو مضبوط پکڑو ' جان اور مال ' دونوں کو اسکی عبادت میں نثار ۔ وہی تمہارا ایک آقا اور مالک ہے اور پھر جسکا خدا مالک و حاکم ہو ' اسکا کیا اچھا مالک ہے اور کیسا قوي مددگار !

في الحقیقت یہ آیت کریمہ ہمارے مقصود اور (الہلال) کی دعوت کے اظہار کیلیے ایک شہادت قاہرہ ' اور منکرین حق و پرستاران نفاق کے قلع و قمع و ہلاکت کیلیے ایک سیف اللہ المسلول ہے ۔

فللہ الحجۃ البالغۃ ' فلو شاء لھداکم اجمعین (۶ ' ۱۵۰)

اس آیت میں اللہ تعالی نے مسلمانوں کو تمام عالم میں فضیلت و بزرگی عطا فرمانے کی بشارت دي ' حضرت ابراھیم کی طرف اشارہ کرکے انکے اس " اسوۂ حسنہ " پر توجہ دلائی کہ انہوں نے راہ معبود الہي میں اپنے نفس کے جذبات ' اور اپنے فرزند عزیز کی جان قربان کردي تھی اور تم انہی کے پیرو اور انہي کے ملت حنیفي کي طرف منسوب ہو ' " اقیموا الصلوۃ و اٰتوا الزکوۃ " کہکر جسم اور مال ' دونوں کے ایثار و قربانی کی تعلیم دي کہ في الحقیقت تمام سے مقصود اپنی تمام نفسانی خواہشوں اور قوتوں پر عبودیت کے عجز و انکسار کی قربانی طاري کرنی ہے اور اسکے نشے ہوے سر کو اسی کي چوکھٹ پر رکھدینا ہے ' اور زکوۃ کا حکم ایثار مال و دولت کا حکم دیتا ہے ' تاکہ انسان اپنی پیدا کی ہوئی دولت میں انفاق في سبیل اللہ کو بطور ایک شریک کاروبار حقدار کے حصہ کے ہمیشہ تسلیم کرتا رہے ۔ اسکے بعد امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو دین ابراھیمي و اسلامي کي علت حقیقی قرار دیا اور کہا کہ " تمہارا نام مسلم اسی لئے رکھا گیا ہے تاکہ تم اعلان حق کرکے تمام عالم کیلیے گواہ بنو اور رسول تمہاري ہدایت کا شاہد ہو " ۔ اور پھر ان تمام خصوصیات و خصائل کو آخر آیت میں بطور نتیجۂ بیان کے پیش کیا کہ " جاھدوا في اللہ حق جھادہ " یعني جسکے ان تمام خصائل و خصائص سے تم متصف کیے گئے ہو ' پس تمہارا فرض ہے کہ اللہ اور اسکے کلمۂ حق و صدق کی راہ میں جہاد کرو ' اور اسکے لیے اپنی انتہائي سعی اور تمام قوتیں وقف کردو تاکہ حق جہاد تم سے ادا ہوسکے ۔

اور چونکہ اس حقیقت اسلامی اور اسوۂ ابراھیمی کے حاصل کرنے میں طرح طرح کے شدائد و مصائب اور امتحان و ابتلا ناگزیر تھے پس آخر میں کہا کہ " واعتصموا باللہ ' ھو مولاکم " نفس کي ترغیبات و وساوس سے متاثر ' اور باطل و ضلالت کے دنیوي سازوسامان اور قوت و عظمت سے مرعوب مت ہو ' صرف اللہ کے ہو جاؤ اور اسکے رشتے کو مضبوط پکڑ لو ۔ اوروں نے دنیا میں اپنے لیے بہت سے آقا اور مالک بنا لیے ہیں ' مگر تمہارے لیے وہ سب اصنام و طواغیت ہیں ۔ تمہارا مالک ایک مالک الملک ہے ۔ پس کیا اچھا وہ مالک ہے اور کیا اچھا مددگار ! اسی پر بھروسہ کرو اور تمام عالم سے بے خوف و خطر ہوجاؤ ! ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم ' و ان یخذلکم فمن ذالذي ینصرکم من بعدہ ؟ و علی اللہ فلیتوکل المؤمنون (۳ ' ۱۶۰)

عود الی المقصود

پس درحقیقت " امر بالمعروف " ایک اشرف ترین جہاد في سبیل اللہ ہے ' جسکے سلسلۂ حقہ کے تا قیامت قائم رہنے کا ہم سے وعدہ کیا گیا ہے ' اور احادیث صحیحہ میں خبر دی گئي ہے کہ باوجود شیوع فتن و فساد ' امت مرحومہ میں ہمیشہ ایک جماعت حق قائم رہے گی ' جسکے مجاھدات کو حق تعالی احیاء شریعت اور تجدید حیات ملت کا وسیلہ بنادے گا ۔ اور پھر اُن احادیث میں اُس جماعت کی سب سے بڑي علامت یہ بتلائی گئی ہے کہ ظاھرین علی الحق ' لا تضرھم من خذلھم ' حتی یاتی امر اللہ وھم کذلک ۔ یعنے وہ جماعت منصور من اللہ ہوگي ۔ اللہ اسکی دعوت حق کی حفاظت کریگا ' اسکو گمراہ جماعتوں پر فتح یاب رکھے گا ' اور شیاطین ضلالت کی جو درپاں اسکی مخالفت کرینگی ' وہ اسے کچھہ نقصان نہ پہنچا سکیں گی ۔ یہ حالت برابر قائم رہے گی یہاں تک کہ قیامت کا ظہور ہو ۔

نزول نعائم الہیہ و نصرت ربانیہ

اور یہ پیشین گوئی صدہا آیات کریمہ ' و نصوص تاریخیہ ' و مشاہدات اہل حق و معارف کے عین مطابق ہے ۔ وہی آیت کریمہ ' جس کو ہم نے خطبۂ مصمرن کے آخر میں درج کیا تھا ' ہمکو اس علامت کی خبر دیتی ہے ومن یطع اللہ و الرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبین و الصدیقین و الشھداء و الصالحین ' و حسن اولئک رفیقا (۴ : ۷۱) کہ جو لوگ تمام شیطانی قوتوں سے داعی ہوکر صرف اللہ اور اسکے رسول کے مطیع و منقاد ہوجاتے ہیں ' حدا تعالی انکو اپنی اُن منعم و منعوت جماعتوں میں شامل کردیتا ہے ' جن کو اُس نے اپنی نعمتوں اور برکتوں کیلیے چن لیا ہے ' اور پھر وہ لوگ صالحین امت کے مرتبے تک پہنچکر ' نادہ خوشاں خام شہادت کے مقام پر فائز المرام ہوتے ہیں ' اور وہاں سے ترقی کرکے مرتبۂ صدیقیت تک مرتفع ہوتے ہیں ' اور پھر اسکے بعد براہ راست آفتاب نبوت سے نہرہ اندوز انوار و تجلیات ہوتے ہیں ۔

ومن بعد ھذا ما یدری صفاتہ وما کتمہ احطی لدنہ و احمل

ہم نے اشعار تحریر میں اسطرف اشارہ کیا ہے کہ مقام اطاعت خدا و رسول کے معنے یہ ہیں کہ انسان ہر طرف سے کٹ کر صرف خدا اور اسکے کلمۂ حق کا ہو جائے ' اور دنیا میں جسقدر اس سے داعی قوتیں ہیں ' انکی طرف سے منہ موڑ لے کہ :

و من یسلم وجهه الی اللہ وهو محسن فقد استمسک بالعروة الوثقی (۳۱ : ۲۱)

اور جس نے ہر طرف سے گردن پھیر کر اللہ کی طرف مدد کرلیا ' اور جس عمل اختیار کیا ' تو بس یقین کرو کہ اس نے اللہ کی اطاعت کی رسی مضبوط پکڑ لی -

اور یہی حقیقت امر بالمعروف و نہی المنکر کی ہے - پس جو لوگ اطاعت خدا و رسول کے ذریعہ دوستان الہی کی صفوں میں داخل ہو گئے ' ضرور ہے کہ اللہ تعالی انکو بھی " الذین انعم اللہ علیہم " میں شامل کرے اپنی نعمتوں اور عیدی برکتوں کا مورد و مہبط بنادے ' اور دنیا میں سب سے بڑی نعمت الہی ' نتیجۂ کار کی فتح مندی ' اور ہمتوں اور عزموں کی کامیابی اور فلاح ہے -

چونکہ وہ لوگ اپنے تئیں خدا تعالے کے سپرد کر دیتے ہیں ' اور اسکے کلمۂ حق کے اعلان کیلیے اپنی تمام قوتوں کے ساتھ وقف ہو جاتے ہیں ' پس خدا تعالے بھی بحکم من تقرب الی شبرا تقربت الیه ذراعا (جو مدرا بندہ ایک بالشت بھر میری طرف چلتا ہے ' میں ایک ہاتھ آگے بڑھکر اس سے قریب تر ہوجاتا ہوں) انکو اپنا بنا لیتا ہے ' اور انکے تمام کاموں پر اپنی عزت اور کبریائی کی چادر ڈالدیتا ہے - پھر وہ کام انکے نہیں رہتے ' بلکہ خدا کے ہوجاتے ہیں ' اور انکو انجام دینے والی انکے جسم و نفس کی قوتیں نہیں ہوتیں ' بلکہ اللہ کا مقتدر و قاہر ہاتھ ہوتا ہے - انکی آواز گو انکے حلق سے نکلتی ہے ' لیکن چونکہ حق و معروف کی آواز ہوتی ہے ' اسلیے انکی نہیں ' بلکہ صوت الہی کی صدائے لازوال ہوتی ہے - وہ راہ الہی میں مجاہد ہوتے ہیں ' پس خدا بھی انکو اپنی فوج بنا لیتا ہے ' اور انکے ہاتھ میں اپنی تائید و نصرت کا حربہ دیکر ' ایک پیچھے رہکر لڑنے والے سپہ سالار کی طرح لڑاتا ہے - بظاہر وہ بے مایۂ و سامان ' اور حقیر و عاجز انسان نظر آتے ہیں ' مگر انکا دل قوت الہی اور جبروت ربانی کا مسکن ہوتا ہے - انکے ہاتھ دنیا کے ظاہری ہتیاروں سے خالی ہوتے ہیں ' پر خدائے قدوس کی شمشیر جلال انکے انگلیوں کی حرکت سے متحرک ہوتی ہے اور صف اعدا پر گرتی ہے - وہ کارزار عالم میں تن تنہا اور بے یار و مددگار ہوتے ہیں - مگر انکے یمین و یسار نصرت خداوندی کے ملائکہ مسوّمین کی صفیں ہوتی ہیں - خدا انکے عنصر کو اپنی کبریائی سے ' انکے تذلل و انکسار کو اپنی عظمت و عزت سے ' انکے ضعف و کمزوری کو اپنی قوت و طاقت سے ' اور انکی بے سار و سامانی کو اپنی مالک الملکی سے بدل دیتا ہے - پھر جب وہ دولے میں تو انکی آواز میں صدائے حق کی گرج ہوتی ہے ' اور جب نظر اٹھائے میں تو انکی نگاہوں سے نور الہی کے شعلے نکلتے ہیں - انکی آواز سے دل شیطانی کے طاقتور دل دہل جاتے ہیں ' اور انکی نگاہوں کی طرف گمراہی و ضلالت کی نظریں اٹھ نہیں سکتیں ' کیونکہ تم انسان کی آواز اور نظر کا مقابلہ کرسکتے ہو ' لیکن خدا کی آواز پر غالب آنے اور اسکی نظر کی تاب لانے کی کس میں طاقت ہے ؟

اس موقعہ پر اس حدیث قدسی کو یاد کرلو ' جسکو امام بخاری کتاب التواضع میں بروایت ابو ہریرہ لائے ہیں ' کہ :

فاذا احببته ' کنت سمعه الذی یسمع به ' و بصره الذی یبصر به ' و یده الذی یبطش بها ' و رجله التی یمشی بها ' و لسانه الذی یتکلم

جب میں اپنے کسی بندے کو اپنا دوست بنا لیتا ہوں ' تو اسکا کان ہو جاتا ہوں ' وہ میرے کان سے سنتا ہے - اور اسکی آنکھ ہوجاتا ہوں ' وہ میری آنکھ سے دیکھتا ہے - اور اسکا ہاتھ ہوجاتا ہوں ' وہ میرے ہاتھ سے پکڑتا ہے ' اسکا پاؤں ہو جاتا ہوں ' وہ میرے پاؤں سے چلتا ہے - اور اسکی زبان ہو جاتا ہوں ' وہ میری

نه - ولئن سالنی اعطیته ' ولئن استعاذنی لاعیذنه

زبان سے بولتا ہے - پھر وہ جو مانگتا ہے آسے عطا کرتا ہوں ' اور جب پناہ مانگتا ہے ' تو اپنی پناہ میں لے لیتا ہوں -

چشم و گوش و دست و پایم او گردد
من ندر رفتم سرایم او گردد
این بصر و این سمع ' چون آلات اوست
ملک ذرات تنم ممرات اوست
نغمه از نائیست نے از نے ' بدان
مستی از ساقیست ' مے از مے ندان
گفتن او گفتن الله بود
گرچه از حلقوم عبد الله بود
ما چو مست از دیدن ساقی شدیم
مست گشتیم ' از ما باقی شدیم

پس چونکہ اس جماعت کے تمام کاموں کو اللہ اپنا کام بنا لیتا ہے ' اسلیے خود انکا وجود کتنا ہی ناکام و حقیر ہو ' لیکن انکے کام کامیاب و عظیم ہوتے ہیں ' اور وہ کبھی دنیا میں ناکامی و نامرادی سے دلیل و رسوا نہیں ہوتے - وہ خدا کا ہاتھ ' یا پھر اسکی فوج ہوتے ہیں ' پس خود انکو شکست کا غم ہو ' لیکن خدا کو تو شکست کا حزن نہیں ؟

ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انهم لهم المنصورون و ان جندنا لهم الغالبون (۳۷ : ۱۷۱)

اور ہم نے اپنے جن بندوں کو ارشاد و ہدایت کیلیے دنیا میں بھیجا ' انکی نسبت پہلے ہی ہم نے کہدیا ہے کہ ہماری تائید و نصرت سے بیشک وہی فتح مند اور کامیاب و مظفر ہونے والے ہیں ' اور یقیناً ہماری فوج ہی سب پر غالب آکر رہے گی -

اگر چشم دل وا ' اور دیدۂ حق بیں کور نہو ' تو فی الحقیقت دنیا میں نصرت الہی کی نیرنگیوں کی سب سے بڑی نشانی اس جماعت کے عجائب کار و بار دعوت میں ہوتی ہے - دنیا میں حق و صداقت کی آواز کبھی بھی تاج و تخت اور ایوان و محل کے اندر سے نہیں اٹھی ہے ' بلکہ ہمیشہ اسکا سر چشمہ ویران جنگلوں ' پھونس کے جھونپڑوں ' اور پہاڑوں کے غاروں کے اندر بہا ہے ' اور یہ بھی اس شاہد عجائب پسند کا عجیب و غریب کرشمہ ہے کہ ہمیشہ شکستگی اور افتادگی ہی کو محبوب رکھتا ہے - اپنا گھر بھی بناتا ہے تو ٹوٹے ہوے اور زخمی دلوں کو ' اپنی آواز بھی سناتا ہے تو کانٹے پڑے ہوے خشک حلقوں سے ' اپنی نگاہوں کا جلوہ بھی دکھلاتا ہے ' تو گردنوں کی خونچکانی اور تڑپتی ہوئی لاشوں کے اضطراب میں - اور پھر اپنے حسن و جمال کا جلوہ گاہ بھی بناے گا تو تاریک غاروں ' شکستہ دیواروں ' پھٹی ہوئی چٹائیوں کو

محبوبه محمل شاهی ' که در ولایت عشق
گدا نه تخت نشانند و پادشه گیرند

پھر اگر وہ نہیں ہے تو کون ہے جسکا ہاتھ گلدم فقر و مسکینی سے نکلتا ہے اور بادشاہوں کے تاج و تخت کو ارلت دیتا ہے ؟ یہ کس کی تماشہ آرائی ہے کہ چند بے نوا فقیروں کو کھڑا کر دیتا ہے ' اور وہ دنیا کی بڑی بڑی قوتوں کے تسلط سے نکالکر لاکھوں دلوں کو اپنے آگے سر بسجود کرا لیتے ہیں . افسحر هذا ' ام انتم لا تبصرون ؟ (۵۲ : ۱۵) افمن هذا الحدیث تعجبون ؟ و تضحکون و لا تبکون ؟ و انتم سامدون ؟ (۵۳ : ۵۹) و ان من دلک لایات ' و ما یعقلها الا العالمون (۲۹ : ۴۳) .

مبین حقیر گدایان عشق را ' کین قوم
شهان بے کمر و خسروان بے کله اند

مقالات

سیرۃ نبوی

— * —

از شمس العلما مولانا شبلی نعمانی

— * —

این نیست که صحرائے سخن جادہ ندارد
واژوں روش کج نگری را چہ کند کس ؟

اگر قوم میں کم کرنے والوں کی کمی ہے ، تو چنداں شکایت نہیں ، کام کرنے والے ہمیشہ کم ہی رہتے ہیں ، لیکن افسوس اس عالمگیر بیرونی مداقی پر ہے کہ جو کام کرنے والے موجود ہیں ، انکے حسن وقبح کو پہچاننے والے بھی ناپید ہیں - تحسین ہے تو ناشناسانہ ، اور طعن ہے تو معاندانہ !

از دو دہم قبول تو مارع نشستہ ایم
اے آنکہ خوب ما نشناسی ز رشد ما

مرحوم غالب کو شکایت تھی :

غالب سرخفتہ بہ داد ہنر آوری
دریاب کہ نادرند عطیہ ری و قتیل

لیکن قتیل نے تو پھر بھی اچھے شعر بہت سے کہے ہیں ، اور ناظمی نے لیے یہ مثال کچھ زیادہ درد انگیز نہیں - اسکا کیا علاج کہ اجمال کے بازار فہم و نقد میں حسب حکمت و فضیلت کا تراز و ہاتھ میں لیا جاتا ہے تو بہت سے مدعیان نظر ہیں ، جنکو شاہ ولی اللہ اور مولوی نذیر احمد دونوں کے وزن میں کچھ فرق نظر نہیں آتا !

لشتان مابین الیزید ین فی الندی
یزید سلیم ، والاغر ابن حاتم

اس خیرہ مداقی کا نتیجہ یہ ہے کہ عمدہ و ثمین اور گہر و سنگ میں کوئی تمیز نہیں - کاوش اور مکرر و مرور معقود ہوتی جاتی ہے ، اور دماغ عموماً قانع ہیں - مانگ اعلی کی ہے مگر ادنی بھی مانجائے تو شکایت نہیں ، اور تلاش کو سرے کی پیدا ہوگئی ہے ، مگر ہر چمکتی ہوئی چیز سونا سمجھ لی جاتی ہے -

یہ ضرور ہے کہ آج ملک میں مخصوص اہل قلم کی جو تصنیفات شائع ہوئی ہیں انکے ناموں کی شہرت کو بطور ایک مسلمہ کے تسلیم کرلیا گیا ہے ، اور ایک جماعت موجود ہے جو فوراً استقبال کے لئے مستعد ہوجاتی ہے ، لیکن افسوس ہے کہ اس استقبال کی تہہ میں بھی کوئی جمال شناسی اور حسن سنجی نہیں ہے ، بلکہ محض ایک اعتقادی اعتراف اور مقلدانہ حسن ظن کہ فلاں شخص کی طرف منسوب ہے اسلئے کتاب ضرور اچھی ہوگی -

جن مخصوص مصنفات کو آج اردو لٹریچر کا قیمتی ذخیرہ سمجھا جاتا ہے ، ہم نے آجتک ایک تحریر بھی نہیں دیکھی جسمیں انکے واقعی حسن و قبح پر شگافتانہ نقد کی گئی ہو -

ناظرین کو معلوم ہے کہ کچھ عرصے سے شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی

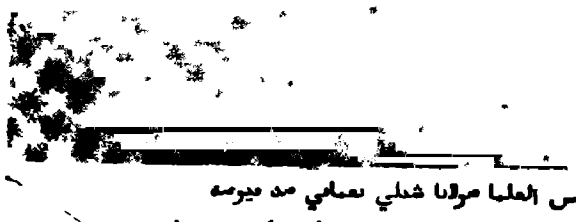

شمس العلما مولانا شبلی نعمانی مد ظلہ

ایک نہایت عظیم الشان دینی و علمی خدمت میں مصروف ہیں - یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جامع و مکمل سیرۃ کی تدوین و تصنیف میں - جو نکہ صرف یہ کہ اردو زبان میں اسقدر نہیں لکھی گئی ہے ، بلکہ افسوس کہ عربی اور ترکی زبانوں میں بھی ، جس پر اردو سے بہتر تصنیف و تالیف کا دور گذر رہا ہے -

ایکس شاید بہت کم لوگوں کو اس کام کی مشکلات کا صحیح اندازہ ہوگا - درحقیقت یہ کام ایک شخص کے بس کا نہ تھا ، گروہ اپنے اندر قابلیتوں اور فضیلتوں کا کیسا ہی مجمع رکھتا ہو ، کیونکہ قابلیت اور دماغ ہی نہیں بلکہ وقت اور مہلت بھی مطلوب تھی - ضرورت تھی کہ ایک منتخب مرکز ارباب علم کی مجلس ہوتی ، اور یورپ کے مجامع علمیہ کے اصول پر اس کام کو انجام دیا جاتا ، لیکن افسوس کہ ہم میں دماغ اور دل ، دونوں کا قحط ہے ، اور آدمی کسی مشن میں ڈھال کر پیدا نہیں کئے جا سکتے -

اس وقت "سیرۃ ندوی" کا قلم جس رفتار سے ہو رہا ہے اسکے لحاظ سے امید کی جا سکتی ہے کہ عنقریب چند ماہ کے اندر کتاب کا پہلا حصہ پریس میں جانے کیلئے طیار ہو جائے گا - اس وقت تک مسودہ کی صورت میں اسکا دوا حصہ مرتب ہو چکا ہے اور تدوین کے حالات کی پہلی تلخیص بھی ہو چکی ہے - ہم نے مولانا سے عرض کیا کہ کتاب کی اشاعت سے پہلے اسکے بعض اہم اجزا جس طرح تصنیف و ترتیب اور مشکلات موضوع کے خاص مقامات سامنے آجائیں ، شائع کردیئے چاہییں تاکہ ارباب فن و زبان کو اسکی تصنیف تحسین کرنے اور مشورہ دینے کا موقع ملسکے -

آج کی اشاعت میں ہم دیباچہ کتاب کا ایک ٹکڑا شائع کرتے ہیں ، جسکے مطالعہ سے موضوع کتاب کے متعلق ناظرین کو نہایت مفید تصورات حاصل ہوگی - اسکے بعد اصل کتاب کے بعض اہم حصے بھی شائع کیے جائیں گے - ان علمائے کرام سے ، جنکو فن سیر و حدیث سے دلچسپی ہے ، خاص طور پر امید کی جاتی ہے کہ وہ متعلق نظر ملاحظہ فرمائیں گے اور کوئی امر قابل بحث و مذاکرہ یا مشورۂ ضروری ایکے حذف میں آئے گا ، تو اسے دفتر سیرۃ ندوی یا صفحات الہلال کے پہنچانے میں دریغ نہ فرمائیں گے -

یہ ظاہر کردینا ضروری ہے کہ ابھی کتاب کے تمام ٹکڑے بعض مسودہ کی حالت میں ہیں - ممکن ہے کہ جو ٹکڑے شائع کیے جائیں ، ان میں بعد الاشاعت بہت سی تبدیلیاں ہوجائیں - سردست مقصود صرف بعرض مشورہ و مبادلہ آرا و بحث و مذاکرہ انکی اشاعت ہے -

جو حضرات آجکل کے جدید فن سوانح نویسی و واقعہ نگاری سے دلچسپی و واقفیت رکھتے ہیں ، وہ کتاب کی ترتیب و نظام مطالب کی نسبت اگر چاہیں تو مفید مشورے دیسکتے ہیں (الہلال)

الحمد لله رب العلمين و الصلوة على رسوله محمد وآله واصحابه اجمعين -

رسول الله صلى الله عليه وسلم كے ساتھه مسلمانوں كو جو محبت اور شيفتگي هے ' اس كا اقتضا يه تها كه آج هماري زبان ميں سيرت نبوي پر متعدد تصنيفيں گهر گهر پهيلي هوتيں -

ليكن واقعه يه هے كه جو محبت اور خلوص ان حضرت كي سوانح نگاري كا سبب هوسكتا تها ' اسي نے ارباب عقيدت كو اس جرأت سے روك ركها ' هر شخص جانتا هے كه آنحضرت كي نسبت معمولي سے معمولي واقعه كا منسوب كرنا بهي سخت نازك ذمه داري كا كام هے ' ايك لا اُبالي شاعر بهي اس نكته كو سمجهتا هے :

آهسته كه ره نر دم تيغ است قدم را

يهي وجهه هے كه بڑے بڑے مقدس محدثين مثلاً امام بخاري ' امام مسلم ' امام احمد حنبل وغيرهم نے سيرت نبوي پر كوئي كتاب نهيں لكهي ' ليكن آخر جارئ كار كيا تها ؟ كيا يه گوارا كيا جاتا كه جس مبارك سے اسلام كا تمام نظام وابسته هے ' جسكي محبت مسلمانوں كي رگوں كا خون هے ' جس كے نام ليوے سے تمام اسلامي جذبات مشتعل هو جاتے هيں ' جو اسلام كي اصلي كالنات هے ' اسي كے حالات سے تصنيف كا دامن خالي رہ جائے ؟ يهي سبب تها جس نے بهت سے محدثين اور ائمه كو اس جرأت پر آماده كيا اور اسي كا نتيجه هے كه دوسري صدي هجري ميں حب تصنيف و تاليف كا آغاز هوا ' تو امام زهري وغيره نے سيرت نبوي كي بنياد ركهي اور آج سيكڑوں عربي كتابيں اس فن ميں موجود هيں -

ميں اس بات سے ناواقف نه تها كه اسلام كي حيثيت سے ميرا اولين فرض يهي تها كه تمام تصنيفات سے پهلے سيرت نبوي كي خدمت انجام ديتا ' ليكن ايك مدت تك جس خيال نے كنار محدثين كو اس فرض سے دار ركها ' وهي خيال مجكو بهي اس جرأت پر آماده نهيں هونے ديتا تها ' ليكن ساتهه هي ميں ديكهه رها تها كه جس ضرورت نے اوروں كو اس خدمت كے ادا كرنے پر مجبور كيا تها ' آج اس زمانه ميں اس سے بڑهكر ضرورتيں پيدا هوگئي هيں -

اگلے زمانه ميں سيرت كي ضرورت ' صرف تاريخ اور واقعه نگاري كي حدتك تهي ' علم كلام سے اسكو كوئي واسطه نه تها ' ليكن معترضين حال كهتے هيں كه اگر مذهب ' صرف خدا كے اعتراف كا نام هوتا تو بحث يهيں تك رہ جاتي ' ليكن جب اقرار نبوت بهي جزو مذهب هے تو يهه بحث پيش آتي هے كه جو شخص حامل وحي ' اور سفير الهي تها اُسكے حالات ' اخلاق ' اور عادات كيا تهے ؟

يورپ كے مورخين ' آنحضرت كي جو اخلاقي تصوير كهينچتے هيں ' وه (نعوذ بالله) هر قسم كے معائب كا مرقع هوتي هے - آج كل مسلمانوں كو جديد ضرورتوں نے عربي علوم سے بالكل محروم كر ديا هے ' اسلئے اس گروه كو اگر كبهي بانيء مذهب كے حالات اور سوانح كے دريافت كا شوق هوتا هے تو انهي يورپ كي تصنيفات كي طرف رجوع كرنا پڑتا هے - اس طرح يه زهر آلود معلومات چپكے چپكے اثر كرتے جاتے هيں اور لوگوں كو خبر تك نهيں هوتي ' يهاں تك كه ملك ميں ايك ايسا گروه پيدا هوگيا هے جو پيغمبر كو محض ايك مصلح سمجهتا هے ' جس نے اگر مجمع انساني ميں كوئي اصلاح كر دي تو اُس كا فرض ادا هوگيا - اس بات سے اسكے منصب نبوت ميں فرق نهيں آتا كه اُس كا دامن اخلاق معصيت سے داغدار هے - اس گروه كے نزديك قرآن مجيد جاهل عربوں كے ليے چراغ هدايت هوسكتا تها ' ليكن تمدن كے نصف النهار ميں وه كيا كام دے سكتا هے ؟ (۱)

يه واقعات تهے جنهوں نے ميرے خيالات ميں تبديلي پيدا كي اور ميں نے سيرت نبوي پر ايك مبسوط كتاب لكهنے كا اراده كرليا - يه كام بظاهر نهايت آسان تها - عربي زبان ميں سيكڑوں كتابيں موجود هيں ' اُن كو سامنے ركهكر ايك ضخيم اور دلچسپ كتاب لكهديني زياده سے زياده چند مهينوں كا كام تها - ليكن واقعه يه هے كه كوئي اسلامي تصنيف ' اِس تصنيف سے زياده دير طلب اور جامع مشكلات نهيں هوسكتي - آگے چلكر هم تفصيل سے بيان كرينگے كه عربي زبان ميں آجتك ايك بهي ايسي كتاب نهيں لكهي گئي جس ميں صرف صحيح روايتوں كا التزام كيا جاتا ' يهاں تك كه خود محدثين ميں يه اصول قرار پاگيا كه سيرت ميں هر قسم كي روايتيں جائز هيں - حافظ زين الدين عراقي جو حافظ ابن حجر كے اُستاد تهے انهوں نے سيرت نبوي ميں ايك منظوم كتاب لكهي هے ' اس ميں لكهتے هيں .

وليعلم الطالب ان السيرا تجمع ما صح وما قد انكرا

يعني سيرت ميں هر قسم كي روايتيں ذكر كي جاتي هيں - يهي سبب هے كه مستند اور مسلم الثبوت تصنيفات ميں بهي سيكڑوں هزاروں غلط روايتيں شامل هوگئيں ' اس بنا پر ضرور تها كه نهايت كثرت سے حديث و رجال كي كتابيں بهم پهنچائي جائيں ' اور پهر نهايت تحقيق و تنقيد سے ايك مستند تصنيف طيار كي جائے ' ليكن سيكڑوں كتابوں كا استقصاء كے ساتهه ديكهنا اور اُن سے معلومات كا اقتباس كرنا ايك شخص كا كام نه تها - اسكے ساتهه بڑي ضرورت يه تهي كه يورپ ميں آنحضرت كے متعلق جو كچهه لكها گيا هے اُس سے بهي واقفيت حاصل كي جائے - ميں بدقسمتي سے يورپ كي كوئي زبان نهيں جانتا - فرينچ جس قدر جانتا هوں اس كو جاننا نهيں كهه سكتے ' اسلئے ايك اسٹاف كي ضرورت تهي جس ميں قابل عربي داں اور انگريزي داں شامل هوں ' خدا نے سركار عالية بهوپال هز هائينس سلطان جهاں بيگم خلد الله تعالے ملكها كي بدولت يه سامان مهيا كر ديا -

مسلمانوں كے اس عصر كا قيامت تك كوئي حريف نهيں هوسكتا كه انهوں نے اپنے بانيء مذهب كے حالات اور واقعات كا ايك ايك حرف اس استقصاء كے ساتهه محفوظ ركها كه كسي شخص كے حالات اس جامعيت اور احتياط كے ساتهه قلمبند نه هوسكے اور نه آيندہ توقع كي جاسكتي هے - بڑے بڑے بانيان مذهب ' زردشت حضرت موسيٰ حضرت مسيح ' گوتم بده هيں اور زردشت كے حالات ايك صفحه سے زياده جگهه نهيں لے سكے - حضرت موسيٰ كے واقعات كي حد توراة هے ' حضرت عيسيٰ كي زندگي ۱۲ سے ۳۰ برس تك بالكل غير معلوم هے اخير كے تين برس منظر عام پر نمايان هيں اور وه بهي وهي هيں جو اناجيل اربعه ميں مذكور هيں - هندؤں كي كل تاريخ افسانه هے - بخلاف اسكے پيغمبر عرب كے ۲۳ برس كے واقعات جو عهد نبوت كے واقعات هيں ' ان كا ايك ايك حرف محفوظ هے - اس سے زياده كيا عجيب بات هوسكتي هے كه آنحضرت كے اعمال اور اقوال كي تحقيق كي غرض سے آپ كے ديكهنے والوں اور ملنے والوں ' ميں سے تقريباً ۱۳ هزار شخصوں كے نام اور حالات قلمبند كئے گئے اور اُس زمانه ميں كئے گئے جب تصنيف و تالف كا آغاز تها - چنانچه طبقات ابن سعد ' طبقات ابن ماكولا ' اسد الغابه ' استيعاب ' اصابه في احوال الصحابه ' جو نهايت ضخيم كتابيں هيں ' صرف انهي بزرگوں كے حالات ميں هيں - كيا دنيا ميں كسي شخص كے متعلق ميں سے اتنے لوگوں كے نام اور حالات جمع تحرير هو سكے هيں ؟

(۱) تلك تمنيهم اماني هم ' يضاهئون قول الذين كفروا من قبل ' قاتلهم الله اني يؤفكون - ۹ - ۳۰ [الهلال]

سیرت نبوی کے متعلق قدمائے محدثین مہیا کیا(۱) اس کی مختصر تاریخ اور کیفیت ہم اس عرض سے اس موقع پر درج کر دیتے ہیں کہ اب ایک کامل اور مستند کتاب کے مرتب کرنے کے لیے کیونکر اس ذخیرہ سے کام لیا جا سکتا ہے اور کہاں تک تحقیق و تنقید کی ضرورت ہے ؟

فن سیرت کی ابتدا

آنحضرت کے ساتھ صحابہ کرام کو جو شغف تھا ' اس کا اقتضا یہ تھا کہ وہ آپ کی ایک ایک بات کو تعجب کی نظر سے دیکھتے تھے اور جہاں بیٹھتے یا انہی باتوں کے تذکرے کرتے تھے - ان میں وہ احکام اور اوامر بھی تھے جو منصب نبوت کی حیثیت سے تعلق رکھتے تھے اور وہ باتیں بھی تھیں جو روزمرہ کی زندگی میں داخل تھیں -

عرب میں علوم و فنون اور تاریخ نہ تھی - صرف خاندانی معرکوں اور لڑائیوں کے واقعات کو محفوظ رکھتے تھے ' اور یہی قصے ان کی گرمیٔ محفل کے کام آتے تھے ' اس لحاظ سے قیاس یہ تھا کہ آنحضرت کے حالات و واقعات میں سے سب سے پہلے مغازی کی روایتیں زبانوں پھیلتیں اور تصنیف و تالیف کا آغاز مغازی ہی سے ہوتا ' لیکن احادیث کے تمام اقسام میں سے سیرت و مغازی کا درجہ سب سے متاخر رہا اور اکابر صحابہ اور محدثین نے اس طرف کم توجہ کی -

اسکی وجہ یہ تھی کہ خلفا اور اکابر صحابہ نے زیادہ تر آنحضرت کے ان اقوال و افعال پر توجہ کی جن کو منصب شریعت سے تعلق تھا ' اور جن سے فقہی احکام اور مسایل استنباط ہو سکتے تھے - ابن القیم نے اعلام الموقعین کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ جو صحابہ فتوی دیتے تھے ان کی تعداد ۱۳۰ سے زائد تھی (۲)

تحریر کا رواج

عرب میں اگرچہ لکھنے پڑھنے کا رواج نہ تھا تاہم مکہ معظمہ میں اسلام سے پہلے متعدد اشخاص لکھنا پڑھنا جانتے تھے ' چنانچہ جب آنحضرت مبعوث ہوئے تو قریش میں ۱۷ شخص پڑھنے کے ساتھ لکھنا بھی جانتے تھے - جن میں بعض عورتیں بھی تھیں - ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں حضرت عمر ' حضرت علی ' حضرت عثمان ' حضرت ابو عبیدہ ' طلحہ ' زید ' ابو حذیفہ بن عتبہ ' ابو سفیان ' معاویہ ' شفاء بنت عبد اللہ (۳) -

جنگ بدر میں جو کفار گرفتار ہوئے اور مدینہ نہیں ادا کر سکے ان کو آنحضرت نے حکم دیا کہ دس دس بچوں کو اپنے ذمہ لیں اور انکو لکھنا سکھادیں - زید بن ثابت جو کاتب وحی تھے ' انہوں نے اسی طریقہ سے لکھنا سیکھا تھا (۴) اس طرح مدینہ منورہ میں کثرت سے لکھنا پڑھنا رائج ہو چکا تھا - تاہم ہمہ تصنیف و تالیف کا رواج نہیں ہوا تھا -

تصنیف و تالیف کی ابتدا - حفظ کی وجہ سے ہوئی

صحابہ اور خلفاے راشدین کے زمانہ میں اگرچہ فقہ و حدیث کی نہایت اشاعت ہوئی - اور بہت سے درس کے حلقے قائم ہوگئے ' لیکن جو کچھ تھا زبانی تھا - جب خلافت کا دور ختم ہو کر حکومت قائم ہوئی اور بنو امیہ نے دمشق کو پایۂ تخت بنایا جو رومی کے اثر سے معمور تھا - تو تمدن کے تمام آثار خود بخود پیدا ہوگئے ' جن میں تالیف و تصنیف بھی تھی ' بنو امیہ کے حکم دیکر

(۱) یہ ملحوظ رکھنا چاہئے کہ حدیث کی تدوین میں آنحضرت کے حالات اور افعال و عادات کے متعلق نہایت کثرت سے واقعات مذکور ہیں جو سیرت کی تصنیف میں کافی مدد دے سکتے ہیں تاہم ان سے کوئی کتاب طیار نہیں ہو سکتی - اسکے علاوہ انمیں ترتیب نہیں ہے - یہاں ہم نے جن کتابوں کا ذکر کیا ہے حدیث کی کتابیں ان کے علاوہ ہیں -

(۲) اعلام الموقعین مصر صفحہ ۱۳ -

(۳) اس کی تفصیل فتوح البلدان مطبوعہ یورپ ۴۷۰ و ۴۷۱ و ۴۷۲ میں ہے -

(۴) طبقات ابن سعد ذکر زید صفحہ ۱۴ -

علماے تصنیف لکھوائیں ' ماضی عبد البر نے جامع بیان العلم میں امام زہری کا قول نقل کیا ہے

کنا نکرہ کتاب العلم حتی اکرھنا علیہ ھولاء الامراء (مطبوعہ مصر صفحہ ۳۶)	ہم لوگ علم کا قلم بند کرنا پسند نہیں کرتے تھے ' یہاں تک کہ ان امرا نے ہم کو مجبور کیا -

سب سے پہلے امیر معاویہ نے عبید بن شریہ کو یمن سے بلا کر قدما کی تاریخ مرتب کرائی - جسکا نام احادیث الماضیین (۱) ہے -

امیر معاویہ کے بعد عبد الملک نے (جو سنہ ۶۵ ھجری میں تخت نشین ہوا) ہر فن میں تصنیفیں لکھوائیں - سعید بن جبیر جو اعلم العلما تھے ' ان کو حکم بھیجا کہ قرآن مجید کی تفسیر لکھیں ' چنانچہ امام موصوف نے ایک کتاب لکھ کر بھیجی جو کتب خانۂ شاہی میں رکھی گئی - عطا بن دینار کے نام سے جو تفسیر مشہور ہے انہی کی تفسیر ہے - عطا کو خزانۂ شاہی سے یہ نسخہ ہات آگیا تھا اور انہوں نے اپنے نام سے مشہور کر دیا (۲) -

حضرت عمر بن عبد العزیز کا زمانہ آیا تو انہوں نے تصنیف و تالیف کو زیادہ ترقی دی - تمام ممالک میں حکم بھیجا کہ احادیث نبوی مدون اور قلمبند کی جائیں - سعد بن ابراہیم جو بہت بڑے محدث اور مدینہ منورہ کے قاضی تھے ' آپ سے دفتر کے دفتر قلمبند کرائے اور تمام ممالک محروسہ میں بھیجے - علامہ ابن عبد البر جامع بیان العلم میں لکھتے ہیں

عن سعد بن ابراھیم قال امرنا عمر بن عبد العزیز بجمع السنن فکتبناھا دفترا دفترا فبعث الی کل ارض لہ علیھا سلطان دفترا (مطبوعہ مصر صفحہ ۳۶)	سعد بن ابراھیم کہتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیز نے ہم کو احادیث کے جمع کرنے کا حکم دیا - ہم نے دفتر کے دفتر لکھے ' عمر نے جہاں جہاں ان کی حکومت تھی ایک ایک دفتر بھیجا -

ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم انصاری جو اس زمانہ کے بہت بڑے محدث ' امام زہری کے استاد ' اور مدینہ کے قاضی تھے ' ان کو بھی خاص طور پر احادیث کے جمع کرنے کا حکم بھیجا (۳) -

حدیث میں حضرت عائشہ کی مرویات ایک خاص حیثیت رکھتی ہیں - ان سے اکثر وہ حدیثیں مروی ہیں جو عقائد یا فقہ کے مہمات مسائل ہیں ' اسلئے عمر بن عبد العزیز نے ان کی روایتوں کے ساتھ زیادہ اعتنا کیا - عمرہ بنت عبد الرحمن ایک خاتون تھیں ' ان کو حضرت عائشہ نے اپنے آغوش تربیت میں پالا تھا ' تمام علما کا اتفاق ہے کہ حضرت عائشہ کی مرویات کا ان سے بڑھکر کوئی عالم نہ تھا - عمر بن عبد العزیز نے ابوبکر بن محمد کو خط لکھا کہ عمرہ کے مسائل اور روایات قلمبند کر کے بھیجدیں (۴) -

مغازی پر توجہ

اب تک محدثین نے مغازی و سیر سے سابقہ اعتنا نہیں کیا تھا ' حضرت عمر بن عبد العزیز نے اس فن کی طرف خاص توجہ کی اور حکم دیا کہ مروان نبوی کا حلقۂ درس قائم کیا جائے - عاصم بن عمرو بن قتادہ انصاری (المتوفی سنہ ۱۲۱) اس فن میں خاص کمال رکھتے تھے - ان کو حکم دیا کہ دمشق کی جامع مسجد میں لڑکوں کو مغازی اور مبدا سکھائیں - یہ سیرت نبوی کا پہلا سنگ بنیاد تھا -

اسی زمانہ میں امام زہری نے مغازی پر ایک مستقل کتاب لکھی اور جیسا کہ امام سہیلی نے روض الانف میں تصریح کی ہے یہ

(۱) فہرست ابن الندیم صفحہ ۲۴۴ -

(۲) میزان الاعتدال ترجمہ عطاء بن دینار -

(۳) تہذیب التہذیب ترجمہ ابوبکر بن محمد و عمرۃ بنت عبد الرحمن و صفحات ابن سعد جزو دوم حصہ دوم صفحہ ۱۳۵ -

(۴) تہذیب التہذیب ترجمہ عاصم بن عمرو بن قتادہ -

اس فن کی پہلی تصنیف تھی - امام زہری اپنے زمانہ کے اعلم العلما ' تھے ' فقہ اور حدیث میں انکا کوئی ہمسر نہ تھا ' بیر امام بخاری کے شیخ الشیوخ ہیں ' انہوں نے آنحضرت کی حالات بہم پہنچانے میں یہ محنتیں اٹھائیں کہ مدینہ منورہ میں ایک ایک انصاری کے گھر پر جاتے - جہاں ' دروازہ ' عورت ' مرد ' جو مل جاتا ' یہانتک کہ پردہ (۱) نشیں عورتوں سے جاکر آنحضرت کے اقوال اور حالات پوچھتے اور قلمبند کرتے - وہ نسباً قریشی تھے ' سنہ ۵۰ ھ میں پیدا ہوئے - بہت سے صحابہ کو دیکھا تھا - سنہ ۸۰ میں عبد الملک کے دربار میں گئے ' اسکے بہت قدر و منزلت کی - یہ بات خاص لحاظ کے قابل ہے کہ امام موصوف بخلاف اکثر ائمۂ حدیث کے سلاطین کے دربار سے تعلق رکھتے تھے اور مقربین خاص میں داخل تھے - ہشام بن عبد الملک نے اپنے بچوں کی تعلیم اُن کے سپرد کی تھی - سنہ ۱۲۳ میں وفات پائی -

امام زہری کی وجہ سے مغازی و سیر کا علم مداق پیدا ہوگیا ' اُن کے حلقہ درس سے اکثر ایسے لوگ نکلے جو خاص اس فن میں کمال رکھتے تھے ' ان میں سے مشہور ہیں ابراہیم ' محمد بن صالح تمار ' عبد الرحمن بن عبد العزیز ' جو مغازی میں خاص شہرت رکھتے تھے - چنانچہ تہذیب التہذیب وغیرہ میں ان لوگوں کا امتیازی وصف (صاحب المغازی) لکھا جاتا ہے -

زہری کے تلامذہ میں دو شخصوں نے اس فن میں نہایت شہرت حاصل کی اور یہی دو شخص ہیں جن پر اس فن کا مدار ہے ' موسی بن عقبہ اور محمد بن اسحاق - موسی بن عقبہ خاندان زبیر کے غلام تھے ' حضرت عبد اللہ بن عمر کو دیکھا تھا - وہ حدیث میں امام مالک کے استاد تھے - امام مالک لوگوں کو ترغیب دیتے تھے کہ وہ مغازی سیکھنا ہو تو ان سے سیکھو - اُن کی مغازی کی خصوصیات یہ ہیں ' اور ان خصوصیات کی طرف خود امام مالک نے اشارہ کیا ہے —

(۱) مصنفین رواۃ میں صحت کا التزام نہیں کرتے تھے ' انہوں نے زیادہ تر اس کا التزام کیا -

(۲) عام مصنفین کا یہ مذاق تھا کہ کثرت سے واقعات نقل کرتے تھے ' اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ ہر قسم کی رطب و یابس روایتیں آجاتی ہیں - موسی نے احتیاط کی اور اکثر وہی روایتیں لیں جو اُن کے نزدیک صحیح ثابت ہوئیں ' یہی وجہ ہے کہ کتاب یہ نسب اور کتب مغازی کے مختصر ہے -

(۳) چونکہ رواۃ حدیث کے لئے کسی عمر کی قید نہ تھی اسلئے اکثر لوگ بچپن اور آغاز سنہ ہی سے حلقۂ درس میں شامل ہو جاتے تھے اور حدیثیں سنکر لوگوں سے روایت کرتے تھے ' لیکن چونکہ اس عمر تک واقعات کا صحیح طور سے سمجھنا اور محفوظ رکھنا ممکن نہ تھا ' اسلئے اکثر روایتوں میں تغیر ہو جاتا تھا موسی نے بخلاف اوروں کے کمر ہمت میں اس کو سمجھا ' - (۲) سنہ ۱۴۱ میں انہوں نے وفات پائی -

موسی کی کتاب آج موجود نہیں - لیکن ایک مدت تک شائع و ذائع رہی اور سیر کی تمام قدیم کتابوں میں کثرت سے اُسکے حوالے آئے ہیں -

محمد بن اسحاق کے مغازی میں سب سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی ' وہ امام ہی کے نام سے مشہور ہیں - شہرت عام میں اگرچہ واقدی ان سے کم نہیں لیکن واقدی کی تغلیطیاں مسلمہ عام ہے ' اسلئے ان کی شہرت نیدامی کی شہرت ہے - محمد بن اسحاق نے متعدد صحابہ کو دیکھا تھا ' علم حدیث میں ان کو کمال تھا ' امام زہری کے دروازہ پر دربان مقرر تھا کہ کوئی شخص بغیر اطلاع کے نہ آئے ' لیکن محمد بن اسحاق کو اجازت تھی کہ جب چاہیں چلے آئیں - اُن کے ثقہ اور غیر ثقہ ہونے کی نسبت محدثین میں اختلاف ہے - امام مالک ان کے سخت مخالف ہیں ' لیکن محدثین کا عام فیصلہ یہ ہے کہ مغازی اور سیر میں اُن کی روایتیں استناد کے قابل ہیں - امام بخاری نے صحیح بخاری میں ان کی روایت نہیں لی ' لیکن جزء القراۃ میں اُن سے روایت کی ہے اور تاریخ میں تو اکثر واقعات انہی سے لیتے ہیں -

ابن مغازی کو انہوں نے اس قدر ترقی دی اور اس قدر دلچسپ بنا دیا کہ حلقائے عباسیہ ' جو زیادہ تر دیگر قسم کی تصنیفات کا مذاق رکھتے تھے ' اُن میں بھی مغازی کا مذاق پیدا ہوگیا ' چنانچہ ابن عدی نے اُن کے اس احسان کا خاص طرح پر ذکر کیا ہے - ابن عدی نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس فن میں کوئی تصنیف اُن کی تصنیف کے رتبہ کو نہیں پہونچی (۱) -

ابن حبان نے کتاب الثقات میں لکھا ہے کہ محدثین کو محمد بن اسحاق کی کتاب پر اعتراض تھا تو یہ تھا کہ حمیر وغیرہ کے واقعات وہ اُن یہودیوں سے دریافت کرکے داخل کتاب کرتے تھے ' جو مسلمان ہوگئے تھے ' اور چونکہ یہ واقعات اُنہوں نے اپنے باپ دادا سے سنے تھے اسلئے اُن پر اعتماد نہیں ہوسکتا - علامہ ذہبی کی تصریح سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ محمد بن اسحاق یہود و نصاری سے روایت کرتے تھے اور اُن کو ثقہ سمجھتے تھے - سنہ ۱۵۱ میں وفات پائی -

محمد بن اسحاق کی کتاب المغازی کا ترجمہ شیخ سعدی کے زمانہ میں ابوبکر سعد زنگی کے حکم سے فارسی میں ہوا تھا ' اُس کا قلمی نسخہ الہ آباد کے کتب خانہ میں ہماری نظر سے گذرا ہے -

محمد بن اسحاق کی کتاب کثرت سے پھیلی اور بڑے بڑے محدثوں نے اسکے ان کے نسخے مرتب کئے - اسی کتاب کو ابن ہشام نے زیادہ صحیح اور اضافہ کرکے مرتب کیا جو سیرت ابن ہشام کے نام سے مشہور ہے ' اصل کتاب اب کم ملتی ہے ' اسلئے آج اسکی جو یادگار موجود ہے وہ یہی ابن ہشام کی کتاب ہے -

ابن ہشام کا نام عبد الملک ہے ' وہ نہایت ثقہ اور نامور محدث اور مورخ تھے - حمیر کے قبیلہ سے تھے اور عالباً اسی تعلق سے سلاطین حمیر کی تاریخ لکھی جو آج بھی موجود ہے - اُنہوں نے سیرت میں یہ اضافہ کیا کہ جو مشکل الفاظ آئے ہیں اُن کی تفسیر بھی لکھی - سنہ ۲۱۳ میں وفات پائی -

واقدی خود تو قابل ذکر نہیں لیکن اُن کے تلامذہ خاص میں سے ابن سعد نے آنحضرت اور صحابہ کے حالات میں ایسی جامع اور مفصل کتاب لکھی کہ آج تک اسکا جواب نہ ہوسکا -

ابن سعد مشہور محدث ہیں - محدثین نے عموماً لکھا ہے کہ گو اُن کے استاد (واقدی) قابل اعتبار نہیں لیکن وہ خود قابل سند ہیں - خطیب بغدادی نے اُن کی نسبت یہ الفاظ لکھے ہیں : کان من اھل العلم والفضل والفہم والعدالہ ' صنف کتاباً کبیراً فی طبقات الصحابہ والتابعین فاجاد فیہ واحسن (۲) -

وہ خاندان ہاشم سے تھے - بصرہ میں پیدا ہوئے ' لیکن بغداد میں سکونت اختیار کرلی تھی - واقدی جو مشہور مورخ ہیں ' انہی کے شاگرد تھے - سنہ ۲۳۰ میں ۶۲ برس کی عمر میں وفات پائی -

ان کی کتاب کا نام طبقات ہے - ۱۲ جلدوں میں ہے - دو جلدیں خاص آنحضرت کے حالات میں ہیں اور یہی حصہ دراصل سیرۃ نبوی

(۱) تہذیب التہذیب - ترجمہ امام زہری (محمد بن مسلم)
(۲) تہذیب التہذیب ترجمہ موسی بن عقبہ -

(۱) تہذیب التہذیب ترجمہ محمد بن سعد -

ہے - باقي جلدیں صحاده کے حالت میں ہیں' اور چونکہ صحاده کے حالت میں ہر جگہہ آنحضرت کا ذکر آجاتا ہے اسلئے ان حصوں میں بھي سیرت کا بڑا سرمایہ موجود ہے -

یہ کتاب قریباً ناپید ہو چکي تھي ' یعني دنیا کے کسي کتب خانہ میں اس کا پورا نسخہ موجود نہ تھا' شہنشاہ (جرمني) کو اس کي طبع و اشاعت کا خیال آیا - چنانچہ لاکھہ روپے جیب خاص سے دیئے اور پروفیسر (ساخو) کو مامور کیا کہ ہر جگہہ سے اسکے اجزا فراہم کرکے لائے - پروفیسر موصوف نے قسطنطنیہ ' مصر' اور یورپ جاکر جابجا سے تمام جلدیں بہم پہنچائیں - یورپ کے بارہ پروفیسروں نے الگ الگ جلدوں کي تصحیح اپنے ذمہ لي ' چنانچہ نہایت اہتمام اور صحت کے ساتھہ یہ نسخہ لیڈن (ہالند) میں چھپکر شائع ہوا -

اس کتاب کا بڑا حصہ واقدي سے ماخوذ ہے لیکن چونکہ تمام روایتیں بہ سند مذکور ہیں' اسلئے واقدي کي خاص روایتیں بہ آساني الگ کرلي جاسکتی ہیں -

اس زمانہ میں سیرت پر اور بہت سي کتابیں لکھی گئیں چنانچہ کشف الظنون وغیرہ میں اُن کے نام مذکور ہیں ' لیکن چونکہ نام کے سوا انکے متعلق اور کچھہ معلوم نہیں' نہ اُنکا آج وجود باقی ہے اسلئے ہم اُن کے نام نظر انداز کر دینے پر مجبور ہیں -

سلم کتب تواریخ

سیرت کے سلسلہ سے الگ ' تاریخي تصنیفات ہیں - ان میں سے جو تاریخیں محدثانہ طریقہ پر لکھی گئیں' یعني جن میں تمام روایتیں بہ سند مذکور ہیں ' اُن میں آنحضرت کے حالات اور واقعات کا جس قدر حصہ ہے وہ بھي در اصل سیرت ہے - ان میں سب سے مقدم اور قابل استناد امام بخاري کي دو تاریخیں ہیں ' لیکن دونوں نہایت مختصر ہیں - تاریخ صغیر چھپ گئي ہے - اس میں سیرت نبوي کے صرف پندرہ صفحے ہیں اور ان میں بھي کوئي ترتیب نہیں - کبیر البتہ بڑي ہے - میں نے اس کا نسخہ جامع اما صوفیہ (قسطنطنیہ) میں دیکھا تھا لیکن سوانح نبوي اس میں بھي کم ہیں ' اور جستہ جستہ واقعات بھي جس قدر ہیں ' بلا ترتیب مذکور ہیں -

تاریخي سلسلہ میں سب سے جامع اور مفصل کتاب امام طبری کي تاریخ کبیر ہے - طبري اس درجہ کے شخص ہیں کہ تمام محدثین ان کے فضل و کمال اور وسعت علم کے معترف ہیں - انکي تفسیر احسن التفاسیر خیال کي جاتي ہے - محدث ابن خزیمہ کا قول ہے کہ دنیا میں کسي کو ان سے بڑھکر عالم نہیں جانتا انہوں نے سنہ ٣١٠ میں وفات پائي -

بعض محدثین (مثلاً سلیماني) نے اُن کي نسبت لکھا ہے کہ یہ شیعوں کے لئے حدیثیں وضع کیا کرتے تھے - لیکن علامہ ذہبي میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں :

هذا رجم بالظن الكاذب	یہ جھوٹي بد گماني ہے ' بلکہ واقعہ یہ
بل ابن جرير من كبار ائمة	ہے کہ ابن جریر اسلام کے معتمد اماموں
الاسلام المعتمدين !	میں سے ایک بہت بڑے امام ہیں -

تاہم علامہ ذہبي نے اس موقعہ پر لکھا ہے کہ " ان میں بي التحملہ تشیع تھا لیکن مضر نہیں " تمام مستند اور مفصل تاریخیں مثلاً تاریخ کامل ابن الاثیر' ابن خلدون' ابو الفداء وغیرہ انہي کي کتاب سے ماخوذ اور اسي کتاب کي مختصرات ہیں - یہ کتاب بھي گویا ناپید تھي اور یورپ کي بدولت وجود میں آئي -

(باقي آیندہ)

[الہلال] اسکے بعد مولانا نے سیرۃ نبوي کي تمام تصنیفات کا مبسوط اور مفصل نقشہ دیا ہے جو ٨ صفحوں میں آیا ہے - ہم نے اسکو چھوڑ دیا کہ بالفعل اسکی اشاعت ضروري نہیں -

آعار تحریر میں مولانا نے سیرۃ نبوي کي اس خصوصیت کي طرف اشارہ کیا ہے کہ " مسلمانوں نے اپنے بانی مذہب کے حالات جس تفصیل اور استقصاء کے ساتھہ جمع کیے' دنیا کي کوئي قوم اسکي نظیر نہیں پیش کر سکتي " چند کلمات اسکي نسبت عرض کرنا چاہتے ہیں کہ یہ ایک نکتہ ضروري ہے -

اشرف ترین خصوصیت اسلام

اور برہان نبوت

نبوت ایک دعوا ہے ' جسکي دلیل نبي کي زندگي کے سوا اور کوئي چیز نہیں ہوسکتي - دلیل کیلیے ضرور ہے کہ اسکا متدعہ براہ راست مخاطب کو تسلیم دعوا پر مجبور کرے - ایک شخص دنیا میں ظاہر ہوکر دعوا کرتا ہے کہ وہ ہدایت و ارشاد کی ایک قوت الہي لیکر آیا ہے' اور باوجودیکہ وہ اُسی قوم اور سوسائٹی کا ایک فرد ہے ' تاہم اسکے اندر ایک قوت ہے جسکے ذریعہ وہ انسانوں کے اعمال و معتقدات کي صف اولٹ دیگا اور ایک بہت بڑي تبدیلي پیدا کردیگا' پس ضرور ہے کہ وہ اس تبدیلی کا اولین نمونہ خود اپني زندگی کو ثابت کرے - وہ اپني زندگی کي کتاب سب کے سامنے کھول دے اور اسکا کوري صفحہ انظار عالم سے مخفي نہو - اسکي زندگي ویسي ہي ہو' جیسي ہر انسان کي ہوتي ہے' تاہم اسکے اندر نفس و جذبات کي تبدیلي کے وہ مظاہر ہوں' جنکے حاصل کرنے سے انسان کی تمام ملکوتی قوتیں عاجز آجاتی ہیں ' اور جنکو دنیا میں پیدا کردینے کا وہ مدعي ہے - وہ ثابت کرے کہ جس نفس کے تسلط سے آزاد کرانے کیلئے وہ آیا ہے ' اس سے خود بھي آزاد ہے - وہ حیثیت اخلاقی ' حسن کے قہار و جبار لشکر کو شکست دینے کا وہ مدعي ہے' اسکو خود بھی شکست دیچکا ہے - اس نے اپنے اخلاق و خصائل میں صفات الہیہ کا ایک مظہر قدسی پیدا کرلیا ہے ' اور وہ باوجود پورے انسان ہونے کے پھر بھي اپنے اعمال کے اندر عام سطح انسانیت سے بالا تر ایک جلوۂ حق رکھتا ہے - مختصر یہ کہ وہ قرائے فطرۂ انسانیہ کے جس صحت استعمال کا مدعي ہے' خود اسکي زندگي بھي اسکي شہادت دیتی ہے -

پس في الحقیقت نبی کیلئے دلیل حقیقی خود نبي کی زندگي کے اندر ہے' نہ کہ اس سے باہر - نبي کی سچائی کیلیے سب سے بڑا معجزہ یہ ہے کہ اسکی زندگی میں کوئی داغ نہو' اسکی زندگي آفتاب کي طرح درخشندہ ہو مگر دھبے سے پاک ہو - وہ خرابیاں جنکو تم نظر انداز کردیتے ہو' در اصل انسانیت کے کلیات کا اصلي سرچشمہ ہیں - ایک شخص در و دیوار اور شجر و سنگ سے اپنی صداقت کی گواہي دلاسکتا ہے' مگر دشمن پر قادر پاکر اس سے درگذر نہیں کرسکتا - ممکن ہے کہ ایک شخص آگ میں کود کر زندہ و سلامت نکل آئے ' لیکن دیکھنا یہ ہے کہ غیظ و غضب کی حد ایک خفیف سي چنگاري بھي اسکے دامن حلم پر لگی تھي' تو اسکا کیا حال تھا ؟ مولانا روم نے اس نکتے کو لکھا ہے :

روئے آرار پیمبر معجزہ ست !

پیغمبر کي انوار اور چہرہ ' خود معجزہ ہے ' اور معجزات ہوں یا نہوں -

حضرت یوسف کے سامنے دو چیزیں آئیں : بارہ برس کي قید محنت و مصیبت کے ساتھہ ' اور ہمدمشہ کا عیش و عشرت عصیاں و عدوان کے ساتھہ' لیکن انہوں نے قید صداقت کو عیش معصیت پر ترجیح دي اور کہا :

قال رب السجن	خدایا ! جس شے کي طرف مجھکو یہ عورتیں
احب الي مما	بلاتي ہیں ' اسکے مقابلے میں ترقید کي

يدعوني اليه ... سختیوں کو برداشت کرنا مجھے زیادہ پسند
(۱۲ : ۴۰) ... رہ محبوب ہے -

کتنے عبّاد شب زندہ دار، زہاد زاویہ نشیں، حکماے فطرت شناس، فلاسفۂ حقایق آگاہ، اور شاورانِ قارم اخلاق و حکمت ہیں جو دعوا کر سکتے ہیں کہ تنہائی اور سکون و طمانیہ کے کسی لحظۂ عیش و نشاط میں ایک صاحب درک و جاہ مدۂ حس، صبح و شوق، اصرار و التجا، تحریف و ترہیب کے ساتھ عشق شباب کی دعوت دیکر ٹالگا اور کہے گا کہ "ہیت لک" اور پھر وہ یہ کہکر گردن موڑ لیں گے کہ -

معاذ اللہ ! ... استغفر اللہ ! یہ تو مجھسے کبھی نہیں ہوسکتا
انہ ربي احسن ... تو میرے آقا کی بیوی ہے جس نے مجھکو
مثواي، انہ ... اچھی طرح رکھا ہے - پھر کیا اپنے مالک کی
لا یفلح الظالمون ... مناع میں خیانت کروں ؟ حالانکہ خائنوں کو
(۱۲ ۰ ۲۳) ... خدا کبھی فلاح نہیں دیتا !

اور پھر جب اسکی طرف سے اصرار و خواہش میں حد ہو، تو بالکل اس طرح، جیسے کوئی انسان کسی خونخوار درندے سے بھاگتا ہے، وہ بھاگ کر بچنے کی کوشش کریگے ؟

پھر ذرا میں کہتے ہیں کہ وہ اپنے کو حضرت یوسف کی جگہ فرض کریں، اور تخت مصر پر بیٹھکر اپنے بھائیوں کے ایک ایک جگر خراش مظالم یاد کریں - لیکن جب وہ بھائی، جنھوں نے دنیوں میں ڈالکر ہلاک کرنا چاہا تھا، ایک فقیر و درماندہ گرفتاری صورت میں اسرار قصور کریں کہ تاللہ لقد اثرك الله علينا وان كنا لخاطئين - تو اسکے جواب میں آپکی زبانوں سے "یوسف" کی طرح نکلے :

لا تثريب عليكم ... آج کے دن میری طرف سے تم پر کوئی الزام
اليوم يغفر الله ... اور شکایت نہیں - میں نے معاف کیا اور
لكم وهو ارحم ... خدا بھی تمہارے قصور معاف کردے کہ وہ
الراحمين ... ارحم الراحمین ہے -

یہی خلق عفو کی آواز ہے، جو فتح مکہ کے دن بھی دھرائی گئی تھی، اور جس لوگوں نے اس داعی حق کو اپنے طرح طرح کے مظالم و عداوت سے ترک وطن پر مجبور کیا تھا، وہ جب کے دس لاکھیوں کی صورت میں اسکے سامنے لائے گئے تو اسنے کہا تھا - لا تثريب عليكم اليوم، يغفر الله لكم وهو ارحم الراحمين -

حاصل سخن یہ ہے کہ دعوئے عفو کی صداقت کیلئے اصل راہ دلیل عملی کی زندگی ہے - اسکا نہانا پیدا، رہنا سہنا، عزیزوں اور غیروں سے ملنا - گھر کی معاشرت، اور باہر کا سلوک، یہی چیزیں ہیں، جو ایک مدعی کے دعوے کی صداقت و عدم صداقت کی شہادت دیسکتی ہیں - پس ہر داعی الی اللہ کیلئے ضرور ہے کہ اسکی زندگی کا صفحہ ہمیشہ دنیا میں کھلا رہے -

اس اصول کو پیش نظر رکھکر دنیا کے تمام بڑے بڑے بانیان مذہب کی زندگی کو ٹٹولئے، نوعی التعریف ایک زندگی بھی ایسی نہیں ہے، جسکے ضروری حالات تک معلوم ہوسکیں - نوزاد کی ابتدائی پانچ کتابیں (خروج) سے (استثنا) تک ضرور حضرت موسے کی زندگی کے حالات بتلاتی ہیں، لیکن در اصل وہ عہد موسوی کے بنی اسرائیل کی تاریخ ہے، خود حضرت موسی کی زندگی کے خاص حالات کا اسمیں کوئی حصہ نہیں - اناجیل اربعہ میں اخر کے ڈھائی برس کے واقعات حضرت مسیح کے ملتے ہیں، لیکن اسے بھی خود مسیح کی اصلی زندگی کا عقدہ نہیں کھلتا اور افسوس ہے کہ جس قدر حالات معلوم ہوئے ہیں، وہ نہ صرف درجۂ نبوت، بلکہ درجۂ انسانیت سے گرے ہوئے ہیں -

پھر اگر آج ایک طالب حق مذاہب عالم کو للکارے کہ اپنے اپنے بانیان مذہب کی زندگیوں کو بازار تفحص میں لاؤ، تاکہ کھرا کھوٹے سے الگ کیا جائے، تو اسلام کے سوا کون ہے جو سامنے آسکتا ہے ؟ یہودیوں کو چھوڑ دو کہ وہ سامنے نہیں آئے، لیکن (مسیحیت جو چار حرف تیغ عام و مدنیت سے مدہوش ہو جانے کے بعد بھی اپنی موت کا اقرار نہیں کرتی) مجسم تاریکی کی ایک سیاہ چادر ہے، جس میں اس نے اپنے خدائے مصلوب کی لاش کو صدیوں سے لپیٹ لیا ہے، پھر چاہتی ہے کہ اس کے روح بوجھ سے عالم انسانیت کے کاندھونکو اب بھی نجات نہ دے -

فرض کرو کہ ایک نادان شخص (یوحنا) کی زبانی انجیل میں یہ پڑھتا ہے کہ یروشلم کی فاحشہ عورتوں کے ہاں بائبل کا مسیح مہمان ہوا کرتا تھا، اور (بیت عنیاہ) میں بعض جوان عورتیں تین تین سو دینار کا عطر خوش مجلس میں آکر اسکے پاؤں پر ڈالدیتی تھیں اور پھر اپنے بالوں سے پونچھتی جاتی تھیں (یوحنا ۱۲ ۳) اور وہ زنا کار عورتوں پر بہت شفیق تھا اور ان کو سزا دینے سے انکار کرتا تھا، اور یہ عجب پیش کرتا تھا کہ دنیا میں سب گنہ گار ہیں ! (یوحنا ۸ ۹) پھر وہ سنتا ہے کہ یہ روحانی معلم بچپن ہی کے زمانے میں مصر پہنچادیا گیا تھا اور اپنا تمام عہد شباب وہاں کسی نا معلوم الحال شہر میں کاٹ کر تیس سال کے بعد اپنے تئیں ظاہر کیا تھا، تو انصاف کرو کہ اسکے لیے کیا امر مانع ہے کہ وہ مسیح کی مجہول و نادانستہ زندگی کے متعلق سخت سے سخت شکوک اپنے دل میں پیدا نہ کرے، اور مسیحیت کو اسکا ذمہ دار قرار نہ دے کہ بچپن سے لیکر جوانی تک کی اصلی اور پر امتحان زندگی کے حالات پیش کیے جائیں ؟

امام طبری اور الزام تشیع

مولانا نے دیباچے کی آخری سطور میں ابن جریر طبری کا ذکر کرتے ہوئے اس الزام کے اصل کی تعلیط کی ہے جسکو بعض معاندین نے انکی نسبت شہرت دی تھی اور انکو شیعہ قرار دیا تھا -

حال میں دہلی سے ایک صاحب نے الہلال میں شائع کرنے کیلئے ایک تحریر واقعہ "احراق بیت فاطمہ" کی نسبت بھیجی ہے، اور اسمیں اس الزام کو بہت طول دیا ہے اور پھر ہمیں معذور رکھا ہے کہ سلسلہ "اسئلہ و اجوبتہا" انکی تائید کریں - افسوس ہے کہ ہم انکی تحریر کی اشاعت سے سود سمجھتے ہیں، ان مباحث کیلیے بیشمار سے ایک بہت بڑا دفتر موجود ہے - لیکن چونکہ ضمناً یہ ذکر آگیا ہے اسلیے یہ کہدینا ضروری سمجھتے ہیں کہ (علامہ طبری) کی نسبت انکی رائے سے ہم متفق نہیں ہو سکتے

اصل یہ ہے کہ (ابن جریر) مجتہد آں ائمہ من، اور مجتہدین وقت کے لیے، جو صاحب مذہب و تعہدی خاص ہوئے، اسلیے وہ اپنے اجتہادات میں کسی کی پیروی نہیں کرتے تھے - (سمعانی) نے انساب میں تصریح کی ہے کہ یہ مجتہد تھے، لوگ انکے مذہب کی پیروی کرتے تھے - سیوطی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے چوتھی صدی تک انکے مقلدین موجود تھے (یعنی جب تک کہ تقلید شخصی شروع نہیں ہوئی تھی) -

مجملہ انکے اجتہادات مخصوصہ کے ایک اجتہاد یہ تھا کہ وہ برخلاف تمام ائمہ اہل سنت کے مسح رجلین کے قائل تھے - حدیث غدیر کی توثیق میں بھی انکو نہایت غلو تھا، چنانچہ اس بارے میں ایک خاص کتاب تصنیف کی -

ان اسباب نے ایک جماعت کو انکا مخالف کردیا، حد یہ ہے کہ حنابلہ ایسے برہم تھے کہ اختلاف الفقہا میں انھوں نے امام احمد حنبل کو نہیں لیا، اور صرف ائمہ ثلاثہ کے مسائل پر بحث کی - انھوں نے بھی اس مخالفت میں شرکت کی، نتیجہ یہ نکلا کہ مسئلہ مسح قدمین کی وجہ سے انکو تشیع کا الزام دیا گیا - اس سے زیادہ اسکی اصلیت نہیں

قطـــرات اشـــک

یا

شهـــر آشـــوب اســـلام

—○ * ○—

اے رواں ' تجھـہ سے تـکلم کے طلـگار ھیں ھم رحم دل تجھـہ سے تـبسم کے طلـگار ھـیں ھم
ساز دل ' تجھہ سے تـرنـم کے طلـگار ھیں ھم اے تري آنکھوں کے قلـزم کے طلـگار ھیں ھم
کر عطا ' دوں تپش ' ھستی سـمـــاب اپني
دیدے چنـگاریاں ' اے نالـۂ بیتـاب اپنی

اے مري نطـق رواں ! نالہ و افغـاں ھو جا ! اے میري نوک قلـم ! ھمسر پیـکاں ھو جا !
اے مري آہ ! سکل دل سے پریشـاں ھوجا ! قرب صفط معـاں ! جا ' کہیں پنہاں ھو جا !
رنـگ ھوں آنکھـہ سے ٹپکے ذرا گہرا ھوکر
اشک داماں میں جو آے ' نو کلیجا ھوکر

اج عریاں ھے جو تھـا سیـنـۂ داعـی مستور تا ترب اس داغ کی لکھـہ سے جہاں ھو معمور
میري صورت سے نمـایـاں ھے جو درد مـوفور آب بھی تـوز دیں اب رخم جگـر کے انگـور
میرے چہرے سے اگـر رنـگ ترب کر نکلے
اشک سے آب کا داماں بھی مشعّـر نکلے

* * *

اے مسلمان ! ھمیں تعھہ سے ھزاروں ھیں گلے سن لے ' ممکن ھے کہ پھر ھمکو ملے یا نہ ملے
چمن دھر میں ' غنچے ترے نغموں سے کھلے ترے نالوں سے حدل کعا ملـک و عرش علے
آج ھنـگامۂ ھستی ترا خاموش ھے کیوں ؟
نغمۂ صعـب درشیـدہ فراموش ھے کیوں ؟

حـوصلـوں کا وہ کلیجـہ میں تلاطم نہ رھـا آروزؤں کا وہ سیـنہ میں تـراکم نـہ رھـا
سـار ھستی کا وہ اگـلا سا ترنـم نہ رھـا حرات آمـور وہ انھـار تکلـم نـہ رھـا
قلب میں درد کی وہ لذت پنہاں ھی نہیں
گلشن دھر میں تو رومہ سامان ھي نہیں

دعـوا الفت کا مگـر درد سے پیمـاں توڑا رخم رکھے ھو مگـر پھر پھی نمکـداں نـوڑا
صید کا عزم ھے اور تیـر کا پیـکاں توڑا ھو مسلمـاں ' مگـر رستـۂ قـرآں توڑا
ھوے نرغان کے طـالب در ایقـاں نھـولے
شدوۂ زندگی " بودر " و " سلمـاں " نھولے

ایـک مٹھی میں اگر اونکے تھی اشتر کی مہار دوسـرے ھـات میں رکھتے تے درھـہ تلـوار
رحمی سعی تے پا ' درد سے سینـہ تھا فـگار نشـۂ سادۂ ایمـاں سے مگـر تے سـرسار
وہ حلالب تھی ' وہ ھیبـت تھی شتر بانوں کی
جھک گئیں گردنیں ایران کے سلطانوں کی !

نطـع پـوشان عـرب کا وہ پـر ارجوش تشور تیغ ھو جاے ' اگر ھاب میں لیں وہ عزموں
سحر تھا بانوں میں اور آنکھوں میں اونکے افسوں چشم و لب کی حرکـت سے کیا اعدا کو زبوں
نـام سے اون کے سلاطیـں عجـم کانپتے تے
سامنے آتے ھوے قلب و قـدم کانپتے تے

جس طرف بڑھ گئے یوں فتح و ظفر لیکے بڑھے جس طـرح نور و ضیـا ساتھہ قمر لیکے بڑھے
روکا دشمـن نے تو پھـر توسـني حضر لیکے بڑھے جھک گیا کوئی تو بس لطف نظـر لیکے بڑھے
ھـلـل گیا " قاف " سداقـت سے اگر ٹکرا کر
" ھـلـال " سے ملگئے پرچم بھی آدھـر لہـرا کر

* * *

گـرر رکے ھے وہ شانـہ پہ محمـد ثـانی بنگچري آگے ' حـلـو میں عـرب و ایـرانی
موچھہ دل کھاے ھوے چیں سے بھري پیشاني تیـور ایسے کہ کـریـں شـعر کا پتـہ پـانی
کہیں تـک ھاب کھاے اونمیں نرھـہ شمشیر
شان وہ بیروں کی تھا ترک ملک بھی نخچیر

تھی مریم سے نصاریٰ کو اُدھر تھی امید — اب فلک سے کوئی ترکوں پہ بلا آئی شدید
جھانکتا ہی تھا ابھی بام فلک سے خورشید — کہ اِدھر نور کو ظلمت پہ ہوئی یوں تصعید

دیر معمور تھا اسلام کے خادموں سے
"صوفیا" گونج اُٹھا تکبیر کی آوازوں سے

زلزلہ پڑ گیا یورپ کے کلیساؤں میں — کھلبلی مچ گئی یونان کے داناؤں میں
آگ عواص نے ٹیوس کے جو دریاؤں میں — ڈیرے کل ڈالدے روم کے صحراؤں میں

بجلیاں تیغ کی گر آج گریں بلقاں پر
چھا گئیں کل وہی بادل کدھر ایران پر

سر سودا زدہ میں عشق کی شوریدگی تھی — سینہ پر داغ تھا اور قلب میں تفتیدگی تھی
حوصلے دل میں تھے اور روح میں بالیدگی تھی — جس طرف دیکھیے اسلام کی روئیدگی تھی

شعلہ توحید کا ہر دل میں بھڑک جاتا تھا
کفر تک نام خدا سنکے پھڑک جاتا تھا

* * *

یا وہی ترک ہیں بلقان میں اب یوں پامال — خستگی روح میں، اعصاب میں تھکن، دل میں ملال
چہرے سب سرخ ہیں اور خون سے یوں کپڑے لال — ڈالدے ہولی میں جس طرح کوئی رنگ گلال

سیل خون شہدا سے ہوا صحرا دریا
پٹ گیا لاشوں سے اور دنگیا دریا صحرا

ہوگئے قتل مکیں اور مکاں ہیں مسمار — جس طرف دیکھیے لاشوں کا لگا ہے انبار
نوچتے ہیں دم خدا قتل الگ ہیں بیمار — ہے زمیں خون خواتین عرب سے گلنار

گردنیں بچوں کی اور آہنی شمشیریں، آہ!
کیسی خاموش ہوئیں تلتی تصویریں، آہ!

سن کے یہ سینہ میں نیچیں جگر ہو کہ نہ ہو — خونفشانی کا محل دیدۂ تر ہو کہ نہ ہو
اے اعصا کی حرارت کی خبر ہو کہ نہ ہو — اپنے انجام پہ کچھ تجھ کو نظر ہو کہ نہ ہو

نہ سہی یہ سہی، مٹیں ترک تو کچھ فکر نہیں
شمع باراں، مگر تڑپے نہ بجھے جائے کہیں

* * *

نہ ترے نالے میں اب کچھ شرر افشانی ہے — رخ ہے وہ، نہ وہ انداز حدی خوانی ہے
نہ ترے سینۂ صد چاک کی عریانی ہے — نہ حدیں کی تری وہ سلسلہ جنبانی ہے

تو نہ ہلا ہیٹھا عصب لذت دلسوزی کو
بیقراری کو، مذاق تپش اندوزی کو

کعب کی اب نہ وہی آنکھ میں سرخی باقی — نہ وہ رفتار میں ہے لغزش مستی باقی
بزم میں ساقی، نہ اب بادۂ صافی باقی — ہے فقط بذکرۂ جام و صراحی باقی

محفل عشرت دوشینہ کا افسانہ ہے
یاری داد سحر کور پر پروانہ ہے

سر طاعت ہے، نہ ہے ذوق نیایش باقی — نہ رسالت کا رہا شوق نمایش باقی
طلب اوج کی ہے اب، نہ گرایش باقی — رہگئی غیر کی اک مدح و ستایش باقی

خس سکوں چاہے تو گرداب کو کب پروا ہے
گرد، شکوہ رم آہو سے کرے، سودا ہے

(یار محمد خان "یار" محمد متع ذوقی)

شئون عثمانیہ

مظالم سرویا

— * —

البانیا کو یورپ ترکوں کے ظلم سے نجات دلاکر مسیحی امن و رحم کا درس دیتا ہے!

— * —

مقامی معاصر استیٹسمین کا نامہ نگار لندن سے لکھتا ہے :

" ڈیلی ٹیلیگراف کے نامہ نگار کے بیان کے بموجب باشندگان البانیا پر موجودہ جنگ کے اثناء میں ہولناک مظالم کا ارتکاب کیا گیا تھا - وہ علانیہ لکھتا ہے کہ (البانیہ) کے مظالم کی (جنکے ذمہ دار معزز سروی افسر اور سپاہی ہیں) تصدیق آسٹریہ' انگریزی' اطالوی' اور ناروی نامہ نگاروں نے ناقابل انکار زور کے ساتھ کی ہے - ان تمام مظالم کی روئداد' جو سروی سپاہیوں کی طرف سے عمل میں آئے تھے' آسٹریا ہنگریں گورنمنٹ کی طرف سے مراہم کی گئی ہے - روئداد ظاہر کرتی ہے کہ تمام ظالمانہ گرفتاریاں جو تاریخ عالم میں بیان کیجاتی ہیں جنرل (جنکوویچ) کے سپاہیوں کے ہاتھوں تمام علاقہ البانیا میں دہرائی گئیں - صرف کومانو اور اسکوب کے درمیانی حصے میں تین ہزار آدمی قتل کیے گیے - پرسیدیا کے قریب ۵ ہزار آدمی سروی ہاتھوں سے زخمی ہوے' لیکن کسی شاہراہ جنگ میں نہیں' بلکہ ایک وحشیانہ قتل عام میں - بہت سے دیہاتوں کے مکانوں میں آگ لگا کر انسانی آبادیوں کو کوئلے کرکٹ کی طرح جلادیا گیا' انکے مظلوم رہنے والے جب گھروں سے باہر کھلے میداں میں نکلے' تو چوہوں کی طرح گولیوں سے مار ڈالے گئے - شوہر بیوی اور بچوں کی آنکھوں کے سامنے قتل کیے گئے' اور عورتوں کو ان بچوں کی حفاظت پر مجبور کیا گیا جو بلا مبالغہ سنگینوں سے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے تھے - مسلمانوں کو پھانسی پر چڑھاتے رہنا سروی سپاہیوں کی ایک ایسی روزانہ تفریح تھی' جسکے بغیر وہ ایک دن بھی بسر نہیں کرسکتے تھے - اگر کسی گھر میں ہتھیار پائے جاتے تھے تو تمام گھر والوں کو یا تو گولی مار دیجاتی یا پھانسی پر لٹکا دیا جاتا - کس قدر بیکس مسلمان اس تاریخ عالم کے بے نظیر قتل عام میں ہلاک کیے گئے ؟ اسکا صحیح جواب کبھی بھی نہیں دیا جاسکے گا - البتہ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ صرف ایک دن کے اندر ۱۳۶ - اشخاص کو پھانسی دیگئی تھی !

ہنگری کا ایک شریف آدمی (ہرٹومش) سابق سکریٹری وزیر اعظم کا بیان ہے کہ میں نے جب سفر کیا تو " (پروزیدنڈ) سے لیکے (اپکس) تک سڑک کے دونوں طرف جلے ہوے دیہاتوں کے علاوہ اور کچھ نہیں دیکھا - سب راہ پھانسیوں کی قطاریں تھیں جن پر البانیوں کی لاشیں لٹک رہی تھیں " (بلغراد) سے شائع ہونے والے اخبارات نے بھی وہ مظالم بیان کئے ہیں جو سروی سپاہیوں کے دست وحشت سے بغیر کسی طرح کی ندامت کے عمل میں آئے -

کرنیل (آسٹرش) کی فوج جب (پروزیدنڈ) میں داخل ہوئی تو کرنیل مذکور نے با آواز بلند کہا " مارو اور زندہ مت چھوڑو ! "

بلغاری اخبارات کہتے ہیں کہ یہ لفظ زبان سے نکلا تھا کہ بھوکے بھیڑیوں کی طرح سپاہی گھروں پر ٹوٹ پڑے اور جو انسان سامنے آیا بے دریغ اسکو قتل کیا - پری لیپ کسوو' اور ورچترا کی وحشت کاریاں ان مظالم اور سفاکیوں سے بھی زیادہ عالم انسانیت کو رولانے والی ہیں اور انکے مقابلے میں وہ سختیاں رحم و محبت معلوم ہونے لگتی ہیں' جو البانیا کے لوگ ترکی حکومت کے زمانے میں برداشت کرتے تھے -

ایک ممتاز البانی شخص جو پروزیدنڈ سے گریزیم واقع (اسٹریا) میں بھاگ آیا تھا اور جس نے اپنا عہد شباب آسٹریا میں زیر تعلیم بسر کیا تھا' حسب ذیل داستان بیان کرتا ہے .—

" سروی سپاہیوں کے آگے اپنے آپ کو البانی ظاہر کرنا اسکے لیے کافی تھا کہ اسکو فوراً گولی مار دی جاے - ایسا ہوتا رہا کہ جو لوگ البانی مسلمانوں کے مقروض تھے انہوں نے اپنے مسلمان قرض خواہوں کو ظاہر کردیا اور وہ بلا استثناء پھانسی پر لٹکا دیے گئے -

(اسکوب) میں تمام مسلح البانیوں کو افسروں نے گولی ماردی اور جس گھر میں ایک معمولی شکار کا چھرا بھی ملا اس کے مالک کو بغیر کسی پرسش کے ہلاک کردیا گیا - پروزیدنڈ میں سروی کمانڈر نے معزز باشندوں کو اسے اپنے مکانوں میں واپسی اور ہتھیار رکھنے کے لیے حکم دیا' اور جب ان مظلوموں نے تعمیل کی' تو اس غدار نے معاً ۴۰ سر آدمی قتل کردیے "

صلیب احمر کا ایک ڈاکٹر بیان کرتا ہے

" سرویا کو جہاں جہاں البانی ملے' بلاتامل قتل کرڈالے گئے - عورتیں' بچے' اور بوڑھے تک نہیں چھوڑے گئے - میں نے سرویا قدیم میں بیشمار گاؤں دیکھے' جنکو آگ لگادی گئی تھی اور اسکے شعلے بھڑک رہے تھے - (دراتزو) اور (سلیمنوتس) میں سیکڑوں قیدی قطار در قطار کھڑے کیے گئے اور مشین گن توپ کے گولوں سے اڑادیے گئے (سلیمنکا) کے قریب جنرل (ریزاوچش) نے ستر سے بھی زیادہ شریف البانی مسلمانوں اور ترکوں کو قتل کیا "

[جس قوم نے اٹھ سو برس تک اسپین میں عیسائیوں کو زندگی اور راحت دی' جس نادر اور بے وقوف ترکوں نے اس سلطنت و حکومت کے زمانے میں جبکہ وائنا کے دروازوں پر انکے گرز پڑتے تھے' عیسائیوں کو اپنی آستین میں چھپا کر دودھ پلایا' یعنی وہ اب علم برداران صلیب کے ہاتھوں اسی سزا کے مستحق ہیں جو ان کی دلسلک لایب لکم' ان کیدھم ومھدس الھلال]

سالونیکا کے چنگی خانہ میں چوری

— * —

(سالونیکا) میں یونانیوں کی غارتگری ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ چوری کا بازار گرم ہوگیا -

قسطنطنیہ کے انگریزی اخبار (لوند عثمانی) کو معلوم ہوا ہے کہ یونانی فوج کے قبضہ (سالونیکا) کے بعد سے اسوقت تک چنگی خانہ کا جسقدر مال چوری گیا ہے' اسکی قیمت کا اندازہ دس ملین گنی کیا جاتا ہے - اسکو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ انگریزی کونسل نے اس قدر نظمی پر اعتراض کیا ہے اور یونانی حاکم سے فرمایش کی ہے کہ چنگی خانہ کے مسلمان سندری پھر مقرر کردیے جائیں' کیونکہ انہی کے نکال دینے سے یہ حالت پیش آئی ہے - یہ ہے حالت اس قوم کے امن و نظم کی' جو تہذیب و تمدن کی اشاعت کے لیے ایشیائی سیادت کا تخت الٹ دینا چاہتی ہے !

PRINTED & Published by A. K AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA.

مجرب و آزمودہ شرطیہ دوائیں جو بلاتاخیر قیمت نقد تا حصول صحت دیجاتی ہیں

— * —

زود کن

داڑھی مونچھ کے بال اسکے لگانے سے گھنے اور لمبے پیدا ہوتے ہیں
۲ تولہ دو روپے

سر کا خوشبودار تیل

دماغ خشک کے علاوہ سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا نزلہ و زکام سے بچاتا ہے شیشی خورد ایک روپے آنہ کلاں دس روپے

حب فنفس کشا

رات کو ایک گولی کھانے سے صبح احابت یا دراعت اگر قبض ہو دور
۲ درجن ایک روپیہ

حب قائممقام افیون

ایک کھانے سے افیم چانڈو بلا تکلیف چھوٹ جاتے ہیں تولہ پانچ روپے

حب دافعہ سدلان الرحم

لیسدار رطوبت کا جاری رہنا عورت کے لئے وبال جان ہے اس دوا سے آرام - دو روپے

روغن اعجاز

کسی قسم کا زخم ہو اسکے لگانے سے جلد بھر جاتا ہے دور ہوتا ہے ناسور بھگندر - خدا زخم کے گھاؤ - کار نکال زخم کا بہترین نافع ہے - ۶ تولہ دو روپے

حب دافع طحال

زردی چہرہ - لاغری کمزوری دور مرض دلی سے بچیات - قدمت دو ہفتہ دو روپے

درأالسعاۃ

ایک دو قطرے لگانے سے درد دانت فوراً دو - شیشی چار سو مریض کے لئے ایکروپے

دافع دردکان

شیشی سیدھا خریداروں کے لئے - ایکروپے

حب دافع بواسیر

بواسیر خونی ہو یا بادی رنجی ہو یا سادی - خون جانا بند اور مسے خود بخود خشک - قیمت ۲ ہفتہ دو روپے

سرمہ مجربہ کرامانی

مقوی بصر - محافظ بینائی - دافعہ جالا - دھند - غبار - نزول الماء سرخی ضعف بصر وغیرہ * ہفتہ معہ سلائی سنگ یشب دو روپے

جوہر عشبہ مغربی

مع چوب چینی وغیرہ

جس کو انگریزی میں سارس پریلا کہتے ہیں

جن امراض کا عروج شد و مد سے سلطنت جسم میں تباہی کرنیوالا ہوتا ہے اُنکو عروج کرنے کا الہ (تار پیتر) اگر کوئی ہے تو یہ جوہر ہے - جب بخار میں انتہا درجہ تک پیچیدگیوں کو رونما کردے اُس وقت اُسکو درست کرنا چاہو تو اس جوہر عشبہ کو استعمال کرو - یہ مرض کو دفع ہی نہیں بلکہ عالم وجود سے کھوتا ہے - جوہر عشبہ انسان کے خون کو صاف کرنے کی عمدہ دوا ہے - اسکے استعمال سے خون گندہ نہیں ہوتا - اس واسطے یہ محافظ صحت ہے - جوہر عشبہ کو میڈیکل افیسر - پروفیسر علوم طب اور حکما نے خون سے سمیت دور کرنے کا علاج قرار دیا ہے - جوہر عشبہ تبدیلی موسم کی وجہ سے جو جسم پر پھوڑے ' پھنسیاں ' دھبے وغیرہ ہوتے ہیں اُن سب کو دور کرتا ہے - جوہر عشبہ حمارہ کے ناعت حب رحم یا ناصور یا بھگندر یا چندل یا سیاہ داغ جس پر سے چھلکے اُترتے ہوں یا زرد آب نکلتا ہو یا حارش زیادہ سلانی ہو یا خناس موسموں میں زخم یا جسم پر دانے پیدا ہوتے ہوں - ہوائے سرد سے سرسامی ہو جاتا ہو یا جسم پر دھبے نکلتے ہوں ' سب کے لئے اکسیر ہے -

انگریزی دوکانوں اور ولایت کے تیار کردہ

عشبے نوجہ آمیزش شراب ایک تو مدعاً ناپائی دوسرے خون کو گرم کردیتے ہیں کیونکہ وہ سرد ملکوں کے لئے گرم الخواص سے پائے جاتے ہیں -

ہمارے جوہر عشبہ و چوب حدیثی کی قضیلت

یہ ہے کہ یہ اس دیس کی طبائع کے حیالات کو ملحوظ رکھ کر سرد و ٹھنڈی ' جوش خون کو روکنے والی ادویہ سے مرکب کیا گیا ہے - جس سے خون میں ٹھنڈک پیدا ہوتی ہے اور جوش خون دور ہو جاتا ہے -

— * —

تجربہ کرکے دیکھ لو! } حب ہاتھ پاؤں میں سوزش کرو - جب جوڑوں میں درد ہو - جب چہرہ پر سیاہی معلوم ہو حب دندان پھول جائیں اور رات کو درد ستائے - حب سر یا داڑھی کے بال گرنے لگیں - حب سر پر تمام کھوپڑی دینے سے گنج کی صورت بنجائے تو ایکو پانے سے تمام شکایتیں دور ہو جاتی ہیں - دردوں کے رحم ' ناصور ' بھگندر دنوں میں بھر جاتے ہیں -

— * —

دلی مستند شہادت } اس جوہر کے مؤثر ' سریع العمل اور مفید ہونے کی یہ ہے - کہ مرحومہ ارد گدشتہ اطباء یکزباں ہوکر لکھتے ہیں - اگر یہ جڑی بوٹی دنیا میں ظاہر نہ ہوتی تو ہم نہیں کہہ سکتے ہزاروں مریض ہر ملک اور شہر میں لاعلاج ہوکر زندہ درگور ہو جاتے - مگر چوب چینی و عشبہ کے ظاہر ہونے سے پھوڑے پھنسیاں اور خون میں سمیت حیوانی یا ہوائی سرایت کرکے جو ردی و موذی امراض پیدا ہوں سب دور ہو جاتے ہیں - جب تمام جسم پر حارش ہو - حراب اور مرطوب آب و ہوا میں رہنے سے بھوک بند ہو جائے - درد عرق النسا ستائے تو ایک آزمائیے -

قیمت دیشیشی تین روپے

پتہ :—

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما - لاہور

فرہنگ بعض الفاظ عربیہ

(القسطنطينيه)	قسطنطینیہ
(ادرنه)	ادرنہ یا ادریانوپل
(بحر سرمرا)	مار مورا
(البغازيه)	ابنجاز سی (آبنائے میں جو ازار سامرس (ثمدرہ) واقع ہیں)
(نهر الدانوب)	دریائے ڈینیوب (جو کسی زمانہ ترکی روسی سرحد تھا)
(النمسا والمجر)	آسٹریا ہنگری
(البوسنه والهرسك)	بوسنیا ' ہرزیگوینا
(الجبل الاسود)	مانٹی نیگرو
(اثينا)	ایتھنس دار الحکومت یونان
(سكك حديد)	یعنے ریلوے لائن کا خط ۔ (یہ لفظ) یعنے ریلوے جبل ' جو ترکی لفظ حکومت کو ریاست ہائے بلقان یونان سے علیحدہ کرتی ہے ۔

(یہ نقشہ قسطنطنیہ کے مکاتب حربیہ کے جغرافیہ سے طیار کیا گیا ہے ' اور اصل نقشے کا بعینہ عکس ہے)

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ٤ | کلکتہ: چہارشنبہ ۲۰ صفر ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta Wednesday, January 29, 1913

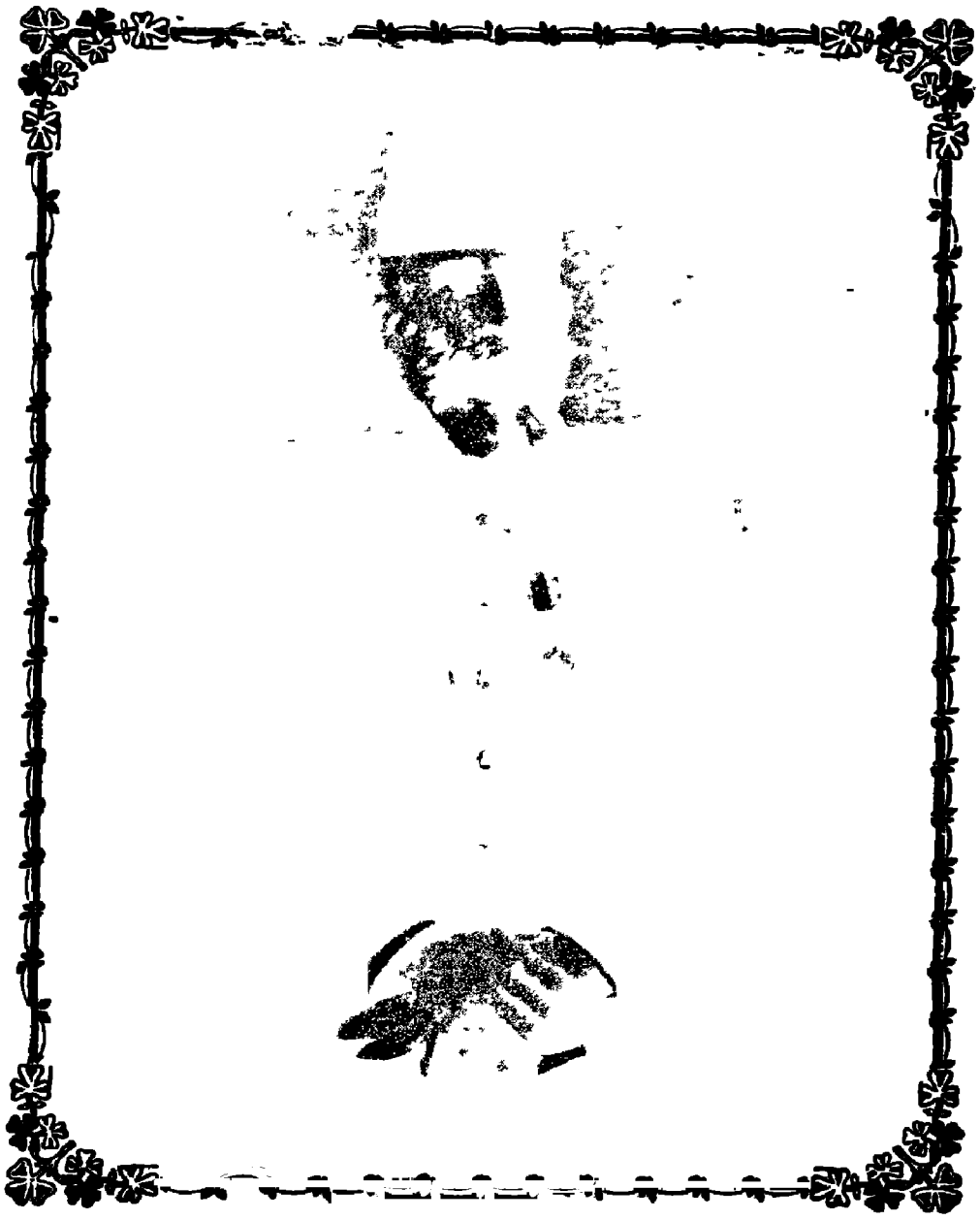

هندوستان میں نئي چیز

وہ کمي جو بہت دنوں سے تھي اب دور ہوئي

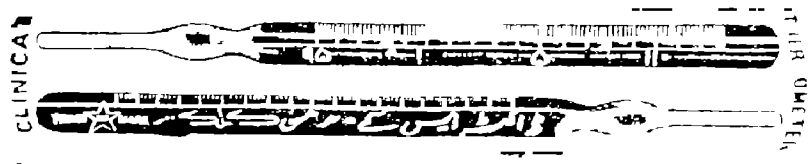

ڈاکٹر جرمن کے مشہور تھرما میٹر کي تعریف کي بابت کچھ کہنے کي ضرورت نہیں ہے - یہ ولایت کے ایک مشہور کارخانہ سے بلوا کر منگایا جاتا ہے - چونکہ اسکے پارہ کي لکیر خوب موٹي ہے - اسوجہہ سے کم سن لڑکے ' ضعیف مرد و عورت کو بھي شناخت کرنے میں کوئي دقت نہیں ہوتي - انگریزي جاننے کي کوئي ضرورت نہیں - ہندي اور اُردو حرفوں میں بھي تھرما میٹر بنوایا گیا ہے - جو ایک روپہلے کیس میں رہتا ہے اور عمدہ کاغذ کے بکس میں معہ پرچہ طریقہ استعمال ملتا ہے - ایک مرتبہ ضرور منگا کر دیکھیے -

انگریزي تھرما میٹر ایک روپیہ چار آنہ
اُردو " " دو روپیہ
ہندي " " دو روپیہ

ڈاکخانہ ایس کے برمن نمبر ۶۵ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

انگریزي حکومت کا مسلمان ہوجانا

— * —

اب بالکل یقیني ہے - کیونکہ حضرت شیخ سنوسي کے خانوادہ نے بمقام بیروت سیدي خواجہ حسن نظامي سے آئندہ حالات کي بسبب جسقدر پیشین گوئیاں کي تھیں (اور جنکو کتاب شیخ سنوسي کے حصہ اول و دوم میں شائع کردیا گیا تھا) سب کو بہو بہو سچي ثابت ہوئیں - اب صرف انگریزي حکومت کے مسلمان ہوجانیکي پیشین گوئي باقي ہے - خوجدا نے چاہا تو عنقریب پوري ہوگي - پس اگر آپ یہ پیشین گوئیاں اور ترکي و ایران علي الخصوص افغانستان و جاپان و چین وغیرہ کے انجام کار کو دیکھنا چاہتے ہیں تو رسالہ شیخ سنوسي کے دونوں حصے پڑھئے - قیمت ہر دو آنہ آنہ -

کلیات اکبر - اسان العصر و جدار السلطنت خان بہادر مولوي سید اکبر حسین الہ آبادي کے اردو کلام کے دونوں حصے چھپ کر تیار ہیں - کاغذ لاجواب چھپائي نہایت اعلی ہے - اور صرف ہمارے ہاں دستیاب ہو سکتے ہیں - قیمت ہر دو حصص ۳ روپیہ ۸ آنہ -

مضامین خواجہ حسن نظامي میں غدر کے اور تیرہ یہ داستان کے سچے مگر دلچسپ درد ناک قصے درج ہیں نیز آلو - مچھر - دیاسلائي وغیرہ عنوانوں پر نہایت مزیدار اور معلي خیز مضامین ہیں -

سفرنامہ ہندوستان بمبئي ' گجرات ' کاٹیواڑ ' عجمات وغیرہ مقامات کا دلچسپ بیانیہ انداز پر بقلم خواجہ حسن نظامي دہلوي قیمت ۸ آنہ -

اسلام کا انجام عصر کے شیخ المشائخ کي حوصلہ افزا پیشین گوئیاں - قیمت ۴ آنہ

اسرار مخفي رموز کا خزانہ بس دیکھنے کے قابل قیمت ۴ آنہ -

ترکي فتح شاہ مشتاق احمد صاحب منجم دہلوي کي پیشین گوئیاں - قیمت ۲ پیسہ

دل کي مراد - شاہ صاحب کے طلسماتي تعویذ قیمت تعویذ آنہ -

کارکنان حلقہ نظام المشائخ دہلي سے مانگئے

شرح اجرت اشتہارات

— * —

میعاد اشتہار	في صفحہ	في کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵۰ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ في مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیے کوئي اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کو جگہہ دیجائیگي -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکي اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچیس فیصدي زائد ہوگي -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھي طیار ہوتے ہیں جسکي قیمت ۸ آنہ في مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

حاص نمبر متعلق انقلاب عثمانی

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

کلکتہ: چہارشنبہ ۲۰ صفر ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta Wednesday, January 29, 1913

جلد ۲ — نمبر ٤

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام احمد محی الدین الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
«الہلال»

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

فہرس

شذرات
مقالۂ افتتاحیہ
حیات بعد الممات ۳
پیغام صباح ۵
حیات بعد الممات ۳
قتل العراصوان ۷
بر اسرار حد و جہد ۷
جاء الحق و زہق الباطل ۸
نامورانِ عروۂ بلقان
سرگذشت انقلاب
تراجم احوال (زیر دیل مقالات)
سیرۃ نبوی (۲) ۹
شئون عثمانیہ
قسطنطنیہ کی چٹھی ۱۱
دول یورپ کی آخری یادداشت ۱۲
القوائے جنگ کے بعد ۱۳
برطانیہ نمساویا و سرویا کی دیرینہ دوست ہے ۱۴
ادبیات
قطرات اشک ۱۵
غزل ۱۵
مراسلات
مسلم لیگ ۱۶
مکاتبات ۱۶

تصاویر

ہز انکسلنسی محمود شوکت پاشا جدید صدر اعظم عثمانی (صفحہ خاص)
مسجد جامع سلیم کی محرابیں واقع ایڈریانوپل ۵
طلعت بے ۶
مرحوم ناظم پاشا ۷
کامل پاشا ۷
عاری ارزے روم میں ۸
نیازی بے (۸ الف)

شذرات

تلغراف خصوصی

(۱)

بعد واپسی "الہلال"

(قسطنطنیہ ۲۳ - جنوری ۶ بجے)

ہاں یہ سچ ہے کہ عدار وزارت نے صبح کے ۱۲ بجے ایسا کرنا چاہا تھا، لیکن قبل اسکے کہ رات کی تاریکی پھٹے، اللہ کی روشنی نمودار ہوئی، اور اس نے اپنی تلوار ہمارے ہاتھوں میں دیدی - سپاہیوں کے ہجوم، افسران مرچ کی برہنہ تلواریں، پٹاک کے نعرہ ہائے خوش و خروش، اور ایک تعیر خواہ عرصداشت کے ساتھ حسپر ٥ - ہزار دستخط کیے گیے تھے، (انور بے) کے قصر کا محاصرہ کرلیا - اگرچہ کوٹھوں سے گولیوں کی ایک ہلکی سی بارش ہوئی مگر وہ ماتحانہ قصر کے اندر داخل ہوا اور وزرا کو حکم دیا کہ اپنی کرسیوں کو خالی کر دو - بعیر کسی توقف کے وزارت مستعفی ہو گئی اور اس طرح یہ دوسرا انقلاب عثمانی ہے جو بعیر کسی کشت و خونریزی کے اختتام کو پہنچا، اگرچہ ناظم پاشا اپنی غلطی کا آپ شکار ہوا -

محمود شوکت پاشا نے نئی وزارت مرتب کرلی ہے، اور اس نے اپنی پالیسی کا اعلان کردیا ہے کہ عرت ملی کو بچائیں گے یا اپنے آپ کو فدا کردیں گے - ایڈریانوپل کی "جامع سلیم" اسی وقت دی جاسکتی ہے، جبکہ قسطنطنیہ کے جامع "صوفیا" کو مسخر کر لیا جائے گا -

اب موسم بدل گیا ہے - ہمارا مقصد اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ اسلام کی عرت کی حفاظت کریں، اور اگر نہ کرسکیں تو مٹ جائیں - یقین کرو کہ ہم مٹ جائیں گے مگر تم کو دنیا میں شرمندہ نہیں ہونے دینگے - پس اپنی دعاؤں میں ہم کو نہ بھولو،

اور اعانت کرو کہ اعانت کا وقت کل تک تھا' اصلی وقت اب آیا ہے -

دنیا نہیں سمجھہ سکتی کہ صرف ۱۲ گھنٹے کے اندر اس عظیم الشان واقعہ کے اسباب کیونکر مہیا کیے گیے ؟

(مصباح الدین شریف)

(۲)

ہز ایکسلنسی محمود شوکت پاشا

کا تار نام الہلال

— * —

(بجواب تلغراف تدبیر و خیر مقدم)

— * —

۲۳ - کی شام کو ہم نے ایک تار تدبیر و خیر مقدم کا ہز ایکسلنسی کے نام بھیجا' جسکے آخر میں یہ الفاظ تھے " ہم خوش ہیں لیکن خدا کیلیے ہم کو اور زیادہ خوش کیجیے اور اطمینان دلائیے - لوگ پریشان ہیں اور آپکا اقرار سننا چاہتے ہیں کہ عزت اسلامی کے تحفظ کو اپنی زندگی پر ترجیح دیجیے گا - ایسا ہو کہ نرعۂ اعدا و ہجوم مصائب آپکے ارادے کو متغیر کردے "

اسکے جواب میں یہ تار آیا :

(قسطنطنیہ ۲۸ جنوری ۳ - بجے)

آپکے خیر مقدم اور اظہار محبت کا دلی شکریہ - یقین دلایئے کہ ہم نے اسلام کی عزت و اسرو کی حفاظت کا قطعی اور حتمی ارادہ کر لیا ہے - (صدر اعظم محمود شوکت)

ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ

فی الحقیقت ترکوں کی مدد کا اصلی وقت کل تک نہ تھا بلکہ اب آیا ہے - کل تک ہمکو معلوم تھا کہ کامل پاشا کی پارٹی برسر حکومت ہے' اور وہ اسلام کی آخری امیدوں کی پامالی پر تلی ہوئی ہے' لیکن تاہم ہم مجبور تھے کہ وہاں جو کچھہ ہو رہا ہے اسکی پروا نہ کریں' اور صرف اپنا فرض اسلامی دیکھیں - لیکن اب ملک کے حقیقی خادم اور سچے حامیوں کو خدا نے بھیجدیا ہے' تاکہ حفظ خلافت اسلامی کیلیے ایک آخری سعی کریں - پس ہزار حیف ہے مسلمانان ہند کی غیرت و حمیت پر' اگر وہ تار پر تار بھیجکر ترکوں کو جنگ کی ترغیب دیں' اور جب وہ کمزور ہوجائیں' تو انکے رحمیوں اور مصیبت زدوں کو نہوں جائیں -

ہم نے آجتک صرف مراھمی اعانت کی ترغیب و تشویق کو اپنا فرض سمجھا' اور بقدر طاقت اس جہاد لسانی کی سعی کی - البتہ بعد تحریک کے جو حضرات دفتر الہلال میں چندہ بھیجتے رہے' انکے لیے ایک فہرست کھولدی تھی - لیکن آج پہلی مرتبہ ناظرین الہلال سے التماس کرتے ہیں کہ وہ گو آجتک ہمارا اس مد میں روپیہ دیچکے ہونگے' مگر الہلال کی فہرست تو اب تک انکی شرکت سے محروم ہے - خدا را اسکی طرف متوجہ ہوں !

یہ التماس خاص ہے عام طور پر تمام اخوان ملت سے التماس ہے کہ ڈاکٹر مصباح الدین کی اپیل سے خدا را اغماض نہ کیجئے کہ وقت رہ آگیا ہے کہ تمام دنیا آپ سے اغماض کرنے والی ہے - مالی مدد جس قدر ہوچکی ہے' اس سے اب دو چند کا وقت سمجھئے - روپیہ بھیجنے کیلیے محفوظ تریں ذریعہ یہ ہے کہ " عمر نسیم بک والس پریسیڈنٹ ہلال احمر " کے نام بھیجیے - دوسری حالتوں میں طرح طرح کے خدشات ہیں -

هفتۂ جنگ

ڈنی وزارت نے اعلان کیا ہے کہ وزارت خارجہ کے تغیر میں دقتوں کا سامنا ہے' تاہم وہ دول کو زیادہ دیر تک منتظر نہیں رکھیگی' اور اگر تغیر میں تاخیر ہوئی تو جواب دیدیا جائے گا -

سچ یہ ہے کہ موجودہ وزارت کا ہر عہدہ ممتوں اور ارادوں کی سعی قربانیاں کے شرائط سے مشروط ہے' علی الخصوص وزارت خارجہ کا عہدہ' جسکے قبول کرنے سے قوی سے قوی مرض شناس دل بھی لرزتے ہونگے -

تغیر وزارت کے متعلق بعد کی تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے قومی گروہ کو روکنے کی کامل پاشا کے ایڈی کانگ نے کوشش کی تھی - جسکے حملے کا فوراً جواب دیا گیا - اسکے بعد ناظم پاشا عصب آلود ہوکر ناہر نکلا' اور افسوس ہے کہ ملت پرستوں کے ہاتھہ سے اسے موت نصیب ہوئی -

معزول و زرا دوسرے دن دو بجے تک نظر بند رکھے گئے تھے مگر اسکے بعد رہا کردیے گیے -

انگلستان نے دو جہاز قسطنطنیہ بھیجدیے ہیں - فرانس نے حرکت کے لئے حکم دیدیا ہے - بلقانی وکلا سر ایڈورڈ گرے سے سرگرم مشورہ ہیں' مگر ساتھہ ہی شکست صلح سے عجیب طرح گریز کر رہے ہیں -

موجودہ حالات کی بنا پر دول کے اندہ رویے کا صحیح اندازہ مشکل ہے - یہ نہیں کہا جاسکتا کہ نئی وزارت کو عنقریب کن حوادث سے دوچار ہونا پڑے گا ؟ اتحاد و ترقی نے تلواروں کے سایے میں اپنی وزارت کا اعلان کیا ہے - مشکلات نے حد و شمار' مالی مسئلہ مقدم تریں مرحلۂ جنگ ہے ' اور اسکی طرف سے اطمینان نہیں - ایڈریانوپل کے محصورین سامان و رسد سے محروم ہیں' اور انکی نازک حالت مزید صبر و صرف وقت کی مقتضی نہیں - پچھلی وزارت نے آخری دنوں کی مہلت (جس سے بلغاریا پورا فائدہ اٹھاتی رہی) اس اطمینان میں ضائع کردی کہ صلح بہر حال ہونی ہے پس جنگ کے انتظام کی ضرورت نہیں - ایسی حالت میں ایندہ کی نسبت کسی قوی توقع کا اظہار بہت مشکل ہے - اللہ تعالی نئی وزارت کو اپنے اس شجاعانہ عزم پر عمل کی توفیق دے - تا ہم اس وقت اتحاد و ترقی نے جو کچھہ کیا ' یہی ایک پیش نظر علاج تھا' اور باقی اللہ کے ہاتھہ میں ہے -

صلح کانفرنس ٹوٹ گئی

اس وقت کا تار ہے کہ بلغاری وکلا نے رشید پاشا کو یاد داشت دیدی' اور صلح کا خاتمہ ہوگیا - تاہم بلقانی ترکی سے یاد داشت کے جواب کے منتظر ہیں - باب عالی' جمعہ کے دن جواب دے گا -

---

اطـــلاع

من جانب سکرٹیری سعدہ ترقی اردو و آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس

آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس نے سالانہ جلسہ دادت سعدہ ۱۹۱۲ ع میں سعدہ اردو کی خدمت راقم کے سپرد کی گئی ہے - سعدہ جسکا کچھہ اہم اور ضروری ہے وہ محتاج بیان نہیں - اور یہ بھی مخفی نہیں ہے کہ اگرچہ اس سعدہ کے متعلق کچھہ نہ کچھہ کام ہوتا رہا ہے - لیکن اب تک وہ سسکتی ہوئی حالت میں ہے اور اس سے جو توقع کی گئی تھی وہ ابھی تک پوری نہیں ہوئی - میں اب اسے خاص اصول پر پوری مستعدی کے ساتھہ چلانا چاہتا ہوں - چونکہ اردو زبان کا قایم رہنا اور ترقی دینا تمام اہل ملک کا فرض ہے لہذا مجھے قوی امید ہے کہ پبلک میری دستگیری کریگی - میں اسے اغراض و مقاصد عام طور پر کثرت سے شائع کرنے والا ہوں اور جو کام زیر تجویز ہیں اسکی اطلاع ارکان ترقی اردو اور پبلک کی خدمت میں وقتاً فوقتاً کی جائیگی لہذا اسدارے میں دہلی کے پتہ سے خط و کتابت کی جاے - اور جو صاحب مجھے اسکے متعلق کوئی مشورہ دینگے میں ان کا نہایت ممنون ہونگا - فقط

عبد الحق - بی - اے - (علیگڈھ)

صدر مہتمم تعلیمات صوبہ اورنگ آباد (دکن) سکریٹری ترقی اردو (آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس) -

الهلال

۲۹ صفر ۱۳۳۱ هجری

— * —

حیات بعد الممات

— * —

تبدیلی و زارت

یا

انقلاب عثمانی

— * —

الا ، ان حزب الله هم الغالبون ! !

— * —

هو الذی انزل السکینة فی قلوب المؤمنین لیزدادوا ایماناً مع ایمانهم ، و لله جنود السماوات و الارض ، و کان الله علیماً حکیما - (۴۸ : ۴)

وہ خدا ہی تو تھا ، جس نے مسلمانوں کے افسردہ دلوں میں اپنے طرف سے قوت اور اطمینان کی روح پیدا کردی تاکہ انکی ایمانی قوت میں ایک تازگی پیدا ہوجائے - زمین کے جانفروشان حق ، اور آسمان کی ملائکۂ نصرت ، دونوں فوجیں اللہ ہی کے ہاتھہ میں ہیں ، بیشک وہ علیم و حکیم ہے -

—:○(*)○:—

والمرسلات عرفا ، فالعاصفات عصفاً ، والناشرات نشرا ، فالفارقات فرقاً ، فالملقیات ذکرا (۱) کہ وہ " صبا " سے " جنوب " کو " سموم " سے " حارم " کو ، " سہام " سے " شمال " کو ، " نسیم " سے " عاصفہ " کو ، (۲) اور ہوائے مخالف سے باد مراد کو ، یعنی مایوسیوں میں سے امید کو ، ناکامیوں میں سے کامیابی کو ، نامرادیوں میں سے مراد کو ، تاریکی سے روشنی کو ، خزاں سے بہار کو ، اور موت سے زندگی کو پیدا کرتا ہے اور دنیا پر اسکے عجائب تصرفات قدرت کا دروازہ ابھی بند نہیں ہوا :

ان اللہ فالق	بیشک خدا (ہی) ہے جو زمین کے اندر بیج
الحب والنوی ،	کے دانے کو (جب کہ وہ محض بیم و امید
یخرج الحی	کی حالت میں ہوتا ہے) پھاڑ کر (امید
من المیت	و کامیابی) کا ایک قوی درخت پیدا کر دیتا
ویخرج المیت	ہے - وہی زندگی کو موت سے ، اور موت کو
من الحی ، ذلکم	زندگی سے نکالتا ہے - یہی قدرت کی نیرنگیاں
اللہ فانی	دکھلانے والی ذات قدوس ، تمہارا خدا ہے ، پھر
یؤفکون ؟	تم کدھر بہکے جارہے ہو ، اور اسکی طرف نہیں
(۶ ۹۵)	جھکتے ؟

جبکہ موسم تابستان کی تابش و تندست زمین کو اسکی تمام

---

(۱) قسم ہے اُن ہواؤں کی ، جو ابتدا میں معمولی رفتار سے چلائی جاتی ہیں ، پھر تھوڑے زور پکڑ کے تیز ہو جاتی ہیں ، پھر بادلوں کو چاروں طرف پھیلا دیتی ہیں ، پھر انکو پھاڑ کر ایک دوسرے سے الگ کر دیتی ہیں - اور پھر قسم ہے انکی ، اسلیے کہ وہ اپنی اس عجیب و غریب مختلف حالتوں سے انسان کے دلوں میں قدرت الٰہی کا خیال پیدا کردیتی ہیں (۷۷ ۱) اس بیان کے ذکر سے مقصود یہ ہے کہ جس طرح ابتدا میں ہوا آہستہ چلتی ہے ، پھر تیز ہو جاتی ہے ، پھر بادلوں کو حرکت دیتی ہے ، اسی طرح گویا انعمی اتحاد و ترقی کی کوششوں کی ہوا ابتدا میں آہستہ چلی ، پھر زور پکڑ کے تیز ہوئی ، اور اب انقلاب و ارتقا کا طوفان کا ظہور ہے ، جسکی آبیاری سے عجب نہیں کہ اسلامی عرب کی کشت امید سرسبز ہو جائے -

(۲) عربی زبان میں جس کثرت کے ساتھہ ہوا کی مختلف قسموں اور حالتوں کیلیے اسماء و صفات ہیں ، شاید ہی کسی زبان میں ہوں ، اور صرف ہوا پر موقوف نہیں ، اسی وسعت کی مثال کیلیے ہر شے پیش کی جاسکتی ہے - سورہ " مرسلات " اور " داریات " وغیرہ میں مرسلات ، عاصفات ، ناشرات ، داریات ، معصرات ، صرصر ، وغیرہ جسقدر الفاظ آئے ہیں ، تمام مختلف ہواؤں کے نام ہیں ، جو عرب جاہلیت کے پیہم صحرائی اور صحرائی زندگی میں دیکھہ لیے تھے - عربی میں اصلی قسمیں ، جو صرف اسماء ریاح کے سمجھی جاتی ہیں ، چار ہیں شمال ، جنوب ، صبا ، دبور - پھر ان چار قسموں سے مختلف اوقات و موسم کی بہت سی قسمیں قرار دی تھیں - مثلاً (صبا) کی قبول ، ہدر ، ابر ، (جنوب) کی نعامی ، خرجج ، ارنب ، اور (دبور) کی لواقح ، زوارع ، زرما ، جعول ، حائلہ ، ہرج ، سوامی ، حروق ، موج ، مسفسفہ ، دوجج ، ھجیم ، رواکس ، وغیرہ وغیرہ ، اور ان اقسام کے ذریعہ سے ہوا کی کوئی طبعی حالت اور موسمی اثر ایسا نہیں ہے ، جسے بہت باریک اور ضعیف حرائیات اختیار کر ملحوظ رکھہ ، صحیح تعبیر نہیں کی جاسکی - ہم نے جن چند اقسام کا ذکر کیا ہے ، وہ یہ ہیں

" صبا " ہوا کی معتدل ، معرج ، آہستہ خرام ، کشت پرور ، لیکن ابر و باراں کے سایہ آنے والی اقسام ہوا میں سے ہے ، جس کو اہل عرب بہت محبوب رکھتے تھے ، " جنوب " اسکے مخالف ہے -

" سموم " گرم ہواؤں کی ایک قسم ہے ، جو دن کو زیادہ اور رات کو کم چلتی ہے ، صحراؤں میں اسکو لو سمجھتے -

" حارم " تھدی ہواؤں کی دو قسموں میں سے ایک نہایت سرد قسم کا نام ہے -

" سہام " نہایت گرم لو کی لپٹ -

" شمال " نہایت ٹھنڈی اور خشک ہوا ، جسکو " شام " کی طرف منسوب کرتے تھے (ترجمان " صبا " کے ، کہ وہ " یمانی " سمجھی جاتی تھی) -

" نسیم " نہایت ہلکی اور غیر محسوس ہوا ، جس سے پتے تک نہ ہلیں -

" عاصفہ " دبور کے اقسام میں سے ایک نہایت سخت قسم کی آندھی ہے ، جو درختوں کی جڑوں کو ہلادے اور قوی سے قوی چیزوں کو توڑدے -

یہ عجیب بات ہے کہ عرب ایک خشک ریگستان ہے جہاں بارش اسقدر کم ہوتی ہے گویا نہیں ہوتی ، لیکن ہوا کی وہ تمام اقسام جو مختلف قسم کے بادلوں کے ساتھہ چلتی ہیں ، اور جو بارش کی خبر دیتی ہیں ، یا جو بارش کے بعد ظاہر ہوتی ہیں ، اگر آپ تلاش کیجیے گا تو عربی میں بکثرت ملیں گی - داریات ، معصرات ، صبا ، ہیف ، وغیرہ اسی طرح کی قسموں کے نام ہیں -

زندگی کی علامتوں سے محروم کردیتی ہے - جہاں کا ہے پناہ حملہ آن تمام ارواح نباتانی کو' جنکے الغاب حیات سے کائنات عالم کی رونق' اور جنکے الوان متخلفہ کی حسن ارائیوں سے اسکی سطح ارضی ایک صفحۂ جمال معلوم ہوتی ہے' ہلاک کردیتا ہے - لہلہاتے ہوے کھیت خشک' شگفتہ و شاداب سبزہ زار افسردہ' باغ و چمن کے نغمے ویران' درختوں کی ٹہنیاں بے برگ و بار ندیاں صحراے ریگ' دریا اترے ہوے' اور فضاے اسمانی پر ارگرد و غبار ہوجاتی ہے - زمیں آفتاب کے آتشکدے کی طرف کھنچنے لگتی ہے' اور وہ اپنی تند شعاعوں کے پے در پے حملوں سے اسکے جوانہ رطوبت کو غارت کردیتا ہے - اُس وقت تمام کائنات عالم نارش کملئے یکسر صداے العطش ہوتا ہے' امید کی نظریں آسمان کی طرف اُٹھتی ہیں اور مایوسی کا جواب لیکر واپس آجاتی ہیں - لیکن پھر تم دیکھتے ہو کہ یکایک فضاے آسمانی میں ایک انقلاب عظیم نمودار ہوتا ہے - ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکے چلنے لگتے ہیں - سیاہ بادلوں کے غول آسمان پر ہر طرف پھیل جاتے ہیں - بجلی کی چمک اور بادلوں کی گرج' آنے والے وقت کا پیغام ہر طرف پہنچا دیتی ہے - صحرا کے میدان' پہاڑوں کی چوٹیاں' درختوں کی شاخیں' طیور کے جھنڈ' انسان اور حیوان' غرضکہ تمام مخلوقات عالم کے چہروں پر بحالی آجاتی ہے' اور یاس کی کبی ایک مبدل نظر آے - پھر کتنی اُمیدیں ہیں جو تمہارے اندر مرتی ہیں اور زندہ ہوتی ہیں ؟ کتنی آرزوئیں ہیں جو ناکامی کی خاک تلے مدفون کردی جاتی ہیں' اور پھر اُٹھکر کھڑی ہوجاتی ہیں ؟ کتنے ولولے ہیں' جنکے مزاروں کو خود ہی کاندھا دیتے ہو' اور پھر خود ہی انکی زندگی کا نوحہ اُٹھاتے ہو ؟ اور پھر زندہ ہیں ہے' کہ جب تم ہر طرف سے مایوس و ناامید ہوجاتے ہو' تو اپنے پیغام اُمید سے تمہارے مردہ دلوں کو زندہ کردیتا ہے ؟

ھو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا و ینشر رحمتہ وھو الولی الحمید	وہ خدا ہی ہے کہ جب لوگ بالکل مایوس ہوجاتے ہیں اور کوئی اُمید بارش کی نہیں پاتے تو پھر وہ اپنی قدرت کی زندگی دکھلاتا ہے اور اپنی رحمت کا مینہہ برسانے لگتا ہے - وہی کارساز حقیقی اور سزاوار حمد و تقدیس ہے -

پیغام سماں

قلم دماغ کے افکار کی ترجمانی کرسکتا ہے' لیکن جذبات کی تعبیر اسکی قدرت سے باہر ہے - " امید و بیم " اور " اضطراب و انتظار " ان چار لفظوں کی ترکیب سے شاید وہ حالت بیاں کی جاسکے' جو ۲۲ - کی سہ پہر تک باشندگان ارضی کے کروروں قلوب پر طاری تھی - اور جبکہ قسطنطنیہ سے صوت و حیات کے آخری پیغامات کا انتظار کیا جارہا تھا -

و لولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض ' لہدمت صوامع و بیع و صلوت و مساجد ' یذکر فیہا اسم اللہ کثیرا (۲۲ - ۴۱)

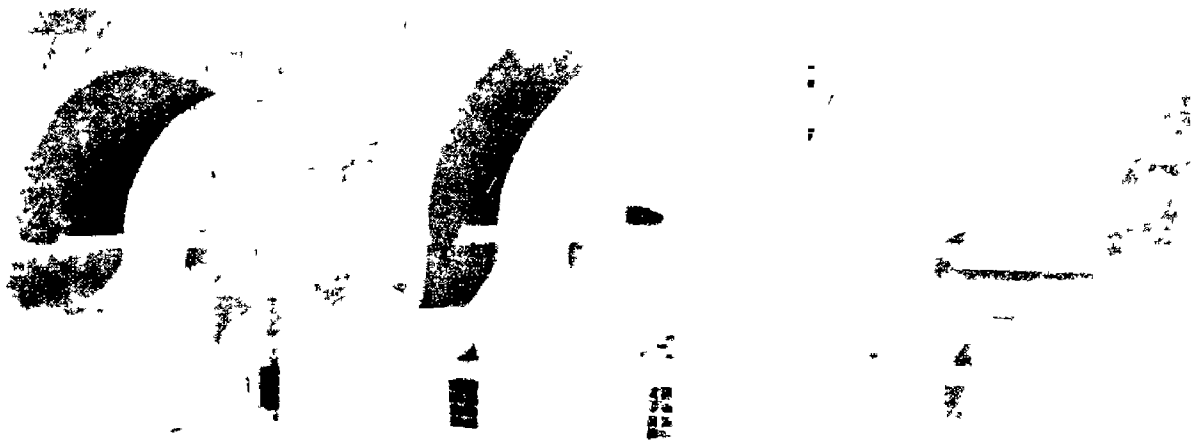

ایڈریانوپل کی مسجد سلطان سلیم کی محرابیں ' جنکو کامل پاشا نے فروخت کرنا چاہا تھا مگر افسر نے اسپر راضی نہیں ہوا

جگہ امید' اور موت کی جگہ زندگی کے آثار و علائم سے دنیا کی صورت یکسر بدل جاتی ہے :

اللہ الذی یرسل الریاح' فتثیر سحاباً ' فیبسطہ فی السماء کیف یشاء' و یجعلہ کسفا ' فترى الودق یخرج من خلالہ فاذا اصاب بہ من یشاء من عبادہ ' اذا ھم یستبشرون (۳۰ : ۷۴)	اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے اور وہ بادلوں کو اپنی جگہ سے ابھارتی ہیں' پھر خدا جس طرح چاہتا ہے اسے کام لیتا ہے - کبھی بادلوں کو آسمان پر پھلا دیتا ہے' کبھی انکے ٹکڑے ٹکڑے کردیتا ہے' اور تم کو ایسا نظر آتا ہے گویا انکے درمیان سے مینہہ نکلا چلا آتا ہے - پھر جب اپنے بندوں میں سے وہ جن پر برسانا چاہتا ہے' برسا دیتا ہے' تو وہ خوشیاں منانے لگتے ہیں -

درحقیقت یہ ایک قانون " حدات بعد الممات " ہے' جو کائنات کی ہر شے پر طاری ہے - انسان مرنے کے بعد کی زندگی کی نسبت ہمیشہ متردد رہا ہے کہ " اذا کنا عظاماً و رفاتاً ' انا لمبعوثون خلقاً جدیدا ؟ " (۱) لیکن اگر وہ زمیں کو دیکھے' جس سے کبھی اسکے قدم جدا نہیں ہوئے' تو اسکے ہر ذرہ میں حیات بعد الممات اور حشر اجساد

(۱) جب ہم مرنے کے بعد گل سڑ کر محض ہڈیاں اور ذرہ ذرہ ہوجائینگے تو کیا یہ ممکن ہے کہ ہمیں پھر از سر نو پیدا کرکے کھڑا کردیا جاے گا ؟ (۱۷ : ۵۲)

کی ایک مثال نظر آے - پھر کتنی اُمیدیں ہیں جو تمہارے اندر مرتی ہیں اور زندہ ہوتی ہیں ؟ کتنی آرزوئیں ہیں جو ناکامی کی خاک تلے مدفون کردی جاتی ہیں' اور پھر اُٹھکر کھڑی ہوجاتی ہیں ؟ کتنے ولولے ہیں' جنکے مزاروں کو خود ہی کاندھا دیتے ہو' اور پھر خود ہی انکی زندگی کا نوحہ اُٹھاتے ہو ؟ اور پھر زندہ ہیں ہے' کہ جب تم ہر طرف سے مایوس و ناامید ہوجاتے ہو' تو اپنے پیغام اُمید سے تمہارے مردہ دلوں کو زندہ کردیتا ہے ؟

ھو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا و ینشر رحمتہ وھو الولی الحمید	وہ خدا ہی ہے کہ جب لوگ بالکل مایوس ہوجاتے ہیں اور کوئی اُمید بارش کی نہیں پاتے تو پھر وہ اپنی قدرت کی زندگی دکھلاتا ہے اور اپنی رحمت کا مینہہ برسانے لگتا ہے - وہی کارساز حقیقی اور سزاوار حمد و تقدیس ہے -

پیغام سماں

قلم دماغ کے افکار کی ترجمانی کرسکتا ہے' لیکن جذبات کی تعبیر اسکی قدرت سے باہر ہے - " امید و بیم " اور " اضطراب و انتظار " ان چار لفظوں کی ترکیب سے شاید وہ حالت بیاں کی جاسکے' جو ۲۲ - کی سہ پہر تک باشندگان ارضی کے کروروں قلوب پر طاری تھی - اور جبکہ قسطنطنیہ سے صوت و حیات کے آخری پیغامات کا انتظار کیا جارہا تھا -

تہذیب عالم آشنا حسینوں نے اپنے سامنے ایک دستر مرگ کو اس حالت میں پایا ہے' جسکے الگا سب سے زیادہ محبوب عزیز موت و حیات کی آخری کشمکش میں ایڑیاں رگڑ رہا ہے' اور وہ منتظر ہیں کہ ان آخری ساعات امید و بیم میں کیا فیصلہ ہوتا ہے ؟

ہم نے اُن محبوبوں کو دیکھا ہے' جو کسی جرنی الزام میں عدالت کے سامنے لائے گئے ہیں' اور اب مقدمے کی اُس آخری مدلل میں کھڑے ہیں' جسکے جج اپنا فیصلہ سنانے کیلیے مسند ہوا ہے' اور اسکے لبوں کی چند حرکتیں زندگی یا موت کا حکم دینے والی ہیں -

کیا اس انتظار کی تعبیر کیلیے یہ دو مثالیں کافی ہیں ؟

ڈرتا ہوں کہ نہیں' کیونکہ وہ اس سے بھی زیادہ مضطرب' اس سے بھی تھکر جاں گسل' اور اس سے بھی درجہا زیادہ ہوش ربا تھا - اِس انتظار میں شخصی زندگیوں کی موت و حیات کا اضطراب ہے' لیکن وہ قوموں اور ملکوں کے بقا و فنا کا انتظار تھا - جس طرح سمندر کے کنارے کھڑے ہوکر مجبور و بے دست و پا تماشائی اپنے دوست و احباب' عزیز و اقارب' اہل و عیال' اور مال و جاہ سے بھرے ہوے جہاز کو موجوں کے اندر ڈوبتے اور اچھلتے دیکھتے ہیں' اور آخری امید کی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسکے مستولوں کو تلاش

کرے ہیں کہ شاید موجوں کے اندر سے اپنی سلامتی کا پیغام دیں - '
بعینہ اسی طرح مسلمانوں کی سترہ صد سالہ عرب کی کشتی
(نوسفورس) کبھی موجوں میں نہیں' بلکہ اسکے کنارے ایک محل کی
سنگی فرش پر درچار گرداب ہلاکت ' اور محصور امواج و تلاطم تھی

وہ کشتی جسکو قلزم کی موجوں سے کبھی ہراس نہیں ہوا تھا
وہی تجربی نہم فی موج با لحبال (۱۱ - ۴۴) (۱) اب ہوا کی
اُس جھونکے سی موج کی متحمل نہ تھی ' جو چند انسانوں کی
لہروں کی حرکت کے ساتھہ سراے " دولمہ باغچہ " کی فضا میں
پیدا ہونے والا تھا - وہ نادان ' جس سے اطلانطیک اور بحر ظلمات
کے خارا شگاف طوفاں سر ٹکرا کر رہجائے تھے وما استطاعوا ان یظہروہ '
وما استطاعوا لہ نقبا (۱۸ ۹۶) (۲) اب اس صرصر دسائس کے ایک
جھونکے سے پھٹ کر گر جانے والا تھا ' جو " ثمس " کی نہر دریا نما
سے اٹھکر' نوسفورس کے کناروں پر چل رہا تھا - وہ سمندروں اور اسکی
موجوں کے مسخر کرنے والے مسافر ' جنکے عزم و ارادے کو بحر عرب
کی وہ گرم و بلند ہوائیں کبھی شکست نہ دےسکیں جن سے حریرہ سقوطرہ
کے کنارے کی موجیں کھولتے ہوے پانی کی طرح اُبلتی ہیں ':
کانہم نعتان مرصوص (۶۱ ۴) (۳) اب اُن سرد ہواؤں کے ایک
طمانچے کے خوف سے کانپ رہے تھے ' جو بحر بالٹک کی منجمد
برف سے اٹھکر' اُن کے سروں پر سے گذرنے والی تھی -

لہروں اور موجوں کے اندر یہ سب کچھہ گذر رہا تھا ' اور بے بس
دیکھنے والے مضطر تھے کہ یہ ڈوبتی ہوئی کشتی ہمیشہ کیلیے بیٹھہ
جاتی ہے ' یا موجوں اور طوفانوں سے ایک مردانہ اور معاندانہ کرے
کیلیے اسکے شکستہ تختے اور تار تار بادباں ' سطح سمندر پر پھر
نظر آئے ہیں ؟

کنارے پر کھڑے رہنے والے سمندر کی موجوں کے قہر اور کشتی
کی بے بسی کا تماشا دیکھہ سکتے ہیں ' پر سمندر سے لڑ نہیں سکتے '
لیکن ایک سب سے بالا تر قاہر و مقتدر ہستی ہے ' جو سمندر کی
موجوں اور کشتی کی بے بسی ' دونوں کو دیکھتی ہے ' اور پھر اسکا
ہاتھہ جس کی طرف چاہتا ہے ' نصرت و حمایت کیلیے بڑھتا ہے -
خشکی کی پر امن سطح پر تم اسکو بھول سکتے ہو' لیکن سمندر کی
ہلاکت خیز موجوں میں اسکے سوا کون ہے ' جس کی یاد مایوس
دلوں کو تسکین دیسکتی ہے ؟

ہو الذی یسیرکم	وہی ہے ' جو تم کو خشکی اور تری ' دونوں پر
فی البر و البحر '	چلاتا ہے ' یہاں تک کہ تم سمندروں کے
حتی اذا کنتم فی	اندر ہوے ہو اور کشتی باد موافق کی
الفلک ' و جرین	مدد سے چلتی ہے اور بیٹھنے والے مطمئن
بہم بریح طیبۃ	ومسرور ہوتے ہیں ' (لیکن پھر یکایک)
و فرحوا بہا '	تند و تیز ہوا کے جھونکے چلنا شروع ہو جاتے
جاءتہا ریح عاصف	ہیں ' ہر طرف سے موجیں اٹھہ اٹھہ کر
و جاءہم الموج	حملہ آور ہوتی ہیں ' اور وہ نا امید ہو کر
من کل مکان	سمجھنے لگتے ہیں کہ اندر ان موجوں میں
و ظنوا انہم احیط	گھر کر رہگئے - یہ نا امیدی انکے دلوں میں
بہم ' دعوا اللہ	خلوص اور انقطاع کے ساتھہ اللہ کا خیال پیدا

(۱) سورۂ ہود میں حضرت نوح کی کشتی کی نسبت ہے ' یعنی " وہ کشتی پہاڑ جیسی بلند موجوں کے اندر لے جانے و خطر چلی جا رہی تھی ! "

(۲) سورۂ کہف میں (ذوالقرنین) کی نسبت ہے کہ اس نے قوم یاجوج و ماجوج کو روکنے کیلیے ایک ایسی مستحکم اور بلند دیوار بنائی کہ " نہ تو وہ اسپر چڑھہ سکتے تھے اور نہ اسمیں سوراخ کر سکتے تھے "

(۳) مجاہدوں کے نظم و ثبات کی تعریف میں فرمایا ہے کہ وہ اسطرح جم کر لڑتے ہیں " گویا ایک سیسے کی دیوار ہیں "

مخلصین لہ الدین!
(۱۰ ۲۳)

کر دیتی ہے' پس وہ دعائیں مانگنے لگے ہیں
کہ قدرے سوا اب نجات دینے والا کوئی نہیں!

اگر غم اور افسوس کے وقت انسان کے دل اسکے پہلوؤں سے تڑپ
کر باہر نکل سکتے ' تو نہیں معلوم اُس وقت کتنی کثرر رحمی دل
حزیں کی چادر میں لپٹے ہوے گرد و خاک پر لوٹتے ' جبکہ اس
انتظار و اضطراب ' امید و بیم ' خوف و طمع ' اور لمحات
حیا و ممات کے بعد ۲۲ حزیران کو نیں بجے یہ خبر ' صاعقۂ ہلاکت
بنکر قسطنطنیہ سے پہنچی

" جس مجلس کا انتظار تھا ' وہ صبح کو " دولمہ باغچہ " کے
قصر میں منعقد ہوئی - ۸۰ - آدمیوں کا مجمع تھا - تھوڑی دیر
کی بحث کے بعد تقریباً بالاتفاق فیصلہ ہوا کہ دول کا ترک قبول
کر لیا جاے - اب ایک یاد داشت دول کے سفرا کو دی جاے گی '
جسمیں ترکی گورنمنٹ اپنے آپ کو یورپ کے ہاتھہ سپرد کر دے گی
اور ایڈریانوپل اور جزائر ارچپل کے بارے میں انکے احکام
(تجاویز) کے آگے سر اطاعت خم کر دیگی (نفعل ما یشاء و یختار)" :

وہ اس کشتی کے نیچے کا آخری مسطر تھا ' جس نے بتلادیا
کہ اب کیا ہونے والا ہے ؟ .

کشتی ما نورطۃ گرداب فتنہ رفت
صد دندان اگرچہ بہر سو گما شتیم
حیات بعد الممات

تار پڑھتے ہی بے اختیار ہماری زبان سے (اوس بن حجر)
کے مشہور مرثیے کا مطلع نکل گیا

ایتہا النفس اجملی جزعا
ان مایحذرین قد وقعا

مایوسی کی انتہا ہوچکی تھی' اور فیصلہ آخری تھا ' چند گھنٹوں
کے بعد دوسرا تار آجانے والا تھا کہ ترک کا جواب سفراے دول کے حوالے
کردیا گیا ' اور اس میں بظاہر کوئی امر مانع نہ تھا - تاہم ایک چیز
تھی ' جو باوجود موجوں کی طوفاں خیزی اور کشتی کے پارہ پارہ
ہوجانے کے ' پھر بھی اُمید دلاتی تھی کہ ایک عینی ہاتھہ اسکے تختوں
کو نکالنے کیلیے بڑھنے والا ہے - ومن یقنط من رحمۃ الا الکافرون ؟
(انجمن اتحاد و ترقی) کی آخری سعی کا حال ہمیں معلوم تھا' اور
نہ اس پہلے ڈاکٹر مصباح الدین شریف نے (ممبر اتحاد و ترقی اور
شریک سعی انقلاب) کی ایک تفصیلی چٹھی بھیجی تھی ' جسمیں
ایک نئے انقلاب کی طراری کی تفصیلی سرگذشت مرقوم تھی '
پھر ہم کو یقین کامل تھا کہ اتحاد و ترقی کے عہدۃ السیف ممبر اپنے
نفس فدا کردینگے' مگر اس آخری وقت میں ملک و ملت کی عزت
کو اس یہودی الدسل دجال (کامل پاشا) کے فتنے سے بچانے کی
ضرور جانفروشانہ سعی کرینگے - تاہم وقت آخری اور انتظار کی مہلت
ناپید تھی - ہمنے اسی وقت ڈاکٹر موصوف کے نام تحقیقات حال
کیلیے تار بھیجا ' لیکن قبل اسکے کہ انکا جواب آے ' ۲۳ - کو
ڈھائی بجے کی تقسیم میں ریوٹر ایجنسی نے اُس چیز
کی خبر دی ' جسکی دل تصدیق کرتا تھا ' مگر واقعات جھٹلاتے تھے :

" وزارت مستعفی ہوگئی ' محمود شوکت وزیر اعظم' طلعت بے
وزیر داخلی ' اور عزت پاشا وزیر حربیہ - طلعت بے نے کہا کہ ہم
نے عزم بالجزم کرلیا ہے کہ ایڈریانوپل کو اپنے قبضے میں رکھیں -
یا تو ہم اپنی عزت کو بچالیں گے یا مٹ جائیں گے "

یہ چند الفاظ تھے ' جن میں کروروں دلوں کی مدفون امیدوں
کیلیے ایک اقلیم حباب پوشیدہ تھی -

رات کے نو بجے ڈاکٹر مصباح الدین شریف کا جواب بھی آگیا'
جس نے اس انقلاب کی تفصیلی سرگذشت سنائی :

فانظر الی اثار رحمت الله ! کیف یحی الارض بعد موتها ان ذلك لمحی الموتی ' وهو علی کل شیٔ قدیـر (٣٠ ' ٤٩)

پس رحمت الهی کی ان نشانیوں کو دیکھو ' کہ کیونکر وہ موت کے بعد دوبارہ زندگی بخشتا ہے ؟ بیشک وہ موت کو زندگی سے بدلدینے والا ہے اور ہر شے پر قادر ہے -

قتل الحـرا صواں

الدس بم می عمرة ساہوں (٥١ ٩)

ناظرین انہی اُن خیالات و آرا اور توقعات کو بھولے ہونگے جو پچھلے چھ ماہ کے اندر الہلال کے صفحات پر ہمیشہ ظاہر کئے گئے ہیں - جنکہ سعید پاشا اور انجمن اتحاد و ترقی کی شکست کی خبر کا تمام عالم استقبال کر رہا تھا ' جنکہ احانب کا دست دسائس " حرب الحریہ و الائتلاف " کے پردے میں کام کر رہا تھا ' جنکہ صلب " اپنی راہ سے " توحید" کی اصلی اور سچی محافظ جماعت کو ہٹا دینے میں کامیاب ہوگیا تھا ' اور جنکہ ہندوستان کے تمام اخبارات بلا استثنا (مختار پاشا) کے نام سے مرعوب ہوکر ' المرید ' العدل ' اور المقطم (قصم الله) کی مکذوبات و مفتریات کو بلا تامل قبول کر رہے تھے ' اور بدبختانہ اس انگریزی سازش کا شکار ہو رہے تھے ' جو اپنے اعمال مخفیہ کے انجام دینے کیلیے جوب انجمن اتحاد و ترقی کو شکار کر چکی تھی ' ترمی الحقیقت وہ وقت انجمن اتحاد و ترقی کے حسن ظن رکھنے والوں کیلیے ایک نہایت نازک ارمایش کا وقت تھا ' اور تمام ہندوستان و مصر بلکہ خود قسطنطنیہ کے متفقہ عوماے مخالف کے مقابلے میں اپنی راے پر قائم رہنا بہت مشکل تھا ' تاہم اُسوقت اس حرم حق گوئی کا مرتکب صرف الہلال ہی ہوا تھا کہ اس ہنگامۂ ضلالت ' اور طغیان شرارت ' و عرضت حق و صداقت سے بغیر ایک لمحہ کیلیے بھی متاثر ہوے ' انجمن اتحاد و ترقی کی حمایت میں اور بلند کی ' اور ٢٩ - ستمبر کی اشاعت میں ایک تفصیلی افتتاحیہ مضمون لکھکر انجمن کی شکست کو مرکز خلافت کے تحفظ کیلیے مصیبت عظمے و ابتلاے شدید قرار دیا -

نیز لکھا کہ " خواہ کچھ ہو ' مگر انگلستان کی سیاسی مکذوبات سے انجمن اتحاد و ترقی مر نہیں سکتی - کچھ بعید نہیں کہ عنقریب وہ اپنے پانچ سال پیشتر کے کارنامے ایک مرتبہ اور دنیا کو دکھلادے "

اس سے بھی زیادہ سخت و شدید زمانہ جنگ بلقان کے چھڑنے کے بعد شروع ہوا - اس جنگ کا آغاز انجمن کی شکست سے اور (مختار پاشا) اور (کامل پاشا) کے زیر اقتدار شروع ہوا تھا ' اور جسقدر شکستیں ہوئی تھیں ' وہ فوج کی بد نظمی اور بے قاعدگی سے نہیں ' بلکہ فوجی ضروریات و انتظامات کی بد نظمی سے ہوئی تھیں ' جسکا ذمہ دار صریح طور پر بر سر حکومت دفتر جنگ تھا ' لیکن تاہم چونکہ اب تاج عالی پر نہ سلطان محمد خامس کی حکومت تھی ' اور نہ دورانے عثمانی کی ' بلکہ کامل پاشا کے پردے میں انگلستان حکومت کر رہا تھا ' اسلیے تمام عثمانی ناکامیوں کو انجمن اتحاد و ترقی کی طرف منسوب کیا گیا - اگر مرحوم (ناظم پاشا) ے (عبد الله پاشا) کو دو لاکھہ دشمنوں کے مقابلے میں محض سہ ہزار فوج کے ساتھہ بھیجنے کی غلطی کی تھی ' اگر لولی درعلس کو عین وقت پر مدد دینے سے وہ قاصر رہا تھا ' اگر محمود مختار پاشا ے فرق قلعسی میں منتہی ہو سپاہیوں کو لیکر دو لاکھہ بلغاریوں کے مقابلہ کرنے میں ے احتیاطی کی تھی ' اگر حملے کی تہریں فرصت کو مختار پاشا ے عمل میں کھو دیا تھا ' اگر نا وجود بلغاری ریاستوں کے علانیہ سرحدی حملوں اور اقدام کے ' کامل دو ہفتے تک تاب عالی یورپ کے وعدہ ہاے امن پر اعتماد کرتا رہا تھا ' اور اگر دفتر جنگ کے رسد رسانی کی نازک ترین خدمت کو محض بلغاری ریلوے والوں کے رحم پر چھوڑ کر ' ترکی کے پیکر شجاعت و جاں نثار سپاہیوں کو چار چار دن تک بھوکا رکھا تھا ' تو ان تمام جرائم کے ملزم اتحاد و ترقی کے وہ مظلوم و بے دست و پا ممبر تھے ' جن کو انہوں حکومت سے نکلے ہوے کئی ماہ گذر چکے تھے ' اور جنمیں سے اکثر جمل جانوں کے کمروں میں محصور ' یا یورپ کے شہروں میں چھپے پھرتے تھے !

درحقیقت وہ سب کچھہ یورپ کر رہا تھا ' اور ترکوں کی عمر مدفوع فوجی ناکامی اسکے لیے ایک طلائی فرصت تھی - لیکن چونکہ بد قسمتی سے یہ ناکامیاں واضح ' اور حقیقت مستور تھی ' اسلیے عالم اسلامی اس دسیسۂ ابلیسی سے متاثر ہو رہا تھا ' اور تمام یورپ اور مشرق نے اتحاد و ترقی کی مخالفت میں گویا ایک مستحکم معاہدہ کرلیا تھا -

ہم صلح جائیں گے مگر قومی عزت کو ہاتھہ سے نہ دیں گے (ریوٹر ایجنسی ٢٣ - جنوری)

بہت مشکل تھا کہ ایسے موقعہ پر انجمن سے حسن ظن قائم رکھنے والے اپنے تئیں اس عالمگیر مخالفت کے اثر سے محفوظ رکھتے ' تاہم الحمد لله کہ ہماری نظر ابتدا سے اُن حقائق معتقدہ پر تھی ' جنکی صداقت مدلل مبرہن ' اور جنکی واقعیت غیر متزلزل تھی - ایک لمحہ بلکہ ایک عُشر لمحہ کیلیے بھی ہمارا دل اتحاد و ترقی کی طرف سے مشکوک و مایوس نہیں ہوا ' اور بلا انقطاع (الہلال) میں یہ بات ظاہر کرتے رہے کہ "موجودہ مصائب کی علت اتحاد و ترقی نہیں ' بلکہ اتحاد و ترقی کی شکست ہے " ذالك هدی الله یهدی به من یشاء ' ومن یضلل الله فما له من هاد ؟ (٣٩ ٢٣)

مشہور اتحادی . طلعت بے

جس نے سنہ رجب صدر الاعظم میں حدید وزارت کے پروگرام کا اعلان کیا

پر اسرار حد و جہد

از شریف کار عبدالله ای کا مراسلہ ،

ڈاکٹر صباح الدین شریف بے

— * —

اُن واقعات کے دہرانے کی ضرورت نہیں ' جو کل تک گذر چکے ہیں - کل تک ہماری آخری اُمید یہ تھی کہ انجمن اتحاد و ترقی کو ٢٤ - جولائی کی تاریخ کے دھرانے کا موقعہ ملے اور موجودہ اسلام فروش وزارت کا خاتمہ ہو -

آج وہی امید واقعہ کی صورت میں ظاہر ہوگئی ہے - کئی ہفتے جاتے ہیں ' جب اس انقلاب کے مرتب حالات دنیا کے سامنے آئیں گے ' جب ٹائمز اور منچسٹر گارڈین کے نامہ نگاروں کی مراسلات ہم تک پہنچیں گی ' یا پھر مصر کے اخبارات سے مسندہ اور محرف ' مگر ایک حد تک تفصیلی حالات معلوم ہونگے - لیکن خوش قسمتی سے ہمارے پاس ایک ایسی تحریر موجود ہے ' جس کو اس انقلاب کی خبر کے بعد ' کسی اخبار کے دفتر کیلیے سب سے زیادہ قیمتی چیز کہنا بیجا نہوگا ' اور اسکی وجہ سے ہم طیار ہیں کہ آج عالم مطبوعات میں سب سے پہلے اس انقلاب کے متعلق صحیح ترین حالات بیان کریں - وہ حالات ' جو آج کی اشاعت کے ٹائمز ' ڈیلی ٹیلیگراف ' اور المرید میں بھی عالباً نہونگے ' اور اگر ہونگے تو اس سے زیادہ مشرح اور موثق نہونگے -

مرحوم ناظم پاشا، جسکی قسمت میں عرب کی صوت نہ تھی
کیونکہ وہ مسلمانوں کو دلت کی زندگی بسر کرنا چاہتا تھا

انکی صحت اور توثیق کیلیے اس قدر کہدینا کافی ہوگا کہ یہ اُس شخص کے قلم سے نکلے ہوے ہیں، جو " اتحاد و ترقی " کی مخصوص پریس جماعت کا سرگرم رکن ہے، مدارس کی اولین مرکزی جمعیت کا ممبر ہے، انقلاب عثمانی سے پہلے اسکا ایک خفیہ داعی اور واعظ رہچکا ہے، اور مدتوں جاسوسوں کی آنکھوں میں خاک ڈالکر فوجی بارکوں کے اندر پھرتا رہا ہے - اُن تین مشہور انقلاب انگیز اور استبداد شکن رسالوں میں سے دو کا مصنف ہے، جنکی ایک لاکھہ کاپیاں سنہ ۱۹۰۷ - ع میں تمام ترکی فوج کے اندر پوشیدہ تقسیم کی گئی تھیں، اور جنمیں سے پہلا رسالہ (احمد رضا بے) کا " وظیفۂ و مسئولیت " نامی تھا - جو برخلاف سیکڑوں رز پرست اور اغراض دوست مخالفان عبد الحمید کے، ایک سچا اور مخلص حریت پرست عنوان تھا، جسکو اتحاد و ترقی کے زمانۂ قیام مصر میں عبد الحمید کے ایجنٹوں نے طرح طرح کی طمعیں دلاکر رام کرنا چاہا، لیکن وہ بغیر ادائے الفاظ کے احسان " اجتہاد " میں اپنی انتہ فشاں تحریریں شائع کرتا رہا، اور ایک لمحہ کیلیے بھی حق و صداقت کے مصائب پر، ظلم و عدوان کے بخشے ہوے عیش و عشرت کو ترجیح نہ دی - یعنی نامور اتحادی . ڈاکٹر مصباح الدین شریف بے، جسکا مختصر ذکر ہم پیشتر کرچکے ہیں، اور جنھوں نے نہیں معلوم اس انقلاب کی کتنی باریک اور الجھاؤ طلب گھڑیوں میں یہ چٹھی لکھکر، فی الحقیقت تمام مسلمانان ہند پر احسان عظیم کیا ہے -

ہم نے سب سے پہلے ڈاکٹر موصوف کا نام لک ناشی (نیاری بے) کے رزنامچے میں دیکھا، جو (خواطر نیاری) کے نام سے شائع ہوا ہے - اسکے بعد انکے متعدد مقالات ورسائل کے تراجم ڈاکٹر (ولی الدین بک) وغیرہ نے عربی اخبارات میں شائع کیے، اور پھر (احمد رضا بے) کے ذریعہ انسے خط و کتابت کی صورت نکل آئی، اور عرصے تک سلسلہ جاری رہا -

اتحاد و ترقی کی آخری پارلمنٹ میں یہ (روم ایلی) کے کسی شہر کی طرف سے ممبر تھے، لیکن " الحریہ و الائتلاف " کے برسر اقتدار ہونے کے ساتھہ ہی اتحاد و ترقی پر جو مصیبت آئی، اُس نے صدہا اشخاص کی طرح انکو بھی قسطنطنیہ کے ترک کر دینے پر مجبور کیا - جنگ بلقان کے چھڑ جانے کے بعد ہم صحیح خبروں کے دریافت کرنے کیلیے بے چین تھے - ہم کو سب سے پہلے انہی کا خیال آیا اور بار بار دریافت حال کیلیے انکے نام تار بھیجے مگر سخت تعجب اور مایوسی ہوئی، جب کوئی جواب نہیں ملا -

لیکن ۹ - جنوری کی ڈاک میں یکایک ایک خط ملا، جسمیں صرف انکا ورزٹنگ کارڈ ملفوف تھا، اور جس سے معلوم ہوا کہ وہ قسطنطنیہ آگئے ہیں - اسکے بعد ایک مختصر خط آیا، جس میں لکھا تھا کہ وہ قسطنطنیہ میں نہ تھے، " کیونکہ قسطنطنیہ میں انکے لیے مصیبت تھی، لیکن چونکہ اب خود ملک و ملت کیلیے مصیبت درپیش ہے، اسلیے اپنی مصیبت کو بھولکر واپس آگئے ہیں "

اسی خط میں انھوں نے لکھا تھا کہ وزارت کے نام تار بھیجنا انکا فعل عبث بلکہ بمنزلہ انگیز حماقت ہے - ہندوستانیوں کو چاہیے کہ ترکی اخبارات کے نام تار بھیجیں، تاکہ عام پبلک کو انکے حالات کا علم ہو، چنانچہ ہم نے اس مضمون کا تار اردو و انگریزی اخبارات میں انہی کے ایما سے بھیجا تھا -

اس خط کے جواب میں ہم نے انکے نام متعدد تار بھیجے اور اتحاد و ترقی کے ممبروں کی رہائی کے بعد کے حالات کی تفصیل دریافت کیے - انہی تاروں کا جواب ہے، جو گذشتہ ڈاک میں موصول ہوا ہے -

اس چٹھی کی اصلی قدر و قیمت اس واقعہ میں پوشیدہ ہے کہ اسکا لکھنے والا موجودہ انقلاب کا ایک رکن حلدل، اور ایک عصر کا رکن ہے، اور من جملہ اُن چند عجیب انسانوں کے ہے، جنھوں نے دو ہفتے کے اندر ایسا عظیم الشان انقلاب پیدا کردیا، اور ظاہر ہے کہ ایسے شخص سے بڑھکر اور کس کا قلم واقعات صحیحہ کا قابل وثوق راوی ہو سکتا ہے ؟

اس چٹھی کا ترجمہ آپکو نہ دیل " نامورواں عروۂ ثلثاں " آد - صفحات پر ملے گا -

---

جاء الحق و زهق الباطل

ان الباطل کان زهوقا (۱۷-۸۳)

— * —

مستر نلدت کو ہم کئی بار یاد کرچکے ہیں، مگر آج اصلی دن آگیا ہے کہ ایک مرتبہ پھر انکی طرف دیکھیے - ہم نے ۱۱ - دسمبر کی اشاعت میں لکھا تھا کہ صلح کانفرنس شیطنت آباد یورپ کے عفریت سیاست کا تخت بچھائے گی، اور بالآخر کامل پاشا ملکی خیانت کے بوجھہ سے کمر خمیدہ، اور ملک کی لعنت کے عصا پر ٹیکتا ہوا لایا جائے گا تاکہ اس تخت کے آگے سر بسجود ہو -

کامل پاشا اپنے گھٹنوں کو زمین پر رکھہ چکا تھا - وہ اپنی وزارت کا اصلی فرض صرف یہی سمجھتا تھا کہ اُن احکام کی یکے بعد دیگرے

مراقبت وبال امرها، وكان عاقبة امرها خسرا
(۹۵ : ۹)

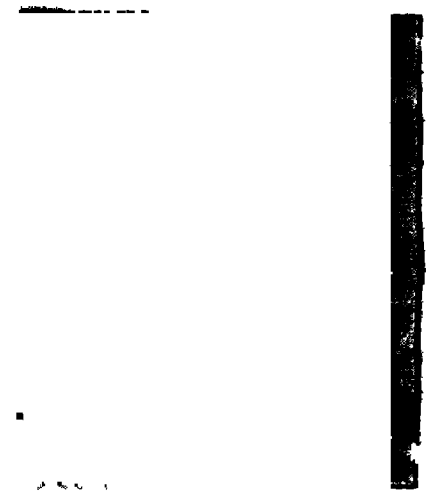

کامل پاشا، جسکا حائن ملت سینہ قوم پرستوں کی گولی کا ناظم پاشا سے زیادہ مستحق تھا لیکن شاید قدرت اس طرح کی موت کو اسکی سزا کیلیے کافی نہیں سمجھتی -

ناموران غزوۂ بلقان

تو نعل خوش ثمرے کیستي، که باغ و چمن
همه رخویش پندند و در تو پیوسند !

طرابلس میں عاربي انورے کے ترکي مصائب و آلام کي خبر سني ہے ' اور شدت رنج و الم سے سننے کي حالت اس پر طاري ہوگئي ہے - جوش تاسف میں ہاتھہ مل رہے ہیں اور حیران ہیں کہ کیا کریں ؟ انکے ساتھہ جلیل عمري تک بیٹھے ہیں جو تیمارداري کی انکی لڑائي میں زخمي ہو گئے تھے' اور اب گو اچھے ہو گئے ہیں مگر چلنے سے معذور ہیں - اس معرکہ میں تیسرا شخص صرف مرہاد تک ہے ' جس نے یہ تصویر کھینچي تھي -

—:*:—

تعمیل کرتا جاے ' جو انگلستان کی طرف سے اسکے قلب پر القا کیے جاتے ہیں - اس نے صلح کانفرنس کی درخواست کی ' دارالصلح لندن کو تجویز کیا ' اور سر ایڈورڈ گرے نے مشورہ فرمائی کی زحمت بھی اسکي خاطر گوارہ کرلي - پھر یونان نے بارہوں فریق جنگ ہونے کے قاعدات القرا پر دستخط نہیں کیے ' مگر اس نے اپني کوتاہ گردن کو جنبش نہیں دي - ایڈریا نوپل کے محصوریں کو رسد بھیجنا اولین مرحلۂ القرا تھا ' لیکن رھانے لاکھوں باشندوں کی زندگي کو بھی اس نے اپنے زور زبردست آقا کي مرضي پر چھوڑدیا اور اسکی سخت اصرار کرنے کی گستاخي نہیں کي - پھر البانیا اور مقدونیا کی آزادي کا مسئلہ سامنے آیا ' مگر اس نے ترکي وکلا کو انکے مرضي کے خلاف مجبور کیا کہ بلا چون و چرا ہر حکم کو تسلیم کرلیں - سب سے آخر جزائر ایجین اور اڈریا نوپل کي جزائگي کا حکم ہوا ' اور ایڈرنا نوپل کی جزائگی کا مشورہ قسطنطنیہ کي جزائگي کا ایک مہذبانہ کنایہ تھا ' یہ یورپ کے دفاتر خارجیہ کا رفتار عالم یقیناً اب بھی طیار تھا کہ مزاً قصر (سینٹ جیمس) کی چوکھٹ پر اپنی نو سالہ پیشانی کي ایک ایک شکن گھس کر مٹادے ' اور اس سجدۂ ملعونہ میں دیر نہ کرے ' جسکے لیے اسکي جھکی ہوئی کمر کا دار حیات اسے تازانہ جھکا رہا تھا ' لیکن وہ حماۓ حق پرستان عیور ' وہ مجاھد حریت و دستور ' وہ مجاھد لواے اسلامي ' وہ مداے راہ اسلام پرستی ' وہ آیہ من آیات اللہ ' وہ حزب من احزاب اللہ : یعنے انجمن اتحاد و ترقي اب اپنی جہاد حق و صداقت سے عاجز نہ تھی - اسکے ممبروں کو اگرچہ قید کیا گیا ' اسکے رئیسوں کو جلا وطنی پر مجبور کیا گیا ' اسپر طرح طرح کی تہمتیں لگائی گئیں ' اور اسکي سعی و جہد حمایت کو کبھی تعارت حکومت سے ' اور کبھی خلع سلطان حال سے تعبیر کیا گیا ' لیکن، تاہم حفظ وطن عزیز ' اور خدمت کلمۂ ملت کی جو مقدس آگ اسکے سینے میں شعلہ زن تھی ' وہ ایک نور الہی تھا ' جس کو کامل پاشا اور اسکے پس پردہ معاندین کے دھاں کفر پھونک مارکر نہیں بجھا سکتے تھے - خدا کی جنود نصرت سے ہمیشہ عاجزوں اور درماندوں کے ہاتھہ میں اپني تلوار دي ہے ' یہ سچ ہے کہ انجمن مطاہر کے دست و پا ہوگئی تھی ' مگر اسکو کیا کہنے کہ خدا تعالی کے حفظ ناموس اسلامی کی آخري گھڑیوں میں اپنی نصرت فرمائی کیلیے اسي کو چن لیا تھا - یکا یک شقاوت لائی کے قلعوں میں سے ایک فوجی اصطراب کی آندھی اٹھی ' اور آناً فاناً قصر وزارت اور سراے " چراغان " کی کھڑکیوں تک پہنچ گئی - یہ ان معاھدیں اتحادي کے دور زوال دورے کا نتیجہ تھا ' جسکا حال آگے چلکر آپ پڑھیں گے - خود دارالخلافہ کے مختلف حلقوں میں بھي شورش کے شدید آثار شروع ہوگئے ' اور ایک ڈیپوٹیشن سلطان المعظم کی خدمت میں پہنچا ' جس نے پرانے قسوت کے ساتھہ ملکی خواہش کا اظہار کیا اور کہا کہ " ہم دلت کی صلح کے نہیں ' بلکہ عزت کر دینے والی مگر نا عزت جنگ کے طلب گار ہیں " اس اصطراب و اعتشاس نے وزارت کو مجبور کیا کہ ایڈریا نوپل اور

شياطين الجن والانس يوحي بعضهم الى بعض زخرف القول غرورا (٦ ١١٢)

غرضکہ صرف ایک گھنٹے کے اندر تیرہ سو برس کی عزت اسلامی' اور آٹھ سو برس کی متاع عثمانی کو دائمی دلت و روسیاهی کے درهم برهم پر یورپ کے هاتهه مروخت کردینے کا فیصله کردیا :

اولائك لعنهم	یهی وہ لوگ هیں که الله کی ان پر پهٹکار
الله ویلعنهم	پڑی اور (چالیس کروڑ مسلمان) لعنت
اللاعنون	کرنے والوں نے بهی انکی (اس عزت فروشی)
(٢ ١٥٥)	پر لعنت کی -

خدا تعالی نے مسلمانوں کے لئے علامت یه بتلائی هے که اذلة علی المومنین' اعزة علی الکافرین ( ) لیکن ان عارگراں عزت اسلامی کی حالت اس وقت بالکل برعکس تهی اعزة علی المومنین' سلمانوں کے معاملے میں نهایت مغرور اذلة علی الکافرین ! و سخت' لیکن کافروں کے سامنے عاجز و ذلیل

آج (محمود شوکت پاشا) کہتا هے که " هم جنگ کے خواهشمند نهیں' لیکن اگر عالم اسلامی کی نعریں اور جنگ' دونوں همارے سامنے آئیں' تو هم مجبور هیں که آخری چیز کو اختیار کریں " اور اس طرح صاف لفظوں میں هماری اُن التجاؤں اور فریادوں کی عزت کا اعتراف کرتا هے' جو هم تمام اکناف عالم سے قسطنطنیه بهیج رهے هیں' یعنی مسلمانوں کے سامنے اسکا سر اعتراف جهکا هوا هے - لیکن کامل پاشا نے آغاز جنگ سے لیکر آخر تک مسلمانان عالم کے صدها تاروں اور التجاؤں کا کہیں اشاره تک نهیں کیا اور اپنی اس ذمه داری کو کبهی دنیا پر ظاهر نهیں کیا' جو مسلمانوں کی طرف سے آج مرکز خلافت کے ذمے عائد هوتی هے - اسکا سر همارے آگے نهیں مغرور تها' لیکن یورپ کے سامنے سر بسجود فاي الطريق الحق بالامن ان كنتم تعلمون ؟

يوم يسمعون الصيحة بالحق
ذلك يوم الخروج
(٥٠ ٤١)

اس فیصلے کی خبر همارے دلوں کیلئے ایک برق هلاکت تهی' پهر اداره کرنا چاهئے که اتحاد و ترقی کے ملک پرستان عیور پر کیا گذری هوگی ؟ تاهم جس سمندر کی تہ میں گندهک کے طوفان آتشیں اٹهه رهے تهے' اسکی سطح بالائی اب بهی خاموش تهی -

٢٣ - کروزرا کا اجتماع هوا که اس فیصلے کی تعمیل کیلئے باقاعده یادداشت مرتب کی جائے -

اب یه مرحلت کی آخری گهڑیاں تهیں' جو ایک گهنٹے کے اندر تعزیر کے ساتهه گذر جاتیں - جس عزت ملک و صلت کے زنده لاش کی " مجلس " نے تجهیز و تکفین کی تهی' اب اسکا مزار قبر کے کنارے رکهدیا گیا تها تاکه مدفون کر دیا جائے -

مجلس فیصله کر چکی تهی' صرف سفراے دول کے پاس با قاعده جواب بهیجنا باقی تها - چند گهنٹے اور مطلوب تهے که ملک فروشی کے ابلیسانه عمل کی پوری تکمیل هو جائے - جب وزارت با قاعده جواب بهیج دیتی' تو پهر هميشه کیلئے معامله هاتهه سے نکل جاتا اور کوئی علاج ممکن نه هوتا -

لیکن پهر وہ دیرینه سال قدرت کہاں تهی' جسکا هاتهه عین اُس وقت کشتی کے بچانے کیلئے نمودار هوتا هے' جبکه ایک لمحه کے بعد اسکے تختے سطح آب پر تیرنے والے هونے هیں ؟

یه شیطان کی روح تهی' جو اپنی فتح مندی کو آخر تک پہنچادینے کیلئے سرگرم کار تهی' لیکن پهر خدا کی فوج کہاں تهی ؟

جاء الحق

هاں اب وقت آگیا تها که موسم بدلے' اور قرار پا گیا تها که وہ حی و قیوم اپنی قدرت کی ایک نئی نشانی دنیا کو دکهلادے - پس وہ سب کچهه شروع هوگیا' جو همیشه ایسے وقتوں میں هوا هے - خاموش سمندر کی سطح یکایک متحرک هوئی' اور آسمان پر برق و باراں کے آثار ظاهر هوگئے - جوش ملی اور عزت اسلامی کا یه ایک صور تها' جسکی آواز نے ایک طرف هزاروں انسانوں کو چند لمحوں کے اندر جمع کردیا' اور دوسری طرف اسکی گرج سے حائلین ملت کے دل کانپ گئے ان كانت الا صيحة واحدة فاذا هم خامدون (٣٦ ٢٨)

روحی افسروں کی برهنه تلواریں' پبلک کا جوش و خروش' طلبا کے نعرهاے ملی' جان فروش سپاهیوں کی صفیں' حق طلبی کا عزم راسخ' انقلاب کا فتح مند ولوله' اور ان سب پر نصرت الهی کی غیبی تلوار کی چمک' یه مناظر عظیمه تهے' جو باب عالی کی طرف کسی مقدس رسم کے سکون و وقار کے ساتهه بڑهرهے تهے - وہ پیکر حمیت اسلامی' مجسمۂ نصرت الهی' تاجدار سالار لواے ملت' جاں نثار راہ حق صداقت' محيي الملة و الدين' محترف الاسلام و المسلمين' حصنة الله المتين' آية الله في الارضين' الذي صدق اخبار الماضيين' و حقق ماتسع من مآثر الاولين' و الذي هو في جبهة هذ الدهر غرة' و في قلادته درة' لا تد ايهما في الدنيا درة - و الذي تجمل صفاته الجليلة ان يحصرها حاصر' و يستوعبها ناظم و ناثر - سيف الله القوي العظيم' و المجاهد في سبيل الله و دينه القويم' يعني قهرمان مدافعۂ ملی' بطل الشهير : غازي انور سب کے آگے تها' اور مشهور ملت پرست مرور و مجاهد حريت دستور : فلک ناشي نيازي بے' اور سرگرم رکن اتحاد و ترقي جمعيت بے اسکے يمين و يسار تهے : ثله من الاولين و قليل من الاخرين (٥٦ ١٣)

(انور بے) کے هاتهه میں ایک کاغذ تها' جس پر ٥ - هزار انسران جنگ' اور عام پبلک کے دستخط تهے اور اسمیں تبدیل وزارت یا انکار صلح پر زور دیا گیا تها - فوجي اقتدار کا اداره اس سے کیا جاسکتا هے که فوج کا جو حصه وزارت کے هاتهه میں تها' اُسے کسی غیر معلوم طریقه سے مصنوعي جنگ کیلئے ظاهر نهیں کیا گیا تها' اور اور جس قدر فوج شهر میں موجود تهي' وہ سب کي سب قومی جماعت کے ساتهه مسلح هوکر جا رهي تهي -

وزارت نے خبر اپنے کام میں مشغول تهي که یه جماعت اسکي کهڑکیوں کے نیچے پہنچ گئی -

اگرچه ریوٹر کي تار برقیوں سے معلوم هوتا هے که صرف ناظم پاشا کے ایڈي کانگ نے اس هجوم کو روکنے کي سعي کي' اور ناظم پاشا نے " گستاخ کتے " سے زیاده کہنے کي مهلت نهیں پائي' مگر ڈاکٹر مصباح الدین کے تار سے معلوم هوتا هے که " گولیوں کی ایک هلکي باڑش " ضرور هوئی تهی - بهر حال مجمع باب عالي کے سامنے پهنچکر رومیه تعزیروں' هنگامه خیز صداؤں' اور جنگ و انقلاب کے پیهم نعروں میں مصروف هوگیا (جسمیں چند هندوستاني مسلمانوں کی صدائیں بهی ملی هوئی تهیں) اور (انور بے) ایک فاتح حکمراں کي طرح' بے دهڑک وزارت خانے کے هال میں داخل هوا اور کامل پاشا کو حکم دیا که یا جنگ کے قائم رکهنے کي قسم کهاے یا اپنی کرسي خالي کردے - بالآخر کچهه دیر کے بعد وہ وزارت کے مستعفی هوجانے کی بشارت لیکر فتح مندانه مجمع کے سامنے نمودار هوا' اور پهر سلطان المعظم کي خدمت میں حاضر هوکر (محمود شوکت پاشا) کی وزارت کے قیام کا حکم لے لیا :

جرائر ایجس کے مسئلہ میں بظاہر استدامت ظاہر کرے اور اسکا نتیجہ تھا کہ صلح کانفرنس میں باب عالی کے اڑھکر مچل جانے کا ایک مرصع ڈراما دکھلایا گیا - اور ہم نے کامل پاشا کی حلف سے بالکل متضاد حد تک کہ باب عالی جزائر دیکر صلح کرنے پر کسی طرح راضی نہیں !

یہ اضطراب جب بڑھا تو مجلس اعظم کے منعقد کرنے اور جنگ و صلح کے مسئلے کو عام استفتاء رائے سے طے کرنے کا اعلان کیا گیا اور اس سے بھی یہی مقصود تھا کہ کسی طرح فرصت نکالکر اس قومی جوش کو فرو کیا جائے جو انجمن اتحاد و ترقی کے مہلت پاکر پیدا کردیا ہے - اسی اثنا میں دول کے آخری یاد داشت بھی پیش کردی اور باب عالی کے تذبذب سے نگزکر روس نے دو مربعہ صاف لفظوں میں التی مدتم دیدیا -

اب حالت متحدرش اور مہلت مفقود تھی - ایک طرف یورپ کے سخت و فیصلہ کن احکام ' اور دوسری طرف انجمن اتحاد و ترقی کی تلوار کے دو بارہ نیام سے نکلنے کا خوف تھا - بالآخر قوم کو مطمئن کرنے کیلیے دول کے نوٹ کا ایک جواب طیار کیا گیا اور اسمیں ایڈریانوپل کی مساجد اور سلطانی مقابر کی حالت زار پر یورپ سے رحم کی درخواست کی گئی - مگر جواب کا یہ مسودہ بھی اس غرض سے نہ تھا کہ بھیجا جائے ' بلکہ صرف ایک مریب امیر ارادے کا اعلان تھا تا کہ قوم کا جوش ترقی نہ کرجائے ' نیز کہا جاسکے کہ وزارت نے نوٹ کی منظوری سے انکار کردینے کا بھی ارادہ کیا تھا -

مگر یہ تمام کوششیں اس جہاد حق و معروف کے جوش کو سرد کرنے کیلیے بیکار تھیں ' کیونکہ انجمن کے ہاتھ اب قوی ہوگئے تھے ' اور اس نے قوم کو جواب عملہ سے ہشیار کردیا تھا - تاہم یہ واقعہ بھی اس انقلاب کے واقعہ کی طرح دنیا ہمیشہ تعجب میں غرق ہوکر سنے گی کہ ان حالات کے آخری دنوں میں انجمن نے بظاہر اپنے تمام پیدا کردہ اضطراب پر خاموشی اور سکون کی چادر ڈالدی تھی ' اور جس سمندر کی قہار موجیں دو تین دن کے بعد حکومت کا تختہ اولٹ دینے والی تھیں ' اسکی سطح پر ہوا سے پیدا ہونے والی ہلکی لہروں تک کا پتہ نہ تھا !

یہ کیسی عجیب بات ہے کہ ایک شدید ترین سیاسی انقلاب کیلیے پبلک اور فوج میں شورش پیدا کرائی جارہی تھی ' اور اس طرح کی شورشیں جب پیدا ہوجاتی ہیں ' تو اُن پر خود شورش کرنے والوں کا بھی قابو نہیں ہوتا - لیکن نا ایں ہمہ ملکی شورش کی قوت کو ایک مقید استیم کی طرح انجمن اپنے ہاتھوں میں دبائے ہوئے تھی ' کہ جب ضرورت دیکھے ' اس وقت پر اس سے کام لے ' اور جب تک اصلی وقت استعمال نہ آئے ' اسے مٹھی میں چھپائے ہوئے خاموش دبائے رہے !

انجمن کی اس عاملانہ قوت کا یہ دوسرا مظہر ہے ' کیونکہ پہلا واقعہ اس سے بھی عجیب تر سنہ ۱۹۰۷ ع کے انقلاب دستوری کا تھا - اور یہ ہی الحقیقت ملکی انقلابوں کیلیے ایک اصلی اور بنیادی نکتۂ عمل ہے -

وزارت کی شکست

وزارت کے سامنے سب سے زیادہ مشکل مسئلہ (قومی مجلس) کا تھا - اسکے انعقاد کا اعلان ہوچکا تھا اور وہ چاہتی تھی کہ ملک کی اجنبی مرعوب کی دائمی تعدی سے کسی طرح جان بچ جائے ' اور حصول مقصد کے ساتھ اسکا طوق حود ملک کی گردن میں ڈالدے - پھر اسی خیر کو اپنے خیال میں ملک کے سکون کیلیے الہٰ فریب بھی سمجھتی تھی - ان اسباب سے اسکا انعقاد ناگزیر تھا - ساتھ ہی خوف تھا کہ اگر ایک اصلی قومی مجلس منعقد کی جائے گی تو قوم کسی طرح اسکے لئے راضی نہوگی کہ جنگ کی تلوار سے جاں بچاکر صلح کی پھانسی کی رسی اپنی گردن میں پہن لے -

بالآخر اس مشکل کو کسی طرح حل کیا گیا اور ۲۱ - کو مجلس اعظم کیلیے اعلان ہوا - ووٹر نے ۲۲ کے تار میں شرکاے مجلس کی تعداد ۸۰ - بتلائی ہے اور اگر یہ سچ ہے تو یقیناً اس تعداد میں صلح پسند معارضی پیدا کرنے کی کوئی پر فریب کارروائی کی گئی تھی ' جسکے حالات انشاء اللہ آگے چلکر معلوم ہونگے - مجلس میں جو تقریریں کی گئیں ' اور جس طرح (حسب روایت ووٹر) تعدد کسی طولانی مباحثے اور اختلاف کے صلح کے تمام شرائط پیش کردہ تسلیم کرلیے گئے ' اس سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ اس صحبت کو " مجلس " کے نام سے منعقد کرکے قوم کو احمق بنانے کی کوشش کی گئی تھی ' ورنہ وہ قومی مجلس کی جگہہ صرف کامل پاشا کی جماعت اور " حزب الحریہ " کے پرستاروں کا ایک سازشی مجمع تھا - ایسی مجلس کا نام قوم منعقد کرلینا کوئی مشکل بات نہیں ہے اور اگر آپ کو تعجب ہو تو (الشی بالشی یذکر) آپ کامل پاشا کے دارالوزرا کی جگہہ (علی گڈہ) کے دارالمصلحین میں جاکر اس طرح کے قومی کاموں کا نمونہ دیکھہ سکتے ہیں -

مشہور معاہد دستور : بیداری کے

عزت ملی کی مرحوم کا اخری سودا

انجمن اتحاد و ترقی یہ سب کچھہ دیکھہ رہی تھی مگر بالکل خاموش تھی ' اور اپنی قوت کو (جیساکہ ڈاکٹر مصباح الدین نے لکھا ہے) انتہائی مجبوری کے پیش آنے کی صورت میں صرف کرنا چاہتی تھی -

یہاں تک کہ بدھ کے دن گیارہ بجے (یعنے ۲۲ -) کو شطرنج کے حاکمیں مار مارکر وزرا کو انکے سازش کدوں سے نکالا ' اور سراے " دولمہ باغچہ " میں مجلس کا انعقاد ہوا - بظاہر کچھہ دیر تک

آپسمیں سرگوشیاں کرتے رہے : فاضل تعصم علی تعض یدساءلون (ا) اسکے بعد ہر صدعہ کے وزیر نے اپنے اپنے صدعہ کی صورت و ہلاکت کا اتہہ اتہہ کر اعلان کیا - وزیر مال نے کہا کہ روپیہ نہیں ' وزیر خارجی نے کہا کہ روس کی تلوار سر پر چمک رہی ہے - وزیر حربی نے کہا کہ گو سپاہی جنگ کے لئے تیار ہیں مگر جنگ سے کوئی امید فلاح نہیں - گویا ملکی داب و مسکنت کی تکمیل کیلیے سب نے اپنے اپنے صدعے کا کام آپسمیں تقسیم کرلیا تھا اور ہر شخص تقسیم عمل کے بر اس اصول کے مطابق صرف اپنا کام انجام دیکر بیٹھہ جاتا تھا

کدالک ' و اورثنا قوماً اخریں ' فما بکت علیهم السماء والارض ' وما کانوا منظریں - (۴۴ ۲۷)

(پس) اس طرح کا واقعہ پیش آیا ' اور جب ہم نے ایک دوسری جماعت کو انکی جگہ کا وارث بنایا ' تو اُن لوگوں پر آسمان اور زمین ' کسی نے بھی آنسو نہیں بہائے (کیونکہ انکا زوال عام کا نہیں بلکہ خوشی کا مستحق تھا) اور نیز خود انکو بھی مہلت نہیں دی گئی کہ وہ کسی طرح اپنے تئیں سنبھالتے -

پس یہ ایک قدرت الہی کی نشانی ' اور حق و صداقت کی فتح مندی تھی ' جو اس طرح تکمیل کو پہنچی - ایندہ کی نسلیں کون زباں کھول سکتا ہے ؟ حالات نازک ' مشکلات کا ہجوم ' دشمنوں کا اتحاد ' اور راہ اعتماد ناپید ' نہیں معلوم کل کو کیا حالات پیش آئیں ؟ ایسے سخت اور نازک موقعہ میں (دول کے متفقہ نوٹ کی نا منظوری کے اعلان کے ساتھ) وزارت کا جاں گسل ذمہ داری اپنے سر لینا ' فی الحقیقت ایک معاهدانہ قربانی ہے جو اس قریشی النسل اور آل فاروق معاهد محمود شوکت پاشا نے راہ اسلام پرستی میں کی ' پس آئندہ جواہ کچھ ہو ' لیکن اتحاد و ترقی نے اس وقت اپنا اولین فرض ملی و اسلامی ادا کر دیا اور جو کچھ کیا ' یہی اس موقعہ پر کیا جا سکتا تھا

وانه لحسرة علی الکافرین ' وانه هو الحق الیقین ' فسبح باسم ربک العظیم (۶۹)

اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ کافروں کے لیے موجب حسرت ہے ' اور اسمیں بھی کچھ شک نہیں کہ یہ ایک قطعی اور یقینی صداقت کا ظہور ہے - پس اپنے پروردگار عظیم و قدوس کی حمد کرو (جس نے اپنی امید بخشی کا دروازہ تم پر بند نہیں کیا ہے)

ایک پر اسرار جد و جہد

— * —

سرگذشت انقلاب

ایک عثمانی شورش انقلاب کے قلم سے (۱)

— * —

(ڈاکٹر مصباح الدین شریف نے) لکھتے ہیں ·

" کل احرار (اقدام) اور (سبیل الرشاد) میں آپکے تار چھپ گئے - جزاکم اللہ تعالی - جن تفصیلی حالات کو آپ پوچھتے ہیں ' انکو کیا بیان کروں اور جس زخم نے ناسور ہونے کی امید نہیں ' اسکی آبیاری کا افسانہ کیا سناؤں ؟ ہمارے سروں پر خاک مذلت (۲) اور ہماری امیدیں یکسر وقف پامالی ' ہم موت اور حیات کے کنارے پر ہیں - نہ زندگی کی امید ہے ' اور نہ مرنے کی راہ نا را

(ما کلید بهشت شکستیم در دوزخ دروے ما بستند)

لیکن امید پرست انسان ' جسکی حسیات منفعلہ مایوسی سے ہمیشہ گریز کرتی ہیں ' اطبا کے جواب دیدینے کے بعد بھی موت کا حذر مقدم نہیں کرتا - اپنیاں رکھتا ہے اور دعائیں مانگتا ہے - ہم کو امید نے جواب دیا ہے مگر ہم امید کو جواب نہیں دیسکتے - کامیابی ہم سے بظاہر روٹھ گئی ہے ' مگر ہم کوشش سے کیونکر گردن موڑ لیں ؟ بس کوشش میں مصروف ہیں اور نہیں جانتے کہ نتیجہ کیا نکلے گا ؟

آج چار مہینے سے دنیا دیکھ رہی ہے کہ دولت عثمانیہ تہریس کے میداں میں بلغاریا سے لڑ رہی ہے ' مگر اسکو اصلی جنگ کا حال معلوم نہیں - نسل عثمانی کی موجودہ جنگ اسکی خاک سے باہر نہیں ہے ' بلکہ اندر ہے - اسکی اصلی جنگ وہ ہے ' جو حدود قسطنطنیہ کے اندر موجودہ حکومت اور اتحاد و ترقی میں ہو رہی ہے - اگر وہاں دولت عثمانی یورپ کے مقابلے میں مظلوم اور بے دست و پا ہے ' تو یہاں بھی نسل عثمانی کی امیدیں برسر اقتدار حکومت کے اجانب پرستانہ جور و تعدی سے ' انتہاے مظلومی و بیکسی کو پہنچ چکی ہیں - دنیا کو اس وقت یقین نہیں آتا تو ہمکو کوئی پروا نہیں ' لیکن وہ وقت دور نہیں جب اسکو یقین کرنا پڑیگا کہ عثمانیوں (۱) کی بیرونی مظلومی و شکست ' سرتا سر انکی اندرونی مظلومی کا عکس ہے - انکی اصلی بدبختی یہ ہے کہ وہ اپنے گھر کے اندر مظلوم و بیکس ہو گئے ہیں ' اسلئے ظاہر بھی مظلوم و کس مپرس ہیں !

. . . . . : : : . : : .

کاش ہمکو منانے کیلیے موجودہ وزارت نے جس قدر اپنی طاقت صرف کی ' اسکا کچھ حصہ بھی اُن دشمنوں کے مقابلے میں خرچ کرتی ' جو اسکے گھر کے اندر گھسے ہوے ہیں ! اس نے ہمکو کچل دینے کیلیے غیروں سے مدد لی ' اور ہماری دشمنی میں دشمنوں کو درست بنالیا - اسنے ہماری ہستی کی اُن شاخوں ہی کو نہیں کاٹا جو زمین کے اوپر تھیں ' بلکہ کوشش کی کہ زمین کے اندر جڑ کے پھیلے ہوے ریشوں کو بھی اکھاڑ کر پھینکدے - صرف ستر ہ آدمی قید و عذاب سے بچ سکے جو وقت سے پہلے قسطنطنیہ سے نکل گئے تھے ' باقی تمام لوگوں کو ' حتی کہ اُن طالب علموں کو بھی ' جنکی ہم میں سے کسی شخص سے صاحب سلامت تھی ' گرفتار کر کے قید خانوں کے حوالے کر دیا -

. . . . . : : : : . . . : : : . . .

با ایں همه شاید قدرت حق هم کو ایک مہلت اور دینا چاہتی ہے ! یہ سچ ہے کہ ہم سمندر کی موجوں میں ہیں ' لیکن ہمارے ہاتھ پاؤں ابھی شل نہیں ہوے - آپ کیا سمجھتے ہیں کہ گورنمنٹ نے محض رحم و عدل سے ہمارے ممبروں کو رہا کر دیا ؟ جس وزارت کیلیے وطن اور ملت کا نام کوئی اثر نہیں رکھتا ' اسکے لیے اخلاقی احکام میں کیا قوت ہوسکتی ہے ؟ اصل یہ ہے کہ تغیر وزارت کے ساتھ ہی فوج کو طرح طرح کی غلط فہمیوں میں پھنسانے کی کوشش کی گئی تھی ' لیکن گرفتاریوں کی خبر نے انکی آنکھیں کھولدیں ' اور حکومت پر واضح ہوگیا کہ ابھی ملک اسقدر اسکے قابو میں نہیں آیا ہے کہ اسکو بالکل مطلق العنان چھوڑ دے - جب وزارت نے فوج کے دماغ اور اندرونی دعارت کو اپنے سامنے دیکھا تو متحیر و ہوکر رہائی کا حکم دینا پڑا -

---

(۱) افسوس کہ ابتک نادان ترکوں کی زبان پر " اسلام " کی جگہ " عثمانیت " کا نام چڑھا ہوا ہے - انقلاب عثمانی کے بعد سب سے بڑی غلطی جو نوجوان ترکوں نے کی (اور جسمیں اتحادی و ائتلافی ' سب شریک ہیں) جنس و وطن کا سوال تھا - انھوں نے سمجھا کہ یورپ کا تعصب محض ترکوں کی مذہبی صورت کی وجہ سے ہے ' اور یورپین ترکی کی مسیحی آبادی صرف اسی وجہ سے ترکی کو اپنی حکومت نہیں سمجھتی - پس انھوں نے اپنی عالمگیر " اسلامی قومیت " کو " جنس عثمانی " کے لفظ سے تبدیل کر دیا ' اور اس طرح مٹھی بھر عناصر عیسائیوں کی خاطر جنکی عثمانیت کا تجربہ اس جنگ میں ہو گیا ہے ' چالیس کروڑ مسلمانوں کے رشتے کی پروا نہیں کی ' حالانکہ مسلمانوں کی ' خواہ وہ افریقی ہوں یا ترکی ' اسلام کے سوا کوئی جنس اور قومیت نہیں ہو سکتی : ان هذه امتکم امة واحدة ' وانا ربکم فاتقون -

تم اپنے تئیں عثمانی کہو یا محض وطن پرست ' وہ کبھی رحم نہیں کرے گا - اسکو ان اضافی اوصاف سے تعصب نہیں ہے ' بلکہ تمہاری اصل ذات اور وجود سے ' تم جب تک مشرقی اور مسلمان ہو ' وہ بھی یورپین اور مسیحی ہے - اور اب ان دو لفظوں کے اندر وہ سب کچھ ہے ' جس کا درندوں کے دہت اور وحشیوں کے عولوں کے اندر تصور کیا جا سکتا ہے :

وجودک ذنب لا یقاس به ذنب (الهلال)

---

(۱) اصل چغتہی فارسی میں ہے -

(۲) فارسی کا محاورہ ہے " خاک بر سرم " ہم نے اردو میں گوارا کرنے کیلیے محدوداً " مذلت " کا لفظ بڑھا دیا -

ہمارا اصلي حرم یہ تھا کہ ہم نے مصائب اٹھا کر ملک کو اسکی قسمت پر نہیں چھوڑ دیا ' اور آخري وقت تھي کوشش کي کہ اُسے دلت سے نجات دلائیں -

سعي کي امـــدا

— * —

ہم نے وزارت سے پانچ مرتبہ درخواست کی کہ جنگ کو جاري رکھے ' اور ہم کو خدمت کا موقع دے ' مگر اُس نے حقارت کے ساتھہ ہم کو ٹھکرا دیا - ہم نے مجبور ہوکر سلطان المعظم تک رسائي پیدا کي ' مگر وزارت کے استبداد نے انکے حکم کی بھي تعمیل کي - پھر ہم نے ولي عہد دولت کے ذریعہ سلطان المعظم کو اصلي حالت سے واقف کرنا چاہا ' لیکن اسکو جامع سلطان کی کوشش سے تعمیر کیا گیا ' اور ہم پر تہمت لگائي گئي کہ ہم تخت خلافت کو اولٹ دینا چاہتے ہیں

: . : . : : : . . : : : . . : : : . . : : : : . . : : : : :

جب ہم اُن تمام کوششوں میں جو ہم نے علانیہ کي تھیں ' ناکام رکھے گئے ' تو اب اسکے سوا کیا چارہ تھا کہ خواہ کتنا ہی خطرناک اور مخدوش ہو ' مگر اپني آخري تدبیر سے کام لیں -

جو چیز اس مایوسی میں ہمیں امید دلاتي ہے ' وہ یہي ہے کہ ہماري یہ آخري تدبیر ضائع نہیں گئي اور الحمد للہ کہ ہم حکومت کے استبداد سے قوم کي مرعوبیت کو دور کر دینے میں کامیاب ہوگئے - اب ہم آزاد ہیں ' اور التعاقب ہونا کوئي جرم نہیں - گورنمنٹ قوم کی خواہشوں کا احتساط کرنے پر مجبور ہوگئي ہے ' اور اس نے وعدہ کرلیا ہے کہ جن شرائط پر دول احانب زور دینا چاہتي ہیں ' انکی منظوري سے انکار کردے گي - یہ اسی کوشش کا نتیجہ تھا کہ باب عالی کو متواتر دو تار اپنے وکلا کے نام لندن بھیجنے پڑے کہ وہ ارحدیل اور ادرنہ کے متعلق سختي سے انکار کردے تمام ملک میں صلح کے نام سے برہمي پھیل گئي ہے ؛ اور فوج کا ہر بیمار اور زخمي سپاہي بھي جنگ کا طلبگار ہے - اب ہم کو قوي امید پیدا ہوگئي ہے کہ شاید آخري دلت کا سامنا نہ ہوگا -

جمعیـــہ مجلـــس اور حـــلف

— * —

خواہ کچھہ ہو ' مگر اب ملک اپني انکھوں کے سامنے اپني دلت کي تکمیل نہیں دیکھے گا - ہم نے ایک سال کے بعد پھر آخري جانبازي کے حلف کي تجدید کي ہے اور ہر شخص نے عہد واثق کر لیا ہے کہ آخر دم تک سعي سے باز نہ آئے گا - جس دن ہماري جماعت قید خانے سے نکلي ' اسکے دوسرے ہي دن ہم کو ایک جگہ جمع ہونے کا موقع ملگیا ' اور ہم نے اپنا آیندہ پروگرام قرار دے لیا - اسکا منشا یہ تھا کہ وطن کي موجودہ مشکلات اور نزاکت حال کي وجہ سے سر دست وزارت کي تبدیلي کي سعي مصر ہوگی ' پس گورنمنٹ کو بحالت موجودہ قائم رکھکے قومي طاقت کا دباؤ ڈالا جاے اور اسکو مجبور کیا جاے کہ ملک کي خواہشوں کے خلاف قدم نہ اٹھاے ' البتہ اگر اسمیں ناکامي ہوئي تو پھر ہم کو انتہائي علاج کیلیے اپني قوت سے کام لینا پڑیگا - ہمارے آٹھہ ممبر صرف اس کام کیلیے شتلجہ لائین کے قلعوں میں تقسیم ہوگئے ہیں کہ فوج کے جوش و خروش اور ملکي جاں نثاري کے ولولے کو قائم رکھیں اور انکو موجود حالت سے واقف کرتے رہیں -

انورے کي طلبي

سب سے بڑي تبدیلي انورے کي موجودگي سے پیدا ہوگئي ہے ' جسکے بلانے پر ہم مجبور ہوگئے تھے - وہ وطن کي خدمت کیلیے وطن سے دور تھے ' مگر اب وطن کی خدمت ہی کو ضرورت تھی کہ وہ اس سے دور نہ رہیں - انکو آخری حالات سے مطلع کرنا ' اور پھر انکا جلد پہنچ جانا ' اسقدر مشکل کام تھا کہ اسکی کسی کو توقع نہ تھی ' لیکن خدا نے انکو بالآخر پہنچادیا - وہ جس دن آسانہ میں پہنچے ہیں ' اسی دن (نظامی پاشا) کا تار پہنچا تھا کہ یونان کے مطالبات کا دول سانھہ نہیں دینے ' لیکن جوائز دو آزاد کردینا چاہتے ہیں - وزارت آمادہ تھی کہ مرتد النصاری عاجزی کی تاکید کرے ' آخر میں ایک ترکی قاضي اور ایک ترک ریپبلیکن کی ضروري کی درخواست کے بعد منظور کرلیے ' لیکن انورے کے باب عالی پہنچنے کا یہ نتیجہ نکلا کہ معذوراً تسلیم کرنے سے انکار کردیا گیا -

انورے کی حیرت انگیز جانبازی

— * —

وہ اُسي دن آسانہ سے روانہ ہوگئے اور لوگوں کو معلوم نہیں ہوسکا کہ وہ کہاں ہیں ؟ لیکن در اصل وہ ایک عجیب جاں نثارانہ کوشش کر رہے تھے - وہ بغیر اسکے کہ دشمنوں کو علم ہو (ادرنا پوپل) میں داخل ہوگئے - اور وہاں دو دن تک مقیم رہے - انہوں نے وہاں کی محصور فوجی اور غیر فوجی آبادي کا معائنہ کیا ' تاکہ انکي قوت مقاومت کا اندازہ کرسکیں - پھر جامع سلیم میں محصورین کو جمع کرکے انکے سامنے صبح و شام متعدد تقریریں کیں ' اور (قرآن مقدس) پر حلف اٹھوایا کہ خواہ حالت کیسي ہي نازک ہوجاے ' خواہ رسد کي قلت سے بھوکے مرنے لگیں ' خواہ انکے پاس ایک گولی بھي باقي نہ رہے ' لیکن وہ دشمن کے آگے اطاعت کا سر کبھی نہ جھکائیں گے -

جاوید بک اور حسن جاهد بک

— * —

انورے کے ورود سے پہلے (جاوید بے) عارضي طور پر انجمن کے مشیر تھے (انجمن اتحاد و ترقي نے اپنے یہاں صدارت کا عہدہ نہیں رکھا ہے بلکہ ایک شخص کو نظم و خدمت مجلس کہلئے چن لیتي ہے اور اسکو مشیر کے لفظ سے تعبیر کرتی ہے - الہلال) لیکن اب انورے ہیں ' (حسن جاهد بے) انذیر طلبیں ' جو رہائي کے بعد اسلامبول سے چلے گئے تھے ' اب پھر واپس آگئے ہیں اور اپنی خدمات میں مصروف ہیں -

انورے کا شتلجہ میں وعظ

— * —

تین دن سے انورے (شتلجہ) گئے ہوے ہیں ' اور انکی ولولہ انگیز تقریروں نے وہاں کے فوجي حلقوں کو جوش و فدائیت کا ایک آتشکدہ بنا دیا ہے - تمام فوجي افسروں سے وہ حلف لے رہے ہیں کہ دلت انگیز خاتمۂ جنگ کي کسي حالت میں تعمیل نہ کرینگے -

آیندہ کي نسبت

امید و بیم

ہم آیندہ کي نسبت کوئي ایسي توقع نہیں پیدا کرنا چاہتے ' جسکے پورا کرنے کی ہمیں مہلت نہ ملے - تاہم مطمئن رہیے کہ ملک عامل نہیں ہے ' اور حالت بدل چکي ہے - ایک ماہ پہلے سکون تھا ' مگر اب ہر طرف اضطراب ہے - پہلے خاموشي پیدا کرائي گئي تھي ' مگر اب جنگ کي صداؤں سے ڈر اور رعب پیدا ہوگیا ہے - ہم امید دلاتے ہیں کہ اگر موجودہ امید افزا حالات میں انقلاب ہوا تو خواہ کچھہ ہو ' ہم بھي ایک مرتبہ آزمودہ کوشش لیں گے ' اور کم از کم ملک کو اسقدر ارزاں فروخت نہ ہونے دینگے - جسقدر دشمن چاہتے ہیں - ہمارے لیے متصل دعا کرتے رہیے کہ ہمیں خدا کی مدد چھوڑ نہ دے -

مقالات

تراجم الرجال

دیباچہ

سیرۃ نبوی

— * —

(۲)

صحب ماجد

انحضرت (صلعم) کے حالات ' وفات کے تقریباً سو برس کے بعد قلمبند ہوے ' اسلیے مصنفین کا ماخذ کوئی کتاب نہ تھی بلکہ زبانی روایتیں تھیں -

اس قسم کا موقع جب کبھی دوسری قوموں کو پیش آیا ہے یعنی کسی زمانہ کے حالات ' مدت کے بعد قلمبند کیے جاتے ہیں تو یہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہے کہ ہر قسم کی عامیانہ افواہیں قلمبند کرلی جاتی ہیں ' جن کے راویوں کا نام و نشاں تک معلوم نہیں ہوتا ان افواہوں میں سے وہ واقعات چھانٹ لئے جاتے ہیں جو قرائن اور قیاسات کے مطابق ہوتے ہیں اور پھر تھوڑی دیر کے بعد یہی خرافات ایک دلچسپ تاریخی کتاب بن جاتے ہیں - یورپ کی سیکڑوں تاریخی تصنیفات اسی اصول پر لکھی گئیں -

لیکن مسلمانوں کے فن تاریخ کا معیار اس سے بہت زیادہ بلند تھا ' اُس کا پہلا اصول یہ تھا کہ ہر واقعہ بیان کیا جائے ' اُس شخص کی زبان سے بیان کیا جائے ' جو خود شریک واقعہ تھا اور اگر خود نہ تھا تو شریک واقعہ تک تمام راویوں کا نام نہ ترتیب دیا جائے - اس کے ساتھ یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ ہر اشخاص ' سلسلۂ روایت میں آئے ' کون تھے ؟ کیسے تھے ؟ کیا مشاغل تھے ؟ چال چلن کیسا تھا ؟ حافظہ کیسا تھا ؟ سمجھ کیسی تھی ؟ ثقہ تھے یا غیر ثقہ ' سطحی الذہن تھے یا دقیقہ رس ؟ عالم تھے یا جاہل ؟ ان جزئی باتوں کا پتہ لگانا سخت مشکل بلکہ ناممکن تھا ' لیکن سیکڑوں ہزاروں محدثین نے اپنی عمریں اسی میں صرف کردیں - ایک ایک شہر میں گئے ' راویوں سے ملے ' ان کے متعلق ہر قسم کی معلومات بہم پہونچائیں ' جو لوگ اُن کے زمانہ میں موجود نہ تھے اُن کے دیکھنے والوں سے حالات دریافت کئے - اِن تحقیقات کے ذریعہ سے اسماء الرجال (بیوگرافی) کا وہ عظیم الشان فن طیار ہوگیا جس کی بدولت آج کم از کم لاکھہ شخصوں کے حالات و واقعات معلوم ہوسکتے ہیں ' اور اگر ڈاکٹر اسپرنگر (۱) کے حسن ظن کا اعتبار کیا جائے تو یہ تعداد پانچ لاکھہ تک پہنچ جاتی ہے -

محدثین نے حالات کے بہم پہنچانے میں کسی شخص کے رتبہ اور حیثیت کی کچھہ پروا نہ کی - بادشاہوں سے لیکر بڑے بڑے مقتداؤں تک کی اخلاقی سراغ رسانیاں کیں ' اور ایک ایک کی پردہ دری کی - نکتہ چینی ' عیب جوئی ' تجسس ' مذمم اوصاف کی زار جوئی کہ آج کل کے خیال کے مطابق تہذیب کے بالکل خلاف ہے ' لیکن محدثین نے حدیث کی صحت میں سب کچھہ گوارا کیا ' اور سچ یہ ہے کہ اگر اِس احتیاط کی بدولت ' احادیث نبوی میں غلط اور صحیح کا امتیاز قائم رہ گیا ' تو ہزاروں معاصی کو ان عنوب پر قربان کردینا چاہئے - اس سلسلہ میں سیکڑوں ' تصنیفات تیار ہوئیں جن کی اجمالی کیفیت یہ ہے :

سب سے پہلے اس فن یعنی راویوں کی جرح و تعدیل میں یحییٰ بن سعید القطان نے ایک کتاب لکھی ' وہ اِس زمانہ کے شخص تھے کہ امام احمد حنبل نے ان کی نسبت لکھا ہے ' " مثلہ انکھوں نے ان کا نظیر نہیں دیکھا " اُن کے بعد اس فن کو زیادہ رواج ہوا اور کثرت سے کتابیں لکھی گئیں ' جن میں سے چند ممتاز تصنیفات حسب ذیل ہیں —

نام مصنف	کیفیت
رجال عقیلی	خاص ضعف الروایہ لوگوں کے حالات میں ہے -
رجال احمد بن عبد العقیلی المدوفی سنہ ۳۲۷ ھ	اس کتاب کا نام کتاب الجرح والتعدیل ہے -
رجال امام عبد الرحمن بن حاتم الرازی المدوفی ۳۲۷ ھ	بہت ضخیم کتاب ہے -
رجال امام دار قطنی	مشہور محدث ہیں ' یہ کتاب خاص ضعف الراویہ اشخاص کے حال میں ہے -
کامل ابن عدی	اس فن کی سب سے مشہور کتاب ہے ' اور تمام محدثین نے اُسی کو اپنا ماخذ قرار دیا ہے -

یہ کتابیں قریباً آج ناپید ہیں ' لیکن بعد کی تصنیفات جو انہی کتابوں سے ماخوذ ہیں ' آج بھی موجود ہیں -

اس سلسلہ میں سب سے زیادہ جامع اور مستند کتاب تہذیب الکمال ہے جو علامہ مزی (یوسف بن الزکی) کی تصنیف ہے ' جنہوں نے سنہ ۷۴۲ میں وفات پائی - علاء الدین مغلطائی المتوفی سنہ ۷۶۲ نے تیرہ جلدوں میں اس کا تکملہ لکھا ' علامہ ذہبی المتوفی سنہ ۷۴۸ نے اس کا اختصار کیا ' اور بہت سے محدثین نے اس کے خلاصے اور ذیل لکھے - بالآخر حافظ ابن حجر نے ان تمام تصنیفات سے ایک نہایت ضخیم کتاب تہذیب التہذیب لکھی جو ۱۲ جلدوں میں ہے اور آج کل حیدرآباد میں شائع ہوئی ہے - مصنف نے کتاب کے خاتمہ میں لکھا ہے کہ اِس تصنیف میں آٹھہ برس صرف ہوے -

اس سلسلہ کی ایک اور سب سے زیادہ متداول اور مستند کتاب میزان الاعتدال ہے ' جو علامہ ذہبی کی تصنیف ہے - حافظ ابن حجر نے اس کتاب پر اضافہ کیا جس کا نام لسان المیزان ہے -

اسماء الرجال کی کتابوں میں سے تہذیب الکمال ' تہذیب التہذیب ' لسان المیزان ' تقریب ' تاریخ کبیر بخاری ' تاریخ صغیر بخاری ' ثقات ابن حبان ' تذکرۃ الحفاظ علامہ ذہبی ' مشتبہ النسبہ ذہبی ' انساب سمعانی ' تہذیب الاسماء ' ہماری نظر سے گذری ہیں -

فن روایت اور درایت کی اصلی بنیاد

روایت کی تحقیق و تنقید ' اسلام کے عناصر میں داخل ہے اور خود قرآن مجید نے اسکے اصول متعین کردیے ہیں -

یا ایہا الذین آمنوا ان جاءکم فاسق بنبا فتبینوا	مسلمانوں ! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لائے تو تم اچھی طرح جانچ لو '

(۱) ڈاکٹر اسپرنگر ' جرمن کے مشہور مستشرقین میں داخل ہیں ' مدت تک ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ میں کام کیا ' اصابہ کا نسخہ انہی کی تصحیح سے کلکتہ میں چھپا ' اسی کتاب کے دیباچہ میں صاحب موصوف نے لکھا ہے " نہ کوئی قوم دنیا میں گذری نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال کا سا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو ' جس کی بدولت آج پانچ لاکھہ شخصوں کا حال معلوم ہوسکتا ہے (منہ) -

یہ حکم ان رجال کی بنیاد تھا - حدیث میں ہے :

کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع

آدمی کے جھوٹے ہونے کی دلیل یہ ہے کہ جو کچھ سنے ' روایت کردے -

یہ ایسا اصول تھا کہ اگر اس پر پورا عمل کیا جاتا تو سیکڑوں ہزاروں جھوٹی روایتیں سرے سے وجود ہی میں نہ آتیں یا کم از کم پھیلنے نہ پاتیں - حدیث و سیر کی بہت سی کتابوں میں غلط اور موضوع روایتیں موجود ہیں ' ان کے درج کرنے کی یہی وجہ ہوئی کہ راوی نے جو حدیث سنی ' یہ سمجھ کر روایت کردی کہ " جب سلسلۂ روایت بیان کردیا گیا تو روایت کا فرض ادا ہوگیا " حالانکہ حدیث مذکورۂ بالا کی رو سے یہ جائز نہیں کہ جو کچھ سنا جائے روایت کردیا جائے - ہر روایت کی تحقیق و تنقید بھی ضروری ہے اور انہی روایتوں کا بیان کرنا جائز ہے جو تحقیق کے معیار پر پوری اتر چکی ہوں -

فن درایت کی ابتدا

درایت کی ابتدا خود صحابہ کے عہد میں ہوچکی تھی - حضرت عائشہ کے سامنے جب یہ حدیث بیان کی گئی کہ آنحضرت نے فرمایا ہے " مردہ پر جب گھر والے نوحہ کرتے ہیں تو اس کو عذاب دیا جاتا ہے " تو حضرت عائشہ نے اس ندا پر اس کی صحت سے انکار کیا کہ یہ قرآن مجید کی اس آیت کے خلاف ہے

لا تزر وازرۃ وزر اخری

کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے گناہ کا ذمہ دار نہیں ہوسکتا -

چنانچہ صحیح بخاری (کتاب الجنائز) اور مسلم میں یہ واقعہ مختلف روایتوں سے مذکور ہے -

صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عائشہ نے یہ بھی کہا . " تم لوگ حدیث روایت کرتے ہو اور جھوٹ نہیں بولتے ' لیکن سننے میں فرق ہوجاتا ہے " ایک روایت میں ہے کہ " حضرت عائشہ نے فرمایا : " ابو عبد الرحمن کو خدا بخشے ' انہوں نے جھوٹ نہیں کہا لیکن بھول گئے یا غلطی کی "

(سماع موتی) کے مسئلہ میں حضرت عائشہ نے حضرت عمر کی روایت پر جو اعتراض کیا تھا ' وہ اسی بنا پر تھا کہ ان کے نزدیک وہ روایت ' نص قرآن کے خلاف تھی -

فقہاء میں بعض اس بات کے قائل ہیں کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے - حضرت ابوہریرہ نے حضرت عبداللہ بن عباس کے سامنے جب اس مسئلہ کو آنحضرت کی طرف منسوب کیا تو عبد اللہ بن عباس نے کہا اگر یہ صحیح ہو تو اس پانی کے پینے سے بھی وضو ٹوٹ جانے کا جو آگ پر گرم کیا گیا ہو - حضرت عبد اللہ بن عباس حضرت ابو ہریرہ کو ضعیف الروایۃ نہیں سمجھتے تھے ' لیکن چونکہ ان کے نزدیک یہ روایت ' درایت کے خلاف تھی اسلئے انہوں نے تسلیم نہیں کیا ' اور یہ خیال کیا کہ سمجھنے میں غلطی ہوگئی ہوگی -

جب حدیثوں کی تدوین شروع ہوئی تو محدثین نے درایت کے اصول بھی مضبوط کیے جن میں سے بعض یہ ہیں

قال ابن الجوزی وکل حدیث رایتہ مخالفا للعقول او مناقضا الاصول فاعلم انہ موضوع فلا یتکلف اعتبارہ ای لا تعتبر روایۃ ولا تنظر فی حال رواتہ او نحو ذلک مما یدفعہ الحس والمشاھدۃ او مخالفا لنص الکتاب والسنۃ المتواترۃ او الاجماع القطعی حیث لایقبل شیئ من ذالک التاویل او تتضمن الافراط بالوعید الشدید علی الامر الیسیر او بالوعد العظیم علی الفعل الیسیر و ھذا والاحدر کثیر موجود فی حدیث القصاص والطرقیۃ ومن رکۃ المعنی لا تاکلوا القرعۃ حتی تدبغوھا ولذا جعل بعضھم ذلک دلیلا علی کذب راویہ وکل ھذا من الفراس فی المرویات و قد یکون فی الراوی کعصمۃ عیاش مع المھدی ..... او انفرادہ بما لم یدرکہ نظائرہ یوجب عدم قبولہ وما یلزم المکلفین علمہ و قطع العذر بہ کما قررہ الخطیب فی اول الکفایۃ او تفرد حسیم یتوفر الدواعی علی نقلہ کعصر عذر الحاج عن الدعت

ابن جوزی نے کہا ہے کہ جس حدیث کو دیکھو کہ عقل یا اصول مسلمہ کے خلاف ہے تو جان لو کہ وہ مصنوعی ہے اس کی تحقیق کی ضرورت نہیں کہ اس کے راوی معتبر ہیں یا غیر معتبر' اسی طرح سے وہ حدیث قابل اعتبار نہیں جو محسوسات یا مشاہدہ کے خلاف ہو اور تاویل کی گنجایش نہ رکھتی ہو' یا وہ حدیث جس میں ذرا سی بات پر سخت عذاب کی دھمکی ہو' یا معمولی کام پر بہت بڑے ثواب کا وعدہ ہو (اس قسم کی حدیثیں واعظوں اور صوفیوں کے ہاں بہت پائی جاتی ہیں) یا وہ حدیث جس میں لغویت پائی جائے مثلاً یہ حدیث کہ کدو کثیر دم کئے نہ کھاؤ' اسلئے بعض محدثوں نے لغویت کو راوی کی کذب کی دلیل قرار دیا ہے ' یہ تمام قرینے خود روایت سے متعلق ہیں - اور کبھی یہ قرائن راوی کے متعلق ہوتے ہیں ' مثلاً عیاش کا واقعہ خلیفہ مہدی کے ساتھ ' یا جب کہ راوی کوئی ایسی حدیث بیان کرے جو اور کسی نے نہ بیان کی ہو اور خود راوی جس سے روایت کرتا ہے اس سے ملا تک نہ ہو' یا وہ حدیث جس کو ایک ہی راوی بیان کرتا ہے حالانکہ بات ایسی ہے کہ اس سے اوروں کا بھی مطلع ہونا ضرور تھا جیسا کہ خطیب بغدادی نے کتاب الکفایہ کے شروع میں اس کی تصریح کی ہے - یا وہ روایت جس میں کبھی عظیم الشان واقعہ کا ذکر ہے کہ اگر وہ واقعہ ہوا ہوتا تو سیکڑوں آدمی اس کو بیان کرتے ' مثلاً یہ واقعہ کہ کسی دشمن نے حاجیوں کو کعبہ کے حج سے روکدیا -

درایت کے چند اصول

اس عبارت سے درایت کے جو اصول مستنبط ہوتے ہیں' یہ ہیں کہ حسب ذیل صورتوں میں روایت اعتبار کے قابل نہ ہوگی اور اس کے متعلق اس تحقیق کی ضرورت نہیں کہ اس کے راوی معتبر ہیں یا نہیں

(۱) جو روایت عقل کے خلاف ہو -

(۲) جو روایت اصول مسلمہ کے خلاف ہو -

(۳) محسوسات اور مشاہدہ کے خلاف ہو -

(۴) قرآن مجید یا حدیث متواتر یا اجماع قطعی کے خلاف ہو ' اور اس میں تاویل کی کچھ گنجائش نہ ہو -

(۵) جس حدیث میں معمولی بات پر سخت عذاب کی دھمکی ہو -

(۶) معمولی کام پر بہت بڑے انعام کا وعدہ ہو -

(۷) رکیک المعنی ہو مثلاً کدو کو بغیر دھیم کیے نہ کھاؤ -

(۸) جو راوی کسی شخص سے ایسی روایت کرتا ہے کہ کسی اور نے نہیں کی اور نہ راوی اس شخص سے نہ ملا ہو -

(۹) جو روایت ایسی ہو کہ تمام لوگوں کو اس سے واقف ہونے کی ضرورت ہو' اور ایں ہمہ ایک راوی کے سوا کسی اور نے اس کی روایت نہ کی ہو -

(۱۰) جس روایت میں ایسا قابل اعتماد واقعہ بیان کیا گیا ہو کہ اگر وقوع میں آتا تو سیکڑوں آدمی اس کی روایت کرتے ' اور وجود اس کے صرف ایک ہی راوی نے اس کی روایت کی ہو -

شئون عثمانیه

ملا علی قاری نے موضوعات کے خاتمہ میں (۱) حدیثوں کے نا معتبر ہونے کے چند اصول تفصیل سے لکھے ہیں اور اُن کی مثالیں بھی دی ہیں ' ہم اسکا خلاصہ اس موقع پر نقل کرتے ہیں :

(۱) جس حدیث میں فضول باتیں ہوں جو رسول اللہ کی زبان سے نہیں نکل سکتیں ' مثلاً یہ کہ جب کوئی شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو خدا اس کلمہ سے ایک پرند پیدا کرتا ہے اسکی ستر زبانیں ہوتی ہیں - ہر زبان میں ستر ہزار لغت ہوتے ہیں الخ -

(۲) وہ حدیث جو محسوسات کے خلاف ہو ' مثلاً یہ حدیث " بیگن کھانا ہر مرض کی دوا ہے "

(۳) جو حدیث صریح حدیثوں کے مخالف ہو -

(۴) جو حدیث واقع کے خلاف ہو مثلاً یہ کہ " دھوپ میں رکھے ہوئے پانی سے غسل نہیں کرنا چاہیے کیوں کہ اس سے برص پیدا ہوتا ہے -

(۵) وہ حدیث جو انبیا علیہم السلام کے کلام سے مشابہت نہ رکھتی ہو -

(۶) وہ حدیثیں جن میں آئندہ واقعات کی پیشینگوئی بقید تاریخ مذکور ہوتی ہے ' مثلاً یہ کہ فلاں سنہ اور فلاں تاریخ میں یہ واقعہ پیش آئیگا -

(۷) وہ حدیث جس کے غلط ہونے کے دلائل موجود ہوں ' مثلاً عوج بن عوق کا قد تین ہزار گز کا تھا -

(۸) وہ حدیث جو صریح قرآن کے خلاف ہے ' مثلاً نوح کی عمر سات ہزار برس کی ہے ' کیوں کہ اگر یہ روایت صحیح ہو تو ہر شخص یہ کہیگا کہ قیامت کے آنے میں اسقدر دیر ہے ' حالانکہ قرآن سے ثابت ہے کہ قیامت کا وقت کسی کو معلوم نہیں -

(۹) جس حدیث کے الفاظ رکیک ہوں -

ان اصول سے محدثین نے اکثر جگہ کام لیا اور ان کی بنا پر بہت سی روایتیں رد کردیں ' مثلاً ایک واقعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آنحضرت نے خیبر کے یہودیوں کو اداء جزیہ سے معاف کردیا تھا ' اور معافی کی دستاویز لکھوا دی تھی - ملا علی قاری اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں ' کہ یہ روایت مختلف وجوہ سے باطل ہے

(۱) اس معاہدہ پر سعد بن معاذ کی گواہی بیان کی جاتی ہے حالانکہ وہ غزوۂ خندق میں زخم پا چکے تھے -

(۲) دستاویز میں کاتب کا نام معاویہ ہے ' حالانکہ وہ غزوہ خیبر کے زمانہ تک اسلام نہیں لائے تھے -

(۳) اسوقت تک جزیہ کا حکم ہی نہیں آیا تھا ' جزیہ کا حکم قرآن مجید میں جنگ تبوک کے بعد نازل ہوا ہے -

(۴) دستاویز میں تحریر ہے کہ یہودیوں سے بیگار نہیں لی جائیگی حالانکہ آنحضرت کے زمانہ میں بیگار کا رواج ہی نہ تھا -

(۵) خیبر والوں نے اسلام کی سخت مخالفت کی تھی ' اُن سے جزیہ کیوں معاف کیا جاتا ؟

(۶) عرب کے دور دراز حصوں میں جب جزیہ معاف نہیں ہوا حالانکہ اِن لوگوں نے جنداں مخالفت اور دشمنی نہیں کی تھی تو خیبر والے کیونکر معاف ہوسکتے تھے ؟

(۷) اگر جزیہ معاف کردیا گیا ہوتا تو یہ اس بات کی دلیل تھی کہ وہ اسلام کے ہوا خواہ اور درست ہیں ' حالانکہ چند روز کے بعد وہ خارج البلد کردیے گئے - (لها بقیه)

(۱) نسخه مطبوعه مجتبائی دهلی صفحه ۹۲ -

قسطنطنیہ کی جنّھی

ایک معزز دوست کی وساطت سے آپکا اخبار (الہلال) ملگیا جس کی ظاہری و باطنی خوبیوں نے دل کو مسخر کر لیا - میں آپسے اُس زمانہ سے واقف ہوں جبکہ ' آپ کے مضامین مختلف اُردو رسالوں میں شائع ہوا کرتے تھے - اس کو زمانہ ہوا - لیکن اِس کی خبر نہ تھی کہ آپ سے اسقدر زبردست اسلامی و ملکی خدمت اپنے ذمے لیلی ہے - قیام انگلستان کے طولانی ہونیکے باعث میں ہندوستان کی خبروں سے دیر تک بہت سے ضروری امور سے نا واقف رہا - لیکن آپ کے اخبار سے نا واقفیت کا افسوس ہے اور خواہش ہے کہ گذشتہ تمام نمبروں کا مطالعہ کروں اور آئندہ با قاعدہ مطالعہ کیا کروں -

میں سچے دل سے اعتراف کرتا ہوں کہ آپ ایک روشن ضمیر محب ملت اور اُلوالعزم مصلح قوم ہیں - آپ کے زور قلم سے اور اعلے مضامین سے دل کو ایک عجیب روحانی غذا میسر ہوتی - ہم لوگ پرائیویٹ (بلا اعانت غیرے) ایک ہلال احمر مرتب کر کے اور انگلستان کی تعلیم سے چند دنوں کے لئے اپنے تعلقات منقطع کر کے قسطنطنیہ میں معلم ہیں ' اور تقریباً ایک ماہ سے مجروح ترک سپاہیوں کی خدمت کا شرف حاصل کر رہے ہیں - خدا کے فضل و کرم سے ہمارے روحانی شدر دل مسلمان ہیں اور جس حسن عقیدت و جوش کے ساتھ وہ یہاں پر تشریف لاتے ہیں ' ہر طرح قابل ستایش ہے -

پوری پارٹی کے نام مع پتہ حسب ذیل ہیں —

(۱) نواب سید محمد حسن صاحب بی - اے (آکسن) حیدر آباد دکن -

(۲) سید آل عمران صاحب - آکسفورڈ - رئیس نگینہ ضلع بجنور

(۳) سید عبد الحق صاحب آکسفورڈ - حیدر آباد

(۴) ڈاکٹر عبد الخالق سلیم صاحب لندن - مصر

(۵) سید حسن عابد جعفری آکسفورڈ - آگرہ

ہماری معتصر پارٹی کا خیر مقدم ترکی اخبارات نے سچی اخوت اسلامی کی شان کے مطابق کیا جس کے ہم نہایت درجہ ممنون ہیں اور تہ دل اظہار اعتراف کرتے ہیں -

(حیدر پاشا جستہ جانہ) یعنی ملٹری ہسپتال میں کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے اور ایسے اعلیٰ و با اقتدار مقام پر ہماری خدمات کا انتظام دیکھ دشکر طلب ہے -

مجھے اس امر سے دلی مسرت ہو رہی ہے کہ نہ صرف مسلمانان ہند جوش دکھا رہے ہیں ' بلکہ دیگر اہل وطن اقوام بھی داد شرافت دیکر حق ہمسایگی ادا کر رہی ہیں -

مجھے خیال نہیں پڑتا کہ اس واقعہ جنگ سے پہلے کبھی کسی دوسرے موقع پر اسلام و دیگر ہندوستانی مذاہب میں اس درجہ میل ہوا تھا - خدا کرے یہ میل قایم رہے اور اس میں دن دونی رات چوگنی ترقی ہو -

ٹرکی کا کیا حال لکھوں ؟ دل بیٹھا ہوا ہے ترک جتنی ترقی کرتے ہیں ' دیگر اسباب کے باعث اُتنے ہی پیچھے ہٹتے ہیں - موجی اقتدار تو خاک میں ملگیا - اب سوائے دوسری جنگ کے جس میں ترک فتح مند ہو جائیں ' یہ اقتدار حاصل ہونا ممکن نہیں ہے -

صلح کي خبريں گرم هيں مگر قرائن سے صلح نظر نهيں آتي کيونکه ايک نيا اقتدار روز بروز بڑهتا جاتا هے -

گذشته چند دنوں سے ترکوں کي کاميابيوں کي خبريں وصول هو کر مسرت هوتي هے - شتالجه پر عرف' اناطولي' کردي' اور ارض روم کے شير صفت سپاهي آ جمے هيں' اور لڑائي کے لئے همه تن مشتاق هيں - اميد هے که ابکي جنگ ميں ترک پهلوا سے زياده حسن کارگذاري دکهائيں گے - آمين -

براه کرم اس عريضه کو اپنے اخبار ميں جگهه عنايت فرمائيگا - ممکن هوا تو ميں اپني پارٹي هلال احمر کي (جو هندوستان کا پهلا هلال احمر هے) تصوير بهي بعرض اشاعت ارسال کرونگا - عديم الفرصتي کي وجه سے مختصر عريضه کي معافي چاهتا هوں - انشاء الله بشرط فرصت مفصل عريضه لکهونگا - و السلام

سيد حسن عابد جعفري - (آگره)

مقيم آکسفورڈ - انگلستان (حال وارد قسطنطنيه)

دول يورپ کي آخري يادداشت

— * —

انگلستان کے اصلي حدمات ترکي کے متعلق

— * —

مقامي معاصر استيٹسمين لکهتا هے -

" ترکي کي التوائے جنگ کي پاليسي گو مقسمه نقشے کے خلاف بارها نهايت کاميابي کے ساتهه استعمال کي جا چکي هے' ليکن موجوده صلح کانفرنس ميں بالکل بيکار هے - بلقاني رياستيں کسيقدر صحت کے ساتهه جانتي هيں که انکو کيا چاهيے اور انکو کسقدر ملسکے گا ؟ بمقابليکه دول يورپ (خواه انکا مابعد کا اختلاف کچهه هي هو) اس امر کي تصديق کي آرزومند هيں که ترکي کے دن پورے هوگئے - گذشته زمانه ميں يورپ کے اندر هميشه باب عالي کا کوئي نه کوئي حامي و مددگار رها - ايک زمانه ميں (آسٹريا) نے اور (برطانيه) نے ترکي حکومت کو (روس) کے هاتهوں بيخکني سے بچاليا - اسکے بعد روس نے (ارمنيا) کے قتل عام کي موقوفي کے ليے سلطان پر دباؤ ڈالنے کي اجازت دينے سے انکار کرديا' اور اب آخر ميں (جرمني) اس کا دوست تها - مگر يه بے قاعده اتحاد اب ختم هوگئے هيں' کيونکه اب اسکا دور گيا که کسي طاقت کو بهي اس مريض آدمي (ترکي) کے زنده رکهنے سے دلچسپي هو - اصلاح کي بابت اسکي کوششيں ناکام هوچکي هيں اور اسکي موجوده طاقت بالکل ناقابل اعتماد هے - يورپ کے ميثاق ميں يه تغير صاف طور پر اس يادداشت کے اندر ظاهر کيا گيا هے جو دول نے باب عالي کو بهيجنے کيلئے تيار کي - هے يه اخذ کيا جاسکتا هے که اتحاديوں کو گهنگرے صلح پر قائم رکهنے کي انتهائي کوشش کي جگهه' انهوں نے ايسي مراسلت مرتب کي هے' جسميں ترکي حکومت بلقاني حليفوں کے پيش کرده شرائط کے مطابق صلح کرنے پر مجبور کي گئي هے -

گو يادداشت کا مضمون اب تک ظاهر نهيں کيا گيا هے' ليکن ظاهر هے که صرف ايک هي مشوره هے جو طاقتيں ديسکتي هيں - وه يهي بتا سکتي هيں که اگر ترکوں نے ادرنه نوپل کي حوالگي نامنظور کي تو پهر جنگ ضرور شروع هو جائيگي' اور اگر جنگي کارروائياں دوباره شروع هوئيں تو باب عالي کو ضرور نتيجه منظور کرنا پڑيگا -

يه امر فراموش نهيں کرنا چاهيے که هنگامي صلح ترکي حکومت کو دول سے اپيل کرنے کے نتيجه کے طور پر عطا کي گئي تهي - يه صحيح هے که بلغاريا جنگ کي موقوفي کے منظور کرنے کے ليے تيار تهي' ليکن جنگي کارروائياں ' دول يورپ کے عمده دفتروں کے ذريعه سے ملتوي هوئي هيں - اور صاف يه هے که اگر ترک هتياروں سے ايک بار پهر دور خواست کرنے کے ليے کافي حد تک بيوقوف هيں' تو دول عظمي کي طرف سے پهر کوئي مداحات نه هوسکے گي [کاش يورپ ترکي کو بے وقوف بننے کيلئے چهوڑدے اور عقلمند بننے کيلئے دباؤ نه ڈالے - الهلال]

جنگ آخر تک ضرور لڑي جائيگي اور اگر نتيجه نه صرف (ادرنه نوپل) بلکه قسطنطنيه کي بهي گرفتاري هوا' تو پهر تلوار کے فيصلے کي اپيل نهيں کي جاسکے گي - هم معقول طور پر قياس کرتے هيں که جو پيغام دول کي طرف سے باب عالي کو بهيجا گيا هے وه ابهي خيالات پر مبني هوگا - يادداشت کے ساتهه هي ساتهه رياستهاے بلقان کي طرف سے اعلان جنگ بهي کر ديا جائيگا اور اگر باب عالي نے دول عظمي کے ديے هوے مشوره کو ماننے سے انکار کيا تو فوراً جنگ شروع هو جائيگي - اسليے صلح اور جنگ کي ذمه داري معاملات قسطنطنيه کي کمزور اور ضعيف الاخلاق تر سرحکومت گورنمنٹ پر عائد هوتي هے - شکست کا آزاده اعتراف اب بهي ترکوں کيليے قسطنطنيه اور اسکے اطراف کے ممالک کو چهوڑ ديگا - يه قطعي هے که جنگ کے دوباره چهڑ جانے کا نتيجه يه هوگا که اسلام هميشه کيليے يورپ سے خارج کرديا جائيگا اور پهر اگر قسمت موافق هوئي تو زياده سے زياده يه هوسکتا هے که سلطنت کي حوقاش اس وقت باهمي اتحاد دے رها هے' اس سے کسي قدر اعلي قاش ترکي کے هاتهه آجاے - مسئله صلح و جنگ کے طے کرنے کے ليے ترکي حکومت کا ايک وسيع مجمع کو مدعو کرنا اس امر کا ثبوت هے که ذمه دار وزراء اپنے فرائض کي ادائگي سے اب افسوس ناک اجتناب کر رهے هيں -

اس قسم کے قومي مجمع کو تمام واقعات کا مالک نهيں بنايا جاسکتا اور نه وه معقول نتيجه تک پهنچ سکتا هے - يه غور ممکن هے که حب وطن اور حماقت کي وجه سے قومي مجمع کے ممبر اپنے ملک کي قسمت کو خطره ميں ڈالنے کا فيصله کر ليں' حالانکه وزراء ايسے وقت ميں اپني ذمه داري پر اگر کام کرے' تو جنگ بلقان جيسي ايک شرطنه کهيل ڈالنے والي شکست کے بعد' ضرور تها که دانشمندانه طريقه پر طريق رضامندي اختيار کر ليتے -

تمام حالات و قياسات اور معلومات و تقابل اس بيں کيلئے مجبور کرتے هيں که اب ترکوں کي کامراني کا مرتبه مشکوک هے - ترکوں کي شکست صرف ايک هي سبب سے نه تهي - جسکا تدارک کيا جاسکے' بلکه ايک عام غير مستعدي کا نتيجه تهي - فوج ميں آدميوں' سارو سامان جنگ' اور باقاعده تشکيل (آرگنائزيشن) تينوں کي کمي تهي - فوج کا بيشتر حصه ايسے نو امور اشخاص پر مشتمل تها جنهوں نے کبهي واقعي جنگ کي صورت تک نهيں ديکهي تهي - انکے پاس سامان جنگ کچهه بهي نه تها اور انکے افسروں ميں موجوده جنگ کے وسيع مقابلے ميں آدميوں کے جم غفير کو لڑانے کي قابليت نه تهي - موجوده حالت ميں ان نقصانات کي تلافي کي کوشش معض بے سود اور ايک خالي از اميد کوشش هوگي -

تاهم جنگ کے طرفدار عالماً ترکي سپاهي کي اس قابليت پر اعتماد کرتے هيں جو وه گذشته زمانه ميں مدافعت کے وقت تحمل کے ساتهه ثابت قدم رهنے ميں ديکها چکا هے اور يه اميد کيجاتي هے که بلقاني اپني تمام طاقت نا ممکن التسخير مقامات ولا حاصل حملوں ميں صرف کرچکے هيں - ليکن جو اعتماد که ان خيالات پر مبني هوگا وه غالباً نا اميد ثابت هوگا -

بلغاریوں کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ خط (شتلجا) میں سوقت اسی قدر مضبوط ہیں' جسقدر کہ ترک ان جنگی تدبیرات کے بعد سے مضبوط ہیں' جو گذشتہ چند ہفتوں کے اندر نہایت محنت اور مشقت اُٹھاکر ترک جرنلوں نے انجام دی ہیں -

التواء کی دانشمندانہ پالیسی کی پیروی بلغاری بھی اسیطرح کرسکتے ہیں جسطرح کہ ترک - اسلیے اگر آئندہ جنگ ہوئی تو ترک (پلونا) میں (عثمان پاشا) اور انکی فوج کے سے بہادرانہ کارناموں کا مقابلہ کرسکینگے لیکن غالباً نتیجہ پھر بھی کامل سپردگی ہوگا -

تاہم ممکن ہے کہ ترکی حکومت میں دانشمندی اس سے کم ودیعت کی گئی ہو جسقدر کہ قومی مجلس میں ہے ' اور یورپ کے ارباب سیاست کی تنبیہ کو جو خود غرضانہ مقاصد کی طرف سے القاء نہیں ہوئی ہے بلکہ محض مخلصانہ ' نہ پھینکدیا جائے - مصیبت زدہ انسانیت کے مصالح کے لحاظ سے ہر شخص یہ اُمید رکھیگا مگر اسی وقت تک ' جب تک کہ پانسا نہیں پھینکا گیا ہے -

[ہم نے اس مضمون کا ترجمہ اس خیال سے درج کیا ہے تاکہ ناظرین انگلستان کے موجودہ جذبات و خیالات اور اُس صحیح ابتعاد کا اندازہ کرسکیں ' جو ترکوں کے خلاف اس وقت پورے استحکام سے کام کررہا ہے - جس کھلے تعصب اور معاندانہ خیالات کا اسمیں اظہار کیا گیا ہے ' اسکے رد کی ضرورت نہیں - الہلال]

التواے جنگ کے بعد

— * —

فریقین کی حالت

— * —

(از مراسلہ نامہ نگار "ٹائمس" متعینہ قسطنطنیہ)

میری گذشتہ چٹھی میں اسکی تشریح کی جاچکی ہے کہ چتلجا میں بلغاری اور ترکی مجالس کے درمیان صلح کی گفتگو کی نسبت کوشش جاری تھی - میرا یہ دعوی اخر کار صحیح نکلا کہ التواے جنگ باوجود سخت ترین شرائط کے بھی ضرور منظور ہوگا اور جسکی ابتدا بلغاریوں کی طرف سے ہوئی - میرا یہ قیاس اس وجہ سے تھا کہ بلغاریوں کو اس جنگ میں گمان و امید سے زیادہ نقصان اٹھانا پڑا ' جسکا یورپ کو خیال بھی نہ تھا - بلاشک بلغاریوں' سرویوں' اور مانٹی نگریوں کے لئے یہ ضرور تھا کہ وہ اس چیز کے لئے ہنگامہ برپا کرتے' جسکو یورپین اصطلاح میں "فتح کا نشہ" کہتے ہیں - ایک مناظرہ کرنے والے کے خیال میں " فتح کے نشہ " کے یہ معنے نہیں ہیں کہ تم ایک چیز کو پسند کرتے ہو' اسلیے اسپر دعوی کرو ' بلکہ جس چیز کو تم لڑجھگڑ کر کسطرح حاصل کرلے سکتے ہو' وہی تمہارا اصلی حق اور جنگ کی فتح ہے -

میرے خیال میں یہ بہتر ہے کہ پہلے بلغاریوں کی تاب بیان کیا جائے - دسمبر ۳ تاریخ کو شتلجا پر کیا تھا' ایک مخلص ظاہری حملہ نہ تھا ' بلکہ اسمیں ترکی مورچوں کو رک پہنچانے کی حتی المقدور پوری کوشش کی گئی تھی - یہ حملہ قریباً سب سے بڑا اور سخت حملہ تھا جو انہوں نے لڑائی جاری ہونے کے وقت سے اب تک کیا ہے - اسکے بعد ترکوں کو یہ بات معلوم ہوگئی کہ جسوقت تک ہم اپنے مورچوں کے اندر ہیں ' ہم کو عدیم النظیر تعداد پلٹن ' دونوں میں سے ایک بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے - اگر اس حملہ میں جسا کہ اوپر بیان ہوا ' بلغاریوں نے پوری طاقت صرف کی تھی ' تو اس عقدے کے حل میں اب کوئی دقت باقی نہیں رہتی کہ ترک جنگ کے لیے بالکل طیار ہیں اور انکا لڑائی جاری رکھنے کا ارادہ مصمم تھا - ورنہ ظاہر ہے کہ التواے جنگ کے کاغذ پر دستخط کر دینے کے بعد اگر وہ فارغ البال ہوچکے ہوتے تو بے خبر ہوکر بیٹھ رہتے اور بلغاریا اپنے اس آخری شدید ترین حملے میں ضرور کامیاب ہو جاتی -

سرویا

واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرویا برخلاف بلغاریوں کے جنگ بلقان میں زیادہ قابل تعریف ہے - بلغاریوں نے ہجوم کے وقت غیر معمولی تدبر و نسق کی کوشش کی ' کیونکہ انکا موجودہ انتظام اس موقع کے لئے ناکافی تھا اور اگر سرویا اس موقع پر رسد اور گولہ بارود سے انکی مدد نہ کرے تو غالباً ترکوں کے مقابلہ میں انکے تمام منصوبے خاک میں ملجائے - باوجود بلغاریا کے ضروریات کے مواقع سپاہ اور رسد کے مہیا کرلینے کے ' سرویوں نے غیر معمولی کامیابی اور تیزی کے ساتھ اپنے فرض کو ادا کیا - اسمیں شک نہیں کہ (علی رضا پاشا) نے مورچوں کے انتخاب میں بڑی ہوشیاری سے کام لیا تھا اور پوری شاندار مدافعت کی ' مگر بالآخر اسکی سپاہ کو اپنے عدد عیسائی سپاہیوں کے فریب کی وجہ سے سروین فوج کے انتظام کے سامنے ہار ماننی پڑی - سرویوں کو بھی ان لڑائیوں میں بے حد نقصان اُٹھانا پڑا ' لیکن انکا نقصان بلغاریوں کے اُس نقصان سے کم ہوا ' جسکے زخموں سے وہ تھریس کے میدان میں چور ہوچکے ہیں -

مانٹی نیگرو

مانٹی نیگرو کی کامیابیوں کا اندازہ کرنے سے پہلے اسکا خیال کر لینا ضروری ہے کہ وہ ایک جنگجو قوم مشہور ہے - جس چیز نے اسکو اس جنگ پر آمادہ کیا وہ ترکوں کے خلاف اسکی پرانی دشمنی کا اظہار تھا اور اسکا نتیجہ ظاہر ہے - وہ ایک حیرت انگیز قربانی کے بعد ایک سرحدی مورچہ پر قابض ہونے میں جب کامیاب ہوئی ' تو انہوں نے سکودری پر قبضہ کرنے کے خیال سے بڑھ قدم آگے بڑھا دیے -

اس احمقانہ خیال کے پورا کرنے میں (جسنے انکو جنگ پر آمادہ کیا تھا) وہ صرف ناکامیابی کا منہ دیکھنے ہی پر مجبور نہیں ہوے ' بلکہ مثل بلغاریوں کے ترکی محصور ہوکے متواتر اور ناکام حملوں نے انکی بھی اچھی طرح جرنلی - شروع جنگ سے اسوقت تک یہ بات راسخ ہوگئی ہے کہ وہ سوائے لڑنے کے اصلی فنون جنگ سے محض ناواقف ہیں -

بلغاری ناکامیابی

ترکوں کی قدرتی طاقت تمام دنیا میں مشہور ہے - ممکن تھا کہ بلغاری اسکی تسخیر کے اہل سمجھے جائے' اگر وہ اپنی اول فتوحات

اب میں کچھہ یونانیوں کی نسبت بیان کرونگا - جو کچھہ ہونا تھا ہوگیا اور سب لوگ سن چکے - یونانیوں نے اس جنگ میں بہت کچھہ کیا ہے - انھوں نے ترکوں کے مقابلہ میں مستقل مزاجی کا ثبوت دیا اور سالونیکا پر قابض ہوگئے - انکی سپاہ (ایبوس) اور (ڈیڈیچچ) میں پہنچکر دیپائرس کے خط سرحدی پر ناکہ بندی کرنے میں بھی کامیاب ہوگئی' جسکی وجہ سے ترکوں کا سخت نقصان ہوا - کسی کا یہ خیال بھی نہ تھا کہ یونانیوں کی ترکیب اس جنگ میں ایسی مفید ثابت ہوگی - انکی کامیابی سے ہمکو ایک سبق ملتا ہے کہ وہ شے جسکو ہم ایک وقت حقیر اور غیر مفید سمجھتے ہیں' کیا معلوم کہ دوسرے وقت ایک نہایت ہی مفید شے ثابت ہو - اس سبب کا نتیجہ جو یونانی جنرل اسٹاف نے اپنے فرائض کی ادائیگی میں برداشت کی' اسوقت ہمارے سامنے ہے - یونانی بحری اور بری فوج (نالٹک میڈیٹرنشن) کا نہایت عمدہ حرز ہے - دوسری ریاستوں کے مقابلہ میں انکا سب سے کم نقصان ہوا - شاید کل تین ہزار آدمیوں کا - گو وہ بھی اصلی معنوں میں اچھوتی نہ رہی' لیکن اسکو ترکوں کے امیدوں کے بالکل خلاف فتح ہوئی - اسکے بیڑہ کو انگریزی افسر نے تعلیم دی تھی - کبھی کسنکا خیال بھی نہ تھا کہ یونانی فوج مقدونیہ نیدرگاھوں پر قابض ہوسکے گی - سب سے پہلے یونانی فوج سالونیکا میں داخل ہوئی' جسکی وجہ سے بلغاریوں اور سرویوں میں حسد کی آگ شعلہ زن ہے -

[لیکن اس تحریر کے بعد کی جنگوں میں یونانیوں کا نہایت شدید نقصان ہوا' جسکا مجبورانہ اعتراف اب ایتھنز میں بھی کیا جارہا ہے الہلال]

ترکی کی حالت

اگر یہ قیاس ٹھیک بھی ہو کہ اسوقت ترکوں کی نصف قوت کا خاتمہ ہوگیا ہے تو بھی وہ اسوقت بلقانی ریاستوں کے مقابلہ کے لیے پوری طرح مضبوط ہیں - یہ اس موقع پر اپنے مورچوں میں محفوظ رہکر عدیم کو متواتر اور مستقل نقصان پہنچانے کیلیے کامیاب حملہ کرینگے اور فوج کی صورت ظاہری سے بیشتر زیادہ کامیاب ثابت ہونگے - اگر بالفرض یہ لڑائی چھہ مہینہ اور جاری رہے' تو ترکوں کو خطوط شٹلجا کی صرف چند میل زمین اور چھوڑدینی پڑیگی - غالباً اس فوج کی رسد کے احراجات جو اسوقت شٹلجا اور دردانیال میں جمع ہوئی ہے' اسقدر کم ہیں کہ اسوقت تک شاید ہی دنیا کی کسی فوج کے ہوئے ہوں - ترکی سپاہی کہتے ہیں کہ ہم کو آدھی روٹی اور ایک پیالہ پانی کی ضرورت ہے اور بس - برخلاف اسکے دشمن کی فوج کے میدان میں موجود ہونے کی وجہ سے انکی ریاستوں کا دیوالہ نکلنے کا وقت آرہا ہے - پھر اس نقصان کا تودہ کرھی کیا ہے جسکا نتیجہ قوم کے تڑپتے ہوئے میدان جنگ کی شکل میں ظاہر ہوجائیگا یعنی موسم سرما کے وہ مصائب' جنکی منادی ابتدائی سیضہ حال ہی میں اپنی برفاب کن صدا سے کرچکا ہے -

ان تمام واقعات کو دیکھکر بھی اگر ترک اپنے مفید مطلب شرائط حاصل کرنے میں کوتاہی کریں' تو انکے لیے اس سے زیادہ اور کیا بدنصیبی ہوسکتی ہے ؟ یہ انکو معلوم ہے کہ مقدونیہ ہمارے قبضہ سے نکل چکا ہے اور وہ اس سرکش فوج کے ہاتھہ سے شٹلجا سے پر زیادہ رنجیدہ بھی نہیں ہیں - وہ اسوقت بھی (ڈیڈیچچ) پر ترکی قبضہ قائم رہنے کے لیے گفتگو سے صلح میں روز دیر ہے ہیں' وہ جیسیا اور سقوطری' دونوں کی قربانی پر رضامند ہوجائینگے اگر ترکی سپاہ کو فوجی اعزاز کے ساتھہ کوچ کرنیکی اجازت ملجائے اور آیندہ سرحد بندی کے وقت انڈریا نوپل پر انکا قبضہ رہے - بلقانی ریاستوں کے مصالح پر گفتگو کرتے ہوئے مدرا داتی حیال ہے کہ انکی سخت بیوقوفی ہوگی اگر وہ صرف ایڈریا نوپل کیلئے جسکو وہ نا رحوم حضرت انگیز قربانیوں کے اندک زیر نہ کرسکے' پھر دوبارہ مصائب جنگ میں گرفتار ہوں - یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ زمانہ حال (جاسکر یورپ) کی اصطلاح میں اصلی فتح کا اندازہ صرف اس سے کیا جاتا ہے کہ کسقدر جانیں تلف ہوئیں' اور کسقدر مالی نقصان ہوا ؟ ریاستوں کو اب صرف ان اسباب پر غور کرنا چاہئے کہ (کونسل چیمبر) یعنی سر ایڈورڈ گرے ہمکو اس سے زیادہ اور کیا دلا سکتا ہے' جس قدر کہ ہمکو جان و مال کی قربانی کے بعد ملنے کی امید ہو ؟ اسوقت یہ سوال ٹھیک ویسا ہی ہے' جیسا کہ سات برس پیشتر سنہ ١٩٠٥ع میں جاپانیوں کو جنگ منکڈن کے بعد پیش آیا تھا' جبکہ تمام دنیا کا خیال تھا کہ جاپان روس سے بچے بچائے گوشت کا آخری لقمہ بھی جلد سے جلد نکال لیگا اور یا پھر ناکامیابی کی حالت میں وہ هاربن کی طرف کوچ کردے گا -

بلغاریوں' سرویوں' اور مانٹی نگروں کی بھی اس موقع پر وہی حالت ہے - جاپانیوں نے نزی جانچ درتال کے بعد اسکا فیصلہ کیا کہ یہ موقع هاربن کی جانب بڑھنے کا نہیں ہے' جسکی وجہ سے وہ بیشتر نقصان میں رہینگے - اگر بلغاری بھی اسوقت اسی دانشمندی سے کام لیں تو امید ہے کہ وہ سرحد شٹلجا پر قابض ہونے کے جنون میں ایک انسانی جان یا ایک کارتوس بھی گنوانا پسند نہیں کرینگے - [بیشتر ایسا خیال بلغاریا کیلئے جنون ہے' مشرطیکہ انگلستان کی وزارت خارجہ کا دماغ محفوظ و مصئون رہے - الہلال]

برطانیہ بلغاریا و سرویا کی دیرینہ دوست ہے

— * —

(مسٹر جے هارڈ رھائٹ هارس) نائیں ٹینتھہ سنچری کے آخری نمبر میں موجودہ جنگ پر ایک مضمون لکھتے ہوئے لکھتے ہیں ' برطانیہ عظمی اسوقت (بلغاریا) اور (سرویا) کی دیرینہ دوست ہے' اسلئے کہ ہم اس شخص (مسٹر گلڈسٹون) کے ہموطن ہیں' جسکی قدر آج بھی اسقدر ہے جسقدر کہ اسوقت تھی' جبکہ وہ انکے دشمنوں (یعنی ترکوں) کے برخلاف گرجتا تھا - قومی مفاد ایک ایسا حوالہ نہیں ہے جو آسانی سے حاصل ہوسکے "

خون ناحق

— * —

دوروپین اقوام اسلام اور مسلمانوں کو صفحۂ دہر سے مٹادینے کے لئے درپے میں جدید سازشیں کر رہی ہیں - اگر آپ اس سلسلہ وار کا پورا پورا انکشاف چاہتے ہوں تو کتاب **خون ناحق** کا مطالعہ کیجئے - جسمیں سواحل طرابلس پر اٹلی کے وحشیانہ کارناموں کو ایسی دل خراش والی صورت میں پیش کیا گیا ہے جسے ایک نظر دیکھتے ہی دروپین چالوں کی پول نہایت میں پہنچکر انسان مبہوت حیران ہو جاتا ہے - جاں نہاد لسان العصر مولانا سید اکبر حسین صاحب حم الله نادی مدظله فرماتے ہیں " خون ناحق بہت عمدہ مجموعہ مضامین کا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابتدا میں اس جنگ کی نسبت کیا خیالات تھے - اور مسلمانوں کے دلوں پر کیا گذرتی تھی - نہ یہ زمانہ رہ جائیگا نہ یہ لوگ رہ جائینگے لیکن ہسٹری کے ورق حالات گذشتہ کا آئینہ رہینگے" اور بہت سے دروئیں اور سکڑوں اخباروں نے تعریفیں کی ہیں - لکھائی چھپائی میں مقرون فاضل ایڈیٹر الہلال کی بہتر سے بہتر مطبوعات بھی اسکا مقابلہ نہیں کرسکتیں ' تقطیع ٢٠ - ٣٠ کلاں - ضخامت ١٢٠ صفحے - قیمت مجلد ایک روپیہ چار آنہ غیر مجلد ایک روپیہ - ملنے کا پتہ —

محمد انوار هاشمی - مدیر مکتبہ قادریہ

لال کورتی - میرٹھہ

ادبیات

قطرات اشک

اے مسلمان ' نکل خوں کا مخصر لیکر گرم فریاد ہو پھر خاک میں خنجر لیکر
ہاں ' نکل سینہ میں امیدوں کا محشر لیکر یہ سکوں ہستی میں طائر دل مضطر لیکر !
کھینچ وہ نالہ کہ پیدا ہو شرر دامن میں
آگ لگجائے تری شمع کے پیراہن میں

سینۂ کوہ جسے سن کے دہل جاتا تھا لیکے وہ نار امانت تو سنبھل جاتا تھا
لن ترانی کی صدا سن کے مچل جاتا تھا ایک جلوہ کے لیے آگ میں جل جاتا تھا
خنجر کی وہ مگر تدبیر ادائیں نہ رہیں
برق آلود وہ در درد صدائیں نہ رہیں

سار توحید کا اک نغمۂ بیتاب تھا تو تھا گہر ' لیک زمانے میں نہ کمیاب تھا تو
مثل نرگس نہ کبھی شعبدۂ خواب تھا تو سرعت برق تھا تو ' ہستی سیماب تھا تو
نہ ہوا جس کے لئے آب ' وہ خنجر تیری
نظر آتا ہے اوسی ہات میں خنجر تیری

کیا ترا بدعت رسواں میں یہی پیماں تھا ؟ کیا یہی درس علی و عمر و عثماں تھا ؟
یہی اسلام تھا پہلے بھی ' یہی ایماں تھا ؟ کیا شہ یثرب و بطحیٰ کا یہی فرماں تھا ؟
جا ' نکل ' ترے مدلل کا اگر متوالا
تیرا محتاج نہیں گنبد خضرا والا

منبر مصری ترا ضرب نکہت ہو جائے ہر جراحت کا نشاں دیدۂ عبرت ہو جائے
دل بتاب تری رحمت کی لذت ہو جائے کلمۂ درد مجھے مایۂ عشرت ہو جائے
خط تقدیر متاروں ترے در پر گھس کر
خاک ہو جاؤں تری راہ کی میں پس پس کر

(دیار محمد خاں " نثار " مدیر نوری)

غزل

عجب ہے کہ پابند اغیار ہو کر مسلماں رہائیں یوں خوار ہو کر
سمجھتے ہیں سب اہل مغرب کی چالیں مگر پھر بھی بنتے ہیں بیکار ہو کر

* * *

آئے ہیں جفا پیشگان مہد ہمارے متائے پہ تیار ہو کر
تقاضائے غیرت نہیں ہے یہ ورنہ کہ ہم بھی رہیں اُن سے بیزار ہو کر

* * *

ابھی نمکرو سمجھے نہیں اہل مغرب بتادو اُنہیں گرم پیکار ہو کر
مرتب دعا کے مقابل میں تم بھی نکل آؤ لے رحم و خونخوار ہو کر
کہیں صلح و نرمی سے رہجائے دیکھو نہ یہ عقدۂ جنگ ' دشوار ہو کر

* * *

نہ ترک و عرب تھان لیں اپنے دل میں رہینگے نہ محکوم کفار ہو کر
وہ سمجھے ہیں احمق جو حسرت کو ہم نے ہیں طالب دل آزار ہو کر

(حسرت موہانی)

مراسلات

مسلم لیگ

اور آیندہ جلسے کے صدر کا انتخاب

جناب اڈیٹر صاحب السلام علیکم -

هندوستان کے روشن خیال مسلمانوں میں بہت کم لوگ ایسے هونگے جو آیندہ اجلاس لیگ کے لئے آنریبل میاں محمد شفیع صاحب بیرسٹر ات لا لاهور کے انتخاب کو استحسان کی نظر سے دیکھینگے - برخلاف اسکے کچھہ تعجب نہیں کہ اس عجیب و غریب انتخاب سے وہ بدگمانی جو لیگ کی جانب سے قوم میں پھیلی هوئی ہے مضبوطی کے ساتھہ دلوں میں بیٹھہ جاے - انہی سے مخالفت کی صدا بلند هو چلی ہے - اخبار امپائر کلکتہ مورخہ ٢١ جنوری اور امرتا بازار پتریکا کلکتہ مورخہ ٢٣ جنوری کے مطالعے سے معلوم هوسکتا ہے کہ عوام تو عوام بہتیرے انگریزی خوانوں تک کو آنریبل موصوف کی صدارت ناپسند ہے - نظر غور سے دیکھا جاے تو یہ مخالفت بیجا بھی نہیں ہے - لیگ کے کونسل نے آنریبل موصوف کو صدر انتخاب کرنے میں سخت غلطی کی ہے - کل کی بات ہے کہ لیگ قوم کو اپنی روش کے برخلاف دیکھکر اپنے قواعد و ضوابط میں مناسب ترمیم کرنے پر آمادہ هوگئی تھی - بلکہ قومی احساس کے لحاظ سے سلف گورنمنٹ کو اپنا نصب العین بنانے پر بھی راضی هوگئی تھی - آپ وہ ایک ایسے بزرگ کو اپنی صدارت کی کرسی پر بٹھانا چاهتی ہے - جو پچھلے هی اجلاس میں حدیث تعلیم کے متعلق قومی جذبات اور خیالات کی سخت کے سلسلہ مخالفت کرچکے هیں - اور صرف احلاس هی میں مخالفت کرنے پر اکتفا نہ کی ' بلکہ امپیریل کونسل میں بھی ' جہاں وہ بحیثیت نمایندۂ جذبات مسلمانان پنجاب داخل تھے - اسی اپنی مخالفت پر اڑے رہے - پھر دلیل کیسی معقول جسے ایک طفل مکتب تسلیم کرنے پر مجبور هوتا تو تیرہ سو برس سے آجتک کتنے هی مسلمان بادشاہ گذر چکے هیں ' کوئی نہ کوئی بھی اپنی رعایا کے لیے تعلیم کو حدیث کردیتا - چونکہ ایسا نہیں هوا ' اسلیے اسلام کے رو سے تعلیم میں حدیث مخصص ناجائز اور حرام ہے - اسی اجلاس میں آنریبل مسٹر مطہر الحق نے بھی ایک امر یعنی " مسلمانوں کی طرف سے کونسل میں علاحدہ نمائیندگی " میں قومی جذبات کے خلاف اپنی راے ظاهر کی تھی - لیکن سلیقے کے ساتھہ - صاف طور پر کہدیا تھا کہ " یہ راے صدری ذاتی راے ہے ' عام مسلمانوں کے خیالات اسکے برعکس هیں " پھر بھلا مسلمان مسٹر شفیع کی مخالفت نہ کریں تو کیا کریں ؟

کیا لیگ کے سکریٹری صاحب یا آسکے ممبران کونسل اتنا نہیں سمجھتے کہ قوم خدا کے فضل سے اب وہ قوم نہیں رهی جو انکے هاتھوں کٹ پتلی بنکر رہے ؟ قوم میں صاحب فہم و تمیز لوگوں کی کمی نہیں - ڈاکٹر محمد اقبال بی - ایچ - ڈی - منحرحس بلگرامی - نواب وقار الملک وغیرہ بہتیرے سچے بہی خواہ قوم موجود هیں - جنپر قوم بجا طور پر اعتماد کرسکتی ہے - اِن لوگوں کے هوے ایک ایسے شخص کو صدر مقرر کرنا جو ایک مفید ملی مسئلے کی متعصبانہ مخالفت کرے هوے خود اسلام پر ناروا الزام لگانے میں نہ هچکچاے - حمایت نہیں تو کیا ہے ؟ بھلا ایسا شخص هندوستان کے مناسب حال سلف گورنمنٹ کا کیا خاک خاکہ کھینچیگا -

مناسب ہے کہ ممبران کونسل اِس انتخاب پر قبل اِسکے کہ وقت هاتھہ سے نکل جاے ' ٹھنڈے دل سے نظر ثانی کریں - اور شخصی خوشنودی پر قومی بہبودی کو قربان نہ کریں - اگر اور کوئی صاحب نہیں ملتے تو مسٹر مطہر الحق هی کیوں نہ صدر بنائے جائیں - جہانتک دیکھا گیا ہے انکا دامن بیجا خوشامد سے پاک ہے - والسلام علینا الا الملاغ -

آپکا خادم
وحید الدین خاں

کلکتہ

فکاہات

مسلم لیگ

جناب لیگ سے میں نے کہا کہ " اے حضرت ! * کہیے تو جاے هماری بھی ماجرا کہیے
کلیم طور پہ کرتے تھے عرض قوم کا حال * تو آپ شملہ پہ کچھہ حال قوم کا کہیے
معاملات حکومت میں دیجیے کچھہ دخل * یہ کیا کہ قصۂ باریدۂ و ما کہیے ؟
عدالتوں کی پریشانیاں بیاں کیجیے * ستانۂ ستم و جور ناروا کہیے
درار دستی پولیس کا کیجیے اظہار * مقدمات کے حالات فتنہ را کہیے
گذر رہی ہے یہ جو کچھہ کہ کاشتکاروں پر * نہ داستان الم ناک و غم فزا کہیے
شیوع علم میں قیدیں جو بڑھتی جاتی ہیں * یہ کون شیوۂ دانش ہے ' اسکو کیا کہیے ؟
سنائیے آپنیں کچھہ بحر قہر و جبر کا حال * پھر اسکے بعد ستم ہاے نا جدا کہیے
برادران وطن کہہ رہے ہیں کیا کیا کچھہ * کبھی تو آپ بھی افسانۂ جفا کہیے
کبھی تو رد و قدح کی بھی کیجیے جرأت * جو بات بات پہ ہر بار مرحبا کہیے
نہ ہو سکے تو اشاروں میں کیجیے اظہار * وگرنہ لطف تو یہ ہے کہ برملا کہیے"

* * *

جناب لیگ نے سب کچھہ نہ سنکے فرمایا . * " سمجھے تو جو ہے کہ جو کچھہ کہو بجا کہیے "

[نقاد]

آمدی اے قبلۂ جانہائے پاک خیر مقدم ، مرحبا ، روحی فداک
گرچہ غبار آلودہ گشتی ، باک نیست اے ہزاران دیدہ در راہ تو خاک !

— * —

ہ حبلنا کم خلائف فی الارض لنظر من یعدھم کیف تعملون

( )

— * —

" شوڈ "

لحفل الدستور عاری محمود سوات السا العوسی الماروی

— * —

محمد شوات پاشا نے کہا ہم قدیم تلوار کھینچیں گے ، اگر جنگ اور اسلامی دنیا کی
سلامتی ، ان چیزوں میں سے کسی ایک کے اختیار کرنے پر منحصر کیے گئے
(ر ر انجیسی ۲۶ جنوری)

مجرب و آزمودہ شرطیہ دوائیں جو بلا گرانی قیمت نقد تا حصول صحت دیجاتی ہیں

— * —

زود کن

داڑھی مونچھ کے بال اسکے لگانے سے گھنے اور لمبے پیدا ہوتے ہیں - ۲ تولہ دو روپے

سر کا خوشبودار تیل

دماغ خوشنو کے علاوہ سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا نزلہ و زکام سے بچاتا ہے شیشی حجود ایک روپے آٹھ آنہ کلاں تین روپے

حب قبض کشا

رات کو ایک گولی کھانے سے صبح اجابت با راحت اگر قبض ہو دور ۲ درجن ایک روپیہ

حب قائممقام افیون

ایک کھانے سے افیم چاندنی بلا تکلیف چھوٹ جاتی ہیں تولہ پانچ روپے

حب نافعہ سیلان الرحم

لیسدار رطوبت کا جاری رہنا عورت کے لئے وبال جان ہے اس دقت سے آرام - دو روپے

روغن اعجاز

سبھی قسم کا رحم ہو اسکے لگانے سے حاملہ ہو جاتی ہے بدبو رفع ہو بھگندر - حدا زیر کے گھاؤ - کار بنکل رحم کا بہترین علاج ہے ۶ تولہ پانچ روپے -

حب دافع طحال

زردی چہرہ - لاغری کمزوری دور مرض تلی سے نجات قیمت دو ہفتہ دو روپے

برألساعۃ

ایک دو قطرے لگانے سے درد دائمی فوراً دور - شدید چار سو مریض کے لئے اکرو پے

دافع در دکان

شیشی صدہا بیماروں کے لئے - ایکروے

حب دافع بواسیر

بواسیر خونی ہو یا بادی ریحی ہو یا سادی - خون جانا بند اور مسے خود بخود خشک - قیمت ۲ ہفتہ دو روپے

سرمہ مبیدہ کراماتی

مقوی بصر - محافظ بینائی - دافعہ جالا - دھند - غبار - نزول الماء سرخی - ضعف بصر وغیرہ * دیتولہ معہ سلائی سنگ یشب دو روپے

جوہر عشبہ مغربی

مع چوب چینی وغیرہ

جس کو انگریزی میں سارس اپریلا کہتے ہیں

جن امراض کا عرصہ سد و مد سے سلطنت جسم میں بنیاد مزلزل ہوتا ہے آنکھ عروب کرنے کا الہ (تار پیتر) اگر کوئی ہے تو یہ جوہر ہے - جب بگڑا خون انتہا درجہ تک پہنچکر خون کو ردی کردے اُس وقت اُسکو درست کرنا چاہو تو اس جوہر عشبہ کو استعمال کرو - یہ مرض کو دبوتا ہی نہیں بلکہ مادہ مرض کو کھوتا ہے - جوہر عشبہ انسان کے خون کو صاف کرنے کی مسلمہ دوا ہے - اسکے استعمال سے خون گندہ نہیں ہوتا - اس واسطے یہ محافظ صحت ہے - جوہر عشبہ کو میڈیکل افیسر - پروفیسر علوم طب اور حکما نے خون کے سمیت دور کرنے کا علاج قرار دیا ہے - جوہر عشبہ تبدیلی موسم کی وجہ سے جو جسم پر پھوڑے ، پھنسیاں ، دھبے وغیرہ ہوتے ہیں اُن سب کو دور کرتا ہے - جوہر عشبہ حدا زیر کے باعث جب زخم یا ناسور یا بھگندر یا چندل یا سیاہ داغ جس پر سے چھلکے اترتے ہوں یا زرد آب نکلتا ہو یا خارش زیادہ ستاتی ہو یا خاص موسموں میں زخم یا جسم پر دانے پیدا ہوتے ہیں - ہوائے سرد سے سر بھاری ہو جاتا ہو یا جسم پر دھبے نکلتے ہوں ، سب کے لئے اکسیر ہے -

انگریزی دوکانوں اور ولایت کے تیار کردہ

عشبے درجہ آمیزش شراب ایک تو مذہباً ناپاک دوسرے خون کو گرم کردیتے ہیں کیونکہ وہ سرد ملکوں کے لئے گرم اجزاء سے بنائے جاتے ہیں -

ہمارے جوہر عشبہ و چوب چینی کے خصائص

یہ ہے کہ یہ اس دیسی طبائع کے حیالات کو ملحوظ رکھکر سرد و ٹھنڈی ، جوشاندہ کو روکنے والی ادویہ سے مرکب کیا گیا ہے - جس سے خون میں ٹھنڈک پیدا ہوتی ہے اور جوش خون دور ہو جاتا ہے -

— * —

تجربہ کرکے دیکھ لو! جب ہاتھ پاؤں میں سوزش ہو - جب جوڑوں میں درد ہو - جب چہرہ پر سیاہی معلوم ہو - جب ہڈیاں پھوٹ جائیں اور رات کو درد ستائے - جب سر یا داڑھی کے بال گرنے لگیں - جب سر پر تمام کھرنڈ دینے سے گنج کی صورت بنجائے تو اسکو پانے سے تمام شکایتیں دور ہو جاتی ہیں - برسوں کے زخم ، ناسور ، بھگندر دنوں میں بھر جاتے ہیں -

— * —

بڑی مستند شہادت اس جوہر کے مؤثر ، سریع العمل اور مفید ہونے کی یہ ہے - کہ موجودہ اور گذشتہ اطباء یکزبان ہوکر لکھتے ہیں - اگر یہ جڑی بوٹی دنیا میں ظاہر نہ ہوتی تو ہم نہیں کہہ سکتے ہزاروں مریض ہر ملک اور شہر میں لاعلاج ہوکر مردہ درگور ہو جاتے - مگر چوب چینی و عشبہ کے ظاہر ہونے سے پھوڑے پھنسیاں اور خون میں سمیت حیوانی یا ہوائی سرایت کرنے سے جو ردی و موذی امراض پیدا ہوں سب دور ہو جاتے ہیں - جب تمام جسم پر خارش ہو - خراب اور مرطوب آب و ہوا میں رہنے سے بھوک بند ہو جائے - دوق الدم ستائے تو اسے آزمائیے -

قیمت فیشیشی تین روپے

پتہ :—

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما - لاہور

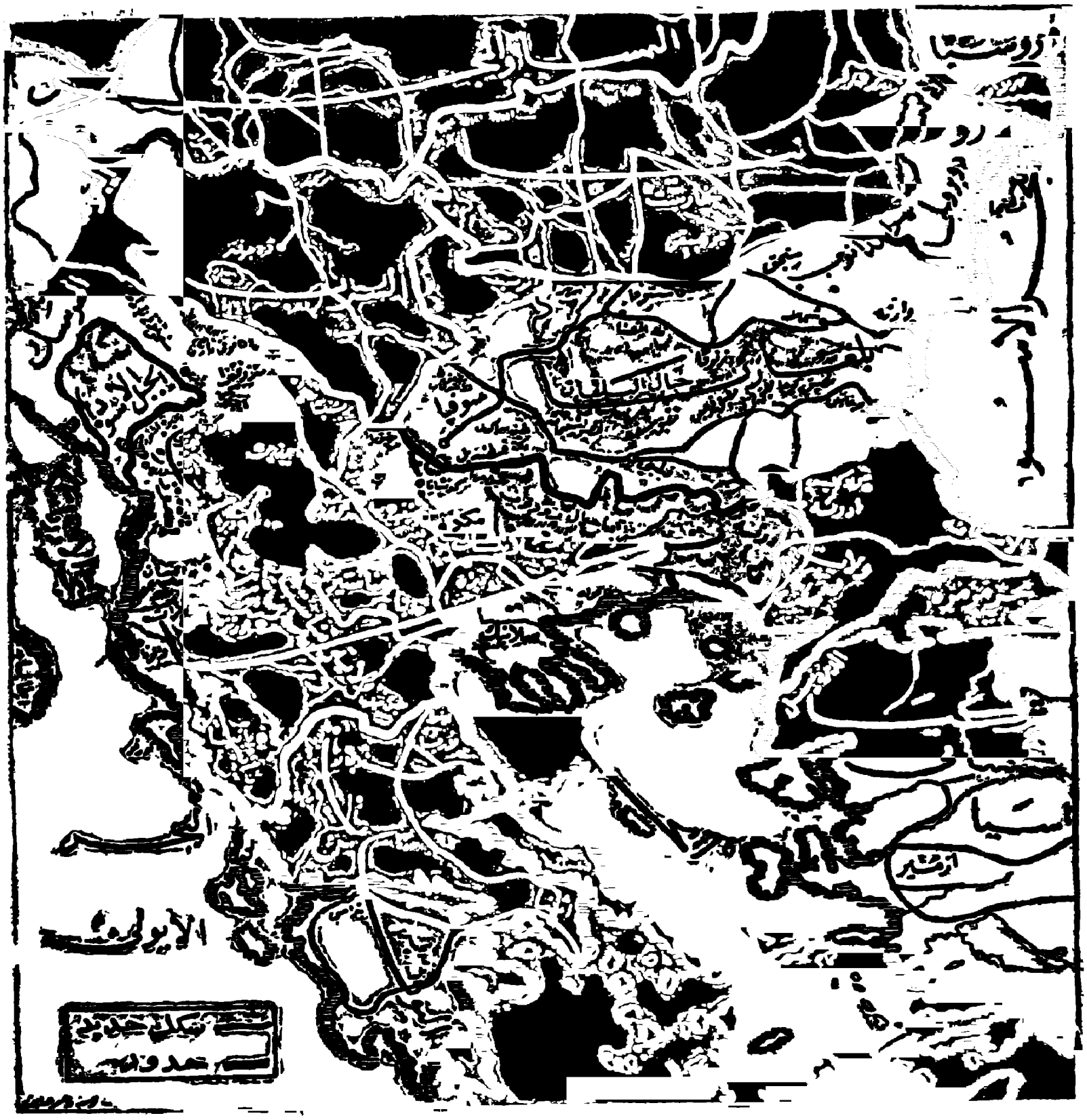

فرهنگ بعض الفاظ عربيه

(استانه) قسطنطينيه
(اطرفه) اندريا نوپل
(بحر مورا) مار مورا
(بحر ابيه) ايجين سي (جس مين جزائر سامروس وغيره واقع هين)
(نهر الدانوب) دريائے ڈينيوب (جو كسي وقت تركي روسي سرحد تها)
(النمسا والمجر) آسٹريا هنگري
(البوسنه والهرسك) بوسنيا ' هرزيگوينا
(الجبل الاسود) مانٹي نيگرو
(اثانيا) اتهنس دار الحكومت يونان
(سكك حديد) يعنے ريلوے لائن كا خط - (حدود) يعنے وہ موٹي جدول ' جو تركي حدود حكومت كو رياست هائے بلقان ويونان سے علحده كرتي هے -

(يه نقشه قسطنطينيه كے مكاتب حربيه كے جغرافيے سے طباركيا گيا هے ' اور اصل نقشے كا بجنسه عكس هے)

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۵ | کلکتہ: چہارشنبہ ۲۷ صفر ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta: Wednesday, February 5, 1913

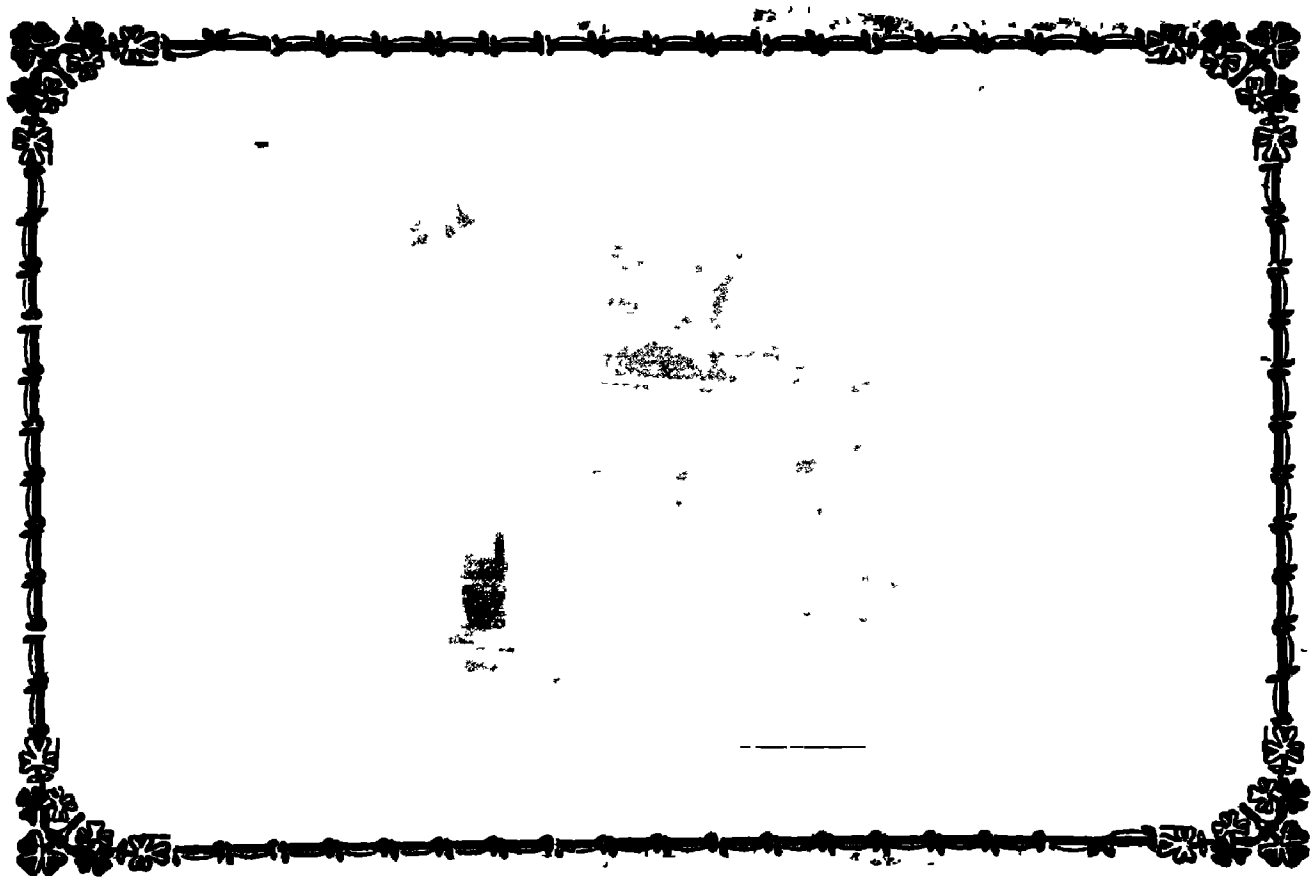

قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

اطلاع

(۱) اگر کسي صاحب کے پاس ترئي پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کو فی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لي جائیگي -

(۲) اگر کسي صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کي تبدیلي کي ضرورت ہو تو مقامي ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں، اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہیں یا پانچ آنے کے رہي - پي کي اجازت -

(۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداري نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) منی آرڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام، پورا پتہ، رقم، اور نمبر خریداري (اگر کوئي ہو) ضرور درج کریں -

نوٹ ـــ مندرجہ بالا شرائط کي عدم تعمیلي کي حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئي پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے لئے ذمہ دار نہ ہوگا - (منیجر)

شرح اجرت اشتہارات

—*—

میعاد اشتہار	في صفحہ	في کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ في مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے لئے صفحہ کے لیے کوئي اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات دو جگہہ دیجائیگي -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طرز پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدي زائد ہوگي -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھي طیار ہوتے ہیں جسکي قیمت ۸ آنہ في مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکي فرمایش کے مطابق آپکو جگہہ دیں، البتہ حتي الامکان کوشش کي جائے گي -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں، چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں، اور سہ ماہي کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرني ہوگی اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی ہمیشہ لي جائیگي اور وہ کسي حالت میں پھر واپس نہوگي -

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے، اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اس چیز کا جو جوے کے اقسام میں داخل ہو، تمام منشي مخدرات کا، نقش امراض کي دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالي نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو، کسي حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

نوٹ ـــ کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کي زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسی قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين — القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

AL-HILAI

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs 8

Half-yearly „ „ 4-12.

مدیر مسئول و محرر خصوصی

ابوالکلام آزاد الحسینی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان تلغراف

«الهلال»

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۲ — کلکتہ: چہارشنبہ ۲۷ صفر ۱۳۳۱ ہجری — نمبر ۵

Calcutta Wednesday, February 5, 1913

فہرست

شذرات	۱
مقالۂ افتتاحیہ	
حدیث العاشیہ	۶
ترکی کے شکست کے اسباب	۶
گھوڑوں کی کمی	۷
سڑکوں کی حرانی	۷
سامان جنگ	۷
بلغاریہ کے دعوے	۸
صلح کے شرایط	۸
تراجم احوال (زیر دیل مقالات)	
سدرۃ المنتہی (۳)	۹
ادبیات	
دعوت درد	۱۲
مکاتیب	
سوت اہل سلف گورنمنٹ	۱۲
شئون عثمانیہ	
مطالم بلغاریا	۱۳
تقسیم ممالک	۱۴
جنگ بلقان کے حوادث	۱۵
فہرست رر اعادۂ هلال احمر	۱۶

تصاویر

جامع سلیم (ایڈریا نوپل) کا صحن	۴
صدر سعد حسن بلگرامی	۶
مشہور اتحادی حاورند کے	۱۵
مشہور اتحادی حسین حاهد بک	۱۵

تلغراف خصوصی

بحوالہ الہلال

(قسطنطنیہ : ۶ - فروری)

جنگ شروع ہوگئی - انتظامات ما فوق العادۃ نہایت مستعدی سے جاری، ایڈریا نوپل کے محصورین کی طرف سے مطمئن اطمینان ہے - دشمن نے دو مرتبہ پیش قدمی کی اور گولوں کی بارش سے قرار پر مجبور ہوا - شوکت پاشا شتلجہ پہنچ گئے ہیں - انور بے ۳۰ - ہزار فوج لیکر دارالخلافت سے روانہ ہوگئے - مدحی بے بھی طرابلس سے آگئے اور انکی کمان میں جنوبی حصہ دیدیا گیا - مشہور ہے کہ دشمن صلح کیلیے اب تک دل سے نالہ و پیام کر رہا ہے - ناظم پاشا کے اقدام کی خبر محض ہے - شتلجا کی فوج مستعد و مستعق -

(مصباح)

اطلاع

نمبر ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، دوبارہ چھپکر طیار ہوگئے ہیں - پہلی اور دوسری سہ ماہی کی مکمل جلدیں جنکی جلد پر وسط میں سنہری حرفوں میں الہلال کا نلاک منقش ہے، مجلد موجود ہیں - پہلی جلد میں نمبر ایک سے ۱۲ تک، اور دوسری جلد میں نمبر ۱۳ سے ۲۴ تک شامل ہیں - دوسری جلد کے مضامین کے لیے پہلی جلد کے دیکھنے کی ضرورت نہیں - قیمت می جلد چار روپیہ آٹھ آنہ - ششماہی کے تمام پرچوں کی یکجا جلدیں بھی بندھوائی گئیں ہیں - قیمت می جلد مجلد آٹھ روپیہ -

شذرات

کلکتہ کا ایک عظیم الشان دن

٢ - فروری

اخراق اور مبالغہ بیانی نے الفاظ کا اثر کھودیا ہے - جب ہر چند آدمیوں کا مجمع اخباروں اور روزنامچوں کے صفحوں پر آکر بلا تامل " عظیم الشان مجلس " بن جاتا ہے ' تو اب واقعہ نگار کیلیے یہ نہایت سخت مشکل در پیش ہے کہ جو مجلس واقعی عظیم الشان ہو ' اُسے کس لفظ سے تعبیر کرے ؟

پچھلے اتوار کو کلکتہ میں جو عام مجلس منعقد ہوئی ' فی الحقیقت اسکی قوت اجتماعی کے بیان کیلیے صرف کلکتہ ہی کا نہیں ' بلکہ بعیر کسی مبالغہ کے تمام ہندوستان کا سوال در پیش ہے - ہم پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ کثرت نفوس ' و اظہار جوش و اثر کے لحاظ سے شاید ہی ابتک ہندوستان میں کوئی انسانی مجمع ایک وقت میں ایسا ہوا ہو -

صرف ایک مجمع اس مجلس کے مقابلے میں پیش کیا جاسکتا ہے - یعنے وہ ماس میٹنگ ' جو اعادہ بنگ طرابلس کے زمانے میں مذریشن ہال کی زمین پر منعقد ہوئی تھی ' لیکن وہ بھی کلکتہ ہی کی مجلس تھی -

اس نکتے کو یاد رکھنا چاہیے کہ پولیٹکل جلسوں کی حالت علم مجالس سے بالکل الگ ہوتی ہے - کسی عام کامیاب مجلس کیلیے اسقدر ہوجانا کافی ہے کہ اسمیں آدمیوں کا اجتماع کثیر ہو ' تقریریں پر اثر کی جائیں ' کئی عورت اور نامور اشخاص شریک ہوں ' چندہ کی مقدار کافی ہاتھ آے ' اور چیرر کی آواز متصل ہو - لیکن پولیٹکل اغراض سے جو مجمع منعقد ہوتے ہیں ' انکے لیے صرف اتنا ہی ہونا کافی نہیں ہے ' بلکہ پہلی چیز یہ ہے کہ کسی ایسی قوت کا انکے ذریعہ ظہور ہو ' جو براہ راست مقصد مجلس کے اثر کا دنیا سے اعتراف کرائے ' اور جلسہ کی تقریروں سے نہیں ' بلکہ اسکی در و دیوار سے ایک جاموش قوت کی صدا اٹھنے لگے -

ہم سمجھتے ہیں کہ لوگ ہر جگہ جلسے کرتے ہیں مگر اس ضروری نکتے کا خیال نہیں رکھتے -

کلکتہ میں پچھلے اتوار کا آغاز ابھی اچھی طرح بلند نہیں ہوا تھا کہ ہر شخص محسوس کرنے لگا کہ آج کوئی غیر معمولی کار روائی ہونے والی ہے - سب سے پہلا عظیم الاثر منظر یہ نظر آیا کہ صبح ہی سے شہر کے تمام بڑے بڑے بازاروں کی دکانیں بند ہونا شروع ہوگئیں ' اور تھوڑی دیر کے بعد گیارہ لاکھ آبادی کے طول و عرض میں ایک مسلمان کاروباری کی دکان بھی ایسی نہ تھی جو بند نہ ہوئی ہو -

اتوار کا دن گو سرکاری تعطیل کا دن ہے ' مگر کلکتہ اور ممبئی وغیرہ میں دیسی بازاروں کے کاروبار کا اصلی دن وہی ہوتا ہے ' کیونکہ ایک تو انگریزی دکانوں کے بند ہو جانے کی وجہ سے ضرورت کی چیزیں ہندوستانی بازاروں میں لینی پڑتی ہیں ' دوسرے تعطیل کی وجہ سے لوگ بازاروں میں کثرت آتے ہیں اور ہفتے بھر کی ضروریات خریدتے ہیں - پس اتوار کے دن کلکتہ کے بازاروں میں جاموشی اور سناٹے کا چھا جانا ایک ایسی قوت کا ظہور واضح تھا ' جس کا ہر باشندۂ شہر کو اعتراف کرنا پڑتا تھا -

نیو مارکیٹ میں اتوار کے دن بکثرت خرید فروخت ہوتی ہے اور انگریزوں کی تمام روزانہ ضروریات کا دار و مدار اسی بازار پر ہے ' لیکن یہاں ایک دکان بھی کھلی نہ تھی -

قصائیوں اور گوشت کے دکانداروں کا دکان بند کردینا سب سے زیادہ موثر تھا - اسکا اندازہ کرنا مشکل ہے کہ اُس دن دونوں وقت کتنے لوگوں کو گوشت کی جگہ محض ترکاری پر قناعت کرنی پڑی ' اور اس طرح معلوم کرنا پڑا کہ آج کیا ہو رہا ہے ؟

مسلمان گاڑی والوں نے بھی گاڑیاں بند کردی تھیں -

جلسہ کیلیے ہالدے اسٹریٹ کے ایک نہایت وسیع میدان میں انتظام کیا گیا تھا - دس بجے سے انسانوں کے سیلاب عظیم ہر طرف سے متحرک ہونے اور مقام مجلس تک بڑھنا شروع ہوے - سب سے زیادہ موثر منظر اُن بےقاعدہ جلوسوں کا تھا جو تمام بڑے بڑے محلوں سے نکالے گئے تھے - یہ ہزاروں انسانوں کا ایک مضطرب اور پر جوش مجمع ہوتا تھا ' جسکے آگے بڑے بڑے علم ہوے تھے اور اُن پر مختلف آیات جہاد و قتال جلی حرفوں میں نمایاں نظر آتی تھیں - علم کے پیچھے ہزاروں آدمی " اللہ اکبر " اور " جاھدوا فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم " کے نعرے لگاتے تھے ' اور بار بار بعض پر اثر نظموں کے بند جوش و خروش کے ساتھ پڑھتے جاتے تھے -

دائرہ بنتے بنتے وہ وسیع میدان ' جسکی نسبت قیاس کیا جاتا تھا کہ شاید اسکے بعض گوشے خالی رہکر جلسے کی عظمت کو نقصان پہنچائیں گے ' اس طرح بھر گیا تھا کہ ہزاروں آدمی سڑک پر کھڑے تھے ' اور جس طرف نظر جاتی تھی انسانوں کا ایک سمندر متلاطم نظر آتا تھا - اُس وقت ہر شخص کو خود بخود ایک عجیب نا معلوم بیخودانہ کیفیت کے ساتھ اپنے اندر قوت و عظمت کا احساس ہوتا تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ ہم اتنے ضعیف و کمزور نہیں ہیں ' جتنا بدقسمتی سے ہمیں سمجھایا گیا ہے -

ڈیڑھ بجے جب یہ عاجز جلسے میں پہنچا تو چاروں طرف سڑک بھی اسطرح بھر چکی تھی کہ بلا مبالغہ استیج تک جانے میں پورے دس منٹ صرف ہوے -

حیران ہوں کہ ایک وقت تھا جو گذر گیا ' اب آپکو اسکی تصویر کیونکر دکھلائی جاے ؟

اتنے بڑے جلسے میں سامعینوں کا انتظام ممکن نہیں ' اندھ دوپہر کی سخت تپش و حرارت کا اسمانی شامیانہ سب کے سروں پر تھا ' اور اندر سے اٹھنے والے درد حسرت و اندوہ سے سب کی آنکھیں پر نم تھیں - پسینے کے قطرے پیشانیوں پر چمک رہے تھے ' اور دل کے اندر اور جسم سے باہر ' دونوں محاذوں میں آتش و حرارت کے سوا کچھ نہ تھا - آہ ! یہ آتش مقدس ! یہ حرارت زندگی ! یہ تپش حیات ملی !! جس کے افسردہ شعلوں کے بھڑکنے کے دن نہیں معلوم کب آئیں گے ؟ حالانکہ اگر دن آنے والے ہیں تو وہ تو آگئے

نہ داغ لالہ صحارد ' نہ زخم کہنہ می کارد
ندہ یارب دلے ' کاں صورت دیعاں نمی خواہم

وهوالذي يدرل العيث من بعد ما قنطوا، و ينشر رحمته وهو الولي الحميد (۴۲ · ۲۷) ولا تايسو من روح الله ، انه لا يايس من روح الله الا القوم الكافرون (۱۳ · ۸۷)

* * *

جلسہ کی کارروائی " سورہ والصف " کی تلاوت سے آغاز کی گئی، جسکو جناب شیخ محمد موسیٰ المصری امام مسجد جامع نے شروع کیا، اور پھر میں نہیں سمجھ سکتا کہ میں کہاں تھا ؟ میرے کانوں میں یہ صدا آرہی تھی، لیکن معلوم نہیں کہ اس صدا کا جواب چالیس کرور زبانوں سے کب ملے گا ؟

یا ایها الذین آمنوا ، هل ادلکم علی تجارة تنجیکم من عذاب الیم ؟ تومنون بالله و رسوله و تجاهدون فی سبیل الله باموالکم و انفسکم ، ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون - یغفر لکم ذنوبکم و یدخلکم جنات تجری من تحتها الانهار ، و مساکن طیبة فی جنات عدن ، ذلک الفوز العظیم ، و اخری تحبونها ، نصر من الله و فتح قریب ، و بشر المومنین (۶۲ ۹)

اے وہ لوگو کہ دعویٔ ایمان رکھتے ہو، اور کاروبار دنیوی میں مشغول ہوا میں ایک ایسی تجارت بتلاؤں، جو تم کو (آنے والے) سخت و شدید مصائب عذاب سے بچالے ؟ اللہ اور اسکے رسول پر ایمان کامل پیدا کرو، اور خدا کی راہ میں اپنے مال و دولت اور اپنی جانوں سے جہاد کرو ! یہی طریق تمہارے لیے بہتر ہے بشرطیکہ تم (وقت کی مصیبت کو) سمجھو !

اگر تم نے ایسا کیا تو اللہ تمہارے قصوروں سے درگذر کردیگا، تم کو کامیابی و مرادی کے ایسے باغہائے نشاط میں پہنچادے گا، جہاں (اشک حسرت و نامرادی کی جگہہ عیش مراد کی) نہریں بہہ رہی ہونگی، اور پھر ایسے مکانات طیبہ میں، جو دائمی مسرت کے باغوں میں تم کو بسائے رکھیں گے - اور کیا تو یہی کامیابی سب سے بڑی کامیابی ہے - اور پھر اسکے علاوہ ایک دوسری نعمت محبوب بھی تم کو ملیگی، یعنے اللہ کے طرف سے عینی نصرت کا نزول ہوگا، اور تم عنقریب فتح مند ہوجاؤ گے - (اے پیغمبر) یہ بشارت ہے جو مسلمانوں کو پہنچادو !

* * *

جلسے کی صدارت کیلئے باہر سے ایک بزرگ طلب کیے گئے تھے، مگر عین وقت پر وہ علالت سے مجبور ہوگئے - اسلیے باتفاق رائے ارکان مسٹر علام حسین عارف کا انتخاب ہوا اور نئی وزارت کے صدر مقدم، مسلمانوں کو اس فیصلہ کن وقت میں اتحاد اسلامی کی دعوت، مظالم طرابلس اور دول سنہ کی جانبداری پر اظہار تاسف، اور تحریک عمومی جہاد مالی کے بالترتیب رزولیوشن پیش کیے گئے - تمام جلسے میں جوش و خروش اور اضطراب و التہاب کا جو عالم تھا، اسکا بیان حیطۂ تحریر سے باہر ہے - درمیان میں چندہ کی وصولی اور نئے نئے آنے والے گروہوں کے سلام سے (جسکی لہریں مستعل ہوتی ہوئیں وسط مجلس تک پہنچ جاتی تھیں) شور و ہنگامہ برپا ہوتا تھا، اور آپ سمجھہ سکتے ہیں کہ جس جگہ بلا مبالغہ ڈیڑھہ لاکھہ آدمیوں کا مجمع ہو، اسکا ادنے سا بھی ہنگامہ کیسا شدید اور سخت ہوگا ؟ لیکن الحمد للہ کہ تمام دلوں کا قبلۂ اضطراب ایک ہی تھا، اسلئے جب اسکی صدا اٹھتی تھی تو سب متوجہ ہو جاتے تھے - تقریر کے شروع ہونے ہی ایک ایسا سناٹا اور خاموشی طاری ہوگئی، گویا زبانیں سب سے چھن گئی تھیں، اور صرف کان ہی باقی رہگئے تھے -

جوش کا کچھہ اندازہ آپ اس سے کر سکتے ہیں کہ جلسے میں چندے کی وصولی کا انتظام تھا، اور تقریر کے شروع ہونے سے پہلے ہی تقریباً ایک سو والنٹیروں کی جماعت بار بار تمام جلسے میں دورہ کر چکی تھی، مگر نا این ہمہ اثنائے تقریر میں جب اس عاجز کی زبان سے یہ جملہ نکلا کہ :

" اب صرف دو ہی کام ہیں، جنکی طرف تم کو بلاتا ہوں : جسم میں مال ہے، اسے بیچدو، اور جسم میں جان ہے اسے ہتھیلیوں پر طیار رکھو تاکہ جب کبھی کلمۂ الہی کو تمہاری ضرورت ہو، تم اسکی پہلی صدائے دعوت پر اپنی تڑپتی ہوئی لاشوں کا اضطراب، اور اپنی گردنوں کے خون کا نوازہ پیش کر سکو ! "

تو جاں نثاران ملت نے اپنی جیبوں کو الٹ دیا، اور نوٹوں اور روپیوں کے ساتھہ صدائیں اٹھیں، کہ جیب کی اخری متاع بھی حاضر ہے !

کلکتہ میں ایک سال سے چندے کی وصولی ہو رہی ہے، عام لوگوں میں (اور وہی اسلام کے سچے مرید ہیں) شاید ہی کوئی شخص ہوگا جس نے دس پندرہ مرتبہ چندہ نہ دیا ہو - پچھلے دنوں اس تعمیر کی تقریروں کی مجلسیں ہوتے میں چار چار مرتبہ منعقد ہوئیں اور ہزاروں مجلسین و مجتمعین ہیں، جو ہر مجلس میں شریک ہوئے تھے اور ہر مرتبہ چندہ دیتے تھے - اسی طرح شہر کے ہر حصے میں چندے کا سلسلہ جاری رہا، تا این ہمہ اس جلسے میں پیسوں، اکنیوں، اور دونیوں سے تقریباً ۳۰ - ہزار روپیے کی رقم فراہم ہوگئی -

والنٹیروں کا گروہ جلسے کے بعد بلبستوں سے گدڑا تو مکانوں کی کھڑکیوں سے عورتوں نے اپنے زیور پھینکنا شروع کردیے - جوش جلسے میں نہایت کثرت سے لوگوں نے اپنی گھڑیاں، انگوٹھیاں، اور کپڑے اتار کر دیدیے - یہاں تک کہ گاڑی اور گھوڑا تک ایک شخص نے پیش کردیا -

تشکر و تبریک

— ○•○ —

ہم ان خواتین عذور، اور محترم گذاران مجلسین کو ان نتائج عظیمہ کیلئے خلوص دل سے مبارک باد دیتے ہیں، جنہوں نے ایک ہفتے تک اپنی پوری زندگی اس خدمت کیلیے وقف کردی اور اسدرجہ عظیم الشان مجلس کے منعقد ہونے کا اصلی باعث ثابت ہوئے، علی الخصوص پر جوش ممبران انجمن (معین الاسلام) جو ایک ہفتے کیلیے اپنے آرام و راحت کو بالکل بھول گئے تھے - (کولہو کا بیل) کے خطاب بھی مستحق شکریہ ہیں، علی الخصوص (حاجی محمد اسمٰعیل صاحب) پٹنوی، شریک فرم حاجی اللہ بخش صاحب، جنکا خلوص و خلوص اپنے اندر ایک قابل تقلید مثال رکھتا ہے - اس جلسے کے انتظام و مشورہ کیلیے جو ابتدائی مجلس ہوئی تھی، اس میں اس عاجز نے جب دوکانوں کے بند کیے جانے پر توجہ دلائی، تو پہلی آواز حاجی صاحب ہی نے بلند کی تھی، فجزاهم الله عن الاسلام والمسلمین خیر الجزاء و وفقنا الله سبحانه و ایاهم کما یحب و یرضاه -

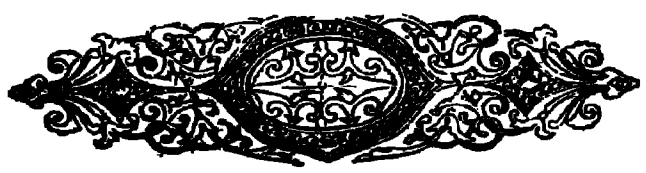

جنگ بعد از صلح

— * —

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا ' فلا خوف علیهم ولا هم یحزنون

— * —

(محمود شوکت پاشا) نے کہا تھا :

" عالم اسلامي کي سلامت اور جنگ ' ان دو چیزوں میں سے اگر کسي ایک کے اختیار کرلینے پر هم مجبور کیے گئے تو هم کو تلوار کھینچني پڑیگي "

بالآخر یہ قبلۂ امال اور کعبۂ امید چہل کرور نفوس اسلامیہ ' تلوار کھینچنے پر مجبور کیا گیا ' اور اس نے کھینچ لی -

وزارت خارجہ پر پرنس سعید حلیم پاشا کا تقرر هوگیا - جمعہ کے دن باب عالي کے طرف سے یادداشت کا جواب پیش کیا گیا ' جسکا لب و لہجہ پوري دانشمندي اور مصلحت وقت کے مطابق رکھا گیا تھا مگر ایڈریانوپل اور جزایر کي حوالگي سے قطعي انکار تھا -

ترکي کے جواب کے متعلق تار برقیوں میں عجیب اختلاج بیان رها - ۳۰ کي صبح کو جو پہلي تار برقي آئی ہے اسمیں ظاهر کیا گیا تھا کہ " باب عالي اسکے لیے طیار ہے کہ ایڈریا نوپل کے جنگي استحکامات مسمار کردیے " یہ در اصل انگلستان کي تجویز تھي جو صلح کانفرس کے اخیري ایام میں مشہور هوئي تھي - لیکن اس قار میں ترکی کے طرف سے یہ بھي ظاهر کیا گیا تھا کہ وہ ایڈریا نوپل کے اس حصے کو دول کی راے پر چھوڑ دیتي ہے ' جو دریاے مارٹزا کے دھني جانب ہے ' اور جہاں اسلامي معاهد و مقابر نہیں هیں -

لیکن پھر دو بجے ایک دوسرا ٹیلیگرام آیا ' جسکا پہلا جملہ یہ تھا :

" ترکي کے نوٹ میں ایڈریانوپل کے قلعوں کے مسمار کرنے کا کوئی ذکر نہ تھا بلکہ ایڈریانوپل کے اس حصے کی نسبت ' جہاں مزارات مقدسہ واقع هیں ' ترکی حکومت میں رکھنے پر اصرار کیا گیا ہے " !

هم یقین کے ساتھ کہتے هیں کہ جس طرح قلعوں کے مسمار کرنے کا نوٹ میں ذکر نہیں تھا ' اسی طرح ایڈریانوپل کے ایک حصے سے دست بردار هو جانے کا بھی اسمیں ذکر نہوگا ' جسکو پہلے تار میں پڑھکر بہت سی جلد باز طبیعتیں نئي وزارت کی طرف سے مایوس هوگئي تھیں -

دوسرے تار کی عبارت اس خیال کی پوري تصدیق کرتي ہے - ایڈریانوپل کا وہ حصہ جو دریا کے بائیں جانب ہے ' شہر کی اصلی آبادي ہے ' اور تمام مقابر و مساجد اسي میں واقع هیں - نوٹ میں اس حصے کي اسلامی و تاریخي اهمیت پر زور دیا گیا هوگا کہ ایسے مقام سے ترکي کیونکر دست بردار هوجاے ؟ لیکن کسی ایک حصے کی اهمیت پر زور دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اسکے دوسرے حصے سے دست بردار هوگئے -

بہر حال بلقاني اتحاد نے صلح کی معطوري سے انکار کردیا - نئي وزارت کی استقامت اور هیبت نے پہلا اثر جو پیدا کیا ' وہ یکایک دول کے رویے کی ایک نئي کروٹ تھي - یا تو دول ترکی پر زور ڈال رهے تھے کہ شرائط منظور کرلے ' اور یا اب بیان کیا جاتا ہے کہ " ترکي کا نوٹ معتدل ہے اور دول نے بلقانی ریاستوں پر صلح کی منظوري کیلیے اپنا پورا زور صرف کیا - انگلستان کے احتارات عام طور پر بلقانی اتحاد کو آمادۂ صلح کر رهے هیں "

ترکی نے اخر تک جنگ میں پیش قدمی سے پرهیز کیا - بلقاني اتحاد نے ۳ - مارچ کی شام سے اعلان جنگ کردیا تھا ' چنانچہ شام کے سات بجے ایڈریا نوپل پر گولہ باری شروع کردی گئي -

بلقانیوں نے اعلان کردیا ہے کہ نامہ نگاروں کو میدان جنگ میں شرکت کی بالکل اجازت نہوگی ' اور نامزد صوفیا اور بلغراد کی اکادیب ' اور لغنت (ویگنر) کی شریعانہ خدمات کے خرید لے کے جو تلخ تجربہ ریاستوں کو افشاے حالات کا هوچکا ہے ' وہ اسي کا مقتضي تھا -

اسوقت جنگ کے متعلق جو خبریں آئي هیں اسمیں (صوفیا) کی خبر سخت گراں باری اور ایڈیریا نوپل کے ایک حصے میں آتشزدگی کا دعوا کرتي ہے ' مگر قسطنطنیہ کی سرکاري خبر میں اسکا کوئی ذکر نہیں ' بلکہ ظاهر کیا گیا ہے کہ دشمن پسپا هوکر فرار پر مجبور هو گیا -

" ناصیۂ حمال امید "

— * —

هم نے نمبر (۳) کے سابقہ عاری (اورے) کی جو آخری تصویر یہ بقریب ورود قسطنطنیہ شائع کی تھی اسکے اوپر " ناصیۂ حمال امید " لکھا تھا - اس وقت تو یہ توقع بھی لیکن اب واقعہ ہے -

جامع سلیم (ایڈریا نوپل) کا صحن

یہ سچ ہے کہ موجودہ حالت میں جنگ کو صلح پر ترجیح دینا مصلحت اندیشوں کی سب سے بڑی قربانی تھی ' جو (اتحاد و ترقی) نے کی - مشکلات بے شمار ' اور موانع چند در چند درپیش ' تاهم مایوسیوں کی جواہ کتني هی طلسم هو ' (اورے) کا ناصیۂ حمال همارے لئے شمع امید ہے - شوکت پاشا کی گورنمنٹ ' اور اورے کی موجودگی یقیں دلاتی ہے کہ اب جنگ کی حالت اسکے ماضي سے بالکل مختلف هوگی ' اور عنقریب واقعات کا چہرہ بدل جاے گا -

اب (اورے) کس حالت میں هیں ؟ اسکی نسبت گو کوئی اطلاع نہیں آئي لیکن یقیناً وہ شملجہ پہنچ گئے هونگے اور هم خاص طور پر تحقیق حال کیلیے تار بھیج چکے هیں -

ایک نہایت سنسنی انگیز مگر اندھی هی ناقابل وثوق خبر یہ بھی ہے کہ مرحوم ناظم پاشاہ کے قتل کا انتقام لینے کیلیے ایک فوج قسطنطنیہ کی طرف بڑھ رهی ہے - مگر معلوم هوتا ہے کہ یا تو یہ کسی نے اصل افواہ کا بگڑا ہوا ٹکڑا ہے ' یا سیاسی اغراض سے شائع کی گئی ہے - یقین نہیں کہ اسکی کوئی اصلیت هو - ناظم پاشا کا واقعہ محض اتفاقي تھا ' اور اگر یہ انقلاب عرب اسلامی کی حفاظت میں کچھ بھی کامیاب هوا ' تو ایک ناظم پاشا کی جگہ اگر هزار ناظم بھی قتل هو جائیں تو بھي ایک لمحہ کیلیے همیں کوئی تاسف نہیں -

الهلال

۲۷ صفر ۱۳۳۱ هجری

حديث الغاشية (۱)

بقلم ابو الكلام

الحمد لله الذي احيانا بعد ما اماتنا و اليه النشور!

یہ پرچہ ناظرین کے ہاتھوں میں اس وقت پہنچے گا، جبکہ لکھنؤ کی صلح کانفرنس کو تیرہ ہفتہ گذر چکا ہوگا، تاہم یقین ہے کہ لندن کی "صلح کانفرنس" کے بعد اگر کوئی تذکرہ انکی صحبت میں ہوگا تو وہ لکھنؤ کی گذشتہ کانفرنسوں کی "معرکہ آرائیاں" ہونگی -

اخلاقی عقائد کی بہت سی گمراہیاں ہیں جنکے الفاظ لوگوں کی زبانوں پر چڑھگئے ہیں، اور ہر موقعہ پر انکا استعمال نہایت کثرت کے ساتھ کیا جاتا ہے - من جملہ انکے ایک یہ خیال بھی ہے کہ صلح جنگ سے، اور امن شورش سے، بہرحال بہتر ہے -

لیکن غور کیجیے تو اس خیال میں جسقدر سچ ہے، شاید اس سے کسی قدر زیادہ مقدار میں جھوٹ بھی ہے - یہ سچ ہے کہ شورش سے سکون بہتر ہے، مگر کس شورش سے؟ سمندروں کے تلاطم، اور ہواؤں کی خوفناک موجوں کی شورش سے - نہ کہ اس زندگی کی شورش سے، جسکے جانے ہی موت کے سکون کا پیام آجاتا ہے!

صلح بھی اچھی چیز ہے، مگر شاید وہ صلح اس سے مستثنی کردی جائے، جس کے مشیر (سر ایڈورڈ گرے) ہوں -

لکھنؤ کے ان جلسوں میں بھی امن کم اور شورش زیادہ تھی، صلح کا خیال محدود تھا، اور جنگ کی طلب وسیع - امن و سکون اسٹیج کے کنارے تک بھی خالص نہ تھا، مگر جنگ کے ولولے سے ہال کی پوری فضا گونج گونج اٹھتی تھی -

پس اسمیں تو شک نہیں کہ یہ شورش بھی اور امن شورش سے بہتر ہے - اسمیں بھی کوئی دھوکا نہیں کہ یہ ایک جنگ کی سرگرمی تھی، اور صلح کی نغمہ جنگ سے اچھی ہے - لیکن چونکہ اس شورش سے پہلے جو سکون تھا، وہ دریا کا سکون نہ تھا، جس سے مسافروں کی زندگی اور کشتیوں کی سلامتی وابستہ ہے، بلکہ سکون تھا اس حیوان عقلت کا، جو انسان کو زندگی کی حرکت سے محروم کر دیتا ہے، اور اپنے اندر موت کی ایک مثال کامل رکھتا ہے: (و هو الذي ينوم بالليل) - بلکہ وہ سکون تھا، اس جمود ممات، اس نعش کے حرارت، اور اس جسد بے روح کا، جسکے لئے مورخوں جگہ رمیں نے اوپر نہیں، بلکہ اسکے نیچے ہے - اسلئے اگر بیداری، ہشیاری سے، جنبش، نے ہوشی سے، اور زندگی، موت سے بہتر، تو یقیناً یہ شورش بھی امن سے، یہ جنگ بھی صلح سے، اور یہ ہنگامہ و غوغا بھی خاموشی سے بہتر تھا - فالحمد الله الذي احيانا بعد ما اماتنا، و اليه النشور [پس تمام حمد و تقدیس ہے اُس قدیر و حکیم کیلیے، جس نے ہم کو ہشیاری کی زندگی عطا فرمائی، حالانکہ ہم عملت کی موت میں ساکن و ساکت پڑے تھے -]

* * *

لیکن اس عجائب سرائے بوقلموں میں ایک ہی وقت کے اندر سب کو خوشی نہیں ہو سکتی - ہمیشہ شادی و غم میں باہم تصادم رہا ہے، اور ایک کی خوشی دوسرے کیلیے ماتم رہی ہے - اور غور کیجیے تو ایسا ہونا قدرتی ہے -

دنیا میں رنج و خوشی اور شادی و غم کی حقیقت یہ ہے کہ پہلے میں "حاصل" کی مسرت ہوتی ہے، اور دوسرے میں "رفتہ" کا افسوس - غم کی تمام مثالوں کو ایک ایک کرکے ذہن میں لائیے، ہر مثال میں آپ دیکھیں گے کہ کوئی نہ کوئی شے آپسے جاتی رہی ہے، اور جانے ہی کا نام غم ہے - مفلس اداس رہتا ہے، اسلیے کہ دولت چلی گئی - بیمار غمگین ہوتا ہے، اسلیے کہ صحت جاتی رہی - مایوسی میں سب سے زیادہ غم ہوتا ہے، کیونکہ ایک چیز "امید" تھی، جو اُس سے چھن گئی - اسی طرح خوشی کے تمام مواقع یاد کیجیے - آپ ایک پُر تکلف محل یا کسی قیمتی موٹر پر بیٹھکر خوش ہیں، اسلیے کہ دولت ہاتھ آگئی - بیمار کیلیے عسل صحت کا دن کم از یوم عید نہیں، کیونکہ اُسے صحت ملگئی - پس شادی و غم کی تعبیر اگر زیادہ واضح لفظوں میں کی جائے تو یہی ہوگی کہ حاصل ہونے کا نام خوشی ہے، اور کھودینے کا نام غم - پھر اگر یہ سچ ہے کہ خوشی، کسی شے کے حاصل ہونے کا نام ہے، تو آپ کو جب کبھی کوئی چیز ملے گی، ضرور ہے کہ وہ کسی کے ہاتھ سے نکلی ہو - عالم کائنات میں کوئی جذر بھی بیکار پیدا نہیں ہوئی ہے کہ آپ اٹھا لیں گے، ہر چیز کسی نہ کسی حلقہ جڑی ہوئی ہے، آپ کو اٹھا لینے سے نہیں ملے گی بلکہ توڑنا پڑے گا - اور توڑنیکا تو آپکا دامن بھرے گا مگر کسی کی آستین ضرور خالی ہوگی - آپ پھولوں کی سیج پر لوٹ کر خوش ہوتے ہیں، مگر یہ بھول جاتے ہیں کہ کوئی نہ کوئی داغ اجڑا ہے، جب کہیں جاکر آپکا بستر آباد ہوا ہے -

(عرفی شیرازی) جو بھاے شاعر ہونے کے ایک اسرار شناس حکیم تھا، اس نکتے کو کہہ گیا ہے:

زمانہ گلشن عیشی کسرا نہ یعما داد؟
کہ گل بدامن ما دستہ دستہ می آید

(میرزا غالب) نے ایک دوسری بات کہی ہے، مگر آپ اسی نظر سے دیکھیں.

ہر جادہ کہ از نعش پئے تست بہ گلشن
جا کیست نصیب ہوس انداختۂ ما

پس دنیا میں آپکا ہر نفع کسی دوسرے کا نقصان ہے اور آپ اپنے نفع سے خوش ہیں تو دوسرا اپنے نقصان پر مایوس -

لکھنؤ کے جلسوں میں جو کچھ ہوا، وہ در اصل ایک ابتدائی معرکۂ جنگ تھا، جس نے مسلمانوں میں سب سے پہلے ایک نئے حریف مقابل کو دنیا سے روشناس کیا - قوم خوش ہے کہ اُس نے طاقت حاصل کی، لیکن جن سے چھین کر حاصل کی، ضرور ہے کہ وہ غمگین ہوں - آپ کو اگر اپنے لئے کی خوشی ہے تو کسی کو اپنے بگڑنے کا ماتم ہے - پھر اسکا کوئی علاج نہیں کہ ایسا ہونا قدرتی ہے - قوم کی قسمت ابتک ایک جائداد مقفولہ تھی، جس پر چند اشخاص کا قبضہ تھا: لا تسئل عما يفعل - یہ پہلا موقعہ ہے کہ ایک نیا دعویدار پیدا ہوا اور طاقت دکھلا کر اپنا حق لینا چاہا - آپ کسی کے قبضے سے اسکی مغصوبہ ریاست چھیننا چاہیں گے تو وہ ضرور روئے گا - ضابط و حدود دار ہوگا تو کسی گوشۂ مکاں میں رومال سے انکھیں چھپاکر روئے گا، بے ضبط اور بے قابو آدمی سڑکوں پر چیخ چیخ کر ماتم کریگے - کوئی وجہ نہیں کہ آپ اسپر معترض ہوں:

(۱) اس مضمون میں ایڈیٹر ریویو حتی کے لکھنے اور کمپوز ہونے کے آخری دنوں میں [جب اخبار پریس اور مضمون دو] مولانا سعید خلیل ہوگئے تھے - امید نہیں کہ وہ ایڈیٹنگ آرٹیکل لکھ سکیں - یہ اور نل جوڑی کے بعد مضمون کے الہلال دیکھیے لکھا گیا تھا، لیکن شدرین عشائیہ اور "خاتمہ جلد جدید" کے اسقدر حصہ کے لئے آیندہ اشاعت کیلئے رکھدیا گیا - اسے بعد بھی ہر نمبر میں مقدم مضامین جگہ لیتے رہے اور اسکی اشاعت کی نوبت نہ آئی چونکہ اس مضمون کے صفحات خالی ہیں، احیاناً ضرور مرتالیا جائے اگر ضرورت نہ سمجھی گئی تو اسے نکالدیا جائے گا ورنہ شائع ہو جائے گا -

(عبد الواحد)

دل از من ' دیده ار من ' آستین ار من ' کنار از من !

* * *

لیکن یه جو کچهه هوا ' اسپر محض ایک سرسري نظر ڈالکر نہیں گذر جانا چاهیے - آجکل همـاري نظریں (بحر مار مورا) اور (در دانیال) کے جنگي طوفانوں کي طرف لگي هوئي هیں ' اور جي نہیں چاهتا که اور کسي طرف دیکهیں ' تاهم هم ناظرین سے کهینگے که وہ ان چند هلکي لهروں سے بهي اغماض نہ کریں جو ۲۶ دسمبر کو (گومتي) کي ساکن و خاموش سطح میں اتهي تهیں - عجب نہیں که کسي وقت یهي گومتی کي لهریں قازم کے طوفانوں کا کام دیں -

فی الحقیقت ان جلسوں میں صرف عقل و فکر کیلیے بہت سي عبرتیں تهیں ' جنکو ایک ایک کرکے یاد کرنا چاهیے کیونکه وہ مسلمانان هند کے اُس تغیر افکار و اعمال کی پہلي منزل تهیں ' جسسے اس تغیر کا مستقبل وابستہ هے ' اور جسکي طرف هم نے پچهلے دنوں " صبح امید " کے عنوان سے دو افتتاحیه مضمون لکهکر توجه دلائي تهي اور هم چاهتے هیں که اسے تفصیل سے لکهیں -

ترکي کے شکست کے اسباب

— * —

عثماني نظامي پاشا ممبر صلح کانفرنس کا بیان

— * —

(اخبار پایونیر کے ایک سابق نامہ نگار کي تحریر) -

عثمان پاشا اوسط عمر کے آدمي هیں - انکا سن ۴۵ سے زیادہ نہیں - انہوں نے ملٹري کالج سے نکلکر قسطنطنیه کے اسٹاف کالج میں شرکت کی اور اس طرح بحیثیت لفتنٹ کرنل اور سلطان کے ایتي کانگ کے موج میں داخل هوے - وہ مشرقی اور مغربي ' دونوں زبانیں یکساں فصاحت سے بولتے هیں اور زبان انگریزي میں انکو اسقدر ملکه هے ' جسقدر ترکی میں - ترکی وکلاے کانفرنس میں صرف وهي انگریزي زبان سمجهتے هیں - میں نے انکو کارلٹن هوٹل میں خفیه خطوط پڑهتے هوے مشغول پایا ' لیکن مجهے پہچانکر انہوں نے فوراً اپنے کام سے هاتهه اٹهالیا اور جو کچهه خدمتیں وہ دیسکتے تهے

میجر سید حسن بلگرامي

معتمد ایجوکیشنل کانفرنس کے گذشتہ اجلاس کے صدر ' جنکی غیر متوقع ارادي و صداقت کي بدولت ' ملی گذہ کانفرنس کے اسٹیج پر پہلي مرتبہ ایک زندہ اوار بلند هوئي - معزا هم الله من المسلمین حیر الجزاء

دلائے پر خوشي سے آمادہ ہوگئے - قدرةً میرا پہلا سوال یہ ہوا کہ ترکي فوج اسطرح میدان میں کمزور کیوں ثابت ہوئی ؟ اسکے جواب میں انہوں نے حسب ذیل تقریر کي :—

" افسوس ! آپ صرر ایسا دریافت کرینگے اور میں اسکے وجوہ جہاں تک جانتا ہوں عرض کرونگا ' کیونکہ آپکو معلوم ہے کہ میں ان لڑائیوں میں موجود نہ تھا اور میرا چٹلجہ پر جانا اُس وقت ہوا جبکہ جنگ ملتوي ہوچکي تھي - مگر میں نے اکثر فوجي جنرلوں سے بہت دیر تک گفتگو کي ' خصوصا (محمود مختار پاشا) سے ' جو آپکي بڑي تعریفیں کررہے تھے اور افسوس کرتے تھے کہ آپ اس جنگ میں انکے ساتھہ نہ تھے

بہر کیف آپ کو ضرور واقعیت ہوگي کہ ہم جنگ کے لیے مطلق طیار نہ تھے اور یہ لڑائي ہم پر نہایت بردلانہ ترکیب سے ڈالدي گئي - گذشتہ سال ہم لوگ اپني افواج کے ساتھہ اپنے پشت پر اٹلی سے جنگ کررہے تھے - اپني بحري طاقت کي خرابي سے ہم طرابلس میں کوئي کمک روانہ نہ کرسکے ' تاہم کسي طور پر ہم نے ترکی سپاہیونکي ایک بڑي تعداد اور کئي ہزار بہترین جوان افسرونکو روانہ کردیا تھا ' تاکہ عربوں کو مردانہ حفاظت وطن کی جنگ کي میں تربیت وتنظیم کي مدد دیں - اسکے بعد یہ خبر معلوم ہوئي کہ سرویا اور بلغاریہ اپنے اسلحۂ جنگ درست کر رہے ہیں اور اس خبر کے موصول ہوتے ہي یہ مہیب آمیز جنگ شروع بھي ہوگئي - انہوں نے ہم پر یہ تہمت لگا کر ' اسکے انتقام کي صدا بلند کی کہ ہماري فوج نے انکے مواضع پر حملے کئے ہیں - مانٹي نیگرو نے بھي فوراً انکی تقلید کي - ہم اپني آیندہ دقتونکو سمجھہ گئے اور اپني افواج کو نقل وحرکت کا حکم دینا چاہا ' مگر سر (جریلڈ لوتمر) سفیر انگلستان متعیدہ قسطنطنیہ اور دیگر سفرا نے یہ استدعا کي کہ ہم لوگ کوئي حرکت ایسي نہ کریں جو اشتعال دینے والی تصور کی جاے ' کیونکہ انہوں نے ہمکو صاف لفظونمیں سمجھایا کہ دول یورپ اسپر مستعد ہیں کہ جنگ ہرگز نہ ہونے دیں ' اور اسوقت تک ترکوں کو کسي محالفانہ حملہ کا اندیشہ کرنیکي ضرورت نہیں جب تک خود انکی طرف سے کوئی جنگي طیاري اور پیش قدمی نہوگي - نہت خوب ' ہملوگوں نے فوراً اپني فوجوں کو ٹھہرجانیکا حکم دیدیا ' اور کوئی انتظام شروع نہ کرسکے - مگر بلقان لیگ کا محالفانہ اندار روز بروز بڑھتا گیا - یہانتک کہ خود دول یورپ نے عام طور پر اعلان کردیا کہ اگر جنگ چھوٹگئي تو دونوں فریق میں سے کسی کو اجازت نہ ہوگی کہ اس جنگ سے کوئی ملکی یا مالي نفع اٹھائے - اس دھمکی کو یورپ کی پارلیمنٹوں نے یوں مفید ٹھہرایا تھا کہ جب کسي فریق کو جنگ سے فائدہ کی امید نہ ہوگی ' پھر یقیني بلقان لیگ کا ٹلنا ہوا ہوں ٹھنڈا پڑجالیگا ' لیکن دول یورپ شاید بھول گئے تھے کہ وہاں کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں اپنے خاص ارادے بھي رکھتي ہیں - پس ساري دنیا کو حیرت ہوئی ' جب ان سب قصونکے بعد ایک ایسا اعلان ہمیں دیا گیا ' جسکے الفاظ نے مجبور کیا کہ اسے اعلان جنگ تصور کریں -

فوجي بے سروسامانی

ہم جنگ کے لیے بالکل آمادہ نہ تھے - افسروں میں سے کئي ہزار جو طرابلس میں رکے پڑے تھے ' جیسا کہ میں ابھی آپ سے کہہ چکا ہوں - اسکے علاوہ ہم نے دو تہائي بڑي تا قاعدہ اور ردیف فوجیں شام کے ساحل پر اس غرض سے جمع کردي تھیں ' تاکہ اٹلي کي فوج وہاں اتر نہ سکے ' اس لیے ہماري یورپین فوج میں افسرونکي سخت کمي محسوس ہوئی - بعضوں میں سات اور بعضوں میں صرف دو کمپني افسر تھے ' یورپین افواج کے کل ردیف ساحل شام پر جمع تھے -

جب ایسي حالت میں جنگ شروع ہوگئي تو ہم کو مجبوراً غیر مستعد اور نا قابل لوگوں سے کام لینا پڑا ' اور مناستر اور ایڈریا نوپل کی قیامي فوجیں ' جنگي فوج بناکر میدان میں بھیج دیني پڑیں - اس فوج میں ایسے سپاہي بے سروسامانی سے بھرتی ہوے تھے ' جنھوں نے بندوق کبھي چلائي بھي نہ ہوگي اور جنگي تعلیم صرف دو یا تین کمپني افسرونکو اپنے ہاتھوں میں لینی پڑي تھي - اس موقع پر ہمارے جنگي جہازونکي کمي نے ہمیں نقصان پہنچایا ' کیونکہ ہمارے پاس شام کے ساحل پر ذیرہ لائقہ باقاعدہ سپاہي موجود تھے جنھیں ہم اسوقت یورپ نہیں پہنچاسکے اور جنکو قونیا ریلوے تک آنے میں کئي سو میل کي مسافت طے کرني پڑي - یہ فوجیں چٹالجہ اسوقت پہونچیں ' جب الترماے جنگ کا اعلان ہوچکا تھا -

گھوڑونکي کمي

ہمارے سوار اور برق اندازونمیں گھوڑونکي بھي سخت کمي تھي - ہم نے حماقت سے یورپین خیال کے مطابق اپنے بندوق کے رسالہ کو صلح کی وقتي حالتمیں قایم رکھا تھا - جب جنگ شروع ہوگئي تو ہماري یورپین افواج میں ۶۸ - ہزار گھوڑونکي ضرورت پائی گئي - انکي جگہ نئے اور صحتي گھوڑونسے پر کرني پڑي -

سڑکوں کي خرابي

دوسري بڑي دقت سڑکونکي خرابي سے پیش آئی - انکي خرابي کي یہ حالت ہے کہ پاے تخت کے متصل جو سڑکیں ہیں وہ بھي تھوڑي سي بارش کے بعد بالکل دلدل ہوجاتي ہیں -

سامان جنگ

موجودکي تعداد کاغذ پر تو ضرور تھي اور جب نقل وحرکت کا حکم صادر ہوا تو تمام سپاہي حاضر بھي ہوگئے جیسا کہ ہر سچے ترک سپاہي کا دستور ہے ' مگر بار برداري کا سامان کہاں تھا ؟ گھوڑے اور دیگر ضروري جانور خریدنیکو روپیہ کہاں سے آتا ؟ سپاہي جب روانہ ہوے ہیں تو انکا عجیب حال تھا - نہ تو انکے اسلحہ درست تھے ' اور نہ گولہ بارود اور دیگر لوازم جنگ کا کوئي سامان تھا - نہ قطع مسافت کیلیے ریل تھي ' اور نہ لڑانے والے افسر موجود تھے - ان بیچاروں نے باشعور عبور کیا اور میدان جنگ کي پہلي صفونمیں قرباني کی بھیڑوں کي طرح ہانک دیے گئے - انمیں کوئي بھي یہ نہیں جانتا تھا کہ انکا سردار کون ہے ؟ فوج کے کس حصہ سے اسکا تعلق ہے ؟ اور کس دستہ کا وہ شریک ہے ؟ با ایں ہمہ بدنظمی ہمارے سپاہي میدان جنگ میں جان فروشی سے باز نہیں آے اور بے دریغ اپنے تئیں کٹوانے رہے - یہ بلغاري ' سرویں ' یا یوناني نہ تھے ' جنھوں نے انکو شکست دي ' بلکہ جنگ کي بے ترتیبي اور بھوکے سپاہیونکي گرسنگي تھی ' جو ترکونکے بربادي کا باعث ہوئی - کرک کلیسي ' لولي برغاس ' اور چٹلجا کي لڑایونکو مثال سامنے رکھیے ' (محمود مختار پاشا) کي فوج میں سواري کا کوئي سامان نہ تھا - ان بلغاریوں پر جنکا تذکرہ دل ایڈریا نوپل کي راہیں مسدود کرنا چاہتا تھا ' مختار پاشا کو مجبوراً حملہ کرنا پڑا - اس حملہ میں وہ سپاہي شریک تھے جنکو تین شبانہ روز سے کوئي غذا نہیں ملي تھي - سب کے سب بالکل کمزور ہورہے تھے اور انکے پاس سامان جنگ بھي نہ تھا سڑکیں اتني خراب تھیں کہ گھوڑے کیچڑ میں پھنس پھنس جاتے تھے اور بندوقیں زمین میں گڑجاتي تھیں - دو دو ٹکڑے کرنے پر بھي انکا آگے بڑھانا ناممکن معلوم ہوتا تھا - اور پیدل سپاہي توپخانہ کے باعث اسقدر کمزور ہوگئے تھے کہ انسے کسي مدد کي امید بیکار تھي - روٹي کي تلاش میں مستعد سپاہي منتشر ہوگئے - عین اسي حالتمیں دشمنونکي فوجیں نمودار ہوئیں اور ترکي سپاہیوں میں

کھل بلي مچ گئي - (محمود مختار) نے فوجونکو مرتب کرنا چاها اور اسکي کوشش میں اپنے لوگونکو گولي سے مار بھي ڈالا مگر بھرک گئي شدت نے لوگوں کو هوش و حواس هي میں کب رکھا تھا که وہ حالت کي نزاکت محسوس کرتے ؟ نتیجه یه هوا که مختار پاشا اپني فوج کو اسوقت آراسته کر سکے ' جب اس جنگ لولي برغاس میں اپنے متعدد بہترین سپاهیونکو خود اپنے هاتھه سے شهید کرچکے تھے ۔

بلغاریا کے دعوے

یه تمام خود ساخته روایتیں که دست بدست لڑائیاں هوئیں اور سنگینیں چلیں اور بلغاریوں نے نہایت دلیرانه حملے کیے ' محض جهوٹ اور افترا هے - میں ترکي اسپتال سے هو آیا هوں اور متعدد افسرونسے جو جنگ کے هر مرحله پر شریک تھے گفتگو بھي کر چکا هوں - متعدد سپاهیوں پر نظر پڑي جنکے جسم بندوق یا توپ سے مجروح تھے ' مگر سنگین یا تلوار کا کوئي زخم دیکھا تو در کنار ' سننے میں بھي نہیں آیا - میں بلغاریونکي مذمت نہیں کرتا - انکي فوج بہترین طریقه سے آراسته تھي اور انهوں نے حمله کا وقت بھي نہایت مناسب نکالا تھا مگر بلغاري لفٹننٹ ویگنر کے مصنوعي قصونکے هیرو نہیں هیں - وہ معمولي انسان هیں - اگر اب جنگ چھڑجاے تو هم انسے یکساں قوت پر مقابل هونگے اور همیں صوفیا تک دخل کرلینے میں شاید ایک ماه سے زاید عرصه نه لگے گا ۔

صلح کي شرایط

اب ذرا صلح کانفرنس اور اسکے شرایط کو ملاحظه فرمالیجے - بلقان لیگ نے جو شرطیں پیش کي هیں ' وہ بالکل لغو اور بے معني هیں اور هرگز قبول نه هونگي - ایڈریانوپل یورپین ترکي کا قدیمي پایۂ تخت هے اور وهاں همارے گذشته سلاطین مدفون هیں - هم تو ابھي پیرزلد دیچکے هیں ' جهاں مراد اول جنگ (قصوه) کے بعد سنه ۱۳۸۹ میں دفن هوے تھے - لیکن ایڈریانوپل هم کبھي علحده نہیں کرسکتے - یه صوبه قسطنطنیه کي کنجي هے - اسپر بلغاري قبضه ترکي سلطنت کے حق میں همیشه مخدوش هوگا - اسکا همارے هاتھومیں رهنا بلغاریه کے لیے خطرناک نه تھا اور نه اب هے - علاوہ ازیں یه مقام اب تک بلغاریا کیلیے ناممکن التسخیر رها ' پھر اسکا حق کس انصاف اور حق پر مبني هے ؟ ترکومیں ایک پراني مثل هے که حر " شے تلوار سے حاصل هوتي هے اسکو تلوار هي چھین سکتي هے " اگر ایڈریانوپل پر لڑائي میں قبضه هوگیا هوتا تو وہ دوسري صورت هوتي اور اسوقت هملوگ شاید اسکے دیدیے پر جبراً راضي بھي کرلیے جاتے - مگر موجوده حالت میں تو ایسا هونا ممکن نہیں - هم دول یورپ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیجے کو آماده هیں که وہ اپني خواهش کے مطابق البانیا کو دیگر اسلامی کسي ترکی خاندان کي حکومت کے ماتحت خود مختار کرادے ' هم اسپر بھي آماده هیں که چار ناچار مقدونیا سے اپنا قبضه اٹھالیں مگر ڈیرس همارا تھا - همارا هے اور همارا هي رهیگا - جزیرے بھي کبھي جدا نہیں هوسکتے - یه سچ هے که جنگي جهازوں کی کمي کے باعث یونانیوں نے چند جزیروں پر قبضے کرلیا هے مگر اسکو بھولنا نہیں چاهیے که همارا کوئي قلعه وهاں نہیں تھا - ان جزیرونمیں زیاده تر یونانی آباد هیں اور هم نے اپنے دستور کے موافق انکو کامل آزادي دیدي تھي - ان باشندوں کي یه آزادي پھر واپس هوجایگی مگر همساري ایشیائي حکومت کے لئے یه بات سخت نقصان ده هوگي که هم اپنے خاص خزانه کے جزیرے اس قوم کے هاتھوں میں دیدیں ' جو بیز نطاني وراثت پر حق کا اب تک دعوي کرتا هے - هم نے فیصله کرلیا هے اور همارا قصد مصمم هو چکا هے که تھریس یا ایڈریانوپل کو کبھي جدا نہیں هونے دینگے - اگر جنگ پھر شروع کي جاے گي تو هم بھي اسکے لئے طیار هیں - هماري ساري کمزوریاں دور هوچکی هیں - همارے پاس اسوقت ۷۵۰۰۰ سپاهي نبرد آزما گیلي پولی میں اور دو لاکھه چٹلجه میں موجود هیں ' اور وہ ۸۰ - هزار ترک اسکے علاوہ هیں جو قونیه اور سقوطري کے درمیان ناسعورس سے متصل مقیم هیں اور هر روز نهایت بے چیني سے اجراے جنگ کا انتظار کر رهے هیں - یه جتني تاخیر هو رهي هے ' هماري فوج کو مضبوط بنا رهي هے اور اگر وہ همارے شرائط نامنظور کرینگے تو هم لڑنیکو مستعد هیں - باقی رها نتیجه جنگ ' تو اسکا همیں کوئي خوف نہیں " ۔

(الهلال) ان اقتباسات کو پڑھو اور غور کرو ! بلقان میں اسلحه مراهم کیے جاتے هیں مگر کوئي نہیں روکتا - اسکے بعد ڈپلومیٹک جنگ کا آغاز هوتا هے ' اس پر ترکی کو تنبیه هوتا هے اور وہ بھي بعرض حفظ ما تقدم جنگي تیاري کرنا چاهتي هے ' مگر مرد سخن (جیسا که ادعاء کیا جاتا هے) انگلستان ' بلغاریوں کا طال گسستر روس ' اور مثلث کا تیسرا صلع ' فرانس کے سفراء سعیر ترکي سے ملتے هیں اور علی الخصوص انگلستان کا سفیر طعل تسلی دیتا هے که جب تک وہ خود حمله کي معرک نه هوگي اسوقت تک کسی علانیه جنگ کا اسے حرف نه کرنا چاهیے - اور پھر اسي پر بس نہیں کیا گیا بلکه اسکو مجبور کیا جاتا هے که تدابیر حفظ ما تقدم کو چھوڑ دے - ترکي کی ناعاقبت اندیش وزارت طرابلس کے تلخ تجربه کے باوجود پھر بھي اعتماد دول کا شکار هوتي هے ' اور جنگی تیاري یک قلم موقوف کردیتي هے - خلوت میں مدافعین سیاست کی طرف سے ایک طرف اتلي کو ابھارا جاتا هے که تمام قوانین جنگ و انسانیت کو بالاے طاق رکھکر بیروت پر حمله کردے ' تاکه ترکي مجبور هوکر اپني فوج کا اصلی حصه قسطنطنیه سے دور بھیجدے - دوسري طرف راسب بار انگلستان کا راسب بار سعیر جنگی طیاري سے روکتا هے اور یقین دلاتا هے که جنگ هرگز شروع نہوگی - لیکن پھر دفعۃً جنگ چھیڑ دي جاتي هے - ترکي اپنے کو دیکھتا هے نو فوج هیں ' نه افسر - سپاهی هیں ' نه سواري - سڑکیں خراب هیں - اور بدقسمتی سے سڑکوں کے سابقه موسم بھی خراب هے - تربیت یافته افسروں کی قلت کي تلافی ناممکن ' قلت سواري کا تدارک ممکن مگر خرابه حالي ' مجبوراً سپاهیوں کی کمی رنگروٹوں سے پوری کی جاتی هے جو بندوقوں کو بھرنا بھي نہیں جانتے - پھر یه فوج ایک ایسی فوج سے معرکه آرا هوتی هے ' جو تمس برس سے تیار کیجا رهی تھی اور یورپ کي بہترین اعانتوں سے فائده اٹھاکر میدان میں نکلی تھی -

ایسي حالت میں ناکامي لازمی تھی اور پیش آئی ' مگر سوال یه هے که اسکا باعث کون هے ؟ ترک ؟ مگر وہ تو ڈپلومیٹک جنگ کے آغاز هي سے حفظ ماتقدم کرنا چاهتے تھے - پھر کون هے ؟ ..

قلم اندر عشوه دمالیست که من میدانم
سر اندر سده رحالیست که من میدانم

مقالات

تراجم احوال

دیباچہ

سیرۃ نبوی

—:*:—

(اثر : شمس العلما مولانا شبلی نعمانی)

—•••—

(۳)

تبصرہ

سیرۃ نبوی کے تمام تبصرہ پر

—*—

من سیرت کی یہ ایک سادہ اور مجمل تاریخ تھی - اب اسپر مختلف پہلوؤں سے نظر ڈالنی چاہیے

(۱) تیرہ سو برس کی وسیع مدت میں ایک کتاب بھی اس فن میں ایسی تصنیف نہیں کی گئی' جس میں صرف صحیح روایتوں کا التزام کیا جاتا - سیرت کی جس قدر کتابیں موجود ہیں ان سب میں محمد بن اسحاق کی سیرت سب سے زیادہ مستند ہے' تاہم علامہ ذہبی جو اُن کے طرف دار ہیں' میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں :

مالہ عندي ذنب' الا ما قد حشا می السیرۃ من الشیاء المنکرۃ المنقطعۃ والاشعار المکدوبۃ	میرے نزدیک اُن کا اسکے سوا کوئی گناہ نہیں کہ انہوں نے سیرت میں منکر اور بے سند روایتیں اور جعلی اشعار بھر دیئے ہیں-

(۲) محدثین نے تنقید اور تحقیق کی ضرورت کو احادیث احکام کے ساتھہ خاص کردیا ' یعنی صرف وہ حدیثیں تنقید کی محتاج ہیں' جن سے شرعی احکام ثابت ہوتے ہیں - جو روایتیں فضائل وغیرہ سے متعلق ہیں' اُن میں احتیاط کی حاجت نہیں - حافظ زین الدین عراقی بہت بڑے پایہ کے محدث ہیں' حافظ ابن حجر انہی کے شاگرد ہیں' وہ اپنی سیرۃ منظوم کے دیباچہ میں لکھتے ہیں :

ولیعلم الطالب ان السیر یجمع ما صح وما قد انکر (۱)

یہی وجہہ ہے کہ مذاہب اور فضائل اعمال میں نہایت کثرت سے جھوٹی اور ضعیف روایتیں شائع ہوگئیں' اور بڑے بڑے ائمہ حدیث نے اپنی کتابوں میں ان روایتوں کا درج کرنا جائز رکھا - علامہ ابن تیمیہ کتاب التوسل (۲) میں لکھتے ہیں .

قد رواہ من صنف في عمل یوم ولیلۃ کابن السني وابي نعیم و في مثل ھذہ الکتاب احادیث کثیرۃ موضوعۃ لا یجوز الاعتماد علیھا في الشریعۃ باتفاق العلماء -	اس حدیث کو ان لوگوں نے روایت کیا ہے جنہوں نے رات دن کے اعمال میں کتابیں تصنیف کی ہیں مثلاً ابن السنی اور ابو نعیم' اور اس قسم کی کتابوں میں کثرت سے جھوٹی حدیثیں موجود ہیں جن پر اعتماد کرنا ناجائز ہے' اور اس پر تمام علما کا اتفاق ہے-

حاکم نے مستدرک میں یہ حدیث روایت کی ہے کہ جب حضرت آدم سے خطا سرزد ہوئی' تو اُنہوں نے کہا " اے خدا ! میں تجھکو محمد کا واسطہ دیتا ہوں کہ میری خطا معاف کردے " خدا نے کہا " تم نے محمد کو کیونکر جانا " حضرت آدم نے کہا " میں نے سر اُٹھا کر عرش کے پایوں پر نظر ڈالی ' تو یہ الفاظ لکھے ہوے دیکھے : لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ - اِس سے میں نے قیاس کیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھہ جس شخص کا نام ملایا ہے' وہ ضرور تجھکو محبوب ترین خلق ہوگا " خدا نے کہا " آدم ! تو نے سچ کہا ' محمد نہ ہوتے تو میں تجھکو پیدا نہی نہ کرتا "

حاکم نے اس حدیث کو نقل کرکے لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے ' علامہ ابن تیمیہ یہ قول نقل کرکے لکھتے ہیں :

اما تصحیح الحاکم لمثل ھذ الحدیث وامثالہ فھذا مما انکرہ علیہ ائمۃ العلم بالحدیث وقالوا ان الحاکم یصحح احادیث وھي موضوعۃ مکذوبۃ عند اھل المعرفۃ بالحدیث وکذلک احادیث کثیرۃ في مستدرکہ وھی عند ایمۃ اھل العلم بالحدیث موضوعۃ (۱)	حاکم کے اس قسم کی حدیثوں کو صحیح کہنے پر ائمۂ حدیث نے انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ حاکم اکثر جھوٹی اور موضوع حدیثوں کو صحیح کہدیتے ہیں ' اسی طرح حاکم کی مستدرک میں بہت سی حدیثیں ہیں جن کو حاکم نے صحیح کہا حالانکہ وہ ائمۂ حدیث کے نزدیک موضوع ہیں -

علامۂ موصوف ایک اور موقع پر ابو الشیخ اصفہانی کی کتاب کا تذکرہ کرکے لکھتے ہیں (صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶) :

وفیھا احادیث کثیرۃ قریبۃ صحیحۃ وحسنۃ واحادیث کثیرۃ ضعیفۃ وموضوعۃ وھیذہ وکذلک ما یرویہ خیثمۃ بن سلیمان في فضائل الصحابۃ وما یرویہ ابو نعیم في فضائل العلماء في کتاب معرفۃ الاول حلیۃ الاولیاء وما یرویہ ابو بکر الخطیب وابو الفضل بن ناصر وابو موسی المدیني وابو القاسم بن عساکر والحافظ عبد الغني وامثالھم ممن لہ معرفۃ بالحدیث -	اور اس میں بہت سی حدیثیں ہیں جو قوی ہیں' اور حسن ہیں اور بہت سی ضعیف اور موضوع اور مہمل ہیں اور اسی طرح وہ حدیثیں' جو خیثمہ بن سلیمان' صحابہ کے فضائل میں روایت کرتے ہیں' اور وہ حدیثیں' جو ابو نعیم اصفہانی نے ایک مستقل کتاب میں خلفا کے فضائل میں روایت کی ہیں' اور اسی طرح وہ روایتیں' جو ابو بکر خطیب اور ابو الفضل مدینی اور ابو موسی مدینی اور ابن عساکر اور حافظ عبد الغنی وغیرہ ارباب حدیث روایت کرتے ہیں -

غور کرو ! ابو نعیم ' خطیب بغدادی ' ابن عساکر ' حافظ عبد الغنی وغیرہ' حدیث اور روایت کے امام ہیں ' با وجود اسکے یہ لوگ خلفا اور صحابہ کے فضائل میں جھوٹی اور موضوع حدیثیں بے تکلف روایت کرتے ہیں- اسکی وجہ یہی تھی کہ یہ خیال عام طور پر پھیلا ہوا تھا کہ صرف مسایل مہمہ کی حدیثوں میں احتیاط اور تشدد کی ضرورت ہے ' ان کے سوا اور روایتوں میں سلسلۂ سند نقل کردینا کافی ہے ' تنقید اور تحقیق کی ضرورت نہیں -

---

(۱) طالب العلم کو جاننا چاہیے کہ سیرت میں جسطرح کی روایتیں ہوتی ہیں صحیح بھی اور غلط بھی -

(۲) مطبوعہ مطبع المنار صفحہ (۹۹)

اس بے احتیاطی کا اثر سیرت نبوی کی روایتوں پر زیادہ تر پڑا ' خلفا اور صحابہ کے فضائل میں جب مبالغہ آمیز روایتوں کا نقل کرنا جائز تھا ' تو بارگاہ رسالت کے فضائل میں جس قدر کہا جاتا ' کم تھا - اس قسم کی روایتیں عوام میں مقبول ہوکر اس طرح رواج پا جاتی تھیں کہ اگر کوئی محقق ان سے انکار کرنا چاہتا تو عوام دشمن بن جاتے -

موضوعات ملا علی قاری میں لکھا ہے کہ بغداد میں ایک واعظ نے یہ حدیث بیان کی " قیامت میں خدا آنحضرت کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا " امام ابن جریر طبری نے سنا تو بہت برہم ہوے اور اپنے دروازہ پر یہ فقرہ لکھ کر لگا دیا . " خدا کا کوئی ہمنشین نہیں " اسپر بغداد کے عوام سخت برافروختہ ہوے اور امام موصوف کے گھر پر اس قدر پتھر برسائے کہ دیواریں ڈھک گئیں (۱)

ایک حاس نکتہ

اس موقع پر ایک خاص نکتہ لحاظ کے قابل ہے - یہ مسلم ہے کہ حدیث و روایت میں امام بخاری اور مسلم سے بڑھکر کوئی شخص نہیں پیدا ہوا - رسول اللہ کے ساتھ اُن کو جو عقیدت اور خلوص اور شیفتگی تھی ' اُس کے لحاظ سے بھی وہ تمام محدثین کے سرتاج تھے - باوجود اسکے فضائل و مناقب کے متعلق جس قسم کی مبالغہ آمیز روایتیں بیہقی ' ابونعیم ' نزار ' طبرانی وغیرہ میں پائی جاتی ہیں ' بخاری اور مسلم میں نہیں ملتیں - بلکہ اس قسم کی حدیثیں جو نسائی ' ابن ماجہ ' ترمذی وغیرہ میں پائی جاتی ہیں ' وہ بھی ان میں مذکور نہیں ' اس سے قطعی ثابت ہوتا ہے کہ جس قدر تحقیق و تنقید کا درجہ بڑھتا جاتا ہے ' مبالغہ آمیز روایتیں گھٹتی جاتی ہیں - یہ روایت کہ جب آنحضرت (صلعم) عالم وجود میں آے تو ایوان کسریٰ کے ۱۴ - کنگرے گرپڑے ' آتش فارس بجھ گئی ' بحیرہ طبریہ خشک ہوگیا - بیہقی ' ابونعیم ' خرائطی ' ابن عساکر ' اور ابن جریر ' سب نے روایت کی ہے ' لیکن بخاری اور مسلم بلکہ صحاح ستہ کی کسی کتاب میں اس کا پتہ تک نہیں !

سیرت نبوی پر جو کتابیں لکھی گئیں ' وہ زیادہ تر اسی قسم کی کتابوں (طبرانی ' بیہقی ' ابونعیم وغیرہ) سے ماخوذ ہیں ' اسلیے ان میں نہایت کثرت سے غلط اور کمزور روایتیں درج ہوگئیں اور اسی بنا پر محدثین کو کہنا پڑا کہ سیرۃ میں جھوٹ سچ ' ہر قسم کی روایتیں ہوتی ہیں -

(۳) سیرت کے باب میں یہ سہل انگاری اختیار کی گئی کہ محدثین نے تحقیق کے جو اصول قرار دیے تھے ' اکثر نظر انداز کردیے گئے - محدثین کا سب سے پہلا اصول یہ ہے کہ روایت کا سلسلہ اصل واقعہ تک کہیں منقطع نہ ہونے پاے ' لیکن آنحضرت کے حالات ولادت کے متعلق جس قدر روایتیں مذکور ہیں ' قریباً سب منقطع ہیں - صحابہ میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کی عمر ' آنحضرت کے ولادت کے وقت روایت کے قابل ہو - سب سے معمر حضرت ابوبکر تھے ' وہ آنحضرت سے عمر میں دو برس کم تھے ' اسی بنا پر ولادت شریف کے متعلق جس قدر روایتیں مذکور ہیں ' کوئی ان میں سے متصل نہیں ' اور اسی بنا پر ان واقعات کے متعلق نہایت دور از کار روایتیں پیدا کی گئیں ' مثلاً ابونعیم نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت پیدا ہوے تو بہت سے پرند آکر مکان میں بھرگئے ' جن کی زمرد کی منقار ' اور یاقوت کے پر تھے - پھر ایک سفید بادل آیا اور آنحضرت کو اُٹھا لیگیا اور ندا آئی کہ اس بچے کو مشرق و مغرب اور تمام دریاؤں کی سیر کراؤ کہ سب لوگ پہچان لیں (۲) یہ بے احتیاطی صرف روایتوں کے ساتھ مخصوص نہیں ' بلکہ اکثر واقعات میں اس کا پرتو نظر آتا ہے - سیرت اور مغازی کا بڑا حصہ امام زہری سے منقول ہے لیکن اُن کی اکثر روایتیں جو سیرت ابن ہشام اور طبقات ابن سعد وغیرہ میں مذکور ہیں ' منقطع ہیں ' یعنی اُوپر کے راویوں کے نام مذکور نہیں -

(۴) سیرت میں محدثوں نے جو کتابیں لکھیں ان سے بعد کے لوگوں نے انکی روایتوں کو ان محدثین کے نام سے نقل کر لیا ' اُن بزرگوں کے مستند ہونے کی بنا پر لوگوں نے اُن تمام روایتوں کو بھی معتبر سمجھ لیا اور چونکہ اصل کتابیں ہر شخص کو ہات نہیں آسکتی تھیں اسلئے لوگ راویوں کا پتہ نہ لگا سکے اور اسطرح رفتہ رفتہ یہ روایتیں تمام کتابوں میں داخل ہوگئیں - اِس تدلیس کا یہ نتیجہ ہوا کہ مثلاً جو روایتیں واقدی کی کتاب میں مذکور ہیں ' ان کو لوگ عموماً غلط سمجھتے ہیں ' لیکن اُنہیں روایتوں کو جب ابن سعد کے نام سے نقل کر دیا جاتا ہے تو اُن کو معتبر سمجھ لیتے ہیں ' حالانکہ ابن سعد کی اصلی کتاب ہات آئی تو پتہ لگا کہ ابن سعد نے یہ روایتیں واقدی ہی سے لی ہیں -

(۵) محدثین نے روایت کے متعلق جو اصول مضبوط کیے تھے صحابہ کے متعلق انکو بالکل نظرانداز کردیا - مثلاً اصول روایت کی رو سے رواۃ کے مختلف مدارج ہیں ' کوئی راوی نہایت ضابط ' نہایت معتبر فہم ' نہایت دقیقہ رس ہوتا ہے ' کسی میں یہ اوصاف کم ہوتے ہیں ' کسی میں اور بھی کم ہوتے ہیں ' یہ فرق مراتب جس طرح فطرۃً عام راویوں میں پایا جاتا ہے ' صحابہ بھی اس سے مستثنیٰ نہیں - حضرت عائشہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت ابو ہریرہ کی روایتوں پر جو تنقیدیں کیں ' اور جن کا ذکر اوپر گذر چکا ' وہ اسی بنا پر کیں ' لیکن عام طور پر اِس فرق مراتب کا لحاظ نہیں رکھا گیا - فرض کرو کہ ایک بدوی ' جس نے صرف ایک دفعہ آنحضرت کو کبھی دیکھ لیا ' کسی نازک اور نہایت مشکل واقعہ کو ادا کرتا ہے ' اور پھر اُسی واقعہ کو حضرت ابوبکر یا حضرت علی ادا کرتے ہیں ' تو کیا دونوں روایتوں کا ایک درجہ ہوگا ؟ کیا ہم یہ قیاس کریں گے کہ بدوی نے واقعہ کو اُسی طرح سمجھا ہوگا ' اور اُسی طرح اُس کے نازک اور باقابل ادا پہلوؤں کو ادا کیا ہوگا ' جسطرح حضرت ابوبکر اور حضرت علی سے امید ہو سکتی ہے ؟ حضرت عائشہ جب آنحضرت کے عقد نکاح میں آئیں تو اُن کی عمر سات برس کی تھی - اِس زمانہ میں اُنھوں نے جو واقعات سنے اور بیان کیے اُنھی واقعات کو اگر وہ ۱۶ - ۱۷ برس کی عمر میں سن کر بیان کرتیں تو کیا دونوں روایتوں کا ایک ہی درجہ ہوتا ؟ احادیث میں بڑا غلط مبحث یہ ہے کہ بہت سی مہتم بالشان حدیثیں ' صحابہ کی صغر سن کی زمانہ کی مروی ہیں لیکن ان احادیث کی متعلق اس تفریق کا کوئی اشارہ نہیں کیا جاتا -

(۶) واقعات کے اسناد و علل سے مطلق بحث نہیں کرتے ' نہ اُن کی تلاش و تحقیق کی طرف متوجہ ہوے ہیں - اگرچہ اس میں شبہہ نہیں کہ اس زمانہ میں یورپ کا طریقہ نہایت غیر معتدل اور واقعیت کے بالکل خلاف ہے - یورپین مورخ ' ہر واقعہ کی علت تلاش کرتا ہے اور نہایت دور دراز قیاسات اور احتمالات سے سلسلۂ معلومات پیدا کرتا ہے ' اس میں بہت کچھ اُس کی خود غرضی اور خاص مطمح نظر کو بھی دخل ہوتا ہے ' وہ اپنے مقصد کو ایک محور بنا لیتا ہے ' اور تمام واقعات اُسی کے گرد گردش کرتے ہیں ' بخلاف اسکے اسلامی مورخ نہایت سچائی اور انصاف اور خالص بے طرفداری سے واقعات کو ڈھونڈھتا ہے ' اُس کو اِس سے کچھ غرض نہیں ہوتی کہ واقعات کا اثر اُس کے مذہب ' معتقدات ' اور

(۱) موضوعات علی قاری صفحہ ۱۳ مطبوعہ دہلی -

(۲) مواہب لدنیہ میں یہ روایت نقل کی ہے - اس میں نے انکا مبالغہ آمیز باتیں ہیں ' میں نے معمولی ڈھنگ نقل کردیا ہے -

تاریخ پر کیا ہوگا ؟ اُس کا قدلۂ مقصد صرف واقعیت ہوتی ہے ' وہ اُسی پر اپنے معتقدات اور خیالات' بلکہ تمام چیزوں کو قربان کر دیتا ہے -

لیکن اس میں حد سے زیادہ تفریط ہوگئی ' اس بات سے بچنے کے لیے کہ واقعات' رائے سے مخلوط نہ ہوجائیں' پاس پاس کے ظاہری اسباب پر بھی نظر نہیں ڈالتے ' جس سے ہر واقعہ خشک اور بے اثر ہوکر رہ جاتا ہے - مثلاً آنحضرت (صلعم) کی سیکڑوں چھوٹی چھوٹی لڑائیوں کو اس طرح شروع کرتے ہیں کہ آنحضرت (صلعم) نے فلاں قبیلہ پر فلاں وقت فوجیں بھیجدیں' لیکن اُن کے اسباب کا ذکر نہیں کرتے' حالانکہ تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی واقعہ ایسا نہیں ہوا جس کے ما گزیر اسباب نہ تھے -

(۵) ایک بڑا اور اہم مسئلہ زمانہ کا مذاق' ذاتی میلان' اور میلان طبائع کا اثر ہے - یہ بالکل ممکن ہے کہ راوی ثقہ ہوں ' لیکن زمانے کے مذاق اور اثر سے واقعہ کی اصلی حالت بدل جائے - مثلاً جس زمانہ میں تصنیف و تالیف کا رواج ہوا ' مذہبی تعصب اور غیر مذہب والوں سے نفرت ' علم ہوچکی تھی - کبھی روایت میں اگر یہ مذکور ہو کہ کوئی کافر قتل کردیا گیا ' تو کسی کو وجہ اور سبب کی تلاش نہیں ہوتی تھی ' اسلیے کہ قتل کے لیے یہ کافی سبب تھا کہ وہ مسلمان نہ تھا - یہ تعصب جس طرح پیدا ہوا' اور جس طرح بتدریج بڑھتا گیا' تمام مذہبی اور تاریخی تصنیفات میں اُسی تدریج کے ساتھ اُس کے آثار نظر آئے ہیں - مثلاً حضرت عمر نے غیر مسلم رعایا کی نسبت جب سے احکامات صادر کیے تھے جن کا منشا یہ تھا کہ وہ صورت اور وضع و لباس میں مسلمانوں سے مشابہ نہ ہونے پائیں' قاضی ابو یوسف نے کتاب الخراج میں ان احکام کو نقل کیا ہے اور ہارون الرشید سے نہایت زور کے ساتھ استدعا کی ہے کہ ان احکام کی تعمیل نہایت پابندی کے ساتھ کی جائے - قاضی صاحب اگرچہ نہایت سعی کے ساتھ ان احکام کی تعمیل کی تاکید کرتے ہیں ' لیکن اُن کے کسی لفظ سے یہ پتہ نہیں لگتا کہ ان احکام کا منشا کیا ہے؟ یا اوس سے ذمیوں کی توہین مقصود ہے' لیکن جب تعصب زیادہ بڑھا اور متقشف فقہاء پیدا ہوئے' تو یہی روایت اِس صورت میں ڈھل گئی کہ حضرت عمر نے تحقیر و توہین کے لیے یہ احکام صادر کیے تھے !

جنگ یرموک میں جب حضرت ابو عبیدہ نے تمام مفتوحہ مقامات سے فوجیں واپس بلالیں' تو اعیان فوج کو حکم بھیجا کہ جس قدر جزیہ جہاں جہاں سے وصول کیا گیا ہے سب واپس کر دیا جائے' اور رعایا سے کہدیا جائے کہ "جزیہ اِس غرض سے لیا جاتا ہے کہ کوئی دشمن چڑھ آئے تو ہم تمہاری حفاظت کرسکیں' لیکن چونکہ اب ہم تمہاری حفاظت کے ذمہ دار نہیں ہو سکتے اسلیے وہ تمام رقم واپس کردی جاتی ہے " یہ واقعہ تمام تاریخوں میں مذکور ہے اور یہ اسلام کے عدل و انصاف کی اصلی تصویر ہے ' لیکن قاضی ابو یوسف نے کتاب الخراج میں یہ واقعہ جہاں نقل کیا ہے' وہاں اِسقدر اپنی رائے بھی شامل کردی ہے کہ " حضرت ابو عبیدہ نے تالیف قلوب کے لیے ایسا کیا تھا " ما بعد کی تصنیفات میں یہ واقعہ اِسی رائے کے قالب میں ڈھل گیا اور اب تو واقعہ کو اس رائے سے الگ کرھی نہیں سکتے -

دور نصر کی لڑائی میں جب یہودیوں کا محاصرہ کیا گیا تو آنحضرت نے حکم دیا کہ قلعہ کے گرد جو کھجور کے درخت ہیں' کٹوا ڈالے جائیں ' عام ارباب سیر اس واقعہ کو اسی طرح سادہ لکھتے ہیں اور گو یہودیوں نے اس اعتراض کا ذکر کرتے ہیں کہ" محمد (صلعم) باوجود دعوی پیغمبری ایسی بے رحمی کا ارتکاب کرتے ہیں " لیکن اس اعتراض (۱) کے جواب سے بالکل تعرض نہیں کرتے' کیونکہ اُن کے نزدیک یہودیوں کے ساتھ جو کچھ کیا جائے عین انصاف ہے -

احادیث اور سیرت کی اکثر کتابیں عباسیوں کے زمانہ میں لکھی گئیں اور اُس وقت لکھی گئیں جب ناز و نعمت اور عیش پرستی کا ارج شباب تھا - اس حالت نے تاریخ و روایت پر جو اثر کیا وہ اگرچہ روایتوں کے رگ رگ میں نظر آتا ہے' لیکن کسی نے اس کا احساس نہیں کیا -

یہ وہ زمانہ تھا کہ خلفائے عباسیہ کثرت سے شادیاں کرتے تھے ہزاروں حرمیں ہوتی تھیں ' مامون الرشید اور ہارون الرشید کے پاس دو دو ہزار کنیزیں تھیں اور یہ تعداد کبھی کم نہیں ہوتی تھی ' اس بنا پر جن روایتوں میں میل الی النساء اور جمال پرستی کا ذکر ہوتا تھا وہ خود بخود رواج عام پا جاتی تھیں ' اسی کا اثر ہے کہ طبقات ابن سعد اس قسم کی روایتوں سے لبریز ہے اور اور کتابوں میں بھی اسکی مخفی تلمیحات نظر آتی ہیں - اس بحث کی زیادہ تفصیل مناسب نہیں' ورنہ ہم بہت سی روایتوں کو نقل کرسکتے تھے -

یہ وہ اسباب ہیں کہ ثقہ سے ثقہ راوی ان کے اثر سے بچ نہیں سکتے تھے - ثقاہت صرف کا اسی قدر اثر ہوسکتا ہے کہ کوئی واقعہ غلط نہ بیان کیا جائے ' لیکن ثقہ سے ثقہ راوی بھی اس سے نہیں بچ سکتا کہ اُس کے مذاق اور رائے کا اثر روایت پر پڑتا ہے - جو واقعہ راوی کے مذاق کے مناسب ہوتا ہے اُس میں خود بخود زور آجاتا ہے ' وہ اُجاگر ہوجاتا ہے' دوسرے واقعات اُس کے سامنے دھندلے ہو جاتے ہیں' اور جو جزئیات اُس واقعہ سے الگ ہوتے ہیں بیان سے چھوٹ جاتے ہیں - اہل بخاری کا عموماً یہ اصول ہے کہ ایک طویل الذیل روایت کے بیسیوں ٹکڑے کرتے ہیں اور یہ ٹکڑے جہاں جہاں اور جس جس باب میں آسکتے ہیں' اُن کے مستقل عنوان بناتے ہیں - ان ٹکڑوں کو پوری روایت میں دیکھو - تو سادہ اور معمولی معلوم ہوتے ہیں ' لیکن مستقل عنوانوں میں مقصود بالذات ہونے کی وجہ سے یہی ٹکڑے زیادہ روشن ہو جاتے ہیں ' اور اگرچہ کسی موقع پر غلط بیانی نہیں ہوتی' لیکن واقعات کی حیثیت ہر جگہ بدل جاتی ہے ' اور اکثر جگہ الفاظ تک بدل جاتے ہیں -

یہ بات معمول بہ اور عام ہے کہ راوی ' روایت کا جو حصہ چاہتا ہے چھوڑ دیتا ہے - یہی وجہ ہے کہ بخاری ' مسلم ' ترمذی وغیرہ میں ایک ہی حدیث کو دیکھو تو کسی میں وہ روایت نہایت مطول ہوتی ہے ' دوسرے میں اُس سے مختصر' تیسرے میں اس سے بھی مختصر' اسکی یہی وجہ ہے کہ ایک بڑی روایت میں سے راوی جو واقعات یا جو واقعہ چاہتا ہے چھوڑ جاتا ہے - اصول حدیث کی رو سے اس قسم کی کمی بیشی کا اختیار وہیں تک ہے ' جہاں تک واقعہ کی نوعیت میں فرق نہ آئے ' لیکن یہ ایک اجتہادی بات ہے' یعنی ممکن ہے کہ ایک راوی کے نزدیک واقعہ کی بعض خصوصیات چھوڑ دینے سے اصل مقصد میں فرق نہیں آتا' لیکن درحقیقت آجاتا ہو -

زمانہ اور طبیعت کا مذاق اس حالت میں نہایت سخت نتائج پیدا کرتا ہے ' مثلاً حضرت عمر نے ذمیوں کی نسبت یہ حکم دیا تھا کہ وہ مسلمانوں کے محلوں میں سور نہ پالیں' مساجد کے سامنے صلیب نہ نکالیں' اُن بچوں کو اصطباغ نہ دیں جو کسی مسلمان کے زیر تربیت ہوں ' کتاب الخراج اور طبری میں یہ احکام انہی قیدوں کے ساتھ منقول ہیں ' لیکن جب تعصب بڑھتا گیا تو یہ قیدیں خود بخود اُٹھتی گئیں اور ابن الاثیر وغیرہ میں یہ احکام عام احکام بن گئے' یعنی ذمیوں کے لیے سور چرانا' صلیب نکالنا' بچوں کو اصطباغ دینا ' سرے سے ممنوع ہوگیا -

[لہا بقیۃ]

---

(۱) جنگ بدر کی تفسیر کے ذیل میں تفصیل سے اس واقعہ کا اور اسکے اسباب کا ذکر کیا جس سے ظاہر ہوگا کہ یہودیوں کا اعتراض بالکل غلط تھا -

ادبیات

دعوت درد

— * —

اٹھ دل راحت طلب پیدا سر شوریدہ کر * آپ ہی عمدیدہ ہو اور دلکو بھی غمدیدہ کر
پھونک دے محفل کو اپنے شعلۂ آواز سے * گرمی ہنگامہ سے ہر قلب کو تپیدہ کر
سرمہ آسا اہل بینش کی نگاہوں میں سما * درۂ ہستی کو اپنے اور بھی سائیدہ کر
شور پیدا کر جہاں میں نالۂ بیتاب سے * زخمہائے سینہ کو اپنے نمک پاشیدہ کر
کر کے عریاں شمع ہستی کو دکھا اوسکا فروغ * یعنی در شعلۂ عم جامۂ بوسیدہ کر
ہاں زمانہ دیکھنے لے رفعت تری شکل ہلال * اور بھی اپنے تئں کاہیدہ کو کاہیدہ کر
کارواں کی چشم خوابیدہ کا ہو جا درد تو!
جب وہ سرگرم تگا پو ہو تو بن جا گرد تو!

ساقیا پھر جلوہ پیرا ہو اسی انداز سے * زندہ کردے اہل محفل کو اسی اعجاز سے
طائر سدرہ! ہماری جستجو پر کر نظر * زور بازو گھٹ گیا، پر رہگئے پرواز سے
جھانک لے پھر پردۂ درد نہانی سے ذرا * پھر سکھا طرز فغاں چشم نوا پرداز سے
وہ حدای خوانی کے نغمے! وہ سرود رخسر آہ! * ہو گئے ناآشنا اپنے پرائے ساز سے
ہمنوا ہوں غیر کا میں بھی، بھلا ممکن کہاں * جب کراہا تک نہیں جاتا یہاں آواز سے؟
محو کر دل سے خطا دلدادگان حسن کی * روٹھتا ہے یوں بھی کوئی عاشق جانثار سے؟
سر اگر مجھکو دیا ہے سرفروشی بھی سکھا
مے عنایت کی تو پھر وا رفتہ ہوشی بھی سکھا

("نیار" مع نوری)

فکاہات

سلح کانفرنس کی شکست اور جنگ کا آغاز

— * —

سوٹ ایبل سلف گورنمنٹ
Suitable Self - Government.

دیکھا ہو لیگ نے کہ ہوا خاتمہ تمام * از بسکہ دست حق طلبی اب دراز ہے
کہنے لگے ہیں سب کہ سیاست کا یہ نظام * معقول خاص و عام نہیں، خانہ ساز ہے
تقسیم مشرقی نے عیاں کردیا ہے سب * جو شاہ راہ حق میں نشیب و فراز ہے
جاری ہے ہر زباں پہ مساوات کا سبق * ہر خاص و عام پردہ دراختیار ہے
مجبور ہو کے لیگ نے اٹھایا ہے ورق * جو سر بسر مرقع نیرنگ سار ہے
چہرہ پہ ہے جو سلف گورنمنٹ کا نقاب * ہر دیدہ ور اسیر طلسم مجاز ہے
سمجھے نہ یہ کہ "سوٹ ایبل" کی جو شرط ہے * تمہید سجدہ ہائے جبین نیاز ہے
سمجھے نہ لوگ یہ، کہ یہی لفظ پر فریب * اس ملک میں طلسم غلامی کا راز ہے
سب یہ سمجھ رہے ہیں کہ اب لیگ و کانگرس، * دوستوں کا اسلک عرصہ کہ برکنار ہے

* * *

جب تک کہ لوگ حلقہ بگوش حواس ہیں * جبتک زباں قسوم جوشامد طراز ہے
جبتک ہیں لوگ عالم بالا سے مستفیض * جبتک نہم نہ دور "قدح ہائے زار" ہے
"احرار" سے کہو کہ نہیں کچھ امید "صلح" * مبدا نہیں جو نعرۂ و امیدوار ہے
آزادی خیال پہ تم کو ہے گر غرور * تو لیگ کو بھی شان غلامی پہ ناز ہے

(نقاد)

شئون عثمانیہ

مظالم بلغاریا

(اخبار جون ترک ' تصویر افکار ' السوداد ' اور شریعی پاشا صدر هلال احمر مصر کے بیانات کا اقتباس)

بلغاري ممالک میں قریبا چھ لاکھ مسلمان آباد تھے - اعلان جنگ کے بعد بلغاري دست ظلم سب سے پہلے ان محکوم مسلمانوں پر اٹھا - مکانات مسمار کیے گیے ' آبادیوں کو جلا کر خاک کا ڈھیر کردیا گیا اور تمام مال و اسباب فوج کے لیے لوٹ لیا گیا ' اور پھر صرف اتنا ہي نہیں ' بلکہ مسلمان خاتونوں کی عصمت پر وحشیانہ حملے کیے گیے ' جسکي سرگذشت قابل بیان نہیں -

یہ مظالم ان ستمرانوں کی ابتدائي مشق تھی ' جو حدود عثمانیہ میں ہونے والے تھے - بلغاری فوج اسطرح مسلمانان بلغاریا کو بے جان و مال اور بے عزت و آبرو کرتی ہوئی حدود عثمانیہ میں داخل ہوئی - انکے داخل ہونے کے ساتھ ہی مسلمان خاندانوں نے ہجرت شروع کردی کیونکہ انکو مظالم کا حال معلوم ہوچکا تھا - بعض خاندان تو قسطنطنیہ میں چلے آئے اور اکثر ادانولدا چلے گئے - مہاجرین کی تعداد تخمینا ایک لاکھ پچاس ہزار سے متجاوز تھی - اسکا بیشتر حصہ قری کلیسا ' لولی برغاس ' زیرہ ' سارلو ' ساوری ' اور دیگر قرب و جوار کے مقامات کے فلاکت زدوں پر مشتمل تھا -

دودہ آغاج ' دوالہ ' اور درامہ وغیرہ میں جو مسلمان خاندان تھے ' انمیں سے جسکي جان و آبرو خدا کو بچانا منظور تھي ' وہ تو اپنے اپنے شہروں سے ہجرت کرکے روانہ ہوگئے اور زیادہ تر حدیر مصر کي کشتیوں پر سوار ہوکے مصر پہنچگئے ' لیکن بدقسمتی سے جن بلغاري حدود کے خاندان نہیں بھاگ سکے تھے ' ان کی جانیں بے امان تلواروں ' اور انکی عرب و ناموس بلغاری وحشت کاروں کی نذر ہوگئي -

صوفیہ (سالونیکا) کے مسلمان دفعۃً دشمنوں میں گھر گئے - اسلیے انکو ترک وطن کی مہلت نہیں ملي ' لیکن تمام دیہاتوں سے ہزارہا مسلمان نابں حیال شہر (سالونیکا) میں چلے آئے تھے کہ یہاں انسانیت پرست دول یورپ کے قونصل موجود ہیں ' اسلیے اگر یونانی اور بلغاري فوجوں نے دست درازیاں کیں تو انکي رگ انسانیت کو ضرور جنبش ہوگي ' مگر جب شہر دشمنوں کا قبضہ ہوگیا تو پھر شاید ہی کوئي سفاک سے سفاک وحشیانہ ظلم ایسا ہے جو ان مظلوموں پر نہ ہوا ہو ' اور یورپ کے قنصلوں نے خاموشي کے ساتھ انکا تماشہ نہ دیکھا ہو -

(قوہرہ) کے مسلمان سب سے زیادہ بد قسمت تھے - موجوں نے وہاں داخل ہوتے ہي قتل عام شروع کر دیا - شہر کے راستے لاشوں سے پٹے پڑے تھے ' صرف نہر میں اتنی لاشیں پڑي تھیں کہ پانی کي روانی رک گئي تھي - (دوري بازار) اور حدود (جبل اسود) کے مسلمانوں کا بھی ایسا ہی حشر ہوا -

(سالونیکا) میں عیسائیوں کے مظالم کي تفصیل گو خود یورپین نامہ نگاروں کے تفصیل سے شائع کي ہے مگر تہذیب پرور دول یورپ میں سے کسی ایک پر بھي اسکا اثر نہ ہوا ' اور اسوقت تک بلغاریوں کي اسیطرح پاسداري ہو رہي ہے ' جسطرح کہ اس تفصیل کي اشاعت سے پہلے ہوتي تھي -

دول یورپ کے تغافل کی شکایت في الحقیقت بے معني ہے - ایسی قوم کي عصمت یا جان کبھی محفوظ نہیں رہسکتي جو خود کچھ کرنا نہ چاہتي ہو ' اور دشمن سے انصاف و عدل کی امید رکھتی ہو -

(استروم جمعہ) میں بلغاری فوج کے داخل ہوتے ہي بلغاري کمانڈر نے پانچ سو مسلمانوں کو قتل کیا - (سیرور) میں جس دن فوج داخل ہوئی ' اسی دن پانچ سو اعیان شہر قتل کیے گئے - (زاوسنہ) میں جتنے بالغ مسلمان پائے گئے ' بے دریغ تہ تیغ ہوے اور انکے ساتھ عورتیں بھی گرفتار کرلی گئیں - بعض مسلمانوں نے اپنی جان بچانے کے لیے تمام مال مدیہ میں دینا قبول کیا ' لیکن جب مدیہ وصول ہوگیا تو بلا تامل قتل کرڈالے گئے - تیرہ تیرہ چودہ چودہ برس کی مسلمان لڑکیوں کی نہایت وحشیانہ طور پر عصمت دری کی گئی - انکو یہ اشقیاء ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں لیجاتے تھے اور اپنے دوستوں کی ضیافت کرتے تھے - انمیں سے کتنی ہی لڑکیاں شدت مظالم کی وجہ سے مرگئیں - بہت سی لڑکیوں نے عزت دیکے جان بچانے پر موت کو ترجیح دي اور بہتوں کو مرنے کي بھی مہلت نہیں دی گئی

(سالونیکا) کے قریب کے ایک گاؤں میں ان اشقیاء نے مسلمان خاندانوں کے تمام مردوں کو ' جنمیں بچے ' جوان ' بوڑھے ' ہر عمر کے لوگ تھے ' ذبح کرڈالا اور لڑھیوں کے پشت تلواروں سے پھاڑ کے انمیں گھوڑے کی لید اور پتھر بھر دیے ' صرف لڑکیوں اور جوان عورتوں کو چھوڑدیا ' اسلیے کہ انکی عصمت و عفت کو اپنی نفس پرستی پر قربان کریں -

بعض لوگوں نے ان سفاکوں سے پوچھا کہ بچوں نے تمہارا کیا قصور کیا ہے اسکے جواب میں انہوں نے کہا " یہ بچے بڑے ہوکے اسلام کا دم بھریںگے کہنے کے پلوں کو پہلے ہي دن مارڈالنا چاہیے تا کہ بڑھنے نہ پائیں - ہم ان ممالک میں ایک مسلمان کو بھی زندہ نہ چھوڑینگے - کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ یورپ کو اسلام کی نجاست سے پاک کردیں -

(سالونیکا) اور (رومیلي) کي مسجدوں کے مینارے منہدم کردیے گئے - منبر توڑ دے گئے ' اور انکی عمارتوں کو گرجا بنا دیا - تمام مسلمانوں کو شاید اس ایجاد اور چوتھے کی عمارتوں کی توہین پر بہت غصہ آیگا ' اور بیشک میرا یہ عقیدہ ہے کہ انکی توہین اسلام و توحید کی توہین ہے - یہ شعائر اسلام ہیں ' اور ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اپنے خون کا آخري قطرہ بھی اسکی حفاظت میں بہادے - مگر اس مصیبت کی مدے نظر میں کچھ اہمیت نہیں رکھتی ' جب میں ان ہزاروں مسلمان خاندانوں کا خیال کرتا ہوں ' جن میں سے ہر ایک جسم و وجود ' اسلام و توحید کي اپنے داروں میں مستحکم رکھتا تھا مگر انکي لاشوں کو مٹي تک نصیب نہ ہوئي -

جب میں یہ خیال کرتا ہوں کہ ایک طرف حاملین توحید کي صفیں کھڑي ہیں اور بلغاري ' گولیوں کي بارش سے انکا چراغ ہستی گل کر رہے ہیں ' دوسري طرف انکي عورتیں اور بچے پا زنجیر کھڑے ہیں اور زار قطار رو رہے ہیں مگر ظالم مسیح پرستوں کے دل پر ذرا بھی اثر نہیں پڑتا ' بلکہ وہ جس قدر آہ و زاري کرتے ہیں اتنی ہي انکی سنگدلی اور بڑھتي جاتی ہے - جب میں اس جگر پاش منظر کو پیش نظر کرتا ہوں کہ اسلامي خاتونیں جو ہمیشہ اپني عیسائی بہنوں کو برسہا عیش میں لطف اختلاط اٹھاتے دیکھتی تھیں مگر محض اپنے پاک مذہب کی ممانعت کي وجہ سے غیر مرد کا

نظر بھرے دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتی تھیں' آج اسکی جان سے زیادہ قیمتیؔ شے یعنی عفت پر للعاریوں کے حملے ہورہے ہیں - وہ گھورا گھورا کے اپنے عزیزوں کو دیکھتی ہیں لیکن وہ پا بزنجیر سامنے کھڑے حسرت آلود نگاہوں سے اپنی مجبوری کا اظہار کر رہے ہیں - وہ بھاگتی ہیں اور ناہنجار شکاری کتوں کی طرح اسکے پیچھے دوڑتے ہیں' پکڑتے تلواروں اور سنگینوں کی نوکیں اسکے بدن میں چبھوتے ہیں اور جان کے فدیہ میں عفت مانگتے ہیں - حواسیعتیں مضبوط ہیں اور خداے قاہر و قہار کے وعدوں پر یقین رکھتی ہیں وہ مرنا قبول کرلیتی ہیں مگر اپنی ناموس کی بے عزتی گوارا نہیں کرتیں - مگر کچھ ایسی بدنصیب بھی ہیں کہ اسکو مرنے بھی نہیں دیا جاتا' اور انکے ہاتھ پیر رسی سے باندھ دیے جاتے ہیں - اسوقت میرے آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں' میرے جگر میں سوراخ پڑجاتے ہیں اور دل اچھلتا ہے کہ باہر نزپ کر نکل جاے - میں یقین کرتا ہوں کہ جس مسلمان کے دل میں عرب اسلامی کا ایک شائبہ بھی ہوگا' وہ کبھی ان حالات کو پڑھکر اپنے ہوش و حواس میں نہیں رہسکتا -

ایک زمانہ وہ تھا کہ جلیفہ بغداد کو ایک مسلمان بڑھیا عورت کی عیسائیوں کے ہاتھہ گرفتاری گوارا نہ تھی ' اور قسم کھاکر اٹھا تھا کہ محل خلیفے پر جاکر دم لیگا - مگر آج انہی مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ عیسائیوں کی مسلم کشی و عصمت دری پر گھروں میں بیٹھے عورتوں کی طرح روتے ہیں - نہ پیروں کو جنبش ہوتی ہے اور نہ ہاتھوں کو حرکت - جس قوم کے مردوں کے پاس گریہ و زاری ' آہ و بکا ' اور بہت ترقی کی تو عیسائیت سے داد آمیز التجاؤں کے اسلحہ ہوں ' اسکی جان و آبرو کی حفاظت معلوم ہے -

مصائب تاریخاے عرب میں جو سوتروں کو بیدار اور عاقلوں کو ہشیار کرتے ہیں - سنہ ۱۲ - سے مسلمانوں کے سامنے یورپ کے تعصب ' اظہار عداوت اسلام میں بے باکی' شعائر اسلام کی توہین ' اصول انسانیت و تہذیب کی بے اثری ' اور ادعاء انسانیت نواری کی حقیقت کا مرقع پیش کردیا ہے - ہر شخص کو معلوم ہے کہ عیسائیوں کے مذہبی مقدس مقامات اسوقت مسلمانوں کے زیر حکومت ہیں - یورپ کی یہ دیرینہ آرزو ہے کہ وہ نہ صرف ان مقامات کو مسلمانوں کے ہاتھہ سے نکالے ' بلکہ خود مسلمانوں کے مذہبی مقامات پر بھی قابض ہوجائے -

یہ صحیح ہے کہ تم نے بیت المقدس کی توہین نہیں کی مگر تمہیں یہ امید نہ رکھنا چاہیے کہ وہ اس کروسیڈ میں تمہارے مذہبی مقامات کی توہین نہیں کرینگے ؟ کیا جب تم نے اندلس فتح کیا تھا تو عیسائیوں کو جلا وطن کردیا تھا ؟ اور تم جب مقدونیہ پر حکمراں تھے تو تم نے عیسائی بچوں کو صرف اس جرم پر پارہ پارہ کیا تھا کہ وہ عیسائی تھے ؟

تقسیم ممالک اسلامیہ

(مقتبس از کریسنٹ)

جب (مسئلۂ شرقیہ) یورپ سے ہمیشہ کے لیے شہر بدر کردیا جائیگا تو وہ ایشیا میں پناہ گزیں ہوگا ' جہاں فوائد کے نقطۂ نظر سے وہ دول عظمی کو اسی طرح اشتعہ خاطر کرتا رہیگا ' جسطرح کہ یورپ میں ہمیشہ کرتا رہا -

گو اب تک خود یورپ میں (مسئلہ مشرقی) کا آخری حل اب کہیں جاکر ہوا ہے' لیکن ابھی سے ایشیا کے مسائل شرقیہ پر معرکہ تعلقات کا گہرا رنگ چڑھا ہے' انہیں ابھارنے کی کوشش کیجا رہی ہے -

ارمنیا ' لیبریا ' شام ' بغداد ریلوے ' کریٹ' حدود ایران' جدہ ' یہ مقامات مجملہ ان چند مشرقی مسائل کے ہیں' جن پر برطانوی وغیر تمام مغربی اخبارات میں گذشتہ ہفتہ زور شور سے حامہ فرسائیاں ہوئیں - گو اس وقت بھی یہ مسائل معمولی نہیں' لیکن جس قدر زمانہ گزرتا جائیگا ' اسی قدر یہ اہم ہوتے جائینگے -

ریاستہاے بلقان نے دول یورپ کی مساعدت سے جو کارروائیاں کی ہیں' کوئی وجہ نہیں کہ چند روز کے بعد رومانیا بھی وہ کارروائیاں نہ کرے اور کیوں دول یورپ اسکی مخالفت نہ ہوں؟ فرانس انہی سے دنیا کو یقین دلاتا ہے کہ شام اسکے حلقہ اثر میں ہے - (روس) نے بھی ایشیاے کوچک کا ایک مختصر سا قطعہ یعنی (اناطولیا) اپنے لئے متعین کرلیا ہے جسمیں اسکو ریلوے کی تاسیس کی خصوصی حقوق حاصل ہیں' جن کی بدولت اسنے شمالی میسوپوٹیمیا پر قبضہ کیا تھا - آیا (جرمنی) مسیوپوٹیمیا کے متعلق صداے دعوی بلند کریگی یا نہیں ؟ اسکے متعلق ابھی تک ہم نے کچھہ نہیں سنا' مگر اغلب ہے کہ ضرور کرینگی - اور اسکے بعد (روسیہ) کا فلسطین کے متعلق دعوی' جو گذشتہ دوشنبہ کو ڈاکٹر ریکس نے (ٹائمز) کے کالموں میں نہایت زور شور سے پیش کیا تھا ' پیش ہوگا -

[ابھی تک (برطانیہ) کا ذکر نہیں کیا گیا - میرے نزدیک اور نہ صرف میرے نزدیک بلکہ تمام حالات آشنا کے نزدیک برطانیہ اسقدر بدقسمت نہیں ہے کہ بقول ٹائمز کے چند ملیں مجہول و گم مردہ مسلمانوں کے مذہبی اموال کے حرف سے (ایشیا) میں اپنی آرزوں کو خاک میں ملاے گی اور اپنے ہمچشموں سے پیچھے رہیگی -

واقعات کی رفتار پر نہایت وثوق کے ساتھہ کہا جاسکتا ہے کہ برطانی وزارت خارجہ پیش بینی سے عاری نہیں ہے - مصر میں جس کو معنوی و مادی تعلقات ' خوش' اور علم کے لحاظ سے بلاد اسلامیہ کا دماغ کہا جاتا ہے ' لارڈ (کچنر) بھیجدیے گئے ہیں جو بحالت ملکی افسر ہونے کے ایک نہایت شدید موحی افسر ہیں اور جنہوں نے سوڈان میں برطانوی اثر قائم کرنے کی سعی میں تدابیر کے استعمال میں بھی دریغ نہیں کیا تھا -

مصر میں انگریزی اثر کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اگرچہ موجودہ خدیو شاہ (عزیزیہ) نے سلطنت کے نام سے کمی بھی اور آسکے دیگر خلیفے بھی اسکے ہم نوا تھے ' مگر با اس ہمہ انکے تعلقات مصر سے ویسے ہی رہے جیسے کے خدیو کے قبل تھے - کیا مصر اسلامی اور عثمانی سلطنت نہ تھی اور کیا اسلام کے مقابلہ میں آعلان' اسکے مقابلہ میں بھی اعلان نہ تھا ؟ اگر تھا' تو پھر انگریزی اثر کے سوا اور کونسی شی تھی ' جس نے مصر اور ریاستہاے بلقان کے تعلقات میں فرق نہیں آنے دیا ؟

مصر سے انگلستان کے گونہ گوں مصالح وابستہ ہیں' اسلئے جب ممالک عثمانیہ کی تقسیم ہوگی' تو انگلستان اپنے ان مصالح اور اس اثر کی بنا پر ضرور الحاق کا اعلان کردیگا جو یقینا کامیاب ہوگا

اعلان الحاق میں اگر کسی جماعت کے خلل انگیز ہونے کا اندیشہ ہو سکتا ہے تو وہ مصر کی (حزب الوطنی) ہے ' مگر نہایت کامیابی کے ساتھہ جس تدبیر نے اسکا شیرازہ درہم کردیا ہے - رئیس جلا وطن ہے' اسکے زبردست آرگن اللواء اور العلم بند ہیں - اور گو اس وقت تک اسکا استیصال نہیں ہوا ہے' لیکن اگر واقعات کی ایسی ہی رفتار رہی تو اعلان کے وقت اسکا بالکل مردہ ہو جانا یا اگر بہت سخت جان ثابت ہوئی تو اسقدر کمزور ہو جانا کہ انگلستان کی دیرینہ آرزو کی مخالفت نہ کرسکے ' یقینی ہے -]

غرض اگر یورپ میں (مسئلہ مشرقیہ) کا حسب دلخواہ حل ہو

مشہور اتحادي حاوند ے
جس کا ذکر ڈاکٹر مصباح الدین نے اپنے مراسلہ میں کیا ہے

گیا ہے تو ایشیاء میں بھی اسکا ظہور ہوگا اور اسکی پیچیدہ شکلوں یورپ کو ابھی کئی پشتوں تک سیاست کی شطرنج باری میں مشغول رکھینگی اور جب تک کسی پسندیدہ و نشفي بخش صورت میں حل نہ ہو جائیں کی ' اہل مشرق کو یورپ کی عہدہ برداریوں سے جتن نہیں ملیگا لیکن انکے حل ہونے ہی یہ سوال سامنے آئیگا کہ ترکوں کو دھکا کر کس گوشہ میں پناہ لینے کی اجازت دیجائے ؟

جنگ بلقان کے حوادث

بقلم

ایک تفصیلی نظر

(از عنوانی اہل قلم کی تحریر)

[بقیہ الہلال نمبر ۲]

بلقانی یورپوں نے عموما اور سروی اور بلغاری یورپ نے خصوصا جس اساءت سوز اور دلدوز سفاکیوں کا بازار گرم کیا تھا ' بیشک ان کا مقصد یہی تھا کہ ریاستہائے بلقان کے نام نہاد انسانیت پرست یورپ کی نظروں سے گر جائیں اور یورپ اپنا دست مساعدت کھینچ لے ' مگر یہ نا ممکن ہے - اسلیے کہ صلیب اور ہلال یا یا الفاظ دیگر اسلام اور نصرانیت کا مقابلہ ہے اور ایسی حالت میں جب تک کہ مخصوص مفاد کو نقصان نہ پہنچتا ہو ' یورپ کی کوئی سلطنت بھی اسلام کی مساعدت کے لیے ہاتھ نہ بڑھائیگی - کسي مسیحی حکومت نے اسلامی سلطنت کا محافظ کہنا دانستہ سادہ لوحی ہے ' ہر قوم میں کچھ لوگ گہرے اور کچھ سطحی ہوتے ہیں ' یہی حال عیسائی قوموں کا ہے ' بعض قومیں بہت گہری ہیں اور گو وہ اندرھی اندر اسلامی بنیاد ہلا رہی ہیں ' اور علانیہ کار روائي کے لیے ایسے وقت کی منتظر ہیں جبکہ قصر اسلام کے ڈھانے کا اصلی اور آخری وقت آجائے گا ' لیکن انکی عداوت پوشیدہ رہتی ہے اور جسقدر ظاہر ہوتی ہے وہ چند مخصوص اشخاص کی طرف منسوب کردی جاتی ہے تاکہ حکومت اس سے متاثر نہو ' لیکن بعض نہایت تنگ ظرف ہیں - وہ اس کینے اور حقد اسلام کی طرف سے انکے دلوں میں زیادتی کے بعد سے بعض راپسیں تک پیدا کیا جاتا ہے ' جنہیں نہیں سکتیں اور موقع پاتے ہی اقدام کرنے لگتی ہیں - بلقانی اقوام کا شمار بھی قسم ثانی میں ہے ' اسلیے کہ جنگ کے آخری فیصلہ سے قبل انہوں نے مقدوحہ مقامات پر جو مظالم کیے ہیں ' ان پر انسانیت خون کے آنسوں رو رہی ہے -

گو لوگوں کو سکے تعجب ہوگا ' مگر واقعہ یہ ہے کہ بلغاري میرے متعلق حسن ظن رکھتے تھے - میرا اصول یہ ہے کہ اپنے حقوق کی حفاظت کا ہر شخص مختار ہے ' اسی لیے میرے نزدیک جو قوم اپنی قوت اور قربانی کے زور سے اپنے حقوق مانگتي ہے وہ قوم قابل رشک و لائق تحسین ہے - اس سے نہ حکمراں قوم کو آزردہ خاطر ہونا چاہیے اور نہ ہمسایہ اقوام کو ناراض ہونا چاہیے - دنیا میں کبھی کسی حاکم قوم نے اپنی محکوم قوم کو اسوقت تک حقوق نہیں دیے ہیں ' جب تک کہ محکوم قوم نے اپني حقوق پرستی کا ثبوت نہیں دیا ' اور یہ ظاہر ہے کہ حقوق پرستی کا ثبوت قرار دادوں سے نہیں ہوتا - قرار دادوں کو وہ ایک دعوی سمجھتي ہے اور چونکہ کوئی دعوی بے دلیل کے ثابت نہیں ہوسکتا ' اسلیے اسکا ثبوت مانگتی ہے ' اور وہ سب سے زیادہ روشن ' سب سے زیادہ جدید ' اور سب سے زیادہ ناقابل انکار قربانی ہے اسلیے اگر بلغاریوں نے اپنے حقوق کی حفاظت کے لیے سر بروشاں کیں ' تو میں نے کبھي اسکو برا نہیں سمجھا بلکہ ہمیشہ انکی حقوق پرستی کا مداح رہا -

قطع نظر اسکے ایک انصاف پسند آدمی بھی یہی راے رکھیگا - اپنی سلطنت کے نقطۂ خیال سے بھی میری یہی راے تھی - کیونکہ کوئی حکومت جسمیں ظلم و ستم کی فرماں روائی ہو کبھی زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رہسکتی - جب پیمانہ صبر لبریز ہوجاتا ہے تو قومیں محکومیت کا بوجھ کاندھے سے پھینک کر خود مختار ہوجاتی ہیں - ایک طریقہ حکومت یہ بھی ہے کہ انصاف تو نہ ہو ' مگر مشہور کیا جائے ' جیسا کہ آجکل مغربی سلطنتیں اپنے حق پوش ایجنٹوں کے ذریعہ اپنی دادگستري و عدل پروري کی فضائل حرانیاں کراتي ہیں ' لیکن میرا عقیدہ ہے کہ یہ فریب کاریاں زیادہ عرصہ تک کامیاب نہیں رہسکتیں ' اور جلد یا بدیر ' یورپ کی محکوم قومیں اپنی حکمراں اقوام کی عیاری اور حق کشی ' حاکم پرست ' ملت فروش ہم جنسوں کی فریب کاری کو سمجھنے جائینگی - پس باوجود عثمانی ہونے کے میں بلغاریوں میں ہر دلعزیز تھا اور یہ اسی لیے تھا کہ میں انکی حقوق طلبی کو بالکل جائز سمجھتا تھا -

رعایت حقوق کی بابت میرا یہ جدال ایک نظیر ہے جو کسی جنس میں فوت نہیں ہوسکتا -

بلقانی جسوقت معدودہ پر قصہ کر رہے تھے ' اسوقت معمع جوش قسمی نہیں بلکہ جنسی تھا (کیونکہ میں نے وہاں مسلمانوں پر

مشہور اتحادی اہل قلم جسن حامدبک افندی (طنین)

نہایت صبر ربا و گریہ انگیز مظالم دیکھے جنکو میں چند سطروں کے بعد لکھتا ہوں) مقدونیا کے چند مقامات میں پھرنے کا موقعہ ملگیا تھا ' میں سب سے پہلے جس مقام میں پھرا ' وہ (استروملجہ) ہے - یہ ایک شہر ہے جو (سالونیکا) سے دو دن کی مسافت پر واقع ہے ' اسمیں ایک ہزار پانچسو گھر آباد ہیں جنمیں سے آٹھ سو صرف مسلمانوں کے گھر ہیں - یہ شہر بلغاریوں نے زور شمشیر فتح نہیں کیا تھا بلکہ بلغاری کمانڈر مسطوف کو (شاید اصل نام مثیف ہے) اس دیہات پر حوالہ کیا گیا تھا کہ اس نے باشندوں کی جان ' مال اور آبرو کی حفاظت کا نہایت سنجیدہ و پختہ وعدہ کیا تھا -

کمانڈر مذکور نے (رشعب) کو شہر کا والی معرر کیا ' ایک میونسپلٹی قائم کی اور شہر کی حفاظت کے لیے سروی ریجمنٹ چہارم کی پہلی پلٹن کے کمانڈر (یرانی) کو معرر کرکے خود (سالونیکا) روانہ ہوگیا -

لیکن شہر کی حوالگی اور امان بخشی کے بعد ہی بلغاریوں نے پیمان شکنی کی اور نہایت بے دردی سے ڈاکٹر عاندین ' یوزباشی فاضل بک ' یوزباشی تحسین بک ' چار عہدہ لعشنی کے افسر ' سو سپاہی ' اور چار سو سیاسی مسلمان اور یہودیوں کو قتل کرڈالا -

اس احمال کی تفصیل یہ ہے کہ ایک قومی عدالت قائم کی گئی تھی جسکے سات ممبر تھے - ہر کلمہ گو قومی عدالت میں بطور مجرم کے حاضر کیا جاتا تھا ' جس کی برینٹ پر سات ممبروں سے چھ ممبر متفق الراے ہوتے تھے وہ چھوڑ دیا جاتا تھا - لیکن جسکی برینٹ پر چھ ممبروں سے کم متفق ہوتے ' اسکی تمام مال و دولت لے لی جاتی تھی اور قید خانے میں بند کردیا جاتا تھا - چوبیس گھنٹہ تک قید خانہ میں نے آب و دانہ پڑا رہتا اسکے بعد نکالا جاتا اور تمام کپڑے اتار لینے کے بعد ہاتھ پیر باندھکے پولیس کے حوالے کیا جاتا - وہ اسے کشاں کشاں شہر کے باہر لے جاتے اور پھر وہاں صلیب کی بیع ستم ' توحید پرستی کے جرم میں اسکا سر تن سے جدا کرکے اپنے آتش انتقام کو ٹھنڈا کرتے !

لیکن آہ ! ان بیکسوں ستم کی تسلی اس سے بھی نہیں ہوتی تھی ایک مسلمان کے جسم پر مٹی کا تیل چھڑک کے اسکے کپڑوں میں آگ لگا دی گئی اور اسطرح عین بیسویں صدی میں ارمنہ مظلمہ کے مسیحی کارناموں کو یادگار سرور زندہ کیا گیا !

کریم آغا نامی شرفاء شہر میں ایک شخص تھا - اسکے لڑکے کا نام حسن افندی تھا - حسن افندی ان لوگوں میں سے تھا جن کی برینٹ پر عدالت فوج کے چھ ممبر متفق الراے نہیں ہوے تھے اسلیے اس پر بھی اس ستمگاہ عدالت سے موت کا حکم صادر ہوا - (حسن آغا) کو بھی اپنے ہموطن مسلمان شہداء کی طرح قتلگاہ تک جانا تھا - جب پولیس کے حوالہ کیا گیا تو پولیس نے اسکو چوپاؤں کی طرح زمین پر کھڑا کیا اور ایک شخص اسکی پشت پر سوار ہوے سواری کے جانوروں کی طرح ہنکاتا ہوا شہر کی نئی نئی سڑکوں سے گذرا اور پھر قتل کے میداں میں پہنچایا - یہاں ایک صلیب بردار ہاتھ میں تلوار لیے کھڑا تھا - حسن آغا کے پہنچتے ہی تلوار ایک بار بلند ہوئی پھر جھکی ' اور اسکے بعد حسن آغا کا سر ' جو ہر روز پانچ مرتبہ درگاہ الہی میں سجدہ کے لیے جھکا کرتا تھا خون آلود ہوکر زمین پر تڑپنے لگا !

مسلمانوں کے آٹھ سو سیاسی گھر تھے جنمیں اسوقت کل اٹھارہ مرد سوائے موت سے بچ رہے تھے -

چار گھروں کے علاوہ آٹھ سو اٹھتر گھروں میں نہ ایک ٹکڑا چٹائی کا بیٹھنے کے لیے تھا اور نہ ایک کٹورا پانی کا پینے کے لیے ' جو کچھ تھا ' سب باغادی فوجیں اور بلغاری لوٹ لیگئے تھے -

وہاں سے - واپسی میں (کوستورں) نامی ایک گاؤں میں میرا گذر ہوا - اندر جا کے دیکھا تو اسمیں بارہ سو مسلمان لاشیں پڑی تھیں جنمیں مرد عورتیں اور معصوم بچے تھے -

شہر عثمانیہ سے جو خاندان برباد ہجرت کرکے (سالونیکا) آرہے تھے انمیں ایک دس سالہ لڑکی بھی تھی - یہ بد قسمت لڑکی دس گھنٹہ کی مسافت طے کرکے شہر (طوبراں) میں ٹھہر گئی - (طوبراں) جب تسخیر ہوگیا تو وہ اسوقت وہیں تھی - دشمن بھوکے بھیڑیوں کی طرح شہر میں گھسے - انکے سعید چہکتے ہتیار خوں آسامی سے ابھی سیر نہیں ہوے تھے - چند سپاہیوں کو یہ لڑکی راہ میں ملی وہ دیکھتے ہی اس معصوم روح پر ٹوٹ پڑے اور اپنے تیز ہتیار اسکے بدن میں چبھونا شروع کردیے اس بیکس نے نہایت درد ناک آواز میں ان خونخوار درندوں سے رحم و انسانیت کا واسطہ دیکر چھوڑنے کی درخواست کی مگر آہ ! اس کا کچھ بھی اثر نہ ہوا اور تلوار کے وار کے ساتھ یہ جواب ملا کہ " رحم و انسانیت مسلمان کے لیے نہیں ہے بلکہ صرف عیسائیوں کے لیے ہے " مگر خوش قسمتی سے میں عین موقع پر پہنچگیا اور ڈاکٹر (ہاجی دلکوبا افندی) کی مدد سے اسکو ان خونخوار درندوں کے پنجوں سے بچایا مغربی مرمانس سے ڈاکٹر صاحب نے اسکی مرہم پٹی کی -

مسلمان عورتوں کی عصمت پر حملہ کرنے کے تو اس کثرت سے واقعات ہوئے ہیں کہ انکا بیان کرنا مشکل ہے بس نہ سمجھ لینا چاہئے کہ معمولی سے معمولی تکلیف جو انکو دی گئی وہ یہ ہے کہ انکی چادریں چاک کرڈالی گئیں اور چہروں پر راستوں کی کیچڑ ملی گئی - ایک نہایت امیر کبیر خاندان کی خاتونوں پر جو حملے ہوے ہیں انکی میں نے پوری تفصیل سنی ہے مگر میں اسکو شائع کرکے ایک معرز مسلمان خاندان کی بے عزتی کرنا نہیں چاہتا -

منجملہ قابل ذکر واقعات کے ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ میں (استروملجہ) کے کمانڈر کے کمرے میں گیا - یہ بزرگ (سروبا) کی احتیاطی فوج کے افسر اور (بلغراد) کے ہائی کورٹ میں جج تھے ' مگر دیکھا تو آپ مسلمان قیدیوں کی جنجیروں میں ہاتھ ڈال رہے ہیں اور جو کچھ نکلتا ہے اس کو اپنی جیب میں رکھ لیتے ہیں - مجھے یہ دیکھکر خیال آیا کہ اللہ اکبر ! جس قوم کی یہ حالت ہو ' یورپ اسکے ہاتھ معدنیہ کی قسمت صرف اسلئے دینا چاہتا ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھ سے نکلجائے ! (نامی آئندہ)

فہرست

زراعانۂ ہلال احمر

(۱۰)

	روپیہ	آنہ	پائی
جناب حاجی مصلح الدین صاحب - کلکتہ	۱۰۰	-	-
بذریعہ منشی خلیل صاحب - خانقاہی - شاہجہانپور - کلکتہ	۹۵	۹	-
" مسٹر ایس - ایم - پیارے - محمدن پور - گد -	۴۰	۴	-
" مولوی تراب علی صاحب - فتحپور -	۳۷	-	-
احمد جہاں بیگم صاحبہ - اہلکارانہ حصہ بلدار لوہارو -	۱	-	-
منشی نور محمد صاحب - مدرس لاہور نورسٹل جنل -	۷	۸	-
اہلیہ جناب مدرس صاحب - لاہور نورسٹل جنل	۲	-	-
بنت جناب مدرس صاحب - لاہور نورسٹل جنل	-	۸	-
جناب شیخ محمود صاحب - جنت فروش - اکوٹ - دوار	۵	-	-
میزان	۲۹۷	۱۳	-
سابق میزان	۹۲۱۶	۲	-
میزان کل	۹۵۱۳	۱۵	-

تصحیح — جناب لطف علی صاحب رئیس نہوپال کی مرسلہ رقم گیارہ روپیہ نو آنہ گذشتہ نمبر میں غلطی سے نو روپیہ گیارہ آنہ شائع ہوگئی ہیں -

PRINTED & Published by A K AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

ذیابیطس

خطرناک مرض ہے اس کا جلد علاج کرو

علامات مرض: جن لوگوں کو پیشاب بار بار ادھر یا پیاس زیادہ لگتی ہو - معدہ کا دایقہ خراب رہتا ہو - رات کو کم خوابی ستاتی ہو اعضاء شکلی لاغری جسم - ضعف مثانہ ہونے سے زور بزور قوت میں کمی اور خرابی پیدا ہوتی جاتی ہو اور چلنے پھرنے سے سرچکراتا ہو - سر میں درد اور طبیعت میں غصہ آجاتا ہو - تمام بدن میں پیوست کا علہ رہتا ہو - ہاتھ پاؤں میں خشکی اور جلن رہے جلد پر خشونت وغیرہ پیدا ہوجاے اور کھجلے پانی کو ہی ترسے - معدہ میں جلن معلوم ہو - بیوقت بڑھاپے کے آثار پیدا ہو جائیں اعضاے رئیسہ کمزور ہوجائیں - رقت - سرعت اور کمی باہ کی شکایت دن بدن زیادہ ہوتی جاے تو سمجھ لو کہ مرض ذیابیطس ہے - جن لوگوں کے پیشاب میں شکر ہوتی ہے انکو مندرجۂ بالا آثار یکے بعد دیگرے ظاہر ہوتے ہیں - ایسے لوگوں کا خاتمہ علی العموم کاربنکل سے ہوتا ہے - دبل پشت پر کبھی گردن میں پیدا ہوتا ہے - جب کسی کو کاربنکل ہو تو اُسکے پیشاب میں یقیناً شکر ہونے کا خیال کر لینا چاہیے - اس راج پھوڑے سے سینکڑوں ہوشیار قابل لوگ مرچکے ہیں -

مرض کی تشریح اور ماہیت: ذیابیطس میں جگر اور لبلبہ کے عمل میں کچھ نہ کچھ خرابی ضرور ہوتی ہے اور اس خرابی کا باعث اکثر دماغی تکلیفات شدیدہ زور کی محسوب ہے بعض دفعہ کثرت جماع - کہنہ سوزاک اور کثرت ادرار کا باعث ہوتا ہے - صرف فرق یہ ہے کہ اس حالت میں پیشاب میں شکر نہیں ہوتی بلکہ مثانہ کے ریشہ وغیرہ پاے جاتے ہیں - کبھی ابتداے عمر میں کثرت جماع سے آخر یہ مرض پیدا ہوجاتا ہے اور کبھی بخار کے بعد یہ مرض شروع ہوتا ہے -

اگر آپ چاہتے ہیں کہ راج پھوڑا کاربنکل نہ نکلے تو علاج حفظ ماتقدم یہ ہے کہ ہماری ان گولیوں کو کھاؤ - شیرینی - چاول ترک کردو - ورنہ اگر سستی کروگے تو پھر یہ وہی درجہ ذیابیطس میں اُس وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ تمام اندرونی اعضاء گوشت پوست بگڑ جاتے ہیں - جو لوگ پیشاب زیادہ آنے کی پروا نہیں کرتے - وہ آخر ایسے لاعلاج مرضوں میں پھنستے ہیں جس کا علاج پھر نہیں ہوسکتا - یہ گولیاں پیشاب کی کثرت کو روکتی ہیں اور تمام عوارض کمی قوا اور جملہ امراض زدیہ سے محفوظ رکھتی ہیں -

ذیابیطس میں عرق ماء اللحم اسلئے مفید ہوتا ہے کہ نوچہ اجراح رطوبات جسم خشک ہوجاتا ہے - جس سے غذائیت کی ضرورت زیادہ پڑتی ہے - یہ عرق چونکہ زیادہ مقوی اور مولد خون ہے اسلئے بہت سہارا دیتا ہے غذا اور دوا دونوں کا کام دیتا ہے -

حب دافع ذیابیطس

یہ گولیاں اس خطرناک مرض کے دفعیہ کے لئے بارہا تجربہ ہوچکی ہیں اور سیکڑوں مریض جو ایک گھنٹہ میں کئی دفعہ پیشاب کرتے تھے تھوڑے دنوں کے استعمال سے اچھے ہوگئے ہیں یہ گولیاں صرف مرض کو ہی دور نہیں کرتیں بلکہ انکے کھانے سے گئی ہوئی قوت واہ حاصل ہوتی ہے - آنکھوں کو طاقت دیتی اور معدہ کا دائقہ درست رکھتی ہیں - جسم کو سوکھنے سے بچاتی ہیں - سلسل بول - ضعف مثانہ - نظام عصبی کا نکاز - اسہال دیرینہ یا پیچش یا بعد کھانے کے دوراً دست آجاتے ہوں یا درد شروع ہوتا ہو یا رات کو نیند نہ آتی ہو سب شکایت دور ہوجاتے ہیں -

قیمت فی تولہ دس روپیہ

میر محمد خاں - ٹالیٹروالی ریاست خیرپور سندھ — پیشاب کی کثرت نے مجھے ایسا حیران کردیا تھا اور جسم کو بے جان اگر میں حکیم عالم نبی صاحب کی گولیاں ذیابیطس نہ کھاتا تو میری زندگی محال تھی -

محمد رضا خاں - زمیندار موضع چنڈ ضلع اٹاوہ — آپ کی حب ذیابیطس نے مریض کو فائدہ معلوم ہوا - دن میں ۱۶ بار پیشاب کرنے کی بجاے اب صرف ۵ - ۶ دفعہ آتا ہے -

عبد القدیر خاں - محلہ عرقاب شاہ جہاں پور — جو گولیاں ذیابیطس آپ نے رئیس عبد الشکور خاں صاحب اور محمد تقی خاں صاحب کے بھائی کو زیادتی پیشاب کے دفعیہ کے لئے ارسال فرمائی تھیں وہ اور بھیجدیں -

عبد الوہاب کپتانی کلکٹر - غازیپور — آپ کی بھیجی ہوئی ذیابیطس والی گولیاں استعمال کر رہا ہوں - پچاسے ۴ - ۵ مرتبہ کے اب دو تین مرتبہ پیشاب آتا ہے -

سید زاہد حسن - کپتانی کلکٹر - الہ آباد — مجھے عرصہ دس سال سے عارضہ ذیابیطس نے دق کر رکھا تھا - بار بار پیشاب آنے سے جسم لاغر ہوگیا - قوت مردمی جاتی رہی - آپ کی گولیوں سے تمام عوارض دور ہوگئے -

رحیم غلام پوسٹماسٹر جنرل — پیشاب کی کثرت - جاتی رہی - مثانہ کو رات دن میں بہت دفعہ پیشاب آتا تھا - آپ کی گولیوں سے صحت ہوگئی -

اِنکے علاوہ صدہا سندات موجود ہیں -

صحیح و آزمودہ شرطیہ دوائیں جو بادائی قیمت نقد تا حصول صحت دیجاتی ہیں

— * —

زود کن

داڑھی مونچھ کے بال اسکے لگانے سے گھنے اور لمبے پیدا ہوتے ہیں - ۲ تولہ دو روپے

سر کا خوشبودار تیل

دلربا خوشبو کے علاوہ سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا نزلہ و زکام سے بچاتا ہے شیشی خورد ایک روپے آنہ کلاں تین روپے

حب قبض کشا

رات کو ایک گولی کھانے سے صبح اجابت با مراغت اگر قبض ہو تو دو درجن ایک روپیہ

حب قائممقام افیون

افکے کھانے سے افیم چاندنی بلا تکلیف چھوٹ جاتے ہیں فیالوقت پانچ روپے

حب دافعۂ سیلان الرحم

لیسدار رطوبت کا جاری رہنا عورت کے لئے وبال جان ہے اس دوا سے آرام ۲ دو روپے

روغن اعجاز

کسی قسم کا زخم ہو اسکے لگانے سے جلد بھر جاتا ہے بدبو زائل - تا سود بھگندر - خدا زہرے کھاۃ - کاربنکل زخم کا بھڑیں ملتے ہے - ۲ تولہ دو روپے

حب دافع طحال

زردی چہرہ - لاغری کمزوری دور مرض تلی سے نجات - قیمت دو ہفتہ دو روپے

برألساعۃ

ایک دو قطرے لگانے سے درد دانت فوراً دور - شیشی چار سو مریض کے لئے ایکروپے

دافع دردکان

شیشی صدہا بیماروں کے لئے - ایکروپے

حب دافع بواسیر

بواسیر خونی ہو یا بادی ہیضی ہو یا سادی - خون جاتا بند اور مسے خود بخود خشک - قیمت ۲ ہفتہ دو روپے

سرمۂ صمیرۂ کرامانی

مقوی نظر - محافظ بدائی - دافعہ جالا - دھلد - غبار - نزول الماء سوختی - ضعف نظر وغیرہ ۴ تولہ صمہ سلائی سنگ یشب دو روپے

پتہ :—

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما - لاہور

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس - کے - برمن کی

کانفوزي جنتري سنہ ۱۹۱۳ عیسوے

کي ضرورت ضرور هوتي هے - جسکا چکنا کاغذ خوشخط اور سندر لکھائي هے - اور چھپي بھي صاف هے یہ جنتري خریدار کو مفت روانہ کیجاتي هے اگر آپ دیکھنا چاهیں تو ایک کارڈ پر متفرق چگہ کے دس شرافت اور لکھے پڑھے هوے اشخاص کا نام اور پورا پتہ لکھ بھیجنے سے واپسی ڈاک سے جنتري آپکي خدمت میں پہونچیگي -

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۶۹۵ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

انگریزي حکومت کا مسلمان هوجانا

— * —

اب طاهر یقیني هے - کیونکہ حضرت شیخ سنوسي کے خلیفہ نے بمقام گیورت سیلي حواجہ حسن نظامي سے آئندہ حالات کي نسبت جسقدر پیشین گوئیاں کي تھیں (اور جنکو کتاب شیخ سنوسي کے حصہ اول و دوم میں شائع کردیا گیا تھا) سب هو بهو سچي ثابت هوئیں - اب صرف انگریزي حکومت کے مسلمان هو جانیکي پیشین گوئي باقي هے - خدا نے چاها تو عنقریب پوري هوگي - پس اگر آپ یہ پیشین گوئیاں اور ترکي و ایران علي الخصوص افغانستان و جاپان و چین وغیرہ کے انجام کار کو دیکھنا چاهتے هیں - تو رسالہ شیخ سنوسي کے دونوں حصے پڑھیے - قیمت هر دو آنہ آنہ -

کلیات اکبر - لسان العصر و جذاب الملة حاجي پیر و مرشدي مولوي سید اکبر حسین الہ آبادي کے نہایت کلام کے دونوں حصے چھپ کر تیار هیں - کاغذ اعلاي چھپائي نہایت اعلی هے - اور صرف همارے هاں دستیاب هو سکتے هیں - قیمت هر دو حصص ۳ روپیہ ۸ آنہ -

مضامین خواجہ حسن نظامي میں عدرے اور معذوریہ خانداں کے بچے مگر نہایت دلچسپ هیں نذر اکبر - مچھر - دیاسلائي وغیرہ مضامین پر نہایت پرمزہ اور معني خیز مضامین هیں

سفرنامہ هندوستان بمبئي، گجرات، کاٹھیاواڑ، کچھ وغیرہ مقامات کا دلچسپ سفرنامہ - طریق روزنامچہ آرسیدي خواجہ حسن نظامي دهلوي قیمت ۸ آنہ -

اسلام کا انجام مصر کے شیخ المشائخ کي پیشین گوئي - قیمت ۴ آنہ

اسرار مخفي رموز کا خزانہ بس دیکھنے کے قابل قیمت ۴ آنہ

ترکي فاتح شاہ مشتاق احمد صاحب مخلص جاجوي کي پیشین گوئیاں - قیمت ۲ پیسے

ترکي صراحي - شاہ صاحب کے طلسماتي کارنامے قیمت تین آنہ -

کارکن حلقہ نظام المشائخ دهلی سے منگائیے

شائقین تواریخ و تصوف کو مژدہ

—:o: * :o:—

تواریخ اسلام کي بالکل نئي تصنیف ہے - عام اولیاے کرام و صوفیاے عظام جو دهلي کي مقدس سرزمین میں مدفون هیں ان کے حالات شجرہ وار دو حصوں میں درج کئے گئے هیں - تاریخ کے کسی اور تذکرے سے یہ حالات اس سے بہتر کوئي نہیں هو سکتے - قیمت حصہ اول ۶ آنے حصہ دوم ۷ آنے هر دو حصے، کا محصول ڈاک و خرچ وي - پي پیکنگ وغیرہ ۱۰ آنہ -

هندوستان کي اسلامي تاریخ عہد اسلامیہ - مصنفہ صوفي کرام الہي صاحب ڈنکوني - ۴۲ تواریخوں کا لب لباب ہے - معترضین کے حملوں کا معتبر اور مستند حوالوں کے ثبوت سے جواب دیا گیا ہے - فاضل اجل مولوي سید احمد صاحب مولف لغات اصعبیہ فرماتے هیں کہ اس سے بہتر هندوستان کي تاریخ اب تک ان کي نظر سے نہیں گذري قیمت ۲ روپیہ ۸ آنے محصول ڈاک و خرچ وي - پي ۳ آنے -

المشتہر - مینیجر اسلامیہ بک ڈپو و جنرل اخبار ایجنسي بازار بلي ماران - دهلي -

حمیدیہ هوٹل

—:o: * :o:—

نمبر ۱۳۱ لوئر چیت پور روڈ

همارے هوٹل میں هر قسم کي شیاے خوردني و نوشیدني هر وقت تیار ملتي هیں نیز اسکے ساتھہ مسافروں کے قیام کیلیے پر تکلف اور آرام دہ کمروں کا بھي انتظام کیا گیا ہے جو نہایت هوادار، فرشدہ اور ہوادار واقع هیں جن صاحبوں کو کچھہ دریافت کرنا هو بذریعہ خط و کتابت مینیجر هوٹل سے دریافت کر سکتے هیں - جنگ ترکي و اٹلي اور جنگ بلقان کي جملہ تصویریں همارے هوٹل میں فروخت کے لیے موجود هیں بجز تصویر شیخ سنوسي وغیرہ -

المشتہر شیخ عبد الکریم مالک حمیدیہ هوٹل

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول محرر حسبوی

اعمال الکفایۃ فی احوال الاوائل والاواخر

مقام اشاعت
۲۰۲ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ٦ | کلکتہ: چہارشنبہ ۵ ربیع الاول ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta · Wednesday, February 12, 1913.

اطلاع

(۱) اگر کسي صاحب کے پاس پرچہ نہ پہنچے ' تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں ' ورنہ بعد کو فی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لي جائیگي -

(۲) اگر کسي صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کي تبدیلي کي ضرورت ہو تو مقامي ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں ' اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہیں یا پانچ آنے کے وي - پي کي اجازت -

(۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداري نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) منی آرڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام ' پورا پتہ ' رقم ' اور نمبر خریداري (اگر کوئي ہو) ضرور درج کریں -

نوٹ ـــ مندرجہ بالا شرائط کي عدم تعمیلي کي حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئي پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے لئے ذمہ دار نہ ہوگا -

(منیجر)

شرح اجرت اشتہارات

— * —

میعاد اشتہار	في صفحہ	مي کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ فی مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیے کوئي اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات دو جگہہ دیجائیگي -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدي زائد ہوگي -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھي طیار ہوتے ہیں جسکي قیمت ۸ آنہ في مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکي فرمایش کے مطابق آپکو جگہہ دیں ' البتہ حتي الامکان کوشش کی جائے گي -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں ' چھ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں ' اور سہ ماہي کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرلی ہوگی اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی ہمیشہ لي جائیگي اور وہ کسي حالت میں پھر واپس نہوگي -

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسي اشتہار کي اشاعت روک دے ' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اس چیز کا جو جزو کے اقسام میں داخل ہو ' تمام منشي مضروبات کا ' نقش امراض کي دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالي نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو ' کسي حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

نوٹ ـــ کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کي زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسی قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

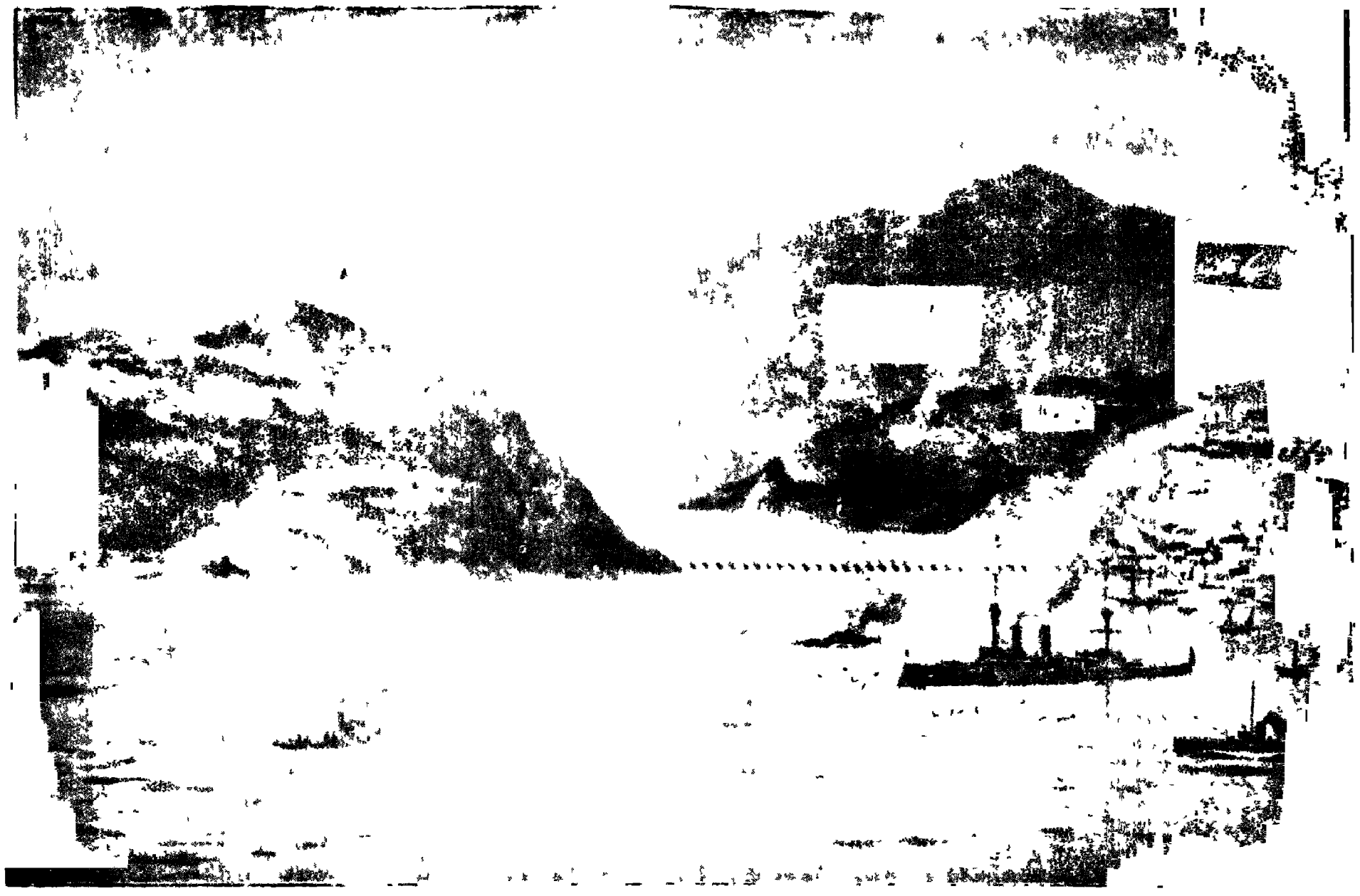

چٹلعا کا سدّ مدافعت

جس سے بالآخر تمام بلغاری قوت سر ٹکرا کر رہگئی

چٹلعا کے خطوط مدافعت کی ایک تصویر ہلال احمر میں شائع ہو چکی ہے ، لیکن یہ اس سے زیادہ مکمل اور واضح نظارہ ہے - اسمیں عثمانی اور بلغاری استحکامات ، مورچے ، مورچوں کی رد ، ترکی قلعے اور ساحل کے جنگی بیڑے کے مقامات اچھی طرح نظر آتے ہیں -

یہ تصویر مسٹر ایچ سی - رائٹ کے کیمرے سے لی ہوئی ہے جو عثمانی لشکر کے ہمراہ ہیں -

یہ عین اُس وقت کی تصویر ہے ، جبکہ بلغاروں نے (نیچ چدمی) کے قریب آخری حملہ کیا تھا -

[الہلال جلد ۲ نمبر ۹]

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحکیم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

کلکتہ: چہارشنبہ ۵ ربیع الاول ۱۳۳۱ ہجری
Calcutta Wednesday, February 12, 1913.

جلد ۲ — نمبر ۶

AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor
Abul Kalam Azad.
7-1 McLeod Street,
CALCUTTA.

Telegraphic Address
"AL-HILAL"
Yearly Subscription, Rs 8
Half-yearly „ „ 4-12

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام آزاد

مقام اشاعت
۷-۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
«الہلال»

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

تصاویر

— * —

چتلجا کے خطوط مدافعت کا ایک کامل نظارہ (صفحۂ خاص)
پرنس یوسف عزالدین نامور رکن انقلاب عثمانی ۸ (ب)

فہرس

— * —

شذرات ۱
تلغراف خصوصی ۲
حدیث الجمود
اسئلہ و اجوبتہا (بجائے مقالۂ افتتاحیہ)
مجلس مواد آنحضرت (صلعم) ۴
فضائل مجلس ذکر (صلعم) ۴
عقلاء و علماء علماء حال و امتداد کے محل ۵
معیار تصدیق و تغلیط و اصول نقد روایت ۵
حماعت محدثین و قصاص و واعظین ۶
موضوعات داستانوں کا سرچشمۂ اول ۷
روایات ثلاثۂ حافظ ابو نعیم اصفہانی ۸
(۱) روایت عمرو ابن قتیبہ ۸
(۲) روایت ابن عباس ۸
(۳) روایت حضرت عباس ۸
تحقیق و نقد روایت ثلاثہ ۸ (الف)
کسرا نوشیروان کسرا و رویا لموبذان ۸ (الف)
نامہ ہرمز عزوۂ تلعہ ۸ (ب)
سرگذشت انقلاب (۲)
درس یوسف عزالدین ولی عہد خلافت
ادبیات
اسوۂ حسنہ ۸ (د)
مکاتیب
سیدالانام علیہ السلام ۸ (ج)
مقالات (تراجم احوال)
دیباچۂ سیرۃ نبوی (۴) ۹
مراسلات
سرزمین مغرب میں اعلاء کلمۃ اللہ ۱۱
مسلم یونیورسٹی فنڈ کمیٹی ۱۴
شئون عثمانیہ
عازی اورے کے نام تین اخبارات ۲۰

تلغراف خصوصی

بنام الہلال

(قسطنطنیہ ۱۱ فروری)

عثمانی اقدامات عین متوقع طور پر کامیاب ہو رہے ہیں۔ ایڈریانوپل تا قابل تسخیر۔ اور یہ یقین ہے کہ ایڈریانوپل میں ہیں اور عنقریب محاصرہ توڑ کر محصورین پر حملہ آور ہونگے۔ مدتیا اور گدلی پولی میں احتماع افواج۔ سفوطی میں سخت جنگ کے بعد دشمنوں کو کچل ڈالا گیا، ۱۰ ہزار مجروح و مقتول، اور مانٹی نگرو کی فوج کا خاتمہ۔ قسطنطنیہ میں جنگی جوش حد نیاں سے باہر۔ عجب نہیں کہ سلطان المعظم بہ نفس نفیس افواج کا معائنہ فرمائیں۔ مہاجرین اور مجروحین، اپنی اعانت کے منتظر ہیں۔

(مصباح)

یعادوس پر قبضہ

— * —

رویٹر قسطنطنیہ سے تار دیتا ہے کہ ادریانوپل کے قلعہ سے محصور ترکوں نے نکل کر ۹ ماہ جنگ کو بلغاریوں پر حملہ کر دیا اور (قلدقس) کی پہاڑیوں پر سنگینیں چڑھا کر چڑھ گئے اور بلغاریوں کو سخت و شدید نقصانات پہونچا کر اس پر قابض ہو گئے۔ چتلجا کی ترکی فوج (پاپا دریاس) کی فوج سے متحد ہو گئی اور دونوں نے ملکر بلغاریوں پر جو معرب کی پہاڑیوں پر موجود تھے حملہ کر دیا۔ تمام بلغاری گرفتار ہو گئے۔ صرف دس بلغاری بھاگ کر نکل گئے۔ ترکی رسالہ نے (یعادوس) پر قبضہ کر لیا ہے۔

شذرات

هل اتاک حدیث الجنود ؟

— * —

موسم بدل گیا

— ❊ —

(ڈاکٹر مصباح الدین شریف نے) نے اپنے ٹیلی گرام میں کہا تھا :

" موسم بدل گیا ہے ہم مت جائیں گے یا عزت ملی تو بچالیں گے ۱۱ "

جس وقت کہ ۲۳ - فروری کو (ادرنہ) قصر وزارت کی کھڑکیوں کے نیچے پہنچا ہے ' تو یقیناً بوسفورس کے کنارے پر ' دولمہ باغچہ سرائے کی فضائے محیط کا موسم بدل چکا تھا ' لیکن کیا اب ساحل (مارمورا) کا آسمان بھی بدل نہیں گیا ہے ؟

یادش بخیر لغشت (زیگفر) معلوم نہیں اب کہاں ہیں ؟ لیکن تاہم خود بلغاریہ اور صوفیا کے اعلانات سے ایک حد تک انکی عدم موجودگی کی تلافی ہو سکتی ہے - صلح کے حامیے کے ساتھ ہی اعلان کیا گیا تھا کہ ایڈریا نوپل کی تسخیر صرف چند دنوں کا کام ہے ' اور اب ایڈریا نوپل کی حوالگی کا نہیں بلکہ قسطنطنیہ کی حوالگی کا مطالبہ کیا جائے گا - یہ اعلان اُس زمانے کا نہیں ہے جبکہ مسٹر (اسکرتچہ) گاڈھال کی اسٹیج سے مارچ ہوئے تھے اس تار کو پڑھنے کیلئے مضطرب الحال تھے ' جسمیں سفارت صوفیا کی دیواروں سے مقدس راہب کے صلیب خونریش نکلنے کی خبر دی جاتی تھی بلکہ یہ ۵ - فروری کا واقعہ ہے جبکہ (صوفیا) کا یہ عام خیال ظاہر کیا گیا تھا کہ " زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کے اندر ادرنا نوپل مسخر ہو جائیگا "

لیکن " موسم بدل گیا " - اب وہی ادرنا نوپل ہے جسپر کامل تین دن تک بے سود گولہ باری کرنے کے بعد ثابت ہوگیا کہ نا قابل تسخیر ہے - چٹلجا آتش کی افشانیوں نے ایک مرتبہ بھی بلغاری سرحدی فوج کو بڑھنے کا موقعہ نہیں دیا - بس لڑائیوں کا خود صوفیا کو اقرار ہے مگر اب یہ کہیوں دیا جا چکا ہے کہ یہ " تو پچاس ہزار ترک گرفتار " ہوئے ہیں ' یہ " تین گھنٹے کے اندر قلعوں کو تسخیر " کیا جاتا ہے ' اور یہ ادرنا نوپل کی تسخیر کے دعوے کا اعادہ ہوتا ہے ؟

اب بلغاری فتوحات کے لٹریچر کی شاعری اس سے زیادہ نہیں ہے کہ " ترکوں کا معقول نقصان ہوا - بآسانی پسپا کردیے گیے - کافی نقصان پہنچایا گیا " -

تاہم ابتک لندن کے سیاسی حلقے اپنے حال فروشان صلیب کی طرف سے مایوس نہیں - کہا جاتا ہے کہ موجودہ خطرہ زیادہ تر ترکی ذرائع کی ہیں اسلئے قابل وثوق نہیں -

بہر ! مسٹر اسکریدھ کے فتح قسطنطنیہ کا انتظار ابتک ختم نہیں ہوا - اب دیکھیں ایڈرنانوپل کی تسخیر کیلئے کب تک لندن منتظر رہتا ہے !

اس سے بڑھکر موسم کی تبدیلی کیا ہوگی کہ یا تو چند دنوں کے اندر ادرنا نوپل کی تسخیر کا اعلان تھا ' یا اعلان جنگ سے دوسرے ہی دن بلغاریا اور سرویا کی متحدہ فوج مسخر ہوگئی نہ ایڈرنا نوپل کی تسخیر کے خون سے تار آئے ' اور اپنا پورا نقشہ جنگ بدل دے ؟

نقشۂ جنگ کی تبدیلی درحقیقت ایک عظیم الشان تبدیلی ہے - بارہ تار برقیاں مظہر ہیں کہ بلغاریا کی فوج سٹلجا سے برابر ہٹ رہی ہے ' اور اپنے قدیمی مقامات کو چھوڑنے پر مجبور ہو رہی ہے - قسطنطنیہ کے سرکاری اعلانات جدکو رئوٹر مشتہر کرتا ہے ' جنگ کی حالت بتلاتے ہیں ' مگر آئندہ جنگ کے مقامات کی نسبت کوئی خبر نہیں دیتے ' اسلئے بحالت موجودہ کوئی قطعی رائے قائم نہیں کی جاسکتی کہ لڑائی کا رخ کس طرف ہوگا ؟ تاہم یہ تو بالکل ظاہر ہو گیا کہ حدود عثمانی فوج نے جنگ کے موجودہ نقشے میں بلغاریا کو شکست دیکر ' واقعات کا رخ اولٹ دیا ہے -

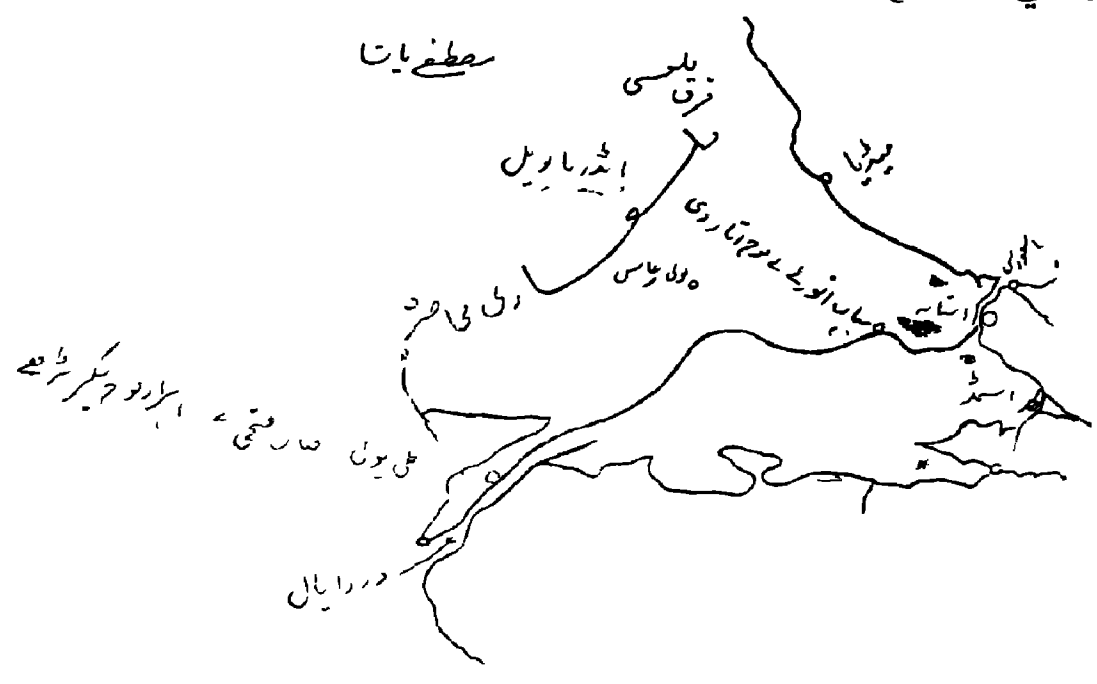

اس عظیم الشان اور یکایک پیدا ہو جانے والی تبدیلی کا سہرا ڈاکٹر (مصباح الدین) کے سر پر ہے جو پچھلے نقشے الہلال کے صفحہ پر شائع ہوا ہے ' اور جسمیں حدبندی کی گئی تھی کہ (ابورے) ایک فوج کے ساتھ روانہ ہوگئے ہیں ' یہ مشہور معاہدہ طرابلس (وحشی جنگ) بھی اسناد سے روانہ ہوگئے اسکے بعد کوئی خبر نہیں آئی -

لندن ۷ - فروری کو مقامی معاصر (امپائر) کا خاص نامہ نگار تار دیتا ہے

" ابورے کی ایک شجاعانہ کارروائی نے بلغاریوں کا تمام نقشہ جنگ بدل دیا ہے - اس نے چھاؤنی کے ذریعہ ۲۰ ہزار فوج (شٹلجا) کے مغرب میں اتار دی ہے - اس پیش قدمی سے بلغاریوں کو اپنے مغرب و شمال کی جانب ہٹ جانا ناگزیر ہوگیا - چنانچہ وہ شٹلجا کے حصے کو خالی کرکے اور آبادی کو جلا کر چلے گئے - گملی پولی میں بھی ایک سخت لڑائی ہوئی - یہاں وحشی ترک کی زیر قیادت ۶۰ ہزار سپاہ موجود ہے "

اسکے بعد گو رئوٹر نے کوئی خبر عاری (ابورے) کی نسبت نہیں بھیجی ' لیکن لندن کے ایک تار میں ظاہر کیا گیا ہے کہ بلغاری شٹلجا سے واقعی ہٹ آئے ہیں

اگر امپائر کے نامہ نگار کا بیان صحیح ہے تو پھر نقشۂ جنگ کے بدلنے کی کنجی بآسانی مل جاتی ہے ' اور عاری (ابورے) نے اپنے حواری دل و دماغ کا چند دنوں کے اندر ہی ایک دوسرا جلوہ دکھلادیا

اس سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ بلغاریوں کو اگر بد حواس ہوکر شتلجا سے روانہ ہوجانا پڑا ' تو ایسا ہونا ناگزیر تھا ' کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو اپنی تمام قوت کو اُس کاعد کی طرح ' جو قیدچی کے دو پلڑوں میں آگیا ہو ' بارہ پارہ کردیتے -

اس حالت کے سمجھنے کیلیے ضرور ہے کہ قلم سے چند خطوط کھینچکر میدان جنگ کا نقشہ آپکے سامنے کردوں - [نقشہ دیکھیے]

اس نقشے میں آپ دیکھتے ہیں کہ عاربی (انور ے) کے ساحل مارمورا کے اس حصے پر موجزن ہے ' جہاں سے معاصرین ایڈریانوپل پر بائیں جانب کو ہوکر بآسانی حملہ کیا جاسکتا ہے - اس سے نیچے آئیے تو آپکو درداندال کی وہ تنگ بحری سانح ملے گی ' جسکے ایک طرف مارمورا ' اور دوسری جانب بحر اسود ہے - یہاں (گیلی پولی) واقع ہے ' جہاں (دیعی ے) ۶۰ ہزار فوج کے ساتھ موجود ہیں -

(انور ے) کی ناگہانی موجودگی ایک طرف تو خود معاصرین ایڈریانوپل کے سر پر عذاب الیم بنگئی کیونکہ سامنے سے ایڈریانوپل کے گولے ' عقب سے (انور ے) کا حملہ ' اور سر پر شتلجا لائن کی افواج مشابہ ' دوم یعشاهم العذاب من فوقهم ومن تحت ارجلهم ' و بعمل درقوا مالکتم تعملون (۲۹ ۵۶) دوسری طرف جسقدر بلغاری فوج گیلی پولی کی طرف سے بڑھگئی تھی ' وہ بالکل قیدچی کے اندر پھنس گئی - ایک طرف سے اگر دیعی کے کی فوج بڑھے اور دوسری طرف سے انور ے کی ' تو سمندر کے سوا اور کوئی تیسری راہ فرار نہیں -

پس بلغاریا کی حرکت بظاہر کسی پیش نظر جدید نقشۂ جنگ کی تشکیل پر مبنی نہیں معلوم ہوتی ' بلکہ محض ایک مضطرانہ اور بدحواسانہ آشیانے کی تلاش ہے - وہ بالکل مجبور ہوگئی ہے کہ عاربی (انور ے) کے اقدام سے پہلے گیلی پولی کی مصروف کارزار فوج کو کسی طرح قوی کردے -

ایک تار برقی میں ظاہر کیا گیا ہے کہ " عالباً ایڈریانوپل کے محاصرے کی جگہ اب پوری قوت (گیلی پولی) کی راہ بڑھنے پر صرف کی جائے گی " یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ درداندال کی طرف سے حملہ کرنے کا ارادہ کیا جا رہا ہے - آغاز جنگ ہی کے زمانے میں بعض تحریرہ کاران جنگ نے اخبارات میں لکھا تھا کہ " بلغاریا اپنی فوجی قوت کو ایڈریانوپل کے محاصرے اور شتلجا کے سامنے بیکار پڑے رہنے میں کیوں ضائع کر رہی ہے ؟ اسکے لیے زیادہ عقلمندانہ کارروائی یہ ہے کہ (گیلی پولی) میں اپنی قوت جمع کردے "

ممکن ہے کہ ایڈریانوپل کی جگہ اب (گیلی پولی) جنگ کا اصلی نقطہ بن جائے ' لیکن اگر امپائر کا تار صحیح ہے تو اسکا رخ چلا گیا -

امپائر کے تار کے نقول کرلینے میں صرف ایک امر مانع ہے ' یعنے ہم اپنی خاص معلومات کی بنا پر نہیں کرسکتے ہیں کہ اس وقت عثمانی فوج کیلیے جلد سے جلد ایڈریانوپل کے محاصرے کا خاتمہ کردینا سب سے پہلا کام ہے ' اور عاربی انور ے کا ارادہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی طرح ایڈریانوپل میں پھنچکر وہاں کی محصور فوج کی کمان اپنے ہاتھ میں لیں ' اور باہر نکلکر محاصرین پر ٹوٹ پڑیں - لیکن ممکن ہے کہ مصالح نے اس رائے میں تبدیلی پیدا کردی ہو - بہر حال حالات و نتائج کا انتظار ' اور راہ قیاس ناپید ' والامر للہ العلی الکبیر -

اطـــلاع

پچھلا نمبر اس عاجز کی معذور کی علالت کی وجہ سے نہایت بے مزہ نکلا - اسکی تلافی کیلیے یہ نمبر ڈیوڑھی ضخامت اور ایک پورے صفحہ کی تصویر کے ساتھ شائع کیا جاتا ہے - درمیان میں چار صفحے ' اور آخر میں چار صفحے ' کل ۸ - صفحے زیادہ ہیں -

(ایڈیٹر)

[بقیۂ نامورانِ عرب بلقان صفحہ ۸ - ج -]

(۲) گورنمنٹ کی طرف سے نہیں بلکہ ذات شاہانہ ہمایوں کے دستخط سے فوراً ایک اپیل تمام ملک میں شائع کی جائے جسمیں ایک داخلی قرضے کیلیے درخواست ہو -

(۳) نیز ایک دوسری اپیل شائع کی جائے جسمیں حفاظت وطن کیلیے ایک قومی مدد کے قیام کی درخواست ہو

(۴) اگر خدا نخواستہ مجوزہ کمیشن کی تحقیقات کے بعد یہی نتیجہ نکلے کہ عثمانی فوج (محمد فاتح) اور (با یزید یلدرم) کی عزت کی حفاظت سے جواب دیدیتی ہے تو پھر بھی جلالۃ ماب الوا کی منظوری کو چند لمحوں کیلیے ملتوی رکھیں ' اور ایک مرتبہ خود بہ نفس نفیس چتلجا تشریف فرما ہوکر عثمانی فوج سے صرف اتنا دریافت فرمالیں کہ " کیا اس قسم کی حفاظت سے تم نے آخری جواب دیدیا ہے ؟ "

سلطان المعظم نے نوجوان ترکوں کی ان ملت پرستانہ معروضات کی پوری قدر دانی کی ' اور حکم دیا کہ ایک کمیشن منتخب ہو -

لیکن قبل اسکے کہ محمود شوکت پاشا وغیرہ شتلجا روانہ ہوں ' کامل پاشا اور اسکے پس پردہ معاونوں نے اپنی تدبیروں کو خاک میں ملتے محسوس کرلیا ' وہ سمجھے کہ اسکا نتیجہ قطعاً جنگ کا خاتمہ ' اور یورپ کی اُمیدوں کی ناامرادی ہوگی - وہ فوراً قصر سلطانی میں حاضر ہوا اور سر پیٹ کر کہا " چند ناعاقبت اندیش اور دشمنان ملک نوجوان ترکی باتوں میں آکر آپ ملک کی حفاظت کی آخری تدبیر کو بھی عار کر رہے ہیں - جنگ کا خیال اب محض جنون ہے - دول یورپ کا یہ احسان عظیم ہے کہ وہ صلح کا سامان کرکے ہمیں ہلاکت سے بچا رہے ہیں - جب سفرائے دول دیکھیں گے کہ آپ نوجوان ترکوں کی رائے پر چل رہے ہیں اور فوجی حالت کی درستگی اور تعمیق کیلیے لوگ شتلجا جا رہے ہیں ' تو رحم ہوکر صلح کی منظوری سے دست بردار ہو جائیں گے ' پھر مرض قطعاً لا علاج ہو جائے گا " -

دوسرے طرف یکایک نوجوان ترکوں کی گرفتاریاں شروع ہوگئیں ' محمود شوکت پاشا کو نظر بند کردیا ' کچھ نوجوان ترک لڑائیوں سے زخمی ہوکر آئے تھے ' انکو بھی شفاخانوں سے نکالکر قید خانے میں بھیجدیا -

یہ کارروائی جس سرعت اور طاقت کے ساتھ رات بھر کے اندر کی گئی ' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ احباب کا ہاتھ بھی کام کر رہا تھا -

نوجوان ترکوں کی گرفتاری کے بعد ہی ادرنے جنگ کے اعداب پر دستخط ہوگئے !

اس پر آشوب وقت میں بھی جس شخص نے ان مظلوم ملت پرستوں کی علانیہ اعانت کی ' وہ یہی پریس (یوسف عز الدین) تھے -

نوجوان ترکوں کی طرح انکو کامل پاشا گرفتار نہیں کرسکتا تھا ' یہ ولی عہد سلطنت تھے - اس نے سلطان المعظم کو یقین دلانے کی کوشش شروع کردی تھی کہ " دراصل محمود شوکت پاشا انکو معزول کرکے پریس کو تخت نشین کرنا چاہتے ہیں " لیکن اس وسوسہ کا چل جانا آسان نہ تھا -

وہ علانیہ انجمن کی حمایت کیلیے کھڑے ہوگئے - صرف آٹھ شخص جو گرفتاری سے بچ رہے تھے ' انکے ساتھ تھے - سب سے پہلے انہوں نے سلطان المعظم کی خدمت میں حاضر ہوکر اس ابلیسانہ ظلم و تعدی کی فریاد کی - پھر برشدہ طور پر فوج کے اندر اضطراب پیدا کرنے میں مدد کی - انور بے کی طلبی کا انتظام کیا ' قانون سلطنت کی رو سے وہ بہ نفس نفیس وزارت کے کاموں میں دخل نہیں دیسکتے تھے ' اسلیئے (جمال الدین بے) کو اپنے طرف سے وکیل مقرر کیا اور اس طرح چند دنوں کے اندر حکومت مجبور ہوگئی کہ گرفتاران انجمن کو رہا کردے -

الهلال

ربیع الاول ۱۳۳۱ هجری

اسوۂ واجوبتها

مجالس مولد نبوی (صلعم)

و احادیث ضعیفه و موضوعه

(از جناب احمد حسین صاحب - بی - اے)

چند دنوں کے بعد ماہ مبارک ربیع الاول آنے والا ہے، جبکہ مولود شریف کی مجلسیں جابجا منعقد ہونگی ' لیکن جس طریقہ سے یہ مجلسیں منعقد ہوتی ہیں اور جو حالات و واقعات اسمیں بیان کیے جاتے ہیں' معلوم نہیں جناب کا خیال اس بارے میں کیا ہے؟ لیکن میں تو اسکو نہایت افسوس ناک سمجھتا ہوں اور یقین کرتا ہوں کہ یہی حالات و واقعات ہیں جنھوں نے حضرت بانی اسلام کی پاک زندگی کے متعلق مخالفین کے دلوں میں شکوک پیدا کردئے ہیں -

ایک مدت سے میرا خیال تھا کہ ایک مختصر رسالہ حضرت کے حالات میں جمع کروں جسکو مولود شریف کی مجلسوں میں پڑھا جائے ' لیکن جس طرح کے حالات کا متلاشی تھا ' وہ کہیں نہیں ملتے تھے - عرصہ ہوا ایک رسالہ منشی امیر احمد امیر مینائی نے شائع کیا تھا اور لکھا تھا کہ اسمیں حالات زندگی ایک بہت بڑے عالم کی مدد سے لکھے گئے ہیں ' لیکن اسکو بھی دیکھا ' اور سر تا پا وہی قصے بھرے تھے -

اس سال میں نے بطور مسودے کے ایک تحریر لکھی اور چند علماے دیں کو بغرض اصلاح سنائی' لیکن وہ اس امر پر نہایت برہم و ناراض ہوے کہ ذکر ولادت کے وہ واقعات اسمیں نہ تھے' جو عام کتب مولود میں بیان کیے گئے ہیں - میں نے ان میں سے ایک صاحب تصنیف عالم صاحب سے عرض کیا کہ کیا یہ واقعات مستند تاریخوں اور حدیث کی کتابوں میں لکھے ہیں؟ انہوں نے جواب میں لکھا کہ " یہ تمام واقعات و معجزات صحیح ہیں جنکو تمام مورخین و محدثین نے ہمیشہ بیان کیا ہے - بڑے بڑے علماے دیں اور اکابر اسلام نے اُنکی تصدیق فرمائی ہے' اور انکو پڑھا ہے' اور مجلسوں میں سنا ہے - اللہ آجکل کے نیچریوں اور لامذھبوں کو انکے مانے میں تامل ہے ' کیونکہ انگریزی کی کتابوں میں مرقوم نہیں"

آپ ہمیشہ ہم انگریزی دانوں کو الحاد اور مذھبی عقل کا الزام دیتے ہیں' لیکن جس انداز اور طریقہ سے دیدے ہیں' اُسکی وجہ سے ہم نہایت خوش ہیں اور آپکو اپنا خیر خواہ اور مصلح سمجھتے ہیں' لیکن خدا کے لیے اس بارے میں میری تشفی کر دیجیے کہ آیا یہ واقعات واقعی مستند کتابوں میں مرقوم ہیں ؟ اور ان میں شک کرنا نیچریت اور مذھب سے کنارہ کشی ہے ؟ اگر واقعی ایسا ہی ہے تو انصاف کیجیے کہ کیا یہ واقعات عقل میں آئے ہیں ؟ اور انکو آجکل کوئی تسلیم کرسکتا ہے ؟ معاف فرمائیگا اگر ایسے ہی واقعات سناکر آپ ہم کو دینی جذبات سے برگشتگی کا الزام دیتے ہیں تو دیجیے ' ہماری سمجھ میں تو نہیں آئے - وہ واقعات یہ ہیں

(۱) جب حضرت کی ولادت کا وقت قریب آیا تو ایک مرغ سفید نمودار ہوا اور حضرت آمنہ کے پاس آیا پھر اُس شب کو تمام جانوروں اور پرندوں نے گفتگو کی -

(۲) حضرت مریم اور حضرت آسیہ کا ولادت سے پہلے آنا اور بشارت دینا -

(۳) جب حضرت عبد اللہ کا نکاح حضرت آمنہ سے ہوا تو دو سو عورتیں رشک سے مرگئیں -

(۴) حضرت کی ولادت کے دن آتشکدۂ ایران بجھ گیا ' قصر نوشیرواں کے کنگورے گرگئے اور جانہ کعبہ کے بت اوندھے ہوگئے -

(۵) ولادت کے بعد حضرت کچھ دیر کیلئے غائب ہوگئے اور پھر کسی نے بہشتی کپڑوں میں لاکر رکھدیا -

(۶) روشنیوں کا نمودار ہونا اور عجیب عجیب آوازوں کا سنائی دینا -

(الهلال)

آپکا حرش دینی ' و محبت ایمانی ' وشکر اصلاح مجالس ذکر مولد ' مستحق تحسین و لائق تشکر ہے - فجزاکم اللہ تعالی -

آپنے ایک نہایت اہم اور ضروری بحث چھیڑدی - جی چاہتا ہے کہ بلا تامل صفحے کے صفحے لکھ جاؤں ' لیکن افسوس کہ وقت اور گنجایش سے مجبور ہوں ' لہذا جستہ جستہ کلمات ضروریہ پر اکتفا کرتا ہوں

فضیلت مجالس ذکر (صلعم)

مولود کی مجالس کا عجیب حال ہے - مقصد مجلس کے لحاظ سے دیکھیے تو مقصد کے اعتقاد میں اس سے زیادہ اہم ' عظیم المنفعت ' اور قوم کیلئے ذریعۂ ارشاد و ہدایت اور کوئی اجتماع نہیں - لیکن طریق انعقاد پر نظر ڈالیے تو اجتماعی و مجلسی قوتوں کے ضائع کرنے کی بھی اس سے زیادہ اور کوئی افسوسناک مثال نہیں ملیگی - اسلام ایک تعلیم ہے ' اور اس تعلیم کا عملی نمونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللہ والیوم الاخر وذکر اللہ کثیرا (۳۳ ۲۲)	بیشک رسول اللہ کی زندگی میں آپ لوگوں کیلیے پیروی اور اتباع کا ایک بہترین نمونہ ہے جو اللہ اور یوم اخرت سے ڈرے اور یوم اخرت پر ایمان رکھنے والے ' اور بکثرت ذکر کرنے والے ہیں -

حضرت (عائشہ) سے پوچھا گیا کہ آپ صاحب خلق عظیم کا اخلاق کیا تھا ؟ فرمایا کان خلقہ القرآن ' اگر آنحضرت کا اخلاق دیکھنا ہے تو قرآن کو دیکھو کیونکہ اس " کتاب مبین " کا وہ ایک طلسم مجسم ' اور اسکے عملی نمونے کی ایک " لوح محفوظ " ہے ' وہی مالک ' فلقدقدس المدافعون (۸۳ ۱۸) (۱)

پس مولود کی مجلسوں کا اصلی مقصد نہ ہوا تھا کہ وہ اس " اسوۂ حسنہ " کے جمال الہی کی تجلی گاہ ہوتیں ' آنحضرت کے صحیح حالات زندگی سنائے جائے ' انکے اخلاق عظیمہ اور خصائل

(۱) یہ جیر ہے کہ پیروی کرنے والوں کو اسکی پیروی کرنی چاہیے

کریمہ کے اتباع کی لوگوں کو دعوت دی جاتی ' اور اُن اعمال کا دلوں میں شوق و ولولہ پیدا کیا جاتا ' جو ایک "مسلم و مومن" زندگی کے کیریکٹر کا اصلی مایۂ حمیر ہیں ' اور جنکے اتباع نے صحابۂ کرام کی زندگی کو اس درجہ تک پہنچادیا تھا کہ لسان الہی نے " یحبهم ویحبونه " کے صداے محبت سے انکی مدح سرائی کی اور اتباع محبوب نے انکو خود محبوب بنا دیا ۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفرلکم ذنوبکم واللہ غفور الرحیم -

اے پیغمبر ! دعواے محبت الہی سے کہدو کہ اگر تم واقعی اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو (اگر تم نے ایسا کیا تو تم کو اللہ کی محبت کے دعوے کی ضرورت نہوگی بلکہ) خود اللہ تم کو اپنا محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہوں کو بھی بخشدیگا وہ نہایت مہربان بخشنے والا ہے -

اگر ایسا ہوتا تو ظاہر ہے کہ ان مجالس سے توفیکر مسلمانوں کیلیے سعادت کونین کا ذریعہ اور کیا تھا ؟ یہ تمام کانفرنسیں اور انجمنیں جنکا چاروں طرف ہنگامہ بپا ہے ' ایک طرف ' اور اُس مجلس کا ایک لمحہ ادھر ' جو اس " اسوۂ حسنہ " کے نظارے میں بسر ہو- ہماری مجلسیں اِسی ذکر کیلیے ہونی چاہئیں ' اور ہماری آنکھیں اُسی جمال جہاں آرا کے نظارے کیلیے

خدا سردے تو سودا دے تمرے زلف پریشاں کا

ولنعم ما قیل

مصلحت دید من آنست ' کہ یاراں ہمہ کار
بگذارند ' و رخم طرۂ یارے گیرند !

لیکن بدبختی یہ ہے کہ ہمارے اعمال کی صورتیں مسخ نہیں ہوئی ہیں ' مگر حقیقت عارت ہوگئی ہے - قومی تنزل کے معدے یہی ہیں کہ تمام قومی و دینی اشغال بظاہر قائم رہتے ہیں لیکن انکی روح مفقود ہوجاتی ہے - یہ نہیں ہے کہ ہماری مسجدیں اجڑگئی ہوں ' کتنے حجاز اور ما وس ہیں جنسے مسجدیں بفعہ تو زیبائی جاتی ہیں ؟ مگر رونا یہ ہے کہ دل اجڑگئے ہیں ' اور یہ وہ بستی ہے کہ جب یہ ویراں ہوجاے تو پھر آبادی کہاں ؟

مجھے یہ ڈر ہے ' دل زندہ ! تو نہ مرجاے
کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جیسے ہے !

فانها لا تعمی الابصار ' ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور

مجھے کیا کہنا تھا ' اور کیا کہنے لگا - بہر حال مولود کی مجلسیں بھی اپنے مقصد کے لحاظ سے ایک بہترین دینی عمل تھا ' جسکی صورت تو قائم ہے ' مگر حقیقت مفقود - محض ایک رسمی تعریف ہے جو مثل اور رسمی صحبتوں کے ضروری سمجھ لی گئی ہے - اور امراء و رؤساء نے تو اپنی نمایش اور ریاء دولت کا اسکو بھی ایک ذریعہ بنالیا ہے -

آنحضرت کے صحیح حالات زندگی اور آن اتفاقات عظیمہ کے بیان کی جگہ ' (جو آپکی ولادت کے واقعہ سے مشرق و مغرب میں پیدا کردیے) کیلیے افسوس کی جا ہے کہ محض چند روایات ضعیفہ و قصص موضوعہ کے بیان کرنے پر اتنے بڑے ملی و دینی جلسے کو قربان کردیا جاتا ہے ؟ اور پھر اگر محض طبقۂ عوام کا یہ حال ہو تو قابل شکایت نہیں ' لیکن تعجب اور صد ہزار تعجب ہے اس بوالعجبی پر ' کہ صدہا علماے ما ب ہیں جو با وجود ادعاے رسوخ حدیث وسیر ' و وسعت نظر و علم ' ان روایات کو خاموشی کے ساتھ سنتے ہیں ' خود پڑھتے ہیں ' اور لوگوں سے پڑھواتے ہیں ' مگر ایک لمحہ کیلیے بھی انکے دل میں تحقیق و تفتیش کی جنبش پیدا نہیں ہوتی :

ان هـذا من اعاجیب الـزمن !

کاش جسقدر بحث نفس انعقاد اور مجلس کے سنت و بدعت ہونے کی نسبت کی گئی ہے ' وہ اس مجلس کی اصلاح حال کیلیے کی جاتی - وہ تمام جزئی جو قوم میں شوق و شغف کے ساتھ موجود ہوں ' درحقیقت ایک قوت ہیں ' پس سب سے اول کوشش یہ ہونی چاہیے کہ استیلم کو ضائع کرنے کی جگہ اس سے مفید کام لیا جاے - البتہ اگر اصل کار ہی جادۂ شریعت سے منحرف ہو اور ضرورت اصلاح معہود ' تو پھر اُسکے استیصال کی کوشش امر بالمعروف میں داخل اور ناگزیر ہے -

عقل و مداهنت علما و تشدد کے محل

ہزار تعجب ہے اُس عالم صاحب تصنیف و تالیف کے دعوے علم پر ' جسنے حواب کے بعض حملوں کو آپنے نقل کیا ہے - درحقیقت یہی وہ مذہب کے ناداں حامی ہیں ' جنکی نادانہ حمایت ' ہمیشہ دشمنوں کی مخالفت سے زیادہ مذہب کیلیے مضر رہی ہے - جن روایات کی نسبت آپنے تضعیف چاہی تھی ' اُنکا انکار نہ تو ناممکن ہے اور نہ الحاد ' بلکہ عین شیوۂ اسلام و ایمان ہے ' اور ہر صاحب نظر ' جسکو فن حدیث و سیر سے کچھہ بھی خبر ہوگی ' ایک لمحہ کیلیے بھی ان روایات کو تسلیم نہیں کریگا -

آپ اس سعی و کوشش کیلیے مستحق تحسین تھے ' افسوس کہ اس ناداں مدعی علم نے تشدد مذہبی کا بیجا استعمال کیا ' حالانکہ جو محل استعمال ہیں ' انکی ہمارے علما خبر بھی نہیں لیتے -

بہت سے لوگ ہیں جو تشدد مذہبی اور تعصب دینی کو علماے حال کی طرف منسوب کرتے ہیں اور پھر برسوں سے اسپر رو رہے ہیں ' لیکن میں اسے صحیح نہیں سمجھتا - مجھکو تو شکایت ہے کہ جس درجہ تشدد مذہبی علما میں ہونا چاہیے ' افسوس ہے کہ نہیں ہے - صدہا امور ایسے ہیں جن میں صاف طور پر انکے دنیا تسامح و مداہنت کو دیکھہ رہا ہوں اور حق و معروف کے اعلان سے دانستہ اعراض کیا جارہا ہے - البتہ چند چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں ' جن میں تشدد کا اظہار ہوتا ہے ' مگر چونکہ یہ اظہار بے محل ہوتا ہے ' اسلیے محض رائگاں جاتا ہے ' بلکہ اکثر موقعوں میں اور مضر ہوتا ہے -

ایک بہت بڑا نکتۂ عمل یہ ہے کہ ہر قوت کا استعمال اسکے صحیح محل میں ہو - آپ استیلم کو جس سے سمندروں میں جہاز ' خشکیوں پر ریل ' اور کارخانوں میں مشینیں چلتی ہیں ' تاک کی ٹوپیوں میں بھر کر عمارہ بنانے کی کوشش نہ کیجیے - ورنہ آپکی قوت اور سعی ' دونوں رائگاں جائیں گی -

یہ اس دکھڑے چھیڑنے کا وقت نہیں ' ورنہ بجاے خود ایک داستان طولانی ہے - اپنی مصیبتوں کا حال یہ ہے کہ چادر کا کوئی گوشہ دھنے سے خالی نہیں - کس کس چیز کو بیان کیجیے ' کس کس کے حال پر روئیے ' اور پھر اتنا وقت کہاں سے لائیے ؟

آسودہ شنیدہ باید و خوش مہتاے
تا با تو حکایت کنم از هر بابے

معیار تصدیق و تغلیط و اصول نقد روایت

لیکن ان روایات کی صحت و عدم صحت کی نسبت صمداً جن خیالات کا آپنے اظہار فرمایا ہے ' افسوس نہ تھا اس سے متفق نہیں - وہ ایک نہایت خطرناک اصولی غلطی ہے ' جس میں زمانۂ حال کے مدعیان تحقیق و اجتہاد اور رہروان جادۂ تطبیق عقل و نقل ' برسوں سے مبتلا ہیں - آپنے بار بار اس سوال کو دہرایا ہے کہ " اگر یہ

روایات صحیح ہیں تو کیا عقل میں آسکتی ہیں ؟ " حواناً گذارش ہے کہ روایات تو یعدداً صحیح نہیں ہیں' لیکن یہ اصول بھی کب صحیح ہے کہ جو واقعہ آپکی عقل میں نہ آئے' وہ یکسر غلط و موضوع ہے ؟

آپ بلا تامل پوچھیے کہ یہ واقعات اصول فن روایت کی بنا پر کہاں تک صحیح اور قابل قبول ہیں ؟ اور میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ صرف اتنا پوچھ لینا ہی آپکے مقصد کے حصول کیلیے کافی ہے' لیکن یہ کہاں کا اصول تحقیق اور معیار تمیز حق و باطل ہے کہ واقعہ کی صحت کیلیے پہلی شرط آپکے عقل کی تصدیق ہے ؟ آپ لوگ آجکل بے تکلف یہ جملہ کہدیا کرتے ہیں مگر نہیں سمجھتے کہ کیسی خطرناک سوفسطائیت کی راہ ہے' جو اسطرح آپکے سامنے کھل جاتی ہے - ہر واقعہ کی صحت و عدم صحت کیلیے پہلی چیز' اصول روایت اور صحت نقل کے شرائط کا اجتماع ہے اور بس' نہ کہ زید و عمر کی عقل میں آنا - مجھکو یقین نہیں کہ مارکونی قدیمی گرام کو آپکی عقل تسلیم کرتی ہو' اور غالباً آپ اب تک اسکا عینی مشاہدہ بھی نہ کیا ہوگا' لیکن اول مرتبہ جب اس ایجاد کی خبر یورپ کے کسی مستند پرچے میں دیکھی ہوگی' اور تمام اخباروں میں اسکی شہرت کا غلغلہ مچا ہوگا' تو وہ کیا تھے' آپنے اسکی تصدیق کی تھی یا انکار ؟

آپکو معلوم نہیں کہ یہی وہ سرحد ہے جہاں سے (با وجود اتحاد مقصد و اصول) مجھے آجکل کے مصلحین مذہب سے الگ ہو جانا پڑتا ہے - ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ جس حدیث اور جس روایت کو اپنے خود ساختہ معیار عقلی سے ذرا بھی الگ پاتے ہیں' معاً اس سے انکار کردینے کیلیے تیچیں ہو جاتے ہیں' اور پھر اس انکار مجمل کو " تطبیق معقول و معقول " کے مرغوب لفظ سے تعبیر کرنے کے علانیہ تمسخر سے نہیں شرماتے و تقولون بافواهكم ما ليس لكم به علم ' و تحسبونه هينا وهو عند الله عظيم (۲۴ ۱۵)

حالانکہ اگر انکو علوم دینیہ کے حصول کا موقعہ ملا ہوتا اور علم رجال پر نظر ہوتی' تو وہ دیکھتے کہ اسی مقصد کو اصول فن کے ساتھہ چلکر بھی حاصل کر سکتے ہیں -

کیا ضرورت ہے اسکی کہ ان روایات کی مجمل اسوجہ سے تخطئہ کردی جاے کہ وہ ہماری عقل میں نہیں آتیں ' جبکہ ہم اصول مقررۂ حدیث و آثار ' و طرق جرح و تعدیل روایت ' و تحقیق و نقد درایت ' و شہادات موثقۂ ارباب علم و فن کی بنا پر تعبیر ادے وقت کے ثابت کر سکتے ہیں کہ یہ روایات ہی پایۂ اعتبار سے ساقط ہیں' اور اصول میں سے لائق احتجاج نہیں - اور اسطرح بغیر سر رشتۂ اصول کو ہاتھہ سے دے ' آسی منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں -

معلوم نہیں آپنے میری گذارش کو سمجھا بھی یا نہیں ؟ میں کہتا ہوں کہ بہت سی باتیں ہیں جنسے انکار کرنے میں ممکن ہے کہ آپکے مصلحین حال اور ہم صدق ہوں ' لیکن پھر ہم میں اور ان میں بعد المشرقین ہے - وہ مجمل اس بنا پر انکار کرتے ہیں کہ انکی عقل میں نہیں آتی' اور ہم اس لیے انکار کرتے ہیں کہ اصول میں سے انکا قابل تسلیم ہونا ثابت نہیں - فاى الطريق احق بالاتباع ان كنتم تعلمون ؟

آپ کہیں گے کہ نتیجہ دونوں کا ایک ہے ' میں کہونگا کہ منزل تک پہنچنے ہی پر سفر کی کامیابی موقوف نہیں ہے ' بلکہ بہت کچھہ راہ سفر کے تعین و انتخاب پر

و شتان ما بين خل و خمر

آپکو نہیں معلوم ' صدہا باتیں ہیں کہ آجکل کے مصلحین بھی کہتے ہیں اور انہی کو امام ولی اللہ شاہ ولی اللہ قدس اللہ سرہما نے بھی کہا ہے ' مگر پھر دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے - ایک سے الحاد پرورش پاتا ہے اور دوسرے سے مذہب کو تقویت ہوتی ہے ' حالانکہ مقصود پہلی جماعت کا بھی تقویت مذہب ہی ہے - یہ فرق حالت بھی زیادہ تر اسی اختلاف طریق کا نتیجہ ہے - آپ لوگوں کو شکایت ہے کہ علما احکام کی جزوں پر مدونہ نہیں ہوے - یہ سچ ہے ' مگر اسکو بھی تو دیکھیے کہ آپ لوگوں نے انکی نظروں کو مدونہ کرنے ہی کا کونسا سامان کیا ہے ؟ لوگ دیکھتے ہیں کہ جس جزو کو آپ " تطبیق عقل و نقل " کہتے ہیں ' وہ صرف ایک تدریجی خرام قدمچی ہے ' جس کو آپنے اٹھایا اور رکھدیا اور بند شروع کردی - نہ علم و فن سے مس ہے ' نہ اصول و قواعد کی حد ہے ' نہ کتابوں پر نظر ہے ' اور نہ اس زبان سے واقفیت ہے ' جس سے قرآن و حدیث کو الگ نہیں کیا جاسکتا - پھر وہ آپکی وقعت کریں تو کیا کریں ؟

گو میں اپنے عقیدے میں اس اتہام کو بھی علما کی ایک سخت غلطی سمجھتا ہوں اور یہاں وجوہ کا یہ موقع نہیں' تاہم اگر وہ اسے اتہام کی یہ توجیہہ کریں تو آپ کیا جواب دیں گے ؟

میں جو ہمیشہ (شیخ محمد عبدہ) اور انکے مدیع طریقہ (سید رشید رضا) کی تعریف کرتا ہوں تو اسکی بھی یہی وجہ ہے کہ انہوں نے یہ نسبت ہندوستان کے مصلحین جدید کے اس نکتے کا زیادہ خیال رکھا ہے ' حالانکہ ضرورت انکے سامنے بھی وہی تھی جو یہاں درپیش ہے -

اب آپ اپنے سوالات کا جواب لیں - عقل و فلسفہ کو رحمت دینے کی ضرورت نہیں' سرے سے یہ تمام روایتیں ہی اور دلیل قصص و حکایات موضوعہ ہیں ' جنکا کتب معتبرۂ حدیث میں نام و نشان تک نہیں -

طبقۂ محدثین و جماعت قصّاص و وعّاظ

اس تفصیل کی یہاں گنجایش نہیں مگر جملہ الفاظ کہونگا - یہ کہنے کی بات ہے کہ آج مسلمانوں میں جن حدیثوں کی سب سے زیادہ شہرت ' اور عوام و خواص میں جو کتابیں سب سے زیادہ مقبول ہیں' وہی سب سے زیادہ غیر معتبر اور نا قابل تسلیم بھی ہیں - یہ حال ہر علم و فن کا ہے - تاریخ میں وہی کتابیں اور انہی کتابوں کی حکایات مشہور و مقبول ہیں ' جنکے بعد ہمارے یہاں خرافات واکاذیب کا کوئی درجہ نہیں - سیر و فضائل میں بھی انہی کتابوں کو قبول عام حاصل ہے ' جنکے مصنف محدثین کی جگہ قصّاص و واعظین ہیں - سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ قدماء کی کتابوں پر نظر نہیں ' اور ہر علم و فن میں تمام تر دار و مدار متاخرین پر ہے - یہ لوگ مجمل حاطب اللیل ہیں ' اور چند کتابوں سے رطب و یابس روایات کو کسی ترتیب تازہ کے ساتھہ جمع کردینا ہی انکی قوۃ تصنیف کا سدرۃ المنتہیٰ تھا -

میں نے دو مرتبہ " قصّاص و واعظین " کا لفظ کہا ' یعنی مذہبی قصص و حکایات سے گرمی مجلس کا کام لینے والے واعظ - فی الحقیقت یہ طبقہ ہمارے یہاں ابتدا سے سرچشمۂ موضوعات ' و مبدء جمیع اقسام افتراء ومنکرات ' ومنبع خرافات و حکایات رہا ہے - یہ لوگ اپنے وعظ و بیانات کو اظہار عوام میں دلفریب و پرکشش بنانے کیلیے مجبور تھے کہ قصص و حکایات کی تلاش و جستجو میں رہیں' اور اگر میسر نہ آئیں تو خود وضع کریں یكتبون الكتاب بايديهم ثم يقولون هذا من عند الله - پھر یہ لوگ اس طرح کی تمام روایتوں کو شاعرانہ اغراق و تعلیب ' اور داستان طرازانہ اضافۂ و تحشیہ کے ساتھہ اپنی مجلسوں میں بیان کرتے تھے' اور رفتہ رفتہ مرض متعدی ہوجاتا تھا -

علی الخصوص مناخرین ایران میں بعض لوگوں نے وعظ گوئی کو ایک مستقل فن بنا دیا ' اور چونکہ قابل اور اهل قلم بھی تھے ' اسلیے اپنی مجالس کو کتب سیر و قصص کی صورت میں مدون بھی کر دیا : صلوا واضلوا ' فویل لهم ولاتباعهم -

مثلاً (ملا حسین واعظ کاشفی) اور (ملا معین الدین هروی) انهی لوگوں میں سے ہے - علی الخصوص اخر الذکر شخص ' جو فی الحقیقت انشا پرداز ' و حکایت طراز ' و اقتباس روایات صعبهٔ و موضوعه ' و تاویلات رکیکهٔ قرآن و سنت ' و عبور و سموح اسرائیلیات و روایات یہود میں اپنا جواب نہیں رکھتا تھا -

شاید بہت سے لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ آج اردو زبان میں جس قدر مولود لکھے گئے ہیں اور رائج ہیں ' وہ سب کے سب بے واسطہ یا بالواسطه اسی (ملا معین هروی) کی کتابوں معارج النبوه ' تفسیر سورهٔ یوسف موسوم بہ نقره کار ' قصهٔ حضرت موسیٰ علیه السلام موسوم بہ انوار موسوی وغیرها سے ماخوذ ہیں -

اسمیں شک نہیں کہ ان کتابوں میں بعض حصے نہایت دلچسپ اور قابل دید ہیں ' مثلاً وہ صوفیانه و عارفانه لطائف و نکات آیات و احادیث ' جو اقوال و مرویات صوفیا سے لیے گئے ہیں ' یا خود اس نے پیدا کیے ہیں ' لیکن تاہم ان لطائف کو کیا کیجیے کہ اصل موضوع ہی سر تا سر مجموع خرافات ہے -

یہ لوگ ان میں سے اکثر چیزوں کے خود موجد نہ تھے ' بلکہ اپنی جماعت کے پیشرو افراد کے متبع ' لیکن فارسی میں لکھکر اور کتب مجالس و وعظ کو شائع کرکے ان لوگوں نے تمام موضوعات و خرافات کو ایران و ہند میں پھیلادیا ' اور چونکہ عوام بالطبع اس غذا کے خواہاں ہیں ' بہرکیف دفعتہ کے انکو قبول عام حاصل بھی ہوگیا - والقصه طویلها -

قصص کتب مولد کا سرچشمهٔ اول

آپنے جن روایات کی نسبت استفسار کیا ہے ' (آپکو سنکر تعجب ہوگا کہ) ان میں سے ایک واقعه بھی ایسا نہیں ہے ' جو اصول فن حدیث کی بنا پر صحیح تسلیم کیا جاسکے ' اور جسکو کتب معتبرہ محدثین میں روایت کیا گیا ہو - (صحاح) ان قصص سے خالی ہے - عام مسانید و معاجم اور مصنفات مشہورہ میں بھی کوئی لائق احتجاج ثبوت نہیں ملتا - حافظ (سیوطی) نے (جمع الجوامع) میں جمع احادیث کا پورا التزام کیا ہے ' لیکن یہ کسی عجیب بات ہے کہ ان روایات کا اسمیں کہیں پتہ نہیں ! (کنز العمال) میں متعدد ابواب ہیں جہاں یہ روایات آسکتی تھیں ' مثلاً (معجزات من قسم الاقوال) کے باب (اعلام و دلائل نبوت) میں ' لیکن ایک اثر بھی وہاں درج نہیں کیا گیا - (قسم الافعال) میں ولادت کا مستقل باب موجود ہے ' مگر وہ نہایت مختصر ہے اور صرف چند آثار ' تاریخ و ایام ولادت کے متعلق پائے جاتے ہیں لیکن ان واقعات کا کہیں نام نہیں - معجزات ولادت میں صرف دو چار روایتیں آنحضرت کے معجزات پیدا ہونے کی نسبت البتہ درج کی ہیں ' لیکن وہ تمام تر (ابن عساکر) کی ہیں ' جنکی نسبت علامه ابن تیمیه کہتے ہیں کہ " وفیها احادیث کثیرة ضعیفة موضوعة و هذه " اور پھر ان سب کے راوی اول حضرت ابن عباس ہیں ' اور اسلیے تمام روایات ولادت کی طرح یہ روایت بھی منقطع ہے ' پس قابل احتجاج نہیں -

(ان روایات کیلیے کنزالعمال جلد ۲ - صفحه - ۳۳۱ کو دیکھیے)

کنز العمال کے باب (قسم الافعال) میں (دلائل و اعلام نبوت) کے عنوان کے نیچے دو تین طویل طویل روایتیں (ابن عساکر) وغیرہ سے لیکر درج کی ہیں ' جن میں نہایت بے سروپا قصے بیان کیے ہیں اور یقیناً یکسر موضوع ہیں ' تاہم ان میں بھی ان واقعات ولادت کا کہیں پتہ نہیں - (ایضاً - صفحه - ۳۰۳ -)

روایات ثلاثه حافظ ابو نعیم اصفہانی

پس در اصل ان قصص کا سرچشمهٔ وحید ' اور مبدء اول وہ تین طویل طویل حدیثیں ہیں ' جنکو (ابو نعیم) صاحب (دلائل) نے عمرو بن قتیبه ' ابن عباس ' اور خود حضرت عباس کی سند سے روایت کیا ہے ' اور یہی روایات ہیں ' جنکا آگے چلکر قصاص و مجلس ارا واعظوں نے اپنی گرمی مجلس کیلیے استقبال کیا ' اور پھر تمام قصص و حکایات اور کتب سیر مناخرین میں داخل ہوگئیں ؟

شیخ جلال الدین سیوطی نے (خصائص کبریٰ) کی پہلی جلد میں ان تینوں روایتوں کو نقل کیا ہے - ان میں سے ہر روایت ایک ایک صفحه کی ہے - پوری نقل نہیں کر سکتے ' ضروری ٹکڑے حسب ذیل ہیں —

(۱) بروایت قتیبه

و اخرج ابونعیم عن عمرو بن قتیبه ' قال سمعت ابی و کان من ارعیه العلم قال لما حضرت ولادة آمنه قال الله للملائکة افتحوا ابواب السماء کلها و ابواب الجنان کلها ' و امر الله الملائکة بالحضور ' فنزلت تبشر بعضها بعضا - و تطاولت جبال الدنیا و ارتفعت البحار و تناشر انهارها ' فلم یبق ملك الا حضر ' و لحظ الشیطان بعین علا و القی مذکوسا فی لجة البحر الخضراء ' و علت الشیاطین و المردة ' و البست الشمس یومئذ نورا عظیما ' و اقیم علی رأسها سبعون الف حوراء فی الهواء ینتظرون ولادة محمد صلی الله علیه و سلم - و کان قد اذن الله تلك السنة لنساء الدنیا ان یحملن ذکورا کرامة لمحمد صلی الله علیه و سلم و ان لا تبقی شجرة الا حملت ولا خوف الا عاد امنا - فلما ولد النبی صلی الله علیه و سلم امتلأت الدنیا کلها نورا و تناثرت الملائکة و ضرب فی کل سماء عمود من زبرجد و عمود من یاقوت قد استدار ته فهی معروفة فی السماء * * * * و نکست الاصنام کلها و اما اللات و العزی ' فانهما خرجا من خرائتهما و هما یقولان " ویح قریش جاء هم الامین جاء هم الصدیق "

(۲) بروایت ابن عباس

و اخرج ابو نعیم عن ابن عباس قال : کان من دلالات حمل رسول الله صلی الله علیه و سلم ان کل دابة کانت لقریش نطقت تلك اللیلة * * * * ولم ینم کاهنة فی قریش ولا فی قبیلة من قبائل العرب ' الا حجب عن صاحبتها ' و انقرع عالم الکهنة بها ' ولم یبق سریر ملك من ملوك الدنیا الا اصبح منکوسا ' و الملك معرسا لا ینطق بفمه ذلك ' و ضرب وحش المشرق الی وحش المغرب بالبشارات * * * * و فتح الله لمولده ابواب السماء و جنانه فکانت آمنه تحدث عن نفسها و تقول " اتانی آت حین مرنی من حمله سته اشهر فوکزنی برجله فی المنام و قال لی یا آمنه انك قد حملت بخیر العالمین طرا فاذا ولدتیه فسمیه محمدا " فکانت تحدث عن نفاسها و تقول " لقد احدثنی ما یاخذ النساء ولم یعلم بی احد من القوم فسمعت رجة شدیدة و امرا عظیما فهالنی ذلك ' فرأیت کان جناح طیر ابیض قد مسح علی فؤادی فذهب عنی کل رعب و کل وجع کنت اجد ثم التفت فاذا انا بشربة بیضاء لبنا و کنت عطشی ' فتناولتها فشربتها فاضاء منی نور عال ' ثم رأیت نسوة کالنخل الطوال ' کانهن من بنات عبد مناف یحدقن بی فبینا انا اعجب و اذا بدنانج ابیض قد مد بین السماء و الارض ' و اذا بقائل یقول خذ و ممن اعیی الناس قالت ورأیت رجالا قد وقعوا فی الهواء بایدیهم اباریق فضة ورأیت قطعة من الطیر قد اقبلت حتی عطف بجوانبی مناقیرها من

ا رصود و احتجتها من الدواقيت فكشف الله عن بصري و انصرف تلك الساعة مشارق الارض و مغاربها * * * * ثم رأيت سحابة بيضاء قد اقبلت من السماء حتى غشيته فغيب عني وجهي و سمعت منادیا ينادي " طوفوا بمحمد شرق الارض و غربها و ادخلوه البحار ليعرفوه باسمه و نعته و صورته " * * * * ثم تجلت عنه في السرع وقت فاذا انا به مدرج في ثوب صوف ابيض و تحته حريرة حضراء و قد قبض على ثلاثة مفاتيح من اللؤلؤ الرطب و اذا قائل يقول " قبض محمد علي مفاتيح النصرة و مفاتيح الريح و مفاتيح النبوة " ثم اقبلت سحابة اخرى يسمع منها صهيل الخيل و خفقان الاجنحة حتى غشيته فغيب عن عيني ' فسمعت منادیا ينادي " طوفوا بمحمد المشرق و الغرب و علي مواليد النبيين ' و اعرضوه علي كل روحاني من الجن و الانس و الطير و السباع " * * * * و اذا انا بثلاثة نفر في يد احدهم ابريق من فضة و في يد الثاني طست من زمرد اخضر و في يد الثالث حريرة بيضاء فنشرها فاخرج منها خاتما فطار انصار الخاطرين دونه ' فغسله من ذلك الابريق سبع مرات ثم ختم بين كتفيه بالخاتم و لفه في الحريرة ثم حمله فادخله بين اجنحته ساعة ثم رده الى "

(۳) روایت حضرت عباس

و اخرج ابو نعيم بسند ضعيف عن العباس قال لما ولد اخي عبد الله و هو اصغرنا * * * * * * فلما ولدت امنة قلت لها ما الذي رأيت في ولادتك ؟ قالت " لما جاء بي الطلق و اشتد بي الامر سمعت حلفة و كلاما لا يشبه كلام الآدميين ' ورأيت علما من سندس على قصب من ياقوت قد ضرب ما بين السماء و الارض * * * * ورأيت قرني سرنا من القطاء قد سجدت له و نشرت اجنحتها ورأيت بالمغرب سحابة اسدلت قد مرت وهي تقول ما لقي الاصنام و الكهان من ولدك هذا هلكت سعيرة و الويل للاصنام ورأيت شابا من اتم الناس طولا و اشدهم بياضا ' فاخذ المولود مني ' فتفل في فيه ' و معه طاس من ذهب مشى نطفه شفا ' ثم اخرج قلبه مشقه شقا ' فاخرج منه نكتة سوداء فرمى بها ' ثم اخرج صرة من حرير احمر ففتحها فاذا فيها شيء كالدرية البيضاء فحشاه ثم اخرج صرة من حرير ابيض ففتحها فاذا فيها خاتم فضرب على كتفه كالدفعة و الدسه قميصا " فهذا ما رأيت - (۱)

لیکن یہ تینوں روایتیں قطعا بے اصل ہیں ' وجوہ ذیل

(۱) حافظ (ابو نعیم) پانچویں صدی کے حفاظ حدیث میں سے ہیں - (ذہبی) نے انکو تیرھویں طبقہ کے ذیل میں شمار کیا ہے اور (تذکرہ) میں مفصل ترجمہ لکھا ہے - انکی جلالت مرتبہ سے انکار نہیں ' لیکن کیا کیجیے کہ یہ اُن لوگوں میں ہیں ' جنکی نسبت مسلم ہے کہ فضائل و مغازی میں رطب و یابس اور ضعیف و موضوع ' ہر طرح کی حدیثیں درج کر دیا کرتے تھے - یا تو یہ حسن اعتقاد کی وجہ سے تھا ' یا پھر اعتماداً علی الناس ' کہ لوگ خود درجۂ صحت وضعف کو تحقیق کرلینگے - یہاں تک کہ (علامۂ ابن تیمیہ) کو ابو الفرج اصفہانی کے ذکر میں لکھنا پڑا .

و فيها احاديث كثيرة قويه	اور اسمیں بہت سی حدیثیں ہیں
صحيحة و حسنة و احاديث	جو قوی و حسن ہیں اور بہت سی
كثيرة ضعيفة و موضوعة	ضعیف و موضوع ہیں * * * یہی
* * * وكذلك ما يرويه	حال اُن احادیث کا ہے جو ابو نعیم
ابو نعيم في فضائل الصحابة	نے صحابہ کے فضائل میں بصورت ایک

( ) ہم نے ان تینوں روایتوں کا بہت سا حصہ چھوڑدیا اور ترجمہ بھی نہیں دیا ' کیونکہ اس سے مضمون بہت بڑھجاتا اور الہلال میں صفحات محدود - ان روایات میں وہ تمام واقعات وضع ولادت ' جو عام طور پر مولود کی کتابوں میں بیان کیے جاتے ہیں ' موجود ہیں اور جنکی نسبت آپ سوالات کیے ہیں - نیز اور بھی بہت سے عجایب و خوارق بیان کیے گیے ہیں - مدہ

فی کتاب مفرد فی اول جلدہ مستقل کتاب کے روایت کی ہے ابو الاولیا (کتاب القوسل) (۱) (حلیہ الاولیا) کے ابتدا میں -

علامۂ (ابن تیمیہ) کی شہادت پر شاید بعض پرستاران سنکی و ابن حجر مکی چنن جبیں ہوں ' مگر یہ واضح رہے کہ علامۂ موصوف کے رسوخ حدیث ' و حفظ و ضبط ' و اتقان میں کا وہ ارفع و اعلی مقام ہے ' جس سے انکے سخت سے سخت مخالف کو بھی کبھی انکار کی جرأت نہو سکی - حدیث "کنت نبیاً و ادم بین الماء و الطین " کو (ابن القاط کے ساتھ) علامۂ موصوف نے موضوع لکھا تھا - حافظ ابو الخیر (سخاوی) ایک فتوے میں بحث کرتے ہوے لکھتے ہیں " اس بارے میں ابن تیمیہ کے علم راسخ اور حفظ حدیث پر اعتماد کر لینا ' اعتماد کیا ہے کافی ہے جسکا موافق اور مخالف ' دونوں کو اقرار ہے "

سخاوی کا یہ قول (زرقانی) نے مواہب کی شرح میں نقل کیا ہے (۲)

سب سے زیادہ یہ کہ حافظ (ذہبی) کا قول اس موقع پر یاد کر لینا چاہیے جو کہتے ہیں کہ ما رایت اشد استحضاراً للمتون و عروها منه ' و كانت السنة بين عينيه و اسانيد بعارة رشيقة و عين مفتوحة !!

حافظ (ابو نعیم) کے اس تساہل ' موضوعات پر سکوت ' اور نقل و جمع روایات میں اے احتیاطی کی شکایت صرف علامۂ موصوف ہی کو نہیں ہے ' بلکہ اس سے بھی بڑھکر ثبوت واضح اسکے لیے موجود ہے - یہی حافظ ذہبی ' جنھوں نے تذکرہ میں انکا ترجمہ لکھا ہے ' (میزان) میں حافظ (ابو نعیم) اور انکے معاصر (ابن مندہ) کے ناسمی طعن و قدح کا ذکر کرتے ہوے لکھتے ہیں —

لا اقبل قول كل منهما	میں ان دونوں میں سے کسی کے طعن کو
في الآخر ' و هما	دوسرے کے حق میں قبول نہیں کرتا میرے
عندي مقبولان	نزدیک دونوں مقبول ہیں - صحیح ان دونوں
لا اعلم لهذا الكذر من	کا گناہ اس سے بڑھکر تو اور کوئی نہیں معلوم
رواياتهما الموضوعات	کہ وہ جھوٹی حدیثیں روایت کرتے ہیں
ساكتين عليها !	اور اسپر نسبت سکوت اختیار فرماتے ہیں !

حافظ (ذہبی) کے نزدیک یہ عیب انکی مقبولیت میں خلل انداز نہیں ' لیکن افسوس کہ اسی خطرناک مقبولیت نے اُن موضوعات و حکایات کو قوم میں پھیلادیا جنکی وجہ سے آج اسلام کو سرمندۂ اغیار ' اور ہدف طعنۂ مخالفین و اجانب بننا پڑتا ہے !

(۲) اب ان روایات پر نظر ڈالیے ' میں اس وقت اس بحث کو چھیڑنا نہیں چاہتا کہ درایۃً انکے مطالب کس درجہ قابل اعتراض و انکار ہیں ؟ کیونکہ کہہ چکا ہوں کہ پہلی حد نفس روایت کی صحت و عدم صحت ہے -

ان روایات میں پہلی روایت (عمرو ابن دینار) سے ہے - وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا " وكان من اوعية العلم " انھوں نے اپنے ولد کی فضیلت علمی پر بیان کردی ' لیکن کچھ نہیں معلوم کہ انھوں نے یہ واقعہ کھوکر معلوم کیا اور کس اعتماد پر بیان کر رہے ہیں ؟ ذکر ولادت کی اکثر روایتیں منقطع ہیں (یعنے واقعہ تک راوی کا سلسلہ نہیں پہنچتا) لیکن یہ روایت منقطع روایات میں بھی بدترین منقطع ہے - دوسری روایت کے راوی اول حضرت (ابن عباس) ہیں ' لیکن ابن عباس واقعہ ولادت نبوی کے پچاس برس بعد پیدا ہوے ہیں ' نہیں معلوم انھوں نے کس سے سنا اور پھر باقی روایت کا

(۱) اس رائے کو علامۂ ابن تیمیہ نے کتاب التوسل میں لکھا ہے ' لیکن یہ کتاب اسوقت میرے پاس موجود نہیں ہے - مولانا شبلی نعمانی نے دیباچۂ سیرۃ نبوی جلد (۲) مطبوعہ الہلال میں اس عبارت کو نقل کیا ہے اور صفحہ (۹۹) کا حوالہ دیا ہے - باقی کتابیں پیش نظر ہیں - مدہ

(۲) زرقانی کا یہ مقام میں نے دیکھا ہے اور یاد ہے لیکن اس وقت تلاش کرنا چاہا تو جلدی میں نہ نکال سکا - مدہ

پتہ نہیں - تیسری روایت میں خود تصریح کردی ہے کہ " سند ضعیف " لیکن راوی کے اس انکسار طبع پر ہم قانع نہیں ہوسکتے ' کیونکہ یہ روایت ضعیف ہی نہیں بلکہ سرے سے موضوع ہے - روایت خود حضرت عباس سے ہے جو بطور جملۂ معترضہ کے اعابر حدیث میں کہتے ہیں ' ولد اخی عبد الله ' وهو اصغرنا (میرا بھائی عبد الله پیدا ہوا اور وہ ہم تمام بھائیوں میں سب سے زیادہ چھوٹا تھا) صرف یہی جملۂ معترضہ اس روایت کے موضوع ہونے کیلئے ایک محکم اندرونی شہادت ہے ' کیونکہ بالاتفاق یہ مسلم ہے کہ حضرت عبد الله ' حضرت عباس سے بڑے تھے نہ کہ چھوٹے -

حافظ ابن عبد البر (الاستیعاب فی معرفة الاصحاب) میں لکھتے ہیں:

(عباس بن عبد المطلب) عم رسول الله یکنی ابا الفضل ولده الفضل ' وکان العباس اسن من رسول الله بسنتین و قیل ثلاث سنین - (دیکھو کتاب مذکور جلد ۲ - صفحہ - ۴۹۷ -)

عباس بن عبد المطلب آنحضرت کے چچا ' اپنے لڑکے فضل کی نسبت سے ابو الفضل کنیت رکھتے تھے - انکی عمر آنحضرت سے صرف دو برس زائد تھی اور بعض نے کہا ہے کہ تین برس -

جب خود حضرت عباس کی عمر آنحضرت (صلی الله علیه وسلم) سے صرف دو یا تین برس زیادہ تھی ' تو آپکے والد سے کیونکر بڑے ہوسکتے ہیں ؟

معلوم ہوتا ہے کہ جس نادان نے یہ قصہ گڑھکر حضرت عباس کی طرف منسوب کیا ہے ' یا تو اس عریب کو اسکی خبر نہ تھی ' یا جانتا تھا اور روایت کو معتبر بنانے کیلیے قصداً یہ ٹکڑا داخل کردیا تاکہ ضمناً ایک دوسرا مغالطہ دیکر روایت کو انقطاع سے محفوظ ثابت کردے - فلعنی الله وملائکته والناس علی رسول الله صلی الله علیه وسلم وعلیه ' و من کذب علیه متعمداً فلیتبوأ مقعده فی النار -

(۳) ایک سب سے بڑی دلیل واضح ان روایات واهیه کے نا قابل اعتبار ہونے کی یہ ہے کہ خود (حافظ ابو نعیم) نے (دلائل النبوة) میں ان روایات کو نقل نہیں کیا (۱) حالانکہ اسمیں ہر طرح کی ضعیف و منکر روایتیں بلا تامل جمع کردی ہیں - اس سے صاف ظاہر ہے کہ خود حافظ موصوف کے نزدیک یہ روایات اسدرجہ واضح طور پر موضوع تھیں ' کہ وہ ضعف و منکر روایتوں میں بھی انھیں نہ لے سکے ' اور با وجود انکے مذاق میں سب سے بڑے ذخیرۂ دلائل و اعلام منسوب ہونے کے ' مجبوراً چھوڑ دینا پڑا -

(۴) لیکن ان سب سے بڑھکر ایک برہان قاطع اور شہادت واضح (جو فی الحقیقت ان روایات کے موضوع ہونے کا اخیری فیصلہ کر دیتی ہے) یہ ہے کہ خود حافظ سیوطی (خصائص کبریٰ) میں تیسری روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں

هذا لا ثر و الاثران قبله ' وفیها نکارة شدیدة ' ولم ار من کتابی هذا فی شیء من رواته سمی ولم تکن تطیب نفسی بایرادها (فتامل) لکنی تتبعت الحافظ ابا نعیم فی دلائله (خصائص کبریٰ جلد ۱ - صفحہ - ۴۹)

یہ روایت اور اس سے قبل کی دو روایتیں ہیں ' تو ان سب میں نہایت سخت و شدید انکار و قباحت ہے اور با وجود انکے اشد شدید انکار کے میں نے اس کتاب میں جو درج کیا ' تو میرا دل اس امر کو پسند نہیں کرتا تھا مگر میں نے صرف حافظ ابو نعیم کی پیروی کے خیال سے ایسا کردیا -

حافظ (سیوطی) ہر طرح کی رطب و یابس روایتوں کے جمع کرنے بلکہ ایسے استدلال کردینے میں جس درجہ کے احتیاط اور تساہل پیشہ ہیں ' وہ ارباب نظر سے مخفی نہیں - لیکن ان روایات کی لعونت کا یہ حال تھا کہ وہ بھی انمیں همہ تساهل چپ نہ رہسکے ' اور بے اختیار ہوکر انکار شدید کے ساتھ اسکی معذرت کرنی پڑی کہ صرف حافظ (ابو نعیم) کے اتباع کے خیال سے درج کردیتا ہوں !

وہ لکھتے ہیں کہ مجبوری نہیں چاہتا تھا کہ ان روایتوں کو درج کروں - اور کیجیے کہ جن روایتوں کے درج کرنے سے حافظ سیوطی کی طبیعت بھی اعراض کرے ' وہ کس درجہ واہی و موضوع ہونگی ؟

احکام مناقب و فضائل اور واقعات و سیر میں مدعیان فن کی انتہائی سرحد حافظ سیوطی و اقرانہ ہیں - لیکن یہ کیسا دلچسپ اقرار خود حافظ موصوف کا ہے کہ میں ہر طرح واهی و منکر روایتیں لوگوں کے اتباع کے خیال سے درج کر دیتا ہوں فتاملوا و تعکروا ولا تعرروا باصحاب العمائم الحمراء اذ قررها و اختار رها ' ان هم الا اصحاب ارهام و شقاشق یلتقرون بها من العوام -

کسر ایوان کسریٰ وغیرہ

آپکے اکثر سوالات کا جواب ان روایات کی بحث میں آگیا ' نیز بعض غیر مسئول عنہ امور کا بھی ' لیکن ابھی ایک چوتھی روایت باقی ہے ' جسمیں اتشکدہ ایران کے بجھ جانے ' قصر نوشیرواں کے کنگورں کے گرنے ' کاہنوں کے پراگندہ و عجائب اظہارات اور ایک خطبہ کہانت کا ذکر کیا گیا ہے -

یہ روایت بھی پورے دو صفحہ کی ہے - سیوطی نے (خصائص) میں اور حافظ ابو نعیم نے (دلائل) میں اسکو درج کیا ہے - اگر نقل کروں تو پورے دو کالم مطلوب ہوں - خلاصہ مضمون یہ ہے کہ " آنحضرت کی ولادت کی رات کسریٰ کے ایوان میں زلزلہ محسوس ہوا ' اسکے ۱۴ - کنگورے گرگئے ' ایران کی وہ آگ جو ہزار سال سے نہیں بجھی تھی ' بجھ گئی ' بحیرہ ساوہ خشک ہوگیا ' نوشیرواں نے ڈرا اور موبدوں کو جمع کرکے اسکی وجہ پوچھی - انھوں نے کہا کہ ہم نے بھی خواب دیکھا ہے ' عرب میں کوئی انقلاب ہونے والا ہے - اسپر نوشیرواں نے نعمان بن منذر کے نام خط لکھا کہ عرب سے ایک ایسا شخص بھیجدو جو میرے ہر سوال کا جواب دے ' نعمان نے (عبد المسیح) نامی ایک کاہن کو بھیجا ' لیکن اس نے اپنے سے زیادہ عالم (سطیح) کاہن شام کو بلایا ' اور نوشیرواں کے سوالات لیکر وہ اسکے پاس گیا (سطیح) مرض الموت میں گرفتار تھا - (عبد المسیح) نے کہانت آمیز اشعار پڑھے ' اور جب اس نے سر اٹھایا تو کہا " تهوي الی سطیح " و قد ارمی علی الضریح ' بعثک ملک بنی ساسان ' لارتجاس الایوان ' و خمود النیران ' و رویا الموبذان ' رأی ابلا صعابا ' تقود خیلا عرابا ' وغیره وغیره " لیکن سطیح مرگیا اور جواب کی مہلت نہ پائی " (۱)

لیکن یہ روایت بھی قطعاً ناقابل اعتنا ہے - اسکا راوی اول (محمد بن ابی هانی) ہے جو اپنے باپ سے روایت کرتا ہے - خود حافظ سیوطی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں -

قال ابن عساکر حدیث غریب لا نعرفه الا من حدیث ابن مخرم عن ابیه ' تفرد به ابو ایوب النحلی (جلد اول صفحہ - ۵۱)

ابن عساکر نے اسکی نسبت کہا ہے کہ حدیث غریب ہے جسکو سوائے ابن مخرم کے اور کسی نے روایت نہیں کیا ہے -

اس روایت کے واقعات نہ تغیر الفاظ و حذف و اضافۂ بعض امور ' مضامین و حکایات کی کتابوں میں بکثرت ملتے ہیں ' لیکن ان سب کی بنیاد یہی روایت ہے ' والعدة بما یروی المحدثون ' لا بما یهذی به القصاصون الکاذبون -

(۱) دلائل النبوة دائرة المعارف حیدر آباد میں چھپ گئی ہے - اسکے چھپے ہوئے صفحہ (۳۲) میں (تزویج امنه) کا پورا باب دیکھنا چاہیے ' تب ان روایات ضعیفه و واهیه درج ہیں مگر ان روایات کا پتہ نہیں ! منه -

(۱) پوری روایت کیلیے دلائل النبوة جلد اول صفحہ ۴۱ - اور خصائص جلد اول صفحہ - ۴۹ - کو دیکھیے - منه

ناموران غزوۂ بلقان

سر گـــذشت انقـــلاب

— . * . —

(۲)

پرنس یوسف عزالدین ولي عہد خلافۃ علیہ
و نامور رکن انقلاب

— * —

(مقتدس از بعض مکاتیب آستانۂ علیہ)

— * —

(۲۹) حدرني کي اشاعت کے بعد هم کو اس انقلاب کي نسبت اور کچهه لکهنے کي مهلت نهيں ملي - حالانکه حالات وافر، اور معلومات مزيد قابل تذکره هيں -

انساني اعمال کي انتهائي سرحد، سعي و جهد سے زياده نهيں هے، عقائع پر حکومت کبهي بهي اُسے نهيں ملي، پس موجوده معاملات کے خاتمے کي نسبت کوئي پيشين گوئي نهيں کي جاسکتي - تاهم اس وقت تارک میں عرب ملک و ملت کيليے ان ملت پرستان عدور نے جو کچهه کيا، اسکي عظمت و اجلال هميشه غير متغير اور لا زوال رهے گي - وہ ايک قابل احترام عمل تها، جو شروع نهي هوا اور پورا نهي هوگيا، اور اب اپني تکميل کيليے نتايج مستقبله کا محتاج نهيں هے - اسکا مقصد سرسبز حکومت کو ادلے تارک عرب سربلندي کے ساتهه کهڑا کر ديتا تها، اور جس وقت (اور جے) قصر وزارت کے اندر داخلانه داخل هوا اور پهر خائفانه نکلا، يعني کتنے که اسکے چند لمحوں کے اندر هي اتحاد و ترقي نے اپنے اس فرض و مقصود کو پورا نهي کرديا - اسکي معني کي ابتدا اور مقصد کي تکميل، دونوں ايک ساتهه انجام پائے - پس اب کوئي انتظار نهيں هے جو همکو اس انقلاب کے احترام میں مانع آئے، اور هم اسکے کارنامه هائے عزم و مجدوب کے تذکرے سے عاجل رهيں -

* * *

الهلال کے متعلق يه امر ناظرين کے ذهن نشين رهنا چاهيے که اسکي صحائف محدود، اور وہ ايک هفته وار جرنل هے - پس کبهي هر اشاعت کو ترتيب دينے هوے فرض کرليتا هے که هفته بهر کے عام حالات و اخبار ناظرين کي نظر سے گذر چکے هيں، اور اب يا انکے کسي اهم حصے پر بحث و مذاکره کي انهيں ضرورت هے، يا ايسے معلومات کي، جو عام ذرائع سے ميسر نهيں، اور ايسا فرض کرليا اسکي حالت کے لحاظ سے ناگزير هے - پس هم همدشه خاص معلومات کے پيش کرنے کي کوشش کرتے هيں، اور معلومات کے حاصل کرنے کيليے هماري جستجو و سعي خاموش و مشغول ده کار هوتي هے، نه که علانيه اظهار و نمايش خواه - موجوده انقلاب کے سبب بهي نهايت اضطراب سے هم اُس وقت کے پورا هوجانے کا انتظار کررهے هيں جو قسطنطنيه کي ڈاک کهلنے ضروري هے - اميد هے که نهايت جلد موثق ترين و مفصل ترحالات پيش کرسکيں گے -

لیکن انقلاب سے ایک هفته پیشتر
تک کے بعض ضروري کوائف هيں
جو ضرور هے که بالترتيب شائع کيے
جائيں -

* * *

ياد هوگا که ڈاکٹر (مصباح الدين شريف ے) ے اپنے گذشته مراسله میں لکها تها

" هم ے ولي عهد خلافت کے ذريعه جلالة ملک کو حالات سے واقف کرنا چاها، مگر اسکو خلع سلطاني کي کوشش سے معذور کيا گيا، اور هم پر تهمت لگائي گئي که هم تخت خلافت کو اولاد دينا چاهتے هيں ! "

يه ايک تفصيل طلب اشاره هے -

انجمن اتحاد و ترقي کے گذشته چارسالہ عهد اقتدار میں سوداگران قصر خلافت کي خواهشوں کا بهي ايک خاص تارک مسئله رها هے - يه لوگ اتحادي وزارت سے خوش نه تهے، اور بہت سي شکايتیں بيان کرتے تهے - منجمله انکے ايک بڑي شکايت يه تهي که اتحادي وزارت نے انکي تمناؤں کهتا هي نهيں، اوربدش قرار رقمیں حاصل نهيں کرسکتے هے - سعيد پاشا کي وزارت کے ساتهه جب اتحاد و ترقي کو شکست هوئي، تو کامل پاشا کي جماعت نے اپنے نئے اقتدار کے زمانے میں اس واقعه سے بهي فائده اٹهايا، اور تمام شهزادوں کي همدردي حاصل کرلي - يهاں تک که کامل پاشا کے وزير اعظم هونے پر ايک شهزادے نے مدحيه ترکي نظم بهي لکهي تهي -

مگر واقعات میں جلد جلد تبديلي شروع هوگئي اور جنگ کے سريع الاثر تعدرات نے ارادوں اور منصوبوں کے چهرے بے نقاب کردئے - پے درپے شکستوں کے طهور، وزارت کے تساهل، يورپ پر اعتماد، کامل پاشا کي تزلزلي، ڈاکٹر بحش درخواست صلح، اور جنگ کي طيارتوں کي موقوفي، يه واقعات ايسے نه تهے، جو انکو بهت

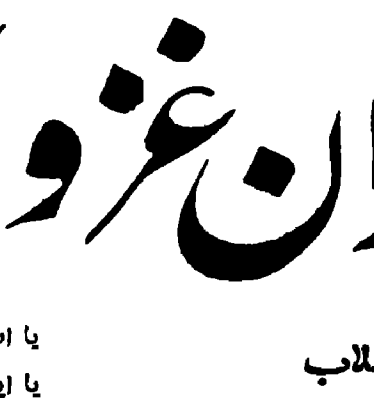

عزالملة والدين
حضرت شهزادة يوسف عزالدين ولي عهد دولت عثمانيه

[۸ ب]

جلد کے دل سے کردیتے - سب سے زیادہ اس خبر نے قصر سلطانی میں ایک عام برهمی پیدا کردی کہ " کامل پاشا سلطان المعظم کو قسطنطنیہ چھوڑ دینے اور قدیم ایشیائی پایۂ تخت عثمانی (بروسہ) چلے جانے کا مشورہ دے رہا ہے " !

فی الحقیقت کامل پاشا نے اسکی پوری سعی شروع کردی تھی کہ جنگ کے آگے والے خطرات اور قسطنطنیہ پر بلغاری قبضے کا خوف دلاکر سلطان المعظم کو ترک قسطنطنیہ کیلیے راضی کرلے ' اور اس طرح تاریخ اسلام کا سب سے زیادہ دلسوز بخش' اور چالیس کرور چہروں کو روسیاہ کرنے والا حادثہ ' اسکی ملکی خیانت کی تکمیل کے ساتھ ظاہر ہوجاے -

صلح کی گفتگو ہوچکی تھی ' لیکن ابھی عرش خلافت کی قدر (سدت خمیس) لندن میں نہیں کھودی گئی تھی ' وہ سلطان المعظم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا : " حالات بدل گئے' اب اسکے سوا چارہ نہیں کہ خلافت ماب قسطنطنیہ کی حفاظت کو اللہ کے سپرد کریں اور جہاں تک جلد ممکن ہو' تمام خاندان خلافت کو لیکر اپنے قدیمی پایۂ تخت میں تشریف لیجائیں ' یہ مشورہ دینے کیلیے میں مجبور ہوں' کیونکہ آنے والے وقت کو دیکھنا نہیں چاہتا "

یہ کیا کہہ رہا تھا ؟ یہ اٹھہ سو برس کے تخت حکومت کو چھوڑ کر نامردانہ فرار کا مشورہ اُس شخص کو دے رہا تھا ' جسکے ایک بزرگ (سلطان مراد) نے جنگ (قوصوہ) کے معرکے میں اس طرح جان دی تھی کہ جانکنی کے وقت بھی اپنی پالکی کو میدان جنگ سے ہٹنے نہیں دیا !

جسکا یہ کہہ رہا تھا ' تو یعینا اسکے اندر سے صلیبی امیدوں کا شیطان لعین بول رہا تھا - جن امیدوں کو آج صدیوں سے یورپ میدان جنگ میں پورا کرنا چاہتا ہے ' یہ کہہ رہا تھا ' تاکہ اسے بغیر ایک مسیحی قطرہ خون کے رائگان بہے پورا کردے -

آہ ! یہ چاہتا تھا کہ قسطنطنیہ کا وہ تخت ' جو اٹھہ صدیوں سے کبھی خالی نہیں ہوا ' خالی ہوجاے !

مگر کامل پاشا ' جسکی رگوں کی رہنگی ڈھائی ہزار برس کی ایک معصوب الہی اور تاج و تخت سے محروم قوم کے خون سے پرورش پارہی تھی ' اُس عثمانی خون کی حرارت کا اندازہ نہیں کرسکتا تھا جسکا گھر اٹھہ سو برس سے صرف تاجدار سروں اور شمشیر بکف ہاتھوں ہی میں رہا ہے - غالباً یہ پہلا موقعہ تھا کہ سلطان المعظم کو کامل کا چہرہ بغیر کسی نقاب کے نظر آیا - انھوں نے صاف کہدیا کہ " اس مشورے کی تعمیل محال ہے " !

اس اثنا میں بلغاریا بھی صلح کیلیے طیار ہوگئی تھی کہ اپنی کمزوری کو الزواے جنگ کے پردے میں چھپاے - یکایک مشہور ہوا کہ کامل پاشا سخت سے سخت شرائط کے ساتھہ بھی صلح کی سلسلہ جنبانی کو رہا ہے -

یہ حالت دیکھکر اتحاد و ترقی کے ممبروں نے عرض و التجا کی اندہائی کوششیں شروع کردیں - سلطان المعظم کامل پاشا کی طرف سے افسردہ خاطر ہو چکے تھے ' لیکن مشکل یہ تھی کہ وہ پوری کوشش کے ساتھہ حالات سے انکو بے خبر رکھتا تھا ' اور یقین دلاتا تھا کہ دول یورپ نے صلح کو منظور کرکے انکے تاج و تخت کو بچالیا ہے' اور اب اگر اسکے مانے میں کامل ہوا تو پھر کوئی صورت بچنے کی نہیں' اسلیے مقدم کام یہ تھا کہ کسی طرح سلطان المعظم کو اصل حال سے باخبر کیا جاے -

انجمن اس سے پہلے سلطان المعظم سے عرض حال کرچکی تھی اور دیکھہ چکی تھی کہ کامل پاشا کے تسلط سے یہ طریقہ بھی مفید مطلب نہیں ' پس اس نے قصر سلطانی کی طرف توجہ کی اور شہزادگان سلطانی کو اپنا ہم خیال بنانا چاہا -

اس سعی میں سب سے زیادہ جس شخص نے حصہ لیا وہ وارث خلافت عثمانی شہزادہ یوسف عز الدین ولی عہد دولت علیہ تھے -

انھوں نے تمام شہزادگان قصر کو جمع کیا اور موجودہ وزارت کی ملک فروشوں کی خبر دی - انکو یقین دلایا کہ اتحاد و ترقی بھی اس وقت ایک جماعت ہے جو ملک کو اس ورطۂ ہلاکت سے نجات دیسکتی ہے - انھوں نے خاص طور پر اسطرف توجہ دلائی کہ کامل پاشاے سلطان المعظم کو قسطنطنیہ چھوڑ دینے کا مشورہ دیا تھا ' اور اب ترکی کی طرف سے صلح کی درخواست کرکے ذلت کی تکمیل کرنا چاہتا ہے - انھوں نے کہا کہ " اگر واقعی حالت ویسی ہی نازک اور مخدوش ہے ' جیسی کہ یہ ورقہا وزیر ظاہر کرتا ہے ' تو پھر اس وقت اس شہر محبوب و مقدس کو ہماری سب سے زیادہ ضرورت ہے تاکہ ہم اپنے آخری قطرہ خون تک دشمنوں سے اسکو بچائیں - یہ کیا ہے کہ ہمکو ' ہم محمد فاتح اور بایزید یلدرم کی اولاد کو ' مشورہ دیا جاتا ہے کہ نامردانہ ملک اور قوم کو چھوڑ کر فرار کرجائیں ؟ "

اس مجلس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تمام شہزادوں اور خاندان سلطانی کے اعضا نے حلف اٹھایا کہ وہ آج سے انجمن کے ساتھہ ہیں - عزت ملک کیلیے اپنی پوری قدرت صرف کرڈالیں گے اور موجودہ وزارت کے ارادوں کو کامیاب نہ ہونے دینگے -

پرنس یوسف عز الدین کے خدمات کے حاصل ہوجانے سے انجمن کی کوششوں میں ایک نئی روح پیدا ہوگئی - انھوں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ سلطان المعظم سے ایک قومی وفد کی باریابی کی اجازت لیلی ' جو دو گھنٹے کے بعد انکی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا تھا - یہ وفد انجمن اتحاد و ترقی کے رؤساء اور مختلف وکلاے ملت سے مرکب تھا ' اور اسکے رئیس شیخ (موسی کاظم افندی) سابق شیخ الاسلام تھے -

اس وفد نے حاضر ہوکر قوم کی طرف سے حسب ذیل معروضات پیش کیں —

(۱) اس وقت تک جسقدر شکستیں دولت عثمانیہ کو ہوئی ہیں ' وہ دفتر جنگ کی غلطی' فوج کی بے سر و سامانی' عدا کی بد نظمی ' اور نا قاعدہ سپاہ کی عدم موجودگی کی وجہ ہوئی ہیں - لیکن اب وفد وفد حالت درست ہوئی جاتی ہے ' اور باوجود ہر طرح کی بے سروسامانیوں کے پھر بھی عثمانی فوج نے بلغاریا کی قوت کو سخت مجروح و مصروف کردیا ہے - پس جنگ کا ہمارے لیے اصلی وقت یہی ہے ' اگر ایک مہینے تک ہم جنگ اور قائم رکھہ سکے ' تو صوفیا تک ہمارا کوئی مزاحم نہوگا - ایسی حالت میں باب عالی کا صلح کی درخواست میں شریک ہونا سخت غلطی ' اور ملک و ملت کی اجرتی عرب کو خاک میں ملانا ہے - ہم نے جنگ سے پہلے رپنسٹ ہاے بلقان کے مطالبات کو دلیر کے ساتھہ ٹھکرا دیا تھا ' اب بھی ہم کو چاہیے کہ خواہ کچھہ ہی ہو ' لیکن جنگ تلوار کا قبضہ ہاتھہ میں ہے دل کا سر نہ جھکائیں -

حلالت ماب کو یقین دلایا گیا ہے کہ صلح کے بغیر چارہ نہیں ' مگر ہم نہیں سمجھہ سکتے کہ ایسا سمجھنے کی کیا وجہ ہے ' جبکہ آسیاے سے لیکر شمالیا تک ہمکو عثمانی امواج کا ایک سمندر متلاطم نظر آرہا ہے ؟ اگر با ایں ہمہ صلح کا ارادہ کر ہی لیا گیا ہے ' تو خدا کیلیے اسمیں اسقدر جلدی نہ فرمائیے اور کم از کم ایک مرتبہ اپنی موجودہ قوت کا صحیح اندازہ فرما لیجیے - تمام قوم کی خواہش ہے کہ ایک کمیشن تحقیقات کیلیے منظور کیا جاے ' جسکے ممبر محمود شوکت پاشا ' عزت پاشا ' ناظم پاشا ' عادل بے ' اور شیخ الاسلام ہوں ' اور اسے جلالت ماب شمالیا روانہ فرمائیں تاکہ وہاں کی فوجی حالت و قوت کا پوری تحقیق کے ساتھہ معائنہ کرے اور دیکھے کہ ایندہ جنگ جاری رکھی جاسکتی ہے یا نہیں ؟

ادبیات

لقد کان لکم في رسول الله

اسوۂ حسنہ [1]

—:○(*)○:—

افلاس سے تھا (سیدۂ پاک) کا یہ حال * گھر میں کوئي کنیز نہ کوئی غلام تھا
گھس گھس گئي تھیں ہات کي دونوں ہتھیلیاں * چکی کے پیسنے کا صبح دن رات کام تھا
سینہ پہ مشک بھرکے جو لاتي تھیں ناردار * گو نور سے بھرا تھا، مگر نیل فام تھا
اٹ جاتا تھا لباس مبارک غبار سے * جھاڑو کا مشغلہ بھی ہر صبح و شام تھا
آخر گئیں جناب رسول خدا کي پاس * یہ بھي کچھہ اتفاق کہ واں ادن عام تھا
محرم نہ تھے جو لوگ تو کچھہ کہ سکیں نہ عرض * واپس گئیں کہ پاس حیا کا مقام تھا
پھر جب گئیں دوبارہ تو پوچھا حضور نے : * کل کس لیے تم آئیں تھیں، کیا خاص کام تھا ؟
عیرت نہ تھي کہ آپ بھي نہ کچھہ منہہ سے کہہ سکیں * (حیدر) نے ان کے منہہ سے کہا جو پیام تھا
ارشاد یہ ہوا کہ " غریباں نے وطن * حسن کا کہ صفۂ بطحا میں قیام تھا
میں ان کے بندوبست سے فارغ نہیں ہنوز * ہرچند اس میں خاص مجھے اہتمام تھا
جو جو مصیبتیں کہ اٹھاکر پہ گذرتي ہیں * میں اسکا دمہ دار ہوں، میرا یہ کام تھا
کچھہ تم سے بھي زیادہ مقدم تھا اُن کا حق * حق کو کہ بھوک پیاس سے سونا حرام تھا "
خاموش ہوگئے (سیدۂ پاک) رہ گئیں * جرأت نہ کرسکیں کہ ادب کا مقام تھا
یوں کي ہر (اہل بیت) مطہر نے زندگي * یہ صابری بحتر حبر الانام تھا

(شبلي نعماني)

---

(۱) یہ پورا واقع امي تفصیل سے (سنن ابي داؤد) میں مذکور ہے -

فکاہات

شذرات نظم

— * —

طلاعۂ سیاست کا آمد و اورد

کوئي پوچھے تو میں کہہ دونگا ہزاروں میں یہ بات * روش (سید مرحوم) خوشامد تو نہ تھي
ہاں مگر یہ ہے، کہ تحریک سیاسي کي خلاف * اُن کي جو بات تھي، آورد تھي، آمد تو نہ تھي

عشق آباد ہند

لاکھوں آزادی افکار کو روکا، لیکن * نہ وہ افسوں ہے کہ ہر شخص پہ چل جاتا ہے
غیر کمبخت تو گستاخ تھے صدیوں سے، مگر * اب تو کچھہ آپ کے منہہ سے بھی نکل جاتا ہے

حرکت صدوجي

کامیابي میں بس اک آدھ برس باقی ہے * لیگ سے سلسلۂ کانگرس ملتا ہے
اب بھي آجاتي ہے کانوں سے خوشامد کي صدا * جا چکا قافلہ، اب بانگ جرس باقی ہے

رسّي کا بل

بیزیاں اور تو کٹ جائي کٹتے کٹتے * کوئي اس مرحلۂ سعي میں ناکام نہیں
(سوت ابل) کا یہ مگر سلسلۂ بے معنے * ہے وہ آثار، کہ جسکا کہیں انجام نہیں

(نقاد)

مقالات

تراجم احوال

دیباچہ

سیرۃ نبوی

(اثر : شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی)

(٤)

بقیہ "فن دراسہ"

سخت مروگداشت یہ ہوئی کہ روایت کے اصول و قواعد میں نوعیت واقعہ کے اثر کا خیال نہیں کیا گیا ' یعنی یہ نہیں ملحوظ رکھا گیا کہ واقعہ کی نوعیت کے لحاظ سے شہادت اور روایت کی حیثیت کہاں تک بدل جاتی ہے ؟ مثلاً ایک شخص جو ثقہ ہے ' ایک ایسا معمولی واقعہ بیان کرتا ہے جو عموماً پیش آتا ہے اور پیش آسکتا ہے ' تو بے تکلف یہ روایت تسلیم کے قابل ہے ' لیکن فرض کرو ' وہی راوی ایسا واقعہ بیان کرتا ہے جو غیر معمولی اور تجربۂ عام کے خلاف ہے ' نیز گرد و پیش کے واقعات سے مناسبت نہیں رکھتا ' تو اب راوی کی معمولی درجہ کی ثقاہت کافی نہیں ہوسکتی ' بلکہ اُس کو معمولی درجہ سے زیادہ عادل ' زیادہ محتاط ' زیادہ نکتہ داں ہونا چاہیے -

اس نکتہ کے ملحوظ نہ رکھنے سے روایت کے اکثر قاعدوں میں تعمیم قائم کرلی گئی ' اور اس سے بہت سی غلطیاں پیدا ہوگئیں -

مثلاً ایک بحث یہ ہے کہ روایت کرنے کے لئے کسی عمر کی قید ہے یا نہیں ؟ اکثر محدثین کا مذہب ہے کہ ۵ - برس کا لڑکا ' حدیث کی روایت کرسکتا ہے - محدثین کا اس پر استدلال یہ ہے کہ محمود بن الربیع ایک صحابی تھے ' آنحضرت کے وقت وہ پانچ برس کے تھے - آنحضرت نے ایک دفعہ اظہار محبت کے طور پر ان کے مونہہ پر کلی کا پانی ڈالدیا تھا - اس واقعہ کو انہوں نے جوان ہوکر لوگوں سے بیان کیا ' اور سب نے یہ روایت قبول کرلی - اس سے ثابت ہوا کہ ۵ - برس عمر کی روایت مقبول ہے (۱) محدثین کا یہ بھی استدلال ہے کہ اگر بلوغ کی قید لگائیں ' تو بہت سے صحابہ کی روایتیں چھوڑ دینی پڑیں گی - حضرت عبد اللہ بن عباس آنحضرت کے وفات کے وقت ۱۴ - ۱۵ - برس کے تھے - عبد اللہ بن زبیر ۹ - ۱۰ - برس کے - نعمان بن بشیر ۸ - برس کے - اسی طرح سائب بن یزید ' عبد اللہ بن جعفر ' سور بن مخرمہ ' سلمہ بن مخلد ' عمرو بن ابی سلمہ ' یوسف بن عبد اللہ بن سلام ' ابو طفیل وغیرہ کے کم عمری میں آنحضرت سے حدیثیں سننی ثابت ہیں -

اس کے برخلاف ' بعض محدثین کی رائے ہے کہ کم سن کی روایت قابل حجت نہیں ' فتح المغیث میں ہے .

ولکن قد منع قوم القبول	لیکن بعض لوگوں نے بچہ کے متعلق
هذا ای فی مسئله الصبی	روایت کے قبول کرنے سے انکار کیا ہے '
خاصة ' فلم یقبلوا من	ان لوگوں کے نزدیک وہ روایت مقبول
تحمل قبل البلوغ لان	نہیں جو سن بلوغ سے پہلے کی گئی ہو '

(۱) یہ پوری بحث فتح المغیث صفحہ ۱۶۶ تا صفحہ ۶۶ میں ہے (صدہ) ،

الصبی مظنة عدم الضبط	کیونکہ بچہ کی نسبت احتمال ہے کہ اسنے
وهو وجه للشافعیة * * *	روایت کو اچھی طرح محفوظ نہ رکھا ہوگا -
وکذا کان ابن المبارک	شافعیہ کے لیے یہی ایک دلیل ہے -
یتوقف فی حدیث	اسیطرح عبد اللہ بن مبارک بچہ کی
الصبی (صفحہ ۱۶۴)	روایت کے قبول کرنے میں تامل کرتے ہے -

لیکن یہ رائیں صحیح نہیں ' بے شبہ ۵ - برس کا بچہ اگر یہ واقعہ بیان کرے کہ میں نے فلاں شخص کو دیکھا تھا ' اُس کے سر پر بال تھے ' یا وہ دوڑتا تھا ' اُس نے مجھ کو گودیوں میں کھلایا تھا ' تو اس روایت میں شبہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں - لیکن فرض کرو ' وہی بچہ یہ بیان کرتا ہے کہ فلاں شخص نے فقہ کا یہ دقیق مسئلہ بتایا تھا ' تو شبہ ہوگا کہ بچہ نے صحیح طور سے مسئلہ کو سمجھا بھی تھا یا نہیں ؟

فقہا نے اس نکتہ کو ملحوظ رکھا ہے - چنانچہ فتح المغیث میں شرح مہذب سے نقل کیا ہے :

قبول اخبار الصبی المیز	باتمیز لڑکے کی روایت اُن واقعات
فیما طریقه المشاهدة کخلاف	کے متعلق مقبول ہے جو دیکھنے سے
ماطریقه العقل کالافتاء	تعلق رکھتے ہوں ' لیکن جو باتیں
وروایة الاحضار ونحوه	نقلیات میں داخل ہیں ' مثلاً فقہی
(نسخه مخطوطه لکهنؤ	یا حدیث کی روایت کرنا ' تو اِن
صفحہ ۱۲۲)	میں مقبول نہیں -

لیکن محدثین نے اِس اصول کو عموماً نظر انداز کیا ؛ فتح المغیث میں ہے :

ثم الضبط نوعان: ظاهر و باطن	ضبط (۱) کی دو قسم ہے : ظاہری
فالظاهر ضبط معناه من حیث	اور باطنی ' ظاہری کے یہ معنی
اللغة ' والباطن ضبط معناه	ہیں کہ لفظ کے لغوی معنی کا لحاظ
حیث یتعلق الحکم الشرعی	رکھا جائے ' باطنی کے یہ معنی ہیں
به وهو الفقه ' ومطلق الضبط	کہ شرعی حکم جس بنا پر متعلق
الذی هو شرط فی الراوی '	ہے ' اس کا لحاظ رکھا جائے ' اس
هو الضبط ظاهرا عند	کو فقہ کہتے ہیں ' لیکن جو ضبط
الاکثر ' لانه یحوز نقل	روایت کے لئے مشروط ہے اکثروں کے
الحدیث بالمعنی توهم	نزدیک وہ صرف ظاہری ضبط ہے
تبدیل المعنی روایته	کیونکہ ان لوگوں کے نزدیک روایت
قبل البلوغ او قبل العلم	بالمعنی جائز ہے اسی بنا پر
حین سمع ولهذا المعنی قلت	یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ روایت کے
الروایة عن اکثر الصحابة لنعدر	ادا کرنے میں معنی بدل جائے ہیں
هذا المعنی قال وهذا الشرط	اور یہی وجہ ہے کہ اکثر صحابہ نے
وان کان علی ما بیناه فان	بہت کم حدیثیں روایت کیں کیونکہ
اصحاب الحدیث قل مایعتبرونه	معنی کا نہ بدل جانا مشکل ہے '
فی حق الطفل دون المعقل	لیکن محدثین اس کا لحاظ نہیں
فانه متی صح عندهم	کرتے بلکہ بچہ جب سنے اور مجلس
سماع الطفل او حضوره	میں شریک ہونے کے قابل ہوگیا تو
احضروا روایته (صفحہ ۱۲۱)	اس کی روایت کو جائز سمجھتے ہیں -

ایک عجیب بات یہ ہے کہ سید ندوی کے نہایت اہم واقعات

(۱) ضبط کا لفظ محدثین کی ایک اصطلاح ہے ' جسکے معنی میں کسی روایت کے الفاظ اور مطلب کو اچھی طرح سمجھنا اور ادا کرنا ہے -

جو آج تک معرکۃ الارا ہیں اور جن پر ارباب آراء کے مختلف گروہ قائم ہوگئے ہیں ' اکثر اُن راویوں سے منقول ہیں جو سن بلوغ کو نہیں پہنچے تھے - حدیثوں میں ہے کہ جب آپ کے پہلی دفعہ حضرت جبریل کو دیکھا تو کانپتے ہوئے گھر میں تشریف لائے اور حضرت خدیجہ سے کہا کہ مجھکو اپنی جان کا ڈر ہے - بخاری کتاب التعبیر میں روایت ہے کہ آپ نے اپنے آپ کو پہاڑ پر سے گرا دینا چاہا - طبری میں ہے کہ آپ کو خیال ہوا کہ میرے حواس میں فرق آگیا ہے - حضرت خدیجہ نے کہا " نہیں خدا آپ کو ضائع نہیں ' کریگا " پھر وہ آپکو ورقہ کے پاس لیگئیں ' ورقہ نے آپ کا بیان سنا اور آپ کو تسکین دی -

یہ روایت کسقدر تعجب انگیز ہے ! سید المرسلین کو حضرت جبریل نظر آتے ہیں ' اُن کو دیکھ کر آپ کانپتے ہیں ' اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا دینا چاہتے ہیں ' حواس کی نسبت شبہ ہوتا ہے ' پھر ایک عیسائی تسکین دیتا ہے ' تب کہیں تسکین ہوتی ہے !

عالم ملکوت کے واقعات اور مشاہدات ہر شخص ادا نہیں کرسکتا ' آنحضرت نے جو کچھ دیکھا ' جن الفاظ میں ادا فرمایا ' اسکو راوی نے کس طرح سمجھا ' کیونکر ادا کیا ' پھر درجہ بدرجہ ' راویوں تک آتے آتے کیا کیا تبدیلیاں ہوگئیں ؟ اس کا کون اندازہ کرسکتا ہے -

یہ خدا نخواستہ رواۃ کی شان میں بدگمانی نہیں ' بلکہ اقتضائے حالت ہے - اصول فقہ میں جہاں یہ بحث ہے کہ جو صحابہ فقہ نہ تھے اُن کی روایت اگر قیاس شرعی کے خلاف ہو تو واجب العمل ہوگی یا نہیں ؟ بحر العلوم ' فخر الاسلام کا مذہب نقل کرکے لکھتے ہیں :

و وجه قول الامام فخر الاسلام ان النقل بالمعنى شائع و علما يوجد النقل باللفظ فان حادثة واحدة قد رويت بعبارات مختلفة ' ثم ان تلك العبارات ليست مترادفة بل قد روي ذالك المعنى بعبارات مجازية فاذا كان الراوي غير فقيه احتمل الخطاء في فهم المعنى المرادي الشرعي * * * و لا يلزم منه سده الكذب معتمدا الى الصحابي معاذ الله عن ذلك ' (شرح مسلم مطبوعه لكهنو ۴۳۲)	امام فخر الاسلام کے قول کی وجہ یہ ہے کہ روایت بالمعنی عام طور پر شائع تھی ' ایک ہی واقعہ مختلف الفاظ میں ادا کیا گیا اور یہ الفاظ باہم مرادف نہیں بلکہ اکثر مجازی عبارتوں میں مطالب ادا کئے گئے ' اس بنا پر جب راوی فقیہ نہ ہوگا ' تو احتمال ہوگا کہ اُس نے مطلب مقصود (شرعی) کے سمجھنے میں غلطی کی ہو ' اس سے معاذ اللہ یہ لازم نہیں آتا کہ صحابی کی طرف جھوٹ کی نسبت کی گئی -

محدثین اس اصول سے کہ " واقعہ جس درجہ کا اہم ہو ' شہادت بھی اسی درجہ کی اہم ہونی چاہیے " بے خبر نہ تھے ' لیکن انہوں نے اس کا دائرہ محدود رکھا -

امام بیہقی کتاب المدخل میں اس مہدی کا قول نقل کرتے ہیں

اذا روينا عن النبي في الحلال و الحرام ' شددنا في الاسانيد و انتقدنا في الرجال ' و اذا روينا في الفضائل و الثواب و العقاب ' سهلنا في الاسانيد و تسامحنا في الرجال - (فتح المغيث صفحه ۱۲۰)	جب ہم آنحضرت سے حلال و حرام اور احکام کے متعلق حدیث روایت کرتے ہیں ' تو سند میں نہایت سختی کرتے ہیں اور راویوں کو پرکھ لیتے ہیں ' لیکن جب فضائل اور ثواب و عقاب کی حدیثیں آتی ہیں ' تو ہم سہل انگاری اور راویوں کے متعلق سے پوشی کرتے ہیں -

امام احمد حنبل کا قول ہے :

ابن اسحاق رجل كتب عنه هذه الحديث يعني المغازي ونحوها و اذا جاء الحلال و الحرام اردنا قوما هكذا (وقص اصابع يديه الاربع) (فتح المغيث صفحه ۱۲۰)	ابن اسحاق اس درجہ کے آدمی ہیں کہ مغازی وغیرہ کی حدیثیں ان سے روایت کی جاسکتی ہیں ' لیکن جب حلال و حرام کے مسائل آئیں ' تو ہم کو ایسے لوگ درکار ہیں (یہ کہکر انہوں نے چاروں انگلیوں کو بند کرکے دنا لیا -)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ محدثین ' واقعہ کی اہمیت کی بنا پر راوی کے درجہ کا لحاظ رکھتے تھے ' اسی بنا پر ابن اسحاق کی نسبت امام احمد نے یہ تفریق کی کہ حلال و حرام میں اُن کی شہادت معتبر نہیں ' لیکن مغازی میں اُن کا اعتبار ہے - یہ وہی اصول ہے کہ جس درجہ کا واقعہ ہو ' اُسی درجہ کی شہادت ہونی چاہیے ' اور یہ ' کہ واقعہ کے بدلے سے شہادت کی اہمیت بدل جاتی ہے ' لیکن افسوس یہ ہے کہ محدثین نے صرف مسائل فقہیہ میں اس اصول کا لحاظ رکھا ' فضائل و مناقب و مغازی اور ثواب و عقاب میں اسکی رعایت نہ کی ' حالانکہ فضائل و مغازی میں بہت سے ایسے موقع پیش آئے ہیں جو مسائل فقہیہ سے زیادہ اہم ہوئے ہیں فرض کرو ' یہ حدیث کہ نماز میں آمین زور سے کہی جائے یا آہستہ اس کے اثبات و نفی سے اسلام پر کیا اثر پڑسکتا ہے ' لیکن حضرت زینب کے نکاح کی روایت جس طرح مسند حنبل میں مذکور ہے اگر صحیح ہو تو اس کا اسلام پر کیا اثر ہوگا ؟

سیرت میں بہت سے واقعات ہیں جو آنحضرت کے اخلاق سے تعلق رکھتے ہیں - اِن روایتوں میں نہایت احتیاط تنقید اور تحقیق کی ضرورت تھی ' لیکن ان میں یہ اصول ملحوظ نہیں رکھا گیا اور اسی کا اثر ہے کہ ازواج مطہرات کے واقعات میں بہت سی ایسی روایتیں داخل ہوگئیں ' جو واقع میں صحیح نہیں ' اور جن کو آج مخالفین اسلام استدلال میں پیش کرتے ہیں -

(۷) ان تاریخ و روایت پر جو خارجی اسباب اثر کرتے ہیں ان میں سب سے بڑا قوی اثر حکومت کا ہوتا ہے - مسلمانوں کو ہمیشہ اس باب پر بحث کا موقع حاصل رہا ہے کہ اُن کا قلم تلوار سے نہیں دبا - حدیثوں کی تدوین بنو امیہ کے زمانہ میں ہوئی ' جنہوں نے پورے ۹۰ برس تک سندھ سے ایشیائے کوچک اور اندلس تک مساجد جامع میں آل فاطمہ پر لعنت کرایا ' سینکڑوں ہزاروں حدیثیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں بنوائیں ' عباسیوں کے زمانہ میں ایک ایک خلیفہ کے نام پیشین گوئیاں حدیثوں میں داخل ہوگئیں ' لیکن بنو امیہ کیا ہوا ؟ عین اُسی زمانہ میں محدثین نے علانیہ منادی کردی کہ یہ سب جھوٹی روایتیں ہیں - آج حدیث کا وہ اِس خس و خاشاک سے بالکل پاک ہے (۱) اور بنو امیہ و عباسیہ جو طول اللہ اور حاشیہ بنعمر تھے ' اُسی مقام پر نظر آتے ہیں جہاں اُن کو ہونا چاہیے تھا - (۲)

ایک دفعہ ایک شاعر نے مامون الرشید کے دربار میں قصیدہ پڑھا کہ " امیر المومنین اگر تو آنحضرت کے انتقال کے وقت موجود ہوتا تو خلافت کا جھگڑا سرے سے پیدا ہی نہ ہوتا ' دونوں فریق تیرے ہاتھ پر بیعت کر لیتے " فوراً سر دربار ایک شخص نے اُٹھ کر کہا

---

(۱) لیکن میں سمجھتا ہوں کہ خس و خاشاک ابھی باقی ہیں - آج بھی سیدھا وہ احادیث کتابوں میں موجود ہیں جو بعض بنو امیہ کے سیاسی دسائس سے وجود میں آئی تھیں اور ابھی متعلق کوئی تحقیر نہیں کی جاتی - (الہلال)

(۲) لیکن سیوطی نے تو ائمۂ امناء عشر والی حدیث کا مصداق انہی کو ٹھہرایا ہے ! (الہلال)

"تو حمورت کہتا ہے ' امیرالمومنین کا دادا وہاں موجود تھا ' کسی نے اسکی بات تسلیم نہ پوچھی " مامون الرشید کو بھی اس گستاخانہ جواب پر غصہ آیا مگر بات سچ تھی' مجبوراً تحسین کرنی پڑی -

تاہم یہ قوی اور عالمگیر قوت بالکل بے اثر نہیں رہ سکتی تھی' اسلیے سیرت میں اُس کے نشانات جا بجا پائے جاتے ہیں- مثلاً سیرت کی کتابیں عموماً اس انداز پر لکھی گئیں' جس طرح سلاطین کی ملکی مترجمات لکھی جاتی ہیں - تاریخ نگاری کا قدیم طریقہ یہ تھا کہ مترجمات اور رزمیہ کارناموں کو نہایت تفصیل سے لکھتے تھے - ملکی نظم و نسق اور تمدن و معاشرت کے واقعات یا تو بالکل قلم انداز کر جاتے تھے' یا اس طرح پراگندہ اور بے اثر لکھتے تھے کہ ان پر نگاہ نہیں پڑتی تھی - سیرت نبوی بھی اسی انداز پر لکھی گئی' جس طرح سلاطین کی تاریخیں لکھی جاتی ہیں - چنانچہ سیرت کی ابتدائی تصنیفیں مثلاً سیرت موسیٰ ابن عقبہ اور ابن اسحاق' معاربی ہی کے نام سے مشہور ہیں- ان کتابوں کی ترتیب یہ ہے کہ سلاطین کی تاریخ کی طرح سنین کو عنوان بناتے ہیں اور اسی ترتیب سے حالات لکھتے ہیں - یہ حالات تمام تر جنگی معرکہ ہوتے ہیں اور عزوات ہی کے عنوان سے داستانیں شروع کی جاتی ہیں -

یہ طریقہ اگرچہ سلطنت و حکومت کی تاریخ کے لیے بھی صحیح طریقہ نہ تھا ' لیکن نبوت کی سوانح نگاری کے لیے تو بالکل نامزوں ہے - ممکن ہے کہ کسی پیغمبر کو تاگزیر طور پر جنگی واقعات پیش آئیں اور ممکن ہے کہ اِس خاص حالت میں وہ بظاہر ایک فاتح یا سپہ سالار کے رنگ میں نظر آئے ' لیکن یہ پیغمبر کی اصلی تصویر نہیں ہے - پیغمبر کی زندگی کا ایک ایک خط و خال' تقدس' تواضع ' حلم و کرم' ہمدردی عام ' اور ایثار ہونا چاہیے ' بلکہ عین

اُس وقت ' جب کہ اس پر سکندر اعظم کا دھوکا ہو رہا ہو' ژرف بیں نگاہیں فوراً پہچان جائیں کہ سکندر نہیں ' فرشتہ ہے !!

ارباب سیر نے اپنی دانست میں یہ طریقہ بہتر سمجھا کہ عام حالات زندگی کے بعد ایک جدا باب خصائل اور محاسن کا باندھتے ہیں ' اور اُس میں آنحضرت کے مکارم اخلاق کو تفصیل سے لکھتے ہیں ' لیکن اِس طریقہ کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کتاب دو مختلف شخصوں کی تاریخ بن جاتی ہے - معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کے اخلاق و اوصاف بالکل الگ الگ ہیں -

تمام ارباب سیر لکھتے ہیں کہ آنحضرت نے جب (بنو نضیر) کا محاصرہ کیا تو حکم دیا کہ اُن کے نخلستان کاٹ ڈالے جائیں (قرآن مجید میں بھی اِس کا احمالی ذکر ہے) ارباب سیر یہ بھی لکھتے ہیں کہ یہودیوں نے اِس حکم کی نسبت اعتراض کیا کہ " یہ انصاف اور انسانیت کے خلاف ہے " یہ اعتراض نقل کرکے ہمارے مصنفین اصلی واقعہ کی حقیقت نہیں کھولتے اور بظاہر یہ نظر آتا ہے کہ جسطرح آجکل دشمنوں کے باغ اور کھیتیاں برباد کردی جاتی ہیں' اُس مقدس زمانہ میں بھی یہی انداز تھا -

ارباب سیر لکھتے ہیں کہ آنحضرت کسی غزوہ کی جب طیاری کرتے تھے تو جدھر حملہ کرنا ہوتا تھا اُس کا نام نہیں ظاہر کرتے تھے بلکہ کسی اور مقام کا نام مشہور کرتے تھے - سیرت ابن ہشام میں غزوہ تبوک کے ذکر میں ہے -

وکان رسول اللہ قلما یخرج فی غزوۃ ' الا کنی عنہا و اخبر انہ یرید غیر الوجہ الذی یصمد لہ -

آنحضرت کا عام معمول یہ تھا کہ جب کسی غزوہ کے لیے نکلتے تھے تو نام کو چھپاتے تھے اور جدھر کا قصد ہوتا تھا اسکے خلاف ظاہر کرتے تھے -

یہ رہی سلاطین کی مصاحبت کا اثر ہے - محمد بن اسحاق جن کی کتاب پر آج اس فن کی بنیاد ہے ' انہوں نے یہ کتاب خلیفہ منصور کے لیے لکھی تھی' اس لیے غزوات نبوی کی نسبت بھی ایسا ہی قیاس قائم کر سکتے تھے -

غزوات جس انداز میں لکھے گئے ہیں ان میں بالکل شاہی تاریخوں کا انداز ہے - موجیں آراستہ ہوتی ہیں ' بڑے بڑے نامور پہلوان میدان جنگ میں آتے ہیں ' مار دھاڑ شروع ہوتی ہے ' تیغ و خنجر چلتے ہیں' غارت گری ہوتی ہے ' اسباب و مال لٹ کر آتا ہے' بیوائیں' بچے' بوڑھے' گرفتار ہوتے ہیں' اور قیدی بنائے جاتے ہیں' معاربی نبوی کی بھی بعینہ یہی تصویر کھینچی جاتی ہے -

سخت تعجب یہ ہوتا ہے کہ بہت سے غزوات کے متعلق بخاری و مسلم وغیرہ میں ایسے واقعات موجود ہیں کہ اگر اُن کو پیش نظر رکھا جاتا ' تو غزوہ کی صورت بدل جاتی اور معلوم ہوتا کہ جو کچھ ہوا مجبوری اور حفاظت خود اختیاری تھی' لیکن سیرت کے مصنفین نے بخاری و مسلم کو بھی ان موقعوں پر نظرانداز کردیا-

جاہلیت میں دستور تھا کہ جب کوئی قبیلہ کسی قبیلہ پر فتح پاتا تھا تو مال غنیمت میں سے چوتھا حصہ جو لیتا تھا' اس کے علاوہ عمدہ چیزیں بھی انتخاب کرکے لے لیتا تھا' اس کو صفیۃ کہتے تھے- ہمارے سیرت نگاروں نے بھی جا بجا صفیۃ کا ذکر کیا ہے- چنانچہ حضرت صفیۃ (حرم نبوی) کے متعلق لکھا ہے کہ وہ اِسی طرح حرم نبوی میں داخل ہوئی تھیں -

غرض اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں' جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مصنفین' جو سلاطین کے درباری تھے' سلاطین ہی کا نمونہ پیش نظر رکھتے تھے ' اسلیے سیرت نبوی کا عام انداز بھی وہی نظر آتا ہے جو شاہی تاریخوں کا ہوتا ہے - (لہا بقیۃ)

مغربی دنیا میں اعلاے کلمۃ اللہ

— * —

مکرمی - السلام علیکم - میں نے ہندوستان سے رخصت ہوتے ہوئے پیسہ اخبار و رعیت کے ذریعہ اپنی غرض سفر شائع کردی تھی' اشاعت اسلام کے متعلق اگرچہ میں نے کسی سے وعدہ کیا نہ کوئی امید دلائی' لیکن برادران ملت نے مجھے براسطہ یا بلا واسطہ عنوان بالا کے ساتھ وابستہ کردیا ' اور میرے متعلق صحائف اسلامی میں وہ اُمیدیں ظاہر کی گئیں ' جنکا اہل میں کبھی بھی اپنے آپکو نہیں سمجھتا - مجھے ان تحریروں کو دیکھکر یہ تو خوشی ہوئی کہ میری قوم میں بیداری اور اشاعت اسلام کا شوق ہے ' میں یہاں نہ کسی انجمن کی طرف سے مقرر ہوکر آیا اور نہ کسی معروضہ تاجر بمبئی کی جیب سے متکفل ہوکر مجھے اشاعت اسلام کے لئے یہاں بھیجا - میں در اصل اس اصول ہی کا مخالف ہوں- چنانچہ ڈاکٹر اقبال کا سفر جاپان چونکہ انجمن کی طرف سے تجویز تھا اسلیے میں نے اسکی مخالفت کی - اسلام کا درخت جانی قربانیوں کے خون سے سینچا گیا ہے' اور اب ہمیں اُسی کی ضرورت ہے میرے مضطرب دل کی احدیت مآب کی جناب میں گریہ و زاری و نیاز مندی مجھے مغربی دنیا میں لے آئی ہے اور میں آج کسی نہج پر بھی اس سفر کو ضائع نہیں سمجھتا -

مجھے یہ علم تھا کہ یہاں کا طریق عمل اور یہاں کا شعار بالکل نرالا ہے' اسلیے میں نے عجلت سے کام نہیں لیا - یہاں کسی ہال کو کرایہ پر لے لینا' انمیں لیکچر دیدینا ' یا اخباروں میں چرچا کراکر اپنے ہم وطنوں کو دھوکہ دیدینا اور اسطرح انکی جیبوں کی خوشی کا

مراسلہ

موجب ہوجاتا تو بہت ہی آسان کام تھا اور خصوصاً اس شہر میں جہاں تاجرانہ اصول پر جزیہ سے بڑی عزت اور عصمت اور رائیں خریدی جاسکتی ہیں۔ مجھے نہ شہرت سے مطلب اور نہ " ان اجری علی اللہ " کے سوا کسیکے اجر پر نگاہ، اور نہ کسی انجمن یا ناصر جمعیّ کے مقابل کسی خدمت کی ذمہ داری، اسلیے میں نے یہاں کے حالات کا نہ نگاہ اشاعت اسلام مطالعہ کرنا شروع کیا - آج ہندوستان سے نکلے مجھے پانچواں مہینہ ہے - اگرچہ میعاد تھہرتی ہے لیکن اس عرصہ میں میں جس نتیجہ پر آیا ہوں، وہ برادران اسلام کی اطلاع کے لیے قلم و کاغذ کے حوالہ کردیتا ہوں - اللہ تعالی ہی جانتا ہے کہ جن نتائج پر میں پہنچا ہوں وہ غلط ہیں یا صحیح ؟

یہ لوگ سرد ملک کے باشندے ہیں اور معاملات میں جلد باز نہیں، لبرل خیال ہوکر قدامت پرست ہیں - نئی بات یا طریق یا تہذیب کو جلدی میں احتسار نہیں کرتے، انمیں خود پسندی اور خود رائی بہت ہے، متواتر کامیابی نے اور طاقت و دولت نے انمیں رعونت پیدا کردی ہے، یہ ایشیائی دماغ کو کسی قابل نہیں سمجھتے، ہر ایک حیرت جزئی کا منبع مغرب کو جانتے ہیں، اگرچہ انکا جدا مشرق میں آیا لیکن کسی مشرقی اصول یا خیال و رائے کو بجز مشرقی ہونیکے قابل توجہ نہیں سمجھتے - سخت عدیم الفرصت ہیں - صبح کے آٹھ بجے تک گھروں سے نکلکر اپنے اپنے کاموں پر چلے جاتے ہیں - چھ بجے شام کو کام سے لوٹ کر گھر آجاتے ہیں - سارے دن کے تھکے ماندے مختلف قسم کے سرور و خوشی کے اشغال میں لگ جاتے ہیں - لیکچروں میں اگر آتے ہیں تو بجز دل بہلانے یا شغل کے لیے - اسلیے یہاں کے لیکچر نصف یا پون گھنٹے کے اندر اندر ختم ہوجاتے ہیں - اس سے زیادہ انمیں بیٹھنے کی تاب نہیں - پالیٹکس یہاں کی دین و ایمان ہے - کوئی نامور معروف عامل اور وہ بھی پالیٹکس پر لیکچر دے، تو ہزاروں کی تعداد میں جمع ہوجاتے ہیں اور خصوصاً ایسے موقع پر جمع ہونا اور ریشن لوازمات سے ہے - مذہب پر جسقدر لیکچر میں نے سنے، اگرچہ بعض مواقع پر لیکچرار بہت ہی نامی تھے، لیکن اس آباد شہر میں سامعین کی تعداد سو اور سو کے اندر اندر دیکھی - مذہب سے انکو کوئی دلچسپی نہیں - گرجوں میں اکثر جاکر دیکھا - یہاں کا عیش عورتوں کو معبدوں میں لے آتا ہے جنکے وابستۂ رائے بعض مرد بھی ہوتے ہیں - باقی حیریت -

اسلام کے متعلق جن غلط فہمیوں کو یہاں آکر دیکھا، اونکا وہم و گمان بھی کبھی مجھے ہندوستان میں نہ تھا - بڑا سے بڑا تصور جو کسی مذہب یا الہ سنّت کا تصور تحریر کیا جاسکتا ہے وہ یہاں اسلام کا ہے - اسکے ذمہ دار پادری ہی نہیں بلکہ یہاں کا پالیٹکس ہے - پچاس سال گذر گئے جب لبرل پارٹی نے چاہا کہ ترک یورپ سے روانہ ہوں - یورپ میں جنگ بلکروں اور لوگوں کے ہاتھ میں ہے - موجودہ بلغانی جنگ بلکروں اور احباروں کی سازش کا نتیجہ ہے - یہاں کی لبرل پارٹی کا مرض تھا کہ اگر وہ ترکوں کو یورپ سے نکالنا چاہے تو اونکے حلاف لوگوں کی رائے پیدا کردے - چنانچہ قسما قسم کی دروغ بیانیاں اور قسما قسم کے حلاف واقعات مظالم اونکے ذمہ اخباروں میں، ناولوں میں، کتابوں میں، شائع کیے گئے، اور گذشتہ پچاس برس کے اندر کل معربی اقوام کو اور عامۂ الناس کو ترکوں کا دشمن بنایا گیا - آج کل انگلش کے اخباروں میں ایک قسم کی سازش ہے - کیا مجال جو ایک فقرہ بھی ترکوں کی حمایت میں نکل جائے - مدتوں تو سمجھے میں نہیں آتا کہ ہم ہندوستان میں کیا سمجھے ہوئے تھے - یہاں تو کل کے کل ترکوں کے دشمن ہیں - بہرحال یہ پولیٹکل امور ہیں جن سے مجھے تعلق نہیں، مدتوں عرض کہنے کی یہ ہے کہ ترکوں کا بھیانک نقشہ جو پوری دنیا میں، خصوصاً اسی پچاس سالوں میں پولیٹکل اغراض سے پھیلایا گیا، اوسنے اسلام کو یہاں بدنما کردیا ہے - کیونکہ ترک اور مسلمان یہاں مترادف ہیں -

- یہاں کی طرز زندگی یہاں کے خیال کے مطابق معصومانہ لہو و لعب یا دفع الوقتی ہیں مگر وہ باتیں اپنے اندر رکھتی ہیں جو مدتوں تردنک مواجش میں داخل ہیں - بحتگاہ ابلیس (پیرس) میں گیا اور واقعیت حاصل کرنے کے لیے اس جناس کے نصف درجن تھیٹر دیکھے - پھر یہاں آیا - یہاں کے مختلف مشاغل کو بھی دیکھا - استعمار اور لا حول پڑھنا توحید ایسے مواقع پر ہر ایک مسلم کا اضطراری فعل ہے، لیکن اشاعت اسلام کے نقطۂ خیال سے میں اکثر درباے حضرت میں چلا جاتا ہوں، اور کہتا ہوں الہی یہ قوم اور اسلام کو قبول کریگی ! میں نے عرض کیا ہے کہ خود عیسایت اور مذہب سے انکو دلچسپی نہیں - مذہبی معاملات میں دخل دینا یہ تصنع اوقات سمجھتے ہیں - اسلام سے انکو سخت نفرت ہے - اسلام انکے تردنک مانع ترقی ہے - اور موجودہ زمانہ کی رفتار کے بالکل مخالف - پھر ان سب باتوں کے ما سوا انکی مصروفیت اور اشغال دنیوی کچھ ایسے وسیع ہیں کہ انکو فرصت بھی کسی کام کی نہیں - یہ حالات نصف سے زیادہ قوم کے ہیں - باقی امرا ہیں جنکو سمجھ ہی نہیں آتی کہ روپیہ اور دولت کو کہاں پھینکیں ؟ اسے مارع الدال اور مجموعۂ عجائبات ملک میں اونکے بہلاوے کے سامان ایسے کثیر ہیں کہ اونکو مذہب جیسے امور سے کوئی تعلق نہیں ہوسکتا، یہ تو تاریک پہلو اشاعت کا ہے جو میں نے عرض کیا اور امور بالا کو دیکھکر میں نے پسند نہ کیا کہ وقت اور روپیہ لیکچروں میں خرچ اور ضایع کروں - لیکن تصویر کا ایک روشن پہلو بھی ہے جو نہایت ہی خوش کن اور حوصلہ افزا ہے -

یہاں کے لوگ جسے کہ اہل الراے ناظر سمجھے جاتے ہیں، عام طور پر ہرگز نہیں اور ہرگز نہیں - یہاں کے لوگوں کو بعض معاملات کے متعلق اخبار پڑھنے کے بعد عقل آتی ہے - صبح اوٹھنے ہی یہ اخبار پڑھتے ہیں جسپر اونکو بھروسہ ہوتا ہے - پھر جو کچھ اوس اخبار میں ہو یا نہ ہو وہی انکا دین و ایمان ہے، وہی انکی راے ہے - یہی وجہ ہے کہ پریس یہاں زبردست طاقت ہے - اس قوم کی ترقی کے اسباب میں سے ایک سبب بھی ہے کہ جس شخص کو ایک دفعہ اہل الراے مان لیں یا اپنا لیڈر تسلیم کرلیں، اوسکا کچھ کہدینا بخش ترسنگ ہے - جنگوں میں بھی انکے سپاہیوں کی یہی حالت ہے - مذہبی، تمدنی، ملکی، سیاسی، وغیرہ امور میں ایک وقیع صاحب الراے کسی راے کا اظہار کردے، کل کے کل ہم آواز ہوجاتے ہیں - مدتوں تردنک یہ ایک اعلی خوبی ہے، ہر ایک شخص ہر امر میں صائب راے نہیں دے سکتا - یہی وجہ ہے کہ ایک زبردست آدمی ایک کتاب لکھکر ایک نئی بات پیش کرتا ہے اور ملک کو اپنی زندگی میں اپنا ہم راے بنا جاتا ہے - مجھے اگر اشاعت اسلام کی کوئی صورت اسوقت تک سمجھ میں

آئي هے تو ان اهل الرائے کي وجه سے هے نه که عامة الناس کي وجه سے -

میں نے یہاں آکر بعض مشاهیر کلیسا سے عیسایت کے متعلق گفتگو کي - علمی معاملات میں دلچسپي رکھنے والے بعض امرا سے میں ملا - مجھے ان سے ملکر بہت خوشی هوئي - جب میں نے عیسایت کے اصولوں کے خلاف ایک نرم پیرایه میں بعض اشکال پیش کئے تو بلا تامل انھوں نے تسلیم کرلیا - بعض یہاں کے سوشیل اور تمدني جدید خیالات کو بعض قرابي آیات کا لغطي ترجمه دکھلایا ' تو وہ اور بھي حیران هوے اور بعض نے کہا که هم نے محمد صلعم کے دماغ کو اتنا بلند پرواز نه سمجھا تھا - ان لوگوں نے چاها که اگر اسلام کے متعلق اونکو اور صحیح علم دیا جاوے تو اونکي خوشی اور مرید عور و فکر کا موجب هوگا - یورپ کي گذشته نسل اور ایسا هي موجوده نسل نے مشاهیر کا ایک طبقه پیدا کردیا هے ' جو موجوده تهذیب و تمدن یورپ سے متنفر هے - بعض کے نزدیک یورپ اسوقت رومہ کي آخري تهذیب پر پہنچ چکا هے - جسکا نتیجه موجوده عظمت کا خاتمه هے -

یه بزرگ اس تهذیب و تمدن کے مقابل لئے اصول تهذیب و تمدن کے تصور کرتے هیں اور جدید طریق تمدن کو پیش کرتے هیں - میرے دوست یه سنکر نهایت هی حیران اور خوش هونگے که وہ طریق اور اصول بعض اسلام کے قریب هیں اور بعض اسلامی هیں جنکو مدرسے انگریزي جواں نهائی مدت هوئے چھوڑ چکے هیں - یہاں کي کمشن طلاق کی رپورٹ دیکھه کر معلوم هوتا هے که کمیشنر اب قانون طلاق میں جو آسانیاں پیش کررهی هے' وہ بالکل اسلامی هیں - میں نے عرض کیا هے که عام لوگ بلے آما بلے کے قائل هیں اور اپنی راے نہیں رکھتے - جو انکے آما هیں وہ تمدن ' مال ' سوشل ' اور پراکٹکل امور میں اسلامي طریقه کا تتبع کررهے هیں - لیکن آخر الذکر جماعت کو حکمت اور ملائمت کے طریق پر یه سمجھایا جاوے که جس طریق کو وہ پیش کر رهے هیں اسکے بعض حصه کو قران نے تیرہ سو برس هوئے پیش کیا - اور بعض میں یه بعض هیں اور اسلام نے اسکو اس طریقه پر پیش کیا هے - مثلاً روح اور جسم کا تعلق یا روح کی پیدائش اور ضعیف فلسفۂ دهری کا ایک بڑا حصه هے ' جسکو عرالی اور ابو علي سینا نے بہت کچھه یورپ میں رنگا هوا هے - لیکن هنری برگسن فرانسیسي حکیم نے (جو اسوقت زنده هے) روح کی جو کیفیت بیان کی هے' وہ سب پچھلے فلسفه پر پانی پھیر دیتی هے - لیکن اسکا سارا خلاصه' اس آیت کا لغطي ترجمه هے جو اٹھارویں سپارہ میں هے اور جسکا خاتمه (فاشاءاه خلق آخر) پر هوتا هے -

پروفیسر هکسلی عیسایت سے بیزار هے اور اسکے فلسفه کا ایک بھاری پہلو " ان الانسان لفی خسر " هے' جس سے نکلنا تهذیب و تمدن کا فرض هے - اسکے نزدیک اس کا علاج مذهب نے (اور مذهب اسکے نزدیک عیسایت هے) نہیں دلایا - اسکے بعض علاج جو اسنے تجویز کئے هیں گو نامکمل اور بہت هی ناقص حالت میں هیں - مگر اس روش اصول کے قریب آجاتے هیں جو سورۂ عصر میں اس آیت کے آگے دیا گیا هے - یعنی الا الذین آمنو وا عملو الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر

حکیم اسپنسر علت العلل کو مان کر عیسائیوں کی کتابوں میں کوئی ایسي دلیل یا وجه معقول نہیں دیکھتا که اس علت العلل کا علم انسان حاصل کرسکے - یعني وہ الہام کا قائل هونا نہیں چاهتا - کیا سورہ نحل میں اسي نیچر کی شہادت پر' جو اس حکیم کي معلم هے' حکیمانه دلائل اور فلسفیانه براهین موجود نہیں هیں ؟

حس سوشلزم کو آج یورپ میں پیش کیا جاتا هے اسکے خوبصورت پہلو اسلامي تعلیم میں موجود هیں اور اسکے نقص بھي قران نے دکھلاے هیں اور پھر بین بین راسته تجویز کیا هے - سوشلزم کا گل سر سبد (اصول جسے پروفیسر لیکي عیسایت کیایسے مہلک بتلاتا هے اور میرے نزدیک وہ حقیقت انسانیت کا نصف نقشه هے) وہ کامل و مکمل حالت میں سورہ والتین کے اندر موجود هے -

حکیم مل جن حریت کے اصولوپر قربان هو رها هے - اوس سے چار چند حریت صحافه کي زندگي میں پائي جاتي هے - جس ذاتي قرباني کو بعض حکماے یورپ نہایت رنج کے ساتھه مفقود هوتا دیکھه رهے هیں' وہ خود بخود اسلام میں موجود اور اسکے ارکان پر عمل کرنے سے انسان میں پیدا هوجاتي هے - حکیم نیٹشا (؟) کے متبعین اسبات کے محتاج هیں که جہاں تک حکیم موصوف انهیں پہنچا چکا هے' اسکے آگے قران کی جگه هے - سفر بیحث (حقوق نسواں متعلقه وراثت) کي تحریک اعلي ان حقوق نسواں سے بہت نیچے هے ' جو قران نے عورتوں کو دے رکھے هیں - انگلستان جس وائٹ سلیوٹریڈ سے سخت گھبرا رها هے ' اسکا علاج اگر کچھه هے تو کثیر الازدواجي هے -

یه چند ایک امور هیں جن پر یورپین حکما اور اهل الراے گھبرا رهے هیں - یہاں مشتري بطور واعظ بھیجنا اور اشاعت کرانا - میرے نزدیک اسکے لئے یه ملک ابھي تک طیار نہیں - هاں کوئي خود مشہور و معروف هوجاے تو اسکي باتوں پر یہاں کان دھر سکتے هیں - قلم و کاغذ یہی ایشک نرمي چاہتے هے جسکا لوها یہاں سب پر غالب هے - هندوستان سے لکھه کر یہاں کتابیں شائع هوں' یا رهاں کے انگریزي میعادي رسالے یہاں آویں انکے لیے ردي کی ٹوکري یہاں موجود هے - اگر کوئي اور وجهه نہیں تو هندوستان کي چھپائي اور ٹائپ اسے اس قابل کر دیتي هے - یه امور بالکل بے سود هیں - یہاں استقامت اور استقلال کے ساتھه بیٹھه کر اگر قلم و کاغذ سے صحیح طریق پر کام لیا جاے ' تو بہت هي مفید هوگا - یہاں بیٹھکر نه صرف انگلستان میں اشاعت اسلام هو سکتي هے بلکه یورپ اور امریکه میں اور خصوصاً اس سیاه بر اعظم میں جنکے دل بالکل نور اسلام کے لیے طیار هوچکے هیں ' اور جنکے دلوں کو اونکے چہروں کی طرح سیاه کرنے کي زبردست تحریک یہاں پادري حلقه میں پوللتکل اغراض سے هورهي هے - وہ انگریز جو یہاں سے بھي واقف هیں ' عیسائی هیں' لیکن عیسایت سے متنفر هیں اور اسلام کو پسند کرتے هیں - مذهبي مراد اوس سے (اخلاق) هے - اسکے متعلق میں آیندہ مفصل لکھونگا - یورپ در اصل خیالات اور اصولوں کے زیر حکومت هے - هم یورپ کو تلوار اور تفنگ سے فتح نہیں کر سکتے - البته جن اصولوں کے مانتے وہ هے ' اگر اونکا بہترین صورت میں ماخذ قران دکھلایا جاے تو کوئی وجهه نہیں که قران اوپر غالب نه آجاے - کسي یورپین حکیم کي تحریر کو دیکھه لو ! وہ یورپین تهذیب و تمدن سے متنفر هوکر ایک ایسا تمدن تصور کر رها هے جو بالکل قران کے قریب هے - انکی نگاه قران کی طرف اس لیے نہیں جاتي که قران کے ماننے والے اُن سب خرابیوں سے جو مدرے خیال میں قران کے اتباع سے حاصل هو جاتی هیں معرا هوچکے هیں - درجه پہلوں سے پہچانا جاتا هے - همکو غلط طور پر غیر اسلامي نے قران کا پھل سمجھه لیا هے حالانکه همارے اعمال و اعمال نے قران کو دھبه لگا دیا هے -

لندن نیشنل بنک آف انڈیا ۱۷ جنوري سنه ۱۹۱۳ } خواجه کمال الدین بی - اے مقیم لندن

مسلم یونیورسٹي فؤنڈیشن کمیٹي کي کارروائي لکھنو میں

—:*:—

معجوزہ ڈیپوٹیشن میں توسیع کی ضرورت ہے

— * —

مسلم یونیورسٹي فونڈیشن کمیٹی میں جو کارروائی ۲۷ و ۲۹ ڈسمبر سنہ ۱۹۱۲ع کو ہوئی ہے اور جو رزولیوشن اُس میں پاس ہوے ہیں اُن کے متعلق اخباروں میں جو مضامین نکلے ہیں (اور نکل رہے ہیں) اُن کے اور دوستوں کے اعتراضات کے لحاظ سے میرے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار باقی نہیں ہے کہ بعض اہم واقعات پر جو پردہ پڑا ہوا ہے اُس کو اُٹھاؤں - اور اس ضرورت سے ۲۷ و ۲۹ ڈسمبر سے پہلے کي بھی کچھہ واقعات بیان کرنے ناگزیر ہیں -

مسلم یونیورسٹي فونڈیشن کمیٹی کے صدر دفتر (علی گڈھ) سے جب یہ اعلان شائع ہوا کہ کمیٹی موصوفہ کا اجلاس فلاں وقت اور فلاں مقام پر ہوگا تو اس بات کی ضرورت پیش آئی کہ اُس اجلاس کا ایک پروگرام پہلے سے مرتب ہوکر کم از کم کانسٹیٹیوشن کمیٹي اور ٹرسٹیان ایم - اے - او - کالج اور اُن جملہ صاحبان کي خدمت میں بھیجدیا جاوے جو اضلاع کے انتخاب کے ذریعہ سے بطور ذیلی گیٹ کے جلسہ میں شریک ہونے والے تھے - اور تجویز یہ تھی کہ اوائل ڈسمبر میں جب اکثر حضرات ہز آنر نواب لفٹننٹ گورنر بہادر صوبہ کي رونق امروزي کے موقع پر علي گڈھ میں جمع ہونگے تو اس وقت وہ پروگرام مرتب ہو جاوے گا - چنانچہ اس کے لیے وقت بھی مقرر ہوا ' لیکن جن اصحاب کي شرکت اس موقع پر ضرور تھي ان کی عدم موجودگي کي وجہ سے اُس وقت پروگرام کا مسودہ مرتب نہ ہوسکا ' اور مجبوراً نواب خان بہادر محمد مزمل اللہ خاں صاحب قایم مقام آنریري سکرٹري فونڈیشن کمیٹی اور اس حاکسار کے اتفاق سے پروگرام کا مسودہ تیار کیا گیا (جس کا اس موقع پر بجنسہ ذیل میں درج کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے) :

> اسکے بعد فونڈیشن کمیٹي کا اجلاس تھا ' جسمیں ایک ڈیپوٹیشن کے انتخاب ' نواب وقار الملک کي اسکیم جامعۂ اسلامیہ ' اور صنایع رقم یونیورسٹي کے مصرف کي تجویز کے رزولیوشن تھے - ہم نے وہ حصہ بعوض تطویل چھوڑ دیا (الهلال) -

یہ مسودہ پروگرام چھاپا گیا اور تقسیم ہونے ہی کو تھا کہ بعض ممبر صاحبان فونڈیشن کمیٹی نے خواہش کي کہ اُس کا اجراء ملتوي رکھا جاوے ' اور جس وقت ممبر صاحبان لکھنؤ میں عنقریب جمع ہونے ہیں اُس وقت باہمي صلاح و مشورہ سے پروگرام مرتب کیا جاوے - چنانچہ شب مابین ۲۶ و ۲۷ دسمبر میں (جس کي صبح کو فونڈیشن کمیٹی کا اجلاس منعقد ہونے کو تھا) بزیر صدارت جناب ہز اگزالٹڈ حضور نواب صاحب بہادر والی رام پور دام اقبالہم پروگرام کی ترتیب کي غرض سے بمقام لکھنؤ محمود آباد ہوس جلسہ منعقد ہوا اور ایک پروگرام لکھا گیا جس کے چھپنے کی نوبت نہیں آئی اور جو اس وقت میرے پاس بھی موجود نہیں ہے - اس پروگرام کے مسودہ لکھنے وقت تمام وہ حضرات شریک جلسہ تھے جو اس وقت تک بیرونجات سے لکھنؤ تشریف لا چکے تھے اور بعض دیگر حضرات اہل لکھنؤ میں سے تھے - ۲۷ ڈسمبر سنہ ۱۹۱۲ع کو قیصر باغ کي بارہ دری میں فونڈیشن کمیٹی کا جلسہ بزیر صدارت حضور ممدوح الشان منعقد ہوا اور اس روز جس قدر کارروائي ہوئي وہ سب پبلک کارروائي تھي - اس کے اعادہ کي اس موقع پر ضرورت نہیں ہے - جلسہ میں بہت هي زور شور سے دلچسپي کا اظہار کیا گیا تھا - دوسرے وقت کے جلسہ کي صدارت سر راجہ صاحب محمود آباد نے فرمائي تھي -

ڈاکٹر میجر سید حسن صاحب کے ایک رزولیوشن نے (جس میں انہوں نے حضور چانسلر کے غیر محدود اختیارات کو خلاف مصلحت قرار دیا تھا) جلسہ میں بہت ہی گرما گرمی پیدا کردي تھی - یہ مباحثہ آخر وقت تک بھی اس روز ختم نہ ہوا اور ختم جلسہ کے وقت معلوم ہوتا تھا کہ مابعین یہ مسائل اسقدر مشکل اور پیچیدہ ہوگئے ہیں کہ آیندہ اجلاس میں بھي اسکا سلجھنا دشوار ہوگا - لہذا یہ لازمی امر تھا کہ تمام وہ اصحاب جو مجوزہ یونیورسٹی میں دلچسپی رکھتے تھے ان کو اُسي وقت سے یہ فکر لاحق ہوئی کہ کوئی نہ کوئی تدبیر ایسي ہونی چاہیے جس سے یہ مشکل آسان ہو - دوسرا دن ۲۸ ڈسمبر آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کي کارروائی کا دن تھا - لہذا یونیورسٹي کے کانسٹی ٹیوشن پر غور کرنے کے لیے زیادہ وقت مل گیا تھا -

شب مابین ۲۸ ، ۲۹ ڈسمبر کو میں نے اپني ایک تجویز جناب نواب حاجی محمد اسحاق خان بہادر کے سامنے پیش کی جو عنقریب ایم - اے - او کالج اور مسلم یونیورسٹی فونڈیشن کمیٹی کے آنریري سکرٹري کے عہدہ کا چارج لینے والے تھے - اصولاً مدعي اُس تجویز کا خلاصہ یہ تھا کہ فونڈیشن کمیٹی کو کانسٹي ٹیوشن کمیٹی کی تجویزات ۱۱ ، ۱۲ - اگست گذشتہ سے کامل اتفاق کرلینا چاہیے اور مریدے توان جناب ڈاکٹر میجر سید حسن صاحب کے اُس رزولیوشن کو بھی پاس کردینا چاہیے جسپر ۲۷ ڈسمبر کو تمام دن مباحثہ ہوتا رہا تھا - اور اُس دن کے جلسہ کے رنگ سے بھي یہ معلوم ہوتا تھا کہ دونوں ناقدں قوم کی متفقہ (یا کم از کم بہت بڑي مجارٹي کی راے کے) بھی عدن مطابق ہیں - فونڈیشن کمیٹي کے ان فیصلوں سے اُس ڈیپوٹیشن کو جو ہمارے معروضات لیکر گورنمنٹ آف انڈیا میں حاضر ہوگا کافی زور اور اثر کے ساتھہ گورنمنٹ میں یہ عرض کرنے کا موقع ہوگا کہ جو کچھہ وہ گورنمنٹ سے چاہتے ہیں وہ قوم کي متفقہ خواہش اور دیرینہ آرزو ہے - اسی کے ساتھہ ڈیپوٹیشن کو یہ اختیار بھی دے دیا جاوے کہ اپنے معروضات کو گورنمنٹ میں پیش کرنے وقت اور گورنمنٹ کے اعلی عہدہ داروں سے گفتگو اور تبادلہ خیالات کی حالت میں اگر ڈیپوٹیشن اپنی تجویزوں میں قومی مقاصد کی لحاظ کے ساتھہ کسي ترمیم کا قبول کرلینا مصلحت سمجھے تو اُس کو قبول کرلے -

نواب صاحب ممدوح نے مدعي اس گذارش سے اتفاق کیا اور فرمایا کہ البتہ اس طرح پر ایک راستہ نکلتا تو ہے - اُس کے بعد میں نے اپنے خیالات کا اظہار اُسی شب میں علحدہ علحدہ ذیل حضرات سے کیا —

جناب اریبل سر راجہ صاحب جہانگیر آباد و جناب اریبل سر راجہ صاحب محمود آباد و جناب اریبل راجہ سید اور جعفر صاحب اور جناب اریبل صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب و جناب محمد علي خاں صاحب اڈیٹر (کامریڈ) (اور شاید کسی اور صاحب سے بھی) اور سب نے اُسکو پسند کیا اور بالاخر قرار پایا کہ اُسی شب میں کھانا کھانے کے بعد چند حضرات ایک جگہ جمع ہوکر ایسي کسی تجویز پر غور کریں جس سے کل صبح کو پیش آنے والی مشکلات حل ہوجاویں - چنانچہ محمود آباد ہوس کے بالاخانہ پر ۱۱ - بجے شب کے قریب پرائیویٹ طور پر ہم سب نے (جن کا ذکر اوپر ہوا ہے اور جن میں بعض اور اہل الراے حضرات بھي شریک ہوئے تھے) ان معاملات کے متعلق مشورہ کیا جس میں بہت وقت مصرف ہو گیا - میري راے تو وہي تھي جو میں اوپر عرض کرچکا ہوں مگر دیگر حضرات

نے اُسی مطلب کو دوسرے الفاظ میں ادا کیا اور جن الفاظ میں دوسرے دن ایک فیصلہ کن رزولیوشن پیش ہونا چاہیے تھا اُس کا مسودہ اُردو انگریزی میں مرتب کیا گیا ' اور میرے سوا باقی حضرات نے اُس پر اپنے اپنے دستخط ثبت فرمائے - ممبران ڈیپوٹیشن کی ایک فہرست جو کسی صاحب کے پاس انگریزی میں پہلے سے مرتب تھی اُس کو میں نے اردو میں لکھا تو معلوم ہوا کہ اُس فہرست میں کچھ کچھ کمی ہے ' اور یہ کہ ممبران کانسٹی ٹیوشن کمیٹی اور خاصکر وہ کل اصحاب بھی اُس میں شامل نہیں ہیں جو اس سے پیشتر قوم کی طرف سے بطور ایک ڈیپوٹیشن کے گورنمنٹ آف انڈیا کے آنریبل ممبر صاحب تعلیمات کے ساتھہ کام کرتے رہے تھے - اُس پر میں نے اپنی یہہ رائے ظاہر کی کہ ممبران کانسٹی ٹیوشن اور گذشتہ ڈیپوٹیشن کے نام تو کل ہونے چاہیئیں اُن کے علاوہ اور جن ناموں کا اضافہ مناسب ہو وہ نام اور اضافہ کر لیے جاویں - چنانچہ جس قدر نام ممبران ڈیپوٹیشن کے اُس وقت دم لوگوں کو یاد آئے وہ اُس فہرست میں میرے ہی قلم سے اور اضافہ کیے گئے ' اور جہاں تک مجھکو یاد ہے اُس کے آخر میں اس قدر میں نے اور لکھا کہ " باقی اور نام بھی ہیں " - اور قرار پایا کہ صبح کو دفتر سے دیکھہ کر وہ سب نام درج کر لیے جاوینگے - (یہہ اردو کی فہرست جس میں میرے قلم سے کچھہ اضافے ہوئے تھے عالبا اسوقت مسٹر محمد علی نے مجھسے لے لی ' جس کے بعد وہ مجھکو پھر واپس نہیں ملی) اسی اثناء گفتگو میں کسی نے ہم میں سے یہہ بھی کہا کہ اس وقت صرف چند اشخاص جو یہہ مشورہ کر رہے ہیں اس کی خبر بھی لوگوں کو ظاہر پہونچیگی اور وہ اس بات سے ناخوش ہونگے کہ پبلک مشورہ کے بعد یہہ لوگ کہوں نالا نالا اس قسم کی کارروائی کر رہے ہیں - میں نے اس کے جواب میں کہہ دیا تھا کہ پبلک کچھہ بھی بدگماں ہوگی اگر ہم تلاکم و کاست اس وقت کی کل روئداد اُس کے سامنے بیان کردینگے - مسودہ رزولیوشن پر جب مجھسے اُس شب میں دستخطوں کے لیے کہا گیا تھا تو میں نے عرض کیا کہ مجھکو اس مجوزہ مسودہ رزولیوشن کی عبارت کی نسبت زیادہ غور کرنا ہے اور میرے نزدیک زیادہ شگفتگی اس میں ہے کہ ہم صاف صاف لکھدیں کہ کانسٹی ٹیوشن کمیٹی کی تحریرات ۱۱ و ۱۲ اگست گذشتہ سے موفیشن کمیٹی کو اتفاق ہے اور صاف صاف ہمارے ایسا کرنے سے (کہ ہم اپنی کانسٹی ٹیوشن کمیٹی کی تحریروں کو بالاتفاق پاس کردیں) اس کمیٹی کی خدمات کا ایک اعتراف بھی ہوگا اور ڈاکٹر میجر سید حسن صاحب کے رزولیوشن منشاء کو اگرچہ اس جدید رزولیوشن میں داخل کرلیا گیا ہے لیکن صراحت اس بات کا بیان کردینا (کہ جلسہ اس رزولیوشن کو بھی پاس کرتا ہے) جلسہ کی بھی عام مسرت و اطمینان کا موجب ہوگا - اس پر مجھہ سے کہا گیا کہ کانسٹی ٹیوشن کمیٹی کی خدمات کا اعتراف کرنے سے کسی کو انکار نہیں ہے ' ہم اس کمیٹی کے شکریہ کا ایک علیحدہ ورت پاس کردینگے - الغرض مدرے اور باقی حضرات کے دستخطین مسودہ رزولیوشن کی عبارت کی نسبت اختلاف رہ گیا - اس وقت رات کا دیڑھ بج گیا تھا - جلسہ برخاست ہوا اور قرار پایا کہ میں صبح ہی آنکر اول کام یہ کرونگا کہ میں بھی اپنے الفاظ میں رزولیوشن کا مسودہ لکھوں - اس کو بھی سب صاحب ملاحظہ فرمالیں - الغرض جلسہ کے برخاست کے بعد سب سے اول راجہ صاحب جہانگیر آباد اور راجہ سید ابو جعفر صاحب اور دہ بیارمند جلسہ سے باہر آئے - راجہ صاحبان موصوف اپنی اپنی گاڑیوں میں سوار ہوگئے اور میں اپنے کمرہ میں چلا آیا - اُس وقت تک سب کو یہی معلوم تھا کہ صبح جلسہ ساڑھے آٹھہ بجے سے ہے - کچھہ اور ضروریات سے فارغ ہوتے ہوتے مجھکو رات کے دو بج گئے اور جب پلنگ پر لیٹا تو آنکھیں خیالات میں بہت دیر تک بیخود نہ آئی اور بہت تھوڑا سونے پایا تھا جو ساڑھے آٹھہ بجے صبح کے دعدعہ کی وجہ سے بہت جلد بیدار ہوگیا اُس وقت دماغ کی جو حالت تھی میں ہی جانتا ہوں مگر جس طرح بھی ہوسکا میں نے اپنا مسودہ تیار کیا اور اُس کو میں بعینہ ذیل میں نقل کرتا ہوں —

مسودہ مرتبۂ حاکسار مشتاق حسین و رزولیوشن

ڈاکٹر میجر سید حسن صاحب کا رزولیوشن جسپر کامل ایک دن بحث ہوچکی ہے مفصلہ ذیل عبارت میں بالاتفاق پاس کیا جاتا ہے —

قوانین و قواعد ٹرسٹیان کالج کی دفعہ ۴۱ ضمن ۵ میں جو اختیارات اس وقت پیٹرن کالج کو حاصل ہیں وہ یونیورسٹی کی صورت میں حضور وایسراے چانسلر یونیورسٹی کی طرف بدون کسی اضافہ کے منتقل کردئے جاویں -

رزولیوشن

کانسٹی ٹیوشن کمیٹی نے (جسکو یہہ موفیشن کمیٹی تسلیم کرتی ہے) آنریبل سر ہارکورٹ بٹلر صاحب بہادر کے مراسلہ ۹ - اگست سنہ ۱۹۱۲ ع کے جواب میں جو رائیں دی ' ہیں موفیشن کمیٹی ان سے اتفاق رکھتی ہے اور اُن کو منظور کرتی ہے اور آنریبل سر راجہ صاحب محمود آباد کو مجاز کرتی ہے کہ وہ گورنمنٹ آف انڈیا کے حضور میں ایک ڈیپوٹیشن لے جانے کا انتظام فرماویں جو مرکب ہوگا گذشتہ ڈیپوٹیشن کے ممبروں سے اور جس میں چند جدید نام اب اور اضافہ کیے گئے ہیں اور اب اُس ڈیپوٹیشن کے ناموں کی فہرست حسب ذیل ہے —

ذیل میں اسماء کی تفصیل درج ہوتی

یہہ ڈیپوٹیشن گورنمنٹ عالیہ کے حضور میں حاضر ہوکر اور ذیل کی ضروریات کو ادب کے ساتھہ عرض کرکے گورنمنٹ سے عور مکرر کے واسطے درخواست کرے - اس گفتگو اور عرض و معروض کے وقت ڈیپوٹیشن کو کامل اختیار ہوگا کہ اپنی قومی یونیورسٹی کے مقاصد کا لحاظ رکھکر اگر ضرورت سمجھے تو کسی تجویز کی ترمیم یا تنسیخ منظور کرے -

رزولیوشن نمبر (۱) مندرجہ بالا بھی اس اختیار کے تحت میں ہوگا اور اب ڈیپوٹیشن کو گورنمنٹ میں عرض معروض کرنے وقت خصوصیت کے ساتھہ مفصلۂ ذیل امور کو مد نظر رکھنا ہوگا اور اُن کے علاوہ اور جو امور قابل بحث درمیان میں آجاویں -

[ذیل میں وہ امور درج ہوئے جو رزولیوشن کے تحت میں اُسوقت کی قرار داد کے مطابق درج ہوئے والے تھے ' اُس کے بعد یہہ عبارت درج ہوتی]

مجوزہ ڈیپوٹیشن کے ممبروں میں سے اگر کوئی اتفاق سے شریک نہ ہوسکا ہو تو ایک خاص کمیٹی (۱) کو جس میں مفصلۂ ذیل اشخاص شامل ہونگے —

آنریبل سر راجہ صاحب محمود اباد -

ڈاکٹر میجر سید حسن صاحب -

آنریبل مسٹر مظہر الحق صاحب -

اختیار ہوگا کہ وہ اگر ضرورت سمجھیں تو اُسی صوبہ سے جس صوبہ کا کوئی ممبر عدم حاضر ہو دوسرے کسی ممبر کو نامزد کردیں -

رزولیوشن نمبر (۲)

گورنمنٹ میں ڈیپوٹیشن کی حاضری سے پہلے یہہ ضرور ہوگا کہ کانسٹیٹیوشن کمیٹی کی طرف سے آخر مرتبہ جو مسودات کانسٹیٹیوشن

(۱) میں نے تو ابتداء یہہ اختیار صرف آنریبل راجہ صاحب سے متعلق رکھنا چاہا تھا - بعض اور حضرات کی رائے سے اُس کو ایک مختصر سی کمیٹی کی صورت میں بدل دیا تھا -

پبلک رائے کے واسطے مشہور ہوئے تھے اور جن پر اس قارہ بحث کی وجہ سے جو سر ہارکورٹ بٹلر کے مراسلہ ۹ - اگست سنہ ۱۹۱۲ ع سے پیدا ہوگئی تھی کانسٹیٹیوشن کو غور اور فیصلہ کا موقع نہ ملا تھا اسکے واسطے مناسب مہلت کے ساتھ کانسٹیٹیوشن کمیٹی کا اجلاس منعقد کیاجاوے جس میں وہ سب ممبر شامل ہوں جن کا نام رزولیوشن نمبر (۱) میں آیا اور وہ کمیٹی مسودات مرتبہ کا فیصلہ کریں -

رزولیوشن نمبر (۳)

مسودہ بالی اگر جو ابھی پبلک کے سامنے پیش نہیں ہوا ہے وہ بھی حتی الامکان جلد پبلک کے سامنے پیش کیا جاوے اور کانسٹیٹیوشن کمیٹی کا جو اجلاس حسب مندرجہ رزولیوشن صدر منعقد ہو اسی میں بالی ماندہ کا مسودہ بھی مکمل کرلیا جاوے ' تا کہ گورنمنٹ کو بھی یونیورسٹی کے تمام مالہ وماعلیہ پر کامل طور سے غور فرمانے اور ہمارے ڈیپوٹیشن کو ہر ایک معاملہ متعلقہ کی نسبت گورنمنٹ میں عرض معروض کا موقع ملے - (انتہی)

اس مسودہ کو مرتب کر چکنے کے بعد میں منتظر تھا کہ شیدہ مشورہ کے شرکاء بڑے جلسہ سے قبل میرے اس مسودہ کو ملاحظہ فرمائیں گے - لیکن جب بجائے ساڑھے آٹھ کے نو بھی بج گئے تب مجھکو معلوم ہوا کہ جلسہ کا وقت دس بجے سے قرار دیدیا گیا ہے - مجھکو معلوم نہیں کہ یہہ قرار داد کب اور کس طرح ہوئی - غالبا اُسی شب میں درخاست جلسہ کے بعد یہہ تجویز ہوئی ہوگی ' اور اگر ایسا تھا تو شاید میں یہ کہنے میں حق بجانب ہونگا کہ مجھکو بھی اس تبدیلی وقت سے اطلاع دی جانی مناسب تھی ' تاکہ میں اطمینان سے اُس شب میں کچھہ آرام کرسکتا اور صبح اطمینان کے ساتھہ اپنا مسودہ مرتب کرتا اور جو تکلیف و پریشانی مجھکو وقت کی تنگی کی وجہ سے ہوئی ' اُس سے میں محفوظ رہ سکتا جس کا میں اپنی اس عمر اور ضعف اور علالت کی حالت میں شاید مستحق نہ تھا -

بہرحال جلسہ سے قبل جناب نواب محمد اسحاق خاں صاحب بہادر مجھسے ملے اور اُن کو میں نے اپنا یہہ مسودہ دکھلایا اور جہاں تک اس وقت مجھکو یاد آتا ہے اُس کے بعد اڈیبل سر راجہ صاحب محمود آباد نے بھی اُس کو ملاحظہ فرمایا ' اور چونکہ عین جلسہ کا وقت آگیا تھا لہذا سب صاحب جلدی جلدی مونڈیشن کمیٹی کے جلسہ میں پہونچے - جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی اور مسٹر محمد علی صاحب (کامریڈ) نے سب سے اول اپنا وہ رزولیوشن پیش کیا جو اس جلسہ کے آخر میں پاس ہوا - اور جو کارروائی اُس وقت جلسہ میں ہوئی وہ علانیہ تھی اور تمام جلسہ اُس سے واقف ہے اور اخباروں میں اُس کی روئداد چھپ چکی ہے - مجھکو اُن امور میں سے کسی کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے -

مسٹر محمد علی نے اپنے رزولیوشن کے ساتھہ ممبران ڈیپوٹیشن کے نام بھی پڑھے جس کی نسبت میں نے خیال کیا کہ یہ وہی فہرست ہے جو رات کے جلسہ میں میرے سامنے طے پائی تھی -

بہرحال پیش شدہ رزولیوشن کے مضمون کے متعلق بعض اخباروں میں کچھہ غلط فہمی ہوگئی ہے لہذا احتیاطاً میں اُس کو عینی گذہ اسٹیٹیوٹ گزٹ مطبوعہ ۸ جنوری سنہ ۱۹۱۳ ع سے بجنسہ ذیل میں درج کردینا مناسب سمجھتا ہوں :—

رزولیوشن :

یہہ جلسہ حضور ملک معظم کے وزیر ہند بہادر کے فیصلہ مندرجہ مراسلہ اڈیبل سر ہارکورٹ بٹلر مورخہ ۹ - اگست من مقام شملہ میں کو نہایت مایوسی اور افسوس کی نظر سے دیکھتا ہے - ان آراء پر لحاظ کرتے ہوئے جو کانسٹیٹیوشن کمیٹی نے ظاہر کی ہیں اور جو اس جلسہ کے اندر مباحثہ کے دوران میں بھی ظاہر کی گئی ہیں منجملہ دیگر امور کے یہ بھی طے پایا ہے کہ اول یونیورسٹی کا نام "مسلم یونیورسٹی ' علیگذہ " ہونا چاہیے - دوم یہ کہ قانون کے متعلق جو اختیارات چانسلر کو سپرد کیے جانے تجویز ہوئے ہیں وہ گورنر جنرل باجلاس کونسل کو سپرد نہ ہونے چاہئیں - سوم یہ کہ جو اختیارات اسٹیچرٹس کے باب سوم کے فقرہ پنجم میں مذکور ہیں وہ وہی ہونے چاہئیں جو پیٹرن کو زیر دفعہ ۴۱ قواعد و قوانین ٹرسٹیاں علیگذہ کالج دئے گئے ہیں - چہارم یہ کہ الحاق کے متعلق اسٹیچرٹس اُسی صورت پر باقی رہیں جیسے کہ وہ تحریر ہوئے ہیں - اور پنجم یہ کہ کورٹ کونسل اور سنڈیکٹ کے متعلق کانسٹیٹیوشن کو شرائط کے اندر ترمیم نہیں ہونی چاہیے - علاوہ بریں ان مہمات ضروریہ پر لحاظ کرتے ہوئے جو اس مسئلہ کے ساتھہ وابستہ ہیں یہ جلسہ حضرات ذیل کی ایک کمیٹی مقرر کرتا ہے اور اُن کو کامل اختیار و منصب کام کرے اور مسلم یونیورسٹی کے متعلق جملہ معاملات کو مختتم طور پر اس نہج کے ساتھہ طے کرنے کا عطا کرتا ہے جو اُن کو قوم کے بہترین مفاد کے لحاظ سے مناسب معلوم ہو - نیز یہ کہ وہ بصورت ایک ڈیپوٹیشن کے ہز اکسلنسی وایسراے کے حضور میں باریاب ہوکر اس باب میں کل ضروری معروضات پیش کریں -

اسماے ممبران ڈیپوٹیشن

ایکس آفیشیو — ہز ہائنس سر آغا خاں پریسیڈنٹ مونڈیشن کمیٹی ' اڈیبل سر راجہ صاحب نہادر محمود آباد پریسیڈنٹ کانسٹی ٹیوشن کمیٹی ' نواب حاجی محمد اسحاق خان نہادر منتخب سکرٹری علی گذہ کالج -

صوبجات متحدہ آگرہ و اودہ — نواب وقار الملک بہادر ' صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب ' اڈیبل خواجہ علم الثقلین صاحب - مسٹر سید نبی اللہ بیرسٹر ایٹ لا ' مسٹر سید وزیر حسن بی - اے - ایل - ایل - بی -

پنجاب — اڈیبل خاں نہادر میاں محمد شفیع ' اڈیبل کپتان ملک محمد مہار خاں ' ڈاکٹر شیخ محمد اقبال ' خان نہادر شیخ رحیم بخش صاحب سی - آئی - ای ' میاں محمد فضل حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لا -

بمبئی .— اڈیبل مسٹر فاضل بھائی کریم بھائی ' اڈیبل مسٹر محمد علی جناح -

مدراس — سیٹھہ یعقوب حسن صاحب بی - اے - ایل - ایل - بی ' نواب غلام احمد خاں نہادر کلامی -

بنگال — اڈیبل مسٹر حسنس سنہ حسن امام ' مسٹر سلطان احمد بیرسٹر ایٹ لا -

بہار — اڈیبل مسٹر مظہر الحق بیرسٹر ایٹ لا ' اڈیبل مسٹر محی الدین -

ممالک متوسط — خاں نہادر ایچ - ایم - ملک صاحب -

دہلی — مسٹر محمد علی (اکس) -

لندن — میجر سید حسن صاحب بلگرامی -

جلسے میں رزولیوشن پیش ہونے سے پہلے گذشتہ شب کے جلسہ کے شرکاء میں سے کسی نے میرے مسودہ کے دیکھنے کی خواہش نہیں کی جس کی وجہ غالباً کچھہ یہ بھی ہوگی کہ کارروائی کے لیے وقت بہت ہی تنگ ہوگیا تھا - رزولیوشن پیش ہونے کے بعد مجھہ سے بعض معزز دوستوں نے پرائیویٹ طور پر دریافت کیا کہ کیا آپ اس کی تائید کرینگے ؟ میں نے عرض کیا کہ میرے مرتبہ مسودہ میں اور پیش شدہ رزولیوشن میں کسی قدر اختلاف ہے لہذا پیش شدہ رزولیوشن کی تائید ہوجانے کے بعد میں اپنے مسودہ کو ترمیم

کی صورت میں پیش کرونگا اس پر مجھسے بہت اصرار کیا گیا کہ میں ایسا نہ کروں ورنہ جلسہ میں بہت گڑبڑ ہو جائیگی - اور بالآخر مجھسے کہا گیا کہ اگر کسی اور طرف سے پیش شدہ رزولوشن سے اختلاف کیا جاوے اور معلوم ہوتا ہو کہ اختلاف رائے ہو گیا ہے اور مناظرہ میں طوالت ہو رہی ہے تب میں اپنی ترمیم پیش کروں ' ورنہ جب تک جلسہ کا یہ رنگ رہے کہ اُس میں کسی رائے اختلاف کے نوٹ آنے کے بعد دوں پیش شدہ رزولوشن بحالہ منظور ہو جائیگا ' تب مجھکو اپنی ترمیم پیش نہ کرنی چاہئے - رزولیوشن کی پیشی کے وقت مسٹر محمد علی نے جب اُس پر جلسہ کے سامنے تقریر کی تو اُس میں اُنھوں نے یہہ بھی فرمایا کہ رات کو تڑکے رات گئے تک اس کے متعلق مشورہ ہوتا رہا ہے اور فلاں فلاں صاحبوں کے اتفاق سے (جن میں میرا نام بھی اُنھوں نے لیا) اس رزولوشن کا مسودہ مرتب ہوا ہے - اس پر میں نے اپنے اُن معزز دوست کو جنھوں نے مجھے خاموش رہنے کی تائید کی تھی نوٹ دلائی کہ پیش شدہ رزولوشن کی ذمہ داری اب میرے اوپر بھی آتی ہے ' مگر اُنھوں نے اُس وقت سکوت فرمایا اور کوئی جواب مجھکو نہیں دیا - اُس وقت میں نے اپنے آپ کو سخت مشکل میں پایا - اور سوچنے کے لیے میرے پاس وقت بہت ہی تنگ تھا - بہرحال جو خیال اس وقت میرے دل میں آیا وہ یہ تھا کہ اُس وقت ترکوں میں بھی بہت زیادہ اختلافات واقع ہیں اور ہر ایک شخص ان میں سے یہی دعوی کرتا ہے کہ میں جو رائے رکھتا ہوں وہی قوم کے حق میں زیادہ مفید ہے اور دوسرے کے خیال کی اطاعت کرنا نہیں چاہتا ' اور اسی کا یہہ نتیجہ ہے کہ جھگڑے بڑھتے چلے جارہے ہیں - پیش شدہ رزولوشن میں بھی وہ باتیں سب آگئی ہیں جو میرے مسودہ میں ہیں ' صرف بعض باتوں کا فرق ہے ' لہذا رفع اختلاف کی غرض سے اور جلسہ کو سکون کی حالت میں قایم رکھنے کی ضرورت سے مجھہ ہی کو اُس وقت خاموش رہنا مناسب ہے ' ورنہ میں بھی اُسی الزام کا ملزم ہوں گا جو میں ترکوں پر لگا رہا ہوں اور میں نے دلسوزی کیا اور رزولیوشن پاس ہوا - بعض حصے میرے مجوزہ رزولیوشن میں ایسے تھے جن کو بطور علحدہ رزولوشن کے پیش ہونے میں کوئی مضائقہ نہ تھا - لیکن صدر انجمن صاحب نے پیش شدہ رزولوشن کا پاس ہو جانا اس قدر عمدہ سمجھا کہ بعد اس بات پر غور کیے ہوئے کہ اور کیا کام باقی رہ گیا ہے اُنھوں نے مؤتمر کمیٹی کے جلسہ کو برخاست کیا ' اور دوسرے وقت کا جلسہ ایجوکیشنل کانفرنس کی کارروائی کا جلسہ قرار دیا گیا - اگر وقت بھی اس قدر گذر گیا تھا کہ عام جلسہ نے بھی اُس وقت کارروائی کے اختتام کو بہتر سمجھا

جلسہ کے بعد ہی ایک صاحب میری فرودگاہ پر میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے مسودہ کی طرف سے مجوزہ ڈیپوٹیشن میں نام نہیں آیا - میں نے عرض کیا کہ خود آپ کا نام ہے - اُنھوں نے کہا کوئی نہیں - میں نے پھر عرض کیا کہ آپ کا نام خود میرے قلم سے لکھا ہوا ہے - اُنھوں نے اس پر دوبارہ تحقیق کیا تو بھی معلوم ہوا کہ درحقیقت اُن کا نام اُس فہرست میں نہیں - اور جب میں نے بھی تحقیق کیا تو اُن کا خیال صحیح تھا اور اُن کا نام ڈیپوٹیشن کی اُس فہرست میں نہیں تھا جو رزولوشن کے ساتھہ جلسہ کے سامنے پیش کی گئی تھی - اور وہ پہلا وقت تھا جب مجھکو معلوم ہوا کہ سر راجہ صاحب حیدرآباد اور آنریبل راجہ سید ابو جعفر صاحب اور اس خاکسار کے رات کو اُس جلسہ سے چلے آنے کے بعد ہم لوگوں کے سامنے کی مرتبہ فہرست بدل دی گئی تھی اور صرف وہی ایک نام جس کی طرف میں نے اوپر اشارہ کیا فہرست سے متروک نہیں کیا گیا تھا ' بلکہ اور بہت سے نام متروک ہوگئے تھے ' اور یہہ اصول بھی بدل دیا گیا تھا کہ کانسٹیٹیوشن کمیٹی کے سب ممبر اُس میں رکھے جائیں ' یہاں تک کہ جو ممبر پہلے سے ڈیپوٹیشن میں شریک تھے اور گورنمنٹ کے آنریبل ممبر صاحب تعلیمات کے ساتھہ کام کرتے رہے تھے ان میں سے بھی کتنے ہی نام پیش شدہ فہرست میں درج نہیں ہوئے - اس غیر متوقع کارروائی نے مجھکو سخت حیرت میں مبتلا کیا ' اور میں نے آنریبل سر راجہ صاحب محمود آباد کو جو اُسوقت جلسہ کی صدارت فرمارہے تھے اس کارروائی پر توجہ دلائی جس کا مجھکو کوئی جواب نہیں ملا - اسکے بعد جب پنجاب کے چند حضرات نے شکایت کی کہ ان کے صوبہ کی قایم مقامی ڈیپوٹیشن میں کافی طور پر ملحوظ نہیں رکھی گئی اور صاحبان حل و عقد نے ان کا لحاظ مناسب نہ سمجھا ' تو جناب سر راجہ صاحب ممدوح نے مجھسے (جو اسوقت جلسہ میں آنریری سکرٹری کی خدمات انجام دے رہا تھا) فرمایا کہ میں ایک نوٹس جاری کردوں کہ شام کے جلسہ میں بھی فوندیشن کمیٹی کی کچھہ کارروائی ہوگی - میں نے بہ تعمیل ارشاد نوٹس جاری کردی جس کی اطلاع صبح کے تمام حضار جلسہ کو تو اُس وقت چند منٹ میں ہو نہیں سکتی تھی ' لہذا جلسے اور مہمانوں کے کیمپ میں جا جا جگہہ وہ نوٹس چسپاں کردئے گئے - اور جناب سر راجہ صاحب کی خدمت میں میں نے ایک عریضہ کے ذریعہ سے عرض کردیا کہ حسب الحکم نوٹس تو جاری کردیے گئے ہیں ' لیکن اتنے ایسے نے اصول جلسہ میں خود ذمہ دار ممبر حاضری سے معافی چاہتا ہے - چنانچہ میں اُس جلسہ میں شریک نہیں ہوا - لیکن میں نے سنا کہ پنجاب سے چند حضرات کے نام ڈیپوٹیشن کی فہرست میں اور اضافہ کرائے گئے -

یہ ایک واقعہ ہے کہ جس وقت مسٹر محمد علی نے رزولوشن کے ساتھہ جلسہ کے سامنے ڈیپوٹیشن کے نام پیش کیے میں یہی سمجھتا رہا کہ یہ وہی نام پڑھے جارہے ہیں جو میرے سامنے ڈیپوٹیشن کے واسطے منظور ہوچکے تھے -

اب یہاں مجھپر یہ الزام لگایا جاسکتا ہے کہ اُسی وقت جلسہ میں فہرست کے بدلنے کے بعد میں نے کیوں محسوس نہ کیا کہ یہ وہ رات والی مکمل فہرست نہیں ہے اور کتنے ہی نام اُسمیں سے نکال دئے گئے ہیں - سب سے اول اس الزام کے جواب میں میں اپنے دماغ کی کمزوری کو معذرت کے ساتھہ پیش کروں گا ' جس سے پبلک عالباً پوری طرح واقف ہے اور جس کے لحاظ سے میں بار بار اس قسم کے کاموں کی شرکت سے معافی چاہ چکا ہوں اور اس مرتبہ بھی جو میں لکھنؤ کے ان جلسوں میں شریک ہوا صرف وہ شرکت اسی سخت ضرورت کی وجہ سے تھی ' ورنہ میری حالت صحت مجھکو اُسکی اجازت نہیں دیتی تھی - دوسرے میں اسپر مطمئن تھا کہ فہرست پر میں غور کرچکا ہوں اور جو کچھہ میرے نزدیک مناسب تھا وہ اُسمیں داخل ہوچکا ہے ' لہذا میرا ذہن اُس ترمیم کی طرف منتقل ہوا جو بعد میری اطلاع کے فہرست میں کردی گئی تھی : سوم ایک ادنی لمحہ فہرست کو ایک ہی دفعہ سننے کے بعد اُن سب ناموں کو ذہن میں محفوظ رکھنا اور وہ معلوم کرلینا کہ اُسمیں کیا کمی ہے ' معمولی دماغ کا کام نہیں ہے - بایں ہمہ اگر قوم کے نزدیک میرے یہ عذرات کافی نہیں تو اپنی خطا کا اقرار کرتا ہوں اور امید ہے کہ قوم میری اس معذرت کو مہربانی سے قبول کرکے مجھے معاف فرمائیگی ' خصوصاً ایسے وقت میں جبکہ اس قسم کی خطاؤں کے سرزد ہونے کا کوئی موقع میرے طرف سے عالباً آیندہ پیش آنے والا نہیں ہے -

میں پہلے بھی ایک دفعہ عرض کرچکا تھا کہ اب میرا دماغ ان تفکرات کے برداشت کرنے کے قابل نہیں ہے - اسپر بھی جو میں لکھتا چلا گیا یہ میری طرف سے قانون قدرت کی خلاف ورزی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لکھنو سے لوٹنے کے بعد (جہاں میں نے حتی الامکان ہر طرح کی احتیاط اپنے کھانے پینے رہنے میں کی تھی اور عالی جناب سر راجہ صاحب محمود آباد کی طرف سے بھی' جسکا کہ میں اس موقع پر مہمان تھا ہر ایک طرح میری آسایش کا پورا انتظام و اہتمام رکھا گیا تھا) اسی تھوڑے عرصہ میں چار دفعہ میری طبیعت خراب ہوئی اور پیچش رہنے میں مبتلا ہوا - اور آسوقت بھی میری حالت کسی سفر کے واسطے موزوں نہ تھی - لیکن "چور چوری سے جاے مگر ہیرا پھیری سے نہیں جاسکتا" یہ سمجھکر کہ ٹرسٹیان کالج کا سالانہ جلسہ ہے کم ازکم ایک دفعہ تو اس میں ضرور شریک ہونا چاہیے اور خاصکر اس خیال سے کہ حال ہی میں نواب حاجی محمد اسحق خاں صاحب بہادر نے علی گڈہ پہنچکر اپنے معزز عہدہ آنریری سکرٹری کا چارج لیا تھا ' میرے دل نے نہ مانا اور میں علی گڈہ چلا آیا ' اس ارادہ سے کہ ایک ہفتہ یہاں قیام کروں - لیکن یہاں علی گڈہ پہنچنے سے چوتھے دن میرے بائیں رخسارہ پر فالج کا اثر ظاہر ہوا ' حالانکہ میرے معزز دوست مسٹر عامر مصطفی خاں صاحب نے میرے آرام اور حفظ صحت میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا تھا - اور اب ڈاکٹروں کی متفقہ اور قطعی راے یہ ہے کہ اس قسم کے خطرات جو اس سے قبل یا اب مجھے پیش آئے ' دماغی کام کرنے کی وجہ سے ہیں ' اور آیندہ وہ مجھے بہت اصولوں کے ساتھ اس قسم کی جرات سے منع فرماتے ہیں - اُن کے ارشاد کی تعمیل نہ کرنا خودکشی میں داخل ہے جس کو میرا کوئی دوست بھی یقین ہے کہ گوارا نہ کرے گا - میں سمجھتا ہوں (گو اس کے ساتھ مجھے افسوس بھی بہت زیادہ ہے) کہ آیندہ میں پبلک جلسوں یا صلح و مشوروں کی صحبتوں میں بھی شریک ہونے ہی سے معذور نہ رہونگا بلکہ غالباً تحریر کے ذریعہ سے بھی اب مجھے اپنے خیالات کے ظاہر کرنے کا موقع نہ ملے گا ' اور اسلیے میری ذات پر قوم کو اگر کچھ تھوڑا بہت بھروسہ تھا تو اُس سے بھی اب قطع نظر کرلینی چاہیے اور جو کچھ کرنا چاہیے خود سوچ سمجھکر کرنا چاہیے - اس وقت اس مہرست کی حالت جو جلسہ میں منظور ہوئی یہ ہے کہ جلسہ کے برخاست کے بعد ہی پنجاب کے بعض حضرات کو شکایت پیدا ہوئی کہ ڈپوٹیشن میں پنجاب کی قایم مقامی کا لحاظ پورے طور پر نہیں کیا گیا جس کی تلافی اسی وقت دوسرے بالکل غیر متعلقہ جلسہ میں اضطراری طور پر کی گئی جس کو کوئی شخص بھی (جو غور کی نگاہ سے دیکھیگا) واجبی اور ناقاعدہ نہ سمجھیگا - جناب آنریبل سر راجہ صاحب جہانگیر آباد نے مجھ سے اس بات کی سخت شکایت کی ہے کہ ڈپوٹیشن میں صوبہ اودھ کی قائم مقامی کا بھی مطلق لحاظ نہیں رکھا گیا - سید نبی اللہ صاحب اور سید وزیر حسن صاحب کو ہم اودھ میں شمار نہیں کرسکتے - راجہ صاحب محمود آباد بحیثیت اپنے عہدہ پریسیڈنٹ یا وائس پریسیڈنٹ کے کل ہندوستان سے تعلق رکھتے ہیں - دہلی کے حضرات میرے سامنے شکایت کرتے ہیں کہ یہ عجیب قسم کا ڈپوٹیشن ہے جو تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف سے گورنمنٹ آف انڈیا میں حاضر ہونے کے لیے تجویز کیا گیا ہے اور دہلی کے اتنے بڑے شہر کی طرف سے (جو اس وقت تمام ہندوستان کا پایہ تخت ہے اور جہاں خود ڈپوٹیشن شاید کسی وقت حضور وایسراے انڈیا کی خدمت کی خدمت میں حاضر ہونے کی عزت حاصل کرے) کوئی بھی قایم مقام نہیں ' اور اونکو سخت تعجب ہے کہ حاذق الملک کا سا نام اس مہرست سے کیوں متروک کیا گیا -- مسٹر محمد علی بحیثیت ایڈیٹر کامریڈ دہلی کی طرف سے قایم مقامی کا دعوی نہیں کرسکتے - پھر ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب سے زیادہ کسی شخص نے بھی کانسٹیٹیوشن کے بنانے میں محنت اور جانکاہی نہیں کی ' اور گو مسودہ کانسٹیٹیوشن میں اُن سے مجھکو بہت اختلاف رہے ' لیکن جو محنت بہ حیثیت سکرٹری کانسٹیٹیوشن کمیٹی اور بحیثیت سکرٹری ڈپوٹیشن انھوں نے برداشت کی اُس سے انکار کرنا آفتاب پر خاک ڈالنا ہے - لیکن بایں ہمہ ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب کا نام مہرست میں اول سے آخر تک کہیں نظر نہیں آتا - آنریبل سر راجہ صاحب محمود آباد کو خود مہرست کی ترتیب کے وقت ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب کے نام کے متروک ہونے کا ایسا افسوس ہے کہ وہ اس فروگذاشت کو بمنزلہ گناہ کے سمجھتے ہیں - اسی طرح جب اُس مہرست کو مزید غور کے ساتھہ دیکھا جاے گا تو معلوم ہوگا کہ دوسرے صوبوں میں بھی اس قسم کی بعض بعض اہم فروگذاشتیں ہوئی ہیں اور مجوزین ڈپوٹیشن کے سوا خدا ہی کو معلوم ہے کہ یہ اتفاقیہ فروگذاشتیں ہیں یا جو کچھہ ہوا بالقصد ہوا - لیکن جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ ڈپوٹیشن کی توسیع کا نام آتا ہے تو بعض مجوزین مہرست کو یہ ذکر ناگوار گذرتا ہے ' تو اس میں شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں رہتی کہ اُنھوں نے یہ قطعی ارادہ کرلیا تھا کہ مونڈیشن کمیٹی کے جلسہ سے جس طرح بھی ہوسکے اس مہرست کو جلدی سے پاس کرادیا جاوے اور جس طرح اس قسم کی کمیٹیوں میں دنیا جہان کا قاعدہ ہے کہ آیندہ توسیع اور ترمیم کی گنجایش باقی رکھی جاتی ہے ایسا کوئی فقرہ رزولیوشن میں داخل نہ کیا جاوے - تو یہ اُن مجوزین کی دانستہ کارروائی ہے - صاحبان ! یہ کسی کی ذاتی میراث کا معاملہ نہیں تھا کہ چار بھائی ایک جگہہ مل کر بیٹھہ گئے اور میراث کو باہم تقسیم کر لیا - اس میراث میں تو تمام قوم شریک اور سہیم ہے - اُس میں ترکیب ترکیب سے اپنے مقصد مدعا مطلب براری ہرگز روا نہیں ہوسکتی - جلسہ کے سامنے ایک طرف تو میرا نام مجوزین مہرست میں بالکل خلاف واقعہ لیا گیا اور یہ کہکر کہ مجوزہ رزولیوشن بنانے میں مشتاق حسین بھی شامل ہے جلسہ کو دھوکا دیا گیا ' اور دوسری طرف اس بات کی کوشش کی گئی کہ میں جلسہ میں بالکل سکوت اختیار کروں - با ایں ہمہ اگر سمجھکر چلے سے یہ معلوم ہوتا کہ ڈپوٹیشن کی مہرست میری عیدت میں بدل دی گئی ہے تو میں ہرگز بھی جلسہ میں خاموش نہ رہتا اور اُس وقت بعد اختصار جلسہ کو اسماے ڈپوٹیشن پر کامل طور سے غور اور بحث کا موقع ملتا اور ضروری ترمیموں کے ساتھہ مہرست پاس ہوتی اور لازمی طور پر اُسمیں یہہ گنجایش بھی رکھی جاتی کہ ضرورت کے وقت اُسمیں پھر بھی کوئی ترمیم ہوسکے ' مثلاً میں ہی اب اپنی ناتندرستی صحت کے لحاظ سے اپنے آپ کو اس قسم کے جلسوں میں شامل ہونے کے قابل نہیں پاتا ' اور اس حالت میں اگر قوم کو اس بات کی ضرورت محسوس ہو کہ میری جگہ کوئی اور صاحب ڈپوٹیشن میں شریک کئے جاویں تو جس عبارت میں کہ رزولیوشن پاس ہوا ہے اس کی رو سے اس ترمیم کا کوئی مرتع قوم کے ہاتھہ میں نہیں ہے -

اور جو کچھہ مجھکو ممبران ڈپوٹیشن کی مہرست کے متعلق بعد میں بعض ان حضرات سے جو برخاست جلسہ کے بعد وہاں بیٹھے رہ گئے تھے ' معلوم ہوا ہے وہ بھی اس قابل ہے کہ قوم کو اس پر مطلع ہونا چاہیے - اور وہ یہ ہے کہ ہم تین شخصوں کے (یعنی راجہ صاحب جہانگیر آباد اور راجہ سید ابو جعفر صاحب اور نیازمند کے) وہاں سے

چلے آنے کے بعد چند نوجوان اور تعلیم یافتہ حضرات نے رائے قایم کی اور صاف صاف کہدیا کہ ڈپوٹیشن میں نصف ایسے لوگ ہونے چاہیئیں جو ہمارے ہم رائے ہوں اور نصف دوسری طرح کے ہوں اس اصول کے ساتھ اُس وقت وہ نئی فہرست مرتب ہوئی جو اگلی صبح کو رزولوشن کے ساتھ جلسہ میں پیش کی گئی -

دو ابھی تین چار دن پہلے علیگڈھ میں، مجھکو ایک نوجوان و تعلیم یافتہ صاحب سے معلوم ہوا کہ ممبران ڈیپوٹیشن کی جب یہہ نئی فہرست مرتب ہورہی تھی تو اُس میں شریک مشورہ کرنے کے غرض سے کچھہ لوگوں کے پاس موٹر کار بھیجے گئے اور اُسی وقت وہ سوتے سے جگا کر اُس جلسہ میں بلائے گئے اور اُن سے مشورہ ہوکر جدید فہرست مرتب ہوئی - جو صاحب مجھسے اس روایت کے راوی تھے وہ بھی اُن میں سے ایک تھے جن کے پاس اُس شب میں موٹر کار بھیجی گئی اور وہ شریک مشورہ ہوئے - میں اوپر اپنے اس مضمون میں بیان کرچکا ہوں کہ میں نے مجوزہ مسودہ رزولوشن کو یہ مشورہ دیا تھا کہ پبلک کی بدگمانی سے بچنا چاہئے ہیں، تو جو کچھہ اس رات میں ہورہا ہے وہ سب جلسہ کے وقت صاف صاف بیان کردیا جائے، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان صاحبوں نے اس وجہ سے اُس کی جواب دہی کہ ایسا کرنے سے کہیں اُنکا حمایا رنگ اُکھڑ نہ جائے - یہاں تک کہ مجھکو بھی (جو اسوقت جلسہ میں اوڈیری سکرٹری کی پوزیشن میں تھا) بالقصد بے خبر رکھا گیا - اور کیا اِن واقعات کے بعد اس کے سوا کوئی اور رائے قایم ہو سکتی ہے کہ یہہ جو کچھہ کیا گیا بالقصد کیا گیا اور صرف اس غرض سے کیا گیا کہ فہرست ڈپوٹیشن کے مجوزہ اِن واقعات کو پردہ اخفا میں رکھہ کر اپنے مصوبہ کو جلسہ سے جب چاہئے پاس کرا لیں ؟

میں نے اپنے ناظرین کا بہت قیمتی وقت اپنی اس گذارش میں صرف کیا ہے جس کی میں معافی چاہتا ہوں، اور اب اس کے بعد جو کچھہ عرض کرنا ضرور ہے وہ صرف یہ ہے کہ یہ تو جو کچھہ ہوا وہ ہوا، لیکن اب آئندہ قوم کو کیا کرنا ہے ؟ اُس کی نسبت میری ناچیز رائے یہ ہے کہ فہرست ڈپوٹیشن کے علاوہ باقی رزولوشن جو ۲۹ دسمبر ۱۹۱۲ ع کے جلسہ میں پاس ہوا اُسکو بدستور قایم رکھا جائے، مگر اس سے بھی چارہ نہیں ہے کہ ہم تو ایک با اختیار ڈپوٹیشن تجویز کرنا چاہئے جو گورنمنٹ آف انڈیا میں ہماری معروضات کو پیش کرے اور جہانتک اُسکے امکان میں ہو وہ اپنے آپ کو اسکا پابند رکھے کہ قوم کی خواہشات پر پورا زور دے - لیکن اسمیں بھی شک نہیں ہے کہ ڈپوٹیشن کے اختیارات میں کوئی مناسب حد بھی ہونی چاہئے، یا دوسرے لفظوں میں یہہ کہ اگر ڈپوٹیشن کے ممبروں میں باہم اختلاف رائے ہو تو اُس وقت ڈپوٹیشن کا طرز عمل کیا ہونا چاہیے - آنریبل خواجہ غلام الثقلین صاحب نے بعض نہایت معقول مشورہ اُس وقت اُس معاملہ کے متعلق جلسہ کے سامنے پیش کئے تھے، لیکن صاحبان حل و عقد نے (جس کو اُسوقت صرف اپنے نقصان کی ناامیدی منظور نہیں تھی اسکے کہ اُس پیش شدہ ترمیم کی نسبت غور کیا جاتا یا اُس کا کچھہ جواب دیا جاتا) خواجہ صاحب موصوف کا ایک نام ڈپوٹیشن کے ممبروں میں اضافہ کردینا کافی سمجھا اور بحث کو آگے بڑھنے نہ دیا - خواجہ صاحب کا اسم گرامی اضافہ کرنے سے عالباً مطلب نہ تھا کہ ڈپوٹیشن کی کارروائی کے وقت جناب ممدوح اپنے خیالات کو بہت اطمینان کے ساتھہ ڈپوٹیشن کے سامنے پیش کرسکیں گے - لیکن اس کے بعد بھی وہ سوال بدستور کھلا رہتا ہے کہ اگر ممبران ڈپوٹیشن کے باہم کسی مسئلہ پر اختلاف ہو تو اُس کا تصفیہ کسطرح ہوگا ؟ اور اسکا بہترین حل رہی ہے جو آسوقت خواجہ صاحب نے اپنی تقریر میں بیان فرمایا تھا کہ کن کن شرائط کے ساتھہ ڈپوٹیشن کو مسودہ کانسٹی ٹیوشن مرتبہ کانسٹی ٹیوشن کمیٹی میں ترمیم کا اختیار ہوگا، مثلاً یہ کہ جب تک دو ثلث ممبران ڈپوٹیشن کسی ترمیم پر اتفاق نہ کرلیں تو اُس ترمیم کو ڈپوٹیشن منظور نہ کرسکے - رزولوشن میں ایسا کوئی ذکر نہیں ہے - اُسکی توضیح رزولوشن میں اور ہو جانی چاہیے - اور اسی کے ساتھہ کوئی ایسا فقرہ بھی رزولوشن میں ضرور درج ہونا چاہیے کہ جب ڈپوٹیشن ضرورت سمجھے تو اپنی فہرست میں توسیع کرسکے - اور مذکورہ بالا مقاصد کی غرض سے مندرجہ ذیل طریقوں میں سے کوئی طریقہ اختیار کیا جائے —

اوّل یہہ کہ مجوزہ ڈپوٹیشن کا ایک اجلاس خاص منعقد کیا جائے اور وہ ان ضروری باتوں کا تصفیہ کرکے اطلاع کے لئے اپنی تجویز مشتہر کردے اور قوم کی طرف سے وہ بطور جرو پاس شدہ رزولوشن کے منظور ہو -

(الف) فہرست ڈپوٹیشن کی توسیع کے متعلق - اور یہاں میں صاف صاف یہ کہ دینا چاہتا ہوں کہ ڈپوٹیشن کے اس اجلاس خاص کمیٹی کی منظوری کے بغیر یہ اختیار نہ ہونا چاہئے کہ کانسٹی ٹیوشن کمیٹی کے یا اس ڈپوٹیشن کے ناموں میں کمی کردے جو اس سے پہلے گورنمنٹ کے ساتھہ کارروائی کرنے میں مصروف رہا ہو- حال کے ڈپوٹیشن کو یہہ اختیار ہونا چاہئے کہ اگر وہ اور کسی جدید نام کا اضافہ ڈپوٹیشن میں کرنا مناسب سمجھے، تو وہ کرسکے -

یہاں بعض حضرات شاید یہہ خیال فرمائیں کہ ایسا کرنے سے ممبران ڈپوٹیشن کی تعداد اسقدر زیادہ ہوجائے گی کہ اُس کو گورنمنٹ شاید پسند نہ کرے - لیکن اُسی کے ساتھہ ہم کو یہہ بھی خیال رکھنا لازم ہے کہ سات کروڑ مردم شماری کے کامل اختیارات اس ڈپوٹیشن کو سپرد ہوئے ہیں، اور اس تمام حق عقدر کا اطمینان اور بھروسہ اس ڈپوٹیشن کے کامل اطمینان ہونے پر منحصر ہے - اور ہم کو اس امر پر بہت زیادہ غور کرنا ہے کہ جن لوگوں نے اس معاملہ میں قوم کی خدمات انجام دی ہیں اُن کی خدمات کی ناقدر شناسی بھی نہ ہونی چاہئے - یہہ سچ ہے کہ جو لوگ اس طرح قومی خدمات انجام دیتے ہیں وہ کسی قدر شناسی یا کسی دوسرے معاوضہ کی اُمید پر ایسا نہیں کرتے، لیکن قوم بھی تو آخر انسانوں ہی سے مرکب ہے - اُس کو یہ کب زیبا ہے کہ اپنے خدمت گذاروں کی خدمات کے اعتراف سے چشم پوشی کرے ؟ لہذا اپنی طرف سے تو ہم کو اُن کا نام نامی رکھنا چاہئے -

(ب) جب ممبران ڈپوٹیشن موجودہ موقع میں (یعنی جس قدر ممبر گورنمنٹ کے حضور میں) کسی وقت کانسٹی ٹیوشن کی نسبت عرض و معروض کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے ہوں باہم اختلاف رائے ہو تو اسکا فیصلہ کسطرح ہوگا ؟

(ج) بعض اور ضروری رزولوشن جو گذشتہ جلسہ میں وقت کی تنگی کی وجہ سے پیش نہ ہو سکے (مثلاً یہہ کہ یونیورسٹی کے سرمایہ کا منافع ایم - اے - او کالج کی آس قسم کی ترقی میں صرف ہو سکے جو اُسکو یونیورسٹی کے درجہ تک پہنچانے کے لئے ضروری ہو) اُن کا پیش ہوکر فیصلہ ہوجانا چاہئے - دوم یہہ کہ پھر ایک تاریخ اور مقام مقرر کرکے مواصلات کمیٹی کو طلب کیا جائے اور اِن معاملات کا فیصلہ کرایا جائے، اور اگر اسکی نوبت آئے تو اسی جلسہ میں مواصلات کمیٹی کی ایک منتخب کمیٹی بھی مع اپنے اختیارات کے منتخب ہوجائے - نوٹس میں

شئون عثمانیہ

یہہ بھی درج کیا جاوے کہ جس قدر حضرات بھی شریک جلسہ ہو سکیں گے اُن کا فیصلہ مرتدیشن کمیٹی کا فیصلہ سمجھا جاویگا -

میں خوب واقف ہوں کہ اسقدر جاد اور اسقدر دور دور کے حضرات کو دوبارہ اس قسم کی زحمت دینا کسقدر مشکل اور کسقدر تکلیف دہ امر ہے ' نیز یہہ کہ اس دوسرے جلسہ کی کارروائی کی نسبت بھی شاید کسی قسم کا قانونی اعتراض کسی صاحب کی طرف سے پیش ہو سکے - لیکن اِسکی ذمہ داری اُنہی حضرات پر ہوگی جو قومی معاملات کو قومی معاملات کی طرح اور ہر ایک امر کو پوری صفائی اور وضاحت کے ساتھہ طے کرانے کی بجائے ترکیب سے صرف اپنے منشا کو پورا کرنے سے غرض رکھتے ہیں -

یہہ دو تجویزیں جو میرے خیال ناقص میں آئی ہیں وہ میں نے عرض کر دی ہیں - آیندہ اور حضرات ان کے سوا اور جو کچھہ راے قایم کریں ممکن ہے کہ انکی آرا اور تبادلہ خیالات سے اور کوئی بہتر اور آسان تر شکل نکل آوے -

اب آخر میں یہ حاکسار اپنی ناتندرستی کی وجہ سے اور اپنے طبی مشیروں کے مشورہ سے اس قسم کے جلسوں اور دماغی کاموں میں شریک ہونے سے معافی چاہتا ہے ' اور پبلک سے اس التماس دعا کے ساتھہ رخصت ہوتا ہے کہ خداوند تعالے اپنے فضل و کرم سے اپنے اس عاصی گنہگار کا خاتمہ بخیر کرے اور جو دن میسری زندگی کے باقی ہوں اُن میں اپنے قوم کی کامیابیوں کی خوشی کی خبریں سنتا رہوں ' اور یہی خوشخبری انشاء اللہ میرے لیے غذاے روح کا کام دیں گی ' والسلام -

[یہ مضمون میں نے اپنے حال کے عارضہ مالج سے پہلے لکھنا شروع کیا تھا اور ناوجود طبی ممانعت کے میں نے آج اسکا ختم کردینا یک قومی فرض سمجھا ہے -]

علی گڈھ .
۲ فروری سنہ ۱۹۱۳ ع

حاکسار
مشتاق حسین [نواب وقارالملک]

[الہلال] ناظرین اس مضمون کو اول سے اخر تک پڑھہ لیں - ہم بشرط صحت آیندہ نمبر میں پوری تفصیل کے ساتھہ اسکی نسبت اپنے خیالات ظاہر کرینگے -

---

غازی انور بے

کا

بارہ تیرس اظہارات

— * —

مولوی ابوسعید صاحب رنگونی جو ایک سال سے ممالک اسلامیہ گئے ہوے ہیں ' اس وقت قسطنطنیہ میں مقیم ہیں ' جب غازی انور بے طراباس سے پہنچے - انہوں نے ملاقات کا موقعہ حاصل کر کے انکے سفر کے وجوہ دریافت کیے - اس گفتگو کا خلاصہ ہم (الہدی) قاہرہ سے نقل کرتے ہیں

(س) آپ طراباس چھوڑ کے قسطنطنیہ کیوں تشریف لائے ؟

(ج) میں نے اپنی جان کو دین اسلام اور وطن عثمانی کی خدمت کے لیے وقف کردیا ہے اسلیے میرے نزدیک طراباسی اور غیر طراباسی ' دونوں برابر ہیں - میں نے جب دیکھا کہ دولت جلالہ کو خطرہ نے گھیر لیا ہے اور اسکے مصایب عنقریب تمام عالم اسلامی پر نازل ہونے والے ہیں ' تو میں نے اپنے اخوان دین ' انصار ان مجاہدین ' اور مشائخ عرب کی راے اس بارے میں لی - پھر میں نے اپنے ارادے کی اطلاع شیخ سنوسی کو دی ' مگر میں نے دیکھا کہ میدان جنگ میں آخر تک مقابلہ کے جدل کی بنیاد ڈالدینے کے بعد میرے یہاں آنے میں انکے نزدیک کوئی حرج نہ تھا - اسلیے میں نہایت اطمینان کے ساتھہ یہاں چلا آیا -

(س) آپ نے درنہ میں قیام کے بدلہ قسطنطنیہ تشریف آوری کو کیوں ترجیح دی ؟

(ج) بیشک میرے قیام درنہ میں چند ایسی خصوصیات تھیں جو یہاں حاصل نہیں ہوسکتیں کیونکہ وہاں میں ترقہ کا حاکم عام تھا اور میرے ہی ہاتھہ میں تمام فوج کی کمان تھی ' مگر یہاں میں بحیثیت ایک معمولی افسر کے رہونگا اور مجھکو ہمچشموں پر کوئی امتیاز نہ ہوگا - پس اگر میں اپنے مخصوص مصالح کا لحاظ کرتا ' تو درنہ نہ چھوڑنا چاہیے تھا - مگر چونکہ میری عرض جلالہ اسلامیہ اور دولت عثمانیہ کی خدمت کے فرض عام کی بجا آوری تھی ' اسلیے اپنے تمام امتیازات چھوڑ کے یہاں چلا آیا -

نہ میں دولتمند ہوں اور نہ دولت جمع کرنے کا خیال ہے - کیونکہ میں نے اپنی ذات کے لئے کبھی بھی کچھہ نہیں کیا - جنگ طرابلس شروع ہونے کے بعد جب مجھکو اور میرے بھائیوں کو اعانت دولت علیہ کے چندہ جمع کرنے کا خیال پیدا ہوا تو اسوقت میرے پاس بہت تھوڑی سی رقم تھی ' مگر میں نے سب دیدی ' کیونکہ ہم لوگ طالب زر نہیں -

(س) آپ مصریوں سے کیوں نہیں ملے حالانکہ آپکو وہ بہت محبوب ہیں اور نارہا آپ درنہ میں انکی بلند ہمتی و سخاوت پر اظہار پسندیدگی فرمایا کرتے تھے ؟

(ج) بیشک میں ان سے ملنا اور مصافحہ کرنا چاہتا تھا مگر موجودہ حالات نے ذرا بھی وقت نہیں چھوڑا تھا اسلیے میں بجلی کی چمک کے ساتھہ قسطنطنیہ پہنچ جانا چاہتا تھا - اسکے علاوہ اور کوئی اور سبب نہیں -

(س) آپ یہاں کیا کرنا چاہتے ہیں ؟

(ج) وطن عزیز اور خلافت اسلامیہ کی مدافعت کے علاوہ اور کچھہ نہیں ' جو جنگ طرابلس کے بعد سے نہایت شدید خطرہ میں ہے -

(س) اسکے علاوہ اور کوئی مہم بھی آپکے پیش نظر ہے ؟

(ج) اسکو میں آیندہ کے لئے چھوڑتا ہوں -

(س) ختم جنگ کے بعد درنہ واپس جانے کا ارادہ ہے ؟

(ج) انتہاء جنگ کے بعد میں اپنے معاملات میں آزاد ہونگا - لیکن اسوقت تو میں فوجی نظام کا ایک تابع سپاہی ہوں اور بہر حال خدمت اسلام ہمیشہ کرتا رہونگا -

(س) موجودہ حالات کے مستقبل کے متعلق آپکی کیا راے ہے ؟

(ج) میں نے چنلجا کے قلعوں کی حالت دیکھی ' میرے نزدیک حالت ہر طرح قابل اطمینان ہے -

اطلاع ضروری

اگر کوئی صاحب الہلال نمبر ۱ جلد ۱ فروخت کرنا چاہتے ہوں تو حسب ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں -

پتہ — ڈاکٹر محمد حی عرف سید ولایت حسین صاحب سب اسسٹنٹ سرجن - پلیگ پوسٹ بارادیوی - شملہ

PRINTED & Published by A. K AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

ذیابیطس

خطرناک مرض ہے اس کا جلد علاج کرو

علامات مرض جن لوگوں کو پیشاب بار بار آتا ہو یا پیاس زیادہ لگتی ہو - معدہ کا دایقہ خراب رہتا ہو - رات کو کم خوابی ستاتی ہو - اعضاء شکنی - لاغری جسم - ضعف مثانہ ہونے سے رفتہ رفتہ قوت میں کمی اور خرابی پیدا ہوتی جاتی ہو اور چلتے پھرتے سے ٹھوکرایا ہو - سر میں درد اور طبیعت میں غصہ آجاتا ہو - تمام دن میں پیاس کا غلبہ رہتا ہو - ہاتھ پاؤں میں خشکی اور جلن رہے جلد پر خشونت وغیرہ پیدا ہوجائے اور ٹھنڈے پانی کو جی نہ چاہے - معدہ میں جلن معلوم ہو - بیوقت بڑھاپے کے آثار پیدا ہوجائیں اعضائے رئیسہ کمزور ہوجائیں - رقت - سرعت اور کمی باہ کی شکایت دن دن زیادہ ہوتی جائے تو سمجھ لو کہ مرض ذیابیطس ہے - جن لوگوں کے پیشاب میں شکر ہوتی ہے اکثر مندرجۂ بالا آثار پکے بعد دیگرے ظاہر ہوتے ہیں - ایسے لوگوں کا خاتمہ علی العموم کاربنکل سے ہوتا ہے - دبلے پشت پر کبھی گردن میں پیدا ہوتا ہے - جب کسی کو کاربنکل ہو تو اسکے بدن میں یقیناً شکر ہونے کا خیال کرلینا چاہیے - اس راج پھوڑے سے سینکڑوں ہزہار قابل لوگ مرچکے ہیں -

مرض کی تشریح اور ماہیت : ذیابیطس میں جگر اور لبلبہ کے عمل میں کچھ نہ کچھ خرابی ضرور ہوتی ہے اور اس خرابی کا باعث اکثر دماغی یکطرفہ شدید زور کی صدمہ ہے بعض دفعہ کثرت جماع - کہنہ سوزاک اور کثرت ادرار کا باعث ہوتا ہے - صرف فرق یہ ہے کہ اس حالت میں پیشاب میں شکر نہیں ہوتی بلکہ مثانہ کے ریشہ وغیرہ پائے جاتے ہیں - کبھی ابتداء عمر میں کثرت جماع سے آخر یہ مرض پیدا ہوجاتا ہے اور کبھی بخار کے بعد یہ مرض شروع ہوتا ہے -

اگر آپ چاہتے ہیں کہ راج پھوڑا کاربنکل نہ نکلے تو علاج حفظ ماتقدم یہ ہے کہ ہماری ان گولیوں کو کھاؤ - شیرینی - چاول ترک کردو - روٹی اگر سستی کروگے تو پھر یہ ردی درجہ ذیابیطس میں اس وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ تمام اندرونی اعضاء گوشت پوست نکل جاتے ہیں - جو لوگ پیشاب زیادہ آنے کی پروا نہیں کرتے وہ آخر ایسے لاعلاج مرضوں میں پھنستے ہیں جن کا علاج پھر نہیں ہوسکتا - یہ گولیاں پیشاب کی کثرت کو روکتی ہیں اور تمام عوارض کمی قوا اور جملہ امراض ردیہ سے محفوظ رکھتی ہیں

ذیابیطس میں عرق ماء اللحم اسلئے مفید ہوتا ہے کہ جرثومہ امراض حسم خشک ہوجاتا ہے - جس سے عدالیت کی ضرورت زیادہ پڑتی ہے - یہ عرق چونکہ زیادہ مقوی اور مولد خون ہے اسلئے بہت سہارا دیتا ہے غذا اور دوا دونوں کا کام دیتا ہے -

حب دافع ذیابیطس

یہ گولیاں اس خطرناک مرض کے دفعہ کے لئے بارہا تجربہ ہوچکی ہیں اور صدہا مریض جو ایک گھنٹہ میں کئی دفعہ پیشاب کرنے تھے تھوڑے دنوں کے استعمال سے اچھے ہوگئے ہیں یہ گولیاں صرف مرض کو ہی دور نہیں کرتیں بلکہ ایکے کھانے سے گئی ہوئی خوب نیند حاصل ہوتی ہے - آنکھوں کو طاقت دیتی اور معدہ کا دائقہ درست رکھتی ہیں - جسم کو سوکھنے سے بچاتی ہیں - سلسل بول - ضعف مثانہ - نظام عصبی کا نکاز - اسہال دیرینہ یا پیچش یا بعد کھانے کے فوراً دست آجانے ہوں یا درد شروع ہوجاتا ہو یا رات کو نیند نہ آتی ہو سب شکایت دور ہوجاتے ہیں -

قیمت فی تولہ دس روپیہ

صدر محمد خاں - ٹالیٹروالی ریاست خیرپور سندھ — پیشاب کی کثرت نے صحیح ایسا حیران کردیا تھا اور جسم کو نے جاں اگر میں حکیم عالم نبی صاحب کی گولیاں ذیابیطس نہ کھاتا تو میری زندگی محال تھی -

محمد رمضان خاں - زمیندار موضع چٹہ ضلع اٹاوہ — آپ کی حب ذیابیطس سے مریض کو فائدہ معلوم ہوا - دس دن میں ۱۶ بار پیشاب کرنے کی بجائے اب صرف ۵ - ۶ دفعہ آتا ہے -

عبدالقدیر خاں - محلہ عرقاب شاہ جہاں پور — جو گولیاں ذیابیطس آپ نے رئیس عبدالشکور خاں صاحب اور محمد نقی خاں صاحب کے لئے زیادتی پیشاب دفعہ کے لئے ارسال فرمائی تھیں وہ اور بھیجدیں -

عبدالوہاب ڈپٹی کلکٹر - عارپور — آپ کی بھیجی ہوئی ذیابیطس کی گولیاں استعمال کررہا ہوں - بجائے ۴ - ۵ مرتبہ کے اب دو تین مرتبہ پیشاب آتا ہے -

سید زاہد حسن - ڈپٹی کلکٹر - الہ آباد — مجھے عرصہ دس سال سے عارضہ ذیابیطس نے دق کررکھا تھا - بار بار پیشاب آنے سے جسم لاغر ہوگیا - قوت مردمی جاتی رہی - آپ کی گولیوں سے تمام عوارض دور ہوگئے -

رام غلام پوسٹماسٹر جدول — پیشاب کی کثرت - جاتی رہی - مجھ کو رات دن میں نہ دفعہ پیشاب آتا تھا - آپ کی گولیوں سے صحت ہوئی -

اسکے علاوہ صدہا سندات موجود ہیں -

مجرب و آزمودہ شرطیہ دوائیں جو بادائی قیمت نقد تا حصول صحت دیجاتی ہیں

— * —

زود کن

داڑھی مونچھ کے بال اسکے لگانے سے گھنے اور لمبے پیدا ہوتے ہیں - ۲ تولہ دو روپے

سر کا خوشبودار تیل

دلربا خوشبو کے علاوہ سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا نزلہ و زکام سے بچاتا ہے شیشی خورد ایک روپے آٹھ آنہ کلاں تین روپے

حب قبض کشا

رات کو ایک گولی کھانے سے صبح اجابت مراعت اگر قبض ہو تو ۲ درجن ایک روپیہ

حب قائمقام افیون

افیم کھانے سے افیم چانڈو بلا التلف چھوٹ جاتے ہیں تولہ پانچ روپے

حب دافعہ سیلان الرحم

لیکوریا رطوبت کا جاری رہنا عورت کے لئے وبال جان ہے اس دوا سے آرام ۲ دو روپے

روغن اعجاز

کسی قسم کا زخم ہو اسکے لگانے سے جلد بھر جاتا ہے ددرو زائل - ناسور - بھگندر - خدا زیرے گھاؤ - کاربنکل زخم کا بہترین علاج ہے - ۶ تولہ دو روپے

حب دافع طحال

زردی چہرہ - لاغری کمزوری دور مرض تلی سے نجات - قیمت دو ہفتہ دو روپے

درألساعۃ

ایک دو قطرے لگانے سے درد دانت فوراً دور - شیشی چار سو مریض کے لئے ایکروپے

دافع درد کان

شیشی صدہا بیماروں کے لئے - ایکروپے

حب دافع بواسیر

بواسیر خونی ہو یا بادی ریحی ہو یا سادی - خون جانا بند اور مسے خود بخود خشک - قیمت ۲ ہفتہ دو روپے

سرمہ صمیرہ کراماتی

مقوی بصر - محافظ بینائی - دافعہ جالا - دھند - غبار - نزول الماء سوجی ضعف بصر وغیرہ ۴ تولہ معہ سلائی سنگ پشت دو روپے

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس - کے - برمن کي

کافوري جنتري سنہ ۱۹۱۳ عیسوے

کي نہایت خوبصورت بني ہے - حسکا چکنا کاغذ خوشخط اور سندر لکھائي ہے - اور چھپي بھي صاف ہے یہ جنتري تصویردار رنگیں بلا قیمت وصول بھیجي جاتي ہے اگر آپ دیکھنا چاہیں تو ایک کارڈ پر متعرق جگہ کے دس شریف اور لکھے پڑھے ہوے اشخاص کا نام اور پورا پتہ لکھہ بھیجنے سے واپسي ڈاک سے جنتري آپکی خدمت میں پہونچیگي -

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۶۵ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

انگریزي حکومت کا مسلمان ہوجانا

— * —

اب بالکل یقیني ہے - کیونکہ حضرت شیخ سنوسي کے خلیفہ نے بمقام دیورت سیدي خواجہ حسن نظامي سے آئندہ حالات کي نسبت جسقدر پیشین گوئیاں کي تھیں (اور جنکو کتاب شیخ سنوسي کے حصہ اول و دوم میں شائع کردیا گیا تھا) سب ہو بہو سچي ثابت ہوئیں - اب صرف انگریزي حکومت کے مسلمان ہوجانیکي پیشین گوئي باقي ہے - خدا نے چاہا تو عنقریب پوري ہوگي - پس اگر آپ یہ پیشین گوئیاں اور ترکي ایران علي الخصوص افغانستان و جاپان و چین وغیرہ کے انجام کار کو دیکھنا چاہتے ہیں - تو رسالہ شیخ سنوسي کے دونوں حصے پڑھئے - قیمت ہر دو آنہ آنہ -

کلیات اکبر - لسان العصر و خدایں الملة حاں بہادر مولوي سید اکبر حسین الہ‌آبادي کے زبردست کلام کے دونوں حصے چھپ کر تیار ہیں - کاغذ لکھائي چھپائي نہایت اعلی ہے - اور صرف ہمارے ہاں دستیاب ہو سکتے ہیں - قیمت ہر دو حصص ۳ روپیہ ۸ آنہ -

مضامین خواجہ حسن نظامي میں غدر کے اور تیموریہ خاندان کے سچے مگر نہایت درد ناک قصے درج ہیں. نیر اکبر - سچمچ - دیاسلائی وغیرہ عنوانوں پر نہایت مزیدار اور معني خیز مضامین ہیں -

سفرنامہ ہندوستان بنگال، گجرات، کاٹھیاواڑ، سومنات وغیرہ مقامات کا دلچسپ سفرنامہ بطریق روزنامچہ از سیدي خواجہ حسن نظامي دہلوي قیمت ۸ آنہ -

اسلام کا انجام مصر کے شیخ المشائخ کي حوصلہ افزا پیشین گوئیاں - قیمت ۳ آنہ

اسرار مخفي رموز کا خزانہ بس دیکھنے کے قابل قیمت ۳ آنہ -

ترکي فلم شاہ مشتاق احمد صاحب منجم دہلوي کي پیشین گوئیاں - قیمت ۲ پیسہ

دل کي مراد - شاہ صاحب کے طلسماتي تعویذ قیمت ڈیڑھ آنہ -

کارکن جلسہ نظام المشائخ دہلی سے منگائیے

شائقین تواریخ و تصوف کو مژدہ

—○ * ○—

مزارات اولیاے دہلي بالکل نئي تصنیف ہے - تمام اولیاے کرام و صوفیاے عظام حو دہلی کی مقدس سرزمین میں مدفون ہیں ان کے مبسوط حالات سلسلہ وار دو حصوں میں درج کئے گئے ہیں - زائرین کے لیے اس سے بڑھکر کوئي رہنما نہیں ہو سکتا قیمت حصہ اول ۶ آنے حصہ دوئم ۲ آنے ہر دو حصص معہ محصول ڈاک و خرچ ریي - پی پیکنگ وغیرہ ۱۰ آنے

ہندوستان کی اسلامی تاریخ عہد اعلایہ - مصنفہ صوفی کرام الہي صاحب ڈنگوئی - ۴۲ تواریخوں کا لب لباب ہے - معترضین کے حملوں کا معتبر اور مستند حوالوں کے ثبوت سے جواب دیا گیا ہے - فاضل اجل مولوي سید احمد صاحب مولف لغات اصفیہ فرماتے ہیں کہ اس سے بہتر ہندوستان کی تاریخ اب تک ان کي نظر سے نہیں گذري قیمت ۲ روپیہ ۸ آنے محصول ڈاک و خرچ ریی - پی ۳ آنے -

المشتہر - مدیر اسلامیہ نک ڈپو و جنرل اخبار ایجنسي بازار بلی ماران - دہلی -

---

حمیدیہ ہوٹل

—○ * ○—

نمبر ۱۳۱ لوئر چیت پور روڈ

— · * : —

ہمارے ہوٹل میں ہر قسم کي اشیاے خوردني و نوشیدني ہر وقت تیار ملتي ہیں نیز اسکے ساتھہ مسافروں کے قیام کیلیے پر تکلف اور آرام دہ کمروں کا بھي انتظام کیا گیا ہے جو نہایت ہوادار، فرحبخش اور بہ لب راہ واقع ہیں جن صاحبوں کو کچھہ دریافت کرنا ہو بذریعہ خط و کتابت مدیر ہوٹل سے دریافت کر سکتے ہیں - جنگ ترکي و اٹلی اور جنگ بلقان کی جملہ تصویریں ہماري ہوٹل میں فروخت کے لیے موجود ہیں مع تصویر شیخ سنوسی وغیرہ -

المشتہر شیخ عبد الکریم مالک حمیدیہ ہوٹل

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الحکیم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

اسد الله الغالب الکلامی الحنفی

مقام اشاعت
۱۰۷ مکلاود اسٹریٹ
کلکته

قیمت
سالانه ۸ روپیه
ششماهی ٤ روپیه ۱۲ آنه

نمبر ۷ | کلکته: چهارشنبه ۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۱ هجری | جلد ۲

Calcutta · Wednesday, February 19, 1913.

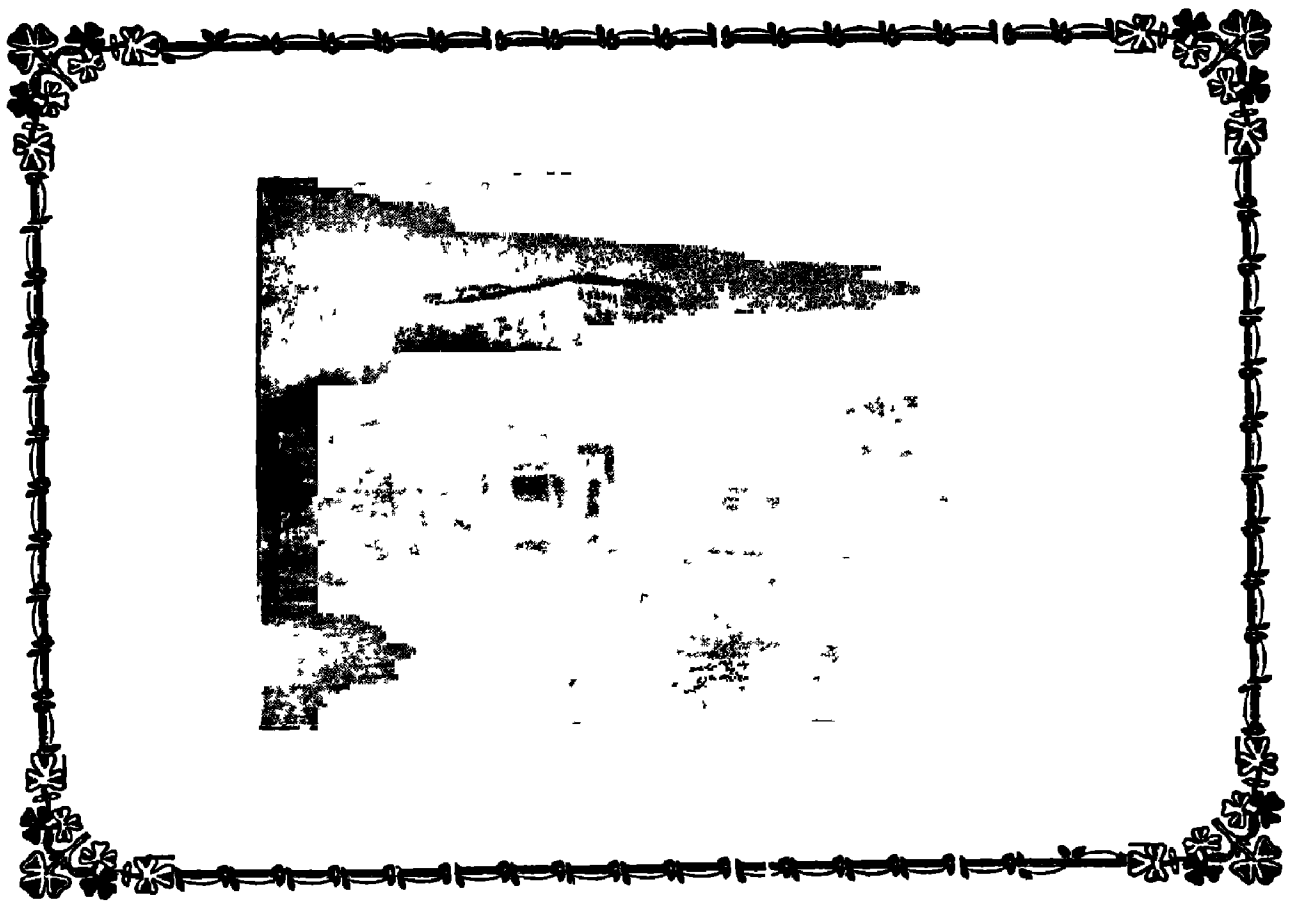

اطلاع

(۱) اگر کسي صاحب کے پاس تولي پرچہ نہ پہنچے ' تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں ' ورنہ بعد کو فی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لي جائیگي -

(۲) اگر کسي صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کي تبدیلي کي ضرورت ہو تو مقامي ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں ' اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہیں یا پانچ آنے کے وي - پي کي اجازت -

(۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداري نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) مني آرڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام ' پورا پتہ ' رقم ' اور نمبر خریداري (اگر کوئي ہو) ضرور درج کریں -

نوٹ — مندرجہ بالا شرائط کي عدم تعمیلي کي حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئي پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے لئے ذمہ دار نہ ہوگا ۔ (مینیجر)

شرح اجرت اشتہارات

— * —

میعاد اشتہار	في صفحہ	مي کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپے	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ في مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۳۵ "	۶ آنہ " " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیے کوئي اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات دو جگہ دیجائیگی -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرتہ اشتہارات سے پچاس فیصدي زائد ہوگي -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھي طیار ہوتے ہیں جسکي قیمت ۸ آنہ في مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکي فرمایش کے مطابق آپکو جگہہ دیں ' البتہ حتي الامکان کوشش کی جائے گي -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں ' چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں ' اور سہ ماہی کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرني ہوگی اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی ہمیشہ لی جائیگی اور وہ کسی حالت میں پھر واپس نہوگي -

(۳) مینیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسي اشتہار کی اشاعت روک دے ' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اُس چیز کا جو جوے کے اقسام میں داخل ہو ' تمام منشي مشروبات کا ' فحش امراض کي دواؤنکا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنیٰ شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو ' کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

نوٹ — کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کي زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسی قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين — القرآن الحکیم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام الدهلوی

مقام اشاعت
۷ ۔ ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
«الهلال»

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod Street,

CALCUTTA

Telegraphic Address

"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs 8.

Half-yearly „ „ 4-12

نمبر ۷ — کلکتہ: چہارشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta Wednesday, February 19, 1913.

فہرس

تلغراف خصوصی ۱
شذرات ۲
افکار حوادث
سیر گرامونوں
مقالۂ افتتاحیہ
ایک عظیم الشان اجتماع ۳
شذرات عثمانیہ
کامل پاشا کی "قومی مجلس" ۵
سامرکوئی میں ترکوں کی مدافعت
عثمانی مقترحات
مسطنطنیہ کی چٹھی
مکاتیب ۱۰
درس پیشوائی کی ابتدا
آیندہ لیگ کی صدارت
مقالات
صلح اور جنگ ۱۱
کیا صلح سامنے آگئی ؟ ۱۲
مراسلات
الہلال اور تعلیم نسواں
دولت علیہ کو قرض حسنہ
ادبیات
دول اسلام کا سبب اصلی ۶
سرگذشت انقلاب سیر (۳) ۱۷
فہرست زراعات دولت علیہ ۲۰

تصاویر

عساکر اتحاد کے جنگ طرابلس سے پہلے (صفحہ خاص)
سلانیک کا ایک مرغزار
بطل طرابلس : کرنیل عنجی بے
مامور اتحادی : خلیل بے

تلغراف خصوصی

— * —

پیام الہلال

(۱)

(قسطنطنیہ ۱۶ - فروری)

ایک نہایت تازی حوالہ جنگ میں مانٹی نیگرو اور سرویا کی فوج کو جسکی تعداد سولہ ہزار سے کہیں زیادہ تھی، ترکوں نے سکست فاحش دی - یہ دونوں نے قصبہ کرلیا اور دشمن تین ہزار مقتول و مجروح میدان میں چھوڑ کر بھاگ گئے -

اقدام (تصویر افکار) اور بانہ ای کی طرف سے اس امر کے اظہار کی اجازت دی گئی ہے کہ گورنمنٹ ترکی کا منشاء صلح کرنے کا ہرگز نہیں ہے، گو اسکو بابت صلح سے انکار بھی نہیں -

عبد العزیز چاویش

(سابق ایڈیٹر الہلال العثمانی و حال ایڈیٹر الہدایہ)

(۲)

افواہ صلح کی تکذیب

بعنوان الہلال بسبب اشاعات صلح

— * —

(قسطنطنیہ ۱۸ - فروری)

— × —

محمود شوکت پاشا آج صلح کے اجازات کو اطلاع دیتے ہیں کہ "ہمارے طرف سے صلح کی کوئی خواہش نہیں - ہم جنگ میں کامیاب ہیں، اور اپنے ارادوں میں پوری طرح محکم و مستقل - ممالک خارجہ کی اشاعت محض بے اصل ہیں"

عزیزی (اورنے) اندرنا نوپل سے کسی خاص خاص روانہ ہوگئے ہیں - گھبرانے سے اور اسقدر جلد ہماری طرف سے بدگمان نہوجاو - (۱)

(مصباح)

---

(۱) ہم نے تار میں لکھا تھا کہ "اگر صلح کی افواہ سچ ہے تو مقابلہ کہ تم میں اور کامل میں کیا فرق ہے" یہ اسکا جواب ہے -

شذرات

— * —

هفتهٔ جنگ

اس هفتے کی خبروں میں سب سے زیادہ اهم واقعه سقوطری کی محصور فوج کا حمله ' اور دشمنوں کا نقصان عظیم هے -

سقوطری کے محصوروں کی حالت نہایت نازک تھی ' غرصے سے وہ هر طرف سے بند هیں - خبر رسانی کا کوئی سلسله ان میں اور دار الخلافت میں باقی نہیں رها - آخر جنگ سے دشمن اپنی تمام قوتوں کو وهاں جمع کر رها هے ' تاهم انکا اس بے سرو سامانی کے عالم میں نکلکر مدافعت کی جگهه خود حمله کرنا ' اور شکست عظیم کے بعد محاصرین کی قوت کا خاتمه کردینا ' لفتدت " (ریگنر) کی فرضی بلغاری فتوحات سے زیادہ ' مگر ایک واقعی عثمانی فتح کا واقعه هے -

ناظرین کو یاد هوگا که ڈاکٹر (مصباح الدین شریف ے) نے سب سے پہلے اس فتح عظیم کی خبر دی تھی ' مگر ریوٹر کو عالماً اس بارے میں کوئی خبر نہیں دی گئی -

ڈاکٹر موصوف نے جس معرکے کا ذکر کیا تھا ' معلوم هوتا هے که وہ برابر جاری رها - ۱۶ - فروری کو صبح (عبد العزیز شاویش) ایڈیٹر (الهدایه) اسدادهٔ علده سے تار دیتے هیں که عثمانی بیگرد اور سرویا کی متحده فوج کو ترکوں نے شکست دی - یه تار همیں ۱۷ - کو دن کے دو بجے ملا تھا - شام کو ریوٹر نے بھی قسطنطنیه سے بجنسه اس خبر کی تصدیق کی -

ستنجی (دار الحکومت عثمانی بیگرد) کے تار میں گو نقصانات کا تخمینه دسلائے سے قاصر هے ' تاهم اعتراف کیا گیا هے که نقصانات اندازے سے بھی زیاده تھے - سب سے زیاده یه که "سرکاری طور اعلان کیا گیا هے که اب دوباره حمله کرنے کا ارادہ نہیں"

اخیری سطر سے ڈاکٹر مصباح الدین کے اس حملے کی پوری تصدیق هوتی هے که " دشمنوں کی قوت کا بالکل خاتمه هوگیا "

ایڈریانوپل

گذشته اشاعت میں " هفتهٔ جنگ " پر لکھتے هوے هم نے امید ظاهر کی تھی که عثمانی افسر اور ایڈریانوپل میں هونگے - هم نے تعجب حالت کملنے ڈاکٹر مصباح الدین کے نام تار بھیجا که " افسر اس وقت کہاں هیں ؟ "

الحمد الله که همارے پر امید قیاس کی تصدیق هوگئی اور جواب میں خبر ملا ' وہ پہلے صفحه پر درج کردیا گیا تھا - اس تار کے بعد هی ڈاکٹر انصاری اور خود ریوٹر کے تار آے ' جسے اسکی تصدیق موید هوگئی - هم نے امید ظاهر کی تھی که غالباً (عثمانی افسر اے) کا اولیں کام ایڈریانوپل کے محاصرے کی شکست هوگا ' چنانچه ۹ - فروری کا تاریخی حمله ' اور (تاهدن) کے مورچوں پر قبضه ' اس عمل عظیم کے نامیاب اعادہ کی خبر دیتا هے -

پچھلے نمبر میں (چتلجا) کی خوبصورت اگ صفحه پر شائع کی گئی تھی ' اسکو اپنے سامنے رکھه لیجئے - آپکے دهنی جانب چتلجا کی انخادی هے اور بائیں جانب خور پہاڑی سلسله هے ' اسکے عقب میں بلغاری فوج ڈھلی هوئی هے - قصبه نیچ حکمی کے اور خور پہاڑی سلسله نظر آتا هے ' اسی خودنوں کا عقب بلغاری پیش قدمی کی انتہائی سرحد تھی ' مگر اب ساحل کے عثمانی درے کی گولہ باری سے (جیسا که آپ دیکھه رهے هیں) اسکو عثمانی حدود کے اندر لے آیا هے - قصبه اور بائیں جانب کی پہاڑی کے درمیان ایک پل واقع هے اور ترکی جنگی جہاز (تارروس) اسکے محاذی کھڑا هے ' تاکه دشمن کی پیش قدمی سے یه راه همیشه محفوظ رهے -

(تاهدن) کی پہاڑیاں جن پر شجاعت پیکران ادرنه نے نکلکر قبضه کرلیا ' اسی بائیں جانب کی پہاڑی کے عقب میں هے ' اور وہ اندریانوپل کے بالکل محاذی ' مغرب میں واقع هے - معلوم هوتا هے که چتلجا سے ایک عثمانی فوج پل کو عبور کرکے پہاڑ پر چڑھگئی اور اُدھر سے (پایا ترعاس) کی فوج نے نکلکر اسکا ساتھه دیا - سامنے سے اندریانوپل کے محصوروں نکلے اور تینوں پر سنگینیں چڑھاکر پہاڑی پر چڑھنا شروع کردیا - یه ایک ایسا منطقه اور هرطرف سے محصور کردینے والا حمله تھا ' جس سے بلغاریوں کو بھاگنے کا موقعه بھی نہ ملتا ' اور (جیسا که تار میں ظاهر کیا گیا هے) صرف دس آدمی کسی طرح بھاگ کر بچ نکلے ' باقی سب کے سب گرفتار هوگئے :

کذلک العذاب ' ولعذاب الآخرة اکبر لوکانوا یعلمون - (۶۸ : ۳۳)

صلح کی افواہ

۵ - فروری کی اشاعت میں هم نے ڈاکٹر (مصباح الدین) کا خبر تار سائع کیا تھا ' اسکے آخر میں انھوں نے اطلاع دی تھی " مشہور هے که دشمن صلح کیلیے دل سے نامۂ و پیام کررها هے "

شاید یه اسی کا نتیجه هے که حقی پاشا کے سفر کی خبر کے ساتھی هی مشہور کیا گیا که موجودہ وزارت بھی رفته رفته صلح کی گذشته شرطوں پر رضامندی ظاهر کر رهی هے - لیکن شیخ (عبدالعزیز شاویش) کی تار ترکی سے اس افواہ کی نکلی تکذیب هوتی هے ' خود وزارت کے ایک سرکاری اعلان کا حواله دیتے هیں - اس سے صاف معلوم هوتا هے که حقی پاشا کے سفر کو کم از کم صلح کی اس حالت سے کوئی تعلق نہیں ' جسکو تاروں میں ظاهر کیا گیا هے -

هم نے اس وقت ڈاکٹر مصباح الدین کے نام بھی مسئلهٔ صلح کی نسبت ایک تار روانه کیا هے -

---

نقشهٔ جنگ

گذشته اشاعت میں هم نے جو قیاسات ظاهر کیے تھے ' ان میں تبدیلی کیلیے اب تک کوئی وجه پیدا نہیں هوئی -

انگریز عاری (افسر ے) کے حوراق عزائم کیسے عجیب هیں !

وہ احرار جنگ کے وقت چتلجا میں وعظ کررهے تھے - پھر یکایک ایک فوج کے ساتھه مارموزا کے ساحل پر نمودار هوے - جنکو دنیا انکو چتلجا کے پیچھے دیکھه رهی تھی ' معاً معلوم هوا که ایڈریانوپل میں محصور فوج سے حمله آوری کا کام لے رهے هیں - پھر یه بھی سنا که ۹ - فروری کے حملے کے اندر انھی کی عجیب وغریب قوت کام کررهی تھی - اب نہیں معلوم که همت و عزم کی یه نئی حرکت کس طرف چمکنے والی هے ؟

موجودہ نقشهٔ جنگ میں سب سے زیادہ اهم واقعه عاری (افسر ے) کی وہ نقل وحرکت تھی ' جسکی خبر امپائر کے نامه نگار نے دی تھی - اب ۱۲ - کے ایک تار میں ریوٹر ظاهر کرتا هے که ۴۵ - جنگی کشتیوں کا ایک مسلح دستہ افسر کے زیر کمان نکلا تھا که مخالف اهم نقاط میں فوج اتار دے لیکن وہ بالکل ناکام رها ' کیونکه اس وقت تک اسکی نسبت کچھه نہیں سنا گیا "

یه کسی عمل ناکامی کی عجیب علت هے که " اسکے نتائج معلوم نہیں " کیا یه ممکن نہیں که خاموشی کے ساتھه مخفی اعمال کا کام کررهے هونگے ؟

(رچمنی) میں فوج کے افسر کی نسبت بھی خبر دی گئی هے -

افکار و حوادث

سنہری گریمفوں سے ایک نیا نغمہ!

— * —

داؤنگ اسٹریٹ لندن، اور کمالا ہل نمدئی

— * —

لبڈری کا " طوطی " کہنہ مشق

اور

" استاد ازل " کا ایک نیا سبق

و من یعش عن ذکر الرحمن ، نقیض له شیطاناً ،
فهو له قرین (۴۳ ۳۵)

— * —

" سنہری گریمفوں سے ایک نیا نغمہ " کیونکہ اس سے پہلے بہت سے نغمات خوش آہنگ نکل چکے ہیں -

" مولانا " کے زمانے میں " گریمفوں " نہ تھا ، اداے مطلب کیلیے انکو دانسری سے کام لینا پڑا ،

نشنو از نے چوں حکایت می کند

شارحین مثنوی کا اتفاق ہے کہ " نے " سے مقصود یہاں وحود انسانی ہے، اور " نے سار " سے نغمہ سراے ازل ، کہ " الانسان سری وانا سرہ (انسان میرا بھید ہے اور میں اسکا بھید ہوں) وہ ایک الٰہ معطل کی طرح دست الہی میں ہے - یفعلها کیف یشاء (جس طرف چاہتا ہے اسکا دل پھرا دیتا ہے) جو آواز اس " نے " سے نکلتی ہے، ظاہر بیں سمجھتے ہیں کہ " نے " کی آواز ہے ، لیکن حقیقت شناسان " باطنی " کو صاف نظر آجاتا ہے کہ " نے " کی نہیں بلکہ نے بجانے والی کی سامعہ نوازی ہے - دانسی کے ایک ٹکڑے میں یہ طاقت کہاں کہ ہنگامۂ موسیقی سے اقلیم جاں کو زیر و بالا کردے؟

نغمہ از نائیست نے از مے بداں
مستی از ساقیست نے از مے بداں

لبکن (مولانا) کی " نے " اور (ایڈیسن) کا " گریمفون " دونوں مثال کیلیے یکساں طور پر مفید ہیں، اور اس وقت ہمارے کانوں میں جس نغمۂ تازہ کی صدا آرہی ہے، آپ پوری طرح مبتلا ہیں کہ ان دونوں میں سے کسی ایک کو مثال کیلیے اختیار کرلیجیے -

فی الحقیقت وحود انسانی کی مثال کیلیے (مولانا) کی " دانسری " ایک عجیب شے ہے اور اب (ایڈیسن) نے اسکو زیادہ مکمل کردیا - " مسئلہ جبر و اختیار " کو اگر آپ اس وقت نہ چھیڑیں، تو میں کہونگا کہ حضرات صوفیا کا یہ قول قابل اعتماض نہیں کہ انسان ایک دانسری کی طرح ہے، جو خدا کے ہاتھ میں ہے - جس طرح کی آواز چاہتا ہے، اسکے اندر سے سنا دیتا ہے - البتہ انسانوں کی بھی قسمیں ہیں، اور پھر سب کی پرستش گاہیں بھی ایک نہیں - جس کا معبود وہ خالق لم یزل ہے، انکے وجود سے اسی کا نغمۂ حق نکلتا ہے - لیکن جنکے معبود دنیاوی دولتوں کے " شیاطین الانس والجن " ہیں ، انہوں نے اپنے دلوں کو " نزعات شیطانیہ " کیلیے وقف کردیا ہے، یفعلها کیف یشاء - جس طرف چاہتے ہیں، انکے دلوں کو پھیر دیتے ہیں ، اور جس آواز کو چاہتے ہیں ، انکی زبان سے سنا دیتے ہیں هل ننبئکم علی من تنزل الشیاطین ؟ تنزل علی کل افاک اثیم ، یلقون السمع و اکثرهم کاذبون (۱۹ ۲۲۱)

القاؤ فی الروع الہام کے لحاظ سے دونوں کا یکساں حال ہے ، صرف سرچشمے مختلف ہیں - دونوں اپنے معبود و الٰہ کی پھونکی ہوئی آواز کا نغمہ ہیں - مگر ایک کا معبود قوت الہیہ ہے، اور دوسرے کی مظاہر شیطانیہ - پہلا اگر اپنے معبود حکیم کو ہر وقت حاضر و ناظر یقین کرتا ہے ، کہ . و نحن اقرب الیه من حبل الورید - تو دوسرا بھی اپنے مسجود لئیم سے کبھی جدا نہیں کہ: و من یعش عن ذکر الرحمن نقیض له شیطانا ، فهو له قرین -

حضرات صوفیا کہتے ہیں کہ انسان اللہ کا بھید ہے (الانسان سری وانا سرہ) یہ بندگان اصنام بھی اپنے معبودوں کے زیر و زبر کا سر مخفی ہیں - یہاں تک کہ کہا جاسکتا ہے : " وہ انکے بھید ہیں اور یہ انکا راز ہیں " . ع - کرامتے کاتبیں را هم خبر نیست !

اس ہفتے ہرخائیدس سر (آغا خاں) بالقابه الکثیرہ نے مسلمانان ہند کے نام ایک چٹھی نمدئی ٹائمس میں شائع فرمائی ہے، اور اسکا خلاصہ بذریعہ تار کے آج دن تمام اخبارات کو باہتمام مخصوص بھیجا گیا ہے - یہ چٹھی نہایت دلچسپ ہے - اور اس قابل ہے کہ مندرجۂ صدر معارف باطنیہ کو پیش نظر رکھکر اسکی استیفتی کی جاے - چٹھی کا اعتبار ترکوں کی دل سوزانہ ہمدردی سے، مگر خاتمہ ایک ہمدردانہ مشورے پر کیا گیا ہے - وہ اسکو بہت ضروری سمجھتے ہیں کہ مہاجرین و مہاجرین کیلیے روپیہ دیا جاے - لیکن اسپر حشمگیں ہیں کہ مسلمانان ہند اجراے جنگ کیلیے ترکی کو کیوں مشورہ دیتے ہیں ؟ انکو کسی کے جنگ و صلح سے کیا غرض ؟ " اپنی " حکومت کی امن بخشی سے شاد کام رہیں - ترکی کیلیے صلح ہی میں بہتری ہے -

اخیر میں انکا مشورہ ہے کہ اسلام کو اب اپنے یورپین مقبوضات سے موراً جلا وطن ہو جانا چاہیے - صرف ایشیا ہی پر قناعت کرلی جاے - ایسا کرنے سے ایک بعبء گراں مایہ یعنی " دولت علیہ برطانیہ " کی سرپرستانہ اعانت اور اسلام نوازانہ مہر و نوازش کی دولت لازوال حاصل ہو جاے گی -

یہ ایک " دانسری " کی نئی " حکایت " یا " گریمفون " کا نغمۂ تازہ ہے، جو ہز ہائیدس کے سازوجود سے منتقل ہوکر سامعہ نواز ترم و انجمن ہوا ہے -

بعض ظاہر بیں بدمزہ ہو رہے ہیں کہ نہ اواز نہ کچھ خوش ایندہ نہیں ، لیکن باطن شناسان حقیقت کہتے ہیں کہ ملامت سے فائدہ ہے - ہم اُن تاروں کو دیکھتے ہو، جنسے اواز نکلتی ہے ، اور ہماری نظر اُن انگلیوں پر ہے، جو اوپر زیر و بالا پڑ رہی ہیں !

نغمہ از " نائیست " نے از " نے " بداں !

— * —

ہرخائیدس نے اس ایک چٹھی میں اپنے " باطنی " کمالات کے کتنے بھیس بدلے ہیں ! اعتبار تحریر میں ترکوں کی ہمدردی کرتے ہوے اپنے تئیں " مسلمان " ظاہر کرتے ہیں - کچھ دیر کے بعد انکو اس خیال سے سخت پریشانی ہوتی ہے کہ " جنگ دوبارہ جاری کردی جاے " یہاں انکو وہ موجودہ مسیحی جہاد کے مقدس علم بردار شاہ (مرتیدس) کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہوے نظر آتے ہیں ، کیونکہ (صوفیا) سے بعیدہ بھی اور دھرائی گئی ہے کہ ترکوں کو جنگ جاری کرنے کا مشورہ نہ دیا جاے -

آگے چلکر انکا چہرہ زیادہ صاف نظر آجاتا ہے - وہ بے نکاں مشورہ دینے کیلیے بڑھتے ہیں کہ " اسلام کیلیے بہتر ہے کہ یورپ کو خالی کردے " اب انکا لباس دلعاری وضع کی جگہ ، انکی اصلی انگریزی وضع اختیار کرلیتا ہے ، کیونکہ انکے اس مذہب کے ابوالاباء : (مسٹر گلیڈاسٹون) نے بھی سنہ ۱۸۷۶ - میں یہی راے دی تھی

" بس اب ترکوں کیلیے صرف ایک ہی کام باقی رہگیا ہے یعنے موراً اپنے مدیروں ، ملک ناشیوں ، قالمقاموں ، اور باشی بزوقوں کو ساتھ لیکر، اپنے گھریلو اور بچے سمیت باسفورس کے پار (ایشیا میں) چلی جاے " -

البتہ گلیڈ اسٹون کا دیا تناسخ نسخۂ اچھے لفظوں میں ہوا ہے -

الهلال

۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۱ هجری

ایک عظیم الشان اجتماع

— * —

مسلمانان بنگال کا فائم مقام جلسه

— * —

هز هائنس سرآغا خاں کے غیر اسلامی مشورے کے عطیے کی واپسی

— * —

ادلة علي المومنين، اعزة علي الكافرين، يجاهدون في سبيل الله ، ولا يخافون لومة لائم (۵ ۶)

— * —

یہی ایت کریمه تھی ، جسکی تلاوت سے ۱۶ - فروری کو ڈھائی بجے (ٹون هال) کلکته کی عظیم الشان مجلس کا افتتاح هوا ، اور اس طرح قبل اسکے که انسانی آوازیں اٹھیں ، صدائے الهی نے جلسه کی کارروائی پوری کردی :

یا ایها الذین امنوا ! من یرتد منکم عن دینه ، فسوف یاتی الله بقوم یحبهم و یحبونه ، اذلة علی المومنین اعزة علی الکافرین - یجاهدون فی سبیل الله ، ولا یخافون لومة لائم ، ذلك فضل الله یوتیه من یشاء ، و الله واسع علیم - انما ولیکم الله و رسوله و الذین آمنوا ، الذین یقیمون الصلوٰة و یوتون الزکوٰة وهم راکعون و من یتول الله و رسوله و الذین امنوا ، فان حزب الله هم الغالبون (۵ : ۶۲)

مسلمانو ! اگر تم میں کوئی دین الهی کی راه سے پھر جاے ، تو الله کو اسکی ذرا بھی پروا نہیں ، وہ ایسے لوگوں کو موجود کردیگا جنکو وہ دوست رکھتا هوگا ، اور وہ اسکو دوست رکھتے هونگے - مسلمانوں کے ساتھه نرم دل ، مگر کافروں کے مقابله میں نہایت سخت هونگے الله (اور اسکی صداقت) کی راه میں جانیں لڑادیں گے ، اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے - یه مقامات ایمان و صداقت الله کا ایک فضل هے ، جسکو چاهے ، عطا فرماتے - اسکی رحمت بڑی وسیع ، اور وہ سب کے دلوں کے بھیدوں سے واقف هے -

اے مسلمانو ! تمهارا دوست الله هے ، اسکا رسول ، اور مومنین صادقین ، جو اپنے جان اور مال ، دونوں کو الله کی عبادت میں صرف کرتے هیں ، اور دنیاوی طاقتوں اور حکومتوں کے آگے معزز هوکر الله کے آگے جھکے رهتے هیں (نه که وہ مداهنین ، جنهوں نے دین الهی کی صداقت شعاری سے منه پھیر لیا) اور پھر یاد رکھو که هر شخص کھڑا اور کھڑکی طاقتوں کی حکمه ، الله ، اسکے رسول ، اور مسلمانوں کا دوست بنکر رهے گا ، تو وہ الله کی جماعت میں سے هوگا اور الله هی کی جماعت (آخر میں) غالب آنے والی هے -

جنکه سورهٔ (مائده) کے اس آٹھویں رکوع کی صدا میرے کانوں میں آرهی تھی ، تو میں نے سوچا - الله اکبر ! دنیا کی غیر فانی صداقتیں هر زمانے اور هر وقت میں کس طرح آزمایشوں سے پورا هیں ؟ اگر یه غیر فانی صداقت نہیں هے تو کیا هے که ایک طرف تو تنها ایک شخص کے ارتداد کو دیکھتا هوں ، اور دوسری طرف حد نظر تک نظر آنے والے ، اُن هزارها مومنین صادقین کا ایمان هے جو زبان حال سے شهادت دے رها هے که من یرتد منکم عن دینه ، فسوف یاتی الله بقوم یحبهم و یحبونه ، اذلة علی المومنین ، اعزة علی الکافرین " و الله غنی عن العالمین "

* * *

شیخ احمد موسی المصری جب تلاوت مبارک سے فارغ هوے تو (مسٹر مظهر الحق) بیرسٹرایٹ لا پٹنه کی صدارت کی تحریک کی گئی - اس عاجز نے جو الفاظ اس تحریک کی تائید کرتے هوے کہے تھے ، بہتر هے که وہ تحریر میں آجائیں - میں نے کہا تھا که "مسٹر مظهر الحق کی محض فاضلانه اور لیاقت کا اعتراف اس موقعه پر غیر ضروری سمجھتا هوں ، کیونکه میرے عقیدے میں سب سے بڑی تعریف انکی یه هے که وہ مسلمانوں میں آخری دو برسوں سے نہیں ، بلکه ابتدا سے ایک آزاد خیال اور تعلیم یافته مسلمان هیں اور کبھی نه تھے "

مسٹر مظهر الحق نے پہلے اردو میں اغراض مجلس کی تشریح کی ، اسکے بعد اپنا انگریزی ایڈریس پڑھکر سنایا جسکا خلاصه حسب ذیل هے ،

مسٹر مظهر الحق کی اسپیچ کا خلاصه

" مجھکو اچھی طرح معلوم هے که هماری جماعت میں لوگوں کا جوش بے انتہا بڑھا هوا هے - میں اس امر سے بھی واقف هوں ، که پہلے اینگلو انڈین پریس کا رویه ٹرکی کے متعلق سخت جمله آوازه رها هے ، تاهم میں آپ لوگوں سے استدعا کرتا هوں که آپ بد زبانی کا جواب بد زبانی سے نه دیں ، اور گو دوسروں کے الفاظ کتنے هی استعمال انگیز هوں مگر آپ انکی تقلید نه کریں - یاد رکھیے که محض زبان کی بے اعتدالی سے کوئی نتیجه نکل نہیں سکتا ، بلکه اس سے همارے دوستوں کی همدردی هم سے جاتی رهتی هے ، اور جس غرض سے سعی کی جاتی هے ، وہی حاصل نہیں هوتی -

هم لوگوں کا مقصد عدل و انسانیت اور تہذیب و نوع پرستی کی حمایت هے اور بہتر هے که انصاف هی اسکا حکم هو -

اعتدال اور مرتبے کے خیال کو ملحوظ رکھکر آپ اپنے اصلی خیالات کو پوری آزادی کے ساتھه صاف صاف بیان کریں اور اسمیں کسی طرح کا خوف نه کریں ، میں خیالات کے چھپانے کا قائل نہیں هوں (چیئرز)

گورنمنٹ کے ساتھه اس سے بڑھکر اور کیا بد سلوکی هو سکتی هے که همارے اصلی خیالات پوشیدگی میں مدفون رهیں ، اور صاف طور پر ظاهر کرنے کی جگهه ، دل هی دل میں انکو سوچتے رهیں ؟

گورنمنٹ کیلیے نہایت ضروری هے که هر مسئله کے متعلق تمهارے خیالات اسکے سامنے هوں ، اور تمهاری کسی خواهش سے بے خبر نہو - اگر ایسا نه کیا جاے تو پھر کیونکر امید کی جا سکتی هے که جن لوگوں کے ساتھه تمهاری قسمت نه ٹوٹنے والے رشتے کے ساتھه وابسته هے ، وہ تمهاری صداؤں کا جواب دینگے اور تمهاری مدد کرینگے ؟ (چیئرز)

جو وحشیانه مظالم اس خوفناک جنگ میں مسلمانوں پر کیے گئے هیں ، مشکل هے که اس بیسویں صدی میں انپر یقین کیا جاے - میں نے اول اول جب ان مظالم کی خونیں سرگذشتوں کو پڑھا تو سمجھکر خیال هوا که یه صحیح نہیں هیں - کاش میرا شبه صحیح

ہوتا' لیکن افسوس کہ بیانات اسقدر قوی ' اور راوی اس درجہ صادق القول اور ثقہ ہیں کہ محکر مجبوراً اپیر یقین کرنا پڑا "

اسکے بعد انہوں نے اُن مظالم کی تشریح کی' اور نامہ نگار ڈیلی ٹیلی گراف کی وہ تازہ ترین شہادت پیش کی جسمیں بلغاریا ' سرویا ' اور یونان ' تینوں ریاستوں کے چشم دید مظالم بیان کیے ہیں' پھر کہا

" آپکو انسانی تاریخ کے صفحوں پر ایسے خوفناک اور وحشیانہ مظالم کی مثالیں نہیں ملیں گی - مسلمانوں کو معلوم ہے کہ کس طرح مسٹر گلڈسٹون نے ارمینیا کے فرضی مظالم کی داستانسرائی سے ترکوں کے خلاف حد و جہد کی تھی' اور پھر کس طرح ترکی کے متعلق تمام یورپ میں غیظ و غضب پھیلایا تھا' اور سلطان عبد الحمید کو " قاتل اعظم " کے نام سے یاد کیا تھا - لیکن کیا آج تمام سرزمین یورپ میں ایک راستباز ہستی بھی نہیں ہے جو مظلوم مسلمانوں کو انصاف دلانے کیلیے اوار بلند کرے ؟ کیا انسانیت اور نوع پرستی کی ہمدردی صرف عیسائیوں ہی کیلیے مخصوص کر دی گئی ہے ؟

ہم کو امید تھی کہ ہمارے شہنشاہ کے ورود ایسے الفاظ کہنے میں تامل کرینگے جن سے قیصر ہند کی کروروں رعایا کے دلوں کو صدمہ پہنچے - تھوڑا سا ضبط اور اعتدال کے طرز کی کسی قدر سختی ' یہ دو باتیں اگر عمل میں لائی جاتیں' تو حصول مقصد کے ساتھ ۷۰ - ملین قلوب اسلامیہ اسطرح زخمی نہوتے -

میں ان لوگوں میں نہیں ہوں جو گورنمنٹ برطانیہ سے چاہتے ہیں کہ ٹرکی کی حمایت میں کوئی عملی حصہ لے - ٹرکی کو اپنے لیے خود ہی لڑنے دو' (چیرز) اللہ ہماری گورنمنٹ کی طرف کوئی بات ایسی نہیں ہونی چاہیے ' جس سے اسکی ارادی میں فرق آجاے -

ہمارا فرض بالکل غیر پیچیدہ ہے ' اور اسمیں ہمارے مذہب کی شرکت بھی ہمیں حاصل ہے - ہم لوگ اپنے برادران اسلامی کی حتی الامکان امداد کرینگے - یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ خلیفہ عثمانی اسلام کے مقدس مقامات کا محافظ ہے' اور ٹرکی کا تنزل عین اسلام کا تنزل ہے - پھر اسکے تنزل سے نہ صرف اسلام کیلیے خطرہ ہے بلکہ تمام ایشیا کی عزت و اقتدار کیلیے - میں اپنے ہم وطن ہندو اور مسلمانوں ' دونوں سے یکساں طور پر التجا کرتا ہوں کہ ہلال احمر کی اعانت کیلیے اٹھ کھڑے ہوں - ہمارے ہندو بھائی اس موقعہ پر مسلمانوں کی دائمی شکر گذاری حاصل کرسکتے ہیں - تمام دنیا میں اس واقعہ کو مشہور ہونے دو کہ انسانیت کی ایک مصیبت عظمی میں ہندوستان کی دونوں قوموں نے برابر کا حصہ لیا (چیرز)

ہرھائنس سر اغا خان کا مشورہ

حضرات ' ہندوستان میں مسلمانوں کی جو عام روش اس بارے میں رہی ہے ' اسکی نسبت نہایت افسوس کے ساتھ میں سر اغا خاں کی تحریر کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں' جو حال میں ٹیمز نے ایک اخبار میں شائع کی گئی ہے اور جسکی حد تمام ہندوستان میں تار کے ذریعہ پھیلائی گئی ہے - شخصا میں ہرھائینس کی اسقدر عزت اپنے دل میں رکھتا ہوں کہ نہیں سمجھتا اس کو کیونکر ظاہر کروں؟ لیکن اگر میں ایک ملی مسئلہ کی نسبت دانی دوستی کی بنا پر خاموشی اختیار کرلوں ' تو اپنے اسلامی فرض کے ادا کرنے سے اپنے تئیں بالکل قاصر یقین کرونگا - (چیرز)

میں پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہرھائنس نے جس خیالات کا اپنی اس تحریر میں اظہار کیا ہے' ان سے مسلمانان ہند کی کسی قابل ذکر جماعت کو اتفاق نہیں (شیم شیم) انکے خیالات اسلام کے خلاف ہیں ' اور اس ملک کے اہل اسلام انکو نا منظور کرتے ہیں (صدائے تصدیق)

یہ کہنا کہ " جو لوگ ترکوں کو جنگ کرنے کی ترغیب دیتے ہیں ' وہ غیر ذمہ دار اشخاص ہیں اور اپنی ذمہ انگیزی سے واقف نہیں " مسلمانوں کے جذبات سے گویا چشم پوشی کرنی ہے' ہرھائنس کو جاننا چاہیے کہ ہندوستان کے مسلمانوں نے جنگ کے احرا کیلیے جو مشورے دیے ہیں وہ اسلیے ہیں کہ ترکوں پر ایک نہایت مشکل اور صعب موقع آپڑا ہے ' وہ چاہتے ہیں کہ اپنی خواہشوں سے انکی ہمت بڑھائیں (چیرز)

یہ کہنا کہ " ترکوں کو غیر ذمہ دار صلاح دیگئی" بالکل غلط فہمی پر مبنی ہے - موجودہ واقعات نے بتلادیا ہے کہ جو صلاح دی گئی تھی' وہ نہت صحیح تھی اور ترکوں نے جنگ جاری کردی (چیرز)

ہرھائنس فرماتے ہیں کہ " ٹرکی کو صرف ایشیائی سلطنت ہونے پر قانع ہو جانا چاہیے اور یورپ کے تمام صوبوں کو چھوڑ دینا چاہیے " لیکن میرے لیے تو اسکا باور کرنا ہی مشکل ہے کہ کوئی شخص مسلمانوں کا لیڈر ہوکر مسلمانوں کے خلاف ایسے الفاظ منہ سے نکال سکتا ہے ! (چیرز)

فی الحقیقت انکی تمام تحریر ایسی ہی خیالات کی روح سے لبریز ہے -

ہم امید کرتے ہیں کہ ہرھائینس کے یہ خیالات عارضی ہونگے اور جب انکو مسلمانوں کے اصلی جذبات معلوم ہونگے تو وہ اپنی راے کے واپس لے لینے میں تامل نہیں کرینگے "

اسکے بعد انہوں نے وہ تار پڑھکر سنائے' جو بنگال کے مختلف مقامات کی انجمنوں سے آئے تھے' اور جلسے کی تجاویز سے اپنا اتفاق کامل ظاہر کیا گیا تھا ' اور زور دیا تھا کہ ہم کو اپنے ہمراہ شریک کار یقین کیجیے -

ایڈیل مسٹر (فضل حق) ممبر کونسل بنگال نے مظالم بلقان کی نسبت پہلا رزولیوشن پیش کیا ' اور اپنی تقریر میں اُس دردانگیز حزنریزی و دردگی کے واقعات کو تفصیل بیان کیے جو یورپین نامہ نگاروں کی شہادت موثقہ سے اب اس درجہ قطعی الثبوت اور ناقابل انکار ہیں' کہ آنکی وقعت کیلیے مسٹر ایسکوتھ کی سرد مہرانہ پہلو تہی' اور سر ایڈورڈ گرے کا سرگرم تجاہل' دونوں بے اثر ہیں -

اس رزولیوشن کے متعلق اردو' بنگلہ' اور انگریزی میں متعدد پرجوش اور مدلل و مدلل تقریریں کی گئیں' اسکے بعد جلسہ بمار عصر کیلیے ملتوی کردیا گیا -

عصر کے بعد دوسرا رزولیوشن مولوی نعیم الدین صاحب ریٹائر ڈپٹی کلکٹر نے انگلستان کے اُس طرزعمل کے متعلق کرنے کی نسبت پیش کیا ' جو آغاز جنگ سے ذمہ دار وزرا کے اظہارات ' ٹرکی پر تعلیۂ ادرنہ و حوالۂ کیلیے اصرار' اور اعلان جنگ مقدس و وحشت کارانہ مظالم عظیمہ سے اغماض و خاموشی سے پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے -

مولوی صاحب نے رزولیوشن کو پیش کرتے ہوے ایک مبسوط انگریزی تحریر میں مسلمانوں کے جذبات کی تحقیر ' اور مسٹر ایسکوتھ' مسٹر چرچل' سر ایڈورڈ گرے کے گذشتہ بیانات پر نہایت تفصیل سے بحث کی تھی -

انکے بعد ایڈیٹر (الہلال) نے تقریر کی -

اگر قلمبند کرسکا تو مضمون کے اخیر میں درج کرنے کی کوشش کرونگا -

مولوی واحد حسین صاحب وکیل هائی کورٹ و سکرٹری بنگال پراونشیل کانفرنس ' اور مولوی محمد اکرم صاحب ایڈیٹر "محمدی" نے بھی اس موقعہ پر مبسوط تقریریں کی تھیں -

اسکے بعد تیسرا رزولوشن پیش ہوا

That this meeting expresses its strong disapproval of the letter of His Highness the Aga Khan, published in a Bombay paper, as it does not voice the opinion of the Indian Musulman and considers it as most inopportune and misleading

" مسلمانوں کا یہ قائم مقام جلسہ ہزہائنس سر آغا خاں کی اس چٹھی کی نسبت ' جو انہوں نے بمبئی کے اخباروں میں شائع کی ہے ' اپنی منتہا درجہ ناراضگی ظاہر کرتا ہے ' کیونکہ جو خیالات اسمیں ظاہر کیے گئے ہیں ' وہ مسلمانان ہند کے اصلی خیالات نہیں ہیں - بلکہ ان خیالات کو سخت بے موقع اور گمراہ کنندہ خیال کرتا ہے " -

ابھی اس رزولوشن کے متعلق تقریریں شروع بھی نہیں ہوئی تھیں کہ تمام جلسہ میں (سر آغا خاں) کے ذکر سے ایک سخت برہمی اور غصہ کی شورش پیدا ہوگئی - معلوم ہوتا تھا کہ اب پبلک اس نام کو سکون و اعتدال کے ساتھ سننے کیلئے بالکل طیار نہیں ہے ' اور اس نام سے اسدرجہ مذاقی و مدلم ہے ' کہ سننے کے ساتھ ہی اظہار غیظ و غضب کیلیے بے اختیار ہوجاتی ہے - جونہی ہزہائنس کا نام رزولیوشن میں آیا ' معاً انکار و بدمی کی صدائیں ہر طرف سے اُٹھنے لگیں - بہت سی آوازیں نہایت سخت و شدید الفاظ و القاب کے ساتھ مختلف سمتوں سے سننے میں آئیں ہیں ' جنکا ذکر یہاں مناسب نہیں سمجھتا ' اور جو یقیناً نامناسب اور قابل تذمہ و مواخذہ تھیں - مسٹر مظہر الحق نے کمال دانشمندی اور قابلیت صدارت کے ساتھ لوگوں کو اس بے اعتدالی سے روکا ' اور نہایت سختی کے ساتھ سرزنش کی - اگر وہ نہ روکتے تو زبانیں دلوں کے بے اختیارانہ جوش سے اسقدر بے قابو ہو رہی تھیں کہ عجب نہیں ' تمام جلسے میں اُن سخت و شدید الفاظ کی تکرار متعدی ہو جاتی -

اگر مدتے بعض تنگ خیال احباب اخبار دس کو بعد اسقدر صاف و مبرہ تحدیس کے کہہ سکتا ہوں کہ اس سرزنش و تنبیہ میں میں نے بھی حصہ لیا -

چند الفاظ جو اس موقع پر میں نے کہے تھے ' بہتر ہے کہ انکی ابتدائی تمہید کا خلاصہ دلمدد کردوں

ایڈیٹر الہلال کی دوسرے رزولوشن کے متعلق تقریر

" اس آخری سکریٹ صدارت سے پہلے جسکے لئے ابھی ایریل مسٹر مصل حق آپکے سامنے آئیں گے ' میں اپنے جوش خیالات سے بے اختیار ہوں کہ مسٹر مظہر الحق کا خاص طور پر سکریہ ادا کروں - آپکو معلوم ہے کہ حق گوئی کی راہ مشکلات اور ارمائشوں سے پر ہے ' اور اسکے ایک چھوٹے سے چھوٹے فرض کے ادا کرنے کیلئے بھی بڑی سے بڑی جرأت کی ضرورت ہوتی ہے - پس جب کسی راست باز انسان کی زبان سچائی کیلئے کھلے ' تو اسپر نہ چاہئے کہ اُس نے ایک عام اور بالکل ظاہر و آسان بات کہدی ' بلکہ اسکو دیکھو کہ اس نے سچائی کا اعلان کیا ' اور سچائی جواہ کتنی ہی آسان قسم کی ہو ' مگر فرمانبرداری اور اطاعت حالی نہیں - پھر دیکھو کہ زمانہ کیسا پُر آشوب ہو رہا ہے ' اور باطل پرستی کی عالمگیر حکومت کے دلوں پر کس قدر مرعوب کردیا ہے ؟ ہر دائرہ زندگی کی زنجیر سے کوئی پاؤں خالی نہیں ' اور دل اور زبان نہیں بھی مستثنی نہیں - پس نہایت سچی تعریف کے مستحق ہیں مسٹر مظہر الحق جنھوں نے عین موقعہ پر تمام مسلمانان ہند کے نام حق و صداقت کی ترجمانی کی ' اور اپنی بیباک صدارت کا بڑا حصہ ہزہائنس سر آغا خاں کی ضلالت اندیش اور مسلم آزار تحریر کی تغلیط دلیلے مخصوص کردیا (چدرر)

میں خاص طور پر اس اعلان حق کی تعریف پر اسلیے زور دیتا ہوں کہ مدرے بحرے میں ہزہائنس سر آغا خاں کا مسئلہ ہمیشہ مدعیان حریت و حق گوئی کیلئے ایک سب سے بڑی آزمائش رہا ہے (حدرر)

برادران عزیز ! ہم کو چاہیے کہ اپنے مقصد کے اظہار میں بالکل عدم مشتبہ ہوں ' اور جب اپنی صدا بلند کریں تو اسقدر صاف ہو کہ اسکے سمجھنے میں ذرا بھی دیر نہ لگے - اس رزولوشن کے پیش کرنے سے ہمارا مقصد نہ نہیں ہے کہ سر آغا خاں کی تحقیر و تذلیل کریں ' بلکہ یہ کہ اپنی قوم کو تحقیر سے بچائیں (حیرر)

ہم اس وقت جس کام میں مصروف ہیں وہ دوسروں کی غلطیوں اور چھپے ہوئے بھیدوں کا تجسس نہیں ہے ' بلکہ صرف اپنی غلط اور کھلے ہوئے خیال کا اظہار - ہم نہیں جانتے کہ سر آغا خاں کی غلط اس مشورے کے دینے سے کیا تھی ؟ مگر ہم جانتے ہیں کہ ہمارے دل کے خیالات اس بارے میں کیا ہیں ؟ پس نہ جو کچھ کیا جارہا ہے گو کسی پر حملہ ہو ' لیکن اسکا مقصد حملہ نہیں ہے بلکہ صرف اپنی تردید (حدرر)

قوموں کے تاریخ کے دور کے لوگوں کو یاد رکھنا ایک مشکل لیکن اخلاقی ریاضت ہے - علی الخصوص ایسی حالت میں ' جبکہ تنگی کی شکل اختیار کردہ مگر قوموں کا فرض ہو ' تاہم ہم پوری کوشش کرینگے کہ اس اخلاقی ریاضت سے عہدہ برا ہو سکیں - ہم کو یاد ہے کہ ہزہائنس نے پچھلے چند برسوں کے اندر بہت سے کام کئے ہیں - انہوں نے تھوڑے عرصے کے اندر علی گڈھ یونیورسٹی کیلیے ایک بڑی رقم فراہم کردی اور متعدد کاموں میں اپنے جذب خاص سے بڑی بڑی رقمیں دیں - روپے کا خرچ کرنا ایک بڑی اولوالعزمی کی بات ہے ' اور ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ مرحومہ حالات پر اسقدر زور دیں کہ اس گذشتہ اولوالعزمی کو صدمہ پہنچے ' تاہم اسلام کے ایک ہزار سالہ دشمن قوم کو سر زمین یورپ سے محو کردینے کے مشورے کی جگہہ ' شاید یہ زیادہ بہتر تھا کہ مسلمانان ہند کی بعض تعلیمی عمارتیں روپے سے محروم رکھتیں - بڑی برائی ہمارے لیے اسقدر درد انگیز ہے کہ اگر برائی بھلائی اسکی جگہہ نہ ملتی ' تو ہم شکایت کی جگہہ یقیناً شکر گذار ہوتے "

مسٹر (مظہر الحق) نے کہا -

" اس رزولوشن کے متعلق چند الفاظ میں مکرر کہنا چاہتا ہوں - مجھکو افسوس ہے کہ رزولوشن کے پیش ہوتے وقت بعض صاحبوں نے اعتدالانہ جوش کا اظہار کیا - میں اسکو پسند نہیں کرتا - ہمارا مقصد اس تحریر کے پیش کرنے سے صرف یہ ہے کہ انگلستان میں ہزہائنس کی تحریر ہمارے خیالات کی نسبت کوئی غلط فہمی پیدا نہ کردے - ہزہائنس کی نسبت مجکو ذاتی طور پر معلوم ہے کہ انکے دل میں قوم کا درد ہے - انکی خدمات سے ہمیں انکار نہیں - اگر یہ انکی ایک غلطی ہے اور ہم کو اسے طور عمل سے ثابت کرنا ہے کہ غلطی خواہ کتنے ہی بڑے شخص کی ہو ' مگر ہم اسکو دوٹوک کہنے طیار ہیں (چدرر)

قوم کا فرض ہے کہ وہ اپنے لیڈروں کی عزت کرے ' لیکن اسکے یہ معنے نہیں ہیں کہ انکی ہر غلط رائے تسلیم کرلی جائے - قوم کو سچی لیکن حیدی رہنے ہر وقت طیار رہنا چاہیے ' اور لیڈروں کا فرض ہے کہ

[دنبالہ مضمون کیلئے صفحہ - ۱۹ - دیکھیے]

شئون عثمانیہ

کامل پاشا کی "قومی مجلس"

— * —

حو ۲۲ - جنوری کو صلح و جنگ کے متعلق کابنے منعقد ہوئی تھی
(مقدس از جرائد متعلقۂ آستانہ علیہ)

— * —

خاندان سلطانی کی مجلس

سب سے پہلے ۲۲ - جنوری یوم چہار شنبہ ۱۰ بجے ' صدارت جلالتمآب سلطان المعظم ' مابین ہمایونی میں شاہی خاندان کے معزز اعضاء کی ایک مجلس منعقد ہوئی - مجلس میں ولی عہد یوسف عزالدین افندی - شہزادہ ضیاء الدین آفندی - شہزادہ رشاد الدین آفندی - شہزادہ عبد المجید آفندی بھی شریک تھے - شہزادہ صلاح الدین آفندی ' ناسازی مزاج کی وجہ سے شریک نہ ہوسکے - تمام حاضرین آدھہ گھنٹہ جلالتمآب کے سامنے موجودہ حالات پر گفتگو کرتے رہے اور اسکے بعد مجلس برخاست ہوگئی (۱) -

حاضرین کے جانے کے بعد کامل پاشا اور جمال الدین افندی (شیخ الاسلام) کو شرف باریابی عطا ہوا - اسی درمیان میں ایک فرمان سلطانی شائع کرایا گیا کہ قومی مجلس کی صدارت کامل پاشا کو دیجائے - مجلس میں شرکت کے لئے جو لوگ مدعو کیے گئے تھے ' وہ قصر سلطانی میں آنے لگے - اسماعیل حقی بک مدیر عام تشریفات سلطانیہ ' اور رشید پاشا مصاحب حضرہ سلطانیہ استقبال کرتے تھے -

فہرست شرکاء مجلس

حاضرین مجلس میں علاوہ ۱۲ - وزیروں اور مستشار صدارت کے اعیان قوم میں سے حسب ذیل اشخاص شامل تھے

سعید پاشا (سابق وزیر اعظم) فرید پاشا (سابق وزیر اعظم) مختار پاشا (سابق وزیر اعظم) رشدی عاکف پاشا ' فواد پاشا ' داماد فرید پاشا ' رضا پاشا (لقدمت) عمر رشدی پاشا ' آرام آفندی ' ارسلانی پاشا ' ارازیان افندی ' محمود اکرم (ملک الشعراء) حسنی پاشا ' حاذم بک ' عبد الرحمن شرف بک (مورخ السلطان) رضا آفندی ' دریس سعید حاذم پاشا ' سلیمان پاشا ' شریف جعفر پاشا ' شریف ناصر بک ' عارف حکمت پاشا ' عبد القادر آفندی ' عرب پاشا ' علی عالب بک ' فائق بک ' نعوف بک ' مارزوکور داؤ افندی ' محی الدین پاشا ' دوری بک ' سکری پاشا -

علماء میں سے حسب ذیل اشخاص آئے تھے

شیخ محمد اسعد افندی (امین فتاوائے شیخ الاسلام) شیخ ابراهیم ادهم افندی (قاضی لشکر روم ایلی) قاضی لشکر اناطول - وکیل جلالتمآب مدهشی - شیخ مصطفی عاصم افندی - شیخ ماهر سعید افندی وغیرہ وغیرہ -

ان حضرات کے علاوہ حسب ذیل اشخاص بھی شریک تھے —

عرب پاشا (رئیس ارکان حربیۂ عمومیہ) هادی پاشا فاروقی (معاون رئیس ارکان حربیہ عمومیہ) فرید پاشا (رئیس دائرہ سواران) عبد الله پاشا (فریق اول) فاضل پاشا (رئیس صنعت صنائع حربیہ) خورشید پاشا (فریق حالی و سابق ناظر بحریہ) احمد پاشا (رئیس دائرہ محاسبات) حسنی پاشا (مفتش مطبعات عسکریہ) خلیل پاشا (رئیس محاکمات بحریہ) راسم پاشا (رئیس دائرہ مصارف) عبدی پاشا (رئیس دائرہ لمان) صدقی بک (وکیل رئیس ارکان حربیہ بحریہ) احمد سالم بک (رئیس ثانی دائرہ ملکیہ) سعید بک (رئیس ثانی دائرہ تعلیمات) توفیق بک (رئیس ثانی دوائر مالیہ و اسعال و معارف) شیخ علی حیدر افندی (رئیس محکمہ تمیز نظارت عدلیہ) عثمانی بک (رئیس دائرہ جزاء نظارہ عدلیہ) رشید بک (رئیس دائرہ استدعاء) اسماعیل حقی بک (ناظر مدعی عمومی) خلیل پاشا (امین شہر آستانہ) سری بک (مدیر عام چفتی خانہ) وغیرہم -

اتحادی اعیان ملت کا شرکت سے انکار

مگر (محمود شوکت پاشا) نے معذرت کیلا بھیجی کہ بیماری کی وجہ سے شریک نہیں ہوسکتے - شیخ موسیٰ کاظم افندی (سابق شیخ الاسلام اتحادی) نائل بک ' ابراهیم پاشا ' شریف علی حیدر بک سلیمان افندی دسنائی (ممبر بیروت و مترجم " هومر ") ضیاء الدین محمد توفیق پاشا ' حقی پاشا (سابق وزیر اعظم) پرنس صباح الدین بک ' یہ لوگ نہ تو شریک ہوئے ' اور نہ انہوں نے کوئی معذرت بھیجی -

اعمار مجلس

قصر سلطانی میں قائمہ العرز (هائی آف ایمبسیڈرز) مجلس کے لئے تحریر کیا گیا تھا - جب لوگ جمع ہو گئے تو کامل پاشا شرکت جلسہ کے لئے جلالتمآب سلطان المعظم کے پاس سے اٹھے اور قریب بجے آکر کرسی صدارت پر بیٹھے - کرسی کے دہنی جانب شیخ الاسلام ' اور بائیں جانب سعید پاشا (سابق وزیر اعظم) تھے - حاضرین کی تعداد قریباً ایک سو تھی - سعید بک (مدیر تحریرات باب عالی) کھڑے ہوئے ' اور ذیل کی یہ یاد داشت پڑھکے سنائی جو حسب ذیل تھی .

یاد داشت دول سنہ

" ہم سفراء آسٹریا ' انگلستان ' روس ' جرمنی ' اور اطالیا جنکے دستخط اس یاد داشت پر ہیں ' جلالتمآب سلطان کے وزیر تو اپنی اپنی حکومتوں کی طرف سے ' جنکے ہم تابع ہیں ' اطلاع دیتے ہیں

چونکہ ہماری سلطنتوں کو عدم اعادہ جنگ سے سخت رعب ہے ' اسلئے انہوں نے خیال کیا کہ جلالتمآب سلطان کی نظر اس خواہشمندی کی طرف مبذول کریں جو دول عظمی کے نصائح نہ قبول کرنے کی صورت میں (بصورت عدم قیام امن عامہ) ان پر عائد ہوگی -

نظریہ کہ اگر جنگ شروع ہوگئی اور آستانہ کی حالت مناقشہ میں ہوگئی یا اعادۂ جنگ کی وجہ سے دولت علیہ کے ابتدائی ممالک میں سے کوئی ممالک مفتوح ہوگیا ' تو باب عالی کیلئے ضروری ہوگا کہ اس بدقسمتی کے وقت سے (جس پر ہم اسوقت متحدہ کھڑے ہیں اور جس سے نکالنے کے لئے ہم کوشاں ہیں) نکلنے میں دول عظمی سے کسی قسم کی مدد کی امید نہ رکھے -

اگر دولت عثمانیہ نے صلح منظور کرلی تو بحران تعصبات کی تلافی یوں کی جائیگی کہ آستانہ میں اپنے مرکز کو قوی کرے اور اپنی وسیع ابتدائی مقبوضات سے (جو دولت عثمانیہ کی حقیقی قوت کے سرچشمے ہیں) فائدہ اٹھانے کے باب میں دول عظمی کی مادی و اخلاقی مدد سے فائدہ اٹھا سکے گی - جلالتمآب سلطان کی حکومت کو معلوم ہونا چاہئے کہ باب عالی جسقدر یورپ کے نصائح کی (و

(۱) یہ خاندان سلطانی کی احیاء جنگ کیلئے آخری کوشش تھی ' جسکا حال آئندہ اسماعت میں ہم درج کرینگے [الهلال]

مصالح ' جدمیں یورپ اور دولت عثمانیه ' دونوں کے مصالح یکجا هیں) اتباع کی طرف میلان رضا مندی ظاهر کریگا ' اسی قدر عملی حیثیت سے اسکو دول عظمی کی مدد ملیگی -

اسلیے دول عظمی مکرر باب عالی کو نصیحت کرتی هیں اور اس سے خواهش ظاهر کرتی هیں (بحالیکه وه خود ناهم متفق هیں) که ادرنه ریاستهاے بلقان کے لیے چهوڑدے - اور مسئله جزائر ارجیل کے حل میں دول عظمی پر اعتماد کرے - اسوقت باب عالی کو حق هوگا که مسلمانان مقدونیه کے مصالح اور ادرنه میں مساجد اور مدهبی معاهد کے احترام کی محافظت میں دول عظمی کی مساعدت پر وثوق کرے - دول کوشش کریگی که مسئله جزائر ارجیل کو اسطرح حل کریں که دولت عثمانیه کو ان تمام چیزوں سے مطمئن کردے جو اسکے مستقبل کیلیے حرف انگیز هیں -

(مرقومهٔ آسٹانه ۱۶ - جنوری سنه ۱۹۱۳ ع)

هم هیں سفراے دول عظمی -

نومدار	سفیر فرانس
گدس	سفیر روس
گیرارلوتهر	سفیر انگلستان
فالا ویچهین	سفیر آسٹریا
و انگهام	سفیر جرمنی
گیسلنر کارونی	سفیر اطالیا

دورا کی تحریر

یاد داشت پڑهنے کے بعد (مرحوم) ناظم پاشا وزیر حنگ کهڑے هوے ' اور حاضرین کو موجوده حنگ کے حالات اور فریقین حنگ کے لشکروں کے موقف (پوزیشن) سے مطلع کیا - انکے بعد عبد الرحمن بک وزیر مال کهڑے هوے اور مالی حالت کی سقیعت سے ناظرین کو آگاه کیا - انکے بعد نوار ذنگیان آفندی وزیر خارجیه کهڑے هوے اور بیان کیا که انکو سخت سردی لگ گئی هے جسکی وجه سے وه آواز اتنی بلند نهیں کرسکتے که سب سن سکیں ' اسلیے آنهوں نے اپنے بیانات ایک کاغذ پر لکهدے هیں جو انکی طرف سے سعید بک وزیر مال نے حاضرین کو سنائے - انکے بیانات میں سیاست عامه کی حالت ' هر سلطنت کے طریقے ' اور ان اعلانات کے متعلق جو تمام دول نے اپنی سفراء کی معرفت نهیجے هیں ' تشریحات تهیں -

انکے بعد شیخ مصطفی آفندی مفتی سابق ' داماد فرید پاشا ' داماد خاندان سلطانی ' مشیر فؤاد پاشا ' شیخ محمود اسعد آفندی ناظر دفتر خاقانی ' رشید عاکف پاشا ' لعوقف بک ' سعید پاشا سابق وزیر ' یکے بعد دیگرے کهڑے هوے اور هر شخص نے کچهه نه کچهه تحریر کی - ان تمام مقررین نے با اتفاق موجوده معاملات کے نرمی و امن کے ساتهه طے هونے پر زور دیا -

انکے بعد اسمعیل حقی بک نایب عمومی کهڑے هوے اور احراے حنگ کی فرمایش کرتے هوے چند مسائل کے متعلق کچهه کها ' اور زور دیتا چاها که حنگ شروع کی جاے ' لیکن ناظم پاشا نے ان کی تحریر کے بعضوں کو خلاف واقعه بیان کرکے انکی تردید کردی - ان لوگوں میں سے جب هر شخص اپنے خیالات ظاهر کرچکا تو دول عظمی کے ساتهه نرمی و اشتی سے حقوق دولت عثمانیه کی محافظت کے ضروری هونے کی طرف تمام رائیں لی گئیں -

رشید پاشا وزیر داخله اور نور ذانگیان آفندی وزیر خارجیه نے چند ضروری باتیں پیش کیں - انکے بعد مورخ سلطانی عبد الرحمن بک نے تقریر کی - پهر ناظم پاشا کهڑے هوے اور اعادحنگ سے فوج کی حالت جیسی کچهه رهی تهی ' لوگوں - بیان کی - دوران تحریر میں انهوں نے کها " اسوقت فوج کی تعداد پورے طور پر موجود هیں - اور اسکی ادنی (مارل) حالت بهی بهت اچهی هے "

سعید پاشا (سابق وزیر اعظم) نے پوچها کیا یه مجلس کوئی سرکاری حیثیت رکهتی هے ؟ جواب دیا گیا که یه مجلس شوری هے -

حاضرین میں بعد چند اشخاص کے سب وزراء کی راے سے متفق تهے - ۴ - بجے مجلس برخاست هوئی - سعید پاشا سابق وزیر اعظم نے کامل پاشا کا هاتهه پکڑ کے ریلے تک مشایعت کی ' اور اسکے بعد اعضاء مجلس قصر سلطانی کے هال میں منتشر هوکر کهانے پینے میں مشغول هوگئے -

دوران مباحثه میں جلالتمآب سلطان المعظم کو تمام واقعات کی خبر ملتی رهی تهی -

ساقر کوئی کی محافظ فوج کی شجاعت

— * —

اخبار (لوید) عثمانی کو اپنے نامه نگار ادرنه سے اطلاع ملی هے ساقر کی عثمانی محافظ فوج نے دشمن کی فوج کا ' جو اس سے کئی چند زیاده تهی ' نهایت بهادرانه مقابله کیا - وه اس امید پر که عقریب عثمانی دیوا محاصره کو اٹها دینے کے لیے دردانیل سے نکلیگا ' برابر نهایت مصائب و متاعب برداشت کرتی رهی - جب اسکو عثمانی اور یونانی دیووں کی معرکه آرائی کی خبر پہلے پہل ملی ' تو اس نے نهایت فرح و شادمانی کے ساتهه اس خبر کا استقبال کیا - وه امید کرتی رهی که عثمانی دیوا اسکی مدد کیلیے فوراً نمودار هوگا -

رسد کے جو جو هر جانے کیوجه سے جب اسکی حالت بهت سخت نازک هوگئی اور اسمیں مقابله کی طاقت نهیں رهی ' تو دوباره عسکری اشارات کے ذریعه سے اطلاع دی که هم هر طرف سے گهرے هوئے هیں - اگر عثمانی دیوا همارے مدد کو نه آگیا تو همارے حالت سخت نازک هو جائیگی - لیکن عثمانی دیوا ان محصور بهادروں کی مدد نه کرسکا اور مجبوراً فوج نے شهر حواله کردیا - یونانی کمانڈر نے انکی اور انکے ماتحتوں کی شجاعت کا اقرار کیا اور تلوار باندهنے کی اجازت دی -

عثمانی فتوحات

— * —

آسیائه علیه میں خبر آئی هے که ایک عثمانی آهن پوش جهاز جزیره آسٹرو پالیا کے قریب تک پهنچگیا - جهاں اسکا مقابله جار جنگی کشتیوں سے هوا - اوپر تلے یونانی پهریرے اڑ رهے تهے - لیکن عثمانی جهاز نے تین کشتیوں کو غرق آب کردیا - صرف ایک بچکے ساحل میں پناه لی -

عثمانی فوج نے شکیں کی سرحد کو (جو ساحل اشقودره پر واقع هے) واپس لیلیا هے -

قسطنطنیه کی چٹھی

— * —

ڈاکٹر محمود الله جو کلکته سے ڈاکٹر انصاری کے مشن کے ساتهه گئے هیں ' اپنے خط میں لکهتے هیں

(۵ جنوری) همارا قیام اسپتال (قادرگاه) میں هے جو استنبول میں واقع هے - یه ایک بہت بڑا اسپتال قافله گرمی کا هے ' مگر بالفعل ایک جنگی اسپتال بنا دیا گیا هے - یهاں کے مریض بہت اچهی حالت میں هیں - تعلیم کی (نرسوں وغیره) نهایت نرمی نرس اور ڈاکٹر سهامی ' جو ایک نهریدی هیں ' اسکے بڑے ڈاکٹر هیں - ترک لوگ همارے ساتهه نهایت حلم اور مهمان نوازی سے پیش آئے هیں پرسوں جمعه کو همسلوگ مسجد جامع میں همارے واسطے گئے تهے - اسی مسجد میں سلطان المعظم بھی تشریف لاتے -

جونہی سلطان کی سواری ہمارے پاس سے نکلی ' ہمنے سلام کیا اور خوشی کے نعرے بلند کیے - سلطان المعظم نے اپنے ایڈی کانگ کے دریعہ سلام کہلا بھیجا - ہم سب نے سلطان المعظم کے ساتھہ نماز ادا کی جسکے بعد حضرت سلطان ایوب انصاری کے مزار پر گئے یہ ایک عالیشان عمارت اور بہت آراستہ ہے - یہاں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کا نشان ہے - یہاں سے ہم سلطان محمد فاتح کے مقبرے کو گئے - یہاں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی زیارت کی - مقبرے کی دیوار پر ایک نہایت خوشنما کتبہ ہے ' جسمیں ایک حدیث بطور پیشین گوئی فتح قسطنطنیہ کے متعلق لکھی ہوئی ہے اب ہمارے جلد میدان جنگ جانیوالے ہیں - . . . لڑائی کی صحیح خبریں یہاں بھی کمیاب ہیں - ہندوستان کے بعض اخبارات میں یہاں سے زیادہ وضاحت سے معلوم ہوتی ہیں (بیاری بے) ترکی حانداری سے کام کررہے ہیں - جہاد کا کوئی اعلان نہیں ہوا ہے - سنتے میں آیا ہے کہ عراق اور شام کی فوجیں لڑائی کیواسطے تیار ہیں . .. آج شام کو

همیشه زنده رکهیگا - ترکی کی مالی حالت بهی اچهی نهیں ہے ..

عنقریب ایک عظیم الشان جنگ هونیوالی ہے - ایڈرنا پول کے محصوریں کی حالت بہت اچھی ہے - ترکی قلعے بہت مضبوط حالت میں ہیں . یہ سنکے کسقدر افسوس ہوا کہ سالونیکا کو بغیر لڑائی کے تھسین پاشا نے یونانیوں کے حوالہ کردیا مگر حال کی خبر ہے کہ پرسوں ترکوں نے ایک زبردست قلعہ یونانیوں پر اسی سالونیکا کے قریب حاصل کی -

(۲۱ جنوری) تمام ترک اپنے ہندوستانی برادران دینی کی همدردی کے بیحد مشکور ہیں - اورکو ہندوستان کے اس اظہار همدردی و محبت پر سخت تعجب ہے - معزز پاشا اور دیگر اکابر قوم بھی ہمارے خلوص اور محبت سے بہت متاثر ہوئے ہیں اور ہمارگوں سے نہایت محبت اور احساسمندی سے پیش آتے ہیں -

(۱۶) تاریخ کو هر اکسلنسی نسیم عمر پاشا نے ہمارے طبی مشن کی ایک پر تکلف دعوت کی - پاشائے موصوف کا محل نہایت شاندار اور آراستہ ہے - دعوت میں هر اکسلنسی اسد پاشا ' جو امراض

فکاہات

شذرات نظم

— * —

درس پیشرائی کی امید

میں نے یہ حضرت والا سے کئی بار کہا : * یہ تو انداز خوشامد ہے ' اسے کیا کیجئے ؟
مسکرا کر یہ کہا مجھسے ' کہ ہاں سچ ہے ' مگر * کامیابی کی یہ امید ہے ' اسے کیا کیجئے ؟

امید لیگ کی برسنڈنی

لنگ نے صاف گورنمنٹ کی جو کی خواہش * وہ یہ سمجھی تھی کہ یہ طور ندیع اچھا ہے
لیکن اب اسنے یہ سمجھا کہ غلط تھا وہ خیال * کہ ملازم رہی اچھا ' جو مطیع اچھا ہے
اب کے ہوجائیگا اِس جرأت بیجا کا علاج
لنگ محروم ہے تو ہونے دو ' شفیع اچھا ہے

کشاف

حد آئی کہ لڑائی پھر شروع ہوگئی - ترکی دیوا (در دانیال) سے نکل کر (بحر ایجین) میں یونانیوں سے لڑنے گیا ہے - شتلجہ میں بھی لڑائی سروع ہوگئی - انکی مرتبہ سخت لڑائی ہوگی اور خدا سے امید ہے کہ ترکوں کی فتح ہو - دشمنوں نے مقبوضہ مقاموں کے کل مسلمانوں کے ساتھہ جو قساوت کی ہے ' وہ بیان سے باہر ہے اکثر جگہ چھوٹے چھوٹے بچے اور عورتیں پکڑ کے زندہ جلادی گئیں - انکے ظلم کی داستان سننے کی تاب نہیں -

(۱۴ جنوری) کل ڈاکٹر انصاری مع چند ترکی افسروں اور ڈاکٹروں کے وہ مقام دیکھنے گئے ' جہاں هملوگونکا اسپتال قائم ہوگا اس مقام کا نام (عمر کوی) ہے اور شتلجہ لین کے بہت قریب ہے - یہاں ناظم پاشا سے بھی ملاقات ہوئی - ناظم پاشا نہایت خلیق اور گرم جوشی سے پیش آئے - لڑائی کی بابت بہت گفتگو رہی - پاشائے موصوف بہت افسوس کرتے تھے کہ فوجی انتظام بہت خراب ہے - سننے میں آتا ہے کہ وزارت بدل جائیگی - ایک پارٹی لڑائی جاری رکھنے کی طرفدار ہے اور دوسری پارٹی صلح کرلینا چاہتی ہے - قسمت بہت یاور ہے مگر خدا میں سب قدرت ہے - وہ اسلام کا نام

چشم کے ایک ماہر جراح کہے جاتے ہیں ' اور ڈاکٹر طلعت بے اور بعض اور مشہور ترکی ڈاکٹر بھی مدعو تھے - کھانے سب انگریزی اوسام کے تھے ' جسکا کہ آپکو میدو (فہرست طعام) سے معلوم ہوگا - ایک مفصل تقریر میں صدر ناں نے ہمارے مشن کا شکریہ ادا کیا اور اثنائے گفتگو میں مختلف ممالک کے مسلمانوں کے درمیان رشتۂ اخوت و محبت قایم کرنیکے ذرایع پر بحث کرتے ہوئے کہا : کیا اچھا ہوتا اگر ہم میں اور ہمارے ہندوستانی برادران دینی میں رشتۂ مناکحت قائم ہوا کرتا ! ہندوستانی لوگ ترکی عورتوں سے اور ترک ہندوستان کی عورتوں سے بے تکلف شادیاں کرتے اور اس طریقہ سے وہ رشتۂ یگانگت قائم ہوجاتا جسکی اسلام کو بہت سخت ضرورت ہے - اس تصویر کو ہم سب نے بہت پسند کیا بلکہ ہمارے ساتھہ کے ایک شخص نے اسکی تائید میں کہا کہ تصویر تو بہت اچھی ہے مگر ترک بھی آیندہ یورپ کی عیسائی عورتوں سے مناکحت کرنا چھوڑ دیں کیونکہ یہ انکی خرابی نسل کا باعث ہوتا ہے - یورپ کی عیسائی لیڈیوں سے ہماری ہندوستانی عورتیں کہیں بہتر ہیں - اس پر لطف تقریر کے بعد ڈاکٹر انصاری نے طلعت بے سے درخواست کی کہ

مقالات

ہم سب ہز اکسلنسی انور بے کی زیارت کے بیحد مشتاق ہیں - آپ ہمارا یہ اشتیاق کسی طرح انکے گوش گذار کردیں - انہوں نے جواب دیا بہت اچھا ' میں انکو فوراً مطلع کرونگا ' وہ نافعل شفاخانہ میں ہیں - مگر امید ہے کہ کل آپلوگوں سے ضرور ملیں - چنانچہ دوسرے دن ٹھیک نو بجے ہز اکسلنسی انور بے نہایت بے تکلفی سے تن تنہا اسپتال میں ہمارلوگوں سے ملنے تشریف لائے - یہ پہلا موقعہ تھا کہ ہمنے انکو دیکھا - وہ نہایت خوشرو جوان ' تقریباً تیس سال کے معلوم ہوتے ہیں - آنکے چہرے پر ایک عجیب دلفریب مسکراہٹ ہے - موچ میں اُنسے زیادہ کوئی ہردل عزیز نہیں - ہم سب نے نہایت گرمجوشی سے انکا استقبال کیا اور انکے قومی کارنامونکی جسقدر تعریف الفاظ میں ہوسکی ' ہمنے کی - انہوں نے بھی ہمارا نہ دل سے شکریہ ادا کیا اور ہمارے خلوص و محبت کی بہت قدر کی - اسکے بعد وہ ہمارلوگوں کو ساتھہ لیکر بیماروں کے وارڈ کی طرف چلے - ہر سپاہی کی پیٹھہ نہایت شفقت سے ٹھونکتے اور نہایت محبت اور دلدہی کے لہجے میں اوس سے باتیں کرتے تھے - انکا ہر ہر لفظ ہمدردی اور امید سے بھرا ہوا تھا - وہ انکو سمجھاتے تھے کہ " رنج نکرو اور اپنی تکلیفونکا خیال اپنے دل سے اُٹھادو ! دیکھو ! تمہارے بھائی کتنے دور دراز فاصلہ سے سفر کی مصیبتیں جھیلکے صرف اسلیے آئے ہیں تا کہ تمہاری مصیبت دور کریں اور تمہاری تکلیفوں میں شریک ہوں - پس تمکو چاہیے کہ اپنے اِن بھائیوں کی تکلیفونکا خیال کرو اور اپنے مصائب بھول جاؤ - جلدی سے اچھے ہو جاؤ تاکہ ایک مرتبہ اور اپنی شجاعت اور جانبازی کے جوہر دنیا کو دکھلا سکو" اس قسم کے دل بڑھانے والے مگر محبت سے بھرے ہوے الفاظ ایک ایک سپاہی سے کہتے تھے ' جسطرح کوئی شفیق باپ اپنے پیارے بیٹے سے باتیں کرتا ہے - ہر سپاہی ان باتوں کو سنکے جوش و خروش سے نعرہاے تحسین بلند کرتا تھا ' گویا واقعی اوسکی تکلیفیں دور ہوگئیں تھیں ! اسکے بعد ہم سب صحن میں تھوڑی دیر بیٹھے جہاں بہت سے گروپ لیے گئے ' جنمیں سے ایک میں ہز اکسلنسی ہمارے مشن کے ساتھہ بیٹھے ہیں اور ایک تصویر ' تنہا علیحدہ خود اونکی اور ایک گروپ اون مسلمان روسی عورتوں کا ہے ' جو مصروحین کی اعانت کے واسطے ملک روس سے آئی ہیں - میں یہ سب تصویریں دستیاب ہونے پر آپکی خدمت میں روانہ کرونگا - ہز اکسلنسی نے یہ بھی وعدہ فرمایا کہ اپنا ایک دستخطی فوٹو بطور یادگار کے ہر ممبر مشن کو عنایت کرینگے -

دوشنبہ کے دن یقیناً ہمارا مشن (عمر کوئی) روانہ ہوجائیگا - ترکوں کی وہ جماعت جو انجمن ہلال احمر کی بانی ہے ' نہایت جوش اور ہمدردی سے مجروحین اور مہاجرین کے اعانت کا کام کر رہی ہے - تمام اسپتال جو دار السلطنت میں یا اسکے قرب و جوار میں قائم ہیں ' وہ اسی ہلال احمر کی کوششونکا نتیجہ ہیں - نسیم عمر پاشا ' اسد پاشا ' اور طلعت بے کی کوششیں ہزاروں تعریفوں کے لایق ہیں - ۴۰۰ معزز خاندانوں کی خاتونیں دن رات اسی کام میں مشغول ہیں کہ ان مصیبت زدہ ترکوں کی ہر طرح سے اعانت کریں - ایک معنے میں انکی کوششیں گورنمنٹ سے زیادہ قابل تحسین ہیں

انگلستان اور اسلام

(۳)

صلح اور جنگ

یا زندگی اور موت

— * —

از مسٹر " بلنٹ "

—○ * ○—

جنگ بلقان کے نتائج بلقانیوں کے حق میں جو کچھہ ہوے والے ہیں ' اُس کی جھلک صاف صاف ہمیں نظر آرہی ہے - شاہ فرڈیننڈ اور سلطان المعظم میں جو صلح ہونے والی ہے ' اُس کے متعلق عام شرائط کا اعلان ہوچکا ہے ' صرف جزئیات کا تصفیہ باقی ہے - یہ بھی ہفتہ عشرہ میں ہو جائیگا - کہا جاتا ہے کہ سلطان ایڈریانوپل ' سواحل مارمورا ' اور درداندال پر قبضہ رکھنے کے مختار ہونگے - ترکوں کے یورپین مقبوضات کا بقیہ ' اتحادیوں کے حصے میں آئیگا کہ وہ آپس میں جس طرح چاہیں تقسیم کرلیں - اِس میں کوئی دخل اندار نہ ہوگا - اتحادی اِس کے آپ ذمہ دار ہونگے - یہ بھی کوئی اہم مسئلہ نہیں ہے کہ ایڈرنانگ کے نئادرکس کے حوالے کئے جائینگے ؟ اور نہ یہی بات قابل اعتنا ہے کہ البانیہ کا آیندہ حشر کیا ہوگا ؟ ایک امر مسلم ہے اور یہ ہے کہ یہ تمام ممالک ' سلطنت عثمانیہ سے ہمیشہ کے لیے جدا کر لیے گئے - الفاظ دیگر " اسلام " سے اِن کا تعلق بالکل قطع کردیا گیا - البانیہ کے مسلمانوں نے ترکوں کے ساتھہ ناعاقبت اندیشانہ فساد چھیڑکر اپنے پاوں میں آپ کلہاڑی ماری ہے - آیندہ کے لئے قومیت کے لحاظ سے اُن کا مرنبہ کچھہ ہی کیوں نہ ہو ' ایک خود مختار اسلامی حکومت کی آزادی وہ اب کسی طرح نہیں پاسکے - ہاں اپنی اِس علیحدہ ڈیڑھہ اینٹ کی مسجد کے ساتھہ یورپ کی چکی کے نا جدا شناس پاٹ میں اچھی طرح پس پسا کر ' نوسیدنا کی طرح عیسائی حکومتوں کی عالیشان عمارت کا مسالہ بن جائینگے -

رہ جاتا ہے صرف ضعف میں عوّر طلب ہے ' اور نتائج کے جس حصے کے متعلق ابتک ہمیں کچھہ بھی علم نہیں ' یہ ہے کہ ناسفورس کی تاریخی نشست گاہ میں خلافت عثمانیہ کو سیاسی حیثیت سے کونسا درجہ ملیگا ؟ آیا سچ مچ اُس کے قدیمی آزادانہ اور فوجی و ملکی اختیارات و اقتدارات یورپ کے نئے کھیے صولوں ہی پر سپرد مگر رہنے دے جائینگے ؟ یا یہ دول یورپ کے قرضے کی شکنجے میں کس دی جائیگی ؟ آیا سلطان کو اپنی نفیہ مسلمان رعایا پر حکم ران رہنے دیا جائیگا ؟ یا اب سے وہ ایشیا میں صرف ایک نمایشی خول بنا کر رکھے جائینگے - جس طرح مصر میں خدیو رکھے گئے ہیں ؟ یعنی نک ایسے شخص کی صورت میں ' جسکی ظاہری سان شوکت تو بہت کچھہ ہو ' لیکن جو دراصل متحدہ یورپ کی طرف سے محض ایک وظیفہ خوار تخت کا پتلہ ہو ؟ در حقیقت یہ ایک نہایت نازک اور اہم مسئلہ ہے - ایسا مسئلہ ' جس سے دنیاے اسلام کا گہرا تعلق ہے -

(ایجپٹ) کے مسلمان ناظرین جو واقعات جن سے قسطنطنیہ میں مرجودہ افسوس ناک حالت پیدا ہوگئی ہے ' بغوری ظاہر ہوچکے

ہیں - انگلستان اور روس کے دعاء خارجہ میں ترکوں کی انتظامی حکومت کو تباہ کرنے کی نیت سے جو سازش ہوئی تھی' اُس کا بیان بھی دارھا کیا جا چکا ہے -

اِن دونوں میں سے ہر ایک کا مطلب علیحدہ تھا - انگلستان اس انتظامی حکومت کو تباہ کرکے قاہرہ میں اپنا مطلب یعنی مصر پر برطانیہ کا دوامی دخل حاصل کرنا چاہتا تھا - روس چاہتا تھا کہ باسفورس اور دردانیل کے اندر سے اپنے جنگی جہازات کی آمد و رفت کی کھلی اجازت حاصل کرلے - عدسائیوں کے اِن دونوں پر ہوس مطالبوں کا قسطنطنیہ کے نوجوان ترکوں کی حکومت نے ٹکا سا جواب دیدیا تھا اور اپنے جواب پر استقلال کے ساتھ قائم تھی - پس اس اینگلو رسین مطالبہ کو آری کے لیے اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ حکومت جو ملک کی سچی خیرخواہ تھی اور عثمانی پارلیمنٹ جسکی پشت پناہ تھی' اپنی جگہ ایک ایسی جماعت کے لیے خالی کردے' جو اجانب کے ہاتھوں میں کٹ پتلی بنکر رہے - ساتھ ہی ساتھ وہ سخت گیر پارلیمنٹ' جسکا فیصلہ کرنی زبردست ہاتھ مدلل نہ کرسکتا تھا' توڑدی جاے - [یعنی اتحادی وزارت کی پارلیمنٹ]

ہم ہمیشہ بتلاتے رہے ہیں کہ گذشتہ سال کے واقعات کی سچی تاریخ اگر کوئی ہے تو یہی ہے - ڈاونگ اسٹریٹ (سر اِڈورڈ گرے کا آفس) اور سینٹ پیٹرس برگ (روسی دارالحکومت) کیطرف سے اطالیونکو طرابلس پر دن دھاڑے ڈکیتی کے لیے مستعدی کے ساتھ جو ہائنڈ ملی تھی' اسکا وار اسی تاریخ میں مضمر ہے - یورپ کے اس ڈاکو کی تاریخ تھی' جو سلطان پر شاہ اطالیہ کے ساتھ شرمناک صلح کرنے کے لیے ڈالا گیا تھا' نہیں پنہاں ہے - گذشتہ گرمیوں میں البانیہ اور مقدونیہ میں نوجوان ترکوں کو جس فساد کا نئے سرے سے مقابلہ کرنا پڑا تھا' اسکا بھی بہت اسی میں پوشیدہ تھا - یہی فساد بڑھتے بڑھتے تیسرے مہینے ہوے قسطنطنیہ میں عادل ترین نوجوان ترک اور وزیر جنگ یعنی شوکت پاشا کے خلاف فوجی بغاوت کی شکل میں نمودار ہوا' اور انجام کار شوکت پاشا اور نوجوان ترکوں کی حکومت کو اسی فساد کے استعفا دینے پر مجبور کیا' اور اسکی جگہ ایک قدامت پسند فریق کو یعنی انگلستان یعنی کامل پاشا کی سرکردگی میں لا بٹھایا - اس ملک فروش نے عثمانی پارلیمنٹ کو ڈھٹائی اور بے شرمی کے ساتھ برطرف کردیا' اور یورپ کے اِشارے پر ناچنے والے وزرا کے مابحت' پرانی بے فائدہ حکومت پھر سے قائم کردی -

یہ سارے ہتھکنڈے انگلستان کے تھے البتہ اسکا بڑا سازشی آشنا روس بھی اسکا ساتھ دیتا جاتا تھا - آگے چلکر انگلستان کی بلغانی کمیٹی اور لندن کے وزرا اجازات بھی جو گورنمنٹ کے زیر اثر تھی' اسکے موید بنگئے -

جنگ بلقان کا انتہائی انجام جو کچھ ہوا' شاید وہاں تک سر اڈورڈ گرے کی بھی ابتداءً نہ پہنچی ہوگی' تاہم یہ ہمہ جو مصنوعی ناک واقعات اِس جنگ کے اثناء میں ظہور پذیر ہوے گئے ہیں' بلا شک و شبہ انگلستان کی حکومت اُن سبھوں کے لیے ذمہ دار ہے - انگلستان کی صلاح کے بموجب کامل پاشا نے تمام فوجی اور ملکی انتظامات کا محکمہ جوانمرد اور لائق کارکن افسروں سے خالی کردیا - صوبہ کے نا دانستہ تجربہ کار اور ہوشیار معاملہ شناس نوجوان ترک حاکموں کی جگہ' گذشتہ حکومت کے وقت کے بد اخلاق انجمنی مقرر کیے گئے - فوج کے بڑے بڑے افسروں کے ہاتھ سے' جنکی تعلیم اعلیٰ پیمانے کی تھی' اختیارات چھین لیے گئے' اور یہ اختیارات اُن لوگوں اشخاص کو دے دیے گئے جو مدت سے برطرف کردیے گئے تھے مگر اس نئی پرانے خیالات کی ڈریرک وزارت کے ہاتھ بٹانے والے درست تھے -

سب سے مہلک کام وہ کیا کہ شوکت پاشا کو - جو (وان ڈرگولٹز) کے اعلیٰ درجہ کے قابل اور لئیق شاگرد تھے' جنھوں نے فوج کے جنرل اسٹاف کی اصلاح جدید طریقے کے مطابق کی تھی' اور جنکے دماغ میں تمام مقبوضات سلطنت عثمانیہ کے بچاؤ کی جنگی تدبیریں کل کی کل محفوظ تھیں - دور طرف کرکے انکی جگہہ (ناظم پاشا) کو مقرر کردیا - ناظم پاشا فوجی علوم کے پرانے مکتب کی ایک جاہل یادگار ہے وزارت جنگ کے اعلیٰ عہدے پر آکر اسنے نگرانی افواج میں (جسکا مادہ اسمیں مطلق نہ تھا) جو غلطی کرتی' اسیکا نتیجہ تھا کہ فوج کی حالت میں اس درجہ ابتری پھیلتی گئی - سب سے مضر بات یہ ہوئی کہ کامل پاشا نے (جسکا دستور العمل یہی تھا کہ انگلستان کی خواہشات کے مطابق چلا کرے اور انگریزوں کی نصیحت کو سر آنکھوں سے مان لیا کرے) اس بھروسے اور اس اعتماد پر کہ انگریزی مدبری کا سہارا ایسا نہیں ہے جو کبھی بے نتیجہ رہے' آنے والی جنگ کے لیے ذرہ و دانستہ کسی قسم کی تیاری نکی - نتیجہ یہ ہوا کہ جسوقت اتحادیوں نے اعلان جنگ کردیا تو ترکی فوج بالکل بے سروساماں تھی - نہ تو باربرداری کا کوئی سامان تھا' نہ رسد مہیا تھی' اور نہ آلات جنگ ہی موجود تھے - ابتدا یہی تو نہ تھا کہ جنگ کرنے کی کوئی با ترتیب اسکیم پیش نظر ہوتی !

مختلف آرمی کور علیحدہ علیحدہ جگہوں میں غیر مستعد پڑی ہوئی تھیں' حتیٰ کہ آخری وقت تک بھی ریزرو کے سپاہی مجتمع نہیں کیے گئے - ان ساری باتوں کے لیے صدر اعظم کامل ذمہ دار ہے -

اسکے ساتھ ساتھ جب ترکوں کی حکومت کے اگلے وقتوں کو یاد کرتا ہوں' تو اس بدن کو دل سے مٹانا مشکل ہوجاتا ہے کہ یہ پدر مرتوں' جو حمیدیہ اور اسکے اگلے عہد کی یادگار ہے' اپنے ملک پر ان ساری مصیبتوں کے لانے کے لیے ایک نہ ایک نوع سے ضرور ساجھی تھا - یہ بالکل یقینی ہے کہ کامل نے یا تو خود نخود' یا انگلستان کے سفیر کے وزغلانے سے یہ خیال کرلیا ہوگا کہ یورپ کے مقبوضہ صوبجات کو اسلامی قبضے میں رکھنا قطعاً ناممکن ہے' اور اسی خیال سے انکے بچانے کیلیے کوئی ایسا کام نکیا جسکو اصلی کوشش کہا جاسکے - بہر حال کامل اور سر اڈورڈ گرے کو مجرم قرار دینے کیلیے صرف اتنی سی بات پر نظر ڈال لینا کافی ہے کہ ایک ایسے وقت میں جبکہ سلطنت عثمانیہ کی حالت آج سے چار مہینے قبل کیطرح نازک تھی اور ہر طرف سے خطرات اسکے سر پر منڈلا رہے تھے' سلطنت کے انتظام کی باگ کامل کے ہاتھ میں دیدی گئی کامل انگلستان کا پیمان دادہ نوکر تھا اور سلطان کی فوجی تلافی کیلیے انگلستان کو اسکے ساتھ ساتھ ہمیشہ کیلیے مورد الزام رہنا پڑیگا -

یہ ساری باتیں تو اس نادیدہ کار مکر و فریب کے گذشتہ واقعات کے متعلق ہیں' آیندہ کی نسبت میرا خیال ہے کہ دیکھنے والے دیکھینگے کہ سلطان کے یورپین مقبوضات میں سے اگر کچھ حصہ اُنکے قبضے میں رہ جائیگا تو اس سبب سے نہیں رہے گا کہ انگلستان اُنکی کسی قسم کی اِعانت کریگا - کیونکہ انگلستان نے اُنھیں کوئی مدد نہیں دی ہے ' بلکہ صرف جرمنی کی بدولت رہیگا - اسمیں کوئی شک نہیں کہ یہی جرمنی ہے جس نے بیچ میں پڑکر شاہ فرڈیننڈ کو قسطنطنیہ تک تو آنے سے روکا ہے - آیندہ کیلیے بھی اسی پر بھروسہ

کیا جاسکتا ہے کہ اگر کبھی ایسا وقت آجائیگا تو وہ روکے گی - میرا یہ بھی خیال ہے کہ یہی جرمنی ہے جو انگلستان اور روس کے اصلی منشاء یعنے در دانیال سے روسی جنگی جہازات کیلیے آمد و رفت کا راستہ کھول دے جانے کی مزاحمت کریگی [لیکن جرمنی کے متعلق یہ خیال درست نہیں ' بعد کے واقعات نے پردے اٹھادیے - الہلال] - مغربی رائے میں یہی سب سے بڑا اہم مسئلہ ہے جو تھوڑے عرصہ ہمارے سامنے پیش آنے والا ہے - اگر یہ راستہ کھل گیا تو اسکا مطلب یہ ہوگا کہ قسطنطنیہ میں سلطان محض بے دست و پا بنا کر رکھدیے جائیں ' کیونکہ اسوقت یورپ کی ہر بحری طاقت کے اختیار میں ہوگا کہ جس وقت کے لیے چاہیگی آن پر دباؤ ڈالدیگی اور ساحل پر گولہ باری کی دھمکی سے اسکی تکمیل کرالیگی - سلطان ایک طرف سے تو بحر قازم کی طاقتوں' یعنے انگلستان اور فرانس کے ' اور دوسری طرف بحر اسود کی جانب سے روس کے تابع فرمان بنجائینگے - یہ ایسی صورت ہے جو ایتلاف مثلث (جرمنی ' اسٹریا ' ایطالیہ) کو مشکل سے پسند آئیگی' کیونکہ اس حالت میں جب کبھی ایتلاف مثلث (جرمنی ' اسٹریا ' ایطالیہ) اور اتحاد مثلث (روس ' فرانس ' انگلستان) کے درمیان عام معرکہ آرائی ہو جائیگی' تو ترکوں کو مجبوراً اول الذکر کے مقابلہ میں آخر الذکر کا ساتھ دینا پڑیگا - ابھی رخ سے میرے خیال میں یہ بھی صاف نظر آئیگا کہ جب یورپین کانگریس کے سامنے عثمانیوں کی آئندہ قسمت کے جملہ مسائل پیش ہونگے' اور اسوقت تک عنان حکومت سر اقتدار گرے ہی کے ہاتھوں میں رہی' تو انگلستان آنجناب کا سفیر اس سے راستہ کھلوانے جانے کے مسئلہ میں روس کا حامی رہیگا - عثمانی سلطنت پر کیسی ہی کچھہ مصیبت کیوں نہ آجائے' در دانیال کا راستہ کھل جانا ایک ایسا امر ہوگا ' جس سے بڑھکر خطرناک اور مہلک دستمبی مسلمانوں کی زندگی کیساتھہ نہیں ہو سکتی - کیونکہ اس حالت میں خلافت اسلامی اس بات کی تربین دشمنان اسلام کے ہاتھوں میں پڑ جائیگی' جسے اسوقت اسلام کا معاملہ ہو رہا ہے' یعنے شمال مغربی افریقہ میں فرانس' مصر میں انگلستان ' اور وسط ایشیا میں روس -

خلیفۃ اسلام عیسائی یورپ کا ایک ادنیٰ چاکر بنجائیگا -

یہی سبب ہے کہ اسوقت جو مصیبت کی تاریک گھٹائیں مسلمانوں کے معاملات پر ہر طرف سے چھائی ہوئی ہیں ' اسمیں اس حقیر کو روشنی کی سب سے عمدہ جھلک سمجھنے پر آمادہ ہوں کہ شاہ مرحوم نے سلطان سے آپس میں دفاعی عثمانی اتحاد قائم کرنے کی ایک تجویز پیش کی ہے - میری رائے میں اگر یہ اتحاد قائم ہوگیا ' تو یہ سب سے بڑا اور مضبوط اتحاد ہوگا ' جو خلافت کی آزادی کے قائم رکھنے کا ذمہ دار ہوسکے ' اور یہی وہ اتحاد ہوگا جو اغیار کی ہوسوں کو عملی طور پر روک دے سکے - یہ پہلا موقعہ نہیں ہے کہ اس قسم کے اتحاد کا خیال پیدا ہوا ہو - علانیہ طور پر نہ سہی' لیکن سنہ ۱۹۰۸ ع کے انقلاب ترکی کے بعد سے لیکر آجتک خاص خاص صحبتوں اور موقعوں میں بارہا اس اتحاد کا ذکر آچکا ہے ' اور میں بذات خود ہمیشہ اس اتحاد کا مؤید رہا ہوں - میرا خیال ہے کہ سلطان کے لیے یہ بہترین موقع ہے کہ ایک آزادانہ فرصت کی مہلت کو کام میں لاکر اپنی سلطنت کی اس ضرورت کو پورا کرلیں اور اپنی پچھلی شکست کی تلافی کرلیں - اگر یہ ممکن نہ ہو اور اگر طاقتوں کی رائے ہوئی کہ داردانیل کا راستہ کھولدیا جائے' تو میرے خیال میں یہ اس سے ہزار درجہ بہتر ہوگا کہ قسطنطنیہ سے تخت خلافت کو ہد انشیائے کوچک میں لیجایا جائے - [لیکن اسکا وقت چلا گیا -

جو ایک آرزو ہوئی جسکو عثمانی یگانگی اتحاد کی آرزو بھی اسکی پھر تصدیق نہیں ہوئی - الہلال]

اس اہم ترین مسئلہ سے قطع نظر کرکے ' جسکا ہر پہلو نہایت نازک اور دقیق ہے ' عثمانی سلطنت کی فوری ضرورت یہ ہے کہ حکومت کا انتظام ان نااہل اور نامراد ہاتھوں سے لے لیا جائے جنھوں نے اسکے ساتھہ خیانت کی ہے - (کامل) پھر اسی ہدہ و نارگڑھے میں دھکیل دیا جائے جس سے وہ چار مہینے ہوئے اپنے ملک میں دفاعی لانے کے لیے انگلستان کا درست بنکر نکلا تھا - یہ عثمانی نامراد مدت ارسر نو جمع کیجائے - شوکت پاشا دوبارہ وزیر حنگ مقرر ہوکر فوجی انتظامات اپنے ہاتھوں میں لیں ' اور پارلیمنٹ کی نامردگی سے ایک ایسی وزارت قائم ہو ' جسکے ارکان اپنے وطن کے سچے خیر خواہ ہوں -[الحمد للہ کہ یہ امید اب واقعہ ہے - الہلال]

سلطنت کی اس عام مصیبت میں میرا خیال ہے کہ مصر کا حصہ نہایت کم ہوگا - عالم سے غائب یہیں تک ہے کہ ہمارا دشمن خارجہ سلطان کی فوجی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر کسی نہ کسی شکل میں ممالک حدیویہ پر برطانوی دخل کی منظوری حاصل کرلیگا - یہ ایک افسوس ناک سبب ہے - میں نہیں چاہتا کہ آج اس مسئلہ کو طول دوں -

تتمہ

میں مضمون لکھہ ہی رہا تھا کہ اس امر کا اعلان سننے میں آیا کہ " صلح کی گفتگو لندن میں ہوگی تاکہ فریقین والا سر اقتدار گرے کی صلاح سے فائدہ اٹھا سکیں " یہ اعلان اصلی حالات کے لحاظ سے ایک عجیب شرمی قسمت کا اعلان ہے - ساتھہ ہی ساتھہ وہ خبر بھی' جو سر اقتدار گرے کے اخبار (وست منسٹر گزٹ) میں انشائے کوچک کی حکومت کی سرحی کے نیچے خصوصت کے ساتھہ نمایاں طور پر شائع ہوئی ہے ' کچھہ کم نا مبارک نہیں ہے - ایک در چھپا ہے کہ روس اور انگلستان کے سخت اصرار پر باب عالی نے اس بات کا فیصلہ کرلیا ہے کہ " اناطولیہ " اور " مدا پونتمدہ " کی حکومت کے انتظام کے لیے ۱۶ - روسی اور انگریزی انسپکٹر مقرر کرے اور ان ممالک کی ذمہ دار پولیس کو ایک حد تک سلف گورنمنٹ عطا کردے - اسکے یہ معنی ہیں کہ انتدائی ترکی میں سر اقتدار گرے کی مشہور معروف ایران والی پالیسی دہرائی جائے' یعنی زار روس کے ساتھہ انتظام حکومت کی تقسیم کی وہ پالیسی' جو بہ الفاظ دیگر " عارف گری بلا جنگ و جدال " کے موزوں تر الفاظ سے تعبیر کی جاسکتی ہے -

[الہلال]

یہ مضمون مسٹر بلنت نے ۸ - دسمبر کو لکھا تھا' اسلیے واقعات ما بعد کا اسمیں ذکر نہیں - مسٹر موصوف کو مشرقی مسئلے کے اسرار و رموز پر جسقدر کچھہ عبور ہے ' اور علی الخصوص وزارت خانہ لندن کے پوشیدہ دسائس و فریب سے جسقدر محرمانہ واقفیت رکھتے ہیں ' اسکا ثبوت انکی کتاب " تاریخ سری مصر " سے ملچکا ہے - لندن (انگلینڈ) کے مضامین بھی ہمیشہ انکے قلم سے نکلتے ہوتے ہیں - پچھلے دنوں الہلال کے صفحوں میں آپکے انکا مضمون نکلا تھا' جسکے قیاسات اور اظہارات حرف بحرف صحیح ثابت ہوئے - اب یہ دوسرا مضمون ہے - جسمیں صلح کانفرنس کے انعقاد تک کے واقعات کی بنا پر انہوں نے اپنی رائیں ظاہر کی ہیں -

اسلام دوستی کی یہ سرگذشت اس حکومت کی ہے ' جس کو احمق اسکے بعد بدنخواہ کے انجمن ' مسلم نواز اور وفادار اسلام ظاہر کرتے ہوئے اپنے خدا اور اپنے ضمیر ' دونوں سے نہیں شرماتے و اللہ یعلم انہم لکاذبون الحاسرون -

کیا صبح قیامت آ گئی

اور مسلمان خواب غفلت سے بیدار ہونگے ؟ ؟

— . * : —

سلسلۂ " استقبل الاسلام " نمبر (۱)

— * —

در رہ منزل لیلیٰ کہ خطر هاست بسے
شرط اول قدم آنست کہ مجنوں باشی

— * —

هاں ' بنی نوع انسان کی تاریخ میں ایک نیا باب کھل گیا ہے اقوام و ملل کے سمندر میں تلاطم بپا ہے - عمل اور انکشاف کی دنیا میں ایک هنگامہ ہے - موت یا زندگی کی کشاکش شروع هوگئی ہے - مظالم ' نا انصافیاں ' اور خونی هنگامہ آرائیاں مشرق اور مغرب میں هر آن متلاطم و متحرک هو رهی هیں - هاں ' ایک شور اور ایک طوفان ہے ' جو ایشیا ' افریقہ ' یورپ میں اٹھ رہا ہے اور شمال کو جنوب ' جنوب کو شمال ' اور مشرق کو مغرب ' مغرب کو مشرق بنانے کے لیے بے چین ہے - پھر صدیوں کے بعد اب شہادت ہائے سُدسان معاملات میں قائم هوگئی هیں - دار و رسن کی خونی نمایش گاهیں کھل گئی هیں ' جاں سپاری اور خون ریزی کے بازار اور دکانیں بھی لگادی گئی هیں - شہید اعظم تفہ الاسلام بھی دار پر منصور کی طرح لٹک رہا ہے - مراکو ' طرابلس ' ایران ' عرب ' اور مقدونیہ کی کربلاؤں سے کتنے دلدل شہید هیں ' جو یا صباحاہ یا صباحاہ پکار رہے هیں ' انکی لاشیں ایک صدا هیں ' جو کہہ رهی هیں کہ

" اے اسلام کے نام لیواؤ ! خواب غفلت سے جاگو ! کیا دیکھتے نہیں کہ یورپ نے کمر باندھی ہے کہ ممالک اسلامیہ کو نیست و نابود کردے " پھر وہ وقت آگیا ہے کہ کوہ صفا پر چڑھکر خدا کے برگزیدہ نبی کی روح اطہر ندا دے " انا النذیر العریان " اور ندائے کہ عالم فتنہ و فساد سے پر ہے ' جہالت کا اندھیرا ہے ' خباثت پھیلی هوئی ہے - نوع بشر پر جور و جفا کی چھریاں چل رهی هیں ' لڑائی جھگڑے چھوڑ کر بھائی بھائی بن جائے اور مفسدوں اور فتنہ انگیزوں کو فنا کرکے ایک عالم کو نجات دلانیکا وقت آگیا ہے -

بظاہر دنیائے اسلام کے زندہ رہنے کی کوئی اُمید نہیں ہے - معلوم هوتا ہے کہ سنہ ۱۹۱۵ع میں کوئی اسلامی سلطنت پردۂ دنیا پر باقی نرهیگی - تمام دنیا کے مسلمانوں کی حالت اب ایسی نازک هوگئی ہے کہ آیندہ دس برس کے اندر انکو آبادیاں اور بستیاں چھوڑ کر پہاڑوں ' جنگلوں ' اور بے نام و نشان گوشوں میں پناہ گزیں هونا پڑیگا - بلکہ اُنہیں اپنے آپکو مسلمان کہتے هوئے بھی حجاب آئیگا اور مصلحت وقت کی تعمیل ضروری کے لحاظ سے اپنی شخصیت چھپانے هی میں عافیت نظر آئیگی - آج هم کو ابتدا وقت ہے کہ اپنے مظلوم شہیدوں کے نام لے لکر نہیں کرسکتے ' مگر نہیں معلوم کہ کل کیسے اسباب پیش آجائیں ؟ ممکن ہے کہ شاید ماتم و شیون کی بھی فرصت نہ دیجائے - اور هر آنسو کے بہانے کے واسطے اجازت اور مصلحت کا منہ دیکھنا هو ! مسلمانوں هی نے اپنے آپکو مٹا کر پہلے زمانہ میں اخوت ' عالمگیر رحمدلی ' اور حقوق العباد کی مشعلیں اسوقت روشن کی تھیں ' جب کہ ایک طرف رومی صلیب پرستوں کی سفاکیوں سے خلق خدا فرار هو گئی تھی ' دوسری طرف ایرانی آتش پرستوں کی زیادتیوں سے دنیا حیران کے آنسو رو رهی تھی - اب بھی عالمگیر امن واماں اور عالمگیر سکون کے لئے انشا ' افریقہ ' اور یورپ کی رحم مسلمانوں کا پاک خون مانگتی ہے - هاں ' ہمارے بدلنے سے دنیا بدل جائیگی ' اور ہمارے انکار میں تمام عالم کی آزادی مضمر ہے -

یورپ نے طرابلس غرب میں کیا کیا قیامت نہ اٹھائے ؟ تبریز اور مشہد مقدس میں وہ کونسی بدرحمیاں هوسکتی هیں جو عمل میں نہیں آئیں ؟ اور اب کونسی ہت دھرمی اور بیدردی ہے جو سلطنت عثمانیہ کے خون ناحق کے واسطے نہیں کی جارهی ہے ؟ یورپ کے برتاؤ پر کیا هم فرقان مجید کے اس نتیجہ خیز شذرۂ معرفت سے سبق نہیں لے سکتے ؟

ولن ترضی عنك الیهود ولا النصری حتی تتبع ملتهم (پارہ اول سورہ بقر رکوع ۱۴ - آیت ۸)

اور (اے پیغمبر) نہ تو یہود هی تم سے کبھی راضی هونگے اور نہ نصاریٰ هی ' تاوقتیکہ تم ان هی کا مذهب نہ اختیار کرلو -

و ان تمسسکم حسنة تسؤهم وان تصبکم سیئة یفرحوا بها - و ان تصبروا و تتقوا لا یضرکم کیدهم شیئاً (سورہ آل عمران) (۱۱۰۱۲)

(مسلمانو !) اگر تم کو کوئی فائدہ پہنچے تو ان کو برا لگتا ہے اور تم کو کوئی گزند پہنچے تو اس سے خوش هوتے هیں اور اگر تم (الکی ایذاؤں پر) صبر کرو اور (انتقام میں زیادتی سے) بچو تو (اطمینان رکھو کہ) انکے مکر و فریب سے تمہارا کچھ بھی نہیں بگڑتا ہے -

پھر کیا ایسی حالت میں مسلمانوں کو صرف یہی مناسب ہے کہ وہ ایک جلسہ کرکے سر ایڈورڈ گرے کے وزارت خانے میں تار بھیجیں اور اس بارگاہ احدیت کی طرف تھوڑی دیر کے واسطے بھی رجوع نہوں ' جسکے احکام حضرتی کے آگے تمام دنیوی طاقتیں هیچ هیں ؟

اب وقت تاریخوں کا گیا - اب وقت اپنے خدا ' اپنے هادی ' اپنے دل اور اپنے عالمگیر مقدس شذرہ کے چاروں طرف غور و فکر کرنیکا ہے -

آستین نکلی هوئی جیب و گریباں چاک چاک
دامن محشر سے وابستہ مرا داماں رہا

قوموں کی زندگی میں آبھار اور جوش کا وقت اتفاق سے آتا ہے - اسلامیت کی زندگی میں بھی یہ وقت ایک دور ارتقائی کے چکر سے آگیا ہے - اسکے مشہد و مزار پر غور کرنا اور ایک مستقل اور دوامی تحریک کی روح پھونکنا حاجیوں اور مدائحوں کا کام ہے - اب بھی اسلامیت کے پریشان دلوں میں کچھ شرف نفس کا جوهر باقی ہے - حب وطن ' حمیت قوم ' اور عرب کی موت کو دلت کی حیات پر ترجیح دینے اور اسکے سمجھنے کا میلان پایا جاتا ہے - هم دیکھتے هیں کہ یورپ کے دیوتاؤں کے پوجنے ' یورپ کے علوم و فنون کے پس خوردہ کھانے ' اور یورپ کی تہذیب جون آشام کی رسم کرنے سے مسلمان مایوس هوگئے هیں ' اور وہ دیکھ رہے هیں کہ جدید تحریکوں کے تحت یورپ کے آتش فشاں دھن میں نکھر گئے ان میں نفع اور حیات کے آثار مطلق نہیں - ساتھ هی جدید محدود نالارض اور سطحی کوششیں هوئیں ' اُن سے آج تک نہ تو کوئی نتیجہ مرتب هوا ' اور نہ آیندہ اسکے هونیکی امید ہے - ایسے پر آشوب اور پر شور وقت میں انشا ' افریقہ ' اور یورپ سے آواز بلند هو رهی ہے کہ :

(۱) جامعہ کعبہ کے آزاد دامن امن میں ایک عالمگیر جمعیت مدائحان اسلام کی نہایت جلد منعقد هو - جہاں عربی میں یا حجر مسلمان سوچکر بتائیں کہ مسلمانوں کی مذهبی اور سیاسی حالت کسطرح محفوظ رہ سکتی ہے - اس شورائے کعبہ کی تجویزیں اور کارروائیاں مختلف مقامی زبانوں میں عالمگیر طریقہ سے شائع کی جائیں

(۲) نوجوان تعلیم یافتہ مسلمان ' جنکو اپنے دور افتادہ بھائیوں کا درد ہے ' هجرت کریں ' یا کم سے کم کچھ زمانہ کے واسطے ممالک اسلامیہ میں جا بسیں اور سمجھیں کہ دور کی همدردی اور قرب کی همدردی میں آسمان و زمین کا فرق هوتا ہے - اسطرح اپنے بھائیوں کو اس عالمگیر سلسلہ آمد و رفت سے بیدار کریں اور سلطان نجد کی مدافعت کے پیشے اپنے جسم ' اپنے عمل ' اپنے مال اور اپنے جان سے پختہ کریں - هجرت اور اخوت کو مسلمانوں کی تاریخ سے ایک معنی خیز تعلق ہے -

(۳) یورپ کے اُن اسباب کو ایک سخت عالمگیر طریقہ سے بائیکاٹ کر دیا جاے' جن سے ممالک اسلامیہ کا قلع قمع کیا جارہا ہے - اپنے دار العلوم ' اپنے مرکز' اور اپنے چرچے ہوں - ہربرٹ اسپنسر نے جاپانیوں سے کہا تھا کہ اگر اپنی شخصیت کو محفوظ رکھنا چاہتے ہو تو یورپ کے کل ضروری علوم و فنون اپنی زبان میں کرلو - ایک چپہ زمین کا یورپ کے کسی اجارہ دار کو نہ دینا - اپنی عورتیں انہیں نہ دینا اور انکی عورتیں اپنے گھر میں نہ لانا - بظاہر معربی ہونا مگر باطناً مشرقی رہنا -

(۴) عربی زبان سیکھنے ' عربی زبان سکھانے ' اور عربیت کے چرچے کے لیے فوراً آمادہ ہو جانا ' جس سے مرکز اصل کے طرف میلان بالطبع کی راہیں نکلیں ' اور مسلمانان عالم میں اپنے سر چشمہ سے قرب بڑھتی جاے -

(۵) قرآن مجید پڑھنے اور سمجھنے کے ضروری ان تمہک وسایل اور طریقے پیدا کرنا ' تا کہ مسلمانان عالم کو معلوم ہو جاے کہ ہمارا رہنما عدنانی ہے اور ہم کو اسپر یوں اعتماد ہے کہ اسی کی بدولت ہم نے ایک طرف رومیوں کے چھکے چھڑا دے اور دوسری طرف آتش پرستوں کا طمطراق پلٹ دیا اور علوم و فنون کی مشعل لیکر دنیا میں اجالا کر دیا تھا -

(۶) مسلمانان عالم کے دل سے یہ خیال نکالنا کہ یورپ تہذیب و ترقی کا دیوتا ہے اور وہ ہر جگہہ حاضر و ناظر ہے - بلکہ یہ جاگزیں کرنا کہ اسکی کمزوریاں اسکی مقصد کو کھوکلا کررہی ہیں اور وہ اسوقت دوسروں کی کمزوریوں سے فائدہ اُٹھا رہا ہے -

فرقان مجید لایالونکم خبالا (تمہیں ضرر پہنچانے میں ہرگز دریغ نہ کرینگے) کا معلم ہے -

(۷) ہزارہا نوجوان مسلمان یورپ ' امریکہ ' اور جاپان بھیجے جائیں جو سیاسیات اور واقعات جدیدہ کے تجربوں کے علاوہ فنون عملیہ کے ماہر ہوکر آئیں اور وہ بلاد اسلامیہ میں تقسیم کردیے جائیں - ابھی اسکا وقت ہے - ممکن ہے کہ آیندہ دس برس میں کسی مشرقی کو کوئی علم اور فن یورپ اور امریکہ والے نہ بتائیں -

(۸) مسلمانان عالم کا ایک (جزیدہ الاسلامیہ) خانہ کعبہ کے صدر مقام میں قائم ہو - جس میں زکوۃ ' اوقاف ' اور چندہ کا روپیہ فراہم ہوا کرے - بلکہ مسلمانان عالم اسکے واسطے اپنے اوپر ایک خاص ٹیکس (جزیۂ اسلام) کے نام سے مقرر کرلیں - اسی سے مختلف ضرورتیں پوری کریں -

* * *

یورپ کے نئی مسعودی اور سرگرمی سے ممالک اسلامیہ کے زیر و زبر کرنیکا تہیہ کرلیا ہے ' لیکن' تاریخ گواہی دے رہی ہے کہ ایسی طالمانہ تحریکوں کی ابتدا نئے دھوم اور نئے تند رفتاری کے ساتھہ ہوتی ہے مگر ایسی تحریکوں کے نئے اور مدافعت کے واسطے جو انتظامی طریقے پیدا کئے جاتے ہیں ' انکا آغاز بہت سست اور کمزور ہوا ہے - لیکن بعد چندے وہ طالمانہ تحریکیں دھیمی پڑجاتی ہیں اور اسکے برخلاف مدافعت پسند طریقے رفتہ رفتہ زور پکڑ جاتے ہیں - یہی حال یورپ اور اسلام کا ہوگا - اسلیے کہ موجودہ واقعات نے مسلمانوں کو یورپ سے بیزار کردیا ہے - ان میں اخوت ' ہمدردی' اور جاں نثاری کی چنگاریاں زندہ ہوگئی ہیں جو زمانہ کی آب و ہوا سے مشتعل ہوکر شعلۂ نور کا کام دینگی -

(قاران) کی چوٹیوں سے آوازیں آرہی ہیں اور (مدینہ) کے غیر فانی بادشاہ کی فوجیں آراستہ ہو رہی ہیں -

(محمد نذیر هاشمی عاف)

[ندیل مراسلات]

الہلال اور مسئلۂ تعلیم نسواں

— * —

محسن قوم و ملک ! السلام علیکم

آپکی آزادانہ و منصفانہ راے زنی کا مرقع صفحات الہلال میں دیکھکر صحیح خیال پیدا ہوا کہ میں بحیثیت فرقۂ اناث کی ایک ادنی فرد ہونیکے آپسے اپنے کس مپرس فرقہ کی نسبت کچھہ عرض کروں مگر ذرۂ بے مقدار کا خورشید تاباں کے مقابلہ میں تیری دکھلانا علامت حماقت و قابل مضحکہ فعل ہے - بھلا کہاں میں کندۂ ناتراش پردہ نشیں ہندوستانی لڑکی' اور کہاں آپ جیسے عالم متبحر واجب التعظیم بزرگ -

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

عرض مدعا سے قبل میں یہ گوشگذار کردینا انسب سمجھتی ہوں کہ آپ میری اس بیباکی کو میری خیرہ چشمی پر محمول نفرمائیں -

میں آپسے صرف اسقدر نہایت ادب سے التجا کرتی ہوں کہ آپ کبھی کسی مناسب موقع پر حقوق نسواں پر روشنی ڈالیں جسکے ضمن میں تعلیم نسواں و حجاب نسواں پر بھی اپنی قیمتی راے کا اظہار فرمائیں -

اگرچہ یہ نہایت مسئلے مقاصد الہلال سے قطعی بے تعلق ہیں مگر میرا دل خود بخود مجبور کر رہا ہے کہ آپ جیسے ہمدرد قوم کے روبرو اپنے کمزور نیکس و محروم فرقہ کی حالت زار کا مؤثر پیش کرکے آپکے خیالات پاکیزہ معلوم کروں ' خواہ خلاف توقع ہی کیوں نہو - و نیز صحیح یہ بھی امید ہے کہ شاید آپکا صرف ایکمرتبہ رخ قلم دکھانا نہایت مستورات کی حمایت میں اکثر سنگدل قلوب کو موم کرکے میری بعض ہمجنسوںکو جہالت کے غار عمیق میں گرنے سے بچالے اور آپکے زور دار مقرے' آپکا سحر آگین انداز تحریر' ممکن ہے کہ میری مانند اکثر حضرات کے دلوںپر رعد و برق کا سا اثر دکھاے - ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء -

اوصال الہی سے ہندوستان کے لا تعداد درخشاں قوم فرائض قومی کو انجام دے رہے ہیں مگر والے درخشندگی بخت زناں ' کہ کوئی خدا کا بندہ صادق مستحاے وقت فکر مستورات کے الم پنہاں کی خبر نہیں لیتا جو ہر عورت کے دل میں بصورت جہالت موجود ہے - الا ماشاء اللہ - میں مقر ہوں کہ تعلیم نسواں کی اہم ضرورت ہندوستان میں زیادہ تر محسوس ہو چکی ہے مگر آہ ! آہ !! ابھی تعلیم اخوان ملک کیطرح عام نہیں ہوئی میرا دعوی غلط ہوگا اگر میں کہوں کہ فیصدی دس عورتیں زیور تعلیم سے مزین نظر آئندگی اور چشم بد دور فیصدی نوے مرد - بس یہی حال ہمیشہ میرے قلب مضطرب میں ہیجان پیدا کیے رہتا ہے -

میں غالباً ادائے فرض انسانیت سے قاصر رہونگی اگر الہلال کی نسبت چند کلمات عرض نہ کردوں - میرے خیال میں اگر مسلمانان عالم کی بیداری کا کوئی ذریعہ ہوسکتا ہے تو وہ الہلال ہے - اور الہلال کو بھی خدا نیدیشانہ (خفیہ معنوں میں) پالیسی رکھنے کا شرف حاصل ہے - آپکے پاکیزہ خیالات ناصحانہ انداز بیان کو دیکھکر بیساختہ میرے منہ سے نکلتا ہے کہ :

اللہ کرے حسن رقم اور زیادہ

آخر میں میں امید کرتی ہوں کہ میری مرقومۂ بالا ناچیز التجا شرف قبولیت حاصل کریگی فقط -

راقمہ آنمہ

آپکی ایک ناچیز ہندوستانی بہن

مراسلہ

اورئینٹ بنک آف انڈیا لمیٹڈ

بطرف

سرپرستی رائٹ آنریبل سید امیر علی صاحب بالقابہ

ترکی سلطنت کو اسلامی قرض حسنہ

— * —

چونکہ ڈائیرکٹران اورئینٹ بنک آف انڈیا لمیٹڈ سے یہ استدعا کیگئی ہے کہ اِسوقت ترکی سلطنت کو مالی فایدہ و امداد پہونچانے کیواسطے ایک ایسے عام اسلامی قرض حسنہ کا انتظام و بندوبست عمل میں لایا جائے جسمیں بالاتفاق تمام مسلمانان ہندوستان کی سرگرمی و شمولیت ہو - لہذا وہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ایک نیچی ہماری رقم روپیہ بنک کیطرفسے بذریعہ جاری کرکے ایسے میعادی تمسکات قرضہ کے نیم پہونچائی جائے، جو کہ بالکل بغیر سود کے ہوں - اور پھر یہی رقم کثیر بطور قرضۂ حسنہ گورنمنٹ عثمانی کو بھی اِسی طرح بالکل بغیر کسی سود کے دیدی جائے - اسپر بنک، سرکار عثمانی سے صرف ایک قلیل سی مقررہ رقم محض بطور کمیشن فقط اُن اخراجات کو پورا کرنیکی خاطر لیدا قبول کریگا جو کہ اِس قرض حسنہ کے اجرا و قیام وغیرہ کے متعلق ہونگے - اور کامی رقوم سرمایہ کے جمع ہوجانے پر بنک کے ڈائرکٹران فوراً روپیہ مذکور کو اُس بندوبست داد وستد اور کاروبار قرضہ میں داخل کردینگے جو کہ ترکی سلطنت کے ساتھ کیا جائیگا - اور وہ یا تو اِس شرط و قرار داد پر ہوگا کہ یہ ایک سراسر حدید قرضہ ہے جو سود کی آلایش سے بالکل پاک و مبرا رکھکر ہندوستانی مسلمانوں کی طرف سے دیا جاتا ہے - اور یا یہ کہ روپیہ مذکور سرکار عثمانیہ کے اُن موجودہ قرضجات کا کوئی ایک حصہ یا اُنکی کسی مقدار کے حاصل کرنے میں دیدیا جائیگا، جو کہ دولت عثمانیہ کی طرف سے بصورت تمسکات عثمانیہ جاری کئے گئے ہیں - بالفعل جسکا کہ مشورہ دیاگیا ہے، صاحبان موصوف طریقۂ اول الذکر کا اختیار کرنا جسکے زیادہ پسند کرینگے کہ طریقۂ مذکور بلحاظ کثیر ہندوستانی مسلمانوں کے مذہبی احساسات اور اُنکی لایق قدرتی و قابل قدر خواہشات کے زیادہ تر معرر و سرفراز اور زیادہ تر معقول و مناسب و مایدہ بحش اور زیادہ تر قابل منظوری و پسندیدگی ہے -

اس غرض کے واسطے جو بانڈز (یعنے تمسکات) منجانب بنک جاری کئے گئے ہیں - اُنکو " مسلم لون بانڈز " (یعنے اسلامی تمسکات قرض حسنہ) کہا جاتا ہے - اور یہ بہت ہی قلیل مالیت کے ہیں - یعنے اُنکی قیمت کی قطعہ صرف مبلغ پانچ روپیہ، دس روپیہ، اور پچاس روپیہ تک رکھی گئی ہے - نیز یہ کہ تمسکات مذکورہ اُنکے ہر ایک اصل مالک یا حایز وارث و جانشیں کے حق میں حسب ضابطہ واجب الادا قرار دئے گئے ہیں اور انکا کل روپیہ بغیر سود کے اُنکی تاریخ اجرا سے دس سال بعد بلاکم و کاست واپس ملجائیگا - لیکن اگر قرضۂ مذکور کی واپس ادائیگی یا وصولی منجانب سلطنت ترکی دس سال کی معیاد گذرنے سے پیشتر ہوجائے، تو اس حالت میں روپیہ مذکور اُن تمسک داروں کو واپس دیدیا جائیگا جو کہ اُسوقت اُسکو واپس لینا چاہیں، اور تمام روپیہ جو کہ اِس مد میں وصول ہوگا بنک کی طرف سے اِنویسٹ (یعنے کسی اور کاروبار میں لگاکر مقید) نہیں کیا جائیگا - تاوقتیکہ ترکی حکام کے ساتھ جو بندوبست و داد و سند اور کاروبار قرضہ کا ہوا ہو، وہ بالکل مکمل اور پورا نہ ہوجائے - لیکن حسب دلخواہ یعنے چلت میں جمع رکھا جائیگا - اور اس سررشتہ قرض حسنہ کے مربی و سرپرست رائٹ

ـــلا

آنریبل سید امیر علی صاحب بالقابہ اِس امر کے باقاعدہ انتظام وغیرہ کیواسطے حسب ضابطہ ایک ایسا بورڈ بھی قائم فرمائینگے جسمیں کئی ایک اعلی عہدہ داران سلطنت ترکی اور کئی ایک بارسوخ معزز انگریز صاحبان جو سلطنت ترکی کے محب اور دوستدار ہیں شامل و شریک ہونگے - تاکہ وہ ہمارے ہندوستانی تمسک دار بھائیونکے فوائد اور حقوق کی بوجہ احسن نگرانی و حفاظت کرسکیں - اور اس امر کو بھی ملحوظ رکھیں کہ جو روپیہ ہندوستان سے جمع کرکے دیاجاے وہ ٹھیک اپنے موقعہ اور محل مناسب پر لگایاجائے چنانچہ اس امر میں رائٹ آنریبل سید صاحب ممدوح نے ابھی سے کئی سرکردہ ورزاے سلطنت ترکی سے گفتگو فرمائی ہے اور بنک کو اپنی منظوری بھیجدی ہے - پس ڈائیرکٹران بنک یہ اُمید اور یقین کرتے ہیں کہ اگر ہندوستان کا ہر ایک ایسا مسلمان جو اپنے اسلام کی خاطر کسی طرح کم ازکم پانچ روپیہ تک بھی قرض دینے کی استطاعت رکھہ سکتا ہو اِس اسلامی قرض حسنہ کا تمسک دار بنجاے تو ایک بہت ہی تھوڑی مدت اور قلیل عرصہ کے اندر ہی کروڑوں روپے - اِس مد میں اکٹھے ہوکر جمع ہوسکتے ہیں - پس ڈائیرکٹران مذکور اسیواسطے ہر فرد مسلمان اور ہر ایک پیرو اسلام سے بطور اپیل یہ عرض کرتے ہیں کہ وہ اس اسلامی قرض حسنہ کو ایک کامیاب نتیجہ پر لانے میں ہرگز کوئی بھی رکاوٹ نہ رہنے دیویں - اور اس طرح دنیا کو یہ ثابت کر دکھائیں کہ اس ملک کے مسلمان بھی ابھی تک کیا کچھہ کامیابی حاصل کرسکتے ہیں -

فارم درخواست برائے خرید تمسکات طلب فرمائیے اور براہ مہربانی اسکا پورا پورا اندراج فرماکر ضمنہ کل رقم کے جو اُن تمسکات کی بابت واجب الادا ہو، جنکے واسطے درخواست کیجاے، نام منیجر صاحب ہند آفس اورئینٹل بنک آف انڈیا لمیٹڈ لاہور یا بنک مذکور کی کسی شاخ کے منیجر کو یا براہ راست راقم کے پاس بھیجدیجیے -

مقام لاہور مورخہ ۲۲ جنوری سنہ ۱۹۱۳ ع

(دستخط) احمد حسن بیرسٹرایٹ لا
منیجنگ ڈائیرکٹر اورئینٹل
بنک آف انڈیا لمیٹڈ لاہور

ایک انگریز کی شریفانہ اخلاقی جرأت

مسٹر (اوپری هرسٹ) نے انگلستان کی انجمن حامی بلقان کی معرفت سے استعفاء ایک خط کے ذریعہ سے دیا، جو انھوں نے اخبارات میں شائع کیا ہے - مسٹر موصوف اس خط میں انجمن کے اس رزولیوشن کو سخت ناپسند کرتے ہیں جسمیں یہ طے کیا گیا ہے کہ دول عظمی پر زور ڈالا جائے کہ وہ مطالبات کے حاصل کرنے میں رہنماے بلقان کی مدد کریں اور ترکی پر زور ڈالیں کہ وہ بلقان کے مطالبات من و عن تسلیم کرلے - مسٹر موصوف کہتے ہیں کہ یہ تجویز اس ناطرفدارانہ پالیسی کے خلاف ہے جو انگلستان نے اختیار کی ہے - اسکے بعد مسٹر موصوف ناطریں کی توجہ ان وحشیانہ مظالم کی طرف منعطف کرتے ہیں جو بلغاری، سروی، اور یونانی فوجوں نے مسلمانوں پر کیے ہیں - پھر وہ کہتے ہیں کہ بلقانیوں کے وحشیانہ و انسانیت سوز مظالم طشت از بام ہوگئے ہیں اور اسقدر ناقابل انکار مسلم اور غیر مسلم ذرائع سے ثابت ہوگئے ہیں کہ انمیں شک کی گنجایش نہیں، پس اگر انجمن کی بنیاد تعصب مذہبی یا جنسی کے بدلے حق پرستی اور مظلومی کی دستگیری کے اصول پر ہے تو اسکو اپنا اول فرض یہ سمجھنا چاہیے تھا کہ وہ علی الاعلان بلقانیوں کے وحشیانہ مظالم پر اظہار نفرت کرے

ادبیات

تنزل اسلام کا سبب اصلی

لوگ کہتے ہیں کہ یہ بات ہے اب امر صریح * کہ زمانہ میں کہیں عزت اسلام نہیں
آپ جائینگے جہاں، قوم کو پائینگے ذلیل * اس میں تخصیص عراق و عرب و شام نہیں

* * *

یہ بھی ظاہر ہے کہ ہیں مختلف الحال یہ لوگ * کوئی چیز ان میں جو ہو مشترک عام، نہیں
ایشیائی ہے اگر یہ، تو وہ ہے افریقی * اور کوئی رابطۂ نامۂ و پیغام نہیں
لالہ رخ یہ ہے، تو رنگی و سیہ فام ہے وہ * یہ سمن بر ہے، وہ موزوں و خوش اندام نہیں
اسکے گہوارۂ راحت میں بسر کی ہے عمر * وہ کبھی خوگر آسائش و آرام نہیں
وہ ازل سے ہے کمند افگن و شمشیر بدوار * اسکو جز عیش، کسی چیز سے کچھ کام نہیں
جوان و ایوان سے بھی سیر نہیں ہوتی اُسکو * اسکو گرداں جو یں بھی ہو، تو ارام نہیں
اسلئے یورپ کے مدارس میں جو سیکھے ہیں علوم * وہ انہی العہد تعلیم سے بھی رام نہیں
اسقدر فرق و تفاوت پہ بھی ہے نام یہ بات. * قوم کا دفتر عزت میں کہیں نام نہیں

* * *

پس اگر غور سے دیکھو، تو بجز مذہب و دین * ہم مسلمانوں میں کوئی صف عام نہیں
ان اصولوں کی بنا پر یہ نتیجہ ہے صریح * سب پستی اسلام، جز اسلام نہیں

* * *

ان مسایل میں ہے کچھ ژرف نگاہی درکار * یہ حقایق ہیں، تماشائے لب بام نہیں
غور کرنے کیلیے فکر و تعمق ہے ضرور * مقل حاص ہے یہ، رہگذر عام نہیں
بحث مابیہ میں پہلی غلطی یہ ہے، کہ آپ * جسکو اسلام سمجھتے ہیں وہ اسلام نہیں
آپ کہانے کو بنا دیتے ہیں، پہلے مسموم * پھر یہ کہتے ہیں، عدا موجب اسقام نہیں
اعتقادات میں ہے سب سے مقدم توحید * آپ اس وصف کو ڈھونڈھیں تو کہیں نام نہیں
کیوں ہے شائبۂ شرک سے حالی اسوقت * کیوں ہے جسپہ فریب ہوس جام نہیں ؟
استانوں کی زیارت کے لیے شد رحال * اس میں کیا شان پرستاری اصنام نہیں ؟
کیجیے مسئلۂ "شرک نبوت" پہ جو غور * کفر میں بھی یہ جہانگیری اوہام نہیں
اب عمل پر جو نظر کیجیے آئیگا نظر * کہ کسی ملک میں پابندی احکام نہیں
اعتبا کی ہے یہ حالت، کہ نہیں ہے وہ رئیس * جسکے چہرہ پہ فروغ مئے گلفام نہیں
نص قراں سے مسلماں ہیں بھائی بھائی * اس اخوت میں جو خصومت اعمام نہیں
ہاں یہ حالت ہے کہ بھائی کا ہے بھائی دشمن * کونسا گھر ہے جہاں یہ روش عام نہیں
یہ کہیں صدق و دیانت ہے یہ پابندی عہد * دل ہیں ناصاف، زباں پہ جو دشنام نہیں
آپ "واعتصموا" پڑھتے ہیں ہر روز، مگر * علما کو جسپر گردش ایام نہیں

* * *

الغرض عام ہے جو چیز، وہ بیدینی ہے * صاف یہ بات ہے، دھوکا نہیں، ابہام نہیں
ان حقایق کی بنا پر سب پکاری قوم * ترک پابندی اسلام ہے، اسلام نہیں

(شبلی نعمانی)

PRINTED & Published by A K AZAD, at The HILAL Electrical Prtg Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALOUTTA

وسوف يأتي الله بقوم يحبهم ويحبونه ، أذلة
على المؤمنين ، أعزة على الكافرين (٥ ٦٢)

— * —

" النور "

ناموران غزوۂ بلقان

سرگذشت انقلاب

— * —

پر اسرار ۱۲ - چھتریاں

— * —

(۳)

— * —

اب گذشتہ انقلاب کے تفصیلی حالات آنا شروع ہوگئے ہیں - گذشتہ ۳۰ سے مصری اخبارات میں کو تاریخیوں سے زیادہ نہیں ' اور عربی (السوید) تو بالکل سکتے کی حالت میں ہے ' لیکن قسطنطنیہ کے اخبارات میں انقلاب کے ابتدائی ' اور انگریزی ڈاک میں بعض نہایت دلچسپ تفصیلات ہیں - ہم آج کی اشاعت میں ان معلومات کا خلاصہ درج کرتے ہیں - آیندہ پرچہ میں اپنے مراسلہ نگار خلیل (ڈاکٹر مصباح الدین شریف ہے) کی چٹھی شائع کرینگے ' اور اسکے بعد اسی سلسلے میں عاری (انور بے) کی خود نوشتہ سوانح عمری -

* * *

گورنمنٹ کو افسروں کی طرف سے بار بار اگاہ کردیا گیا تھا کہ موجودہ بلا کسی خیال کے جنگ کو دوبارہ جاری دیکھنا چاہتی ہے اور وہ اسکے لیے سخت مضطرب ہے - نیز انجمن اتحاد و ترقی کے مدبرین بھی برابر اسی پر زور دیے جارہے تھے ' مگر کامل پاشا اسکا سخت مخالف تھا - اسکا خیال تھا کہ وہ خطرات جو دوسروں کو سامنے نظر آتے ہیں ' اسکے سامنے بالکل ہیچ ہیں - اسکو ناظم پاشا پر پورا بھروسہ تھا اور اسلیے ان خطرات کی کچھ بھی پیش بندی نہیں کی گئی -

اس ہولناک انقلاب کی صبح کو (طلعت بک) نے کامل پاشا سے ملاقات کی اور اثنائے گفتگو میں صاف طور سے ظاہر کردیا کہ " یا تو باب عالی اس موقع پر دل کی یاد داشت کو منظور کرنے سے انکار کردے ' یا پھر ایک سخت خونریزی کیلیے مستعد ہو جاے ! "

* * *

اس مبارک دن کی دوپہر ڈھل چکی تھی ' تین بجے کا وقت تھا اور خاموشی اور سکون کے خلاف کوئی بات نہیں ہوئی تھی ' کہ یکایک آنے والے حادثے کا پہلا نشان ظاہر ہوا - امجد بک (والی ادرنہ) ایک گھوڑے پر سوار نظر آے ' جنکے ساتھ پانچ سوار اور تھے - جونہی انہوں نے باب عالی کے طرف جانے کیلیے اپنے گھوڑوں کے لگام موڑی ' معاً بارہ آدمیوں کی ایک جماعت قریب کے قہوہ خانے سے نکلتی ہوئی نظر آئی ' اور سڑک پر پہنچتے ہی انہوں نے بغل سے سرخ و سفید رنگ کی جھنڈیاں نکالیں اور انکو بلند کرکے کھول دیا -

یہ عجیب پر اسرار جھنڈیاں تھیں ' جن پر قرآن کریم کی آیات کار چوبی کام سے لکھی ہوئی تھیں ' اور خاموش و ساکن فضاے شہر کو متحرک و متلاطم کرنے میں ایک نا قابل فہم طلسمی اثر رکھتی تھیں - اس جماعت نے جلد جلد قدم بڑھانا شروع کردیا - یکایک ایک دوسری راہ سے ۱۲ - جھنڈے نمودار ہوے - انکے پیچھے بھی ۱۲ - یا - ۱۵ آدمیوں سے زیادہ تعداد نہ تھی - چند لمحوں کے بعد ایک دوسرے راستے سے ایسی ہی جماعت نکلی ' اور پھر تیسری اور چوتھی اور پانچویں ' غرضکہ پہلی جماعت اپنی سرخ و سفید جھنڈیوں کو لیے ہوئے جوں جوں بڑھتی جاتی تھی ' نئی نئی جماعتیں پورے سکون اور خاموشی سے آآکر ملتی جاتی تھیں - پندرہ بیس منٹ کے اندر شہر کا کوئی راستہ جو باب عالی تک جاتا ہے ' پر اسرار ۱۲ - والی جماعت سے خالی نہیں رہا ' اور بغیر کسی شور و ہنگامے کے ' باب عالی تک پہنچتے پہنچتے ایک بڑی جماعت فراہم ہوگئی -

جونہی یہ گروہ باب عالی کے بڑے پھاٹک پر پہنچا ' ایک جانب سب کی نگاہیں اٹھ گئیں - سب نے دیکھا کہ عاری (انور بے) ایک گھوڑے پر سوار چلے آرہے ہیں -

* * *

اب یہ ایک پوری با قاعدہ جماعت تھی ' جسکی تعداد سو کے قریب تھی - عاری انور بے کے بعد سب سے زیادہ قابل ذکر یاری بک اور طلعت بے ہیں ' جو سب سے آگے تھے - انکے علاوہ انجمن اتحاد و ترقی کے رہنما اور " مدنائی " ممبروں کی جماعت تھی -

صدر دروازے سے پہنچتے ہی جماعت نے سب سے پہلے نعرہ لگایا :

" حکومت سے دست بردار ہو جاؤ ! ہم ملک کو بچالیں گے ! " -

اس نعرے کے ساتھ ہی پوری جماعت نے باب عالی کے اندر داخل ہونا چاہا - جو محافظ دستۂ فوج وہاں موجود تھا ' اس نے کسی طرح کی مزاحمت نہیں کی -

قومی جماعت کا باب عالی کے سامنے نمودار ہونا اور پھر یکایک اندر داخل ہوجانا ' اسقدر جلد ظہور میں آیا کہ تمام واقعہ بالکل ایک طلسم معلوم ہوتا ہے -

لیکن در اصل اس واقعہ پر کچھ بھی تعجب نہیں کرنا چاہیے - تعجب کا اصلی مرکز اتحاد و ترقی کے پر اسرار اعمال ہیں ' جس نے

یورپین ترکی کا نقشۂ آخری

سلانیک کا ایک محض باغ -

نطل طرابلس عاری فتحي ے

جو ۶ - هزار فوج ے ساتهه یلي یولي میں مصروف کارزار هیں

اللهم انصره و انصر عساکره !

یه عجیب تماشا دنیا کو دکهلانا چاها تها - فی الحقیقت یه ایک پوری مکمل اور با قاعده طے شده کار روائي تهی ' جسکے تمام اسباب و لوازم پیشتر سے فراهم کرلیے گئے تهے -

باب عالی کي محافظ فوج نے کچهه تعرض نهیں کیا ' لیکن کیوں کرتی ' جبکه وه خود اتحاد و ترقي کے حامی نثار اور فدائي تهي ؟ صبح هی سے اسکا انتظام کرلیا گیا تها اور با قاعده محافظ دستے کی جگه (آرشک پلٹن) کے سپاهی متعین کیے گیے تهے - یه انجمن کي خاص مددگار جماعت هے -

انجمن کو اس کارروائی کا موقع کیونکر ملا ؟ خاص باب عالي کي محافظ فوج کهونکر بدلادي گئی ؟ کیا اسکي اطلاع دفتر جنگ ' وزرا ' اور پولیس کو نهیں هوئی ؟ یقیناً یه ایک معمه هے ' جسکا حل کرنا سردست مشکل هے (۱)

تاهم اس سے اندازه کیا جا سکتا هے که انجمن اپنے اس سعی آزمائی دور مصیبت میں بهی ' جبکه دنیا یقین کرتی تهي که اسکی زندگی کے آخری دن هیں ' اسکے اندر کیسی عجیب اور اعجوبه خیز قوت انقلاب رنهي هے ؟ اور اسکی تدابیر مخفیه کس درجه پخته ' اور اسکے منشاے کس درجه تک محیط هیں ؟

حمله آگے بڑهکر چند لمحوں کیلیے رکی اور خاموش سپاهیوں کے دستے نے سامنے ندی کے (بالکل اسطرح ' جیسے کوئي تهیٹر میں پارٹ کرتے هوے کهتا هے) حلا کر کها

" میں اپنے آبائی ملک کی عزت بچانے آیا هوں ' جسکے حقیر و ذلیل کرنے ' ٹهکرانے ' اور روندے جانے میں خائن گورنمنٹ نے کوئی دقیقه اٹها نهیں رکها - اگر تمهاری مرضی یهی هے تو بهتر ' میں بهی راضی هوں - مجهکو مار ڈالو ! میرے سینے کو گولیوں سے چهلنی کردو ! میں اپنے سامنے ترکی کی دل خوں کن تذلیل و تحقیر تو نهیں دیکهونگا ! زندگی میں یه سننے سے ' مرنے کے بعد سننا بهتر هے که ترکي کیلیے اب دنیا میں عزت نهیں ! "

اب اس تهیٹر کا آخری ایکٹ باقی تها - عاری انور بے ' خلیل بے ' جمال بک آگے بڑهے - انکے پیچهے طلعت بے ' عمر بے ' نعای بے اور مدحت بک تهے - یه تمام لوگ وزارت اعظم کے دفتر میں جهاں اس وقت وزرا کی مجلس ' یادداشت کا جواب لکهنے کیلئے منعقد تهی ' اپنے معمولی کپڑوں میں بے تکلفانه داخل هوگئے

اصلی نشست کے هال کا دروازه چند قدموں کے فاصلے پر تها که سب سے پہلے کامل پاشا کا اڈیکانگ (نامدی بے) نکلا اور ریوالور لئے هوے وسط راه میں راسته روک کر کهڑا هوگیا - لیکن معاً ایک گولی چلی اور وه زمین پر ڈهیر تها -

اسکی متابعت ناظم پاشا کے ایک حفیه ایجنت اور اڈی کانگ (توپچی بک) نے کی ' لیکن اسکو بهي مهلت نهیں ملی - سب کے آخر میں خود (ناظم پاشا) باهر نکلا اور (انور بے) کو دیکهکر کها " یه کیا گستاخی هے ؟ "

ایک پرانے افسر (مصطفی نعدت) نے کها " گستاخی ' گستاخی تم کررهے هو ! "

ساتهه هی فیر کردیا اور متواتر تین گولیاں اسکے جسم سے نکل گئیں

کامل پاشا کے مصاحب نے (ناظم پاشا) کے قاتل کو مار ڈالا ' لیکن خود نهی نه بچ سکا - بعض لوگوں کا بیان هے که کسي " فدائی " کی گولی اسکے حصے میں آئی - بعض اسکے قاتل کو ایک فوجي افسر بتلاتے هیں -

* * *

گولیوں کے چهوٹنے کی آواز سنکر محافظ دستۂ فوج میں ایک جنبش پیدا هوئی - ایک دو سپاهیوں نے (انور بے) کی طرف بندوق کی نالی بهی کردی ' لیکن اُس نے کسی بات پر توجه نهیں کی - وه اپنے ارادوں میں منهمک ' اور گویا کسی طے شده نقشه کے مطابق ایک کے بعد ایک منزل سے گذر رها تها - وه سیدها هال کے اندر چلا گیا اور کامل پاشا کے سر پر کهڑے هوکر حاکمانه لهجے میں بغیر کسی تمهید کے کها

" میں حکم دیتا هوں که یا تو لڑائی جاری رکهنے کی قسم کهاؤ اور یا اس کرسی کو چهوڑ دو ! اگر تم نے ذرا بهی پس و پیش کیا تو یاد رکهو که اسی وقت یه تمام فضا خون آلود هو جائیگی "

کامل پاشا نے جو اس وقت بالکل سرد پڑگیا تها ' ڈرتے ڈرتے جواب دیا

" میرا حمال جنگ جاری رکهنے کے خلاف هے - میں استعفا دیتا هوں "

(انور بے) نے صرف اتنے هی کو کافی نهیں سمجها ' بلکه اُسی وقت استعفا کا مضمون کاغذ پر لکهکر پیش کردیا اور کامل نے بلا کسی رقعه کے دستخط کردیے -

استعفا جیب میں رکهکر اس نے هال کے چاروں طرف نظر ڈالی اور تمام سابق وزرا سے کها

" براه عنایت آپ تمام حضرات اپنے آپکو نظر بند یعیں کریں '

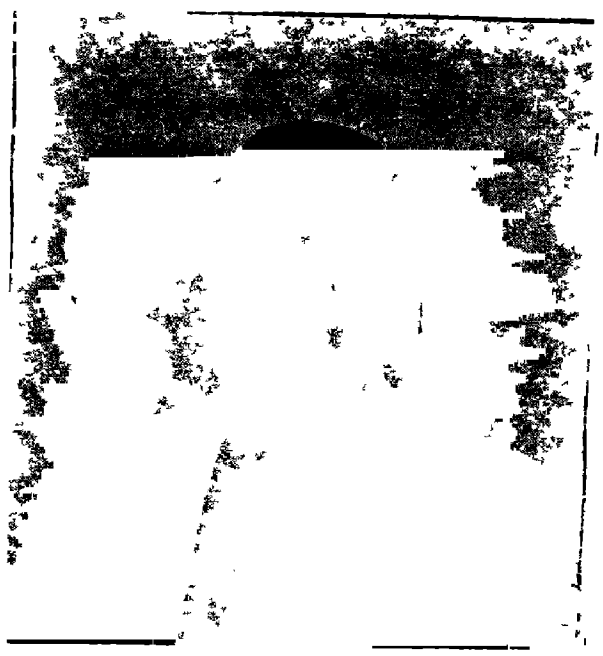

جنـــرل بک

مشهور اتحادي رئیس ' اور سابق صدر دارالشوری

(۱) لیکن اسکا بعض حصه هماری خاص مراسله نگار جلیل کي جانب شاید اس معمه کو ایک حد تک حل کردے - (الهـــلال)

یہاں تک کہ نئي وزارت قائم ہوجاے "

یہ لوگ رات کے دو بجے رہا کردیے گئے تھے -

* * *

اس اثنا میں کیا حکومت بالکل عامل رہی ؟

نہیں ' لیکن انجمن کے حادثے سب کو سلادیا تھا ' اور اب بیدار کرنے کی وقتي کوشش نے فائدہ تھي - باب عالی کي محافظ فوج کا حال لکھہ چکا ہوں ' اور پھر مزید یہ کہ اسکا افسر عائب تھا - اس پورے عرصے میں سپاہیوں کو کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ موجودہ حالات میں انہیں کیا کرنا چاہیے ؟

محافظ دستے کے افسر نے ایسا ظاہر کرنے کي کوشش کی ' گویا اتفاقا اسکے آنے میں دیر ہوگئی ' لیکن در اصل ایک شریک انقلاب افسر اسپر مسلط کر دیا گیا تھا کہ حرکت نہ کرسکے -

خاص شہر کے حاکم کی سرگذشت نہایت عجیب ہے - اول تو اسکو بہت دیر میں اطلاع ملی ' پھر سب سے نزدیک کے مورچي تارک میں حاکر سپاہیوں کو جمع کرنا چاہا ' مگر معلوم ہوا کہ وہ تو سب کے سب سازش میں شریک ہیں !

وہ دوڑا ہوا دوسري پلٹن میں گیا ' لیکن وہاں افسر موجود نہ تھے !

سپاہیوں کو حکم دیا کہ طیار ہوں ' مگر انہوں نے نہایت سرد مہري سے یہ جواب دیکر ٹالدیا کہ " افسروں کے معاملات میں ہم دخل نہیں دینگے " ! بالآخر نا امید ہوکر خاموش ہوگیا !!

لیکن یہ خاموشي ' سپاہیوں کی عجیب خاموشي سے بھي عجیب تر تھي - کیا یہ خود بھي شریک سازش تو نہ تھا ؟

عجب نہیں ' کیونکہ اب دنیا بدل گئی تھي اور ہر چیز کا مالک (اور رے) تھا !

* * *

تھوڑی ہی دیر کے بعد (عارضي اور رے) دوبارہ نمودار ہوا - اب اسکے ہاتھہ میں فرمان سلطانی تھا . " ہریکسلدسي محمود سوکت پاشا وزیر اعظم مقرر کیے گیے "

اس خبر کے اعلان کے ساتھہ ہی کمیٹی نے پہلا کام یہ کیا کہ عوام میں سکون اور با قاعدگی پیدا کرنے کی انتہائي کوشش شروع کردي ' جنکے ہجوم اور ہنگامے سے ایک محشر خوش و خروش برپا تھا - کمیٹي کے ممبروں ہی میں یہ کام تقسیم کردیا گیا ' کیونکہ اب ایک سوا پبلک کو کوئی خاموش نہیں کرا سکتا تھا -

اسکے ساتھہ ہی اتحاد و ترقی کے مخالفین و معاندین کی گرفتاریاں بھی شروع ہوگئیں - داخل خارجہ کے سوا سے معزولین کیلیے محفوظ مقامات مہیا کیے اور اسطرح سعید پاشا (پسر کامل پاشا) مختار تک (پسر شیخ الاسلام) اور محمل کے ماتحت سکرٹري رشید پاشا سے فوراً بھاگ کر سفرا کے یہاں پناہ لی -

اب دیکھنا یہ ہے کہ انجمن کا سلوک اپنے دشمنوں کے ساتھہ کیسا رہتا ہے ؟ وہ دشمن ' جسے انتقام لینے کی آسے پوري طاقت حاصل ہے - کیا انجمن انکو سخت سزائیں دینا پسند کریگي ؟

* * *

تماشہ سازش کنندوں کی تعداد بہت قلیل تھی ' وقت اور فرصت اس سے بھي کم ' تاہم انہوں نے حسن مستعدي ' چالاکي ' اور حدرت انگیز سرعت کے ساتھہ ایک عظیم الشان انقلاب پورا کردیا ' وہ ہمیشہ نا قابل فراموش رہے گا -

تعلیی مرن اور تیلی گراف کے وہ تمام تار کاٹ ڈالے گئے تھے ' جو باب عالی ' محل سلطاني ' اور دفتر جنگ میں باہم مخابرہ کا ذریعہ ہوسکتے تھے - اسماعیل افندی ایک شامي اتحادي ہے ' جو کمیٹي کے ماتحت حفیہ پولیس کا افسر تھا - اسکے ماتحت سپاہیوں کا ایک گروہ اور خفیہ پولیس کے آدمی دیدیے گئے تھے ' تاکہ تمام اخبارات کے دفاتر کي نگراني کریں ' اور انکے دروازوں پر سخت پہرہ بٹھا دیا گیا تھا کہ نہ تو کوئی شخص اندر سے نکل سکے ' اور نہ باہر کا کوئي شخص اندر جاسکے -

انقلاب کے ظہور کے ساتھہ ہی گورنمنٹ کے تمام ممبروں کي گرفتاري میں بھي عجیب و غریب قوت کا اظہار کیا گیا - صرف یہی لوگ نہیں ' بلکہ وہ یورپین اشخاص بھي گرفتار کرلیے گئے تھے ' جن سے انجمن کو کسی طرح کا خطرہ تھا -

اینٹولیا ریلوے کا ڈائرکٹر ایم - هگنن ' جرمن قنصل خانے کا مترجم : هر ر بیر ' اور ایک انگریز مسٹر کنگھم نامی ' جو یشدل بنک کا منیجر تھا ' اسي وقت گرفتار کرلیے گئے تھے اور پانچ بجے تک گرفتار رہے -

اگرچہ اور تمام وزرا رات کے ۳ - بجے رہا کردیے گئے ' لیکن عبد الرحیم پاشا وزیر مال ' اور رشید پاشا وزیر داخلہ اب تک مقید ہیں -

---

[بقیہ مضمون مقالۂ افتتاحیہ صفحہ - ۶ -]

اسطرح کی نکتہ چیني سے نہ گھبرائیں - کوئي ہو ہم کو چاہیے کہ جس جوش سے اسکي سچی راے میں اسکا ساتھہ دیں ' اتني ہی سختي سے اسکي غلطي پر نکتہ چیني بھي کریں - ابھی مولانا ارادت اپکے سامنے تقریر کررہے تھے ' لیکن کیا یہ غلط راہ چلیں گے تو ہم انکو چھوڑ دیں گے ؟ (اور بد کبھي نہیں)

* * *

مسٹر محمد شریف بیرسٹرات لا نے تحریک کی کہ اس جلسہ کے رزولیوشنوں کی نقل وزیر اعظم انگلستان کے پاس بھیجي جاے ' اور انگلستان اور ہندوستان کے اخبارات میں شائع ہوں -

آخر میں اربیل مسٹر فضل حق نے پریسیڈنٹ کیلیے ورنٹ اف تھینکس کي تحریک کی اور چودھري نواب علی صاحب کي تائید سے بالاتفاق منظور ہوئي -

یہ جلسہ جس قوت اور عظمت کے ساتھہ منعقد ہوا ' اب اسکا اندازہ آپ روئداد کے لفظوں سے کیا کرینگے - جو لوگ کلکتہ کي حالت سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ کل تک یہاں مسلمانوں کے جمع کرنے سے زیادہ کوئي کام مشکل نہ تھا ' لیکن اب کچھہ عرصے سے حالت متغیر ہے - ٹرن ہال میں پچھلے دنوں سب سے بڑا مسلمانوں کا جلسہ " مسلم لیگ " کے سالانہ اجلاس کا ہوا تھا ' لیکن نامزد داخلے کیلیے ٹکٹ کی شرط اٹھادینے کے ہمدرد کرسیاں اپنی بے رونقی پر متاسف رہیں -

برخلاف اسکے یہ ایک حقیقي معنوں میں مسلمانوں کا قائم مقام جلسہ تھا ' جسمیں ہر طبقے اور ہر درجے کے لوگ شریک تھے - بیرسٹر ' وکلا ' زمیندار ' رؤساء ' اور عام تعلیم یافتہ مسلمانوں کا شاید ہی کوئي ایسا عظیم الشان مجمع منعقد ہوا ہو - جوش اور اضطراب کا اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ صبح سے موسم بالکل بدل گیا تھا ' اور عین جلسہ کے اجتماع کے وقت بارش ہو رہي تھي ' تاہم پورا ہال ' دونوں طرف کے دراندے ' سامنے کي گیلري ' اور سیڑھیوں تک انسانوں کے سوا اور کوئی چیز نظر نہیں آتی تھي - تقریروں کے اثنا میں جس جوش و خروش کا اظہار ہوا ' وہ بھي ہمیشہ یادگار رہیگا - مظالم کي جو تین سرگذشتیں جب سنائي جاتي تھیں ' تو ہزاروں آنکھیں اشکبار نظر آتي تھیں - ہزہائنس سر اغا خاں کے ذکر پر مجمع میں جو برقي لہر پیدا ہوئي ' اس سے بھي دلوں کي حالت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے -

مقامي پريس نے نااتفاق جلسه کي اهميت کا اعتراف کيا هے -

* * *

هم نے اس جلسه کي روئيداد الهلال کے مقالهٔ افتتاحيه کے حصے ميں درج کي، حالانکه ناظرين هماري عادت سے واقف هيں که جلسوں کي رپورٹيں، اور تقريروں کے خلاصے کبهي بهي رسالے ميں درج نهيں کرتے، حتي که ايک مرتبه کے سوا کبهي هم نے اپني بهي کوئي تقرير الهلال ميں شائع نهيں کي، با وجوديکه کئي ماه سے کلکته ميں کوئي هفته اس سے خالي نهيں جاتا -

اس کا سبب بيان کرنے سے پهلے دو رائيں کو درج کر ديدنا ضروري هے جو هندوستان کے مشرق و مغرب، دو مخالف سمتوں سے حال ميں ظاهر کي گئي تهيں -

ابهي شايد ايک هفته بهي نهيں گذرا که مقامي اينگلو انڈين اخبار نے مسلمانوں کي موجوده پوليٹکل حالت پر ايک ليڈنگ ارٹيکل لکها تها، جسميں يه ثابت کرنے کي کوشش کي تهي که "آجکل مسلمانوں نے ٹرکي کے معاملات کي نسبت جو صدائيں بلند کرنا شروع کر دي هيں، وه تمام تر چند انتهائي خيال کے نوجوانوں کي اشتعال انگيزي کا نتيجه هے، جنکو بنگالي اکسٹريمسٹ لوگوں سے مدد مل رهي هے"

گويا اسکي نگاه ميں وه سينکڑوں جلسے جو تمام اطراف هند ميں هو رهے هيں، بيسيوں عظيم الشان اجتماع جو کلکته ميں هر هفتے منعقد هوتے هيں، اور علي الخصوص اُس ماس ميٹنگ کے ديڑهه لاکهه مسلمان، جو ۶ - مارچ کو هاليڈے اسٹريٹ کے ميدان ميں جمع هوے تے - سب کے سب نيشلسٹ هندوں اور انکے مجهول الحال ساتهي مسلمانوں کے عيردمه دار مناظر تے !

يه هم کو معلوم هے که گليليو (Galileo) نے سنه ۱۶۳۰ ع ميں دوربين ايجاد کي تهي، جسکو مسيحيت کے هاتهوں سخت مصيبتيں اٹهاني پڑيں، کيونکه اسلام اور علم، دونوں مسيحيت کے هاتهوں يکساں طور پر ظلم سهتے رهے هيں، ليکن هم کو معلوم نهيں که سنه ۱۹۱۳ ع ميں (انگلشمين) کے پرنٹنگ هاوس ميں کوئي ايسي ڈسکوري ايجاد کي گئي هے، جس سے قريب کي اشيا بڑي نظر آنے کي جگه، کئي سو حصے چهوٹي نظر آتي هيں !

دوسري راے همارے ايک اردو معاصر کي تهي جس نے لکها تها که:

"جب سے الهـلال نکلا هے، کلکته کے مسلمانوں کے جلسوں کا اعتبار جاتا رها، کيونکه هم جانتے هيں که وهاں اب جسقدر چهوٹے بڑے جلسے هوتے هيں، وه صرف ايک هي شخص کے خيالات کا عکس هيں" -

اگر کوئي تنها شخص ايک پورے شهر کے خيالات ميں تبديلي پيدا کرنے، جسکے اندر تين چار لاکهه مسلمان بستے هيں، تو اسکو اس قوت کيليے خدا کا شکر گذار هونا چاهيے، ليکن هم نهيں سمجهتے که يه دونوں نزديک اور دور کي نظريں ٹرن هل کے اس جلسے کي کيا تاويل کرينگي ؟ يه ايک پورا قائم مقام جلسه تها، جسميں نه صرف کلکته، بلکه بنگال کے عمائد و رائيس شريک تے - رزوليوشن جسقدر پيش هوے، انکو ايڈيٹر الهلال نے پيش نهيں کيا، بلکه ان لوگوں نے پيش کيا، جنکا نام عالماً (انگلشمين) نے اکسٹريمسٹ مسلمانوں کي ياد داشت ميں ابهي درج نهيں کيا هوگا - پهر کيا يه جلسه بهي اکسٹريمسٹ هندوؤں کي سازش کا نتيجه هے ؟

اصل يه هے که تم نے خود هي هم کو ٹهوکر لگاکر بيدار کيا هے، پهر جب هم کروٹ بدلتے هيں تو کبهي نوٹتے هو، اور کبهي اپنے دل کو تسلي دينے کيليے فرض کرليتے هو که بيداري کا وجود نهيں - يه بالکل بے فائده هے - حقائق و واقعات آج جهٹلائے جا سکتے هيں، مگر کل کو انکے نتائج سے بچنا آسان نهوگا -

فهـرسـت

زراعانهٔ دولهٔ عليهٔ اسلاميه

— * —

(۱۱)

	پائي	آنه	روپيه
بذريعه جناب احمد دين صاحب بخاري			
چندهٔ کلکته	۰	۱۲	۲۳
چندهٔ درگاں چکوال جو ميان عالم دين کرپالے والے صلح حمام چکوال نے بهيجا هے	۰	۰	۱۳۰۷
ميان محمد امين صاحب حليفه	۰	۰	۵۰
بذريعه جناب مولوي محمد شهاب الدين - مسافر - مانکتله - محله ميان داغ قدم رسول نمبر ۲۴۷ کلکته			-
نقد	۹	۱	۵۶
زيورات - چاندي کي هنسلي ايک عدد - چاندي کا طوق ايک عدد - چاندي کا حوض ايک حوزا هاتهه کا نالا چار عدد (چاندي کا) - چاندي کي بالياں چار عدد - انگشتري دس عدد زنجير چاندي کي ايک عدد - چاندي کي گهڑي ايک - ناک کا پهول سونے کا چهه عدد - گلاس پيتل کا ايک -			
کپڑا - ريشمي ساڑي ايک - کرتا ايک - ٹوپي ايک - پگڑي ايک -			
بذريعه جناب عبد اللطيف صاحب تاجر صاع پر نهدي - نالک	۰	۱	۱۹
بذريعه مولوي نذير احمد خاں صاحب سهسرامي - محله مجاهد پور بهاگلپور سيٹں			
حضرت مولوي سبحان احمد خاں صاحب	۰	۳	۲۷
نذير احمد خاں صاحب	۰	۵	۲
حاجي عشرت علي خاں صاحب	۰	۰	۲
حسن خاں صاحب	۰	۰	۲
مولا بخش صاحب	۰	۸	۰
شير علي صاحب	۰	۸	۰
مياں خاں صاحب	۰	۴	۰
نهي مياں	۰	۴	۰
بذريعه جناب نواب علي صاحب - بي - اے - ايل - ايل - بي - وکيل دائره نذکي			
سيد فضل احمد صاحب - مسواي	۰	۰	۱
اهليه شيخ سجاد علي صاحب بهاري	۰	۰	۱۰
گمنام	۰	۰	۲
جناب محمد حسين صاحب - سنديواي - شاهجهاں پور	۰	۰	۷
شيخ نهاي	۰	۰	۱
اينگلو سنسکرت ٹائپ فاونڈري	۰	۰	۴
اهليه شفقت حسين صاحب کهنڈوه	۰	۸	۱
والده صاحبه " "	۰	۸	۰
همشيره صاحبه " "	۰	۰	۱
نيار علي خانصاحب مغلا تبديلي وزارت کے شکريه ميں	۰	۰	۱۵
عبد الرحيم صاحب - سوئٹ کارڈ دانده	۰	۱	۵
عبد القادر خاں	۰	۸	۰
مسماة مخدومي صاحبه	۰	۶	۰
" انيس صاحبه	۰	۶	۰
عبد الرحمن صاحب دانده	۰	۰	۲۰
حواجه محمد يوشع صاحب حيدر آباد دکن	۰	۰	۵
حبيب الحق صاحب بهاگلپور	۰	۰	۵
عالم نظام الدين صاحب نانکي پور	۰	۰	۲
متين احمد صاحب نانکي پور	۶	۲	۱
چند مسلمان طلبا نانکي پور	۰	۵	۱
ايک صاحب ارگوني	-	-	۸
عبد الکريم صاحب کوهنا	۰	-	۸۵
احمد حسين صاحب راجب مراد آباد	۰	-	۱
عاشق علي خانصاحب کوهنا	-	۹	۱۱۴
عيرت پرستاں عيور مسلماناں (ڈيره اسماعيل خاں) بذريعه حرب الله خانصاحب	۰	-	۳۶۰
ميزان	۶	۳	۲۱۴۳
سابق	۰	۱۵	۹۵۱۳
ميزان کل	۶	۲	۱۱۶۵۷

ذیابیطس

خطرناک مرض ہے اس کا جلد علاج کرو

علامات مرض: جن لوگوں کو پیشاب بار بار آتا ہو یا پیاس زیادہ لگتی ہو - معدہ کا دریچہ خراب رہتا ہو - رات کو کم خوابی ستاتی ہو - اعضاء شکنی - لاغری جسم - ضعف مثانہ ہونے سے زور زور سے کثرت میں کمی اور خرابی پیدا ہوتی جاتی ہو اور چلنے پھرنے سے سر چکراتا ہو - سر میں درد اور طبیعت میں غصہ آجاتا ہو - تمام بدن میں یبوست کا غلبہ رہتا ہو - ہاتھ پاؤں میں خشکی اور جلن رہے جلد پر خشونت وغیرہ پیدا ہوجائے اور پھوڑے پھنسی ہوتی رہے - معدہ میں جلن معلوم ہو - بیزاری ہونے کے آثار پیدا ہوجائیں اعضائے رئیسہ کمزور ہوجائیں - رقت - سرعت - اور کمی بلا کی شکایت دن بدن زیادہ ہوتی جائے تو سمجھ لو کہ مرض ذیابیطس ہے - جن لوگوں کے پیشاب میں شکر ہوتی ہے انکو مندرجہ بالا آثار یکے بعد دیگرے ظاہر ہوتے ہیں - ایسے لوگوں کا خاتمہ علی العموم کاربنکل سے ہوتا ہے - دہل پشت پر کبھی گردن میں پیدا ہوتا ہے - جب کسی کو کاربنکل ہو تو اسکے پیشاب میں یقیناً شکر ہونے کا خیال کر لینا چاہیے - اس راج پھوڑے سے سینکڑوں ہزہا قابل لوگ مر چکے ہیں -

مرض کی تشریح اور ماہیت: ذیابیطس میں جگر اور لبلبہ کے فعل میں کچھ نہ کچھ خرابی ضرور ہوتی ہے اور اس خرابی کا باعث اکثر دماغی تفکرات شدیدہ روز کی محنت ہے بعض دفعہ کثرت جماع - کچھ خوراک اور کثرت ادرار کا باعث ہوتا ہے - صرف فرق یہ ہے کہ اس حالت میں پیشاب میں شکر نہیں ہوتی بلکہ مثانہ کے ریشہ وغیرہ پائے جاتے ہیں - کبھی ابتدائے عمر میں کثرت جماع سے آخر یہ مرض پیدا ہوجاتا ہے اور کبھی بخار کے بعد یہ مرض شروع ہوتا ہے -

اگر آپ چاہتے ہیں کہ راج پھوڑا کاربنکل نہ نکلے تو علاج حفظ ماتقدم یہ ہے کہ ہماری ان گولیوں کو کھاؤ - شیرینی - چاول ترک کردو - روزہ اگر سستی کروگے تو پھر یہ ردی درجہ ذیابیطس میں اس وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ تمام اندرونی اعضاء گوشت پوست بگڑ جاتے ہیں - جو لوگ پیشاب زیادہ آنے کی پروا نہیں کرتے - وہ آخر ایسے لاعلاج مرضوں میں پھنستے ہیں جس کا علاج پھر نہیں ہوسکتا - یہ گولیاں پیشاب کی کثرت کو روکتی ہیں اور تمام عوارض کمی قوا اور جملہ امراض رذیلہ سے محفوظ رکھتی ہیں -

ذیابیطس میں عرق ماء اللحم اسلئے مفید ہوتا ہے کہ بوجہ اجراح رطوبات جسم خشک ہوجاتا ہے - جس سے غذائیت کی ضرورت زیادہ پڑتی ہے - یہ عرق چونکہ زیادہ مقوی اور مولد خون ہے اسلئے بہت سہارا دیتا ہے غذا اور دوا دونوں کا کام دیتا ہے -

حب دافع ذیابیطس

یہ گولیاں اس خطرناک مرض کے دفعیہ کے لئے بارہا تجربہ ہوچکی ہیں اور صدہا مریض جو ایک گھنٹہ میں کئی دفعہ پیشاب کرتے تھے تھوڑے دنوں کے استعمال سے اچھے ہوگئے ہیں یہ گولیاں صرف مرض کو ہی دور نہیں کرتیں بلکہ ایک کھانے سے گئی ہوئی قوت باہ حاصل ہوتی ہے - آنکھوں کو طاقت دیتی اور معدہ کا دائقہ درست رکھتی ہیں - جسم کو سوکھنے سے بچاتی ہیں - سلسل بول - ضعف مثانہ - تطلم عصبی کا نکاز - اسہال دیرینہ یا پیچش یا بعد کھانے کے دوراً دست آجانے ہوں یا درد شروع ہوجاتا ہو یا رات کو نیند نہ آتی ہو سب شکایت دور ہوجاتے ہیں -

قیمت فی تولہ دس روپیہ

میر محمد خاں - تالیتروالی ریاست خیرپور سندھ — پیشاب کی کثرت نے مجھے ایسا حیران کردیا تھا اور جسم کو بے جان اگر میں حکیم عالم نبی صاحب کی گولیاں ذیابیطس نہ کھاتا تو میری زندگی محال تھی -

محمد رضا خاں - زمیندار موضع چنہ صلع اٹاوہ — آپ کی جب ذیابیطس سے مریض کو فائدہ معلوم ہوا - دس میں ۱۶ بار پیشاب کرنے کی بجائے اب صرف ۵ - ۶ دفعہ آتا ہے -

عبد القدیر خاں - محلہ عرقاب شاہ جہاں پور — جو گولیاں ذیابیطس آپ نے رئیس عبد الشکور خاں صاحب اور محمد تقی خاں صاحب کے بھائی کو زیادتی پیشاب کے دفعیہ کے لئے ارسال فرمائی تھیں وہ اور بھیجدیں -

پتہ :—

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما - لاہور

عبد الوہاب کپتان کلکٹر - غازیپور — آپ کی بھیجی ہوئی ذیابیطس کی گولیاں استعمال کر رہا ہوں - بجائے ۴ - ۵ مرتبہ کے اب دو تین مرتبہ پیشاب آتا ہے -

سید زاہد حسن - کپتان کلکٹر - آلہ آباد — مجھے مرض سوزاک سے عارضہ ذیابیطس نے دق کر رکھا تھا - بار بار پیشاب آنے سے جسم لاغر ہوگیا تھا - قوت مردمی جاتی رہی - آپ کی گولیوں سے تمام عوارض دور ہوگئے -

رام سالم پرنسپل سٹر جنرل — پیشاب کی کثرت - جاتی رہی - مجھ کو رات دن میں بہت دفعہ پیشاب آتا تھا - آپ کی گولیوں سے صحت ہوئی -

اسکے علاوہ صدہا سندات موجود ہیں -

معجب و آزمودہ شرطیہ دوائیں جو بادائی قیمت نقد تا حصول صحت دیجاتی ہیں

—*—

زود کن

داڑھی مونچھ کے بال اسکے لگانے سے گھنے اور لمبے پیدا ہوتے ہیں - تولہ دو روپے

سر کا خوشبودار تیل

دلربا خوشبو کے علاوہ سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا نزلہ و زکام سے بچاتا ہے شیشی خورد ایک روپے آٹھ آنہ کلاں تین روپے

حب قبض کشا

رات کو ایک گولی کھانے سے صبح اجابت با فراغت اگر قبض ہو تو دو تین ایک روپیہ

حب قائممقام افیون

افیم کھانے سے افیم چھوڑنا بلا تکلیف چھوٹ جاتے ہیں فیالہ پانچ روپے

حب دافعۃ سیلان الرحم

لیسدار رطوبت کا جاری رہنا عورت کے لئے وبال جان ہے اس دوا سے آرام ۲ دو روپے

روغن اعجاز

کسی قسم کا زخم ہو اسکے لگانے سے جلد بھر جاتا ہے بدبودار گل - ناسور - بیگندہ - خنا زیرے کھاہ - کاربنکل زخم کا بہترین علاج ہے - ۶ تولہ دو روپے

حب دافع طحال

زردی چہرہ - لاغری کمزوری دور مرض تلی سے نجات - قیمت دو ہفتہ دو روپے

برأالساعۃ

ایک دو قطرے لگانے سے درد دانت دوراً دور - شیشی چار سو مریض کے لئے ایکروپے

دافع دردکان

شیشی صدہا بیماروں کے لئے - ایکروپے

حب دافع بواسیر

بواسیر خونی ہو یا بادی ریحی ہو یا سادی - خون جانا بند اور مسے خود بخود خشک - قیمت ۲ ہفتہ دو روپے

سرمۂ صمیرہ کراماتی

مقوی بصر - محافظ بدائی - دافعہ جالا - دھند - غبار - نزول الماء سوزش - ضعف بصر وغیرہ ۵ تولہ معہ سلائی سنگ یشب دو روپے

اطلاع - ڈاکٹر ایس - کے برمن کي خوبصورت تصویردار کلفوري جنتري سنه ۱۹۱۳ع کي متفرق حکمه کي دس شریف آدمیوں کا نام اور پته لکھنے پر بلا قیمت و محصول بھیجي جاتي ہے -

اصل عرق کافور

دیکھو گرمي کا موسم آیا جہاں تہاں ہیضه کا آنا بھي ممکن ہے اس سے بچنے کا آسان طریقه ڈاکٹر ایس کے برمن کا اصل عرق کافور ہے یه مدا ۲۹ برس سے تمام ہندوستان میں جاري ہے یه عرق گرمي کے دست پیچش کا درد و مثلي کیلیے اکسیر کا اثر رکھتا ہے ہمیشه ایک شیشي اپنے پاس رکھو قیمت في شیشي ۳ آنه محصولڈاک ۴ تک ۵ آنه

ڈاکٹر ایس کے برمن منیجر ونیارا جنرل اسٹور کلکته

انگریزي حکومت کا مسلمان ہوجانا

—:*:—

اب بالکل یقیني ہے - کیونکه حضرت شیخ سنوسي کے خلیفه نے بمقام بیروت سیدي خواجه حسن نظامي سے آئنده حالت کي نسبت جسقدر پیشین گوئیاں کي تھیں (اور جنکو کتاب شیخ سنوسي کے حصه اول و دوم میں شائع کردیا گیا تھا) سب ہو بہو سچي ثابت ہوئیں - اب صرف انگریزي حکومت کے مسلمان ہوجانیکي پیشین گوئي باقي ہے - جو خدا نے چاہا تو عنقریب پوري ہوگي - پس اگر آپ یه پیشین گوئیاں اور ترکي و ایران علي الخصوص افغانستان و جاپان وچین وغیرہ کے انجام کار کو دیکھنا چاہتے ہیں - تو رساله شیخ سنوسي کے دونوں حصے پڑھئے - قیمت ہر دو آنه آنه -

کالیات اکبر - لسان العصر و جداں الملک بہادر مرزي سید اکبر حسین الہ آبادي کے زیردست کلم کے دونوں حصے چھپ کر تیار ہیں - کاغذ لاجواب چھپائي نہایت اعلی ہے - اور صرف ہمارے ہاں دستیاب ہو سکتے ہیں - قیمت ہر دو حصص ۳ روپیه ۸ آنه -

مضامین خواجه حسن نظامي میں عدرے اور تیمور یه خاندان کے سچے مگر نہایت درد ناک قصے درج ہیں نیز آلو - مچھر - دیاسلائي وغیرہ مزاروں پر نہایت مزیدار اور معني خیز مضامین ہیں -

سفرنامه ہندوستان بمبئي، گجرات، کاٹھیاواڑ، سومنات وغیرہ مقامات کا دلچسپ سفرنامه: بطریق روزنامچه از سیدي: خواجه: حسن نظامي دہلوي قیمت ۸ آنه -

اسلام کا انجام میرے شیخ المشائخ کي حوصله افزا پیشین گوئیاں - قیمت ۴ آنه

اسرار مخفي رموز کا خزانه بس دیکھنے کے قابل قیمت ۴ آنه -

ترکي فتح شاه مشتاق احمد صاحب منجم دہلوي کي پیشین گوئیاں - قیمت ۲ پیسه

دل کي مراد - شاه صاحب کے طلسماتي تعویذ قیمت ڈیڑھ آنه -

ملنے کا پتہ - حلقه نظام المشائخ دہلي سے منگائیے

شائقین تواریخ و تصوف کو مژدہ

—:*:—

مزارات اولیـــا دہلي بالکل نئي تصنیف ہے - تمام اولیاے کرام و صوفیاے عظام جو دہلي کي مقدس سرزمین میں مدفون ہیں ان کے بسیط حالات سلسله وار دو حصوں میں درج کئے گئے ہیں - زائرین کے لیے اس سے بڑھکر کوئي رہنما نہیں ہر حصه کا قیمت حصه اول ۶ آنے حصه دوم ۲ آنے ہر دو حصص مع محصول ڈاک و خرچ ریي - پي پیکنگ وغیرہ ۱۰ آنے -

ہندوستـــان کي اسلامي تاریخ عہد اٹھارویں - مصنفه: صوفي کرام الہي صاحب ڈیگوئي - ۴۲ تواریخوں کا لب لبـــاب ہے - معترضین کے حملوں کا معتبر اور مستند حوالوں کے ثبوت سے جواب دیا گیا ہے - فاضل اجل مولوي سید احمد صاحب مولف لغـات آصفیه فرماتے ہیں که اس سے بہتر ہندوستان کي تاریخ اب تـک ان کي نظر سے نہیں گذري قیمت ۲ روپیه ۸ آنے محصول ڈاک و خرچ ریي - پي ۳ آنے -

المشتـــــہر - منیجر اسلامیه بک ڈپو و جنرل اخبار ایجنسي بازار بلي ماران - دہلي -

---

حمیـدیه ہـــوٹل

—:*:—

نمبر ۱۳۱ لوئر چیت پور روڈ

—:*:—

ہمارے ہوٹل میں ہر قسم کی اشیاے خوردني و نوشیدني ہر وقت طیار ملتي ہیں نیز اسکے ساتھه مسافروں کے قیام کیلیے پر تکلف اور آرام دہ کمروں کا بھي انتظام کیا گیا ہے جو نہایت ہوادار، فرحبخش اور بر لب راہ واقع ہیں جن صاحبوں کو کچھه دریافت کرنا ہو بذریعه خط و کتابت منیجر ہوٹل سے دریافت کر سکتے ہیں - جنگ ترکي و اٹلي اور جنگ بلقان کي جملہ تصویریں ہماري ہوٹل میں فروخت کے لیے موجود ہیں مع تصویر شیخ سنوسي وغیرہ -

المشتـــــــہر شیخ عبـــد الکریم مالک حمیـدیه ہوٹل

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين القرآن الحكيم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۸ | کلکتہ: چہارشنبہ ۱۹ ربیع الاول ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta: Wednesday, February 26, 1913.

اطلاع

(۱) اگر کسی صاحب کے پاس کوئی پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے ہر ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کو فی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لی جائیگی -

(۲) اگر کسی صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کی تبدیلی کی ضرورت ہو تو مقامی کارخانہ سے بندوبست کرلیں، اور اگر نہیں یا نہیں ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہییں یا پانچ آنے کے وی - پی کی اجازت -

(۴) نام و پتہ خاصکر کارخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) منی آرڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام، پورا پتہ، رقم، اور نمبر خریداری (اگر کوئی ہو) ضرور درج کریں -

نوٹ — مذکورہ بالا شرائط کی عدم تعمیل کی حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئی پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے لئے (مذکور) ذمہ دار نہ ہوگا -

---

شرح اجرت اشتہارات

— * —

میعاد اشتہار	فی صفحہ	فی کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ فی سطح انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۳ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیے کوئی اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات دو جگہ دیجائیگی -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدی زائد ہوگی -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھی طیار ہوتے ہیں جسکی قیمت ۸ آنہ فی مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطابق آپکو جگہ دیں، البتہ حتی الامکان کوشش کی جائے گی -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں، چھ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں، اور سہ ماہی کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرنی ہوگی اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی ہمیشہ لی جائیگی اور وہ کسی حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے، اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اس چیز کا جو جوے کے اقسام میں داخل ہو، تمام منشی مضرات کا، نقش امراض کی دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو، کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

نوٹ — کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کی زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسی قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (القرآن الحکیم)

الہلال

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام احمد الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
«الہلال»

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor
Abul Kalam Azad.
7-1 McLeod street,
CALCUTTA.

Telegraphic Address
"AL-HILAL"
Yearly Subscription Rs 8
Half-yearly „ „ 4-12

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

کلکتہ: چہارشنبہ ۱۹ ربیع الاول ۱۳۳۱ ہجری
Calcutta Wednesday, February 26, 1913

جلد ۲ — نمبر ۸

فہرس

تلغراف خصوصی	۱
شذرات	۲
مقالۂ افتتاحیہ	
حدیث الماشیہ (۱)	۵
مقالات	
معصرہ و حوارق (۱)	۹
مکاتبات	
مسلم یونیورسٹی کا نصاب تعلیم	
ادبیات	
حواب شکوہ کا اقبال	۱۲
مذاکرۂ علمیہ (اسئلۃ و اجوبتہا)	
رقائم	۱۳
شئون عثمانیہ	
فرانس سے ایک صدائے انصاف	۱۶
انگلستان اور اسلام (۳)	۱۷
مصر کی ڈاک	۱۸
مراسلات	
اعلان	۱۸
نامہ وران عزوۂ طرابلس	
عثمانی جنگی جہاز "بارباروس"	۱۹
فہرست رواۃ دولۃ علیۃ اسلامیہ (۱۲)	۲۰

تصاویر

مسٹر مظہر الحق بیرسٹرات لا (پٹنہ)	۳
چوتھی صدی ہجری کی تحریر کا ایک ٹکڑہ	۱۵
عثمانی جنگی جہاز "بارباروس" کے ڈالی حصے کا ایک منظر	۱۹

تلغراف خصوصی

(قسطنطنیہ ۲۵ - فروری)

گیلی پولی میں دشمنوں نے عقب سے حملہ کیا - نہایت دلیرانہ شکست کے ساتھ فرار پر مجبور ہوے - ۸ - سو لاشیں اور ایک توپ میدان جنگ میں چھوڑیں - ہمارے ۸۰ - شہید اور ۱۰۰ - زخمی ہوے -

ایڈریانوپل پر دشمنوں کی قوت بالکل ضعیف اور ناقابل ذکر ہے - ہماری فوج میں رسد کی قلت، اور فوجی بے دلی کے آثار شدت سے نمایاں - تدابیر و انتظامات کے نتائج عنقریب نمایاں ہونگے -

(مصباح)

(۲)

(۲۲ - فروری)

سرد باری کی شدت سے گیلی پولی میں دشمنوں کی نقل و حرکت بالکل قدرتی طور پر زائل ہوگئی - سخت مصائب میں مبتلا ہوگئے - (انور بے) کی نسبت ابھی کوئی خبر نہیں - ہمارے خلاف گذشتہ عہد کے مفسدین سرگرم فساد ہیں - ایک بہت بڑی سازش کا انکشاف ہوا - پانچ مفسد لیڈر گرفتار کیے گئے -

(مصباح)

ایک پر منفعت کاروبار

—:ff:—

یا الہلال کی ایجنسی

الہلال گو مقبول ہے، مگر اسکی ایجنسی مشہور رواج اخبارات سے کم ایجنٹوں کیلیے پر منفعت نہیں - اس وقت دہلی، ناگپور، پٹنہ، جھانسی، حیدرآباد، وغیرہ مقامات کے ایجنٹ پچیس تیس روپیہ ماہوار پیدا کرلیتے ہیں - پھر ایک صدائے دینی و ملی کی اشاعت میں معین ہونے کا اعزاز اسکے علاوہ - شرائط بہت سادہ اور آسان ہیں - ۲۵ - فی صدی کمیشن کچھ کم معاوضہ نہیں - بہتر جلد خط و کتابت کیجیے - (مدیر)

شذرات

—○*○—

چندہ هلال احمر

— * —

ایک خطرۂ عظیم

(۱)

اعار اشاعت الهلال سے لوگوں کے کثرت خطوط همارے پاس آے رهے هیں ' جن میں هم سے پوچھا گیا هے که اعانۂ هلال احمر کے چندے کو کہاں بھیجا جاے ؟ اور فلاں فلاں ذرائع معتمد هیں یا نہیں ؟

بارها اصرار کیا گیا که اسکا جواب الهلال میں دیں ' تاکه عام طور پر لوگوں کو معلوم هوسکے اور جو حضرات اپنے لطف و نوازش سے اس بارے میں الهلال کے مشورے کو وقیع سمجھتے هیں ' انکے لیے موجب تصدیق هو -

لیکن هم نے آجتک الهلال میں نه تو اس بحث کو چھیڑا ' اور نه کبھی ذرائع ترسیل زر کی نسبت کوئی خاص راے دی -

جب کبھی لوگوں کے خطوط آئے ' تو انکو جوابات دیدیے گئے اور حتی المقدور اسپر اصرار کیا که ۲۵ - پونڈ تک نہی رقم جمع هوگئی هو تو براہ راست ترکی بھیجدیں -

خود بھی هم نے کبھی چندہ جمع کرنے کی کوشش نہیں کی اور همیشه صرف ترغیب و تشویق هی کو اپنے لیے کافی سمجھا - خود کلکته میں بھی جس قدر روپیه جمع هوا ' مقامی انجمن هلال احمر کے سپرد کردیا - اسی اثنا میں اپنے بعض اخوان طریقت اور احباب و مخلصین سے خاص طور پر اسکی تحریک کی نوبت آئی ' اور ایک خطیر رقم کچھه روپیه جمع هوگیا - ان بزرگوں کی اصرار کے ساتھه بھی راے هوئی که یه عاجز هی اپنے ذریعه سے روانه کرے -

مجبوراً اس رقم سے الهلال کی " فهرست روزانه " کھولدی گئی اور ناچار سے جو روپیه خود بخود اکثر آجاتا تھا اور یا واپس کردیا جاتا تھا یا انجمن کے سپرد کردیا جاتا تھا ' وہ بھی اسی میں شامل هونے لگا -

هم نے ارسال زر کے آن ذرائع کی نسبت جو هندوستان میں موجود هیں ' کیوں بحث نہیں کی ؟ صرف اسلیے که اسطرح کے امور میں هم همیشه سخت سے سخت احتیاط کو بھی ضروری سمجھتے هیں - عام لوگوں کے جوش اور میلان کا کچھه عجیب حال هوتا هے - وہ معاملات کو ادنی اصلی اور معدود حالت میں دیکھنے کے عادی نہیں - اکثر ایسا هوتا هے که اشخاص کی غلطیوں کے اوشاد کے ساتھه ' سرے سے اس کام هی کے نسبت بے دلی پیدا هو جاتی هے ' جسمیں وہ اشخاص بھی اور صدها اشخاص کے ساتھه شریک تھے -

یه ایک نہایت ضروری نکته هے ' جسکی طرف سے کام کرنے والوں کو اغماض نہیں کرنا چاهیے -

پس اس بنا پر هم نے اس تمام عرصے میں ' باوجود طرح طرح کے مخالف افکار کے جو چندے کی وصولی اور ارسال و طرق ارسال کی نسبت همیشه پیش نظر رهے ' خاموشی هی کو اولی و مناسب سمجھا -

لیکن اب دیکھتے هیں که خاموشی مصلحت سے گذر کر مضیعت تک پہنچ گئی هے - کیونکه اس بارے میں همارے معلومات قیاس نہیں ' بلکه اب یقینیت تک پہنچ گئی هے - پس مجبور هوگئے هیں که مسلمانوں کو انکی سب سے بڑی اسلامی خدمت اور مالی سرگرمی کیلیے علانیه مشوره دیں -

اس امر کے اظہار کیلیے کسی توضیح و تشریح کی ضرورت نہیں که هر روپیه آج ترکی کی اعانت کیلیے ناسم و حقدقت اعانت اسلام جمع هو رها هے ' وہ کس درجه قیمتی هے ؟ کتنی عورتوں نے اسکے لیے فاقے گوارا کیے هیں ' اور غریب مائوں - اپنے بچوں کے هاتھوں سے پیسے چھین کر اسمیں شامل کیے هیں - یه روپیه نہیں هے ' بلکه دل و جگر کی قاشیں هیں ' جو اسلام پرستی اور عشق الهی سے بھرے هوئے سینوں نے پیش کی هیں ' اور سچی اور حقیقی قربانیاں هیں ' جو اس صدی میں پہلی مرتبه مسلمانان اسلام کر رهے هیں -

پھر اگر اس میں سے ایک پیسه ' پیسے کے اگر دس حصے هو سکتے هیں تو دسواں حصه بھی ضائع جاے ' اور اس مقصد میں صرف نه هو ' جسکی امید اور آرزو میں وہ دیا گیا هے ' تو همارے دلوں میں ناسور پڑجانے چاهئیں ' اور هم کو اپنے منه سے خون تھوکنا چاهیے - انصاف کیجیے که جب ایک چکی پیسنے والی بڑھیا عورت اپنی دن بھر کی کمائی آپکے حوالے کرتی هے ' تو اسکو پورا یقین هوتا هے که یه چند پیسے اسلام اور مسلمانان اسلام کی خدمت و راحت میں صرف هونگے ' اور پھر چند دنوں کے بعد یه یقین کرکے ایک نا قابل اندازه روحانی خوشی حاصل کرتی هے که اسکی دی هوئی رقم اس مقصد میں صرف هوگئی - نہیں سمجھه سکتا که اس ذمه داری کو کن لفظوں میں بیان کروں جو اس بڑھیا کے اس مقدس پیسے سے چندہ کی ترغیب دینے والوں ' چندہ لینے والوں ' چندے کی انجمنوں ' تمام اخبارات ' بلکه تمام پرستاران خدائے اسلام کے ذمے عائد هو جاتی هے -

مگر ایسا کہنا بے فائدہ هے ' کیونکه میری بصیرت اور میرا علم مجھسے کہتا هے که عریب بڑھیا کا ایمان اور اسکی نیت جتنی صحیح هے ' افسوس که اسکا نصف اتنا صحیح نہیں !

احباب یقین فرمائیں که اس بارے میں میرے احساسات جس درجه درد انگیز هیں ' انکو بیان کرنے کی قلم اور الفاظ میں قدرت نہیں ' اور علی الخصوص اس وقت ' که دل کی طرح میرا جسم بھی سخت بیمار هے -

اول تو اصولاً دیکھیے که حال کیا هے ؟ چندے کا کوئی با قاعده انتظام نہیں ' کوئی ارگنائزیشن نہیں ' کاموں میں اتحاد اور باهمی تعاون نہیں - دینے والے هاتھه هیں اور وصول کرنے والی جیبیں یا پھر وہ نکلیں ' جہاں اپنے نام سے وہ جمع کرا دیں - جس شخص کا جی چاهتا هے فرضی انجمنیں قائم کرلیتا هے - چندوں کے فہرستیں کھولدیتا هے - نه کوئی حساب رکھتا هے اور نه کوئی نگرانی و احتساب -

لیکن تا هم یہاں تک بھی مصالقه نه تھا اگر اس مرحلے سے دلدل هوکر خطروں کو دیکھنے کیلیے قابل اطمینان حالت نظر آتی ' مگر اصلی رونا تو اسکا هے که یه بھی نہیں - حالات عموما چند در چند خوشنما و خطرات سے معمور هیں اور بہت سی حالتوں میں صریح اور یقینی طور پر نا قابل اطمینان - پھر زیاده افسوس یه هے که انکی تشریح کر نہیں سکتا که وہی مصلحت کار خاموشی رهنے پر مجبور کرتی هے -

خدا ' اس سے آگے بڑھنے اور عرض کرنے که یہاں سے روپیه بعضوں تمام قسطنطنیه کی " مرکزی هلال احمر " میں پہنچ گیا اور وهاں سے قاعده رسید بھی آپکے پاس آگئی - یه سعی و کوشش کی آخری سرحد هے - لیکن طول طویل مراسلات ' کامی جستجو و تحقیق ' معتمد و موثق ذرائع سے استفسارات ' پوری ذمه داری

اور اپني راے کي عرت کو ملحوظ رکھنے کے بعد یہ کہتے ہیں کہ اس اخري سرحد کے بعد بھی ہمکو اطمینان نہیں !!

یہ نہایت دل شکن اور افسوس ناک خیالات ہیں جو ہم ظاہر کر رہے ہیں - مگر ناظرین کو اس امر کا اندازہ ہوچکا ہے کہ ہم اس قسم کے امور میں اپنی راییں کي قیمت کچھہ نہ کچھہ ضرور قائم رکھنا چاہتے ہیں- پس وہ سمجھہ سکتے ہیں کہ کوئی ایسا ہی یقین ' اور کوئی ایسي ہی سخت مجبوری ہوگی ' جس نے ان خیالات کے اعلان پر مجبور کیا: واللہ علی ما اقول شہید -

ہم چار ماہ سے اس بارے میں قسطنطنیہ کے بعض احباب سے خط وکتابت کررہے تھے - پھر اسپر اکتفا نہ کرکے ہم نے بعض ذمہ دار اصحاب سے بھي خط وکتابت کی اور پچھلے دنوں ایک چھوٹے صفحےکی چٹھی خود ہرنکسکسی محمود شوکت پاشا اور شیخ موسی کاظم افندی کو لکھی - اسمیں علاوہ اور امور کے دو صفحے صرف اسی بارے میں تھے - پھر تار کے ذریعہ درخواست استفسار امور کا جواب تفیاً یا اثباتاً طلب کیا جو الحمد للہ کہ ہمکو پہنچ گیا ہے -

اس وقت تمام عالم اسلامي سے اگر چند احمق الحراص متعلمین اسلام منتخب کیے جائیں ' تو انکي تعداد نہت زیادہ ہوگی ' مگر نہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ ایسے لوگوں کی فہرست میں سب سے زیادہ نمایاں نام مصر کے پرنس (عمر طوسون پاشا) کا ہوگا ' جو فی الحقیقت ایک مخلص ترین خدمتگار ملت اور ایک سچا جاں نثار اسلام ہے - یہ شہزادہ غیور و اسلام پرست آج دو سال سے مرکز اسلام کے اندرونی مصالح میں جو گرانمایہ خدمات انجام دے رہا ہے ' اسکی نظیر اس پوري صدي میں بمشکل ملیگی - طرابلس میں عزیزی (انور بے) کے پاس (نا وجود ہر طرف سے راہ کے مسدود ہونے کے) ہزاروں مجاہدین کیلیے ساماں جنگ کی فراہمی اور ہر طرح کي ضروریات قیام ومکاں کی موجودگی نے ایک عالم کو مدہوش کر دیا تھا ' مگر یہ چار لوگوں کو معلوم نہیں کہ کون خاموش قوت تھی ' جو یہ سب کچھہ مصر میں بیٹھے بٹھائے انجام دے رہی تھی ؟ یہ سب کچھہ پرنس (عمر طوسون) کی فدا کارانہ کوششوں کا نتیجہ تھا ' اور آج جنگ بلقان کے موقعہ پر بھی وہاں جو کچھہ ہو رہا ہے ' اسي جذبۂ ملت و اسلام کی مجاہدات کا نتیجہ ہے -

ہم نے اس بارے میں پرنس موصوف سے بھي مراسلات کی اور ارسال زر کے متعلق خاص طور پر مشورہ طلب کیا -

قسطنطنیہ کی موجودہ انجمن ہلال احمر جنگ یونان کے زمانے میں قائم ہوئی تھی ' لیکن اُس زمانے میں تا لکل سرکاري تھي اور جسقدر روپیہ جاتا تھا وہ یلدیز میں جمع کردیا جاتا تھا - جنگ طرابلس کے شروع ہونے کے بعد انجمن نے از سر نو کام شروع کیا ' لیکن اب سرکاری جزائے یا دفتر وزارت سے اسے کوئی تعلق نہیں ' صرف ایک انجمن ہے جو عام پرجوش ممبروں اور بعض عہدہ داران سلطنت سے مرکب ہے ' اور جس قدر ترکي میں اور ترکی سے باہر کي امداد سے روپیہ جمع ہوتا ہے ' اسکو بطور خود اپني تحویل میں رکھکر زخمیوں کي خدمت ' طبي وفود کے ارسال ' اور شفاخانوں میں بیماروں کي ہمدردي کا انتظام کرتي ہے -

حکومت کو اعتراف ہے کہ جنگ طرابلس میں اسکے مشیروں نے عمدہ خدمات انجام دي تھیں -

سب سے پہلے ابراہیم پاشا اسکے پریسیڈنٹ بنائے گئے تھے ' پھر حلمی پاشا ہوے - یہ افتخاري عہدہ ہے ' نہ کہ بہ حیثیت عہدۂ سرکاري -

اپنے ذاتي شوق سے جو عورتیں کام کرتي ہیں ' اور جنمیں بڑا حصہ مصري اور یورپین ترکي کي مہاجر عورتوں کا ہے ' انکے علاوہ ایک جماعت یورپین نرسوں کي بھی انجمن نے نوکر رکھہ لی ہے -

اب سب سے مقدم بات قابل غور یہ ہے کہ یہ انجمن حکومت سے کوئي تعلق نہیں رکھتی ' پس اسکو روپیہ دینا ' خواہ وہ کیسي ہي مفید کام کرنے والي انجمن ہو ' مگر حکومت کو روپیہ دینا نہیں ہے -

آپ یہی کہہ سکتے ہیں کہ قسطنطنیہ کي ایک انجمن کو روپیہ دینا ' مگر دراصل آپ اس یقین کے بھروسے ہیں کہ اپنے ترکي حکومت اور دولت علیہ کو روپیہ دیتا -

یہ صاف بات ہے (جیسا کہ ہم نے محمود شوکت پاشا کو لکھا ہے) اور اسکو چھپانے کي ضرورت نہیں کہ مسلمانان ہند گو ہلال احمر کي غرض سے روپیہ بھیجتے ہیں ' مگر اس سے مقصود اصلی ترکی حکومت کی خدمت انجام دینا ہے ' جسکو وہ اپنے عقیدے میں اسلام کي عزت کا محافظ سمجھتے ہیں - پس ایسی حالت میں ضرور ہے کہ انکی مدد حکومت کے ہاتھوں تک پہنچے جو سمجھہ سکتی ہے کہ اس وقت مدد کے مستحق وہ رحمي ہیں جو اچھے ہوکر میدان جنگ میں جائیں گے ' یا وہ صحیح و سالم انسان ہیں ' جنکے قوت و ضعف پر چند لمحوں کے اندر دائمی فتح و شکست کا دار مدار ہے ؟

جنگ کی حالتوں کا آپکو یا ہم کو تجربہ نہیں اور نہ علم - فرض کیجیے کہ آج پچاس ہزار رحمی مرہم پٹی کے محتاج ہیں ' لیکن ساتھہ ہي ایک ہزار صحیح و سالم جنگ آزماؤں کو غذا کی بھي ضرورت در پیش ہے ' اور اگر بروقت نہیں ملتی تو عجب نہیں کہ ایک قدمتي زمین کا ٹکڑہ ہاتھہ سے نکلکر فتح و شکست کا نقشہ بدلدے - پس ایسی حالت میں ان پچاس ہزار رحمیوں کي مرہم پٹی ضروري ہے یا ہزار آدمیوں کی زندگی ؟

ہم ہلال احمر کیلیے روپیہ جمع کرتے ہیں مگر پہنچنا چاہیے ایسے ہاتھوں میں جو اصلي اور مقدم ضرورت کے لیے اسکو صرف کریں -

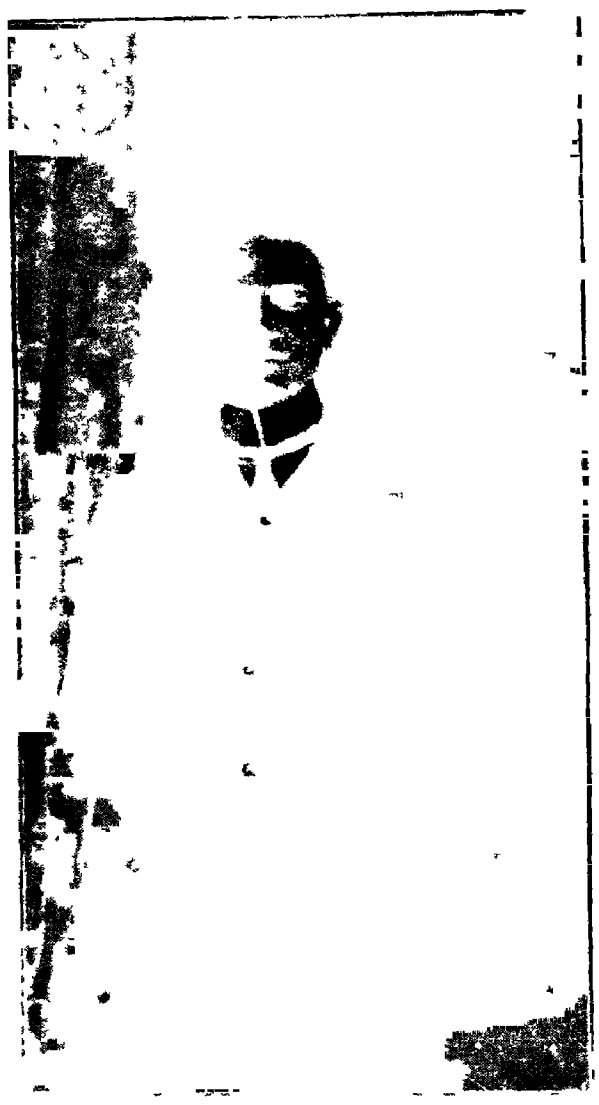

قوم کا ایک راستکار ' آزاد خیال ' اور قابل تعریف مرد
مسٹر مظہر الحق بیرسٹر ایٹ لا (پانکی پور)

جو آجکے دو سالوں سے نہیں ' بلکہ ابتدا سے اپنے سیاسی اعتقادات میں صراط مستقیم پر ہیں ' جنہوں نے لیگ کے گذشتہ جلسے میں "سورت ایڈ سلف گورنمنٹ" کے معنی حسب العین سے حق پرستانہ مخالفت کي - وہ کلکتہ کے گذشتہ ٹرپ ہال کے جلسے میں مسلمانان ہند کے اصلي جذبات کے بہترین عنوان پر ترجمان و وکیل تھے - جزاہ اللہ تعالی عن المسلمین خیر الجزاء -

هفتۂ جنگ

یہ هفته تا تـکل خاموشي میں گذر رها هے ۔ (حقی پاشا) کے سفر انگلستان کي نسبت طرح طرح کي افواهیں مشہور کی گئیں ' مگر بالاخر انهوں نے لندن میں ظاهر کردیا که میرے سفر کو ان افواهوں سے کوئي تعلق نہیں ' نیز ایڈریا نوپل اور جزائر کو چهوڑ کر صلح کرنے کا بهی کوئي ارادہ اپنے ساتهه نہیں رکهتا ۔

ایک اهم واقعه ترکي کا مالی مسئلے کي مشکلات کو حل کرنا هے ۔

موجودہ وزارت کے تدبر و دانشمندي کا یہ ایک دوسرا ثبوت هے که مالي مسئله کے انتظامات میں وہ غیر متوقع کامیابی حاصل کر رهي هے ۔ ریوتر نے اس بارے میں صرف اتني خبر دي هے که بارکوں اور پوید کي زمین کی صمانت پر (تلعیم) سے نصف ملیں پونڈ قرضه وصول کیا گیا هے ۔ نیز حکومت نے بہت سي چیزیں مرهون کردیں ' جس سے اتنی هی رقم اور بهي وصول هوگئي اور اس طرح سپاهیوں کی تنخواہ اور رسد کے وقتي انتظام کي طرف سے اطمینان هوگیا ۔

لیکن في الحقیقت جو انتظامات عظیمه روپیے کے طرف سے اطمینان کامل حاصل کرلینے کیلیے (طلعت بے) نے بغیر استمداد دول یورپ کیے هیں ' وہ اس سے زیادہ وسیع اور عظیم الشان هیں ' اور امید هے که جنگ کی ایک طویل مدت تک کیلیے حکومت کو مالي اطلاس سے نجات مل جائیگی ۔

لیکن چونکه دولت عثمانیه جنگ جاري رکهنے کیلیے ان دقتوں سے روپیه فراهم کر رهي هے ' تو آل مسلمانان هند کو اپنا فرض نہیں بهولنا چاهیے ' جنهوں نے آسے جنگ پر آمادہ کیا هے ۔

تمامي کے عثمانی قونصل کو جو اطلاعات قسطنطنیه سے ملی هیں ' انسے معلوم هوتا هے که ایڈریانوپل پر خفیف سي گولہ باري جاري هے ۔ کوئي نیا مقابله نہیں هوا ۔ گیلی پولي اور بلیر میں ترکی قوا مستحکم و شدید ' اور دشمنوں کي قوت نقل و حرکت کي جرأت نہیں کرتی ۔

معلوم هوتا هے که ایڈریانوپل کے طرف هٹ کر گیلی پولي کي راہ توڑنے کے ارادے میں بهی بلغاریا و سرویا کو پوري ناکامي هوئي هے اور خبروں کا نه انا (بقول ایک مشہور انگریزي ضرب المثل کے) بهي معنے رکهتا هے که اچهي خبر هے ۔

مگر هم کو یقین هے که عازي (انور بے) کسي نہایت هي عظیم الشان مخفي ارادے سے سرگرم کار هیں ' اور گو ابهي خود قسطنطنیه میں کسي کو معلوم نہوگا که وہ کیا کر رهے هیں ؟ مگر عنقریب وہ اپني مخیر العقول اور غیر متوقع کارروائي صورت میں دنیا کے سامنے ظاهر هونے والے هیں ۔

یه کیسي تعجب انگیز مگر شرارت و دسائس سے لبریز حرکت هے که ادهر تو میدان کارزار گرم ' اور صلح نرم هوچکی هے ' اور ادهر البانیا کي تقسیم ' سقوطري کا الحاق ' رومانیا اور بلغاریا کے مقبوضه مقامات کے سرحدي نقشے ' اور تقسیم و تحدید کے مشورے طے پا رهے هیں !

استریا اور روس میں جنگی طیاروں کی خریں پورگرم هیں ' رومانیا اور بلغاریا کی کشیدگیاں بڑهتي جاتي هیں ' مگر امید نہیں که ان بادلوں کي گرج اس وقت برس سکے ۔

۲۴ - فروري کا تار مظهر هے که - ایڈریانوپل میں گولہ باري جاري هے ایک بلغاری آلۂ هوائی جسے روسی لفٹنٹ چلاتا تها ترکی لین میں اترا اور گرفتار کرلیا گیا ۔ ایک قوي بلغاري فوج جو کاڈیکوي سے بڑهه رهي تهي دو گهنٹے کي جنگ کے بعد پسپا هوگئي ۔ اسی وقت دشمن کی اور فوج بڑهی اور البسان کی پہاڑیوں پر قبضه کرلیا لیکن ترکی والنٹیروں نے رات کے حملے میں قبضه واپس لے لیا ۔

استریا و روس فوجی تیاری کر رهے هیں جرمنی و فرانس فوجی طیاروں میں سرعت کے ساتهه کوشاں هیں ۔ ایم ڈنل کیس فرانس کی جانب سے سینٹ پیٹرسبرگ میں سفیر مقرر کیا گیا هے جس سے پیرس میں بڑي خوشي هوئی ۔ مسٹر پائیکار کے تقرر پر فرانس کے ساتهه روس نے درستی کا مزید اظہار اسطرح کیا هے که مسٹر پائیکار کو آرڈر آف سینٹ اینڈرو عطا کیا ۔

دانکی پور کے جلسے

گذشته سنیچر اور اتوار هم نے دانکی پور میں بسر کیا ' اور کیا مبارک هیں زندگی کی وہ گهڑیاں ' جو دل کی ایک تپش ' اور انکهوں کے ایک قطرۂ اشک کے ساتهه بسر هو جائیں !

بالعموم مسلمانان دانکی پور میں جو خود فروشانه جوش و خروش ' اور اسلام پرستانه ولولۂ و اضطراب اس موقعه پر نظر آیا ' وہ همارے لیے ایک نہایت امید افزا منظر تها ۔ هم نے دیکها که آگ بهڑکی هے ' تو تندور کا کوئی گوشه تپش سے خالی نہیں ' اور دلوں کی صفیں هر جگه برهم هیں ۔ اسمیں کسی خاص شہر کی خصوصیت نہیں ۔ البته آگ اسلیے هے ' تا که اس سے کام لیا جاے ' اور کوئی ایسا چراغ روشن کرلیا جاے جو حریق کے تهمنے هوجانے کے بعد بهی جلتا رهے ۔ یهي ایک خیال هے ' جسکی خاش موجودہ جنگ کے اعادے سے اس وقت تک همارے دل میں هے ' اور انجام کار الله کے هاتهه میں هے ۔

انجمن اسلامیه دانکی پور کے جلسے میں اس عاجز کی تقریر " واقعۂ میلاد نبوي " پر تهی ' اور وہ صرف اسی غرض سے شام کو منعقد هوا تها ۔ یه جلسه اس لحاظ سے قابل ذکر هے که قوم کے آگے ذکر میلاد کا ایک نیا نمونه پیش کیا گیا ۔

عنوان تقریر - لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة تها ۔

دوسرے دن عیدگاہ کے میدان میں هلال احمر کا جلسه عام تها ۔ دس هزار آدمیوں کا اجتماع ' دانا پور تک سے جلوسوں کا پیدل آنا اور شریک جلسه هونا ' الله اکبر کی صدا هاے پیهم ' اور پهر وہ محویت و بیخودي کی سرشاري ' جس سے مجمع کا کوئي گوشه خالی نه تها ' فی الحقیقت ایسے مناظر نه تهے جو همیشه میسر آئیں ' اور ایسي صدائیں نه تهیں جو حافظه بهلادی جائیں ۔

میں تمام بزرگان و کارفرمایان دانکی پور کو انکي اس مستحسن صد تحسین و انتاج بیداری و خدمات جلیله پر مبارکباد دیتا هوں اور شکر گذار هوں اس پرجوش و حارص استقبال اور اظهار محبت و نوازش کیلیے ' جو اس عاجز کیلیے انهوں نے ظاهر فرمایا ' اور جسکا ایک لمحه کیلیے بهی اپنے تئیں اهل نہیں سمجهتا ۔

طلباے شہر کے جوش و محبت کے اظهارات خاص طور پر همیشه یاد رهیں گے ۔

البته یه دیکهکر سخت افسوس هوا که باهمي نزاعات و منافسات اور مزیقانه منافسات کے مرض متعدی سے آجکل کی اسلامي خدمات کي مقدس فضا بهی خالی نہیں ' اور هر جگه کا یهی حال هے ۔ میں امید کرتا هوں که هلال احمر کے جلسه کی اخري تقریر میں جو معروضات اس عاجز نے پیش کی تهیں ' بزرگان دانکی پور اسے اغماض نه فرمائیں گے ۔

الهلال

۱۹ ربیع الاول ۱۳۳۱ هجری

حدیث الغاشیہ

(۲)

نشۂ نیم شبی کا صبح خمار

یا

دیوبندورستی ویوڈیشن کمیٹی

حزیں سادہ دل امروز دگرحوں ہردار
دہ سخن ہائے فریب نو بسلمی شد و رفت

جنوری کے اوائل میں میں نے لکھؤ کی گذشتہ صحبتوں کی نسبت ایک انتقاحی مضمون لکھا تھا ' لیکن بعض دیگر مضامین کی اہمیت و ضرورت نے اسکو وقت پر شائع ہونے کی مہلت نہ دی - شاید سر دست اس بحث کو دوبارہ نہ چھیڑتا لیکن نواب وقار الملک بہادر کی تحریر گرامی نے (جو پچھلے دنوں علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں شائع ہوئی ہے ' اور جسکو ہم نے بھی الہلال میں نقل کیا تھا) ایک نیا موقع اس ذکر کا پیدا کردیا ہے -

میں اس وقت سخت بیمار ہوں اور بستر پر لیٹے لیٹے یہ سطور لکھ رہا ہوں - اس بارے میں بہت تفصیل سے بحث کی ضرورت تھی ' مگر اس وقت تفصیل ممکن نہیں - پس صرف چند ضروری امور کی طرف اشارہ کرونگا ' کیونکہ وقت نکلا جارہا ہے -

الہلال نمبر (۵) میں جو مضمون " حدیث الغاشیہ " کے عنوان سے نکلا ہے ' وہ دراصل اس انقلاب آفرینکل کا ایک ابتدائی ٹکڑہ تھا ' جو میں نے لکھؤ سے آکر لکھا تھا - میں نے اس مضمون کو اس تحمید مسطور سے شروع کیا تھا کہ الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا ' و الیہ النشور (حمد و ثنا اس قادر و قیوم کیلئے ہے جس نے ہمیں موت کے بعد زندگی عطا فرمائی)

اس الغاشیہ ان جلسوں کے ذکر میں پہلی چیز جو سامنے آئی ہے ' وہ لیڈروں کے اس اجتماعی و رہنمائی اقتدار کے طلائی بت کا پارہ پارہ ہونا ہے ' جسکی مشرکانہ پرستش نے برسوں سے مسلمانوں کے اجتہاد فکر اور ارادی رائے کو فنا کردیا تھا ' اور جسکے رعب و ہیبت کے آگے اجتماعی قوت کو ظاہر ہونے کی جرأت نہیں ہوتی تھی - قومی رائے اور ارادی خیال کی یہ ایک قوت تھی ' جس نے پوری قوم کو ایک بے جان لاش بناکر لٹا دیا تھا ' لیکن لکھؤ کے جلسوں میں اس لاش نے زندگی کی پہلی کروٹ لی - اور عملاً ہمارے لیڈروں کو پہلی مرتبہ معلوم ہوا کہ جاندار ہونے کی قوت کے علاوہ دنیا میں اور قوتیں بھی بستی ہیں -

لیڈری کے اقتدار کا یہ سب عجیب الخواص تھا - یہ طلائی تھا ' اسلیے جب کبھی شملے کی چوٹیوں سے آفتاب نکلتا ' تو اسکا جسم ایک شعلۂ حوالہ کی طرح چمکنے لگتا - اس وقت دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہو جاتیں - لیکن تاریکی میں اسکی صورت نامہیب تھی ' اور دیکھنے والوں کیلیے خوفناک - لکھنؤ کے جلسوں میں اسنے اپنی دونوں صورتیں دکھلائیں - وہ چمکتا بھی تھا اور مہیب بھی بنتا تھا '

لیکن نہ تو آنکھیں خیرہ ہوئیں ' اور نہ لوگوں کے دل ہلے - بالآخر عاجز آکر مصدور ہوا کہ ایک عظیم الشان بت کا معبودانہ اقتدار و جلال چھوڑ کر ' عام انسانوں کی طرح عاجزانہ مکر و سازش کی کوششوں سے کام لے ' اور جس قوت کو میدان جنگ میں شکست نہ دیسکا ' اس سے سازش کے حیلوں میں عہدہ برا ہو کذلک نبلوهم بما کانوا یفسقون (۷ . ۱۲۲)

ہم اس امر کو اتنی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ اب دہرانے کی ضرورت نہیں - ہم نے بارہا لکھا ہے کہ قومی کاموں میں تنظیم اور تشکیل کیلیے جسدرجہ لیڈروں کی ضرورت ہے ' اس سے کہیں زیادہ انکا حد سے متجاوزانہ اقتدار مضر اور مہلک بھی ہے - اسلام دنیا میں صرف اسلیے آیا ' تاکہ انسانوں سے اُن تمام اقتداروں کو چھین لے ' جنکے ذریعہ وہ تحکم اور جبر کے ساتھ غیر مسئولانہ حکومت کرتے ہوں ' اور پھر خواہ یہ اقتدار دنیوی رؤساء کے ہاتھوں میں ہو ' خواہ مذہبی پیشواؤں کے حکومت کے ہاتھ میں ہو ' یا کسی تیسرے کے پرجاریوں کے قبضے میں ' کہیں ہو ' اسلام اسکا دشمن ہے ' اور اسکو شرک فی الصفات قرار دیتا ہے ' کیونکہ اُسکے نزدیک غیر مسئول ہونا اللہ کی صفت ہے ' پس جو شخص اس صفت کو اللہ کے سوا کسی اور طاقت میں تسلیم کرتا ہے ' وہ خدا کی صفت میں دوسرے کو شریک کرتا ہے ' ما کان لرجل ان یوتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون اللہ - (۳ ۷۳) (۱)

وہ اس طرح کے اقتدار کو صرف " اللہ " کے ساتھ مخصوص کردیتا ہے (ان الحکم الا للہ) اور اسی کو قدیم قدم قرار دیتا ہے . (ذلک الدین القیم) پھر اگر اس اقتدار کا حق دنیوی امور میں کسی سے کو ہے ' تو وہ صرف قوم " شوریٰ " یا جماعت کا اجماع و مشورہ ہے ' اور وہ بھی اپنے تمام اعمال میں احکام الہیہ کے تابع رہنے پر مجبور -

پس یہ ایک شرک جلی تھا ' جو ایک کھلی ہوئی پرستش کی صورت میں تمام پیروان توحید پر مسلط ہوگیا تھا - ہر شخص جو (علی گڈھ) کو چندہ دینے کیلیے روپیہ رکھتا ہو - ہر شخص ' جسکے پاس علم کی جگہ جائداد سونا ہو - ہر دولت مند ' جو کسی اجتماع کے مرجع پر ایک پر تکلف ڈنر دیسکتا ہو - ہر رئیس ' جسکے پاس سازوں کیلیے بہت سی موٹرکاریں ہوں - ہر قسمی پوشاک ' جسکی حد نہاری ہو - ہر اوار ' جسکے گرد ایک حلقۂ نحسس ہو ' غرضکہ ہر وہ شے ' جسکا رواج نہاری ' اور رنگ سنہری ہو ' اس امر کا قدرتی حق رکھتی تھی کہ سات کروڑ انسانوں کا اپنے تئیں معبود و مسجود ظاہر کرے ' اور قومی رائے ' ارادی خیال ' حق و صداقت ' علم و فضل ' تجربۂ و دانشمندی ' غرضکہ دنیا کی ہر شریف قوت سے جبراً اپنے آگے سجدہ کرائے - اسکی رائیں حکم ہوں ' اسکا حکم شریعت ہو ' اور اسکی شریعت غیر منسوخ یفعل مایشاء و یختار

وکذلک جعلنا فی کل قریۃ اکابر مجرمیہا لیمکروا فیہا ' وما یمکرون الا بانفسہم وما یشعرون (۶ ۱۲۳)

اور اسی طرح ہر انسانی آبادی میں ہم نے بڑے بڑے لوگ پیدا کیے کہ وہی ان میں اکابر مجرمیہا بنے ' تاکہ ان آبادیوں میں مکر و فساد پھیلائیں - حالانکہ وہ جسقدر مکر کرتے ہیں ' اپنے ہی ساتھ کرتے ہیں (کیونکہ وہ انہی کے آگے آنے والا ہے) مگر وہ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے -

ہم نے لکھا تھا کہ اولین مدرل لیڈروں کی لیڈری کا نہیں ' بلکہ اسکی ہیبت و سطوت کے تسلط کا تھا ' ایک مرتبہ یہی

(۱) یہ حق کسی انسان کو حاصل نہیں کہ خدا اسکو کتاب و عقل یا حکم و نبوت عطا کرے اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے احکام کی پیروی کرو اور اسطرح مجھکو پوجو ا

اگر یہ دیوتا گرادیا گیا، تو پھر اس بساط پیشوائی کے تمام مہرہ ہائے اصنام خود بخود سرنگوں ہو جائیں گے - پس لکھؤ میں جو کچھ ہوا، وہ اس امر کا ثبوت نہیں تھا کہ کم از کم اس مشرکانہ ہیئت کا بت تو قومی رائے کے گورگراں سے مجروح ہو چکا ہے، اور اگرچہ گذشتہ ایک سال کے عرصے میں موسم کی تبدیلی کے آثار بالکل واضح اور ظاہر تھے، تاہم یہ پہلی شکست ہے جو قوم نے امراء کو دی، توقع سے زیادہ اور اُمیدوں کے برخلاف - اور قومی زندگی کی یہ پہلی آزمائش ہے جو مسلمانوں کی مجلس میں انتہی، امید سے زیادہ قوی، اور توقع سے زیادہ بلند - زنجیریں بہت بھاری تھیں، اور پاؤں مدتوں سے مقید - صیاد کا پھندہ سخت تھا، اور صید بظاہر کمزور، لیکن الحمد للہ کہ رہائی کی پہلی کوشش کا تجربہ بے اثر نہ رہا، اور بند کو ٹوٹنے نہیں مگر ڈھیلے ضرور ہوگئے

مائل تو ہوگئے ہیں وہ تاثیر عشق سے
موقع نکالنا سر پہ حکمت کی بات ہے

ہمارے عقیدے میں یہ انقلاب حال ایک الہی کار و بار تھا، جو صرف اسلیے تھا تاکہ عبرتوں اور بصیرتوں کا موجب ہو، تاکہ دیکھنے سنیں، اور اندھے بینا ہوں - تاکہ اس ابدی و ازلی قانون کا ایک نیا معجزہ تم دیکھو کہ حق اور صداقت کی اور کو کوئی قوت روک نہیں سکتی، اگرچہ شیطان کے بڑے بڑے مظاہر جمع ہو جائیں - اور سچ ہمیشہ سے ایک انمٹنے والا جوہر ہے، اگرچہ جھوٹ کی بڑی بڑی چٹانوں سے اُسے دبا دیا جائے. و یحق اللہ الحق بکلمتہ و لو کرہ المجرمون (۴۱ ۵۲) و ان ہی ذالک لذکری، لمن کان لہ قلب او القی السمع و ہو الشہید (۵۰ ۳۷)

(۲)

درجے سب بڑے ہیں، لیکن ہر شخص کی نصیب میں یہ نہیں ہوتا کہ پہل بھی کھائے - پس نہایت مبارک ہے وہ ہاتھ، جو تخم پاشی کے بعد ہی اپنے دامن میں اسکے پھلوں کو بھی دیکھے - مسلمانوں میں نئی حرکت کی تاریخ تقسیم بنگال کی منحوسی سے شروع ہوتی ہے - اس سے پہلے صرف چند اشخاص تھے، جنکو کانگرسی، داعی، نے وطنے قوم، مصلح، اور اسی طرح کے بعض بعض اصطلاحات خاص سے یاد کیا جاتا تھا، مگر قوم کی قوم صرف اس شریعت پر عامل تھی کہ لیڈروں کی گاڑی کھینچلے، انکے ہر حکم پر "سمعنا و اطعنا" کہکر سر بسجود ہوجائیے اور مسلمانوں کیلئے علامی و استعباد کی جو شریعت (پالیسی) انہوں نے مقرر کردی ہے، اس سے سر مو تجاوز نہ کیجیے کہ :

بے حکم شرع اب خوردن خطاست

(طحطاوی) نے (حاشیہ در المختار) میں مذاہب اربعہ کی تقلید کی بہت عمدہ میں آکر لکھدیا تھا کہ : من کان خارجاً عن ہذہ الاربعہ فی ہذا الزمان، فہو من اہل البدعۃ و النار اس سے بھی شدید تر حال ان نئے مجتہدان کی تقلید کا تھا کہ جو شخص انکی تقلید سے انکار کرے، وہ قطعاً قوم سے خارج اور گمراہ ابدی ہے - وہاں اگر اسپر "اجماع" ہوگیا تھا، تو یہاں بھی مسلمانوں کی "مسلمہ قومی پالیسی" پر "مجارٹی" کا سواد اعظم تھا؛ من شذ شذ فی النار!

پھر غور کیجیے کہ اس نئی حرکت کے بیج کو جگہ پکڑنے، پھوٹنے، اور اُبھر کر بلند ہونے کیلیے کتنی مدت ملی؟ اسباب ظاہری میں سے کیا سامان تھا، جو اسے میسر ہوا؟ زمین بظاہر نا موافق تھی، اور چند اداروں کے سوا، جنکے بنانے کیلیے دولت، اجتماع، سازش، اور رئیسانہ و حاکمانہ اقتدار، تمام قوتیں مستعد تھیں، کون تھا جس نے آبپاشی کی ہو؟ اعزاز ظاہری اور رسوخ دنیوی جن ہاتھوں میں ہے، ان میں سے ایک مقدس بھی نہ تھا جس نے سایہ دیا ہو، مگر ذرا ان ہمہ آپ کے لکھنؤ میں دیکھا کہ درخت پیدا ہوچکا ہے، اور اسکی شاخیں قوی اور تنومند ہیں - پس یہ بھی الحمدللہ ایک بہت بڑی نعمت و احسان الہی ہے، جسکے شکر میں گردنوں کو سر بسجود، اور زبانوں کو ترجمہ سبح تحمید و تقدیس ہو جانا چاہیے

الحمد للہ الذی	تمام حمد و تقدیس اُس خدائے حکیم و قدیر
ہدانا لہذا وما	کیلئے، جس نے اس راہ حق و حریت کی طرف
کنا لنہتدی لولا	ہماری ہدایت کی، اور یقیناً ہم ہدایت نہ پاتے،
ان ہدانا اللہ	اور ضلالت سے نہ نکلتے، اگر اسکی ہدایت
(۷ ۴۲)	بخشی کی نصرت ہماری مدد نہ کرتی -

یہ بھی ایک ظہور تھا اس اعلان حق و معروف کی طاقتوں کا، جنکی طرف ہم نے پچھلے دنوں " فاتحۂ حلد حدید " کے زیر عنوان اشارہ کیا ہے -

(۳)

ایک بڑی نصرت جسکی صدا اس انقلاب حال سے نکلتی ہے، نہ ہے کہ جو کوششیں حق اور سچائی کے اعلان کیلیے کی جائیں، خواہ زمانہ کیسی ہی انکی مخالفت کرے، لیکن وہ دریا کے پانی کی طرح اپنی راہ خود نکال لیتی ہیں، اور کبھی ان لوگوں کی محنت ضائع نہیں جاتی، جو آزمائشی مصائب جھوز کر حق و صداقت کا ساتھ دیتے ہیں - کارسازِ قدرت کا وعدہ ہے کہ : "انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر و انثی" میں کسی کام کرنے والے کے کام کو ضائع و رائگاں نہیں کرتا - قرآن کریم میں ہر جگہ "والعاقبۃ للمتقین" فرمایا گیا ہے، اور اسکے بھی یہی معنے ہیں کہ دنیا میں انجام کار کی کامیابی صاحبان حق و معروف ہی کیلیے ہے -

پس ہم اُن تمام حامیان حق و معروف کو مبارکباد دیتے ہیں، جنہوں نے پچھلے سال قوم میں آزادی خیال اور طلب حقوق کی تحریک پیدا کرنے میں حصہ لیا - اُس نصرت فرمائے حق نے کسقدر قلیل عرصے کے اندر انکی سعی مشکور کے نتائج حسنہ انکو دکھلادے ؟

حق و صداقت کا اعلان کوئی آسان کام نہیں ہے - اس کے لیے بہت بڑے صبر و انتظار اور تحمل و ضبط کی ضرورت ہوتی ہے - کتنی پاک ہستیاں ہیں، جنہوں نے دنیا میں اسکے نسخے لیے، اور اپنی بڑی بڑی زندگیاں اسکی آبپاشی میں صرف کردیں - پھر کتنے جانفروشان حق و صداقت ہیں، جنہوں نے اپنے اشک ہائے امید اور خونہائے حسرت و اندوہ سے اس بیج کے پودے کو سینچا مگر نا امید ہمہ انکی آنکھوں کو اسکے برگ و بار کا منظر دیکھنا نصیب نہ ہوا - نسلوں پر نسلیں گذر گئیں، جب کہیں جاکر وہ بیج بار آور ہوئے -

آج مسلمانوں کی اعمال زندگی کی ہر شاخ میں جو حالت ہو رہی ہے، وہ حامیان حق و صداقت سے ایسی ہی قربانیوں کی طالب ہے، جو صبر و انتظار کی انتہائی قوتیں اپنے اندر رکھتی ہوں، اور بددلی کیلیے نے صبر ہوں، بلکہ اپنے کام میں منہمک و مشغول ہوں - ہم ایک پوری قوم کو چاہتے ہیں کہ اور فرق نا بعد مدل دیں - اجتماعی اعمال و معتقدات کا ایک نقشہ ہمارے سامنے ہے، ہم چاہتے ہیں کہ اسکو یکسر اولت - دیں ہمارے سامنے ایک سر بفلک عمارت ہے، جسکی دیواریں پہاڑوں کی چٹانوں سے، اور جسکی چھتیں لوہے کی سلاخوں سے بنائی گئی ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ اسکو مسمار کردیں، اور ایک ایسی نئی عمارت بنائیں جسکی چھت ہی نہیں، بلکہ بنیاد بھی نئی ہو - پھر اگر یہ ارادہ عظیم ہے، تو ضرور ہے کہ انتظار کی قوت بھی شدید، اور صبر کا پیمانہ بھی بڑا ہو - اس راہ کے مسافر

کی تسکین کیلیے یہ بس کرتا ہے کہ راہ صحیح اور موصل الی المقصود ہے - کچھہ ضرور نہیں کہ ہمارے ہی قدم منزل مقصود تک پہنچیں - ہم نہونگے ' مگر ہمارے نقش قدم پر چلنے والے منزل مقصود تک پہنچیں گے' اور جو سفر کا خط ہم نے کھینچ دیا ہے' وہ انکی کامیابی کے آخری نشان تک رہنمائی کریگا

نفس نہ انجمن آرزو سے باہر کھینچ !
اگر شراب نہیں انتظار ساغر کھینچ !

جب حالت یہ ہو' تو پھر اس انقلاب کے ظہور کو کروں نہ ایک عینی نصرت اور اٹک احسان الہی سمجھا جاے ' جسکی کوششوں کے نتائج ایک سال سے بھی کم عرصے میں ظاہر ہوگئے ' اور جو بیسیوں سالہا سال کے انتظار کی درداشب کے بعد برگ و بار لاتے ہیں ' انہوں نے چند مہینوں کے اندر ہی اپنی ٹہنیاں پھیلادیں ؟ البتہ یہ جو کچھہ ہوا ' محض ایک ابتدائی مظہر نصرت ' اور مستقبل کا پہلا نمونہ تھا ' پھر بھی صرف ایک محدود دائرے کے اندر ہوا اور ابھی ہمارے اعمال

اور اپنے ایمان و ایقان میں محکم تر ہو جائیں - کل سعی کی اسلیے ضرورت تھی کہ بہرحال سعی کرنی چاہیے ' لیکن آج اسلیے ضرورت ہے کہ خود نتائج بھی سعی کی دعوت دے رہے ہیں - کل تک لوگ عامل تھے' پس ضرور تھا کہ انہیں ہشیار کیا جاے ' مگر اب لوگ آنکھیں مل رہے ہیں' پس ہم کو بھی اٹھنے والوں سے غافل نہیں ہونا چاہیے :

دایں کہ کعبہ نماداں سود رپا مندشں
کہ نیم گام حدائی ہزار فرسنگ ست

(٤)

اگر ہوا موافق ہو' دریا مہرباں ہو' اور ستارے رہنمائی نہ کریں تو کشتیاں کیا کرسکتا ہے ؟ لیکن تاہم کشتی اگر سلامت جاے تو کشتی چلانے والے کا حق تعریف کوئی چھین نہیں سکتا - جو تغیرات اس وقت مسلمانوں کے خیالات میں ہورہے ہیں ' وہ ایک قدرتی نتیجہ ہے اُن تغیرات کا ' جنھوں نے چاروں طرف سے ہمارا محاصرہ کرلیا ہے ' تاہم جن لوگوں نے ان تغیرات کا ساتھہ دیا ' اور

فکاہات

—(*)—

مسلم یونیورسٹی کا نصاب تعلیم

— * —

ہمارے لیڈروں کے مشغلے اب بڑھتے جاتے ہیں * کہ اب سازش کی بھی باقاعدہ تعلیم ہوتی ہے
ہماری مجلس قومی کے جب اجلاس ہوتے ہیں * تو اخلاقی قواعد میں بھی کچھہ ترمیم ہوتی ہے
بٹھائے جاتے ہیں کالج کے لڑکے صدر و پائیں میں * سدھائی جاتی ہے جو کچھہ نئی اسکیم ہوتی ہے
اِدھر اسٹیج پر سرگوشیاں ہوتی ہیں آپس میں * اشاروں میں اُدھر مرد عمل تقسیم ہوتی ہے
طلسم چشم و ابرو کے جو اسرار نہانی ہیں * تو آمرووں کو اُن کی دم بدم تعلیم ہوتی ہے
کسی پر تالیاں بجتی ہیں تحقیر و اہانت کی * کسی کی ہر ادا پر عزت و تکریم ہوتی ہے
کسی آزاد رُو کے کان میں کچھہ پھونک دیتے ہیں * کہ جس سے کچھہ امید شیوا تسلیم ہوتی ہے
شکایت ہوتی ہے جب تشنہ کاماں تفاخر کو * تو پھر حمام سفارت میں بھی کچھہ تعمیم ہوتی ہے
یہاں تک تو خدا کے فضل سے ہم نے ترقی کی * اب آگے دیکھیے اِس میں کیا ترمیم ہوتی ہے

(نقاد)

معتقدات کے وہ اصل اصول باقی ہیں' جنکے مقابلے میں جماعتوں اور گروہوں کے متفقہ جہاد کی ضرورت ہے - میں اس تغیر کو اس لحاظ سے یقینا اہمیت دیتا ہوں کہ وہ تغیر تھا ' اور مسلمانوں کی حالت مدتوں سے غیر متغیر ہو رہی تھی ' پس بغیر حواہ کتنا ہی ابتدائی اور ضعیف ہو' مگر جمود کی شکست کا مبشر ہے - ورنہ اس دارے میں ہمارے خیالات بہت وسیع' اور پیش نظر مقاصد بہت بلند ہیں ' مشکل ہے کہ اس وقت اپنی نظریں وہاں تک پہنچ سکیں - میں صرف اس نقطہ پر توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ کام کرنے والے اپنے کاموں کیلیے اس تغیر کے تذکرے سے فائدہ اٹھائیں - انکی کوششیں اگر ابھی سالہا سال تک ایک ایسا تغیر بھی پیدا نہ کرسکتیں' جب بھی انکو مایوس نہونا تھا ' چہ جائیکہ اسقدر جلد ایک سخت زمایاں تغیر انکو کامیابی کا مژدہ دے رہا ہے ' اور یقین دلا رہا ہے ' محنتوں کے نتائج کیلیے زیادہ صبر و انتظار کی آزمایش نہیں ہے - پس وہ اپنی ہمتوں کو اور قوی کریں' عمل کی رفتار تیز کردیں'

اسکی صدا کے سننے کے لیے دلوں میں استعداد پیدا کرائی - ضرور ہے کہ اس معلول کے " علل " میں انکو بھی شمار کیا جاے -

ہم سمجھتے ہیں کہ اس سلسلے میں سب سے پہلے نواب (وقار الملک بہادر) قبلہ کے اُس مضمون کا ذکر کرنا چاہیے' جو انہوں نے دربار دہلی سے آکر علی گڈھ گزٹ میں لکھا تھا' اور جسمیں گو کسی اصول کے طرف دعوت نہیں دی گئی تھی' مگر مسلمانوں کے " مسلمہ قومی پالیسی " کے بت پر یقیناً اس سے ایک ضرب کاری لگی -

اسکے بعد شمس العلما مولانا شبلی نعمانی نے بعض مضامین (مسلم گزٹ) میں لکھے ' اور اسکا اعتراف کرنا چاہیے کہ انہوں نے تغیر خیالات میں سب سے زیادہ مدد دی - اسکے ساتھہ ہی (مسلم گزٹ) کی اشاعت بھی قابل ذکر ہے ' جو الحمد للہ کہ بدستور خدمت ملت میں سرگرم' و قلع و قمع استبداد سیاست میں مصروف پیکار ہے - اس سلسلے میں ہم اپنے شیوہ آفریں دوست

مسٹر محمد علي کو بھی نہیں بھول سکتے ' جنھوں نے في الحقیقت یونیورسٹي کے معاملے میں آزاد خیالی کی تعلیم متصل اور پے هم رکھی اور جسکے موجودہ حرکت کی تشکیل میں بہت زیادہ مدد دی - مجزاهم الله تعالیٰ عن الاسلام و المسلمین خیر الجزا ' و وفقنا الله و ایاهم کما یحبه و یرضاه في القول و العمل و الاعتقاد -

اس موقعه پر یه کهدینا ضروری سمجھتا هوں که یه جو کچھه هوا محض سیاسی اعتقادات کا ثمر هے ' اور میں اس وقت کا منتظر هوں جب کسی صحیح مذهبی تبدیلی کا ثمرہ بھی نمایاں هو ' کیونکه بغیر اسکے کوئی هنگامۂ خیر مدرے لئے تشفی بخش نہیں هوسکتا - البته چونکه نئی گرفتاري کیلئے پچھلی گرفتاری سے آزاد هونا ضروری هے ' اسلیے اس تعبیر کو بھی اس سلسلے کی ابتدا سمجھتا هوں - والامر بیده سبحانه ' له مقالید السموات و الارض -

(۵)

یہاں تک تو هم نے لکھنؤ کے جلسوں پر اس حیثیت سے نظر ڈالي هے ' جہاں تک انکا تعلق خیالات ' اور قومی راے کے اظہار قوت سے هے ' لیکن اب اس نتیجے پر بھي نظر ڈالنی چاهیے جو اس معرکه آرائی کے بعد پیدا هوا -

افسوس کے ساتھه کہنا پڑتا هے که معرکه ابتدائي ' اور حریف نوامور تھا ' جنگ میں علانیه هتیاروں هی سے نہیں ' بلکه سازش و خدع کے چھپے هتیاروں سے بھی کام لیا گیا - اسلیے نا ایں همه اظہار قوت و معارضت قوم کو شکست هی قبول کرنی پڑي -

تاهم اس شکست کو شکست نه سمجھنا چاهیے ' کیونکه در اصل قوم نے اپنے حریفوں سے شکست نہیں کھائی ' بلکه اس دھوکے میں آکر تلوار رکھدي که اب مقابل حریف نہیں بلکه خود اسی کے تبع آرما هیں - حریفاں شاطر نے جب دیکھا که دست و بازو شل هوگئے هیں ' اور آیندہ جنگ کی طاقت نہیں ' تو پھر یه تحریر کی که صلح کی ایک سازش گاہ منعقد کی جاے ' اور قوم کو خود قوم کے نہیں میں آکر شکست دي جاے - ے حریفوں نے یکایک ایک صداے صلح سنی - نادان سمجھے که همارى آواز هے ' حالانکه اب ولهجه بدلا هوا تھا مگر آواز آپھي کی تھي ' جو اب اس طاهر کا باطن هوگئے تھے -

وہ حلقه هاے زلف کمیں میں هیں ایعدا
رکھه لیجیو میرے دعوے وارستگي کی شرم

(۶)

اس اجمال کی تفصیل اب کیا کریں که وقت گذرگیا -

تو خود حدیث مفصل بخوان ازیں مجمل

تاهم نواب صاحب قبله نے یه مضمون لکھکر گذرا هوا ورق پھر اڑا دیا هے - موڈیشن کمیٹي کا پہلا دن في الحقیقت " بزرگان قوم " کیلئے ایک " یوم العرض الاکبر " تھا - لوگوں نے دیکھا که " الحاق " اور " مسلم " کے انتساب کا جھگڑا چکانے آے تھے ' یہاں میجر سید حسن بلگرامی نے احتیارات کی ایک نئی بحث چھیڑ دي :

یه بعد از انفصال اب آزر هی جھگڑا نکل آیا -

جلسے کے وقفوں میں اس تحویز کے استرداد و ترمیم کی پوري کوششیں کی گئیں ' اور اسٹیج کے میدان میں جسقدر حربے دکھلائے جاسکتے تھے ' ایک ایک کرکے سب سے کام لیا ' مگر معلوم هوا که ڈھال چمڑے کی نہیں بلکه پیتل کی هے - نه دور کے تیر کام دیتے هیں نه سامنے کي تلواریں - لوگوں کے جوش و خروش کا یه عالم تھا که تجویز کے خلاف تمام هال سے ایک آواز بھی اونچے والي نظر نہیں آتي تھي - اگر اس وقت ووٹ لیے جاتے تو نتیجه معلوم تھا که کیا نکلتا - اسلیے مصلحت نے سرگوشي کی که ایک دن کے وقفے کے بعد بقیه کارروائی دوسرے دن پر ملتوي کردی جاے - یہی وقفه قیامت کا وقفه تھا :

کرے هیں بہرے کو ناں حالی تعدگ

(۷)

جو جوش عام لوگوں نے طبعه مسلمین کے خلاف جلسے میں ظاهر کیا تھا اسمیں شک نہیں که اسمیں بے اعتدالی اور تفریط ضرور تھی - لیکن جونکه گھنا بہت زور سے زمین پر پٹکا گیا تھا اسلیے اسکے دور تک اچھلکر بلند هونے کی بھی سکانت نہیں کی جاسکتی - قدرتي امیدوں اور قوموں کو دبانے کا تو اور زیادہ اچھل کر نمودار هونگے - پھر جن لوگوں نے برسوں پھیکے پکوانوں سے اپنی اردبي دکانوں کو سجایا تھا ' اگر آج ایک وقت کیلئے ضرورت سے زیادہ نمک کھانے میں پڑگیا ' تو کم از کم انکو تو شکایت نه کرنی چاهیے - اگر یه بے اعتدالی بھی بھی تو بے اعتدالی هی کے جواب میں

معتدب حسم شکست و من سراز
سس نالس و الجرح قصاص

(۸)

دوسرا دن گذشته کے ماتم اور آیندہ کی فکروں میں بسر هوا اور بالآخر اس " شام بلا " کی تاریکی قیصر باغ کی نرجسوں پر نمودار هوگئی ' جسکی پردہ پوش تاریکی میں نہیں معلوم کیا کیا کچھه هونے والا تھا - یاراں شاطر نے اس تاریکی کی فرصت کو " مطالب زاري " کیلیے غنیمت سمجھا که رات بھر کی مہلت میں کسی کی حریف نوازی اور نرم دلی جسقدر حرارت دلائے ' مجتمع و کامیاب هو رهیے ' ورنه پھر صبح محشر کا مطلع محشر نمودار هونے کیلیے سر پر کھڑا هے -

که در تاخیر آفتها ' و عاشق را زیاں دارد

اتفاق سے حضرت زرتشی که (هرآمزد) کے هاں (نذر) هے - هم نے کہا که انا لله و انا الیه راجعون - قومی طاقت کے هزاروں آهنی حربے ایک طرف ' اور ان بھرئی جھری کاٹوں کی جھنکار ایک طرف - حریف پسندوں سے پوچھا که کہیے ! اس تاریک کا بھی کوئی جواب آپکے ترکش میں هے ؟ جواب ملا که نہیں ' شکست کا اعتراف هے

حشم اگر ایدست ' و اورز ایں ' و یار و عشوہ اس '
الوداع اے هوش و بھری ! الوداع اے عقل و دین !

لیکن پھر هم نے دل کو تسلی دی - اطباے قدیم و جدید کا اتفاق هے که چھه گھنٹے کے بعد غذا کے هضم سے معدہ خالی هوجاتا هے - حلسہ رات کو نہیں بلکه صبح آٹھه بجے هے ' اور انگریزي کھانا نرمہ سادہ و بے آمیز هونے کے قدرتی طور پر زود هضم هوتا هے - اب ایسی بھی یه غذاے نفیس کما تفیل هوگي ' که صبح تک معدے میں گردش رهے ' اور آزادیں نکلیں تو حلق کی جگه معدوں سے !

مگر افسوس که دوسرے دن هماری طبی معلومات میں ایک اختلاف عظیم واقع هوا - (طبی کانفرنس) کے آیندہ اجلاس میں هم اس مسئله کو پیش کرینگے - همیں اب یقین هے که غذا جتنی نفیس و لطیف هوتی هے ' اتنی هی زیادہ ثقیل بھي هوتی هے - اور اگر بفرض بھی کہیں ملیں ' تو هم ایسے اس بارے میں لڑنے کیلیے طیار هیں که " شام کی غذا کم از کم دوسرے دن کی دوپہر تک تو ضرور معدے میں موجود رهنی هے "

[باقی آیندہ]

مقالات

معجزہ و خوارق

— * —

(۱)

—○*○—

معجزہ کے باب میں سب سے پہلی بحث جو پیدا ہوتی ہے کہ "معجزہ دلیل نبوت ہے یا نہیں" ؟ اخکل کے زمانے میں جو سرمایہ "جدید علم کلام" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے - اسمیں ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ معجزہ دلیل نبوت نہیں ہو سکتا - ہم چاہتے ہیں کہ سب سے پہلے اسی سوال پر نظر ڈالیں

دراصل یہ رائے مشہور مسلمان حکیم (قاضی ابو ولید ابن رشد) کی کتاب سے ماخوذ ہے' اسلیے پہلے ہم انکی رائے نقل کر دیتے ہیں

ابن رشد کے مقدمات

معجزہ سے جب نبوت پر دلیل لائی جاتی ہے تو مقدمات ذیل پر ہوتے ہیں

(۱) نبی سے معجزہ صادر ہوا -

(۲) جس سے معجزہ صادر ہوتا ہے وہ نبی ہوتا ہے -

مقدمہ اولی کا ثابت ہونا دو مقدموں پر مبنی ہے

(الف) معجزہ ممکن الوقوع ہے اور واقع ہوتا ہے -

(ب) مدعی نبوت نے تعیین کے ساتھ معجزہ دکھایا - وہ کسی حکمت عملی یا صفائی مشق کا نتیجہ نہ تھا - نہ نظر بندی - تھی - نہ تخیل تھا -

(۲) دوسرا مقدمہ - اسکا ثبوت بھی دو مقدمات پر موقوف ہے .

(الف) رسالت و نبوت کا وجود ہے -

(ب) معجزہ بجز نبی کے کوئی نہیں دکھا سکتا -

ابن رشد کی تقریر سے متعلق دو امور قابل لحاظ

حکیم ابن رشد کی طولانی تقریر سے جو مقدمات ہمنے نقل کئے ہیں ' انکے متعلق دو امر قابل لحاظ ہیں

(۱) معجزہ کے معجزہ ثابت کرنے میں نہایت دقت و دشواری ہے

(۲) جبتک مقدمات اربعہ ثابت نہ ہو جائیں' معجزہ دلیل نبوت نہیں ہوسکتا -

ہم سب سے پہلے امر اول کیطرف توجہ کرتے ہیں اور یہ بتاتے ہیں کہ خود علامۂ موصوف نے اثبات نبوت کیلیے کونسی دلیل اختیار کی ہے اور اُس میں کیا سہولتیں ہیں -

ابن رشد کی دلیل نبوت

واما الذي دعا به الناس ويعتادهم به هو الكتاب العزيز "قال تعالى قل لئن اجتمعت الانس والجن على ان ياتوا بمثل هذا القرآن لا يأتون بمثله ولو كان بعضهم لبعض ظهيرا وقال وانزلنا عليه ورسوله مثله

لیکن وہ چیز جسکے ذریعہ سے آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلایا اور انکے مقابلہ و معارضہ میں پیش کیا' کلام پاک ہے - فرمایا اللہ رب العزت نے "کہدے اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ اگر تمام جن و آدمی ملکر قرآن کی مثل لانا چاہیں تو ایسے نا ممکن ہے -

معجزات - واذا كان الامر هكذا ' فمعارضة صلى الله عليه وسلم الذي تحدى به الناس و جعله دليلا على صدقه فيما ادعى من رسالته ' هو الكتاب العزيز - (الكشف عن مناهج الادلة - صفحه - ۷۷)

اگرچہ انکا بعض ' بعض دوسرے معارض اور مددگار ہو جاوے" اور فرمایا اللہ پاک نے "لاؤ ایسی دس سورتیں بناکر" جب یہ حال ہے تو وہ امر جاری عادت جسکو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رسالت کے ثبوت میں پیش کیا صرف کلام معجز ہی ہے

اس تحریر سے ظاہر ہو گیا کہ ابن رشد نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت مطلقہ اور رسالت عامہ کو صرف خدا کی الہامی اور مقدس کتاب سے ثابت کیا ہے اور اپ کے حواری عادات میں سے محض قران پاک کو معجزہ تسلیم کیا ہے (یعنی قران کے مبارک ارشاد' بلیغ جملے' فصیح عبارت' بلیغ معانی' جامع ہدایتیں' پر تاثیر نصائح' مکمل تعلیمیں) اسکے نزدیک یہ جملہ امور صاف طریقہ سے بتاتے ہیں کہ بے شبہ یہ کتاب خدا کی کتاب ہے اور صاحب کتاب نبی مامور ہیں پھر ان تمامی باتوں کے ساتھ جب اسکا خیال اسطرف مائل ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے' جاہل اور وحشی قوم میں پیدا ہوئے ' انہی میں پرورش پائی ' انہی میں ہمیشہ رہے اور باوجود اسکے ایسی کتاب پیش کی' تو آپ کی رسالت کا پورا اور کامل یقین ہو جاتا ہے -

ويؤكد هذا المعنى بل يصير الى حد القطع واليقين التام اذا علم انه صلى الله عليه وسلم كان اميا نشأ في امة اميه عاميه نديه لم يمارسوا العلوم قط ولا تسبب اليهم علم ولا تداولوا الفحص عن الموجودات على مباشرت في عادة اليونانيين وغيرهم من الامم والذين كملت الحكمة فيهم في الاحقاب الطويلة (الكشف صفحه ۸۰)

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت پورے طور پر ثابت ہوتی ہے بلکہ یقین کامل کے مرتبہ کو پہنچ جاتی ہے' جبکہ امر جانا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے ' ایک جاہل اور وحشی قوم میں پیدا ہوئے ' جنہوں نے کبھی علم کی طرف توجہ نکی اور نہ اسکی مشق کی - نہ کوئی علم انکی طرف منسوب ہوا' نہ موجودات عالم کی تحقیق و جستجو کا انمیں رواج تھا اور نہ یونانیوں اور دوسری قوموں کا دستور تھا جنمیں حکمت کی تکمیل ہوئی -

اسمیں کچھ شک نہیں کہ علامہ ممدوح نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول اللہ ہونیکر نہایت شاندار عنوان اور واضح برہان سے ثابت کیا ہے ' اور سچ یہ ہے کہ اس سے بڑھکر کونسی دلیل قاطع و مانع ہو سکتی ہے ؟ یقیناً ایک مسلمان یا ایک معمولی منکر کو یہ دلیل نہایت آسانی سے مطمئن کرسکتی ہے - لیکن سوال یہ ہے کہ کسی منکر دیرینہ یا ایک مخالف متعاند کی بھی اس برہان سے تشفی ہوسکتی ہے یا نہیں ؟ ہماری رائے میں ہرگز نہیں ہوسکتی ' بلکہ جسقدر دشواریاں معجزات میں ہیں اتنی ہی دشواریاں اس راہ میں بھی ہیں - معجزات سے دلیل لانے میں اگر مقدمات اربعہ کا ثبوت نصب العین ہے ' تو کلام پاک سے استدلال کرنے میں مقدمات ذیل کا اثبات ضروری ہے :

ابن رشد کی دلیل ان مقدموں پر موقوف ہے

(۱) خدا کا وجود ہے -
(۲) خدا مرید و متکلم ہے -
(۳) نبوت کا وجود ہے اور اُسکی ضرورت ہے -
(۴) وحی کی حقیقت کیا ہے -
(۵) کلام اللہ کس لحاظ سے معجزہ ہے -
(۶) اسکے مثل نہ کوئی بنا سکتا ہے نہ کسی نے بنایا -
(۷) نے مثل ہونا مدلول من اللہ ہونیکی دلیل ہے -
(۸) نبوت پر اسکی دلالت قطعی ہے -
(۹) اسکی عبارت صحیح و بلیغ، ہدایات و تعلیمات کامل اور سریع التاثیر ہیں -
(۱۰) اصحاب صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے

معجزہ کے ثبوت کیلیے اگر چار مقدمے یا سات درکار ہیں، تو اسکے واسطے دس مقدمات کی حاجت ہے - اور جب تک مقدمات عشرہ ثابت نہونگے، کتاب اللہ کا دلیل نبوت ہونا ناممکن ہے - پھر اگر تمام مقدمات بالفرض تسلیم بھی کرلیے جائیں، جب بھی گفتگو ختم نہیں ہوتی - دیگر انبیاء کرام کی نبوت پر ایمان لانیکا کونسا ذریعہ ہوگا؟ اگر انکی صداقت رسالت کا بھی عامۃ الناس کو ادعاء کتاب و تعلیم کے ذریعہ سے دلایا جائے، تو دوسرے مقدمات سے سبکدوشی نہیں ہوتی -

(۱) ہر نبی کے پاس کتاب تھی -
(۲) انکی تعلیم کامل مکمل من اللہ تھی -
(۳) تعلیم کی غایت خدا پرستی تھی -
(۴) انہیں تعلیموں پر نبی عمر بھر قائم رہا اور کبھی منحرف نہوا -

غرض ان مشکلات اور صعوبتوں کے دفع نشانی کرنیکے بعد ہر فہمیدہ آدمی سمجھ سکتا ہے کہ اس صورت سے نبوت کو ثابت کرنا کچھ کم مشکلات نہیں رکھتا - بلکہ اسکا پایہ اگر زیادہ نہیں تو کم سے کم معجزہ کے برابر ہے - علامہ ابن رشد نے اگرچہ مقدمات مذکورہ میں سے بعض بعض کو اعتراض کے قالب میں بدلدیا ہے اور پھر انکے جواب دینے کی زحمت گوارا کی ہے، لیکن بعد اسکے کہ آنکے کلام پر کوئی تنقید کیجائے، یہ کہدینا کافی ہے کہ اس دقت و طوالت اور تفصیل و توضیح کے ساتھ تو معجزات سے بھی مقصد حاصل ہو سکتا ہے -

اس جگہ یہ ظاہر کردینا بھی مناسب ہے کہ ہم دلیل مذکور کو یا دیگر دلائل حکماء و ائمہ من اہل و اساطین کلام نے اپنی قائل قدر کتابوں میں ذکر فرمایا ہے ضعف و کمزور نہیں سمجھتے اور نہ معجزہ ہی کو اثبات نبوت کی قوی دلیل جانتے ہیں - بلکہ جسطرح معجزہ کے بارہ میں ہمارا اپنی ہمنکا عقیدہ رکھتے ہیں - ویسا ہی انکی ثابت قطعیت اور واقعیت کا اعتقاد رکھتے ہیں، اگر کسی اعتبار سے معجزہ کو اُن پر فضیلت ہے تو دوسری وجہ سے اُن ادلہ کو معجزات پر ترجیح ہے - اگر اُن سے نبوت کی اصلیت اور حقیقت کھلتی ہے تو اس سے اسکا خاصہ اور مخصوص نشانی پہچانی جاتی ہے - اور جس قسم کی مشکلیں معجزہ کیلیے سد راہ ہیں اگر بالکل ویسی نہیں تو دوسرے رنگ کی دقتیں وہاں بھی قدم قدم پر ساتھ ہیں - یہ بھی ہماری غرض نہیں ہے کہ جو مقدمے پہلے مذکور ہوئے ہیں اُنکا ثبوت ناممکن ہے اور کسی کو آجتک انکے اثبات میں کامیابی نہیں ہوئی، بلکہ مطلب محض رفع اشکال کا دکھلانا ہے - اور اس حیثیت سے دونوں یکساں حالت ہے - بلکہ بعض وجوہ سے معجزہ میں صفائی اور وضاحت زیادہ ہے - اسکو ہم اخیر مبحث میں انشاء اللہ بیان کرینگے -

مدعے نزدیک ہر نبی کی نبوت تین طریقوں سے ثابت ہوتی ہے -

(۱) مقدس تعلیمات درگزیدہ ہدایات سے -
(۲) اسکی پاک زندگی کے پاکیزہ حالات سے -
(۳) معجزات سے -

ایک خاص خیال سے مصنف کا زیادہ مخالفت کرنا

کہا جاسکتا ہے کہ مستقل دلائل نبوت کے صرف دو طریق ہیں - معجزات بطور شاہد اور مرید کے ہیں، معجزات اُنکے ساتھ ملکر نبی کی نبوت کو واضح کردیتے ہیں، اور وہ ادعاء جو تعلیم و نصائح پر غور کرنے سے پیدا ہوتا ہے، اُسکو بھی کچھ بڑھادیتا ہے جسا حال حکم ابن رشد کا ہے

و اما الخارق الذی هو لیس فی نفس وضع الشرائع مثل انفلاق البحر و غیر ذلك یدل دلالة ضروریة علی هذه الصفة المسماة بالنبوة و اما تدل اذا اقتربت الی الدلالة الاولی -	لیکن وہ خرق عادت جو جنس فوائد شرائع سے خارج ہے، جیسے دریا کا پھٹنا وغیرہ، تو اُسکی دلالت نبوت پر تو بیشبہ نہیں ہے - بلکہ نبی کی دلالت نبوت پر اُسوقت ہوتی ہے، جب وہ پہلی قسم کی دلالت کے ساتھ ملتے ہیں -

پھر دو سطر کے بعد فرماتے ہیں

فعلی هذا ینبغی ان نفهم الامر فی دلالة المعجزة علی الانبیاء، یعنی ان المعجزة فی العلم و العمل هو الدلالة القطعیة علی صفة النبوة، و اما المعجزة فی غیر ذلك من الافعال، مشاهد لها و مقری لها (الکشف صفحہ ۸۹)	انبیاء کی نبوت پر معجزات کی دلالت میں اس امر کا سمجھنا لابدا ضروری ہے کہ وہ معجزہ جسکا تعلق علم و عمل دونوں سے ہوتا ہے (کوئی کتاب وغیرہ) اُسکی دلالت نبوت پر قطعی ہوتی ہے - اور جسکا تعلق علم و عمل سے نہیں ہوتا نہ اسمیں کوئی اخلاقی و روحانی اصلاح ہوتی ہے تو وہ شاہد اور مقری ہے

تو ہمکو اس تقریر سے کچھ زیادہ مخالفت نہیں، ہمارے مخاطب صرف وہ لوگ ہیں جنکا دلی اعتقاد یہ ہے کہ کسی نبی سے کوئی معجزہ خلاف تانون عادی صادر نہیں ہوا، بالخصوص آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی امر ما فوق العادت تمام عمر میں کبھی نہیں دکھلایا - نہ معجزہ سے مسئلہ نبوت پر روشنی پڑتی ہے نہ وہ مستقل شاہد و مرید کے کسی موقع میں پیش کیے جاسکتے ہیں - کیونکہ ہمارا اعتقاد وہ ہے کہ معجزہ نبوت کی مستقل دلیل ہے - اور کم از کم اسکی تائید و نبوت کی تصدیق سے تو کسی طرح انکار نہیں کیا جاسکتا -

ابن رشد معجزہ کے منکر نہیں

یہ بھی واضح رہے کہ علامہ حکیم ابن رشد معجزات کے منکر نہیں ہیں بلکہ انکے کلام کا مقصد محض اسقدر ہے کہ اس راہ میں چونکہ کج و پیچ بہت زیادہ ہیں، لہذا اسکو چھوڑکر دوسری شاہراہ پر چلنا چاہیے اور اس سے علیحدگی اختیار کرنی چاہیے - وہ خود صاف صاف فرماتے ہیں

و انت تتبین من حال الشارع صلی اللہ علیه و سلم انه لم یدع احدا من الناس ولا امة من الامم الی الایمان برسالته و لما جاء به بان قدم علی یدی دعواه خارقا من خوارق العادات مثل قلب العین من الاعیان الی عین اخری، و ما ظهر	شارع صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پر نگاہ کرنے سے ہمکو معلوم ہوگا کہ آپ نے کسی شخص یا کسی گروہ کو اپنی رسالت کی تصدیق اور ان تمامی چیزوں کے ایمان کی طرف جنکو آپ لائے اسطرح نہیں بلایا کہ اپنے دعوی کے ثبوت میں آپ نے کوئی خرق عادت دکھائی ہو مثلاً ایک

علی یدہ صلی اللہ علیہ وسلم من الکرامات و الخوارق مائما ظہرت فی الاء احوالہ من غیر ان یتحدی بہا (الکشف صفحہ ۷۷)

جوہر کو دوسرا جوہر بنادیا ہو (لکڑیکو سانپ بنادیا ہو وغیرہ) اور جو خوارق آپ سے صادر ہوئے وہ ابتداے حالات میں ظاہر ہوئے بغیر اسکے کہ آپ نے اُسے معاملہ کیا ہو -

اس تحریر کے بعد ہم اُن اعتراضات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو منکرین معجزات کی جانب سے پیش کئے جاتے ہیں - اسی ضمن میں اس رشد کے مقدمات اربعہ مذکورہ کا بھی جانچنا بیان آجائیگا - جنپر معجزہ کا دلیل ثبوت ہونا موقوف ہے -

اعتراضات جو مثبتین معجزات پر وارد ہوئے ہیں

معجزہ پر جو اعتراضات وارد کئے جاتے ہیں وہ دو قسم کے ہیں اکثر ایسے ہیں جنکا تعلق امکان وقوع سے ہے اور بعض ایسے ہیں جو استدلال سے متعلق ہیں، چنانچہ ہم سنکو تفصیل سے بیان کرتے ہیں-

(۱) معجزہ چونکہ خلاف قانون قدرت ہے اسلئے نا ممکن ہے -

(۲) کسی خارق عادت کا وجود ہوا یا نہیں ؟

(۳) خرق عادت سے کیا مراد ہے ؟

(۴) مانا کہ کسی خارق عادت کا وجود ہوا مگر اسکا کنواسکر اطمینان ہو کہ اُسکے لیے دیگر اسباب مجتمعہ نہ تھے ؟ نہیں ممکن ہے کہ سحر یا شعبدہ یا مسمریزم کی مشق کا اثر ہو - مجموعہ شرایط کے ایک شرط معجزہ کی یہ بیان کیجاتی ہے کہ کوئی شخص اسکا مقابلہ نکر سکے ، لیکن اسکا کیسے یقین ہوسکتا ہے کہ کوئی معارضہ نہیں کرسکتا اور دنیا میں ایک شخص سے بھی خواب نہوسکے سے کیا مراد ہے ؟ اگر یہ مراد ہے کہ اظہار کے وقت اُسکا جواب نہو سکا تو اور بھی نہت سے لوگونکو پدمدر ماننا ہوگا - زردشت وغیرہ سے جو باتیں ظاہر ہوئیں اسوقت انکا کوئی مقابلہ نہ کرسکا - اور اگر یہ مراد ہے کہ قیامت تک نہ ہوسکیگا تو یہ پیشین گوئی کیونکر کیجا سکتی ہے کہ نوم آخر تک اسکی نظیر نا ممکن ہے ؟

اعتراضات مذکورہ کے جوابات

پہلا اعتراض

معجزہ چونکہ خلاف قانون قدرت تسلیم کیا جاتا ہے اسلئے ناممکن ہے -

اس سوال کا جواب تین مقدموں کی تحقیقات پر مبنی ہے -

(۱) قانون قدرت سے کیا مراد ہے ؟

(۲) کوئی امر خلاف قانون فطرت نہیں واقع ہوسکتا - اسکے واسطے کیا دلائل ہیں ؟

(۳) کیا ہم نہ کہہ سکتے ہیں کہ فلاں واقعہ خلاف قانون قدرت ہے

قانون قدرت سے کیا مراد ہے

معترضین کہتے ہیں

جو امور ہزاروں لاکھوں تجربات اور نظارہ کے مشاہدوں سے ثابت ہوچکے ہیں مثلاً آگ کا جلانا، سینکڑوں افراد آگ کے دیکھے گئے لیکن کوئی آگ ایسی نہ ملیگی جو گرم یا جلانیوالی نہو - یا پانی کا رواں اور سیال ہونا - برف کی ٹھنڈک - سنکھیا کا زہر قاتل ہونا - جمادات کا غیر متحرک ہونا وغیرہ وغیرہ - یہ تمام قوانین ایسے مکمل ہیں کہ انکے مخالف کوئی مثال آجتک عملی نہ ان میں کبھی تبدیلی ہوئی -

پس انہی کا نام قوانین قدرت ہے اور یہی فطرۃ اللہ کہلاتے ہیں اصول و نظام کا مرتب سلسلہ جو ہمارے پیش نظر ہے اور جنکو درجات ہم ارشاد ہیں ، علت و معلول - سبب و مسبب ، شرط و مشروط کا وسیع دائرہ ، جو سارے عالم میں پھیلا ہوا ہے - اور جنپر اس دنیا کا نظام قائم ہے وہی عادت الہیہ ، سنت مستمرہ اور اصول فطرت کے لقب سے پکارے جاتے ہیں -

قرآن کریم سے استدلال

دیر معترضین قرآن کریم سے استدلال کرتے ہیں کہ کوئی واقعہ خلاف قوانین فطرت و ضوابط مقررہ نہیں ہوسکتا خداوند پاک نے خود اسکی نسبت اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرمایا ہے

(۱) انا کل شئ خلقناہ بقدر -	ہمنے ہر چیزکو ایک خاص اندازہ سے پیدا کیا ہے -
(۲) وکل شئ عندہ بمقدار	ہرایک چیز اسکے نزدیک ایک مقدار معین پر ہے -
(۳) وخلق کل شی فقدرہ تقدیرا -	ہر چیزکو اسنے پیدا کیا اور اسکے لیے مناسب اندازہ مقرر فرمایا-
(۴) لا تبدیل لخلق اللہ	خدا کی خلقت میں تبدیلی نہیں ہے
(۵) ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا	تو خدا کی عادت میں تبدیلی نہ پائیگا -
(۶) ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا	خدا کے طریقہ کو ٹلتا ہوا نہ پائیگا -
(۷) سنۃ اللہ التی قد خلت من قبل ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا	یہ خدا کا طریقہ ہے جو قدیم سے چلا آتا ہے اور خدا کے طریقہ میں تغیر نہ پائیگا -

کلام پاک کی ان سات معتبر شہادتوں سے ثابت ہوگیا کہ خلاف فطرت امور کا واقع ہونا نہ صرف دشوار بلکہ نا ممکن اور محال ہے - خداوند ذوالجلال کے نہ سات قولی وعدے ہیں ، اور جو محکم نظام اُس نے اپنی قدرت و حکمت کے موافق جاری فرمایا ہے وہ اسکا عملی وعدہ ہے - ایسی حالت میں اگر کوئی امر خلاف قانون قدرت تسلیم کیا جائے تو اسکے یہ معنے ہونگے کہ اُسکا عمل ، قول کے بالکل مخالف ہے اور سب سے بڑا الزام کذب و خلف وعد کا عائد ہوگا جس سے اسکی ذات پاک ابداً بری ہے " -

یہاں تک ہم نے جو کچھ لکھا ہے - قانون قدرت کی تشریح اور دلائل میں معترضین کا اصلی استدلال ہے -

---

خون ناحق

— * —

یورپین اقوام اسلام اور مسلمانوں کو صفحۂ دہر سے مٹانیکے لئے دوستی کے پردہ میں جدید سازشیں کررہی ہیں - اگر آپ اس سررشتہ دار کا پورا پورا انکشاف چاہتے ہوں تو کتاب خون ناحق کا مطالعہ کیجئے - جسمیں سواحل طرابلس و اٹلی کے خونیں کارناموں کو ایسی دل ہلادینے والی صورت میں پیش کیا گیا ہے جسے ایک نظر دیکھتے ہی یورپین چالوں کی بھول بھلیاں میں پھنسکر انسان محو حیرت ہوجاتا ہے - خان بہادر لسان العصر مولانا سید اکبر حسین صاحب حسم الہ نادی صدر طلہ فرماتے ہیں " خون ناحق فی الحقیقت مجموعہ مضامین کا ہے - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا میں اس جنگ کی بدولت کیا حیالات تھے - اور مسلمانوں کے دلوں پر کیا گذرتی تھی - نہ یہ زمانہ رہ جائیگا نہ یہ لوگ رہ جائینگے لیکن مصنف کے رنگ خلاف گذشتہ کا آئندہ رہینگے " اور بہت سے بزرگوں اور سینکڑوں اخباروں نے تعریفیں کی ہیں - لکھائی چھپائی میں بقول فاضل ایڈیٹر الہلال آجکل کی بہتر سے بہتر معلومات بھی اسکا مقابلہ نہیں کرسکتیں ، تقطیع ۲۰ - ۳۰ کلاں - ضخامت ۱۲۸ صفحے - قیمت مجلد ایک روپیہ چار آنہ غیر مجلد ایک روپیہ - ملنے کا پتہ —

محمد انوار ہاشمی - مدیر مکتبہ قادریہ

لال کورتی - میرٹھ

ادبیات

— * —

جواب شکوہ

کا

اقبال

—:○(*)○:—

سارے جہاں میں دھوم ہماری اذاں کی ہے * طائر ہوائے دشت خوش الحاں ہمارے ہیں
رنگ و نسب سے الگ جہاں کی بنا ہوئی ہے * آبا ہمارے سارے جہاں کے ہمارے ہیں
چشم فلک سے خلوت دیرینہ ہے اپنی
آئینہ دار جلوۂ قدرت کا ہر نگیں ہے

سرمایۂ خروش تمنا ہے نالۂ اپنا * دلکش جرس ہے قافلہ سالار بولا اپنا
آقائے ملک قدس ہے ہمدرد اپنا * عقل کل سکھاتا ہے سودا اپنا
رنگ لایا ہے اپنا درد تکلم کیسا ؟
جوش زن رحمت باری کا ہے طرم کیسا ؟

شان رحمت کی ادا ہے یہ شکایت دیکھو * آگئی کام مصنف کی حکایت دیکھو
مجھ سے ناچیز پہ اس درجہ عنایت دیکھو * ہم سخن بندے سے معبود کی قسمت دیکھو
ایسی رحمت کے فدا شان کرم کے صدقے
طرز شفقت کے فدا شان کرم کے صدقے

حسن ترا درد جگر آگئے لب پر نالے * پہنچے تا عرش بریں دل سے نکل کر نالے
حور ہی لوری دیئے لگائے رہے چکر نالے * راہ میں پا کے مجھے بس گئے رہبر نالے
تیر رو ایسے کہ دم بھر میں اثر تک پہنچے
ایک پرواز ہی میں عرش کے در تک پہنچے

سچ ہے ہم تجھ سے ترے لطف کے سائل ہی نہیں * ہو اگر آنکھ پہ پردہ کوئی حائل ہی نہیں
ہم کو روتا ہے یہی ہم کہیں قائل ہی نہیں * جلوۂ اطرار تو حس دلکش ہر دل ہی نہیں
ڈھونڈھنے والے نے جس جا کو ڈھونڈھا پایا
مصر میں جذب طلب سے مہ کنعاں آیا

پھر وہ محفل غرف دل سے اگر ہم ہوئے * کیوں پریشاں صفت گرد سفر ہم ہوئے
سرمۂ دیدۂ ارباب نظر ہم ہوئے * حسرت کشور اقبال و ظفر ہم ہوئے
امت احمد ہی شاں ہے فقط کہنے کو
کفر آئیں ہیں مسلماں ہیں فقط کہنے کو

راہ پر آئیں وہ ہمت ہی نہیں ہے ہم میں * دعائیں پہنچانے کی طاقت ہی نہیں ہے ہم میں
سعدیاں سہنے کی جرأت ہی نہیں ہے ہم میں * بندہ تن خاکیکی عادت ہی نہیں ہے ہم میں
دل میں رکھتے ہیں جو رکھتے ہیں حرم الحاد
دیں کے پیکر ہے خیالی ہے صنم الحاد

ناصہ سائی کے آثار حبیبوں میں نہیں * حق تک کہنے کا ہم دیر نشینوں میں نہیں
حق شناسی کے مضامیں سعیدوں میں نہیں * داغ الفت جسے کہتے ہیں وہ سینوں میں نہیں
ننگ دارین ہیں ہم امت احمد ہوکر
زندگی شیوہ نہیں بندۂ سرمد ہوکر

وہ نظر ہی نہیں قدرت کا تماشا کیسا ؟ * آنکھ رکھتے نہیں گلشن کا تماشا کیسا ؟
کرے ہیں زندگی بت تیرا سودا کیسا ؟ * ہم جو میخوش نہیں ' نشۂ صہبا کیسا ؟
عالم نشکدہ ہیں راہ حرم بھول گئے
تجھ سے جو عہد کیا تھا اسے ہم بھول گئے

اب نہ وہ ہم ہیں نہ وہ رات کی بیداری ہے * وہ تضرع نہ وہ فریاد ' نہ وہ زاری ہے
حبس ناکارۂ محفل کی خریداری ہے * گردش جام فراہی نہ مے خواری ہے
دل شیدا جو بغل میں نہیں سودا بھی نہیں
سوز الفت جو نہیں داغ تمنا بھی نہیں

حسکو دعوا مدں نہ پوچھے کوئي وہ فن ہم ہیں * جس سے نغمہ ہو وہ دھر مدں سورں ہم ہدں
جام ٹوٹے ہوے، احرے ہوے مسکں ہم ہیں * ایک بھی پھول ہو حسمیں وہ گلشں ہم ہدں
کوئی مونس نہیں، ہمدم نہیں، غمخوار نہدں
ہم ہیں وہ جنس، کوئی جس کا خریدار نہیں

اب وہ محفل نہدں، وہ جم نہیں، وہ جام نہیں * وہ طریقہ نہیں وہ ملت اسلام نہیں
عمل احمد مختار سے کچھ کام نہیں * یہی دعوت ہے جو راحت نہدں آرام نہدں
اپنی محفل میں نہں روشنی شمع رلا
ایک کے دل میں نہں روشنی شمع رلا

دری الحاد ہے پابندی ملت کیسی * جانے ہی نہیں ہوتی ہے شریعت کیسی
طرز اغدار پہ مائل ہے طبیعت کیسی * ہے حجر رکھتی ہے کردن سے عقلت کدسی
فکر امروز نہ ہے کچھ غم فردا ہم کو
در صرر سے ہے نہ نہود کسی پروا ہم دو

جنے عالم ہیں عمل سے آنہیں بیزاري ہے * رھد کے جسم مدں پوشاک ریاکاري ہے
قلب کے صدرے میں درس حسد جاری ہے * کچھ درا حسکی نہں وہ ھمدں بیماری ہے
دل مدں ہے شوق صنم، نام زباں پر تدرا
جب یہ حالت ہے تو پھر ہے کوئی کدونکر تدرا

ننگ اسلام ہیں جتنے ھں جہاں میں مسلم * کیسے پابند ہیں زنجیر زباں میں مسلم
محو رھنے نہں تکدیر و اذاں میں مسلم * روزے رکھنے نہں ماہ رمضاں میں مسلم
بت پرستی کے حیلات تراویحوں میں
شرک رشتۂ زنار ہے تسبیحوں میں

وہ خطا کار کہ ہم جلتے نہیں راہ صواب * آنکھ رکھتی نہں آنکھوںمدں ھدایت کي کتاب
کثرت جرم کی پروا نہ غم روز حساب * جانفاہوںمدں پدا کرتے ھں غفلت کی شراب
قلب میں داغ محبت کا نہیں سوز نہیں
کیا اجالا ہو یہاں شمع دل افروز نہیں

کب ہے اسلاف کا دستور ہمارا دستور * ہم میں آزر کی جو رحم نہا ان کا دستور
دشمنی اپنا چلن انکا تولا دستور * جو وہ اچھے تھے تو اچھا تھا طریقہ دستور
عشق کے داغوں سے گلزار نہ سمجھے اں نے
بدری توحید کے دولہ نہ سمجھے ان نے

اب وہ ایماں نہ وہ حوس نہ وہ زورہ ہمار * آرسی زرد زباں اور دلوں میں نہ گدار
وہ پرستش کا طریقہ نہ وہ ایثار نثار * جاذب گلشں معنی نہ وہ شوق پروار
داغ اندلس میں ہمارے وہ نشمں نہ رہے
مہدم ہوگئے سسلی میں وہ مسکن نہ رہے

قوم اسلام میں توحید کی دولت نہ رھی * سادہ آشامئی جم جانۂ ہمت نہ رھی
دل کے آئدنے میں تصویر صداقت نہ رھی * وہ محبت وہ مروت وہ حمدت نہ رھی
وہ نمازي میں نہ وہ شوق جبیں سائی ہے
ضعف اسلام کي گھنگور گھٹا چھائی ہے

ایک وہ عہد تھا قیصر بھی تھے مقہور بھی ہم * قاطع حکم تھے جنکے نہ سلاطیں عجم
کبھی ناصر نہ پڑا سرحد کوشش سے قدم * ہر راجب تھا بس اک سایۂ شمشیر دو دم
ہر جگہہ جلوۂ توحید دکھایا کس نے
قطرہ پایا تو اسے بحر بنایا کس نے

آج اگر حال زبوں ہے تو الم کیسا ہے * قلب اقبال ہوا ہے تو اچنبھا کیا ہے
دیکھئے تاج اوتا ہے کبھی پہلتا ہے * تنگدل ہیں تو کریں صبر یہی اچھا ہے
جب نہار آئی ہے کلدوں کی خلش کہتی ہے
کب ہمیشہ حلش تنگ دامن رھتی ہے

حناب صاحبزادہ محمد طفیل خاں صاحب "شرر"
ہرم سدرنشي ریاست رامپور

مذہبی علمیہ

آسئلۂ واجوبتہا

ریڈیم

— * —

(از جناب مولوی علی احمد صاحب از کھرانہ)

ایک عرصے سے (ریڈیم) کی نسبت یورپ کے رسائل میں مضامین نکل رہے ھیں ' جسسے معلوم ھوتا ھے کہ یہ ایک نیا عنصر ھے جو دریافت ھوا ھے - حال میں ایک اخبار کے کسی امریکن رسالے سے نقل کیا ھے کہ اسکی ایک نئی مقدار کسی مشہور ڈاکٹر نے پیدا کرلی ھے - براہ عنایت آپ تحریر فرمائیں کہ یہ کونکر دریافت ھوا ' اور اسکے خواص کیا ھیں ؟

(الھلال)

انیسویں صدی میں علم الکیمیا کے انکشافات اسدرجہ حیرت زا ھیں کہ اگر آج سے دو صدی قبل کے واقعات ھوتے تو وہ تعمل انسانی کی فسانہ طرازی سمجھے جاتے - ریڈیم جسکی نسبت آپ دریافت فرماتے ھیں ان حیرت زا انکشافات کی ایک خاص مثال ھے -

(ریڈیم) چند ایسے صفات کا مجموعہ ھے ' جنمیں سے بعض صفات دیگر عناصر میں کمیاب اور بعض نایاب ھیں - اس اجنبیگی کا نتیجہ یہ ھے کہ اسکا صحیح تصور بغیر مشاہدہ کے ' ناممکن نہیں تو بیحد مشکل ضرور ھے -

امریکہ کے ایک علمی رسالے (میکانک) نامی نے ایسے لوگوں کے لئے ' جنہوں نے ریڈیم کو کبھی نہیں دیکھا ' ایک قریب الفہم و محسوس تشبیہ شائع کی تھی - وہ لکھتا ھے

" تم تصور کرو کہ تمہارے پیش نظر ایک جنگی جہاز ھے - جہاز کے گرد و پیش میلوں تک ایک قسم کا گیس پھیلتا ھوا چلا گیا ھے - جسقدر چیزیں گیس اور اسکے حدود کے اندر ھیں ' انکو یہ گیس ھر چہار طرف سے محاط ھے - جہاز میں توپیں نصب ھیں ' جنکے دھانے بندوقوں سے ۴۰ ھزار گونہ زیادہ سرعت کے ساتھہ ' پیہم گولے برسا رھے ھیں - جہاز میں بندوقیں بھی ھیں - جن سے فی ثانیہ (سیکنڈ) ۱۷۵ - میل جانے والی گولیوں کی باڑھ لگی ھوئی ھے - ان گولیوں سے شعاعیں نکل رھی ھیں ' جو جہاز ' گوشت ' چوب ' اسنجواں ' بلکہ آھن و سنگ میں بھی نفوذ کر رھی ھیں - راہ میں جو چیزیں حائل ھوتی ھیں ' انکو شعاعوں کے امواج منتظام تہ و بالا کردیتی ھیں - جہاز کے حوالی میں جو لوگ ھیں ' انمیں کوئی صحیح و سالم نہیں - قریب و بعید کے اعتبار سے کوئی اندھا ھوگیا ھے ' کوئی لنگڑا ھوگیا ھے ' اور کوئی ضرب خوردہ ھے -

اس جہاز کو تم اسقدر چھوٹا فرض کرو کہ ایک سوئی کے ناکے سے اس جہازوں کا ایک بیڑا نکلجائے " - (ریڈیم) کے ذرات یہی چھوٹے جنگی جہاز ھیں "

سنہ ۱۸۹۵ ع میں رنٹجن (۱) نے جب اپنی تحقیق کردہ شعاعوں کا اعلان کیا ' تو تمام علما نے ان شعاعوں کا ازسرنو دریافت کرنے کے لئے انکا نہایت انہماک سے مطالعہ شروع کردیا - ان علماء میں موسیو پوانکرے (Poincare) نامی ایک فرنچ عالم تھا - موسیو پوانکرے کو یہ خیال آیا کہ ان شعاعوں میں اور اس چمک میں (جو ان شعاعوں کی تولید کے وقت پیدا ھوتی ھے) کوئی تعلق ضرور ھے - موسیو مذکور نے اپنا خیال علما کے سامنے پیش کیا - روس کے ایک عالم (بوگلاسکی) نے اس خیال پر نہایت توجہ مبذول کی ' اور اس تعلق کی تفتیش کرنی چاھی - (بوگلاسکی) نے فوٹوگراف کی ایک تختی لی اور اس کو ایک سیاہ کاغذ سے لپیٹ کے اس پر سیسے کا ایک مربع ٹکڑا رکھا اور اس ٹکڑے پر کیمیاوی چوڑے کے چند دانے ڈالدئے - دوسرے دن اس نے تختی کو الٹ کے دیکھا تو اس پر سہ گوشہ شیشے کی تصویر کھنچی ھوئی پائی - اس نے یہ بھی محسوس کیا کہ شعاعیں شیشے کے کناروں پر منحرف ھو جاتی ھیں - ان در واقعات سے وہ حسب ذیل دو نتیجوں پر پہنچا

(۱) (کیمیاوی چوڑے) کی شعاعیں کاغذ سے بھی نفوذ کرکے فوٹوگراف کی تختی پر اثر کرتی ھیں -

(۲) یہ شعاعیں رنٹجن کی شعاعیں نہیں ھیں بلکہ اس طرح کا انحراف اُن میں مطلقاً نہیں ھوتا -

گو بوگلاسکی کو یہ معلوم ھوگیا کہ شعاعیں رنٹجن کی شعاعیں نہیں ھیں ' مگر تاھم یہ تحقیق نہ کرسکا کہ یہ کون سی نئی شعاعیں ھیں ؟ بوگلاسکی کے بعد انک فرانسیسی پروفیسر (بکرل) نے ان نا معلوم التعدیہ شعاعوں کے تعارف شروع کئے - پروفیسر مذکور کو معلوم تھا کہ (اور نیم) جن مادوں کے اجزاء میں شامل ھوتا ھے ' وہ مادے بالخاصہ روشن ھوتے ھیں - اسلئے اس نے اپنے تجارب میں کیمیاوی چوڑے کے بدلے (جیسا کہ بوگلاسکی کیا تھا) اور نیم کے مرکبات دھوپ میں رکھنے کے بعد شیشے پر رکھے -

یہی عمل وہ کئی دن تک کرتا رھا - ایک دن جب وہ بعد دھوپ میں رکھنے کے لئے یورنیم کو رکھنا تھا ' نکاک ابر آگیا - آفتاب کے چھپ جانے کی وجہ سے اس نے تختی ایک دراز میں مع اور یورنیم کے نمک کے رکھدی - اتفاق سے ایک تختی بھی تختی پر رکھگئی تھی - کئی دن کے بعد پھر وہ دانا اسکو ملا - تختی کو الٹکے جو دیکھا ھے ' تو اسمیں کتبہ کی شکل بھی بنی ھوئی ھے ! یہ حس اتفاق کی ایک عجیب رہنمائی تھی -

اس واقعہ سے اس نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ فوٹوگراف کی تختی پر (اور نیم) کا نمک تاریکی میں بھی اثر کرتا ھے - اس واقعہ کے بعد سے اس نے تختی کو دھوپ میں رکھنا چھوڑ دیا ' مگر اب تک وہ شعاعیں نامعلوم التعدیہ تھیں - اسلئے اس نے تجارب کا سلسلہ برابر جاری رکھا -

پروفیسر مذکور نے اور نیم کے مختلف نمکوں کا تجربہ کیا مگر سب کا نتیجہ ایک ھی نکلا - البتہ ایک نئی بات یہ دریافت ھوئی کہ وہ معدنی شئے جس سے اور نیم نکالا جاتا ھے ' خود اور نیم سے زیادہ اس تجارب میں شدید الاثر ھے - اس انکشاف نے بآسانی اس نتیجے تک پہنچا دیا کہ اس معدنی مٹی میں اور نیم کے علاوہ کوئی جزء ایسا بھی ھے جو فوٹو گرافک تختی پر اثر کرنے والے اجزا کے علاوہ ھے -

(۱) رنٹجن مشہور جرمن مکتشف ھے ' جس نے سنہ ۱۸۹۵ میں " شعاع غیرمرئی " کو تحقیق کیا - ان شعاعوں کا خاصہ یہ ھے کہ اجسام کثیفہ اسکے لیے حائل و حاجب نہیں ھوسکتے ' اور ان میں سے گذرکر ایسی روشنی پہنچادیتی ھے جو آنکھ جسم کے اندر مخفی کیمیاوی حالت ایسی روشنی کے ذریعہ دیکھی جاتی ھے - منہ

اس نتیجہ کی اشاعت ہوے ہی علما نے اس جزء کے علحدہ کرنے کی کوشش شروع کردی - اس کوشش میں کامیابی ہوئی اور وہ جزء اسکے محقق اول (پکرل) کے نام سے موسوم کیا گیا -

ان شعاعوں کی بابت یہ بھی تحقیق ہوا کہ انمیں منجملہ دیگر خواص کے ایک یہ خاصیت بھی ہے کہ کہرنائیٹ سے بھرے ہوے خام کو حالی کر سکتی ہیں - اس خاصیت کے دریافت ہوجانے سے ریڈیم کی تحقیق میں بیحد مدد ملی ' کیونکہ اب الیکٹر سکوپ کا استعمال ممکن ہوگیا -

(الیکٹر سکوپ) ایک نہایت بسیط آلہ ہے ' جس سے کسی جسم میں کہرنائیٹ کے عدم و وجود کے متعلق فیصلہ کیا جاتا ہے - یہ ایک شیشے کا ظرف ہوتا ہے جسکے منہ پر کارگ لگا ہوتا ہے - اس کارگ میں ایک سیسی تار ہوتا ہے تار کے نیچے معمولی طلائی ورقوں سے زیادہ باریک ' دو طلائی ورق ہوے ہیں - یہ آلہ جب کسی ایسے جسم سے لگایا جاتا ہے ' جسمیں کہرنائیٹ ہوتی ہے '

چوتھی صدی ہجری کی تحریر کا ایک ٹکڑہ

بخط علامۂ سید (شریف الرضی) المتوفی سنہ ۴۰۴ - جامع کتاب (نہج البلاغہ) کے ہاتھ کی تحریر ' جو علامہ موصوف کے خود نوشتہ نسخہ نہج البلاغہ کے آخر میں موجود ہے -

تو خواہ مقدار میں کتنی ہی کم کیوں نہ ہو ' یہ دونوں طلائی ورق اس سے فوراً متاثر ہوجاتے ہیں - انمیں معاً کہرنائیٹ پیدا ہوجاتی ہے ' اور ایک دوسرے سے الگ ہوکر کہرنائی اثر کا بدوں قطعی دیدیتے ہیں -

اس انکشاف کے بعد مدتم (کوری) نامی پولینڈ کی ایک فاضل عورت شعاعہاے یکرل کے مطالعہ پر ہمہ تن متوجہ ہوگئی - اس مطالعہ سے مدتم موصوفہ کا مقصد اس مادۂ کا دریافت کرنا تھا ' جس سے یہ شعاعیں پیدا ہوتی ہیں -

اسٹروی حکومت نے مدتم موصوفہ کی اس بارے میں ہرطرح کی اعانت کی - وہ عرصے تک اپنے تجارب میں مصروف رہیں اور بالآخر ایک نیا عنصر دریافت کرلیا جو یورینیم کی بہ نسبت اور الیکٹر سکوپ پر (اوریینم) سے بھی زیادہ شدید اثر رکھتا ہے - مدتم موصوفہ پولینڈ کی رہنے والی تھی - اس مناسبت سے اس عنصر کا نام (پولینیم) رکھا گیا -

اس عنصر کے انکشاف کے بعد بھی مدتم موصوفہ نے عملیات کدمارویہ کا سلسلہ جاری رکھا - یہاں تک کہ مدتم کوری اور اسکے شوہر نے متحدہ کوشش سے (ریڈیم) کو تحقیق کیا -

(ریڈیم) کا سب سے پہلا ذرہ جو مدتم اور پرویسر کوری نے نکالا تھا ' نمک یا طور کا ایک چھوٹا سا ذرہ تھا - یہ ذرہ تاریکی میں چمکتا تھا ' اور اسکی روشنی اوریینم سے ۱۸ - لاکھہ گونہ زیادہ تھی -

مدتم موصوفہ کا طریق استخراج نہایت دیر طلب و پریشان کن ہے ' اور اس طریقہ سے مہینوں کی عرقریز کوشش کے بعد کہیں چند ذرے نکلتے ہیں -

ریڈیم اور دیگر معدنیات میں یہ فرق ہے کہ ریڈیم جلد حل ہو جاتا ہے - اسکی اور دیگر معدنیات کی سرعت انحلال میں وہی نسبت ہے ' جو رفتار میں ایک ریل گاڑی کو ایسپریس ٹرین سے -

ریڈیم کی عمر کے متعلق علماء کیمیا کا تخمینہ ہے کہ وہ زائد سے زائد ڈھائی ہزار سال تک رہسکتا ہے - اسی بنا پر خیال کیا گیا ہے کہ ریڈیم کسی دوسرے مادہ سے پیدا ہوتا رہتا ہے ورنہ اب تک فنا ہوگیا ہوتا - گو وہ مادہ جس سے ریڈیم پیدا ہوتا ہے اب تک غیر معلوم ہے -

درزاں تحلیل میں ریڈیم سے مختلف رنگوں کی شعاعیں نکلتی ہیں - جو یونانی ابجد کے تین حروف الفا ' بتا ' اور گما ' کے نام سے موسوم کی گئیں ہیں -

(شعاعہاے الفا) نہایت چھوٹے ذرات ہیں جو ایجابی کہرنائی سے نکلتے ہیں - ان ذرات کی شرح رفتار ۱۵ - ہزار میل ثانیہ ہے - ان ذرات کا حجم ہیدروجن کے جواہر سے دوگونہ زیادہ ہوتا ہے -

(شعاعہاے بتا) - وہ ذرات ہیں جو سلبی کہرنائی سے پیدا ہوتے ہیں - ان ذرات کا حجم (ہیدروجن) کے حجم سے ہزار گونہ چھوٹا ہوتا ہے - ان ذرات کی شرح رفتار روشنی کی شرح رفتار کے برابر ہے - (روشنی کی شرح رفتار فی ثانیہ ۳۰۰ لاکھہ کیلو متر ہے -)

(شعاعہاے گما) درحقیقت رنتجن ہی کی شعاعیں ہیں -

شئون عثمانیہ

انکا ایک خاصہ یہ ہے کہ انکي راہ میں جب کوئي شے حائل ہوتی ہے ' تو اس شے ' اور شعاعہاے نئا کے تصادم سے " (شعاعہاے گما) پیدا ہو جاتی ہیں -

ریڈیم سے ایک قسم کا گیس بھي پیدا ہوتا ہے - اس گیس کے خواص کے متعلق اسوقت تک صرف اسقدر معلوم ہوسکا ہے کہ جو شے اس سے مس ہو جاتی ہے' اسمیں بھی شعاع انگیزی کی قوت پیدا ہو جاتی ہے -

خاص ریڈیم صرف ایک دھوہ ہے جو میڈم و پرومیسو (کوری) کی عرقریز کوششوں کا نتیجہ ہے - اسکے علاوہ ریڈیم کی جسقدر اور مقدار ہے' وہ (اکٹور) و (بروم) نامي دو عنصروں سے ملي ہوئي ہے -

ریڈیم تمام مادوں سے زیادہ گراں بہا ہے - اسکي گراں بہائی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ایک چھوٹے سے درے کی قیمت ' جو خوردبین کی مدد کے بغیر نہیں دکھائي دیسکتا ' ۵۰ ہزار ڈالر ہے -

اس مادہ میں عجیب ترین شے وہ دقائق کہربائي سامی ہیں جنکا اصطلاحی نام (شعاعہاے نئا) ہے - ان دقائق کي حرکت سے ایک قسم کي برقي رو پیدا ہوتی ہے - تلعراف لاسلکي (وائرلیس تلیگراف) کي بنیاد انہی تموجات پر ہے جو ان ذرات کی حرکت سے ایتھر میں پیدا ہو جاتے ہیں -

اسکی قیمت کی گرانی اور خواص کی اعجوبگي سے تاجر و عالم دونوں واقف ہیں ' اور کسي درے کا صدمہ پہنچتا ہے تو اسکی خبر گھر گھر پھیل جاتی ہے -

فرانس سے ایک صداے انصاف

— * —

ترکوں کے حق میں

— * —

فرانس کے ایک مشہور اہل قلم اور صحافی (۱) موسیو (جورداس) نے حال میں ایک مضمون اخبار (لامینیتا) میں شائع کیا ہے ' جسکا عنوان (انصاف کا ایک ذرہ !) ہے - ہم چاہتے ہیں کہ اسکا خلاصہ شائع کردیں - وہ لکھتا ہے

کیا لوگ مجھے اسلیے ملامت کررہے ہیں کہ عثمانیوں کے لئے گرمجوشی اور سچے ' درست کی صورت میں ظاہر ہوتا ہوں ؟ افسوس ! صد افسوس ! !

میرے لیے اس سے بہتر اور کیا تھا کہ میں نے ہیرو دسوں کي طرف اس مثال کے ظاہر کرنے کی جرات کي ' جسکو میرا سینہ چوڑا ہونے لے کیا ہے کہ میں کسی طرف سے طاقت اور قوت کے نام پر خورش تحسین کے علاوہ اور کوئی آواز نہیں سنتا ؟ میرے کانوں میں طبل ہاے حمق اور فتح و ظفر کی آواز بازگشت کے علاوہ کوئی آواز نہیں گونجتی ؟ گویا د [illegible] کي چمک ہي ایک روشنی ہے ' جس سے انسانی نظریں صد [illegible] ور ہو سکتي ہیں ! !

میں اس امر سے انکار نہیں کرتا کہ ان الم انگیز و غم خیز واقعات کے (جو ہمارے زمانے میں وقوع پذیر ہوتے ہیں) ناگوار نتیجے کے ایک حصہ کی ذمہ داری دولت عثمانیہ کے کاندھے پر بھي ہے - اسکے علاوہ وہ ایک طویل مدت تک عہد استبداد کا جوا لادے رہی ' جس نے اس کو اس سخت پست درجوں تک پہنچا دیا اور اسکے قوی کو کمزور کر دیا -

مگر عثمانیوں کے شدید ترین دشمن بھی اس امر سے انکار نہیں کرسکتے کہ شرف و عزت نفس عثمانیوں کی ایک فطری خصوصیت ہے ' پس اگر یورپ میں ذرہ بھر انصاف ہوتا ' تو وہ انکو عصر جدید کے اقتباس صنائع میں مدد دیتا - لیکن یورپ نے اسکے بدلے شقاق و فساد کی تخم پاشی کو ترجیح دي اور سعدی کو کام میں لایا ' تاکہ وہ ایسی دلدلیں اور عدم پیدا کرسکے ' جنکے ذریعہ درشتی و قساوت آمیز مداخلت کے لیے راستہ صاف ہو جاے -

ریاستہاے بلقان نے اس موقع اضطراب کو مغتنم شمار کیا اور بلغاري عنصائروں کو آزاد کرنے کے دعوے سے اُن بھیڑیوں کی طرح دولت عثمانیہ پر ٹوٹ پڑے ' اسکے جسم کو ان دول یورپ کي موجودگی میں نوچنے لگیں ' جن کے اعمال میں تھا کہ بلغاری عنصائروں کي خوش حالی کے لیے دولت عثمانیہ سے کوئی ضمانت لے لیتیں -

یورپ یورپین صوبوں سے جو کچھ لے چکا ہے ' اسکے بعد دولت عثمانیہ کے ایشیائی صوبوں کي باري عنقریب آنی ہے ' کیونکہ اب یہ بھوکے بھیڑیے اپنے دانت نکالنے وقت مناسب کے انتظار میں بیٹھے ہیں -

دنیا میں کسي عظیم الشان قوم کا عالم اقبال سے زوال ہونا دلوں کے لیے سب سے بڑا الم انگیز واقعہ ہے - گو وہ اپنی زندگی میں بعض انعشروں کی بھی مرتکب کیوں نہ ہوئی ہو - جب ہم تاریخ کی طرف رجوع کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ پولینڈ کی سلطنت چند انعشروں کی مرتکب ہوئی تھي ' مگر جوں ہی اس نے ہمتیں صرف کرنا اور انحطاط کي سے اٹھنا شروع کیا ' ویسے ہی اس پر وہ تمام بھیڑیے ٹوٹ پڑے ' جو اسکے گرد و پیش گھوم رہے تھے اور دوراً اسی حرف سے کہ کہیں اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہو جاے اس کو نوچنا شروع کر دیا - یہی حال بعینہٖ دولت عثمانیہ کی ہے -

اس نے بھی جوں ہی گذشتہ زمانہ کے کثافتوں کو اپنے جسم سے زائل کرنے کے لیے کوشش جہاد ' فوراً سب کے دلوں میں طمع و حرص سرایت کر گئی ' اور اس حرف سے کہ اگر اسکو اپنی پراگندگي کی مراجعت کا موقع دیا گیا ' تو یہ طلائي موقع ہاتھ سے نکلجاے گی - اپسمیں (با این ہمہ دیرینہ عداوت و بغض) سازشیں شروع کردیں - لیکن پھر حال میں اس سیاست کو سخت ناپسند کرتا ہوں ' کیونکہ یہ اس ننگ دلی کے قریب اور ان پست مطامع کی علامت اور نتیجہ ہے ' جو تمام عالم پر چھائي ہوئی ہے -

افسوس ! انسانیت پسند جماعتیں اور سوشیلزم خواہشوں کا تار اسقدر قوی نہیں ہے کہ ان مطامع [illegible] ' [illegible] رجوع و فریب کے معاملہ میں کھڑي ہو سکے -

انسان کے لیے سخت مشکل ہے کہ وہ حماقت و نادانی کے اُس درجہ کا تصور کرسکے ' جو مسئلہ مشرقی کي نسبت یورپ میں حالات کي رفتار کو تباہ کر رہي ہے - صرف یہی مسائل انصاف سے حالی

(۱) اردو زبان میں کوئي لفظ ایسا [illegible] ہے جو انگریزي لفظ "جرنلسٹ" کي جگہ استعمال کیا جاے ' اور ان لوگوں کي طرف کیا جاسکے جو کسي اخبار کے ایڈیٹر نہیں ہیں ' لیکن مستقل طور پر مضمون [illegible] ہیں - آجکل عربي میں اسطرح کے لوگوں کو " صحافي " کہتے ہیں - جو بیچارے حاد سار کو کہا کرتے تھے - کوئي مضائقہ نہیں اگر اردو میں بھي یہي لفظ رائج ہوجاے -

دیں' بلکہ تمام مسائل کی ایسی ہی حالت ہے - انمیں ایک مبدء اساسی بھی ایسا نہیں ملیگا ' جو انکے خدلات کی ضلالت پر نگران یا مسلط ہو -

ہم دیکھتے ہیں کہ یورپ ایک طرف تو ایک اسلامی شہر (ادرنہ) کو دولت عثمانیہ سے ذرا دھوکا کے چھین لینا چاہتا ہے - دوسری طرف جزائر ارجیل کو یونان کے ساتھہ ملانے کے لیے جنسیت کے حقوق کو ذریعہ قرار دیرہا ہے -

خلاصہ یہ کہ یہ غلط سیاست اعتدال و تفکر اور انصاف سے بالکل خالی ہے - پس اگر بلقانی وکلا اس عظیم الشان ہولناک تساہل کی قدر کرتے ' جو عثمانی وکلا نے دوران اجلاس کانفرنس میں ظاہر کیا تھا اور صلحنامہ پر دستخط کر دیتے' تو مقدونیہ' ایدرس' کریت' اور الباندا اور ترھدا کا ایک حصہ انکے قبضہ میں بآسانی آجاتا - ریاستہائے بلقان کے لیے یہ مناسب تھا کہ رومانیا کی مداخلت کا حرف نہ کرتیں ' اسلیے کہ اس ریاست کے لیے یہ نہایت مشکل ہوتا کہ استحکام حدود کے بعد تلوار علم کرکے عثمانیہ سے اپنا حصہ دوبارہ حاصل کرے -

" اسلام خود اپنے بلقان پر حملہ ور تھا " یہ ایک افسانہ ماضی ہو جاتا اگر ریاستہائے بلقان' جو کچھہ انکی قسمت میں تھا' اس پر راضی ہو رہتیں - اس صورت میں کام کرنے کے لیے انکے سامنے ایک وسیع میدان تھا - خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ باشندگان شہر کی یک جنسی ان قوموں کے مٹانے کا سرچشمہ تھی ' جنہوں نے اسکے لیے دولت عثمانیہ پر حملہ آوری کا راستہ ہموار کردیا -

بلاد عثمانیہ کی حالت اسکے بالکل برعکس ہے کیونکہ وہ متعدد مقصاد اقوام پر مشتمل ہیں' جنکے جنس اور عقائد ایک دوسرے سے مختلف ہیں' اور اب کل مقدونیہ ' تراقیا ' سالانیک ' مناستر' اسکوپ ' میں آباد ہونے والے متعدد عنصروں کے باہم اتحاد کی مہم' بلغار)' سرویا' اور یونان کے کاوشوں پر رکھدی ہے - یقیناً یہ مہم اپنی توقعات میں سخت ہوگی' جسکی سختی ان شہروں کے اتحاق سے اندیشہ نزدیکی' کیونکہ انکی آبادی کا اکثر حصہ مسلمان ہے -

بلقانیوں کی قدرت میں یہ بات تھی کہ وہ ان امور کو سمجھتے - یورپ کو لازم تھا کہ وہ چشم انصاف سے ان قربانیوں کو دیکھتی جو عثمانی دے رہے ہیں' اور بلقانیوں کے ان غلو آمیز مطامع کو کم کرنے کے لیے مداخلت کرتا - مگر اسکے بدلے ہم ان درندوں کی سی آوازیں سنتے ہیں' جو اپنی زبان حال سے کہہ رہے ہوں : " ہمیں دو اپنے پیٹ بھرنے ہی سے غرض ہے اور بس "

مجھے تو یہ نظر آتا ہے کہ بلقان کے بیدیزوں کی دماغی قوت انکے دانتوں میں منتقل ہوگئی ہے' اور یورپ کے دماغ پر طابع گر گیا ہے' جسکی وجہ سے وہ نے سوچے سمجھے ان بلقانی بھیڑیوں کی صدائے درندگی کو دہرا رہا ہے ' حالانکہ انکی حرص کا پیٹ انکے ممالک کے ملحقات پر بھی نہیں بھرا .. ..

یورپ تو جنگ تمام کا خواہاں ہے ' مگر یہ اسلیے کہ وہ اس سیاست کی پیروی نہیں کرنا چاہتا ' جسکی بنیاد عدل و اعتدال پر ہو اور جسمیں بعض کی آواز پر نے چرواہے کی بھیڑوں کی طرح دوڑنے کے بجائے ' عقل و فہم ' مظلوموں کی دستگیری ' اور جریصوں کی طمعرانیوں کو روکنے کے اصول کی پیروی کی گئی ہو -

انگلستان اور اسلام

— * —

(٤)

ایک حق پرست انگریز کی چٹھی ٹائمز لندن کے نام

— * —

ان معلومات سے جو مجھے اور دیگر اشخاص کو موصول ہوئے ہیں' یہ معلوم ہوتا ہے ' کہ مقدونیہ میں غیر حملوں کے وسائل عملی طور پر ترتیب دے گئے اور یہ ' کہ بہت سے گاؤں پر نہایت ہولناک قتلہائے عام عمل میں آئے -

گذشتہ آخری ایام میں مرد' عورتیں ' اور بچے قتل کئے گئے اور اب تک یہ وحشیانہ عمل جاری ہیں بلکہ زور آوروں ' کا مقصد اسکے سوا اور کچھہ نہیں ہے کہ مسلمانوں کو فنا کردیا جائے -

چنانچہ ان ہولناک واقعات سے بچ نکلنے والے مہاجرین کی تعداد کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انکی تعداد نصف ملین نفوس سے زیادہ ہے - اگر یہ معلومات صحیح ہیں (جیسا کہ میرا عقیدہ ہے) تو یہ واقعات دنیا کے ہولناک ترین واقعات ہیں' جو اس زمانہ میں مسیحیت کے نام سے عمل میں آئے ہیں !

میں وہ آخری شخص ہوں جو جنگی کارروائیوں میں انسانیت کی مراعات کا متوقع ہے مگر یہ کارروائیاں (مظالم و مطالم) جنگی کارروائیوں سے بالکل بے تعلق ہیں -

---

انگریزی حکومت اس مسئلہ کی اہمیت کو کم کرنا چاہتی ہے اسکی اس خواہش نے اتنی قدر لوگوں کے غیظ و غضب کو زیادہ ابھارا ہے ' جسقدر کہ مظالم کی خبری خبروں کی اشاعت ہوئی ہے - علی الخصوص وہ لوگ ' جو مذہبی طرح خیال کرتے ہیں کہ انگریزی سیاست کے رکنوں میں سے ایک رکن عیسائیوں اور مسلمانوں کے حسن تعلقات کی ترقی ہے -

جب ہم اس خوش و خورش کو یاد کرتے ہیں جو ان جونٹریوں کے نہاں پیدا کردیا تھا جنکے ارتکاب کرنے والے چند کروڑ وحشی انسانی تھے' تو مقدونیہ میں ان ہولناک و بد تر واقعات پر خاموشی ' جس سے دس کے روئیں کھڑے ہوجاتے ہیں' تمام دنیا کے مسلمان کے ساتھہ ایک سخت اور کھلی ہوئی بد سلوکی ہے -

مقدونیہ میں فتح بلقان سے قبل کتنے مسلمان تھے ؟ اور آج انمیں سے یہ کیا عداد الیم ہے جو ان بدترین ستم رسیدہ مخلوق سے نازل کیا گیا ہے ؟ یہ کیا ستم ہے کہ عورتوں مرد اور عورتیں نہایت بے رحمی کے ساتھہ زندہ دفن کردیں گئیں ؟ کیا یہ مظالم ان ترکی ناشی نوجوانوں کی کارروائیوں سے سخت تر نہیں ہیں' جن پر گذشتہ زمانہ میں تمام یورپ انگشت نما ہوا تھا ؟

کیا تاجری عہدہ داروں نے ان تعدیوں میں سے کسی ایک شخص کو پھانسی دی ؟ (ناظرین کو غالباً یاد ہوگا کہ ہمیشہ ایسے موقع پر حکومت عثمانیہ نے یورپ کے صدائے سرزنش طلبی کے جواب میں لبیک کہا اور مجرموں کو سخت سزائیں دیں اور اگر اصلی مجرموں کا پتہ نہیں چلا تو یورپ نے تاکردہ گناہوں کو سزا دینے پر مجبور کیا - الہلال)

بیشک مسیحیت اور اخلاق کا شرف یورپ سے ان مظالم کی کامل تحقیقات کا مطالبہ کرتا ہے ! بیشک اس قسم کی تحقیقات اور ان حکومتوں کو تنبیہ ' جن کی رعایا ان فظائع کے مرتکب ہوتی ہے' عالم اسلامی کے تعصب کی تاریکی دور کرے اور مسیحیت کو اطمار مسلمین میں جوش امید بنانے کیلیے ہزاروں مشن کی جماعتوں سے زیادہ مفید ہوگی -

۱ - جنوری ۱۹۱۳ع

مار میڈک پکتھلے

مراسلہ

مصر کی ڈاک

—*—

موجودہ وزارت کی پالیسی

— * —

تصریحات وزیر اعظم

— * —

وزیر اعظم کا خیال ہے

(۱) آیندہ سے ممالک عثمانیہ کا نظام حکومت لامرکزی ہوگا - یعنی تمام ممالک چند حصوں پر تقسیم کیے جائینگے - ہر حصہ چند ولایات پر مشتمل ہوگا -

(۲) حکومت اجنبی معتمدوں (انسپکٹرس) سے مدد لیگی - مرکزی حکومت و نیز تمام ترے ترے منطقوں میں ہر مشیر کے ساتھ ایک اجنبی معتمد اور ہر منطقہ میں ایک معتمد عام ہوگا -

(۳) تمام ولایات میں زراعتی بنکوں کے قائم کرنے کے متعلق قانون وضع کیا جائیگا -

(۴) کمپنیاں قائم کیجائیں گی - ریلوے لائن وغیرہ کے لیے معاہدے ہونگے -

---

ان تمام عثمانیوں کو جن کی عمر ۲۹ - اور ۴۵ - کے درمیان ہے شریک جنگ ہونے کا حکم دیا گیا ہے -

---

اتحادیوں نے ایک انجمن باسم "جمعیت دفاع وطنی" قائم کی ہے -

(کامل پاشا) پر فالج گرا ہے - حالت خطرناک ہے -

(ناظم پاشا) کی طرح (کامل) پاشا بھی مارڈالا گیا ہوتا - مگر نطل الطرابلس (عاربی انور بے) نے اسکو اپنی گاڑی میں بٹھا کے گھر تک پہنچا دیا اور مکان پر چند سپاہیوں کو نگرانی کے لیے مقرر کر آئے ؟

ایک عثمانی نامہ نگار لکھتا ہے

اکثر لوگ پوچھتے ہیں کہ دولت عثمانیہ کی مالی حالت کیا ہے درحقیقت اتنی ہی خراب ہے جتنی کہ لندن اور پیرس کی خبروں سے معلوم ہوتی ہے ؟ واقعہ یہ ہے کہ دولت عثمانیہ کی مالی حالت خراب کہنی ہی خراب تسلیم کیجائے مگر اتنی خراب تو ہرگز نہیں، جتنی خراب مشہور کرنے کی کوشش انگلستان اور فرانس کے دارالسلطنتوں سے کیجارہی ہے اور نامہ نگاروں کی مالی حالت سے تو بہر حال درجہا بہتر ہے - ہاں یہ صحیح ہےکہ اس کو ائتلاف مثلث سے جسطرح رائے اور اثر کی مدد مل رہی ہے، اسیطرح روس سے مالی مدد بھی ملیگی اور انگلستان اور فرانس خاموش رہینگے کیونکہ انکو اسلام کےدیرینہ دشمن روس کی دوستی اور خاطرداری مسلمان رعایا کی خاطر داری سے زیادہ عزیز ہے -

دولت عثمانیہ کو مسلمانان مصر و ہندوستان کی طرف سے پیش قرار مدد مل رہی ہے ' چنانچہ وزیر اعظم نے مجھسے بیان کیا کہ اسوقت مصر سے ۳۰ لاکھ گنی (۴ کرور پچاس لاکھ روپیہ) موصول ہو چکی ہے - ہندوستان سے بھی مبالغ خطیر موصول ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے - پس اگر مسلمان اپنے اسلامی مرکز کی مدد جاری رکھینگے تو انکو اسکی مالی حالت سے اسقدر مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں، جسقدر مایوس کرنے کی کوشش لندن اور پیرس کررہے ہیں -

---

رائے

المرید کے نامہ نگار کی چھٹی سے معلوم ہوتا ہے

چتلجا اور گدلی پولی کے درمیان اسوقت دولاکھ پچاس ہزار فوج سے کم نہیں - اس فوج کا قوام لازی، کردی، عربی، اور ترکی عناصر سے ہے جنھوں نے عہد کیا ہے کہ یا موت ہے یا فتح - اس فوج کے ساتھ ہی توپیں بھی ہیں جو حال میں جرمن سے منگوائی گئی ہیں رسد کا سامان بھی معمول ہوگیا ہے - مخلص نوجوان ترک جیسے بطل الطرابلس انور بے و مقتی بے وغیرہ کے آجانے سے فوجوں میں ایک غیر معمولی جنگی جوش پیدا ہوگیا ہے -

---

اعلان

— * —

عظم اللہ اجورنا واجورکم بمصابنا بعلی بن موسی الرضا علیہ السلام

۲۸ - صفر سنہ ۱۱ ہجری سے ۱۱ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۰ ہجری تک جو واقعات آل محمد علیہم السلام پر گذر گئے انکو آجدک نہ کوئی بھولا ہے نہ بھول سکتا ہے علی الخصوص آن دو مظلوموں کے دل خون کن واقعات جو دیس سے پردیس میں مہمان بلا کر عالم غربت میں انتہائے بیکسی سے قتل کیے گئے اور بعد قتل رد، انکے قبور مقدسہ سے بھی وہ سلوک کیے گئے جنکی یاد میں زمانہ کی آنکھیں ہمیشہ خون کے آنسو روئینگی - حسین بن علی اور علی بن موسی الرضا علیہم السلام جن میں سے ایک کو وطن ، ، کے مہمان ہوکر یزید بن معاویہ کے ظلم سے بدن دن کے بھوکے پیاسے کربلا کے چٹیل میدان میں شہید ہوکر بے غسل و کفن اسی سرزمین میں دفن ہوگئے اور بھوڑے ہی عرصہ کے بعد متوکل عباسی کے ظلم و ستم سے انکی قبر منور پر کھیتی کرنیکا حکم دیا گیا اور دوسرے کو مامون رشید عباسی نے مہمان بلا کر زہر دغا سے شہید کیا اور اس تہذیب کے زمانہ میں روسیوں کے ظلم و ستم سے اس قبر شریف پر گولہ باری کیگئی پھر کیا دنیا کا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ کوئی مسلمان کسی وقت اس ظالمانہ کارروائی کو فراموش کرسکتا ہے یا زمانہ کا ظالم عابہ کبھی ان واقعات کے گہرے نقوش کو اہل ایمان کے دلوں سے محو کرسکیگا ہرگز نہیں - دنیا جسوقت تک باقی ہے اس وقت تک یہ چھ شخص بن علی کی مظلومی اور دردناک و مدہوش کے ظلم فراموش نہیں کرسکتے ہیں نہ علی بن موسی الرضا کی بیکسی اور مامون و سلطنت روس کے مظالم سہو محو کیے جاسکتے ہیں - مجھے ان واقعات کے یاد دلانے کی کوئی ضرورت نہ تھی لیکن گذشتہ ربیع الثانی سے ہر اہل ایمان کا دل مامون رضا کے اس ہوجانے سے اس درجہ پیچیدہ ہو رہا ہے کہ کسی وقت ان واقعات کی یاد دل سے محو نہیں ہوتی اسلئے آل اتحاد شعبہ ہائے فرانس کی مرکزی کمیٹی کے ہر رکن روس سے لگذشتہ پاس کیا تھا اسکی تعمیل میں نہ یاد دہانی اندہ مدرا ایک فرض تھا جو اس مختصر تحریر کے ذریعہ ادا کرکے جمیع مومنین سے التماس ہے کہ ۱۱ - ربیع الثانی کو اپنے اپنے مقامات پر عزیز العربا امام رضا علیہ السلام کی مجالس عزا برپا کریں اور باہم ایک دوسرے سے رسم تعزیت ادا کرکے ارواح طیبہ حضرات معصومین کو شاد کریں -

الـــــــــــــــــــــــداع الی الخیر

خادم قوم السید علی غضنفر عفی عنہ

ناموران غزوۂ بلقان

عثمانی جنگی جہاز " باربروس "

— * —

بحر مارمورا میں ترکوں کا بحری کارنامہ

— * —

پچھلے نمبر کے ساتھ " چٹلجا لائن " کا جو نقشہ شائع ہوا ہے اسکو پیش نظر رکھ لیجیے -

عثمانی جنگی جہاز " باربروس " جو عظیم الشان بحری فاتح (خیرالدین باربروس) کے نام کے ساتھ تاریخ عثمانیہ کے گذشتہ بحری کارناموں کو یاد دلادیتا ہے - آپکے سامنے کھڑا ہے -

" چٹلجا لائن " کے محدرش دائیں حصے کو، یہی جہاز ہے، جس نے اپنی ساحل کی آتش افشانیوں سے بلغاریوں کے لیے سد سکندری بنا دیا -

۲۸ - نومبر کی رات حرب و ہلاکت کی ایک عظیم الشان رات تھی، جو ترکی سرحد سے چھوٹنے والی مشین گن کے گولوں، گولوں کی پے ہم بارش، اور دس ہزار آہن پوش انسانوں کے متصلہ کن عزم کے ساتھ نمودار ہوئی تھی -

یہ ایک بلغاری حملہ تھا، جو (ڈلڈس) کی پہاڑیوں کو عبور کرکے، معربی جانب سے چٹلجا لائن کے انتہائی خطوط کو منہدم کر دینا چاہتا تھا -

عثمانی جنگی جہاز. "باربروس" کے بالائی حصے کا ایک منظر

یہ حملہ بالکل اچانک کیا گیا، اور بلغاری افسروں نے پورا عزم کر لیا تھا کہ اسی طرح " چٹلجا " لائن کو ایک ضعیف سا نقصان بھی پہنچا کر، اپنی فتوحات کے جغرافیے کو وسیع کرلیں -

معربی پہاڑیوں تک دشمن کا پہنچ جانا بہت خطرناک تھا - زیادہ تر اسلیے کہ یہاں ساحل کے عثمانی بیڑے کی رد بآسانی نہیں پہنچ سکتی تھی، لیکن ساحل کیلیے یہاں کے نشانے بہت خوف ناک تھے -

بلغاری حملے کے نمودار ہوتے ہی ترکی قلعہ کی باتری نے جواب دینا شروع کردیا، مگر اب یہ کچھ موثر کارروائی نہ تھی، کیونکہ دشمن مغربی حصے تک بڑھ آیا تھا اور قلعہ کی توپ اسکے لیے صحیح نشانہ نہیں ہو سکتی تھی -

بقیناً یہ حالت نازک تھی -

دشمن آگے تو نہیں بڑھ سکتا تھا، لیکن اگر وہاں زیادہ عرصے تک قائم و قاہر رہجاے گا، تو ترکی قلعہ، ساحل کی آبادی، اور خود ساحلی بیڑے کو سخت نقصان پہنچانا اسکے اختیار میں ہوگا -

وہ قصبہ اور سامنے کے پہاڑ کے درمیانی پل کا راستہ اپنی گولہ باری سے بند کردیگا، جسکا نتیجہ یہ نکلیگا کہ ترکی فوج اپنے حملے کے ایک بہترین راستے کو کھودیگی

* * *

وقت نازک اور موقع قلیل تھی - صرف ایک ہی علاج باقی رہگیا تھا اور وہ ساحل کے جنگی بیڑے کے ہاتھ تھا، یعنی بغیر ایک لمحہ کے ضائع کیے، فوج کا ایک حصہ مع توپخانے کے ساحل پر اتار دیا جاے اور وہ پل کو عبور کرکے دامن کوہ میں پہنچ جاے - اس ترکیب سے دشمنوں کے گولوں کا جواب ممکن ہوجاے گا -

مگر ایسا کیونکر ہو ؟ جنگ آگ اور دھوئیں کا کھیل سہی - لیکن پھر جلتی ہوئی آگ میں تو کوئی انسان کود نہیں جاتا ؟ اور فوج ساحل پر اتریگی، اسکے سروں پر گولوں کی بارش ہوگی، جو منٹوں کی رفتار کے حساب سے چھوٹ رہے ہیں - چاروں طرف پھٹنے والے گولوں کے مہلک آلات ہونگے جو آگ اور دھوئیں کی فضا کے اندر پھٹ پھٹ کر زندگی کی علامات زمین سے محو کررہے ہیں !

ساحل کی زمین یکسر موت و ہلاکت ہے، پھر روح اور خون رکھنے والا کون انسان ہے جو اپنے تئیں اسکی آغوش میں سپرد کردیگا ؟

* * *

" اس زمین کا ہر ذرہ اپنے طلبگاروں سے قربانی چاہتا ہے - عثمان اول کی نسل نے نہیں معلوم آٹھ سو برس کے اندر زندگی اور خون کی کتنی قربانیاں کرکے ان دریوں کو خریدا ہے ؟ آج بھی اسکی مٹی ہم سے بھی مانگتی ہے ' جو ہمیشہ مانگتی رہی - پھر کیا کوئی اسلام کا فرزند ہے جو اسکو جواب دے ؟ "

یہ جوش اور خون زندگی کا ایک شعلہ تھا ' جو لعظوں کی صورت میں جہاز " دار برس " کے کپتان ' (حیری بک) کی زبان سے نکلا اور مارمورا کی فضاے تاریک میں قومی قربانی اور موحی موص کی ایک نئی روشنی نمودار ہوئی !

وہ اسکے بالائی تختے پر کھڑا تھا - جہاز کی تمام روشنی گل کردی گئی تھی تا کہ دشمنوں کو نقل و حرکت معلوم نہوسکے - لیکن کبھی کبھی ساحل پر پھٹنے والے گولوں سے روشنی پیدا ہو کر (حیری بک) کے چہرے کو نمودار کر دیتی تھی - آج کی دہشت انگیز تاریکی میں دشمنوں کے گولوں کے اندر سے آگ نکلتی تھی ' تو اسکا دل بھی ایک آتشکدہ تھا -

مگر جو شعلے اسکے منہ سے نکل رہے تھے انکی روشنی خاموش تھی !

* * *

ایک سیکنڈ کے وقفے کے بعد اس نے پھر تقریر شروع کی ' اسکے سامنے سپاہیوں کی صفیں خاموش کھڑی تھیں -

اس نے کہا :

" دشمن سامنے کی پہاڑیوں پر پہنچ چکا ہے - اگر دو گھنٹے اسکو اور مہلت دی گئی ' تو وہ اسپر پوری طرح قابض ہوجاے گا - وہاں اسکے توپخانے قائم ہوجائیں گے ' اور پھر نہیں معلوم اسکو وہاں سے ہٹانے کیلیے کتنی نئی قربانیوں کی ہمیں ضرورت ہو ؟ نہیں معلوم پھر کتنی ترک عورتوں کو بیوہ ہونے پڑے ؟ کتنی شیرخوار بچوں کو داغ یتیمی سہنا پڑے ؟ کتنی لاشیں پل بنائی جائیں ' اور کتنے خونوں کے سیلاب بہیں ؟ لیکن اس وقت صرف چند مقدس لاشوں کی ہمیں ضرورت ہے ' جو قوم کو زندہ کرنے کیلیے مرنا گوارا کرلیں ' اور اسطرح ایک سخت آنے والی ہلاکت سے اپنے بھائیوں کو محفوظ کردیں - صرف ایک توپ اور سو آدمی ! یہی چیز ہے ' جو آٹھ سو برس کی " تاریخ عثمانی " آج ہم سے مانگتی ہے - اگر ہم کسی طرح ساحل پر اتر کر انکی توپوں کا جواب دینے لگے ' تو یقین ہے کہ وہاں قائم نہ رہسکیں گے ' اور پھر کل کو کسی نئے حملے کی تو دشمن ہماری فوج کو گوارا نہیں کرنی پڑیگی - .... سب سے پہلے میں خود اپنا نام پیش کرتا ہوں ! "

* * *

یکایک " دار برس " کو کے عظیم الشان ہیکل ایک خفیف سی جنبش ہوئی ' اور فوراً کشتیاں سمندر میں ڈالدی گئیں - سو آدمیوں کی یہ ایک مختصر جماعت تھی ' جس نے ساحل کی طرف بڑھنا شروع کردیا -

سامنے سے گولوں کی لگاتار بارش ہو رہی تھی ' اور پہنچنے والے گولوں کی آتش افشانیوں سے تمام ساحل ایک فضاے آتشیں ہو رہا تھا ' مگر یہ کشتیاں بے خوف و خطر جارہی تھیں - پھر کیا ان کشتیوں میں انسان نہ تھے ؟

انسان تو تھے ' مگر وہ انسان ' جنکو اپنی زندگی سے زیادہ قوم و ملت کی زندگی عزیز ہے - پس وہ جاتے تھے ' تا کہ خود مرجائیں لیکن اپنی قوم و ملت کی عزت کو زندہ کر دیں !

ساحل تک پہنچنے سے پہلے ایک کشتی کو گولہ لگا اور غرق ہوگئی صرف تیس کشتیاں ساحل تک پہنچیں ' اور ۷۵ - سپاہیوں نے اترکر پل کو عبور کرنا چاہا - ۱۵ - راہ میں گولوں سے اوڑ گئے - اب صرف ۶۰ - شخص باقی تھے -

انھوں نے دامن کوہ کے قریب پہنچتے ہی ایک زلزلہ انگیز نعرہ تکبیر بلند کیا ' اور بجلی کی سرعت سے پہاڑ پر چڑھنا شروع کردیا - بلغاری اس خیال میں تھے کہ ترکوں کی ہشیاری سے پہلے ہم اوپر تک پہنچ چکے ہیں اور اب انکا ہٹانا نکالنا محال ہے - لیکن اس ناگہانی آزار نے انکے ہوش و حواس پراگندہ کردیے ' اور ہر شخص یہ سمجھکر بے اختیار ہوگیا کہ " ترکی فوج پہاڑ تک آگئی " -

* * *

۶۰ - آدمیوں میں سے صرف ۱۷ - آدمی اوپر تک پہنچ سکے - انھوں نے تمام پہاڑیوں کو دشمنوں سے خالی پایا کیونکہ انکے پہنچنے سے پہلے وہ اپنی توپیں چھوڑ کر بھاگ چکے تھے !

* * *

صبح کو (خدیو لک) نے چٹانوں کے موحی شعاعوں میں پہنچا دیا گیا ' کیونکہ اسکا تمام جسم زخموں سے چور تھا -

وہ زندہ رہا ' لیکن اگر وہ زندہ نہ بھی رہتا ' جب بھی وہ زندہ تھا !

فہرست

زراعانۂ دولۂ علیۂ اسلامیہ

— * —

(۱۲)

	پائی	آنہ	روپیہ
کمال الدین صاحب انبھوٹہ	۰	۰	۱
محمد جلال صاحب موضع ۰ والی ضلع گیا	۰	۰	۲
سید نثار حسین صاحب گوڈہ	۰	۰	۸
سید محمد علی صاحب شاہجہانپور	۰	۰	۱۹۶
احمد حسین صاحب - مراد آباد	۰	۰	۱
احمد یٰسین صاحب ملدن	۰	۰	۱
نادر رحمت اللہ صاحب بھاگلپور	۰	۰	۵۰
سید عبدالحکیم صاحب شاہجہانپور	۰	۰	۱۰
بذریعہ مظہر الحسن صاحب —			
عصمت النسا صاحبہ بنت لطافت حسین صاحب	۰	۰	۲
اہلیہ مفتی وصی کریم صاحب	۰	۰	۲
مفتی احسان الحق صاحب مرحوم	۰	۰	۱
بذریعہ مولوی عبد الرزاق صاحب سنتا پور —			
اسلم یٰسین صاحب	۰	۸	۰
ولی محمد صاحب	۰	۹	۰
حدا یٰسین صاحب	۹	۲	۰
اشرف حاصاحب	۰	۲	۰
حامد صاحب	۰	۲	۰
اہلیہ کریم بخش صاحب	۳	۲	۰
بذریعہ مولوی محمد مکمل صاحب آروی —			
مولوی محمد مکمل صاحب آروی	۰	۰	۱
مولوی عزیز صاحب آروی	۰	۰	۱
مولوی صدیق صاحب شاہجہانپوری	۰	۰	۰
مسمات صاحبہ مولوی صدیق صاحب شاہجہانپوری	۰	۰	۱
مولوی عبدالحی صاحب بھاگلپوری	۰	۸	۰
ایک بزرگ الہ آباد جنکے نام ظاہر کرنے کی اجازت نہیں	۰	۰	۱
بذریعہ مولوی شمس الدین احمد صاحب - ہزاری روڈ —			
باقی تیس عدد سائیکل کی - دو عدد گو کٹ - بقیہ	۰	۰	۲۷۵
میزان	۰	۰	۵۲۶
میزان سابق	۶	۲	۱۱۶۵۷
میزان کل	۶	۴	۲۱۸۳

PRINTED & Published by A K AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

ذیابیطس

خطرناک مرض ہے اس کا جلد علاج کرو

علامات مرض۔ جن لوگوں کو پیشاب بار بار آتا ہو یا پیاس زیادہ لگتی ہو۔ معدہ کا دایقہ خراب رہتا ہو۔ رات کو کم خوابی ستاتی ہو۔ اعضاء شکنی۔ لاغری جسم۔ ضعف مثانہ ہونے سے زور زور قوت میں کمی اور جرانی پیدا ہوتی جاتی ہو اور چلنے پھرنے سے سر چکراتا ہو۔ سر میں درد اور طبیعت میں غصہ آتا ہو۔ تمام بدن میں یبوست کا علہ رہتا ہو۔ ہاتھ پاؤں میں خشکی اور جلن رہے جلد پر خشونت وغیرہ پیدا ہوجاے اور ٹھنڈے پانی کو جی ترسے۔ معدہ میں جلن معلوم ہو۔ بیوقت بڑھاپے کے آثار پیدا ہوجائیں اعضاے رئیسہ کمزور ہوجائیں۔ رقت۔ سرعت اور کمی مادہ منویہ شکایت دن بدن زیادہ ہوتی جاے تو سمجھ لو کہ مرض ذیابیطس ہے۔ جن لوگوں کے پیشاب میں شکر ہوتی ہے انکو مندرجۂ بالا آثار یکے بعد دیگرے ظاہر ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا خاتمہ علی العموم کاربنکل سے ہوتا ہے۔ دبلے پشت پر کبھی گردن میں پیدا ہوتا ہے۔ جب کسی کو کاربنکل ہو تو اسکے پیشاب میں یقیناً شکر ہونے کا خیال کرلینا چاہیے۔ اس راج پھوڑے سے سینکڑوں ہزہار قابل لوگ مرچکے ہیں۔

مرض کی تشریح اور ماہیت: ذیابیطس میں جگر اور لبلبہ کے فعل میں کچھ نہ کچھ خرابی ضرور ہوتی ہے اور اس خرابی کا باعث اکثر دماغی تفکرات شدیدہ روز کی محنت ہے بعض دفعہ کثرت جماع۔ کہنہ سوزاک اور کثرت ادرار کا باعث ہوتا ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ اس حالت میں پیشاب میں شکر نہیں ہوتی بلکہ مثانہ کے ریشہ وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ کبھی ابتداے عمر میں کثرت جماع سے آخر یہ مرض پیدا ہوجاتا ہے اور کبھی بخار کے بعد یہ مرض شروع ہوتا ہے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ راج پھوڑا کاربنکل نہ نکلے تو علاج حفظ ماتقدم یہ ہے کہ ہماری ان گولیوں کو کھاؤ۔ شربتی۔ چاول ترک کردو۔ روٹی اگر سستی کروگے تو پھر یہ روٹی درجہ ذیابیطس میں اس وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ تمام اندرونی اعضاء گوشت پوست نکمے ہوجائیں۔ جو لوگ پیشاب زیادہ آنے کی پروا نہیں کرتے وہ آخر ایسے لاعلاج مرضوں میں پھنستے ہیں جس کا علاج پھر نہیں ہوسکتا۔ یہ گولیاں پیشاب کی کثرت کو روکتی ہیں اور تمام عوارض کمی قوا اور جملہ امراض رذیلہ سے محفوظ رکھتی ہیں۔

ذیابیطس میں عرق ماء اللحم اسلئے مفید ہوتا ہے کہ بوجہ اخراج رطوبات جسم خشک ہوجاتا ہے۔ جس سے غذائیت کی ضرورت زیادہ پڑتی ہے۔ یہ عرق چونکہ زیادہ مقوی اور مولد خون ہے اسلئے بہت سہارا دیتا ہے غذا اور دوا دونوں کا کام دیتا ہے۔

حب دافع ذیابیطس

یہ گولیاں اس خطرناک مرض کے دفعیہ کے لئے بارہا تجربہ ہوچکی ہیں اور صدہا مریض جو ایک کھنڈ میں کئی دفعہ پیشاب کرتے تھے تھوڑے دنوں کے استعمال سے اچھے ہوگئے ہیں یہ گولیاں صرف مرض کو ہی دور نہیں کرتیں بلکہ اپنے کھانے سے گئی ہوئی قوت باہ حاصل ہوتی ہے۔ آنکھوں کو طاقت دیتی اور معدہ کا دائقہ درست رکھتی ہیں۔ جسم کو سوکھنے سے بچاتی ہیں۔ سلسل البول۔ ضعف مثانہ۔ نظام عصبی کا نکاز۔ اسہال دیرینہ یا پیچش یا بعد کھانے کے فوراً دست آجانے ہوں یا درد شروع ہوجاتا ہو یا رات کو نیند نہ آتی ہو سب شکایت دور ہوجاتے ہیں۔

قیمت فی تولہ دس روپیہ

میر محمد خاں۔ تالپور والی ریاست حیدرپور سندھ۔ پیشاب کی کثرت نے مجھے ایسا حیران کردیا تھا اور جسم کو بے جان اگر میں حکیم عالم نبی صاحب کی گولیاں ذیابیطس نہ کھاتا تو میری زندگی محال تھی۔

محمد رضا خاں۔ زمیندار موضع چٹہ ضلع اٹاوہ۔ آپ کی حب ذیابیطس سے مریض کو فائدہ معلوم ہوا۔ دن میں ۱۶ بار پیشاب کرنے کی بجاے اب صرف ۵ - ۶ دفعہ آتا ہے۔

عبد القدیر خاں۔ محلہ عرقاب شاہ جہاں پور۔ جو گولیاں ذیابیطس آپ نے رئیس عبد الشکور خاں صاحب اور محمد تقی خاں صاحب کے بھائی کو زیادتی پیشاب کے دفعیہ کے لئے ارسال فرمائی تھیں وہ اور بھیجدیں۔

عبد الوہاب تحصیلی کلکٹر۔ غازیپور۔ آپ کی بھیجی ہوئی ذیابیطس کی گولیاں استعمال کر رہا ہے۔ دفعے ۴ - ۵ مرتبہ کے اب دو تین مرتبہ پیشاب آتا ہے۔

سید زاہد حسن۔ تحصیلی کلکٹر الہ آباد۔ مجھے عارضہ ذیابیطس نے دق کر رکھا تھا۔ بار بار پیشاب آنے سے جسم لاغر ہوگیا۔ قوت مردمی جاتی رہی۔ آپ کی گولیوں سے تمام عوارض دور ہوگئے۔

رام سالم پوسٹماسٹر حدرل۔ پیشاب کی کثرت۔ جاتی رہی۔ مجھ کو رات دن میں بہت دفعہ پیشاب آتا تھا۔ آپ کی گولیوں سے صحت ہوئی۔

انکے علاوہ صدہا سندات موجود ہیں۔

مجرب و آزمودہ شرطیہ دوائیں جو بادائی قیمت نقد تا حصول صحت دیجاتی ہیں

— * —

زود کن

داڑھی مونچھ کے بال اسکے لگانے سے گھنے اور لمبے پیدا ہوتے ہیں ۲ تولہ دو روپے

سر کا خوشبودار تیل

دارپا خوشبو کے علاوہ سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا نزلہ و زکام سے بچاتا ہے شیشی خورد ایک روپے آٹھ آنہ کلاں تین روپے

حب قبض کشا

رات کو ایک گولی کھانے سے صبح اجابت با فراغت اگر قبض ہو دو دو گولی ایک روپیہ

حب قائممقام افیون

افکے کھانے سے افیم چانڈو نما تکلیف چھوٹ جاتے ہیں ۱۵ گولی پانچ روپے

حب دافعہ سیلان الرحم

لیسدار رطوبت کا جاری رہنا عورت کے لئے وبال جان ہے اس دوا سے دائم ۲ دو روپے

روغن اعجاز

کسی قسم کا زخم ہو اسکے لگانے سے جلد بھر جاتا ہے دندو زائلہ۔ ناسور۔ بھگندر۔ خنا زہریلے گھاؤ۔ کاربنکل زخم کا بہترین علاج ہے۔ ۲ تولہ دو روپے

حب دافع طحال

زردی چہرہ۔ لاغری کمزوری دور مرض طحالی سے نجات۔ قیمت ہفتہ دو روپے

برألساعۃ

ایک دو قطرے لگانے سے درد دائمت فوراً دور۔ شیشی چار سو مریض کے لئے ۱ کروپے

دافع دردکان

شیشی صدہا بیماروں کے لئے۔ ایکروپے

حب دافع بواسیر

بواسیر خونی ہو یا بادی ریحی ہو یا سادی۔ خون جاتا بند فوراً خود بخود خشک۔ قیمت ۲ ہفتہ دو روپے

سرمہ صمیرہ کرامانی

مقوی بصر۔ محافظ بدائی۔ دافعہ جالا۔ دھند۔ غبار۔ نزول الماء سوزش۔ ضعف بصر وغیرہ ۵ تولہ معہ سلائی سنگ یشب دو روپے

پتہ:—

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما۔ لاہور

اطلاع - ڈاکٹر ایس - کے برمن کي خوبصورت تصویردار کافوري جنتري سنہ ۱۹۱۳ع کي متفرق جگہہ کي دس شریف آدمیوں کا نام اور پتہ لکھنے پر بلا قیمت و محصول بھیجي جاتي ہے

اصل عرق کافور

دیکھو گرمي کا موسم آیا جہاں تہاں ہیضہ کا آنا بھي ممکن ہے اس سے بچنے کا آسان طریقہ ڈاکٹر ایس کے برمن کا اصل عرق کافور ہے یہ ورا ۲۹ برس سے تمام ہندوستان میں حاري ہے یہ عرق گرمي کے دست پیٹ کا درد و متلي کیلیے اکسیر کا اثر رکھتا ہے ہمیشہ ایک شیشي اپنے پاس رکھو قیمت في شیشي ۳ آنہ محصولڈاک ۴ تک ۵ آنہ

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۶۵ نارا چندوت اسٹریٹ کلکتہ

انگریزي حکومت کا مسلمان ہوجانا

— * —

اب بالکل یقیني ہے - کیونکہ حضرت شیخ سنوسي کے خلیفہ نے دمقام بیررت سیدي خواجہ حسن نظامي سے آئندہ حالات کي نسبت جسقدر پیشین گوئیاں کي تھیں (اور جنکو کتاب شیخ سنوسي کے حصہ اول و دوم میں شائع :کردیا گیا تھا) سب ہو بہو :سچي ثابت ہوئیں - اب صرف انگریزي حکومت کے مسلمان ہو جانیکي پیشین گوئي باقي ہے - خوخدا نے چاہا تو عنقریب پوري ہوگي - پس اگر آپ یہ پیشین گوئیاں اور ترکي و ایران علي الخصوص افغانستان و جاپان و چین وغیرہ کے انجام کار کو دیکھنا چاہتے ہیں - تو رسالہ شیخ سنوسي کے دونوں حصے پڑھئے - قیمت ہر دو آنہ آنہ -

کلیات اکبر - لسان العصر و جداں الملة حاں بہادر مولوي سید اکبر حسین الہ آبادي کے زردست کلام کے دونوں حصے چھپ کر تیار ہیں - کاغذ لاہائي چھپائي نہایت اعلی ہے - اور صرف ہمارے ہاں دستیاب ہو سکتے ہیں - قیمت ہر دو حصص ۳ روپیہ ۸ آنہ -

مضامین خواجہ حسن نظامي میں عدرے اور تیسویں خاندان کے سچے مگر نہایت درد ناک قصے درج ہیں دیر آلو - مچھر - دیاسلائي وغیرہ عنوانوں پر نہایت مزیدار اور معني خیز مضامین ہیں -

سفرنامہ ہندوستان بمبئي گجرات کاٹھیاواڑ سومنات وغیرہ مقامات کا دلچسپ سفرنامہ: بطریق روزنامچہ از سیدي خواجہ: حسن نظامي دہلوي قیمت ۸ آنہ -

اسلام کا انجام میرے شیخ المشائخ کي حوصلہ افزا پیشین گوئیاں - قیمت ۳ آنہ

اسرار مخفي رموز کا خزانہ بس دیکھنے کے قابل قیمت ۳ آنہ -

ترکي فتح شاہ مشتاق احمد صاحب منجم دہلوي کي پیشین گوئیاں - قیمت ۲ پیسہ

دل کي مراد - شاہ صاحب کے طلسماتي تعویذ قیمت فیروہ آنہ -

کارمن - حلقہ نظام المشائخ دہلي سے منگالیے

شائقین تواریخ و تصوف کو مژدہ

—:o * o:—

مزارات اولیاے دہلي بالکل نئي تصنیف ہے - تمام اولیاے کرام و صوفیاے عظام جو دہلي کي مقدس سرزمین میں مدفون ہیں ان کے بسیط حالات سلسلہ وار دو حصوں میں درج کئے گئے ہیں - زائرین کے لیے اس سے بہتر کوئي رہنما نہیں ہو سکتا - قیمت حصہ اول ۲ آنے حصہ دوم ۲ آنے ہر دو حصص مع محصول ڈاک و خرچ وي - پي پیکنگ وغیرہ ۱۰ آنے -

ہندوستان کي اسلامي تاریخ عہد افغانیہ - صحیفہ مہتي کرام الہي صاحب ذیلگوئي - ۴۲ تواریخوں کا لب لباب ہے - معترضین کے حملوں کا معتبر اور مستند حوالوں کے ثبوت سے جواب دیا گیا ہے - فاضل اجل مولوي سید احمد صاحب مولف لغات آصفیہ فرماتے ہیں کہ اس سے بہتر ہندوستان کي تاریخ اب تک ان کي نظر سے نہیں گذري قیمت ۲ روپیہ ۸ آنے محصول ڈاک و خرچ وي - پي ۳ آنے -

المشتہر - مینیجر اسلامیہ بک ڈپو و جنرل اخبار ایجنسي بازار بلي ماران - دہلي -

حمیدیہ ہوٹل

—:o * o:—

نمبر ۱۳۱ لوئر چیت پور روڈ

—: * :—

ہمارے ہوٹل میں ہر قسم کي اشیاے خوردني و آشامیدني ہر وقت طیار ملتي ہیں نیز اسکے ساتھہ مسافروں کے آرام کیلیے پر تکلف اور ارزاں دو کمروں کا بھي انتظام کیا گیا ہے جو نہایت ہوادار فرنشڈ اور بر لب راہ واقع ہیں جن صاحبوں کو کچھہ دریافت کرنا ہو بذریعہ خط و کتابت مینیجر ہوٹل سے دریافت کر سکتے ہیں - جنگ ٹرکي و اٹلي اور جنگ بلقان کي جملہ تصویریں ہماري ہوٹل میں خریدنے کے لیے موجود ہیں مع تصویر شیخ سنوسي وغیرہ -

المشتہر شیخ عبد الکریم مالک حمیدیہ ہوٹل

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول مرخصوصی

حامی خلافت اسلامیہ العلیہ

کلکتہ: چہارشنبہ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta. Wednesday, March 5 1918

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۹

جلد ۲

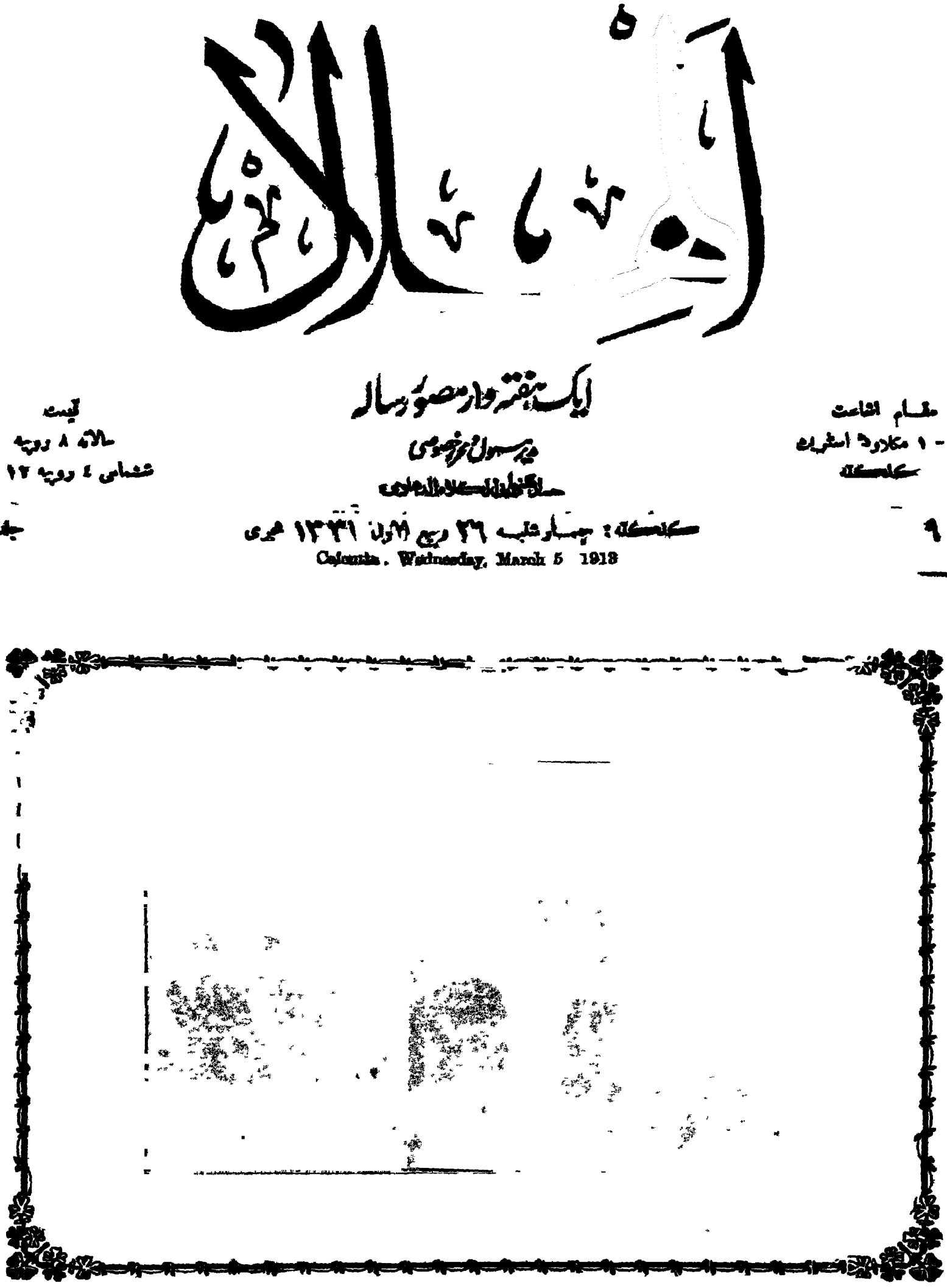

قیمت فی پرچہ

سالانہ بیس آنہ

اطلاع

(۱) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي ، پرچہ نہ پہنچے ' تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں' ورنہ بعد کو في پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لي جائیگي -

(۲) اگر کسی صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کي تبدیلي کي ضرورت ہو تو مقامی ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں' اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیلي کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نہ ملنے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہیں یا پانچ آنے کے وي - پي کی اجازت ہے -

(۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداري نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

نوٹ ـــ مندرجہ بالا شرائط کي عدم تعمیلي کي حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئي پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے لئے ذمہ دار نہ ہوگا -

(منیجر)

شرح اجرت اشتہارات

میعاد اشتہار	فی صفحہ	في کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیے	۱۰ روپے	۷½ روپیہ	۸ آنہ في مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے چھ صفحہ کے لیے کوئي اشتہار نہیں لیا جائیگا اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کو جگہ دیجائیگي -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکي اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچیس فیصدي زائد ہوگي -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھي طیار ہوتے ہیں جسکي قیمت ۸ آنہ في مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم معذور نہیں ہیں کہ انکي فرمایش کے مطابق آپکو جگہ دیں - البتہ حتي الامکان کوشش کي جائے گي

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں ' چھ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں ' اور سہ ماہي کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرني ہوگي اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی ہمیشہ لی جائیگي اور وہ کسي حالت میں پھر واپس نہوگي -

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسي اشتہار کي اشاعت روک دے' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اُس چیز کا جو جوے کے اقسام میں داخل ہو ' تمام منشّي مشروبات کا ' مخش امراض کي دواؤنکا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو' کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

نوٹ ـــ کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کی زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسي قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

مراقت ونال امرها ، وكان عاقبة امرها خسرها

(٦٥ ٩)

انقلاب عثماني

— * —

٢٣ - جنوري : سنه ١٩١٣ -

— * —

يه تصوير هين آس موقعه كي هے ، جب (عاري انورے) مع عدائيان اتحاد و ترقي بنام مالي مين داخل هوے هين - ناظم پاشا چيختا هوا باهر نكلا هے ، اور اسكے انڈنكانگ نے گولي چلائي هے ، جس كے جواب مين انقلاب خواهوں كے طرف سے بهي گولي چلي اور ناظم لڑكھڑا كر گرپڑا -

اپكے دهني جانب دروازه هے ، جهانسے انورے داخل هوا - اسكے كاندهے پر اور كوٹ پڑا هے ، اس علامت سے آپ پهچان ليں گے كه دوسري جانب ناظم پاشا گولي كهاكر گررهے هين - اسكے پيچهے كامل پاشا كا انڈنكانگ ، انور پر حمله كررها هے - انور كے مقصد مين بهي ايك شخص رخنه هوچكا هے - اسكر كامل پاشا كے انڈنكانگ نے گولي ماري تهي -

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ — القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

عوانِ تلغراف
« الہلال »

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad.

7-1 Mcleod street,

CALCUTTA

Telegraphic Address

"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs 8

Half-yearly „ „ 4 - 12

نمبر ۹ — کلکتہ: چہارشنبہ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta Wednesday, March 5, 1913.

فہرس

تلغراف خصوصی	۱
شذرات	۲
افکار و حوادث	۳
مقالۂ افتتاحیہ	
حدیث العاشیہ (۳)	۵
مامورانِ عروۃ بلغان	
انقلاب عثمانی	۸ ب
مقالات	
مسئلۂ اسلامیہ	-
شئون عثمانیہ	
مطالم عروبا	۱۱
الدائنہ اور دولت علیہ	۱۲
مراسلات	
مجلس تکمیل مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کا معاہدہ (حاشیہ سار قندوئیش)	۱۴
ایک تصویر عاری افسر کے گی خود نوشتہ سوانح عمری	۱۵
فہرست رؤسا و اعیان دولت علیہ اسلامیہ	۱۵
مکالمات	
سر آغا خان کا خطاب ترکوں سے (۱) - (۲)	۱۶
یونیورسٹی کورٹس	،،

تصاویر

مرقع اعلان	صفحہ خواص
عاری افسر کے دربہ میں روانگی سے پہلے	۸ (د)
دربہ کے ایک حصہ میں عاری افسر کے اور اُنکے ہمراہ	۸ (ج)
قسطنطنیہ میں عاری افسر کے اور مجلس مشورہ	۸ (د)

تلغراف خصوصی

— * —

جنگ بر ایک پر اسرار خاموشی طاری ہے - اس تمام ہفتے میں کوئی تار برقی دفتر میں نہیں پہنچی - زنوار کی تار برقیوں میں جنگ کی ایک جنگ کی خبر دی گئی ہے - اور محمود شوکت کا سرکاری بیان نقل کیا ہے کہ صلح کی کوئی خواہش نہیں کی گئی - یہ پہلے سے معلوم تھا

اطلاع

— * —

(۱) یہ نمبر غیر معمولی تاخیر کے بعد بعد انوار کے ڈاک میں ڈالا جاتا ہے - آیندہ سے پرچہ عین وقت پر نکلے گا یا نہیں نکلے گا -

(۲) ایڈیٹر سخت بیمار اور خطوط کے جواب سے معذور -

(۳) اس تعطل کی اشاعت کے اسباب میں علاوہ علالت کے ایک خاص سبب وہ تھا کہ کمپوزیٹروں نے اسٹرائیک کردی تھی جسکی وجہ سے کام بالکل بند رہا -

(۴) خط و کتابت میں ان امور کا خیال رکھیے ' ورنہ دفتر کی دقتیں بڑھتی جائیں گی -

(الف) جو خطوط دفتر کے متعلق ہوں ان پر ایڈیٹر کا نام نہ لکھا جائے منیجر کا نام ہو -

(ب) بعض حضرات ایک ہی خط میں ایڈیٹر کو بھی مخاطب کرتے ہیں اور پھر اُن امور کو بھی لکھتے ہیں ' جنکا تعلق دفتر سے ہے - اگر وہ خط دفتر میں بھیجدیا جائے ' تو ایڈیٹر جواب کیلیے اسے رکھ نہیں سکتا - اگر جواب لکھنے کے انتظار میں رکھدیا جائے تو تعمیل میں تاخیر ہو - پس ضروری ہے کہ جو خطوط ایڈیٹر کو لکھے جائیں انمیں صرف وہی امور ہوں جنکا تعلق ایڈیٹر سے ہے -

البتہ دفتر کی کسی بدنظمی یا شکایت پر اگر ایڈیٹر کو توجہ دلائی ہو تو وہ دوسری بات ہے - کم از کم اتنا تو ضرور کیا جائے کہ ایک ہی لفافے میں الگ الگ دو کاغذ ہوں -

شذرات

چندہ هلال احمر

ایک خطرۂ عظیم

(۲)

لیکن اب سوال یہ ہے کہ بحالت موجودہ کیا کرنا چاہیے ؟

اولین کام یہ تھا کہ چندے کے وصولی کے کاموں کو صرف چند معتبر ہاتھوں میں محدود کردیا جاتا اور ایک سنٹرل کمیٹی اسکے لیے قائم کی جاتی ' تاکہ جو طوائف الملوکی پیدا ہوئی ہے اسکا انسداد ہو

لیکن سردست اس بحث کو نوحوہ نہیں چھیڑنا چاہیے - اگر چھیڑینگے تو ایک نیا مناقشۂ شدید پیدا ہوجائیگا - صرف اسقدر کہدینا کافی سمجھتے ہیں کہ لوگ احتیاط اور عقلمندی سے کام لیں ' اور مشتبہ ہاتھوں سے اپنے تئیں بچائیں - خواہ وہ ہاتھ کتنا ہی بلند اور معزز ہو -

اسکے بعد اہم ترین سوال قسطنطنیہ کا سامنے آتا ہے - ہم کو صاف صاف طور پر کہنا پڑتا ہے کہ انجمن هلال احمر قسطنطنیہ کے نام روپیۂ بھیجنا کسی طرح قرین مصلحت نہیں - اس وقت تک ۷۰ کروڑ روپیہ اسکے نام جا چکا ہے - اور اب تک بعض لوگ بھیج رہے ہیں - اول تو وہ کوئی ذمہ دار حکومت کی جماعت نہیں - پھر جیسا کہ پچھلے اشاعت میں لکھ چکے ہیں ' ارسال زر سے اصل مقصود اعانت حکومت ہے ' نہ کہ وہاں کی کسی انجمن کیلیے روپیہ مہیا کرنا -

پس آیندہ سے کوئی صاحب چندہ هلال احمر کا روپیہ " انجمن " کے نام نہ بھیجیں ' بلکہ براہ راست حکومت کے نام روانہ کریں - اسکے لیے ضروری بات یہ تھی کہ دولت عثمانیہ کو صحیح طور پر علم ہو جاتا کہ ارسال زر سے اصل مقصود ہمارا کیا ہے ؟ ہم نے اپنی جس چٹھی کا ذکر گذشتہ اشاعت میں کیا تھا ' اسمیں علاوہ اور بہت سے ضروری امور کے ' اس بارے میں بھی تفصیلی حالات ظاہر کیے تھے ' اور ہرایکسلنسی معتمود شوکت پاشا کو یقین دلایا تھا کہ هندوستان کی رقوم گو بہت حقیر ہیں ' لیکن جن حالات میں پیش کی جاتی ہیں ' انکے لحاظ سے حق رکھتی ہیں کہ انکے عمدہ استعمال کا مطالبہ کریں - ہمکو اپنی خدمات محقرہ کا پورا معاوضہ مل جانے کا اگر اطمینان ہو جائے ' کہ وہ وقت کی اصلی اور مقدم ضروریات میں صرف ہوتی ہیں -

ہز ایکسلنسی کے ذریعہ ہم نے جن امور کا اشارۃً جواب دیا ' انمیں ایک یہ مسئلہ بھی تھا -

ہم نے یہ بھی لکھا تھا کہ جو روپیہ انتک هندوستان سے (هلال احمر) کے نام گیا ہے ' اسکی نسبت ہمارا اطمینان مضطرب ہے - حکومت کی طرف سے باقاعدہ تحقیقات ہونی چاہیے کہ اس روپیہ کی مجموعی تعداد کتنی ہے ؟ کن کن لوگوں نے بھیجی ہے ؟ وہ کیونکر صرف کیا گیا ہے ' اور کیوں نہ حکومت اسکو اپنے قبضہ تصرف میں لیلے ؟ نیز حکومت کی جانب سے اور سرتو رسیدیں آنی چاہئیں ' تاکہ مزید اطمینان کا ذریعہ ہو ' جنکو رسیدیں نہ ملیں وہ اپنے روپیہ کی نسبت تحقیق کرائیں ' اور پبلک معلوم کرسکے کہ لینے والوں نے اسکا روپیہ واقعی بھیجا ہے یا نہیں ؟

ہم نے ایک فہرست هندوستان کے اُن لوگوں کی طلب کی گئی تھی ' جنھوں نے بڑی بڑی رقمیں جمع کی ہیں اور اس بارے میں کوشش کی ہے - جہاں تک ہمکو معلوم تھا ' ایک فہرست مرتب کرکے بھیجدی ہے ' نیز ایک فہرست اُن ناموں کی بھی بھیج دی ہے ' جنھوں نے (هلال احمر) کے نام روپیہ بھیجا ہے ' یا بھیجنے کا اعلان کیا ہے -

روپیہ کی نسبت ہمارا خاص ارادہ دوسرا ہے - ہمکو معلوم ہے کہ (عاری افورے) کے ساتھہ جو جماعت اس وقت کسی عظیم الشان مقصد کے حصول کیلیے نکلی ہے ' اسمیں ایک گروہ بعض عرب اور کرد معاهدین کا بھی ہے - ہماری تمنا ہے کہ هندوستان سے ایک معقول رقم مخصوص فراہم ہوکے روانہ ہوتی رہی ' اور اسکے لیے کوئی قابل اطمینان انتظام ہو جائے کہ وہ صرف عاری موصوف کی مہم میں صرف ہوگی - یہ کام چنداں مشکل نہیں - ہم مسلسل مطالبہ کر رہے ہیں - اگر واقعات نے مہلت دی ' اور تشفی بخش جوابات آگئے تو بہت جلد اسکا اعلان کر دینگے -

---

محورۂ دولتورستی ڈیپوٹیشن کی نسبت ایک تحریر آجکے صفحۂ مراسلات میں درج کی جاتی ہے ' جس میں قوم کو جناب نواب (وقار الملک) کی تحریر گرامی پر توجہ دلائی ہے ' اور بجا طور پر افسوس کیا گیا ہے اُس متعفنہ تعامل پر ' جو انکی تحریر کے ساتھہ خلاف معمول قدیم ظاہر کیا جا رہا ہے -

ہم خود اس معاملے کو پوری تشریح اور تفصیل کے ساتھہ پیش کرنا چاہتے تھے - چنانچہ ایک سلسلۂ تحریر شروع کردیا گیا ہے جو دس نمبروں میں ختم ہوگا -

دوسرا نمبر آج کی اشاعت میں آپ پڑھینگے ' اور تیسرا اشاعت آئندہ میں -

درحقیقت یہ امر غور کرنے کے قابل ہے کہ نواب (وقار الملک) بہادر کی تحریر کو نکلے ہوئے کئی ہفتے ہوگئے - وہ صریح طور پر ایک سازش ' فریب ' غلط بیانی ' اور خانہ ساز کارروائیوں کے کرنے کا الزام ارباب حل وعقد کو دے رہے ہیں ' لیکن پھر نہ کہا ہے کہ دلوں کی طرح سب کی زبانوں پر بھی مہریں لگ گئی ہیں ' اور ایک صدا بھی کہیں سے نہیں اٹھتی ؟ کیا یہ اسکا ثبوت قطعی نہیں ہے کہ جواب شدید ' اور دعوے سے ہاتھہ خالی ہیں ؟

اس تعامل عارفانہ سے اصل مقصود یہ ہے کہ کسی طرح اس تحریر اور اسکے اثر کو دبا دیا جائے ' اور ڈیپوٹیشن کے متعلق پھر کوئی نئی بحث پیدا ہو - چند دن اور اسی طرح نکل جائینگے ' پھر جب ڈیپوٹیشن ویسرائے کی خدمت میں پہنچ جائیگا تو یہ نواب صاحب کی تحریر کسی کو یاد آئے گی اور نہ ۲۸ دسمبر کے پچھلے پھر کی پر اسرار صحبتیں -

وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہاں ہمہ جوش و خروش ' قوم انتک احمق اور ہر بحث سے بحث قریب کو گوارا کرنے کیلیے طیار ہے - پس کوئی وجہ نہیں کہ انکو بے اطمینانی ہو ابھی کل کی بات ہے کہ سراعاں جاں نے ترکوں کو مستر گلدسۂ استنبول کی وصیت کی تعمیل کا حکم دیا ' آج وہ انتک لاکھہ روپیہ قرض دے رہے ہیں اور ہم کو پوری اُمید ہے کہ بے رحوف قوم کو خوش کر دینے کیلیے یہ کافی ہے -

بحث ضرور ہے کہ قوم بغیر مرحب کو ضائع کئے ہوئے نواب صاحب قبلہ کی شہادت پر مبنی ہو ' اور یا اسکی تائید کرے - یا تسلیم کرلے کہ جو کچھہ انہوں نے لکھا ہے جھوٹ ہے -

افکار وحوادث

— * —

ناصح مشفق

— * —

مسلمانوں کے اگر دشمن بڑھے جاتے ہیں تو خوشی کی بات ہے کہ نئے نئے دوستوں کی بھی کمی نہیں - مدعملہ ایک ایک نئے دوست دلدار اور ناصح مشفق صوبجات متحدہ کے جدید فرمانروا ہیں - کیا ہوا اگر (فرقی بدن) ہمارے خلاف اعلان جہاد مقدس کرتا ہے' کیونکہ (سرجیمس مسٹن) بھی موجود ہیں' جو اسکو بالکل غلط بتلاتے ہیں -

ہم سمجھتے تھے کہ ہز آنر جسے اس صوبے کے تخت فرماں روائی پر متمکن ہوئے ہیں' انکا زیادہ وقت ہماری ہی فکر میں بسر ہوتا ہے - وہ ایک صوبے کے حکمراں ہیں جس میں مسلمان بستے ہیں' پس انکو بڑی پریشانی ہے کہ کہیں گمراہیوں میں مبتلا نہ ہو جائیں - اسلیے انکا کوئی وعظ نصائح مشفقانہ و حکیمانہ سے خالی نہیں جاتا - وہ ہمارے قومی کالج کے پیٹرن ہیں' اسلیے اسکو یہ حیثیت ایک مسلمان فقیہہ کے طلبائے کالج کیلیے ادا دینا پڑتا ہے کہ ترکوں کے غم میں روزہ رکھنا جائز نہیں' مزید براں یہ کہ صحت کیلیے بھی مضر ہے - انکو " اسلام کی شاندار روایات " کے تحفظ کی سب سے زیادہ فکر ہے' اسلیے علی گڈھ کالج کے وعظ میں ارشاد ہوا تھا کہ اپنے اقبال کی گذشتہ باتیں بھول جاؤ' اور اب ارشاد ہوتا ہے کہ جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے اسکو بھی بھلادو !

پچھلے دنوں گورکھپور میں وعظ فرماتے ہوئے آپ اپنے اس دکر محبوب کو فراموش نہ کرسکے !

دکر میرا مجھسے بہتر ہے کہ اُس محفل میں ہے
ہز آنر نے فرمایا

میں یہاں کے مسلمان حضرات کو ایک دوستانہ مشورہ دینا چاہتا ہوں - مسلمانوں کے دلوں کو بہادر ترکوں کی شکستوں اور زخمیوں اور بیواؤں کی حالت زار سے سخت چوٹ لگی ہے' جس سے آپ نے عملی ہمدردی کا ثبوت دیا ہے - مصیبت زدہ لوگوں کی دست گیری کے لیے چندہ دیجئے - ہندوستان کے مسلمان یہ چاہتے ہیں کہ اس قضیہ میں ترکوں کے حق میں نا عرب صلح ہو - فرنش گورنمنٹ ان کی اس خواہش سے متاثر ہوکر فریقین کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کررہی ہے' مگر اس دور افتادہ حصۂ دنیا میں نہ تو آپ جانتے ہیں' اور نہ میں جانتا ہوں کہ بین الاقوامی مسائل کیسے پیچیدہ اور نازک ہوتے ہیں ؟ پھر یورپین سلطنتوں کو ترکوں کی مخالفت کا یہ الزام دینا اور یہ کہنا کہ وہ ریاستہائے بلقان کو صلح کے لیے مجبور نہیں کرتیں' سراسر بے انصافی ہے - اس وجہ سے مجھے یہ دیکھکر رنج ہوتا ہے کہ مسلمان اخبارات میں لکھتے اور جلسوں میں تقریریں کرتے وقت بے سوچے سمجھے باتیں کہتے ہیں - ان کی تقریر و تحریر سے ظاہر ہوتا ہے گویا تمام یوروپ ترکوں کا دشمن ہے' جس نے ان کے مٹانے کی قسم کھا لی ہے' مگر در اصل یہ بات بالکل بے بنیاد ہے - مگر وہ لوگ جوش اور غصہ سے ایسی باتیں کہتے ہیں' اسلیے قابل در گذر ہیں "

معلوم ہوتا ہے کہ آج کل مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے یہ بات کچھہ لازمی طور پر ضروری سمجھہ لی گئی ہے کہ سب سے پہلے چندہ دینے کی تعریف و ترغیب ضرور بیان کردی جائے - انہی چند دن گذرے ہیں کہ (سراغا خان) نے ہمکو نصیحت کی تھی - ہز آنر کی طرح وہ بھی مسلمانوں کے حکمران ہیں - لیکن انکی تمہید بھی بعینہ یہی تھی کہ چندہ دو - شاید جو نصائح حقیقی آگے چلکر ارشاد ہوا کرتے ہیں' انکے لیے مخاطب میں استعداد سماعت پیدا کرنے کیلیے اس تمہید دلپذیر سے کام لینا ناگزیر ہے -

بہر حال نصیحت کی صدا خواہ کہیں سے آئے' اسکا جواب شکر اور پھر عمل ہے - شکر کیلیے تو ہم ہمہ وجوہ مستعد ہیں' اور جب انگلستان کے بڑے بڑے حکمران عہدہ داروں کو یاد کرتے ہیں' تو ہز آنر کی شکرگذاری اور زیادہ بڑھجاتی ہے - کیا ہوا اگر ہز آنر کو ہماری چند باتیں پسند نہیں' لیکن تاہم انکو " دربارۂ مسعدت " کے دعوے کا تو شوق نہیں ہے ؟

اب رہا عمل' تو افسوس کے ساتھہ کہنا پڑتا ہے کہ گو ہم اسکیلیے طیار ہوں' لیکن ہمارے چاروں طرف کے اسباب اسکے لیے طیار نہیں ہیں - ہز آنر ہمارے کانوں کو اپنے نصائح سنا سکتے ہیں' لیکن دماغوں سے ہماری عقلیں چھین نہیں سکتے - وہ اپنی دوستانہ نصیحت کے پیچھے اپنی قوت حکمرانی کا گورگراں رکھہ سکتے ہیں' لیکن ہماری آنکھوں پر پردہ نہیں ڈال سکتے - انکے اختیار میں ہے کہ غلط کو صحیح بتلادیں' مگر انکے لیے ابھی اس قوت کو حاصل کرنا باقی ہے کہ سچ کو جھوٹ ثابت کردیں - وہ اگر کہیں کہ ہماری عقلیں ضعف اور ہمتیں پست ہیں' تو ہم مان لیں گے' کیونکہ اسکا ثبوت یہی ہے کہ وہ ہمکو نصیحت کررہے ہیں' لیکن اگر وہ کہیں کہ ہم عقل سے بالکل محروم ہیں' تو اسے تسلیم کرنے کیلیے ابھی طیار نہیں - البتہ اگم نصیحت فرماؤں کی نصیحت کا' اور مخاطبین کی سماعت کا یہی حال رہا' تو عجب نہیں کہ وہ وقت بھی آجائے - اور یہ پھر انکی مزید خوش قسمتی ہوگی -

---

سنہ انیس سو تیرہ میں ایک صوبے کا حکمران اپنی سرکاری تقریر میں ہم سے خواہش کرتا ہے کہ واقعات کو جھٹلاؤ اور دنیا کو بہل جاؤ اور خود یہ بھول جاتا ہے کہ الحمد للہ اب اسکے مخاطب شمالی نائجیریا کے وحشی نہیں ہیں' بلکہ ہندوستان کے لکھنے پڑھنے والے انسان ہیں ! انسانی جرأتوں کی اس عجیب ترین مثال کو کیا کہا جائے ؟ وہ کہتے ہیں کہ " اس دور افتادہ ملک میں نہ آپکو اصلی حالات معلوم ہیں اور نہ مجکو " ممکن ہے کہ مسلمانوں کی حیرخواہی کے افکار و ترددات سے ہز آنر کو اس کی مہلت نہ ملتی ہو کہ وہ حالات معلوم کریں' لیکن الحمد للہ کہ ہم کو معلوم ہیں - ہم جانتے ہیں کہ طرابلس کی جنگ کیونکر چھڑی اور وہ کون حکومت تھی جو اس جنگ سے اصلی فائدہ اٹھانا چاہتی تھی ؟ ہم کو یاد ہے کہ ۲۶ - اکتوبر کو عیسائی تہذیب و تمدن کے ایک جنگی مشنری نے طرابلس میں خون کا سیلاب' اور انسانی لاشوں کی دیواریں کھڑی کردیں' اور انگلستان کی نوع پرست مئی کے بنے ہوئے پتلوں میں سے کسی کو شرم نہ آئی کہ سنہ ۱۸۹۸ - کے انگریزی فتحۂ مسیحی کو یاد کرکے اٹلی سے دار- پرس کرے - ہم اُس حکومت کو اچھی طرح پہچانتے ہیں جسکے سامنے اسکے ایک نئے آشنا نے ایران میں (ثقۃ الاسلام) کو پھانسی دی اور مسلمانوں کی ایک مقدس زیارت گاہ کا گنبد گولہ باری سے توڑ ڈالا مگر اسکی سرخی ہوائی شرم و غیرت کو ذرا بھی جنبش نہ ہوئی - ہماری آنکھیں اس حکومت کے پہچاننے میں کبھی دھوکا نہیں کھا سکتیں' جس نے ترکی کو اٹلی سے صلح کرلینے پر مجبور کرنا چاہا' اور اسکے لیے یہ ترکیب اختیار کی گئی کہ بلقانی ریاستوں نے ترکی سرحد پر قزاقی شروع کردی - ہم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ

(سر جیرڈ لوتھر) کس حکومت کا کونسل ہے ' اور اُس نے مختار پاشا کو یہ کہکر کس طرح دھوکے میں رکھا تھا کہ " جنگ کنلنے تُرکی کوئی طیاری نہ کرے ' ہم ریاستوں کو کسی طرح جنگ شروع کرنے نہ دینگے " اور اسلیے حواہ کتنے ہی پردے ڈالے جائیں ' مگر ہم اس حکومت کو نیک نظر شناخت کرلے سکتے ہیں ' جس نے ترکوں کی اس دردانگیز شکست کے اسباب فراہم کیے -

پھر ان تمام باتوں کو جانے دیجیے - ہم ہز آنر کی خاطر اُس حکومت کے پہچاننے سے کیونکر انکار کردیں ' جسکا وزیر اعظم سلانیک کے فتح کی خبر سنکر اپنے مقدس صلیبی جوش کو دبا نہ سکا اور قسطنطنیہ کے فتح کی اُس امید نا کام و رسوا کن کا اعلان کردیا ' جسکے انتک پورا نہونے کی شرمندگی کو تو ہمارے ہز آنر بالقابہ کا دل بھی ضرور محسوس کرتا ہوگا ' گو مواعظ و نصائح میں اسکے اظہار کا کوئی موقع نہو -

پھر اگر ہز آنر کی محب فرمائیوں کی خاطر اس واقعہ کو بھی فراموش کردیں ' تو اس یاد داشت کا کیا جواب ہوگا ' جسکے نیچے " مسیحی اتحاد " کے تمام دستخطوں کے ساتھہ سب سے بڑی " اسلامی سلطنت " کے بھی دستخط تھے ' اور جسکا یہ مضمون تھا کہ تُرکی فوراً تمام مقبوضہ اور غیر مقبوضہ مقامات بلغاریا کے حوالہ کر دے ؟ کیا ہز آنر چاہتے ہیں کہ پانچ ہزار مسلمان عورتوں کو ایک مسجد میں جلا دیا جائے ' سر ایڈورڈ گرے کی صمم لکم دُرگاہ سے جواب دیا جائے کہ " ہم کچھہ نہیں کرسکتے " اور پھر بھی ہم اپنے تئیں اپنے ناصحوں کے ہاتھہ میں چھوڑ دیں تاکہ وہ ہماری آنکھوں پر ناطمینانی پٹی باندھیں اور کانوں کو آہنی چادروں سے بند کردیں ؟

اصل یہ ہے کہ نصیحت کرنا آسان ہے مگر درد مندوں کے دل کو سمجھنا مشکل ہے - ہز آنر نے نصیحت فرمانے کی مشق تو خوب کرلی ' لیکن دلوں کے سمجھنے کی مشق باقی ہے -—

در شاخ گل اعمی گریدہ بلبل را
تو گراں نخوردہ گردد را چہ خبر ؟

ہز آنر اللہ کا شکر کریں کہ خدائے انکو اس قوم میں پیدا کیا ہے جو ہمارے اقبال مرحوم کی جانشین ہے ' اور ہماری کھوئی ہوئی متاع سے جسکی دکان کی آرائش ہوئی ہے - قوت وحکومت کا جو خلعت ہمارے جسم پر راس نہ آیا ' قدرت نے وہ اسکے کاندھوں پر ڈالدیا -

ہر جادہ کہ از نقش پئے تست بہ گلشن
چا کیست بجیب ہوس انداختۂ ما

انکو ہم بدبختوں کے دل کی تپش کیا معلوم ؟ اقبال و کامرانی کے بستر پر آرام کرنے والے ' خاک محرومی و مذلت پر لوٹنے والوں کا درد دل نہیں سمجھہ سکتے - بہتر ہے کہ وہ ہماری فکر میں اپنا عیش تلخ نہ کریں ' اور ہم کو ہماری حالت پر چھوڑ دیں - ہم اپنے ناصحوں کو دیکھہ چکے ہیں اور اب کسی نئے تجربے کی ہم میں ہمت نہیں -

---

(ہز آنر) خواہ نوازش فرمائیں کہ تُرکی کے کسی ارمنی گرجے کے گنبد کا مثلث اس ترکی توپوں کی زد سے گر گیا ہو ' یا کسی مقدس پادری کو پھانسی پر چڑھا کر ' اسکا مرقعہ دیا گیا ہو کہ اپنے خداوند مصلوب کی سنت ادا کرنے کا شرف عظیم حاصل کرے - یا گرجے کے احاطے کے اندر پانچ ہزار " مقدس کنواری " کے پرستاران جمیلہ کے ساتھہ وہی سلوک کیا جائے ' جو ہلاک شدہ الدانی عورتوں کے ساتھہ کیا گیا ہے - اور اسکی نسبت ہاوس آف کامنس میں حکومت کو جب توجہ دلائی جائے کہ اسلام کی اس دیرینہ جوں ریزی اور وحشیانہ طائر تعدی پر کیوں خاموشی اختیار کرلی گئی ہے ؟ تو سر ایڈورڈ گرے جواب دیں کہ " ایک عدد ظرفدار حکومت سے کنلنے کا محال ہے کہ وہاں جاکر اسکا انسداد کرے "

ہز آنر اپنے قلب مبارک پر ہاتھہ رکھکر فرمائیں کہ اس حالت میں انکے حقالت اپنی قومی حکومت کی نسبت کیا ہونگے ؟

(ہز آنر) کسی ایسے " مسیحی اتحاد " سے دنیا کے کسی حصہ میں جو اسلام کو مٹانے کیلیے کیا گیا ہے ' اور اسکو صرف چند فتنہ انگیز مفسدوں کا اختراع سمجھتے ہیں - یہ اچھی بات ہے ' اور ہندوستان میں ہمارے حکمران یورپ اور انگلستان کے واقعات سے عملاً لاعلم ہی رہیں تو انکے اور ہمارے ' دونوں کنلنے بہتر ہے - لیکن افسوس کہ جس طرح ہز آنر اپنے آپ کو اور ہمکو ' دونوں کو یورپ کے " دین الاقوامی " و فلسفۂ سازش کے سمجھنے سے قاصر سمجھتے ہیں ' ویسا ہی ہم بھی خود اپنے تئیں اور انکو ' دونوں کو واقعات کے قدرتی اثر کے محو کرنے سے بھی قاصر پاتے ہیں - ہز آنر کی قدرت سے باہر ہے کہ وہ " مشرقی مسئلہ " کی اُس پوری تاریخ کو ہم سے چھپا سکیں ' جو گذشتہ نصف صدی کے " بین الاقوامی مسائل " کی اصلی محور رہی ہے - سلطان عبد الحمید نے ممالک عثمانی کی حدوں اور یورپ کے احباروں کی فوج میں اشاعت بند کردی تھی ' مگر گورنمنٹ آف انڈیا کے ہم شکر گذار ہیں کہ اُس نے ایسا نہیں کیا ہے - پس جو کچھہ ہمیں معلوم ہے ہم اس پر ہز آنر کی تصدیق و تغلط کے محتاج نہیں -

مرتد ہند اور شاہ یونان اعلان جہاد کرتا ہے ' جس طرح جوانہی صلیبی جنگ میں پادریوں کے گروہ جنگ مقدس کا صبح و شام وعظ سنانے تھے اسی طرح بلغاری اور سروی پادری فوج کے ساتھہ ساتھہ نائیل در نعل سفر کرتے ہیں ' لیکن تمام یورپ کی فضا میں ایک صدائے اعتراض بھی نہیں اٹھتی نہ کیا ہے ؟ اگر شیخ الاسلام بھی بلغاریا کے مقابلے میں اعلان جہاد پکر دیتا ' تو کیا انگلستان اور یورپ کی حکومتیں خاموش ہو رہتیں ؟

با ایں ہمہ اسکے انگلستان سے مسٹر (نکاس) ممبر پارلیمنٹ صوفیا سے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ " تمام انگلستان اس جنگ میں بلغاریا کے ساتھہ دل سے شریک ہیں ' اور بہت سے انگریز بطور رالنٹیر کے آنے والے ہیں "

انگلستان میں پادریوں نے اتوار کے دن بلغاریوں کی فتح و نصرت کی دعائیں مانگیں - جنوبی ویلز کے بشپ نے بتنگہم میں تقریر کرتے ہوئے کہا

"تُرکی کے عیسائیوں کی حالت اب نا قابل برداشت ہے - ضرور ہے کہ اعلان جنگ کیا جائے - لہذا آج کا دن اعلان جنگ کا دن ہے"

مسٹر لائڈ جارج اور وزیر مال اس انجمن کے قائم کرنے میں شریک ہوئے ہیں ' جو ریاست مسٹر میں بلغاریوں کی حمایت دیلنے قائم کی گئی تھی ' اور انگریزی پارلیمنٹ کے ممبر اسمیں حصہ لیتے ہیں - اس انجمن میں یہ طے کیا جاتا ہے کہ " بلغاری حق بجانب ہیں ' نتیجہ خواہ کچھہ ہی کیوں نہو ' مگر مقدونیا ضرور آزاد کردیا جائے گا "

رہی انگلستان کی عام پبلک تو انہی دل کی بات ہے کہ (پال مال گزت) نے لکھا تھا -

" ہمارا اصلی فرض یہ ہے کہ عیسائیوں کی مدد کریں - بیشک نہ ہماری دلی تمنا ہے کہ ہم اپنے بلغاری عیسائی بھائیوں کو دیکھیں کہ وہ اسی طرح اس تخت سلطنت کو اوات رہے ہیں ' اور مشرقی و جنوبی یورپ کو مسلمانوں سے پاک کر رہے ہیں ' جس طرح انکے بھائیوں نے کبھی اسپین کو عربوں سے پاک کیا تھا "

الهلال

۲۶ ربیع الاول ۱۳۳۱ هجری

حدیث الغاشیه

(۳)

نشۂ نیم شبی کا صبح خمار

یا

سوسیورستی مونڈیش کمیٹی

وہ " شیفتہ " کہ دھوم تھی حضرت کے رھد کی ،
میں کیا کہوں کہ رات مجھے کس کے گھر ملے ؟

(۱)

مرغ اسیر کی گرفتاری اور صیاد کے سہر کی تعاول شعاری کا مرثیہ ہمارے سعرا کی بدولت ایک دلچسپ داستان بنگئی ہے -

فرض کیجیے کہ کوئی قدسی جزیا آپکے ہزاروں آرزوں اور تمناؤں سے پکڑی ہو ، اور اسکا مصمم ضعیف آپکی مضبوط مٹھی میں اس طرح دبا ہوا ہو ، کہ ذرا انگلیوں کو آزاد سعت کیجیے تو عریف کی کاعذی پسلیاں ریزہ ریزہ ہو جائیں -

لیکن یکایک آپکو ایک ٹھوکر لگی ، اور اب جو دیکھیے میں تو ہاتھہ خالی ہے ، اور وہ صید ستم سامنے کے کسی درخت کی بلند ٹہنی پر بے فکر و بے پروا بیٹھا ہوا چہچہا رہا ہے - گویا اسطرح آپکو چیلنج دے رہا ہے کہ صیادی کا دعوا ہے ، تو یہاں آکر گرفتار کیجیے !
آپ حسرت سے دیکھتے ہیں اور انقلاب حالت پر حیران ہیں ! اللہ اللہ ! ابھی چند لمحے پہلے جو مشت پر و بال اپنی زندگی و موت کیلیے همارے رحم کا محتاج تھا ، اب ہماری بے بسی و لاچاری پر اپنی ارادانہ پرواز سے طعنہ زن ہے !

تعجب یہی حال مونڈیش کمیٹی کے پہلے اجلاس کا تھا ، وہ صیاداں سعت پیشہ ، جنھوں نے قومی ارادی اور جماعتی راے کی سنہری چڑیا کو برسوں اپنی آہنی انگلیوں میں دبا کر مقید کر رکھا تھا اور استبداد گرفت کا یہ حال تھا کہ اب کرنے کی بھی اجازت نہ تھی ، اب چشم تر اور نگاہ حسرتبار سے دیکھہ رہے تھے کہ ایک ہی جست برق رفتار میں انکے قبضے سے نکل گئی ہے ، اور وہ ہاتھہ ، جو کل تک کسی کے پر و بال مقید سے بھرے ہوے تھے ، اب خالی ہیں تو وہ جی بھر کے اپنی محرومی اور بے بسی پر ماتم کرلیں !

ناکامی سے بڑھکر ناکامی کے طعنوں کی تکلیف ہوتی ہے - ستم یہ تھا کہ یہ بے مہر چڑیا اڑکر چلی نہیں گئی تھی ، بلکہ سامنے کے ایک درخت پر بیٹھی ہوئی تھی - کبھی اپنے پروں کو ہلا ہلا کر یاد دلاتی کہ یہی پر ہے ، جنکو آپکے قبضے میں حرکت کی بھی اجازت نہ تھی ، لیکن اب کسطرح ہوا میں پھبلاے جا رہے ہیں ؟ کبھی گردن ہلا ہلا کر چہچہاتی ، اور اسمیں یہ دلدوز طعنہ مضمر تھا کہ کل تک یہی زباں تھی ، جو کسی کے حرف رد و عقد سے ہلنے کا تصور بھی نہیں کرسکتی تھی - آج آپکی زباں بھی انکے سامنے کھلتے ہوے کت بت جاتی ہے !

فاذا ھم کعصف ماکول عاقدہ المکر ہیں !

(۲)

بہر حال انقلاب حالت نے لیڈروں کے کیمپ میں ایک بھگدڑ مچا دیا ، پچھلی جنگ کی ہزیمت سامنے تھی ، اور آئندہ کی خوفناک ہزیمتوں کے تصور سے اس " لیڈری " کے " سومنات " کا ہر بت لرزاں و ترساں تھا

فاقبل بعضھم علی بعض یتلاومون ، قالوا یا ویلنا انا کنا طاغین ! (۶۸ ۲۰)

پس لگے آپسمیں ایک دوسرے کو ملامت کرنے ، اور آخر کار سب بول اٹھے کہ ہاے ہماری کم بختی ! بیشک ہم بڑی نافرمانیوں اور گمراہیوں میں مبتلا تھے !

تاہم ایک ہی رات درمیان میں باقی رہگئی تھی ، اور جو کچھہ ہونا تھا ، ضرور تھا کہ طلوع آفتاب کی روشنی سے پہلے ہی انجام پا جاے - پس جب " سومنات " کے چھوٹے بتوں نے دیکھا کہ ہمارا عمل السحر کچھہ کام نہیں دیتا ، تو

قال اوسطھم ، الم اقل لکم لولا تسبحون (۶۸ ۱۸)

ان میں جو سب سے بہتر آدمی تھا ، کہنے لگا کہ کیا میں تم سے نہیں کہا کرتا تھا کہ اپنے (اس آخری) معبود ہی کی تسبیح و تقدیس کیوں نہیں کرتے (جو تمام مشکلوں کو حل کرنے والا ہے ؟)

یہ اس طرف اشارہ تھا کہ طاقتوں اور قوتوں کے اس " بت اعظم " سے کیوں نہیں حوائجکار استعانت ہوے ، جسکی سحرکار آنکھوں کی نیرنگی سے اس مندر کے تمام چھوٹے بڑے شکلی بت طاقت حاصل کرتے ہیں ؟

افرایتم اللات والعزی ، ومناۃ الثالثۃ الاخری ؟ (۵۳ ۱۹)

(پھر) کیا تم نے " لات " اور " عزی " نامی بتوں کو نہیں دیکھا ہے ؟ اور وہ ، جو ایک (سب سے بڑا) تیسرا بت اور ہے ، اور جسکا نام " مناۃ " ہے ؟

دعا مستجاب ہوئی اور بالآخر " اعمال و اشغال محفیہ " کی یہ عظیم الشان رات اس طرح شروع ہوئی کہ سب سے پہلے اس " مقدس عمل تسخیر " کو انجام دیا گیا ، جس کا ظاہری و سادہ نام طاہر ہیں لوگوں کی زباں میں (قدر) ہے ، اور ہماری اصطلاح میں بل ھی مدۃ ، و لکن اکثر الناس لا یعلمون (۱) میں داخل -

(۳)

رواۃ صداقت شعار اور ناقلان عدالت آثار روایت کرتے ہیں کہ یہ " عمل " بارہ بجے تک بجمیع شرائطہ جاری رہا
اور جو کچھہ کہ ہوا ، قابل اظہار نہیں

" تسخیر کواکب " کے عمل کی مشکلات آپ کو نا ہمکو کیا معلوم ؟ اُنسے پوچھیے جنھوں نے اس فن کے علم و عمل ، دونوں میں دستگاہیں حاصل کی ہیں - پھر مقصد جیسا اہم ہوتا ہے ، اتنا ہی عمل بھی قوی ہوتا ہے - اس عمل میں جو مشکل یہ تھی کہ " قران السعدین " نہیں ، بلکہ " قران الصدیں " کا سامان کرنا تھا ، مریخ اور زہرہ ، دونوں کو جمع کرنا تھا ، اور مشتری کے گرد حلقہ کھینچنا تھا تاکہ " زحل " کے فرمان سے باہر قدم نہ نکالے - بہرحال عامل کا پنجہ سعد تھا ، مریخ اور زہرہ ، دونوں کو ایک دائرے میں جمع کر ہی کے چھوڑا ، یہاں تک کہ " زہرہ " سے نایں ہمہ ناز و عشوہ ، وعدہ لے لیا گیا کہ عین حضرت " مریخ " کے برج کے سامنے ، اپنا رقص ہوش افگن نظارہ گیان ارضی کو دکھلائے گی !

---

(۱) بلکہ وہ ایک بڑا فتنہ ہے ، مگر افسوس کہ اکثر لوگ اس حقیقت سے بے خبر ہیں -

اس مجلس طرب ملکی میں تو یہ عجائب و غرائب انجام پا رہے تھے ' اور ادھر زمین کے نیچے والوں کی قسمت سر پیٹ رہی تھی :

سپہر را سعادت و نحوست ' کہ مرا
نامید بعمرہ کشت و مرہم بقہر !

(٤)

اصل یہ ہے کہ پہلے اجلاس میں جن بعض زبان آوران ارادی نے سرگرم تقریریں کی تھیں ' انکی نسبت لیڈروں نے پہلے ہی سمجھ لیا تھا کہ انھی ان سنہری تکروں کیلئے آگ کی آزمائش باقی ہے ۲۶ - دسمبر کے جلسے میں جبکہ نعروں کی جگہ زبانوں سے شعلے نکل رہے تھے ' تو (راجہ صاحب محمود آباد) ہمارے مجلس طرار دوست مسٹر (محمد علی) کو مخاطب کرکے دل ہی دل میں ضرور کہتے ہونگے :

مجلس طراریوں کے چکھاؤنگا سب مزے
تم اتفاق سے کہیں تنہا اگر ملے

بالآخر انتظار میں زیادہ دیر نہیں لگی ' اور بہت جلد تنہائی کا " گوشۂ خلوت " ہاتھ آگیا - خلوت کے اسرار و نہار محرمان مجلس تک تو پہنچتے نہیں ' ہم ایسے غیروں کو کیا خبر؟ تاہم یہاں تک تو تمام راوی متفق ہیں کہ (راجہ صاحب) نے اپنی شکست کا اعتراف کیا اور کہا کہ اگر ہرانا ہی چاہتے تھے تو ہار جانے کا اقرار کرتے ہیں - اب اور کیا چاہتے ہو؟

بیا کہ ما سپر انداختیم اگر جنگ است !

کہا جاتا ہے کہ (راجہ صاحب) نے کہا تھا کہ " جب تک مسٹر محمد علی رام نہ کیے جائیں گے ' کچھ نہیں ہوگا " یہی سبب ہے کہ اس " خلوت شب " کی بارات کا دولہا انہی کو بنایا گیا ' اور رات بھر " سہرے " کی ترئین و آرایش میں صرف ہوگئی - خیر ' ہمکو اس سے کوئی بحث نہیں کہ رات بھر کی بیداری خلوت میں کیا کچھ کیا گیا ؟ ہم تو صبح کی چشم خمار آلود ' اور زلف پریشان کی ادائیں دیکھنے والوں میں تھے - اور یہ جو اپنے حصے میں آیا ' تو اسپر شاکی بھی نہیں - ہمارے دوست کے ہم وطن ملکہ ایک سابق رئیس (یوسف علی خاں ناظم) کا قلمبند اس موقعہ کیلیے ہمیں یاد تھا :

ادائیں شب کی تو سب لوگ دیکھتے ہیں ' مگر
ہم انکی بگڑی ادائیں سحر کو دیکھتے ہیں

(٥)

خیر ' یہ تو اس " شب وصل " کی شام تھی ' اسکے ذکر کو کہیں جلد بٹٹالیے ' کیونکہ اصلی پر لطف حصہ تو اسکے بعد آتا ہے ' جبکہ رندان بادہ گسار نے " حجلۂ نیم شبی " آراستہ کیا ' اور مرتکز کارس بیخ بیخ کر ایک ایک شریک پیماں کی قسمت جبہ کو مژدۂ بادہ گساری سے بیدار کیا گیا

وقت آں نیست کہ در حجرہ بخوابی تنہا !

" ذکر عیش نہ ار عیش " یعنی ۔

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے !

چشم تصور سے کام لیجیے کہ تسمبر کے آخری ہفتے کی سرد راتیں ہیں ' لیلائے شب کی زلف کمر سے گذر چکی ہے ' ایک کنج خلوت میں صحبت بادہ پرستی گرم ہے ' اور گرم گرم سازشوں کی :

دہری شراب ہے ' بیٹھے ہیں جا بجا ساقی !

قبل اسکے کہ آپ کسی مدعی رشد کو الزام دیں ' آپ ہی کو منصف بناتے ہیں کہ بھلا ایسی توبہ شکن اور ولولہ انگیز صحبت میں اگر ہمارے کسی " درست " کی توبہ نے لغزش کھائی ' اور اس جام عہد فراموش کو منہ سے لگا ہی لی ' جو کسی کے "دست طلائی" سے پیش کیا تھا ' تو انصاف کیجیے ' آخر پہلو میں دل کس کے نہیں ہے ؟ اور پھر یہ تو وہ مقام ہے کہ ہاروت و ماروت کے قدم بھی لڑکھڑا گئے تھے :

ساقیا مرنج ارمس ' عالم حوادیہا ست !

خود صحبت آزمایان شبدہ کا بیان ہے کہ یہ نادہ گساری رات کے دو بجے تک جاری رہی تھی - اللہ اللہ !! جاڑے کی راتیں اور پچھلے پہر کی " پر اسرار " صحبتیں !! آپ الزام و اعتراض کی فکر میں ہیں ' اور " رات کے دو بجے " کے لفظ سے نہیں معلوم کیسے کیسے خیالات میرے دماغ میں گذر رہے ہیں ؟ رات کی تاریکی ' پچھلا پہر ' رندان شاطر و کہنہ مشق کا ہجوم ' اور بعض نوجوان و نوآموز مدعیان حریت ' پھر سعل مے پرستی کا یہ عالم ! اب کیا کہوں کہ کیا کہنا چاہتا ہوں ؟

مست بر دست من اُفتد و رندان دانند
حال مست ' کہ در دست هشیار افتد !

(٦)

اب ادھر کی سنیے - یہاں تو شب زندہ داران نادہ گساری " صبح خمار " کی اعصا شکنیوں میں کروٹیں بدل رہے تھے ' اور ادھر صبح اٹھ بجے ہی سے احلاس کا حال تماشائیاں بزم سے بھر گیا - ایک دن پہلے حصول مقصد کیلیے جو تدابیر گوناگوں و نوقلمروں اختیار کی گئی تھیں ' منجملہ انکے ایک تدبیر خاص یہ تھی کہ جلسہ کیلیے ٹکٹ مقرر کر دیا گیا ' اور یہاں تک ہمیں بھی اتفاق تھا ' کیونکہ آج اسٹیج پر پردے سے جو پتلیاں نکلنے والی تھیں ' وہ مہتر کے امرحتہ یاد کیے ہوے ایکٹروں کی طرح ایک تماشے سے زیادہ نہ تھیں ' اسلیے ضرور تھا کہ (باصطلاح عوام) اس " تماشہ گھر " کیلیے ٹکٹ بھی مقرر کیا جاے ' لیکن اسپر طرہ یہ تھا کہ ٹکٹ کیلیے پہلے تو یہ شرط لگائی گئی کہ صبح آٹھ بجے سے پہلے لے لیے جائیں ' حالانکہ جاڑوں میں آٹھ بجے تک رات کی کہر سے پیما بھی صاف نہیں ہوتی - پھر ٹکٹ کیلیے مہتر کے صدر دروازے پر ٹکٹ گھر کی کھڑکی کا اعلان کیا گیا تھا ' لیکن جو لوگ وہاں پہنچتے تھے انسے کہا جاتا تھا کہ راجہ صاحب کے ہاں جایئے - راجہ صاحب کے ہاں سے صدا اٹھتی تھی کہ جہاں سے آئے ہیں ' اسی طرف پچھلے پاؤں پھرے ۔

یاں سے واں ' واں سے یہاں ' حکم ہوا وصل کی سب
ہم اٹھاے ہی پھرائے رہے بستر اپنا !

اس سے غالباً مقصود اصلی یہ تھا کہ ان مشکلات کی وجہ سے ارادہ جہال طبقے کی معاونتی جمع نہ ہوسکے - یہ بھی خبر اڑی تھی کہ ایک جماعت کل کیلیے باہر سے ٹھیکے پر بلائی گئی ہے - ایک جماعت رازی ہے کہ پولیس کی قوت سے بھی کام لینے کا ارادہ کیا گیا تھا - لیکن صبح کو پھر ان تمام انتظامات کے عمل میں لانے کی ضرورت باقی نہیں رہی ' کیونکہ رات کے قول و قرار کے بعد سب مطمئن ہوگئے تھے ' کہ جب حریفوں میں باہم صلح کرلی ہے ' تو میدان جنگ میں لڑائی کا اب کیا خوف ؟ (ناظم پاشا) جب سامنہ ملتا تھا ' تو (کامل پاشا) سے فکر ہو گیا تھا ' کیونکہ اُس نے سمجھ لیا تھا کہ فوج کی اصلی قوت اسکے ہاتھ میں ہو یا نہ ہو ' لیکن اس وقت تو ضرور ہے -

(٧)

عرصہ آٹھ بجے سے جلسہ منعقد ' اور " صاحبان حل و عقد " کا منتظر تھا ' لیکن کسی ارگ کا پتہ نہیں ' اور اب پتہ لگے بھی کیونکر؟ جس جنگ کیلیے یہاں فوج جمع تھی ' اسکی صلح رات کے دو بجے کی تاریکی ہی میں انجام پا چکی تھی - اب جلسے میں شرکت

کیلیے کہا ایسی جلدی آ پڑی تھی ' جو جلدی کی جاتی ؟ پھر حال اُدھر رو نمائی میں دیر ' ادھر مشتاقاں دید کی بے صبری ' عجیب کشمکش تھی

ہوتا ہے ازدحام تمنا اسی قدر
ہوتی ہے جتنی دیر کشود نقاب میں

خدا خدا کرکے صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب بطور معتمد الجیش کے تشریف لائے - گو خود انکا آنا جلوۂ یوسفی نہ تھا ' لیکن اپنے ساتھہ " نسیم پیراہن " کی بشارت ضرور رکھتا تھا - انھوں نے سب سے پہلے " صحبت نیم شبی " کا اعلان کیا ' اور " جنگل میں منادی کرنے والے یوحنا " کی طرح خبر دی کہ " راہ صاف کرو ' کیونکہ آسمان کی بادشاہت اب قریب ہے ! ! "

(۸)

یہاں تک کہ دس بجے - صدہا نظر ہائے مضطرب ' اور صدا ہائے مصطرب کی صفوں سے گذرتی ہوئی " ارباب حل و عقد " کی قطار جلوہ فروش ہوئی ' اور " حلقۂ سازش " (۱) کے تمام " عروسانِ شب زندہ دار " ایک ایک کرکے نظر نواز نرم و انعطف ہوے - چہروں نے پہلی ہی نظر میں ارباب نظر سے رمز فروشی کی کہ رات بھر میں رنگ بدل چکے ہیں

شب نو شراب خوردہ ' تا نو صد نشابیہا ست !

ابھی میں ہمارے شدہ طرار دوست مسٹر (محمد علی) ہی تھے - صحبت نیم شبی کا خمار آنکھوں میں ' اور شب بیداری کی افسردگی چہرے پر - جی میں آیا کہ بڑھکے پوچھیں .

تو شبانہ می نمائی ' نہ بروے روشنی امشب ؟
کہ ہنوز چشم مستت اثر خمار دارد !

لیکن ہمارے دوست نے اپنی ایک رات کی حریف پرور اداؤں سے بڑے دوستوں کا ایسا حصار ہجوم پیدا کرلیا تھا ' کہ اب اسکا موقعہ ہی کب باقی رہا تھا ؟

جو کام میں عدو کے ہوئیں صرف
افسوس وہ دلربا ادائیں !

(۹)

در اصل اب فونڈیشن کمیٹی کی تمام بحث آکر اسپر ختم ہوگئی تھی کہ ڈاکٹر میجر (سید حسن) بلگرامی کا رزولیوشن منظور ہو یا عدم منظور - تمام دیگر مسائل طے پا چکے تھے ' اور اصلی پتھر جو ارباب کار کو حصول یونیورسٹی کی راہ میں نظر آتا تھا ' یہی رزولیوشن تھا -

اس رزولیوشن کا مقصد فی الحقیقت کسی قومی یونیورسٹی کیلیے اصل بنیاد ' اور نمبر ۱ بنیاد کار کے تھا ' یعنے گورنمنٹ کے اختیارات کا مسئلہ - رزولیوشن کے الفاظ یہ تھے

" قوانین کالج کی دفعہ ۴۱ - ضمن ۵ - میں جو اختیارات اسوقت پیٹرن کو حاصل ہیں ' انسے زیادہ اختیارات یونیورسٹی کی صورت میں ' حضور وائسراے کو بحیثیت چانسلر نہ دیے جائیں "

میجر صاحب نے اس تحریر کو بعد از ہزار سعی و مجاہدت پیش کیا ' اور تمام آزاد خیال طبقے نے (جو قوم کو قومی یونیورسٹی کے دھوکے میں ایک گورنمنٹ یونیورسٹی خرید نے سے بچانا چاہتا تھا ' اور جسکی قدمت میں علی گڈھ کالج بھی ہاتھہ سے جاتا تھا) ساتھہ دیا اور آخر تک ساتھہ دینے کیلیے طیار تھا - اب جو وہ تشریف لاے ' تو اسٹیج پر آتے ہی میں نے انسے پوچھا : فرمائیے کیا ارادہ ہے ؟ کہا کہ " صلح کاری کے ساتھہ کام کرو ' بہتر ہے ' اور مجکو یقین دلایا گیا ہے کہ بحالت موجودہ میرا رزولیوشن پاس نہیں ہوسکتا " (حالانکہ آخری خیال درست نہ تھا) .

میں نے اُسی وقت " انا للہ " کا جو پرسوں کی شام کو زبان پر گذرا تھا ' اعادہ کیا ' کہ اپنے قیاسات کی پوری تصدیق ہوگئی - اب " صلح " کی خواہش ہے ' گو تمام یورپین ترکی ہاتھہ سے جاے -

میجر صاحب کانفرنس کی صدارت کیلیے تشریف لاے تھے ' اور فی الحقیقت جس قابلیت اور صداقت کے ساتھہ انھوں نے اپنے فرض کو ادا کیا ' وہ انکی عظمت کیلیے بہت بڑی چیز ہے - پس بہتر تھا کہ وہ فونڈیشن کمیٹی کے اجلاس میں حصہ نہ لیتے اور اس رزولیوشن کو پیش ہی نہ کرتے - وہ بڑے بڑے قوم کے سامنے آئے اور آتے ہی اپنے تئیں ایک آزمایش میں ڈال دیا ' حالانکہ آزمایش کی راہ دوسری ہے :

عاشقی شیوۂ دندان شکن باشد

۲۹ - کی سہ پہر کو ہمیں خیال ہوا تھا کہ کہیں میجر صاحب کی استقامت " ارباب حل و عقد " کے مقابلے میں مرعوب نہ ہوجائے ' ہم نے خیال کیا تھا کہ اگر وہ اپنی تجویز میں ترمیم پسند کرینگے یا واپس لے لیں گے ' تو معاً کوئی دوسرا شخص اسکو پھر پیش کردیگا - لیکن افسوس کہ ۲۸ - کی صبح کو حالت بدلگئی - ہم ایک شعر یاد کرنے لگے ' جسکا پہلا مصرعہ یاد نہیں آتا تھا - دوسرا مصرعہ یہ ہے :

اگر ماند شبے ماند ' شبے دیگر نمی ماند

(۱۰)

با وجودیکہ مجلس " نیم شبی " کے قول و قرار صلح سے دل مطمئن اور مسرور قریب تھے ' لیکن پھر بھی جنگ کے اجرا کا خوف دلوں میں باقی تھا - اسکے لیے علاوہ اور بہت سی تدابیر مختلفہ کے جو بارہ دری کے دروازے اور خود اندر بھی کی گئیں تھیں ' ایک خاص تدبیر خود اسٹیج پر بھی ارادوں کی مجبری کرتی تھی - دو قطاروں کی مسند پلنگیں پریسیڈنٹ کی کرسی اور میز کے چاروں طرف فرش پر بچھائی گئی تھیں ' اور نہیں معلوم اس بلغاری محاصرہ کا (ایڈریا نوپل) کونسا نما ؟ بعض اشخاص جو کل تک جلسوں میں اپنی پگڑیوں کے ذریعہ ممتاز تھے ' ہم نے خاص طور پر دیکھا کہ آج کے پیش آنے والے واقعات سے متاثر ہوکر ترکی ٹوپی کے یونیفارم سے لیس ہوکر آے تھے - شاید اسلیے کہ آدمیوں کے پگڑی اتارنے سے پہلے خود ہی اُتار دیتھیں ' یا اسلیے کہ جنگ کے موقع جس مستعدانہ چستی و چالاکی کے خواہاں ہوے ہیں ' انکے لیے پگڑی کے ورود کسل پیچ مناسب حال نہیں -

ہم نواب (وقار الملک) بہادر کے پیچھے ہی بیٹھے ہوے تھے - ہم نے دیکھا کہ اس حالت کو بطور خود نواب صاحب قبلہ نے محسوس فرمایا ' اور ان لوگوں سے باصرار کہا کہ اسطرح نہ بیٹھیں ' غالباً یہ بھی فرمایا تھا کہ اس سے لوگوں کو شبہات پیدا ہوے ہیں (مگر یہ آخری جملہ یقینی طور پر یاد نہیں ' ممکن ہے کہ کسی اور نے کہا ہو) لیکن وہ نبرد آزمایان جنگ ' جو آج اپنے دست و بازو کے جوہر دکھلانے کیلیے جمع ہوے تھے ' وہ ان نصائح و احکام کی کب پروا کرنے والے تھے ؟

اس ہجوم و حصار سے ایک [illegible] معصر بظاہر یہ نظر آتا تھا کہ اگر کوئی شخص مخالفت میں تحریر کرنے کیلیے آمادہ ہو ' تو اسکو بروقت اسکا موقعہ ہی نہ [illegible] ' کیونکہ اول تو مقرر کیلیے کھڑے رہنے کی کہیں جگہ ہی نہ [illegible] - دوسرے اس محاصرے

(۱) سازش کا لفظ شاید پہلے بھی کہیں لکھ چکا ہے - لیکن یہ میری جانب سے نہیں ہے ' بلکہ مجسمہ نواب صاحب قبلہ کا لفظ ہے - جو انھوں نے اپنے مصنوں میں دو جگہ استعمال فرمایا ہے - منہ -

کی صفوف کی رخنہ سے راہ مرور اسطرح بند ہوگئی تھی' کہ وہاں تک پہنچنے کیلئے کئی منٹوں کی حد و جہد مطلوب تھی - خود ہم اور خواجہ علام الثقلین اگر اتفاق سے بالکل اسٹیج کے کنارے پیشتر ہی سے نہ پہنچ ہوتے تو تقریر کرنے کا موقعہ ہی نہ ملتا ہوا' کیونکہ جلسے ہی میں مخالف اتھکر کنارے تک پہنچنے کی کوشش کرتا' اپنی دنر میں زرولدوش پاس ہی کردیا جاتا (جسمانہ بعد کو نہ جمع کیا گیا)

ایک اور تدبیر خاص وہ تھی جسکے ذریعہ موافق کے چذور اور مخالف کا شور و ہنگامہ بند کرنے کی کوشش کی گئی تھی یعنی اسٹیج پر پہنچنے والی جماعت کا ایک طبقہ پہنچے مجلس کی مخالف قطاروں میں منتشر ہوکر بیٹھ گیا تھا تاکہ وقت ضرورت مجمع کے ہر حصے سے ایک ایک صدائے موافق اتھکر شور مچادے' اور معلوم ہو کہ ہر طرف سے صدائیں اٹھ رہی ہیں - اس انتظام کا سلسلہ اخیر مجمع تک موجود رکھا گیا تھا - اسٹیج کے سامنے کی دیوار کرسیوں پر بھی شریکال زار اشخاص بٹھائے گئے تھے' تاکہ اگر کوئی مخالفت میں تقریر کرے' تو معاً نیچے سے آوازیں اٹھنا شروع ہوجائیں' اور اسکے ہنگامے میں مجمع کی مخالفت صدائیں مدغم ہوکر مفقود ہوجائیں - چنانچہ جونہی آنریبل خواجہ علام الثقلین نے ترجمہ پیش کیا' گو وہ مخالف میں نہ تھی' بلکہ صرف ترجمہ تھی تو ہم شور و غل کی آوازیں معاً سنائی دینے لگیں

ہم نے یہ بھی سنا تھا (والعہدۃ علی الراوی) کہ رات کے پیمان و عہد کے بعد بعض معتبر ارادتی خواہ اشخاص نے ایک کاغذ اپنی تمام جماعت میں پھرا دیا تھا' جسمیں " مجلس یوم شنبہ " کے صبح ہونے کا ذکر تھا' اور لکھا تھا کہ آپ ۲۶ - کے جلسے کے تمام ارادتمند لوگوں کو اسی کی تائید کرنی چاہیے' اور کسی مزید مخالفت کی ضرورت نہیں - ہم نہیں کہہ سکتے کہ کہاں تک یہ درست ہے ؟ مگر دارہ درہی کے دروازے پر جب ٹکٹ دیکھنے والوں اور آنے والوں میں ہاتھا پائی ہورہی تھی' تو ہم شور و غل سنکر باہر نکلے تھے - ہمنے اپنے ایک درست کو دیکھا تھا' جنکے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا' اور ایک حلقۂ احباب میں کھڑے باتیں کر رہے تھے - ہم نے ایندہ ارادوں کی نسبت پوچھا مگر وہ ٹال گئے - واللہ اعلم بحقیقۃ الحال -

قصہ مختصر یہ کہ تڑے تڑے سامان کیے گئے تھے' اور چونکہ " صلح " ہوچکی تھی' اسلیے اب انتظامات خود انہی کے ہاتھوں انجام پا رہے تھے' جو ۲۷ - کی شام تک خود موافق حضرات اور " ارادتمند " جماعت کے سرعدہ " مجمع جانتے تھے' اور در اصل افسوس بھی اسی کا ہے .

نیم بسمل اُس نے گر چھوڑا' تو کچھ پورا نہیں
پر یہ غم ہے' اعتبار دست قاتل اٹھ گیا

(۱۱)

بہر حال مجلس ختم ہوچکی تو پردہ اٹھا' اور اس تماشے کا ایک ہی ایکٹ شروع ہوگیا - سب سے پہلے ہمارے عشرہ مبشرہ درست مستر (محمد علی) باہر نکلے اور زرولدوش پیش کیا' وہ بیٹھے تو میجر (سید حسن) بلگرامی اٹھے اور تائید کی -

یکے تدبیر دل رفت و پردہ دار یکے !

اب بعد ۲۹ - کے معرکے ہے اور نہ مزید .

یہ لوگ بھی عجب ہیں کہ دل پر یہ اختیار !
سب موم کرلیا' سحر آہن بنالیا !

۲۶ - کی شام پھر کو ہمارے درست کا مزاج بہت گرم تھا' انکی تقریر اتنی پر جوش تھی کہ اسکی بے اعتدالی ہم کو بھی ناگوار گذری اور اُنکے کان میں کہا کہ خدا را ذرا لب و لہجہ نرم کیجیے - علی الخصوص یہ بات جس پر آج سے پہلے کبھی خیال نہیں آئی تھی کہ بازار رور " جوش محمد " اور " حزب اللہ " کے صاف پر وہ صرف کر رہے ہے اور تقریر صرف صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب پر شخصی ایرادات کرنے میں جاری تھی - حالانکہ بہتر تھا کہ تعدد اشخاص و تعین کے وہ سب کچھ کہتے - ہم کو اعتراف ہے کہ صاحبزادہ آفتاب احمد خاں نے اس روز وہ دل تعریف عاقلانہ تحمل سے کام لیا' اور اپنی تقریر میں ایک لفظ بھی نہیں کہا - گو جلسہ انکا مخالف تھا' مگر عصہ تو وہ شے ہے کہ موقعہ شناسی کی مہلت ہی کب دیتا ہے ؟

لیکن آج انکی تقریر اتنی ٹھنڈی تھی کہ برسوں جن لوگوں نے انکے جوش و آتشگاہ سے اپنی انگیٹھیاں روشنی کی تھیں' آج انکے آثار تقریر ہی سے جوش بجھنے آنے لگیں - پرسوں ہمارے دوست کے ہاتھ میں شامپین کے جام تھے' آج انہوں نے چاہا کہ ٹھنڈے پانی ہی کو وائن گلاس میں بھر بھر کر تقسیم کردیں - مسودا بھی نہیں -

ہم نے تقریر کا پہلا لفظ ہی سنکر اپنے دوست کے بھیجے ہوئے احباب سے کہدیا تھا کہ آج یا تو صرف پانی ہے' یا پانی اسقدر ملا دیا ہے کہ تو اور تو کعبہ' دونوں کا پتہ نہیں

مرا اے مے فروش آں بدعہدی نیست
مگر در ساغرے کردہ دسیسے

سب سے پہلے ہمارے دوست نے قسمیں کھانا شروع کیں کہ مجھپر خدا کیلئے اعتماد کیجیے' لیکن وہ بھول گئے کہ زیادہ قسمیں کھانا کوئی اچھی علامت نہیں سمجھی جاتی گو اچھی علامت ہو قسم سچی سہی' پھر بھی ضرورت کیا ہے کھانے کی !

ہمارے دوست کو معلوم نہیں کہ اعتماد حاصل کرنے کا ذریعہ قسموں اور عہد و پیماں میں نہیں ہے' بلکہ دلکی آواز ہی خود میں ہے - سچا اعتماد پیدا کرنے والوں نے کبھی خود قسمیں نہیں کھائی ہیں' بلکہ اپنی استقامت اعمال کے زور سے اعتماد کی قسمیں دنیا سے لی ہیں - اس نکتے کو (حافظ) نے سمجھا

نہ ہر سخن صدق و صفا حرف عہد نیکو نہ ست
نگاہ اہل محبت تمام سوگند ست !

الم تر الی الذین یزکون انفسہم ؟ بل اللہ یزکی من یشاء !

دل اسکے کہ کوئی کچھ کہے' خود انہی نے تدبیر تیش کی تصویر کو " سادی چمک تمک " سے تعبیر کیا' اور پھر واقعہ واللہ جہد ایمانہم کا سلسلہ شروع ہوا - کہ نہ اسکا ثبوت نہ تھا کہ خود انکا ضمیر بھی اس وقت عالم اضطراب میں ہے' اسلیے خود ہی اپنے سے کھٹکنے ہیں' اور خود ہی جواب دیتے ہیں ؟ صاف معلوم ہوتا تھا کہ آج جو کچھ زبان سے نکل رہا ہے' اس سے ہمارے دوست کو خود بھی حیا آرہی ہے

میں اپنی چشم شوں کو الزام خاک دوں
تیری نگاہ شرم سے کیا کچھ عیاں نہیں ؟

(۱۲)

عرصہ دراز کی فریفتہ معرکہ آرائی کو اب اور کہاں تک طول دیا جاتا ؟ اسکا فیصلہ یوں کیا گیا کہ نئی نئی طریقہ پیدا کیجیے کہ خیر الامور اوسطہا - کفر و اسلام' دونوں کو اختیار کیجیے اہرمن اور یزداں' دونوں کو رام کیجیے - ایک ہی طرف کیوں جھکیے جب دونوں کی خوشنودی حاصل ہوسکے ؟ صرف کعبے ہی کے کیوں ہو رہیے جب بتکدے سے بھی رسم و راہ رہسکے ؟ ایک ہاتھ میں زنار برہمن لیجیے اور دوسرے ہاتھ میں سبحۂ زاہد -

یعنی ایک ہاتھہ اماں سے ملائدے اور دوسرا وقف مصاحبۂ ثعابی - یعنی ایک ہاتھہ میں " حام علامی " اور دوسرے میں " سندان حریت "

درکفے حام شریعت درکفے سندان عشق
ہر ہوسنا کے ندادند حام و سندان باختن

مدتدس نیں دالك ' لا الی ہا اولاء ' ولا الی ہا اولاء ا (۴ ۱۴۲)

معسروں ما نشدوہ ہر کس موافق سنت
وا ما مسراب خورد و نراهد نماز کرد

بومی بعض و بعض اور بعض ناموں میں راہ ایمان اختیار
بعض ' و بعض دوسروں کرینگے اور بعض میں راہ کفر ' وہ
ان یتخذوا بین چاہتے ہیں کہ ان دونوں کے درمیان
دالك سبیلا (۴ ۱۵۰) کوئی تیسری راہ اختیار کریں -

حقیقت یہ ہے کہ اس " جمع اضداد " کی راہ نہایت مشکل ہے - ایک ہاتھہ میں حام باطل پرستی زمانے ' اور دوسرے میں سندان حق پرستی ' اور دونوں کو باہم زور زور سے ٹکرادینے ' مگر شرط یہ ہے کہ باطل کے حام داورس میں نال سک نہ آئے ' اور سندان حق پرستی بھی ہاتھہ سے الگ نہو !

ہر ہوسنا کے ندادند حام و سندان باختن !

اور یوں تو حیدر نہیں مگر اپنی کمزوری کا تو ہمیں صاف صاف اعتراف ہے - اس سعندہ دارانہ چالاک دستی کی مشق کملنے تری دری دلیلوں کی ضرورت ہے ' نہ مقاصات عائدہ ہم نہی دسدر نہ ل اور ابھی حاصل نہیں ہوئے -

(۱۳)

صدر صاحب کی تائید کے بعد میں نے تقریر کرنی چاہی ' لیکن خواجہ غلام السیدین صاحب نے کہا کہ وہ زور دلدوش کی نسبت ایک رقعہ واپس بھیجنا چاہتے ہیں ' اسکو پیش کرینگے - چنانچہ خواجہ صاحب نے نہایت خوش اسلوبی کے ساتھہ تقریر کی اور دانشمندانہ طریقہ سے بعض احتیاطات مہمہ کے ملحوظ رکھنے کی ضرورت واضح کی - اس انتظامات معجلہ سرگرم کار ہے - مخالفت کی آوازیں آہستہ سرد ہوگئیں -

اس عرصے میں ' میں کیا سوچ رہا تھا ؟ تمام قیاسات کی تصدیق ہوچکی تھی ' اور معلوم ہوگیا تھا کہ آزاد خیال پارٹی کی قوت کو شکست دینے کیلیے ایک عنصر ' مرکب سے الگ کرلیا گیا ہے - پھر اور جو جو تدبیریں ۲۶ - کے مدعیان آزادی اور ہنگامہ پردازان حریت کو اپنے قابو میں لانے کیلیے کی گئی تھیں ' وہ بھی کامیاب ہوگئی تھیں - ایک پورا خیال ہے ' جسمیں سب کے پاؤں پھنس گئے تھے - پھر کیا رنگ بدلا ہوا دیکھکر میں بھی خاموش ہوجاؤں ؟

یہ ایک مقدمہ کی ہر دل عزیزی اور احسان مندی تھی جو بغیر کسی نقصان کے حاصل ہوئی تھی - کیونکہ تمام مدعیان آزادی و حق پرستی سر جھکا چکے تھے ' اور اب اس حق و باطل کے مرکب معجون ہی کا نام " حق خالص " تھا ' پس آزاد خیالی اور حق پرستی پر کوئی آنچ نہیں آتی ہے ' اور ہر داغ دلپذیری کی دلکش ہدیہ آجاتی ہے - جس بھی اپنے ہی حصے میں آتا ہے ' اور دغل کا داغ بھی نہیں چھوٹتا - پھر کیا مصالحہ اگر چند لمحے کی خاموشی سے مدتوں تک کام دینے والی کمائی پیدا کرلی جائے ؟

یہ خیالات تھے جو اس موقعہ پر قدرۃً ہر دماغ میں گذر سکتے تھے لیکن گو قوت کا ایک لمحہ کیلیے بھی دعوا نہیں ' تاہم ایسے ایسے دقیق شخصانہ کیلیے تو الحمد للہ اپنے پہلو میں ایک قوت رکھتا ہوں - " ہر دلعزیزی " کی خواہش سب سے بڑا " شیطان " ہے جسکی ایک نگاہ گرم کے سامنے ہی ہمتوں اور استقامتوں کی بڑی بڑی چٹانیں پانی ہوکر بہہ جاتی ہیں لیکن جس دن میں نے اپنی پہلی اور آخری ' اسی دن سے اپنے پاؤں کو راہ حق گوئی کی اس اولیں

زنجیر سے آزاد کر لیا ' اور استقامت کی توفیق اللہ کے ہاتھہ میں ہے -

میرے عقیدے میں " ہر دلعزیز " کا زیادہ صحیح نام " منافق " ہے اور یہ محال قطعی ہے کہ ایک شخص " حق گو " بھی ہو اور پھر نرم ایمان و کفر ' دونوں میں ہر دلعزیز ہو - جو لوگ چلنا چاہتے ہیں ' انکو سمجھہ لینا چاہیے کہ انکے سامنے صرف دو ہی راہیں ہیں ' حق و باطل ' کفر و ایمان ' نور و ظلمت ' اور خدا پرستی و شیطان پرستی ' انہی دو راہوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرلیں - یہ بالکل فضول کوشش ہے کہ دونوں میں سے کوئی نئی درمیانی راہ نکالی جائے - میں نے تو ارادہ کرلیا ہے کہ خواہ کچھہ ہی کیوں نہ ہو ' لوگ اپنے ظاہر و باطن کو ایک رکھینگے ' اور جو دل میں ہوگا ' اسی کو زبان کے حوالے کرینگے ' دعا کرتا ہوں کہ خدا جلد مجھے کسی سخت آزمایش میں ڈالے ' اور مجھے اپنے دل کی استقامت کے آزمانے کا موقعہ ملے - وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون -

مجکو بعض صاحبوں نے روکا کہ اب مخالفت میں تقریر کرنا کچھہ فائدہ ہے - نواب اسحاق خاں صاحب نے کہا کہ ایک بات پر اب سب متفق ہوگئے ہیں ' مخالفت سے کیا فائدہ ؟ لیکن درحقیقت ان بزرگوں کی غلطی تھی - مخالفت اسلیے نہیں کی جاتی کہ موافقت کی صدائیں بلند ہوں ' اور لوگ چیئرز کا ہنگامہ بپا کر جوش مقدم کریں ' بلکہ صرف اسلیے کی جاتی ہے کہ ایمان اور ضمیر کا حکم ہوتا ہے کہ ایسا کرو - یہ حکم بالکل اس سے بے پروا ہے کہ لوگوں کا کیا حال ہے ؟ کوئی سچی بات اسلیے نہیں روک کردی جاسکتی ' کہ لوگ اسکا استقبال نہیں کرینگے - سچ ' سچ ہے اگرچہ تمام عالم میں ایک بھی اسکا دوست نہو - البتہ یہ حالات و واردات اور ہیں - جنکے سمجھنے سے اپنے بزرگوں اور دوستوں کو ابھی عرصے تک مجبور و معذور سمجھتا ہوں

حریف کاش مرگاں ہوں زبس نیش ناصح
نشست اور رگ جاں ' و نشتر را تماشا کن

جس چیز کو آپ لوگوں نے " ایمان " سمجھا ہے ' اپنے عقیدے میں وہی کفر ہے - جس کی پرستش کیلیے ازلیں شے فرمائی ہے اور آپکا دماغ ابھی اسکا تصور بھی نہیں کرسکتا - ساری عمر نفس کی پرستش میں کٹی ہے ' اب چند لمحوں کے اندر آپکو خدا کیسے دکھلا دوں ؟ اپنی اپنی راہ ہے ' اور اپنا اپنا مذہب

و للناس فیما یعشقون مذاهب

آپ لوگ معذور ہیں ' لیکن مدتوں راہ میرے لیے جھوز دیجیے ' اور جہاں جا رہا ہوں ' جانے دیجیے - آج نہیں ' مگر کل دیکھوگے کہ حقیقت کیا ہے ؟ - خدا کا ہاتھہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ' اور " مستعمل " سے بڑھکر کوئی جج نہیں - عنقریب کھل جائے گا کہ میں کس راہ پر تھا ' اور آپ کہاں جا رہے تھے ' اور وہ مقلب القلوب اپنے بندوں کے دلوں کو میرے لیے کھولتا ہے یا آپکے لیے ؟ البتہ جن دلوں کو خدا اپنے نور ہدایت کیلیے چن لیتا ہے ' ان میں اور تم میں یہی فرق ہے کہ وہ آج جس چیز کو دیکھتے ہیں ' تم کل دیکھوگے - اسی معاملے کو دیکھو ! جسمیں صرف میں ہی ایک مجرم تھا ' جس نے مخالفت کی - اور سب خاموش رہے ' یا سر شاری نفاق سے جھومتے رہے - لیکن آج سینکڑوں میں جو سر پیٹ رہے ہیں - پھر یہ کیا ہے ؟ کیا یہ ایک الہی نشانی نہیں ہے جو حقیقت کے چہرے کو بے نقاب کر رہی ہے ' اور بتلا رہی ہے کہ کس کی زبان اللہ کے ہاتھہ میں ہے جو اسکو کہلواتا ہے ' اور کس کے دل نفس کے قبضے میں ہیں جو انہیں ہلنے نہیں دیتا ؟ پھر کیا کوئی آنکھہ ہے جو دیکھے ! کوئی کان ہے جو سنے ! اور کوئی دماغ ہے جو سوچے ؟

و هو الذي انشأ لكم السمع و الابصار و الافئدة ' قليلا ما تشكرون (۲۳ ۶) [اور وہی خدائے قدیر و حکیم ہے - جس نے تمہارے لیے کان ' آنکھیں ' اور دل پیدا کیے ' تاکہ تم سنو ' دیکھو ' اور عبرت پکڑو ' مگر افسوس کہ تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو]

۶ ۸ - الہ ۳

ناموران غزوۂ بلقان

انقلاب عثمانی

(٤)

— * —

(ادرنے) کی طلبی سے ورود قسطنطنیہ تک

— * —

(مقتبس از بعض حواشد عثمانیہ و مراسلۂ ڈاکٹر مصطفیٰ الدین بے)

— * —

تبارک الذی بیدہ الملکوت ' و ھو علی کل شیٔ قدیر !

— * —

انقلاب پر کئی ہفتے گذر گئے - اس عرصے میں عربی اخبارات کے مضامین ' ٹائمس اور ڈیلی ٹیلی گراف وغیرہ کے نامہ نگاروں کی مراسلات ' اور آور مختلف ذرائع سے آئی ہوئی معلومات شائع ہوتی رہیں - لیکن تا اس ہمہ اصلی عقدہ اب تک لاینحل ہے !

عین انقلاب کے دن جو واقعات گذرے ' انکی صحیح روایت کا انتظار تھا کر رہے گا - وہ علانیہ پیش آنے والے واقعات ہیں جو روز روشن میں سب کو نظر آئے - لیکن اس سربستۂ طلسم کی اصلی گرہ یہ ہے کہ جو کچھ پردے کے باہر دنیا نے دیکھا ' سنا سمجھا و سامان ' پردے کے اندر کیونکر کیا گیا ؟ یہ ایک میدان کارزار تھا ' جس نے صلح کو فتح و شکست کا فیصلہ کر دیا ' لیکن وہ کون تھا ' جس نے شب کی تاریکی میں اسکا نقشہ مرتب کیا ؟ وہ ایک کلمۂ الٰہی کی حفاظت ' اور تخت خلافت کے بقا کے لیے فرع اکبر کا دن تھا ' اور ضرور تھا کہ اسکو انجام دینے کیلئے دست خالق کسی دست مخلوق کو اپنا آلہ بنائے - پس اس نے بنایا اور اپنی تلوار اپنے بندوں کے ہاتھوں میں پکڑا دی ' لیکن تھا وہ کون تھا ' جو اس نیابت الٰہی کا مستحق ہوا ' اور جسکے دست حق پرست نے " سیف اللہ المسلول " سے ملقب ہونے کا استحقاق پیدا کیا ؟

اس آخری سوال کے جواب میں بغیر کسی تامل کے کہا جاسکتا ہے کہ (انور بے) - لیکن پھر نصرت الٰہی کی یہ قدرت قاہرہ ' اسلام پرستی اور خدمت ملی کا یہ مجسمۂ رشید ' عقول و مدرکات انسانیہ کیلئے یہ ایک درق اسرار ' یعنی (انور بے) اندرون طرابلس اور صحرائے لیبیا سے کیونکر نائیورس کے کنارے پہنچ گیا ؟

ان سوالات کا اتنک کہیں سے جواب نہیں ملا ' نہ وہ اصلی عقدہ ہے ' جو اب تک لاینحل ہے اور جب تک حل نہو ' اس وقت تک ہم اس انقلاب معجزہ و عزائم کے متعلق بالکل تاریکی میں ہیں -

لیکن میں آج اسے حل کرونگا

* * *

اتحاد و ترقی کی وزارت کی شکست کے ساتھ ہی جنگ بلقان شروع ہوئی تھی - گو وہ مرتبانہ مذاکرات کا ایک شدید دور تھا ' تاہم یاد ہوگا کہ بمجرد اعلان جنگ کے اتحاد و ترقی نے اپنا اعلان صلح شائع کر دیا تھا اور لکھدیا تھا کہ چونکہ حکومت کو عثمانی سے مقابلہ پیش آگیا ہے ' اسلئے اب آپس کی رنجشیں بھول جانا چاہئیں -

حاربہ بے ' طلعت بے ' اور جلدل بے ' دوح میں داخل ہوگئے تھے - لیکن تا اس ہمہ (کامل پاسا) کی وزارت نے ریاست عالیہ بلقان سے اترنے کی جگہ ابھی کو ابدی اصلی جنگ کا نشانہ قرار دیا ' اور انکی جانب سے گذشتہ دنوں کے بھولے اور نئی کاوشوں کو دور کرنے کی جدی زیادہ کوشش ہوئی ' ابھی ہی کامل پاسا نے اپنے حاکمانہ اقتدار سے سنجیدگی شروع کردی - کامل انسا کرنے کیلئے مجبور تھا - وہ ایک پہلی تھی ' جسکی درز اوگاسدان کے قافیہ میں تھی ' اور اس نے کامل کو اسلئے وزیر نہیں بنایا تھا کہ اپنے مقدس پیش روؤں سے آگے ' بلکہ اسلیے کہ ملک کی اصلی محافظ جماعت (اتحاد و ترقی) کو نابود کردے -

عساکر انور بے درنہ میں روانگی سے پہلے

اواخر نومبر ۱۹۱۲ -

سب سے پہلے پریس پر مصیبت آئی ' احزاب بند کردیے گیے ' پھر جلا وطنیاں شروع ہوئیں - فرضی مقدمات قائم کیے گئے - ایک فوجی عدالت شدید وقتی ضرورت کی فرضی ترکیب سے کھول دی گئی ' اور سب سے آخر یہ ' کہ ایک فرضی سازش کا الزام رکھکر گرفتاریاں شروع کر دیں -

فی الحقیقت اس چند ماہ کی فرصت میں انجمن اتحاد و ترقی کی قوت کو دائمی طور پر کچل دیا گیا تھا ' اور (انگلو ترکش) اتحاد اپنے دیرینہ منصوبوں میں کامیاب ہوگیا تھا ' لیکن تاہم اس جڑ کے کچھ ریشے زمین کے اندر باقی رہگئے تھے ' اور صداقت کی اگر ایک چنگاری بھی باقی رہجاتی ہے ' تو آتشکدہ بننے کیلئے کافی ہے -

انجمن کے بقیہ السیف ممبر زمانے کو مخالف دیکھکر خاموش ہوگئے تھے ' لیکن جب انھوں نے دیکھا کہ کامل نے پہلے تو اصلی مرض جنگ کو دول یورپ اور علی الخصوص اس نساط سیاست کے سب سے بڑے خطرناک شاطر (انگلستان) کے اعتماد پر قربان کردیا ' اور اب صلح کی سازش شروع ہوگئی ہے ' تو صدر نہ کر سکے ' اور نا رجود سے پر زوالی کے ایک مرتبہ اور نے کی اور کوشش کی -

(کامل پاشا) نے انجمن کے ممبروں کے تعلقات قصر سلطانی سے نا لکل منقطع کر دے تھے ' اور اس امر کا نہایت شدید انتظام کیا تھا کہ کوئی شخص بغیر کامل کی وساطت کے سلطان المعظم سے مل نہ سکے - اسمیں یہ مصلحت تھی کہ جنگ کے حالات اور قومی و قومی آزار سے سلطان المعظم نا لکل بے خبر رہیں ' اور جو اطلاعات کامل پاشا اُن تک پہنچادے ' اُسی پر اعتماد کرتے رہیں -

پس سب سے پہلی کوشش جس سے انجمن نے اپنا موجودہ دور حیات شروع کیا ' خاندان سلطانی کی اعانت کو حاصل کرنا تھا ' اسی کا نتیجہ وہ قومی رد تھا جو شہزادہ یوسف عزالدین کی سعی سے دارالامارہ سلطانی ہوا ' اور جسکی سرگذشت ہم (انقلاب عثمانی) نمبر (۲) میں لکھہ چکے ہیں -

لیکن کامل پاشا کا ستارہ ابھی اوج پر تھا - اُس نے فوراً ایک نیا تارہ پیدا کر دیا ' اور ایسی چال چلی ' کہ سلطان المعظم کو چند لمحوں کے اندر اپنے ہاتھوں میں کرلیا - اس نے کہا کہ اتحادی آپکو تخت سے اُتارنے کی تدبیریں کر رہے ہیں - فرانس یوسف اسلئے انکا ساتھہ دیتا ہے کہ تخت نشین بننے کے منصوبوں میں ہے - ساتھہ ہی ایک فرضی سازش کی خبر دی جو گویا محمود شوکت پاشا کی سرکردگی میں انجام پا رہی ہے ' اور تمام اتحادی اور خاندان سلطانی کے ممبر اسمیں شریک ہیں -

اسی کا نتیجہ وہ عام گرفتاری تھی جس نے چند گھنٹوں کے اندر ۸ - سو انجمن کے ممبروں اور ہواخواہوں کو دنیا سے الگ کردیا -

* * *

جو لوگ بچے تھے ' وہ قسطنطنیہ سے جلد نکل گئے - صرف آٹھہ آدمی شہر میں اسلیے رہگئے ' تاکہ ان گرفتاران ظلم کی رہائی کی تدبیریں کریں -

یہ ایک نہایت خطرناک قیام تھا ' جو ان آٹھہ فدائیان ملت نے گوارا کیا - قید جانے کے دروازے انکے منتظر تھے ' اور کمال پاشا کی آنکھیں نمدار تھیں ' تاہم انکی غیرت نے گوارا نہیں کیا کہ رفیقان کار زندان بلا میں گرفتار ہوں ' اور وہ انکو چھوڑ کر اپنے عیش کدوں کی راہ لیں -

انکو ترکی تعزیت (شہزادہ یوسف) سے ملی جس نے انکو اپنی حفاظت میں لے لیا تھا اور عہد واثق کیا تھا کہ انکی اعانت سے کبھی دست بردار نہوگا -

یہی آٹھہ آدمی تھے ' جنکو آگے والے حوادث و انقلاب کا اصلی بانی ' اور اتحاد و ترقی کے نئے دور کا عمدۂ اصلی سمجھنا چاہیے -

ان میں سے چھہ آدمی حسب ذیل ہیں ' جنکے نام ہم کو معلوم ہوسکے :

(۱) ڈاکٹر مصباح الدین شریف بے
(۲) عزیر بے (عازی اور بے کے چھوٹے بھائی)
(۳) خلیل بے (جنکی تصویر در مرتبہ الہلال میں شائع ہو چکی ہے)
(۴) عمر ناجی بے مقاسدری
(۵) عثمان نجاتی بے سب ایڈیٹر طنین
(۶) شریف بوری بے ایڈیٹر اخبار " عثمانی " سلانیک

کامل پاشا کی ان لوگوں پر نظر تھی - اس نے گرفتاری کیلیے پوری تجسس کی ' لیکن یہ لوگ اسطرح پوشیدہ رہے کہ اسکو انکے قسطنطنیہ سے چلے جانے کا یقین ہوگیا -

* * *

ان آٹھہ آدمیوں میں باقی انجمن کے " مدافعین " میں سے ہے - " مدافعی " گروہ اور انکے پر اسرار مراقص کا بیان آگے آئے گا -

ان لوگوں کے سامنے دو کام تھے - مقدم ترین کام گرفتاران حکومت کو رہا کرانا تھا - اسکے بعد انقلاب حالت کی سعی -

محمود شوکت پاشا بھی نظر بند کردیے گیے تھے اور انسے اس

ادرنہ کے ایک خیمے میں عازی انور بے اور انکے ہم راز
یہ اُس راز داوانہ مصطفی کا مرقع ہے ' جہاں روانگی سے ایک دن پہلے عازی موصوف نے مشورے کیلیے اپنے چند رفیقوں کو جمع کیا تھا -

دارے میں کوئی مدد نہیں ملسکتی تھی -

ترکی میں باوجود انقلاب دستور کے اتنک پبلک اوپینین کوئی شے نہیں ہے ' اور اصلی طاقت فوج ہے - جو لوگ انجمن اتحاد و ترقی کو الزام دیتے ہیں کہ اس نے فوجی قوت کو انقلاب حمیدی کے بعد بھی اپنے قبضے میں رکھا ' وہ بھول جاتے ہیں کہ قسطنطنیہ پیرس یا نیویارک نہیں ہے - جب ہر تحریک اور ہر جماعت اپنے ہر طرف مخالف قوتوں کا حصار پائے ' تو اپنے زندہ رہنے کیلیے مجبور ہے کہ کسی نہ کسی قوت کو اپنا حامی بنائے - ترکی میں فوجی آزار کے سوا اور کسی آزار میں قوت نہیں ہے اور ابھی عرصے تک یہی حالت رہے گی -

پس ضرور تھا کہ اس وقت بھی فوج ہی سے مدد لی جاتی - فوجی افسروں کا بڑا حصہ ہمیشہ اتحادیوں کے ساتھہ رہا اور اب بھی ساتھہ تھا ' مگر انقلاب وزارت نے انکے تعلقات فوج سے نالئل منقطع کردیے تھے ' اور انکو کچھہ خبر نہ تھی کہ اتحادیوں پر کیا گذر رہی ہے ' اور موجودہ حکومت ملک کے ساتھہ کیا کر رہی ہے ؟ -

یہ جماعت دو حصوں میں منقسم ہوگئی - چار آدمی بھیس

دلکے پرشدہ (چتلجا) چلے گئے - چتلجا جانے کیلئے بھی نئے انتظامات کی ضرورت تھی ' فوجی چوکیاں قدم قدم پر قائم تھیں اور ان سب کو دھوکا دینا ممکن کہ تھا - اسکے لیے یہ تدبیر کی گئی کہ سامان رسد کی جو گاڑیاں صبح شام روانہ ہوتی تھیں ' ان میں سے ایک گاڑی کے محافظ سپاہیوں کو قتل میں کما گیا اور انکی جگہہ چار ممبر پولس دلکر گاڑی کے ساتھہ روانہ ہو گئے -

رہاں پہنچکر شتلجا کے مختلف قلعوں اور گوشوں میں شب کے وقت ان لوگوں نے دورہ کرنا شروع کر دیا - فوج میں جو خاص معتمد اتحادی افسر موجود تھے ان پر اپنے نئیں ظاہر کیا اور ملک کی موجودہ حالت کا افسانہ سنایا - انکو پہنچے ہوئے ابھی دس ہی پندرے تھے کہ یکایک تمام فوجی حلقوں میں ایک جنبش عام پیدا ہو گئی اور غصب اور برہمی کے آثار دیکھکر ناظم پاشا گھبرا گیا - لیکن نا ایں ہمہ کچھہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ اسکا مقصد کیا ہے ؟ چوتھے دن تمام افسروں کا ایک وفد اپنے اپنے فوجی حلقوں کی قائم مقامی کے ساتھہ ناظم پاشا کے پاس آیا اور خواہش کی کہ " سلطان المعظم ایک ارادۂ خاص کے ذریعہ اتحادی ممبروں کو فوراً رہا کردیں ' ورنہ ہم مجبوراً اس غرض سے قسطنطنیہ جائیں گے "

ناظم مجبور ہوا کہ اس بارے میں معاملانہ کارروائی کرے - اس نے وہ مشہور تار ترکی سلطان المعظم کے نام روانہ کی ' جسمیں فوجی اعتشاش کی اطلاع دی گئی تھی اور بدرجواست کی گئی تھی کہ " فوراً اتحادی جماعت کی رہائی کا حکم نافذ فرمائیے ' ورنہ فوج ہاتھہ سے نکلی جا رہی ہے " ادھر قسطنطنیہ میں شہزادہ یوسف عزالدین سرگرم کار تھے - وہ علانیہ حمایت کیلیے آٹھہ گھوڑے ہوے ' نتیجہ یہ نکلا کہ کامل پاشا کی کچھہ نہ چلی ' اور ارادۂ سلطانیہ جاری ہوگیا کہ فوجی عدالت کی جگہ انگ علانیہ سول کورٹ میں متہمیں کی تحقیقات کی جائے اور اگر جرم قطعی الثبوت نہ ہو تو رہائی میں ایک لمحے کی بھی تاخیر نہو -

عشق ملت اور خدمت وطن کے سوا انکا اور جرم ہی کیا تھا ؟ تاہم تمام گرفتاران ظلم رہا ہو گئے -

* * *

اب اتحاد کی قوت تازہ ہوگئی - یہ وہی وقت تھا جسکی نسبت (ڈاکٹر مصباح الدین) نے اپنے گذشتہ خط میں لکھا تھا کہ " اب ہم آزاد ہیں - اب اتحادی ہونا کوئی جرم نہیں - ہمارے دست عمل پدستور کسی طرح مقید نہیں رہے "

ان آٹھہ آدمیوں نے اپنے مشن کا پہلا کام یوں انجام دیا -

* * *

انسانی فطرت کے مسائل کا سب سے بڑا معترضہ ہے ' جب وہ نا وجود مصائب و الم میں محصور ہو جائے گے ' ان کاموں کو انجام دینے کیلئے بڑھتے ہے ' جنکو آرام و راحت کی گھڑیوں میں بھی انجام دینا مشکل ہے - ان دقیقۃ السیف آٹھہ آدمیوں نے صرف یہی نہیں کیا کہ دو لاکھہ سپاہیوں کے دل ہاتھہ میں لیکر ' آٹھہ سو آدمیوں کو رہا نہ کرا دیا ' بلکہ ملک کی دماغی اور تعلیمی تدبیریں بھی شروع کر دیں

(۲)

صلح نامہ اتلی و دولت علیہ کے نافذ ہو جانے کے بعد (عاری افسر نے) نے قطعی ارادہ کرلیا تھا کہ ابھی چند برسوں تک طرابلس سے نہ ہلیں اور جس " عربی طاقت " کے پیدا کرنے کا اس جنگ نے سامان کر دیا تھا ' اور جو کامل ڈیڑھ سال کی لگاتار سعی و مجاہدت کے بعد وجود میں آئی تھی ' ضرور تھا کہ اب اسکو تکمیل تک پہنچایا جائے - سب سے بڑا اہم کام یہ تھا کہ (سنوسی) اور قبائل عرب کو جنگ پر مائل رکھا جائے ' اور اندرون عرب میں بشر تعلیم و تربیت کی مہمات کو ترقی دی جائے -

وہ اپنے کاموں میں مصروف تھے ' اور ترکی کے داخلہ حالات سے بے خبر ' کہ یکایک پریس (عمر طوسون پاشا) نے انکو کامل پاشا کے برسر اقتدار ہونے کی خبر دی ' اور لکھا کہ مختار پاشا کا نام محض ایک دھوکا ہے - نئی حرب البحریہ و الائتلاف کامل پاشا کے پردے میں کام کر رہی ہے -

ساتھہ ہی وہ خطوط بھی انکو پہنچائے جو آستانۂ علیہ سے اس بارے میں آئے تھے -

یہاں یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ طرابلس میں (انور بے) کے قسطنطنیہ سے تعلقات اب صرف (عمر طوسون پاشا) کے ذریعہ قائم تھے ' کیونکہ سرکاری ڈاک جو کبھی سراہ ٹیونس اور کبھی براہ مصر انکے پاس پہنچتی تھی ' وہ تبدیل وزارت کے ساتھہ ہی کامل پاشا کے ہاتھہ میں آگئی تھی اور اب متصل قطعی تھا کہ اس کے ذریعہ آئندہ میں اور انکے درمیان انقطاع و اجنبیت میں تعلق قائم رہسکتا - پس تغیر وزارت کے ساتھہ ہی ' انہوں نے اپنے دوستوں کو لکھدیا تھا کہ آئندہ خاص مراسلات پریس موصوف کے ذریعہ کی جائیں

قسطنطنیہ میں عاری انور بے اور محاس مشورہ

وسط میں عاری موصوف ہیں ' جو دونوں طرف اتحاد و ترقی کے ممبران ہیں

کامل پاشا کے اقتدار اور انجمن کی شکست کی خبر سے اگرچہ عاری انور بے کو نہایت مضطرب کردیا تھا تاہم وہ اپنی جگہہ سے نہ ہلے - اس زمانے میں کلکتہ کا مشہور مجاہد طراباس (حاجی عبد العلی) دولہ میں مقیم تھا اور اسکے خدمے اور عاری موصوف کے خدمے میں صرف چند قدموں کا فاصلہ تھا - اسکا بیان ہے کہ

" ممبرد ان حالات کے معلوم ہونے کے (انور بے) کے چہرے کی دائمی شگفتگی پر کبھی کبھی افسردگی غالب آنے لگی تاہم وہ اپنے کاموں میں منہمک اور اپنے ارادوں میں مصروف تھے - البتہ ادنی خاموشی ٹوٹگئی تھی فرصت کے چند لمحوں میں قدیمی عادت کے خلاف اکثر چپ بیٹھے رہتے "

انور بے کو یقین ہوگیا تھا کہ اب حالات خطرناک ہیں - اور کامل پاشا کا برسر حکومت ہونا اسکا ثبوت قطعی ہے کہ اتحاد و اتحاد کسی مہلک عظیم میں کلمہ اسلام کو مبتلا کرینگے - تاہم ایک وقت میں دو کام نہیں ہو سکتے ' اسلیے فرض کا تقاضا یہی ہے کہ اپنے موجودہ وظیفہ عمل میں مصروف رہیں -

مقالات

مسئلۂ اسلامیہ

یا

مسئلہ سرقیہ

(سلسلہ " مستقبل الاسلام ")

سیاسی مضمون نگار نیا اوراق مستقبل کے متعلق پیشین گوئیاں کرتے ہیں ' جو سیاسی رار آشنائی ' واقعات و حوادث کے تصادم ' تاریخ ماضی کی ورق گردانی ' اور حال کے غائر مطالعہ پر مبنی ہوتی ہیں -

منجملہ ان عنوانات کے ' جن پر ان مضمون نگاروں نے خامہ فرسائیاں کی ہیں ' ایک عنوان (مسئلہ اسلامیہ) ہے ' جسکی پر مرت تعبیر (مسئلہ سرقیہ) کے نام سے کی جاتی ہے - (مسئلہ سرقیہ) پر جسقدر مضامین شائع ہوئے ہیں ' انکے خیالات اور تعبیر میں کسیقدر اختلاف ہے ' جسکی وجہ کچھہ تو آراء کا اختلاف ' اور مصالح دول کا تعارض ہے ' اور کچھہ اہل مشرق کو مغالطہ اور فریب دینے کی تدابیر کا تنوع و اختلاف - مگر با ایں ہمہ اس امر سے ہر مضمون نگار کو اتفاق ہے کہ مشرق اور اہل مشرق کے متعلق یورپ کے سامنے ایک نہایت پر خطر ' پیچیدہ ' اور لاینحل مسئلہ درپیش ہے ' جسکی کشائی کرہ مغربی اور سیاست کی صفائی اور با ہم دگر دوستانہ تعلقات پر مبنی ہے -

یورپ کے دول سدہ کا اتحاد مسئلہ شرقیہ کے حل کی سب سے پہلی اور سب سے آخری شرط تھی - جو حل کی مقصد یاد داشت کی صورت میں پوری ہوگئی ' اسلیے اب مشرق کا وجود بھی کچھہ ضرر نہیں - پس ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو اس نقشۂ حل کا علم ہوجائے ' جو عرصہ ہوا ترتیب دیا جا چکا ہے ' اور جس پر (عالباً) تطبیق کے لیے لندن میں متعاقد سفراء مذکور کی گئی تھی

مسئلہ شرقیہ کے مقاصد

(۱) دولت عدسانیہ کی اسطرح تقسیم ہو کہ ہر سلطنت کو اسکی حسب ضرورت ٹکڑے ملیں ' اور سابقہ بھی یورپ کی قوتوں کے توازن میں فرق نہ آئے - اس مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے نقشۂ تقسیم حسب ذیل ترتیب دیا گیا تھا -

انگلستان . . .	مصر ' سرقاں ' اور عرب
فرانس	شام
جرمنی	اناطولیا -
اطالیا	قبرص اور طرابلس
روس . .	آستانۂ علیہ (قسطنطنیہ)
آسٹریا	سالونیکا اور بحر ادریاٹیک میں کوئی بحری اسٹیشن

(۲) عموماً اہل مشرق کے اور خصوصاً اہل اسلام کے شیرازہ کو پراگندہ کرنا ' تا کہ عیسائی نو آبادیاں قائم کیجا سکیں ' اور مشرق اور مغرب قریب کی زرخیزیوں سے مغرب بعید کے سامان عیش و عارب مہیا کئے جاسکیں -

(۳) مشرقی اقوام کے مذہب میں تغیر پیدا کیا جائے ' کیونکہ بغیر مذہبی تبدیلی کے اسلام کی پولیٹکل قوت کا خاتمہ نہوگا ' پس ضرور ہے کہ یسوع مسیح کی بادشاہت عالمگیر بنائی جائے ' اور زمین کے ہر قطعہ پر پرستاران صلیب کا جھنڈا لہرائے -

مسئلہ شرقیہ کا سبب اصلی

مسئلہ سرقیہ کے اغراض سے مجملاً معلوم ہوگیا ہوگا کہ اسکی فرمایش کے اسباب کیا کیا ہیں ؟ مگر اب ہم اسکو کسی قدر تفصیل سے بیان کرتے ہیں -

گو یورپ خود سیاسیانہ طور پر مدعی ہے کہ وہ تعصب کی قید و بند سے آزاد ہوگیا ' مگر واقعہ یہ ہے کہ آج اسکی مرد عاقلہ اور بساط عامہ کی زندگی ہی تعصب کے دم سے ہے - وہ دونوں قسم کے تعصبوں میں گرفتار ہے - مذہبی بھی اور قومی بھی

اقوام یورپ کا تعصب جسقدر مشہور و معروف ہے کہ اسکے متعلق زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں - مثال کے لیے امریکہ ' افریقہ ' اور ہندوستان کے باشندوں کے ساتھہ ا . کے متعصبانہ برتاؤ کی ہزارہا شہادتیں عینی و یقینی کافی ہیں -

یورپ کے طرف تعصب مذہبی کے اعتبار سے لوگوں کو تعجب ہوگا ' کیونکہ یورپ نے اپنی تاریخوں میں "مذہبی تعصبی" کا وصف نہایت بلند آہنگی سے بیان کیا ہے -

مگر یہ واقعہ ہے کہ یورپ با ایں ہمہ علمی و صناعی ترقی کے مذہبی تعصب میں آج بھی اسی مرکز پر ہے ' جہاں زمانہ میں تھا - دیکھو ا ایک ارتھوڈاکس بطریق کو . پھانسی گرجائی ہے - انگلستان جو مذہباً پروٹسٹنٹ ہے ' اور جو مذہباً روس کیطرف ہے ' یہ دیکھتے ہی فوراً اپنی اپنی توپوں کی نمایش کرتے ہیں اور تعزیر و پاداش کے جملوں سے تمام یورپ میں آگ لگ جاتی ہے - لیکن جب ایران میں عاشورہ کے دن ثقۃ الاسلام کو پھانسی دیجاتی ہے ' تو دونوں خاموش رہتے ہیں - آرمینیا میں با جوابیہ و وحشی کرد اور الدابہوں کے ہاتھوں چند عیسائی قتل ہوتے ہیں تو تمام یورپ چونک اٹھتا ہے - انگلستان کا وزیر اعظم غصہ سے لال ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ ان اشقیاء (مسلمانوں) کے ہاتھوں سے یہ کتاب (قرآن حکیم) لیکے چھوڑو ' کیونکہ جب تک یہ کتاب انکے ہاتھوں میں رہیگی ' وہ ہمیشہ متعصب رہینگے - لیکن ایران ' طرابلس ' اور مقدونیہ میں مساجد کی توہین کیجاتی ہے - عورتوں کی عصمت پر حملے ہوتے ہیں - عورتیں اور مرد ' بوڑھے ' اور بچے ' سب بلا تمیز قتل کیے جاتے ہیں ' مگر کوئی جنبش پیدا نہیں ہوتی - اور پھر جب پارلیمنٹ میں سوال ہوتا ہے تو اسکا جواب دیا جاتا ہے کہ " با طرفدار حکومت کے لیئے یہ ناممکن ہے کہ وہ مظلوموں کی حمایت کے لیے میدان کارزار میں آئے "

مختصر یہ کہ مسئلۂ شرقیہ کا سرچشمہ یورپ کا مذہبی اور جنسی تعصب ہے ' اور اسکے سوا کچھہ نہیں

مسئلہ شرقیہ کا آغاز

اٹھارویں صدی کے اواخر میں یکے بعد دیگرے فرانس کی تین فرمانرواؤں ' اور نپولین ' روسیلی ' اور انشیاے کوچک کے عیسائیوں کی تعاونوں نے دولت عثمانیہ کی حالت نہایت مخدوش کردی تھی ' یہانتک کہ بلد الدیش ایک طرف رہے ' اسکے خیرخواہ بھی اسکو آخری شمار کررہے تھے -

اس فرصت کو غنیمت سمجھکے روس اور آسٹریا نے دولت عثمانیہ کی تقسیم کی غرض سنہ ۱۷۸۷ - میں ایک معاہدہ کیا - یہ معاہدہ اگر نافذ ہوگیا ہوتا ' تو آج دولت عثمانیہ پر داران صلیب

کي قلمرو میں کب کی داخل هوچکی تهی، مگر اسوقت تک مسیحی اتحاد کي تکمیل کا وقت نهیں آیا تها - ایک طرف خود دول یورپ میں باهم اختلاف تها، دوسري طرف ترکوں میں موجود گروه گروں معاهد کے ایسے اشخاص موجود تهے، جنکي قوت تدبیر نے اتحاد دول کو منعقد هونے نهیں دیا -

مسئله شرقیه کا دوسرا دور

سنه ۱۸۲۹ - میں یونانیوں نے استقلال کا علم تعارت بلند کیا، جسکے نیچے هزاروں عیسائی بطور والنٹیر کے جمع هوگئے - ایک ارتهوڈکس تعاریق کو قسطنطنیه میں پهانسی دیگئی تهی جسکی وجه سے تمام دول یورپ دولت عثمانیه کی مخالفت پر دست بدست هوگئیں - جب که دراصل عثمانیه استقلال حواه یونانیوں سے سر سر پیکار تهی، تو روس نے دفعةً اسکے خلاف اعلان جنگ کردیا - انگلستان اور فرانس، روس کے ساتهه ملگئے اور ایک بحري مظاهره (نیول دیموانسٹریشن) کرکے سلطان المعظم کو مجبور کیا که وه جنگ کو موقوف کردیں اور یونان کو خود مختاري، دردانیال اور ڈیڈیوف میں جهاز رانی کی آزادی، اور روس کو تاوان جنگ دیں!

یه مسئله شرقیه کا دوسرا دور تها، جسمیں روس کے ساتهه آسٹریا کے بدلے فرانس اور انگلستان دست بدست تهے -

مسئله شرقیه کا تیسرا دور

مسئله شرقیه کا تیسرا دور سنه ۱۹۱۱ سے شروع هوتا هے اطالیا نے دولت عثمانیه سے بے وجه اعلان جنگ کیا اور تمام دول یورپ نے باطرفداري کی پالیسي اختیارکي - انگلستان میں قتل عام هوا، اور سب نے خاموشي اختیارکرلی - انگلستان مسئله مصر کی وجه سے در پرده اس دور کا سرغنه تها - ترکي نے صلح سے انکار کیا تو معدنیا کي ریاستوں کو در سر پیکار کردیا گیا - تالاخر سلطنت عثمانیه نے طرابلس کو خود مختار کردیا اور اطالیا اسکے الحاق کا اعلان کرلی هے -

موجوده حالت

اسکے بعد ریاستهاے بلقان کے اعلان جنگ سے ایک نیا زمانه شروع هوتا هے - دول نے پهر باطرفداري کی پالیسي بظاهر اختیارکی اور اسکے ساتهه هي یه بهي اعلان کیا که کوئی حدود میں تغیر نه هوگا - مگر جب ریاستهاے بلقان نے اُن سازشوں سے میدان جنگ میں مائده اٹهایا، جنکے ذریعه دول یورپ نے ترکی زرج کو طیاري کا موقع نهیں دیا تها، تو اپنے سابقه اعلان کو واپس لیلیا اور مفروضه ممالک ایک طرف رهے، غیر معترضه معاملات (اڈریانوپل، سقوطری، جزائر ایجین، کریت) سے دست بردار هوے کیلئے صرف یاد داشت کے ذریعه دولت عثمانیه پر زور ڈالا گیا - یاد داشت کو پر اثر بنانے کے لیے انگلستان، فرانس، اور اطالیا نے اپنے جنگي جهازوں کو نقل و حرکت کا حکم بهی دیدیا تها -

سابق نقشهٔ تقسیم کي بعض دفعات کا بعاد

تیسرے دور میں سابق نقشه کي بعض دفعات فاسد کردي گئي هیں - مثلاً طرابلس (جسکو دولت عثمانیه نے خود مختار کردیا هے اور جهاں کے باشندے اپنی خود مختاری برقرار رکهنے کے لیے اسوقت تک شمشیر بکف هیں) اطالیا کو دلوادیا گیا هے - کریت پر یونانی جهنڈا بلند کیاگیا، باوجودیکه دول یورپ نے اسکی حفاظت کا قانوني عهد کیا تها - ایک اٹالین اخبار کے بیان کے موجب احتدام جنگ کے بعد مصر کی خود مختاري اور برطانیه کی فوجی نگرانی کا فرمان بهي سلطان المعظم سے لیا جائیگا اور اسکی جدر مسدّر (بلدت) دیچکے هیں -

بقیهٔ تقسیم دیسرے دور میں

اس دور میں ممالک عثمانیه کا بقیهٔ تقسیم کسیقدر بدلگیا هے - (سالونیکا) آسٹریا کے بدلے بلغاریوں کو دیدیا گیا هے - (اناطولیا) پر روس قابض هونا چاهتا هے -

جرمنی کے مصالح اناطولیا سے زیاده اور دور آنه دجله و فرات سے وابسته هیں -

گو مسئله اسلامیه کا یه ایک نهایت نامکمل خاکه هے، مگر تا هم اس سے اسقدر اندازه هو سکتا هے که عیسائی دنیا اسلام کے ساتهه کیا کرنا چاهتی هے ؟

کیا مسلمان اسقدر ساده لوح اور دور فهم هیں که تا اس همه واقعات وه اب بهی هلال کے لیے صلیب کی معاونت کے اُمید وار رهینگے ؟ کیا وه اس درجه خوش گمان اور دیر شک هیں که اب بهی انگلستان کے دعوئے " مدهبی کے تعصب " کو باور کرلیں گے ؟

کیا وه اسقدر فریب خورده هیں که " انصاف و مساوات کی ماں " " انسانی همدردی سے لبریز " اور " قدیم شاندار روایات " کی شیریں ترکیبوں کے دام میں گرفتار رهینگے - ؟

کیا وه اسقدر سرد خوش هیں که اب بهی گلهورشاں یورپ کی مسلم دشمنی اور صریح مظالم کی جدله طرازي و عذر خوئی اں کو متنبه نه کرے گی ؟ اور کیا وه اسقدر عذر عاقبت اندیش هیں که اب بهی " مساعد نفس " کے طلائی اصول کے بموجب حفاظت اسلام کے لیے با قاعده اور مسلسل کوشش شروع نهکرینگے ؟

پهر سب سے آخر یه که جو مدافعین وکفر پرست ریاستیں اب تک انگلستان کے " سب سے بڑي اسلامي سلطنت " هونے کا وعظ کرتی هیں اور مسلمانوں کو مشوره دیتی هیں که هر طرف سے انکهیں بند کرکے صرف انگلستان کي مسلم وفاداري پر آسرا لگاے بیٹهے رهیں، کیا اتنا کهه اب بهی اپنے ضمیر اور اپنے خدا سے شرم نه آے گی ؟

ضرورت هے که ان سوالات کا جواب زبان قال کے بدلے زبان حال سے دیا جاے -

مسلمانوں کو یاد رکهنا چاهیے که اگر انهوں نے ان عذرات آمیز واقعات سے فائده نه اٹهایا، اور حفاظت اسلام کی مسلسل اور باقاعده کوشش شروع نه کی، تو وه وقت دور نهیں جب طرابلس اور ملی پولی کی مسجدوں کی طرح خانه کعبه کی طرف بهی صلیب کا جهنڈا لهرا تا هوا نظر آے گا، اور پارلیمنٹ میں کسی سوال کے جواب میں کہا جاے گا که هندوستانی مسلمانوں کے مذهبی ادل کے لیے انگ باطرفدار حکومت مداخلت کار زار میں نهیں جاسکتی -

---

[بقیه مضمون صفحه ۱۳ کا]

اور همکو یقین هے که تم (اے معزز اهل صلیب) همارے وطنی جذبات کی پوری قدر کروگے اگرچه وه تمهاری راے کے خلاف هو -

اور تمهاری قوم کے وه جذبات جو که ممالک متحده بلقان کے ساتهه هیں هم سے انصاف کرنے کیلیے مانع نهونگے اسلیے که وه انداده حسد مکار و خائن نصاری چاروں طرف سے هجوم کر رهے هیں، اورسکي نظر میں عَلَم هلال سے نهو کوئی مذهب و مذاهب نهیں هے -

اور اگر اس لڑائی میں الغانی قوم منحیاب هوئی، تو صلب الداعیه، مجلس مقدس روسی کی نهایت ممدوں هوگی که اوسنے ولایت متحده میں الغانی چرچ کا اعتراف کیا هے - اور اگر هم مغلوب هوں اور اپنی وطنی مصیبتوں کے بعد زنده رهیں تو آپ سے امید کرتے هیں که آپ همکو ذاتی مصلحت کے دن کاٹنے کے لیے سائبریا کے برف گهروندوں رهنے کی اجازت عطا فرمائیں گے -

شئون عثمانیہ

ظالم سرویا

— * —

ایک جنگی نامہ نگار کی چشمی : ایک مشہور انگریز اخبار میں

— * —

اطالی ' آسٹروی اور باروی قونصلوں کی رپورٹوں نے یہ ثابت کردیا تھا کہ البانیا میں سروی افسروں اور سپاہیوں کی گروہ گروں سچی راویوں کی خونیں داستانیں ' محض افسانہ نہ تھیں بلکہ اصلی واقعات تھے۔

گذشتہ چند مہینوں کے اندر یورپ میں جنگ عام کے چھڑ جانے کا رسمی حرف بدقسمت البانیوں کے حق میں کسیقدر مفید ثابت ہوا تھا ' کیونکہ مظالم کا مقیاس الحرارت ایک حد تک گر گیا تھا ۔

راحت و آرام کی گھڑیاں گو عموماً مختصر و زود فنا ہوتی ہیں مگر بدبخت قوموں کے حق میں اور بھی خفیف اور جلد گذر جانے والی ہوتی ہیں ۔ سمجھوتہ البانی شدت مظالم کی کمی سے زیادہ عرصہ تک راحت اندوز نہ ہوسکے ' اور دور دارہ مظالم کی گرم بازاری شروع ہوگئی۔

آسدروی قونصل نے شروع ہی سے روئداد مظالم کی جمع و ترتیب کے سابقہ اعداد کا ' اور ان خونیں مناظر کو پیہم کرتا رہا جو سروی افسروں اور سپاہیوں کی تلواریں اور سنگینیں البانی مرد ' عورت ' بوڑھے ' بچے ' مسلم ' اور غیر مسلم اشخاص کے جسم سے سانھ ملکر پیدا کر رہی تھیں ۔ اتفاق سے مجھے ان روائدادوں کے مطالعہ کا موقع ملگیا میں نے ان کو بہت غور سے پڑھا ' اور اب میں بروثوق کہتا ہوں کہ سروی جنرل (چاندکو پتچ) کی ماتحت فوج کے مظالم اور سیہ کاریاں دنیا کے ان تذکروں واقعات میں سے ہیں ' جن کو تاریخ نے عہد وحشت کی یادگار کے طور پر محفوظ رکھا ہے ۔ میں ان ان روئدادوں کے مطالعہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ یہ واقعہ ہے کہ ساحل بحر ادریاتک پر مارچ کے دوران میں نہ صرف غیر مسلم البانیوں کو تہ تیغ کیا گیا ' بلکہ بہتیرے البانیوں کے اعضائے جسم کو اسی طرح کاٹا گیا ' کہ شاید انسانی عہد وحشت کی تاریخ بھی اسکی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہوگئی ۔ اسکے علاوہ بہت سے غیر مسلم نوجوانوں ' کمسن حمیدہ بزرگوں ' بیکس عورتوں ' اور معصوم بچوں کا قتل عام کیا گیا ' جسکا کوئی شمار نہیں کیا جاسکتا ۔

روائدادوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان وحشیانہ ستمکاریوں کا اصلی باعث خلاف اسلام مستحدی جوش تھا ' جو سروی ماتحتوں کے سینوں میں جوش مار رہا تھا ۔ اسکی ایک روشن دلیل یہ ہے کہ تمام البانیا میں سروی ماتحتوں کی تلواروں اور سنگینوں کے تختۂ مشق صرف مسلم سر اور مرمس سینے تھے ۔

اس سے بھی روشن تر اور قطعی فیصلہ کن دلیل یہ ہے کہ روئدادوں کے بیان کے موجب ان متعصب فاتح افسروں نے علی رؤس الاشہاد اعلان جہاد کیا اور سروی افسروں نے اپنی اپنی فوجوں کو جنگ کے لیے بر انگیختہ کرتے ہوئے کہا " ہمارے بادشاہ یسوع مسیح کہتے ہیں کہ " میرے وہ دشمن جو نہیں چاہتے کہ میں ان پر حکومت کروں انکو یہاں لاؤ اور میرے سامنے قتل کرو " اسلیے ہمارے جہاد مقدس کا مقصد صرف اسوقت پورا ہوگا جب کہ ہم البانیہ کی زمین ناپاک مسلمانوں سے پاک کردیں ۔ پس ہمارا یہ اصلی مقصد ہے کہ البانیہ میں آخری مسلمان کو بھی تہ تیغ کردیں " ۔ طاہر ہے کہ افسروں کی زبان سے اس قسم کا اعلان بہادر بھوکے فوجوں پر کیا اثر کریگا ؟

سروی فوج میں (جو متعصب ' وحشی ' جاہل ' اور لٹیروں کا مجموعہ تھی) ایک آگ سی لگ گئی ۔ " مسلم کشی " کے جوش سے ہر سروی سپاہی لبریز ہوگیا ۔ " مسلم کشی " سروی فوج کا تکیہ کلام ہوگیا تھا ' جسکی صدائے بازگشت زبان قیچ سے بھی آنے لگی ۔ (کمانور) اور (اسکوب) میں ۳ ۔ ہزار نفوس سے زائد ذبح کیے گئے جنمیں سیکڑوں وہ معصوم بچے بھی تھے ' جن کی زبان ابھی اسلامی کلمہ سے آشنا بھی نہیں ہوئی تھی ! !

یہ البانی افسانۂ عام انگیز (تریجدی) کا پہلا دور (پارٹ) تھا ۔ اسکے بعد کا دور اس سے بھی زیادہ خونچکاں ہے ۔ یعنی (پرشتنہ) میں ۵ ۔ ہزار البانی ذبح کیے گئے ۔ حملہ معترضہ کے طور پر یہ بتانا ضروری ہے کہ یہ تمام مقتولین وہ نہیں ہیں ' جو میدان جنگ میں کام آئے ہیں ' بلکہ صرف وہ لوگ ہیں ' جنکو شکار داتان کے معتمدین معاہدین نے کیا ۔

منجملہ ان خونیں تماشوں کے جو سروی مجاہدین نے البانیہ کے تماشگاہ میں کھیلے ہیں ' ایک تماشہ یہ تھا

سروی سپاہیوں کی ایک ٹولی آتی ہے اور اسلامی مکانات میں آگ لگادی جاتی ہے ۔ گھر والے نکل نکل کے بھاگتے ہیں دروازوں پر سروی سپاہیوں کے پورے کے پورے نظر آتے ہیں وہ ان بھاگنے والوں کو گرفتار کرلیتے ہیں ' مرد وہیں بندوقوں کے ہدف بنائے جاتے ہیں ' اور کچھ سپاہی بچوں کو گود میں لی ہوئیں لیکس ماؤں پر ٹوٹ کر ' ان کی گود سے بچوں کو چھین لیتے ہیں ۔ بلکتے ہوئے بچے درختوں کی ڈالیوں میں لٹکائے جاتے ہیں ' اور نمائشی حسینوں کے بھالوں کی طرح روی چمکتی ہوئی تلواریں اپنی گات کے جوہر دکھاتی ہیں ۔ اسکے بعد سہمے ہوئے ماؤں پر حملہ کیا جاتا ہے اور اسکے بعد جو واقعات پیش آتے ہیں انکے بیان سے میں اپنے قلم اور اپنے اخبار کے صفحات کو آلودہ کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا ۔

قتل و غارت سروی فوج کا ایک شغل تفریح تھا ۔ دس دس بارہ بارہ سپاہیوں کی ٹولیاں مسلمانوں کے گھروں میں گھس جاتی تھیں ' اور مال و اسباب کو بے دریغ لوٹ لیتی تھیں ۔ اگر گھر میں کوئی ہتھیار ایک طرف ایک بڑا چاقو بھی نکلتا تھا ' تو فوراً گھر والوں کو سزائے موت سنادی جاتی تھی اور بندوق کا منہ یا تلوار کی دھار اسکا فوراً تصفیہ کردیتی تھی ۔ اسطرح سروی دیہات البانی فوراً مسلمان البانی روزانہ سزا یاب ہوتے تھے ۔

سروی مظالم کا علم صرف غیر سروی دنیا ہی سے نہیں ہوا ہے بلکہ بعض سروی دماغوں و قلم نے بھی انکی داستانسرائی کی ہے

(ہر بو متدیچ) سکریٹری سابق وزارت سرویا تصریح بیان کرتا ہے کہ اس نے بالبائے سفر (بردیریہ) اور (اپیاک) کے درمیان کے دیہاتوں میں اٹھتے ہوئے دھوؤں اور شعلوں کے سوا اور کچھ نہیں دیکھا ۔ راستہ میں نہایت کثرت سے سولہاں ملیں اور (دیا کودیہ) تو سولیوں کی جھاڑی معلوم ہوتا تھا ! !

فلعراد کے احصارات قتل و غارت کي داستانیں سروی فوج کے کارنامہ هاے وریں کے زیر عنواں بیاں کرتے تھے - چنانچہ ایک احصار نے لکھا تھا کہ کرنیل (اوستروپچ) کے زیر کمان صلیبی معاهدین جون هی (تر وریس) میں داخل هوے ' افسروں نے ان سے کہا " اے بہادر مجاهدو ! خداوند یسوع مسیح کا حکم یاد کرو اور اسکی تعمیل کرو ! " یہ سنتے هی سروي معاهد " مسلمانوں کے گھر وپر ٹوٹ پڑے - اور نہیب و سلب ' قتل و ذبح کا بازار گرم هوگیا - یہاں تک کہ تمام شہر دشمنان مسیحیت سے پاک کردیا گیا - "

مرتکب ' قوصوہ ' قرشتدوہ کے مظالم کا قائل نہاں هیں -

تروریس کے ایک معرز البانی نے مجھسے بیاں کیا کہ " البانی سروی سپاهیوں کي شکایت نالا دست افسروں کے پاس لیجاتا تھا ' قطعاً قتل کردیا جاتا تھا "

البانیا کے قرضدار عیسائی اپنے مسلمان قرضخواهوں کے متعلق سروی افسروں سے جاکر لگاتے تھے کہ وہ باغی هیں - سروی افسر محض اک شہادت پر بلا مزید تحقیق کے انکو سزاے موت کا حکم دیتے اور انکی تمام مملوکات اس قرضدار مخبر کو نہایت ارزاں قیمت پر دیدیجاتی تھی -

(مرلیومیٹس) نامی ایک گاوں میں جب سروی فوج داخل هوئي ' تو باشندگان شہر سروی افسر فوج کے پاس گئے اور جاں بخشی کي درخواست کی - افسر نے انکو تسلی دي اور اون سے وعدہ کیا کہ انکی جان ' آبرو ' اور مال ' دنیوں میں سے کسی کو صدمہ نہیں پہنچیگا - مگر جوں هی یہ نیمصف باشندے گھر واپس پہنچے ' بے دریغ ۴ - سو شخص قتل کردیے گئے - یہاں تک کہ گاوں بھر میں ۱۲ - مسلم خاندانوں کے علاوہ ' تمام خاندان تہ تیغ کردیے گئے تھے -

(دانا) میں تمام مسلمان قیدی جانوروں کی طرح ذبح کیے گئے - بیان کیا جاتا هے کہ جسطرح شکاری مجرے کے موقع پر یہ دیکھتے هیں کہ کس نے زیادہ شکار مارے ؟ اسیطرح سروي افسر مقاجرت کے موقع پر یہ دیکھتے ' کہ کس نے زیادہ مسلمان مارے ؟!

صلیب احمر کے ایک ڈاکٹر کا بیان هے کہ سروی جنرل (استفنا تومنچ) نے صدها آدمیوں کو دو ٹکڑے کرکے انکو توپوں سے اڑوا دیا - اسی ڈاکٹر کا یہ بھی بیان هے کہ (سلنیکہ) کے قریب سروی جنرل (زوکو ویچ) نے ۹۵۰ البانی مسلمانوں کو ذبح کیا -

ان مظالم کو پڑھکر یورپ کی عموماً اور دولت برطانیہ کی خصوصاً دانستہ خاموشی کدوحد سے قدرتاً سوال پیدا هوتا هے کہ اس یورپی صلیبی جنگ میں کیا دولت برطانیہ بھی شریک هے ؟ هر انگلش مرد و پیر و تمام مسلمان جو هندوستان اور مصر میں برطانی اثر کے قیام کے طرفدار هیں ' ضرور دل سے خواستگار هونگے کہ اس کا جواب نفی میں هو ' مگر یاد رکھنا چاهیے کہ اهل مشرق اب اسقدر سادہ لوح اور طفل مزاج نہیں رهے کہ سابق کی طرح ڈپلو میٹک جوابوں سے بہل جائیں - ان کی تسلی اب صرف اس جواب سے هو سکتی هے جو زبان عمل سے دیا جائے - اس نقطہ پر پہنچکے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا هے کہ اسوقت انگریزی زبان عمل کے جواب کا میلان بھی کي جگہ ' اثبات کي طرف هے -

الهلال کي ایجنسي

— * —

هندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' انگریزي اور گجراتی هفتہ وار رسالوں میں الهلال پہلا رسالہ هے ' جو با وجود هفتہ وار هونے کے ' روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی هیں تو اپنے شہر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جائیے -

البانیا اور دولت علیہ

مقتبس از " الرای العام "

— * —

مترجمۂ جناب قمر شاہ خاں صاحب (رامپور)

— * —

ایک امریکن پادری معلم نوستس (امریکہ) نے حسب ذیل کھلی چٹھی البانیا کی مجلس نظارت کے نام شائع کی هے

ایک چٹھی مادر الگزنڈر هو نومنر کی (جو ندو یارک میں روسی بشپ هیں) هنکو ملی ' جسمیں انہوں نے عیسائی البانی معلم امریکہ کے خیالات دربارۂ جنگ بلقان معلوم کرنا چاهے هیں - اگرچہ مراسلۂ مذکورہ خاص طور پر لکھا گیا هے اور فادر موصوف نے دیباچہ لہجہ میں ظاهر کر دیا هے کہ وہ ہماری رائے پر معترض نہیں هیں ' لیکن هم ضروری سمجھتے هیں کہ اپنی پالیسی ظاهر کرنیکے لیے اس مسئلہ پر پوری طرح بحث کریں اور اپنی سیاسی حالت اور اوسکے اسباب وضاحت سے بیاں کردیں ' تا کہ کسیکو غلط فہمی واقع نہو ' اور اگر اون اسباب کے توضیح بیان کردینے میں هم کامیاب هونگے ' تو هنکو یقین هے کہ مجلس مقدس کے معزز ارکان اور کنیسۂ روسیہ اور محترم روسی قوم هماری رائے کو (جو اس مسئلہ میں هے) سمجھنے لگیگی اور هماری حرکات کو انصاف کی نظر سے دیکھے گی -

عیسائی البانی اپنے مسلمان بھائیوں کے دل و جان سے شریک هیں اور احدی حملہ آوروں کے مقابلہ میں جرأت کیساتھ وطن کی مدافعت کررهے هیں - اسکی تفصیل بیان کرنا اور سمجھنا نہایت سہل هے ' اسلیے کہ اگر کوئی شخص تھوڑے سے وقت میں جزیرہ نماے بلقان پر غور کریگا تو البانی زمین کو یونان ' مانٹی نیگرو ' اور سروي قوموں کا زمرگاہ پائیگا - اور جو شخص بلقان کے سیاسي حالت سے واقف هے اوسپر روشن هے کہ اگر اس لڑائی میں ترکوں کو شکست هوئی تو البانیا دول بلقان میں تقسیم هو جائیگا اور تھوڑۂ مدت سے همیشہ کیلیے محو کر دیا جائیگا -

حملہ البانی قطع نظر اختلاف مذاهب ' اور آپس کے سیاسی جھگڑوں کے ' اس بات کو ثابت کرتے هیں کہ یہ جنگ محض اسلیے هے کہ البانی قوم اپنے حقوق کی حفاظت پر قادر هونے سے پیشتر پیش ڈالی جائے - اس حیال کا مزید یہ واقعہ هے کہ ممالک بلقان نے سلطنت عثمانیہ پر ایسے وقت میں اعلان جنگ کیا ' جبکہ حکومت عثمانیہ اس طویل وعریض سورش البانیا کو ختم کردینے پر راغب تھی اور سرکاری طور پر اوسنے البانیوں کی قومیت کا اعتراف کرکے هنکو وطنی مدارس جاری کرنیکا حق اور آزادی عطا کردی تھی - ممالک بلقان نے سلطنت عثمانیہ پر اپنے ناگہانی حملہ سے البانیوں کو ان وطنی حقوق سے متمتع نہونے دیا جو کسی دوسریکے حقوق کے خلاف و مضر نہیں هیں ' بلکہ وہ طویل زمانہ جس میں البانی ادبار و مظالم میں پڑے هوے تھے ' اوسکو حکومت عثمانیہ اور البانیہ کے باهمی معاهدہ نے ختم کردیا تھا -

هماري اس پالیسی کے یہ اسباب هیں - اور علاوہ اسکے اور بھي اسباب هیں مگر سردست انکا ذکر کافی هے :

هر زمانہ میں عیسائی البانیوں کو ترکوں کے ساتھ متحد رهنے والا پہلا سبب یہ رها هے کہ گذشتہ زمانے میں عثمانیوں سے زیادہ هنکو ممالک متحدہ بلقان سے مضرتیں پہنچی هیں ' نیز البانیوں کا اعتقاد هے کہ اونکے معاملات میں ریاست بلقان ترکوں سے زیادہ مشفقانہ سلوک نہیں کرینگي -

گذشتہ زمانہ میں جو هولناک مظالم یونانی پادریوں نے

حکومتی الدائیہ میں کہتے ہیں' ارن سے آپ لوگ خود ہی واقف ہیں - اسطرح ہمیں یہ بھی یاد دلادینکی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ یونانی نشپوں نے ہماری ملکی رناں پر کیا کیا آفتیں ڈھائي تھیں ؟ اور آرتھوڈکس الدائیوں پر عام طور پر کیسے ناگردنی افعال کے وہ مرتکب ہوے ہیں ؟ نہ صرف سیاسی رجوہ کی بنا پر وہ الدائیوں کو تسلیما دینے سے انکار کرتے تھے ' اور علاوہ اوسکے یونانی پادریوں کے حاسوس حکومت سے الدانوں کی مخبریاں کرتے رہتے تھے - زمانۂ عبد الحمید میں الدانہ کے صدہا بچوں پر دورل مصائب کے داغ بھی رہی ہوئے اور انکی حرائم پیشہ تولوں نے ارنکے ورثاے سے عوام کو اور پادریوں کو (جنکا کوئی حرم تھا سچی محبت وطن کے نہ تھا) قتل کیا - ان مظالم کی تائید میں (جو یونانی نشپوں نے الدائیوں پر جائز رکھے) ہم خود دعاریوں کو شہادت میں پیش کرتے ہیں - کیونکہ ان تمام مصائب میں وہ بھی ہمارے شریک حال رہچکے ہیں اور اس بات کی دلیل (کہ ریاست ہاے بلقان کی کامیابی کی صورت میں الدائیونکی کیا حالت ہوگی) وہ معاملہ ہے جو سرویہ کے بعد معاہدۂ برلن کے کیا تھا - سرویہ کو اس معاہدہ کے ذریعہ ایک قطعۂ الدانیہ کا دیا گیا تھا ' لیکن اس عدالتی ساطنت نے مدلنت و تہذیب کی مہم کو اس الدانی زمین میں اسطرح انجام دیا کہ ایک لاکھہ الدانیونکو نکال دیا اور ارنکی جائدادیں بلا معارضہ ضبط کرلیں ' اور اس وجہ سے ہزاروں انسان بھوک اور سردی کے شدائد سے مرگئے اور یک قلم فنا ہو گئے -

جو سرویہ اپنی ماضی کی تاریخ سے واقف ہے ' اگر اس وحشیانہ اور انسانی ظلم سے انکار کرے' تو ہمارے پاس حجت تمام کرنے کیلیے صدہا شہادات موجود ہیں -

ہماری پالیسی مانٹی نیگرو کی نسبت اگرچہ بظاہر ایسی معلوم ہو کہ ہم مانٹی نیگرو کی ارن مہربانیونکی ناشکری کرتے ہیں جو اُنھوں نے دو سال پہلے مالیسوریونکی شورش کے وقت ہم پر کی تھیں جبکہ ہم نے ارنکے ملک میں پناہ لی تھی - لیکن حقیقت یہ ہے کہ جسقدر گیہوں پناہ گزینوں کو دیا گیا تھا ' ارس سے دس گنا زیادہ قیمت ترکوں نے بادشاہ نکولس کو ادا کردی اور جبکہ رقم پہنچگئي تو بادشا نے سرداران الدانیہ کو ترکوں کی شرائط قبول کرنے پر مجبور کیا اور وہ بعد حصول ضمانت اپنے اپنے ملک کو واپس گئے -

اور ایک نئی دلیل اس بات کیلیے کہ مانٹی نیگرو کے حاندان شاہی کی دوستی محض مال پر مبنی ہوتی ہے اور اس امر کی ' کہ ہمارا پہلا قول بادشاہ کی نسبت اختراع نہیں ہے ' وہ معاملہ ہے جو جنگ روس و جاپان کے زمانہ میں پیش آیا - اوسوقت سلطنت روس اپنی مالی مشکلات کی وجہ سے اس بات پر مجبور ہوگئی تھی کہ جو امداد سالانہ مانٹی نیگرو کو دیا کرتی تھی روک لے - اس سے یہ نتیجہ نکلا ' کہ ولیعہد مانٹی نیگرو پرنس دیدیلر نے امیر البحر ٹوکیو اور جاپانی فوج اور بیڑے کا جام صحت نوش کیا - جبکہ اہالی مانٹی نیگرو نے روس کے ان انعامات کی تحقیر کی ' جسے مانٹی نیگرو کی آزادی کیلیے لاکھوں جانیں اور کروڑوں روپیہ کی قربانی کی ہے ' تو ہمکو الدانوں کے ساتھہ انصاف کی کیسے امید ہوسکتی ہے ؟ وہ ہمکو اسوقت متہم کرتے ہیں کہ عیسائیونکی لڑائی میں ہم عثمانیونکے شریک ہیں ' لیکن ہمارے پاس اس باطل تہمت کا جواب ارنہی کی گذشتہ سیاست ہے -

علاوہ ارس ممالک بلقان نے باوجود عیسائي ہونیکے الدانوں کی قومیت مٹانے میں سلطان عبد الحمید کی مدد سے دریغ نہیں کی - اور ٹرکی ترکی کے پردہ میں ریاست ہاے بلقان اور تمام فوجی مہموں میں شریک رہیں' جو ترکوں نے الدانیوں پر نوینجیں - ان وجوہ سے ہم نے وطن کی حفاظت کیلیے ضروری سمجھا کہ ہم ایسے سلطان کے مخلص رہیں ' جسکي زندگي نہایت پاک ہے ' ایسی حکومت کی مدد کریں ' جسنے الدانی قوم کے ساتھہ عدل و انصاف کیا ہے ' یعنے دولت علیہ عثمانیہ کی -

ہم یہ بھی ظاہر کردینا چاہتے ہیں کہ ہم ریاست ہاے بلقان سے اس لیے مقابلہ نہیں کر رہے ہیں کہ ہمارے دل میں ان عناصر سے کینہ ہے جو ممالک بلقانیہ سے مرکب ہیں - بلکہ ارنکی ظالمانہ سیاست اور تہذیب الدانیہ کے لیو دعوونکی وجہ سے - بلقانیوں میں جو خوبیاں ہیں ' ارنکی ہم ضرور قدر کرتے ہیں -

لیکن ہم افسوس کرتے ہیں کہ وہ اپنی کوششیں اس ظالمانہ جنگ پر صرف کر رہے ہیں ' جس کا نفع بجز ارنکے بادشاہوں اور مدبرین کے کسیکو نہیں پہنچ سکتا - کیونکہ جس مہم کے واسطے یہ کھڑے ہوئے ہیں ' وہ عقلمندوں کی رائے میں ارنکي قابلیت اور فوجي حیثیت سے زیادہ ہے - یہ کہا جاتا ہے کہ عیسائی تہذیب ممالک بلقان میں عثمانی تہذیب سے بہتر ہے - حالانکہ یہ کہنا اوسقدر صحیح ہے ' جتنا کہ قرون وسطے میں صلیبی متعصبونکا ارن مسلمان عربونکی نسبت (جو تہذیب کے انتہائی عروج پر تھے) ایسا کہنا صحیح تھا - کیونکہ بلغاری ' یونانی ' سربیوں نے مقدونیہ میں ایک دوسریکے مقابلہ میں جو وہ شرمناک حرکات کیے ہیں' جنکی مثال تاریخ عثمانی میں نہیں ملسکتي ' اور انہی شرمناک افعال کا وہ عنقریب پھر اعادہ کرنے والے ہیں - اس جنگ میں فتح یاب ہونیکے بعد تقسیم مال غنیمت کے وقت ایک دوسرے کا گلا دبائینگا - یورپ کا غرض تو صرف یہی ہے کہ تماشا دیکھتا رہے ' لیکن ہماری دلي خواہش ہے کہ ایسي نوبت نہ آئے ' اور عثمانی لشکر ان طمع کے نشہ میں مخمور عارتگروں کا تکبر توڑ کر ہمیشہ کیلیے ارنکی بدمزاجی نکالدے -

یہ ہے خلاصہ ارن اسباب کا ' جس نے الدانیونکو بلغاریوں کي صلیب کے مقابلے میں عثمانی ہلال کیطرف مائل کردیا ہے ' کیونکہ الدانی اس لڑائي کو مسیحیت کی لڑائی مقابلہ اسلام کے نہیں سمجھتے ہیں - وہ جانتے ہیں کہ یونانیوں اور بلغار کے سلافی نے وقتوں کی اپنی حدود کی توسیع کے لیے یہ ایک کوشش ہے' اور یہ توسیع صرف ہماری سرزمین ہی سے ہو سکتی ہے' پس عثمانی محض ہمارے لیے لڑ رہے ہیں -

ممالک متحدہ امریکہ میں الدانیوں نے اس کو خوب سمجھہ لیا ہے - یہانتک کہ انھوں نے مشرقی اور مغربی ولایت میں جو جلسے منعقد کیے ' ارنمیں اس بات پر متفق ہوگئے کہ ترکوں سے جو جو کدورتیں ہیں ارنکو بھول جانا چاہیے ' اور حکومت عثمانیہ کے ساتھہ کامل اتحاد رکھنا چاہیے -

یہی نہیں بلکہ انھوں نے عثمانی لشکر کی فتح کیلیے دعا کا اعلان کیا ' اور بوسٹن ' سوت ' ورجینیا ' اوہایو ' پنسلوانیا ' پٹسبورگ ' مانٹانا ' ماسسوساٹ ' نیویارک ' اکرون ' ہابو ' میں ترکوں کی فتح کیلیے دعا مانگی - جسوقت سلطانی لشکر کي فتح کے لیے دعا مانگی گئی ' ہم نے اپنے قوم کو روتے ہوئے دیکھا ' اور اگر چند مہینے پہلے ہم ایسا کرتے ' تو یہی الدانی اور ہمارے مسلمان بھائی ہمکو سنگسار کر دیتے -

حالات موجودہ کے متعلق الدانی قوم کی پالیسی آپ پر واضح کرنیکے لیے جسقدر کہنے کی گنجائش تھی' ہم کہ چکے' اور ہمارے قول کو یقین ہے کہ آپ پورا مدلل اور موثق و معتمد پائیں گے -

ہم فرض سمجھتے ہیں کہ اپني صوب و حیات کے خیال سے' اور اپني وطن کی مدافعت کیلیے اجنبي لڑیروں سے جہانتک ممکن ہو لڑیں

[بقیہ کیلیے صفحہ ۱۰ ملاحظہ ہو]

مراسلہ

معلس تکمیل مسلم یونیورسٹي علی گڈہ کا محررہ .

خانہ ساز ڈیپوٹیشن

(اسلامي اخبارات اور مسلم پبلک کي خاص اور فوري توجہ کي ضرورت)

— * —

یہاں یہ دیکھکر بے حد مسرت ہوتی ہے کہ ہندوستان کے مسلمان ترک بھائیوں کي مصیبت کو اپنی مصیبت ' اور ایرانیوں ' مراکشیوں ' اور طرابلس کے جانباز عربوں کی تباہي کو اپنی تباہي سمجھکر ان کي موجودہ مشکلات و مصائب میں اپني گہري ہمدردي کا اظہار کرتے ہیں اور ان کے لیے چندہ جمع کرنے اور دیگر اخلاقی امداد دینے میں اپنی پوري سرگرمی دکھاکر قدیم شاندار اسلامی روایات کو تازہ کررہے ہیں ' وہاں یہ دیکھکر ازحد رنج و افسوس ہوتا ہے کہ ہندوستان کے مسلمان اپنے خاص ہندوستانی معاملات کو نہایت بے پروائي کی نظر سے دیکھ رہے ہیں اور انھوں نے ایک ایسے قومي معاملہ کي طرف سے ' جسکے متعلق احتجاجات و پبلک جلسوں میں نہ صرف نہایت ہي گرما گرم مباحثے ہوچکے ہیں ' بلکہ جس کو متفقہ طور پر مسلمانان ہندوستان کی قومی حیات و ممات کا مسئلہ قرار دیا گیا ہے ' مطلقاً آنکھیں بند کر لی ہیں .

یہ امر یقیناً موجب مسرت ہے کہ ترکی کے معاملہ میں جب ہزهائینس (آغا خاں) مسلمانوں کي عام راے کے خلاف ایک مضمون لکھتے ہیں ' تو مضمون شایع ہونے کے چند گھنٹے بعد ہي فوراً آغا خاں کے خیالات و رویہ پر اظہار تعرف و حقارت کیا جاتا ہے اور پھر کلکتہ ' لاہور ' مدراس ' ہندوستان کے تمام طول و عرض میں جہاں جہاں وہ مضمون پہنچتا ہے ' مسلمانوں میں ایک ہلچل اور عام بے چینی پیدا کردیتا ہے - ہر جگہہ اور ہر مقام پر اظہار ناراضگي کے جلسے منعقد ہوتے ہیں - ملامت اور نفرت کے ریزولیوشن پاس کئے جاتے ہیں - بے اطمینانی و بے اعتمادي کے تار دوڑاے جاتے ہیں - مگر کیا یہ امر موجب افسوس نہیں کہ قوم کا مسلمہ لیڈر نواب وقار الملک بیماري کی حالت میں اپنا قومي فرض سمجھکر اسٹیٹزمین گزٹ علی گڈہ میں ۲۱ صفحے کا ایک مبسوط مضمون لکھتے ہیں اور قوم فروشوں کي (۱) قوم فروشي کے بھانڈے کو اخبار کے ہزاروں پر پھوڑ دیتے ہیں اور مسلمانان ہندوستان اس کو بے پروائي کی نظر سے دیکھکر اسکی طرف متوجہ بھي نہیں ہوتے ؟ نہ مسلمانوں کي کسی انجمن کے جلسہ میں ان قوم فروشوں کے خلاف کوئي ریزولیوشن پاس ہوتا ہے نہ کوئي اسلامي کمیٹي یا پبلک جلسہ اس خانہ ساز ڈیپوٹیشن کے خلاف ملامت و نفرت کا اظہار کرتا ہے - نہ کوئی اسلامي اخبار اس قوم فروشانہ کارروائي پر کوئی خاص نوٹس لیتا ہے اور نہ مجوزہ خانہ ساز ڈیپوٹیشن کے متعلق بے اطمینانی و بے اعتمادي کے تار دوڑاے جاتے ہیں ! کیا مسلمانوں کو نواب صاحب قبلہ کے اس مضمون کي صداقت میں کوئي شک و شبہ ہے ؟ میرے خیال میں قوم کا ہر فرد اس مضمون کو پڑھکر کہیگا ' جسکا یہ خیال ہو - اور جس صورت میں کہ نواب صاحب قبلہ کے مضمون کی تردید میں اسوقت تک قوم فروشوں کے کیمپ سے ایک آواز بھی نہ اٹھی ہو ' بلکہ نواب صاحب قبلہ کے مضمون کی تائید شیخ محمد عبد اللہ صاحب بی - اے - ایل - ایل - بی - اور آنریبل خواجہ غلام الثقلین صاحب بي - اے - ایل - ایل - بی - ترسٹیان کالج کے مضامین متذکرہ اسٹیٹزمین گزٹ و مسلم گزٹ سے ہوتی ہے تو کوئی ضعیف سا شک و شبہ بھی کھوکر باقی رہ سکتا ہے -

تو پھر اے ہندوستان کے مسلمانو ! کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارا تمام سرمایہ ' تمہاري تمام عمر کی پونجی ' تمہارا تمام بنا بنایا کھیل ' یعني مدرسۃ العلوم علی گڈہ ' جس پر کئی ایک بزرگاں قوم کی زندگیاں صرف ہوچکی ہیں - جس پر قوم کا بے شمار روپیہ خرچ ہوچکا ہے - جس پر قوم کی نگاہیں آٹھہی ہیں اور جو قوم کي تمام امیدوں کا مرکز ہے ' گورنمنٹ کے حوالہ کردیا جاے ؟ ہندوستان کے مسلمانو ! کیا تم اس بات پر رضامند ہو کہ مدرسۃ العلوم کی رہي سہی آزادی کا بھی خاتمہ ہوجاے ؟ اور کیا تم اس بات کے لیے تیار ہو کہ یونیورسٹی اگر تمہیں مل بھی جاے تو اسکا نام مسلم یونیورسٹی نہ ہو بلکہ علی گڈہ یونیورسٹی ہو- جو آزاد ' اسلامی ' اور مکمل یونیورسٹي نہ ہو ' بلکہ گورنمنٹ کی ' غیر اسلامي ' اور محدود یونیورسٹی ہو ؟ اگر ان تمام باتوں کا جواب نفي میں ہے تو پھر اے مسلمانو ! اس وقت کیوں کوشش نہیں کی جاتی کہ مسلمانوں کا کالج مسلمانوں ہی کا رہے - مسلمان گورنمنٹ سے بیمار بخشوالے گئے ہے ' مگر وہاں پر چند جاہ طلبوں اور خود غرضوں کی طفیل اور ان قوم فروشوں کے صدقے ' جنکے جسموں میں (کاملی) کی روح کام کر رہی ہے ' آئے روز بھی مسلمانوں کے گلے پڑرہے ہیں - مسلم یونیورسٹي ' پر کیا ملیگی ؟ کالج بھی جاتا رہیگا - اور جو تھوڑی بہت آزادي اسوقت مسلمانوں کو کالج میں حاصل ہے اس سے بھي مسلمانوں کو ہاتھ دھونے پڑینگے -

پس میں تمام مسلمانوں سے بالعموم اور اسلامی اخبارات ' انجمنوں ' اور مسلم یونیورسٹی پرارشل کمیٹیوں سے بالخصوص نہایت زور سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس معاملہ کی اہمیت و نزاکت کو پورے طور پر محسوس کریں اور قوم فروشوں کی اس قوم فروشانہ کارروائی کے خلاف جو لکھنو میں دورن پردہ رائوں رات کیگئی ہے زبردست آواز بلند کریں اور مجوزہ خانہ ساز ڈیپوٹیشن کے متعلق اپني بے اطمینانی و بے اعتمادي صاف ظاہر کردیں - ورنہ اگر قوم خاموش رہي اور موجودہ خانہ ساز ڈیپوٹیشن . جس میں اکثر یہ ایسے حضرات ہي ہے جو گورنمنٹ کي شرائط پر یونیورسٹی لینا چاہتے ہیں اور عام پبلک آرپینین (عام راے) کي بے وقعتي کرنے پر تلے ہوے ہیں ' حضور وایسراے کے پاس پہنچ گیا تو یقیناً اسکا نتیجہ وہي ہوگا ' جو مسلمانوں کی تعلیمی تباہی کے سوا اور کچھہ نہیں ہو سکتا - یعني یونیورسٹی کو گورنمنٹ کی پیش کردہ شرائط پر ان تمام قیود اور پابندیوں کے ساتھہ جو مجوزہ مسلم یونیورسٹی کو گورنمنٹ یونیورسٹی تھادینگی ' منظور و قبول کرلیا جائیگا - اسوقت قوم کا شور و غل بالکل بے کار ' بے سود ' اور صداے بے ہنگام ثابت ہوگا - یکے نقصان مایہ و دیگر شماتت ہمسایہ والی مثل صادق آئیگی ' اور سواے رونے کے اور کیا ہو سکیگا کہ قوم مسٹر محمد علی ایڈیٹر کامریڈ سے خطاب کرکے یہ مصرعہ پڑھے - (۱)

(۱) اس مصرعہ کے لکھنے کا بھلا یہ کون موقعہ تھا ؟ ہمارا خیال مسٹر محمد علی کے متعلق ایسا نہیں ہے - البتہ ان سے ایک لغزش ضرور ہوگئي (الہلال)

(۲) ڈیپوٹیشن کے معاملے میں آپکو تعجیل نہیں ہے ' لیکن اتنی سستی بہتر نہیں (الہلال)

جھوٹی قسم سے آپکا ایمان تو گیا ؟

اسلامی اخبارات کی خدمت میں حاکسار دو بارہ یہ عرض کردینے کی اجازت چاہتا ہے کہ وہ نواب صاحب قبلہ کے مضمون کو تمام و کمال نقل کرکے اس آواز کو تمام قوم تک پہونچائیں اور اس پر نہایت آزادی کے ساتھہ رائے زنی کریں - ورنہ بعد از وقت طویل و عریض لکھنے کا فائدہ معلوم -

(الهـلال) کلکتہ نے اگرچہ سب سے پہلے نواب صاحب قبلہ کے مضمون کو تمام و کمال نقل کردیا تھا مگر اسکے متعلق اپنے خیالات ظاہر کرنے کا جو وعدہ کیا تھا وہ ابھی تک پورا نہیں کیا - مسلم گزٹ نے چند اقتباسات اور مختصر سے اداریل نوٹ پر اکتفا کرکے خاموشی اختیار کی - رہنمائے نے ایک مدت کے بعد اس مضمون کو پانچ یا چھہ ٹکڑوں میں شائع کیا اور باوجود " ایک زبردست اور دل ہلادینے والی آواز " اور " ایک گہری سازش کا انکشاف " کے زبردست عنوان قائم کرنے کے خود اسکا اپنا دل ذرا بھی نہیں ہلے - آبزرور نے مسٹر محمد شفیع کی صدارت مسلم لیگ کے خلاف تو صدائے بے ہنگام بلند کرنے کیلیے لیڈروں پر لیڈر لکھے جاتے ہیں مگر گہری سازش کے انکشاف کے متعلق درسطروں کا نوٹ لکھنے کیلیے بھی گنجایش و فرصت نہیں - وکیل و پیسہ اخبار بالکل ہی خاموش - آبزرور نے ایک مختصر سا نوٹ لکھدیا تھا اور بس - (کامریڈ) بھلا کیا لکھیگا - وہ تو خود ایک فریق ہے - نواب صاحب قبلہ کے مضمون کا نوٹ بھولنے سے بھی ذکر نہیں کرتا ' البتہ اس بات پر خوشی ظاہر کرتا ہے کہ ہز ہائی نس آغا خاں اور راجہ صاحب محمود آباد حضور وائسراے سے ڈپوٹیشن کی حاضری کے متعلق خط و کتابت کر رہے ہیں !

حاکسار معتمل احمد سکرٹری پراونشل کمیٹی مسلم یونیورسٹی - ریاست کشمیر - ۲۸ فروری سنہ ۱۹۱۳ع

ایک تجویز

— * —

عاری انورنک کی خود نوشتہ سوانح عمری

— * —

۱۲ - ربیع الاول کے اخبار میں آپ نے آیندہ نمبر میں انور کی خود نوشتہ سوانحعمری کے درج کرنے کا وعدہ کیا ہے ' اسکی نسبت میں یہ رائے دونگا کہ شائع کرنے سے قبل اُس کا حق تالیف رجسٹری کرادیا جائے اور آیندہ پرچے سے برابر تین چار پرچوں تک خریداران الہلال کو اطلاع دیجائے کہ وہ اُس نمبر کو کم سے کم ڈھائی روپیہ کو وصول کریں اور ہر ایک خریدار اُس نمبر کا ایک اور خریدار پیدا کرے ' اور یہہ روپیہ حواس طریقہ سے وصول کیا جاے ' زر اعانۂ ہلال احمر میں جمع کرکے قسطنطنیہ بھیجدیا جاے تا کہ وہ انور کی رائے سے اُسکو صرف کریں - میں سمجھتا ہوں کہ یہہ ایک بہت ہی حقیر رقم ہوگی لیکن اِس سے ہمارا وہ حوض معلوم ہوجائیگا جو انور کی ذات کے ساتھہ ہمکو ہے - خداوند کریم اُس کو اپنی امن و امان میں رکھے ' اور اسکی کوششوں اور مساعی کو مشکور کرے - اگر یہہ تجویز آپ منظور نکریں تو بھی وہ رسالہ جس میں مذکورہ بالا سوانح عمری درج ہو میرے پاس دس روپیہ میں وی پی کردیجئے گا - میں ایک تابع آدمی ہوں جسا کہ آپ جانتے ہیں - لیکن آج مجکو اپنی حالت کارنج ہے ' کاش میں کچھہ دے سکتا یا کر سکتا -

(ار بھوپال)

فہرست

زر اعانۂ دولت علیۂ اسلامیہ

— * —

(۱۳)

ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم و اموالھم ' بان لھم الجنۃ

	پائی	آنہ	روپیہ
مولوی واحد حسین صاحب وکیل ہائیکورٹ کلکتہ	۰	۶	۶
بذریعہ قافلہ مولوی شہاب الدین صاحب مالک ملہ			
بورکاں کا کلارا نہایت پارا نقد	۰	۲	۸۸
,, بیس بیس معہ زنجیر و بعوید چاندی کے دو عدد			
بذریعہ ڈاکٹر عبد اللہ حاجی صاحب نکاپی	۰	۰	۱۲۵
بذریعہ میاں حسین صاحب محلہ گولک پور ہانکی پور	۰	۳	۱
نور محمد صاحب سب اورسیر (ماہ) جھانسی	۰	۰	۵
بذریعہ بندہ علی حاجی صاحب سپروائزر نہر جہلم			
منگلا ہیڈ ورکس	۰	۵	۳۶۱
بذریعہ ولی محمد صاحب عباسی اوورسیر	۰	۸	۱۲
بذریعہ مولوی حبیب الغنی خاں صاحب سوداگر			
(کرایہ - کلکتہ) —			
لعینت ہے - ایف - ایچ صاحب ہولڈر (دلش نمبر ۱/۸			
گورکھا - ڈبرو گڑھ)	۰	۰	۳۰
شیخ محبوب میاں صاحب (کرایہ)	۰	۰	۱
مولوی حیات بخش صاحب (نالو بازار)	۰	۲	۳
منشی کرامت علی صاحب (کرایہ)	۰	۸	۱
معصوم بچوں کی عیدی	۶	۲	۱
حافظ عالم حسین صاحب (کرایہ)	۰	۰	۱
نالو آستاگر صاحب (کرایہ)	۰	۰	۱
منشی عبد العزیز خاں (نالو بازار)	۰	۰	۳
حجام کریم بخش عطار صاحب (مرزا پور)	۳	۷	۰
حجام عبد الحکیم صاحب (مرزا پور)	۶	۳	۰
,, عبد المجید خاں صاحب (کرایہ)	۰	۰	
,, شیکو میاں صاحب (کرایہ)	۰	۴	۰
,, شیخ محبوب الرحمن عرف موجو میاں (کرایہ	۰	۸	۰
,, سید ڈاکٹر علی صاحب (کرایہ)	۰	۴	۰
,, منگلو میاں صاحب (کرایہ)	۰	۸	۱
متفرقات	۹	۸	۲۹
حجام محمد حنیف صاحب	۰	۲	۰
میزان	۰	۳	۸۶۵
میزان سابق	۶	۴	۱۲۱۸۳
میزان کل	۶	۷	۱۳۰۴۸

مبلغ چالیس روپیہ جو بذریعہ مولوی حبیب الغنی خانصاحب صولت کرایہ روانہ کلکتہ وصول ہوا تھا فہرست نمبر ۹ میں شائع کیا گیا تھا اب اسکی تفصیل درج ذیل کی جاتی ہے :—

منشی احمد علی صاحب (خضر پور - کلکتہ	۰	۰	۲۸
مولوی اطہر الدین صاحب (کرایہ)	۰	۰	۵
محمد اسمٰعیل استاگر صاحب (کرایہ)	۰	۰	۲
حجام صوبہ خاں صاحب (کرایہ)	۰		۱
حجام اسمٰعیل میاں صاحب جھاؤلا روڈ	۰	۰	۲
ماسٹر اعلم الدین (واؤکس اسٹریٹ)	۰	۰	۱
مسٹر نصیر الدین (کرایہ)	۰	۰	۱

فکاہات

—o(*)o—

(۱)

سر آغا حار، کا خطاب ترکوں سے

— * —

گفت با ترک حضرت آغا * انچه گویم نه گوش در گیرند
نگذارید خاک یورپ را * دل ازیں مرز و بوم ' بر گیرند
انشیا مسکن قدیم شما ست * بار آں خاک را مقر گیرند
دل نه صید رمیدهٔ تواں ست * یک شکار شکسته بر گیرند
اسپ ' گر زیر راں نمي آید * نگذارید و ماده خر گیرند
کار پیشیدهٔ شما کشت است * مرغزارے و گاو بر گیرید
بانگ توپ و تفنگ درد سر ست * ناوک و خنجر و سپر گیرند
تیز ریل و تلغراف گذشت * قاصد و پیک و نامه بر گیرند
کار دنیا کسے تمام نکرد * هر چه گیرند مختصر گیرند

(۲)

ترک سے حضرت آغا نے یہ ارشاد کیا * کیوں ہو بے فائدہ یورپ میں گرفتار الم ؟
ایشیا میں اگر آجاؤ تو پھر تا نہ اند * پاؤں پھیلا کے پڑے چین سے سوؤگے چہ غم ؟
نظر آجائگی بیکاري آلات حدید * جب کہ تم وادی ناتار میں رکھوگے قدم
ریل یا تارکی پھر ہوگی نہ حاجت تم کو * ڈاک پہنچانے کو آجائینگے مرغان حرم
جو دھی کہدوگے کہ بیکار ہیں سب توپ و تفنگ * نظر آئیگا حر بدر اوگدیوں کا عالم
سلک نجري کی ادا دل سے اتر جائیگي * دیکھ لوگے جو کمندوں کا وہ پھیلا اور وہ خم
فائدہ کیا ہے کہ تم ریل کا احساں اٹھاؤ * آپ کا اسپ سبک سیر ہے کس باب میں کم ؟
آپ صحرا میں چلائیں گے جو خشکي کا جہاز * پھر نہ کچھ بھاپ کی حاجت ہے نہ طوفاں کا غم
لطف جو بانگ جرس میں ہے وہ سیٹي میں نہیں * زیر کوکھہ نہیں سکتا کوئي ہم پایہ بم
لمپ کی شعلہ فشاني میں کہاں وہ انذار * شمع کی نرم طراری کا جو کچھہ ہے عالم
بیٹھہ بیٹھے کے چوپال میں کرتا ہے جو پنچ * ہرگز یورپ کے قوانیں سے نہ ہوگا معکم
اور سنا بھی کہ فردوس نہیں ہے یورپ * حضرت حوا نہ شرار نہ کرے ہیں رقم
پدرم روضۂ رضواں نہ دو گندم بفروخت
ناخلف باشم اگر من بہ جوے نفروشم

کلاں

یونیورسٹي ڈپوٹیشن

— * —

آپ نے "بحث سفارت" پہ جو کی تھي تقریر * تھا حقیقت میں وہی شیوۂ ارباب رشد
دیدۂ طبع مبارک نے جو دیکھا انداز * سب کو حیرت تھی کہ کیوں آپ نے کي کچھ روشی
تا تو اس روز سے تھے آپ "سفارت" کے خلاف * تا کہ خود آپ بھی شامل تھے اسي میں بعد شی
بادۂ جام سفارت طرب انگیز سہی * آپ کي شان کو زیبا نہ تھي یہ بادہ کشي

* * *

بگویچکہ اک نفس خرد یہ ارشاد ہوا . * " دوق ایں بادہ نہ دانی بخدا تا نہ چشی

قاد

PRINTED & Published by A K AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

ذیابیطس

خطرناک مرض ہے اس کا جلد علاج کرو

علامات مرض۔ جن لوگوں کو پیشاب بار بار آتا ہو یا پیاس زیادہ لگتی ہو۔ معدہ کا دایقہ خراب رہتا ہو۔ رات کو کم خوابی ستاتی ہو۔ اعضاء شکنی۔ اعضاء جسم۔ ضعف مثانہ ہونے سے روز بروز قوت میں کمی اور حرارتی پیدا ہوتی جاتی ہو اور چلنے پھرنے سے سر چکراتا ہو۔ سر میں درد اور طبیعت میں غصہ آجاتا ہو۔ تمام بدن میں یبوست کا علمہ رہتا ہو۔ ہاتھ پاؤں میں خشکی اور جلن رہے جلد پر خشونت وغیرہ پیدا ہوجائے اور ٹھنڈے پانی کو جی ترسے۔ معدہ میں جلن معلوم ہو۔ بیوقت پیشاب آنے کے آثار پیدا ہوجائیں اعضائے رئیسہ کمزور ہوجائیں۔ رقت۔ سرعت اور کمی مادہ کی شکایت دن بدن زیادہ ہوتی جائے تو سمجھ لو کہ مرض ذیابیطس ہے۔ جن لوگوں کے پیشاب میں شکر ہوتی ہے اُنکو مندرجۂ بالا آثار یکے بعد دیگرے ظاہر ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا خاتمہ علی العموم کاربنکل سے ہوتا ہے۔ دبیل پشت پر کبھی گردن میں پیدا ہوتا ہے۔ جب کسی کو کاربنکل ہو تو اُسکے پیشاب میں یقیناً شکر ہونے کا خیال کرلینا چاہیے۔ اس راج پھوڑے سے سینکڑوں ہوشیار قابل لوگ مرچکے ہیں

مرض کی تشریح اور ماہیت : ذیابیطس میں جگر اور لبلبہ کے دخل میں کچھ نہ کچھ خرابی ضرور ہوتی ہے اور اس خرابی کا باعث اکثر دماغی تفکرات شدید روز کی محنت ہے بعض دفعہ کثرت جماع۔ کہنہ سوزاک اور کثرت ادرار کا باعث ہوتا ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ اس حالت میں پیشاب میں شکر نہیں ہوتی بلکہ مثانہ کے ریشہ وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ کبھی ابتدائے عمر میں کثرت جماع سے آخر یہ مرض پیدا ہوجاتا ہے اور کبھی بخار کے بعد یہ مرض شروع ہوتا ہے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ راج پھوڑا کاربنکل نہ نکلے تو علاج حفظ ماتقدم یہ ہے کہ ہماری ان گولیوں کو کھاؤ۔ شیرینی۔ چاول ترک کردو۔ روٹی اگر سستی کروگے تو پھر یہ ردی درجہ ذیابیطس میں اُس وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ تمام اندرونی اعضاء گوشت پوست بگڑ جاتے ہیں۔ جو لوگ پیشاب زیادہ آنے کی پروا نہیں کرتے۔ وہ آخر ایسے لاعلاج مرضوں میں پھنستے ہیں جس کا علاج پھر نہیں ہوسکتا۔ یہ گولیاں پیشاب کی کثرت کو روکتی ہیں اور تمام عوارض کمی قواء اور حملہ امراض رئیسہ سے محفوظ رکھتی ہیں

ذیابیطس میں عرق ماء اللحم اسلئے مفید ہوتا ہے کہ موجب اخراج رطوبات جسم خشک ہوجاتا ہے۔ جس سے عذائیت کی ضرورت زیادہ پڑتی ہے۔ یہ عرق چونکہ زیادہ مقوی اور مولد خون ہے اسلئے بہت سہارا دیتا ہے غذا اور دوا دونوں کا کام دیتا ہے۔

حب دافع ذیابیطس

یہ گولیاں اس خطرناک مرض کے دفعیہ کے لئے بارہا تجربہ ہوچکی ہیں اور صدہا مریض جو ایک گھنٹہ میں کئی دفعہ پیشاب کرتے تھے تھوڑے دنوں کے استعمال سے اچھے ہوگئے ہیں یہ گولیاں صرف مرض کو ہی دور نہیں کرتیں بلکہ ایکے کھانے سے گئی ہوئی قوت باہ حاصل ہوتی ہے۔ آنکھوں کو طاقت دیتی اور معدہ کا دائقہ درست رکھتی ہیں۔ جسم کو سوکھنے سے بچاتی ہیں۔ سلسل بول۔ ضعف مثانہ۔ نظام عصبی کا نکاز۔ اسہال دیرینہ یا پیچش یا بعد کھانے کے فوراً دست آجانے ہوں یا درد شروع ہوجاتا ہو یا رات کو نیند نہ آتی ہو سب شکایت دور ہوجاتے ہیں۔

قیمت فی تولہ دس روپیہ

میر محمد خاں۔ ٹالیٹر والی ریاست حیدرپور صدقہ — پیشاب کی کثرت نے مجھے ایسا حیران کردیا تھا اور جسم کو بے جان اگر میں حکیم عالم نبی صاحب کی گولیاں ذیابیطس نہ کھاتا تو میری زندگی محال تھی۔

محمد رضا خاں۔ زمیندار موضع چٹہ ضلع اٹاوہ — آپ کی حب ذیابیطس سے مریض کو فائدہ معلوم ہوا۔ دن میں ۱۶ بار پیشاب کرنے کی بجائے اب صرف ۵ - ۶ دفعہ آتا ہے۔

عبد القدیر خاں۔ محلہ عرقاب شاہ جہاں پور — جو گولیاں ذیابیطس آپ نے رئیس عبد الشکور خاں صاحب اور محمد تقی خاں صاحب کے بھائی کو زیادتی پیشاب کے دفیعہ کے لئے ارسال فرمائی تھیں وہ اور بھیجدیں

عبد الوہاب ڈپٹی کلکٹر۔ عارپور — آپ کی بھیجی ہوئی ذیابیطس کی گولیاں استعمال کررہا ہوں۔ دفعات ۳ - ۵ مرتبہ کے اب دو تین مرتبہ پیشاب آتا ہے۔

سید زاہد حسن۔ ڈپٹی کلکٹر۔ آلہ آباد — مجھے مرضہ ہذا سے عارضہ ذیابیطس نے دق کررکھا تھا۔ بار بار پیشاب آنے سے جسم لاغر ہوگیا۔ قوت مردمی جاتی رہی۔ آپ کی گولیوں سے تمام عوارض دور ہوگئے۔

رام سنگھ پوسٹماسٹر جنرل — پیشاب کی کثرت۔ جاتی رہی۔ مجھکو رات دن میں بہت دفعہ پیشاب آتا تھا۔ آپ کی گولیوں سے صحت ہوگئی

ان کے علاوہ صدہا سندات موجود ہیں۔

مجرب و آزمودہ شرطیہ دوائیں جو بادائی قیمت نقد تا حصول صحت دیجاتی ہیں

— * —

زود کن

داڑھی مونچھ کے بال اسکے لگانے سے گھنے اور لمبے پیدا ہوتے ہیں۔ ۲ تولہ دو روپے

سر کا خوشبودار تیل

دماغ خوشبو کے علاوہ سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا نزلہ و زکام سے بچاتا ہے شیشی خورد ایک روپے آٹھ آنہ کلاں تین روپے

حب قبض کشا

رات کو ایک گولی کھانے سے صبح اجابت نہ ہو اگر قبض ہو تو دو ۲ درجن ایک روپیہ

حب قائمقام افیون

افیم کھانے سے افیم چاندو دلا تکلیف چھوٹ جاتے ہیں فیالوقت بائیس روپے

حب دافعۂ سیلان الرحم

لیسدار رطوبت کا جاری رہنا عورت کے لئے وبال جان ہے اس دوا سے آرام ۲ دو روپے

روغن اعجاز

کسی قسم کا زخم ہو اسکے لگانے سے جلد بھر جاتا ہے بدبو زائل۔ ناسور۔ بھگندر۔ خنا زیرے گھاؤ۔ کاربنکل زخم کا بہتریں علاج ہے۔ ۶ تولہ دو روپے

حب دافع طحال

زردی چہرہ۔ لاغری کمزوری دور مرض تلی سے نجات۔ قیمت دو ہفتہ دو روپے

برأالساعۃ

ایک دو قطرے لگانے سے درد دانت فوراً دور۔ شیشی چار سو مریض کے لئے ایکروپے

مرہم در دکان

شیشی صدہا بیماروں کے لئے۔ ایکروپے

حب دافع بواسیر

بواسیر خونی ہو یا بادی ریحی ہو یا سادی۔ خون جانا بند اور مسے خود بخود خشک۔ قیمت ۲ دفعہ دو روپے

سرمہ ضمیرہ کرامانی

مقوی بصر۔ محافظ دائی۔ دافعہ جالا۔ دھند۔ غبار۔ نزول الماء سوختی۔ ضعف بصر وغیرہ ۵ فیالوقت صبح شام سائی سفید شب دو روپے

پتہ :—

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما۔ لاہور

اطلاع - ڈاکٹر ایس - کے برمن کي خوبصورت تصویردار کافوري جلتري سنه ۱۹۱۳ع کي متعرق جگهه کي دس شریف آدمیوں کا نام اور چکه لکهنے پر بلا قیمت و محصول بهیجي جاتي هے -

اصل عرق کافور

دیکهو گرمي کا موسم لیا جهاں تهاں هیضه کا آنا بهي ممکن هے اس سے بچنے کا آسان طریقه ڈاکٹر ایس کے برمن کا اصل عرق کافور هے یه مدا ۲۹ برس سے تمام هندوستان میں جاري هے یه عرق گرمي کے دست پیٹ کا درد و مثلي کیلیے اکسیر کا اثر رکهتا هے همیشه ایک شیشي اپنے پاس رکهو قیمت في شیشي ۴ آنه محصولڈاک ۴ تک ۵ آنه

ڈاکٹر ایس کے برمن - منیجر دواخانه راجندر دت اسٹریٹ کلکته

انگریزي حکومت کا مسلمان هوجانا

— ٭ —

اب بالکل یقیني هے کیونکه حضرت شیخ سنوسي کے خلیفه نے بمقام بنغازي خواجه حسن نظامي سے آئنده حالات کي نسبت جسقدر پیشین گوئیاں کي تهیں (اور جنکو کتاب شیخ سنوسي کے حصه اول و دوم میں شائع کردیا گیا تها) سب هو بهو سچي ثابت هوئیں - اب صرف انگریزي حکومت کے مسلمان هو جانیکي پیشین گوئي باقي هے خدا نے چاها تو عنقریب پوري هوگي - پس اگر آپ یه پیشین گوئیاں اور ترکي و ایران علي الخصوص افغانستان و چاپان و چین وغیره کے انجام کار کو دیکهنا چاهتے هیں تو رساله شیخ سنوسي کے دونوں حصے پڑهئے - قیمت هر دو آنه آنه -

کلیات اکبر - لسان العصر و جدان الملة حاں بهادر مولوي سید اکبر حسین اکبري کے زرنست کلام کے دفتروں حصے چهپ کر تیار هیں - کاغذ لکهائي چهپائي نهایت اعلی هے - اور صرف همارے هاں دستیاب هو سکتے هیں قیمت هر دو حصص ۳ روپیه ۸ آنه -

خواجه حسن نظامي میں غدر کے اور تیمور به خاندان کے سچے مگر نهایت درد ناک قصے درج هیں دیر آلو - سچمچ - دیاسلائي وغیره عنوانوں پر نهایت مزیدار اور معلومي حیز مضامین هیں

سفرنامه هندوستان بمبئي گجرات کاٹهیواڑ سومنات وغیره مقامات کا دلچسپ [سفر نامه] طریق روزنامچه از سیدي خواجه حسن نظامي دهلوي ۲ آنه -

اسلام کا انجام میرے شیخ المشائخ کي حوصله افزا پیشین گوئیاں - قیمت ۳ آنه

اسرار مخفي رموز کا خزانه بس دیکهنے کے قابل قیمت ۳ آنه -

ترکي فتح شاه مشتاق احمد صاحب منجم دهلوي کي پیشین گوئیاں - قیمت ۲ پیسه

دل کي مراد - شاه صاحب کے طلسماتي تعویذ قیمت تعویذ آنه -

کارکن حلقه نظام المشائخ دهلي سے منگائیے

شائقین تواریخ و تصوف کو مژده

—:o:o:—

مزارات اولیاے دهلي بالکل نئي تصنیف هے یه تمام اولیاے کرام و صوفیاے عظام جو دهلي کي مقدس سرزمین میں مدفون هیں ان کے بسیط حالات سلسله وار دو حصوں میں درج کئے گئے هیں - زائرین کے لیے اس سے بڑهکر کوئي رهنما نهیں هوسکتا قیمت حصه اول ۹ آنے حصه دوم ۲ آنے هر دو حصص بمعه محصول-ڈاک و خرچ وي - پي پیکنگ وغیره ۱۰ آنے -

هندوستان کي اسلامي تاریخ عهد افغانیه- مصنفه مولوي کرام الهي صاحب ذنگرئي - ۴۲ تواریخوں کا لب لباب هے - معترضین کے حملوں کا معتبر اور مستند حوالوں کے ثبوت سے جواب دیا گیا هے - فاضل اجل مولوي سید احمد صاحب مولف لغات آصفیه فرماتے هیں که هے بهتر هندوستان کي تاریخ اب تک ان کي نظر سے نهیں گذري قیمت ۲ روپیه ۸ آنے محصول ڈاک و خرچ وي - پي ۳ آنے -

المشتهر - منیجر اسلامیه بک ڈپو و جنرل اخبار ایجنسي بازار بلي ماران - دهلي -

---

حمیدیه هوٹل

—:o:o:—

نمبر ۱۳ لورچیت پور زوٹ

—:٭:—

همارے هوٹل میں هر قسم کي اشیاے خوردني و نوشیدني هر وقت طیار ملتي هیں نیز اسکے ساتهه مسافروں کے قیام کیلیے پر تکلف اور آرام ده کمروں کا بهي انتظام کیا گیا هے جو نهایت هوادار فرنشڈ اور بر لب راه واقع هیں جن صاحبوں کو کچهه دریافت کرنا هو بذریعه خط و کتابت منیجر هوٹل سے دریافت کر سکتے هیں - جلسے تزکي و ایڈ اور جنگ بلقان کي جمله تصویریں همارے هوٹل میں فروخت کے لیے موجود هیں مع تصویر شیخ سنوسي وغیره -

المشتهر شیخ عبد الکریم مالک حمیدیه هوٹل

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد محی الدین الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۰ | کلکتہ: چہارشنبہ ۳ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta Wednesday, March 12, 1913.

قیمت فی پرچہ
ساڑھے تین آنہ

اطلاع

(۱) اگر کسي صاحب کے پاس نئي پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کو مي پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لي جائیگی -

(۲) اگر کسي صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کي تبدیلي کي ضرورت ہو تو مقامي ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں، اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہیں یا پانچ آنے کے وي - پي کي اجازت -

(۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداري نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) منی آرڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام، پورا پتہ، رقم، اور نمبر خریداري (اگر کوئي ہو) ضرور درج کریں -

نوٹ ـــ مندرجہ بالا شرائط کي عدم تعمیلي کي حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئي پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے لئے ذمہ دار نہ ہوگا .

(منیجر)

شرح اجرت اشتہارات

—*—

میعاد اشتہار	في صفحہ	مي کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ في سطح انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیے کوئي اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات دو جگہہ دیجائیگي -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدي زائد ہوگي -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھي طیار ہوتے ہیں جسکي قیمت ۸ آنہ في مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکي فرمایش کے مطابق آپکو جگہہ دیں، البتہ حتی الامکان کوشش کي جائے گي -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۳ اقساط میں، چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں، اور سہ ماہی کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرني ہوگی اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی ہمیشہ لی جائیگی اور وہ کسي حالت میں پھر واپس نہوگي -

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسي اشتہار کی اشاعت روک دے، اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اُس چیز کا جو جوے کے اقسام میں داخل ہو، تمام منشي مشروبات کا، فحش امراض کي دواؤنکا اور ہر وہ اشتہار جسکي اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالي نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو، کسي حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

نوٹ ـــ کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کي زحمت گوارا نہ فرمائیں - طرح اجرت یا شرائط میں کسی قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام احمد المدعو بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
« الہلال »

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor
Abul Kalam Azad.
7-1 McLeod street,
CALCUTTA.

Telegraphic Address
"AL-HILAL"
Yearly Subscription, Rs 8
Half-yearly „ „ 4-12

نمبر ۱۰ — کلکتہ: چہارشنبہ ۳ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲
Calcutta Wednesday, March 12, 1913

فہرس

تلغراف خصوصی ۱
شذرات ۲
مقالۂ افتتاحیہ
حدیث العافیہ (۳) ۵
مقالات
تاریخ نہیں یورپ کا ایک صفحہ ۹
اسدعا اور حط ۱۰
اولڈ ووٹر اسوسی ایشن ۱۱
شئون عثمانیہ
مطالعات بلقان اور انقلاب ملک ۱۲
مراسلات
یادگار حادثۂ هائلۂ مسجد مقدس ۱۳
فہرست زر اعانہ دولت علیہ اسلامیہ ۱۴
نامہ وران عزیز بلقان
سرگذشت انقلاب (۵) ۱۵

تصاویر

تاب عالی کے دروازے پر انقلاب — صفحۂ خاص
جواہرکا ہجوم
مشہور "اوشک" پلٹن کے سپاہی — صفحہ خاص
جمال عشق و شراب ۹
مشہور مجاہد دستور (بیاری ے) ۱۵
نامور مدافع ملی (عاری عزیز بک) ۱۶
(عاری انور ے) موٹرکار میں بیٹھکر طرابلس جا رہے ہیں ۱۶

تلغراف خصوصی

فتح عظیم

نصری کار نامے

(قسطنطنیہ ۱۲ - مارچ)

بجواب "الہلال"

تسخیر (جانینا) کی یہاں کوئی خبر نہیں دی گئی ہے - البتہ جنگ سدید کی خبریں برابر ملتی رہیں - بلغاریوں اور یونانیوں میں باہم تباہ کن جنگ شروع ہوگئی - "تصویر افکار" کا تار چھپا ہے کہ اب تک ۱۲ - سو بلغاری اور ایک ہزار یونانی باہم دگر لڑکر مقتول ہو چکے ہیں -

(۲)

تائید الہی ایک نصرت عظیم کی صورت میں ظاہر ہوئی - "حمیدیہ" جہاز کی آتش افشانیوں نے سرویں استحکامات جنگ میں ہلاکت اور تباہی پھیلا دی - میدانوں میں مرجی بارک مع پلٹنوں کے خاک کا ڈھیر ہوگئی - رسد اور غلہ کے ذخائر برباد ہوگئے -

التماس

(۱) نمبر ۷، و ۸، جلد (۲) قبل از وقت ختم ہوگئے ہیں - دربارہ چھپنے پر جلد خدمت کئے جائینگے - شائقین ذرا توقف فرمائیں -

منیجر

شذرات

مسٹر مظہر الحق کا استعفا

ذالک فلیتنا فس المتنا فسون !

مسلم یونیورسٹی ڈیپوٹیشن

لمفہم طالم لنفسہ و منہم مقتصد ' و منہم سابق بالخیرات باذن اللہ ' ذالک ہو الفضل الکبیر (۳۵ ۳۱)

اس جماعت میں کچھہ لوگ تو ایسے ہیں جو طریق ہدایت و صداقت کو چھوڑ کر اپنے نفوس پر ظلم کر رہے ہیں - بعض ان میں سے درمیانی راہ چلتے ہیں ' اور پھر انہی میں بعض نفوس قدسیہ ایسے بھی ہیں ' جو اعمال نیک میں راست بازانہ پیش قدمی کرتے ہیں - یہ اللہ کا بہت بڑا فضل ہے جسکی انکو توفیق دی گئی ہے -

کامل اس فرقہ زہاد سے اٹھا نہ کوئی
کچھہ ہوے تو یہی رندان قدح خوار ہوے !

ناظرین کو معلوم ہے کہ میں نکتہ چیں ہوں ' منقصت سرا نہیں - میرا دستور العمل یہ ہے :

قصیدہ گر ہوس پیشگاں سرود عرفی
تو از قبیلۂ عشقی ' رطبعہ ات غزل ست

حق گوئی کی راہ میں عموماً دو قوتیں مانع ہوتی ہیں دولت و طاقت ' اور ذاتی تعلقات و وابستگی - اتنے زمانے میں احباب کم از کم اسکا تو اندازہ کرچکے ہیں کہ الحمد للہ یہ دونوں پتھر میری راہ میں حائل نہیں ہوسکتے

ہم کعبۂ و ہم بتکدہ سنگ رہ ما بود
رفتیم و صنم بر سر محراب شکستیم

دولت و طاقت اور حکومت و اقتدار کے مقابلے میں جو کچھہ اپنا حال ہے ' وہ محتاج بیاں نہیں - زبان اور قلم ' دونوں اسکا جواب دیسکتے ہیں - رہے ذاتی تعلقات ' تو آپ دیکھہ رہے ہیں کہ یونیورسٹی مونڈیشن کمیٹی کے پچھلے اجلاس کے واقعات میرے لیے واقعی پر از اشکال تھے - مسٹر محمد علی نہ صرف میرے ایسے دوست ہی ہیں ' جن سے دوستانہ حد سے بھی گذر کر ' برادرانہ و عزیزانہ تعلقات رکھتا ہوں ' بلکہ یہ بھی ہے کہ مجکو انکی دوستی نہایت عزیز ہے - تاہم کچھہ دنوں تک خاموش رہا اور پھر دیکھا تو معلوم ہوا کہ تعلقات کا مسئلہ نہیں بلکہ عقیدے اور رائے کا سوال ہے - تعلقات کی ایسی باتوں کی کیا حقیقت ہے ؟ اس راہ میں تو زنجیریں بھی ٹوٹ جاتی ہیں -

پس جو کچھہ میری رائے تھی بلا تامل حوالۂ قلم کر دی -

دوستی کیا چیز ہے ؟ ہماری حق اور نسل کی رشتہ داریوں کو بھی حق اور عقیدے کے آگے ہیچ ہونا چاہیے -

با این ہمہ مدتی نکتہ چینی ہی آج مجکو مجبور کرتی ہے کہ (مسٹر مظہر الحق) کی تعریف میں حسقدر ممکن ہو ' اسراف کروں - وہ اسراف نہیں ' بلکہ عین اعتدال ہے -

میں دیکھہ رہا ہوں کہ زمانہ کس قدر پر آشوب ہے ' اور حق و راستی کی مظلومی کس درجہ درد انگیز حد تک پہنچ چکی ہے ؟ کوئی نہیں ہو اسکی خاطر تھوڑی سی تکلیف گوارا کر لے - کوئی نہیں جو خدا کی خوشنودی کی خاطر اسکے چند لمحوں کا حصہ جھیل لے ' اور پھر کوئی نہیں جو اپنے قول ہی کی عزت دلیلے اپنے عمل کو بھی قابل عزت بنائے - ہر دعوا دلیل سے معزوم ' ہر قول عمل کا مخالف ' اور ہر سفیدی نمائش اور نفاق کی سیاہی سے آلودہ ! تعریف کی خواہش سے دماغ مخبوط ہو رہے ہیں ' مگر کوئی نہیں جو پہلے تھوڑی سی مذمت گوارا کرے ' تعریف کا اپنے تئیں مستحق ثابت کرے - حالانکہ کوئی درستی بغیر دشمنی کے ' کوئی مخلوقی بغیر معروضی کے ' اور کوئی تعریف بغیر تحمل مذمت کے حاصل نہیں ہو سکتی - جو لوگ دنیا سے " تعریف و مدح " مانگتے ہیں ' انکو پہلے دکھانا چاہیے کہ اسکے لئے انہوں نے کیا کھویا ہے ؟

أحسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون ؟ ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن اللہ الذین صدقوا ' ولیعلمن الکاذبین - ام حسب الذین یعملون السیئات ان یسبقونا ؟ ساء ما یحکمون ؟ (۲۹ ۴) ومن یجاھد فانما یجاھد لنفسہ ' ان اللہ لغنی عن العالمین (۲۹ ۶)

کیا وہ لوگ سمجھے ہیں کہ زبان سے ایمانداری اور راستداری کا دعوا کردینگے اور بغیر آزمائے چھوڑ دیے جائیں گے ؟ (حالانکہ) جو لوگ اُن سے پہلے گذر چکے ہیں ' خدا نے انکو بھی آزمایش میں ڈالا تھا (اور یہ ناگزیر ہے پس) عنقریب خدا اُن لوگوں کو معلوم کرکے رہے گا جو اپنے دعوئے صداقت میں سچے ہیں - اور انکو بھی ' جو اپنے اندر جھوٹ کے سوا کچھہ نہیں رکھتے - کیا جن لوگوں کی دونوں اعمال بد میں خرچ ہو رہی ہیں وہ سمجھے ہیں کہ ہمارے قابو سے باہر ہو جائیں گے ؟ اگر ایسا سمجھتے ہیں تو یہ کیا ہی بری سمجھ اور کیا ہی برا فیصلہ ہے ! یاد رکھو کہ جو سچائی اور راست بازی کی راہ میں تکلیف اٹھاتا ہے تو وہ اپنے ہی بھلے کیلئے ایسا کرتا ہے - خدا دنیا کے تمام لوگوں اور انکے اعمال سے بے نیاز ہے -

مسٹر (مظہر الحق) نے مسلم یونیورسٹی کے ڈیپوٹیشن کی معرفی سے استعفا دیدیا ' جسکو ایک مبسوط تحریر کی صورت میں آپ آج کی اسامبلی میں پڑھیں گے - میں اپنے عقیدے اور اپنی تصدیق کے مطابق یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ انہوں نے استعفا نہیں دیا ہے ' بلکہ سچائی اور راستداری کی ایک ایسی مثال عظیم قوم کے سامنے پیش کر دی ہے ' جسکے نمونے عرصے سے ہماری کارفرما جماعتوں میں ناپید و معدوم تھے - خدائے مومنوں کی سب سے بڑی جماعت یہ بتلائی ہے '

تجاھدون فی سبیل اللہ ولا تخافون لومۃ لائم -

حق کی راہ میں جہد و سعی کرتے ہیں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہیں کرتے -

مجکو اعتراف ہے کہ مسٹر (مظہر الحق) نے اس حقیقی خصلت ایمانی کا نمونہ قوم کو دکھلا دیا -

وذلک ' ولیدنا ذالک فس المتنا فسون !

اور یہی جذبہ ہے ' جسکی پیروی کرنے والوں کو پیروی کرنی چاہیے -

نہیں سمجھتا کہ اسکے سوا اور کیا کہوں کہ اللہ تعالی اس خدمت جلیل اور عمل عظیم کیلیے انکو جزاے خیر دے ' اور اس وقت کے دہلانے میں زیادہ دیر نہ کرے ' جب قوم پرستی اور راست بازی کی ایسی ہی مثالیں بکثرت قوم کے سامنے ہوں

فلم ارى كالدعاء اعم نفع
و اعظم فى مكافاة الصديق

مسٹر (مظہر الحق) یاد رکھیں کہ اگر وہ قوم کی خاطر کچھہ کھونے کیلیے طیار ہیں' تو قوم بھی اپنی بہترین متاع انکو دینے کیلیے طیار ہے- غریب قوم کیا کرے ؟ وہ تو اپنا دل ہاتھوں میں لیے ہوے کب سے حکمراں و سرکردہاں پھر رہی ہے ' مگر افسوس کہ کوئی خریدار ہی نہیں ملتا - کونسا دروازہ ہے جس پر وہ نہیں پہنچی ' اور اعتماد کی کونسی آواز تھی' جس کو اس نے نہیں آزمایا ؟

نعائس دل و دیں فی دھم دہ دم دہ نگاہ
دہ فی معاملۂ کس کہ راست گفتارم

اس ڈیپوٹیشن کی تحریک جن طریقوں کی ساتھہ کی گئی ' پھر ممبروں کا جس طرح انتخاب ہوا ' اور انتخاب میں جن جن ذرائع و رسائل متعددہ سے کام لیا گیا ' وہ نواب صاحب قبلہ کی رہاں مدارک سے قوم سن چکی ہے - پس در حقیقت ایک ایسی جماعت میں شریک رہنا' جسکی پیدایش سازش کے ناجائز حمل سے ہوئی ہو' خود اپنے ضمیر اور ایمان کو الوداع معصفت کرنا تھا - ڈیپوٹیشن کا جانا اور رسمی آمد و رفت محض ایک دلخوش کن حیلہ تراشی ہے ' تا کہ کسی طرح ارادہ خیال طبقہ رام کیا جاسکے - مسٹر (مظہر الحق) کا نام بھی اسی لیے رکھا گیا تھا ' تا کہ لوگ سمجھیں کہ کیسے کیسے آزاد خیال لوگ اسمیں شریک ہیں ' اور پھر اسکی طرف سے بالکل مطمئن ہو جائیں -

حقیقت یہ ہے کہ یہ ڈیپوٹیشن یونیورسٹی کے اہم مسائل میں کسی تغیر کا ذریعہ نہیں ہوسکتا - اور نہ ہونے کا ارادہ ہے - گورنمنٹ کو اب اسپر کوئی اعتراض نہیں کہ علی گڈہ کی محدود یونیورسٹی کے نام میں " مسلم " کا لفظ بڑھا دیا جاے اور نہ تو ساری دنیا کو معلوم ہوچکا ہے کہ اسکولوں کے الحاق تک راضی ہوچکی ہے - پس ڈیپوٹیشن کی تجویز سے مقصود یہ تھا کہ انہیں منظور کردہ چیزوں کو قوم کے سامنے اسطرح پیش کر دیا جاے کہ وہ سمجھے ' یہ خاص مراعات تھیں جو ڈیپوٹیشن کے سعی و کوشش کرکے حاصل کرا دیں -

تاہم مسٹر (مظہر الحق) کے نہایت دانشمندانہ کارروائی کی کہ اتمام حجت کا پورا موقعہ دیا ' اور پہلی مجلس میں شریک ہوکر اور اپنے خیالات ظاہر کرکے مستعفی ہوے - انہوں نے ایک مثال قائم کردی کہ ایک راست باز آدمی کو ایسے موقع میں کیا کرنا چاہیے ؟

مسٹر (مظہر الحق) نے مستعفی ہو کر ہمارے سامنے معاملہ کرنے کیلیے کیسے عمدہ انگیر مناظر پیش کردیے ہیں ! ایک طرف تو وہ لوگ ہیں جو اس ڈیپوٹیشن کی شرکت کی عزت کے معاوضے میں اپنی آزاد خیالی کو تاراج کردینے کیلیے طیار ہیں - دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو (بقول نواب صاحب قبلہ) اس ڈیپوٹیشن کی ممبری کو ایک ایسی دولت عظمیٰ سمجھتے ہیں ' جسمیں اب کسی دوسرے حصہ دار کا تصور بھی انکے لیے تکلیف دہ ہے - دوسرے طرف مسٹر (مظہر الحق) ہیں ' جنکو نے طلب اسکی شرکت کی مکروہ عزت دی گئی تھی مگر انہوں نے سچائی اور اصول کی خاطر اُسے ٹھکرا دیا ! انہوں نے اس عزت کی پروا نہیں کی جو صداقت اور آزاد خیالی سے خالی تھی پس اسکا بہترین معاوضہ وہ عزت ہے' جو اب قوم کے لاکھوں دلوں میں انہوں نے اپنا گھر بنا حاصل کرلی ہے -

و من كان يريد العزة ' جو لوگ عزت کے بھوکے ہیں انکو
فلله العزة جميعا ' معلوم ہونا چاہیے کہ تمام عزت بخشیاں
انه يصعد الكلم اللہ ہی کے ہاتھہ میں ہیں - تمہارے
الطيب ' و العمل اعمال صالح اسی کی درگاہ تک
الصالح يرفعه پہنچتے ہیں اور وہی نیک عمل کرنے
(۳۵ ۱۱) والوں کے درجوں کو بلند کرتا ہے -

مسٹر (مظہر الحق) نے اپنی چٹھی میں ۵ - مارچ کے جلسے کی جو کارروائی درج کی ہے ' اس سے محرریں ڈیپوٹیشن کی نقاب پوشی کا خاتمہ ہوگیا ہے ' اور جو بات ہمیں ۲۸ - فروری کی صبح کو معلوم نہیں' امید ہے کہ اب دنیا کو ۵ - مارچ کے بعد اچھی طرح نظر آجاے گی - (مسٹر مظہر الحق) نے تحریر پیش کی تھی کہ کارروائیوں سے قوم کو بے خبر نہ رکھا جاے - اس سے ہم ارکم اتنا تو ہو جاتا کہ ہر شخص کی فہم قوم فیصلہ کرسکتی کہ اس نے قوم کی خواہشوں کو کہاں تک یاد رکھا ہے ؟ لیکن ہم نے سنا ہے کہ یہ تحریر جب پیش کی گئی' تو ایک ہی نام کے دو آزاد خیال بزرگوں یعنے مسٹر محمد علی (کامریڈ) اور مسٹر محمد علی (جوہر) نے مخالفت کی - اور مصر ہوے کہ کارروائیاں صیغہ راز رکھی جائیں -

اگر یہ سچ ہے تو ہمیں ایک سال کے گذشتہ واقعات ایک مرتبہ یاد کرلینے چاہئیں - ۱۱ - اگست سنہ ۱۲ ۱۹ - کو کانسٹیٹوشن کمیٹی کا جو اجلاس لکھنو میں ہوا تھا ' اسمیں ہمارے دوست "زار داری" کے سخت مخالف ہے - کامریڈ کی پچھلی فائل کی بھی اسکے لیے ورق گردانی کی جا سکتی ہے - یہ اب دنیا کیوں پلٹ گئی ؟

مانا کہ ڈیپوٹیشن کی تحریر ضروری تھی ' صلح جنگ سے بہتر ہے ' اور قوم کو قسموں کی عزت کا پاس کرنا چاہیے - لیکن کیا اب ہمارے درست کیلیے " زار داری " کا گذشتہ عذاب تاریک بھی اتنے مطمئن لیڈروں کی طرح ضروری ہوگیا ؟

مشاطه كا قصور سہی سب بناؤ میں
کیا اُس نے اس نظر کو بھی پر فن دیا دیا ؟

ممکن ہے کہ تم اپنے اعمال قوم سے مخفی رکھہ لینے میں کامیاب ہوجاؤ لیکن میرے عزیز دوستو ! تم نری نادانی میں پڑے ہو- خدا کی آنکھہ سے بچنے کیلیے تمہارے پاس کوئی پردہ نہیں ہے .

ا و لیس اللہ باعلم کیا اللہ تعالیٰ اُن چیزوں سے بیخبر ہے
بما فی الصدور جو دلوں کے سینوں
العالمین ؟ (۲۹ ۹) میں مدفون ہیں ؟

بہرحال قوم کے ہاتھہ میں مسٹر (مظہر الحق) نے بہت اچھی کسوٹی دیدی ہے - مدعیان آزادی و راستی کی آزمایش کی یہ بہترین کھڑیاں ہیں - اب دیکھنا یہ ہے کہ ممبران ڈیپوٹیشن میں اور بھی کسی کا قدم ہے' جو اس طرح سچائی کی طرف حرکت کرے ؟

مسلمان اگر اپنی بے وقوفی پر رحم کھائیں' تو انکے لیے کام کرنے کا یہ اصلی وقت ہے -

نہایت ضروری ہے کہ ہر مقام پر جلسے کیے جائیں اور نواب (وقار الملک) بہادر کی تائید میں آوازیں بلند ہوں ھذہ تذکرة فمن شاء اتخذ الی ربه سبیلا -

---

هفتهٔ جنگ

اس ہفتہ کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ بلقانی فوجوں میں سے صرف یونانی فوج جنگ آرا ہوئی - دیگر جنگ کے جسقدر معلومات ہیں وہ یونانی ذرائع سے ہیں' جن پر اعتماد و عدم اعتماد کا فیصلہ اب ہر شخص کیلیے آسان ہوگیا ہے- اتھنس کے ۴- ماہ حال کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ یونانی دیزے نے (جیدنا) کے قلعہ (سیدنا کواردنا) پر گولی باری کی - جس سے ایک ترکی توپخانہ ضائع ہوا - اسکے بعد یونانی دوسرا فوج کے

آتارے میں کامیاب ہوگیا - ۶ - کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ جنرل (سارٹورر) سواروں کے تین سکوئدرن لیے ہوے جنیوا میں داخل ہوگیا -

" داخل ہونے سے پہلے دو دن نہایت سخت جنگ ہوتی رہی ' جس میں یونیوں نے ایک بیا نقشہ جنگ اختیار کیا تھا - یونانی فوج نے اپنا بایاں بازو اٹھالیا اور یونانی پر خوفناک گولے پھینکے - ترکی توپیں خاموش ہوگئیں - اس عرصہ میں فوج دائیں جانب بڑھی - گولہ باری دوسرے دن صبح تک نہایت شدت کے ساتھ جاری رہی - پیادہ فوج ترکوں کو شکست دیتی ہوئی سرعت و بہادری کے ساتھ (یونیی) میں سیلاب سمندر کی طرح امنڈ آئی - یونانی دبائے ہوے جنیوا تک چلے گئے - راستہ میں انہوں نے آدمی اور توپیں گرفتار کیں - ۹ - کا تار بیان کرتا ہے کہ یونانی سواروں کے دو سکوائدرون نے شمال جنیوا پر توپیں سر کرتے ہوے ۲ - ہزار ۳ - سو ترک مہاجرین کو گرفتار کولیا - یونانی ولیعہد اپنے تار میں بیان کرتا ہے کہ جنیوا میں ۳۵ - ہزار ترکی فوج تھی - سب نے اپنے آپکو حوالہ کر دیا "

ان اطلاعات کی عثمانی ذرائع اطلاعات نے تکذیب نہیں کی ' مگر یہ اطلاعات خود آپ اپنی تضعیف کر رہی ہیں - مثلاً بیان کیا جاتا ہے کہ جنیوا میں ۳۵ - ہزار فوج نے ہتیار رکھدیے اور کوئی وجہ نہیں بیان کیجاتی - حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ ۳۵ - ہزار سپاہی نے وجہ ہتیار نہیں رکھ سکتے - اسکے علاوہ ۶ - کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ جنیوا فتح ہوگیا ' مگر ۹ - کے تار میں بیان کیا جاتا ہے کہ یونانی سواروں نے شمال جنیوا پر گولہ باری کرتے ہوے ۲ - ہزار ۳ - سو ترک مہاجرین گرفتار کیے - اگر در حقیقت جنیوا ۶ - کو فتح ہوگیا تھا تو پھر ۹ - کو شمال جنیوا پر گولہ باری کیوں کی گئی ؟ علاوہ ازیں جس تار میں تسلیم شہر کی خبر بیان کی گئی ہے ' اسمیں خود صیغۂ تضعیف یعنی " یہ رپورٹ کی گئی ہے " استعمال کیا ہے -

---

پارلیمنٹ لبرل میں سیاسی حقوق طلبی کے جذبات زور آوروں ہیں .

خوش طبیعی سب ' بیا تا ہمہ دیمار شویم

یہ عام قاعدہ ہے کہ جب کسی جماعت میں کوئی خاص جذبہ عالمگیر اور راسخ ہوجاتا ہے تو دو جماعتیں پیدا ہوجاتی ہیں - ایک معتدل اور دوسری گرم - اسوقت حقوق طلب خاتونوں میں بھی دو جماعتیں ہیں . ایک معتدل ہے ' جو صرف قانونی ذرائع سے حقوق حاصل کرنا چاہتی ہے ' اور دوسری گرم ہے جو مسٹر (فنک) کے مسلک پر عمل کرتی ہوئی کہتی ہے کہ تعمیر قانون شکن ایجی ٹیشن کے مطالبہ براری ممکن نہیں - موخر الذکر میں ایک گروہ ہے جو اپنے آپ کو فوجی کہتا ہے - کیونکہ وہ حقوق طلبی کے لیے اسلحہ بھی استعمال کرنا چاہتا ہے -

جب سے لبرل گورنمنٹ برسر اقتدار ہوئی ہے ' اس گروہ نے دورا کی زندگی تلخ کردی ہے - فوجی گروہ کی کار روائیوں کا آغاز دسمبر سنہ ۱۹۰۵ - سے ہوتا ہے - دسمبر سنہ ۰۵ - میں سر هنری کیمپبل بینر مین جب وزیر اعظم ہوے ' تو مع اپنے رفقاء وزارت کے البرٹ ہال میں گئے اور ایک عظیم الشان جلسہ میں تقریر کی - مسز (کرائسٹیبل پانکھرست) گیلری میں بیٹھی تھیں - انہوں نے وہیں سے ایک جھنڈا ہلا دیا ' اور باواز بلند پوچھا : " لبرل گورنمنٹ عورتوں کیلیے کیا کرنا چاہتی ہے ؟ "

اسکے بعد ہی هاوس آف کامنس پر حملہ ہوا ' جو کچھ عرصہ کے بعد ہوا - لیکن یہ ایک مہلت جنگ تھی - چند ہی دنوں کے بعد پھر حملہ کیا گیا اور اسوقت سے اسوقت تک برابر جاری ہے - فوجی گروہ نے ابتدا رسانی کی صدہا سکلس اختیار کی ہیں - قریباً تمام وزارت خانوں کے ہر ممبر پر حملے کیے - تار کاٹ دیے گئے - کھڑکیاں توڑ ڈالی گئیں - لیٹر بکس اکھاڑ کر پھینک دیے - خطوط ضائع کردیے - ذیل میں ہم انکے دادگار حملوں کی ایک مختصر سی فہرست درج کرتے ہیں -

دورا پر حملہ

(۱) ۷ - دسمبر سنہ ۹ - کو لنکن انسل واقع فولکسٹن میں وزیر اعظم پر حملہ کیا گیا -

(۲) ۱۴ - نومبر سنہ ۹ - کو مسٹر چرچل ڈنڈیز میں کتے کے کوڑے سے مارے گئے -

(۳) ۲۳ - نومبر سنہ ۹ - کو هارر سکس کارڈ پیریڈ میں هنگامہ پیدا کر کے دی امیے گئے -

(۴) ۱۸ - جولائی سنہ ۱۲ - کو جب کہ وزیر اعظم مع مسٹر جس ریڈمنڈ کے ڈبلن اسٹریٹ میں گاڑی پر جا رہے تھے ' ان پر پتھراؤ پھینکی گئیں -

(۵) ۲۰ - جولائی سنہ ۱۲ - کو وزیر اعظم پر چیسٹر میں حملہ کیا گیا -

پارلیمنٹ پر یورش

۱۱ - فروری سنہ ۸ - کو ۵۰ - عورتوں نے هاوس آف کامنس پر حملے کیے اور اس حرم میں گرفتار کی گئیں -

۳۰ - جون سنہ ۸ - کو ۹ - عورتیں اسی حرم میں گرفتار کی گئیں

۳۰ جون سنہ ۹ - کو ۱۲۰ - عورتیں اسی جرم میں گرفتار ہوئیں -

۱۲ - نومبر سنہ ۱۱ - کو ۲۲۳ - عورتیں اسی حرم میں گرفتار ہوئیں -

جائداد پر حملہ

۱۸ - جون سنہ ۸ - کو وزیر اعظم کے محل پر یورش کی گئی -

یکم مارچ سنہ ۱۲ - کو ویسٹ منسٹر اور ویسٹ اینڈ کی کھڑکیوں کے توڑے جانے سے ۴ - ہزار پونڈ کا نقصان ہوا -

۲۶ - نومبر سنہ ۱۲ - کو تمام شہر کے لیٹر بکسوں سے خطوط اڑا دیے گئے -

۳۰ جنوری سنہ ۱۳ - کو لندنہ پیلس اور ویسٹ اینڈ کی چھ کھڑکیاں توڑی گئیں -

ان واقعات کے بعد دو نہایت عظیم الشان واقعے اور ہوے - ایک یہ کہ مسٹر لائڈ جارج کا مکان اڑا دیا گیا - دوسرا یہ کہ نوئنگ کلب کے تمام حیموں میں آگ لگادی

خود شناسی سرچشمہ ہے حقوق شناسی کا ' اور حقوق شناسی آغاز ہے حقوق طلبی کی - حقوق طلبی ایک ایسا جذبہ ہے جو پیدا ہونے کے بعد ' پھر فنا نہیں ہوسکتا - یہ ایک نہاب ہے ' جلتی بجھتی جاتی ہے ' اتنی ہی زور سے نکلتی ہے - یہ جذبہ جب اپنی پوری قوت کو پہنچ جاتا ہے تو اسکے لیے بند قانون ' مرہاے آتشدیدہ ہوجاتے ہیں ' جنکو اسکی معمولی سی جنبش تکڑے تکڑے کر دیتی ہے - لہذا دست جماعت کو زبردست جماعتوں میں بیداری اور خود شناسی پیدا کرنے سے پہلے حقوق بخشی کے لیے تیار ہوجانا چاہیے - یاد رکھنا چاہیے کہ حقوق طلبی کا جذبہ سخت ضدی ہے - وہ صرف ایک ہی صورت سے راضی ہوسکتا ہے ' یعنی یہ کہ جو کچھ مانگا ہے ' اسے فوراً دیدیا جاے -

انقـــلاب عثـــمانی

— * —

۲۳ - جنوری، سنہ ۱۹۱۳

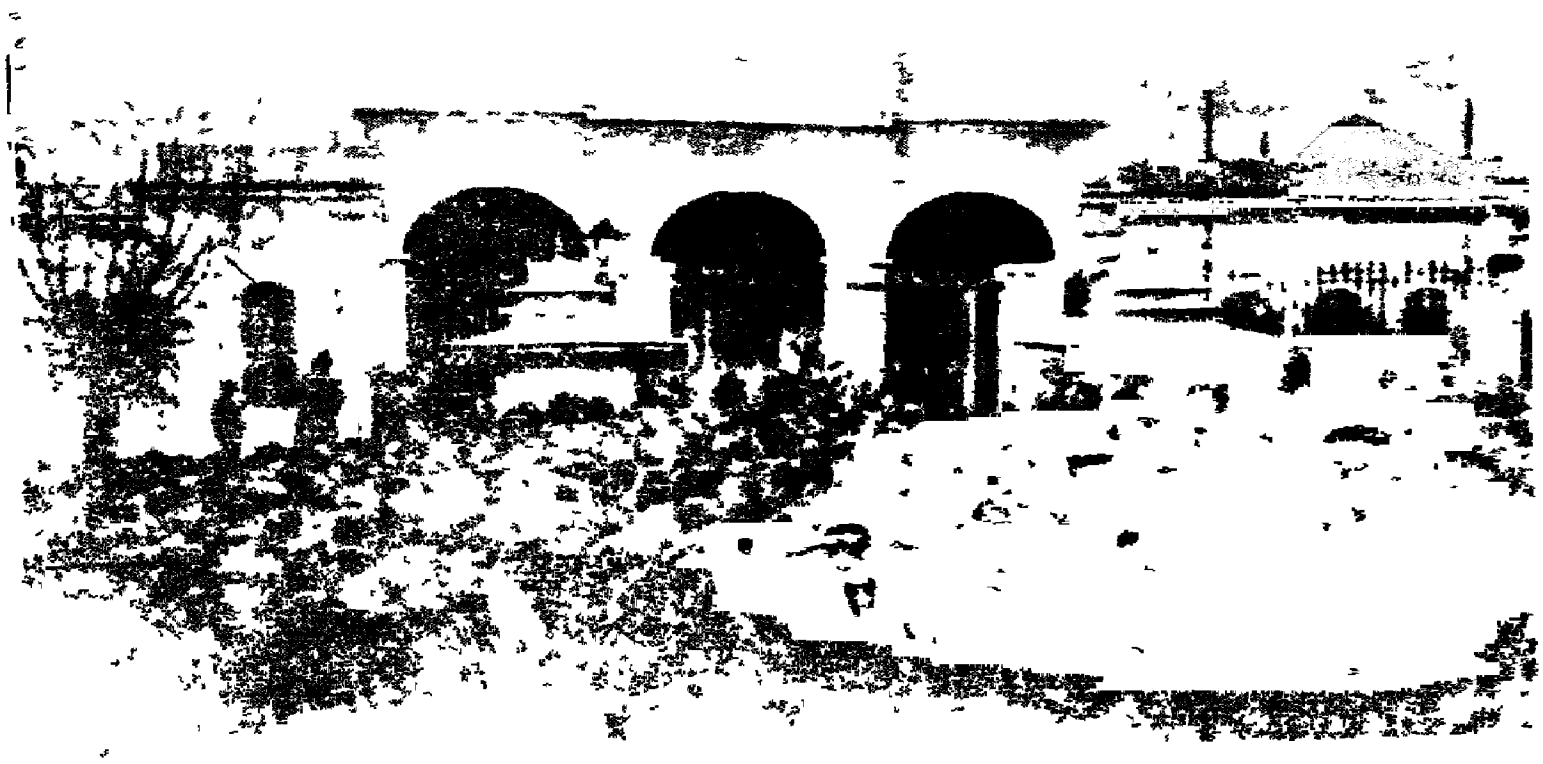

قبل از انقلاب

باب عالی کے دروازے پر انقلاب خواہوں کا مجمع

مشہور "اوشک" پلٹن کے سپاہی، جو محافظ دستوں کی حکمہ ۲۳ - کی صبح کو باب عالی پر متعین کرا دیے گئے تھے اور جو ابتدا سے "انجمن اتحاد و ترقی" کے ہوا خواہوں میں سے تھے

الهلال

۲۳ ربیع الثانی ۱۳۳۱ هجری

حدیث الغاشیه

(٤)

نشۂ نیم شبی کا صبح خمار
یا
یونیورسٹی فونڈیشن کمیٹی

راب اور رلف کا یہ افسانہ ،
قصہ کوتہ ، نئی کہانی ہے

(۱)

صداقت کی مظلومی کوئی نیا واقعہ نہیں ہے - اسپر آرمایش وابتلا کے ایسے ایسے ہلاکت خیز وقت آئے ہیں، جب خداکی زمین پر چند دلوں کے سوا اس کا کہیں مشعمن نہ تھا ، لیکن باوجود اسکے سچ سچ رہا ، اور باطل باطل - صداقت اپنے حامیوں کی کثرت و قلت اور استقامت و تزلزل سے همیشه بے پروا رهی ہے اور همیشه رہے گی - وہ تمہارے پاس اسلیے نہیں آئی کہ تمہاری محتاج ہے ، بلکہ اسلیے کہ تم اسکے محتاج هو - اگر تم نے اپنے تئیں اهل ثابت نہیں کیا تو تم سے اپنا رشتہ کاٹ لیگی اور کسی اور مستعیم دل کو اپنا نشیمن بنالیگی - اگر ۲۶ - کی شام تک یونیورسٹی کے بارے میں همارا خیال حق تھا ، تو ۲۷ - کی شام کے (ڈنر) کے بعد ، اور دو بجے کی حلوے نیم شبی کی صبح کو وہ باطل نہیں هوسکتا تھا - اگر ۲۶ - کی سہ پہر کو سچ ، سچ تھا ، اور صدها آوازیں اسکا استعمال کرتی تھیں ، تو ۲۸ - کی صبح کو بھی وہ سچ تھا ، گو ایک آواز بھی اسکی حمایت کیلیے نہیں اٹھتی تھی - سچ کی کسوٹی اسکے حامیوں کی کثرت نہیں ہے - اسکے لیے اتنا هی کافی ہے کہ وہ سچ ہے - حق کی پرستش کے ایمان بکف مدعیوں کی استقامت اگر متزلزل ہے تو کیا مضائقہ ؟ حق کی قوت کا استحکام متزلزل نہیں هوسکتا - حقیقی قوت اُسی میں ہے ، اور جن مبارک هستیوں کو اسکے علم کے نیچے جگہ مل گئی ہے ، انجام کار فتح یابی بھی انهی کے حصے میں آئیگی -

و تلک الدار الاخرة ، نجعلها للذین لا یریدون علواً فی الارض و لا فسادا ، و العاقبة للمتقین -

اور یہ آخرت کی کامیابیوں کا گھر انکے لیے ہے، جو دنیا میں بڑائی اور پیشوائی نہیں چاهتے اور نہ فساد پھیلاتے هیں ، اور یاد رکھو کہ انجام کار اللہ سے ڈرنے والوں هی کیلیے ہے -

آپ دیکھتے هیں کہ سورج مشرق سے نکلتا ، اور مغرب میں ڈوبتا ہے - والدی نفسی بیدہ ، میں بھی بعینہ اسی طرح دیکھ رہا هوں کہ سچائی عزت و کس مپرسی سے اٹھتی ہے ، اور فتح و کامرانی کا علم بنکر لہراتی ہے - یہ میرا یقین اور میری بصیرت ہے - آپکو نظر نہیں آتا تو میں دکھلا بھی نہیں سکتا -

(۲)

بہر حال میں نے مخالفت میں تقریر کی ، اور نرم و سخت ، پر استعمال و در جہتین ، اور معانی زهر آلود و الفاظ شہد نما کی جگہ ، صاف صاف لفظوں میں اس کارروائی کو ناقابل اعتماد بتلایا - یہ پیشتر سے معلوم تھا کہ اسکا نتیجہ کیا هوگا ؟ مگر اظہار حق اور امر بالمعروف نتیجہ کے حصول سے بے پروا ہے - وہ ایک فرض انسان اور محض تعبد الہی ہے ، اور وقت کے تدلیے اور لوگوں کے منہ پھیر لینے سے اسکا حکم نہیں پھر سکتا - مدرے لیے اسقدر کافی ہے کہ آج ، جبکہ بعد از حرانی نصرہ نئی نئی آرایں ڈیپوٹیشن کی مخالفت میں اٹھہ رهی هیں ، اور طرح طرح کے لعب اسکو دے جارهے هیں ، الحمد للہ کہ اپنے ضمیر اور ایمان سے شرمندہ نہیں هوں ، اور دلوں کی عدالت اور نگاهوں کی بصیرت کیلیے یہ نشانی بس کرتی ہے کہ جس جگہ لوگوں کے قدم آج پہنچے هیں ، وہ عین اُس وقت هی میرے قدموں کے نیچے تھی ، اور جو روشنی وقت گذر جانے کے بعد انکو آج نظر آئی ہے ، وہ عین وقت پر میں دنیا کو دکھلا رها تھا - اُس وقت تم نے نہیں دیکھا ، اور اب اپنی انکھوں کو مل رہے هو - نہیں ہے کہ اپنے سروں کو پیٹو ان فی ذلک لایات لقوم یعقلون -

(۳)

میں نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ اسقدر جوش و خروش ، جمع و اجتماع ، ادعا و شورش ، اور هنگامۂ رستخیز ، کے بعد یونیورسٹی کی قسمت پھر چند شخصوں کے هاتھوں میں دیدینا کیا معنی رکھتا ہے ؟ یہ بھی کہا تھا کہ قوم کو اب اپنی قسمت کے فیصلے کیلیے کسی پر اعتماد نہیں کرنا چاهیے -

اس آخری فقرے کی جنمیں تہ سخت تھی - نرے نرے کرسیوں کے وزنی نرجمہ (جسکے لیے قرآن کریم نے تہ اچھی تشبیہ دی ہے کہ " کانہم خشب مسندہ ") لگے تلملا تلملا کر اور تدلے ، اور مضطرب هو هو کے دیکھنے

رایت الذین فی قلوبہم مرض ، یقولون نخشی ان تصیبنا دائرة ، فعسی اللہ ان یاتی بالفتح او امر من عندہ ، فیصبحوا علی ما اسروا فی انفسہم نادمین ! (۵ : ۵۲)

جن لوگوں کے دل مرض ضلالت سے بیمار هو رہے هیں ، (اعلان حق کے وقت) تم دیکھوگے کہ تمہاری طرف مضطرب هو هو کے دیکھ رہے هیں ، جیسے کسی پر موت کی بے هوشی طاری هو اور اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رهجائیں !

(٤)

لیکن یہ بالکل بے فائدہ تھا ،

من حرّف المصحف ، حلت لہ الندامة

یہاں محض اشخاص پر اعتماد کا سوال نہیں ہے بلکہ حالات پر - اور اگر حالات پر همیں اعتماد نہیں ، تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے - اگر یونیورسٹی کی قسمت کا فیصلہ اُن اشخاص کے هاتھ میں هوتا ، جو همارے سامنے پیش کیے گئے هیں ، تو باوجود انکی تمام کمزوریوں کے پہلا شخص میں هوتا ، جو کہتا کہ اعتماد کرو اور راضی نامہ داخل کردو - یہ کہنے میں همارا کوئی خرچ نہیں کہ حساب سر (راجہ صاحب محمود آباد) پر همیں اعتماد ہے - کون کہتا ہے کہ سسٹر میجر سید حسن بلگرامی اور مسٹر محمد علی لائق اعتماد نہیں؟ یہ تو همیں اُسوقت معلوم نہیں تھا کہ (نواب وقار الملک) بہادر ڈیپوٹیشن

کي موجودہ صورت کے محررین میں شریک نہیں هیں - انکا نام بھی فہرست میں شامل تھا ' پھر قوم میں کون شخص ہے جو کہہ سکتا ہے کہ نواب صاحب قبلہ لائق اعتماد نہیں ؟ لیکن اصلي سوال یہ نہیں تھا - سوال یہ تھا کہ کیا وہ حالات بھی قابل اعتماد هیں ' جنمیں یہ ڈیپوٹیشن مبتلا ہوگا ؟ کیا اُس نصاب آهني پر بھی بھروسہ کیا جاسکتا ہے ' جہانکی ہوائیں حوصلوں اور عزموں کی چٹانوں کو سرمہ بنا کر اڑا دیتی هیں؟

اور جب رایوں کي تبدیلي وتغیر کي ایسی مثالیں ہمکو دکھلائی جاتی هیں کہ ایک رات کے اندر جنگ کے خواستگار صلح کے اور زر مند هو جاتے هیں ' اور جو چیز شام تک سیاہ تھی ' وہي صبح کو سفید بن جاتی ہے ' تو پھر ہمارا کیا قصور ہے اگر ہم اعتماد و عدم اعتماد کے سوال کو چھیڑتے هیں ؟ ہم تو اسقدر بے وقوف اور هر فریب خوردہ میں آجانے والے هیں کہ چشم دید کی کیا حقیقت ہے ' ہمنے تو ایک نگاہ غلط پر اپنے دلوں کو حوالے کر دیا ہے - لیکن آخر تا کے ؟ کب تک نئي نئي آزمایشوں میں ڈالے جائیں گے ؟

ہم زمانے کی حالت پہ دیکھتے هیں کہ چار آدمیوں کی مجلس میں بھی کسی کو جرأت نہیں هوتی کہ جو کچھہ دل میں ہے اسکو صاف صاف حوالۂ زباں کردے ' پھر ہم کو بتلایا جائے کہ جو استغاثہ اعتماد میں وہ نفوس قدسیہ کون هیں ' جو گورنمنٹ هاوس میں اُس استغاثہ کو ظاہر کرینگے ' جس کی مثل ۲۸ - ڈسمبر کو قیصر تاج کی تاجپوشی میں پیش نہ کر سکے ؟

ہم کو سب پر اعتماد ہے مگر اعتماد نہیں ہے اپنی ذہنیت پر ' اعتماد نہیں ہے اپنی محرومی پر ' اعتماد نہیں ہے اُن واقعات وحالات پر ' جو اس ڈیپوٹیشن کو پیش آئیں گے ' اور جنکے سامنے نہ کسی کی استقامت چلے گی اور نہ دعوئے عزم و ارادہ - حماقت جتنی وسیع هوتي جاتي ہے ' اُتنی ہی اسکي قوت توڑھتی جاتی ہے ' اور جتنی کم هوتی جائے گي ' اتنی ہی راے دینے والوں کیلئے دقتیں بڑھتی جائیں گی - آپ ایک جلسے میں کھڑے هوکر اور ایک نہیں تیں حماقت کے صدائے اتفاق سے قوی ہمت هوکر جس طرح گورنمنٹ پر دعوے پیش کرتے هیں ' کیا حضور وبیسرائے کے سامنے بھی اسی طرح کر سکتے هیں ؟ ہاں کر سکتے هیں مگر وہ هستیاں اور هیں ' آپ نہیں هیں

هر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں ؟

(۵)

جو لوگ جلسے میں شریک تھے انکو یاد هوگا کہ ہمارے آخری الفاظ کیا تھے ؟ ہم نے کہا تھا

" تم اس وقت ناداني اور غفلت کے غلبہ تک گئے هو مگر وہ وقت دور نہیں ہے جب " اعتماد " کی اس آخری آزمایش پر بھی تم کو متاسف هونا پڑیگا "

ابھی وہ وقت نہیں آیا ' مگر نامہ اعمال سے شروع هوگیا ہے - انشاء اللہ العزیز اُس کا اصلی وقت بھی آ رہا ہے ' - اُسوقت هم پھر یک آواز ہو اپنے انہی الفاظ کو دہرائیں گے : وان ادری اقریب ام بعید ما توعدون - [اور میں نہیں جانتا کہ جس وقت کا وعدہ کیا گیا ہے وہ قریب ہے یا ابھی اسمیں دیر ہے ؟ - ۲۱ ۹ ۱۰)

(۶)

جلسے میں اس وقت تین طرح کے لوگ تھے " مجلس بدھ شدی " کے محرمان راز - انکے متبعین ' جو خود ناواقف صحبت نہ تھے مگر انکے تمام احکام جاری هوگئے تھے - اور کچھہ عام لوگ ' جو اس ناگہانی انقلاب سے بالکل بے خبر تھے اور سادہ دل اور بے خبر هونے کی وجہ سے کوئی ادا اور راے نہیں رکھتے تھے -

ان عربیوں کا عجیب حال تھا - ان میں نہ تو تعلیم دادہ اور نہ تو سرگرم مدعیان ارادي و حریت بھی تھے ' مگر یہ سب اس تیغ بدست رحمی هونے کہ مستر (محمد علي) کو تحریک کرے ' اور مدبر صاحب کو تائید کرے هوے دیکھا - ایک دن پہلے تک ارادي کا علم انہی کے ہاتھوں میں دیکھہ چکے تھے - پس سمجھے کہ جب انہی حضرات کے طرف سے تحریک و تائید هو رہی ہے ' تو ضرور کوئی اپنے هي مطلب کي بات هوگي ' کہ انہی ہماری سمجھہ میں نہیں آتي !

رہی کمبخت مداق تعلقہ جو کل تک پرانے لیڈروں کے اندھا دھند اتباع کی صورت میں حامیان سود عقل و دانش تھا ' آج ارادي کے عہد تازہ میں نئے لوگوں کے اتباع کی صورت میں مہم و دراسب کی گردن کا طوق بنا - درد و ندامت کے ساتھہ کہنا پڑتا ہے کہ اندھے

عصر کی غلامی بھی معلذانہ تھی ' اور اب آزادي بھی معلذانہ ہے - کچھہ حصہ نئے دور کا گذر جائے ' اور مدتوں کے گرفتار تعلقہ دماغ (جو بالکل شل اور معطل هوگئے هیں) کچھہ کچھہ فکر و اجتہاد کے عادي هو جائیں - تو پھر شاید هر شخص اپنی سمجھہ سے هر بات کو سمجھنے کی کوشش کرے - وما ذالك على الله بعزيز !

(۷)

اب قدیم و جدید ' اور مستبدین و احرار کی " متحدہ سارس " سحب بد حواس هوئی کہ کہیں بنا بنایا کھیل بگڑ نہ جائے - هر طرف سرگوشیاں شروع هوگئیں

انما النجوي من الشيطان ليحزن الذين آمنوا ' وليس بضارهم شيئا الا باذن الله ' وعلى الله فليتوكل المؤمنون (۵۸

زار دارانہ سرگوشیاں شیطان کی وسوسہ اندازی سے هوتی هیں ' تاکہ مسلمان اُس کی وجہ سے آزردہ خاطر هوں ' حالانکہ بغیر مشیت الہی کے یہ سرگوشیاں کچھہ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتیں - مسلمانوں کو چاہیے کہ هر طرف سے هٹکر صرف اللہ هی پر اعتماد کریں -

معاً حواجہ علام الدخلیں صاحب کو بھی ڈیپوٹیشن میں شریک کرلیا گیا - انکا نام ہے کہ مجمع استنجح کے " اقصاے مغرب " سے " مشرق ادنی " کی طرف کھینچ کر لیگئے - وہاں قسمیں کھا کھا کر اطمینان دلایا اور یقینیں کیں کہ جاؤ - کیا کرتا ؟ مجبوراً ماننا ہی پڑا .

اتخذوا ايمانهم جنة (۵۸ ۵۳)

لوگوں نے بچاو کیلئے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے -

گو میں ہے بند و تلخ ' پہ ساقی ہے دلربا
اے شیخ دل پہ لیتی نہ کچھہ ہاں کیے بغیر

حواجہ صاحب کہتے هیں کہ جب معاملہ یہاں تک پہنچا تو میں نے بھی مناسب نہ سمجھا کہ اور زیادہ مخالفت کروں - عرصے کے بعد کانفرنس میں آیا تھا - لوگ کہتے کہ اسی نے چلتی گاڑی میں روڑا اٹکا دیا -

بہر حال یاران طریقت نے حواجہ صاحب کو بھی حج کرا ہی دیا -

پا بہ گل اک نظر میں ہزار و نیاز ہے
اُسکا نہ دیکھنا ' نگہ التفات ہے

اب حواجہ صاحب سے کیا گلہ شکوہ کریں ؟ وہ کہتے هیں نہ مجمع قسموں کے فرصت ہی نہ دي .

نماز سے ' عشرہ سے ' عمرہ سے لگا لیتے هیں
وہ جسے چاہتے هیں اپنا بنا لیتے هیں

حواجہ صاحب نے بھی دیکھا کہ کسی کی مقدس مجلس میں هاتھہ آ ہی هیں ' یہ صدارت کا موقعہ نہیں

ترا مرہ ہو حو محشر میں ہم کریں شکوہ
وہ منسوں سے کہیں " چپ رہو خدا کیلیے "

لے دیکھے اِک حواجہ صاحب ہمارے ساتھہ اٹلی تھے - انکو بھی ہمارے درست استیج کے پیچھے لے گئے ! بیچارے (میر حسن) کو بھی یہی شکایت تھی

حو کوئی آلے ہے بردیک ہی بیٹھے ہے ترے
ہم کہاں تک ترے پہلو سے سرکتے جائیں ؟

ہم تو اُس وقت تحریر کر رہے تھے - کسے معلوم کہ استیج کے گوشوں میں کیا ہو رہا ہے' ورنہ حواجہ صاحب کو پہلے ہی سے حبردار کر دیتے :

لغزش تہو' تلا ہے حسینوں کا التفات
اے دل سنبھل ' وہ دشمن جاں مہرباں ہے اب!

خیر' بہتر ہے - آپ لوگ اپنے سر معصیت میں کیوں الزام لیں ؟ صلح ہوتی ہو تو جنگ کیوں کریں ؟ الزاموں اور مخالفتوں کو لیجیے تو ایک زباں پسند' جمع مراسرس' محروم عقل و دانش دماغ مجھہ دیوانے ہی کا بنا ہے - اور کوئی کیوں بدنام ہونے لگا ؟

قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے
حو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا

دنیا کو بہ عقلمندی و دانش ' اور مجھہ، کو اپنا جنون و جمع دسمنی مبارک رہے - میں دعا مانگتا ہوں
و ترحم اللہ عبداً قال آمینا !

(۸)

(کامل پاشا) نے حب اپنے اعمال مجموعہ کو انجام دینا چاہا تو چاروں طرف نظر ڈالی - قوحی قوت صلح کی کی مخالف تھی - اس نے سوچا کہ بغیر (ناظم پاشا) کے ملے کامیابی نہیں ہو سکتی - پہلے ناظم صلح کے اشد سدید مخالف تھے ' اور (چٹلجہ) سے تار پر تار دیتے تھے - لیکن حب ۲۳ - حزوری کو سراے (درملہ باغچہ) میں " قومی مجلس " منعقد ہوئی ' تو اس تماشے کا ہر انکو اپنے پارت کی مشق کر آیا تھا - ناظم پاشا سب سے پہلے کھڑے ہوے اور کہا کہ جنگ سے کیا فائدہ ؟ بہتری اس میں ہے کہ صلح کرلی جاے - اب کامل پاشا خاموش تھا ' اسلیے کہ (ناظم) کے اندر سے اُسی کی صدا نکل رہی تھی' اسکو لب ہلانے کی ضرورت ہی کیا تھی ؟

یہاں بھی آج " قومی مجلس " نہیں ' اور صلح کی سعی و اضرورے شدید - وہ تو سر (راحہ صاحب) کو لب ہلانے کی ضرورت ہوئی' وہ انکے اعوان و انصار کو' صرف ایک ہمارے دوست ہی کافی تھے :

سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی !

(۹)

عرصکہ یہاں تک اس افسانے کو طول دیجیے - زلف یار کی آخنک کوں پیمایش کرسکا ہے ؟

ما حرا ہا سب ناں زلف دسوں سار مرا

تالاحر رہی ہوا ' جسکا ہزاروں تماشوں اور اضرورتوں کے ساتھہ انتظام کد گیا تھا

ناں اہل دسوں سار ے داروں مدں لگاتا '
دے پنج ادھے زلف ازرا لدگئی دل کو

مسٹر ممتاز حسین تدرستی ذات لا لکھنوے تولنا چاہا ' مگر اب کون تولنے دیتا ہے ؟ یاراں کار فرما پر ایک ایک مدت ایک ایک برس تا گذر رہا تھا - جلدی یہی کہ نہیں معلوم کس کس اعمال مجموعہ اور ز طائف " نصف اللیل " کے بعد اپنا تحت حفتہ تندار ہوا ہے' اور لوگوں کی آنکھوں پر عنودگی طاری ہوتی ہے - کہیں ایسا نہو کہ ادھر انکی آنکھہ کھلے ' اور اُدھر اپنی قسمت پھر چادر منہہ پر ڈال لے -

ہزار مشکل انکو نہایت بپا تلا وقت دیا گیا ' لیکن ادھر ایک لفظ اضہہ سے نکلتا تھا ' اُدھر گھڑی دکھلائی جاتی تھی کہ وقت ہو گیا !

اسکی محفل کی دیکھنا تہدیب !
رات کا انتظام ہوتا ہے

تحریر کیا کرے ' انھیں وقت کی حساب فہمی سے فرصت ہی نہیں ملتی تھی - معذوراً خاموش ہو گئے -

(۱۰)

حن لوگوں کی کشتی امید میں ۲۶ - کی شام تک خاک اڑ رہی تھی ' آج دیکھتے تو گھٹا ئیں امنڈی آ رہی ہیں - خوف تھا کہ نہاں کی فصا کا کیا ٹھکانا ؟ کہیں پھر موسم بدل نہ جاے - یکایک عل مچا کہ ررولیوشن پاس کردو ! سر راحہ صاحب نے حصار مجلس سے پوچھا کہ منظور ہے ؟

این سخن را چہ حراست تو ہم صدائی !

نہاں خود ہی دست سوال تھا اور خود ہی زباں جواب ؟

خود کردہ را خود کرگرر خود گل کردہ

بھلا نہ بھی کوئی پوچھنے کی بات تھی ؟ اگر " حلقہ بیم شتی " کا بس چلتا تو اس سوال کا جواب زبان کی جگہہ دل کے ٹکڑوں کی پشکش سے دیتے کہ دل و جاں سے منظور ہے ' کہیں خدا کیلیے پاس بھی کیجیے ؟

ساقی مے دے ' کہ اہل مجلس
پانی پانی پکارے ہیں !

تکانک شور اٹھا کہ "منظور ! منظور ! منظور !! " استیج اور اسکے ارد گرد حو حلقہ تھا ' وہی منظوری لینے والا تھا اور وہی منظوری دینے والا - وہ سوال میں در لگی اور نہ جواب میں -

(۱۱)

ررولیوشن کے پاس کر دینے کی خوشی کے ہیجان نے ہوش و حواس کھو دیے تھے ' حن دو حوانوں نے پر - زور اپنی گلا ناری سر گرم تحریروں میں دکھلائی تھی ' آج انکی گرج اس ہنگامے کے بپا کرنے میں کام آگئی - چیختے چیختے گلا بیٹھہ بیٹھہ جاتا تھا ' مگر سینوں کے اندر اداروں کا ایک سمندر بہہ رہا تھا - اوار اگلتے اگلتے منہہ دکھہ جاتے تھے ' مگر برق و رعد کا سیلاب تھا کہ کسی طرح تھمتا ہی نہیں ہوتا تھا - " تلعاری معاصرہ" کی پلٹنیں اپنی بیکاری سے کچھہ اُکتا سی گئی تھیں - اب انھوں نے ایک گھنٹے کی خاموشی کی کسر یوں نکالی کہ کچھہ دیر کیلیے بارہ دری کے استیج کو " ہارمسٹن سرکس " کا تماشا گاہ فرض کرلیا اور لگے بے تکان قلا بازیاں کھانے

دل از تمکیں شود بے ذوق رہوار
گہے طفلی شود مستانہ می رقص !

حن لوگوں نے اُن عجیب و غریب کھڑتوں کو نہیں دیکھا ہے محال ہے کہ انھیں اسکی کیفیت سمجھائی جاسکے - چہرے جوش و ہیجان سے سرخ ' گردن کی رگیں ابھری ہوئیں ' گلے شدت شور و ہنگامے سے پڑے ہوے ' ہاتھہ میں اچھلتی ہوئی ٹوپیاں ' اور پاؤں کو اضطراب رقص سے مفر نہیں - منہہ سے کف اڑ رہی تھی ' اور چونکہ قریب قریب کھڑے تھے ' اسلیے آپس ہی میں ایک دوسرے کے چہرے پر پڑ رہی تھی - رومال نکال کر منہہ پونچھتے اور پھر کف اڑاتے - مقتطمیں جلسہ کو کیا معلوم تھا کہ بارہ دری کے استیج سے میداں رقص کا کام لیا جاے گا ورنہ اسکی رعایت ملحوظ رکھتے - نتیجہ یہ تھا کہ جوش تر احمد

میں گردش رقص کی جگہ نہیں ملتی تھی ' اسلیے حور رقاص جہاں تھا ' وہیں اپنے پنڑوں سے استیج کے چوبیں تختوں کو کوٹ رہا تھا !!

یہ ایک رقص معلونہ کا اصلی ایکٹ تھا اگر (سر هنري ارونگ) رند ہوتا اور اس مجمع کو دیکھتا ' تو یقیں ہے کہ ان پرجوش دوستوں کی ایک کھیپ تو ضرور اپنے ساتھ لیجاتا -

(۱۲)

ایکں اس عجیب الخلقت تماشے کا ایک خاص منظر تو رہ ہی گیا -

جونہی ورولیوشن کے پاس کرنے کا عمل مچا ' ہم نے دیکھا کہ معاً سر (راجہ صاحب محمود آباد) اپنی کرسی سے مضطربانہ اٹھے ' اور (نواب وقار الملک) نہادر کے ہاتھوں کو بے اختیارانہ چوم لیا چاہا - نواب صاحب قبلہ کی جو سچی عظمت قوم کے دل میں ہے ' اسکے لحاظ سے اگر (راجہ صاحب) انکے قدم بھی چوم لیتے تو یہ کوئی قابل بات نہ تھی ' لیکن ورولیوشن کے پاس کرنے کے ساتھ ہی اس مضطربانہ اور بیخودانہ تعظیم کا ہم مطلب نہ سمجھے کہ دست بوسی کی قیمت بعد کیلیے کوئی مناع نقد بھی ہونی چاہیے - مگر اب خود نواب صاحب قبلہ کی تحریر گرامی سے یہ عقدہ حل ہوگیا ' اور معلوم ہوگیا کہ واقعی اُس وقت راجہ صاحب اپنی کے اختیارانہ اظہار ممنونیت میں حق بجانب تھے -

یاد ہوگا کہ نواب صاحب قبلہ نے اپنی تحریر میں ایک جگہ ارقام فرمایا ہے

" بعض معزز دوستوں نے پرائیویٹ طور پر مجھسے پوچھا کہ کہ آپ ورولیوشن کی تائید کرینگے ؟ میں نے عرض کیا کہ میرے مرتبہ مسودہ اور اس میں اختلاف ہے اسلیے میں ترمیم پیش کرونگا - اس پر مجھسے بہت اصرار کیا گیا کہ میں ایسا نہ کروں ورنہ جلسے میں بہت گڑبڑ ہوجائیگی * * * * * مسٹر محمد علی نے ورولیوشن پیش کرتے ہوے کہا کہ رات کو نویں رات گئے تک اس ورولیوشن کے متعلق مشورہ ہوتا رہا اور فلاں فلاں صاحبوں کے اتفاق سے (جس میں میرا نام بھی انھوں نے لیا) اسکا مسودہ مرتب ہوا ہے (حالانکہ یہ صحیح نہ تھا کیونکہ نواب صاحب کے مجلس سے چلے آنے کے بعد بعض لوگوں کو موٹر کاریں بھیجکر بلوایا گیا اور خود ہی اس ورولیوشن کا مسودہ ' اور ممبران ڈیپوٹیشن کی فہرست مرتب کی - نواب صاحب قبلہ کے سامنے یہ بات قرار پائی تھی کہ صبح کو خود ایک مسودہ ورولیوشن مرتب کرکے پیش کرینگے ' چنانچہ بقیہ رات جاگ کر اور سخت تکلیف و مشقت برداشت کرکے انھوں نے مرتب فرمایا ' لیکن صبح کو کسی نے پوچھا تک نہیں کہ وہ مسودہ کہاں ہے - الہلال)

اسپر میں نے اپنے اُن معزز دوست کو جنھوں نے خاموش رہنے کی تاکید کی تھی توجہ دلائی کہ اس ورولیوشن کی ذمہ داری اب میرے اوپر بھی آتی ہے ' مگر انھوں نے اس وقت سکوت فرمایا اور کوئی جواب نہیں دیا - اُس وقت میں نے اپنے آپ کو سخت مشکل میں پایا * جلسے میں ایک طرف تو میرا نام مجوزین فہرست میں خلاف واقع لیا گیا * * * * اور جلسے کو دھوکا دیا گیا ' دوسری طرف اس بات کی کوشش کی گئی کہ میں جلسے میں بالکل سکوت اختیار کروں "

اب اس " عقدۂ دست بوسی " کا حل بالکل سامنے ہے - یہ مضطربانہ اظہار تعظیم و تکریم اسلیے تھا کہ " اگر آپ خاموش نہ رہتے تو یہ کشتی طوفانی کیونکر ساحل مراد تک پہنچتی ؟ "

(۱۳)

حریفان جلوت نے " صحبت نیم شبی " کی مجلس خاص کے مزے لوٹے ' لیکن اس بادہ گسارا نہ فیاضی کا اعتراف کرنا چاہیے کہ صبح کی مجلس عام کو بھی سرشاری و بیخودی سے محروم نہ رکھا - کیونکہ بارہ دری سے نکلکر جو کچھ گذری ' اسکی دمہ داری تو کوئی نہیں لے سکتا اور کیوں لے ؟ لیکن اسمیں شک نہیں کہ بارہ دری کے اندر تو سبھی مست تھے

بیخود اس دور میں ہیں سب حاتم
اندروں کفر شراب سبزی ہے !

لیکن ہم کہیں کہہ چکے ہیں کہ ہمارے ساقی مآب دوست نے پلائی تو ضرور کوئی ایسی ہی شے ' جسکا رنگ سرخی مائل ' اور بظاہر لگے رلوارہ اثر تھا ' لیکن اسمیں شک ہے کہ نہیں پانی تو زیادہ نہیں ملا دیا تھا - کیونکہ ہم نے ۲۸ - ہی کو دیکھا کہ شام ہوتے ہوتے جمہ ٹمہ آنی شروع ہوگئیں تھیں ' اور چہرے اکثر نے حال تھے - بارہ دری سے نکلنے کے بعد ہی چند مدعیان ارادی ملے جنسے ہم نے پوچھا کہ یہ کیا ہنگامہ تھا ؟ لیکن وہ ورولیوشن کا مطلب نہیں نہ بتلاسکے ! جب کہا کہ نے سمجھے توجہ آپنے تھی تو " رقص معلونہ " میں حصہ لیا تھا ' تو بیکایک انکے سر میں خارش شروع ہوگئی ' حالانکہ اب ہاتھ کی جگہ ' سر نہیں بلکہ پیشانی تھی

گیا ہے سانپ نکل ' اب لکیر پیٹا کر

وہاں تو سب دم بخود رہے لیکن ڈیپوٹیشن کی شرکت کا مسئلہ ایسا نہ تھا ' جو بعد کو یاد نہ آتا - ہم نے سنا ہے کہ بعدہ تمام دن اسی معرکہ آرائی میں صرف ہوا

یہ بعد از انفصال اب آرہی جھگڑا نکل آیا

درگاں پنجاب نے فوراً اپنا دستر لپیٹا کہ ہماری قائم مقامی کا لحاظ نہیں رکھا گیا ' اور صحبت نیم شبی کی کسی کو خبر بھی نہیں دی ' گویا آور تو تمام صوبوں کی قائم مقامی کا کامل لحاظ رکھا گیا تھا !! سنا ہے کہ جناب (راجہ صاحب) اسقدر دور نے ہوے گئے ' کہ خدا کیلیے آور حوضی میں آے کہدیے ' مگر روٹھکر نودہ جائیے

تم ہی سچے سہی اس بات کا جھگڑا کیا ہے ؟

مسٹر محمد علی نے چلے انکے دستروں پر قبضہ کیا تھا مگر نہ چلی - جناب راجہ صاحب گئے اور دلوں پر اسطرح قبضہ کرلیا کہ در ممبر آور بڑھا دیے

راحیدہ مزرعی ز سر کوئے او سلام !
چوں میشود ' نماید اگر ارتقا کسے ؟

دہلی کے لوگوں کو بھی سخت شکوہ تھا - ہمارے ایک دوست نے کہا کہ " صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب کو اعلان جنگ دے آیا ہوں - جب یہ حال ہے تو آلندہ سے افراق بینی و بیتک " معلوم نہیں کہ اس التی میتم کا کیا جواب ملا ؟

الهلال کي ايجنسي

— * —

هندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتی اور مرہٹی هفته وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود هفته وار ہونے کے ' روزانہ اخبارات کی طرح کثرت منفی فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو اپنے شہر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جائیے -

مقالات

تاریخ تمدن یورپ کا ایک صفحہ

قمار خانہ "کارلسر"

ریاست موناکو کے مختصر حالات

فرانس کے شہر (نیس) سے مشرق کی طرف ایک چھوٹی سی خود مختار ریاست (موناکو) نامی واقع ہے - اس ریاست کے تین طرف ممالک فرانس' اور ایک طرف بحر روم ہے -

اس ریاست کی کل کائنات صرف تین مقامات ہیں - شہر موناکو' کوہ کارلو ' اور کنڈا - ریاست کی آبادی ۱۹ - ہزار ہے - جسمیں ۱۰ ۲۴ - شہر موناکو میں ' ۳۷۹۴ - کوہ کارلو میں ' اور ۶۲۱۸ کنڈا کے باشندے ہیں -

رئیس کا نام شہزادہ (البرٹ) ہے' جو اپنے باپ شہزادہ چارلس ثالث کے وفات کے بعد تخت نشین ہوا -

کوہ کارلو کے قمار خانہ بننے کے اسباب

ریاست بہت چھوٹی ہے - اس کی آمدنی اتنی نہ تھی کہ چارلس ثالث' سابق فرمان روائے ریاست کے تمام مصارف اس سے نکل سکتے - اسلیے اس نے پیرس کے ایک باشندے سے توسیع آمدنی کی بابت مشورہ کیا - یہ شخص نہایت چالاک اور مطین تھا - اس نے کہا کہ یہ کوئی مشکل معاملہ نہیں' نہایت آسانی سے آپ ایک نئے والی ملک کی آمدنی پیدا کرلے سکتے ہیں - اب تک آپنے صرف اپنی ریاست کی قلیل آمدنی ہی کو صرف کیا - اب بہتر ہے کہ دنیا کی نئی نئی دولت مند قوموں کی دولت پر متوجہ ہوں - اسکے لیے صرف ایک عمدہ قمارخانہ قائم کرنے کی زحمت گوارا کرنی پڑیگی -

چارلس ثالث کو یہ مشورہ پسند آیا ' اور اس نے (دبرل) اور لعارز' دو فرانسیسی شخصوں کو اپنی ریاست میں قمار خانہ قائم کرنے کا لائسنس دیدیا - ان دونوں شخصوں نے ملکے ایک قمار خانہ قائم کیا ' لیکن بعض حالات ایسے پیش آئے کہ اسمیں کامیابی نہیں ہوئی -

قمار خانہ کارلو کا بانی

شہر (ہمبرگ) میں (بلانک) نامی ایک شخص تھا - یہ شخص پارلیس کے کارپردازوں کو رشوت دیکے ان باتوں کو حاصل کرلیا کرتا تھا' جو نکلوں کے درج کے پیرس سے آیا کرتے تھے - اس حرم میں اسکو چھ ماہ کی سزا ہوگئی - چھ ماہ کے بعد جب قید خانہ سے نکلا تو اس نے ایک چھوٹا سا ہوٹل قماربازی کے لئے قائم کیا - اس ہوٹل میں نمایاں کامیابی ہوئی - اس نے خیال کیا کہ اگر کامیابی کی یہی رفتار رہی' تو عجب نہیں کہ حکومت ہوٹل کو بند کرانے پر متوجہ ہوجائے - اسلیے اسکو ایک ایسے مقام کی فکر ہوئی' جہاں کسی طرح کی مزاحمت کی جرأت نہ ہو - کسنقدر جستجو کے بعد کوہ کارلو کا علم ہوا ' اور اس نے فوراً یہاں پہنچکر سنہ ۱۸۶۰ع میں (دبرل) اور (لعارز) سے قمار گاہ کا لائسنس خرید لیا -

حسن عشق و شرافت

فرانس کے ایک مشہور یادگار المعاصر مصور نے اس تصویر کے ذریعہ "قماربازی" کے نتائج مضرہ پر دنیا کو توجہ دلائی ہے -

(طامس) ایک سنگ دل قمار باز' رات کو گھر سے نکلا - جس طرح قطب نما کی سوئی ہمیشہ قطب کی طرف رہتی ہے ' اسی طرح قمار باز کا دل بھی قمار خانے کی جستجو سے ہٹ نہیں سکتا - لیکن میں اسی وقت اس گھر میں ایک اور دل بھی تھا' جسکی محبت کی سوئی بالکل اسی طرح "طامس" کے مہر دل کی طرف پھری ہوئی تھی !

اسکی بیوی نے اپنے شوہر کو اپنے کی طرف دیکھا' جسکو صبح سے دودھ کا ایک قطرہ نصیب نہیں ہوا تھا کیونکہ سود اسکی ماں پر دو شامیں فاقے کی گذر چکی تھیں - وہ ملک رہا تھا' لیکن اسنے جلد ہی اسکی طرف سے آنکھیں ہٹالیں اور آب چشم سے' جنمیں حسرت و مایوسی کے آنسو بھرے ہوئے تھے (طامس) کی طرف دیکھا -

آہ ! "عورت" کی نظر' جبکہ اسمیں مایوسی ہو ! آہ وہ قطرۂ عالم کی حکمراں حیل ' جسکی نگاہ قاہر امیدوں اور مایوسیوں کی نقاش گاہ ہے ' کون دیکھ سکتا ہے کہ ہمدرد کسی نگاہ سے رحم امید کی طالب ہو ؟

لیکن (طامس) نے اسکی نگاہ امید طلب ' اور اشک داد خواہ ' کی حقارت کی - اس نے بے پروائی سے اسے ٹھکرا دیا - وہ سوچنے لگی کہ یہی ہے مہر' اشک محبت سے نا آشنا' انکھیں تھیں ' جنھوں نے اتنے پانچ سال پہلے ایک ہی رات میں اپنے اشک ہائے محبت نثار سے صدہا خانوادے تباہ کردیا تھا !

اس نے مجھسے محبت نثار کی تھی لیکن آج میں اس سے رحم کی طالب ہوں !

وہ قمار خانے کی طرف روانہ ہوگیا - کاش وہ کسی طرح دیکھ سکتا کہ یاس و حسرت کی نگاہیں کس طرح اسکا تعاقب کر رہی ہیں ؟ وہ عشق قمار سے بیخبر تھا - کاش اسے یاد آتا کہ ایک دل ہے ' جو اسی کی طرح قمار محبت میں ہاری ہار چکا ہے' اور اب فتح یاب دشمن کے قبضے میں ہے !!

صبح کو "وہ" انھی - بچے کو گود میں لیا اور قمار خانے میں آکر اپنے گم گشتۂ قمار کو تلاش کیا - اسکا سر چکرا رہا تھا مگر اس کو سمجھا پڑا کہ رات کو پولیس کا ایک گروہ اسے شوہر کو گرفتار کرکے لے گیا ہے - اب اسکی آنکھیں خشک تھیں - صفر حیات کی ایک خاص منزل اتصور کی تھی ' مگر وہ اس سے گذر چکی تھی - وہ راہ پوچھتی ہوئی قید خانے کے دروازے پر پہنچی - بچہ اسکی گود میں تھا - دروازے کے رونگٹے کھڑے ہوگئے - خالق کی قدرت و راجیز کی اس فضائے محض میں وہ کہاں ہے ؟ فرض کہہ سکتا ہے کہ اس وقت اسکے دل میں کیا خیالات گذر رہے تھے ؟ عورت کے دل کو' اس ایٹم معجزنما پر طاسم جمیل' اس عقدۂ حسن کے دل کو' اس دنیا میں کون سمجھ سکتا ہے ؟

ملا لگ ہے ہو - لاکھ گنی لگا کے نہایت ماہر انجینیروں کی زیر نگرانی ایک پر شوکت عمارت اور ایک داکش پائیں باغ تیار کرایا ' اور ہمدرگ سے اپنا تمام ساماں قمار بازی بھی لے آیا - رفتہ رفتہ اس قمار خانے کی شہرت پھیلنے لگی - دور دور سے لوگ آ آکر شریک ہونے لگے ' اور تھوڑے ہی دنوں کے اندر قمار خانہ یورپ اور امریکہ کے قمار بازوں کا ایک عظیم الشان مرکز ہوگیا -

قمار خانے کی آمدنی

اس قمار خانے کی آمدنی اس تخمینے سے کہیں زیادہ ہے ' جسقدر ان حالات کے عام کے بعد کیا جاسکتا ہے - ریاست میں حفظ امن ' نگرانی باغات ' اصلاح ریلوے کے مصارف اور اسکے علاوہ ریاست کو ایک لاکھ مرنک سالانہ دینا ' بلانک کے بعد کی صرف چند مدیں تھیں -

اس نے اپنی قمار خانے کے خالص منافع سے اپنے تمام مصارف کے بعد دس ملین پونڈ جمع کر لیے تھے !

لیکن ایک نئی مشکل نہ پیدا ہوئی کہ دانشمندان ریاست کو قمار خانہ پسند نہ تھا - قمار خانے کے خلاف عام خروش یہاں تک بڑھا کہ رعایا نے رئیس کے معاملہ میں تعارت کر دی - بلانک نے اس موقعہ سے عجیب طرح سے فائدہ اٹھایا - اس نے یہ تجویز پیش کردی کہ تمام رعایا ٹیکس سے معاف کر دیجائے - اسکے معاوضے میں ٹیکس کی پوری رقم مدرا قمار خانہ ادا کر دیا کریگا -

اس تجویز نے رعایا کے دلوں کو مسخر کر دیا اور بغارت دور ہوگئی -

ان مصارف کے معلوم ہونے کے بعد عالباً یہ تخمینہ (جیسا کہ کیا گیا ہے) نیچا نہیں ' کہ بلانک کو قمار خانے سے کئی ملین پونڈ سالانہ کی بچت تھی !!

قمار خانے کا لائسنس اور اسکا معاوضہ

اس قمار خانے کا لائسنس بلانک کے پاس سے ایک کمپنی کے ہاتھ میں گیا - اس کمپنی نے لائسنس کی تجدید سنہ ۱۹۴۷ع کے لیے کی ' اور اسکے مقابلہ میں ریاست کو ۱۸۹۹ع تک ۲۴- لاکھ پونڈ دینی رہی - لیکن اسکے بعد یہ رقم برابر برقی کرتی رہی تھی - چنانچہ سنہ ۱۹۰۷ - میں کمپنی نے ۵ لاکھ پونڈ ' اور سنہ ۱۹۱۳ع میں ۶ - لاکھ پونڈ ادا کیے ' اور سنہ ۱۹۱۷ ع میں ۸ - لاکھ پونڈ ' سنہ ۲۷ع میں ۹ لاکھ پونڈ ' اور سنہ ۳۷ ع میں ۱۰ - لاکھ پونڈ دینی -

قمار خانے کے بند کرنے کی کوشش -

قمار خانے کی دلکشی اور عالمگیری روز بروز بڑھتی گئی - یورپ کے دولتمند خاندانوں کے ممبر یہاں آنے اور قسمت آزمائی کرنے لگے - قمار خانے کے قواعد اس طرح سے ترتیب دیے گئے تھے کہ اکثر لازمی طور پر کھیلنے والے ہارتے تھے ' گو بظاہر وہ سمجھتے تھے کہ جیت بھی جایا کرتے ہیں - نہیں معلوم کہ اعظم اور یورپ کے کتنے شخصوں اور خاندانوں کے خزانہ خانے عظیمہ تھے ' جو اسکی سرزمین میں مدفون ہیں ! آزادانہ قمار بازی کے جلو میں افلاس ' اور افلاس کے جلو میں اجتماعی مفاسد ہمیشہ رہتے ہیں - انگلستان اور فرانس نے اسکی روز افزوں دلکشی پر توجہ کی اور رئیس پر زور ڈالکے قمار خانہ بند کرنا چاہا - ممکن ہے کہ انگلستان اور فرانس کلدد (قسطنطنیہ) کی حوالگی کی بابت دولت عثمانیہ کے مقابلہ میں کامیاب ہوں ' کیونکہ وہ ایک اسیائی سلطنت ہے ' مگر یورپ کی ایک ریاست کے مقابلے میں (گو وہ کتنی ہی حقیر کیوں نہ ہو ؟) یورپ کی ترقی تری روحی اور اخلاقی قوتیں بھی بیکار ہیں - رئیس نے اس مضحکہ یاد داشت کے جواب میں صاف کہدیا کہ اگر قمار خانہ کے بند کرنے پر وہ مجبور کیا گیا تو اپنی خود مختاری سے دست بردار ہوجائیگا اور شہنشاہ جرمنی کی ماتحتی قبول کرلے گا - اس جواب سے مدبران فرانس و انگلستان کے ہوش اڑ گئے ' اور یاد داشت واپس لیلی گئی -

و فی ذلک ، فلیتنافس المتنافسون

—○*○—

استعفا اور خط

— * —

مسلم یونیورسٹی ڈیپوٹیشن

— * —

بنام سکریٹری صاحب مسلم یونیورسٹی ووٹرس کمیٹی

— * —

جناب نواب صاحب !

جب سے میں دہلی سے آیا ہوں ' نہایت تردد کے ساتھ غور کر رہا ہوں کہ آیا یونیورسٹی ڈیپوٹیشن میں ادنی ممبری کے وقار رکھنے کے ساتھ میں قوم کو کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہوں ؟ نہایت افسوس کے ساتھ کہنا ہوں کہ جس نقطہ پر پہنچا ' وہ یہ ہے کہ " نہیں "

یہ پیچیدہ سوال چونکہ مسلمانان ہندوستان کے لیے معقول حد تک اہم ہے ' اسلیے قدرتاً مجھے اپنے خیالات کی بالتفصیل تشریح کرنا چاہیے -

گذشتہ دسمبر کو کانگرس کے اجلاس بانکی پور کی استقبالی کمیٹی کا صدر تھا - فرائض صدارت کی مشغولیت کی وجہ سے فروتیشن کمیٹی کے جلسہ لکھنو میں شریک نہ ہوسکا ' اور مدری عدم موجودگی میں میرا نام بھی ممبران ڈیپوٹیشن کی فہرست میں شامل کر دیا گیا -

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر میں اسوقت موجود ہوتا تو ضرور بالضرور ہر ایسے زور آزمائی سے اختلاف کرتا ' جسکا منشا نہ ہو کہ کسی خاص جماعت کو اسدرجہ کامل اختیارات دیدے جائیں - میں بذات خود ہمیشہ سے اس اصول کا سخت مخالف ہوں کہ چند اشخاص کو (خواہ انکی زندگی کتنی ہی نمایاں کیوں نہ ہو) غیر محدود اختیارات تفویض کر دے جائیں -

یونیورسٹی ایک ایسا مسئلہ ہے ' جس سے تمام قوم کو نہایت سرگرم اور ناگزیر دلچسپی ہے - ہر طبقے اور ہر حلقے سے چندہ آیا ہے - شاہ و گدا ' یتیم و بیوہ ' فقیر و درویش ' سب نے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق چندہ میں حصہ لیا - میں نے اپنے صوبے میں فراہمی چندہ کے کام میں سرگرمی کی تھی - میں بلا مبالغہ اور الفاظ کے بالکل لغوی معنی میں ' شہر شہر اور قصبہ قصبہ اسطرح پھرا ہوں ' کہ میرے ہاتھ میں کاسۂ گدائی تھا ' اور کوچہ و بازار میں دریوزہ گروں تک سے پیسے اور پائیاں وصول کر رہا تھا - اسلیے مدری حیثیت ایک معتمد علیہ شخص کی ہے - میں اپنے آپ کو ان لوگوں کے سامنے خواندہ سمجھتا ہوں جنھوں نے اس کام میں اعتماد کیا تھا اور ذمہ دار ہوں اس کا ' کہ " لندرزں " کی " نوٹس " پر چندہ دینے والوں سے جو وعدے کیے گئے تھے ' وہ واقعی طور پر پورے کیے گئے یا نہیں ؟

لکھنؤ کے جلسہ میں میرے نزدیک یہ ہونا چاہیے تھا کہ چند اصولی امور مثلاً چانسلر کے اختیارات ' کالجوں اور اسکولوں کا الحاق ' یونیورسٹی کی ساخت وغیرہ ' قطعی و مبرم طور پر طے ہو جائے ' اور دیگر جزئیات ایک چھوٹی سی کمیٹی کے سپرد کردیے جائے -

جب کہ مدرے یہ خیالات ہیں ' تو اب بآسانی اندازہ ہو سکتا ہے کہ مجھے اسوقت کتنی مایوسی ہوئی ہوگی ' جب ۲۹ - دسمبر کو لکھنؤ پہنچکے یہ سنا ہوگا ' کہ اس جلسہ میں ۲۴ آدمیوں کی ایک کمیٹی کو " بلینک چک " دیدیا گیا ہے اور اسکو اختیار دیا گیا ہے کہ جو چاہیں کریں ' حتی کہ اگر چاہیں ' تو قوم کے طویل طویل غور و تامل کے بعد بالاتفاق طے کردہ امور کو بھی نیدردی اور بے خیالی سے پامال کر دیں ؟

ہمارے محترم لقدر نواب وقار الملک بہادر مخمورآباد ہاؤس میں مورنش تھے - میں یہ خبر سنتے ہی سیدھا انکے پاس گیا - میں نے کہا کہ اس فیصلہ کن ڈیپوٹیشن کیلیے جو تدبیر اختیار کی گئی ہے ' وہ قوم کے مصالح کے لیے سخت مہلک ہے - نواب صاحب نے جواب میں فرمایا ، " میں اسکا ذمہ دار نہیں " -

جلسہ کے بعد نواب صاحب نے پریس میں ایک نہایت مبسوط خط بھیجا ہے ' جسمیں ان تمام اعمال پر سے پردہ اٹھا دیا ہے جو رؤسا ساری کے لیے اختیار کیے گئے تھے - یہ خط نہایت سنگین اور گراں وزن اعتراضات پر مشتمل ہے - اسکی اشاعت پر ایک ہفتہ گزر چکا ' مگر تا وجود اسکے اب تک نہ اسکی تردید کی گئی ہے اور نہ تشریح !

مجھے اُمید ہے کہ مدالعہ طرازی نہ سمجھی جائیگی اگر میں کہوں کہ سب سے زیادہ ذمہ دار اور معزز قلم سے نکلے ہوئے اس خط نے تمام قوم میں بے چینی پیدا کردی ہے اور اس کمیٹی کے خلاف قوم کے طرف سے قابل التفات آوازیں بلند ہو رہی ہیں -

یہ خط جب پریس میں آیا تو اسی وقت ڈپوٹیشن کی ممبری قبول کرنے میں مجھے پس و پیش ہوا ' اور بالآخر میں نے فیصلہ کر بھی لیا کہ اس اعزاز کی بالاکراہ منظوری سے انکار کردوں ' لیکن میرے بعض ایسے بہاری احباب نے ' جنہوں نے اس تحریک میں سرگرم حصہ لیا تھا ' دوستانہ طور پر مشورہ دیا کہ اسکی پہلی ہی منزل میں مستعفی ہوئے ' ایک نازک ترین وقت میں قوم سے کنارہ کشی کرنے کا الزام اپنے سر نہ لوں - ان احباب نے مجھے یہ بھی مشورہ دیا کہ میں کمیٹی کے اولین جلسہ میں ' جو ۵ - ماہ حال کو دہلی میں منعقد ہونے والا تھا ' شریک ہوں اور ممبروں کے سامنے اپنے خیالات ظاہر کردوں - مشورہ معقول تھا - میں نے قبول کرلیا -

چنانچہ اسی خیال کا نتیجہ تھا کہ میں دہلی گیا اور میں نے ایک نا قاعدہ رزولوشن کی صورت میں یہ تحریک کی کہ کمیٹی کی تمام کارروائی عام طور پر (پبلک) کی جائے ' اور وقتاً فوقتاً شائع کیا جاتا رہے کہ ہم اب تک کیا کر چکے ہیں اور کیا کیا کرنا چاہیے ہیں ؟ (تاکہ قوم کو ہماری نسبت راے قائم کرنے کا موقعہ ملے) -

میں نے یہ بھی تحریک کی کہ ڈیپوٹیشن میں کثرت راے سے جو اشخاص انتخاب کیے جائیں ' انکے نام بھی شائع ہونا چاہئیں ' تاکہ کم از کم قوم تو یہ معلوم ہوجائے کہ ڈپوٹیشن کے فلاں فلاں ممبر نے فلاں راے دی تھی ' گو کثرت راے کے آگے نہ چلی -

میں نے کہا کہ کانسٹی ٹیوشن کمیٹی کی کارروائی میں جو اخفاء کیا گیا تھا ' اس نے عام قلوب میں بے اعتمادی اور شکوک پیدا کردیے تھے اور اسلامی اخبارات نے نہایت سخت زبان میں اسکی مخالفت کی تھی - میرے پاس اس یقین کے وجوہ ہیں کہ قوم اسلامی اخبارات ہی کے ساتھ ہے - پس اگر یونیورسٹی کی تحریک کو کامیاب بنانا ہے تو کمیٹی اپنے ساتھ عام راے کا بھی دفتر رکھے - میں پیش بینی کرتا ہوں کہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو مستقبل میں نہایت شدید مشکلات اور ناگوار تعرضی کا خطرہ ہے ' جس سے مطلع کرنا بحیثیت ایک فرد قوم کے میرا فرض ہے -

میں نے کہا کہ یہ صحیح ہے کہ اسوقت ۳۰ - لاکھ روپیہ جمع ہے مگر یہ نہ بھولنا چاہیے کہ مصارف یونیورسٹی کے سمندر میں یہ ایک قطرہ سے زیادہ نہیں - ابھی بالکل آغاز ہے اور آج کے بعد پھر بارہا ہمکو قوم کی مدد کی ضرورت پڑیگی - پس ممبران کمیٹی قوم کے ساتھ جیسا برتاؤ کرینگے ' ویسے ہی برتاؤ کی انکو قوم سے بھی امید رکھنا چاہیے ' جب کہ آیندہ ضرورتوں کے لیے وہ اسکے سامنے ہاتھ پھیلائینگے -

اگر ممبر اسوقت قوم کے فیصلہ کی عزت کرینگے اور انکی پیروی ' تو قوم پسندیدگی ' مسرت ' اور گرمجوشی کے ساتھ انکا استقبال کریگی ورنہ اسمیں عالمگیر " نفرت " پیدا ہو جائیگی ' جس کا ایک اور صرف ایک ہی سبب یہ ہوگا کہ کمیٹی نے قوم کی راے ظاہر نہیں کی ' بلکہ اپنی شخصی راے ظاہر کی ' اگرچہ وہ قومی راے سے کتنی ہی مختلف تھی -

جیسا کہ پہلے سے میرا خیال تھا ' مدرس راے کو اکثر حاضر الوقت ممبروں نے منظور نہیں کیا - " اخفا " اور " رازداری " پر اصرار کیا گیا ' مصلحتاً اسوقت فیصلہ صادر نہیں ہوا اور آیندہ اجلاس لکھنؤ کے لیے ملتوی کردیا گیا -

حال میں کمیٹی کے طرف سے دہلی کے حالیہ کی ایک روئداد شائع ہوئی ہے - میں دیکھتا ہوں کہ میری تحریک کا اسمیں کہیں ذکر نہیں اور وہی اپنی پرانی " اخفا " کی پالیسی پر عمل ہے -

ان حالات کی بنا پر میں محسوس کرتا ہوں کہ راست داری کے ساتھ ایسے ڈپوٹیشن کے ساتھ نہیں رہسکتا ' جسکی کارروائی کی تائید میں دیدہ و دانستہ نہیں کرسکتا - اسلیے اپنے آپ کو استعفا دینے پر مجبور پاتا ہوں ' اور اس خط کے ذریعہ استعفا پیش کرتا ہوں - مجھے یقین ہے کہ میرے استعفا سے کمیٹی کے لیے معاملہ ہموار ہوجائیگا ' اور اسکو کام کرنے میں آسانی ہوگی -

اخیر میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اگر مجھے ایک لحظہ کے لیے بھی یقین ہوتا کہ آپکی کمیٹی کے لیے (موجودہ طرز عمل کے باوجود) میں مفید ثابت ہوسکتا ہوں تو نہایت خوشی سے اس عظیم الشان کام میں آپکے ساتھ شریک ہوتا ' جو اسوقت آپکے سامنے ہے -

چونکہ معاملہ عظیم الشان اور عام اہمیت کا ہے ' اسکے علاوہ میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ پبلک کو میرے استعفا کے اسباب معلوم ہوجائیں ' اسلیے اس خط کو پریس بھیجنے کی آزادی حاصل کرتا ہوں -

مظہر الحق

(بیرسٹرایٹ لا - پٹنہ بہار)

اولڈ بوائز ایسوسی ایشن

— * —

میں نہایت ممنون ہونگا اگر آپ مجھے اجازت دینگے کہ آپکی اخبار کے ذریعہ سے جملہ ہندو اور مسلمان اولڈ بوائز صاحب مدرسۃ العلوم علی گڈھ کو جو وہ ممبر ہوں یا نہ ہوں اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کے طرف سے مدعو کروں کہ وہ ایسوسی ایشن کے سالانہ جلسہ ۲۱ - ۲۲ - ماہ حال کو کالج ہذا میں منعقد ہوگا تشریف لاکر شریک فرمائیں - چونکہ اس سال کے جلسہ میں بہت سے نہایت اہم امور کو طے کرنا منظور ہے اسوجہ سے یہ جلسہ معمولی جلسہ نہ ہوگا جملہ صاحب کا تشریف لانا نہایت ضروری ہے - جو صاحب ممبر ہوں مگر کسی وجہ سے تشریف نہ لاسکیں وہ مندرجہ ذیل اپنی تحریری راے پندرہ ماہ حال تک دفتر ایسوسی ایشن میں بھیجدیں -

نثار محمد شوکت علی اعزازی سکریٹری اولڈ بوائز ایسوسی ایشن

شئون عثمانیہ

المسئلة الشرقیہ

(۲)

مطالبات بلقان اور ائتلاف مثلث

— * —

ادرنہ اوپل کا مطالبہ کس کی طرف سے ہے ؟

— * —

ایک عثمانی نامہ نگار کے قلم سے -

— * —

ہم کو اس امر کا یقین ہے کہ بلغاریوں نے التواء جنگ پر اسوقت دستخط کئے ہیں ' جب کہ انکے دلوں میں جنگ کی طرف ذرا بھی میلان نہ تھا - پھر یہ ' کہ ان کو اچھی طرح معلوم تھا کہ دولت عثمانیہ اپنے سابق دار الخلافہ کو کسی طرح بھی حوالے نہیں کریگی ' بلکہ یہ تو انکی صلح کی یاد داشتوں سے بھی معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس شہر کی سپردگی کا مطالبہ نہ کرینگے ' اور چتالجہ سے قسطنیہ واپس آنے کے بعد ناظم پاشا کی گفتگو سے بھی معلوم ہوتا تھا کہ بلغاریوں نے مسئلہ ایڈرنا اوپل سے قطع نظر کرلیا ہے -

نا ایں ہمہ لندن کانفرنس کے منعقد ہونے کے بعد ادرنا اوپل کے لینے پر اصرار کرنا اور یہ کہنا کہ بغیر اسکی حوالگی کے صلح نہ کرینگے ' کیا معنی رکھتا ہے ؟ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ چتالجا میں اظہار تساہل محض ایک فریب تھا ' جس کا مقصد یہ تھا کہ انکو اپنی پراگندگی کے جمع کرنے اور ایڈرنا اوپل کے دخائر کے ختم ہو جانے کے لیے وقت مل جائے - ادرنا اوپل کی نسبت انکا خیال تھا کہ اسمیں زائد سے زاید تاریخ التواء جنگ سے ایک ماہ تک کے لیے سامان حرب و نوش ہوگا ' اور اس بنا پر شہر خود بخود مسخر ہو جائیگا -

مگر اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ حرمن اور آسٹریا کو نقصان پہنچانے کے لیے دول ائتلاف مثلث کی طرف سے بلغاریا پر زور ڈالا گیا ہے کہ وہ اتر یاوپل کی حوالگی پر اصرار کرے ' اور چونکہ کانفرنس لندن میں ہو رہی تھی اور کامل پاشا نے سر ایڈورڈ گرے کے مشوروں سے فائدہ اٹھا نے کی امید ظاہر کی تھی ' اسلیے امید قوی تھی کہ (بلغاریا) کو ایڈرنا اوپل مل جائیگا -

(ائتلاف مثلث) میں تین سلطنتیں ہیں - روس ' فرانس ' اور انگلستان - روس کے زور ڈالنے کی وجہ تو ظاہر ہے ' کیونکہ اگر ادرنا اوپل بلغاریا کو ملگیا تو سلاوی عنصر کی قوت بڑھجائیگی جس کا روس اپنے آپ کو ملجاؤ ماوا کہتا ہے - فرانس و انگلستان کے زور ڈالنے کے وجوہ بھی جلد سمجھ میں آجاسکتے ہیں - یہ تو اچھی طرح معلوم ہے کہ انگلستان اور فرانس کو روس کی خاطر داری منظور ہے - اور یہ خاطر داری اس حدتک عزیز ہے کہ اپنی کروروں محکوم مسلمان رعایا کی دلازاری میں بھی دریغ نہیں - دنیا جانتی ہے کہ ایران کی تباہی کا بانی روس اور اسکا مددگار انگلستان ہے ' کیونکہ اگر انگلستان نے اتنی چشم پوشی نہ کی ہوتی ' تو اسکی یہ حالت نہ ہوتی - انگلستان اور فرانس کو روس کی خاطر داری اسواسطے عزیز ہے کہ وہ اسوقت طاقت کا دیو ہے اور اسکی طاقت اور جنگجوئی کو سب تسلیم کرتے ہیں ' اسلیے اسکی دوستی جرمنی کے معرب اعظم کے خوفناک حملے سے (جس سے انگلستان اور فرانس کانپ رہے ہیں) بچنے میں مدد یگی -

دولت عثمانیہ ایک جواں یعما ہے ' جسمیں یورپ کی تمام سلطنتیں حصہ دار ہیں - انگلستان نے اپنے لئے مصر ' فرانس نے شام ' جرمنی نے بغداد ' روس نے ارمینیا ' اٹلی نے طرابلس تصرف کرلیا ہے اور ہر سلطنت اپنے اپنے پیش نظر حلقے میں اپنا اثر پھیلا رہی ہے - مگر یہ خیالی تقسیم اسی وقت واقعی ہوسکتی ہے جب کہ مریض (ترکی) کے اخری انفاس موقوف ہو جائیں اور آفتاب ہستی ہمیشہ کے لئے بحیرۂ باسفورس میں غروب ہوجائے - اسمیں دشواری یہ ہے کہ بعض حصوں کے متعلق ابھی طے نہیں پایا کہ وہ کون لیگا ؟ خوف ہے کہ کہیں تقسیم کے وقت عام جنگی شروع ہو اور تمام یورپ میں آگ نہ لگجائے - اسلئے یورپ کی رائے ہے کہ مریض کے دست و نار قطع کردئے جائیں تاکہ آیندہ وہ مقابلہ کے قابل نہ رہے - ساتھ ہی کچھ عرصے تک زندہ بھی رکھا جائے تاکہ اسکے ۴۰ کرور سادہ لوح ' ناواقف ' غدر فراموش ' اور دوست و دشمن میں تمیز نہ کرنے والے ہم مذہبوں پر اسکے ذریعہ اثر ڈالا جائے - وہ ہمارے ہاتھ میں گرامیوں ہو - جو کچھ ہم اسمیں بھردیں وہی بولنے لگے - مسلمان چرواہے کی لکڑیوں کی طرح آزار پر درزن اور نصرانیت کی قربانگاہ طمع پر ذبح کردئے جائیں -

اسمیں کوئی شک نہیں کہ مصر کا انگلستان کے قبضہ میں آجانا انگریزی مصالح کے لئے نہایت مفید ہے مگر کیا مسلمان اسکے لئے راضی ہونگے کہ مصر کی (جو دماغ اسلام کہلاتا ہے) آزادی کا (گو زبانی ہی سہی) خاتمہ ہو جائے ؟ شام کا فرانس کے قبضہ میں آجانا فرانسیسی مصالح کے لئے نہایت مفید ہے مگر مسلمانان مراکش و الجزائر و تونس اس پر راضی ہونگے کہ دولت عثمانیہ کے جسم سے ایک ٹکڑا آور کاٹ لیا جائے ؟ بیت المقدس کا کسی عیسائی سلطنت کے قبضہ میں آجانا ' دنیائے عیسائیت کے لئے ایک مژدہ عظیم ہوگا ' مگر کیا اسطرح دنیائے اسلام کے لیے ماتم انگیز نہ ہوگی ؟ خانہ کعبہ پر صلیبی جھنڈے کا لہرانا عیسائی دنیا کے لئے از حد رقت کردینے والی خبر ہوگی ' مگر کیا کوئی مومن دل جسمیں زائی برابر بھی ایمان ہوگا ' اسوقت چپت رہ جائیگا ؟ پس ایسی قوم سے جو ہم سے ہر حیثیت سے مختلف ہو ' اسکے مصالح کے قربانی کی درخواست کرنا یا امید رکھنا ' ایک ناجائز درخواست اور امید ہے ' اور اسکا جواب داخل آمیز خاموشی کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا -

یورپ میں حکومت تجارت کے مرادف ہے - یورپین حکومتیں صرف اسوقت اپنی کسی مصلحت سے دست کش ہو سکتی ہیں ' جب ثابت ہوجائے کہ اس سے زیادہ اہم مصلحت کو ضرر یا فائدہ پہنچتا ہے - پس اگر ائتلاف مثلث کی اسلامی رعایا یہ چاہتی تھی ' کہ انکی حکومتیں اپنے مصالح کے مقابلہ میں رعایا کے حقوق کا لحاظ کریں ' تو انکا اولیں فرض یہ تھا کہ آپنے آپ کو آبادی کا ایک ایسا جزء ثابت کرتیں ' جس سے حکومت کے مصالح پر اثر پڑتا -

اہل مغرب نہایت دانشمند ہیں - جزئی جزئی واقعات سے نہایت اہم نتائج اخذ کرتے ہیں ' اندرون ملک کے سیاسی تغیرات اور ان سے

مرایا و منثورا

آبادی کے ناظر کا اندازہ کرلیتے ہیں - اندرونی تغیرات کے مقابلہ میں مسلمانوں کی جو حالت رہی اس سے انکو یہ اندازہ ہوگیا کہ مسلمان آبادی کے عصور مأوف ' ترقی کے سد راہ ' حاکم پرستی کا پیکر ' پالیسی کے نقاب پوش ' اور حق مروس اشخاص پر ایمان لانے والے ہیں -

حکمران قوم نے حدیات کی پاس داری کی امید صرف اس جماعت کو رکھنا چاہیے ' جو اپنے آپ کو حکمران گروہ کی نگاہ میں وفادار اور اہم ثابت کر چکی ہو - اور اهمیت کارنامہ ہائے اسلاف کے اعادہ سے نہیں حاصل ہوتی ' بلکہ صداقت ' حریت ' عدل عیرت ' حمیت ' اور ایثار سے ثابت ہوتی ہے - پس جب کہ ائتلاف مثلث اور اسکی مسلمان رعایا میں صرف حکومت کا تعلق تھا ' اور اس حیثیت سے اس نے اپنے آپ کو نہایت پست دون ' کم حوصلہ خوشامد طراز ' اور حدیات کش ثابت کر دیا ' تو کیوں ائتلاف مثلث مسلمانوں کے حدیات کے لیے اپنے قومی مصالح کی قربانی کرتیں ؟

خلاصہ یہ کہ ابتدائے جنگ پر دستخط کرنے سے پہلے بلغاریا کا اقرباپرپل اور حرائر ایجئن کی حوالگی پر مصر ہونا ' مگر لندن میں صلح کانفرنس کے منعقد ہونے ہی ان دونوں مطالبات پر نہایت شدید اصرار کرنا ' بلغاری پالیسی میں ایک پراسرار تغیر ہے اور غالباً یہ دول ائتلاف مثلث کے اشارہ سے ہوا ہے - باب عالی نے ان بیجا مطالبات کا یہ جواب دیا ہے کہ اس نے معدودیا جسمیں سالونیکا ایسا اہم شہر موجود ہے ' دیدیا - البانیہ کی حد بندی انکی مرضی پر چھوڑ دی ' اور کریٹ میں تعلقات عثمانی کے بقا و عدم بقا کو دول کے ہاتھ میں دیدیا - ان اہم رعایتوں کے بعد وہ اقرباپرپل کے دینے پر راضی نہیں ' کیونکہ وہ قسطنطنیہ کی کنجی ہے ' اسکے باشندوں کا بیشتر حصہ مسلمان ہے ' لیکن جب اس جواب پر بھی بلقانی اصرار میں فرق نہ آیا اور ائتلاف مثلث کا زور پڑا تو باب عالی نے مصالحات اقرباپرپل کے بین مقام : مصطفیٰ پاشا ' قرجہ علی ' اور طمراس بھی دیدینے کا وعدہ کیا اور بعض اشخاص کا بیان ہے کہ بحیرہ ایجئن پر جزیرہ اعاچ نامی مقام بھی دینے کا وعدہ کیا ہے -

(یہ کامل پاشا کی آخری مایوسیاں تھیں ' لیکن قدرت نے صفحۂ وزارت اولت دیا : و لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا - الہلال)

یادگار حادثۂ ہائلۂ مشہد مقدس

— * —

۱۱ - ربیع الثانی

— :*: —

مولانا ! میں نے ۲۶ - فروری سنہ ۱۹۱۳ ع کے الہلال میں جناب سید علی عصغر صاحب کا اعلان پڑھا اور بڑے شوق سے پڑھا - مجھے سید صاحب موصوف کے ان خیالات سے اتفاق ہے جو انہوں نے ان مصائب و مظالم کی نسبت ظاہر فرمائے ہیں ' جو حضرت امام حسین اور حضرت علی بن موسیٰ الرضا علیہما السلام پر وارد ہوئے اور جنکی یاد قیامت تک نہ صرف مسلمانوں کے ' بلکہ ہر ایک انصاف پسند اور صاحب درد شخص کے دلکو بیچین و بیقرار رکھے گی -

روسیونکا ' تشدد ' روسیونکا ظلم ' روسیونکا بلا تمیز سن و سال زن و مرد کو دھم کردینا ' علماء اسلام کو سولیوں پر چڑھانا ' اور انکے پاک سیدوں کو جنمیں خداء واحد کی توحید ' رسول برحق کی رسالت ' اور اسلام کا پاک دور متمکن تھا ' گولیوں اور سنگینوں سے پاش پاش کردینا ' اور پھر روضہ مبارک حضرت موسیٰ الرضا پر گولہ باری کرکے اسے سخت سے حرمت کرنا ' کچھ ایسے دل ہلادینے والے واقعات ہیں جو معصوم ہستی سے کوئی دنیاوی طاقت نہیں مٹا سکتی - سال گذشتہ میں جب مظالم کا ظہور ہوا تھا ' تو یہ ایک قدرتی امر تھا کہ ہر مسلمان کے دل میں اونکی وجہ سے رنج پیدا ہو ' چنانچہ مجھے بھی سخت قلق ہوا اور طبیعت عرصہ تک بیچین رہی - مگر بعد ازاں میں سمجھ گیا تھا کہ ان تمام مظاہرات عالم میں قدرت خداوندی کا ایک خاص راز ہے ' جسکا نہ تو ہم سر دست احساس ہی کرسکتے ہیں اور نہ ہماری دنیاوی بلکہ گم کردہ بصیرت انکھیں دیکھ سکتی ہیں - کیونکہ یہ امر یقینی تھا کہ اگر گناہ گار ہیں تو مسلمان ' اور اگر شریعت و طریقت محمدی (صلعم) کو فراموش کرکے مصحکۂ عالم بنگئے ہیں تو مسلمان ' اور مسلمان بھی وہ ' جو زندہ و موجود ہیں - پھر اس دزرگ طریقت اور امام برحق اور رسول کے بیٹے کا کیا قصور تھا جو آج سے قریباً ۱۳ - سو سال پیشتر اس دنیاء فانی سے رحلت کرگیا تھا ' جسکی پاک زندگی خدا رسول کے احکام کی کما حقہ پابندی اور خلق خدا کی خدمت ہی میں بسر ہوئی تھی ؟ یہی وہ چیزیں ہیں جنمیں میں وار الہی یا حکمت خداوندی خیال کرتا ہوں اور یہ حکمت نہایت ہی معنی خیز حکمت ہے اور اسکے اصلی و عملی نتایج کے ظہور کے لیے ہمیں چند سال منتظر رہنا پڑیگا - میرا ایمان ہے کہ جو نتایج اس حکمت بالغہ سے ظاہر ہونگے وہ ایسے ہونگے جسے دنیا کی قوموں کی تاریخیں بنتی ہے اور جنکے ذریعہ دنیا میں قومیں اپنے لیے خود تاریخ پیدا کرتی ہیں -

سید علی عصغر صاحب نے اعلان مذکورہ آل انڈیا شیعہ کانفرنس میں جملہ مومنین کو مشورہ دیا ہے کہ ۱۱ - ربیع الثانی مطابق ۲۰ مارچ سنہ ۱۹۱۳ کے دن تمام اطراف و اکناف ہندمیں مجالس برپا کریں اور باہم ایک دوسرے سے رسم تعزیت ادا کرکے ارواح طیبہ حضرات معصومین کو شاد کریں -

مجھے سید صاحب موصوف کے اس مشورہ سے اتفاق بھی ہے اور میں اس تحریر کا مخالف نہیں ہوں - جہانتک انعقاد مجالس تعزیت اور ماتمچہ خوانی کا تعلق ہے ' اسے تو میں ضروری و لابدی خیال کرتا ہوں - یہ بات بھی نہایت ضروری ہے کہ روسی مظالم کی یاد میں ۱۱ - ربیع الثانی کو ایک خاص اہمیت دیجائے اور اسے بھی محرم سے کم نہ سمجھا جائے کیونکہ اس قسم کی تقریبوں سے طبیعت پر ایک خاص اثر پیدا ہوتا ہے اور اگر کسی بندۂ خدا کے دلمیں درد پیدا ہو جائے اور وہ ان مجالس سے متاثر ہوکر عملی کام کرنے کی طرف مایل ہو جائے تو بلا شبہ ایسی مجالس باعث خیر ثابت ہوتی ہیں - مگر بات یہ ہے کہ اب وہ وقت نہیں رہا کہ ہم گھروں میں بیٹھکر رویا کریں - قومی تنزل کی بدیہی نشانی اگر ہوسکتی ہے تو اس سے بڑھکر نہیں کہ افراد قوم میں یا تو اپنے تنزل کا احساس ہی نہ ہو ' اور اگر ہو تو اسباب ادبار کے دور کرنے کی طاقت ' جرات ' یا خیال تک نہ آئے - کسی خیال کو عمل میں لانا اور بعد ازاں اوسپر کاربند ہونا بہترین وسایل ترقی میں شمار ہوتا ہے - عورتوں کی طرح گھر میں بیٹھکر رونے اور بیان کرنے کا زمانہ گذر گیا - مصائب و آلام کی مہیب صورت بنکر ہمارے

سامنے کھڑي ہے- ہماري آنکھیں ' ہمارا دل ' ہمارے قوائے دماغی بلکہ جسم و جان بھی اس بات کو محسوس کر رہے ہیں کہ یورپ کی عیسائیت نے اور شکم پرور مدبرین نے ایشیا افریقہ میں نہیں بلکہ یورپ میں بھی اسلام کي بیخکنی اور بربادی کیلیے کمر باندھلي ہے اور کوئی دن خالی نہیں جاتا کہ یورپ کے دماغ و خارجیہ میں کسی اسلامی طاقت یا مسلمان افراد قوم کی تباہی اور ارتہیں محکوم بنانے کے سامان پر غور نہیں کیا جاتا ہو- اس بیانسے کسی عقلمند آدمی کو انکار نہیں ہوسکتا کہ موجودہ زمانہ اسلام کي زندگي اور موت کا زمانہ ہے - یا تو اسلام کی عزت ' اسلام کا وقار ' اور اسلام کی عظمت انہیں چند سالوں میں بحال رہیگی اور تا ہمیشہ کے لیے خدانخواستہ مفقود و نابود ہوجائیگی- یہ ایسے زبردست اور صریح بدایع ہیں کہ انسے انکار کرنا محض جہالت ہے -

مولانا ! یہ وہ وقت ہے جسوقت اسلام مسلمانوں سے اون قربانیوں کا ملتجي ہے جو کسی قوم یا کسی دین کو معراج ترقی پر پہنچانے کیلیے ہر ایک مرد بشر پر لازمي جیل کي گئی ہیں - یہ وقت ہے جب اسلام اس امر کا ملتمس ہے کہ مسلمان قرون اولی کے صفات پیدا کریں اور اسلام اور اسلامی ترقی کے مقابلہ میں کسي چیز کو بھی عزیز نہ رکھیں - مسلمانوں کي مذہبی اور ملکي تاریخ ایسے کارناموں سے بھری ہوئی ہے جو صرف ایک مسلمان ہی کیلیے نہیں بلکہ ہر ایک دیندار و عقلمند کے لیے سرمایۂ ناز ہوسکتی ہیں - یہہ وہ وقت ہے کہ مسلمانوں کی متفقہ عملی کوشش اسباب میں صرف ہونی چاہیے کہ نہ صرف اون اسباب پر غور کریں ' جو اسوقت انکو ہلاکت سے نکال سکتے ہیں ' بلکہ اون اسباب کو پیدا کریں ' اور اونپر کاربند ہوں ' اور اونہیں اپنا دستورالعمل بنائیں- اب تعاویز کا وقت نہیں بلکہ کام کرنے کا وقت ہے -

حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے عملی نتایج پر اگر غور کیا جاے تو صاف ظاہر ہوجائیگا کہ آپ نے خدا اسکے رسول ' اور اسلام کی حفاظت کے اظہار میں ہر ایک قسم کا آرام ' سلطنت ' سامان آسایش و حکومت وغیرہ کو ترک کرکے اپنے بچے ' اپنے بھائی ' اپنے دوست و اقارب ' سب کے سب کمال اطمینان اور صبر و تحمل سے قربان کردیے اور حرف شکایت تک لب پر نہ لائے - یہ تمام تکالیف صرف اسوجہ سے برداشت کی گئیں کہ یزید کی بیعت کی بدعت کا اظہار رسول کے گھرانے سے نہ ہو اور رسول کی امت اون تمام مکروہات و ممنوعات سے بچے ' جو یزید کے فسق و فجور کے عالم اسلام میں رایج کردي نہیں -

اسلام کے فدائی ایسے ہي ہوتے ہیں اور اسلام اسباب پر ناز کرتا ہے کہ اسکی مدافعوں کي نظیر ایسی ہی معدوم ہے ' جیسا کہ خود اسلام کا سا کسي اور دین کا ہونا معدوم ہے -

مجالس معتمدۂ سید علی عسکری صاحب میں مومنین کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اُن اسباب کو پیدا کریں جو ایران میں تحریک بیداري کا باعث ہوں - جنکے ذریعہ ایرانیوں کو اسبات کا علم ہوجاے کہ ازکی آزادي ' اونکي قومی زندگي ' اور اونکي قومي سلطنت معدوم ہوگئی ہے اور اگر اونہوں نے اپنے اندر کوئي تغیر پیدا نہ کیا تو وہ بھی اپني چند سالوں کے اندر ہي صفحہ ہستی سے معدوم ہوجائینگے جیسا کہ اور تساہل شعار اور دست و پا قوموں کا حشر ہوا ہے -

زیادہ نیاز

حکیم امین الدین بیرسٹر ات لا

فہرست

زر اعانۂ دولت علیۂ اسلامیہ

— ۱۳ —

(۱۳)

ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم و اموالھم ' بان لھم الجنۃ

— ۱۳ —

ایک سو پچیس روپیہ جو بذریعہ ڈاکٹر عبد اللہ صاحب ساکن دکانی وصول ہوئے اور جنکی مجموعی رقم فہرست نمبر ۱۳ میں شائع کی گئي ہے —

	پائي	آنہ	ر
محمد عبد اللہ صاحب دکانی	۰	۰	۱۰
میر عبد اللہ خان صاحب	۰	۰	۵
میر عدنان صاحب بن اسکندر	۰	۰	۳
منشي عبد الہادی صاحب ہد کاسل	۰	۰	۳
منشي نذر محمد صاحب ہعدار سابق	۰	۴	۰
نذر حسین صاحب بنڈل والا	۰	۰	۵
منشي علي حسن صاحب محرر جوڈیشل	۰	۰	۴
قاضي یاسین صاحب	۰	۸	۳
مسلمانان دیالمہ	۰	۰	۴
لوہاران موتی	۰	۲	۴
مسلمانان رلائي	۰	۰	۲
سکندر علي صاحب ہعدار ۱ ہہ	۰	۰	۲
عبد اللہ صاحب	۰	۸	۲
شیخ رحیم بخش کاسنڈل بکانی	۰	۰	۱
مرزا امیر بیگ کاسنڈل	۰	۰	۱
منشي محمود صاحب کاسنڈل	۰	۱	۱
امیر خان صاحب کاسنڈل رلائي	۰	۰	۱
الہي بخش صاحب ہڈ کاسنڈل	۰	۰	۱
نظر صاحب کاسنڈل رلائی	۰	۰	۱
منشي سلمان خان صاحب ہعدار حال	۰	۰	۱
شیخ احمد حسن صاحب شہ اوری	۰	۰	۱
ور صاحب حوالدار	۰	۰	۱
محفوظ علي صاحب ساربي	۰	۰	۱
نظر صاحب سکنہ	۰		۱
نبي بخش صاحب سکنہ		۰	۱
بابو علی صاحب سکنہ	۰	۰	۱
شیخ علي صاحب	۰	۰	۱
ملاں رحیم بخش صاحب	۰	۰	۱
سید صاحب	۰	۰	۱
شیخ اللہ بخش صاحب	۰	۰	۱
منشي غفور صاحب	۰	۸	۰
اکبر صاحب	۰	۸	۰
مرزا احمد بیگ صاحب	۰	۰	۰
رجب علي صاحب نورہ	۰	۴	۰
مبلغ	۳	۱	۰
زادران ہنود	۹	۲	۴
(۱) معرفت منشي محمد عبد العلي صاحب پاوري	۰	۰	۷
(۲) معرفت منشي محمود صاحب ملازم پوسٹ	۰	۰	۵
(۳) معرفت مرزا امیر بیگ صاحب کاسنڈل	۰	۵	۸
(۴) معرفت عبد اللہ صاحب	۰	۰	۵

ناموران غزوۂ بلقان

سرگذشت انقلاب

(۵)

— ** —

اورے کی طلبی سے ورود قسطنطنیہ تک

— * —

(مقدس ارجائد عثمانیہ و مراسلۂ ڈاکٹر مصباح الدین شریف سے)

— * —

یہ محال مرحومہ عاری اورے کا قسطنطنیہ جانا بھی محدوش تھا ' اور بہت ممکن تھا ' کہ اتحاد و ترقی کے مخالف ایک فتنۂ تازہ برپا کر دیتے اور کسی مفید فوجی خدمت کا بھی موقعہ نہ دیتے -

جنگ نے اپنی ابتدائی منزلیں طے کیں ' اور اس عہد جنگ کی ابتدائی منزلیں ہی اسکی انتہا تھی - پنجم سکستوں کی حربیں تمام عاری مرحوم کو پہنچتی رہتی تھیں اور پریس عمر طوسوں پاشا نے روزانہ ڈاک کا انتظام کر دیا تھا -

تم ' کہ جسم اسلام کے ایک عضو معطل ' اور چہرہ ملت کملانے ایک داغ ناکامی ہو ' جب مصطفے پاشا ' فوزی کلنسا ' سار لو ' اور ولی دریس کی شکستوں کی خبریں سنکر رنج درد و اضطراب ہوگئے تھے ' تو اندازہ کرو کہ ان شکستوں کی خبروں نے موجودہ نسل اسلامی کے سب سے بڑے زندہ و کار فرما رورندہ پر کیا اثر ڈالا ہوگا ؟

اسلامی مطالب کی خبروں کے انتشار نے تمام عالم اسلامی کو جنگ طرابلس کے گذشتہ واقعات یاد دلا دیے تھے - ہر شخص آرزو کرنے لگا تھا کہ کاش " انور بے " آج درنہ کی جگہ ادرنہ میں ہوتا ؟ مصر کے بعض غیرت مند ان ملت نے چار آدمیوں کا ایک وفد طبرق بھیجا ' تاکہ عاری موصوف کو قسطنطنیہ جانے کی طرف توجہ دلائے - الجزائر سے صدہا مراسلات پہنچیں ' جنمیں آرزوئیں کی گئی تھیں کہ یہ وقت طرابلس کی جگہ مرکز حلافت کے تحفظ کا ہے ' اور آپکو کسی نہ کسی طرح آستانہ پہنچ جانا چاہیے - اخبار (الزہرہ) ٹیونس میں ایک موثر اپیل شائع ہوئی تھی ' جس میں افسوس کیا تھا کہ انور

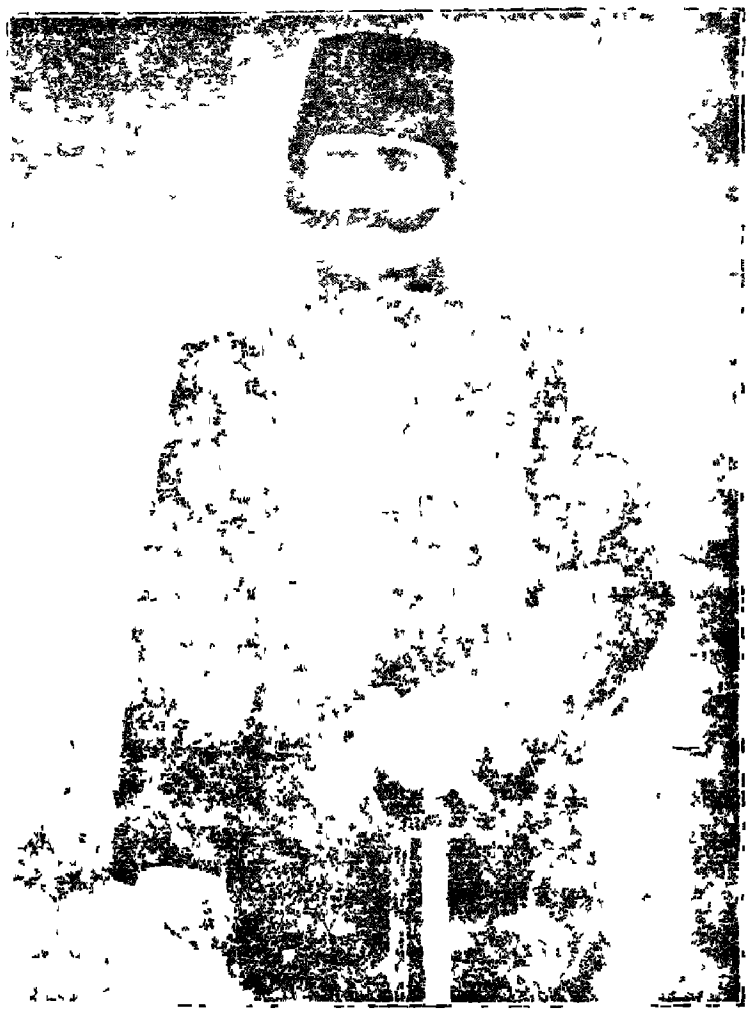

مشہور معاہد دستور (یاری بے)

۔ تصویر سنہ ۱۹۰۸ - کی ہے - جب یاری بے (رسنہ) سے ۰-اور دستوری تحریک کا علم بلند کیا تھا -

آج قسطنطنیہ میں نہیں ہیں -

آپ سنکر تعجب کرینگے مگر اب اظہار میں کوئی حرج نہیں کہ آپکے ہندوستان سے بھی یہی پیام عاری موصوف کے نام بھیجا گیا تھا ' اور ایک شخص کے اسی غرض سے وہاں تک کا سفر کیا تھا -

تاہم انور بے نے طرابلس سے حرکت نہیں کی اور یا خاموش رہے ' یا یہ کہا کہ " ایک وقت میں سپاہی کے سامنے ایک ہی جنگ ہونی چاہیے " -

* * *

اب وہ وقت آیا جب جنگ ملتوی اور صلح کے سامان شروع ہوے - کامل پاشا کے تاریک مقاصد بالکل روشنی میں آگئے - اتحاد و ترقی کے ممبروں پر کھلے بندوں ظلم ہونے لگا ' پریس دور حمیدی کے احتساب میں آگیا ' اور حاسوسی کا بازار پھر گرم ہوگیا -

اتحادیوں نے دیکھا کہ ہماری طاقت بالکل ٹوٹ گئی ہے ' اور اصلاح حال ہمارے امکان سے باہر ہے - اب اگر کوئی علاج ہے ' تو یہی ہے کہ اس فرشتۂ نصرت ' عاری اورے کو طلب کیا جاے -

وہی ۸ - آدمی ' جن میں سے بعض کے نام ہم لکھ چکے ہیں ' اب اتحاد و ترقی کی اصلی کارکن جماعت تھی - پرنس یوسف عز الدین کی سرپرستی سے کسی قدر مطمئن اور بے خوف ہوگئے تھے - وہ جمع ہوے اور ایک پوری متفکر اور پر محزن رات بحث و مشورہ میں بسر کی - وہ دیکھ رہے تھے کہ مطلع عذار آلود ہے ' طوفان کے آثار شروع ہوگئے ہیں بادبان بیکار ہے ' اور موجوں کے طمانچوں سے کشتی تہہ و بالا ہو رہی ہے - اس وقت جب تک ایک عدنی ہاتھہ لاحدائی نہیں کریگا ' کشتی کا ساحل مقصود تک پہنچنا محال ہے -

لیکن سوال یہ تھا کہ اورے کو کیونکر اطلاع دی جاے ؟ اگر مصر کے ذرائع سے اطلاع دی جاتی ہے تو اتنا وقت نہیں ہے کہ خط و کتابت میں ایک عرصۂ طویل صرف کر دیا جاے - پھر خط و کتابت محفوظ طریقہ سے ممکن نہیں - تیلی گراف اور پوسٹ آفس ' دونوں زیر احساب تھے - ممکن ہے کہ اورے کو عذر ہو ' جب تک پوری طرح اصلی حالات منکشف نہونگے وہ اپنے عذرات کو پیش کرینگے

نامور مدافع ملي - عاري عزيز بک
جنکے مجاهدانه اقدامات عظیمه نے اندرون طرابلس کو اٹلي کیلیے
ناقابل تسخیر بنا دیا هے

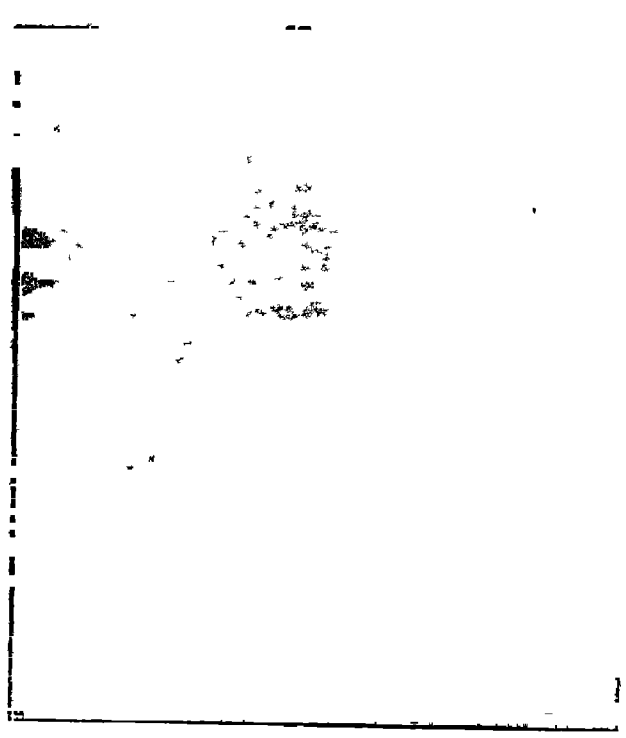

ایسي تفصیل خط وکتابت میں ممکن بھي نہیں -

اسکا ایک هي علاج تھا ' یعنے فوراً ایک معتمد شخص روانه هوجاے اور مصرکي راہ سے پوشیدہ طرابلس پہنچکر عاري انور بے کو اپنے همراہ لاے - جوچند آدمي انقلاب کا سامان کررهے تھے ' ان میں سے هر شخص خود قسطنطنیه میں نہایت قیمتي وقت رکھتا تھا ' اور جن کاموں میں مصروف تھا ' وہ خود نہایت اهم اور عظیم الشان تھے - اسلیے اس جماعت میں سے کوئي شخص نہیں جاسکتا تھا -

بالآخر راے قرار پائي کہ انور بے کے رفیق قدیم و همراز ' مشہور مجاهد دستور و جانثار ملت (نیازي بے) کو اس مہم کیلیے منتخب کیا جاے اور ان سے درخواست کي جاے کہ ملک کو انقلاب دستور کے زمانے سے بھي نوچکر ایک خطرناک حالت سے نجات دیں اور اس خدمت کو منظور کرلیں -

یہ معلوم نہیں کہ جس وقت یہ تجویز قرار پائي ' اس وقت (نیازي بے) کہاں تھے ؟ یقیناً وہ کسي فوج کے همراہ هونگے -

تاهم اسقدر قریب موجود تھے کہ فوراً انکو اطلاع دي گئي اور شریک کار هوگئے -

ڈاکٹر (مصلح الدین) لکھتے هیں کہ في الحقیقت هماري کامیابي کي اصلی تاریخ انور بے کے ورود سے نہیں ' بلکہ (نیازي بے) کی شرکت سے شروع هوتي هے - کیونکہ اگر اس جانفروش ملت کی خدمات عظیمه عین وقت پر میسر نہ آجاتیں ' تو انور بے کا ورود اور اسکے تمام نتائج معتبرہ ' ظہور پذیر هي نہ هوتے -

نیازي بے فوراً نہیں بلکہ قسطنطنیه سے ایک جرمن جہاز پر روانه هوگئے - اسکندریه سے قاهره آے اور بغیر کسي کو اطلاع دیے (حتی کہ عمر طوسون پاشا اور اپنے بعض اخص الخواص دوستوں سے بھی نہیں ملے) طبروق پہنچے اور وہاں سے درنه اس هیئت میں گئے کہ خود (انور بے) نے ایک کردي مجاهد کی صورت میں انہیں دیکھکر تعجب کیا -

* * *

طیار هو جانے کے بعد انور بے کے سامنے دو مراتع سعت تھے ایسے شخص کي جستجو ' جو انکے بعد کامل طور پر انکا جانشین هو اور قبائل سنوسیه کے جوش مدافعت کے قیام ' انکی تعلیم و تربیت ' اور حمیعت و جلب وسائل جنگ کا پورا انتظام کرسکے - دوسرا خود (شیخ سنوسی) کا اطمینان -

امر اول کے طرف سے اطمینان کرنیل (عزیز بک) کی موجودگی نے کردیا ' جو پہلے عراق میں سرکاري عہدہ دار تھے اور احراے جنگ کے بعد ایک معاهد کی حیثیت سے آکر شریک جہاد هوگئے - انکے جانفروشانه عزائم اور مجاهدانه اعمال نے تمام قبائل اندرون طرابلس میں انہیں هر دلعزیز اور محبوب القلوب بنا دیا تھا -

(شیخ سنوسی) سے وہ خود ملے اور (نیازی بے) نے قسطنطنیه کے تمام موجودہ حالات انکے ذهن نشین کر دیے انہوں نے سمجھایا کہ اگر اس نازک وقت میں هم نے بھی غفلت کی تو طرابلس کي مدافعت کے نتائج بھی هميں کچھہ کام نہ دینگے -

ایک مجلس خاص مرتب کی گئی جس میں انور بے نے اپنے چند خاص معتمدین اور محرمان راز کو بلایا اور اس نازک مسئلہ مشورہ کیا - پچھلے نمبر میں اس موقعہ کی ایک تصویر درج کی جا چکي هے -

(الموید) کی وہ تمام اشاعات مخصص کذب و افترا تھیں ' جن میں (انور بے) کے اس حالت میں چلے آنے کا شکوہ کیا گیا تھا کہ تمام قبائل عرب اور شیخ سنوسی اسے برهم هوگئے هیں اور متاسف هیں کہ حلف عہد انہوں نے بے وفائي کی - جو دل اسلام اور اسکي ملت بیضا سے عہد وفا باندھچکا هے ' وہ کسی سے بے وفائي نہیں کرسکتا -

شیخ سنوسي خود عاری موصوف کے سفر کے ارادے میں شریک تھے - انکو قسطنطنیه کے تمام موجودہ حالات سمجھاے گئے تھے ' اور وہ جانتے تھے کہ اس وقت (انور بے) کی خدمات کا اصلی مستحق اندرون طرابلس نہیں هے - عزیز بک سرحد سلوم تک خود انکو پہنچانے آے تھے اور (موٹرکار) میں انکے ساتھہ بیٹھے تھے - الله مصالح وقت کا اقتضا یہی تھا کہ اس حرکت کو بالکل پوشیدہ رکھا جاے ' اور انور بے کے عجائب اعمال کا ایک نیا جلوہ ' اسي پوشیدگی اور طلسم نمائی هی میں هے -

بہر حال (انور بے) روانه هوگئے - (سلوم) سرحد مصر کا وہ آخری مقام هے ' جس پر جنگ طرابلس کے زمانے میں برطانیه نے نام مصر قبضه کرلیا - وہاں تک وہ اپنی خاص موٹرکار میں آے انکے همراہ صرف انکا ایک جان نثار ملازم تھا ' جسکو وہ اپنے ساتھہ قسطنطنیه سے لاے تھے -

صحراے لیبیا میں آثار تمدن !
(عاري انور -) موٹرکار میں بیٹھکر طبروق جا رہے هیں

PRINTED & Published by A. K AZAD, at The HILAL Electrical Ptg. Phlg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

ذیابیطس

خطرناک مرض ہے اس کا جلد علاج کرو

علامات مرض: جن لوگوں کو پیشاب بار بار آتا ہو یا پیاس زیادہ لگتی ہو - معدہ کا دایقہ خراب رہتا ہو - رات کو کم حوائی ستاتی ہو - اعضاء شکنی - لاغری جسم - ضعف مثانہ ہونے سے رور رور قوت میں کمی اور حرارت پیدا ہوتی جاتی ہو اور چلنے پھرنے سے سر چکراتا ہو - جلد میں درد اور طبیعت میں غصہ آجاتا ہو - تمام بدن میں یبوست کا علہ رہتا ہو - ہاتھ پاؤں میں خشکی اور جس رہے جلد پر خشونت وغیرہ پیدا ہوجاے اور ٹھنڈے پانی کو جی نہ چاہے - معدہ میں جلن معلوم ہو - بیوقت بڑھاپے کے آثار پیدا ہو جائیں اعضاے رئیسہ کمزور ہوجائیں - رقت - سرعت اور کمی باہ کی شکایت دن بدن زیادہ ہوتی جاے تو سمجھ لو کہ مرض ذیابیطس ہے - جن لوگوں کے پیشاب میں شکر ہوتی ہے انکو متدرجۂ بالا آثار یکے بعد دیگرے ظاہر ہوتے ہیں - ایسے لوگوں کا خاتمہ علی العموم کاربنکل سے ہوتا ہے - دبل پشت پر کبھی گردن میں پیدا ہوتا ہے - جب کسی کو کاربنکل ہو تو اسکے پیشاب میں یقیناً شکر ہونے کا خیال کر لینا چاہیے - اس راج پھوڑے سے سینکڑوں ہونہار قابل لوگ مر چکے ہیں -

مرض کی تشریح اور ماہیت: ذیابیطس میں جگر اور لبلبہ کے مقام میں کچھ نہ کچھ حرارت ضرور ہوتی ہے اور اس حرارت کا باعث اکثر دماغی تفکرات شدید روز کی محنت ہے بعض دفعہ کثرت جماع - کبھی سوزاک اور کثرت ادرار کا باعث ہوتا ہے - صرف فرق یہ ہے کہ اس حالت میں پیشاب میں شکر نہیں ہوتی بلکہ مثانہ کے ریشہ وغیرہ پاے جاتے ہیں - کبھی ابتدائے سن میں کثرت جماع سے آخر یہ مرض پیدا ہوجاتا ہے اور کبھی بخار کے بعد یہ مرض شروع ہوتا ہے -

اگر آپ چاہتے ہیں کہ راج پھوڑا کاربنکل نہ نکلے تو علاج حفظ ماتقدم یہ ہے کہ ہماری ان گولیوں کو کھاؤ - شیرینی - چاول ترک کردو - ورنہ اگر سستی کروگے تو پھر یہ ردی درجہ ذیابیطس میں اس وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ تمام اندرونی اعضاء گوشت پوست بگڑ جاتے ہیں - جو لوگ پیشاب زیادہ آنے کی پروا نہیں کرتے وہ آخر ایسے لاعلاج مرضوں میں پھنستے ہیں جس کا علاج پھر نہیں ہو سکتا - یہ گولیاں پیشاب کی کثرت کو روکتی ہیں اور تمام عوارض کمی قوا اور حملہ امراض ردیہ سے محفوظ رکھتی ہیں -

ذیابیطس میں عرق ماء اللحم اسلئے مفید ہوتا ہے کہ بوجہ اخراج رطوبات جسم خشک ہوجاتا ہے - جس سے غذائیت کی ضرورت زیادہ پڑتی ہے - یہ عرق چونکہ زیادہ مقوی اور مولد خوں ہے اسلئے بہت سہارا دیتا ہے علاوہ اور دواؤں کا کام دیتا ہے -

حب دافع ذیابیطس

یہ گولیاں اس خطرناک مرض کے دفعیہ کے لئے بارہا تجربہ ہوچکی ہیں اور صدہا مریض جو ایک گھنٹہ میں کئی دفعہ پیشاب کرتے تھے تھوڑے دنوں کے استعمال سے اچھے ہوگئے ہیں یہ گولیاں صرف مرض کو ہی دور نہیں کرتیں بلکہ ایکے کھانے سے گئی ہوئی قوت باہ حاصل ہوتی ہے - آنکھوں کو طاقت دیتی اور معدہ کا دائقہ درست رکھتی ہیں - جسم کو سوداے سے بچاتی ہیں - سلسل بول - ضعف مثانہ - تظلم عصبی کا نکاز - اسہال دیرینہ یا پیچش یا بعد کھانے کے فوراً دست آجانے ہوں یا درد شروع ہوجاتا ہو یا رات کو نیند نہ آتی ہو سب شکایت دور ہو جاتے ہیں -

قیمت فی تولہ دس روپیہ

میر محمد خاں - ٹالپر والئی ریاست خیرپور سندھ — پیشاب کی کثرت نے مجھے ایسا حیران کردیا تھا اور جسم کو بے جان اگر میں حکیم عالم نبی صاحب کی گولیاں دیابیطس نہ کھاتا تو میری زندگی محال تھی -

محمد رضا خاں - زمیندار موضع چٹہ ضلع اٹاوہ — آپ کی حب ذیابیطس سے مریض کو فائدہ معلوم ہوا - دس میں ۱۶ بار پیشاب کرنے کی بجاے اب صرف ۵ - ۶ دفعہ آتا ہے -

عبد القدیر خاں - محلہ غرقاب شاہ جہاں پور — جو گولیاں ذیابیطس آپ نے رئیس عبد الشکور خاں صاحب اور محمد تقی خاں صاحب کے بھائی کو زیادتی پیشاب کے دفیعہ کے لئے ارسال فرمائی تھیں وہ اور بھیجدیں -

عبد الرحاب کپتانی کلکٹر - غازیپور — آپ کی بھیجی ہوئی ذیابیطس کی گولیاں استعمال کر رہا ہوں - بجاے ۳ - ۵ مرتبہ کے اب دو تین مرتبہ پیشاب آتا ہے -

سید زاہد حسن - کپتانی کلکٹر - آلہ آباد — مجھے عرصہ دس سال سے عارضہ ذیابیطس نے دق کر رکھا تھا - بار بار پیشاب آنے سے جسم لاغر ہوگیا - قوت مردمی جاتی رہی - آپ کی گولیوں سے تمام عوارض دور ہوگئے -

رام سالم پوسٹماسٹر جنرل — پیشاب کی کثرت - جاتی رہی - مجھ کو رات دن میں بہت دفعہ پیشاب آتا تھا - آپ کی گولیوں سے صحت ہوئی -

اسکے علاوہ صدہا سندات موجود ہیں -

مجرب و آزمودہ شرطیہ دوائیں جو بادائی قیمت نقد تا حصول صحت دیجاتی ہیں

— * —

زود کن

داڑھی مونچھ کے بال اسکے لگانے سے گھنے اور لانبے پیدا ہوتے ہیں ۲ تولہ دو روپے

سر کا خوشبودار تیل

دافع خوشبو کے علاوہ سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا نزلہ و زکام سے بچاتا ہے شیشی خورد ایک روپے آٹھ آنہ کلاں تین روپے

حب قبض کشا

رات کو ایک گولی کھانے سے صبح اجابت با فراغت اگر قبض ہو دو ۲ درجن ایک روپیہ

حب قاتم مقام افیون

اسکے کھانے سے افیم چانڈو بلا تکلیف چھوٹ جاتے ہیں دیتولہ پانچ روپے

حب دافعہ سیلان الرحم

نیسدار رطوبت کا جاری رہنا عورت کے لئے وبال جان ہے اس دوا سے آرام - دو روپے

روغن اعجاز

کسی قسم کا زخم ہو اسکے لگانے سے جلد بھر جاتا ہے بدبو زائل - ناسور - بھگندر - خدا زہر کے گھاؤ - کاربنکل زخم کا بہترین علاج ہے - ۶ تولہ دو روپے

حب دافع طحال

زردی چہرہ - لاغری کمزوری دور مرض تلی سے نجات - قیمت دو ہفتہ دو روپے

برألساعۃ

ایک دو قطرے لگانے سے درد دانت فوراً دور - شیشی چار سو مریض کے لئے ایکروپے

دافع در دکان

شیشی صدہا بیماروں کے لئے - ایکروپے

حب دافع بواسیر

بواسیر خونی ہو یا بادی ریحی ہو یا سادی - خون جاتا بند اور مسے خود بخود خشک - قیمت ۲ ہفتہ دو روپے

سرمہ مصیرہ کرامانی

مقوی بصر - محافظ بدائی - دافعہ جالا - دھند - غبار - نزول الماء سوزشی - ضعف بصر وغیرہ ۴ تولہ معہ سائی سنگ یشب دو روپے

پتہ ہے

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما - لاہور

اطلاع - ڈاکٹر ایس - کے برمن کي خوبصورت تصویردار کانوري حدتري سنه ۱۹۱۳ع کي متفرق جگهه کي دس شریف آدمیوں کا نام اور پته لکهنے پر بلا قیمت و محصول بهیجي جاتي هے -

اصل عرق کافور

دیکهو گرمي کا موسم آیا جهاں تهاں هیضه کا آنا بهي ممکن هے' اس سے بچنے کا آسان طریقه ڈاکٹر ایس کے برمن کا اصل عرق کافور هے یه درا ۲۹ دس سے تمام هندوستان میں جاري هے' یه عرق گرمي کے دست پیٹ کا درد و متلي کیلیے اکسیر کا اثر رکهتا هے همیشه ایک شیشی اپنے پاس رکهو قیمت مي شیشي ۴ آنه محصولڈاک ۴ تک ۵ آنه

ڈاکٹر ایس کے برمن ۔نمبر ۶۵ تارا چند دت اسٹریٹ کلکته

انگریزي حکومت کا مسلمان هوجانا

— * —

اب بالکل یقیني هے - کیونکه حضرت شیخ سنوسي کے خلیفه نے بمقام بیروت سیدي خواجه حسن نظامي سے آئنده حالات کي نسبت جسقدر پیشین گوئیاں کي تهیں (اور جنکو کتاب شیخ سنوسي کے حصه اول و دوم میں شائع کردیا گیا تها) سب هو بهو سچي ثابت هوئیں - اب صرف انگریزي حکومت کے مسلمان هو جانیکي پیشین گوئي باقي هے - خوخدا کے چاهے تو عنقریب پوري هوگي - پس اگر آپ یه پیشین گوئیاں اور ترکي و ایران علي الخصوص افغانستان و جاپان و چین وغیره کے انجام کار کو دیکهنا چاهتے هیں - تو رساله شیخ سنوسي کے دونوں حصے پڑهئے - قیمت هر دو آنه -

کلیات اکبر - لسان العصر و خدان الملة خان بهادر مولوي سید اکبر حسین الهٰ آبادي کے زبردست کلام کے دونوں حصے چهپ کر تیار هیں - کاغذ لکهائي چهپائي نهایت اعلی هے - اور صرف همارے هاں دستیاب هو سکتے هیں - قیمت هر دو حصص ۳ روپیه ۸ آنه -

مضامین خواجه حسن نظامي میں عدرے اور تیموریه خاندان کے سچے مگر نهایت درد ناک قصے درج هیں نیز آگرہ - مچهر - دیاسلائي وغیره عنوانوں پر نهایت مزیدار اور معني خیز مضامین هیں -

سفرنامه هندوستان بمدني' گجرات' کاٹهیاواڑ' سومنات وغیره مقامات کا دلچسپ اسفرنامه: طریق زیر نامچه از سیدي' خواجه: حسن نظامي دهلوي قیمت ۸ آنه -

اسلام کا انجام مصر کے شیخ المشائخ کي حوصله افزا پیشین گوئیاں - قیمت ۴ آنه

اسرار مخفي رموز کا خزانه دس دیکهنے کے قابل قیمت ۴ آنه -

ترکي فتح شاه مشتاق احمد صاحب منجم دهلوي کي پیشین گوئیاں - قیمت ۲ پیسه

دل کي مراد - شاه صاحب کے طلسماتي تعویذ قیمت دیڑه آنه -

ہار فن جلقه نظام المشائخ دهلی سے مدکاریے

شائقین تواریخ و تصوف کو مژده

—○ * ○—

مزارات اولیاے دهلي بالکل نئي تصنیف هے - تمام اولیاے کرام و صوفیاے عظام حو دهلي کي مقدس سرزمین میں مدفون هیں ان کے بسیط حالات سلسله وار دو حصوں میں درج کئے گئے هیں - زائرین کے لیے اس سے بڑهکر کوئي رهنما نهیں هو سکتا قیمت حصه اول ۶ آنے حصه دوئم ۲ آنے هر دو حصص مع محصول ڈاک و خرچ وي - پي پیکنگ وغیره ۱۰ آنے -

هندوستان کي اسلامي تاریخ عهد افغانیه - حضرت مولوي کرام الهي صاحب ذکرئي - ۴۲ تواریخوں کا لب لباب هے + معترضین کے حملوں کا معتبر اور مستند حوالوں کے ثبوت سے جواب دیا گیا هے - فاضل اجل مولوي سید احمد صاحب مولف لغات آصفیه فرماتے هیں که اس سے بهتر هندوستان کي تاریخ اب تک ان کي نظر سے نهیں گذري قیمت ۲ روپیه ۸ آنے محصول ڈاک و خرچ وي - پي ۳ آنے -

المشتهر - منیجر اسلامیه بک ڈپو و جنرل اخبار ایجنسي بازار بلي ماران - دهلی -

---

حمیدیه هوٹل،

—○ * ○—

نمبر ۱۳۱ لوئر چیت پور روڈ

—:*:—

همارے هوٹل میں هر قسم کي اشیاے خوردني و آشامیدني هر وقت طیار ملتي هیں نیز اسکے ساتهه مسافروں کے قیام کیلیے پر تکلف اور آرام ده کمروں کا بهي انتظام کیا گیا هے جو نهایت هوادار' خوشنما اور پر لب راه واقع هیں جن صاحبوں کو کچهه دریافت کرنا هو بذریعه خط و کتابت منیجر هوٹل سے دریافت کر سکتے هیں - جنگ ٹرکي و اٹلي اور جنگ بلقان کي جمله تصویریں همارے هوٹل میں فروخت کے لیے موجود هیں مع تصویر شیخ سنوسي وغیره -

المشتهر شیخ عبد الکریم مالک حمیدیه هوٹل

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (القرآن الحكيم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

ابوالکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۱ | کلکتہ: چہارشنبہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta · Wednesday, March 19, 1918.

قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

اطلاع

(۱) اگر کسي صاحب کے پاس ولي پرچہ نہ پہنچے ' تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں ' ورنہ بعد کو مي پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لي جائیگي -

(۲) اگر کسی صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کي تبدیلي کي ضرورت ہو تو مقامي ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں ' اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہیں یا پانچ آنے کے وي - پي کي اجازت -

(۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداري نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) منی آڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام ' پورا پتہ ' رقم ' اور نمبر خریداري (اگر کوئي ہو) ضرور درج کریں -

نوٹ — مندرجہ بالا شرائط کي عدم تعمیلي کي حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئي پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے لئے ذمہ دار نہ ہوگا - (مینیجر)

شرح اجرت اشتہارات

— * —

میعاد اشتہار	في صفحہ	في کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ في مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیے کوئي اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۴ صفحوں پر اشتہارات کو جگہ دیجائیگي -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طرز پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدي زائد ہوگي -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھي طیار ہوتے ہیں جسکي قیمت ۸ آنہ في مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکي فرمایش کے مطابق آپکو جگہ دیں ' البتہ حتي الامکان کوشش کي جائے گي -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۳ اقساط میں ' چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں ' اور سہ ماہي کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرني ہوگي اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی ہمیشہ لي جائیگي اور وہ کسي حالت میں پھر واپس نہوگي -

(۳) مینیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسي اشتہار کی اشاعت روک دے ' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اس چیز کا جو جوے کے اقسام میں داخل ہو ' تمام منشي مشروبات کا ' فحش امراض کي دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکي اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالي نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو ' کسي حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

[redacted] درخواست کي زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسی قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين — القرآن الحكيم

الهلال

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod Street,

CALCUTTA

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام آزاد

مقام اشاعت
۷-۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلگراف
«الہلال»

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۱۱ — کلکتہ: چہارشنبہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta Wednesday, March 19, 1913

فہرس

سـدرات ۱
افـکار و حـوادث ۲
مقـالۂ افتتـاحیہ
اسئلہ و اجوبتہا
جامعہ ملیہ الازہر مصری ۴
انجمن ہلال احمر کی رسید
مطالم بلغاں
تاسیس جرائد عثمانیہ
مقـالات
وثایق وحقایق ۵
دعوۃ الحق ۹
انتقـاد
مطبـوعـات اردو ۱۱
ترجمہ تفسیر کبیر اردو حاشیہ ۳
مکاتبـات
دیدوزنی مواقیس کمنائی و احلاس لکھنؤ ۱۲
سوت اہل سلف ورحمت ۱۲
"متین اللہ" اور "خوش معتمد"
مذاکرۂ علمیہ
قطب حجونی (کپتان روانرت امکات) ۱۳
مراسـلات
ترکوں کی مالی امداد ۱۶
فہرست وزراعانہ دولت علیہ اسلامیہ ۱۶

تصـاویـر

"حمیدیہ" جہاز کا اپنی جیری بلک - (ٹائٹل پیج)
حمیدیہ وزارت کا مرقـع - (صفحہ خاص)
حضرت عیسیٰ (ایڈریانوپل) "
شہید راہ کشف و علم پرسی (کپتان امکات) "
ایضاً "

شذرات

(*)

"ایک شکستہ دل مسلمان"

مندرجۂ صدر دستخط سے ایکا خط پہنچا - آپنے جن امور کو لکھا ہے وہ صدق سے ہوکر اس عاجز کے پیش نظر ہیں - اور اپنے کاموں میں مصروف ہوں - بعض اسباب کی فراہمی کا انتظار - اور مقاصد مہمہ پیش نظر - والا مرتبہ سبحانہ - انہ سمیع مجیب الدعوات -

تعجب ہے کہ آپ نے اپنا نام اور پتہ نہیں لکھا ؟ بہتر ہے کہ خط و کتابت کا سلسلہ جاری کیجئے - (ابوالکلام)

ہفتۂ جنگ جنگ کی ادنیٰ خبر کو مختصر مگر پر معنی ہے - ایڈریانوپل کی سمت پال مال گزٹ کا بیان ہے :

"صوفیا سے لندن میں ایک تار گزٹ تار اس مضمون کا موصول ہوا کہ سخت جنگ کے بعد بلغاریوں نے قلعہ (ہنڈریلا) پر مع ۴ - سو آدمیوں کے قبضہ کرلیا ہے اور عنقریب خاص ایڈریانوپل میں داخلہ کی امید ہے" -

مگر بلغاری سرکاری محکمہ اطلاع خبرش ہے - ایسی گرانقدر فتح پر اعداد فتح کے موقع پر خاموشی کے کیا معنے ؟

۱۰ - ہزار سروی مع ۴۰ - توپوں کے سعودی پہنچگئے ہیں اور سرتک گولہ باری ہیں -

۱۱ - کو دادر میں سخت جنگ ہوئی - عثمانی فوج نے معتاد شجاعت سے مقابلہ کیا اور عثمانی جنگی جہازوں نے مدد دی -

۱۷ - فروری کے حمیدیہ رپورٹ تھا - مگر ۱۱ - کو ظاہر ہوا - سعودی سے ۷۰ - میل کے فاصلہ پر قزاوہ کے سروی لشکر گاہ پر گولہ باری کی - رپورٹر کا بیان ہے کہ کوئی شدید نقصان نہیں ہوا - مگر اس بارے میں ہمارا خاص نامہ نگار پڑھچکے ہیں اور اب تمدنی کے عثمانی قنصل کو حسب ذیل اطلاع پہنچی ہے .

"حمیدیہ کے پاس سروی لشکر گاہ پر دارزو میں گولہ باری کی - اسکے بعد سیدت جاں اور میدوا پر آتش افشانی کرتا رہا - دشمنوں کے نئی نئی توپوں سے مقابلہ کیا مگر کچھہ نہ چلی - یونانیوں کے سات جہازوں میں سے ایک اُسی وقت غرق ہو گیا اور باقی نہی غرق ہو چکے ہونگے" -

ریوٹر کے ۱۵ - کے تار سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہے -

باب عالی کے ۱۷- کے تار میں بیان کیا گیا ہے :

۱۶- تک ادرنہ اور دلیر کی حالت میں کوئی تغیر نہیں ہوا - جتاجا میں ہماری موج دشمن سے کئی بار معرکہ آرا ہوئی سب میں دشمن کو شکست ہوئی - (کیلکلک کوئی) پر قبضہ کرنے ہوے دشمن کو سخت نقصان پہنچایا -

---

یونانی اتحاد کا خاتمہ

تاہم اس سخت نگرانی کے خبروں کے اظہار میں کمی کی جا رہی ہے' یونانی اتحاد کے خاتمے کے واقعات و حوادث اب دنیا کے سامنے آگئے ہیں - اور یہی ہونا تھا -

سلانیک کی خانہ جنگیوں کے واقعات محتاج تفصیل نہیں - یونانیوں اور سرویوں اور بلغاریوں میں ادھر سخت خوں ریز جنگیں ہوئیں اور دونوں طرف کے صدہا آدمی مقتول ہوے - ان خبروں کے اخفا کی نئی کوشش کی جا رہی ہے -

۱۸ - کو صوفیا سے تار آیا ہے کہ پارلمینٹ میں مخالف جماعت نے حکومت کی پالیسی پر تنقید کرتے ہوے کہا :

"سروی اور یونانی مفتوحہ مقامات میں بلغاریوں کو گورنر کر رہے ہیں - ان دونوں کے کشور ستایانہ حوصلہ مندیوں کی وجہ سے اتحاد بلقان خطرہ کی حالت میں ہے" -

---

شاہ یوناں کا قتل

سب سے زیادہ اہم خبر اس سلسلے میں شاہ یوناں کا ناگہانی قتل ہے - اب تک تار نہایت مبہم حالت میں ہیں - آج ۸ - بجے صبح کی خبر تھی کہ کسی شخص نے سلانیک میں طمنچہ کی ضرب سے قتل کر دیا - ۲ - بجے اتنا اور اضافہ ہوا کہ وہ ایک راہ سے گذر رہے تھے کہ (الیدر اسکی نس) نامی ایک سوشیلست نے سات پانچ کے ایک طمنچہ سے حملہ کیا - حملہ دو گز کے فاصلے سے کیا گیا تھا اور قاتل نے اپنا اظہار دینے سے انکار کر دیا -

ہم اس امر کو مشتبہ سمجھتے ہیں کہ قاتل سوشیلست تھا - کچھہ عجب نہیں کہ بلغاری یا سروی ہو -

---

صلح

کی نئی شرطوں کا صوفیا کے ایم سرکاری اخبار (مدر) نے ذکر کیا تھا - اب ۱۸ - کے تار میں سرکاری طور پر وہ ظاہر ہوگئے ہیں - صرف گیلی پولی کو مطالبات سے مستثنا کر دیا ہے - باقی تمام مقامات کا مطالبہ ہے - نیز تاوان جنگ' اور بلغاری رعایا کیلیے خاص مراعات و رعایات کا -

دول شرائط کے سخت اور قابل ترمیم ہونے کا اعتراف کرتے ہیں -

دول یورپ نے اپنی گذشتہ مدافعہ یاد داشت میں دھمکی دی تھی' کہ اگر ترکی نے صلح منظور نہ کی' تو خود قسطنطنیہ اور اور ایشیائی ترکی کی حفاظت خطرے میں پڑ جائیگی' اور نیز یہ کہ آئندہ دول سے امید مدافعت نہ رکھی جاے -

کامل پاشا نے عاجزی کا سر جھکا دیا تھا' اسلیے وہ ایسی یاد داشتوں کا مستحق تھا' لیکن جب شوکت پاشا نے تلوار کے قبضے پر ہاتھہ رکھا تو اب تک نہ تو قسطنطنیہ کے خطرے میں پڑنے کا وقت آیا ہے' نہ ایشیائی ترکی کے تباہ ہونے کا' اور نہ اب دول یورپ ہی کو مداخلت سے انکار ہے !!

افکار و حوادث

عرصہ ہوا' ہم نے (الہلال) میں چند افتتاحی مقالات لکھے تھے' اور مسلم یونیورسٹی کے حواب گراں کی اُس تعمیر سہل کو (جو آرچبلد ممدر تعلیم کے تعمیر نامے سے کمیٹی نے حاصل کی تھی) "شبۂ شام کی نصف شب" سے موسوم کیا تھا کہ :

بنتی نہیں ہے بادۂ و ساغر کہے بغیر

مگر یاد ہوگا کہ ہمارے بعض احباب نے اسے ناپسند فرمایا تھا - شاید اسلیے کہ ایسا کہنا اُن حامیانے ہوش افگن کی تحقیر تھی' جسکی پے در پے بخشش نے تشنہ کامان صحبت کی یہ حالت کردی تھی کہ :

حریفاں را نہ سر ماند و نہ دستار !

لیکن وہ شراب ہی کیا' جسکا کیف و سرور نصف شب تک بھی ساتھہ نہ دے' اور پہلی ہی پہر میں یہ حالت ہوجاے کہ جن ہاتھوں میں کچھہ دیر پہلے شعلۂ جذبات سے لبریز جام تھے' اب دیکھیے تو شدت اعصابی شکنی و فرط انحصار خمار سے نرف کی سل بنکر رہگئے ہیں !

کہ زود اخر شود ایں نشۂ و من در خمار افتم

بہر حال ہم نے اس تشبیہ کی صحت پر زیادہ اصرار نہیں کیا :

صحت شرمائے وہ' اتنا نہ سمجھا تھا انہیں
چھیڑتا تھا- تو کوئی شکوہ سنجی کرتا

لیکن ۲۸ - دسمبر-کو یادش بخیر لکھنو میں رات کے "دو بجے" جو جلوب بادہ گساری منعقد ہوئی تھی' ہم سمجھتے ہیں کہ اسکی صبح نادم تو نمودار ہوگئی اور صبح صادق میں بھی دیر نہیں - تارے جھلملا رہے ہیں' اور سفیدی پھیلتی جاتی ہے - اگر شبۂ شام کی نصف شب خمار میں بسر نہ ہوئی تو ماں لیجیے میں ہمارا کوئی حرج نہیں' اب دو بجے کی پچھلی پہر کی بادہ آشامیوں کو دیکھنا چاہیے کہ صبح تک سرور قائم رہتا ہے یا نہیں ؟

یہی سبب ہے کہ ہم نے گذشتہ اشاعتوں میں اس سرگذشت کی سرخی میں ترمیم کر دی - ہمارے درس "شبۂ شام کی نصف شب" پر معترض ہے - دیر' اب "شبۂ یلدا کی صبح خمار" کو قبول فرمائیں

کوئی تو بات ہنسی کی نکلے
جنۂ صبح قیامت ہی سہی !

ہم نے دو تحقیق سنا ہے کہ اس صحبت کا خاتمہ کو دو بجے ہوا' مگر آثار بارہ بجے ہوا تھا - اسلیے "دو بجے" کی ترکیب پر اعتراض نہ کیجیے -

---

لیکن جناب (نواب صاحب) قبلہ کی تحریر گرامی کی نسبت ہماری معروضات ابھی باقی ہیں - سب سے پہلے تو انکے اس احسان عظیم و جلیل کا اعتراف کرنا چاہیے' جو باوجود علالت ضعف و نقاہت یہ مضمون لکھکر انہوں نے قوم پر کیا' اور اُس خاموشی کی پوری تلافی ہوگئی' جس کے لیے جلسے میں وہ مجبور کیے گیے تھے - یہ مضمون فی الحقیقت نواب صاحب کی صداقت شعاری اور حق پرستی کی اُن آیات عظمہ کا ایک شاندار حصہ ہے' جو انکی حیات مبارک کو اس دور نفاق اور عصر فساد میں ممتاز و نمایاں کردیتی ہیں' اور جسے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مخالف عناصر کا غلبہ' اور موجودہ اسباب کی کشاکش نہو' تو انکا وہ تاریخی کیریکٹر ہر معاملہ

میں اپنی عظمت کا اعتراف کرانے کیلیے طیار ہے' جسکے لیے انکا زمانۂ قیام حیدرا باد ہمیشہ مشہور رہا ہے -

جو سازشی خاموشی ر تجاہل' اور جاہلانہ و مقلدانہ تعافل انکی اس تحریر کی بدولت ظہور میں آیا ' ہم بادب عرض کرینگے کہ نواب صاحب اسپر توجہ نہ فرمائیں - ہم سے زیادہ بہتر اور زیادہ عملی طور پر انہیں معلوم ہے کہ حق کی معیت کیلیے اصلی سوال عرض کا ہے' نہ کہ نتیجہ کا - اسکی تکمیل نتیجہ کی محتاج نہیں ہے ' بلکہ صرف اعلان کی - قوم کو ابتک اسکا چھینا ہوا دماغ واپس نہیں ملا ہے - وہ مسمریزم کے معمول کی طرح ابتک اپنے اختیار میں نہیں ہے - کسی بات کیلیے عل مچائیے اور ایک ہی وقت میں بہت سی آوازیں بلند کر دیجیے ' تو چاروں طرف سے منتشر گلہ آ آکر جمع ہونے لگتا ہے - چپ رہیے تو کسی کو ہوش نہیں کہ کہاں چلنا چاہیے اور کون چرواہا ہے ؟

کیا عصب کی بات ہے کہ سال بھر سے یونیورسٹی کیلیے ایک شور قیامت بپا ہے - جس کو دیکھیے آزادی کے شراب میں بدمست - اخباروں میں یہی ذکر' جلسوں میں اسی کے رزولیوشن ' صحبتوں میں اسی کا چرچا - پھر ۲۶ - دسمبر کو دیکھیے تو معلوم ہوتا تھا کہ آزادی کے دیوتا کے یہ جاندار پوجاری نہیں معلوم آج کتنوں کا خون کرکے رہیں گے ؟ لیکن جب معاملہ آخری مدرل تک پہنچا اور رمی ہونے لگا ' جسکے خوف سے سال بھر تک آزادی کے وکیلوں کو نیند نہیں آتی تھی ' تو سب کو اسطرح مریب کا سانپ سونگھ گیا کہ :

اب آنکھیں رمی ہیں در در پھر بند !

نادانو ! سال بھر سے چیخ رہے تھے کہ قوم کی قسمت: چند آدمیوں کے ہاتھ میں دینا نہیں چاہتے ' پھر یہ کیا تھا ' جو چپکے سے آنکھیں بند کرکے تم نے دیدیا ؟

تو دادِ حساب کم و بیش را !

پھر اس وقت کو بھی جانے دو - کہا جاے گا کہ ہوش و حواس ہی کس کے درست تھے - لیکن کئی ہفتے کے بعد جب قوم کے سب سے بڑے بزرگ اور قابل احترام زبان نے واقعات پر سے پردہ ہٹایا ' تو اس وقت تک تو ۲۸ - دسمبر کی چھٹی ہوئی عقل واپس آگئی ہوگی - پھر بھی کسی کی زبان کھلی ؟ کوئی جلسہ منعقد ہوا ؟ کوئی رزولیوشن پاس کیا گیا ؟

نواب صاحب قبلہ مطمئن رہیں - آج لوگ انکی آواز سے تغافل کرسکتے ہیں لیکن کل نہیں کرسکیں گے - البتہ اس وقت مجھے تاسف ہوگا ' اور آج تلافی مافات کی فرصت باقی ہے -

---

نواب صاحب قبلہ کے مضمون سے بڑے بڑے انکشافات ہوے ہیں : ابتدائی حصہ کو چھوڑ دیتے ہوں کہ وقت کم ہے - صرف ۲۶ - سے دیکھیے - رات کو ڈیپوٹیشن کے ممبروں کی فہرست مرتب ہوئی اور قرار پایا کہ پچھلے ممبروں کو قطعی طور پر رکھا جاے - انکے چلے آنے کے بعد وہ فہرست ارزا دی گئی ' اور بقول نواب صاحب کے اپنے آبائی ورثے کی تقسیم کی طرح چار آدمیوں نے بیٹھکر جسطرح جی میں آیا باہم تقسیم کرلیا - کہا گیا کہ ہماری پارٹی کے نصف اور تمہارے نصف ' چلو جھگڑا ختم ہوا :

بردند و برادرانہ قسمت کردند

کسی صوبے کی قائم مقامی کا پتہ نہیں - بنگال سے ایک آدمی نہیں - دہلی سے بھی کسی کو نہیں لیا - پچھلے ممبر صاف الگ کردیے گئے - جن لوگوں سے اپنے ذاتی تعلقات اور دوستیاں تھیں' جن جن شہروں میں وہ رہتے تھے ' وہی وہاں کے قائم مقام ہوگئے -

پھر نواب صاحب نے کہا کہ آپ رزولیوشن طیار کریں ' انہوں نے اس پیری و علالت میں صبح تک جاگ کر رزولیوشن کا مسودہ طیار کیا ' اور صبح کو منتظر رہے کہ حسب وعدہ لوگ آئیں گے' مگر جلسے میں پہنچے تو وہاں انہے لوگ موجود تھے ' جو انکے سامنے انکی عدم موجودگی کو موجودگی سے تعبیر کرنے کے بے امان حربے سے آراستہ تھے !

پھر جب نواب صاحب نے اختلاف کرنا چاہا تو انکو روکا ' اور اصرار کیا کہ خاموش رہیں - اسمیں کوئی شک نہیں کہ رزولیوشن کے محرروں میں نواب صاحب کے بھی شامل ہونے کی فریب دہی نے لوگوں کو اور زیادہ مطمئن اور خاموش کردیا تھا -

نواب صاحب قبلہ نے اس موقعہ پر قوم سے معذرت کی ہے کہ وہ ان ہمہ حالات خاموش نہ رہتے' مگر کچھہ تو شب بیداری کی تکلیف و قدرتی ضعف و نقاہت کے سبب سے وہ فہرست کے ناموں کو غور سے نہ سن سکے' اور کچھہ اس خیال سے بھی خاموش رہگئے کہ مخالفت اس موقعہ پر موجب تفریق و نزاع ہوگی - اور پھر بصورت غلطی بعض نہایت درد انگیز لفظوں میں قوم سے معافی مانگی ہے' جنکو پڑھکر ہمارے دل پر سخت چوٹ لگی اور بے اختیار آنکھوں میں آنسو آگئے - اول تو جس قوم کی حالت ایسی افسوس ناک ہو' جیسی کہ انکے مضمون کے ساتھہ تعامل کرنے میں نظر آرہی ہے' وہ اسکی مستحق ہی کب ہے کہ نواب صاحب قبلہ کی زبان مبارک اسکے آگے معافی خواہ ہو؟ اور پھر جو کچھہ ہو' ہم تو انکو یقین دلاتے ہیں کہ انکی خاموشی پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا - انکی مجبوریاں واضح ہیں - ہم نے خود آسودگی محسوس کیا تھا کہ کرسی کی نشست انکے لیے سخت تکلیف دہ ہے - وہ بیٹھہ نہیں سکتے اور گرانی سر کی شدت سے مضطرب الحال ہیں - ایسی حالت میں مشکل تھا کہ کارروائی کے احتساب کا وقت پاتے - بالفرض اگر یہ کوئی غلطی بھی تھی تو اس مضمون کی اشاعت کے بعد اسکی تلافی ہوگئی - وہ کیسے درد انگیز لفظوں میں قوم سے رخصت ہونا چاہتے ہیں! حالانکہ کمبخت قوم کے پاس انکے بعد اور کیا ہے ؟ اللہ تعالے انکے انفاس مبارک میں برکت دے اور ابھی عرصے تک انکا سایہ ہمارے سر پر قائم رکھے - وہ فرماتے ہیں کہ آئندہ سے میں نہ کسی جلسے میں شریک ہوسکونگا اور نہ کوئی تحریر ہی لکھہ سکونگا - میں کہتا ہوں کہ آپ تو اُن لوگوں میں ہیں ' جنکا صرف قوموں میں رہنا ہی قوموں کی عزت و عظمت کیلیے کافی ہے - کام کا یہاں سوال نہیں -

---

ترکی فتح

— * —

چٹلجا لائن پر ایک خونریز جنگ

— * —

قسطنطنیہ ۱۹ مارچ

آج کا سرکاری بیان ہے کہ چٹلجا میں پیدل سپاہ کے ساتھہ سخت خونریز جنگ کے بعد ترکوں کو شاندار فتح حاصل ہوئی -

مزید یہ کہ ترکی سپاہ تمام چٹلجا لائن پر دشمن کے ساتھہ مستعدی سے مصروف جنگ ہے -

الهلال

۱۰ ربیع الثانی ۱۳۳۱ هجری

اسئلة واجوبتها

خليفة مامون الرشيد عباسي

اور

الزام قتل حضرت امام رضا (ع)

از مولانا محمد حسین صاحب (بیدر عدلۃ نظام)

الهلال نمبر ۸ - جلد ۲ - مورخہ ۱۹ - کے صفحہ (۱۳۸) کے دوسرے کالم میں بعنوان " اعلان " یہ تاریخی غلطی دیکھکر صحیح صحت حیرت ہوئی کہ جناب سید علی عصغر صاحب نے مامون الرشید عباسی کو حضرت امام علی ابن موسی رضی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قاتل قرار دیا ہے - تمام صحیح تاریخوں نے (جنکے نام گنا کر صحیح اپنی قابلیت ظاہر کرنے کے ضرورت نہیں) مامون الرشید کو متعصب اہل بیت ظاہر کیا ہے اور حضرت امام علی ابن موسی رضی علیہ السلام کو اپنے بعد خلیفہ قرار دینے کا ذکر کیا ہے - ایسے خلیل القدر خلیفہ اور متعصب اہل بیت پر حضرت امام کو " مہمان بلا کر دغا سے شہید " کرنیکا الزام لگانا ' اس شخص کو اور نیز حضرت امام کے روح مطہر کو تکلیف دینا ہے - اگر جناب کو فرصت ہو اور الہلال کے بیش قیمت کالموں میں کچھہ گنجائش نکل سکے ' تو براہ کرم اس تاریخی مسئلہ پر کچھہ تھوڑا سا تحریر فرما کر ممنون فرمائیں -

قطع نظر اس تاریخی غلطی کے عنوان اعلان کے تحت میں جس نے محل واقعہ کا بیان کرنا جسقدر صاحب اعلان کی خوش مذاقی ظاہر کرتا ہے ' اسکا ذکر خارج از بیان ہے - ایک جلیل القدر مسلمان بادشاہ اور اپنی عم رسول اللہ صلعم کو برا کہکر ہمارے جذبات سے اپیل کرنا کہ " ایک مجلس عزاء حضرت امام علی ابن موسی رضی علیہ السلام منعقد کریں اور زوسیوں کے ساتھہ مامون الرشید نے گناہ کو بھی برا کہکر ایک دوسرے سے رسم تعزیت ادا کریں اور اسطرح ارواح طیبہ حضرات معصومین کو شاد کریں " کس قدر عاطل و باطل و مضحکہ انگیز طریقہ ہے ؟

الهلال

میں جناب سے اس خیال میں بالکل متفق ہوں کہ مولوی سید علی عصغر صاحب نے اظہار مقصد کیلیے اچھا پیرایہ اختیار نہیں کیا ' حالانکہ انکے اختیار میں تھا - وہ بعد ایک مختلف فیہ تاریخی واقعہ کو چھیڑنے کے ' اپنا مقصد اچھی طرح انجام دے سکتے تھے - میں مصلحت عمومی کا قائل ہوں ' مگر اسکا قائل نہیں کہ کسی حرف سے تاریخی تحقیقات و مذاکرات و مناظرات کا دروازہ بند کردیا جائے - تاہم عالماً سید علی عصغر صاحب ایک مفید وقت اور نافع عموم اہل اسلام تحریک کی دعوت دے رہے تھے - مناظرہ نہیں کررہے تھے - وہ وقت گذشتہ الزاموں کی یاد تازہ کرنے کا نہ تھا -

تاہم معاف کیجیے - آپ کو بھی اسپر نرم ہونے کی چنداں ضرورت نہ تھی - دیکھیے ' مسٹر امیر الدین صاحب بیرسٹرات لا نے گذشتہ اشاعت میں اپنا تمام وقت اصل تحریک کی دست کس طرح مشورہ دینے میں صرف کیا ' اور ان امور سے غض نظر کرکے اس غلطی کی پیروی نہ کی ' جو سید صاحب سے ہوئی تھی -

بہر حال اب آپ پوچھتے ہیں تو کہا کروں اگر جواب نہ دوں ؟ ورنہ سر دست ان بحثوں کی ضرورت نہیں دیکھتا -

واقعہ شہادت حضرت امام رضا (ع)

— * —

حضرت امام (علی بن موسی الرضی) علیہ و علی ابائہ و اجدادہ الصلوٰۃ و السلام کی وفات کا واقعہ آج ہی نہیں ' بلکہ عالماً واقعہ کے وقت ہی سے مشتبہ رہا ہے - عام تاریخوں کا ابتدائی بیان تو یہ ہے

وکان سبب موتہ انہ	انکی موت کا سبب یہ ہوا کہ انگور
اکل عنباً ' فاکثر منہ '	بہت کثرت سے کھا لیے تھے ' جنھوں
فمات فجاۃ - (مختصر	نے فصاں پھنچایا اور نابیک انتقال
الدول صفحہ ۲۳۳)	فرما گئے -

لیکن یہ سبب اسقدر مہمل اور بے معنی ہے کہ کوئی شخص تسلیم نہیں کر سکتا -

پس اسمیں شک نہیں کہ آپکو انگور میں زہر ملا کر دیا گیا - جس طرح آجکل کی سرکاری خبریں ہوا کرتی ہیں ' اسی طرح سرکاری اعلان میں انتقال کی وجہ یہ بیان کی گئی ہوگی کہ کثرت سے انگور کھا گئے تھے !

اس امر کی آسی زمانے میں کافی شہرت ہوگئی تھی کہ انتقال زہر کی وجہ سے ہوا - چنانچہ (کاتب عباسی) سے لیکر ابن اثیر وغیرہ تک ' سب زہر خورانی کو تسلیم کرتے ہیں ' اور اسکی نسبت خاص خاص تفصیلات بھی بیان کرتے ہیں -

الزام قتل کا اصلی ملزم

لیکن زہر کس نے دیا ؟

انصاف یہ ہے کہ اس بارے میں (مامون الرشید) کا دامن متہم ضرور ہے ' اگرچہ ہمارے پاس دلیل قطعی کوئی نہیں - دونوں پہلو قوی ہیں ' اور سرسری طور سے احتیاط شاید قرین احتیاط سمجھا جائے -

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ تاریخ کی راہ مذہبی عقیدت اور حسن ظن کی متحمل نہیں ہوسکتی - یہاں بحث " ابن عم رسول اللہ " (صلعم) کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک مسلمان حکمراں مامون الرشید نامی شخص کی نسبت ہے -

انتقال حال - اور عباسیہ کی برہمی

احتمال کی تفصیل یہ ہے کہ سنہ ۲۰۰ - ہجری میں مامون الرشید نے ارادہ کیا کہ اپنے بعد کسی شخص کو ولی عہد مقرر کر دے - اس غرض سے اس نے تمام بنی عباس و علویوں کو جمع کیا اور کچھہ عرصے کے غور و فکر کے بعد ایک مجلس منعقد کرکے حضرت امام (علی بن موسی الرضی) کی ولی عہدی کا اعلان کر دیا .

انہ نظر فی بنی العباس	اس نے تمام خاندان عباس و علی
و بنی علی ' فلم	پر نظر ڈالی ' لیکن کسی شخص کو امام

يجد احداً افضل منه في العهد من بعده -

علي بن موسى سے بڑھکر صاحب علم و تقوى نه پايا - پس انهي کو اپنے بعد ولي عهد خلافت مقرر کيا -

عباسيوں کا لباس رسمي سياه تها ' اور علويوں کا سبز - بيعت کے بعد اُس نے احکام جاري کيے که آج سے سياه لباس ترک کرديا جاے اور تمام فوج و اعيان ملک سبز لباس اختيار کريں -

اس واقعه سے تمام عباسيوں اور بني هاشم ميں برهمي و غيظ و غضب کي آگ بهڑکا دي - لوگوں نے علانيه کهنا شروع کيا :

لا تخرج الخلافة منا الى اعدائنا ! يه ممکن نهيں که خلافت همارے هاتهه سے نکلکر همارے دشمنوں (سادات و علويئين) کے هاتهه ميں چلي جاے -

(مامون) هراساں ميں تها - دارالخلافت بغداد ميں تمام لوگ اسکي طرف سے پهر گئے - يهاں تک شورش بڑهي که علانيه اسکي بيعت توڑ کر اسکے چچا (ابراهيم بن المهدي) کے هاتهه پر بيعت کي - (مبارک) کے لقب سے وه تخت پر متمکن هوا - (اغاني) نے لکها هے که چونکه ابراهيم شعر و موسيقي ميں درجهٔ امتياز رکهتا تها ' اسليے مشهور شاعر (ابو دلامه بن حمدان) نے يه شعر لکها :

امكم عليه ام منهم ' و كان لكم شيخ المغنين ابراهيم ام لهم ؟

مامون کا تشيع اور ايثار

مامون الرشيد نے عباسيه کے استحقاق خلافت کے ايسے عظيم الشان اور بنيادي مسئله ميں کيوں تغير کيا ؟ اور کيوں بني هاشم و عباسيه کي دشمني مول لي ؟

ميں ايک لمحه کيليے بهي اسکو تسليم نهيں کرسکتا (جيسا که برادران شيعه کا خيال هے) که يه محض ايک مکر و خدع اور حضرت امام کو شهيد کرنے کي ترکيب تهي - اگر مامون کے تشيع اور محبت اهل بيت کي واقعيت سے انکار بهي کرديا جاے ' تب بهي يه سوال باقي رهتا هے که ايسا کرنے کي اسکو ضرورت هي کيا تهي ؟ اگر کسي سبب سے (حالانکه وه معلوم نهيں) حضرت امام کو وه شهيد هي کرنا چاهتا تها ' تو کيا اسکي يهي تدبير تهي که ايک ايسا عظيم الشان بغير مسئله خلافت ميں کرے ' اور تمام دنيا کو اپنا دشمن بنا لے ' پهر اُسکے بعد انکو شهيد کرا دے ؟

اصل يه هے که مامون کي محبت اهل بيت اور مذاق تشيع سے انکار کرنا ' تاريخ کي شهادات متواتره کي بنا پر توهين هے - اُسنے (برامکه) کي گودوں ميں پرورش پائي تهي جو شيعه تهے - عجميوں کي سوسائٹي ميں رها ' اور اس وقت تک شيعيت کو سياسي لحاظ سے مخصوص نهجم سمجهنا چاهيے - تخت نشين هونے کے بعد بهي اسکا ساتهه (حاندان سهل) کے ساتهه رها اور يه شيعه تهے - اُس نے اعلان کرديا تها که " جو شخص معاويه کو اچها کهے گا ' دائرهٔ اطاعت سے باهر هے " (متعه) کي حلت کا جيسا شديد اور جابرانه حکم اُس نے ديا تها ' وه تاريخوں ميں موجود هے - حضرت امير عليه السلام کي افضليت کي نسبت اسکے مباحثے طول طويل هيں -

خليفه عمر ابن عبد العزيز نے باغ (فدک) سادات کو ديديا تها ' مگر پهر اسکے بعد انکے قبضے ميں نهيں رها - مورخين نے تصريح کي هے که مامون الرشيد نے دوباره سادات کو واپس کر دينا که انهي کا حق هے -

تمام عباسيه ميں اسي کا عهد هے که سادات و علويئين کي قدر و منزلت ' حتى که ملکي عهدوں پر فائز هونے کے واقعات نظر آتے هيں - اسکے زمانے ميں سادات کے متعدد فوجي تحريکيں دعوئے خلافت کے ساتهه شروع کيں ' مگر مامون نے هميشه درگذر ' عفو ' اور نرمي و آشتي سے کام ليا - حالانکه ظاهر هے که وه (سفاح) اور (رشيد) کا جانشين تها ' اور اسي تخت پر بيٹها تها ' جس پر (متوکل) بيٹهنے والا تها -

پس حضرت امام کو ولي عهد مقرر کرنے کا اصلي سبب قوي ' محبت اهل بيت اور ولولهٔ شعف خاندان علي کے سوا اور کچهه نهيں هوسکتا -

ايک اور سياسي سبب

البته صرف ايک سبب اور هے ' جو اسکے ديل ميں نهاں کيا جا سکتا هے ' اور ميں اسکو سياسي نظر سے وقيع سمجهتا هوں - يعني (عجمي) اقتدار کي افزايش ' اور عربي قوت کو ضعيف کرنے کي تحريک ' جو في الحقيقت اغاز عهد عباسيه سے شروع هوگئي تهي - برامکه ' آل سهل ' اور خاندان سهل وغيره يکے بعد ديگرے اسکے ارکان و دهات ميں سے رهے ' اور خود مامون کا وجود عجمي اقتدار کي فتح يابي کا ايک واقعه تها - هارون الرشيد کے زمانے ميں جب (امين) اور (مامون) کي ولي عهدي کي رقيبانه کشمکش هو رهي تهي ' تو وه در اصل عجم و عرب کي مدامت و مسابقت کي معرکه آرائي تهي - مامون کي کاميابي نے عجمي اقتدار کو قائم کرديا ' اور سادات و علويئين کي طرفداري ' اس وقت تک عجم کا سياسي مذهب تها -

طبري ' ابن اثير ' ابن عبدربه ' اور مصري وغيره نے تصريح کي هے که حضرت امام رضا کي ولي عهدي کا معامله در اصل (فضل بن سهل) کے هاتهوں انجام پايا -

پس اس ولي عهدي کا ايک دوسرا سبب قوي يه بهي تها که اسکے ذريعه بني هاشم و عموم عرب کا زور توڑا جاے ' اور عجمي اقتدار هميشه کيليے تخت خلافت پر قابض و محيط هو جاے -

بهر حال سبب کوئي هو ' مگر يه ولي عهدي ايک سچي خواهش اور ارادے کا نتيجه تهي - مکر و خدع اور حيله طراشي نه تهي ' گو آور صدها موقعوں پر ايسا بهي هوا هو -

ولي عهدي کے بعد

البته اصلي سوال يه هے که جب (امام رضي) کي ولي عهدي کا اعلان هوگيا ' اور اسکي وجه سے تمام بغداد ميں برهمي پهيل گئي ' حتى که مامون کي خلافت بهي قائم نه رهي ' اور اسکي بيعت توڑکر لوگوں نے ابراهيم مبارک کو تخت پر بٹها ديا ' تو يه مخدوش اور تخت خلافت کو الٹ دينے والا رنگ ديکهکر مامون مجبور تو نهيں هوگيا که اپني حکومت اور ذات کے تحفظ کيليے اُس سبب کا انسداد کر دے ' جس کي وجه سے يه تمام نتائج پيدا هوے هيں ؟

شخصي حکمراں کيليے اعتقاد کرني چيز نهيں

شخصي حکومتوں کي حالت اس بارے ميں بالکل نا قابل اعتماد هے - منٹوں اور لمحوں کے اندر تغيرات هو جاتے هيں ' اور کسي حالت کو دوام و قرار نهيں هوتا - شخصي حکمرانوں کے سر پر تاج هوتا هے ' مگر پهلو ميں دل نهيں هوتا - انکے تمام جذبات "تاج" کي حفاظت کے ما تحت هوتے هيں اور اس بارے ميں وه گويا انسان کي عام فطري جبلت کے علاوه ايک نئي حس خاص بهي جاتے هيں - محبت و عداوت ' احسان و ممنونيت ' رشته داري و تعلقات نسل ' اور اِس قسم کے وه تمام جذبات ' جنکو اخلاق ' فطرة انساني ميں داخل بتلاتا هے ' انکے ليے بالکل بے اثر هيں ' اور اسميں شک نهيں که اس بارے ميں وه ملامت کے مستحق نهيں بلکه رحم کے حقدار هيں - انسان پر سب سے زيادہ غالب جذبه ' حفظ نفس اور جلب نفع کا هے - اسکے تمام اعمال ارادي کا محور يهي جذبه هے - شخصي

مرصاں روائي کا تاج گو لعل و جواهر کا هوتا هے ' مگر اسکے اندر هلاکتوں اور خطروں کے کانٹے بھرے هوتے هیں -

منصور نے (ابو مسلم) کے ساتھه کیا کیا اور اُس نے کیا کیا تھا ؟ اُس نے چھه سو برس تک رهنے والي حکومت دلائي اور منصور چند لمحوں کي زندگي دینے پر بھي راضي نه هوا ! (هادي) کي موت کا واقعه بھلایا نهیں جا سکتا ' جو اسي خاندان کا واقعه هے - (ترامکه) کے ساتھه (رشید) کا جو کچھه تعلق تھا ' وہ محتاج تشریح نهیں - اور سب باتوں سے قطع نظر کیجیے - خود تحت خلافت کے ملنے میں (یحییٰ برمکی) کي مساعی کیسي عظیم و یاد گار تھیں ؟ مگر اس شخصي حکومت اور پولیٹکل مجبوري نے جو کچھه (رشید) سے کرایا ' وہ تاریخ عباسیه کا ایک مشهور افسانهٔ غم هے - (امین) مامون کا بھائي تھا - جب قید خانے میں اسپر تلوار چلائی گئي تو اس نے تکیے کو ڈھال بنا کر کہا : " انا ابن عم رسول الله ! انا ابن هارون ! انا اخو المامون ! الله الله في دمي ! الله الله في دمي ! ! " میں رسول الله کے چچا کا فرزند هوں ! هارون کا بیٹا هوں ! مامون کا بھائي هوں - ظالمو ! میرے ساتھه یه کیا کر رهے هو ؟ لیکن کچھه نه چلي اور بالآخر قتل کر دیا گیا - (دري الریاستین) نے (مامون) کے ساتھه وهي کیا تھا ' جو (ابو مسلم) نے منصور کے ساتھه ' (نیرم) نے (اکبر) کے ساتھه ' اور (میر جملہ) نے (عالمگیر) کے ساتھه ' مگر بالآخر جب اسکا اقتدار جما اور (ابو مسلم) کي سي حالت پیش آئي ' تو اُسي حکومت کے تحفظ کیلیے (جو اسکي سعی سے ملي تھی) مجبور هوا که چند آدمیوں کو بھیجکر حمام میں قتل کرا دے !

(طاهر) ذوالیمنین کے ساتھه بھي اسکو ایسا هي سلوک کرنا پڑا - خاندان آل عثمان کي تاریخ پڑھیے - آخر وہ بھي تو انسان تھے ' جنھوں نے اپني اولاد کو قتل کرایا ' اور بھائیوں کے قتل کے واقعات کو تو کون شمار کر سکتا هے ؟

(شاهجهان) اور (اورنگ زیب) اسي کمنظت شخصي حکومت کیلیے جن کاموں پر مجبور هوے ' انکے لیے دور جانے کی ضرورت نهیں -

هم جب اُن لوگوں کي نسبت بحث کرتے هیں ' تو همارا هاتھه اپنے دل پر هوتا هے ' جو کسي کے تلوے میں کانٹا چبھے تو تڑپ جاتا هے - اُس دل کو پھول جاتے هیں جسکو چتر شاهي اور تاج حکومت کے سایے میں پتھر اور لوهے کا بنکر رهنا پڑتا هے -

اس بارے میں خود (مامون) کا کیریکٹر همارے سامنے هے - هم نے اُن واقعات کي طرف سرسري اشارہ کیا که تفصیل کي گنجایش نهیں - آپ براہ کرم تاریخوں پر نظر ڈال لیں -

مامون کے طرز عمل میں انقلاب

دیکھیے - (مامون) کي محبت اهل بیت اور میلان تشیع کس قدر بین ' اور اسکي صداقت کیسي نا قابل انکار هے ؟ سنه ۲۰۱ - هجري میں اُس نے خود هي سیاه لباس کي ممانعت کرکے اور سبز لباس لازمي قرار دیکر تمام خاندان کو دشمن بنا لیا تھا ' لیکن بالآخر جب مجبور هوا ' تو چھه برس کے بعد بالکل اسکے متضاد اور برعکس حکم جاري کیا که " تمام سادات اپنا ممتاز لباس سبز ترک کرکے ' اسکي جگه آل عباس کا سیاه لباس اختیار کریں ' اور آئندہ سے دربار میں انکو آنے کی اجازت نهیں "

اور فرمائیں که (مامون) کے طرز عمل میں یه کیسا عظیم الشان انقلاب تھا ؟

مامون کي مشکلات

حقیقت یه هے که (مامون) کے الفت و محبت اهل بیت کرام میں تو کوئي شک نهیں ' لیکن خاندان عباسیه کي مخالفت اور دھمکی نے اسکو مجبور کر دیا - ورنه وہ خود اپني راے پر قائم اور مستقیم تھا -

ولي عهدي کے واقعه نے تمام بغداد میں بغاوت پھیلا دي تھي اور (ابراهیم) کے هاتھه پر بیعت بھي لي جا چکي تھی ' لیکن (دري الریاستین) کي دربار خلافت پر حکومت تھي - اس نے (مامون) کو ملک کي حالت سے بے خبر رکھا - کوئي شخص بغیر اسکے حکم کے کوئي خبر مامون تک نهیں پهنچا سکتا تھا - هرثمه نے جرأت کي ' مگر (دري الریاستین) کے دسائس کا شکار هوا - یهاں تک که (حسن بن سهل) مقاماے کیلیے روانه هو گیا ' اور پھر بھی (مامون) کو یهی خبر دي گئي که "ابراهیم بغداد میں نائب الریاست کي حیثیت سے کام کر رها هے ' کوئي حد شے کی بات نهیں "

امام رضا کا مامون پر احسان عظیم

یه حالت دیکھکر امام (علی رضا) سے صبر نهوسکا - وہ ایک دن آئے اور مامون سے کہا :

یا امیر المومنین ! ان الناس بغداد ' قد انکروا علیک مبایعتي بولایت العهد و تغییر لباس السواد ' و قد خلعوک و بایعوا عمک ابراهیم بن المهدي (العنبري صفحه ۲۰۰ -)

یا امیر المومنین ! بغداد میں لوگ آپ کے مخالف هوگئے هیں - اس سبب سے که آپنے معتصم ولي عهد مقرر کیا ' اور سیاه لباس کی جگه سبز لباس پهننے کا حکم دیا - انهوں نے آپکی بیعت توڑ دي هے ' اور آپکي جگهه آپکے چچا ابراهیم بن مهدي کے هاتھه پر بیعت کر چکے هیں -

اب (مامون) کي آنکھیں کھلیں - وہ اب تک (دري الریاستین) کے هاتھه میں اسي طرح ایک عصو معطل تھا ' جیسا که عرصے تک (اکبر) بیرم کے هاتھه میں رها تھا - اسکو اپنی بے خبري اور معطلی کے حس کے ساتھه اُس طوفان هلاکت کا بھی علم هوا ' جو اهل بیت کي محبت اور امام رضا کي ولي عهدي کي بدولت اسکي طرف بڑھرها تھا -

تاریخ مشاهدے کا نام نهیں هے ' بلکه روایت کا ' اور پھر قرائن و تجسس ' ظنون غالبه ' اور بحث و تعلیل کا - غور کرنا چاهیے که قدرتي طور پر (مامون) اس وقت کن خیالات سے دوچار هوا هوگا ؟ اور حفظ حکومت و نفس نے کن مصالح وقت کو پیش نظر کر دیا هوگا ؟

دسیسۂ قتل دري الریاستین

اُس نے وهی کیا جو هر شخصي حکمران ایسے موقعه پر کرتا هے - ایک جماعت ناهر کے لوگوں کي (دري الریاستین) کے پیچھے لگا دی

فدس جماعة علي الفضل ' فقتلوه في الحمام ثم اخذ هم رقد سهم لیضرب اعنا قهم فقالوا له : " ایت امرتنا بذلك ' ثم تقتلنا ؟ " فقال لهم : " انا اقتلکم باقرارکم ' واما ما اد عیتموه علی

پس مامون نے ایک جماعت فضل کے قتل کیلیے بھیجدی ' جنھوں نے اسکو حمام میں قتل کر ڈالا - پھر مامون کے قاتلوں کو پکڑوا بلوایا ' اور قتل کا حکم دیا - اسپر انھوں نے کہا که " خود آپ هي نے تو هم کو حکم دیا تھا که اُسے قتل کر دیں - جب اسکی تعمیل کي تو اب هم کو اولٹا قتل کیا جاتا هے ؟ " لیکن مامون نے اس قانونی پیچ سے انکو چپ کرادیا که " تمهارا جرم تو

من ابي امرتكم بذلك ' مدعوى ليس لها بينة " لم ضرب اعناقهم وحمل رؤسهم الى الحسن بن سهل و كتب بعزيه وبولايه مكانه -

ثابت هے کہ حمود قتل کا اقرار کرتے ہو - رہا میرا حکم دینا ' تو یہ محض تمہارا دعوا ہے ' جس کے لیے کوئی دلیل نہیں ! " بہر حال انکو قتل کردیا اور انکے سروں کو حسن بن سہل کے پاس بھجوا یا اور مصل کے مسرے پر تعزیت کی اور اسکی جگہہ اسکو مقرر کیا -

در حقیقت (مامون الرشید) کی اصلی حکومت اسی دن سے شروع ہوئی ہے ' جس دن امام علی رضا نے اسکو ملک کی حالت سے باخبر کیا ' اور یہ انکا حکومت مامونی پر ایک احسان عظیم ہے - کیونکہ اگر (ذی الریاستین) تھوڑے دن اور زندہ رہتا ' تو مامونی خلافت کا بالکل خاتمہ تھا -

بہر حال (مامون) نے ملکی شورش کا پہلا علاج تو یہ کیا - اب اسکے بعد اس شورش کی علت اصلی ' یعنے خلافت کا خاندان عباسی سے سادات میں منتقل ہونا ' اور امام علی رضا کی ولی عہدی کا مسئلہ درپیش تھا -

حادثہ شہادت امام رضا

مامون کو معلوم ہو گیا تھا کہ میں سادات کی دوستی کے ساتھہ کسی طرح بنی حلافت پر قائم نہیں رہسکتا - عباسیوں نے ابراہیم کے ہاتھہ پر بیعت کرلی ہے ' اور اگر اسکو شکست دے بھی دیگئی ' جب بھی یہ مسئلہ ایسا نہیں ہے جو پھر نہ اٹھرے -

(ذی الریاستین) کی قوت پر اسکو بڑا بھروسہ تھا ' لیکن معذوراً خود ہی اُسے ہاتھہ سے کھونا پڑا - پس اسکے سوا اب چارہ نہ تھا کہ عباسیوں کی خواہش کے آگے سر جھکا دیا جاے اور جس علت نے شورش پیدا کی ہے ' اسکو دور کرنے تلافی مافات کی جاے -

سفر کرتے ہوے سنہ ۲۰۳ - میں (مامون) طوس پہنچا ' اور چند دنوں کیلیے ٹھہر گیا کہ (ہارون الرشید) کی قبر یہیں تھی - حضرت امام علی رضا بھی اسکے ساتھہ تھے - دفعۃً بیمار ہوے اور دفعۃً انتقال کرگئے - موت کی علت مسموم انگوروں کا کھانا ایک مسلم واقعہ ہے -

مامون نے انکی وفات پر نہایت سخت ماتم کیا ' یہاں تک کہ تین دن تک قبر کی مجاوری کی -

جنازے کے ساتھہ ننگے سر چلکر مشائعت کی اور حکم دیا کہ (ہارون الرشید) کی قبر کھود کر اسی میں اپکو دفن کیا جاے ' تاکہ انکی برکت سے رشد کی معرفت ہو -

خاندان اہل بیت کے مشہور مداح (دعبل) نے اسی واقعہ کی نسبت شعر کہی تھی -

ما یدفع الرجس من قرب الذکی ' ولا
علی الذکی بقرب الرجس من ضرر

واقعات کا یہی حصہ ہے ' جہاں پہنچکر مامون کا دامن مشتبہ ہو جاتا ہے ' اور قرین قیاس و عقل معلوم ہوتا ہے کہ اس نے جو سیاست (ذی الریاستین) کے ساتھہ برتی تھی ' وہی امام علی رضا کے ساتھہ برتنے پر مجبور ہو گیا ہو -

یہ تو یقینی ہے کہ عباسی شورش کے بعد (مامون) کے اس طرز عمل میں پورا تغیر ہو گیا تھا جو اس سے پہلے سادات و علویین کے ساتھہ تھا - شعار علویین (لباس سبز) کے اختیار کرنے میں اسکا اہتمام بلیغ اوپر گذرچکا ہے - جب سنہ ۲۰۴ - میں خراسان سے بغداد پہنچا ' تو خود اسکا اور اسکے ساتھیوں کا لباس سبز تھا - جو لوگ دربار میں آتے تھے ' وہ بھی سبز لباس ہی پہنے ہوتے تھے -

آٹھہ دن تک یہ حالت قائم رہی ' لیکن جب اُس نے دیکھا کہ عباسی اس بارے میں اعتراض کررہے ہیں ' تو معاً حکم دیدیا کہ لباس بالکل بدل دیا جاے اور وہی پرانا عباسی شعار ' یعنے سیاہ رنگ کے کپڑے سب پہن لیں !

واقعہ کا دوسرا پہلو

— * —

یہاں تک ہم نے جو کچھہ لکھا ' وہ (مامون) کی شرکت قتل کے قرائن اور قیاسات تھے ' جنکو سادہ و قدرتی ترتیب کے ساتھہ ہم نے پیش کر دیا -

لیکن اسکے ساتھہ ہی ایک دوسرا پہلو بھی تاریخی وقعت ' اور قرائن عقلی کی تقویت ' دونوں چیزیں رکھتا ہے ' اور انصاف کے خلاف ہے کہ اسکی طرف سے آنکھیں بند کرلی جائیں -

(مامون) مصلحت وقت کی وجہ سے مجبور ہوگیا تھا - امام علی رضا کا دشمن نہ تھا - لیکن تمام عباسی تو ولی عہدی کے بعد سے قطعی انکے جانی دشمن ہوگئے تھے - پھر کیا عجب ہے کہ انکے اور مامون کے مخالفین نے خود کوئی سازش کی ہو ' اور انگور میں زہر ملا کر دیدیا ہو ؟

جو مورخین (مامون) کی شرکت قتل کے مخالف ہیں ' وہ اسی پر زور دیتے ہیں کہ مخالفین مامون و حضرت رضا نے ایک سازش کرکے یہ معاملہ انجام دیا -

مخالفین الزام قتل

انکے دلائل کی وقعت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا - سب سے زیادہ قدیم راے اس بارے میں مورخ یعقوبی مشہور بہ (ابن واضح کاتب عباسی) کی ہے - وہ تیسری صدی کا مشہور مورخ ہے ' اور عہد مامونی کے تمام واقعات خود اُس عہد کے لوگوں سے روایت کرکے بیان کرتا ہے - اسکا بیان ہے کہ یہ سازش (علی بن ہشام) نے کی تھی - مامون کو اس سے کوئی تعلق نہیں تھا -

(ابن اثیر) بھی اس واقعہ سے انکار کرتا ہے ' اور بعد کو جتنی تاریخیں لکھی گئیں ' سب میں شرکت مامون کے خیال کو (قیل) کے ساتھہ لکھا ہے ' اور اسکی صحت پر زیادہ زور نہیں دیا ہے -

(یعقوبی) کی شہادت کو اس لیے قوی سمجھا جاتا ہے کہ وہ بظاہر شیعیت کی طرف مائل نظر آتا ہے - ڈاکٹر اڈورڈ ماندیک (جو ایک بے طرف اور مستشرق مصنف ہے) اکتفاء القنوع میں لکھتا ہے - " کان یمیل فی عرضہ الی الشیعۃ ' دون التسویہ " - قرب عہد اور تقدم زمانہ اسکی مستزاد ہے -

البتہ متاخرین میں (مصر الدین ابن الطقطقی) نے زیادہ پھیلکر اور ایک حد تک قوی لب و لہجہ میں اس الزام کو لکھا ہے - لیکن اسکی نسبت مخالفین الزام کہہ سکتے ہیں کہ وہ عباسیہ کا سخت مخالف تھا - حتی کہ قتل معتصم اور فتنۂ تاتار و بربادی بغداد کے واقعہ پر بھی چنداں متاسف نہیں -

حاصل تحقیق و تفتیش

پس ایسی حالت میں سچ یہ ہے کہ کسی خاص پہلو کو ترجیح دینا مشکل ہے - واقعہ کی نوعیت اور اسکے گرد و پیش کے حالات اس طرح کے ہیں کہ (مامون الرشید) کا پرویش مشتبہ ضرور ہے - اور ساتھہ ہی یہ بھی ممکن ہے کہ عام مخالفین امام نے یا خود (ابن واضح) علی بن ہشام نے ایسا کیا ہو -

بہر حال کوئی قطعی راے بحالت موجودہ نہیں بھی جا سکتی - ہمارے نزدیک دونوں پہلو ممکن الوقوع ہیں -

نحالت موجودہ ہم نہیں سمجھتے کہ نا ہم دگر الزام دھی میں کیوں وقت ضائع کریں ؟ اگر (ساموں) سے فی الحقیقت یہ جرم سرزد ہوا تو اللہ کی عدالت کھلنے والی ہے اور وہاں آپکی یا مدری وکالت کی ضرورت نہیں - اگر نہیں ہوا تو محشر اور تھول جاؤ - ملاعنۂ روسیہ کے مظالم کی ٹیس اس واقعہ کے یاد کرنے پر موقوف نہیں - آج جو کچھ ہو رہا ہے ' جب اُس سے ہمیں عبرت حاصل نہیں ہوتی ' تو کل جو کچھ گذر چکا ہے ' اسکے دھرانے سے کیا فائدہ ؟

جس وجود مقدس کی ولی عہدی کی تبریک میں (ابو نواس) نے یہ اشعار کہے تھے ' آج اسکی قبر مبارک کا گنبد شکستہ ہو چکا ہے اور تمام اسلامی دنیا خاموش ہے

مطهـرون نقيات جيـوبهـم
تجري الصلوة عليهـم ابدا دكرا
من لـم يكن علوي الحتن نسبته
فما له في قديم الدهر مفتخر
الله لمـا بري خلقـا فاتقنـه
صفا كـم و اصطفـا كم ايها البشر
فانتم الملاء الاعلى ' وعبدكـم
علـم الكتـاب و ساحات به السور

انجمن هـلال احمر قسطنطنیه

کي رسيـد

— * —

متعدد مقامات سے بکثرت خطوط اس مضمون کے آئے ہیں

" ہم نے چندہ ہلال احمر کا روپیہ جمع کرکے بعض صاحبوں کے سپرد کیا انھوں نے بیان کیا کہ براہ راست قسطنطنیہ روانہ کر دینگے - اب وہ ایک چھپي هوئي رسید دکھلاتے ہیں ' اور کہتے ہیں کہ یہ انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ سے آئي ہے ' مگر ہم لوگوں کو اطمینان نہیں - کوئی ایسي شناخت بتلائي جاے ' جس کے دریعہ اصلی رسید کو پہچان سکیں "

(الهـلال)

شناخت کیا بتلائی جاے - انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ کی ایک رسید کا بجنسہ عکس چھاپ دیا جاتا ہے - اسے دیکھ لیجیے اور خدا را مشتبہ اور جعلی کے مواقع سے بچیے :

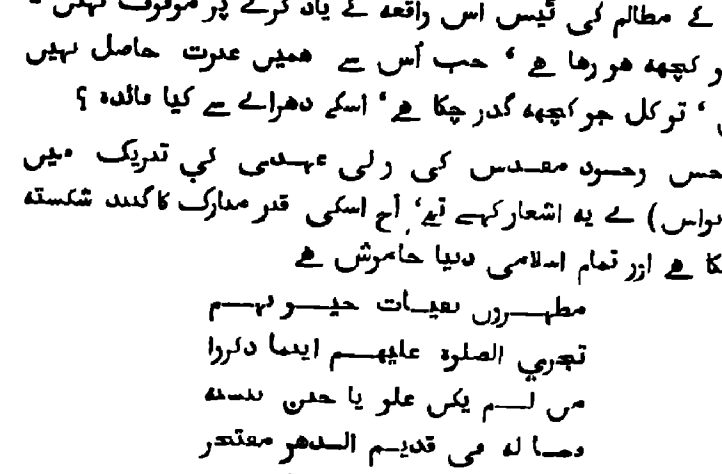

انجمن هلال احمر قسطنطنیه کي رسید

اصلی رسید اس عکس سے طول و عرض میں دگنی ہے - وہ نہایت نفیس طباعت کا نمونہ ہے ' اور جس طرح نیک کي چک نوٹوں ' یا کرنسی نوٹ پر مختلف رنگوں کی نقاشی ہوتی ہے ' اسی طرح کی چھپی ہوئي ہے - چاروں طرف چھوٹے چھوٹے سرخ ہلالوں کی حدول ہے - اندر کی سطح ہلکے آسماني رنگ کی ' اور وسط میں سرخ دائرۂ ہلال کے اندر ہلال احمر کے دو والنٹیروں کی تصویر ہے - سطح کے اندر سفید حرفوں میں " عثمانی ہلال احمر جمعیتی " نمایاں نظر آتا ہے ' اور بالعموم صدر جمعیۃ یا مفتش کے اسپر دستخط ہوئے ہیں -

جو رسیدیں آپکر دکھلائی گئي ہیں ' انکو بغور دیکھ لیجیے - اگر ایسی نہیں ہیں تو فوراً دفتر الہـلال میں اطلاع دیجیے - یہاں مشتبہ اشخاص و ذرائع کی فہرست مرتب ہو رہی ہے ' اور بذریعہ خط و کتابت تنبیہ و تہدید کا سلسلہ جاري -

مظـالم بلقـان

— * —

مظـالم کا ثبوت

ہمعصر انگلشمن کا نامہ نگار لندن لکھتا ہے

" جیسا کہ میں بارہا اپنے خطوط میں لکھ چکا ہوں " ارمنیا کے معروضہ مظالم کی وجہ سے مسٹر گلڈسٹون کی بدولت تمام یورپ گونج اٹھا تھا ' اور ترکوں کو ملامت کر رہا تھا - حالانکہ انکا بڑا حصہ نو حرد بلغاریا کی ایجاد تھی ' اور کچھ نہایت زرش اور بے شرم مبالغہ و اغراق - لیکن یہی مظالم کا ثبوت جب دوسرے پیر میں آگیا تو ریڈیکل پارٹی کے پاس اسکے لیے ایک لفظ بھی نہیں تھا !

سر ایڈورڈ گرے نے دیدۂ و دانستہ ان قتلہاے عام کی داد ہمارے قونصل کی رپورٹ کو دبا دیا ہے - لارڈ مارلے انکے اس فعل کی تصدیق میں کہتے ہیں " اس قسم کے مدعوں واقعات کو اکھاڑنا (گو وہ صحیح ہی کیوں نہ ہوں) جذبات کو تلخ کرنا اور صلح کو نا قابل حصول بنانا ہے " مگر مسٹر گلیڈسٹون نے قونصل کی رپورٹ کو دبا دیا تو درکنار (اور اگر دبانے بھي تو کیا دباتے ' انکے پاس کوئي رپورٹ ہی نہ تھی) عرصہ اور ثبوتوں کے قصوں پر اعتبار کرلیا تھا ' اور یہي عرصی قصے تھے جنھوں نے کنسرویٹو پارٹي کو صرف اسواسطے اکھاڑ پھینکا کہ وہ ترکوں کی حامی "

راقم سطور اس زمانے میں ڈیوبرو میں تھا - اسکے بعد ٹرکی اور بلغاریا کا سفر کیا - اس بناء پر بدولت ہوکر ترکوں کے خلاف معروضہ الزامات تکذیب کے کیلیے سند و شہادت رکھتا ہے -

تلخیـص جـرائد عثمـانیه

— * —

ایک معرکہ شدید

میدان جنگ سے آئے ہوے تاروں سے معلوم ہوتا ہے کہ گیلي پولي کے قریب ایک شدید معرکہ ہوا ' جسمیں میدان عثماني موچ کے ہاتھ رہا -

اکسا میلا میں دشمن کو شکست

اکسا میلا (واقع گیلي پولی) میں بلغاری قوت اسقدر کمزور ہوگئي کہ تاب مقابلہ نہ لاسکی - ایک شدید معرکے میں سخت شکست کھاکے گاؤں سے بالکل چلی گئی ہے -

جب سے دشمن کی موج سامنے سے ہٹی ہے ' عثمانی موج کی پیشقدمي گیلی پولي سے شمال کي طرف برابر جاري ہے -

ایک خونریز معرکہ

حال میں جنوب چرکس کوئی میں عثماني اور بلغاري موج کے تقتیش کن حصوں میں ایک خونریز اور ہولناک رن پڑا - جنگ برچھوں اور سفید ہتھیاروں سے ہوا کی - عثمانیوں نے دشمنوں کو اسکے موجی مواقع (پوزیشنوں) سے نکالدیا اور خود اس پر قابض ہوگئے - دشمن کے نقصانات شدید تھے - آستانہ میں آئے ہوے تاروں سے معلوم ہوتا ہے کہ جتنے بلغاری شریک جنگ ہوے ' اسمیں سے صرف دس بچے - باقی سب کام آئے - عثمانیوں کو غنیمت میں بکثرت ہتیار ملے -

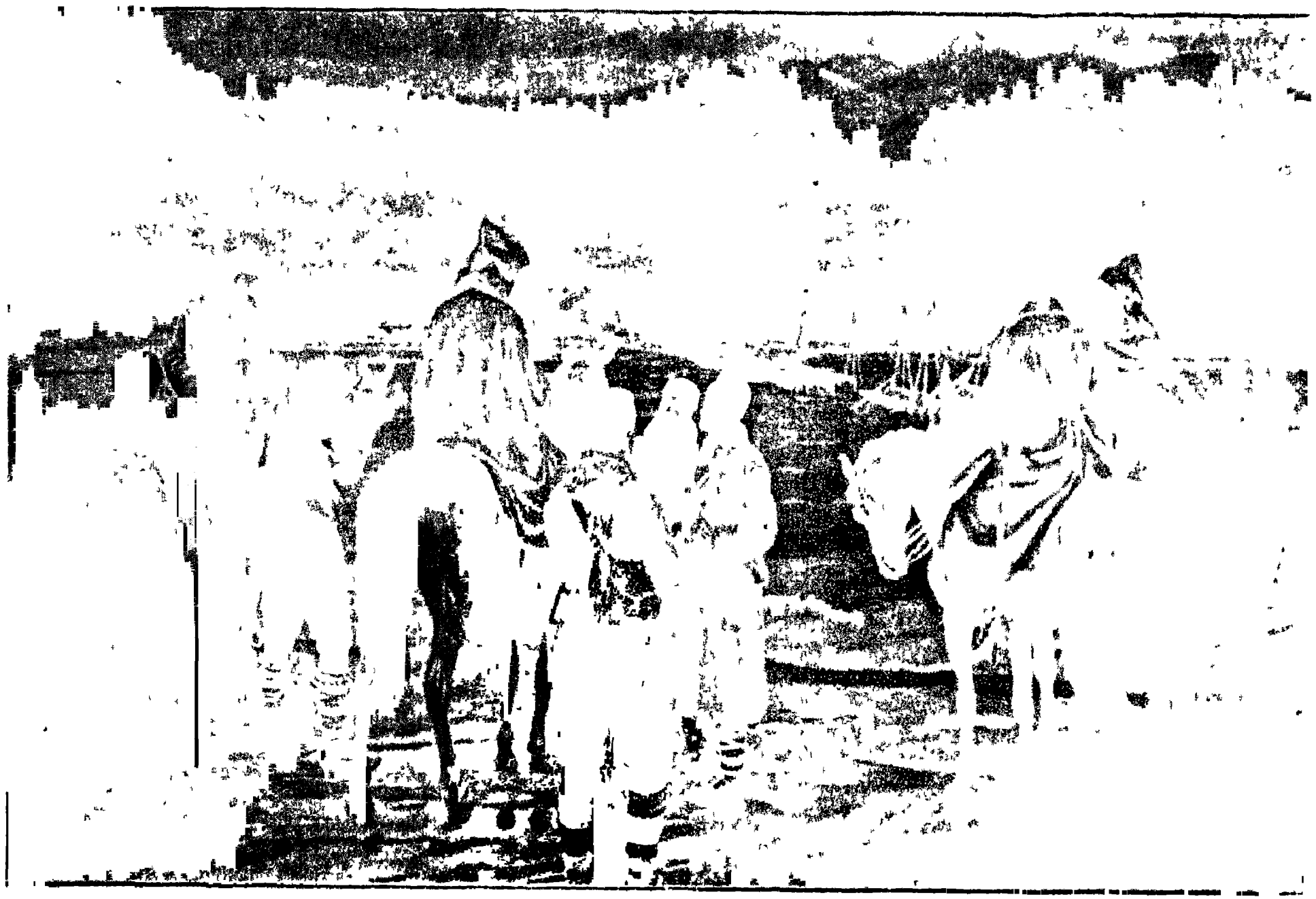

نصرت عیبی

مصطفی پاشا اور ایڈریانوپل کے درمیان موجی حملے کے سلسلے کو مکمل کرنے کیلیے بلغاریوں نے دریائے مارٹسرا پر ایک پل بنایا تھا - جس سے جنوبی اور شمالی فوج کا سلسلہ باہم مل گیا تھا - بالسکل سواروں کا ایک موجی دستہ وہاں متعین کیا گیا ' جو مستعد تھا کہ اگر ترک اپنے پرانے مورچوں پر قبضہ کرنا چاہیں ' تو فوراً گولہ باری شروع کر دیں -

لیکن قدرت الہی نے ایک عجیب کرشمہ دکھلایا - قبل اسکے کہ ترک اس پل پر سے آگے والوں کے حملے کا مشاہدہ کریں ' دریائے مارٹسرا میں ایک شدید طغیانی پیدا ہوا ' اور نہایت تعجب اور حیرت کے ساتھ خود ترکوں نے دیکھا کہ پل ٹوٹ گیا ہے اور اسکے تختے پانی میں بہہ رہے ہیں !!

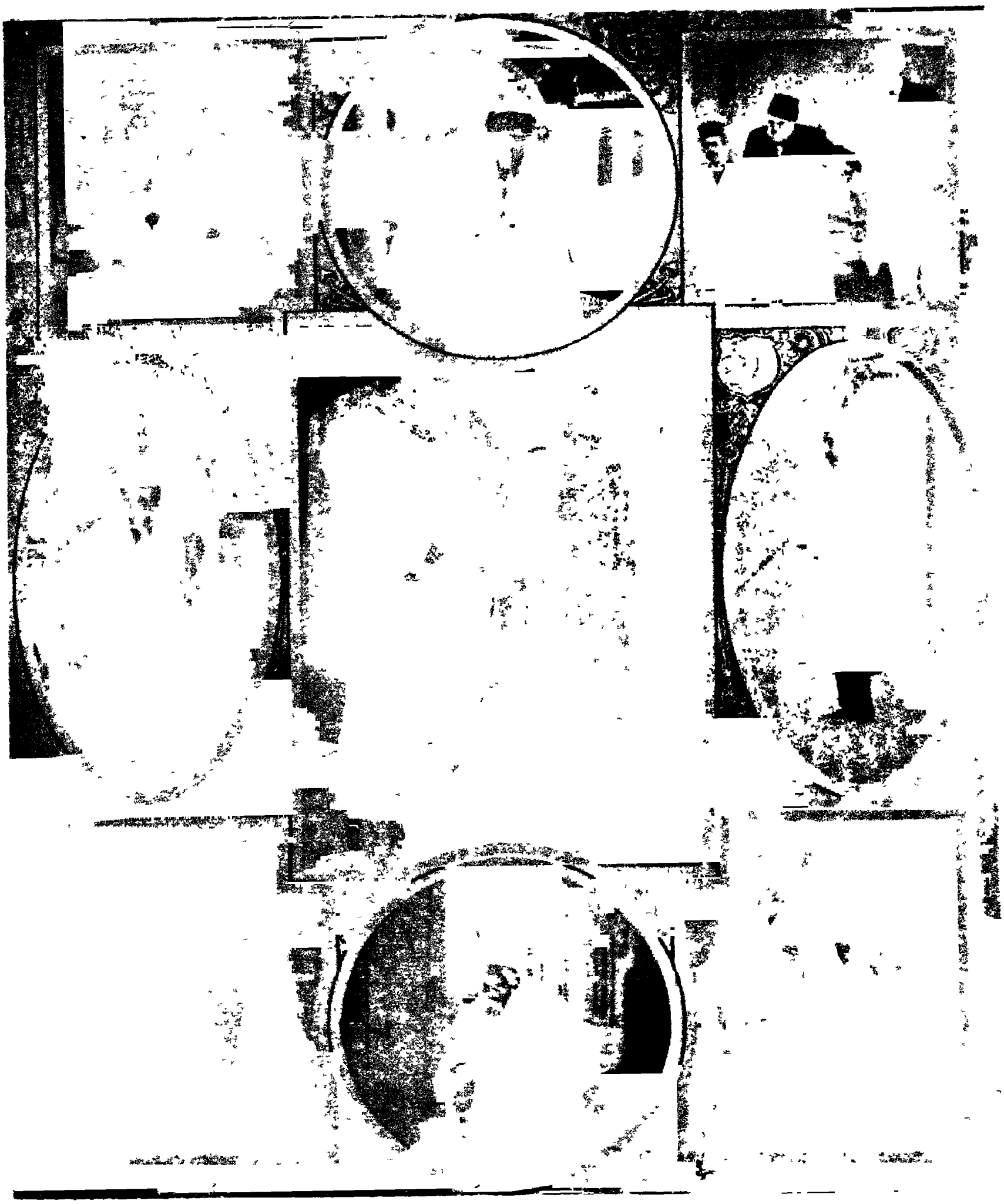

انقـــلاب عثـــماني

انجمن اتحاد و ترقي کي نئی وزارت ' انقلاب کے دوسرے دن

(۱) اسکیان افندي وزیر معلمه یست و تلغراف
(۲) شیخ الاسلام
(۳) شاهزاده سعید حلیم - پریسیدنت پارلیمنت و وزیر خارجیه
(۴) جلال بک وزیر معدنیات و زراعت
(۵) مارشل محمود شوکت پاشا وزیر اعظم و وزیر حربک
(۶) ابراهیم پاشا وزیر عدالت
(۷) حاجي عادل بک وزیر داخلي
(۸) رحمت بک وزیر مال
(۹) نردا افندي وزیر بحریک ورکس

(۲) مسٹر اسکاٹ مع اپنے رفقائے سفر ، جو انکے ساتھ راہ اکتساب علم پرستی میں شہید ہوئے ۔

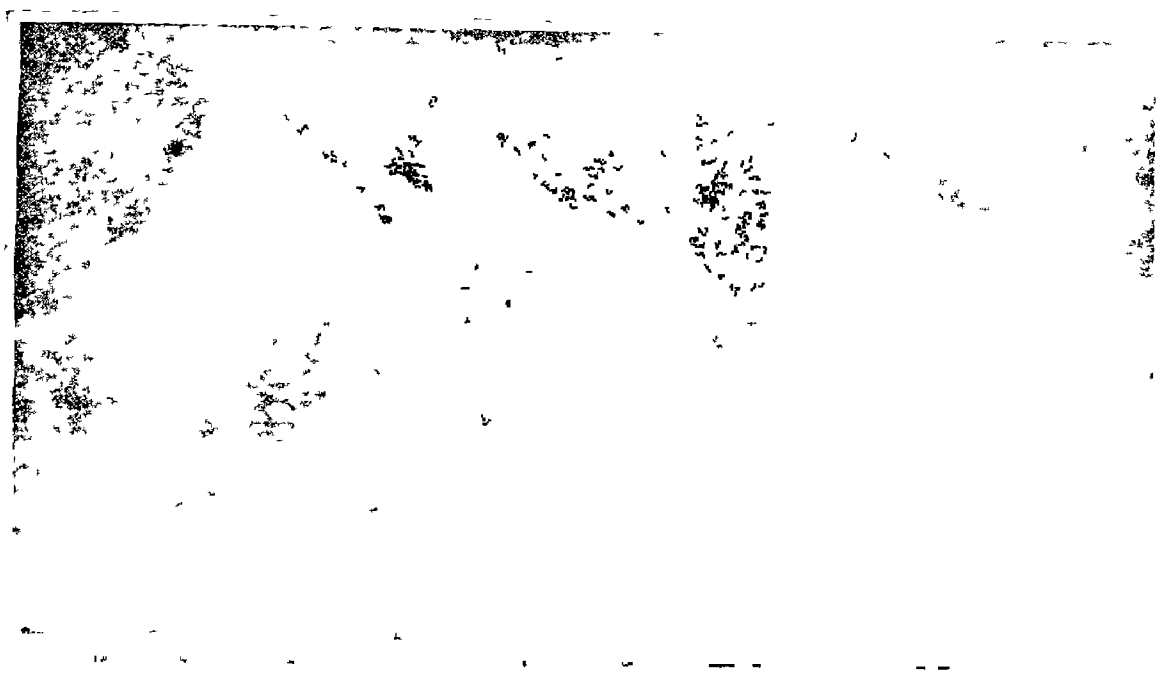

(۳) قطب جنوبی کی اقلیم برف کا ایک نظارہ - برف کی سطح پر جیسے اور انسان برف کے دیوتا سے لڑ رہا ہے ۔

شهيـــد راه كشـــف و علم پرستي

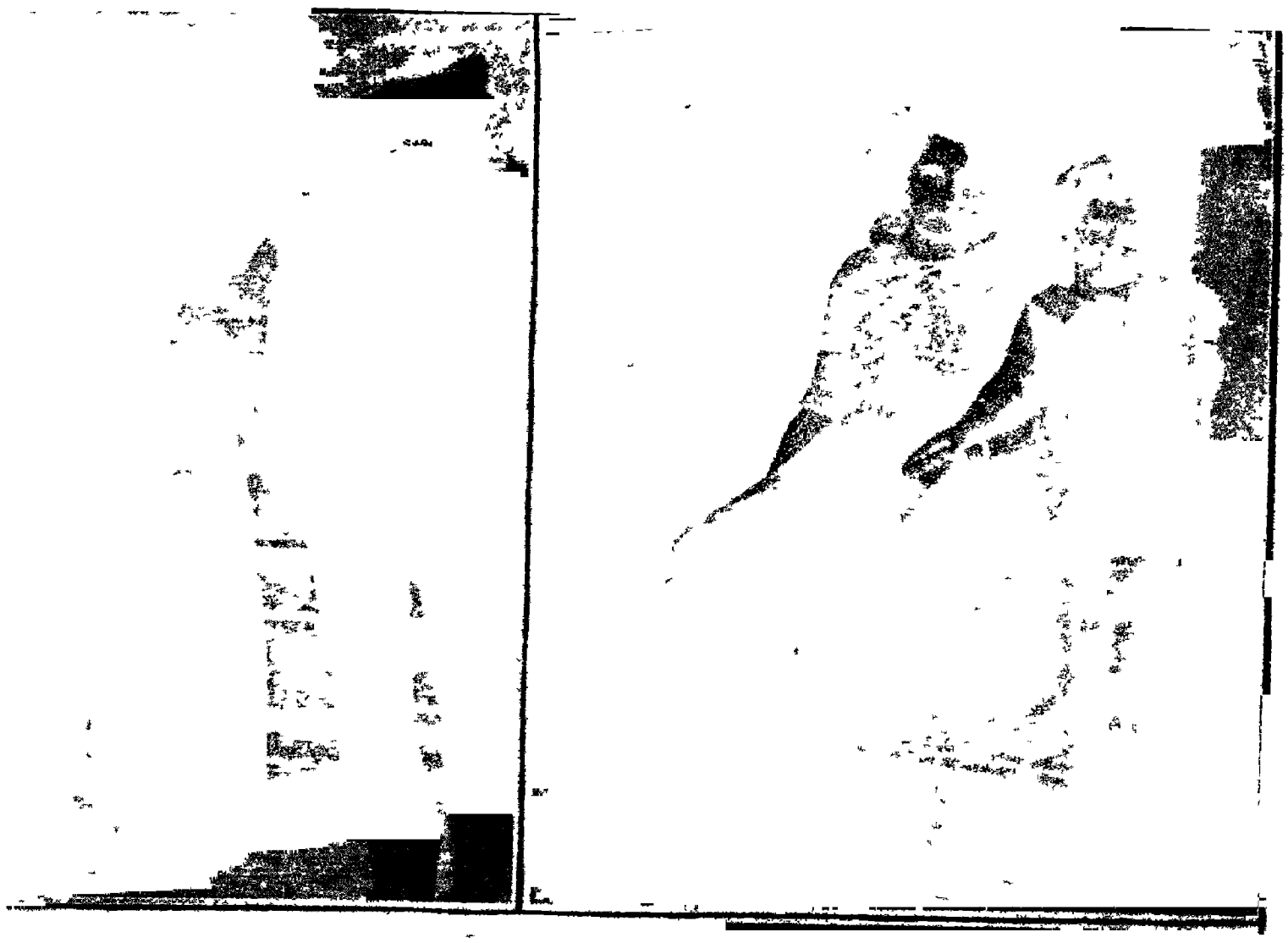

مكتشف قطب جنـــوبي

كيپتـــن رابـــرت اســـكات

(۱) مسز اسكات اپنے بچے كے ساتھ بيٹھي ہے (۲) مسز اسكات اپنے شوہر كے ساتھ جہاز پر (۳) مسز اسكات كے ہمراہ بچے كو اسكے باپ كا نشان بتلا رہي ہے !

مقالات

وقایع و حقایق

دیدۂ اعتبار

— * —

کوس سعی شد کجا، دیدہ اعتبار کو ؟

— * —

(از جناب مراسلہ نگار ادب - از لکھنو)

(۱)

ایک دن جنگہ میں (نطر آباد) کے چوک سے گذر رہا تھا، میں نے مستر رائے کتب فروش کی دکان کے نیچے تیس تیس آدمیوں کا مجمع دیکھا - اکثر دکان اور اسکے پاس اسطرح راہگیروں کا جمع ہوجانا، مجھے اندر ایک سخت کشش رکھتا تھا - جب میں قریب پہونچا، تو ان انسانی سروں کے درمیان سے پہلی شے، جو مجھ نظر آئی، وہ پانی میں بھیگے ہوئے اور خاک آلودہ سیاہ ٹوپی تھی - جب میں اس مجمع کے اندر داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک پدر دیدہ حواری، مجسمۂ سرمستی، و رخود سرشاری، — سر سے داڑھی تک کیچڑ میں نہایا ہوا، حبیب مدہوشی میں — افتادۂ خاک و رسوائی، لیٹا ہے !!

میں نہیں کہہ سکتا کہ اس مجمع میں کتنے چشمہائے عبرت گذر اور کتنے دیدہ ہائے اعتبار تھے ؟ گوشت اور ہڈی کے پردہ کے اندر کا حال کون جان سکتا ہے ؟ ہاں اللہ اسقدر بتا سکتا ہوں، کہ بعض چہرے متاسف، بعض متبسم، بعض ہاتھ کف افسوس ملنے والے، اور بعض دانتوں تلے انگلی دبانے والے تھے !!

اس قسم کے واقعات انسانی زندگی میں نہ نادر پیش آتے ہیں، لیکن ایک غلط اندار نظر کے بعد وقت فراموشی ہو جاتے ہیں -

آہ انسان کی غفلت پیشگی، جو عصیاں خطاب کی اصلی شراب ہے !!

* * *

انگلستان کے شاہ چارلس اول کا قتل، فرانس کے شاہ لوئی اور ملکہ کا طاس و تعدی کے ہاتھوں مارا جانا، سنہ ۱۷۸۹ - کے انقلاب کا ایک ایک واقعہ، نپولین کے عہد عروج و اقبال کے بعد زمانہ دولت و اقتدار، اور دورکیوں جائیے، آنکھ کے سامنے موجودہ ہندوستان کے خاک کا ایک ایک ذرہ اپنے اندر ایک عبرت رکھتا ہے، جسکی چشم عبرت اندیش وا، اور دیدہ عبرت پذیر، بینا ہو، ان سے سبق حاصل کر سکتا ہے -

قدیم لیڈروں کی ذہنیت اور کانگریس، اور جدید مدعیان اصلاح کی آب و تاب اور طمطراق، پھر ان دونوں مصلحین کی زود پشیمانی کے آثار کا گذشتہ نوفیورسٹی نوٹیفیکیشن کانفرنس کی اسٹیج آلود آواز سے یہ مصرع پڑھنا -

حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے !

ان تمام عبرت آموزیوں کے ساتھ، تلفاتی مسلمانوں کے مصائب و آلام کے اوسائے، عرصہ ہندوستان، آجکل ایک عبرت زار ہو رہا ہے - در و دیوار سے صدائے عبرت آ رہی ہے، فضائے عبرت چاروں طرف محیط ہے، اور ہوا تک میں عبرت بسی ہوئی ہے :

ہر گل نو رگلرخے یاد ہمی کند دلی
گوش سخن سنو کجا دیدۂ اعتبار کو ؟

* * *

لیکن باوجود اسکے کہ ہم سے آنکھیں ہیں جو " علی ابصارھم غشاوۃ " کا مصداق ہیں - ان پر عقاب کے غلیظ پردے پڑے ہوئے ہیں، اور وہ دیکھنے نہیں دیتے کہ گرد و پیش کیا ہو رہا ہے ؟ خواب غفلت کا زہر رگ رگ میں سرایت کر گیا ہے اور آلام و مصائب کے طالم ہاتھ اور دلت و خواری کی ٹھوکریں بھی بیدار نہیں کر سکتیں - لیکن جب ایک جسم حوادثہ ایکطرف تو روز روز سے جھنجھوڑا جا رہا ہو اور دوسری طرف سے تکاں ٹھکرایا جارہا ہو، اور اسپر بھی آنکھیں نہ کھولے، تو جان لیجیے کہ وہ جسم غفلت نہیں بلکہ لاش مردہ ہے اور اس غفلت کی موت کے لیے مناسب جگہ، دنیا کا بستر نہیں بلکہ قلب کی وہ گور ہے، جو ماضی کے ہاتھ اسکے لیے کھود رہے ہیں، اور مستقبل گمنامی کا پردہ اپنے ہاتھ میں لیے منتظر ہے -

* * *

یہ جند اضطراری جملات ہیں جو زبان قلم سے بے ساختہ نکل رہے ہیں، اور جنکا جیز تحریر میں آنا ناگزیر - اسلیے کہ اگر دل و دماغ سے اٹھے ہوئے اس طوفان تفکر کو کاغذ پر پھیلنے کی اجازت نہ دیجائے، تو ایک حق پرورہ قلب کے ڈوب جانیکا سخت اندیشہ ہے -

(۲)

مضمون کی ابتدا ایک مشاہدہ سے کیگئی - شرابی کا افسانہ بیان کرنے سے مقصود ایک محسوس مثال دیکر " عبرت " کی ماہیت ذہن نشین کرنا تھا - " عبرت " متعلقہ ان ہزاروں الفاظ کے ہے جو اگرچہ ذہن میں سو سو مرتبہ زبان پر جاری ہوئے ہیں، لیکن دماغ پر ایک مدہم نقش اور نہایت دھندلا عکس چھوڑ کر رہجانے کے سوا، اور کچھ نہیں ہوتا - تمام کلیات کا یہی حال ہے - سبب یہ ہے کہ کلیات (۱) کا وجود خارج میں نہیں ہوتا - " انسان " ایک ایسا وجود ہے کہ جسکو طبیعی کی نظر کے سوا چشم عالم تک نے از ادم تا ایندم نہیں دیکھا - انسان، پیش نظر ہوتا ہے تو ہمیشہ زید و بکر اور اسی طرح کے دیگر اشخاص و جزئیات کی شکل میں -

" کلیات " جغرافیہ کے نقشوں کیطرح ہیں کہ گو اُن کے ذریعہ سے معلومات عامہ میں اضافۂ خطیر ہوتا ہے، لیکن کوئی متعدل شکل ذہن کے سامنے قائم نہیں ہوتی، اور اسلیے ان اشیاء کے متعلق ایک طرح کی پراگندہ فہمی نفس پر طاری ہوکر رہجاتی ہے - اسکے برخلاف جزئیات کی حالت ہے کہ وہ مثل تصویر کے ہیں، جسکا اثر براہ راست ہمارے حواس پر پڑتا ہے اور اسطرح تخئیل کی مدد سے حافظہ ایک ایک خط و خال کو محفوظ رکھہ سکتا ہے -

جو دماغ فلسفہ اور الہیات کے حقائق و مسائل کے پیچیدہ اور دشوار گذار راہوں سے آشنا ہیں، وہ جانتے ہیں کہ محسوس امثال کی دستگیری و رہنمائی کیا معنی رکھتی ہے ؟ یہی وجہ تھی کہ مضمون کی بنیاد ایک محسوس واقعہ پر ڈالی گئی اور ایک تجربے کو پیشخطاں بنایا گیا، تاکہ جملہ فہمی ہوسکے پائے، اور جب عبرت

(۱) انسان، درجہ کتاب، کلیات کی مثالیں ہیں اور، زید، عمر، کوئی خاص درجہ، جزئیات کی - ایک کلی جیسے چند جزئیات کو محیط و محاصر ہوتا ہے - (منہ)

کا لعط کاں سدں' تو معاً آنکھوں کے سامنے اسکی مجسم تصویر بھی پھر جائے -

* * *

مظاہر عدرت اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ کسی لغزش یا فروگذاشت کے نتائج کی محسوس و مجسم مثالیں ہوں ' اور عدرت سنجی اسکے علاوہ اور کچھ نہیں کہ ان مثالوں سے ہم متاثر ہوں - جب ہم ایک شرابی کو نالے میں پڑا اور اسکے گرد تماشا کرکر جمع دیکھتے ہیں' تو ہم در اصل سرابخواری کے چند نتائج محسوسہ مشاہدہ کرتے ہیں' اور انکے دیکھنے سے اثر نفس پر یہ اثر پڑتا ہے کہ حرف زہر کے مرکب جذبے کو جنبش ہوتی ہے اور اسکے بعد شراب کے طرف سے ایک طرح کی نفرت پیدا ہو جاتی ہے - رفتہ رفتہ نصب العین ان جذبات پر غیرتی ہوئی ساحل تک سے جا کر ٹکراتی ہے اور "میں شراب ہرگز ہرگز نہ پیوں گا" کی دھنی اور عزم محسوس آرار سے گوشۂ دل گونجنے لگتا ہے -

یہی عدرت پذیری کی آخری منزل ہے - یہاں پہونچکر وہ نفرت کی ایک منفعل اور مستقل شکل بن جاتی ہے -

مگر عدرت رسانی کے وہ لحاظ استعداد تحصیل ' مختلف مدارج ہیں اور ان مدارج و عوامل کا بعض نتائج مذکورہ کے آس اور کے لحاظ سے ہوتا ہے ' جو ہمارے نفس پر مرتب ہوتا ہے - کہیں تو اس اثر کا ظہور ہمارے اعمال و کردار میں اسطرح ہوتا ہے کہ ہم شراب سے عملاً سخت پرہیز کرنے لگتے ہیں ' اور کہیں نفس نفرت اسقدر گہرا بیٹھ جاتا ہے کہ شراب کا تصور جبراً نفرت اور پیشانی احتساب کے آثار پیدا کر دیتا ہے

خلاصہ یہ کہ عدرت کے اجزائے ترکیبی یہی چند جذبات ہیں اور عدرت سنجی ایک فطری ملکہ ہے جو ہم میں ودیعت ہے - دوسرے قوی کیطرح یہ بھی عدم مشق سے ضعیف ہو جاتا ہے اور مشق سے قوی و قوی تر ہو جاتا ہے - پس ہزار افسوس ہے وہ اس معہد اور نہایت قدرتی قوت کی مشق کے مواقع کہ کثرت موجود ہیں ' ایکن ہم عامل ہیں - مگدر کی حوزی سامنے رکھی ہے' لیکن کاہلی کے دونوں ہاتھ نا دھوتے ہیں !

یہ نکتہ ملحوظ خاطر رہے کہ عدرت پذیری صرف دوسروں کی غلطیوں سے تصحیح و سبق حاصل کرنے ہی کا نام نہیں ہے ' بلکہ خود اپنی غلطیوں سے متاثر و متنبہ ہونا بھی اسمیں شامل ہے - ہر معصیت ' اور ہر وقت ' خواہ اسکا مظہر دوسرا شخص ہو یا ہم خود اپنے اندر ' وہ بہ اعتبار نتائج ایک پیغام عدرت رکھتا ہے -

(۳)

مثلاً احکام کے بارہ قرآن مظہر عدرت اثر میں قومی ریاست اور پیشوائی کا عزل و نصب بھی ہے -

اکبر کے تحت حکومت پر بیٹھنے سے قبل لنگڑی کی داغ قدؤ دستار کے ہاتھ میں تھی - اکثر کبھی کبھی معتصبات وقت' تاج و تخت کو دست انداز کرنے پر مجبور کر دیتے تھے - اکبر کے تخت نشیں ہونیکے بعد پاسہ پلٹا ' اور (امر الفصل) کی صرف یہی مدد سے عنان تحکم کچھ عرصہ کیلئے مدعت کے ہاتھ سے نکلکر سلطنت کے ہاتھ میں آگئی - شکست خوردہ جماعت نے ہر حد کوشش کی' لیکن دست حکومت کی گرفت مضبوط تھی -

سترھویں صدی عیسوی کے نصف النہار پر پہونچنے کے بعد ایک زمانہ آیا کہ تاج و دستار میں مصالحت ہوئی اور آپسمیں ایسا پیار اور اخلاص ہوا کہ ایک تسمہ تاج کے پکڑا اور دوسرا دستار کے ہاتھوں میں نظر آنے لگا - یہ دیکھکر مرہٹی آزمندی کے

مہلہ میں پانی پھر آیا ' اور تاریخ شاہد ہے کہ مرہٹی ہاتھہ نے ایک ایسا گہرا جادہ چھڑکا دیا کہ لنگڑی کی ناک سے معلدہ کی ' سعد چنگدوبے نکلکر مرہٹی سدہ منزلی میں پناہ لیگئی - عدں اسوقت ہم چند دوربیں ہاتھوں میں پنجہ ناری ہوئے دیکھتے ہیں کچھ عرصہ کے بعد فرانسیسی ہاتھہ زیر اور انگریزی ہاتھہ زیر نظر آنے لگتا ہے اور جسم زیں میں مرہٹی ہاتھہ کو ہٹا کر عدں حکومت پر قبضہ کر لیتا ہے -

اسکے بعد میں ایک نئے سر و اد شخص آتا ہوا معلوم ہوتا ہے - وہ وہ اپنے پہونچکر جھٹکے کے سلام دیتا ہے قابض عنانہ ' لگ پکڑنے کا اشارہ کر دیتا ہے - اس اشارہ سے چلے جانے کے بعد اور لوگ آتے ہیں (اس عہد کی تاریخ سے اب خود تحریری واقف ہیں) اور اسے شخص کی انگلیوں کے نشان پر انپی انگلیاں جما دیتے ہیں -

انکی بعض حرکات بعد جو داغ کو قابض ہاتھہ کے بالکل غور سے مگر نہ لحاظ ادب اوپر سے نہیں بلکہ نیچے سے پکڑنا چاہتے ہیں - یہ حرکات اُس ہاتھہ اور اوزار پر دست عنان گذاروں کو سخت ناگوار گذرتی ہے -

اس سنں پر حادثہ کا قلم سنں ابھی نہیں پڑا ہے اور دانا سوں وہ نظروں سے ٹکٹکی باندھ کے تماشہ دیکھہ رہی ہے -

* *

اب اگر آپ عہد بہ عہد کے لنگڑوں کی فہرست کو' عام اس سے کہ صاحبان دولت و حشمت ہوں یا ارباب علم و فضل ' اٹھا دیں ملاحظہ فرمائیں ' تو ہر لنگڑ کے نام کے سامنے ذیلی اوصاف ' خصائل رصائل ' کے کام لگے نظر آئیں گے اور مجموعہ دیگر اوصاف حمیدہ کے مندرجہ ذیل صفات مشترک و سوادر پائی جائیں گی -

(۱) حق ترسی (۳) حلوص
(۲) انہماک (۴) سرفروشی

اس فہرست میں تمام لنگڑ کو دیگر اوصاف کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہوں لیکن ان صفات میں یکسر متحد تھے - فی الحقیقت یہی خصائل اربعہ وہ عناصر اربعہ ہیں جنسے ایک حقیقی لنگڑ کے کردار کی ترکیب ہے -

اسکے بعد فہرست ہذا کے دوسرے کالم پر نظر ڈالیے' تو آپکو "معائب و رذائل" کا عنوان نظر آئیگا اور اس کالم کے نام کے مقابل ' اسکے معائب و قبائح درج ہونگے - اس کالم میں اور سب عیب ملے ہونگے لنگڑے نہ ہونگے -

(۱) اعتساف شدید (۳) عدم تعہد
(۲) عدم دیانتی

ایک حقیقی لنگڑ کا اخلاق ان صفحات اور ایسے رذائل نذائہ سے ہمیشہ پاک ہوگا -

اس کے ساتھہ ہی یہ امر صنوں خاطر رہے کہ لنگڑ کی صرف پبلک زندگی موضوع تعہد و احتساب ہو سکتی ہے ' اسکی پرائویٹ زندگی سے تعرض نہیں کیا جاتا - اور لنگڑوں کے رذائل و معرائی کے اسباب اُنکی پرائویٹ زندگی کے معائب کبھی نہیں ہوئے ' بلکہ ہمیشہ اُنکی پبلک زندگی کے عناصر - آخر کے زمانہ عزل و عزل لنگڑوں کو بھی اُنکی پرسونل زندگی کے معائب نے نہیں' بلکہ پبلک زندگی کے رذائل نذائہ نے سولیوں دیا ہے - دیدۂ اعتبار کے لیے یہی مقام عدرت ہے -

لنگڑ عدرت کیلئے یہ عنصر لازم نہیں ہونا چاہیے کہ ایک شخص ٹھوکر کھاکر گرے تو پھر اٹھکر چلنا گناہ ہے - نہیں' اگر اقتضا نے طبیعت پائے اخلاق کو لغزش ہوئی ' تو مضایقہ نہیں - اصلاح کی کوشش کیجیے اور اپنے اندر خصائل اربعہ پیدا کیجیے'

اور رذائل ثلاثہ کا ازالہ کیجئے - کیونکہ بعد اسکے ایک مشت خاک لائق نہیں رہ سکتا -

جو لوگ دنیا میں اسوقت منظر عام پر آئے ہیں' انکو چاہیے کہ اپنے دامنوں مشغول ہوں' توبہ کریں' آئندہ اصلاح کا عزم جازم کریں - اور جو سرائر الٰہی پر' جو ایس کے اندر مخفی ہیں' انکے لئے بھی سبق عبرت حاصل کریں' اسلئے کہ حوادث فاسدہ کے ہاتھوں انکو بھی روز بد دیکھنا پڑیگا - واللہ مخرج ما کنتم تکتمون -

"اندر" "تحفہ رند' عمر' نکر' کا نام نہیں' بلکہ عبارت ہے صفات مذکورہ کے مجموعہ سے - ظرف انسانی ہر اس شخص کو لائق مارنے کے لیے طیار ہے' جسکے اندر رذائل اربعہ مجتمع ہوں' اور اسکی ذات رذائل ثلاثہ سے پاک ہو -

سر ([illegible] ہوں نا سر (عالی محمد خاں) ' (کامریڈ) ہو ں (الہلال) - وہی ہو' جو آپ شخص کو لائق تسلیم کرینگے جو مندرجۂ ذیل شرائط پوری کرے -

(۱) حق پرستی میں استقلال ہو - شوکت وجاہ' عظمت واقتدار' حرص مال' ہوس الفاظ' غرضکہ کوئی دنیاوی غرض' دامن صداقت چھوڑا دینے میں کامیاب نہو -

(۲) قومی کاموں میں اپنی اور آرام طلبی کو جگہ نہ دیجائے اور کامل جانفروشی کے ساتھ قومی مفاد حاصل کرنے کی کوشش کی جائے -

(۳) خلوص کے جعلی اظہار' اور مصنوعی ابتہاج سے سخت پرہیز کیا جائے - یہ رہنا چاہیے کہ مصنوعی ابتہاج اور جعلی خلوص' جعلی نوٹ کیطرح ایک دن ضرور پکڑے جائینگے - اسلیے کہ جسطرح جعلی نوٹ چلانے والے کی آواز میں خوف پنہاں' اور ہاتھ کی حرکت میں ایک غیر محسوس رعشہ پوشیدہ ہوتا ہے' اسیطرح جعلی خلوص نمائی' اور مصنوعی ابتہاج آرائی اپنے اندر مکر اور فریب کی کھٹک رکھتی ہے' جسکو دیدہ وری اور ژرف نگاہی کی آنکھ جلد سے جلد محسوس کرلیتی ہے' اور اس سے چھپ نہیں سکتی -

(الہلال)

ہمارا مدت سے ارادہ تھا کہ الہلال میں ایک باب کسی ایسے عنوان کا رکھیں' جسکے نیچے مختلف طور پر ہر طرح کے خیالات' جو ایک مطالعہ دوست و صاحب فکر دماغ میں ہمیشہ گذرتے ہیں' اور کسی مستقل مضمون کی صورت میں جمع نہیں کیے جاسکتے' جمع ہوں -

مختلف امور کے متعلق بیسوں ایسے خیالات ہمارے دماغ میں گذرتے ہیں' جنکو اگر قلمبند کیا جائے تو موجب تصنیف ہوں' لیکن ضائع جاتے ہیں - کتابوں کے مطالعہ کے وقت آراء' معلومات پر حاشیہ ہوتی ہے' اور اگر متفرق ورقوں کی صورت میں اسکا ما حصل محفوظ ہو جائے' تو اکثر حالتوں میں مفید ہو' مگر ایسا نہیں ہوتا - (رذائل و خفائق) کی سرخی اسی غرض سے ہم نے قائم کی ہے -

بعض جدتیں کمپوز کرنے کیلیے دینا چاہتے تھے کہ یہ مضمون پہنچا - جدید عربی پدیری پر (گو نا مکمل اور سرسری طور پر) مگر اچھے لفظوں میں اظہار خیالات تھا - اسلیے اسی کو اس عنوان کے نیچے ذیل خیال درج کر دیا گیا' کہ کسی خاص سلسلۂ و ترتیب سے مربوط نہ تھا -

اس مضمون میں جو خیالات ایسے ظاہر کیے ہیں' جنسے ہم متفق نہیں - ایک مضمون کے تیسرے کالم میں یہ خیال کہ " لیڈری

انتقاد

مطبوعات اردو

بہت شرمندہ ہیں کہ ریویو کیلیے کتابیں بکثرت آتی رہیں لیکن ہم نے اجتناب ایک لفظ نہیں لکھا - بعض حضرات کی شکایتیں اس دائرے میں سوء ظن تک پہنچ گئی ہیں' مگر اپنی مجبوریوں کو کیا کریں ؟

سب سے پہلی بات یہ کہ الہلال کے پیش نظر جو ہمارے ہیں' وہ ہندوستان سے باہر کے ہیں - جب احباب اپنی عرب اقرائی سے تعریف کرتے ہیں' تو ہم اپنے دل میں شرمندہ ہوتے ہیں کہ اتنہ دس صفحوں میں جسقدر ادھر اودھر کے مضامین شائع کردینے کے سوا اور اسمیں ہوتا ہی کیا ہے ؟ یورپ کے رسائل کو چھوڑ دیجیے' تمام ارکم ترکی کے بعض ترقی یافتہ رسائل کی صفحات اور تنوع مضامین کا مقابلہ تو کر سکتا - ایک سابقہ ہی ہمیں یاد آجاتا ہے کہ اس رسائل کی قیمت اتنی ہے' اور انکا وسیع حلقۂ اشاعت اسے سابقہ رکھتے ہیں ؟

این قسمت نہ ہمہ را بسخن دادہ اند
واروں روش کہ طبع ترا دادہ اند کس ؟

ان حالات کی وجہ سے اگر کتابوں پر ریویو یا صفحہ بھی ہمیشہ الہلال میں رہنا چاہے تو اور ضروری مضامین کیلیے جگہ کہاں سے آئے ؟

پھر اس سے بھی بڑھکر دقت یہ ہے کہ اصطلاح عصر نے " ریویو " کو " تقریظ و مدحت سرائی " کا مرادف سمجھ لیا ہے' اور جب کبھی کوئی چیز اخباروں میں ریویو کیلیے بھیجی جاتی ہے' تو مقصود بھی ہوتا ہے کہ اسکی تعریف کی جائے - فقہا کا اصول ہے کہ " اصل ہر شے کی اباحت ہے تا وقتیکہ کوئی شے عارض حرمت ہو" اسی طرح اخبارات نے بھی یہ اصول قرار دے لیا ہے کہ " اصل

[قسمت پیاسے [illegible]]

کی ناک کا' تاج سلطنت اور دست علما میں مشترک طور پر آیا' مرہٹی اقتدار اور زوال دولت معاویہ کا سبب ہوا "

اس سے مقصود (اورنگ زیب) کا کیریکٹر ہے - مگر یہ خیال صحیح نہیں' واقعات تاریخی کے خلاف ہے' تدریجی زوال دولت سے اسے کیا تعلق ؟ - والقصہ طویلہا -

پھر لکھا ہے کہ " لیڈر کی صرف پبلک زندگی زیر احتساب ہو سکتی ہے' نہ کہ پرائیویٹ " ایک لحاظ سے تو یہ صحیح ہے - قرآن کریم نے بھی سورہ (حجرات) میں منع فرمایا ہے کہ " ولا تجسسوا " تجسس نہ کرو - لیکن اس سے ایک اصولی غلط فہمی بھی پیدا ہوتی ہے - ہمارا دینی اعتقاد یہ ہے کہ " لیڈر " کیلیے اللہ نے یہ ہے کہ اسکی زندگی اسے تمام اعمال ظاہر و باطن حتی کہ جزئیات حدت میں بھی قوم کیلیے ایک نمونہ ہو - پس جو شخص اپنے آپ کو اس حیثیت سے پیش کرتا ہے' ضروری ہے کہ اسکی زندگی میں کوئی زاویہ' اور اسکی پرائیویٹ لائف بھی ایک کھلا صفحہ ہو - قوم کو حق حاصل ہے کہ وہ صرف اسٹیج ہی پر نہیں' بلکہ اسکے گھر میں بھی اسکا تعاقب کرے - ہمارے سلف صالحین نے پیشوائی کے یہی معنی ہم کر سمجھائے ہیں -

فکاہات

— * —

یونیورسٹی فونڈیشن کمیٹی کا اجلاس لکھنؤ

۲۸ - دسمبر - سنہ ۱۲ ۱۹ -

یہ فیض ہے جماعت " احرار " کا سرور * اب قوم کو جو شعص پرستی سے عار ہے
آزادیِ خیال کا جو کچھ کہ ہے اثر * یہ سب اُنھی کسی فیض کا منت گذار ہے
لیکن یہ دیکھنا ہے کہ یہ رنگ، یہ ترنگ * ہے دیرپا، کہ جوش ہوں نہار ہے ؟
* * *
اب کے جو لکھنؤ میں دکھایا گیا سماں * سچ پوچھیے تو مضحکۂ روزگار ہے
دیکھا یہ پہلے دن، کہ ہر اک گوشۂ بساط * میداں رزم و عرصہ گہ گیر و دار ہے
عال ہے کہ وہ " مقدمۃ الجیش " آگیا * اب انتظار فوج نہیں و بسیار ہے
احرار کی صفوں کی صفیں ہیں جمی ہوئیں * مجلس تمام، عرصہ گہ کارزار ہے
اسٹیج پر ہر ایک پھرتا ہے اسطرح * گویا حریف رستم و اسفند یار ہے
ہات اُٹھہ رہے ہیں، نعرہ علم فتح ہے بلند * چلتی ہوئی زباں ہے، تا دو العقار ہے
ہر نوجواں ہے نشۂ آزادگی میں مست * جو ہے وہ جرأت کا سر پُر خمار ہے
احرار کہہ رہے ہیں : " نہ مانینگے ہم کبھی * دنتو کا ویسرائے کو کیا اختیار ہے ؟
الحاق اگر نہیں ہے تو ہر سعی ہی عبث، * مساسم کا لفظ خاص ہمارا شعار ہے "
جو والیان ملک، کہ تھے زینت الحمس * سب دم بخود سے تھے کہ یہ کیا حلقشار ہے ؟
* * *
یا صبح دم جو دیکھیے آکر تو بزم میں * نے وہ خروش و جوش نہ وہ گیر و دار ہے
ٹوٹی ہوی صفیں ہیں، علم سرنگوں ہیں سب * ناوے تیغ گیر جو تھا، رعشہ دار ہے
" سازش " کا ایک جال بچھایا ہے ہر طرف * ہر شعص اُسکی فکر میں مصروف کار ہے
سر مستیاں ہیں دور قدح ہائے زار کی * ہر شعص " حکمت عملی " کا شکار ہے
* * *
جو بات کل تلک سبب ننگ و عار تھی * وہ آج مایۂ شرف و افتخار ہے
جس بات پر کہ نعرۂ تحسیں بلند تھے * اب وہ قبول خاطر ہر دیں وقار ہے
کل کہہ چکے ہیں کیا ؟ نہ نہیں اب کسی کو یاد، * اب فکتہ ہائے زیر لبی پر مدار ہے
خود آپ اپنے ہات سے کھائی ہے، گو شکست * کہتے ہیں پھر، " یہ فتح ہمیں یادگار ہے "
* * *
حیران تھے عوام کہ کیا ماجرا ہے یہ ؟ * یہ کیا دو رنگیے چمن روزگار ہے ؟
" احرار " کا طریق عمل ہے اگر یہی * پھر کامیابیوں کا عبث انتظار ہے

(کسان)

سوت ابل سلف گورنمنٹ

Suitable Self Government.

— * —

کل کہہ رہی تھی ایگ نہ احرار قوم سے * " جو جو بلا نہیں محبہ پڑی نہیں وہ ہت گئیں
اب قید " سوت ادل " سے ہوگئے دیکھیے نجات * وہ بیڑیاں تو جیسے کسی طرح کٹ گئیں "

" متین الله " اور " جوش محمد "

اعتدال آ ہے پا ہے نہ آئندگا کبھی * آپ کی طرح سے مجھکو بھی یہی کھٹکا تھا
یہ تو ہونا ہے کہ اُچھلے گی اُسی روز سے اب * آپ نے قوم کو جس روز سے دے پٹکا تھا

(بعد)

نعد اور ریویو نہی مدح ہے ' تا وقتیکہ ہمارے اغراض ذاتی کے منافی نہو "

نہ اصول خواہ کتنا ہی قابل دم ہو ' مگر اسمیں شک نہیں کہ آسان نہیں ہے - کتابوں کا ڈھیر سامنے رکھا ' اور رسمی الفاظ مدح و تحسین تقسیم کرتے گئے -

کاش اس آسانی اور سہل کاری سے ہم بھی فائدہ اٹھا سکتے - مگر افسوس کہ ہمارے لئے ہر کام میں دقتیں ہی ہیں - ہم چاہتے ہیں نہ جسقدر کتابیں ریویو کیلیے آئیں ' جب تک اوپر ایک کافی نظر نہ ڈال لیں ' اور سرسری سا رائے بھی کتابت متعلق نہو جائیں ' ایک خط حوالۂ قلم نہ کریں - ریویو نویس در حقیقت پبلک کی طرف سے بہت بڑی ذمہ داری اپنے سر رکھتا ہے - وہ لوگوں کو مشورہ دیتا ہے نہ فلاں کتاب کا مطالعہ کریں ' اور فلاں اخبار خریدیں - پس بہت ضروری ہے نہ یہ مشورہ پوری امانت داری اور دیانت پروری کے ساتھ ہو ' کہ " المستشار مؤتمن "

ہمیں اسکا لحاظ نہ تھا - جن لوگوں کو اپنے قلب کی ... کی اجازت نہ دی اور جدید الاشاعۃ دفتر علوم کے مطالعہ کا موقعہ نہیں ملتا ' وہ آجکل کے اردو پریس کی نکلی ہوئی مطبوعات کے مطالعہ سے کہاں سے وقت نکالیں ؟

ممکن تھا نہ یہ کام ہم کسی اور صاحب کے حوالے کر دیتے ' مگر اول تو ابھی دفتر خود ہی قحط الرجال کا مرثیہ خواں ہے ' پھر کرتے بھی تو نہ الہلال میں جو کچھ نکلیگا وہ ہماری طرف منسوب ہوگا اور کتابوں کی نسبت نہیں معلوم کتنا رائے قائم کی جائے اور کیا لکھدیا جائے ؟

ایک یورپ کے اخبار و رسائل ہیں ' جنکو علم و فن کی بہتریں مطبوعات کے نقد کیلیے حکمہ نکالنی پڑتی ہے - ایک ہماری قسمت ہے نہ ہر شخص جو قلم پکڑسکتا ہے ' چند صفحے سیاہ کرکے چھپوا لیتا ہے اور پھر تمام اخباروں کو ذمہ دار سمجھتا ہے کہ کیوں نہیں اپنے کالم اسکی مدحت سرائی کیلیے وقف کر دیتے ؟

بہر حال اس مشکل کا علاج کچھ نہیں - کتابیں ہر طرح کی اس کثرت سے جمع ہوگئی ہیں کہ اگر چند سطروں میں بھی ذکر کیا جائے ' تو بھی صفحوں کے صفحے مطلوب ہم آجتک اس اُمید سے جمع کرتے رہے نہ شاید دیکھنے کا وقت ملے ' مگر افسوس کہ آجتک وقت نہیں ملا ' اور نہ کسی کو معلوم کہ کب ملے گا ؟ مجبوراً بالفعل یہی کرنے ہیں نہ کتابوں کی ایک ڈھیری بغیر کسی ترتیب و تقدم و تاخر کے سامنے رکھ لیتے ہیں ' اور ٹائٹل پیج ' فہرست ' اور درمیان کے صفحوں پر ایک نظر ڈالکر لکھنا شروع کر دیتے ہیں - یہ ریویو نہیں بلکہ ایک طرح کی رسمد کتب ' اور یا مختصر اعلان ہے - سردست اسی پر قناعت فرمائیے - حضرات مصنفین کرام سے معافی خواہ ہیں اس تاخیر کیلیے ' جو ہوئی ' اور اس اختصار کیلیے جس پر خود بھی ہم متاسف ہیں - آیندہ نمبر سے یہ کام کسی اور صاحب کے متعلق کر دیتے ہیں ' اور پھر امید ہے کہ شکایت کا موقعہ نہو -

یہاں یہ ظاہر کردینا ضروری ہے نہ یہ " انتقاد " الہلال میں ایک ضروری باب رہے گا ' جسکا اصلی مقصد یورپ اور ممالک اسلامیہ کی جدید مطبوعات پر نقد و بحث و مذاکرہ ہے ' تا پھر ہندوستان کی بعض مخصوص اور اہم مطبوعات پر ' مثلاً (کتاب الانساب سمعانی) پر ہم ریویو لکھ رہے ہیں ' جو حال میں یورپ سے شائع ہوئی ہے -

ترجمہ تفسیر کبیر

اردو جلد اول

— * —

قیمت ۲ - روپیہ - ادارہ الہلال

علامۂ (رازی) رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر کبیر کا یہ اردو ترجمہ ہے جس کو جناب مولوی محمد اسحاق صاحب دھلوی نے مرتب فرمایا ہے -

تفسیر (کبیر) کی نسبت گو کچھ لکھوں تو بھی صفحے مطلوب - تبھی نہ کبھی تفصیلی طور پر اس موضوع پر لکھنا ضرور ہے ' لیکن یہاں اسقدر لکھدینا کافی ہے کہ (تفسیر کبیر) علم تفسیر ' کلام و عقائد ' اختلاف ملل و مذاہب ' اور جمع معقول و منقول کا ایک اتنا ذخیرہ ہے ' جو اگر آج موجود نہوتا ' تو نہیں معلوم کہ کس اہم مباحث اور معلومات سے ہم محروم رہ جاتے ؟

قدماء (معتزلہ) کے تعلق معقول و منقول اور انداز کلام و حکمت پر تفسیر لکھنے کی عادت رہی - تاریخ و تراجم میں ہم اُن تفسیر کا حال پڑھتے ہیں - مگر بدقسمتی سے (فہرست ابن النديم) اور (حاجي خليفه) کے ماسوا انکا کوئی وجود نہیں - وہ تمام سرمایہ علمی مخروطی سے ضائع ہوگیا - آج نہ (ابو بکر اصم) کا - نہ (ابو القاسم بلخی) کی تفسیر ملتی ہے ' جسکی نسبت (ابن خلکان) لکھتے ہیں کہ " ۱۲ - جلدوں میں تھی اور تاریخ اسلام میں پہلی ضخیم تفسیر ہے " اور نہ (ابو مسلم اصفہانی) کی وہ تفسیر (جامع التاویل والمحکم التنزیل) ملتی ہے ' جو ابن الخشاب ایک ذخیرۂ مباحث حکمیہ و معارف کلامیہ تھی ' اور جسکی نسبت خود امام رازی کا قول ہے کہ " حسن الکلام فی التفسیر ' کثیر العوض علی الدقائق و اللطایف "

اگر امام (طبری) کی تفسیر نہ نکل آئی ' تو حکیمانہ اندازِ تفاسیر کی طرح ' نقل و روایات و جمیع احادیث و آثار کا بھی تفسیر میں کوئی بڑا ذخیرہ ہمارے پاس نہ تھا -

پس تفسیر امیر قرآن مجید کے اندر مشکل مقامات تفسیر کی نسبت جو عمدہ اور نظیر اعلیٰ مباحث رکھتی ہے ' اس سے بھی بڑھکر ہمارے نزدیک اسکی خصوصیت نہ ہے نہ آج یہی ایک تفسیر ہے ' جسکے ذریعہ سلف و قدماء کے معارف و مباحث کا پتہ چل جاتا ہے ' اور ہر مسئلہ کی نسبت ہر طرح کی آراء و ترجیحات سامنے آجاتی ہیں - اگر یہ تفسیر نا پید ہو جاتی ' تو نہیں معلوم کسی سخت تاریکی میں ہم اپنے آپ کو پاتے -

جناب مولوی اسحاق صاحب نے اسی تفسیر کے اردو ترجمہ کی بنا ڈالی ہے ' اور اسکا پہلا ٹکڑہ ہمارے سامنے ہے - سرسری نظر میں ہم جسقدر اندازہ کر سکے ' ترجمہ سلیس عام فہم ' اور مطلب خیز ہے - تقطیع نزہی ' اور کاغذ اور چھپائی نہایت عمدہ - سب سے بڑی بات یہ ہے نہ اس کتاب کے عالی ہمت پبلشر نے ہمکو اطلاع دی ہے کہ جسقدر نسخے اسکے فروخت ہونگے اسکی نصف قیمت چندہ (ہلال احمر) میں دیدیں گے ' اور اسکا حساب دفتر الہلال کے سپرد چھوڑ دیا ہے - پس ہم سفارش کرتے ہیں کہ ناظرین الہلال ایک ایک نسخہ اس کتاب جلیل کا ضرور خریدیں - انکی ہر طرح کی معلومات میں اضافۂ خطیر ہوگا -

مذہبی علمیہ

قطب جنوبی

— * —

کپتان روابرٹ اسکاٹ

— * —

بحر انطلاطک کا اضافہ عہ

— * —

(۱)

تمہید

تمدن یورپ کے حال و حظ میں جو چیز سب سے زیادہ نمایاں ہے' وہ اسکی علم پرستی' اور پھر علم پرستی کی راہ میں طلب صادق ہے۔

طالب صادق مطلوب کی تحصیل میں پامردی' سرفروشی' اور سرگرمی کے ساتھ مصروف رہتا ہے - نہ نام و نعم اور راحت و آرام اسکے لیے سد راہ ہوتے ہیں' اور نہ مساعی کی ناکامی اور اشخاص کی موت اسکے لیے حوصلہ شکن ہوتی ہے - اسکی نظر میں مطلوب اور صرف مطلوب ہوتا ہے - وہ ہر ممکن کوشش کرتا ہے اور اسوقت تک کرتا رہتا ہے جب تک کہ مطلوب حاصل نہ ہو جائے یا ہستی کی کل سانس نہ ہو جائے

دست از طلب نہ دارم تا کام من برآید
یا من رسد بجاناں یا جاں زتن برآید

اس محک پر یورپ کی علمی مساعی' تجارتی' مذہبی' غرض کہ تمام اصناف طلب میں سے ایک ایک کو کسو' تم کو صاف نظر آئیگا کہ ہر طلب' طلب صادق ہے - اسی صدق طلب میں یورپ کی تمام کامرانیوں کا راز مضمر ہے -

یورپ کی تاریخ صدق طلب کی صدہا عجب پرور اور پر احترام مثالوں سے لبریز ہے' اور جیسا کہ زندہ اقوام کا قاعدہ ہے' ہمیشہ اس فہرست میں نئے نئے اعداد کا اضافہ ہوتا رہتا ہے -

من جملہ انکے پندرہویں صدی میں صدق طلب کی ایک درخشاں مثال (بحر انطلاطیق) کی انکشافات کا وہ اضافۂ عظیم ہے جسکا تذکرہ اب تک صفحۂ جرائد پر جاری ہے' اور صفحات قلوب پر ہمیشہ منقش رہے گا -

بحر انطلاطیق میں انکشافی مہموں کی اجمالی تاریخ

بحر انطلاطیق کے طول و عرض کوہہائے برف کی تحقیقات کا خیال سب سے پہلے سنہ ۱۷۳۸ - میں ایک فرانسیسی سر فروش و اکتشاف دوست' بوویت (Bovet) نامی کے دل میں پیدا ہوا' اور وہ اس مہم پر روانہ ہوگیا' لیکن چنداں کامیاب نہیں ہوئی - (بوویت) کے بعد کپتان کک (Captain cook) ۱۷ - جنوری سنہ ۱۷۷۳ - میں اسی مہم پر روانہ ہوا - یہ دوسری کوشش سنہ کامیاب ثابت ہوئی (کک) حلقہ انطلاطیق سے گذرا ہوا عرض البلد کے ۷۱ - درجہ اور ۱۰ دقیقہ تک جانب جنوب پہنچ گیا تھا' لیکن اس سے آگے نہ بڑھ سکا -

یہ کامیابی طالب صادق کے لیے مہمیز ثابت ہوتی ہے - اسکے بعد دیگرے پیہم چند مہمیں آرکٹک روانہ ہوئیں' اور معاہدین علم کی جاں فروشیوں کا سلسلہ برابر جاری رہا

سنہ ۱۸۲۲ - میں تحقیقات کا ایک قدم اور آگے بڑھا - ویڈل (Weddel) نامی ایک اسکاچ کی مہم بتیس درجے اس مقام سے آگے تک پہنچ گئی' جہاں تک کہ کک کی مہم پہنچی تھی -

سنہ ۱۸۳۹ - میں ایک مہم ارببس (Erebus) اور ٹیرور (Terror) نامی دو جہازوں میں امیر البحر سر جیمس روس (Sir James Ross) کی زیر قیادت انگلستان سے روانہ ہوئی -

یہ مہم کوہ پیکر دیوارہائے برف کو چیرتی ہوئی ۷ ہزار میل پار نکل گئی - دریافت شدہ رصدی کا نام جنوبی وکٹوریہ لینڈ (South Victoria Land) اور اسکی بلند چوٹیوں میں سے ایک کا نام ارببس ماؤنٹ (Erebus mount)' دوسرے کا نام (ٹیرور ماؤنٹ) (Terror mount) اور تیسرے کا نام روس بارئر (Ross Barrier) رکھا گیا -

روس کی اس بے بدیل کامیابی نے اسکو دوسری مہم کی ترغیب دلائی -

سنہ ۴۱ - و ۴۲ - کے درمیان میں وہ پھر روانہ ہوا' اور ایک خط زمین کے ظہور کا اعلان کیا - اسی کو بعد میں اسکاٹ نے دریافت کیا' اور کنگ ایڈورڈ ہفتم لینڈ (King Edward VII land) نام رکھا

گو اس دفعہ اسکی کوشش تاج ظفر کی زیب سر نہ کرسکی' مگر تاہم اسکو ایک نمایاں سنگ امید نظر آئی جسکی روشنی میں وہ تیسری دفعہ پھر روانہ ہوگیا

روس کے دوسرے سفر نے اس برفستان کے متعلق جغرافی معلومات میں اضافۂ عظیم کیا - سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ قطب تک پہنچ کا راستہ کھل گیا

یہی کامیابی تھی' جس کی بدولت صف مکتشفین میں روس سب سے زیادہ بلند نشست پر متمکن نظر آتا ہے -

روس کے بعد نمایاں جد و جہد (Gerlache) کے زیر قیادت اور بلجیم کی حکومت کی زیر سرپرستی ایک مہم روانہ ہوئی - یہ مہم ۷۱ درجہ ح تک پہنچی - ابتداء سفر میں اس کو نہایت خوفناک سدائد کا سامنا ہوا' بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اگر اکتشاف قطب شمالی کے مشہور مساعد طار ڈاکٹر کک (Cook) کے بہادر ہاتھ مدد نہ لیتے تو یہ توقع' تو بعد یہ مہم فنا کے تاپدا کنار سمندر میں غرق ہوگئی ہوتی - (جد الجد) کی مہم کے بعد سے آٹھسو صدی کے آخر تک کوئی عظیم الشان مہم نہیں گئی -

بیسویں صدی کے آغاز نے اکتشاف کا ایک نیا دور شروع کیا صلائے سرفروشی کے ذریعۂ سہولت سے روس کا زمانہ یاد دلا دیا - جرمنی' اسکاٹلینڈ' اور برطانیہ نے اکتشافی مہمیں روانہ کیں - جرمنی کی مہم گاس (Gauss) کے زیر قیادت تھی' جو سنہ ۱۹۰۳ - میں واپس آئی - اسکو تو کوئی نئی رصدی نہیں ملی' مگر نہایت اہم علمی نتائج سے پر دامن آئی - اسکاٹلینڈ کی مہم اسکاٹیا (Scotia) نامی جہاز میں ڈاکٹر ڈبلیو - ایس - بروس (Dr W S Bruce) کے زیر قیادت تھی - یہ جرمنی کی مہم سے زیادہ کامیابی ثابت ہوئی - عرض البلد کے ۸۲ - درجے اور ۲۷ - دقیقے تک ترقی ہوئی چلی گئی تھی - چند مقامات دریافت بھی کیے' جنکا نام کنگ ایڈورڈ لینڈ (King Edward Land)' ماؤنٹ مارکم (Mount Markham)' اور (Mount Long Staffe) رکھا گیا - ان مقامات کے علاوہ جغرافی ملک کے طبعیات الارض اور علم النفس کے متعلق نہایت بیش بہا معلومات کے ساتھ واپس آئی تھی -

برطانوی قومی مہم اسی کپتان اسکاٹ کی زیر قیادت تھی جسکی حسرت انگیز موت کا افسانہ آج ایک عالم کی زبان پر جاری ہے - اس تمہید سے مقصود یہ تھا کہ آپکے خیالات کی طرف متوجہ ہوں

ابتدائی حالات

(اسکاٹ) کا پورا نام رابرٹ ویلکس اسکاٹ ' اور باپ کا نام جان ایدورڈ اسکاٹ ہے - جون سنہ ۱۸۶۸ - کو بمقام آرٹ لیڈس ڈیونپورٹ پیدا ہوا - اپنے خاندان میں سب سے بڑا تھا - تعلیم سٹوبنگٹن ہاؤس (Stubbington House) میں ہوئی - تعلیم کے بعد سنہ ۱۸۸۲ - میں صنعہ بحریہ میں داخل ہوا سنہ ۱۸۶۸ - میں ترقی پاکے ایچ - ایم - ایس ۔ ایجنسک کا ڈاکٹر مقرر کیا گیا - دوسرے برس ترقی لفٹننٹ ' اور تیسرے برس کمانڈر ہوا - سنہ ۱۹۰۴ - میں کیپٹن کے درجہ تک ترقی کی پھر سنہ ۱۹۰۵ - میں آرڈر ڈی ڈی - ایس - سی آف کیمرج اور میڈیسنر بنایا گیا - سنہ ۱۹۰۷ - میں اس نے مدرسی لیڈی لارڈ برس کی لڑکی (کیتھرائن) سے شادی کی -

اسکاٹ لیڈز ' امریکہ ' سوئڈن ' ڈنمارک ' فلینڈیاف ' اور اٹلی کی جغرافی انجمنوں اور بیرشاہی جغرافی انجمن نے اسکو طلائی تمغے دیے ہیں -

اسفار بحریہ

قدرت کا ہاتھہ صلاحیت اور قابلیت کا خالق ہے - جس شخص کے لئے وہ شریف شہرت قطع کرنا چاہتا ہے ' اسکا اقدام بھی ویسا ہی ہوتا ہے اسکاٹ نے ۱۴ - برس کے سن میں طالب علمانہ زندگی ختم کی - سرد ممالک میں ۱۴ - کا سن انتہائی ہے ' جسے وحشیان میں ۸ - یا ۹ - برس کا نوعمر لڑکے پیش دست لڑکوں کی طرح صنعہ بحریہ میں داخل ہوا اور اپنے بالادستوں کے احکام کی تعمیل کرنے لگا - اس بچپنے سے چھوٹے چھوٹے کام لئے جاتے ہیں ' اور اسی طرح لیے جاتے ہیں جس طرح ۱۸ بچوں سے لئے جاتے ہیں مگر یہ کسے معلوم تھا کہ جو بچہ آج اسقدر چھوٹے چھوٹے کام کر رہا ہے ' وہی دل اتنا بڑا کام کریگا جسکی نظیر پیش کرنے سے جہاز رانی کی تاریخ قاصر ہوگی ؟ اور جس بچے کی بحری زندگی کا سب سے پہلا دن اسقدر بے سامان ہے ' اسکی بحری زندگی کا سب سے آخری دن اسقدر پر شان ہوگا ؟

وہ ۱۵ - برس کی عمر تک کام کرتا رہا - سولھویں برس ایچ ایم - ایس میجیسٹک کا تار بردار لفٹننٹ بنایا گیا - پھر ایک سال کے بعد ہی اول درجہ کے لفٹننٹ تک ترقی کی اور اسکے بعد دوسرے برس کمانڈر ہوگیا

قطب جنوبی کا سفر

۴۸ - سال کی عمر اور ۱۹ - برس بحری تجربہ کے بعد اس نے قطب جنوبی کی تحقیقات کے لیے روانہ ہونے کا ارادہ کیا - کو راستہ میں بے بیسان سے ہوتا ہوا گیا تھا ' مگر اسکو معلوم تھا کہ نامور کبھی نہیں مرتے ' اور حیات جاوید موت کے منہ میں حاضر ہی قایم رہتی ہے - پس وہ پر سوز و بیحرف دل کے ساتھہ - ۶ - اگست - سنہ ۱۹۰۱ - کو ٹرس (Cowes) سے روانہ ہوا ' اور دوسرے سال نومبر میں داخل ہوگیا - اٹھارہ سال ہی میں (کنگ ایڈورڈ کی بعثہ لندن) دریافت ہوئی - اسکے بعد موسم سرما خلیج میکمرڈو (McMurdo Bay) میں گذرا - ۲ - دسمبر کو پھر کوچ شروع کیا ' اور ایک بطی السیر ' طویل ' اور دشوار سفر کے بعد ۳۰ - دسمبر سنہ ۱۹۰۲ - کو عرض البلد کے ۸۲ - درجے اور ۱۷ - دقیقے تک پہنچ گیا -

دوسرا جاڑا بھی نومبر میں کاٹا - اسکی متعدد مہموں کے اسفار کا نتیجہ وہ چند گراں قدر تیمیں ہیں ' جنکا بحر اطلانطیک کے نقشے میں اضافہ ہوا -

اسکاٹ کے دو دریائی حلقے

سنہ ۳ - میں اسکاٹ کی واپسی کے بعد دو مہمیں اور روانہ ہوئیں -

کو ان دونوں مہموں کو اسکاٹ کے حالات سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ' مگر سلسلہ اکتساب کی تکمیل کے لیے انکا بیان ضروری ہے -

سر ارنسٹ شیکلٹن (Sir Earnest Shackelton) نے اکتشاف جنوبی کی غرض سے ایک مہم انتظام کا ارادہ کیا - چنانچہ اپنے روپیہ اور چند دیگر احباب کی مالی مدد سے ایک مہم ترتیب دی - اور نمرد (Nimrod) نامی زمستانی جہاز (Whaler) میں یکم جنوری سنہ ۱۹۰۸ - کو لیورپول بندر سے روانہ ہوگیا - اس مہم میں سب سے نئی بات یہ تھی کہ پہلی مرتبہ موٹر کاریں استعمال کی گئیں ' جو تجربہ سے نہایت کار آمد ثابت ہوئیں -

اس مہم کے اہم نتائج حسب ذیل ہیں

(۱) پروفیسر ڈاوڈ (Pro David) نے مساوات ایریبس (Mount Erebus) پر چڑھکے یہ دریافت کیا کہ اسکی چوٹی کی بلندی ۱۳ - ہزار ۳ - سو قدم ہے - یہ ایک نوع آتش فشاں کے دھانے کا کنارہ ہے ' اور اسکے غار (Abyss) کا عمق ۹ - سو قدم کے اندر ہے

(۲) پروفیسر مدوز نے ۷۲۶۰ - قدم عروج ' ۷۲ - درجہ اور ۲۵ - دقیقے طول ' اور ۱۵۵ - درجے اور ۱۶ - دقیقے ش - عرض البلد پر قطب مقناطیسی کو دریافت کیا -

(۳) قطب کی طرف حملہ کیا گیا

۲۹ - دسمبر سنہ ۱۹۰۸ - کو ۴ - آدمیوں کی ایک ٹولی ۹۱ - میل عدا اور کتے دوڑ چلنے والی گاڑیاں لیکے روانہ ہوئی ۲۶ - نومبر کو وہ اسکاٹ کی تحقیقی درجہ جنوبی سے دو دن دور رہتے چند میل بعد تمام جانور مر گئے - آدمیوں نے خود گاڑیاں کھینچیں اور نئی نئی مصیبتیں اٹھائیں - ساتھ میں نمشدل تھم بیرڈمور (beardmore) نے برفستانی تودوں (Glacier) کی چڑھائی کو ناپا جسے حوالی قطب کے حدب (Plateau) میں آئے اب منزل مقصود صرف ۹۷ - میل کے فاصلہ پر تھی ' اور دل میں تھا کہ وہاں سب سے پہنچ جائے ' مگر عدا کی بے وقت تھی اور واپسی کی مسافت کی طوالت نے واپس ہو جانے پر مجبور کردیا -

اس مہم نے ۱۲۷ - دن میں عرض البلد کے ۸۸ - درجے ۲۳ دقیقے تک ۱۵۳۰ - جغرافی میل رہ میں دریافت کی -

امنڈسن (Amundsen) نے اول بحر ارطوق (Arctic) کی مہم شروع کی ' مگر بعد کو نقشہ مہم بدلدیا ' اور بوطیق کے دہانے جنوب کی طرف روانہ ہوا - یہ مہم خلیج وہیلس (Whales Bay) میں ۱۴ - جنوری کو داخل ہوئی

اس نے کنگ ایڈورڈ دی ہفتم لینڈ کے قریب گریٹ بارئیر (Great Barrier) میں مورچہ قائم کیا تھا -

تمام جاڑوں کا موسم سیل (ایک قسم کی مچھلی ہے Seal) کی شکار ' اور فوج کے لیے مخروطہ خطوط پر گزاروں کی تیاری میں صرف ہوا - نومبر میں جنوب کی مہم روانہ ہوئی - راستہ لینڈ لینڈ کے پہاڑوں سے ہوتا ہوا گیا تھا ' اور بیس میل فی یوم کے حساب سے ٹاربیر (Beardmore) کو قطع کیا ۱۰ - ہزار قدم چڑھائی کے بعد مہم حدب (Plateau) تک پہنچی - سفر کے بقیہ حصہ میں نرم دھالو زمین ملی ' جسکے بعد ۱۶ - دسمبر کو منزل قطب نمایاں ہوا اور جغرافی دنیا کی دیرینہ آرزو پوری ہوئی -

خوش قسمتی سے موسم سازگار تھا - سفر واپسی بخوبی انجام پذیر ہوا اور مہم ۱۴ - جنوری سنہ ۱۹۱۲ - کو واپس پہنچ گئی -

مراسلہ

ترکوں کی مالی امداد

— * —

فوری طور پر صرف اوقاف سے ممکن ہے

— * —

(۱) سارے سے پہلے ترکی مسلمانان ہند کی آبادی میں معاہدوں ترکوں کی فوری مالی امداد کا مسئلہ ایک عقدۂ لا ینحل ہو گیا ہے - ایک طرف جب ہم دیکھتے ہیں کہ ترکوں کی مالی امداد کے لئے رہے سے اسلام کی حیات و ممات کا مسئلہ وابستہ ہے اور دوسری طرف جب ہم متوسط اور غریب اصحاب کو اس قلیل عرصہ میں کافی رقم کے جمع کر لینے پر قادر نہیں دیکھتے ' تو اس فوری امداد کا سوال اور بھی مشکل ہو جاتا ہے - ضرورت مقتضی ہے کہ فی الفور کئی کروڑ روپیہ ترکوں کی امداد کیلئے مہیا ہو جائے - ممکن ہے کہ قوم کے سربرآوردہ اصحاب ایسی مالی امداد کے مہیا کرنے پر آمادہ بھی ہو جائیں ' لیکن سوال تو وقت کا ہے - یعنی ضرورت آج ہے اور امداد کا تہیہ ایک مدت چاہتا ہے - جس سے یہ خطرہ پیدا ہوتا ہے کہ خدا نخواستہ "نرتاں ازعراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود" کا مصداق نہ ہو جائے - ایسے نازک اور تاریک وقت میں اگر کوئی صورت اس فوری امداد کی مسلمانوں کے ہاتھ میں باقی ہے ' تو وہ اسلامی اوقاف کے معزز ممدرد متولیوں کی خاص نظر عنایت سے وابستہ ہے اور انکی ایسی نازک وقت مالی امداد اسلامی دنیا کے شکریہ کی خاص طور پر مستحق ہے - بشرطیکہ وہ اپنے اوقاف سے ایسی مالی امداد کے بہم پہونچانے میں کوئی وقت و ضرورت کو ملحوظ رکھکر عجلت سے کام لیویں

(۲) یہی وہ خاص وقت ہے جسکے لیئے اوقاف کے نقد روپیہ کا بھی استعمال کیا جاسکتا ہے - اور خدا و رسول کے نزدیک معزز اور ممدرد متولی ان اوقاف کی ذمہ داری سے عہدہ برا ہوسکتے ہیں اور عند الناس مشکور -

(۳) اسلامی اوقاف کا بہترین مصرف اگر کوئی ہوسکتا ہے تو وہ بالخصوص اسلامی رواباط اور شان کا تحفظ - ترک اس وقت اسلامی رواباط کے تحفظ کیلئے اپنی جانوں کو قربان کر رہے ہیں - ان اوقاف کی خطیر رقوم سے جنکا جائز مصرف اکثر مقامات میں طہور پذیر ہونے سے آجتک دیر کی تعویق میں پڑا رہنا ضروری سمجھا گیا ہے ' ترکوں کو مالی امداد بہم پہونچانا ' ان اوقاف کا بہترین مصرف ہے رنگون ' ممبئی ' سورت ' کلکتہ ' مدراس ' اجمیر شریف ' پاک پٹن شریف ' سرہند شریف ' پیران شریف ' ٹونسہ شریف - گولڑہ شریف ' دہلی ' اعظم پشاور ' و دیگر حملہ شہروں و قصبوں کے متولیوں اور مقدس اوقاف سجادہ نشینوں اور پیروں سے بہ اخلاص اور عاجزی گذارش استدعا کیجاتی ہے کہ اپنے اپنے اسلامی اوقاف کی گذشتہ رقوم دو ہفتہ عشرہ کے اندر اندر ترکوں کی مالی امداد میں منتقل کرنے میں عجلت سے کام لینگے - کیونکہ اسوقت تقریباً سارے اسلام کو تمام دنیا کے گرجوں اور کلیساؤں سے روز بروز بڑھتی ہوئی رقوم فراہم ہو ہو کر پہنچ رہی ہیں -

(۴) معزول سلطان عبد الحمید خان غازی اپنی نیش کی فراہم کردہ رقوم کو جو حرمین کے بینکوں میں جمع تھیں ' ترکوں کی

ہلال

مدد میں دینے کے لئے ایک قابل تقلید مثال قائم کر گئے ہیں - اور ایک معزول سلطان کا اپنے معزول ہمدردی امداد میں اپنی کل فراہم کردہ رقوم کا دیدینا اس امر کی کھلی دلیل ہے کہ معزول سلطان نے اپنے غازیوں کو خطرے کی حالت میں دیکھکر نہ امداد نہیں دی ' بلکہ اسلامی کشتی کو خطرے میں دیکھکر -

(۵) اسلامی جمعیتوں اور رسالوں سے ہماری عاجزانہ درخواست ہے کہ اس استدعا کو جلد سے جلد اپنی قابل قدر اخباروں اور رسالوں میں شائع کرکے عند اللہ و عند الرسول ماجور ہوں -

ڈاکٹر ایم اے سعید انصاری - بی اے - ایس سی
سکرٹری ہلال احمر شملہ

فہرست

روانہ دولت علیۂ اسلامیہ

— ❊ —

(۱۵)

ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم و اموالھم ' بان لھم الجنۃ

			دائمی آمد روپیہ
بذریعہ مولوی [illegible] صاحب			
جمعہ			۵۷
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۴ جوڑے جاندی ۲ عدد [illegible] ۲ عدد [illegible] ۱۲ عدد			
[illegible] ۱ عدد [illegible] ۲ عدد [illegible] ۹ عدد جوڑے و [illegible]			
[illegible] ۳ [illegible] ۲ عدد [illegible] - [illegible]			
[illegible]			
بذریعہ سید حسین صاحب - [illegible]			
[illegible]	[illegible]	[illegible]	۳۰۴
[illegible]	[illegible]	[illegible]	۲
[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱
[illegible]			
[illegible]	[illegible]	[illegible]	
بذریعہ حافظ صدرالدین صاحب - [illegible]			۷۹
بذریعہ عبد الحمید خان صاحب - [illegible]			۲۷۵
بذریعہ حضرت اعلیٰ حسین ' قاسم علی خان - سکندر آباد			
خان - عبد الرحیم خانصاحب [illegible] - فتحپور			۲
بذریعہ عبد علی ' [illegible] صاحب - [illegible]			
بذریعہ سید احمد حسین - [illegible]			
[illegible]			
[illegible]			
[illegible]			
[illegible]			
[illegible]			
میزان	۵	۱۵	۱۷
میزان سابق	۶	۷	۳۰۴۸
میزان کل	۳	۷	۳۸۴۶

PRINTED & Published by A K AZAD, at The HILAL Electrical Prtg Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

ذیابیطس

خطرناک مرض ہے اس کا جلد علاج کرو

علامات مرض جس لوگوں کو پیشاب بار بار آتا ہو یا پیاس زیادہ لگتی ہو - صدہ کا دایعہ خراب رہتا ہو - رات کو کم سوتی ستاتی ہو - اعضاء شکنی لاغری جسم - ضعف مثانہ ہونے سے زور زور قوت میں کمی اور خرابی پیدا ہوتی جاتی ہو اور چلنے پھرنے سے سر چکراتا ہو - سر میں درد اور طبیعت میں غصہ آجاتا ہو - تمام دن میں یبوسہ کا غلبہ رہتا ہو - ہاتھ پاؤں میں خشکی اور جس رہے جلد پر خشونت وغیرہ پیدا ہوجاے اور ٹھنڈے پانی کو جی نہ چاہے - معدہ میں جس معلوم ہو - بیوقتہ بڑھاپے کے آثار پیدا ہوجائیں اعضاے رئیسہ کمزور ہوجائیں - رقت - سرعت اور کمی باہ کی شکایت دن دن زیادہ ہوتی جاے تو سمجھ لو کہ مرض ذیابیطس ہے - جس لوگوں کے پیشاب میں شکر ہوتی ہے انکو مندرجۂ بالا آثار پیچھے بعد دیگرے ظاہر ہوئے ہیں - ایسے لوگوں کا خاتمہ علی العموم کاربنکل سے ہوتا ہے - دبیل پشت پر کبھی گردن میں پیدا ہوتا ہے - جب کسی کو کاربنکل ہو تو اُسکے پیشاب میں بعیناً شکر ہونے کا خیال کر لینا چاہیے - اس راج روگ سے سینکڑوں ہزہار نامل لوگ مرچکے ہیں -

مرض کی تشریح اور ماہیت : ذیابیطس میں جگر اور لبلبہ کے عمل میں کچھ نہ کچھ خرابی ضرور ہوتی ہے اور اس خرابی کا باعث اکثر دماغی یا اعصابی شدید زور کی صدمہ ہے بعض دفعہ کثرت جماع - کہنہ سوزاک اور کثرت ادرار کا باعث ہوتا ہے - صرف یہ ہے کہ اس حالت میں پیشاب میں شکر نہیں ہوتی بلکہ مثانہ کے ریشہ وغیرہ پائے جاتے ہیں - کبھی ابتداے عمر میں کثرت جماع سے آخر یہ مرض پیدا ہوجاتا ہے اور کبھی بخار کے بعد یہ مرض شروع ہوتا ہے -

اگر آپ چاہتے ہیں کہ راج پھوڑا کاربنکل نہ نکلے تو علاج حفظ ماتقدم یہ ہے کہ ہماری ان گولیوں کو کھاؤ - شیرینی - چاول ترک کردو - ورنہ اگر سستی کروگے تو پھر یہ ردی درجہ ذیابیطس میں کس وقت ظاہر ہوتا ہے جسکا تمام اندرونی اعضاء گوشت پوست نکل جاتے ہیں - جو لوگ پیشاب زیادہ آنے کی پروا نہیں کرتے وہ آخر ایسے لاعلاج مرضوں میں پھنستے ہیں جس کا علاج پھر نہیں ہوسکتا - یہ گولیاں پیشاب کی کثرت کو روکتی ہیں اور تمام عوارض کمیٔ قواء اور حملہ امراض ردیہ سے محفوظ رکھتی ہیں -

ذیابیطس میں عرق ماء اللحم اسلئے مفید ہوتا ہے کہ بوجہ اجراح رطوبات جسم خشک ہوجاتا ہے - جس سے غذائیت کی ضرورت زیادہ پڑتی ہے - یہ عرق چونکہ زیادہ مقوی اور مولد خون ہے اسلئے بہت سہارا دیتا ہے غذا اور دوا دونوں کا کام دیتا ہے -

حب دافع ذیابیطس

یہ گولیاں اس خطرناک مرض کے دفعیہ کے لئے بارہا تجربہ ہوچکی ہیں اور صدہا مریض جو ایک گھنٹہ میں کئی دفعہ پیشاب کرنے تھے تھوڑے دنوں کے استعمال سے اچھے ہوگئے ہیں یہ گولیاں صرف مرض کو ہی دور نہیں کرتیں بلکہ اپنے کھانے سے گئی ہوئی قوت باہ حاصل ہوتی ہے - آنکھوں کو طاقت دیتی اور معدہ کا دائقہ درست رکھتی ہیں - جسم کو سوکھنے سے بچاتی ہیں - سلسل بول - ضعف مثانہ - تظلم عصبی کا نکاز - اسہال دیرینہ یا پیچش یا بعد کھانے کے فوراً دست آجانے ہوں یا درد شروع ہوجاتا ہو یا رات کو نیند نہ آتی ہو سب شکایت دور ہوجاتے ہیں -

قیمت فی تولہ دس روپیہ

میر محمد حسن - ٹالیگروالی ریاست حیدرپور سندھ — پیشاب کی کثرت نے مجھے ایسا حیران کردیا تھا اور جسم کو بے جان اگر میں حکیم عالم نبی صاحب کی گولیاں ذیابیطس نہ کھاتا تو میری زندگی محال تھی -

محمد رضا خان - زمیندار موضع چنڈ ضلع اٹاوہ — آپ کی حب ذیابیطس سے مریض کو فائدہ معلوم ہوا - دس میں ۱۶ بار پیشاب کرنے کی بجاے اب صرف ۵ - ۶ دفعہ آتا ہے -

عبد القدیر خان - محلہ عرقاب شاہ جہاں پور — جو گولیاں ذیابیطس آپ نے رئیس عبد الشکور خان صاحب اور محمد تقی خان صاحب کے بھائی کو زیادتی پیشاب کے دفیعہ کے لئے ارسال فرمائی تھیں وہ اور بھیجدیں -

پتہ :—

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما - لاہور

۲۷۵

عبد الوہاب ڈپٹی کلکٹر - عارپور — آپ کی بھیجی ہوئی ذیابیطس کی گولیاں استعمال کر رہا ہوں - بجاے ۴ - ۵ مرتبہ کے اب دو تین مرتبہ پیشاب آتا ہے -

سید زاہد حسن - ڈپٹی کلکٹر - آلہ آباد — مجھے عرصہ دس سال سے عارضہ ذیابیطس نے دق کر رکھا تھا - بار بار پیشاب آنے سے جسم لاغر ہوگیا - قوت مردمی جاتی رہی - آپ کی گولیوں سے تمام عوارض دور ہوگئے -

رام سلام پوسٹماسٹر حنزل — پیشاب کی کثرت - جاتی رہی - مجھ کو رات میں بہت دفعہ پیشاب آتا تھا - آپ کی گولیوں سے صحت ہوئی

اسکے علاوہ صدہا سندات موجود ہیں -

مجرب و آزمودہ شرطیہ دوائیں جو بادائی قیمت نقد تا حصول صحت دیجاتی ہیں

—*—

زود کن

داڑھی مونچھ کے بال اسکے لگانے سے گھنے اور لمبے پیدا ہوتے ہیں - ۲ تولہ دو روپے

سر کا خوشبودار تیل

دلربا خوشبو کے علاوہ سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا نزلہ و زکام سے بچاتا ہے شیشی خورد ایک روپے آٹھ آنہ کلاں تین روپے

حب قبض کشا

رات کو ایک گولی کھانے سے صبح اجابت با مراغت اگر قبض ہو تو دو تین ایک روپیہ

حب قائممقام افیون

افیم کھانے سے افیم چانکو بلا تکلیف چھوٹ جاتے ہیں قیمولہ پانچ روپے

حب دافعۃ سیلان الرحم

لیسدار رطوبت کا جاری رہنا عورت کے لئے وبال جان ہے اس دوا سے آرام ۲ دو روپے

روغن اعجاز

کسی قسم کا زخم ہو اسکے لگانے سے جلد بھر جاتا ہے بدبو زائل - ناسور - بھگندر - خدا زہرے گھاؤ - کاربنکل زخم کا بہترین علاج ہے - ۶ تولہ دو روپے

حب دافع طحال

زردی چہرہ - لاغری کمزوری دور مرض تلی سے نجات - قیمت دو ہفتہ دو روپے

برأ لساعۃ

ایک دو قطرے لگانے سے درد دانت فوراً دور - شیشی چار سو مریض کے لئے ایکروپے

دافع در دکان

شیشی صدہا بیماروں کے لئے - ایکروپے

حب دافع بواسیر

بواسیر خونی ہو یا بادی ریحی ہو یا سادی - خون جانا بند اور مسے خود بخود خشک - قیمت ۲ ہفتہ دو روپے

سرمۂ صمیرہ کراماتی

مقوی بصر - محافظ بدائی - دافع جالا - دھند - غبار - نزول الماء سوئی - ضعف بصر وغیرہ کو فیتولہ مع سلائی سنگ یشب دو روپے

درد سر و درد رياح کي دوا

ريلحي درد لحظه ميں پهاڑ هو جاتا هے - يه دوا لحظه ميں اسکو پاني کر ديتي هے - درد رياح جيسے ٹيک - چمک - ٹيس رگوں ميں لهر کن کيفيت سے چاهے جسقدر تکليف هو - اس دوا کے استعمال سے فوراً رفع هوتي هے درد سر کے واسطے بهي اس دوا کا ايساهي فايده هے - نصف سر ميں هو يا تمام سر ميں کسي وجه سے کسقسماهي درد هو اس دوا سے رفع هو جاتا هے صرف يهي نهيں اگر سر کٹا جاتا هو پهٹا جاتا هو - اڑا جاتا هو - اس دوا سے فوراً بند هوتا هے - اندرون لوگ ذرا ذرا سي باتوں ميں سر دکهايا کرتے هيں کام ميں يا محنت کي باتوں ميں فکر و تردد ميں عيش و عشرت ميں دن کو رات اور رات کو دن بنانے ميں کل شکايتيں سر پر آجاتي هيں - اور هاے وے درد سر پکارا کرتے هيں ڈاکٹر حرمن کي دوا ايسے لوگوں کے ليے هے دوا کے استعمال سے فوراً درد بند هوتا هے - اسلئے هر خاص و عام کو يه دوا اپنے پاس رکهنا لازم هے -

(قيمت ۱۲ ٹکيوں کي ايک شيشي (۴ آنه) محصول ڈاک ايک سے چهه ڈبيه تک ۵ آنه)

ڈاکٹر ايس ـــ برمن نمبر ۶۵ ستارا چند دت اسٹريٹ کلکته

ريويو آف ريليجنز - يا مذاهب عالم پر نظر

اردو ميں هندوستان اور انگلستان ميں يورپ امريکه و جاپان وغيره ممالک ميں زنده مذهب اسلام کي صحيح تصوير پيش کرنے والا - معصوم نبي عليه السلام کي پاک تعليم کے متعلق جو غلط فهميان پهيلائي گئي هيں - ان کا دور کرنے والا اور مخالفين اسلام کے اعتراضات کا دنداں شکن جواب دينے والا يهي ايک پرچه هے جس کو دوست دشمن کے دنيا کے سامنے پيش کرنے کے قابل سمجها هے - اس رسالے کے متعلق چند ديگر اخبارون کا اقتباس حسب ذيل هے —

البيان لکهنؤ - ريويو آف ريليجنز هي ايک پرچه هے جس کو حقيقي اخلاقي پرچه کها صحيح هے - عربي ميں المنار اور اردو ميں ريويو آف ريليجنز سے بهتر پرچے کسي زبان ميں شايع نهيں هوتے - اس کے دور آخر مضامين پر علم و فضل کو نثار هے

کريسنٹ لورپول - ريويو اف ريليجنز کا پرچه دلچسپ مضامين سے بهرا هوا هے - همارے نبي کريم صلے الله عليه وسلم کي ذات پاک کے متعلق جو جاهل عيسائي الزام لگايا کرتے هيں - ان کي تزديد ميں نهايت هي فاضلانه مضمون اس ميں لکها گيا هے جس سے بڑهکر کوئي دندان شکن جواب نهيں هو سکتا - قيمت حصه اول ۶ آنے حصه دوم ۲ آنے هر دو حصص معه محصول ڈاک و خرچ بي - پي پيکنگ وغيره ۱۰ آنے -

مسٹر روب صاحب امريکه - ميں يهيں کرتا هوں که يه رساله دنيا ميں مذهبي خيال کو ايک خاص صورت دينے کے ليے ايک نهايت زبردست طاقت هوگي - اور يهي رساله ان روکوں کے دور کرنے کا ذريعه هوگا - جو جهالت سے پهائي گئي هيں -

ريويو آف ريليجنز لنڈن - مغربي ممالک کے باشندوں کو پيچيدہ مذهب اسلام کے زنده مذهب هونے کے مضمون سے دلچسپي رکهتے هيں چاهيے که ريويو آف ريليجنز پڑهيں —

وطن لاهور - يه رساله نهايت پايه کا هے - اس کي تحقيقات اسلام کے متعلق ايسي هي دلچسپ اور عميق هوتي هے - جيسي که اس رساله ميں درکار هے سالانه قيمت انگريزي پرچه ۳ روپيه - اردو پرچه ۲ روپيه - نمونه کي قيمت انگريزي ۳ — اردو ۲ - تمام درخواستيں بنام مينيجر ميزرس قاديان - ضلع گورداسپور آني چاهئيں =

شائقين تواريخ و تصوف کو مژده

مزارات اوليـــا دهلي بالکل نئي تصنيف هے - تمام اوليائے کرام و صوفيائے عظام جو دهلي کي مقدس سرزمين ميں مدفون هيں ان کے بسيط حالات سلسله وار دو حصوں ميں درج کئے گئے هيں - زائرين کے ليے اس سے بڑهکر کوئي رهنما نهيں هو سکتا - قيمت حصه اول ۶ آنے حصه دوم ۲ آنے هر دو حصص معه محصول ڈاک و خرچ بي - پي پيکنگ وغيره ۱۰ آنے -

هندوستان کي اسلامي تاريخ عهد افغانيه - مصنفه صوفي کرام الهي صاحب ڈنگوئي - ۴۲ تواريخوں کا لب لباب هے - معترضين کے حملوں کا معتبر اور مستند حوالوں کے ثبوت سے جواب ديا گيا هے - فاضل اجل مولوي سيد احمد صاحب مولف لغات اصعبه فرماتے هيں که اس سے بهتر هندوستان کي تاريخ اب تک ان کي نظر سے نهيں گذري قيمت ۳ روپيه ۸ آنے محصول ڈاک و خرچ بي - پي ۳ آنے -

المشتهـــــير - مينيجر اسلاميه بک ڈپو و جنرل اخبار ايجنسي بازار بلي ماران - دهلي -

---

حميديه هـــوٹل

نمبر ۱۳۱ اپر چيت پور روڈ

همارے هوٹل ميں هر قسم کي اشياے خوردني و نوشيدني هر وقت طيار ملتي هيں نيز اسکے ساتهه مسافروں کے قيام کيليے پر تکلف اور آرام ده کمروں کا بهي انتظام کيا گيا هے جو نهايت هوادار فرنشڈ اور بر لب راه واقع هيں جن صاحبوں کو کچهه درياست کرنا هو بذريعه خط و کتابت مليجر هوٹل سے درياست کر سکتے هيں - جنگ ترکي و اٹلي اور جنگ ايتهان کي جملہ تصويريں همارے هوٹل ميں فروخت کے ليے موجود هيں مع تصوير شيخ سنوسي وغيره -

المشتهـــــير شيخ عبد الکريم مالک حميديه هوٹل

سسٹم راسکوپ نمبر ۱۹ سائز

مضبوط سچا وقت برابر چلنے والي معه محصول دو روپيه آٹهه آنه

ايم - اے - شکور اينڈ کو نمبر ۱ — ۵ ويلسلي اسٹريٹ ڈانخانه دهرمتله کلکته -

M. A. Shakur & Co., 5/1 Wellesley Street, P.O. Dharamtollah, Calcutta

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

اسد الله الغالب کلام الله هادی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکته

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۲ | کلکته: چہارشنبہ ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۳۱ هجری | جلد ۲

Calcutta: Wednesday, March 26 1918.

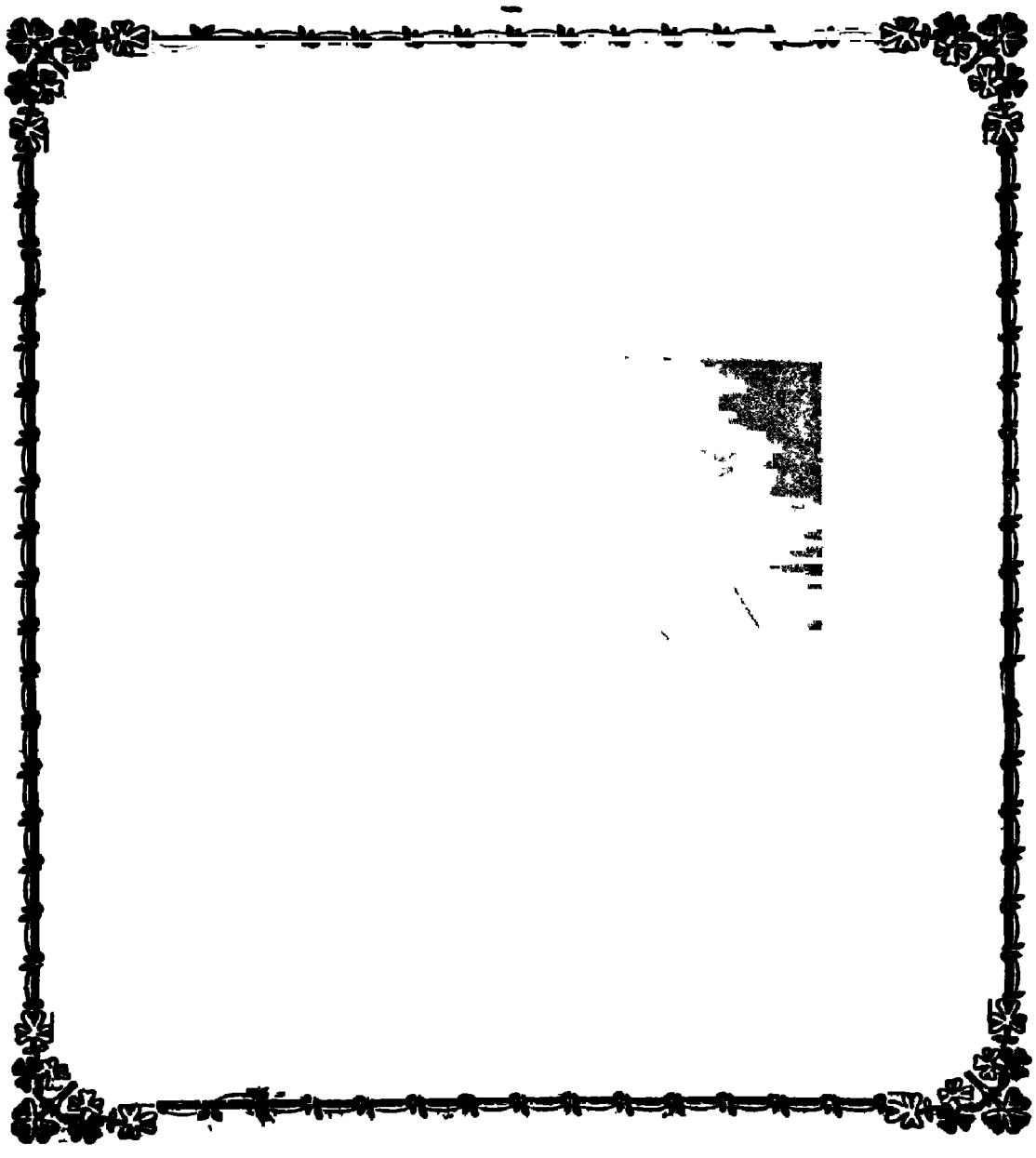

اطلاع

(۱) اگر کسي صاحب کے پاس دوئي پرچہ نہ پہنچے ' تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں ' ورنہ بعد کو فی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لي جائیگي -

(۲) اگر کسي صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کي تبدیلي کی ضرورت ہو تو مقامي ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں ' اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہیں یا پانچ آنے کے وي - پي کی اجازت -

(۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداري نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) منی آڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام ' پورا پتہ ' رقم ' اور نمبر خریداري (اگر کوئی ہو) ضرور درج کریں -

نوٹ ـــ مندرجہ بالا شرائط کي عدم تعمیلي کي حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئي پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے ذمہ دار نہ ہوگا .

(مینیجر)

شرح اجرت اشتہارات

—*—

میعاد اشتہار	في صفحہ	½ کالم	¼ کالم	¼ کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ في مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے لئے صفحہ کے لیے کوئی اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات نہ چھپہ دیجائیگي -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر چھپہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدي زائد ہوگي -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھي طیار ہوتے ہیں جسکي قیمت ۸ آنہ في مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکي فرمایش کے مطابق آپکو چھپہ دیں ' البتہ حتي الامکان کوشش کی جائے گي -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں ' چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں ' اور سہ ماہي کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرني ہوگی اس سے کم معیاد کے لئے اجرت پیشگی ہمیشہ لي جائیگی اور وہ کسي حالت میں پھر واپس نہوگي -

(۳) مینیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے ' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اُس چیز کا جو جزو کے اقسام میں داخل ہو ' تمام منشي مخدرات کا ' فحش امراض کی دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالي نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو ' کسي حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

نوٹ ـــ کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کي زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسي قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

DR ANSARY'S ALL-INDIA MEDICAL MISSION WITH NURSES OF THE TURKISH RED CRESCENT SOCILTY

Seated in centre of the second lower row is Basim Omer Pasha, President of the Turkish Red Crescent Society

LT-COLONEL ENVER BEY (centre second lower row) AND MEMBERS OF DR ANSARY'S ALL INDIA MEDICAL MISSION

[Photo taken in the Kadirjah Hospital, Constantinople]

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad.

7-1 Mcleod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address

"AL - HILAL"

Yearly Subscription, rs. 8.

Half-yearly „ „ 4 - 12

مدیر مسئول و محرر خصوصی

ابوالکلام احمد الدهلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ

کلکته

عنوان تلگراف

« الهلال »

قیمت

سالانه ۸ روپیه

ششماهی ٤ روپیه ۱۲ آنه

جلد ۲ — کلکته: چهارشنبه ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۳۱ هجری — نمبر ۱۲

Calcutta Wednesday, March 26 1913.

فهرس

شذرات ۲

مقالهٔ افتتاحیه

العرب

مذاکرهٔ علمیه

خطبهٔ جمعیه (کلمهٔ رابعهٔ اصلاح) ۸

علم الهیئة کی قدیم ۱

فهرست زراعة دولت علیه اسلامیه ۱۱

مکاتیب

لندن کی ڈائریکٹ امریکی لائن ۱۲

برادوں کو صلاح ترک پیشہ ۱۳

خریداری حصص ۱۳

نامہ وران عربی فلسطین ۱۳

سلسلهٔ عثمانیه

اخبار و حوادث ۱۳

مقدونیا ۱۳

ادرنه میں رشید ۱۳

والی اشقودره ۱۳

حملهٔ اشقودره ۱۳

عساکر حمیدیه ۱۳

اسطول عثمانی ۱۵

اداری ۱۵

مونستر ۱۵

ترکیه ۱۵

طرابلس الغرب ۱۵

شیخ سنوسی کا وطن ۱۵

ولی حمله ۱۵

ایک اجتماع عظیم ۱۵

اخبار فارس ۱۵

تصاویر

امیر البحر فرانسیسی دواصل کو پسکوے سے مار رہا ہے ۶

سفیر ویانس شاہ روشیا سے گفتگو کر رہا ہے ۱۱

جہاز " حمیدیه " شکستگی کے بعد ۱۳

جہاز " حمیدیه " میں گھارہ گز مربع سوراخ ہوگیا ہے

اور مسطحه ده جارها ہے ۱۱

جہاز " حمیدیه " مرمت کے بعد ۱۰

کدخدا حسین رؤف بک کمانڈر " حمیدیه " ۱۱

التماس

— * —

نمبر ۷ ، ۸ ، جلد (۲) قبل از وقت ختم ہوگئے ہیں - دوبارہ چھپنے پر حاضر خدمت کئے جاویں گے شائقین ذرا توقف فرماویں -

مدیر

شذرات

هفتہ جنگ

جنگ اٹلی — ۱۷ تک عثمانی سرکاری روداد جنگ کے بموجب خطوط چٹلجا پر کوئی حملہ عام نہیں ہوا ' خفیف مناوشات (اسکریمشدر) ہوتے رہے - ۱۹ کو عثمانی پیادہ فوج ایک پر جوش معرکے کے بعد دشمن کی خندقوں پر قابض ہوئی ' مقتحیاں ہوئی ' اور بعد بھی تمام خطوط پر دشمن سے معرکہ آرا ہوتی رہی - ۲۱ کو صوفیا کے ایک اخبار سے معلوم ہوتا ہے ' کہ دو ترکی طیارہ نے بلغاریا کے میدان پر حملہ کیا ' شدید جنگ ہوئی ' ترکی فوج پانچ سو معدل و مجروح چھوڑ کے پسپا ہوئی ' سلم کو پھر حملہ آور ہوئی ' پھر پسپا کر دیگئی - ۲۳ کے عثمانی سرکاری تار سے (جو عدرسان کے عثمانی قونصل عام) کو موصول ہوا تھا ' معلوم ہوتا ہے کہ خطوط چٹلجا پر سکون طاری ہے -

ان خبروں سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے ' کہ چٹلجا میں خطوط کے استحکام اور فوج محافظ کے جوش و ہمت میں کوئی فرق نہیں آیا ہے ' فوج مواصلات کے حملے کرتی ہے ' اور جیسا کہ قاعدہ ہے کبھی کامیاب ہوتی ہے اور کبھی ناکام -

---

ادرنہ — ۲۰ کو عثمانی فوج نے دشمن کے کئی پوزیشنوں پر گولہ باری کی ' عثمانی سرکاری تار سے معلوم ہوتا ہے ' کہ دشمن کی توپخانہ آشفازی کی تاب نہ لاسکی اور بہت سے حصوں چھوڑ کے پیچھے ہٹ گئی - ۲۲ کو ادرنہ سے ترکی سرکاری اخبار میں اس مضمون کا تار موصول ہوا ہے ' کہ مدافعت نہایت طور پر جاری ہے ' قلعے پوری طرح مضبوط ہیں ' انتظام کامل طور پر قرار ہے علاوہ اسکے تقسیم کرتے ہیں ' ۲۰ کا صوفیا کا تار بیان کرتا ہے ' کہ حملہ علم کیا گیا ' جسمیں حملہ آور ہ - ری کے در قلعہ دار قطاروں پر واپس ہوگئے -

---

دریائے اسٹمنی — اب تک تو دیا تو یہ یقین دلایا گیا تھا کہ البانیہ نا قابل فتح ہوگیا مگر ۲۵ کے ستدبجی سے آئے ہوئے تار سے معلوم ہوتا ہے ' کہ البانیہ کے دریائے اسٹمنی میں حاوید پسا چندرہ مدافعت کر رہے ہیں ' مگر آخرکار ۲۵ کو پاشائے موصوف کے مع ۱۵ ہزار فوج کے سروی فوج کے آگے ہتھیار ڈالدئے (؟)

دڈیلیی — دراز سے جانب جنوب و مشرق ۷۵ میل کے فاصلہ پر ایک ڈیپلیی نامی ایک مقام تھا ایتھینس کے ۲۷ کے تار سے معلوم ہوا ہے ' کہ یونانیوں نے اس پر بھی قبضہ کرلیا ہے -

---

حملہ عربی

آج آپ سوئں عثمانیہ میں طرابلس الغرب کے زیر عنوان چند خوشگوار و امید افزا خبریں پڑھینگے ' یہ خبریں عثمانی ذرائع ہی ہیں ' انکا حقیقی پر تو آپ روزمرہ کی اس تار برقی میں بھی دیکھینگے ' جو ذیل میں درج کیجاتی ہے -

۲۴ مارچ روزنامہ '

وارسی سے کے ۱۲ قلعات عربوں کے ہاتھوں اطالوی فوج دو دو دورے حملوں کو موقوف کرنے کے لئے ' در اطالوی کالموں نے حملہ کیا ' اور گیریں سے جدوب کی طرف ایک مضبوط موقف (پوزیشن) پر دست بدست جنگ کی ' عرب ۲۲۰ معدل چھوڑ کے چلے گئے ' اطالویوں کے ۲۴ زخمی ہوئے ' اور ۱۳ کام آئے

آپ کو اس سے اتنا معلوم ہوگیا ہوگا ' کہ عربوں برابر حملے کر رہے ہیں ' رہی مقدار نقصانات کی صحت و عدم صحت تو اسکا تجربہ آیندہ سنہ ۱۱ ع میں اچھی طرح ہوچکا ہے -

* * *

اعداء اسلام میں عامہ جنگ کے -

حالا کہ میں عام طور پر ' مسلمان اور کیتھولک ارتھوڈکس مرے پر علانیہ مجبور دیے جا رہے ہیں ' اس سلسلہ میں نہ معلوم کتنے امام مسجد علماء اور مشائخ سہید کئے گئے ' ان تمام مسلم کشی کی خبروں کے جواب میں تو تمام یورپ نے صرف اس پہلے پر اکتفا کیا تھا ' کہ جنگ میں ایسا ہی ہوتا ہے ' مگر حال میں پبلک نامی ایک پادری کے قتل سے ' تمام کیتھولک دنیا میں آگ لگادی ہے ' والدا میں اس واقعہ کی تفصیل یہ بیان کی گئی ہے ' کہ ارلانڈ پبلک سے ارتھوڈکس ہونے کی فرمائش کی گئی ' جب اس نے انکار کیا ' تو اسکو دھمکایا گیا ' جب وہ تہدید سے بھی متاثر نہ ہوا ' تو اسکے دانت چاقو سے توڑ ڈالے گئے اسکو اسقدر مارا گیا کہ اسکی پسلیاں اور کاسہ سر ٹوٹ گئے ' اور وہ زمین پر گر پڑا ' مگر اب بھی وہ ارتھوڈکس نہ ہوا ' آخر ایک شخص نے اسکے جگر میں سنگین بھونکدی اور وہ مرگیا -

ایک آسٹروی جہاز " اسکودرا " بھی گرفتار کرلیا گیا ہے ' اور جنرا - زی فوج کی نقل و حرکت میں اسقدر خلل ڈال رہا ہے ' سفوطری پر گولہ باری میں آسٹریا کا ایک یتیم خانہ ' خانقاہ ' اور چند اور عمارتیں منہدم ہوگئی ہیں - ان وجوہ سے آسٹریا اور مانٹی نیگرو کے تعلقات نہایت تلخ ہورہے ہیں -

عام طور پر بھی کہا جاتا ہے ' کہ ہولا سے آسٹریا اترنے کی روانگی کا تعلق انہی واقعات سے ہے ' گو سرکاری طور روانگی کی وجہ حسب عادت نمایشی جنگ بیان کی گئی ہے -

حال میں آسٹریا کے مانٹی نیگرو سے حسب ذیل مطالبات کئے ہے -

(۱) قتل پادری کی تحقیقات آسٹریا کی قونصل کے سامنے کی جائے -

(۲) تبدیل مذہب کی کارائی فوراً موقوف کردیجائے ' اور اس قسم کے جسقدر واقعات اسوقت تک ہوئے ہیں ' وہ سب کالعدم سمجھے جائیں -

(۳) " اسکودرا " فوراً چھوڑ دیا جائے -

(۴) اسقوطری کے تمام ملکی لوگوں کو شہر چھوڑنے کی اجازت دیجائے -

مانٹی نیگرو نے تمام اول کے جواب میں پادری پر تعاوت کا الزام لگایا ہے ' تمام دوم کی واقعیت سے انکار کیا ہے ' تمام سوم کے بارے میں تحقیقات کا وعدہ کیا ہے - اور تمام چہارم کے متعلق اسے انکار کیا ہے ' گر یہ اطمینان دلایا ہے ' کہ آیندہ آسٹریا کا رخ صرف قلعوں کی طرف ہوگا -

مگر آسٹریا کے نزدیک یہ تمام جوابات ناقابل ہیں ' اسلئے اس نے الٹی میٹم دیدیا ہے ' کہ ۲۴ گھنٹہ میں ملکی باشندوں کے لوگ اسقوطری تک کوچ کرنے کی موقوف نہ رہی ' ورنہ قوی طاقت سے کام لیگی - اس الٹی میٹم کی خبر سے مانٹی نیگرو کے تمام صوبوں میں اضطراب پیدا ہوا ہے - اس نے اپنے حلیفوں کو اسکی اطلاع دی ہے ' اور دل کے سامنے یہ اعتراض کیا ہے ' کہ یہ کاروائی ناظوداری کے خلاف ہے - مگر سوال یہ ہے ' کہ اسوقت مانٹی نیگرو [illegible] جب "سمجھ

نا طرامدار" درل کے نام عالي کو ' متحدہ یاد داشت بھیجي تھي ' اور قسطنطنیہ اور ایشیاء کے تار اج کی دھمکي دي تھي -

اس داستان بھر میں سب سے زیادہ مزے کي بابت یہ ہے ' کہ آسٹریا کہتي ہے ' کہ وہ جو کچھہ کر رہي ہے ' محض انسانیت کے لیے کر رہي ہے ' کیا یہ صحیح ہے ؟ کیا آسٹریا اتني انسانیت پرست ہے ؟ اگر جواب اثبات میں ہے ' تو سوال یہ ہے ' کہ اسوقت آسٹریا کي انسانیت پرستي کہاں تھي جب کہ مقدونیہ ' البانیہ ' اور تھریس میں عورتوں کي چھاتیوں کے کاٹے جانے ' بچوں کو نمایشي جنگ کے پھلو کی طرح لٹکا کے نشانہ دغائے جانے ' اور نوجوانوں اور نوڑھوں کو بندوقوں کی زد سے اڑائے جانے کي روداد یں شائع ہو رہي تھیں ' مگر شاید نصاري کے نزدیک انسان صرف وہ ہے ' جو یسوع مسیح کي یاد شاہت میں داخل ہے ' نہیں بلکہ خاموشی کي وجہ یہ تھي مقدونیہ وغیرہ میں جوکچھہ ہو رہا تھا ' وہ بادشاہ یسوع کے اس حکم کی تعمیل تھی ' کہ " میرے وہ دشمن جو یہ نہیں چاہتے ' کہ میں ان پر حکومت کروں ' ان کو یہاں لاؤ اور میرے سامنے ذبح کرو " -

صلح — سفراء دول نے بلغاریا کے وزیر اعظم کو شرائط صلح دیدیے ہیں یہ شرائط حسب ذیل ہیں -

(۱) خط ایدس و میڈیا کے جنوب کے تمام قطعات باستثناء البانیا حلیفوں کو دیدیے جائینگے -

(۲) حد بندي اور مستعمل جزائر دول کے ہاتھہ میں ہو گا

(۳) کریٹ کو کریت سے دست بردار ہونا پڑیگا -

(۴) حلیفوں کو تاوان جنگ نہیں ملیگا ' مگر اسکے بدلے انکو اس کمیشن میں شرکت کا حق دیا جائیگا ' جو پیرس میں اس غرض سے بیٹھے گا ' کہ عثماني قرض کا منصفانہ (؟) فیصلہ کرے ' ترکي کو بھي اسمیں شرکت کا حق ہوگا -

(۵) جس ہي یہ شرائط منظور ہو جائینگے ' جنگ فوراً موقوف ہو جائیگي -

بلغاریا اور سرویا نے یہ جواب دیا ہے کہ وہ مشورہ کے بعد جواب دینگے -

* * *

شقودرہ ' سکوتاري ' اور ادرنہ کي شاندار مدافعت نے دنیا کو معتبر حیرت بنا دیا ہے ' مگر اسکی یہ قدر کي گئي ہے ' کہ با وجود غیر معتوح ہونے کے قلعوں کو دلوائے جا رہے ہیں ' اس تقریب سے ہمیں وہ وقت یاد آتا ہے ' جب کہ یونان و ترکي میں جنگ ہوئي تھي ' اور یونان کو ترکوں کے مفتوحہ مقامات بھي دلوا دے گئے تھے - مسٹر گلیڈسٹن نے کہا تھا " کہ ہلال کے پاس سے صلیب کے پاس آسکتا ہے لیکن جو صلیب کے پاس آجائے وہ ہلال کے پاس واپس نہیں جا سکتا -

واقعہ یہ ہے کہ یورپ ہمیشہ اسي مقولہ پر عمل کرتا رہا ہے ' مگر فرق یہ ہے ' کہ یہ مقولہ مسٹر گلیڈسٹن کے دل و عمل کے ساتھہ ' زبان پر بھي تھا ' مگر اور لوگوں کے صرف دل اور عمل میں ہے " -

حدود البانیا

ریوٹر نے معلوم ہوا ہے کہ ' البانیہ کے حدود کا پر خار مسئلہ باہم سفراء دول میں طے ہوگیا ہے ' اور آئندہ اسي فیصلے کا نفاذ ہوگا ' کیا طے ہوا ہے ؟ یہ پوشیدہ ہے اور وقت مناسب تک پوشیدہ رہیگا -

ایک معاہدہ صلیبي اور انگلستان

۲۰ مارچ کو دار العوام میں شاہ یونان کي موت پر موجودہ شاہ یونان ' یونانیوں ' ملکہ الیگزندرا ' شاہنشاہ جارج پنجم ' کے ساتھہ ہمدردي اور تعزیت کے رزولیشن کي تحریک کرتے ہوئے مسٹر اسکوتھہ وزیر اعظم انگلستان نے کہا کہ " اس بے مقصد جرم کي خبر (جس نے لاکھوں انسانوں کو غمگیں بنادیا ہے) دنیا سکندہ میں پہونچي ہے ' مسٹر بونر لا نے تائید کي ' رزولیوشن پاس ہوگیا -

* * *

اشجع بعت الشجا

مسٹر ایسکوتھہ کي تعزیتي تقریر سے ہمیں بلقان کے وہ صدہا خاندان برباد مسلمان خاندان یاد آگئے ' جنکي خاتونیں بے عصمت کي گئیں ' بچے نمایشي جنگ کے پھلوں کي طرح کاٹے گئے ' اور مرد بندوقوں اور سنگینوں کا نشانہ دغائے گئے ' اور " نار آوري امید " کے مقولے کے تر قیامت ہي کي نمک پاشي کي - پس اسوقت ہم بھي مسٹر ایسکوتھہ کی طرح پر عمان ہیں ' بلکہ اُن سے زیادہ ' انکے صرف ایک داغ لگا ہے ' اور یہاں داغ مجسم ہیں ' ممکن تھا کہ ہم بھي ہندوستان کے بعض اجیر نوحہ گروں کي طرح ماتم کي صفیں بچھاتے اور نوحہ کرتے ' اور اگر ہم ماتم کرتے ' تو غالباً مسٹر مرصوف سے زیادہ درد انگیز و جگر دوز طریقے سے کرتے ' مگر خداے عزیز و جلیل فرماتا ہے کہ :-

انما ینہاکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاہروا علی اخراجکم ان تولوہم ومن یتولہم فاولئک ہم الظالمون

اللہ تم کو ان ہی لوگوں سے دوستي کرنے سے منع کرتا ہے ' جن لوگوں نے تم کو دین کے واسطے قتل کیا ہے ' اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ہے ' اور تمہارے نکالنے میں مدد دي ہے ' جو لوگ ان سے دوستی کرتے رہ ہي (مسلمانوں کے حق میں) ظالم ہیں -

اس بنا پر ہمارا عقیدہ ہے کہ صلیبي مجاہد کي عزاداري کرنا خدا قادر و قہار کي اور اسکے ملائکہ کی لعنت کا مستوجب ہونا ہے ' پس ہم نہیں چاہتے ' کہ دنیاوي بادشاہ کے لیے آسماني بادشاہ کي لعنت کے مستوجب ہوں ' اور عالماً ہمارا دنیاوي بادشاہ بھی نہیں چاہتا ' کہ ایسي عزاداري میں شریک ہوں جسمیں شریک ہونا مذہباً ہمارے لیے حرام ہے -

کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ

حق کي فتح

یونیورسل تیپرنس

الحمد للہ ہنگامہ باطل پرستی میں مظلوم حق کي صدا بیکار نہیں گئی ' یونیورسل ٹیمپرنس ٹرت گیا ' ورتیشن کمیٹي از سر نو کام کریگي ' یہ دوسرا دفعہ ہے ' کہ قلت کو کثرت پر حریف کو استعداد پر اور حق کو باطل پر فتح ہوئی ہے ' ان می ذالک لایۃ لقوم یعقلون -

جلسہ لیگ

ہماري تو شروع ہي سے راے تھي ' کہ جب تک لیگ کے قوام میں استبداد پرست ارباب زر کا عنصر غالب ہے ' اسوقت اسکي اصلاح سے قوم مایوس رہنا چاہیے ' ابکي جلسہ سے معلوم ہوا ' کہ قوم اس نکتہ کو ایک حد تک سمجھنے لگي ہے ' حاضرین کي تعداد غیر معمولي طور پر کم تھي ' پبلک نے تو گویا بائیکاٹ ہي کردیا تھا -

" سیلف گورنمنٹ " کے ساتھہ " سوت ایل " کي قید پاس ہوگئي اور کیوں نہ ہوتي -

خود کردہ را دوا نیست

ہم آئندہ نمبر میں ان شاء اللہ العزیز اپنے افکار زار اظہار کرینگے -

الهلال

۱۷ ربیع الثانی ۱۳۳۱ هجری

الحرب

(۱)

قدیم اور انسان کی ابتدائی حالت

قدیم ترین زمانے میں انسان کی غذا کی حالت وہ تھی' کہ درختوں کے برگ و بار اور خودرو نباتات کھاتا ' اور چشموں اور دریاؤں کا پانی پیتا تھا' جب یہ چیزیں ختم ہو جاتیں' تو انکی دیابت کمزور اور سریع الحصول حیوانات کرتے ' انسان انکو پکڑ لیتا اور کچا کھا جاتا ' کچا اسلیے' کہ اسوقت من طبخ عالم وجود میں نہیں آیا تھا ' جب جانور بھی ختم جاتے تو اُس جگہہ کو چھوڑ کے کسی اور جگہہ چلا جاتا '

قیامگاہ کے لیے وہ ہمیشہ قرب آب کو ترجیح دیتا تھا ' تاکہ پینے کے لیے پانی' اور کھانے کے لیے خودرو درخت اور پانی پینے کے لیے آنے والے جانوروں کے کامی دیرہ تک اسکا دست رس رہے ' اس طرح عرصہ تک انسان خانہ بدوشانہ زندگی بسر کرتا رہا ' اس عرصہ میں کبھی کبھی ایسا بھی ہوا ' کہ اتفاق سے دو یا دو سے زیادہ خاندان ایک ہی وقت میں ایک ہی مقام پر پہنچے -

انسان خود کام پیدا کیا گیا ہے' اسلیے بمقتضاے فطرت ہر خاندان کی خواہش ہوئی ' کہ وہی اس جگہہ مرکز کش ہو' انمیں سے ہر ایک نے چاہا ' کہ دوسرا چلا جائے' مگر خود نہیں گیا - زبانی گفتگو ہوئی ' مگر کچھہ طے نہ ہوا ' بات بڑھی ' اور قدرتی سادہ ترین ہتھیار یعنی دانت ' ہاتھہ' اور پیر کام کرنے لگے - (غالباً) دنیا کی سب سے پہلی جنگ اسی طرح وقوع پذیر ہوئی -

ایسا ہارہا ہوا ' کہ غذا کی ضرورت ہوئی ' جستجو کی' مگر کامیابی نہیں ہوئی' یا ایسے وقت ضرورت ہوئی' جسوقت کہ جستجو ناممکن تھی- ان تلخ تجارب نے انسان کو حفظ ما تقدم کے لیے غذا جمع کرنے کی تلقین کی ' کچھہ صدیاں اسی حالت میں گذریں - اس عرصہ میں انسان نے تمدن میں ترقی کی' اور ضروریات اور گردو پیش کے حالات کی رہنمائی سے زراعت اور جانوروں کی پرورش شروع کی - خشک سالیوں اور امراض نے انسان کو بتایا' کہ احتیاط یہ ہے' کہ جسقدر زیادہ اسباب زندگی پر قبضہ ہوسکے کرلیا جائے - اس جذبہ نے فطرتی خود کامی کے ساتھہ آمیز ہو کے ' یہ خیال پیدا کیا ' کہ اگر ممکن ہو تو' ان اسباب زندگی پر بھی قبضہ کرلیا جائے' جو دوسروں کے زیر تصرف ہیں- اسکے لیے ضرورت قوت کی تھی' اسلیے ہر خاندان نے اپنے اور اپنے رشتہ دار خاندانوں کے ارکان سے جتھے تیار کیے' اور دوسروں کے زیر تصرف اسباب زندگی پر یورش کرنے لگے -

نسل میں افزایش ہوئی ' اسکے علاوہ چھوٹی چھوٹی جماعتیں حملہ یا مدافعت کو کامیاب بنانے کے لیے' متحدہ کوششیں کرنے لگیں - اسطرح چھوٹی چھوٹی حملہ آور ٹولیوں نے بڑی بڑی فوجوں کی شکل اختیار کرلی ' اور معمولی حملہ کے بدلے اب بڑی بڑی جنگیں برپا ہونے لگیں - اسوقت ایک ایسے شخص کی ضرورت محسوس ہوئی' جو اُن ہزاروں مقاتلین کو اوا سکے- ظاہر ہے کہ اس منصب کا مستحق وہی ہوسکتا ہے' جو اوروں سے زیادہ شجاع' زیادہ دانشمند' اور اُمور جنگ سے زیادہ باخبر ہو-ممکن تھا کہ نوجوانوں میں دانشمند تر اور شجاع تر ملجائے' مگر اسکا کیونکر اطمینان ہوتا ' کہ جوش شباب انہیں شجاعت کے حدود سے نکال کے' تہوّر کی حد تک نہ لیجائیگا - اسکے علاوہ دانشمندی تجربے کی بنا پر ہے' اسلیے یہ خدمت ان سالخوردہ افراد کے سپرد کی گئی ' جو شجاعت و دانشمندی کے ساتھہ تجربہ کاری کی صفت بھی رکھتے تھے -

ایک شخص کی چشم و ابرو کی گردش پر ہزاروں انسانوں کا جنبش کرنا ' انسانی حیات کا سب سے بڑا مظہر ہے- شیوخ قبائل نے خدمت سالاری حاصل روائی کے لیے لی تھی' مگر اب شان و عظمت افسری سے جو رونق آشنا ہوے' تو اسکو سالاری میں لطف آنے لگا- مقاتلین نے جنگ ضروری سمجھی' مگر جب فتح و ظفر نے اسکو سربلندی سے روشناس کیا ' تو شیوخ کی طرح انکو بھی جنگ میں لطف آنے لگا ' نتیجہ یہ ہوا ' کہ اب جنگ اسباب زندگی کے بدلے جلال سالاری اور لطف سربلندی یا بالفاظ دیگر کشور ستانی اور حکمرانی کیلیے ہونے لگی -

سرچشمۂ جنگ

نیپولین کہتا ہے " جنگ ایک وحشیانہ حرکت ہے " بالفاظ دیگر جنگ کا سرچشمہ وحشت ہے - ممکن ہے کہ سرچشمۂ جنگ کی بابت نیپولین کی رائے صحیح ہو' مگر جہاں تک ہماری رائے کی پروا ہے' یہ خیال صحیح نہیں- دنیا ہزاروں برس آگے نکل آئی ہے ' یورپ میں آداب علم نصف النہار پر ہے ' خروش تمدن و تہذیب سے کارزار ہستی پر آہنگ ہے' یادگار ہاے وحشت کے محو کرنے کے لیے عرقریز کوششیں ہو رہی ہیں ' وحشت اور وحشیانہ سے ہر شخص (غلط یا صحیح طور پر) تنزہ کر رہا ہے' مگر با این ہمہ ' بقول ایک تشبیہ طراز کے " یورپ آخری اشارہ جنگ کی منتظر مسلح اقوام کا کیمپ ہے - "

پس اگر جنگ کا سرچشمہ وحشت ہوتی' تو آج کم از کم یورپ سے جنگ کا تمام سازو سامان محو ہو جاتا' حالانکہ اس متاع کی سب سے بڑی منڈی وہی ہے !

اب سوال یہ ہے' کہ اگر جنگ کا سرچشمہ وحشت نہیں' تو پھر کیا ہے ؟ موجودہ علم الاخلاق کا یہ ایک بنیادی مسئلہ ہے' کہ خود کامی اور خود درستی (Self love) نوع انسانی میں در عالمگیر جذبے ہیں دنیا میں ایک شخص بھی ایسا نہیں ملیگا ' جو خود درستی سے خالی ہو' یہی خود درستی اور خود کامی فطرتی طور پر باہمی منافست و تصادم کا باعث ہوتی ہیں - اور ہر قوم ' ہر جماعت ' ہر خاندان ' بلکہ ہر فرد یہ چاہتا ہے ' کہ دنیا کی بہترین چیزیں صرف اسی کے قبضہ میں رہیں ' اور اگر نہیں ہیں' تو آجائیں -

افسری و سیادت کو پر خطر ہیں' مگر دلکش ہیں' گو موجودہ حالت میں اہل ہند اسکا اندازہ نہیں کرسکتے -

انسان کی خود درستی و خود کامی اسکو ترغیب دیتی ہے' کہ جسطرح ممکن ہو' لطف سیادت سے بہرہ یاب ہو - پس درحقیقت

جنگ کا سرچشمہ وحشت نہیں بلکہ "خود کامی" ہے' جسکے پیش نظر کبھی "اسباب زندگی" اور کبھی "امیری و سیادت" ہوتی ہے -

تمدن و جنگ

تمدن مانع جنگ ہے یا محرک جنگ ؟ یہ ایک سوال ہے' جس پر بارہا خامہ فرسائیاں ہو چکی ہیں' تاہم بحث جواب کے لئے' پہلے دو امور پر غور کر لینا ضروری ہے .

(۱) اسباب جنگ کیا ہیں ؟

(۲) تمدن کا ان پر کیا اثر پڑتا ہے ؟

ہم نے ابھی بیان کیا ہے' کہ جنگ کا سرچشمہ " اسباب زندگی" یا " سیادت " کے لئے انسان کی خود کا مانہ کوشش ہے - تمدن نے زندگی کو نہایت پُر تکلف اور گراں کر دیا ہے ' اور یہ ظاہر ہے ' کہ زندگی جسقدر پُر تکلف ہوتی جا لیگی' اتنی ہی زیادہ اسباب زندگی کی ضرورت ہوگی اور جسقدر زیادہ ضرورت ہوگی ' اسی قدر اسکے لئے انسان زیادہ سرگرمی سے کوشش کریگا -

سیادت کا آغاز فرق مراتب سے ہے ' اور فرق مراتب کا آغاز تمدن سے - جب تک کوئی قوم متمدن نہیں ہوتی ' اسوقت تک تمام افراد یکساں حیثیت سے رہتے ہیں' لیکن جسقدر انمیں تمدن آتا جاتا ہے ' اسی قدر فرق مراتب پیدا ہوتا جاتا ہے ' اور جسقدر فرق مراتب واضح ہوتا جاتا ہے' اسیقدر جاہ پسند افراد میں سیادت طلبی کا شوق پیدا ہوتا جاتا ہے -

تم اگر ایک محض وحشی قبیلے میں جاؤ' تو نشست و برخاست ' گفتار و کردار' وضع و قطع ' غرض کسیطرح سے بغیر دریافت کے یہ نہ معلوم کر سکوگے ' کہ ان میں شیخ القبیلہ کون ہے ؟ لیکن اب اگر کسی گاؤں میں جاؤ ' تو وہاں تمہیں عام آبادی میں کچھہ فرق نظر آلیگا - گاؤں سے کسی قصبے میں جاؤ وہاں فرق کیسیقدر زیادہ نمایاں معلوم ہوگا' اور پھر شہر میں اس سے زیادہ' اور اگر کسی دربار شاہی میں جاؤ گے' تو فرق مراتب کا ایک محیر العقول طلسم زار دیکھوگے !

غور کرو کہ صحرا ' گاؤں ' قصبہ ' شہر اور دربار میں بعض امور مشترک ہیں اور بعض مفترق ہیں - امر مشترک یہ ہے ' کہ ہر جگہ بالا دست و زیردست ہیں' اور امر مفترق یہ ہے' کہ بعض جگہ بالکل تمدن نہیں' بعض جگہ تمدن ہے ' مگر ناقص' بعض جگہ کامل تر' اور بعض جگہ (اس زمانہ کے اعتبار سے) کامل ترین ' جہاں تمدن نہیں ہے ' وہاں درنوں طبقوں کا فرق غیر ظاہر' جہاں تمدن کم ہے' وہاں ظاہر ہے مگر کم' جہاں پورا تمدن ہے' وہاں پوری طرح یہ فرق ظاہر ہے - پس اس سے صاف ظاہر ہوگیا ' کہ تمدن سیادت طلبی کے لیے محرک ' اور باعث ہے - اس علم کے بعد' کہ تمدن اسباب جنگ کو کم کرنے کے بدلے بڑھانے والا ہے' بآسانی فیصلہ کیا جا سکتا ہے ' کہ تمدن مانع جنگ ہے یا محرک جنگ ؟

ایک بدیہی شہادت

یورپ کے تمدنی تقدمات اسقدر روشن ہیں' کہ اُن کے بیان کی ضرورت نہیں' لیکن با ایں ہمہ جنگ کی بابت اسکی کیا حالت ہے ؟ اسکا جواب ایک مشہور نقاد مورخ کی زبانی یہ ہے :

وہ (Self-love) متمدن اقوام میں غیر متمدن اقوام سے قوی تر ہے' کیونکہ علم انسان کے دائرۂ عقل کو وسیع' اور مطالب کو کثیر کردیتا ہے' جسکی وجہ سے اسکے ضروریات بھی بڑھ جاتے ہیں ' اور اسکو کشاکش کے لیے مجبور کرتے ہیں - وہ قومیں جو اپنی فطری حالت میں باقی ہیں' باوجودیکہ تاخت و تاراج اور یورش و جنگ میں گذرتی ہوئی ہیں ' لیکن پھر بھی اُن میں ایسے اخلاق پائے جاتے ہیں' جو طمع کی شدت کو کم کردیتے ہیں - میری مراد اس سے وہ عادت ہے' جسکو (Chivalry) (۱) کہتے ہیں' یہ عادت خونریزی اور جنگ کے موقوف کرنے میں بھی' بارہا اسیطرح کامیاب ہوئی ہے' جسطرح کہ بارہا جنگ کا سبب ہوئی ہے -

متمدن اقوام کی جنگ تمامتر شخصی مطامع پر مبنی ہوتی ہے' انمیں " شیر الیری" کا مطلقاً وجود نہیں ہوتا' چنانچہ اسی بناء پر لوگ کہتے ہیں کہ "سیاست کے دل نہیں" -

" متمدن قوموں میں ہر قوم اپنے ہمسایوں کی طرف حسد کی نگاہ سے دیکھتی رہتی ہے' اگر اسکی قدرت میں یہ ہوتا' کہ وہ سب کو اپنے زیر نگیں کرلے' تو ہرگز دریغ نہ کرتی' مگر چونکہ یہ اسکے بس میں نہیں ہے' اسلیے وہ بلی کی طرح دبکی ہوئی' ہر ایسی فرصت کے انتظار میں بیٹھی رہتی ہے' جسمیں وہ اچک کے کسی شہر پر قبضہ کرلے اور اپنے حدود سلطنت کو وسیع کرسکے - یہ صحیح ہے' کہ وہ کسی عذر کے بغیر تلوار نہیں نکالتی ' مگر اکثر عذر مرضی اور غلط ہوتے ہیں " -

" جب کوئی سلطنت دوسری سلطنت کا کوئی ملک لینا چاہتی ہے ' تو پہلے وہ یہ دیکھتی ہے ' کہ وہ اس پر غالب آسکتی ہے یا نہیں ' اگر غالب آسکتی ہے ' تو پھر کوئی نہ کوئی عذر تلاش کر لیتی ہے' اور اس عذر کی بنا پر اعلان جنگ کر دیتی ہے' لیکن اگر غالب نہیں آسکتی' تو اس سے قوی تر عذروں کے موجود ہوتے ہوئے بھی جنگ کا نام نہیں لیتی " -

جنگ کے لیے سب آوردی

حاصل نقاد کے جنگ کے لیے متمدن اقوام کی سبب آوردی کی بابت جو کچھہ لکھا ہے ' گو وہ حرف بحرف صحیح ہے ' مگر تاہم چند مثالوں کا طالب ہے -

* * *

ہندوستان دنیا کی تمام حوصلہ مند قوموں کا منظور نظر رہا ہے - عہد قبل تاریخ سے لیکے اسوقت تک ہر عالی حوصلہ قوم نے اسکے حاصل کرنے کی کوشش کی ہے - اسلیے کوئی وجہ نہ تھی' کہ فرانس کو اسکا خیال نہ ہوتا' اس کے علاوہ وہ ایک مدت تک بعض قلعات پر حکومت بھی کرچکا تھا - مصر ہندوستان کی کنجی ہے' اور بجائے خود بھی سرسبز اور زرخیز ملک ہے ' ان گونہ گوں ترغیبات کی وجہ سے فرانس کے اولوالعزم جنرل نپولین کے دل میں فتح مصر کا خیال پیدا ہوا - اس نے فرانسیسی حکومت کے ممبروں کی ایک مجلس مدعو کی' جسمیں فتح مصر کا ارادہ ظاہر کیا ' وجوہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ " وہ (مصر) دنیا کی سرسبز ترین زمینوں میں سے ہے ' اور ہندوستان کا راستہ ہے " دیگر ممبران حکومت نے اس تجویز سے اتفاق کرنے میں تردد کیا ' تو نپولین نے کہا' کہ اگر اسکی تجویز سے اتفاق نہ کیا گیا' تو وہ اپنے عہدے سے مستعفی ہو جائیگا ' مجبوراً جزیر مصطور کی گئی ' نپولین دنیا لیکے اسکندریہ کے ساحل پر آیا ' لیکن داخل ہوا' تو باشندوں میں ایک فرمان اس مضمون کا شائع کیا کہ " ہم اسلیے یہاں آئے ہیں' کہ تمہارے ظالم حکمرانوں کے پنجے سے تم کو نکالیں اور فرانسیسیوں کے ساتھہ جو بد سلوکیاں انہوں نے کی ہیں ' انکا انتقام لیں " -

---

(۱) (Chivalry) در اصل ایک فرانسیسی مؤنث کلمہ (Chevalier) ہے' جس کے اردو قالب میں آئے یہ ضرورت اختیار کر لی ہے -

"وہر الذکر ایک فرانسیسی اسم صفت (Chevalier) کا حاصل صفت ہے' اس اسم صفت کے معنی اولیں اسپ سوار اور معنی ثانی نائٹ کے ہیں - نائٹ ہی کے عناصر ثلاثہ تین صفات سمجھے جاتے تھے (۱) نیک نہادی (۲) بسالت (۳) اخلاقہ باری میں چابکدستی -

شیر الیری کے معنی ثانی ان صفات ثلاثہ کا مجموعہ ہیں - عربی میں اسکا ترجمہ اریحیت و نجدت دو لفظوں میں ہوا ہے - ۱۲ منہ

جزائر العرب ایک زر خیز ملک ہے - فرانس کی دیرینہ آرزو تھی ' کہ وہ اسکی نو آبادیوں میں آجائے ' مگر اسکے لیے فرصت کا منتظر تھا ' نپولین نے جب مصر فتح کرنا چاہا ' تو اسکے لیے الجزائر کے ایک یہودی مہاجن سے کچھ روپیہ قرض لیا ' قرض کی ادائگی میں عمداً دیر کی گئی - ایک دن فرانسیسی قونصل امیرالجزائر کے پاس بیٹھا تھا ' قرض کا ذکر آیا ' تو فرانسیسی قونصل نے کوئی سخت نامناسب لفظ استعمال کیا ' جس پر امیر کو غصہ آگیا ' امیر کے ہاتھ میں ایک پنکھا تھا ' اس نے وہی پنکھا قونصل

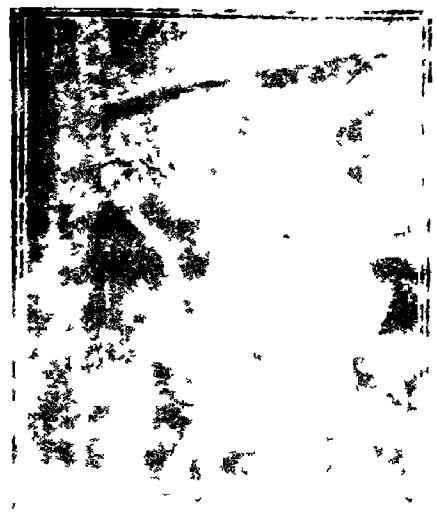

امیر الجزائر فرانسیسی قونصل کو پنکھے سے مار رہا ہے

کے منہ پر مارا قونصل نے اسکی اطلاع اپنی حکومت کو کی ' جزائر پر جنگ کیلیے یہ علت کافی سے زیادہ تھی ' فوجکشی کی گئی اور فتح کرلیا گیا -

* * *

سنہ ۱۸۹۲ سے قبل تک تو تمام مورخین جنگ فرانس و پرشیا کا ذمہ دار فرانس کو قرار دیتے تھے ' مگر اسکا اصلی ذمہ دار کوئی اور تھا ' اور جو تھا بعد کو خود اس نے اقرار کرلیا -

اسی احمال کی تفصیل یہ ہے ' کہ فرانس اور جرمنی میں جب اسپین کی بابت اختلاف پیدا ہوا ' تو فرانس نے مرسیر (بینیڈیٹی) کو شاہ پرشیا سے ملنے کیلیے بھیجا ' مرسیر مذکور شاہ پرشیا سے ۹ جولائی سنہ ۱۸۷۰ ع کو (ایمس) میں ملے -

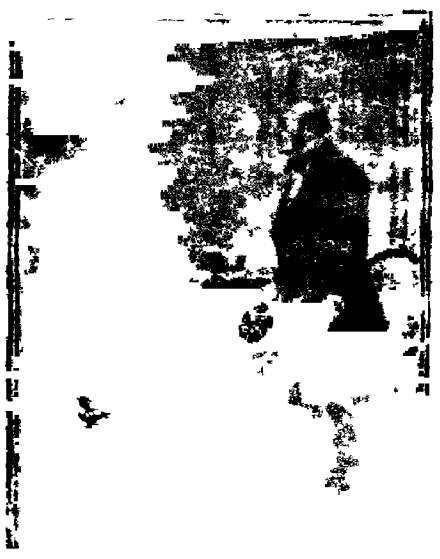

مسیو فرانس شاہ پرشیا سے گفتگو کررہا ہے

اور اختلاف انگیز نقطہ کے متعلق گفتگو کی ' شاہ نے مرسیر کو جواب نامنظوری کی صورت میں دیا ' مگر ایسے الفاظ میں جنمیں توہین کا شایبہ بھی نہ تھا - (بسمارک) کو معلوم تھا ' کہ شاہ کا جواب نامنظوری ہوگا ' لیکن وہ چاہتا تھا ' کہ جواب کا لہجہ سخت ہو ' تاکہ فرانس کو غصہ آئے ' اور جنگ کا آغاز اسی کی طرف سے ہو - جب بسمارک کو شاہ کے لطف آمیز جواب کا علم ہوا ' تو اس نے سخت پیچ و تاب کھایا ' اور سوچنے لگا ' کہ اسکے متعلق کیونکر کیا چاہیے ؟ (مکسمارک) اپنے (مکالمات حضوصیہ) میں جو اسکے مرنے کے بعد شائع ہوئی ہیں ' لکھتا ہے " میں نے ارادہ کیا ' کہ اپنے عہدہ سے استعفاء دیدوں ' میں نے ایک پارٹی دی جس میں مارشل (مولٹک) اور (روں) کو مدعو کیا - ہم لوگ کھانے کی میز پر تھے ' کہ تار والا آیا ' اور مجھے ایک تار دیدیا - اس تار پر شاہ کے مشیر خاص کے دستخط تھے - اور (ایمس) سے آیا تھا ' جب اسکا مضمون پڑھا گیا ' تو میں نے دیکھا ' کہ سفیر فرانس کے معاملہ میں شاہ کی حرروی سے ' میرے تمام مہمانوں کے چہروں پر غم کے آثار نمایاں ہونے لگے ' اور کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا ' میں نے تار کئی مرتبہ پڑھا ' شاہ نے مجھے اس تار کے اشاعت کی اجازت دیدی تھی ' میں نے فوراً قلم اٹھایا ' اور ایک فقرہ کاٹ کے اسکی جگہ دوسرا فقرہ بنادیا ' جس سے تار کا اثر بالکل بدلگیا ' اسکے بعد میں مارشل (مولٹک) کی طرف متوجہ ہوا اور فوج پر اعتماد جنگ کے نتیجے ' اپنی مہمات اور تیاری کی تکمیل تک انتظار و امہال ' کے متعلق چند سوالات کیے ' مارشل مذکور نے سب کے جواب میں یہ کہا کہ " اگر جنگ ناگزیر ہے ' تو پھر عجلت بہتر ہے ' کیونکہ التواء ہمارے لیے خطرات انگیز ہوگا " اسکے بعد میں نے انکو ترمیم شدہ تار سنایا ' تار کے سنتے ہی انکی شکنہائے پیشانی صاف ہونے لگیں ' میں نے ان سے کہا کہ یہ تار نصف شب سے قبل فرانس پہنچ جائیگا - اسکا اثر عام فوج کے برانگیختہ ہوگا - ہماری کامیابی اس امر کے ساتھ وابستہ ہے ' کہ ہمارے مقابلے میں اعلان جنگ کیا جائے . . . تاکہ ہم یورپ میں عالی الاعلان کہسکیں ' کہ ہم حملہ آور نہیں ' بلکہ مدافع ہیں "

* * *

اہل ٹرانسوال کے پیغام صلح کے جواب میں لارڈ (سالیسبری) نے تو یہی کہا تھا کہ " اہل ٹرانسوال نے اعلان جنگ کیا " مگر راست گو مورخین اعلان کرتے ہیں کہ " ٹرانسوال کے متعلق انگلستان کی نیت عرصہ سے خراب تھی ' وہ عمداً اہل ٹرانسوال سے ہمیشہ جھگڑتا رہتا تھا ' تاکہ وہ مجبور ہوکے اعلان جنگ کریں ' چنانچہ ایسا ہی ہوا ' جب اہل ٹرانسوال کی پریشانی نا قابل برداشت حد تک پہنچگئی ' تو انہوں نے مجبوراً اعلان جنگ کیا

خسائر جنگ

خسائر جنگ کا اندازہ نہایت دشوار ہے - جنگ میں صرف جان و مال ہی ضائع نہیں ہوتے ہیں ' بلکہ کاروار کی اجتماعی و اخلاقی حالت پر بھی اثر پڑتا ہے - چنانچہ ہیپرلیس کہتا ہے کہ " جنگ میں اخلاقی قوی اسقدر گرجاتے ہیں ' کہ اسمیں اور جسمانی قوی میں ۳ اور ۴ کی نسبت زیادتی ہے " تاریخ کے قدیم ترین زمانہ سے لیکے اسوقت تک تخمیناً ۱۶۰۰ عظام الشان جنگیں ہوئی ہیں - جنمیں سے صرف قرون وسطی کی جنگوں میں تخمیناً ۱۶ ارب ۸۶ کروڑ آدمی کام آئیں - بالفاظ دیگر جنکی صدیوں میں موجودہ آبادی سے کئی گونہ زیادہ آدمی ضائع ہوئے -

جسطرح کہ جنگ میں کام آنے والی جانوں کا صحیح [illegible] نہیں کیا جا سکتا ' اسطرح ان مصارف کا بھی صحیح تخمینہ نہیں کیا جا سکتا ' جو سلطنتوں کو دوران جنگ میں برداشت کرنا پڑتے ہیں ' مگر تاہم قرون اخیر کی چند مشہور جنگوں کے خسائر کے متعلق ایک سرسری اندازہ کیا گیا ہے ' جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے -

انگلستان

جنگ کریمیا — ۶ کرور ۹۰ لاکھ پونڈ اور ۲۷ ہزار نفوس -

جنگ جرمن و انگلستان ۱۸ کرور ۲۰ لاکھ پونڈ تعداد نفوس غیر معلوم

جنگ انگلستان و فرانس — ۸۳ کرور ۱۰ لاکھ پونڈ - تعداد نفوس غیر معلوم -

فرانس

جنگ کریمیا — ۹ کرور ۳۰ لاکھ پونڈ اور ۴ لاکھ ۲۴ ہزار نفوس -

جنگ فرانس و پرشیا — ۳۱ کرور ۹۰ لاکھ پونڈ اور ۱۳۸۸۷۰ نفوس -

روس

جنگ کریمیا — ۱۴ کرور ۲۰ لاکھ پونڈ اور ۹۵ ہزار نفوس -

ان چند نامکمل تخمینوں سے اندازہ ہو سکتا ہے' کہ معمولی جنگوں کے علاوہ صرف ۱۶۰۰ مشہور جنگوں میں کتنی جانیں اور کسقدر مال ضائع ہوا ہوگا ؟

مشاہیر یورپ کے اقوال

ان عظیم الشان نقصانات کی ادا پر' مشکل سے کوئی ایسا فلسفی ملیگا ' جس نے جنگ کی نکوشش نہ کی ہو' مگر ایک فلسفی سے جنگ کی نکوشش عجب نہیں' تعجب تو یہ ہے' کہ خود بعض ان لوگوں نے جنگ کو برا کہا ہے ' جنکا شمار دنیا کے مشہور سپہ سالاروں میں ہے ' چنانچہ (نپولین) کہتا ہے کہ " جنگ ایک وحشیانہ اور نوعی حرکت ہے ' جو وہ کتنی ہی شکلیں بدلے ' مگر بہر حال وہ عہد وحشت کی ناگوار یادگار ہے " (ولنگٹن) کہتا ہے :-

" اگر تم ایک دن بھی جنگ کو دیکھ لو' تو خدا سے دعا مانگو' کہ پھر وہ تمہیں روز جنگ نہ دکھائے " اسی کا یہ مقولہ ہے : کہ " جنگ میں شکست سے بدتر فتح ہے " -

ممدومات جنگ

کہا جاتا ہے' کہ تمدن جدید کا یہ ایک وصف امتیازی ہے ' کہ اس میں جنگ بھی پابند قانون ہے ' گو واقعہ یہ ہے' کہ وہ اس باب میں بھی آفتاب اسلام سے ضیاء اندوز ہوا ہے ' جیسا کہ ہم آیندہ نمبر میں بشرط فرصت دکھائینگے -

ارباب تمدن کا دعوی ہے ' کہ ان قوانین کا مقصد شدائد جنگ کو کم کرنا ہے ' مگر افسوس کہ واقعات اسکی تصدیق نہیں کرتے - ہم دیکھتے ہیں ہر روز مہلک سے مہلک تر اسلحہ ایجاد ہوتے ہیں' پس اگر قوانین' جنگ کی غرض اصلی شدائد کی تخفیف ہوتی' تو ان اسلحہ کی ایجاد یا کم از کم استعمال ممنوع ہوتا -

اصل یہ ہے' کہ تمدن و قانون ناہمدگر لازم و ملزوم ہیں ' جن قوموں میں تمدن بالکل نہیں - انمیں کوئی قانون نہیں ' اور جن قوموں میں جسقدر تمدن ہے ' اسی قدر قانون بھی ہے - چونکہ قرون اخری میں تمدن نے غیر معمولی ترقی کی ہے ' اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوا ' کہ قانون نے بھی اسی قدر ترقی کی ' اور صلح سے گزر کے جنگ تک پہنچگیا ' اور رفتہ رفتہ تمام زندہ قوموں کی زبانوں میں اس موضوع پر بھی ایک معقول ذخیرہ ادب تیار ہو گیا -

ان تمام قوانین کی تفصیل نہایت طویل ہے' اسوقت ہم ممنوعات جنگ میں سے چند دفعات نقل کردیتے ہیں -

(۱) ہتیار رکھدینے کے بعد دشمن کو رحمی کرنا -

(۲) رہنماؤں پر حملہ کرنا -

(۳) دشمن کی طرف سے جب امان طلب کیجائے تو اسکی منظوری سے انکار کرنا -

(۴) گرفتاری کی حالت میں دشمن کی توہین و تعذیب کرنا -

(۵) دشمن پر اچانک حملہ کرنا -

(۶) ایسے گولوں کا استعمال' جس سے دشمن کے زخمیوں کو بے فائدہ تکلیف ہو -

(۷) زہر میں بجھے ہوے تیروں' پسے ہوے شیشے' یا دم دم کی گولیوں کا استعمال کرنا -

(۸) آتشگیر گولوں کا استعمال' جب کہ مریقین جنگ عیسائی ہوں -

(۹) ایسے گولوں کا استعمال' جن کا وزن ۴ سر کیلوگرام سے زیادہ ہو' یا جنمیں آتشگیر مادے بھرے ہوں (یہ دفعہ سنہ ۱۸۶۸ ع میں سینٹ پیٹرسبرگ کی کانفرنس میں طے ہوئی تھی)

(۱۰) زہر کا استعمال' خواہ کنوؤں ' چشموں' نہروں وغیرہ میں ڈالا جاے' یا کھانے میں ڈالا جاے' یا اسلحہ اسمیں بجھائے جائیں -

(۱۱) بغیر اعلان جنگ کے دفعۃ حملہ کردینا -

(۱۲) حرمت دولدا - (مگر فتح و نصرت کی جھوٹی خبریں شائع کرنا بالکل جائز ہے) -

(۱۳) عہد شکنی کرنا - (جیساکہ اسوقت ریاستہاے بلقان کررہی ہیں)

(۱۴) سامان کی گاڑیوں پر سرخ جھنڈا (جو مریضوں کی گاڑیوں کی علامت ہے) نصب کرنا -

(۱۵) دل تورگ سے کام لینا کیونکہ وہ درندہ ہے -

(۱۶) تجارتی بندرگاہوں پر گولہ باری کرنا -

(۱۷) عورتوں' بچوں' اور بوڑھوں پر تلوار اٹھانا -

ان واقعات میں جو امور ضروری اور سودمند ہیں - وہ بھی ہیں بلکہ اسلام تیرہ سو برس پہلے کہہ چکا ہے -

قوانین جنگ کی رد شکنی

تاریخ بتاتی ہے' کہ جب کبھی دو عنصر مسابق قوموں میں جنگ ہوئی ہے' تو تمام قوانین دفعۃ "رنگلے ہیں' اور قوی قوم نے اپنے حریف کو رک دینے کے لیے ' جو وسائل مناسب معلوم ہوے ہیں' اختیار کیے ہیں - مثلاً بویروں اور انگریزوں میں جنگ ہوئی - پھٹنے والے گولوں کا استعمال قانون جنگ کی رو سے ممنوع تھا' مگر انگریزوں نے استعمال کیا دم دم کی گولیاں سخت مہلک اور ممنوع الاستعمال ہیں' مگر سنہ ۵۷ کے غدر میں' انگریزوں نے استعمال کیں - ہتیار رکھدینے کے بعد حریف کی فوج پر ہتھیار اٹھانا جائز نہیں ' مگر تسلیم پلونا کے بعد آدھہ گھنٹہ تک روسی توپخانے پلونا پر گولے برساتے رہے - تجارتی بندرگاہوں پر گولہ باری ممنوع ہے' مگر اطالیا نے سنہ ۱۱ میں ساحل بیروت پر گولہ باری کی - غیر مسلح جوانوں ' بوڑھوں ' عورتوں ' اور بچوں ' کو قتل کرنا جائز نہیں ' مگر نخلستان طرابلس اور میدانہاے مقدونیہ و تھریس میں بلا تمیز ہر مسلم کو قتل کیا گیا - مختصراً یہ کہ بقول حکیم (سولن) قانون تار عنکبوت ہے جو اپنے سے کمزور کو دبا لیتا ہے' مگر اپنے سے قوی سے ٹوٹجاتا ہے پس واقعہ یہ ہے کہ لاحکم الا القوۃ -

ہم کسی آیندہ اشاعت میں اس عنوان پر اسلامی نقطۂ نظر سے بحث کرینگے -

مذاکرۂ علمیہ

قطب جنوبي

— * —

کپتان رابرٹ اسکاٹ

(۲)

— * —

سنہ ۱۹۱۰ ع کي مہم

امنسڈن کی مہم کے بعد برطانوي انطلاطیقي مہم (جسکے واقعات ہم اس مضمون میں بیان کرنا چاہتے ہیں) روانہ ہوئي - اسکي روانگی کی اطلاع سب سے پہلے ٹائمس نے ان الفاظ میں دي تھی :

" ایک برطانوي انطلاطیقي مہم زیر ترتیب ہے ' جو سنہ ۱۹۱۰ ع تک انگلستان چھوڑدیگي "

کپتان (اسکاٹ) نے سر ارنیسٹ شیکلٹن مکتشف قطب شمالی سے اس مہم کي بابت گفتگو کي - شیکلٹن اسوقت اپني مہم کے بعض اہم علمی نتائج کي تکمیل میں مصروف تھا ' اسلیے اس سے زیادہ نہ کرسکا ' کہ اپنی دلي ہمدردي کا اظہار کرے اور تیاري میں اپني سنہ ۹ - ۱۹۰۷ کی مہم کے تجارب سے فائدہ اٹھانے کا موقع دے - اسکاٹ نے اسکی سرکردگی اپنے ذمہ لي ' اور بحیثیة بحریہ میں اپنے عہدہ سے مستعفي ہوگیا -

ٹیرانوا

ٹیرانوا (Terra Nova) ایک اسکاچ وہیلنگ دخانی جہاز ہے - یہ جہاز سنہ ۱۸۸۴ میں بمقام ڈنڈي (Dundee) بنایا گیا تھا - اور مسرس برونگ برادرس (Messrs Browing Bros) عرصہ تک اسکو آبہاے شمالي میں وہیلگیري میں استعمال کرتے رہے -

ٹیرانوا امارت بحریہ (Admiralty) کي اجازت سے دو ایک بار بحر انطریطق میں بھي اکتشاف کي غرض سے جا چکا تھا -

غرض کچھہ تو اسلئے ' کہ برطانوي ساخت اور برطانوي ملکیت میں تھا ' اور کچھہ اسلیے کہ چند بار مستعمل ہونے کي وجہ سے قابل اعتماد تھا ' ٹیرانوا جہاز ہي خریدا گیا -

چند مستعار رفقاء

یوں تو اسکاٹ کے ساتھہ بہت لوگ تھے ' مگر انمیں قابل ذکر حسب ذیل اشخاص ہیں -

(۱) لفٹنٹ بي - آر - جي - ایونس آر - این - فائف ثانی (Lieut - B. R G. Evnas. R. N. Second - in - command)

(۲) ڈاکٹر ولسن - (Dr. Wilson) رئیس صیغہ علمیہ و عالم علم الحیوان و مصور -

(۳) کیپٹن اوٹیس (Captain Oates) داروغہ یابو خانہ (کیونکہ اسکا تجربہ انکو ہندوستان اور تبت میں ہو چکا تھا -)

(۴) مسٹر میکنٹاش بل (Mr. Mackintash Bell) عالم الحیوان

نقشہ مہم

اسکاٹ کے پیش نظر اس مہم کا جو نقشہ تھا ' اسکا ذکر روانگی سے کسیقدر قبل خود اسکاٹ نے شاہي مجلس علمیہ کے ایک جلسہ میں کیا تھا - اس نے کہا تھا کہ " اسوقت میرے سامنے تین راستے ہیں

(۱) مشہور راستہ جو بیرڈمور گلیشیر (Beardmore Glacier) تک جاتا ہے -

(۲) اس امید پر کہ کوئي نیا برف کا تودہ ملیگا ' مشرق کی طرف ' آگے بڑھوں -

(۳) سیدھا فیرر گلیشیر (Ferrar Glacier) کی طرف بڑھتا ہوا چلا جاوں ' اور وہاں سے جنوب ہوتا ہوا قطب تک پہنچ جاوں - "

گو اسوقت اسکے سامنے تین راستے تھے ' مگر بوجوہ چند اس نے مشہور راستے کو ترجیح دي اور شیکلٹن کے تجارب سے فائدہ اٹھایا -

مہم کي فرد عمل میں بعض دفعات یہ تھے :

دسمبر تک میکمرڈو سونڈ (McMurdo Sound) آجاے ' اور تمام موسم گرما گوداموں کی ساخت اور غذا کی تیاري میں صرف کیا جاے اسکاٹ کو امید تھی ' کہ اخر اپریل تک جماعت کے لیے عمدہ گودام اور ساماں غذا تیار ہو جائیگا -

اسکے بعد جاڑے کے اثناء میں قطب تک پہنچنے کي اخري عظیم الشان کوشش کے لیے تیاري کیجائیگي -

سفر کے تین حصے ہوں -

(۱) جسمیں جنوبي سد اعظم کا جنوب قطع کیا جاے -

(۲) پہاڑي گزرگاہوں کو عبور کیا جاے -

(۳) بلند اور اندروني میدانوں کو طے کیا جاے -

ایک دفعہ یہ تھی کہ اکتوبر اور نومبر سد کے قطع کرنے اور برف کے تودوں پر چڑھنے میں صرف کیے جائیں -

اسکاٹ کو امید تھی ' کہ اوائل دسمبر میں وہ نالائی جنوب تک اور ۲۲ - دسمبر کو (جسوقت کہ آفتاب اپنے انتہائی عروج پر ہوگا) قطب تک پہنچ جائیگا -

روانگي

جب تیاري ختم ہوچکي ' تو شاہی مجلس جغرافیہ نے ایک وداعي جلسہ کیا - صدر جلسہ نے اس جماعت کو خدا حافظ کہتے ہوے کہا -

" یہ وہ بہادر ہیں ' جو انگریزي صفات ' تحمل ' اور استقامت کی درخشاں مثال بنکر ہمیشہ چمکینگے "

غرض مہم کیپٹن اسکاٹ کي سرکردگی میں ۲۹ - نومبر کو نیوزیلینڈ سے روانہ ہوئی -

آمار مشائل

ٹیرانوا نیوزیلینڈ سے ۱۹ نومبر سنہ ۱۰ ع کو روانہ ہوا - ۶ دسمبر کو جب وہ عرض البلد ۶۵ درجے تک پہنچا تو اسکو منجمد برف (Pack ice) ملي - جہاز آگے بڑھا اور ۳۰ دسمبر کو کیپ کروزر (CapeCrozier) سے کسیقدر فاصلہ پر بحر روس (Ross Sea) میں پہنچا - سمندر کی حالت اس قابل نہ تھی ' کہ مہم اُتر سکتی - جہاز کا رخ میکمرڈو سونڈ کی طرف پھیر دیا گیا - یہ راستہ غیر معمولی طور پر کھلا ہوا نکلا -

رہستاني منزل گاہیں کیپ ایونس (Cape Evans) میں قائم کي گئیں '

آمنڈسن فریم (Frame) میں اپنی جماعت لیے جارہا تھا ' خلیج وھیلس (Whales Bay) میں عین مقررہ طور پر ٹیرانوا اور فریم سے ملاقات ہوئی - جہاز لفٹنٹ کیمپبل (Lieut Campble) کے زیر سر گروھی ایک جماعت اتار کے ' شمال کی طرف لوٹا ' اور اپریل میں نیوزیلینڈ پہنچگیا - جہاز پھر جنوب واپس گیا اور یکم اپریل سنہ ۱۲ کو ۱۹ مارچ تک مہم کی خبریں لیکے نیوزیلینڈ واپس آیا -

۲ نومبر سنہ ۱۲ کو اسکاٹ کے زیر سر گروھی ایک جماعت جنوب کے لئے روانہ ہوئی ' راستہ میں برف کے تودے چھوڑتی جاتی تھی ' تاکہ واپسی میں نشان راہ کا کام دیں ' سد (Barrier) پر مہم کی شرح رفتار ۱۰ میل فی یوم تھی -

۳۱ دسمبر کو ۸ ہزار ۹ سو قدم عروج (Altitude) پر حد ملا -

۲۰ جنوری کو ۱۲ آدمیوں کی ایک جماعت مع ۸ یابوروں اور درکتوں کی ٹیموں کے گودام کی تیاری کے لیے روانہ ہوئی - اس جماعت کی روانگی کے کسیقدر بعد ایرس کے جنوب کی طرف بحر برف (Sea - Ice) پھٹی - اس شگاف نے جماعت اور صدرگاہ میں مراسلت کا راستہ پیدا کردیا - جماعت مختصر اور بار زیادہ تھا ' اسلیے صرف ھٹ پوائنٹ (Hut - Point) سے ۷ میل جانب مشرق ' جنوب ' و مشرق سد برف (Ice - Barrier) پر ایک مرکزی خیمہ کے نصب میں جماعت ۳۰ جنوری تک مشغول رھی -

جماعت نے رسد کا اصلی حصہ اسی خیمہ میں چھوڑ دیا ' اور ھلکے توجھہ لیکے ' ایک مقام کی طرف روانہ ہوئی ' جسکا نام بعد کو کوارٹر کیمپ (Corner Camp) رکھا گیا ' شمال و جنوب کی طرف یہ کوچ قریباً ۲۷ میل کا تھا ' اور جزیرۂ سعید (White Island) کے غاروں سے بچنے کے لیے جنوب کی طرف واپسی سے پہلے کیا گیا تھا -

۸ فروری کو یہ جماعت ڈیپو کی طرف روانہ ہوئی ' رات کو کوچ اور دن کو آرام کرتی تھی ' موسم خاص طور پر ناسازگار تھا - تین یابوؤں کی کمزوری اور لاغری نے ' آگے لیجانے کی اجازت نہ دی ' اسلیے وہ واپس کردیے گئے -

راہ میں شدید برفباری ہوئی ' دو یابو مرگئے ' ایک زندہ بچا ' بعدہ یابوؤں اور کتوں کو لیتے ہوے جماعت ۱۶ فروری کو عرض البلد کے ساڑھے ۸۹ درجے تک پہنچی ' موسم ناسازگار اور جانور مسلوب القوی تھے ' پیشقدمی کی کامیابی موہوم ' اور جانستانی اعلب نظر آتی تھی ' عاقبت اندیشی عداگیر ہوئی ' اسکاٹ نے پیشقدمی کا ارادہ مسخ کردیا ' اور ایک گودام بنائے واپسی کا فیصلہ کیا ' گودام میں ایک ٹن سے زاید سامان رسد رکھدیا -

ایک معرکہ مابین بری

گودام سے فراغت کے بعد ' یہ جماعت کتوں کو لیکے مرکزی خیمہ کی طرف واپس ہوئی ' راستہ میں جزیرہ سفید کے قریب ایک گرشہ ملا - روشنی نہایت کم ' بلکہ نہ تھی ' جماعت نے اسکو قطع کرنا شروع کیا ' دوران قطع میں ایک سخت خطرناک سانحہ پیش آیا '

برفستانی گاڑیوں میں کتے جوتے ہوے تھے ' جزیرہ سفید کے غاروں کے قریب جب یہ گاڑیاں پہنچیں ' تو کتے ان غاروں میں گر پڑے اسوقت حالت یہ تھی ' کہ ایک طرف پل پر گاڑیاں رکی ہوئی تھیں ' دوسری طرف غار میں اکثر کتے لڑھکے تھے ' اور سارے دونوں میں رشتہ اتصال تھا - بالکل ممکن تھا ' کہ کتے زیادہ پھڑکتے اور مع گاڑی کے غار کی تہ پر ہوتے - اسوقت حالت خطرناک نازکی کے اس نقطے تک پہنچگئی تھی ' جہاں حواس پراگندہ ' خاطر آشفتہ ' اور تدبیر آفرینی عقیم ہوجاتی ہے ' مگر اسکاٹ کو آھن اقدامی اور پختہ عزمی کے ساتھہ ' ثبات قلب اور اجتماع حواس سے بھی بہرہ وافر ملا تھا ' تین گھنٹہ کی مسلسل جانفشانی و عرقریز کوشش کے بعد وہ کتوں کے نکالنے میں کامیاب ہوا - ۶۰ قدم کی امتداد کی نے ایک کتے کو بہت بری طرح زخمی کیا تھا ' اسلیے وہ جانبر نہوسکا -

اسکاٹ مرکزی خیمہ آیا ' یہاں آکے دیکھا ' تو صرف ایک یابو اچھا بچا تھا -

۲۴ فروری کو اسکاٹ مع چند آدمیوں اور ایک یابو کے روانہ ہوا - روانگی کا مقصد یہ تھا ' کہ کوارٹر کیمپ میں مزید رسد فراہم کیجائے - واپسی میں ۲۷ کو سخت برفباری ہوئی ' مگر مرکزی خمیہ قریب تھا ' اسلیے ۲۸ کو یہ جماعت خیمے واپس پہنچگئی -

جیسا کہ اسکاٹ نے اپنے روزنامچہ میں لکھا ہے یہاں ایک غیر معمولی طوفان بپا ہوچکا تھا ' جو تین دن تک رہا تھا ' اور جس نے برف کا ایک انبار عظیم جمع کردیا تھا -

یابو کو دیوار ہاے برف کی پناہ میں رکھنے کی کوشش کیگئی ' مگر آندھی کے جھوکوں نے اس کوشش کو بے سود ثابت کیا ' اور مسکین جانور کو سخت تکلیف برداشت کرنا پڑی - ان حالات کی بنا پر اسکاٹ نے بغیر کسی تاخیر کے ' ھٹ پوائنٹ واپس آنے کا فیصلہ کیا -

ایک صدمہ شدید

ایک یابو کو برفباری سے سخت نقصان پہنچا تھا ' ارٹیس ' گرین ' اور اسکاٹ اسکی حفاظت کے لیے پیچھے رھگئے ' اور بارس چیری (Cherry) گیرارڈ (Garrard) اور کرین (Crean) چار نہایت عمدہ یابوؤں کو لیکے کتوں کے پیچھے پیچھے چلے -

یہ جماعت جب ھٹ پوائنٹ کے قریب پہنچی ' تو اسوقت بحر برف میں شگاف پڑھرہے تھے ' یہ دیکھکے وہ فوراً واپس ہوئی ' واپسی میں وہ جنوب کی طرف ۳ میل تک چلی گئی -

جانوروں کی خستگی و ماندگی برابر بڑھ رہی تھی ' یکم مارچ کو ۲ - بجے ماندگی اس حد تک پہنچگئی ' کہ جماعت کو مجبوراً منزل کرنا پڑی -

کرنل ۴ - بجے کا عمل تھا ' کہ ایک خرخراہٹ نے بارس کو بیدار کردیا ' بارس نے اٹھکے دیکھا ' تو معلوم ہوا ' کہ برف کے تودے پھٹ رہے ہیں اور سیلاب کی طرح سرعت کے ساتھہ خیمہ کی طرف بڑھتے چلے آرہے ہیں -

یابوؤں کے باندھنے کے لیے ایک قطار میں میخیں گاڑی گئی تھیں - دیکھا ' تو ایک یابو غائب ہوگیا ہے ' یہ حالت دیکھکے جماعت جنوب و غرب کی منجمد برف کیطرف روانگی کا فیصلہ کیا ' برفستانی گاڑیاں لادی گئیں اور جماعت روانہ ہوگئی - گاڑی کے کھینچنے میں غیر معمولہ دشواری پیش آئی - یابو ایک بہتے ہوے تودۂ برف (Floe) سے اچک کے دوسرے بہتے ہوے تودہ برف پر جاتے تھے اور دوسرے سے تیسرے پر ' وھلم جرا -

دوپہر ہوتے ' جماعت سد (Barrier) کے قریب پہنچی ' اسوقت حالت سنگین سے سنگین تر ہوگئی تھی ' پیچھے گرم تعاقب سیلاب تھا اور آگے سد کی ناقابل عبور دیوار برف ' اس امید پر ' کہ شاید دیوار برف میں کوئی شگاف ملجاے ' راسن مشرق کی طرف گرم سیر ہوا ' اتفاقاً اسکو ایک شگاف ملگیا - جسکے سہارے سے وہ سطح پر چڑھگیا -

اسکاٹ کی تولی نے بیمار یابو کی جان بری کی ہر ممکن کوشش کی ' مگر ناکامی ہوئی - یہ ان سوانح سے بالکل بیخبر تھی ' جو راسن کی تولی کو پیش آئے تھے ' اسلیے جب اسکو اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی ' تو وہ وہاں سے روانہ ہوگئی ' دوپہر سے پہلے وہ لب سد پر پہنچی ' یہاں اسکو غیر متوقع ہولناک منظر نظر آیا ' اس نے دیکھا ' کہ بحر نے ندارد ہے اور سد کی برف پیر کے نیچے

پھنک رہی ہے' یہ حالت ایک عظیم الشان آنے والے سیلاب کی گرد راہ تھی' اسکاٹ فوراً تاڑ گیا' ولسن سے ملاقات ہوئی تو اس نے بیان کیا کہ " عینک کی مدد سے میں نے یابوؤں کو بھر برف میں بھٹکے ہوے دیکھا ہے " اس روایت سے اسکاٹ کے خیال کی تائید ہوئی ' کھنٹہ بھر کے بعد کریں آتا ہوا دکھائی دیا' جب وہ قریب آگیا' تو اس نے اپنی سرگذشت بیان کی' جسکے سنتے ہی ارنیس اور اسکاٹ' کریں کو اپنے ہمراہ لیکے' مغرب کی طرف ولسن کی ٹولی کے بقیہ اعضاء کو نکالنے کے لیے روانہ ہوے -

ایک خلیج کے گرد انھوں نے چلنا شروع کیا' چلتے چلتے ۶ بجے شام کو خوش قسمتی سے گم شدہ ٹولی نظر آئی -

اب موجیں تہ نشین ہوگئیں تھیں اور شمال و مغرب کی طرف منجمد برف کا بہتا ہنگامی طور پر موقوف ہوگیا تھا

آلپین (ایک قسم کا درخت ہے) کی رسی کے ذریعہ سے تمام آدمی بغیر کسی دقت کے نکال لیے گئے - کام رات کو بھی جاری رہا ' دستانی گاڑیوں اور سامان کے نکال لینے میں بھی کامیابی ہوئی ' یابو ۳۰ میل کے فاصلہ پر تھے' وہ نہیں نکالے جاسکے ' آخر شب کو قریباً ۳ بجے منجمد برف میں پھر حرکت شروع ہوئی' ۸ بجے' صبح کو پھر یہ حرکت سکون سے بدلگئی' اب یہ لوگ شمال کی طرف روانہ ہوے ' یہ دیکھکے کہ یابوؤں نے اپنے نکالنے کی غیر معمولی جوش کے ساتھہ کوشش کی ہے ' ارنیس اور باورس ایک طویل چکر کاٹکے منجمد برف تک پہنچے' اور باقی لوگ سد کے حصہ زیرین میں خندق کھود نے لگے' بہتے ہوے برف کے تودے نا ہموار اور سطح آب سے بلند تھے' ارنیس' اور باورس نے یابوؤں کو جست کی ترغیب دی ' ایک تو نکل آیا ' مگر دو جست میں ناکام رہے اور غرق ہوگئے' منجمد برف سے پھر شمال کی طرف حرکت شروع کی -

اسکاٹ مع اپنے رفقاء کے روانہ ہوا' ۴ مارچ کو یہ لوگ کیسل راک (Castle Rock) سے مشرقی پہاڑیوں پر چڑھے' اور ۵ کو بعونت ملک پرانڈنٹ پہنچگئے -

اس سفر میں تین نہایت توانا اور قوی ہیکل یابو ضائع ہوگئے ' جیسا کہ اسکاٹ نے اپنے روزنامچہ میں لکھا ہے' ان تین قوی و توانا یابوں کا ضائع ہونا مہم کے لیے ایک سخت صدمہ تھا اور اگر چند اور یابو باقی نہ رہتے تو تمام نقشہ درہم برہم ہو جاتا -

یہ تمام مصائب ایک موج کا کرشمہ تھے' جو دس میل تک پھیلی ہوئی تھی' اس موج میں کھلی ہوئی برف کے پانی کے علاوہ سد اور خاکستری برف کے ٹوٹے ٹوٹے ٹکڑے بھی تھے' یہاں کی یہ حالت صرف اسی سال نہ تھی' بلکہ سنہ ۱۹۰۲ ع سے یہ ہی حالت رہتی ہے - یہ جماعت تسکوری نائس پہنچی' مگر یہاں دیکھا ' تو مکان کی عجیب حالت تھی' کھڑکیاں ٹوٹی ہوئی اور پشت قلابوں سے نکلے ہوے تھے ' اندر برف سخت (solid ice) پٹی پڑی تھی ' فوراً سب نے ملکے اندر کی برف نکالی ' اور شکستہ مقامات کی ضروری مرمت کی' مرمت کے بعد اس کھلے برستان میں اس مکان نے بڑا آرام دیا -

ایک عرصہ تک ان لوگوں کو انجماد سمندر کا انتظار کرنا پڑا ' اس عرصہ میں انکے دن رمانہ کی وہ حالت تھی ' جو انسان کی آغاز تمدن میں تھی - تین اور چند اور دھاتوں کو ملاکے ایک ایک ناہموار اور بدقوارہ انگیٹھی' اور ایک بھدا اور سادہ چراغ تیار کیا گیا تھا' چراغ میں وھیل کی چربی جلائی جاتی تھی' غذا سیل تھی' جو ایک دور پہاڑی کے قریب ملتی تھی اور وہ بھی بہت تھوڑی' گو ایسا کبھی نہیں ہوا کہ بالکل نہ ملی ہو -

علوم حدیثہ کی ترقی

اور

جرائم و خبائث

—.*.—

علم ایک آلہ ہے ' جس طرح کے ہاتھہ میں ہوگا ' ویسا ہی نتیجہ پیدا کریگا -

علمی ترقی ایک طرف محافظین مال و دولت کیلیے ایسے ایسے طلسمی صندوق اور آہنی الماریاں ایجاد کرتی ہے ' جسکو دیکھکر عقل کو تعجب اور دماغ کو تحیر ہوتا ہے - لیکن ساتھہ ہی دوسری طرف چوروں کے لیے ایسے ایسے آلات عجیبہ اور وسائل نادرہ بہم پہنچا دیتی ہے ' جنکے ذریعہ سے اُس طلسم محافظ کی کنجی وہ ڈھونڈھ نکال لیتے ہیں ' اور جس علم نے مال کی حفاظت کرائی تھی' وہی علم دوسرا دعاب صندوق پر ڈالکر اُسکی قزاقی بھی کرا دیتا ہے !!

* * *

حال میں انگلستان کے ماہرین علوم چوروں نے جس عجیب علمی طریقہ سے ایک صندوق کو کھولنا چاہا تھا ' اسکا تذکرہ آجکل علمی رسائل میں بکثرت کیا جا رہا ہے -

ہالین والڈ کنٹ کے ایک جوہری کے یہاں آہنی الماری کے اندر ۸۰ پونڈ کے قیمتی موتی رکھے تھے' ۳ فروری کی رات کو چوروں کی ایک باقاعدہ جماعت نقب زنی کے بعد' دکان میں پہنچی ' اور بالکل علمی طریقہ پر الماری کے کھولنے کی کوشش کی - وہ یقیناً کامیاب ہوے' مگر تکمیل کار میں دیر ہو گئی' یہاں تک کہ صبح کے چھہ بجے گئے ' عریب جوہری کی قسمت جاگی ' اور پولیس کی موجودگی نے ان ماہرین علم و فن کو ایک قیمتی تجربے کی تکمیل کا موقعہ نہیں دیا -

* * *

نقب زنوں نے سب سے پہلے ایک ہلکے قسم کا خیمہ استعمال کیا ' جو اسی غرض سے اُنکے ہمراہ تھا -

خیمہ اسطرح نصب کیا گیا تھا ' کہ اُس کے اندر دیوار کا وہ حصہ آگیا تھا ' جس کے ساتھہ لگی ہوئی اندر کی طرف آہنی الماری تھی - یہ چادر کمپنی کی ساختہ تھی ' جسکی مضبوطی ' اور کیل پرزوں کا استحکام مسلم ہے -

جب الماری کی دیواروں میں سے راہ پیدا کرنے کی کوشش کامیاب نہیں ہوئی ' تو اس جماعت نے دوسرا طریقہ اختیار کیا - انھوں نے الماری کے ایک رخ کی تہہ پر نہایت سخت اور خوفناک شعلہ باری شروع کردی ' اور علمی اصول سے اسمیں اسقدر اندھا درجہ کی حرارت اور تاریکی پیدا کی ' کہ تھوڑی ہی دیر کے اندر سطح میں ایک بڑا سوراخ پیدا ہوگیا - اتنا بڑا سوراخ' کہ جس سے بآسانی ہاتھہ اندر چلا جائے !

ماہر پر وفسر کا قاعدہ ہے ' کہ حرارت کے پہنچنے سے پگھلکے ' دھار کی سیال صورت میں بہنے لگتی ہے ' اور الماری کے اندرونی اور بیرونی حصے میں حائل ہو جاتی ہے - اسی لیے

[چھ کالم کا بقیہ]

ناداری میں نہایت حقیر چیز کی بھی بہت قدر ہوتی ہے - اتفاق سے وہاں ایک پرانا صندوق ملگیا ' اسکے متعلق اسکاٹ اپنے روزنامچہ میں لکھتا ہے کہ :

" کہ ایک پرانی میگزین کے ایک صندوق کے اکتشاف کا ہم نے بیحد لطف اٹھایا اور اس سے بہت آرام ملا " (باقی آیندہ)

بیسویں صدی کے ترقی یافتہ چور

حر

علمی طریقے سے ایک مستعمل نربی مولادی الماری کے حواس چرا رہے ہیں -

آلماري کی ديوار ميں اسکے عملدد موحد نے دراڑ کي مائر پروفنگ دے دی تھی -

اگر آکسيجن (O11-eH) کی دھار کا رخ کسی ايسي دھات کی طرف، جو پہلے گرم کی جا چکی ہو، پھير ديا جاے، تو قاعدہ ہے کہ دھات بھڑک اٹھتی ہے، اور فوراً آئرن آکسڈ (Iron oxide) کی شکل میں حل ہو جاتی ہے - ايسي ٹيلس (Acetylen) کے ساتھہ آکسيجن کی آميزش اسی غرض سے ہے -

يہ جوڑی جن آلات و وسائل عملدہ کے دريعہ سے کی گئي تھی انکا ايک مرقع انکی اسامی کے ساتھہ عليحدہ صفحہ پر چھاپا جاتا ہے - اسکو بدقت نظر ديکھہ ليجيے -

تصوير ميں دو لمبے چوڑے ہيں - ان ميں سے ايک ميں ايسی گيس ہے اور دوسرے ميں آکسيجن، ان دونوں چوڑوں ميں گيس کی اتني مقدار آسکتي ہے، کہ دو تين گھنٹے تک متصل شعلے نکلتے رہيں - ايسي ٹيلين شعلے پيدا کرتا ہے، اور آکسيجن حرارت کو سخت خوفناک حد تک تيز کردتا ہے -

يہ دونوں گيس دو رنگ کی نالوں سے ہوے، مہتال کے پاس مل جاتے ہيں، اور اپنی متحدہ اور مرکدہ طاقت سے آگ اور بربادی کے ايک ديوتا کی قوت بن جاتے ہيں -

تاہم يہ ايک سخت خوفناک تماشہ تھا - اسی لیے بعضوں نے ايک کيميا وي تجربہ کرنے والے پروفيسر کی طرح، اپنے چہروں کے آگے ادرک کا ايک بحتہ آويزاں کر ديا تھا، تا کہ شعلوں کی حرارت سے آنکھيں محفوظ رہيں - اس بحتے ميں ايک سوراخ تھا، جس کے اندر سے گيس کے نالی کی مہتال داخل کردي گئی تھی -

آپ ديکھہ رہے ہيں کہ فرش پر ايک تاند رکھي ہوئي ہے - اس ميں پاني ہے، اور يہ اسليے ہے، تاکہ آماري سے جو دھار پگھلے تو وہ اسميں آجائے - اگر يہ احتياط نہ کی گئي ہوتی، تو اس مادے سے تمام عمارت ميں آگ لگ ہوتی !

ايسی گيس کا اس غرض سے استعمال حال کی اکتشافات ميں سے ہے، پہلے اسی جگہہ نائٹروگليسرين (Nito glycerine) استعمال کيا جاتا تھا -

آماريکی چول کے سامنے دراڑے کے شگاف ميں گارا بھر ديا گيا تھا - اس گارے ميں ڈائيدو گلدستوں کيليے ايک پيالہ نما ظرف رکھا گيا تھا -

انفجار کے ليے ايک خاص طرح کے فتيلے سے کام ليا گيا تھا -

\+ * *

يہ علم کے کرشمے ہيں، جو محافظ و سارق، فرشتۂ امن اور ديو جنگ، وسيلۂ راحت اور ذريعۂ خسران، دونوں ہے -

الهـــلال کي ايـجنسـي

— * —

ہندوستان کے تمام اردو، دنگلہ، گجراتی اور مرہٹی صفحہ وار رسالوں ميں الہلال پہلا رسالہ ہے، جو باوجود صفحہ وار ہونے کے، دوزانہ اخبارات کی طرح کثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ايک عمدہ اور کامياب تجارت کے متلاشی ہيں تو اپنے شہر کيليے اسکے بحتک لے جائيے -

تصحـــيـح

نمبر ۱۱ کے صفحہ ۱۸۶ ميں نيچے سے پانچويں سطر ميں " علم النفس " کے بدلے " علم وظائف الاعضاء " ہونا چاہيے -

فهـــرست
زر اعانـــۂ دولت علية اسلاميـــه

— ❊ —

(۱۶)

ان الله اشتري من المومنين انفسهم و اموالهم ، بان لهم الجنة

❊

صفحہ ۵ - ۳۶۱ جو بذريعہ ميار علي صاحب سپرنٹنڈنٹ پوسٹ آفس جہلم منگلا ہيڈ ورکس وصول ہوے اور جنکي مجموعی رقم نمبر ۱۳ ميں شائع کي گئي ہے -

	آنہ	پائي	روپيہ
ميں الله دتا	-	-	۲
مستري ڈاکر حسين	-	-	۲
حواجہ فريد علي سب اورسير		-	۱۲
احمد علي ميٹ	-	-	۴
مستري چراغ دين	۴	-	۶
چودھري اکبر خاں	-	-	۲
چودھري ميار علي خاں سپروائزر	-	-	۶۶
همشيرہ صاحبہ چودھري ميار علي خاں	-	-	۵
اهليہ چودھري ميار علي خاں	-	-	۷
مستري محمد شريف	-	-	۱
ميان عبد العني سب اورسير	-	-	۱۸
قاضي سيد احمد سب اورسير	-	-	۱۸
اهليہ صاحبہ قاضي سيد احمد	-	۵	۱۰
ڈاکٹر فضل کريم	-	-	۱۰
خاں محمد ميں اورسير	-	-	۳۰
مولوي رحمت علي سب اورسير	۴	-	۱۱
ميان صدر دين کلرک	-	-	۳
قاضي محمد اعظم کلرک	۸	۶	۲۰
ميان سردار محمد سب اورسير	۴	-	۱۵
ميان عبد الکريم کلرک	-	-	۳
ميان عبد الرحمان پوسٹ ماسٹر	-	-	۳
مستري عطا محمد	-	-	۵
ميان ضيا الدين کلرک	-	-	۵
مستري عبد الکريم	۸	-	۱۵
ميان فضل دين	-	-	۳
ميان فيروز دين ملک	-	-	۲
سردار خاں جمعدار معہ مزدوران	-	-	۲
مستري عالم قادر	۴	-	۵
عالم محمد ميٹ	-	-	۲
نظير ڈنگ ڈرائور	-	-	۱
هنڈو ڈرائور	-	-	۵
خدا بخش ميٹ معہ مزدوران	-	-	۱
ساون لوهار	۸	-	۱
عالم محي الدين فٹر	-	-	۲
عالم قادر فٹر	-	-	۶
مستري محسن خاں	-	-	۵
دادو ڈرائور	-	-	۳
غلام محمد ميٹ و مزدوران	-	-	۵
فيروز دين ڈرائور	۱۴	-	-
روشن دين فٹر	-	-	۲
مستري حسن محمد	-	-	۵
اکرم خاں	-	-	۱
نرسنگ ورکنگ پلس مينڈو	-	-	۱
حساب ڈرائور	-	-	۸
نذير دين ڈرائور	۴	-	۱
رحمت علي ڈرائور	-	-	۲
مراد بخش ڈرائور	-	-	۲
سيف علي ڈرائور	۴	-	۱
ڈھنو ڈرائور	-	-	۶
لوہس ميٹ و مزدوران	-	-	۲
الف دين ٹھيکدار و مزدوران	۸	-	۳
پدرا حجام	۹	-	۵
متفرق معرفت ميان عبد الحي	-	-	۲
ديگر متفرق	۹	-	۷
	-	-	۳

فکاهات

(۱)

لیگ کي دائم المرضي کي عیادت اصلاحي

حضرت لیگ سے اب کي سر منبر یہ کہا * کہ "بس اب "سلف گورنمنٹ" کي تیاري ہے
وہ گئے دن، کہ نہ تھي حق طلبي پیش نظر * اب تو میرے رگ و پے میں یہي یہي ساري ہے
وہ گئے دن، کہ خطاب تھا مرا طور عمل * اب تو ہر بات ہے، وہ شیوۂ خود داري ہے
اگلي اسکیم سے جو کچھ کہ رہا ہے باقي * وہ فقط شیوۂ تعلیم "وفاداري" ہے
میں نے یہ "سوت اہل" کي جو لگائي ہے قید * یہ عجب نکتۂ آئیں جہانداري ہے!
کوئي کہتا جائے، کہ کیا اس میں مسوں کاري ہے؟ * میں نے اس نقطہ میں رکھے ہیں ہزاروں پہلو
ایک حملہ ہے، مگر لاکھ پہ بھی بھاري ہے * آپ جتنا اسے کھینچیں گے لچک جائے گا
سادگي میں یہي وہي شیوۂ عیاري ہے * ہاں تلک کانگرس کا بھي نہ پہنچا تھا خیال
نہ سمجھے گا، کہ نہ یہي کوئي دھاري ہے * ہوتي جاتي ہیں، جو یہ لیگ کي شاخیں قایم
چشمہ فیض ہے، جو چار طرف جاري ہے * الغرض جلسۂ سالانہ کے ہوتے ہوتے
آپ دیکھینگے کہ کیا لیگ کي حیثیت ہے"

* * *

نہ تو سب کچھ ہے، مگر دیکھیے کب تک حالے
بات کرنے کي جو یہ آپ کو بیماري ہے

(نقاد)

---

(۲)

ترکوں کو صلاح ترک یورپ

نہیں کچھ اختیار دوست دشمن اس زمانے میں * کرم فرما جنہیں سمجھے تھے، وہ نکلے ستم آرا
وہ آقا جاں، جنہیں ہندوستاں کے سادہ دل مسلم * کہا کرتے تھے کل تک "نا خدا ہست کشتی مارا"
ہیں لکھتے اج ایک مضمون ٹائمس آف ٹرکي میں * جسے پڑھکر ہر ایک مسلم کا دل ہو نا ہے صد پارہ
وہ لکھتے ہیں کہ "بہتر ہے کہ یورپ چھوڑدے ترکي * اٹھالے جائے ارض ایشیا کو اپنا پشتارا"
نہ کیسي رائے ہے؟ کیوں ہے؟ نہ پوچھو اس معمے کو * یہ ہیں اسرار پنہاں انکے افشاء کا نہیں یارا
مگر کہنا یہ ہے، سنتے ہي یہ مضمون شور اٹھا * بڑھا جوش و خروش ایسا کہ ہر اک شخص للکارا
جہاں دیکھا، جسے دیکھا، مخالف ہي نظر آیا * نہیں دو چار، ہم آہنگ تھا ہندوستاں سارا

* * *

بھري ایک سانس تھذتي اور پڑھا یہ شعر حافظ کا * سنا جب حضرت شیخ نے یہ ماجری سارا
میں اوآں جس روز اوروں کہ یوسف داشت دامستم * کہ عشق از پردۂ عصمت بروں آرد زلیخا را

* * *

کھلا عقدہ نہ اعا جاں کي اس شوري طراري کا * بہت ہم عمل دوزایا کیے، ہر چند سر مارا
نظر آیا بالآخر ایک سیاح جہاں دیدہ * کہ حل کرد او ز نیرو مراسب اس معمارا
کہا اس نے "صلاح ترک یورپ پر تعجب کیوں؟ * مگر شاید نہي داني تو فرہم و ملک اعا را
نہ ایراني ہیں، جو ہیں عاشقاں خانہ برانداز * ہے انکا قول یہ نا وصف ہمت شاہي دارا
اگر آں ترک شیرازي بدست آرد دل مارا * بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

خریداري تمسکات

بہت جھیلے دے دارد مراجوں نے انہیں، لیکن * کسی صورت نہ مقیاس الحرارت کا دیا پارا
یہ بڑھتا جوش جب دیکھا، ترحامي بنکے ترکوں کے * بڑھا کر ہاتھ چندے کا، مسلمانوں کو للکارا
نہ پالیسي، نہ ترکیبیں، ہیں پالیٹکس کے جوہر * کبھي تعریف فرمادي، کبھي دھمکیں کبھي للکارا

(شعاع)

ناموران غزوۂ بلقان

"حمیدیہ" شکستگی کے بعد
قسطنطنیہ جا رہا ہے حصۂ
پیشیں رپر آب ہے ۔

"حمیدیہ" میں کنارہ گذ مربع سوراخ ہوگیا ہے اور قسطنطنیہ
کو واپس جا رہا ہے

"حمیدیہ" مرمت کے بعد

کپتان حسین رؤف کمانڈر "حمیدیہ"

"حمیدیہ" تدسنہ سال جنگ بلقان میں بلغاریا کے مقابلہ میں معرکہ آرا ہوا تھا ۲۲ نومبر کو ایک ضرب شدید کے اسمیں ۱۱ مربع گز کا ایک شگاف پیدا کردیا، جہاز مرمت کے لیے قسطنطنیہ روانہ ہوگیا، رفتار میں اسکی حالت یہ تھی، کہ پانچ ناٹ کے علاوہ تمام جہاز غرق آب تھا ۔

شگاف کا طول و عرض اور رفتار کی حالت دیکھتے ہوے کسی کو بھی یہ امید نہ تھی کہ "حمیدیہ" قسطنطنیہ پہنچیگا، مگر دانا ایں اسکے پختہ کار و دانشمند کمانڈر عالی رؤف حسنین بک نے ۔ ورشدہ ہمت ہاتھ سے نہیں دیا اور ایسی مہارت و چابکدستی کو کام فرمایا، کہ عالمگیر مایوسی کے علی الرغم "حمیدیہ" قسطنطنیہ پہنچگیا ۔

قسطنطنیہ میں اسکی مرمت ہوئی ۔

چند روز تک "حمیدیہ" کے متعلق حلقوں پر خاموشی طاری رہی، ایک دن دفعۃ یہ خبر آئی کہ "حمیدیہ" نے "میسیدونیا" پر گولہ باری کی اور اس خوش اسلوبی سے کی کہ موجد الذکر کے لیے عزو تسلیم کے علاوہ تعریفی ضرورت نہ رہی، اسلیے اس نے اپنے آپ کو ڈبو دیا ۔

حال میں "حمیدیہ" نے "مدیا" پر گولہ باری کی تھی، اور حملے چلتے اس قدر انداز کے ساتھ دو نسائے مارے، کہ سرحدی ناکس اور مگزین میں آگ لگ گئی، جس سے اتنا شدید نقصان ہوا، کہ دشمن کو بھی اعتراف کرنا پڑا ۔

شئون عثمانیه

اخبار و حوادث

تلخیص جرائد عربیه

چٹلجا

— * —

ادھر دو دن تک تو موسم اچھا رہا ' مگر چٹلجا اور بلغاریوں کے بیچ کی دادل دریعین کی پیشقدمیوں میں حائل رہی - بظاہر معلوم ہوتا ہے ' کہ عثمانی توپوں کو رد سے بچنے کیلیے بلغاری مورچوں جلا کے پیچھے ہٹ گئے ہیں

دولت عثمانیہ کے جمع شدہ فوج کا ایک حصہ تو ارمید اور میڈیا میں اتار دیا ہے ' اور بقیہ نامعلوم مقامات پر جہازوں کے ذریعہ سے روانہ کردیا ہے ' موخر الذکر فوج دسویں کمپنی کی ہے ' اسکے قائد بطل الطرابلس انور بے ہیں ' مگر عنقریب انکے ساتھہ خورشید بک بھی روانہ کیے جائینگے - انور بے نے اپنا شعار " فتح یا موت " قرار دیا ہے -

---

حالیہ کوچی پر (جو چٹلجا کے محاذات میں واقع ہے) بلغاریوں نے سعید اسلحہ سے حملہ کیا ' عثمانیوں نے جواب دیا ' شدید جنگ ہوئی ' دشمن سخت نقصان کے ساتھہ پسپا ہوگیا -

افسروں نے ۹ یونانی اور ایک بلغاری جملہ ۱۰ جاسوس گرفتار کیے ہیں ' یہ جاسوس عدالت جنگ کے حوالہ کردیے گئے ہیں -

---

پیشقدمیاں

چٹلجا میں عثمانی فوج کی پیشقدمیاں جاری ہیں ' بلغاری فوج کے اہم حصے تشرلو کی طرف ہٹ رہے ہیں ' بلغاری واپسی کے وقت بھوزی فوج چھوڑ آئے ہیں ' یہ ہی وہ فوج ہے ' جس سے اور عثمانی فوج سے نا تاوقاس کی پہاڑیوں پر چند خفیف مدافعات ہوئے ' بقصانات غیر اہم ہیں -

---

ادرنہ

— * —

سخت گولہ باری ہوئی ' صرف شہر پر تخمیناً ۱۵۰ گولے گرے -

محلہ (قرقش) کو غازی شکری پاشا قائد ادرنہ نے غیر لڑنے کیلیے خاص کردیا ہے - اسلیے یہ محلہ ناطرفدار سمجھا جائیگا -

---

ادرنہ میں رسد

بعض خاص ذرائع سے معلوم ہوا ہے ' کہ البطل العظیم شکری پاشا نے آغاز محاصرہ کے وقت سرکاری گوداموں میں رسد کی مقدار وافر جمع کرلی تھی ' محاصرہ سے گھبرا کے بعض بلغاری بطل موصوف کے پاس آئے ' اور تسلیم کی درخواست کی ' بطل موصوف نے اس درخواست کے جواب میں انہیں پھانسی دلوادی ' تاکہ آئندہ کسی کو اس قسم کی درخواست کی جرأت نہ ہو -

حوالی اشقودرہ

— * —

(نیو مرری پریس) کا نامہ نگار اطلاع دیتا ہے

جنگ کے متعلق حل اسود کی سرکاری روئدادیں مبالغہ سے لبریز ہوتی ہیں ' اشقودرہ کے متعلق قابل اعتماد ذرائع سے یہ نتیجہ نکلتا ہے ' کہ ترادوش ' دردانیرل ' اور دادیکہ میں جو معرکے ہوئے ' انکا انجام مانٹی نیگرو کی شکست پر ہوا ' کرنل (یونوفتیش) کے زیر قیادت (دادیکہ) پر حملہ کیا گیا تھا ' مگر ناکام رہا ' سخت نقصان کے ساتھہ واپس ہونا پڑا -

ترادوش پر بھی نہایت جوش و ہمت کے ساتھہ حملہ کیا گیا ' مگر بیکار گیا ' قلعوں کو بالکل نقصان نہیں پہنچا ' بلکہ محافظ فوج کا جوش اور بڑھگیا ' اشقودرہ میں غلہ کی حد تک بالکل بے نیاز ہے ' سامان غذا و جنگ کافی مقدار میں موجود ہے - آخری اوقات تک مدافعت پر فوج تلی ہوئی ہے -

(حوں ترک) کا نامہ نگار خصوصی تار دیتا ہے :

مانٹی نیگرو اشقودرہ کے محاصرہ میں تنگ گیری صرف سروی توپوں کے پر کرسکتے ہیں ' تاہم عثمانی فوج کی ہمت میں فرق نہیں آیا ہے ' اعادۂ جنگ کے دوسرے ہی دن عثمانی فوج نے شہر سے خروج کیا ' اور دفعۃ سروی فوج پر آتش باری شروع کردی ' جس سے سروی فوج کا سخت نقصان ہوا -

ڈیلی میل کا نامہ نگار تار دیتا ہے

عثمانی نکلے ' انکے ساتھہ الدانی والتندر بھی ہے ' تین سروی ریعیمنٹوں پر حملہ آور ہوے ' سخت جنگ کے بعد دشمن سے ہتیار رکھوالیے -

---

حملہ اشقودرہ

قرائن سے معلوم ہوتا ہے ' کہ اشقودرہ پر حملہ موقوف ہوگیا ہے - جمعہ اور ہفتہ کو شہر پر ہر طرف سے سخت گولہ باری ہوتی رہی ' مگر اسکے بعد دفعۃ موقوف ہوگئی ' اور اب دو دن سے سکون تام طاری ہے -

تروپکا کے جانب جنوب تین قلعے تعمیر ہیں ' جہاں کہا جاتا ہے ' کہ ان عاروں کی وجہ سے حملہ ناممکن تھا ' اسلیے سروی حملے کا نقشہ بدل گیا ہے ' مگر یہ احتمال صحیح نہیں ' کہ موجودہ سکون تعمیر نقشہ کا نتیجہ ہے -

یہ معلوم ہے ترکوں نے یکشنبہ کو اتحادیوں کا بالکل خالی کردیا ہے ' اتوار کو ترادوش کی بلندیوں اور اطراف و جوانب کی طرف مانٹی نیگرو کی پیشقدمی کا منظر نہایت عجیب و غریب تھا ' مگر میدان جنگ میں بعض حرکات میں دیر ہوئی ' جسکی وجہ سے انکو واپس ہونا پڑا -

---

حسائر حل اسود

ستدھی (دار السلطنت مانٹی نیگرو) میں آئی ہوئی خبروں کے موجب مانٹی نیگرو کو دار دنجولت کے معرکوں میں سخت نقصان ہوا ' حوالی ترادوش کے مقامات بھی اسی کے قریب قریب تھے - انگریزی انجمن صلیب احمر کے طبی مشن (جو پہاڑ کی بلندیوں اور ٹیلوں پر خیمہ زن ہے) کا کام غیر معمولی طور پر بڑھگیا ہے -

گذشته چند دن میں صرف روجاچ کے انگریزي شفا خانے میں ۴۵۰ - زخمیوں کا علاج کیا گیا - اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے' کہ دیگر مقامات کي کیا حالت ہوگي -

بسترلوند کو (تلغراف) سے معلوم ہوا ہے' کہ محاصرہ اشقودرہ میں پیہم ناکامیوں کی وجہ سے اہل جبل اسود کے دلوں میں نومیدي سما گئی ہے - حال میں سروی فوج کی مدد سے جو حملہ کیا گیا تھا اسمیں سخت نقصان کے ساتھہ ناکامي ہوئی' شفا خانے مریضوں سے بھرے ہوئے ہیں' متصل پانچ دن کے معرکے میں مقتولین کي تعداد ۳ ہزار ۵ سو ہے

ابتک حکومت کی طرف سے ہمیشہ فتوحات اور قرب تسلیم کي خبریں شائع کیجاتی رہیں ' جس سے قوم کے اُمید کي نہایت بلند عمارتیں قائم کیں (گویا ہوا میں تھیں) اب محافظ فوج کي حیرت انگیز مدافعت نے آنکھیں کھولدي ہیں' اور بتا دیا ہے' کہ اب تک جو کچھہ شائع کیا گیا ہے' وہ محض مبالغہ طرازي ہے' اسکے علاوہ ادھر دول یورپ نے اشقودرہ کو البانیہ سے ملحق کرنے ارادہ ظاہر کیا - ان وجوہ سے اہل جبل کے قوي رو بانحطاط ہیں اور یہ حالت اسوقت تک رہیگی اور امروز ہے -

اسطول عثمـــاني

— * —

عثمانی بیڑے کی نقل و حرکت کی نسبت زیادہ نہیں کہا جا سکتا ' مگر اسقدر یقیني ہے' کہ آمرال پرش " مسعودیہ " نے بہت بڑے بڑے گولے (ترکوس) کے آگے کے بلغاري مرکزوں پر پھینکے -

جنگی جہاز " آثار توفیق " (قاصیکوي) میں دو تباہ کن کشتیوں کے ساتھہ لنگر انداز ہے -

" مجیدیہ " کي نسبت کہا جاتا ہے کہ بحر اسود میں پھر رہا ہے - یہاں یہ خبر مشہور ہوئی تھي کہ " حمیدیہ " جدہ پہنچگیا اور وہاں عثمانی ارباب حکومت سے اسکے ریاں (جہاز کے افسر اعلي) نے یہ بیان کیا کہ عنقریب بحرارجیل میں واپس جائیگا -

جہاز " طور عود رئیس " (رو دستر) میں بلغاري نقل و حرکت کی نگراني کررہا ہے -

۵۰۰ بلغـــاري

حرن ترک سے ایک ایسے شخص نے ' جو خود معرکہ میں شریک ہوا تھا ' بیان کیا ہے' کہ جوکوئی پر " باربروسا " کي گولہ باري نے ۵۰۰ سو بلغاري صائع کیے -

حمیـــدیہ

دس بجے شب کو " حمیدیہ " آبہاے حیفا میں پہنچا ' یہاں وہ کویلے اور دیگر ضروریات کے لیے آیا ہے ' جہاز کے تمامتر عاري روف حسین بک ہیں ' چند آدمي اُن سے ملنے جہاز پر گئے ' تمامتر موصوف جوش اور شجاعت سے لبریز ہیں' آنے والوں سے نہایت اچھي طرح ملے اور دوران گفتگو میں تبسم کرتے ہوئے کہا کہ " ہم اور ہمارے رفقا ملک و ملت پر نثار ہونے کے لیے تیار ہیں' ہم حفظ ناموس اسلام و آزادي وطن کی راہ میں موت کو قابل رشک جوش تسمجھتے ہیں " -

فوج میڈیا

جرن ترک قسطنطنیہ کو نہایت معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ جو عثمانی میڈیا میں اتاري گئي تھي' وہ برابر بلغاري فوج سے معرکہ آرا ہو رہي ہے ' عثماني فوج کئي بار ناف شہر تک گھستي ہوئي چلي گئي اور بے قاعدہ جنگیں برپا کیں - یہ فوج اسوقت تک بلغاریوں کو سخت نقصان پہنچا چکي ہے -

مالي حالت کي اصلاح

— * —

صلح (ترکي اخبار) کا بیان ہے کہ " آخري جلسہ میں معمورہ شوکت پاشا وزیر اعظم نے ۲۷ اقتصادي تجویزوں پر غور کیا ہے' جنکے اکسپلنس کمپنیوں کو دیے جائیں گے -

طـــرابلس الغـــرب

شیخ سنوسي کا وفد

— * —

سید السنوسی کا وفد سید عبد العزیز' سید احمد' اور دو اور بزرگ جملہ ۴ اعضاء سے مرکب ہے - یہ وفد خشکي کے راستہ سے شام ' اطنہ ' اور قونیہ ہوتا ہوا ۱۰ فروري کو آستانہ پہنچا ہے -

جلالتماب سلطان المعظم کی طرف سے مابین ہمایوني کے مدیرثاني رجائي بک' حکومت کي طرف سے طاعت بک' (تشریفات کے ایک عہدہ دار) اور مجلس امانت و آستانہ کي طرف سے' باش کاتب ممدوح بک' استقبال کے لیے گئے ' وفد جب (راس القصر) پہنچا ' تو حرانہ کے کتخدائے فوج کے ایک دستے کے ساتھہ' استقبال کیا - اصطبل خاص سے گاڑیاں بھیجي گئي تھیں ' انہي پر سوار ہو کے (سراے مجیدیہ) میں آئے اور وہیں فروکش ہوے -

جلالتمآب کے ورانہ کے لیے یہ وفد سید السنوسي کي جانب خاص گیا ہے -

عـــربـــي حمـــلـــہ

— * —

(تائمس) کا جنگي نامہ نگار قصر یعزی (یہ ایک شہر ہے جو دھدیات کي راہ سے طرابلس کے جنوب و غرب میں ۷۰ میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے) تار دیتا ہے :

طرابلس کي خود مختار حکومت نے اطالیا سے پھر معرکہ آرائي شروع کردي ہے' ۴ ہزار کی جمعیت شیخ العرب کے زیر علم' اور دو سو کي جمعیت بلاد تورایج سے آئے ' زوارہ میں جمع ہوئي - سخت جنگ ہوتي رہي' بالآخر اہل عرب فتح یاب ہوے - اطالیوں کے انسان اور حیوان ' مردوں کی ایک تعداد کثیر کام آئي -

ارادہ ہے' کہ اس حکومت عربی کا انتظام وہي ہو' جو شیخ بارودي کے قصر یعزي میں تجویز کیا تھا ' شیخ بارودي نے بڑا کام کیا ہے ' ترکوں اور عربوں کو انہوں ہي نے ملایا - عربوں میں انکي بڑي شہرت ہے - (شیخ سلیمان بارودي . کے حالات اور تصاویر الہلال میں بارہا شائع ہو چکی ہیں - الہلال)

ایک اجتماع عظیم

— * —

حفظ استقلال ' تشکیل حکومت' اور تعیین قائد کے لیے

بیسویں صدي میں حق کشی اور عدل سوزي کي واضح ترین مثال مسکین طرابلس ہے' طرابلس خود مختار کیا گیا ' اطالیا نے اسکے الحاق کا اعلان کیا' اہل طرابلس نے الحاق کو نامنظور کیا

مگر وہ "دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت" نے سب سے پہلے اور اُسکے بعد دیگر دول یورپ نے اطالیا کے الحاق کو تسلیم کیا۔

کیا در حقیقت عرب الحاق طرابلس کو نامنظور کرتے ہیں؟

اسکا جواب گو انکی زبان و قلم دونوں دارہا دیچکے ہیں، مگر جس پرمعنی، اثر آگین، اور ناقابل طریقے سے ۱۲ اور ۱۳ ذیحجہ سنہ ۱۳۳۰ھ کو دیا گیا ہے، اسکی نظیر اس سے پہلے نہیں ملسکتی ۱۲ ذیحجہ کو البطل العظیم شیخ سلیمان باروني کی زیر صدارت ایک اجتماع عام ہوا، قریب و بعید کے ۳ سو قبائل نے اپنے وفود و شیوخ شرکت کے لیے بھیجے، جلسے کا منظر عجیب پر اثر، پر عظمت اور پر ہیبت تھا، جلسہ گاہ شیوخ، اعیان، مجاهدین، اور عام لوگوں سے پر تھی، شیوخ و اعیان اپنے لباس فاخرہ میں، اور مجاهدین کرام لباس جہاد میں تھے، مجاهدین کی کمروں میں حامل ناموس اسلام مقدس تلواریں بندھی ہوئی تھیں، جو حامیان ملت کی آواز میں گونجی تھیں، کہ اگر وہ ہوتین، تو مراکش، تونس، و الجزائر کی طرح طرابلس پر بھی آج صلیب پرستار حکمران ہوتے۔

ہر گوشہ و مہ دماغ وطن و حفظ استقلال کے جوش سے لبریز تھا، چہروں سے غیرت و حرم کے آثار ظاہر ہو رہے تھے، جلسہ کا افتتاح شیخ باروني کے ایک دلنشین، اثر آگین، اور شجاعت انگیز تقریر سے کیا، آغاز تقریر میں شیخ موصوف نے اطالیا کی دوستداری، خوب کاری اور بدعہدی، بعض اخوان وطن کے انخداع، اور اسکے تلخ نتائج کی طرف ترجمہ دلائی، اسکے بعد اتحاد و اتفاق اور حفظ استقلال کی ترغیب دیتے ہوئے کہا۔

"۱۴ مہینہ ہو گئے، تم اتنک اپنے جوش و شجاعت کی بدولت اپنے دیرینہ دشمن کے پامال کرنے میں کامیاب ہوتے رہے، اس طویل مدت میں ایک واقعہ بھی ایسا پیش نہیں آیا، جس سے تمہارے جوش و خلوص یا اتحاد و اتفاق پر حرف آتا، اس بنا پر میں سمجھتا ہوں، کہ مجھے یہ کہنے کا حق ہے، کہ تم نے اپنا مرکز نظر صرف اتفاق و ائتلاف قرار دیا ہے، "وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا"

آگے چلکے کہا "کہ میں اس فرصت سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں، اور اپنی طرف سے اور تمام عالم اسلامی کی طرف سے اس غیرت عربیہ اور حمیت اسلامیہ پر، تم کو مبارکباد دیتا ہوں، جسکا اظہار تم نے افریقہ کے دیرینہ اور آخری اسلامی ملک کی مدافعت میں کیا ہے۔ تم کو معلوم ہے، کہ افریقہ کل تک توحید کے زیر نگیں تھا، مگر آج تثلیث کے زیر عصا ہے، اس وسیع قطعہ زمین میں اب آزاد اسلامی حکومت کی اگر کوئی یادگار ہے، تو وہ طرابلس الغرب ہے، پس تمہاری مدافعت صرف وطن عزیز کی راہ میں نہیں ہے، بلکہ ملت بیضاء کی راہ میں بھی ہے" اسکے بعد شیخ جلیل نے ان چند اشخاص کا شکریہ ادا کیا، جنہوں نے اس مدافعت میں خاص طور پر حصہ لیا ہے، اسکے بعد کہا۔

"کہ میں اپنے خطبے کے ختم کرنے سے پہلے تم لوگوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں، کہ آج پھر ہم دین و استقلال کے عہد مدافعت کی تجدید کریں، اور قسم کھالیں، کہ ہم اسوقت تک ہتیار نہیں رکھینگے، جب تک خدا ہمارے اور ہمارے دشمنوں میں فیصلہ نہ کردے، وھو احکم الحاکمین" تمام حاضرین نے قسم کھائی، فتح و ظفر کی دعا اور شیخ جلیل اور مجاهدین کی ستایش کا خروش بلند ہوا، اور جلسہ برخواست ہوا۔

۱۴ کو پھر شیوخ قبائل جمع ہوئے، اور حسب ذیل عہد نامہ لکھا گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

— * —

اس فرمان سلطانی کی بناء پر، جو ہم کو یکم ذیحجہ کو موصول ہوا ہے اور جو ہم کو انتظامی خود مختاری دیتا ہے، ہم اس عطیہ سلطانی کو کمال مسرت و ممنونیت کے ساتھ قبول کرتے ہیں، اور اور اپنے ذمہ سلیمان باروني کو تکلیف دیتے ہیں، کہ وہ اس اعلان کی اطلاع جن کو جن کو دینا ضروری ہو، ان کو ان کو دیدیں اور ایک حکومت قائم کریں، جو بموجب قواعد شرع و اصول عمران، حفظ واجب، قیام امن، حفظت دیں و وطن، وغیرہ وغیرہ ان تمام اعمال کو انجام دے، جنکی ضرورت ہے، اور نیز حفظ واجب اور مدافعت استقلال کے لیے تمام وسائل مثلاً جمع مال، فراہمی اسلحہ وغیرہ وغیرہ کو اختیار کرے والتوفیق من اللہ والنصر بیدہ۔

اس عہد نامہ پر سب نے دستخط کے، دول یورپ کو اعلان استقلال و تشکیل حکومت کی اطلاع دیگئی، استقلال کا علم بلند کیا گیا، فوج اور پولس کے عہدوں پر نئے اشخاص مامور کیے گئے، جو اپنے فرائض نہایت جوش، مستعدی، اور خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دے رہے ہیں۔

اس ملکی انتظام کے بعد مجاهدین کرام کو حملہ کا حکم دیا گیا، ترہونہ اور غریان میں دو ہوائی کمپنیاں قائم ہوئے، جسمیں دشمن کے سپاہیوں کے علاوہ چار افسر مارے گئے۔

انکشاف سازش

حال میں اطالیہ حکومت مولا مانی کے لواء حمل کے اعیان و اشراف کے پاس چند حوالات بھیجے تھے، جسمیں انکو سر داغ دکھا لیگئے تھے، مگر حسن اتفاق سے اسکا پتہ لگ گیا، مکتوب الیہم فوراً گرفتار کرلیے گئے، خانہ تلاشیاں ہوئیں، جسمیں مزید اطالوی فرمانات اور کے برآمد ہوئے، یہ اعلانات ان خائنوں کے پاس پوشیدہ طور پر اسلیے بھیجے گئے تھے، کہ وہ انکو قبائل میں تقسیم کردیں اور اطاعت کی ترغیب دیں۔

مشایخ میں پولیٹکل تحریک

— * —

حامیان تشیدوں کی جنبش

— * —

زمانہ وہ ہے، کہ مشائخ صوفیہ اپنے حلوتکدوں سے باہر آئیں اور پالیٹکس و سیاست میں ہاتھ ڈالیں، مگر کونسی سیاست؟ سودا نوشی اور قدر خوری کی نہیں، اپنے بزرگوں اور جدہ و عمامہ کی آبرو ریزی کی نہیں، صرف حفاظت روحانیت کی سیاست، نئی روشنی والوں کو خدا کا راستہ انکی عقل اور سمجھ کے موافق بتانیکی سیاست۔ لہذا توحید کے نام سے ایک اخبار نکالنے کی تجویز ہوئی ہے، جو میرٹھ سے ہفتہ وار بتصویر ۱۵ اپریل سنہ ۱۹۱۳ع سے جاری ہوگا۔ یہ اخبار مشائخ کو کام کرنیکے طریقے بتلائیگا۔ یہ حلقہ نظام المشائخ کا رنر دست آرگن ہوگا، جو حلقہ کے اغراض کو عمل میں لانیکی کوشش کریگا، یہ حامیان تشیدوں میں جنبش پیدا کریگا۔ اسکے نگران اور سر پرست مولانا خواجہ نظامی دہلوی ہوگئے۔ قیمت سالانہ ۳ روپیہ نمونہ ایک آنہ کے ٹکٹ آنے پر دیا جائیگا، معاف نہیں۔ الہلال کا حوالہ ضرور دیجیے

مدیر اخبار توحید — لال کورتی مدرسہ

PRINTED & Published by A K AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

ذیابیطس

خطرناک مرض ہے اس کا جلد علاج کرو

علامات مرض۔ جن لوگوں کو پیشاب زیادہ آتا ہو یا پیاس زیادہ لگتی ہو۔ معدہ کا دایقہ خراب رہتا ہے۔ ہر وقت جمائی آتی ہو۔ اعضاء شکنی۔ لاغری جسم۔ ضعف مثانہ ہونے سے زور زور قوت میں سستی ہو۔ پیدا ہوتی جاتی ہو اور چلنے پھرنے سے سر چکراتا ہو۔ سر میں درد اور ظلمت سی میں عمہ آجاتا ہو۔ تمام بدن میں پھوڑے کا علمہ رہتا ہو۔ ماتھے میں خشکی اور جلن رہے جلد پر خشونت وغیرہ پیدا ہوتی ہو۔ ہر وقت جی متوے۔ معدہ میں جلن معلوم ہو۔ بیوقت بھوک لگنے کے آثار پیدا ہو جائیں اعضاء رئیسہ کمزور ہو جائیں۔ رقت۔ سرعت انزال کی شکایت دن بدن زیادہ ہوتی جائے تو سمجھ لو کہ مرض ذیابیطس ہے۔ جن لوگوں کے پیشاب میں شکر ہوتی ہے انکو مندرجہ بالا آثار یکے بعد دیگرے ظاہر ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو علی العموم کاربنکل سے ہوتا ہے۔ بعض پشت پر کبھی گردن میں پیدا ہوتا ہے۔ جب کسی کو کاربنکل ہو تو اسکے پیشاب میں بعیناً شکر ہونے کا خیال کرنا چاہیئے۔ ان امراض سے ہزاروں ہر بہار قابل لوگ مر چکے ہیں۔

مرض کی تشریح اور ماہیت: ذیابیطس یا شیریں بول میں کچھ نہ کچھ خرابی ضرور ہوتی ہے اور اس سے متعلقہ تکلیفات شدانہ روز کی محنت سے بعض دفعہ کثرت ادرار کا باعث ہوتا ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ ہر حالت میں نہیں ہوتی بلکہ مثانہ کے ریشہ وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ بعض دفعہ کثرت جماع سے آخر یہ مرض پیدا ہوجاتا ہے اور بعض دفعہ مرض شروع ہوتا ہے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ راج پھوڑا کاربنکل۔ علیحدہ ہو جائے تو حفظ ماتقدم یہ ہے کہ ہماری ان گولیوں کو کھاؤ۔ شیرینی۔ چاول ترک کردو۔ روزہ اگر سستی کروگے تو پھر یہ ذیابیطس ضرور آخر وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ تمام اندرونی اعضاء کو سخت پست شکست کر جاتے ہیں۔ جو لوگ پیشاب زیادہ آنے کی پروا نہیں کرتے وہ آخر ایسے لاعلاج مرضوں میں پھنستے ہیں جس کا علاج پھر نہیں ہوسکتا۔ یہ گولیاں پیشاب کی کثرت کو روکتی ہیں اور تمام عوارض کمی قویٰ اور جملہ امراض ریہ سے محفوظ رکھتی ہیں۔

ذیابیطس میں عرق ماء اللحم اسلئے مفید ہوتا ہے کہ وجہ اخراج رطوبات جسم خشک ہوجاتا ہے۔ جس سے علالیت کی ضرورت زیادہ پڑتی ہے۔ یہ عرق چونکہ زیادہ مقوی اعضاء رئیسہ ہے اسلئے بہت سہارا دیتا ہے علاوہ اور دواؤں کا کام دیتا ہے۔

حب دافع ذیابیطس

یہ گولیاں اس خطرناک مرض کے ذریعہ سے بارہا تجربہ ہوچکی ہیں اور صدہا مریض جو ایک گھنٹہ میں کئی دفعہ پیشاب کے لئے اٹھتے تھے دنوں کے استعمال سے اچھے ہوگئے ہیں یہ گولیاں نہ صرف ذیابیطس ہی دور نہیں کرتیں بلکہ ایک کھانے سے گئی ہوئی قوت باہ حاصل ہوتی ہے۔ آنکھوں کو طاقت دیتی اور معدہ کا دائقہ درست رکھتی ہیں۔ جسم کو سوکھنے سے بچاتی ہیں۔ سلسل البول۔ ضعف مثانہ۔ تکلم عصبی۔ ہ گاز۔ اسہال دیرینہ یا پیچش یا بعد کھانے کے فوراً دست آجانے ہوں یا درد ہضم ہوجاتا ہو یا رات کو نیند نہ آتی ہو سب شکایت دور ہو جاتے ہیں۔

قیمت فی تولہ دس روپیہ

میر محمد خاں۔ تالپور والئی ریاست حیدرپور سندھ — پیشاب کی کثرت نے مجھے ایسا حیران کردیا تھا اور جسم کو بے حال اگر میں حکیم عالم نبی صاحب کی گولیاں ذیابیطس نہ کھاتا تو میری زندگی محال تھی۔

محمد رضا خاں۔ زمیندار موضع چٹھہ ضلع اٹاوہ — آپ کی حب ذیابیطس سے مریض کو فائدہ معلوم ہوا۔ دس میں ۱۶ بار پیشاب کرنے کی بجائے اب صرف ۵ - ۶ دفعہ آتا ہے۔

عبد القدیر خاں۔ محلہ عرفات شاہ جہاں پور — جو گولیاں ذیابیطس آپ نے رئیس عبد الشکور خاں صاحب اور محمد تقی خاں صاحب کے بھائی کو زیادتی پیشاب کے ذریعہ کے لئے ارسال فرمائی تھیں وہ اور بھیجدیں۔

پتہ ہے

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما - لاہور

۲۹۹

عبد الوہاب کپتان کلکٹر۔ عارضہ سے آپ کی مہیسی ہوتی ذیابیطس ہوگئی تھی۔ بچانے ہو ہوتی ہے۔ پیشاب

سید زاہد حسن۔ کپتان کلکٹر۔ آلہ آباد — عرصے سے ذیابیطس کے مرض میں مبتلا تھا۔ بار بار پیشاب آنے سے جسم لاغر ہوگیا۔ قوت مضمحل ہوتی جاتی تھی۔ آپ کی گولیوں سے تمام عوارض دور ہوگئے۔

رام سہائے پوسٹماسٹر جنرل — پیشاب کی کثرت ہوتی تھی۔ مجھے رات میں نہیں دفعہ پیشاب آتا تھا۔ آپ کی گولیوں سے صحت ہوگئی۔

اسکے علاوہ صدہا سندات موجود ہیں۔

مجرب و آزمودہ شرطیہ دوائیں

قیمت نقد تا حصول صحت

دیجاتی ہیں

— * —

زود کن

داڑھی مونچھ کے بال اسکے لگانے سے گھنے اور لمبے پیدا ہوتے ہیں۔ تولہ دو روپے

سر کا خوشبودار تیل

سر کے خوردرہ کے علاوہ سیاہ بالوں کو سفید ہونے سے روکتا اور بڑھاتا ہے۔ شیشی صرف ایک روپے آٹھ آنہ نو نو روپے

حب قبض کشا

رات کو ایک گولی کھانے سے صبح اجابت ہوتی ہے۔ اگر قبض شدید ہو تو دو گولی ایک روپیہ

حب قائممقام افیون

افیون کھانے سے جو تکلیف چھوٹ جانے میں دیر ہوتی ہے۔ ایک روپیہ

حب دافعہ سیلان الرحم

لیوکوریا رطوبت و جاری رہنا عورت کے لئے وبال جان ہے اس دوا کے استعمال سے آرام ۲ دو روپے

روغن اعجاز

کسی قسم کا زخم ہو اسکے لگانے سے جلد بھر جاتا ہے۔ جلنا۔ ناسور۔ بھگندر۔ حدا زیرے کھاہ۔ کاربنکل زخم کا بہترین علاج ہے۔ فی شیشہ ۲ روپے

حب دافع طحال

زردی چہرہ۔ لاغری کمزوری دور مرض تلی سے بیماری۔ ۲ ہفتہ سو ہفتہ دو روپے

برأ لساعۃ

ایک دو قطرے لگانے سے درد دانت فوراً دور۔ شیشی چار سو مریض کے لئے ایکروپے

دافع در دکان

شیشی صدہا بیماروں کے لئے۔ ایکروپے

حب دافع بواسیر

بواسیر خونی ہو یا بادی ریحی ہو یہ گولی ۔ ہوں جانا بند اور مسے خود بخود خشک۔ قیمت ۲ ہفتہ دو روپے

سرعۃ صمیرۃ کواحات

مقوی بصر۔ محافظ بدائی۔ دافعہ حمی — عبار۔ نزول الماء سوئی۔ ضعف بصر وغیرہ ۵ تولہ معہ سلائی ایک پیشہ سو روپے

دردِ سر و دردِ ریاح کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں پھاڑ ہو جاتا ہے - یہ دوا لحظہ میں اسکو پالی کر دیتی ہے - درد ریاح جیسے ٹیک - چمک - ٹیس - رگوں میں لہر کن کنی سے چاہے جسقدر تکلیف ہو - اس دوا کے استعمال سے دوراً رفع ہوتی ہے درد سر کے واسطے بھی اس دوا کا ایسا ہی فایدہ ہے - نصف سر میں ہو یا تمام سر میں کسی وجہ سے کیسا ہی درد ہو اس دوا سے رفع ہو جاتا ہے صرف یہی نہیں اگر سر کٹا جاتا ہو پھٹا جاتا ہو - اوزا جاتا ہو - اس دوا سے فوراً بند ہوتا ہے - اندرون لوگ ذرا ذرا سی باتوں میں سر دکھایا کرتے ہیں غم میں یا مفت کی باتوں میں فکر و تردد میں عیش و عشرت میں دن کو رات اور رات کو دن بنانے میں کل شکایتیں سر پر آجاتی ہیں - اور ہائے رے درد سر پکارا کرتے ہیں ڈاکٹر دمن کی دوا ایسے لوگوں کے لیے ہے - دوا کے استعمال سے فوراً درد بند ہوتا ہے - اسلئے ہر خاص و عام کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا لازم ہے -

(قیمت ۱۲ ٹکیوں کی ایک شیشی (۶ آنہ) - محصول ڈاک ایک تا چھ ڈبیہ تک ۵ آنہ)

ڈاکٹر ایم کے برمن - نمبر ۵۶ کنٹرتارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

ریویو آف ریلیجنز - یا مذاہب عالم پر نظر

اردو میں ہندوستان اور انگلستان میں یورپ امریکہ و جاپان وغیرہ ممالک میں بھی مذہب اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے والا - مصنف نبی علیہ السلام کی پاک تعلیم کے متعلق جو غلط پروپگنڈا یورپین کر رہے ہیں - اس کا دور کرنے والا اور مذاہب عالم کے - اعتراضات کا دندان شکن جواب دینے والا دنیا کا واحد رسالہ ہے جس سے ہر مخالف دشمن کے بھی اسلام کے سامنے پیش کرنے کے قابل سمجھا ہے - اس رسالے کے متعلق چند لوگوں کا اقتباس حسب ذیل ہے :—

البیان لکھنؤ - ریویو آف ریلیجنز کا پرچہ جس کو خالص اخلاقی پرچہ کہنا صحیح ہے - عربی میں الہلال اور اردو میں ریویو آف ریلیجنز کے مقابلہ کوئی رسالہ شایع نہیں ہوتے اس — دور اور مضامین پر علم و فضل کو نثار ہے

دی یسٹ لورپول - ریویو آف ریلیجنز کا پرچہ دلچسپ مضامین سے بھرا ہوا ہے - ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے متعلق جو جاہل عیسائی الزام لگایا کرتے ہیں اسکی تردید بھی نہایت ہی عاملہ مضمون اس میں لکھا گیا ہے - جس سے عمدہ مضمون آج تک ہماری نظر سے نہیں گذرا

چیسٹر کرونیکل - ہم یقین کرتا ہوں کہ یہ رسالہ دنیا میں مذہبی خیال کو ایک خاص صورت دینے کے لیے ایک طاقتور زبردست طاقت ہوگی - اور بہت سے اعتراضوں کے دور کرنے کا ذریعہ ہوگا - جو عیسائیت کے خلاف کی گئی ہیں -

ریویو آف ریویو - لندن - مغربی ممالک کے باشندوں کو جو مذہب اسلام کے زندہ مذہب ہونے کے مضمون سے دلچسپی رکھتے ہیں چاہیے کہ ریویو آف ریلیجنز مرتبہ —

وطن لاہور - یہ رسالہ بڑے پایہ کا ہے - اس کی تحقیقات اسلام کے متعلق ایسی ہی مستعدانہ اور سبق ہوتی ہے - جیسی کہ اس زمانہ میں درکار ہے سالانہ قیمت انگریزی پرچہ ۳ روپیہ - اردو پرچہ ۲ روپیہ - نمونہ کی قیمت انگریزی ۳ — اردو ۲ — تمام درخواستیں بنام مینجر میگزین قادیان - ضلع گورداسپور آنی چاہیئیں ۔

حمیدیہ ہوٹل

—o•o—

نمبر ۱۳۱ اور چیت پور روڈ

ہمارے ہوٹل میں ہر قسم کی اشیاے خوردنی و نوشیدنی ہر وقت طیار ملتی ہیں نیز اسکے ساتھ مسافروں کے قیام کیلیے پر تکلف اور آرام دہ کمروں کا بھی انتظام کیا گیا ہے جو نہایت ہوادار فرنیچر اور ٹرام راہ واقع ہیں جن صاحبوں کو کچھ دریافت کرنا ہو بذریعہ خط و کتابت ٹیلیفون ہوٹل سے دریافت کر سکتے ہیں - جلسہ تکیہ والی اور جنگ بلقان کی جملہ تصویریں ہماری ہوٹل میں فروخت کے لیے موجود ہیں مع تصویر شیخ سنوسی وغیرہ -

المشتہر شیخ عبد الکریم مالک حمیدیہ ہوٹل

سسٹم راسکوپ لیورواچ ۱۹ جواہر

مضبوط سچا وقت بتانے والی معہ محصول دو روپیہ آٹھ آنہ

ایم اے شکور اینڈ کمپنی ۵/۱ ویلسلی اسٹریٹ ڈاکخانہ دھرمتلہ کلکتہ -

M. A. Shakur & Co. 5/1, Wellesly Street P. O. Dharmatalah Calcutta.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

مقام اشاعت
۲ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۳ | کلکتہ: چہارشنبہ ۲٤ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta · Wednesday, April 2, 1913.

قیمت فی پرچہ
سلوشی بین آنہ

اطلاع

(۱) اگر کسی صاحب کے پاس ترقی پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کو فی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لی جائیگی -

(۲) اگر کسی صاحب کو ایک دو ماہ کے لئے پتہ کی تبدیلی کی ضرورت ہو تو مقامی ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں، اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہیں، یا پانچ آنے کے وی - پی کی اجازت -

(۴) نام و پتہ صاف ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) منی آرڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام، پورا پتہ، رقم، اور نمبر خریداری (اگر کوئی ہو) ضرور درج کریں -

نوٹ — ہفتہ وار نہ ملنے کی شکایت اسی حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئی پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے لئے ذمہ دار نہ ہوگا

(مینیجر)

شرح اجرت اشتہارات

— * —

میعاد اشتہار	فی صفحہ	فی کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ فی مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے لئے صفحہ کے لیے کوئی اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات دو جگہ دیجائیگی -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدی زائد ہوگی -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھی تیار ہوتے ہیں جسکی قیمت ۸ آنہ فی مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطابق آپکو جگہ دیں، البتہ حتی الامکان کوشش کی جائے گی -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں، چھ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں، اور سہ ماہی کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرنی ہوگی اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی ہمیشہ لی جائیگی اور وہ کسی حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے، اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اس چیز کا جو جزو کے اقسام میں داخل ہو، تمام منشی مشروبات کا، فحش امراض کی دواؤنکا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو، کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

نوٹ — کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کی زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسی قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

البطل الجليل و المدافع النبيل
العازى شكرى پاشا قائد اردبه

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام آزاد

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
« الهلال »

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address

"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4 - 12.

جلد ۲ — کلکتہ: چہار شنبہ ۲٤ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری — ہجری ۱۳
Calcutta · Wednesday, April 2, 1918.

فہرس

تلغراف خصوصی
شذرات
مقالۂ افتتاحیہ
حدیث العاشیہ ۳
مقالات
انگلستان اور اسلام (٥) ۸
اخلاق ۹
مذاکرۂ علمیہ
العیاۃ ۱۲
فہرست زراعانہ دولت علیہ اسلامیہ ۱۳
ادبیات
حادثہ داردتی کا ایک واقعہ ۱۴
عدل »
مراسلات
تلغراف خصوصی ۱٥
حکایات
لیگ مع صورت اصل »

تصویر

شکری پاشا (صفحۂ خاص)

تلغراف خصوصی

(قسطنطنیہ ۲۰ مارچ)

ادرنہ مسخر ہو گیا' دشمن کا قبضہ شہر پر نہیں ہوا' بلکہ کھنڈروں پر' اور غیر معمولی قربانی کے بعد - چارش

(قسطنطنیہ ۲۱ مارچ)

ہاں تسخیر کی خبر صحیح' مگر غیر معمولی مدافعت کے بعد' دشمن کے نقصانات شدید تر' چتلجا میں ہماری حالت اچھی' مصر میں سازش کے سامان ہو رہے ہیں - مصباح

اعتذار

حیران ہوں کہ میں کن لفظوں میں اپنی اس ندامت' اور پریشانی کا اظہار کروں' جو گذشتہ نمبر کے صفحۂ مکافات کو دیکھکر مجھپر طاری ہوئی' اور ایک امر جو ہوچکا ہے' نہیں سمجھتا کہ کیونکر اسکے اثر کو محو کردوں - میں دو ہفتے سے سفر میں ہوں' اور گذشتہ نمبر کا اکثر حصہ میری موجودگی میں مرتب ہوچکا تھا - میری عدم موجودگی میں ایک لغو نظم " شفاف " کے بے معنی نام سے درج کردی گئی' جسکے اشعار کا وزن تک درست نہیں' اور ایک شعر بھی ایسا نہیں جو قابل اشاعت و اندراج ہو - رسالہ چھپکر شائع ہوا' تو میری نظر سے بھی گذرا - عرض نہیں کرسکتا کہ جس وقت اس نظم پر پہلی نظر پڑی' تو کس درجہ طبیعت کو اضطراب و رنج ہوا - سراسیمہ ہوکر رہگیا کہ کیونکر ہزارہا ناظرین الہلال کو اسی وقت اپنی بے خبری کی اطلاع دوں !

نہایت شرمندگی کے ساتھ ناظرین سے معافی خواہ ہوں کہ میری معذوری پر نظر رکھکر معذرت کو قبول فرمائیں - عالباً یہ پہلا ادبی گناہ ہے' جو الہلال سے سرزد ہوا ہے' اور میری معذرت واضح ہے والعذر عند ذوی الحاس مقبول

چاہتا ہوں کہ گذشتہ نمبر کا وہ صفحہ اس نظم کو نکالکر مکرر چھپوالوں' اور وہ الہلال کے ساتھ شائع کردیا جائے' تاکہ اس صفحہ کو رسالے سے خارج کرکے اسکی جگہ یہ ورق لگادیا جائے - کم از کم قابل تو محفوظ رہے گی -

(مقبر ابو الکلام)

[بقیہ شذرات صفحہ ۳ کا]

پر شدید گولہ باری کی - بلغاریوں میں بے انتظامی پھیل گئی اور چھ ہزار ترکوں نے سنگینوں سے مقابلانہ حملہ کرکے مقابل کے ذخائر مقامات کے نیچے بلغاری درج کا صفایا کردیا - ۳ ہزار بلغاری مقتول مجروح ہوئے - بلغاریوں کے لیے اب یہ ناممکن ہے' کہ وہ چتلجا کے خطوط مدافعت پر حملہ کریں - کیونکہ اس صورت میں ان کو بے میمنہ پر ترکوں کے حملہ آور ہونے کا خطرہ ہے -

شذرات

تسخیر ادرنہ

۲۷ - مارچ کي اولیں تقسیم میں رپوٹر نے ادرنہ پر بلغاریا کے کامل استیلاء کي خبر شائع کی ' دفتر سے اسي وقت متعدد تار قسطنطنیہ روانہ کیے گئے - جوابات آئے ' مگر دیر میں ' اسی لیے ان تاروں کے جواب میں تاخیر ہوئی ' جو دیر میں بعرض دریافت حال موصول ہوے تھے - یہ جوابات صفحہ اولی میں درج ہیں ' رپوٹر نے جو تار ترقیاں شائع کی ہیں - انکے بموجب روداد تسخیر حسب ذیل ہے -

۲۵ مارچ ۱ بجے شب کو بلغاریوں نے ایک متحد الوقت حملہ عام کیا ۳ بجکے ۵۰ منٹ پر غیر معمولي پر جوش مقاومت کے علی الرغم بلغاریوں نے سنگیدوں سے حملہ کیا ' اور مشرقی حصہ پیشین کے تمام آگے بڑھے ہوے مقامات اور قلعوں کے خط سے ٹھیک مشرق کی طرف کے تمام قلعہ بند بعطوں پر قابض ہوگئے - اس معرکہ میں بلغاریوں نے دراندر میں توپیں ۴ رودکار اور ۳ سو آدمي گرفتار کیے -

اسي دن دوپہر لشکر چوکیاں سر و انتدیري نامی ایک مقام پر جو (قلعوں کے خط سے قریباً ایک کیلومٹر کے فاصلہ پر واقع ہے) پر قابض ہوگئیں - اسی دن ترک جنوبی مقامات سے بھی ہٹادیے گیے - ۲۶ کو حملے کی تیاری ہوئي ' پہلے مویشیوں کے گلے بھیجے گئے ' گلوں کے بعد آہن پوش و سپر بردار سپاہی روانہ ہوئے ' قلعہ کی دیوار ۴۰ قدم بلند چٹان سے کاٹکے بنائی گئي تھی - دیوار چاروں طرف سے لوہے کے جال سے گھری ہوئی تھی ' بلغاري فوج نے جال کو کاٹنا شروع کیا ' رس پڑا ' سنگیدوں تک نوبت پہنچی ' اور سخت گھمسان کی لڑائی ہوئي -

جنوب ادرنہ میں سرویوں سے بلغاریوں کو بیحد مدد ملی ' سرویہ فوج کا پورا ایک ریجمنٹ کام آیا - آخري حملہ کے آثار میں بلغاري حسن و حاشاک کی طرح کاٹے گئے اور ترکی مقامات (پوریشتہ) تک پہنچنے سے پہلے پوری پوري کمپنیاں برباد ہوگئیں -

ترکوں کے سامان عدا ' گوداموں ' اسلحہ خانوں ' توپخانوں ' شعلخانوں ' اور بارکوں ' میں آگ لگادي -

۲۶ کو ۲ بجے شکري پاشا نے جنرل اربف کے سامنے تلوار ڈالدي -

صوفیا میں بلغاري مرکز کو اطلاع دي گئي کہ اس معرکہ میں ۱۱ ہزار بلغاري مجروح و مقتول ہوے ہزار عثماني گرفتار ہوے ۲۸ مشین گن اور ۶ سو ۵۰ مختلف قسم کي توپیں خدمت میں ملیں -

نامہ نگار خاص (جسکو بلغاري فوج کے ساتھ شہر میں داخل ہونے کی اجازت دي گئي تھی) بیان کرتا ہے ' کہ صرف

---

۸۰ میدانی توپیں اس پہاڑی ٹیلے پر لگی ہوئی تھیں ' جو ادرنہ کے مشرق میں واقع ہے اور قلعہ کو محیط ہے - لڑائی کے میدان میں دو اور تین میل کے درمیانی فاصلہ پر ۱۶۰ توپیں لگی ہوئی تھیں - صرف ایک روز میں ۳۰ ہزار پھینے والے گولے پھینکے گئے ' جنہوں نے عملی طور پر تمام قلعوں کو نابود کردیا - بعد میں داخلے کے بعد معلوم ہوا ' کہ یہ تمام قلعے اینٹوں کے بنے ہوے دیرپا و کہنہ تھے ' جن پر مٹي کی استرکاري ہے - توپوں کے نصب کرنے کے لیے صرف زمین کھود کے جگہ بنالی گئي ہے - یہ ترکي اساے تھے ' کہ حدید وضع کے بردست قلعے بنے ہوے ہیں - اسکي مضبوطی کو سب سے زیادہ اہمیت اسوجہ سے حاصل ہے ' کہ وہ قدرتي طور پر مضبوط مقام ہے - اگر بلغاري اصل حقیقت سے آگاہ ہوے تو نامہ نگار استمرار مقاومت کی وجہ بلغاریوں کی لاعلمی ثابت کرنا (چاہتا ہے ' مگر یہ اسکا جہل یا تعصب ہے ' ورنہ خود عثماني تسلیم کرتے ہیں ' کہ انکے حالات سے انکے دشمن ان سے زیادہ واقف ہیں ' اور کیوں نہ ہوں جب کہ انہوں قلعوں کی تعمیر میں ضروري کریں اور ایک ایک گوشے کو اپنی آنکھ سے بنتے دیکھیں - الہلال)

وہ اس مقام کو ' جو صرف ایک مورچہ بند فوجی کیمپ تھا ' تین مہینے قبل ہي سنگیدوں سے فتح کر لیتے - شکري پاشا کے پاس وہ تمام توپیں نہی نہیں تھیں ' جنکی نسبت کہا جاتا تھا ' کہ انکے پاس موجود ہیں - جب دشمن کی فوج بلند مقامات کی طرف حملوں پر حملے کر رہي تھی ' تو شکري پاشا نہایت خوش اسلوبی سے اپنے توپخانوں کو ایک جگہ سے دوسري جگہ منتقل کردیتے تھے جس سے دشمن کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ انکے پاس بہت توپخانے ہیں - جب بلغاري شہر میں داخل ہوے ' تو انکو یہ بات دیکھکے سخت حیرت ہوئی ' کہ مویشیوں کے گلے شہر کے قریب کی چراگاہوں میں چر رہے ہیں - قلعہ کی فوج اور شہر کي رعایا تھی پریشان نہیں معلوم ہوتی تھي -

---

اس تفصیل کے پڑھنے کے بعد اب آپ غور کریں ' کہ ۲۵ مارچ کو حملہ ہوتا ہے ' عثماني فوج غیر معمولی جوش کے ساتھ مدافعت کرتی ہے ' مگر دا ایں دشمن کامیاب ہوتا ہے ' اسکے بعد دو اور تین میل کے درمیان فاصلہ پر ۱۶۰ سانھہ توپیں گولہ باری کرتي ہیں ' جنمیں سے صرف ایک قلعہ پر ۸۰ توپیں آگ برسارہی ہیں - اسکے بعد دشمن کی فوج بڑھتی ہے ' اور آہنی جال کاٹڈالتي ہے - اسکے بعد اور بڑھتی اور سنگیدوں تک دوڑ پہنچتی ہے ۱۲۷ دن کے محصوریں ہمت و شجاعت کے ساتھہ مقابلہ کرتے ہیں ' بلغاري فوج کے ساتھہ سرویي فوج بھی شریک ہے ' سرویي فوج کے پورے ریجمنٹ کے ریجمنٹ کٹ جاتے ہیں ' بلغاري بھی جنس و حاشاک کی طرح کاٹے جاتے ہیں ' مگر وہ آگے بڑھتے ہیں اور شہر پر قابض ہوجاتے ہیں - یہ تصویر جنگ کا ایک رخ ہے ' دوسرا رخ یہ ہے ' کہ قلعوں کی کائنات کہنہ گنبد ہیں ' توپوں کے رکھنے کے لیے زمین میں گڑھے کھودے گئے ہیں ' توپوں کی تعداد نامعلوم ہے ' مگر قائد اپنے حسن انتظام سے انکی تعداد کثیر چند زیادہ دکھاتا ہے ' دشمن مقام پر مقام لیتا چلا جاتا ہے ' مگر جب دست بدست جنگ کا موقع آتا ہے ' تو عثماني فوج جوش کے ساتھہ مقابلہ کرتی ہے ' مگر ایسے اسباب جمع ہوجاتے ہیں ' کہ باایں پرجوش مدافعت و مقاومت دشمن شہر میں داخل ہوجاتا ہے -

اب سوال یہ ہے ' کہ عثماني فوج نے ۲۵ کو ۱ بجے شب سے لیکے ۲۶ کے ۲ بجے دن تک کی مقابلہ کس جوانمردانہ مدت میں - جنکہ ہر دوسرا گھنٹہ پہلے گھنٹے سے زیادہ حوصلہ شکن اور ہمت سوز ہوتا تھا - ایک مدت کے لمبے چوڑے بعد حوصلہ ' سرد جوشی ' اور جوانمردگی کا اظہار کیا ؟ کیا شکري پاشا نے شہر پر بلغاریوں کے استیلاء تام سے پہلے ہتھیار ڈالے ؟ کیا اگر شکري پاشا ہتھیار نہ ڈالتے تو شہر پر بلغاریوں کا قبضہ نہ ہوتا ؟ اور مختصراً یہ کہ کیا محصورین نے مقاومت کا کوئی دقیقہ اٹھا رکھا ؟

اگر ان تمام سوالات کے جوابات نفي میں ہیں ' تو اب سوال یہ ہے ' کہ محصوریں نے اس عہد کو پورا کیا یا نہیں جو انہوں نے بطال الطرابلس اور نے سے کیا تھا ؟

انسان کے اختیار میں صرف کوشش ہے' کامیابی اسکے حدود اختیار سے باہر ہے میدان جنگ میں ایک سپاہی کا اس سے زیادہ فرض نہیں ' کہ وہ جانداری ' پا مردی ' اور دانشمندی کے ساتھہ دشمن کا مقابلہ کرے ' اگر اس نے ایسا کیا ' تو مستحق آفریں ہے ورنہ سزاوار پاداش ' شکست ہو یا فتح '

اسلے اگر مشاہیر و ابطال کی صف میں نیپولین اور عثمان پاشا بھی ہیں ' تو یقیناً مدافع جلیل غازی شکری پاشا بھی ایک دوش بدوش ہونگے -

---

یہ تفصیل تما متر صوفیا اور ایک نامہ نگار کے بیان کی مرتب صورت ہے' اور ایک نظر معلوم ہوجاتا ہے' کہ اسوقت تک بلغاریوں کے عجز کی عذر جوئی اور فتح کی تعظیم و تعظیم کی کوشش کی گئی ہے' لیکن با ایں اگر اسمیں مبالغہ و اغراق کا عنصر اس حد تک نہیں' کہ واقعیت کا عنصر فنا ہوگیا ہے' تو اس تسخیر سے ان معلومات کی تکذیب نہیں ہوتی ' جو الہلال کے صفحات میں وقتا فوقتا شائع ہوتے رہے ہیں - ان تمام معلومات کا خلاصہ دو عنوانوں کے تحت میں آسکتا ہے ایک عدم تسلیم کا معاہدہ اور دوسرے سامان کی کافی مقدار - امر اول - کے متعلق ہم ابھی تفصیل کے ساتھہ لکھ آے ہیں - رہا امر دوم ' اسکے لئے آپ ایک بار پھر تفصیل تسخیر پر ایک غلط انداز نظر ڈالیں ' آپ کو اسمیں زار خط معاملات میں ملیگا ' کہ محصوریں نے سامان میں آگ لگادی ' جب محاصرین داخل ہوے تو اسوقت گلے چراگاہوں میں چر رہے تھے ' پس کیا یہ اس امر کی شہادت نہیں ' کہ سامان کی کمی نہ تھی "-

---

اس بحث میں سب سے آخری نقطہ یہ ہے ' کہ آیا وزارت سابقہ کی راے صحیح تھی ؟ اور کیا انفعالات اور احراے جنگ اتحادیں کی خود کامی یا حمام کاری تھی ؟ ابھی اسناد تسخیر تاریکی میں ہیں' جسقدر تحصیل آئی ہے وہ احتمال سے بھی کم ہے ' اسلیے اسکا صحیح جواب نہیں دیا جاسکتا ' مگر " آقاے کامل " کی مجوزہ نام نہاد فوجی مجلس کی کارروائی (جو الہلال نمبر ۷ میں شائع ہو چکی ہے) کے پڑھنے کے بعد ہم جس نتیجہ پر پہنچے تھے' وہ یہ تھا ' کہ مجلس کے فیصلہ صلح کی بنیاد دو امر پر ہے -

(۲) تاراج ایشیاء کا خوف

(۱) مالی مشاکل کا نا قابل حل ہونا-

پس اگر ہم صحیح نتیجہ پر پہنچے ہیں تو ہم کو اس کہنے میں کوئی تامل نہیں ' کہ تا ایں تسخیر اتحادی وزارت کاملی وزارت سے بدرجا کامیاب رہی -

محمود شوکت پاشا نے سمشیر کے قبضہ پر ہاتھہ رکھا تو تاراج کی دھمکی دینے والے پھر تاجداری کے کمینگاہ میں روپوش ہوگئے اور مالی مشاکل کا انتظام - جو انگلستان ایسے دولتمند ' ملک کے پرسنار ہونے کے باوجود کامل سے نہیں ہو سکا تھا - اس حد تک ہوگیا ' کہ واجب الاداء قرضوں میں بے تامل کردی گئیں - اور دو ماہ تک جنگ جاری رہی اور ابھی ہے -

اگر یہ صحیح ہے ' کہ ایک غیور شریف کے لئے حملہ اور کو اپنے حرم کی حوالگی حرام ہے اور اسوقت تک مدافعت کرتے رہنا فرض ہے ' جب تک کہ اسکے قوی حواب نہ دیدیں ' تو ہم کہتے ہیں کہ ادرنہ - وہ ادرنہ جسکے چپہ چپہ پر اسلامی یادگاریں کندہ ہیں' جہاں اسلام کے نامور و دلیر مدفون ہیں ' اور سب سے آخر میں مگر سب سے مقدم یہ کہ ' جو قسطنطنیہ کی کنجی ہے - کی حوالگی (جو کامل چاہتا تھا) ترکوں کے لئے حرام تھی' اور اسکا فرض تھا ' کہ اسکی مدافعت اسوقت تک کریں جب تک کہ انکے امکان میں ہو (جیسکا کہ اتحادی وزارت نے کیا) ادرنہ کی تسخیر اسکی تسلیم سے بدرجہا زیادہ بہتر ہے کیونکہ ایک سپاہی کے لیے میدان میں رحمی ہوکے گرفتار ہونا ' بے رحمی ہوے ' ہتھیار ڈالدینے سے بہر حال اور بدرجہا بہتر ہے -

---

چتلجا — تسخیر ادرنہ کے بعد چتلجا کے متعلق خبروں کی حالت تشویش انگیز تھی - عثمانی دوائع خاموش تھے - مگر عثمانی دوائع تمامتر شکست و ہزیمت کی داستانسرائی کرتے تھے - ۲۵ مارچ کو صوفیا سے اطلاع دی گئی تھی' کہ بلغاری آگے بڑھے ' دشمن پس پا ہوا' اسے بلغاری عثمانلی اور اپنی و تیس کے درمیانی خط پر قابض ہیں - ۲۷ کو بلغاری سفارتخانے نے اطلاع دی ' کہ بلغاری شہر پر قابض ہوگئے - ۲۸ کو ریوٹر کو قسطنطنیہ سے یہ خبر ملی " کہ چتلجا میں جنگ ہوئی ' جسکا نتیجہ ترکوں کے خلاف نکلا ' ابتداً وہ انتظام قائم رکھسکے ' مگر آخر میں بے انتظامی پھیلگئی - معلوم ہوتا ہے ترک حوصلہ فرسودہ ہوگئے ہیں' ترکوں نے شہر ۲۶ ہی کو خالی کردیا تھا ' اسوقت وہاں ہیں' جہاں وہ برسر میں تھے - کسی سنگین بلغاری حملہ کی علامت نہیں' مگر انور بے کی محفوظ فوج پیشگاہ (فرنٹ) بھیجدیگئی ہے - چتلجا پرجوش جنگ کے بیان میں مبالغہ کیا گیا ہے - گذشتہ نصف ماہ میں چتلجا سے قسطنطنیہ صرف ۵ سو زخمی آئے ہیں " - مگر ۳۰ کو خبروں کا رخ بدلگیا - قسطنطنیہ سے سرکاری طور پر اطلاع دیگئی ' کہ دشمن نے بریکچکمجی کے آگے کے مقام پر قبضہ کرلیا تھا' مگر سخت نقصان کے بعد نکالدیا گیا اور عثمانی فوج نے دوبارہ اس مقام پر قبضہ کرلیا -

یہ تار گو سرکاری تھا ' مگر معرکہ کی اہمیت کے باب میں خاموش تھا' یکم اپریل کو ریوٹر نے تفصیل شائع کی' جس نے معرکے کی اہمیت اور اس جوش جنگ سے پردہ اٹھادیا' جو عثمانی فوج نے ادرنہ کے ہمت شکن اور استقامت افگن سانحہ کے بعد دکھائی ' تفصیل بحسبہ درج ذیل ہے -

لندن یکم اپریل - ترکی فوج کے ساتھہ جو خاص نامہ نگار دریکچکمجی کے معرکہ کارزار میں موجود تھے انہوں نے اس جنگ کی مفصل خبریں بھیجی ہیں' جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑائی نہ صرف نہایت شدید تھی' بلکہ چتلجا کے آیندہ کارناموں پر اس کا نہایت ہی اہم اثر پڑے گا - بلغاریوں کا مقصد یہ تھا' کہ ترکی فوج جو حلیج چیکمجی کے مغربی جانب میں مرتفع میدان پر قابض ہے' اس کا تعلق قلب جیش (اصلی ترکی فوج) سے ' جو چتلجا کے خطوط مدافعت پر موجود ہے' منقطع کردیں - ۲۵ - مارچ کو بلغاریوں نے عظیم الشان فوجی جمعیت سے پیش قدمی کی - عزت پاشا نے اپنی فوج کا جزو اعظم قلبی مورچوں کی طرف ہٹالیا - اس کے بعد دو روز تک خوفناک گولہ باری ہوتی رہی - بلغاریوں کو اس حالت میں' جبکہ وہ مقبوضہ حصے میں مورچے چھوڑ کر کمینگاہوں میں چھپنے کی کوشش کر رہے تھے' ترکی توپوں کی سخت آتشباری کا سامنا کرنا پڑا ' جن کو آلات تدویر (سرچ لائٹس) سے برابر مدد مل رہی تھی - بلغاریوں نے جمعہ کے دن صبح کو کہرے کی تاریکی میں یہ کوشش کی' کہ ایک جانبی پیش قدمی (فلینک مارچ) کے ذریعہ سے چتلجا کے خطوط مدافعت کے سامنے ایک آخری حملہ کرکے چیکمجی کی مغربی جانب میں ترکوں کے پیر اکھیڑدیں' لیکن کہرے کے موقوف ہوجانے پر بلغاری فوج موت کے جال میں گرفتار ہوگئی' اور ترکوں نے اپنی

(بقیہ صفحہ اول کے آخر میں)

الهلال

۲۴ ربیع الثانی ۱۳۳۱ هجری

حدیث الغاشیه

(۵)

جاء الحق و زهق الباطل

ان الباطل کان دهوقا

ارلم یروں انهم یعتقون فی کل علم مرة او مرتین ثم لا یتوبون ولا هم یذکرون (۹ : ۱۲۷)

کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ کوئی برس ایسا نہیں گذرتا جس میں ایک یا دو مرتبہ یہ لوگ آزمایشوں میں نہ ڈالے جاتے ہوں ' مگر باوجود اسکے نہ تو وہ اپنی بد اعمالیوں سے توبہ کرتے ہیں ' اور نہ ان تنبیہوں سے عبرت پکڑتے ہیں !!

معلقہ ہوں کعبے کا ناظم ' مگر جا کر وہاں
عبرت آتی ہے ' کہ کیا بتکدہ ویراں ہوگیا ؟

میں لکھنؤ پہنچتے ہی پھر بیمار ہوگیا تھا ' اسلیے یونیورسٹی ڈیپوٹیشن کے ٹرنڈے کی نسبت کچھ نہ لکھ سکا -

لیکن اب ضروری ہے کہ اسکی نسبت چند کلمات عرض کروں :

دجال تو بودن گذه او حاسب ما نیست
تا عمره بگو ' تا دل مردم نه رساید

کوئی واقعہ ہو ' اسپر سرسری نظر ڈالکر نہیں گذر جانا چاهیے ' اور عبرت و بصیرت اندوزی کیلیے ہر وقت مستعد رہنا چاهیے - کامیابی اور ناکامی ' دونوں میں ہمارے لیے ذخائر عبرت ہیں ' فتح و شکست ' دونوں ہم کو بصیرت کرسکتی ہیں - اور غور کیجیے ' تو تندہ و اعتدار کا اصلی وقت فتح ہی کی گھڑیاں ہیں - شکست کا وقت تو ماتم و حسرت میں بسر ہو جاتا ہے : مبشر عبادی الذین یستمعون القول ' فیتبعون احسنه - اولئک الذین هدا هم الله ' و اولئک هم اولو الالباب - (۳۹ : ۱۹) (۱)

اس خبر کو سنتے ہی ہر شخص کی زبان سے بے اختیارانہ صدا جو نکلی ہوگی ' وہ یہی ہوگی کہ " حق نے باطل پر ' حریت نے استبداد پر ' اور قوم نے افراد پر فتح پائی "

یقیناً فتح پائی ' رات کی پردہ پوش اور حرائم پرور تاریکی میں نہیں ' بلکہ علانیہ اور روز روشن کی میصلہ کن روشنی میں فتح پائی - سازش و خدع کے ہتھیاروں سے نہیں ' بلکہ حق اور راست باری کے حربۂ الہی سے فتح پائی - دولت و رسوخ ' دیدبۂ و سطوت ' جمعیت و قوت اور اِدعا و تعدی کی نمایش مروشیوں کی طاقت دکھلا کر نہیں ' بلکہ بے سروسامانی ' ضعف و عاجزی ' قلت اعوان و انصار ' اور فقدان اسباب و رسائل کے ساتھہ فتح پائی - یقیناً یہ ایک فتح مبین تھی ' مگر حق و باطل کی آویزش کی تاریخ میں یہ کوئی نیا واقعہ نہیں ہے ' بلکہ اسکے حوارق و معجزات کو سنیے ' تو انکے آگے اس فتح کی حقیقت ہی کیا ہے ؟ اس سرزمین عجائب حیز کا ایک ایک ذرہ اپنے اندر سچائی کی فتح و نصرت کا ایک صحیفۂ حوارق رکھتا ہے ' اور نہیں معلوم آثار عالم سے اس وقت تک حق و باطل میں کتنے معرکہ ہا سے رہرہ گذار ہوچکے ہیں ؟ اول تو اُن واقعات کے مقابلے میں یہ معاملہ ہی کونسا ایسا عظیم الشان تھا ؟ پھر باطل پرستی نے اسی دنیا میں جیسی جیسی عظیم الشان دیویں فرعون ' اور قاہر و جابر مرجیں ' اپنے ساتھہ رکھی ہیں ' انکو سامنے لائیے تو معلوم ہو ' کہ اس معرکے میں وہ سار وسامان ہی کسے میسر تھا ؟ ہم نے حق و باطل کی جنگ آرائی کی تاریخ میں بڑے بڑے عظیم الشان لشکروں کو اترتے دیکھا ہے ' جنکی سطح سونے کی تھی ' اور جنکے حواشی پر لعل و جواہر سے گلکاری کی گئی تھی - ہم نے اُن عظیم الہیئۃ اور قدیم الدستان سمندروں اور خشکیوں کی دیواروں کو رنگوں دیکھا ہے ' جنکے صحن چاندی سونے اور لعل و جواہر کے درخشاں باتوں سے رچے ہوئے تھے - ہم نے تاریخوں میں اُن معرکوں کی سرگذشت پڑھی ہے ' جنمیں باطل پرستی کی فوجیں نے شمار سمندر کی طرح پھیلی ہوئی تھیں ' مگر حق کا علم اپنے سامنے میں صرف ایک ہی وجود کے سروسامان رکھتا تھا ' مگر با ایں همه عاقبت کار اسی کے لیے تھی - حق و صداقت کا حریف آج ہی پیدا نہیں ہوا ہے - وہ مع اپنی طاقتوں اور قوتوں کے ہمیشہ سے موجود ہے ' اور جب کبھی حق سے مقابل ہوا ہے ' تو اُس نے اپنی طاقتوں کی انتہائی نمائشیں کی ہیں - پس جس صداے حق کی فتح یابیوں کی تاریخ ایسے عظیم الشان معاملوں کا افسانہ سناتی ہو ' اسکے لیے آجکل کے بعض مدعیان کار دوستی کے نمایشی ہنگامے کیا حقیقت رکھتے ہیں ؟ جس دست و بازو نے آہن پوش حریفوں کی صفیں اوات دی ہوں ' اور باطل پرستی کے مہیب دیوؤں اور عفریتوں کو انگلیوں پر چرخ دیکر دے پٹکا ہو ' اسکے لیے چاندی سونے کی چند متحرک پتلیاں کیا رعب و سطوت پیدا کرسکتی ہیں ؟

پس اس لحاظ پر جو کچھہ ہوا ' اسمیں آپکے لئے تعجب اور تعجب کی کوئی بات نہیں ' اللہ عزوجل کیطرف سے عبرت و بصیرت ضرور ہے : ان الظالمین بعضهم اولیاء بعض ' و الله ولی المتقین (۴۵ : ۱۸)

(۲)

سب سے پہلی بصارت جو اس واقعہ میں ہمارے لیے ہے ' وہ وہی ہے ' جس کو آغاز الہلال سے بار بار کہہ چکا ہوں ' لیکن وہ میرا ایک ایسا اعتقاد مصمم اور ایمان قلبی ہے ' جسکی صدا ہر آن و ہر لمحہ میرے اندر سے اُٹھتی رہتی ہے ' اور میں خواہ کتنی ہی مرتبہ اسکو دہراؤں ' لیکن ہر کہنے کی جگہ ہر مرتبہ ایک زائد تازہ پاتا ہوں - وہ حق کی فتح مبینی ' اور ہر مظہر باطل کی شکست کا قانون الہی ہے ' جس نے ابتدا ہی سے اپنے حلقہ نگوشوں کو پیغام نصرت سنادیا تھا کہ

و تلك الدار الاخرة نجعلها للذين لا يريدون علوا فی الارض و لا فسادا (۲۸ : ۸۳)

اور آخرت کی کامیابیوں کا گھر انہی کے لیے ہے ' جو دنیا میں بلندی اور برتری کے خواہشمند نہیں ' اور نہ اپنے اغراض

(۱) پس اللہ کی طرف سے بشارت ہے ' اُن بندوں کیلیے ' جو کلام حق کو سن کر سکتے ہیں ' اور اُسکی اچھی باتوں پر عمل کرتے ہیں ' یہی لوگ ہیں ' جنکے دلوں کو خدا نے ہدایت کیلیے کھول دیا ہے ' اور یہی عقل سلیم رکھنے والے ہیں - (صدہ)

سعي الا رض ولا فسادا ' والعاقبة للمتقين -

و منافع کیلیے دنیا میں فساد پھیلاتے ھیں ' اور یاد رکھو ' کہ ھر کام کا انجام و آخر صرف اللہ سے ڈرنے والوں ھی کیلیے ھے -

قرآن کریم میں " العاقبة للمتقین " ھر جگہ اسي لیے کہا گیا ھے ' کہ اعراض فاسدہ اور مقاصد رذیلہ کو بظاھر حق و صداقت کے مقابلے میں کامیاب ھو جاتے ھیں ' انکي کامیابي محض وھمي عارضي ھوتي ھے ' اور انجام کار کي فتح و فیروز مندي انکے حصے میں نہیں آسکتي - یہي آخر کي کامیابي ھے ' جسکو خدا تعالے نے اس دنیا میں اپني تائید غیبي کے اعلان کیلیے ایک نشاني قرار دیا ھے ' اور یہ اسي کا دست نصرت ھے ' جو حق کو بداغ و عواقب کي نصرت بخشکر بتلا دیتا ھے ' کہ خود وہ کس کے ساتھہ ھے ؟ اگر ایسا نہو تو پھر دنیا شیطان کا تخت گاہ بن جاے اور خدا کي ورشني سے نسل ادم کي آنکھیں محروم ھو جائیں -

کیا نہیں دیکھتے ' کہ قرآن کریم میں ھر جگہ خدا تعالی نے ان لوگوں کے اعمال کو (جسکے اغراض و مقاصد مرضات الہي کي خواھش اور نور صداقت و حق پژوھي سے خالي ھیں) ھمیشہ اُن چیزوں سے تشبیہ دي ھے ' جو اپنے اندر کوئي نہ کوئي کامیابي کا ھنگامی اثر و جلوہ ضرور رکھتی ھیں ' لیکن پھر آخر میں اسکي ناکامي نمایاں ھو جاتی ھے - مثلاً ایک جگہ فرمایا :

اعمالهم کسراب بقیعة یحسبه الظمان ماء ' حتی اذا جاءه لم یجده شیئا و وجد الله عنده فوفاه حسابه ' و الله سریع الحساب - (۲۴ : ۳۹)

ان لوگوں کے کاموں کي مثال ایسي ھے ' جیسے کسي چٹیل میدان میں چمکتا ھوا ریت ' کہ پیاسا آدمي دور سے اُسے پانی سمجھکر دوڑتا ھے ' لیکن جب قریب پہنچتا ھے ' تو ریت کے ذروں کے سوا اور کچھہ نہیں پاتا -

* * *

ایک دوسرے موقعہ پر مکڑي کے جالے کي مشہور مثال دي :

مثل الذین اتخذوا من دون الله اولیاء کمثل العنکبوت ' اتخذت بیتا ' و ان اوھن البیوت لبیت العنکبوت ' لو کانوا یعلمون (۲۹ : ۴۰)

ان لوگوں کی مثال جو اللہ کے علاوہ اور لوگوں سے دوستی کرتے ھیں ' مکڑي کی ھے ' مکڑي گھر بنانے کو تو بناتي ھے مگر گھروں میں کمزور ترین اسي کا گھر ھے ' کاش یہ لوگ سمجھتے -

پہلی آیت میں اعمال ضلالت کی مثال اُس شخص کي سي دي گئي ' جو پیاسا ھو ' مگر دریا کي جگہ ریگستان کو سمندر سمجھکر اُسکي طرف دوڑے ' اور بالآخر ناکامي اور نامرادي کے سوا اُسے کچھہ حاصل نہو - دوسري آیت میں مکڑي کے جالے سے تشبیہ دي ھے ' کہ جو کام رشتہ الہي اور تعلق ایماني کي قوت سے خالي ھوتے ھیں ' انکي ھستي مکڑي کے جالے کي طرح ھوتي ھے ' کہ حسک وہ قائم ھے ' نہایت مرتب و منظم نظر آتا ھے ' لیکن جونہي ھوا کی ایک ھلکي سي موج نہی اس پر سے گذري ' اور ھدا منثورا ھوگیا - و ان اوھن البیوت لبیت العنکبوت لو کانوا یعلمون -

(۳)

فی الحقیقت غور کیجیے ' تو انساني اعمال کي ضلالت کیلیے اس تشبیہ و تمثیل سے بڑھکر اور کوئي بیان نہیں ھو سکتا تھا ' اور اصل یہ ھے ' کہ قرآن کریم کے سب سے زیادہ اسرار و معارف اسکی تمثیلوں اور تشبیہوں ھي میں ھیں لیکن

تقاصر عنه افهام الرجال

مکڑے کا جالا کیسي عجیب اور موثر چیز ھے ! کس ترتیب اور نظام کے ساتھہ اسکا ایک ایک تار دوسرے سے ملحق ھے ' اور کس درجہ کامل طور پر اشکال ریاضي کے تسویۂ و تناسب کے ساتھہ اسکے دائرے ' دائروں کے مدارج ' اور ھر درجے میں متعدد خانے ھوتے ھیں ؟ پھر اُس محنت و سعي پر نظر ڈالیے ' جو جالے کے بنانے میں وہ گوارا کرتا ھے - کیسي حزم و ورشانہ مغویت کے ساتھہ ایک ایک تار کو بناتا ھے ' اور کس آن تھک سعي کے ساتھہ ' ٹوٹنے کے بعد پھر اور سرتو بنانا شروع کر دیتا ھے - وہ گویا ایک نہایت منظم ' مرتب ' اور خوشنما عمارت ھوتي ھے ' جس کي تعمیر میں حیات دنیوي کي پوري قوت صرف کردي جاتي ھے - با ایں ھمہ اسکے ثبات و قرار کا یہ حال ھوتا ھے ' کہ اسکي تعمیر و تکمیل کے عین عروج کي حالت میں ' اگر ھوا کي ایک ھلکي سي حرکت بھي مقابل ھو جاے ' تو ایک لمحہ کیلیے بھي قائم نہیں رھسکتا ' اور چشم زدن میں نابود و معدوم ھو جاتا ھے -

بعینہ یہي حالت اُن تمام کاموں کي ھوتي ھے ' جو حق و معروف کا مقابلہ کرنا چاھتے ھیں - یہ نہیں ھے ' کہ انکو کامیابي نصیب نہیں ھوتي - اگر وہ ابتداے کار میں کامگار و بامراد رھیں ' تو عاقبت امور - اور نتائج اعمال کے فتح و ظفر کا فیصلہ بیکار ھو جاے - وہ بظاھر کامیاب ھوتے ھیں ' اور مکڑي کے جالے کي ظاھر عزیني کي طرح دیکھنے والوں کو انکي کامیابي نہایت خوشنما اور منظم نظر آتي ھے - وہ اپنے مقاصد ضلالت کي انجام دھي میں اُس سے کم محنت و سعي نہیں کرتے ' جس قدر ایک مکڑا جالے کے بننے میں تمام عمر کرتا رھتا ھے - وہ اپني دولت ' اپني عزت ' اپنا روح ' اپني صحت ' اور اگر قابلیت حاصل ھے ' تو اپني قابلیت عرصہ تمام قوتوں کو رقعت اعمال ضلالت کردیتے ھیں - پھر دنیا دیکھتي ھے ' کہ ایک نہایت خوشنما اور مرتب دائرہ بنکر طیار ھو گیا ھے ' جس میں طرح طرح کے جالے ' اور طرح طرح کے اشکال و صور بنے ھوے ھیں - لیکن جس طرح مکڑے کے جالے کي ھستي اُس وقت تک ھوتي ھے ' جب تک ھوا کا کوئي جھونکا اسپر سے نہیں گذرتا ' اسي طرح اسکي زندگي بھي صرف اتني ھي دیر تک کیلیے نظر فریب رھتي ھے ' جب تک یاد حق و صداقت میں حرکت نہیں ھوئی ھے ' اور اُسکا رخ اُسکي طرف نہیں ھوا ھے - مکڑا اپني تمام زندگي ایک ایسي شے کے بنانے میں صرف کر ڈالتا ھے ' جس کو وہ اپنے لیے بہترین ذریعۂ آرام و راحت سمجھتا ھے ' مگر در اصل اُسکي تمام زندگي ایک محض نا پائدار اور سریع الفنا عمارت بنانے میں ضائع جاتي ھے - با لکل اسي طرح یہ گمکردگان اعمال سمجھتے ھیں ' کہ ھماري محنت ایک محفوظ اور مفید اغراض عمل کے انجام دینے میں خرچ ھو رھي ھے ' حالانکہ " تار عنکبوت " کي طیاري کي طرح ' انکي زندگي اور محنت کي یہ نامرادانہ تباھي ھوتي ھے ' اور وہ خود اپنے ھاتھوں اپني قوتوں کو ضائع کر دیتے ھیں -

پس حق کے مقابلے میں باطل کي کامیابی سے مغرور نہیں ھونا چاھئے ' کہ کامیابي تو ضرور ھوتي ھے ' لیکن ثبات و قرار اور نتیجۂ آخر کي کامیابي ایک شے ھے ' جس پر اس آسمان کے نیچے حق کے سوا کسي کا قبضہ نہیں - یہ نہیں ممکن ھے ' کہ باطل کي سعي و محنت ایک نظر فریب چیز ھمارے سامنے پیش کردے ' اور بظاھر معارض ھو کہ کامیاب ھوگیا - لیکن یہ کامیابي ایسي ھي کامیابي ھوگي ' جیسي کہ مکڑے کو جالے کے بننے اور طیار کردینے میں حاصل ھوتی ھے - یہ نہیں ھوتا کہ اسکي سعي ناکام رھے - وہ جس گھر کو بنانا چاھتا ھے ' اسکي تعمیر میں پوري طرح کامیاب ھو جاتا ھے - لیکن اسکو کیا کہیئے کہ جس مصالح اور سامان سے بنایا جاتا ھے ' اس سے کوئي پائدار چیز بن ھي نہیں سکتي -

(٤)

میں کہنا چاہتا تھا کہ " یوپیرستی ڈیپوٹیشن " کی شکست میں اس قانون الہی کی ایک عبرت انگیز نصیرت پوشیدہ ہے - ایک مرتبہ گذشتہ تین مہ کے واقعات کو یاد کر لیجیے اور دیکھیے کہ کس انتہاے جد و جہد اور کمال سعی و جانفشانی کے ساتھہ " ارباب حل و عقد " نے اس ڈیپوٹیشن کی عمارت کھڑی کی تھی ' اور بعض لوگوں نے اپنی کیسی کچھہ گراں بہا چیزیں اسکے پیچھے نہیں دیدی تھیں - راتوں کی نیندیں اسکے لیے قربان کی گئیں ' دن کا آرام و راحت اسکے لیے عارت ہوا - بہت سے دعوؤں سے دست برداری کی گئی ' اور اس صلح کے لیے جنگ کی فتح مندیوں کی نمایش و شہرت سے بھی ہاتھہ اٹھالیا گیا ' مگر با ایں ہمہ اس جد و جہد ' جوش و خروش ' غرور و ادعا ' طمانیۃ و استعلا ' اور اظہار سطوت و حمیت کے بعد کیا نتیجہ نکلا ؟ یہ کہ صداے حق و معروف کے ایک جھونکے ہی میں اس بیت عنکبوت کا خاتمہ تھا : و ان اوھن البیوت لبیت العنکبوت ' لوکانوا یعلمون :—

ہم نرمی چیز سمجھتے تھے ' پہ میخانے میں
نکلا اِک جام کی قیمت بھی نہ ایماں اپنا !

جیسا کہ بار بار لکھہ چکا ہوں ' اس موقعہ پر بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں ' کہ اس واقعہ کو سرسری نظر کے حوالے نہ کیا جاے - یہ ایک بین ترین مثال تازہ ہے ' اس امر کی کہ حق کی کوئی صدا ' خالص د جا سکتی ' اور گو دیری اور انسانی طاقتیں کتنی ہی مخالف ہوں ' لیکن وہ بالاخر کام کر جاتی ہے - کام کرنے والوں کیلیے امید اور ہمت کا یہ ایک پیغام ہے ' اور منکرین قوت حق و معروف کیلیے عبرت و موعظہ کا ایک تازیانہ وتلک الامثال نضربہا للناس لعلہم یعقلون -

(٥)

۲۶ اور ۲۸ - دسمبر کو جو اجتماع لکھنو میں ہوا تھا ' وہ صحیح طور پر نیشنل کمیٹی کا اجلاس ہو یا نہو ' لیکن تاہم اسکو یونیورسٹی کا آخری فیصلہ کرنے کیلیے کافی سمجھا گیا ' اور ڈیپوٹیشن کے انتخاب کے مسئلہ کو بظاہر عام اتفاق راے سے منظور کرالیا گیا - جلسہ کے بعد بھی ایک عرصے تک کوئی صداے مخالف نہیں اٹھی ' اور پھر جناب نواب صاحب قبلہ کی تحریر شائع ہوئی ' تو اسمیں نفس مسئلۂ انتخاب و عدد و تعویض اختیارات کاملہ کی نسبت چنداں اعتراض نہ تھا ' بلکہ زیادہ تر اشخاص و عدد کی قلت و کثرت اور طریق انتخاب کی بے قاعدگیوں پر اظہار تاسف کیا گیا تھا - بیر یہ کہ تحریر کا ماحصل ڈیپوٹیشن کے ممبروں میں اضافہ تھا ' نہ کہ اصل ڈیپوٹیشن کی شکست اور بالکلیہ برہمی - ایسی حالت میں ظاہر ہے ' کہ اس کارروائی کی مخالفت مخالفت موجودہ بالکل بے سود نظر آتی تھی - کس کو اسکا خیال ہو سکتا تھا ' کہ اس تمام کارروائی ہی کو سرے سے باطل کر دیا جائیگا ؟ اور قوم کو اس سے چھیڑی ہوئی " بلینک چیک " پھر واپس ملجائیگی - جلسے میں جو آواز مخالفت کی بلند کی گئی تھی ' وہ " لکھنو کی ناکام کوشش " تھی ' اور اب " کامیاب حلقے کیلیے کوئی وجہ نہ تھی ' کہ لکھنو کی " کامیابی " کا " کلکتہ کی ناکامی " سے مبادلہ کرے - لیکن باوجود اسکے عرصے کے بعد جب آواز بلند کی گئی ' تو دو ہفتے کے اندر ہی اسکا اثر ہر طرف سے نمایاں ہونے لگا ' اور رفتہ رفتہ حالات میں اس درجہ تغیر ہوا ' کہ اصلاح و اصلاح ہی نہیں ' بلکہ سرے سے ڈیپوٹیشن ہی کا خاتمہ کر دینا پڑا ' اور جس عمارت کو تکمیل تک پہنچا کر اسکے گنبد اور ترجیوں کیلیے اینٹیں چنی جا رہی تھیں ' اسکی بنیاد ہی مسمار ہوگئی ! !

پس یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہمارے آگے " کامیاب " کاموں کا جواہ کوہساری محکم و قوی قلعہ ہو ' اور جواہ معارف کا اصلی وقت گذرہی کیوں نہ جاے ' لیکن تاہم اعلاں حق کی طاقت تسخیر اپنا اثر دکھلاے بغیر نہیں رہتی ' اور اسکے لیے صرف یہ دیکھنا چاہیے ' کہ خود ہماری نیت اور حق پرستی کا کیا حال ہے ' مقابل و حریف کی کامیابی کا کوئی سوال نہیں - آجکل حق کی عزت و کس مپرسی کا ایک خاص سبب یہ بھی ہے ' کہ لوگ اعلاں حق و سعی اصلاح کی ضرورت محسوس کرتے ہیں ' لیکن اس خیال سے قدم نہیں اٹھاتے ' کہ مخالف کامیاب ہوچکے ہیں ' اور اب انکی مخالفت کا مناسب اور اصلی وقت نہیں ہے - اسی کا نتیجہ ہے ' کہ اشخاص نکتہ چینی کی طرف سے بے پروا ہوگئے ہیں ' اور سمجھتے ہیں ' کہ ایک مرتبہ اگر وہ کسی طرح اپنے کاموں کو کامیاب دکھلادیتے میں کامیاب ہوجائیں گے ' تو پھر کامیاب کاموں کی مخالفت کرنے سود رہے وقت سمجھکر ' کوئی مخالفت کا تصور بھی نہیں کریگا - اس طرح نے کاموں کیلیے انہوں نے بعض خاص اصطلاحیں وضع کرلی ہیں - مثلاً " طے شدہ مسئلہ " - " اتفاق عام کا فیصلہ " - " کثرت راے کا فیصلہ " " کثرت راے کا قرار دادہ "- قوم بھی بالعموم ان ترکیبوں سے مرعوب ہوگئی ہے ' اور کسی بندۂ خدا کو مخالفت کا خیال ہوتا ہے ' تو یہ سمجھکر خاموش ہورہتا ہے ' کہ اب مخالفت کا وقت باقی نہیں رہا - ایک طے شدہ اور اتفاق عام کے فیصل کردہ مسئلے کی نکتہ چینی کرنا عاقل بے اثر بلکہ تمسخر انگیز ہوگا

مذہب ' اخلاق ' اور قانون ' ہر لحاظ سے یہ ایک سخت خطرناک اور اصولی غلطی ہے ' اور در اصل اعلاں حق و امربالمعروف کے سد باب کی ایک علت قوی ' لیکن میں اس وقت صرف اس تازہ ترین مثال پر توجہ دلاؤنگا - جو لوگ کسی سچی بات کو سچ کہنے کیلیے اسکا سچ ہونا کافی نہیں سمجھتے ' اور اسکی ضرورت دیکھتے ہیں ' کہ لوگ اسے سچ مان بھی لیں ' انکو اس مثال سے عبرت پکڑنی چاہیے - میں نے جب عین جلسے میں ڈیپوٹیشن کی تحریک کی مخالفت کی تو اس سے بالکل بے پروا تھا ' کہ نتیجہ کیا نکلے گا ؟ پھر الہلال میں مضامین کا سلسلہ شروع کیا ' تو اس وقت بھی یہ خیال پیش نظر نہ تھا ' کہ سرے سے اس کوشش میں کامیابی ہوگی یا نہیں ؟ کیونکہ بار بار کہہ چکا ہوں ' مدرے عقیدے میں حق کی اس سے زیادہ کوئی توہین نہیں ہو سکتی ' کہ اسکے اعلان کو نتائج اور کامیابی کے ظہور کا محتاج قرار دیا جاے - اور اگر ایسا ہو تو اس دنیا میں ' جسکا نصف کرہ ہر وقت تاریک رہتا ہے ' کبھی بھی حق کی روشنی ظاہر نہو - پس یہ محض ایک عقیدے اور راے کا اظہار تھا ' اور نتائج کے انتظار سے بالکل بے پروا ' تاہم اگر بندۂ خدا کے ایک عاجز بندے کے پیش نظر نہ تھا ' تو کون کہہ سکتا ہے ' کہ اس نصرت فرماے حق و صداقت کی مشیت میں بھی نہ تھا ' جس نے ہر کام میں عواقب امور کی کامیابی کو اپنی نصرت بخشی کی ایک آیت مبین اور اثر عظیم قرار دیا ہے ؟ ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم ' و ان یخذلکم ' فمن ذا الذی ینصرکم من بعدہ ؟ وعلی اللہ فلیتوکل المومنون -

نتیجہ نکلا ' اور جس سرزمیں میں ایک اینٹ بھی اپنی جگہ سے ہلائی نہیں جاسکتی تھی ' وہاں آج ایک پوری نئی بنائی عمارت اس طرح منہدم ہوگئی ہے ' کہ اسکے اطلال و آثار تک کا پتہ نہیں ' اور (ونڈسر کمیٹی) کا میدان جس طرح ۲۸ - ستمبر کی صبح سے پہلے صاف تھا ' اب پھر ویسا ہی دار عمارت سے سدکدوش ہوگیا ہے ' قوم کو " چک نک " واپس ملگئی ہے " اور آیندہ خواہ تک کی دیواروں نے نیچے سرنگ کھود کر خزانہ ہی کیوں نہ نکال لیا جائے ' مگر الحمد للہ اب تک کوئی چک اسکے نام نہیں لگی ہے -

(٦)

ایک سب سے بڑی عبرت اس واقعہ میں قوم کیلیے یہ ہے ' کہ وہ اپنی قوت کا اندازہ کرے ' اور محسوس کرے کہ تغیرات حالات نے جو ہیبت و خطرت اسکی آواز میں پیدا کردیا ہے ' یہ کیسی بدبختی ہے ' کہ خود وہ اس سے غافل ہے ؟ تلوار اگر کند ہوگئی ہے تو شکایت کا موقعہ نہیں ' لیکن افسوس اسکے حال پر ہے ' جو اپنے ہاتھ میں ایک ایسی تیغ تیز رکھے ' جس کی کاٹ کے حرف سے حریف کاٹ رہا ہو ' لیکن خود وہ اسکے جوہر سے بے خبر ہو -

دو سال سے قوم نے اپنی رائے اور آواز کی جو ہیبت اشخاص کے دلوں پر قائم کردی ہے ' وہ اصلی قوت عمل ہے ' بشرطیکہ قوم اس جوہر سے کام لے ' یعنی یہ ' کہ صحیح ' معتدل ' اور بروقت کام لے - ونڈسر کمیٹی کے گذشتہ اجلاس ' اور پھر ڈیپوٹیشن کی شکست ' یہ دو متضاد واقعات ہیں ' جنکو جمع کرتا ہوں ' تو اصلیت سامنے آجاتی ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم کی بیداری میں شدہ نہیں ' اسکی قوت اور ہیبت کے اعتراف سے بھی دلوں کو انکار نہیں ' گو زبانوں کو انکار ہو - لیکن مصیبت یہ ہے ' کہ برسوں کی تقلید ' اور اعتماد نے دماغوں کو معطل کردیا ہے ' خود اپنی سمجھ اور فکر سے کام لینے کی عادت مفقود ہے ' اور میدان عمل میں دو آموزی اسپر مستولی - نتیجہ یہ ہے ' کہ پہلے اشخاص کی قوت و اعتماد سے شکست کھاتی تھی - اب قوت سے نہیں ' مگر غلط فہمی ' سادہ لوحی ' دو آموزی ' اور خدع و فریب سے شکست کھا جاتی ہے - پھر اصلی مصیبت یہ ہے ' کہ تقلید و اعتماد کی عادت دیرینہ اب بھی برقرار ہے ' اور وقت پر معاملات کو سمجھنے اور غور کرنے کی قوت پیدا نہیں ہوتی ہے - لیکن ساتھ ہی چونکہ حس و بیداری کے وجود میں شک نہیں اور حقوق کے مطالبہ کا خیال پیدا ہوگیا ہے ' اسلیے اگر حقیقت سے پردے اٹھا دیے جائیں ' اور کوئی اواز چیخ چیخ کر اپنی طرف متوجہ کرنے کی پوری کوشش کرے ' تو فوراً ایک حرکت ہر طرف پیدا ہوجاتی ہے ' اور لوگ ساتھ دینے سے انکار نہیں کرتے -

آج جس قوم کی صدا نے " ارباب حل و عقد " کو مجبور کیا ہے ڈیپوٹیشن کی کارروائی کو منسوخ کردیں ' وہ اس وقت بھی موجود تھی ' جب ۲۸ - ستمبر کو ڈیپوٹیشن کی تجویز بعوہ ہائے مسرت کے غلغلوں اور چیخ کے صدا ہائے متصل و پیہم کے ہنگاموں میں پاس کی گئی تھی - ڈیپوٹیشن کی مخالفت میں جو خیالات آج الہلال کے صفحات پر شائع ہوے ' یہی خیالات تھے ' جو عین جوش کے پیش ہونے کے بعد ظاہر کیے گئے تھے ' اور سننے والوں میں بھی بہت سے اشخاص وہی تھے ' جنھوں نے الہلال کے صفحات پر آج نظر ڈالی - مگر پھر غور کیجیے کہ نتائج دونوں وقت ' کیسے مختلف بلکہ متضاد ہیں ؟

اسکی علت وہی ہے ' جو سطور بالا میں ظاہر کی گئی - قوم کی بیداری اور صدائے حق کی سماعت کیلیے مستعدی میں شک نہیں ' لیکن اسکا کیا علاج ' کہ وقت پر کام کرنے والوں کی تیز طراریوں اور شعبدہ سامانیوں کا ہجوم اسے اصلیت کے سمجھنے کی مہلت ہی نہیں دیتا ؟ لوگ قطعاً غلط فہمی میں پڑگئے ' اور بالکل نہ سمجھے ' کہ ہم سے کیا مانگا جا رہا ہے اور کیا ہے جو ہم نے اٹھا کر دیدیا ہے ؟ خریداروں نے دراصل یہ سمجھنے کی کسی کو فرصت ہی نہ دی ' کہ -

مشتری چہ کس ست و بہاے ما چند ست ؟

لیکن جب کچھ زمانہ گذر گیا ' اور اسکے بعد اصلی حالات نہ عنوان خاص لوگوں کے سامنے پیش کیے گئے ' تو غلط فہمی دور ہونا شروع ہوئی ' اور جو بات وقت پر نہ سمجھے تھے ' اب ہر شخص کے سمجھ میں آنے لگی - نتیجہ یہ نکلا ' کہ جلسے بھی منعقد ہوے ' تجویزیں بھی پاس ہوئیں ' مضامین بھی نکلنے لگے ' اور قوم اپنی طاقت سے کام لینے کیلیے مستعد ہوگئی -

پھر اس پہلو پر بھی نظر رہے ' کہ نواب صاحب قبلہ کا مضمون نکلا ' لیکن کس طرح نذر غفلت و اعماض ہوکر رہگیا ؟ اس موقعہ پر بھی لوگ محتاج تھے ' کہ انکی غفلت پر ایک پر زور صدائے تاسف بلند کی جاے ' ان تمام حالات سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے ' کہ بیداری پیدا ہوگئی ہے ' مگر بیدار کرنے والوں کا کام ختم نہیں ہوا ہے ' بلکہ سب سے زیادہ اہم کام ابھی باقی ہے - یہ بیداری کچھ مفید نہیں ہوسکتی ' اگر کوئی ہاتھ غفلت کے نازک موقعوں پر بھی بیدار رکھنے کیلئے ہر وقت مستعد نہ رہے ' اور ہمیشہ معاملات کی تہ اور اصلیت سے خبردار نہ کرتا رہے - لوگ آنکھ بیٹھے ہیں مگر چلنے کے قابل نہیں ' اور پھر نیند جانے کا کھٹکا ہر وقت لگا رہتا ہے - پس وقت ہے ' کہ کام کرنے والے قوم کی بیداری کی زیادہ رہبر خوانی نہ کریں ' بلکہ بیداری کو قوی ' کرنے اور دماغ میں صحیح ہشیاری پیدا کرنے کی سعی میں مصروف ہو جائیں -

(۸)

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے ' کہ قوم نے اپنی آواز میں جو قوت پیدا کرلی ہے ' وہ ایک اصلی قوت عمل ہے ' جسکے تعمیر کوئی نیا دور پیدا نہیں ہوسکتا تھا ' تاہم یہ ایک قوت ہے ' ایسی حالت میں مفید ہے جبکہ اسکا استعمال صحیح ہو ' پس یہ بڑی سخت اور مہلک غلطی ہوگی ' اگر لوگ ان کامیابیوں پر مغرور ہوجائیں ' اور افراد اپنی قوت سے جو بیحد فائدہ اٹھاتے تھے ' ویسا ہی غلط فائدہ قومی قوت اور آواز کے نام سے بھی اٹھایا جاے - بہت بڑی ضرورت اس امر کی بھی ہے ' کہ اس قوت کا استعمال ہمیشہ حزم و احتیاط ' اور اعتدال ' و صحیح طریق استعمال کے ساتھ ہو -

(باقی آیندہ)

مقالات

انگلستان اور اِسلام

(۵)

اثر خامہ محرم سیاسب مسٹر بلنٹ

ترکوں اور بلغاریوں کی جنگ کا آخری نتیجہ خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو - سلطان المعظم اِس وقت کم از کم اِس بات پر مبارکباد کے مستحق ہیں ' کہ کامل پاشا کی وزارت سے برطرفی کے ساتھہ اُنہوں نے ایک نہایت فتنہ انگیز مفسد کے چنگل سے ' جو اِسلامی اغراض کے حق میں سخت غدّار تھا ' چھٹکارا پالیا ہے - یورپ کی تینوں شدید ترین دشمنانِ اِسلام طاقتوں ' یعنے انگلستان - فرانس اور روس کے ' بالخصوص انگلستان کے ' اِس توڑے توڑنے کے ذریعے سے ' جس حکمت عملی کو کام میں لانا چاہا تھا ' اُسکی اصلی کیفیت - یہ اصلی مطلب برآری ' یعنے سلطنت عثمانیہ کو آپس میں بتدریج تقسیم کرلینے کے جو طریقے عمل میں لائے جارہے ہے - اُنکی مفصل سرگزشت " ایجپٹ " کے ناظرین پر پوشیدہ نہیں ہے - پچھلے چھہ مہینے میں مختلف مضامین کے ذریعے سے ہم صحیح واقعات پر روشنی ڈالتے رہے ہیں - اور وزیراعظم قسطنطنیہ ' جو نامیمون رضامندی بےروسا انگریزی وزارت پر کرتا رہا تھا ' اُس سے جو تباہی خلافت پر آنے والی تھی - اِس پر بھی ہم متعدد مواقع پر متنبہ کرتے رہے ہیں - ہمیں اِس بات کا علم تھا ' کہ سراڈورڈ گرے نے اِسلام کی مخالفت پر کمرچست باندہ لی ہے - ہمیں یہ بھی معلوم تھا کہ ڈاؤ ننگ اِسٹریٹ (دفتر سراڈورڈ گرے) سے انگریزی مدبری کی جو آواز نصیحت کی صورت میں بلند ہوگی - وہ اِسلام کے حق میں ایک غدار آواز ہوگی - ہم یہ بھی بتائے رہے ہیں ' کہ سلطان کو یورپ میں اگر دوستی کی کہیں کچھہ توقع ہوسکتی ہے - تو " اتحاد مثلث " سے نہیں ' بلکہ " ایتلاف مثلث " کی صرف اُس طاقت سے ' جسکا نام جرمنی ہے - کامل " اتحاد مثلث " کی اغراض کا نمایندہ تھا - اِسکا زوال انگلستان ' فرانس ' اور روس کی راہ میں ایک سنگ گراں ہے - اور سراڈورڈ گرے کے منھہ پر تو ایک ایسا طمانچہ ہے ' جسے وہ یاد ہی کرتے ہونگے -

افسوس ہے ' کہ موجودہ جنگ میں قسمت کا رخ یورپ میں عثمانی امواج کی طرف سے پھرا ہوا نظر آنے لگا ہے ' اسوقت سے ہمارے دفتر خارجیہ کی دن رات یہی کوشش رہی ہے ' کہ کسی نہ کسی طرح پھسلا پھلا کر جرمنی کو بھی سلطان کے ایشیائی مقبوضات کی مجوزہ تقسیم میں اپنا سہیم بنالے - اسکے لئے حلقہائے مصالح کی مشہور و معروف صورت سامنے موجود ہی ہے - یہ ٹھانی گئی تھی ' کہ ایشیائے کوچک جرمنی کے لئے حلقہ مصالح قرار دیا جائے ' فرانس کو ایران اور ترکی آرمینیا میں ارادہ اختیارات ڈالنے جانے کو تھے - قسطنطنیہ کو ایک مشترکہ بین الاقوامی نفع بخش کر رکھدیا جاتا - اور دانیال یورپ کے کل جنگی جہازات کے لئے کھل جاتا - عثمانیوں کے ایشیائی صوبجات عیسائی طاقتوں کی مختلف اغراض - ملکی ہوں یا مالی - کے نشانے بنادئے جائے - ممکن تھا ' کہ یہ ساری باتیں ایک ہی دفعہ نہ ہوتیں - لیکن رفتہ رفتہ ہر طالب اپنی اپنی فرصت کے وقت اپنے مقاصد و اغراض کی تکمیل کرالیتی - سلطان کی برائے نام حکومت صرف اس غرض سے برقرار رکھدی جاتی ' کہ جب کبھی کسی طاقت کو مسلمانوں کے حدودات کو عیسائی حکومت کے ماتحت کرنے کی ضرورت پڑے - تو اسمیں اُنکے ذریعہ سے سہولیت اور آسانی ہو - یہی تحریر تھی ' جو یورپ کی مجتمعہ طاقتوں کی طرف سے امن عامہ کے لئے پیش کی گئی تھی - یہ تحریر خصوصاً سراڈورڈ گرے کے دماغ سے نکلی تھی - یہ محض ایک خوش نصیبی کی بات ہے ' کہ قیصر جرمنی نے اندک اس انگریزی سازش میں شرکت منظور نہیں کی ہے - اور سلطنت عثمانیہ کی تقسیم کا خیال اگرچہ ہمارے دفتر خارجیہ نے بالکل ترک نہیں کردیا ہے ' پھر بھی کم سے کم تھوڑے عرصے کے لئے تو یہ تقسیم ملتوی ہوگئی ہے - نئے وزیر اعظم ' مخمود شوکت پاشا ' ایک نادیدنی شخص ہیں - اور ان پر اعتماد کیا جاسکتا ہے ' کہ وہ اسلام کے ساتھہ غداری نہ کرینگے - کم سے کم اسوقت تو جرمنی انکی تائید اور حمایت کے لئے مستعد ہے - اصلی اور حقیقی حالت یہ ہے ' جو میں نے ابھی بیان کردی - سراڈورڈ گرے کے دل کی کیفیت عجب کے مارے جو کچھہ ہو رہی ہوگی ' وہ مصداح بیان نہیں - لیکن اب اُنکے لئے اسکے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ ' قہر درویش برجان درویش کہکر ' اس طمانچے کے صدمے کو بطیب خاطر برداشت کرلیں ' اور اپنے اندرونی جذبات کو چہرے سے نمایاں نہ ہونے دیں - اب جنگ کے ختم کرانے کے لئے سلطان پر نہیں بلکہ بلقانی حلیفوں پر دباؤ ڈالا جائے گا - قسطنطنیہ پر چڑھائی کی اجازت نہ دیجائیگی - یہ بھی ممکن ہے ' کہ ادریانوپل سلطان ہی کے قبضے میں رہنے دیا جائے -

ان تمام واقعات میں جس بات سے ہمیں سب سے زیادہ دلچسپی ہے ' اور جو دربارے نیل پر اسلامی آزادی کی اُمیدوں سے متعلق ہے ' وہ یہ ہے ' کہ قسطنطنیہ میں کامل کے زوال کے ساتھہ وہ خاص سازش بھی کچھہ دنوں کے لئے ملتوی اور دبادی پڑی ہے ' جو مصر پر انگریزوں کے قانونی دائمی تسلط کرلینے کی نیت سے کی گئی تھی - یعنیاً پچھلے سال موسم سرما میں سراڈورڈ گرے اور کامل کے درمیان یہ امر قطعی طور پر فیصلہ پاچکا تھا کہ " سلطان مصر کو اپنی سلطنت سے کالعدم " آزاد کرکے انگریزوں کی نگہداشت میں رکھدینگے - خدیو داد شاہ کا لقب اختیار کرلینگے - اس درجے پر پہنچنے کے یہ معنی ہونگے ' کہ اصلی اختیارات اُن سے مطلقاً سلب ہوجائینگے - خراج جو داب عالی کو دیا جاتا ہے ' اُسکے عوض میں ایک معقول رقم یکمشت ترکوں کو دیدی جائیگی - جسکی اُنہیں اشد ضرورت ہے - ملکی قرضہ کی ادائگی کا بار انگلستان کی گردن پر رہیگا - دوامی وجہی تسلط کے ذریعے سے امن اور سیاسی انتظامات قائم کرلینے کے بعد مصر پر پورا قبضہ آپ سے آپ ہو جائیگا - مصری حب الوطنوں کی رضامندی اُنہیں ایک قسم کی رعایت دیکر ' جو انتظامی حکومت (کانسٹی ٹیوشن) کے نام سے موسوم ہوگی ' لے لی جائیگی - ان جدید انتظامات کو حکومت خود مختاری کا شاندار لقب عطا کیا جائیگا - اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے ' کہ اگر ناظرین کے ساتھہ صاحبقران پر دستخط ہوچکنے کے بعد بھی کامل عہدہ وزارت پر مامور رہتا ' تو وہ ایک ایسے حکمنامے پر ضرور دستخط

دیدیا جس سے انتظامات مذکورہ بالا کی ' ایک ہی دفعہ نہیں تو بتدریج' تکمیل ہوکر رہتی - یہ فرمان پچھلے آسی اندار اور آسی پیرائے میں جاری کیا جاتا ' جو حال میں طرابلس کو خود مختارانہ حکومت عطا کرتے وقت اختیار کیا گیا تھا - خوش قسمتی سے انگلستان کے اشاروں پر چلنے والے وزیر کے زوال نے اسلام کے خلاف اس بڑی سازش کا ایک طرح سے خاتمہ کردیا ہے اور ہم تو سمجھتے ہیں ' کہ اب اس کارروائی کی تجدید بہت جلد نہ ہوسکے پائیگی -

ساتھ ہی ساتھ ہم " ایجپت " کے مسلمان ناظرین سے ' خواہ وہ مصر میں ہوں ' یا روم میں ' یا ہندوستان میں ' اپیل کرتے ہیں ' کہ وہ اس امر کی بہت دھوکا نہ کھائیں ' کہ اسلام کو جس خطرے کا اس وقت معاملہ ہے ' اسکی حقیقت اور اصلیت کیا ہے ؟ واقعہ یہ ہے ' کہ اسلام ہماری نام نہاد " لبرل انگلش گورنمنٹ " کے ہاتھوں تباہ اور برباد ہو رہا ہے - مسلمانوں کو چاہئے ' کہ اس موقع پر جہاں انکے مذہب کا تعلق ہو ' اور جس جگہ وقتی سادہ ارادہ اسلامی حکمرانوں کی نہودی پیش نظر ہو ' لفظ " لبرلیزم " (آزاد خیالی) سے دھوکا نہ کھائیں - آزاد خیال انگلستان کو مسلمانوں کی ترقی سے ذرہ بھر ہمدردی نہیں ہے - انگلستان انکی ترقی سے خائف اور لرزاں ہے ' اور ہمیشہ اسکا سرکچلا کرتا ہے -

پس " لبرل مسلم لیگ " یا " آل انڈیا مسلم لیگ " جیسی انجمنوں ' (جنہیں اسلامی خدمات کی نمایندگی کا دعوے ہے) ' کا اس وقت گورنمنٹ کے آگے مذہب سماجت کے ساتھ درخواست کرنا ' محض حماقت ہے - انصاف کے احساسات سے درخواست کرنا بھی سراسر بے سود ہے - یہ احساسات تو کب کے اُٹھ گئے ہیں - انگریزی معدلت گستری یا حریت پسندی کی دہائی سے بھی کوئی کام نہیں نکلنے کا - اس قسم کی عبارتیں یا اوچھی تصور کی جاتی ہیں ' اور کچھ بھی وقعت نہیں رکھتیں - اگر انگریزوں کے دلوں پر ' جہاں تک مسلمانوں کے معاملات سے اُنکا تعلق ہے ' کسی دلیل کا کوئی اثر ہو سکتا ہے ' تو وہ یہ ہے ' کہ شاہی اقتدار کو صدمہ پہنچنے کا خوف دلایا جائے ' اور علی الاعلان صاف صاف کہدیا جائے ' کہ جب تک ' کہ انگریزوں کی شرکت فرانس ' روس ' اطالیہ ' اور دیگر اسلام کی دشمن سلطنتوں کی کارروائیوں میں جاری رہے ' اس وقت تک حکومت برطانیہ ہندوستان کے کروڑوں مسلمانوں کو اپنی دل سے وفادار رعایا شمار نہ کرے - اور جب کبھی ہندوستان میں انگریزوں کے لیے مصیبت کا دن نمودار ہو ' تو ان کروڑوں میں سے ایک سے بھی دوستی یا امداد کی توقع نہ رکھے - اگر اس قسم کے الفاظ اس وقت لیڈران مسلم لیگ کی زبانوں سے دلیری اور جرأت کے ساتھ نکلینگے ' تو اُنکا اثر ڈوئنگ سٹریٹ (دفتر وزیر خارجہ انگلستان) پر پڑیگا - ایسے الفاظ اسلام کی اس نازک ترین خطرے کی حالت میں ' اُسکے لئے اُن تمام مذہب سماجت اور آہ وزاری سے ' جو اِن کے ضرورت سے زیادہ دور اندیش افسروں نے پچھلے چند مہینے میں ہمارے بے پر و زبان کے آگے صرف کئے ہیں ' بدرجہا مفید ثابت ہونگے - بلکہ سرمایہ ہلال جو اور جدوجہد کے جاری رکھنے کے واسطے ذریعے قسم کے سرمایوں کے لئے جو چندے جمع کئے جا رہے ہیں ' اُسے بھی زیادہ سود مند ہونگے -

[۹]

الاخلاق

— * —

تمہید

مشرق کے علوم و فنون ' صنائع و تجارت ' معاشرت و سیاست ' مختصراً یہ ' کہ تمام مظاہر زندگی اصلاح طلب ہیں - اسلیے یہ صحیح ہے ' کہ مشرق کو کسی اصلاح سے استعداء نہیں - لیکن یہ ایک ناقابل انکار صداقت ہے ' کہ قوم میں مذہبی ' سیاسی ' اجتماعی ' وغیرہ وغیرہ گونہ گوں اصلاحات کا آغاز اسوقت تک کامیاب نہیں ہوتا ' جب تک کہ اسکے افراد میں ایک ایسا گروہ نہ موجود ہو ' جسمیں طول تفکر ' حسن تدبیر ' اصابت رائے ' اور جرأت اخلاقی ہو -

یہ گروہ عموماً نوجوانوں میں سے پیدا ہوتا ہے - کیونکہ انمیں نوجوانی کی عالیت اندیشیوں کے ولولے جوانی کی زلولہ خیزیاں ہوتی ہیں ' جو ان کو حریت پرستی اور حق گوئی کی طرف بڑھاتی ہیں - اسلیے ایک مصلح کا فرض اولیں نوجوانان قوم کی اخلاقی اور دماغی پرداخت ہے -

تعریف

جسطرح کہ سنگ چقماق میں آگ پوشیدہ ہے ' اسی طرح انسان میں گونہ گوں صدہا قوی پوشیدہ ہیں - ان قوی سے جب ابتداءً کام لیا جاتا ہے ' تو کسی قدر تصعد وتکلف کی ضرورت ہوتی ہے ' لیکن جب عرصہ تک برابر سلسلہ استعمال جاری رہتا ہے ' تو پھر انکی یہ حالت ہوجاتی ہے ' کہ انکے استعمال کے لیے قصد و ارادہ کی ضرورت نہیں رہتی ' بلکہ حسب موقع وہ از خود کارفرما ہونے لگتے ہیں - اور اگر بہت زیادہ عرصہ تک انکا استعمال جاری رہتا ہے ' تو وہ اسطرح جزو زندگی بنجاتے ہیں ' کہ ان سے علحدگی کے لئے نہ صرف ارادہ کی ضرورت ہوتی ہے ' بلکہ تکلیف ہوتی ہے - جب انسان کسی قوت کے استعمال کا اس درجہ تک خوگر ہوجاتا ہے ' تو یہ خوگری عادت یا خلق کہلاتی ہے -

اخلاق کی شکل پذیری

تم نے نارہا دیکھا ہوگا ' ایک آہنی تار بالکل سیدھا تھا ' مگر جب کسی سمت پر لپیٹا گیا ' تو اسکی یہی وضع شکل ہوگئی اور اگر زیادہ عرصہ تک لپٹا رہا ' تو وہ شکل تار میں اس درجہ راسخ ہوگئی ' کہ اسکا سیدھا کرنا دشوار ہوگیا - قوی اخلاقی کی بھی بعینہ یہ ہی حالت ہے - وہ ابتداءً بے شکل ہوتے ہیں ' لیکن جب عرصہ تک ایک مخصوص اسلوب پر استعمال کیے جاتے ہیں ' تو وہ ایک خاص شکل اختیار کرلیتے ہیں -

اقسام اخلاق

گو ہمارے زبان میں اخلاق کا استعمال اکثر اخلاق حسنہ ' بلکہ اخلاق حسنہ کی ایک خاص صنف یعنی حفظ مدارات کے معنی میں ہوتا ہے ' چنانچہ خوش اخلاق اس شخص کو کہتے ہیں ' جو ملاقات میں اعتناء و التفات کو کام فرماتا ہو ' مگر واقعہ یہ ہے ' کہ اخلاق کا دائرہ معانی اسقدر تنگ نہیں - اخلاق مجموعہ عادات کا نام ہے ' اگر عادات اچھے ہیں ' تو وہ شخص خوش اخلاق ہے ' اور اگر برے ہیں تو بد اخلاق ہے -

میں اسوقت اخلاق کی پیش پا افتادہ تقسیم حمیدہ و ذمیمہ سے گزر کے ' دو اور تقسیمیں بیان کرنا چاہتا ہوں

(۱) اخلاق طبعی ' یہ وہ اخلاق ہیں جو انسان اپنے ساتھ لیکے پیدا ہوتا ہے ' انکا استیصال ناممکن ' مگر تبدیل و تضعیف ممکن ہے ' تم نے دیکھا ہوگا ' بعض لڑکوں میں انکی صنف کے عام اخلاق کے خلاف بعض عادتیں پائی جاتی ہیں ' یہ وہی عادات ہیں جن کو ہم فطری کہتے ہیں -

(۲) اخلاق کسبی - یہ وہ اخلاق ہیں' جو انسان صحبت سے سیکھتا ہے اور رفتہ رفتہ وہ اسمیں قریباً اتنے ہی ماہر ہو جاتے ہیں' جتنے کہ اخلاق طبعی راسخ ہوتے ہیں :

یہ تقسیم کانٹ کی نہیں ' پروفیسر ڈیوی امریکی نے اخلاق کی حسب ذیل تقسیم کی ہے -

وہ اخلاق جنکا تعلق -

(۱) ادراک سے ہے -

(۲) جذبات سے ہے -

(۳) ارادہ سے ہے -

اخلاق متعلق بادراک وہ اخلاق ہیں' جن کے ذریعہ سے کذب و صدق وہم و شک ' ظن و یقین' وغیرہ وغیرہ میں تمیز ہوتی ہے -

اخلاق متعلق بجذبات وہ اخلاق ہیں' جنکا تعلق جذبات سے ہے' جیسے حس دوستی' حب پسندیدی ' وغیرہ وغیرہ

اخلاق متعلق با رادہ وہ اخلاق ہیں' جنکا تعلق ارادہ سے ہے' جیسے صبر' استقلال' حلم ' وغیرہ وغیرہ -

منبہائے اخلاق

انسان میں اخلاق کے تین سرچشمے ہیں —

(۱) وراثت

(۲) موثرات

(۳) ارادہ

وراثت - عموماً بچہ جس شخص سے جسقدر قریب ہوتا ہے' اسیقدر اس سے زیادہ مشابہ ہوتا ہے ' مثلاً بچہ سب سے زیادہ والدین سے قریب ہوتا ہے' اسلیے وہ بستاً سب سے زیادہ والدین سے مشابہ ہوتا ہے - والدین کے بعد والدین کے قریب ہوتا ہے' اسلیے تیسری یا چوتھی پشت کے لوگوں کی نسبت ں سے زیادہ مشابہ ہوتا ہے' و ہلم جراً ' مگر یہ قاعدہ کلیہ نہیں سا اوقات اسکے خلاف شہادتیں ملتی ہیں -

موثرات خارجیہ - اسکی دو قسمیں ہیں -

(۱) غذاء مادی' جسے آب و ہوا' چنانچہ تجربہ سے ثابت ہوتا ہے ' کہ معتدل ممالک کے لوگ عموماً راحت طلب' عیش پسند' اور کاہل ہوتے ہیں' لیکن غیر معتدل ممالک کے لوگ جاں و چربند' چست و چالاک ' محنتی اور جفاکش' ہوتے ہیں - غیر معتدل ممالک میں گرم ممالک کے باشندے سریع الانفعال ہوتے ہیں - وہ جسقدر جلد خوش ہوتے ہیں - اسی قدر جلد ناراض ہوتے ہیں - سرد ممالک کے باشندے بطی الانفعال ہوتے ہیں' مگر جب متاثر ہو جاتے ہیں ' تو وہ تاثر پھر جلد زائل نہیں ہوتا وغیرہ وغیرہ -

(۲) غذاء اخلاقی - احباب' اصدقاء' معلمین و نیک لغو صحبت یا سوسائٹی -

اسپنسر کہتا ہے " کہ انسان اپنے والدین سے زیادہ اپنے ہمعیشوں سے مشابہ ہوتا ہے' صحبت کے اثر کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے' ایک پیشے کے لوگوں میں نہ صرف سے اخلاق مشترک ہوتے ہیں' بلکہ یہاں تک دیکھا گیا ہے' کہ اگر دو نہایت ہی قریب کے رشتہ دار دو مختلف پیشے کرتے ہوں' تو ان دونوں کے اخلاق باہم دیگر اس سے کم مشابہ ہوتے ' جتنے کہ دونوں کے اخلاق اپنے اپنے ہم پیشہ لوگوں سے مشابہ ہوتے ہیں " - ایک فرانسیسی مثل ہے " کہ تم اپنے ہم نشینوں کو مجھے بتا دو' میں تمہیں یہ بتا دونگا' کہ تم کیسے ہو"

ارادہ - اخلاق کے دو سبب یعنے اسلاف اور صحبت (سوسائٹی) کا انتخاب انسانی قدرت سے باہر ہے' لیکن تیسرا سبب یعنی ارادہ اسکی قدرت میں ہے' بیشک یہ صحیح ہے' کہ وراثت اور صحبت کا اثر نہایت سخت راسخ ہوتا ہے' مگر دا ایں انسان کا ارادہ اگر قوی ہے' تو وہ اس اثر کو زائل کرسکتا ہے '

"گر ہم عدوب آمور نظر سے اشخاص کی زندگی کا مطالعہ کرینگے تو ہمکو بہت سے لوگ ملینگے' جنمیں انکے بزرگان خاندان اور انکی صحبت کے خلاف اخلاق موجود ہونگے - یہ بالکل بدیہی ہے' کہ ان اخلاق کا سر چشمہ نہ وراثت ہوگی اور نہ صحبت ' اب جو چیز رہنمائی ہے ' وہ طبیعت کا میلان اور ارادے کی مساعدت ہے - پس یہی دو چیزیں انکا سر چشمہ ہونگی - اسی بناء پر علماء اخلاق کا یہ خیال ہے ' کہ انسان کا مستقبل وراثت اور صحبت سے زیادہ اسکے ارادے پر موقوف ہے - اس نظریہ کی مزید تائید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے ' کہ دنیا میں جتنے ارباب اخلاق پیدا ہوے ہیں ' وہ ایسی قوموں میں سے پیدا ہوے ہیں ' جنکی اخلاقی حالت نہایت بدتر تھی' اور قطعاً ان میں سے ایک بڑے ارباب اخلاق کے پیدا ہونے کی امید نہیں کی جا سکتی تھی -

ارادے کے مدارج مختلف ہیں ' بعض اشخاص کا ارادہ فطرتاً نہایت قوی ہوتا ہے ' اور بعضوں کا کمزور' اور بعض کا متوسط درجہ کا -

جسطرح جسم ورزش اور نگہداشت سے بڑھتا ہے' بعینہ یہ بھی حال ارادے کی بھی ہے - اگر کوشش کیجائے تو ایک کمزور ارادہ قوی اور ایک قوی ارادہ قوی تر ہوسکتا ہے - بچپن میں تمام قوی انسانی کا آغاز ظہور ہوتا ہے - اسوقت وہ ہر طرح کی تربیت قبول کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں - اسلیے ارادے کی تربیت اور تعریب کا بہتر سے زمانہ طفولیت کا زمانہ ہے - اسی لئے مغرب میں بچوں کو تیسرے یا چوتھے ہی برس سے اسکولوں میں غرض و پھنگی ارادہ کی تعلیم دیجاتی ہے -

اخلاق پر اثر

اخلاق کی ماہیت اور اسباب کے معلوم ہونے کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے' کہ انکی آراستگی یا تہذیب کا کامیاب ترین ذریعہ کیا ہے ؟

قدرت نے انسان میں مختلف قوی ودیعت کیے ہیں' جنکی نشوونما کے لیے غذا اور ورزش کی ضرورت ہے - مگر جسطرح ان قوی کے جو ہر مختلف ہیں ' اسطرح انکی غذا اور ورزش بھی مختلف ہے' جسمانی قوی کی غذا اور ورزش مانوالات و مسرورات اور العاب رياضيه (جمناسٹک) ہیں' مگر اخلاقی قوی کے لئے یہ چیزیں بیکار ہیں ' انکی غذا افکار عالیہ' اور انکی ورزش زمانہ کی کشمکش ہے - جسطرح' کہ ہر شخص کے جسم کے لیے ایک ہی قسم کی غذا اور ایک ہی نوعیت اور ایک ہی حد تک کی ورزش مفید نہیں' اسطرح ہر شخص کے لئے ایک ہی نوعیت کے افکار عالیہ اور ایک ہی نوعیت و مدت کی کشمکش زمانہ مفید نہیں - اسلیے آراستگی اخلاق کے سائق کے لئے دو امور نہایت ضروری ہیں -

(۱) اخلاقی غذا کے لئے ایسے افکار کا انتخاب ' جو اسکی طبیعت کے مناسب ہوں

(۲) زندگی کی ان کشمکشوں سے اجتناب ' جو اسکی طبیعت کے غیر مناسب ہوں -

شرائط ترقی

جسطرح انسان کی جسمانی ترقی کے لیے اسلاف کی صحت' آب و ہوا کی عمدگی' قوی کے استعمال و تعطیل' میں اعتدال' حزن و مسرت میں توازن' وغیرہ وغیرہ شرائط ہیں ' اسیطرح اخلاقی ترقی کے لیے بھی چند شرائط ہیں -

اولیں شرط والدین کے جسم و عقل کی تندرستی ہے - مگر افسوس

کہ جسقدر وہ شرط مہتم ہے ' اسی قدر اسکی طرف سے غفلت کیجاتی ہے ' مائیں جو بچوں کے پالنے میں رات کو رات ' اور دن کو دن ' نہیں سمجھتیں ' اور باپ جو اولاد کی تعلیم و تربیت میں کسی چہرے سے بھی دریغ نہیں کرتے ' عموماً اس نہایت اہم شرط سے چشم پوشی کرتے ہیں - وہ اپنی صحت لذائذ زندگی ' یا عقلت کی نیند سے تباہ کر دیتے ہیں ' اور اسکا خمیازہ نہ صرف وہ خود کھینچتے ہیں ' بلکہ انکے بعد آنے والی نسلیں پشتہا پشت تک کھینچتی رہتی ہیں - یہ واقعہ ہے ' کہ ہزارہا بچوں کی جسمانی ' دماغی ' اور اخلاقی کمزوری کے دسہ دار انکے والدین کی کمزوری ہے -

دوسری شرط جس تربیت ہے ' بیشک یہ صحیح ہے ' کہ جوانی یا نوجوانی میں اصلاح اخلاق محال نہیں ' لیکن صعب محال ضرور ہے ' کیونکہ انسان جسوقت پیدا ہوتا ہے ' اسوقت وہ ایک لوح سادہ ہوتا ہے ' وہ ہر قسم کے نقش قبول کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے ' لیکن جب ایک نقش کھنچ جاتا ہے ' تو اسکا مٹنا اکثر دشوار طلب اور کبھی نا ممکن ہو جاتا ہے ' اسلیے جو قوم چاہتی ہے ' کہ اسکی آیندہ نسلوں کی اخلاقی حالت عمدہ ہو ' اسکو چاہئے ' کہ اس سادہ لوح پر شروع ہی سے عمدہ نقش کھینچے - اسکے لئے اسکو حسب ذیل امور ملحوظ رکھنا چاہئیں -

(۱) ایسی فضاء کا انتخاب جو اخلاق رذیلہ کی سمیت سے محفوظ ہو -

(۲) اخلاقی قوی کا صحیح اندازہ ' تاکہ جو حصہ کمزور ہو ' اسکو خاص طور پر قوی کیا جائے -

(۳) مرکز نظر کے لئے کوئی بلند شے پیش کرنا

(۴) افکار عالیہ کی تلقین -

(۵) روزانہ زندگی میں اصول اخلاق کا تعہد -

حسب ذیل قوی کو خاص طور پر ابھارنا چاہیے

(۱) حقیقت پرستی -

(۲) حرأت اخلاقی -

(۳) استواری عزم -

تعلیم کی ضرورت اور مشکلات

مشرق میں بچوں کی اخلاقی تربیت کا بہترین آلہ "تھپکی" یا "تسمہ" سمجھا جاتا ہے - یہ نہایت سخت غلطی ہے - مارنے سے بجز اسکے کہ بچے کے دل میں معلم کی ہیبت اور اس عادت سے نفرت پیدا ہو ' اور کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا -

بچے کی اخلاقی تربیت کا صحیح ترین اصول یہ ہے ' کہ جس عادت سے اسکو بچانا منظور ہو ' پہلے اسکے فوائد اور نقصانات اسکو سمجھا دئے جائیں ' اور اسکے بعد اسکے چال چلن کی نگرانی رکھی جائے ' فراموشی کے وقت اسکو یاد دہانی کیجائے ' یاد دہانی کے ساتھ بچے کو اسکے فوائد و مضار کی طرف متوجہ کیا جائے ' اس طرح بچہ بہت جلد خود بخود تعمیل حکم کرنے لگے گا -

بچے کی پہلی اخلاقی درسگاہ گھر ہے ' اور اسکے بعد مدرسہ کا نمبر ہے - مگر گھر میں صرف زمین تیار ہوتی ہے ' تخم پاشی درحقیقت مدرسہ میں آکے ہوتی ہے - اسلئے جسطرح زمین کے تیار کرنے میں سخت توجہ کی ضرورت ہے ' اسیطرح تخم پاشی اور اسکے آبیاری کے لئے بھی اعتناء شدید کی حاجت ہے - نصاب میں اخلاقی کتابوں کا داخل کرنا ' یا دارالمطالعہ کا (لیکچر روم) میں اخلاقی تقریروں کا ہونا ' اسوقت تک مفید نہیں ہو سکتا ' جب تک کہ خود مدرس کی شخصیت با اخلاق نہ ہو - کتاب کے نقوش اور تقریروں کے ہوائی تموجات معلم ہیں ' مگر مردہ ' لیکن مدرس زندہ معلم ہے ' اور یہ ظاہر ہے ' کہ انسان پر جو ایک زندہ معلم کا اثر ہو سکتا ہے ' وہ ایک مردہ معلم کا نہیں ہو سکتا - پس اگر مدرس کی کتاب زندگی میں اخلاقی سند نہیں ' تو محض نصاب کی کتابوں یا دار المطالعہ میں نامور تقریروں سے اخلاقی تربیت کی امید غلط امید ہے -

دیگر امور کی طرح یہ نکتہ بھی مغرب کے پیش نظر اور مشرق کے پس پشت ہے ' مغرب میں بچوں کے لیے مصنف ' معلم ' اور مربی ' زبردست شخصیت و علمیت کے لوگ ہوتے ہیں - مگر مشرق میں اسکے بالکل برعکس ہے موخرالذکر میں بچوں کی تعلیم و تربیت کم درجہ کا کام سمجھا جاتا ہے ' اسکو صرف وہ لوگ کرتے ہیں جو دیگر ذرائع سے معاش پیدا نہیں کر سکتے ' اسی کا نتیجہ ہے ' کہ مشرق کے جو نوجوان اعلی تعلیم حاصل کرنے کے بعد بھی مغرب کے مربیوں سے اخلاق میں پیچھے رہتے ہیں -

---

بندوق کی متوالی انکھہ

— * —

سادہ پرستی کے دلپر نشانے

— * —

وقت آگیا ہے ' کہ زمانہ کے الحاد - دہریت اور خدا فراموشی کے خلاف اسلامی توحید کے ہتیار اٹھالئے جائیں - اسلیے میرٹھ سے ایک ہفتہ وار اخبار توحید کے نام سے جاری کیا جائیگا - اخبار توحید ہند و ستان بھر میں اپنی سان کا سب سے پہلا اخبار ہوگا - وہ ایمان و عرفان کی آسمانی آندھیاں لیکر آئیگا اور نئی تہذیب کے عقائد زنمدس کو گھاس کے تنکوں کی طرح اڑا کر ہند و ستان سے صاف کریگا - اسمیں اردو ادب کے مستانہ مضامین ہونگے - تصویریں ہونگی - کارٹون شائع کئے جائینگے ' ملک کے اخبارات و رسائل پر بے پایا تبصرہ ہوگی - وہ نرم کو گرم اور گرم کو نرم بنائیگا - اسکی عبارت ایسی صاف اور آسان ہوگی کہ عورتیں اور بچے بھی سمجھ سکیں - اسکے اڈیٹر ' منیجر اور سرپرست مولانا خواجہ حسن نظامی دہلوی ہونگے - پہلا پرچہ خدا نے چاہا تو ۱۵- اپریل سنہ ۱۹۱۳ ع کو نکلیگا - اگر آپ یورپ کے دلدادہ ہیں ' تو ہرگز نہ منگائیے ' ورنہ ایک آنہ کے ٹکٹ بھیجکر نمونہ طلب کیجیے - سالانہ چندہ صرف ۳ روپیہ ہے - الہلال کا حوالہ دیجیے -

منیجر اخبار توحید الہ کورتی میرٹھ

مرض طاعون کی دوا

یہ دوا خط طاعون و مرض طاعون کے لیے بیحد مفید ہے ' جس حضرات کو ضرورت ہو ذیل کے پتہ سے مفت طلب فرمائیں

سپرنٹنڈنٹ ادویہ شفا خانہ - لکھنؤ

الہلال کی ایجنسی

— * —

ہندوستان کے تمام اردو ' ہفتہ ' گجراتی ' اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متقاضی مروجہ ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں ' تو اپنے شہر کیلیے ایجنٹ بن جائیے -

منزلۂ علمیہ

الحیاۃ

—:○*○:—

یورپ کی علمی شیفتگی اور شیفتگی کے ساتھ کوشش مساعی کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ' مختصراً یہ ہے ' کہ وہ علم کے نشر و اشاعت اور توسیع و تقدم کے لیے ہر ممکن کوشش کر رہا ہے ' اس سلسلہ مساعی کا ایک حلقہ اسکے مجامع علمیہ ہیں -

ان مجامع کے سالانہ جلسے عموماً مختلف ممالک و امصار میں ہوتے ہیں - شرکاء جلسہ علمدوست اور مشاہیر علما ہوتے ہیں - ان صحبتوں میں تبادلہ افکار کے علاوہ ' محاضرات (علمی تقریروں) کا ایک سلسلہ ہوتا ہے ' جسمیں صاحب محاضرہ اپنی سال بھر کی کدو کاوش کے نتائج بیان کرتا ہے - یورپ کی تمام علم پرست اقوام میں اس قسم کے مجامع موجود ہیں ' چنانچہ برطانوی قوم میں بھی اس قسم کا ایک مجمع ہے - سال گذشتہ اس مجمع کا جلسہ ۳۵ - برس کے بعد دوسرے بار بمقام ڈنڈی منعقد ہوا تھا - جلسہ کے صدر پروفیسر شیفر تھے ' پروفیسر موصوف علم وظائف الاعضا کے مشہور عالم اور ایڈنبرا یونیورسٹی میں اس فن کے پروفیسر ہیں -

پروفیسر موصوف نے اپنے خطبۂ رئیسیہ (پریسیڈنشل ایڈریس) کا موضوع "حیات" قرار دیا تھا - جسکا ایک حصہ آج شائع کیا جاتا ہے - "علم الحیات" کی دقیق ' اور اردو کے لیے بالکل نیا ہے ' اور فلسفیانہ اسلوب بیان اس پر مستزاد ' خطبہ کو سریع الفہم بنانے کے لیے مصنوراً جابجا مصور و اشکال کرنا پڑا ' اسلیے عالباً اس مضمون کی تحریر ترجمہ کے بدلے اقتباس زیادہ موزوں ہوگی -

تعریف

حیات کیا شے ہے ؟ ہرشخص کو اسکا علم بظن علم ہے ' یا کم از کم حیات کے معمولی اور واضح مظاہر کا علم ہے ' اسلیے اکثر یہ خیال ہوتا ہے ' کہ اسکی تعریف صحیح مشکل نہیں ' مگر واقعہ یہ ہے ' کہ اسکی تعریف میں بڑے بڑے ارباب اندیشہ سرگرداں ہیں -

اسپنسر نے تو اپنی کتاب (جو اس نے مبادی علم الحیات پر لکھی ہے) کے دو باب تعریف کے لیے وقف کر دیے ' اور تمام سابق تعریفات پر بحث کرنے کے بعد ایک تیسری تعریف پیش کی ' مگر آخر میں خود ہی اعتراف کیا ' کہ اس سے بھی حیات کی کوئی جامع و مانع تعریف نہیں ہو سکی -

حیات کی عامیانہ تعریف (جو اکثر اہل لغت لکھا کرتے ہیں) یہ ہے " کہ حیات زندوں کی حالت کا نام ہے " واسٹر کے کلوز پاپیر کی پیروی میں حدت کی یہ تعریف کی " کہ حیات ان مظاہر کے مجموعہ کا نام ہے ' جو تمام زندوں میں مشترک ہیں "

مگر یہ دونوں تعریفیں تو ایسی ہیں ' کہ انکے نام سے تعریف کو شوم آتی ہے - مدرا اسوقت یہ مقصد نہیں ' کہ میں آپکا وقت ایک ایسی گروہ کی آمایش میں مشغول کروں ' جسکے آگے اکابر فلاسفہ نے سپر ڈالدی ہے - خصوصاً اسلیے کہ علم کے تقدمات حدیثہ سے معلوم ہوتا ہے ' کہ زندہ اور غیر زندہ مادوں میں فرق اس سے کم واضح ہے ' جتنا کہ ان تقدمات کے قبل سمجھا جاتا تھا ' اسلیے اب حیات کی جامع و مانع تعریف اور بھی زیادہ مشکل ہوگئی ہے -

حیات کا ضد موت نہیں

اکثر لوگ سمجھتے ہیں کہ حیات کا ضد موت ہے ' مگر یہ ایک شدید غلطی ہے ' موت کا لفظ حیات سابقہ پر دلالت کرتا ہے ' گو دلالت التزامی ہے ' یعنی موت اسوقت ہوگی ' جب کہ پہلے حیات ہو -

علم وظائف الاعضا ' ہمیں بتاتا ہے ' کہ موت کا شمار مظاہر حیات میں ہے ' موت بھی زندگی کا ایک دور ہے ' مگر آخری اور انتہائی -

اسکے علاوہ تضاد کے لئے اضدالضدین کا وجود ہر حالت میں ضروری ہے ' مگر ہم دیکھتے ہیں ' کہ مثلاً جمادات نہ زندہ ہیں اور نہ مردہ ' اسلئے حیات کا شمار ان کلمات میں کرنا چاہیے ' جو اضداد نہیں رکھتے -

ایک عالمگیر غلطی

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ " نفس " و " حیات " دونوں ایک ہی چیزیں ہیں ' اس خیال کا منشا غالباً یہ ہے ' کہ نفس کا تصور اسوقت تک نہیں ہوسکتا ہے ' جب تک کہ اسکے ساتھ حیات کا تصور بھی نہ کیا جائے ' اسکے علاوہ تصور نفس میں جسقدر ارتقاء ہوا ہے ' وہ زندہ اجسام کے ترقی یافتہ ترین مظاہر حیات کے مطالعہ سے ہوا ہے -

گو یہ خیال عالمگیر ہے ' مگر کسی خیال کا شیوع اسکی صحت کی دلیل نہیں ' نفس و حیات میں کامل فرق ہے ' اور یہ فرق اسوقت تک نہیں جا سکتا ' جب تک کہ نفس کے معنی میں اس حد تک وسعت نہ پیدا کیجائے ' جہاں پہنچکے " نفس " اپنے مادہ الامداد معانی سے محروم ہوجائے - یہ اسلئے ' کہ جن مسائل کا تعلق " حیات " سے ہے ' ضرور انکا تعلق مادہ سے بھی ہے ' پس حیات کا وجود بمعنی علمی بغیر مادے کے ناممکن ہے ' اسکے علاوہ مظاہر حیات اور مظاہر مادہ کے طرق بحث ایک ہی ہیں -

مظاہر حیات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے ' کہ " حیات " پر بھی انہی قوانین کی حکومت ہے ' جن کی حکومت جمادات پر ہے ' جسقدر ہمارا مطالعہ مظاہر حیات عمیق ہوتا جاتا ہے ' اسی قدر ہم اس نظریہ (تھیوری) کے اعتقاد سے قریب اور گذشتہ نظریہ یعنی " مخصوص مگر غیر معلوم اسباب کی طرف التفات " سے دور ہوتے جاتے ہیں - پس اگر نفس و حیات دونوں مترادف ہونگے ' تو اسکے معنی یہ ہونگے ' کہ مباحث نفس بھی مباحث مادہ سے اسی قدر قریب ہیں جسقدر کہ مباحث حیات قریب ہیں ' حالانکہ ان دونوں علوم کے مباحث میں وہ نسبت ہے جو خط قطر کے دونوں کناروں میں ہے -

مظاہر حیات

حرکت حرکت ذاتیہ حیات کا روشن ترین مظہر ہے - ہم ایک کتے کو چلتے یا پرندے کو اڑتے دیکھتے ہیں ' تو ہم فوراً خیال کرلیتے ہیں ' کہ زندہ ہے ' ہم درختوں سے ایک قطرہ آب کو ٹپکتے دیکھتے ہیں ' تو اسمیں ہم کو بیساختہ متحرک ذرے طرآتے ہیں ' یہ دیکھکے ہم نہیں کہتے ہیں ' کہ یہ قطرہ بھی روح مادوں سے پر ہے - ہم درختوں سے دیکھتے ہیں ' ایک صف مادہ ہے ' اسکے بعض حصے ابھرے ہوئے ہیں ' یہ مادہ مختلف شکلیں بدلتا ہے ' اسکے ابھرے ہوئے حصے پھیلتے ہیں ' یہ مادہ ایک طرف سے دوسری طرف حرکت کرتا ہے ' پس ہم یقین کرلیتے ہیں ' کہ یہ بھی روح ہے ' اور اسکو ہم (امیبا لیما کس) اور اس حرکت کو حرکات امیبیہ کہتے ہیں -

ہم دیکھتے ہیں ' کہ ہمارے اجسام کے خلایا اور خون کے سفید کروی ذرات ہمیشہ حرکت دے رہے ہیں - ہم کو بھی محسوس ہوتے ہیں ' کہ یہ حرکت اس سابق الذکر مادے کے حرکات سے ایک حد تک مشابہ ہیں اس مشابہ فی الجملہ سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں ' کہ اجسام کے خلایا اور خون کے سفید کروی ذرات میں بھی حیات ہے - ہمارے نزدیک اس مشابہ سے اس سے زیادہ قوی عقل کوئی دوسرا نتیجہ نہیں نکال سکتا -

في روح و غير في روح مادون میں مساوی فی الحرکت

لیکن بعض علماء طبیعیات بعض ایسے اجسام میں، جو کسی حالت میں بھی فی روح تسلیم نہیں کیے جا سکتے، ایسی حرکتیں دکھاتے ہیں، جو عموما فی روح مادوں میں ہوتی ہیں - مثلاً روغن زیتون اور سیماب کے قطرات میں وہ ایک قسم کی حرکت دکھاتے ہیں، جسکی نوعیت کسیطرح بھی فی روح اجسام کی حرکت کی نوعیت سے ممتاز نہیں ہوتی ہے، حالانکہ اس میں کوئی شک نہیں، کہ مقدم الذکر کی حرکت کیمیاوی و طبیعی اسباب و علل کا نتیجہ ہے -

جنبش مژگان اور انقباض عضلات پر جب ہم دقت نظر کے ساتھ بحث کرتے ہیں، تو ان دونوں حرکتوں اور حرکت امیبہ میں تشابہ کی ایسی صورتیں نظر آتی ہیں، جن کی بنیاد پر ہم کو یقین ہو جاتا ہے، کہ یہ حرکات حرکت امیبہ کے ہم نوع ہیں، اور یہ کہ انکی پیدایش بھی قریباً حرکات امیبہ کی طرح ہوتی ہے -

بدیعہ تشابہ

اس میں کوئی شک نہیں، کہ وہ مرکب حرکتیں جو فی روح مادوں کی مادہ الاستیار ہیں، دفعۃً پیدا نہیں ہوئیں، بلکہ اس بسیط حرکت کی ترقی یافتہ صورت ہیں، جسکا ظہور اکثر جمادات میں بھی ہوتا ہے - مرکب حرکات کا آغاز، خواہ ان حرکات کی شکل میں ہوا ہو، جنکو امیبا پیدا کرتی ہے، یا ان حرکات مژگاں کی شکل میں، جس کو بعاعیات یا خلایا عدیدہ پیدا کرتی ہیں، یا عضلات کے ان انقباضات کی شکل میں، جو ارادے کے زیر اثر پیدا ہوتے ہیں، یا قلب کے ان حرکات کی شکل میں، جو نفس کے انفعال و تاثر سے پیدا ہوتے ہیں - ہر نوع ہم اس نتیجہ کے نکالنے پر مجبور ہیں، کہ حرکات مادہ کے عام قوانین کے تابع ہیں، اور یہ، کہ انکا وجود ایسے اسباب کے ساتھ وابستہ ہے، جو حرکت جمادات کے اسباب کے مشابہ ہیں -

تمثیل و عدم تمثیل

مگر ایک معترض یہ کہسکتا ہے، کہ ممکن ہے، کہ وجوہ تشابہ سطحی ہوں - اور یہ صرف امکان نہیں بلکہ واقعہ ہے، چنانچہ ہم جب دقت نظر کے ساتھ فی حیات مادوں کی طبیعت (نیچر) سے بحث کرتے ہیں، تو ہم کو فی حیات مادوں میں بعض ایسے امور ملتے ہیں، جو غیر فی حیات مادوں میں نہیں ملتے، مثلاً تمثیل، عدم تمثیل اور تحایل عدا -

لیکن یہ اعتراض صحیح نہیں - جن امور کی طرف معترض اشارہ کرنا چاہتا ہے، وہ ایسے حالات کا نتیجہ ہیں، جنکو حیات سے وابستہ کرنے کا وہم بھی کسی دیدہ دل میں نہیں گذر سکتا - اسکی بہترین مثال سیال مادوں کے وہ تغیرات ہیں، جسمیں ایک جھلی درمیانی پردہ بنکے باہم آمیزی میں حائل ہوجاتی ہے -

مظاہر کیمیاوی

مادہ کی دو قسمیں ہیں، آلیہ، اور غیر آلیہ - کچھ عرصے سے بعض بزرگوں کا خیال ہے، کہ مادہائے آلیہ اور غیر آلیہ کی کیمیا باہم دیگر بالکل مختلف ہوتی ہے - مادہائے آلیہ اور غیر آلیہ میں حد فارق گذشتہ صدی کے اوسط تک تو نہایت واضح نظر آتی تھی، مگر اسکے بعد، علم نے جتنے قدم آگے رکھے، اتنی ہی وہ حد عاصل ہوتی گئی، اور ہوتے ہوتے یہاں تک نوبت پہنچی، کہ اب بالکل غیر محسوس ہے - کل تک فی روح مادوں کی کیمیا علم الکیمیا کے دائرہ بحث سے خارج سمجھی جاتی تھی، مگر آج وہ مادہائے آلیہ کی کیمیا کی ایک شاخ ہے، اور علماء حیات کے ہاتھ سے نکلکے علماء کیمیا کے ہاتھ میں جارہی ہے -

(باقی آیندہ)

فہرست

زر اعانۂ دولت علیۂ اسلامیہ

— ❊ —

ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم و اموالھم، بان لھم الجنۃ

(۱۷)

فہرست نام زرگان موضع دیگوں حلقی مجموعی رقم ۸ - ۲۱۲ بذریعہ ولی محمد صاحب عباسی، ساکن زردے پور، وصول ہوئی اور فہرست نمبر ۱۳ میں شائع کی گئی

	پائی	آنہ	روپیہ
امام بخش چوہان موضع دیگوں	-	-	۱۰
کرم بخش اگواں		-	۲
علی محمد حاجیانہ	-	-	۱
اللہ دیئی احمیری	-	-	۵
احمد چوہان	-	-	۱
عمر مرتوال	-	-	۱
محمد مرتوال	-	-	۱
علی محمد حلقی	-	-	۱۵
رحیما مرتوال	-	-	۲
عبد امرتوال	-	-	-
نورالدین چوہان		-	۱
محمد بخش		-	۱
نورا کاجرا	-	-	۱
قایم گلوت	-	-	۳
نورا مرتوال و محمد	-	-	۲
ہاشم ہاشمی وال		-	۲
یعقوب ممم	-	-	۱
بخشا احمری	-	-	۱
حیدا بخش ہاشمی وال	-	-	۵
محمد دروازے	-	-	۲
نورا مرتوال دوسں دیگوں	-	۱۳	۱
دللہ اکبر بالری	-	-	۱
کریم بخش ملہ	-	-	۱
اللہ بخش مرتوال	-	-	۱
رمضو ولد اسمعیل چوہان	-	-	۱
واحد ولد قادر چوہان	-	-	۱
اللہ بخش کلکرہ	-	-	۲
حیدا بخش احمری		-	۱
حسنا احمری	-	-	۱
سبحان چوہان	-	-	۱
سلیمان چوہان	-	-	۱
رضا علی بوندہ	-	-	۱
علاؤالدین چوہان	-	۱۳	۱
واصل چوہان	-	-	۱
محمد چوہان	-	-	۱
حسنا دیار	-	-	۱
خواجو مرتوال	-	۸	-
راجو چوہان	-	-	۱
اللہ بخش احمری	-	۸	-
اللہ بخش سوکی	-	-	۱
رمضو چوہان ولد [illegible]	-	-	۱
قاسم مرتوال	-	-	۱
امیر ہاشمی وال	-	-	۱
واصل ولد قادر چوہان	-	-	۱
[illegible]	-	-	۱
احمد داؤد	-	-	۱
رسول احمری	-	-	۱
رمضو ولد [illegible]	-	-	۱
واحد ولد [illegible]	-	-	۱
احمد ولد اللہ بخش [illegible]	-	-	۱
اللہ [illegible]	-	-	۱

(تتمہ آیندہ)

ادبیات

خلافت فاروقي کا ایک واقعه

نام الرمادہ کہتے ہیں، جسکو عرب میں لوگ * عہد خلافت عمري کا وہ سال تھا
اُس سال قحط عام تھا ایسا، کہ ملک میں * لوگوں کو بھوک پیاس سے جینا محال تھا
پانی کی ایک بوند نہ ٹپکی تھي ابر سے * ہر خاص و عام سخت پراگندہ حال تھا
اعراب کی بسر حشرات زمیں پہ تھي * سب اُٹھ گیا، جو فرق حرام و حلال تھا
تشویش سب سے بڑھ کے خطاب عمر کو تھي * ہر دم اسکی فکر، اسکا خیال تھا
تدبیر لاکھ کی تھي، مگر رک سکا نہ قحط * گو انتظام ملک میں اُس کو کمال تھا
معمول تھا جناب عمر کا، کہ متصل * کرتے تھے گشت، رات کو سونا محال تھا
اکثر کا واقعہ ہے، کہ پہنچے جو دشت میں * کوسوں ملک زمیں پہ جیوں کا خیال تھا
بچے کئی تھے، ایک صغیرہ کي گود میں * جس میں کوئی بڑا تھا، کوئی خرد سال تھا
دیکھا جو اُسکو یہ، کہ پکاتی ہے کوئی چیز * جانا رہا، جو طبع حزیں میں ملال تھا
سمجھے، کہ اب وہ ملک کی حالت نہیں رہی * کم ہو چلا ہے، قحط کا جو استعمال تھا
پوچھا خود اُس سے جائے، تو رونے لگي "کہ آہ! * کیا آپ کو خدا کا نہیں یاں خیال تھا؟
بچے یہ تیس دن سے تڑپتے ہیں خاک پر * میں کیا کہوں زباں سے ان کا جو حال تھا
مجبور ہو کے، ان کے بہلنے کے واسطے * پانی چڑھا دیا ہے، نہ اُسکا ابال تھا
ان سے یہ کہدیا ہے "کہ اب مطمئن رہو * کھانا یہ پک رہا ہے، اسی کا خیال تھا"
لے اختیار رونے لگے حضرت عمر * بولے کہ "ہائے میرے ہی کئے کا وبال تھا
جو کچھ کہ ہے، یہ سب ہے مري شامت عمل * ورنہ کسے گدا گر میرا یہ حال تھا"
بازار جا کے لائے، سب اسباب آب و نان * جو رحم قحط کا سبب اشد مال تھا
چولہے کے پاس بیٹھ کے، خود پھونکتے تھے آگ * چہرہ تمام، آگ کی گرمی سے لال تھا
بچوں نے پیٹ بھر کے جو کھایا، تو کھل اُٹھے * اک اک کا اب تو ہشت جوسی سے نہال تھا
تھی وہ زبن ضعیف، سراپا زباں شکر * یاں حضرت عمر کو وہی انفعال تھا
عہدہ عمر کو یہ جو ملا تھجھ سے چھیں کر * جو کچھ کہ کر رہا ہے یہ اسکا وبال تھا

(اقبال نعمانی)

غزل

کیا ہے جسنے اس عالم کو قائم اُسکو کیا کہیے؟ * خود خاموش ہے، اور دل یہ کہتا ہے "خدا کہیے"
اسي حیرت میں عمریں کٹگئیں ارباب بینش کی * نہ جسے الٰہ کہتے اور نہ جس کو ماسوا کہیے؟
یہ اُنکا کوس کیا کم ہے، کہ میں بھی کچھ کہوں اُسے * سبھی جانب سے جس قاصر کے لاکھوں اور دعا کہیے
سراوراي ہو اونٹوں کي، تو گردن کانپے اُنکی * اگر بسدر کی بن آئے، تو وقص ارنبا کہیے
مري قرآن خواني پر نہ ہوں بدگمان حضرت * مجھ تفسیر بھی آتی ہے، اپنا مدعا کہیے

(الٰہ اباذي)

مراسلات الهلال

تلغراف خصوصي

الهلال کی مالی حالت

۱۵- فروری کو دس روپیه کا ایک منی آرڈر حضرت شریف میں

اور تفصیلات کو میں کیا کہوں ؟ تمام جہاں جانتا ہے - صرف ظاہري محاسن کا ذکر کرتا ہوں - کاش ایسا عمدہ جرنلزي نثري قیمت کي اُردو کتابوں کو بھی نصیب نہیں - چھپائي نفیس و اعلے ' تصاویر سے مزین - عرض اخبار کی ظاہري خوبیاں دیکھکر یقین کرنا پڑتا ہے ' کہ سالانہ چندہ اصل لاگت کیلیے بمشکل کفایت کرتا ہوگا - لیکن ایک اور خصوصیت ہے ' جو الہلال کو دیگر اُردو اخبارات سے

فکاہات

لیگ

مع

سوت ابل

لگ کو "سلف گورنمنٹ" ہے اب بدش نظر * للہ الحمد ' کہ حل ہو گئی ساري مشکل
اب نہ کہنا غلطي ہے ' کہ وہ پا در گل * اب نہ کہنا غلطي ہے ' کہ وہ ہے پا در گل
ملک کے حملہ مسائل کی نہی ہے نیاد * اور جو کچھ ہے ' اسی چکر میں ہے سب شامل
لگ نے جس طلبی میں جو نہ حرات کي ہے * واقعہ نہ ہے ' کہ ہے مدح و ثنا کے قابل
کچھ دوہے لگ میں جسے یہ کشش کي پیدا * آپ سے آپ جو کھنچتا ہے ادھر دامن دل
لگ والوں نے جو اسٹیج سے کیں تقریریں * کردے اس نے حالات غلط ' سب باطل
اس دلیری سے ہر اک حرف ادا ہوتا تھا * بعض کہتے تھے کہ " ہے سرے ادب میں داخل "
العرض لگ نے اور مجلس ملکی کے حدود * یوں ملے آکے بہم ' بحر سے جیسے ساحل
* * *
ہاں تو اب عرض ہے یہ خدمت عالی میں جناب * " کیجیے سلف گورنمنٹ کا مقصد حاصل
اصلاحات سول کے لیے لندن کی وہ قید ' * ہے نہ رفتار فروتي کے لیے سخت مخل
وہ جو پنسادس ارسی کا ہے سی سالہ رواج ' * ملک کے حق میں ہے وہ زہر سے تو کہ قاتل
جو مذاق کہ ولایت کے لیے ہیں مخصوص * آج اتحاد وطن بھی تو ہیں اسکے قاتل
صفحہ روح میں تخفیف مصارف ہے ضرور * سینۂ ملک پہ افسوس ! وہ بھاري ہے یہ سل "
* * *
لیگ نے سن کے یہ سب ' مجھ سے یہ آہستہ کہا * " آپ سمجھے بھي یہ اس لفظ کا کیا تھا مفہوم ؟
ہمنے گو سلف گورنمنٹ کی خواہش کي تھي * شرط یہ بھی تو لگا دي تھی کہ ہو " سوت ابل "
آپ جو کہتے ہیں ' وہ ہے حد ادراک سے دور * ہم کو اس خواب پریشاں میں نہ کیجیے شامل
یہ وہ باتیں ہیں ' جو مخصوص ہیں دورپ کے لیے * آپ طے پہلے علامي کی تو کرلیں منزل ! ! "

(وصاف)

بھیجکر ساتھہ ہی ایک تفصیلی خط بھی لکھا گیا تھا - آج آپ کے کارڈ مورخہ ۱۲ - فروری سے معلوم ہوتا ہے ' کہ ہمارا وہ خط آپکو نہیں پہنچا - لہذا دس روپیہ کے منی آرڈر بھیجنے کی غرض مکرر بیان کرتے ہیں -

ہندوستان کی اسلامی دنیا میں (الہلال) کا وجود ایک نعمت غیر مترقبہ اور رحمت الہی سے کم نہیں - اسکی معنوي خوبیوں

ممتاز ثابت کرتی ہے - یعنے ہر شمارہ وہ خاص اور طولانی ٹیلی گرام ' جو پہلے صفحہ میں درج ہوتا ہے ' ہمارے خیال میں گویا اخبار کي جان ہے - ڈاکٹر مصباح الدین کي صداقت دلوں پر خاص طرح کا اثر کرتی ہے - بلکہ مردہ دلوں میں نئی روح پھونک دیتی ہے - نا ایں ہمہ اسمیں دوئی مطالعہ نہیں ہوتا - مسلمانوں کو جوش کرنے کیلیے افراط و تفریط سے کام نہیں لیا جاتا - جو دیانت ہے ' واقعی '

جسکي تدریج دیگر ذرائع سے تصدیق هو جاتي هے - یه ایک ایسی خصوصیت هے، جو آجتک کسي اُردو رسالے کو نصیب نہیں هوئی اور سب سے پہلے الهلال هي نے اسکی راہ پیدا کی - هم دل سے چاهتے هیں، که هر هفته اِن خاص تاروں کا سلسله جاری رهے - اب یه بات باقی رهی، که آپ احدار کی موجوده آب و تاب قایم رکھکر ایسے طویل تاروں کا خرچ کب تک برداشت کرسکینگے ؟ بڑا ظلم هوگا اگر ناظرین الهلال اس معامله میں آپکا هاتھه نه بٹالینگے - اسي غرض سے دس روپیه کی ناچیز رقم بذریعهٔ منی آرڈر بھیجکر سابق خط میں هم نے آپ سے درخواست کي تھی، که الهلال کے دیگر ناظرین کو بھي اس معنی کي ترغیب هوئے کھلیے آپ اس خط کو احدار میں درج کر دیں - کیونکه جو لوگ ان تاروں کو نہایت شوق اور دلچسپي سے دیکھتے هیں، یه امید کبھوکر نه رکھي جاے، که وه اس مبارک سلسله کے استحکام میں امداد دینے کے متعلق بھی ویسي هي سرگرمی سے کام لینگے — مگر معلوم هوا، که همارا وه خط هي آپ کو نہیں پہونچا -

آپ کا مخلص
حاجي محمد یوسف اینڈ کمپنی (مدراس)

(الهلال)

اس لطف فرمائي کا شکرگذار هوں - حق خلوص اور سچي همدردي جناب کے خط کے هر لفظ سے ظاهر هوتی هے، یهیں فرمانے کہ حقیر کیلیے اصلي قدر و قیمت اُسی میں هے - جناب نے الهلال کي مالي حالت اور مصارف کي کثرت کا ذکر چھیڑدیا، میں نے تو اسے مدت هوئی بھلا دیا هے، اور یه پڑھکر چپ هوگیا هوں که :

گل مشاند نه بستر همه چوں عرضی رَ، من
مشت خس چیام و زیر سر حواب انذارم

تلغرافات کے مصارف پر کیا موقوف هے ؟ ایک رحم هو، تو آپکو مرهم لگاے کي رحمت دوں، کس کس زخم پر پٹی باندھیے گا ؟ آثار اشاعت سے اس وقت تک احدار کی مالی حالت کا جیسا کچھه حال رها هے، وه دوسرے لوگوں کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں هو سکتا - ۱۲ - روپیه قیمت هوتي، جب بھی موجوده اشاعت کافي نه تھی، چه حالانکه پچھلی شش ماهی میں صدها خریداروں کے نام ۴ - روپیه میں احدار جاری کردیا گیا تھا - ان امور پر اگر اپنی نظر هوتی، تو شاید اس سفر کی پہلی منزل سے بھی گذرنا محال تھا - ابناے عصر کا قاعده هے، که همیشه کسی نه کسی عنوان سے اپنی حالت پر ناظرین کو توجه دلاتے رهتے هیں، اور اپنے ایثار اور بے غرضی کا زمانے کی توجه سے مقابله کرتے هیں، مگر اپنے تئیں کچھه یه شان درویزه گري پسند نه آئی، اور طبیعت نے گوارا نہیں کیا، که اور نہیں سی زبان سنجیدوں کو چھوڑکر اپنی حالت کا نالۂ و فغاں شروع کردیں - گذشته جنوری کے آغاز میں " فاتحهٔ خلد جدید " لکھتے هوے حدل هوا تھا، که دوسرے کی مالي حالت کا نقشه هی کم از کم ناظرین کے آگے پیش کردیں، که گو یه کام شخصی هے، مگر کم از کم اتنا ضرور هے، که اغراض شخصی نہیں هیں، مگر پھر دل نے کہا، که یه بھی ذی دوکانداري کا چبوترہ هے، گو اسپر نوریاے قناعت بچھا دي گئی هو - بہتر یه هے، که سب کچھه اُسی کے اعتماد پر چھوڑ دو، جسکے اعتماد پر یوں بھی اپنا سب کچھه چھوڑا هوا هے (وعلی الله فلیتوکل المومنون -

تلغرافات خصوصیه کا سلسله کئی ماه سے جاري هے - مصارف کا اندازه اس سے کرلیجیے، که قریب روپیه کی لفظ تواه یورپ ترکی کے تاروں کی شرح اجرت هے - اور پھر بے شمار نازحر تحقیق و تفتیش حالات، و تاکید و طلب جوابات میں یہاں سے بھیجے جاتے هیں، انکا خرچ اسکے علاوه هے، مگر آپ ملاحظه فرماتے هیں، که آجتک کبھی الهلال میں هم نے اتنا بھي نہیں لکھا، که یه کوئی اُسکی قابل داد خدمت هے، یا ایک خصوصیت و مزیت هے - هم سمجھتے هیں، که انسان کے لیے راه عمل صرف ایک هی هے، اور کوئی نہیں، بعد کام کیے جاے، اور نظر صرف اپنے فرض و عمل پر رکھے - اگر لوگ اُسکی کوئی قیمت محسوس کریں، تو یه فضل و لطف هے، نه کریں تو کوئی وجه شکایت نہیں - اپنی نظر دوڑا پر نہیں هے، بلکه اپنی قلب اور اپنے دل پر هے - جب تک اپنی قلب کی طرف سے اطمینان هے، اس وقت تک یقین هے، که الهلال کے کاموں کی محافظت اور اسکے قیام و استحکام کی نگرانی میرے ذمے نہیں، بلکه اُس کارفرماے حقیقی کے ذمے هے، جسکا وعده هے، که وه کام کرنے والوں کے کام کو کبھی ضائع نہیں کرتا (انی لااضیع عمل عامل منکم من ذکر و انثی) پس خواه الهلال کے مصارف کتنے هي ناقابل برداشت هو جائیں، مدیري صعب و توانائی کتنا هی نا امید کردے، اور جمعیت خاطر و سکون و فرصت کی طرف سے خواه کتنا هی مایوس هو جاؤں، تاهم میرے لیے گھبراهٹ کی کوئی وجه نہیں - میں مطمئن هوں، اور اپنے کاموں کی طرف سے بے فکر و بے پروا - کشتی کو ڈبونے والا سمندر هے، یا اسکی موجوں کو اُٹھانے والي هوا، لنگر یه دونوں قوتیں جس فرما نفرماے قاهر کی تابع فرمان هیں، جب وه میرے ساتھه هے، تو کشتی کے ڈوبنے کا کیا خوف ؟ من له المولی فله الکل !

مایفتح الله للناس من رحمة فلا ممسك لها، وما یمسك فلا مرسل له من بعده، وهو العزیز الحکیم

الله تعالی اپنی رحمت کا دروازہ لوگوں کیلیے کھول دے، تو کوئي اسکا بند کرنے والا نہیں، اور اگر بند کردے، تو کوئی نہیں جو پھر اُسے کھول سکے، (۳۵ ۲)

آپنے دس روپیه کی جو رقم بطور عطیه کے مرحمت فرمائی هے، وه حساب کی جانب سے " زراعانهٔ دولت عثمانیه " میں شامل کردی گئی هے - الله تعالی اس لطف و نوازش کیلئے حساب کو جزاے خیر عطا فرماے - سب سے بڑا عطیه، جسکے لیے آپ سے اور دیگر اپنے تمام لطف فرما احباب سے عاجزانه التجا کرتا هوں، صرف یہی هے، که اپنی دعاؤں میں اس خادم کو نه بھولیں، اور درگاه رب العزت میں ملتجی هوں، که میری نصرت اور مقاصد کو اس راه میں استقامت عطا فرماے، اور وساوس و خطرات سے محفوظ رکھے، که اصل کار یہی هے -

عربی
فارسی اور اردو ٹائپ کی
اعلیٰ ترین چھپائی کیلیے
مطبع الهلال الطبعة الاهلیة
مستعد
هے

PRINTED & Published by A. K. AZAD at The HILAL Electrical Ptrg. Pblg House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

ذیابیطس

خطرناک مرض ہے اس کا جلد علاج کرو

علامات مرض جس لوگوں کو پیشاب بار بار آتا ہو یا پیاس زیادہ لگتی ہو - عدہ کا دامنہ خراب رہتا ہو - رات کو کم خوابی ستاتی ہو - اعضاء شکستی - بدن جسم - ضعف مبالہ ہونے سے زور ضرور قوت میں کمی اور حرارتی پیدا ہوتی جاتی ہو اور جلنے پھرنے سے سر چکراتا ہو - سر میں درد اور طبیعت میں غصہ آجاتا ہو - تمام دن میں یبوسہ کا غلبہ رہتا ہو - ہاتھ پاؤں میں خشکی اور جلن رہے جلد پر خشونت وغیرہ پیدا ہوجائے اور ٹھنڈے پانی کو جی ترسے - معدہ میں جلن معلوم ہو - بتدریج بڑھاپے کے آثار پیدا ہوجائیں اعضائے رئیسہ کمزور ہوجائیں - رقت - سرعت اور کمی ماہ کی حکایت دن بدن زیادہ ہوتی جائے تو سمجھ لو کہ مرض ذیابیطس ہے - جن لوگوں کے پیشاب میں شکر ہوتی ہے انکو مندرجۂ بالا آثار یکے بعد دیگرے ظاہر ہوتے ہیں - ایسے لوگوں کا خاتمہ علی العموم کاربنکل سے ہوتا ہے - دنبل سب پر کبھی گردن میں پیدا ہوتا ہے - جب کسی کو کاربنکل ہو تو اسکے بچانے میں یقیناً شکر ہونے کا خیال کر لینا چاہیے - اس راج پھوڑے سے سینکڑوں ہزہار قابل لوگ مرچکے ہیں -

مرض کی تشریح اور ماہیت ذیابیطس میں جگر اور لبلبہ کے فعل میں کچھ نہ کچھ خرابی ضرور ہوتی ہے اور اس خرابی کا باعث اکثر دماغی خرابی شدید زور کی صحبت ہے بعض دفعہ کثرت جماع - کھٹہ سوزاک اور کثرت ادرار کا باعث ہوتا ہے - صرف فرق یہ ہے کہ اس حالت میں پیشاب میں شکر نہیں ہوتی بلکہ مبالہ کے ریشہ وغیرہ پائے جاتے ہیں - کبھی ابتدائے عمر میں کثرت جماع سے آخر نہ مرض پیدا ہوجاتا ہے اور کبھی بخار کے بعد یہ مرض شروع ہوتا ہے -

اگر آپ چاہتے ہیں کہ راج پھوڑا کاربنکل نہ نکلے تو علاج حفظ ماتقدم نہ ہے کہ ہماری ان گولیوں کو کھاؤ - شیرینی - چاول ترک کردو - ورنہ اگر سستی کروگے تو پھر یہ ردی درجہ ذیابیطس میں اس وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ تمام اندرونی اعضاء گوشت پوست بگڑ جاتے ہیں - جو لوگ پیشاب زیادہ آنے کی پروا نہیں کرتے وہ آخر ایسے لاعلاج مرضوں میں پھنستے ہیں جس کا علاج پھر نہیں ہوسکتا - یہ گولیاں پیشاب کی کثرت کو روکتی ہیں اور تمام عوارض کمی قوا اور رحملہ امراض ردیہ سے محفوظ رکھتی ہیں -

ذیابیطس میں عرق ماء اللحم اسلئے مفید ہوتا ہے کہ نوحہ اجزاء رطوبات جسم خشک ہوجاتا ہے - جس سے عدائیت کی ضرورت زیادہ پڑتی ہے - یہ عرق چونکہ زیادہ مقوی اور مولد خون ہے اسلئے بہت سہارا دیتا ہے غذا اور دوا دونوں کا کام دیتا ہے -

حب دافع ذیابیطس

یہ گولیاں اس خطرناک مرض کے واسطے کے لئے بارہا تجربہ ہوچکی ہیں اور صدہا مریض جو ایک گھنٹہ میں کئی دفعہ پیشاب کرتے تھے تھوڑے دنوں کے استعمال سے اچھے ہوگئے ہیں یہ گولیاں صرف مرض کو ہی دور نہیں کردیتی بلکہ اپنے کھانے سے گئی ہوئی خوب غذا حاصل ہوتی ہے - آنکھوں کو طاقت دیتی اور منہ کا ذائقہ درست رکھتی ہیں - جسم کو سوکھنے سے بچاتی ہیں - سلسل بول - ضعف مبالہ - نظام عصبی کا نکاز - اسہال دیرینہ یا پیچش یا بعد کھانے کے دورا دست آجانے ہوں یا درد سر شروع ہوجاتا ہو یا رات کو نیند نہ آتی ہو سب شکایت دور ہوجاتے ہیں -

قیمت فی تولہ دس روپیہ

عمدہ محمد خاں - ٹائیٹرو الٹی ریاست حیدرپور سندھ — پیشاب کی کثرت نے مجھے ایسا حیران کردیا تھا اور جسم کو بے جان اگر میں حکیم علام نبی صاحب کی گولیاں ذیابیطس نہ کھاتا تو میری زندگی محال تھی -

محمد رمضان - زمیندار موضع چنہ ضلع اٹاوہ — آپ کی حب ذیابیطس سے مریض کو فائدہ معلوم ہوا - دن میں ۱۶ بار پیشاب کرنے کی بجائے اب صرف ۵ - ۶ دفعہ آتا ہے -

عبد القدیر خاں - معلم عرقاب شاہ جہاں پور — جو گولیاں ذیابیطس آپ نے رئیس عبد الشکور خاں صاحب اور محمد نبی خاں صاحب کے بھائی کو روانہ فرمائی تھیں وہ اور بھیجدیں -

عبد الوہاب ڈپٹی کلکٹر - عارضہ — آپ کی بھیجی ہوئی ذیابیطس کی گولیاں استعمال کررہا ہوں - بجائے ۴ - ۵ مرتبہ کے اب دو تین مرتبہ پیشاب آتا ہے -

سید زاہد حسن - ڈپٹی کلکٹر الہ آباد — مجھے عرصہ دس سال سے عارضہ ذیابیطس نے دق کررکھا تھا - بار بار پیشاب آنے سے جسم لاغر ہوگیا - قوت مردمی جاتی رہی - آپ کی گولیوں سے تمام عوارض دور ہوگئے -

رام سلام پوسٹماسٹر جنرل — پیشاب کی کثرت - جاتی رہی - مجھ کو رات دن میں نہ دفعہ پیشاب آتا تھا - آپ کی گولیوں سے صحت ہوئی

اسکے علاوہ صدہا سندات موجود ہیں -

محجوب و آزمودہ شرطیہ دوائیں جو بادائی قیمت نقد تا حصول صحت دیجاتی ہیں

— * —

زود کن

داڑھی مونچھ کے بال اسکے لگانے سے گھنے اور لمبے پیدا ہوتے ہیں - ۲ تولہ دو روپے

سر کا خوشدار نیل

دلربا خوشنما کے علاوہ سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا نزلہ و زکام سے بچاتا ہے شیشی خورد ایک روپے آٹھ آنہ کلاں بیس روپے

حب قبض کشا

رات کو ایک گولی کھانے سے صبح اجابت تا فراغت اگر قبض ہو دو ۲ درجن ایک روپیہ

حب فائق مقام افیون

اسکے کھانے سے افیم چاندنی نشہ تکلیف چھوٹ جاتے ہیں فیتولہ پانچ روپے

حب دافعہ سیلان الرحم

لیسدار رطوبت کا جاری رہنا عورت کے لئے وبال جان ہے اس دوا سے آرام ۲ دو روپے

روغن اعجاز

کسی قسم کا زخم ہو اسکے لگانے سے جلد بھر جاتا ہے بدبو زائل - تا سوزش بھگندر - حنا زیرے گھاؤ - کاربنکل زخم کا بہترین علاج ہے - ۶ تولہ دو روپے

حب دافع طحال

زردی چہرہ - لاغری کمزوری دور مرض تلی سے بچاتا - قیمت دو ہفتہ دو روپے

دردالساعۃ

ایک دو قطرے لگانے سے درد دانت فوراً دور - شیشی چار سو مریض کے لئے ایکروپے

دافع درد کان

شیشی صدہا بیماروں کے لیے - ایکروپے

حب دافع بواسیر

بواسیر خونی ہو یا بادی ریحی ہو یا سادی - خون جانا بند اور مسے خود بخود خشک - قیمت ۲ ہفتہ دو روپے

سرمہ ضمیرہ کراماتی

مقوی بصر - محافظ بینائی - دافعہ جالا - دھند - غبار - دور الماء سرخی ضعف بصر وغیرہ * فیتولہ صبح سلائی سنگ یشب دو روپے

پتہ :-

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما - لاہور

درد سر و درد رياح کي دوا

رياحي درد لحظہ ميں پہاڑ ہو جاتا ہے ۔ يہ دوا لحظہ ميں اسکو ڈالي کر ديتي ہے - درد رياح جيسے ٹپک - چمک - ٹيس - رگوں ميں لہر کن کلي سے چاہے جسقدر تکليف ہو - اس دوا کے استعمال سے فوراً رفع ہوتي ہے درد سر کے واسطے بھي اس دوا کا ايسا ہي فايدہ ہے - نصف سر ميں ہو يا تمام سر ميں کسي وجہ سے کيسا ہي درد ہو اس دوا سے رفع ہو جاتا ہے صرف يہي نہيں اگر سر کٹا جاتا ہو پھٹا جاتا ہو - اُڑا جاتا ہو - اس دوا سے فوراً بند ہوتا ہے - اندنوں لوگ ذرا ذرا سي باتوں ميں سر دکھايا کرتے ہيں کام ميں يا مفت کي باتوں ميں فکر و تردد ميں عيش و عشرت ميں دن کو رات اور رات کو دن بنانے ميں کل شکايتيں سر پر آجاتي ہيں - اور ہاے رے درد سر پکارا کرتے ہيں ڈاکٹر يونس کي دوا ايسے لوگوں کے ليے ہے - دوا کے استعمال سے فوراً درد بند ہوتا ہے - اسلئے ہر خاص و عام کو يہ دوا اپنے پاس رکھنا لازم ہے -

(قيمت ۱۲ يکبارگي ايک شيشي (۶ آنہ) محصول ڈاک ايک سے چھہ تک ۵ آنہ)

ڈاکٹر ايس کے برمن - نمبر ۶ تارا چند دت اسٹريٹ کلکتہ

ريويو آف ريليجنز - يا مذاهب عالم پر نظر

اردو ميں هندو ستان اور انگلستان ميں يورپ امريکہ و جاپان وغيرہ ممالک ميں زندہ مذهب اسلام کي صحيح تصوير پيش کرنے والا - معصوم نبي عليہ السلام کي پاک تعليم کے متعلق جو غلط فہمياں پھيلائي گئي ہيں - ان کا دور کرنے والا اور مخالفين اسلام کے اعتراضات کا دنداں شکن جواب دينے والا يہي ايک پرچہ ہے جس کو دوست دشمن کے دکھانے کے سامنے پيش کرنے کے قابل سمجھا ہے - اس رسالے کے متعلق چند ايک رايوں کا اقتباس حسب ذيل ہے :—

البيان لکھنؤ - ريويو آف ريليجنز هي ايک پرچہ ہے جس کو خالص اخلاقي پرچہ کہنا صحيح ہے - عربي ميں المناد اور اردو ميں ريويو آف ريليجنز سے بہتر پرچے کسي زبان ميں شايع نہيں ہوے - اس کے زور آور مضامين پر علم و فضل کو ناز ہے -

کرسنٹ لوز پول - ريويو آف ريليجنز کا پرچہ دلچسپ مضامين سے بھرا ہوا ہے - ہمارے نبي کريم صلے اللہ عليہ وسلم کي ذات پاک کے متعلق جو جاہل عيسائي الزام لگايا کرتے ہيں - اس کي ترديد ميں نہايت ہي حاضر جواب مضمون اس ميں لکھا گيا ہے - جس سے عمدہ مضمون آج تک ہماري نظر سے نہيں گذرا -

مسٹر روب صاحب امريکہ - ميں يقين کرتا ہوں کہ يہ رسالہ دنيا ميں مذهبي خيال کو ايک خاص صورت دينے کے ليے ايک نہايت زبردست طاقت ہوگي - اور يہي رسالہ ان لوگوں کے دور کرنے کا ذريعہ ہوگا - جو جہالت سے عيسائي کي راہ ميں ڈالي گئي ہيں -

ريويو آف ريليجنز - لنڈن - مغربي ممالک کے باشندوں کو جو مذهب اسلام کے زندہ مذهب ہونے کے مضمون سے دلچسپي رکھتے ہيں چاہيے کہ ريويو آف ريليجنز خريديں —

وطن لاهور - يہ رسالہ درجہ پايہ کا ہے - اس کي تحقيقات اسلام کے متعلق ايسي ہي فلسفيانہ اور عميق ہوتي ہے - جيسي کہ اس زمانہ ميں درکار ہے سالانہ قيمت انگريزي پرچہ ۳ روپيہ - اردو پرچہ ۲ روپيہ - نمونہ کي قيمت انگريزي ۳ - اردو ۲ — تمام خواہشمند بنام مينجر ميگزين قاديان - ضلع گورداسپور آني چاہيئيں *

شائقين تواريخ و تصوف کو مژدہ

مزارات اوليـــا دهلي بالکل نئي تصنيف ہے - تمام اوليائے کرام و صوفيائے عظام چو دهلي کي مقدس سر زمين ميں مدفون ہيں ان کے بسيط حالات سلسلہ وار دو حصوں ميں درج کئے گئے ہيں - زائرين کے ليے اس سے بڑھکر کوئي رہنما نہيں ہو سکتا - قيمت حصہ اول ۲ آنے حصہ دوم ۲ آنے ہر دو حصص معہ محصول ڈاک و خرچ زي - پي پيکنگ وغيرہ ۱۰ آنے -

هندوستـــان کي اسلامي تاريخ عہد افغانہ - مصنفہ صوفي کرام الہي صاحب ڈنگوئي - ۴۲ تواريخوں کا لب لبـــاب ہے - معترضين کے حملوں کا معتبر اور مستند حوالوں کے ثبوت سے جواب ديا گيا ہے - فاضل اجل مولوي سيد احمد صاحب مولف لغـات آصفيہ فرماتے ہيں کہ اس سے بہتر هندوستان کي تاريخ اب تک ان کي نظر سے نہيں گذري قيمت ۲ روپيہ ۸ آنے محصول ڈاک و خرچ زي - پي ۳ آنے -

المشتـــــہر - مينجر اسلاميہ بک ڈپو و جنرل اخبار ايجنسي بازار بلي ماران - دهلي -

---

حميديہ هـــوٹـل

نمبر ۱۳۱ لوئر چيت پور روڈ

ہمارے هوٹل ميں ہر قسم کي اشياے خوردني و نوشيدني ہر وقت طيار ملتي ہيں نيز اسکے ساتھہ مسافروں کے قيام کيليے پر تکلف اور ارام دہ کمروں کا بھي انتظام کيا گيا ہے جو نہايت ہوادار فرنشڈ اور عين لب راہ واقع ہيں جن صاحبوں کو کچھہ دريافت کرنا ہو بذريعہ خط و کتابت مينيجر هوٹل سے دريافت کر سکتے ہيں - جنگ ٹرکي روسي اور جنگ بلقان کي جملہ تصويريں ہماري هوٹل ميں بوقت کے ليے موجود ہيں مع تصوير شيخ سنوسي وغيرہ -

المشتـــــہر شيخ عبـــد الکريم مالک حميـديہ هوٹل

سسٹـم راسکوپ ليوروائچ ۱۹ سائز

مضبوط ' سچا وقت ' برابر چلنے والي ' معہ محصـول دو روپيہ آٹھہ آنہ

ايم - اے - شکور اينڈ کو نمبر ۱ — ۵ ويلسلي اسٹريٹ ڈاکخانہ دهرمتلہ کلکتہ -

M. A. Shakur & Co., 5/1, Wellesley Street, P. O Dharamtollah, Calcutta.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود استریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۲ | کلکتہ: چہار شنبہ ۱ جمادی الاول ۱۳۳۱ ہجری | ہجری ۱۴ ، ۱۵

Calcutta: Wednesday, April 9, 1913.

قیمت فی پرچہ
ساڑھے تین آنہ

اطلاع

(۱) اگر کسی صاحب کے پاس دوئي پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کو می پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لی جائیگی -

(۲) اگر کسی صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کي تبدیلي کی ضرورت ہو تو مقامي ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں، اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہیں یا پانچ آنے کے وي - پي کي اجازت -

(۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداري نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) منی آڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام، پورا پتہ، رقم، اور نمبر خریداري (اگر کوئي ہو) ضرور درج کریں -

نوٹ ـــ مندرجہ بالا شرائط کي عدم تعمیلي کي حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئي پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے ذمہ دار نہ ہوگا -

(مینیجر)

شرح اجرت اشتہارات

—*—

میعاد اشتہار	في صفحہ	می کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ في مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے لیے صفحہ کے لیے کوئی اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کو جگہہ دیجائیگی -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدي زائد ہوگي -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھي طیار ہوتے ہیں جسکي قیمت ۸ آنہ في مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکي فرمایش کے مطابق آپکو جگہہ دیں، البتہ حتي الامکان کوشش کی جائے گي -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں، چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں، اور سہ ماہی کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرني ہوگی اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی ہمیشہ لي جائیگی اور وہ کسي حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) مینیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے، اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اس چیز کا جو حزے کے اقسام میں داخل ہو، تمام منشي مشروبات کا، فحش امراض کي دواؤنکا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو کسي حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

نوٹ ـــ کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کي زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسی قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

سلطان سليم ملك ثاني (ز ح)

ثاني جامع سليم واقع ادرنه

مقبرة سلطان سليم (ح)
واقع ادرنه

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (القرآن الحكيم)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام آزاد

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلگراف
«الہلال»

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7-1 Mcleod Street,

CALCUTTA

Telegraphic Address

"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs 8

Half-yearly „ „ 4 - 12

نمبر ۱۴ ، ۱۵ — کلکتہ: چہار شنبہ ۱ و ۸ جمادی الاولی ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta Wednesday, April 9 and 16, 1913

فہرس

شذرات	
مقالۂ افتتاحیہ	
سقوط ادرنہ اور ایک دقیقہ فکریہ (۱)	
ایضاً نمبر (۲)	،،
مراسلات	
صدائے ہند (ایک خط)	۱۳
اختلال دولت عثمانیہ	۱۰
مسئلہ تعطیل جمعہ	۱۸
انکشافات	
سواد صداقت	۱۶
عدل	،،
مذاکرات علمیہ	
الحیات نمبر (۲)	۱۹
مقالات	
ہلال اور صلیب	۲۱
فہرست زراعات دراعہ علیہ اسلامیہ (۱۸)	۲۸

تصاویر

محمد علی جوہر (ایڈیٹر) کا جنازہ	(لوح)
ملک سلیمان ہی (رح)	(صفحۂ خاص)
مفتی سلیمان سلیم (رح)	
حرارۃ کہل الدین صاحب - بی - اے - معلم لندن	۱۳

اطلاع

پچھلے ہفتے رسالے کی اشاعت میں بہت تاخیر ہوگئی تھی - اگر پرچہ کلکتا تو پھر وہ تاخیر آئندہ ہفتوں تک معدی ہوتی اور پچھلے دنوں اسکا ڈر برابر قائم رہچکا ہے - پس تقاضائے پچھلے ہفتے کی اشاعت کے آج نمبر (۱۴) اور نمبر (۱۵) اکٹھے شائع کیے جاتے ہیں، تاکہ کسی طرح چند دنوں کی تاخیر کا ایک مرتبہ دل نکل جائے -

مدیر

المکتبۃ العلمیۃ الاسلامیۃ فی علی گڈھ

— * —

اس کتب خانہ میں مختلف علوم و فنون کی کتابیں مطبوعہ مصر، شام، بیروت اور قسطنطنیہ وغیرہ ممالک سے ایسے معتمد ذریعے ہیں اور نہایت مناسب و معتدل قیمت پر شائقین کی خدمت میں روانہ کی جاتی ہیں — خاصکر مکتبۃ المنار کی کتابیں، حضرت الاستاذ الامام شیخ محمد عبدہ اور حضرت السید الامام سید رشید رضا کی تمام تصنیفات اس کتب خانے میں ہر وقت مہیا رہتی ہیں - فرمائشوں کی تعمیل مستعدی کے ساتھ کی جاتی ہے - کتب خانہ کی مفصل فہرست تیار ہوگئی ہے جو آدہ آنے کے ٹکٹ وصول ہونے پر مفت روانہ کی جاتی ہے *

رسالہ المنار (جو تمام دنیائے اسلام میں بہترین عربی رسالہ تسلیم کیا گیا ہے) اس کی گذشتہ ۱۵ سال کی ۱۵ جلدیں مکمل مع فہرست کے یہاں موجود ہیں - قیمت عام طور پر فی جلد ۱۵ روپے ہیں مگر دوسری جلد کی قیمت پانچ روپے اور تیسری جلد کی قیمت پچیس روپے ہیں *

یہ کتب خانہ رسالہ المنار اور تمام مکتبہ ہندوستان میں سرکاری ایجنٹ ہے، اور جن اصحاب کو اس رسالہ کی خریداری منظور ہو چندہ سالانہ صلح ۱۵ روپے ہمارے پاس روانہ فرمائیں، اور جب تک ہر — پورسالہ راہ راست اس کی حد تک میں جاری کرا دیا جائے گا *

المنار

صاحب المکتبۃ العلمیۃ الاسلامیۃ، صاحب رسد العلوم، علی گڈھ

شذرات

—:○*○:—

اینده نمبر کے بعض اهم مضامین

اس نمبر میں مقالۂ افتتاحیہ کے سوا دو نمبر درج کیے گئے ہیں' ان میں پہلا نمبر اثنائے سفر کے بعض اوقات پر اندوہ کے خیالات کا نتیجہ ہے ' مگر دوسرے میں اس اہم تحریک کی تمہید ہے ' جو آٹھ ماہ سے پیش نظر تھی ' اور اب وقت آگیا ہے کہ اسکا اعلان کیا جاے - امید ہے کہ آیندہ اشاعت میں اسکو پیش کر سکونگا -

ایڈیٹر

شاہ یونان یا مجاهد صلیب کا ماتم

— * —

علی گڈھ سے ایک صاحب ارقام فرماتے ہیں " شاہ یونان ہمارے ملک معظم کے عزیز تھے اسلیے انکے قتل کی خبر پر بعض مسلمان اخبارات نے نہایت تعزیت اور ماتم گداری کے مضامین لکھے ' اور کہا کہ گو وہ اس وقت اسلام کے مقابلے میں مصروف جنگ تھا ' تاہم مسلمانان ہند کی وفاداری کا اقتضا یہی ہے کہ وہ تعلقات شاہی کو ملحوظ رکھکر اداے رسم تعزیت ادا کریں -

تعجب ہے کہ جناب کی نظر سے وہ تحریر نہیں گذری ؟ پھر خدا کیلیے فرمائیے کہ کیا ایک ایسے بادشاہ کے مرنے کا ماتم کرنا ہمارے لیے مذہباً جائز ہے ' جس نے اسلام کے مٹانے کے ایک مسیحی اتحاد میں حصہ لیا ہو ' اور جو عین اس جنگ کے زمانے میں مرا ہو ' جو خلافت اسلامی کے مٹانے کیلیے کی جا رہی تھی ؟ اور کیا مذہباً ہم کو ایسی ہی وفاداری کی تعلیم دیگئی ہے؟ "

میں نے وہ مضامین دیکھے تو نہیں مگر بعض اشخاص ذکر کرتے تھے -

لیکن میں متعجب ہوں کہ آپکو اس طرح کے مضامین پر تعجب کیوں ہوا ؟ مسلمانان ہند کی تحریر و تحریر کی تاریخ میں یہ کونسا نیا واقعہ ہے ؟ جس قوم کی زندگی غیروں کی پرستش اور انکے بخشے ہوے اعزاز کے صلۂ و مرد پر ہو ' اسکے لیے یہ کوئی عجیب بات نہیں -

ہم نے اپنے تئیں بھول کر غیروں کی چوکھٹوں پر سجدے کیے ہیں - ہم نے غیروں کی خاطر اپنوں کو چھوڑ دیا ہے - ہم نے انکی ایک نظر التفات کی قیمت میں ایمان و راستباری تک کی متاع کو لگا دیا ہے - ہم نے انکی خوشنودی کیلیے اپنے آپ کو انکے ہاتھ میں دیدیا ہے ' اور انھوں نے جب کبھی ہمارے خاک غلامی پر لوٹتے ہوے سروں کو کچلنا چاہا ہے ' تو خود ہمارے ہی وجود سے پتھر کا کام لیا ہے - ہم یہ سب کچھ کر چکے ہیں اور کرنے کے لیے طیار ہیں - پھر ان سب کے مقابلہ میں یہ ایسی کونسی نئی بات ہے ' اگر مجاهدین صلیب میں سے ایک کے مرنے پر ہم نے اپنے اخبار کا کوئی گوشہ وقف کردیا ؟

آپکو تو اس کا تعجب ہے ' اور میں کہتا ہوں کہ اگر اس عبدۃ الاحکام اور عبید الدینار گروہ کو کسی طرح علم ہو جائے کہ ہمارے شہر کے ڈپٹی کمشنر بہادر ابو جہل اور معدہ کی تعریف سے خوش ہو جاے ہیں ' تو یقین کیجیے کہ انکو ایک لمحے کیلیے بھی تامل نہ ہوگا ' اور آن کے مناقب و فضائل میں صفحے کے صفحے پر صفحے سیاہ کردیں !

آپ پوچھتے ہیں تو اپنا خیال ظاہر کردیتا ہوں کہ الحمد للہ اپنے خیالات کے اظہار میں بالکل بے پروا اور بے باک ہوں' اور شاید اسلام اور نفاق ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے - سب سے پہلے اس بارے میں کسی اصول کو تلاش کیجیے اور پھر دیکھیے کہ وہ حیثیت مسلمان ہونے کے ہمارا فرض کیا ہے ؟

اسلام نے تنگ دلی اور حسد و مذہبی تعصب کی تعلیم نہیں دی ہے - وہ انسانی اوصاف و خصائل کے اعتراف ' اور انسانی رحم و محبت کے جذبات کو محض تنگ مذہب و قوم کے تابع نہیں کر دیتا - اس نے ہمکو سکھلایا ہے کہ ہم ہر اچھے انسان کا احترام کریں ' خواہ وہ کسی مذہب کا ہو ' اور خوبیوں اور نیکیوں کی طرف کھینچیں ' خواہ وہ کسی مذہب کے پیرو اور کسی قوم کے فرد میں ہوں - قرآن نے اُن مسیحی راہبوں اور منصف عیسائیوں کی تعریف کی ہے' جو سچائی کا ادب کرتے تھے ' حق کی مخالفت میں حصہ نہیں لیتے تھے ' اور اچھے اعمال انجام دیتے تھے - اسکے مذہبی تسامح اور بے تعصبی کے نظائر اسقدر کثیر ہیں کہ ذہراے کی گنجایش نہیں -

لیکن تاہم اس تمام احسان عام اور محبت عمومی سے بھی بالاتر ایک سبب ہے' اور وہ اصل اصول کے فرضی عرفاے کے تعصبی میں اس اقرار سے نہیں شرماتا کہ وہ حق کی حمایت ' اللہ کی پرستش' اور ہدایت و صداقت کے قیام کا جہاد ہے - اسلام ہماری ہستی کا مقصد یہی بتلاتا ہے کہ ہم دنیا میں خدا کے قائم مقام ہوں' اور اسکی زمین میں سچائی اور روشنی کو ہمیشہ قائم رکھیں - پس اگر کسی قوم' کسی جماعت' کسی ملک' کسی مذہب' اور کسی فرد کی طرف سے اللہ کی ہدایت اور اسکی ہدایت کے پیروؤں کی مخالفت کی جاے' حق کی روشنی پر ظلمت عالب آنا چاہے' ظلم و تعدی اور قتل و غارت کا اعلان ہو' یعنے انسانوں کی دوستی اور خدا کی محبت' دونوں چیزوں میں مقابلہ پیدا ہوجاے' تو پھر اسکا حکم ہے کہ تم سب سے اپنا رشتہ منقطع کر لو' اور حزب خدا کا' حق کا' اسکے دین کے پرستاروں کا ' اسکی عبادت گاہوں کا ' اور اسکی بھیجی ہوئی روشنی کا سایہ دو' یعنی خدا کی دوستی کی خاطر اُن سب کے دشمن ہو جاؤ - پہلی صورت میں حسن درجہ احسان عام' خلق و محبت ' اور رافت و شفقت عمومی کا حکم تھا' اس دوسری صورت میں اتنا ہی ' سختی ' شدت ' قہر و غضب ' اور ربط و علاقہ کا حکم ہے - اسکا عام حکم تو یہ ہے

ایہا کم اللہ عن	اللہ تعالی تم کو اس سے نہیں روکتا کہ تم
الذین لم یقاتلوکم	اُن غیر قوموں سے ' جنھوں نے تم سے
فی الدین و لم	دین کی مخالفت میں جنگ نہیں کی
یخرجوکم من	ہے ' اور تم کو تمہارے وطنوں سے نہیں
دیارکم' ان تبروہم	نکالا ہے' دوستی و نیکی اور انصاف و عدل
و تقسطوا الیہم' ان	کے ساتھ پیش آؤ - بیشک اللہ تو
اللہ یحب المقسطین	عدل و انصاف کرنے والوں کو دوست
(۶۰ : ۷۹)	رکھتا ہے -

نرمی و رافت عمومی کے احکام تو ایسے ہیں کہ انکا استثنا ممکن نہیں - حضرت موسی کو فرعون جیسی شریر ہستی سے مخاطب کرنے کیلیے تصدیع کی کہ " وقولا لہ قولا لینا " تاکید کرنا تو نہایت درجہ کی ہے - خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو فرمایا : " فبما رحمۃ من اللہ لنت لہم ' ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک " اور یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ اُس نے آپکو نرم دل اور صاحب رافت و شفقت بنایا ' اور اگر کہیں طبیعت

میں سختی اور غلظ ہوتی تو لوگ کبھی پاس نہ آتے - پھر عام طور پر کہا :

ادع الی سبیل	اللہ کی راہ کی طرف دعوت دو تو اسطرح '
ربک بالحکمۃ	کہ حکمت وموعظۃ کے ساتھ ' سختی
والموعظۃ الحسنۃ	وجنگ و جدل کی حالت نہو-

خاص یہود و نصارا کی نسبت کہا :

ولا تجادلوا اھل الکتاب '	یہود و نصارا سے جب کبھی مجادلہ کرو
الا بالتی ھی احسن	تو بہتر اور احسن طریقے سے -

عام طور پر مسلمانوں کو حکم دیا کہ اپنے اندر نرمی و محبت ' آشتی و رافت پیدا کریں - حتی کہ فرمایا .

وعباد الرحمن الذین	اور اللہ کے نیک اور سچے بندے وہ ہیں جو
یمشون علی الارض	زمین پر نہایت فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں '
ھونا ' واذا خاطبھم	اور جب جاہل اسے جہالت کی باتیں
الجاھلون قالوا	کرتے ہیں تو سختی و تشدد کی جگہ '
سلاما - (۲۰ ۶۵)	صرف سلام کرکے الگ ہو جاتے ہیں -

یہ تو عام اور اصلی احکام ہیں ' لیکن سوال یہ ہے کہ ہم تو قوموں کے ساتھ نرمی و محبت کرتے ہیں ' لیکن قومیں ہم سے تنگ دلی برتتی ہیں - ہم محبت کیلیے طیار ہیں ' مگر وہ بغض اسلیے کہ ہم خدائے واحد کے پرستار ' اور دین الہی کے پیرو ہیں ' عداوت و دشمنی ' ظلم و تعدی ' قساوت و بے رحمی ' اور خوں ریزی و بربادی کا ہمیں مستحق سمجھتی ہیں - وہ ہم پر حملہ کرتی ہیں ' ہم کو دین حق کے قیام سے روکتی ہیں ' ہمارے شہروں پر چڑھ آتی ہیں ' ہمارے مساجد پر قبضہ کرنا چاہتی ہیں ' ہمارے تحت حکومت کو الٹ دینا چاہتی ہیں ' ہماری عورتوں کی عصمت پر حملہ آور ہوتی ہیں ' اور ہمکو ہماری آبادیوں اور زمینوں سے نکل جانے پر مجبور کرتی ہیں - پھر ایسی حالت میں کیا ہم اپنے تئیں مٹنے سے نہ بچائیں ؟ کیا حفظ نفس کا حق طبیعی ہمارے لیے نہیں ہے ؟ اور پھر کیا ہم دین مقدس کی بے حرمتی ' شعائر الہیہ کی بے ناموسی ' اور پیروان توحید کی مظلومی کا حس اپنے اندر نہ پیدا کریں ؟

جب کہ ایسی صورت پیش آجاے تو پھر اسی قران کا ' جس نے گذشتہ آیات میں احسان عام اور محبت عمومی کا حکم دیا تھا ' یہ حکم ہے

انما ینھاکم اللہ عن	" بیشک اللہ تعالے تم کو ان ظالم قوموں سے
الذین قاتلوکم فی	دوستی رکھنے کی اجازت نہیں دیتا جنھوں
الدین ' واخرجوکم من	نے تمہارے ساتھ بغض اسلام کے ساتھہ
دیارکم وظاھروا علی	جنگ کی ہے ' اور تم کو تمہارے شہروں
اخراجکم ان تولوھم '	اور گھروں سے نکالا ہے ' اور جو شخص ایسے
ومن یتولھم فاولیک	ظالموں سے دوستی رکھے گا تو اس کا شمار
ھم الظالمون (۶۰ : ۸)	بھی ظالموں ہی میں ہوگا -

اور پھر ایسے لوگوں کے ساتھہ مقابلہ کرنے کا حکم دیا کہ :

قاتلوا فی سبیل اللہ الذین	اللہ کیلیے اُن دشمنوں سے قتال کرو '
یقاتلونکم (۲ ۱۸۷)	جنھوں نے تمہارے ساتھہ قتال کیا ہے -

پہلے حکم دیا تھا کہ نرمی کرو ' مدھنی دعوت بھی نرم آشتی و محبت سے - انحضرت (صلعم) کے اخلاق کریمہ اور رافت و شفقت کو اللہ کی رحمت فرمائی سے تعبیر کیا تھا ' لیکن اس حالت میں فرمایا کہ اپنے اندر سختی پیدا کرو کہ اب کفر کے مقابلے میں جسقدر تمہارے اندر سختی ہوگی ' اتنا ہی ثبوت ایمان ہے :

قاتلوا الذین یلونکم	اپنے آس پاس کے دشمنوں سے لڑو
من الکفار ' ولیجدوا فیکم	اور چاہیے کہ وہ تمہارے اندر
غلظۃ -	سختی اور شدت محسوس کریں -

اور پھر اسی بنا پر اُن یہود و نصارا سے دوستی و محبت کے رسوم ادا کرنے کی قطعی ممانعت کردی ' جو مسلمانوں پر حملہ آور ہوے ہوں ' یا جنھوں نے اسلام کے خلاف کسی ظالمانہ سازش میں حصہ لیا ہو ' اور جو شخص اسے اس قسم کے تعلقات رکھے ' اسکے لیے نہایت شدید وعید نازل کی

یا ایھا الذین آمنوا	مسلمانو ! اُن یہودیوں اور عیسائیوں
لا تتخذوا الیھود	کو اپنا دوست نہ بناؤ جو مسلمانوں
والنصاری اولیاء بعضھم	کی مخالفت کی سازش میں باہم
اولیاء بعض ' ومن	ایک دوسرے کے دوست ہیں اور
یتولھم منکم ' فانہ منھم	پھر جو ایسا کریگا تو یقین رکھے کہ اسکا
(۵ ۵۴)	شمار بھی اُنھی میں ہوگا -

اور کرو ! کیسی سخت وعید اُن لوگوں کیلیے فرمائی ' جو اُن عیسائیوں سے رسم و راہ دوستی اختیار کریں ' جنھوں نے مسلمانوں سے معاملہ کیا ہے ؟ فرمایا کہ ایسے لوگوں کا شمار بھی انہی عیسائیوں کے ساتھہ ہوگا ! وعود نا اللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا -

اور متعدد مقامات میں عام طور پر تمام دشمنان حق و اسلام کی نسبت فرمایا ' مثلاً .

لا یتخذ المومنون	مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے برادران
الکافرین اولیاء من دون	دینی کو چھوڑ کر کفار کو اپنا دوست
المومنین ' ومن یفعل	نہ بنالیں - اور جو ایسا کریگا تو پھر
ذلک ' فلیس من اللہ	اس سے اور خدا سے کچھہ سروکار
فی شی (۳ ۲۷)	نہیں -

پھر سورۂ (نساء) میں فرمایا

یا ایھا الذین آمنوا لا تتخذوا	مسلمانو ! مسلمانوں کو چھوڑ کر ان
الکافرین اولیاء من دون	کفار کو اپنا دوست نہ بناؤ ' جنھوں
المومنین (۴ : ۱۴۳)	نے تمہارے خلاف تلوار اٹھائی ہے -

اتنا ہی نہیں ' بلکہ اُن تمام لوگوں کیلیے جو دین الہی کی کسی نہج پر بھی مخالفت کرتے ہوں ' یا شعائر الہیہ کی تصحیک و تمسخر جنکا شیوہ ہو ' اور یا احکام اسلامی کی ہنسی اوڑاتے ہوں (جیسا کہ آجکل خود ملاحدۂ مسلمین اور متفرنجین مارقین و معاندین کا شیوہ ہے) یہ حکم صاف سورۂ (مائدہ) میں نازل فرمایا :

یا ایھا الذین آمنوا لا تتخذوا	مسلمانو ! اُن لوگوں کو اپنا دوست
الذین اتخذوا دینکم ھزوا	نہ بناؤ جو تمہارے دین کے ساتھہ
ولعبا (۵ : ۶۰) وادا	ہنسی اور تمسخر کرتے ہیں اور گویا
ناديتم الی الصلوۃ '	اسے ایک کھیل سمجھا لیا ہے - جب
اتخذوھا ھزوا	تم نماز کیلیے اذان دیتے ہو تو یہ نماز
ولعبا (۵ : ۶۳)	کا تمسخر اوڑانا شروع کردیتے ہیں -

اب آپ سمجھہ گئے ہونگے کہ اس بارے میں اصولی طور پر اسلام کی تعلیم کیا ہے ؟ پس یقین کیجیے کہ آج جن لوگوں نے اسلامی آبادیوں پر حملے کیے ہیں ' لاکھوں مسلمانوں کو انکے گھروں سے نکالا ہے ' عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کردیا ہے ' اور تحت اسلام کو ارلت دینے کیلیے اپنے تمام قواے شیطانیہ کو کام میں لا رہے ہیں ' اور پھر اور جن قوموں اور حکومتوں نے انکی کسی صورت میں بھی اعانت کی ہے ' یا اس برخلاف اسلام سازش میں شریک ہے ' وہ سب بموجب ان نصوص قرآنیہ اور احکام شریعۃ حقۂ اسلامیہ کے ' ایک لمحہ ' اور ایک دقیقے کیلیے بھی اسکے مستحق نہیں کہ ہم انکے ساتھہ رسم وراہ دوستی اور طریق مودت و ولایت کو کام میں لائیں ' یا انکے ساتھہ

نرمی و محبت اور شفقت و رحم کا سلوک کریں - اور اگر کریں تو پھر اللہ ' اسکے ملائکہ مقربین ' اور رسل مبشرین و منذرین کی نظروں میں ہمارا شمار بھی انہی دشمنان خدا کے ساتھ ہے -

جب اس بارے میں تعلیم اسلامی کا یہ حال ہے ' تو پھر آپ خود ہی فیصلہ کر لیں کہ ان میں سے ایک حیثیت ترین رکن اتحاد مسیحی ' اور ملعون ترین معاہد صلیب پرستی ' یعنے شاہ یونان معظم کے قتل ہونے پر ہمارے لیے میں ایام جنگ میں صف تعزیت بچھائے ' اور مسیحی ماتم میں برادرانہ و عزازانہ شرکت کرنے کیلیے کیا حکم ہو سکتا ہے ؟ و من یتولھم منکم ' فانہ منھم ' ان اللہ لا یھدی القوم الظالمین -

شاہ یونان ' وہ شخص تھا ' جسکے اندر سب سے پہلے صلیب کے شیطان لعین نے حلول کر کے صدائے جہاد دی تھی ' اور آغاز جنگ ہی میں اس جنگ کو اسلام کے برخلاف جنگ مقدس قرار دیا تھا ' پس میں تو ایک سیدھا سادھا مسلمان ہوں ' اپنے دلی اعتقاد کے احقا پر قادر نہیں ' میں تو صاف صاف کہتا ہوں کہ اس شریر انسان کے قتل کے واقعہ پر میری زبان اسکے سوا اور کچھ نہیں دیسکتی کہ اسپر ' اسکے حامیوں اور شریکوں پر ' اور اسکی فوج و سامان لشکر پر ' اللہ کی ' اسکے ملائکہ کی ' اور چالیس کروڑ پیروان دین الہی کی لعنت اور پھٹکار ہو ' اور ہر اس پر ' جو اسکے نقش قدم پر چلے ' اور اسلام کے برخلاف مسیحی جہاد کا اعلان کرے یا در پردہ اسکے ساتھ سار رکھتا ہو - اولئک یلعنھم اللہ ' ویلعنھم اللاعنون (۲ : ۱۵۵)

واولئک مأواھم ' جھنم ' وبئس المصیر (۳ : ۱۲۰)	یہ ہیں ' جنکا اخروی ٹھکانا دوزخ ہے ' اور وہاں سے پھر نکلنے کی انکے لیے کوئی راہ نہیں -

---

مقتلہ جنگ

سقوطری کی آبادی قریبا ۱۵ - ہزار ہے - باشندے نسبتاً البانی اور مذہباً رومن کیتھولک عیسائی ہیں -

جنرل اسود کی یہ کوشش تھی کہ جسطرح ممکن ہو سقوطری کو ملحق کرلیا جائے ' لیکن آسٹریا کا اصرار تھا کہ وہ ہر حالت میں البانیا کی خود مختار ریاست کا حصہ قرار دیا جائے - آسٹریا کے اصرار کی پشت پر ایک خوفناک فوج تھی ' اور حرف تھا کہ اگر اسکی فرمایش پوری نہ کی گئی ' تو وہ تاجداری کی نیام سے تلوار باہر کھینچ کر ' میدان کارزار میں اتر آئے گی - پھر اگر آسٹریا میدان میں آگیا تو اسکے مقابلے کے لیے روس بھی اترنگا ' اور اگر روس اترا ' تو جیسا کہ جرمنی کے ذمہ دار اخبار نے (ریتشتگ) میں لکھا ہے ' وہ بھی اپنے حلیف کی مساعدت سے خاموش نہیں بیٹھ سکتا ' اور جرمنی اترا تو فرانس بھی اترنگا اور اسطرح (بقول بسمارک) کرہ آتش فشاں بلقان کی ایک چنگاری تمام یورپ کو جلا دیگی -

یورپ کی ملکی اور تجارتی ترقی مسئلۂ مشرقیہ پر موقوف ہے اور مسئلۂ مشرقیہ کا حل باہمی اتفاق و امن عامۂ یورپ پر - انگلستان جسکی شاہنشاہی کا مدار ہندوستان پر ہے ' اس اتفاق کے لیے نہایت مضطرب تھا ' کیونکہ مسئلۂ مصر اور خلیج فارس کا حل (جنکا راہ راست ہندوستان پر بورا اثر پڑتا ہے) مسئلۂ مشرقیہ ہی کے حل پر موقوف ہے -

اسلیے انگلستان نے " صدقہ یورپ " کی شیرازہ بندی کی کوشش کر کے ایک انجمنی سر ش کی ' اور لندن میں سفراء دول کی ایک مؤتمر (کانفرنس) بلائی گئی - اس کے سامنے دو امر رجوع اختلاف مسائل کے علاوہ ' حدود البانیا کا مسئلہ بھی پیش کیا گیا تھا -

اس مؤتمر نے ۳۱ - مارچ کو یہ فیصلہ کیا کہ سقوطری البانیا کے ساتھ شامل رہے اور جنرل اسود مؤتمر السفراء کے اس فیصلہ کو نہ مانے تو بلا تامل ایک مظاہرۂ تحریہ کیا جائے -

شرکاء مظاہرہ اسوقت تک متعین نہیں ہوئے ہے - خیال کیا جاتا تھا کہ روس ' فرانس ' اور انگلستان سرگرم مظاہرہ نہ ہونگے -

۵ - اپریل کو رویٹر نے یہ خبر شائع کیا تھا کہ اگر مظاہرہ ناکامیاب ہوا اور سقوطری ساقط ہوگیا تو آسٹروہنگا ۱۵ - پہاڑی بٹالیونیں لیکے سٹنجی (دارالسلطنت جنرل اسود) پر حملہ کر دینگی -

۶ - اپریل کو مؤتمر کے فیصلہ کی اطلاع جنرل اسود کو دی گئی ' جسکے جواب میں کہا گیا کہ یہ مظاہرہ اصول فرمانبرداری کے خلاف ہے - ۹ - اپریل کو رویٹر نے یہ خبر شائع کی

" اگر دول نے جنرل اسود کے مقابلہ میں طاقت کو کام فرمایا تو وہ اپنی خود مختاری سے دستکش ہو کے سرویا میں مدغم ہو جائیگا "

۱۰ - کو ناکہ بندی شروع ہوگئی - تا ستقباء روس ' تمام دول یورپ شریک ہیں - روس کے صحکمۂ جنگ نے ایک اعلان شائع کیا ہے ' جسمیں ظاہر کیا ہے کہ روس کے لیے ناممکن ہے کہ ان تدابیر کی مخالفت کرے ' جن کو دول اپنے فیصلے کے لیے ضروری سمجھتی ہیں - اس اعلان میں جنرل اسود کو مشورہ بھی دیا گیا ہے کہ اپنے اصرار سے باز آجائے - ۱۱ - کو ناکہ بندی جہازوں نے ایک شاہی کشتی کو گرفتار کیا ' جو تین کشتیوں کی حفاظت میں جا رہی تھی

۱۲ - کو رویٹر نے خبر دیا ہے کہ سٹنجی کے ایک سرکاری تار سے معلوم ہوتا ہے کہ جنرل اسود سقوطری کے معاوضے کے مسئلے پر غور کرنے کے لیے تیار ہے - کل کا تار ہے کہ ایک سرکاری اعلان میں ظاہر کیا گیا ہے کہ جنرل اسود سر تسلیم خم کر دیگا ' مگر خبروں کی بندش کے بھید کے بعد - مگر بظاہر آخری حالت امید نہیں -

---

صلح

رویٹر کی خبروں کا خلاصہ حسب ذیل ہے

دولت عثمانیہ نے شرائط مداخلت منظور کرلیے ہیں - دول کی یاد داشت کے جواب میں بلغاریا نے سارس سے ایکے مدید تک کے بدلے ' ایروس سے لیکے میدا تک سرحد تجویز کی ہے - جواب الجواب میں دول نے اس تقسیم کو منظور کیا ' مگر جزائر ایجیں کو وہ اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتی ہیں اور باراں و قرص کے مسئلے کو اس کمیشن کے ہاتھ میں ' جو پیرس میں بیٹھیگا - ۱۰ - دن کیلیے جنگ بلقان اور دولت عثمانیہ میں ہنگامی صلح طے ہوئی ہے -

ہمیں اس خبر کی صحت میں تامل ہے -

اتحاد بلقان

سلانیک پر قبضے کے لیے بلغاری اور یونانی دونوں اپنی اپنی جگہ پر فوجی تیاریاں کر رہے ہیں ' اور عجب نہیں کہ مصالحت کے لیے بھی سرویا اور بلغاریا تیاریاں شروع ہوں - ڈاکٹر ڈینف نے ۱۱ - کو بلغاری وکلا کو مخاطب کرکے کہا ' اس حرف کی طرف اشارہ کیا ' جو بلغاریا و دیگر حلفاء کے آئندہ تعلقات کے باب میں پیدا ہوگیا ہے - ڈاکٹر ڈینف نے کہا کہ اپنے حق سے کم پر بلغاریا کبھی راضی نہ ہوگی -

ڈاکٹر ڈینف نے ایک تحریر میں بیان کیا ہے کہ سرویا و بلغاریا عہد نامہ کا قائل صرف ہے - اختلاف کی صورت میں زار روس حکم ہوگا - لیکن سرویا اور بلغاریا عہد نامہ نہایت عجلت میں تیار ہوا تھا - اسمیں تحکیم کی بات کوئی درجہ نہیں ہے - تاہم سرحد کا فیصلہ روح اس عہد نامہ اور مقصد جنگ کے اعتبار سے ہوگا -

۳ - و ۱۰ - جمادی الاولی ۱۳۳۱ هجری

سقوط ادرنه (۱)

اور ایک دقیقۂ فکریه

(۱)

ولا تهنوا ولا تحزنوا ، وانتم الاعلون ان کنتم مومنین - ان یمسسکم قرح فقد قرح القوم مثله ، وتلک الایام نداولها بین الناس -

ہمت نہ ہارو اور نہ اس شکست کی خبر سنکر عمگین و دل شکستہ ہو - یقین کرو کہ اگر تم سچے مومن ہو ، تو آخرکار تمہارا ہی نمبر ہے -

اگر تم کو اس لڑائی میں صدمہ پہنچا ہے ، تو ہمت نہ ہارو کہ طرف ثانی کی قوت بھی اسی طرح مجروح ہو چکی ہے ، اور یہ وقت کے نتائج و حوادث ہیں جو نوبت بہ نوبت سب لوگوں کو پیش آتے رہتے ہیں -

— * —

انها النفس اجملی جزعا
فمان ما تحذرین قد وقع (۱)

— * —

بالآخر ایڈریانوپل فتح ہوگیا ، اور واقعات و حوادث کے آگے انسانی سعی حیلی کہ ہمیشہ ناکام رہی ہے ، اس معرکے میں بھی ناکام رہی : انا للہ و انا الیہ راجعون .

نہیں سعی کچھ تیری تدبیر میں
بس اپنا تو اتنا ہی مقدور ہے

وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ ، ان اللہ کان علیماً حکیما (۷۶ : ۳۰)

صبح تمنا اور شام حسرت

— * —

اس امید آباد عالم میں ، ہر لمحہ اور ہر آن ، کتنی امیدیں ہیں جو پیدا ہوتی ہیں ، اور کتنے زلزلے ہیں جو اٹھتے ہیں ؟ پھر ان میں کتنے ہیں جنکے نصیب میں مسرور مندی و کامرانی ہے ، اور کتنے ہیں جنکے لیے حسرت و یاس کے سوا کچھ نہیں ! بیکس انسان ، جو آرزؤں کا بندہ ، اور حسرتوں کے خمیر کا پتلہ ہے ، شاید صرف اسلیے بنایا گیا ہے کہ نصف عمر امیدوں کے پالنے میں صرف کردے ، اور بقیہ نصف ناامیدی کے ماتم میں کاٹ دے -

(۱) عربی میں کسی معمور شہر کے حصار ٹوٹ جانے کو (سقوط) کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں ، جو بالکل انگریزی لفظ Fall کا قائم مقام ہے - چونکہ اردو میں کوئی اور موزوں لفظ نہیں ہے ، اسلیے ہم نے اس معنی میں اسی لفظ کو لکھنا شروع کردیا ، اگرچہ اردو میں سقوط بالکل مختلف معنوں میں بولا جاتا ہے -

(۲) اوس بن حجر کا مشہور شعر ہے - یعنے اے نفس محزون ! اب رونا دھونا موقوف کر ، کیونکہ جس حادثے کے خیال سے ڈرتا تھا ، وہ تو ہو چکا !

(یحیی بن مکی) نے صحرا میں ایک اعرابی کو دیکھا تھا کہ میدان سے پتھروں کے ٹکڑوں کو جمع کرتا ہے ، اور جب ایک ڈھیر جمع ہو جاتا ہے تو پھر ایک ایک ٹکڑے کو اٹھاتا ہے ، اور جہاں سے لایا تھا ، اسی طرف پھینکنے لگتا ہے - کیا انسانی ہستی کی پوری تاریخ اس مثال میں پوشیدہ نہ تھی ؟ ہماری زندگیاں ، جنکے ہنگامۂ حیات سے کارگاہ عالم میں شورش و کشمکش کے طوفان اٹھتے رہتے ہیں ، اور کیجیے ، تو امید کے ایک تار عنکبوت ، اور حسرت کے ایک جلتے ہوئے تنکے سے زیادہ کیا ہستی رکھتی ہیں ؟ ساری عمر دوڑ دھوپ کاموں میں بسر کر دیتے ہیں - یا صحراے دجلہ کے اعرابی کی طرح صبح تمنا میں امیدوں کے سنگریزے جمع کرتے ہیں ، یا پھر شام نامرادی میں جہاں سے لاے تھے ، وہیں پھینک دیتے ہیں کہ ہمیشہ کیلیے مدفون ہوجائیں :

مثل یہ میری کوشش کی ہے ، کہ مرغ اسیر
کرے قفس میں فراہم حبس آشیاں کیلیے .

کارساز قدرت کی بھی کیا کرشمہ سازیاں ہیں ! کچھ خاک امید کی لی اور کچھ خاکستر حسرت کی - دونوں کی آمیزش سے ایک پتلا بنایا ، اور انسان نام رکھکر اس ہنگامہ زار ارضی میں پھینکدیا - کبھی امید کی روشنی سے شگفتہ ہوتا ہے ، کبھی نا امیدی کی تاریکی سے گھبرا جاتا ہے - کبھی ولولوں کی بہار میں زمزمہ سار نغمۂ انبساط ہوتا ہے ، اور کبھی حسرت و افسوس کی خزاں میں امیدوں کے پژمردہ پتوں کو گنتا ہے - کبھی ہنستا ہے اور کبھی روتا ہے ، کبھی رقص نشاط ہے ، اور کبھی سینۂ ماتم - ایک ہاتھ سے جمع کرتا ہے ، اور دوسرے سے کھوتا ہے

سراپا رہن عشق و ناگزیر الفت ہستی ،
عبادت برق کی کرتا ہوں اور افسوس حاصل کا

پس اے ساکنان عالم آباد ہستی ! و اے رہروان سعی مدہوشی و فراموشی ! ! مجھے بتلاؤ کہ تمہاری ہستی کی حقیقت اگر یہ نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے ؟ اور اے نیرنگ آراے تماشا گاہ عالم ! کیا یہ ہنگامۂ حیات ، یہ شورش زندگی ، یہ رستخیز کشا کش ہستی ، تو نے صرف اتنے ہی کیلیے بنائی ہے ؟

کمند کو تہ و بالاے سست و بام بلند
نہیں جواز تو نومیدیم گنہ گیرنده !
و ندا ! ماخلقت هذا باطلا ! !

—:*:—

نہیں معلوم آثار عالم سے آجتک یہ سوال کتنے دلوں کے اضطراب و التہاب کا باعث ہوا ہوگا ؟ مگر سچ یہ ہے کہ اپنے کان ہی بہرے ہیں ، ورنہ کائنات عالم کا ذرہ ذرہ اس سوال کا جواب بھی میں دے رہا ہے :

محرم نہیں ہے تو ہی نواہاے راز کا
یاں ورنہ جو حجاب ہے ، پردہ ہے ساز کا

وکاین من اٰیة فی السموات والارض ، یمرون علیها وهم عنها معرضون (۱۲ : ۱۰۶)

یہ سچ ہے کہ مصائب و ناکامی کا ہجوم انسان کے دل میں ایسے خیالات پیدا کر دیتا ہے ، مگر حقیقت یہ ہے کہ اس صنعت گاہ عالم کا یہ سارا سامان صرف اتنے ہی کیلیے نہیں ہو سکتا - وہ عالم انسانیت کہ جو تاج خلافت الہی سر پر ، اور خلعت کرامت (ولقد کرمنا بنی آدم) اپنے دوش عظمت پر رکھتا ہے ، کیونکر ممکن ہے کہ صرف امیدوں کے پالنے ، اور پھر انکی موت و احتضار کا تماشا دیکھنے ہی کیلیے بنایا گیا ہو ؟ افحسبتم انما خلقنا کم عبثاً و انکم الینا لا ترجعون ؟

الذين يذكرون الله قياماً و قعوداً و على جنوبهم ، و يتفكرون في خلق السماوات و الارض ، ربنا ما خلقت هذا باطلا ! سبحانك فقنا عذاب النار (۳ : ۱۸۹)

جو ارباب فکر و حکمت الله تعالیٰ کا هر حال میں ذکر کرتے هیں ، اور آسمان اور زمین کے ملکوت و آثار قدرت پر تفکر و تدبر کی نظر ڈالتے هیں ، انکی زبانوں سے تو یہ عالم صنعت دیکھکر بے اختیار صدا نکل جاتی هے که " خدایا یه تمام کارگاه صنعت تو نے بیکار و عبث نہیں پیدا کی هے ! "

بہار و خزاں

اور امید و بیم

اسمیں تو شک نہیں که جس قدر کاوش سے غور کیجئے گا ، جذبات انسانی کی تحلیل و تعدید کے آخری عناصر یہی دو چیزیں ، امید اور حسرت نظر آئیں گی - وہ جو کچھه کرتا هے ، یا آیندہ کی امید هے اور یا رفته پر حسرت ، البته یه ضرور هے که امید و یاس کی تقسیم کو صرف افراد و اشخاص میں محدود نه کیجیے ، بلکه اسمیں دراصل قوموں اور ملکوں کی تاریخ پوشیده هے - باغ و چمن میں بہار و خزاں ، دو موسم هیں ، جو یکے بعد دیگرے آتے هیں ، اور اپنی اپنی آمد کے متضاد و مخالف آثار چھوڑ جاتے هیں - اسی طرح امید اور حسرت کو دو مختلف موسم تصور کیجیے ، جو قوموں اور ملکوں پر بھی آتے هیں ، اور وہ نامرادی و کامرانی کی تقسیم هے ، جو اپنے اپنے وقتوں پر قوموں میں هوجاتی هے - بعض قومیں هیں جنکے حصے میں امید کی بہار آئی هے ، اور بعض هیں جو اب صرف یاس و حسرت کے خزاں ہی کے لیے رهگئے هیں - موسم بہار زندگی و شگفتگی کا موسم هوتا هے ، اور انسان کی رگوں کے اندر دوڑنے والے خون سے لیکر ، درختوں کی شاخوں اور ٹہنیوں تک ، هر چیز میں جوش حیات ، اور ولولۂ انبساط پیدا هوجاتا هے - یہی حال اُن قوموں کا هوتا هے ، جو اپنے دور امید سے گذرتی هیں - تمام دنیا اُنکے لیے ایک بہشت امید بن جاتی هے ، اور اسکی هر آواز انکے کانوں کیلیے ایک ترانۂ امید کا کام دیتی هے - وہ اپنے اندر دیکھتے هیں ، تو دل کا هر گوشه امیدوں اور ولولوں کا آشیانه نظر آتا هے ، اور باهر نظر ڈالتے هیں ، تو دنیا کا کوئی حصه عروس امید کی مسکراهٹ سے خالی نہیں هوتا - اس طلسم زار هست و نیست میں انسان سے لیکر نه عدم کا وجود هے اور نه خوشی کا - زندگی کی تمام کامیابیاں اور مسرتیں در اصل دل کی عشرت گاهوں سے هیں - جب تک آپکے دل کے طاق مخفی میں امید کا چراغ روشن هے ، اس وقت تک دنیا بھی عیش و مسرت کی روشنی سے خالی نہیں - لیکن اگر باد صرصر نامرادی کا کوئی جھونکا وهاں تک پہنچ گیا ، تو پھر خواه آفتاب نصف النہار پر درخشاں کیوں نه هو ، مگر یقین کیجیے که دنیا کا یه تمام نظام منور آپکے لیے ظلمت سراے تاریک هے -

یه وہ خوش نصیب قومیں هیں ، که انکے دل کے اندر امید کا چراغ روشن هوتا هے ، اسلیے جہاں جاتے هیں ، اقبال و کامرانی کی روشنی استقبال کرتی هے - چونکه انکے دل کے اندر سلطان امید فتح یاب هوتا هے ، اسلیے زمین کے اوپر بھی نامرادی و ناکامی کی صفوں پر فتح یاب هوتے هیں - جس هاتھه میں امید کا علم هو ، پھر دنیا کی کوئی قوت اُس هاتھه کو زیر نہیں کر سکتی - انکی امید حسرت و آرزو نہیں هوتی ، جو محض ناکامی و نامرادی کے ماتم کے لیے هے ، بلکه کامیابیوں کا ایک پیغام دعوت هوتی هے ، جو دل میں امید بنکر ، اور دل کے باهر عیش و مراد کی کامرانی و فیروز مندی کی صورت بنکر جلوہ آرا هوتی هے -

لیکن اسی سطح ارضی کے اوپر ، جو امید کی تمام بخششوں سے خوش نصیب قوموں کیلیے عیش مراد کا ایک چمن زار نشاط هے ، وہ بد نصیب قومیں بھی بستی هیں ، جنکے دامن حیات میں امید و یاس کی کشمکش کے وقت ، امید کے پھولوں کی جگهه صرف نا امیدی کے کانٹے هی آئے هیں - جو جہاں کے افسردہ و افسردہ کن موسم کی طرح ، دنیا میں صرف اسلیے زندہ رهتے هیں ، که بہار گذشته پر ماتم کریں ، اور خزاں کے جھونکوں سے اپنے درخت امید کی پتی پتی جھڑ دیکھه دیکھه کر آنسو بہائیں - وہ دنیا ، جو اوروں کے لیے اپنی هر صدا میں ایک پیغام امید رکھتی هے ، انکے لیے یکسر ماتم کدۂ یاس بن جاتی هے - دل جب مایوس هو تو دنیا کی هر چیز میں مایوسی هے - انکے داماں میں امید کا چراغ بجھه جاتا هے ، تو دل کے باهر بھی کہیں روشنی نظر نہیں آتی - دنیا کے وہ وسیع صحرا ، جن پر قدرت نے طرح طرح کی نباتاتی نعمتوں کا دسترخوان چن دیا هے - وہ خوشنما اور عظیم الشان آبادیاں ، جنکو انسانی اجتماع اور مدنی محنتوں نے زمین کے عیش و نشاط کا بہشت بنا دیا هے - وہ عظیم الشان اور بے کنار سمندر ، جنکی حکمرانی کی طاقت حاصل کرنے کے بعد پھر خشکی کے ٹکڑوں پر حکمرانی کی ضرورت باقی نہیں رهتی - غرضکه اس زمین اور زمین پر نظر آنے والی تمام چیزیں ، اُن سے اس طرح مدہ پھیر لیتی هیں ، گویا وہ اس زمین کے مخلوق ہی نہیں هیں - جبکه تہذیب آبادیاں قوموں اور جماعتوں کی عادتگاه امنگوں کا جولانگاه هوتی هیں ، تو اُن بد نصیبوں کیلیے صحراؤں کے دہشت اور پہاڑوں کے غاروں میں بھی کوئی گوشۂ عافیت نہیں هوتا - صحراؤں کی صفائیت ، هوا کی سنسناهٹ ، اور دریاؤں کی صداے روانی ، آوروں کیلیے پیام امید هوتی هے ، مگر انکے کانوں میں ان سب سے نامرادی و قنا کی صدائیں اٹھه اٹھه کر طعنه زن هوتی رهتی هیں - دنیا میں اگر بہار و خزاں ، امید و یاس ، شادی و غم ، تبسمۂ و ترحه ، خندۂ و گریه ، اور رجا و قنا ، دو هی چیزیں هیں ، جنکی زمین کے بسنے والوں میں بخشش هوئی هے ، تو محتصر یوں سمجھه لیجیے که پہلی قوموں کو بہار و امید اور شادی و نشاط کا حصه ملا هے ، اور دوسروں کو یکسر یاس و حرماں ، نوحۂ و ماتم ، اور گریه و فغاں کا:

ما خانه رسیدگان طالیم
پیغام خوش از دیار ما نیست

* * *

و ما ظلمهم الله
و لکن کانوا انفسهم یظلمون

لیکن یه حالات و نتائج کا ایک دور هے ، جو نوبت به نوبت دنیا کی تمام قوموں ، بلکه کائنات کی هر شے پر طاری هوتا هے - قرآن کریم نے اسی طرف اشارہ کیا هے .

و تلک الایام نداولها بین الناس - امید و یاس ، شادی و غم ، اور فتح و شکست کے یه ایام هیں ، جو نوبت به نوبت انسانوں پر گذرتے رهتے هیں -

دنیا میں کوئی شے نہیں ، جسے غم سے پہلے اپنی شادی کے دن بھی نه دیکھے هوں ، اور باغ میں کونسا زندہ درخت هے ، جس نے خزاں کے جھونکوں کے ساتھه کبھی نسیم بہار کی لذتیں بھی نہیں لوٹی هیں ؟ دنیا عالم اسباب هے ، اور یہاں کا ایک ذرہ بھی قوانین فطرت و سلسلۂ علل و اسباب کی ما تحتی سے باهر نہیں - پس یه انقلاب حالت بھی ایک قانون الہی اور ناموس فطرت کے ما تحت هے ، جس نے همیشه اس عالم میں یکساں نتائج پیدا کیے هیں ، اور اُن میں تبدیلی ممکن نہیں :

ولن تجد لسنة الله تبديلا - اللہ کے بنائے ہوئے قانون میں تم کبھی تبدیلی نہ دیکھو گے -

باغ و چمن میں بہار و خزاں کا انقلاب ہو' دریاؤں میں مد و جزر کا آثار چڑھاؤ ہو' سمندروں میں سکون و ہیجان کا تعین ہو' افراد حیوانی کی حیات و ممات ' اور شباب و کہولت کا ایاب و ذہاب ' افراد کی صحت و علالت ' اور اقوام کا عروج و زوال ' یہ تمام حالتیں فی الحقیقت الہی قوانین الہیہ ' اور نوامیس فطریہ کے ما تحت ہیں ' جنکو فاطر السماوات و الارض نے اس عالم کے نظام و قوام کیلیے روز اول ہی سے مقرر کردیا ہے - پھر جن افراد و اقوام نے اُن قوانین کے مطابق راہ امید اختیار کی ہے ' انکے لیے امید کی زندگی ہے ' اور جنھوں نے اس سے روگردانی کی ہے' انکے لیے نا مرادی و نا کامی کی مایوسی ہے - قانون حرم کی سزا دیتا ہے' پر مجرم کو جرم کرنے کیلیے مجبور نہیں کرتا - پس شکایت کار سار قدرت کی نہیں ' بلکہ خود اپنی ہونی چاہیے - خدا نے امید کا دروازہ کسی پر بند نہیں کیا ہے' اور زمین کی راحت کسی ایک قوم کو ورثے میں نہیں دیدی ہے - اس نے پھول اور کانٹے دونوں پیدا کیے ہیں - اگر ایک بد بخت کانٹوں پر چلتا ہے ' مگر پھولوں کو دامن میں جمع نہیں کرتا ' تو اسے اپنی محرومی پر رونا چاہیے ' باغباں کا کیا قصور ؟

فما کان اللہ لیظلمھم'	خدا کے انصاف سے بعید تھا کہ وہ کسی پر
ولکن کانوا انفسھم	ظلم کرے' مگر افسوس کہ بداعمالیاں کرکے
یظلمون - (۸ : ۳۰)	خود آپ انہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا -

دوسری جگہ فرمایا :

ذالک بما قدمت ایدیکم	یہ سب بربادیاں تم نے خود اپنے ہاتھوں
و ان اللہ لیس بظلام	سول لیں ' ورنہ اللہ تو اپنے بندوں
للعبید (۸ : ۵۷)	کیلیے کبھی ظالم نہیں -

اس نے دنیا کے آرام و راحت ' اور عیش و کامرانی کو انسان کے ماتحت نہیں ' بلکہ انسانی اعمال کا محکوم بنایا ہے' اور جب تک کوئی قوم خود اپنے اعمال میں تبدیلی پیدا نہیں کردیتی ' اسپر زمین کی راحتوں کا دروازہ بھی بند نہیں ہوتا :

ذالک بان اللہ لم یک	ان قوموں کو نامرادی و مایوس کی
مغیرا نعمۃ انعمھا علی	یہ سزا اسلیے دی گئی کہ ایسا ہی اسکا
قوم حتی یغیروا ما	قانون ہے - جو نعمت خدا نے کسی
بانفسھم ' و ان	قوم کو دی ہو' پھر وہ کبھی واپس نہیں
اللہ سمیع علیم	لی جاتی ' تا انکہ خود وہ قوم اپنی
(۸ : ۵۵)	صلاحیت اور قابلیت کو بدل نہ ڈالے -

(آیندہ اس قانون عروج و زوال امم کی تشریح کرونگا جو قران کریم نے بتلایا ہے ' اور آپکو نظر آئیگا کہ مسلمانوں کے موجودہ زوال کے اسباب کیا ہیں ؟)

ماضی و حال

— * —

یہ انقلابات قدرتی ہیں ' اور نہیں معلوم اس دنیا میں کتنے خورد قوموں اور ملکوں پر اسکے گذر چکے ہیں ؟ آج امید و کامیابی کے جس آفتاب سے غیروں کے ایوان اقبال روشن ہو رہے ہیں ' کبھی ہمارے سروں پر بھی چمک چکا ہے ' اور جس بہار کے موسم عیش و نشاط سے ہمارے حریف گذر رہے ہیں ' ایک زمانہ تھا کہ ہمارے باغ و چمن ہی میں اسکے جھونکے آیا کرتے تھے - اب کس سے کہیے کہ کہنا کا وقت ہی چلا گیا !

گذر چکی ہے یہ فصل بہار ہم پر بھی

ہم ہمیشہ سے ایسے نہیں ہیں ' جیسے کہ اب نظر آرہے ہیں - درمانہ ہم سے ہمیشہ برگشتہ نہیں رہا - مدتوں امید کا ہم میں

سقـــوط ادرنـــہ

اور

ایک دقیقـــۂ فکـــریـــہ

(۲)

ہجوم یاس' و اختلال نظام امید

— * —

من کان یظن ان	جو شخص مایوس ہوکر اللہ کی نسبت ایسا
لن ینصرہ اللہ	ظن بد رکھتا ہو کہ اب دنیا و آخرت میں
فی الدنیا والاخرۃ'	خدا اسکی مدد کرے ہی گا نہیں ' تو پھر
فلیمدد بسبب	اسکو چاہیے کہ اوپر کی طرف ایک رسی
الی السماء' ثم	تانے ' اور اسکا پھندا بنا کر اپنے گلے میں
لیقطع ' فلینظر	پھانسی لگالے اور اسطرح زمین سے (جہاں
ھل یذھبن	اب وہ اپنے لیے صرف مایوسی ہی سمجھتا
کیدہ ما یغیظ؟	ہے) اپنا تعلق قطع کرلے ' پھر دیکھے کہ آیا
و کذالک	اس تدبیر سے اُسکی وہ شکایت جسکی وجہ سے
انزلناہ آیات	مایوس ہو رہا تھا' دور ہوگئی ہے یا نہیں ؟
بینات ' و ان	اسی طرح ہم نے قران کریم میں ھدایت
اللہ یھدی	و فلاح کی روشن دلیلیں اتاری ہیں' تاکہ تم
من یرید -	اپنے غور کرو ' اور اللہ جس کو چاہتا ہے اسکے
(۲۲ : ۱۵)	ذریعہ سے ہدایت بخشتا ہے -

—:* —

ایک ہم ہیں ' کہ ہوئے ایسے پشیماں ' کہ بس
ایک وہ ہیں ' کہ جنہیں چاہ کے ارماں ہوگئے !

— * —

موجودہ جنگ طرابلس یا جنگ اسلام و صلیب کی اگر تاریخ لکھی جائیگی' تو اسمیں شاید سب سے زیادہ موثر اور درد انگیز باب مسلمانان عالم کے اضطراب امید و بیم کا ہوگا - یہ سچ ہے کہ میدان جنگ میں صرف مجاہدین ترک تھے ' جنکی لاشیں دشمنوں کی گولیوں سے تڑپتی تھیں' لیکن دنیا میں کروڑوں قلوب بھی تھے جنکی لاشیں نہیں' مگر بہار میں دل ہمیشہ تڑپتے رہتے تھے -

واقعات نے جلد جلد اپنے اوراق الٹے - امیدوں کو عموماً شکست ہوئی اور توقعات میں بالعموم ناکامی - جنگ کے التوا کے بعد صلح کے مہلک اور حائمانہ سرور شرائط سنکر وہ مضطرب تھے ' مگر خود

[بقیہ مضمون پہلے کالم کا]

آشیانہ رہا ہے بلکہ ہمارے سوا اسکا کہیں ٹھکانا نہ تھا - اب دنیا میں ہمارے لیے ماتم و نا امیدی' ذرہی کام کرنے کیلیے باقی رہگئے ہیں' لیکن زیادہ دن نہیں گذرے کہ ہماری زندگی کیلیے اسی دنیا میں اور نہیں بہت سے کام تھے !

و بلوناھم	اور ہم نے اُن قوموں کو اچھی اور بری
بالحسنات	امید اور مایوسی ' فتح اور شکست ' غنی
و السیئات لعلھم	حالتوں میں ڈالکر آزمایا کہ شاید یہ بد
یرجعون (۷ : ۱۶)	اعمالیوں سے توبہ کریں اور راہ حق اختیار
و ان فی ذالک	کرلیں - اور بیشک اس انقلاب حالت میں
لآیات ' و ما کان	عبرت و موعظہ کی بہت سی نشانیاں ہیں'
اکثرھم مومنین	مگر ان میں اکثر لوگ ایمان و ایقان کی
(۲۶ : ۶۸)	دولت سے محروم تھے -

دارالحلافہ میں ایک جماعت آخری سعی و مجاہدہ کیلئے اٹھہ کھڑی ہوئی' اور دور دراز اجزاے جنگ سے پھر ایک شعاع امید دکھلائی - حالات گو بدستور تھے ' نئی وزارت آیندہ کیلیے باوجود بے سروسامانی کچھہ نہ کچھہ سامان کرسکتی تھی' مگر جنگ کے گذشتہ ایام میں اسکے پیشرو جو کچھہ کرچکے تھے' انکی تلافی محال تھی - وہ معصور مقامات کو رسد نہیں پہنچا سکتی تھی اور محصور قلعوں میں نئی فوج بھی نہیں بھیج سکتی تھی - تاہم ہمہ مالی مشکلات کا انتظام کیا گیا ' اور دو ماہ تک اُس جنگ کو جاری رکھا' جسکو ایک ہفتہ اور جاری رکھنے کی قوت بھی تسلیم نہیں کی جاتی تھی !!

اس عرصے میں امید تھی کہ حالات میں اور تغیرات ہونگے ' اور ایڈریانوپل کے محاصرے میں دشمن کے لیے مشکلات پیدا ہو جائینگی - اسدّ و نواحت کی نعمت کا یہ موقعہ نہیں' انکی تفصیل کسی دوسری جگہ پڑھنے کا ' مگر نتیجہ یہ نکلا کہ حالات کے عین مطابق ' مگر ہماری امیدوں اور آرزوؤں کے خلاف ایڈریانوپل بھی مفتوح ہوگیا ' اور بظاہر ہر شخص نے محسوس کیا کہ آخری رشتۂ امید جو باقی رہگیا تھا ' اُس نے بھی ہمارا ساتھ چھوڑ دیا

فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا

میں دیکھتا ہوں کہ (ایڈریانوپل) کے سقوط کی خبر نے احباے ملت کی ہمتوں کو پست کردیا ہے - لوگ عموماً نا امید ہوگئے ہیں ' اور اکثروں کے دل بیٹھہ گئے ہیں - یاس و اضطراب کا لشکر جب آتا ہے ' تو اسکا پہلا حملہ عقل و دماغ پر ہوتا ہے - لوگ حیراں ہیں کہ اب کیا کریں ؟ اور مایوس ہیں کہ اب کچھہ نہیں کرسکتے - مرحوم (غالب) نے اسی عالم کی تصویر کھینچی ہے ۔

عرصہ ردستہ رفتۂ و حسرت مشردہ پاے
کار از دوا گذشتۂ و افسوس نکردہ کس

جس مصائب رحمت الہی ہے

مصیبت کا احساس غم و ماتم کی صورت میں جسقدر شدید ہو' بہتر ہے ' کیونکہ رحم کی تکلیف جلدی سخت ہوتی ہے' اتنی ہی مرہم کے لئے میں بھی جلدی کی جاتی ہے - اور قدرت الہی کی دیرنگیوں نے اکثر ایسا دکھلایا ہے کہ یاس و نا امیدی جب حد انتہا کو پہنچ گئی ہے ' تو اسی کی زمین میں امید کی ازسرنو تخم ریزی ہوئی ہے -

پس موجودہ مصائب کا جس جسقدر درد انگیز ہو' اسکو دل نیک سمجھنا چاہیے ' اور در اصل سچ پوچھیے تو ہماری زبانوں کے آہ و بکا کو دیکھتے ہوے جسقدرہ درد و الم دلوں میں ہونا چاہیے تھا ' افسوس ہے کہ نہیں ہے - ہم میں کتنے ہیں ' جنھوں نے چند لمحوں کے اضطراب و تشویش سے زیادہ اپنی زندگی اس غم میں تلخ کی ہے ؟ اور پھر کتنے ہیں ' جنکے حلق سے ایک وقت کا کھانا بھی کسی نے چھینے کے بعد اترا ہے ؟

میں سفر میں تھا جب سقوط ادرنہ کی خبر آئی - مجھے اسکے بعد متعدد مقامات میں جانے کا اتفاق ہوا ' اور میں نے مسلمانوں کے مختلف طبقات و درجات کی بہت سی آبادیاں دیکھیں - میں نے دیکھا کہ جو گذرنا تھا ' گذر گیا ' لیکن ہماری غفلت و مدہوشی کے اعمال ' اور عیش جوئیوں اور راحت پسندیوں کے اشغال بدستور جاری ہیں - یہ کہتے ہوے خود اپنے تئیں ندامت اور تکلیف ہوتی ہے مگر افسوس کہ کہنا پڑتا ہے -

تاہم یہ ضروری ہے کہ دلوں کی نے چینی میں شک نہیں ' اور ایک قدم جو پہلے نہ تھی ' اب شاید لاکھوں پہلوؤں میں محسوس ہو رہی ہے - اگر ہزاروں میں نہیں حواس غفلت سے مہلت نہیں ' تو انکی تعداد بھی کم نہیں جو گو انتک بیداری پر نہیں ہیں مگر اضطراب کی کروٹیں بھی بدل رہے ہیں ' اور یہ یقیناً کار فرماے قدرت کی ایک سب سے بڑی توفیق بخشی ہے اگر موسم کے بدلنے کا وقت آگیا ہے تو اسکے آثار بھی کم نہیں - ہم نے بڑے بڑے آتشکدوں اور تنوروں کو دیکھا ہے کہ انکے اندر سے آگ کے مہیب شعلے اٹھہ رہے تھے ' حالانکہ چند گھنٹے پیشتر انکی تہہ میں چند بجھتی ہوئی چنگاریوں کے سوا اور کچھہ نہ تھا - انہی خاکستر کے تودوں میں چھپی ہوئی چنگاریوں نے جب باد تند و تیز کے چند جھونکے میسر آگئے ' تو چشم زدن میں دھکتے ہوے انگاروں اور اچھلتے ہوے شعلوں سے تنور بھر گیا - پھر کیا عجب ہے کہ سوز و تپش کی جو چنگاریاں اس وقت دلوں میں بجھتی ہوئی نظر آرہی ہیں ' توفیق الہی کی باد شعلہ افروز الہی سے اُس آتشکدۂ حیات کو گرم کردے ' جو افسوس ہے کہ زور زور کھانسنے سے ہوتا جاتا ہے !!

ذلک بان اللہ یولج اللیل فی النہار ویولج النہار فی اللیل و ان اللہ سمیع بصیر (۲۲ ۶۰)

یہ امید اسلیے ہے کہ قدرت الہی کی نیرنگیوں سے ایسا ہوتا کچھہ بعید نہیں - وہ رات کی ظلمت سے دن کی روشنی کو ' اور دن سے رات کو پیدا کرتا ہے ' اور ہمارے تمام امیدوں کو دیکھتا اور دعاؤں کو سنتا ہے -

* * *

لیکن مایوسی پیغام موت ہے !

— * —

لیکن ساتھہ ہی افسوس ہے کہ موجودہ حس مصائب اور استدلال عام و اندوہ کا روح تعدد و اعتبار کی طرف نہیں ہے' للہ عموماً مایوسی اور نا امیدی کی صورت میں ہے - جس طرف دیکھتا ہوں ' سقوط ایڈریانوپل کے واقعہ پر یاس و قنوط کے حدود کو احاطہ کئے ہوے پاتا ہوں - لوگ کہتے ہیں کہ اب کیا باقی رہگیا ہے جسکے لیے امید کی جاے ؟ اور بد قسمتی نے کیا چھوڑا ہے جو ہمتوں میں مستعدی پیدا کرے ؟ اب یا تو ماتم کی صفیں بچھائیے ' یا سلطان عثمانی کی روپہلی تلوار اپنے تئیں چھوڑ دیجئے کہ جب قدرتی ہی ہے تو ہاتھہ پاؤں ہلانے سے کیا فائدہ ؟

پھر کیا آخری سوالات کا وقت آگیا ؟

— * —

بہتر ہے کہ اس بارے میں میری زبان پر صاف صاف سوالات ہوں پھر کیا وقت آگیا ہے کہ ہم ہمیشہ کیلئے مایوس ہوجائیں ؟ کیا ہم یہ سمجھہ لیں کہ امید و یاس کی تقسیم میں اب ہمارے لیے صرف یاس ہی رہگئی ہے ' اور تکمیل قضا میں جسقدر وقت باقی رہگیا ہے' اُس میں صرف رفتہ کا ماتم ' اور آیندہ کی نا امیدی ' دو ہی کام کرنے کیلئے باقی رہگئے ہیں ؟ کیا یہ جو کچھہ ہورہا ہے ' ہماری زندگی کی آخری سانس اور موت کے احتضار کی آخری حرکت ہے ؟ کیا چراغ میں تیل ختم ہوگیا اور بجھنے کا وقت قریب ہے ؟ **اور سب سے اخیر یہ کہ کیا اعداء اسلام اور اسلام کا آخری مقابلہ ہوچکا ، اور (یسوع) کی مصلوب اور مردہ لاش نے خداے حی و قیوم پر فتح پائی ؟ ؟**

میں سمجھتا ہوں کہ یہ سوالات مختلف شکلوں میں آج بہتوں کے سامنے ہونگے - ممکن ہے کہ مایوسی کا غلبہ میرے اعتقاد کو

معلوم کرلے اور اسلیے ممکن ہے کہ میں تسلیم کرلوں کہ ہمارے مٹنے کا وقت آگیا ہے ' مگر میں نہیں سمجھتا کہ کوئی مسلم قلب' جسمیں ایک ذرہ برابر بھی نور اسلام باقی ہے' ایک مدت' ایک لمحہ ایک دقیقے ' اور ایک عشر دقیقے کیلیے بھی اسکو مان سکتا ہے کہ اسلام کے مٹنے کا وقت آگیا ہے -

انسانوں ہی نے ہمیشہ انسانوں کو مغلوب کیا ہے اور نئی قوموں نے ہمیشہ پرانی قوموں کی جگہ لی ہے - اسکا حریف اس عالم میں دیو نہیں بلکہ انسان ہی ہے - پس یہ کوئی عجیب بات نہیں اگر ہمکو ہمارے سیزدہ صد سالہ دشمن آج مغلوب کرکے فنا کردیں' مگر اے خدا کی رحمت کی نومیدی کرنے والو! میں یہ کیونکر مان لوں کہ ایک مصلوب لاش' حی و قیوم خدائے ذوالجلال کو مغلوب کرسکتی ہے ؟ اور مایوسی خواہ کتنی ہی ہو' مگر کیونکر تسلیم کرلوں کہ انسانی گروہ خدائے قادر و لازوال کی حضرت و کبریائی کو شکست دیسکتے ہیں ؟

حیران ہوں کہ آج مسلمان مایوس ہو رہے ہیں ' حالانکہ میں تو کفر مایوسی کے تصور سے کانپ جاتا ہوں ' کیونکہ یقین کرتا ہوں کہ مایوس ہونا اس خدائے ذوالجلال والاکرام کی شان رحمت و ربوبیت کیلیے سب سے بڑا انسانی کفر' اور اس کی جناب میں سب سے بڑی نسل آدم کی شرح چشمی ہے - تم ' جو ان نومیدیوں اور شکستوں کے بعد مایوس ہو رہے ہو' تو بتلاؤ کہ تم نے خدائے اسلام کی قوت و رحمت کو کس پیمانے سے ناپا ہے ؟ وہ کونسا کاہن ابلیس ہے جس نے خدا کے خزانۂ رحمت کو دیکھکر تمہیں بتلا دیا ہے کہ اب اسمیں تمہارے لیے کچھہ نہیں ؟ اطلع الغیب ام اتخذ عند الرحمن عہدا ؟ (۱۹ - ۸۲) ام عند هم الغیب فهم یکتبون ؟ ؟ (۴۳ ۵۲) (۱) پھر تم کو کیا ہوگیا ہے کہ تم مایوس ہو رہے ہو' اور کیوں تم نے خدا کی طرف سے منہ پھیر لیا ہے ؟ تم کہتے ہو کہ اب ہمارے لیے مایوسی کے سوا کچھہ نہیں ' حالانکہ ایک مسلم دل کیلیے تو نا امیدی سے بڑھکر کوئی کفر نہیں ہے .

لقد جئتم شیأ ادا - تکاد	یہ تو تم نے ایسی بڑی سخت بات
السموات یتفطرن منه	منہ سے نکالی ہے جس کی وجہ سے عجب
وتنشق الارض وتخر	نہیں کہ آسمان پھٹ پڑیں ' زمین شق
الجبال هدا ! !	ہو جائے ' اور پہاڑ ریزے ریزے ہوکر
(۱۹ ۹۲)	زمین کے برابر ہو جائیں (۲)

امید و بیم

و من یقنط من رحمة الا الکافرون ؟

خدا کی رحمت سے کافروں کے سوا اور کون مایوس ہوسکتا ہے ؟

— * —

انسان شاید یاس و امید کے بارے میں کچھہ عجلۃً عاجل ہے - اسکی فطرۃ سادہ ' بچوں کی مثال سے واضح ہوتی ہے - بچوں کا قاعدہ ہے کہ ہر حالت کا اثر بغیر تفکر و تدبر کے دفعۃً قبول کرلیتے ہیں - روتے ہوئے بچے کو مٹھائی کا ایک ٹکڑا پکڑا دیجیے تو ہنسنے لگتا ہے' اور چھین لیجیے تو فوراً مچل جاتا ہے -

بعینہ یہی حال عقل و فکر کے نشو و نما کے بعد بھی انسان کا ہوتا ہے - اللہ قادر و قدیر کی صنعت میں تغیر و تبدل کی صورت بدل جاتی ہے - قرآن کریم نے اسی فطرۃ انسانی کی عجلت پسندی کی طرف اشارہ کیا ہے' جسکہ کہا ہے کہ خلق الانسان من عجل - انسان کی خلقت میں جلد بازی اور تعجیل کار ہے -

مصائب کے حس اور شادمانی کے سرور میں بھی دیکھیے' تو اسکی یہی جلد بازی اور زود اثری ہر موقعہ پر کام کرتی ہے - وہ کس قدر جلد غمگین ہو جاتا ہے اور پھر ایک روتے ہوئے بچے کی طرح' جسکے ہاتھہ میں مٹھائی کا ٹکڑا دیدیا گیا ہو' کس قدر جلد خوش ہو جاتا ہے ؟ اسکی مایوسی اور امید واری' دونوں کا یہی حال ہے - جب کبھی وہ اپنی کسی توقع میں ناکامی دیکھتا ہے تو فوراً مایوس ہو کر بیٹھہ رہتا ہے ' اور پھر جب کبھی کوئی کامیابی کی خبر سن لیتا ہے ' تو امید و مسرت کے ضبط سے عاجز ہوکر اچھل پڑتا ہے - حالانکہ نہ تو اسکو اُن اسباب کی خبر ہے ' جو غم و نا مرادی کے پیچھے ظاہر ہونے والے ہیں ' اور نہ اُن عواقب و نتائج کی خبر ہے ' جو بشارت امید کے بعد پیش آنے والے ہیں - اسکی خدا پرستی بھی اس جلد بازانہ یاس و بیم سے شکست کھا جاتی ہے - اگر کوئی خوشی حاصل ہوتی ہے تو سمجھتا ہے کہ خدا میرے ساتھہ ہے ' اور اگر نتائج حالات اور مشیت الہی کسی ابتلا و مصیبت میں ڈالدیتی ہے تو دیوانہ وار مایوس ہو جاتا ہے کہ خدا نے مجھکو چھوڑ دیا - سورۃ (والفجر) میں اسی حالت کی طرف اشارہ کیا ہے ' اور تمہارے اندر وہ کونسی شے ہے جسکی طرف قرآن نے اشارہ نہیں کیا ؟ .

فاما الانسان اذا	انسان کا حال یہ ہے کہ جب اسکا پروردگار اسکے
ما ابتلاہ ربہ '	ایمان کو اس طرح آزماتا ہے کہ اسکو دنیا میں
فاکرمہ ونعمہ'	عزت اور نعمت عطا فرماتا ہے تو وہ فوراً خوش
فیقول ربی	ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا پروردگار میرا اعزاز
اکرمن - واما اذا	اور اکرام کرتا ہے - اور جب اسکے ایمان کو کسی
ما ابتلاہ	آزمایش میں ڈالکر اس طرح آزماتا ہے کہ اسکا
فقدر علیہ	رزق اسپر تنگ کردیتا ہے (یعنی مصیبت میں
رزقہ' فیقول	ڈالدیتا ہے) تو پھر فوراً مایوس ہوکر کہنے لگتا ہے
ربی اهانن	کہ میرا پروردگار تو مجھے ذلیل کرا رہا ہے اور میرا
(۸۹ ۱۵)	کچھہ خیال نہیں کرتا !!

* * *

مہلک ترین ضلالت انسانی

حیات امید و موت قنوط

منجملہ اس حالت کے سب سے زیادہ خطرناک گمراہی انسان کی وہ مایوسی ہے ' جو مصائب و آلام کا ہجوم دیکھکر اپنے دل میں پیدا کرلیتا ہے ' اور اس طرح خود اپنے ہاتھوں اپنے مستقبل کیلیے نا مرادی و ناکامی کی بنیاد رکھدیتا ہے -

مایوسی سے بڑھکر کوئی شے انسانیت کیلیے قاتل و مہلک نہیں ' اور دنیا کی تمام کامرانیاں صرف امید کے قیام پر موقوف ہیں - یہ امید ہی ہے جس نے زمینوں پر قبضہ کیا ہے' پہاڑوں کے اندر سے راستہ پیدا کیا ہے ' سمندر کی قہاری کو مغلوب کیا ہے' اور جب چاہا ہے اس میں اپنی سواری کے مرکب چلائے ہیں ' اور جب چاہا ہے اسکے کناروں کو میلوں اور فرسخوں تک خشک کردیا ہے - پھر امید ہی ہے جس نے مردہ قلوب کو زندہ کیا ہے ' دستر مرگ سے بیماروں کو اُٹھایا ہے ' درندوں کو کناروں تک پہنچایا ہے ' بچوں کو حوالوں کی تیزی سے دوڑایا ہے ' اور دوڑنے والوں کو جوانوں سے زیادہ قوی و طاقتور بنا دیا ہے -

جبکہ قرنہا حواب دیدیتی ہیں' جبکہ زمانہ منہ پھیر لیتا ہے'

---

(۱) انا انکر عالم غیب کی خبر ہوگئی ہے یا اس بارے میں انہوں نے خدا سے کوئی عہد کرلیا ہے ؟ اور کیا انکے پاس علم غیب ہے کہ جو واقعہ ہونے والا ہے اسے لکھ رکھا ہے ؟

(۲) قرآن کریم کی آیات کا ہم ہمیشہ ترجمہ دیتے ہیں ، لیکن یہ واضح رہے کہ ترجمے میں لفظی ترجمہ کی رعایت بالکل نہیں کی جاتی - بالعموم ترجمہ کا حصہ وہی اصل مضمون کی عبارت کا ایک مسلسل تنزا ہوتا ہے ، اور آیت کو بطور حاشیے کے وہی جانب دیدیتے ہیں - اس آیت میں بھی "لقد جئتم" کا ترجمہ بالکل چھوڑ دیا ہے ' جو بحسب حاصل مقصد کو حسب محاورہ لکھدیا ہے -

جبکہ زمین کے کسی گوشے سے صدائے همت نہیں آتی' اور جبکہ تمام اعضائے عمل جواب دیدیتے ہیں' تو امید ہی کا فرشتہ ہوتا ہے' جو مسکراتا ہوا آتا ہے' اپنے پروں کو کھولتا ہے' اور اسکے سائے میں لیکر' قوت و طاقت' همت و مستعدی' چستی و چالاکی کی ایک روح تازہ دلوں میں پیدا کردیتا ہے !

دنیا میں کامیابی اعمال کا نتیجہ ہے' اور اعمال کیلیے پہلی چیز امید ہے - جب تک انسان کے اندر امید قائم ہے' مصیبتوں اور هلاکتوں کے اگر عجائب بھی سامنے آ کھڑے ہوں' تو بھی اسکو شکست نہیں دیسکتے -

اگر جون اور اسکا دوران انسان کی جسمانی حیات کیلیے ضروری ہے تو یقین کیجیے کہ اخلاقی و ادبی حیات کیلیے امید اسکے اندر ممدۂ روح کے ہے - جب تک اسکا دوران دل سے اٹھکر (یا باصطلاح حال دماغ سے ٹکلکر) جسم کے تمام گوشوں میں حرارت عمل پیدا کر رہا ہے' اسکی قوت عمل زندہ' اسکے اعضائے کار متحرک' اور پاے مستعدی سرگرم تکاپو ہیں - لیکن جہاں یہ روح حیات دل سے نکلی' پھر جسم انسانی کیلیے قبر کے سوا کہیں ٹھکانا نہیں -

ایک شخص جب مایوس ہوگیا' جب اس نے یقین کرلیا کہ اب اسکے لیے دنیا میں کچھہ نہیں' جب اس نے فیصلہ کرلیا کہ اب خدا اسے کچھہ نہ دیگا' تو ظاہر ہے کہ اسکا دماغ کیوں سوچے ؟ دل میں امنگ کیوں پیدا ہو ؟ ہاتھہ کیوں ہلے ؟ اور پاؤں بڑھنے کیلیے کیوں متحرک ہوں ؟

قوموں کی زندگی کی ایک بہت بڑی علامت یہ ہے کہ انکا دل امید کا دائمی اثیانہ ہوتا ہے' اور خواہ ناکامی و مصائب کا کتنا ہی هجوم ہو مگر امید کا طائر مقدس' انکے دل کے گوشے سے نہیں اڑتا - وہ دنیا کو ایک کارگاہ عمل سمجھتے ہیں' اور امید کہتی ہے کہ یہاں جو کچھہ ہے' صرف تمہارے ہی لیے ہے - اگر آج تم اسپر قابض نہیں ہو تو غم نہیں کیونکہ عمل و جہد کے بعد کل کو وہ تمہارے ہی لیے ہونے والی ہے -

مصیبتیں جس قدر آتی ہیں' وہ انکو صبر و تحمل کی ڈھال پر روکتے ہیں' اور غم و اندوہ سے اپنے دماغ کو معطل نہیں ہونے دیتے' بلکہ مصیبتوں کو دور کرنے اور انکی صعوبوں پر غالب آنے کی تدابیر پر غور کرتے ہیں - نامرادی انکے دلوں کو مجروح کرتی ہے' پر مایوس نہیں کرتی' اور غم کے لشکر سے هزیمت اٹھاتے ہیں' پر بھاگتے نہیں -

دنیا ایک میدان کارزار ہے' اور جس چیز کو تم عمل کہتے ہو' دراصل یہ ایک حریفانہ کشمکش اور مقابلہ ہے - پس جس طرح جنگ میں رہنے والے سپاہیوں کو فتح و شکست سے چارہ نہیں - وہ کبھی زخمی کرتے ہیں اور کبھی خود زخمی ہوتے ہیں' اسی طرح دنیا میں بھی جو متعلق بستی ہے' اسے کامیابی و ناکامی اور فیروزمندی و نامرادی سے چارہ نہیں - کیا ضرور ہے کہ ہمیشہ ہماری ہی تلوار اور دشمن کی گردن ہو ؟ کیوں نہ ہم اپنے سر و سینے میں بھی زخم کے نشان پائیں ؟ بستر پر آرام کرنے والوں کو روتا چاہیے کہ پاؤں میں کانٹا چبھہ گیا' لیکن سپاہی کو زخموں پر زخم کھا کر بھی اف نہیں کرنا چاہیے - کیونکہ اس کی جگہہ تو بستر نہیں بلکہ میدان جنگ ہے -

شکست و زخم کا خوف ہے تو میدان جنگ میں قدم ہی نہ رکھو' اور فتوروں کو بچانا چاہتے ہو تو تمہارے لیے بہتر جگہ پہرلوں کی صف ہے - چلوگے تو ٹھوکر کھاؤ گے' اور لڑوگے تو زخم سے چارہ نہیں - پس اگر ٹھوکر لگی ہے تو اسکو بھولو اور بیٹھکر رونے کی جگہ نہیں سے چلو' کیونکہ جتنی دیر بیٹھکر تم نے اپنا گھٹنا سہلایا' اتنی دیر میں قافلہ اور دور نکل گیا -

پھر اگر دشمن کی گھات نے زخمی کیا ہے تو بھاگتے کیوں ہو ؟ مایوسی خود کشی ہے اور امید زندگی - اور زیادہ چابدستی سے پیکار و جنگ کیلیے طیار ہو جاؤ - کیونکہ جب تک دوسروں کو زخمی کرتے تھے' زیادہ همت مطلوب نہ تھی' لیکن زخم کھا کر تم نے معلوم کر لیا کہ دشمن توقع سے زیادہ قوی ہے' اور اب پہلے سے زیادہ همت اور مستعدی مطلوب ہے -

میں نے کہا کہ قومی زندگی کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ اسکا ہر فرد ایک پیکر امید ہوتا ہے' اور اپنے دل کو امید کی جگہ سمجھتا ہے' نہ کہ مایوسی کی - لیکن ابتدا ہی نہیں' بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ زندہ قوموں کیلیے مایوسی کے اسباب ہی میں امید کا پیغام ہوتا ہے' اور مصیبتیں جتنی بڑھتی ہیں' اتنی ہی وہ اپنی امید کو اور زیادہ محنت اور پیار سے پالتے ہیں - مصیبتیں انکو مایوس نہیں کردیں' بلکہ عقل سے هشیار کردیتی ہیں' اور عبرت و تجربہ کی صورت میں انکے سامنے آتی ہیں - وہ مصائب کے سیلاب کو دیکھکر بھاگتے نہیں' بلکہ اس راہ کو ڈھونڈھکر بند کرنا چاہتے ہیں' جہاں سے اسنے نکلکر بہنے کی راہ نکالی ہے -

پس مصائب انکے لیے رحمت ہو جاتے ہیں' اور نامرادی انکے لیے کامیابی کا دروازہ کھولدیتی ہے - وہ جسقدر کھوتے ہیں' اتنا ہی زیادہ پاتے ہیں' اور جسقدر گرتے ہیں' اتنا ہی زیادہ مستعدی سے اٹھتے ہیں - وہی دنیا جو کل تک انکے لیے نامرادیوں کا دروازہ تھی یکایک کامیابیوں کا تخت بن جاتی ہے' اور جس طرف دیکھتے ہیں' تخت فتح بانی بچھے ہوے' اور انہار کامرانی بہتی ہوئی نظر آتی ہیں - یہی تبشت امید ہے جسکے رہنے والوں کی نسبت کہا گیا ہے کہ .

مذکیـــن فیهـــا علـــی الارائـــک ' لا یرون فیهـــا شـــمساً ولا زمهـــریـــرا (۷۶ ۱۲ .)	کامیابی و فیروزمندی کے تخت پر تکیے لگاے بیٹھے ہونگے - غم اندوہ کی سورش و تپش کا انمیں حس تک نہوگا -

کیونکہ وہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوے' پس دنیا بھی انکو مایوس نہیں کر سکی

هلاکت امیـــد اور صـــوت قنـــوط

— * —

لیکن اسی طرح قومی زندگی کے ایام ممات' اور انسانی ارتقاے حیات کا سد باب' اس دن سے شروع ہوتا ہے' جس دن کاشانۂ دل سے امید کا ستارہ اٹھتا' اور مایوسی کا لشکر فنا امنڈتا ہے - جس فرد یا جس قوم کو مصیبتوں اور ناکامیابیوں کے عالم میں مایوس دیکھو' یقین کرو کہ اسکا آخری دن آگیا - مصیبتیں تو اسلیے تھیں' تاکہ عقل کو شکست اور همت کو تعویت ہو' لیکن جو لوگ اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جاتے ہیں' دنیا کے اعمال و تدابیر کا دروازہ اپنے اوپر بند کرلیتے ہیں' اور یہ سمجھہ لیتے ہیں کہ اب ہمارے لیے دنیا میں کچھہ نہیں رہا' وہ تو خود اپنے لیے زندگی کے بدلے موت کو پسند کرتے ہیں - پھر دنیا کی کامرانی' زندگی کو لوٹکر لینے والوں کیلیے ہے' مٹ جانے کے مبارک شدوں کیلیے نہیں ہے -

دیکھو ! قرآن کریم نے کیسے جامع الفاظ میں ایسے لوگوں کی حالت اور انکی مایوسی کے نتائج کی طرف اشارہ کیا ہے' اور اس نے کس چیز کی طرف اشارہ نہیں کیا' مگر افسوس کہ بہت کم لوگ ہیں' جو اسکی صداؤں پر کان لگاتے ہیں !

و من الناس من یعبد اللہ علی حرف ' فان اصابه خیر' اطمان به '	اور انسانوں میں بعض ایسے ہیں جو خدا کی پرستش تو کرتے ہیں ' مگر انکے دلوں میں استقامت نہیں ہوتی - اگر

و ان اصابه فتنة انقلب على وجهه خسر الدنيا و الاخرة ذالك هوا الخسران المبين (۲۲ ۱۱)

الگر کوئی فائدہ پہنچ گیا تو مطمئن ہوگئے - اور اگر کبھی مصیبت آپڑی تو جدھر سے آئے تھے الٹے پاؤں ادھر ہی کو لوٹ گئے (یعنے مایوس ہوکر یمان سے ہاتھہ اٹھا لیا) - یہ وہ لوگ ہیں کہ جنھوں نے اپنی دنیا بھی کھوئی اور آخرت بھی' اور یہی سب سے بڑا اور دائمل صریح نقصان ہے -

فرمایا کہ "خسر الدنیا و الاخرہ" کیونکہ مایوسی کے بعد انسان کی قوۃ عمل معطل ہو جاتی ہے - پھر نہ وہ صرف دنیا ہی میں ناکام و نا مراد رہتا ہے' بلکہ عاقبت کی خوشحالی سے بھی اُسے نا امیدی ہی ملتی ہے -

انسان کا فرض سعی و تدبیر ہے' اور وہ جب تک اس دنیا کی سطح پر باقی ہے' اسکو سعی و کوشش سے باز نہیں آنا چاہیے - ہمارا کوئی عزیز بیمار ہوتا ہے' اور اسکی حالت' صحت کی طرف سے مایوس کردیتی ہے - ڈاکٹر بھی جواب دیدیتے ہیں' تاہم سعی و علاج سے آخری ساعات نزع تک باز نہیں آتے - جب افراد کے ساتھہ ہمارا حال یہ ہے' تو تعجب ہے کہ قوم و ملت کے ساتھہ نہیں ؟ کس کو معلوم ہے کہ کب دروازۂ رحمت کھلنے والا ہے' اور کب بارش ہونے والی ہے ؟ دہقان کا کام صرف یہ ہے کہ تخم پاشی کرتا رہے :

چوں دمدم عنایت توفیق ممکن ست
در تنگنائے یاس نہ کوشد کسے چرا ؟

فتح و شکست کا اصلی میدان
دل کے اندر ہے' نہ کہ اس سے باہر —

یہاں تک میں نے جو کچھہ لکھا' یہ عام انسانی حالت کے اعتبار سے تھا' لیکن اب سوچنا چاہیے کہ بہ حیثیت اسلام کے اس وقت ہمیں کیا کرنا چاہیے ؟

پھر میں نہیں سمجھتا کہ اگر موجودہ جنگ میں ہر طرف نتیجہ شکست ہی رہا' اور مسلمانوں کو اپنے آخری دنوں میں ایک سب سے بڑی بیخ و بن سے اکھاڑ دینے والی شکست اٹھانی پڑی' تو اس سے دروازۂ اسلام مایوس کیوں ہو جائیں ؟ اگر ایڈریانوپل چھہ مہینے کی عدیم النظیر مدافعت' اور آخر کے معیار العقول مفاوضۂ و معاملے کے بعد' بالآخر قدرتی اسباب و حالات کی بنا پر مفتوح ہوگیا' تو پھر چالیس کروڑ مسلمانان اسلام کی حصن امید لشکر مایوسی سے کیوں مفتوح ہو جائے ؟ یہ سچ ہے کہ ہمارے دشمنوں نے میدان جنگ میں ہمیں شکستیں دیں' لیکن انہی وہ اس امید کو شکست نہیں دیسکتے' جو ہر مسلم دل کو اسلام کے خدائے قادر و قیوم سے ہونی چاہیے ؟

ایک لاکھہ سے زیادہ سروی و بلغاری لشکر ترکوں کے دھانے کھولکر اگر ایڈریانوپل کی مٹی کی دیواروں کو ڈھا دیتا ہے' تو یہ کونسا دنیا کا نیا اور عجیب واقعہ ہے ؟ اسمیں اُس قوم کیلیے کونسی شرم کی بات ہے جس نے ستره هزار فوج کے ساتھہ ایک نے پناہ اور مٹی کی دیواروں سے بنے ہوئے مقام میں چھہ مہینے تک مدافعت کی ہو ؟ اسپر ہمیں ماتم نشیں ہونے کی ضرورت نہیں - ہم ایک لمحہ کیلیے بھی یہ نہیں مان سکتے کہ بلغاری سرویوں نے ہماری جرأت و شہامت کو شکست دیدی - لیکن اے اُس جاںداں اسلام کے ماتم گسارو ! جسکے چالیس کروڑ فرزند اس وقت سطح ارضی پر چلتے پھرتے ہیں ! اگر یہ سچ ہے کہ تمہارے دل بھی مایوس ہوگئے ہیں' اور تمہارے دل کے اندر خدائے ابراہیم و محمد (علیہما الصلوٰۃ والسلام) نے جو چراغ امید روشن کیا تھا' وہ بھی بجھہ گیا ہے' تو پھر اسمیں کوئی شک نہیں کہ واقعی سروی اور بلغاری مجاہدین صلیب نے تم کو شکست دیدی' اور تیرہ سو برس کے اندر دنیا کی تری تری طاقتیں اور انسانوں کے بڑے بڑے لشکر جس دشمن کو گرا نہ سکے تھے' آج واقعی دلقان کی چند ریاستوں کے اجتماع نے اُسے گرا دیا !!

ہاں اگر یہ سچ ہے تو بیشک تمہاری اُس لاانتہا زندگی کو' جسے قیصر روم اور کسرائے فارس موت سے بدل نہ سکا تھا' اُس نے مجروح کردیا ہے - تمہارے ان آہنی جسموں کو' جنہیں یرموک کے میدان میں متمدن رومیوں کے لاکھوں تیروں کے نشانے زخمی نہ کرسکے تھے' یقیناً اس نے خاک و خون میں تڑپا دیا ہے' اور تمہارے اُن نشانہائے توحید اور علم ہائے دین الہی کو' جسے اٹھہ صلیبی حملوں کے لاکھوں تیر بھی نہیں گرا سکے تھے' سچ یہ ہے کہ سروینا کے سور چرانے والوں نے آج پارہ پارہ کرکے گرادیا ہے - پھر اسمیں شک نہیں کہ تم مرگئے - تم' جو کبھی نہیں مر سکتے تھے' یقیناً مرگئے - تم' کہ تمہاری رگوں کے اندر خدا کی روح جلال جاری و ساری تھی' اور اسکی نصرت و حمایت کے ملائکۂ مسومین تمہارے آگے دوڑتے تھے' یقیناً آج مرگئے - پس جس قدر تمکو ماتم کرنا ہے کرلو' اور جس قدر جلد اپنی قبر کھود سکتے ہو' کھود لو' کیونکہ خدا کی رحمت اور دنیا کی زندگی' صرف امید رکھنے والوں کیلیے ہے' اور مایوسی کا پرندہ موت کے سوا اور کچھہ نہیں - خدا تم کو نہیں چھوڑتا پر تم اسے چھوڑ رہے ہو - وہ تمہاری طرف دیکھتا لیکن تم نے نا امید ہوکر اسکی طرف سے منہ موڑ لیا ! تم کو معلوم نہیں کہ یہی مایوسی ہے جسکو تمہارے خدا نے کفر کی خودکشی سے تعبیر کیا ہے :

من کان یظن ان لن ینصره الله في الدنیا والاخره ' فلیمدد بسبب الی السماء ' ثم لیقطع ' فلینظر هل یذهبن کیده ما یغیظ ؟ و کذالك انزلناه ایات بینات ' و ان الله یهدي من یرید - (۲۲ : ۱۵)	جو شخص مایوس ہوکر اللہ کی نصرت ایسا طن بد رکھتا ہو کہ اب دنیا و آخرت میں خدا اسکی مدد کرے ہی گا نہیں' تو پھر اسکو چاہیے کہ اوپر کی طرف ایک رسی تانے' اور اسکا پھندا بنا کر اپنے گلے میں پھانسی لگالے اور اسطرح زمین سے (جہاں اب وہ اپنے لیے صرف مایوسی ہی سمجھتا ہے) اپنا تعلق قطع کرلے' پھر دیکھے کہ آیا اس تدبیر سے اُسکی وہ شکایت جسکی وجہ سے مایوس ہو رہا تھا' دور ہوگئی ہے یا نہیں ؟ اسی طرح ہم نے قرآن کریم میں ہدایت و فلاح کی روشن دلیلیں اُتاری ہیں' تاکہ تم اسپر غور کرو' اور اللہ جس کو چاہتا ہے اسکے ذریعہ سے ہدایت بخشتا ہے -

هنوز آن ابر رحمت در فشانست

— * —

سب سے پہلے تو ہم مایوسی کے اس حصے ہی کو تسلیم نہیں کرسکتے کہ دولت عثمانیہ اور ترکوں کی طرف سے بالکل مایوس ہو جائیں اور سمجھہ لیں کہ اس جنگ نے انہیں اب بالکل عضو معطل کردیا - جو کچھہ ہو چکا ہے' ابھی اسکے بعد بھی سنبھلنے کیلیے کئی میدان باقی ہیں اور اگر عدت و تدبیر کی یہ سرالیں بے اثر نہ رہیں اور بقیہ قوائے عاملہ کو اُبھرنے اور کام کرنے کی توفیق مل جائے تو اب بھی یہ قوم' جسکی شمشیر اٹھہ سو برس سے علم اسلامی کیلیے مدافعت کر رہی ہے' پھر سکتی ہے' اور حالات فوراً متغیر ہو جا سکتے ہیں -

دنیا میں ہمیشہ واقعات کا مطالعہ کرنے کیلیے دو طرح کی نظریں رہی ہیں' ایک امید کی اور دوسری مایوسی کی - حکمائے یونان کی نسبت سنا ہوگا کہ آثار و نتائج عالم پر بحث کرتے ہوئے ان میں دو مختلف مذاہب امید اور مایوسی کے تھے - پھر جس

طرح کی نظر سے تم دنیا کو دیکھوگے ' وہ اسی رنگ میں نظر آئے گی - مایوسی کی نظر سے دیکھو تو اسکے دلائل بھی بے شمار ہیں ' اور امید کا مذہب اختیار کرو تو اسکے پہلو بھی مایوسی سے کم نہیں - اسلام ہم کو ہمیشہ امید کی تلقین کرتا ہے ' پس کیوں نہ ہم امید کے پہلوؤں ہی پر پہلے نظر ڈال لیں ؟

اس اعتبار سے دیکھا جائے تو (جیساکہ کسی وقت تفصیل سے لکھونگا) دنیا میں ہمہ حالات ' ترکوں کی طرف سے مایوس ہوجانے کی کوئی وجہ نہیں پاتا -

اور پھر اگر یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ اب ترکوں کی قوت کا بالکل خاتمہ ہوگیا تو معلوم خدا کیلئے جواب دو کہ کیا تمہارے خدا کی قوت کا بھی خاتمہ ہوگیا ؟ مان لو کہ ترکوں کی تلوار رنگ آلودہ ہوگئی تھی اور اب قوت کر انکے ہاتھوں سے گرگئی ہے ' لیکن کس کو معلوم ہے کہ ابھی خدا کے لا زوال خزانۂ غیب میں اور کتنی غیر مستعمل تلواریں پڑی ہیں ' جنکو وہ اپنے دین مبین اور کلمۂ مقدس کی حمایت کیلئے چمکا سکتا ہے ؟ اسلام ایک قوت الہیہ ہے ' جس کی زندگی انسانوں اور قوموں سے وابستہ نہیں ہے ' بلکہ قوموں کی زندگی اسکی متابعت اور محبت سے وابستہ ہے - پھر قومیں گرسکتی ہیں اور انسانوں کے بنائی جسم مٹ سکتے ہیں ' پر وہ نہیں مٹ سکتا - وہ اپنے خدائے لا زوال کی غیر فانی قوت کے ساتھ ہمیشہ ہے ہے اور ہمیشہ رہیگا ' کیونکہ وہ صداقت ہے ' اور صداقت کب نہ تھی ' اور کب نہیں رہیگی ؟

اسلام کا ظہور ترکوں کے ظہور کے ساتھ نہیں ہوا ہے ' بلکہ ترکوں نے اسکے دم سے اپنی ہستی کو برقرار رکھا ہے - کیا تیرا سو برس پہلے جبل غار (حرا) کے غاروں سے حق کی روشنی چمکی ' تو اُس وقت ترکوں کا ہاتھ اسکا محافظ تھا ؟ کیا (بدر) اور حنین کے میدانوں میں ترک تیر حمیریں سے تین سو فاقہ مستوں نے تین ہزار خوانان عرب کو خاک و خون میں ملادیا تھا ؟ کیا (یرموک) اور (قادسیہ) کے معرکہ ہائے حونین میں وہ ترک ہی تھے ' جنھوں نے رومیوں اور ایرانیوں کی ہزاروں لشکروں سے صحرائے شام و مدائن کو بھردیا تھا ؟ وہ قوم جس نے تخت کسریٰ کے ہزارہا سالہ عظمت کا خاتمہ کردیا تھا ' ترکوں کی تو نہ تھی - وہ ' جس نے سپہ سالار روم کے سامنے اپنے تیرے کو ریشمیں قالین کے اندر سے زمین میں چھپو دیا تھا ' یقیناً کوئی ترک تو نہ تھا -

پھر (دمشق) اور (بغداد) کے تخت پر کون تھا ؟ اور کن کے گھوڑے تھے ' جنھوں نے (بحر الکاہل) کی مہلک طوفانوں سے گذرکر جبل الطارق پر علم توحید بلند کردیا تھا ؟ ترکوں کو تخت خلافت اسلامی پر قدم رکھے کتنے دن گذرے ہیں ؟ خدا کیلئے ان سوالوں کا جواب دو ! ترکوں سے پہلے جس قوت نے ہمیشہ علم توحید کی حفاظت کی ہے ' کیا وہ آج ترکوں کے بعد کسی دوسری قوم کو بھیجکر نہیں کرسکتی ؟ بادا ر ! تم نے اگر اللہ کی بخشی ہوئی حکومت و عزت کو کھو دیا ہے تو غم نہیں ' لیکن یہ کیا بدبختی ہے کہ اپنے دلوں اور دلوں کی روح امید کو بھی کھو رہے ہو ؟

اس تیرہ سو برس کے اندر کتنی قومیں آئیں ' اور اپنی اپنی باری میں حفاظت اسلام کی خدمت انجام دیکر چلی گئیں - جب تک انھوں نے اسلام کا ساتھ دیا اور اپنے اعمال و اعتقادات میں اس سے منہ نہیں موڑا ' اس وقت تک وہ بھی اسکے ساتھ رہ ' لیکن جب انھوں نے اپنی صلاحیت اور قابلیت کھودی ' اور اس مقصد کو بھول گئے ' جسکی انجام دہی کیلئے زمین کی وراثت انکو دی گئی تھی ' تو انکا دور کارفرمائی ختم ہوگیا ' اور اللہ نے اپنے دین کی حفاظت کی امانت کسی دوسری جماعت کے سپرد کردی - وہ اپنے کلمۂ مقدس کی حفاظت کیلئے ہمارے محتاج نہیں ہے ' بلکہ ہم اپنے زندگی کیلئے اسکے دین متین کی خدمت گذاری کے محتاج ہیں

یا ایھا الناس انتم الفقراء الی اللہ ' واللہ ھوالغنی الحمید - ان یشاء یذھبکم ویات بخلق جدید - وما ذلک علی اللہ بعزیز (۳۵ ۱۷)

اے لوگو ! تم اللہ کے دروازۂ فضل و توفیق کے محتاج ہو ' اور اللہ تو بے نیاز اور بے نیازی کی تمام صفتوں سے متصف ہے - اگر وہ چاہے تو تم کو جھوڑدے ' اور تمہاری جگہ اپنی دوسری مخلوقات لا بسائے ' اور ایسا کرنا اسکے لئے کچھ مشکل نہیں -

دوسری جگہ سورۂ (نساء) میں ارشاد ہوا

ان تکفروا فان للہ مافی السموات ومافی الارض وکان اللہ غنیا حمیدا - وللہ ما فی السماوات وما فی الارض ' وکفی باللہ وکیلا - ان یشا یذھبکم ایھا الناس ' ویات باخرین ' وکان اللہ علی ذالک قدیرا (۴ ۱۳۳)

اور اگر تم اسکے آگے نہ جھکوگے تو وہ تمہارا کچھ بگاڑ نہیں سکتا ' کیونکہ آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے ' سب اللہ ہی کے زیر حکم ہے اور وہ بے نیاز اور تمام صفت موصوف ہے - اگر وہ چاہے تو اے معزز انسانو ! تم سے اپنی زمین کو خالی کردے اور اسکی جگہ دوسری قوموں کو لا بسائے ' اور وہ ایسا کرنے کی پوری قدرت رکھتا ہے

لا تا یسوا من روح اللہ !

توحید سیر ' کہ تا امیدی نبود است

پھر یہ ممکن ہے کہ اس کائنات ارضی کا ہر معاملہ نا امید ہو جائے ' یہ بھی محال نہیں کہ دنیا کی تمام قومیں اور تمام انسانی جماعتیں مایوسی کو اپنا قبلۂ مقصود بنالیں ' لیکن جن لوگوں کے دلوں کو اسلام کی امانت سپرد کی گئی ہے ' وہ تو کبھی مایوس نہیں ہوسکتے - اسلام سرتا سر امید ہے ' وہ جب کبھی کسی انسان کا ہاتھ پکڑتا ہے تو پہلی چیز جو اُسے دیتا ہے وہ امید ہی ہے - اسکی اصطلاح میں ایمان امید کا نام ہے ' اور مایوسی کفر کا مبدأ ہے - حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں کو نصیحت کی تھی کہ

لا تا یسوا من روح اللہ ' انہ لا ییاس من روح اللہ الا القوم الکافرون (۱۳ : ۸۸)

خدا کی روح رحمت سے مایوس نہ ہو ' اسکی رحمت سے کوئی مایوس نہیں ہوسکتا مگر وہی جنھوں نے اپنے دلوں کو کفر کا آشیانہ بنا لیا ہے -

اسکی پہلی آواز اپنے ہر پیرو کیلئے یہ ہے کہ " لا تقنطوا من رحمۃ اللہ !! " وہ مایوسی کو کسی حال میں ایک مومن کیلئے جائز نہیں رکھتا اور کہتا ہے کہ . ومن یقنط من رحمۃ ' الا الکافرون ؟ دنیا میں مسلمان مایوسی کیلئے نہیں پیدا کیے گئے ہیں ' وہ صرف امید کیلئے ہیں ' اور جس دن اسکے لیے نہیں ' اس دن وہ مسلم بھی نہیں - یہ موقعہ اسکی تفصیل کا نہیں ' مگر اس آیت کریمہ کو یاد کرو جس سے اس مضمون کا افتتاح ہوا ہے - خدا کے مایوس ہو جانے والوں کی نسبت فرماتا ہے کہ اگر وہ مایوس ہوگئے ہیں ' تو اسکے رہنے کیلئے میری پیدا کی ہوئی دنیا موجود نہیں " فلیمدد بسبب الی السماء ' فلیقطع " اُنکو چاہیے کہ رسی کا پھندا گلے میں ڈالکر خود کشی کرلیں ' کیونکہ مایوسی کی دوسری منزل خود کشی ہی ہے -

" الہلال " اپنی ہر اشاعت میں اس صدائے الہی کو دہراتا ہے

لا تہنوا ولا تحزنوا ' وانتم الاعلون ان کنتم مومنین -

مراسلہ

صدا بہ صحرا

بقیہ ایک خط

مصنفہ کمال الدین ایڈیٹر مسلم ایسٹ اسلامک ریویو

بعنوان

ممبران اجلاس آل انڈیا مسلم لیگ منعقدہ لکھنؤ

— * —

برادران اسلام - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - چند ماہ ہوے جب میں ہندوستان سے چلا - مدوے اس سفر کے مدی اغراض سفر کے متعلق تہ سے نیوجہ قیاسات بعض اصحاب کے دلوں میں پیدا ہوگئے - بہر حال میں کسی دنیوی مقاد کے لیے یہاں نہیں آیا تھا -

اشاعت وتبلیغ اسلام میری زندگی کا ایک اعلیٰ مقصد رہا ہے - اسی خیال کے ماتحت ہندوستان میں جب تک میں رہا رہا تھا ' اور اس دنیا کی طرف میرے آجانے کا بڑا یہی باعث بھی تھا - میں یہاں آں وسائل و اسباب کو دریافت کرنے کے لیے آیا تھا جو اسلام اور علوم اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں یہاں استعمال ہو سکتے ہیں - لیکن میرے یہاں کے قیام نے مجھ پر بعض ایسے امور کا انکشاف کیا جو مجھے پہلے معلوم نہ تھے اور میرا گمان ہے کہ شاید آپ میں سے بھی اکثر کو وہ باتیں معلوم نہ ہونگی - آج آپ اپنی آیندہ تہذیبی اور قومی تہذیبی کے وسائل سوچنے اور اظہار عور کرنے کے لیے جمع ہوے ہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ اگر اس موقعہ سے فائدہ اٹھاکر آپ کی توجہ اور عور کو ان حالات کی طرف منعطف نہ کروں جو مجھ پر یہاں آکر کھلے ہیں ' تو میں ایک قیمتی موقعہ کو گویا ہاتھ سے گنوا رہا ہوں -

اسلامی سلطنتوں کی قطع برید کرنا اور پھر آخر کار اں کا حاصل کرلینا ہی اس وقت بعض کے زیر نظر نہیں ' بلکہ روے زمین سے ہمیں بحیثیت قوم مسلم مٹا دینا نصب العین ہو رہا ہے - مورزں (مسلمانوں) کا جو حشر اندلس میں ہوا ' وہ ہر جگہ ہمارے انتظار میں ہے اور ہمارا نسیاً منسیا ہونا اب وقت کا سوال ہے -

بد قسمتی سے ہر جگہ یورپ کی عالمگیر خواہش اقتدار و تحکم کی روح ہم مسلمانوں ہی میں ہے ' ہم ہی نے ہر جگہ عیسائیت کو بحیثیت مذہب مغلوب کیا ہے ' لہذا اگر بعض کلیسا اور بعض ڈپلومیٹک حلقوں میں ہماری عیسائی پسند نہیں کیجاتی ' تو یہ کوئی حیرت افزا بات نہ تھی ' لیکن اب تو اور وحوہ کو چھوڑ کر محض ہمدردی انسانی کے متقاضی مغربی بلاد میں بظاہر یہی سمجھا گیا ہے کہ جہاں تک جلد ممکن ہو - ہمارا خاتمہ کر دینا چاہیے -

برادران ! اس سے آپ حیران نہ ہوں کہ مغربی دنیا نے ہمارے متعلق یہ راے کیوں قائم کرلی ؟ اس کے اسباب دریافت کرنا کوئی مشکل امر نہیں - یورپ نے اسلام اور مسلم کا جو مفہوم سمجھ رکھا ہے ' اگر وہ صحیح اور درست بنیاد پر ہے ' تو پھر میں کوئی وجہ نہیں دیکھتا کہ کیوں ایک دل کا صاف انسان ' جس کو کچھ بھی ہمدردی دنیی ہے ' یورپ کی اس کام میں مدد نہ کرے جس کی غرض یہ ہے کہ **اسلام کو اب دنیا سے مٹا دیا جاے**

لیکن اگر یہ امور یورپ میں عموماً علماء دانایوں اور کسی کو ارادۃً بدنام کرنے کے ارادہ سے پیدا کر رہے ہیں ' تو پھر عام طور پر اہل یورپ کا کیا قصور ہے ؟ اور ایسا بھی اس سے بھی کوئی فائدہ مترتب نہ ہوگا کہ ہم ان غلط بیانی کرنیوالوں اور اپنے بدنام کنندگان کا احتساب کریں - میرے دوستوں کا خیال ہے کہ ہم یورپ کے مطلع سے اس ہلال کے زائل کو ہٹادیں ' جو اس وقت یورپ پر محیط ہو کر اہل یورپ کو اسلامی محاسن دیکھنے کے ناقابل بنا رہا ہے -

تعداد ازدواج ' غلامی ' حرمہ ' جہاد ' صرف یہی مسائل نہیں جن کی غلط تعبیر کر کرواکے یورپ اور سابق کے عصبہ کو یہاں بھڑکا رہی ہے ' بلکہ اب تو ہر ایک اسلامی شعار اور عنوان ہو رہا ہے اور نا قابل اصلاح سمجھا گیا ہے - ہمارے اصول الہیات ہوں یا ہمارا فلسفہ اخلاق ' ہمارا تمدن ہو یا ہمارا اقتصاد ' ہمارے خانگی امور ہوں یا مجلسی امور ' الغرض ہمارا ہر امر بھیانک اور وحشیانہ سا نظر آ رہا ہے - ہمارا معصوم الوجود موبل شان بارئ تعالیٰ ' اور ہمارا اشارہ انسانی انسانیت پر حملہ جہل بنا گیا ہے - یہ تو ہم فرقہ اناث کی نیک نظری و عصمت پر ایمان رکھنے میں اور نہ ہمیں فرقہ ذکور کی قدر انسانی اناث پر بھروسہ ہے - کہا جاتا ہے کہ ہم حسد و رقابت سے مغلوب ہوچکے ہیں اور اسی لیے ہم نے اس نوع کو اس حریت سے محروم کر رکھا ہے جو عورت اور مردوں کے خصوصاً دل وغیرہ میں خلا ملا اور بے تکلف ملنے جلنے سے پیدا ہوتی ہے - ہم تو حقیقی خردصورتی اور عارضی کی طرف سے بھی بالکل اندھے ہیں حالانکہ ہم دعوی نہیں کرتے کہ ہم اپنی مستورات کے دل لبھانے کی محاسن اور اں کی خوبصورتی کا اسی قدر قدرداں ہوے ہیں ' حالانکہ نہ حسن و خوبی تو عورت کا نہ صرف ہماری ہی بلکہ دنیا کی عام مسرت اور خوشی بڑھانے کے لئے ید قدرت نے عطا فرمائی تھی ' اور اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ہم نے مخلوق کے نصف بہترین حصہ یعنے عورتوں کو چار دیواری میں بند کردیا ہے اور جو کچھ اں میں حیرت و خوبی تھی اس طرح اس کا قلعہ قمع کر دیا ہے - ہمارے اصول اخلاق بھی عجب بے آہنگی اور بے توازنی کے اندر رکھے ہیں - کہیں رہبانیت ہے تو کہیں عیش پرستی - یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسلام حدودات نہیمنہ کو تو ضرور مشتعل کرتا ہے لیکن حلیم حدودات کے متعلق اسمیں کوئی حکم نہیں - اس سے مذہبی خلط تھرکتا ہے اور اسلام عقل اور حس مشترک کا خون کرتا ہے - یہی وجہ ہے کہ اسلام روز بروز سے مفتوحات بھی کرا چکا ہے اور تلوار کے زور سے مفتوحہ علاقوں پر قبضہ بھی رکھ چکا ہے لیکن معترضہ اقوام پر عمدہ حکومت کرنا اسلام کا کام نہیں - القصہ جہالت ' تنگدلی ' تعدد مزاجی ' زندگی ' عیش پسندی ' مزاجی حالات سے نامناسبت اور نہ معلوم اور کس قدر تہمت انگیز اسی طرح کی باتیں مغربی لوگوں نے ہمارے سر مڑھ رکھی ہیں اور جنکے ذریعہ پادری اپنے ترم القطع کے اطراف میں ' اور بین الاقوامی سفرا اپنے طور آمدو اشد میں ہمارے خاص " محاسن " بیاں کیا کرتے ہیں - یہ ضرور کہا جاتا ہے کہ اسلام پر بھی دن آچکے ہیں - اسلام کے پھر بھی دورہ

داعی اسلام :
جناب خواجہ کمال الدین صاحب
بی - اے - مقیم لندن

اس حد تک تو ضرور خدمت کي ہے کہ وحشي اقوام کی اصلاح کی ہے - اسلام اب بھی مغربی تہذیب اور مغربي مذہب کا راستہ صاف کرنے میں بعض جگہ کام آسکتا ہے - مثلاً وسط افریقہ میں - لیکن جہاں اب کچھہ تہذیب و ترقي ہوچکي ہے - وہاں اسلام کو اپنے سے بہتر چیز کے لیے جگہ خالی کر دینی چاہیے -

یہ مختصر سا خلاصہ ان امور کا ہے' جو اخبارات' میعادي رسائل' کتب' تھیٹر' تماشہ گاہ' تصاویر متحرک' اور عام گفتگو کے دریعہ مجھہ پر اپنے تعلق اور اپنے مذہب کے متعلق صرف چھہ ماہ کی میعاد میں منکشف ہوے - حالانکہ گذشتہ بیس سال سے مذہب ہی میرے زیر مطالعہ رہا لیکن یہ باتیں بیس سال میں مجھ اپنے اور اپنے مذہب کے متعلق سمجھہ نہ آئیں' اور آتی بھی کس طرح' جبکہ یہ سب کی سب باتیں دروغ' افترا' اور نہایت ہي بیجا غلط بیاني ہے - اس میں شک نہیں کہ ابتدا میں یہ امور بعض دشمنان اسلام نے عمداً یہاں پیدا کردیئے - لیکن اب تو یورپ میں لکھوکھا کا بھی یقین ہے اور انگلستان کا اسمیں کوئی استثنا نہیں - لہذا یہ اسي غلط یقین اور غلط محاکمہ کي بنیاد پر ہے کہ یورپین اقوام ہمارے مخالف طمع بعض باتیں سوچا کرتي ہیں اور ایسا کرنے میں وہ اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتي ہیں - وہ اپنے غلط خیال و محاکمہ میں بھی دنیا کی بہبودي چاہتے ہیں اور اس کے مدنظر پردہ ہم کو قربان کرنا پسند کرتے ہیں - ہم پر یہ الزام ہے کہ ہم نے نصف دنیا کو خراب کررکھا ہے اور اسلئے یہ ضروري سمجھا گیا ہے کہ بقیہ نصف کو ہمارے مضر اثر سے بچا لیا جاوے - لہذا یہ کوئی حیرت افزا امر آپ نہ سمجھیں' جیساکہ میں نے معتبر ذرائع سے سنا ہے کہ امریکہ میں ریاستہاے متحدۂ بذریعہ قانون مسلمانوں کا سفر میں امریکہ میں روکنے کا ارادہ رکھتي ہیں - ایسا ہي یہ امر بھي کچھہ عجیب نہیں اگر یورپ' جو اس وقت خود بخود ہی خیر خواہی خلق اللہ کا محافظ بن بیٹھا ہے' اسلامي سلطنتوں کو خاک میں ملانے کي تجویز میں ہے - ممکن ہے کہ اسلامی سلطنتوں کی تقسیم یورپ نے اپنے درباروں میں مدت سے کر رکھی ہو - مگر وہ تقسیم اب گذشتہ دس سالوں کے اندر اندر معرض عمل میں آرہي ہے - جب ان کے نزدیک اسلام ہي ہر نوع کے لئے لعنت کا حکم رکھتا ہے تو پھر جتني جلدي یہ دور ہو' اتنا ہی اچھا ہے - یہی تو وجہ بظاہر نظر آتي ہے کہ یورپ بالکل خاموش رہا اور سرد مہرانہ نے ابتدائی سے اُن وحشیانہ مظالم اور خلاف انسانیت ظالمانہ حرکات کو دیکھتا رہا جو ہزاروں ایسے مسلمانوں کي موت کا باعث ہوے جو ہرگز شامل جنگ نہ تھے - تہریس' مقدونیہ' اور البانیہ میں تمام اصول انسانیت و شرافت بلغاري اور مانٹی نیگروین وحشیوں کے پاؤں تلے روندے گئے - تمام قوانین و ضوابط حرب کانفرنس کے بنائے' وہ جنگ بلقان و طرابلس میں توڑدے گئے - لیکن یورپ پر اس کا اثر نہ ہوا - چہ جائیکہ ان عدیم المثال مظالم سے کوئی خفیف سا افسوس و رنج ہی اہل یورپ کو ہوتا - بلکہ ان پر پردہ ڈالنے اور اُن کو خفیف کرنے دکھلانے کی کوشش کی گئی اور ان کی تشریحات کی گئیں - دیل کي چٹھي سے' جو اتفاقاً آسی دن یہاں کے اخبار ڈیلی ٹیلیگراف میں شائع ہوئی جس کی میں یہ خط لکھہ رہا ہوں' معلوم ہوجائیگا کہ کس طرح لکھوکھا مقدس انسانوں سے حقیقی واقعات چھپا کر' ان مظالم کے متعلق محاکمہ کرنے میں اُن کو گمراہ کیا جاتا ہے -

قتل عام مقدونیہ

جناب - ہم میں سے بعض اپنے عیسائی بھائیوں کے خلاف الزام یقین کرنے کے کیسے حریص ہیں' لیکن الزامات خواہ کیسے ہی خطرناک ہیں' اگرچہ نہي تو بھی ایک ترک کو اس کے خلاف شکایت کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں - کیونکہ یہ تو اس کے اپنے ہی ہاتھہ کا بویا ہوا پھل ہے جو اُسے آج کاٹنا پڑا - جو خطرناک نقشہ سنہ ۱۸۹۶ ع کے قتل عام آرمینیا کا ایک چشم دید بھاري نے مجھہ سے بیان کیا تھا' اس کا اثر اس وقت تک میرے دماغ پر ہے - اگر عیسائی باقاعدہ افواج نے ایسے افعال کئے ہیں جو ایک عیسائی نے شاید نہ کہے تو یہ تو اُس تعلیم کا نتیجہ ہے جو صدیوں سے مسلمانوں نے اُن کو دي ہے اور یہ ایک مرتبہ وجہ ہے کہ مسلمانوں کی حکومت کو اب مٹادینا چاہئے - ایک ظالم رسیدہ قوم یا تو عرب آرمینیوں کي طرح بردل ہوجایگي یا اہل کریت کی طرح تند خو ہو جائیگی - مسلمانوں نے ہر جگہ مصر اور ہندوستان میں عیسائي حکومت سے فائدہ اُٹھایا لیکن عیسائیوں کی حالت ترکیں نہي اسلامی حکومت کے ماتحت درست نہ ہوئی - اگر یہ الزامات صحیح ہیں تو بیشک یہ ایک نہایت ہی دردناک مثال ہیں -

-بیٹ مارکس ویگر — لا رسل ایونس

وائٹ چیپل ۱۴ فروري سنہ ۱۹۱۳ ع

اسمیں شک نہیں کہ انگلستان کو جو مراعات ہماري ہیں' اُن کی وجہ سے وہ بیشک اب تک الگ رہا ہے' لیکن مجھے خطرہ ہے کہ ہماري مبینہ پسندی اور ہماري معکوسي فطرت تو کچھہ ایسي ناقابل اصلاح سمجھي گئي ہے کہ شاید انگلینڈ اب ایسے کمزور کا ساتھہ نہ دے - ابھی ابھی اُس کی پشتیبی دوستی مبدل بغیر جانب داري ہوچکی ہے اور یہ غیر جانب داري بھی ممکن ہے قائم رہے یا نہ رہے -

برادران اخلاقی طور پر تو میں آپ سے بہت دور ہوں لیکن میرا دل آپ کے ساتھہ ہے - میري یہ چٹھی جس تکلیف کا باعث ہوئی اُس کی کیفیت اور کمیت کو میں یہاں بیٹھا محسوس کررہا ہوں' لیکن آپ صبر سے کام لیں اور نہایت ٹھنڈے دل کے ساتھہ اُن تجاویز پر غور کریں' جن سے اس مصیبت کا علاج ہو - ہمارے متعلق یورپ نے جو محاکمہ اور قیاس کیا ہے اگر وہ درست ہے' تو پھر شکوہ و شکایت ہی کیا - اگر ہمارے دس لوگوں نے اب گن چھوڑے ہیں تو پھر ہم اس بات کے ہی مستحق ہیں' لیکن اگر یورپ درد حقیقت میں غرق ہے اور ہمارے متعلق عمداً افتراء اور غلط بیاني کا شکار ہورہا ہے تو پھر ہمارا فرض ہے کہ ہم یورپ کو اس غلطی سے نکالیں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آزادي اور حریت کي جس سرزمین میں بیٹھا ہوں اس میں لکھوکھا ایسے انسان نکلیں گے - زیادہ توضیح کے لئے میں آپ کو آج سے پچاس سال پہلے کے دن یاد دلاتا ہوں جبکہ انگلستان تنہا کا رفیق تھا - اُس وقت ہم انگلستان کی مدد پر حصر کرتے تھے -

اگر گلیڈسٹن کی' متعصب مسیحي نظر اسلام کو نہ دیکھہ سکتی تھي' اور وہ یہی سمجھتا تھا کہ ترک بیک بیني و دوگوش یورپ سے نکال دیئے جاویں تو حرج نہ تھا - اُس کے خلاف یہاں ایک زبردست عام رائے بھی تھي جس کا گلیڈسٹن کو مقابلہ کرنا تھا - چنانچہ وہ اپنے مقصد سے رخصت ہوگیا' لیکن اس اور اس کے ساتھہ ہي ایسے ہوا - انگلستان کي متعصب عثمانیہ کو بغیر عثمانیہ کے

بدل دینا ایک بڑا بھاری کام تھا - چنانچہ اس کمیدہ اور گندے کام کو سر انجام دینے کے لیے بدگو، مفتری، جھوٹ بولنے والوں کی ایک نسل پیدا ہوگئی - ترکوں کے برخلاف بلحاظ قوم تو کیا کہا جاسکتا تھا، اس لیے ہر ایک قابل نفرت امر اسلام کے سر تھوپا گیا - کیونکہ یہ ترکوں کا مذہب تھا، اور اس مذہب کو جو دنیا میں امن، روشنی، اور تہذیب لایا، اور جس کی تعلیم نے کل تہذیب جدید کے بنیادی اصول تعلیم کیے، اس مذہب کو تاریک سے تاریک رنگوں میں ظاہر کیا گیا جس کا نتیجہ موجودہ حالات ہوگئے -

خدا تعالی کی مصلحت نے عمدں برطانوی سلطنت کے زیر سایہ رکھا ہے اور کئی طریق پر یہ سلطنت ہمارے لئے مفید بھی ہوئی ہے - اب بھی انگریزی قوم انصاف و نصفت شعاری سی حامی ہے - اب بھی کمزور کا سہارا دینا اس قوم کا شعار ہے اور مجھے یقین کامل ہے کہ اگر عمدہ رہنمائی سے باضابطہ کوشش کی گئی اور ہم نے اپنے معاملات سے یہاں کے لوگوں کو اطلاع دی تو یقیناً یہاں پالیسی بدل سکتی ہے - علاوہ ازیں "جان بل" اپنے معاملہ کو خوب سمجھتا ہے اور کسی کے لیے اپنے معاملہ کو نہیں بگاڑ سکتا -

جن لوگوں نے ہمارے خلاف یہ صورت حال پیدا کر رکھی ہے وہ بھی بڑے ہوشیار ہیں، وہ بھی کوشش میں لگے ہی رہتے ہیں کہ یہاں کے متدین لوگوں کو ہمارے معاملات اصلی حالت میں نظر نہ آویں - وہ جانتے ہیں کہ مسلمانان ہند کی متفقہ آواز اگر یہاں پہنچ گئی تو یہاں کے خیالات اور رائے کے بدلنے کے لئے کافی ہوگی - اسلیے ہمارے حالات اور کاروبار کو اتنے طور پر یا نہایت ہی خفیف کرکے بیان کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑتے - مثال کے طور پر میں اس دلچسپی کا ذکر کرتا ہوں جو آج کل ہمیں معاملات ترکی سے ہے - وہاں سلطنت کے بڑے بڑے شہروں میں آپ عظیم الشان وقیع جلسے کر رہے ہیں، جن کی اہمیت نے اعلی افسران سلطنت تک کو آپ کا ہمدرد بنا رکھا ہے - لیکن یہاں کا اخبار پال مال گزٹ اپنے ناظرین کی آنکھوں میں خاک ڈالتا ہے، جب وہ اپنی ۳۱ - کی اشاعت میں بیان کرتا ہے کہ کلکتہ، لاہور، یا دیگر مقامات کے اسلامی جلسے جو بلقانی جنگ کے متعلق برطانوی طرز عمل پر ہو رہے ہیں، چنداں قابل التفات نہیں - کیونکہ ترجمان ترکوں کی طرح یہ جلسے بھی چند ترجمان مسلمانوں کی شورش سے ہیں - تمام مسلمان قوم تو اس وقت سخت گمراہت اور بے چینی میں ہے اور یہاں کنسرویٹو جماعت کا یہ آرگن لوگوں کو یقین دلاتا ہے کہ ہم کو ترکی سے کوئی تعلق نہیں اور نہ مسلمانان ہند کو اس قدر انجام ترکی کے متعلق تشویش ہی ہے، بلکہ یہ تو اینڈیا مسلم لیگ کے چند ترجمان مدبروں کی کارروائی ہے - جب ہماری حکمران قوم کی یہ تو قسمتی ہے کہ اس میں ایسے ناقابل اعتبار وقائع نگار اور قوم میں رائے پیدا کرنے والے ایسے نااہل انسان پیدا ہوگئے ہیں، تو پھر اگر وہ کوئی غلطی کر گذرے تو اس قوم کا کیا قصور؟ یہ تو محکوم قوم کا پہلا فرض ہے کہ وہ اپنے حکمرانوں کو اپنے حالات سے صحیح اطلاع دینے کا مناسب انتظام کریں - ہمارے نوجوان وطن بھی کرنے میں ہوشیار اور سمجھدار ہیں: مدت سے انہوں نے اس زار کو سمجھ لیا ہے اور نہایت ہی اطمینان بخش اس کا علاج کرلیا - انہوں نے یہاں نہایت ہی نامعلوم لیکن نہایت ہی کارگر ذرائع پیدا کرلیے جس سے وہ اپنے مفید خیالات پیدا کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں اور اپنی پیش بینی کے ثمرات حاصل کر رہے ہیں -

برادران قوم! آج آپ لکھنؤ میں اس امر پر غور کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں جو بالکل آپ کے قریب پیش نظر ہیں - لیکن خدا را اپنے ہم وطن ہندو بھائیوں کی طرح الگ تھلگ کی چار دیواری میں اپنے اغراض و مفاد کو محدود نہ کرو - مسلم قوم کل روے زمین کا باشندہ ہے - اس کا وطن کل دنیا ہے - وہ نوابی حالات کا عالم نہیں *

برادران! تمہیں ایک دن خدا اور اس کے رسول کے سامنے حاضر ہونا ہے جس نے تم میں اپنا مقدس پیغام چار اکناف عالم میں پہنچانے کیلیے ودیعت کیا ہے لیکن اب نصف دنیا کا دروازہ تم پر بند ہونے لگا ہے اور بقیہ نصف دنیا میں تمہارے دشمنوں نے تمہارے دن گن چھوڑے ہیں - ان حالات کے پیدا کرنے کا دعوہ دار ایک حد تک یورپ کا وہ شوں بھی ہے، جس کے ماتحت وہ کل دنیا پر اپنی عظمت قائم کرنے کی فکر میں ہے - لیکن اس کا بڑا بھاری باعث وہ غلط رائے اور غلط محاکمہ، اور غلط مفہوم ہے - جو مغرب میں اسلام کے متعلق قائم ہوچکا ہے - یہ افترا اور بہتان جو ہم پر یہاں لگائے جاتے ہیں کچھ تو پادریوں کی مہربانی ہے اور کچھ ایک سخت گہری پولیٹکل مصلحت کا نتیجہ ہے - بدگو مفتریوں کے بے تکے والے قلم نے ہم کو زیادہ تر نقصان پہنچایا ہے - اب اگر ضرورت ہے، تو اس کے مقابل ایسے ہی قلم کی ہے جو حمایت میں اٹھے! یاد رکھو اور جوب یاد رکھو یورپ کے آلات حرب تمہیں اس قدر خاک میں نہیں ملا رہے ہیں، بلکہ یورپ کی گمراہ کردہ وہ عام رائے یہ کام کر رہی ہے جو ہمارے متعلق ہے اور جس نے یہ اتم بد ہمارے لیے پیدا کردیے ہیں - خدا نے چاہا تو ترک تو اس مصیبت سے نکل ہی جاویں گے - لیکن ہمارا بد حیثیت قوم روے زمین پر قائم رہنا اس رائے اور محاکمہ کی تبدیلی پر منحصر ہے، جو نہایت روبدل طریق پر ہمارے خلاف قائم ہو چکی ہے -

برادران! یہ ایک بڑا بھاری مسئلہ آپ کے سامنے ہے اور آپ کی توجہ اور غور کو چاہتا ہے - میں تو یہاں عاجزانہ طریق پر اپنی مدعا کے ذہن میں آیا تھا اور دولت کمانا تو میرا مقصد ہی نہ تھا - میں تو خود اپنی روز افزوں چلتی وکالت تو پیچھے چھوڑ آیا ہوں جسکے متعلق اپنا انتخاب کردہ پریسیڈنٹ آپکو اطلاع دیگا - لیکن مجھے یہاں آکر اپنے ارادہ کو کچھ بدلنا پڑا - میں اپنے نقصوں سے واقف ہوں اور یہ بڑا بھاری کام ہے جو میرے سامنے ہے اور اس کام کا حق اسی صورت میں ادا ہوسکتا ہے جب ہمدردانہ کوشش مل جل کر ہو - میں تو دل سے چاہتا ہوں کہ میری جگہ کوئی مجھ سے بہتر اور زیادہ کامل انسان آئے - میرا دل چاہتا ہے کہ لندن میں آپکے روزانہ اور ہفتہ وار اخبار ہوں جو ہزاروں میں مفت تقسیم ہوں، کوئی کامریڈ ہو، کوئی محمڈن ہو، کوئی آنرر ہو، کوئی ریویو آف ریلیجنز، کوئی زمیندار ہو،

خدا آپ کے ساتھ ہو اور آپ کے دلوں میں وہ ضروری باتیں القا کرے جس سے آپ کے معاملات کل روئے زمین پر مضبوط و مستحکم ہوں -

آپکا دینی بھائی
خواجہ کمال الدین
۱۵۸ - طیبٹ اسٹریٹ - لندن

الهلال کی ایجنسی

— * —

ہندوستان کے تمام اردو، بنگلہ، گجراتی، اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے، جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے، روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متعرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں، تو اپنے شہر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جائیے -

اسراء

ادبیات

جرات صداقت

صدتوں حضرت (عباس) بھی تھے شامل کفر * کم سے کم نہ تھا کہ رسالت پہ نہ تھا اُن کو یقیں
(بدر) میں آئے لڑے ' اور گرفتار ہوئے * اسکہ تقدیر میں تھی حاصلۂ رنداں کی زمیں
قیدیوں کے لئے جو گھر کہ ہوا تھا طیار * اتفاقات سے تھا حاصلۂ مسعد کے قریں
رات کو حضرت عباس کراہے اکثر * قید کرنے ہوئے لوگوں سے جو مشکیں نہیں اسکیں
دیر تک سرور عالم کو رہی ہے حیرانی * کروٹیں لیتے تھے اور نیند نہ آتی تھی قریں
وجہ پوچھی جو صحابہ نے ' تو نہ فرمایا ؟ * " آتی ہے کان میں عباس کی آواز حزیں "
جب سنا یہ ' تو وہیں کھول دیے ہات اُن کے * چیں سے حضرت عباس کے رانیں کانپیں
* * *
تھا اِدھی حضرت عباس کا پوتا (منصور) ' * جو کہ ایواں خلافت میں ہوا جلد نشیں
ایک دن حکم دیا اُسنے کہ (اولاد رسول) * ایک جا جمع کیے جائیں ' جو مل جائیں کہیں
پھر دیا حکم کہ ان سب کو پکڑا کر لیجیو * کہہ دو اِن سے کہ نہیں جائۂ — ان کے مکیں
* * *
ایک دن سیر کو اس شان سے نکلا (منصور) * پا رکاب تھے سادات یسار اور یمیں
ساتھہ ساتھہ آئے تھے پیدل جگر و جان رسول * اور منصور تھا رتبے حرم جائہ زیں
* * *
ایک نے مجمع سادات سے بڑھکر یہ کہا : * "گرچہ اس لطف کے مشکور ہیں ہم خاک نشاں
عروۂ بدر میں لیکن جو کیا ہم نے سلوک * وہ تو کچھہ اور تھا ' ہے یاد بھی تمکو کہ نہیں ؟"

(شبلی نعمانی)

غزل

مرا کہ یک دل و صد نالہ آرزو ہا ہست * شکست و صد چکنم کہ نیستم ' تا ہست
دلم نہ تار کہ لعل او همی لرزد * کہ نوسۂ ے ادب و سوز ے محبا نا ہست
رہ ناوک انداز خود چہ می ترسی * بیا کہ نزد من شکوہ ہائے بیجا ہست
حدیث حلد چو گویند تا من سخنورں * گماں مبر کہ مگر گوشۂ و دعوا ہست
رسیدہ تا سر ما نم پُر است ' و عمرۂ او * ہنوز در ادب آموزی بقا ہا ہست
نہ سعت جائے من کس مباد کز عمرے * مدار زندگیم وعدہ ہائے فردا ہست
ہزار حیف کہ در ملک حسن نتواں یافت * بجز متاع حیائے تہ ہست و ہر جا ہست
بیا کہ ما و تو ہر دو برابر اُفتادیم * ہر آں قدر کہ وفا نیست ' نا ما ہست
حیا کنی و نہ ایں خیرگی همی ترسی * کہ روز داد گر امروز نیست ' فردا ہست
ہنوز نشۂ دوشینہ در سرم باقی است * کہ درس گویم و بحکم رحیل و صہبا ہست

(شبلی نعمانی)

PRINTED & Published by A K AZAD, at The HILAL Electrical Prtg Pubg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

اختلال دولت عثمانیه

اور

مصائب اسلامی

حضرت مولانا - السلام علیکم - آجکل جو مصائب اسلامی دنیا پر حسب مشیت ایزدی نازل هو رهے هیں ' وہ اظہر من الشمس هیں - وہ مسلمان خوش قسمت هیں جو اخباری دنیا سے باهر رهتے هیں - جنکو اسوقت تک معلوم بھی نہیں کہ قسطنطنیہ کہاں هے ؟ کہاں جنگ هو رهی هے ؟ اور فریقین جنگ کون هیں ؟ ایسے بیخبر مسلمانوں کی تعداد بھی کروروں سے کم نہیں ' مگر جو لوگ جانتے هیں کہ قسطنطنیہ مرکز خلافت هے اور اسوقت صلیب پرستوں کی مظفر و منصور فوجیں اس اسلامی مرکز کے دروازہ تک پہونچگئی هیں اور زور شمشیر دروازہ توڑکر اندر داخل هونیکے لیے تیار هیں ' ایسے لوگوں کی تعداد بھی اسوقت کروروں سے کم نہیں - یہاں پرسوں پنجشنبہ کے روز معلوم هوا کہ بلغاریوں نے ایڈریا نوپل تسخیر کرلیا ' توحید رهاسے رحمت هوائی اور تثلیث کا دور دورہ شروع هوگیا - میری زبان سے اوسوقت بے اختیار یہی نکلا " یالیتنی مت قبل هذا وکنت نسیاً منسیا " اب بہر حال جنگ کا خاتمہ هے - عارضی صلح کے خاتمہ پر بلغاریوں نے جو دھمکی دی تھی اور جسکی رفعت هماری اسلامی نظروںمیں گیدڑ بھبکی سے زیادہ نہ تھی ' اوسکی واقعات نے تصدیق کر دی -

اب میں اپنے چند خیالات جناب کی خدمت میں عرض کرنا چاهتا هوں - مجھے یقین هے کہ یہی خیالات اسوقت لاکھوں مسلمان دلوں میں موجود هونگے اور اگر آپ اپنی راے ان خیالات کے متعلق اپنے اخبار کے ذریعہ سے ظاهر فرمائینگے تو حالی اور فائدہ نہوگا -

جسوقت بلغاریوں نے قرق کایسا پر صلیب کا جھنڈا نصب کیا اسیوقت مسٹر گلیڈسٹن کی آرزو کی تکمیل هوگئی ' یعنی خداوند واحد کے پرستاروںکا سر زمین یورپ سے نام و نشان مٹ گیا : اللهم مالک الملک توتی الملک من تشاؤ وتنزع الملک ممن تشاؤ !!

اب بھلا اس صلیبی سیلاب کو کون روک سکتا هے ؟ خدا کے لیے تو بلاشک سب کچھ ممکن هے مگر خدا کی جو مشیت هے وہ اون اسباب سے صاف ظاهر هے جو اوسنے اسوقت پیدا کررکھے هیں - ترکوں میں نہ تو اتحاد هے نہ دولت ' نہ علوم اور نہ قوت انتظامیہ - البتہ بلاشک شجاعت و شہامت وہ اسوقت بھی دنیا میں اپنی نظیر نہیں رکھتے مگر حالی شجاعت سے بنتا هی کیا هے سو تان کے درویش جس قسم کے بہادر تھے وہ دنیا کو معلوم هے - آخری جنگ میں انکی شجاعت هی اونکی شکست کا باعث هوئی - ترکوں کے مقابلہ میں ایک طرف تو تمام صلیبی دنیا هے اور دوسری طرف خود اندرونی فساد هے - میں نے جسوقت آپکا وہ پرچہ دیکھا جسکے ٹائیٹل پیج پر ناظم پاشا کولی کما کوگرتا هوا نظر آتا آتما تو میری زبان سے بے اختیار نکلا کہ " خدا حافظ اوس قوم کا ' جسکے گھر کے دروازہ تک زبردست دشمن پہنچگیا هو اور وہ آپسمیں ایک دوسریکو تفوق کا نشانہ بنا رهی هو "

ترک کیوں مغلوب هوئے ؟ اسکے جواب میں خود اهل یورپ تسلیم کرتے هیں کہ بلغاریوں نے ترکوں کو مغلوب نہیں کیا ' بلکہ بلقانیوں کے سامان رسد رسانی نے ترکوں کے سامان رسد رسانی کو مغلوب کرا لیا - یعنی یہ جنگ سپاهیوں کی جنگ نہیں تھی بلکہ بلغاری محکمہ کمسریٹ ' ترکی محکمہ کمسریٹ سے لڑ رها تھا - بلغاریوں کے پاس کھانیکو موجود تھا اور بیچارے ترک بھوکے تھے - میرے خیال میں اس بد انتظامی کا ذمہ دار کوئی خاص شخص نہیں ' بلکہ اسکا باعث عام حرامی نظم و نسق هے جس سے غالباً ترکی گورنمنٹ کا کوئی محکمہ بھی آزاد نہیں -

پس ایسی صورت میں اگر آغا خاں نے ترکوں کو یہی مشورہ دیا کہ اب آیندہ کے لیے یورپ کو ترک کردو اور ایشیا کو اپنا مرکز سمجھو تو اسمیں کیا برائی هے ؟ قدرت نے سامان هی ایسا مہیا کر دیا هے کہ لا محالہ یورپ چھوڑنا پڑے - مسلمانوں کے لیے تو یہی مصلحت هے کہ کسیطرح ترک ایشیا هی میں اپنا قدم مضبوطی سے جمالیں ' ورنہ سامان تو کچھ ایسا نظر آتا هے کہ یہاں بھی اونکو آرام و چین نصیب نہ هوگا -

(۲) مجھے سخت تعجب هوتا هے جبکہ میں بعض سر برآوردہ اسلامی اخباروںمیں اس امرکی تحریک دیکھتا هوں کہ مسلمانوں کو یورپین ساخت کی اشیا کا استعمال ترک کردینا مناسب هے -

پولیٹکل ماتحتی کا لازمی نتیجہ تمدنی اور تجارتی ماتحتی هے یورپ کے اسباب کا ذائیقات کرنا قریباً ایسا هی ناممکن هے جیسا کہ آفتاب کا مغرب سے طلوع هونا - ممکن هے کہ بعض امراء قوم بعض اشیاء یورپ کا استعمال چھوڑ دیں ' مگر اس سے یورپ کیا صدمہ محسوس کریگا - کام وہ کرنا چاهیے جو ممکن هو ؟ نہ کہ یہ کہ آپ کوہ همالیہ کو اوسکے مقام سے هلا دینے کی کوشش کریں - یہ تو ممکن هے کہ آپ دو چار پتھر رهاسے اٹھا لالیں مگر پہاڑ کو اوسکی جگہ سے هلا دینا ناممکن اور محال هے - اسیطرح چند اصحاب کا بعض اشیاء یورپ کو ذائیقات کردینا ممکن هے ' مگر ایسا عام ذائیقات جسے اهل یورپ محسوس کریں اور تبدیل معاملات هے - مگر باوجودیکہ دلائل صاف طور پر ایک ناممکن امر هے ' تاهم بعض صاحب الراي نہایت سنجیدگی سے اشارہ میں حامیانہ ترسائی فرما رهے هیں -

(۳) میں کچھ بہت متمول نہیں هوں تاهم جسقدر مجھکو خدا نے همت دی هے میں مسلمان مصیبت زدگان جنگ کی امداد کے لیے روپیہ بھیجتا رها هوں ' اور مجھے یقین هے کہ اسوقت خیرات کا مصرف سب سے زیادہ بہتر اور مقدم یہ هے کہ اپنے ان مسلمان بھائیوں کی جو اس جنگ کے سبب سے گرفتار مصیبت هیں حتی المقدور روپیہ کے ذریعہ سے امداد کیجائے - اس سے بوجھکر میرے خیال میں کوئی کار خیر نہیں - مگر تمسکات قرض کی خرید کے بارے میں میری رائے تاراں قول هے - میں نے کئی دفعہ ارادہ کیا کہ کچھ تمسکات خریدوں مگر چند خیالات اسوقت تک مانع رهے هیں اور وہ یہ هیں -

ترکی کی مالی حالت اسقدر خراب کیوں هے ؟ خرابی کا باعث نمبر اسکے اور کیا هے کہ انتظام سلطنت سزاوار تحسین نہیں - اگر ممکن هے کہ اسوقت کارکنان سلطنت (ماضی و حال) کی جیبیں روپیوں سے پر هوں اگر چہ خزانہ سلطنت بالکل خالی هے ' تو کیا ممکن نہیں کہ اسوقت جو روپیہ گورنمنٹ ترکی کو بطور قرض دیا جائے وہ بجائے اسکے کہ اسلامی اور قومی کاموں میں صرف هو بعض عدار اهلکاران سلطنت کے پرائیوٹ خزانوں میں پہنچ جائے اور اونکے لیے مزید عیش و عشرت کا سامان مہیا کرے ؟ اس موجودہ جنگ کے نتائج صاف بتلا رهے هیں کہ ان نتائج کے ذمہ دار ترک سپاهی نہیں بلکہ ترک اسٹیٹسمین هیں ' پس همکو کسطرح یقین هوسکتا هے کہ یہ روپیہ جو اسوقت هم علحدہ بطور قرض کے بھیجینگے وہ فی الحقیقت ترک سپاهیوں هی کے کام آئیگا - اسوقت ترکی میں کوئی مستقل حکومت نہیں - دو یا اس سے بھی زاید پارٹیاں هیں اور وہ ایک دوسرے کی جان کی دشمن - گذشتہ وزارت کا انقلاب ایک مشہور اور ممتاز ترک افسر کی جان قربان کرنیکے بعد واقع هوا - اوسوقت هندوستان کے اسلامی اخباروں نے خوشیوں کے

نعرے لگائے اور بڑے جوش سے ترکوں کو اعراے جنگ کا مشورہ دیا مگر نتیجہ کیا ہوا ؟ - وہ جو پیرس معلوم ہوگیا جبکہ پیروان یسوع مسیح صلیب کا جھنڈا ہاتھوں میں لیے ہوئے اس شہر میں داخل ہوئے جو کئی سو برس تک ترکوں کا دار السلطنت رہچکا ہے - آج اس مسجد کی کیا کیفیت ہوگی جسکی تصویر کچھہ عرصہ ہوا آپکے اخبار میں شائع ہوئی تھی ؟ انا للہ و انا الیہ راجعون - یہ جو کچھہ ہوا حسب دوران ایزدی ہوا مگر اسکی ذمہ داری کا توجہہ کسکی گردن پر ہے ؟ تمام ترکی لیڈروں کی گردنوں پر - خواہ وہ کامل پاشا کے پیرو ہوں اور خواہ ممبران انجمن اتحاد و ترقی - عجب شان ایزدی ہے کہ ایک طرف تو ترکوں جیسی شجاع قوم اور دوسری طرف چار چھوٹی چھوٹی ریاستیں - اور یہ چاروں صرف چار دن کے عرصہ میں ایک ایسی عظیم الشان سلطنت کا شیرازہ پراگندہ کردیں ! اسکا باعث سوائے اسکے اور کچھہ نہیں کہ ادھر ترک مرے سے مینھی نیند سو رہے تھے اور ادھر سالہا سال سے دلقانی اس جنگ کے لیے تیاریاں کر رہے تھے - ترکوں کو یہ بھی خبر نہ تھی کہ ہماری ہمسایہ ریاستیں کس تیاری میں مصروف ہیں اور انکی فوجی طاقت کس پایہ تک پہنچگئی ہے - اس غفلت اور کوتاہ اندیشی کا نتیجہ وہی ہوا ' جو ہونا تھا - اب آپ فرمائیں کہ اگر اس صورت میں ہمارے ہندوستانی مسلمان مرمرا کر دو تین کروڑ روپیہ بطریق قرض حسنہ یا نامید مدافعہ گورنمنٹ ترکی کے نذر کردیں تو کیا نتیجہ اسپر مرتب ہوگا ؟ کیا یہ روپیہ انکو خواب غفلت سے بیدار کردیگا ؟ اور کیا اس روپیہ سے وہ اسلامی عظمت جسکا رونا آج تمام اسلامی دنیا رو رہی ہے از سر نو یورپ میں قایم ہو سکتی ہے ؟

(۳) مجھکو ترکوں سے تعایب ہمدردی ہے جسکا باعث صرف یہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور نیز اسوقت تک انکا شمار خود مختار قوموں میں ہے - مگر کیا یہ صحیح امر ہے کہ قسطنطنیہ عرش خلافت ہے؟ اور سلطان روم (خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ) خلیفۃ المسلمین ہیں ؟ میرا عقیدہ تو یہ ہے (اور اگر اسکی خلاف کوئی معقول دلیل موجود ہے تو میں یہ عقیدہ بدلنے کے لئے تیار ہوں) کہ جناب پیغمبر خدا صلعم کی وفات کے بعد صرف تیس سال تک خلافت قایم رہی ' بعد ازاں سلطنت قایم ہوگئی ' آخری خلیفہ حضرت امام حسن علیہ السلام ہوے اور اسلامی دنیا میں پہلا پادشاہ حضرت معاویہ - پس اصل مراد خلافت مدینہ منورہ تھا - جب یہاں مسلمانوں کے ہاتھہ سے خلافت کا خاتمہ ہوا تو پھر ایک نئی قسم کی خلافت سلطنت کے رنگ میں مختلف مقامات میں جلوہگر ہوئی - ترک بادشاہوں نے دور شمشیر سلطنت قایم کرلینے کے بعد ایک خاص موقعہ پر اپنے آپ کو عباسی خلافت کا وارث بنالیا - یہ خلافت بہر حال اوس خلافت سے بالکل مختلف تھی جو پیغمبر خدا صلعم کی وفات کے بعد مدینہ منورہ میں قایم ہوئی تھی - پس اگر یہ خلافت وہ خلافت نہیں تو پھر اس خلافت سے مراد کیا ہے ؟ کعبہ کی حفاظت خدائے تعالی کے اختیار میں ہے ' اسوقت تک ترکوں کی تلوار نے اسے محفوظ نہیں رکھا - غیر دوموں نے اگر اسوقت تک کعبہ مقدس کا رخ نہیں کیا تو اسکا دعوی یا تو یہ ہے کہ وہ عام اسلامی جوش جہاد سے خائف ہیں اور یا یہ کہ وہ اس رنگسداری سے اپنی قوت کو اپنی توجہ کے لائق نہیں سمجھتے - بہر حال اگر کسی مخالف قوم نے کبھی اسطرف توجہ کی تو خدا خود اپنی گھر کی حفاظت کے لئے کافی ہے - جو انجام اصحاب فیل کا ہوا وہی انجام غالباً اوس فوج کا بھی ہوگا -

خاکسار
محمد احتشام الحق

مسئلۂ تعطیل جمعہ

— * —

مسٹر غزنوی کے سوال کا گورنمنٹ کی طرف سے جو جواب دیا گیا اسکے بعد تعطیل جمعہ (نصف روز کی) ضرورت ہے یا نہیں ؟

— * —

مسلمان ایک مدت سے اس بات کو محسوس کرتے تھے کہ جمعہ کے دن سرکاری عدالتوں کے کھلے رہنے سے مسلمان ملازموں کو عملاً ایک فرض مذہبی کے ادا کرنے سے باز رہنا پڑتا ہے - چنانچہ ایک دو سال سے اسکے متعلق مسلمانوں نے کوشش شروع کی ' اور مسٹر غزنوی کی تحریک و سعی سے گورنمنٹ بنگال نے دو گھنٹہ کی چھٹی منظور کرلی - حال میں مسٹر عزنوی کے سوال پر گورنمنٹ کے ممبر نے کونسل میں کہا کہ گورنمنٹ یہ خوشی اسبات کو منظور کریگی کہ جو مسلمان ملازم جمعہ کے ادا کرنے کے لیے چھٹی طلب کرے ' اسکو اجازت دیدی جاے -

اس کارروائی سے دیکھوں کو یہ خیال پیدا ہوکر اطمینان ہوگیا ہے کہ اب جمعہ کی تعطیل (نصف روز) کی تحریک کی ضرورت نہیں رہی - لیکن بہت سے لوگ ایسے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ اس کارروائی نے عملی مسئلۂ کو حل نہیں کیا ' گورنمنٹ کے طرف سے جو جواب دیا گیا ہے ' اسکا مطلب بظاہر یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان ملازم ' اپنے افسر سے جمعہ کے دن نماز کے لیے چھٹی طلب کریگا تو وہ اسکو چھٹی دیدیگا - لیکن یہ اجازت اور دو گھنٹہ کی عام تعطیل ' دو مختلف باتیں ہیں -

اجازت کے حکم کا منشا یہ ہے کہ ہر ملازم کو ہر دفعہ جمعہ کے دن - اجازت طلب کرنی پڑیگی - اس صورت میں ظاہر ہے کہ خاص خاص حالات میں اکثر ملازموں کو خود اجازت طلب کرنے میں تامل ہوگا - مثلاً جب وہ دیکھیگا کہ اسکا افسر مسلمان نہیں ہے ' اور اسکو کسکی مذہبی یا دینی کی نسبت ' دفتر کے کام کے پورا ہونے کا زیادہ لحاظ ہے ' تو اس صورت میں گو ملازم کو یہ یقین ہوگا کہ اجازت دے ہر حال مل جائیگی ' تاہم اسکو بار بار اجازت طلب کرنے میں پھر بھی تامل ہوگا - بخلاف اسکے اگر یہ معلوم ہو کہ مسلمانوں کو جمعہ کے دن ۲ - گھنٹے کی عام اجازت ہے ' تو بے تکلف ہر شخص اس اجازت سے مستفیض ہو سکیگا -

اسکے علاوہ مسلمانوں کی اصلی خواہش یہ ہے کہ یہ دو گھنٹہ کی چھٹی مسلمان ملازموں کے ساتھہ مخصوص نہ رہے ' بلکہ عام طور پر جمعہ کے دن آدھے دن کی تعطیل دیدی جاے - اسلیے کہ اگر یہ تعطیل مسلمانوں کے ساتھہ مخصوص رہی تو مسلمان ملازموں کو یہ اندیشہ رہیگا کہ غیر مسلمان افسر ہمیشہ مسلمان ملازموں کو اپنی ماتحتی میں لینا پسند نہ کرینگے - کیونکہ ان کو ہمیشہ یہ نظر آیگا کہ ہر آٹھویں دن ایسے ملازموں کی وجہ سے سرکاری کاموں کے انجام دینے میں دو گھنٹے ضائع ہوجاتے ہیں -

ان وجوہ کی بنا پر ' ہم تمام اسلامی اخبارات اور اہل الراے حضرات سے مستدعی ہیں کہ وہ بہ تفصیل و توضیح اس امر کے متعلق اپنی راے کا اظہار کریں ' کہ آیا گورنمنٹ کی موقف اور محتاج الاعادۃ اجازت پر قناعت کرلینی چاہیے یا عام تعطیل کے لیے درخواست کرنی چاہیے ؟

اور یہ ' کہ اسپر اتفاق کرنا چاہیے کہ یہ نصف روزہ تعطیل مسلمانوں کے ساتھہ مخصوص رہے ' یا عام کردی جاے ؟

شبلی نعمانی - لکھنو

مذکرۂ علمیہ

الحیات

علم الحیات پر ایک خطبۂ علمیہ

اور

اکتشافات حدیثہ کے بعض نتائج مہمہ

— * —

(۲)

— * —

پچاس سال ہوے کہ (ٹامس گریہمؒ) نے حالت ہلامیہ میں مادے کے خواص پر اپنے ملاحظات شائع کیے تھے - یہی ملاحظات ہیں جو علم الحیات کے عصر جدید کا دیباچہ ثابت ہوے -

ذی حیات مادوں کے خواص کے سمجھنے میں ان سے بیحد مدد ملی - ہمارے عملیات طبیعیہ و کیمیاویہ جس قدر ترقی کرتے جاتے ہیں ' اسی قدر ہم کو یقین ہوتا جاتا ہے کہ طبیعی و کیمیاوی حیثیت سے ذی حیات مادے ' حیات ہی کی طرح ہیں - ذی حیات مادے ہمیشہ سیال شکل احتیار کرکے رہتے ہیں - اس سیال شکل میں ہلامیات کے علاوہ بلور نما اجسام بھی ہوتے ہیں ' جو کبھی ہلامی ذرات سے متصل ہوتے ہیں اور کبھی غیر متصل -

ہلامیات اور بلور نما اجسام سے مرکب ذی روح مادوں کے گرد ' ایک جھلی سی ہوتی ہے ' - یہ جھلی اکثر ہلامیات کی ہوتی ہے اور کبھی اسکے ساتھ ایک روغنی طبقہ بھی ہوتا ہے - یہ جھلی گو سیال ہلامی اور ایک دوسرے سیال میں حائل ہوتی ہے مگر تاہم ان دونوں سیالوں میں باہم برابر مبادلہ ہوتا رہتا ہے - سیال ہلامی سے پرٹوپلاسم (۱) نامی ایک شے پیدا ہوتی ہے - پرٹوپلاسم میں چند اور جھلیاں بھی ہوتی ہیں - ان جھلیوں میں بسا اوقات ایسے طبیعی یا کیمیاوی صفات پائے جاتے ہیں ' جن کی بدولت بعض مادوں کا پرٹوپلاسم کی صورت میں منتقل ہوجانا ' یا اس سے بالکل نکل آنا ' نہایت آسان ہوجاتا ہے -

ان طبیعی حالات میں پیدا ہونے والے تغیرات ' اور ان تغیرات کا مجموعہ ' جو پرٹوپلاسم میں پیدا ہونے والے کیمیاوی اسباب کا نتیجہ ہوتے ہیں ' انکی تمثیل و عدم تمثیل کا باعث ہوتا ہے - جنکے مماثل تغیرات ' خارج از جسم بھی طبیعی یا کیمیاوی ذرائع سے پیدا کیے جا سکتے ہیں -

یہ صحیح ہے کہ تحول و انتقال کے ان تمام درمیانی دوروں کا استیعاب ہم نے نہیں کیا ہے ' جنمیں سے جسم میں داخل ہونے والے مادوں کو گزرنا پڑتا ہے ' لیکن جب تک کہ تغیرات کا حاصل یہی ابتدائی دور اور یہی انتہائی نتائج ہونگے (بشرطیکہ انکی رفتار طبیعی و کیمیاوی قوانین کے مطابق ہو) اسوقت تک ہم کو اس نتیجے کے نکالنے کا حق ہے کہ ذی حیات مادوں کے تغیرات کے اسباب بھی وہی معمولی کیمیاوی و طبیعی اسباب ہیں -

نمو و توالد جمادات و مادہ ہاے ذی حیات

ممکن ہے کہ کوئی شخص کہے کہ مادہ ہاے ذی حیات اور جمادات میں مابہ الامتیاز ' صرف اول الذکر کا نمو اور توالد ہے - ایسا ہمیشہ کہا جاتا ہے ' مگر میرے عقیدے میں شاید ہی کوئی دعوی اس خیال سے زیادہ غلط اور بے اثر ہو - تحقیقات قدیمہ اور تجارب حالیہ نے کامل طور پر ثابت کردیا ہے کہ جمادات میں بھی نباتات و حیوانات کی طرح قوت نشو و نمو موجود ہے ' اور رفتار نمو کی سستی و تیزی کے سوا کوئی شے نہیں ' جو دونوں میں مابہ الامتیاز ہو - گھڑی کے دائرے میں منٹوں کی سوئی چکر لگاتی ہوئی نظر آتی ہے لیکن مدت کے لمبے ٹکڑے پر جب تک نہایت غور کے ساتھ نظر نہ جمائی جاے ' اسکی حرکت محسوس نہیں ہوتی - پھر گھنٹے کا کانٹا تو بالکل ساکن و جامد اور غیر متحرک محض نظر آتا ہے ' اور با وجود اسکی حرکت کے علم یقینی کے ' کوئی نظر اسکی حرکت کو محسوس نہیں کر سکتی - پھر کیا ہم میں کوئی شخص بھی ایسے طیار ہے کہ گھڑی کی صدیہ کی چھوٹی سوئی کی حرکت کو تسلیم کرے ' مگر لمبے کانٹوں کی حرکت سے انکار کردے ؟

یہی حال مخلوقات عالم کی نشو و نما کی رفتار کا ہے - بعض نہایت سریع السیر ہیں اور اسلیے انکی قوت نمو کو ہر نظر محسوس کرتی ہے - بعض اس سے کم سریع ہیں ' اور انکا مشاہدہ زیادہ غور کا محتاج ہے - آخری درجہ جمادات کی نشو و نما کا ہے ' کہ انکی حرکت گھنٹے کی سوئی کی طرح نہایت بطی السیر ' اور دیر رفتار ہے ' اور بعیر ایک معتد بہ وقت کے گذرے اور اسکے خالۂ رفتار کے درجوں پر نظر رکھکر مقابلہ کرے ' کسی طرح اسکا اندازہ نہیں کیا جا سکتا -

جمادات میں عدم نمو کی تعلیط کے لیے میں یہاں (بلورات غیر آلیہ) کی مثال کافی سمجھتا ہوں : (آلیہ اور غیر آلیہ کی تشریح گذشتہ نمبر میں گذر چکی ہے)

(بلورات غیر آلیہ) گو اگر انکی ضرورتی غذا ملتی رہے تو انمیں بھی توالد و تکاثر ہوتا ہے - انکے مختلف اصناف ہیں ' اور ہر صنف کے نمو کی ایک خاص حد ہے - ان بلورات کا نمو جب اس حد خاص تک پہنچ جاتا ہے تو پھر مثل حیوانات کے قد کے ' انکے حجم میں زیادتی نہیں ہوتی بلکہ نئے بلور پیدا ہونے لگتے ہیں - یہ بھی دریافت ہوا ہے کہ جب بلور ... اصطناعیہ وسط مناسب میں رکھے جاتے ہیں ' تو انمیں بھی نمو ہوتا ہے ' اور انکے نمو اور ذی روح مادوں کے نمو میں حیرت انگیز مشابہت ہوتی ہے -

جمادات میں توالد بالتناسل

جمادات میں توالد بالتناسل کا انکار بھی صحیح نہیں - دریائی تریتا کے متعلق (لوئیب) کے مباحث نے ثابت کردیا ہے کہ

---

(۱) آگے چلکر (حلایا) اور (حلیہ) کا لفظ آے گا ' اسلیے ان دونوں اصطلاحوں کی حقیقت سمجھ لینی چاہیے - حیوانات اور نباتات کے اصل حیات کی ابتدائی تکوین ایک جرد لیبی تھیلی سے ہوتی ہے ' جو اسقدر دقیق ہے کہ بغیر آلۂ جرد بیں (مکرسکوپ) کے نظر نہیں آسکتی - اسکے اندر ایک متحرک سیال مادہ مثل ایک لعابی مادے کے ہوتا ہے - اسی کو انگریزی میں Protoplasm پروٹوپلاسم کہتے ہیں - افسوس کہ اسکے لیے سردست ہم کوئی اصطلاح وضع نہ کرسکے ' اور نہ کوئی عربی لفظ احکل کے مراجم حدیثۂ عربیہ میں ملا -

اسی سیال مادے میں ایک اور جامد مثل گٹھلی کے تیرتی ہوئی نمودار ہوتی ہے ' اور اسی سے ہر ذاتی و حیوانیہ جنس کی تکوین ہوتی ہے - یہی گٹھلی ہے ' جسکے لیے عربی لفظ (نواۃ) ہم نے مجمع ... میں حاجیا استعمال کیا ہے -

اندرں کی تلقیح (۱) جسکا شمار اب تک حیات کے مخصوصات میں تھا ' کسي ایسے دي حیات مادے سے نہیں ہوتي' جو نر سے منتقل ہو کے آتا ہو - اعصاب ' انسجہ ' اعضاء ' مختصراً یہ کہ تمام جنین کي تیاري نر کے حواتم کے بدلے ایک بسیط کیمیاري مادہ کے ذریعہ سے ممکن ہے - اور کبھي اسکي بھی ضرورت نہیں ہوتي بلکہ صرف صنعتیقي (یعنے میکانک کے آلات کے ذریعہ) یا کہر بائي ذریعہ سے حرکت و ابتداء اسکے لیے کافی ہوتی ہے -

دي حیات مادے کي ترکیب ممکن ہے

شروع میں علماء کیمیا کا یہ خیال تھا کہ دي حیات مادوں کی ترکیب وقت و اتفاق میں انتہائي نقطہ پر ہے' اور اسکا اندازہ صحیح مستبعد ہے - اسلیے وہ یقین کرتے تھے کہ دي حیات مادے کی ترکیب ممکن نہیں - مگر اب ہم اس رائے کے رکھنے پر مجبور نہیں ہیں - اپکو معلوم ہو چکا ہے کہ حیات کی اولین شکل ایک مادۂ خورد بیني (۲) ہے' جو ایک مجموعۂ ذرات' اور بعض حالتوں میں کسی خاص شکل سے متشکل ہوتا ہے - وہ طروف حیات کے تمام حلایا میں تغذیہ و توالد کا سے سب سے بڑا ذریعہ ' اور اس درجہ اہم درجہ رکھتا ہے کہ بیجا نہیں' اگر ارباب کیمیا اُسے حلایا کا حلاصۂ حیات قرار دیں -

اس مادۂ خورد بیني کو (ذرات) کے لفظ سے یاد کرتے ہیں -

موسیو موشیر' اُس کی پیروی میں پروفیسر کرسل' اور اسکے تلامذہ کے مباحث نے یہ ثابت کردیا ہے کہ ذرات کی ترکیب کیمیاوی غیر معمولی درجہ کي نہیں ہے - اسلیے ہم کو امید ہے کہ ایک دن انسان اس مادے کو بھی بنا سکیگا جو ذرات کا مایۂ ممیز ہے - یہ کہنا صحیح نہیں کہ اعمال و افعال کے باب میں ذرات کی ترکیب کیمیاوي کي جگہ اسکي شکل کو اہمیت حاصل ہے ' کیونکہ وہ تمام لوگ جو مباحث میں خورد بین سے مدد لیتے رہتے ہیں ' جانتے ہیں کہ ذرات کي شکلیں بیحد مختلف ہیں اور نہ صرف مختلف ہیں بلکہ بعض ذرات کی تو کوئی خاص شکل ہی نہیں ہوتی - صرف پروٹوپلاسم میں پراگندہ ذرات کی شکل میں موجود ہوتا ہے - اس سے میرا مقصد یہ نہیں کہ ذرات کی شکل اور اسکے تغیرات غیر اہم ہیں ' بلکہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ذرات کی شکل اسے اعمال و افعال کا مبدی و اساس نہیں ہیں - یہ ایک مسلم واقعہ ہے کہ وہ مادہ جو معمولی حلایا میں آپے ذرات کی شکل اختیار کرلیتا ہے ' بعض بسیط دي حیات مادوں میں بالکل ترقی یافتہ دي حیات مادوں کی طرح مراحل طبیعی اتمام دیتا ہے' حالانکہ اتمام عمل حلایا کا کوئی وجود نہیں ہوتا -

ترکیب حیات کی تردید کیماوی

دي حیات مادوں کے عناصر قوام کی تعداد محتصر ہے - انمیں چار عنصر یعنی کربن ' ہیدروجن ' آکسیجین ' اور نیٹروجن تو ہمیشہ ہوتے ہیں - ان عناصر اربعہ کے ساتھ فاسفورس بھی ضرور ہوتا ہے - فاسفورس نر پروٹوپلاسم اور مادہ توالد ' دونوں میں ہوتا ہے مگر مقدم الذکر میں کم ' اور موخر الذکر میں زیادہ -

تحارب سے معلوم ہوتا ہے کہ شاذ حالتوں کے علاوہ تمام مظاہر حیات کے لیے کم از کم ۷۰ - فی صدي پانی کی ضرورت ہے ' لیس بقاء زندگی کے لیے اتنے پانی کی ضرورت نہیں - چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ اگر بالکل نہیں تو ایک بڑي مقدار میں پانی نکلجانے کے بعد بھی بعض دي حیات مادوں کی زندگی میں کوئی فرق نہیں آیا -

پانی کی طرح بعض نمک ہاے غیر آلدہ کا وجود بھی ضروري ہے - ان نمکوں میں مقدم تریں نمک ' کلورڈ سوڈیم اور بعض نمک ہاے کلسیم ' پوٹاشیم ' اور آہن ہے - انھی تین عنصروں سے حیات کے مرکب کا قوام ہے -

امکان تولد ذاتي

اس تفصیل سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ مادہ ہاے حیات کی تولد یا بالفاظ دیگر تولید حیات محال نہیں ہے ' جیسا کہ اب تک سمجھا جاتا ہے -

(نیز) کے تحارب کے بعد سے دي حیات خورد بیني مادوں میں تولد ذاتي کا قائل اب بہت معدودے چند اشخاص کے اور کوئي نہیں -

جہاں تک علم عام ہے ' مشاہیر ارباب علم میں ڈاکٹر سٹیں کے علاوہ اور کوئی شخص اب قدیم عقیدہ پر قائم نہیں' مگر ڈاکٹر موصوف بھي اپنے متعدد تحارب کے احرا اور مقالات و کتب کی اشاعت کے باوجود اب تک اپنی رائے کی صحت لوگوں سے تسلیم نہیں کراسکے - پھر نوع میں تحارب نیز کے نتائج کو مانتا ہوں - اسوقت تک جو دلائل پیش کیے گئے ہیں اگر انمیں شک ہے تو کوئی مضائقہ نہیں' تجربے اور مشاہدے کي مدرل اجري جب تک روشنی نہ ہو ' اس سعر علم میں ہمیشہ شکوک سے دو چار ہونا پڑتا ہے ' لیکن ساتھ ہي اس شک کو اصل امر کے اعتراف سے مانع نہ ہونا چاہیے - یہ تسلیم کرلینا چاہئے کہ غیر دي حیات مادوں سے دي حیات مادوں کی تولید ممکن ہے -

حیات نتیجہ نشو و ارتقاء ہے

انسان نے اپنے دور وحشت اور تمدن ' دونوں میں ہمیشہ یہ عقیدہ رکھا ہے کہ " حیات کا فیضان مادے میں نہیں بلکہ ماورء الطبیعہ مبدء سے ہے" لیکن اس وقت ہمارا دائرہ' معلومات و تجسس ہے' اعتقاد نہیں ہے' نہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ اعتقاد بصورت ایک دعوے کے ہے مگر کسی علمی بنیاد پر قائم نہیں اور نہ سلسلے علمی دنیا میں واجب التسلیم نہیں ہو سکتا - ہمکو یہ اعتقاد رکھنے اور نہ

---

(۱) تلقیح سے مقصود نطفۂ حیوانات کي وہ حالت ہے ' جب وہ بیضۂ رحم اُناث کے ساتھ ملتا ہے -

(۲) انگریزي میں ایک اصطلاحي اسم ہے : مائي کروب Microbe یعنے وہ نہایت دقیق اور مثل ذرات کے حراثیم نباتاتي و حیواني ' جو تمام فضائے ارضي میں پھیلے ہوے ہیں اور کوئي جگہ نہیں جو انسے خالي ہو - علوم حدیثہ کا یہ ایک عظیم الشان اکتشاف ہے ' اور اسنے علم تشریح و حیات اور علم الجو و الہوا میں ایک عجیب انقلاب پیدا کردیا ہے - سب سے پہلے ان حراثیم کو ایک فرانسیسي مکتشف پروفیسر (پاستر) نے دریافت کیا تھا ' اور في الحقیقت اُس نے عالم انسانیت کي سب سے بڑي خدمت انجام دي - ان حشراثیم کا حجم اسقدر دقیق ہوتا ہے کہ دھوپ میں نظر آنے والے ذرات بھي انکے مقابلے میں نہایت کبیر الحجم ہیں - انکو جسم غیر مسلح (یعنے بغیر آلات مصنوعي کے) نہیں دیکھ سکتے ' اسلیے انکے دیکھنے کیلیے ایک نہایت قوي المنظر آلہ مائي کراسکوپ Microscob ایجاد کیا گیا ہے ' جسکے لیے بہت عمدہ لفظ ہمارے یہاں خورد بین کا رائج ہوگیا ہے - انگریزي میں ان حشراثیم کو مائي کروب کہتے ہیں ' اور آجکل عربي میں بھي یہي لفظ میکروب کے لہجہ میں رائج ہوگیا ہے - مگر ہم نے اسکي جگہ (خورد بیني حشراثیم) کا لفظ وضع کیا -

اسي طرح ہر چیز جو خورد بین ہي کے ذریعہ نظر آتي ہو ' اور نہایت دقیق الحجم ہو ' خورد بیني کي ترکیب سے موسوم کي جاسکتي ہے - یہاں (مادۂ خورد بیني) سے ترکیبی حیات نباتاني و حیواني کي وہ ابتدائي شکل مراد ہے ' جو بصورت ایک گٹھلي کے پروٹوپلاسم میں پیدا ہوتي ہے اور نشوي رہتي ہے - احکاک عربي کے تراجم علمیہ میں اسکو (نواۃ) کہتے ہیں اور یہي لفظ ہم نے بھي اختیار کیا ہے - یہ کوئي اصطلاح نہیں ہے بلکہ گٹھلي کو عربي میں نواۃ کہتے ہیں -

یہ گٹھلي بھي اسقدر جھوٹي اور دقیق ہے کہ بعض خورد بینوں کے نظر نہیں آسکتي - اسي لئے اسکو مادۂ خورد بیني کہنا چاہیے -

چونکہ خوردبینوں کے ذکر میں غالباً علم حراثیم خورد بیني کا ذکر آگیا ہے اسلیے چند اغلاط اسی موقع پر لکھدیے گئے -

مقالات

حیات کا وجود ایسے اسباب سے ہے ' جو کائنات میں مادے کی گونہ گوں شکلوں کے اسباب کے شمائل ہیں اور بالفاظ دیگر حیات کا وجود بھی قانون ارتقاء تدریجی سے ہوا ہے -

بعض جلیل القدر علماء کا خیال ہے کہ حیات کرۂ ارض پر پیدا نہیں ہوئی بلکہ کسی ستارے سے آئی ہے ' اور عجب نہیں کہ حاضرین میں سے بعض حضرات کو وہ مناقشہ یاد ہو ' جو اس مجمع کے اجلاس سنہ ۱۸۷۱ - منعقدہ ایڈنبرا کے خطبۂ رئیسیہ میں سر (ولیم تامسن) کے ایک اعلان پر ہوا تھا ' جبکہ معلم موصوف نے کہا تھا کہ حیات کرۂ ارض میں ذوات الاذناب (دمدارستارے) کے ذریعہ سے آئی اور اسی سے حیوانات میں زندگی پیدا ہوئی !

اس رائے پر مختلف و متعدد اعتراضات ہوئے تھے جنمیں سے بعض کا جواب آسان نہ تھا - ایک شخص نے اعتراض کیا تھا کہ زمین سے قریب ترین نظام شمسی تک پہنچنے کے لیے ذوات الاذناب کو ۶۰ - ملیں سال کا زمانہ چاہیے ' اور اس نظام کے قریب ترین سیارے سے زمین تک آنے کے لیے ۱۵۰ - سو ملیں سال - جب وہ ارض کے حوالے سے گزرینگے ' تو انمیں اس حرکت و احتکاک (رگڑ) سے اسد شدید حرارت پیدا ہو جائیگی -

پس اولاً یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ جراثیم حیات اسقدر طویل مدت تک کیونکر زندہ رہے ؟ اور اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ وہ زندہ رہے تو انہوں نے وہ حرارت کیونکر برداشت کی جسکو کوئی بھی حیات برداشت نہیں کرسکتا ؟

بعض علما نے ایک اور رائے اسی کے قریب قریب ظاہر کی ہے - وہ کہتے ہیں کہ عالما جراثیم حیات اس غبار دخانی میں موجود ہیں ' جو بصاء نجوم میں پھیلے ہوئے ہیں - اور پھر ذوات الاذناب کی طرح گرم ہوکے بعیر زمین پر گرپڑے - آر - ہیدوس کا یہی مذہب ہے - وہ کہتا ہے کہ اگر جراثیم حیات اسی قسم کی شعاعوں کے ذریعہ سے ایتھر میں واپس کردیے جائیں ' تو انکو زمین سے قریب ترین نظام شمسی تک پہنچنے میں ۹ - ہزار سال ' اور مریخ تک پہنچنے میں بیس دن لگینگے -

یہ مذاہب مسئلہ نشو حیات کے حل کو قریب کرنے کے بدلے کائنات کے ایسے گوشے میں پہنچا دیتے ہیں ' جہاں تک شاید ہماری رسائی نہ ہوسکے ' اور ہم کو اسکا اعتراف کرنے کیلیے اپنے حد فہم و ادراک سے ماورا کوئی سطح تلاش کرنی پڑے -

اگر ان مذاہب کے آگے سر تسلیم خم کردیا جائے ' تو اسکے یہ معنے ہونگے کہ کرۂ ارض کو ہمکر نشو حیات کا کوئی عام نہیں اور نہ ہوسکتا ہے - اسمیں شک نہیں کہ بدقسمتی سے اسکا جزء اول صحیح ہے ' مگر ہم کو امید ہے کہ جزء دوم صحیح ثابت نہ ہوگا -

جب ہم مادۂ ارضی کے ان قوا کے نشو و ارتقاء پر غور کرتے ہیں ' جن کا اسوقت تک ہم کو علم ہوا ہے تو ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ ان مذاہب کو غیرممکن سمجھنا ہمارے لیے جائز نہیں بلکہ ضروری ہے - کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اصول نشو و ارتقاء کے ذریعہ سے اس مسئلہ کا حل ان مذاہب کے حل سے بسیاً قریب ہے اور عالم حادثہ اسکی تصدیق و توثیق کے معاون ہیں - ہم تسلیم کرلے سکتے ہیں کہ کرۂ ارض کے علاوہ کسی اور گوشے میں

حلال و صلیب

اور

مستقبل الاسلام

— * —

از مسٹر مہیر حسن قدوائی بیرسٹرایٹ لا (لکھنو)

— * —

حضرت مولانا ! تسلیم - لکھنو گیا اور معلوم ہوا کہ آپ کئی روز ہوئے تشریف لیگئے -

اب یہ جائے حیات کا قیام کہاں ہے ؟ چلئے ایڈریانوپل بھی گیا - صاحب بھی سمجھیے کہ ہوہی گئی - میں چار ماہ پیشتر ہی اپنے دوست سہروردی کو لکھ چکا تھا کہ یورپ سے اسلام نکل گیا - ویسا ہی ہوا - اور ابھی کیا ہے - جیسا میں نے مولانا ہاری صاحب کو لکھا ہے ' ان دو دنوں میں مسلمانوں پر سنگین ترین مشکلات اور حادثات کا ہجوم گزرا ' لیکن آئندہ دو برس میں جو واقعات ظاہر ہونگے ' اونکے مقابلے میں یہ بھی گرد ہو جاوینگے -

مسلمانوں کی آخری لڑائی ہو چکی - عیسائیوں نے اونکو شکست دی - اور شکست بھی فاش - لیکن ابھی ایک آخری معرکہ عیسائیت کو اسلام سے کرنا باقی ہے - وہ بھی ہوکر رہیگا ' اور صحیح یہ ہے کہ ہو چکا - اس معرکہ میں بھی اگر مسلمان عامل رہے تو یہی نتیجہ ہوگا جو ہوا ' بلکہ اس سے بھی بدتر -

اسلام کی زندگی

کیا ہماری زندگی سے وابستہ ہے ؟

میں یہ نہیں کہتا کہ اس معرکہ کے بعد اسلام فنا ہو جائیگا - نہیں ' اسلام کبھی بھی فنا نہ ہوگا - آفتاب فنا ہو جائیگا - مہتاب فنا ہو جائیگا ' مگر نور اسلام چمکتا رہیگا - اسلام باوجود مسلمانوں کے شکست کھانے کے بھی زندہ رہا ہے - اور اگر مسلمان اسلام کو چھوڑ بھی دیں ' تب بھی اسلام فنا نہ ہوگا - خدا ضرور کوئی دوسری قوم پیدا کریگا جو اوسکے نام اور اوسکے اسلام کی عزت کو برقرار رکھے - بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کا مٹ جانا ہی شاید اسلام کے لئے مفید ہوگا - اب وہ کون ہے جو اس پر گزیدہ مذہب کو بدنام کر رہا ہے ؟ وہ کون ہے جو دوسروں کو نکتہ چیں طعنہ زنی کا موقع دیتا ہے ؟ کسنے اسے یورپ سے نکلوایا ؟ کسنے اسکو موجک لنڈن سے تشبیہ دلائی کہ جسقدر تاریکی ہو اسی قدر وہ کھلتا ہے ' اور جہاں روشنی ہوئی ' جہاں تہذیب ہوئی ' بس وہ مٹ کر رہتا ہے ؟ یہ سب اس زمانہ کے مسلمانوں ہی کی بدولت اسلام نے سنا ' ورنہ اسلام تو تاریک سے تاریک مقام کو نور روشن سے روشن تر کر

[بقیہ پہلے کالم کا]

بھی حیات کا وجود ہو ' مگر ہمارا کرۂ ارضی اپنے ہر ذرہ میں جو طبیعی قوت نشو و نما رکھتا ہے ' ظاہر ہوگا ' اگر اسکو دوسرے کروں سے حیات مستعار لینے کا محتاج قرار دیا جائے - جبکہ نشو و ارتقا کا قانون ہر شی حادث میں ہے ' تو پھر اصل حادث کو اس قدرتی قانون کا نتیجہ قرار دینے میں کونسی مشکل درپیش ہے ؟

چکا ہے - وہ تو ربع مسکون پر تہذیب و علم کا علم بلند کر چکا ہے وہ تو تمام معلوم مذاہب کو لحاق کا سبق دے چکا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اسلام کے لیے کچھ نہیں کر سکتے تو ہمکو چاہیے کہ ہم فوراً ایسا مذہب اختیار کرلیں جسکی پابندی کر سکیں - جو اسقدر ارفع نہ ہو جسقدر کہ اسلام ہے - مسلمانوں کا عیسائی ہونا انسان اور صانع کی پرستش کرنا اچھا ہے بنسبت اسکے کہ وہ اپنے افعال اور اعمال سے خدائے اسلام کو بدنام کریں - اور خدائے لا شریک کی عبادت سے لوگوں کی طبیعتوں کو ' اپنے اپنے دلیل حالت پیش کرکے ' پھیر دیں -

مسلمانوں کی زندگی

بغیر روح اسلامی کے ممکن نہیں

یا پھر کمر ہمت چست کریں ' اور سچے اور پکے مسلمان بنیں

مجھے یقین واثق ہے کہ اگر مسلمان مسلمان ہو جائیں ' تو پھر وہ اوس عروج اور مرتبہ پر پہنچیں بغیر نہ رہیں ' جسپر وہ کبھی پہونچے تھے - اسلام - اسلام - اسلام -

مسلمانوں کے ہر مرض کی دوا اسلام ہے - ہمکو اس مغربی تہذیب کی ضرورت نہیں ہے - ہمکو اس موجودہ مادی تعلیم کی بھی ضرورت نہیں ہے - ہمکو اس نئی معاشرت کی بھی ضرورت نہیں ہے - ہمکو "ترقی یافتہ" ملکی قوانین اور نظام کی بھی ضرورت نہیں - ہم اوس وقت کیا کرے تھے جب ہمارے عریب نبی بادشاہوں کے سامنے اپنے پھٹے کپڑوں میں حاضر ہمیں معوت کرتے تھے ؟ ہم اوس زمانہ میں کیا کرے تھے ' جب ہمارے امیر اونٹ کی مہار پکڑے ' اپنے ملازم کو اوپر سوار کیے ' بیت المقدس کے سے باعظمت اور عمارتوں کے معمور مقام کی فتح کے لیے داخل شہر ہوتے تھے ؟ ہم اوس وقت کیا کرے تھے ' جب ہمارا ہر فرد زہد خدا میں معتاز تھا - جب ہم میں سے کسی کو ملک میں احتیاج نہ ہوتی تھی ' بلکہ کل ملک کا خراج ہمارے بیت المال کو ملتا تھا ؟ جب ہم خرمے پر زندگی آسودگی سے بسر کرتے تھے ' اور جب ہم علم کی بنیاد اخلاق اور روحانیت پر رکھتے تھے ' جس نے ہمیں ایک طرف تو روحانی طاقت سے اوقوام و ملل کو فنا کر دیا تھا ' اور دوسری طرف مادی راحت کی صورتیں چاروں طرف بہم کر لی تھیں -

کیا ہمارے وہ پرانے عمامے اور عبائیں ہمکو چست سے چست کام کرنے میں مانع ہوتی تھیں ؟ کیا ہم ازہیں پہنے ہوئے نو دعائیں اور مراسم اور اسپین تک نہیں پہونچے تھے ؟ کیا ہماری اس قدیم معاشرت نے دنیا کو پاکیزہ و طیبہ اور صاف خوراک نہیں سکھا دیا ؟ کیا حرمت خمر اور اخوت یتیمان و یکساں میں ہمسے کوئی دوسری قوم بڑھسکی تھی ؟ کیا ہمارا سادہ اور قرآنی قانون ہماری ہر ضرورت کے لیے کافی نہیں ہوگیا تھا ؟ کیا اس تمام عالم میں باوجود اس ترقی عقل سیاسی و مادی کے کوئی حکومت ایسی قائم ہو سکی جو مساوات ' حریت ' اخوت کے اصولوں پر اس خوبصورتی اور خوبی سے قائم ہوئی ہو ' جیسی حضرت عمر (رض) کے وقت میں تھی ؟ کیا وہ پورا حق اسلام نے ہمارے نفسوں پر مقرر کردیا تھا ' اوس قدرتی گرفت اور پڑتال کی روک تھام سے کہ زور اور کم اثر تھا جو آج ہمیں مسلط ہے ؟ نہیں - ہم کو پھر نہیں چاہیے سوا اسلام کے - اسلام ! اسلام ! اسلام ! ہمارے ہر مرض کی دوا اسلام - اسلام کا ہمارے اوپر کسقدر احسان ہے ؟ اسلام کا دنیا پر کسقدر احسان ہے ؟ ہم اسلام سے پہلے کیا تھے اور اسلام نے ہمکو کیا بنا دیا ؟ انسان - دنیا اسلام کے پیشتر کیا تھی ؟ تماشہ گاہ - اسلام نے دنیا کو کیا بنا دیا ؟ دارالعلم والعمل - جبتک مسلمان میں اسلام کی محبت رہی - جبتک اونہوں نے اسلام کی سچی اور دلسے پیروی کی ' اوسوقت

یکبگ اونہوں نے زوال نہیں دیکھا ' وہ آپستمیں نہیں لڑے - انہوں نے ظلم نہیں کیا - لیکن جبتک اونکا عقیدہ بنا رہا - جبتک وہ باوجود ذاتی عناد اور نشوی کمزوریوں کے اسلام کے دادادہ رہے - اوسکے اصولوں کا احترام کرتے رہے - اوسوقت تک اونہوں نے نیچا نہیں دیکھا - اسلام نیچا دیکھنے کی چیز ہی نہیں ہے - اوسکی ساخت ہی صانع عالم نے ایسی رکھی ہے کہ ہر چیز سے بالا اور بلند رہے - جس شخص میں اسلام کی روح ہے وہ پست نہیں ہوسکتا - اوسکی گردن کسی کے آگے جھک نہیں سکتی - روحانیت پر کوئی مادی چیز غالب نہیں آسکتی - کیا روح کو کوئی توپ کے گولے سے اڑا سکتا ہے ؟ کیا وہ قوم جسمیں اسلام کی روح ہو توپ و بندوق سے فنا کی جا سکتی ہے ؟ نہیں - مگر چاہیے تو اسلام کی روح - اگر وہ نہیں تو کچھ نہیں - مسلم فلا اسلامی روح کے بدترین انسان ہے - مسلمان اسلامی روح کے ساتھ افضل الناس ہے - میں آیندہ کی عیسائیت اور اسلام کی درمیان معرکہ آرائی کو اپنی دوربین آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں - میری روح اس اندیشہ سے لرز جاتی ہے نہ مبادا اوس وقت بھی مسلمانان عالم اسلامی روح سے معرا نہ ہوں - مسلمانوں میں اگر اسلامی روح نہیں تو وہ کمزوروں سے بھی مغلوب ہوجائینگے - اگر اونمیں اسلامی روح ہے تو وہ کسی طاقت دار قوت سے بھی مغلوب نہ ہونگے

گذشتہ سے سبق

اگلے زمانہ میں جو سبق ملا وہ تاریخی واقعات ہیں - کیا اوس زمانہ کے ترک فرنگ ہر معرکہ میں یہ نہیں ہوا کہ مسلمان تعداد میں کم ' فوجی سازو سامان میں کم - قواعد و ضوابط فوجی سے بے خبر - پھر بھی فتح اونہی کے ہاتھ میں رہتی تھی ؟ وہ کون قوت تھی جو (صلاح) کو ایک ہاتھ میں لیکر دوسرے ہاتھ میں ایک تیغ و تبر اور وہ بکتر سے مسلح جوان کے مقابلہ پر آجائے کیلیے آسانی تھی ؟ اور وہ کون سی قوت تھی جو قتل اسکے کہ عدو کی تلوار اسکے بدن پر گرے ' اسکے تیر نے کمی دشمن کی زرہ بکتر کے پار پہونچ دینی تھی ؟ یہ وہی اسلامی روح کی قوت تھی -

پھر وہ کون قوت تھی جو وقتوں پر وقتوں کے بعد بھی اسلامی معاہدین میں اسقدر روز باقی رہنے دیتی تھی کہ شراب خوار اور لحم الخنزیر سے پر شکم عدیم پر غالب آجائے ؟ وہی اسلامی روح تھی -

اور وہ کون اخلاقی جواب اور اولوالعزمی تھی جو حضرت خالد کو بحالت ایک معمولی سپاہی کے ارمی جان نثاری اور شد دلی پر آمادہ و مستعد رکھتی تھی ' جیسی وہ حیثیت ایک کمانڈر انچیف اور سپہ سالار افواج کے اُن میں تھی ؟ یہ بھی وہی اسلامی روح تھی -

ہماری آنکھوں کے سامنے ایک حسرتناک اور عبرتناک واقعہ یہ پیش آیا کہ عین اوسوقت ' جب عدیم دار السلطنت اسلامی کے دروازے پر ہے ' ایک سپہ سالار اور ایک زبردست جرنیل اڑا گدا ' لیکن اوسکے لیے مادی قوت کی ضرورت پڑی اور اوس دل نے ایسے نازک وقت پر بھی عداوت ذاتی کی آگ بھڑکا دی - اور بقدوں نے اوس عمل کے انتقام کے جوش میں وطن فروشی تک کی ذلت گوارا کرلی - ترکوں پر اس سے زیادہ نازک وقت پھر نہیں سکتا ' جو اسطرف پڑ ' پھر بھی اونمیں ایکا نہ ہوا - پھر بھی وہ ذاتی عداوت کو نہ دبا سکے - سلطنت کا بڑا حصہ ہاتھ سے نکل گیا ' مگر باہمی جنگ و جدل موقوف نہ ہوئی -

مستقبل

اچھا ' اب یہ ہو چکا ہے - بات مسیحت بھی مسلمانوں کے ہاتھ سے گیا - الغانیہ بھی گیا - سکندریہ الغزنیں کا وطن بھی گیا - سلطان

سلیم کا معاہدہ ہی گیا - اور سال بھر کے اندر عرض کرلیجیے کہ قسطنطنیہ کے ہی نکل جانے کا سامان ہوگیا - اب قسطنطنیہ میں ترک اسی وقت تک ہیں' جبتک زار مرحوم زندہ کی مرضی ہے ' یا جبتک انگلستان قسطنطنیہ کا معاہدہ اپنے لیے انعامستان ' ایران یا تقسیم وعدہ کی طرف روس سے نہیں طے کر لیتا - پھر آخر اب کرنا کیا ؟ بس رونا اور کوسنا ' یا کچھ اور بھی ؟ کیا ہم لوگ یہ سمجھکر بیٹھے رہینگے کہ اسلام یورپ سے نکل گیا اور قصہ ختم ہوگیا ؟ کیا ہم اب بھی اسلام کے نام اور مسلمانوں کی عزت کی حفاظت کی ذمہ داری تنہا ترکوں کے اوپر ڈالے رہینگے ؟ اور کیا ہم یہ سمجھتے رہینگے کہ اسلامی روح کے بعد ترک باقی اسلامی مقامات کو اسلام کی حکومت میں محفوظ رکھسکیں گے ؟

مسلمانوں پر یہ نازک ترین وقت ہے - میدان کارزار میں اونہیں شکست ہوئی - لیکن کیا اب اون میں اسلامی روح اسقدر مفقود ہوگئی ہے کہ حمیت اور عزت نہیں باقی رہی ؟ کیا اس اب وہ شکست کو مان کر ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھ جاوینگے ؟ کیا روس کی چالوں پر اونہوں نے کبھی غور نہیں کیا ؟ کیا اونکی نظر اسقدر خیرہ ہوگئی ہے کہ اونہوں نے اوس واقعہ کو بھی نہیں دیکھا ' جو ایڈرنا دوبل کی فتح کی خبریں سنکر ڈیومائے روس (Duma) کے ایسے موقر اور ذمہ دار جماعت نے خوشی سے دیوانہ کیا ؟ یا ارمینیا اور شام اور یمن اور مصر میں فساد کی جڑیں باقی نہیں ہیں ؟

آخری فیصلے کا وقت

اب وقت آگیا ہے نہ صرف ترکوں کو ' بلکہ مسلمانان عالم کو یہ طے کرلینا ہے کہ وہ کسی مقام پر حاتم اعلی بنکر رہینگے یا نہیں ؟

ترک تنہا اگر چاہیں بھی ' تب بھی ممکن نہیں ہے کہ وہ حاکم اعلی رہیں - دراسی مدت داریوں نے اس جنگ بلقان میں عملاً یہ دکھا دیا کہ ترک تنہا ہرگز مسلمانوں کی عزت و یادگار برقرار نہیں رکھسکتے -

اب اس جنگ کے بعد تو اور بھی مشکل ہوگیا - قرنوں سے بڑا حصہ ملک کا نکل گیا اور اونکے دافع آمدنی کم ہوگئے -

چھ عیسائی طاقتور قرنیں نہیں - اب متحدہ قوت بلقان ایک اور قرنی کی دشمن جان پیدا ہوگئی -

سیاست دانوں کو معلوم ہے کہ انگلستان کی سی وسیلہ ملک اور وسیع الدائرہ سلطنت کو اپنی بحری قوت کے صرف دو سلطنتوں کے برابر رہنے میں بھی ایڑی تک پسینہ لانا پڑتا ہے - پھر ترکوں سے یہ کیسے توقع ہوسکے کہ وہ اپنی دھرتی اور دریا ' دونوں قرنوں کو چھ سات زبردست قوتوں کے برابر رکھسکیں گے ؟

ظاہر ہے کہ ترک اب کسی دوسری سلطنت پر بھروسہ نہیں کرسکتے - پھر آخر وہ تنہا کیسے مسلمانوں کی عزت کے برقرار رکھنے کی ذمہ داری کرسکتے ہیں ؟ اب تو اونکو اپنی شکستہ حالت کا درست کرنا ہی مشکل ہوگا - سال آئندہ اگر زار فرڈیننڈ یا زار نکولس کو بیت المقدس پر حملے کا شوق ہوا - یا مسلمانوں پر رعب جمانے کے لئے جس طرح آج قسطنطنیہ کا ایک دن کے لیے لینا ضروری سمجھا جاتا تھا ' بحر مدیرہ یا کعبہ کا ذمہ دینا ضروری تصور ہوا تو اونکی مدافعت کیسے ہوگی ؟

اب جو جنگ جنگ کے بعد طاقتدار سے طاقتدار قرنیں متحدہ دشمنی کی حالت میں بھی ٹوٹ جاتی ہیں - پھر بیچارے ترک کیا کرسکتے ؟

یہ وقت نہایت مشکلات کا ہے - عموم آفات ارضی و سماوی ہے - مسلمانوں بلکہ کل ایشیا والوں پر اس شکست کا اثر جو لوگوں کو ہوئی' بہت خراب پڑیگا - لیکن ایسے سنگین وقت میں بھی اگر کوئی چیز آڑے آسکتی ہے' اگر اس شکست کو کوئی چیز فتح بدا سکتی ہے ' اگر آئندہ حالت کو کوئی چیز محفوظ کرسکتی ہے ' تو وہ بھی اسلامی روح ہے -

ہمارے مقدم کام

ہم کو تین کام کرنے چاہئیں -

۱ — ہمکو ایک مضبوط اور بہت وسیع پین اسلامک Pan-Islamic (اور اگر دوسری قومیں دل سے شریک ہوں تو پین ایشاٹک (Pan-Asiatic ارگنیزیشن Arganisation- بنانا چاہیے - جو اوسی طرح ہر ہر ملک میں مسلمانوں اور ایشائیوں کی پشتہ پناہی کرے ' جسطرح ہر جگہ بلقانی کمیٹیاں Balkan Comaitees بلقان کے عیسائیوں کی کرتی تھیں -

۲ — ہمکو مسلمانوں میں عام طور پر ' اور ترکوں اور عربوں میں خاص طور پر ' قدیم اسلامی روح پھونکنے کی کوشش کرنا چاہیے ' یہانتک کہ ہر پھر مسلمانوں کا حاصل زندگی کلمۂ لا الہ الا اللہ کی حفاظت و اشاعت بنادیں -

۳ — دل یورپ پر نقش کر دینا چاہیے کہ اب کسی ایشیائی یا افریقی ملک کی ایک انچ زمین بھی یورپ کا غصب کرنا ' کل ایشیائیوں کی نظروں میں خار ہوگا - اور انکو یورپ سے دوچار بنادیگا - ایشیا اور افریقہ کی جو معدود سلطنتیں قریب قریب کل مٹ گئیں اور جو رہگئی ہیں ' بہت کمزور ہیں - لیکن پھر بھی ایشیا کے پاس ایک ایسی چیز ہے جو یورپ کے پاس نہیں - یعنی روحانیت! ایشیا اور افریقہ کے باشندے تعداد میں بھی کم نہیں ہیں ' اسلیے ہم ایشیائیوں کی حالت مایوسی کی نہیں ہے - ہمکو صرف خواب خرگوش سے بیدار ہونے کی ضرورت ہے - اگر ہم بیدار ہوگئے تو بلا شبہ ہماری عزت سب قومیں کرینگی - وہ عزت کرنے پر مجبور ہونگی -

مغربی تمدن کا زوال

مادی ترقی کا رخ آجکل عروج پر ہے ' لیکن جو کوئی چشم بینا رکھتا ہو' وہ دیکھ سکتا ہے کہ اوس ترقی کی حد ہوگئی ' اور اب انتہا کا آغاز ہے - تہذیب مغرب کے عروج کو بہت زمانہ نہیں ہوا ' لیکن اسمیں پستی اور شکستگی کے آثار شروع ہوگئے ہیں - ملکی نظر سے دیکھیے تو لیبر کوئسچن Labour-Question (یعنی مسائل عمال - الہلال) درپیش ہیں - جو شدید معرکہ کلاس Class (یعنی سوسائٹی کے مختلف مدارج کے تصادم - الہلال) کی خبر دیتے ہیں - معاشرتی نظر سے دیکھیے تو سفریجٹس Sufforettes (حقوق طلب عورتوں) کا مسئلہ جانگیر خوشی میں خلل انداز ہونے والا ہے -

تجارتی نظر سے دیکھیے تو یورپ کی قرنوں میں خود تجارتی رقابت اس خونریزی سے ہو رہی ہے ' اور کشاکش زندگانی اسقدر صعب ہوگئی ہے کہ قومیں اپنے قومیں اور ملک سامان برو بحر مہیا رکھنے پر مجبور کردیا ہے تاکہ وہ وقت سے اپنے کو بچاسکیں - جبتک اشیائے ملک لڑنے اور اپنے حوائج کامی کو باقی تھے رہینگے آپسمیں صاف ہو کر متفق ہوتے رہے ' جب وہ باقی نہ رہینگے تو آپس ہی میں خون خرابہ ہوگا ' اور تہذیب مادی کا خاتمہ -

اس تہذیب مادی کا اثر اخلاق اور عادات انسانی پر بھی مضر ہو رہا ہے - وہ وقت آگیا کہ معاہدے کوئی چیز نہ سمجھے جاویں ' وہ وقت آگیا کہ امتیاز کی حمایت کے بجائے اسکو روند دیا جاوے - کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ یہ تہذیب زیادہ عرصہ تک باقی رہسکتی ہے ؟

ایشیا کی تہذیب محترم زمانہ پر فائز تھی - اور اب بھی اگر وہ

عروج پر پہنچا دیجائے تو وہي دنیا کے کاروبار کے چلانے میں زیادہ کام آسکتي ہے -

مگر ایشیا کي قوم میں بیدار بھي تو ہوں - ایشیائی تہذیب کا رنگ بھي تو دفع ہو-

میں جانتا ہوں کہ لوگ اسے میٹافزم Fane teesm اور جنون کہینگے - میں جانتا ہوں کہ اس حالت دربادي و تباهي میں یہ بات منہ سے نکالنا لوگوں کو ہنسا دیگا - لیکن میں کہے بغیر نہیں رہسکتا کہ ایشیا کو عروج دینے کا مادہ سب سے زیادہ اسي قوم میں ہے' جس نے مذہب اسلام اختیار کیا ہو- عیسائیت کے "مذہب مخالف" " faith antayonistic " هي میں عیسائي تہذیب کی جگہ لینے کا مادہ ہے -

صرف اسلام هي جامع روحانیت و مادیت ہے

(۲) مسلمانوں کا خمیر هي ایسا تیار کیا گیا ہے کہ اونمیں قوم اوسط ہونے کي قابلیت ہو' اور جو عیسائي مادیت اور هندوں کي روحانیت کے بیچ بیچ ایک تہذیب قائم کر سکے - میں عرض کرچکا ہوں کہ تنہا روحانیت سے کام اسلیے نہیں چلسکتا کہ مقابلہ خالص مادیت سے ہے -

اگر ایک چور کوئي مال لیے جا رہا ہو' تو پہلا کام تو یہ ہونا چاہیے کہ مال رکھا لیا جاے اور قوت مادي سے کام لیا جاے - اوسکے بعد پھر چاہیے کہ چور کي درستی اخلاقي کے لیے اوسپر روحاني اثر ڈالا جاے کہ وہ چوري کا ارادہ هي نہ کرے' اور اپنے پڑوسي کو امن سے سونے دے -

روحانیت بہت اعلی چیز ہے - مگر مادي ترقي کے بغیر هم روح کي برتري قائم نہ رکھہ سکینگے -

همارا تمدن سادہ رہے - هم تجارت میں بھي بہت ترقي نہ کریں - همکو اسلیے روپیہ کي بھي بہت ضرورت نہ ہو کہ هم قناعت پیدا کریں' اور کشاکش زندگاني کو زیادہ شدید نہ بنادیں - لیکن جب همارے اوپر دفعتاً اوس طرح چھاپہ مارا جائیگا' کا جسطرح طرابلس کے عربوں پر مارا گیا تھا' تو هم کیا کرینگے ؟

یورپ کا آج حال یہ ہے کہ یورپ کے علاوہ امریکہ' ایشیا' امریکہ' کہیں کوئي ایسي زمین رہ چھوڑنا نہیں چاہتا' جہاں کے لوگ' اور جہاں کا مال اوسکے تدارج للبقاء میں معین ہو -

مذاهب هند اور مقابلۂ مساوی

ایسي حالت میں هم انگلیسی و روحانیت کو لیکر چاٹ نہیں سکتے - جاپان مادي تہذیب کو اختیار کر رہا ہے' مگر مجھے اندیشہ ہے کہ اوسکا بھي وهي حال ہوگا جو عیسائیوں کا ہوا - روحانیت مفقود ہو جاویگي' انسانیت ختم ہو جاویگی' اور انسان ایک ایسي کل بنجا ویگا جو روپیہ اور سامان عیش جمع کرنے والا کہے - میں یہ اوجہ سے نہیں کہتا کہ میں بدہ مذہب کي روحاني قوت سے بے خبر ہوں - عیسائي مذہب کی اور بدہ مذہب کي روحانیت میں کچھہ بہت فرق نوعیت کا نہیں - هاں بدہ مذہب کي روحانیت عیسائیت سے ارفع اور ارجمند ہے - مگر دونوں کي روحانی حالت اس جہاں کون و فساد کے لیے مناسب نہ تھي - جسطرح مادیت نے عیسائی روحانیت پر غلبہ کر لیا' اور عیسائی تہذیب محض خود غرضی اور بہیمیت کي طرف منتقل ہو گئي' ایسي طرح مجھے اندیشہ ہے کہ بدہ مذہب کی روحانیت کا بھی یہي حال ہوگا - جاپان اپنی شخصیت خاص قائم رکھکر ترقي نہیں کر رہا ہے' بلکہ مغربی رنگ میں اپنے کو رنگ رہا ہے' اور چونکہ اسوقت اوسے کامیابي ہو رہي ہے' اسلیے وهي رنگ اختیار کر لینے کي اور بھی رغبت ہوگی - مسلمانان ٹرکی بھی اوسی رنگ پر آرہے تھے' مگر اونکے تو قدرت کی جانب سے ایک طمانچہ سخت رسید ہو گیا - لیکن جاپان کامیاب ہوا' اور روس کو اوسنے معقول سبق دیدیا' جسکا اثر حکمت اور روحانیت سے جلد ضائع کیا جا رہا ہے' مگر پھر بھی جاپان کی کامیابی میں شک نہیں' اور اوسکو مغربی رنگ اختیار کرنے پر وہ کامیابی کامی ترغیب دیسکتی ہے' بلکہ دیرهی ہے - ابھی کئے دن ہوے کہ شاہ جاپان کی قتل تک کي سازش کا اظہار ہوا تھا - یہ بھی مغربی رنگ ہے - هندوؤں کی تہذیب بھی بہت اعلی اور فلسفیانہ ہے - اونکی روحانیت درجہ کمال کو پہونچی ہوئي ہے - لیکن روحانیت کے کمال پر پہونچنے کا نتیجہ یہ ہے کہ مادي ترقي قبول کرنے کی قابلیت صحیح نہیں رہی ہے - هندوستان کے الوالعزم مدبر امکانی کوشش هندو کے اصلاح تمدن کی کر رہے ہیں - هندوستان کے مسلمانوں کی نسبت هندو نے بہت کچھہ مادی رنگ حاصل کیا ہے - لیکن اگر غور سے دیکھیے تو هندو کے لیے رکاوٹیں حد سے زیادہ ہیں - جنکا هزار برس میں بھی پوري طرح سے دفع ہونا آسان نہیں -

اصل یہ ہے کہ هندو کی تہذیب زمانۂ موجودہ کے بالکل خلاف ہے - اور یہ کسیطرح آسان نہیں نظر آتا کہ هندوؤں کی قوم مادیت اور روحانیت' دونوں سے فائدہ حاصل کرے - پس اگر کوئی قوم مادیت کے مقابلے کے لیے باقي رهتی ہے تو وہ رهی ہے جسکو مادي تہذیب نے ابھي ابھی روندا ہے - میں پھر کہونگا - اور پھر کہونگا - اور پھر کہونگا - کہ مادی تہذیب کے مقابلہ کے لیے' نہیں مادي تہذیب کو نیچا دکھانے کے لیے' مسلمانوں سے زیادہ کوئي قوم موزوں نہیں -

اونمیں وہ روحانیت ہے جو مادیت سے سازگر سکتی ہے' اور جسپر پھر مادیت غالب نہیں آسکتی - اگر ذرا دلیر بھي اسلمات کی کوشش کي جاے کہ اپنی حالت قائم رہے -

اسلام ایسی معمولی تعلیم نہیں دیتا کہ کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسرا اوسکی طرف پھیر دو -

وہ یہ بھی نہیں کہتا کہ سوئی کے ناکے سے اونٹ کا پار ہو جانا آسان ہے لیکن مالدار آدمی کا بہشت میں جانا آسان نہیں -

مسلمان یہ آسانی سے کرسکتے ہیں کہ اپنی تہذیب اسلامي اور ایشیائي پر قائم رہیں اور پھر بھی یورپ کے هم سطح آجائیں -

اونمیں ذات پات چھوت اچھوت کے جھگڑے کہاں ہیں ؟ اونمیں حرف کشي اور بادشاہ پرستی کي حرامیاں کہاں ہیں ؟ آجکل یورپ نے جمہوري اصول اختیار کر رکھا ہے - اور تجربہ نے یہ بتادیا کہ ظلم کو روکنے کے لیے اس سے بڑھکر کوئي طریق حکومت نہیں -

پھر مسلمانوں سے بڑھکر جمہوریت پسند اور کون ہو سکتا ہے ؟ هر مسلمان کے خمیر میں ڈیما کریٹزم Dmocratism ہونا چاہیے -

مسلمان هي ایک ایسي قوم ہے جو غیر اسلامي اصول حکومت سے مستغني ہو سکتي ہے -

اصل میں موجودہ تہذیب قائم هی اسلامي اصول پر ہوئي تھي لیکن چونکہ عیسائي مذہب میں تہذیب کے اخلاقي حالت پر بحث رکھنے کا سامان نہ تھا' حضرت مسیح نے تہذیب و معاشرت کے اصول مضبوط نہ کیے - اسلیے عیسایوں میں وہ اسلامي تہذیب آکر بالکل مادیت ہوگئی اور اب اسکو اسلامي تہذیب کہنا' جو عیسائي تہذیب کہنا بھی غلطی ہے -

اگر یہ تہذیب بیسویں صدی کی تہذیب ہے - جسکي بنیاد بالکل اصول صحیح Ullorean Prinsiph پر ہے -

اب ایشیائي قوموں کو یہ دیکھنا ہے کہ ایسي تہذیب کے مقابلے

کے لیے کون سی تہذیب چاہیے اور اس تہذیب کے دینے کے لیے کون مذہب یا کون قوم مناسب ہے ؟ میں مسلمان ہوں - محض پیدائشی مسلمان نہیں - بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں کسی مذہب کا پابند ہوسکتا ہوں تو اسلام ہی کا - اگر میری گردن کسی کے آگے عاجزانہ جھک سکتی ہے تو وہ خدا ہے ' اور خدا بھی وہی جو ان صفات کا ہو :

ہو اللہ الذی لا الہ الا ہو ' عالم الغیب و الشہادہ ' ہو الرحمن الرحیم - ہو اللہ الذی لا الہ الا ہو ' الملک القدوس السلام المومن المہیمن العزیز الجبار المتکبر - سبحان اللہ عما یشرکون - ہو اللہ الخالق البارئ المصور لہ الاسماء الحسنی ' یسبح لہ ما فی السماوات و الارض ' و ہو العزیز الحکیم -

اگر مذہب ضروری ہے تو اسلام کے سوا کوئی نہیں

اگر میں کسی انسان کا ایسا معتقد ہوسکتا ہوں کہ اسکے ارشادات کو بلا چون و چرا قبول کروں ' تو اس انسان کا ' جو حقیقی طور پر رحمت للعالمین تھا - جو واقعی اکمل البشر اور افضل الناس تھا - جسکا سر دنیا کے گراں قدر و بلند مرتبہ شخصوں سے بھی بلند تھا - میں مسلمان ہوں - مسلمان ہونے پر مجھے فخر ہے - اور میری دلی آرزو یہ ہے کہ میں تمام دنیاکو نعرۂ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لگاتے سنوں - میں اسکا اقرار کرتا ہوں کہ میرے لئے اس سے زیادہ اور کوئی خوشی کی بات نہیں ہوسکتی کہ کل ایشیائی اور افریقی باشندے مسلمان ہوجاویں - مسلمان سے ہرگز میرا مطلب آجکل کے مسلمان نہیں ہیں - بلکہ قرون اولی کے مسلمان - ایسے مسلمان جو عمل صالح سے مسلمان تھے -

ایسے مسلمان جنکی زندگی ' جنکی موت ' جنکی نیکیاں ' اور جانفروشیاں ' سب اپنے اللہ کے لیے تھیں - جو بیکسوں پر رحم کرتے تھے - یتیموں کی مدد کرتے تھے - سچ بولنا جنکا شعار تھا - دوسروں کے لئے خود تکلیف اٹھانا جنکا شیوہ تھا - جو جانوروں تک پر ظلم کے روادار نہ تھے - جو کسی موقع پر انصاف سے نہ ہٹتے تھے - جو راہ حق پر نہ صرف اپنی جانیں بلکہ کل اپنے خاندان کی جانیں اور مال نثار کردیتے تھے - جنکی حیرت اخلاقی و جسمانی دنیوں اعلی ترین مرتبہ پر تھیں - العرض میں ایشیا اور افریقہ کیا ' کل دنیا کا مسلمان ہوجانا چاہتا ہوں - سچے دل سے چاہتا ہوں - اور اسمیں جو کوشش ہو ' اسے کرنے کیلیے موجود ہوں - لیکن اس کے ساتھ ہی میں یہ نہیں کہتا کہ اور پیغمبروں میں عظمت اور بزرگی نہ تھی - میں تو " لانفرق بین احد من رسلہ" کا قائل ہوں - رام ہوں ' یا کرشنا - شیو ہوں ' یا بدھا - یہ سب وہ گراں قدر لوگ تھے ' جنکی عظمت جسقدر ہم کریں کم ہے - اگر ایشیا کے سب باشندے محمد عربی (صلعم) کا پیرو اپنے کو نہیں کہنا چاہتے ' تو ہمیں یہ تو نہ چاہیے کہ انکو آگے کرنے سے محض تعصب کی بنیاد پر پس و پیش کریں ؟

یہ سب کو معلوم رہنا چاہیے کہ اسلام کے اصول عالمگیر ہوگئے ہیں - اور نا لاحروھی کل بنی نوع انسان کے اصول ہونگے - اگر وہ ترقی پذیر رہا اور کمال ترقی تک پہونچا -

ایسی حالت میں اس سے تعصب رکھنا خود اپنا نقصان کرنا ہے - اور اگر اسوقت یہ امر قابل لحاظ نہ ہو ' تب بھی یہ دیکھنا تو ضرور ہے کہ کون قوم ' یا کس مذہب کے پیرو اسوقت مادی تہذیب کا کامیابی سے مقابلہ کرسکنے کی اہلیت رکھتے ہیں ؟ جو قوم یا جو مذہب اسکی امید دلائے ' اس کو کل ایشیا و افریقہ کو بلکہ دنیا کے کل اس حصے کو ' جو روحانیت کے عنصر کو تہذیب سے معقود ہونے دینا نہ چاہے ' اسی قوم اور اسی مذہب کو آگے کرکے استقلال ' تحمل ' اور دلسوزی کے ساتھ حمایت کرنی چاہئے -

میں جو خیالات جاپان کی نسبت رکھتا ہوں ' وہ میں ظاہر کرچکا ' لیکن اگر روحانیت پسند باشندگان عالم یہ سمجھتے ہوں کہ جاپانیوں کی قوم اور دودہ مذہب ہی مادی تہذیب و ترقی کا مقابلہ کرکے روحانیت کا نول بالا کرسکتا ہے ' اور روحانیت پسند قوموں کو غلامی سے آزاد کرا سکتا ہے ' تو بلا پس و پیش میں کہونگا کہ مسلمانوں کو بھی فوراً چاہیے کہ جاپان کو آگے کرکے اوسکی حمایت کیلیے کمر بستہ ہوجائیں -

اب تنگ دلی ' تعصب ' اور بیجا جدہ داری کا وقت نہیں ہے - جاپان اگر عالم گیری کی ہمت رکھتا ہے ' تو اوسے بیشک میدان میں آنا چاہئے ' اور روحانیت کے مقصد کو اوٹھانا چاہئے - ورنہ صورت اب وقت حجاب کا باقی نہیں رہا -

روحانیت بالکل مغلوب ہو رہی ہے - اگر اب بھی اوسکا تسلط نہ کیا گیا ' تو پھر کامیابی محال نہیں تو ہزار چند زیادہ دشوار ہو جاویگی -

ہم مسلمانوں کو ہمارے خدا نے خیرالامم کہا ہے - اسلئے سب سے زیادہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس حالت کو محسوس کریں - اور بنی نوع انسان کے شرف کو برقرار رکھیں -

وقت کا سوال

مسلمانوں کے لیے سوال اب یہ نہیں ہے کہ ترک جئیں یا نہ جئیں - عرب زندہ رہیں یا نہ رہیں - اونکے لیے سوال اب یہ نہیں ہے کہ ایڈریانوپل رہے یا نہ رہے - قسطنطنیہ رہے یا نہ رہے - اونکے لیے اب اسکا سوال بھی نہیں رہا کہ یورپ سے اسلام خارج ہو یا نہ ہو ' اور افریقہ میں اسلامی سلطنت خود مختار باقی رہے یا نہ رہے - یہ عظیم الشان مسئلہ اونکے لیے خارج از فکر ہے - بغداد میں خلافت کے چراغ کو گل کردیا تھا - اور قطع نظر ان امور کے جنگ صلیب یہ اول ہی نہیں ہوئی -

مسلمانوں کی شان یہ ہے کہ مصیبت پر ثابت قدمی دکھا دیں - اونکے جوش شجاعت اور فیض سخاوت ' دنیوں کو مصیبتوں کی حالت میں ترقی ہوتی ہے -

مسلمان بلا شبہ شکست کھا گیے ہیں - مگر کیا اونکی ہمت بھی ٹوٹ گئی ہے ؟ کیا وہ مایوس بھی ہوگیے ؟ کیا انہوں نے

لا تقنطوا من رحمت اللہ

کے حاوی اثر اور جان بخش ارشاد کو فراموش کردیا ہے ؟

اسطرف مجھے عریب مسلمانوں سے ملنے کا اتفاق ہوا تو مجھے یقین کامل ہوگیا کہ ابھی مسلمانوں کے دل مردہ نہیں ہوگئے - ابھی انمیں اسلام کی محبت موجود ہے -

اگر اسلام کی خدمت کا شوق کم ہوا ہے تو ہم ایسے مسلمانوں میں ' جس پر مغربی عنصر غالب آگیا ہے -

افسوس ہے تو یہ کہ وہ بیچارے مسلمان جنمیں اسلام کا درد ہے مادی تہذیب سے نابلد ہیں - وہ یہ نہیں جانتے کہ کسطرح وہ حسن و خوبی سے آج کل اسلام کی خدمت کرسکتے ہیں - اونمیں اب بھی ایسے جوانمرد نکلینگے جو اسلام کے لیے یورپ کے مدہ میں کھس جاویں - اپنی سمجھ کے موافق وہ ہر طرح کی اسلام کی خدمت کرنے کو تیار ہیں

لیکن اونکو چونکہ مادی تہذیب سے واقفیت کم ہے اسلیے وہ بہترین صورت مدد کی سوچ نہیں سکتے -

اور ہم لوگ جو سوچ سکتے ہیں اونکو شراب و کباب سے بلکہ

کوٹ اور ٹراوزرس Troutsers کی شکلیں دیکھنے سے فرصت نہیں - همپر دقسمتی سے یورپ کی تہذیب کا سکہ اسقدر بیٹھہ گیا ہے کہ ذرا برابر بھی اوس سے انحراف کریں تو شرمندہ ہو جاتے ہیں -

معلوم تو یہ ہوتا ہے کہ مغرب نے ہمارے جسم ہی کو نہیں بلکہ ہماری روح کو بھی مغلوب کر لیا ہے -

اگر یورپ ہمسے یہ کہے کہ اسلام یورپ میں رہنے کے قابل نہیں - تو ہم بھی فوراً کہدینگے کہ ترکوں کو یورپ سے نکلو اور ایشیا میں آکر انگلستان کی پرورش سے زندگی بسر کرنا چاہئے !!

اگر یورپ ہمسے یہ کہے کہ اسلام جمہوریت کے ساتھہ نہیں چلسکتا تو ہم بھی فوراً یہ تسلیم کر لینگے کہ ایران اور ترکی میں جو اندوہ ناک انقلابات ہوئے' وہ اوسی وجہ سے ہوئے !!

یہ تو بڑے بڑے معاملات ہیں - ہماری افسوس ناک حالت تو یہ ہے کہ ہم ذرا سے ٹب میں پانی بھر کر نہانے کو' باوجود اسکے کہ وہ طب اور سائنس کی رو سے قطعاً مضر اور گندہ طریقہ ہے' صرف اسلئے پسند کرتے اور اختیار کرتے ہیں کہ یورپ میں وہ رائج ہے -

افسوس کہ ہم میں ہی اسکی قابلیت نہیں کہ ہم اپنی تہذیب کو پھر نئے سرے سے مرتبہ پرپہونچائے ' اور اپنے ملک - اپنے مذہب - اپنی قوم کے عروج کے طریقے نکالتے - لیکن ہماری حالت یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو بھول گئے ہیں - اور اسپر مصر ہوتے ہیں کہ ہم مہذب بھی اگر سمجھے جائے ہیں تو اس حالت میں کہ مغرب کی ہر نئی اور بھلی ہر طرح کی تہذیب پر کاربند ہوں -

میں نے ایک غزل کہی تھی - اوسکا ایک شعر یہ تھا -

ذرا ہو اس محب کا - بھلا ہو جس دلکش کا
میں اپنے آپ سے گم ہوں مگر میرا پتا تم ہو

آخر کے " بھلا " کو بھی " ذرا " کہکر' مسلمانوں کی حالت کے مطابق اسے بنا سکتے ہیں -

مادی تہذیب کی اس نمایشی دلاویزی اور عقل مریضی نے مسلمانوں کو خود اپنے سے بھلا دیا ہے - اور مغربی تہذیب کا نشان انکے لئے بھی قائم کر دیا ہے - وہی معیار تہذیب و انسانیت ہے -

مولانا ! یاد رکھیے کہ قادر حقیقی ہم ہی لوگوں سے شدید باز پرس کریگا کہ ہمنے اُن دلدادگان اسلام کی حمایت کیوں نہ کی ' جو اسطرح سے اسلام کی حدت کو تمار تے ہیں -

آپ نے جو پالیسی اختیار کی ہے اور جس عظیم الشان خدمت کو اپنے ذمے لے لیا ہے' وہ یقیناً اصلی اور صحیح علاج ہے - آپ مسلمانوں میں مذہبی روح پھونکنا چاہتے ہیں ' اور معارف قرآن کے ذریعہ سے -

بیشک اوسکا' اثر ہوگا - بلکہ بہت کچھہ ہو چکا ہے' لیکن وقت اسکا مقتضی ہے کہ اسکے اثر کو مانع نہ کیا جائے اور کوئی عملی کام شروع کردیا جائے -

میری خدام کعبہ کی اسکیم Scheme کو بھی آپ نے ٹال رکھا اور میرے پاس ٹھیک مسودہ بھی نہیں ہے -

کچھہ کرنا ' اور جلد کرنا ضروری ہے - آپ یہ تو دیکھیں کہ آپ تو ایک بہت بڑا کام کر رہے ہیں یعنی " الہلال " کی روشنی ہند میں پھیل رہی ہے - میں تو بیکار ہو رہا ہوں - کچھہ تو کروں - خدام کعبہ کی اسکیم چلے تو اُسی کام کو کروں -

جو پین اسلامک Pan Islamic انجمن کی مالیخولیائی اسکیم تھی اوسے بھی سمجھتا ہوں - ملاحظہ فرمائیے - آپ تو اوسپر نہ ہنسینگے ' مگر ہندوستان کے نوے فی صدی مسلمان اوسکو پڑھکر ضرور

مغفرت ضرور کہینگے - وہ کہیں گے کہ عمل میں لانے والی چیز نہیں - اچھا نہیں - اور پھر نہیں - اور پھر نہیں - شاید وہ وقت بھی آجائے کہ وہ قابل عمل ہوجائے - جو چیز فوراً عمل کی ہو اوسے کرنا چاہیئے -

بہرحال کچھہ کرنا چاہیئے - پھر اوٹھیئے - اب دیر کیا ہے ؟ سوچ کیا ہے ؟ انتظار کیا ہے ؟

والسلام

الہلال

پیش نظر امور سے نہ عاجز عاذل نہیں - گذشتہ اٹھہ ماہ سے شب و روز یہی فکر دامنگیر رہی ہے - لیکن مذہبی نظر اور پہلوؤں سے پڑھی تھی - میں اُس نہایت طریق عمل ' اور ایک نقطۂ کار کا متلاشی تھا ' جسکے ذریعہ اپنی موجودہ صدھا ضرورتیں جمع ہوسکیں - بہرحال جو کچھہ سوچتا تھا ' سوچ چکا ہوں ' اور رحمت الہی کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے اپنے فضل وکرم سے راہ سوجھا دی ہے - آئندہ نمبروں میں اسکی توضیح دیکھہ لیجیے گا - آخری اشاعت کے مقالات ابتدا جدہ گویا اسی کی تمہید میں - پہلی اسکیم ' خدام کعبہ " بھی سائع کر دیتا ہوں - وما توفیقی الا باللہ - علیہ توکلت والیہ انیب -

---

ہمارا لیڈر کون ہے

—○*○—

آخری فیصلہ کی گھڑی

— * —

دنیا بھول میں ہے - ذرّوں کی تھیلی اور پتلوں کی جیب میں لیڈر کو تلاش کرتی ہے - ہمارے رہنما حقیقی رسول (صلعم) ہیں - تیرہ سو برس کی پائدار رہبری کو چھوڑ کر ہم خود غرض' کے اعتبار - اور مقلدین مرشد لیڈر نہیں چاہئے - آخری فیصلہ کی ساعت اب آگئی - توحید کی روشنی احراری دنیا کی تاریکی میں نمودار ہونا چاہتی ہے - وہ شتہ وار اخبار توحید ہے - ہر ہفتہ قریبی تقطیع کے آٹھہ صفحوں پر میرٹھہ سے شائع ہوا کریگا - خط اور چھپائی نہایت صاف - اڑائی کی تصویریں - مفید و دلچسپ اسلامی کارٹوں - تازہ اخبارات و رسائل کا ضروری خلاصہ - انقلاب انگیز طوفانی چال' نیچریت کے لئے نہلچل - اس و امان کے لئے نیک فال - ہر خاص و عام کے سمجھنے کے قابل باتیں - وہ طریقے جسے ملک میں لیڈر شناسی کا ملکہ پیدا ہو - مولانا حسن نظامی دہلوی کی ایڈیٹری' نگرانی ' اور سرپرستی میں میرٹھہ سے ۱۰ اپریل سنہ ۱۳ ع کو جاری ہو جائیگا - قیمت سالانہ صرف ۳ - روپیہ - نمونہ ایک آنہ کے ٹکٹ آنے پر ملیگا - مفت نہیں - الہلال کا حوالہ ضرور دیجئے -

مدیر اخبار توحید - لال کورتی - میرٹھہ

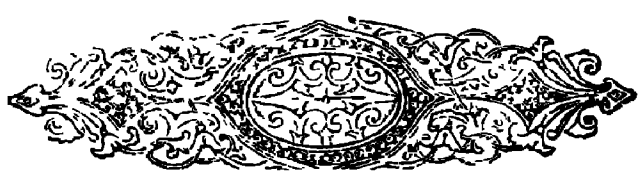

(علانات)

دھلی میں غدر

پہلے تیموری تاجدار اور اسکے خاندان کی کیا شان تھی - اور غدر کے بعد کیا ہوگئی - پھولوں کی سیج پر سونے والی شہزادیاں ظلم و ستم کے کانٹوں پر کروٹیں سولیں - اُنکے معصوم بچوں نے کس کس کے طمانچے کھائے بہادر شاہ غازی اور اِنکے لال بچوں پر کیسی کیسی بپتائیں پڑیں - شہنشاہ ہند کے بیٹوں اور نواسوں نے دھلی کے داروں میں کسطرح بھیک مانگی - اسکے سچے اور چشم دید قصے مصامیں حراجہ حسن نظامی میں بکثرت جمع کیے گئے ہیں - یہ مجموعہ ڈھائی سو صفحہ کا ہے - جسمیں مصامیں غدر کے علاوہ اور بھی بہت سے دلچسپ مضمون حراجہ حسن نظامی کے ہیں - قیمت صرف ایک روپیہ -

---

اگر ہندوستان میں انگریزی چراغ گل ہو جائے

خدا نخواستہ حکومت کا نہیں بلکہ انگریزوں کی پھیلائی ہوئی نئی روشنی کا چراغ اگر گل ہوجائے اور اہل ہند اپنے قدیمی تمدن اور پرانی روشنی کے اصول کو اختیار کرلیں تو اسوقت نئی روشنی کی دولتی ہوئی تاریخ لسان العصر اکبر الہ آبادی کے کلام میں جوں کی توں مل جائیگی - کلیات اکبر کا یہ لاجواب مجموعہ دو حصوں میں ہمارے ہاں موجود ہے - قیمت دس روپیہ آٹھ آنے -

---

یورپ اپنے گھر میں رہے

ایشیاء و افریقہ میں اسکا رہنا عقل اور فطرت کے خلاف ہے - یہ مقولہ مصر کے رزیدنٹ لارڈ کرومر اور تمام یورپین کے شیخ المشائخ کا ہے جو انہوں نے اپنی کتاب مستقبل الاسلام میں لکھا ہے - اس کتاب میں ایسی دل کو لگنے والی یقینی گویاں ہیں کہ مسلمان علی الخصوص ایشیائی آنکھ دیکھکر داغ حیرانی ہے - اسکے اردو ترجمہ کا نام اسلام کا انجام ہے - قیمت چار آنے -

---

زار روس کی ہتکڑیاں

اس کا بھید شیخ سنوسی کے رسالوں میں ہے جسمیں ظہور حضرت امام مہدی اور شہنشاہ انگلستان کے مسلمان ہونے اور آئندہ زمانہ کے ہولناک انقلابات کی سچی پیشین گویاں ہیں -

حصہ اول ۴ آنہ - حصہ دوم کتاب الامر ۴ آنہ - حصہ سوم مجموعہ ۸ آنہ -

---

ہندوستان میں جہاد

سلطان محمود غزنوی کے سومنات میں کیونکر جہاد کیا - اسکے چشم دید مفصل روزنامچہ پر مبنی حراجہ حسن نظامی میں ملینگے جسمیں سفر نمائی سومنات کا لچھیارا راز گجرات وغیرہ کا دلچسپ تذکرہ ہے - قیمت ۸ آنہ

محدث گنگوہی کی گرفتاری

عارف و فاضل حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ غدر کے زمانہ میں کیونکر گرفتار ہوئے اور آپر کیا کیا گزری اسکا ذکر انکی نئی سوانح عمری میں ہے - یہ کتاب نہیں ہے حقائق و معارف کا عظیم الشان خزانہ ہے - با تصویر قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ - اسرار محفی بھید - ۴ آنہ ترکی فتح کی پیشین گویاں قیمت درپیسہ - دل کی مراد قیمت ۱۰ آنہ - رسول کی عیدی قیمت ۲ آنہ

یہ سب کتابیں کارکن حلقہ نظام المشایخ دھلی سے منگائیے :-

سستا راسکوپ لیرروچ ۱۹ سائز .

مضبوط ' سچا وقت ' دراز چلنے والی ' معہ محصول دو روپیہ آٹھ آنہ

ایم - اے - شکور اینڈ کو نمبر ۱ - ۵ ویلسلی اسٹریٹ ڈاکخانہ دھرمتلہ کلکتہ -

فهـــرست

زر اعانـــة دولت علية اسلاميـــة

(١٨)

ان الله اشتري من المومنين انفسهم و اموالهم ، بان لهم الجنه

فقيه فهرست اسماء ورگان موضع ديگرن، جلگي مجموعي رقم ٨ - ٢١٢ بذريعه جناب ولي محمد صاحب عباسي ، ساكن اردے پور، وصول هوئي اور فهرست نمبر ١٣ مين شائع كي گئي تهي -

	پائي	آنه	روپيه
سمعان ديورا	-	-	١
رحمان مريوال	-	٨	-
فاضل مريوال	-	-	١
الله بخش هانسي وال	-	-	١
امير حسنا - چوهان	-	٦	-
اسلم الدين چوهان	-	١٠	-
فاضو چوهان	-	٨	-
نعمت گوري	-	-	١
قادر اجميري	-	٨	-
الله ركها مريوال	-	٨	-
محمد ولد قاسم هانسي وال	-	٨	-
نبي بخش هانسي وال	-	-	١
الله ركها اجميري	-	٨	-
الله بخش ولد داؤد لاهوري - ديگوں	-	-	١
الله ركها ولد نورا هانسي وال	-	٨	-
رمضو ولد فاضل چوهان	-	-	١
الله بخش ولد كريم بخش	-	١٠	١
چهوٹو احمدي	-	٨	-
كريم چاندو	-	-	١
راجو	-	-	١
رسول	-	-	٢
فاضل	-	-	١
الله بخش	-	-	٢
نبي بخش پنيل	-	-	٢
هاشم خان والا	-	-	١
داؤد نهاموري	-	-	١
نورا خان والا	-	-	٥
حسنا ولد ميرو	-	-	٢
ماپتو	-	٨	-
نبي بخش كدواسا والا	-	-	١
كالو	-	-	١
گوٹو ولد قادر	-	-	١
نبي بخش	-	-	٣
نورا پٹيل	-	-	١
دهولا	-	٨	-
نبي بخش ولد امام بخش نداف ديگوں	-	-	١
چاندو	-	-	١
امام بخش چوني ديگوں والا	-	١٣	٤
كالو	-	-	١
رحمان ولد ميرو	-	٨	-
شهاب الدين چهپه ديگوں	-	-	٥

	پائي	آنه	روپيه
كرم بخش	-	-	١
جمال الدين	-	-	١
اسحاق	-	-	٤
مسماة فاطمه بنوه نورا	-	٤	-
ابراهيم ديگر ديگوں	-	-	٢
حسدا	-	-	٤
پير بخش	-	-	٥
عزيز	-	-	١
حدا بخش	-	-	١
خواجو	-	-	١
خواجو نهلوازه والا	-	٦	-
نبي بخش	-	٤	-
گدا سعا	-	-	٢
الله نور سمرقندة والا	-		١
قدرت الله خان كوتوال	-	-	٥
دوست محمد خان همدرد سپاهي ديگوں	-	-	٢
دلاور خان	-	-	٣
گلاب خان ولد نبي بخش	-	-	٢
نصر صحي خان	-	٨	-
اكبر خان	-	-	١
پيرخان ولد مدح خان	-	-	١
مبدر خان	-	-	١
چاند خان	-	٤	-
عزيز خان	-	-	١
لعل خان	-	-	١
نانهو سازكر ديگوں	-	-	١
عالم كاغذي	-	٢	-
الله بخش مصور	-	-	١
محمد قولر والا	-	-	٢
حسنا آهنگر	-	-	١
مستان شاه	-	-	١
چهوٹو ورق ساز	-	-	١
رحيم بخش نهوجه	-	٨	-
رحمان سوزگر	-	٨	-
حسن شاه صاحب حقب فروش	-	٨	-
نبي بخش جعفر	-	٤	-
نورا شاه جعفر	-	-	١

اسمائے ورگان شاهجهانپور جسكا چنده ... . ١٥٦ - بذريعه جناب مولوي سيد محمد نبي صاحب وكيل شاهجهانپور وصول هو اور فهرست نمبر ١٢ مين شائع كيا گيا -

سيد محمد علام رضاي صاحب ميان محله جهنڈا كلاں	-	-	٢٠
سيد رفيق حسن صاحب محله خليل	-	-	٥
حكيم سيد جميل الدين صاحب محله بحر خليل	-	-	٢
همشيرة سيد محمد حسن صاحب ميان محله حيدري	-	-	٥
سيد محمد حسين صاحب ميان محله جهنڈا كلاں	-	-	١
عنايت احمد خان صاحب محله حيدري	-	-	١
محمد كشور علي خان صاحب محله تاؤن بهادر گنج	-	-	٥
سيد مشرف علي ميان محله جهنڈا كلاں	-	-	٥
سيد عبد الحكيم ميان محله جهنڈا كلاں	-	-	١٠
اهليه سيد محمد نبي ميان محله جهنڈا كلاں	-	-	٥٠
اهليه سيد علام رضاي ميان محله جهنڈا كلاں	٦	٥	١٠
همشيرة سيد علام رضاي ميان محله جهنڈا كلاں	-	٠	١٢

	روپیه	آنه	پائي
اهلیه قاضي محمد حسین صاحب محله جهنڈا کلاں	۳	۱۱	۶
سید محمد یوسف میاں محله جهنڈا کلاں	-	-	۱۵
سید حسین احمد میاں محله جهنڈا کلاں	-	-	۵
چند مسلماناں شاهجهانپور	۲	۹	۰

بذریعه سید نشارت علي و سید مظهر امام صاحب

هسلي نقرئي ایک - کسکس نقرئي ایک جفت - نالي نقري ۹ عدد - جهومر نقري ایک - نتاا نقري ایک جفت - چهلا نقرئي ایک جفت - جوشن ایضاً ایک جفت - آرسي ایک - انگرئهي نگدار ایک - پایداں برنجي ایک معه بودرچو - حصه برنجي حرد و کلاں ایک - کمر برنجي ایک - سالي ملیگیا ایک - برنجے اندر - لوٹا برنجي ایک - پایداں معه بودرچه ایک - پائداں مدوں ایک - دوردہ مه مسي ۵ عدد - ایضا رکابي حرد و کلاں بدهنا و بدهني - ایضاً ۵ عدد - کٹورہ مسي ایک - گلاس الیومونیم ایک - گهرے دلم-سري دوعدد - گهڑي جیبي گهڑ ایک - سگریٹ کیس دوعدد - تسدیح ایک - سروي لیس ایک - صراحي مصل ایک - اٹا ایک - دیپک ایک - چاقو ایک - صافه ایک - بهکي جامداني ایک - عهد نامه معه جزدان ایک - کتاب از قسم ناول گیارہ جلد - گلوبند سرخ ایک - رجب علي سوداگر نکس ایک - نقد ۰ ۵ ۱۵

بذریعه ڈاکٹر فضل شاه صاحب جهنڈ پت ۰ ۷ ۱۰۱

جناب عبد الحمید خاں صاحب	۰		۵
خاں بهادر سردار لشکر	۰	-	۱۰
صاحبي کرنیداد خاں	۰	-	۵
معرفت جناب خانصاحب منشي مزار الدین	۰	۰	۹
کریمداد ملازم هسپتال	۰	۱	۱
منشي سردہ خاں ورنیچ پوسٹماسٹر	۰	-	۳
منشي دیس محمد خاں کرد اور قاورنگوں	-	۸	۸
مرزا محمد حسن عرائض نویس	۰	۰	۲
جناب ڈاکٹر فضل شاه	۰	-	۱۰
سید عبد الخالق	۰	۰	۳
بقایا رقم جو که چه چندوں سے بچي تهي	۰	۱۵	۲

بذریعه حاجي ثینا گرو - کلکته در گهڑیاں حیدي - و نقد ۰ ۱۴ ۳۵۵

جناب خلیل الرحمن صاحب تاجر ڈنج - تالکي ڈور ۰ ۶ ۶

بزرگان حسوئي ضلع مونگیر بذریعه محمد یعقوب صاحب	۰	-	۱۳
عبد القادر صاحب ضلع قنوج عاري خاں	۰	۰	۲۰
بذریعه حبیب الدین خانصاحب مرحوم	۰	۰	۲
بزرگان صاحب نگاں مقام کالي گهاٹ بذریعه نصیر صاحب مستري	۶	۱	۶
ایس - ایم - پیارے صاحب از معدوم پور - گیا	-	-	۴۱
ایک خاتون از دیار ڈور - سوهاگ پور بذریعه سید احمد صاحب (علیگڈه)	۰	-	۱۹۵
بزرگان برهل ڈنج ضلع گورکهپور بذریعه سید محمد قاسم صاحب کلرک تهانه	۹	۱۲	۱۶
جناب چودهري اعتبار رسول صاحب ردولي	۰	۰	۲
بزرگان نایرند ڈور ضلع مونگیر بذریعه شمش الهدی صاحب	-	۱۲	۱۶
شیخ محمد عطا الله صاحب طالب علم اٹاوه	۰	۰	۳
نبي بخش - حدا بخش صاحب بستي مونڈي خاں هوشیارپور	۲		۲۵
نصیر الدین صاحب نعماني ردولي	۰	۰	۵

برادران هنود و اسلام ریاست جهر کهاري ضلع هسپور بذریعه جناب منشي عبد الرحمن صاحب و مظهر الحسن صاحب ۰ ۲۵۰

(به تفصیل ذیل)

چنده متفرق جو عید گاه میں بقر عید کو

	روپیه	آنه	پائي
وصول هوا	۶	۱۲	۱۲
منشی عبد الوحید صاحب معه اهلیه خورد	۰	۱۰	۳
منشي عبد العزیز صاحب معه اهلیه وپسر خورد	۰	۰	۷
نائو سعید احمد صاحب ڈاکٹر شاهجهانپور ریاست	۰	۷	۱۴
جناب والده صاحبه ڈاکٹر صاحب ممدوح	۰	۰	۱۰
منشی عنوص علی صاحب پشکار	۶	۱۲	۱
منشي احمد حسن صاحب کمال الدوله	۰	۱۰	۱
منشی نهوري حاد صاحب	۰	۱۴	۱
منشی عبد الباسط صاحب	۰	۶	۶
مرزا احمد حسن صاحب سرشته دار حضور دربار	۰	۰	۲
منشی رجب علی خانصاحب منصرم پنماش	۰	۵	۱
لطف خانصاحب سوار	۰	۱۳	۰
منشی فخر الرحمان صاحب	۶	۰	۹
مرلا نحش صاحب سوداگر	۰	۸	۱۱
سید سرفراز علی صاحب سوداگر	۰	۰	۲
منشی رسول خانصاحب اسسٹنٹ دریم	۰	۱۲	۴
منشی صادق حسن خانصاحب سب انسپکٹر پولس	۰	۰	۶
شمس الدین صاحب سوداگر مهوبا	۰	۰	۱
قوم چنده حوصله ریاست حرکهاري میں وصول هوے	۶	۸	۶
عبد الجلیل خانصاحب عرف پول خاں	۰	۰	۵
چودے خاصاحب سپاهی	۰	۸	۲
امام خانصاحب سپاهی	۰	۱	۳
رسولی هورن دار صاحب	۳	۱۱	۰
منشی امیر الله خانصاحب اهلمد ایچنڈی معه اهلیه خورد	۰	۶	۵
منشی عبد الکریم صاحب سرشته دار ریاست	۰	۰	۵
ننگم صاحبه مدار المهام صاحب	۰	۰	۲
والده صاحبه حافظ یوسف علی	۰	۰	۱
حکیم مهر خانصاحب حکیم ریاست	۰	۰	۱
منشی عبد المجید صاحب مورسل	۰	۰	۴
منشی احمد خان صاحب ناگول	۰	۹	۱
منشی امجد علی صاحب	۰	۰	۱
مولوي محمد ابراهیم صاحب مجسٹریٹ درجه سویم	۰	۰	۱
جگن خانصاحب ٹهیکدار آنکاري	۰	۰	۲
شیخ الهی بخش صاحب سوداگر	۰	۰	۳
سید باقر حسن صاحب	۰	۹	۱
میر اصغر علی صاحب اورسیر	۰	۰	۱
شیخ عاري صاحب نمکو مورش	۰	۰	۱
منشی نهال خاں صاحب مدرس انگریزي	۰	۰	۱
دیوان شیخ محمد صاحب	۰	۰	۱
سید عبد الرحیم صاحب حضور دربار	۰	۰	۱
حکیم احمد حسین صاحب حضور دربار	۰	۰	۲
شیخ مداري خلیفۂ چرزنی	۰	۰	۱
محمد خانصاحب	۰	۰	۱
رمضان صاحب	۰	۰	۱
مرزا واحد بیگ صاحب ٹهیکدار تنجورت	۰	۰	۱
منشي ارشاد حسن خانصاحب مورسل	۰	۰	۱
منشي عبد الحکیم صاحب سب انسپکٹر پولس	۰	۰	۲

	پائی	آنہ	روپیہ
منشی عبد الحمید صاحب سابق سب انسپکٹر	۰	۰	۱
منشی غلام حسن صاحب طالب العلم	۰	۲	
سردار فروشگی-پنچایت سے وصول ہوے	۰	۱۰	
قاسم علی صاحب جمعدار نقار خانہ	۰	۴	۱
معرفت منشی زبردست خانصاحب پیشکار	۰	۰	۱۰
منشی عبد الرزاق صاحب مدرس	۰	۰	۲
سید محمد عباس صاحب تحصیلدار ریاست یکم گڈھہ	۰	۰	۱
منشی عبد الکریم صاحب سب انسپکٹر پولس ریاست نہاں	۰	۰	۱
منشی علی شیر خانصاحب سب انسپکٹر	۰	۰	۶
منشی عبد الرحمن خانصاحب ہد کانسٹبل ضلع ہوڈپور	۰	۰	۱
نہاں خانصاحب ٹھیکدار ہمدرپور	۰	۰	۱
شیخ عبد الغفور صاحب ہمدرپور	۰	۰	۱
شیخ لکھو صاحب شتر سوار	۰	۰	۱
مصاحب لرحس سینگھہ ہودیو صاحب کرنل افواج ریاست چرکھاری	۰	۰	۵
پنڈت درگا پرشاد صاحب سب انسپکٹر پولس	۰	۰	۱
منشی کرشن گوپال صاحب	۰	۸	۰
پنڈت ہگدانھہ پرشاد	۰	۰	۱
تلوسی سنگھہ صاحب موٹر ڈرائور	۰	۴	۰
سید نذر حسن صاحب سپاہی	۰	۰	۱
عمر و حجن سوداگر تماکو	۰	۸	۱
نور محمد سدری فروش	۰	۰	۱
راج بخش صاحب سدری فروش	۰	۰	۱
شیخ بدلو صاحب سدری فروش	۰	۰	۱
شیخ دمون صاحب سدری فروش	۰	۰	۱۱
امیر خانصاحب خانساماں	۰	۰	۱
مسماۃ حسینی خاں	۰	۰	۲
مسماۃ حیدری خاں	۰	۰	۱
مسماۃ لعل خاں	۰	۰	۱
مسماۃ نذیر خاں	۰	۹	۱
مسماۃ نگم خاں	۰	۹	۱
مسماۃ مسان خاں	۰	۱	۰
مسماۃ پربا والدہ رمضان	۰	۸	۰
مسماۃ ہنی	۰	۸	۰
مولوی نور خانصاحب اہلمد	۰	۸	۰
احمد حسن صاحب	۰	۰	۱
رمضان علی صاحب عطر فروش	۰	۸	۰
اعزاز حسن صاحب محتار	۰	۶	۰
محمد خانصاحب نوال	۰	۸	۰
حکیم محمد رضی صاحب اہلمد	۰	۶	۰
شیخ محمد صاحب اہلمد	۰	۸	۰
حیدری خانصاحب ٹھیکدار	۰	۸	۰
منشی عبد اللطیف صاحب قاضی شہر	۰	۸	۰
ہدایت اللہ خانصاحب ہمسرپور	۰	۸	۰
حاکم سدری فروش	۰	۴	۰

	پائی	آنہ	روپیہ
پیر بخش صاحب	۰	۴	۰
سیسی صاحب باسا -	۰	۱	۰
رمضان علی صاحب خانساماں	۰	۴	۰
منشی رضا بخش صاحب جمعدار	۳	۶	۰
شیخ محبوب قنداور حبشی خانہ	۰	۴	۰
شیخ رمضو صاحب	۰	۴	۰
مولا بخش صاحب چوڑی والا	۰	۴	۰
شیخ الہی بخش صاحب سوار	۰	۴	۰
شیخ عندو صاحب	۰	۴	۰
شیخ حیدری سائیس	۰	۴	۰
شیخ حسن سپاہی	۰	۲	۰
پیر بخش صاحب	۰	۲	۰
مہر صاحب	۶	۲	۰
مولا بخش صاحب نلم فروش	۰	۱	۰
مصطفے کوچوان	۹	۱	۰
جناب سنداری صاحب	۳	۰	۰
منشی نہاں خانصاحب مدرس اردو	۰	۲	۰
رمضان صاحب	۰	۱	۰
شیخ کلو صاحب	۰	۲	۰
آغا صاحب ملتکا	۶	۲	۰
رسول خانصاحب خلاصی شفاخانہ	۰	۱	۰
نہاں خانصاحب	۰	۲	۰
علی حسن صاحب	۰	۲	۰
اسمعیل خانصاحب	۰	۲	۰
شیخ مجو صاحب گھر گنور	۰	۴	۰
والدہ لعل خانصاحب	۰	۴	۰
لیاقت حسین صاحب گولہ انداز	۶	۲	۰
سید محمد حسن صاحب	۰	۴	۰
نائبی مومن صاحب	۰	۲	۰
مہر خانصاحب	۶	۱	۰
بدلو بہشتی	۰	۱	۰
شیخ شدرای صاحب زنگسار	۰	۲	۰
سر خانصاحب گولہ انداز	۰	۴	۰
نور خان ولد عاری خاں گولہ انداز	۰	۴	۰
داں خانصاحب گولہ انداز	۰	۲	۰
احمد خانصاحب سپاہی	۰	۲	۰
شیخ عبد القادر صاحب محافظ دفتر	۶	۰	۰
حدا بخش صاحب	۰	۴	۰
مسماۃ نورن	۰	۴	۰
رسول خانصاحب سپاہی	۰	۶	۰
شیخ الہی ڈنکا نواز	۰	۲	۰
شیخ عبد اللہ صاحب عطار	۰	۲	۰
حافظ شیخ سمر صاحب	۰	۴	۰
والدہ عبدالرحمن صاحب	۰	۱	۰
نہول خانصاحب	۰	۴	۰
شاہ خان خانصاحب	۰	۱	۰
کلو خاں صاحب نگلہ مارزی کارتہ	۰	۴	۰
سویں ڈنکا	۰	۲	۰

	پائی	آنہ	روپیہ
نورن ناچر والا	۰	۲	۰
گلو شتر سوار	۰	۲	۰
نور لنگ	۰	۲	۰
مہر خانصاحب شتر سوار	۶	۰	۰
خدا بخش صاحب	۶	۰	۰
جھنگی ناچے والا	۰	۱	۰
رمضان ٹلنکا	۶	۰	۰
دنوان خان ٹلنکا	۰	۱	۰
مسماۃ نتی نہرمل خانہ	۰	۱	۰
شیخ روشن صاحب	۰	۲	۰
کھری صاحب	۰	۱	۰
شیخ نتھو صاحب	۰	۲	۰
رسول بخش صاحب	۰	۱	۰
مرزا موجی صاحب	۲	۰	۰
مرزا نثار صاحب	۰	۱	۰
چھوٹے خانصاحب	۲	۰	۰
یوسف خانصاحب گولہ انداز	۰	۴	۰
عاری خانصاحب چانک سوار	۰	۲	۰
شیخ کلو گولہ انداز	۰	۲	۰
نور خانصاحب سپاہی	۰	۲	۰
نور خانصاحب سپاہی	۰	۲	۰
دائم خانصاحب سپاہی	۰	۱	۰
ندلو سنقل گر	۲	۰	۰
نائط سپاہی	۲	۰	۰
شیخ اسمٰعیل صاحب	۰	۵	۰
شیخ نثار	۰	۵	۰
نادل خانصاحب سپاہی	۳	۰	۰
یعقوب لنگ گولہ انداز	۰	۳	۰
مرزا نثار لنگ صاحب	۰	۴	۰
شیر علی صاحب عطر فروش	۰	۴	۰
علی مرزا صاحب گولہ انداز	۰	۵	۰
دائم خانصاحب پہلوان	۰	۸	۰
مرزا نجف لنگ صاحب	۰	۴	۰
مرزا حاتم لنگ صاحب	۰	۴	۰
مرزا کریم لنگ	۰	۸	۰
محمد شیر خانصاحب مدرس	۰	۲	۰
رمضان لنگ صاحب	۰	۲	۰
فتح خانصاحب	۰	۱	۰
علی خانصاحب قلم تراش	۰	۱	۰
شیر خانصاحب	۰		۰
نتھو خانصاحب	۰		۰
مدار حسن لنگ صاحب	۰	۱	۰
شیخ غازی صاحب	۰	۱	۰
رما لنگ صاحب	۲	۰	۰
نور لنگ صاحب	۳	۰	۰
محمد لنگ صاحب	۲	۰	۰
وزیر قہار صاحب	۰	۱	۰
نبی بخش صاحب	۰	۲	۰
قادر لنگ	۰	۳	۰
رحب قمر	۰	۱	۰
حافظ رمحمد صاحب	۰	۲	۰
پیٹر صاحب	۰	۱	۰

	پائی	آنہ	روپیہ
گلاب خانصاحب	۰	۲	۰
چھوٹے خانصاحب	۰	۱	۰
صدر خانصاحب ہوں نار	۰	۶	۰
مظہر حسن صاحب چوکیدار	۰	۱	۰
غلام اکبر خانصاحب محتار	۰	۴	۰
شیخ عبدہ اللہ صاحب سپاہی	۰	۲	۰
حسن خانصاحب سپاہی	۰	۲	۰
دین محمد صاحب سپاہی	۰	۲	۰
شیخ عراقی روشن چوکیدار	۰	۸	۰
نجف خانصاحب چوکیدرے	۰	۴	۰
عاری خانصاحب نوقدار	۰	۲	۰
سری نہشتی	۰	۱	۰
نتو صاحب سپاہی	۱	۱	۰
شیخ عثمان	۰	۴	۰
نصر خانصاحب مور دربار	۰	۴	۰
عبد الرشید صاحب محتار	۰	۴	۰
شیخ الہی بخش صاحب سوار	۰	۴	۰
حاجی اللہ دین صاحب	۰	۴	۰
صدر بخش - شترخانہ	۰	۱	۰
عبدو سبزی فروش	۰	۲	۰
سنقول سبزی فروش	۰	۲	۰
مال خانصاحب افسر دوم	۰	۴	۰
پیٹر خانصاحب	۰	۲	۰
امام ناچے والا	۰	۲	۰
زرعہ محمد امال خانصاحب	۰	۱	۰
صادق سپاہی	۰	۱	۰
نہ ذریعہ شیخ چاند صاحب سپاہی	۰	۲	۰
منشی گلاب خانصاحب مور	۰	۳	۰
ٹوپڈی رنگریز	۰	۱	۰
عابدی حلاجی	۰	۱	۰
کہری مشکا سقاسب	۰	۲	۰
پیر خانصاحب گولہ انداز	۰	۲	۰
حسن لنگ منکا	۰	۱	۰
حرنان علی سپاہی	۰	۱	۰
مرزا مداری لنگ صاحب	۰	۲	۰
نعادی نساطی	۰	۲	۰
حسن منہار	۰	۲	۰
لعل محمد منہار	۰	۱	۰
شیخ لہوری	۰	۴	۰
عثمان خانصاحب طالبعلم	۰	۴	۰
گلو سائیس	۶	۱	۰
پیٹر خانصاحب سپاہی	۰	۴	۰
مرزا ولایت علی لنگ	۰	۲	۰
جہنو خانصاحب سپاہی	۰	۲	۰
کالنخانصاحب سوار	۰	۴	۰
دلاو سپاہی	۰	۲	۰
مقدری جمعدار تحصیل	۰	۴	۰
حسن خان وزن کش	۰	۴	۰
مال خانصاحب سپاہی	۰	۴	۰

	پائی	آنہ	روپیہ
شمشیر خانصاحب وزن کش	۰	۰	۱
شیخ سنجال وزن کش	۰	۲	۰
رستم خانصاحب وزن کش	۰	۸	۰
شیخ منذم صاحب وزن کش	۰	۴	۰
شیخ خدیں صاحب وزن کش	۰	۲	۰
مداری صاحب وزن کش	۰	۲	۰
شیخ عثمان سپاہی	۰	۴	۰
اسمعیل خاں ولد پیر خان	۰	۴	۰
کہنے ناچے والا	۰	۱	۰
گل خانصاحب کاللی	۰	۲	۰
تاج محمد صاحب کاللی	۰	۱	۰
بہورا	۰	۲	۰
رمضان وانی	۰	۱	۰
ظہور اللہ صاحب	۰	۲	۰
شیخ اکرام صاحب	۰	۱	۰
پیر خانصاحب جمعدار	۰	۴	۰
للو مدنی صاحب	۰	۱	۰
حدا بخش چوکیدار	۰	۱	۰
دختر نصب علی صاحب	۰	۲	۰
پیر خانصاحب سپاہی	۰	۱	۰
ملو رنگریز	۰	۱	۰
حاکم رنگریز	۰	۱	۰
عبدل حناط	۰	۱	۰
عمر صاحب	۰	۱	۰
رصاں مواش	۰	۱	۰
نتہائتی ڈمریدار	۰	۴	۰
نشارت لنگ صاحب	۰	۲	۰
ننھو صاحب	۰	۱	۰
رحیم صاحب	۰	۱	۰
ایک مسلمان	۰	۲	۰
حواجو صاحب	۰	۴	۰
سید ترکت علی صاحب	۰	۲	۰
میر صاحب	۶		
ماں خانصاحب سوار	۰	۲	۰
سید ترکت علی صاحب چرکہاری	۰	۲	۰
شیخ رحیم صاحب	۰	۲	۰
میر خانصاحب جمعدار پولیس	۰	۲	۰
مورا متہو صاحب	۰	۱	۰
مرزا چنگی صاحب	۰	۱	۰
شیخ سبحان صاحب	۰	۱	۰
میکو صاحب	۶	-	-
مورا حسو صاحب	۰	۱	۰
وزیر خانصاحب سوار	۰	۴	۰
شیخ اصر تلنگا	۰	۱	۰
قاسم علی صاحب	۰	۱	۰
مہر خانصاحب سپاہی	۰	۲	۰
شیخ چاند	۰	۲	۰
ایک مسلمان	۰	۲	۰
رحم خانصاحب تلنگا	۰	-	۱
فقیری صاحب	۰	۴	۰
منشی عبد الحکیم صاحب طالب علم	۰	۱۲	-
والدہ ماجدہ فخر الرحمان خاں محرر	۰	-	۱
اہلیہ ماجدہ دلی محمد	۰	-	۱
محمد خانصاحب سپاہی	۰	۴	۰

	پائی	آنہ	روپیہ
مولا بخش	-	۴	-
روحہ حیات خانصاحب	-	۲	-
نجو حجام	-	۴	-
للی حجام بذریعہ امام خان	-	۲	-
محبوب بخش صاحب ٹھیکدار	-	-	۱
محصول منی آرڈر	-	۸	۲

جناب عبد الکریم صاحب کوہیمہ (آسام)		۲۰۰
جناب سید محمد حبیب الحق صاحب شیخ پوری		۲
جناب عبد العزیز خانصاحب مہمرامی		۵
جناب وحید الحق صاحب سلہٹپور		۷
جناب محمد یوسف صاحب اورسیر حلیسر		۱۷
بذریعہ جناب عبد العزیز صاحب اورسیر لوشلم	-	۵
جناب صدیقی نور محمد صاحب ٹھیکہ دار	-	۳۰
جناب غلام حیدر خانصاحب	-	۵
جناب نادر نیب دام صاحب		۵

بذریعہ جناب سید قطب الدین صاحب - ہسرا - کیا ۱۰ ۳۸

(بہ تفصیل ذیل)

بورگان موضع ہسرا ملع کیا				۳	۲۶
,, بہدرو ,,		۹	-	۷	
,, پالی خورد ,,		۲		۳	
,, سنگھولی ,,	۳	۳		۲	

بذریعہ جناب ابو ظاہر محمد طاہر حق صاحب نہار - پٹنہ

(بہ تفصیل ذیل)

بورگان موضع کوچی ملع کیا			-	۲۲
,, گودر ہزاری باغ				۲۵
ایک بزرگ جنکا نام ظاہر کرنے کی اجازت نہیں			-	۳
ایک بزرگ از کید گنج - الہ باد			-	۱

بذریعہ جناب احمد سعید صاحب افضل گڈہ - بستر ۳ ۱۰

(بہ تفصیل ذیل)

امام بخش مصری قصاب صابیا والا		-	۱
عظیم اللہ پڈواری والا		-	۱
منشی حبیب اللہ		-	۱
حکیم مُولا			۸
حبیب اللہ ولد محمد بخش		۳	-
علی محمد ولد الہی بخش		-	۸
نبی ولد حدا بخش		-	۳
رمضانی حجام			۳
حدا بخش قصاب			۶
نبی رنگساز		۳	۸
رحمت اللہ ولد الہی بخش			
نصر احمد ٹیکسٹور			
آصف آباد			۳
احمد سعید صاحب			
نبی ولد ایرو بخش			۸
مولا بخش رنگسا			۲
عبد الرزاق صوجدہ			۸
معروف علی		-	۳
مولا بخش بد ـ		-	۸
حجور نداف		-	۲
کالو نداف			۲
کریم بخش نداف			۲

درد سر و درد رياح کي دوا

رياحي درد لحظه ميں غائب هو جاتا هے - يه دوا لحظه ميں اسکو پاني کر ديتي هے - درد رياح جيسے ٹيک - چمک - ٹيس - اکڑن ميں کهڑکن کلي سے چاهے جسقدر تکليف هو - اس دوا کے استعمال سے فوراً رفع هوتي هے درد سر چاهے کسي وجه سے هو اسي دوا کا ايسا هي فايده هے - نصف سر ميں هو يا تمام سر ميں کسي وجه سے کيسا هي درد هو اس دوا سے رفع هو جاتا هے صرف يهي نهيں اگر سر کٹا جاتا هو پهٹا جاتا هو - فوراً جاتا هو - اس دوا سے فوراً بند هوتا هے - اندهوں لوگ ذرا ذرا سي باتوں ميں سر دکهايا کرتے هيں کام ميں يا مفت کي باتوں ميں فکر و تردد ميں عيش و عشرت ميں دن کو رات اور رات کو دن بنانے ميں کل شکايتيں سر پر آجاتي هيں - اور هاتھ سے سر پکڑا کرتے هيں ڈاکٹر بوم کي دوا ايسے لوگوں کے لئے هے - دوا کے استعمال سے فوراً درد بند هوتا هے - اسلئے هر خاص و عام کو يه دوا اپنے پاس رکهنا لازم هے -

(قيمت فی شيشي (۲ آنه) محصول ڈاک ايک سے چهه شيشه تک ۵ آنه)

ڈاکٹر ايس کے برمن - منيجر نارائن دت اسٹريٹ کلکته

حميديه هوٹل

نمبر ۱۳۱ لوئر چيت پور روڈ

هماري هوٹل ميں هر قسم کي اشيائے خوردني و خوشيدني هر وقت طيار ملتي هيں نيز اسکے ساتھه مسافروں کے قيام کيليے پر تکلف اور هر قسم کي آرام کا بهي انتظام کيا گيا هے جو نهايت هوادار فرنيچر اور پر لطف راحت بخش هيں جن ميں صاحبوں کو کچهه دريافت کرنا هو بذريعه خط و کتابت منيجر هوٹل سے دريافت کر سکتے هيں - جلسے پارٹي و دعوتي اور جلسے بالقاں کي جملہ تصويريں هماري هوٹل ميں درخواست کے ليے موجود هيں - ۳ ع تصوير کا نرخ علاحده هے -

المشتهر — محمد عبد الکريم مالک حميديه هوٹل

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

[redacted]

مقام اشاعت
۷۰ ۲ سکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۶ — کلکتہ: چہار شنبہ ۱۵ جمادی الاولی ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta: Wednesday, April 23 1918.

[redacted]

قیمت فی پرچہ سازھے تین آنہ

اطلاع

(۱) اگر کسي صاحب کے پاس نئي پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کو نئی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لی جائیگي -

(۲) اگر کسی صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کي تبدیلي کی ضرورت ہو تو مقامي ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں، اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہیں یا پانچ آنے کے وي - پي کي اجازت -

(۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداري نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) منی آڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام، پورا پتہ، رقم، اور نمبر خریداري (اگر کوئي ہو) ضرور درج کریں -

نوٹ — مندرجہ بالا شرائط کي عدم تعمیلي کي حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئي پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے لئے ذمہ دار نہ ہوگا -

(منیجر)

شرح اجرت اشتہارات

— * —

میعاد اشتہار	فی صفحہ	في کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ في مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۳ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے ہر صفحہ کے لیے کوئي اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات دو جگہہ دیجائیگي -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدي زائد ہوگي -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھي طیار ہوتے ہیں جسکي قیمت ۸ آنہ في مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکي فرمایش کے مطابق آپکو جگہہ دیں، البتہ حتي الامکان کوشش کي جائے گي -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں، چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں، اور سہ ماہی کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرني ہوگی اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی ہمیشہ لي جائیگی اور وہ کسي حالت میں پھر واپس نہوگي -

(۳) مدیر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسي اشتہار کی اشاعت روک دے، اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اس چیز کا جو جزے کے اقسام میں داخل ہو، تمام منشي مشروبات کا، نقش امراض کي دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالي نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو، کسي حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کي زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسی قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

إِنْ لَا تَهُبُّوا وَلَا تَجْمَعُوا لَهُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

الهلال

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad.

7-1 Mcleod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4 - 12

مدیر مسئول و محرر خصوصی

ابوالکلام آزاد

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان تلگراف

"الهلال"

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۱۶ — کلکتہ: چہار شنبہ ۱۵ جمادی الاولی ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta Wednesday, April 23, 1918.

فہرس

شذرات	
مقالۂ افتتاحیہ	
اعلان	
مقالات	
صفحہ من تاریخ العرب	
معاصرۂ بیت المقدس	
مذاکرۂ علمیہ	
انتعاش	
وفد ترکی الی طرابلس	
کارزار طرابلس	
معارضات طرابلس	
باب المراسلة و المناظرة	
الحقوق	
مراسلات	
قسطنطنیہ کی چٹھی	۱۶
مجلس خدام کعبہ	„
فہرست زراعانۂ دولۂ علیہ	

تصاویر

جامع سلیم ادرنہ کا حرص	(ثالثل پیج)
جامع سلیم کا ایک داخلی منظر	(صفحہ خاص)
جامع سلیم کا منبر	۳
کبش (ایک رومی الۂ معاصرہ)	۷

تلغراف خصوصی

(قسطنطنیہ ۲۲ - اپریل) ۱۹ تاریخ کو ہماری وزارت کا ایک جلسہ ہوا ' جسمیں تمام اتحادی شریک تھے - ۲۳ - راؤں سے برخلاف ۱۲ - کے قرار پایا کہ " عربی زبان " کے مسئلے کو اہل عرب کی دیرینہ خواہش کے مطابق منظور کرلیا جاے - نیز یہ کہ بیروت ' دمشق ' اور مکۂ معظمہ میں بہت جلد سرکاری یونیورسٹیاں قائم کی جائیں - آپکے اپنے خطوط میں اسکی خواہش کی تھی پس یہ خوشخبری برادران اسلام کو پہنچا دیجیے - خدا ترکوں اور عربوں کے اتحاد سے نئے دور اسلامی کا افتتاح کرے -

مصباح

شذرات

شمس العلما مولانا شبلی نعمانی

اور مسئلۂ " الندوہ "

(مسلم گزٹ) لکھنو میں منشی اعتبار علی کا کوروی برادر منشی احتشام علی صاحب ' اور منشی اسحاق علی کا کوروی ایڈیٹر الناظر کی دو تحریریں نکلی ہیں ' جسمیں رسالہ الندوہ کے مرحومہ ایڈیٹر مولوی عبد الکریم صاحب مدرس دارالعلوم کے ایک مضمون " جہاد " کی نسبت بعض واقعات و حالات درج کیے ہیں -

مجکو سب سے پہلے اس واقعہ کی نسبت خود مولانا شبلی کے الہ اباد سے ایک خط میں صرف اسقدر لکھا تھا کہ " الندوہ میں ایک سخت مضمون جہاد کے متعلق نکلا ہے جو ندوہ کے مقاصد کے خلاف ہے "

اس سے زیادہ اسمیں کچھ نہ تھا اور یہ شاید چار پانچ مہینے کی بات ہے -

میں نے اسکے بعد ایک دو مرتبہ الندوہ کے پرچے دفتر میں تلاش کراے مگر معلوم ہوا کہ یا تو وہ پرچہ نہیں آیا ' اور آیا تو اب نہیں ملتا -

اسکے بہت عرصے کے بعد لکھنو سے ایک صاحب کی مراسلت آئی جس میں اُس مضمون کی تائید تھی ' میں نے انکو خود اس مضمون کا خط لکھا تھا کہ " جہاد کی نسبت میرا جو

اعتقاد ہے وہ واضح ہے - میں اسکو اصل اصول اسلامي اور بنیاد حیات شریعت سمجھتا ہوں - رہا وہ مضمون - اور ندوہ کے معاملات ' تو جب تک وہ پرچہ دیکھ نہ لوں ' کچھ نہیں کہہ سکتا - آپ وہ پرچہ بھیجدیں - "

مگر میرے پاس پرچہ نہیں آیا ' اور پھر مجھے اسکا خیال بھي نہیں رہا -

پچھلے دنوں لکھنؤ میں مولانا سے ملاقات ہوئي تو یہ ذکر نکلا - اس وقت بجائے واقعہ کے تفصیلي حالات کے ' اصل موضوع پر کچھوہ گفتگو شروع ہوگئی ' اور ایک بخاري عالم وارد لکھنؤ آگئے - اسے مدراعد کا تذکرہ شروع ہوگیا ' پھر مولانا کرامت حسین صاحب آگئے - اور باتیں ہونے لگیں ' اور اس طرح وہ بات درمیان ہي میں رہگئي -

میں اس وقت سوچتا ہوں تو اس واقعہ کي نسبت میري معلومات ابتدا سے صرف اتني ہي رہی ہے ' اور اسی غرض سے میں نے یہ تفصیل لکھی -

ان دو مضمونوں سے معلوم ہوتا ہے کہ " جب یہ مضمون نکلا تو مولانا نے مقامی پانچ ممبروں کو جمع کیا اور انہیں دھمکی دي کہ اگر اس مضمون کے لکھنے والے کو سزا نہ دوگے ' تو میں ہوائسرے سے تمہاري شکایت کرونگا - پھر وزٹیورشن کے لفظ میں اپني جانب سے بعض الفاظ بڑھا دئے ' اور اس کمیٹی نے ڈپٹی کمشنر صاحب کو لکھا کہ آپ جو سزا تجویز فرمائیں اسکے نافذ کردینے کیلیے ہم طیار ہیں -

پھر انتظامي جلسہ ہوا ' اور پہلي کارروائي کالعدم قرار پائي - اسپرنٹنڈنٹ کی جگہ پہنچی ' اور اب چھ ماہ ملازمت ندوہ سے معطل کردینے کي وہاں سے سزا تجویز ہوئی ہے "

اگر یہ واقعي سچ ہے تو اسمیں کوئی شک نہیں کہ ہمارے اعتقاد میں مولانا نے اور اُن ممبروں نے نہایت سخت کمزوري دکھلائي - یہ سچ ہے کہ ندوہ کی حالت خاص طرح کی ہوگئي ہے - وہ برسوں ایک داعی جماعت سمجھي گئي ' اور اسکے کام کرنے والوں کو حیدر آباد بھاگنا پڑا یا مکہ معظمہ کے طرف ہجرت کرني پڑي - یہ بھي ضرور ہے کہ مولانا جب ندوہ میں آئے اور برسوں سعي و کوشش کي تو خدا خدا کرکے گورنمنٹ کا خیال بدلا ' اور اب اسکي زندگی اسکي بخشي ہوئي زمین ' اور اسکے مقرر کیے ہوئے عطیے پر ہے - لیکن با ایں ہمہ ان واقعات سے صرف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس مضمون کا اندوہ میں نکلنا جو ندوے کا آرگن اور ایک محض تعلیمي جماعت کي آواز ہے ' نا ضروري تھا ' لیکن جب نکل گیا ' اور ایک غلطی جو ہوني تھي ہوگئی ' تو اب اسپر اسقدر گھبرانے کي کوئي بات نہ تھي کہ ان واقعات تک معاملے کو پہنچا یا جاے -

ان مضامین میں ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جلسے میں مولانا عبد الباري ' مولانا عبد الحي ' منشي احتشام علي ' اور مسٹر ظہور احمد بھي شریک تھے - معلوم نہیں ان صاحبوں نے کیا خیالات ظاہر کیے ؟ لیکن اگر یہ سچ ہے کہ اس کمیٹي نے گورنمنٹ کو فیصلہ کرنے کي دعوت دي تو مولانا عبد الباري سے مجھے نہایت تعجب ہے جنھوں نے دوسرے کو اسقدر عصب آلود تار دیا تھا ' اور اسپر میں نے بھي اظہار مسرت کا ایک تار انکي خدمت میں بھیجا تھا ' نیز مولوي عبد الحي صاحب سے ' جو سید صاحب بریلوي کے خاندان سے ہیں ' جنھوں نے سکھوں کے مقابلے میں جہاد کیا تھا - پھر منشي احتشام علي سے ' جو لکھنؤ کے شیعہ سني کے فتنے میں اسقدر قوم کا ساتھہ دیچکے ہیں کہ آئے دن ایک نئي کرتوت وقف کردي ' اور ہمیشہ " جھگڑے " کے مسئلے میں بمقابلہ گورنمنٹ اپني جماعت کي سرپرستي فرماتے رہے - گو بد قسمتي سے اب عشرا محرم میں انہیں شہر سے باہر چلا جانا پڑا ہے -

لیکن میں راے قائم کرنے میں جلدي نہیں کرسکتا - ایک بزرگ جسکے اخلاص ' آزادي خیال ' غیرت اسلامي ' اور جوش ملی کا مجھے بدیہات جیسا یقین ہے ' اور اسکي ایک نہیں ' بلکہ بیسیوں شہادتیں میرے سامنے ہیں ' جبتک صحیح ذرائع یقین سے حالات معلوم نہ ہوجائیں ' یقیناً اسکا مستحق ہے کہ معاملہ کرنے میں جلدي نہ کی جاے -

میں نے اسی خیال سے ایک خط مولانا کیخدمت میں روانہ کیا اور لکھا کہ تمام واقعات اصلی سے اطلاع بخشیے ' لیکن مولوي عبد السلام صاحب کے کارڈ سے معلوم ہوا کہ مولانا سخت علیل ہیں اور خط و کتابت سے معذور -

مجھکو بڑی ہنسی آئي ' جب میں نے ہوائسرائے مسٹر جیمس مسٹن بہادر کی اس بارے میں چٹھی پڑھی - انکے نسبت پرایوٹ سکرٹري لکھتے ہیں کہ " ہوائسرائے اس بارے میں آپ لوگوں سے ادعا کرتے ہیں کہ ہندوستان میں جہاد کے وعظ کی ضرورت نہیں ' خواہ وہ دفاعی ہو یا غیر دفاعی "

لیکن میں ہوائسرائے کو اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ وہ اسلامی جہاد کے وعظ کی ضرورت اور عدم ضرورت کا فیصلہ نہیں کرسکتے - وہ مسلمانوں کے حکمراں ہیں ' لیکن اسلام پر حکمراں نہیں - بہتر ہے کہ اس مسئلہ کے فیصلے کو ہم ہی پر چھوڑ دیں -

---

ہفتہ جنگ اس ہفتہ میں حلفاء بلقان کے باہمي تعلقات دگرگوں ہوگئے علانیہ جنگ و جدال اور کشت و خوں وسیع تک پہنچ گئے ' اور ایسا ہونا ناگزیر تھا -

مقدونیا میں سرویہ ' بلغاریوں کے ساتھہ بری طرح پیش آرہے ہیں - بلغاري پارلیمنٹ میں وزیر اعظم نے اعلان کیا کہ اسکي اطلاع سرویی حکومت کو دیدی گئی ہے -

ریوٹر کو اطلاع ملی ہے کہ رومانیہ اور انگریی پلینپوٹنیا کے درمیان ایک بلغاري جتھے نے سرویي سرحد میں پر حملہ کیا ' جسمیں آٹھہ سرویي کام آئے - اس ہفتہ میں کوئی معرکہ نہیں ہوا - القراء جنگ کی رات تحریري معاہدے کی حد غلط تھی - ہم نے پچھلي اشاعت میں اسکے تسلیم کرلینے سے انکار کیا تھا - دوسرے ہي دن خود ریوٹر نے اسکا اعتراف کرلیا - صرف روانی طے ہوا ہے کہ ۲۳ - ماہ حال تک جنگ ملتوي رہیگی اور اگر ضرورت ہوئي تو اسمیں اضافہ بھی ہوسکیگا -

حکومت جبل اسود نے اپنے تمام وکلا کو اطلاع دیدي ہے کہ سکوطري کے معاوضے میں مالی معاوضہ منظور نہیں کرسکتی ' کیونکہ اس سے اہل جبل کے شاندار عزت (؟) پر حرف آتا ہے ' مگر یا ایں ہمہ دول نے اصولي طور پر منظور کرلیا ہے کہ جبل اسود کو ایک رقم بطور قرض دي جائے ' جسکی تعداد تیس ہزار مراسک ہو ' اور جسمیں تمام دول یورپ شریک ہوں - تفصیل ابھي غیر معلوم ہے -

کہا جاتا ہے کہ حلفاء بلقان نے دول کي مداخلت کو اس شرط پر منظور کرلیا ہے کہ انکو جزائر ارخبیل (ایجین سي) کے متعلق مباحثے کا اختیار رہے گا - اطالیا کے نیم سرکاري اخبار (ٹریبیونا) کا بیان ہے کہ یونان کے ساتھہ جزائر لیمنس ' ساس ' چاؤس متلین ' اور کرس کے الحاق پر اطالیا اعتراض کریگی -

ایڈریانوپل کا حملہ ' بلغاریا اور سرویا کی قوت کا آخري اور انتہائی ظہور تھا - بلغاریا تو اس سے پہلے ہی ختم ہوچکي تھي - البتہ سرویا نے ملکر اس حملے کو تقویت دی - اب تمام وقائع نگار اور یورپین پریس بلغاریوں اور سرویوں کي قوت کے خاتمے کا باصرار اقرار کرتے ہیں -

البلاغ

— * —

اقترب للناس حسابهم وهم في غفلة معرضون !

لوگوں کے نتائج اعمال کا وقت قریب آ لگا ' لیکن اسپر بھی وہ غفلت میں سرشار اور اللہ کے طرف سے منہ موڑے ہوے ہیں ! !

— * —

استجیبوا لربکم من قبل ان یاتی یوم لا مرد لہ من اللہ ' مالکم من ملجا یومئذ و مالکم من نکیر - فان اعرضوا ' فما ارسلناک علیہم حفیظا - ان علیک الا البلاغ (۴۲ . ۴۶)

اے غافل لوگو! اُس فیصلہ کن دن کے آنے سے پہلے اپنے خدا کا کہا مان لو ' جو اُس کے طرف سے اعمال بد کے نتائج میں آنے والا ہے ' اور اُسکا ٹلنا ممکن نہیں - اُس دن نہ تو تمہارے لیے کہیں پناہ ہوگی ' اور نہ تم اپنے اعمال بد سے انکار ہی کرسکوگے !!

اگر اسطرح سمجھانے پر بھی یہ لوگ روگردانی کریں تو (اے پیغمبر) ہم نے کچھ تم کو اُن پر داروغہ بنا کر تو نہیں بھیجا نہیں ' تمہارے ذمے تو بس حکم الہی کا پہنچا دینا ہی ہے - ماننا یا نہ ماننا سننے والوں کا کام ہے -

— * —

جامع سلیم (ادرنہ) کا صحن و مینار

ایڈریانوپل جو جلیفہ سلطان کی راہ کامیابی میں بظاہر آخری مانع کامیابی تھا ' بالآخر مسخر ہوگیا ' مع (جامع سلیم) کی مقدس محرابوں کے ' جنھوں نے دو صدیوں سے اپنے نیچے صرف سجدہ ہاے نیاز ' اور زمزمہ ہاے توحید و تکبیر ہی کو دیکھا تھا ' اور مع اُن بلند اور عظیم الہدف مناروں کے ' جن پر آج تک روزانہ اعلان و شہادت توحید کی ایک صدا بھی قضا نہ ہوئی تھی - وہ فتح ہوگیا ' حالانکہ ہمارے جوش و دینداری کا لشکر عظیم ابتک عملی و سرشاری کے قلعہ میں محصور ہے اور عزت اور ندیہ کے پیہم ہجوم ابتک اُسے مسخر نہیں کرسکے !! فیا حسرتا ! ویا ویلتا ! و یا ندما !!

لمثل ہذا یذوب القلب من کمد
ان کان في القلب اسلام و ایمان !

میں سفر میں تھا جب میں نے ارل داریہ خبر سنی - میں نے دیکھا کہ اس خبر کی تصدیق کے بعد بھی دنیا ویسی ہی تھی ' جیسی اس سے پہلے - میں نے دیکھا کہ ہم اپنے کاروبار میں مصروف ' اور اپنی احتیاجات میں بدستور منہمک ہیں - وقت پر کھانا کھاتے ہیں اور وقت پر آرام دہ بستر کے انتظار میں دستروں کو تلاش کرتے ہیں - زندگی کی مصروفیتوں میں کوئی تغیر نہیں ہوا ' اور نہ اندر بھی دیکھا تو حالت ویسی ہی پائی ' جیسی کہ کل تک تھی - حالانکہ ہم میں سے کوئی بھی اس خبر کے سننے کیلیے طیار نہ تھا -

میں نے سوچا کہ کیا کسی دن اسی طرح قسطنطنیہ کے مسخر ہوجانے کی خبر آجائیگی ؟ قسطنطنیہ کیا شے ہے ؟ میں نے سوچا کہ کیا ایک دن ہماری آخری متاع عزت یعنی بیت جلدل خلیل اللہ اور مسجد مطہرۂ رسول اللہ پر بھی ملاعدۂ صلیب کے حملہ آور ہوجانے کی خبر آجائیگی ' اور ہم اسی طرح اپنی بیمار مدہوشی میں آگے بڑھجائینگے ؟ فما دا جری علی المسلمین ؟

و من لدی دمع ہم من علیین الی اسفل سافلین ؟

و لقد اخذناہم بالعذاب ' فما استکانوا لربہم و ما یتضرعون ! ( )

اور ہم نے ان لوگوں کو عذاب میں گرفتار کردیا پھر انکو کیا ہوگیا ہے کہ اب بھی اپنے خدا کے آگے نہیں جھکتے ' اور اپنی غفلت پر نہیں روتے ؟

دنیا میں قومیں کیلیے بڑے بڑے کام ہیں - بہت سی ہیں جنکو اپنے ایوان حکومت اور تخت جلال کی آرایش کرنی ہے - بہت سی ہیں جنکو اپنے عظیم الشان متمدن شہروں ' اور اپنی عالمگیر تجارت کی حفاظت مقصود ہے - بعض اپنی قومی دولت و ثروت کے بڑھانے کی فکر میں ہیں ' اور بعض خدا کی زمینوں پر قبضہ کرنے کے انتظام میں ' لیکن غور کرو کہ اب ہمارے لیے دنیا میں کیا کام باقی رہگیا ہے ؟ حکومتیں باقی نہیں رہیں کہ انکے دبدبۂ و سطوت کا نقارہ بجائیں ' دولت و ثروت کب کی جا چکی ہے ' اور جو رہگئی ہے ' وہ بھی ہر طرف آتش زدہ ہے - نئی زمینوں پر قبضہ کرنے کی فکر کیا کریں کہ جو چند گوشے اپنے ایام دولت و تکلب بسر کرنے کیلیے باقی رہگئے تھے ' انکے لایق بھی نہ نکلے - تہذیب و تمدن کی جگہ وحشت و جہالت ہمارا مایۂ انسانیۃ سمجھا جاتا ہے ' اور دنیا کی قوموں کی فہرست میں ہمارے نام کے ساتھ " وحشی " اور " نا قابل حیات زندگی " کے القاب لکھے جاتے ہیں " کیونکہ اللہ کی زمین پر رہنے کے اب قابل نہیں رہے - ہم سے زمینیں چھین لینی چاہیئں ' اور جسقدر جلد ممکن ہو ' ہمارے بار دولت سے دنیا کو پاک کردینا چاہیے - ہماری تیرہ سو برس کی تاریخ کے بعد ' آجکل کی سرگذشت حیات صرف اتنی ہی باقی رہگئی ہے !

فیا للعار! و یا للاسف !! و آہ ! آہ ثم آہ !!

گلگونۂ عارض ہے نہ ہے رنگ حنا تو!
اے خسرو شیریں دل تو تو کسی کام نہ آیا !

ہماری تمام متاع اقبال لٹ چکی ہے - ایوان حکومت کھنڈر ہورہے ہیں ' اور تخت شاہی اُلٹ گئے ہیں - اب ہمارے پاس کچھ باقی رہگیا ہے ' تو بس یہی چند مسجدوں کی محرابیں ہیں ' اور چند عبادت گاہوں کے صحن ' اور یا پھر وہ گنبد سبز ' جسکے نیچے دنیا کا سب سے بڑا انسان سو رہا ہے !

لیکن آج ایڈریانوپل کی جامع سلیم کے صحن میں بلغاریوں کے بوٹوں کی گرد اڑ رہی ہے ' کون کہہ سکتا ہے کہ کل اور کیا کچھ ہوگا ؟

پھر اے وہ لوگو کہ اپنے ایوان حکومت کی حفاظت نہ کرسکے ' کیا آج خدا کی عبادت گاہوں کی محرابیں اور اُسکی صداے توحید بلند کرنے کے مناروں کی بھی حفاظت نہ کرسکو گے ؟؟

* * *

غفلت سرشت انسان کا قاعدہ ہے کہ بہت سي مصیبتیں اسکے لیے اسقدر جگر دوز اور زہرہ گداز ہوتي ہیں کہ انکا تصور بھي کرتا ہے تو کانپ اٹھتا ہے - لیکن پھر جب وقت آجاتا ہے ' اور وہ مصیبت سر پر آکر کھڑي ہوجاتي ہے ' تو کچھہ دیر - تحیر و فکر ' کچھہ دیر رو دھو کر ' اور کچھہ دیر ماتم و فغاں سنجي کرکے آگے بڑھجاتا ہے ' اور جس وقت کے تصور سے اور جاتا تھا ' اسکو اسطرح جھیل جاتا ہے ' گویا کوئي واقعہ ہوا ھي نہ تھا !

ایک مدت سے ہم عالم اسلامي کے آخري مصائب کے تصور سے کانپ رہے ہیں - " آخري وقت " اور " فیصلہ کن وقت " ہماري زبانوں پر ہے - ہم اُس وقت کا ذکر کرتے تھے ' جب اعداے اسلام ہمارے نیست و نابود کردینے کیلیے اکٹھا ہو جائیں گے - ہم اُس مصیبت کبریٰ کے خیال سے اور اٹھتے تھے ' جب دشمن قسطنطنیہ کے دروازوں پر آپہنچیں گے - ہم غافلوں کو ڈراتے تھے کہ ہشیار ہوں کیونکہ ایک وقت آنے والا ہے ' جب آخري فیصلے کي گھڑي سر پر آجائیگي - ہم سوتوں کو جگاتے تھے کہ اٹھہ کھڑے ہوں ' کیونکہ وہ " فزع اکبر " اور " طامۃ الکبریٰ " کا وقت کبھي نہ کبھي آنے والا ہے ' جبکہ مدّ و بقا ' اور موت و حیات کا فیصلۂ آخري ہوجائیگا -

پھر اگر آنکھیں کھولکر دیکھو تو اُس وقت موعودہ ' اور مصیبت منتظرہ کا دن تو آگیا ' اور اگر اسکي آخري ساعات نہیں آئي ہیں ' تو اسکو بھي دور نہ سمجھو - لیکن کیا اپني غفلت پیشگي کي عام عادت کي طرح ' اس بارے میں بھي ہمارا ویسا ھي حال ہوگا ' جیسا کہ ہر آنے والي مصیبت کے آجانے کے بعد ہوا کرتا ہے ؟ کیا ہم اسے بھي جھیل جائیں گے ؟ کیا چند آنسوؤں کي ریزش ' اور چند آہوزکي کشش سے زیادہ اور کچھہ نہوگا ؟ اور کیا پھر سر سے گذر جائیگا اور ہمارے ہاتھوں کو حرکت ہوگي ؟

خاک بدھم ' تھوڑي دیر کے لیے فرض کرلو کہ وہ سب کچھہ ہوگیا ' جسکے ہونے میں اب کچھہ دیر نہیں ہے - چشم تصور سے کام لو کہ جس آخري ساعت کے تصور سے ڈرتے تھے اور ڈراتے تھے ' وہ مع اپني آخري ہلاکتوں اور بربادیوں کے آگئي - انگلستان نے عرب و عراق اور حجاز و حرمین کي ریاست کي دیرینہ آرزو پوري کرلي - شام پر فرانس نے قبضہ کرلیا ' بقیہ ایشیا حرمني کے زیر عام آگیا - قسطنطنیہ اور در دانیال کا بھي وہ حشر ہوگیا ' جو مسئلۂ مشرقي کے انفصال کے وقت سب سے پہلے ہوکر رہیگا ' اور اپني موت کي آخري خبر بھي ہم نے موجودہ جنگ کي خبروں کي طرح رائٹر کي زباني سن لي ' تو پھر بتلاؤ کہ اُس وقت اسکے سوا اور کیا ہوگا ' جو کچھہ کہ اِس وقت ہو رہا ہے ؟ کیا در و دیوار سے سر ٹکراؤگے ؟ کیا آبادیوں کو چھوڑکر جنگلوں اور صحراؤں میں چلے جاؤ گے ؟ کیا گنگا اور جمنا کي سطح تم کو اپني آغوش میں لیکر چھپا لیگي ؟ یا بحر عرب کي موجوں میں تمھیں پناہ مل جائیگي ؟

اگر ایسا نہوگا تو پھر کیا دنیا میں کوئي انقلاب عظیم ہوجائیگا ؟ کیا آفتاب اپنے مرکز حرکت کو چھوڑدیگا ؟ کیا زمین حرکت سے معطل ہو جائیگي ؟ کیا ستارے آپس میں ٹکرا جائیں گے ؟

اگر یہ بھي نہوگا تو کیا ہم رات کا سونا اور دن کا کار و بار چھوڑدیں گے ؟ کیا کھانا پینا بالکل بند کردینگے ؟ اور کیا ہمکو زندگي کي احتیاج باقي نہیں رہیگي ؟

حالانکہ ہم اور دنیا کے اندر تبدیلي پیدا ہونے کي خواہش کا کیا حق ہے ' جب ہم خود اپنے اندر کوئي تبدیلي پیدا نہیں کر سکتے ؟

* * *

دنیا اس طرح کبھي نہیں بدلي ہے ' اور وہ ہماري امیدوں اور ارمانوں کي تابع نہیں - ایران نے بابل کو مسمار کر دیا مگر آفتاب اُسي وقت طلوع ہوا ' جیسا کہ روز ہوتا تھا - سکندر نے ایران میں آگ لگادي ' مگر انسان نے اپنے گھروں کو ' اور صحرا کی چڑیوں نے اپنے آشیانوں کو نہیں چھوڑا - بابل و نینوا کے عظیم الشان تمدن برباد ہوگئے ' مگر انکي بربادي کے ماتم میں شاید کائنات کے ایک ذرے نے بھي رحمت نہ اُٹھائي - یونان اور روما الکبریٰ کے طلائي مدرسوں اور سنگي دار العلموں کي دیواریں سرنگوں تھیں ' اور اسکندریہ کے بیت العلم کا چراغ گل ہوگیا تھا ' مگر عرب کے شتر سواروں نے کب اسکي پرواکي ' اور اس انقلاب عظیم نے کب کاروبار عالم کو معطل کیا ؟

اس کائنات ارضي کي گھڑي اپنے کیل پرزوں پر چل رہی ہے ' اور وہ ان حوادث و تغیرات سے بند نہیں ہو سکتی - پس اسکی تبدیلي کي خواہش نے فائدہ ہے - اسمیں نہ کبھي تبدیلي ہوئي ہے اور نہ ہماري خاطر اب ہوگي - یہ کوئي تعجب کي بات نہیں - البتہ ایک دنیا خود تمہارے اندر موجود ہے ' سخت تعجب اور حیرت ہے اگر ان حوادث و انقلابات سے خود اسکے اندر کوئي تبدیلي نہوا اور اگر اس وقت نہوگي تو پھر اور کس وقت کا انتظار ہے ؟

ہماري ساري بدبختي اسمیں ہے کہ ہم اپني فتح و شکست کو ایڈریا نوپل کے سامنے ڈھونڈھتے ہیں ' حالانکہ اسکا اصلي میدان تو ہمارے دل کے اندر ہے - و ہي انعسکم اعلا تبصرون ؟ جب تک ہم خود اپنے اندر فتح یاب نہونگے ' اس وقت تک باہر بھي کامیاب نہیں ہو سکتے -

العجل العجل ! الساعۃ الساعۃ !

ہاں ایک وقت آنے والا تھا اور وہ آگیا - ایک یوم الفصل تھا ' جس کا آفتاب طلوع ہوگیا - پرانی پیشین گوئیوں میں کہا گیا تھا کہ آفتاب مغرب سے نکلے گا ' اور تونہ کا دروازہ بند ہو جائیگا - ہم دیکھہ رہے ہیں کہ آفتاب مغرب سے نکل چکا ہے اور تونہ کا دروازہ (کہ نقطۂ مایۂ امیدواري ما بدبختاں عالم بود) روز بروز ہم پر بند ہو رہا ہے -

پس وقت آگیا ہے کہ جس کو اُٹھنا ہے اُٹھے ' جس کو چلنا ہے چلے ' اور جس کو اپنے روٹھے ہوے خدا سے صلح کرلیني ہے کرلے - کیونکہ ساعت آخری ' نتائج سامنے ' مہلت قلیل ' اور فرصت مفقود ہے

فتنبہوا عباد اللہ و قولوا ایہا المسلمون العاقلون ! و جاھدوا فی اللہ حق جہادہ ' و لا تکونوا کالذین قالوا سمعنا و ہم لا یسمعون ' ان شر الدواب عند اللہ ' الصم البکم الذین لا یعقلون -

جستجوے مقصود و توفیق الٰہی

موسم گذر رہا ہے - آسمان ہمیشہ مہربان نہیں ہوتا ' اور وقت جاکر پھر واپس نہیں آتا - آج آٹھہ ماہ سے میں دیکھہ رہا ہوں کہ عالم اسلامي میں جو ایک عام حرکت بیداري پیدا ہوگئی ہے ' اور موجودہ مصائب نے بالخصوص مسلمانان ہند کے دلوں پر جو اضطراب طاري کر دیا ہے ' وہ ایک اصلي اور حقیقی قوت کار ' اور ایک آخري موقع عمل ہے ' جس سے اگر کوئي صحیح اور موصل الي المقصود کام نہ لیا گیا ' تو پھر ہمیشہ حسرت و ماتم کے سوا اور کچھہ نہوگا -

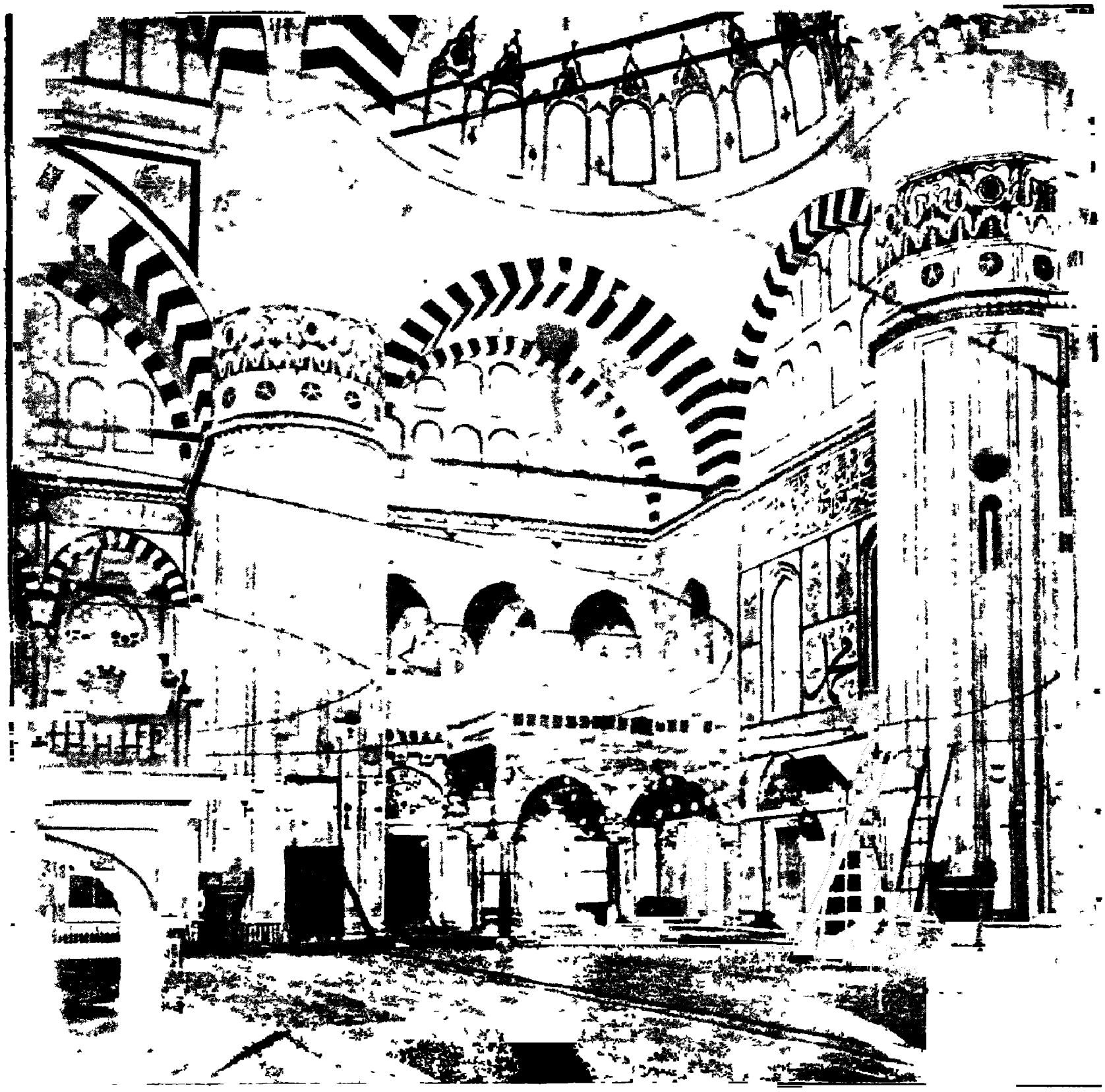

جامع سلیم (ایدرنہ پہلے)

— • —

جو بعد یورپین ترکی میں ہمارے آخری متاع عزت تھی ' لیکن بالآخر ہم سے چھین لی گئی ۱۱

روپیہ کا مہیا کرنا ' جدت و عواطف اسلامیہ کو حرکت میں لانا ' مجالس تذکرۂ مصائب ' اور مجامع تحریک و تشویق ' اور اسی طرح کی تمام باتیں ' دراصل ضمنی اور بطور ذرائع و وسائل کے تھیں - پھر اگر ہماری تمام بیداری صرف آلات کی طیاری ہی میں صرف ہوگئی ' اور اصل عمل کی توفیق نہ ملی ' تو یہ ایک بہت بڑی حد بھتی ہوگی -

لوگوں کی نظر سطحی اور ظاہری چیزوں پر تھی مگر میں حقیقت حال کو سوچ رہا تھا - لوگ متاسف تھے کہ مصیبتیں خوشدما نہیں ' انہیں بدل ڈالیے ' مگر میں رو رہا تھا کہ بنیاد کھوکھلی ہوگئی ہے ' اسکی درستگی کی کیا تدبیر ہو ؟

اصلی چیز یہ تھی کہ یہ وقت کے مصائب دراصل اُن دائمی اور مستمر اسباب کا نتیجہ تھے ' جو پچھلی دو صدیوں سے عالم اسلامی پر طاری ہیں ' اور جب تک اس سرچشمہ کو بند نہ کیا جائے ' جہاں سے سیلاب نکلکر بہا ہے ' اُس وقت تک صرف پانی کے قلزل بھر بھر کر پھینکنا ' یا در و دیوار کو مضبوط بنانے کیلیے مصالحہ جمع کرنا ' بالکل لا حاصل ہے -

میں اپنے کاموں سے غافل نہ تھا - (الہلال) میں جو کچھ لکھ رہا تھا ' اسکو ایک لقمہ کیلیے بھی اپنی ہمتوں اور عمروں کا اصلی مصرف نہیں سمجھا ' بلکہ ہمیشہ کسی اور مقصود حقیقی کی طرف جانے کیلیے ایک وسیلۂ و ذریعہ یقین کیا ' لیکن مشکل یہ تھی کہ طریق عمل کا فیصلہ آسان نہ تھا -

اس عرصے میں کتنی اسکیمیں نہ الیں ' اور پھر ادھیڑ چاک کیا ' کتنی راہیں سامنے آئیں اور پھر ایک قدم اٹھا کر واپس آ گیا - ہمارا مرض ایک ہی نہیں ہے ' اور ہمارا گھر ہر طرف سے اُجڑا ہوا ہے - ضرورت ایک ایسی راہ عمل کی تھی ' کہ ایک ہی راہ ہو ' کیونکہ ایک وقت میں انسان ایک ہی راہ پر چلسکتا ہے ' لیکن ایسی ہو ' کہ پھر اسکے بعد کسی دوسری راہ کے تلاش کی ضرورت باقی نہ رہے ' اور ہمارے تمام امراض کیلیے ایک نسخۂ رحیم ' اور علاج جامع ہو -

آپ یقین کیجیے کہ میں نے بہت سوچا - انسانی دماغ کسی چیز پر جسقدر غور کرسکتا ہے ' شاید میں نے ہمیشہ کیا ' اور متعدل اور پیہم کیا ' مگر با ایں ہمہ کسی ایک تجویز اور راہ پر پہنچکر نہ رک سکا - یہاں تک کہ میں تھک گیا ' اور قریب تھا کہ مجھپر عالم تحیر و تعطل طاری ہو جائے اور قوت فیصلہ جواب دیدے -

اللہ ولی الذین امنوا
یخرجہم من الظلمات الی النور

لیکن جب کہ میں تلاش مقصود میں بھٹک رہا تھا ' تو اُس نے ' جس کا ہاتھہ ہمیشہ سرگشتگان حیرانی کا دستگیر ' اور گم گشتگان تحیر کیلیے رہنما و دلیل ہے ' میرا ہاتھہ پکڑ لیا ' اور چہرۂ مقصود کو بے نقاب کردیا - میں نے اُس بجلی کی طرح جو اچانک ظلمت طوفانی میں چمکتی ہے ' اسکو دیکھا ' پر اُس نے بجلی کی طرح مجھے بے وفائی نہ کی ' اور اپنی روشنی دیکر پھر واپس نہ لی : والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ' وان اللہ لمع المحسنین (۲۹ : ۶۹)

اب میری حیرانی ختم ہوگئی ہے - میں ظلمت میں نہیں بلکہ الحمد للہ کہ روشنی میں ہوں ' پس طیار ہوں کہ آنکھوں ' اور جو راہ اُسنے دکھلائی ہے ' بلا توقف اسکی طرف روانہ ہو جاؤں - وہ ' جو دلوں کو کھولتا ' دماغوں کی رہنمائی کرتا ' آنکھوں کو دکھلاتا ' اور ہاتھوں کو پکڑتا ہے ' ضرور ہے کہ اپنی راہنمائی کا دروازہ اب بھی کھلا رکھے گا ' اور ٹھوکروں اور گمراہیوں سے بچائے گا - وہ ہر اُس دل کے ساتھہ ہے ' جو اسکے ساتھہ ہونا چاہے ' اور ہر اُس پھروسہ کرنے والے کو بچانے والا ہے ' جو اسپر بھروسہ کرے . واللہ ولی الذین آمنوا یخرجہم من الظلمات الی النور - (۲ : ۲۵۸)

من انصاری الی اللہ ؟ ؟

پھر کوئی ہے جو میرے ساتھہ چلنے کے لیے طیار ہو ؟

وہ آنکھیں کہاں ہیں جو ہمیشہ درد ملت سے خونبار رہتی ہیں ؟ وہ دل کہاں ہیں ' جو حس مصیبت اور فکر مآل سے زخمی ہو رہے ہیں ؟ میں چاہتا ہوں کہ انکو دیکھوں ' اور میں طیار ہوں کہ انکے آگے اپنی تجویز پیش کروں -

حسن کی نہیں ' سپاہیوں کی ضرورت ہے

یہ ایک سخت غلطی ہے کہ لوگ اپنی مستعدی اور ہمت کو کام کے تعین اور پیش ہونے پر موقوف رکھتے ہیں ' حالانکہ جو چلنے والے ہیں انکے لیے زمین کے تمام گوشے کھلے پڑے ہیں -

پس میرے اعتقاد میں پہلی چیز کاموں کی تلاش نہیں ہے ' بلکہ کام کرنے والوں کی تلاش - نیا میں کاموں کی کبھی بھی کمی نہیں رہی ہے ' اصلی کمی کام کرنے والوں کی ہے - موجودہ زمانہ اسلام پر ایک ایام جنگ کا دور ہے - ہمارے اندر بھی ' اور ہم سے باہر بھی - دشمنوں کا ہر طرف ہجوم ہے ' اور کوئی گوشہ نہیں جو حملہ آوروں کے اسلحہ کی جھنکار سے خالی ہو - پس جو لوگ اپنے اندر ایک سپاہی کا جوش ' اور ایک جاندار کی ہمت رکھتے ہوں ' انکے لیے میدان کار کی کوئی کمی نہیں ہے - وہ مستعد ہو کر باہر نکلیں ' پھر کونسا گوشۂ اسلامی ہے جو آج اپنے جانبازوں کے ورود کا منتظر نہیں ' اور کونسا میدان ہے ' جہاں سے " اجیبوا داعی اللہ ! " کی صدائیں نہیں آ رہی ہیں ؟

پس قبل اسکے کہ میں اپنے کاموں کا معرکہ راز دکھلاؤں ' چاہتا ہوں کہ معلوم کروں کہ کتنے سپاہی مستعد پیکار ہیں ' اور کتنے ہیں جو آج اپنے خدا اور اپنی ملت کو اپنی زندگی اور اپنی قوت کا کچھہ حصہ دیسکتے ہیں ؟ میں بہت جلد اپنی تجویزوں کی ایک اسکیم پیش کرونگا ' لیکن پہلے سچے جواب دیجیے کہ کتنے ہیں جو آج اپنے تئیں خدا کو دیدینے کیلیے بالکل مستعد ہیں ؟

پھر کہتا ہوں کہ آج ' جبکہ ہماری قومی زندگی کا کوئی شعبہ بھی ایسا نہیں ہے جو محتاج احیاء نہو ' کاموں کی کوئی کمی نہیں ہے - کمی صرف مجاہدین حق ' اور جان نثاران ملت کی ہے - آپ اگر اپنی زندگی میں سے ' چھ چوبیس گھنٹے روزانہ فکر نفس و جاں میں صرف ہوتے ہیں ' کچھہ وقت اپنے اسلام اور اپنے خدا کو بھی دینا چاہتے ہیں ' تو اٹھہ کھڑے ہوجیے ' اور اپنے تئیں ظاہر کیجیے - کاموں کا فیصلہ منٹوں اور لمحوں میں ہو جائے گا -

حزب اللہ

پس میں اعلان کرتا ہوں کہ ابنائے ملت میں سے جو ارباب درد آج کام کرنے کیلیے اپنے اندر کوئی سچی مستعدی اور اسکا اضطراب رکھتے ہیں ' وہ اس پرچے کو دیکھتے ہی صرف اتنی زحمت گوارا فرمائیں کہ اپنا اسم گرامی معہ نشان و شغل و پیشہ کے ایک کارڈ پر لکھکر دفتر الہلال میں بھیجدیں - کیونکہ جو طریق کار پیش نظر ہے (اور جو اپنی ابتدائی منزلوں سے گذر بھی چکا ہے) اسمیں پہلی چیز یہی سمجھتا ہوں کہ مجاہدین حق اور جان نثاران ملت کی ایک فہرست جلد سے جلد طیار ہوجائے -

یہ بھی ظاہر کردینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میری دعوت سیر چمن اور تماشائے لالہ زار کی نہیں ہے - میں کانٹوں کو الجھنا چاہتا ہوں ' اور ایسے ہی ایدا درست اور ریاں پسند لوگوں کا طالب ہوں جسکو مرہم کی راحت سے زخم کی سوزش زیادہ محبوب ہو -

کیونکہ میں عمل کی دعوت دیتا ہوں ' اور راہ عمل کبھی بھی پھولوں کی چادر نہیں رہی ہے - پس جو صاحب اپنا اسم گرامی نہیجس ' چلے اپنی مستعدی اور اضطراب دل کا بھی پورا اندازہ کرلیں :

گریزد از صف ما ہر کہ مرد عرصا نیست !
کسیکہ کشتہ نشد از قبیلۂ ما نیست !

حشرنا في زمرة الذين يستمعون القول فيتبعون احسنه ' اولئك الذين هداهم الله ' و اولئك هم اولو الالباب -

[بقیہ مضمون صفحہ ۱۵ کا]

حوالے کیا ' اور انکی نسبت اپنی دلچسپی اور توجہ کا ثبوت دیا - کم ارکم ایک صدا تو اٹھی مجزاکم الله تعالى عني خير الجزا و كثر الله امثالكم -

عود الي المقصود

اب دفعہ وار چند سطور لکھدوں کہ سلسلۂ سخن نہ ٹوٹگیا -

(۱) ہاں یہ سچ ہے کہ آجکل تراجم علمیۂ حدیثہ میں اصطلاحات کا مسئلہ بہت اہم ہے اور ایک غیر معمولی توجہ و مداکرہ کا محتاج ' لیکن جس قدر آپ حضرات اسکو مشکل اور ایک امر عظیم اور مانع شدید راہ تراجم و تصنیف میں سمجھتے ہیں ' اس عاجز کے خیال میں امر واقع کے بالکل خلاف ہے - میری سمجھ میں تو یہ بات نہیں آتی کہ اگر اردو زبان میں ترجمے کیلیے مستعد ہوجائیں تو صرف اصطلاحات کا مسئلہ کیوں مانع ہو؟

یعنی کیجیے کہ یہ کوئی ایسی مشکل بات نہیں - البتہ اسکی ضرورت ہے کہ علوم عربیہ سے پوری واقفیت ہو ' اور دماغ میں اس کام کی صلاحیت - اگر یہ نہیں تو پھر اسکے یہ معنے ہیں کہ آپ مترجم بھی نہیں - مترجم کے معنے میں وہ قدرت اور قابلیت بھی شامل ہے ' جس کے ذریعہ زبان غیر کی اصطلاحات کا ترجمہ کیا جاے - اگر ایسا شخص اصطلاحات کے بات میں قاصر ہے تو اسکے یہ معنے ہیں کہ وہ مترجم ہی نہیں ہے -

پس یہ جو آپنے لکھا ہے کہ " اردو زبان علوم کے ترجمے کیلیے ناقابل ہے " ایک ایسی بات ہے ' جو آپ ایسے علمی مذاق رکھنے والے شخص کو نہیں کہنا چاہیے - آجتک عربی اردو سے کام ہی کب لیا گیا ہے کہ آپنے اسکے قابل اور نا قابل ہونے کا بے تکاں فیصلہ کردیا ؟ میں کہتا ہوں کہ ایک لمحہ کیلیے بھی ناقابل نہیں ' البتہ وسعت نظر ' اور قدرت وضع الفاظ و تراکیب ' اور علوم ادبیۂ عربیہ و فارسیہ پر نظر ہونی چاہیے -

میں اپنی عام تحریرات میں نئے الفاظ اور مناسب حال عربی اصطلاحات و تراکیب کے رائج کرنے کا حتي المقدور خیال رکھتا ہوں -

نئے علوم سے اگر مقصود فلسفہ ہے تو اسمیں تو کوئی اصطلاح ایسی نئی نہیں ' جو عربی میں نہو - البتہ بعض وہ علوم جنمیں اضافے ہوے ہیں ' اور بعض وہ ' جو زمانۂ حال سے مخصوص سمجھے جاتے ہیں ' اپنے ساتھہ ایک ذخیرہ نئی اصطلاحات کا بھی رکھتے ہیں ' مگر ارباب کار و واقفان فن سمجھہ سکتے ہیں کہ جو کچھہ ہے اپنا ہی تصور ہے ' ورنہ انکے لیے بھی وضع الفاظ کا مسئلہ چنداں مشکل نہیں -

میں بہت جلد خاص اسی مسئلے پر مع ایک ذخیرۂ الفاظ و اصطلاحات کے اپنے خیالات ظاہر کرونگا -

(۲) " مائیند " (Mind) کیلیے ہمارے یہاں بہت مدت سے ایک لفظ موجود ہے اور وہ کافی ہے ' یعنے " نفس "

(۳) اسکے بعد آپنے ایک نہایت اہم اور دلچسپ مسئلے پر ترجمہ فرمائی ہے یعنے " اخلاق میں وراثت کا اثر " -

لیکن اسکے بعد ہی آپ " نفس " اور اسکے اعمال کی بحث کرتے ہوے طریق حل مبحث و ما نحن فیہ سے الگ ہوگئے ہیں -

بیشک انقلاب فلسفۂ قدیم و جدید کے درمیانی دور میں بھی مثل دور سابق ' اس مسئلہ کو تسلیم کرتے تھے ' اور کامت کے اسپر زور دیا ' لیکن عالباً جناب کا یہ خیال درست نہیں کہ اب کلیۃً اسکے خلاف فیصلہ ہوگیا ہے ' اور زمانۂ حال کے اساطین فلسفۂ و اخلاق اسکے بالکل قائل نہیں - آجکل تو فلسفۂ و اخلاق پر تعدد مذاہب کا ایک بحران عظیم طاری ہے - مضمون زیر نقد میں بہت سرسری طور پر چند اخلاقی ملاحظات پر توجہ دلائی تھی ' نہ کہ علمی اصول پر بحث و تنقید - اس مسئلے کے متعلق دونوں مذہبوں کے دلائل و مباحث کا بہت بڑا ذخیرہ پیش نظر ہے ' اور اب جناب نے یہ بحث چھیڑ دی ہے تو مستعل عنوان سے اسکی نسبت جواب عرض کرونگا کہ مصلحاً بسط و استقصاء ہے -

(۴) بیشک تربیت اولاد کا مسئلہ اہم ترین مسائل علم و اخلاق ' و مبدء اصلاح انسانیہ ' و عماد ترقی ملت و نسل قوم ہے ' اور اس قوم سے بڑھکر کون بدنصیب کوئی قوم نہیں ' جسکے والدین اپنی اولاد کی جسمانی و دماغی پرورش سے بے پروا ہوں - آپ لوگ تو صرف اسلیے اسے ضروری سمجھتے ہیں کہ موجودہ زمانے کے علم پیڈاگوجی (Pedagogi) (علم التعلیم و التربیہ) کے لحاظ سے ضروری ہے ' مگر میں اسلیے ضروری سمجھتا ہوں کہ اسلام کے خدائے حکیم نے قرآن کریم میں حکم دیا ہے کہ :

یا ایها الذین آمنوا ! قوا انفسکم و اهلیکم نارا - (۶۶ : ۶)	مسلمانوں ! اپنے آپ کو اور اپنی اولاد اور متعلقین کو آگ کے عذاب سے بچاؤ جو انکو پیش آنے والا ہے -

اور فی الحقیقت (بقول حضرت امیر علیہ السلام ' کما ذکرہ الرازی فی تفسیرہ) اس آیت کریمہ میں اولاد کی تربیت و تعلیم کو ہر مسلمان پر فرض کردیا ہے ' تاکہ وہ اُن تمام عذابوں سے دنیا میں بچیں ' جو ہر طرح کے جہل و ضلالت سے پیش آتے ہیں -

لیکن معاف فرمائیے گا ' جو لوگ ملک کے پالیٹکس میں حصہ لیتے ہیں ' یا اسلامی مصالح کے ذکر سے حرکت و التہاب پیدا کرنے کی سعی کرتے ہیں ' اُن پر ترحم ہونے کی یہاں ضرورت نہ تھی - بچوں کی تربیت ماں باپ ہی کرسکتے ہیں ' لیکن سیاسی اور جنگی مصالح کے زور نے بعد نہ مالوں باقی رہتی ہیں ' جو بچوں کو گود میں اٹھائیں ' اور نہ باپ باقی رہتے ہیں ' جو انکو درس فلسفہ و حکمت دیں - آج جو انقلابات مسلمانوں پر طاری ہو رہے ہیں ' انہوں نے گویا ایک جنگ کا دور ہم پر طاری کردیا ہے - یہ ضرور ہے کہ فن حرب کی تعلیم ' اور علوم و صناعہ کا حصول ہم میں ایسی قوتیں پیدا کردیگا ' جو ذرہ راست میدان جنگ میں کام آئیں گی ' لیکن جنگ کے ایام میں ان باتوں کی مہلت نہیں ہوتی ' بلکہ صرف اسکی ' کہ جوش اخلاق و بند اخلاق ' واقف فن اور حامل مطاق ' جیسے کچھہ آدمی میسر آ جائیں ' اور ہتیار کاندھے پر رکھنے کی صلاحیت رکھتے ہوں ' انکو دشمنوں کے سامنے بھیجدیا جاے اور پھر امن کی مہلت نکالکر اصلی اور تدریجی ذرائع تقویت و تعلیم کی طرف متوجہ ہوں -

---

پس اس وقت پہلی چیز یہ نہیں ہے کہ موجودہ حالت سے ہم اپنی بہتر حالت کیونکر بنائیں ؟ بلکہ یہ کہ اپنی اچھی بری موجودہ حالت میں ہی کسی طرح زندہ اور باقی رہسکیں - اگر ذرا بھی زندگی کی طرف سے اطمینان ہو تو پھر وقتی اور ضروری امور کو چھوڑ کر صحیح اصول علاج کے مطابق بتدریج اپنا علاج کرائیں گے - والعاقبة للمتقين

مقالا

صفحـــة من تاريخ الحـــرب

تـــاريخ حـــرب كا ايك صفحـــه

— * —

مدافعة محصـــورين

— * —

يه تذكرة معاصرة ادرنه

(۱)

" الشئ بالشئ يذكر " عربي كي مشهور ضرب المثـل هے - آجكل جبكه ادرنه (ايدريانوپل) اور (سفرطرپ) كي حيرت انگيز مدافعت نے پليونا ' ليڈي اسمتھ ' اور پورٹ ارتھر كے واقعات دهرا دیے هيں ' همارا ذهن بے ساخته آن اقوام سالفه كي طرف منتقل هوتا هے ' جنهوں نے اب سے كئي هزار برس قبل اپني ملت و وطن اور اپنے مذهب عزيز كي مدافعت اس استقلال اور جانفروشي سے كي تهي كه اسكي حيرتانگيز داستانيں آجتك آرائش صفحات تاريخ هيں !!

— * —

قديم ترين محاصرے اور مدافعت

— * —

دنيا ميں جنگ كے آغاز كے ساتھه هي محاصره اور محصورانه مدافعت شروع هوگئي تهي - انسان نے جب پہلے پہل بادیه نشيني كي زندگي سے ترقي كرکے شهري زندگي شروع كي هوگي تو مختلف قوموں ' نسلوں ' جماعتوں ' اور خاندانوں كي باهمي جنگ جوئي نے طاقتور كو محاصرے كي ترغيب دي هوگي ' اور مغلوب و ضعيف محصور هوجانے پر مجبور هوگيا هوگا - سب سے زيادہ قديم ترين محاصره ' محاصرهٔ اروت هے ' جو بسي ميسك اعظم كي زير قيادت كيا گيا تها - يه محاصره ۲۹۰ برس تـك جاري رها ' مگر تفصيلي حالات معلوم نهيں -

اسكے بعد سب سے زيادہ دنيا كا قديمي محاصره طروادہ (Troie) هے ' جس كا افسانه يونان كے مشهور سخنور طراز اور ابو الشعر هومر (Homere) نے الياد (Iliade) ميں نظم كيا هے ' اور گو شاعرانه افسانه طرازي اور يوناني علم الاصنام كے خرافات كي آميزش سے اسكے اصلي واقعات معلوم كرنا مشكل هيں ' تاهم اسميں شك نهيں كه وہ زمانهٔ قديم كي ايك بہت بڑي انساني جنگ ' اور تاريخ حرب كا ايك عظيم الشان جنگي محاصره تها -

يه محاصره ۱۰ برس تـك جاري رها تها ' اور اسكي نسبت جنگ و معاملات كے عجيب و غريب واقعات هومر بيان كرتا هے -

اس هولناك محاصرے كے بعد ' قرون اولى كے محاصرون كي تاريخ ايك حد تـك تاريخي روشني ميں آجاتي هے ' اور دنيا كے دو مشهور قديم ترين محاصرے يروشليم (بيت المقدس) اور قرطاجنه (كارتهيج) كے همارے سامنے آتے هيں - اس وقت مختصراً انهي دو محاصرون كي طرف متوجه هونگے -

— * —

محاصرهٔ بيت المقدس

ايك قديم رومي محاصره

— * —

تاريخ عروج و زوال امم كا ايك دردانگيز افسانه !

— * —

۷۰ - ويں عيسوي سنه كا آغاز تها ' كه روم سے جنگ آزماؤں اور حمله آوروں كا ايك سيلاب عظيم شام كي طرف اٹها ' اور شهنشاه طيطس (Titus) نے قديم اسرائيل كي هزارها ساله عظمت و جبروت كے مسكن ' حضرت (داؤد) كے عظيم الشان هيكل ' اور تخت گاه (سليمان) پر فوج كشي كردي - اسرائيل كے گهرانے كي يه وہ آخري بربادي تهي ' جسكي (يسعيا) نبي نے خبر دي تهي ' اور نسل اسحاق كي بد اعمالیوں كي وہ سب سے آخري سزا تهي ' جس پر (حزقيل) نبي نے ماتم كيا تها ' اور خداوند خدا نے كہا تها كه " اے اسرائيل كي بدكار عورت ! تونے مجهے چهوڑ ديا ' پس ميں غيرقوموں كو بهيجونگا ' جو تيري عظمت و ناموس كو نا پاك كرينگے " (حزقيل ۱۶ : ۲۵)

يهي رومي موجدشي وہ آخري عذاب الهي تها ' جسكے بعد جلال خداوندي نے هميشه كے ليے آزاد اسرائيل سے اپنا رشته كاٹ ليا ' اور (سعير) كي روشني نے (فاران) كي چوٹيوں كو اپنا مطلع و مسكن بنايا : وكان وعداً مفعولا (۱۷ : ۳)

محاصرے كا آغاز

رومي فوج كے شهر كے قريب پهنچكر اپنا قاصد بهيجا ' اور باشندگان شهر سے كہا كه شهر حواله كرديں ' مگر وہ بيت المقدس كے مستحكم حصار ' اور آهني عمارات جنگ كي طرف سے مطمئن تهے ' انهوں نے تسليم شهر سے (عربي ميں حوالگي كے معنوں ميں " تسليم " كہتے هيں اور اسكو اردو ميں رائج هونا چاهيے) انكار كرديا -

اب رومي فوج كيليے محاصره ناگزير تها - ۳۰ - هزار آهن پوش فوج نے چاروں طرف سے شهر كا محاصره كرليا -

بيت المقدس اس وقت نهايت محفوظ تها - يكے بعد ديگرے تين نهايت مستحكم شهر پناهيں تهيں ' اور انكے با همي فاصلے مدافعة كے آلات و اسباب جنگ كيليے نهايت موزوں عمارتيں ركهتي تهيں - (طيطس) نے اپني فوج كے چار حصے كرديے - تين حصے شمالي جانب پر مامور كيے ' جو بيروني شهر پناه سے ايك ميل كے فاصلے پر جم گئے - اور باقي ايك حصه جانب مشرق مقرر كيا ' جو مشهور مسيحي مقدس پهاڑ (كوه زيتون) كے حوالي ميں تها -

قـــديـــم آلات حـــنـــگ

رومي فوج كے ساتھه اس زمانے كے ترقي يافتـه آلات جنگ بے شمار تهے - على الخصوص طويل و وزني گرز ' سنگ بار منجنيقيں ' آتش افشاں پيہ دار منارے ' اور قديم زمانے كا وہ عجيب و غريب آلهٔ جنگ ' جسكے ليے عربي ميں (كبش) كا لفظ مستعمل هوگيا تها -

(گرز) قديم قوموں كا سب سے بڑا آلهٔ جنگ تها ' جس كو رستم و سهراب كے كاندهوں پر شاهنامے ميں هم نے هميشه ديكها هے - ليكن رومنيوں كے پاس ايك خاص طرح كا گرز هوتا تها ' جسكو محاصرے ميں استعمال كيا كرتے تهے - يه معمولي گرز سے بہت زيادہ

لهذا ' اور اسکے صوب کا اثر بہت زیادہ وزنی هوتا تها ' اور شہر پناہ کي دیواروں ' اور قلعہ کے دروازوں کے توڑنے میں کام آتا تها -

(منجنیق) ایک کثیر الاستعمال مشین تهي ' جسکے ذریعہ بڑے بڑے وزنی پتهر عدیم کے لشکر اور محصور شہر کے اندر پهینکے جاتے تے - یہ (میکانک) کے یوناني اصل کا معرب هے ' اور علم الحیل (من وضع آلات رمشیدري) کی قدیم ترین ایجاد - عربوں نے بهی اپنی جنگوں میں اس سے کام لیا هے - یہ گویا قدیم زمانے کی توپ تهي - پتهر کے بڑے بڑے گولے جب اس سے نکلکر اڑتے تے ' تو انکی ضرب دیواروں اور قلعوں پر نہایت سنگین پڑتي تهی -

(انش امثال منارے) لکڑي کے بنائے جاتے تے - اسکے نیچے پہیے لگے هوتے تے ' تاکہ گاڑي کي طرح نقل و حرکت ممکن هو - اسکي کئي منزلیں هوتي تهیں - ان میں بیٹهکر حملہ آور محصورین کي طرف تیري سے بڑھتے تے ' اور انکے تیروں سے آتشیں روغن کو شہر کی دیواروں اور عمارتوں پر پهینکتے تے -

(کبش) اس زمانے کا نہایت هتیار تها - کچهہ آدمي گاڑي کو کهینچتے تے ' اور کچهہ حفاظت کرتے تے - یہ گاڑي شہر پناہ سے برابر کی جاتي تهي ' اور اندر کي فوج محصورین کي تیر اندازي سے محفوظ رهکر ' دیواروں میں نقب لگا دیتي تهي -

عربوں نے اسکو (کبش) اسلیے کہا کہ اسکے سامنے کے رخ پر ایک

کبـــش

رومي آلۂ حرب ' جو مثل ایک گاڑي کے تها ' اور جس میں بیٹهکر محاصرین حملہ کرتے تے -

مینڈهے کا مصنوعی سر بنا کر لگا دیا جاتا تها - (دیکهو تصویر کبش)

شہر کي بیرونی شہر پناہ اور رومی لشکر کے شمالي حصے کے مابین جو آباد قطعے تے ' وهاں کے تمام درخت اکهیڑ ڈالے گئے تے ' تاکہ فوجي نقل و حرکت میں مانع نہوں -

اطراف شہر کي سر سبزي کا اس وقت یہ حال تها کہ یہ تمام قطعات طرح طرح کے شاداب درختوں کي کثرت سے ایک جنت ارضی کا منظر معلوم هوتے تے ' اور اس کثرت کے ساتهہ تے ' کہ صرف انکي جڑوں کے کهودنے اور اکهاڑنے میں کامل چار دن رومي فوج نے صرف کیے !!

یہ شام کی سر زمین تهي ' جسکي نسبت قرآن کریم نے سورۂ (بنی اسرائیل) میں فرمایا: " بارکنا حولہ " هم نے بیت المقدس کے اطراف کو اپني برکات سے مالا مال کردیا تها !

اسکے بعد فوج شمال کي جانب بڑهي ' اور ایک ایسے مقام پر خیمہ زن هوگئي ' جہاں سے بیرونی حصار شہر کا ایک گوشہ نظر آتا تها - یہاں محاصرین نے چند برج تعمیر کیے ' اور ان میں بیٹهکر بیت المقدس پر سنگی گولے برسانا شروع کردیے -

فاعتبروا یا اولی الابصار!

یہ وهی بیت المقدس تها ' جس کو خداے ذوالجلال نے اپنی رحمت و برکت کا نشیمن بنایا تها - ابراهیم (ع) کے گهرانے سے جو الهي وعدے هوے تے ' انکے ایفا کا پہلا گهر اسي میں تها - بني اسرائیل کي عظمت و شوکت کے سیلاب اسکي شہر پناہ سے نکلتے تے ' اور دنیا کی بڑي بڑي عظیم الشان سرزمینوں کو مع انکے بسنے والوں کے بہا لیجاتے تے - مگر انهوں نے اس پیمان وعہد کو توڑ دیا ' جو مصر کی علامیّ سے نجات پانے کے بعد جبل خداے قدوس سے سینا کے پہاڑ پر باندها تها - جب وہ طرح طرح کی بد اعمالیوں اور فساد میں مبتلا هوگئے تو رحمت الهی انسے روٹهہ گئي ' اور اس نے اپنی برکت کی جگہہ اپنے قہر و غضب کو بهیج دیا - خدا کا اس دنیا میں سب سے بڑا قہر یہ هے کہ وہ کسی قوم سے حکومت و فرمان روائی کی عزت چهین لے ' اور غیر قوموں کي غلامی و محکومي کي زنجیریں اسکے پاؤں میں ڈالدے - پس یہودیوں کیلیے بهي اب دنیا میں اس سزا کے سوا کچهہ نہ تها - (نبوخت نصر) کی فوج کشی اور (نابل) کی قید کے بعد (عزیر) کی آہ و زاري نے انکی سزا کی میعاد بڑهادي تهي ' پر انهوں نے اس فرصت سے بهی فائدہ نہ اٹهایا - اسلیے ضرور تها کہ آخری غضب الهی کسی جابر قوم کے استیلا و تسلط کی صورت میں ظاهر هو - اور وہ جب کبهی کسی قوم سے روٹهتا هے تو اسکی عادت هے کہ اپنی کسی جابر معماروں کو اسپر مسلط کردیتا هے - پهر وہ اسکے تحت حکومت کو اولٹ دیتي هے ' علامي و محکومی کي زنجیریں اسکے پاؤں میں ڈالدیتی هے ' اور عزت ملی اور شرف قومی کي روح اسکے اندر سے کهینچ لیتي هے !!

رومیوں کا یہ حملہ یہودیوں کیلیے اسی سلسلۂ غضب الهی کی اخیري سزا تهی ' جسکے بعد بني اسرائیل کی عظمت کا چراغ همیشہ کیلیے گل هوگیا صرفت علیهم الذلة و المسکنة ' و باؤ بغضب من الله - (نبوخت نصر) اور نابلیوں کا وروہ پہلا عذاب تها ' اور یہ آخري - انهي دو عذابوں کی طرف قرآن کریم نے اشارہ کیا هے کہ :

و قضینا الی	اور هم نے بني اسرائیل سے انکی کتاب
بني اسرائیل فی	تورات میں صاف صاف کهدیا تها کہ تم ضرور
الکتاب لتفسدن	زمین پر دو مرتبہ فساد میں مبتلا هوگے
فی الارض مرتین '	اور اپني بد اعمالیوں میں معرور هوکے نہایت
و لتعلن علوا کبیرا -	سخت زیادتیاں کروگے ' تو اے بني اسرائیل
فاذا جاء وعد	کے لوگو ! جب تم میں ظہور فساد و عدوان
اولاهما ' بعثنا علیکم	کا پہلا وقت آیا ' تو هم نے تمهارے مقابلے
عبادا لنا اولی باس	میں (نابل کے) اُن لوگوں کو بهیجدیا ' جو
شدید ' فجاسوا	نہایت جابر اور سخت گیر تے - وہ تمهاری
خلال الدیار ' و کان	بستیوں کے اندر پهیل گیے (اور وہ سب
وعدا مفعولا	کچهہ کیا جو انکو کرنا تها) اور الله کے وعدے
(۱۷ : ۳)	کو پورا هونا تها ' اور وہ پورا هوکر رها -

یہ قوموں کے اعمال کے قدرتی نتائج هیں - جس بیت المقدس پر ملائکۂ الهی رحمت و برکت کے پهول چڑهاتے تے ' آج حملہ آوروں کے نرخوں سے اسپر پتهروں کے گولوں کی بارش هو رهی هے !!

و ما کان الله لیظلمهم ' و لکن کانوا انفسهم یظلمون -

عروج و زوال امم کا یہ قانون الہي ہے ' اور اے کاش کہ آج وہ پیروان اسلام ' جنکو خدا نے بنی اسرائیل کي اس عظمت و جبروت کا جانشین بنایا تھا ' اور جو اُس خلافت ارضي کے وارث ہوے تھے ' جسکی اہلیت (دارد) اور (سلیمان) کی نسل میں باقي نہیں رہی تھي ' تاریخ کے ان نتائج قریبہ سے عبرت پکڑیں ' اور آنے والے وقت سے ڈریں :

کذلك یصرف الله	اسی طرح اللہ گذشتہ قوموں اور ملکوں
الا مثال ' لعلهم	کي مثالیں بیان کرتا ہے ' تاکہ شاید
یتذکرون !	عاقل قومیں عبرت پکڑیں !!

رومي پیس قدمي

یہودیوں کي حالت اُس وقت نہایت افسوس ناک تھي - بابل کي قید اور عرصے کي علامي نے پھر اُسي سیرۃ اولی پر پہنچا دیا تھا ' جس سے دریاے نیل کے کنارے حضرت موسي نے انہیں نجات دلائي تھي -

تاہم اُنہوں نے اس موقعہ پر اپنے تمام قوی کو جمع کیا ' اور پوري جانداري سے مدافعت کا سامان کرنے لگے - سب سے بڑي مشکل یہ تھی کہ رومیوں کے سے آلات جنگ اور اسلحۂ ہلاکت انکے پاس نہ تھے ' اور سنگ باري کے برجوں ' عظیم الشان کمانوں ' اور آتشیں زرعی کی بارش کا کوئی جواب نہیں دیسکتے تھے -

پھر ممکن تھا کہ وہ اسکا جواب دیسکتے ' مگر قدرت الہي کے بھیجے ہوے عذاب یا اپنے اعمال بد کے قدرتي نتائج کا انکے پاس کیا جواب تھا ؟

فاخذهم العذاب و هم	پس عذاب الہي نے اُنہیں جا پکڑا اور وہ
ظالمون (۱۶ : ۹۰)	اپنے ظلموں کی وجہ سے اسي کے مستحق تھے -

نتیجہ یہ نکلا کہ کچھ عرصے کے بعد یہودی شہر کي سر حد محاصرین نے فتح کرلی -

اب رومیوں نے زیادہ شدت اور مستعدي سے قدم آگے بڑھاے ' اور کوہ (ریتون) کی مشرقي فوج نے اپني منجنیقوں کا رخ مقدس (ہیکل) کي جانب کردیا - ساتھ ہی مشتعل روغن (نفط) کي بارش بھی شروع کردي - آجکل عربی و فارسي میں کراس نیل کو نفط کہتے ہیں ' مگر یہ ایک دوسرا معدنی تیل تھا ' جو نہایت سریع الاحتراق تھا ' اور جس مقام پر پڑتا تھا ' بمجرد ایک دوسرے تیل کے پڑنے کے ' اُس سے شعلے بھڑکنے لگتے تھے - قدیم زمانے کي بہت سي متمدن قوموں نے اسکو استعمال کیا ہے ' اور جنگ صلیبي کے عہد میں برسانۂ محاصرۂ عکہ مسلمانوں نے بھي اس سے کام لیا تھا -

یہودي اب نہایت مضطرب ہوے ' کیونکہ منجنیقوں کے گولے ' اور روغن نفط کی پچکاریاں ہیکل کي دیواروں تک پہنچنے لگیں - بعض پرانی جنگوں میں انہیں چند منجنیقیں مل گئي تھیں - وہ نکالی گئیں ' اور محصورین کی طرف سے بھی گولہ باري کا جواب دیا جانے لگا - لیکن انکی اس انتظام کو زیادہ دیر نہیں نگراني تھي ' کہ ایک اس سے بھی خوفناک مصیبت کی خبر ملي - یعنے لوگوں کے دیکھا کہ مسافی شہر پناہ کے اندر جا بجا سوراخ ہو گئے ہیں !

اس خبر نے پہلے ہی محصورین کے دل بیٹھا دئے تھے - ہمتوں نے جواب دیدیا - بالآخر مایوس ہوکر پیچھے ہٹ آئے ' اور اس طرح ہیکل کي پہلی شہر پناہ پر رومی قبضہ ہو گیا -

اب دوسری شہر پناہ کے محاصرے کیلیے فوج طیار ہونے لگی -

اس سے پہلے رومیوں نے بارہا دانستہ سے تمام شہر کي دیواروں کی مرمت کی تھی یا نہ اس طرح اکثر حاضر نہ ہونے سے بچ جاتیں کي ' مگر یہودي قید بابل کا تجربہ کر چکے تھے - انہوں نے ہر مرتبہ اطاعت قبول کرنے سے انکار کیا ' اور بدستور محصور رہے -

محصورین کي آخري سعي

اسلحہ کے باب میں یہودي رومیوں سے بہت کمزور تھے - اسلیے رو در رو مقابلہ ناممکن تھا - اسکے علاوہ ایک شہر پناہ مسخر ہوچکي تھی اور اس سے قوم کی اخلاقی حالت میں بھي فرق عظیم پیدا ہوگیا تھا - اسلیے یہودیوں نے اسکے سوا چارہ نہ دیکھا کہ کمزور مگر با تدبیر اقوام کے مشہور ہتیار " حیلہ طراري " سے کام لیا جاے -

چنانچہ انہوں نے شہر پناہ کے اندر سے ایک عمیق سرنگ رومي لشکر گاہ تک کھود دی ' اور اسکا نتیجہ معاً ظاہر ہوگیا - یعنے زمین کے مجوف ہو جانے کی وجہ سے لشکر گاہ کے تمام برج دفعۃً بیٹھ گئے - رومیوں کو اس سے واقعي سخت نقصان پہنچا اور کئی دن کي متصل محنت کے بعد پھر دوبارہ برج تعمیر کیے گئے - تاہم جس سازو سامان کے ساتھ وہ آئے تھے ' اسپر ان نقصانات کا کوئي اثر نہیں پڑسکتا تھا - فوج محاصرہ کیسے بدستور پڑي رہي -

دوسري شہر پناہ بھي یہودیوں کو چھوڑ دینی پڑي ' اور رومانی فوج فاتحانہ اسپر بھی قابض ہوگئی !

اب یہودي تیسري شہر پناہ میں محصور تھے ' اور یہ آخري محافظت کا نشیمن تھا ' کیونکہ اسکے بعد چوتھي شہر پناہ تھی - اسی کے اندر ہیکل اعظم اور تمام مقامات مقدسہ تھے ' اور اسکے مفتوح ہو جانے کے بعد بچنا دشوار تھا -

انہوں نے ابکے پھر سرنگیں کھودیں اور اس محنت و جانفشاني کے ساتھ ' کہ چند دنوں کے بعد ہي تمام زمین کھوکھلي نردبي ' اور رومي برجہاں اور عمارات محاصرہ پہلی مرتبہ سے زیادہ نقصان دہ طریقے پر منہدم ہوگئے - اس سے رومیوں کا غیظ و غضب اور بھڑک اُٹھا ' اور جوش انتقام نے مجنون کردیا - انہوں نے اپني عظیم الشان منجنیقیں اور بڑے بڑے کمش لیکر آخري حملہ برل دیا - وہ دیوار ہلاکت اور بربادي پھیلاتے ہوے بڑھتے گئے - یہاں تک کہ آخري شہر پناہ میں بھي شگاف پڑگئے -

خرقیل نبي کی پیشین گوئي

اس سے بھي بڑھکر مصیبت عظمی یہ تھي کہ آتش انگیز روغن نفط کي بارش نے مقدس ہیکل کي دیواروں تک پہنچنا شروع کر دیا تھا - بدبخت یہودیوں نے ہر چند کوشش کي ' مگر اپني ہزار سالہ عظمت کے گھر کو نہ بچا سکے - اصل یہ ہے کہ اب اسرائیل و اسحاق کا خدا بھي اُسے نہیں بچانا چاہتا تھا - اسکا بڑا حصہ آتشزدگي سے برباد ہوگیا ' اور گنبدوں اور میناروں میں سنگی گولوں سے سوراخ پڑگئے - (خرقیل) نبي نے کہا تھا : " میں ہیکل کے گنبدوں پر غیر قوموں کے لگاے ہوے دھبے دیکھ رہا ہوں " بالآخر اس بدبخت اور خدا کي مغضوب قوم کي آخري سزا کی تکمیل ہوگئی ' اور عروج و زوال امم کے قانون الہي نے فساد کو کوئي انساني سعي روک نہ سکي - رومیوں کے برجوں کی گولہ باري کا اب جواب ممکن نہ تھا -

خاتمہ !

ایک دن صبح کو یہودیوں نے دیکھا کہ رومي لشکر عظیم قتل و غارت ' اور نہب و سلب کے ہتیار ہاتھوں میں لیے ' آخري شہر پناہ سے اندر داخل ہو رہا ہے :

فجاسوا خلال الدیار '	پس وہ بستیوں اور آبادیوں میں
و کان وعداً مفعولا !!	پھیل گئے ' اور اللہ کے وعدے کو
(۱۷ : ۳)	پورا ہونا تھا اور پورا ہوتا رہا -

پھر وہ سب کچھہ ہوا جو اسکے بعد ہونا تھا - اُس قتل و غارت کا کون اندازہ کرسکتا ہے ' جو کئي دن تک اس مقدس شہر میں جاري رہا ؟ عورتوں اور بچوں تک کو خونخوار فاتحوں کي تلوار سے امان نہ تھي - عمارتیں جل رہی تھیں ' اور دیواریں زمین کے برابر ہوگئي تھیں - جو بچ رہے تھے ' وہ قیدي بنا لیے گئے ' اور جو بھاگ گئے ' انھوں نے پھر بني اسرائیل کے ہزارہا سالہ گھرانے کي نسبت کوئي اچھي خبر نہیں سني !!

مکایں من قریۃ اھلکناھا وھي ظالمۃ ' فھی خاویۃ علی عروشھا ' و بئر معطلۃ و قصر مشید - افلم یسیروا فی الارض فتکون لھم قلوب یعقلون بھا ' او اذان یسمعون بھا ' فانھا لا تعمی الابصار و لکن تعمی القلوب التی فی الصدور - (۲۲ : ۴۴)

پھر کتنی بستیاں ہیں کہ ہم نے انھیں ہلاک و برباد کردیا ' کیونکہ وہ نا فرمان تھیں ' اور انھوں نے احکام الٰہی سے سرتابي کی تھی - پس وہ اس طرح اُجڑ گئیں ' کہ انکي نئي نئي عمارتوں کی دیواریں اپني چھتوں پر گر پڑیں ' انکے لنبے کنوئیں بیکار و معطل ہوگئے ' اور پکي اینٹوں کے عظیم الشان بنائے ہوئے محل ویران نظر آنے لگے ! پھر کیا دنیا کے عامل انسانوں نے زمین پر سیر و سیاحت نہیں کی ہے ؟ اور گذشتہ قوموں اور ملکوں کے اُن انقلابات کو نہیں دیکھا ہے ؟ اگر نظر عبرت سے دیکھتے تو انکے پاس دل ہوتے ' جو انجام کار کو سمجھتے - اور کان ہوتے ' جو صداے الٰہي کو سنتے - اصل یہ ہے کہ جب کسي قوم کے برے دن آتے ہیں ' تو لوگوںکي آنکھیں اندھي نہیں ہو جاتیں ' بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں ' جو انکے سینوں کے اندر پوشیدہ ہیں !

(اشتہار)

ہاتھہ پاؤں کي گواہي

قرب قیامت کے آثار

خدا نے سچ فرمایا تھا کہ قیامت کے دن نافرمان بندوں کے ہاتھہ پاؤں انکے اعمال کي گواہي دینگے - اخبارات اور رسالے نئی تہذیب کے دادادوں کے ہاتھہ پاؤں ہیں - اب وہي اس برباد کن تہذیب کے کرتوت کے خلاف شہادت دینے والے ہیں -

سب سے پہلي آواز میرٹھہ میں بلند ہوگی - یہ صدا ہفتہ وار ہے - یہ صدا کان سنینگے اور آنکھیں دیکھیں گی - اور زبان اوسکا مزا چکھیگی - وہ ہفتہ وار اخبار توحید ہے - وہ دل مسلم کی امانت ہے - اوسکو عیب کے اشارات میدان شہود میں لاتے ہیں - اسمیں ہر ہفتہ زبردست اور عام فہم مضامین ہونگے - تازہ واقعات عالم پر رائے زني ہوگي - لڑائی کی تصویریں ہونگي - اہل یورپ کے اون دل آزار کارٹونوں کا جواب کارٹونوں میں دیا جائیگا جو یورپ کے اخبارات میں مسلمانوں کے خلاف آجکل چھپ رہے ہیں - اسکے ایڈیٹر ' نگران اور سرپرست خواجہ حسن نظامی دہلوي ہونگے - ۱۵ - اپریل سنہ ۱۹۱۳ ع کو پہلا پرچہ نکلیگا - سالانہ چندہ صرف ۳ - روپیہ نمونہ ایک آنہ کے ٹکٹ بھیجکر منگا لیے - مفت نہ ملیگا - الہلال کا حوالہ ضرور دیجئے -

منیجر اخبار توحید - لال کورتی - میرٹھہ

مذکرۂ علمیہ

انتقاد

ودہ دی ترکس ان ترپولي

With The Turks in Tripoli

مسٹر ای - ان - بینٹ (E. N Benit) کے سیاحت نامۂ طرابلس کا ذکر اردو اخبارات میں بارہا ہوچکا ہے ' اور اسکے اقتباسات اکثر اخبارات نے شائع کیے ہیں - جس صداقت اور بے تعصبي کے ساتھہ اس شریف انگریز اہل قلم نے حالات جنگ پر بحث کی ہے ' اور صمیماً ترکوں اور اسلام کے متعلق جو پر عواطف خیالات ظاہر کیے ہیں ' وہ یقیناً ہماری شکر گذاري کا مستحق ہیں -

موجودہ زمانے میں جنسي و سیاسي تعصب جس خوفناک و تاریک درجہ تک پہنچ گیا ہے ' وہ قرون مظلمہ (Middle Agse) کے مذہبي تعصبات کے خونیں مصائب سے بھی زیادہ عالم انسانیت کیلیے خطرناک ہے - یہ سچ ہے کہ اب کوئی عدالت تعذیب روحانیں (Inquisition) نہیں ہے ' جو کافروں اور ساحروں کو زندہ جلا دیتي ہو ' تاہم وہ متمدن قومیں اپنے ترقی یافتہ قواے جنگ ' اور نا قابل مقاومت وسائل تسلط کے ساتھہ موجود ہیں ' جو لاکھوں انسانوں کو ناسم تہذیب و دعوت مدنیت ' محض اس جرم پر قتل کردینا جائز سمجھتی ہیں ' کہ وہ نسل قرقاسي سے نہیں ہیں ' یا ہیں تو جنس ابیض کے وجود کی موجودگی میں انکا وجود کچھہ ضروري نہیں !

اسي جنسی تعصب کي یورپ کے موجودہ افکار و اقلام پر حکومت ہے - تاریخیں ' سفر نامے ' سیاسی اسفار ' اور اخبار و رسائل ' عرصہ قلم اور سیاهي کي آمیزش سے جس قدر اشیا طیار ہوسکتي ہیں ' اُن سب کے اندر اسی جنسی تعصب کا شیطان حلول کرگیا ہے - نامور اہل قلم ' اور قابل سے قابل مغربي سیاح ' جب مشرقي ارضاع و اطوار اور عادات و خصائل کي تصویر کھینچتا ہے ' تو اپنے قلم کو اس تعصب کے رنگ و روغن سے الگ نہیں رکھہ سکتا -

علی الخصوص مغرب و مشرق ' اور اسلام و مسیحیت کی جنگ آراؤں میں انصاف اور صداقت بالکل ایک بے اثر حد تک ہوگئی ہے

یہ فی الحقیقت دنیا اور انسانیت کیلیے ایک مصیبت عظمیٰ ہے ' اور تمام گذشتہ ارمغۂ علم و تمام مظاہر مدنیہ و عمراں ' و اتحاد و صفا دل آراء اقوام و ملل ' و ادعاے مساوات و نوع پرستي و بے تعصبی ' زیادہ خطرناک و مہلک ' اور ایک خوفناک تریں دروغ ہے -

پھر جنسی تعصب کے ایک ایسے تاریک عہد میں جو حال حال چند نفوس صالحہ یورپ کی سرزمیں میں نظر آتے ہیں ' اور قومی پاسداری کی حدت سے پاک و بري ہوکر مخلصانہ اظہار حق کرتے ہیں ' انکے وجود کو کیسا معتنم اور انکی خدمت انسانیہ و مستحق تحسین و امتنان نفس کرنا چاہیے -

ایسے ہی لوگوں میں سے ایک قابل تمجید شخص ' کتاب زیر بحث کے مصنف مسٹر ای - ان - بیٹ بھی ہیں -

جنگ طرابلس کے شروع ہونے ہی وہ معائنہ حالات کیلیے روانہ ہوگئے - عالباً اخبار مانچسٹر گارجین کی نامہ نگاری کی حیثیت سے گئے تھے - ٹیونس کا راستہ ' جو اس وقت اندرون طرابلس کیلیے ایک ہی دروازہ تھا ' اختیار کیا - دربہ پہنچکر ترکی کیمپوں میں ٹھہرے اور تین ہفتہ لڑائیوں کو اپنے سامنے دیکھا - یہ وقت جنگ کا اصلی زمانہ تھا - اندرون طرابلس اور صحرا کے عربی قبایل جوق جوق آرہے تھے ' شیخ سنوسی کی ہمدردی پوری طرح حاصل ہوچکی تھی ' اطالیوں کی پے در پے شکستوں اور ناکامیوں نے جراتوں اور ہمتوں کو بڑھا دیا تھا ' اسلیے انکو اصلی حالات معلوم کرنے ' اور صحیح رایوں کے قایم کرنے کا پورا موقعہ ملا - وہ ترکی افسروں کے ساتھہ کیمپوں میں رہے - عربوں کے اُن صحرائی خیموں میں ' جنکے احراے ترکیبی ایک پھٹے ہوے کمل ' اور ایک کسی درخت کی خشک شاخ سے زیادہ نہیں ہوتے ' بارہا بیٹھے اور انکے حدیات ملیہ ردیدیہ کا مطالعہ کیا - وہ دادیہ نشیں قبایل ' جو ہزاروں کی تعداد میں ترکی کیمپوں کے سامنے کے میدانوں میں ' اپنے اونٹوں کے پاس ' کھلے آسمان کے نیچے پڑے رہتے تھے ' اور جوش فدا کاری ملت ' و حفظ خاک وطن مقدس ' و عشق اسلام مغروب میں نہ دنگی کی زیگستانی زیش کی انھیں پروا تھی ' اور نہ رات کی مہلک اور مرض پرور ہوا ؤ رطوبت کی ' انکے سامنے تھے اور انکو پورا موقعہ حاصل تھا کہ اسلام کی جنگی و سیاسی قوت کے اس آخری غیر مستعمل خزانے کی قدر و قیمت کا اندازہ کریں -

پس انکا سفر گو مختصر تھا ' لیکن اِن نادر مواقع کی وجہ سے بہترین مواد ' اور قابل وثوق آرا کے جمع کرنے کا سامان اپنے ساتھہ لائے ' اور جس سنجیدہ انداز روایت ' اور منصفانہ طریق بحث و استدلال کے ساتھہ اُنھوں نے اس سے کام لیا ' وہ ایک عام سیاحت نامے کی سطح سے اس نامکمل دور نامچے کی قیمت بڑھا دیتا ہے -

اٹلی کے اس حملے اور تمام یورپ کے موجودہ ظالمانہ و قاتلانہ حرص کا انھیں نہایت درد و تاسف سے اعتراف ہے - متعدد مواقع پر انھوں نے اہل عرب کی قوت و شجاعت اور جانفروشی و جذبات صنعیعہ کی داد دی ہے - غیر قوموں کے ساتھہ عربوں کے وحشیانہ سلوک ' اور اسلام کے تعصب کے افسانوں پر جابجا ہنسی اوڑائی ہے - جن عربوں کو یورپ میں وحشت و بربریت کا خوفناک دیو سمجھا جاتا ہے ' انھوں نے دیکھا کہ مرشتوں کی سی مہربانی ' اور قدرسنوں کی سی نیکی کے ساتھہ وہ انسے ملے ' انکی دعوتیں کرتی چھیں ' اور انکے مخلصانہ خیالات کے شکر گذار ہوے -

عربوں کی شجاعت و جانفروشی کی شہادتوں نے جب ایک عالم کو متحیر کردیا ' تو بعض اخبارات نے اس اثر کو بے وقعت کرنے کیلیے طرح طرح کے افسانے مشہور کیے - مثلاً لکھا کہ ترکوں نے انکو دشمن قرار رقمیں ملتی ہیں ' اور اگر ایک دن کا وظیفہ بھی نہ ملے تو فوراً اٹلی سے مل جائیں -

مگر مسٹر بیٹ نے جو حالات دیکھے ' وہ بالکل اسکے متضاد تھے - وہ آبمارکتاب ہی میں لکھتے ہیں :

" عربوں کے لیے دوسرے مہینے میں جب بارش ہوئی ہے ' بڑی سخت آزمایش کا وقت تھا ' لیکن انھیں ذرا بھی لغزش نہ ہوئی - حالانکہ طرابلس کا واقعہ ہے کہ جب سنہ ۱۹۰۸ع سے لیکر سنہ ۱۹۱۰ع تک دو سہ امساک باراں قحط پڑا تھا ' تو ہزاروں عرب فاقہ کشی کی مصیبت سے تنگ آ کر ٹیونس وغیرہ ترک وطن کرکے چلے گئے تھے -

لیکن اِس موقع پر جبکہ باراں رحمت کا نزول ہوا تو میدان جنگ میں تھے ' اور اپنے کھیتوں سے مہینوں دور - بعض اُن میں سے تھوڑے دنوں کے لیے کھیتی کی غرض سے گئے ' لیکن اکثروں نے اپنے آیندہ نفع کو حب وطنی پر قربان کردیا اور باوجود اس اندیشہ کے ' کہ آیندہ آنھیں اور نیز اُنکے بال بچوں کو رزق میسر آنا نا ممکن ہوگا ' اپنی جگہ سے نہ ہلے -

اٹلی والے رشوتیں دیکر اپنا وہ کام نکالنا چاہینگے ' جس کام کو نزور شمشیر انجام دینے کے ناقابل ہیں - لیکن میرے خیال میں اسلامی قوت و یک جہتی عربوں کے مطرب لالچ پر غالب آیگی "

جیسا کہ مسٹر بیٹ نے بھی لکھا ہے ' یہ ضرور تھا کہ عربوں کو ایکے ضروری ما یحتاج کے انتظام کیلیے ایک رقم ضرور دی جاتی تھی ' مگر ظاہر ہے کہ ایسا ہونا ناگزیر تھا - وہ ' جو اپنی زراعت ' اور اپنے اصلی وسائل گذران چھوڑ کر اپنی جانیں قربان کرنے کیلیے آگئے تھے ' کیا اسکے بھی مستحق نہ تھے کہ دو وقت کے کھانے کیلیے چند آنے زور دیے جائیں ؟ پھر یہ کوئی ایسی رشوت تو نہ تھی جو ترک اٹلی کے قیمتی تحفوں اور طلائی طشتوں کو ٹھکرادینے کے معاوضے میں انھیں دیتے ہوں ' اور نہ انکے لیے محرک جنگ ہو سکتی تھی -

اصل یہ ہے کہ جنگ عرب کا اصلی مذاق ہے - تاریخ نے بتلا دیا ہے کہ عرب ہر کام کیلیے موزوں ہے - تخت پر مرمان روائی کیلیے بھی ' اور امن کے تمدن و تہذیب کے لیے بھی - لیکن سچ یہ ہے کہ جنگ کی قوت اسکے اندر کی اصلی آگ ہے ' اور جب بھڑکا دی جاے ' بھڑک سکتی ہے - ترکوں نے اپنے تمام زمانۂ حکومت میں سب سے بڑی سخت خطرناک غلطی (جسکے نتایج اب بھگت رہے ہیں) یہ کی کہ ہمیشہ اہل عرب کی طرف سے بے پروائی برتی - انکو مٹایا اور دلیل کیا ' اور انکو خلافت کا رقیب سمجھکر کبھی ابھرنے اور قابل بننے کا موقعہ نہیں دیا - نتیجہ یہ نکلا کہ اسلام کی اصلی کارفرما قوت محض صحراؤں کی ریگ اور اونٹوں کے غولوں کے اندر محدود ہوکر رہ گئی ' اور اہل عرب کو کوئی موقعہ اپنی قدیمی روایات عظیمہ کے زندہ کرنے کا نہیں ملا -

جنگ طرابلس میں عاربی انوریے کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس ترکوں کے سب سے بڑے شخص نے عربوں کے اندر ایک تحریک پیدا کردی - اور انکو موجودہ حالات سے با خبر کردیا - پس آگ بھڑک اٹھی ' اور عامل چودک اٹھے - اسمیں نہ طمع زرکو دخل ہے اور نہ بیش قرار تنخواہوں کو - پس اور آجکل کے دور مصائب میں یہ بھولنا نہیں چاہیے کہ اسلام کے مستقبل قریب کو اگر پر امید بنتا ہے ' تو یقیناً اسمیں اسلام کے اصلی حوالۂ قوت ' یعنے عربوں کی زندگی اور تحریک کو دخل غالب ہوگا وما ذالک علی اللہ بعزیز -

یہ ضرور ہے کہ طرابلس کی جنگ ترکوں اور اطالیوں کی جنگ تھی اور انگلستان کے باشندوں کیلیے سیاسی اور قومی حدیات کے لحاظ سے اٹلی کے اندر کوئی تڑپ کشش نہ تھی - یہی سبب ہے کہ اس زمانے میں بڑے بڑے انگریزی اخبارات نے اس حملے کو قابل اعتراض بتلایا اور بعضوں نے تو بہت سخت مضامین لکھے - پس حق پسند انگریزوں کیلیے اظہار حق کی یہ کوئی تڑپ آزمایش نہ تھی - برخلاف اسکے موجودہ جنگ بلقان جو مسیحی جہاد کے نام سے کی گئی ہے ' اور جو یورپ کو اسلام سے خالی کردینے کے صلیبی ولولے پر مبنی ہے ' انگلستان کے باشندوں کیلیے ادعاے حق پرستی و مظلوم نوازی کا اصلی امتحان تھا - اور دیکھنا تھا کہ مسٹر بیٹ '

مسٹر میکالا اور مسٹر ایبٹ وغیرہ کی طرح ' کتنے ارباب حق چھپتے ھیں ' جو صدائے انصاف بلند کرتے ھیں ؟

بیشک اس ھنگامۂ قتل و غارت میں چند پست آوازیں رحم و انصاف کی بھی کبھی کبھی سننے میں آتی ھیں - فرانس کے مشہور انشا پرداز (بیرلوتی) کے مضامین ایک اچھی مخدمت کا رسالہ بنگئے ھیں - لیکن وہ تو ترکوں کی حمایت ' اور ترکی سوسائٹی کے ایک محب فاضل نویس ھونے کی حیثیت سے بد نام ھے ' اور پھر افسوس کہ ان صداؤں میں سات کروڑ مسلمانوں پر حکمرانی کرنے والی قوم کا کوئی حصہ نہیں ' والشاذ کا لمعدوم !!

اصل یہ ھے کہ انگلستان بد بختانہ اس وقت صلیبی جذبات کا شکار ھوگیا ھے ' اور یہ جذبہ اقلام و مصاحف پر اس طرح حاوی ھے کہ ھمارے لیے انصاف و رحم کی صدا اب دریاے ٹیمس کے کنارے نہیں اٹھہ سکتی !

اٹلی کے قزاقانہ حملہ طرابلس کی تاریخ میں بھی (موجودہ جنگ کی طرح) انگلستان کا نام پہلے صفحہ میں لیا جائیگا -

مسئلۂ مصر و عرب کیلیے ایسا ھونا ضروری تھا ' اور گو اسکی طرف عملی پیش قدمی کا طرۂ افتخار سر ایڈورڈ گرے کی کلہ سیاست کو حاصل ھو ' لیکن سچ یہ ھے کہ انگلستان کی وزارت خارجیہ مہں اُن سے پہلے ھی یہ مسئلہ اپنے ابتدائی مرحلے سے گذر چکا تھا ' اور جس وقت فرانس نے ٹیونس اور الجزائر پر قبضہ کیا ھے ' اسی وقت اٹلی کے وزیر خارجی (کرسپی) نے لارڈ (سالسبری) سے مراسلات شروع کردی تھیں - لارڈ سالسبری نے اس موقعہ پر اپنے سفیر کے ذریعہ جو اُمید بخش اور جرأت پرور جواب دیا تھا ' اسکو مسٹر (بیدت) نے دیباچہ کتاب میں نقل کیا ھے - اسکا خلاصہ یہ ھے :

" آپ کی تحریر کا لارڈ سالسبری پر بہت اثر ھوا - اُنھوں نے مجھے مندرجۂ ذیل مضمون کا تار دینے کی ھدایت کی ھے - " اُنکو اس امر سے اتفاق ھے کہ جب بحر روم (میڈیٹرینین) کی موجودہ بین الاقوامی حالت میں معمولی یا اھم تبدیلی کا وقت آئیگا ' تو اُس موقع پر یہ امر ناگزیر ھوگا کہ اٹلی طرابلس پر قبضہ کرلے " ایک بات میں سالسبری کو آپ سے البتہ اتفاق نہیں ھے - اُنکا خیال ھے کہ طرابلس پر قبضہ کرنے کا ابھی وقت نہیں آیا - لارڈ سالسبری نے اپنی رائے ذیل کے جملہ پر ختم کی ھے - وہ کہتے ھیں کہ " گورنمنٹ ایطالیہ کو طرابلس مل جائیگا ' لیکن ایک شکاری کو جو چاھتا ھے کہ ھرن کو مار کر شکار کرلے ' اُسوقت تک انتظار کرنا چاھیے ' جب تک کہ اُسکا شکار بندوق کی زد پر نہ آجاے ' تاکہ اگر نشانہ پورا نہ پڑے اور جانور رم آجاے ' جب بھی گرفتار ھو جاے "

اسکے بعد مسٹر بیدت لکھتے ھیں :

" دول یورپ کو جس میں انگلستان بھی شامل ھے ' اٹلی کی قزاقی کے ارادوں سے واقعیت تھی اور اُنھوں نے نہایت خموشی کے ساتھہ ان ارادوں کے پورا کرنے میں شہ دی - ھمارے یہاں خارجیہ تعلقات کی یہ حالت ھے کہ جس طرح ملک شام کے کاشتکاروں کو باب عالی کے معاملات میں کوئی دخل نہیں " اُسی طرح عوام انگریزوں کا اپنے محکمۂ خارجیہ پر بھی کوئی اثر نہیں ھے - حقیقت یہ ھے کہ ایسا واقعہ کبھی دل خوش کن نہیں ھوسکتا ' جسے ھمارے ملک کے ۹۰ - فی صدی باشندے نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ھوں اور جسے دین الاقوامی ذاکہ کہنا نہایت ضروری ھوگا - اور اسپر طرہ یہ کہ ھمارا محکمۂ خارجیہ بلا کسی حریف مخالفت کے ایسے علانیہ ذاکہ کو جائز رکھے ' درحالیکہ ملک میں لبرل پارٹی کی گورنمنٹ ھو - آخر میں کیور (۱) کے قول کو ماننا پڑتا ھے کہ " ھم سلطنت سے لیے

(۱) ایطالیہ کا ایک مشہور عالم جو معاملات سیاست میں بہت قابل مانا جاتا تھا -

و کام کرتے ھیں اور وہ تدابیر عمل میں لاتے ھیں جو اپنی ذات کے واسطے حواب میں بھی خیال نہیں کر سکتے "

اسکے بعد انہوں نے دول یورپ کے معاھدوں اور سیاسی اعلانات کی نسبت کیا خوب لکھا ھے :

" میں زمانۂ حال کے معاھدات کے متعلق بحث کرنا نہیں چاھتا کیونکہ اس زمانہ میں عہد و پیمان صرف اس لیے لکیے جاتے ھیں کہ جسوقت اُنکی رو سے کسی فریق کو تکلیف پہونچنے لگے تو فوراً چاک کر ڈالے جائیں ' بشرطیکہ وہ فریق اسقدر قوت رکھتا ھو کہ بلا جرحشہ اپنے عہد کو توڑ سکے " -

یہ کتاب جب شائع ھوئی ھے ' تو اسکا تذکرہ اخبارات میں کافی ھوچکا ھے ' اسلیے ھم زیادہ بحث کرنا نہیں چاھتے ' ورنہ اسکے اکثر مقامات مستحق اقتباس و استدلال ھیں -

کارزار طرابلس

—○:*:○—

قیمت ۱ - روپیہ - درجہ اول باتصویر ۲ - روپیہ - مترجم سے ملسکتی ھے

— * —

یہ کتاب اسی سیاحت نامہ کا اردو ترجمہ ھے - مترجم مسٹر عبداللہ خاں رئیس حورحہ ھیں - چھپائی صاف ' کاغذ اچھا لگایا گیا ھے - درجۂ اول کے ساتھہ نامور ان عرب طرابلس اور اشخاص متذکرہ کتاب کی متعدد ھاف ٹون تصویریں بھی لگائی ھیں ' جسے کتاب کی دلچسپی میں عمدہ اضافہ ھوگیا ھے -

مسٹر عبداللہ خاں دیباچے میں لکھتے ھیں کہ یہ انکی پہلی ادبی کوشش ھے ' اور ترجمہ نہایت عجلت میں کیا گیا " تاھم ترجمہ صاف اور سلیس ھے - البتہ سرسری نظر میں بعض مقامات گنجلک ' اور بعض موقعوں میں عبارت کی خامی ' اور محاورات کی غلطیاں نکثرت ھیں -

محاورات طرابلس

— * —

قیمت ۱ - روپیہ - ۸ - آنہ : انجمن ھلال احمر لکھنؤ

— * —

یہ اسی کتاب کا دوسرا اردو ترجمہ ھے ' جو انجمن ھلال احمر لکھنؤ کی فرمائش سے جناب شیخ شوکت علی صاحب بی - اے کے بعد حصول اجازت مصنف کیا ھے ' اور نو الکشوری پریس میں چھپا ھے - کاغذ اچھا ھے ' اور چھپائی متوسط درجے کی -

ھم نے مثل پہلے ترجمے کے چند صفحات ایک دو مقام سے دیکھے - ترجمہ صاف و سلیس ' اور عبارت بہت رواں اور با محاورہ ھے ' البتہ بعض بعض ترکیبیں اور علی الخصوص انگریزی ترکیبوں کا ترجمہ بہت رکیک اور عاطل ھے - مثلاً جابجا " ذاکہ رہی " کی ترکیب نظر آئی جو کسی طرح صحیح نہیں ' اور صدہا فارسی تراکیب صحیحہ اسکی جگہ ملسکتی ھیں -

اسکی فروخت سے جسقدر رقم بچیگی ' وہ انجمن ھلال احمر - مد میں شامل کردی جائیگی - اس لحاظ سے بھی مترجم یقیناً مستحق تعریف ھیں -

افسوس کہ ترجمے کے ساتھہ تصاویر کا انتظام نہیں کیا گیا - البتہ دو نقشے افریقہ و مقامات جنگ کے علیحدہ چھاپکر لگا دیے ھیں ' اور یہ بہت ضروری تھے -

---

اب ریویو کا سلسلہ برابر جاری رھیگا - جن حضرات نے کتابیں روانہ فرما کر یعیداً نہایت شاکوار انتظار کی زحمت گوارا فرمائی ' وہ مطمئن رھیں -

---

باب المراسلت و المناظرة (۱)

— * —

الاخلاق

— * —

از مسٹر مسعود احمد عباسي (امروهه)

مضمون بالا نظر سے گذرا - حقیقت میں ایسے مضامین جو اب سب سے اول " الهلال " میں شایع هونا شروع هوے هیں، سب سے زیادہ قابل توجه و صرف وقت هیں - کیا هي اچها هو که ان مضامین کا سلسله مستقل طور پر جاري هو جاے ' تا که اصحاب تفکر ' اور صاحبان تمیز ' میدان میں آئیں اور رفته رفته ایک ایسا علمي ذخیره طیار کردیں جو قوم و زبان کي ترقی کے لیے نهایت ضروري هے - اب تک یهی ایک کمی ایسي رهی هے جس کا اجتک کوئی انتظام نهوا -

مگر سب سے بڑی دقت جو حائل هے ' وہ اردو زبان کي علمي زبان هونیکی نا قابلیت هے - بڑي ضرورت هے که انشا پرداز حضرات ایک ایسي لغات طیار کریں جو یورپ کے علمی خیالات کو جگه دیسکے اور مشرقی یا اردو طرز ادائے مرامق بهي هو - میں دیکهتا هوں که " الهدی " کی سرخی والے مضمون میں صرف اسوجه سے پهیکا پن هے که الفاظ کسی ایک قاعده اور قانون کے ماتحت نهیں هیں، مثلاً کهیں آد ماده کی تقسیمیں رنده اور غیر رنده کی کرتے هیں اور کهیں الله اور عدو الیه کی - خیر یه گفتگو کسی دوسرے وقت کے لیے زیاده موزوں هے - اسوقت صرف آپکی توجه کو اسطرف مبذول کروانا مقصود تها ورنه یه خواهش کرنا که صرف تنها ایک آپ هي اس اهم کام کو بهي انجام دیں ' آپني تندرستی اور قوت پر حمله هوگا -

آپ اخلاق کی دو قسمیں کی هیں - طبیعي اور کسبي - طبیعی کے متعلق آپ فرماتے هیں که وہ فطري هوتے هیں اور انسان پیدائش سے لیکر پیدا هوتا هے - یهاں مجهکو اختلاف هے اور آگے چلکر میں اس اختلاف کی وجه پیش کرونگا - مگر میں دیکهتا هوں که کچهه آگے چلکر آپ خود اپني تقسیم پر قایم نهیں رهتے اور جب اخلاق کے سرچشموں کا تذکرہ کرتے هیں تو وهاں اسکو کلیه بنانے سے انکار کرتے هیں -

بهر حال یه ضرور هے که آپ اخلاق میں وراثت کے اثر کے موید هیں - اور اثر کانت جیسے بعید زمانه کے اصحاب فلسفه کا بهی ایسا هي خیال تها -

معلوم هوتا هے که ان حضرات نے اولاد میں اپنے والدین سے جسمی مشابهت پا کر اخذ کرلیا که اخلاق میں بهی ایسا هی هوگا ' اور سطحی نظر میں کچهه شهادتیں بهي جمع کرلیں ' لیکن صحیح نتائج پر آنیکے لیے جس احتیاطوں کی ضرورت هوتی هے ' اوسکا لحاظ نه کیا - یا یه بهي ممکن هے که ان احتیاطوں کی طرف خیال بهی اسوجه سے نه کیا هو که اوس زمانه کا مشهور عام مسئله یه تها که اولاد میں ذاتی بهلائي ورثه میں والدین سے ملتی هے - لیکن حال میں جو تحقیقاتیں اس موضوع پر هوئی هیں ' اون سے ظاهر هے (دیول کارل پیرسن کے که) وراثت کا اثر بالکل غلط خیال هے اور جسقدر بهی اخلاقی خصوصیات والدین کی اولاد میں پائی جاتی هیں وہ اوس تربیت کا نتیجه هیں جو اولاد کو اپنے والدین کے هاتهه سے پهنچتی هے اور جس میں والدین نے اپنی مخصوص عادات و اخلاق کي جهولي اپنے اولاد کے حوالے کردی هے -

مگر هم دوسرے پهلو سے اسپر غور کرتے هیں -

اخلاق جوہر کوئی قوہ نهیں بلکه یه تابع معلوم هوتے هیں کسي دوسري شے کے ' اور وہ شے وہ هے ' جو اخلاق کے برے پهلے هوے پر غور کرسکتي یا کرسکتي هے - اس شے کو انگریزی میں مائنڈ (Mind) کهتے هیں اور جسکا مرادف اتک هماري زبان میں دل تها ' مگر اب اوسکي سلطنت تو معدودے تخیل دماغ کے پاس اوٹهه گئی هے اور اوسی وقعت ایک پرست .فس سے زیاده نهیں هے - جو چیز که نفس ناطقه هے وہ کیا هے ؟ وهي جسکو مائنڈ کهتےهیں اور یه نام هے تین مظاهر کے مجموعے کا -

(۱) انفعال -

(۲) اراده -

(۳) سمجهه -

میرے سامنے دروازہ هے اور میں اوسکو کهولنا چاهتا هوں - گویا مجهه پر کهولنے کی خواهش کا ایک اثر هو رها هے - یهی اثر وہ هے جسکو میں نے انفعال سے تعبیر کیا هے - افسوس که زبان کے نقص کي وجه سے میں اپنے مطلب کو الفاظ میں واضح طور پر پیش نهیں کرسکتا - آپ تصور میں میرے مطلب تک پهنچ جاوینگے - میں دروازہ کهول دیتا هوں - یه وہ هے جسکو میں نے اراده سے تعبیر کیا هے - اگرچه یه لفظ بهی اس مطلب کے لیے بهت نامناسب هے - ان دونوں کے ساتهه ساتهه ایک تیسري قابلیت اور هے ' یعني میں جانتا هوں که دروازہ کهل سکتا هے - یهی چیز هے جسکو میں نے سمجهه سے موسوم کیا هے - گویا یه تین چیزیں انفعال ' اراده ' اور سمجهه ' مظاهر هیں اوس شے کے ' جسکو مائنڈ کهتے هیں - اس لفظ کے مرادف لفظ نه ملنیکے لیے میں جناب کو توجه دلاتا هوں -

هاں تو اسطرح نه نفس قوتیں انسان کے تمام اخلاق اور اعمال پر حکمرانی کرتی هیں - یهی وہ هیں جنکے بهترین انسان جاوید هے اور جنکے هونیسے مگر غیر مناسب حالت میں ' انسان ناقص هے ' اور هونیسے اور نه مناسب ' وہ کامل هے -

لیکن ان تینوں مظاهر کے ساتهه چار گونه حیثیت سے حواس هیں - میں جلتے هوے دیپ کی چمکتی جهونا هوں تو مجهه پر اثر هوتا هے - تارے آسمان میں تارے چمکتے دیکهتا هوں تو مجهه پر اثر هوتا هے - زمان پر گرتي میٹهی چڑیں چاهتا هوں تو مجهه پر اثر هوتا هے - مجهه کو بهدهائے سنتا هوں تو مجهه پر اثر هوتا هے - اور میں اپنے پچهلے تجربے کي بنا پر سمجهتا هوں که ایک چیز جلتی هے تو دوسري روشن هے وغیرہ وغیرہ -

اگر بچے میں سمجهه کی قابلیت نهیں هے تو کبهي بهی نهیں هوسکتي - لیکن حواس میں بهی کسی ایک کا هونا ان تینوں قابلیتوں پر کچهه زیاده موثر نهیں هوسکتا - ایسی مثالیں بهی موجود هیں که تمام حسوں کے نهونے پر یه تینوں قابلیتیں بهي معدوم پائی گئی هیں - پس اسطرح یه تینوں قابلیتیں اور حواس کسي نه کسي حد تک ساتهه ساتهه هیں ' اور یه اوسوقت تک هر انسان میں صحیح حالت پر موجود هیں ' جب تک عناصر انسانی میں کوئی کمی نقشی نهیں هوگئی هے - اگر دماغ سے ماشعور نکل گیا هے تو یقینا سمجهه بهي نه هوگی - وغیرہ وغیرہ -

پس ظاهر هے که ایسے دو شخص ' جنکا هر حیثیت میں یکساں اثرات سے موثر هونا ممکن هوتا ' خواه وہ آب و هوائی هوں - خواه سوشل ' یا اور کچهه ' و صرف اخلاق کے لحاظ سے بهی یکساں هوتے مگر ایسا کبهی نهیں هوتا ' اور یه ان دوسرے اثرات کا نتیجه هے ' وراثت پر الزام نهی الزام هے -

جب یه ثابت هوگیا که وراثت اخلاق میں کوئی دخل نهیں رکهتی تو هم پر اپني اولاد کے متعلق ایک ذمه داری اور عاید

---

(۱) یه ایک مستقل باب کي سرخي هے - اس وقت اسکا مقاله طیار نهیں هوا تها ' اسلیے سائپ میں دیدي گئي -

هوگئی - بچہ بالکل همارے اختیار میں ہے - خواہ اوسکو هم نری اصابت رائے والا ' نرے اخلاق والا ' اور نری سمجھہ نرچہ اور عقل و دانش والا بنائیں ' خواہ اوسکو اسطرح تباہ کردیں ' جیسا کہ آجکل روزانہ همارے جہالت سے تباہ هو جاتے هیں - مجھکو سینکڑوں بچوں کا تجربہ ہے ' اور سکڑوں حاهل ماں باپ کا شکار پایا ہے - یہ سخت درد ناک ہے - میں اُن حضرات سے جو تائدکات میں نہایت قیمتی ' جو هندوستانی یا اسلامی پالیٹکس میں بڑا حصہ لیتے هیں ' یہ الحاح استدعا کرتا هوں کہ وہ ذرا اسطرف بھی نظر کریں - مجھکو ڈر ہے کہ کہیں وہ نسل ' جو اب سے صرف دس سال بعد طیار هوگئی ' اپنی غلط کاریوں اور اپنی بے ترمیوں سے کالجوں ' اسکولوں ' اور یونیورسٹیوں کو بیکار ثابت نہ کردے - فقط

الهـــلال

سب سے پہلے تو میں آپکے دینی علمی کا شکرگذار هوں کہ ان مضامین پر آپنے توجہ فرمائی ' اور انکی ضرورت کا اعتراف فرمانے هوے بعد بحث کا دروازہ کھولا -

نری مصیبت نہ ہے کہ لوگوں کو ان چیزوں کا ذوق هی نہیں ہے - بیشک ملک میں اخبارات و رسائل کے پڑھنے کا ایک ولولہ پیدا هوگیا ہے ' لیکن سطحی و عام مضامین کے سوا ' کوئی نہیں جو خالص علمی مباحث و افکار کا جذب پیدا کرنے کیلیے طیار هو -

روشنـــی کا ایک هـــی ذریعـــہ

آپ اسکو نہیں مانینگے مگر میں کہونگا کہ جس گھر میں ایک هی چراغ جلتا هو ' اسکی تمام کوٹھریوں کی روشنی اسی کے دم سے وابستہ هوتی ہے - اسے گل کردیجیے تو یہی کہوگا کہ درمیان کا کمرہ تاریک هو جائیگا ' بلکہ آس پاس کی تمام کوٹھریاں بھی اندھیری هوجائیں گی ' کیونکہ چراغ ایک هی تھا -

مسلمانوں کے ذہنی و شرقی کیلیے بھی اقتدا سے ایک هی چراغ جل رہا تھا ' یعنے ولولۂ مذهبی ' اور جوش تعمیل احکام دینی کا - اس گھر کی اور جتنے کوٹھریاں تھیں ' اخلاق و تربیت کی هوں ' یا حکومت و سیاست کی - علم و فن کی تحقیق و جستجو کی هوں ' یا عمران و تمدن کی ' سب اسی چراغ کی روشنی سے منور تھیں - جس چیز کو وہ حاصل کرتے تھے ' مذهب کی راہ سے ' اور مذهب کے پیدا کیے هوے ولولے سے - یہ کیسی عجیب بات ہے کہ مسیحی مذهب کے اصلی دور عروج میں علم و فن پر دور مظلمہ گذرا ' پر اسلام کا اصلی زمانۂ عروج وهی تھا ' جب گھر گھر علم و فن کے آفتاب درخشاں تھے

یک چراغست دریں خانہ ' کہ از پرتو اں
هر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

آج همارے هزاروں علماے کرام هیں - جاکر دیکھہ لیجیے کہ تفسیر و حدیث کو اُس ذوق و جانکاهی سے نہیں پڑھتے ' جس قدر معجب سے یورپی فلسفہ اور ارسطو کی منطق میں اپنا وقت ضائع کرتے هیں - علم کلام میں بھی جتنا وقت صرف هوتا ہے ' اسے بھی ارسطو هی کے حصے میں منتقل کردیجیے کہ در اصل وہ علم کلام نہیں بلکہ فلسفۂ یونانی هی ہے - (شرح مواقف) گو اگر آپ دیکھیں تو متعجب هوں کہ کس فن کی کتاب ہے ؟

مگر ایسا کیوں ہے ؟ کیا موجودہ زمانے کے علما کی نسبت کہا جاسکتا ہے کہ حکماے یورپ کے سے خالص علمی ذوق اور علمی جذبات سے یہ سب کچھہ کرتے هیں ؟ میں تو کہہ بھی دوں مگر آپ حضرات کب کہنے لگے ؟

اصل یہ ہے کہ همارے تمام کاموں کی اقتاد هی اقتدا سے ایسی پڑی ہے کہ ذوق علم ' معجب وطن ' قوم پرستی ' سوسائٹی ' قانون ' غرضکہ هر شے کا محور مذهب هوگیا ہے - قدماے فلسفہ کے حملوں سے بچنے کیلیے ضروری سمجھا کہ علما فلسفہ پڑھیں اور اس سے واقف هوں - امام الحرمین اور امام غزالی نے اسکو علوم میں داخل کردیا - نتیجہ یہ ہے کہ آج اڈیدا اور اسکندریا کے تلامذۂ فلسفہ سے زیادہ شغف ' همارے علماے دینی کو یونانی فلسفہ سے پیدا هوگیا ہے !

آپ کہیں گے کہ یہ تو ایک مذهبی جوش غرضی هوئی ' علم تو تو علم کیلیے پڑھنا چاهیے ' لیکن میں کہونگا کہ اس زمانے سے بھی نظر اوپر کیجیے ' اور ابتدائی صدیوں میں اسلامی ممالک پر نظر ڈالیے - آپکو نظر آئیگا کہ هزاروں خدا کاراں علم و مذهب هیں ' جو تلاش و جستجوے مقصود میں اپنی زندگیاں صرف کر رہے هیں - یہ وہی جوکچھہ تھا ' اسلام هی کے پیدا کیے هوے ولولے سے تھا -

آج بعض مستشرقین یورپ نے اسکی توجیہہ یہ کی ہے کہ جسقدر حکما نے اسلام لیے ' انکو اسلام نے واسطہ هی کب تھا ؟ اور پھر جوکچھہ هوا ایرانی و تعجمی اثر سے هوا ' یا شام و مصر کے مسیحی حکما کی صحبت سے - لیکن سوال یہ ہے کہ ایسے هی ملحد اور غیر مومن سے تمدن اخذ کرنے والے امراء ' مسیحی اور غیر مسیحی کہاں سے پیدا هوے ؟ پھر ان بیچاروں کو یہ حق نہیں کہ ابن مسکویہ ' فارابی ' ابن رشد ' ابوبکر رازی ' وغیرہ کے دینی اعتقاد و اعمال کا کیا حال تھا ؟ اکابر معتزلہ سے جوکچھہ علم درست اور فلسفہ جہاں کوئی گروہ نہیں هوا ' لیکن سادہ هی اعمال مذهبی میں اُسے زیادہ شدید التقشف مارواؤ الدہر کے فقہا بھی نہ تھے - کبیرہ گناہ کے مرتکب کو وہ مومن هی تسلیم نہیں کرتے ! پس حقیقت یہ ہے کہ ساری روشنی اسی چراغ کے دم سے تھی - کوئی مانے یا نہ مانے مگر میں کہونگا کہ جب سے یہ چراغ گل هوا ' همارے علم و فن کے تمام حجرے بھی تاریک هوگئے -

---

اسپر کو روس کیجیے - اسلام هی تھا" و من یوت الحکمۃ ' فقد اوتی خیرا کثیرا ' و ما یذکر الا اولوا الالباب "

حدوث تعلیم یافتہ اور افلاس علمی

یہ کیا بد بختی ہے کہ نصف صدی سے هم میں نئی تعلیم پھیل رهی ہے - قدیم علما تو آپ لوگوں کے نزدیک جہل و نادانی میں پڑے هیں ' پھر بھی وہ اپنی عزیز عمریں اُن علوم کے حصول میں صرف کر رہے تھے ' جنکو اپنے عقیدے میں بہتر و اعلیٰ سمجھتے تھے - فرمایئے کہ نئے تعلیم یافتہ گروہ میں انتک کتنے فلسفہ داں ' کتنے سائنس کے ماهر ' کتنے مصنف ' کتنے مترجم ' اور کتنے اربابِ صحائف و مجامع پیدا هوے ؟

هرسال کتنے مسلمان طلبا هیں جو نئی - اے کے بعد آگے قدم بڑھاتے هیں ' مگر میں نے کبھی نہیں سنا کہ انھوں نے ایم - اے میں فلسفہ لیا هو - اکثر تو عربی وغیرہ لیکر بآسانی اس مرحلے سے گذر جاتے هیں ' اور بعضوں نے بہت همت کی تو علم ادب لے لیا - اور وہ بھی کم هیں -

سر چشمـــۂ علـــم کی خشک سالی !

(علی گڈھ) کالج کا نام لیجیے تو لوگوں کو صدق النفس کا دورہ شروع هوجاتا ہے ' مگر ادا کیجیے کہ جو معجب اسکے نادان پرستاروں کو اسکے نقایص سے چشمپوشی کا مشورہ دیتی ہے ' وهی معجب نکتہ چینوں سے اسکے نقایص پر حزن کے آنسو بھی رلاتی ہے - کوئی خدا کیلیے مجھے بتلائے کہ اس مرکز اسلامی ' اس کعبۂ مسلمین ' اس قبلۃ الاسلام ' اس مرکز دائرۂ وقت ' اس عرفاطۂ عصر ' اور اس کعبہ دریج اور اکسفورڈ کے دور ' وجود طاہی سے اشاعت علوم جدیدۂ و فلسفہ کا آجتک

کیا سامان کیا ؟ کونسی سوسائٹی قائم کی ؟ کتنے طالب پیدا کیے ؟ اور وہاں کے نکلے ہوے اشخاص میں سے کتنے ہیں جنہوں نے فلسفہ و علوم جدیدہ کی کتابوں کے ترجمے کیے ہوں یا اپنی کتابیں لکھی ہوں ؟

آپکو تعجب ہوگا کہ مصر میں اسوقت ہائی اسکول سے زیادہ تعلیم نہیں ہے ، اور یہ انگلستان کی علمی سرپرستیوں کا حال ہے - البتہ حدود میں امریکن مشن ' اور جیسوئٹ فرقے نے کالج قائم کیے ہیں - انکے سطحی مذاق ' اور محض علوم یورپ کے بعض اسما و رسوم رٹ لینے کا وہی حال ہے جو یہاں ہے - تاہم اگر آپ علم دارالکتب پاس رکھیں تو میں پچاس سے زیادہ کتابوں کی فہرست لکھوادوں جو مروجہ علوم و فنون کے متعلق واقعی صحت و تعلق ' اور واقفیت و علم کے ساتھ ترجمہ کی گئی ہیں یا مستقلا لکھی گئی ہیں - اور ویسے غیر معتدکتابیں اور سطحی تو صدہا ہیں !

لیکن فرانسیسی ' نئی تعلیم یافتہ گروہ نے اردو کیلیے کیا کیا ؟

لا للتعجب !

مجکو تو بعض وقت غصہ بھی آتا ہے اور ہنسی بھی - کیا مزے کی بات ہے کہ آج جو لوگ اپنے تئیں الحاد کا نقیب سمجھتے ہیں ' جنکو علم و مذہب کے معرکے کے نظارے سے فرصت نہیں ' جنہوں نے اسلام کے شکست کا پورا فیصلہ کرلیا ہے ' جو نئے علوم اور نئے فلسفہ کے مذاق و فضائل کا ایک سیلاب عظیم اپنے حلق کے اندر سے نیچا سکتے ہیں ' انکے سرمایۂ علم کا یہ حال ہے کہ فلسفہ کی میدان جنگ پر ایک مختصر تعارف کی خواہش کیجیے تو منہ دیکھنے لگیں ! آجتک اتنی بھی توفیق کسی کو نہیں ملی کہ ہم کو اتنا تو بتلا دیتا کہ یہ فلسفہ ہے کیا چیز ؟ اور قدیم و جدید میں فرق کیا ہے ؟

الحاد بتدریج سمجھا جاتا ہے شیوع علم کا " پھر یہ کیا ہے کہ ہم میں الحاد جہل مطلق کے ساتھ جمع ہوگیا ہے ؟

فسبحان عقل و حیرت کہ ایں چہ بوالعجبیست !

انصاف کیجیے کہ یہ کیسی شرم و عیب کی بات ہے کہ جو لوگ یورپ کی زبانوں کی تحصیل کریں ' وہ علوم و فنون جدیدہ سے عامل ہوں ' اور جن لوگوں کا مایۂ تحصیل یہ نہیں ہے ' وہ آپ کے لیے کوشش کریں ؟

ایک درد انگیز تحریر

کئی سال سے چاہتا ہوں کہ کم از کم اتنا تو ہو کہ اردو زبان میں ایک مختصر مگر جامع تاریخ فلسفہ مرتب ہو جاے ' جس میں قدیم فلسفہ کے مختلف ادوار و مذاہب کی تشریح کے بعد نئے فلسفے کی ابتدائی تعبیرات سے تاریخ لکھی جاے ' اور اسکے مختلف انقلابات اور مختلف اسکولوں کو اس خوبی سے بیان کیا جاے کہ معلوم ہو سکے کہ فلسفہ کا اس وقت تک کل سرمایہ کیا ہے ؟ اور قدیم و جدید کا مابہ الامتیاز و اختلاف کس درجہ ہے ؟

میں نے کتابیں جمع کیں - کسی ایک کتاب کا ترجمہ نہیں چاہتا تھا ' بلکہ بطور خود احذ و التقاط کے بعد ایک مستقل تصنیف -

میں نے ایسے تعلیم یافتہ مسلمانوں کو تلاش کرنا شروع کیا جو فلسفہ سے واقفیت رکھتے ہوں ' اور اس کام میں مجھے مدد دیسکیں - تلاش کا جو نتیجہ نکلا وہ میرے لیے نہایت درد انگیز تھا ' میں جانتا تھا کہ تعلیم یافتہ مسلمانوں میں علم کا درق نہیں ' مگر اس درجہ مایوسی کا تو مجھے کبھی تصور بھی نہیں ہوا تھا - اول تو کسی نے حامی ہی نہیں بھری ' پھر بعض اصحاب ملے بھی ' تو اول ہی صحبت میں معلوم ہوگیا کہ اس میداں میں محض ناواقف سے بھی کئی گنے گذرے ہیں - صرف ایک صاحب ایسے ملے ' جنسے واقعی مدد ملتی مگر مشیت الہی نے یک جائی کا موقعہ نہیں دیا - اپکو تعجب ہوگا کہ بالآخر جب ہر طرف سے مایوس ہوگیا تو ایک ہندو تعلیم یافتہ شخص نے مجھپر رحم کھایا ' اور جو کچھ ہوا تھا وہ اسی کی مدد سے ہوا !

یہ کیسی عجیب بات ہے کہ ایک شخص اردو میں ' اور اس اردو میں جسکے ہندوستانی لہجہ عمومی (لنگوافرینکا) ہونے کے ہنگاموں سے تمام ملک میں ایک طوفان تحریر و تقریر برپا ہوا کرتے ہیں ' ایک مسلمان شخص کتاب مرتب کرے ' اور اسکو جسقدر مدد ملے ایک تعلیم یافتہ ہندو سے ! افسوس !

کامل اس فرقۂ زہاد سے اٹھا نہ کوئی
کچھ ہوے تو یہی رندان قدح خوار ہوے !

ان باتوں کے لکھنے کی یہاں چنداں ضرورت نہ تھی ' لیکن یقین کیجیے کہ میرا دل ان حالات کی ایک نہایت سخت ٹیس اپنے اندر رکھتا ہے - میں انگریزی تعلیم یافتہ جماعت کے افلاس علمی اور شدت جہل کے درد سے رحمی ہوں - ذرا سی بھی ٹھیس لگتی ہے ' تو اپنے خیالات کے اظہار میں معذور ہو جاتا ہوں !

افسوس کہ ہم نے اپنے قدیم علوم ' اپنی پرانی سوسائٹی ' اپنے گذشتہ اخلاق و آداب ' حتی کہ اپنی قومیت اور مذہب تک نئی تعلیم اور یورپ کے نئے علوم و فنون کیلیے دیدیا ' لیکن یہ کیا قہر الہی اور کیا رد بختی ہے کہ اسپر بھی وہ جنس ہمیں نہیں ملنی تھی اور نہیں ملی - جیب تو خالی ہوا مگر ذرا حسرتا کہ ہاتھ بھی متاع سے خالی ہے !

مذاکرۂ علمیہ

الہلال میں " مذاکرۂ علمیہ " کا باب اسی غرض سے رکھا کہ اپنی دساط کے مطابق کچھ نہ کچھ لکھتا رہونگا - لیکن انصاف کیجیے کہ انسان ہوں اور ہاتھ سے لکھتا ہوں ' لکھنے کی کوئی مشین میرے پاس نہیں ہے - دماغ تو الحمد للہ کہ بفضل الہی سے جواب نہیں دیتا " مگر وقت اپنی قدرتی مقدار کار میں میرے ساتھ خاص رعایت کیوں کرنے لگا ؟

پھر الہلال کی ضخامت بھی محدود - اسی خیال سے (البیان) کا ارادہ کیا ' اور بمبئی اسکے مرتب کرنے رکھدئے ' لیکن معمولی معین کار بھی میسر نہ آے ' مجبوراً ملتوی کر دینا پڑا اور اب کسی نہ کسی طرح نکالونگا -

آجتک کتنے اشخاص ہیں جنہوں نے الہلال کے کسی باب میں بھی کوئی مضمون لکھا یا میری مدد کی ؟ لوگوں کی زبانوں کو تقریروں میں اور قلموں کو تحریروں میں دیکھتے تو معلوم ہوتا ہے کہ جملہ علم و دین کے ملائکۂ مقدسین ہیں ' جنکو خدا نے مسلمانوں پر رحم کھاکر بھیجدیا ہے - لیکن کام کرنے کیلیے مستعد ہوییے تو پھر معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام ہنگامۂ حرکت کا طوفان بپا کرنے والے اجسام حیہ ' لاشوں کے ڈھیر یا پتھر کی مورتوں سے زیادہ

نہ تھے ! فانظر ! کیف ضربوا لک الامثال ' فضلوا ' فلا یستطیعون سبیلا (۱۷ : ۵۱) -

خود نہ لکھیں تو کم از کم اتنا ہی کریں کہ جو کچھ لکھا جاے اسے زندہ آدمیوں کی طرح پڑھیں ' اسکی نسبت بحث و مذاکرہ کریں ' اعتراض و نقد کا سلسلہ شروع کریں ' مراسلۂ و مناظرہ کی نوبت آے ' اس سے اتنا تو ہوگا کہ آگے کو کام کرنے کی راہ صاف ہوگی ' کام کے حسن و قبح کا فیصلہ ہوگا ' نیز ایک زندہ تشویق و ترغیب عمل آئیگی -

بہر حال میں آپکا کمال شکرگذار ہوں کہ آپنے ان چند ابتدائی اور محض سرسری طور پر لکھے ہوے صفحوں کو اپنے علمی ذوق کے

[بقیہ مضمون ہے جے صفحہ ۹ - ملاحظہ ہو]

مراسلات

قسطنطنیہ کی چٹھی

—:•:—

ہندوستان کا اولین طبی وفد

— * —

کچھہ عرصہ ہوا میں نے آپ کے کانموں کے ذریعہ سے اطلاع دی تھی کہ ہمارا طبی وفد جو انگلستان سے آیا ہے ' ہندوستان کا پہلا ہلال احمر وفد ہے کیونکہ حملہ ممدران وفد نہ صرف ہندوستانی ہیں بلکہ انگلستان سے روانہ ہونیکے قبل ہم نے اپنے وفد کا نام بھی ہندوستانی ہلال احمر رکھا تھا -

مدراس کے اخبار محمڈن مورخہ ۱۷ - فروری سنہ ۱۳ - میں ایک مضمون The First Indian Medical Mission کے عنوان سے شایع ہوا ہے اور جو مشن ممدئی سے یہاں آیا ہے ' اس کو یہ نام دیا گیا ہے - اور عالباً کلکتہ کے ڈاکٹر سہروردی کے تار برقی کے پیغام کی بنا پر اس مضمون کی اشاعت کی نوبت آئی ہے -

بہر کیف میں اطلاعاً عرض کرتا ہوں کہ ہندوستانی پہلا طبی وفد ہمارا ہے اور ہم نہ صرف ممدئی مشن سے کہیں پہلے یہاں پر وارد ہوے بلکہ ہم نے اس سے کہیں پہلے حیدر پاشا حسنہ خانہ میں چارج بھی لے لیا تھا - لہذا ہم اعلان کرتے ہیں کہ ممدئی طبی وفد کے ارکان و نیز "محمڈن" و دیگر اخبارات جنہوں نے یہ غلطی کی ہے کہ ممدئی وفد کو اول قرار دیا ہے ' اپنی غلطی کا اقرار کرکے ممدئی مشن کو آیندہ اس نام سے یاد نہ کریں ' اور اس نام کو جس کے ہم ہر طور مستحق ہیں ' غصب کرنے کی ناجایز کوشش نہ فرمائیں -

صباح ' اقدام ' و دیگر ترکی اخبارات کے علاوہ ہمارے پاس حیدر پاشا حسنہ خانہ کی زبردست شہادتیں موجود ہیں ' جن کے ہوتے ہوے اس قسم کی حرکتیں محض عبث ہیں - والسلام

انشاء اللہ آیندہ ہفتے پوری کیفیت سے مطلع کرونگا -

بندہ حسن عابد جعفری
انچارج سکریٹری اول ہندوستانی طبی وفد } قسطنطنیہ

الہلال

تعجب ہے کہ اسلام کا یورپ سے آخری وفد حیات حرب کے سیلاب میں بہتا ہوا واپس آرہا ہے ' اور آپ لوگوں کو صرف اسے "پہلے وفد" ہونے ہی کی پڑی ہے ؟ آپ انگلستان سے گئے ' اور لوگ ہندوستان سے ' مگر سب کا مقصد خدمت مجروحین اسلام ' و ادائے فرض دینی و اخلاقی تھا ' پھر آپ تمام لوگوں کی نظر صرف اپنے فرض ہی پر رہنی چاہیے ' نہ کہ ایک دوسرے کی مخالفت ' اور "پہلے" اور "اخیر" ہونے پر - میں راے و رسم کے ساتھہ اخبار ارسالیات طبیہ سے وہ سب کچھہ دیکھہ رہا ہوں ' جو ہماری اخلاقی تدبیحتی ہمکو دکھا رہی ہے - ہر شخص چاہتا ہے کہ ارسال وفد کی شہرت کو اپنے چنگل سے نکلنے نہ دے - پھر اس راہ میں جن جن حائز و ناجائز طریقوں سے کام لیا جاسکتا ہے ' اس سے دریغ نہیں - جب کسی قوم کے نرے دن آتے ہیں ' تو اسکے اچھے کاموں میں بھی برائی پیدا ہو جاتی ہے -

مجلس خدام کعبہ

— * —

از مسٹر مشیر حسین قدوائی - بیرسٹر ات لا - لکھنو

* * *

یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواههم و اللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

— * —

کفار چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ کی پھونک سے بجھادیں لیکن اللہ اپنے نور کو کمال تک پہونچادیگا ' چاہے کافر خلاف ہوں -

— * —

یہ اسکیم "مجلس خدام کعبہ" کی ہے جو میرے دوست مسٹر قدوائی نے مرتب کرکے عالبا ربط ضروری میں بھیجدی تھی ' اور اسکو الہلال کے علاوہ ضرور ایک رسالے کے شائع کرنے کا بھی ارادہ تھا ' مگر میں نے اسکو کاغذات میں رکھدیا اور آجتک شائع نہیں کیا -

اس تحریر کی ضرورت اور اہمیت سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہوسکتا - یعنیاً کام کرنے کی آخری ساعات سے ہم گذر رہے ہیں ' اور یہ موسم حالی گیا تو پھر نا کامی و نامرادی کے سوا کچھہ نہیں - لیکن اس قسم کے اہم کاموں کیلیے معدم امر یہ ہے کہ اسکے تمام پہلوؤں پر تمال تدبر و تفکر کے ساتھہ غور کولیا جاے ' اور طبیعت کے پورے اطمینان ' اور عزم کے انتہائی رسوخ کے بعد قدم اٹھایا جاے -

جو قدم اسطرح اٹھتے ہیں ' انکے لیے پھر نہ تو ٹھوکر ہوتی ہے ' اور نہ رجعت -

یہ ' اور اسکے علاوہ اور متعدد پیرایۂ عمل سامنے تھے ' مگر میں کسی اور ہی فکر میں تھا - بہر حال اب چونکہ بیٹھنا نہیں بلکہ کسی نہ کسی طرف چلنا ہی ہے ' اسلیے اپنے افکار کے اعلان پر آمادہ ہوگیا ہوں - اور ساتھہ ہی مسٹر قدوائی کے الفاظ میں اس اسکیم کو بھی شائع کردیتا ہوں - تاکہ لوگوں کو غور و فکر اور مشورے کا موقعہ ملے - مسٹر

[بقیہ مضمون پہلے کالم کا]

ہم تمام مسلمانان ہند آپکے اور دیر آپکے ہمراہیوں کے شکر گذار اور سچے دل سے معترف ہیں کہ آپ لوگ انگلستان میں رہکر اس خدمت ملی کیلیے مضطرب ہوے ' اور یعنیاً سب سے پہلے قسطنطنیہ جاکر اپنے برادران دینی کی خدمت گذاری شروع کی - لیکن خدا کیلیے اپنا وقت ان بحثوں میں صرف نہ کیجیے اور جو لوگ اپنے تئیں "پہلا وفد" کہنے کی اس مسلمانوں کی "اخری ساعات" میں بھی نا گوار ضرور دیکھتے ہیں ' انکو اس دولت عظمی سے مستفیض ہونے دیجیے - ان اعزازات سے کوئی دینی و دنیاوی نفع حاصل نہ ہوگا - اخکل ہندوستان کے طبی وفدوں نے بھی مسلمانوں کی رسوائی کا ایک نیا سامان پیدا کردیا ہے - لڑتے ہیں ' جھگڑتے ہیں ' ایک ایک وفد کے تین تین مالک و دعویدار پیدا ہوے ہیں ایک دوسرے کو بدنام کرتے ہیں - یہیں کیجیے کہ قومی تدبحتی نے یہی معلے ہیں - ولعد احدناهم ما لعذاب ' فماسکانوا لربهم وما یتضرعون !!

مرصرف نے اس اسکیم کی تمہید کو نہایت شرح و بسط سے لکھا تھا ' لیکن میں نے بحیثیت اختصار ' تمہید اور بیان ضرورت کے بعض حصے نکالدیے - زیادہ تر اس خیال سے کہ اب ضرورت تو سب کے سامنے پوری وضاحت سے آگئی ہے - اصلی شے تجویز ہے - (ایڈیٹر)

کچھہ شبہ نہیں کہ اللہ اپنے نور کا خود محافظ ہے - مگر کیا ہم اس نور کی امانت اپنے پاس رکھنا نہیں چاہتے ؟ کیا اس نور کی حفاظت کے لیے اوسے کسی دوسری قوم کو چھینا پڑیگا ؟ کیا امت محمدیہ کی موجودہ نسل اس نور کی امین نہ رہیگی ؟

دو سال سے ہماری شدید آزمائش ہو رہی ہے - کتنے مسلمان طرابلس میں شہید ہوئے ؟ کتنے بلقان میں فدا ہوے ؟ ظالموں نے ہمارے بھائیوں کے خون بہانے ہی پر اکتفا نہیں کیا ' بلکہ معبوضہ مقامات کے اسلامی متبرک جگہوں تک کو بے حرمت کیا - اونکو اصطبل بنایا ' اور اوسے گرجے کا کام لیا ! -

اب یہی بلقان کی متحدہ قوتیں اور اونکے ساتھہ تمام عیسائی دنیا اس بات پر متحد ہیں کہ ایدریانوپل کا مقام جہاں خلفاء کی قبریں اور مسجدیں ہیں ' مسلمان دنیا کے ہاتھہ سے نکال لیں -

ہم مسلمانوں پر رعب بٹھانے کے لیے بلغاریا قسطنطنیہ پر ' جہاں مسجد صوفیا اور مزار مقدسہ ہیں ' قبضہ کرنا چاہتی تھی -

مشہد مقدس کا جو حال ہوا ' وہ کسی پر پوشیدہ نہیں - جب بیسویں صدی میں بھی عیسائیت اور تہذیب مادی کا یہ رویہ ہے تو اس بات کی اسوقت کیا ضمانت ہے کہ خدا نخواستہ کعبہ اور مدینہ کا بھی یہی حال نہ ہوگا ؟ ہم لوگوں کو کافی صدق اسدات کا ملگیا ہے کہ ہم کسی دوسری قوت یا مذہب پر کوئی بھروسہ نہ کریں - اپنے مقدس مقامات کی حفاظت اور خدمت کی فکر ہم ہی کو کرنا ہوگا -

بھائیو ! عیسائی دنیا کی کیا فکر ' تمکو اب اپنے کسی ایک قوم یا فرقہ پر بھی اپنے مقدس مقامات کو نہ چھوڑنا چاہیے - ترک ہوں - کرد ایرانی - نہ بیچارے ہندی یا مصری کثیر التعداد مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے - کوئی ایک دو دس کروڑ سے مقابلہ نہیں کر سکتی - مادی مذہب کے پیرو دو ہی کو حق سمجھتے ہیں - ترک حاجیوں پر حملے دے رہے ہیں - انکی بیٹیاں بیوا ہو رہی ہیں - اونکے بچے یتیم ہیں - اونکے گھر اجڑ رہے ہیں اور انکی زراعتیں پامال ہو رہی ہیں - پھر بھی وہ اکیلے کیا کر سکتے ہیں ؟ سلطان کو لیجیے اپنے اجداد کے مزارات ہی کو دشمنوں کے دست تصرف سے بچانا دشوار ہو گیا ہے - تمام عیسائی قوتوں کا دباؤ اونکے خلاف ہے - پھر اسکا کیسے اطمینان ہے کہ جب حاجہ کعبہ ' مدینہ طیبہ ' بیت المقدس ' اور کربلاے معلی کی طرف دشمنوں کا اجتماع ہو جائیگا ' تو وہ اونکی حفاظت کر سکینگے ؟

یہ بھی تو معلوم ہو کہ اسلام کے مقدس مقامات کی عزت اور حفاظت کا فرض اکیلے ترکوں ہی کے ذمہ کیوں ہو ؟ ؟

مسلمانوں ! یا تو تم آج سے اپنے کو مسلمان کہنا چھوڑ دو ' اور یا سب کے سب ابھی سے تیار ہو جاؤ کہ تم سب اپنے اسلام کے مقدس مقامات کی خدمت اور حفاظت کروگے ' اوسکے لیے مستقل ذرائع اور تدابیر عمل میں لاؤگے ' اور اسلام کو کسی کی نگاہوں میں ذلیل ہونے نہ دوگے -

باوجود مسلمانوں کے اسوقت کے جوش و خروش کے ' طرابلس ' سلونیکا و رودہ کی مسجدیں کے جو ہاتھ سے نہ بچ سکیں - اور آج ایدریانوپل کی مسجدوں اور مزاروں کو بھی غیر اسلامی ہاتھوں میں دیدینے کے کتنے شدید زور ڈالا جا رہا ہے -

پس اگر ہمکو واقعی اپنے مقدس مقامات عزیز ہیں - اگر ہمکو واقعی اپنے مذہب سے محبت ہے - اگر ہم حرم محترم کو گولہ باری سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں - اگر ہم اپنے ہادی اور دنیا کے اعلے قرین انسان کی قبر کو کفار کے حملے سے بچانا چاہتے ہیں - اگر شہید کربلا کے مزار کا حال امام رضا کے مزار کا سا نہیں ہونے دینا چاہتے - اور اگر ہم بیت المقدس کو بلغیریا یا روس کے پنجوں میں جانے دینا نہیں گوارا کر سکتے ' تو اب ہمکو ضرور مستقل صورت تمام مقدس مقامات کی حفاظت اور خدمت کی نکالنا چاہیے -

ہم سب پر فرض ہے کہ ہم اسکا انتظام کریں کہ ہمارے مقدس مقامات کی حالت درست رہے - وہاں مسلمانوں کے جانے آنے میں آرام اور آسانی ہو - وہاں حفظان صحت وغیرہ کا انتظام معقول ہو - اون سے اسلام کے عظیم الشان اور باسطوت و جمعیت مذہب کی عظمت اور تقدس کا پتہ چلتا رہے - اور کوئی دوسرا مذہب اون مقدس مقامات کی طرف کبھی بھی نگاہ بد سے دیکھنے کی جرأت نہ کر سکے -

(تحریر)

— * —

ابھی اعتراض نو مسد نظر رکھکر یہ تحریر ہے کہ ایک انجمن " حدام کعبہ " کے نام سے قائم ہو - اوسے ملکی معاملات سے تعلق نہ ہوگا - وہ محض اسلامی انجمن ہوگی - اور کوشش اسدات کی کی جاریگی کہ ہر مسلمان اوسمیں شریک ہو ' اور اسلام کے مقدس مقامات کی خدمت پر کمربستہ ہو جاے - یہ انجمن اور مذاہب سے یوں کے واسطہ رہیگی ' لیکن اگر دوسرا کوئی مذہب اوسکی مدد کرے تو وہ بھی حسب امکان اوسکا عیوض کریگی - امن اور آشتی اوسکی پالیسی رہیگی -

ہندوستان کے مسلمانوں سے امید ہے کہ وہ اپنے ملک کی انجمن حدام کعبہ میں پورا حصہ لیں گے - اوسکی ممبری کا چندہ بہت کم مثلاً ایک روپیہ سال رکھا جاوے گا - جو مسلمان اسقدر دے سکتے ہیں ' اوسکے ممبر ہونگے - اور جو نہیں دے سکتے وہ جو کچھہ دے سکیں گے ' دیں گے - یا جس طرح ہو سکیگا خدمت گذاری مقامات محترمہ میں حصہ لیں گے - ہر مسلمان جو میلاد رسول کریم کی تقریب کرتا ہے ' کچھہ حصہ حفاظت مزار مقدس کے لیے نامزد کردیگا - ہر شخص جو عزاداری کرتا ہے ' کچھہ حفاظت کے لیے بھی دیدیا کریگا - ہر خوشی اور ہر غم کے موقع پر جہاں اور مراسم کے انتظام دینے میں اکثر صرف ہوتا ہے ' وہاں اوسمیں سے کوئی رقم خواہ کتنی ہی خفیف کیوں نہو ' حفاظت کعبہ معظمہ کے نام سے نکالدینی چاہا کریگی - اور اس طرح ہر مسلمان کچھہ نہ کچھہ حصہ اپنے مقدس مقامات کی خدمت میں لیگا تو ایک معقول رقم سال نہ سال آتی رہیگی - اس میں سے کچھہ تو مقدس مقامات کے راہ آمد و رفت کی درستگی یا وہاں سرائے اور ہوٹیل وغیرہ بنانے کے کاموں میں صرف ہوگی ' اور اگر اللہ نے وصل کیا اور مسلمانوں نے دل سے محنت کی تو حجاج کے لیے انجمن حدام کعبہ خود اپنے جہاز خرید سکے گی ' جنمیں ہندوستانی کھانے وغیرہ اور نہار و طہارت وغیرہ کا عمدہ انتظام دیا جائیگا -

لیکن اپنے زیادہ حصۂ آمدنی تو انجمن حدام کعبہ ' مقدس مقامات اسلام کی حفاظت کے لیے محفوظ رکھیگی - یہ امر کہ روپیہ کہاں جمع ہوگا اور کسطرح صرف ہوگا ؟ حدنامہ حدام کعبہ اور مجلس انجمن حدام کعبہ کے تصفیہ پر رہیگا -

جو اسکیم اسوقت میرے ذہن میں اس انجمن کی ہے ' وہ حسب ذیل ہے -

اس انجمن کا هندوستان کے کسي شہر میں ایک صدر مقام هوگا - دهلي - لکهنو - کلکته یا کوئي مقام جو بعد کو تجویز هو - صدر انجمن کے دو سکریٹري هونگے - صدر انجمن کي شاخیں هر هر ضلع میں' اور هر هر ضلع کي شاخیں هر هر قصبه اور گاؤں میں' جہاں چار مسلمان بهي هوں' قائم کی جاوینگی - هر هر شاخ کا ایک خادم خدام هوگا - هر شاخ اپنے قواعد و ضوابط میں مختار هوگی ' مگر اسکو کسي امر اي مقصد صدر انجمن سے اختلاف کي اجازت نه هوگي - هر شاخ کو صدر انجمن کے پاس اپنے قواعد اور اپنے اراکین انجمن خادمان کعبه کی فہرست بهیجنا هوگی -

خادم کعبه وہ شخص هوگا ' جو ایک روپیه سال صدر انجمن خواه کسی شاخ کو ادا کرکے اپنا نام لکهادے - چندهٔ سالانه ایک روپیه هر خادم کعبه کے لیے هوگا - لیکن وہ لوگ جو اسقدر بهي نہیں دیسکتے ' اور خدمت کعبه میں دوسري طرح سے حصه لیتے هیں ' یا دوسروں سے مدد دلاتے هیں' وہ بهي کسی خادم خدام کعبه کی سفارش پر انجمن کے ممبر هوسکیں گے - هر خادم کعبه کا فرض هوگا که وہ جسقدر رقم تا جو معاونت انجمن خادم کعبه کے لیے حاصل کرسکتا هے ' اس سے دریغ نه کرے -

صدر انجمن خدام کعبه کی ایک شاهی مجلس هوگی' جسمیں کم سے کم دس مقامی خدام کعبه رکن هونگے ' اور هر هر ضلع سے دو' اور هر شاخ ایک شخص مجلس صدر انجمن کا رکن مقرر هوسکیگا -

مجلس صدر انجمن کو حلقهٔ خدام کعبه کہینگے - کورم حلقه کا کم سے کم تین رائوں کا هوگا - جہانتک ممکن هوگا حلقه خدام کعبه میں خادم خدام کعبه هي داخل هونگے - هر خادم کو خواه وہ صدر کا هو یا ضلع کا ' یا دیہات کا ' یه حلف لینا هوگا که وہ .

اسلام کی خدمت سے کبهی دریغ نه کریگا - انجمن کے کسی راز کو اگر مجلس مقرر کردے ظاهر نه کریگا - کعبه اور مدینه کی حفاظت کے لیے اپنی جان و مال سے حاضر رهیگا اور جو قوم اور جو مذهب که ان مقامات کو مسلمانوں کی حکومت سے نکالنے کا قصد کرے ' یا مسلمانوں کے هاتهه سے نکالنے کی کوشش میں حصه لے' اُس قوم سے اور اُس مذهب سے جو اُس قوم کا مذهب هو' دشمني رکهیگا ' اگر اُس مذهب کي کسي دوسري قوم سے حفاظت حرمین میں عملی مدد نه دي هو -

پانچ هزار روپیه سال تک کا خرچ مقاصد انجمن کے سرانجام دینے کے لیے حلقه خدام کعبه کی منظوري تحریري یا زباني سے هوگا - لیکن پانچ هزار سے زیاده کی رقم جب خرچ کرنا هو' تو تمام خادمان خدام کعبه کي رائیں' خواه وہ شریک حلقه هوں یا نه هوں' لینا ضروری هوگا -

هر اختلافي امر کا تصفیه کثرت راے سے هوا کریگا -

شاخوں کا صرف هونا بہت تهوڑا هونا چاهیے ' خادم مقامي خدام کعبه کے چنده سے نکال سکیگا - لیکن هر خادم کعبه کے معائینه کے لیے اوسکا حساب تیار رهیگا - اور هر ماه اخراجات مقامي کا حساب صدر انجمن کے پاس روانه کیا جایگا -

هر شاخ سے باقی کل رقم جو چندے یا عطیات سے وصول هو' فوراً صدر انجمن خدام کعبه کو بهیجي جاویگي اور رسید دستخطی خدام کعبه کي منگالی جاویگی -

هاں کوئی اور جو چهوٹی بڑي رقم کسی انجمن خدام کعبه کے لیے وصول کرے ' اوسکو اوسکي رسید انجمن دینا لازمي هوگا - رسید نہیں دونوں یا کسي ایک سکریٹري صدر انجمن کے دستخطی هونگی - دستخط نه هو تو مہر کا هونا لازمي هوگا - صدر کے خادمان خدام کعبه اپني متفقه راے سے ایک هزار روپیه سال تک مقاصد انجمن کے سرانجام دینے میں صرف کرسکتے هیں - اس سے زیادہ کے لیے اراکین حلقه کي رائین لینا ضروری هوگا -

بیت المال انجمن خدام کعبه وهاں هوگا ' جہاں مجلس تجویز کرے - لیکن پانچ هزار کی رقم خادمان خدام کعبه اپنی متفقه راے سے صدر مقام کے کسی محفوظ بینک کے کرنٹ اکاونٹ میں رکهنے کے مجاز هونگے - اور جب روپیه نکالنے کی ضرورت هو تو چیک پر دستخط دونوں خادموں کے هونگے -

انجمن صدر اور دیگر عاملوں کا فرض هوگا که وہ وقت ضرورت هر خادم خدام کعبه کی مدد کریں اور اگر وہ یوں انجمن کا کام نه کرسکے تو اوسکے کهانے کپڑے کے لیے مناسب رقم تجویز کردیں - خدام کعبه میں سے جو شخص حج یا زیارت کو جانا چاهے ' اوسکی راهنمائی اعانت اور آرام کے لیے انتظام کردینے کےلیے خادم خدام کعبه ' صدر انجمن کے خادمان کو اطلاع دیگا ' اگر وہ شخص چاهیگا -

اگر مناسب سمجها جاویگا تو صدر انجمن دستور حلقه خدام کعبه کوئی امتیازي پوشاک خادمان خدام کعبه کے لیے مقرر کریگی یا خدام کعبه کے لیے کوئی امتیازي پهول یا دوسری علامت تجویز کردیگی -

اس انجمن سے انشورنس کمپنی کا کام بهی لیا جاسکیگا که جو شخص خود ایک دم سے حج کے مصارف برداشت نہیں کرسکتا اور کوئی خاص رقم جیسے پچاس روپیه سال برادر انجمن کو دیتا هے ' دو تین سال بعد انجمن سے تیسرے درجه کا ٹکٹ آمد و رفت اور ڈهائی سو روپیه تک کی رقم حاصل کرسکیگا -

مرقومه بالا تجویز نہایت کچهه ناقص هوگی اور پبلک کے سامنے اسی غرض سے پیش کی جاتی هے که اخبارات میں یا ذریعه خط و کتابت کے هر مسلمان اسپر غور و فکر کے بعد نکته چیني کرے - تاکه پورے غور اور مشورے کے بعد ایک مکمل اسکیم تجویز هوجاے -

یه بتا دینا ضروری هے که انجمن خدام کعبه کے قائم کرنے یا نه کرنے کا مسئله اب زیر بحث نہیں - سمجها جاچکے که انجمن قائم هوگئي هے -

جو کچهه زیر غور هے وہ یه هے که قواعد و ضوابط کیا هوں اور اسمیں هر مسلمان کو حق هے که وہ اپنی راے دے - مگر جلد - اسلیے که اب زبانی باتوں کا اور زبردلیوشنوں کے پاس کرنے کا وقت نہیں - زبانی جوش و ولولے کی بهی پرواه نہیں کی جاتی' اسلیے که بعض مکار دهوکا دیدیتے هیں که ولوله مصنوعي هے - یا صرف چند شخصوں هي کا پیدا کیا هوا هے -

---

الهـلال کی ایجنسی

—:○*○:—

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله ' گجراتی ' اور مرهٹی هفته وار رسالوں میں الهلال پہلا رساله هے ' جو تاریخ هفته وار هونے کے ' روزانه اخبارات کي طرح کثرت متصل فروخت هوتا هے - گر آپ ایک عمده اور کامیاب تجارت کے متلاشی هیں' تو اپنے شہر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جائیے -

فہرست

زر اعانۂ دولت علیۂ اسلامیہ

(۱۹)

سلسلۂ اشاعت گذشتہ

	پائی	آنہ	روپیہ
خدا بخش بھرہ		۱	
محمد علی حسن		۶	
کریم بخش		۲	
محمد بخش		۴	
محمد حسن		۲	
غلام نبی		۲	
غلام مصطفی		۲	
رحیم بخش		۲	
محمد بخش ولد حسن		۲	
گھاسی		۱	
سلیم خیاط		۴	
جنکا شاہ			۱
عبداللہ		۲	
محمد بخش		۴	
علی بخش		۱	
قدھس		۲	
غدر بخش		۴	
رمضان		۴	
غ ر		۱	
عظام اللہ رحمن گر	۳	۳	
محمد شفیع		۴	
صابنجی لدھو		۴	
لدھو جھوجھہ		۴	
جیدو قصاب			۱
مدو ولد نالے قصاب			۱
بشیر ولد نالے			۲
مولی بخش ولد نالے			۲
موکھ قصاب		۶	
سوڈا گھوسی		۴	
مرزی گھوسی		۴	
غلام اللہ مستری		۴	
امام بخش رمزیا		۸	
رحمت اللہ قصاب		۱۲	
خدا بخش ولد نبی بخش			۲
کریم بخش قصاب		۸	
مدو قصاب		۴	
موکھا قصاب		۸	
عبد اللہ لدھو		۴	
نوری		۲	
عظام اللہ قصاب		۸	
سعدی قصاب		۲	
نوار قصاب عمری والا		۸	
عیدی قصاب		۲	
گھسی مستری		۱	
ایوب صاحبان صاحب ٹھیکیدار بدم			۲
جناب رحیم داد خان صاحب نیمچ			۵
جناب مولوی محمد الدین احمد صاحب سکریٹری دارالمعلومات سرحد صوبہ			۱۵

	پائی	آنہ	روپیہ
بذریعہ جناب محمد سعد اللہ صاحب کرنٹور - بھنور			۱۱۰۰
جناب فیروز بیگ وجناب صدیق مرزا بیگ صاحب تعلقہ داران اورنگ آباد ضلع سیتا پور			۷۰۰
بذریعہ جناب ولایت حسین و مقبر محمد صاحب از جلسہ نمائشی پور منعقدہ ۳۰ مارچ - بعد		۱۲	۱۴۰

اور حسب دیل اشیا نقارسی چادر ایک - عمامہ ایک - ٹوپی ۳ عدد - قالب تانبے کا ایک - پیجامہ گلبدن ایک - اچکن ساٹن ایک - چادری روپہ ایک بٹن قمیص کا ایک - دوپٹہ ایک -

---

جناب محمد جناب بخش صاحب نادو نارار			۱
جناب سیٹھ مہر دیش صاحب سوداگر چرم دھارادی - بمبئی			۱۰۰

بذریعہ جناب چودھری نثار علی خانصاحب سروائزر سکاٹ ورکس جہلم ۲ ۱۳۳

(بہ تفصیل دیل)

ڈاکٹر فضل کریم صاحب		۱	۳
ڈاکٹر عبد الحمید صاحب			۲
عبداللہ دتا صاحب اورسیر			۱۵
عبدان خدا داد کلرک		۳	۴
عنکو ٹرائور			۱
حسن محمد فائر مین			۱
امام دین ٹرائور			۵
فاخ علی فائر مین			۲
اللہ دتن			۱
نورا خلاصی			۱۲
نہاؤلا		۸	
امام علی		۶	
شادی ٹرائور			۵
مستری فتح علی			۲
حسن دین سنک و مزدوران			
مورا رسم دنگ کمپوڈر			۱
محمد ملازم ہسپتال		۸	
عبداللہ محمد دین نقشہ نویس			۲
شیخ قمر الدین ٹھیکدار			۵
مزدوران معرفت نائو سردار محمد سب اورسیر			۷۲
وزیر محمد فائر مین		۸	
عبدس مدی ارتر		۹	۱

جناب مولوی محمد یعقوب صاحب			۱۰
جناب رضی احمد صاحب سب انسپکٹر پولیس شاہجہانپور			۳۰
بذریعہ جناب ڈاکٹر علی گوجرانوالہ		۹	۴۹
مسمات عصمت النسا مرحومہ بدست لطافت حسین صاحب			۵
معین الدین احمد صاحب قدوائی جہان آباد			
ایک بزرگ جنکا نام معلوم نہیں بذریعہ اسٹامپ			۴
گنیش پرشاد - ڈلی گنج کلکتہ - کائے قسمتی			۱۵
عبدالکریم صاحب بی اے - کوہیما - اسام			۷۵۰

	روپیه	آنه	پائی
بذریعه جناب عبد الحی خانصاحب رائچور دکن	۱۵	۱۰	-
ازجناب عبدالرزاق صاحب	۴	۴	-
از جناب سید ظفر حسن صاحب محدار	۴	۴	-
ایضاً بذریعه کمال قرباني	۲	۱۲	-
ازچنده بندگان معرفت جناب سید صاحب	۴	۴	-
طلباے دیکر هوسٹل کلکته	۲۲	۳	-
درکان قصبه کوڈانه ضلع سدرتهه بذریعه قاضی جمیز الدین صاحب	۳۵	-	-
سردار صدر مقما خانصاحب لکنی جهیت پیٹ	۴۵	-	-
بذریعه جناب محمد عبد العزیز صاحب فتح پور -			
فهاگاپور	۷۵۰	-	-
(به تفصیل ذیل)			
جناب محمد عبد العزیز صاحب	۱۵۴	-	۶
افضله محمد شهاب الدین صاحب	۱۰	-	-
محمد عبد المجید صاحب	۱۰	-	-
عویب ساهو	۱۰	-	-
بساکهي ساهو	۱۶	۴	-
شیخ عبدالرحمن	۱۰	-	-
بحشو	۱۰	-	-
والده عمر علي	۱۰	-	-
محمد حسن	۵	-	-
حگو	۲	-	-
کرامت	۵	-	-
بلا ساهو	۱	-	-
رحمان	۱	-	-
پونا ساهو	۱	-	-
انواری ساهو	۱	-	-
حسن	۱	-	-
اصل	۱	-	-
اشرف علی	۷	-	-
عبدالکریم	۵	-	-
ابو سعید	۲	-	-
کپوري	۸	-	-
حامو	۸	-	-
متفرقات از بدونا	۷	۷	۱
اهلیه حامد حسن صاحب مرحوم	۱۱	۴	-
قیمت زیورات جو شریف مسلمان مرقدن کے وقعات سے پایه مقابر هوکر دیدیا	۴۷۵		

بذریعه جناب سید شاه محمد الناس صاحب پریسدنسی

هلال احمر ضلع گنا	۱۲۵	-	-
(به تفصیل ذیل)			
فروخت چاول متفرق	۳۴	۱۴	۶
شیخ لیاقت حسین صاحب محدار	۲۰	۱۲	-
اهلیه جناب موصوف	۶	۵	-
شیخ محمد ناصر	۲	-	-
میر محمد حسین	۲	۸	-
شیخ حسینی	-	۸	-
شیخ چمن پٹوه	۲	-	-
مولوي عبدالحمد ماسٹر	۱	-	-
شیخ محمد رضا	-	۴	-
شیخ اطهر حسین درگاه	۲	-	-
شیخ اصغر حسین درگاه	-	۸	-
عبدل خانساماں	۳	-	-
شیخ اکبر حسن	۱	-	-
شیخ واحد علی معلا کهار	۱	-	-
عبد العلي ڈریسر	۲	-	-
شیخ حسب حراج	-	۸	-

	روپیه	آنه	پائی
حافظ عبدالغني	-	۴	-
شیخ کریم بخش ماهر	-	-	۱
شیخ شنرانی مرزا پور	-	۴	-
عبد رحمن	-	۲	-
حیوان علي معلاکهار	-	۴	-
واحد میان معلا کها	-	۴	-
قربان مدان	-	۴	-
حافظ احمد علیخان	-	۸	-
الهي بخش	۳	-	-
نواقی خانساماں	-	۴	-
شیخ امیر علی	-	-	۳
کرامت مرزا پور	-	۲	-
قصاب وغیره	-	۶	-
الف حسن امام گنج	-	۸	-
مصاحب علی عرف موسن	-	-	۱
والده الهی بخش خار	-	۳	۱
امیر مدان	-	۸	-
بلند مدن	-	۴	-
رسول بخش	-	۴	-
شیخ نتهو صاحب	-	۴	-
بمبئی مدن		۱	-
مولوی علاء رسول صاحب	-	۲	-
ملک عبدل	-	۴	-
منشی ظهور الحق صاحب محدار	-	-	۱
از گوبند پور معرفت وصل کریم روح	۳	۱	۲
عبد الرحیم عرف دهنی	-	۱	-
شیخ مراد علی		۱	-
همشیره جیوان علی	-	۵	-
عمهٔ جیوان علی	۶	-	-
شیخ مراد	-	۱	-
ملک نواقی کوئر	-	۲	-
واهو مدان	-	۲	-
پیر بخش خان مدهوبن دارد	-	-	۳
شیخ الف حسن	-	۸	-
عبد العلی حاجا	-	۸	-
شرانی حاجا	-	۴	-
جعفر سردار صاحب	-	-	۴
رفاص علیخان	-	۱	-
شیخ خیرات احمد صاحب	-	-	۴
پلنو مدان پهولدیهه	-	۸	-
محمد علی مدان	-	۲	-
ناصر علیخان	۶	۱	-
والده نشارت خلیفه	-	۸	-
حمرانی قصاب	۹	۱	-
نا معلوم	-	۸	-
از موضع پچمها معرفت شیخ لیاقت حسین صاحب محدار	-	-	۵
منشی نواقی صاحب محدار	-	۱۰	۲
وزیر الدین کنسٹبل	-	-	۱
ملک عبدالغفور کوسی	-	۲	-
اهلیه ناظر مرحوم	-	-	۱
نقد قیمت چوبه شیخ لیاقت حسین صاحب	-	۴	-
شیخ محمد حسن سردار	-	-	۲
ناظر علی رحیم پور	-	-	۱
شیخ اسلام علی زرح	-	۴	-
شیخ رمضان علی	-	۲	-
معرفت گوبند داس دائی	۶	۵	۱
سیدین عزیز الدین بهاري	-	-	۱
سید وحید الدین صاحب	-	-	۱

PRINTED & Published by A. K AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

مسلم راسکوپ لیوروایچ ۱۹ سائز

مضبوط ' سچا وقت ' برابر چلنے والی ' صرف محصول دو روپیہ آٹھ آنہ

ایم - اے - شکور اینڈ کو نمبر ۱ - ۵ ویلسلی اسٹریٹ ڈاکخانہ دھرمتلہ کلکتہ -

M. A. Shakur & Co., 5/1, Wellesley Street, P. O. Dharamtollah, Calcutta.

مقوی باہ کی گولیاں

ڈاکٹر برمن کی تیار کردہ قوت کی گولیاں چھ عدد امتحاناً نمونہ کیواسطے بلا قیمت دیجاتی ہیں - استعمال کے اول ہی روز اپنا فائدہ دکھلاتی ہیں - ضرور امتحان کیجئے - اگر آپ امتحان کرنا چاہیں تو الہلال کے حوالہ سے آج لکھئے واپسی ڈاک سے آپکو نمونہ ملیگا - یہ گولیاں ۳۰ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہو رہی ہیں طاقت دینے والی مشہور دوائیں فاسفورس - اسٹکنا - ٹمیانا ملاکر یہ بنی ہیں - ریزہ - رگ اور خون کو طاقت دینی والی ہیں - مریض کو اول ہی روز سے فائدہ معلوم ہوتا ہے - چہرہ پر رونق اور ضعف کی حالت کو دور کرتی ہیں - دوبارہ طاقت لاتی ہیں - قیمت ۳۰ گولیونکی شیشی ایک روپیہ محصول پانچ آنہ -

یہ موقع ہاتھ سے نہ دینا چاہئے قوت کی گولیوں کا نمونہ جلد منگواکر ارمائش کیجئے ایک خوراک میں فائدہ معلوم ہوگا -

قوت ہماری کافوری جنتری جسمیں پوری فہرست ادویات اور سازوسامان درج ہیں بلا قیمت و موجودہ درخواست آنے سے روانہ ہوتی ہیں

ڈاکٹر ایس کے برمن - نمبر ۶ سترتارا چندوت اسٹریٹ کلکتہ

المكتبة العلمية الاسلامية في علي گڈه

— * —

اس کتب خانہ میں مختلف علوم و فنون کی کتابیں مطبوعہ مصر ' شام ' بیروت اور قسطنطنیہ ذخیرۂ فروخت کے لیے موجود رہتی ہیں اور نہایت مناسب و معتدل قیمت پر خاکسار کی خدمت میں روانہ کی جاتی ہیں — حاصکر مکتبۃ المعارف کی کتابیں ' حضرت الاستاذ الامام شیخ محمد عبدہ اور حضرت السید الامام سید رشید رضا کی تمام تصنیفات اس کتب خانے میں ہر وقت مہیا رہتی ہیں - فرمائشوں کی تعمیل مستعدی کے ساتھ کی جاتی ہے - کتب خانہ کی جدید فہرست تیار ہو گئی ہے جو آدہ آنے کے ٹکٹ وصول ہونے پر مفت روانہ کی جاتی ہے *

رسالہ المنار (جو تمام دنیائے اسلام میں بہترین عربی رسالہ تسلیم کیا گیا ہے) اس کی گذشتہ ۱۵ سال کی ۱۵ جلدیں مکمل مع فہرست مضامین موجود ہیں - قیمت عام طور پر فی جلد ۱۵ روپے ہیں مگر دوسری جلد کی قیمت پچاس روپے اور تیسری جلد کی قیمت پچیس روپے ہیں *

یہ کتاب خانہ رسالہ المنار کا کل ممالک ہندوستان میں سول ایجنٹ ہے ' اور جن اصحاب کو اس رسالہ کی خریداری منظور ہو چندہ سالانہ مبلغ ۱۵ روپے ہمارے پاس روانہ فرمائیں ' روپیہ وصول ہونے پر رسالہ براہ راست ان کی خدمت میں جاری کرا دیا جائیگا *

المشتہر

منیجر المکتبۃ العلمیۃ الاسلامیۃ ' مدرسۃ العلوم ' علي گڈه

حمیدیہ ہوٹل

—o*o—

نمبر ۱۳۱ لوئر چیت پور روڈ - کلکتہ

ہمارے ہوٹل میں ہر قسم کی اشیاء خوردنی و نوشیدنی ہر وقت طیار ملتی ہیں یہ اسنے ساتھہ مسافروں کے قیام کیلیے بہت تکلف اور کم خرچ کا بھی انتظام کیا گیا ہے جو نہایت موزوں خوشنما اور بر لب راہ واقع ہیں جن صاحبوں کو کچھہ دریافت کرنا ہو بذریعہ خط و کتابت ملیحدہ ہوٹل سے دریافت کر سکتے ہیں - جنگ ترکی و اٹلی اور جنگ بلقان کی جملہ تصویریں ہماری ہوٹل میں مرحمت کے لیے موجود ہیں مع تصویر شیخ سنوسی وغیرہ -

المشتہر شیخ عبد الکریم مالک حمیدیہ ہوٹل

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

ابوالکلام احمد الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۷۷ | کلکتہ: چہار شنبہ ۲۲ جمادی الاولی ۱۳۳۱ ہجری | ۲ ½

Calcutta Wednesday, April 30, 1918.

قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

اطلاع

(۱) اگر کسي صاحب کے پاس ولي پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کو فی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لي جائیگي -

(۲) اگر کسي صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کي تبدیلي کي ضرورت ہو تو مقامي ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں، اور اگر نہیں یا نہیں ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہیں یا پانچ آنے کے ہي - یہي کي اجازت -

(۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداري نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) منی آڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام، پورا پتہ، رقم، اور نمبر خریداري (اگر کوئي ہو) ضرور درج کریں -

نوٹ — مندرجہ بالا شرائط کي عدم تعمیلي کي حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئي پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے ذمہ دار نہ ہوگا -

(منیجر)

شرح اجرت اشتہارات

— * —

میعاد اشتہار	في صفحہ	في کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ في سطح انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۳۵ "	۶ آنہ " " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۳ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیے کوئي اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات دو جگہہ دیجائیگي -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدي زائد ہوگي -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھي طیار ہوتے ہیں جسکي قیمت ۸ آنہ في مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکي فرمایش کے مطابق آپکو جگہہ دیں، البتہ حتي الامکان کوشش کي جائے گي -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں، چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں، اور سہ ماہي کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرني ہوگي اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگي ہمیشہ لي جائیگي اور وہ کسي حالت میں پھر واپس نہوگي -

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسي اشتہار کي اشاعت روک دے، اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اس چیز کا جو جزو کے اقسام میں داخل ہو، تمام منشي مخدرات کا، نقش امراض کي دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکي اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالي نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو، کسي حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

نوٹ — کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کي زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسی قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام آزاد

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلگراف
« الهلال »

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

7-1 McLeod street.

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4 - 12.

نمبر ۱۷ — کلکتہ: چہار شنبہ ۲۲ جمادی الاولی ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta Wednesday, April 30, 1913.

فہرس

شذرات
درس العلما مولانا شبلي نعماني
مقالۂ افتتاحیہ
صفحہ من تاریخ العرب (معاصرۂ قرطاجنہ)
مذاکرۂ علمیہ
قطب جنوبي (۳)
باب المراسلة و المناظرة
سیرۃ نبوي
خلیفہ مامون الرشید اور الزام قتل امام رضا (ع) ۱۰
درس العلما مولانا شبلي نعماني اور مسئلہ الدور ۱۱
مقالات
ڈاکٹر لي باں اور موجودہ ہندوستان
ادبیات
عروس نیلا ۱۵
تارہ وارہات حضرت اکبر ۱۶
غزل
مراسلات
کہلي چٹھي ۱۶
انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ ۱۷
جلسہ سالانہ اہل حدیث کانفرنس
عالم اسلامي ۱۸
جامعہ اسلامیہ
دعوت الہلال کي اشاعت ۱۹
فہرست زراعانۂ دولۂ علیہ

تصاویر

جنیا کا میدان عسکر (یورپین ترکي کا آخري نظارہ ۱) (لرح)
مشہور مورخ اسرائیلي یوسفوس ۶
قائد قرطجنہ (ہنے بال) ۷

اظلاع

دفتر الہلال کے ذریعہ پریس کا تمام سامان اور لیتھو اور ٹائپ کي مشینیں ' بنگي اور سکینڈ ہنڈ ملسکتي ہیں -

ہر چیز دفتر اپني ذمہ داري پر دیگا -

سردست دو مشینیں فروخت کیلیے موجود ہیں :-

(۱) ٹائپ کي ڈبل کراؤن سائز ' پیڈل کي مشین ' جو بہترین اور قدیمي کارخانہ کے - اس مشین پر صرف دو ڈھائي سال تک معمولي کام ہوا ہے - اسکے تمام کیل پرزے درست اور بہتر سے بہتر کام کیلیے مستعد ہیں -

ابتدا سے الہلال اسي مشین پر چھپتا ہے - دو ہارس پاور کے موٹر میں سولہ سو في گھنٹہ کے حساب سے چھاپ سکتي ہے -

چونکہ ہم اسکي جگہ بڑے سائز کي مشینیں لے چکے ہیں اسلیے الگ کردینا چاہتے ہیں -

(۲) ٹیڈل مشین ' جو پانوں سے بھي چلائي جاسکتي ہے ڈیمائي فولیو سائز کي - اس پر ہاف ٹون تصاویر کے علاوہ ہر قسم کا کام جلد اور بہتر ہوسکتا ہے -

قیمت بذریعہ خط و کتابت طے ہوسکتي ہے - جو صاحب لینا چاہیں ' وہ مطمئن رہیں کہ ہم اپني ذاتي ضمانت پر انہیں مشین دینگے ' اور اپنے اخلاقي وقار کو لین دین کے معاملات میں ضائع کرنا نہیں چاہتے -

منیجر الہلال پریس

شذرات

شمس العلما مولانا شبلي نعماني

اور

مسئلهٔ "الحسبة"

اس عرصے میں اس معاملے کی نسبت جو حالات معلوم هوے وہ مع اُس راے کے جو بحالت موجودہ و باستعانت کوائف معلومہ قائم کي جاسکتي هے ' حسب ذیل هیں -

رمیندار میں مولانا نے ایک مختصر چٹھي شائع کي هے جسمیں آیندہ تفصیلي جواب کا وعدہ هے ' اور اصلی واقعہ کي نسبت چند مختصر دعوات -

علی گڈہ سے ایک موثق اور معتمد قلم سے نکلي هوئي ایک تحریر پہنچي هے ' جسمیں بعض حالات تفصیل کے ساتھہ بیان کیے هیں ' مگر ساتھہ هي یہ عجیب شرط بھي لگا دي هے کہ ابھي تیں چار هفتے تک راقم خط کا نام ظاهر نہ کیا جاے ! بہر حال اصل مقصود حالات هیں نہ کہ تشخص و تعین نسبتہ -

اصل یہ هے کہ اس معاملے کی نسبت ایک اخیري راے بہت جلد قائم هو جاتي ' اگر خود مولانا شبلی نعماني یہ تفصیل حالات شائع کر دیتے تاکہ قوم آخري راے قائم کر لے مگر افسوس هے کہ ابتک انھوں نے کوئی تفصیلی تحریر شائع نہیں کي ' اسلیے اسکے سوا چارہ نہیں کہ جو حالات اس وقت تک موافق و مخالف شائع هوے هیں ' یا علي گڈہ کی تحریر میں ظاهر کیے گئے هیں ' انھي کو پیش نظر رکھکے ایک راے قائم کر لي جاے -

جو مضامین منشي اعجاز علي اور منشی اسحاق علي نے مسلم گزٹ میں شائع کیے هیں ' اُسے صورت واقعہ یہ معلوم هوتي هے :

(۱) جب الندوہ میں یہ مضمون نکلا تو مولانا شبلی نے فوراً پانچ مقامي ارکان کو (جلسیں دو ندوے کے صیغۂ مال و مراسلات کے سکریٹري تھے) جمع کیا اور مجبور کیا کہ وہ راقم مضمون کو سزا دیں ' نیز هوز آنریبل مخبري کرنے کي دھمکي دیکر اس تجویز کو منظور کرانا چاها کہ خود ایک هفتہ کي معطلي کي سزا دیں اور ڈپٹي کمشنر صاحب کو مداخلت کي دعوت دي جاے -

پس تمام ارکان و معتمدین اس دھمکي سے مرعوب و متزلزل هوکر مجبور هوے کہ تعمیل احکام سے انکار نہ کریں ' اور اس عالم میں کہ " یرضونکم بافواھھم و تابي قلوبھم (۹ : ۹) " انکي تمام پیش کردہ تجویزات کو منظور کرلیا -

(۲) لیکن چونکہ یہ تعمیل احکام حالت تخویف و تقیہ کي تھي اور نیز جلسۂ انتظامیہ پر منحصر ' پس جب انتظامیہ مجلس منعقد هوئي ' تو اس کارروائي کی مخالفت کي گئي - مسٹر مشیر حسین قدوائي نے تجویز پیش کي کہ کارروائي منسوخ کي جاے نیز یہ کہ مولانا شبلي اُس سزا کے لیے جو بہ حیثیت معتمد دار العلوم کاتب مضمون کو دي گئي هے ' کاتب مضمون یعنے مولوي عبدالکریم سے معافي مانگیں - مگر پھر معافي کا ٹکڑہ نکالنے سے یا کسي اور وجہ سے نامنظور هوا ' اور صرف پچھلي کارروائی منسوخ کر دیگئي -

(۳) لیکن اسکے بعد کیا حالات پیش آئے ؟ یہ تاریکي میں هے ' البتہ پھر یکایک کوئی حکم نامہ گورنمنٹ کي طرف سے آیا کہ مولوي عبدالکریم کو بجاے منسوخ کردہ ایک هفتے کی سزا کے ' چھہ ماہ کي معطلی کی سزا دي جاے - چنانچہ ارکان ندوہ نے بالاتفاق یا بالاکثریۃ وہ سزا دیدي -

اب اس بنا پر قابل غور مندرجۂ ذیل امور هوے :

(۱) سب سے پہلا مسئلہ یہ هے کہ کیا واقعي وہ مضمون اسی سلوک کا مستحق تھا ؟

(۲) کیا وہ تمام کارروائی صرف مولانا شبلي هي کی اور آزر لوگوں نے بطور تعمہ کے محض عالم جبر و اکراہ میں ؟ یا یہ ایک متفقہ کارروائی تھي ' جسمیں پانچ آدمیوں نے دانستہ مکر ایک تحویز قرار دي ؟

(۳) اگر پہلي صورت صحیح هے تو ایسي حالت میں مولانا شبلي کي یہ کارروائی کس راے کی مستحق هے ؟

(۴) اور اگر صحیح نہیں هے تو باقی شرکاء کار کے ساتھہ کیا سلوک کرنا چاهیے ؟

(۵) پھر سب سے آخر یہ کہ اگر آزر لوگوں کی شرکت مساوي مدلل هوجاے تو اس سے معاملے کی ذمہ داري تو ضرور بٹ جائیگي ' جواب دهي صرف ایک شخص نے دے نہیں رهتی اور هماري جس راے کا مستحق وہ هوگا ' اسی راے کے مستحق باقي اشخاص بھی هونگے ' لیکن کیا ایسی حالت میں آزر لوگوں کي شرکت ثابت هو جانے سے مولانا شبلی محض نوی الذمہ هوجائیں گے ؟ اور کیا کسي غلط کام کے کرنے میں متعدد اشخاص کی شرکت ' اُس کام کو اچھا کر دیتی هے ؟ کیا ایک جرم صرف اسلیے برا هے کہ ایک هي شخص هے ؟

میں سمجھتا هوں کہ اِن دعوات بحث کے مقرر کرنے میں میں نے پوري احتیاط سے کام لیا هے اور بحث کا کوئي ضروری پہلو باقي نہیں رها

(۱)

سب سے پہلي بحث اصل مضمون کي نسبت هے لیکن میں متاسف هوں کہ باوجود اسکے کہ میں نے مولانا شبلی مولانا عبد الحي ' اور منشي محمد علي معتمد ندوہ کے نام خطوط لکھے هیں کہ مجکو الندوہ کا وہ پرچہ (خواہ کسي قیمت میں هو) زیر پي بھیجدو ' لیکن اب تک کہیں سے نہ تو جواب ملا ' اور نہ وہ پرچہ آیا - جو کچھہ معلوم هے وہ صرف یہ هے کہ مضمون " جہاد " پر تھا ' اور اسی مسئلۂ جہاد پر حسب نصوص قرآنیہ بحث کی گئی تھی - مولانا شبلی نعمانی کے خط مطبوعۂ رمیندار اور مراسلہ علی گڈہ سے معلوم هوتا هے کہ اسمیں کوئي دفعہ (۱۰) کي بحث نہ تھی ' جسمیں یہ لکھا تھا ' یا بطور نتیجۂ بحث کے اُس سے ثابت هوتا تھا کہ " کوئي مسلمان کسی غیر مسلم حکومت کے ماتحت نہیں رهسکتا " لیکن صرف اسقدر اشارہ راے دینے کیلیے کافي نہیں هے ' جب تک کہ پورا مضمون سامنے نہو - بحث کرنے کے طریقے هیں ' اور استدلال کے مختلف اصول هیں - نہیں معلوم اس دفعہ کو کس اصول ' کس خیال ' کس زبان ' کس لب ولہجے ' کس نص قران و حدیث سے مدلل ' اور کس سیاق و سباق کے ساتھہ لکھا گیا هے ؟

اگر مجھسے پوچھیے تو یہ خیال تو بالکل بے معنی اور لغو هے جب تک کہ اسکا مقصد و سیاق و سباق سامنے نہو - کوئی مسلمان غیر مسلم حکومت کے ماتحت نہیں رهسکتا یہ معنی رهتا هے ' جبکہ هزاروں مسلمان رهے هیں ' اور اب بھي کروروں مسلمان ماتحت هیں ' البتہ (خواہ میرے اس جملے کا مطلب کچھہ هی سمجھا جاے

لیکن) میرا یہ اعتقاد ضرور ہے کہ اسلام دینی اور دنیوی عزت بخشنے والی ایک قوہ الہیہ ہے ' اور جو جسم اسکے نشیمن ہوں ' وہ اس کائنات ارضی میں ذلت و پستی کیلیے نہیں بنائے گئے ہیں ' بلکہ صرف عظمت و عزت ' ہیبت و اجلال ' سطوت و جبروت ' اور رفعت و علو مرتبہ کیلیے - پھر خواہ وہ ذلت و پستی حکومتوں کی محکومی اور غلامی کی ہو ' خواہ جہالت و بے علمی کی - خواہ غربت و ملاکت کی ہو ' خواہ رجعت و بد اخلاقی کی - میرا یقین ہے کہ مسلمان دنیا میں یقیناً صرف حاکم بننے کیلیے ہیں ' اور قرآن کریم نے اپنے پیروؤں کیلیے جو الدنیا دنیوی زندگی کا پیش کیا ہے ' وہ محکومی و ما تحتی کا نہیں ' بلکہ حکومت و امیری ہی کا ہے - وہ مسیح کی آسمانی بادشاہت کی سی بادشاہت نہیں ہے ' بلکہ استخلاف فی الارض ' اور وراثت ارض الہی کی نعمت اسی دنیا میں ہے - یہ مدرا دلی اعتقاد ہے - میں اسکے لیے تعلیم اسلامی ' اور نصوص قرانی سے شہادت رکھتا ہوں - خدا نے اس بارۂ خاص میں مجھکو اپنے لطف و کرم سے ایک مخصوص بصیرت عطا فرمائی ہے - اور اسکی دعوت کو میری زندگی کا مقصد ' اور غایہ قصوی قرار دیا ہے - و ما توفیقی الا باللہ -

پس میں نہیں جانتا کہ اس مضمون کا مقصود کیا ہے ؟ مولوی عبد الکریم کی نسبت مجھے ایسے حالات معلوم نہیں جنکی وجہ سے میں انکو ان مباحث کا اہل سمجھوں کہ لکھنے کے طریقے اور بیان کے انداز ہیں - ممکن ہے کہ انہوں نے نہ لکھا ہو ' اور ممکن ہے کہ ایک نے معنی ارادی دیدی ' اور غیرت مقبولی و تشدد ما وراء النہری کا اظہار کیا ہو -

اس بنا پر جب تک نہ دیکھ لوں ' ایک حرف نہیں لکھونگا - البتہ جہاد کی جو حقیقت اللہ تعالے نے مجھپر کھولی ہے ' اور قرآن کریم نے جو روشنی اس بارے میں میرے قلب پر ڈالی ہے ' اسکو آغاز اشاعہ الہلال سے اتنی مرتبہ لکھ چکا ہوں کہ الحمد للہ ' کثرت تکرار و مذاکرہ ' و اظہار حقیقت و دعوت سے اب جہاد کا لفظ لوگوں کی زبانوں پر چڑھگیا ہے ' اور اسکے دلم کو زبان سے نکالتے ہوئے لوگوں کو رجفت و خراس دامنگیر نہیں ہوتی - یا آنکہ نصف صدی سے اس بنیاد شریعت و اصل حقیقۃ اسلامیہ کو بعض اشرار و منافقین نے اسلام کی لغت سے نکالدیا تھا ' اور نہ صرف نئی اصلاح کی عمارتیں ' بلکہ علما کے حجروں اور صوفیوں کی خانقاہوں سے بھی کبھی اسکی صدا نہیں اٹھی تھی - لوگوں نے سمجھ لیا تھا کہ چونکہ جہاد کے معنی محض قتل و خونریزی کے سمجھ لیے گئے ہیں ' اسلیے بہتر ہے کہ سرے سے اس لفظ ہی کو بھلا دیا جاے - چنانچہ میں نے ایک معتبر شخص سے سنا ہے کہ (مسٹر بک) نے ایک عربیہ (علی گڈھ کالج) میں چاہا تھا کہ کتب مذہبیۂ درسیہ سے " جہاد " کا باب بالکل نکالدیا جاے !!

(۲)

البتہ دوسرے سوال پر مبداے حالات مطبوعۂ و معلومہ نظر ڈالی جاسکتی ہے -

پھر کیا ان مضامین میں صورت واقعہ جیسی کچھہ ظاہر کی گئی ہے ' اور جسکے پڑھنے سے ہر شخص کو با دل و ھلہ نظر آتے لگتا ہے کہ یہ سب کچھہ صرف ایک ہی شخص کی کارستانیاں تھیں ' وہ بالکل صحیح ہے ؟

لیکن زمیندار کی چٹھی میں مولانا نے جو واقعہ لکھا ہے ' اس سے ' رسالۂ علی گڈھ سے ' نیز از روے قرائن و درایت ' حالات بالکل مختلف صورت میں سامنے آتے ہیں -

(الف) یعنے یہ کہ ارکان جمعیۂ مجلس اولی جمع ہوے - اسمیں مولانا شبلی معتمد دار العلوم ' منشی احتشام علی معتمد مال ' مولانا سید عبد الحی معتمد مراسلات ' اور مولانا عبد الباری اور مسٹر طہور احمد وکیل ' رکن انتظامی ندوہ تھے

بحث چلی کہ اس مضمون کی اشاعت مقاصد ندوہ کے سخت خلاف ہے اور موجب نزول عتاب حکومت ' پس اب کیا کاروائی اسکی تلافی کیلیے اختیار کی جاے ؟

تمام رکناء خمسۂ مجلس نے (جیساکہ ایسے موقعوں پر ہوتا ہے) غور و مشورہ کیا ' اور باتفاق باہمی " و باتحاد اجماعی ' و بشرکت مساویانہ ' بغیر ہیچ گونہ جبر و اکراہ ' و بغیر تعدی و تعذیب " و بغیر تحریف و ترہیب ' بحالت صحت و تندرستی ' و بحالم سلامتی ہوش و حواس ' و درستی عقل و تمیز ' و بہ سن رشد و بلوغت ' یہ فیصلہ کیا کہ " اس واقعہ کی اطلاع ڈپٹی کمشنر صاحب کو دیدی جاے ' پھر مولوی عبد الکریم کو الندوہ کی ایڈیٹری سے معطل کر دیا جاے ' کیونکہ انکا مضمون ندوہ کے اغراض و مقاصد کے خلاف ہے "

(ب) جب یہ امور بالاتفاق طے پا چکے ' تو مولانا شبلی نے کہا کہ " ان امور کے بعد مولوی عبد الکریم کو مدرسے سے بھی معطل کردینا چاہیے - کیونکہ انکا مضمون مقاصد ندوہ کے خلاف تسلیم کرلیا گیا ہے - وہ ایڈیٹری سے بھی الگ کر دیے گئے ہیں - نیز اس واقعہ کی اطلاع حکام کو بھی دی جائیگی - پس ایسی حالت میں ضرور ہے کہ مجھکو بھی میری ذمہ داری سے سبکدوش کیا جاے - مدرسہ میرے ماتحت ہے اور اندریں صورت مدرسے میں وہ کیونکر رہ سکے جائیں ؟ اور پھر اگر ایسا نہوا تو میں تا انعقاد جلسۂ انتظامیہ دار العلوم کی ذمہ داری سے دست بردار ہوجاونگا ' اور سکی اطلاع گورنمنٹ کو دیدونگا "

بالاخر قرار پایا کہ ایک ہفتے یا دو ہفتے کیلیے (مجھے اس وقت یاد نہیں اور وہ مضامین سامنے نہیں ہیں) مولوی عبد الکریم کو مدرسے سے بھی معطل کردیا جاے -

* * *

اب اس بیان پر درایتاً نظر ڈالیے -

مولانا شبلی کے علاوہ جو لوگ شریک جلسہ تھے ' ان میں دو معتمد اور دو رکن تھے ' لیکن ان میں ایک شخص بھی انکی پارٹی کا یا انکے معاونین میں سے نہ تھا - منشی احتشام علی انکے اشد عدو دشمن ' مولانا عبد الباری سے مخالفت مشہور و واضح ' مولوی سید عبد الحی میں اور ان میں گو کوئی مدعیانہ معالعت نہیں ' تاہم وہ انکے موافق و معاون بھی نہیں - رہے مسٹر طہور احمد ' تو انکا حال بھی مولوی عبد الحی کا سا ہے -

ایسی حالت میں کسی طرح یقین نہیں آسکتا کہ ان تمام صاحبوں نے برخلاف اپنے ضمیر اور اپنے جوش جہاد فی سبیل اللہ ' و ہیجان قتال کفار و مشرکین ' و استقامۃ فی سبیل الحریۃ کے ' محض مولانا شبلی کے کہنے سے ' اور انکی موافقت کے خیال سے ' مقلدانہ و متبعانہ اس فیصلے میں شرکت کرلی ہو - علی الخصوص منشی احتشام علی ' جو بڑے بڑے معرکہ ہاے جدال و قتال مولانا شبلی کی مخالفت میں کرچکے ہیں ' اور مولانا عبد الباری ' جنھوں نے کل کی بات ہے کہ مسئلہ نظامت کے بارے میں خطوط شائع کیے تھے ' اور پھر اس بارے میں اخبارات تک الزام و انکار کا معاملہ پہنچا تھا !!

پس یہ صورت تو کسی واقف حال کے سمجھہ میں آہی نہیں سکتی - البتہ تین صورتیں اور ہیں :

(۱) کہ یہ اشخاص مخالف تھے ' لیکن مولانا شبلی نے بعض ذرائع و وسائل سے انکو اسدرجہ ترایا اور دھمکایا کہ

هر طرف سے مجبور و بے بس هوکر اپنے ایمان اور خدا پرستي سے دست بردار هوگئے ' اور عالم هراس و موعوبیت میں جو کچھه چاها ' انسے منظور کرا لیا - اگر یه صورت هو ' تو اس حالت میں ان لوگوں کا جرم اُس شخص کی مثال سامنے لانے سے کسي قدر هلکا ضرور هو جاتا هے ' جس نے بعالم مجبوري اپني جان کي حفاظت کیلیے جهوٹ بولا هو ' یا قتل کے خوف سے بت پرستي کي هو ' یا سولی کا تخته دیکهکر ایمان و اسلام سے بطور تقیه کے کانوں پر هاتهه دهرا هو -

(۲) یا پهر ایسي صورت تو پیش نهیں آئي ' مگر عادت نفاق و تذبذب بین الاسلام و الکفر کي وجه سے اس مجلس میں اپني موافق راے دیدي ' اسکے بعد دوسري طرح کا عمده موقعه هاتهه لگ گیا تو (اُس وجود کي طرح جسکي قران میں مثال دي گئي هے)-کهدیا که "الي برئي منک ' اني اخاف الله رب العالمین (۵۹ : ۱۶) " اسمیں ایک طرف ازادي و حریت بهي هاتهه آگئي ' دوسري طرف مدتوں کي عدارت کو پهولنے پهلنے کا موقعه بهی ملگیا :

چه خوش بود که بر آید به یک کرشمه دو کار

(۳) اور یا پهر ایک شریف آدمي کي طرح ' جسکی ایک هي زبان هوتي هے ' ان لوگوں کي بهي اصلي راے یهي تهي اور یهي هے - اور اس کارروائي میں وه سب کے سب برابر کے شریک و حصه دار تهے - پس اب اُس کارروائی کا جو نتیجه هو ' اسمیں بهي انهیں اپنا اپنا حصه لینا چاهیے -

عقل و درایة کهتي هے که ان تین صورتوں کے سوا اور کوئي چوتهي صورت نهیں هو سکتي - اب اگر پهلی صورت هے ' اور محض عالم خوف و هراس میں ان بزرگان قوم اور علماے دین نے اس کارروائي میں شرکت کي تهي ' تو مولانا شبلي علانیه اس سے مبرا هیں ' اور معامله غیر حاضر اور غیر شریک لوگوں کے قلم سے منسوب کیا جا رها هے - پهر کیا وجه هے که خود ان لوگوں کي زبانوں پر مهریں لگ گئي هیں ؟ کیوں نهیں منشي احتشام علي اپني مل سے ' مولانا سید عبد الحی اپنے مطب سے ' اور مولانا عبد الباري اپنے حلقهٔ درس سے باهر تشریف لاتے اور اپني مجبوري و بے بسي ' و عالم هراس ' و خوف جان و مال کا افسانهٔ غم انگیز اور داستان گریه آور اپني معتقد اور ارادت کیش قوم کو سنادیتے ؟ مجلس کو ابهي چند صدیاں نهیں گذري هیں اور اُس کے شرکاء کي زبانیں اب تک معلوج نهیں هوئي هیں - یه کیا هے که اسکے متعلق لوگوں کو عالم تذبذب میں رکها جارها هے ؟ کیوں نهیں وهي لوگ اپنے قلم سے چند سطریں لکهکر شائع کردیتے هیں ' اور بتلا دیتے هیں که همارا دامن اس دهبے سے بالکل پاک هے ' تاکه قوم کو ایک انقطاعي راے قائم کرنے کا موقعه ملے ؟

اصل یه هے که ندوه کے اندروني حالات ایک عرصے سے اسکے مقتضي تهے که پبلک میں لاے جائیں - لوگوں کو ابهي اصلیت معلوم نهیں هے لیکن اب ضرور هو هي کر رهیگي - لوگوں کو اس امر پر غور کرنا چاهیے که ایک کارروائي ایک جماعت کے کي - پهر اگر وه نعریں کي مستحق هے ' تو سب اسکے مستوجب هیں ' اور تحسین کي مستحق هے تو سب کے حصے میں آني چاهیے - کیا سبب هے که تمام بار ایک هي شخص کے اوپر ڈالا جا رها هے ' اور اور لوگ اس طرح دامن بچا کر الگ هو رهے هیں ' گویا ان مرفوع القلم بچوں ' اور معصوم قدسیوں کو اس سے کوئي سروکار هي نهیں !!

تین جماعتیں

اور ایک خطرا عظیم

حقیقت حال یه هے که اس واقعه نے مختلف پهلو ' اور مختلف جماعتوں کي دلچسپي حاصل کرلي هے -

ایک جماعت تو اُن لوگوں کي هے جنکو اشخاص سے بحث نهیں ' اصل کارروائي کو قابل اعتراض سمجهتے هیں اور جن لوگوں نے کي هے ' خواه وه کوئي هوں ' انکو قابل مواخذه یقین کرتے هیں - یه جماعت باهر کے عام لوگوں کي هوگي ' اور فی الحقیقت وهي واستباز اور اسلامي ارادی کا اپنے دلوں میں سچا درد رکهنے والي جماعت هے - ایسے لوگوں کي قدر کرني چاهیے ' اور خدا کا شکر بجالانا چاهیے که دو سال کي صداهاے حریت نے ایسے لوگوں کي ایک جماعت مخلصین پیدا کردي اور یه سب سے بڑا احسان الهی هے - آج اسلام کو جتني توقعات هیں ' وه اسي جماعت اور ایسے هي حریت خواهوں سے هیں - فکثر الله سبحانه امثالهم -

دوسري جماعت بندگان اغراض و اهواء کي

دوسري جماعت اُن چند خاص اشرار و مفسدین کی هے ' جن بندگان اغراض نے نه تو آزادي و حریت کا کبهي خواب دیکها هے ' اور نه مسئلهٔ جهاد اور مسائل اسلامیه کي وقعت و شرف کے تحفظ کی انهیں کچهه پروا هے - ساري عمر یا تو فکر جاه و مشعلهٔ غرور و تکبر میں کٹي هے ' یا محض بے حسی و عطالة کے اُس کهوسلے میں ' جهاں نه تو حریت کا کبهي تصور هوتا هے ' اور نه عدم حریت کا - اس دنیا میں انهوں نے قدم هي نهیں رکها -

لیکن ساتهه هي ایک مدت مدید اور عرصهٔ بعید سے مولانا شبلي سے تخالف وتعاند هے ' اور بوجه اپنے کسی خاص معاملے کے ' یا معاملات ندوه کي اندروني سازشوں کے ' یا اپنے عدم فروغ و داغ محرومي شهرت و ناموري کے ' یا عدم تغلب معاملات ندوه و دارالعلوم کے ' یا پهر کسي اور سبب و مقصد سے (اور ارباب اغراض و اهواء کا عالم مقاصد نفسانیه سے کنار هے) همیشه اپني راتوں کي نیند ' اور دن کا کاروبار اس فکر و کاوش میں برباد کرتے آئے هیں که کسي طرح انکو شکست دیں اور قوم کي نظروں میں دلیل و رسوا کریں ' اور اسکے لیے بارها مجاهدات و مقاتلات تک کر چکے هیں ' لیکن همیشه ناکام و حاسر رهے هیں - اب چونکه خود مولانا شبلي کي غلطی اور تعجب انگیز کمزوري سے اس معاملے میں انکي شرکت و سعی وقوع میں آئي ' اور وقت اور موسم کے لحاظ سے پبلک اوپینین کا سهارا بهي معقول مل گیا ' تو ایک مخفي سازش کرکے اس واقعه کو پبلک میں پیش کردیا گیا ' اور چونکه ساتهه هي اُن پر بهي بعضهٔ رسدي اسکا اثر پڑتا تها ' لهذا یه کوشش کي گئي که تمام بار انهي کے سر ڈالکر اور موجوده دور آزادي سے فائده اٹها کر ' انکو قوم کي عدالت میں سزا دلوادو ' اور اسطرح سامنے آ کر لوگ سمجهیں که جو کچهه هوا ' صرف مولانا شبلي هي کي حکام پرستي سے هوا ' اور یه آباء حریت ' اور هدا کاران راه جهاد و قتال ' محض ارادي کی خاطر اور مسئله جهاد کے شرف کیلیے انکي مخالفت کررهے هیں ' اور انکو اس بات کا نهایت درجه غم هے که گورنمنٹ کو معاملات ندوه میں مداخلت کا موقعه کیوں دیا گیا ؟

حالانکه ان لوگوں کا اس بارے میں جو کچهه حال هے ' اسکا اندازه اس سے کیا جا سکتا هے که جب سید رشید رضا لبنانی آے ' تو انکي صدارت سے اختلاف کرتے هوے منجمله اور وجوه کے ایک سبب یه بهي کهاگیا تها " که ایک مصري شخص نے صدر بناے سے گورنمنٹ ناراض هو جائیگي " اور مولوي خلیل الرحمن سهارنپوري

سے بکمال ادعاے سیاسیات ' ایک ماہر فن (اکسپرٹ) کے لہجے میں اسکو " مسئلۂ سیاسی " سے تعبیر کرنے کی عزت حاصل کی تھی -

تیسری جماعت ' اور قوم کے نئے دور حیات کیلیے ایک منتۂ عظیم

لیکن ان دوجماعتوں کے سوا سب سے زیادہ تماشا طلب ایک تیسری جماعت بھی ہے - یہ وہ جماعت ہے ' جس کو مسئلہ جہاد اور عدم مداخلۃ حکام سے صدمہ ہونا ایک طرف ' حکام کی خوشامد و عبادت ' اور انکی نفرت و اکراہ کی وجہ سے لفظ جہاد سے تبری و انکار ' انکی تمام عمر کا اندوختۂ عمل ' اور انکے تمام اعمال و افعال کا مصدر شریعت ہے - یہ وہی ملحدین مارقین ' اور منافقین مفسدین و اعدٓ عدوے کلمۂ اسلام و مسلمین ہیں ' جنھوں نے قوم میں بزدلی اور غلامی کے شجر ملعونہ کا بیج بویا ہے ' اور پھر شیطان لعین نے اسکی پرورش اور پرداخت کا سامان کیا ہے - وہ بیج پھوٹا ' اور اسکی شاخیں شیطان کے معجمی ہاتھوں کے ارتفاع سے بلند ہوئیں - پر جیسا کہ قانون الہی ہے ' عین اس وقت ' جبکہ اسکی بلند اور محکم شاخوں پر شیطان کی ذریات نے اپنے نشیمن بناے تھے ' اور اسکے سائے میں فتنۂ و نفاق کا لشکر دجال آکر پناہ لیتا تھا ' یکایک باد رحمت الہی ' صرصر ہلاکت کی صورت میں نمودار ہوئی ' اور اسکے ایک تند و تیز جھونکے نے اس شجر ملعونۂ خبیثہ کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینک دیا ' یعنی قوۃ الہیہ نے قوا ء شیطانیہ کو شکست دی ' شجرۂ ملعونہ کی جگہ اسلام پرستی و ایمان پروری ' راستبازی و حریت پسندی کی تخم ریزی ہوئی ' اور باران رحمت الہی نے اسکو اپنی ایک آیۃ اعجاز قرار دیکر ' دو سال کے اندر ہی اندر ایک ایسا درخت نامور پیدا کر دیا کہ :

الشجرة طيبة '	اسکی مثال ایک مبارک اور ملکوتی درخت کی
اصلها ثابت و فرعها	سی ہے کہ اسکی جڑ زمین کے اندر مضبوط '
فی السماء توتی	اور اسکی بلند ٹہنیاں آسمان تک پہنچی
اکلها کل حین	ہوئیں ! وہ قوت الہیہ کی نشوٓ فرمائی سے
باذن ربها ' و یضرب	ہر وقت کامیابی کا پھل لاتا رہتا ہے - اور یہ
الله الامثال للناس	درخت کا ذکر در اصل ایک مثال ہے جو اللہ
لعلهم یتذکرون (۱۴:)	بیان کرتا ہے تاکہ لوگ سوچیں اور غور کریں -

پس جب حکمت الہی نے ایسا کیا ' تو شیطان بہت غمگین ہوا - اسکا کار و بار خراب ہوگیا ' اور اسکی نسل کے گھرانے میں ہر گھر ماتم پڑگیا -

یہ انقلابی تبدیلی کچھ ایسے الہی ساز و سامان کے ساتھ ہوئی ' اور توفیق مقدسۂ حضرۃ ایزدی نے کچھ ایسے اسباب جلیلہ اور محرکات عظیمہ اسکے لیے پیدا کر دیے ' کہ انکے مقابلے میں کوئی سعی و کوشش انسانی سود مند نہیں ہو سکتی تھی - وہ جسقدر کوشش نامرادی و ناکامی کے عذاب الیم سے نکلنے کی کرتے تھے ' اتنا ہی اسمیں اور زیادہ گرفتار ہوتے جاتے تھے - گویا اس دنیا ہی میں آنکا حال جہنم کے مجرموں کا سا ہو گیا کہ :

کلما ارادوا ان یخرجوا	جب کبھی دم کے گھٹنے سے گھبرا کر
منها من غم '	آس سے نکلنا چاہیں گے ' تو پھر آسی
اعیدوا فیها و ذوقوا	میں دھکیل دیے جائیں گے ' کہ یہیں
عذاب الحریق !	پڑے پڑے خورش و تپش کے عذاب کا
(۲۲ : ۲۲)	مزہ چکھتے رہو !

ان میں سے اکثروں کی زبانوں پر بھی دلوں کی طرح مہریں لگ گئی تھیں ' اور بہت سے اپنی بد بختی اور انقلاب زمانہ کے غم میں سر برادوے تحیر و ماتم و حسرت تھے ' کہ اتنے میں مولانا شبلی اور ندوہ کے معاملے کو لیکر شیخ بجدی کے ظہور کیا ' اور انکی قسمت نے مرتے دم تک اتنی یاوری کی کہ مولانا کی آنکھوں پر عظمت کا پردہ ڈالدیا ' اور انسے ایک سخت غلطی اس بارے میں ظاہر ہو گئی - چونکہ مولانا سے بھی مسلم لیگ اور مسلمانوں کی غلامانہ سیاست کے قلع قمع میں حصہ لیا تھا ' اور " پرابلم کمپلیکیٹڈ کورٹ " کے عنوان سے تین مضمون لکھکر لیڈروں کے چہل سالہ بلکدۂ سیاست کو توڑا تھا ' اسلیے یہ ایک عجیب و غریب زریں موقعہ انکے ہاتھ آگیا کہ ارادہ خیالی کی نئی تحریک کو نقصان پہنچانے کیلیے ' اور قوم کو پھر اسی طلسم کدۂ استبداد و الحاد سیاسی کی دعوت دینے کیلیے اس معاملے میں ارادہ خیالوں کے وکیل بن جائیں ' اور نہایت زور و شور سے اس معاملے پر قوم کو توجہ دلائیں - پھر آخر میں کہیں کہ دیکھو ! جو لوگ آزادی کے حامی اور غلامی کا الزام دینے والے تھے - جو لوگ حریت کے داعی ' اور حکام پرستی کے مخالف تھے - جو لوگ نکلے تھے کہ تم کو ہماری تعلیم کی ہوئی غلامی سے نکالیں ' اور اپنی دکھائی ہوئی راہ آزادی پر چلائیں ' خود انکا حال ان معاملات میں کیسا ہے ' اور کس طرح وہ خود ہی اس تعلیم پر عامل نہیں ہو سکتے ' جسکی طرف تم کو بلاتے ہیں - پس گمراہی سے بچو ' اور انسے پناہ مانگو کہ وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں محض دھوکا اور فریب ہے - اصلی راستہ وہی ہے ' جس پر ہم نے تم کو برسوں چلایا ' پس آؤ کہ تمہاری آنکھوں پر پٹی باندھکر پھر تم کو کولہو کے بیل کی طرح غلامی و الحاد کے چکر میں ڈالدیں !

من انصاری الی اللہ ؟

— * —

نحن انصار اللہ !!

— * —

الحمد للہ کہ گذشتہ نمبر کی اشاعت میں جو پہلی آواز " من انصاری الی اللہ ؟ " کی بلند کی گئی تھی ' اسکے لیے خدا تعالی نے اپنے بندوں کے دل کھول دیے ' اور اسکے جواب میں " نحن انصار اللہ " کی صداے ہمت افروز و امید نواز ہندوستان کے ہر خطے اور ہر گوشے سے بلند ہونے لگی ہے - آج منگل کی شام تک تقریباً آٹھ سو ناموں سے فہرست کی ابتدا ہو گئی ہے ' فالحمد للہ علی توفیقہ و کرمہ و لطفہ -

آجکی اشاعت کے ساتھ ایک فارم بھی شائع کیا جاتا ہے ' صرف اسکی خانہ پری کرکے بھیجدیجیے - چند دنوں کے اندر ہزارہا مجاہدین خدمت اسلامی کی اللہ نے دکھلا دی ہے ' اس نے میرے اندر ایک حیات تازہ پیدا کر دی ہے ' اور امید ہے کہ دو ہفتے کے اندر اپنی پیش نظر تعداد کو پورا دیکھ لونگا ' اور اس کے بعد دوسری منزل کی طرف بڑھونگا - فالسعی منی ' و الاتمام من اللہ تعالی -

پس ان لوگوں کو نہ تو آزادی کی اتنی پڑی ہے کہ اسکے لیے آسمان کو سر پر اٹھائیں ' نہ مسئلہ جہاد کے شرف کی ' بلکہ جہاد کا لفظ تو انکے لیے ایک عفریت خونخوار ہے ' جسکی ایک جھلک دیکھتے ہی انکو لرزۂ شدید کا بخار چڑھجاتا ہے ' اور اس لفظ کے توحش کی وجہ سے آج جسقدر مشکلیں پیدا ہوتی ہیں ' وہ سب کی سب اسی جماعت کی پیدا کی ہوئی ہیں - البتہ چونکہ ارادی اور صداقت کی نئی تحریک سے اوپر ایک کوہ غم ٹوٹ پڑا تھا ' اور اسکی تڑپ کو روکنے کیلیے راتوں کو بستروں پر عالم اضطراب میں اٹھتے ' اور دن کو فکر تدابیر و تعاویذ سے اپنے دماغوں کو تھکاتے تھے ' اسلیے یہ معاملہ انکے لیے ایک نعمت غیر مترقبہ ہوگیا ' اور اسکو انہوں نے قوم کے ارتجاع و تعفہر کیلیے ایک الۂ کار بنا لیا -

ایسی حالت میں ' میں قوم کو (جو اپنے نئے تصور ارادی میں ابھی بالکل نو آمور اور سادہ لوح ہے) اس خطرۂ عظیم سے باخبر کردینا ضروری سمجھتا ہوں ' جو اسکی راہ میں سنگ گراں بنکر حائل ہو جا سکتا ہے - میں نے (پولیٹیز سنسی دیپر لیشن) کے معاملے میں اوار بلند کی تھی ' مگر لوگوں نے اعماض کیا ' اور پھر بالا خر جب آنکھیں کھلیں تو اصلیت منکشف ہوئی - آج میں پھر از سر نو پا صداء یقین و حقیقت بنکر آواز بلند کرتا ہوں کہ یہ ایک سخت فتنۂ فساد ' اور فریب ضلالت ہے ' جو قوم کو دیا جا رہا ہے ' اور اس سے مقصد صرف یہ ہے ' کہ ایک شخص کو قوم کی نظروں سے گرا کر ' اسکے ذریعہ اصل تحریک پر بھی نظروں سے گرا دیا جائے : اولئک حزب الشیطان ' الا ان حزب الشیطان ھم الخاسرون (۵۹ ۲۰)

قوم کو یاد رکھنا چاہیئے کہ کوئی صداقت اور راستی اسلیے صداقت نہیں ہے کہ زید اسکا داعی ہے ' یا عمرو نے اسکا ساتھ دیا ہے ' بلکہ سچ صرف اسی لیے سچ ہے ' کہ وہ سچ ہے ' اور اگر تمام دنیا اس سے منہ موڑ لے ' جب بھی اسکی صداقت میں بال برابر فرق نہیں آ سکتا -

پس اگر واقعہ کی وہ صورت بالکل تسلیم کر بھی لی جائے ' اور یہ ثابت و متحقق ہو جائے کہ سخت سے سخت الزامی بیان جو اس بارے میں شائع ہوے ہیں ' وہ بھی حرف حرف صحیح ہیں ' جب بھی اس معاملے کا جو کچھ اثر پڑسکتا ہے ' صرف مولانا شبلی پر ' نہ کہ اس صداقت پر ' جسکی انہوں نے صدا بلند کی تھی - میں کہتا ہوں کہ ایک انسانی وجود کی کیا ہستی ہے ؟ اگر کروروں انسانوں سے بھی اس راہ میں لغزش ہوجائے ' تو بھی اسکی صداقت کی عزت پر کوئی بٹہ لگ نہیں سکتا - اے بے خبرو ! راستی کبھی بھی اشخاص کی پابند نہیں رہی ہے ' اور نہ اشخاص کی بحث سے اسکی حقیقت متاثر ہوسکتی ہے ' ولعلم ما قیل :

گر من آلودہ دامنم چہ عجب
ہمہ عالم گواہ عصمت اوست

اگر یہ لوگ واقعی اپنے بیان میں سچے تھے ' اور محض اصول کی خاطر میدان میں آئے تھے ' تو انکو چاہیے تھا کہ اپنی بحث کو صرف اصل معاملہ ' اور مولانا شبلی اور دیگر شرکاء کار تک محدود رہنے ' اور جس سنجیدگی و تشدد سے چاہتے ' اسپر بحث رہے - ایسی حالت میں وہ مستحق تھے کہ انکی عزت کی جاتی ' اور قوم انکی آزاد خیالی اور اصول پسندی کا اعتراف کرکے شکر گذرا ہوتی - لیکن جب ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ اس آخری جماعت نے مولانا شبلی کے واقعہ کو ایک آڑ بنالیا ہے ' اور اسکے پیچھے اپنی قدیمی علامی کی تعلیم کو لیے کھڑی ہے ' تاکہ ذرا بھی اس شور و غوغا سے قوم کی راے اور استقامت میں تزلزل پیدا ہوتے دیکھے تو فوراً اسکا طوق پھر دو سال کے بعد قوم کی گردن میں ڈالدے ' پھر ایسی حالت میں میرے لیے حسن ظن قائم کرنے کا کوئی موقعہ نہیں ' اور قوم کی آزادی و استقامت ' اور قوت تمیز و ادراک کیلیے ایک سخت آزمایش درپیش -

قوم کو چاہیے کہ خدا کیلیے اس فریب سے اپنے آپکو بچاے - نہو کہ جس دلدل سے خدا خدا کرکے اسکے قدم نکلے ہیں ' اس نازک ترین دور مصیبت اسلامی میں (کہ اسلام اپنے ہر فرزند سے استقامت کا طلبگار ہے) پھر اسی دلدل میں گرفتار ہوجاے اور چند اشخاص کی وجہ سے اصل اصول ہی کو ہاتھ سے دیدے !!

میں نے لکھنؤ کی ناردیشن کمیٹی کے اجلاس میں کہا تھا کہ تم نہ جناب راجہ صاحب محمود آباد کو دیکھو ' نہ میجر صاحب کو ' اور نہ کامریڈ اور الہلال کو ' بلکہ صرف اصول اور راستی پر نظر رکھو - اسی پر اعتماد کرو اور اسی کا ساتھ دو - آج میں پھر اسی اوار کو دہراتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اشخاص کی بحث سے متاثر و مرعوب نہو - میں پوچھتا ہوں کہ اگر خود الہلال ' جو دس سال سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی دعوت دے رہا ہے ' اگر استیلاء ہواء نفسانی سے ٹھوکر کھا کر راہ ارتداد اختیار کرلے ' اور صداقت و حریت کی جگہ علامی و باطل پرستی کے طرب بلاے ' تو کیا پھر تم الہلال کے گرنے سے خود بھی گر جاؤ گے ؟ فالحذر ' الحذر ' ایھا المسلمون العاقلون ! ولا تکونوا کالذین تفرقوا من بعد ما جاء ھم البینات ' اولئک ھم الخاسرون !!

مولانا کے اس معاملہ کو جس صورت میں ظاہر کیا گیا ہے ' حالات شہادت دے رہے ہیں کہ وہ اصلیت سے یقیناً مختلف ہے اور اس وقت تک مختلف سمجھا جائیگا ' جب تک کہ دیگر شرکا اپنے مستور چہروں سے برقعہ ہٹا کر باہر نہ آئیں گے ' لیکن (جیسا کہ میں آگے چلکر بحث دفعہ ۵ - میں بالتفصیل لکھونگا) اسمیں کوئی شک نہیں کہ دیگر اشخاص کی شرکت مساوی ثابت ہونے کے بعد بھی میرے عقیدے میں مولانا سے غلطی ہوئی - غلطی ہوئی ' اور افسوس کہ غیر متوقع غلطی ہوئی - لیکن میں تو یہاں تمام بیان کردہ صورت واقعہ کو تسلیم کرکے کہتا ہوں کہ اگر ایسا بھی ہو تو اس سے کیا ہوتا ہے ؟ ایک شخص یا جماعت کی لغزش قوم کو اسکی صراط مستقیم سے کیوں ہٹا دے ؟

* * *

اور اگر پہلی صورت نہیں بلکہ دوسری صورت ہے - تو ہم ایک مرتبہ چاہتے ہیں کہ آن دوستان ملہ کے روے مبارک کی زیارت کرلیں ' جو اپنے چہرے پر عارۂ نفاق کی ایک غلیظ تہہ جمائے ہوے نہیں شرماتے ' اور ایک طرف تو آج علمائے اسلام پرستی کا ساتھ دے رہے ہیں ' اور دوسری طرف کفر پرستانہ تحاریر و احکام کی تدوین و نفاذ میں بھی شریک کار و رکن مجلس رہچکے ہیں ! یہ کیسی عجیب بات ہے کہ جو لوگ موری عبد الکریم کے جرم کی تشخیص کرے ' اور انکے لیے فیصلۂ سزا کے لکھنے کی ذلت پیچ پر بیٹھے تھے ' وہ ایک طرف تو مجرم کو سزا دیچکے ہیں ' اور دوسری طرف آج مجرم کی حمایت و فریاد رسی کیلیے اپیل بھی کرانا چاہتے ہیں ؟ اس سے بھی عجیب تر یہ کہ جن ججوں نے سزا کا حکم سنایا ہے ' وہی آج مجرم کے وکیل بھی بن بیٹھے ہیں ؟ ان ھذا لشیء عجاب !!

اگر یہ بھی نہیں تو پھر تیسری صورت کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہو سکتی - یہ امر قطعی ہے کہ اس بارے میں وہ برابر کے شریک مجلس و مشورہ تھے' اور جو رائے مولانا شبلی کی تھی وہی انکی تھی - اور جو کارروائی انہوں نے پسند کی' اسی کو مولانا شبلی نے بھی پسند کیا - اور یہ کوئی تقلیدی گمراہی' یا محض تعمیل حکم' یا عالم جبر و اکراہ کا تقیہ نہ تھا' بلکہ انکا اصلی اعتقاد' اور انکے ایمان و ضمیر کا فیصلہ' اور وہ بہرحال ایسی حالت میں ایسی ہی کارروائی کرتے' جیسی کہ انہوں نے کی - اور اسطرح کے پر آزمایش معاملات میں انکی رائے کا ندوۃ المنتہی ہونا ثابت ہے!

(۳)

تیسرا سوال یہ ہے کہ اگر واقعی یہ تمام کارروائی صرف مولانا شبلی ہی نے کی' اور اور لوگوں کو بعد اسمیں شریک کیا' اور حسب بیان مضامین مطبوعہ' صرف ایک وہی اس تمام کارروائی کے ذمہ دار ہیں' تو ایسی صورت میں انکی نسبت کیا رائے قائم کی جائے ؟

اسکا جواب دیچکا ہوں' اور پھر دیتا ہوں کہ اس صورت میں انکو جسقدر الزام دیا جائے صحیح ہے' اور وہ یقیناً اسکے مستحق ہیں :

لیکن گذشتہ سطور سے ناظرین کرام پر واضح ہوگیا ہوگا کہ جس قدر مواد اس معاملے میں پبلک کے سامنے لایا گیا ہے وہ انکی تنہا ذمہ داری کے لیے کافی نہیں - واقعات صاف شہادت دے رہے ہیں کہ پانچ ممبروں میں سے ہر شخص شریک کار اور مساویانہ رکن مشورہ تھا' اور اب ندوۃ العلما کے تمام ارکان انتظامیہ باستثنائے بعض اس کارروائی کو پسند کرتے اور اس سے متفق ہیں - اور انشاء اللہ جو اور کوائف آگے چلکر پیش کرنے والا ہوں' اس سے یہ امر زیادہ واضح ہو جائیگا - ایسی حالت میں جس وقت تک ٹھوس شہادتیں اور بہم نہوں' اسکے خلاف رائے قائم نہیں کی جاسکتی :

(٤)

چوتھا مبحث یہ ہے کہ اگر تمام اور لوگ شریک مساوی ثابت ہوجائیں تو پھر وہ کس سلوک کے مستحق ہیں ؟ اسکا جواب ظاہر ہے-

(٥)

اب رہی پانچویں بحث' یعنی یہ کہ کیا اور لوگوں کی شرکت کا ثابت ہوجانا' خود مولانا شبلی کو اس بارے میں بالکل بری الذمہ کردیگا ؟ اور کیا کوئی غلطی صواب ہوجاتی ہے' اگر اسکا کرنے والا ایک شخص نہیں بلکہ بہت سے ہوں ؟

اس وقت تک مسلمانوں کی جو روش ان امور میں رہی ہے' ندوہ کی نسبت گورنمنٹ کی جو بدگمانیاں غرضے تک قائم رہی ہیں' اسکی روندگی جس طرح گورنمنٹ کی فیاضی اور اسکے عطیہ پر ہے' اور جس درجہ گورنمنٹ کی کوری نکی بدگمانی اسکے لیے مضر ہوسکتی ہے' نیز ندوے کے مقاصد جس طرح محدود' اور وہ ایک محض تعلیمی جماعت ہے' یہ اور اس طرح کے تمام امور' اسمیں کوئی شک نہیں کہ اس طریق عمل میں مولانا شبلی' مولانا عبد الباری' مولانا عبد الحی' سید علی احتشام علی' اور مسٹر ظہور احمد کی متفقہ کارروائی کیلیے ایک وجہ عذر و مجبوری ضرور ہیں - اور اسی طرح خاص مولانا شبلی کیلیے بھی' جو ندوے کی از سرنو روندگی کے اور اسکے کام کے چلنے کا باعث ہوے' اور گورنمنٹ کی بدگمانی کو دور کرایا' لیکن تاہم یہ عذر اور مجبوری علم طور پر آجکل کے کام کرنے والوں کیلیے ہو تو ہو' لیکن میرے عقیدے میں تو کوئی مجبوری اور عذر نہیں ہے - اصول کی پابندی ہر شے سے بالا تر ہے' اور دنیا کی کوئی مجبوری اسکے لیے مجبوری نہیں ہوسکتی - اگر ایسا نہو تو دنیا میں اصول کی عزت ہمیشہ کیلیے مدفون ہوجاے - اس مضمون کا شائع ہونا اگر ایک غلطی تھی تو وہ ہوگئی تھی - اب اسپر اسقدر گھبرانا اور پریشان ہونا بالکل فضول تھا - گورنمنٹ اگر ندوہ سے اپنا عطیہ چھین لینا چاہتی ہے تو چھین لے - اسکی عمارت میں ہل چلوا دے' لیکن ہم اپنے اصول کو کیوں ہاتھ سے دیں ؟ اصولاً کسی کارروائی کی بطور خود حکام کو اطلاع دینا' انکو مداخلت کی دعوت دینا ہے' اور یہ سخت کمزوری' اور اپنے ہاتھوں اپنے عزت عمل کو نقصان پہنچانا ہے -

یہ کمزوری سب سے ہوئی' لہذا مولانا شبلی کہ اسمیں شریک تھے' ان سے بھی ہوئی - اور لوگ اگر اسطرح کی کارروائی کیلیے طیار تھے' تو انکی غلطی اور کمزوری تھی' لیکن مولانا شبلی کیلیے تو یہ کوئی مجبوری نہ ہوئی کہ چونکہ فلاں فلاں آدمی کمزور تھے' پس انکی کمزوری و غلطی بھی صواب ہوگئی -

وہ فرماتے ہیں کہ نواب اسحاق خاں صاحب اور اکثر ارکان ندوہ اس سے متفق ہیں' لیکن میں بادب عرض کرونگا کہ ہوں' ایسے توقع ہی کس کو تھی ؟ توقع تو ہم ایسے رکھتے ہیں' اور آپکو معلوم ہے کہ انسان کیلیے سب سے بڑی درد انگیز بات اسکے توقعات کی ناکامی ہے -

* * *

ان امور کے طے ہو جانے کے بعد اب مندرجۂ ذیل پہلو بحث کے باقی رہگئے :

(۱) مضامین میں دیگر جزئی حالات' مثلاً جلسۂ انتظامیہ کے مباحث و تجویز و ترمیم جس انداز سے بیان کیے گئے ہیں' وہ بھی صحیح ہیں یا نہیں ؟

(۲) جبکہ مولوی عبد الکریم صاحب کی نسبت ایک یا دو ہفتے کی معطلی کی سزا کا فیصلۂ ارکان خمسہ مقرر کردیا گیا تھا' تو یہ چھ ماہ کی سزا پھر کیوں بخوشی و خرمی تجویز ہوئی گونسلہ بحث وانکار دیدی گئی ؟ اور کیا ڈپٹی کمشنر صاحب نے خود اس کی اطلاع دی' یا بعض لوگ اس بارے میں انکے پاس دوڑے ہوئے گئے اور ایک وجہ تقرب پیدا کرکے اس حکم سزا کا تحفہ اپنے ہمراہ لاے ؟ اگر گئے تھے تو وہ کون کون بزرگ تھے ؟

(۳) جبکہ خود ارکان ندوہ کی قرار دی ہوئی سزا کو مقرر کر دیا گیا تو پھر اب صرف ڈپٹی کمشنر صاحب کے حکم سے' اور مولوی عبد الکریم صاحب کو ایک ہفتے کی سزا سے بچا کر' چھ ماہ کی سزا میں مبتلا کر دینا' کیا معنی رکھتا ہے ؟ اور یہ کن لوگوں کی کارستانی ہے ؟

ان امور پر آئندہ نمبر میں بحث کرونگا کہ مضمون بہت بڑھگیا - و نسأل اللہ تعالی ان یہدینا سواء السبیل -

---

ضمیمہ جنگ طرابلس

۲۳ - اپریل کو سنڈیکی (دار السعادت جدل اسود) سے سرکاری طور پر اطلاع دیگئی تھی کہ ۲۱ - ماہ حال کی رات کو سقوطری پر حملہ کیا گیا - جنگ رات بھر ہوتی رہی - سنگینیں استعمال کی گئیں تھیں - ۲۲ - کی صبح کو ترکوں نے مخالفانہ حملہ کیا اور وہ پسپا کردیے گئے - سقوطری کا سقوط قریب ہے - پھر آسی دن دوسرا تار آیا کہ سقوطری ساقط ہو گیا - سقوط سقوطری کی خبر نے بعول رپوٹر حلفاء کے دار السلطنت میں وحشی ترین مظاہرۂ مسرت کو حرکت دی - شہروں کو آراستہ

کیا گیا' کثرت سے شراب پی گئی' سارے نغموں پر ناچے ' شراب کی اسقدر کثرت تھی کہ گلی کوچوں میں بھی پھرتی تھی- ارباب اتحاد الثلاثی میں بھی غیر معمولی جوش پھیل گیا - ریوٹر کا بیان ہے کہ سقوطری میں جبل اسود کی فوج نے ۱۲۰- عثمانی توپیں گرفتار کیں - شاہ نکولاس نے فوج کو رائفلیں رکھنے کا حکم نہیں دیا کیونکہ اسمیں وفادار (!) البانی بھی تھے -

شاہ نکولاس مکان کے برآمدے پر آیا اور مبعوثین حلفاء سے بغلگیر ہوا - کل شہزادہ ڈانیلو سٹنجی پہنچ گیا اور ایک پر خروش جوش کے ساتھ شاہ کو سقوطری کی کنجی دی - پھر جلوس ترتیب دیا گیا جو گرجا گیا اور راستہ میں لوگوں نے پھول پھینکے -

---

اسباب سقوط

سٹنجی کے تار اسباب سقوط کے باب میں خاموش تھے مگر اسلوب "بیان" ایسا اختیار کیا گیا تھا' جس سے معلوم ہوتا تھا کہ سقوطری کو جبل اسود کے حملہ نے ساقط کیا - ۲۵ - کو قسطنطنیہ سے سرکاری طور پر سقوط کی اطلاع دیگئی' اس اطلاع میں وجہ سقوط عذا کی ناداری بیان کی گئی- یہ اطلاع ان فقروں پر ختم ہوئی تھی " فوجوں نے اپنے اسلحہ' توپیں' اور رسد' اپنے ہی پاس رکھی' اور انکو سین جیوانی سے جہاز پر سوار ہونے کی اجازت دیدی گئی " - یہ فقرے خلش انگیز تھے -

محافظ فوج نے ایسی طویل اور مردانہ وار مدافعت کی تھی' جس سے جبل اسود کے تمام سرچشمہ ہائے قوت خشک ہوگئے تھے اور مجبوراً سرویا سے مدد لینی پڑی تھی' پس یہ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ ایسا عدوے لدود جب قابو میں آجائے' تو اسکو یوں چھوڑدیا جائے' اور پھر لطف یہ کہ مع ذخائر و اسلحہ ! سٹنجی کے تار میں صرف اسلحہ کے نہ لیے جانے کا ذکر تھا - رسد کا ذکر نہ تھا - اسلحہ نہ لیے جانے کی جو وجہ بیان کی گئی تھی' وہ یہ تھی کہ فوج میں وفادار البانی بھی تھے - ظاہر ہے کہ یہ وجہ طفل فریبی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی- البانیوں کی وفاداری تو اسی سے ظاہر ہے کہ وہ کفار (ترکوں) کی طرف سے جبل اسود کا مقابلہ کر رہے تھے - اور اگر فرض بھی کرلیا جائے کہ البانی وفادار تھے' تو کیا چند وفاداروں کے طفیل میں ان تمام کفار کو مع اسلحہ جانے کی اجازت دیدی گئی' جن سے یورپ کو پاک کرنے کے لیے اعلان جنگ کیا گیا تھا ؟ اصل یہ ہے کہ سقوط کا باعث حملہ نہیں' بلکہ ایک سازش تھی' جس کی اطلاع ۲۸ - کو ریوٹر نے دی ہے - ریوٹر کا بیان ہے کہ حملہ اور تسلیم' دونوں طے شدہ تھے - بالعراد سے اس مضمون کا ایک تار ذیلی ٹیلیگراف کو بھی موصول ہوا ہے کہ اسد پاشا اور جبل اسود میں ایک معاہدہ ہوگیا ہے ' جسکی رو سے موخر الذکر کے پاس طارابوش اور دیبانہ رہیگا ' اور سقوطری البانیہ میں شامل ہوجائیگا - والدا کے اخبار لکھ رہے ہیں کہ اسد پاشا کی حرکت کے پیچھے ایک روسی سازش ہے !

وجہ معاہدہ

اسد پاشا ایک البانی سردار اور ایک دولتمند خاندان کا رکن ہے - تیرانا میں پیدا ہوا - اسکا باپ سلطان عبد الحمید کا یار تھا - خود اسد پاشا عہد حمیدی میں جندرمہ (مسلح پولیس) کا افسر ہوا - اسکے بعد یانیا کا کرنل بنادیا گیا - پھر عہد دستور میں بھی مبعوث منتخب ہوا - چھ ماہ تک یہ مدافعۃ سقوطری میں شریک رہا اور اب اس نے اپنے شاہ البانیہ ہونے کا اعلان کردیا ہے - پس اب وجہ معاہدہ ظاہر ہے -

---

معاہدہ اور دولت عثمانیہ

معاہدہ کو ۶ - ماہ ہوگئے ہیں سقوطری کوئی ایسی جگہ نہ تھی ' جہاں سال دو سال تک کے لیے سامان رسد جمع رکھا جاتا ' پس اگر معاصرہ اور طول کھینچتا تو سقوطری یقیناً ساقط ہوجاتا ' خواہ عدوے خارجی کے حملے سے جیسا کہ ادرنہ میں ہوا' یا عدوے داخلی (ناداری عدا) کے حملے سے' جیسا کہ یانیا میں ہوا ' اور بالفرض اگر ساقط نہ ہوتا تو بھی دول البانیہ کو دلوادیتیں - بہر حال اب سقوطری دولت عثمانیہ کے قبضے میں نہیں رہسکتا تھا اسلیے اس معاہدہ سے دولت عثمانیہ کو نقصان کے بدلے ایک گونہ فائدہ ہی ہوا ' یعنی فوج ' اسلحہ ' اور رسد گرفتاری سے بچ گئی -

---

شرکاء سازش

بلعراد کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ شرکاء سازش اسد پاشا اور جبل اسود ہیں' والدا کے اخبار اس پر روس کا اضافہ کرتے ہیں - یاد ہوگا کہ جب استقلال البانیا کا اعلان کیا گیا تھا ' تو اسوقت ظاہر کیا گیا تھا کہ اس کا بادشاہ عیسائی ہوگا - بلکہ بعضوں نے تو یہاں تک لکھا تھا کہ پروٹسٹنٹ ہوگا - یوں تو خود استقلال ہی عیسائی حکومت کی پر فریب تعبیر تھی مگر ایک عیسائی کے بادشاہ ہونے کے بعد تو البتہ خالص عیسائی حکومت ہوجاتا - ممکن ہے کہ ان واقعات کو پیش نظر رکھکے دولت عثمانیہ بھی اس سازش میں شریک ہو' بلکہ عجب نہیں کہ دولت عثمانیہ کی ترغیب یا اجازت سے اسد پاشا نے یہ معاہدہ کیا ہو-

---

تحلیہ سقوطری

خبر سقوط نے والدا' برلن' اور روما میں عالمگیر ہیجانی پیدا کردی - اسٹریا کے دول کے نام ایک سرکلر شائع کیا جسمیں درخواست کی کہ دول اپنے موجی رعب کو برقرار رکھنے کی کوشش کریں - آسٹریا نے یہ بھی تحریر کیا کہ ایٹلی ویریا ' سین' جیوانی اور ڈی میڈوا کا بین القومی معاصرہ کرلیا جائے - اور اگر یہ نہ ہوسکے تو تنہا آسٹریا معاصرہ کریگی -

۲۷ کو- والدا کے تار میں بیان کیا گیا کہ اگر دول متحدہ کارروائی کرنے میں ناکام ہوئیں تو آسٹریا تنہا کارروائی شروع کردیگی کاونٹ وان برچٹولڈ اور جنرل وان هوایٹزنڈارف وزیر حنگ دو گھنٹہ تک شاہنشاہ آسٹریا سے گفتگو کرتے رہے - یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جرمنی نے آسٹریا کی مدد کا وعدہ کیا ہے -

۲۸ - کو ریوٹر نے اطلاع دی کہ دول نے جبل اسود کو متفقہ یاد داشت بھیجی ہے' جسمیں اعلان کیا گیا ہے کہ جسقدر کم مہلت میں ممکن ہو فوراً سقوطری خالی کردیا جائے اور بین العرضی بیڑے کے قائد کو حوالہ کردیا جائے - فوری جواب مانگا گیا ہے - اس یاد داشت کے جواب میں جبل اسود نے قانونی طور پر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ فرمایش غیر منصفانہ اور ظالمانہ ہے -

کیا عملی طور پر جبل اسود نے یاد داشت کو منظور کرلیا ہے ؟ اس کا جواب بھی قطعی طور پر نہیں دیا جاسکتا ' مگر والدا سے سرکاری طور پر اطلاع دی گئی ہے کہ شہزادہ ڈانیلو اور جبل اسود کی فوج سقوطری سے شمال کی طرف روانہ ہو رہی ہے - اب سقوطری میں کل فوج' صرف پیادوں کی پانچ بٹالیں ہیں -

---

الهلال

۲۲ - جمادی الاولی ۱۳۳۰ هجری

— * —

(۵ دسل مقالات)

— * —

صفحة من تاريخ الحرب

مدافعة محصورين

— * —

۵ تذكرة محاصرة ادرنه

(۲)

محاصرة قرطاجنه

قرطاجنه كي مختصر تاريخ

حضرت مسيح كے ظہور سے ۲۴ - سو برس پيشتر شام كے سواحل غربي پر ايك نئي ايشيائي سلطنت كي بنياد پڑي تهي ' جو بحر ابيض اور جبل لبنان كے درمياني شاداب اور خوش منظر حصے پر واقع تهي -

كنعاني نسل كي ايك جماعت نے اس زمين كو اپنا مقر مملكت بنايا تها - وہ تاريخ ميں (فينيقيا) كے نام سے مشہور هيں ؟

فينيقيوں نے تهوڑے هي دنوں كے اندر سمندر كے قرب سے كامل فائدہ اٹهانا شروع كرديا - انهوں نے بحري جنگ كي قوت پر سب سے زيادہ توجہ كي - كشتياں ' اور بڑے بڑے باد بانى جہاز بنائے ' اور بحر ابيض و احمر اور بالٹك و محيط (اٹلانٹيك) كے بڑے بڑے ساحلوں اور جزيروں ميں اپني نو آبادياں قائم كرلے ' صنعت و تجارت ' تمدن وعلوم قديمہ ميں اسدرجہ ترقي كي ' كہ رومة الكبرى كي حكومة عظيمہ كو انكے عظمت و اقتدار كا اعتراف كرنا پڑا -

عالماً قديمي متمدن قوموں ميں صرف فينيقي هي ايك ايسي قوم گذري هے ' جو مثل آجكل كي متمدن قوموں كے ' جنگ و حكمراني هي كے ذريعہ نہيں ' بلكہ تجارت و استعمار (۱) كي قوت سے ايك بہت بڑي مملكت كي مالك هوگئي تهي -

انكا دار الحكومت (صيدا) تها ' جو آج بهي ولايت شام كا ايك با رونق شہر هے -

سنہ ۸۳۰ - قبل مسيح ميں (صور) كے پادشاہ نے طمع مال سے اپنے بہنوئي كو قتل كرديا ' كيونكہ اسكي نسبت مشہور تها كہ چند قيمتي حزانے اُس نے پوشيدہ جمع كر ركهے هيں - اسكي بہن (ديدن) نے جب يہ حالت ديكهي تو مجبوراً (صور) سے نكل گئي ' اور جسقدر دخائر طلا و جواهر ليجا سكتي تهي ' اپنے ساتهہ لے ليا - ملك ميں ايك خاص گروہ اسكے زير اثر تها ' اُس نے بهي ساتهہ ديا ' اور اس طرح ايك بڑي جماعت ليكر وہ (افريقہ) كے سواحل كا دورہ كرتي هوئي اُس حصے ميں پہنچي ' جو حزائر صقليہ (سسلي) كے بالكل مقابل واقع هے -

يہ جگہ اُسے بہت پسند آئي - اُس نے زمين كا ايك وسيع ٹكڑا قيمت ديكر خريد ليا - وهاں ايك نئے شہر كي بنياد ڈالي ' اور اپنے ساتهيوں كے علاوہ ' اور لوگوں كو بهي صيدا اور صور سے بلاكر وهاں آباد كرانا شروع كيا - سنہ ۸۴۰ - قبل مسيح ميں اسكي تعمير جب اتمام كو پہنچي تو (كارتهيج) يعني نئے شہر كے نام سے مشہور هوا - اسي كا معرب (قرطاجنہ) يا (قرطاجہ) هے ' جو عربوں كي زبانوں پر آكر متغير هوگيا هے -

قبل از محاصرة

تاريخ اجمالي

ليكن كچهہ دنوں كے بعد جب قرطاجنہ كي شہرت پهيلي تو بادشاہ (گيريس) نے جو افريقہ كے بعض ساحلي خطّوں پر قابض تها ' اسپر قبضہ كرليا ' اور ديدون كو مجبور كيا كہ اسكے ساتهہ عقد كرلے - ديدون نے عقد تو كرليا ' ليكن اپنے پہلے شوهر كے سرگ ميں قائم رهنے كا جو عہد كرچكي تهي ' اُسے نہ توڑا ' اور عقد كے بعد جب (گيريس) نے اسكي خوابگاہ ميں آنا چاها اور مصر هوا ' تو اُس نے اپنے كپڑوں ميں آگ لگادي - چند گهنٹوں كے بعد خاكستر كا ايك ڈهير تهي !

ديدون كے بعد ايك ملكي حكومت وهاں قائم هوگئي - سمندر كا كنارہ ابتدا سے انساني آبادیوں كيليے ايك بہترين ذريعۂ ترقي تمدن ' اور موثر ترين محرك تجارت و تبادل اشيا و صنائع رها هے - خوش قسمتي سے نئي آبادي كو سب سے بڑا وسيع ساحلي موقعہ ملا تها ' اسليے تهوڑے هي عرصے ميں اسكے تاجر اكناف عالم ميں پهيل گئے ' اور مدني اور صناعي ترقيات نے ملك كو سرسبز اور متمول كرديا -

وہ اپنے ابتدائي دور هي ميں بحر ابيض متوسط كا ايك سب سے بڑا تجارتي بندرگاہ اور بحري ايستگاہ مراكب (۱) تسليم كيا جاتا تها -

رفتہ رفتہ قرطاجنہ نے ايك بہت بڑي جمهوري دولة كي صورت اختيار كرلي - افريقہ كے تمام ساحلي مقامات اور جزائر اسكے زير حكومت آگئے - سواحل مراكش ' تيونس ' الجزائر ' اور موجودہ زمانے كي تاريخ مدافعة حرب كا مشہور ترين خطّہ ' يعني (طرابلس الغرب) ' يہ تمام افريقي شہر قرطاجنہ كے زير فرمان تهے -

بحر ابيض كے اكثر جزيروں پر انهوں نے فوجكشياں كيں اور بحري قواے جنگ كے ساتهہ حملہ كيا - مالٹا اور سارا ڈينيا پر انكي فتح يابي كے واقعات طول طويل هيں -

رومیوں سے جنگ كا آغاز

جزيرۂ صقليہ (سسلي)

جزيرۂ صقليہ (سسلي) اُس وقت رومانى دولة عظمہ كے

(۱) نو آبادیوں كو عربي ميں مستعمرات كہتے هيں اور نئے مقاموں پر آباد هونے كو استعمار - اس لفظ كو اردو ميں رائج هونا چاهيے - نو آبادي بوجہ مركب هونے كے جمع و اضافت اور تركيب كي حالت ميں نہايت ناموزوں هو جاتا هے - ميں اكثر اخباروں ميں ديكهتا هوں كہ لوگ " نو آبادیہا " لكها كرتے هيں - يہ ذوق سليم سے كس قدر بعيد هے !

(۱) موجودہ فارسي ميں " استيشن " كو " ايستگاہ " كہتے هيں - يہ شاہ ناصر الدين كي تركيب هے مگر عام طور پر رائج هوگئي هے - مراكب يعني جہاز ' بس جہازوں كے بحري قيام گاہ موقت كيليے ' ميں سمجهتا هوں كہ يہ تركيب اچهي هوگي - اردو ميں اسكے ليے كوئي خاص لفظ نہيں هے -

ماتحت تھا - حکومت قرطاجنہ اپنی بحری فتوحات کی رو میں صقلیہ کی طرف بھی بڑھی ' کیونکہ یہ قرطاجنہ سے قریب ' اور ایک نہایت مفید تجارت اور خوش موسم جزیرہ تھا -

اسی طاسعانہ اقدام سے اہل قرطاجنہ اور رومی شاہنشاہی میں جنگ و قتال کی بنیاد پڑ گئی -

اہل قرطاجنہ کے قواے جنگ بحری تھے ' اسلیے شہنشاہ روم نے ایک عظیم الشان اسطول (جنگی جہازوں کا بیڑہ) طیار کرایا ' اور بحر ابیض متوسط میں قرطاجنہ کے بیڑے کو شکست دیکر ' اسکے چند جزیروں پر قبضہ بھی کرلیا -

اسکے بعد روم سے ایک نئی فوج قرطاجنہ کے طرف روانہ کی گئی ' مگر اس مرتبہ رومیوں کو شکست ہوئی ' اور رومی سپہ سالار قید کر لیا گیا - لیکن اسکے بعد ہی مکرر سہ کرر نئی فوجی جمعیتیں بھیجی گئیں ' اور سمندر اور خشکی میں بھی کشت و خون جاری رہا -

یہ زمانہ دولۂ رومانی کی قوت و عظمت کا زمانہ تھا ' اور اہل قرطاجنہ اسقدر فوج و سامان جنگ بھی نہیں رکھتے تھے ' جسقدر روم الکبریٰ ' اور اسکی نو آبادیوں میں ہر طرف پھیلا ہوا تھا - انہوں نے صدیوں تک رومیوں کے مقابلے میں عزم و ثبات سے جنگ جاری رکھی لیکن بالآخر سنہ ۲۴۲ - قبل مسیح میں انہیں شکست کے اعتراف کے ساتھ صلح کرلینی پڑی ' اور اقرار کرنا پڑا کہ وہ ایک سالانہ رقم بطور خراج کے ہمیشہ دولۂ رومانی کو ادا کرتے رہیں گے -

حنبعل هنی بعل

فاتح قرطاجنہ و ابطال مقاومتہ

قومی شرف و عزت ایک نہایت نازک آبگینہ ہے - وہ بہت جلد ٹوٹ جا سکتا ہے ' اور ہواے محکومیت کی ایک ذرا سی کثافت بھی اسپر دھبہ لگا دیتی ہے - جس قوم کی خود مختاری اور حریت کے شرف پر محکومی کا دھبہ لگ گیا ' اور وہ اُسے نہ دھو سکی ' تو پھر خواہ بظاہر اسکے ہاتھ پاؤں آزاد ہوں ' اور اسکے خزانے زر و جواہر سے لبریز نظر آئیں ' لیکن دنیا کی سر زمین پر اسکے لیے عزت نہیں ہے ' کیونکہ اسکے شرف کا آبگینہ ٹوٹ گیا -

یہ ایک عزت انسانیۃ کا سر عظیم ہے ' جسکو دنیا کی وہ قومیں نہیں سمجھ سکتیں ' جنھوں نے اپنا پرانا حرب عزت فراموش کردیا ہے -

اہل قرطاجنہ نے گو رومی حکومت کی شاہنشاہی کا اپنے تئیں جزو نہیں قرار دیا تھا - انہوں نے ہر مرتبہ استقلال و استقامت سے مقابلہ کیا ' صدیوں تک جانفروشی اور بے جگری سے بحری و بری جنگ جاری رکھی ' اور اگر شکستیں کھائیں ' تو اپنے سے قوی تر دشمن کو بارہا شکستیں بھی دیں ' تاہم بالآخر رومی حکومت کے اقتدار کا انہیں خراج دیکر اعتراف کرنا پڑا - یہ گو رومیوں کی غلامی اور محکومی نہ تھی - وہ اپنی حکومت اور ملک میں پورے خود مختار تھے ' لیکن پھر بھی قومی ارادے کے شرف کے آلودہ ہونے کیلیے غیروں کا اتنا تسلط بھی بہت تھا - ملکی سرف اور غیروں کا اقتدار ایک گھر میں جمع نہیں ہو سکتے - وہ محسوس کرتے تھے کہ ہمارے شرف و عزت کو بٹہ لگ چکا ہے ' گو ہمارے پاؤں میں بیڑیاں نہیں ہیں -

مگر افسوس کہ آج دنیا میں وہ قومیں بھی دستی ہیں ' جنکے پاؤں میں غیروں کی غلامی کی بوجھل بیڑیاں پڑی ہیں ' اور انکی اطاعت اور تعبد کی ذلت کا طوق گلے میں ہے ' لیکن انکا حس ملی مر چکا ہے ' اور قومی شرف و احترام کے جذبے سے محروم ہوگئی ہیں - پھر وہ اپنی حالت پر قانع ہیں ' حالانکہ انکا خدا پسند نہیں کرتا کہ وہ اُسکے بخشے ہوے فطری حق عزت کو بھول کر غلامی کی ذلت پر قناعت کرلیں ' کیونکہ اُس نے انسانوں کو صرف اپنی غلامی کیلیے پیدا کیا ہے ' انسانوں کی غلامی کیلیے نہیں

ضرب اللہ	فرض کرو کہ ایک غلام ہے
مثلاً '	جو خود اپنے دماغ اور
عبداً	مرضی کا مالک نہیں
مملوکہ	بلکہ دوسروں کی ملک
لا یقدر	ہے ' اور کسی بات کا اختیار
علی	نہیں رکھتا - اُس کے معاملے
شی ' ومن	میں ایک دوسرا شخص
رزقناہ	ہے جو بالکل خود مختار
منا رزقا	اور ایسا آقا مالک ہے اور
حسنا فہو	ہم نے اسکو طرح طرح
ینفق	کی نعمتیں بخش دی
منہ سراً	ہیں ' جسکو وہ ظاہر
وجہراً ھل	و پوشیدہ جس طرح چاہتا
یستوون	ہے خرچ کرتا ہے ' پھر
مثلاً ؟	دونوں شخص
الحمد	اپنی حالت کے لحاظ سے
للہ ' بل	برابر ہوسکتے ہیں ؟ نہیں
اکثرھم	نہیں ' لیکن افسوس کہ
لا یعلمون	بہت سے لوگ ہیں جو
(۱۶ ۷۷)	اس بات کو نہیں سمجھتے !!

مشہور مورخ اسرائیلی : یوسیفوس

جو بیت المقدس کی آخری تباہی اور رومانی محاصرے کے وقت موجود تھا ' اور جس نے اس محاصرے کی تفصیلی سرگذشت اپنی کتاب (تاریخ حرب الیہود) میں جمع کی ہے - (یہ تصویر اس مصنف کے گذشتہ نمبر کے متعلق ہے - محاصرۂ بیت المقدس کے حالات کا قدیمی راوی بھی اسرائیلی مورخ ہے)

اہل قرطاجنہ پر ایک قرن اسی حالت میں گذر گیا - وہ رومی تسلط سے سخت متنفر تھے ' لیکن چھ سو برس کی مسلسل جنگ و قتال کے بعد اب ہمتیں پست ہوگئی تھیں ' اور رومی قوت و جبروت کے مقابلے کی اپنے اندر طاقت نہیں پاتے تھے - تا آنکہ سنہ ۲۳۸ - قبل مسیح میں عصر قدیم کے مشہور ترین قومی مدافع ' اور تاریخ حرب کے بطل عظیم ' یعنی (ہنے بعل) کا قرطاجنہ میں ظہور ہوا -

رومی حکومت اپنے زمانۂ عروج میں عظمت و جبروت ' ہیبت و اجلال ' اور حشر و تسلط میں موجودہ دول عظیمۂ حربیہ سے بالکل مشابہ تھی - اسکی نو آبادیاں دریاؤں اور خشکیوں میں پھیل گئی تھیں ' بڑی بڑی عظیم الشان قوموں اور تمدنوں کو اُسنے اپنی محکومی و غلامی پر مجبور کردیا تھا ' اور پھر قتل و سفاک ' ظلم و عصیان ' ہلاکت و بربادی کے سوا محکوموں کو اس سے اور کچھ نہیں ملتا تھا - لیکن انکے تمام دور حیات حکومت میں

شاید کسي قوم ' اور کسي مرد نے اس تفانی و ثبات ' اور شجاعت و بسالت کے ساتھہ اپنے ملک و قوم کي مدافعت نہ کي هوگي ' جیسي اعصار سالفہ کے اس عظیم الشان نامور (هنے بال) کی مظفر حربیہ سے ظهور میں آئي !

رومیوں کی خصوصیت نہیں ' سچ یہ ہے کہ اهل قرطاجنہ کی تاریخ دفاع تمام تاریخ حرب عالم میں اپني موثر خصوصیات کے لحاظ سے ممتاز ہے !

رومي هزیمت

(هنے بال) کے تعصلی حالات کا یہ موقعہ نہیں - اسنے اپنے ملک کو رومیوں کی غلامي سے نجات دلاني چاهی ' اور اهل قرطاجنہ کی قومی و وطنی زندگی کی افسردہ آگ کو مشتعل کردیا - رومی اپنی حکومت و عظمت کے گھمنڈ میں مغرور تھے ' اور اپنے اختلافات و نزاعات میں سے خدر پڑے تھے کہ قرطاجنہ سے ایک خوار لشکر (هنے بال) کي ریاست میں نکلا ' اور فتح و نصرت کے ایک سیلاب کی طرح چاروں طرف پھیل گیا - رومیوں نے نئي نئي عظیم الشان فوجی قوتیں هر طرف سے روانہ کیں ' لیکن کوئي قوت اس سیلاب رواں کو روک نہ سکی - اهل قرطاجنہ شہروں کو فتح کرتے هوے یورپ کی سرحد کو عبور کرگئے ' یہاں تک کہ کوہ هاے الپ تک پہنچ گئے ' اور اس عزم اور مستعدي کے ساتھہ روم کا محاصرہ کرلیا کہ قریب تھا کہ اسکو فتح کرلیں !

یہ محاصرہ سنہ ۲۱۸ - قبل مسیح کا ایک عظیم الشان واقعہ سمجھا جاتا ہے -

اسکے دوسرے هي سال (یعنی ۲۱۷ - قبل مسیح میں) رومیوں سے متعدد عظیم الشان معرکے هوے ' اور هر معرکے میں سخت تباہ کن شکستیں دیں - علی الخصوص واقعۂ صدان (کان) ' جسمیں صدهزار رومی قرطاجیوں کے هاتھہ سے مقتول هوے ' اور تمام روم عظیم میں اس شکست نے ایک تہلکہ مچا دیا - لوگ (هنے بال) کے نام سے لرزتے تھے ' اور اسکے حملے کے تصور سے کانپ اٹھتے تھے !

تاریخ قدیمۂ حربیہ کا عظیم ترین بطل مدافع :
قائد قرطاجنہ (هنے بال)
سنہ ۲۰۰ - قبل مسیح

شکست بعد از فتح !

یہ ایک بہت بڑي مہلت تھي ' جو قدرت الہی نے اهل قرطاجنہ کو دي تھي ' تاکہ وہ غیروں کي غلامي سے اپنے تئیں آزاد کرلیں ' اور وہ هر قوم کو اپنی ترفیق بخشي سے سنبھلنے اور زندہ رهنے کي همیشہ مہلت دیتي ہے ' لیکن جیسا کہ تاریخ کا هزارها سالہ تجربہ بتلا تا ہے ' آنهوں نے اس مہلت کی قدر نہ کي ' اور (هنے بال) کي کامیابیوں ' اور عظیم الشان فتح یابیوں نے اهل قرطاجنہ کو مغرور کردیا - وہ آخري فتح کے نشۂ تہور کے متحمل نہ هوسکے ' اور اپنی طاقت اور دشمن کے ضعف کے یقین نے انکو بے پروا اور سرشار کردیا -

قوموں کے عروج واقبال کا یہ دور همیشہ دنیا میں یکسان رها ہے اور یکسان هي نتائج اس سے پیدا هوے هیں - مدتوں کي غفلت اور عطالة کے بعد جوش اور مستعدي کی روح پیدا هوتي ہے ' اور تھوڑے هي عرصے کے اندر انکو زمین پر ممتاز بنا دیتی ہے - لیکن پھر کامیابي کا گھمنڈ ' فتح یابیوں کا غرور ' اور عزت و شوکت کي بے فکري کے جراثیم مہلکہ اُن میں پیدا هو جاتے هیں - وہ دشمنوں کو حقیر سمجھنے لگتے هیں ' اپني قوت و طاقت پر اعتماد کرلیتے هیں ' جوش و مستعدي کي جگہ قناعت اور عطالت پیدا هو جاتي ہے - پھر صحبت و مجلس نشاني کي جگہ عیش و نشاط اور فسق و فجور میں مبتلا هو جاتے هیں - یہ حالت زوال کا پیش خیمہ هوتي ہے ' مگر پھر بھی قدرت الہي تنبہ و اعتبار کي فرصتیں دیتي ہے ' اور بیداري کي صدائیں بلند هونے لگتي هیں - خوش بخت قومیں اس سے عبرت پکڑ کے سنبھل جاتي هیں ' پر بد بختوں کیلیے تباهي و هلاکت کے سوا کچھہ نہیں هوتا :

و اذا اردنا ان نهلک قریہ امرنا مترفیها ' ففسقوا فیها ' فحق علیها القول ' فدمرناها تدمیرا (۱۷ : ۱۷)

اور جب هم کوکسی آبادي کا هلاک کرنا مقصود هوتا ہے تو هم اسکے خوش حال لوگوں کو اپنا حکم بھیجتے هیں ' پر وہ نہیں مانتے اور نافرمانیوں میں مبتلا هو جاتے هیں - جب ایسا هوتا ہے تو پھر انپر هماري حجة تمام هوجاتي ہے ' وہ عذاب الہي کے مستحق هوجاتے هیں اور هم اس آبادي کو بربادیوں سے هلاک کردیتے هیں !

یہی حال اهل قرطاجنہ کا هوا - اپنی فتح یابیوں پر مغرور هوکر عیش و عطالت میں ڈوب گئے ' ادهر شکستوں اور بربادیوں نے رومیوں کي آنکھیں کھولدیں - انهوں نے دیکھا کہ یہ سب کچھہ نتیجہ دشمن کي متحدہ قوت اور هماري نا اتفاقي اور بے خبري کا ہے ' اور اگر اسی وقت اسکا علاج نہ هوا تو عجب نہیں کہ دشمن کا دوسرا محاصرہ دارالحکومت کي دیواروں کو منہدم کردے ' پس وہ عین اُس وقت ' جبکہ انکی نا کامیوں نے کامیاب قرطاجیوں کو مغرور و بے پروا بنا دیا تھا ' اپنی نا کامیوں سے متنبہ هوگئے ' اور انسانوں کي کامیابي و ناکامي کي تاریخ میں اکثر ایسا هوا ہے کہ کامیابیوں کو کامیابي نے ناکام بنایا ہے ' اور ناکامیوں کو انکي ناکامي نے کامیاب کردیا ہے !

رومیوں نے اپنے قومی کو مجتمع کیا ' اور تمام باهمي شقاق و نزاع بھلاکر ' دشمن سے انتقام لینے کیلیے مستعد هوگئے - اب (هنے بال) کي عظمت کے آفتاب کو گہن لگنا شروع هوگیا تھا ' اسکی فوج کي همت اور مستعدي کي حرارت افسردہ هوگئی تھی - رومیوں کي فوج هر طرف سے نکل نکل کر بڑھتي ' اور پیہم شکستیں دیکر اپني چھني هوئی زمینیں واپس لے لیتي - یہاں تک کہ تمام یورپین اور افریقي علاقوں پر اسکا قبضہ هوگیا ' اور (هنے بال) کو مجبور هوکر فرار کرنا پڑا -

(هنے بال) اپني جماعت کي طرف سے مایوس هوگیا تھا - اب اُس نے کوشش کي کہ رومیوں کی بعض دوسري مخالف طاقتوں سے ملکر مدد لے ' اور پھر اپني کھوئي هوئي کامیابي کو ڈھونڈھے ' مگر اسمیں بھي کامیابي نہیں هوئي - جب اس نے دیکھا کہ رومي هر طرف کامیاب هوگئے هیں ' اسکي تمام محنت رائگاں جاچکي ہے ' اور اسکي قوم پھر اُسي غلامي میں مبتلا ' اور ذلت و نامرادي سے دوچار ہے ' تو اسکي امید نے بھي جواب دیدیا ' اور مایوس و متالم هوکر بالآخر خود کشي کرلي !!

شمع سحر

اب پھر بد قسمت قرطاجنہ رومیوں کا حلقہ بگوش تھا - ایک زمانۂ مدید اسی حالت میں گذرگیا -

(ہے ہال) کی جانفروشیوں کا افسانہ ابھی پرانا نہیں ہوا تھا ' اور حفظ وطن کے ولولے بالکل سرد نہیں گئے تھے - کچھہ عرصے کے بعد وطنی حلقوں میں پھر سرگوشیاں شروع ہوگئیں ' اور آہستہ آہستہ انھوں نے اپنی فوجی حالت کی درستگی اور مرمتی عمارت کی اصلاحات پر توجہ کی -

رومی اب پہلے کی طرح بے خبر نہ تھے - یہ حالت دیکھکر معاً ہشیار ہوگئے - انھوں نے دیکھا کہ اب اگر تھوڑی سی مہلت بھی اہل قرطاجنہ کو دیدی گئی ' تو ممکن ہے کہ پھر آزادی کی کوئی تحریک گراں پیدا ہو جائے -

ہم اہل قرطاجنہ کے جس قومی دفاع کا آج ذکر کرنا چاہتے ہیں ' اسکا افسانہ اسی زمانے سے شروع ہوتا ہے :

آخری مدافعت

رومیوں کا ایک جرار لشکر جنگ کے انتہائی احکام لیکر نکلا ' اور اہل قرطاجنہ شہر میں قلعہ بند ہو گئے - رومیوں کو انکی موجودہ حالت ' اور ناگہانی حملے کی وجہ سے بے بسی کا حال معلوم تھا ' انھوں نے پہنچتے ہی حکم دیا کہ بلا کسی پس و پیش کے شہر حوالے کر دیں - محصورین اگر اسکی تعمیل نہ کرتے تو اور کیا کرتے ؟ لیکن جب رومی سپہ سالار اپنی پوری فوجی جمعیۃ کے ساتھہ شہر میں داخل ہو گیا تو اس نے ہتیاروں کا بھی مطالبہ کیا اور تمام شہر میں ایک متنفس بھی ایسا نہیں بچا ' جسکے پاس کسی طرح کا بھی کوئی اسلحہ باقی رہا ہو - بدبخت قرطاجیوں نے کہ اپنی قسمت کے فیصلے سے بے خبر تھے ' سمجھا کہ اسکے بعد انھیں نجات مل جائیگی ' لیکن انکے تحیر و تعجب ' دہشت و خوف ' اور حزن و ملال کی کوئی انتہا نہ تھی ' جب اسکے بعد رومائی سپہ سالار نے اپنا یہ آخری حکم سنایا :

> میں اسلیے آیا ہوں کہ تمہاری قسمت کا آخری فیصلہ تم کو سناؤں : رومانی مجلس شیوخ (سینٹ) نے تمہاری نسبت یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ اپنا موجودہ شہر قرطاجنہ چھوڑ دو ' اور ایک دوسری جگہ جاکر آباد ہو ' جو بالکل کھلی اور بے پناہ ہو ' جسکے چاروں طرف کوئی سنگی حصار نہو ' جسمیں قلعے اور دفاع کی عمارتیں نہ بنائی جائیں ' اور جو محض تمہاری سکونت کے گھروں کی ایک بستی ہو - کیونکہ قرطاجنہ اور اسکی تمام عمارتیں مسمار کر دی جائیں گی -

یہ ایک غم و اندوہ کی بجلی تھی ' جو یکایک بدبخت قرطاجیوں پر گری - شدت غم و حسرت نے ہوش و حواس کھودیے ' اور عالم حیرت نے سکتے کی حالت طاری کر دی - ہر طرف ماتم بپا ہوگیا اور ایک دوسرے کو دیکھہ دیکھہ کر رونے لگا - لوگ راستوں اور سڑکوں پر دیوانہ وار پھرتے تھے اور نہیں سمجھتے تھے کہ کیا کریں ؟

آخر میں جب آنکر قطعی مایوسی ہوگئی اور یقین ہوگیا کہ ایسا ہی ہوگا اور انکا ہزار سالہ وطن ہمیشہ کیلیے انسے چھوٹ جائے گا ' تو انھوں نے اپنے گالوں پر طمانچے مارے ' گریباں چاک کردیے ' زمین پر لوٹنے لگے ' اور رومیوں پر لعنت بھیجی - پھر اپنے مندروں میں گئے اور اپنے خاموش اور غیر متحرک معبودوں سے قرطاجنہ کے حفظ و سلامتی کے لیے دعائیں مانگیں -

* * *

عموم و ہموم کا نزول جس طرح ہمت سوز اور یاس انگیز ہوتا ہے ' اسی طرح کبھی کبھی عزم و شجاعت کے مردہ ولولوں کو زندہ بھی کردیتا ہے - اور مبارک ہے وہ قوم ' جو نزول مصائب پر مایوسی و عطالۃ کی جگہ ' ہمت و عزم سے کام لیتی ہے -

اہل قرطاجنہ کیلیے اب انتہا درجہ کی مایوسی تھی - شہر حوالے کرچکے تھے ' اسلحہ دیچکے تھے ' لڑنے کی طاقت نہ تھی ' اور خونخوار فاتحوں کے پاس محکوموں کی فریادوں کیلیے کان سماعت مسدود تھا - لیکن اسی مایوسی نے اندر عزم و ہمت کی ایک مرتبہ آخری حرارت پیدا کردی ' اور انھوں نے سوچا کہ وطن محبوب کی بربادی سے پہلے کیوں نہ اپنی قسمت کی آخری آزمایش کرکے خود بھی برباد ہو جائیں ؟

وہ اپنے سب سے بڑے معبد میں جمع ہوے اور سب نے مقدس قسمیں کھاکر عہد کیا کہ خواہ کچھہ ہی ہو ' لیکن جب تک آخری قطرۂ خون ہمارے جسموں میں باقی ہے ' ہم اپنے ہزار سالہ ملک کو مسمار نہونے دینگے ' اور مرینگے بھی تو اس عالم میں ' کہ ہماری مضطرب لاشیں قرطاجنہ کی دیواروں ہی کے نیچے تڑپ رہی ہونگی !!

دفاع امم کی ایک عظیم ترین مثال

انسانی سعی و حرص کے آگے کوئی شے حائل نہیں

رومانی سپہ سالار حکم دیکر اپنے لئے انتظامات کیلیے انتیکا چلا گیا تھا ' اسلیے اہل قرطاجنہ کو ایک مرتب احریں حاصل تھی -

اس امر کی مثال کہ اسے کہ ایک قوم اگر اپنی ملت و وطن کی حفاظت کیلیے مستعد ہو جائے ' اگر اپنی آسودہ حالی کی حالت کا اسکو سچا احساس ہو ' اگر وہ محکومی کے عیش پر حریت کی پر محن زندگی کو ترجیح دے ' تو پھر دنیا میں کوئی ایسی مشکل نہیں جو اسکی راہ جہاد میں حائل ہو سکے ' اور کوئی کام نہیں جو اسکے لیے ناممکن ہو ' فی الحقیقت اہل قرطاجنہ کی تاریخ ایک سرچشمۂ عبرت و بصیرت ہے - ایک جابر اور قاہر قوم اپنے محکوموں سے ہتیار چھین لے سکتی ہے ' پر یہ طاقت تو کسی میں نہیں ہے کہ وہ قوموں سے انکے دلوں کو بھی چھین لے - اور پھر قومی زندگی صرف تیز اور چمکیلے ہتیاروں ہی کے دم سے نہیں ہے ' اصلی شے تو دل کی زندگی ہے -

اہل قرطاجنہ جب آخری دفاع وطن کیلیے مستعد ہوے تو انکی کیا حالت تھی ؟ ہتیار جو جنگ کی پہلی شرط ہے ' اُسے چھینے جا چکے تھے ' قلعے مسمار ہو چکے تھے ' اور اسباب جنگ اور قوائے مادیۂ دفاع میں سے کوئی قوت بھی انھیں حاصل نہ تھی - تاہم انکے پاس صرف ایک ہی چیز یعنی جوش جہاد کا ناقابل تسخیر اسلحہ ضرور تھا - پس وہ اسی کو لیکر مستعد ہوگئے ' اور اگر ایک قوم مرنے کیلیے مستعد ہو جائے ' تو پھر دنیا کی کونسی قوت ہے جو اُسے روک سکتی ہے ؟

دنیا میں آدم کی اولاد کو سب سے بڑی تکلیف جو دی جا سکتی ہے ' موت ہے - اسکے بعد انسانی جبر و تعدی کا اسلحہ بیکار ہو جاتا ہے - پس اگر ایک قوم خود ہی تلخی حیات کے اس آخرین جرعہ کو پینے کیلیے طیار ہو جائے ' تو پھر دنیا میں کوئی شے اسکے لیے ناممکن نہیں - وہ سب کچھہ کر سکتی ہے ' جو کچھہ کہ دنیا میں حیات انسانی سے ممکن ہے -

غم و اندوہ صرف اسلیے ہے تاکہ مصیبت کے حس سے سعی و استعداد کی قوت پیدا ہو ' ورنہ آنسو بہاکر تو کسی سپاہی نے میدان جنگ فتح نہیں کیا - (لہا بقیۃ)

مذاقِ علمیہ

قطب جنوبی

کپتان رابرٹ اسکاٹ

(۳)

سلسلۂ بیانیہ ملاحظہ ہو نمبر (۱۲)

اسکاٹ ۸ - آدمیوں کی جمعیۃ سے ۱۱ - اپریل کو ہٹ پرالٹ سے ایرنس کیمپ روانہ ہوا - ۲۵ - مارچ کی برفباری نے راستہ کو اسدرجہ دشوار گذار کر دیا تھا کہ اس مختصر قافلہ کا منزلہ مقصود تک پہنچنا بظاہر ناممکن معلوم ہوتا تھا - مگر حالات کی یاس انگیزی اور تاب عزم کے عنان گیر نہیں ہوتی - سفر جاری رہا - راستہ میں بجز برف کے قریب ایک طوفان کے آیسا مگر وہ بھی سفر کا رخ واپسی کی طرف نہ پھیر سکا' اور تین دن کے پر تعب سفر کے بعد ۱۳ - کو قافلہ ایرنس کیمپ پہنچ گیا - یاد ہوگا کہ یہاں ایک منزلگاہ تھی اسکاٹ نے اس منزلگاہ کا معاینہ کیا' حالانکہ میدان بخش تھی' پس ۱۷ - کو ہٹ پرالٹ واپس آنے کے لیے روانہ ہوگیا -

۲ - نومبر تک یہیں قیام رہا - اس عرصہ میں کئی ٹولیاں مختلف مقاصد کے لیے روانہ کی گئیں جو کامیاب واپس آئیں - اسی عرصہ میں ہٹ پرالٹ سے ۱۵ - میل تک ٹیلیفون لگایا گیا -

۲ - نومبر تک اسکاٹ کو روانہ ہوئے ۱۱ - ماہ اور دو دن گذر چکے تھے - گو اس مدت کا بیشتر حصہ رہ نوردی اور کارپرداری میں صرف ہوا مگر ان اعمال جاں اسفار کی غایت قصوی کے نقشۂ استعداد کا نفاذ تھا چنانچہ اس عرصہ میں مہم کی جزو عمل کا خلاصہ گوداموں اور منزلگاہوں کی تعمیر' اور نشانہائے راہ کی طیاری ہے -

نقشۂ استعداد کے تمام دفعات جب نافذ ہو چکے تو اسکاٹ نے اپنے غایہ قصوی (قطب جنوبی) کی طرف روانگی کا ارادہ کیا - ۲ - نومبر سنہ ۱۱ - کو مہم ہٹ پرالٹ سے روانہ ہوئی - مہم رات کو چلتی تھی اور دن کو آرام کرتی تھی - ہر چار میل کے فاصلہ پر ایک نشان راہ بناتی جاتی - عرض البلد کے ہر درجہ پر ہفتہ بھر کی رسد رکھدیتی تھی - یہ اسلیے تھا کہ واپسی میں (جسکی مہم کو قوی تھی) راہ کی نا شناسی یا رسد کی کمی حائل نہ ہو -

موسم خراب ' آفتاب روپوش' ہر طرف تاریکی چھائی ہوئی - نہ آسمان نظر آتا تھا اور نہ زمین' ایسی حالت میں رفتار کی استقامت یا سرعت تو ایک طرف' اسکا تسلسل باقی رکھنا بھی مشکل تھا' تاہم یابر مستعدی کے ساتھ چلتے رہے ' اور با ایں ہمہ عوائق اسکاٹ ۳ - دسمبر سنہ ۱۱ - کو مارنٹ ہوپ (Mount-Hop) سے بارہ میل کے فاصلہ کے اندر (یعنی عرض البلد کے - ۸۳ درجے اور ۲۴ - دقیقے تک) پہنچگیا -

اسکے بعد آگے بڑھا - ایک شدید طوفان کی وجہ سے برف کی خوفناک مقدار جمع ہوگئی تھی - یہ برف نہایت نرم تھی - چلنے والوں کے پیر گھٹنوں تک دھنسجاتے تھے - پیادہ پا چلنا تو نا ممکن تھا - برفستانی گاڑیاں (Sledges) بھی نا کافی ثابت ہوئیں - البتہ برفستانی کھڑاون (Ski) نے بڑا کام دیا اور واقعہ یہ ہے کہ اگر یہ نہ ہوتیں تو چلنا نا ممکن تھا -

پانچ دن کے بعد سطح برف میں کسیقدر سختی پیدا ہوئی مگر نہ اسقدر کہ کھڑاون سے بے نیازی ہو جاتی -

۴ - سے ۱۵ - دسمبر سنہ ۱۱ - تک رفتار کی شرح غیر تشفی بخش رہی ' مگر اسکے بعد نہایت عمدہ ہوگئی - ۲۱ - دسمبر سنہ ۱۱ - کو اسکاٹ عرض البلد کے - ۸۵ درجے اور ۷ - دقیقے تک پہنچ گیا -

۳ - جنوری سنہ ۱۲ - کو اسکاٹ قطب سے صرف ۱۵ - میل کے فاصلے پر موجود تھا -

وہ اس سفر کا روزنامچہ لکھتا جاتا تھا اور اعضاء مہم کے ہمدست قسط وار بھیجتا جاتا تھا -

آخری قسط یہیں سے بھیجی ہے - اسوقت مہم کے اعضاء حسب ذیل تھے -

(۱) اسکاٹ (۲) ولسن (۳) اراٹیس (۴) باورس (۵) ایرنس

مہم کے ہمراہ ایک مہینہ کا سامان رسد تھا - مستقبل کے متعلق سکاٹ اس قسط میں لکھتا ہے . " کامیابی کی امید اچھی ہے شرطیکہ موسم کی حالت ایسی ہی رہے اور غیر مترقبہ عوائق پیدا ہوں " پھر اخیر میں لکھتا ہے : " تمام انتظام تشفی بخش طور پر انجام پاگیا ہے ! اضافہ یہ ہے کہ اب اس سال کوئی مزید اطلاع نہ مل سکے گی' کیونکہ واپسی میں ضرور تاخیر ہوگی " -

۴ - جنوری سنہ ۱۲ - کو یہاں سے مہم آگے روانہ ہوئی - شرح رفتار ۱۲ - میل روزانہ تھی - ۱۷ - کو قطب پہنچی - ۱۷ - کو ترمطلع اور آلود تھا مگر ۱۸ - کو کھلگیا اور آفتاب پوری طرح نظر آنے لگا - اسکاٹ کو تھیوڈس (Theodlite) کی پیمایش سے معلوم ہوا کہ مہم اس وقت ۸۹ - درجے ۵۹ دقیقے پر ہے - قطب ۹۰ درجے پر ہے اسلیے ابھی قطب سے کسیقدر فاصلے پر تھے مگر نہایت خفیف فاصلے پر - اسکاٹ نے پیشقدمی کا حکم دیا - برفستانی خود رو گاڑیاں (Sledge motor) مہم کو نصف میل آگے لے گئیں - جب مہم پورے ۹۰ - درجے پر پہنچگئی جو اصلی نقطۂ قطب ہے تو اسکاٹ نے برطانوی علم (یونین جیک) نصب کردیا -

یہاں درجۂ حرارت (ٹمپریچر) ۲۰ - درجے زیر صفر تھا - یہاں کی برف سد کی برف سے کسیقدر مختلف تھی - سد کی برف سخت تھی - اسمیں پرتیں سی تھیں' اور پگھلنے کے بعد پانی کی معقول مقدار نکلتی تھی' مگر یہاں کی برف نرم تھی' اسمیں کوئی پرت نہ تھی' اور پگھلنے کے بعد پانی کی نہایت قلیل مقدار نکلتی تھی -

شاہد مقصود سے ہم آغوش ہوکر مہم واپس ہوئی - واپسی میں درجۃ الحرارۃ ۲۰ - سے ۳۰ - درجے زیر صفر تک رہا -

شرح رفتار کا اوسط ۱۸ - میل روزانہ تھا - جسمانی حالت کی بنا پر گو سب کو یقین تھا کہ موثرات خارجیہ کی مقاومت سب سے زیادہ ایرانس کرسکیگا ' مگر سوء اتفاق سے سب سے پہلے وہی مغلوب ہوا - سردی کی شدت خوفناک حد تک پہنچگئی تھی' جسے ایرانس برداشت نہ کرسکا - اسکا دماغ مارف ہوگیا اور بالآخر ۱۷ فروری کو مرگیا - یہ صدمہ ان صدمات کا مقدمۃ الجیش تھا جو اس کامیاب مگر کوتاہ تحت جماعت کو پیش آنے والے تھے - ایرانس کے بعد اراٹیس پر سردی کا حملہ ہوا - ہاتھوں اور پیروں کو سردی لگ گئی - اسی حالت میں کئی ہفتوں تک زندہ رہا - ظاہر ہے کہ اسوقت اسکی کیا حالت ہوگی ؟ مگر با ایں ہمہ کئی ہفتوں میں ایک دفعہ بھی حرف شکایت زبان پر نہ لایا !

(البقیہ تلے)

باب المراسلة و المناظرة

سیرۃ نبوی

از جناب حکیم علام غوث صاحب (بہاولپور)

آپکے خیالات کا شکریہ ادا کرنا خدا کا شکر بجا لانا ہے کہ ایسے لوگ کھڑے کردیے ' جو دلوں میں عظمت قرآن بٹھاتے اور خیالات شدعہ مٹانے کے لیے طیار بلکہ بر سر کار ہیں -

مجھے بہت دنوں سے الہلال کا مطالعہ حاصل ہے - چونکہ میں دینی امور میں فاضل اور دنیوی معاملات میں اہل الراے نہیں ہوں اسلیے الہلال سے اپنی ترتیب خیالات اور تربیت اخلاق کو غنیمت سمجھتا رہا اور راے زنی سے پرہیز کرتا رہا - لیکن ان دنوں سیرۃ نبوی کا نمونہ شائع ہونے لگا ہے -

شمس العلما علامہ شبلی نعمانی مد فیوضہ کی تحقیق اور تنقید مسلمہ ہے - بایں ہمہ آپ نے فراخ دلی سے صلاے عام کی صدا بلند کی کہ تنقید اور ترتیب کے متعلق علماے کرام کو مشورہ کا موقع حاصل ہے -

آپکو معلوم ہو یا نہو ' مولانا کو میں نے ہی نمونہ دینے پر آمادہ کیا تھا - ممکن ہے کہ اور صاحبوں نے بھی التجا کی ہو - میرا خیال تھا کہ تالیف ہی میں علماء دیکھ لیں ' اگر کہیں ضرورت ہو تو اپنا خیال ظاہر فرمائیں -

جسدن مولانا نے الہلال میں نمونہ بھیجا ' اسی دن مجھکو اطلاع دیدی - آپ جانتے ہیں کہ ایسی سیرۃ نبوی زمانہ کے لیے ضروری ہے - نہ صرف ضروری بلکہ اشد ضروری -

غنیمت ہے کہ لوگ بھی ضرورت محسوس کرکے سیرت کی طرف جھکے ہوے ہیں - کئی یاروں نے جلب فائدہ کے لیے پیغمبر عالم اور سوانح عمری پیغمبر وغیرہ کے نام سے کتابیں طبار کرکے بیچنا شروع کردیا ہے -

لیکن ہر طرف سے سیرۃ نبوی شبلی کی طرف آنکھ لگی ہوئی ہے - اس شوق و شغف کو دیکھکر میں یہ کہنے کی جرأت کرسکتا ہوں کہ یہ کتاب نہیں ' بلکہ ایک معجون اسلامی ہے کہ جس سے حرارت دینی کا انتعاش ہوجائیگا - لیکن ساتھہ ہی اسکے معافی حاصل کرکے عرض کرتا ہوں کہ صحت اور تنقید میں اسکا خیال رکھا جاے کہ اسکی ترکیب ' آخر میں کوئی مضر جزو بننے نہ پاے - ورنہ بعد از قرلم ' مصلح ملانا دشوار ہی نہیں بلکہ ناممکن ہو جائیگا -

(طبری) کو مولانا نے سنی المذہب ثابت کیا ہے جسکی تائید آپنے بھی کی ہے ' لیکن میرا خیال ہے کہ وہ شیعہ تھے - حاشیہ پر قول فیصل چڑھا یا جاے -

یوم ولادت سرایا سعادت میں محل کسریٰ کا متزلزل ہونا اور کنگروں کا گرنا احادیث کے علاوہ تواریخ میں بھی موجود ہے -

شاہنامہ فردوسی کو مولانا نے شعر العجم میں تاریخی پایہ کی کتاب ثابت کیا ہے - شاہنامہ میں حالات نوشیرواں میں نوشیرواں کا خواب دیکھنا ' اور پھر محل کا آواز کرنا ' اور کنگروں کا گرنا ' موجود ہے ؟

پس سیرت ندوی کو الہلال میں شائع کرتے ہوے آپ بھی حاشیہ چڑھاتے جایا کریں - تا کہ کم سے کم آپکے حواشی اور مباحث ' اسکی خوبیاں اور محاسن یا مشورہ طلب مقامات کو علما کے سامنے ظاہر کردیں اور ناظرین کو فائدہ ہو - نہیں معلوم کہ الہلال مدرسۂ عالیہ دیوبند میں جایا کرتا ہے یا نہیں ؟

اگر نہیں جاتا تو جب تک نمونہ شائع ہوتا رہے آپ براہ کرم ایک پرچہ الہلال کا مدرسہ عالیہ دیوبند میں بھیجدیا کریں - آپکو اجر عظیم ہوگا - اور مدرسۂ عالیہ دیوبند کے علما سے بکمال الحاح عرض کرچکا ہے کہ مشورہ سے دریغ نکریں - امید کہ میرا یہ ناچیز خط اخبار میں چھاپ دینگے - والسلام

الہلال

جناب کے ذوق علمی اور اظہار حسن ظن کریمانہ کا کمال شکر گذار - دیباچۂ سیرۃ نبوی کی اشاعت سے مقصود یہی تھا کہ ارباب راے مشورۂ و مذاکرہ کی راہ پیدا کریں ' مگر جیسا کہ میرا پیشتر سے خیال تھا ' ان امور کی نسبت بد مذاقی اور بے حسی اسدرجہ عام ہے کہ کسی نے اسطرف توجہ نہ کی -

صرف کلکتہ سے ایک صاحب نے ایک ضمنی امر کی نسبت تحریر بھیجی تھی جو آیندہ نمبر میں شائع کردی جاے گی -

امام طبری کی نسبت مولانا نے کوئی خاص بحث نہیں کی ہے اور نہ وہاں موقعہ تھا ' بلکہ مورخین سیرۃ کے ذکر میں ضمناً ذکر آگیا ہے - رہا الزام تشیع ' تو بندہ کرم اسکے وجوہ ارقام فرمالیے -

محل کسریٰ کے تزلزل کی نسبت شاہنامے سے استدلال تعجب انگیز ہے - اگر مولانا نے شعر العجم میں اسکی تاریخی حیثیت پر زور دیا ہے تو اس سے یہ مقصود ہوگا کہ خود فردوسی نے بطور قصص اور داستانسرایی کے واقعات گھڑے نہیں ہیں ' بلکہ قدیم ایران کی تاریخ کا جو مواد عربی میں آچکا تھا ' اسی کو بہ حیثیت ایک دیانت دار مورخ کے نظم کردیا ہے - اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ فردوسی کو بطور ایک محدث اور مورخ سیرۃ کے تسلیم کیا جاے !! ان روایات کی نسبت فقیر کی تحریر پچھلے دنوں الہلال میں نکل چکی ہے ' اسکے ملاحظہ فرمانے کے بعد امید ہے کہ جناب مطمئن ہوگئے ہونگے -

---

خلیفہ مامون الرشید

اور الزام قتل امام رضا (ع)

از جناب مولانا مرتضی الحسینی الدونہروی

آپکے اخبار گوہر بار میں مجھکو ایک عجیب و غریب میدان مناظرہ دربارۂ خلیفۂ مامون رشید عباسی نظر آیا - جناب نے اگرچہ محاکمہ میں بڑی نزاکت اور باریک بینی اور اعتدال سے کام لیا ہے جو ضرور قابل تحسین و آفرین ہے ' مگر افسوس کرتا ہوں کہ مجھے نہ پورا اتفاق جناب کے مقالۂ محاکمہ سے ہے ' نہ اوس فریق سے ' جو جزم کرتا ہے کہ مامون رشید نے امام رضا علیہ السلام کو زہر سے شہید کرایا -

اپنے تبدیل لباس سے جو قیاس قائم فرمایا ہے ' میں اوسکے اساس کو مضبوط نہیں سمجھتا ' کیونکہ تبدیل طراز و وضع و لون لباس سے یہ لازم نہیں آتا کہ خواہ نخواہ اوسنے امام علیہ السلام کو زہر بھی دلوایا ہو - مسائل سیاسی ہمارے زمانہ میں بھی سریع التغیر یا بطی التغیر ہوا کرتے ہیں مگر اوس سے انتہائی تغیر کا قیاس قائم کرلینا ہمیشہ صحیح نہیں ہوتا - مثلاً قانون اخبارات کو ملاحظہ فرمالیے کہ اوسنے کتنے ہی رنگ بدلے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ گورنمنٹ کی نسبت یہ قیاس قائم کیا جاوے کہ مخدوم وطن اور مدایان آزادی کے قتل عام کا حکم دیدیا ہو - گو اونکو جہاز پر سوار کرکے غائب کردیا اور کسی دور و دراز جزیرہ میں قید کردینا ' جہاں ہواے وطن کا ہزاروں کوسوں کھاکر بھی پہونچنا دشوار ہو ' مماثل قتل قرار دیا جاوے ' مگر مماثل اور مماثل نہ میں فرق ظاہر ہے -

مامون رشید اس سطوت اور جبروت کا حکمران تھا کہ اگر وہ علانیہ امام علیہ السلام کے قتل کا حکم دیتا تو کوئی چیز اسکے نفاذ حکم میں حائل نہوسکتی تھی در حالیکہ ہارون رشید کی مطلق العنان حکومت قاہرہ سے اہل بیت رسالت سے انحراف کی ہوا رعایا عام کی طرح عالم گیر ہو رہی تھی - اس صورت میں کسی فتنہ و فساد

منکر کا خوف تھی دامنگیر نہ تھا تو پھر کسی طرح قرین عقل نہیں ہے کہ مامون الرشید علے الاعلان اظہار محبت و فضیلت اہل بیت رسالت کے بعد' امام علیہ السلام کو ولی عہد بنا کر' اور کر مخفی طریقہ سے شہید کر دیتا -

میری راے میں یہ تہمت مامون رشید پر اون لوگوں کی تھی' جو اوسکی فرط محبت اہل بیت رسالت سے جلتے تھے اور یہ اونکی نہایت باریک و ڈپلومیٹک چال مامون پر حملہ کی تھی -

بہر حال روس کے مظالم اسلام سوز کے ذکر میں مامون رشید کی زہر خورانی کا ذکر علاوہ غیر ضروری ہونے کے ' مسئلہ مختلف فیہ ہونے کی حیثیت سے بھی اولیٰ بالحذف ہے -

اب رہا اون روایات کا مسئلہ' جس میں مامون کی زہر خورانی کا ذکر آیا ہے ' تو میں اون روایات کو بمقابلہ دراہ اور شہادت عقلی کے قابل وثوق نہیں سمجھتا - افسوس ہے کہ عالم سفر میں میرے پاس فن رجال کی کتب نہیں ہیں ورنہ مفید رجال سے بھی ممکن تھا کہ مامون کی برأت اس الزام سے ثابت کرتا - مجھے خیال آتا ہے کہ جناب سید (ابن طاؤس) اور جناب علامہ (قاضی نور اللہ شوستری) بھی میری راے سے موافق ہیں - ناظرین کو غلط فہمی نہو- میں واقعہ زہر خورانی سے انکار نہیں کرتا بلکہ مامون کی شرکت یا حکم سے اس واقعہ میں منکر ہوں -

اصل یہ ہے کہ علاوہ مامون کے دیگر اکثر خلفاء بنی عباس کے مظالم اہل بیت رسالت و سادات پر زیادہ سے زیادہ نے لہذا عام راے شیعوں کی اور اون کے قلوب ایسی روایات کے لیے سریع القبول و الاذعان تھے ' اور تفتید و تدقیق و تحقیق پر متوجہ نہوتے تھے ' لہذا مامون بھی ایسے الزامات کا نشانہ اس گروہ کے نزدیک بنگیا حالانکہ مامون میرے نزدیک می نفسہ معصوم و مامون تھا والسلام -

الهـــلال

صرف تبدیل لباس سے تو یقیناً یہ لازم نہیں آتا ' لیکن یہ ضرور ثابت ہو جاتا ہے کہ سیاسی ضرورتوں سے مامون الرشید کا طرز عمل سادات و علویین کے ساتھہ بدل گیا تھا -

غالباً جناب نے اس تحریر کو بالا ستیعاب ملاحظہ نہیں فرمایا - ورنہ تو خود اس عاجز نے بھی لکھا ہے کہ واقعۂ ولی عہدی کو ایک حیثیت سے ذریعۂ قتل قرار دینا بالکل قرائن صحیحہ اور واقعات سے انکار کرنا ہے - لیکن اصلی مشتبہ حصہ وہ ہے ' جہاں آکر اس واقعہ کی جدولت مامون مشکلات میں گھر جاتا ہے ' اور خود اسکی خلافت معرض خطر میں آجاتی ہے' حتی کہ بغداد میں ابراہیم کے ہاتھہ پر لوگ بیعت کرنا بھی شروع کر دیتے ہیں - کیا ایسی حالت میں ممکن نہیں کہ وہ اُسی سیاست کے عمل در آمد پر مجبور ہوگیا ہو جو اُس نے بلا اختلاف ذری الریاستین کے ساتھہ عمل میں لائی ' اور ذو الیمینین کو بھی اسی کا نشانہ بنانا چاہا تھا ؟

تمام لکھہ چکا ہوں کہ بحالت موجودہ قطعی فیصلہ دشوار' اور نیز غیر ضروری - پھر عجب نہیں کہ عام بنی عباس میں سے کسی شخص کی یہ کار روائی ہو' جیسا کہ ابن واضح کا بیان ہے - قرائن صحیحہ کے معنے ہیں کسی واقعہ کے وقوع کا ظن غالب پیدا ہو جانا - لیکن عدم وقوع کا خطرہ تو ہمیشہ باقی رہتا ہے -

من رجال کی کتابیں اس بارے میں اس سے زیادہ غالباً کچھہ نہیں بتلا سکتیں -

اتفاق سے اس وقت (مجالس المومنین) وغیرہ ملی نہیں - کہیں کتابوں میں ہے - اب جناب نے اس طرف توجہ دلائی ہے تو کتب شیعہ کو بھی بوقت فرصت اس نظر سے دیکھونگا -

---

شمس العلما مولانا شبلی نعمانی

اور مسئلہ الندوہ

— * —

از جناب سید علی متقی صاحب (امروہہ)

مولانا ! السلام علیکم -

الہلال کی جو آزادانہ ' بے باکانہ ' اور غیر طرفدارانہ رفتار اسوقت تک رہی ہے ' اور آپ کی ذات سے اوس کے متعلق قوم کو آیندہ کی نسبت جیسی توقعات ہیں' وہ میری ناچیز شہادت کی محتاج نہیں - لیکن میں اسقدر عرض کرنیکی معافی چاہتا ہوں کہ اگرچہ الہلال کی خریداری کا شرف بہت کم مسلمانوں کو حاصل ہے لیکن یہ واقعہ ہے کہ مسلمانان ہند کا ایک کثیر حصہ خصوصاً آزاد خیال مسلمانوں کا ایک گروہ کثیر الہلال کو بیحد شوق کے ساتھہ دیکھتا ہے - اور یہ دیکھنا معمولی طریقہ کا نہیں ہے بلکہ مذکورہ بالا جماعت اوس حسن عقیدت کیوجہ سے جو اوسکو الہلال اور اوس کے قابل محرر اڈیٹر کے ساتھہ ہے ' یقیناً اوسکو اس نظر سے دیکھتی ہے' جسطرح کسی بہترین مشیر کے قابل اعتماد مشورے دیکھے جاتے ہیں -

میرا عقیدہ ہے کہ آپ اپنی اوس ذمہ داری کو کافی سے بھی زیادہ متحسوس کرتے ہیں جو الہلال جیسے رسالہ کے اڈیٹر ہونیکی حیثیت سے مذکورہ بالا اعتماد کے لحاظ سے آپ پر عاید ہوتی ہے - ایسی حالت میں یہ امر کیقدر حیرت انگیز ہے کہ الہلال نے اسوقت تک ندوہ کے موجودہ ناگوار واقعات کیطرف ذرا توجہ نہیں کی - ابتک تو یہ کہکر دل کو سمجھالیا گیا ہے کہ زیادہ وقت نہیں گذرا - ممکن ہے کہ آیندہ آپ کچھہ لکھنے والے ہوں - مگر آپ مجھسے زیادہ جانتے ہیں کہ دنیا میں بدگمانیوں کی بھی نہیں ہے اور اب یہ خیال ترقی کرنے والا ہے کہ آپکے اور مولانا شبلی کے باہمی تعلقات نے آپکو اون کے خلاف کچھہ لکھنے کی اجازت نہ دی - کیا آپ براہ کرم اس عریضہ کو معہ مندرجۂ ذیل سوالات کے الہلال میں جلد سے جلد درج فرما کر مجھکو مشکور اور پبلک کو اس معاملہ کے متعلق اپنے قابل عمل اور آزادانہ رائے سے مطلع فرما کر ممنون فرمائینگے ؟

(۱) مولوی عبد الکریم سابق ناظم ندوہ کے معاملہ میں جو روش مولانا شبلی صاحب نے اختیار کی ہے ' اگر وہ تحریریں صحیح ہیں جو اسوقت تک مسلم گزٹ میں اسکے متعلق شایع ہوئی ہیں ' تو آپ کا خیال مولانا شبلی صاحب کے اس طرز عمل کے متعلق کیا ہے ؟

(۲) آیا آپکو کچھہ ایسے واقعات معلوم ہوے ہیں جو مسلم گزٹ کی تحریرات کے خلاف ہوں اور مولانا شبلی کی طرف سے بطور ڈیفنس کے پیش ہو سکیں -

(۳) آپ کے اس معاملہ کی طرف توجہ نکرنیکی وجہ کیا ہے ؟

الهـــلال

جناب کے حسن ظن بزرگانہ کا کمال شکریہ ' اور استدعاء دعاے حصول استقامت' و توفیق خدمۃ' و اعمال صالحہ : و اللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم -

جس دن جناب نے یہ خط لکھا ہے ' امید ہے کہ اُسی دن گذشتہ اشاعت کا الہلال پہنچ گیا ہوگا اور اسمیں ایک نوٹ اس معاملے کی نسبت نظر مبارک سے گذرا ہوگا -

جناب نے " ذاتی تعلقات " کا ذکر کیا ہے - ایک مدت تک ہم اپنے اعمال میں ان چیزوں کے عادی رہے ہیں' اسلیے یہ لفظ بکثرت زبان پر چڑھگیا ہے اور ہمیشہ سامنے آجاتا ہے ' مگر میں تو اسے جتنے اب تھوڑا سا کیا ہوں - یہ " ذاتی تعلقات " کا لفظ کیا بلا ہے' جو ہمیشہ لوگوں کی زبانوں پر آتا ہے ؟ میں نہیں سمجھہ سکتا نہ اسکا مطلب کیا ہے ؟ آپ کہتے ہیں کہ ذاتی تعلقات " میں

مقالات

کہتا ہوں کہ جو نفس خبیث و شریر حق و صداقت کے معاملہ میں ایک منٹ ' ایک لمحہ ' ایک عشر لمحہ کیلیے بھی ذاتی تعلقات سے متاثر ہوتا ہے ' یہی نہیں کہ وہ ایک کمزور ' معصیت آلود ' اور مستوجب صد تعزیر ہستی ہے ' بلکہ یہ ' کہ میرے عقیدے میں وہ مومن و مسلم ہی نہیں - اگر ہم مسلمان ہیں تو ہم کو ہمارے خدا نے بتلا دیا ہے :

یا ایہا الذین آمنوا	اے مسلمانوں ! استقامت اور مضبوطی
کونوا قوامین	کے ساتھہ عدل و انصاف پر قائم رہو '
بالقسط شہداء للہ	اور اللہ کو حاضر و ناظر سمجھکر گواہی
ولو علی انفسکم	دو ' گو وہ خود تمہارے یا تمہارے
او الوالدین	ماں باپ اور رشتہ داروں کے خلاف ہی
و الاقربین ' ان	کیوں نہو - اگر کوئی مالدار ہے یا فقیر
یکن غنیا او فقیرا '	ہے تو اللہ انکے لیے سب سے ' بڑھکر ہے '
فاللہ اولی بہما '	پس تم انکی خاطر ہوائے نفس کی
فلا تتبعوا الہوی	پیروی نہ کرو کہ کہیں حق سے انحراف
ان تعدلوا و ان تلووا	کرے - اور اگر صاف صاف گواہی نہ
او تعرضوا ' فان	دوگے یا گواہی دینے سے پہلو تہی کروگے
اللہ کان بما تعملون	تو یاد رکھو کہ جو کچھہ تم کرتے ہو '
خبیرا (۴ : ۱۳۴)	خدا اس سے با خبر ہے -

پھر جس عالم میں خود اپنے نفس کی محبت اور والدین و اقربین کی قدرتی الفت کی نہیں چلتی ' وہاں یہ " ذاتی تعلقات " کیا چیز ہیں ؟

اصل یہ ہے کہ مدتوں کی نفس پرستی نے ہم لوگوں کے اعمال ہی کو نہیں بلکہ ہمارے جذبات کو بھی پست کر دیا ہے - اسی کا نتیجہ ہے کہ کوئی بلند شے سمجھہ میں آ ہی نہیں سکتی - لیکن میں جناب کو اور جناب کے احباب کو یقین دلاتا ہوں کہ اس دنیا میں میرے لیے صدہا آرمایشیں ہیں ' مگر یہ مزعومہ تعلقات کی منزلیں تو میرے لیے کچھہ کڑی نہیں ہوسکتیں - جو منزلیں کہ آگے والی ہیں ' اور الحمد للہ کہ ابتک وقت اس دور نہیں سمجھتا ' انکے لیے اللہ سے دعا کیجیے کہ خدا تعالی استقامت روزی فرمائے - باقی رہے باہمی تعلقات و ملاقات اور صحبت و ارتباط ' تو تعجب ہے کہ لوگوں کو اسکا تصور نہیں شرماتا ؟ کیا وہ اس پیمانے کو ہاتھہ میں لیکر ضمناً یہ نہیں بتلادیتے کہ خود انکا ظرف پیمایش بھی اتنا ہی ہے ؟

بھائی ! مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ میں جس دنیا میں ہوں ' اسکی ابھی آپ لوگوں کو خبر نہیں - شاید کچھہ عرصے کے بعد حقیقت حال زیادہ روشنی میں آجائے : فانتظروا ' انی معکم من المنتظرین (۱)

تو و طوبی ' و ماؤ قامت دوست !
فکر ہر کس بقدر ہمت اوست !

فیا لیت قومی ' یعلمون بما غفرلی ربی ! ! (۲)

(۱) اگر وہ تحریریں اور انکے الزامات صحیح ہیں ' تو جیساکہ لکھہ چکا ہوں ' اسمیں کوئی شک نہیں کہ مولانا نے ایسی سخت کمزوری دکھلائی ' جسکا مجھے انکی نسبت کبھی خیال بھی نہیں ہوسکتا تھا - یقیناً قوم کو حق ہے کہ بصورت صحت انسے مواخذہ کرے اور پوچھے کہ ایسا کیوں کیا ؟

(۲) میں نے اسی خیال سے مولانا کی خدمت میں خط لکھا تھا ' معلوم ہوا کہ بیمار ہیں - باقی جو کچھہ عرض کرنا ہے آسے شذرات میں لکھونگا - (۳) گذشتہ پرچے میں لکھہ چکا ہوں -

(۱) پس آنے والے وقت کا انتظار کرو ! تمہارے ساتھہ میں بھی انتظار کرتا ہوں -
(۲) اے کاش میری قوم جانتی کہ میرے اللہ نے کس طرح مجھے بخش دیا اور کس عزت میں داخل کر دیا !

ڈاکٹر لی بان اور موجودہ ہندوستان

— * —

از مراسلہ نگار ادیب صاحب امصا

— * —

یوتی الحکمۃ من یشاء و من یوت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیر
و ما یذکر الا اولو الالباب (سورہ بقرہ - رکوع ۳۶)

(اللہ تعالی) عطا فرماتا ہے حکمت جسکو چاہتا ہے ' اور جسکو حکمت ملی ' بیشک اسکو خیر کثیر ملی اور صاحبان فہم و فراست ہی غور و فکر کرتے ہیں

—:○:—

فی الحقیقت ' حکمت ایک نعمت عظمی ہے جسے پروردگار عالم اپنے خزانۂ کرم سے بندہ کو عطا فرماتا ہے ' لیکن جن وسائل و رسائط سے یہ نعمت ہم تک پہونچتی ہے ' وہ ہم سے دور نہیں ' بلکہ ہمارے اندر اور باہر ہی موجود ہیں :

درست نزدیک ترازمن بمن است
ریں عجب ترکہ من ازوی دورم
چہ کنم تا کہ توان گفت ' کہ او
در کنار من و من مہجورم

ہر وہ سانس جو باہر سے اندر ' اور اندر سے باہر جاتا ہے - ایک حکمت پژوہ دماغ کے لیے یقینا بصورت ہے ' اور اگر ہر خاکریز ایک معرفت سنج ہاتھہ کے لیے اپنے اندر حقیقت کی آواز رکھتا ہے تو ہر سبز پتہ بھی ایک حقیقت شناس نظر کے لیے سرتاسر صحیفۂ حقائق و معارف ہے !

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقی دفتر یست معرفت کردگار

اسمیں شک نہیں کہ تحقیق حق کی راہ معالطات کے کانٹوں سے خالی نہیں ' بارہا تعثیش و تجسس سے گمراہ ہوکر حق کو باطل اور باطل کو حق ' اور سایۂ درخت کو درخت سمجھہ لیا ہے :

ازاں حساب تو ہر دم تفاوتی دارد
کہ قد سرو نہ بیدی و سایہ پیمانی

لیکن کیا راہ بھول جانے کے امکان پر راستہ چلنا چھوڑ دیا جائے ؟ اور کیا ان کج احتمالیوں کی بنا پر منزل مقصود ہی سے روگردانی کر لیجائے ؟ ایک تحقیق پیما قدم کا یہ شیوہ نہیں کہ ساکن رہے (چہ جائیکہ پیچھے ہٹے) بلکہ اسکا عین مذہب یہ ہونا چاہیے کہ جادۂ حق طلبی میں ہمیشہ سرگرم رفتار رہے اور اسوقت تک دم نہ لیا کرے سمجھے ' جب تک کہ شاہد منزل سے ہم آغوش نہ ہو جائے - پس چاہیے کہ تحقیق حق اور ابطال باطل کی راہ میں طلب صادق اور قدم راسخ رہے ' اور اپنے گرد و پیش ' انسان ہمیشہ ایسے اسباب جمع رکھے ' جسے جذبۂ استعلام و استکشاف دائم مشتعل ' اور کبھی سرد نہ ہونے پائے -

موجودہ ہندوستان جو یکسر صفحۂ بصیرت ہے ' اگر ہماری آنکھیں اور پر ہوتے ' تو نہ معلوم ہمکو کہاں کا کہاں پہونچا دیتا ؟ لیکن افسوس کہ اگر سیاہ بختی کے حکم سے پست ہمتی کی نیل کی سلائی آنکھوں میں پھیر دیگئی ہے ' تو عقلت کے زہر سے حرکت پا بھی یکقلم سلب ہے - اگر سنہ ۱۹۱۳ - میں (لی بان) کا دماغ ہندوستان میں ہوتا تو دیکھتا تھا کہ کیسے کیسے نظریات گورنمنٹ مستنبط کرتا اور کیا کیا ترمیمات اور اصلاحات اپنے اس نظریہ میں کرتا ' جسپر

هم هندوستان کي موجوده حالت کے نقطۂ نظر سے ' ذیل میں ایک اجمالی ریویو کرنا چاهتے هیں :-

(گستولی ناں) فرانس کا مشهور و معروف فلسفی هے - علم النفس اسکي تصنیفات کا تا حشر شرمندۂ احسان رهیگا - لي باں پهلا شخص هے جسنے منظم اور مرتب شکل میں اس امر کو دکهایا که جماعت کے نفس کے حالات و واردات ' ایک منفرد نفس کي کیفیات و معاملات سے بالکل مباین هیں - اس موضوع پر لي ناں نے ایک ضخامت مبسوط رساله لکها هے ' جسکا ترجمه عربي میں بهی باسم " روح الاجتماع " هوگیا هے - یوں تو دیگر نفسیین (Prychslogists) کے یهاں بهي بطریه " روح الاجتماع " کا (جس سے هم آگے چلکر تفصیلي بحث کرینگے) مواد پایا جاتا هے لیکن اسکو ایک منظم صورت میں پیش کرنے اور اسکی تدوین و تلفیق اور توضیح و تشریح کا سهرا لي باں هی کے سر هے -

مصنف موصوف کا دعوی هے (اور اس دعوے کي آجکل پیش آنے والے واقعات نے غیر مشتبه طور پر تصدیق کردي هے) که چند افراد کا کسی خاص مقام پر کسي غرض سے مجتمع هوجانا ' انکي انفرادي شخصیت کو محو کر دیتا هے ' اور منفرد اذهان کي باهمدگر ترکیب و امتزاج سے ایک مستقل ذهن طیار هوتا هے اور ایک قائم بالذات روح توکیب پاتي هے - اب اس نئے ذهن اور اس جدید نفس مرکبه کے افعال و کیفیات کے اصول ' منفرد نفوس سے بالکل جداگانه اور مستقل هوتے هیں - اس جماعت میں داخل هونے اور اسطرح اسکا جزو بن جانے کے بعد جو کیفیات ایک فرد کے ذهن پر طاري هوتي هیں ' وه اسکے ذهن کے ذاتي اصول کے مطابق نهیں هوتیں بلکه " روح الاجتماع " کے اصول کے تابع هوتي هیں ' اسکا دماغ اسکے قابو میں نهیں رهتا - اسکي کوئي ذاتي اور شخصي راے نهیں هوتي ' بلکه جو جماعت کي راے هوتي هے وهي اسکي بهي راے هوجاتي هے - وه مثل ایک ذرے کے هے ' جو ایک تودۂ ریگ میں داخل هوجانیکے بعد هوا کے دست درد سے اپنے نئیں محفوظ اور قائم نهیں رکهه سکتا ' اور جس طرف باد تند تودے کو اڑاکر لیجاتي هے ' اسی طرف چار و ناچار اسکو بهي اڑجانا پڑتا هے - اس نظریه کے مطابق ارسطو اسیوقت تک ارسطو هے ' جب تک که وه تنها اور جماعت سے علحده هے ' لیکن جب وه تودۂ جماعت میں شریک هوگیا ' تو وه ایک ذرۂ بے مقدار هے اور اسکا فضل و تفلسف جهالت اور حماقت سے بدلے بغیر نهیں رهسکتا اسلیے که جماعت کے خصائص معلومه میں سے یه ایک نمایاں خصوصیت هے که مادۂ غور و فکر مفقود هوجاتا هے اور اسکے فقدان سے جو جگه خالي هوجاتي هے اسکو تخئیل اور امیجیشیں پُر کر دیتا هے - یعني جماعت میں عقل کم اور جذبات زیاده ' غور و خوض مفقود ' اور فعل و عمل موجود هوتا هے - جماعت کے مزاج میں صد اور هت بے انتها هوتی هے اور هر خیال ' قوت سے فعل میں منتقل هونے کے لیے سخت مضطرب رهتا هے - اسي بنا پر لی باں نے جماعت کو بچے اور عورت سے تشبیه دي هے - بچے کیطرح ' جماعت میں بهي قوت فاعله زیاده هوتی هے اور اس لحاظ سے (علي گڈه یونیورسٹي) کے هنگامے میں ' اگر پبلک نے لیڈروں کي گاڑیاں کهینچي هیں ' اور اسپ خواني ظاهر کي هے ' تو همارے لیے مطلق تعجب کی بات نهیں -

هم نے اپني آنکهه سے دیکها که اس هنگامه میں مختلف صورتوں سے اظهار کرمجوشی میں هندو بهائي بهی شریک تهے - کوئی اسکو بے تعصبی سمجهے ' لیکن همکو تو یه سب لي باں کے اس مقوله کی تفسیر هی معلوم هوتي هے که :

جماعت کے افراد عام اس سے که وه مختلف المذاهب هوں یا متحد المذهب ' جب ایک جگه (۱) کسي خاص شورش انگیز مقصد کے لیے جمع هو جاتے هیں تو ایک هي رنگ میں ڈوب جاتے هیں اور سب کا مطمع خیال اور محور عمل ایک هي هوتا هے - پاني کي طرح جماعت بهي ایک هی سطح چاهتي هے -

حقیقت یه هے که جماعت کے هر فرد کی حالت مسمریزم کے معمول کی طرح هوتی هے اور اسکے تمام حرکات اور افعال ارادہ سے بالکل معرا هوتے هیں - پس جو کچهه وه اپنے گرد و پیش هوے دیکهتا هے خود بهي وهی کرنے لگتا هے - اسکو اس امر کا بالکل احساس نهیں هوتا که وه هندو هے یا مسلمان - عیسائی هے یا یهودي ' اور جو کچهه وه کر رها هے اسکی ملت ' مذهب ' اور قومیت کے موافق هے یا مخالف ؟

جماعت نادان ' ساده لوح ' حماقت شعار اور صدي هونے کے ساتهه شدت سے مبالغه پسند بهی هوتي هے ' اور اخباروں (۲) نے یونیورسٹي کے کارکنوں کي ادنی ادنی خدمات کي نسبت جو نثرے قصیدے چهاپے هیں ' وه ایکطرف تو اس دعوے کے مصدق هیں که جماعت کے مزاج میں اغراق اور غلو کا خلط نهایت غیر معتدل درجه پر هوتا هے ' اور دوسري طرف انکی قبولیت عامه اس امر کي موئید هے که جماعت مبالغه اور حقیقت میں تمیز نهیں کر سکتی -

چونکه جماعت کا دماغ اک فرد کے دماغ سے علیحده اور مختلف هوتا هے اسلیے ' اسکا طریق استدلال بهي نرالا ' اور اسکی منطق بهي انوکهي هوتی هے - جماعت کا طور استدلال همیشه مثالي اور اکثر سرسري اور سطحی هوتا هے - جماعت کے نزدیک کوئی وجه نهیں که بلور کا ٹکڑا منهه کے اندر نه گهلے ' در انحالیکه برف کا ٹکڑا جو اسکے مشابه هے منه میں گهل جاتا هے ! !

اس بنا پر معیار بدایي اور استعاره طرازي جماعت کے لیے جسقدر پر اثر هو سکتی هے ' دوسرا طریقۂ بیان نهیں هو سکتا - یهی سبب هے که جماعت همه تن تخئیل هوتی هے ' اور اسلیے وه همیشه اس شے سے متاثر هوتی هے جو عقل و فکر کی جگه تخئیل سے اپیل کرتي هو - اسکے ساتهه هی اگر تحریر یا تقریر میں مخاطب جماعت کے معتقدات اور جذبات کا بهي لحاظ رکها جائے ' تو اسکا اثر دگنا هو جاتا هے - مثلاً مسلمانوں کے لیے اس سے زیاده موثر طریقۂ استدلال نهیں هو سکتا که کوئی همیشه قرآن مجید کي کوئی آیت یا حدیث هو ' اور صغری وه شے اور وه بات هو ' جو موضع ترغیب یا معرض ترهیب هے - ان دونوں نکتوں کو ملحوظ رکهکر چند دنوں کے عرصه میں (الهلال) نے جو حسن قبول حاصل کرلیا هے ' وه محتاج ذکر نهیں -

آیات قرآنیه اور حدیثوں کے بعد وه ضرب الامثال ' محاورے ' کهاوتیں ' اور اشعار جو همارے سوسائٹی میں رائج هیں ' همارے لیے حجج واضحه اور دلائل قاطعه کا حکم رکهتے هیں - ممکن نهیں که جماعت مخاطب کے حق میں کسي کهاوت سے استدلال ' اطمینان بخش اور مناسب اور مشهور اشعار کا ایراد تسکین بخش ثابت نهو - حل اس عقده کا یه هے که اول تو فطرتاً هم هر اس شے کے معتقد هوتے هیں ' جس پر همارے آبا و اجداد اعتقاد رکهتے هیں ' اسلیے که علم الحیات کا یه

---

(۱) ایک مقام پر جمع هونیکي شرط مفصول هے - اسلیے که جذبات سے جب شورش پیدا هو جاتي هے ' تو افراد نهیں هوں ' جماعت کے تمام خصوصیات کے مظهر تام هوجاتے هیں ' اور روح الاجتماع انمیں حلول کر جاتي هے - یه جماعت کي آنکهوں سے دیکهتے هیں ' جماعت کے کانوں سے سنتے هیں ' اور جماعت کے حواس سے هر شے کو محسوس کرتے هیں - کیونکه انکے ذاتي حواس بالکل معطل هو جاتے هیں -

(۲) اخبار نویس بهي روح الاجتماع کي خصوصیات کے جراثیم سے محفوظ نهیں رهتے ' اسلیے که وه بهي پبلک کا ایک جزو هوتے هیں - (منه)

ایک مسلمہ ہے کہ عادات ' اطوار ' امراض کیطرح ' عقائد بھی اسلاف سے اخلاف کی طرف وراثتہً منتقل ہوتے ہیں - اس انتقال کو علم الحیات کی اصطلاح میں " ایراث " (Lawy heredity) کہتے ہیں - پس اصول ایراث کی بنا پر ضرور ہے (۱) کہ ہمارے اجداد و اسلاف کا جو عقیدہ تھا ' ہمارا بھی وہی عقیدہ ہو ' اور جسکو وہ قطعی اور بدیہی سمجھتے تھے ' ہم بھی اسکو قطعی اور بدیہی سمجھیں - اور جب یہ معتقدات بطور حجت ہمارے روبرو پیش کیے جائیں ' تو ہم بے چون و چرا اسیطرح تسلیم کرلیں جسطرح ہمارے آبا و اجداد تسلیم کرلیا کرتے تھے - یہ ایک تقاضاے فطرت ہے جس پر انسان مجبور و مجبرل ہے -

علاوہ بریں حیات و تجربہ انسانیہ میں ان مفعولوں کا بتواتر اور بہ کثرت استعمال ' جبلی اثر سے قطع نظر ' بجاے خود ایک اثر حجۃ اور فائدۂ دلیل ہے - اور جماعت کے سامنے ایک دعوے کو محض بار بار دہرا دینا ہی ' اپنے اندر سیکڑوں دلائل اور ہزاروں براہین رکھتا ہے - اگر اس ادعاے محض کے تکرار کے ساتھہ لہجہ تحکمانہ اور مدعیانہ ہو ' تو جماعت کے متاثر و معمول نہو جانیکی کوئی وجہ نہیں -

نپولین کا قول ہے : " فن خطابت کے صنائع و بدائع میں تکرار مفاہیم اور اعادۂ مطالب یعنی ایک ہی بات کو بار بار پیش کرنے سے زیادہ کوئی دوسری شے پر اثر ' اور کوئی دوسرا آلۂ تاثیر نہیں " یہ صرف ایک شے کے پے درپے دماغ کے روبرو پیش ہونے ہی کا نتیجہ ہے کہ وہ لوگ جنکا یہ نہایت راسخ عقیدہ ہے کہ اشتہاری چیزیں ہمیشہ خراب ہوتی ہیں ' اور وہ لوگ جو تمام عمر اسکا وعظ کرتے رہے کہ اخباری اشتہارات ہمیشہ خدع و فریب پر مشتمل ہوتے ہیں ' اکثر دیکھا گیا ہے کہ کسی کثیر الاشاعۃ اشتہار کے تواتر سے غیر محسوس طور پر اس طرح موعوب و معمول ہوجاتے ہیں ' کہ جب آکر اس شے کی ضرورت ہوتی ہے تو بے ساختہ اسی کارخانہ کو آرڈر دیدیتے ہیں ' جسکا اشتہار شب و روز اخباروں اور رسالوں میں اور شہر کی دیواروں اور اسٹیشنوں پر چسپاں دیکھا کرتے ہیں - یہ ایک شے کے متواتر وقوع پذیر ہونے کا ادنیٰ کرشمہ ہے -

جماعتوں کی حالت اکثر یہ دیکھی گئی ہے کہ اولاً چند افراد مقرر کی خطابت سے اثر پذیر ہوتے ہیں ' لیکن ادھر یہ متاثر ہوئے اور ادھر یہ اثر مرض متعدی کی طرح تمام جماعت میں پھیل گیا - ایسے موقعوں پر نکتہ رس خطیب ہمیشہ آشتی جوئی کو مقدم رکھتے ہیں اور اپنے استمالت آمیز فقروں سے تالیف قلوب کرتے ہیں ' اسکے بعد حرف مطلب زبان پر لاتے ہیں -

لی باں لکھتا ہے کہ جماعت کی طبیعت کی اُفتاد کچھہ اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ وہ ثبات و استقامت کے ہر مثال اور صبر و استقلال کے ہر نمونے کے قدموں پر (خواہ وہ کسی حال میں ہو اور کہیں ہو) ایسا سر نیاز اور جبین عقیدت رکھتی ہے - وہ اپنے معتقدات و خیالات میں اپنے لیڈر کا یکسر آئینہ بن جاتی ہے - جو عقائد و خیالات لیڈر کے ہوتے ہیں ' بعینہ وہی عقائد و خیالات اسکے بھی ہوجاتے ہیں ' اور اسکی قوت نقد و اعتراض ' لیڈر کے رعب و جبروت کے اثر سے قطعاً معطل و مسلول ہوجاتی ہے - جو حرف لیڈر کے منہ سے نکلتا ہے اسکو حیرت کی آنکھوں ' یقین کے کانوں ' اور عزت کے دل سے سنتی ہے - وہ ایک آلہ معطل ہے جسکو اسکا لیڈر جسطرح چاہے استعمال کرے - وہ مسمریزم کا ایک معمول ہے جسکو اسکا لیڈر جو حواب چاہے ' دکھادے ' اور وہ ایک بےجان لاش ہے جسکو اسکا لیڈر جس کروٹ چاہے لٹادے ' اور جس رخ چاہے پھیر دے !

لیکن استقامت و استقلال کے علاوہ دنیا میں اور قوتیں بھی ہیں جو جماعت پر کبھی کبھی مسلط ہوجاتی ہیں ' یہ قوتیں مال و دولت اور جاہ و مرتبت ہیں - گو اسمیں شک نہیں کہ انکا تسلط ہنگامی اور عارضی ہوتا ہے ' مگر اس امر سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جس لیڈر کو کمان دولت نے بلند پیندک دیا ہے ' جماعت بھی اس لیڈر کو گرنے اور زمین بوس ہوے تک نہایت ارادت آگین نظروں سے دیکھتی رہتی ہے -

لی باں کہتا ہے کہ لیڈر کے رعب و دبدبۂ و سطوت اور جبروت و شان و اقبال کو صدمہ پہونچانیوالی چیزوں میں ناکامی کا نمبر سب سے اول ہے - اقبالمندی ایک شیشہ ہے ' جو ناکامیابی کی ٹھیس کا متحمل نہیں ہوسکتا - لیڈر کو جہاں کسی پبلک کام میں ناکامی ہوئی ' اور معاً اسکے حباب اقبال نے آنکھیں بند کرلیں - ادھر ناکامی و نامرادی کی ہوا چلی اور اُدھر اعتراضوں کی بوچھاڑ سے تمام گذشتہ خدمات کے پتے ایک ایک کرکے جھڑ گئے ' اور گویا ساری ساکھہ اور بھرم ایک نقش بر آب تھی کہ ایک لمحہ کے اندر مٹ گئی !!

ناکامی کے علاوہ اعتراض فی نفسہ ایک اقبال شکن ' دبدبہ افگن ' اور جبروت فرسا شے ہے - اسلیے کہ بارہا ایسا ہوا ہے کہ نہایت پادر ہوا اعتراضات نے لیڈری کے شاہ بلوطوں کو جڑ سے اُکھاڑ کر پھینک دیا ہے -

(مسلم یونیورسٹی) ڈیپوٹیشن کی شکست سے جو صدمہ قدیم لیڈری کی عمارت کے ارکان کو پہونچا ' محتاج بیان و تفصیل نہیں ' لیکن کیا بعض اشخاص (۱) بے بنیاد اعتراضوں کے ہدف نہیں ہوئے ؟ اور حقیقت یہی لوگ مثال جامد ہیں لی باں کے اس خیال کے ' کہ اعتراض فی نفسہ دبدبہ شکن ہے -

یہ جو کچھہ لکھا گیا ' فرانس سے اُٹھی ہوئی صدا کی ہندوستان سے ایک ضعیف الصوت بازگشت تھی ' ورنہ بیچارے ہندوستان میں ابھی یہ تاب و تواں کہاں ' کہ اپنی ذاتی آواز بلند کرسکے ؟ اس غریب کے پاؤں میں اتنی طاقت کہاں کہ بغیر یورپ کی دستگیری کے کوچۂ عام میں ایک قدم بھی چل سکے ؟ اور اس حسرت زدہ کی آنکھوں میں اتنی بصارت کہاں کہ بغیر یورپ کی عینک کے کچھہ دیکھہ سکے ؟ آج جو کچھہ اسکے ہاتھہ میں ہے ' یورپ کا عطا کیا ہوا ہے ' اور اسوقت جو کچھہ اسکے جیب و دامن میں نظر آرہا ہے ' وہ سب کچھہ یورپ کی فیض دستی ' دریا کفی ' ابر فرمائی ' اور بیدریغ بخشی کا صدقہ ہے ' لیکن یہ صدقہ خوری کب تک ' اور دوسرے اگلے ہوے نوالوں کو نگلنے کا سلسلہ تا کے ؟

یہ نظریات جو اوپر لکھے گئے ' سچ پوچھیے تو تمام وکمال ' ان واقعات و حوادث کے اندر موجود ہیں جو ہمنے بطور مثال کے پیش کیے - لیکن ہندوستان نے ابھی ایسے دماغ کہاں پیدا کیے ہیں کہ واقعات کے مشاہدہ سے نظریات کا استقرا کرسکیں ؟ ہندوستان نے ابھی ایسے ہاتھہ کہاں پیدا کیے ہیں کہ خاک بیزی تفتیش و تجسس کی تکلیف گوارا کرکے گوہر حقیقت حاصل کرسکیں ؟ اور پھر ہندوستان نے ابھی ایسی آنکھیں کہاں پیدا کی ہیں کہ مشاہدات اور محسوسات کے پس پشت کلیات و مجردات کا جلوہ دیکھہ سکیں ؟ راقم (معدش)

(۱) شرطیکہ ماحول یعنی گرد و پیش کے اسباب مزاحمت نہ کریں -

(۱) بعضی معاملات ہمیشہ رد و تردد اور جواب الجواب کی پیچیدگیوں میں ملفوف ہوتے ہیں - ہم اس بحث میں اسی مکروہ مغالطہ اور مکابرہ میں پڑنا نہیں چاہتے - اس مضمون کے لکھنے سے جو ہمارا مقصد ہے وہ ظاہر ہے - مع ہذا ہم واقعات نہیں بلکہ معاملہ و مظاہرہ اور آرزو و تمنا تک چند خیالات کا پیرایہ دیتا ہے ' اور اسی کو ہم اپنا فرض حیات سمجھتے ہیں - (مدیر)

ادبیات

عرض تمنا

هوگئی مدتیں ہمیں، حسرت و ناتواں بنے * شب کو زمانہ ہو گیا، روز یہ حکمراں بنے
خوب تماشا کر چکے، بسمل نار کا حضور * غیر بھی اے شہ حرم! مورد امتحاں بنے
جنبش سورن مرہ، آپ کی ہو جو چارہ گر * ابتری کتاب دل، دفتر لامکاں بنے
میری خموشیاں بنیں درس دہ فغان حشر * رفعت فطرت رسا، حسرت پرفشاں بنے
ریش جنس مرا بنے ریزش سجدۂ نیاز * میری فتادگی ترے قصر کا آستاں بنے
قلب کو چھیڑ دے وہی، سرعت نشتر جنوں * یہ جرس شکستہ پھر، نالہ کا ہمعناں بنے
پھونک ہی ڈالیں قلب کو، حسن کی جلوہ پاشیاں * آگ لگا کے برق ہی، رونق آشیاں بنے
ناخن غم سے ہو بندھا، رشتۂ ذوق بیدلی * نقش جنس سے صورت صد نشاں بنے
قلب کی شعلہ پروری، ہو کے رہے حریف برق * سعی جنوں کا حوصلہ، رفعت آسماں بنے
میرا بساط درد ہو، محرم جادۂ جنس * بزم تپش میں وسعت لذت کشتگاں بنے
ہر رگ و پے میں ڈوب جائے، شیون عرض مدعا * جنبش دست و پا مری، نالۂ استخواں بنے
اشک سے آبیاریے، گلشن درد صدد ہو * چشم بھی خونچکاں رہے، سینہ جو گلفشاں بنے

سینہ میں دل اگر رہے، جعبۂ آرزو رہے
منہ سے اگر نکل پڑے، شوق کی داستاں بنے

(بیاں معمہ " بیار " فتح ہری)

از تازہ واردات حضرت اکبر

کار حرم چلے گا کیا، دیر کے التفات سے * مجھکو بچائے میرا رب ایسے تعلقات سے!
آپ بہت چھپائے ہیں لفظوں میں اپنے دل کا رنگ * پھر بھی ٹپک رہا ہے کفر آپکی بات بات سے!

* * *

یہ کہنا نہیں میں، کہ گردوں نے ہمکو * مسلمان رہنے کا شائق نہ رکھا
مگر یہ، کہ اوضاع ملکی نے ہم کو * مسلمان رہنے کے لائق نہ رکھا

غزل

امشب این علغلہ در کوچہ و بازار افتاد * کہ فلان می رد و بیخود شد و سر شار افتاد
سحر از صومعہ و اہل ورع چند کنی * کہ مرا کار بآن چشم قدح خوار افتاد
نسکہ غارت کر حسن تو جہان برہم رد * یوسف از خانہ بدر جست و بہ بازار افتاد
چہ عجب گر نگہ مست تو افتد بر من * بادہ بہروں فتد از جام چو سرشار افتاد
شیوۂ مہر رخوبان نتوان داشت طمع * کہ مرا کار بہ این طائفہ بسیار افتاد
محتسب از پی و، جمعی ز حریفان بہ کمین، * (شلیما) ردی پنہان تو دشوار افتاد

مراسلہ

بحضور لامع النور اعلی حضرت همايوني
شہنشاہ گيتي پناہ فلک بارگاہ سليمان جاہ
ظل الله سراج الملة والدين والي دولت
خدا داد افغانستان خلد الله ملکه

بعد از حمد فراوان احکم الحاکمین که تصرف هیچده هزار عالم درحیطهٔ قدرت اوست و درود با صعدود بر سید کائنات خیر البشر که زبان قلم رقم زبان قاصر از صعجبت او - کمترین کنیز کان ' مادر کور بخت ڈاکٹر عبدالغنی و مولوي نجف علي و محمد چراغ که سرمایهٔ حیات این مسکینه و قرة العین این عاجزه بودند و حالا در زندان کابل اسیر هستند ' بصد عجز و ادب و هزاران تضرع و الحاح گریه وزاري خود را بمسامع اجلال اعالی حضرت شہنشاهي رسانیده عارض است که از راه مراحم خسروانه فرزندان این مبتلای آلم را از حبس مخلصی عنایت فرمایند - این عاجزه نمی گوید که ایشان بے قصور هستند - خدای علام الغیوب جلّه عظمته مي داند که حقیقت حال چیست " ان الله علیم بذات الصدور " آنچه این مسکینه توجه عالیه اعالی حضرت همایوني بدان منعطف کردن مي خواهد این است که حضرت حق سبحانه و تعالی چندین ذنوب صغار و کبار بندگان تقصیر پیشه را عفو مي فرماید و حسابی ازان در نمي گیرد حضرات سلاطین بر صفحهٔ زمین نائبان کردگاراند : هوالذي جعلکم خلائف فی الارض - الجرم ایشان را نیز صفت عفو وصفح و رحم وکرم کار باید فرمود " والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس والله یحب المحسنین " این عاجزه را از جهت مفارقت فرزندان که لخت جگر این مسکینه اند و از مدت پنج سال در زندان محبوس اند خواب و خور حرام گشته شب و روز ندر گریهٔ و بکا میگردد تا بحدیکه از افراط ناله و اشکباري چشم سفید و بصارت زوال پذیرفته پیش ازین طاقت مهجوري اولاد کند خویش ندارم - و لهذا بذریعهٔ این عرض داشت اظهار حالت زار خود نموده و اسماء پاک خدای عزوجل و رسول اکرم صلی الله علیه وسلم را وسیله آورده ملتمس مراحم خسروي هستم - توقع واثق از حضرت علیاء شہنشاهي بفحوای " ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء " بر حال خستهٔ این عاجزه ترحم فرموده فرزندانم را از حبس نجات عنایت خواهند فرمود - ارحم ثم ارحم یا امیر المؤمنین ! فانت اهل لذلک تخلقوا باخلاق الله - ان الله بالناس لرؤف رحیم - زیاده بجرادعیهٔ ترقي عظمت و جبروت و تخلید ملک و سلطنت چه عرض نماید -

عرضداشت

عاجزه والده ڈاکٹر عبد الغنی

ساکن جلال پور جٹاں - ضلع گجرات (پنجاب)

الهلال کی ایجنسی

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله ' گجراتي ' اور مرهٹي هفته وار رسالوں میں الهلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود هفته وار هونے کے ' روزانه اخبارات کي طرح کثرت متعرق فروخت هوتا ہے - اگر آپ ایک عمده اور کامیاب تجارت کے متلاشي هیں ' تو اپنے شہر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جائیے -

تلا

کھلي چٹھي

مسلمان لیڈروں کي خدمت میں

— * —

بزرگان قوم ! السلام علی من اتبع الهدی -

جس شمع سے شبستان اسلام کي تجلي سمجھي جاتي تھي وہ اب ٹمٹمانے لگي ہے - اسلام یورپ میں چند دنوں کا مہمان ہے اور ایشیا میں بھی اسے دیر تک اطمینان حاصل نہیں رہنے کا - هماري بربادي کے سامان آنکھوں کے سامنے صاف جھلک رہے هیں - اسپین میں زوال قوة اسلام کي داستان پھر تازہ هو رهی ہے - گرد و پیش کے آثار و قرائن سے مستقبل اسلام پر آپ خود مجھ سے بہتر حکم لگا سکتے هیں ' اور یہ حقیقتیں آپ پر مجھ سے کہیں زیادہ روشن هیں - جو هونا تھا هوچکا ' اور جو کچھ هورہے کر رہے وہ بھی معلوم ہے - اب سوال یہ باقي رہتا ہے کہ مسلمانوں کو کسي غیبی امداد کے انتظار میں چپکے بیٹھے رہنا چاهیے ؟ اپني موجودہ حالت یا جو صورت زمانہ قائم کردے اس پر صابر و قانع هوجانا چاهیے ؟ یا هاتھ پاؤں مارنا چاهیے اگر گنجایش هو ؟

اس وقت کروروں مسلمان ایسے هیں جو سلطنت ٹرکی کے زوال کو اسلام کا زوال سمجھ کر ایمان برباد کررہے هیں - اور نادانوں کے دل سے هو رہے هیں - بہتیرے سہل اعتقاد اور سادہ لوح مسلمان امام مہدي کے ظہور کو سر پر سمجھتے هیں - مگر در حقیقت اسلام نہ سلطنت ٹرکي کا محتاج اور نہ ایران و افغانستان کا - اسلام کا نصب العین کشور کشائي اور حکمراني نہیں ہے - اس کا مقصد اصلي اشاعت توحید ہے - اس راہ میں اگر ملک اور سلطنتیں حائل هوں تو ان کي تسخیر و تعلیف کا مضائقہ نہیں - جب هم میں دنیا طلبي پیدا هوگئي اور حکمراني کي چاٹ لگي تو مقصد اصلي کو بالائے طاق رکھ دیا - اب یہ حال ہے کہ زوال سلطنت کو عین زوال اسلام سمجھے هوئے هیں - حالانکہ اسلام ایسے ایسے معاصر سے بے نیاز ہے - جب توحید کي اشاعت کي جاتي ہے تو سلطنت خود بخود اس کے جلو میں همرکاب هوتي ہے - اور اسلام کو اسکي نہ خبر هوتي ہے نہ پروا - اشاعت توحید کی راہ میں کوئي طاقت آج حائل نہیں - آپ کو اب اس مقصد کے لیے کشور کشائي کي ضرورت نہیں - آپ آج تہیئہ اور سادے مسلمان بن جائیں - شعائر اسلام اختیار کرلیں - اور اشاعت توحید کے لیے همہ تن مستعد هوجائیں تو آج مسلمانوں کي ساري کمزوریاں دفع هوجائیں -

آپ خوب جانتے هیں کہ کسي قوم کے عروج کے لیے اخوت اور اتحاد باهمی سب سے قوي عنصر هیں - آپ اپني تحریروں اور لکچروں میں اسي کا رونا روتے رهتے هیں مگر آپ کو یہ نہیں معلوم کہ انہیں مقاصد اور ایسے ایسے سیکڑوں شخصي اور قومي مفاد کیلیے نماز فرض کي گئي ہے - مگر کون نماز ؟ کبھي کبھي گھر میں چار ٹکریں لگا لینے والي هرگز نہیں - آپ پانچ وقت وضو کرکے مسجد میں تشریف لائیں ' غریب ' مسکین ' مسافر ' بیمار ' مسلمان بھائیوں کے دوش بدوش کھڑے هوکر نماز پڑھیں - اور اقوام عالم کو دکھا دیں کہ مسلمانوں کے خدائے گھر میں ایک هائي کورٹ کا جج ' اور ایک پنکھا کھینچنے والا قلي - ایک کانسل کا ممبر ' اور مکتب خانہ کا میانجي - ایک سید اور ایک بھنگي ' سب ایک هیں - آپ جمعہ کے روز جامع مسجد میں آکر نماز پڑھنا اپنے اوپر لازم کرلیں "

اس طرح آپ عام مسلمانوں کی محبت ' تعظیم ' اور اعتماد ' خرید سکتے ہیں - اتحاد و اخوت ے وعظ و پند پیدا کرسکتے ہیں اور دنیا کو اسلام کی تعلیم مساوات کا تماشا دکھا سکتے ہیں - پھر آپ دیکھہ لیں کہ خدا کا وعدہ جھوٹ نہیں - ہم مسلمان تو صرف کہنے کو ہیں - مئے توحید کی لذت سے بیخبر ہیں - اگر ایک جرعہ ہمارے حلق سے فرو ہوجاے' تو ہم صاف دیکھہ لیں کہ بخت و اقبال ہماری خوشامد کرے ہیں - پیچھے پیچھے چلے آتے ہیں اور ہم پروا نہیں کرتے - کاش ہمیں اس لذت کا کچھہ بھی حس ہوتا' جس نے بلال حبشی کو جلتے ہوئے پتھر پر ننگے بدن لٹایا ' جان دیدے پر آمادہ کیا ' مگر کلمۂ توحید سے تربہ کیسی' ایک دم کے لیے چپ رکھنا بھی گوارا نہ کیا -

حضرات ! یہ ہمارے اصلی نقص ہیں اور یہی مقام ضعف ہے' اسی کی تقویت درکار ہے - پھر آپ کو یہ منصب حاصل ہوگا کہ مشرکوں میں توحید کی اشاعت کریں اور خدا کی مرضی کو پورا کریں - آپ غریبوں اور اُن مسلمان بھائیوں کو جنھیں اپنی زبان میں طبقۂ ادنی کہتے ہیں' اپنے طمطراق' اپنی بد دماغی' اور کبر سے مرعوب نہ بنائیں' آپ داد خواہوں کے روکنے کے لیے اپنی کوٹھیوں پر پیادے تعینات نہ کریں - آپ وہ چال اور وضع اختیار نہ کریں جس سے غربا ادب سے ملتے ہوئے ڈریں اور ہچکچائیں - آپ عہد خلافت کی سادگیوں کو یاد رکھیں جب ایک غلام عین خطبہ کے وقت حضرت عمر کا دامن پکڑکر کہتا تھا " حضرت پہلے آپ اس بات کا جواب دے لیجیے پھر آگے بڑھیے - یہ چادریں جو خراج میں آئی ہیں' سب کے حصہ میں ایک ہی ایک پڑی تھیں - آپ اس قدر بلند قامت ہیں - اُس ایک چادر سے عبا کیونکر بنائی ؟ " حضرت عمر نہایت ٹھنڈے دل سے فرماتے ہیں : " بڑے بیٹے نے اپنے حصہ کی چادر مجھے دیدی ہے اور اُسی کو ملاکر یہ عبا بنائی ہے " تب اُس غلام نے دامن چھوڑ کر کہا : " میں مطمئن ہوگیا اب آپ اپنا کام کریں - "

ایک دفعہ حضرت عمر خطبہ کے وقت قوم سے پوچھتے ہیں : " اگر میں راہ حق سے الگ جاؤں ، تو تم میرا کیا کرسکتے ہو " ؟ ایک شخص آگے بڑھکر کہتا ہے : " کوڑوں سے سیدھا کردینگے " آپ خوش ہوکر فرماتے ہیں . " میں اسی جواب کا خواہاں تھا - جب تک مسلمانوں میں ایسے آزاد خیال لوگ موجود ہیں' ہمیں کوئی ڈر نہیں " اب تو آپ لوگ ایسی باتوں کا نام وحشت رکھینگے مگر یہ اُس شخص کے واقعات زندگی ہیں' جس کے عہد میں اسلام کو سب سے زیادہ عروج ہوا -

ہم کو نام بنام پکار پکار کر کہنے میں کوئی خوف اور تامل نہیں - جب تک ہم مسٹر مظہر الحق - مولوی فخر الدین - مولوی عبد المجید - راجہ صاحب محمود آباد - صاحبزادہ آفتاب احمد خان - مسٹر محمد علی - میاں محمد شفیع - مسٹر غزنوی وغیرہم اور تمام مدعیان لیڈری و دردمندان اسلام کو جو قوم کے وکیل کہلانا چاہتے ہیں اور تقریر و تحریر میں بڑی بڑی باتیں کہتے ہیں ' اور اسلام کا نوحہ پڑھا کرتے ہیں ' پانچوں وقت مسجد میں نہ دیکھیں گے ' ہم سے انکے کسی قول کی وقعت کرینگے نہ انکو اپنا وکیل کرداینگے -

امید ہے کہ تمام اسلامی پریس ہماری یہ عرضداشت شائع کرکے تمام لیڈروں کے کان تک پہنچادینگے - کیونکہ یہ کوئی معمولی اپیل نہیں - اسی پر ہماری آیندہ زندگی کا - دار و مدار ہے -

آپ کا خادم - محمد مسلم عظیم آبادی

انجمن ہلال احمر

—:*:—

قسطنطنیہ

— * —

جناب من -

کچھہ عرصہ ہوا یہاں کسی ذریعہ سے یہ افواہ مشہور ہوئی تھی ' کہ انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ سے سلطنت عثمانیہ کو کوئی تعلق نہیں ہے - اور یہ انجمن عیسائیوں کے ہاتھہ میں ہے - چونکہ اوسکی وجہ سے اس کار خیر یعنی تحصیل چندہ امداد مجروحین ترکی کو مضرت کا اندیشہ تھا لہذا بنظر رفع غلط فہمی میں نے ہز ایکسیلنسی جناب جعفر بے عثمانی کونسل جنرل بمبئی سے اسبارہ میں استصواب کیا - جسکے جواب مورخہ ۱۸ فروری سنہ ۱۹۱۳ ع کا ترجمہ بغرض اطلاع عام درج ذیل ہے امید ہے کہ اسکو اپنے اخبار میں شائع فرماکر جناب ممدوح فرمائینگے :—

" ڈیر سر - آپکی چٹھی کے جواب میں میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں : کہ عثمانی انجمن ہلال احمر سلطنت عثمانیہ کے حکم اور مخصوص ارادۂ سلطانی کے ذریعہ سے قایم ہے - اوسکے منتظم ممبروں کو انجمن کے ممبر منتخب کرتے ہیں - اور کل منتظم ممبر مسلمان ہیں - لہذا جو خبر آپ کو ملی ہے وہ غلط ہے " -

دستخط جعفر بے ...

نیاز مند - قمر شاہجہان

الہلال

یہ خیال بالکل بے سروپا ہے کہ انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ کے ممبر عیسائی ہیں اور تعجب ہے کہ کن لوگوں نے اس کذب آفرینی میں حصہ لیا ؟ البتہ یہ صحیح نہیں کہ وہ کوئی سرکاری انجمن ہے - اسکا قیام یقیناً سنہ ۱۸۸۸ - میں ارادۂ سلطانی کے ذریعہ سے ہوا اور اب بھی سلطان وقت اسکا پیٹرن ہوتا ہے' مگر انجمن غیر سرکاری ' اور حکومت کا تعلق اعزازی ہے -

جلسہ سالانہ اہل حدیث کانفرنس

منعقدہ امرتسر

خدائے فضل و کرم سے اہلحدیث کانفرنس کا دوسرا سالانہ جلسہ امرتسر میں بتاریخ ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ - مارچ سنہ ۱۹۱۳ ع - بعد نماز جمعہ شروع ہوکر اتوار اور سوموار کی درمیانی رات کے ایک بجے تک رہا - جلسہ کی شان و شوکت غیر معمولی تھی - معزز مہمانوں کی خاطر و مدارات میں حتی الامکان نہایت تن دہی سے کام لیا گیا - حاضرین کی تعداد ہر اجلاس میں اندازہ سے زیادہ ہوتی تھی - علماء کرام دور دراز مقامات سے تشریف فرما تھے - قابل واعظین کی پند و نصائح ' مقررین کی مؤثر تقریریں ' حاضرین کے دلوں کو مسخر کررہی تھیں - ایک جلسہ کے بعد دوسرے جلسہ میں حاضرین کا اشتیاق افزوں دکھائی دیتا تھا - یہانتک کہ رات کے بارہ بجنے سے بعد تک بھی زمط ہوتا رہتا تھا - اور لوگ ابھی متمنی نظر آتے تھے کہ اور بھی ہو - غرض جلسہ نہایت کامیابی سے ہوا - اور آیندہ سال کیلیے معززین پشاور کی طرف سے کانفرنس کو سالانہ جلسہ کیلیے دعوت دی گئی - کانفرنس کیلیے چندہ کی مقدار بھی بحمد اللہ اچھی تعداد تک پہونچگئی - مفصل حالات اخبار اہلحدیث امرتسر یا شائع ہونے والی رپورٹ میں ملینگے -

ابو الوفاء ثناء اللہ (سکریٹری کانفرنس)

عالم اسلامي

اور

اعانة دولة علية

— * —

بالفعل ترکي کے مصائب و محن روز افزوں ہو رہے ہیں جو بالفرض تمام مسلمانان عالم کے مصائب و محن کا مقدمہ ہے - فی الواقع یہ زمانہ مسلمانوں کے لئے قیامت صغریٰ ہے - حالات مذکورہ کے تدارک کے لیے مسلمانوں کی کوشش جاري ہے خداوند تعالیٰ ان کے مجاهدات اور مساعي مشکور فرمائے - اگرچہ اس سلسلہ میں مختلف تدبیرات اور انتظامات عمل میں آرہے ہیں اور انکا نتیجہ کم و بیش ظاہر ہو رہا ہے مگر ایک امر ' جو بظاہر نتیجہ خیز ہو سکتا ہے ' غالباً اسکي جانب ہنوز توجہ و اعتنا نہیں کی گئی ہے وہ امر یہ ہے - کہ بہت سے قطعات دنیا میں مسلمان کثرت سے آباد ہیں - علاوہ مصر و ہندوستان کے جہاں بہت سرگرمي کے ساتھ اعانت ترکي کا سلسلہ جاري ہے بلاد چین و جاوہ و ممالک روس و ترکستان وغیرہ میں کثرت سے مسلمان آباد ہیں اور بعض ان مقامات بلکہ اکثر مقامات میں مسلمانوں کے مالی حالت بھي عمدہ ہے اور ان میں همت اور حمیت بھي سني جاتي ہے مگر اس آشوب کے زمانہ میں مسلمانان مذکورہ کے جانب سے ترکي کے اعانت کے بارہ میں کوئی صدا سماعت میں نہیں آتي ہے - ظاہراً اسکي یہ وجہ معلوم ہوتي ہے کہ ممالک مذکورہ میں بوجہ فقدان وسایل اخبار و خبر رساني یہ جمود و سکوت پیدا ہو رہا ہے ' وگرنہ غالباً عمدہ نتائج پیدا ہوتے - پس مناسب معلوم ہوتا ہے ' انجمن ہلال احمر کے سلسلہ سے وہاں ایسے وفود بھیجے جائیں کہ جو قابل افراد پر مشتمل ہوں اور وہاں کے اہل اسلام سکان کي توجہ اعانت ترکي کی جانب برانگیختہ کریں - خواہ وہ اعانت بصورت چندہ ہو یا بشکل قرضہ ہو ' میرے خیال میں ایسي کوشش بہت ہي مفید اور کارگر ثابت ہوگی خصوصاً قرضہ جات کے بارہ میں بہت زیادہ کامیابي کي امید ہے - اسلیے کہ ممالک مذکورہ میں مسلمان عموماً تجارت پیشہ ہیں لہذا خصوصاً انکو معاملہ قرضہ میں بہت دلچسپي ہوگی - ایسی استعانت کی کوشش ہماري گورنمنٹ کے منشاء کے خلاف بھي نہوگي بلکہ امید کیجاتي ہے کہ گورنمنٹ انگریزي کي قونسلہاے متعینہ ممالک مذکورہ اس کام میں ہماري مدد بھي کرینگے - (حکیم بشیر الدین احمد وارد جہانگیر اباد)

الهـــلال

جاوہ ' ترکستان ' اور بعض بلاد روس سے جنگ طرابلس اور بلقان کے زمانے میں سلطنت عثمانیہ کو برابر امداد پہنچتي رہی ہے ' اور اسکا تذکرہ اخبارات تک بھي پہنچا ہے - جنگ طرابلس کے زمانے میں ایک معتبر روسي مسلمان محمد حسین نامي نے نو لاکھ روپیہ سے براہ راست عازي افوج کی اعانت کي تھي ' اور اسي زمانے میں الہلال نے اسکي تصویر شائع کي تھي -

جاوہ میں نہایت جابرانہ حکومت ہے - مجھے اسمیں شک ہے کہ بارامي وہاں چندہ ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

البتہ مسلمانان چین کي نسبت کچھ معلوم نہیں ' بہرحال اب وقت صرف فراهمي چندے میں اپنے تمام قواے عملیہ کو صرف کرنے کا نہیں رہا - ضرورت ہے کہ ایندہ کے تعطل کیلیے کوئي راہ اختیار کي جاے -

---

اسلام کے عظیم الشان

معبد مہں جامعہ اسلامیہ (یونیورسٹي)

کی

تجویز اور اسکي تائید

—.○::○:—

۱۵ - اپریل سنہ ۱۹۱۳ کے روزانہ زمیندار میں شمس العلماء علامہ شبلی نعماني کیطرف سے ایک آرٹیکل شایع ہوا ہے - جسمیں علامہ موصوف نے مسلمانوں کي موجودہ حالت کا اظہار فرماے ہوے دردمند دل سے یہ مبارک تجویز پیش کي ہے کہ مکہ معظمہ میں ایک جامعہ اسلامیہ قائم کیجاے جسمیں تمام مذہبی اور دنیوي (جن میں علوم جدیدہ بھی شامل ہیں) علوم کی اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہو - محترم ناظرین ! یہ وہ آواز ہے جسپر نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو صداے لبیک بلند کرنا ضروري اور خیر مقدم واجب ہے کیونکہ جب اسلامی پبلک کو اس واجب التکریم اور عظیم الشان معبد سے بھي تعلق اور کشش ہے جو کاہ و گاہ زیارت میں دیکھی جاتي ہے تو اس اعلیٰ مقصد کیلیے مکہ معظمہ سے بہتر کوئي اور مقام موزوں نہیں ہوسکتا -

لیکن ایسي یونیورسٹي قائم ہونے میں جہاں یہ دقت ہے کہ ترکي گورنمنٹ مشکل سے اجازت دیگي - یہ بھي دقت ہے کہ عرب کے دیندار قبائل ایسی یونیورسٹی کیطرف بمشکل متوجہ ہونگے - بلکہ اکثر قبائل اس روشن خیالی کو نفرت کي نگاہ سے دیکھینگے اور دھریت کا پیش خیمہ سمجھکر مانوس نہ ہونگے اور الفت نہ رکھینگے -

میرے خیال میں دونوں دقتیں رفع ہونیکی سہل صورت یہ ہے کہ مدرسہ صولتیہ کو ترقي دیکر ایک مکمل اسلامی یونیورسٹي اور عظیم الشان دار العلوم بنایا جاے -

صولتیہ وہ مدرسہ ہے ' جو ۳۸ - سال سے مرکز اسلام میں قائم ہے اور جسکا سنگ بنیاد ایک مرد خدا ' نیک سیرت بزرگ ' درویش منش (فاضل ہند مولانا رحمت اللہ صاحب مرحوم) نے ہندوستان کو خیرباد کہکر ' حرم محترم میں بڑي اولوالعزمي اور جوش کے ساتھ سنہ ۱۲۹۲ ہجري میں اس ارادہ سے رکھا کہ اس کے ذریعہ علوم ربانی کي اشاعت صحیح اصول اور اعلے پیمانہ پر جاري ہو -

مدرسہ نے اپنے بانی کي نیک نیتي اور خلوص سے بتدریج اتني ترقي کي کہ وہ جامعہ اسلامیہ بننا چاہتا ہے - خود اسکے مہتمم مولانا محمد سعید صاحب سنہ ۱۳۲۹ ہجري کي روئداد میں تحریر فرماچکے ہیں کہ مدرسہ صولتیہ کے شاندار مستقبل کیلئے مسلمانوں کو اپنی متفقہ کوشش سے کام لینا چاہیے اور جسطرح مسلم یونیورسٹی علیگڈہ کیلئے تمام ملک میں ایک عام تحریک اور جوش پیدا کیا گیا تھا اسیطرح ایک مدهبي دار العلوم خاص مرکز اسلام میں قائم کرنیکا ولولہ اور خیال پیدا کیا جاوے -

مسلمانوں کو اگر اپنا مذہب عزیز ہے اور وہ اپني حالت سنبھالنا چاہتے ہیں تو وہ اسوقت اور اس موقعہ کو غنیمت سمجھیں اور یاد رکھیں کہ جس اصلاح کي بنیاد مذہب کے اعظم ترین مقدس مقام پر رکھي جاویگی اسکا اثر تمام اسلامي دنیا پر پڑیگا ' اس اصول پر کاربند ہو جانے سے جو کو سرسبز رکھنے سے شاخیں ہمیشہ تروتازہ اور بار آور رہ سکتي ہیں -

---

دعـــوت الهـــلال

کي اشـــاعت عمـــومي

— * —

محترم ملت! بارک الله فی صحتکم و عافیتکم -

السلام علیکم - بھوپال میں اکثر جگہ رسالہ الہلال آتا ہے - جسکے دیکھنے کا شرف مجھکو بھی ایک دوست کی وساطت سے حاصل ہے - الہلال میں جو خوبیاں ہیں اور جس پالیسي کو آپ اختیار کیے ہوئے ہیں' اوس کی مدح و ثنا تکلف محض ہے - صرف یہ کہدینا کافی ہے کہ الہلال اردو رسالوں میں بہمہ وجوہ عدیم النظیر ہے -

لیکن سابھہ ھی میرے نقطۂ خیال سے اس رسالہ کي اشاعت سیاسی - تمدنی - اور ملي اعتبار سے عامہ خلایق میں ہونا ضروري بلکہ لازمي ہے - جب تک عام لوگ انپڑھ نہ ہونگے' اصلاح بعید اور سعي غیر مشکور رہیگی -

قیمت کي زیادتي اس کی اشاعت کا عوام و خواص کے درمیان ایک حجاب حاجز ہے -

قلیل التعداد معاشر اسلام مطالعہ سے محروم ہیں - اگرچہ اون کے ملي حمدرد افراد مخصوصہ سے کہیں زیادہ اور بکار آمد ہیں - مگر کم مایگي اون کو اس ہادي طریق مستقیم تک پہونچنے میں سنگ راہ ہے - پس اس جانب آپ کو اپني خاص توجہ منعطف فرمانے کي خاص ضرورت ہے -

مناسب ہوگا کہ زیادت طبع کے لحاظ سے دو قسم کے رسالہ شایع کیے جائیں: اعلی اور ادنی - اعلی پیمانہ کے رسالہ کو (جو آج کل شایع ہوتا ہے) انہي لوگوں کے لیے خاص کردیا جاے جو معنوي خوبیوں کے ساتھہ صوري محاسن کو بھي پسند کرکے خواہش کریں - اور معمولی کاغذ کے غیر مصور رسالہ کو غربا اور عوام کے لیے مخصوص کردیا جاے -

مہرباني فرماکر اس راے ناقص میں الہلال کے ناظرین سے استصواب فرما لیجئے - اوس کے بعد آپ کي اور ناظرین الہلال کي آراء عالیہ کا انکشاف اور اس جدید طرز عمل کي پسندیدگي اور انتظامات حدیثہ کے متعلق اس ہلال کي روشني سے' جو بدر کامل ہوکر چمکنے والا ہے' عامہ خلائق کو مستفیض فرمائیے -

خیر اندیش محمد مستقیم الدین
آڈیٹر دفتر محاسبي - بھوپال

فہـــرست

زر اعانـــۂ دولت علیۂ اسلامیـــہ

—:❊:—

(۲۰)

ان الله اشتري من المومنین انفسهم و اموالهم ' بان لهم الجنه

	پائي	آنہ	روپیہ
بذریعہ یوسف حسن خانصاحب جےپور	-	-	۱۲۰
بہ تفصیل ذیل :—			
مولوي معشوق علي صاحب	-	-	۷
حسن علي خانصاحب	-	-	۱
ب بیگم صاحبہ	-	۱	۱۵
والدہ منشي یعقوب علي صاحب	-	-	۳
مغفرت صاحب	-	۵	۱
دکرہ	-	-	۱۵
دختر معشوق علیصاحب	-	-	۲
مرزا هادي تار بیگ صاحب	-	۲	۱
مرزا اختر تار بیگ صاحب	-	-	۳
والدہ منشي یوسف علیصاحب	-	-	۱
منشي یوسف علیصاحب انسپکٹر	-	-	۵
شیخ کلو	-	-	۳
امیرا بیوہ	-	۱	-
مسماۃ بنو	۶	-	-
والدہ سرفراز الدین صاحب	-	۲	۶
منشي محمد عاشق علیصاحب	-	-	۶
خربائي	-	۱۱	۷
... صاحب نور داں	-	-	۱
داؤد نورالدین صاحب	-	-	۱
داؤد عبد الحمید صاحب	-	۸	-
عبدالعزیز صاحب کمپوزیٹر	-	۸	-
وحید الدین خانصاحب افسر	-	-	۵
ایک مسافر	-	-	۱
خدا بخش باورچي	-	-	۱
شیخ عبد الحق صاحب	-	۳	۲
مرزا عبد العلي صاحب	-	-	۱
سید مراد بخش صاحب	-	-	۱
شیخ عبد الحق صاحب افسر	-	۳	۵
شیخ شمس الدین صاحب افسر	-	۳	
صاحبزادہ جناب سید محمد ایوب صاحب	۵	۱۰	۱۵
نبي دادا خاں صاحب	-	۲	
مولا بخش صاحب	-	۸	۱
منی اردر	-	۴	۱
لفافہ	-	-	-
	۶	۸	۲۱

ایم - مراد خانصاحب - امیر - ناگپور
بہ تفصیل ذیل :—

عطار مسافر	-	-	۱
منگل دیوان	-	-	۵
محمت شاہ	-	۸	-
کریم خاں	-	-	۱
سید قاسم	-	-	۱
محمد اسحاق	-	-	۲
نواب تاجخاں	-	-	۳
نواب سردار خاں	-	-	۱
شیخ رسول	-	۸	-
سید بابا رنگریز	-	۴	-
نواب سکندر خاں اولی	-	-	۲
نواب سکندر خاں ثاني	-	۴	۱
نواب داؤد خاں	-	-	۲
نوابي	-	-	۱
نواب مستي علي خاں	-	-	۱
نواب نوار خاں	-	-	۳
شیخ وزیر عطار	-	-	۵
گلاب خاں پنجابي	-	-	۱
شیخ لطف قصاب	-	-	۲
یعقوب شاہ فقیر	-	-	۱
امیرن بي	-	۲	-

	پائي	آنه	روپيه
شيخ گهوڑو قصاب	۰	۰	۵
چاند ديوان	۰	۰	۳
عبد الرحيم عطر فروش	۰	۸	۰
محمد شاهش	۰	۰	۲
شيخ دلو عرف ملک جي	۰	۰	۱
اميرخان	۰	۰	۱
دلو شاه فقير	۰	۳	۰
شيخ محمود مجاور	۰	۰	۳
نواب محمد خان	۰	۰	۵
رمضان ديوان	۰	۸	۰
وزير خان	۰	۰	۳
سکندر قاضي	۰	۳	۰
عيدو بي (بيوه) پنجاري	۰	۰	۱
تاج محمد قصاب	۰	۰	۲
غفور خان	۰	۱	۰
محمد اسحاق	۰	۱	۰
ابو شاه فقير	۰	۲	۰
اميرشاه فقير	۰	۳	۰
لالا ميان	۰	۰	۲
شيخ وهاب	۰	۰	۱
عثمان خان	۰	۰	۱
شيخ چهوٹو	۰	۰	۱
اميرشاه	۰	۸	۰
شيخ نعمو قصاب	۰	۰	۱
محمد مراد خان هيڈ ماسٹر (ايلچپوري)	۰	۰	۱
قاضي عبد العزيز	۳	۵	۰
سني ارڈر جرچ	۶	۱۲	۰

محمد قاسم صاحب مختار	۰	۰	۳
معين الدين احمد صاحب قدوائي بدري ڈکھاپور	۰	۱۲	۳
احمد سعيد صاحب - اصل گدا بجنور	۰	۰	۵۲
بہ تفصيل ذيل :—			
پنجاب چهاپه گران مانيانوالا	۳۰	۱۱	۲۰
چهوٹے جهرجه	۰	۰	۱
قيمت کهال قرباني از شيخ دبے و حسين بخش	۰	۰	۹
قيمت کهال قرباني از فيض محمد و ملا حسين بخش	۰	۴	۹
قيمت کهال شيخ نبي و حسين بخش	۰	۸	۵
کريم الله جهرجه	۰	۲	۰
الله ديا	۰	۴	۰
نبي بخش	۰	۴	۰
غني	۰	۲	۰
موکها گهوسي	۰	۰	۱
بهوري	۰	۴	۰
محب الله جهوجه	۰	۶	۰
نيار الله مستري	۰	۳	۰
علم نبي	۰	۴	۰
علي بخش دوکاندار	۰	۸	۰
چهجو بهاري	۰	۸	۰
عبد الله دهلوي	۰	۰	۱
مولي بخش درزي	۰	۲	۰
مدشي صبغ الدين	۰	۰	۱
چهجن خان صلعدار	۰	۰	۱
مدشي عزيز الحق	۰	۰	۱

	پائي	آنه	روپيه
محمد طهور	-	-	۱
حاجي ميان	-	۶	۰
رحمت الله ولد کريم الله	-	-	۱

محمد عباس خانصاحب - دهامپور - نجنور	-	-	۲۵
امام خان - نهوپه - مظفرنگر	۱	۱۰	۰
ايک بزرگ از امروهه بذريعه اسٹامپ	۶	۵	۰
نواب ان - پي - اچهي خانصاحب - ار کاٹ برهما	-	-	۲۰
مولوي شفيع الله صاحب اره	-	-	۵

محمد امير الدين ابو ظفر صاحب دهارواڑي بمبئي	-	-	۲۵
حکيم عبد الرزاق صاحب صادقپوري	-	-	۱۳

اشتهـــار

زير دفعـــه ۸۲ ضابطـــه ديواني

بعدالت جناب منصف صاحب درجه دوم مقام ڈيرا اسماعيل خان

ٹهاکر رام ولد پوکها داس ذات کهاچو سکنه تحصيل کلانچي -

مدعي بنام پهلوان و شادي والدان ساطان نابالغان مدعا عليه

مقدمه مسمات جنتي والده حرد سکنه ممر ارکدل ديهه نمبر ۳ -

دعوے ضلع حيدرآباد بخانهٔ جهان خان پيشکار دفعدار -

مقدمه مندرجه صدر سے مسمي پهلوان وشادي والدان ساطان

نابالغان بر برهي -

مدعا عليه مسمات جنتي والده حرد سکنه ممر ارکدل ديهه نمبر ۳

ديده دانسته تعميل سمن سے رو پوش پهرتا هے اسلئے بذريعه اخبار

اشتهار هذا مشهر کيا جاتا هے که اگر مدعا عليه مذکور ے بتاريخ پيشي

۳ - مئي سنه ۱۹۱۳ حضر عدالت هذا هو کر جوابدهي مقدمه کي

نکي تو ارسکي تسمت کارروائي يکطرفه عمل ميں آويگي -

آج بتاريخ ۱۶ اپريل هماري دستخط اور مهر عدالت سے جاري

کيا گيا ۔

اشتهـــار

زير دفعه ۸۲ ضابطه ديواني

بعدالت جناب منصف صاحب درجه دوم مقام ڈيره اسماعيل خان

ٹهاکور رام ولد پوکها داس ذات کهاچو سکنه تحصيل کلانچي -

مدعي بنام جهان خان ولد موسى خان -

مدعا عليه ذات سمرو سکنه ممر ارکدل ديهه نمبر ۳ ضلع حيدرآباد

سنده دفعدار پنشنر دعوے ۶۴ - برو ے تمسک

مقدمه مندرجه صدر سے مسمي جهان خان ولد موسى خان

ذات ممرا سکنه جوره کدل ديهه نمبر ۳ ضلع حيدرآباد سنده -

مدعا عليه ديده دانسته تعميل سمن سے رو پوش پهرتا هے اسليے

بذريعه اجراے اشتهار هذا مشهر کيا جاتا هے که اگر مدعا عليه مذکور ے

بتاريخ پيشي ۳ - مئي سنه ۱۹۱۳ حضر عدالت هذا هو کر جوابدهي

مقدمه کي نکي - تو ارسکي تسمت کارروائي يکطرفه عمل ميں آويگي -

آج بتاريخ ۱۶ - اپريل هماري دستخط اور مهر عدالت سے جاري

کيا گيا ۔

PRINTED & PUBLISHED BY A K AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

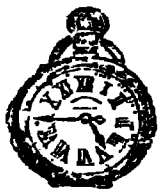

سسٹم راسکوپ لیورواچ ۱۹ سائز

مضبوط ' سچا وقت ' ڈرائیر چلنے والی ' معہ محصول دو روپیہ آٹھ آنہ

ایم - اے - شکور اینڈ کو نمبر ۱ - ۵ ویلسلی اسٹریٹ ڈاکخانہ دھرمتلہ کلکتہ -

M. A Shakur & Co., 5/1, Wellesley Street, P. O. Dharamtollah, Calcutta.

درد سر و درد ریاح کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں پھاڑ ہو جاتا ہے - یہ دوا لحظہ میں اسکو پالی کر دیتی ہے - درد ریاح جیسے ٹیک - چمک - ٹیس - رگوں میں لہر کن کمی سے چاہے جسقدر تکلیف ہو - اس دوا کے استعمال سے فوراً رفع ہوتی ہے درد سر کے واسطے بھی اس دوا کا ایسا ہی فایدہ ہے - نصف سر میں ہو یا تمام سر میں کسی وجہ سے کیسا ہی درد ہو اس دوا سے رفع ہو جاتا ہے صرف یہی نہیں اگر سر کٹا جاتا ہو پھٹا جاتا ہو - اڑا جاتا ہو - اس دوا سے فوراً بند ہوتا ہے - اندنوں لوگ ذرا ذرا سی باتوں میں سر دکھایا کرتے ہیں کام میں یا محنت کی باتوں میں فکر و تردد میں عیش و عشرت میں دن کو رات اور رات کو دن بنانے میں کل شکایتیں سر پر آجاتی ہیں - اور ہمارے درد سر پکارا کرتے ہیں ڈاکٹر برمن کی دوا ایسے لوگوں کے لیے ہے - دوا کے استعمال سے فورا درد بند ہوتا ہے - اسلئے ہر خاص و عام کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا لازم ہے -

(قیمت ۱۲ ٹکیوں کی ایک شیشی (۶ آنہ) محصول ڈاک ایک سے چھ ڈبیہ تک ۵ آنہ)

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۱۲۵ احمد بخش اسٹریٹ کلکتہ -

المكتبة العلمية الاسلامية في علي گڈه

— * —

اس کتب خانہ میں مختلف علوم و فنون کی کتابیں مطبوعہ مصر ' شام ' بیروت اور قسطنطنیہ وغیرہ مروجہ کے لیے موجود رہتی ہیں اور نہایت مناسب و معتدل قیمت پر شائقین کی خدمت میں روانہ کی جاتی ہیں — خاصکر مکتبۃ المنار کی کتابیں ' حضرت الاستاذ الامام شیخ محمد عبدہ اور حضرت السید الامام سید رشید رضا کی تمام تصنیفات اس کتب خانے میں ہر وقت مہیا رہتی ہیں - فرمائشوں کی تعمیل مستعدی کے ساتھ کی جاتی ہے - کتب خانہ کی جدید فہرست تیار ہو گئی ہے جو آدہ آنے کے ٹکٹ وصول ہونے پر معہ روانہ کی جاتی ہے *

رسالہ المنار (جو تمام دنیائے اسلام میں بہترین عربی رسالہ تسلیم کیا گیا ہے) اس کی گذشتہ ۱۵ سال کی ۱۵ جلدیں مکمل مع فہرست مضامین موجود ہیں - قیمت عام طور پر فی جلد ۱۵ روپے ہیں مگر دوسری جلد کی قیمت پچاس روپے اور تیسری جلد کی قیمت پچیس روپے ہیں *

یہ کتب خانہ رسالہ المنار کا کل ممالک ہندوستان میں سول ایجنٹ ہے ' اور جن اصحاب کو اس رسالہ کی خریداری منظور ہو چندہ سالانہ صلع ۱۵ روپے ہمارے پاس روانہ فرمائیں ' روپیہ وصول ہونے پر رسالہ براہ راست ان کی خدمت میں جاری کرا دیا جائیگا *

المشتہر

منیجر المکتبۃ العلمیۃ الاسلامیۃ ' مدرسۃ العلوم ' علی گڈہ

حمیدیہ ہوٹل

—:o * o:—

نمبر ۱۳۱ لوئر چیت پور روڈ - کلکتہ

ہمارے ہوٹل میں ہر قسم کی اشیاے خوردنی و نوشیدنی ہر وقت طیار ملتی ہیں نیز اسکے ساتھ مسافروں کے قیام کیلیے پر تکلف اور ہوا دار کمروں کا بھی انتظام کیا گیا ہے جو نہایت ہوادار ' فرنشڈ اور سب راہ واقع ہیں جن صاحبوں کو کچھ دریافت کرنا ہو بذریعہ خط و کتابت منیجر ہوٹل سے دریافت کر سکتے ہیں - جنگ ٹرکی و اٹلی اور جنگ بلقان کی جملہ تصویریں ہماری ہوٹل میں مروجہ کے لیے موجود ہیں مع تصویر شیخ سنوسی وغیرہ -

المشتہر شیخ عبد الکریم مالک حمیدیہ ہوٹل

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول محرر خصوصی

مسلک اہل السنۃ والجماعۃ

مقام اشاعت
۱۰۲ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۸ | کلکتہ: چہار شنبہ ۲۹ جمادی الاولی ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta : Wednesday, May 7, 1913.

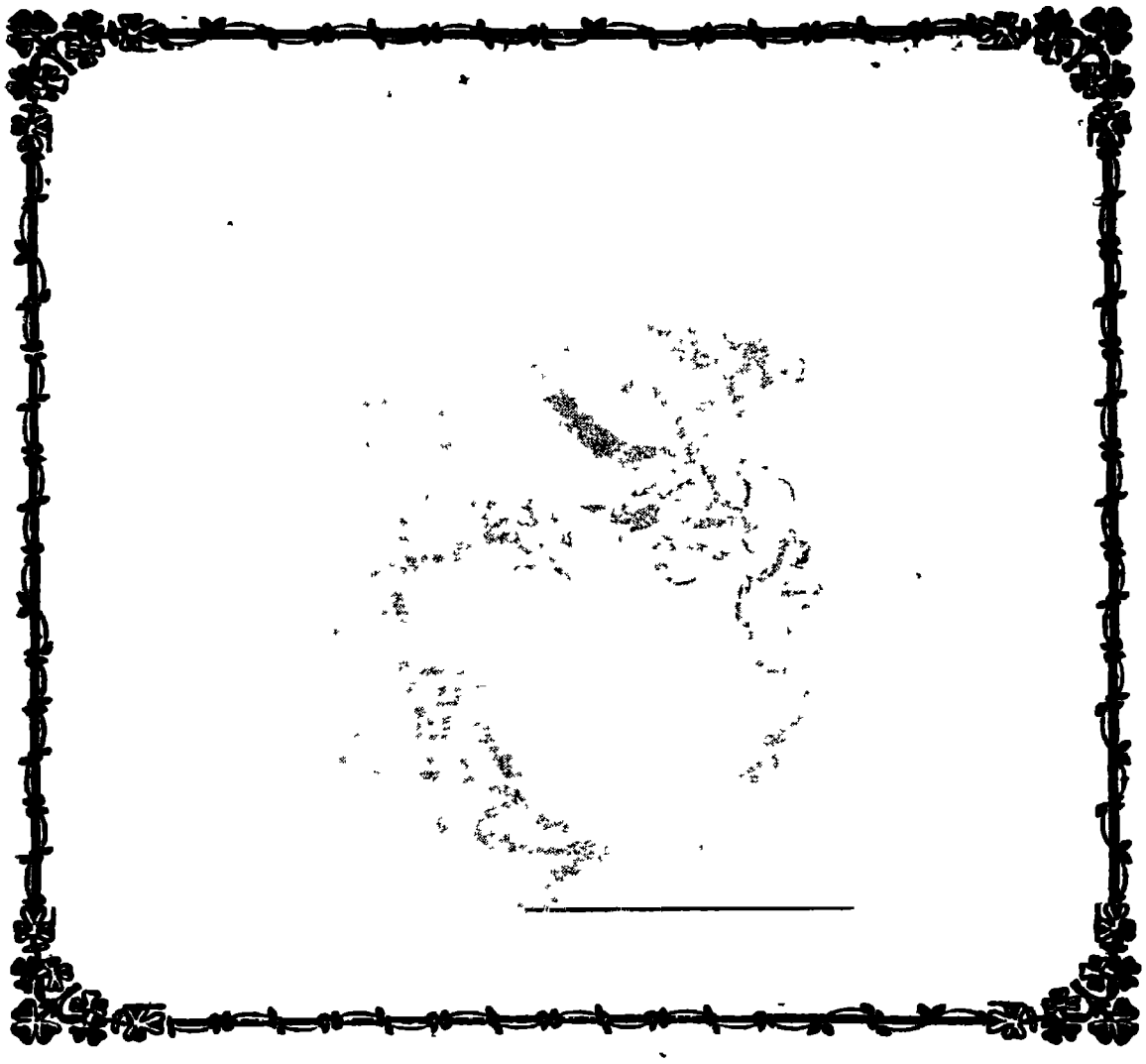

اطلاع

(۱) اگر کسی صاحب کے پاس تولی پرچہ نہ پہنچے ' تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں ' ورنہ بعد کو فی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لی جائیگی -

(۲) اگر کسی صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کی تبدیلی کی ضرورت ہو تو مقامی ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں ' اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہیں یا پانچ آنے کے وی - پی کی اجازت -

(۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) منی آڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام ' پورا پتہ ' رقم ' اور نمبر خریداری (اگر کوئی ہو) ضرور درج کریں -

نوٹ ـــ مندرجہ بالا شرائط کی عدم تعمیل کی حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئی پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے لئے ذمہ دار نہ ہوگا -

(مینیجر)

شرح اجرت اشتہارات

—*—

میعاد اشتہار	فی صفحہ	فی کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ فی مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے لئے صفحہ کے لیے کوئی اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کی جگہہ دیجائیگی -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدی زائد ہوگی -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھی طیار ہوتے ہیں جسکی قیمت ۸ آنہ فی مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطابق آپکو جگہہ دیں ' البتہ حتی الامکان کوشش کی جائے گی -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں ' چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں ' اور سہ ماہی کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرنی ہوگی اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی ہمیشہ لی جائیگی اور وہ کسی حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) مینیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے ' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اُس چیز کا جو جزے کے اقسام میں داخل ہو ' تمام منشی مشروبات کا ' فحش امراض کی دواؤنکا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو ' کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

نوٹ ـــ کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کی زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسی قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين — القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام آزاد

مقام اشاعت
۷-۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلگراف
«الہلال»

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad.

7-1 Mullick street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

نمبر ۱۰۱ — کلکتہ: چہار شنبہ ۲۹ جمادی الاولی ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta : Wednesday, May 7, 1918.

فہرس

شذرات
شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی
هفتهٔ جنگ
یاقومنا اجیبوا داعی الله
مقالهٔ افلاطونیه
حول الدرن
مذاکرهٔ علمیه
قطب جنوبی (۴)
مقالات
صفحة من تاریخ العرب (معاصرهٔ قرطاجنه)
انتقاد
رپورٹ انجمن هلال احمر قسطنطنیه
مطبوعات اردو
آسان تعلیم
تعلیم القواعد
اتحاد المسلمین و مریضهٔ رکراة
نص حدیث الاشاعه جرائد و مجلات
آزاد
مساوات
شئون عثمانیه
حادثهٔ ادرنه
مراسلات
خطبهٔ جمعه
ادبیات
عروض یاس
مکاتیب
عروس لیگ
ملاء شبلی نعمانی پر بیجا الزامات کی حقیقت

تصاویر

بانی ادرنه شهنشاه اکزیا نو
جامع سلیم ادرنه
مشهد قرطاجنه

شذرات

شمس العلما مولانا شبلی نعمانی

ادر

مسئلهٔ "الندوة"

(۳)

گذشته نمبر کا خلاصهٔ تحریر' امید ہے کہ قارئین الہلال کے ذہن میں محفوظ ہوگا - اس عرصہ میں بکثرت خطوط ادارهٔ الہلال میں پہنچے' اور انکا سلسلہ برابر جاری ہے - ان خطوط کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ الحمد للہ ملک میں ارباب مہم و ادراک' اور صاحبان عقل و بصیرت کی ایک جماعت موجود ہے' جو ہر آواز کو اسکی اصلی جگہہ دینے کی پوری استعداد رکھتی ہے' اور اگر حقیقت کھولکر سامنے رکھدی جاے' تو اسکے استقبال کیلیے طیار ہے - ان خطوط میں اس عاجز کی نسبت جس حسن ظن کریمانہ کا اظہار کیا گیا ہے' انکے لیے حق تعالے کا شکرگذار ہے' اور مستدعی ہے کہ اسکے لیے استقامت و معیة حق و صداقت کی توفیق بخشی کی دعا فرمائیں' کہ اصل مقصود و مطلوب یہی ہے' و باقی همه هیچ!

ان خطوط میں سخت اصرار کیا گیا ہے کہ انہیں بہتسہ شائع کردیا جاے' لیکن میں بادب خواستگار معافی ہوں کہ اول تو الہلال کی گنجایش محدود' پھر زیادہ اہم مقصد بالفعل پیش نظر' اسلیے سردست انکی اشاعت سے مجبور ہوں - الا بعض اشد ضروری مکاتیب کہ انکی اشاعت ناگزیر و مفید مامت ہو -

* * *

بسلسلهٔ اشاعت گذشته اس واقعه کے چند پہلو اور باقی رہگئے ہیں :

(۱) مضامین میں دیگر جزئی حالات جو بیان کیے گئے ہیں' وہ بھی صحیح ہیں یا نہیں ؟

(۲) جبکہ مولوی عبد الکریم صاحب کی نسبت ایک یا دو ہفتے کی معطلی کا فیصلہ جلسۂ انتظامیہ نے منسوخ کر دیا تھا تو یہ چھ ماہ کی سزا پھر کیوں بخوشی و خرمی ' بغیر کسی انکار و عذر کے دیدی گئی ؟ جن لوگوں سے مولانا شبلی نے بجبر و اکراہ عالم تقیۂ وئفاق میں سزا دلوائی تھی' وہ تو اب آزاد تھے' اور سزا کی منسوخی اسپر شاھد ہے کہ اب مولانا شبلی کا تسلط و استبداد باقی نہیں رہا تھا - حتی کہ انہیں معافی مانگنے کیلیے کہا گیا تھا - پھر یہ کیونکر ہوا کہ بیچارے مولوی عبد الکریم کو گرگ تسلط کے منہ سے نکالکر تیغ قصاب کے پنجے میں ڈالدیا گیا' اور چند یوم کی سزا کی جگہہ نصف سال کی دفعہ لگا دی ؟

کیا ڈپٹی کمشنر صاحب نے خود اسکی اطلاع دی ' یا بعض لوگ اس بارے میں خود ہی انکے پاس دوڑے ہوے گئے اور اس سزا و عقوبت تعزیری کا ھدیۂ مبارک ' فقیہ دار العلوم کیلیے اپنے ساتھہ لائے ؟ اگر گئے تو وہ کون لوگ تھے ؟

(۳) جبکہ خود ارکان ندوہ کی قرار دی ہوئی سزا کو منسوخ کر دیا گیا ' حالانکہ وہ مدرسہ کا اندرونی معاملہ تھا ' تو پھر اب محض ڈپٹی کمشنر صاحب کے احکام مستبدہ سے چھ ماہ کی سزا دینا ' کیا معنی رکھتا ہے ؟ کیا یہ کہ مولوی عبد الکریم صاحب کو ایک ہفتے کی خود اپنی دی ہوئی سزا سے بچا کر' چھ ماہ کی سرکاری سزا دلا دی جاے ؟

مجکو جو اطلاع اس بارے میں مراسلۂ علی گڈھ سے ملی ہے ' اور جسکی تصدیق خواجۂ رشید الدین صاحب رئیس لکھنؤ کی مراسلت سے ہوتی ہے (جو اس ہفتے درج رسالہ کی گئی ہے ' اور جسکی نسبت میں اپنی رائے آخر مراسلہ میں ظاہر کرونگا) اور جو اُس وقت تک صحیح اور معتبر سمجھی جاے گی ' جب تک کہ ارکان ندوہ ' اور شرکاء کار اسکی کوئی باقاعدہ تغلیط نہ کریں ' وہ حسب ذیل ہے :

مجلس ارکان خمسۂ اولی کے بعد اس کارروائی کی مولانا عبد الحی نے تمام ارکان کو حسب قاعدہ اطلاع دی ' اور ۹ - مارچ کو مجلس انتظامیہ کا جلسہ منعقد ہوا -

اسمیں بعد مباحثہ و تحریک و ترمیم و مخالفت ' بالآخر یہ طے پایا کہ " جو کارروائی پانچ حضرات کی مجلس نے' نیز معتمد دار العلوم نے کی تھی ' وہ کالعدم سمجھی جاے "

اس کارروائی کا یہ نتیجہ ہوا کہ اسی جلسہ میں منشی احتشام علی ' مولانا سید عبد الحی ' اور مولانا حبیب الرحمن صاحب شروانی ندوہ کے عہدے اور ممبری سے مستعفی ہوگئے -

اب سوال یہ ہے کہ جو مضامین اس معاملے کی نسبت لکھے گئے' ان میں یہ ٹکڑہ کیوں حذف کر دیا گیا ؟

منشی اعجاز علی جنھوں نے اس بارے میں مضمون لکھا ہے' منشی احتشام علی کے بھائی ہیں ' یا شاید کوئی اور تعلق ہے مگر قریبی عزیز ضرور ہیں - تعجب ہے کہ وہ اپنے گھر کے ایک واقعہ پر روشنی ڈالنے سے کیوں قاصر رہے ؟

اگر یہ تمام کارروائی جو مولوی عبد الکریم کے ساتھہ کی گئی' صرف مولانا شبلی ہی کے تسلط کا نتیجہ تھی ' اور منشی احتشام علی ' مولوی سید عبد الحی ' اور مولوی عبد الباری صاحب محض بالجبر شریک ہوگئے تھے ' تو سوال یہ ہے کہ منسوخی کے بعد منشی احتشام علی اور مولانا عبد الحی کو کیوں اسقدر صدمۂ شدید پہنچا' کہ اعتراض و مخالفت ہی نہیں ' بلکہ ندوہ کی ممبری ہی سے مستعفی ہوگئے ' اور ایک ایسی جماعت سے رسم و راہ رکھنا بھی انہیں گوارا نہوا ' جو مولوی عبد الکریم مصنف مضمون جہاد کی سزا کو منسوخ کردے ؟

یہ امر صاف ظاہر کر رہا ہے کہ اس واقعہ سے ان تمام حضرات کو کس درجہ تعلق تھا ' کیونکہ اگر تعلق نہوتا ' تو پھر خلفشار و منسوخی کے بعد مستعفی کیوں ہو جاتے ؟

البتہ مولانا حبیب الرحمن صاحب کا مستعفی ہونا بالکل ایک علحدہ اور بے تعلق معاملہ ہے - کیونکہ وہ پہلی کارروائی میں شریک نہ تھے ' جسکی منسوخی کا اثر اتر پڑتا - انکے مستعفی ہوجانے کیلیے وجوہ و اسباب ہونگے ' جو معلوم نہیں -

اس بحث کا سب سے زیادہ تماشا طلب حصہ یہ ہے کہ اگر یہ مضامین واقعی حریت پسندی' صداقت فرمائی ' اور جہاد دوستی کی وجہ سے لکھے گئے ہیں (اور اگر ایسا ہو تو تمام ملک جانتا ہے کہ یہ عین نتیجہ و منشاء دعوت یک سالۂ الہلال ہے) تو کیا سبب ہے کہ منشی اعجاز علی کارروائی کرنے والی مجلس کے صرف ایک رکن کی مخالفت میں تو اس درجہ سرگرم جہاد فی سبیل اللہ ہیں ' اور باقی چار ممبروں کا ' جنمیں ایک خود انکا بھائی ہے ' ذکر تک نہیں کرتے ؟ ازادی رائے اور معیّنۂ صداقت کا اقتضا تو یہ ہے کہ انکو سب سے پہلے پوری مجلس کی کارروائی پر اعتراض کرنا تھا - پھر چونکہ مولانا شبلی بھی اسمیں شریک تھے ' اُن پر بھی کرنا تھا - اور ساتھہ ہی اپنے گھر کی بھی خبر لینی تھی - علی الخصوص منشی احتشام علی صاحب سے پوچھنا تھا کہ " بابا ! تم جو اس کارروائی میں شریک مساری تھے ' اور تم کو اس کارروائی کی منسوخی کا اسدرجہ غم تھا ' کہ تم نے اپنا استعفا پیش کردیا تھا ' اور تم جو ڈپٹی کمشنر سے بمعیت مولوی خلیل الرحمن صاحب سہارنپوری جا کر ملاقات کرتے ہو' اور حکم سزاے شش ماہہ لیکر واپس ہوتے ہو' تو بتاؤ کہ اِن واقعات کو مطلوبہ حریت و حق طلبی' اور حکم جہاد و قتال فی سبیل اللہ سے اب میں کیونکر تطبیق دوں ؟ "

لیکن میں جانتا ہوں کہ ایسا ہونا ممکن نہ تھا - غلامی ہو یا حریت ' بندگان اغراض و اہوا نے انہیں اپنے مقاصد ردیہ کیلیے ایک آلہ بنا لیا ہے - ایسوں کی نہ غلامی موجب تاسف ہوتی ہے اور نہ ادعاء حریت موجب مسرت - یہ مقامات دوسرے ہیں -

شاید مجھسے زیادہ منشی اعجاز علی کا کوئی مداح نہوتا اگر وہ اس معاملے میں فرض حق گوئی ادا کرتے - جہاں شخصی تعلقات و عداوت کا قدم آیا ' وہاں ایک لمحہ کے لیے بھی سچائی نہیں ٹہر سکتی - یا تو چپ رہو کہ تمہاروں کی خاموشی انکے بولنے سے اچھی ہے ' یا بولو تو اپنے تعلقات اور عزیز داریوں کی زنجیر کو توڑ دو' اور اپنے دل کو شخصی مقاصد فاسدہ سے پاک کردو -

---

ہفتہ جنگ

آسٹریا کی " آزادانہ کارروائی " کے فیصلے نے تمام یورپ میں عالمگیر اضطراب پیدا کردیا ہے ' اور گو لندن میں اسکی سرکاری طور پر تصدیق نہیں کی گئی تھی ' مگر بازاروں کی حالت خراب ہونے لگی ہے -

۳۰ - اپریل کو ریوٹر کے تار کا مفاد یہ تھا کہ آسٹریا اور جبل اسود' دونوں سرحدوں پر فوجیں جمع کر رہی ہیں' انتی ویری میں اسوقت ۱۰ - ہزار جبلی فوج موجود ہے اور مزید فوج آرہی ہے -

مطالبہ دول کے تحریری جواب میں جبل اسود نے یہ اعلان کیا تھا کہ آخری جواب وہ اسوقت تک نہیں دیگا' جب تک کہ یونانیوں کی عید السٹر ختم نہ ہوجاے گی -

۳۰ - اپریل کو رویٹر نے اطلاع دی کہ بین القومی حالت کی جانب سفراء دول میں نہایت اہم گفتگو ہورہی ہے - دفتر خارجیہ میں سفیر روسی' مبعوث جبلی' اور مسٹر بارچ باہم ملے اور اعلان کیا گیا کہ دول کے نام جبل اسود کا جواب پیش ہوگیا ہے -

یکم مئی تک اطالیا کی پالیسی ایک راز سربستہ تھی - وائنا میں کرنٹ وان برچٹولڈ نے اطالی سفیر سے ایک طویل ملاقات کی - وائنا کے اخبارات نے یہ مشورہ دیا تھا کہ آسٹریا ' سقوطری کی طرف بڑھے ' اور اطالیا جنوب البانیہ پر قبضہ کرلے -

اطالیا کے نیم سرکاری اخبار ایرنا نے ایک مضمون لکھا ' جسمیں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اطالیا آسٹریا کو تنہا مسئلہ البانیہ طے کرنے نہ دیگی ' بلکہ خود بھی اسمیں حصہ لیگی -

---

تخلیۂ سقوطری

روس نے جبل اسود سے نہایت سخت الفاظ میں سقوطری کے فوری تخلیہ کا مطالبہ کیا اور اسے متنبہ کیا کہ اس سرکشی سے وہ اپنی بربادی کا سامان کررہا ہے - اس مطالبہ کے بعد یکم مئی کی صبح کو جبل اسود نے غیر مترقبہ طور پر جواب پیش کیا - جواب میں ظاہر کیا گیا ہے کہ دول نے ناطرفداری ترک دی ہے - جبل اسود دول کا مقابلہ کرنا نہیں چاہتا ' بلکہ انصاف چاہتا ہے - جواب میں یہ بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ بالمعاوضہ تخلیہ سقوطری منظور ہے - پھر شام کو سفراء دول کی سر ایڈورڈ گرے سے دیرتہ گھنٹہ تک صحبت رہی - اس صحبت میں اس مراسلہ پر بھی بحث کی گئی - آسٹروی سفیر کو اصرار تھا کہ تخلیہ فوری اور غیر مشروط ہو' لیکن دیگر سفراء کو زیادہ اصرار نہ تھا -

۲ - مئی کو شاہنشاہ آسٹریا نے شاہنشاہی مجلس کا ایک غیر معمولی جلسہ کیا - جلسہ میں آسٹریا اور ہنگری کے وزراء اعظم اور نائب وزیر بھی مدعو کیے گئے تھے - آسٹروی وزیر جنگ نے مجلس مدعو کی' جسمیں موجودہ حالت کو بالاستیعاب بیان کیا - اس مجلس نے فوجی کارروائی کو پسند کیا -

ٹریبونا نے ایک مضمون میں لکھا ہے کہ اگر آسٹریا نے البانیہ میں خوجی کارروائی شروع کی' اور اطالیا سے شرکت کی درخواست کی گئی ' تو وہ ضرور حصہ لیگی - محکمہ جنگ کو حکم دیدیا گیا ہے کہ ضروری فوج تیار رکھے - ایک ڈویژن کافی سمجھا گیا ہے - وائنا کے اخبارات لکھ رہے ہیں کہ اطالیا اور آسٹریا کی کارروائی کے اصولی امور طے پاگئے ہیں -

ہرزگوئیا اور بوسینا میں فوجی قانون نافذ کیا گیا ہے - وجہ یہ بیان کی گئی کہ اہل ہرزگوئیا اور بوسینیا جبل اسود کے ساتھ عملی طور پر ہمدرد ہوچلے تھے -

۳ - مئی کو ریوٹر کو معلوم ہوا تھا کہ مجلس جنگ نے ' جسکا صدر خود شاہ نکولس تھا ' فیصلہ کیا ہے کہ تخلیۂ سقوطری کی بابت دول کے مطالبہ کو منظور کرلیا جائے - ۵ - مئی کو ریوٹر تار دیتا ہے کہ شاہ نے دول کو باقاعدہ طور پر اطلاع دی ہے کہ اس نے معاملۂ سقوطری دول کے ہاتھ میں رکھدیا - مجلس تاج کا فیصلہ چونکہ حکومت کی رائے سے مختلف ہے ' اسلیے وزارت مستعفی ہوگئی ہے -

اسی تاریخ کے سٹنجی کے تار میں بیان کیا گیا ہے کہ مسئلۂ تخلیۂ سقوطری پارلیمنٹ کی اس غیر معمولی نشست کے سامنے پیش کیا جائیگا ' جو ۸ - ماہ حال کو مدعو کی گئی ہے - وائنا میں یہ تجویز مزید وقت حاصل کرنے اور ترمیم کی ذلت کم کرنے کے لیے بطور ایک نمایشی جنگ کے خیال کی جارہی ہے -

---

صلح

حسب تلگرافات عمومیہ دریقین نے مداخلت کو منظور کرلیا ہے - وکلاء صلح کے لیے پھر لندن تجویز ہوا - دولت عثمانیہ کے وکلاء عثمان نظامی پاشا اور بڈیزیریا آفندی ' اور مشیر قانونی رشید بے قرار پائے ہیں - حقی پاشا ' تونیق پاشا ' اور حسین حلمی پاشا نے شرکت منظور نہیں کی - وکلاء عثمانی مع مشیر قانونی ۶ - کو روانہ ہونگے - اس خیال سے کہ گفتگو زیادہ طول نہ کھینچے دول گفتگو کے متعلق چند اصولی امور کا مسودہ پیش کردیں گی جب اس مسودہ پر دستخط ہو جائینگے تو پھر مفاصمین میں گفتگو شروع ہوگی -

---

باب عالی کی کامیابی

ہمارا خیال تھا کہ مسئلۂ اسعد پاشا موجودہ عثمانی حکومت کی سیاسی شطرنج بازی کا ایک حیرت انگیز اور ستایش طلب کارنامہ ہے ' کیونکہ اگر البانیا کی خود مختار حکومت اسی اصول پر قائم ہو ' جس پر یورپ کی نصرانی سلطنتیں قائم کرنا چاہتی ہیں ' تو اسکے یہ معنی ہونگے کہ جسم اسلام کا یہ ٹکڑا اسطرح علحدہ کرلیا جائے کہ پھر کبھی بھی نہ ملسکے ' اور اتنا ہی نہیں ' بلکہ اسکے آثار باقیہ بھی مٹادیے جائیں !

گذشتہ اشاعت میں ہم نے اس خیال کی طرف مختصراً اشارہ کیا تھا ' لیکن اس ہفتے کی خبروں سے اس خیال کی غیر معمولی طور پر تصدیق ہورہی ہے - فالحمد للہ علی ذلک -

یکم مئی کا تار ہے کہ " اسعد پاشا کی درخواست رسد و نقد کے جواب میں باب عالی نے تار دیا ہے کہ وہ بیروت روانہ ہوجائے - اگر بین القومی فاکہ بدستی حائل ہو ' تو پھر ریلونا کا رخ کرے - باب عالی ریلونا میں رسد اور نقد بھیجدے گا -

۲ - مئی کا تار ہے : " اسعد پاشا نے زیر سیادت سلطان المعظم اپنے مسقط الراس تیرانا میں حکومت قائم کرلی ہے اور علم استقلال بلند کردیا ہے " اس تار کے بعد غالباً اس راے میں شک کی گنجایش نہیں ' جو ہم نے شرکت باب عالی کی بابت گذشتہ اشاعت میں ظاہر کی تھی - ہم نے اسکی نسبت متعدد تار تحقیق حال کیلیے ترکی بھی روانہ کیے ہیں -

---

البانیا

البانیا کے قیام حکومت کی خبر ابھی آپ پڑھچکے ہیں - اسکے علاوہ حسب ذیل خبریں اور وصول ہوئی ہیں :-

۲ - مئی کا تار ہے کہ اسعد پاشا نے سرویا سے فرمایش کی ہے کہ ڈوبی ریزرو اسکو دیدے - اس کے جواب میں سرویا نے اسوقت تک تعمیل فرمایش سے انکار کردیا ہے ' جب تک کہ اسعد پاشا سقوطری کو بالکل خالی نہ کردیگا -

۳ - مئی کو قسطنطنیہ کے ایک تار میں بیان کیا گیا ہے کہ مسلمان مہاجرین البانیا اپنے گھروں کو واپس جارہے ہیں - عثمانی مبعوثین البانیا بھی واپس جانے والے ہیں ' کیونکہ انکو امید ہے کہ وہ قومی مجلس میں منتخب ہوسکیں گے -

پیرس کے ۳ - مئی کے تار میں بیان کیا گیا ہے کہ البسر کی سب سے آخری خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے دن ڈوریزو کے قریب جاوید پاشا (جو خلیج البانیا میں سرویوں کی مقاومت کررہے تھے ' اور جنکے متعلق مشہور کردیا گیا تھا کہ انہوں نے مع ۱۵ - ہزار فوج کے سرویوں کے آگے ہتیار ڈالدیے) اور اسعد پاشا میں ایک خونریز معرکہ ہوا ' جو کئی گھنٹے تک ہوتا رہا بالآخر جاوید پاشا کو شکست ہوئی اور فوج پریشان ہوکے بھاگ گئی -

[بقیہ کے لیے صفحہ ۳ ملاحظہ ہو]

یا قومنا اجیبوا داعی اللہ !!

اے برادران ملت ! اللہ کے طرف پکارنے والے کی پکار کا جواب دو !

انفروا خفافا و ثقالا !

آہ ! کاش مجھے وہ صور قیام قیامت ملتا ' جس کو میں لیکر پہاڑوں کی بلند چوٹیوں پر چڑھجاتا ' اسکی ایک صدائے رعد آسائے غفلت شکن سے ' سرگشتگان خواب ذلت و رسوائی کو بیدار کرتا ' اور چیخ چیخ کر پکارتا کہ " اٹھو کیونکہ بہت سوچکے ' اور بیدار ہو ! کیونکہ اب تمہارا خدا تمہیں بیدار کرنا چاہتا ہے ! پھر تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ دنیا کو دیکھتے ہو ' پر آسمانی نہیں سنتے جو تمہیں موت کی جگہہ حیات ' زوال کی جگہہ عروج ' اور ذلت کی جگہہ عزت بخشنا چاہتا ہے !

یا ایہا الذین آمنوا ! استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم واعلموا ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ ' وانہ الیہ تحشرون (۸ : ۲۴)

اے مسلمانو ! اللہ اور اسکے رسول کی صدا کا جواب دو ' جبکہ وہ تمہیں بلا رہا ہے ' تاکہ تمکو موت سے نکالکر زندگی بخشے - یاد رکھو کہ اللہ جب چاہتا ہے ' انسان اور اسکے دل کے اندر ازے اجاتا ہے ' اور پھر خواہ تم اس سے کتنا ہی اعراض کرو مگر تم کو ہر پھر کے آسی کے آگے ایک دن جانا ہے !

* * *

آج آنے والی ہر بلاؤں اور ہلاکتوں سے نکلنے کیلیے تم بیقرار ہو ' اور اسکے لیے طرح طرح کی تدبیروں کو سوچتے اور ڈھونڈھتے ہو - لیکن یہ کیا تم نہیں جانتے ہو کہ ایک لمحہ اور ایک دقیقہ کیلیے بھی تمہارے دل میں یہ خیال نہیں گزرتا کہ سب سے پہلے اسکو تو اپنے سے راضی کر لیں ' جسکے دربارے سے بھاگ کر ساری دنیا میں ہم نے ذلتوں اور نا مرادیوں کی ٹھوکریں کھائیں ' حالانکہ وہ کہہ چکا ہے اور کہہ رہا ہے :

یا ایہا الذین آمنوا ! ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا ' و یکفر عنکم سیاتکم و یغفر لکم واللہ ذوالفضل العظیم (۸ ۳۸)

اے مسلمانو ! اگر تم اللہ سے ڈرو اور اسکے حکموں کے آگے جھک جاؤ ' تو پھر تمہیں کسی چیز کیلیے بھی کسی دوسری تدبیر کے کرنے کی احتیاج باقی نہیں رہیگی - وہ دنیا میں تمہارے لیے عزت و اقبال کا ایک شرف و امتیاز پیدا کردیگا ' اور تمہاری تمام گمراہیوں کو معاف کردیگا - وہ تو سب سے زیادہ بخشدینے والا اور صاحب رحم الطاف ہے !

* * *

پھر اگر اٹھنا ہے تو اٹھہ کھڑے ہو ' کیونکہ چلنے کا وقت یہی ہے ' اور اسکے بعد موت کے سوا کچھہ نہیں - آج تم کو کوئی انجمن ' کوئی جمع شدہ دولت اور روپیہ کی مقدار ' کوئی پرایٹکل سرگرمی ' اور کوئی انسانوں اور مصروں کے اجتماع محض کا ایک جتھا ' آنے والے مصائب سے نہیں بچاسکتا ' جب تک کہ خود تمہارے اندر کوئی انقلابی تبدیلی نہو ' اور جب تک کہ تم اپنے خدا سے ' اسکی راہ ' اور اسکی مرضات کی راہ میں ' اپنے نئیں دے ڈالنے کا عملی عہد نہ باندھلو ' اور اسی کے بتلائے ہوے طریقہ ' اور اسی کے حکم و ایما کے ماتحت ہوکر ' اسکے نہ ہو جاؤ -

پس یہی ہے - جسکی طرف میں تمہیں بلا رہا ہوں ' اور یہی دعوت ہے ' جسکے پکار کی راہ آج سے مجھے دکھلائی ہے - میں اٹھا ہوں ' پس تم بھی اٹھو ' تاکہ ہم سب ملکر اسکے دربار کے کوکبۂ کہکشاں ' اور ہر طرف سے کٹکر صرف اسی کے ہو جائیں - پھر وہ جسطرف لے جاے ' اپنے تئیں چھوڑدیں - کانٹوں پر لوٹاے ' تو اپنے تلوروں کو رخمی کردیں - اور پہاڑوں پر چلاے ' تو اسکے لطف و رحمت سے لذت اندوز ہوں - تلواروں کا زخم کھاے ' تو اسکو غیروں کے مرہم سے زیادہ مجرب سمجھیں ' اور زہر کا تلخ و مہلک جام دے ' تو اسے شربت قند و گلاب کی طرح مزے لے لیکر پی جائیں : -

پیکان ترا بجاں خریدار
من مرہم دیگراں نخواہم

* * *

الحمد للہ کہ صدائے " من انصاری الی اللہ " کیلیے وہی خدائے حکیم دلوں کو کھول رہا ہے ' جس نے اس صدائے دعوت الی اللہ و رسولہ کو بلند کرایا ہے - اسوقت تک دو روانہ ایک سو درخواستوں کا ارسال ہے - لیکن شاید ابھی بہت سے لوگ ہیں ' جو متامل ' اور بہت سے ہیں جو اصلیت و مقصد کی طرف سے پریشان ہیں ' مگر وہ یاد رکھیں کہ حکمۃ الہیہ نے یہی طریق دعوت اس لیے قرار دیا تا کہ اسطرح سب سے اول ہی دلوں کی آزمایش اور دعوتکا امتحان ہوجاے - جسکے دلوں میں سچا ولولہ ہوگا ' وہ بغیر اصلیت کو پرکھے آنکھہ کھولے ہونگے ' کیونکہ انکے لیے اتنا اشارہ ہی کافی ہوگا کہ اللہ کی راہ کی دعوت ' اور اسلام کی ایک مخلص جماعت پیدا کرنا ہے ' پھر خواہ اسکی کوئی تدبیر اور کوئی پیرایہ ہو ' کہ یہ امور ' وسائل و ذرائع ہیں ' اور اصل حقیقت انسے متاثر نہیں - هذه تذکرة ' فمن شاء اتخذ الی ربه سبیلا !

[بقیہ مصور صفحہ تین کا]

سرویوں نے اسعد پاشا کے لیے دوریزو کا راستہ کھولدیا ' اور اسعد پاشا کی فوج کا ایک حصہ فاتحانہ طور پر داخل ہوگیا -

اسعد پاشا کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ اسوقت وہ مرکز البانیا کی حالت کا مالک ہے -

سب سے آخری خبر یہ ہے کہ سرویا نے البانیا کو بالکل خالی کردیا ہے - آخری سرویی فوجی جہاز اسعد پاشا کے داخلے سے پہلے ہی صبح کو دوریزا سے روانہ ہوگیا -

شاید جاوید پاشا اسعد پاشا کو دولۃ عثمانیہ سے بالکل بے تعلق سمجھہ رہے ہیں ' اور یہی غلط فہمی اس معرکہ کی بنیاد ہے -

نیز نہیں کہا جا سکتا کہ ان خبروں کے تمام اجزا کہاں تک موثق ہیں ؟ بہرحال امید ہے کہ آیندہ ہفتے تک قسطنطنیہ کی کوئی مفصل تلغراف خصوصی اس بارے میں شائع کرسکیں گے -

الهلال

۲۹ - جمادی الاولی ۱۳۳۱ هجری

حول ادرنه

افکار و نتائج

اجمن اتحاد و ترقی - انقلاب وزارت - صلح و جنگ - دفاع ادرنه - و نظر به مستقبل -

(۱)

مصائب و حوادث کا نزول انساني آراء و معتقدات کیلیے سب سے بڑي آزمایش ہے - اور انسان کے اعتقاد کا شرف و احترام صرف اس میں مضمر ہے کہ ناگہانی حوادث کے ظہور کے وقت اسکے استقلال فکر' و قوت قیام رائے کا حال کیا تھا ؟

پھر کتنے کمزور دماغ ہیں ' جو مدتوں کے نشوونما یافتہ اعتقاد کو صرصر حوادث کے ایک جھونکے پر قربان کردیتے ہیں' اور کتني ضعیف العلب ہستیاں ہیں' جو اپني رائے کی قیمت ایک صداے رعد' اور ایک اضطراب برق کی لرزش مرعوبیت سے زیادہ ثابت نہیں کرسکتیں ؟

لیکن في الحقیقت یہ انسان کي سب سے بڑي کمزوري ہے - انساني راء و اعتقاد کے شرف کو اس سے بہت اونچا ہونا چاہیے کہ اسکا استقلال حوادث و مصائب کے مقابلے سے عاجز ہو' اور اپنے ہستي قیام کو تغیرات کي رو پر چھوڑ دے - دنیا میں حوادث سے چارہ نہیں' پھر اگر تم نے اپني رائے کي زندگي کا سررشتۂ حیات و ممات انکے ہاتھوں میں دیدیا ' تو اسکے یہ معني ہیں کہ خود تمہارے پاس کوئي روح فکر و ذہن نہیں - ہر لمحے میں تمہاري رائیں پیدا ہونگی' اور ہر دقیقے کے اندر انکے جنازے اٹھیں گے !

پھر یہ دنیا کی عظیم الشان ہستي' یعنے انسان کي رائے نہیں ہے ' بلکہ حیات حیوانی کے وہ ابتدائي نمونے ہیں ' جو ہواکی ایک حرکت سے مرتے ' اور رطوبت کے ایک قطرے سے پیدا ہوتے رہتے ہیں -

* * *

البتہ استقلال فکر' اور جمود رائے میں فرق کرنا چاہیے - تمہاري رائے اور اعتقاد کو مستقل اور محکم ہونا چاہیے ' لیکن جامد و غیر متغیر نہیں ہونا چاہیے - ذہن کی ہر حرکت سے پرقدرت اربتا جاري ہے ' پس تمہاری رائے اور عقیدے کو بھي ترقی کرنا چاہیے - ترقی سے مقصود یہ ہے کہ غلطیوں اور ضلالتوں سے نکلے ' اور حق و حقیقت کی طرف متصاعد ہو - وہ ہر اس تغیر و انقلاب کا استقبال کرے ' جو حق کے ظہور و انکشاف سے اسپر طاري ہو' اور جب ظہور صداقت کي تلوار اٹھے ' تو خود اپنے تائیں زخمي ہونے کیلیے پیش کردے ! !

اعتقادات و آراء میں یہ تغیر' جو قبول حق اور سماع صداقت سے ہوتا ہے ' دراصل استقلال و استحکام فکر کا منافي نہیں ہے ' بلکہ اسکا ارتقا اور نشوونما ہے -

پس ضرور ہے کہ راایوں میں جمود' اور سماع حق و تلاش صدق سے اعراض نہو' لیکن اسکے ساتھ ہي استقلال و قیام میں تزلزل بھی نہونا چاہیے - وہ ایک ایسی قوت ہو کہ حق کے مقابلے کے سوا ' دنیا کا کوئی حادثہ ' اور کوئی سخت سے سخت قوت بھي اسکو شکست نہ دیسکے -

* * *

سقوط ادرنہ اور تسلیم سفرطرني (۱) کے واقعہ نے جو موزي اور ناگہاني اثر قلوب و افکار پر ڈالا ہے ' میں سمجھتا ہوں کہ استقلال رائے اور استقامت فکر کے نقطۂ بحث کو پیش نظر رکھکر' انپر ایک نظر ڈالني چاہیے -

سب سے پہلا اثر تو وہ مایوسي کی گھٹا تھی ' جس کو میں نے تقریبا ہر طرف محیط پایا ' اور میرا دل بہت غمگیں ہوا ' جب میں نے آنسو رنکی چادر ہٹا کر دیکھا ' کہ جو لوگ دنیا میں صرف امید کیلیے پیدا ہوے تھے ' وہ بدبختانہ مایوسی سے مغلوب ہو رہے ہیں' حالانکہ . ومن یقنط من رحمۃ الا الضالون ؟

پھر میں دیکھتا ہوں کہ اس واقعہ کا ایک اثر' وہ راایوں کا تغیر ' اور معتقدات کا انقلاب بھي ہے' جو ترکوں کے اسلامی دماغ' انجمن اتحاد و ترقي ' انقلاب وزارت ' صلح و اختیار جنگ ' اور ایدریا نوپل کے دفاع کي ناکامی کی نسبت ' دماغوں اور فکروں میں پیدا ہوگیا ہے -

میں بہتوں کو جانتا ہوں جو کل تک اتحاد و ترقی کے مداح تھے ' مگر سقوط ادرنہ کي خبر سنتے ہی مخالف ہوگئے - کوریا ایدریا نوپل کے جنگي دفاع کی کامیابی رنا کامی' اتحاد و ترقی کی موافقت و مخالفت کي ایک طے شدہ شرط تھي' اور اب یہ لوگ شرط کے پورا نہونے سے اپنا معاہدۂ موافقت بھی فسخ کررہے ہیں' کہ اذا فات الشرط ' فات المشروط ! !

بانيِ ادرنہ : شہنشاہ ادریانو -

اسي رومانی شہنشاہ نے ایدریا نوپل کو آباد کیا تھا اور پھر اسي کے نام سے مشہور ہو گیا - اصلي نام " ادریا نو - پولس " تھا - یعنے شہر ادریانو - جیسے ایران کے قدیمي دارالسلطنت جمشید کو " پرسي پولس " کہتے ہیں پولس یونانی میں شہر کے معني میں بولا جاتا ہے - پھر کثرت استعمال سے " ادریا نوپل " ہوگیا - یہ تصویر ایک سنگي مجسمہ کي ہے ' جو لندن کے برٹش میوزیم میں موجود ہے -

کامل پاشا کي وزارت کی شکست ' اور نئي وزارت کا صلح سے انکار بھي ان لوگوں کے خیال میں ایک ایسا مسئلہ تھا ' جسپر حق و باطل کا معیار صرف ایدریا نوپل کی دیواروں کے نیچے تھا - پس جب بانعاری و سرہني فوج نے اسکو توڑ کر گرا دیا ' تو اسکی

---

(۱) عربي میں شہر کو مدینہ کہنے کیلیے " تسلم " کا لفظ بولا جاتا ہے - جو لغت کے اعتبار سے بھي بالکل صحیح ہے -

مئي کے ساتھہ اس مسئلے کي صداقت بھي کرگئي ! يہ لوگ اب کہتے ھيں کہ جنگ سے تو واقعي صلح ھي بہتر تھي !!

* * *

ليکن افسوس ھے کہ ميں اپني رايوں کو اسقدر جلد پيدا کرنے اور پھر قتل کر ڈالنے پر قادر نہيں - ميرا دماغ رايوں کا گھر ھے' پر ميں اُسے مدفن بنانا نہيں چاھتا - ميں انسان کي راے کو ايک قوت سمجھتا ھوں جو اندر ھي پيدا ھوتي ھے ' اور جب مرتي ھے ' تو اندر ھي کي کسي قوت سے مرتي ھے - ميرے عقيدے ميں باھر کے حوادث و واقعات اسپر مؤثر نہيں ھوسکتے -

مجھکو معلوم ھے کہ نئي وزارت جنگ کے اعلان کے ساتھہ قائم ھوئي - ميں ابھي بھولا نہيں ھوں کہ ايڈريا نوپل کے تحفظ کي خاطر اپني انتہائي قوت صرف کردينے ھي کيليے (انور بے) باب عالي کے اندر داخل ھوا تھا -

مجھکو ياد ھے کہ طلعت بے نے کہا تھا : " ھم مٹ جائيں گے مگر اسلامي دنيا کو شرمندہ نہيں کرينگے "

پھر ساتھہ ھي ميں يہ بھي تم سب کي طرح ديکھہ رھا ھوں کہ اس تمام عرصے ميں نئي وزارت کے کوئي چھنا ھوا ملک دشمن سے واپس نہيں ليا - اسکي خبر بھي کوئي نہيں آئي کہ عزت پاشا نے چتلجا سے نکلکر صوفيا اور بلغراد پر قبضہ کرليا ھو - جنگ کيليے اولين شے روپيہ ھے - يہ بھي سچ ھے کہ نئي وزارت نے کوئي نيا خزانہ بھي آيا صوفيہ کي ديواروں کے نيچے سے نہيں نکالا ' اور يورپ نے اپنے ادعائي حياد(۱) کے برخلاف کوئي قرضہ بھي نہيں ديا -

اسکے بعد آخري خبر جو سب کو سننی پڑي ' ميں بھي سن چکا ھوں - يعني ايڈريا نوپل ساقط ھوگيا ' اور بلغاري موج اسکے اندر خاتمانہ داخل ھوگئي -

ليکن باوجود ان تمام ياد داشتوں ' اور حافظے کي زندہ معلومات کے ' اور باوجود ان حوادث و نتائج کے سماع اور مشاھدے کے ' ميں کہتا ھوں کہ ميري جو راے ابسے تين ماہ پہلے انقلاب وزارت کے وقت تھي ' اب بھي ھے - ميں بہت سوچتا ھوں ليکن ايک لمحہ کيليے بھي اپني راے کو کسي تغير کيليے طيار نہيں پاتا -

ھاں ' يہ سچ ھے کہ ايڈريا نوپل کے تحفظ کي سعي ' نئي وزارت کا اعلان اولين تھا ' اور وہ ساقط ھوگيا - مع اپنے عظيم الشان مقبروں اور مقدس مساجد کے - مگر الحمد للہ کہ ميري راے کي تسخير کيليے ابتک مخالف اسباب پيدا نہيں ھوے ھيں - وہ ابتک بدستور قائم و مستقل ھے - مع اس راے کے ' جو ابتدا سے عثماني مسائل کي نسبت رکھتا ھوں ' اور مع اُن خيالات کے ' جو انقلاب وزارت کے وقت ظاھر کرچکا ھوں -

انجمن اتحاد و ترقي

انجمن اتحاد و ترقي کي نسبت ميں اس وقت کچھہ نہ کہونگا کہ مختصراً بار بار کہہ چکا ھوں ' اور تفصيل کا يہ موقعہ نہيں - ميري راييں مٹتي اور لمحوں ميں نہيں بدلتيں - ميں نے جو خيالات الہلال جلد اول نمبر (۲) ميں " تصادم احزاب و تناقض اقلام " کے عنوان سے ظاھر کيے تھے ' اب تک اُن پر قائم ھوں - ميري راے کا خلاصہ يہ تھا کہ : لہم حسنات و سئيات :

خلطوا عملا صالحاً وآخر سئيا (۹ : ۱۰۳) — انھوں نے ملے جلے عمل کيے ' اچھے بھي اور برے بھي -

انکي غلطيوں پر شايد اوروں سے بہتر نظر رکھتا ھوں ' مگر ساتھہ ھي مجبور ھوں کہ ترکي ميں انکے سوا کوئي کارکن اور مخلص ملک جماعت نہيں پاتا - پس وہ اپني غلطيوں کي وجہ سے مستحق نفرين نہيں ھيں بلکہ مستحق دعا ھيں کہ خدا آيندہ انکو ٹھوکروں سے بچاے -

المنار اور الہلال

اس عاجز کے بعض بزرگ احباب اس راے پر سخت برھم ھيں - علی الخصوص حضرة الفاضل المصلح الجليل السيد رشيد رضا صاحب المنار (مصر) جن سے اس بارے ميں ' نيز تحريک لامرکزية کي مدت پانچ ماہ سے باھم طول طويل مراسلات جاري ھيں ' اور ايک نتيجہ تک پہنچ جانے کے بعد انشا اللہ وہ تمام مراسلات الہلال يا المنار ميں شائع ھو جائيں گي - وہ اس عاجز کو اس بارے ميں " گمراہ " اور " بے خبر " بتلاتے ھيں ' اور ايک ايسے بزرگ کو ' جو ھم دونوں کے دوست ھيں ' اپنے مکتوب مبارک ميں لکھتے ھيں کہ " و منہم صاحبنا ابوالکلام ' و ھو رئيس المجانين " يعني ايسے ھي مخلص مگر گمراہ لوگوں ميں سے ھمارا دوست ابوالکلام ھے ' اور وہ پاگلوں کا سردار ھے ! "

وہ مجھے " رئيس المجانين " سے ملقب کرتے ھيں ' مگر ميري راے کے استقلال کا دوسرا نمونہ يہ ھے کہ ميں انکو " رئيس المصلحين " سمجھتا ھوں اور ھميشہ سمجھتا رھونگا - اس بزرگ انسان کي عزت ميرے دل ميں ھے ' کيونکہ ميں اسکو جانتا ھوں ' اور اُسکي خدمات دينيہ کا معترف ھوں - پس دعا کرتا ھوں کہ اگر اس بارے ميں ميري راے غلطي پر ھے ' تو اللہ تعالی جلد ميري ھدايت فرماے ' اور مجھپر حقيقت کے منکشف کرنے ميں دير نہ کرے : و اللہ يھدي من يشاء الی صراط مستقيم -

انقلاب وزارت

البتہ جو لوگ سقوط ادرنہ اور عدم مقترحات جديدہ کو نئي وزارت

وداع ادرنہ !!

جامع سليم (ادرنہ) کے نظارہ خارجي

پر ايک وداعي نظر !!

---

(۱) ناظرفداري اور دونوں فريقوں سے الگ رھنے کو انگريز ي ميں نيوٹرلٹي Neutrality کہتے ھيں ليکن اردو ميں اسکے ليے کوئي صحيح لفظ نہيں ھے - عربي ميں اسکو " حياد " کہتے ھيں اور ميں چاھتا ھوں کہ يہ اردو ميں بھي رائج ھو -

کے کاس کیلیے ایک عجیب الخلقۃ منطق کی بنا پر معیار حق و باطل سمجھتے ہیں ' انکو اس وقت سامنے آنا چاہیے -

اس مسئلے پر غور کرنے کیلیے زیادہ سے زیادہ حسب ذیل نقطے قرار دیے جاسکتے ہیں :-

(۱) مرل یورپ نے اپنی پچھلی یاد داشت میں البانیا نیول کی حوالگی پر زور دیا تھا ' اور کامل پاشا کی وزارت نے سر جھکا دیا تھا ' مگر اتحاد و ترقی نے البانیا نیول کی حوالگی کو اسلامی شرف و وقار اور عثمانی روایات کیلیے خود کشی بتلایا ' اور اسی بنا پر حزم اور فوج میں برہمی پیدا کرائی ' اور وزارت کا تختہ الٹ دیا - لیکن اسکا نتیجہ کیا نکلا ؟ یہی کہ جو چیز عزت سے مانگی جاتی تھی ' بالآخر شکست کی ذلت کے ساتھ جبراً دینی پڑی ؟

(۲) پھر آخری نتیجہ تو اس سے بھی بدتر نکلا ' کیونکہ اس صورت میں بلغاریا البانیا نیول کی اسلامی آبادی اور مقامات متبرکہ کی حفاظت و احترام کا وعدہ کرتی تھی ' لیکن اب ' جبکہ جبراً لے لیا گیا ' تو وہ بات بھی جاتی رہی -

(۳) نئی وزارت نے جنگ میں کونسی ایسی تبدیلی پیدا کردی ؟ نہ تو ادرنے نے صوفیا فتح کیا ' نہ قتلعی بے بلغراد اور سنجاق پر قابض ہوا - کوئی نئی فتح یافی ' اور کسی حصۂ زمین کی واپسی نئی وزارت سے بن نہ آئی - بلکہ البانیا نیول ' جنینا ' اور سقرطوی بھی ہاتھ سے گئے -

(۴) پس کیا شرکت پاشا اور کامل پاشا ' صرف نتیجہ کے لحاظ سے جنگ کیلیے یکساں نہیں ہیں ؟

یہی اعتراضات ہیں جو باشکال مختلفہ سامنے آتے ہیں :- میں نہایت اختصار و ایجاز اور محض بطور اشارات کے جواب عرض کرونگا ' کیونکہ آجکل اہل الہلال کے صفحات انتخابیہ بوجہ تحریک تشکیل " حزب اللہ " بالکل رکے ہوے ہیں - اور مزید گنجایش مفقود ہے -

یہ بھی جو لکھ رہا ہوں ' تو صرف اسلیے کہ موجودہ حالت کی خرابیوں کا اثر بالواسطہ قوۃ عمل و استعداد کار پر بھی پڑتا ہے ' اسلیے ضرور ہے کہ پہلے غلط فہمیوں کو صاف کردیا جاے - ورنہ میں تو آجکل اپنے پیش آنے والے کاموں میں اسطرح غرق ہوں کہ ان چیزوں کے لکھنے کا اب کوئی وقت ہی اپنے دل میں نہیں پاتا - اور احباب یاد رکھیں کہ میری تمام تحریریں دل کے وقت سے ہی پر صرف ہیں - یہ ضروری بات ہے کہ لکھنا ہر حال میں پڑتا ہے -

فاقول و باللہ التوفیق:

(۱)

سب سے پہلے پہلی بحث پر نظر ڈالیے - پھر میں ان قاضیوں سے ' جنہوں نے اپنی رائے کی باگ حقائق امور کے ہاتھ میں نہیں ' بلکہ وساوس و خطرات امیہ و بیم ' اور جذبات و امیال جن و نشاط کے ہاتھ میں دیدی ہے ' یہ پوچھنے کا حق رکھتا ہوں کہ

کیا انکی اصطلاح میں خون کشی اور موت ' دونوں ایک ہی ہیں ؟

اگر ایک بیمار جان بلب ہو ' تو کیا ایک حکیم یونانی فلسفہ کی طرح ' اسکو وقت سے پہلے مار ڈالنا چاہیے ' یا آخر وقت تک علاج و سعی اور جد و جہد کے فریضہ بجالانے کی کوشش کرنا چاہیے ؟

جو لوگ البانیا نیول کو نہ بھیجنے کی وجہ سے اسکا بخوشی دیدینا جائز بلکہ ضروری بتلاتے ہیں ' کیا وہ ایک بیمار شخص کو جو حد درجہ ضعیف ہوگیا ہو ' یہ مشورہ دینے کیلیے تیار ہیں کہ وہ خود کشی کرلے ' کیونکہ کسی نہ کسی دن تو اسکی جان طبعی الموت جبراً لے ہی کر چھوڑے گا ؟

ہزاروں انسان ہیں ' جو اپنے بیمار عزیزوں کی جان کنی کی آخری گھڑی تک علاج کرتے ہیں ' ایک تدبیر انسانی مغلوبیت الہی سے شکست کھاجاتی ہے ' اور بالآخر انکی جان حرکۃ موت ہونے سے نہیں بچتی - یہ حالت دیکھکر انکے عزیز روتے ہیں اور انکی موت پر ماتم کرتے ہیں ' پر یہ تو کوئی نہیں کہتا کہ مرنے والے کو جب مرنا ہی تھا ' تو کیوں نہ ہم نے اپنے ہاتھ سے گلا گھونٹ کر مار ڈالا ؟ یہ سچ ہے کہ البانیا نیول کی حفاظت کا تاریخی منظر بالآخر جاں بر نہ ہوسکا ' لیکن اسپر ہم رو سکتے ہیں ' پر یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ جانے والے البانیا نیول کو خود ہی اپنے ہاتھوں سے کیوں نہیں مٹا لیا ؟

البانیا نیول قسطنطنیہ کے علاوہ یورپ میں عثمانی آخری منظر عزت تھی - وہ آل عثمان کی عزت و عظمت کا منارہ ' اسلامی فتوحات ماضیہ کا مضمۂ افتخار ' سلاطین عثمانیہ کا مدفن ' قدیمی عثمانی دار الحکومت ' یونانی رومانی عظمۃ مفقودہ کی یادگار مفتخرہ ' اور اسلام کی ضرب شمشیر کا ایک گہرا مسیحی زخم تھا - پھر قسطنطنیہ کا ایک گہا حریف ' اور شاخ زیتون کے قتل عظمت کی طلائی کلید تھی -

ایسی منظر عزیز و محبوب کو ایک عدیم النظیر توانائی ' اور ایک شرمندہ کن انسانیۃ بے حیائی کے ساتھ ' دور مرجوحہ کا تخت بلیس لیں ' اور انسانیۃ مظلومہ کیلیے وجود مجسمۂ لعنت و عذاب الیم ' یعنے مرل متصدۂ یورپ (فتامم اللہ تعالی) ہم سے مطالبہ کرتا تھا ' تاکہ ہم اس جنس گرامی کو بغیر ایک خلوۂ مظلم کے بہانے ' بخوشی دیدیں ' اور اسطرح اسلام کے دامن عصمت پر انکی کمزوریوں اور بزدلیوں سے جو صدہا دھبے ہم لگا چکے ہیں ' کل میں ایک سب سے آخری مگر سب سے زیادہ ذلت بخش ' اور شرم انگیز دھبے کا اضافہ کردیں !!

پھر آنے والی تمام نسلیں ہم پر لعنت بھیجیں ' اور تاریخ میں حسرت و ندامت کے ساتھ پڑھیں کہ ہمارے ذلت و بد بختی یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ عزت اسلامی کو اگر بہانے سے عزیز تھے ' تو اسکے لیے خون بہانے سے بھی مجبور ہوگئے تھے !!

(کامل پاشا) کے اندر مایوسی کی غلامی کا کیسا حلول کر گیا تھا - انکا سلطان کے آستانۂ مایوسی پر اسکی فرسودہ پیشانی جیسے سالہا کر رہی تھی - یقیناً وہ ایسا کرسکتا تھا ' جسکی اس نے چالیس کروڑ غرۂ مسلم کی آخری ذلت و رسوائی کیلیے مشغول و نامزد بھی کی تھی ' لیکن اگر آج سقوط امرنہ کی خبر سنکر مسلمانان عالم ' اور علی الخصوص مسلمانان ہند کی زبان سے بھی (جو اپنے جوش اسلامی کیلیے آج تمام ترکی میں ضرب المثل ہو رہے ہیں) ایسے کلمات سفیہہ و رذیل نکلتے ہیں ' تو میں نہیں سمجھتا کہ اپنی بدبختی پر کیونکر ماتم کروں ؟ کیونکہ پھر تو ترکی مسلمانوں کی سیزدہ صد سالہ عزت کا خاتمہ ہوگیا ' اور ملۃ قوم البانیہ کی ذلت و رسوائی کی انتہا ہوگئی - ہم لوگ صرف عالم مایوسی کی شرکت و تسویہ ہی کے مدعی نہ تھے ' بلکہ ہمارے اصلی عظمت القیم دل اور عالم روح و عواطف مصنوعہ کی تھی - بلغاریا اور سربیا نے ادرنہ و نیول کو جس مسیر المنزل اور مانوق العادہ مقاومت ملی کے بعد لیا ہے ' اور پھر جیسی عدیم النظیر شکست کے بعد اس فتح کے ابتدا آے مرتبہ ملا ہے ' وہ ہمارے لیے خود کتنا ہی غم انگیز ہو ' مگر ذلت انگیز نہ تھا ' لیکن اگر اس معاملۃ پر ایک لمحہ کیلیے بھی کسی غلب مرعوبی میں تاسف و انفعال پیدا ہوتا ہے ' اور یورپ کے مطالبۂ امرنہ کے وقت کو حسرت کے ساتھ یاد کرتا ہے ' تو پھر یقیناً بلغاریا اور سربیا نے نہیں مگر خود ہماری بدبختی نے ہمارے منحوس چہروں پر ایک ذاتی ذلت کا طمانچہ لگایا ہے ' اور یقیناً اب ہم کو خود کشی ہی کرلینی چاہیے !!

منزل علمیہ

قطب جنوبي

کپتان رابرٹ اسکاٹ

(٤)

سرگذشت مہم کے آخري صفحات

اوٹس کي حالت اس درجہ یاس انگیز تھي کہ جب شب کو سوتا تھا تو صبح کو زندہ اٹھنے کي امید نہیں ہوتي تھي - اسي حالت میں کئي ہفتے گذر گئے - ۱۹ - مارچ کي صبح کو اٹھا تو برفبار اندھي (Blizzard) چل رہي تھي - اوٹس نے اپنے رفقا سے کہا کہ میں باہر جاتا ہوں - اسکاٹ لکھتا ہے : " ہم جانتے تھے کہ وہ موت کے منھ میں جا رہا ہے - ہم نے اسکو ہر چند اس ارادے سے باز رکھنا چاہا مگر اُس نے نہ مانا اور چلا گیا - اسکے بعد پھر ہم نے اسے نہیں دیکھا " -

اوٹس کے جانے کے بعد اسکاٹ ' ولسن ' اور بارورس شمال کي طرف بڑھے - موسم غیر معمولي اور پر خوف تھا - اس حالت میں جسقدر تیز چل سکتے تھے یہ لوگ چلے - ۲۱ - مارچ سنہ ۱۲ - کو عرض البلد کے ۷۹ - درجے اور ۳۰ - دقیقے تک پہنچے - اب یہ لوگ ون ٹن کیمپ سے ۱۱ - میل کے فاصلہ پر تھے - بالکل ممکن تھا کہ ون ٹن کیمپ تک پہنچ جاتے ' مگر سوء اتفاق سے ایک سخت برفبار اٹھي چلي - اسکاٹ ۲۵ - مارچ کے آخري پیغام میں لکھتا ہے : " چار دن لوگ خیموں سے باہر نہ نکل سکے ' کمزور اس درجہ ہوگئے ہیں کہ لکھنا بھي مشکل ہے " - دیگر یاد داشتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عرصے میں غذا اور ایندھن بھي ختم ہو گیا تھا -

ان مصائب کے اسباب کیا تھے ؟ اس پر خود اسکاٹ نے اپنے ۲۵ - مارچ کے آخري پیغام میں بحث کي ہے - وہ لکھتا ہے :

" یہ تمام مصائب انتظامي نہیں بلکہ بدقسمتي کا نتیجہ ہیں - ۱۱ - مارچ کو ایک بابو ضائع ہوگیا جس سے ہماري روانگي میں سخت تعویق ہوئي - موسم کي خرابي جو تمام یورپي سفر میں رہي اور ۸۳ - درجے کي طویل اندھي نے بھي ہمیں روک لیا - گلیشر کے حصہ زیرین کي برف نے ہمارے قدموں کے درمیاني فاصلہ کو کم کردیا - اچھے موسم میں گلیشر قطع کرنا کوئي مشکل نہیں مگر جب ہم یہاں پہنچے تو ہم کو ایک دن بھي اچھا نصیب نہیں ہوا - یہ اُن مصائب کے مقابلہ میں کچھ بھي نہ تھے جو سد میں ہمارا انتظار کر رہے تھے - یہاں ایسے حالات پیش آئے کہ دنیا میں کسي کو بھي انکي امید نہیں ہو سکتي تھي - چوٹي پر عرض البلد کے ۸۵ - سے ۸۶ - درجے تک درجۃ الحرارت ۳۰ - سے ۳۰ - زیر صفر (Minus) رہا - سد میں عرض البلد کے ۸۳ - درجے پر درجۃ الحرارت دن کو ۳۰ - زیر صفر ' اور ۴۷ - زیر صفر رہا - "

سب سے آخري مصیبت ۱۱ - کا طوفان تھا - یہ اسقدر شدید تھا کہ اسکاٹ لکھتا ہے : " شاید ہي دنیا کي کوئي بدقسمتي اس آخري صدمہ سے بڑھ سکیگي " غرض اسي حالت میں مہم کے بقیۃ السیف اعضاء بھي شہید ہوئے - کب ہوئے ؟ یہ ہنوز غیر معلوم ہے اور شاید ہمیشہ غیر معلوم رہیگا -

مفقود الخبري

۲۵ - مارچ کے بعد عرصہ تک مہم کي کوئي خبر نہیں آئي ' اسلیے ایک جماعت تفتیش حال کے لیے ترتیب دی گئي - اس جماعت کے دو حصے تھے ' جنمیں سے ایک مسٹر رائٹ (Mr. Wright) کے زیر سرکردگي تھا - یہي مفتش مہم تھي ' جسے ۱۲ - نومبر کو اسکاٹ کیمپ کے اندر اسکاٹ ' بارورس ' اور ولسن کي لاشیں ملیں -

اس جماعت نے خیمہ کے اندر لاشیں رکھیں - برف کا ایک نشان بنایا جس پر ایک صلیب نصب کي - ایک کتبہ کندہ کیا جسمیں ان شہداء علم کے نام ' آنے کا مقصد ' سنہ ' اور ماہ وغیرہ مندرج تھا -

ماتمگساري

سنٹرل نیوز ایجنسي نے اسکاٹ کي موت کي خبر شائع کي تو فوراً شاہ جارج نے لارڈ کرزن صدر انجمن جغرافی شاہي کو تعزیت کا تار دیا - مسز اسکاٹ اسوقت فرانسیسکو نامي جہاز پر تھیں - تمام دن ان کو تعزیت کے تار پہنچتے رہے - اسکاٹ کي موت ایک قومي صدمہ سمجھا گیا اسلیے ٹف (صدر جمہوریہ امریکہ) ' ڈاکٹر ولسن (سابق صدر جمہوریۃ امریکہ) تمام مستعمرات برطانیہ ' غرض دنیا کے ہر گوشہ سے شاہ جارج کے پاس تعزیت کے تار موصول ہوئے - دنیا کے مشہور مجامع جغرافیۂ و دول نے مجلس ہائے تعزیۃ منعقد کیں ' اور دنیا کے تمام اخبارات نے اس شہادت علمي پر افتتاحیات لکھے - مصور رسالوں نے اسکاٹ کے رفقاء ' اُسکے جہاز ' اُسکي بیوي ' اور اُس کے بچے کي متعدد تصویریں شائع کیں ' اور یادگار و تذکاري اشاعت خصوصیہ مرتب کیں - مختصراً یہ کہ اسکاٹ کا ماتم اس قدر بلند آہنگي سے کیا گیا کہ بڑے بڑے شاہوں اور فاتحوں کو بھي ایسي تعزیۃ عظمیٰ نصیب نہ ہوئي ہوگي - اسکاٹ سے زیادہ اسلي با اقبال قوم کي یہ حسد قابل صد رشک و صد آفرین و تحسین ہے : طوبیٰ لرجال ' یعیش ریموت في قوم ' یعرف اقدار الرجال !!

یورپ مردہ پرست نہیں ' پھر یہ جو کچھ ہوا کیوں ہوا ؟ اسلیے کہ یہ ابطال پرستي ہے ' اور بطل پرستي ہي میں مردم خیزي مضمر ہے - جو قومیں زندہ ہیں وہ اپنے ابطال و مشاہیر کي پرستش کرتي ہیں انکي تعزیہ و تشہیر کرتي ہیں - انکي یاد گاریں قائم کرتي ہیں ' کیونکہ وہ جانتي ہیں کہ قوم میں بہت سي بطل نہاد طبیعتیں ہوتي ہیں مگر سوء اتفاق سے تاریک فضاء میں نشوونما پاتي ہیں - پس انکے سطح عام پر آنے کے لیے شمع راہ کي ضرورت ہے ' اور وہ ابطال اور صرف ابطال ہي کے امثال کو نمایاں کرنے میں ہے -

سرمایۂ امداد

اسکاٹ کا تعلق ایک ایسي قوم سے تھا جو اپنے ابطال اور انکے پس ماندگان کے حق میں اپنے عزیز و اقارب سے بھي زیادہ فیاض ہے - اسلیے اپنے اہل و عیال کے تکفل کي درخواست نہ صرف پیمانۂ بطالۃ (Heroism) سے گري ہوئي بلکہ غیر ضروري بھي تھي ' مگر باایں ہمہ اسکاٹ نے اپنے آخري پیغام میں اس طرف اشارہ کیا تھا - اسکے جواب میں انگریزي قوم نے زبان عمل سے لبیک کہا ہے -

انجمن مہم انٹارکٹیکي برطانیہ ' اخبار ڈیلي ٹیلیگراف ' اور مینسن ہاؤس میں امداد کے مد کھولے گئے ہیں - مینسن

[بقیہ مصنوں کے لیے صفحہ ۹ ملاحظہ ہو]

مقالات

صفحة من تاريخ الحرب

تاریخ حرب کا ایک صفحہ

مدافعة محصورين

محاصرۂ قرطاجنہ

(۳)

تاریخ دفاع امم کا ایک حیرت انگیز افسانہ

اهل قرطاجنہ نے رونا دھونا موقوف کیا ' اور شہر کے حصار و تحصین کي تدبیرات میں مصروف ہوگئے - انھوں نے اپنے بڑے بڑے ہیکلوں اور مندروں کو ' جنکي دیواریں قلعوں کي طرح محکم ' اور جنکے احاطے فوجي میدانوں کی طرح وسیع تھے ' بجاے قلعہ اور حصار کے استعمال کیا - شہرکي تمام عمارتیں اپنے ہاتھہ سے منہدم کردیں ' تا کہ غیروں کے ہتیاروں کي لعنت سے نا پاک نہ ہوں ' اور ان میں جسقدر مختلف اقسام کي معدنیات مثل لوہے اور تانبے وغیرہ کے استعمال کي گئي تھیں ' وہ سب نکالکر گلا دیں ' نیز انکي لکڑیاں اور تختے بھي بکثرت جمع ہوگئے -

تمام اهل شہر نے اپنے ہر قسم کے اشغال حیات معطل کردیے - عورت ' مرد ' بوڑھے ' بچے ' سب لوگ رات دن لگاتار کام کرنے میں مصروف ہوگئے - عمارتوں سے نکالي ہوئي معدنیات کو گلا کر انسے ہر قسم کے ہتیار طیار کرتے ' اور لکڑي سے تلواروں کے قبضے اور نیزوں کے دستے بناتے - تمام عورتوں نے اپنے سر کے وہ حسین بال ' جنکي حسن و رعنائي جنس اناث کا بہترین سرمایۂ جمال ہے ' جمال حریت و شرف وطن پر قربان کردیے ' اور انکو کاٹ کاٹ کے دیدیا ' تا کہ انکي لٹوں کو دست کردوزیوں کی جگہہ منجنیقوں کي رسیاں اور کمانوں کے چلے بناے جائیں ' اور انسے اڑکر نکلنے والے تیرونسے دشمنان ملت و اعداء وطن کے سینے زخمي ہوں !

چند دنوں کي شبانہ روز کي محنت میں انھوں نے اپنے تمام انتظامات مکمل کرلیے - ہر طرح کے ہتیاروں سے انکا ذخیرۂ جنگ لبریز ہوگیا ' اور ایک باشندۂ قرطاجنہ بھی ایسا باقي نہ رہا ' جو نہتا ہو ' اور کوئي مفید آلۂ جنگ اسکے پاس نہو !

رومیوں کي یلغار

رومي اتھیکا میں تھے - انھوں نے ان طیاریوں کا حال سنا تو ہنسے اور یلغار کرتے ہوے روانہ ہوگئے - انکا خیال تھا کہ پچھلے حملے میں با وجود سامان جنگ اور اسلحۂ و آلات کي موجودگي کے ' بغیر مقابلہ قرطاجینوں نے شہر حوالے کردیا تھا ' تو اب بے دست و پائي کي حالت میں کیا مقاومت کرینگے ؟ لیکن انھیں معلوم نہ تھا کہ

دلوں کي اقلیم میں منٹوں اور لمحوں کے اندر انقلاب ہو جاتا ہے - اور اسي کے انقلاب سے اس دنیا کے انقلابات وابستہ ہیں !

رومي اپنے زعم باطل کے نشے میں سرشار چلے آتے تھے ' لیکن جب شہر کے قریب پہنچے تو انکي آنکھیں کھل گئیں ' اور انھوں نے دہشت و تحیر کے عالم میں دیکھا کہ جس قرطاجنہ کو چند ہفتے پیشتر چھوڑ گئے تھے ' جنوں کی سي معجزي قوت ' اور جادو گروں کي سي ساحرانہ طاقت سے وہ بالکل بدل گیا ہے - اب قرطاجنہ ایک بے پناہ اور بے ہتیار آبادي نہیں ہے ' جیسی کہ بجبر و ظلم بنا دي گئي تھي ' بلکہ ایک محکم و نا قابل تسخیر قلعہ بند حصار ' جو نو تعمیر برجوں ' انپر جابجا رکھي ہوئي منجنیقوں ' اور کمانیں چڑھاے ہوے مسلح مدافعین کی صفوں سے مستعد پیکار و دفاع ہے !!

اهل قرطاجنہ کے پاس جنوں اور ساحروں کي کوئي معجزی طاقت تو نہ تھي ' پر حریت پرستي اور جوش ملي و وطني کا ایک مقدس فرشتہ ضرور تھا ' اور اس کي طاقت کے آگے جنوں اور ساحروں کي مزعومہ قوتیں بھي ہیچ ہیں !

مجبور ہوکر رومیوں نے محاصرہ کرلیا اور اپني فوج چاروں طرف پھیلا دي - انکے آلات جنگ نہایت حرفناک تھے ' اور فوج کي تعداد بھی بے شمار ' لیکن با ایں ہمہ انکي کوئي کوشش محصورین کی جانفروشیوں کے آگے نہیں چلتی تھی ' اور جب کبھي ہجوم کرکے بڑھتے تھے ' معاً بربادي و ہلاکت کے ساتھہ پسپا کردیے جاتے تھے !!

یہاں تک کہ محاصرے نے بہت طول کھینچا - کامل دو برس گذر گئے ' لیکن محصورین کا عزم و ثبات ایک کوہ عظیم تھا ' جس سے رومي طاقت ٹکراتي تھي اور فنا ہوتي تھي -

محاصرہ کا تیسرا سال

اور خاتمہ

جمہوریۃ روم کامل دو سال کے محاصرے سے عاجز آگئي - تیسرے سال کا آغاز ہوا ' تو قدیمي سپہ سالار کي جگہ طاسطیوس

[بقیہ مضمون صفحہ ۸ کا]

ہاؤس فنڈ میں شاہ جارج اور ملکہ میري نے سو سو پونڈ اور شاہ و ملکہ ناروے نے ۵۰ - ۵۰ - پونڈ دیے ہیں -

ریجسٹر نامي اخبار نے دو فنڈ کھولے ہیں : ایک ون شلنگ فنڈ اور دوسرا ون پیني - پہلا جوانوں اور بوڑھوں کے لیے ہے ' اور دوسرا صرف بچوں کے لیے - ون پیني فنڈ سے آسٹریلیا کے تمسکات خریدے جائینگے اور اسکا سود مسز اسکاٹ کو ملیگا - ۲۳ - فروري سنہ ۱۳ - تک کل سرمایہ امداد ۳۰ - ہزار پونڈ تک ہو چکا تھا -

نتائج علمیہ

اس مضمون کا اصل حصہ درحقیقت نتائج علمیہ ہیں - اس سلسلے میں جو معلومات فراہم ہوي ہیں ' انکا تعلق تین مختلف علوم یعني علم طبقات الارض ' علم وظائف الاعضاء ' اور علم جغرافیہ سے ہے - یہ معلومات ان علوم کے علماء خصوصین (Specialists) کو دیدي گئي ہیں اور وہ انکے مطالعہ میں مصروف ہیں - جب نتائج مطالعہ شائع ہونگے ' تو ان شاء اللہ العزیز ہم انکے تراجم کي اشاعت کي کوشش کرینگے -

(Tiridates) نامي ايک شجاع و بادل روسي افسر کو مقرر کيا گيا ' جسکي جنگي قابليت اُس وقت تمام روم ميں مسلم تھي -

طاسطيوس نے آکر ديکھا کہ اہل قرطاجنہ کے جنگي مقابلے کے آگے تمام فوجي قوتيں بيکار گئي ہيں ' اور اگر محض جنگي قوت پر اکتفا کيا گيا تو يوں بيکار جانيں گي - اسليے اس نے سب سے پہلے اسکي کوشش شروع کي کہ کسي طرح باہر سے رسد کے پہنچنے کے راستے بند کرديے جائيں ' تاکہ محصورين فاقے کے خوف سے خود بخود شہر سپرد کرديں -

اہل قرطاجنہ کيليے مرنے کے راستے کھلے تھے - خشکي کا بھي اور سمندر کا بھي - طاسطيوس نے پہلے راستے کو يوں بند کرديا کہ ايک مرتبہ ہي تمام فوجي قوتوں کو مجتمع کرکے شہر پناہ کي طرف بڑھنا شروع کرديا ' اور استمر قريب پہنچکر کہ ايک تير کے فاصلے سے زيادہ مسافت بقي نہيں رہي تھي ' فوج کو چاروں طرف پھيلا ديا - خشکي کي راہ سے جسقدر نقل و حرکت اور آمد و رفت ہوتي تھي ' اب وہ سب دشمن کے حملے کي زد پر آگئي تھي اور انکي نظروں سے پوشيدہ ہوکر شہر ميں داخل ہونا ممکن نہ تھا -

اہل قرطاجنہ کي ايک سخت غلطي

— * —

بحري راستے کي بندش کيليے اُسنے ساحل پر ايک سنگي عظيم الشان بندرگاہ تعمير کرنا شروع کرديا ' تاکہ رہل بحري قوت ہر وقت موجود رہے ' اور جن کشتيوں اور جہازوں پر محصورين کو رسد کي امداد پہنچي جاتي ہے ' اُنکو راہ ہي ميں برباد اور گرفتار کرليا جائے -

اہل قرطاجنہ کو اسکي خبر ہوئي ' مگر بہت ديرسے - اگر ابتدا ہي ميں اُنھوں نے اپني کشتياں بھيجکر دريا کي طرف سے حملہ شروع کرديا ہوتا تو روي کسي طرح بندرگاہ کي تعمير ميں کامياب نہ ہوسکتے - اُنکي بحري قابليت جنگ اہل قرطاجنہ کي ہوڑ سالہ بحري زندگي کا مقابلہ نہيں کرسکتي تھي - ليکن اُنھوں نے بري راہ سے بند ہوجانے کے بعد سمندر کي راہ پر اعتماد کرليا ' اور اسکي طرف سے بالکل غافل ہوگئے - بعد کو جب تنبہ ہوا ' تو وقت ہاتھ سے نکل چکا تھا - اُنھوں نے چند کشتياں حملے کے ليے بھيجيں ليکن وہ کچھ نقصان نہ پہنچا سکيں ' اور رومنيوں نے بندرگاہ تيار کرکے بحري راہ بھي بند کرلي !

الفار و لا للعار

اہل قرطاجنہ کے قلعے ميں آگ لگي ہے ' اور اسميں کود کود کر جل رہے ہيں

عبرت و بصيرت !!

غور کرو ! ايک بے بس و بيکس اور مظلوم و مقہور جماعت ' جس کے ليے مسدود کئے جا چکے تھے ' جس سے ہتھيار چھين ليے گئے تھے ' جسکو تمام قواہ جنگ و دفاع سے ايک بر اُترے ہوئے کھلونے کي طرح محروم کرديا گيا تھا ' اور جسکے مربوط مدني قوي کي کل تاثرات اتني تھي کہ چند عمارتوں کے اندر سے بنائے ہوئے ہتھيار تھے ' يا عورتوں کے بالوں سے بٹ کر تيار کيے ہوئے کمانوں کے چلے ' مگر وہ دنيا کي ايک مقابلہ الشان متمدن قوم ' اور رومنيوں جيسي فاتح و مہيب فوج کو تين سال تک ايک قدم آگے بڑھنے نہيں ديتي ' اور پھر اسکو مدافعت کرنے کيليے ايک سال کا زمانہ صرف کرنے ' اور پہاڑوں کي چٹانيں کاٹ کاٹ کے ' عظيم الشان عمارتيں اور بندرگاہ تعمير کيے جانے ہيں!

ہے ايک خاتي کا خوں اشک خونفشاں پہ مرے
سکھائي طرز ادا جس اُتھا کے آنے کي !

جب کبھي انسانوں کے دل اپني قوم اور اپنے وطن کي عزت کيليے باہم مل جاتے ہيں ' اور اپنے اندر سچا جوش اور مستحکم ولولہ پيدا کرليتے ہيں ' تو پھر انکي مسير المستحيل اور ما فوق العادة قوتوں کے معجزات و خوارق کا ايسا ہي حال ہوتا ہے : وفي ذالک فليتنافس المتنافسون ' (۸۳:۱۸) وان في ذالک لايات ' وما يعقلها الا العالمون -

* * *

اب اہل قرطاجنہ کو لا علاج مشکلوں سے سامنا ہوا ' اور محاصرہ کے مصائب روز بروز زيادہ محسوس ہونے لگے - قواہ جنگ کي کمي کا وہ اپنے جوش و فدا کاري سے علاج کرسکتے تھے ' ليکن غذا کي ضروري ضرورت ' اور حيات جسمانيہ کے داعيۂ طبيعيہ کا انکے پاس کيا علاج تھا ؟ راہ سرور و ہوا رسد کے بند ہو جانے سے وہ بالکل مجبور ہوگئے -

طاسطيوس نے ديکھا کہ اسکي تدبير کار گر ہوگئي ہے ' پس اُس نے آخري حملے کي طياري شروع کردي ' اور اسميں بھي ايک سخت پر فريب حيلۂ و خدع سے کام ليا - يعني سب سے پہلے اپني طياريوں کو بندرگاہ کي طرف سے شروع کيا اور فوج کا ايک بڑا حصہ الگ کرکے منتظر حکم طيار رکھا - اہل قرطاجنہ کي خاک وطن پر قرباني کے آخري دن قريب آگئے تھے - وہ اس دھوکے کو نہ سمجھے ' اور يقين کرليا کہ دشمن بندرگاہ کي طرف سے ہي حملہ آور ہوگا ' پس انھوں نے اپني تباہي کي خود ہي طياري کي ' اپني تمام قوتوں کو اُسي رخ پر متوجہ کرديا ' اور اُس جانب کے چوبيں مورچوں ميں آگ لگادي -

ليکن يہ بے خانہ تھا - روي اس جانب سے آنا ہي نہيں چاہتے تھے ' جب انھوں نے ديکھ ليا کہ محصورين پوري طرح اس رخ پر آگئے ہيں تو فوراً منتظر اور محفوظ لشکر کو حکم ديا کہ شمالي جانب ہجوم کرکے بڑھ جائيں - يہ تدبير پوري طرح کامياب ہوگئي - روي بغير کسي نقصان کے بڑھتے گئے ' اور شہر پناہ کے پاس پہنچے تو مقابلے کا بالکل سامان نہ تھا - انھوں نے لڑکي گرزوں اور سنگين ہتھوڑوں سے دروازے توڑ ڈالے اور محفوظ و مطمئن شہر ميں داخل ہوگئے -

آخري ساعات جنگ

اہل شہر کي آنکھيں کھليں تو اُس وقت ' جب خونخوار درندوں کي طرح دشمني کے خوں آشام غول شہر کے کوچوں اور سنسان بازاروں ميں پھيل گئے تھے ' اور قيد کمال سے نکل چکا تھا !

تمام جو آگ حفظ وطن کي تين سال سے جل رہي تھي ' وہ اس قدر جلد بجھ نہيں سکتي تھي - با ايں ہمہ اب سعي و تدبير کا وقت جاتا رہا تھا اور آخري ساعات سر پہ تھيں ' تمام اہل شہر فنا کے قرار کي جگہ ' عزت کي بعد از مقابلہ موت کيليے طيار ہوگئے اور وسط شہر ميں جمع ہوکر لڑنا شروع کرديا - عورتيں گھروں کي چھتوں پر چڑھ گئي تھيں اور کمانيں ليکر دشمني پر تير برسا رہي تھيں -

بچے مردوں میں کھڑے تھے ' اور اعداء وطن پر پتھر پھینک رہے تھے - ایک لمبی مدت خونریزی عرصہ تک جاری رہی ' جس نے تمام شہر کو خون اور لاشوں کا سمندر بنادیا - عشاق وطن اور فدائیان ملت اپنی اُن عزیز جانوں کو ' جنہیں تین سال تک عشق وطن میں نذر مصائب و شدائد رکھا تھا ' ہتھیاروں پر لے کر بڑھتے تھے ' اور خونخوار دشمنوں کی تلواروں اور توپوں پر اس بے خوفی و بے چارگی سے گرتے تھے ' گویا یہی انکا مطلوب و معشوق ہے !!

انسان یقیناً انسان ہے ' پر وہ درندہ بن جائے تو درندوں سے بھی بدتر ہے :

لقد خلقنا الانسان	بیشک ہم نے انسان کو بہتر سے بہتر اور اچھے
فی احسن تقویم '	سے اچھی ساخت پر پیدا کیا ' پھر اسی کو بدتر
ثم رددناہ اسفل	سے بدتر حالت میں لوٹا دے کہ وہ جس
سافلین !!	حالت کو اختیار کرنا چاہے وہ اچھے اندر اُسکا
(۹۵ : ۴)	سامان رکھتا ہے !

یہ ظلم و سفا کی اور بربریت و سبعیت کی ایک لعنت تھی ' جو خونخوار رومیوں کے بے امان ہتھیاروں سے نکلکر قرطاجنہ کے تمام راستوں پر چھا گئی تھی - اہل شہر نے جو کچھ کیا ؛ یہ محض فکے جوش و قربانی کی استقامت تھی ' ورنہ در اصل اب نہ وہ مقابلہ کرسکتے تھے ' اور نہ مقابلے میں کامیابی کی کوئی صورت باقی رہی تھی - بالآخر وہی ہوا جو ہمیشہ ظالم و مظلوم ' اور غالب و مغلوب کے درمیان ہوا ہے - رومیوں نے اپنی تین سال کی خونیں تشنگی کو تازہ خون کی سیلاب سے بجھانا شروع کردیا - پھر نہ عورتوں کو پناہ تھی ' نہ بوڑھوں کو ' اور نہ معصوم بے زبان بچوں کو - زخمیوں کی کراہ ' بچوں کی گریۂ و زاری ' عورتوں کی فریاد و بکا ' اور ان سب پر غالب آجانے والی وہ صدائے رحمت و انتقام ' جو رومی درندوں کی بے امان زبانوں سے نکلتی تھی - دراصل وہ آخری فیصلہ کی گھڑیاں تھیں ' جو اہل قرطاجنہ پر گذر رہی تھیں ' اور نہیں معلوم اس دنیا میں کتنی بد بخت قومیں ہیں ' جن پر یہ گھڑیاں گذر چکی ہیں !!

رومی سپہ سالار لاشوں پر سے گذرتا ہوا قلعہ تک پہنچا - جسقدر باشندے قتل و غارت سے بچے تھے ' وہ سب اسکے اندر موجود تھے - اس نے فوج کو حکم دیا کہ چاروں طرف سے برہنہ تلوار کھینچکر محاصرہ کرلیں ' اور اس تمام عرصے میں تلواریں کب نیام میں پہنچی تھیں کہ برہنہ کی جاتیں ؟ جب یہ انتظام مکمل ہوگیا تو قلعہ میں آگ لگا دی گئی -

تھوڑی ہی دیر کے اندر ہر طرف شعلے بلند ہونے لگے - اب اہل قرطاجنہ کیلیے اندر آگ تھی ' اور باہر تلواریں تو آگ سے بھی زیادہ بے رحم انسانوں کی تلواریں - چھ دن تک شہر جلتا رہا ' اور نہیں معلوم کتنی جانیں اسکی شعلوں کی نذر ہوئیں ؟ مگر شہر بہت وسیع تھا ' اور ابھی بڑا حصہ باقی تھا ' جہاں بڑھتے ہوئے شعلوں کے انتظار میں بد بخت انسان پتے سسک رہے تھے !!

ملت فروش و خائن وطن

هسدروبال

کوئی قوم جوش ملت پرستی کے خروش کیسے ہی دور فضا کاری میں ہو ' مگر توراۃ مقدس کی روایتوں میں کہا گیا ہے کہ باغ عدن میں آدم کے ساتھ سانپ بھی تھا - پس قوم فروشوں اور خائنین ملت سے خالی نہیں ہوتی ' اور اسکی آستین محافظت میں کوئی نہ کوئی سانپ بھی موجود ہوتا ہے :

اولئک لعنہم اللہ	یہی وہ لوگ ہیں کہ اللہ نے اُن پر لعنت
و یلعنہم اللاعنون	کی ' اور تمام لعنت بھیجنے والے بھی اُن پر
(۲ : ۱۵۹)	لعنت بھیجتے ہیں !

ایک محفوظ اور بلند پہاڑی پر اہل قرطاجنہ کے دیوتا (اسکوں بیرس) نامی کا ہیکل تھا ' جسکی دیواریں رفیع ' اور حصار مستحکم تھا - اسمیں نو سو کے قریب استقلال پرست قرطاجنی (هسدروبال) نامی قرطاجنی افسر کی ماتحتی میں پناہگزیں تھے ' اور رومی اسکو مغلوب کرنے میں بالکل ناظم رہے تھے - لیکن جب رسد کی قلت نے بھوک کی تکلیف سے مجبور کردیا تو هسدروبال اپنی جماعت کے اطلاع بغیر ' خفیہ اور بے رفاقی کر کے نکل آیا اور اپنے تئیں رومیوں کے حوالے کردیا -

رومی سپہ سالار نے اس خیانت کے صلے میں اسے اپنے پیروں کے پاس جگہ دی - وہ جب بیٹھا تو اوپر ہیکل کی دیواروں سے محصور قرطاجنیوں نے اُسے دیکھا - وہ اپنے غصے اور غضب کو ضبط نہ کرسکے اور باوجودیکہ خود بھی فاقے کی مصیبت میں گرفتار تھے ' جس سے بچنے کا طریقہ هسدروبال نے بتلا دیا تھا ' لیکن انکی حمیت شریفہ نے انکو نفرت و اکراہ سے بھر دیا - انھوں نے چلا چلا کر کہنا شروع کیا کہ " اے خائن اور کمینہ خصلت هسدروبال ! تجھپر ہمیشہ کیلیے پھٹکار ہو کہ تیری بزدلی اور نامردی نے قرطاجنہ کے دامن عزت پر دھبہ لگا دیا !! "

عشاق ملت کے مصائب

ترک جاں و ترک مال و ترک سر
در طریق عشق اول منزل ست !

رسد کی درآمد عرصے سے بند ہوگئی تھی - پرانے ذخیرے کب کے ختم ہوچکے تھے - اب شب و روز کا متصل فاقہ تھا ' جسمیں هسدروبال کے ساتھی مبتلا تھے - چند دن اور اسی عالم میں انھوں نے بسر کیے - وہ ہیکل کی دیواروں سے باہر کی اُس دنیا کو دیکھتے تھے ' جہاں دنیا کی تمام نعمتیں اور راحتیں موجود تھیں - وہ رومی فوج کے سامنے طرح طرح کے لذیذ اور پُر تکلف کھانوں کے دسترخوان بچھے ہوئے دیکھتے تھے ' اور هسدروبال کے پہچاننے میں بھی انکی نظر غلطی نہیں کرتی تھی ' جو ان لذائذ و نعائم میں شریک کرلیا جاتا تھا - اسے چند قدموں کے فاصلے پر یہ سب کچھ ہو رہا تھا ' لیکن انکے لیے ' اُن بد بختوں کیلیے ' روٹی کا ایک خشک ٹکڑا ' اور سمندر کے تلخ پانی کا ایک قطرہ بھی اس دنیا میں باقی نہیں رہا تھا - کیوں ؟ صرف اسلیے کہ وہ جرم محبت ملت کے مجرم ' اور وطن پرستی کے قصور کے گناہگار تھے ! پھر آہ اے معبد ملت پرستی ' اور اے صنم مقدس حریت و آزادی ! حریت پرستش اور تیری محبت کے جرم نے تیرے پرستاروں کو کن کن آزمایشوں میں مبتلا نہیں کیا ' اور کیسے کیسے حوصلہ آزما عذابوں سے دوچار نہیں ہوئے ؟ پر تعجب میں وہ کونسی عقل ربا ' اور ہوش اڑا دینے والی ہے ' جس کی مقناطیس تمدن کی قہرمانیۃ پر نظام کائنات کی کوئی قوت غالب آنہیں سکتی ؟

تو کہ جانی ہنوز ۔ آں سوز و رواں ایں ہمہ نیست
عشق اگر فرخ نہد ' قیمت جانی ایں ہمہ نیست !

انکے لیے بھی عیش و راحت کا دروازہ کھلا تھا - ایک لمحہ کے اندر انکی حالت بدل جاسکتی تھی - هسدروبال نے بتلا دیا تھا کہ جس کسی کو شرف ملی سے زیادہ حفظ نفس عزیز ہو ' اسکو کیا کرنا چاہیے ؟ رومی طیار تھے کہ اگر وہ اپنے تئیں سپرد کردیں ' اور انکی غلامی کا طوق پہننے کیلیے طیار ہوجائیں تو انکو امان دیدی جائے -

لیکن انکي غیرت عشق نے اس کو گوارا نه کیا که جس محبوب کے عشق مقدس میں تین سال تک رشتهٔ رفاداري هاتهه سے نه دیا هو' اب زندگي کي آخري ساعات میں' جبکه انکا وطن محبوب شعلوں کے اندر سے سرگرم فغاں' اور ملت عزیز سیلاب خون کے اندر سے توصیه فرماے استقامت و رفاداري هے' اپني حیات فاني کي ایک مدت مجهول و قصیر کیلیے اس سے کیا بے وفائی کریں ؟

النار و لا العار !!

بالاخر قبل اسکے که دشمنوں کے هاتهه سے شهر کي طرح هیکل کي دیواروں میں بهی آگ لگائي جاتي' انهوں نے خود هي اسمیں آگ لگادي :

آتشم تیزست و دامان مي رنم

جب آگ نے اچهي طرح در و دیوار میں جگهه بنالي اور شعلے تیزي کے ساتهه بهڑکنے لگے ' تو تمام قرطاجي ' جنمیں عورتیں بهي تهیں اور معصوم بچے بهي' ایک مقام پر آکر جمع هو گئے اور " قرطاجنه " کے نام کي جاں سپارانه صدائیں لگاکر' بهڑکتے هوے شعلوں کے اندر کود پڑے - عیش فاني کے اس لاله زار سے جو غیروں کي غلامي سے حاصل هوا هو' کیا یه شعله هاے حیات سوز بهتر نه تهے ' جسکے اندر اپني ملت محبوب کے هزاروں اجسام ' اور اپني سر زمین مقدس کي صدها عمارتوں اور گري هوئي دیواروں کي خاکستر ملي هوئي تهي ؟ وه اس شرق و درق اور بے هراسي سے آگ میں کود رهے تهے ' گویا مدتوں کے بچهڑے هوے عشاق هیں ' جو اپني محبوب کي خوابگاه وصال کي طرف بے تابانه جا رهے هیں : فالموت جسر' یوصل الحبیب الي الحبیب !! (موت مثل ایک درمیاني پل کے هے ' جو دوست کو دوست تک پهنچا دیتا هے !) -

شوهر اپنے سامنے اپني عورتوں کو جلتا هوا دیکهتے تهے ' تاکه غیروں کا تسلط انکے ننگ و ناموس کو بٹه نه لگاے -

مائیں اپنے معصوم بچوں کو چهاتي سے لگاے هوے شعلوں میں کودتي تهیں ' تاکه انکے بعد انکي نسل غیروں کي غلامي و محکومي کیلیے باقي نه رهے - والدین اپني اولاد کے ساتهه شعلوں سے لپٹ لپٹ کر جان دیتے تهے' تاکه پهر که غیروں کي غلامي سے انکے فرزندوں کے شرف کو بٹه لگے - وه جبکه جل رهے تهے ' تو انکے جسم سوخته کا دهواں زبان حال سے صدا لگا رها تها که " النار و لا العار " !! آگ میں جلنا منظور هے' مگر قومي ذلت منظور نهیں !!

تلک الا مثال نضربها للناس
لعلهم یتعکرون !

عشق ملت ' اور حریت پرستي کي یه ایک مثال تهي ' جو مبارک قرطاجیوں نے دنیا کو دکهلا دي - انهوں نے اپني جانیں صرف دیں ' لیکن اپني جانفروشي کي نظیر سے قوموں اور ملکوں کو زندگي بخش دي - اور في الحقیقت جو لوگ اس دنیا میں مرتے هیں ' وهي مردوں کو زندگي بخش بهي سکتے هیں - تم اگر صرف اپني خاطر زنده هو' تو اسکے یه معني هیں که اپني ملت کیلیے ایک مرده لاش هو' پر اگر قوم کیلیے مرجاؤ' تو تم نه صرف زنده هو' بلکه هزاروں اور لاکهوں جسموں اور هستیوں کو زندگي بخشنے والے هو !

اهل قرطاجنه نے آگ کے شعلوں میں کود کر جانیں دیدیں لیکن اسلام ' جسکي حیات معنوي کي پهلي شرط نفس و جسم پر موت طاري کرنا هے ' اگر هوتا تو آگ کے شعلوں کي جگه دشمنوں کي تلواروں کي طرف اشاره کرتا ' اور آخري مایوسي کے عالم میں بهي اسکو کبهي پسند نه کرتا که اسکے فرزندوں کي جانیں بالکل رائگاں جائیں - یه تو سر استقلال پرست قرطاجي سر سے کفني باندهکر اگر نکلتے ' تو کم از کم ۹ سو رومیوں کو تو ضرور خاک و خون میں ملادیتے تا هم جس جذبهٔ فدا کاري اور جاں سپاري سے انهوں نے اپني جانیں دیں ' اسکے شرف و احترام کي تاریخ عالم همیشه حفاظت کریگي - آگ کے شعلوں نے انکے جسموں کو چند لمحوں کے اندر فنا کردیا هوگا ' لیکن انکي مثال حریت و تعالي کي روح مقدس کبهي فنا نهیں هوسکتي - انهوں نے صفحهٔ عالم پر اپني یاد همیشه کیلیے نقش کردي ' اور آنے والي قوموں کیلیے ایک مثال عظیم چهوڑ گئے -

عبرت و نتائج

انکي سرگذشت از سر تا پا ایک ترجمهٔ حریت اور ایک صداے موعظة هے ' جو قوموں کو بتلاتي هے که اپني قومي ارادي اور ملي استقلال کي قدر و قیمت پهچانیں اور اسکي محبوبیت و معشوقیت کا اندازه کریں - انکي تاریخ اُن قوموں کیلیے ایک شاهراه عمل کا افتتاح کرتي هے ' جنهوں نے اپني عفت کي لعنت میں گرفتار هو کر غیروں کي غلامي و محکومي کا طوق پهن لیا هے ' اور انکي هیبت و سطوت اور قواء جنگ و اسباب تسلط سے مرعوب هوگئي هیں - انهوں نے گویا همیشه کیلیے اس کا فیصله کر دیا هے که قوموں کي زندگي اور استقلال صرف قواء جنگ اور اسلحهٔ و آلات کے حصول هي پر موقوف نهیں هے ' بلکه دلوں کے محکم جوش ' مصیبت کے سچے احساس ' مستعدي اور آمادگي کي صداقت ' اور سب سے زیاده که باهمي نزاعوں اور بے مهریوں کي جگه ' اتحاد و اتفاق کي زنجیروں میں بندهکر ایک دل اور ایک جان هو جاے پر هے - پهر نه فوج کي ضرورت باقي رهتي هے ' نه اسباب مادیهٔ مقاومه و دفاع کي احتیاج هوتي هے ' نه هتیاروں کے چهن جانے سے نقصان پهنچ سکتا هے ' اور نه قلعوں کے مسمار هو جانے سے قوت سلب هوسکتي هے -

انکا معامله ایک نهایت متمدن اور شایسته قوم سے تها ' جو اُس زمانے میں یورپ کے موجوده تمدن کي قائم مقام تهي - دشمن شهر پر قابض هو چکے تهے ' هتیار چهین لیے تهے ' اور انکي تعداد کے شمار تهي - تاهم تم نے دیکها که جب انتها درجے کي مایوسي چها گئي ' هر طرف سے امید کا دروازه بند هوگیا' اور قرطاجنه کے هر مرد کو آنے والے وقت کا سچا اور آخري احساس هوگیا ' تو پهر انکے دل قوت اور طاقت کي ایک نئي روح سے بهر گئے ' اور انکے دلوں سے ایک لمحه کے اندر دشمنوں کي قوت ' تسلط ' قواے حربي ' اور کثرت تعداد کا رعب دهل گیا - پهر وه اٹهه کهڑے هوے' اور سب کے دل قومي عزت کے حفظ کیلیے ملکر ایک هوگئے - اگر هتیار نه تهے تو عمارتوں سے لوها نکالکر ڈهالنا شروع کر دیا - اگر کمانیں نه تهیں ' تو عورتوں نے اپنے بالوں کي لٹیں کاٹ کر اسکے چلے بنا لیے - پهر سب کچهه هو گیا ' کیونکه جو قوم مرنے کیلیے مستعد هو جائے' خواه وه کیسي هي بے دست و پا اور بے سامان هو' مگر پهر بهي وه ایک ایسي قوت هے ' جو سب کچهه کر سکتي هے ' جو نا ممکن کو ممکن بنا دیسکتي هے ' اور جس پر اس دنیا کي کوئي قوي سے قوي طاقت بهي غالب نهیں آسکتي !!

آخري نظاره

فاعتبروا یا اولي الابصار !!

یه سب کچهه هو رها تها' اور خائن ملک و ملت ' (هسڈروبال) رومي لشکر میں بیٹها دیکهه رها تها - اسکي زوجه بیریي جسکي حسن و رعنائي تمام قرطاجنه میں ضرب المثل تهي ' هیکل کے اندر پناهگزینوں کے ساتهه تهي ' اور دو چهوٹے چهوٹے بچے بهي اُسکي گود میں تهے - هسڈروبال کو اپني بیریي سے عشق تها'

اور اپنے بچوں پر مفتوں تھا - جب اُس نے قوم سے غداری کرکے پوشیدہ نکل جانے کا ارادہ کرلیا تو چاہا کہ اپنی بیوی اور بچوں کو بھی ساتھ لیجائے - اسنے اپنے دلیل ارادے سے اُسے اطلاع دی' اور طرح طرح کی تدبیروں سے سمجھانا چاہا' لیکن اُس وفادار ملۃ' فدا کار وطن' اور تمثال شرافت و عظمت نے نہایت ذلت و نفرت سے اسکی تجویز کو ٹھکرا دیا' اور اسدرجہ غصے سے مضطرب الحال ہوئی کہ هسدروبال سہم گیا - اُسے خوف ہوا کہ کہیں جوش غضب میں میرے مخفی ارادے کو قوم پر ظاہر نہ کردے اور میں اپنی جان کو بھی بچاکر نہ لیجا سکوں -

افسوس کہ اس خائن ملت کو اسپر بھی شرم نہ آئی - محبت نفس و عشق غذائے حیوانی نے اسکو مغلوب کرلیا تھا - وہ رات کے وقت نظروں سے پوشیدہ ہوکر تن تنہا نکل آیا اور سمجھا کہ میری مثال اور غذا کا فقدان ان لوگوں کو بھی اطاعت قبول کرلینے پر مجبور کردیگا' اور میری بیوی بھی کچھہ دنوں کے بعد نکل آئیگی -

لیکن اسکے نفس ذلیل و سفیہہ نے اسکو دھوکا دیا - اس نے اپنی بیوی اور اپنی جماعت کے قلب شریف کو بھی اپنا ہی سا سمجھا تھا - صبح کے وقت جب ہیکل کی دیواروں سے اُسکی بیوی نے رومی سپہ سالار کے پاس اُسے دیکھا' تو غیظ و غضب میں آکر چلا اُٹھی اور نفرت و حقارت کے ساتھہ اُسپر لعنت بھیجی !

اسکے بعد آخر تک هسدروبال کی بیوی نے اپنی قوم کا ساتھہ دیا اور جب خاتمے کے آخری دن هیکل کی دیواروں سے آگ کے شعلے بلند ہوے تو اُس نے اپنی قوم سے کہا :

" مجھے چند لمحوں کی زندگی ابھی مطلوب ہے - اپنے لیے نہیں' اپنے ان معصوم بچوں کیلیے نہیں' بلکہ اسلیے عدار اور سفیہہ باپ کیلیے' جس کو قبل اسکے کہ مقدس دیوتا آخرت کی لعنت میں گرفتار کرے' میں چاہتی ہوں کہ اس دنیا میں آج بھی ایک سزا دے دوں - افسوس کہ اُس نے مجھسے نہیں' مگر اپنی قوم سے بے وفائی کی - وہ آجتک میرے عشق میں ثابت قدم رہا' لیکن کاش مجھسے بے وفائی کرتا' پر اپنی قوم سے بے وفا نہوتا !! "

اُس نے یہ کہا اور اُس وقت تک توقف کیا' جب تک کہ آگ کے شعلے هیکل کے احاطے کی دیواروں تک نہ پہنچ گئے - یہ مقام رومی فوج کے بالکل سامنے اور قریب تھا - اُس نے جب دیکھا کہ دیواروں میں آگ نے اچھی طرح گھر بنا لیا ہے' تو اپنے دونوں بچوں کو گود میں لیکر نکلی' اور هسدروبال کے سامنے جا کر کھڑی ہوگئی -

هسدروبال کی بیوی کی تقریر

اسکا مستقیم قد استقلال و ثبات کا ایک آہنی ستون تھا' اور اُسکی حسین آنکھوں سے غیظ و غضب کی چنگاریاں نکل رہی تھیں - وہ پہلے بھی حسین تھی' لیکن اس وقت عزم و استقامت' اور عظمت و جبروت کے حسن معنوی نے اسکے اندر فرشتوں کی سی ایک هیبت جمیل پیدا کردی تھی -

اُس نے پہلے رومیوں کے لشکر اور انکے ساز و سامان کی ایک نظر حقارت نما نفرت کی - پھر رومی سپہ سالار کی طرف دیکھکر کہا :

" اے ظالم رومیو ! تم خوش ہو کہ تم نے ہماری بربادی و هلاکت اپنی آنکھوں سے دیکھہ لی - لیکن تم بھول گئے کہ اس دنیا کی ایسی ظالمانہ خوشیاں ہمیشہ سے عارضی ہوتی ہیں - اُس وقت کو دور نہ سمجھو' جب تمہاری هلاکت و بربادی کا وقت بھی آئیگا' اور تم اُس وقت کو دیکھنے کیلیے ہم نہونگے' مگر ہمارے اجسام سوختہ کی خاکستر' اور قرطاجنہ کی جلی ہوئی دیواروں کی ذرے موجود ہونگے ! "

پھر وہ اپنے شوہر کی طرف متوجہ ہوئی - اسکے چھوٹے چھوٹے بچے آنے والے وقت سے بے خبر اسکی چھاتی سے لپٹے ہوے تھے' جبکہ اُس نے کہا :

" اے هسدروبال ! اے خائن ملۃ ! اے شقی روسیاہ ! اے وہ' کہ تونے اپنی قوم' اپنے مقدس وطن' اور اپنے دیوتاؤں سے بے وفائی کی ! ! یاد رکھہ کہ قرطاجنہ کی جلی ہوئی دیواروں کی خاک کا ہر ذرہ تجھپر لعنت بھیج رہا ہے' اور قیامت تک کیلیے تیری روح سفیہہ اور هستی نجس پر انسانوں کی پھٹکار ہوگی ! ! تونے اپنی کم فاقہ و موت کی حالت میں چھوڑکر غیروں کی اطاعت کرلی ! تونے اپنی اس جماعت کو چھوڑکر جو تیرے قدموں پر سر رکھے ہوے تھی' اس روم کے ملعون ظالم کے قدموں تلے جگہ ڈھونڈھی ! تونے اپنی قوم کو چھوڑ دیا تاکہ وہ فاقۂ تشنگی سے هلاک ہو' اور خود روٹی کے ایک ٹکڑے اور پانی کے ایک کوزے کیلیے غیر قوموں کی ٹھوکریں کھانے کیلیے چلا آیا ! بتلا کہ تونے دیوتاؤں کی مقدس قسم' قوم کی وفاداری' اور وطن کی محبت کو بیچ کر کیا پایا ؟ اُس حیات فانی کی چند گھڑیاں' جو ممکن ہے کہ ابھی ہی ختم ہوجائیں ؟ روٹی کا ایک ٹکڑہ اور پانی کے چند قطرے' جو تو نو سو قرطاجیوں کی بھرک اور تڑپ کو بجھاکر اپنے حلق کے نیچے اُتارتا تھا ؟ یا پھر دنیوی عزت اور کامرانی کا کوئی وعدہ' جو اس رومی سپہ سالار نے تجھسے کیا ہے ؟ لیکن اے شقی روسیاہ ! بتلا کہ جب تیری قوم میں سے ایک فرد بھی اس دنیا میں باقی نہ رہا' جب تیرا ملک آگ کے شعلوں کا ایندھن بن گیا' جب قرطاجنہ کی هزار سالہ نسل نادود و فنا ہوگئی' تو پھر دنیا میں تیرے لیے' تن تنہا تیرے لیے اے لعین و روسیاہ تیرے لیے' کونسی شے ہے' جو عزت اور خوشی کا ذریعہ ہوسکتی ہے ؟ کیا یہ ظالم رومی تیرے سر پر رومۃ الکبری کے سلطنت کا تاج رکھدینگے ؟ پھر اگر وہ رکھہ بھی دیں' تو تیری تمام قوم کے مٹ جانے کے بعد وہ تاج تجکو کیا خوشی دیسکتا ہے ؟ هزار تف ہو تجھپر اے هسدروبال' کہ تیری زندگی تیری قوم کے کام نہ آئی ! اور قیامت تک کیلیے پھٹکار ہو ہر اُس زندگی پر' جو تیرے نقش قدم پر چلے' اور حیات دنیویہ کی فانی لذتوں' اور نفس و جان کے آرام و راحت کیلیے اپنی قوم اور اپنے ملک سے بے وفائی کرے ! "

شدت غیظ و غضب سے اسکا تمام جسم کانپنے لگا' اور جب اپنی قوم کی یکسر بربادی و هلاکت یاد آئی تو درد و غم کے وفور سے اسکی آواز بند ہوگئی -

چند لمحوں تک اس نے ایک سکوت قہر کے ساتھہ اپنے بدبخت شوہر کو دیکھا' پھر ایک نگاہ اشک آلود اپنے اُن بچوں پر ڈالی' جو اسکے ارادے سے بے خبر' اور کئی دنوں کے متصل فاقے سے زار و نزار ہوکر اسکے منہہ کو مظلومانہ تک رہے تھے !

وہ کسی مخفی ارادے کا فیصلہ کرکے' ایک استقلال آمیز کے ساتھہ آگے بڑھی - بچوں کو گود سے اُتارکر اپنے سامنے کھڑا کیا اور

اپنے جنسي ضعف و صورتِ نسائي کے خلق ' شہنشاہوں اور فاتحوں کي آواز میں گرج کر بولي :

" تیري اصلي سزا کا وقت دور نہیں ہے ' جبکہ قرطاجنہ کا مقدس دیوتا اپني عدالت میں تجھے کھڑا کریگا ! لیکن اس وقت بھي تیرے لیے ایک عذاب الیم درپیش ہے - پھر بتلا کہ جب تو مجھے ' اور اپنے ان بچوں کو آگ میں جلتا ہوا ' اور موت کے احتضار سے تڑپتا ہوا دیکھے گا ' تو تیرے پاس کیا عذر ہوگا ؟ کون ہے جو تجھکو اس معاینۂ تعذیب ' اور اس نظارۂ الیم سے بچالیگا ؟ یہ تیرا معبود رومي ' جسکے قدموں کي ٹھوکر کھانے کا تجھے فخر ہے ' تجھکو روٹي دیسکتا ہے ' پر اس عذاب سے تو نہیں بچاسکتا ! "

رومي سپہ سالار ' ہزاروں انسانوں جنگ ' اور فتوں معاصرہ ' اسطرح ساکت و صامت تھے ' گویا انکے ظالم ہاتھوں کي طرح ' آج انکے اجسام حیثیہ بھي پتھر کے بت بن گئے ہیں ! ہسڈروبال کي آنکھیں کھلي ہوئي تھیں ' مگر کانوں میں سمندروں کي روانی ' جنگلوں کي سنسناہٹ ' اور درندوں کي مہیب بولیوں کي سي مترحش صدائیں آرہي تھیں - وہ اپني بیوي کو ' جسکا پیکر حسن ' اسوقت ایک فرشتۂ عذاب کي صورت میں اسکے سامنے تھا ' دیکھ رہا تھا ' لیکن نہیں سمجھ سکتا تھا کہ یہ کیا ہے ؟

شہداء ملت کي یاد میں آخرین قطرۂ اشک

اُس کي بیوي نے ایک مرتبہ قرطاجنہ کے جلے ہوئے کھنڈر کو جي بھر کے دیکھا ' پھر اپني قوم اور اپنے ملک کي یاد میں ایک آخرین قطرۂ اشک بہایا ' اسکے بعد اپنے ہوئوں بچوں کا گلا گھونٹ کر آگ میں ڈالدیا ' اور انکے بعد خود بھي آگ میں کود کر ' اسکے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں روپوش ہوگئي !!

....

.... (البقیة تتلي)

اطـــلاع

دفتر الہلال کے ذریعہ پریس کا تمام سامان ' اور لیتھو اور ٹائپ کي مشینیں ' نئي اور سکینڈ ہنڈ ملسکتي ہیں -
ہر چیز دفتر اپني ذمہ داري پر دیگا -

سردست دو مشینیں فروخت کیلیے موجود ہیں :-

(۱) ٹائپ کي ڈبل کراؤن سائز ' پیں کي مشین ' جو بہترین اور قدیمي کارخانہ کے - اس مشین پر صرف دو ڈھائي سال تک معمولي کام ہوا ہے - اسکے تمام کیل پرزے درست اور بہترے بہتر کام کیلیے مستعد ہیں -

ابتدا سے الہـــلال اسي مشین پر چھپتا ہے - دو فارس پاور کے موٹر میں سولہ سو في گھنٹہ کے حساب سے چھاپ سکتي ہے - چونکہ ہم اسکي جگہ بڑے سائز کي مشینیں لے چکے ہیں - اسلیے الگ کردینا چاہتے ہیں -

(۲) ڈیڈل مشین ' جو پاؤں سے بھي چلائي جاسکتي ہے ' ڈیمائي فولیو سائز کي - اس پر ہاف ٹون تصاویر کے علاوہ ہر قسم کا کام جلد اور بہتر ہوسکتا ہے -

قیمت بذریعہ خط و کتابت طے ہوسکتي ہے - جو صاحب لینا چاہیں ' وہ مطمئن رہیں کہ ہم اپني ذاتي ضمانت پر انہیں مشین دینگے ' اور اپنے اخلاقي وقار کو ایسے دین کے معاملات میں ضائع کرنا نہیں چاہتے -

منیجر الہـــلال پریس

انتعاش

رپورٹ انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ

انجمن ہلال احمر عثماني نے ایک بین المللي انجمن کي صورت اختیار کرلي ہے اسلیے عالم اسلامي کے ہر ہر گوشے کو اسکے اعمال و خدمات کے متعلق سوال کا حق ہے اور ایسے ملک کو تو خصوصاً ' جسمیں سات کرور مسلمان رہتے ہوں اور ہر ضرورت کے وقت اعانت کے لیے آنکھیں لگائے ہوئے ہوں - انجمن کي مروجہ شکل کو قائم ہوئے کم و بیش تین سال ہوگئے - اس عرصہ میں ہندوستان سے معتدبہ مدد ملي مگر باایں ہمہ اس نے آج تک ہندوستان میں کوئي روداد شائع نہیں کي تھي - یہ ایک ناگوار بے اعتنائي تھي جو انجمن کي طرف سے ہندوستان کے ساتھ کیجارہي تھي - لیکن نہایت خوشي کي بات ہے کہ اس بارے میں جو تحریکیں ادارۂ الہلال اور بعض دیگر حضرات نے کي تھیں ' وہ بیکار نہ گئیں ' اور اب ایک مختصر انگریزي رپورٹ شائع کي گئي ہے -

اسمیں انجمن نے ان خدمات کي مختصر روداد شائع کي ہے جو اس نے جنگ بلقان میں انجام دي ہیں - اس روداد کو مختلف زبانوں میں شائع کیا گیا ہے - انگریزي اڈیشن غالباً خاص ہندوستان کے لیے ہے ' کیونکہ عالم اسلامي کے جس گوشے میں سب سے زیادہ انگریزي سمجھي جاتي ہے ' وہ صرف ہندوستان ہي ہے -

روداد کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جنگ میں انجمن کا دائرہ خدمات صرف شفا خانوں تک ہي محدود نہیں رہا بلکہ شفاخانے کے علاوہ متعدد اور طریقوں سے بھي نہایت مفید خدمات انجام دیے -

مثلاً میدان کارزار سے واپس آنے والے مجروحین کے لیے یورپین ترکي میں منزلگاہیں قائم کیں ' جنمیں انکے آرام کا تمام ضروري سامان تھا - قسطنطنیہ میں جو طبي وفود آئے تھے ' انکو ہر قسم کي مالي و انتظامي مدد دي - خزانہ کے خالي ہونے کي وجہ سے فوجي اور سیویل شفا خانوں کے پاس آلات و ادویہ وغیرہ کي کمي تھي - لیکن انکو جس شے کي ضرورت ہوئي ' انجمن نے اپنے ذخیرے سے مہیا کردي - عثماني اسیران جنگ اور انکے اعزا میں مراسلت کا انتظام کیا جو في الحقیقت سب سے بڑي رفیع خدمت تھي - وغیرہ وغیرہ -

کارفرمایان انجمن اخیر میں اعتراف کرتے ہیں کہ اپنے کاموں میں انجمن ہلال احمر اپني همچشم انجمنہائے صلیب احمر کي برابري نہیں کرسکي ' مگر وہ کہتے ہیں کہ اسکي وجہ اعضاء انجمن کا تساہل نہیں بلکہ انجمن کي نوعمري ' کم مایگي ' اور صرف زمانہ جنگ کي تیاري ہے - چنانچہ اس تجربہ کي بناء پر جو انکو دو جنگوں میں ہوا ' مجلس انتظامیہ نے طے کرلیا ہے کہ آیندہ سے انجمن زمانۂ صلح میں بھي مصروف کار رہے - مجلس انتظامیہ نے محسوس کیا ہے کہ صرف آلات ' ادویہ ' اور پوشاکوں کے فراہم کرلینے سے انجمن کي تیاري مکمل نہیں ہوسکتي - اسلیے یہ بھي طے کیا گیا کہ مذکورہ بالا اشیاء کي فراہمي کے علاوہ تعمیر داروں کو تعلیم خصوصي دي جائے اور اگر ضرورت ہو تو اسکے لیے ایک مدرسہ کھولدیجائے -

تیمار داروں کے علاوہ باربرداري کے لیے ایک جہاز بھی لیا جائے گا تاکہ جہاں ضرورت ہو' انجمن بغیر کسي تاخیر کے اپنا سامان بھیج سکے -

اخر میں تمام معاونین انجمن کا نہایت خلوص سے شکریہ ادا کیا گیا ہے - افسوس ہے کہ انجمن نے اپني مالي حالت کے تفصیلي تذکرہ کو اس رپورٹ میں جگہہ نہ دي ' حالانکہ یہ بہت ضروري حصہ تھا ' اور اسکي تفصیل لوگوں کیلیے موجب طمانیۃ و مزید سرگرمي اعانۃ ہوتي - میں نے ارکان انجمن و معاونین کار کو پچھلے دنوں بار بار اسپر ترجہ دلائي' اور اس رپورٹ کو دیکھکر پھر ایک تفصیلي مراسلہ بھیجا ہے - نیز ڈاکٹر مصباح الدین اور شیخ چاوش کو بھي لکھا ہے - معلوم ہوتا ہے کہ کثرت اشغال اور جنگ کي مصروفیت سے کوئي مبسوط رپورٹ شائع نہ ہو سکي - تاہم ضرورت ' ضرورت ہے ' اور اس سے اعماض نہیں کیا جاسکتا -

عام تقسیم کیلیے زیادہ نسخوں کے بھیجنے کیلیے بھي لکھا ہے تاکہ ہندوستان کي تمام انجمن ہاے ہلال احمر میں تقسیم کر دي جائیں -

مطبوعات اردو

— * —

جہنم سے پہلا اور دوسرا خط

قیمت حصہ اول ۲- - آنہ - حصہ دوم - دو آنہ - مترجم سے ریاست رام پور صالک متحدہ کے پتے سے ملسکتي ہے -

مولوي شرف الدین احمد خانصاحب ہیڈ کلرک جیل رامپور کے متعدد رسالے اردو میں شائع ہو چکے ہیں -

آجکل ایسے لوگوں کي بڑي ضرورت ہے جو اپنے فرصت کے اوقات کو ادبي خدمات کیلیے وقف کر دیں ' اور اپني مقدور بھر جو کچھہ لکھہ پڑھسکتے ہیں ' اس سے دریغ نہ کریں -

مولوي شرف الدین صاحب ایسے ہي بزرگوں میں سے ہیں - یہ رسائل انگریزي کي ایک مقبول و کثیر الاشاعۃ کتاب سے ترجمہ کیے گئے ہیں ' جو خود بھي غالباً یورپ کي کسي دوسري زبان کا ترجمہ ہے - اسکے مصنف نے مذہبي احکام جزاء و عقوبت کو پیش نظر رکھکر ' اُن روحاني آلام و عذاب کا نقشہ کھینچنا چاہا ہے ' جو دنیا کے تمام مذاہب میں " جہنم " کے نام سے بیان کیے گئے ہیں ' اور اسمیں قوت تخیل اور قدرت تعبیر ' دونوں چیزوں سے کہ شاعري کے اجزاے اوّلی ہیں ' پوري طرح کام لیا ہے -

صورت بیان یہ ہے کہ ایک سخت گنہگار ادمي مرجاتا ہے اور جہنم کے عذابوں میں گرفتار ہوکر ' وہانسے خطوط لکھتا ہے - اصل کتاب میں ۲۵ - خط ہیں ' اور ابھي بطور نمونے کے مولوي صاحب نے دو خطونکا ترجمہ شائع کیا ہے -

اس کتاب کے لکھنے سے مقصود یہ ہے کہ انسان کي طبیعت پر مذہبي عقائد اور احکام کے اثر کو قوي کیا جاے ' اور گناہوں سے بچنے ' اور تعذیب معاد کے عقیدے سے متاثر ہونے کا ذریعہ ہو - ترجمہ صاف اور سلیس ہے ' اور اسطرح کي ادبی اور شاعرانہ تحریروں کے ترجمہ کي مشکلات پر غالب آنے کي کوشش کی گئي ہے -

قیمت اسقدر ارزاں ہے کہ اگر ہر شخص ایک ایک نسخہ لے لے تو اسے کچھہ بھي محسوس نہوگا ' لیکن اگر مطالعہ ایک لمحہ کیلیے بھي دل پر کام کر گیا تو یہ بہت قیمتي ہے - ہم مولوي صاحب کے اس مقصد رفیع و اہم کو قابل داد و تحسین سمجھتے ہیں ' گو آجکل کے بہت سے مدعیان تنویر فکر و علو خیال کو اس مقصد پر ہنسي آے -

سالنامہ مدرسۂ سولتیہ مکۃ معظمہ

مہتمم مدرسہ - کیواسطے صلح مطمرنکر کے پتے سے ملسکتي ہے

مدرسۂ سولتیہ مکہ معظمہ کا ذکر ہمیشہ ہوتا رہتا ہے ' اور اخباربیں اشخاص اسکے کاموں سے بے خبرنہیں ہیں - یہ اسکي تازہ ترین رپورٹ ہے جو مولانا محمد سعید صاحب مہتمم مدرسہ نے شائع کي ہے ' اور علاوہ حالات مدرسہ کے ' اپنے تمہیدي مضامین کے لحاظ سے بھي نہایت دلچسپ اور مفید اطلاعات پر مشتمل ہے -

اس مدرسے کو قائم ہوے عرصہ ہوگیا - مکہ معظمہ اسلام اور مسلمانوں کیلیے ایک قدرتي مرکز ہے ' اور وہاں کا ہر معمولي اور ادنی کام بھي اور مقامات کے عظیم الشان کاموں سے زیادہ مفید و نتیجہ خیز ہوسکتا ہے ' بشرطیکہ وقت کي ضرورتوں ' اور اصول کار و طریق عمل سے اغماض نہ کیا جاے -

اس بنا پر مدرسۂ سولتیہ بھي ایک توجہ طلب کام ہے ' جو قائم ہے ' اور اپني ابتدائي منازل سے گذر چکا ہے ' اور اگر اسکي طرف توجہ کي جاے تو ایک مفید ترین کام بن سکتا ہے -

میں کسی وقت اسکی نسبت تفصیلاً لکھونگا -

یہ رپورٹ نہایت عمدہ اور پر تکلف چھپی ہے ' اور ۱۱۶- صفحوں پر ختم ہوئی ہے - مدرسہ کي تفصیلي حالت ' جدید دار التدریس کا قیام ' سالانہ اجلاس کی روئداد ' وسائل اعانۃ و مقدار اعانت کي تفصیل ' اور اسي طرح کے ضروري بیانات پورے شرح وبسط سے درج کیے گئے ہیں -

آسان تعلیم

قیمت ۲- - آنہ - مصنف سے ملسکتا ہے -

اردو زبان کي ابتدائي تعلیم اور رسم الخط کا مسئلہ بھي ایک اہم اور توجہ طلب مسئلہ ہے -

یہ رسالہ مولوي عبد الرحیم صاحب پیشکر سپرنٹنڈنٹ مال کلکٹري کیا ہے اس غرض سے لکھا ہے کہ بچوں کی تعلیم کیلیے قاعدہ بعدادي کے اصول پر اردو کي تعلیم کا بھي ایک قاعدہ ابتدائي مرتب ہوجاے -

اسمیں ہجے کے اصول پر تمام تراکیب حروف کے اسباق بناے ہیں ' اور ہر حرکت کا سبق علیحدہ ہے - ساتھہ ہي مرکب جملے مشق کیلیے دیے ہیں اور پھر اضافت وغیرہ کي مشق کرا کے چھوٹی چھوٹی عبارتیں بنائي ہیں ' جنسے یقیناً بچوں کو بہت فائدہ ہوگا -

تفہیم الفواعد

قیمت ۳ - آنہ مصنف سے ملسکتا ہے -

— * —

مسئلۂ صرف و نحو اردو

یہ اردو کے صرف و نحو کا ایک نیا رسالہ ہے ' جسے مولوي جلال الدین احمد صاحب جعفري زیدي ہڈ مولوي گورنمنٹ مائي اسکول کانپور نے مرتب کیا ہے -

یہ صرف پہلا ابتدائي حصہ ہے - دوسرا حصہ اعلی جماعتوں کیلیے اسکے بعد شائع کیا جائیگا -

اردو زبان کي ترقي و اشاعت میں یہ بات ہمیشہ عجیب سمجھي جائیگي کہ ایک طرف تو علوم و فنون کي کتابیں اسمیں لکھی جا رہي ہیں ' اور دوسري طرف کوئی جامع لغت بلکہ مکمل صرف و نحو تک موجود نہیں ہے ' اور بیسیوں صرفي و نحوي مسائل ہیں ' جو ابتک غیر فیصل شدہ ہیں !

اس سے بھی عجیب تر یہ ' کہ سودا اور میر تقی سے زیادہ احسان اسپر ایک عالم دوست انگریز ' (سر جان گلکرسٹ) کا ہے ' جس نے سب سے پہلے اسکے قواعد کو منضبط کرایا اور یہ احسان اُن احسانات عظیمہ کے علاوہ ہے ' جو بہ حیثیت اس زبان کے رواج دھلدہ ہونے اسے میں (باغ و بہار) جیسی بے نظیر نثر کی کتابوں کے مرتب کرانے ' اور اسکی مؤسسانہ سرپرستی کی وجہ سے ہمیشہ یاد گار رہیں گے -

بورڈ آف ائزا مدرس کلکتہ نے گذشتہ نصف صدی کے اندر صرف و نحو میں کتابیں لکھنے اور لکھوانے کی متعدد کوششیں کیں ' اور اس سے باہر بھی ملک میں متعدد کتابیں لکھی گئیں ' مگر سچ یہ ہے کہ ابتک کوئی جامع اور ہر طرح معتبر کتاب ملک کے ہاتھ میں نہیں ہے -

یہ تو اُردو صرف و نحو کے تدریس فن کا حال ہے - اسکے بعد ابتدائی اور متوسط و اعلیٰ درسی قواعد کا خانہ ہے ' اور معیار نظر بلند کرکے دیکھیے تو وہ بھی خالی ہے - بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ شاید انضباط ضروریات قواعد ' و تسہیل بیان ' و ترتیب مندرجات کے لحاظ سے انگریزی میں نسبتہ اچھی قواعد کی کتابیں لکھی گئی ہیں - گو اغلاط و لغزشیں اُن میں بکثرت ہوں -

اس سلسلے میں بہت سی کتابیں میں نے دیکھیں ' اور (تفہیم القواعد) ایک مختصر رسالہ تازہ ہے - مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ ابتک جو قواعد لکھی گئیں ' انمیں یا تو انگریزی گرامر کا اتباع بیجا کیا گیا ' یا محض عربی کا - اسلیے میں ایک سادہ و آسان رسالہ مرتب کرتا ہوں جو بچوں کے دماغ پر ابتدا ہی سے بارگراں نہو -

میں نے اِسکے چند ابتدائی صفحات دیکھے - اسمیں شک نہیں کہ طریق بیان بہت سہل و آسان ہے - ترتیب مسائل وہی عام اور معمولی ' مگر ہر سبق کے ساتھ ہی مشق کی عبارت بھی دیدی ہے - تقریباً تمام ضروری اقسام و ابواب کو جمع کیا ہے ' اور یہ کوشش ہر جگہ نظر آتی ہے کہ طریق تعلیم آسان اور سہل ہو -

بہتر تھا کہ طریق سوال و جواب سے بھی کہیں کہیں کام لیا جاتا کہ درس مسائل و قواعد کیلیے یہ طریقہ بہت مفید ہے -

نقشے بنا کر باہمی تعلقات و روابط و انشعاب ابواب کو سمجھانا بھی ایک عمدہ اصول تعلیم ہے ' اور بہتر ہو اگر آیندہ اسکا خیال رکھا جاے -

---

اتحاد المسلمین

— * —

علماء و مصلحین واعظین و ارباب معارف و جرائد کیلیے مفت - مولوی عبید اللہ صاحب - بسکاہ نواب وقار الملک بہادر جنگ - متصل مسجد حیدرآباد - حیدر آباد (دکن) -

— * —

مولوی محمد احسن صاحب اکزکیٹو انجینیر نے یہ رسالہ اس لیے لکھا ہے تاکہ مسلمانوں کو فریضۂ قطعیہ زکوٰۃ کی ضرورت و اہمیت ' و دلائل فرضیت سے باخبر کیا جاے ' اور آمادہ کیا جاے کہ اس فرض کی طرف سے غفلت نہ کریں - اور مولوی ابو البرکات محمد عبید اللہ صاحب نے اسی مقصد سے اسے شائع فرمایا ہے : فجزاہما اللہ تعالیٰ خیر الجزاء ' و زادنا اللہ و ایاہما حمیۃ الاسلام !

اس رسالے کی تقریب پر بہتر ہے کہ چند کلمات فریضۂ زکوٰۃ کی نسبت عرض کروں :

فریضہ زکوٰۃ

حکم زکوٰۃ ایک اعظم ترین فرائض مسلمین ' و اہم ترین احکام شریعۃ حقۂ اسلامیہ میں سے ہے ' اور اسکی فرضیت مثل فرضیت جمیع و صلوٰۃ و صیام ' نصوص قطعیۂ شریعت ' اور تعامل عصر منقطع اہل اسلام سے ثابت ہے - اور منجملہ ہمارے موجودہ مصائب عظیمہ کے ایک مصیبت کبریٰ یہ ہے کہ اس فرض کی طرف سے غفلت و تساہل بالعموم طاری و ساری ' اور اسکے جمع و صرف کیلیے انتظام و اہتمام کے وسائل مفقود -

ہم نے اپنے گھر کی طرف سے آنکھیں بند کرلی ہیں ' اور دنیا کے دور دراز گوشوں میں مارے مارے پھرتے ہیں - آج یورپ میں مختلف مدارج و طبقات کے تصادم ' اور فقراؤ عمال (۱) کے افلاس و مصائب ' اور دولت کی عدم تقسیم و مرکزیۃ (۲) کی وجہ سے موجودہ ہئیۃ اجتماعیہ اور معیشۃ مدنیہ کی بنیادیں ہل رہی ہیں - اشتراکیۃ (سوشیالیزم) کی اسی لیے پیدایش ہوئی - اور فوضویہ (نہلزم) کے مہیب وجود کی تولید اسی کا نتیجہ ہے - کل کی بات ہے کہ انگلستان میں مسٹر لائڈ جارج نے اُمراؤ اشراف کے ٹیکس کا مسئلہ اٹھایا تھا ' اور برطانیہ کے مزدوروں کی اصلاح حالت اور تقویۃ مالی کے مقصد نے ایک سخت ہنگامہ مچادیا تھا !

یہ سب کچھ قوم کے مفلس حصے کی ضروریات کے پورا نہونے ہی کا نتیجہ ہے -

جرمنی اور بعض حصص امریکا میں غرباء و محتاجین کیلیے حکومت اور قوم کے مشترک فنڈ قائم کیے گئے ہیں -

کوآپریٹو سوسائٹیاں اور زرعی اور دیہاتی بنکیں جو آج قائم کی جا رہی ہیں ' یہ بھی دراصل اسی ضرورت کا علاج ہے کہ قوم کے محتاج اور بے مایہ حصے کی اعانت کی جاے -

لیکن اسلام نے اپنے ظہور کے ساتھ ہی ان مفاسد اجتماعیہ و مدنیہ کا علاج کردیا تھا - فریضۂ زکوٰۃ کی بہت بڑی مصلحت یہی تھی کہ اسکے ذریعہ قوم کے مفلس و محتاج حصے کی ضروریات کا انتظام کیا جاے - نیز صدہا مالی احتیاجات مدنیہ کیلیے ایک دائمی خزینہ (فنڈ) مہیا ہو جاے -

اسلام نے ایک طرف سود کو حرام کیا ' جو غریبوں اور محتاجوں کی زندگی کیلیے مہلک و سم قاتل تھا ' اور جسکے ذریعہ دولت مندوں کو اُن پر ایک جابرانہ و ظالمانہ تسلط کا موقعہ مل جاتا تھا - دوسری طرف اسکے بدلے زکوٰۃ کو فرض کردیا ' تاکہ جن احتیاجات کی وجہ سے غریب و محتاج طبعہ سود دینے پر مجبور ہو جاتا ہے ' وہ پیش ہی نہ آئیں !

فی الحقیقہ موجودہ زمانے کے وقت کے کاموں میں سے ایک اہم اور ضروری کام فریضہ زکوٰۃ کی تعمیل ' اور اسکے جمع و خرچ کے انتظامات کی باقاعدہ تشکیل بھی ہے ' اور اس عاجز کے بعض پیش نظر کاموں میں اسکی تحریک بھی داخل ہے : وکل امر مرهون بأوقاتها -

در اصل یہ تمام مصیبتیں اسلیے ہیں کہ " امر بالمعروف و نہی عن المنکر " کے سلسلۂ حقہ کا عملاً سد باب ہو گیا ہے - علما اپنے قدرتی فرائض کو بھلا چکے ہیں ' اور دار الشفا کے طبیب خود ہی بیمار اور محتاج اطباء ہیں - ایسی حالت میں کس کس بات پر روئیے ' اور کس کس کا ماتم کیجیے !

تن همه داغدار شد ' پنبه کجا کجا نهی ؟

---

(۱) آجکل عربی میں یورپ کی لیبر پارٹی کیلیے " حزب العمال " کا لفظ رائج ہے ' اور مزدوروں کیلیے عمال ہی کا لفظ زیادہ تر لکھا جاتا ہے -

(۲) دولت کی " مرکزیۃ " یعنی دولت کا کسی ایک ہی جماعت اور سوسائٹی کے طبقے میں جمع ہو جانا ' اور دیگر حصص و طبقات کا بالکل محروم رہنا - یہ حالت تمدن اور سوسائٹی کیلیے سخت مضر و رسان ہے - روحۃ الکبریٰ کے افتراس و تباہی کے اسباب اولی میں سے ایک سبب یہ بھی تھا - اسلام کا قانون توریث اور تقسیم ورثہ اسی مصلحۃ حیاتیہ پر مبنی ہے -

مولوي صاحب کي يہ سعي مستحق هزار تحسين هے کہ امر با لمعروف و تبليغ احکام شريعت ميں مصروف هيں - اسطرح کے رسائل و مطبوعات کي جسقدر اشاعت هو، داخل عبادت، بل افضل از هزار نافلۂ و تہجد هے -

---

بعض حديث الاشاعة جرائد و مجلات (۱)

— * —

آزاد

کانپور - قيمت سالانہ ۳ - روپيہ - ايڈيٹر مسٹر نگم بي- اے -

رسالۂ " زمانہ " کانپور اردو کے مشہور رسائل ميں سے هے - اسي نے دفتر سے يہ هفتہ وار اخبار جاري هوا هے -

صوبجات متحدہ ميں بمقابلہ پنجاب کے اخبارات کم هيں - اور عمدہ اخبارات کي جگہہ تو هر صوبے ميں ابھي بہت کچھہ خالي هے - مسٹر نگم ايک مقبول رسالے کے ايڈيٹر هيں، اسليے پبلک کيليے انکے اخبار کا مطالعہ پہلا تجربہ نہيں هے - اس وقت تک ميں نے ايک دو نمبر جو اسکے ديکھے، تو خبروں کے جمع کرنے، وقت کے معاملات پر بحث کرنے، اور حتي المقدور هر طرح کي دلچسپي کا سامان مہيا کرنے ميں ساعي پايا - ضخامت بھي پنجاب کے بعض اخبارات کي طرح غير معمولي هے، اور چھپائي لکھائي علم حالت کے لحاظ سے بري نہيں - پوليٹکل امور ميں شايد اُس نے اپني پاليسي " هندوستاني " لکھنو کي مثال ديکر واضع کي هے، اور ميرا هميشہ سے يہ خيال هے کہ هندوستاني کي پاليسي بہت مفيد، معتدل، اور اتحاد و تاليف حکام کے ساتھہ، مصالح ملکي کے تحفظ کے اصول پر، بہت اچھي هے -

البتہ اعتدال کے معني درمياني راہ اور توسط کے هيں - يہ معني نہيں هيں کہ انسان دونوں راهوں ميں سے کسي ايک راہ سے اسقدر قريب تر هوجاے، کہ اگر بال برابر بھي اور بڑھے تو درمياني حصے کي جگہہ، سرحد کو عبور کرجائے !

اردو پريس کيليے ايک مشورہ

" آزاد " کے ذکر ميں نئے اخبارات کا ذکر آگيا هے تو هم اپنے چند خيالات بطور مشورے کے ظاهر کرديا چاهتے هيں -

نئے اخبارات جو نکلے هيں، يا شائع هونے والے هيں، بہتر هے کہ اُن ميں مندرجۂ ذيل امور کا لحاظ رکھا جاے :

(۱) يورپ ميں روزانہ، هفتہ وار جرنل، ماهوار اور سہ ماهہ کي جو ترتيب اور مضامين و مقاصد کي تقسيم هے، اسکو ضرور پيش نظر رکھنا چاهيے - ايک وقت تھا کہ ملک ميں اخبار بيني کا مذاق بہت کم تھا، اسليے تقسيم عمل اس بارے ميں ممکن نہ تھا، اور ضرورت اسکي تھي کہ جيسے کچھہ هوں، مگر اخبارات نکالديے جائيں، مگر اب حالت بدل چکي هے، پس ضرور هے کہ رفتہ رفتہ اردو پريس کو صحيح اصول تقسيم کار، اور ترتيب و نظام عمل پر لايا جاے، اور يہ طوائف الملوکي اور بے راهہ روي نہو کہ هفتہ وار اخبار، روزانہ اخبارات کا مواد فراهم کر رهے هيں، اور هفتہ وار ماهوار رسائل کے سے مضامين کي تلاش ميں هيں - نتيجہ يہ هے کہ کوئي ايک صفحہ بھي موجود نہيں - نہ روزانہ، روزانہ هيں، نہ هفتہ وار، هفتہ وار!

(۲) تصاوير اور کارٹون عمدہ اجزاء اخبار و رسائل ميں سے هيں، اور موجب ازدياد اثر، و رونق اخبار، و وسيلۂ حسن تفہيم و تسہيل مطالب و مسائل، ليکن کسي کام کے کرنے کيليے، اُسے کرديتا هي شرط نہيں هے، بلکہ اسطرح کرنا، جس طرح دنيا ميں کيا جاتا هے - ليتھو کي چھپائي ميں تصاوير کا انتظام ممکن نہيں اور اگر ممکن هے تو اسقدر اعلي درجہ کا کام، جسکے مصارف کا تحمل ممکن نہيں - پھر اس سے کيا فائدہ کہ چند سياهي کے دھبوں سے صفحات سياہ کرکے مذاق سليم و حسن نظر کو زخمي کيا جاے ؟

البتہ کارٹون ممکن هيں، ليکن ياد رهے کہ آجکل کا کارٹونوں کو وضع کرنا، اور پھر انکو بنانا ايک مستقل فن لطيف و دقيق هے، جسکے يورپ ميں خاص خاص ماهرين فن هوتے هيں، اور اُن پر هزارها روپيہ صرف کيا جاتا هے - اسکے ليے دقت خيال، نزاکت تخئيل، سرعت فہم، مواد شاعري، اور قوت مصوري کے ايک هي دماغ ميں جمع هونے کي ضرورت هے - پھر ايسے قابل مصوروں کي، جنکے سامنے کارٹون کے تمام اجزا لفظوں ميں پيش کر ديے جائيں، اور وہ اسطرح اُنھيں جامۂ تصوير پہنا ديں، گويا اسکے سوا اور کوئي لباس انکے ليے موزوں هي نہ تھا ! !

مجھکو خود بارها کارٹون کا خيال هوا، اور کئي بار بعض لطيف و نازک خاکے ذهن ميں آئے - اسکا سامان بھي اور تمام مقامات سے بہتر موجود تھا، مگر ميں نے بہتر نہ سمجھا کہ کسي کام کو کياجاے، اور ايک صاحب فن کي حيثيت سے نہ کيا جاے -

پس اردو اخبارات يا تو کارٹون کا صيغہ بالکل چھوڑ ديں، يا اسکي دمہ داريوں کو پيش نظر رکھيں - يہ محض تمسخر نہيں هے، بلکہ موجودہ ترقي يافتہ پريس کا ايک وقيع اور اهم کام هے -

---

مساوات

الہ اباد - قيمت سالانہ ۳ - روپيہ - ايڈيٹر: مسٹر نوير احمد (مايک)

يہ اخبار حال ميں شائع هوا هے - صوبجات متحدہ ميں ابتک علي گڈہ گزٹ اور البشير وغيرہ کے سوا مسلمانوں کے هاتھہ ميں با وقعت اخبارات با لکل نہ تھے - پچھلے دنوں لکھنو سے مسلم گزٹ نکلا، اور اب خوشي کي بات هے کہ اسطرف تعليم يافتہ اصحاب کو توجہ هونے لگي هے - چنانچہ " مساوات " اسي سلسلے ميں قابل ذکر هے -

اسکا ايک پرچہ ريويو کي غرض سے ميں نے اٹھاليا هے - ضخامت ۱۶ - صفحہ کي هے جو کافي هے - کاغذ عمدہ لگايا جاتا هے، اور شايد اس لحاظ سے اپنے صوبے کے تمام اخبارات ميں ممتاز هے - خبروں کے انتخاب، اور اهم واقعات اور کونسل کے ضروري مباحث وغيرہ کے تراجم و تذ کرے کا بالعموم اهتمام کيا جاتا هے -

صوبجات متحدہ ميں ابھي اردو اخبارات کي بہت کمي هے، اور پبلک ميں روز بروز اخبار بيني کا مذاق بڑھتا جاتا هے - اسليے نئے اخبارات جس قدر شائع هوں بہتر هے - اميد هے کہ الہ اباد کے اس تنہا اردو اخبار کو، جو صوبے کے دار الحکومت سے نکلا هے، ترقي و کاميابي کے وسائل بہت جلد حاصل هو جائيں گے -

قيمت اگر صرف ۳ - روپيہ کردي جاے تو بہتر هوگا، کيونکہ مسلم گزٹ اور ازاد وغيرہ کے انتہائي قيمت يہي رکھي هے اسطرح اشاعت ميں بھي بہت جلد ترقي هوجاے گي -

---

(۱) ماهوار رسائل کيليے شام کے مشہور اديب شيخ خليل يازجي نے " مجلہ " کا لفظ منتخب کيا، اور تمام ملک نے قبول کرليا يہ کوئي نئي اصطلاح نہيں هے، بلکہ جاهليت عرب کي زبان ميں بھي قريب قريب اسي مفہوم کيليے بولا جاتا تھا (منہ)

شئون عثمانیہ

حادثۂ ادرنہ

(مقتبس از جرائد اسلامیہ)

(۱)

ادرنہ کا بطل عظیم غازي شکري پاشا مسلسل پانچ مہینہ تک ایک ایسي فوج گراں کے مقابلہ میں، جو اپنے دونوں بازوؤں میں ہزاروں بلغاریوں اور سربیوں اور صدہا زرہ کار اور انسان پاش توپوں کو لیے ہوے تھي، جما رہا، اور آل عثمان کے سروں کو بلند، انکی امیدوں کو زندہ، اور انکے صفحۂ تاریخ کو روشن کردیا -

یہ بطل عظیم ابھي عرصہ دراز تک سلسلہ حملہ و مدافعت جاري رکھسکتا تھا، بلکہ محاصرہ کو اٹھا دیتا، اگر مرحوم نظام پاشا، خائن ملۃ کامل کے فریب میں نہ آگیا ہوتا اور الدواء جنگ کے وقت اس عظیم الشان شہر تک رسد رساني کي اجازت کي قید لگا دي ہوتي، اور چٹلجا میں جنگ حاري رکھي ہوتي - یعني وہ منحوس الدواء جنگ منظور ہي نہ کیا ہوتا، جسکي بدولت بلغاریوں کو خطوط محاصرہ و قتال استحکام کا موقع ملا -

محاصرہ کو دو دن کم پانچ مہینے ہوے - اسوقت تک اس بطل ہمام کا عزم بالجزم تھا کہ راہ مدافعت میں اپنا اور اپني فوج کا آخرین قطرۂ خون بہادینگے اور اگر مغلوب ہونگے، اور دشمن کي طاقت نطاق محاصرہ کو چیرتي ہوئي قلب شہر تک پہنچ جائیگي، تو اپنے پاس کا تمام سامان جنگ ضائع کردینگے !!

مگر حکومت سابقہ نے اسکے ساتھہ وہ اعتناء و اہتمام نہیں کیا جسکا وہ مستحق تھا - حکومت نے اسکے اس مقصد شریف سے اتفاق نہیں کیا اور کامل پاشا برابر اس عار انگیز صلح کے درپے رہا، جو دولۃ عثمانیہ کے شرف و حیات، بلکہ اسلام کے شرف و وجود ہي کا خاتمہ کر دینے والي تھي -

بطل ادرنہ کو جب محسوس ہوا کہ حکومت اسکے اس مقصد جلیل سے متفق نہیں، تو اس نے تسلیم شہر کي صورت میں شہر کو ازا دینے کي باب عالي کو دھمکي دي - بطل موصوف، جیسا کہ اسکے سوانح حیات سے معلوم ہوتا ہے، صاحب عزم راسخ اور شدید الراے شخص ہے - وہ جب کسی کام کا ارادہ کرتا ہے، تو کسي قسم کے پس و پیش کے بغیر اس کو کر گذرتا ہے، پس اگر شہر حوالے کردیا جاتا، تو بھي ادرنہ کا حشر وہي ہوتا جو اسوقت ہوا - کیونکہ تسلیم کي صورت میں غازي شکري پاشا نے جو کچھہ کہا تھا، اسکو ضرور پورا کرکے چھوڑتے -

اب صرف اس حیثیت سے بحث کرنا باقي ہے کہ تسلیم ادرنہ کي صورت میں کیا نتائج مرتب ہوتے؟ اور اب کیا مرتب ہونگے؟

یہ بات تو معلوم ہے کہ سلانیک بغیر مدافعت و مقاومت کے، صرف اس امید پر حوالے کردیا گیا تھا کہ باشندگان شہر و سرحد کا خون نہ بہایا جائیگا، مال و متاع نہ لوٹا جائیگا، اور عورتوں کے ننگ و ناموس پر حملہ نہ کیا جائیگا -

مگر کیا اسکا نتیجہ یہ نہیں ہوا کہ یہ تمام جھوٹي امیدیں بیکار ثابت ہوئیں، اور وہ ہزارہا عثماني، جنھوں نے ہتھیار حوالے کردیے تھے، فاقہ، برہنگي، امراض، اور سب سے بڑھکر یہ کہ قتل کي بدولت موت و ہلاکت کا لقمہ ہوے؟

کیا اس کا نتیجہ یہ نہیں ہوا کہ دشمن ہمارے ذخائر و اسلحہ پر قابض ہوگیا، جس سے محاصرہ یانیا (جدیدا) میں اسکو مزید تنگ گیري کا موقع مل گیا؟

کیا اس تسلیم کا نتیجہ یہ نہیں ہوا کہ جان، مال، آبرو، اور جائداد (جس کي حفاظت کا وعدہ کیا گیا تھا) دشمنوں اور مسیحي عارتگروں کیلیے مباح سمجھہ لي گئي اور ہر ممکن تصرف و حشیانہ و بربرانہ، جو انساني ظلم کر سکتا ہے، بے دریغ کیا گیا؟

سلانیک میں دشمن نے کب اپنے شرف و وقار اور عہد و پیمان کا پاس کیا، جو ان پر ادرنہ کے باب میں اعتماد کیا جاتا؟ اور اگر اعتماد کیا جاتا تو یہ دانستہ انخداع اور دولت علیہ اور اسلام کے ساتھہ خیانت نہ ہوتي؟

سلانیک کي محافظ فوج نے تسلیم سلانیک سے دشمن کے قدم جمادیے کیونکہ قلعہ وغیرہ تمام سامان مدافعت و استحکام انکو ملگیا، لیکن اس بطل تاریخ (شکري پاشا) نے وہ جلیل و شریف فرض ادا کیا، جو اس کے عہدے کي حیثیت سے اس پر عائد ہوتا تھا - پس اس نے نہایت دانشمندي کي، کہ آخر وقت تک جنگ جاري رکھي، اور جب دشمن نے اندر داخل ہوے کا قصد کیا تو جو کچھہ برباد کر سکا برباد کر دیا - اب ادرنہ وہ شاندار جنگي شہر نہیں ہے جو پہلے تھا - اب وہ ایک سنسان کھنڈر اور وحشت کدہ ہے !

یہ امر محال ہے کہ بلغاري ایک عرصہ دراز سے پہلے ادرنہ کي سابق جنگي اہمیت کو دوبارہ پیدا کرلیں، کیونکہ صرف قلعہ (مرعش) سالہا سال میں تیار ہوا تھا اور اسکي مزید تحصین و استحکام میں کئي سال اور صرف ہوگئے تھے، جب جا کے وہ اسدرجہ مستحکم ہوا کہ بلغاریوں کو اسکی فتح میں سنگین نقصانات اٹھانا پڑے - ایسے سنگین نقصان، جو آج نہیں جنکا وہ نشۂ فتح میں سرشار ہیں، بلکہ چند دنوں کے بعد انہیں معلوم ہونگے -

بیشک بطل ادرنہ نے اپني آخر تک مدافعت اور آخر میں ذخائر، اسلحہ، اور عمارتوں کے برباد کر دینے سے عسا کر چٹلجا کي ایک خدمت جلیلہ انجام دي -

ایسے انتہائي مدافعت کے بعد سقوط ادرنہ ایک تاریخي واقعہ ہے جو ثناء عظیم و تمجید کثیر کا مستحق ہے - اس دعوے کي سب سے بڑي دلیل یہ ہے کہ دنیا کے تمام اخبارات نے اس واقعہ کو ایک حادثہ جلیلہ قرار دیا ہے، اور تاریخ کے ان نادر واقعات میں شمار کیا ہے، جن کي مثال گذشتہ صدیوں میں مشکل سے مل سکتي ہے -

اس سلسلہ میں ہم چند عثماني و اجنبي اخبارات کے اقوال آیندہ ہفتے نقل کرینگے -

---

الهلال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو، بنگلہ، گجراتي، اور مرہٹي، ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے، جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے، روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت متفرق مرروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي ہیں، تو اپنے شہر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جائیے -

مراسلہ

نماز جمعہ اور تعطیل عام

از جناب مولوي نواب علي صاحب - ايم - اے - پروفيسر نروده كالج

گورنمنٹ كي موقت اور محتاج اعادہ اجازت نماز جمعہ كے عوض عام تعطيل طلب كرنے كي تحريك، اگرچہ عام طور سے مسلمانوں ميں پسند كيجائگي ' ليكن واقعات پر بھي همكو غور كرنا چاهيے -

ادبیات

خروش یاس

پھر ایک ستم تازہ ہے اور کاهش جاں ہے * دل سینۂ ماتم زدہ میں نوحہ کناں ہے
آجڑے ہوے گلشن میں کہاں زمزمۂ عیش؟ * گہہ نالہ و فریاد ہے گہہ آہ وفغاں ہے
مستقبل معہول ہو کیا باعث تسکیں؟ * کچھہ حوصلہ افزا نہیں جو حال عداں ہے
مذهب کی حرارت کے بھڑکتے نہیں شعلے * ہاں آتش خاموش کا تھڑرا سا دھواں ہے
سنتا نہیں اک سمت سے بھي حرف تسلي * دل حلقۂ ماتم میں بہر سو نگراں ہے
اے شاں حالي! تري غيرت كو هوا كيا؟ * مت جائينگے مسلم ' يہ جھوكوں كا گماں ہے!
كيا رهم كے قابل نہيں اسلام كي حالت؟ * اے ملت بيضا كے نگہباں تو كہاں ہے؟

وحشت ہے اور آهنگ نوا هاے جگر دوز
نے طائر معروح عدت نال فشاں ہے

رما لي (وحشت)

فکاہات

عروس لیگ

ر راہ لطف کہا کانگریس نے لیگ سے یہہ: * "کہ ایک راہ میں رہرو ہیں میں اور آپ' ہاں!
سفر میں خوب نہیں ساتھیوں سے بے ربطي * یہہ همرهي ہے عدیمت کہ راسنہ ہے حساب
نہیں یہہ رسم رفاقت' حجاب دور کرو * اتار دو رخ زیبا سے "سیوت ایدل" کا نقاب"
کہا یہہ لیگ نے هنسکر "ابھي میں کمسن ہوں * نہیں حجاب مجھے' ہے یہہ انتظار شباب"

ایک منتظر شباب

هفتہ میں ایک دن آرام لینے کي رسم قدیم سے جاري ہے - سامي قوموں میں یہ رسم مذهبي حیثیت رکھتي ہے - یہود سبت (شنبہ) کے دن کوئي کام نہیں کرتے - حضرت عیسیٰ نے اگرچہ اسقدر تشدد نہیں فرمایا مگر سبت کو شعائر دین سے سمجھتے تھے کیونکہ آپ نے صاف فرما دیا تھا کہ "میں توریت کے احکام منسوخ کرنے نہیں آیا ہوں" لیکن واقعہ صلیب کے بعد عیسائیوں میں یہ عقیدہ حاصکر سینٹ پال کي تعلیم سے پھیل گیا کہ یسوع مسیح تیسرے دن (یکشنبہ) کو مردوں میں سے جي اٹھا اور آسمان پر چڑھہ گیا اسلیے اتوار کا دن یوم العید هوگیا -

مسلمانوں کا جمعہ نہ تو یہود کے سبت کی طرح ہے (کیونکہ اوقات نماز کے سوا باقی تمام دن کار و بار کی اجازت ہے) اور نہ عیسائیوں کے اتوار کے طرح کسی نبی یا ولی کے دوبارہ زندہ ہوجانیکی یادگار ہے' بلکہ شہر یا قصبہ کی آبادی کا سات دن میں ایک دن ایک ہی مقام پر مل جل کر وحدہ لاشریک خدا کی عبادت کرنے کا دن ہے - ہم نے جب تک شعائر دین کی سچی تعظیم کی' آسوقت تک خدا نے ہماری حکومت کے ذریعہ جمعہ کو عام تعطیل دلوائی لیکن جب ہمارے حکام' امرا' اور رؤسائے عائلہ نماز جمعہ ترک کردی' تو ہماری عام تعطیل بھی ہم سے چھن گئی - اسپر بھی ہمارے آنکھیں نہ کھلیں اور اب بھی ہمارے مساجد اعلیٰ عہدہ داروں اور جنٹیلمینوں سے خالی ہیں - کچھہ شک نہیں کہ اگر یہ حضرات اخلاقی جرأت اور سچی محبت دین سے کام لیکر نماز جمعہ کے وقت بیخوف و خطر آٹھتے' اور فاسعوا الی ذکر اللہ کی تعمیل کرتے' تو آج گورنمنٹ کے سامنے یہ بھیک مانگنے کی نوبت ہی نہ آتی - ہم نے زور دھوکر دو گھنٹہ کی اجازت حاصل کی مگر نماز جمعہ کے وقت سات کرور مسلمانوں کی حاضری اگر لیجائے تو حقیقت حال معلوم ہوجائے -

ہندوستان میں حکومت عیسائیوں کی ہے اسلیے ممکن نہیں کہ اتوار کو عام تعطیل نہو - جمعہ کے دن بھی اگر مسلمانوں کی خاطر سے عام تعطیل دیجائے' تو ہفتہ میں دو دن یا ڈیڑھہ دن تعطیل کے ہوگئے - پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہندوستان کے یہود کے خاطر سبت کے دن عام تعطیل نہ دیجائے - لیکن اگر دو گھنٹہ کی اجازت ملجانے پر مسلمان ملازم گورنمنٹ خاصکر حکام اور عہدہ دار خصوصیت کے ساتھہ نماز جمعہ کے پابند ہو جائیں تو عام تعطیل کی تحریک میں خواہ مناسب' ہو یا نا مناسب' ہم بھی شامل ہوجائیں گے -

مسلمانوں! کب تک نمایشی تحریکوں کے گرویدہ رہو گے؟ اٹھو اور سچے مسلمان بن جاؤ - جو کچھہ کہنا ہو آسکر کرکے دکھادو فقط -

---

علامہ شبلی نعمانی پر بیجا الزامات کی حقیقت

از جناب خواجہ رشید الدین صاحب رئیس لکھنؤ

— * —

آجکل چند اخباروں میں مولوی عبدالکریم صاحب مدرس دارالعلوم کی معطلی کے متعلق جو سلسلہ مضامین شائع ہورہا ہے اس میں در حقیقت مولانا شبلی کے ساتھہ ایک عظیم الشان مذہبی انسٹیٹیوشن کو بھی بد نام کرنے کی کوشش کیجا رہی ہے اس بنا پر نہایت ضروری ہے کہ ان تمام غلط فہمیوں کو مٹایا جائے جو ان مضامین کے ذریعہ سے پھیلائی جا رہی ہیں - ان مضامین میں امور تنقیح طلب حسب ذیل ہیں :

(۱) مولوی عبدالکریم صاحب کے متعلق جو کارروائی مولانا شبلی نے کی' وہ شخصی طور سے کی' یا جو کچھہ عمل میں آیا اس میں ان کا حصہ اسی قدر تھا' جتنا ہر ممبر کا ہو سکتا ہے ؟

(۲) جو حکم دیا گیا وہ فی نفسہ مناسب اور صحیح تھا یا نہیں؟

(۳) اس واقعہ کو گورنمنٹ تک پہونچانے میں مولانا شبلی کی شرکت کس حد تک ہے ؟

(۴) اس حکم کے متعلق لوگوں نے مولانا شبلی کے دباؤ سے رائیں دیں یا نہیں' اور یہ کہ انہوں نے دباؤ ڈالا یا نہیں ؟

اس موقعہ پر سب سے مقدم یہ ہے کہ ندوہ کا نظام ترکیبی سمجھہ لینا چاہیے کیونکہ واقعات کے متعلق پبلک کو بڑی غلط فہمی اسوجہ سے ہوئی ہے کیونکہ وہ ندوہ کے نظام اور تقسیم اختیار سے واقف نہیں' اسکی تفصیل مضمون کے اخیر میں آئیگی - یہاں صرف اس قدر سمجھہ لینا چاہیے کہ ندوہ ایک وسیع اور عام انجمن ہے اور اس کے تحت میں بہت سی شاخیں ہیں' ان میں ایک مدرسہ بھی ہے جس کا نام دارالعلوم ہے - مولانا شبلی اس مدرسہ کے معتمد یعنے سکریٹری ہیں' اصل ندوہ کے نہ وہ سکریٹری ہیں نہ اسسٹنٹ سکریٹری ہیں - ندوہ میں کئی برس سے کوئی سکریٹری نہیں ہے' لیکن سکریٹری شپ کے جتنے کام ہیں' مولانا سید عبدالحی صاحب انجام دیتے ہیں - ندوہ کا صیغہ مال الگ ہے اور اس کے سکریٹری منشی احتشام علی صاحب ہیں -

واقعہ بعنوان طلب

کچھہ عرصہ سے مولوی عبدالکریم صاحب جو دارالعلوم ندوہ میں مدرس بھی ہیں الندوہ کے اڈیٹر ہیں (جو ندوۃ العلما کا پرچہ ہے) انہوں نے جون کے پرچہ میں ایک مضمون بعنوان جہاد لکھا' جس میں ثابت کیا کہ مسلمانوں کو کسی غیر مذہب حکومت کی رعایا بنکر رہنا جائز نہیں - مولانا شبلی نے اسکو مقاصد ندوہ کے مخالف سمجھا - اس کے ساتھہ ان کے نزدیک اصل مسئلہ کی تشریح بھی غلط طور سے کی گئی تھی' اس بنا پر انہوں نے بمشورہ مولوی عبدالحی صاحب' و مولوی ظہور احمد صاحب وکیل انکو عارضی طور پر (جسکی واقعی مدت صرف ایک دن تھی) معطل کردیا - ندوہ کی مجلس انتظامیہ کے لیے ضرور ہے کہ پندرہ روز قبل تمام ارکان کو اطلاع دیجائے اس بنا پر جب کبھی کوئی ضروری ضرورت پیش آتی ہے تو ہمیشہ یہ طرز عمل رہا ہے کہ معتمد مراسلات مقامی ارکان کو بلاتے ہیں اور کوئی عارضی کارروائی بشرط منظوری جلسہ انتظامیہ کردیجاتی ہے - اس بناپر مولوی عبدالحی صاحب نے دوسرے دن تمام ارکان شہر کو بلایا' جن میں سے پانچ شخص دوسرے دن شب کو جمع ہوے اور ایک جلسہ منعقد ہوا - اشخاص حسب ذیل تھے : منشی احتشام علی صاحب معتمد' مولوی طہور احمد صاحب وکیل ممبر ندوہ' مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محلی' مولانا شبلی صاحب نعمانی' مولوی عبدالحی صاحب - اس جلسہ میں طے پایا کہ ڈپٹی کمشنر صاحب کو ایک مراسلہ حسب مضمون ذیل بھیجا جائے :-

(۱) چونکہ رسالہ الندوہ بابت ماہ جون سنہ ۱۹۱۲ - و شائع شدہ ۲۵ - جنوری سنہ ۱۹۱۳ - میں ایک قابل اعتراض مضمون مسئلہ جہاد پر شائع ہوگیا ہے' اس لیے آج مقامی ارکان کا ایک جلسہ منعقد کیا گیا ہے' اور اس میں مندرجہ ذیل ارکان شریک تھے :-

(۱) منشی احتشام علی صاحب (۲) مولوی عبدالحی صاحب (۳) مولانا شبلی نعمانی صاحب (۴) مولوی عبدالباری صاحب (۵) مولوی طہور احمد صاحب -

حسب ذیل امور باتفاق راے مذکور ہوے : -

(۱) اس جلسہ کی راے ہے کہ مضمون زیر بحث میں جو خیالات ظاہر کیے گئے ہیں وہ اغراض و مقاصد ندوہ کے منافی ہیں اور اس کے شائع ہونے کا افسوس ہے '

(۲) اس جلسہ کی راے ہے کہ اشاعت الندوہ تا فیصلہ جلسہ انتظامیہ موقوف رہے -

(۳) اس جلسہ کی راے ہے کہ معتمد دارالعلوم ندوہ نے جو مولوی عبدالکریم صاحب کو بر بناے تحریر مضمون جہاد معطل کر دیا ہے' یہ حکم تا جلسہ انتظامیہ قایم رہے اور مولوی عبدالکریم صاحب سے جواب طلب کیا جاے -

(۴) اس جلسہ کی راے ہے کہ مذکورہ بالا کارروائی کی اطلاع ڈپٹی کمشنر لکھنؤ کو دیجاے -

(باقی الندہ)

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

نحـــن انصـــار اللـــه

— * —

ان صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين ، لا شريک له ، بذالک امرت و انا اول المسلمين (۲: ۱۲۶)

میری عبادت ، میری قربانی ، مرا جینا ، مرا مرنا ، عرصکہ میری ہر حرکت صرف اللہ رب العالمین ہی کیلئے ہے ۔
اسی قربانی کا مجھکو حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں پہلا " مسلم " ہوں ۔

نـــام پیشـــہ عمـــر

پتـــہ ۔

نحـــن انصـــار اللـــه

— * —

ان صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين ، لا شريک له ، بذالک امرت و انا اول المسلمين (۲: ۱۲۶)

میری عبادت ، میری قربانی ، مرا جینا ، مرا مرنا ، عرصکہ میری ہر چیز صرف اللہ رب العالمین ہی کیلئے ہے ۔
اسی قربانی کا مجھکو حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں پہلا " مسلم " ہوں ۔

نـــام پیشـــہ عمـــر

پتـــہ ۔

نحـــن انصـــار اللـــه

— * —

ان صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين ، لا شريک له ، بذالک امرت و انا اول المسلمين (۲: ۱۲۶)

میری عبادت ، میری قربانی ، میرا جینا ، میرا مرنا ، عرصکہ میری ہر چیز صرف اللہ رب العالمین ہی کیلئے ہے ۔
اسی قربانی کا مجھکو حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں پہلا " مسلم " ہوں ۔

نـــام پیشـــہ عمـــر

پتـــہ ۔

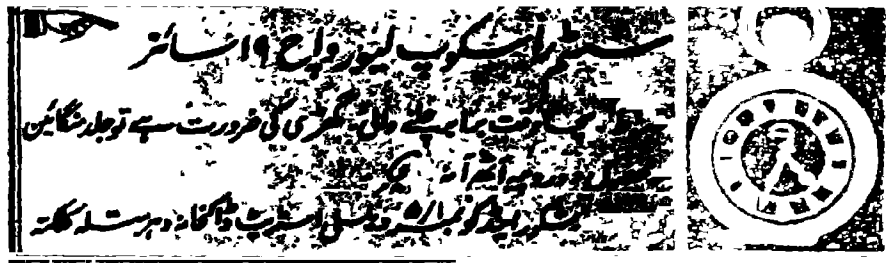
سٹرانسکوپ لیور واچ ۱۹ اسائز
وقت کی قدر و قیمت سمجھنے والے گھڑی کی ضرورت ہے تو جلد منگائیں
قیمت صرف آٹھ آنہ
ایجنٹ کو نمبر ۵ ڈیسل اسٹریٹ ڈاکخانہ دھرمتلہ کلکتہ

مقوی باہ گولیاں

ڈاکٹر برمن کی تیار کردہ قوت کی گولیاں چھ عدد امتحانا نمونہ کیواسطے بلا قیمت دیجاتی ہیں - استعمال کے اول ہی روز اپنا فائدہ دکھلاتی ہیں - ضرور امتحان کیجئے - اگر آپ امتحان کرنا چاہیں تو الہلال کے حوالہ سے آج لکھئے واپسی ڈاک سے آپکو نمونہ ملیگا - یہ گولیاں ۳۰ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہو رہی ہیں طاقت دینے والی مشہور دواؤں فاسفورس - اسٹکنیا - ڈمیانا ملاکر یہ بنی ہیں - ریزہ - رگ اور خون کو طاقت دینی والی ہیں - مریض کو اول ہی روز سے فائدہ معلوم ہوتا ہے - چہرہ پر رونق اور ضعف کی حالت کو دور کرتی ہیں - جوانوں کو طاقت لاتی ہیں - قیمت ۳۰ گولیوں کی شیشی ایک روپیہ محصول پانچ آنہ -

یہ موقع ہاتھ سے نہ دینا چاہئے قوت کی گولیوں کا نمونہ جلد منگوا کر آزمائش کیجئے ایک خوراک میں فائدہ معلوم ہوگا -

نوٹ - ہماری کاموری جنتری جسمیں پوری فہرست ادویات اور سارٹیفکٹ درج ہیں بلا قیمت درخواست آنے سے روانہ ہوتی ہیں -

ڈاکٹر ایچ کے برمن - منیجر نارائن چندوت اسٹریٹ کلکتہ

المكتبة العلمية الاسلامية في علي گڈھ

— * —

اس کتب خانہ میں مختلف علوم و فنون کی کتابیں مطبوعہ مصر، شام، بیروت اور قسطنطنیہ وغیرہ فروخت کے لیے موجود رہتی ہیں اور نہایت مناسب و معتدل قیمت پر خریداروں کی خدمت میں روانہ کی جاتی ہیں سے خاصکر مکتبۃ المنار کی کتابیں، حضرت الاستاذ الامام شیخ محمد عبدہ اور حضرت السید الامام سید رشید رضا کی تمام تصنیفات اس کتب خانہ میں ہر وقت مہیا رہتی ہیں - فرمائشوں کی تعمیل مستعدی کے ساتھ کی جاتی ہے - کتب خانہ کی جدید فہرست تیار ہو گئی ہے جو کرا دیا جائیگا -

المشتہر منیجر المکتبۃ العلمیۃ الاسلامیۃ، مدرسۃ العلوم، علی گڈھ

آدھ آنے کے ٹکٹ وصول ہونے پر معمہ روانہ کی جاتی ہے -

رسالہ المنار (جو تمام دنیائے اسلام میں بہترین مذہبی رسالہ تسلیم کیا گیا ہے) اس کی گذشتہ ۱۵ سال کی ۱۵ جلدیں مکمل مع فہرست مضامین موجود ہیں - قیمت عام طور پر فی جلد ۱۵ روپے ہیں مگر دوسری جلد کی قیمت پچاس روپے اور تیسری جلد کی قیمت پچیس روپے ہیں -

یہ کتب خانہ رسالہ المنار کا کل ممالک ہندوستان میں سول ایجنٹ ہے، اور جن اصحاب کو اس رسالہ کی خریداری منظور ہو چندہ سالانہ مبلغ ۱۵ روپے ہمارے پاس روانہ فرمائیں، روپیہ وصول ہونے پر رسالہ براہ راست ان کی خدمت میں جاری کرا دیا جائیگا -

المشتہر منیجر المکتبۃ العلمیۃ الاسلامیۃ، مدرسۃ العلوم، علی گڈھ

حمیدیہ ہوٹل

— o —

نمبر ۱۳۱ لوئر چیت پور روڈ - کلکتہ

ہمارے ہوٹل میں ہر قسم کی اشیائے خوردنی و آشامیدنی ہر وقت طیار ملتی ہیں نیز اسکے ساتھ مسافروں کے قیام کیلئے بہ تکلف اور ہر قسم کے آرام کا بھی انتظام کیا گیا ہے جو نہایت خوشگوار اور بر لب راہ واقع ہیں جن صاحبوں کو کچھ دریافت کرنا ہو بذریعہ خط و کتابت ہمارے ہوٹل سے دریافت کر سکتے ہیں - جنگ ٹرکی و اٹلی اور جنگ بلقان کی جملہ تصویریں ہمارے ہوٹل میں فروخت کے لیے موجود ہیں مع تصویر شیخ سنوسی رضوان -

المشتہر شیخ عبد الکریم مالک حمیدیہ ہوٹل

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱۰۷ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۵ روپیہ
ششماہی ۲ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۹ | کلکتہ: چہار شنبہ ۷ جمادی الثانی ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta : Wednesday, May 14, 1918.

اطلاع

(۱) اگر کسي صاحب کے پاس ووئي پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کو فی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لي جائیگي -

(۲) اگر کسي صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کي تبدیلي کي ضرورت ہو تو مقامي ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں، اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہیں یا پانچ آنے کے وي - پي کي اجازت -

(۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداري نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) منی آرڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام، پورا پتہ، رقم، اور نمبر خریداري (اگر کوئي ہو) ضرور درج کریں -

نوٹ — مندرجہ بالا شرائط کي عدم تعمیلي کي حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئي پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے لئے ذمہ دار نہ ہوگا - (منیجر)

شرح اجرت اشتہارات

—*—

میعاد اشتہار	في صفحہ	في کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ في مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیے کوئي اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات دو جگہہ دیجائیگي -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدي زائد ہوگي -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھي طیار ہوتے ہیں جسکي قیمت ۸ آنہ في مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکي فرمایش کے مطابق آپکر جگہہ دیں، البتہ حتي الامکان کوشش کي جائے گي -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں، چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں، اور سہ ماہي کے لئے ۴ اقساط میں قیمت ادا کرني ہوگي، اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگي ہمیشہ لي جائیگی اور وہ کسي حالت میں پھر واپس نہوگي

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسي اشتہار کي اشاعت روک دے، اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اس چیز کا جو جوے کے اقسام میں داخل ہو، تمام منشي مخدرات کا، فحش امراض کي دواؤں اور ہر وہ اشتہار جسکي اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالي نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو، کسي حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

نوٹ — کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کي زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسي قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

نحـــن انصـــار اللـــه

— * —

ان صـلاتي و نسكي و محياي و مماتي لله رب العالمين ، لا شريك له ، بذالك امرت و انا اول المسلمين (۲ : ۱۲۶)

میری عبادت ، میری قربانی ، میرا جینا ، میرا مرنا ، غرضکہ میری ہر چیز صرف اللہ رب العالمین ہی کیلیے ہے -
اسی قربانی کا مجکو حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں پہلا " مسلم " ہوں !

نـــام
پیشـــہ
عـــمر
پتـــہ

نحـــن انصـــار اللـــه

— * —

ان صـلاتي و نسكي و محياي و مماتي لله رب العالمين ، لا شريك له ، بذالك امرت و انا اول المسلمين (۲ : ۱۲۶)

میری عبادت ، میری قربانی ، میرا جینا ، میرا مرنا ، غرضکہ میری ہر چیز صرف اللہ رب العالمین ہی کیلیے ہے -
اسی قربانی کا مجکو حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں پہلا " مسلم " ہوں !

نـــام
پیشـــہ
عـــمر
پتـــہ

نحـــن انصـــار اللـــه

— * —

ان صـلاتي و نسكي و محياي و مماتي لله رب العالمين ، لا شريك له ، بذالك امرت و انا اول المسلمين (۲ : ۱۲۶)

میری عبادت ، میری قربانی ، میرا جینا ، میرا مرنا ، غرضکہ میری ہر چیز صرف اللہ رب العالمین ہی کیلیے ہے -
اسی قربانی کا مجکو حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں پہلا " مسلم " ہوں !

نـــام
پیشـــہ
عـــمر
پتـــہ

نحـــن انصـــار اللـــه

— * —

ان صـلاتي و نسكي و محياي و مماتي لله رب العالمين ، لا شريك له ، بذالك امرت و انا اول المسلمين (۲ : ۱۲۶)

میری عبادت ، میری قربانی ، میرا جینا ، میرا مرنا ، غرضکہ میری ہر چیز صرف اللہ رب العالمین ہی کیلیے ہے -
اسی قربانی کا مجکو حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں پہلا " مسلم " ہوں !

نـــام
پیشـــہ
عـــمر
پتـــہ

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام آزاد

مقام اشاعت
۷-۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلگراف
«الہلال»

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad
7-1 McLeod street,
CALCUTTA.

Telegraphic Address.
"AL-HILAL"
Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly " " 4-12.

نمبر ۱۹ — کلکتہ: چہار شنبہ ۷ جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲
Calcutta: Wednesday, May 14, 1913.

فہرس

شذرات
من انصاري الى الله
شمس العلماء مولانا شبلي نعماني —
حفظ جنگ
مقالۂ افتتاحیہ
النصائح
شئون عثمانیہ
داستان خونین
حادثۂ ادرنہ
باب المراسلة و المناظرہ
دعوت البلاغ
مقالات
جہد حریہ اور ایک نکتۂ لطیف
انتقاد
نقاد
بعض نئي چیزیں
ترکي کے کارخانے کي ترقیاں
توحید
مراسلات
احتلال دولت عثمانیہ
مراسلۂ آستانہ
دعوۃ الہلال
منشي احتشام علي صاحب
فہرست زراعتۂ دولۃ عالیہ

تصاویر

جامع سلانیک کا منبر — لوح
مجلس دفاع ملي — ۹
ہیئۃ طیبۂ ہلال احمر — ۱۷

شذرات

من انصاری الی اللہ ؟؟

نفائس دل و دین مي دہم بہ ہیچ نگاہ !
بمن معاملۂ کن ' کہ راست گفتارم !

اکثر حضرات کو درخواست کے فارم کي کمي کی شکایت تھی ' اسلیے ابکے پھر چار فارم حاضر ہیں - جن حضرات کو اور زیادہ مطلوب ہوں ' « عارضي ادارۂ نظمیۂ حزب اللہ » سے دفتر الہلال کے ذریعہ طلب فرمالیں - ۲۵ ' ۲۵ ' فارموں کي کتابیں مع مضامین دعوت و تبلیغ متعلقہ بھي چھپ رہي ہیں - العجل ! العجل ! العجل !! فان الساعۃ آتیۃ ' لا ریب فیہا ' والعاقبۃ للمتقین !!

شمس العلما مولانا شبلي نعماني
اور
مسئلۂ " الندوۃ "
(۳)

اس مسئلے کي نسبت مراسلات و مکاتیب کی کثرت کا یہ حال ہے کہ روزانہ ڈاک کي ہر تقسیم میں آٹھ دس مراسلات اسي کي نسبت ہوتي ہیں - انکی کثرت سے الہلال کے صفحات گھبرا جائیں ' مگر اس عاجز کا دل مطمئن ہے - ان سے ضمناً ثابت ہوتا ہے کہ قوم کي حرکت اور دفع جمود کي نسبت جو نئی امیدیں دلوں میں پیدا ہوگئي ہیں ' اور جو ابھي کبھی بعض واقعات و حوادث مخالف کے ظہور سے متزلزل ہو جایا کرتي ہیں ' في الحقیقت صحیح ' اور

مستحق نشر و نماء فکر و دماغ ہیں - فالحمد للہ علی لطفہ و کرمہ وھو علی کل شی قدیر!

اُن تمام مراسلات میں، جو اب تک اس عاجز کی تحریر کی نسبت ادارہ میں پہنچ چکی ہیں، صرف سات مراسلات اور ایک خط مخالفت میں ہے، اور باقی تمام موافقت، و اظہار طمانیۃ، و حسن ظن بزرگانہ، و مزید تشکر و امتنان پر - ان مراسلات میں تقریباً تمام بزرگوں نے اسکا اعتراف کیا ہے کہ اس وقت تک موافق و مخالف، جس قدر تحریریں اس مسئلے کی نسبت لکھی گئیں، کسی تحریر میں اس جامعیت، اور ناطرفدارانہ و آزادانہ طریق پر بحث نہیں کی گئی، اور مسئلے کے تمام قریب و بعید، و گرد و پیش، اور نتائج و عواقب پر نظر نہیں ڈالی گئی، جیسی کہ اسمیں کی گئی ہے - اس رائے کیلیے اُن بزرگوں کا شکرگذار ہوں، اور سمجھتا ہوں کہ مضمون لکھتے ہوے اسکی سعی میں نے ضرور کی تھی، اور انسان اپنی طاقت سے زیادہ کچھہ نہیں کرسکتا -

سات مخالف تحریرات میں سے پانچ مراسلات مولانا شبلی نعمانی کی تائید میں لکھی گئی ہیں - ایک مراسلہ طول طویل ہے اور اسمیں واقعات کو دھرا کر ثابت کرنا چاہا ہے کہ ابتدائی مجلس نے جو کچھہ کارروائی کی، اور مولانا نے بمشورۂ مولانا عبد الحی اور مسٹر ظہور احمد، مولوی عبد الکریم صاحب کو ایک دو دن کی معطلی کی جو سزا دی " وہ مضمون کے اثر، ندوہ کی حالت، اور اسکے مقاصد کے حفظ کے لحاظ سے بالکل حق بجانب تھی " اور اگر ایسا نہ کیا جاتا تو " کل کو دارالعلوم کی حالت کا ذمہ دار کون ہوتا ؟ " نیز یہ کہ کسی ضروری اور متعلق گورنمنٹ کارروائی کی حکام کو نقل بھیجدینا " اپنی آزادی اور پابندی اصول کے منافی نہیں " - یہ ایک " ضابطہ کی احتیاط ہے " اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ انہیں مداخلت کی دعوت دی گئی ہو، جیسا کہ " بعیر سرنیچے سمجھے اور انصاف و عقل سے کام لیے الہلال نے لکھدیا ہے "

مگر افسوس ہے کہ میں اس سے متفق نہیں ہوسکتا - مانا کہ اس مضمون کی اشاعت مقاصد ندوہ کے خلاف تھی، لیکن پھر بھی ایک مضمون تھا، جو ایک مذہبی مسئلہ کی نسبت شائع ہوا، پس کونسی ایسی ناگزیر ضرورت آپڑی تھی کہ اسکی اپنی کارروائی کی نقل ڈپٹی کمشنر صاحب کو بھیجی جاے ؟ اگر آپ کسی کام کو اپنے کسی اصول کی بنا پر کرتے ہیں، تو صرف اصول ہی کیلیے کیجیے - یہ کہاں کی احتیاط ہے کہ اسکی اطلاع دوسروں کو دیجیے ؟ باقی رہی دارالعلوم کی ذمہ داری، تو یہ سچ ہے، مگر اسکو کیا کروں کہ میرے اعتقاد میں اصول کی عزت اس سے بالاتر ہے کہ کوئی عمارت، سر سے لیکر پیر تک ڈھا ہی کیوں نہ دی جاے، اور اس سے زیادہ تو کورنمنٹ کچھہ نہیں کرسکتی تھی -

البتہ ان مراسلات میں دو باتیں بالکل نئی معلومات پیش کرتی ہیں، جنمیں سے ایک کو میں اپنے سلسلۂ تحریر میں ظاہر کرنے کیلیے محفوظ رکھتا ہوں، اور ایک کو یہاں لکھکر اپنی بے اطمینانی ظاہر کرتا ہوں - کیونکہ صاحب مراسلہ خود اسکی نسبت کوئی معتبر اور باقاعدہ ثبوت نہیں پیش کرتے - یعنی وہ لکھتے ہیں کہ :

" ۹ - مارچ کو پانچ ارکان مقامی و معتمدین کا جلسہ ہوا، جسمیں یہ تمام امور طے پاے، لیکن آپکو معلوم نہیں کہ خود اس جلسے کے انعقاد اور علامہ شبلی نعمانی کی شرکت سے پہلے ہی منشی احتشام علی صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب سے مل چکے تھے اور اس مضمون کی اشاعت کی اطلاع بہ نیت اظہار تقرب دے چکے تھے - افسوس ہے کہ اس طرح کی ملاقاتیں ہمیشہ مخفی ہوتی ہیں، اور انکی نسبت باقاعدہ ثبوت دینا مشکل ہوجاتا ہے - تاہم مجکو ایک پرائیویٹ مگر موثق ذریعہ سے یہ حال معلوم ہوا ہے اور اُسی وقت اسکا ذکر لوگوں سے کرچکا ہوں "

لیکن تعجب ہے کہ جب صاحب مراسلہ اسکا باقاعدہ ثبوت نہیں رکھتے تو اخبار میں شائع کرنے کیلیے کیوں بھیجتے ہیں ؟ ہم لوگ تو صرف واقعات اور قرائن صحیحۂ عقلیۂ و غالبہ ہی پر بحث کرسکتے ہیں، اور انہی کا ساتھہ دیسکتے ہیں - چونکہ اسکا ثبوت باقاعدہ نہیں ہے، اسلیے اسکو سلسلۂ بحث میں شامل کرنے سے مجبور ہوں اور تصدیق نہیں کرسکتا - البتہ جلسے کے بعد انکی حکام سے ملاقاتیں اصل مبحث ہے اور وہ آگے آتا ہے -

دو مراسلات مولانا شبلی نعمانی کی مخالفت میں ہیں، اور اُن میں ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ الہلال کی تحریر سے خوش نہیں، اور نیز یہ کہ اصل معاملہ اور مخالفت کے مضامین پر غور کی نظر نہیں ڈالی گئی، اور مسئلے کے تمام پہلوؤں پر بحث نہیں کی گئی -

ایک خط منشی اعجاز علی صاحب کا ہے، جنہوں نے ازراہ عنایت اپنے اُس مطبوعہ خط کی نقل بھی بھیجدی ہے، جو انہوں نے ارکان کی خدمت میں بھیجی تھی -

ان تمام موافق و مخالف حضرات کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس معاملہ میں میری فہم و بصیرت نے جیسی کچھہ اور جہاں تک میری رہنمائی کی، میں نے اپنے خیالات ظاہر کردیے ہیں - اور وہ عالم السرائر، اور بیننده خفایاے قلوب جانتا ہے کہ اس معاملے پر بحث کرتے ہوے کسی ایک فریق کی طرفداری یا اصلی جانب داری کا تصور بھی میرے قلب میں نہ تھا، اور اپنا جو کچھہ عقیدہ اس بارے میں ہے، وہ آزمایش کیلیے جن پیش آنے والے مقامات کو دیکھہ رہا ہے، وہ ان ہیچ و بے اثر معاملات کی سطح سے الحمد للہ کہ بہت بلند و ارفع ہیں، اور شاید اس قدر ارفع، جہاں تک میرے نکتہ چینوں کا فہم و ادراک بھی نہیں پہنچ سکتا، چہ جائیکہ عمل و ولولۂ عمل فرمائی -

میں نے بحث کے پانچ ٹکڑے کردیے، اور اصول درایت و نقد سے ہر ہر ٹکڑے پر بحث کی - میں نے وہ غلطی نہیں کی، جو کسی غلطی میں لوگوں کو شریک ثابت کرکے لوگ کیا کرتے ہیں، اور کسی کام میں فرد واحد کی جگہ جماعت کے ہاتھہ کا ہونا، انکے نزدیک اس کام کی قرین صواب ہونے کی دلیل ہوتا ہے - پس پانچویں بحث میں بصورت تسلیم شرکت جماعت، پھر بھی مولانا شبلی نعمانی کی ذمہ داری کو ظاہر کیا اور بلحاظ توقعات کے انکے وجود کو زیادہ قابل توجہ قرار دیا - یہی طریق بحث ہے، اور اتنا ہی ہے جو میں کرسکتا تھا - میرا ضمیر اس بارے میں مطمئن ہے، اور اپنے اعتقاد اور آزادی و صداقت کو بہ ہیچ وجہ، و بہ ہیچ گونہ فرض صداقت کے آگے شرمندہ نہیں پاتا - با ایں ہمہ ممکن ہے کہ یہ تمام خیالات بھی میرے نفس کا کوئی دھوکہ ہوں، اور میری حسیات مجکو فریب دے رہی ہوں - اگر آپ کو اسکا یقین واثق ہے تو اسکا علاج صرف یہ ہے کہ میرے حق میں دعا فرمائیے کہ اس حالت سے نجات پاؤں، کیونکہ میں اپنے ضمیر و فکر، اور حسیات قلبیہ کی طاقت سے زیادہ تو اور کچھہ نہیں کرسکتا ؟ ولا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا -

ساتھہ ہی دونوں فریق موافق و مخالف سے خواستگار معذرت ہوں کہ اس ذخیرۂ تحریرات و مراسلات کے لیے الہلال میں گنجایش نہیں نکال سکتا - اور نہ کوئی نیا باب خاص اس مسئلے کیلیے رفع

کرسکتا ہوں - مذاکرۂ علمیہ کے متعدد اہم مضامین ہفتوں سے پڑے ہیں ' کتابوں پر ریویو لکھنے کی جگہ نہیں ' شذرہ عثمانیہ کے نہونے کی وجہ سے لوگ سخت شاکی ہیں - اسئلۂ راجپوتانہ کی سرخی کے بیسیوں سوالات اہم اور مفید پڑے ہیں ' جنکے جواب کیلیے صفحات نہیں ملتے - پھر آجکل سب سے اہم تر خرد الہلال کی تبلیغ دعوت ہے - ایسی حالت میں اب اس معاملے کیلیے ایک نیا معرکہ زار کہاں سے لاؤں ؟ پچھلے ہفتے جناب خواجہ رشید الدین صاحب کی مراسلت کا بقیہ حصۂ اصلی درج ہونے سے رہگیا تھا ' لیکن اب اسکی اشاعت بھی اسی مجبوری سے روک دی ' اور انسے بھی خواستگار معافی ہوں -

البتہ صرف اب ضرورت اس امر کی باقی رہگئی ہے کہ شرکاء جلسۂ ارکان خمسہ کی زبانیں کسی طرح کھلیں ' اور وہ اپنی شان تبرقع و حجاب فرمائی کی جلوہ فروشی کی مدت ختم کرکے قوم کے سامنے تشریف لائیں - یہ چونکہ ضروری اور معاملے کا اصلی نقطۂ انفصال ہے ' اسلیے میں اسکے لیے پوری کوشش کرونگا ' اور اگر ایسا ہوا تو بکمال ممنونیت انکی تحریروں کو شائع کردونگا -

بقیہ بحث

بسلسلۂ اشاعت گذشتہ

کارروائی کے دیگر جزئی امور میں ایک واقعہ رزولیوشن کے الفاظ میں تنسیخ و ترمیم ' اور لفظ " قابل نفرت " سے مضمون کی تعبیر ہے -

مولانا کی تحریر مطبوعۂ زمیندار سے معلوم ہوتا ہے کہ رزولیوشن صاف کرکے انہوں نے دفتر میں بھیجدیا تھا ' اور اسکے الفاظ مولانا عبد الحی وغیرہ کے علم کے بعد اور تمام معتمدین کے دستخط سے بھیجے گئے تھے -

اس پر مولانا عبد الحی کی شرکت و سکوت کی بحث چلی - بعض معاصرین کہتے ہیں کہ مولانا عبد الحی طبیب ہیں ' اور فن طب وجمع خلائق و ہجوم مرضیٰ ' و کثرت واردین و حاضرین کا مقتضی ' پس ایسی حالت میں ایک طبیب عہدہ دار پر کسیطرح کی ذمہ داری عائد نہیں ہوسکتی ' کیونکہ مشغلۂ طبابت کی وجہ سے یقیناً بیماروں اور شاگردوں کا ہمیشہ ہجوم رہے گا ' علی الخصوص صبح کو کہ یہی وقت ادائے فرض عہدۂ معتمدی کا ہوتا ہے اور اسی وقت مریضوں کا بھی ہجوم ہوتا ہے - اس کشمکش فرائض کے بحران عظیم میں انسان نبض و قارورہ کو دیکھے یا تجویزوں اور کاغذات کے الفاظ و احکام و عبارت کو ؟

یہ توجیہ معاملات ندوہ کے بعض جدید وکلا کی ہے ' لیکن میں سمجھتا ہوں کہ خود مولانا عبد الحی اس تمسخر انگیز دفاع سے ایک لمحہ کے لیے بھی فائدہ اُٹھانا پسند نہ فرمائیں گے - کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ اس عجیب مقدمے میں اکثر وکیلوں سے انکے موکل زیادہ عقلمند اور فہمیدہ ہیں -

بہرحال اس سے اصل مسئلے پر کوئی اثر نہیں پڑتا - میری رائے اس بارے میں وہی ہے ' جو یقیناً ہر شخص کی اس بارے میں ہونی چاہیے - یعنے اس مسئلہ کے دو پہلو ہیں - پہلا مسئلہ نفس تغیر و تبدل الفاظ کا ہے ' اور دوسرا لفظ " نفرت انگیز " سے تعبیر کرنے کا -

پہلے کا جواب صاف اور ایک ہی ہے - ایک تجویز جو چند شخصوں کے مشترک طور پر کسی مجلس میں قرار دی ہو ' اسمیں ادنےٰ تغیر و تبدل کا بھی کسی کو اختیار نہیں ' اور اگر قصداً کیا جاے تو یقیناً دیانت داری کے سخت خلاف ہے -

رہا لفظ " قابل نفرت " یا " نفرت انگیز " تو یہ کہنا اور اس پر بار بار زور دینا کہ " نفس مسئلۂ اسلامیۂ جہاد " یا ایک " مجموعۂ آیات قرانیہ و احادیث نبویہ " کو مولانا نے قابل نفرت کہا " ایک ایسی کھلی سفیہانہ و معاندانہ کذب بیانی ہے ' جس کو کوئی ذی عقل تسلیم نہیں کرسکتا - یہ بالکل ظاہر ہے کہ مضمون سے جو اختلاف کیا گیا تھا (قطع نظر از صحت و عدم صحت اختلاف) وہ کچھ اصل مسئلۂ جہاد یا آیات کلام اللہ کی نسبت نہ تھا ' بلکہ اس خاص استدلال یا نتیجۂ بحث کی نسبت ' جس کو مضامین میں دفعہ (۱۰) وغیرہ سے تعبیر کیا گیا ہے ' اور جسکا مطلب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ " غیر مسلم حکومت کے ماتحت مسلمانوں کیلیے رہنا کسی حالت میں جائز نہیں " پس بنا بریں " قابل نفرت " کا اطلاق بھی ہر حال میں صرف اسی نتیجۂ بحث اور مخصوص استدلال کے متعلق ہوگا ' نہ کہ اصل مسئلۂ جہاد اور آیات کلام اللہ کے متعلق -

ہر شخص جو اس معاملے میں فریقانہ دماغ نہیں رکھتا " تسلیم کریگا کہ یہ ایک بالکل کھلی اور صریح بات ہے - جو لوگ اس مسئلہ کی بدولت مفت میں آزادی و حریت کے وکیل بلا الاباء بن بیٹھے ہیں ' انکی ذاتی عداوت و تعاند کا ایک بڑا ثبوت یہ بھی ہے کہ ایک ایسی صاف بات کے سمجھنے سے اپنے تئیں قاصر ظاہر کرتے ہیں ' اور عوام و جہلا کو یہ کہکر بہکاتے ہیں کہ دیکھو مولانا نے قرآن مجید کو " قابل نفرت " کہدیا ! کبرت کلمۃ ' تخرج من افواھھم ' ان یقولون الا کذبا -

غازی پور میں ایک مرتبہ ایک واعظ اور ایک عالم میں مباحثہ ہوا تھا ' واعظ صاحب (جیسا کہ واعظین کا بالعموم حال ہوتا ہے) علم و قابلیت سے محروم تھے - انہوں نے اپنے حریف سے پوچھا کہ " لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کلمہ ہے یا نہیں ؟ " اس بیچارے کو حقیقت معلوم نہ تھی - اس نے صاف کہدیا کہ " نہیں ' الکلمۃ لغۃ وضع لمعنی مفرد " واعظ صاحب نے اپنے معتقدین اور مریدین کی طرف دیکھکر واعظانہ غل مچایا کہ بحث کا خاتمہ ہے ' کیونکہ ہم مسلمان ہیں ' ہمارا دین و ایمان کلمہ ہے ' اور اسی لیے سب سے پہلے میں نے پوچھا کہ کلمہ کو کیا کہتے ہو ؟ اسکے جواب میں یہ کہتا ہے کہ کلمہ کچھ نہیں ' پس یقینا یہ مرتد ہوگیا !

بالآخر لوگوں نے واعظ صاحب کی فتح یابی کا اعتراف کیا - یہی حال ان لوگوں کا بھی ہے ' جاہلوں کو یہ کہکر مشتعل کررہے ہیں کہ مولانا شبلی نے اس مضمون کو قابل نفرت کہدیا ' حالانکہ تم اچھی طرح دیکھ لو کہ ایک نہیں پچاسوں آیتیں اور بیسیوں حدیثیں اسمیں موجود ہیں - پھر جو شخص قرآن کی آیتوں اور حدیثوں کو قابل نفرت کہتا ہے ' اگر ہم صرف حق اور اسلام کی خاطر اسکی مخالفت نہ کریں تو کیا کریں ؟

پس یہ بات تو ظاہر ہے اور مزید بحث کی محتاج نہیں کہ " قابل نفرت " کے لفظ سے مقصود ' محض کوئی خاص نتیجۂ بحث یا استدلال ہوگا ' ورنہ آجکل کے ملحدہ و متفرنجین بھی ایسی صراحت کے ساتھ اپنے دلی نفرت کا اظہار نہیں کرسکتے ' چہ جائیکہ مولانا شبلی قرآن و حدیث اور مسئلۂ جہاد کو " قابل نفرت " کہیں گے ؟ تاہم یہ ضرور ہے کہ :

(۱) مولانا کو اصل تجویز کے حذف و اضافہ کا سبب بتلانا چاہیے - قطع نظر اس کے کہ کیا تبدیلی ہوئی ؟ خود اصل تبدیلی قابل اعتراض ہے -

(۲) اگر مضمون کے کسی حصے یا حاصل مبحث کو غلط یا قابل اختلاف تسلیم کر لیا گیا تھا ' تو اسکے اظہار کیلیے اور بیسیوں لفظ موجود تھے - قابل نفرت کا لفظ لکھنا ہرگز مناسب نہ تھا - اسمیں جو شدت انکار و بریت پائی جاتی ہے " وہ میرے عقیدے میں اپنے اندر ایک سخت کمزوری اور مرعوبیت رکھتی ہے - اگر کوئی چیز سیاسی حیثیت سے غلط بھی ہو ' تو اسکی غلطی کا اعتراف صرف ضروری اور بقدر کفایت لفظوں میں کردینا چاہیے - اعتراف میں تشدد و اغراق ہی سے ہماری تمام کمزوریوں کی بنیاد پڑی ہے ' اور یہ ایسی بات ہے ' جس کو اوروں سے بہتر خود مولانا سمجھتے ہیں - تعجب ہے کہ اس معاملے میں کیوں انسے ایسے صریح غلطیاں ہوگئیں ؟

(۲)

بحث کا یہ پہلو سب سے زیادہ توجہ طلب ہے ' اور اس وقت تک جس قدر مضامین لکھے گئے ہیں ' متعجب ہوں کہ کسی نے اس پہلو پر نظر نہیں ڈالی -

جو مضامین مخالفت میں لکھے گئے ہیں ' انکی نسبت حسن ظن کا سد باب ہوجاتا ہے ' جب سوچا جاے کہ کیوں اس پہلو کو کہ نقطۂ معاملۂ یعنے مولوی عبد الکریم کیلیے اصل مسئلہ تھا ' بالکل پبلک کی نظروں سے پوشیدہ رکھا گیا ؟

پھر ساتھہ ہی اسکے جب دیکھا جاے کہ جن لوگوں نے اس معاملے میں دلچسپی لی ہے ' انکا اس بارے میں عجیب حال ہے وہ سب کچھہ گوارا کر سکتے ہیں لیکن انہیں یہ گوارا نہیں کہ اصل معاملہ پر رہے دیکر ' دیگر شرکاے کار کی طرف بھی نظر اٹھائی جاے ' اور وہ اس بارے میں اپنے کسی اندرونی جذبۂ مخفی سے اس درجہ مجبور اور لاچار ہیں کہ دیگر شرکاء کار کا نام لیدا ' انکے لیے ایک نوک نشتر کی چبھن رکھتا ہے - وہ سنتے ہی بے تابانہ چیخ اٹھتے ہیں ' اور اپنے اضطراب و التہاب کو چھپا نہیں سکتے ' تو اس وقت تسلیم کر لینا پڑتا ہے کہ جو کچھہ اوپر نظر آرہا ہے ' صرف اتنا ہی نہیں ہے " بلکہ اسکے نیچے بھی کچھہ اور چھپا ہوا موجود ہے -

لیکن جنکر ذاتی و شخصی بغض و عناد ہے ' وہ شاید اسکے لیے کچھہ وجوہ رکھتے ہوں گے ' لیکن ہر شخص سے تو یہ امید بیجا ہے کہ وہ بھی انہی کا سا دل اپنے پہلو میں پیدا کرلیگا - مجکو بحث صرف اصل معاملے سے ہے ' اور میں مجبور ہوں کہ ہر اس شخص کو الزام دوں ' جسکا تعلق اس سے ثابت ہو ' اور اس طرف سے بے رحمانہ آنکھیں بند کرلوں کہ کون خاک پر لوٹتا ' اور کون درد و کرب سے کراہرہا ہے ؟

یہ کیسی عجیب بات ہے کہ پہلی مجلس نے جو ایک دو روز یا ایک دو ہفتے کی سزا خود مولوی عبد الکریم کو دی تھی ' جلسہ انتظامیہ نے اسکو منسوخ کردیا - پھر مدعیان حریت و ارادی کی رگ جہاد و قتال فی سبیل اللہ پر یہ کیوں غالب ہوگیا کہ ایک دن کی اپنی قرار دادہ سزا منسوخ کرے ' چھہ ماہ کی سرکاری سزا چپ چپاتے دیدی ' اور غریب مولوی کو اسکے بعد معطل بھی کردیا ؟

هفتۂ جنگ

۱۰ - کرسٹیجی کا تار تھا کہ حکومت جبل اسود نے اپنے وکلاء متعینۂ میڈرا کو اطلاع دیدی ہے کہ وہ مقررہ تاریخ پر بین القومی فوج کے سپہ سالار نائب امیر البحر کو شہر حوالہ کردیں -

۱۳ - کا روما کا تار ہے کہ بین القومی فوج میڈرا میں اتر گئی - امید کیجاتی ہے کہ اتوار تک سقوطری پہنچ جائیگی -

پرنس بسمارک نے سچ کہا تھا : کہ " بلقان ایک کوہ آتش فشاں ہے " اور گو اسکی کسی چنگاری سے ابھی تک اتحاد دول کے تار عنکبوت میں آگ نہیں لگائی مگر ہر ہر چیہ پر خیال ہوتا ہے کہ کہیں یہیں دھانۂ آتش فشاں نہو - مسئلۂ سقوطری نے آسٹریا کا مقیاس الحرارت انتہائی درجہ تک پہنچا دیا تھا - اگر روس کی تہدید آمیز نصیحت کے عین وقت پر تدارک نہ کر لیا ہوتا تو عجب نہ تھا کہ وہ وقت آجاتا جسکے تصور سے یورپ لرز اٹھتا ہے - مسئلۂ سقوطری گو ختم ہوگیا ہے مگر بلقان کی نزاع انگیزیاں ابھی ختم نہیں ہوئیں اور شاید عرصہ تک ختم نہ ہوں -

البانیا سے اطالیا ' آسٹریا ' اور یونان کے مصالح و اغراض وابستہ ہیں جنمیں باہم تعارض و تقارب بھی ہے ' اسلیے اس نے سقوطری کی جگہ لے لی -

یاد ہوگا کہ آسٹریا میں جب قبضۂ سقوطری کے لیے جنگی تیاریاں ہو رہی تھیں تو اطالیا کے نیم سرکاری اخبار ٹریبونا نے لکھا تھا : " اطالیا آسٹریا کو تنہا کارروائی نہیں کرنے دیگی بلکہ خود بھی شریک ہوگی " ممکن ہے کہ سطحی دماغوں نے اس کو شدت مودت و ائتلاف پر محمول کیا ہو ' مگر حقیقت بینوں کے لیے ایک صدا بھی جو تصارب اغراض و تعارض مصالح کی خبر دے رہی تھی -

۹ - مئی کو ریوٹر اس خیال کی ان پر احتیاط لفظوں میں تائید کرتا ہے " یہ یقین کیا جاتا ہے کہ اطالیا البانیا کے لیے ایک پروٹیکٹنٹ بادشاہ چاہتی ہے ' اور آسٹریا ایک کیتھولک - یہ تصادم اغراض کیا ایک جنگ و جدل کی صورت اختیار کرلیگا ؟ بہتر ہے کہ اسکے جواب کو واقعات کے لیے چھوڑدیا جائے -

حامۂ جنگی

جذبۂ کشورستانی ایک سیلاب ہے جسکی حریف وہ سخت بنیاد عمارتیں بھی نہیں ہوسکتیں ' جنکو مذہب یا اخلاق کے ہاتھہ بناتے ہیں ' پس جس عمارت کی بنیاد جوش سیلاب پر ہو ' اسکی پستگی معلوم -

موجودہ اتحاد کی بنیاد " آزادی " پر تھی یا کشورستانی پر ؟ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جسکو واقعات نے نا قابل تردید طور پر طے کر دیا ہے - ایسے اتحاد کا جو حشر ہونا چاہیے تھا وہی ہوا -

اتحاد کا مشن ابھی مکمل بھی نہیں ہوا تھا کہ حامۂ جنگی شروع ہو گئی اور جو تلوار اس کے نیام سے نکلی تھی اسنے کافروں (ترکوں) سے یورپ کی زمین کو پاک کرنے ' خود پاک نژاد مسیحیوں ہی کو اپنا تحدۂ مشق بنالیا !

۱۱ - مئی کا تار ہے کہ یونانیوں کی ایک کثیر تعداد مقدونیہ میں بلغاری مظالم کی شاکی ہے - اسکے بعد شکایتوں کا ایک دفتر ہے - یہ دفتر گو اس شرمناک خونچکاں مظالم نامہ کے مقابلہ میں کچھہ بھی نہیں ' جو نصرانی تیغ نے انہی مقامات پر حال میں کافروں (مسلمانوں) کے خون سے لکھا تھا مگر تاہم وہ یورپ کی انسانیت دوستی کے لیے نہایت قلق انگیز ہے ' اور یہ صرف اسلیے کہ ان مظالم کی مشق یسوع کی امت پر کی گئی ہے -

ان مظالم کے علاوہ حلفاء میں باہم معرکہ آرائیاں بھی ہوتی رہی ہیں - اس سلسلہ میں وہ معرکہ قابل ذکر ہے جو سالونیکی میں یونانیوں اور بلغاریوں میں بمقام لیغیوا ہوا ہے - تفصیل ہنوز غیر معلوم اور نہ لائقہ توقع -

یونانی نقصانات کی تعداد ۶۰ - اور بلغاری نقصانات ۳۹ - بیان کی گئی ہے ' اور کون کہہ سکتا ہے کہ اصلیت کیا ہے ؟

الهلال

٧ - جمادی الثانیہ ١٣٨٣ ھجری

البصائر !!

هذا بصائر للناس ، وهدی و رحمة لقوم یوقنون (٤٥ : ١٩)

یہ تبلیغ دعوت ، لوگوں کیلیے عقل و بصیرت اور موعظة وحکمت کا مجموعہ ہے ، اور جو لوگ اللہ کے احکام پر یقین و ایمان رکھتے ہیں، انکے لیے سرتا پا ہدایت و رحمت ہے !!

و انیبوا الی ربکم و اسلموا له من قبل ان یاتیکم العذاب ، ثم لا تنصرون - و اتبعوا احسن ما انزل الیکم من ربکم من قبل ان یاتیکم العذاب بغتة و انتم لا تشعرون - ان تقول نفس : " یا حسرتا علی ما فرطت في جنب الله ! و ان کنت لمن الساخرین !! " او تقول : " لو ان الله هدانی لکنت من المتقین " او تقول حین تری العذاب : " لو ان لي کرة فاکون من المحسنین " بلی ، قد جاءتک آیاتي ، فکذبت بها ، و استکبرت و کنت من المتکبرین (٣٩ : ٦١)

اے وہ لوگو کہ اپنے پروردگار کی نافرمانیوں میں ڈرے ہوے ہو اسکی طرف رجوع کرو اور اُسکے حکم کے آگے اپنی گردن جھکا دو ، قبل اسکے کہ تم پر (آخری) عذاب آنازل ہو، اور کسی طرف سے تمہیں مدد نہ مل سکے !!

اللہ کی طرف سے جو بہترین احکام و مواعظ بھیجے گئے ہیں ، انکی پیروی کرو ، مگر اُس وقت الم سے پہلے ، جبکہ یکایک تم کو آخری ناکامیوں اور نامرادیوں کا عذاب آگھیریگا اور تم بالکل بے خبر ہوگے !!

تبھو کہ اُس وقت حسرت و ندامت کے ساتھہ اِس وقت فرصت کو یاد کرو اور تم میں سے کوئی کہے کہ " آہ آہ !! صد حسرت و افسوس میری اس کوتاہی پر، جو میں نے اپنے پروردگار کے احکام کی تقدیس و احترام کرنے میں کی ! ہاے افسوس کہ محکم حکم الہی سنایا جاتا تھا مگر میں اُن پر تمسخر کرتا تھا ! "

یا کہے کہ " اگر خدا میری ہدایت فرماتا تو میں بھی آج پرہیزگاروں میں سے ہوتا ! " (حالانکہ اسی اتمام حجة کیلیے آج ہدایت کی صداے دعوت بلند کی جا رہی ہے)

یا پھر جب وہ آنے والا عذاب سامنے آموجود ہو، تو اسکو دیکھکر حسرت سے کہے کہ " اے کاش مجھکو کوئی ہوئی مہلت ، اور گذرا ہوا وقت پھر دوبارہ ملجاتا ، تو میں بھی نیک بندوں کی جماعت میں شامل ہو جاتا ! "

لیکن اُسوقت صداے الہی اٹھےگی کہ ہاں ، میں نے تو اپنا حکم بھیجا تھا ، اور اپنی نشانیاں تجھے دکھائی تھیں ، پر تو نے انکو جھٹلایا ، اور انکے آگے جھکنے کی جگہ مغرور ہوگیا - میرے حکموں سے انکار کرنے والوں میں سے تو بھی تھا آب تیرے لیے حسرت و نامرادی کے سوا اور کچھہ نہیں ہوسکتا !!

من لم یکن للوصال اهلا فکل طاعاته ذنوب !!

اے وہ لوگو، کہ اپنے غفلت کدوں میں سرشار خواب بےخبری ہو! تمھیں معلوم ہے کہ اس آسمان کے نیچے تمہارے لیے کیسی کیسی بربادیاں اور ہلاکتیں آنے والی ہیں ؟ پھر سپاہی کو اپنے بستر سے اُٹھنا چاہیے ، اگر طبل جنگ کی آواز آنے لگے ، اور لوگوں کو پانی کی تلاش میں دوڑنا چاہیے ، اگر انکے گھروں کی دیواروں میں آگ لگ جاے ، تو اے عزیزان غفلت شعار ! و اے سرگشتگان نشۂ بے خبری و خمار ! خدا را بتلاؤ کہ میں کیوں تمہارے غفلت کے بستروں کو خالی ، اور تمہارے پاے عمل میں حرکت نہیں دیکھتا ؟

اگر تم اپنی انتہائی بربادی کے منتظر ہو ، تو آہ ! آہ ! ثم آہ ! کہ اُس بربادی کا اخیر وقت آگیا - اگر تمہاری خواہش تھی کہ دولت و نکبت کی امتیں کو اپنی اُن آنکھوں سے ، جو تیرہ سو برس سے عزت و عظمت ہی کے نظارۂ وحید کیلیے پیدا ہوئی تھیں ، دیکھہ لو ، تو یا حسرتا علی ما فرطتم فی جنب الله ! کہ اسکا وقت بھی آگیا - پھر کیا ہے ، جس نے تم کو بند ہوا ؤ غفلت میں گرفتار کر دیا ہے ؟ اور وہ کونسا قہر الہی ہے ، جسکا انتظار تمہیں اپنے مرکز غفلت سے ہلنے نہیں دیتا ؟ **فالوقت ضیق ، و الخطب شدید -**

[٥]

و للاهواء رغبات و للوساس سلطان - فبای حدیث بعدها یومنون ؟ ؟

فکر و جان مال تا چند ؟ اور جستجوے عیش و راحت تا بکے ؟

واعلموا ! انما اموالکم و اولادکم فتنة ' و ان الله عنده اجر عظیم - وہ زندگی ' جسمیں اپنی ملت اور اپنے خداے ملت کا کوئی حصہ نہو ' عیش زندگی نہیں ' بلکہ ایک لعنت کونین ہے :

و ما هذه الحیاة الدنیا ' الا لهو و لعب ' و ان الدار الاخرة لهی الحیوان ' لو کانوا یعلمون ! (۲۹ : ۶۵)	یہ عیش نفس ' اور محض فکر جان و مال کی زندگی (جسکی بوجھل زنجیریں تم نے اپنے پاؤں میں ڈالدی ہیں) کیا ہے ؟ سوا اسکے کہ ایک لہو و لعب نفسانی ہے (جسکا کوئی اثر دنیا میں باقی رہنے والا نہیں) اور اخرت کی زندگی ہی اصل زندگی ہے ' اگر تم سمجھو اور غور کرو !

کیا تم بھول گئے کہ جس متاع فانی کی خاطر چڑیوں کے طرح آشیانے بناتے ' اور جانوروں کی طرح آدرقہ ڈھونڈھتے ہو ' وہ با ایں ہمہ شورش و کشاکش ' ایک نہ ایک دن جانے ہی والی ہے ' اور تم اسکی خاطر سب کچھ کرسکتے ہو ' پھر اسے روک نہیں سکتے - پھر اس سے بڑھکر اور کونسا سودا ہوسکتا ہے ' کہ ایک ایسی جانے والی رائگاں شے کو کسی کی خاطر دیکر مفت کا احسان بھی ہاتھ اس کے سر رکھ دیجیے ؟

جاں بجاناں دہ ' وگرنہ ار تو بستاند اجل
خود تو منصف باش اے دل ' ایں بکن یا آں بکن !

لیکن جان دینے کی بھی بہت سی راہیں ہیں - تم ہتھیلیوں پر رکھکر سامنے آؤ تو بتلاؤں کہ اس سب سے حقیر ' مگر سب سے زیادہ کام دینے والی جنس عجیب کے لٹانے کا اصلی طریقہ کیا ہے ؟ پھر صرف یہی راہ نہیں ہے کہ اپنے دشمن کی تلوار کے نیچے سر رکھکر کٹوادو ' بلکہ اس سے بھی بڑھکر یہ ہے کہ اپنے دوست کی تلوار کی نوک سے زخمی ہو - زخم کھانا ہی ہے تو دوست ہی کے خنجر سے کیوں نہ تڑپیں ؟ زہر کا جام پینا ہی ہے تو محبوب کے ہاتھ سے کیوں پییں ؟ اور جان دینی ہی ہے ' تو کسی کے سر رکھکر کیوں نہ دیجیے ؟ آیا نہ شنیدی کہ عارف (ابو الخیر) چہ گفت ؟

غازی زپئے شہادت اندر تگ و پوست
غافل کہ شہید عشق فاضل تر اوست
در روز قیامت ایں ' ناں ' کے ماند ؟
کیں کشتۂ دشمن ست ' واں کشتۂ دوست !

و من الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات الله ' و الله رؤف بالعباد (۲ : ۱۱)	اور بعض اللہ کے محبوب بندے ایسے ہیں جو اپنی جان تک کو اللہ کی رضاجوئی کے راہ میں دیدیتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں پر نہایت محبت و رافت رکھتا ہے !

افسوس کہ اس دور جوش و خروش ' اور بیداری و ہشیاری میں بھی دیکھتا ہوں ' تو میرے دل کی غمگینی اور اضطراب کا سامان کہیں نظر نہیں آتا -

میں دیکھتا ہوں کہ یا تو غفلت کی سرشاریاں ہیں ' یا بیداری کی کروٹیں بھی لی ہیں تو انکھوں سے غفلت و خوشی کا خمار ابھی دور نہیں ہوا ہے - خواب غفلت کی سرشاری اور چشم نیم باز کی کروٹیں ' یہ تو دو پہلی حالتیں ہیں ' لیکن ان کے بعد ایک تیسرا گروہ بھی نظر آتا ہے ' جو بستر سے تو اٹھ چکا ہے ' مگر منزل مقصود کے نشان سے بے خبر ہے - پس چلنا بھی چاہتا ہے ' تو خط سفر سے نابلد ہے - احرام کعبے کا باندھتا ہے مگر قدموں کو حرم و بتکدے کی تمیز نہیں - حالانکہ اگر منزل مقصود کے نشان کو ملنا ہے ' تو صرف کعبے ہی کی راہ میں ملسکتا ہے ' اور وہ کئی نہیں ' بلکہ صرف ایک ہی ہے -

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہم نے کوئی انجمن قائم کرلی تو ان مصائب سے نجات پا جائیں گے - بعض کہتے ہیں کہ اگر ہم نے ایک بہت بڑا فنڈ مہیا کرلیا تو ہمارا وجود اسلام کیلیے اکسیر حیات بن جاے گا - میں نے بھی مدتوں ان امور کو سوچا ہے - اسمیں شک نہیں کہ ان تدبیروں میں سے ہر تدبیر اچھی اور ضروری ہے ' یہ افسوس کہ مرض کا اصلی علاج نہیں ہے - تم اپنے سے باہر انجمنوں کو ڈھونڈھتے ہو مگر بد بختی یہ ہے کہ اپنے اندر کی خلوت سے بے خبر ہوگئے ہو - اسلام کی حفاظت کیلیے ایک فنڈ قائم کرنا چاہتے ہو ' تاکہ اپنی جیب اسکے حوالے کردو لیکن اس سے بھی مقدم یہ ہے کہ اپنے دلوں کو اسکے سپرد کرو کہ اسکے بعد تم وہ سب کچھ دیسکوگے ' جو دینا چاہتے ہو ' پر اسکے بغیر کوئی چیز بھی دے نہیں سکتے !

لیکن میں ایک صداے مصطر ' اور ایک فریاد اراں ہوں ! میری آواز کبھی نہیں تھک سکتی ' کیونکہ میرا خدا اسے تھکانا نہیں چاہتا ' اور میرے آنسو کبھی نہیں تھم سکتے ' کیونکہ مدتوں کے جمع کیے ہوے سیلاب اشک کو اب بہنا ہے اور بہانا ہے - پس

جسکے پاس کان ہیں ' وہ سن لے - جسکے پاس آنکھیں ہیں ' وہ دیکھ لے - اور جسکے پاس دل ہے ' وہ جتنا تڑپ سکتا ہے تڑپ لے ' کہ آج خدا اور اسکے بندوں میں صلح و جنگ کی آخری ساعت ہے - آج روٹھے ہوے اور اسکے چاہنے والوں میں ہجر و وصال کا آخری معاملہ ہے - آج ہی کسی کا دامن اقبال ہمیشہ کیلیے خالی ہونے والا ہے ' اور کسی کی آستین امید ہمیشہ کیلیے مالامال ہونے والی ہے !

آج ہی وہ شب موعود ' اور وہ لیلة القدر ہے ' جبکہ محروم ہونے والے محروم ہوجائیں گے اور پانے والے روٹھے ہوئے کو منالیں گے - وہ قوموں کے حیات و فنا کی فیصلہ کن گھڑیاں ' جبکہ ایک کو دائمی مایوسی ' اور دوسرے کو ہمیشہ کی امید و شاد کامی ملے گی - ایک کو دائمی ہجر کا عذاب الیم ' مگر دوسرے کو ہمیشہ کی بشارت لطف عمیم کی تقسیم ہوگی ' بہت قریب ہے کہ ظاہر ہوجاے - وہ ' جس نے اپنے ہزاروں برس پہلے ایک ایسے ہی وقت میں (سعیر) کے دامن سے اپنا رشتہ کاٹا ' اور (فاران) کی چوٹیوں پر اپنا چہرہ دکھلایا تھا ' اب پھر وقت آگیا ہے کہ اپنا چہرہ دکھلاتا ' اور اپنے مشتاقوں کو ڈھونڈھتا ہے - اگر تم نہیں دیکھ سکتے تو آنکھوں کو تلاش کرو - پر میں دیکھتا ہوں اور مجھے مت جھٹلاؤ - اگر تم نہیں سن سکتے تو میرے کانوں سے سنو ' پر مجھے گرمیں

یہ مورز کا بندہ ہے تم سے گردن موڑ لیتا ہے - آہ ! آہ ! تم آہ ! علی ما فرطتم فی جنب اللہ ! کہ اسکی صدائے لا یزال و لم یزل ' آج اپنے چاہنے والوں سے کچھ کہہ رہی ہے : فہل من مدکر:

اے وہ لوگو' کہ تم نے میرے مقدس رشتۂ عشق کے تقدس کی تحقیر کی اور میرے طرف سے گردن موڑلی !! کیا تم بھول گئے کہ تم دنیا میں بے نام و نشان تھے' پر میں نے اپنے نام کی عظمت کے ساتھ تمہارے نام کو بلند کیا - تم دنیا میں حقیر و محتاج تھے' پر میں ہی مدرس و دوالجلال تھا کہ میں نے دنیا کی عظمتوں اور دلبری کرشمائوں کو تمہارے قدموں پر ڈالدیا تھا - تم گمراہ تھے تو میں نے تمہارا ہاتھ پکڑا - تم مقہور تھے' پر میں نے حشمتوں اور سمندروں کی حکمرانی تمہیں بخشدی - تم جہل و بے خبری کی تاریکی میں تھے' پر میں نے تمکو پیچھلوں کے علم و حکمت کا وارث ' اور آنے والوں کیلئے چراغ علم و معرفت بنایا - پھر تم کو کیا ہوگیا کہ تم نے مجھکو چھوڑدیا ' اور میری محبت کے دامن مقدس کی تحقیر کی ؟ وہ اور کونسا پیکر حسن و دلربائی تھا' جسکا حسن میرے جمال جہاں آرا پر غالب آگیا' اور میرے حسن کی پرسش چھوڑ کر تم نے اسکی بارگاہ معبودیت پر پیشانی رکھی ؟ وہ میری کائنات عالم میں میرے سوا اور کون تجلی گاہ حسن و رعنائی ہوسکتا ہے' جو مجھ سے چھوڑکر تمہیں ابدا معبدوں و سجدا دنا لے سکتا ہے ؟ پھر بتلاؤ کہ مجھسے کٹ کر تم نے کونسا دیا رشتۂ کامرانی جوڑا ' اور مجھکو چھوڑ کر کیا پا ' جو تمہیں مل گیا ؟ تم نے مجھکو چھوڑا ' لیکن پھر کیا میری دنیا کی ہر چیز نے بھی تمہیں نہیں چھوڑ دیا ؟ تم میرے آگے جھک کر پھر مغرور ہوگئے' لیکن کیا یہ نہیں ہوا کہ تمام دنیا بھی تمہارے آگے مغرور ہوگئی ؟ تم نے مجھسے صلح نہ کی ' پھر کیا نہیں دیکھے کہ آج تمام دنیا تم سے جنگ کر رہی ہے ؟ جب تم میرے آگے نہیں جھکے ' تو بتلاؤ کہ میری دنیا کو اسے آگے جھکانے کے کہاں ضرورت ہو ؟ جب تم مجھسے پھر گئے تو بتلاؤ کہ میری دنیا تمسے کیوں نہ پھرجائے ؟ اے نادانوں ! اب بھی ماں جاؤ کہ میرا دروازۂ رحمت و بخشش تو کبھی بھی بند نہیں - اب بھی مجھسے صلح کرلو' کہ مجھسے جنگ جاری رکھکر تم کبھی بھی کامیاب نہیں ہوسکتے - دنیا کا ہر دروازہ تم پر بند ہوسکتا ہے ' مگر میرا ہی ایک دروازہ ہے' جو صرف تمہارے لیلیے ہے' بند ہونے کیلیے نہیں ہے - تم ہزاروں مرتبہ اس دروازے سے بھاگو' پھر بھی وہ تمہاری آمد کا منتظر ہے !!

بارآ بارآ ! ہر انچہ کردی' بارآ !
گر کافر و گبر و بت پرستی ' بارآ !
این درگہ ما درگہ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی ' بارآ !

یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ' ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا ' انہ ہو الغفور الرحیم (۳۹ : ۵۵)

اے میرے بندو' وہ تم نے میری نافرمانیاں کرکے طرح طرح کے ظلم خود اپنی جان اور اپنی زندگی پر کیے ہیں' گر وہ کتنے ہی سخت اور غضب انگیز ہوں ' تاہم اپنے پروردگار کریم کی رحمت و رافت سے مایوس نہو !! توبہ کرو اور اسکے آگے جھک جاؤ ! وہ تمہارے تمام قصوروں کو معاف کردیگا - وہ تو بہت ہی بڑا بخشدینے والا' اور مہربان ہے !!

❋ ❋ ❋

اے عزیزان ملت ! میں کیونکر تمہیں اپنے دل کے خونچکاں ٹکڑے دکھاؤں ' جسکے ہر ٹکڑے میں زخموں اور ناسوروں کے ہزاروں نشان ہیں ! اور پھر میں کیونکر اپنا دل تمہارے پہلو میں رکھدوں کہ تم اس صدائے الہی کو نہیں سنتے ' پر میں سنتا ہوں اور کانٹوں پر لوٹتا اور آگ کے شعلوں میں تڑپتا ہوں - تم میری آواز سن سکتے ہو' پر اس سوزش و اضطراب کے آتشکدے کو تو نہیں دیکھ سکتے ' جو میرے اندر سلگ رہا ہے ' اور جسکے شعلے اب اسقدر بھڑک اٹھے ہیں ' کہ میں انکے دھوئیں کو نہیں دبا سکتا -

میں راتوں کو بستر پر لیٹتا ' اور دن کو کاموں میں سرگرم رہتا ہوں لیکن مجھکو میرا گم شدہ دل نہیں ملتا ہے ' اور میرے کل میرے قبضے میں نہیں رہتے !!

❋ ❋ ❋

آجکل کی گرمیوں کی راتوں میں ' جبکہ ایک عالم رات کی ٹھنڈی ہواؤں کے مزے لوٹتا ' اور خواب نوشیں کی راحت فرمائیوں میں مست و بے خبر ہوتا ہے - جبکہ ابتدائی نصف رات کی جہل پہل ختم ہوجاتی ' اور پچھلے پہر کا مقدس اور لاہوتی وقت شروع ہوتا ہے ' تو میں اس وقت اپنے غم کدے کے ایک کنج باغ کی سیمان اور فکر و شعور کی تنہائی میں ' عیش خواب سے مہجور ' اور راحت نالش و بستر سے محروم ' بیٹھا ہوتا ہوں - پھر تم یقین کرو کہ میں اسکو دیکھتا ہوں ' جسکی روشنی تجلی کی طرح شعلہ آسا ' لیکن تجلی کی طرح نظروں کو حیرہ کرنے والی نہیں ہوتی - میرے کانوں میں اسکی ایک صدائے سامعہ نواز و نغمہ آسا آتی ہے ' جو دریاؤں کی آہستہ روانی سے مشابہ ' یا کسی دور کی صدائے لرغنون کے مانند ہوتی ہے -

میں ایک پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہوں ' جسکی نسبت نہیں کہہ سکتا کہ وہ اوپر ہے ' پر مجھے خیال ہوتا ہے کہ اوپر ہے - جبکہ وہ کہتا ہے کہ :

ہل من تائب ' فاتوب علیہ ؟	آج کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ میں
ہل من مستغفر ' فاغفرلہ ؟	اسکی توبہ کو قبول کروں ؟ کوئی
ہل من سائل فاعطیہ ؟ یا	طالب مغفرت ہے ' کہ میں اسے
طالب الخیر اقبل ! و یا	بخشدوں ؟ کوئی مجھسے مانگنے
طالب الشر اقصر ! (۱)	والا ہے کہ میں اسے عطا کروں ؟

(۱) یہ وہ مشہور حدیث ہے ' جسکو امام بخاری صحیح کے آخری حصے میں بدیل کتاب التوحید لائے ہیں ' لیکن میں نے جو الفاظ لئے ہیں یہ دار قطنی وغیرہ کی روایت کے ہیں - بخاری کے الفاظ یہ ہیں . عن ابی ہریرۃ : ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال یتنزل ربنا تبارک و تعالی کل لیلۃ الی السماء الدنیا حین یبقی ثلث اللیل الاخر ' فیقول . من یدعونی فاستجیب لہ من یسالنی فاعطیہ ' من یستغفرنی فاغفر لہ "

لیکن یہ حدیث مختلف روایات اور الفاظ میں مختلف روایت کی گئی ہے ' اور اسکے الفاظ علی الخصوص نزول الی السماء الدنیا کی تفسیر و توجیہ پر بڑی بڑی بحثیں کی گئی ہیں - بخاری کی اس روایت میں تو مطلق رات کے ثلث اخیر کا ذکر ہے ' لیکن دیگر روایات میں خصوصیت کے ساتھ شب جمعہ کی قید بھی آئی ہے - بعض روایات میں شب جمعہ کی قید نہیں ہے مگر ثلث اخیر کی جگہ " حتی یمضی سطر اللیل " ہے -

کتب قوم میں اسپر بحثیں کی گئی ہیں کہ اللہ تعالی کے نزول سے کیا مقصود ہے ؟ حنابلہ اور اہل محدثین کا (جنکو تشبیہ و تجسیم اور ظاہریت محض سے متہم کیا جاتا ہے و حاشا کہ وہ اس سے بری ہیں) یہ مسلک ہے کہ قرآن و حدیث کے متشابہات کو بلا بحث تاویل و توجیہ ہر کہ ومہ بنائے کی جگہ ' بہتر سمجھتے ہیں کہ علم الہی کے حوالے کردیں ' اور حق یہ ہے کہ احوط و پر امن مسلک یہی ہے - تاہم اکثر شارحین بخاری و ائمہ من متاخرین مثلاً امام شوکانی وغیرہ رحمہم اللہ تعالی نے صاف لکھدیا ہے کہ نزول سے مقصود تخاطب خلق ہے

[بقیہ نوٹ کے لیے صفحہ ۸ - ملاحظہ ہو]

هاں کوئي هر طرف سے کٹ کر میرے طرف آنے والا هے که میں اُسے آغوش میں لیلوں ؟ کوئي میرے آگے تڑپنے والا هے که میں اُسے تسکین دوں ؟ کوئي میرے آگے خاک اضطراب و اذیت پر لوٹنے والا هے ' که میں اُسے اپني گود میں اُٹھا لوں ؟ یعنے کوئي هے که میرا بن جانے والا هو ' اور میں بھی اُسکا هو جاؤں ؟ اور کوئي هے ' جو مجھے پیار کرنے والا هو ' تاکه میں بھي اُسے پیار کروں ؟ پھر وہ کہاں هیں ' جو مجھے ڈھونڈھنے والے هیں ' اور وہ کیوں نہیں دوڑے جو میرے لیے تشنه هیں ؟ میں انکے لیے ' جو که پیاسے هیں ' پاني هوں ' اور انکے لیے " جو مایوسي سے تھک گئے هیں ' امید هوں ! اگر تم زخم هو تو میرے طرف آؤ که میں مرهم هوں ' اور اگر تم بیمار هو تو مجکو ڈھونڈھو که صرف میں هی شفا هوں ! تم کیوں غیروں کي ٹھوکریں کھاتے هو ' اور میري آغوش محبت سے بھاگے هو ؟ حالانکه میں تو وہ هوں ' که اگر تم ایک بالشت میري طرف بڑھو ' تو میں ایک هاتھه آگے بڑھکر تم سے ملوں - اگر تم ایک هاتھه میرے طرف آؤ " تو میں ایک گز آگے بڑھکر استقبال کروں - اور اگر تم چل کر میري طرف آؤ " تو میں دوڑ کر تمھاري طرف آؤں ! ! (۱) اگر تم میرے ملنے کو محبوب رکھوگے تو یاد رکھو که میں بھي تم سے ملنے کو محبوب رکھونگا - اور اگر تم مجھسے پھر جاؤگے تو میں بھي تم سے پھر جاؤنگا - (۱) اے طالب خیر ! تو کہاں هے که میں تجھے پکار رها هوں - جلدي کر ! جلدي کر ! که یہی مانگنے کا وقت هے - اور اے شر کے پیچھے اپنے تئیں نادانی سے کھونے والو ! اب بھي باز آجاؤ اور کمي کرو که یہي وقت هے ' یہي وقت هے " اور صرف یہی وقت هے که میں تم کو بچالوں ! ! "

با گنه کاراں نگویم تا بیدارند دل
من وفاے دوست را در ے وفائي یابم !

پس اے اخوان عزیز ! اس آواز کو سنو اور اگر نہیں سنتے تو میري ترجمانی کو مت جھٹلاؤ که میں سو رها تھا لیکن اُس نے مجھکو نیند سے جگا دیا - یہو که غفلت سے چونک کر بھی غفلت هي میں رهو ' اور بستر سے اُٹھو بھي تو بستر کي حکمه راہ میں سوجاؤ - اُس شخص کی غفلت میں جو بستر پر پڑا هو ' اور اسمیں جو هشیاروں کي طرح جلکر غلط راستوں میں پھنسکر رہ گیا هو ' کوئي فرق نہیں - یہ تمھارا آجکل کا اضطراب مبارک هے - یہ تمھاری جستجوے مقصود ایک رحمت الہی هے - یہ تمھاری آمادگی اور مستعدي اُمید کا مژده ' اور همت کا پیغام هے - مگر میري سنو اور الله کی پکار کي طرف سے غفلت نه کرو - اگر سنبھلنا چاهتے هو تو ایک هي هاتھه هے جو تمھیں سنبھال سکتا هے - شخص انجمنوں کا قائم کرلینا ' ممبروں کے نام سے ایک گروہ جمع کرلینا ' اور صرف روپے کی کسي بڑي مقدار کي دهاهی پر پھروسه کرلینا ' غفلت کے بعد دوسری غفلت هے ' جو تمھیں دستور ضلالت پر ڈالدیگي ' اور آخري وقت عمل هاتھه سے نکل جائیگا - اصلی اور ایک هی وسیلۂ فوز و فلاح (اے دنیا میں بددلي چاهنے والو !) یہ هے که اسے اندر بددلی پیدا کرو ' اور احکام الہي کے اعتقاد و عمل کا عہد واثق کرکے اُٹھه کھڑے هو - توبه کرو توبه کرو که تمھارے تمام دکھه کی دوا صرف توبه هي هے - خدا کے آگے جھکو اور اسکو پیار کرو ! اُسکو اپنے سے مناؤ که جب تک دوست کو اپنے سے راضی نه کرلوگے ؛ حواه کتني هي محنت و مشقت کرو ' لیکن کبھی مقبول نہوگی - و لله در ما قال :

من لم یکن للوصال اهلاً
فکل طاعاته ذنوب !

میں چپ تھا ' پر اب اُٹھا هوں که جو سن رها هوں ' تم کو بھی سناؤں - آؤ که هم سب ملکر اسکے دروازے پر جھکیں ' اور اُسکے " مخلص و مجاهد " جماعت الہی بن کر صرف اُسی کے هوجائیں - اسی کی دعوت هے ' جسکی طرف بلاتا هوں ' اور صرف یہي میری بعید زندگی کا مقصد و وظیفه ' اور عالی جهد و عمل هے ' جسکے لیے خدا سے استقامت کا طلبگار هوں - پس مبارک هیں وہ ' جو میري سنیں ' اور خدا کی طرف دوڑیں ' اور آخر کی کامیابي اُنہی کیلیے هے - اولئك الذین هدا هم الله ' و اولئك هم اولو الالباب (۳۹ . ۲۰)

(۱) یہ بھي ایک حدیث مشہور کا عین ترجمه هے ' جسکو امام بخاري نے کتاب التوحید میں بروایت ابو هریرة درج کیا هے که :

" اذا احب عبدي لقائي ' احببت لقائه - و اذا کره لقائي ' کرهت لقائه "

اور قرآن کریم بھي یہي کہتا هے که : " فاذکروني اذکرکم ' و اشکروا لي و لا تکفرون " یعنے تم میرا ذکر کروگے تو میں بھي تمہیں یاد کرونگا - الله الله ! کیا شان معشوقي و عاشقي هے ! ! ولنعم ما قیل في هذ الباب :

عاشقان هرچند مشتاق جمال دلبرند
دلبران درعاشقان از عاشقان عاشق ترند

امام غزالي نے احیاء میں ایک حدیث درج کي هے : " الا طال شوق الابرار الی لقائي ' و انا الیهم لاشد شوقاً " اسکے الفاظ ترمذی میں نہیں (جیسا که صاحب تخریج احیاء نے اعتراف کیا هے) مگر مطلب وهي هے -

[نقیه نوٹ صفحه ۷ کا]

جیسا که بعض دیگر احادیث بخاري وغیرہ میں صلوة عصر و فجر کي نسبت آیا هے ' اور یہي سرگروہ ارباب تاویل و اسرار ' امام غزالي نے احیاء میں لکھا هے -

اصل یہ هے که شب کا آخري وقت ایک مخصوص اثر و کیفیت کا وقت هے - اور جیسا کچھه هے ' اسکو صرف ارباب درد و حال هي سمجھه سکتے هیں - میں تو کہتا هوں که اگر ایک هستي اعلی و محبوب هے ' تو وہ کب اپنے بندوں سے غافل هے ؟ لیکن ضرور هے که رات کے پچھلے پہر کي خلوت هي میں اپنے عشاق سے مجلس دار و نیار گرم کرے - انکي آه و زاري سنے اور اپني صدائے رو امید سنائے - غیروں کیلیے دن کي ملاقاتیں هوتي هیں ' مگر اپنوں کیلیے شب کي مخفي صحبتیں - دن آرزوؤں میں کاٹیے ' مگر وصل کیلیے رات هي کا انتظار کرنا چاهیے - یہی وہ تصفیۂ باطني و ذهاب الی الله کا مقام اعلی هے ' جسکي نسبت سورۂ زمر میں فرمایا :

امن هو قانت اناء اللیل ساجداً وقائماً یحذر الاخرة ' و یرجوا رحمة ربه قل هل یستوي الذین یعلمون و الذین لا یعلمون ؟ (۳۹ : ۱۳)

بھلا وہ شخص جو رات کے اوقات تنهائي و خلوت میں اپنے خدا کے سامنے هر طرف سے کٹکر جھک گیا هے - کبھي جوش اضطراب سے اسکے آگے سجدہ میں گر جاتا هے ' کبھي اسکے آگے هاتھه باندھکر غلاموں اور مجرموں کي طرح کھڑا هو جاتا هے ' کبھي آخرت کي منزلوں کے تصور سے ڈرنے لگتا هے ' اور پھر کبھي اسکي شان کریمي و رحمت کو یاد کرکے امید وار و خوش هوجاتا هے - تو بتلاؤ که کیا ایسا شخص ' اور سرشاراں غفلت و حجاب ' دونوں برابر هیں ؟ اور پھر کیا صاحبان علم و گم گشتگان جہل ' دونوں کا ایک هي درجه هے ؟

یہ موقعه نہیں که اس آیت کے متعلق کچھه عرض کروں ' لیکن یاد رهے که یہ ایک نہایت اهم اور مصرب طلب آیه کریمه هے - ایک ایسے قانت و منقطع شخص کي مثال دیکر فرمایا که " هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ؟ " غور کیجیے که اسکو علم و جہل سے کیا تعلق تھا ؟ اصل یہ هے که جو حالت اس شخص کي بیان کي گئي هے ' وهي في الحقیقت علم و حکمة حقیقیه کا انتہائي مرتبه هے ' اور وهي حالت هے جسے علم کا اصلي نتیجه یقین کرنا چاهیے - کاش البیان جلد نکلے اور میرا قلم ندش گدجایش الهلال سے آزاد هو ' که یہ چیزیں حاشیوں میں لکھنے کي نہیں هوتیں - والامر بیده سبحانه و تعالی -

(۱) یہ عین ترجمه هے اُس حدیث قدسي کا ' جسکو امام بخاري نے کتاب التوحید کے باب ' ذکر النبي و روایته عن ربه) میں سب سے پہلے بروایت شعبه ' عن قتاده ' عن انس رضي الله عنهم درج کیا هے که : " اذا تقرب العبد الی شبراً ' تقربت الیه ذراعاً - و اذا تقرب مني ذراعاً ' تقربت منه باعاً - و اذا اتاني مشیاً ' اتیته هرولة "

ایک دوسری روایت (عن انس بن مالك عن ابي هریرة) میں " باعاً " کي جگه " برعاً " کا لفظ بھي آیا هے -

شئون عثمانیه

داستان خونین

یعني مظالم وحشت کارانهٔ اقوام مسیحیهٔ فرنگ ' و روایات موثقهٔ شهداء جنگ و مراسله نگاران حرائد

(۱)

ناظرین کو یاد هوگا که پچهلے دنوں قسطنطنیه میں " مجلس دفاع ملي " کے قیام کي اطلاع الهلال کے کالموں میں دي گئی تهي -

اس مجلس نے ایک سب کمیٹي اس غرض سے بهي قائم کی تهی که جنگ بلقان میں جو مسیحي مظالم خونین یورپین ترکی کے مسلمانوں اور غیر محارب باشندوں پر کیے گئے هیں ' اور جو چشم دید بیانات اور روایات موثقه ' مراسله نگاران جنگ کے ذریعه مشتهر هو چکی هیں ' انکو ایک رسالے کی صورت میں جمع کرکے مختلف السنهٔ یورپ میں شائع کرے ' تاکه یورپ کے ادعاء انسانیت و فرع پروري کا ایک آخري امتحان هوجاے -

اس سب کمیٹي کي یه مستعدي قابل تحسین هے که تهوڑے هي عرصے کے اندر اس نے اپنا کام پورا کردیا - چنانچه پچهلي ڈاک سے همارے پاس شائع کرده روئداد مظالم کا ایک نسخه آگیا هے جو انگریزي میں هے ' اور بهت ضروري هے که اسکا ترجمه اردو میں شائع کردیا جاے ' تاکه جو هاتهه آج ماتم دیاییے اٹهے هوے هیں ' انکو اپنے خانماں بربادیوں کا پورا علم هوجاے -

رسالے کے ابتدا میں سر ادم بلاک (Sir Adam Block) نے ایک مختصر اور سنجیده دیباچه لکها هے - آج کي اشاعت میں اسکا ترجمه شائع کرتے هیں - اسکے بعد اصل رسالے کا مسلسل ترجمه شائع هوتا رهے گا ' اور پهر ایک رسالے کي شکل میں جمع کردیا جائیگا -

بهتر هو اگر معاصر دهلي (کامریڈ) اسکو بهسه نقل کرنا شروع کردے - (الهلال)

— * —

اس رسالے کے دیباچه لکهنے کي مجهه سے فرمایش کي گئي هے - اس امر کا خوف تها که ملي اور جنسي عداوتیں جو گذشته ربع صدي میں مقدونیه کے اندر برانگیخته هوئیں اور جنکا ذمه دار صرف ترکي سوء انتظام هی نه تها ' اس جنگ کے چهڑے پر بهڑک اٹهیں گي - ایک بالکل نو آموز شخص بهي بلقان کي درخواست کے ناگزیر نتائج کي تلوار سے پیش بیني کرسکتا تها -

یقیناً گذشته چند ماه میں مقدونیه کا اس سے زیاده نقصان هوا ' جتنا که سالها سال میں ترکوں کي بڑي حکومت کے اندر هوسکتا تها -

جنگ کي خونفاکیوں پر ' جنمیں هزارها آدمي هلاک هوے ' مقدونیه کے مسلمانوں کی علمي نابودي کا بهي اضافه کیا گیا !

اس جنگ میں موجوده متمدن جنگ آرائي کے مسلمه اصول کا خیال نهیں رکها گیا - ایسي اصول شکني کي متمدن سلطنتوں کي جدید جنگوں میں نظیر ملنا آسان نه هوگا -

فاتح کا قتل و ظلم ' اور دباء کے روکنے کے نا قابل هونا ' اسکي عزت کے لیے نتیجه خیز نهیں هوسکتا ' اور گو میں " مسلمانوں کي بیخکني کی سرپرستی سمجهي هوئي پالیسي " کو انکي طرف منسوب کرنا نهیں چاهتا ' مگر عملي طور پر ایسا ضرور هوا -

حلفاء بلقان افسوس کرینگے که بڑي حد تک انهي کے تصور کي وجه سے اب مقدونیه " انڈے کا ایک خالي چهلکا " اور آتش و تیغ کي بربادکي هوئي ' صرف ایک ایسي زمین رهگئي هے ' جس سے مسلم آبادي ' اسکي کاشت کرنے والي مصیبت اور تکلیف کے ساتهه بالکل نکالدي گئي هے !

جنگ اور کشور ستاني ' دونوں جائز قرار دیجا سکتي هیں ' لیکن صرف اُسي حالت میں ' که وه مقبوضه مقامات کي آبادي کے لیے خوشي اور فوائد لائیں -

یه ممکن هے ' مگر کسیطرح یقیني نهیں ' که حکام کا تعیر مقدونیه کي مختلف عیسائي قوموں کے لیے مفید هو ' مگر یه امر تو نصف النهار کي طرح روشن هے که جنگ مسلمان باشندوں کے حق میں مفید هونے کے علاوه کوئي اور چیز هي ثابت هوئي ' اور انکي بربادي ' ملک کي آیندہ سرسبزي پر همیشه ایک مصیبت انگیز اثر رهیگي -

میں ایک منٹ کے لیے بهي یه دعوی باطل نهیں کرتا که گذشته زمانے میں ترک جرموں اور زیادتیوں سے معصوم رهے هیں ' یا گذشته چند ماه میں خون ریزي کے الزام سے وه بالکل بري تهے -

تاهم دو پیمانے اور دو بٹکهرے نهیں هوسکتے - یورپ اور متحده حکومت کا رویه ' جسکو ترکوں پر سخت سے سخت ملامت (کنڈیمینشن) کے پاس کرنے میں بهي کبهي باک نهوا ' اس موقع پر یقیناً سخت حیرت انگیز طور پر خاموش رها هے -

اهل مشرق اور خصوصاً ترکوں نے همیشه انگریزوں کي عزت ' اور

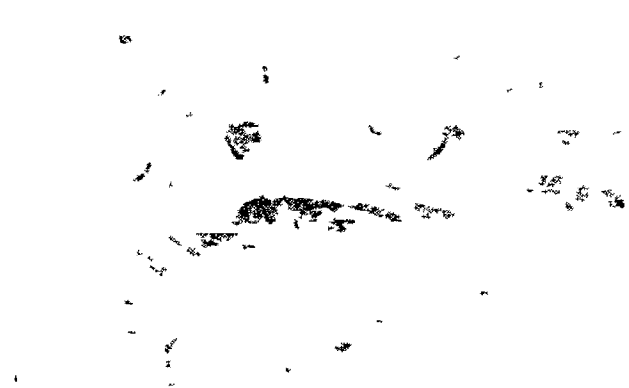

" مجلس دفاع ملي " قسطنطنیه کي سب کمیٹي ' جس نے مظالم بلقان کي روئداد شائع کي -

ان پر اعتماد کیا ہے - کیونکہ وہ ایک منصف قوم مشہور ہیں - مجھے خوف ہے کہ یہ یقین اب رخصت ہو رہا ہے -

صرف ان کمبخت واقعات کی مناسب تحقیقات' اور مجرم کی سزا پر اصرار ہی کے ذریعہ سے یہ ممکن ہے کہ " ناانصافی " کا احساس شدید جو اسوقت ترکوں کے دلوں میں کھٹکرہا ہے' جڑ سے اکھیڑا جاسکے -

مجھے اعتماد ہے کہ میں غلطی کر رہا ہوں مگر میری رائے ہے کہ اگر اس طرح کے واقعات کو' جیسے کہ اس اشاعت میں شائع کیے گیے ہیں' بغیر اسکے کہ ان پر توجہ اور ملامت کیجائے' گزر جانے کا موقع دیدیا گیا' تو ہمارے' اور ہمارے ہم زندگی مسلمان رعایا کے درمیانی تعلقات' بالآخر ایک سنگین معاملہ ہو جائیگا -

میں نے ان دریافتوں اور تفتیشوں میں حصہ نہیں لیا ہے جو اس روئداد کی اشاعت کا باعث ہوئی ہیں - ہر تفصیل کی صحت کی بابت خواہ کتنا ہی شک کیوں نہ ظاہر کیا جائے' تاہم اس امید کیلیے کافی مقدار رکھتی ہے کہ یورپ' جس نے ترکوں کی بد کاریوں کے روئداد پر نہایت آسانی اور تیزی سے اعتبار کرلیا تھا' ان واقعات کو ایک طرف نہ ڈالدیگا جواب اسکے سامنے رکھے جائینگے -

زخم رسیدہ مسلمان آبادی کے مصائب کسی طرح ختم نہیں ہوے - ارخبیول کے بندرگاہ سے رہی عمگدن افسانے ان فاقہ زدہ اور محتاج مہاجرین کے پہنچ رہے ہیں' جنکے لیے سرمائے کی سخت ضرورت ہے ترکی حکام کوشش کر رہے ہیں انکی موجودہ کوشش صرف اسلیے ہے کہ اس جگہ کے عرض' جسکو وہ لاعلاج طور پر ضائع کر چکے ہیں' گھروں کی تلاش کرنے کے لیے وہ کسی طرح ایشیاء کو چک پہنچ جائیں -

گذشتہ کی تلافی تو اب قریباً خارج از سوال ہے - مردے تو ہمیشہ کے لیے گئے - لیکن اگر دل یورپ میں ایک یا ایک سے زیادہ سلطنتیں ان لوگوں کی نسبت' جو ان خوفناک ایام کے بعد مہینوں زندہ رہے' کوئی اہم دلچسپی لینے کے لیے تیار ہیں' تو بڑی حد تک ماضی کی تلخی اور گذشتہ کے زخموں کو اچھا کرسکتے ہیں - نیز مشرق و مغرب اور شمال و جنوب کی مصالحت کا راستہ اس سے ہموار کیا جا سکتا ہے -

حادثۂ ادرنہ

(مقتبس از جرائد معتلعۂ استانبول)

(۲)

تصریحات جرائد

انقرائی مدافعت کے بعد ادرنہ کا سقوط ایک ایسا تاریخی واقعہ ہے جو ثناء عظیم و مجد دائم کا مستحق ہے - اس دعوے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ دنیا کے تمام اخبارات نے اس واقعہ کو حادثۂ جلیلۂ عالم قرار دیا ہے' اور تاریخ کے ان نادر واقعات میں سے شمار کیا ہے' جن کی مثال گذشتہ صدیوں میں مشکل سے ملتی ہے -

اس سلسلہ میں ہم چند عثمانی اور اجنبی اخبارات کے اقوال نقل کرتے ہیں :

(صباح) قسطنطنیہ لکھتا ہے :

یہ خبر پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ ادرنہ' جس نے اپنی محافظ فوج سے کئی چند زیادہ فوج کے مقابلے میں اپنے ثبات سے تمام عالم کو حیرت میں ڈالدیا تھا' بلغاریوں کے ہاتھوں ساقط ہو گیا - بیشک اس خبر نے ہمارے دلوں سے خون' اور آنکھوں سے آنسو بہائے !!

مگر کیا کیجیے - یہ قضا و قدر کا حکم تھا جو رد نہیں کیا جا سکتا -

ادرنہ چہار شنبہ کے دن ساقط ہوا -

ادرنہ کے بطل عظیم شکری پاشا نے (جنھوں نے عثمانی تاریخ عسکری میں شرف عظیم کے ایک صفحۂ طلائی کا اضافہ کردیا ہے) حکومت کو ایک تار بھیجا تھا - اسمیں لکھا تھا " دشمن آگے کے استحکامات پر آگیا ہے - ہماری فوج قلعہ کی طرف ہٹ آئی ہے - میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ سرکاری اور فوجی عمارتوں کے ڈھانے' توپوں کے خراب کرنے' ذخائر کے جلانے' اور اسی قسم کی تمام ضروری کارروائیوں کے بعد اپنی زندگی کے اخیری نفس حیات تک لڑونگا' تاکہ اگر میں معذور ہوں اور دشمن داخل ہو جائیں' تو ان کو نا عظمت ادرنہ کی جگہ محض ایک چٹیل میدان ملے' جسمیں نہ ڈھانے کیلیے عمارتیں ہوں' نہ بے حرمتی کیلیے مساجد "

اس تار کے بعد ہمیں جسقدر معلومات ملی ہیں' انکا سرچشمہ صوفیا ہے - ان معلومات سے قائد جلیل شکری پاشا کے اخیری تار کی حرف بحرف تائید ہوتی ہے - بہرنوع ابھی حقیقت حال پوشیدہ ہے کیونکہ اس دارے مدں روایتیں مختلف ہیں - کل یہ خبر مشہور ہوئی تھی کہ شکری پاشا نے خودکشی کرلی - اسکے بعد کے تاروں نے اسکے برعکس بیان کیا - سچ یہ ہے کہ سقوط کی اصلی روداد کے لیے ہم کو ابھی دو تین دن انتظار کرنا چاہیے "

(صباح) ایک دوسرے افتتاحیہ میں لکھتا ہے :

ان اخیری حوادث اور ان درد انگیز مصائب کے باوجود جو سقوط ادرنہ کی ذلت ہم پر نازل ہوے ہیں' ہم اپنے آپ کو ایک معزز نام کے ذکر کے سامنے پاتے ہیں' جو تا ابد محفوظ رہیگا - وہ کون ؟ غازی شکری پاشا ! ادرنہ کی مشہور مدافعت اور خوارق شہامت و حمیت' جو ایک عظیم الشان مقاومت' اور ایک حیرت انگیز ثبات کے سلسلے میں ظاہر ہوے ہیں' ہماری آنکھوں کے سامنے مجسم کھڑے ہیں ! ادرنہ نے اپنے اس شاندار کارنامے سے جیش عثمانی کی تاریخ شجاعت میں ایک درخشاں اضافہ کیا ہے' اور یہ اسلام کی معجزات بسالت کا ایک مزید روشن ثبوت ہے - شکری پاشا نے مسلمانوں کے لیے ایسا نام پیدا کیا ہے' جسکو زمانہ کبھی نہیں مٹا سکتا -

ہاں ادرنہ ساقط ہوگیا' لیکن شرف عثمانی بڑھگیا - اس کے دامن عزت اور رداے عظمت کا داغ مٹ گیا -

ادرنہ کی محافظ فوج لڑی' حتی کہ گلی کوچوں تک میں !! اور یہ تمامتر صرف ایک شخص' یعنی بطل عظیم ادرنہ' شکری پاشا کی ہمت کی بدولت !!

پس اے بطل عظیم تو کہاں ہے ؟ اور اے پیکر احترام و عظمت! تجھے کیا ہوا ؟ آہ ! اس کو حقیقت حال معلوم ہے !

لوگ کہتے ہیں کہ سرکاری اور مذہبی عمارتوں کے ڈھانے' اور توپوں کے خراب کرنے کے بعد شکری پاشا نے دشمنوں کے دیکھنے پر خودکشی کو ترجیح دی' اور اسطرح مرحوم علمدار کی پیروی کی' کہ جب وہ ینگ چریوں کے نرغے میں گھر گئے تھے' تو انھوں نے بھی اپنے اعدا کے دیکھنے پر موت کو ترجیح دی تھی - اگر یہ خبر صحیح ہے تو پھر بھی شکری پاشا کی کارروائی عجائب و خوارق میں شمار کیجائیگی' اور مسلمانوں پر فرض ہے کہ جب انکا نام لیا جائے تو تعظیم کے لیے سر جھکا دیں' اور اس بطل عظیم کے اعمال و خدمات کی اسی طرح قدر کریں' جسطرح کہ مغربی قومیں اپنے ابطال مشاہیر کی کرتی ہیں -

لیکن ہم صمیم قلب سے امید کرتے ہیں کہ یہ روایت غلط ثابت ہوگی' کیونکہ اسوقت وطن عزیز کو شکری پاشا ایسے مخلصوں کی سخت ضرورت ہے' جنکو اپنے وطن مقدس کی ترقی کے علاوہ اور کوئی فکر نہیں (مگر الحمد للہ کہ خودکشی کی خبر غلط ثابت ہوئی)

تصویر افکار لکھتا ہے :

" بیشک سقوط ادرنہ کا دن تمام عثمانی قوم کے لیے ماتم کا دن

ہے - ہم کو چاہیے کہ اس دن کو یاد رکھیں اور ہمیشہ ماتم کریں -

اس مصیبت کی عظمت کے اظہار کے لیے ہم کو چاہیے کہ علامات حزن و الم وضع کریں ' تا کہ وہ ہم کو یاد دلاتے رہیں کہ ہم کو اپنے دشمنان شرف سے بدلہ لینے کے لیے ہمیشہ تیار رہنا چاہیے -

یہ علامات حزن گو ایک عرصہ تک ہمارے زخمہاے دل کو ہرا' اور درد و سوز کو تازہ رکھینگے' لیکن اسکی انتہا اس پر ہوگی کہ ہم اپنے وعدوں کو پورا ' اور فرائض کو ادا کرینگے' اور اپنے شرف کو ان داغہاے عار سے پاک کرسکینگے' جن سے افسوس کہ وہ اسوقت آلودہ ہو رہا ہے - اور پھر اس مجد و ملک کو واپس لے سکیں گے ' جنکو ہم اسوقت کھو بیٹھے ہیں -

گو دوران سقوط میں ادرنہ کی اصلی سرگذشت کا ہم کو علم نہیں' لیکن تا ہم ان جستہ جستہ اقوال سے جو یورپ سے ہمارے دار السلطنت میں آئے ہیں ' معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے بہادر سپاہی دشمن سے رو در رو سفید اسلحہ سے لڑے' اور جب دشمن شہر میں داخل ہوا تو سڑکوں ' گلیوں ' بلکہ گھروں تک میں ہر ہر قدم پر لڑے ' اس درجہ کشت و خون کے بعد دشمن کو کیا ملا؟ مٹے ہوے کھنڈر ' اجڑے ہوے گھر ' جنمیں آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے' اور مدفون پدھر ' جن پر زمانہ کا دست ہلاکت دراز ہوچکا تھا ! !

ہم میں سے ہر شخص جانتا ہے کہ ہمارے حقیقی دشمن کون ہیں؟ کیا صرف بلغاری' یونانی' اور سروی ہی ہیں ؟ اس واقعے کی سنگینی نے ہمارے دردوں کو ہمارے ضبط پر غالب کردیا ہے - پس آج ہم ایسی چیزوں کا اعلان کرتے ہیں ' جن کو ہم کل تک چھپاتے تھے - آج ہم پر واجب ہے کہ ہم علی الاعلان کہدیں کہ ان دشمنوں کے علاوہ اور دشمن بھی ہیں' جنھوں نے سقوط ادرنہ میں مدد دی - فرانس اور روس نے پوشیدہ اور علانیہ ' دونوں طور پر' اور (انگلستان) نے صرف پوشیدہ طور پر سقوط ادرنہ میں مدد دی - فرانس اور روس نے توپیں اور کمک تک معاصرین تک پہنچائی - اگر یہ اتحاد ثلاثہ مدد نہ دیتا ' تو کیا ممکن تھا کہ بلغار کی یہ چھوٹی چھوٹی ریاستیں ہمارے سامنے ٹہر سکتیں ؟ ان ریاستوں کا ہمارے سامنے ٹھہرنا کیا اس امر کی کافی دلیل نہیں ' کہ فرانس اور روس ادبی اور مادی' دونوں طریقوں سے' اور انگلستان صرف ادبی صورت میں ان سلطنتوں کو مدد دیتا رہا ؟

کیا ان واقعات کے بعد بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ جنگ صرف ریاستہاے بلغار اور عثمانیہ میں تھی ؟ نہیں' یہ جنگ دولت عثمانیہ اور ریاستہاے بلغار میں نہ تھی ' بلکہ عثمانیہ اور اتحاد ثلاثہ میں تھی ' جو مجموعۂ انگلستان ' روس ' فرانس کا نام ہے -

ابتداء گفتگوے صلح میں ایک مورخ کا خیال تھا کہ مساعی صلح میں اصلی رخنہ انداز فرانس ہے - وہ چاہتا ہے کہ سقوط ادرنہ کے بعد صلح ہو - آج ہم کہتے ہیں کہ یہی مورخ حق پر تھا "

(جون ترک) فرانسیسی لکھتا ہے :

سقوط ادرنہ کی بابت دو دن سے جو منحوس افواہیں مشہور ہو رہی تھیں' وہ صحیح ثابت ہوئیں - یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچگیا کہ یہ عظیم الشان شہر ضرب المثل مدافعت کے بعد دشمنوں کے ہاتھوں ساقط ہوگیا -

خبر رساں ایجنسیوں کے پاس آئے ہوے تاروں سے معلوم ہوتا ہے کہ شکری پاشا نے شہر تسلیم نہیں کیا ' اور جو کہا تھا وہی کر دکھایا - چنانچہ انہوں نے دشمنوں کے ہاتھ شہر حوالہ کرنے پر' اسے آگ اور لوہے کے ڈھیر میں دفن کردینے کو ترجیح دی ..... وطن مقدس شکری پاشا کی تعظیم و تکریم کا حق ادا نہیں کرسکتا - حسن رضا پاشا نے اشقودرہ' اور اسعد پاشا نے یانیا میں بیشک قابل فخر شجاعت و اخلاص کا ثبوت دیا ہے' لیکن مرقع ابطال میں شکری پاشا کی تصویر

باب المراسلة و المناظرة

دعوت " البلاغ "

ایک بورک از رامپور

حضرت مولانا السلام علیکم - آپکے اخبار مورخہ ۱۵- جمادی الاولی میں جو ایک پر جوش مضمون اور ایک عام ندا ہے کہ (کوئی ہے جو میرے ساتھہ چلنے کے لیے طیار ہو ؟) اسکے متعلق مجھے ایک اختلاج ہے - اسکو ظاہر کرتا ہوں - امید کہ اسکو میری نیک نیتی پر حمل کرکے بددعا نہ فرمایئے گا - یہ زمانہ چونکہ نہایت افسوس و عیاری کا زمانہ ہے - اسلیے طرح طرح کے شبہات بعض اوقات پیدا ہوجاتے ہیں - اپنے خداے عالم الصدور کو حاضر و ناظر سمجھکر سچ سچ کہیں کہ یہ جو کچھہ آپنے ارقام کیا ہے خلوص و صداقت سے کیا ہے' یا اسمیں کوئی راز ہے' اور کسی کی تعلیم سے کیا ہے تا کہ مسلمانوں کی حالت کا امتحان کیا جاے اور دیکھا جاے کہ اسوقت اسلام سے انکو کہاں تک تعلق اور اسلام کی حمایت کا کہاں تک خیال رکھتے ہیں ؟ اگر امر اول ہے اور خدا کرے یہی ہو' تو آپ سب سے پہلے اپنے ساتھہ چلنے والونکی فہرست میں میرا نام درج کرلیجیے -

الهلال

یہ قومی بدبختی کی انتہا ہے کہ ہر کام کے متعلق شبہات و وساوس ہمارے دلوں میں پیدا ہوں !

ظہور حضرت مسیح کے وقت یہودیوں کی ایسی ہی حالت ہوگئی تھی - مگر سچ یہ ہے کہ شبہ کرنے والے بے قصور ہیں' اور بدقسمتی سے ہماری حالت ہی ایسی ہوگئی ہے کہ جسقدر شبہات پیدا ہوں ' کم ہیں -

کہنے کی بات نہیں ' اور پھر کہیے تو کس کی نسبت کہئے ؟ مگر میں اُن لوگوں سے واقف ہوں جو قوم میں مقدس علما و واعظین کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں - ہر آن و ہر لمحہ قال اللہ اور قال الرسول انکی زبانوں پر ہے' یا بڑی بڑی مسجدوں کے پیش امام اور خطیب ہیں ' لیکن ان اشعال الٰہیہ کے ساتھہ اپنے اندرونی اعمال شیطانیہ بھی جاری رکھتے ہیں ' اور جاسوسی و مخبری جیسے ملعون و خبیث مشغلۂ عداوی سے انہیں پاک نہیں - فلعنہم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ ' و اعد لہم عذاباً الیما !

ان حالات میں اگر بعض نادانوں کو فقیر کی نسبت یہ خیال پیدا ہوا ' تو انہیں بالکل معذور سمجھتا ہوں - اور اسقدر عرض کردینا کافی سمجھتا ہوں کہ میرے کام عام کاموں سے مختلف ہیں ' اور الحمد للہ وہ اپنے اندر اپنے نشو و نما اور تکمیل کی قوتیں اسطرح کی رکھتے ہیں ' کہ ایک بڑھنے والے درخت کی طرح بڑھیں گے ' ایک زندہ جسم کی طرح نشو و نما پائیں گے ' اور اگر خلوص و صداقت سے محروم نہیں ہیں تو انکی پرورش کرنے والا ' خود ہی انکی پرورش کریگا -

---

بقیہ پہلے کالم کا

دوسرے دونوں مدافعین کی تصویروں کے سروں پر آویزاں ہوگی - شکری پاشا کا عظمت مآب نام شہرت کے آسمان عظمت پر شرف و احترام کا آفتاب بنکر درخشندہ ہے اور دنیا ایک نئے شخص کو دیکھہ رہی ہے' جس نے دولت عثمانیہ کے صحیفۂ مجد میں ایک نئی آیۃ کرامت اضافہ کی ہے - اس عمل جلیل نے ہمیشہ کے لیے اس عار و شین کو مٹا دیا ' جس سے دولت عثمانیہ کا دامن شرف تسلیم سلانیک کے بعد آلودہ ہوگیا تھا "

مقالات

جہد حریۃ اور ایک نکتۂ لطیف

از لارڈ میکالے

(مترجمہ مولوی محمد مسلم عظیم آبادی)

گو اکثر انقلابات کی ابتدا نہایت خراب دیکھی جاتی ہے مگر قوم جب تک آزادانہ زندگی بسر نہ کرلے وہ آزادی کے صحیح استعمال سے واقف بھی نہیں ہوسکتی - انگریزستانوں کے باشندے عموماً شرابی نہیں ہوتے' اور جہاں شراب نایاب ہوتی ہے' وہیں بادہ خواری کی کثرت بھی ہوتی ہے - تو آزادوں کی حالت اس لشکر کی سی ہوتی ہے جو رائن اور ریوینز میں (جہاں شراب کی کثرت پیداوار ضرب المثل ہے) خیمہ زن ہو - کہا جاتا ہے کہ جب موجی سپاہیوں کا بے روک ٹوک ایسی نایاب اور گراں بہا وسیلۂ تعیش پر دسترس ہوتا ہے' تو بادہ خواری اُن کے آٹھوں پہر کا مشغلہ بن جاتی ہے - انہیں نشہ اور بدمستی کے سوا کچھ سوجھائی نہیں دیتا - آخر رفتہ رفتہ افراط اور کثرت ' تمیز اور ہوش کی آنکھوں کو کھول دیتی ہے ' اور جب شراب ایک آدھ مہینہ تک روزانہ صبح و شام کی غذا ہو چکتی ہے تو وہ اپنے قیام وطن کے ایام سے بھی زیادہ کم نوش اور روز بہ اعتدال ہو جاتے ہیں - پس حریت کے آخری اور مستقل ثمر' تمیز' اعتدال' اور رحم ہوتے ہیں ' پر وقتی اثرات بالعموم وحشیانہ اقدام' ناسزا غلطیاں' اطہر من الشمس معاملات میں شک و اشتباہ' نہایت نازک معاملات میں حد درجہ رائے' اور بسا اوقات ہت دھرمی ہوا کرتے ہیں -

ایسے ہی نازک وقت میں دشمنان حریت اس کے معائب گنانے لگتے ہیں - یعنی تعمیر ابھی ادھوری ہی ہے اور وہ مچان کھول ڈالنے پر آمادہ ہیں - گرد و غبار کے اوپر سے گرے ' کوڑے کرکٹ سے اٹے ہوئے کمرے ' اور تمام مکان کی وحشت انگیز بے ترتیبی کا رونا لے بیٹھے ہیں اور طنز سے پوچھتے ہیں کہ جس شان و شوکت اور جس امن و جمعیت کا وعدہ تھا ' وہ کہاں ہے ؟ اگر ایسی ہی افسوسناک اور غلط منطق پھیل جائے تو دنیا میں کبھی کوئی نفیس مکان یا عمدہ حکومت تیار نہ ہو سکے -

اریوسٹو ایک اطالوی شاعر نے ایک پری کی کہانی لکھی ہے جو اپنے سحر کے زور سے خاص خاص زمانوں میں نہایت کریہہ منظر اور زہریلی ناگن کی شکل میں نکلتی تھی - جو لوگ اس ہیئت میں اُس کو تکلیفیں پہنچائے' وہ اُن تمام راحتوں سے محروم کردیے جاتے ' جو وہ بعد کو لوگوں کو پہنچایا کرتی تھی - مگر جو لوگ باوجود اُسکی اس مکروہ صورت کے ' اُس پر رحم کرتے اور حفاظت کرتے ' وہ بعد کو اُن پر اپنے اصلی حسن و جمال اور دلربائی کے ساتھ جلوہ نما ہوتی ' اُن کے ساتھ رہتی ہے - اُن کی تمام خواہشیں پوری کرتی ' اُن کے گھر دولت سے بھر دیتی' اور پھر عشق میں اُن کو فائز المرام' اور رجسٹر میں متعمد بنا دیتی - حریت بھی ایک ایسی ہی پری ہے - بعض وقت یہ نعمت انگیز کیترے کی شکل اختیار کرلیتی ہے' ریجتی ہے - پھنکار مارتی ہے' نیش زنی کرتی ہے - حیف ہے اُن کی قسمت پر جو بد حواسی میں اُس کا سر کچل دیں ' اور مبارک ہیں وہ ' جو اُس کے دلیل اور ہیبتناک طہور میں بھی اُس کا خوش و احترام سے خیر مقدم بجا لائیں اور پھر اسکے حسن کے زمانے میں اُس کا اجر عظیم حاصل کریں !!

تازہ حریت کے پیدا کردہ مفاسد کا ایک ہی علاج ہے - اور وہ خود حریت ہی ہے - جب کوئی قیدی پہلے پہل تنگ و تاریک تہہ خانہ سے چھوٹتا ہے' تو وہ روز روشن کی چمک دمک کو برداشت نہیں کرسکتا - نہ وہ رنگوں میں تمیز کرسکتا ہے' نہ چہرے پہچان سکتا ہے - مگر اس کا علاج اُس کو پھر تہہ خانے میں بند کردینا نہیں ہے' بلکہ اُس کو آفتاب کی شعاعوں سے مانوس بنانا ہے - حق اور حریت کی تابش اُس قوم کو پہلے پہل حیرہ نظر کرکے اندھا کردے سکتی ہے' جو قید غلامی میں رہتے رہتے نیم کور ہوگئی ہو' مگر ذرا ان کی آنکھیں کھلی رہنے دو - وہ بہت جلد اس کو برداشت کرنے کے قابل ہوجائیں گے - تھوڑے ہی دنوں میں لوگ عقل سے کام لینا سیکھ جاتے ہیں - رایوں کی پرجوش تیزی معتدل ہوجاتی ہے - متضاد خیالات مل جل کر ایک دوسرے کو صحیح کردیتے ہیں - سچائی کے منتشر عناصر باہمی لڑائی اور جد و جہد چھوڑ کر ' اکھٹا ہوجاتے ہیں - اور آخر کار انہی پریشان اجزاء سے انصاف اور صلح کا نظام شکل پذیر ہوتا ہے -

ہمارے زمانے کے اکثر مدبر اس امر کو ایک مسلم الثبوت مسئلہ کی حیثیت سے پیش کردیا کرتے ہیں کہ کسی قوم کے لیے اُس وقت تک آزاد ہونا مناسب نہیں' جب تک کہ وہ اپنی حریت کے صحیح استعمال کے لائق نہ ہوجائے - یہ مقولہ اس احمق کی زبان سے زیادہ موزوں معلوم ہوگا' جو پرانی روایت کے مطابق' پڑھنا سیکھے بغیر پانی میں قدم رکھنا نہیں چاہتا تھا - پس اگر قوم حریت کے لیے اتنے دنوں تک انتظار کرے کہ پہلے حالت غلامی ہی میں پوری عاقل اور نیک ہوش بن جائے ' تو اُس کو تا ابد صرف انتظار ہی کھینچنا پڑیگا - وہ دریا میں اترنے کیلیے شناوری کے سیکھنے کا انتظار کریگی' اور شناوری بغیر دریا میں اترے تا قیامت نہ آئیگی !!

[بقیہ مضمون صفحہ ۱۱ کا]

الہلال اخبار اشاعت سے اس وقت تک جو کچھ کہہ رہا ہے ' اور جو کچھ کر رہا ہے' ایک صاحب بصیرت شخص کیلیے خود اُسی میں بہت سی نشانیاں ہیں - ایسی الہی نشانیاں' جو سوچیے تو آپکے ہمارے درجۂ فکر و قوت سے بہت اونچی تھیں - پس اگر سوچ سکتے ہو تو سوچو' اور سمجھ سکتے ہو تو سمجھو - اگر سمجھ معطل' اور وساوس و خطرات کا ہیجان ہے' تو میری طرف نہ آؤ' بلکہ خدا کی طرف متوجہ ہو' تا کہ وہ تم پر حقیقت منکشف کردے -

انسان سب کچھ کر سکتا ہے' پر اپنی نیت اور مقصد کے کھوٹ کو چھپا نہیں سکتا - آج نہیں تو کل پیشانیاں دل کی مخبری کردینگی : وتلک الدار الاخرۃ نجعلہا للذین لا یریدون فی الارض علوا و لا فسادا ' والعاقبۃ للمتقین -

میرے عزیز بھائی ! معاف کرنا ' اصل یہ ہے کہ تمہاری پیاس ہی سچی نہیں - اگر سچی ہوتی تو میں اگر مریب سے سراب دکھلاتا ' تو تم پانی یقین کرکے نالہ دوز اٹھتے - ایک تین دن کے بھوکے پیاسے سے کہو کہ فلاں مقام پر روٹی بٹ رہی ہے ' وہ سنتے ہی دوڑیگا - اسکی بھوک اور پیاس اسکی مہلت ہی نہ دیگی کہ اصول روایت و درایت اور قیاس و تحقیق سے اس خبر کو پہلے جانچ لے - (عربی) نے اس نکتے کو سمجھا تھا .

ز نقص تشنہ لبی داں ' بعقل خویش مناز
دلت فریب گر از جلوۂ سراب مخور

بھائی ! میں نے پانی کی صدا بلند کی ہے - اور مجبور ہو کر کی ہے' جبکہ کسی طرف سے صدا نہیں اٹھی - پس جسکو پیاس ہوگی ' خود بخود دوڑیگا ' اور جسکو بھوگی وہ دانشمندانہ تحقیقات ' اور عاقبت بینی کی تفتیشات و تدبدب میں رہیگا - واللہ یعلم سری وعلانیتی ' وھو علی ما اقول شہید !

انتقاد

نقاد

آگرہ - قیمت سالانہ ۳ - روپیہ - ایڈیٹر سید نظام الدین شاہ دلگیر -

ایک نیا ماہوار ادبی رسالہ ہے - ضخامت ۵۴ صفحہ - کاغذ متوسط درجہ کا - چھپائی آگرہ کی مشہور ہے -

میں سمجھتا ہوں کہ یہ پرچہ مقبول ہوگا ' کیونکہ آجکل کے اخبار و رسائل کے اہل قلم اسمیں ابتدا سے مضامین لکھتے ' اور اسکی ترقی سے دلچسپی رکھتے ہیں - آگرہ جو فی الحقیقۃ عہد اسلامی کے دور عروج کا دار الخلافہ ' اور اُردو کی ترقی اور نشو و نما میں بھی ایک حصۂ وافر رکھنے والا ' اور میر و غالب کا مولد ہے ' ضرور ہے کہ اردو رسائل کی پیدائش اور نشو و نما کیلیے بھی اچھا زمان ثابت ہو -

جدید رسائل کیلیے چند مشورے

چند باتوں کا خیال رکھنا چاہیے .

(۱) موجودہ وقت صرف اسلیے ہے کہ کام کیا جاے - ہر شعبے میں صرف اسی کی ضرورت ہے - پس مختلف عنوانوں پر چند مضامین کا اکٹھا کردینا ' گو ایک رسالے کی تشکیل صوری کیلیے کافی ہو ' مگر معناً کافی نہیں - ضرورت اسکی ہے کہ آجکل نئے رسالے جو شائع ہوں ' وہ علاوہ جمع مضامین و تعشیۂ مولفانہ کے کوئی خاص مقصد بھی اپنے سامنے رکھتے ہوں - اردو زبان کی نظم و نثر میں ابھی کام کے تمام گوشے خالی ہیں -

(۲) پبلک کا میدان ارباب صحائف ' و رسائل کے رحم کا طالب ہے - اب کچھ نہ کچھ اردو پریس کی سطح بلند ہونی چاہیے - پیشتر سے جو رسالے نکل رہے ہیں ' انکی محض تقلید کچھ بلند نظری کی بات نہیں - ہر شخص کو اپنے کاموں کیلیے کوئی نئی بلندی تو ہونڈھنی چاہیے - سطحی اور بد میدان مضامین کی اشاعت سے جو ارباب قلم کے سامنے پست نمونے پیش ہوتے ہیں ' اور پبلک کا ذوق سلیم زخمی ہوتا ہے - رسالوں کی ضخامت نصف کردی جاے تو حرج نہیں ' لیکن ہر طرح کے رطب و یابس سے کیا فائدہ ؟

(۳) نقاد کا صرف نمبر ۴ - میں نے دیکھا - اسمیں ایک مضمون " ریڈیم " کے عنوان سے درج ہے ' اور اسکے نیچے ایڈیٹر الہلال کا نام ہے ' حالانکہ میں نے نقاد کیلیے کوئی مضمون نہیں لکھا ' بلکہ اسکی اشاعت کی بھی خبر نہ تھی - در اصل وہ مضمون الہلال میں شائع ہوا ہے ' اور اسی سے نقل کر لیا گیا ہے - ایسی صورت میں ایڈیٹر کے نام کی جگہ الہلال کا نام درج کرنا تھا - اسکو محدثین اپنی اصطلاح میں تدلیس کہتے ہیں ' اور افسوس کہ اسکی مختلف اشکال اجکل عالمگیر ہیں -

بعض لوگ ہمیشہ فریاد کرتے رہتے ہیں کہ انکے اخبارات سے مضامین بغیر حوالہ نقل کر لیے جاتے ہیں - مگر میں تو اس فریاد کو بمنزلہ اسقدر سمجھتا ہوں - آجتک بیسیوں اخبارات نے بغیر حوالہ مضامین الہلال سے نقل کیے ' مگر میں بجاے معترض ہونے کے خوش ہوا - کیونکہ اصل شے خیالات کی اشاعت ہے - پس اگر بغیر حوالۂ محض نقل کرلیا جاے تو چنداں شکایت نہیں - لیکن یہ تو نہ کیجیے کہ مضمون نقل کیا جاے اخبار سے ' اور پبلک کو یقین یہ دلایا جاے کہ اسنے ایڈیٹر نے خاص طور پر رسالے کیلیے لکھا ہے !

(۴) آجکل یہ عادت بھی عام ہے کہ لوگ کوئی کتاب لکھتے یا رسالہ نکالتے ہیں ' اور پھر اسکی نسبت ہر قلم و سیاہی سے کام لینے والا جو کچھ لکھدیتا ہے ' کمال فخر و مباہات کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے ' اور بعض اخبار و رسائل میں تو اسکے مستقل باب رکھے جاتے ہیں !!

لیکن میرے خیال میں یہ ایک بہت ہی چھوٹے درجے کی بات ہے ' اور اس سے انسان کی ہمت ' اور منتہاے فکر کا پیمانہ بہت ادنے ثابت ہوتا ہے - اول تو اصولاً اصل شے کام کی خوبی ہے ' اور کوئی تعریف خواہ کیسی ہی بڑے سے بڑے قلم سے نکلی ہو ' اسپر اضافہ نہیں کرسکتی - پھر یہ کونسی خوشی کی بات ہوئی کہ فلاں اخبار والے نے آپکی تعریف کردی ' اور فلاں ایڈیٹر نے کہدیا کہ بہت اچھا اور دلچسپ ہے ؟ شاید جس ملک میں مستند اقلام و افکار ' نقد و تقریظ کا فرض انجام دیتے ہوں ' وہاں انکا نقل کرنا ضرور ہو (اور وہ بھی تجارتی اغراض والوں کیلیے) مگر ابھی اردو پریس کیلیے تو یہ وقت نہیں آیا -

اپنی ہمتوں کو بلند کرو - لوگوں کی تعریف و ستایش سے ہمارے سطح فکر کو بلند تر ہونا چاہیے - یہ دماغ کا افلاس ہے کہ وہ دوسرے دماغوں کے دسترخوان پر اپنے لیے غذا ڈھونڈھے - پھر وہ کون لوگ ہیں ' جنکی تعریف و ستایش پر " فخر و مباہات " کے الفاظ کا اسراف بیجا کرتے ہو ؟

الموید ' الجریدہ ' الزہرہ ' اتحاد و ترقی ' البرہان ' المدار ' الہلال قاہرہ ' چہرہ نما ' شہباز ' تصویر افکار ' السلام ' وغیرہ وغیرہ ممالک اسلامیہ کے جرائد و رسائل نے الہلال کی نسبت جو کچھ لکھا ہے ' میں نے تو اسکا بھی کبھی ذکر نہیں کیا -

سیکڑوں ضروری خطوط اخبار میں اسلیے نہیں شائع کرتا کہ انمیں جس طریقہ سے مجھے مخاطب کیا جاتا ہے ' اور شخصی طور پر بحث کی جاتی ہے ' اسکا میں اہل نہیں -

بعض نئی چیزیں

تاج گیسو دراز روغن

قیمت فی شیشی ۱۲ - آنہ سے ۱ - روپیہ تک - مورچی دروازہ - دہلی -

عورتوں کے سر میں لگانے کیلیے خوشبودار تیل آجکل بہت مروجت ہوتے ہیں - پچھلے زمانے میں جن لوگوں کو خوشبو سے زیادہ بالوں کے حجم و طول کی خواہش تھی ' وہ ادویہ کا مصالحہ کسی کم قیمت تیل میں ڈالکر استعمال کرتی تھیں ' اور تکلف کی انتہا یہ تھی کہ تلوج یا جوہور سے چمیلی کا تیل منگوا لیجیے - شعرا کو بھی زلف مشکیں ' اور گیسوے معنبر کے کھلنے پر خوشبو آتی تھی تو یاسمن ہی کی -

لیکن اب نیا مذاق گھر گھر پھیلتا جاتا ہے - اسمیں اتنی ترقی تو ابھی نہیں ہوئی کہ محض آجکل کی عطریات مالیہ پر اکتفا کرلی جاے ' جو شیرۂ حسن پروران مزنگ ہے - البتہ آجکل کے بنگالیوں نے ہندوستانی عطریات کو ملحوظ رکھکر جو نئے تیل نکالے ہیں ' انکا استعمال " عصر ترقی کی مہذب خواتین " کیلیے ایک جزو لابنفک تہذیب و ترقی سمجھا جاتا ہے -

یہ تیل کا کارخانہ بھی اسی مقصد سے کھولا گیا ہے کہ تمام ہندوستانی پھولوں کی خوشبو سے نئے قسم کے تیل بناے جائیں - صاحب کارخانہ نے نمونے کی شیشیوں کا ایک بکس بھیجدیا ہے '

جسمیں متعدد قسم اور خوشبو کے تیل ہیں ' اور اسمیں شک نہیں کہ خوشبو ہر شیشي کي اپنے حال پر شاہد ہے - علاوہ خوشبو کے لیبل پر ظاہر کیا گیا ہے کہ مقوي دماغ ' اور بالوں کی مضبوطي اور افزایش کا ذریعہ ہے - جناب حاذق الملک نے اسکي خوبیوں کا اعتراف کیا ہے اور بعض دیگر حضرات کي سندات بھي موجود ہیں - پس ضرور ہے کہ اسکي تصدیق کي جاے -

رہی خود اپني راے ' تو صاحب کارخانہ نے تیل تو بھیجدیا لیکن تجربۂ ذاتی کیلیے سر و بال کہاں سے لاؤں ؟

دماغ عطر پیراهن نہیں ہے
غم آوارگی هاے صبا کیا ؟

کلکتہ کے کارخانوں کا تیل بکثرت مروج ہوتا ہے - لیکن بہتر ہوگا کہ لوگ اس نئے کارخانے کی ہمت افزائی کریں - شاید اس جامعیت سے تمام پھولوں کے تیل اور کسي کارخانے میں نہیں بنتے اور پھر اسقدر ارزانی بھي نہیں - یورپ کے موجودہ اصول تجارت و تنظیم و ترتیب کے ساتھہ ملک میں اس طرح کے کارخانوں کا کھلنا یقیناً ہماري ہمت افزائي کا مستحق ہے -

ترکي کے کارخانے کي ٹوپیاں

شیخ سلطان محمد صاحب - هوشیار پور - جالندهر

ترکي ٹوپیوں کا استعمال اب اس درجہ بڑھگیا ہے کہ کچھہ عرصے کے بعد یہ بھی هندوستان کی ایک مخصوص و وسیع تجارت سمجھی جائیگی ' مگر یورپ نے صرف ہمارے اجسام و افکار هي کو غلام نہیں بنایا ہے ' بلکہ ہماري ضروریات اور احتیاج پر بھي اسي کی حکومت ہے !

یہ کیسي بد بختي ہے کہ جو چیز ترکوں کے لباس کا جزو لاینفک ہو ' وہ اٹلي اور اسٹریا سے لي جاے !

میري معلومات ترکي میں کسي ایسے کارخانے کے وجود سے ہمیشہ بے خبر رہی ' جہاں عمدہ ترکی ٹوپیاں بنتي ہوں - سلطان عبد الحمید نے ایک کارخانہ قائم کیا تھا مگر معمولي ٹوپیوں کا ' جو صرف سپاہیوں کے کام آتي تھیں ' یا خستہ خانۂ همایونی کے یتیم بچوں کو دي جاتي تھیں -

پچھلے دنوں جب اطالي مصنوعات سے نفرت کے جذبات لوگوں میں پھیلے ' تو اکثر لوگوں کو خاص ترکي کے کارخانے کي بني ہوئی ٹوپیوں کي تلاش ہوئي - شیخ صاحب نے اسي زمانے سے خط و کتابت شروع کردي تھي - اب انکو ایک کارخانے سے انتظام کا موقعہ ملگیا ہے ' اور انکا بیان ہے کہ جو ٹوپیاں انکے اسٹاک میں آگئي ہیں ' وہ خاص قسطنطنیہ کے ایک کارخانے کي بني ہوئي ہیں -

اگر یہ بات ہے ' تو واقعی انھوں نے نہ صرف ایک عمدہ تجارت کا دروازہ کھولا ' جسکے فریقین تجارت مسلمان ہیں ' بلکہ ایک وقت کي نہایت ضروري خدمت انجام دي -

ایک ٹوپی انھوں نے بطور نمونے کے بھیجدي ہے -

ترکی ٹوپیوں کا میں صاحب تجربۂ و نقاد نہیں ' کیونکہ کبھی ارزھے کا اتفاق نہیں ہوا ' لیکن بظاہر انکی عمدگي کیلیے یہ امور ضروري نظر آتے ہیں کہ اندر کپڑے کی بدوٹ نہو ' کاٹیے تو بالکل بادات کي سي اندروني ساخت نکلے ' قماش نرم ہو ' اور بدوٹ زیادہ نہو ' سطح کی پرزہ دار جلد بالکل مسطح اور مثل ریشم کے ہو -

کرسٹی کي پانچ روپیہ اور اس سے زیادہ قیمت کي ٹوپیاں ایسي هي ہوتي ہیں - اور اسٹریا سے بہتر شاید کہیں نہیں بنتي - اس ٹوپی کي قیمت ۲ - روپیہ ہے - اسلیے اسکا درجہ متوسط قیمت سے بھي گرا ہوا ہے - اس قیمت کے لحاظ سے اوصاف بالا جس درجہ ہونا چاہئیں ' اسمیں موجود ہیں -

البتہ اسکی رنگت زیادہ سرخي مائل ہے اور اچھي رنگت کسي قدر سیاہی مائل ہوتي ہے - لیکن انکا بیان ہے کہ ہر رنگت کي انکے ہاں آگئی ہیں -

پس اگر یہ واقعی ترکی کے کسي کارخانے کي بني ہوئي ہے تو اس قیمت میں غیر عثمانی ٹوپیوں سے کسي طرح بري نہیں ' اور اگر بري بھي ہوتیں تو بھي لوگوں کو کسی قدر ایثار سے کام لیکر اسي کو ترجیح دینا تھا -

امید ہے کہ شیخ صاحب نے اسکا اطمینان کرلیا ہوگا کہ یہ واقعیہ ترکي کے کارخانے کی بني ہوئی ہیں -

البتہ ایک امر قابل توجہ ہے - بمبئی اور کلکتہ کی طرح ٹوپیوں کے قالب اور معاملات میں رائج نہیں ' اور عمدہ ترکي ٹوپی بغیر قالب پر چڑھی ہوئي آتی ہے - جو لوگ منگوائیں گے وہ قالب پر چڑھانے کا کیا بندوبست کرینگے ؟ بہتر ہو اگر ایک قالب بھي منگوا لیا جاے ' اور اسپر چڑھاکر اور بکس میں رکھکر خریداروں کے پاس بھیجا جاے - کلکتہ میں قالب پر چڑھانے کي اجرت ایک آنہ ' اور دھلائي کے دو آنہ لیتے ہیں - کچھہ حرج نہیں کہ قیمت میں ایک آنے کا اضافہ کردیا جاے -

توحید

چہاري میرٹھہ - قیمت سالانہ ۲ - روپیہ - اڈیٹر خواجہ حسن نظامي دهلوي

خواجہ صاحب کے مضامین نہایت کثرت سے مختلف اخبارات و رسائل میں نکلتے رہے ہیں ' اسلیے مزید تعریف کي ضرورت نہیں -

یہ اخبار حال میں میرٹھہ سے شایع ہوا ہے ' اور بہترین نام ہے ' جو اختیار کیا گیا ہے - کاغذ نہایت اچھا - ڈیمائی سائز کی پوري نصف تقطیع پر نکلتا ہے ' اور لکھائي چھپائي اتني اچھي ہے جو ہفتہ وار اخبارات میں کم دیکھي گئی ہے - ان حالات کے ساتھہ قیمت یقیناً ارزاں ہے -

میرٹھہ ایک ممتاز شہر ہے - وہاں سے آجکل کوئي اخبار نہیں نکلتا تھا - یہ بہت ضروري ہے کہ کم از کم ہر شہر سے ایک دو اردو کے اخبار جاري ہوں -

امید ہے کہ اس نئے اخبار کو ترقي و ثبات کے وسائل بہت جلد حاصل ہوجائیں گے -

الهلال کی ایجنسی

هندوستان کے تمام اردو ' بنگالہ ' گجراتی ' اور مرہٹي ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے ' روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت مدہوق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي ہیں ' تو اپنے شہر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جائیے -

مراثی الهلال

اختلال دولۂ عثمانیہ

اور

مصائب اسلامی

از جناب مولانا نجم الدین احمد صاحب پیشکار دپٹی کلکٹر۔ کلکتہ

حضرت مولانا ۔ السلام علیکم ۔ مضمون بعنوان بالا بقلم مستر رحمتشام الحق نظر سے گذرا ۔ اسے دار بار پڑھا اور سوچتا رہا کہ "الہلال" جیسے دا عظمت و موقر رسالے کا صفحہ ایسے مضمون سے کیوں سیاہ کیا گیا ؟ میرے ایک مشفق نے جو اسوقت میرے پاس موجود تھے فرمایا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ مولانا اپنے اخبار کے ذریعہ ہر شخص کو رائے زنی کا موقع دیتے ہیں گو وہ خیالات اخبار کی پالیسی کے خلاف ہی کیوں نہوں ؟ واقعی یہ آپکی فیاضی طبع تھی کہ اسے شایع کردیا ورنہ اسکا اہل نہ تھا ۔ آپکے گرانقدر مضامین کو اسلامی دنیا نہایت شوق اور غور سے پڑھتی ہے ۔ مناسب تھا کہ بطریق ترضیع اپنی رائے سے بھی "الہلال" کے ناظرین کو مطلع فرماتے ۔

غور سے دیکھا جائے تو اپکے نامہ نگار صاحب ، جنھوں نے اپنی غلط فہمی سے لاکھوں مسلمانوں پر اپنے ہم خیال ہونیکی تہمت لگائی ہے ، درحقیقت کسی مسلمان کے ہمخیال نہیں ۔ بالتشریح بحث کی ضرورت نہیں اور نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ الہلال کے بیش بہا اوراق کو ان باتوں سے پر کیا جائے ۔ مختصراً چند سطریں آپکے نامہ نگار کے جواب میں لکھتا ہوں ۔ امید ہے کہ الہلال میں جگہہ دیکر ممنون فرمائیں ۔

وہ لکھتے ہیں کہ "فرق کلیسہ کے فتح کے بعد اسلام کا نام و نشان یورپ سے مٹگیا" مگر یہ کسی مسلمان کا خیال نہیں اور نہ اندلس کے سقوط کے بعد بھی ایسا خیال ہے ۔ اسلام کو یورپ میں ابھی بہت کچھہ کرنا ہے ۔ اسکے مشن کی تکمیل باقی ہے ۔ زمانہ نے ایک ہی پلٹا کھایا ہے ۔ دوسرے پلٹے کا انتظار ضروری ہے ۔ گو ہم اسے نہ دیکھیں مگر آیندہ نسلیں دیکھیں گی ۔ ترک یورپ سے نکالدیے جائیں مگر خدائے واحد کے پرستاروں کا سرزمین یورپ سے نام و نشان کیوں مٹنے لگا ؟ یورپ میں اسلامی آبادی موجود ہے ۔ روس کی سرزمین میں بھی مسلمان آباد ہیں اور بقول حضرت ایڈیٹر المنار "سارے دنیا کے مسلمانوں سے اچھے مسلمان ہیں ، جنکی مذہبی روح ہمارے جوش سے زیادہ قوت رکھتی ہے" ۔

معربی افریقہ ، جہاں کوئی اسلامی مشن پہنچا ہی نہ تھا ، کس خوشی سے اسلام قبول کررہا ہے ؟ اشاعت اس درجہ ترقی پر ہے کہ ایک موقع پر قیصر جرمنی گھبرا اٹھا ، اور اسکے روکنے کے وسائل پر توجہ دلائی ! لکھا

دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست ؟

حکومت کے جانے سے اگر اسلام مٹ جاتا تو ہندوستان میں اسوقت دس کروڑ مسلمان نہ ہوتے اور آج مستر احتشام الحق بھی نہوتے ۔ تاریخ اسلام میں ایسی شکست کوئی بڑی بات نہیں ۔ اللہ اکبر ! کیسی کیسی دہواں کی شکستوں کے بعد بھی اسلام کی شان میں کوئی فرق نہیں آیا ! بغداد کی سرزمین ابتک اس بات کی شاہد ہے ۔۔ ولا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین ۔ ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثلہ ، وتلک الایام نداولہا بین الناس ۔

آپکا نامہ نگار ترکوں کی مالی تنگی پر روتے ہوے اچانک ناظم پاشا کے قتل کو ترکوںکے بھاگ کا نتیجہ قرار دیتا ہے ۔ واقعات اسکے برعکس ہیں ۔ جس عز و شان سے ناظم پاشا مدفون کیے گئے وہ ثابت کررہا ہے کہ پاشاے موصوف کا قتل ایک اتفاقی حادثہ تھا ، جسکا ترکوں کو بھی افسوس ہے ۔ یہ سخت بہتان ہے کہ ترکی گورنمنٹ کا کوئی محکمہ عام خرابی نظم و نسق سے آزاد نہیں ۔ مسٹر مسٹر حسین قدوائی کا وہ خط جو بطریق چشم دید واقعہ کے کچھہ عرصہ ہوا پائنیر میں شایع ہوا تھا ، ظاہر کرتا ہے کہ ترکی محکمہ کا انتظام قابل تحسین اور یورپین سپاہیوں کی شکایتیں بالکل غلط ہیں ۔ پروفیسر (وامبری) جو ترکوں کے باب میں ایک ربردست سند مانا گیا ہے ، ترکوں کی ترقی پر بحث کرتے ہوے کہتا ہے کہ پارلیمنٹ کے افتتاح سے ترکوںکو بہت فائدہ پہونچا ۔ ترک ہر طرح سے اپنی ترقی کے لیے کوشاں ہیں لیکن اگے دن یورپ کی دست اندازی سے انکو موقعہ نہیں ملتا کہ ترقی کے زینہ پر پاؤں رکھہ سکیں ۔ تاہم اس تھوڑے عرصہ میں جو کچھہ کردکھایا ہے ، (بقول موسیو لوتی کے) یورپ کے لیے ایک سبق ہے ، اور مسٹر بلنٹ (مدیر اجیٹ) کے قول کے مطابق تمدن کا تقاضا ہے کہ یورپ اسمیں ترکوںکی مدد کرے ۔ افسوس ! مدد کے بدلے ترکوںکو مٹانے کے لیے سارے عیسائی دنیا متفق ہے اور شک ہے کہ ترکوںکو ایشیا میں بھی چین لینے دیگی ۔ چنانچہ ماہ گذشتہ کے (Nineteenth Century and after) میں سرہاری ۔ جونسٹن ترکوںکی آیندہ زندگی پر بحث کرتے ہوے یہ مدعا ظاہر کرتا ہے کہ سائپرس ، سینا ، اور مصر انگریزوں کو دیدیا جاے ، شام اور لبنان فرانس کے زیر اثر ہو ۔ شام و میسوپوٹامیا میں یہودی سلطنت بنادی جاے ۔ عرب خود مختار ہو ، طرابزون اور ارمینیا روس کے ماتحت ہو ۔ قسطنطنیہ اٹلی کو دیدیا جاے ۔ اور باقی حصہ (بشرطیکہ کچھہ بچے) سلطان کے لیے چھوڑ دیا جاے ۔ مگر یہاں بھی بیرونی معاملات جرمنی کے سپرد ہونگے !

ایسی حالت میں اطمینان کب ہوسکتا ہے ؟ تعجب تو یہ ہے کہ قوم فروش مسلمان بجاے ہمدردی کے ، الزامات کا بوچھاڑ ترکوں پر کررہے ہیں ۔ ترکوںکا یہ عزم ، کہ ایک انچ زمین بھی بغیر لڑے نہ چھوڑیں گے ، قابل تحسین ہے ۔ اور وہ جبتک اس بات پر ثابت قدم ہیں ، اسوقت تک ہر دیانت دار مسلمان کے لیے فرض و لازم ہے کہ انکی ہمدردی وتائید کو اپنا وظیفۂ دینی و ملی یقین کرے

جب آپکا نامہ نگار مقاطعہ پر بحث کرتا ہے اور بعض سربرآوردہ اسلامی اخباروں میں اس امر کی تحریک پر تعجب کرتا ہے تو مجھے اسکے تعجب پر بے اختیار ہنسی آتی ہے ۔ آپ فرماتے ہیں :

"ممکن ہے کہ بعض امراء قوم بعض اشیاء یورپ کا استعمال چھوڑ دیں ، مگر اس سے یورپ کیا صدمہ محسوس کریگا ؟ کام وہ کرنا چاہئے جو ممکن ہو" مقاطعہ کی ضرورت ہے کہ نہیں ؟ یہ بات اب مان لیگئی ہے کہ ہندوستان میں صنعت و حرفت کی ترقی ہونی چاہئے اور اسکی کامیابی کی صورت یہی ہے کہ ہم یورپ کی سخت سے سخت چیزیں خریدنا چھوڑ دیں ۔ لارڈ سنڈے نے تعلیم صنعت و حرفت

پر بہت زور دیا تھا' مگر اس بات کو نظرانداز کردیا۔ اسکی وجہ ظاہر ہے - حالانکہ مقاطعہ و ملکی صنعت و حرفت کا ترقی پانا ایک دوسرے کے ساتھہ لازم و ملزوم ہے - سر جیمس مسٹن نے گورکھہ پور کی اسپیچ میں فرمایا تھا کہ مقاطعہ کے خلاف میری جتنی قوت ہے' میں صرف کرونگا' لیکن ایسی بے معنی باتیں تو اکثر سننے میں آتی ہیں - مدعا میرے لکھنے کا یہ ہے کہ باشندگان یورپ پر اسکا کیا اثر پڑ رہا ہے اور اسکی کامیابی انکی بربادی کا باعث ہے یا نہیں ؟ مسٹر احتشام الحق اگر کلکتے میں ہوے تو انکو میں دکھلاتا کہ یہاں کے "دو لکھی سیل" بند ہو جایینگے مانچسٹر اور لنکا شایر کے کارخانے دو ہفتہ تک بند رہے - دنیا میں ہر کام ممکن ہے' لیکن کوشش شرط ہے - ایک چیز جو چین کے لیے کامیاب ہو' ترکوں کے لیے کارگر ہو - وہ ہندوستان میں کیوں نہیں مفید ہوگی ؟ شاید یہ خیال گذرتا ہو کہ گورنمنٹ اسے روکیگی ' لیکن یہ اسیوقت ممکن ہے ' جبکہ اسکی عملی تائید میں بے عدوانی کیجاے' اور وہ موجب خلل رفاہ عام و نظم و امن ہو - میرے دلکو کوئی نہیں بدلسکتا - اگر میں دیسی چیزوں کو لوں اور یورپین ساخت کی چیزیں نہ لوں ' تو اس سے سرکار بہادر کیوں ناراض ہوگی ؟ بہرکیف میں مسٹر موصوف سے فقط یہی سننا چاہتا ہوں کہ اگر مقاطعہ ممکن ہے تو وہ اسکے حامی ہیں یا نہیں ؟ امرا اس کام کو شروع کریں - عوام الناس ضرور متابعت کرینگے -

اسکے بعد آپکا نامہ نگار (قرض حسنہ) پر بحث کرتے ہوے یوں رقمطراز ہے کہ " میری راے ذاتی دلی ہے " .. ... اسکی وجہ یہ ہے کہ انتظام سلطنت قابل تحسین نہیں " اور " وہ روپیہ بعض غدار اہلکاران سلطنت کے پرائیوٹ خزانے میں پہونچ جائیگا اور انکے لیے مزید عیش و عشرت کا سامان مہیا کرے گا " اور شکست کی وجہ یہ ہے کہ " ترک مزے سے میٹھی نیند سو رہے تھے " -

برین عقل و دانش بباید گریست

آپکا نامہ نگار اگر (Capital) "کیپیٹل" کا "H E." "ای-ایچ" نہیں تو کم سے کم اسکا ہم خیال معلوم ہوتا ہے - ترکی انتظام سلطنت پر میں اوپر بحث کر چکا ہوں اور زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ' لیکن دوسرے امر کی نسبت مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ کیا آنکا کانشنس ایسے بہتان عظیم کے لکھنے سے مانع نہوا ؟ وہ ترکی سلطنت ' جو کہ آئے دن دشمنوں کے شکنجوں میں پھنسی ہوئی ہے - وہ ترکی سلطنت ' جسے چاندی کی زنجیروں میں دشمنوں نے جکڑا ہے - وہ ' جسے ایک مدت کی فرصت بھی نہیں دی جاتی کہ اپنی حالت کو درست کرے - وہ ' جو حفظ اسلام کے لیے اپنی رعایا کی خون کی ندیاں بہا رہی ہے' اور وہ آخری دولۃ اسلامیہ ' جسکے مرزبد تمام دشمنان اسلام کے مقابلے میں تنہا سینہ سپر ہیں اور اپنی جان و مال کو قربان کر رہے ہیں ' کیا ہندوستان کے چند لاکھہ روپیہ کو غصب کرلیں گے ؟ حیف صد حیف مسٹر موصوف کی سمجھہ پر - وہ فی الحقیقت اپنے دل میں اسلام کا کچھہ درد رکھتے تو انکے قلم سے ایسی بات ہرگز نہ نکلتی - قرض دینا ہمارا فرض ہے - حساب لینا خدا کے ہاتھہ میں - ہمیں اسکی پروا ہی نہیں کہ روپیہ کیسے خرچ ہو ؟ ہم کو تو اپنا فرض ادا کرنا چاہیے -

" ترک میٹھی نیند سو رہے تھے " - کاش یہی ہوتا کہ ترکوں کو تھوڑے عرصہ تک میٹھی نیند سو لینے دیا جاتا ' تو آج یہ نتیجہ نہ نکلتا - انکو تو صدیوں سے ایک لمحہ کی بھی راحت نصیب نہیں -

آخر نامہ نگار موصوف سلطان المعظم کی خلافت پر شک کرتا ہے اور پوچھتا ہے اور وہ بھی نہایت پر معنی سادگی اور بھولے پن سے کہ "کیا یہ صحیح ہے کہ قسطنطنیہ عرش خلافت ہے اور سلطان روم خلیفۃ المسلمین ہیں ؟ کیونکہ خلافت صرف دس برس تک قایم رہی " لیکن میں یہ کہنے کیلیے مجبور ہوں کہ نامہ نگار موصوف غلط فہمی میں مبتلا ہے - وہ خلیفۃ الرسول اور امیر المومنین کو ایک سمجھتے ہیں - خلیفۃ الرسول کا زمانہ بیس برس تک رہا لیکن امیر المومنین سلاطین اسلامیہ کو علما نے لکھا ہے اور کل کا اسپر اتفاق ہے - تمام اسلامی دنیا سلطان معظم کو امیر المومنین تسلیم کرتی ہے اور علماء اسلام اس میں متفق الراے ہیں - خطبوں میں اس نام کو دعا دی جاتی ہے ' اور کل خاص و عام آمین کہتے ہیں - کیا (ترمذی) کی حدیث نامہ نگار موصوف کی تسلی کے لیے کافی نہیں کہ ہی اعان سلطان اللہ فی الارض' اعان اللہ ؟ سلطان المعظم و امام المسلمین کل مسلمان متفق ہیں - اور انسا مائۃ واجب ہے - حدیث میں وارد ہے من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیہ - امام مسلمانوں کا مسلمان ہی ہونا چاہیے - اس سے کسیکو انکار نہیں ہوسکتا ما جعل اللہ لکافرین علی المومنین سبیلا - پھر جب مسلمانوں کا قدیم امام میں رہا طے پا چکا' تو آج سوائے سلطان المعظم کے کون اسکی قابلیت رکھتا ہے ' اور مستحق ہوسکتا ہے ؟ خادم حرمین شریفین کے سوا کسیکو نہیں پہونچتا کہ وہ امیر المومنین یا امام المسلمین کہلاے -

مذہبی پیرایہ کے علاوہ سیاسی نظر سے دیکھیے - یہ زمانہ نہایت نازک ہے - ہمارے کسیکو اپنا خلیفہ ضرور مان لیں اور رشتۂ اتحاد قایم رکھیں ورنہ کوئی مرکز سیاسی پیدا نہوگا - انکا یہ دعوی کہ " کعبہ معظم جب خدا کا گھر ہے تو خدا اپنے گھر کی آپ حفاظت کرلیگا " قریب قریب اوس قسم کی گفتگو ہے ' جو بنی اسرائیل نے موسی علیہ السلام سے کہی تھی کہ : واذھب انت وربک فقاتلا ' انا ھاھنا قاعدون !! الحمد للہ کہ یہ مسئلہ کسی مسلمان کا نہ کبھی تھا اور نہ قیامت تک ہونیوالا ہے - کعبہ تو کعبہ ہے - اگر حرم کعبہ پر عظیم کی زیادتی ہو تو کل مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنی جان و مال نثار کردیں اور اللہ کیلیے اٹھہ کھڑے ہوں -

آخر میں میں قوم کو ایسے لوگوں سے متنبہ کیے دیتا ہوں ' کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی خود غرضی سے ایسے موقعہ پر کچھہ مضامین شایع کرکے اپنی سرخروئی حاصل کرنا چاہتے ہیں - جسوقت کہ جنگ طرابلس ہوئی تو پنجاب سے بھی ایک ایسی ہی صدا اٹھی تھی -

میرے ایک دوست جو امرتسر میں تھے ' انھوں نے اسکی نسبت لکھا تھا :

" آپکے مسٹر ..... کا خط پانیر میں ملاحظہ کیا ہوگا - اسکی وجہ اسکے سوا اور کچھہ نہیں کہ مسٹر موصوف سرکاری ملازمت کے خواہاں ہیں اور حال میں انکی درخواست مع سفارش کے گورنمنٹ کی خدمت میں جا چکی ہے - " !!

اطلاع

دفتر الہلال کے ذریعہ پریس کا تمام سامان ' اور لیتھو اور ٹائپ کی مشینیں ' نئی اور سکینڈ ہنڈ ملسکتی ہیں -

ہر چیز دفتر اپنی ذمہ داری پر دیگا -

سردست دو مشینیں فروخت کیلیے موجود ہیں :-

مراسلۂ آسادہ

اولین هئیة هلال احمر هندیه

مسٹر سید حسن عابد جعفری آنریری سکریٹری اولین هلال احمر هندوستان قسطنطنیه

یه چند سطور پبلک کی اطلاع کی غرض سے ارسال خدمت هیں - براہ کرم ان کو اپنے اخبار میں جگه عنایت فرمالیگا -

مجھکو افسوس ہے کہ چند هندوستانی اخبارات و نیز چند دیگر حضرات نے " عریب مسلمانان بمبئی کے طبی مشن " کو " اول هندوستان هلال احمر " کے نام سے مخاطب کیا ہے - میں اس ناجایز پالیسی کی تردید پہلے کرچکا ہوں لیکن مجھے خوف ہے کہ هندوستان کے بعض مسلمان ابھی تک پورے حالات سے مطلع نہیں ہوے هیں - لہذا میں دوبارہ اِطلاع دیتا ہوں -

" عریب مسلمانان بمبئی کا طبی مشن " ہمارے طبی مشن کے بعد قسطنطنیه میں وارد ہوا ' اور هم سے کئی هفتوں کے بعد اُس نے کام شروع کیا - هماراً مشن جسکا نام " اول هندوستان هلال احمر " ہے ' لندن سے آیا - اِس کے بانی مسٹر سید محمد حسین - بی - اے - (آکسن) هیں - اور ڈاکٹر مسٹر سید آل عمران حیدیر کالج (اکسفورڈ) هیں - همارے مشن نے حیدر پاشا حسدہ خانه میں کامیابی کے ساتھه خدمات انجام دیں - اور هم کو عثمانی هلال احمر نے " بریجی هندوستان هلال احمر هیئتی " کا نام دیا ہے اور تمام خط وکتابت میں اسی نام کا همیشه لحاظ رکھا ہے - علاوہ ازیں ترکی اخبارات ' و نیز سرکاری و نیم سرکاری کاغذات ' ورجسٹر وغیرہ وغیرہ میں بھی انہی اصول پرکارروائیاں عمل میں آئی هیں - ایسی صورت میں اگر کوئی طبی مشن اِس بات کا دعوی کرے کہ وہ " برنجی (۱) هندوستان هلال احمر هیئتی " ہے ' تو بالکل غلط ہوگا - اور هم کو مجبوراً ایسے مشن کے خلاف قانونی کارروائی کرنی پڑیگی -

یه بات یاد رکھنے کی ہے کہ همارے مشن نے نام و نمود کی خواهش کبھی نه کی - هم هندوستانی طالب علم انگلستان کی درسگاہ آکسفورڈ میں مقیم تھے - لیکن ترکی کے مصایب کی کیفیت سے بیتاب هوکر ' اور اپنی تعلیم و جمله دنیاوی خواهشات پر لعنت بھیجکر خدمت اسلام کی خاطر قسطنطنیه میں آے ' اور مجھے اس امر سے مسرت ہے کہ هماری مشن کا نمبر اول رها - هم نے زمانۂ قیام استنبول میں کسی سے اپنی اِمداد نه چاهی ' اور نه اپنی مقاصد کے انجام دینے کے لیے دست سوال دراز کیا - جو کچھه بھی هم مسلمان طالب علموں سے ممکن تھا ' وہ هم نے اپنے ذاتی روپیه سے کیا ' اور ترک مجروحین کی خدمت میں حتی الوسع کوشش کی - اگر میں اپنے مشن کے پورے حالات سے اطلاع دوں تو مضمون نہایت طولانی هو جائیگا - میں عنقریب اپنے مشن کی رپورٹ شایع کرونگا ' اُس کے ذریعه مفصل حالات پبلک تک پہونچ جائیں گے -

مقام شرم و حیرت ہے کہ بعض مسلمان اخبار اور بعض هم وطن مسلمان هماری خدمات کا اعتراف کرنا بھی عار سمجھتے هیں اور بجاے اظہار مسرت کے زهر آلود نا پاک نگاهوں سے هماری کوششوں کو دیکھتے هیں - مجھکو ان باتوں کے لکھنے کی ضرورت نه تھی ' لیکن سچ نا انصافی هوگی اگر میں اپنے مشن اور اپنی شیر دل نوجوان مسلمان ممبروں کے حقوق کو نظر انداز کردوں - جن حضرات کو طبی مشن کے بدلے اور بھیجنے کا تجربه ہے ' وہ خوب جانتے هیں کہ اِس سے زیادہ دشوار اور همت آزما کام کم هوے هیں اور ایسی خدمات عموما پبلک چندوں کے ذریعه سے انجام دی جاتی هیں - لیکن یه فخر صرف " برنجی هندوستان هلال احمر " هی کو حاصل ہے کہ سب سے پہلا هندوستانی مشن ہے اور محض چند نوجوانوں کے سرمایه سے بنا ہے ' اور پھر ان نوجوانوں نے صرف روپیه هی سے اِمداد نه کی ' بلکه خود استنبول آئے اور مجروحین کے علاج و تیمارداری میں همه تن مصروف رہے !!

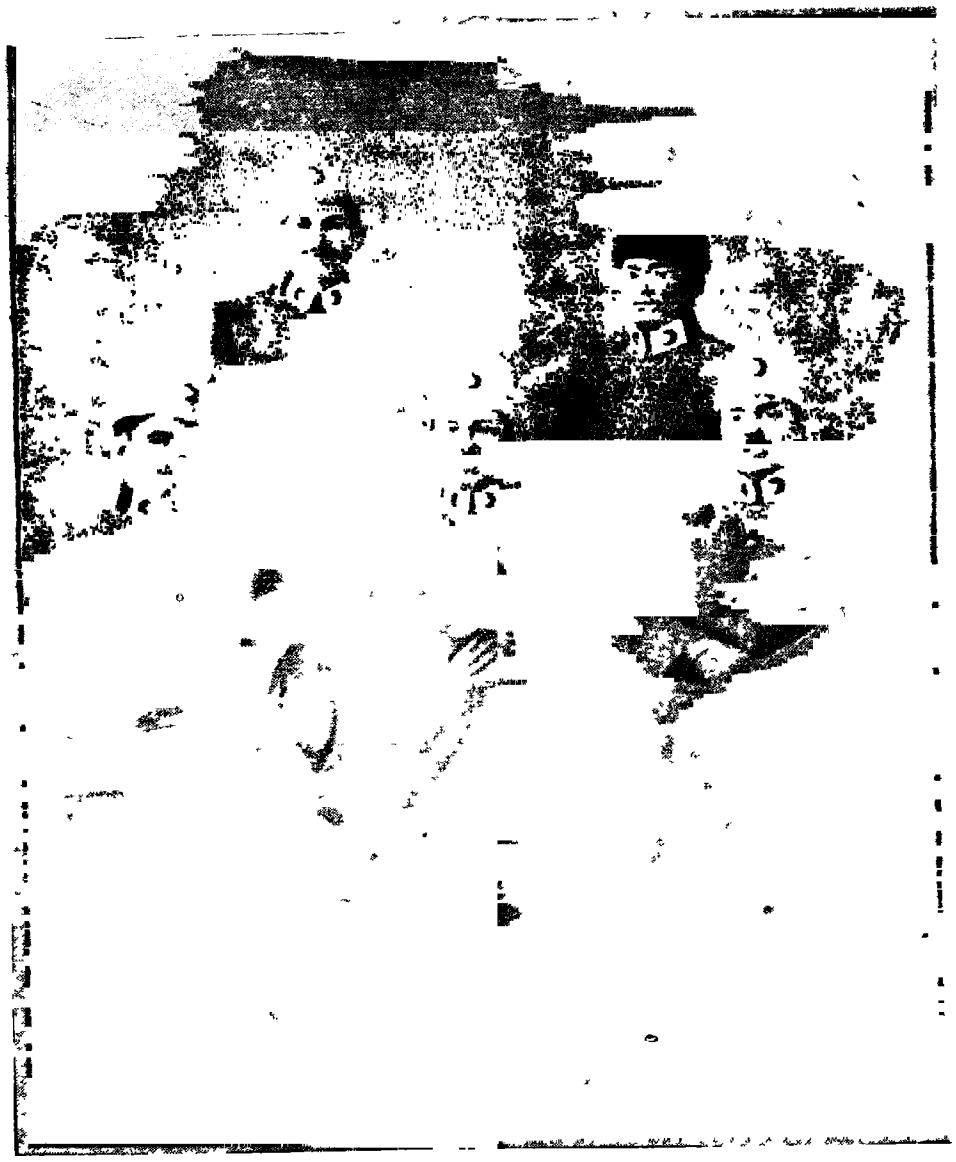

مسلمان متعلمین انگلستان کی " هئیة طبیة هلال احمر "

نواب سید محمد حسین - بی - اے - آکسن (حیدر آباد دکن) - ڈاکٹر عبد الحالق سالم (قاهره) - سید حسن عابد جعفری (آگره) - مسٹر عبد الحق (حیدر آباد) - مسٹر آل امام (پٹنه) -

اگرچه هماری دل مصائب اسلامیه و نیز تکالیف مجروحین کے باعث غم سے چور هیں اور هم سر بکف خدمت اسلام کے لیے تیار هیں ' اور انشاء الله تا دم آخر رهیں گے ' لیکن یه تو همیں کسی طرح منظور نہیں کہ هماری هی هم مذهب اور هماری هی هم وطن هماری کوششوں پر خاک ڈالیں اور شرمناک طریقه پر هماری اول هزیمت کے درجالز کو هم سے چھیننے کی کوشش کریں ! هم کسی صلے یا انعام کے خواهش مند نہیں هیں - هم کسی عزت مزید یا اقتدار کے حاجت مند نہیں هیں - هم مسلمان هیں ' هماری محنتوں اور کاوشوں کا نعم البدل صرف رضاء الهی ہے (بس اسی کو پیش نظر رکھتے هیں - الهلال)

(۱) " برنجی " ترکی زبان میں فارسی کے " نخستین " کے معنی میں آتا ہے - یعنے " پہلا " (الهلال)

لہذا میں اطلاع دیتا ہوں کہ " برنجی ہندوستان ہلال احمر ہیئتی " " غریب مسلمانان بمبئی کے طبی مشن " کا نام نہیں ہے اور نہ وہ مشن اس نام کا کسیطرح حقدار ہے ' جیسا کہ عثمانیہ ہلال احمر فیصلہ کرچکی ہے - علاوہ اُن زبردست شہادتوں کے جنکا بیان اُوپر ہو چکا ہے ' غالباً یہ بے موقع اظہار نہ ہوگا کہ پرسوں شب کو بسیم عمر پاشا افسر اعلی عثمانیہ ہلال احمر نے ہماری دعوت کی تھی ' اور اس میں علاوہ ڈاکٹر انصاری ڈائرکٹر آل انڈیا میڈیکل مشن - و مولوی ظفر علیخاں اڈیٹر زمیندار کے ' طلعت بے - اسد پاشا - کمال عمر بے - و دیگر حکام ترکی بھی شامل تھے - اس موقع پر بھی ہم کو " برنجی ہندوستان ہلال احمر " کے نام سے مخاطب کیا گیا تھا اور طلعت بے و چند دیگر بزرگوں نے ہماری حقیر کوششوں کا اعتراف فرمایا تھا -

مجھے یقین ہے کہ میرے ہم ملک بھائیوں تک میری یہ تحریر پہنچیگی اور وہ آیندہ غلطی نہ کریں گے - ہم نے ڈاکٹر محمد حسین مدراسی ڈائرکٹر (غریب مسلمانان بمبئی مشن) کو تحریری نوٹس دےدیا ہے کہ جو نیا نام اُنھوں نے بمبئی مشن کو دینے کی کوشش کی ہے ' وہ ناجائز ہے اور اس سے اُن کو احتراز کرنا چاہیے ورنہ ممکن ہے کہ معاملہ طول کھینچے - ڈاکٹر موصوف نے ہمارے نام کے مارم و نیز مہریں وغیرہ بھی تیار کرالی ہیں - اُن کو یا کسی دوسرے کو اس فعل کا کوئی حق نہیں ہے - بلکہ جہانتک مجھے معلوم ہے ڈاکٹر موصوف نے یہ حرکت بلا اجازت ٹرسٹیان بمبئی مشن کی ہے ' اور بعض بیرونی اشخاص انکو اپنے اغراض شخصیہ کیلیے اس طرح کی اشاعات کی ترغیب دیتے ہیں اور خود اس مشن کے سکریٹری اور دیگر ممبر بھی انکے اس فعل کے مخالف ہیں - یہ تحریر محض بغرض اطلاع اخوان ملة شایع کی جاتی ہے - ہندوستان کے اسلامی اخبارات نقل فرمائیں تو موجب شکریہ ' ورنہ شکایت بھی نہیں -

الهلال

ارساليات طبية هند

اور هماري ايک نئي قومي رسوائي

آپکے تحریر بھیجی ' نیز اپنے مشن کا مرقع ' دونوں شائع کردی جاتی ہیں ' لیکن مجھے معذور رکھیے اگر اپنے خیالات کے اظہار سے اس مرقع پر بار نہ رہسکوں کہ کوئی آواز آج میرے کانوں میں ایسی نہیں آتی ' جو میرے دل مجروح کیلیے ایک نشتر زخم نہو !

(۱) آپکی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اور آپکے با ہمت پُرجوش ساتھی " مسئلۂ عجیبۂ اولیت و آخریت " کی بعض اشاعات و مساعی کی وجہ سے یہ سمجھنے لگے ہیں کہ ہندوستان میں آپ لوگوں کے اسلام پرستانہ اقدام و اعمال کی بے وقعتی کی جارہی ہے ' اور اس خیال سے بہت ملول ہیں ' لیکن میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ واقعیت اسکے خلاف ہے - ہم لوگ آپکی سعی و مجاهدة کے مداح ' اور اس پُرجوش خدمة مجاهدین اسلام کے تہہ دل سے معترف ہیں - جبکہ ہندوستانی متعلمین فرنگ کی نسبت برسوں سے ہماری معلومات پر غم ' اور اطلاعات و نتائج یاس انگیز تھے ' ہم نے مسرت و انبساط کے عالم میں سنا کہ آپ لوگ اپنے تمام اشغال کو ترک کرکے ' نقصان مال و ترک راحت جسم گوارا کرکے ' بغیر اعانة خارجی ' محض اپنے جوش و ولولہ سے قسطنطنیہ پہنچے ' اور خدمت گذاری اخوان مجاهدین میں مصروف ہو گئے ! مجزاکم الله تعالی عن الاسلام و المسلمین خیر الجزاء ! وکثر الله امثالکم ' و ثبت الله اقدامکم -

(۲) لیکن معاف فرمائیگا ' میں اس امر کے سمجھنے سے بالکل قاصر ہوں کہ جو لوگ اپنے " پہلے " اور " دوسرے " ہونے کی بحث میں پڑے ہیں ' اور اس کے پیچھے اپنی بہترین قوا و عمل کو بے دریغ خرچ کر رہے ہیں ' انکی اس سعی میں ' اور اس جوش و مستعدی میں ' جس نے انکو قسطنطنیہ کے شفاخانوں میں پہنچایا ' کیا فرق ہے ؟ ہم دیکھتے ہیں کہ جس شوق و مستعدی سے آپ ' ممبران بمبئی مشن ' اور ممبران ڈاکٹر انصاری مشن خدمت اسلامی میں حصہ لینے کیلیے دوڑے تھے ' تقریباً اتنے ہی جوش سے بدبختانہ بحث اولیت و عدم اولیت ' و ترجیح و افضلیت ' و مسابقت و مسابقت ' و با ہم دگر تعالد و تباغض ' و تحقیر و تعضیم و شناعت کیلیے بے تابانہ و بے اختیارانہ دوڑ رہے ہیں ! پھر مرمالیے کہ ہم بدبخت ' اور اپنی بد بختی کے ان مناظر شنیعۂ و معرکہ دیکھنے والے بد بخت مسلمانان ہند ' کس جوش کو اپنے سامنے لائیں ' اور کس کو نظر انداز کریں ؟ کس کو یاد رکھیں ' اور کس کو بھلادیں ؟ کس کی داد دیں ' اور کس پر ترا بھیجیں ؟ مابین تدھرون ؟

عزیزان من ! یہ کیا بد بختی ہے ' جو ہم کو کسی عالم میں بھی نہیں چھوڑتی ؟ اگر دشمن ہم کو زندہ رہنے کا اب مستحق نہیں سمجھتا تو کیوں اس فیصلہ پر تم برہم ہو ؟ تم کیوں دنیا میں زندہ رہو ' جبکہ خود تمہارے اعمال کا یہ حال ہے ؟ ایک طرف تو لاکھوں مردان اسلام کی گردن سے خون کے فوارے بلند ہو رہے ہیں ' اور دوسری طرف تم لوگوں کے حلق سے خود پرستی اور خود نمائی غرور و ادعا ' اور نمایش و مباهات کا ایک سیلاب علیحدہ ہے ' جو کسی طرح بند ہی نہیں ہوتا ! ایک مشن جاتا ہے مگر تین تین آدمی اسکی ملکیت کے مدعی بن بیٹھتے ہیں ' اور اس زور و شور سے اپنے اپنے دعاوی پیش کرتے ہیں ' گویا پوری ایک صدی کی موروثی جائداد تھی جو ان فدائیان اسلام سے چھن گئی ! اسکے بعد قسطنطنیہ پہنچکر ' ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے ہیں ' جوتیوں میں دال بٹتی ہے ' اور ایک دوسرے کو الزام دیتے ہیں - پھر عین اس وقت جبکہ ایڈریانوپل کے سقوط اور مسجد سلیم کی محرابوں کے نیچے ملاعدۂ بلغاری کے پہنچنے کی ہم خبر سنتے ہیں ' یہ بشارت اسلامی بھی سننے میں آتی ہے کہ حیموں کے اندر لڑنے جھگڑنے کے بعد اب ترکی کی عدالتوں میں بھی معاملہ پہنچنے والا ہے اور ڈاکٹر انصاری کو نوٹس دیدیا گیا ہے - گویا اب تک دو سا ید حیموں کے اندر باہم لڑتے جھگڑتے تھے اور پھر بھی کسی ترک افسر کے آنے کی خبر سنکر لوگ آدمی بھیجکر بیٹھہ جاتے تھے ' لیکن ' اب ترکی عدالت میں علانیہ مسلمانان ہند کی عظمة اسلامی ' اور جوش دینی ' و غیرت ملی کے نمونے پیش کردیے جائیں ! !

اس پر بھی بس نہیں کیا جاتا - ایک کہتا ہے کہ زیادہ نہ بولو ورنہ میں تمہارا ورقہ فسخ کردونگا ' دوسرا کہتا ہے کہ ذرا ٹھہر جاؤ - عدالت کی بیچ کے سامنے ہو رہیگا ' جو کچھہ ہونے والا ہے - ایک کہتا ہے کہ میرے خیمے کے آگے ایک سرخ جھنڈا لہراتا ہے ' اور یہ ایک شرف جلیل اور فوز عظیم ہے ' جو بلا شرکت غیرے مجھکو حاصل ہوا - ترکوں کے عول عول آتے ہیں ' اور اسکے نیچے ترکت حاصل کرنے کیلیے رکوع و سجود کرتے ہیں - دوسرا کہتا ہے کہ مان لیجئے کہ یہ سچ ہے ' مگر اس سے ہوتا ہی کیا ہے کہ " عمر رئی " کی جگہ " ہندوستان کرئی " کے نام کے قرار دینے کی مد میں تو ہمارے ہی دست حق پرست پر طومار میں آئی - پہلا اسپر بگڑتا ہے کہ یہ دوسری مداخلہ بیجا اور غصب نا بجا ہے - اس واقعہ کی صداقت سے انکار نہیں ' مگر یہ بھی تو ہمارے ہی صنیعۂ مقترحات آسانہ کی ایک سطر جلی ہے ! !

ایک کہتا ہے کہ تم لڑتے جھگڑتے تھے ' مگر شکر الہي بجا لاؤ کہ ہم نے اپني جماعت سے ایک سالار لشکر تمہیں مرحمت فرمایا - دوسرا کہتا ہے کہ یہي تو تمہارا دسیسۂ مخفي ہے - مگر یہ تو بتلاؤ کہ جبکہ آسمان کے نیچے آوارہ گرد دشت غربت و مصائب تھے ' اور لندن کے بھیجے ہوے وہ خیمے ' جنکے انتظامات اور مصارف عظیمہ پر تمہیں فخر و غرور تھا ' تمہارے لیے بالکل بیکار ہو گئے تھے ' تو پھر اُس وقت کون تھا ' جس نے تمہارا ہاتھہ پکڑا ' اور اپنے خیمے دیکر ایک تاریخي کارنامۂ عظیم انجام دیا ؟

ہماري بدبختي کے جو خال و خط اس شریفانہ ارضاع و خصائل کے مرقع سے نمایاں ہوتے ہیں ' انسے قطع نظر ' صرف اسي بات کو دیکھیے کہ جو بد بخت و زبوں طالع قوم لاکھوں روپیہ ہمیں اِن کاموں کیلیے بے غل و غش دیدیتي ہے ' اسکے لیے یہ حالات کیسے درد انگیز ہونگے ؟

جب ہندوستان سے مشن جا رہے تھے ' تو میرے ایک عزیز دوست نے پیشین گوئي کے لہجے میں کہا تھا : " یہ بہت اچھي بات ہے ' لیکن چشم تصور سے کام لیتا ہوں تو اپنے تئیں قسطنطنیہ کي سڑکوں پر پاتا ہوں ' اور دیکھہ رہا ہوں کہ ہندوستاني مشنوں کے ممبر باہم دگر ایک دوسرے سے گتھے ہوے ہیں - منہہ سے مکش و دشنام و سخط ' ہاتھہ حریف کي گردن پر جما ہوا ' اور سر سے پیر تک خاک و گل میں آلودہ ! "

میں ہنسا اور کہا کہ خدا نخواستہ اسکی نوبت کیوں آنے لگي ؟ وقت کے جذبات اور مصائب کي حسیّات نے اب ہمیں بدل دیا ہے -

اسمیں شک نہیں کہ خدا نخواستہ کسي ایسي صورت کي خبر تو اب تک نہیں آئي ہے اور خدا نکرے کہ آے ' لیکن باہم تخالف و تعادی اور چارہ جوئیے عدالت تک کے حالات تو سامنے آگئے ہیں -

(۳) خیر یہ حالات تو اُن وفود کے ہیں جو ہندوستان اور انگلستان سے داعیانۂ ہندوستان گئے - پھر یہ آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ بھي ان بحثوں میں اپنا وقت ضائع کرنے لگے اور عدالت کي چارہ جوئي کا ذکر کرکے ' ہماري بد بختیوں کو اور زیادہ درد انگیز کر دیا ؟

خدا کیلیے اب آپ ان واقعات میں اور ایک کا تو اضافہ نہ کیجیے - پیشتر ہي سے ان مشنوں کي بدولت ہماري رسوائي کا کافي سامان ہو چکا ہے -

(۴) میں اسکو پورے طور پر تسلیم کرتا ہوں کہ آپ واقعي سب سے پہلے ٹرکي پہنچے ' اور ابھي یہانکا کوئي مشن نہیں پہنچا تھا کہ آپکا خط مجھے ٹرکي سے ملا ' لیکن اگر کوئي نادان آدمي اسکو ایک بہت بڑا تمغۂ افتخار سمجھکر آپکے سینے سے اتارنا چاہتا ہے تو خود ہي اتار کر پھینک دیجیے - یہ کونسي دولت عظمی اور سعادت کبری ہے کہ آپکو معلس ' اور اسکو قارون بنادیگي ؟ جانے دیجیے - آپکو بعیر بحث ' و تعقیب ' صرف اپنے کاموں کي ایک سنجیدہ رپورٹ شائع کر دینی چاہیے اور بس ' ہر شخص دیکھہ لیگا - لوگوں کے پاس عقل اور سمجھہ ابھی کچھہ نہ کچھہ باقي ہے -

(۵) آہ ! آپ لوگوں کے اول اور دوم ہونے کو کیا سوچیں کہ اپني نسبت معلوم نہیں ' اب جو کچھہ گذر رہا ہے ' یہ آخري ہے ' یا ابدي بربادي کي پہلي قسط ہے ؟

ایک ایسے نازک موقعہ پر ہندوستانیوں کي ایک جماعت وہاں موجود ہے - اگر کام کرنا مقصود ہوتا تو کیسے کیسے عظیم الشان امور انجام پاسکتے ؟ ہم یہاں بیٹھے بیٹھے مضطرب ہیں اور بارہ بارہ صفحوں کے خط ہر ڈاک میں بھیجتے ہیں - ان لوگوں کیلیے کام ہوتا تو اِن بحثوں کے سوچنے کي مہلت ہي نہ نکلتي -

آج اگر ٹرکي میں ہندوستان کا ایک کارکن فرد موجود ہو ' تو کیا کہوں کہ وہ کیا کچھہ کر سکتا ہے -

(۶) اِس وقت کي ڈاک میں " شہبال " پہنچا - اسمیں بھي آپ لوگوں کا وہ گروپ چھپ گیا ہے ' جسکي ایک کاپي آپنے مجھے بھیجي ہے - اسکے نیچے جس طریق پر آپکے کاموں کا ذکر کیا گیا ہے وہ توصیف و تعریف میں ڈوبے ہوے ہیں - پس کم کیجیے اور صرف کام کیجیے - اِن بحثوں سے کچھہ حاصل نہیں - مطمئن رہیے کہ ہم لوگ آپکي خدمات کے معترف ' اور آپ لوگوں کي اس خدمت جلیل کے تہہ دلسے شکر گذار و مداح ہیں -

دعوت الهلال

کي اشاعۃ عمومي

از جناب حکیم غلام غوث صاحب طبیب یوناني خان پور (بہاول پور)

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ -

الهلال کي وقعت و عظمت جو لوگوں کے دلوں میں بیٹھي ہوئي ہے ' وہ اظہر من الشمس ہے - کمال کي قدر زمانہ خود بخود کرتا ہے ' اور صداقت کو رحمت الہي سے بلا واسطہ نشو و نما ہوتا ہے - جہاں تک دیکھا جاتا ہے ' الهلال نیک نیتي اور خلوص کے ساتھہ عظیم الشان کام کر رہا ہے ' آپ فی نفسہ اپنے لیے لوگوں کی ستایش کو پسند نہیں کرتے ' اور میں بھي جانتا ہوں کہ حدیث شریف میں ہے : احثوا التراب في وجوہ المداحین - یعنے مدح کنندگان کے منہ میں مٹّي ڈالي جائیگي ' لیکن ساتھہ ہي اسکے مجھکو علم ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے : من لم یحمد الناس ' لم یحمد اللہ یعنے جو شخص آدمي کی ستایش نہیں کرتا ' خدا کي ستایش بھي نہیں کریگا -

میرے عقیدے میں الهلال کا شکریہ ادا کرنا خدا ہي کا شکر بجا لانا ہے کہ اس سے عقاید صاف ہونے لگے ' کفر کي آلودگي اور بدعت کا رنگ جاتا رہا ' غلامی کے جال سے نکلنے کا احساس ہوا ' جمود دفع ہو گیا ' اسلامي حرارت جوش میں آئي ' اور خمود جاتا رہا - فالحمد للہ علے ذالک -

الهلال کي توسیع اشاعت وغیرہ کے متعلق ارباب بصیرت کي راے اکثر نظر سے گذرا کرتي ہے - جن دنوں جناب کا ارادہ روزانہ الهلال اور ماہوار البیان جاري کرنے کا ظاہر ہوا تھا ' تو ایک صاحب نے راے دي کہ روزانہ کے ارادہ کو ملتوي کیا جائے اور البیان نکالا جائے ' تاکہ آپ زیادہ مشکلات میں نہ پھنسیں اور ممکن ہے کہ کثرت اشغال سے الهلال ہفتہ وار پہیکا پڑ جاے میں نے اس راے سے اتفاق کیا تھا -

ان دنوں ایک صاحب نے الهلال کے عام کر دینے کي تحریک کي ہے ' اور یہ تجویز پیش کي ہے کہ تصویر سے معرا ' معمولي کاغذ پر عام لوگوں کے لیے بھي چھپا کرے اور قیمت کم کر دي جاے ' تاکہ کم استطاعت لوگ بھي فایدہ اوٹھا سکیں - گویا دو قسموں میں تقسیم ہوا کرے : ایک خاص ' دوسرا عام -

افسوس ہے کہ میں اس سے اتفاق نہیں کر سکتا - وجہ یہ کہ میرے ذہن میں یہ بیٹھا ہوا ہے کہ الهلال کي وقعت کا سبب ' معنوي خوبیوں کے ساتھہ صوري حسن کا جزو لا ینفک بھی ہے - مانا کہ:

حاجت مشاطہ نیست روے دلارام را

لیکن ابھي ملک میں علمي مذاق نے یہاں تک ترقي نہیں کي کہ حقیقت شناسي کا مادہ صورت پذیر ہو چکا ہو - ہنوز دلي دور ہے -

میں جہاں تک خیال کرتا ہوں الہلال کي وقعت کے اسباب ضروري اور معقولي محاسن کے ساتھہ ساتھہ گراني قیمت بھي ہے اور وہ ناگزیر ہے - ہر چیز جو مشکل سے ہاتھہ آتي ہے' عزیز بھي ہوتي ہے -

اگر عام کردیا جائے تو بجاے اسکے کہ شوق سے پڑھا جائے اور جلد بندھوا کر رکھا جاے' عام اخباروں کي طرح بازار میں عطاروں کے یہاں کاغذات ردي کے نرخ پر فروخت ہونے لگے گا -

چونکہ مذاق علمي نے ابھی دلوں میں جڑ نہیں پکڑي ہے' سب لوگ ارزاں قیمت کیطرف جھک پڑینگے' اور یہ لطف نہیں رہیگا - با اینہمہ قیمت موجودہ کچھہ بھي گراں نہیں ہے - بلکہ میرے نزدیک تو:

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

میري راے یہ ہے کہ الہلال کو اسي آب و تاب میں رکھا جاے اور کسي قسم کي تبدیلي نہ کي جائے - البتہ البیان کے جاري کرنے میں جلدي کیجائے - الہلال میں خبروں اور مباحث و آراء سیاسیہ کے عنوان بڑھاے جائیں - اور البیان کو تطبیق معقول و منقول اور اسلامي تاریخ اور علوم کے زندہ کرنے کیلیے وقف کردیا جائے - تقطیع چھوٹي اور ضرورتي کتابي ہیئت میں رکھي جاے - نیز روزانہ الہلال کے ارادہ کو سردست ملتوي کردیا جاے -

آرزو ہے کہ جس مہینہ سے البیان جاري ہو' اوس مہینہ کے نام سے مجھکو اطلاع بخشیں - خریداري کي بابت میں نے پیشتر عرض کردیا ہے کہ بلا پرسش' ہي روانہ ہو - مگر مہینہ کے نام سے آگاہ کرنے کي ضرورت یہ ہے کہ ایک افتتاحي مضمون لکھونگا - جسکا عنوان مادہ تاریخ سے رکھونگا - پھر درج ہونا نہ ہونا پسندیدگي پر ہے -

امید کہ اس نا چیز عریضہ کو الہلال میں کہیں جگہ ضرور عنایت فرمائینگے' تا کہ ارباب راے کو اس تحریک میں راے دینے کا موقع ملے و السلام - (ایندہ ہفتے جواب عرض کرونگا - ایڈیٹر)

منشي احتشام علي صاحب سکریٹری مال ندوۃ العلما

(جناب ضیاء الحسن صاحب علوی - مقیم سرسیدکورٹ - علي گڈہ کالج)

تسلیم - آپنے اپنی گذشتہ اشاعت میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کے تازہ واقعہ پر بحث کرتے ہوئے ایک موقعہ پر جناب منشی احتشام علي صاحب قبلہ کے متعلق یہ تحریر فرمایا ہے کہ عشرۂ محرم میں بمجبوري انہیں لکھنؤ چھوڑنا پڑا ہے - غالباً جن ذرائع سے یہ علم آپکو ہوا ہے' انکو واقعات کے متعلق غلط فہمي ہوئي' ورنہ یہ ایک بالکل بے بنیاد بات ہے - مجھے امید ہے کہ آپ اس جملہ کي تردید کرینگے اور بمصداق " صاحب البیت ادري بما فیہا " میرے بیان کي توثیق فرمائیں گے -

الہلال

میں نے تو اس امر کو بطور تعریض نہیں بلکہ بطور تعجب لکھا تھا کہ ان حالات کے ساتھہ ایسي کمزوري کا اظہار موجب حیرت ہے رہا اس واقعہ کا غلط ہونا' تو اگر غلط ہے تو مجھے اسکي غلطي کے تسلیم کر لینے میں کوئي عذر نہیں - میں نے بعض موثق اشخاص سے سنا تھا - اب آپ نے اسکي تغلیط کردي تو غلط یقین کرتا ہوں یقیناً آپ کا بیان اس بارے میں زیادہ مستحق توثیق ہے - کیا اچھا ہو اگر منشي صاحب اصل بحث کي طرف متوجہ ہوں -

فہرست

زر اعانۂ دولت علیۂ اسلامیہ

(۲۱)

ان اللہ اشتري من المومنین انفسہم و اموالہم ' بان لہم الجنہ

فہرست چندہ موضع پاکاں ضلع فیروزپور

	روپیہ	آنہ	نائی
جناب حسن خاں حاجی الدین صاحب	۲۵	۰	۰
جناب کیمان صاحب	۱	۰	۰
جناب بہانا ماچھي صاحب	۱	۰	۰
جناب حاجي عبد اللہ صاحب	۰	۴	۰
جناب سکھیرا صاحب	۱	۰	۰
جناب سرجا صاحب	۱	۰	۰
جناب عبد العلی صاحب	۱	۰	۰
جناب سمیان صاحب	۰	۸	۰
جناب کیماند صاحب	۰	۸	۰
جناب مہر الدین صاحب	۱	۰	۰
جناب قمر الدین صاحب	۱	۰	۰
جناب امیر صاحب	۱	۰	۰
جناب نامان صاحب	۱	۰	۰
جناب رحمان صاحب	۱	۰	۰
جناب حاجي متہد صاحب	۱	۰	۰
جناب محمد صاحب	۱	۰	۰
جناب ترگر صاحب	۱	۰	۰
اللہ دتا صاحب	۱	۰	۰
ببدا صاحب	۱	۰	۰
جناب محمد صاحب	۰	۳	۰
لقمان صاحب	۰	۸	۰
پیرا صاحب	۱	۰	۰
قطب الدین صاحب	۵	۰	۰
مانی ماچھي صاحب	۰	۱۰	۰
محمود صاحب	۰	۴	۰
محمد صاحب	۰	۴	۰
اسماعیل کالدا صاحب	۱	۰	۰
سچا خوجہ صاحب	۰	۸	۰
جامرن خوجہ صاحب	۰	۸	۰
مداں فضل الدین صاحب	۱	۰	۰
ہامان صاحب	۰	۸	۰
کریم کالیا صاحب	۱	۰	۰
نظام صاحب	۰	۸	۰
ممان صاحب	۱	۰	۰
جہانا صاحب	۱	۰	۰
میزان	۵۱	۱	۰

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

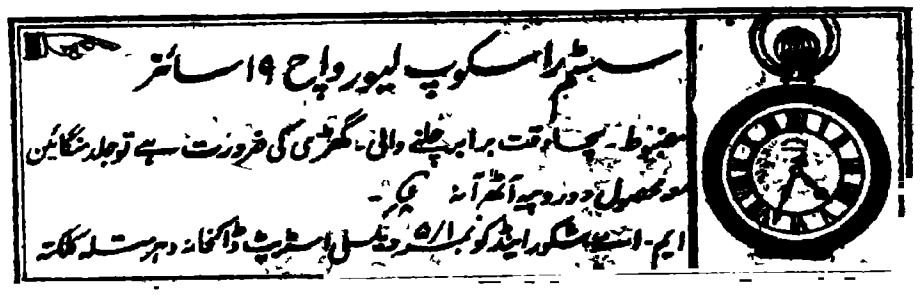
سسٹم اسکوپ لیور واچ ۱۹ سائز
مضبوط۔ صحیح وقت برابر چلنے والی۔ گھڑی کی ضرورت ہے تو جلد منگائیں
محصول ڈاک دو روپیہ آٹھ آنہ
ایم۔ اسٹیوارٹ اینڈ کو نمبر ۵/۱ شروف لین اسٹریٹ ڈاکخانہ دھرمتلہ کلکتہ

مقوی باہ گولیاں

ڈاکٹر برمن کی تیار کردہ قوت کی گولیاں چھ عدد امتحانا نمونہ کیواسطے بلا قیمت دیجاتی ہیں - استعمال کے اول ہی روز اپنا فائدہ دکھلاتی ہیں - ضرور امتحان کیجئے - اگر آپ امتحان کرنا چاہیں تو الہلال کے حوالہ سے آج لکھئے - واپسی ڈاک سے آپکو نمونہ ملیگا - یہ گولیاں ۳۰ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہو رہی ہیں طاقت دینے والی مشہور دواؤں فاسفورس - اسٹکنیا - ڈمیانا ملاکر یہ بنی ہیں - ریزہ - رگ اور خون کو طاقت دینی والی ہیں - مریض کو اول ہی روز سے فائدہ معلوم ہوتا ہے - چہرہ پر رونق اور ضعف کی حالت دور کرتی ہیں - دوبارہ طاقت لاتی ہیں - قیمت ۳۰ گولیونکی شیشی ایک روپیہ محصول پانچ آنہ -

یہہ موقع ہاتھہ سے نہ دینا چاہئے قوت کی گولیوں کا نمونہ جلد منگواکر ازمائش کیجئے ایک خوراک میں فائدہ معلوم ہوگا -

نوٹ - ہماری کافوری جنتری جسمیں پوری فہرست ادویات اور سارٹیفکٹ درج ہیں بلا قیمت و موجودہ درخواست آنے سے روانہ ہوتی ہیں -

ڈاکٹر ایس کے برمن - نمبر ۶۵ نارا جندوت اسٹریٹ کلکتہ

المكتبة العلمية الاسلامية في علي گڈه

— * —

اس کتب خانہ میں متعلق علوم و فنون کی کتابیں مطبوعہ مصر، شام، بیروت اور قسطنطنیہ وغیرہ مروجہ کے لیے موجود رہتی ہیں اور نہایت مناسب و معتدل قیمت پر شائقین کی خدمت میں روانہ کی جاتی ہیں — خاصکر مکتبۃ المنار کی کتابیں، حضرت الاستاذ الامام شیخ محمد عبدہ اور حضرت السید الامام سید رشید رضا کی تمام تصنیفات اس کتب خانے میں ہر وقت مہیا رہتی ہیں - فرمائشوں کی تعمیل مستعدی کے ساتھہ کی جاتی ہے - کتب خانہ کی جدید فہرست تیار ہو گئی ہے جو آدہ آنے کے ٹکٹ وصول ہونے پر محصول روانہ کی جاتی ہے *

رسالہ المنار (جو تمام دنیائے اسلام میں نہایت عمدہ رسالہ تسلیم کیا گیا ہے) اس کی گذشتہ ۱۵ سال کی ۱۵ جلدیں مکمل مع فہرست مضامین موجود ہیں - قیمت عام طور پر فی جلد ۱۵ روپے ہیں مگر دوسری جلد کی قیمت پچاس روپے اور تیسری جلد کی قیمت پچیس روپے ہیں *

یہہ کتب خانہ رسالہ المنار کا کل ممالک ہندوستان میں سول ایجنٹ ہے، اور جن اصحاب کو اس رسالہ کی خریداری منظور ہو چندہ سالانہ صلع ۱۵ روپے ہمارے پاس روانہ فرمائیں، روپیہ وصول ہونے پر رسالہ براہ راست ان کی خدمت میں جاری کرا دیا جائیگا *

المشتہر منیجر المکتبۃ العمیۃ الاسلامیۃ، مدرسۃ العلوم، علی گڈہ

حمیدیہ ہوٹل

—:o:—

نمبر ۱۳۱ لورچیت بور روڈ - کلکتہ

ہمارے ہوٹل میں ہر قسم کی اشیاے خوردنی و نوشیدنی ہر وقت طیار ملتی ہیں نیز اسکے ساتھہ مسافروں کے قیام کیلیے پر تکلف اور ہر طرح کے کمروں کا بھی انتظام کیا گیا ہے جو نہایت ہوادار، فرنشڈ اور بر لب راہ واقع ہیں جن صاحبوں کو کچھہ دریافت کرنا ہو بذریعہ خط و کتابت صفیہم ہوٹل سے دریافت کر سکتے ہیں - جنگ ترکی و اٹلی اور جنگ بلقان کی جملہ تصویریں ہمارے ہوٹل میں فروخت کے لیے موجود ہیں مع تصویر شیخ سنوسی وغیرہ -

المشتہر شیخ عبد الکریم مالک حمیدیہ ہوٹل

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۰ | کلکتہ: چہار شنبہ ۱۴ جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta ; Wednesday, May 21, 1918.

اورنہ مدافع بہادری شکری پاشا

اطلاع

(۱) اگر کسی صاحب کے پاس کوئی پرچہ نہ پہنچے ' تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں ' ورنہ بعد کو فی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لی جائیگی -

(۲) اگر کسی صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کی تبدیلی کی ضرورت ہو تو مقامی ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں ' اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہیں یا پانچ آنے کے وی - پی کی اجازت -

(۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) منی آڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام ' پورا پتہ ' رقم ' اور نمبر خریداری (اگر کوئی ہو) ضرور درج کریں -

نوٹ — مندرجہ بالا شرائط کی عدم تعمیلی کی حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئی پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے ذمہ دار نہ ہوگا .

(مینیجر)

شرح اجرت اشتہارات

— * —

میعاد اشتہار	فی صفحہ	فی کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ فی مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۳۵ "	۶ آنہ " " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے لیے صفحہ کے لیے کوئی اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کو جگہ دیجائیگی -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدی زائد ہوگی -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھی طیار ہوتے ہیں جسکی قیمت ۸ آنہ فی مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جایگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطابق آپکو جگہ دیں ' البتہ حتی الامکان کوشش کی جاے گی -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں ' چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں ' اور سہ ماہی کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرنی ہوگی اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی ہمیشہ لی جائیگی اور وہ کسی حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے ' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جاے گا -

(۴) ہر اُس چیز کا جو جزے کے اقسام میں داخل ہو ' تمام منشی مشروبات کا ' نقش امراض کی دواؤنکا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو ' کسی حالت میں شائع نہیں کیا جاے گا -

نوٹ — کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کی زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسی قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad

7-1 McLeod Street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs 8.

Half-yearly „ „ 4 - 12.

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام احمد الحسینی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
« الہلال »

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۰ — کلکتہ: چہار شنبہ ۱٤ جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta . Wednesday, May 21, 1918.

اشاعۃ خصوصي بہ تذکار بطل ادرنہ :
غازی شکری پاشا !

حادثۂ سقوط ادرنہ کی نسبت الہلال میں بہت کم لکھا گیا تھا ' اور عام جرائد و صحائف اردو میں بھي صحیح تفصیلي حالات بہ ترتیب و اجتماع مناسب بہت کم آئے تھے اسلیے اس ہفتے کا نمبر مخصوص طور پر اس واقعہ کی یاد گار میں شائع کیا جاتا ہے - قلت گنجایش سے بعض ضروري حدیثیں پھر بھی رہگئي ہیں - مثلاً غازي شکري پاشا کي سوانح عمري ' جو امید ہے کہ ایندہ پرچے میں شائع ہو -

فہرست

اعانۂ مہاجرین عثمانیہ ۲
شذرات ۳
مقالۂ افتتاحیہ
سقوط ادرنہ ٦
مقالات
حیات بعد الممات ۹
مراسلات
الخلص خدام کعبہ ۱۰
جمعیۃ خدام کعبہ ۱۱
شئون عثمانیہ
الاتحاد الاسلامي ۱۳
اعانۂ دفاع و سقوط ادرنہ
وداع ادرنہ ۱۳
حول سقوط ادرنہ ۱۵
بعد سقوط ۱٦
سقوط کے آخري دن ۱٦
صوفیا میں دخول ادرنہ ۱۷
تصریحات شکري پاشا ۱۷
ہمارے خریدۂ اقدل کے آخري جوہر عظیم الشان ادرے
باب المراسلہ و المذاکرہ
سیرۃ نبوي اور نقد روایات و آثار ۲۰

تصاویر

بے خانماں مہاجرین قسطنطنیہ کي سڑکوں پر (۲)
مرقع اعانۂ دفاع و سقوط ادرنہ جسمیں متعدد تصاویر ہیں - (ضمیمہ)

لاکھوں بے خانماں مہاجرین

قسطنطنیہ کي گلیوں میں !!!

الهلال کلکتہ - سالانہ قیمت مع محصول صرف آٹھہ آنہ ! ! !

آج دفتر الہلال میں دو تار دفتر تصویر افکار ' اور ڈاکٹر مصباح کے پہنچے ہیں کہ "خدا کیلیے یورپین ترکی کے اُن لاکھوں بے خانماں مہاجرین کے مصائب کو یاد کرو ' جنمیں ہزارہا بیمار عورتیں ' اور جاں بلب بچے ہیں - جنگ جنگ کي نا گہاني مصیبتوں کي وجہ سے یکایک اپنا گھربار چھوڑنا پڑا ' اور جنکي حالت جنگ کے زخمیوں سے بھي زیادہ درد انگیز ہے - جو مرگئے ' انکو دفن کردیں ' جو زخمي ہیں انکو شفا خانے میں لے آئیں ' لیکن جو بدنصیب زندہ ' مگر مردے سے بدتر ہیں ' انکو کیا کریں ؟ "

دفتر الہلال حیران ہے کہ اس وقت اعانت کا کیا سامان کرے ؟ مدد کیلیے نئي اپیلیں کرنا شاید لوگوں کو ناگوار گذریں کہ ہلال احمر کا چندہ ہر جگہہ ہوچکا ہے ' اور تمسکات کا کام بھي جاري ہے - مجبوراً جو کچھہ خود اسکے اختیار میں ہے ' اسي کیلیے کوشش کرتا ہے -

(۱) کم از کم وہ ایک ماہ کے اندر دو ہزار پاؤنڈ یعنے ۳۰ - ہزار کي رقم مخصوص اعانۂ مہاجرین کیلیے مہیا کرنا چاہتا ہے ' کیونکہ ہلال احمر کے مقصد سے جو روپیہ دیا جاتا ہے ' اسکو خلاف مقصد دوسري جگہ لگانا بہتر نہیں - اسکی اطلاع آج ہی ترکي میں بھیجدي گئي ہے - **اس بارے میں جو صاحب دردِ اعانت فرمائیں گے فاجرہ علي اللہ ،** ورنہ وہ دوسروں پر بار ڈالنے کي جگہہ ' خود ہي اس رقم کو اپني جانب سے پیش کرنا چاہتا ہے ' -

(۲) اسکي صورت یہ ہے کہ بلا شک نقد تیس ہزار روپیہ دینا دفتر کے امکان سے باہر ہے ' مگر یہ تو ممکن ہے کہ تیس ہزار روپیہ جو اُسے مل رہا ہو ' وہ خود نہ لے ' اور اس اشد ترین ضرورت اسلامي کیلیے وقف کردے ؟

(۳) بقیناً میں ۳۰ - ہزار نہیں دیسکتا ' لیکن آپ کیوں نہیں مجھے ۳۰ - ہزار روپیہ دیتے ' تا کہ میں دیدوں ؟

(۴) پس آج اعلان کیا جاتا ہے کہ **دفتر الہلال دو ہزار الہلال کے پرچے ایک ایک سال کیلیے اس غرض سے پیش کرتا ہے - آج کي تاریخ سے ۳۰ جون تک جو صاحب آٹھہ روپیہ قیمت سالانہ الہلال کي دفتر میں بھیجدینگے ،** انکے روپیہ میں سے صرف آٹھہ آنہ ضروري اخراجات خط و کتابت کیلیے وضع کرکے باقي ساڑھے سات روپیہ اس مد میں داخل کردیا جائیگا ' اور ایک سال کیلیے اخبار اُنکے نام جاري کردیا جاے گا - گویا ساڑھے سات روپیہ وہ اپنے مظلوم و ستم رسیدہ برادران عثمانیہ کو دینگے ' اسکا اجر عظیم اللہ سے حاصل کرینگے ' اور صرف آٹھہ آنے میں سال بھر کیلیے الہلال بھي (جو جیسا کچھہ ہے ' پبلک کو معلوم ہے) انکے نام جاري ہو جائیگا - اس طرح دو ہزار خریداروں کي قیمت سے ۳۰ - ہزار روپیہ مواہم ہو سکتا ہے اور دفتر الہلال اُسے خود فائدہ اٹھانے کي جگہ ' اس کار خیر کیلیے وقف کردیتا ہے -

یورپین ترکي کے بے خانماں مہاجرین
جامع ایا صوفیہ کے سامنے

(۵) اس وقت ماہوار تین سو تک نئے خریداروں کا اوسط ہے - لیکن دفتر ۳۰ - جون تک کیلیے اپني تمام آمدني اپنے اوپر حرام کرلیتا ہے - دفتر اس وقت تک کئي ہزار روپیے کے نقصان میں ہے ' اور مصارف روز بروز بڑھتے جاتے ہیں ' تاہم اس تار کو پڑھکر طبیعت پر جو اثر پڑا ' اس نے مجبور کردیا ' اور جو صورت اپنے اختیار میں تھی ' اس سے گریز کرنا ' اور صرف دوسروں ہی کے آگے ہاتھہ پھیلائے رہنا ' بہتر نظر نہ آیا - یورپ میں احسانات کے دفتر اپنی جو روپیہ کار خیر میں دیتے ہیں - شاید اردو پریس میں یہ پہلی مثال ہے ' لیکن اسکی کامیابی اس امر پر موقوف ہے کہ برادران ملت تعامل نہ فرمائیں اور اس فرصت سے فائدہ اٹھا کر فوراً درخواست خریداري بھیجدیں - ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

(۶) الہلال - اردو میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے ' جو یورپ اور ترکی کے اعلے درجہ کے با تصویر ' پر تکلف ' خوشنما رسائل کے نمونے پر نکلتا ہے - اسکا مقصد وحید دعوت الی القران ' اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے - محققانہ علمي و دیني مضامین کے لحاظ سے اسکے امتیاز و خصوصیت کا ہر موافق و مخالف نے اقرار کیا ہے - اُس نے ہندوستان میں سب سے پہلے ترکی سے جنگ کی خبریں براہ راست منگوائیں ' اسکا باب " شذرات عثمانیہ " ترکي کے حالات جنگ کے واقعات صحیحہ معلوم کرنے کا مخصوص ذریعہ ہے - " نامورانِ عزوۂ طرابلس و بلقان " اسکي ایک با تصویر سرخي ہے ' جسکے نیچے وہ عجیب و غریب موثر اور حیرت انگیز حالات لکھے جاتے ہیں ' جو اپنے مخصوص نامہ نگاروں اور خاص ذرائع معلومات سے حاصل کیے جاتے ہیں - مقالات ' مذاکرۂ علمیہ ' حقائق و دقائق ' المراسلہ و المناظرہ ' اسئلۃ و اجوبتہا ' اسکے دیگر ابواب و عنوان مضامین ہیں - آٹھہ آنے میں شاید ایک ایسا اخبار برا نہیں -

(۷) درخواست میں اس اعلان کا حوالہ ضرور دیا جاے ' اور کارڈ کي پیشانی پر " اعانۂ مہاجرین " کا لفظ ضرور لکھا جاے -

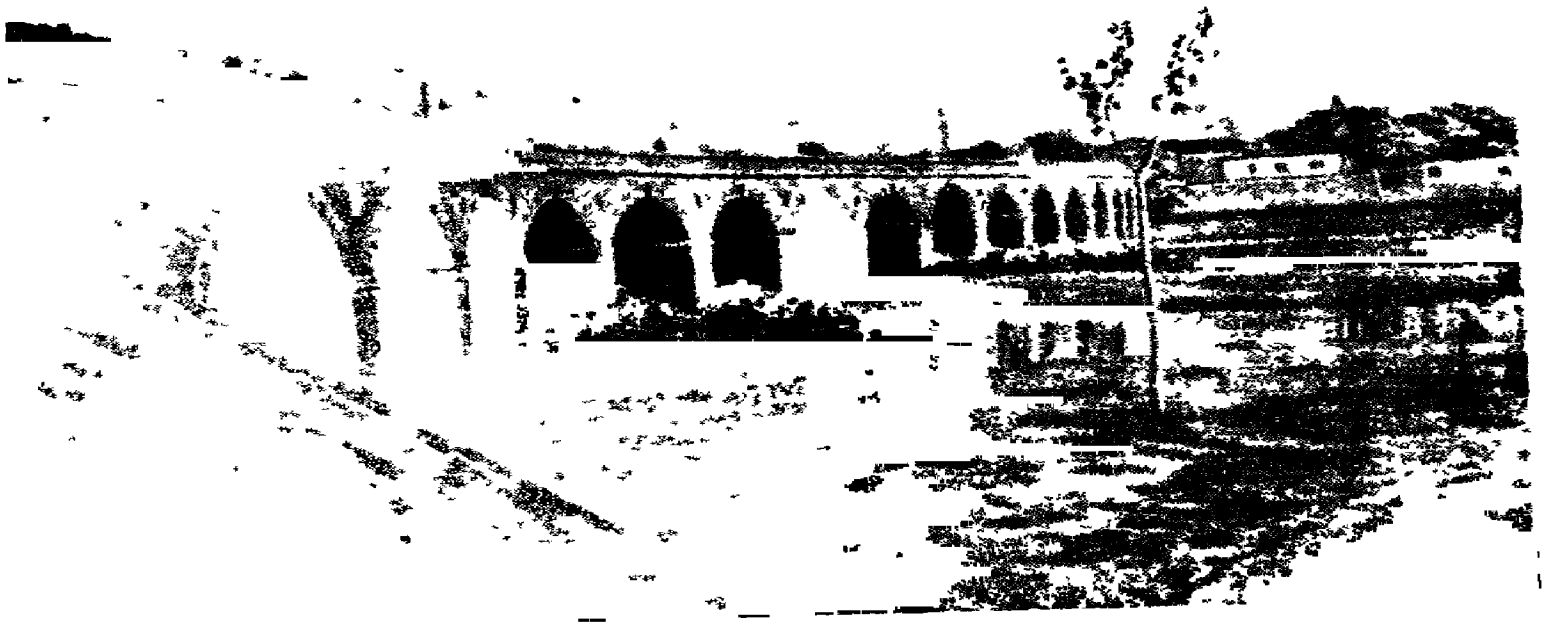

مشہور مقام جنگ : حسر مصطفے پاشا (مصطفے پاشا کا پل)

ایکریا نوپل کا صدر میونسپل آفس

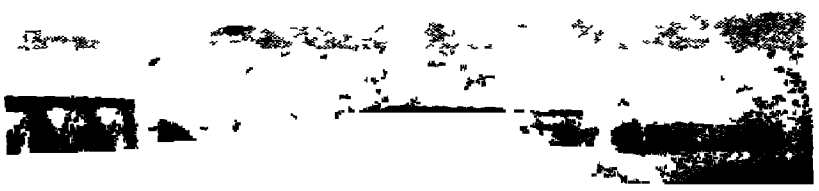

ایکریا نوپل کا ریلوے پل
جسکو فازی شکری پاشا نے تڑوا دیا۔

گر عمار آلوده گشتی، باک نیست
اے هزاراں دیده در راه تو خاک!

قدت ست بر حریدهٔ عالم دوام ما!

ایڈریانوپل کے گرد تاروں کا حصار، جسمیں پھنسکر ایک گھوڑا مرگیا ہے -

شذرات

من انصاری الی اللہ ؟ ؟

الا ' ان حزب اللہ ھم الغالبون !

جب وہ قدیر و حکیم اپنے بندوں کو کسی کی صدا کے استقبال کیلیے کھولدے ' تو پھر کون روک سکتا ہے ؟ الحمد للہ کہ اسکی توفیق کار ساز شامل حال ' اور اسکا لطف و کرم دعا نواز و اجابت فرما ہے - یہ نہیں کہتا کہ میں پانی سے سیراب ہو چکا ہوں ' بلکہ پیاسوں کا متلاشی ہوں کہ ہم سب ملکر دریا کے کنارے پہنچیں ' اور جو نشان کہ مل چکا ہے ' اسکو دلیل راہ بنا کر چل کھڑے ہوں - یہ نہیں کہتا کہ میں پانی ہوں تاکہ تم سیراب ہو جاؤ ' بلکہ کہتا ہوں کہ پانی کے متلاشی میری سنیں کہ اسکا نشان پا چکا ہوں ' اور اسکے سوا تشنگی کی سیرابی کی کوئی راہ نہیں - پس جس کو پیاس ہے وہ آئے ' اور جسکا حلق سوکھ رہا ہے ' وہ پانی کی پکار پر لبیک کہے ! و تلک الامثال نضربھا للناس لعلھم یتفکرون !

رسالۂ دعوت و تبلیغ مع مارموں کے علحدہ چھپ رہا ہے - ایسے حدیث دعوت الہی کی ضرورت ہے ' جو بہت جلد اسکے متعدد نسخے منگوا کر اُن لوگوں تک پہنچادیں ' جنکو خود اس راہ کی تلاش و جستجو ہو - اسکے لیے صرف اطلاع کافی ہے - ٹکٹ وغیرہ بھیجنے کی ضرورت نہیں - و باللہ التوفیق و ھو حسبی بالکونین و خیر رفیق -

اعانۂ مہاجرین عثمانیہ

موجودہ خریداران الہلال سے علی الخصوص ' اور عام ناظرین کرام سے بالعموم التماس ہے کہ وہ موجودہ مصائب کے متعلق صدھا چندوں میں شریک ہو چکے ہیں ' مگر یہ خانماں مہاجرین کی امداد ' ہلال احمر اور تمسکات ' دونوں سے زیادہ اہم اور مقدم ہے - خدا را ایک نظر اُن ہزارہا بچوں اور مظلوم عورتوں کے غولوں پر ڈالیں ' جو گھر کے عیش و راحت سے ناگہاں محروم ہوکر موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہیں - بضاعت موجودہ جو کچھ اور جتنی کچھ اعانت قلیل و کثیر انکے امکان میں ہو ' اس سے دریغ نہ فرمائیں - یہ خیال افسوس ناک ہے کہ ہم کہاں تک مدد کریں ؟ عزیزان ملت ! اگر ہم مسلمان ہیں ' اور رشتۂ اخوۃ اسلامی میں منسلک ' تو اس سے چھٹکارا ڈھونڈھنا عبث ہے - اگر ہم آخر تک اور یکے بعد دیگرے مدد کرتے نہ رہیں گے تو کیا کرینگے اور کہاں جائینگے ؟ اسلام کا دروازہ تو اسی وقت تک ہم پر کھلا ہے ' جب تک اسکے فریضوں کا احساس دل میں ہے - اگر یہ مٹ نہارے لگے تمہارے ہاتھ ہیں ہیں ہیں

مصائب اسلامي کي تحريکوں ميں خاص طور پر حصہ لے رہے تھے - علي الخصوص علي گڈہ اور بعض ديگر مقامات ميں انکي سعي مشکور سے ملکي صنعت و حرفت اور مصنوعات کي تحريک مسلمانوں ميں جگہ پکڑ رہي تھي - چونکہ يہ واقعہ ہزائر کي اُس شاہنشاہانہ اور مطاق العنانہ تہديد کے خلاف تھا ' اسليے اُسکو " روکدينے " کيليے ضرور تھا کہ حربۂ حکومت حرکت کرتا -

چنانچہ رسالۂ اردوے معلی کے پريس سے يکايک تين ہزار روپيہ کي ضمانت طلب کي گئي ہے ' اور چونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ اسکا فقير و بوريہ نشيں مالک تيس ہزار کي جگہ دس روپيے کے تين نوٹ بھي ايک وقت ميں نہيں دے سکتا ' اسليے اسکا لازمي نتيجہ يہي ہونا تھا کہ پريس بند ہوگيا -

* * *

ہم کو اس واقعہ پر ذرا بھي تعجب نہيں اور نہ افسوس ہے - ہم نے خبر سنتے ہي پہلا کام يہ کيا کہ ايڈيٹر اردوے معلی کو تبريک و تہنيت کا ايک تار بھيجا ' کيونکہ ہمارا عقيدہ ہے کہ صداقت و حريت کيليے پوري ايک صدي کي زباني اور قلمي جد و جہد بھي وہ کام نہيں کرسکتي ' جو ايک لمحے کے جابرانہ احکام ايسے موقعوں پر کر جاتے ہيں ' اور ايسا ہونا دنيا کي گذشتہ تاريخ حريت کے لازمي اور قدرتي واقعات ' اور ہندوستان کے سفر حريت کے ناگزير منازل ہيں - کوئي حکومت اُس فاتح و مسلط حکومت سے بڑھکر اپنے ليے مہلک ' اور ملک کيليے حيات پرور نہيں ہے ' جو اس طرح کے احکام و اعمال مستبدہ کي عادي ہو ' اور درحقيقت جبر و قہر ہي کا پاني وہ آب حيات ہے ' جو آزادي کے بيج کو جادوگروں کے تماشے کي طرح منٹوں اور لمحوں ميں بارآور کرديتا ہے - پس يہ جس قدر زيادہ ہو بہتر ہے ' اور اسميں جسقدر زيادہ سخاي ہو ' رحمت ہے - يہي چيز ہے جس نے ہمارے ہم وطنوں کو خواب غفلت سے چونکايا ' اور يہي نعمت ہے ' جسکے ليے ہم کو ترسنا چاہيے کہ ہماري پيش آنے والي زندگي کيليے ' اگر وہ زندگي ہوگي ' تو اس جنس گراني و محبوب کي سب سے زيادہ مانگ ہے !

ہم کو اسپر بھي کچھہ تعجب نہيں ہوا کہ بغير کسي قانوني گرفت کے اور بغير کسي صريح استدلال پريس ايکٹ کے ايسا کيوں کيا گيا ؟ کيونکہ ہم کو معلوم ہے کہ پريس ايکٹ اسليے عالم وجود ميں نہيں آيا کہ وہ ايک زنجير ہو جو مجرموں کے پاؤں ميں ڈالي جاے ' بلکہ صرف اسليے ' تاکہ وہ ايک تيز آلہ ہو ' جو ناگہاني استيصال و ہلاکت کيليے تلوار کا قايمقام ثابت ہو - قانون رعايا کے ہاتھہ ميں بيشک وسيلۂ طلب انصاف ہے ' مگر جابر حکومتوں کيليے تو ايک بہانۂ ظلم سے زيادہ نہيں - اُس کے نفاذ کيليے جرم قانوني کي نہيں ' بلکہ جرم حق پرستي و صداقت کي ضرورت ہے کہ :

وجودک ذنب ' لا يقاس به ذنب

جو لوگ اس طرح کے واقعات پر داد و فرياد کي صدائيں بلند کرتے ہيں ' اور حق و انصاف کي بے سود دہائي ديتے ہيں ' مجکو ہميشہ اُن پر ہنسي آتي ہے - ايک اخبار کيليے درحقيقت اس جرم سے بڑھکر اور کون سا سنگين جرم ہو سکتا ہے کہ وہ ظلم کي حکومت کا پرستار نہيں ہے ' اور حق اور صداقت کا ساتھہ ديتا ہے ؟ کيا يہ جرم طبيعي بڑي سے بڑي سزا کيليے کافي نہيں کہ يہ ناداں لوگ دوسرے جرموں کو تلاش کرتے اور پوچھتے ہيں ؟ البتہ يہ دوسري بات ہے کہ ارباب ذوق و درد کہيں :

خدا گواہ کہ گر جرم ما ہمين عشق ست
گناہ گير و مسلماں بہ جرم ما بخشاہ !

پس ان امور پر تو ہميں بالکل تعجب نہ ہوا ' اور نہ ہونا چاہيے ' البتہ ہم کو تعجب ہوگا ' اور صد ہزار تعجب ہوگا مسلمانوں کے لئے ادعاء زندگي ' اور جديد دور حسّيات ملي و اسلامي پر ' اگر اس موقعہ پر ہم انکے اندر کوئي ثبوت زندگي کا نہ پائيں گے - انکي زبانيں خاموش ' انکي آنکھيں مرت کے سکتے سے پتھرائي ہوئيں ' اور انکے جسم ايک ٹھنڈي لاش کي طرح اگر بے حس و حرکت ہونگے ! فحشا للمسلمين ' ان يکونوا من القوم المدافعين !!

يہ واقعہ حسرت موہاني کا نہيں ہے ' بلکہ يہ صريح مسلمانوں کے جذبات کي پامالي ' اور جديد اسلامي تحريک کو مجروح کرنا ہے - حالانکہ سر جيمس مسٹن حسرت موہاني کے پريس کو بند کرسکتے ہيں ' ليکن الحمد للہ کہ انميں يا انکے کسي ہم طريقت ميں يہ قوت کبھي بھي آنے والي نہيں ہے کہ وہ سات کرور مسلمانوں کے دھڑکتے ہوے دلوں کي حرکت کو ' جنميں انکا خداے مصلوب نہيں ' بلکہ قاہر و مقتدر اور لايزال و لم يزل خداے توانا ' حرکت ميں لا رہا ہے ' اپني اس سعي باطل سے بند کرسکيں -

ہزائر کو ياد رکھنا چاہيے کہ وہ اپني جگہ سے ہلنا نہيں چاہتے مگر الحمد للہ کہ ہم ہل چکے ہيں اور اب ہمارے قدموں کو وہ پيچھے نہيں ہٹا سکتے - انکي خوش قسمتي کا وہ زمانہ گيا ' جبکہ عريب حسرت موہاني کو ' اُس ذليل حربہ اور فدا کار ارادي کو ' اس مجاہد حق و صداقت اور جانفروش راہ ملت پرستي کو ' اُس امتحان گاہ حريت پرستي کے کوہ ثبات ' اور اُس رزمگاہ صداقت کے سرکش جاں نثار کو ' پکڑکے قيد کرديا گيا تھا ' اور علی گڈہ کالج کے سکريٹري نے اسکے خلاف شہادت دي تھي - پھر اسکا گھر بار لٹ گيا ' اسکي عزيز کتابوں کو مٹي کي ڈھيريوں کي طرح تلاش کيا گيا ' اسکي مسکين و صداقت پرست بيوي اور شيرخوار بچے کو طرح طرح کے جاں فرسا مصائب جھيلنے پڑے ' وہ دو سال تک روزانہ ايک من گيہوں پيستا رہا ' پر اسکي قوم اسکو بھولي رہي اور اسکي ذرا بھي خبر نہ لي - اور اس طرح اس نے بدبختانہ اپني تاريخ ميں ہميشہ کيليے ايک يادگار ذلت و نفرت کو اپنے ہاتھوں سے ثبت کر ديا !

ہاں ' ہزائر کو معلوم نہيں تو يہ انکي ايک درد انگيز غلطي ہے ' مگر ہم ايک خيرخواہ مشفر کي طرح انکو يقين دلاتے ہيں کہ وہ زمانہ گيا ' اور شايد ہميشہ کيليے گيا - اب مسلمان اُسے دس سال پيشتر کے وہ مسلمان نہيں ہيں ' جنکو حکومت کے بعض ستمگار ايجنٹوں نے امريکہ کے مرض الموم ميں گرفتار کرديا تھا ' جنکا دين و ايمان قبلۂ حکومت کے طرف استقبال و حجو ' جنکا قران فجر صحيفۂ استعباد و غلامي کي تلاوت ' اور جنکا ذکر و شغل فنا و استہلاک توحيد تعبد حکومت و ارباب حکومت تھا ' اور علی گڈہ کالج کے ارکان طيار رہتے تھے کہ جب کبھي کوئي ضرورت مقامي کلکٹر کو پيش آجاے ' تو فوراً گواہي ديکر ' معبد پرستش صاحبان " اولو الامر " کا دوگانۂ عبادت ادا کرديں :

واتخذوا من دون الله آلهة ليکونوا لهم عزا - کلا ' . سيکفرون بعبادتهم و يکونون عليهم ضدا ! (۱۹ : ۸۳)	اور ان لوگوں نے اپنے معبود واحد کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا معبود بنا رکھا ہے ' تاکہ انکے ليے عزت ہو ! ليکن ياد رہے کہ يہ تو کبھي ہونے کا نہيں - وقت آيگا جبکہ انکے يہ معبودان باطل انکي عبادت گذاريوں اور غلامانہ بندگيوں سے انکار کرديںگے اور عزت دينے کي جگہ الٹے انکے دشمن ہو جائيں گے !

* * *

اب مسلمانوں کی آنکھیں کھل گئی ہیں - خود زمانے نے اور زمانے کی صدا و جنبش نے اُس عمل السحر کا رد عمل کر دیا ہے ' اور اب وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور اپنے کانوں سے سنتے ہیں- اب انکو معلوم ہوگیا ہے کہ حسرت موہانی کون ہے اور کیا ہے ' اور اُسکے گذشتہ معاملے کو محض ہندوستانی معیشت کا ایک مسئلہ سمجھنا انکی کیسی درد انگیز غلطی تھی - اب وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ حسرت موہانی اس وسیع مملکت ہند میں ' جسمیں سات کرور مسلمان بستے ہیں' اپنی حریت درستی اور صادقانہ جانفروشی کے لحاظ سے تمام مسلمانوں میں ایک فرد فرید ' اور ایک وجود گرانمایۂ رحید ہے - وہ' جس نے دنیوی آسائش و لذایذ پر جاں بازانہ حق کی معیت کے مصائب و مہالک کو ترجیح دی ! وہ' جو آج تمام مسلمانان ہند میں ایک ہی خوش قسمت ہے ' جسکو راہ حریت میں امتحان عزم و ثبات دینے کی لائق صد رشک و حسرت فرصت کی توفیق ملی ! اور وہ ' جسکے مبارک پاؤں میں ' مقدس جوم حریت خواہی کے پاداش میں' زندان عقوبت کی زنجیریں ڈالی گئیں ' اور پھر آہ ! وہ زنجیر محبوب ' اور صد رشک و ہزار حسرت اُس زندان مقدس و مطلوب پر' جو سبیل حریۃ و عشق ملۃ میں رھروان امتحانگاہ حق و صداقت کو نصیب ہوا !!

ترک جاں درد آں سرور زداں ایں ہمہ نیست
عشق اگر درح نہد قیمت جاں ایں ہمہ نیست

* * *

یہ بالکل ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ اس ضمانت کا سبب براہ راست اس سعی و جہد کے سوا کچھ نہیں ہے' جو عریب حسرت نے حال میں اسلامی مصالب جانکاہ سے متاثر ہو کر غیر ملکی مصنوعات کے مقابلے میں کی تھی ' اور بائی کاٹ کیلیے اپنی عملی کوشش سے بعض کامیاب نتائج پیدا کردیے تھے - علی الخصوص علی گڈھ میں کئی دکانیں کھل گئیں ' اور بارجود مرکز رحید استبداد و غلامی ہونے کے ' ہلال احمر فنڈ اور جدبات صحیحۂ اسلامیہ کے ابراز مظاہر میں وہ دیگر شہروں کے دوش بدوش رہا - یہ باتیں مہینوں سے کھٹک رہی تھیں' اور کسی فرصت مناسب کا انتظار کیا جا رہا تھا - فرصت قانونی تو نہیں ملی ' مگر اشتداد و ہیجان غیظ و غضب اس درجہ مستولی ہوا کہ وہ قوت ضبط و تحمل ' جسکا دلفریب ظہور تقریروں اور سرکاری مراعظ میں ہوا کرتا ہے ' دلی جذبات کے آگے قائم نہ رہسکا' اور ضمانت کا فرمان نادری صادر ہوگیا - پس افسوس اس شکست فاحش پر ' جو دماغ حکمرانی کو جذبات قلب انسانی کے مقابلے میں ملی ' اور ہزار اسف اُس غلطی پر' جو انشاء اللہ نقصان ہلاکت پہنچانے کی جگہ ' ایک سرچشمۂ آب حیات ثابت ہوگی - وما ذالک علی اللہ بعزیز !

تین ہزار روپیے کی ضمانت پریس ایکٹ کی مقدار مقررۂ انتہائی کے اندر ضرور ہے ' لیکن عملاً پانچ سو یا ہزار روپیے سے زیادہ طلب نہیں کی جاتی ' اور صرف ایک دو مثالیں دو ہزار کی سنی گئی ہیں - پھر ہز آنر سر جیمس مسٹن بالقابہ کا دربار سطوت و جلال نہیں معلوم اتنی بڑی سنگین رقم ضمانت کیلیے کیا وجہ بیان کرسکتا ہے ؟

گورنمنٹ اس سے بے خبر نہیں کہ اردو پریس اور اسکے مالک کی کیا حالت کیا ہے ؟ حسرت موہانی جب قید سے رہا ہو کر آیا تو کونسی چیز اس دنیا میں ایسی باقی نہ تھی ' جو اسکے لیے ذریعہ تقویت مال ہوتی - گذرہ ہو روپیہ ماہوار کرایے کا ایک جھونپڑا ہے ' جسکے اندر ایک چھوٹی سی صحنچی اور ایک کوٹھری ہے ' اور باہر بھی اتنی ہی مکانیت ہے - اندر وہ فقیر حریت مع اپنی کرۂ عزم و ثبات بیدری کے خرد رہتا ہے ' اور باہر ایک کالبہ کا دستی پریس اور دو چار پتھر ہیں - بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ خود اُسی نے اپنے ہاتھوں سے اردوے معلے کی کاپیاں لکھی ہیں ' خود ہی پتھر پر جمائی ہیں ' اور خود ہی پریس چلا کر چھاپا ہے !

یہ کل کائنات اردو پریس اور اسکے مالک کی ہے - کوئی دوسرا ذریعۂ آمدنی نہیں ' اور نہ اُسکی طبع غیور کسی کی شرمندۂ احسان ہونا پسند کرتی ہے - اردوے معلی کے دو چار سو خریدار ہیں - اُسکی قیمت سے شاید چند روپیے مہینے میں بچ رہتے ہیں' اور اسی سے دو وقت کی روٹی کھا کر نشۂ آرامی کی بیخبری' اور دولت لازوال حق و صداقت کے غناء غیر فانی سے مست رہتا ہے !

مبیں حقیر گدایان عشق را' کیں قوم
شہان بے کمر و خسروان بے کلہ اند

اصلی دولت دل کی دولت ہے' اور غناء فقر کے آگے دنیا کے تمام ساز و سامان ہیچ ہیں - جو فقر و فلاکت کی زندگی حق و حریت کی معیت میں گرد و خاک پر بسر ہو' وہ چاندی سونے کے بسے ہوے آن ایوان تعیش سے ہزار درجہ بہتر ہے' جنکے اندر حق کے چراغ کی روشنی نہو - خدا کے دروازے کا فقیر ہونا' دولت و بندگان دولت کے فقیر ہونے سے کیا بہتر نہیں ؟ یہی تو اس راہ کے منازل امتحان ہیں -

ولولا ان یکون الناس امۃ واحدۃ لجعلنا لمن یکفر بالرحمن لبیوتہم سقفا من فضۃ و معارج علیہا یظہرون' و لبیوتہم ابواباً و سررا علیہا یتکئون و زخرفا' و ان کل ذالک لما متاع الحیاۃ الدنیا ' والاخرۃ عند ربک للمتقین !! (۴۳ :)

اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ایک ہی طریقہ کے ہوجائیں گے تو ساز و سامان دیدیا تو ہمارے یہاں اس درجہ حقیر و ذلیل ہے کہ جو لوگ منکران حق اور پرستاران دنیا ہیں' انکے گھروں کی چھتیں ہم چاندی کی بنادیتے اور چاندی ہی کی سیڑھیاں ہوتیں ' جن سے جڑھکر وہ چھت پر پہنچتے - اور چاندی ہی دروازے ہوتے اور چاندی ہی کے تخت ' جن پر وہ تکیے لگا کر بیٹھتے' اور یہ تو مثال کیلیے چاندی کی قید لگائی گئی' سمجھ لو کہ چاندی نہیں بلکہ یہ سب کچھ خالص سونے ہی کا بنا دیا جاتا ' لیکن پھر بھی یہ تمام ساز و سامان اس دنیا کی زندگی کے چند روزہ فائدے ہیں اور آخرت کی کامیابیاں تو اللہ کے پاس صاحبان اتقاء و حق ہی کیلیے ہیں !!

ان حالات کے ساتھ ایک ایسے فقیر زندگی شخص سے تین ہزار روپیے کی ضمانت طلب کرنا ' یقیناً ایک ایسا واقعہ ہے ' جو برٹش انڈیا کی تاریخ میں گورنمنٹ کے اظہار سطوت و جلال کو ہمیشہ یاد دلاتا رہیگا !

* * *

با ایں ہمہ صریحات متصدہ کی گورنمنٹ کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ تین ہزار کی ضمانت ایک سچے خادم ملک و ملت کے جد و جہد کو فنا کردینے کیلیے کوئی کارگر آلہ نہیں ہے - یہ ابھی چند لمحوں اور منٹوں کے اندر ہمارے اختیار میں ہے کہ اس تین ہزار کے لاکھوں پیسے اور دھیلے بنا کر' ایک ایک مسلمان سے وصول کریں ' اور اسکا ڈھیر ہز الر سر جیمس مسٹن بہادر کے پر ہیبت و جلال قصر حکومت کی ڈیوڑھی پر لگا دیں - تاکہ انکو بھی معلوم ہوجاے کہ انکے تخت فرمانروائی پر قدم رنجہ فرمانے سے پہلے ہی دنیا بدل چکی ہے ' اور اب جو کچھ حسرت موہانی سے مانگا جا رہا ہے ' وہ حسرت موہانی سے نہیں' بلکہ تمام مسلمانوں سے مانگا جا رہا ہے' اور جو

کچھہ اس فقیر ملت کے ساتھہ کیا جا رہا ہے' وہ اسکی نہیں ' بلکہ اسلامی جذبات کی پامالی ہے' اور اسکی چوٹ ہر مسلمان کے دل پر براہ راست لگتی ہے - وہ وقت گیا' جب قومی معاملات کو اشخاص کا معاملہ بنا کر مسلمانوں کو غافل کر دیا جاتا تھا' اور حق و ازادی کو صرف ہندوں کے سر باسم بغاوت تھوپ کر' خود ہماری قوم ہی کے مفسدین و مخربین کو ہمارے سامنے کھڑا کر دیا جاتا تھا -

ہم نے ان دو دنوں کے اندر ہی اس کی تحریک شروع کر دی ہوتی ' لیکن صرف یہ خیال مانع آیا کہ خود اڈیٹر ارد ے معلے کے انتظامی مصالح کو پہلے معلوم کر لینا چاہیے کہ وہ آیندہ مستقل پریس کو مفید سمجھتے ہیں' یا کوئی انتظام دوسری طرح کا کرنا چاہتے ہیں' تا کہ یہ دو چار ہزار روپیہ کیوں حکومت کے خزانے کے سپرد کیا جاے ' اور کیوں نہ اردوے معلے کی کوئی عمدہ تقویت و اصلاح اور انکے کاموں کی ترقی کیلیے صرف ہو - ہم نے انکو اطلاع دیدی ہے کہ سردست پچاس روپیے کی رقم حقیر الہلال کے طرف سے آیندہ انتظامات کیلیے قبول کریں ' اور ایک امدادی فنڈ کی بنیاد پڑ جاے - جواب کے انتظار کی مہلت نہیں ہے کہ یہ آخری فارم کمپوز ہو رہا ہے - پس آیندہ ہفتے تک اس مسئلۂ اہم کا فیصلہ ہو جاے گا -

ہم کو امید ہے کہ صوبجات متحدہ کی کونسل کی اولین فرصت میں اسکی نسبت سوال کیا جائیگا - حصول انصاف کیلیے نہیں' بلکہ صرف اعلان امر کیلیے - ہم اپنے سرگرم درست جناب انریبل خواجہ غلام الثقلین صاحب کو توجہ دلاتے ہیں' کہ وہ اس معاملے کی نسبت سب سے پہلے سوال کریں - ایسا نہو کہ گذشتہ زمانے کی طرح کونسل ہال میں کسی مسلمان ممبر کو اپنے ایک برادر ملت کے مصائب کی نسبت کچھہ کہنے کی جرات نہو' اور ایام زندان کے مصائب کی نسبت سوال کرے بھی تو ایک قابل ہندو ممبر' یعنے انریبل گنگا پرشاد ورما !

سید نذیر ہاشمی اور علی گڈھ کالج

مجھہ کو ایک تار کے ذریعہ اس واقعہ کی اطلاع ملی' اور اب اردوے معلے کی تازہ اشاعت میں اسکی تفصیل چھپی ہے - مسٹر ہاشمی ایک ذہین و قابل اور پر جوش طالب علم تھے' جو کچھہ مدت پہلے تکمیل تعلیم کا خیال چھوڑ کر دفتر ہمدرد میں آگئے تھے ' اور اسکے بعد کسی سبب سے چلے آئے اور بی - اے کی تکمیل میں مشغول ہو گئے - انھوں نے کالج کے اندر مختلف موقعوں میں جنگ طرابلس و بلقان کی نسبت اظہار حسیات و جذبات اسلامیہ میں حصہ لیا تھا ' بعض پر جوش نظمیں لکھی تھیں ' اور ان امور کا حس و درد اپنے اندر رکھتے تھے -

بظاہر حالات یہی معلومات صرف یہی ہیں -

تازہ واقعہ یہ ہے کہ وہ کالج کے برزہ تگ سے بجبر نکالدیے گئے ' اور اس عالم مظلومی میں' کہ رات کا وقت تھا ' آندھی زور سے چل رہی تھی ' پانی لگاتار برس رہا تھا ' اور پھر جس طالب علم نے رات کو انھیں کھانا کھلایا ' اسکو بھی بجرم اعانت مجرم نکالدیا گیا -

یہ ' اور اس سے زیادہ افسوس ناک واقعات سے مملو مراسلات میرے پاس پہنچی ہیں ' - ان میں ظاہر کیا گیا ہے کہ ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب موجودہ قائم مقام پرنسپل نے محض اپنے ذاتی مسائل پر اظہار جوش نہ پا پر یہ سب کچھہ کیا - میں نے لفٹنٹ خان صاحب اڈاکٹر ضیاء الدین کی خدمت میں آدمی بھیجا ' جسکے جواب میں یہ الفاظ مندرجہ ذیل مجھے سپرد قلم کرتے ہیں -

ضیاء الدین کو ضرورت ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے ذاتی بیان کا پتہ لگایا جاے - امید ہے کہ انھیں نے تار کے بعد کوئی خط نامہ اس بارے میں ضرور ارسال فرمایا ہوگا ' اور اسکے بعد میں پھر بتفصیل و تشریح لکھونگا ' جو کچھہ اس بارے میں لکھنا ہے -

بطل اڈرنہ غازی شکری پاشا

رجل العالم و رافع منار الاسلام ! !

ثبت ست برجریدۂ عالم دوام ما !

ایک چراغ سے ہزاروں چراغ روشن ہو جاتے ہیں - آگ کی ایک چنگاری بڑے بڑے آتشکدوں اور تنوروں کو شعلوں سے بھر دیتی ہے ' ایک بیج صدہا شاخیں ' اور ہزاروں پھل پیدا کر دیتا ہے - باران رحمت الہی کا ایک شاداب دن ' پوری فصل کو سرسبز کر دینے کیلیے کافی ہوتا ہے - موتی کا ایک بڑا دانہ ' پورے ہار کی عزت بڑھا دیتا ہے - ہیرے کا ایک درخشندہ ٹکڑا پورے تاج کے حسن و جمال کیلیے بس کرتا ہے - کیوڑے کا ایک درخت پورے باغ کے معطر ہونے کیلیے ' گلاب کا ایک قیمتی پھول پورے ایوان و منزل کی رونق کیلیے ' اور بہ تمثیل سادہ تر ' ایک چراغ پورے کمرے کی روشنی کیلیے کافی ہوتا ہے !

یہی حال قوموں اور ملکوں کا بھی ہے - قوموں میں جب زندگی آتی ہے تو ہزاروں افراد کے ذریعہ نہیں ' بلکہ ہمیشہ سرچشمۂ حیات ایک ' یا ایک سے زیادہ چند نفوس قلیلۂ وعدیدہ ہی میں ہوتا ہے - اس عالم کی زندگی قوموں سے ہے ' مگر قوموں کی زندگی صرف اشخاص کے دم سے وابستہ ہے - سر زمین انسانیہ میں جب ایک عمدہ بیج نمودار ہو کر سر اٹھاتا ہے' تو اس سے صدہا شاخیں پھوٹتی ہیں' اور ان میں ہزارہا تر و تازہ پھل لٹکنے لگتے ہیں -

پس باغ کی زمین کی طرح' اس سر زمین کی شادابی کیلیے بھی بہت سی خار دار اور بے ثمر جھاڑیوں اور درختوں کی ضرورت نہیں ہے ' بلکہ صرف ایک ہی درخت کی -

ایک ہی انسان چاہیے ' جو انسان ہو' اور ایک پوری قوم اور ایک پورے ملک کو زندہ کر دے - اس عالم کی رونق اقوام کے دم سے ہے ' مگر اقوام کی زندگی صرف اشخاص ہی کے دم سے وابستہ ہے - قومیں مرتی ہیں اور زندہ ہوتی ہیں - لیکن انکی موت و حیات کے یہی معنی ہیں کہ پہلی صورت میں ان نفوس عالیہ سے خالی ہو جاتی ہیں ' جنکے دم سے انکی زندگی وابستہ تھی ' اور دوسری حالت میں انکے اندر ایسے وجود قدسیہ موجود ہوے ہیں' جو اپنی زندگی کے سر چشمے سے پوری قوم کے کشت اقبال کو سرسبز و شاداب کر دیتے ہیں -

کیا نہیں دیکھتے کہ کتنے آدمی ہیں' جنکا مرنا قوموں کا مرنا ہوتا ہے' اور کتنے ہیں' جو اپنے ظہور کے اندر ایک پوری قوم اور ملک کی زندگی کو پوشیدہ رکھتے ہیں ؟

قیس سا پھر کوئی اٹھا نہ بنی عامر میں
فخر ہوتا ہے گھرانے کا سدا ایک ہی شخص !

* * *

یہ قاعدہ طبیعی ہے کہ کوئی زمین خواہ کیسی ہی بنجر نظر آئے ' اور خواہ کتنی ہی اسباب و وسائل کشت کاری اور نباتات و پرورش زرعی سے محروم ہو' لیکن اگر اسکی قوت بشور نما بالکل معدوم نہیں ہوگئی ہے' تو آسمان کی ایک کوشہ سرسبز' اور کھیتی کی کسی کونے میں کوئی بیج سبز اور نظر آیا ' اور اسکا اگنا اس امر کی دلیل سمجھا جاے گا' کہ اگر اس زمین کو اپنے خواص قائم نباتاتی کے ظہور کے وسائل حاصل نہیں ' اور اسباب و ذرائع سے محروم ہوکر بنجر اور غیر شاداب سی ہوگئی ہے' تاہم اسکی قوت

نشو و نما اب تک آمادۂ ظہور و ارتقا ہے - اور اگر دہقان کا ہاتھہ اور باران رحمت کي نظر مہر مہسر آجاے' تو فوراً اسکي حالت میں انقلاب عظیم ہو جا سکتا ہے -

بعینہ یہي حال سرزمین حیات ملۃ کا بھي ہے - گو اسکي تمام سطح سرسبزي و شگفتگي کي جگہ' خشکي و رحشت کا منظر ہو' تاہم اگرکسي ایک گوشے میں بھي چند سبز شاخیں اور پتے نظر آ رہے ہوں ' تو نا امید نہ ہونا چاہیے' اور سمجھنا چاہیے کہ اسکي قوت نشو و نما ابھي تک فنا نہیں ہوئي ' اور دہقان کي محنت ' اور ابر کي بخشش اگر ساتھہ دیں' تو کچھہ بعید نہیں کہ یہي رحشت کدۂ ارضي ' ایک جنت سماوي بن جاے !

* * *

آج صدیوں سے سرزمین اسلام پر جو تنزل و انحطاط قلب و دماغ طاری ہے ' اس کا منظر یقیناً درد انگیز ہے ' لیکن اس مایوسي میں جو چیز امید دلانے والی ہے' وہ صرف یہ ہے کہ با ایں ہمہ ' خشک سالي اور قحط کے آثار گو ہر طرف ہیں ' مگر زمین اب تک بنجر اور شور ثابت نہیں ہوئی ہے - یہ ضرور ہے کہ وہ زمانۂ شاداب اور وہ موسم نمو خیز اب چلا گیا ' جب ہماري سرزمین کے ایک ایک درے سے ناموران عالم اور ابطال ملت اٹھتے تھے ' اور دنیا کي تاریخ کے بڑے بڑے صفحوں پر قابض ہو جاتے تھے - تاہم اب بھي جب کبھي اسباب و وسائل ظہور جمع ہو جاتے ہیں تو کہیں نہ کہیں سے صداے ابطال و امجاد کانوں میں آجاتي ہے ' اور عالم اسلامي کا کوئي نہ کوئي گوشہ اوصاف و خصائل گراں مایہ کا نمونہ پیش کر دیتا ہے - اور اسطرح یقین ہو جاتا ہے کہ زمین کی قوت نشو و نما ابدک معدوم نہیں ہوئي ' اور یاس و قنوط کے وقت میں ابھي دیر ہے - اب بھی اگر اس زمین کي درستگي کي جاے ' اور وسائل زراعت مہیا ہو جائیں' تو اسکا چپہ چپہ گلہاے عطر بیز اور درخت ہاے شاداب سے لہلہا سکتا ہے

ذالك بان الله هو الحق '	اسلیے کہ اللہ اور اسکی پر اسرار قوتیں
و انه یحی الموتے '	برحق ہیں' اور اسلیے کہ وہ مردوں کو
و انه علی کل شیٔ قدیر !	زندہ کر دیتا ہے ' اور نیز اسلیے کہ وہ
(۷۰۲۲)	ہر مشکل سے مشکل بات پر قادر ہے !

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں هم کنند انچه مسیحا مي کرد

† † †

موجودہ دور اسلام کا ایک ایسا ہي مرد جلیل ' و وجود نبیل ' سرمایۂ صحیفۂ عظمۃ و اجلال ' و رافع منار الملۃ و الاسلام - الرجل العالم :

بطل ادرنہ غازی شکري پاشا

(متع الله المسلمین بطول حیاته ' و حفظ وجوده' من شر اعدائه) ہے -

جبکہ جنگ بلقان کي پوري تاریخ ہمارے لیے درد انگیز و جانکاہ تھی - جب کہ ملکوں پر ملکوں کے نکلنے' اور شکستوں کے کھانے کي خبریں مسلسل و غیر منقطع تھیں - جبکہ مایوسي کي ایک گھٹا تھی ' جس نے ہر طرف سے ہمیں گھیر لیا تھا - جبکہ حسرت کے ساتھہ تاریخ کے گذشتہ صفحات کو ہم پڑھتے ' اور اپني موجودہ نا مرادیوں کے ساتھہ اُنکا مقابلہ کرتے تھے - جب کہ تاریخ عثماني کي فتح مند داستانیں ہمیں یاد آتي تھیں ' اور ہم متعجب ہو ہو کر ایک دوسرے سے پوچھتے تھے' کہ اگر آج محمد فاتح ' سلیم ثالث ' اور بایزید یلدرم دنیا سے نابود ہو گئے ہیں ' تو کیا کوئي عمر پاشا ' احمد طوسون ' اور عثمان پاشا بھي ترکوں میں باقي نہیں رہا ؟ یعنے جبکہ غیروں کي فتح مندیوں نے ہمارے دلوں کو دو نیم ' اور اپني نامرادیوں نے ہماري عزت ہزار سالہ کو سرنگوں کر دیا تھا ' تو پھر جنگ کے آخري ایام میں ایک اسي پیکر شجاعت و بسالت ' ستون آہنین عزم و ثبات مدافعۃ ' قہرمان دفاع ملي ' بلند ساز لواے عزت اسلامی ' اسلام پرست ارجمند و غیور ' و جانفروش ملک و وطن محبوب کا وجود عظیم و جلیل تھا ' جو ظلمت ناکامي میں نیر درخشندۂ حرب دفاع و استقلال ' اور ضیاء تابان عظمت و جدوت و اجلال بنکر سماء مجد خالد پر نظر امروز نظارہ گیان عالم ہوا ' اور اپنے حیرت انگیز خوارق دفاع' اور مصیر العمول عزم و ثبات سے اس دور ناکامی و نامرادي میں عزت اسلامي و مجد عثماني کو نابود و فنا ہونے سے بچا لیا !!
فالسلام علیک یا قدوۃ الابطال ! والسلام علیک یا رادۃ الامجاد !!

† † †

قوموں کی زندگي اپنے نامواران ابطال کي عزت و یاد سے وابستہ ہے - معاصرۂ ادرنہ نہ صرف تاریخ اسلام بلکہ باتفاق موافق و مخالف ' تمام تاریخ حرب عالم میں درجۂ اعزاز سے نمایاں ہے - تاریخ قریب کے مشہور معاصرے مثل پیریس ' سباستپول ' پلیونا ' لیڈي اسمتھہ ' اور پورٹ ارتھر ہمارے سامنے ہیں ' اور جب تمام حالات و واقعات کا مقابلہ کرتے ہیں ' تو یہ آخري معاصرہ ' معاصرے کے ہر پہلو' بلکہ عام جزئیات تک میں اپنا نظیر و مماثل نہیں رکھتا -

اس واقعہ کي عظمت نے یورپ کے ارباب بینش و انصاف کی گردنیں جھکا دي ہیں - فرانس اور جرمني کے فوجي حلقوں اور مشہور اخبارات نے تحریکیں شروع کر دي ہیں کہ اس دفاع عظیم کے اعتراف کے ثبوت میں انکے ملک و قوم کے طرف سے غازي شکري پاشا کو تحائف دیے جائیں - مصر میں بھي اسکي تجویز ہو چکي ہے ' اور ترکوں نے تو اسکا سامان بھي کر دیا ہے -

تذکار شکري پاشا

بطل ادرنہ کا مسلمانان ہند کي طرف سے اعزاز و احترام

اسي حالت میں ضرور ہے کہ مسلمانان ہند بھي اس موقعہ پر اس اعزاز ملي میں حصہ لیں ' اور بطل ادرنہ کي خدمات اسلامیہ کے اعتراف کی کوئي پر اثر یادگار قائم کریں - یہ یادگار صرف " شکري پاشا " کي یادگار نہ ہوگي' بلکہ اسلامي دفاع و جانفروشی کا اس دور آخري میں ایک تذکرۂ عظمت و احترام ہو گا - وہ ایک طرف موجودہ نسل اسلام کے اس مرد جلیل کی عزت کا اعلان کریگا ' دوسري طرف سقوط ادرنہ کے اُس داغ کو موجودہ مصائب کے داغہاے گوناگوں اور زخم ہاے بے شمار کے ساتھہ ' ہمیشہ ہمارے دلوں کي جلنش اور ہماري غیرتوں کي بیداري کیلیے تازہ رکھے گا ' جو ہماري غفلت و سر شاري کی بدولت' ہماري عزت کي پیشاني پر' غیروں کے ہاتھوں لگ چکا ہے -

لیکن یہ یادگار کیونکر ہو ؟ اسکا بہترین اور مفید طریق کیا ہو ؟ کوئي تحفہ ہو جیساکہ مراکش و جرمني اور مصر کي جانب سے پیش ہوگا ؟ یا کوئي ایسي تجویز ہو ' جو خود ہندوستان میں قائم ہو' اور جو کسي اہم ضرورت وقت کو پورا کرنے کے ساتھہ بحالت موجودہ سہل و آسان بھي ہو ؟ میں چاہتا ہوں کہ اسکی نسبت ارباب فکر و راے غور فرمائیں' اور اپني اپني راییں صفحات الہلال یا دیگر اخبارات میں شائع کریں - خود میري راے اسکي نسبت قائم ہو چکي ہے ' مگر آخري نہیں ہے ' اور انشاء اللہ اسکو تمام راایوں کے وصول ہو جانے کے بعد ظاہر کرونگا -

الہلال

ادبیات

عدل فاروقي کا ایک واقعہ

ایک دن حضرت فاروق نے منبر پہ کہا : * " میں تمہیں حکم جو کچھہ دوں تو کروگے منظور ؟ "
ایک نے اُٹھہ کے کہا یہ کہ " نہ مانینگے کبھي * کہ تیرے عدل میں ہم کو نظر آتا ہے فتور
چادریں مال غنیمت میں جو آب کے آئیں * صحن مسجد میں وہ تقسیم ہوئیں سب کے حضور
ان میں ہر ایک کے حصہ میں فقط ایک آئي * تھا تمہارا بھي وھي حق کہ یہي ہے دستور
اب جو یہ جسم پہ تیرے نظر آتا ہے لباس * یہ اُسي لوٹ کي چادر سے بنا ہوگا ضرور
مختصر تھي وہ ردا ' اور ترا قد ہے دراز * ایک چادر میں ترا جسم نہ ہوگا مستور
اپنے حصے سے زیادہ جو لیا تونے ' تو آپ * تو خلافت کے نہ قابل ہے نہ ہم ہیں مامور "

* * *

گرچہ وہ حد مناسب سے بڑھا جاتا تھا * سب کے سب مہر بہ لب چہ اباں و چہ دکور
روکدے کوئي نسیکو ' یہ نہ رکھتا تھا مجال * نشۂ عدل و مساوات سے تھے سب مخمور

* * *

اپنے فرزند سے فاروق معظم نے کہا : * " تم کو ہے حالت اصلي کي حقیقت پہ عبور
تمہیں دیسکتے ہو اِسکا مري جانب سے جواب * کہ نہ پکڑے مجھے محشر میں مرا رب غفور "

* * *

بولے یہ ابن عمر سب سے مخاطب ہوکر : * " اس میں کچھہ والد ماجد کا نہیں جرم و قصور
ایک چادر میں جو پورا نہ ہوا اُن کا لباس * کر سکي اِسکو گوارا نہ مري طبع غیور
اپنے حصے کي بھي میں نے اُنہیں چادر دیدي * واقعہ کي یہ حقیقت ہے ' کہ جو تھی مستور "

* * *

نکتہ چیں نے یہ کہا اُٹھہ کے کہ ہاں اے فاروق * حکم دے ہم کو ' کہ اب ہم اُسے مانینگے ضرور

(شبلي نعماني)

غزل

چندے گرہ کشائے خم زلف بودہ ام * تا رفتہ رفتہ کار بہ بند قبا رسید
در کار عشق دیدہ وری شرط بودہ است * ہر کس نظر کشود و تماشا نما رسید
نقش دکان مشک فروشي کشادہ است * ایں مژدہ ام بگوش ز باد صبا رسید
پرسیدہ دل میان دو قاتل فتادہ است * ناوک کشاد غمزہ و نارا قصا رسید
شوخے کہ از غرور بہ خود ہم نمي رسد * عذرش بنہ اگر نتواند بما رسید
قاصد ہزار گونہ سخن ساخت در پیام * بے چارہ گشت چوں بہ سر مدعا رسید

(شبلي نعماني)

مقالات

حیات بعد الممات

از جناب مولوي نواب علي صاحب ايم - اے - پروفيسر نوردہ کالج

تمہید

میرے ایک دوست' جنہیں سائنس کے ساتھہ خاص شغف ہے' ایک دن مجھسے کہنے لگے کہ دنیا میں جسقدر حقائق دریافت ہوے ہیں وہ سائنس ہي کے ذریعہ سے' ورنہ مذہب تو "واللہ اعلم" کے بیجا تحکم سے کسي مشکل مسئلہ کو حل ہونے ہي نہ دیتا' اور انسان کو ہمیشہ جاہل رکھتا - میں نے کہا : مذہب نے جن امور کو دریافت کیا ہے' اوپر انصاف کی نظر ڈالنے سے پہلے ذرا معلومات سائنس کي فوعیت پر تو غور کرو! سائنس کي تمام تحقیقات کا ملخص یہ ہے کہ چند قوانین ہیں جنکے با قاعدہ نفاذ سے کائنات کا کارخانہ چل رہا ہے - عقل انسانی کی طفولیت میں ان قوانین کا جزائی علم حاصل ہوا تھا - اب کلیات کی شکل میں مرتب ہوکر سائنس کے نام سے مشہور ہوا ہے - مثلاً انسان نے پہلے یہ دیکھا کہ آفتاب کبھی تو دیر میں نکلکر جلد غروب ہو جاتا ہے اور کبھي جلد نکل کر دیر تک رہتا ہے - چاند کبھي گھٹ جاتا ہے کبھي بڑھہ جاتا ہے وغیرہ وغیرہ - ان روزانہ مشاہدات پر غور کرنے اور اجرام سماویہ کے متعلق اپني معلومات میں وسعت دینے' اور پھر اُن معلومات کو کلیات کی شکل میں ترتیب دینے سے علم ہیئت مدون ہوا -

یا مثلاً انسان کو پہلے یہ معلوم ہوا کہ لکڑي آگ سے جل اٹھتی ہے' لوہا پاني میں زنگ کھا جاتا ہے - میوہ عرصہ تک رکھہ چھوڑنے سے سڑ جاتا ہے وغیرہ وغیرہ - ان مشاہدات میں جسقدر ترقي ہوتی گئي' اُسیقدر اشیاء کے خواص' ترکیب' اور تحصیل کا علم بھي وسیع ہوتا گیا' اور آخر ان معلومات کے با قاعدہ ترتیب سے کیمسٹري (علم کیمیا) کی تدوین ہوئي -

یہی حال سائنس کے بقیہ شعبوں کا سمجھو - لیکن با ایں ہمہ وسعت معلومات' سائنس اب تک اتنا بھي تو نہ سمجھا سکا اور نہ سمجھا سکتا ہے کہ ان قوانین کی اصلیت کیا ہے ؟ اور کیوں نافذ ہیں ؟ اس دعوے کے ثبوت میں ہم اسپنسر کی مشہور کتاب " اصول اولیہ" سے ایک مثال پیش کرتے ہیں :

" یہ مسلم ہے کہ کشش ثقل کا مسئلہ تحقیقات سائنس کا ایک بڑا کارنامہ ہے اور علمي دنیا نیوٹن کی مرہون منت ہے' جسنے یہ معرکۃ الارا مسئلہ دریافت کیا - لیکن تھوڑي دیر کیلیے اس مسئلہ کی تاریخ پر غور کرو - قدیم آریہ قوموں کا یہ عقیدہ تھا کہ آفتاب ایک رتھہ ہے' جسپر اُنکا آسماني دیوتا بیٹھہ کر سیر کرتا ہے - ابھي اس بحث کو چھوڑ دو کہ یہ عقیدہ في نفسہ کیسا تھا' بلکہ صرف یہ دیکھو کہ آفتاب کي ظاہري حرکت کي علت سمجھنے کے واسطے اُس زمانے کے فہم کے مطابق قدماء نے کیونکر ایک محرک دیوتا کا وجود تسلیم کیا ؟ مدت دراز کے بعد جب کپلر نے یہ دریافت کیا کہ سیارے آفتاب کے گرد گردش کرتے ہیں' تو اُسکو یہ خیال پیدا ہوا کہ انکي گردش کي کچھہ علت ہونی چاہیے - اسلیے اُسنے یہ راے قایم کي کہ ہر ایک جرم سماوی میں ایک پوشیدہ روح ہے' جسکي قوت سے گردش کا ظہور ہوتا ہے - اس طرح ایک مادي مجسم دیوتا کا خیال تو بند ہو گیا' لیکن اسکے عوض نفوس فلکیہ کا عقیدہ قایم ہوگیا - آخر میں جب نیوٹن نے اجرام سماویہ کي حرکت کو ایک ہي ہمہ گیر قانون کے دائرہ میں داخل کردیا' تو نفوس فلکیہ معطل ہوگئے اور انکي جگہ قانون کشش ثقل نے لے لي - اس طرح قدماء کے محسوس مادي دیوتا' پہلے نا محسوس نفوس کی شکل میں تبدیل ہوے' اور آخر کار ایک عسیر الخیال اور ہمہ گیر قانون کے پیرایہ میں ظاہر ہوے - کچھہ شک نہیں کہ اس قانون کے دریافت ہو جانیسے اجرام سماویہ ایک با قاعدہ نظام کے تحت میں داخل ہوگئے' جسکو عقل سلیم تسلیم کرتی ہے' لیکن یہ مشکل حل نہوي کہ اس قانون میں نافذ ہونے کي قوت کہاں سے آئی ؟ اسي لیے نیوٹن نے کپلر کے نفوس فلکیہ کے عوض' ایتھر کو قایم کیا' جسکي وساطت سے یہ قانون نافذ ہے -

لیکن پھر بھی یہ مشکل کہ خود ایتھر اس قانون کو کیونکر نافذ کرتا ہے ؟ حل نہیں ہوتی ا" (اصول اولیہ صفحہ ۱۰۳)

اس مثال سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مذہب نے جس راز کو پہلے ہي دن توتے پھوتے الفاظ میں افشاء کیا تھا' سائنس نے اُسیکو ایک عمر کي کاوش و کاہش کے بعد سمجھایا بھی تو اسطرح کہ :

معلومم شد کہ ہیچ معلوم نشد!

لیکن مذہب کا اعجاز دیکھو کہ دور آخر میں انکي حقیقت ایک امی (روحی فداہ) کی زبان پاک سے کسطرح بیان کي گئی' جبکہ فرمایا کہ :

الشمس و القمر بحسبان	سورج اور چاند حساب سے ہیں اور تارے
والنجم والشجر یسجدان	اور درخت سجدہ کرتے ہیں

شمس و قمر' نجم و شجر' کي کچھہ تخصیص نہیں' تمام کائنات کا یہي حال ہے :

وان من شيء الا یسبح بحمدہ	اور کوئي شے ایسے نہیں جو اسکي تسبیح
ولکن لا تفقہون	و تحمید نکرتي ہو' لیکن تم انکي
تسبیحہم	تسبیح کو سمجھتے نہیں -

یہ تسبیح و تحمید کیا ہے ؟ انقیاد' یعني ایک زبردست مقنن کے ہمہ گیر قانون کي پابندي میں سر جھکا دینا - اس انقیاد کا جلوہ ان تمام پوشیدہ قوتوں میں جنکے واسطے سائنس نے اپني اصطلاحیں مثلاً: میل مرکزي' کشش اتصال' اتحاد کیمیاري وغیرہ وغیرہ ایجاد کي ہیں' نظر آتا ہے - انقیاد کا رنگ ان تمام قوانین کائنات میں' جنکا عام انسان کو سائنس کے ذریعہ سے ہوتا جاتا ہے' صاف جھلک رہا ہے' مگر تعجب ہے کہ سائنس کے " گروہ معتدبین " کو نظر نہیں آتا ؟ صدق اللہ العلي العظیم حیث قال :

لاتعمي الابصار ولکن تعمي	آنکھیں اندھي نہیں ہوتیں لیکن دل جو
القلوب التی في الصدور	سینوں میں ہیں اندھے ہو جاتے ہیں -

حقیقت یہ ہے کہ سائنس کي روز افزوں معلومات صرف اسقدر سمجھاتي ہیں کہ کائنات کا کارخانہ کس طرح چل رہا ہے - اسکے سمجھنے کیواسطے آج ایک تھیوري (راے و قیاس) قایم ہوتي ہے کل دوسري' پرسوں

مراسلات

تیسری - اسیطرح انسان کی معلومات ترقی کرتی جاتی ہیں' لیکن یہ تمام انکشافات ان معلومات کے سامنے' جنکو خاص مذہب نے سمجھایا' محض سطحی معلوم ہوتے ہیں - وہ معلومات کیا ہیں ؟ وہ یہ ہیں کہ یہ کارخانہ عبث نہیں ہے اور اسلیے ہم بھی جو اس کارخانے کے ایک جزء ہیں' نہ عبث پیدا ہوے نہ عبث مرتے ہیں :

ما خلقنا السموات	ہمنے آسمان اور زمین اور جوکچھہ
و الارض و ما بینهما	ان دونوں کے بیچ میں ہے' نہیں
الا بالحق	پیدا کیے' مگر حق کے ساتھہ' اور ایک
و اجل مسمی	ٹھہری ہوئی مدت تک -
افحسبتم انما	کیا تمنے یہ سمجھا ہے کہ ہمنے تمکو
خلقنا کم عبثا	عبث پیدا کیا اور یہ کہ تم ہمارے
انکم الینا لاترجعون	طرف لوٹ کر نہ آؤ گے ؟

کچھہ شک نہیں کہ حیات بعد الممات کا مسئلہ انسان کے واسطے ایک مہتم بالشان امر ہے - کیونکہ اس تحقیق کے درپے ہونا کہ کائنات کا کارخانہ کسطرح چل رہا ہے' صرف موجودہ زندگی تک ہی مفید ہو سکتا ہے - لیکن یہ معلوم کرنا کہ یہ کارخانہ کیوں چل رہا ہے اور ہمکو کیا کرنا ہے' حقیقتاً ایسا ہے جسپر ہماری زندگی اور موت کا انحصار ہے اور یہی مذہب کا اصلی کارنامہ ہے -

اس تقریر کا یہ منشاء نہیں ہے کہ سائنس کی معلومات جو درحقیقت دافع اوہام ہیں اور سچے مذہب کی موید' حقیر اور عبث ہیں' بلکہ مقصود یہ ہے کہ جن مدعیوں نے اپنے محدود علم کے زعم و غرور باطل میں یہ سمجھہ رکھا ہے کہ :

زعم الناس کفروا' ان	کافروں کا گمان ہے کہ مرنے کے بعد پھر
لن یبعثوا' قل بلی	زندہ نہونگے ! کہدے کیوں نہیں ؟ قسم ہے
و ربی لتبعثن ثم	میرے رب کی کہ تم ضرور زندہ کیے جاؤ گے
لتنبئن بما عملتم	پھر تمکو تمہارے اعمال جتلائے جائیں گے
وذالك على الله یسیر	اور ایسا کرنا اللہ پر آسان ہے -

وہ اپنی غلطی پر متنبہ ہو جائیں' کیونکہ ارتقاء گذشتہ پر ایمان لانا' مگر ارتقاء آیندہ' یعنی معاد سے منکر ہو جانا' تعلیمات سائنس کی تکذیب کرنا ہے (۱) جسکی وجہ اسکے سوا اور کوئی نہیں جسکو شیخ عطار نے شتر مرغ کی لطیف تمثیل میں بیان کیا ہے - نفس کی حیلہ جوئی کے متعلق شیخ موصوف فرماتے ہیں :

چوں شتر مرغے بداں ایں نفس را
کے کشد بار و نہ پرد بر ہوا
گر بہ پرگیش' گوید اشترم
ور نہی بارش' بگوید طائرم

یہی حال سائنس کے گروہ معتدین کا ہے - طبائع جب یہ رنگ اختیار کر لیتی ہیں' تو قبول حق سے بہرحال دور ہو جاتی ہیں : نعوذ باللہ من شرور انفسنا' و من سیأت اعمالنا !

(۱) یہ بحث آیندہ آئیگی - (مدیر)

انجمن خدام کعبہ

(از جناب مراسلۂ نگار بھوپال)

حضرت مولانا - السلام علیکم - آپکے اخبار الہلال مورخہ ۲۳ - اپریل سنہ ۱۹۱۳ میں مسٹر مشیر حسین قدوائی بیرسٹر ات لا کی تجویز مجلس خدام کعبہ کو میں نے بغور و بحرشی پڑھا - اس قسم کی ایک مجلس قائم کرنیکا خیال مجھکو اور نیز میرے دیگر ہم خیال احباب کو کئی ماہ سے تھا - اور اسکے قواعد و مقاصد پر غور کیا جا رہا تھا - الحمد للہ کہ یہ خیال ہمیں پر محدود نہ تھا بلکہ یہ خیال دوسرے مسلمانوں کو بھی پیدا ہوا - اور یہ ایک نیک فال ہے اور بلاشک اسکو ایک تائید غیبی سمجھنا چاہیے - اس کام میں خداوند تعالی ہمکو ضرور کامیابی عطا فرمائیگا - جب خداوند تعالی کو یہ منظور ہوتا ہے کہ کسی قوم کے زمانۂ ذلت کا خاتمہ ہو' اور وہ بیدار ہو کر دنیا میں عروج حاصل کرے' تو اس کے افراد میں بہبودی کے خیالات خود بخود پیدا کر دیتا ہے ' اور شاندار مستقبل ' اور قابل حصول مدعا کی مجسم صورت اس قوم کے سامنے کھڑی ہو جاتی ہے - نیز اس سے یاس اور نا امیدی کے جراثیم مہلکہ کو دور کرکے' ارادہ اور استقلال اور سعی کی زندگی اس میں پیدا کر دیتا ہے - تاریخ و تجربہ و مشاہدہ صاف طور پر ہمیں یہ بتاتا ہے کہ جس قوم میں پست ہمتی و یاس اور نا امیدی کی گمراہیاں پیدا ہو جاتی ہیں' وہ قوم خواہ کتنی ہی ترقی یافتہ ہو' معزول ہو اور نیست و نابود ہو جاتی ہے ' یا ذلت و گمنامی میں زندگی بسر کرتی ہے - مگر جس قوم میں اولعزمی اور حصول مدعا میں مشکلات کا مقابلہ کرنے اور سر کرنیکی خوبیاں پیدا ہو جاتی ہیں' وہ ضرور ترقی اور عروج کے آسمان پر مثل آفتاب کے چمک کر رہتی ہیں - تاریخ ترقی اقوام اس امر کی بھی شاہد ہے کہ قوموں کی ترقی میں ان کے مذہبی پہلو نے ہمیشہ بڑا حصہ لیا ہے - جس قوم میں مذہبی پابندی کے ساتھہ ارادہ ' اولعزمی' اور استقلال شامل رہا ہے' وہ ضرور ترقی و عروج پا کر رہی ہے - لہذا ہر قوم کی ترقی و عروج کے وار میں اس کا مذہب ہمیشہ ایک جزو اعظم ہوتا ہے - مذہب ہی ایک ایسی شے ہے جو کسی قوم کے مختلف الخیال و مختلف المزاج افراد کو ہم خیال بنا سکتا ہے' اور جبتک کہ کوئی قوم ہم خیال نہ ہو جائے ' اسوقت تک اسکی ترقی محال ہے -

مسٹر مشیر حسین کی تجویز مجلس خدام کعبہ بیشک ایک قابل قدر و قابل ستائش تجویز ہے ' مگر اس تجویز میں مذہبی پہلو ایک گونہ شامل نہیں ہے - اس کے جواب میں یہ کہا جاتا ہے کہ حفاظت کعبہ و مدینہ خود ایک مذہبی مدعا ہے اور انجمن کے ممبروں کو ہمخیال بنانیکے واسطے یہی مدعا کافی ہے - لیکن اگر اس مسئلہ پر خود رائی و ہٹ دھرمی کو علحدہ کرکے ٹھنڈے دماغ کے ساتھہ غور و فکر کیا جاے' تو معلوم ہو جائیگا کہ محض حفاظت کعبہ و مدینہ کا خیال و مدعا ہمکو دلت سے نکالکر عروج پر پہنچانے

میں ناکامیاب ثابت ہوگا - یہ ممکن ہے کہ جو قومیں اپنے آپکو عملی صورت میں اسلام کی دشمن ثابت کر رہی ہیں اور جنکا دلی مدعا یہ ہے کہ اسلامی سلطنتوں اور حکومتوں کو صفحہ ہستی سے مٹا کر اسلام کو اسقدر ضعیف اور کمزور کردیا جاے ' کہ پھر اس میں ابھرنے کی قابلیت نہ رہے ' جب ان قوموں کو اس بات کا علم ہوگا کہ کعبہ و مدینہ کی حفاظت کیواسطے ایک ایسی زبردست انجمن ہے جسکے ممبر حرمین شریفین کی حفاظت میں اپنی جان و مال فدا کرنے پر تیار ہیں اور یہ علم ان قوموں کو ضرور ہوگا ' تو اول تو وہ قومیں اس انجمن کے درہم برہم کرنے کے لیے ہر طرح کے جائز و ناجائز ذریعے عمل میں لائینگی - اگر انکو اس مقصد میں کامیابی ہوگئی تو انکے مدعا کے حاصل کرنیکا راستہ صاف ہو جائیگا - اور اگر انکو نا کامیابی ہوئی تو ممکن ہے کہ بخیال مصلحت ' کعبہ و مدینہ سے کسی قسم کا تعرض نہ کریں ' اور تمام دیگر اسلامی ممالک کو فتح کرکے مسلمانوں کو ذلیل و خوار کر دیں ' اور انکو اپنی غلامی میں داخل کرنے طرح طرح کی اذیتیں پہنچائیں اور انکو تمام حقوق مذہبی و ملکی سے محروم کردیں ' اور صرف کعبہ و مدینہ کو مسلمانوں کے ہاتھ میں رہنے دیں -

لہذا محض کعبہ و مدینہ کی حفاظت کا مذہبی پہلو ہمکو ذلت و پستی سے نکالکر عزت و بلندی پر نہیں پہنچا سکتا - میرا مدعا یہ نہیں ہے کہ حفاظت کعبہ و مدینہ کا مدعا ترک کرکے کوئی دوسرا مدعا پیش نظر رکھا جاے - ہرگز نہیں - ہرگز نہیں - یہ مدعا ضرور پیش نظر رہے - نہ صرف حفاظت کعبہ و مدینہ ہی ' بلکہ حفاظت کعبہ و مدینہ و بیت المقدس و کربلاے معلی و دیگر مقدس مقامات اسلامی بھی ہماری انجمن کا مدعا ہونا چاہیے - کیونکہ معاملۂ بیت المقدس عنقریب چھڑنے والا ہے ' جسکی حفاظت کیواسطے صلیبی لڑائیوں میں لاکھوں مسلمان شہید ہوچکے ہیں ' اور بیحد و حساب مال و متاع تصدق کرچکے ہیں اور جس مقدس مقام کے حاصل کرنے کیواسطے یورپ ہر طرح کوشش کر رہا ہے - علاوہ ازیں مجلس خدام کعبہ کے مقاصد میں یہ امر بھی داخل کیا جاے کہ اوسکے ہر ممبر پر پابندی احکام دین اسلام لازمی ہوگی ؛ یعنی کلمہ کا قائل اور صوم و صلواۃ کا پابند ہوگا ' اور بصورت توفیق ذکوۃ دیگا اور حج کریگا - مجلس کے ممبروں اور کل مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد قائم رکھنے اور پھیلانیکی ہمیشہ کوشش کریگا - بغض و حسد و کینہ - غیبت و عناد و دروغ گوئی - مذمت و غیرہ کی برائیوں کو ترک کرکے کسی مسلمان کو کسی قسم کے نقصان پہنچانیکی صراحتاً یا کنایۃ ہرگز کوشش نہ کریگا ' اور مظلوم مسلمان کی اور اسلام کی جان و مال سے حمایت اور امداد کریگا - پھر یہ عبارت بھی اگر مناسب تصور کیا جاے تو حلف میں داخل کر دیجائے - ہماری غرض اسوقت یہ نہ ہونی چاہیے کہ ممبران مجلس کی تعداد فوراً ایک کثیر تعداد ہوجاے ' بلکہ ہمکو اس قسم کا معیار قائم کرنا چاہیے کہ جو مسلمان اوسپر عہد کرکے ممبر ہو ' اوس کی زندگی قرون اولی کے مسلمانوں کی زندگی کی طرح ہوجاے ' اور اسلام کا عمدہ سے عمدہ نمونہ بن جاے - اور اس قسم کا ممبر بدرجہا بہتر ہے اون ہزار ممبروں سے ' جو احکام دین اسلام کے پابند نہیں ہیں ' اور وہ اکیلا اسلام کے ایک سو دشمنوں پر بھاری ہوسکیگا - اور نیز ہر مسلمان سے انجمن کے ممبر ہونیکی درخواست کیجاے - اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ ہمکو اس کا علم ہوجائیگا کہ دنیا میں اسلام پر فی الحقیقت اپنی جان و مال فدا کرنے والے کسقدر مسلمان ہیں اور کسقدر براے نام مسلمان ہیں میرے خیال میں انجمن کے مقاصد اسقدر عمدہ ہیں کہ کوئی مسلمان بھی اوس کے ممبر ہونے اور حلف لینے سے انکار نہیں کریگا اور اگر کوئی بد قسمت مسلمان اس قسم کے عہد سے انکار کرے یا تامل کرے تو سمجھنا چاہیے کہ فی الحقیقت اوس کے مذہبی اعتقاد میں ضعف و کمزوری ہے - اور ایسی حالت میں ہمکو چاہیے کہ اوس سے ہر قسم کا رابطہ و اتحاد قائم نہ رکھیں - اسکی کسی قسم کی رسم و تقریب میں شریک نہوں - اسکو نفرت کی نگاہ سے دیکھیں اور اسکو اسلام کا ' انجمن کا ' اور اپنا دشمن تصور کریں ' اور اسقدر ہوشیار رہیں جسقدر کہ ایک دشمن سے رہنا چاہیے -

الهـــلال

جزاکم اللہ تعالی کہہ نہیں سکتا کہ جناب کی تحریر پڑھکر کس قدر طبیعت مسرور ہوئی - جناب نے آثار تحریر میں لکھا ہے کہ ایک ایسی انجمن کے قیام کا خیال آپکو بھی تھا ' اور اب دوسری طرف سے بھی اسکی صدا سنکر نہایت مسرت ہوئی کہ اس خیال نے اور دلوں میں بھی اپنا گھر کرلیا ہے - آپکی تحریر پڑھکر بعینہ یہی حال اس فقیر کا بھی ہوا - یہی خیالات ہیں جنکو کسی قدر زیادہ اضافہ و توسیع کے ساتھ پیش نظر رکھتا ہوں ' اور اسی لیے محض کسی انجمن کے قیام اور ایک بہت بڑے فنڈ کے مہیا ہو جانے کو اصل کار نہیں سمجھتا ' گو اجزاء ضروریۂ کار ' و منازل آیندہ و وسائل تقویت و اعانہ ضرور ہیں - ہم مسلمان ہیں ' اور دنیا میں صرف کعبے ہی کی حفاظت کیلیے نہیں ہیں ' بلکہ کعبے کے ساتھ ہوکر تمام دنیا کی حفاظت کرنے والے ہیں - یہ بد قسمتی ہے کہ ایسا نہیں ہے - تاہم ہم کو اپنا نصب العین ہمیشہ بلند اور رہی رکھنا چاہیے ' جو ہمارے خدا نے ہم کو بتلا دیا ہے -

جس وقت تک مسلمان اس آیۃ کریمہ کے مطابق اپنا حال و قال نہ بنائیں گے ' اس وقت تک کوئی انجمن ' کوئی اسکیم ' کوئی بڑی سے بڑی روپے کی تعداد آنکر خاک مذلت سے نہیں اٹھا سکتی : الذین ان مکناھم فی الارض ' اقاموا الصلوۃ و اٰتوا الزکوۃ و امروا بالمعروف و نہوا عن المنکر -

ذرا توقف کیجیے - ہمیشہ کام ترتیب طبیعی سے انجام پذیر ہوتا ہے - الهـــلال اسی پر عامل ہے - میں بہت جلد یکے بعد دیگرے ان تمام امور کو بالتفصیل و تشریح عرض کرنے والا ہوں - معدے کی طرح دماغ بھی ایک وقت میں غذا کی ایک ہی مقدار ہضم کر سکتا ہے --

جمعیـــة خـــدام کعبـــة

(از جناب مشیر حسین صاحب قدوائی - بیرسٹر ایٹ لا)

جمعیۃ خدام کعبہ کی اسکیم کا خاکہ جو الہلال میں شایع ہوا ' اوسپر اکثر حضرات نے مجھے تحریریں روانہ کیں اور انمیں کی سب نہایت توقع افزا ہیں - بہت سی جواب طلب ہیں - میں بذریعہ ہذا اخبار کے سب حضرات کو اطلاع دیتا ہوں کہ ابھی دستور العمل پر غور ہے - جب دستور العمل کا خاکہ حسب صلاح جناب شوکت علی صاحب اور دیگر حضرات طے ہو جائیگا تو پبلک کے پیشکش ہوگا - اور اوسپر رائیں لیکر یہ عالمگیر جمعیت قایم ہوگی -

کام اهم هے - الله توفیق دے اور حمایت کرے - کامیابي یقیني هے لیکن اصول اور ضوابط کو مکمل کرلینا ضروري هے که بنیاد مضبوط هو - اور وسعت کي اعتبار سے لنگر کي برداشت کي قوت هو-

جناب مولانا ابو الکلام کے مرکوز خاطر کوئي اهم تحریک هے - جسکي تمهید بلکه ابتدائي کام بهي بذریعه الهلال پبلک کے سامنے پیش هے - اوس اسکیم سے بهی فایده اوٹهایا جاویگا - جو رائیں آرهي هیں اور امید هے که بعد کو آئیں' اونسے بهي هم سب لوگ مستفید هونگے - اور انشا الله یه زبردست جمعیت قائم هو جاویگی -

هر هر گاؤں اور هر هر قصبه میں ایک شاخ هونا چاهیے - سب سے بڑي غرض جمعیت کے قائم کرنے سے یه هے که هر مسلمان کو اسلامی خدمت میں حصه لینے کا ولوله هو اور موقع ملے - ایک روپیه سال خدام کعبه کا چنده هوگا - لیکن کوئي صورت ایسي بهی نکهی جایگي جس سے وہ عام بر داران توحید اور جاں نثاران بیت الله جو عسرت و فلاکت دنیاوي کے بوریه پر جلوه افروز هیں' محروم نه رهسکیں ' اور ثواب حاصل کرنے کا موقع اونکو بهی حاصل رهے - اکثر حضرات نے دریافت کیا هے که کیا پین اسلامک انجمن کوئي اور هوگي - یه اور؟

میري حقیر راے یه هے که خدام کعبه کے مقاصد کو محدود رکهنا چاهیے - اور اسي سے ابتدا کرکے پهر انتها پین اسلامک انجمن تک پهونچا دینا چاهیے - جس سے تمام مسلمان اور اونکي انجمنیں ایک دوسرے سے هم رشته اور آپس کے احوال سے با خبر هوجاویں ' اور اعدا کے مقابلے کے لیے به یک وقت سینه سپر رهیں - یه ابتدائي کام جمعیت خدام کعبه کا درپیش هے - یه جمعیت ولوله انگن هوگي - لوگوں کو نظم و نسق کا عادي کریگي - هر هر گهر میں اسلامي خدمت کا چرچه پیدا کریگي - اور انشاء الله العزیز دشمنوں کے دلوں میں وحشه اور اونکے خیالات میں زلزله پیدا کردیگي -

وہ جزء جسکي مسلمانوں میں کمي هوتي جاتي هے' یعني اسلامي روح ' پهر عود کرآئیگي -

اسطرف اسلامي اخبارات نے بڑا کام کیا هے - توقع هے که اب عملي کام کے کرنے میں بهي وہ حصه لینگے - هر اخبار سے توقع هے که وہ وقتاً فوقتاً اس جمعیت پر اظهار آراء کرینگے - اور جمعیت خدام کعبه کا پیغام هر هر قریه میں پهنچا دینگے -

اگر دنیاے اسلام اب بهي ایک رشته میں منسلک هو جاے - اگر اب بهی مسلمانان عالم اپنے حال سے باخبر اور اعدا کے ارادوں سے واقف هو جاویں ' تو کیا تعجب هے که مسلمانوں کی ترقي و عروج کا دریا پهر اوسي طرح تموج پر آجاے جسطرح آجکل عیسائیوں کا هے -

دیگراں هم بکنند انچه مسیحا میکرد

اگر هم غافل رهے تو نه صرف هم مسلمانوں کا بلکه ایشیاء کا خاتمه هے - اور سب ایشیائي اقوام اور مذاهب مغلوب هوکر رهینگے -

چین میں مصالح ملکي نے جو عیسائیت کا ولوله پیدا کیا ڈالا هے وہ بهت هي اندیشه ناک آثاروں میں سے هے -

مسلمان اگر اپني حالت درست نه کرینگے تو سب سے اهم الزام اونپر یه هوگا که دنیا کو ضلالت کي طرف پهینکنے میں اونهوں نے حصه لیا - تعلیم وحدانیت سے لوگوں کو متنفر کیا -

مسلمان هرگز اپني حالت نهیں درست کرسکتے جبتک وہ کلمه لا اله الا الله محمد رسول الله پر سب کے سب مجتمع نه هو جاویں - جب تک اونکا رخ ایک خدا کي طرف اور ایک قبله کي طرف نه پهر جاے -

جمعیت خدام کعبه کا مقصد یهي هے - اور یهی اولین مقصد هے - اسي مقصد پر کام شروع هونا چاهیے - جمعیت کي تکمیل میں ابهي پانچ چهه ماه کا عرصه لگیگا مگر هیولي تیار هو رها هے - ترتیب میں هر شخص کي راے سے فایده اوٹهایا جاویگا -

میرا شاید یه لکهدینا مناسب هوگا که مجهے ایک الوالعزم شخص کا انتظار هے جو بسم الله کهکر ' علائق سے علحده هوکر' کمر همت چست باندهکر آگے هو - میں اوسکے پیچهے چلنے کے لیے دامن سنبهالے بیٹها هوں - کوئي عالم با عمل یا رند بلاکش آگے هو پهر اسکا میں ذمه دار هوں که اوسکا ایک مقتدي تو ایسا ضرور هوگا جو دنیا و ما فیها سے بیخبر هوکر دامے' درمے' سخنے' قدمے بلکه دل و جان سے خدمت کے لیے مستعد هوگا - اس کام کے متعلق ابهی میري حالت حافظ (رح) کے اس شعر کے مصداق نهیں هوئی هے -

آسمان بار امانت نتوانست کشید
قرعهٔ فال بنام من دیوانه زدند

بیشک میں ایک فینٹیک (Fanatic) (دیوانه) مسلمان هوں - مگر ابهي قرعه فال میرے نام پر نهیں گرا - نه ابهي کسي آسمان سکوہ پر اس کا تجربه هوا که وہ اوٹها سکیگا یا نهیں - خود میري شناخت میں دو چار گراں پایه حضرات ایسے هیں جو ظاهرا اسے اوٹهانے کي طاقت رکهتے هیں - الله اونکو حوصله دے - استقلال دے - قوت دے - اور اوسي کے ساتهه تهوڑي سی چاشني حذر یا یورپ کي زبان میں فینا ٹیسزم (Fanaticism) کی بهي عطا کرے - اسلیے که :-

ناز پرورده تنعم نه برد راه به دوست
عاشقی شیوهٔ رندان بلاکش باشد

هاں اس کام میں پیش راه هونے کے لیے کسي امیر کو نهیں چاهتے - کسي والي ملک کو نهیں چاهتے - کسي قارون کو نهیں چاهتے -

هماري حالت خراب هے - هم پر بلاؤں کا نزول هے - همارا جهاز گرداب میں پڑا هے - العرض :

اندهیرا هے - تلاطم هے - هواے تند هے - لیکن -
همیں تو اے محمد کیا - همارے نا خدا تم هو -

ارض حجاز کا قریشي چرپاں اب بهي هماري گله باني کو کافی هے - محمد (صلعم) عربي کے نقش قدم واضح هیں' اور هم کو نزول مقصود تک پهونچانے کے لیے دلیل راه بنسکتے هیں - همارے لیے قران کریم کي هدایت کافی اور بالکل کافی هے - همارے جهاز کا اگر ناخدا کوئی بهی نه هو' تب بهي هم کو یه دعوی هوگا :

ما خدا داریم مارا ناخدا درکار نیست

هم کوئي سرعدا نهیں چاهتے - رهنما نهیں چاهتے - هم صرف ایک خادم الخدام چاهتے هیں -

کوئي خدا کا بنده مل هي کر رهیگا - یه خدا کا کام هے - اور خدا کا کام بند نهیں رهتا - وہ اپنا کام جوان اور بڈهے سب هي سے لے سکتا هے -

اگر کسي صاحب کے ذهن میں کچهه خاص نام ایسے هوں جو ان کاموں کے لیے مناسب معلوم هوں اونسے بهی مطلع کریں - کیے گراں بها موتي هیں جو صدف کے اندر هی رهجاتے هیں - میں جانتا هوں که یوں نه هو تو اِکس ریز (Xrays) سے کام لیکر هر هر صدف میں در بے بها کي تلاش هو - کوئي نه کوئي گوهر ایسا مل هي جایگا جسپر خاقان هفت اقلیم کو بهی ناز هو -

شئون عثمانیه

الاتحاد الاسلامي

اثر خامه حضرة كاتب قدير. جلال دوري بك

اتحاد اسلامي ' خلافت ' اور مسئله مصريه كي بابت ميرے خيالات' ميرے ان اقوال سے معلوم هوچكے هين جو اخبار اللواء نقل يا اقتباس كيا كرتا تها' مگر آج پهر يه مضمون اسليے لكهرها هوں كه مجملاً ان خيالات ديرينه كو اپنے مصري اور تركي بهائيوں كے سامنے پيش كروں ' كيونكه ان خيالات كو شاهي رعايا كے رشتهٔ الفت كے استحكام اور بقيه قواء سياسيهٔ اسلاميه كے ثبات كے ليے سودمند سمجهتا هوں -

يورپ صرف انهي لوگوں كو پسند كرتا هے ' جنكا نشو و نما مغربي اصول يعني وطنيت و جنسيت كي تقديس پر هوا هو - ليكن عربوں' تركوں' مصريوں ' هندوستانيوں ' افريقدوں ' غرض اسلامي قوموں مين سے كهيں بهي اختلاف جنسيت كا اثر نهيں - كيونكه اسلامي تعليم ميں نه جنسيت كي بنياد هے اور نه اسكا اثر - اسلام نے تو يه كها هے كه تمام مسلمان ايك قوم هيں - اگر بعض احدي سلطنتوں كے مسلمان خليفة المسلمين كي تعديس اور اقرار بيعت كے باوجود اپنے آپ كو ايك جداگانه قوم سمجهنا چاهتے هيں ' تو يه انكي سخت غلطي هے جسكي وجه اسكے سوا اور كچهه نهيں كه وه تعليم اسلامي كي روح سے نا واقف هيں -

اسلام (جيسا كه رينان كهتا هے) " ايك زلزله انگيز و محير العقول طاقت هے' جو لغت ' جنسيت ' وطنيت ' طبيعت ' اور مزاج كے اختلاف كے با وجود ' اپنے حلقه بگوشوں كو ايك كر ديتي هے - " بدابريں ميں كهتا هوں كه يورپ كا مذهب استعمار جهاں تك هوسكے دنيا ميں پهيلے اور عام هو ' اور دراصل يورپ ايشياء ' افريقه ' اور اوقيانوس كے ممالك ميں سے جسقدر چاهيں فتح كرليں - پر يه تمام فتح و استعمار مسلمانوں كے رشتهٔ اخوت و الفت كو منقطع نهيں كرسكتا - بلكه اسكے برعكس ان سلطنتوں كا ظلم و ستم جسقدر زياده ' اور تعدي و توهين جسقدر گراں هوگي ' اسيقدر عالم اسلامي كي بيداري اور احساس ' دوروں زياده هونگے - پولينڈ سے ' جسكو جماعتوں كے باهمي اختلافات و مدارعات نے اسدرجه پاره پاره اور پامال كرديا تها كه وه اپنا اتحاد قومي اور جذبهٔ وطني تك بهولگيا تها ' اسيوقت اپنا گم كرده احساس دوباره پيدا كيا' اور رشتهٔ ملي و وطني كي حقيقت اور قدر و قيمت سمجهي ' جب روس ' آسٹريا ' اور پروشيا نے اسكو باهم تقسيم كرليا - اسوقت تمام پولينڈ مدافعت كے ليے اٹهكهڑا هوا اور هوا' جو كچهه كه هونا تها -

پس انگريزوں كا مصر ميں احتلال ' فرانس كا تونس اور الجزائر پر قبضه اور مراكش كو نگلجانا (گو حلق ميں پهنسگيا هے) اطاليا كا دولت عثمانيه كے مقابلے ميں اعلان جنگ ' طرابلس اور بنغازي كو بزور اسلحه زير كرنے كے ليے ' وغيره وغيره ' وه مصائب هيں' جنهوں نے عالم اسلامي كو بيدار كرديا هے - حتى كه مراكش كے قبائل ' جو هميشه تاخت و تاراج ميں مصروف رهتے تهے ' جنكے داوں ميں اپنے همسايوں كو روك دينے يا نقصان كي فكر هميشه پوشيده رهتي تهي' جو ان امورك علاوه كسي اور امر پر غور كرنا جانتے هي نه تهے' اب ترقي كے شائق هيں اور ملي و قومي رابطه اتحاد كو مستحكم كرنے كي كوشش كر رهے هيں -

بيشك نصارا مين روسي ' قبطي ' فرانسيسي ' ارمني ' انگريز وغيره وغيره ' مختلف جداگانه قوميں هم كو مليگي ' مگر اسلام ميں اس جنسي تقسيم كا اثر نهيں - ايك روسي ايك فرانسيسي كو اجنبي سمجهتا هے تو سمجهے ' مگر ايك هندوستاني مسلمان ايك افريقي مسلمان كو اپنا بهائي سمجهتا هے - ياد ركهنا چاهيے كه پيرس يا مارسيلز كا باشنده جس نظر سے ليون يا نانس كے باشندے كو ديكهتا هے ' اسي نظر سے ايك تركي مسلم ايك قواري يا جاوي مسلم كو ديكهتا هے' بلكه اس سے زياده محبت آميز و اخوت آگيں نظر سے -

اسلام تمام اعتدارات سے برتر هے - اسلام اقوام عالم ميں ايك عالمگير برادري يا اخوت هے - بلاد اسلاميه ميں نصراني سلطنتوں كے مكائد و دسائس خواه كتنے هي پهيليں ' اور انكے اموال و مصنوعات كتنے هي رائج هوں ' مگر يقيناً يه چيزيں اس رشتے كو نه توڑ سكينگي -

جلالتمآب سلطان المعظم كا مرتبه بحيثيت خليفة المسلمين كے انكے اس مرتبه سے صدها درجه زياده ارفع و اعلى هے ' جو ان كو بحيثيت شاهنشاه دولت عثمانيه هونے كے حاصل هے - مقدم الذكر صورت ميں وه تمام عالم اسلامي كے بادشاه هيں - يه ايك ايسي طاقت هے - جسكا هر شخص اعتراف و احترام كرتا هے - اس طاقت كا مركز هے كه آجكل طاهر هو اور ايسے عملي نظام و تنسيق كے ساتهه ' جو اسكے مناسب هو' تا كه اگر يورپ اپنے مادي مصالح كا پاس كرنا چاهے تو اس كا فرض هو كه دولت عثمانيه كي مخالفت سے اجتناب كرے - ميں پوري جرأت سے كهتا هوں كه آينده خلافت اسلاميه كي حفاظت كا كوئي طريقه اس سے بهتر نهيں مل سكتا -

يورپ كا خيال هے كه مشرق ميں عموماً اور عالم اسلامي ميں خصوصاً ' ايسا عام كوئي اثر نهيں ' مگر يه اسكي غلطي هے - بيشك يه صحيح هے كه سياسي جماعتوں كے اختلافات يهاں اسقدر عظيم الشان نهيں هوتے ' جتنے كه اور جگه هوتے هيں - مگر جب كه مذهبي اختلاف هو اور بحث و نزاع ميں مذهب كي عزت كا سوال پيدا هو جاے تو افريقه كا حبشي بهي (جو تمدن ميں كمتريں درجه سمجها جاتا هے) اپنے مذهب عزيز كي مدافعت ميں آواز بلند كرنے لگتا هے -

دولت عثمانيه اتحاد اسلامي كا محكم ترين ستون هے اور اسكا فرض هے كه اس سے جائز طور پر مستفيد هو - وه عالم اسلامي سے خود دولت عثمانيه كو شركت و قوت حاصل هوتي هے -

مصر جو اپنے آپ كو آزاد كرے' اپني سرسبزي سے متمتع هوے' اور اپني گذشته عظمت كو دوباره حاصل كرنے كے ليے كوشش كر رها هے' دولت عثمانيه كا ايك جزو غير منفصل هے - اسكو هم دولت عثمانيه كے ليے منجمله اسباب ترقي و رفعت شان كے سمجهتے هيں -

افسوس هے كه بعض نوجوان ' جنهوں نے واقعي اپني عزت كو محسوس كيا هے' ان خيالات سے ناواقف هيں' جو انكے متعلق يورپ كے حلقوں ميں دائر و سائر هيں - يورپ چاهتا هے كه اپنے تمدن كي بر قلمرني سے انكو اپنے آپ ميں جذب كرلے اور حقيقت سے اندها

کر دے - همارا کمال و تقدم هر مشرقي سے نفرت ' اور هر معربي کي تقليد کے ساتهه رابسته نهيں ' بلکه هماري خوش بختي اور کاميابي ايسي اشياء ميں مضمر هے جو مشرق اور اهل مشرق کي ترقي کا باعث هوں -

اگر هم اپنے قومي عادات و خصائل کو چهوڑ دينگے تو هم صفحه هستي سے مٹجائينگے - ليکن اگر هم اپنے قومي عادات کو مضبوط پکڑے رهينگے ' سختي کے ساتهه اپنے اخلاق کے پا بند هونگے اور اپنے مذهبي تمدن کي تعليمات کي طرف رجوع کرينگے تو همیں هماري گذشته عظمت پهر حاصل هو جائيگي ' اور ترقي يافته قومون کي صف ميں داخل هو جائينگے -

ولايات متحده امريکه اور جاپان ' جنکا رشته اتحاد وطنيت هے ' مغربي نفوذ کي حلقه بگوشي اور مذبوحي کے تذلل و انکسار کي وجه سے دول عظمي ميں شمار نهيں کي گئيں ' بلکه انکے برعکس ان دونوں سلطنتوں کو يه مرتبه صرف مغربي کورانه تقليد اور اسکے نفوذ کي حلقه بگوشي سے نفرت کي بدولت حاصل هوا -

عالم اسلامي آج اس قابل نهيں که دول يورپ کو نقصان پهنچاسکے - اسليے اسکا اهم ترين فرض يه هے که اپنا ديني و علمي پايه بلند کرے اور يورپ کي ممانعت و معاکست کے علی الرغم ' تمدن ميں اسکا مقابله کرے - اگر ۴۰ - يا ۵۰ - سال تک عالم اسلامي پوري طرح کوشش کرتا رها تو اسميں ارباب فکر اور اهل کمال پيدا هونے لگينگے اور اسوقت يورپ جو اسوقت همارے ساتهه هر ممکن حشونت و درشتي کے ساتهه برتاو کر رها هے ' اس طاقت کے آگے گهٹنوں کے بل جهک جائيگا -

جو قوم اپنے شرف و وقار کو پهچانتي هے ' اپنے فرزندوں کي دکاوت و جودت پر قناعت اور اپنے عمده اخلاق پر اعتماد کرتی هے ' محال هے که کسي وقت بهي ' کسي قوت کے سامنے بهي ' اسکي عزت مٹ سکے - مصائب کتنے هي مسلسل و متواتر هوں ' مظالم کتنے هی شديد هوں ' مگر ضرور هے که ايک دن آئے ' جسميں اسکي ظفر مندي کا اعلان کيا جاے -

اسلحه کا اثر مواديات پر هے ' مجردات پر نهيں - توپيں اور بندوقيں سنگ و خشت کے قلعوں ' کو فتح کرسکتي هيں ' اور اسکی فوج کو قتل کرڈالتي هيں ' مگر نه دل کے قلعوں کو فتح کرسکتي هيں اور نه اسکی فوج يعني احساسات کو قتل کرسکتی هيں - اصلي قلعه يهی هے جسکو همیں مستحکم کرنا چاهيے ' اور اصلي فوج يه هے ' جسکي تعليم و تربيت همیں کرني چاهيے - اسي ليے جب سے دولت عثمانيه ميں حريت کا آفتاب طلوع هوا هے ميں اس خيال کي خدمت کر رها هوں اور اسکو عالم اسلامي ميں پهيلانا چاهتا هوں - ممکن هے که ميري مساعي کاميابي کا تاج رنگ فرق کرسکيں -

الهلال کی ايجنسی

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله ' گجراتی ' اور مرهٹي هفته وار سالوں ميں الهلال پهلا رساله هے ' جو باوجود هفته وار هونے کے ' روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ايک عمده اور کامياب تجارت کے متلاشي هيں ' تو اپنے شهر کيليے اسکے ايجنٹ بن جائيے -

افسانۂ دفاع و سقوط ادرنه

گاه گاهے بار خواں ايں دفتر پارينه را
تازه خواهی داشتن گرداغهاے سينه را

لقد کان في قصصهم عبرة لاولي الالباب !

وداع ادرنه !!!

مقتدس ارطدس (قسطنطنيه)

کيا ؟ .....کيا وه داخل هوگئے ؟ کيا ادرنه ساقط هوگيا ؟ کيونکر ؟ اور کس طرح .... ؟

وقت آگيا که هم ميں سے هر شخص ايک دوسرے سے ' پرنم آنکهوں ' کانپتی هوئي آواز ' اور لرزتی هوئي زبان سے يه سوالات کرے - اخوان وطن ! ادرنه - آل عثمان کا قديم دار السلطنت ' ابطال عثمانيه کی آرامگاه ' عثماني مدافعت کا مطاوب ' امة اسلاميه کا محبوب ' يعني ادرنه ساقط هوگيا ! هاں ساقط هوگيا ! هماري نظروں کے سامنے ساقط هوگيا اور هم ' هم بدبخت زنده هيں ! ! فيا للادرنه ! ويا للادرنه ! !

يه سانحه ' دلدوز سانحه ' جو هر عثماني کے محيله پر مرتسم رهيگا ' مهينوں اور سالوں تک نهيں ' بلکه اسوقت تک ' جب تک که اسکي رگوں ميں عثماني خون گردش کرتا هے ! !

سه شنبه کو فيصله کن حمله شروع هوا ' حال نے مستقبل کي بابت پيشين گوئي کی ' اور ايسے روشن دلائل کے ساتهه ' جسميں تشکديب کی گنجايش نه تهي -

اب ادرنه کے افق سے اميد کي روشني مفقود هو چکي تهي ' نوميدي کي گهري تاريکی چهائي هوئي تهي - يه حالت تهی جسميں بطل ادرنه نے لاسلکي (وائرليس) کے ذريعه باب عالی کو اطلاع دي - " دشمن نے سخت حمله کيا ' شديد جنگ هو رهي هے "

يه آخري اطلاع تهي جو بطل موصوف نے بهيجی -
... ... ايک مدت کے بعد سنائي دي توپوں کی گرج . هتياروں کي کهڑکهڑاهٹ .. ... داخل هونے والوں کا خروش . جوش فتح سے بد مستوں کے نعرے ... ... اميد کا چراغ گل ! ياس کا استيلا ! شکري پاشا پر هجوم غم ' وفور حيرت - نهيں جانتے که مرجائيں اور دلت گرفتاري سے نجات پائيں ' يا زنده رهيں ' اور وطن عزيز اور ملت بيضاء کے ليے اپنا لهو پاني کريں - خيالات ميں تلاطم ' جذبات ميں هيجان ' مرگ و زيست کے ليے خود داري ' اور وطن عزيز کے ليے کشاکش . . ..

دشمن کے نعرے .. . موسيقي کے نغمے ... ... فوجوں کي حرکت ..... دروازه کهلتا هے - ايک شخص زرد و سفيد ريش ' بلند پيشاني والا داخل هوتا هے ' اور کهتا هے :

" اے قائد جليل و اے فخر تاريخ حرب ! دشمن هوں مگر قدر شناس - تيري بسالت اور پامردي کا معترف اور مداح - پس قدر کر اپني ' که دشمن تک تيري قدر کرتے هيں - ميں تجهه سے تلوار لينا نهيں چاهتا کيونکه تجهه ايسے قائد شجاع سے تلوار لينا ' تلوار کو عزت

سے محروم کرتا ہے - پس اب ہم کو سفر کے لیے تیار ہو جانا چاہیے کہ وقت قریب ہے " -

شکري پاشا اسکي طرف متوجہ ہوتے ہیں - اسکے اعتناء و التفات کا شکریہ ادا کرتے ہیں -

دده اغاج ... انک هل چل ... ترین روانگي کے لیے تیار - فوجیں سلامي کے لیے مستعد ' شکري پاشا مع رفقا کے ترین کي طرف روانہ ہوتے ہیں - موج سلامی دیتي ہے - شکري پاشا ترین میں بیٹھے ہیں - کھڑکي ' سے گردن نکالتے ہیں ' شہر پر پر حسرت نگاہیں پڑتي ہیں جو کہتی ہیں :

" ادرنہ ! آہ اے عزیز ادرنہ ! تو مجھے ماں کي طرح محبوب و محترم اور تیري کي طرح عزیز و پر ناموس تھا - میں نے قسم کھائي تھي کہ جب تک دم میں دم ہے ' تیرے لیے مدافعت کرونگا - شب و روز مسلسل جاگا ' استحکامات و خطوط کی نگراني کي ' خائنوں نے تسلیم کرنا چاہا تھا مگر میں نے کہدیا کہ اگر تو دشمنوں کے حوالے کیا گیا تو میں انکے پامال کرنے سے پہلے اپنے ہاتھہ سے تجھے تودۂ خاکستر بنادونگا - اخر وقت تک لڑا ' پر افسوس کہ تمام کوششیں ناکام ثابت ہوئیں - تو بالاخر ان ہاتھوں میں چلا گیا ' جن سے بچانے کے لیے ہزاروں مسلمانوں نے اپنی جانیں قربان کي تھیں ؟

میں نے اپني قسم کی تمام باتیں پوري کردیں - البتہ میں خود زندہ ہوں - مگر اپنے لیے نہیں ' ورنہ میري تلوار میرا فیصلہ کر چکي ہوتی ' بلکہ اپنے وطن عزیز اور امۃ محبوب کے لیے ' کیونکہ وہ دشمنوں سے گھري ہوئی ہے - اسکی مصیبتوں کا ابھي خاتمہ نہیں ہوا ہے - اسے ابھی جنگ کی آگ میں سلگنا ہے - ممکن ہے کہ میں اسوقت کام آ سکوں - یہ سچ ہے کہ تو ساقط ہوگیا ' اور میں زندہ ہوں - لذائذ حیات کے لیے نہیں ' بلکہ اس جسم کے لیے ' جسکا تو ایک ٹکڑا ہے - اس تاج کے لیے ' جسکا تو ایک گوہر ہے ' اور اس قوم کے لیے ' جسکے ابطال کی تو آرام گاہ ہے !

فالوداع الوداع الوداع ! یا ادرنہ ! الوداع الوداع یا محبوبي و یا مطلوبی ! ! السلام علیک و علی من فیک من الابطال الامجاد ! ! !

....

....

حول سقـــوط ادرنـــہ

مقتبس از لندن ٹائمس و مانچسٹر گارجین

نامہ نگار جنگ ادرنہ سے لکھتا ہے .

قلعہ سے نہایت سخت تکلیف کے ساتھہ میں ادرنہ پہنچا - سب سے پہلا کام میں نے یہ کیا کہ شہر کے حالات دریافت کرنے کے لیے اپنے چند دوستوں کے پاس گیا جو شہر میں موجود تھے - اہل ادرنہ آثار جنگ میں تو گھبراے ' مگر بعد کو عادي ہو چلے تھے - غذا کي ذرا بھي تکلیف نہیں ہوئي - سرکاري گودام کے دروازے انکے لیے التواء جنگ کے آخر تک کھلے رہے تھے -

چونکہ غذا کی طرف سے اطمینان ہوگیا تھا ' اسلیے لوگوں کي ٹولیاں جمع ہوے اور جنگ کے متعلق گفتگو کرنے لگیں - آغاز جنگ میں بلغاري توپوں نے شہر کو اس سے زیادہ نقصان نہیں پہنچایا کہ قیبق اور سلطان سلیم نامی دو محلوں کي چند عمارتیں منہدم ' نیز ۵۰ - آدمی قتل کیے - بہتر تو یہ تھا کہ منحوس التواء جنگ نہ ہوا ہوتا ' لیکن اگر ہوا تھا تو ادرنہ میں رسد رسانی کي شرط ضرور لگا دی گئی ہوتي - افسوس کہ سابق وزارت کے اسکي طرف توجہ نہ کي ' جسکا خمیازہ اخر کو بھگتنا پڑا - جب دوبارہ جنگ شروع ہوئي تو سامان غذا کا بڑا حصہ صرف ہو چکا تھا پھر بعض بعض چیزیں بالکل ختم ہوے لگیں - جنمیں نمبر اول نمک کا تھا -

شہر میں گرانی سرعت کے ساتھہ بڑھنے لگی - امراء شہر نے ایک حد تک گرانی کا تدارک فقراء کو مالی امداد دیکر کیا ' لیکن مشکل یہ تھي کہ گرانی کے ساتھہ فقراء کی تعداد بھي بڑھتي جاتی تھي - شکري پاشا کو اطلاع ہوئي تو انھوں نے اسکا نہایت عمدہ انتظام کیا اور پھر حکومت کی طرف سے روزانہ ایک وقت ہر فقیر کو روٹی ملنے لگی -

گرد و نواح کے باشندے مع اپنے مویشی و دیگر ضروریات کے شہر چلے آئے تھے - باشندے توپوں کی آواز سنتے سنتے عادي ہو گئے تھے ' اور اب ان آوازوں سے انمیں کوئی بیچینی پیدا نہیں ہوتي تھي - باشندوں کے آرام و راحت کے لیے شکري پاشا ہر طرح کي کوشش کرتے تھے - پولیس رات دن شہر میں پھرتی رہتی تھی ' تا کہ کوئي شخص کسي کي راحت میں خلل انداز نہ ہو سکے - اوقات تقسیم غذا کے علاوہ ' کسی دوسرے وقت کسي طرح کا بھي شور و غل نہیں ہوتا تھا -

باشندوں کی حالت دیکھنے کے لیے شکري پاشا موٹر پر شہر میں گشت لگاتے تھے ' اور شہر ہی سے استحکامات جاتے اور ضروري احکام دیتے تھے - جیسا کہ لوگوں کا بیان ہے ' غذا کي مقدار وافر موجود تھی -

گولے شہر پر گر رہے تھے ' جس سے آتش زدگي کے کئي واقعات ہوے ' مگر آگ بجھانے کے آلات موجود تھے ' اسلیے جہاں آگ لگی ' فوراً بجھادي گئی اور زیادہ نقصان نہیں ہونے پایا - ایک گولہ ارمنی گرجے پر گرا ' جس سے گرجے کا صرف اسقدر نقصان ہوا کہ دو یا تین دن میں اسکي مرمت ہوگئی - ایک طرف تو شہر میں سامان غذا کم ہو رہا تھا ' جسکی وجہ سے گرانی بڑھرہی تھی ' دوسري طرف عام لوگوں کے پاس روپیہ ختم ہوگیا تھا - اسلیے آخر میں غربا کو سخت تکلیف اٹھانی پڑي -

حملۂ عام شروع ہوا تو تمام لوگوں پر سخت دہشت چھاگئي - لوگ خانہ نشیں ہوگئے - راستے اور گلیوں میں سپاہیوں کے سوا اور کوئي نظر نہیں آتا تھا - گولے راستوں میں گرتے تھے اور پھٹتے تھے - اہل شہر سمجھگئے تھے کہ اب معاصرہ در سر اختتام ہے ' اسلیے اکثر تو شہر کے باہر چلے گئے ' اور بعض جو نہ جا سکے ' وہ گھروں میں بند ہو کے بیٹھہ رہے - شکري پاشا نے جب دیکھا کہ مقابلہ کامیاب ہوتا نظر نہیں آتا تو باب عالی کے حسب الحکم قلعوں ' گوداموں ' اور تاریخي عمارتوں کے مسمار کرنے کا حکم دیدیا - توپوں کے دہانے ادھر پھر گئے اور گولے برسنے لگے - تین دن تک شب و روز گولہ باري ہوتی رہی - اسکے بعد معلوم ہوا کہ بلغاري مشرق کي طرف سے شہر میں داخل ہوگئے ہیں ' مگر دیگر اطراف کی فوج ابھی کامیابي کے ساتھہ مقابلہ کر رہی ہے - اسکے بعد توپیں خاموش ہوگئیں ' اور شکري پاشا نے آخري مایوسي کے بعد ہتیار ڈالدیے - ایک دن کے بعد مرتیدند شاہ بلغاریا آیا ' اور پھر شکري پاشا صوفیہ روانہ ہوگئے - اسکے بعد اہل شہر میں سے جو لوگ گھروں میں چھپے ہوے تھے ' دوسرے دن نکلے - بلغاري فوج نے عثمانی امیروں کي تفتیش شروع کردي -

اس خیال سے کہ بلغاري جامع سلیم کي توہین نہ کریں ' علما و مشائخ مسجد کے دروازہ پر آ کر جمع ہوگئے تھے ' مگر انکی ایک نہ چلي ' اور بلغاریوں نے وہ سب کچھہ کیا جو کرنا چاہتے تھے - تفتیش کا سلسلہ تین دن تک جاري رہا ' جسقدر اسلحہ برآمد ہوے گرفتار کر لیے گئے -

بعد سقوط

ادرنه کي درد انگيز مظلومي !

مقتبس از ڈيلي ٹيلي گراف لنڈن

نيقور (صوفيا) کا نامه نگار ادرنه سے لکهتا هے :

ادرنه کي اسوقت يه حالت هے که هر ديکهنے والے کو رونا آتا هے ' اور دل پاش پاش هوجاتا هے - ميں نے اکتوبر ميں مصطفی پاشا کو ديکها تها - اسوقت اسکي حالت نهايت درد انگيز تهي ' مگر جو شخص اسوقت ادرنه کو ديکهيگا ' وه مصطفي پاشا کو بهول جائيگا - ايک طرف عثماني مقتولين کا ايک پهاڑ لگا هوا هے ' دوسري طرف عثماني مجروحين هزاروں کي تعداد ميں پڑے دم توڑ رهے هيں ' تيسري طرف مريضوں کي ايک جماعت کثير کراهرهي هے ' راستے ميں چلو تو بدبو توں کي آزاروں کے سوا ' جو غالباً باشندوں پر سر کهجاتي هيں اور " بحم کرو " کي صداؤں ' مظلوموں اور ستمزدوں کے نالوں کے علاوه ' جو دلوں کو هلاديتي هيں ' اور کوئي آواز سنائي نهيں ديتي ! !

سقوط کے بعد قريباً دو هفتے تک يهي حالت رهي - ادرنه کو يک نظر ديکهنے سے معلوم هو جاتا هے که بلغاريوں کي سنگدلي اور توحش کے متعلق دنيا غلطي ميں نهيں هے -

اسوقت بلغاري فوج اس درجه فتح سے بدمست هے ' که ايک نامه نگار نے جب ايک بلغاري افسر کي توجه ان کے انسانيت سوز مظالم کي طرف منعطف کرنا چاهي ' تو اس نے جواب ديا : " جب هم کو لوگ وحشي اور ظالم سمجهتے هيں ' تو پهر هم کيوں اپنے جذبات کي تشفي نه کريں ؟ "

سقوط ادرنه کے بعد احوار ماتان نے مورنيگ هرالڈ اور کو ادرنه اس سے عرض بهيجا که وهاں کے چشمديد حالات سے اطلاع ديں - چنانچه ۱۵ - اپريل کے پرچے ميں انکي رپورٹ شائع هوگئي هے - مورنيگ مذکور لکهتا هے :

" ادرنه جسوقت ساقط هوا هے ' اسوقت شهر ميں ۸۰ - هزار باشندے اور ۶۰ - هزار فوج تهي - يه انسانوں کي تعداد عظيم بلغاريوں کے ظالم هاتهوں ميں آگئي - انکے علاوه ۴۵ - هزار وه لوگ تهے ' جو گرد و نواح سے آکے شهر ميں پناه گزيں هوے تهے - خود بلغاري فوج جسوقت داخل هوئي هے ' ۴۰ - هزار تهي - عرض سقوط کے بعد ادرنه ميں انسانوں کي مجموعي تعداد سوا دو لاکهه تهي -

بلغاري حکومت خواه کتنے هي پرزور لهجه ميں دعوي کرے ' مگر هم يقين نهيں کرسکتے که اس تعداد عظيم کے کهانے کا انتظام وه کرسکي هوگي - اسکا قدرتي نتيجه يه تها که اس جسم غفير کا ايک بڑا حصه بهوکا رهتا ' اور يه ظاهر هے که عثماني قيديوں کے علاوه اس حالت کے ليے اور کس کا قدرتي انتخاب هوسکتا تها ؟ - چنانچه يه واقعه هے که هزاروں عثماني قيدي عين اُس وقت ' جبکه بلغاري پيٹ بهرے عمده عمده غذائيں کها رهے تهے ' بهوکے مر گئے ! !

نهر طونه پر ايک جزيره هے ' عرصه هوا ميں وهاں گيا تها - اسوقت وه ايک جنت تها ' جسميں مسلمان عورتيں ' جو هميشه پرده ميں رهتي هيں ' آتي تهيں ' آزادي سے پهرتي تهيں ' اور پهولوں کے گلدستے گهر ليجاتي تهيں - مگر آه ! اب ميں نے جاکے ديکها تو وه ايک وحشت انگيز قبرستان هے ' جسميں عثماني قيديوں کي لاشيں بے گور و کفن پهينکدي گئي هيں ! !

اسوقت جزيرے کا منظر اس قدر عبرت انگيز اور درد ناک هے ' که ديکهنے والے کو بيساخته رونا آجاتا هے -

سقوط کے آخری دن

بطل ادرنه کي تصريحات

(از نيويارک ٹائمس)

شکري پاشا ۱۵ - اپريل کو اپني فرودگاه (اسپليندڈ پيلس هوٹل کے کمره) ميں متعدد اخبارات کے نامه نگاروں سے ملے ' اور انکے سوالات کے جواب ديے - شکري پاشا نے بيان کيا که مشرقي حصے کي گرفتاري کے ۴ - گهنٹے کے بعد ' سرويوں نے قلعه حيدر لق پر قبضه کيا - اگر وه يه کهتے هيں که انهوں نے مجهے گرفتار کيا تو ميں زور کے ساتهه کهتا هوں که واقعه صرف وهي هے جو ميں نے بلغاري مرکز عام ميں بيان کرديا هے - اُس زمان کے صميمه کے طور ميں يه کهسکتا هوں که کرنل مارشولف بلغاري محافظ شاهي پهلے حيدر لق آئے ' اور انکے اس اعلان کے بعد که ميں قيدي هوں ' هم لوگ بارک گئے ' جهاں هم جنرل دارف سے ملے - واپسي ميں انهوں نے مجهے پوليس کي چوکي پر چهوڑ ديا چاها ' مگر ميري فرمايش پر مجهے ميري قيامگاه لے گئے - جب هم وهاں پهنچے تو دو يا تين گهنٹے کے بعد بلغاريوں نے مجهے گرفتار کيا - ميں نے وهاں ايک سرويي ميجر اور ايک سرويي کرنل کو موجود پايا جو مجهه سے باتيں کرنے لگے -

اس سوال پر که " آيا انهوں نے سرويي افسروں کو اطلاع دي تهي که اب وه بلغاري اسير هيں ؟ " پاشا موصوف نے فرمايا " نهيں اسکا مجهے خيال بهي نهيں آيا - کسي نے مجهے قيد کيا هو ' ميرے ليے سب برابر تهے - مجهے وهم بهي نه تها که ايک دن اس سوال پر مناقشه هوگا " ايک اور سوال کے جواب ميں شکري پاشا نے کها - " ميں نهيں کهه سکتا که آيا صرف سرويي حمله قلعے کو حطوه ميں ڈال سکتا تها - مگر جسوقت ميں گرفتار کيا گيا هوں اسوقت تک مغربي حصه گرفتار نهيں کيا جا سکا تها "

ادرنه کے ايام آخري

شکري پاشا نے بيان کيا که جسوقت قلعه ساقط هوا هے ' اسوقت ترکوں کے پاس اور چار يا پانچ روزکي رسد باقي تهي - آخر ميں سپاهيوں کے پاس بد ترين قسم کے آٹے کي ۲۰۰ - گرام روٹي بهي موجود نهي - انکو يقين نهيں که رسدکي معمول مقدار شهر ميں کهيں چهپي هوئي تهي ' کيونکه اچهي طرح تفتيش کرلي گئي تهي - انهوں نے اس امر کا خيال رکها که اهل شهر کو فوج سے بهتر غذا ملے ' کيونکه محصورين کي اصلي حالت کے متعلق اجانب کي شهادت کي تصديق ديرنا جلد کرديگي - شهر ميں گهوڑوں اور بهيڑوں کي ايک کثير تعداد موجود تهي ' مگر نمک کي عدم موجودگي کي وجه سے يه ممکن نه تها که سپاهيوں کو ' جو پيچش ميں مبتلا تهے ' کهانے ميں گوشت بهي ديا جاتا - ايک مادهٔ سيال جو نمکين پنير سے نکالا جاتا تها ' نمک کے بدلے روٹي ميں ڈالديا جاتا تها - رها سامان جنگ ' تو اسکي اتني مقدار وافر موجود تهي که سال بهر تک چلتا اور پهر بهي بچ رهتا -

شکري پاشا نے بيان کيا که جنگ کي آخري منزلوں ميں انکے پاس صحيح طور پر صرف ۳۰ - هزار آدمي تهے -

اس سوال پر که " آيا دو مهينے کے التواء جنگ نے فوج کي اخلاقي حالت کو نقصان تو نهيں پهنچايا " شکري پاشا نے کها : " نهيں ' مگر

میرے آدمیوں نے جب یہ دیکھا کہ بلغاریوں کے لیے نارنگیوں سے لدی ہوئی ٹرینیں آ رہی ہیں اور وہ ضروریات زندگی تک سے محروم ہیں تو وہ یقیناً شکستہ دل ہوئے " ان سے دریافت کیا گیا کہ " کیا یہ صحیح ہے کہ اپنی فوج کو بھاگتے ہوے دیکھکے آپ نے کہا تھا کہ ایسی فوج کے ساتھہ لڑنا ناممکن ہے ؟ " اسکے جواب میں انھوں نے بہت رو کر کہا : " نہیں ' ہرگز نہیں ' ممکن ہے کہ مجھہ سے کہیں غلطی ہوئی ہو ' مگر میری فوج نے اپنا فرض پوری طرح ادا کیا "

پھر ان سے دریافت کیا گیا : " کیا آپ کو اولی برعاس کی میصلہ کن جنگ کا علم تھا ؟ اپنے اختیار میں ۸۰ - ہزار فوج رکھتے ہوے آپ نے کیوں نہیں خروج کیا ؟ " پاشا موصوف نے جواب دیا کہ " بالکل شروع میں ہم نے متعدد بار خروج کیے مگر میں نہیں کہسکتا کہ وہ تمام خروج کیوں نا کام رہے ؟ یہ کہ اولی برعاس میں جنگ ہو رہی تھی ' مجھے اسکا علم نہ تھا " پاشا موصوف نے کہا کہ " انہوں نے ریل کا پل اڑا دیا کیونکہ یہ انکا فرض تھا ' مگر تسلیم کے بعد انہوں نے کوئی عمارت نہیں اڑائی - یہ غیر شریفانہ حرکت ہوتی - انہوں نے گھوڑوں کو بھی ضائع کردیا ' کیونکہ ہر ایسی شئی کو ضائع کردینا جو دشمن کے استعمال میں آسکے ' انکا فرض عام تھا - مگر انہوں نے عام عمارتیں انسانیت کے خیال سے نہیں اڑائیں ' کیونکہ قرآن (حکیم) کہتا ہے کہ سب کا ایک ہی خدا ہے ! "

آخر میں انہوں نے فرمایش کی کہ ایک جرمن جرنل کی اس رپورٹ کی تردید کر دیجاے کہ انکے افسروں میں اور خصوصاً انمیں اور محافظ شہر اسماعیل پاشا اور انکے اسٹاف کے چیف منیجر فواد بے میں شکر رنجی تھی - اور یہ کہ یہ شکر رنجی غیر قانونی اسداب سے بڑھگئی تھی -

صوفیا میں بطل ادرنہ
کا
ورود

۲۸ - مارچ کو موسم نہایت خوشگوار تھا - صوفیا کا اسٹیشن مختلف قسم کی جھنڈیوں سے اراستہ کیا گیا تھا - اسٹیشن پر بلغاری اعیان میں سے کرنل کانشف ' والمقام یونف ' لفٹنٹ سٹرالف ' سٹرایانف ایڈی کانگ وزیر جنگ ' اور معززین و رؤساء شہر کی ایک تعداد عظیم موجود تھی - ساڑھے چار بجے تھے کہ اسپشل ٹرین جسمیں شکری پاشا اور انکے رفقا کے بارہ عثمانی افسر تھے ' اسٹیشن پر پہنچی - ان عثمانی اسیروں میں سے شکری پاشا کے علاوہ کسی کے کمر میں تلوار نہ تھی - عثمانی جنرل گو جوان تھے مگر انکے بشرے ان مصائب کے اثار کو چھپا نہیں سکتے تھے ' جو انہوں نے اثناء محاصرہ میں برداشت کیے تھے - رنگ زرد تھا ' چہرے مرجھائے ہوے تھے ' اور آنکھیں بینھی ہوئی تھیں - شکری پاشا گو معمر ہیں ' چنانچہ انکی عمر اسوقت ۵۹ - سال کی ہے ' مگر انکے چہرے سے عزم و وقار کا نور چمک رہا تھا ' اور انکے تجربۂ و فراست کی نہایت تیز شعاعیں نکل رہی تھیں -

سب سے پہلے وہ یرز باشی جو شکری پاشا کی خدمتگذاری کے لیے متعین کیا گیا تھا ' اترا - اسکے بعد شکری پاشا اترے اور اپنے رفقاء کو اشارہ دیا کہ اتریں - چنانچہ وہ بھی اتر گئے - بلغاری افسروں نے فوجی سلام کیا - ملکی (سویلین) افسروں نے ٹوپیاں اٹھائیں - کرنل کانشف شکری پاشا کی طرف بڑھا اور مراسیمی میں تاثر سے کانپتی ہوئی آواز میں کہا : خوش آمدید ! تمام عالم ' ادرنہ کے عالی و مغلوب ' دونوں کی شجاعت سے حیرت میں ہے - بلغاری ادرنہ کے بطل عظیم کی خدمت میں اپنا احترام و اجلال پیش کرتے ہیں - اے بطل عظیم ! آپ یقین کریں کہ اس مایوسی کے عالم میں آپ نے جس بسالت و شجاعت کا اظہار کیا ' اس پر بلغاریوں کو استعجاب ہے ' اور آپکی ذات عالیہ کا وہ مخلصانہ طور پر احترام کرتے ہیں "

شکری پاشا کرنیل مارشولف کی طرف متوجہ ہوے ' اور پست اور رکتی ہوئی آواز میں ان جذبات کا شکریہ ادا کیا ' جو بلغاریوں نے انکے استقبال میں ظاہر کیے تھے - اسکے بعد کرنیل کانشف نے قائمقام یونف کا شکری پاشا سے تعارف کرایا - اور اس نے شکری پاشا کو اپنی حفاظت میں لے لیا -

موٹر اور دو گاڑیاں ان اسیران عثمانی کے انتظار میں کھڑی تھیں - موٹر میں شکری پاشا اور یونف پہلو بہ پہلو بیٹھے ' اور گاڑیوں میں باقی جنرل - اور اسپلینڈڈ پیلس ہوٹل کی طرف ' جو انکے لیے درود گاہ تجویز کیا گیا تھا ' روانہ ہو گئے -

تصریحات شکری پاشا

تفصیل و تشریح بعض امور مہمہ ' و تعلیط مکذوبات

غیر ملکی اخبارات کے نامہ نگاروں نے صوفیا میں شکری پاشا بطل ادرنہ سے اثنا ے ملاقات میں جو سوالات کیے ' اور پاشا موصوف نے انکے جو جوابات دیے ' اخبار نیو فری پریس کا نامہ نگار صوفیا حسب ذیل بیان اسکے متعلق شائع کرتا ہے

ہم مختلف ممالک کے ۱۳ - نامہ نگار شکری پاشا کے کمرہ میں گئے - کپڑوں کی الماری میں پاشاے موصوف کی معروف تلوار آویزاں تھی ' کمرے کے ایک گوشے میں ایک چھوٹی سی لائبریری تھی ' جسمیں کتابیں اور بعض اخبارات تھے - ہم لوگ جب کمرے میں داخل ہوے ' تو پاشاے موصوف نے ہم سے مصافحہ کیا - اس تمہید ملاقات کے بعد ہم نے متعدد سوالات پیش کیے - سلسلہ جواب شروع کرتے ہوے پاشاے موصوف نے فرمایا :

" حالت قید میں نامہ نگاران ممالک احدیہ سے ملاقات میرے لیے ایک نہایت افسوس ناک واقعہ ہے ' لیکن پھر حال آپ جو چاہیں پوچھہ سکتے ہیں - جواب دینے کو طیار ہوں -

(س) شریف نہاد : کیا آپ بتا سکتے ہیں ' کہ آپ نے اپنے کو بلغاریوں کے حوالے کیا تھا یا سرویوں کے ؟

(ج) میں آخری ایام میں حصرلی کے مورچے میں تھا - بلغاریوں کا دعوی میری گرفتاری کی نسبت صحیح ہے ' کیونکہ میں نے اپنے کو بلغاری کرنل مارکوف کے سپرد کیا تھا جو دو جنگی افسروں کے ساتھہ میری ملاقات کیلیے آیا تھا - اس بنا پر تسلیم ادرنہ کے متعلق بلغاری مراکز حربی عمومی نے جو اعلان شائع کیا تھا وہ بالکل صحیح تھا - وزیر خارجیۂ سرویا سے اس بیان کو سنکر مجھے نہایت تعجب ہوا ' کہ میں نے اپنے اپکو سرویوں کے حوالہ کیا تھا -

واقعہ یہ ہے کہ پہلے بلغاری کرنل مانولوف میرے پاس آیا ' جس سے ۱۵ - منٹ تک میں نے گفتگو کی اور اسکے بعد اسکے ساتھہ ایک گاڑی پر سوار ہو کر ایک مقام تک آیا ' جہاں میں نے کمانڈر دانکوف کو پایا ' اور وہاں سے ہم سب ایک موٹر پر سوار ہو کر کمانڈر کانوف کے پاس آئے ' جہاں پہونچکر میں نے خواہش ظاہر کی ' کہ میں بالفعل اونہیں مورچوں میں قیام کرنا چاہتا ہوں - افسروں نے

رضامندي ظاهر کي' اور ميں اپنے مستقر پر واپس آگيا- اس واقعه کے دو گھنٹے بعد دوسري افسر آئے ' جنکو ميرے اور بلغاريوں کے گذشته واقعات کي کچهه اطلاع نه تهي - يه افسر مبري نسبت بعض تعريفي فقرے کهکر واپس چلے گئے - انهوں نے تسليم ادرنه کے متعلق ايک حرف بهي مجهسے نهيں کها -

(س) کيا جناب نے سرويوں کو اس سے مطلع کيا که بلغاري يهاں پہلے آ چکے هيں ؟

(ج) (مسکراکر) نهيں ' کيونکه اسکي ضرورت نه تهي - ميں صرف يه جانتا تها که ميرے سامنے جو فوج هے ' وه متفقه رياستوں کي هے - مجهکو سرويوں اور بلغاريوں کي باهمي مخالفت کا بالکل علم نه تها ' اس بنا پر جو اه ميں اپنے کو سرويوں کے حواله کرتا يا بلغاريوں کے ' دونوں ايک هي بات تهي - اسوقت ميں نے آپ لوگوں سے حقيقت حال بيان کردي که ميں نے اپنے کو بلغاري کرنل کے حوالے کيا تها -

(س) يهاں يه متواتر افواهيں پهيليں که جناب نے مارکولوف سے جب ملاقات کي اور اوسنے درخواست کي که آپ اپني تلوار حوالے کر ديں' تو جناب نے جواب ميں فرمايا که ميں اپنے پاس تلوار نهيں رکهتا -

(ج) ميں يقين کرتا هوں که پستول جسکو برابر ميں اپنے ساتهه رکهتا هوں' تلوار سے زياده کار آمد هے' اسي ليے اوسوقت بهي تلوار کي جگه پستول هي ميرے پاس تها -

(س) کيا سرويوں نے مورچوں ميں سب سے زياده نقصانات پهونچاے ؟

(ج) سرويوں نے جو حمله کيا ' اوسکا نتيجه صرف يه هوا که وه بعض اگلے مورچوں پر قابض هوگئے - اونکا تويخانه نه گو نهايت سخت بارش کر رها تها ' ليکن ميں يه سمجهه گيا تها که حمله آوروں کا حقيقي هدف صرف مشرقي جانب هے' اور سرويوں کے يه حملے فوج محصور کو محض دهوکها ديني کيليے نمائشي هيں' ليکن ميں يه اعتراف کرتا هوں که اونهوں نے هر حملے ميں بهادري ظاهر کي -

(س) کيا قلعه ميں سکون اور خاموشي تهي ؟

(ج) پاشا نے يه سنکر اپني جيب سے فرانسيسي اخبار (طان) کے ۱۰ - اپريل کا نمبر نکالا جسميں لکها تها : " کامل پاشا کے سقوط وزارت کے وقت ادرنه ميں اتحادي جنگي افسروں کي ايک جمعيت مشکل هوئي - اس جمعيت کے مقابلے ميں شکري پاشا عاجز رهے اور آخر ان سے يه کهديا گيا که تمهارا جو دل چاهے وه کرو " پاشا نے اسکے بعد فرمايا : يه واقعه شائبهٔ صحت سے بالکل خالي هے - تمام فوج آخر تک صادق' وفادار' اور اطاعت گذار رهي ' اور کوئي باهمي تفرق يا جمعيت مختلفه وهاں نه تهي -

اسکے بعد نامه نگاروں نے جنگ کے متعلق سوالات کا ارادہ کيا ' ليکن پاشا نے اونسے جواب ديني سے انکار کرديا ' اسليے گفتگو کا دوسرا سلسله شروع هوا :

(س) کيا تمام ايام محاصره ميں ' روزانه جناب آستانه سے گفتگو کرتے رهتے تهے ' اور کيا آستانه نے جناب کو قرق کليسا ' يا اسکي لوله بر عباس ' اور بدار حصار کي هزيمتوں کي اطلاع دي تهي ؟

(ج) بيشک' مگر يه ضرور تها که بے تار کي تار برقي کے آلات ابهي اچهے نهيں هيں' اسليے چند روز تک هميں کوئي اطلاع نهيں هوئي -

اسے بعد پاشا نے ايک ٹهنڈي سانس لي اور فرمايا :

ايسے شهر کي مدافعت ميں' جو ان تمام سامانوں سے خالي هو' ميں آپلوگوں کو کيا بتاؤں که کن کن مصائب کا سامنا کرنا پڑا ؟ اگر ميں بالتصريح تمام واقعات بيان کروں' تو آپ حيران هو جائينگے - حقيقت يه هے که واقعهٔ مدافعت ادرنه ' دنيا کي تاريخ کا ايک عديم النظير واقعه هے -

اس سے پہلے جسوقت صلح منعقد هوئي تهي ' بجز اسکے اور کوئي اثر هم پر نه پڑا که ان تمويل ايام صلح ميں همارا ذخيرهٔ خوراک نهايت کم هوگيا - اوسوقت جب چتالجه کي فوج کو روزانه خوراک تقسيم هوتي تهي ' ميري فوج روزانه ۳۵ - گرام آٹے کي روٹي پر قناعت کرتي تهي - کچهه دنوں کے بعد ۳۵ - گرام سے گهٹکر صرف ۲۵۰ - گرام کي مقدار رهگئي ' اورا سے کاش اگر پوري خوراک ملتي ...

(س) - کتنے عرصه تک قلعه اور مقاومت کرسکتا تها ؟

(ج) - تين دن تک ' کيونکه خوراک ميرے پاس اس سے زياده دن کي نه تهي - عام باشندگان شهر کے پاس بهي کهانے کي کوئي چيز نه تهي - هم نے اکثر گهوڑوں کا ملاحظه کيا ' اور ضروري چيزيں فوج کيليے حاصل کيں' ليکن با ايں همه غير ملکي اشخاص اور عيسائيوں کے پاس کچهه نه کچهه کهانيکي چيز ضرور تهي ' ليکن بيچارے مسلمانوں کي حالت نهايت خراب تهي - يه ان حيوانات کا گوشت کهاتے تهے جو جنگ ميں بيکار هو جاتے تهے - قلعه ميں بے نمک کي روٹي اور حيوانات کے گوشت کے کهانے سے ڈيزانٹيا کي بيماري عموماً پهيل گئي تهي - آخري دنوں ميں تو فوج کو کي روٹي تقسيم هوتي تهي - اوسميں بهي نصف حصه مٹي کا هوتا تها !!

(س) جناب قلعه ميں کب داخل هوے ؟

(ج) - ميں بعض امور کي تحقيقات کي غرض سے قوجانه ميں مقيم تها ' اور وهاں دو مهينے تک اقامت کي ضرورت هوئي - ميں اس اثنا ميں نهايت سخت بيمار تها که مجهکو ادرنه کے تقرري کي اطلاع دي گئي - ڈاکٹر نے مجهکو مشوره ديا که ميں قوجانه چهوڑکر بغرض علاج آستانه چلا جاؤں ' ليکن ميں اس مشورهٔ طبي کو اسليے قبول نه کرسکا که ميرے نزديک اداے فرض هر شے پر مقدم هے - انهيں حالات کے ساتهه ' ميں شهر ميں اعلان جنگ سے صرف پانچ روز پہلے داخل هوا ' ليکن با ايں همه همارے پاس اتنا سامان ضرور تها ' جو ايک سال تک کفايت کرتا -

(س) کيا يه صحيح هے که جناب آخري ايام ميں اپني فوج سے ناراض تهے ؟

(ج) اس خبر کي کوئي بنياد نهيں - ميں اوس فوج سے کيونکر ناراض هوسکتا تها ' جو جو روزانه ضروري خوراک کا بهي صرف تهائي حصه پاتي تهي ؟

هماري شکست کا تنها سبب بهوکهه کا سخت و شديد حمله تها ' جسکي مدافعت کا همارے پاس کوئي سامان نه تها ' علاوه بريں تيس هزار قليل التعداد فوج اوس فوج گراں کا مقابله کيونکر کرسکتي تهي' جو ايک لاکهه بتيس هزار بلغاريوں ' اور چاليس هزار سرويوں سے مرکب تهي ؟ اس تيس هزار ميں سے بهي نصف مجروح اور مريض تهے !!

(س) جناب نے ادرنه کے پل کے انهدام اور حيوانات کے قتل کا حکم کيوں ديا ؟

(ج) - اسليے که آستانه سے مجهکو بهي حکم پهونچا تها ' اور اس لحاظ سے بهي که ميں ايک مسلمان سپاهي هوں' اوسوقت ميرے اور ميرے ليے فرض هے - علاوه بريں جنگي مصلحتيں بهي اسي کي مقتضي تهيں - اسي بنا پر خوراک کي وه قليل مقدار' جو ميرے پاس بچ رهي تهي' اوسکو بهي ميں نے جلا ديا ' اور يه حکم مجهکو آستانه سے سقوط ادرنه سے پہلے هي پهنچ چکا تها ' جسکي ميں نے پهر تعميل کر دي :

ہمارے خزینۂ اقبال کے اخری جواہر

یورپین ٹرکی کا خاتمہ

(۱)

عظیم الشان ادرنہ

معتصر حالات

نام اور حدود اربعہ

رومیلی (یورپین ٹرکی) میں ایک صوبہ ہے ' جسکی حد بلندی شمال کی طرف سے امینہ طاغ اور بلقان ' مشرق کی طرف سے بحر اسود ' جنوب کی طرف سے آستانۂ علیہ ' بحیرہ مرمرہ ' درۂ دانیال ' جزائر ارجیل ' اور مغرب کی طرف سے دستیر طاغ کرتا ہے - رقبہ ۸۸ ' ۷ ' ۶۲ - کیلو متر ہے - ۳۶ - ضلع اور ۵ - قسمتیں ہیں - قسمتوں کے نام یہ ہیں :

(۱) ادرنہ (۲) فلبہ (۳) اسلمہ (۴) تکفورطاغ (۵) گلی پولی

کل آبادی ۵۹ ' ۷۰ ' ۵۳ ' ۲- ہے - صوبے کا دار الحکومت ادرنہ ہے - پہلے اس صوبے کا نام تراصت (تھراقت) تھا ' مگر اب یہ اپنے دار الحکومت کے نام سے موسوم ہے -

مناظر طبیعی

یورپ میں یورپین ٹرکی ' اور یورپین ٹرکی میں ادرنہ ' ان مقامات میں سے ہے ' جن کے لیے قدرت نے کشادہ دستی کو زیادہ کام فرمایا ہے - دامن ہاے کوہ (جنکی اس صوبے میں کمی نہیں) لذیذ میووں ' عطر بیز پھولوں ' اور خوش منظر درختوں کے کنج ' اور نظر کش و باصرہ افزا مرغزاروں سے معمور ہیں - پہاڑوں سے گرنے والے لطف انگیز و نغمہ طراز آبشاروں کے علاوہ ' شیریں ' خوشگوار ' اور شفاف پانی کی نہروں کا ایک روپہلی جال ہے ' جو تمام صوبے میں بچھا ہوا ہے ' اور ہر ہر گوشے کو سیراب و شاداب کرتا رہتا ہے - ہوا بھی معتدل مگر لطیف و خوشگوار ہے - مختصراً یہ کہ یہاں کے مناظر طبیعی بے حد صحت پرور ' فرحت انگیز ' اور لطف آگیں ہیں -

پیداوار

خاک ادرنہ جسطرح فرحت پرور اور نظر نواز ہے ' اسی طرح مایہ دار اور زر ریز بھی ہے - نباتات میں روئی ' انیسون ' بادام ' فندق ' کاپی ' سیب ' ناشپاتی ' خربزہ ' اور جمادات میں پشمینہ ' لوہا اور سنگ مرمر پیدا ہوتا ہے - ان خدا داد سرچشمہ ہاے دولت کے علاوہ یہاں تمول کا وہ ذریعہ بھی ہے ' جو گنج عالم کی کلید اور قدرت کی فیاضیوں سے محروم ممالک کا مدار زندگی ہے - صنعتی مراد اس سے صنعت ہے - اصناف صنعت میں سے یہاں پشمینہ و پارچہ بافی اور اسلحہ سازی زیادہ رائج ہیں - تینوں قسم کے کارخانوں کی ایک تعداد موجود ہے جو کامیابی کے ساتھ چل رہی ہے - یہاں کی مصنوعات میں سے جانمازیں ' پردے ' اور عبائیں اپنی گلکاری ' خوش رنگی ' اور پائداری کی وجہ سے مشہور ہیں - غرض کہ ادرنہ ایک شاداب ' سیر حاصل ' اور مایہ دار صوبہ ہے ' اور اسی لیے یورپین ٹرکی میں قسطنطنیہ کے بعد اسی کا نمبر ہے - شاید اب کہنا چاہیے کہ " تھا " !

ادرنہ بلحاظ دار الحکومت ہونے ' نیز طبیعی اور صناعی ' دونوں حیثیتوں سے اس صوبے کا واسطۃ العقد ہے - یہ قسطنطنیہ سے شمال و مغرب ۱۳۰ - میل دور اس سنگم پر واقع ہے جہاں مریج ' طنجہ ' اور وارد ا ' تین نہریں ہم اغوش ہو کر ' ایک نظر ربا عریض سطح آب پیدا کرتی ہیں - شہر کے گرد ایک پرانی شہر پناہ ہے - جس سے سنگم کی موجیں ٹکراتی ہیں - تمام شہر دلکش باغوں ' اسلامی اور غیر اسلامی تاریخی عمارتوں سے معمور ہے ' جو زبان خاموشی سے اسلاف کی جنگ آرائی ' نفاست دوستی ' رفعت پسندی ' اور شکوہ نمائی کی داستان سناتی ہیں - یہیں وہ قصر بلند ہے ' جسکو (اسکی سرائے) کہتے ہیں - اسی قصر میں بیٹھکے عثمانی سلاطین سنہ ۷۶۸ - ہجری میں " باب مسیحت " پر ' جسے سب سے پہلے ایک صحابی نے اپنی شمشیر جہاں سے کھٹکھٹایا تھا ' جانبازانہ و مسلسل حملے کرتے رہے - یہاں تک کہ سنہ ۸۰۸ - ہجری میں وہ کھلگیا ' اور اسلام کی دیرینہ آرزو پوری ہوگئی -

شہر ادرنہ میں ۴۰ سے زاید مساجد ہیں ' جنمیں ۹ - خاص سلاطین عثمانیہ کی بنوائی ہوئی ہیں -

جامع سلیم

ان مساجد میں سب سے زیادہ قابل ذکر جامع سلیم ہے - جیسا کہ اسکے نام سے معلوم ہوتا ہے ' جامع سلیم کا بانی سلطان سلیم ثانی تھا - جو خاندان عثمانیہ کا گیارھواں تاجدار تھا اور ۷۴- سے ۹۸۲- ہجری تک حکمراں رہا - اس مسجد کی رفعت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ یہ جامع ایا صوفیا سے ۲۰- قدم بلند تر ہے - اسمیں ایک عظیم الشان گنبد ہے ' جو سنگ سماق کے دو پایوں پر ٹھکا ہوا ہے - چار منارے ہیں - ہر منارے میں ایک زینہ ہے ' جس سے مردن سر مائذنہ تک جاتا ہے - صحن کے تین گوشوں میں قبے ہیں ' جو مسجد کی عظمت و جلال کو افزوں تر کرتے ہیں - اپنی عظمت ' استحکام ' اور خوشنمائی کے لحاظ سے ' جامع سلیم کا شمار عثمانی فن تعمیر و تمدن کے بہترین نمونوں میں ہے -

ان مساجد کے علاوہ دو بہت بڑے بازار ہیں ' جنمیں سے خوشہ تر وہ بازار ہے ' جسکو علی پاشا کہتے ہیں - یہ اسقدر طویل ہے ایک متوسط رفتار آدمی ۱۵ - منٹ سے کم میں پورے بازار کا چکر نہیں لگا سکتا -

دیگر عمارات

ادرنہ میں بڑے فندق (ہوٹل) ۵۲ - ہیں - نہر طنجہ پر ایک پل بھی ہے - ان عمارتوں کے علاوہ متعدد حمام ' مدارس ' قہوہ خانے اور شفا خانے ہیں - ایک مطبع بھی ہے - سرکاری پارچہ بافی کے کئی کارخانے ہیں ' جنمیں ریشمی اور اونی کپڑے بنے جاتے ہیں

گلشن آباد عالم !

زمین نہایت درجہ سرسبز و زر خیز ہے - باغوں کی یہ کثرت ہے کہ ادرنہ گلشن آباد ہو رہا ہے - صرف نہر مریج کے ساحل پر ۵۰۰ باغ ہیں ! ان میں سے اکثر صرف گلاب کے لیے وقف ہیں - گلاب کی اسدرجہ کثرت کی وجہ غالباً یہ ہے کہ یہاں عرق اشی کے کئی کارخانے ہیں ' جنمیں صرف عرق گلاب کشید کیا جاتا ہے ' اور اسکے لیے ادرنہ مشہور ہے - یہاں کا عطر روح گلاب تمام دنیا میں اول درجے کا تسلیم کیا جاتا ہے -

آبادی

آبادی ۱۵۰۰۰ - ہے - جنمیں ایک ثلث بلغاری رومانی ' اور بقیہ دو ثلث میں یہود ' ترک ' ارمنی ' اور عام فرنگی ہیں -

قدیم تاریخی معرکے

فن تاریخ کا یہ ایک زار آشکارا ہے کہ جن ممالک پر قدرت کا ابر کرم زیادہ برستا ہے ' ان میں خون کی بارش بھی زیادہ ہوتی ہے -

باب المراسلة و المناظرة

سیرت نبوي اور نقد روایات و آثار

از جناب مولوي محمد اسحاق صاحب مدرس مدرسة عالیه کلکته

الهلال کي اشاعات گذشته میں سیرة نبوي کے دیباچے کے جو بعض اجزا شائع هوے هیں' ان میں بعض اصول نقد روایات سیرة کو بیان کیا گیا هے - اسکي نسبت چند گذارشات هیں :

روایت کے ساتھه درایت کي پله بپله نگاهداشت ' ایک ایسا ضروري امر هے ' جس سے عالباً کسیکو اختلاف نهوگا - اسلیے که درایت' نقد روایت کے لیے ایک کسوٹي هے' جس سے جید کو ردي سے امتیاز کیا جاتا هے - علماے ربانیں نے اس سے جهوٹوں کا ناطقه بند کردیا - لیکن اسکا اسطرح استعمال' جس سے قلب موضوع هو جاے ' اور جس غرض کے لیے اسکا ایجاد هوا ' اوسي کو قاع و قمع کردے ' انصاف کا خون کرنا هے -

"راوي میں قید عمر هونا چاهیے یا نهیں" فاضل ناقد نے اسمیں گفتگو کرتے هوے ' سیرت ندوي کا اکثر رواة غیر بالغین سے روایت هونا دکها کر ' فرمایا هے که " وقائع عالم ملکوت چونکه اس عالم سے بالا تر هیں اور وه واقعات اسدرجه کے امور هیں که انکي ادا پر هر ایک قادر نهیں - رواة غیربالغین نے نهیں معلوم کسطرح سے سنا ' کیسا ادا کیا ' اور بتدریج کتنا کچهه تغیر آگیا ؟ اسکا کون اندازه کرسکتا هے - معمولي وقائع کے لیے نفس ثقاهت اور ضبط و امتیار کافي هو سکتا هے' لیکن واقعه غیرمعمولي کے لیے معمول سے زاید اتقان و ضبط و ثقاهت ضروري هے ورنه تغیر و تبدل سے امن معرض خطر میں هے "

هم نهیں سمجهتے که وقائع عالم ملکوت کے لیے معمول سے زاید ثقه و ضابط اور عادل هونیکي کیا حد هے - اصول حدیث میں فقهاء صحابه کو اگرچه انمیں بهي تفاوت مراتب هے اور بعض کي خاص شان هے) طبقه علیا میں مانا گیا هے اور بجا مانا گیا هے - بدایت هي کي حدیث صحیحین میں بطرق متعدده مروي هے - اسکي نسبت غایت استبعاد ظاهر کیا هے که " سید المرسلین کو حضرت جبرئیل نظر آوں - انکو دیکهکر آپ کانپتے هیں - اپنے آپکو پهاڑ سے گرا دینا چاهتے هیں - حواس کي نسبت شبهه هوتا هے - پهر ایک عیسائي تسکین دیتا هے - تب کهیں جاکر تسکین هوتي هے" اسکے راوي حضرت ام المومنین عایشه صدیقه رضی الله عنها هیں - انکا حفظ اور ضبط مستغني عن البیان هے - في الاصابه صفحه (۶۹۲) جلد ۴ - قال عطاء بن ابي رباح : کانت عایشه افقه الناس و اعلم الناس و احسن الناس رایا في العامة : -

چهه صحابي جو کثیر الروایت شمار کیے جاتے هیں' انمیں سے ایک حضرت عائشه بهي هیں - یه مسلم هے که بدء وحي کے وقت یه پیدا نهیں هوئي تهیں - في الاصابه صفحه (۶۹۱) عایشه بنت ابي بکر الصدیق ولدت بعد المبعث باربع سنین او خمس الخ - لیکن انکي روایات اکثر آنحضرت صلی الله علیه وسلم سے هیں اور بعض دیگر چند صحابه سے - في الاصابه صفحه (۶۹۱) : روت عایشه عن النبي صلي الله علیه وسلم الکثیر الطیب و روت ایضاً عن ابیها و عن عمر و فاطمه و سعد بن ابي وقاص و اسید بن حضیر و جداما ة بنت وهب و حمزة بنت عمر - باقي رها نابالغي کا شبهه جو ناقد علامه کو پیش آیا هے' تو وه نهیں معلوم که آپا وقت تحمل هے یا بوقت ادا - بوقت ادا تو هو نهیں سکتا که عمرو جو انکا بهانجها اور تابعي هے' اون سے روایت کرتا هے - یه زمانه بعد زمانهٔ وفات نبوي صلی الله علیه وسلم هے ' اور حضرت کے وفات کے وقت عایشه صدیقه ۱۸ - برس کي تهیں اور عمرو سے اس حدیث کا بیان کرنا یقیناً اس کے بعد هوگا - رها وقت تحمل ' خواه حضرت صلی الله علیه وسلم سے سنا هو جیسا که ظاهر هے' یا کسی اور صحابی سے' بهر حال اوسوقت انکے نابالغه هونیکا کیا ثبوت هے ؟ جبتک تحمل کے وقت نا بالغه هونا ثابت نه کیا جاوے ' صرف بعض احتمالات کی بنا پر یه کهدینا که " سیرت نبوي کے نهایت اهم واقعات جو آجتک معرکة الاراء هیں اور جن پر ارباب اراء کے مختلف گروه قائم هوگئے هیں اکثر اون راویوں سے منقول هیں جو سن بلوغ کو نهیں پهونچے " نا کافي هے - فاضل ناقد کو اول یهه ثابت کرنا چاهیے که بوقت سنے کے حضرت عایشه کم عمر تهیں - و دونه خرط القتاد - فاضل ناقد کو جو ان واقعات کے متعلق استبعاد هوا هے اور اسکو درایت کے خلاف سمجها هے ' اوسپر غور کرنے سے واضح هوتا هے که یهه امور کچهه بهي درایت کے خلاف نهیں هیں - انبیاء علیهم السلام آخر بشر تهے ان نحن الا بشر مثلکم ولکن الله یمن علی من یشاء من عباده - اور نه لوازم بشریه آنسے منفک هوسکتی هیں اور نه طبیعت بشري بدل سکتی هے - انسان کی فطري عادت هے که جب وه کسي غیر مالوف غیر مانوس چیز کو جس سے کبهی سابقه نه پڑا هو' دفعة دیکهتا هے تو مرعوب اور حیرت زده هوجاتا هے - اور پهر کسی انیس اور معتمد کے تسلي آمیز کلمات سے تشفی پاتا بهی ایک امر طبعی هے -

باقی آئندہ

[بقیه صفحه ۱۹]

صوبه ادرنه پر قدرت کي اسدرجه کرم گستري کا یه لازمی نتیجه تها که وه آناجاگاه جنگ هوتا - رومیوں کے زمانے سے ایکے اسوقت تک صدها هولناک جنگیں هوئیں' اور بارها خون کے سیلاب ' بهرے هوے اعضاء' اور خون آلود انسانی پیکروں سے ادرنه کے دلکش مرغزاروں کو ایک ایسا لاله گوں نقش زار بنادیا ' جسے دیکهکے دل فگار اور آنکهیں خونبار هوتي تهیں - سنه ۳۲۴ - میں قسطنطین اور لیکنیوس میں ایک خونریز معرکه هوا ' جسمیں هزارها انسان کام آئے - سنه ۳۷۸ - میں پهر میدان کار زار گرم هوا - فریقین جنگ کاتهه اور سامنشاه والنس تهے - میدان کاتهه کے هاتهه رها - سنه ۵۵۱ - میں پهر آتش جنگ روشن هوئی - سلافی اور بلغر نطیفی سپاه معرکه آرا بهی هوئي - لیکن بلغر طفی فوج کو شکست هوئي - سنه ۵۲۲ - میں بلغاروں نے فوج کشی کی' اور زور شمشیر شهر میں داخل هوگئے - سنه ۱۱۸۹ - میں انگریز داخل هوے مگر چلے گئے - سنه ۱۲۰۵ - میں لوز لبن نے حمله کیا - اسوقت شهر ادرنه بلغاریوں کے قبضے میں تها - میدان کار زار آراسته هوا ' مگر حمله آور فوج نے مدافع فوج کو شکست دي ' اور بادشاه کو قید کرلیا - سنه ۱۳۶۱ میں خاندان عثمانیه کے تیسرے تاجدار سلطان مراد اول نے آسے فتح کیا اور وه مشهور محل شاهي بنایا ' جسکا در عمارات کے سلسله میں آچکا هے - سنه ۱۲۴۵ - میں روسي فوج داخل هوئي مگر بعد کو معاهده ادرنه کے نمو جب روسیوں نے شهر خالی کردیا تها -

اب اسکا حسرت انگیز حال سامنے' اور مستقبل مجهول هے !

[تلت گنجایش کي وجه سے فهرست چهده دیهاتکي انشاء الله تعالی آینده صفحه میں دیجائیگي]

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

مسیحا مکسچر

ھندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجایا کرتے ھیں' اسکا بڑا سبب یہ بھی ھے کہ اُن مقامات میں نہ تو دوا خانے ھیں اور نہ ڈاکٹر' اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پتنت دوا ارزاں قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ھے - ھمنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ھے' اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ھزارھا شیشیاں مفت تقسیم کردی ھیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ھوجائے - مقام مسرت ھے کہ خدا کے فضل سے ھزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچی ھیں اور ھم دعوے کے ساتھہ کہہ سکتے ھیں کہ ھمارے عرق کے استعمال سے ھر قسم کا بخار یعنی پُرانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار - پھرکر آنے والا بخار - اور وہ بخار' جسمیں ورم جگر اور طحال بھی لاحق ھو' یا وہ بخار' جسمیں متلی اور قے بھی آتی ھو - سردی سے ھو یا گرمی سے - جنگلی بخار ھو - یا بخار میں سر بھی درد ھو - کالا بخار - یا آسامی ھو - زرد بخار ھو - بخار کے ساتھہ گلٹیاں بھی ھوگئی ھوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ھو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ھے' اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجائے تو بھوک بڑھ جاتی ھے' اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ھونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ھے' نیز اُسکی سابق تندرستی ازسرنو آجاتی ھے - اگر بخار نہ آتا ھو اور ھاتھہ پیر ٹوٹتے ھوں' بدن میں سستی اور طبیعت میں کاھلی رھتی ھو - کام کرنے کو جی نہ چاھتا ھو - کھانا دیر سے ھضم ھوتا ھو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ھوجاتی ھیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ھوجاتے ھیں -

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
" چھوٹی بوتل بارہ - آنہ
پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ھمراہ ملتا ھے
تمام دوکانداروں کے ھاں سے مل سکتی ھے

مسیحا کا موھنی کسم تیل

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ھی کرنا ھے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ھیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کانٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بساکر معطر و خوشبودار بنایاگیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاھری تکلف کے دادادہ رھے - لیکن سائینس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کردیا ھے اور عالم متمدن نمود کے ساتھہ فائدے کا بھی جویاں ھے بنابریں ھم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربہ سے ھر قسم کے دیسی و ولایتی تیلوں کو جانچکر " موھنی کسم تیل " تیار کیا ھے اسمیں نہ صرف خوشبو سازی ھی سے مدد لی ھے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج کل کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیاگیا ھے اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیرپا ھونے میں لاجواب ھے - اسکے استعمال سے بال خوب گھنے اُگتے ھیں - جڑیں مضبوط ھوجاتی ھیں اور قبل ازوقت بال سفید نہیں ھوتے درد سر' نزلہ' چکر' اور دماغی کمزوریوں کے لیے اربس مفید ھے اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل اویز ھوتی ھے نہ تو سردی سے جمتا ھے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سڑتا ھے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ھاں سے مل سکتا ھے قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ محصولڈاک -

المشتھر رپروپرائٹر
ایچ - ایس - عبد الغنی کیمسٹ - ۲۲ - ۷۳
کولوٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

ریویو آف ریلیجنز - یا مذاھب عالم پر نظر

اردو میں ھندو ستان اور انگریزی میں یورپ امریکہ و جاپان وغیرہ ممالک میں زندہ مذھب اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے والا - معصوم نبی علیہ السلام کی پاک تعلیم کے متعلق جو غلط فہمیاں پھیلائی گئی ھیں - ان کا دور کرنے والا اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دینے والا یہی ایک پرچہ ھے جس کو دوست دشمن دنیا کے سامنے پیش کرنے کے قابل سمجھا ھے - اس رسالے کے متعلق چند ایک رایوں کا اقتباس حسب ذیل ھے :—

البیان لکھنؤ - ریویو آف ریلیجنز ھی ایک پرچہ ھے جس کو خالص اخلاقی پرچہ کہنا صحیح ھے - عربی میں المنار اور اردو میں ریویو آف ریلیجنز سے بہتر درجے کسی زبان میں شایع نہیں ھوتے - اس کے رویہ اور مضامین پر علم و فضل کو ناز ھے -

کریسنٹ لورپول - ریویو آف ریلیجنز کا پرچہ دلچسپ مضامین سے بھرا ھوا ھے - ھمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے متعلق جو جاھل عیسائی الزام لگایا کرتے ھیں - اس کی تردید میں نہایت ھی فاضلانہ مضمون اس میں لکھا گیا ھے - جس سے عمدہ مضمون آج تک ھماری نظر سے نہیں گذرا

مسٹر روب صاحب امریکہ - میں یقین کرتا ھوں کہ یہ رسالہ دنیا میں مذھبی خیال کو ایک خاص صورت دینے کے لیے ایک نہایت زبردست طاقت ھوگی - اور یہی رسالہ ان روگوں کے دور کرنے کا ذریعہ ھوگا - جو جہالت سے سھائی کی راہ میں ڈالی گئی ھیں -

ریویو آف ریویوز - لندن - مغربی ممالک کے باشندوں کو جو مذھب اسلام کے زندہ مذھب ھونے کے مضمون سے دلچسپی رکھتے ھیں چاھیے کہ ریویو آف ریلیجنز خریدیں —

وطن لاھور - یہ رسالہ بڑے پایہ کا ھے - اس کی تحقیقات اسلام کے متعلق ایسی ھی فلسفیانہ اور عمیق ھوتی ھے - جیسی کہ اس زمانہ میں درکار ھے سالانہ قیمت انگریزی پرچہ ۳ روپیہ - اردو پرچہ ۲ روپیہ - نمونہ کی قیمت انگریزی ۳ — اردو ۲ — تمام درخواستیں بنام مینیجر منیجرین قادیان - ضلع گورداسپور آنی چاھیئیں ۔

درد سر و درد رياح کي دوا

رياحي درد لحظه ميں پيدا هو جاتا هے - يه دوا لحظه ميں اسکو پاني کر ديتي هے - درد رياح جيسے ٹيک - چمک - ٹيس - رگوں ميں لهرکن کني سے چاهے جسقدر تکليف هو - اس دوا کے استعمال سے فوراً رفع هوتي هے درد سر کے واسطے بهي اس دوا کا ايساهي فايده هے - نصف سر ميں هو يا تمام سر ميں کسي وجه سے. کيساهي درد هو اس دوا سے رفع هو جاتا هے صرف يهي نهيں اگر سر کٹا جاتا هو پيٹا جاتا هو - اڑا جاتا هو - اس دوا سے فوراً بند هوتا هے - اندرين لوگ ذرا ذرا سي باتوں ميں سر دکهايا کرتے هيں کام ميں يا مفت کي باتوں ميں فکر و تردد ميں عيش و عشرت ميں دن کو رات اور رات کو دن بنانے ميں کل شکايتيں سر پر آجاتي هيں - اور هاے رے درد سر پکارا کرتے هيں ڈاکٹر برمن کي دوا ايسے لوگوں کے ليے هے - دوا کے استعمال سے فوراً سر درد بند هوتا هے - اسلئے هر خاص و عام کو يه دوا اپنے پاس رکهنا لازم هے -

(قيمت ۱۲ ٹکيوں کي ايک شيشي (۶ آنه) محصول ڈاک ايک ـــ دبيه تک ۵ آنه)

ڈاکٹر [redacted] کے برمن [redacted] راجچندوت اسٹريٹ کلکته

المكتبة العلمية الاسلامية في علي گڈه

— * —

اس کتب خانه ميں مختلف علوم و فنون کي کتابيں مطبوعه مصر ، شام ، بيروت اور قسطنطنية وغيره فروخت کے ليے موجود رهتي هيں اور نهايت مناسب و معتدل قيمت پر شائقين کي خدمت ميں روانه کي جاتي هيں ـــ خاصکر مکتبة المنار کي کتابيں ، حضرت الاستاذ الامام شيخ محمد عبده اور حضرت السيد الامام سيد رشيد رضا کي تمام تصنيفات اس کتب خانے ميں هر وقت مهيا رهتي هيں - فرمائشوں کي تعميل مصلحتي کے ساتهه کي جاتي هے - کتب خانه کي جديد فهرست تيار هو گئي هے جو کرا ديا جائيگا *

آده آنے کے ٹکٹ وصول هونے پر مفت روانه کي جاتي هے *

رساله المنار (جو تمام دنيائے اسلام ميں بهترين عربي رساله تسليم کيا گيا هے) اس کي گذشته ۱۵ سال کي ۱۵ جلديں مکمل مع فهرست مضامين موجود هيں - قيمت عام طور پر في جلد ۵ روپے هيں مگر دوسري جلد کي قيمت پچاس روپے اور تيسري جلد کي قيمت پچيس روپے هيں *

يه کتب خانه رساله المنار کا کل ممالک هندوستان ميں سول ايجنٹ هے ، اور جن اصحاب کو اس رساله کي خريداري منظور هو چنده سالانه مبلغ ۱۵ روپے همارے پاس روانه فرمائيں ، روپيه وصول هونے پر رساله براه راست اس کي خدمت ميں جاري کرا ديا جائيگا *

المشتهر منيجر المكتبة العمية الاسلامية ، مدرسة العلوم ، علي گڈه

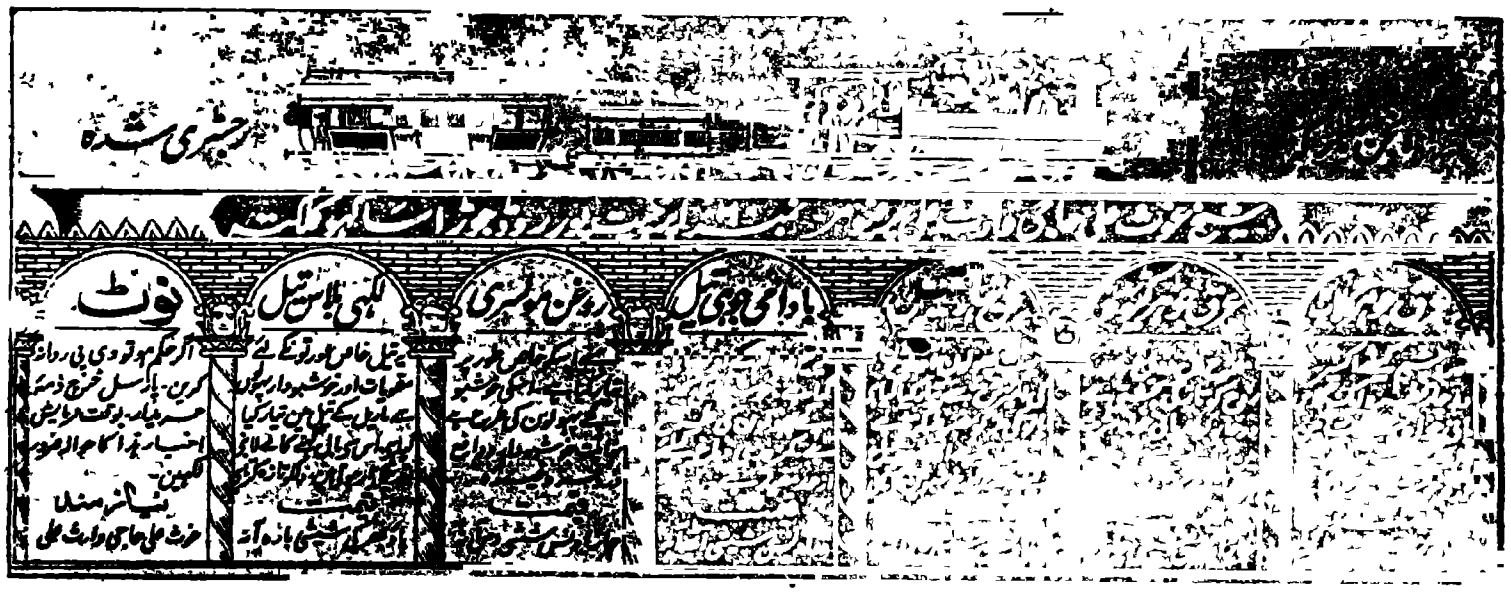

حميديه هوٹل .

—:o*o:—

نمبر ۱۳۱ لوئر چيت پور روڈ - کلکته

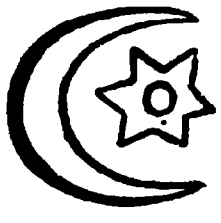

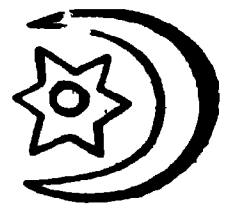

همارے هوٹل ميں هر قسم کي اشياے خوردني و نوشيدني هر وقت طيار ملتي هيں نيز اسکے ساتهه مسافروں کے قيام کيليے پر تکلف اور هر قسم کي سهولتوں کا بهي انتظام کيا گيا هے جو نهايت هوادار اور هر لب راه واقع هيں جن صاحبوں کو کچهه دريافت کرنا هو بذريعه خط و کتابت منيجر هوٹل سے دريافت کر سکتے هيں - جنگ ترکي و اٹلي اور جنگ بلقان کي جمله تصويريں همارے هوٹل ميں فروخت کے ليے موجود هيں مع تصوير شيخ سنوسي وغيره -

المشتهر شيخ عبد الكريم مالك حميديه هوٹل

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ : ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۱ — کلکتہ: چہار شنبہ ۲۱ جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta : Wednesday, May 28, 1913.

قیمت فی پرچہ

سارھی تین آنہ

اطلاع

(۱) اگر کسي صاحب کے پاس نرخي پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کو فی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لي جائیگي -

(۲) اگر کسي صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کي تبدیلي کي ضرورت ہو تو مقامي ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں، اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہیں یا پانچ آنے کے وي - پي کي اجازت -

(۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداري نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) منی آرڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام، پورا پتہ، رقم، اور نمبر خریداري (اگر کوئي ہو) ضرور درج کریں -

نوٹ — مندرجہ بالا شرائط کي عدم تعمیلي کي حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئي پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے لئے ذمہ دار نہ ہوگا -

(مدیر)

شرح اجرت اشتہارات

— * —

میعاد اشتہار	في صفحہ	في کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ في سطح المربع
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۹ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے ایک صفحہ کے لیے کوئي اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات دو جگہہ دیجائیگي -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدي زائد ہوگي -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھي طیار ہوتے ہیں جسکي قیمت ۸ آنہ في مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکي فرمایش کے مطابق آپکو جگہہ دیں، البتہ حتي الامکان کوشش کي جائے گي -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں، چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں، اور سہ ماہي کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرني ہوگي اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگي ہمیشہ لي جائیگي اور وہ کسي حالت میں پھر واپس نہوگي -

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسي اشتہار کي اشاعت روک دے، اس صورت میں بعیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اُس چیز کا جو جزے کے اقسام میں داخل ہو، تمام منشّي مقویات کا، فحش امراض کي دواؤنکا اور ہر وہ اشتہار جسکي اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالي نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو، کسي حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

نوٹ — کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کي زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسی قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
فضل الکریم ابوالکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلگراف
« الہلال »

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad
7-1 McLeod Street,
CALCUTTA.
Telegraphic Address.
"AL-HILAL"
Yearly Subscription, Rs 8
Half-yearly " " 4-12.

نمبر ۲۱ — کلکتہ: چہار شنبہ ۲۱ جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲
Calcutta: Wednesday, May 28, 1918.

اتقوا اللہ ایہا المسلمون !

ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانساہم انفسہم اولائک ہم الفاسقون (۵۹ : ۲۰)

منکر مترا ں گشت اگر دم ز نم از عشق
این نشہ دمن گر نبود تا دگرے ہست

(۱) حکمۃ الہیہ اپنے کاموں میں ابتدا سے کچھہ اس طرح کی واقع ہوئی ہے کہ اسکا اولی کلم آزمایشوں اور امتحانوں سے خالی نہیں ہوتا: احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وہم لا یفتنون ؟ (۲۹ : ۲۰)

(۲) دعوۃ "من انصاری الی اللہ" میں بھی اولین آزمایش یہ تھی کہ بغیر اظہار و تعیین کار کے لوگوں کو اپنی شرکت کے طرف بلایا گیا، اور پھر جنکے دلوں میں سچی طلب تھی، وہ بغیر فکر این و آں، امادہ رفاقت، اور مستعد اعانت ہوگئے: وہم الذین لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون -

(۳) جماعۃ "حزب اللہ" کے مقاصد و اغراض کا مضمون بھی آج کل میں چھپنے کیلئے دیدیا جائیگا اور پھر بصورت رسالے کے طبع ہوگا -

(۴) چونکہ رسالہ مضامین تبلیغ و دعوت کے ساتھہ ہی یہ رسالہ بھی قریب الختتام ہے، اسلیے اب علحدہ اشاعت کی جگہ دونوں کو یکجا شائع کرنا بھی مناسب معلوم ہوا -

(۵) پھر جکر پیاس ہے، انہیں کیا ہوگیا کہ "العطش" کی صدا نہیں لگاتے ؟ اور جو روشنی کے متلاشی تھے، یہ کیا ہے کہ وہ روشنی کو روشنی سمجھنے میں متامل ہیں ؟ پس جلدی کرو، جلدی کرو کہ عجب نہیں اس جلدی ہی میں تمہارے لیے اصلی آزمایش پوشیدہ ہو - ان ارید الا الاصلاح ما استطعت، و اللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم -

فہرس

	صفحہ
شذرات	
اردو پریس کی صداقت	۳
ہفتۂ جنگ	
مقالۂ افتتاحیہ	
مقدمہ صلح بارہ اریں طاق مقرض ترخیز	۵
مقالات	
دولت عثمانیہ اور الہلال	۸
مراسلات	
سیاست یا حماقت	۱۳
الہلال کی اشاعت عمومی	۱۴
باب المراسلۃ والمناظرۃ	
سیرۃ نبوی اور نقد روایات و آثار (۲)	۱۴
جماعۃ حزب اللہ اور مسلمان خواتین	۱۵
شذرات علمیہ	
الاتحاد الاسلامی (۲)	۱۶
داستان حوریں	۱۷
مسئلہ ارمینیا	۱۸
تصریحات شاہ یونان	۱۸
نامورانِ غزوۂ بلقان	
شہادۃ بطل الحربۃ	۱۹
فہرست چندہ زر اعانۂ ہلال احمر	۲۰

تصاویر

	صفحہ خاص
مرقع "انسادۂ دفاع ادرنہ" نمبر ۲ -	۲
یورپین ترکی کے بے خانماں مہاجرین نیازی بے	۱۹

لاکھوں بے خانماں مہاجرین

قسطنطنیہ کی گلیوں میں !!!

الہلال کلکتہ - سالانہ قیمت مع محصول صرف آٹھہ آنہ !!!

آج دفتر الہلال میں دو تار دفتر تصویر افکار' اور ڈاکٹر مصباح کے پہنچے ہیں کہ " خدا کیلیے یورپین ترکی کے اُن لاکھوں بے خانماں مہاجرین کے مصائب کو یاد کرو' جنمیں ہزارہا بیمار عورتیں' اور جاں بلب بچے ہیں - جنکو جنگ کی ناگہانی مصیبتوں کی وجہ سے یکایک اپنا گھر بار چھوڑنا پڑا' اور جنکی حالت جنگ کے زخمیوں سے بھی زیادہ درد انگیز ہے - جو مرگئے' انکو دفن کر دیں' جو زخمی ہیں انکو شفا خانے میں لے آئیں' لیکن جو بد نصیب زندہ' مگر مردے سے بدتر ہیں' انکو کیا کریں ؟ "

دفتر الہلال حیران ہے کہ اس وقت اعانت کا کیا سامان کرے ؟ مدد کیلیے نئی اپیلیں کرنا شاید لوگوں کو ناگوار گذرے کہ ہلال احمر کا چندہ ہر جگہہ ہو چکا ہے' اور تمسکات کا کلم بھی جاری ہے - مجبوراً جو کچھہ خود اسکے اختیار میں ہے' اسی کیلیے کوشش کرتا ہے -

یورپین ترکی کے بے خانماں مہاجروں
جامع ایاصوفیا کے سامنے

(۱) کم از کم وہ ایک ماہ کے اندر دو ہزار پاؤنڈ یعنے ۳۰ - ہزار کی رقم مخصوص اعانۂ مہاجرین کیلیے فراہم کرنا چاہتا ہے' کیونکہ ہلال احمر کے مقصد سے جو روپیہ دیا جاتا ہے' اسکو خلاف مقصد دوسری جگہ لگانا بہتر نہیں - اسکی اطلاع آج ہی ترکی میں بھیجدی گئی ہے -

اس بارے میں جو صاحب دل اعانت فرمائیں گے خاجرہ علی اللہ ،

وہ دوسروں پر بار ڈالنے کی جگہہ' خود ہی اس رقم کو اپنی جانب سے پیش کرنا چاہتا ہے -

(۲) اسکی صورت یہ ہے کہ بلا شک و شبہ تیس ہزار روپیہ دینا دفتر کے امکان سے باہر ہے' مگر یہ تو ممکن ہے کہ تیس ہزار روپیہ جو اُسے مل رہا ہو' وہ خود نہ لے' اور اس اشد ترین ضرورت اسلامی کیلیے وقف کردے ؟

(۳) یقیناً میں ۳۰ - ہزار نہیں دیسکتا' لیکن آپ کیوں نہیں مجھے ۳۰ - ہزار روپیہ دیتے' تا کہ میں دیدوں ؟

(۴) پس آج اعلان کیا جاتا ہے کہ **دفتر الہلال چار ہزار الہلال کے پرچے ایک ایک سال کیلیے اس غرض سے پیش کرتا ہے - آج کی تاریخ سے ۳۰ جون تک جو صاحب آٹھہ روپیہ قیمت سالانہ الہلال کی دفتر میں بھیجدینگے'** انکے روپیہ میں سے صرف آٹھہ آنہ ضروری اخراجات خط و کتابت کیلیے وضع کرکے باقی ساڑھے سات روپیہ اس فنڈ میں داخل کردیا جائیگا' اور ایک سال کیلیے اخبار اُنکے نام جاری کر دیا جاے گا - گویا ساڑھے سات روپیہ وہ اپنے مظلوم و ستم رسیدہ برادران عثمانیہ کو دیدینگے' اسکا اجر عظیم اللہ سے حاصل کرینگے' اور صرف آٹھہ آنے میں سال بھر کیلیے الہلال بھی (جو جیسا کچھہ ہے' پبلک کو معلوم ہے) انکے نام جاری ہوجائیگا - اس طرح چار ہزار خریداروں کی قیمت سے ۳۰ - ہزار روپیہ فراہم ہو سکتا ہے اور دفتر الہلال اُسے خود فائدہ اٹھانے کی جگہ' اس کار خیر کیلیے وقف کر دیتا ہے -

(۵) اس وقت ماہوار تین سو تک نئے خریداروں کا اوسط ہے - لیکن دفتر ۳۰ - جون تک کیلیے اپنی تمام آمدنی اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے - دفتر اس وقت تک کئی ہزار روپیے کے نقصان میں ہے' اور مصارف روز بروز بڑھتے جاتے ہیں' تاہم اس تار کو پڑھکر طبیعت پر جو اثر پڑا' اس نے مجبور کر دیا' اور جو صورت اپنے اختیار میں تھی' اس سے گزر کرنا' اور صرف دوسروں ہی کے آگے ہاتھہ پھیلائے رہنا' بہتر نظر نہ آیا - یورپ میں اخبارات کے دفتر اپنی جیب سے ہزاروں روپیہ کار خیر میں دیتے ہیں - شاید اردو پریس میں یہ پہلی مثال ہے' لیکن اسکی کامیابی اس امر پر موقوف ہے کہ برادران ملت تعامل نہ فرمائیں اور اس فرصت سے فائدہ اٹھا کر فوراً درخواست خریداری بھیجدیں - ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

(۶) الہلال - اردو میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے' جو یورپ اور ترکی کے اعلے درجہ کے با تصویر' پر تکلف' خوشنما رسائل کے نمونے پر نکلتا ہے - اسکا مقصد وحید دعوت الی القرآن' اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے - مجلسانہ علمی و دینی مضامین کے لحاظ سے اسکے معیار و خصوصیت کا ہر موافق و مخالف نے اقرار کیا ہے - اس نے ہندوستان میں سب سے پہلے ترکی سے جنگ کی خبریں براہ راست منگوائیں' اسکا باب "شئون عثمانیہ" ترکی سے جنگ کے واقعات صحیحہ معلوم کرنے کا مخصوص ذریعہ ہے - "نامہ ران عرب' طرابلس و بلقان" اسکی ایک با تصویر سرخی ہے' جسکے نیچے وہ عجیب و غریب موثر اور حیرت انگیز حالات لکھے جاتے ہیں' جو اپنے مخصوص نامہ نگاروں اور خاص ذرائع معلومات سے حاصل کئے جاتے ہیں - مقالات' مذاکرۂ علمیہ' حقائق و وثائق' المراسلہ و المناظرہ اسئلۂ و اجوبتہا' اسکے دیگر ابواب و عنوان مضامین ہیں - آٹھہ آنے میں شاید ایک اتنا اخبار ملا نہیں -

(۷) درخواست میں اس اعلان کا حوالہ ضرور دیا جاے' اور کارڈ کی پیشانی پر " اعانۂ مہاجرین " کا لفظ ضرور لکھا جاے -

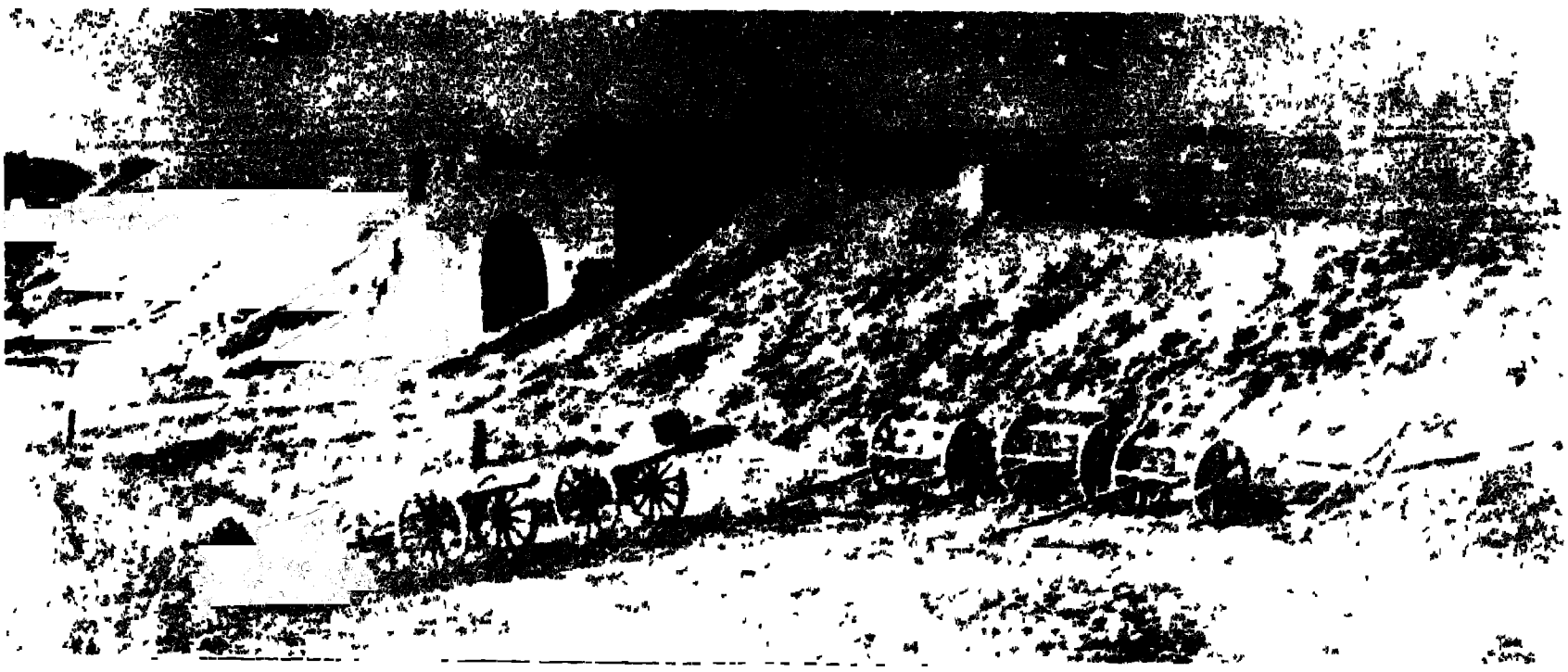

قلعـــه و حصـــار حیـــدری

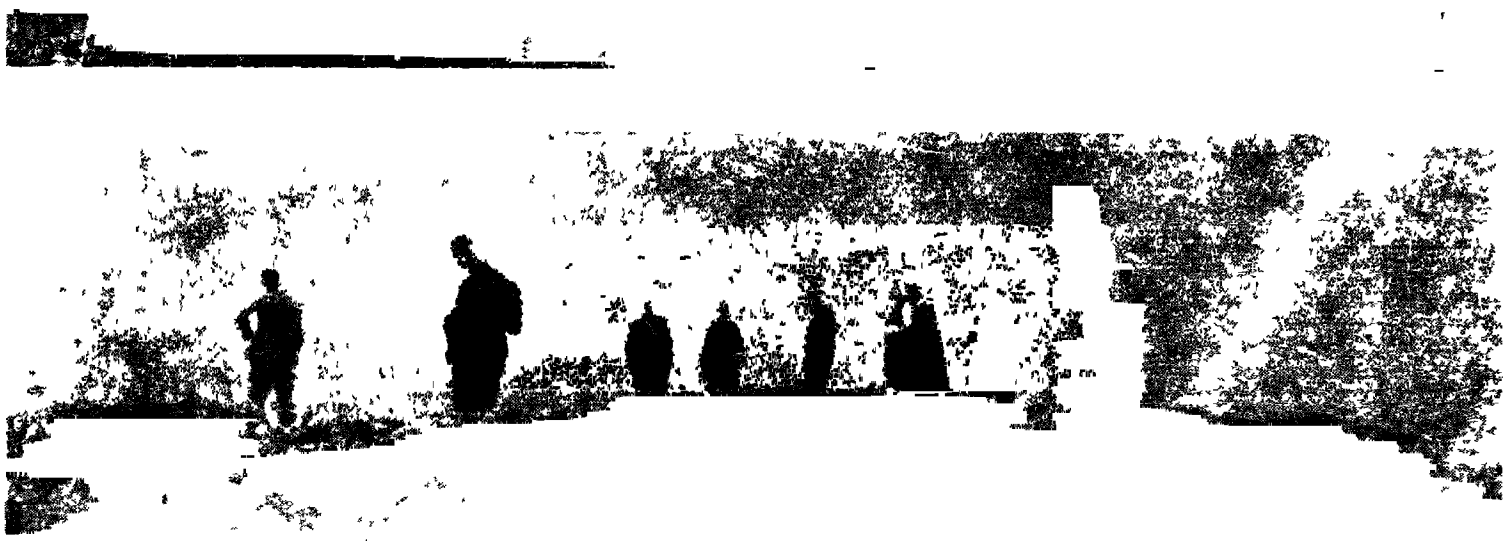

سروسا کی دو کمپنیـــاں، جنکـو سقوط ادرنہ کے بعـد ترکی ترپوں نے ہلاک کردیا۔
انکـــی لاشـــوں کـــی صفـــوف کا ایـــک گوشـــہ
پـــادری دعـــا مانـگ رهـــا ہے۔

شذرات

اردو پریس علی گڈھ کی ضمانت

گذشتہ دو سال کے اندر اسلامی مصالب کے ظہور نے مسلمانان ہند میں جوش و حرکت کا ایک نیا دور پیدا کردیا - جدید اخبار و رسائل کی تاسیس، مضامین مہیجہ و محرکہ کی اشاعت، مجالس کا قیام، اور حس بیداری کے مظاہر نہ صرف بڑے بڑے شہروں، بلکہ قصبوں اور دیہاتوں تک میں پوری سرگرمی سے ظاہر ہوے اور اسکا سلسلہ اب تک جاری ہے -

یہ زمانہ مسلمانوں کے مصالب کے شدید ترین دور کا آغاز تھا، اور اسلام کی حالہ ویرانی جیسی اب ہوئی، صدیوں سے نہیں ہوئی تھی - غفلت کے بعد ناگہانی ہشیاری، اور خواب کے بعد اچانک بیداری، ہمیشہ خطروں سے پر ہوتی ہے، اور دل سے اٹھے ہوے جذبات دماغ کی دانشمندیوں کے تابع نہیں ہوتے، ایسی حالت میں کچھہ بعید نہ تھا کہ جوش و خروش میں ہر طرح کی بے اعتدالیاں ہوتیں، اور امن وسکون میں قسم قسم کی خلل اندازیاں پیدا ہوجاتیں - تاہم برٹش انڈیا کی تاریخ میں یہ واقعہ ہمیشہ یادگار رہیگا کہ با ایں ہمہ حالات عقل برانداز، و حوادث ہوش افگن و شکیب ربا، راس کماری سے لیکر کشمیر تک، تمام مسلمانان ہند نے کوئی حرکت امن و قانون کے خلاف نہیں کی، اور اگر ایجی ٹیشن کا کچھہ ظہور بھی ہوا، تو وہی مجلس ارائیوں اور رزولیوشنوں کے پاس کرنے میں، یا چند لمحوں کی گرم تقریروں، اور مجامع و مجالس کی گاہ گاہ اٹھنے والی سرد آہوں میں -

ہم سب کچھہ سنتے تھے، اور سب کچھہ جانتے تھے - ہم یورپ کے زوال خانوں سے بے خبر نہ تھے، اور انگلستان کی موجودہ وزارت خارجیہ کے نظارے سے بھی انکھیں بند نہ تھیں - جنگ کی خوں ریزیاں، اور صلح کی امن حریانہ دھمکیاں، دونوں ہمارے سامنے تھیں - ہم نے اُن خونچکاں لاشوں کو بھی دیکھا، جنکا خون جدل کدیوا کی شمشیر نرمدہ سے ٹپک رہا تھا، اور پھر ہم نے اُن جلے ہوے گھروں، اُن تودہ خاکستر آبادیوں، اور اُن تڑپتی ہوئی لاشوں پر بھی نظر ڈالی، جس سے جنگ بلقان کے حدود ارضی کے مختلف گوشے نظارہ گیان عالم کیلیے جگر پاش اور رھرو گداز تھے، تاہم ہم کو جواب دیا جاے کہ ہم نے کیا کیا؟ اور ہم کو بتلایا جاے کہ ہم نے کیا چاہا؟ وہ وسیع مجمع انسانی، جسکی تعداد سات کروڑ سے متجاوز بتلائی جاتی ہے، کیا ممکن نہ تھا کہ اس موقعہ پر اپنے تئیں انسان قرار دیکر، جذبات طبعی سے مجبور انسانوں کی طرح، کچھہ نہ کچھہ بے عنوانیاں کرگذرتا؟ مگر سواے اُس درد حسرت و ماتم کے، جو کبھی کبھی اس مجمع سے اٹھا، اور سوا اُن صداہاے فغاں سنج و العیاث کے، جو لا حاصل و ناکام اس آبادی کی وسعت سے بلند ہوئیں، کوئی صداے قانون شکن، کوئی حرکت بغاوت آمیز، کوئی سعی مخالفت حکومت، ایسی ہوئی، جو سامنے لائی جا سکتی ہے؟

میں بلا خوف تغلیط کہتا ہوں کہ انسانی مجامع کے غم و اندوہ اور اضطراب و اضطرار کی اگر کوئی تاریخ مرتب کی گئی ہو، تو مسلمانان ہند کے گذشتہ دو سالہ سکون و امن اور خاموشی و قانون پرستی کی امثیل شاید کوئی نظیر نہیں ملے گی -

قوم اور ارکان حکومت، دونوں اس سے بے خبر نہیں ہیں کہ الہلال اپنے اصلی دلی خیالات کے بے کم و کاست اظہار میں نہایت مسرف ہے، اور اسمیں اور عام مسلمانوں میں یہی فرق ہے کہ انکے دل میں وہ ہے، جو اسکے زبان پر ہے، پر انکی زبان پر وہ نہیں - جو اسکے قلم پر ہے - اسلیے مجھے یہ کہدینے میں کوئی باک نہیں کہ اس تمام عرصے میں مسلمانان ہند کی خاموشی و امن دوستی حد تفریط تک پہنچ گئی ہے - اور وہ قانون کے احترام اور امن کے ساتھہ رہکر جو کچھہ کرسکتے تھے، امسرس کہ انہوں نے نہیں کیا -

پھر یہ حکومت اور رعایا، دونوں کیلیے ایک نہایت ضروری سوال ہے کہ اس عجیب و غریب حالت کے اسباب کیا تھے اور کیا ہیں؟ کل کی بات ہے کہ لارڈ کرزن کے زمانے میں دبی ہوئی وطنی شورش نے ظہور کیا، اور چند سالوں کے اندر ہی اندر خطرناک جوش و خروش اور خوں ریزانہ اقدامات تک معاملہ پہنچ گیا، اور اب تک قائم ہے - حالانکہ اسکے لیے بظاہر جوش و خروش پیدا کرنے کے ایسے اسباب قوی نہ تھے، جو پچھلے دو سالوں کے اندر مسلمانان ہند کو پیش آے، اور جسکے نتائج محزنہ ابھی انکے سامنے سے ہٹے نہیں ہیں -

یہ کیوں ہے کہ اس تمام عرصے میں ایک مسلمان ہاتھہ بھی کسی خلاف قانون حکومت عمل کا مجرم نہیں ہوا؟

یہ ایک سوال ہے، جسکے جواب پر عزیز فرمانے کی ہزانز سر جیمس مسٹن بالقابہ کی گورنمنٹ کو سب سے زیادہ ضرورت ہے -

میں پورے یقین اور وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اسکا سبب صرف ایک ہی ہے، اور سبب اصلی و قوی ہمیشہ ایک ہی ہوا کرتا ہے - دنیا میں اسطرح کے واقعات ہمیشہ گذرے ہیں، اور انکے حالات و نتائج نے ہمارے لئے بحث و راے کا راستہ صاف کردیا ہے - اُن پر نظر ڈالیے، اور ان سے بھی قریب تر خود ہندوستان کی گذشتہ دہ سالہ تاریخ کو دیکھیے - صاف صاف نظر آئیگا کہ اس کا سبب اصلی اسکے سوا اور کچھہ نہیں ہوسکتا کہ لارڈ ہارڈنگ کی دانشمند و مدبر، اور کاردان و حوادث اندیش گورنمنٹ نے اس تمام زمانے میں روک ٹوک اور جا و بیجا سختی و پرسش کی پالیسی پر عملدرآمد نہیں کیا، اور مسلمانوں کو انکی اصلی حالت پر چھوڑ دیا - انکے کاموں میں کسی طرح کی رکاوٹ نہیں ڈالی، انکے مجامع و مجالس میں کوئی علانیہ مداخلت نہیں کی گئی، اور ہر موقعہ پر گورنمنٹ نے اپنے تئیں ان تمام امور پر بے توجہ ظاہر کیا، اور اگر جوش و خروش کے ظہور میں بعض سخت گیر کارفرماؤں، اور حلقہ ہاے احتساب کو کوئی بات قابل گرفت نظر آئی بھی، تو اسکی بنا پر کوئی کارروائی نہیں کی گئی -

یہ ایک قدرتی بات ہے کہ انسانی قلوب کا جوش، دبانے سے اچھلتا، اور پٹکنے سے کودتا ہے - اسکی مثال ایک ابلتے ہوے چشمے، یا اچھلتے ہوے فوارے کی سی ہے، کہ جسقدر اسکی راہ میں رکاوٹ ڈالی جاتی ہے اتنا ہی وہ زیادہ قوت اپنے اندر حاصل کرلیتا ہے - پس اس دانشمندانہ اور مستحق تحسین پالیسی کا نتیجہ یہ نکلا کہ جوش و خروش اور حسیات و جذبات کو زیادہ ابھرنے اور زیادہ قوت و طاقت حاصل کرنے کا موقعہ نہیں ملا، اور وہ مثل ایک ایسے درخت کے ہوگیا، جسکو تخم اور زمین تو میسر آگئی تھی، لیکن آفتاب کی تپش اور پانی کی رطوبت میسر نہیں آئی - کھرنڈہ دلوں کے جوش و خروش کیلیے سختی اور سخت گیری مثل حیات بخش پانی کے، اور مثل نامیہ اثر تپش و حرارت کے ہے - اسکو اگر دبانا مقصود ہے تو پانی نہیں دینا چاہیے - پر اگر پانی دیا گیا تو وہ پھلے پھولیگا، اور اسکی جڑیں زمین

کے اندر ' اور شاخیں اسکے اوپر دور دور تک پھیل جائیں گی !

گورنمنٹ کی یہ ایک اصلی دانشمندی اور ٹھیک قابلیت حکومت فرمائی کا استعمال تھا ' اور ہمارے عقیدے میں اگر ایک طرف لارڈ ہارڈنگ کے کارناموں کی تاریخ میں انکا مشہور مراسلۂ تاریخی ' تقسیم بنگال کی تنسیخ ' اور پھر حادثہ حملی کے بعد تحمل و ضبط کا قابل تعریف ظہور ' یادگار رہیگا ' تو اسی کے ساتھہ یہ دانشمندانہ طرز عمل بھی تعریف و توصیف کے ساتھہ یاد کیا جائے گا ' جو انہوں نے جنگ طرابلس کے بعد سے اس وقت تک اسلامی جوش و خروش کے متعلق اختیار کیا -

یہ اسکا در حقیقت وہ قدرتی اور طبیعی سبب اصلی ہے ' جس کی قومں اور ملکوں کی گذشتہ تاریخ اور موجودہ حوادث سے تصدیق ہوتی ہے ' لیکن اسکے بعد اسکے دیل میں بعض اور اسباب بھی قرار دیے جاسکتے ہیں ' اور انمیں اولین وجہ مسلمانوں کی یہ نمایاں قومی خصلت بھی ہے کہ وہ صبر و تحمل کے عادی اور فتنۂ و شر سے گریزاں رہتے ہیں ' اور اپنی اسی خصلت کی بے اعتدالانہ تفریط کے نتائج ہیں ' جو مقدونیا میں حاصل کرچکے ہیں -

یقیناً اس گذشتہ دو سال کے اندر انہوں نے یہ بھی ثابت کردیا کہ خواہ اضطراب و جوش کا کیسا ہی ہجوم ہو ' مگر حزم و احتیاط اور امن و سکون کا سررشتہ انکے ہاتھوں سے نہیں چھوٹ سکتا -

ٹ ٹ ٹ

یہ حالت تھی ' مگر نہایت افسوس کے ساتھہ اب مسلمان دیکھیں گے کہ صوبجات متحدہ کی گورنمنٹ اس پالیسی کو ہاتھہ سے دے رہی ہے ' اور اسکا بہت بڑا عملی نمونہ اردو پریس علی گڈھ کی ضمانت ہے -

اردوے معلی کے مضمون پر گرفت نہیں کی گئی ' اسمیں پولیٹکل مباحث کا حصہ عرصے سے نادر اور کالمعقود ہے -

اسکے ایڈیٹر کا صرف یہی جرم نظر آتا ہے کہ اس نے اسلامی حسیات و جذبات کے اظہار میں حصہ لیا ' اور اخیری دنوں میں ملکی مصنوعات کے طرف توجہ ' اور غیر ملکی مصنوعات سے احتراز دلانے کیلیے کوشش کی - اسکا نتیجہ یہی ہوگا کہ مسلمان ' جو صرف اپنے مسلمان بھائیوں کی اعانت ' اپنے مستقبل ' اور اصلاح حال میں مصروف تھے ' اور حکومت کے طرف سے بالکل مطمئن تھے کہ وہ انکی پر امن مساعی و حرکت سے کوئی تعرض کرنا نہیں چاہتی ' یکایک محسوس کریں کہ شاید واقعۂ نفس الامر ایسا نہیں ہے ' اور یہ انکے جوش کیلیے ایک قوت افزا روک کا کام دے - پھر انکا جوش بڑھے ' اور جذبات میں ایک نئی حرکت پیدا ہو - حکومت کو غور کرنا چاہیے کہ اس نئے جوش کی ذمہ داری کیا پالیسی کے اس تغیر ' اور سخت گیری پر نہوگی ؟

کیا اسکی ضرورت نہیں ہے کہ لارڈ ہارڈنگ کی دانشمند گورنمنٹ اس مسئلہ پر توجہ کرے ؟

ہفتہ جنگ

مبادی صلح پر ابھی تک دستخط نہیں ہوے ہیں - حلقہ ہاے سیاسیہ میں یہ التواء " پر اسرار " سمجھا جارہا باعث التواء کون ہے ؟

کل کی تار برقی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی ابھی عالم اسرار میں ہے ' مگر ابتدائی تاربرقیوں میں سب سے پہلے اس باب میں جسکا نام لیا گیا تھا ' وہ سرویا تھی -

۲۱ - کو رپوٹر نے اطلاع دی تھی کہ سرویا کی راے ہے کہ اسکے متعلق بیحد اہم معاملات میں دول کا فیصلہ کافی طور پر لازمی نہیں - وہ دستخط سے قبل ضمانت چاہتی ہے - اسی تاریخ کے دوسرے تار میں جو یہاں ۲۲ - کو موصول ہوا ' یہ بیان کیا گیا تھا کہ حلفاء بلقان کی طرف سے سرویا نے سر ایڈورڈ گرے سے ان ترمیمات کے متعلق مراسلت کی ' جو صلحنامہ میں وکلاء بلقان نے ایک جلسے میں تجویز کیے ہیں - اس جلسے میں ڈاکٹر ڈیف وکیل بلغاری بھی شریک تھا - مگر اس نے ایک تجویز بھی ان ترمیمات کی بابت پیش نہیں کی - ان ترمیمات کا جو حصہ ظاہر کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ پیرس کے مالی کمیشن میں بلقانی وکلا کی وہی حیثیت ہو جو دیگر وکلاء دول کی ہوگی - نیز یہ کہ جنگ سے پہلے کے عہد نامے اسوقت نافذ رہیں ' جب تک کہ ایک دوسرا وسیع عہد نامہ تیار نہ ہوجائے -

رپوٹر کا یہ بھی بیان ہے کہ ترکی اور بلغاری وکلاء نے سر ایڈورڈ گرے سے کہا ہے کہ یہ دول کا فرض ہے کہ وہ بعیدہ حلفاء بلقان کے دستخط حاصل کرنے کے لیے کوئی تدبیر اختیار کریں - اور یہ کہ دول نے انکو فہمایش کی ہے ' اور یہ کہا ہے کہ اگر انہوں نے اصرار کیا تو عجب نہیں کہ وہ ان فوایدکو ضائع کردیں جو انکو عدم اصرار کی صورت میں حاصل ہوسکتے تھے -

خانہ جنگی

حلفاء بلقان کے تعلقات کی حالت دیکھیے کب تک درست رہتی ہے ؟ بلغاریا کے خلاف ' سرویا اور یونان میں ایک معاہدہ کے وجود میں اب کوئی شک نہیں رہا - ۲۶ - کو سالونیکا کا تار ہے کہ کیولا سے کسی قدر فاصلے پر بلغاری اسکوئیڈرن نے یونانیوں پر آشکاری کی - اسکے علاوہ پیگھدس میں بھی جنگ ہوئی - سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ اس جنگ میں یونانی نقصانات کی تعداد ۳۹ - مقتول اور ۱۳۷ - مجروح ہیں -

طرابلس الغرب

بنغازی سے ۱۹ - کا تار ہے کہ سیدی غربی اور اسیلانی کے مرکزوں پر کل اطالوی فوج کا سیلاب نہایت زور کے ساتھہ امندا ' حسکر عربوں نے پیچھے ہٹا دیا - اسکے بعد عربوں نے اطالویوں پر ایک غیر متوقعہ حملہ کیا ' مگر کمک پہنچنے کے بعد عربی حملہ بھی پسپا کردیا گیا - اطالوی نقصانات کی مقدار ۷ - افسر ۷۲ - سپاہی مقتول ' اور ۲۹ - افسر اور ۲۵۰ - سپاہی مجروح ہے -

۲۴ - مئی کے روما کے تار میں بیان کیا گیا ہے کہ پارلیمنٹ میں ایک سوال کے جواب میں صیغہ جنگ کے انڈر سکریٹری نے یہ تسلیم کیا کہ ۴ - توپیں ضائع ہوئیں لیکن اسکے ساتھہ یہ بھی کہا کہ تسلیم سے قبل وہ بیکار کردی گئی تھیں - اس نے بتایا کہ موجودہ زمانے میں عہد قدیم کے تعمدت کے برخلاف ' توپوں کے مقابلہ میں انسان زیادہ قابل ترجیح سمجھے جاتے ہیں !!

اسی تاریخ کو سینٹ میں وزیر مال نے اعلان کیا کہ اس سال فاضلات میں ۹۵ - ملیں لیر (ایک اطالی سکہ) ہیں جن میں سے ۴۲ - ملیں ان مصارف کی ادائگی کے لیے رکھے گئے ہیں جو جنگ طرابلس کی وجہ سے ہوئے - اور ۱۹ - ملیں بیڑے کی ترقی میں -

سقوطرہ میں بین القومی قبضہ ہوگیا - فوج تارکوں میں تقسیم کی گئی ہے -

باشندوں کی حالت اچھی ہے - لا سلکی (وائرلیس) اور دیگر امور دفاعہ (پبلک ورکس) کے لیے کوشش کیجارہی ہے -

الهلال

۲۹ - جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ هجری

فتنہ مي بارد ازیں طاق مقرنس بر خیز !

أ امنتم من فی السماء	خدا جو آسمان میں ہے کیا تم اُس کے
ان یخسف بکم الارض	جلال سے نڈر ہوگئے ہو کہ زمین میں تم
فاذا هي تمور ؟ - ام	کو دھنسا دے اور وہ پڑے جھکولے مارا
امنتم من فی السماء	کرے ؟ یا جو آسمان میں ہے تمہیں اُس کے
ان یرسل علیکم حاصبا	غضب کا خوف نہیں رہا کہ تم پر پتھراؤ
فستعلمون کیف نذیر ؟	کرے ؟ عنقریب تم کو معلوم ہو جائیگا
(۶۷ : ۱۳)	کہ ہمارا ڈرانا کیسا تھا ؟

سنہ ۱۰۶۳ - ع - کا واقعہ ہے کہ جزیرۂ صقلیہ (سسلي) پر توحید کي حکومت تھي - بحر ابیض متوسط کے تمام سواحل میں اللہ اکبر کے نعرے گونج رہے تھے - سنہ ۸۳۶ ع میں یہ علاقے علم اسلام کے زیر سایہ آئے تھے - اس واقعہ کو ۲۲۸ - برس گزر چکے تھے ' اور اس مدت مدید میں اسلامي تمدن نے سسلی میں اچھي طرح جڑ پکڑلي تھي - سسلي کا طبي کالج تمام یورپ کا مرجع و مآب بن رہا تھا' پلرمو کی عظیم الشان درسگاہ سے مغربي دنیا تہذیب و شایستگي کا سبق لیتي تھي - تعلیم عام بھی تھي اور مفت بھي - تربیت کا ایسا اچھا انتظام تھا کہ ہمارے بورڈنگ سسٹم (نظام اقامت) سے اب تک ایسے نتایج پیدا نہو سکے - ہمارے کالج و یونیورسٹي تو آزاد بھي نہیں ہیں اور دائرۂ اثر بھي محدود ہے ' مگر سسلي کي عربي درسگاہیں اس خصوصیت میں اس حد تک ترقي کرگئي تھیں کہ یورپ کي متعجبانہ نگاہوں میں یہ باتیں ایک طرح کا جادو نظر آتي تھیں - یہ سب کچھ تھا اور ترقي کے بیشتر ذرایع فراہم تھے ' لیکن جیسا کہ مرسیر سیدیو نے خلاصہ تاریخ العرب (صفحہ ۱۷۷ و ۱۸۱) میں تشریح کی ہے ' مسلمانوں میں بڑي کمی یہ تھي کہ نہ اُن کو اپني حالت کا احساس تھا ' اور نہ اُن میں کوئي مرکزي وابستگي تھي - ہر ملک کے مسلمان اپنے اپنے حال میں مگن تھے - کسي کو کسی سے ذرا بھي تعلق نہ تھا جتنا چین کے ایک بہت ہي معمولي یورپین کے رنج و راحت سے سروکار ہوسکتا ہے - بے حسي کا یہ عالم تھا کہ جزائر بلیارہ کے مسلمان ذبح کر ڈالے گئے ' جزیرۂ قندیہ چھن گیا ' جنوبي اطالیہ کے بیشتر علاقے صلیب کے زیر حکومت چلے گئے ' مگر کسي دردمند دل میں ٹیس بھي نہ اُٹھي - نتیجہ یہ ہوا کہ سنہ ۱۰۶۸ ع سے سنہ ۱۰۷۱ ع تک میں توحید کے تمام مقبوضات تثلیث کے غصب کرلیے - سنہ ۱۰۹۸ ع میں جزائر مالطہ کي شامت آئي - سنہ ۱۱۲۵ ع میں سواحل افریقیہ کي نوبت پہونچي - سنہ ۱۱۲۸ ع میں صفاقس و سوس و مہدیہ و قیروان و تونس جاتے رہے ' اور بحر ابیض متوسط میں اسلامي حکومت کا بالکل ہي خاتمہ ہوگیا - موحدین نے بعد میں کچھ علاقے واپس تو لیے ' اور تعمیر حکومت کي داغ بیل بھي پڑگئي - مگر یہ تعمیر بھي عام بے حسي و عدم مرکزیۃ کي برکت سے میرزا غالب کي اُس تعمیر سے کم نہ تھي - جسکي نسبت خود اُن کو شکایت تھي :

فیضي برق خرمن کا ہے خون گرم دہقاں کا !

گیارھویں صدي کے انہیں واقعات کا اعادہ آج بیسویں صدي میں ہو رہا ہے - جنگ بلقان نے یورپ سے اسلامي حکومت کا خاتمہ کر ہي دیا - ایشائي ممالک باقي رہے تھے جن میں عرب و مضافات عرب کو مخصوص اہمیت حاصل تھي - لیکن ۱۴ - مئي سنہ ۱۹۱۳ع کو ' جس کي تفصیل لندن ٹائمز نے ۱۷ - مئي کي اشاعت میں درج کي ہے - اس میں بھي گہن لگ گیا -

(۱) عرب کے مشہور ساحل جزیرہ " کویت " پر برطانیہ عظمی کا باقاعدہ شاہي اثر تسلیم کرادیا گیا - باب عالي کي صرف نام کي سیادت رہ جائیگي - جزیرے کے استقلال ' شئون حکومۃ ' معاملات داخلیہ ' اوضاع سیاست - ولایت عہد ' غرضکہ ہر ایک بات سے ترکي سلطنت بے تعلق ہوگي ' اور برطانیہ و کویت کے مابین جو معاہدہ ہوا ہے ' اس کو نافذ الاثر سمجھیگي

(۲) جزائر بحرین و مسقط و القطر سے باب عالي کے شاہي حقوق معدوم ہوگئے اور نشر نفوذ کا حق انگلستان کو حاصل ہوگیا - خلیج فارس میں روشني کرنے - منقذات (جان بچانے والی کشتیوں) اور خضراء (پرایس محفوظ) کا نظم و نسق بھي اُسي سے متعلق ہوگا -

(۳) شط العرب میں انگریزي اثر غالب ہوگا - دریاے دجلہ و فرات میں جہاز راني کے لیے برطانیہ عظمی کو خاص حقوق و مراعات حاصل ہونگے -

(۴) ایک عثماني کمیشن کے ذریعہ سے جس کی وضع و ترکیب میں برطانیہ کو طاقتور حصہ ملیگا ' شط العرب میں جہاز راني ' اور بندرگاہوں میں حکومت کے مسائل طے کیے جائینگے - عام انگریزي راے اس باب میں یہ ہے کہ کمیشن کے معاون و مہندس ' دونوں شاخوں کے اعلی افسر انگریز ہوے چاہیئیں - ورنہ انگریزي فوائد کے حصول میں خطر خواہ کامیابی نہوگي -

(۵) بصرہ و بغداد کے مابین تاسیس ریلوے کا آخري حق برطانیہ کو حاصل ہوگا - بغداد ریلوے کي نظارت (ڈائرکٹروں کي مجلس) میں کم از کم دو انگریز افسر ہونگے ' جن کے ذریعہ سے خرید و فروخت پر نگراني اور مالیہ کے انتظام میں امتیازي سلوک روا نہ رکھنے کے فرائض انجام پایا کرینگے - اس معاہدہ کو گویا مکمل سمجھنا چاہیے - ۱۷ - مئي کو معاہدہ کے اُس حصہ پر جو مسئلہ کویت و حدود بصرہ سے متعلق ہے دستخط ہوچکے ہیں - بقیہ ہنوز غیر موثق ہے - اُن پر بھی کچھ مدت کی گفت و شنفت کے بعد دستخط ہو ہي جائینگے ' اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دیار سے اسلامي حکومت کے خاتمہ کي تحریک کے لیے ایک غیر متوقع سبیل نکل آئیگي - اس معاہدہ کي تکمیل سے انگریزوں کو جو نفع ہوگا ریوٹر ایجنسي نے ۱۷ - مئي کے تلغرافات میں اُس کی یوں ترجماني کي ہے کہ " مشرق اوسط میں تجارتي فوائد برطانیہ کی ترقي و تقویت کے لیے یہ معاہدہ ایک نہایت اہم واقعہ ہوگا " اور ترکوں کو جو ضرر پہونچیگا اُس کا اندازہ ۱۵ - مئی سنہ ۱۹۱۳ ع پایونیر کے اُس مقولہ سے ہوسکتا ہے جو اُس نے مشہور یوروپین اخبار " جرنل " سے نقل کیا ہے کہ " ان معاہدوں کو ایشیائي روم کی تقسیم کا آغاز خیال کرنا چاہیے "

فرانس نے ارض شام پر قبض و دخل کي پیشرفت کے لیے مطالبات کیے ہیں (۱) مدارس (۲) ریلوے (۳) بندر (۴) اور اُن

تمام معاملات میں جن کو فرانس سے کسی قسم کا بھی تعلق ہو سکتا ہے' مخصوص رعایتیں مانگی ہیں - اور مطالبۂ مراعات کو زور دار بنانے کے لیے ۱۸ - مئی کو جنگی طیاروں کی تکمیل کے نام سے ۴۲ - کرور فرنک کا زائد خرچ بھی فوج کے لیے منظور کیا ہے تاکہ ترک ان طیاروں کی دھمکی میں آکر' مطالبات منظور کرلیں -

اس نازک وقت میں صرف ایک جرمنی ہے جو عثمانیوں کی معیۃ کا دم بھر رہی ہے - مگر امریکن رسالہ " لٹریری ڈائجسٹ " کا بیان اگر صحیح ہے تو الطرابلس میں وہ بھی دوستانہ طریق پر جرمن اثر بڑھانے کے درپے ہے -

یہ تو اغیار و اجانب کی پیدا کی ہوئی مشکلیں ہیں - لیکن مسلمان بھی اس مشکل آفرینی میں پیچھے نہیں - عثمانی ممالک میں لامرکزی کے اصول پر ہر ایک صوبہ کو خود مختار کر دینے کے لیے مصر میں بے وقت ایک مرکزی انجمن قائم کرائی گئی ہے - یکم مئی سنہ ۱۹۱۳ ع کو اس کا جلسہ تھا' جسمیں فرانس کو توجہ دلائی گئی کہ ترکی میں مداخلت کرکے لامرکزی کی بنیادیں محکم کرائے (!!!) ولایت بصرہ کی اصلاح کے لیے باب عالی نے نئے نظم و نسق کا اعلان کیا تھا - کامل پاشا کی تحریک لامرکزی جوش پھیلانے میں کامیاب ہوچکی ہے - المرید پہلے ہی سے شیوخ بصرہ کی تائید میں تار شائع کر چکا ہے - باب عالی کا اعلان اصلاح اظہار فساد کا ایک بہانہ بن گیا - اہل بصرہ بگڑ کھڑے ہوے - انگریزی جنگی جہاز " سلوپ ایلرٹ " مداخلت کی تاک میں منتظر تھا - حفاظت عامہ کے نام سے ساحل پر لنگر ڈال دیے - ۴ - مئی سے اب تک وہیں گرد آوری کر رہا ہے -

ارض مصر میں بھی ترکوں کی وہی سہی حالت خرخشہ سے خالی نہیں - یہاں ترکی سلطنت کی جانب سے ایک ہائی کمشنر رہتا ہے - آجکل یہ عہدہ رؤف پاشا سے متعلق ہے - لارڈ کچنر کو اصرار ہے کہ آیندہ کے لیے یہ عہدہ باقی نہ رہنے پائے - باب عالی نے رؤف پاشا کا ایک دوسرا قائم مقام تجویز کیا تھا' مگر بقول المرید وغیرہ لارڈ ممدوح کے اشارہ سے مصری گورنمنٹ رضامند نہوئی' اور یہ مسئلہ یوں ہی رہگیا - حال میں خدیو مصر نے ایک عام دعوت کی تھی' جس میں تمام سفرا و قناصل طلب کیے گئے تھے - لیکن عثمانی کمشنر کی خبر تک نہ لی گئی (؟!) دوسرے اسلامی ممالک میں بھی مسلمانوں پر یہی مصیبتیں ہیں - پچھلے مہینے میں فرانس کے طنجہ کے ایک مسلمان اخبار نویس کو محض اس جرم میں حبس دوام کی سزا دیدی ہے کہ مسلمانان مراکش کو بیدار کرنے والے مضامین اس نے کیوں شائع کیے؟ تونس کا ملک اس وقت فرانس کے ماتحت ہے - اس میں اور اس کے ہمسایہ الجزائر میں عموماً عربوں کی آبادی ہے - پچھلے سال تونس میں پندرہ لاکھ ۱۹ - ہزار ۷۸۵ - ایکڑ زمین عربوں کے زیر کاشت تھی - پیداوار میں عشر کا طریقہ رائج ہے' جس سے گورنمنٹ کو ۱۷ - ملین فرنک کی آمدنی ہوئی - فرانسیسیوں اور فرانسیسی یہودیوں کے قبضہ میں نو لاکھ ۹۴ - ہزار ۱۴۰ - ایکڑ اراضی ہے' مگر وہ ہر طرح کے محصول سے معاف ہیں - فرانس کو اُن سے ایک پائی بھی وصول نہیں - عربوں نے اور اُن کے قائم مقام اخباروں نے جب اس پر قانونی اعتراض کیا' تو اُن سے ضمانتیں طلب ہوئیں اور دو ہفتہ کے لیے ایک اخبار کی اشاعت روک دی گئی - پیرس کے نیم سرکاری اخبار " طان " نے نمبر ۱۸۵۹۱ (۱۷ - اپریل سنہ ۱۹۱۲ ع) کی اشاعت میں اصول استعمار پر بحث کرتے ہوے جمہوریۂ فرانس کو مشورہ دیا تھا: " حکام کا فرض ہے کہ فرانسیسی مستعمرات کے باشندوں میں جس قدر ممکن ہو وحدت و ذرایع مخالفت پیدا کرتے رہیں' کیونکہ خیریت اُسی وقت تک ہے کہ مسلمان باہم دست و گریبان رہیں " الجزائر میں اس مشورہ کی خصوصیت کے ساتھ قدر کی گئی اور مسلمانوں میں طرح طرح کے منازعے پیدا کیے گئے' مگر جنگ بلقان و طرابلس نے عام اسلامی مصائب کا احساس اس قدر وسیع کر رکھا تھا کہ تمام نزاعیں فراموش ہوگئیں' اور فرانسیسیوں کا یہ جادو بھی کارگر نہو سکا - نائن ٹیلیگراف سنچوری کی تازہ اشاعت میں مرسیر فیلپ میلیت لکھتے ہیں: "الجزائر بھی اب بیدار ہو رہا ہے - الجزائر کو مصر میں جو رحمتیں پیش آئی ہیں' وہی دقتیں فرانس کو یہاں پیش آنے والی ہیں - الجزائر کے عرب بھی استبداد و اضطہاد کے نتایج محسوس کرنے لگے ہیں' اور اُن میں بھی حقوق انسانیت کے مطالبے کے جذبات پھیل رہے ہیں - الجزائر کی حکومت نام کو آئینی ہے مگر اس کا پرداز عمل بالکل ہی استبدادی ہے - باشندوں کو ہر قسم کے ٹیکس دینے پڑتے ہیں' مگر فرانسیسیوں کو یہ سب معاف ہے - کسی عرب پر کیسا ہی ظلم ہو' فرانسیسی کے مقابلے میں اُس کی کوئی آواز نہیں سنی جائیگی' بلکہ اور اُسے قانونی شکنجہ کی کشاکشی برداشت کرنی پڑیگی - یہ ناقص نظام حکومت اب دیر تک قائم نہیں رہسکتا - فرانسیسی پارلیمنٹ کو مسلمانوں کے لیے بھی مساوات و انصاف کے حقوق دینے ہونگے - اُن کے فوائد بھی ملحوظ رکھنے پڑینگے' اور حکمرانی میں اُن کو بھی شریک کرنا ہوگا "

ایران و ایشیاے کوچک پر نظر ڈالو تو اُن کو سب سے زیادہ سر مشق ستم بنانے کی کوشش ہو رہی ہے - ریویو آف ریویوز کے اپریل کے نمبر میں " ایشیاے کوچک کی مشکلات " پر موسیو اوٹو ران کرسٹرر کا ایک مسبوط مضمون شائع ہوا ہے' جو اصل میں آسٹریا کے مشہور اخبار " آسٹریسز زائنگ شر " سے ماخوذ ہے - اس مضمون کا ما حصل یہ ہے کہ " روس اپنی سلطنت کو وسط ایشیا و سائبریا میں وسیع کرنے کے لیے صدیوں سے کوشش کر رہا ہے' جس کی خاص غرض یہ تھی کہ روسی گورنمنٹ کے لیے سمندر میں ایک نہ ایک مرکزی بندرگاہ مخصوص ہو جاے - لیکن ابھی تک نہ یہ کوشش بار آور ہوئی نہ کوئی ثمرہ نکلا - سوال یہ ہے کہ فارس و ایشیاے کوچک میں روس کے موائد کیوں پامال رہیں؟ شہنشاہ پطرس اعظم نے دربند و باکو (باکو) کے علاقے جس طرح ایران سے لیے تھے - سنہ ۱۸۲۸ع میں ایرانی صوبۂ اریوان جن شاطرانہ چالوں سے روس کے قبضہ میں آیا - ترکوں نے شمالی ارمینیا کے علاقے جن وجوہ سے روس کی نذر کیے - سنہ ۱۸۳۸ع میں اصلاح فارس و باطوم جس حکمت عملی سے پطرسبرگ کی حکومت میں شامل ہوے - اسی دور کا تسلسل اب بھی کیوں نہ رہے - اور روتار سیاست منحرف کیوں ہو جاے؟ روس نے اپنے اغراض کی تکمیل کے لیے جو دقیق روش اختیار کر رکھی ہے' اُس پر غور کرتے ہوے انسان محو حیرت بن جاتا ہے - سنہ ۱۹۰۷ع کے معاہدۂ روس و انگلستان نے شمالی ایران کی قسمت روس سے وابستہ کر رکھی ہے - ایک روسی سرمایہ دار کو گورنمنٹ ایران کی جانب سے اجارت مل چکی ہے کہ تجارتی کشتیوں کے لیے ارومیہ میں ایک اسٹیشن قائم کرلے - اس اجارت کا مدعا اُس وقت صاف ہو جاتا ہے جب اُن اصدارات پر نظر پڑتی ہے جو روس نے اصفہان سے تبریز' تبریز سے قزوین - اور اصفہان سے ارومیہ تک ریلوے لائینیں جاری کرنے کے لیے حاصل کیے ہیں - اور جن سے شمالی معدنی طہران کے ذیرہ سو کیلو میٹر مربع کے علاقے اُس کے زیر اثر آگئے ہیں - با ایں ہمہ ہنوز کسی مرکزی بندرگاہ کے حصول میں کامیابی نہیں ہوئی - نہ

خلیج فارس هي میں کار برآري هوئي اور نه بحر ابیض متوسط هي میں کام نکلا - ایران کي آٹهه سو کیلو میٹر مربع زمین پر اس وقت روس قابض هے - لیکن جس سلطنت کے مقبوضات یورپ کے ڈانڈے ایشیاے کوچک سے ملے هوں - جس کي دس هزار کیلو میٹر کي لانبي ریلوے لائن نے مشرق و مغرب کي حدیں ایک کردي هوں - ایسی بے سود و بے نتیجه نمایشیں اُس کے لیے کیا مفید هو سکتی هیں ؟ "

اس ترهیب و ترهیب کا مفاد ظاهر هے - ایران کي آزادي سلب هو گئی - جنوب و شمال کي طوماري هواؤں نے بنیادیں هلا دیں ' زندوں کی جانیں قربانگاه استبداد پر بهینٹ چڑهائي گئیں ' اور مُردوں کي هڈیوں سے چیل کوؤں کو دعوت دي گئي - یه سب کچهه هوا اور هو رها هے - مگر مصمون نگار کي راے میں انهي یه کافي نهیں - وه چاهتا هے که کل کو آنے والي قیامت ابهی اور آج هي کیوں نه آجاے ؟ طهران میں حکومت کے مٹے هوے خط و خال کیوں باقي رهیں ؟ اور کیوں نه خلیج فارس میں ایک مرکزي بندرگاه کے بهانے احمد کی سلطنت نکولس کے لیے ایک خوشنما و خوش سواد مستعمره (کالونی) کی شکل میں تبدیل نه هو جاے ؟

دوسري صورت یه بتائي گئی هے که " اسکندرونه " پر قبضه کرلینے سے روس کی وه غرض پوري هو جائیگي جس کا خواب دیکهتے هوے مدتیں گزر گئیں - یه مقام جو اس وقت ترکوں کے زیر حکومت هے ' بحر ابیض متوسط کا ایک نقطهٔ مرکزي ' بغداد ریلوے کا ایک اسٹیشن ' اور جزیرهٔ قبرص (سائپرس) کے بالمقابل واقع هے - اسکندر اعظم کی نظروں میں اس بندرگاه کي بهت بڑي اهمیت تهی ' اور اُسی کے نام پر یه مشهور بندرگاه هے - لیکن مشکل یه هے که اس بر سکه بٹهانے کے لیے هولناک خونریزیاں کرني پڑینگی ' اور باشندگان " و شزل " اور " اردبیل " کے مابین بڑے معرکه کا رن پڑیگا - آجکل تو یه شهر صرف جرمني کے دائرهٔ اثر میں واقع هے ' لیکن اس کا مستقبل صاف بتا رها هے که آگے چل کر ایک مشهور جرمن بندرگاه اور بحر ابیض متوسط کا دوسرا همدرگ هو جائیگا " یعني روس اگر اسکندرونه پر قبضه کرنے میں کامیاب رها ' جب بهي یه علاقه ترکی حکومت سے جدا هوجائیگا ' اور جرمنی اس کو مشرق ادنی کے لئے اپنا ایک حربي مستقر بنالیگي - یهی نهیں بلکه یورپ کي رفتار سیاست کا صحیح اندازه کرنے کے بعد " آسٹریسز رانڈ وشو " اس نتیجه پر پهنچا هے که " ایشیاے کوچک کا عنقریب تجزیه هوجائیگا - ترکی حکومت یورپ کی پیچیدگیٔ سلجهانے میں منهمک هے - اُس کو علم بهی نهوے پائیگا که اُس کے پاؤں تلے سے زمین نکل جائیگی ' اور اُس کے مقبوضات منقسم هوجائینگے - سواحل بحر مرمر و ایشیاے کوچک میں بے شمار یوناني موجود هیں - تحریک انفصام کی راهیں صاف کرنے میں اُنسے طبعاً مدد ملیگي - شام پر فرانس کا ٹکٹ پہلے هي سے لگ چکا هے - یه ملک جمهوریهٔ فرانس کا ایک مشرقی جزو هو کر رهیگا - لیکن اسکندرونه و خلیج اذالیه کے مابین ایک علاقه هنوز به تعلق هے - روس همیشه موقع کا منتظر رها هے - مناسب و موزوں وقت پیش آنے پر ادهر رخ کرنے میں اُسے کیا امر مانع هو سکتا هے ؟ اس میں تو انگریزوں سے مصادمت یا جرمني سے مقابله کا بهی خطره نهیں - ارمني قوم کی آزادي کے لیے اسے نهایت سنجیدگي و متانت سے کام کرنا هوگا - گو یه سچ هے که ترکي ارمینیا میں اس قوم کو خواه ذبح کرڈالیں ' یا روسی ارمینیا میں تاتاري اس کو سر مشق ستم بنائے رهیں ' روس کی نظروں میں دونوں برابر هیں - تاهم اسکي همدردانه کارروائیوں نے اگر شمالي سواحل بحر اسود کے ارمنیوں کو ترکي حکومت سے آزاد کرالیا تو باسفورس و دردانیال کي پر لطف آرزوئیں بر آنے میں کیا بات باقي رہ جائیگي ؟ دول یورپ کا کچهه یوں هي سا کهٹکا هے - وه بهي اسي حد تک ' که یورپ میں موجوده حالت بر قرار رکهنے کي کوشش هوگی ' اور میدان جنگ ایشیا کو منتقل کردیا جائیگا " ان تصریحوں کو معمولي نه سمجهو ' یه صرف باتوں هي باتیں نهیں هیں ' ان پر عمل درآمد کي طیاریاں بهی شروع هو چکي هیں - ۱۳ - مئي سنه ۱۹۱۳ کو ارمني وفد نے باب عالي میں جو معني خیز یاد داشت پیش کي هے - ارمینیا کي اصلاح پر زور دیا هے - مسلمان مهاجرین کو اضلاع ارمینیا میں آباد کرنے پر اعتراض کیا هے - عیسائیوں کي مصیبتیں کم کرنے ' قتل و غارتگري کو روکنے ' اور غیر مسلم اقوام کو جبراً مسلمان بنانے کے انسداد کي جانب توجه دلائي هے - صدر اعظم عثمانی (شوکت پاشا) نے اس کا جواب جس طرح کے همدردانه الفاظ میں دیا هے ' اور اجراے اصلاحات کی نسبت جو محکم وعدے کیے هیں ' ان کي صداقت و استواري کا پارلیمنٹ انگلستان تک کو یقین هے که " ترکي ارمینیا میں گذشته خوفناک مظالم کے مکرر وقوع کا مطلق اندیشه نهیں - اس امر کي شهادت مل چکي هے که مطالبات اصلاح پر عمل درآمد هو رها هے " مگر کیا مقدونیه و طرابلس کے باب میں انهیں منادی کا اعاده نهیں هوچکا هے ؟ ملک گیري کا سر آغاز عمل یهی هے که اسلامي حکومتوں سے نهایت ملائم لهجه میں اصلاح کا مطالبه کیا جاے - کچهه روز کے بعد دفاد اصلاح میں خود دخیل بن بیٹهیں - اور جب اس مداخلت کي بنا پر اصلاحي کارروائیوں میں کهنڈت پڑجاے تو مظلوموں کي حمایت کے نام سے سلسلهٔ جنگ شروع کردیں -

پهر روس کا اراده ظاهر هے ' صرف تکمیل کے طریقے تلاش کرنے باقي هیں - اُن کي نسبت دیوان عام (هاؤس آف کامنس) میں مسٹر آکلینڈ ۸ - مئي کو سر ایڈورڈ گرے وزیر خارجهٔ برطانیه کي ریاست میں اعلان کرچکے هیں که " معاهدهٔ صلح پر دستخط هوجانے کے بعد حتی الامکان اس امر کا خیال رکها جائیگا که ارمینیه میں باقاعده نظم و نسق قائم کرنے کے مسئله پر کامل غور کیا جاے " اس غور و خوض کے کیا نتایج نکلینگے ؟ اس کے جواب کے لیے یورپ کي تاریخ استعمار کا مطالعه کافي هے - ممدوح کي یه پر معز تشریح بهي یاد رکهنے کے قابل هے که " تمام دول یورپ کی یه دلي آرزو هے که دولت عثمانیه کو عمده موقع دیا جائے که وه اپنے بقیه مقبوضات کو ترقی کے پیمانه پر لاسکے (ترکوں کي مخالفت میں) جب کوئي مسئله پیدا هو تو برطانیه اس امر کا خیال رکهیگي ' اور دول یورپ کو بهي خیال رکهنا چاهیے که وه مسئله تمام سلطنتوں کي طرف سے اجماعي تحریک کے ساتهه پیش هو ' اور کسي قسم کي انفرادي کارروائي نه کي جاے " اس موقعه پر برطانیه عظمي کي اُس سیاسی مسابقت پر بحث کرنے کي ضرورت نهیں هے جسکي ذیل میں زبان سے تو بقیهٔ مقبوضات عثمانیه کے لیے ترقی کے بهترین مواقع بهم پهنچانے کے وعدے کیے جاتے هیں ' مگر یه وعدے وفا اس طرح هوتے هیں که سواحل عرب و خلیج فارس کے ترکي علاقوں پر انگریزي نفوذ باقاعده سرایت کر جاتا هے ' اور ترک اپني عافیت اسي میں سمجهتے هیں که براے نام سیادت کے علاوه هر قسم کے اختیارات فرمان روائي سے دست بردار هوجائیں ! بحث طلب امر یه هے که تجزیهٔ ترکی یا آزادي ارمینیه کي تحریک پیش کرنے کا انحصار جب دول یورپ هي کے اجماع پر ٹهرا تو یه کیا بڑي بات هے ؟ ان سلطنتوں کے فوائد و مصالح میں هزار تناقض سهي ' لیکن تناقض میں بهي تو اتحاد و وحدتیں هوا کرتي هیں ' پهر تجزیه عثمانیه کي تحریک میں هر ایک کا متحد هوجانا کیوں مستبعد هونے لگا ؟

مقالات

دولة بني امية اور الهلال

الله والله في اصحابي - خير القرون قرني - بدعات و محدثات امور به - خلفاء راشدين ' اور ملك عضوض - و ما يناسب ذلك -

از جناب مولانا عبيد الله صاحب (امرتسر)

جناب كي نئے انداز كي انشا پردازيوں ' خصوصاً عالمانه ارشادات اور قراني استشهادات نے هم لوگوں كے دلوں ميں اپني جو عظمت پيدا كردي هے ' اور اپني ذات سے هم بد قسمت مسلمانوں كي جو اميديں وابسته هوگئي هيں ' وه بيان سے باهر هيں ' اور حق يه هے كه اپنا وجود اور اپني تحريرٔ اس دعوى كيليے برهان قاطع هے كه اس قحط الرجال ميں بهي بعض نفوس قدسيه پائے جاتے هيں جنهيں بلا مبالغه " لا يخافون لومة لائم " كها جاسكے - آپ امر بالمعروف ونهي عن المنكر كا وعظ فرما رهے هيں ' يا اپني معجز بيانيوں سے احياء اموات كر رهے هيں ؟ يه كيا سحر اور كيا اعجاز هے ؟ آنكهيں خيره ' كان سن هيں - نه ايسي تحريريں كبهي ديكهيں نه ايسي تقريريں سني هيں -

ليكن افسوس كه ان باتوں كے احساس كرنے والے قلوب بهي يه ديكهكر محو حيرت بلكه غرق ندامت هوجاتے هيں كه جناب اپني دراز دستيوں سے (بي ادبي معاف) اس چودهويں صدي كے ادعائي ليڈروں كو شهيد اداء حق پرستي فرماتے هوے ' جوش اعجاز نمائي ميں حقيقي ليڈروں يعني صحابهٔ كرام تك كو مجروح ناحق شناسي فرما جاتے هيں -

---

[بقيه صفحه ۸ كا]

ان تمام واقعات كو پڑهو اور غور سے پڑهو اور پهر سوچو كه دنيا همارے فنا و زوال كے ليے كيا كيا تدبيريں كررهي هے ' اور هم كس بے خبري و بے حسي كے عالم ميں هيں ؟ فزاقوں كا هجوم دروازے پر پهنچ گيا هے ' اور گهر كے سوے والے كس طرح خواب غفلت ميں سرشار هيں ؟

اے مقيمان ته سقف سپهر غدار
تا به كے حسرت فرزند و زن و شهر و ديار ؟
آية فاعتبروا يا اولى الابصار پڑهو
هر خرابے په اگر قصر ادرنه كے گدار
كبهي قرآن كا ظاهر تها يهاں جاه و جلال
كبهي اسلام كا لگتا تها يهاں پر دربار
آج تثليث نے اس كا يه بنايا عالم
كه نه توحيد هے باقي نه كهيں اسكا مزار

ذلك بما قدمت ايديكم ' يه تمام زياديان تم نے خود اپنے هاتهوں مول ليں ' ورنه الله تو اپنے بندوں كيليے كبهي ظالم نهيں -
وان الله ليس بظلام للعبيد (۸ : ۵۷)

پهر كيا وقت نهيں آگيا هے كه " من انصاري الى الله " كي صدا عالم ميں بلند هو ' اور دين الهي كے آخري انصار " لبيك لبيك ! اللهم لبيك " كهتے هوے اٹهه كهڑے هوں ؟ حايں تذهبون ؟ ؟

جناب نے " بني اميه كا استداد اور امر بالمعروف كے سد باب كا پهلا دن " (الهلال نمبر ۱ - ج - ۲) كي بني اميه كے سعك بيجا اور خون ناحق سے شرابور سرخي ' (گستاخي معاف) بے وقت قائم كرك بني اميه كي قوم كو ' خواه وه حضرت عثمان رسول عليه السلام كے داماد ' يا حضرت معاويه محمد عليه السلام كے سهر هوں ' يا سليمان بن عبد الملك ' يا حضرت عمر بن عبد العزيز هوں ' عليه السلام ' بلا استثنا ظالم ' فساق ' اور فجار كے الفاظ سے مخاطب فرما رهے هيں - جناب كي ان تلخ كلاميوں نے قوم رصاص (كذا في الاصل - الهلال) كي ياد تازه كردي - اسلام ميں يهي ايك فرقه هے جسنے صحابه رضى الله عنهم كو سب و شتم كرنا اپنا پيشه بنالیا هے ' اور اكابر اسلام كو گاليان دينا جزو مذهب سمجهه ركها هے - مكرما ! بني اميه بقول جناب كے هزار برے سهي ' پهر بهي اپنے بعد والوں سے بحكم صادق مصدوق " لاياتي عليكم زمان الا الذي بعده اشر منه حتى تلقو ربكم " (بخاري) لاكهه درجه اچهے تهے ' اسليے انكے بعد والونكو خصوصاً اس صدي كے مسلمانوں كو انهيں برا كهنے كا كوئي حق نهيں - بهلے يه اپنے گريبان ميں منهه ڈالكر اپني سيه كاريوں كو ديكهيں اور بتائيں كه اگلوں كو گالي دينے كے سوا اور انكے پاس كيا ركها هے ! ! امر بالمعروف كے واعظ كو شارع عليه الصلوة كي يه پر معز و ابلغ وصيت اپنا نصب العين بنانا چاهيے كه " ليجزك عن الناس ما تعلم من نفسك " (مشكوة) بني اميه كي فتوحات اسلاميه كو تهنڈے دل سے ديكهيے تو وه خود علي رضي الله عنه تك كے زمانه ميں معهود نظر آئينگي - بعيه بني هاشم كا كيا ذكر هے ! ميں بني اميه كے چند افراد كي افسوسناك سيئات سے بے خبر نهيں ' ليكن ساتهه هي ديگر افراد كے حسنات سے چشم پوشي بهي نهيں كيجا سكتي - انكے بعض افراد نے مسلمانوں پر صاف و صريح ظلم كرنے والے ظلم كيے هيں ' تو دوسرے افراد نے اسلام كے حدود كو فاضل تعريف طريقه سے وسعت بهي دي هے ' اسليے همیں انكے ساتهه ان الحسنات يذهبن السيئات كا انصافانه سلوك كرنا چاهيے - آپ قيامت كے دن فساق و فجار كي صف بنديان كرك اور بني اميه كو صف اول ميں جگه دیكر اپني نيں حق بجانب سمجهه رهے هيں تو كوئي وجه نهيں اگر نسل بني اميه كا كوئي مرد ان معروف كے سائق و قائد هونے كا فخر بني هاشم كو بخش دے تو آپ چيں بجبيں هوں ' كيونكه خارجين على الامام اور بغاة و فساق كي اس قوم ميں بهي كمي نهيں اور جو چيز حتمي اجلي هوگئي ' اوسيقدر اوسكے دعوے نمايان بهي هونگے -

جناب بني اميه كو ملزم قرار ديتے هيں كه " اسلام كي جمهوريت كو عارت كرك شخصي حكومت كي بنياد ڈالي " بني اميه كا پهلا مرد جو رسول الله عليه الصلوة كا نيابتاً طور سے جانشين هوا ' وه حضرت ذي النورين رضي الله عنه تهے - انكي خلافت بهي مشوره و اتفاق مهاجرين و انصار منعقد هوئي - يه پهلا دن تها كه خود جمهوريت اسلام نے بني اميه كو سر اقتدار و تسلط دلايا ' اور انكے بر سر اقتدار آتے هي فتوحات اسلاميه كا ايك دريا تها جو اُمنڈ آيا - جسكي لهريں عرب و افريقه كے آتش فشاں صحرا كو طے كرتي هوئي هند تك

آ پہنچیں ! پھر کون کہہ سکتا ہے کہ یہ امر بالمعروف کے سد باب کا پہلا دن تھا ؟ (میں عرض کرتا ہوں - الہلال)

افسوس اسلام کی بدقسمتی اب اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ جن قرون اولی کی خیریت و فضیلت خود سرور کائنات علیہ التحیات نے بیان فرمادی ہو (صحیحین و سنن) آپ ایسے اسلام کے مدائی اور برگزیدہ ارباب علم انہیں قرون میں بدعات و محدثات و معاصی کا بازارگرم کر رہے ہیں ' اور صحابہ رضی اللہ عنہم ' جنکے لیے آقائے اسلام " فانہم خیارکم " کی شہادت فرماتے ہوے " اکرموا اصحابی " (نسائی) کا حکم فرما رہے ہوں ' اور جن بزرگوں کے لیے ایسے صریح الفاظ میں تہدید فرما دی ہو کہ " اللہ اللہ فی اصحابی اللہ اللہ فی اصحابی ! لا تتخذوھم غرضا من بعدی " اور " من اذاھم فقد اذانی " (ترمذی) آپ انہی بزرگوں کے ایک محترم فرد بلکہ اصدر المومنین (بخاری احمدی) حضرت معاویہ علیہ السلام کا لا ابا لابہ انداز سے ذکر فرماتے ہیں اور پھر ستم تو یہ ہے کہ جناب انکے اسی ضرب المثل حلم اور سانھہ برس کی بڑھیا کے ھموات سے درگذر فرما جاے کوخدا جانے کن نگاہوں سے ملاحظہ فرما رہے ہیں -

و اخو العذرة لا یمر بصالح
الا و یلمزہ بکذاب اشر

الہلال

اللہ تعالی جب اپنے کسی عاجز و ناتواں بندے پر اپنا لطف و کرم مبذول فرماتا ہے ' تو اسکی نسبت اپنے بندوں کے دلوں میں حسن ظن و میلان و الفت پیدا کر دیتا ہے - اور پھر خواہ وہ ' اور اسکے کام کتنے ہی حقیر و ذلیل ہوں ' لیکن اسکے بندوں کی نظروں میں عزیز و محبوب ہو جاتے ہیں و ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء و اللہ ذو فضل العظیم -

جناب ' اور جناب ایسے بزرگان حسن ظن فرما کی نسبت ہمیشہ اس عاجز راقم سطور کا یقین ایسا ہی رہا ہے - یہ اُسی کا فضل ہے کہ وہ آپ ایسے بزرگوں کے دلوں کو میری جانب مائل کر رہا ہے - پس اللہ کا احسان ' اور جناب کے حسن ظن بزرگانہ کا تشکر ' و استدعاء دعاء حصول استقامت و ثبات کار ' و الی اللہ ترجع الامور -

جناب نے اس بارے میں جو کچھہ ارقام فرمایا ہے حیران ہوں کہ اسکے جواب سے کیونکر عہدہ برا ہوں ؟ اگر تفصیل سے کام لیتا ہوں تو ایک دفتر طویل مطلوب ' پھر نتیجہ کچھہ نہیں - اور اگر اجمال پیش نظر رہتا ہے ' تو اول تو بحث صاف نہیں ہوتی ' اور دوسرے طبیعت بھی نہیں مانتی - بہر حال مجبوراً آخری ہی صورت اختیار کرتا ہوں ' اور بر سبیل اشارہ چند معروضات ضروریہ کے اظہار ہی پر قناعت کر لیتا ہوں -

تو حدیث مفصل بخوان از ین مجمل
اللہ اللہ فی اصحابی !

(۱) میرا عقیدہ ہے کہ حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اس سماء دنیا کے نیچے وہ ایک ہی جماعۃ قدسیہ ہے ' جو انبیاء کرام علی نبینا و علیہم السلام کے بعد تکمیل انسانیہ ' اور اخلاق و اعمال الہیہ کا اکمل و احسن ترین نمونہ و اُسوہ تھی ' اور نہ صرف تاریخ اسلام میں ' بلکہ تاریخ جمیع امم و ملل عالم میں انبیاء کرام کے مستثنے کر دینے کے بعد انسانوں کا کوئی گروہ ' اور انسانیہ کبری کا کوئی اعلی سے اعلی ظہور بھی انکے مقابلے میں پیش نہیں کیا جاسکتا - بلکہ انہی میں وہ نفوس قدسیہ و عظیمہ تھے ' جو اپنے مظاہر اعمال کے اندر بعض اولوالعزم انبیاء بنی اسرائیل سے بھی زیادہ ظہور صفات الہیہ کے تشنہ و تعلق کا رکھتے تھے ' اور جنکی زبان حال " جئنا بحراً ' وقف الاحیاء علی ساحلہ " کی صداے حقیقت سے علیحدہ اقطار عالم ملکوب تھی - کقولہ " لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ " انکا دستور العمل و محور جمیع اعمال و افعال تھا ' اور اسلیے وہ سر چشمۂ " مقام محمدی " سے فیضان سے بہرہ یاب تھے ' پس اس مقام اور مقامات انبیاء گذشتۂ عالم میں جو امور تھا ' وہ انکے اندر بھی نمایاں تھا کہ المرء مع من احب

عن المرء لا تسئل و سل عن قرینہ
و لنعم ما قیل .

جمال ہم نشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

تبھی وہ لوگ تھے کہ " یحبھم و یحبونہ " انکا مربوط اختصاص تھا ' اور " رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ " کے مقام محبت و محبوبی و عشق و عاشقی سے فائز المرام تھے ! اللہ اللہ ! انکے مقامات عالیہ ' جنکے وصف و تمجید پر کلام الہی نے شہادت دی : اشداء علی الکفار رحماء بینھم ' تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا ' سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود: (۴۸ : ۲۹)

یہ وہ لوگ تھے ' جنھوں نے شمع نبوت سے براہ راست اپنے دل کو روشن کیا ' جو خلوت و جلوت میں صحبت اندر حضرۃ رسالت ہوے - یہ وہ خوش نصیب تھے ' کہ جس آب حیات کا ایک قطرہ ہزاروں قرون و اعوام کو زندہ کر دینے کیلئے کافی ہے ' اسکی بارش انکے سروں پر ہوئی ' اور جس آب زلال کے ایک جرعے کیلئے تشنگان عالم مضطر و متحسر ہیں ' اسکے دریاے فیضان کے کنارے انھوں نے مدتوں زندگیاں بسر کیں - وہ اس وحی الہی کے جلیس تھے ' جو خلوت " انت عند ربی ھو یطعمنی و یسقینی " کا شب گذار ' اور درس گاہ " اذنی ربی فاحسن تادیبی " کا درس آموز لیل و نہار تھا - ھم جلساء اللہ ' لا یشقی جلیسھم - و للہ در ما قال.

عالب ندیم دوست سے آتی ہے بوے دوست
مشغول حق ہوں بندگی بو تراب میں !

سبحان اللہ ! یہ کون لوگ تھے کہ دین کے غزا و جہاد فی سبیل اللہ و دعوت حق و اعلاء معروف ہی میں شریک کار اور معین راہ نہ تھے ' بلکہ اُس مخاطب نداء محبب " یا ایھا المزمل " کی راتوں کی خود فروشانہ عبادت گذاریوں ' اور عاشقانہ و والہانہ اعمال مخصوصہ میں بھی سریک خلوت تھے ' اور اسکی شہادت خود خدا نے دی کہ :

ان ربک یعلم انک تقوم ادنی من ثلثی اللیل و نصفہ و ثلثہ ' و طائفۃ من الذین معک ' واللہ یقدر اللیل والنہار ' علم ان لن تحصوہ فتاب علیکم ' فاقرؤا ما تیسر من القرآن ' علم ان سیکون منکم مرضی و اخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللہ ' و اخرون یقاتلون فی سبیل اللہ (۷۳ : ۲۰)	اے پیغمبر ! تمہارا پروردگار واقف ہے کہ تم راتوں کو اللہ کی یاد اور فکر کیلیے جاگتے ہو - کبھی دو تہائی رات کے قریب ' کبھی آدھی رات اور کبھی ایک تہائی - اور ایک جماعت تمہارے ساتھیوں کی اس شب بیداری عبادت میں تمہارے ساتھہ شریک رہتی ہے - رات اور دن کے (تمام اعمال و اعمال) کا اللہ ہی اندازہ کرسکتا ہے - اُس کو معلوم ہے کہ تم (توجہ انہماک عبادت اور کمال محبوبیت و خود فروشی) وقت کو محفوظ نہیں کر سکتے - اسلیے اسنے تمہارے حال پر از راہ لطف رحم کیا اور وقت کی قید اٹھادی - پس اب جس قدر بآسانی قرآن پڑھسکتے ہو پڑھلیا کرو ! اُس کو یہ بھی

معلوم ہے کہ تم میں سے بعض آدمی بیمار پڑیں گے ' بعض تلاش معاش و تجارت میں سیر و سیاحت کررہے ہونگے ' اور بعض خدا کی راہ میں دشمنان اسلام سے لڑتے ہونگے ۔ بہرحال ایسی صورت میں اب صرف یہی حکم ہے کہ شب کو جسقدر قرآن (تہجد کی نماز) میں بآسانی پڑھا جا سکتا ہے پڑھو ' اور اپنے نفس و جسم پر بہت زیادہ بار نہ ڈالو ۔

انصاف فرمائیے کہ جس شخص کا اعتقاد صحابۂ کرام کی نسبت یہ ہو ' یہ کیسی عجیب بات ہے کہ جناب اسکو صحابہ کے فضائل سنانے کیلیے مخاطب بناتے ہیں ' اور انکے سب و شتم سے روکتے ہیں ' اور پھر تلاش احادیث ' و جمع مرویات کی زحمت کا حاصل گوارا فرماتے ہیں ؟

ان هذا من اعاجيب الزمن !

(۲) جناب کا یہ ارشاد نہایت تعجب انگیز ہے کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کو بھی بہ رمرۂ طالبین شمار کیا ! میں نے ملوک و امراء بنی امیہ کی نسبت اپنا خیال ظاہر کیا تھا ' نہ کہ خلفاے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نسبت ۔ حضرت عثمان گو خاندان بنی امیہ سے تھے ' مگر انکا شمار خلفاء اربعہ میں ہے ' نہ کہ خلافت مروانی کے بانیوں اور اس سلسلے کے پادشاہوں میں ۔ پھر بنی امیہ کے ذکر سے یقیناً انکے مخصوص اعمال مراد ہیں اور ہر وہ شخص اس سے مستثنے ہے ' جسکے اعمال انکے سے نہ تھے ۔ یہ امر اسدرجہ ظاہر و بین ہے کہ جناب کا اس سے تعامل موجب کمال تعجب و تحیر ہے ۔

يخرج الحي من الميت

(۳) پھر کیوں نہ وہ لوگ مستثنی ہوں کہ ایسے ہی مستثنی لوگوں میں سے وہ بزرگ حق ' مجدد شریعہ الہیہ ' محیی السنۃ السنیہ ' قامع بدعات مروانیۂ و بنی امیہ ' یعنے حضرت عمر ابن عبد العزیز رضی اللہ تعالی عنہ تھے ' جنکو حکمۃ الہیہ نے اسی خاندان میں پیدا کیا ' تا کہ انکے دست حق پرست پر شریعہ اسلامیہ کا احیاء ہو ' اور " ملک عضوض " کے اباطیل و محدثات کا استیصال فرمائیں ۔ پس اس وجود گرامی نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تجدید کی ' اور ایک ایک کرکے بنی امیۃ و آل مروان کی پیدا کی ہوئی اُن محدثات و بدعات و منکرات شنیعہ کا انسداد کیا ' جنھوں نے خیر القرون کی شریعت خالص کو آلودۂ و مکدر فسق و معاصی شتی کردیا تھا ۔ اور اس طرح سنت شیخین جلیلین کی (کہ سنت رسول اکرم تھی) حیات بعد الممات ہوئی ! نور اللہ ضریحہ ' و شکر اللہ مساعیہ ۔

تاریخ اسلام میں تیرے کی بنیاد

بنی امیہ کے ذاتی اور شیعہ انکے متبع ہیں

(۴) ارانجملہ بنی امیہ و آل مروان کی ایک سب سے بڑی ہدم شریعت اور پر معصیت و فسق و عدوان بدعت شنیعہ وہ تھی ' جسکا انتقامانہ ابتداع برادران شیعہ نے شروع کیا ' اور افسوس ہے کہ دیدہ دانستہ شاید آجتک کرتے ہیں ۔ یعنے سب سے پہلے سر زمین اسلام میں ' جو رحم و محبت اور صلح و اخوۃ ہی کی تخم ریزی کیلیے بنی تھی ' سب و شتم اور لعن و تبرے کا تخم انھوں نے بویا ' مقدس مساجد اسلام میں ' جو صرف عبادت و طاعت الہی ' و اذکار و اشغال مقدسہ کیلیے بنائی گئی تھیں ' اپنے اغراض نفسانیۂ مکرۂ سیاسیہ سے اہل بیت نبوت اور حضرت امیر علیہ السلام پر علانیہ لعنت بھیجنی شروع کی ' اور جمعہ کے خطبۂ ثانیہ میں اس فعل شنیع و منکر کو (کہ نہیں جانتا اسکو کن لفظوں سے تعبیر کروں ؟) داخل کردیا ۔ چنانچہ تکبیر و تسبیح کی صداؤں میں خطیب منبر پر چڑھتے تھے ' اور تحمید و تقدیس و صلوۃ و تسلیم کے بعد آخر میں حضرت علی علیہ السلام پر علانیہ لعنت بھیجتے تھے ' اور پھر شمشیر ظلم سے لوگوں کی زبانوں کو اس طرح ارزاں و ترساں رکھتے تھے کہ کسی کو اس صریح فسق عظیم ' و معصیۃ کبیرے ' و ھتک شریعۃ الہدی کے خلاف لب کشائی کی جرأت نہیں ہوتی تھی ۔ الا ماشاء اللہ ' و هم الذين لا خوف عليهم ولا هم يحزنون ۔

لیکن تاریخ اسلام حضرت عمر بن عبد العزیز کی ہمیشہ رہین منت رہے گی کہ انھوں نے تخت خلافت پر قدم رکھتے ہی اس بدعۃ کا انسداد کیا ' اور مساجد اسلام کو انکی چھنی ہوئی عزت و حرمۃ واپس دلا دی ۔ چنانچہ لعن و تبرے کی جگہ خطبہ ثانیہ میں " ان اللہ یامر بالعدل و الاحسان ' و ایتاء ذی القربی ' و ینہی عن الفحشاء والمنکر والبغی ' یعظکم لعلکم تذکرون " داخل کیا ۔ یہ آیہ کریمہ آجتک خطبہ جمعہ کا حرز آخری ہے ' اور ہر ہفتے سئیات بنی امیہ ' اور حسنات عمر ابن العزیز پر گواہی دیتی ہے ۔ و قال فیہ کثیر عزۃ :

ولیت و لم تسب علیاً و لم تحف
مریما ' و لم تفعل مقالۃ مجرم
و صدقت القول الفعال مع الذی
اتیت ' فامسی راضیاً کل مسلم
فما بین شرق الارض و الغرب کلها
مناد ینادي من فصیح و اعجم
یقول امیر المومنین ظلمتني
فداء لحدک دیناري و احدک درهمی
فاربح بها من صفقۃ لمبایع
و اکرم بها من بیعۃ ثم اکرم

اس بزرگ جلیل العزمی کا یہ ایک ایسا عمل عظیم تھا کہ سادات عظام اور خود خاص حضرۃ حدر الاذام نے بھی اسکا اعتراف کیا ۔ چنانچہ علامہ شیخ شریف الرضی الموسوی رحمہ اللہ علیہ اپنے مرثیے میں لکھتے ہیں

یا ابن عبد العزیز لو کنت العـ
ـین فتنی امیۃ لدفیتک
انت اتعدتنا من السب والشـ
ـتم و اوسعتنا الحزاء حربک
غیر انی اقول انک قد طـ
ـبت و ان لم یطب و لم یزک بیتک
دیر سمعان لا عدتک الغوادي(۱)
حیر میت من آل مروان میتک

(۵) ارانجملہ بنی امیہ کا سب سے بڑا ظلم جو انھوں نے اسلام پر کیا ' یہ تھا کہ خلافۂ راشدۂ اسلامیہ کو ' جسکی بنا اجماع و مشورۂ مسلمین پر تھی ' حکومت شخصی و مستبدہ ' و سلطنہ ملکیہ و سیاسیہ میں تبدیل کردیا ' اور حکومت کی بنیاد شریعت پر نہیں رکھی ' بلکہ محض قوت اور سیاسۃ پر ۔ اور تاریخ اسلام کے تمام صفحات و کدار ' و اعالی و ادانی اسپر متفق ہیں ' اور تمام اہل سنۃ و جماعۃ کا اسپر اتفاق ہے کہ یہ ایک سخت بدعۃ تھی ' اور مطابق ارشاد صادق و مصدوق علیہ الصلوۃ و السلام " ملک عضوض " کا آغاز تھا ۔ یہی ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے سد باب کا پہلا دن ہے ' اور یہی دن ہے کہ تاریخ اسلام ہمیشہ اسپر ماتم و فریاد کریگی ۔ و القصۃ طولها ' فعلیکم الدطر علی التاریخ و الاسفار ۔

لیکن محسنات جلیلۂ عمر ابن عبد العزیز میں ایک واقعہ یہ

(۱) حضرت عمر ابن العزیز نے سنہ ۱۰۱ ھ میں بمقام دیر سمعان انتقال کیا ۔ اسی کی طرف اشارہ ہے ۔ [منہ]

بھی ہے کہ آنھوں نے سنت خلفاء اربعہ کو رندہ کیا ' اور اپنے اولین حطۂ خلافت میں فرمایا .

ایہا الناس ! انی اوتیت بعد الامر من غیر رائی مني فیه ' ولا طلبة ' ولا مشورة من المسلمین - و انی قد خلعت ما فی اعناقکم من بیعتی ' فاختاروا لانفسکم غیري (یعنے لوگو ! میں اس حکمراني میں مبتلا ہوگیا بذریعہ جانشینی اور بیعۃ عوامي کے ' اور اسمیں نہ حسب حکم شریعہ و سنت خلفاء راشدین ' مشورہ ہوا ' اور نہ مسلمانوں کی رائیں لی گئیں - اور یہ نہ میري خواہش تھی ' اور نہ اسکا آرزومند تھا - پس میري گذشتہ بیعۃ کا جو بار تمھاري گردنوں پر ہے ' اس سے میں تمھیں رہا کیے دیتا ہوں ' اور اس مقام سے اسے تئیں الگ کردیتا ہوں ' پس اس وقت تم جمع ہو - اپنے لئے داھمي مشورہ و اجماع سے کسی خلیفہ کو منتخب کرلو !)

لیکن یہ سنتے ہي تمام مسلمانوں نے با اتفاق پکارا : قد احترناک یا امیر المومنین ورضیناک امیرنا با لیمن و البرکۃ - ہم نے بس آپ ہی کو انتخاب کیا اے امیر المومنین ! اور ہم سب آپسے راضی اور خوشنود ہیں ! (طبري ' اور پورے خطبے کیلیے دیکھو ابن اثیر ' ابوحنیفہ ' ابن قتیبہ و دمیري وغیرہ)

(٦) حضات ارقام فرماتے ہیں کہ . " آپ بلا استثنے بني امیہ کو ظالمیں کے الفاظ سے مخاطب کرتے ہیں اور انتہائے غصہ میں رسول علیہ السلام کی قرابت داریوں کو بھی بھول جاتے ہیں "

استثنے بوجوہ اعمال صالحہ ہر حال میں قدرتي طور پر موجود ہے ' اور حکم اکثر پر ہوتا ہے - حضرت عثمان خود بعہد مستثنے ہوگئے ' جب کہ خلفاء راشدین سے الگ بنی امیہ کا ذکر کیا گیا - اور حضرت عمر ابن العزیز اپنے اعمال عیر امویہ ' و ابدع سنت شنعہ جلیلہ کی بنا پر - یہ امر ایسا نہ تھا کہ موجب اعتراض ہوتا -

اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت داري کی نسبت جو فرمایا ' تو اگر آپ کے حکم سے اسکا ہر حال میں لحاظ رکھوں اور اسی کو محور مدقت و مدققت قرار دوں ' تو ان مشکلات کا کوں دمہ دار ہوگا جو در چار قدم کے بعد ہي پیش آنا شروع ہو جائیں گی ؟ شاید اسکا جناب کو خیال نہ رہا -

حسن و نصرہ ' بلال از حبش ' سہیل از روم
رخاک مکہ ابوجہل ' ایں چہ بوالعجبیست !

(۷) " لا یاتي علیکم زمان " الخ کا اگر مطلب یہی ہے تو اپ عمر ابن عبد العزیز پر بلحاظ بعدم زمانی ' مروان بن الحکم ' اور سمر و زیاد کو ترجیح دیں - ہم سابقون في الاسلام و العہد والزمان ! ! میں تو اس حدیث کا مطلب حفظ تقدم فضیلت اعمال ' و ابداع شرعہ ' و عمل بالقران و السنۃ کي تطبیق کے بعد قرار دیتا ہوں ' اور در اصل قرار دیا جا چکا ہے - کما لا یخفی علی اولی النظر و العلم - و ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم -

فضائح و فضائل

(۸) بحث کے متعلق مواقع ' و حکم ہر موقعہ بلحاظ اطراف بحث - ائمہ اہل سنت و جماعت نے اسکا فیصلہ کر دیا ہے - بنی امیہ کے حسنات سیاسیہ و ملکیہ سے کسي کو انکار نہیں - مثلاً فتوحات ممالک ' و اشاعت تمدن و علوم ' و تاسیس برید ' و تدوین دفاتر و دیوان وغیرہ و کان لہم من الوزراء و ابطال الجند و الاعوان ' من تقلدوہم علي الزمان - و افتتحوا بسیوفہم البلدان ' و خطوا لہم الملک من الاعداء بعد الخصام - فصفرۃ القول فیہم ان ہا اولاء الملوک مع ما کانوا فیہم من الترف و الانصراف الی الملذات و الشہوات ' و عدم اتباع الشریعۃ و الانحراف عن جادۃ السنۃ السنیہ ' و اعمال الدیدیہ ' کانوا علی جانب عظیم من الذکاء و الدہاء و الدرایۃ و الحزم و حسن العزیمۃ و فصل السیاسۃ - و کذلک لم یحل اشتغالہم بنفوسہم عن النظر في شئون الحکومۃ و ترقیتہا ' و العمل علی زیادۃ نموہا و عمرانہا ' و التوسع في اعلاکہا و ردعارات الاعداء عنہا - پس ہم انکي سئیات دیدنہ کی فدائي کرنے میں باک نہیں رکھتے ' اور اسي طرح انکے حسنات ملکنہ و سیاسیہ کے اعتراف میں بھی بخیل نہیں - لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ رند کے دھدن وطباع ہونے کے صلے میں ' اسکے شرب خمر و ظلم و فسق کی بھی تعریف کریں ' یا جرنکہ ایک شخص خوش تقریر ہے لہذا کوئی مضائقہ نہیں ' اگر تارک صلوۃ بھي ہو ! ! مقصد اصلی یہ ہے کہ بني امیہ نے خلافہ دینی کو ' جسکا عمود کار ابداع شریعۃ تھا ' محض حکومت و سیاسہ کي صورت میں مبدل کردیا ' اور جو بنداد خلفاء راشدین نے رکھی تھي ' اسکو اپنے اغراض نفسانیہ و ہواء شخصیہ پر قربان کرکے منہدم کردیا - ظلم و منکرات کا بازار گرم ہوگیا - مشورہ کا سد باب ہوگیا ' ارادی رائے کو زور شمشیر بند کرنا چاہا - اور علی الخصوص سب سے پہلے تاریخ اسلام میں احکام شریعۃ پر اپنے اغراض نفسانیہ و سیاسیہ کو مقدم کرنے ' اور حسب ضرورت اسمیں تحریف ترجیمہ نما کرنے کی بنداد رکھی - یہی بنداد تھي ' جسپر بعد کو آنے والوں نے بڑی بڑي عمارتیں کھڑی کیں ' اور ہمیشہ کیلیے تاریخ اسلام اسے ابتدائي سی سالہ عہد اصلی کو ماتم و حسرت کے ساتھہ یاد کرتی رہی !

میں نے آغاز تحریر میں لکھدیا ہے کہ معروضات محض احتمالي پر مشتمل اشارہ ہونگی ' اسلئے افسوس کہ ہر قدم پر ہجوم دلائل و واقعات کو جزماً نپٹنے سے روکتا ہوں - ورنہ یہ ایک بہت طویل و افسانۂ طولاني ہے -

اسفار اثار و تاریخ کو اٹھائیے اور ایک ایک واقعہ پر آنسو بہائیے

دور اوائل اور ظہور منکرات

(۹) اب متعجب ہوں کہ میں نے اس ابتدائي عہد کو پر ہجوم محدثات و بدعات کہا - لیکن شدت تعجب و ہجوم حیراني سے میں اسکے جواب پر قادر نہیں - فیا للعجب ! یہ جملہ لکھکر جناب نے تاریخ اسلام کے نہیں معلوم کتنے صحیم ابواب و فصول کو دنیا سے نابود کردینا چاہا - یہ آپ کہاں ہیں اور کیا فرما رہے ہیں ؟

عہد بنی امیہ سے بھی بلند تر دیکھیے - کیا شہادت حضرت عثمان کا فتنہ ایک اشد درجہ بدعت نہ تھی ؟ پھر کیا زیاد ابن سمیہ کا استحاق اور اسکے لئے مجلس شہادت مقرر کرنی ایک اولین بدعۃ اسلام میں نہ تھی ؟ حالانکہ یہي زیاد تھا کہ جب اسنے حضرت فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانے میں نشارت منبر پر خطبۂ فصیح دیا ' تو ابوسفیان اور حضرت امیر علیہ السلام ممبر کے قریب بیٹھے تھے - ابوسفیان نے کہا کہ " انہ ابن عمك " یعنے یہ تو میرا بیٹا ہے - " انا قد فدہ فی رحم امہ سمیہ " اسپر حضرت علی نے کہا کہ پھر اسکو ظاہر کیوں نہیں کرتے ؟ ابوسفیان نے حضرت فاروق کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ " انا احاب ہذا الجالس علی المنبر " یہ شخص جو منبر پر بیٹھا ہے ' ڈرتا ہوں کہ اس ادعاء خلاف شریعۃ پر برہم ہوگا ! ! (عقد الفرید جلد ۳ - صفحہ ۲۱۱) (۱)

یہ ایک مشہور اور تفصیل طلب واقعہ ہے - عام ناظرین کی واقفیت کیلیے اسقدر لکھدیتا ہوں کہ (سمیہ) جاہلیہ کي ایک زانیۂ و فاحشہ عورت تھی - ابوسفیان اسکے پاس رہا تھا ' اور اسي سے (زیاد) پیدا ہوا تھا -

لیکن اغراض سیاسیہ سے اسکا پھر استحاق کیا گیا ' اور اسکو اپنا بھائي قرار دیا - اسکے لئے ایک خاص مجلس شہادت بھي منعقد ہوئي تھي ' جس میں گواہوں کے اظہارات لیے گئے تھے - از انجملہ ایک گواہ ابو مریم الحمار تھا ' جس نے ابوسفیان کیلیے " سمیہ " کو مہیا کیا تھا - مقال اشہد ان ابا سفیان حضر عندي و طلب مني

---

(۱) لیکن اس مکالمے کو بعض مورخین نے عمر ابن عاص اور ابوسفیان کے درمیان لکھا ہے ' اور حضرت امیر نے کہا ہے کہ "" اسکت یا ابا سفیان ! فانك لا تعلم ان عمر لو سمع ہذا القول منك ' لکان الیك سریعاً (العقد الفرید صفحہ ۱۰۰ -) عفہ

يقيناً ' فقلت له ليس عندي الا سميه ' فقال هاتها على قذرها وصرها ' فاتيت بها - فخلا معها ' فخرجت من عنده و انها لتقطر ..... ايسي شہادتوں سے بالاخر عریب زیاد بھي شرما گیا ' اور چیخ اٹھا : مہلاً یا ابا مریم ! ما ما دعیت شاهدا ' و لم تدع شاہدا !!

یہ واقعہ تمام تاریخوں میں مسطور ہے : و کان هذا اول ما ردت به احکام الشریعة ' فان رسول الله صلی الله علیه و سلم ' قضی بالولد للفراش ' و للعاهر الحجر -

اسي واقعہ کي نسبت عبد الرحمن بن حسان نے کہا تھا :

و ترضی ان یقال ابوک زان ! اتغضب ان یقال ابوک عف

پھر کیا آپ اس سے انکار کرینگے کہ یہ بدعت نہ تھي ؟ خیر یہ تو ایک خاص واقعہ تھا اور اُس زمانے میں لوگوں نے اسکی تاویلیں بھي کیں - لیکن میں پوچھتا ہوں کہ کیا خلافة علی منهاج النبوة کو حکومت اور ملک عضوض میں تبدیل بھی بدعة نہ تھي ؟ کیا مشورے کا سد باب ایک اشد شدید بدعه مي الدین نہ تھي ' حالانکہ حضرت فاروق کا یہ جملہ ہم کو معلوم ہے کہ لا خلافة الا من شورة ؟ کیا مسلمانوں پر جنگ میں پاني کا روکدینا بھي بدعت نہ تھا ؟ جبکہ دوسرا فریق غالب ہوکر بھي نہیں روکتا ؟ کیا سخت سے سخت مکر و خدع سے کام لینے میں بھي باک نہونا ' خفیہ دسائس سے مسئلہ حکمین کا فیصلہ کرنا ' اپنے اغراض سیاسیہ کو ہر موقعہ میں شریعت پر ترجیح دینا اور اسکے لیے لوگوں کو خفیہ و علانیہ بیت المال سے روپیہ دینا (جیسا کہ خود کہا کہ " کنت احب الی قریش منه [ای من علي] لانی کنت اعطیهم و کان یمنعهم ' فکم سبب من قاطع و نافر عنه - استیعاب) شخصي طور پر بزور و جبر اپنے لڑکے کو ولي عہد بنانا ' عجمي شان و شکوہ اور علو و رفعت سے دربار آرائي کي اساس اولین قائم کرنا ' مسجد میں اپنے لیے عام مسلمانوں سے الگ مقصورہ بنا کر نماز پڑھنا ' اور شمشیر برہنہ نگہبانوں کے حصار کے اندر سجدہ کرنا ' اور اسي طرح کي بیسیوں محدثات کو بھي بدعت تسلیم نہیں کیا جاے گا ؟

فهو اول من جعل ابنه ولي العهد خلیفة بعده ' و اول من اتخذ دیوان الخاتم و امر بهدایا النیروز و المهرجان ' و اتخذ المقاصیر فی الجوامع ' و اول من قتل مسلما صبرا و حجراً و اصحابه ' و اول من اقام علی راسه حرسا ' و اول من قیدت بین یدیه الحدائب ' و اول من اتخذ الخصیان فی الاسلام ' و کان یقول انا اول الملوک (ملخص از استیعاب حافظ ابن عبد البر جلد اول صفحہ ۲۶۳ وغیرها)

اور پھر یہ تو خود امیر معاویہ کے زمانے کے حالات ہیں - آگے چلکر جو کچھ ہوا اسپر نظر ڈالیے - میں نے بدعات و منکرات کا لفظ عام طور پر حکومت امویہ کي نسبت لکھا تھا نہ کہ کسي خاص شخص کي نسبت -

خلافت مرتضوي

(۱۰) آپ فرماتے ہیں : " بني امیہ کي فتوحات کو دیکھیے تو خود حضرت علي کے زمانے میں معقود نظر آئیں گي "

فتوحات ممالک و بلدان ' و توسیع حکومت اسلام یقیناً ایک ایسي شے ہے ' کہ اس تیرہ سو برس میں جن جن ہاتھوں پر اسکا ظہور ہوا ' انکي خدمات کا اعتراف ہمارا فرض ہے ' لیکن میں تو اپنے مضمون میں " امر بالمعروف و نہي عن المنکر " کے سلسلے کي تاریخ لکھ رہا تھا ' نہ کہ تاریخ فتوحات اسلامیہ - پھر وہاں مجھے اس سے کیا غرض کہ کن کے ہاتھوں زیادہ فتوحات ہوے ہیں ' اور کون اس سے قاصر رہے ہیں ؟ بحث کے مواقع اور مختلف پہلو ہوتے ہیں - رہا حضرت امیر کے زمانے میں فتوحات خارجہ کا نہونا ' تو میں نہایت رنج و غم سے اس غلط فہمي کو دیکھ رہا ہوں ' جو آجکل کے نئے مذاق سیاسي نے پیدا کردي ہے ' اور اسکا ظہور جناب کے اس ارشاد میں بھي ہوا ہے - علم طور پر کہا جاتا ہے کہ حضرت امیر کا زمانہ ایک نہایت نا کارہ زمانہ تھا - حکومت و سیاست کیلیے وہ بالکل موزوں نہ تھا ' انکے زمانے میں اسلام کیلیے کوئی نئی فتح ' اور کوئی نہ نئي ملکي و ارضی توسیع نہیں ہوئی ' اور پھر اسکو اصول و معیار بحث قرار دیکر نہایت شدید غلطیاں اس بارے میں کي جاتی ہیں ' مگر یقین فرمائیے کہ یہ خیال بالکل غلط ' اور اصلاً حقیقت نہیں رکھتا ' اور نہایت افسوس ناک سطحي نظر اور تاریخ کی بے خبري پر دلالت کرتا ہے - وقت اور موقع تشریح کا نہیں ہے - نہایت ضروري ہے کہ ایک مبسوط و جامع سوانح حضرت امیر علیہ السلام کي لکھي جاے ' اور اس غلط فہمی سے لوگوں کو نجات ملے - اگر اللہ نے توفیق دي تو انشاء اللہ یہ ایک اہم خدمت تاریخ اسلام ہے جسکو انجام دینا ہے - یہاں اس بارے میں اختصار ممکن نہیں اور نہ مفصل مقصد -

(۱۱) آپ لکھتے ہیں :

" اگر نسل بنی امیہ کا کوئی فرد ان صفوف مساوی و مخالف قائد ہونے کا فخر بني ہاشم کو بخشے تو آپ حق بجانب ہونگے "

گذارش ہے کہ جناب نے یہ منصب کا شرف منکر عطا فرمایا ' حالانکہ اسکي ضرورت نہیں دیکھا - اگر کوئی شخص دو دماں مروان و ولید آج بني ہاشم کو صف اولین مساق و مخالف قرار دے ' تو میں کیوں چپ بیٹھنے ہونے لگا ؟ اگر حق بجانب ہونگے تو اشرف ترین خاندان بني ہاشم یعنے (محمد) بن عبد اللہ علیہ الصلوة و السلام ہونگے - اور پھر جس کو ایسا کرنا ہے کرلے ' معاملہ منصفہ میں اور اسمیں نہیں ہے -

عالباً جناب یہ جملہ جلدي میں لکھ گئے ' اور خیال نہ فرمایا کہ بات کہاں تک پہنچتی ہے ؟

طبري نے حضرت فاروق اور حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کا مسئلہ خلافت کے بارے میں ایک مکالمہ نقل کیا ہے - اسمیں ایک موقعہ پر حضرت فاروق نے ضمن کلام میں افسوس کیا تھا کہ بني ہاشم کے دلوں سے پرانے زخم نہیں گئے ' اور یہ جس لحاظ سے کہا تھا بالکل صحیح تھا ' مگر حضرت ابن عباس نول اتنے کہ " رسول اللہ (صلعم) بھي تو ہاشمي ہی ہے ؟ "

حضرت فاروق نے فرمایا کہ اب اس بحث کو جانے دو (طبری صفحہ - ۲۷۷۱ -)

حضرت ابن عباس نے تو بني ہاشم کی نسبت ایسی معمولی بات پر اسطرف توجہ دلائي تھي ' اور حضرت فاروق نے اس سے متاثر ہوکر ترک سخن کو ترجیح دی تھي - لیکن اگر آج بني ہاشم کو بالمقام بني امیہ صنف فجار و ظالمین میں جگہ دي جاتي ہے ' تو دینے والے شوق سے دیں ' اسمیں میرے جیسے بعضوں ہونے کا لحاظ نہ فرمائیے -

(۱۲) پھر تمام ارشادات سابقہ سے عجیب تر بلکہ اعجب العجاب قول جناب کا یہ ہے :

" اسلام کي بد قسمتي اس سے زیادہ کیا ہوگي کہ جس قرون اولی کي خیریت و افضلیت سرور کائنات نے بیان فرما دي ' آپ ایسے اسلام کے مدائي انہي قرون میں بدعات کا بازار گرم کر رہے ہیں "

اور پھر ساتھ ہي صحیحین و سنن کا حوالہ بھي جناب نے دیدیا ہے ' کاش اگر وہ حدیث آپ نقل فرما دیتے تو اعتراض کے ساتھ میري جانب سے جواب کا موقع بھي ادا ہو جاتا !

براہ کرم مجھکو اُن احادیث سے اطلاع دیجیے ' جنمیں دور بني امیہ و قرون مروانیہ کي " خیریت و افضلیت " کي شہادت دي گئي ہے - افسوس ہے کہ میري محدود معلومات حدیث اس بارے میں مجھے کچھ مدد نہیں دیسکتیں ' بلکہ افسوس ہے کہ اس دور کي " خیریت و افضلیت " کي جگہ محدثات و منکرات ' جبر و تسلط ' اور فساد و فتن کي خبر دینے والي احادیث کو اپنے سامنے پاتا ہوں - و شتان بین هما !

مراسلات

نماز با جماعت

نماز پنجگانه جماعت کے ساتھه پڑھنا نہایت ضروري ہے - اسکي نسبت متعدد احادیث منقول ہیں - بڑي تاکید اس امر کي ہے کہ جماعت ترک نہ کیجاے - اہمیت اور ضرورت اسکي اہل بصرت سے پوشیدہ نہیں - بسبب تاکید کے علماء دین نے اِس خیال سے کہ مسلمان ثواب سے محروم نہ رہیں جماعت کے مسائل میں آسانی اور سہولت پیدا کردي' یعني دس بیس مسلمان موجود ہیں اور وہ کام میں مصروف ہیں' صرف تین آدمي کے جمع ہونے سے جماعت ہوگئي' اور پھر دو شخص بھي شامل ہوکر نماز پڑہ لیں تو جماعت کا ثواب ملگیا - حضرت شارع علیہ السلام نے جسقدر اہمیت اور ضرورت اسکي پیش نظر رکھي تھي' وہ ان مبارک تاکیدات سے ظاہر ہے جو احادیث میں موجود ہیں - اگر مجھے راے دینے کا موقع ہوتا تو میں ضرور یہ کہتا کہ جس مقام پر پندرہ بیس مسلمان ہوں اور وہ کسي دوسرے کام میں مصروف ہوں' اذان کے ساتھه ہي نہ آئیں اور اپنے کاروبار میں لگے رہیں' تو ایسے موقع پر تین شخصوں سے جماعت نہیں ہوتی' دس پندرہ آدمي جمع ہوکر نماز ادا کرني چاہیے - جو لوگ پہلے سے تیار ہوں اِس مبارک اور مفید سنت کے ادا کرنے کي غرض سے دوسروں کے آنے کا قدرے انتظار کریں - اس زمانہ میں في صد پانچ آدمي بھی نماز ادا نہیں کرتے ہیں - جماعت کہا - الہلال میں میں نے مضامین دیکھے' جن میں زور دیا گیا ہے کہ جب تک ہمارے لیڈر پانچوں وقت با جماعت نماز ادا نہ کرینگے تو ہم اونکو اپنا لیڈر نہ سمجھیں گے - سبحان اللہ کسقدر عمدہ بات ہے - ہر مسلمان کیلیے یہ لازمي گردانا جاے کہ جسقدر آدمي اوسکے مکانمیں ہوں' اونکے ساتھه نماز با جماعت ادا کرے - اسکي اسقدر سختي سے پابندي ہونی چاہیے ' کہ بلا عذر شرعي کوئي نہ چھوڑے - جسطرح ہر شخص کو اپنے مکان کي حد تک جماعت کي پابندي لازم ہوگي - اگر شہر ہے تو اہل محلہ کیلیے بھي پانچوں وقت محلہ کي مسجد میں جمع ہوکر نماز ادا کرنیکي پابندي ہونی چاہیے - اگر کاروبار دنیوي کا لحاظ کیا جاے تو محلے کي مسجد کے متعلق چند نمازونکي رعایت دي جاے - مگر جہاں کام کرتے ہوں' نوکر ہوں' جسقدر لوگ ہوں' وہیں سب کو جماعت کي پابندي کرني چاہیے - ان امور کي پابندي اور نگراني کیلیے اگر شہر ہو تو دو شخص میر محلہ مقرر ہوں - اگر کوئي کارخانہ یا مل ہے' تو دو یا چار شخص لیڈر مقرر ہوں اور وہ نماز جماعت کي پابندي کرائیں - اسیطرح اب اس امر کي بھي ضرورت ہے کہ بجاے اسکے کہ ہر محلے کي مسجد میں جمعہ کي نماز ادا کیجاے' اور محلہ کے مسلمان جمع ہوں' اگر قصبہ ہے' آبادي کم ہے' تو ایک ہي مسجد جامع میں جمعہ کي نماز ادا کریں - شہر ہے' آبادي زیادہ ہے تو چار یا تین مساجد جمعہ کي نماز کیلیے منتخب کي جائیں انتخاب کیلیے ہر محلہ کے میر محلہ اور شہر یا قصبہ کے قاضي و خطیب کي کمیٹي بنائي جاے' اور اونکي راے سے بلحاظ آبادي وضرورت و فاصلہ' مساجد منتخب کي جائیں اور اسکي پابندي میں سر مو فرق نہو - سلف کے مسلمانوں میں انہیں جماعتوں کے اندر جملہ امور سنگیں طے ہوا کرتے تھے - ہر مسلمان کو راے دینے کا موقع ملتا تھا - مسلمانوں میں جو لوگ نماز نہیں پڑھتے ہیں وہ بلاے جائیں' اونپر سختی نکیجائي بلکہ نہایت نرمي سے بتلایا جاے' کہ نماز پڑھیں اور جماعت کے ساتھه پڑھیں - یقین ہے کہ جسقدر مسلمان ہونگے' سب شریک ہو جائیں گے - اِس پابندي کي فضیلت اور اہمیت صاحبان تفکر سے پوشیدہ نہیں - میں نے اِسکي بنا ڈالني ہے' ہر مسلم کا فرض ہے کہ اِسمیں جسقدر کامیابي ہو اوسکي فہرست مرتب کر رکھے - فہرست میں ہر مسلم کے دستخط لے رکھیں - میر محلہ اپنا فرض ادا کریں اور صدر کمیٹي کے لوگ اپنا فرض ادا کریں - اس طریقہ سے ہر مقام کیلیے ایک معقول جماعت مرتب ہوجائیگي - ضرورت کے وقت بھي لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دست و بازو بن جائیں گے' اور جو کام کرینگے نہایت عمدگی سے انجام دینگے - اور نماز نہایت شاندار طریقہ سے ادا ہوا کریگي - امامیہ طریق کے لوگوں کو بھی عالباً جماعت کی پابندي میں کوي عذر نہوگا - وہ خود بھی پیش نماز کے عقب با جماعت نماز پڑھتے ہیں' اور مسایل کے لحاظ سے شاید یہ ممکن ہے کہ اہل تشیع بدیں فرادہ جس کے عقب میں ہوں نماز پڑھسکتے ہیں فقط -

م ع

الہلال

جزاکم اللہ - راہ نا اللہ و ایاکم حجۃ الاسلام - مسئلہ پابندي نماز و پابندي جماعت' و شرکۂ اوقات خمسۂ مساجد ' ایک اہم ترین اور مقدم ترین مسائل وقت میں سے ہے ' اور اسکا عملي طریق پر انتظام اقدم و الزم - اسکے متعلق اس عاجز نے بعض امور پر غور کیا ہے - انشاء اللہ بہ ضمن " جماعت حزب اللہ " یہ تمام امور آجائیں گے - عنقریب اپنے خیالات کو پیشکش ناظرین کرونگا -

مرصیہ صلوۃ خمسہ کے ساتھه التزام جماعت بھی في الحقیقۃ مرض' و از جملۂ اسرار و مصالح مرصیۃ صلوۃ ہے - یہ ہماري سب سے بڑي بد بختي ہے کہ باہمي اتحاد و تعاون و اتحاد کلمہ کیلیے بني انجمنیں بناتے ہیں ' مگر اپني قدرتی انجمنوں کو بھول گئے ہیں - آج مسلمانوں کیلیے کسي کام میں تاسیس و ایجاد کي ضرورت نہیں ہے ' بلکہ صرف تجدید و احیاء امور و احکام کی - ہمارے لیے کچھه ضرورت نہیں ہے کہ نئے گھروں کی تعمیر کیلیے مضطرب الحال ہوں ' بلکہ ضرورت صرف اسکی ہے کہ اپنے اجڑے ہوے گھروں کو آباد کریں - یہي اصولي اختلاف ہے جو اس عاجز کے اصول عمل اور ابناے عصر کے طریق کار میں ہے ' اور غور کیجیے تو یہ ایک بہت بڑا نکتہ تھا ' جسکو میں نے سرسري طور پر عرض کر دیا -

دعوت " انصار اللہ " کا اصل یہي اصول ہے - اور انشاء اللہ تشریح کا وقت دور نہیں -

الهلال کي اشاعة عمومي
اور
کم استطاعة اشخاص

(از جناب مولوي معس صاحب)

میں اُن کم لیاقت اشخاص میں سے هوں جنکو کسي رهنما کي ضرورت هوتي هے - خوبي قسمت سے جس دن که الهلال میري نظر سے گذرا ' اُسي روز سے دل میں یه خیال جاگزیں هوگیا که بس اسي کو اپنا مقتدا سمجهنا چاهیے - مگر قسمت نے کچهه ایسے مصائب میں مبتلا کر رکها هے که می الحال بوجه زیادتی چنده اسکي خریداري کي جرأت نه کرسکا - میرا خدا نخواسته اس سے یه مطلب نهیں که الهلال کا چنده اُسکی حیثیت سے زیاده هے ' بلکه بعدا میرا خیال پخته هے که اسکا چنده دس گنا بهی کردیا جائے تو بهی حق بین نگاهوں کے آگے کچهه گراں نهیں ٹهیر سکتا - گذشته اشاعت میں کسی صاحب نے (افسوس که فاضل نے نه هونے کي وجه سے میں اُنکا نام نامی نهیں تحریر کرسکا) بهوپال سے اسکی قیمت میں کمی کردینے کے چند وجوه تحریر کیے تهے ' جس سے ایک امید هوگئي تهي که اب میري آنکهیں بهي بلا امداد غیرے اسکي زیارت سے مشرف هوا کرینگی - مگر افسوس صد افسوس ' که اس هفتے کی اشاعت میں جناب حکیم علام عرش صاحب کا مضمون دیکهکر اُس تازه اُمید پر ایک اُوس سی پڑگئی -

حکیم صاحب موصوف نے چند معائب اُن لوگوں کے تو ضرور دکهلا دیے جنکے دلوں میں علم کي کوئی وقعت نهیں ' مگر افسوس که اُن لوگوں کا مطلق خیال نه کیا جو که علم درست اور کم استطاعت هیں - کاشکے جناب حکیم صاحب کے دل میں بجاے اس خیال کے یه خیال پیدا هوتا ' که دفتر الهلال میں ایک فنڈ کهولا جائے ' جسکی اعانت دي مرتبه اشخاص کے ذمه هو ' اور اُسکی غرض یه هو که کم استطاعت لوگوں کو یه پرچه نصف قیمت پر دیا جائے ' اور جو اُسمیں ایک بڑا حصه اپنے ذمه لیکر ایک کثیر جماعت کو اپنا ممنون و مشکور کرتے - حیف صد حیف که اس زمانے میں بهي دي مرتبه اشخاص عربا کو کسي بات کے اهل هونیسے قابل هی نهیں خیال کرتے ' اور فرماتے هیں که (هندوستان دهلي دور ست) مسلمانوں یه زمانه خودداري و خود پسندي کا نهیں هے ' بلکه تمکر چاهیے که هر کهه و مه کو اسلامی مشروع کا ایک بار پرزه خیال کرو ' اور چهوٹے پرزوں کا زیاده خیال رکهو ' کیونکه ' کثرت استعمال سے اُسکا جلد خراب هوجانا ممکن هے -

اعلان
ضروری اطلاع

عالیجناب شمس العلماء مولوي نواب امداد امام صاحب بهادر اثر بالقابه کا دیوان مطبع سرکاري ریاست رامپور میں زیر طبع هے - جمله شاعران باکمال کیخدمت میں گذارش هے که براه مهرباني قطعات تاریخ سنین حال بهت جلد راقم کے نام ارسال فرماکر ممنون فرمایا جاے ' تا که دیوان موصوف کے همراه طبع هوسکیں - تمام قطعات تاریخي ۱۵ - جولائی سنه حال تک آجانا چاهئیں -

راقـــــم مصطفے علیخاں

هوم سکرٹري ریاست رامپور - یو - پي

باب المراسلة و المناظرة

سیرت نبوي اور نقد روایات آثار

از جناب مولوي محمد اسحاق صاحب مدرس مدرسه عالیه کلکته

(۲)

حضرت موسی علی نبینا و علیه الصلوة و السلام جو نبي مرسل اور اولعزم پیغمبر هیں ' بدء وحي کے وقت وادي مقدس میں شرف هم کلامي سے مشرف هیں ' اور "وما تلك بیمینك یا موسی" وغیره لطف آمیز خطابات سے مخاطب ' اس عین حضوري کیوقت جب عصا ڈالنے کا حکم هوا اور عصا سانپ بنکر هلنے لگا تو موسی علیه السلام حسب مقتضاء بشري منهه پهیر کر بهاگے - جب خدا تعالی نے تسلي دي ' تب جاکر سکون هوا - قال الله تعالی : فلما رآها تهتز کانها جان ' ولی مدبرا و لم یعقب ' یموسی لا تخف اني لایخاف لدي المرسلون - واقعهٔ کلیم الله علیه السلام اور واقعهٔ وحي نبوی علیه السلام نوعیت کے اعتبار سے بالکل یکساں هیں - البته وه قرآن سے ثابت هے ' اور یه حدیث صحیح سے - پس اگر روایت بدء وحي تعجب انگیز هے تو واقعه موسی علیه السلام اعجب هے - اس بنا پر حضرت نبوي صلی الله علیه و سلم کا اول اول جبرئیل علیه السلام کو اوسکی اصلي صورت میں جو ۶۰۰ پروں کے ساتهه ظاهر هوے تهے ' دیکهکر گهبرا جانا اور بوجه شدت ثقل وحی کے (جسکا ثقل قرآن سے ثابت هے : انا سنلقي علیك قولا ثقیلا اور مشاهده صحابه سے ثابت هے - حدیث صحیح میں وارد هے که اگر اتفاقا آپ ناقه قصواء پر سوار رهتے اور اوسوقت وحی آنیکا اتفاق هوتا ' تو عاجز ثقل سے ناقه قصواء گهٹنے کے بل بیٹهه جاتی - اور زمانهٔ سرما میں بوجه شدت وحي آپ پسینه پسینه هوجاتے -) مرعوب هو جانا اور بدن لرزتي پر لرزه پڑ جانا ' کسیطرح منصب نبوت اور شان پیغمبری کے خلاف نهیں ' اور نه موجب قدح روایت هے - اور پهاڑ سے گرنیکا قصد معاذ الله بوجه شدت وحي نهیں بلکه جب وحی چند روز کے لیے موقوف هوگئی ' اوسوقت نفس عالیه کی دقیق اسکا خیال هوتا ' جیسا عایت اشتیاق کے وقت جان دیدینا هر آدمي کی فطرت میں داخل هے - فی البخاري بروایة معمر عن الزهري : ثم لم ینشب و رقة ان توفی فتر الوحی فترة حتی حزن النبی صلی الله علیه وسلم فیما بلغنا حزنا غدا منه مرارا کی یتردي من رؤس شواهق الجبال - فکلما اوفي بذروة جبل لکی یلقي نفسه تبدي له جبریل فقال یا محمد انك رسول الله حقا فیسکن لذلك جاشه و تقر نفسه - فرجع فاذا طالت علیه فترة الوحی عد المثل ذلك فاذا اوفی بذروة جبل تبدی له جبریل ' فقال له مثل ذلك الخ - علی هذا ورقه سے آپکو اطمینان هوا تو یه بهی امر طبعي هے - جب کوئي شخص کسی فن کا ماهر هو ' اور اوسکے گرد و پیش کے حالات اور معاملات اطمینان بخش هوں تو اوسکی بات بهی طبعا موجب تشفي هوتی هے - کثرت ادله سے مزید اطمینان کا هونا منافي ندرت نهیں هے - ابراهیم علیه السلام کے واقعه سے (ولکن لیطمئن قلبي) یه ثابت هوتا هے - در حقیقت آپکو اطمینان تو اول هي هوچکا تها ' اس سے اور زاید اطمینان هو گیا -

الغرض شواهد عقلیه اور قواعد نقلیهٔ قطعیه اسپر دال هیں که بدء وحي کي روایت بوجوه مذکوره مظنه اشتباه نهیں - اصول درایت سے کسیطرح ان روایات پر تنقید نهیں هوسکتي - هذا ان اصبت فمن الله و الا فمني و من الشیطان و الله اعلم وعلمه اتم و احکم -

جماعة حزب الله

اور

مسلمان خواتین

از صالحه خاتون صاحبه بنت سید محمد صالح مرحوم (آره)

آپکی دعوت " من انصاري الی الله " کی پر اثر آواز پرده میں بھی پہنچی ' اور ہمارا اور مثل ہمارے اکثر ہماري بہنوں کا دل بیقرار ہو گیا ' کہ اس انجمن میں ہم بھی کسیطرح سے شریک ہوں - چونکہ حضور نے فرقۂ نسواں کی شرکت کي نسبت صراحت سے کچھہ نہیں لکھا ' پس نہیں معلوم کہ ہماري جنس کو ' جس کا اس زمانے میں کوئی پرسان حال اور سچا ہمدرد نظر نہیں آتا ' شرکت کا شرف حاصل ہوگا یا نہیں ؟ یہ لکھنا عبث ہے کہ ہماری شرکت اس مبارک انجمن کے حق میں کسقدر مفید ثابت ہوگی ؟ دنیا میں کوئی کام بغیر مرد اور عورت ' دونوں کی شرکت کے اچھی طرح انجام نہیں پاتا - لڑائی تک میں ' جو خاص مردوں کا کام ہے ' عورتیں بیماروں اور زخمیوں کی خبرگیري اور تیمار داری کا اہم کام کس خوبی سے انجام دیتی ہیں - اسی طرح عبادت میں بھی وہ اپنے برادران دین کے ساتھہ جسطرح زمانہ قدیم میں شریک ہوتی تھیں ' اب بھی شریک ہو سکتي ہیں - غرضکہ کوئی کام ایسا سمجھہ میں نہیں آتا کہ جو مردوں ہي کے مایدے اور ازہی کی ترقی کے واسطے مخصوص ہو ' اور عورتوں کو اس سے لڑنی سروکار نہو - چونکہ حضور نے کوئی تخصیص کسي کام کی نہیں کی ہے ' ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ کام ہمارے حسب حال تصور کرنے کے قابل ہوگا یا نہیں -

اگر پردہ کا خیال کیا جاے تو اسکے دو جواب ہیں : ایک یہ کہ زمانہ قدیم میں عورتیں کیا کرتی تھیں ' اور ایسے مبارک کاموں میں شرکت کرتی تھیں یا نہیں ؟ اگر کرتی تھیں تو ہمارے واسطے بھی مثل اونکے شرکت میں کوئی مضایقہ نہیں - دوسرے یہ کہ رسمی پردہ تو زمانہ حال میں کم ہوگیا ہے ' اور روز بروز اڑتا جاتا ہے - بہت سي عورتیں تعلیم یافتہ اور نیم تعلیم یافتہ ایک ضروری اور شرعی پردہ کے ساتھہ سب کچھہ کر سکتیں ہیں ' اگر کرنا چاہیں ' اور اونکے " قوامون علی النساء " بھی اونکو اجازت دیں - پھر تیسرا یہ معاملہ بہت ضروري ہے ' اور امید ہے کہ حضور بھی اسکی نسبت اپني زبان فیض ترجمان سے کچھہ ارشاد فرمائینگے ' ہم اتنا ضرور عرض کرینگے کہ اس زمانے میں ہر شخص ہمارا مخالف ہی مخالف ہے ' کوئی اپنا اور ہمدرد نہیں - بعض صلاح کار حضور کے سامنے پردہ کی شق پیش کرینگے ' بعض اونکو غیر مناسب اور خلاف مصلحت بتلائیں گے ' مگر حضور ان ریا کاروں کے کہنے سننے میں نہ آویں ' اور جیسا مناسب سمجھیں خود تصفیہ کریں ' مگر ہمارے حقوق پامال نہوں -

الهلال

آپ اور مثل آپکے دیگر اسلام پرست و با غیرت و حمیت بہنوں کا یہ حرش دینی ' انکي قدیمی روایات ملیہ کو تازہ کرنے والا ' انکے جنس اشرف کے جذبات و عواطف کے احترام کو زندہ کرنے والا ' اور مستحق ہزار تحسین و صد ہزار حوصلہ افزائی ' و نیز موجب شکر حضرت عزاسمہ ہے - اللہ تعالے توفیق رفیق اور استقامت و ثبات ہم سب کے شامل حال فرماے -

دعوت " انصار اللہ " کا مقصد حقیقی اسکے سوا کچھہ نہیں ہے کہ مسلمانوں کو حقیقي مسلمان بننے کي دعوت دي جاے ' اور ایک جماعت پیدا کي جاے جو اپنے تمام اعمال و افعال میں تعلیم اسلام کے خود فروشانہ و مجاہدانہ اتباع کا نمونہ ہو ' اور اپني زندگی کو ہر طرف سے ہٹاکر ' صرف اللہ کے ماتحت کردے - پس ظاہر ہے کہ اگر اسلام و قرآن کي دعوت میں مرد و عورت کي تفریق نہیں تو اس میں بھی کیوں ہونے لگي ؟ اگر مسلمانوں کو مسلمان بنانا چاہیے تو مرد و عورت ' دونوں کو چاہیے ہے - اور اسلام جو تمام عالم میں عورتوں کو انکي اصلي عزت و حقوق دلانے والي ایک ہي قوۃ الہیۃ وحیدہ ہے ' وہ کب کسي چیز میں امتیاز و تفریق کو پسند کرتي ہے ؟

پس اگر ایک عورت مسلمہ ' اللہ اسکے احکام کي مخاطب ہے ' اگر مومنین و مسلمین کے ساتھہ مومنات و مسلمات بھی صداے الہی کے مخاطب ہیں ' اگر شریعۃ الہیہ اور احکام اسلامیہ اعمال حسنہ کي تمام انسانوں کو دعوت دیتے ہیں ' اور اگر اللہ کے بندے صرف مرد ہي نہیں بلکہ بالکل انہي کي طرح عورتیں بھي ہیں ' اور اگر اسکا دروازہ ہر اپنے چاہنے والے کا منتظر ہے ' تو پھر کیا امر مانع ہے اسکے لیے کہ دعوت انصار اللہ کي صدا پر وہ اپنے محترم دلوں کے اندر ولولۂ مقدس پائیں اور لبیک نہ کہیں ؟

پھر یہ ایک امر ظاہر و مسلم ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے انقلابات بعیدہ و فریدہ کا اگر تفحص کیا جاے تو انمیں اس جنس اشرف و متکرم کے مساعی کا ایک بہت بڑا سلسلہ نظر آے گا - یہی ہیں جنکو اللہ تعالی نے اپني مخلوقات کي مجاري ربوبیت کا منصب عطا فرمایا ہے ' اور انسانی قلب و دماغ پر حکومت بخشی ہے - یہی ہیں جو اگر چاہیں تو گھر کے اندر رہکر وہ عظیم الشان انسانی تبدیلیاں پیدا کردیں ' جو باہر کے مجمعوں اور مجلسوں میں بڑے بڑے مصلحین و واعظین نہیں کر سکتے - یہ ماں کی صورت میں انسان کي طبیعت پر حاکم ہیں ' اور اسکی فطرۃ ثانیہ انکے ہاتھوں میں ہے - اور پھر بیوي کي صورت میں معیشۃ منزلی کی ملکۂ فرماں رواں ہیں ' اور جس رنگ میں چاہیں ' انسانوں کو رنگ دے سکتی ہیں -

زیادہ تفصیل کی گنجایش نہیں - مقصد یہ ہے کہ آج ہم میں تبدیلي پیدا کرنے کیلیے ایک بہت بڑي اصولي اور بنیادي شے یہ ہے کہ ہمارے گھروں کے اندر تبدیلي پیدا ہو ' اور ہماري عورتیں اس صدا کو گھروں کے اندر یاد دلائیں ' جنکو گھر سے باہر ہم سنتے ہیں ' اور پھر بدبختانہ بھلا دیتے ہیں -

اگر وہ دن آجاے کہ ہماری عورتیں آمادۂ عمل ہو جائیں ' تو اللہ اللہ ! اس دن کی عظمت و بزرگي ' اور اسکے نتائج مدھشۂ و جلیلہ کا کیا پوچھنا ؟

یقین کیجیے کہ پھر ہم سب بدل جائیں ' اور ہم بدل جائیں تو دنیا کو بھی بدل جانا پڑے -

امید ہے کہ اب آپ کي تشفی ہوگئی ہوگی ' اور میں اطلاعاً ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ علاوہ اپني جماعت مخصوص مقامی کي ' باہر سے بھي اس وقت تک بہت سي خواتین غیور و اسلام پرست شریک دعوت و معین راہ ہو چکي ہیں - رہا پردے کا سوال ' تو اسکو اس مسئلے سے کوئی تعلق ہي نہیں ہے - خدا کا ہر بندہ اپني جگہ پر رہکر اپنے خدا سے ملسکتا ہے - اسکے لیے باہر نکلنے کی ضرورت نہیں - و سال اللہ تعالی ان یرزقنا کمال الحسنی ' و سعادۃ العقبی ' و خیر الاخرۃ و الاولی -

شئون عثمانیه

الاتحاد الاسلامي

اثر حضرت کاتب قدیر: جلال نوري بک

(۲)

عالم اسلامي پر تفرق یورپ کا راز دو باتوں میں مضمر ہے :
(۱) علوم و معارف میں عالم اسلامي کا تنزل -
(۲) مستعمرات اسلامیه میں اشاعت مدنیة حدیثه اور منع انتشار علوم و معارف کے لیے یورپ کي سعي -

پس اگر عالم اسلامي چاهتا ہے که یورپ کے غالب پنجے سے ان حقوق کو واپس لیلے ' جن پر یورپ نے اپني شجاعت و بسالت یا آتشیں و سفید اسلحه سے نہیں ' بلکه اختراعات واکتشافات ' صنائع و تجارات دهاء وحزم ' اور خدع و دروع بامي سے قبضه کرلیا ہے ' تو اسکا اولین فرض یه ہے که وہ اپنے تمام جوش و خروش ' ولوله و حوصله ' سعي و کوشش ' اور همت و وقت کو اس ایک مرکز پر جمع کردیں - جب تک یورپ اپنے حوصله و علم سے هماري رمیدوں اور اپنے مصنوعات واختراعات سے هماري جیبوں کو خالي کر رها ہے ' اسوقت تک همارے لیے نه انقلابات سیاسیه و اضطرابات داخلیه مفید هونگے ' اور نه مؤتمرات اصلاحیه و موازنات دولیه - کیونکه هماري موجوده گونه گوں غلامیاں علم کي شاخ سحر کا عمل هیں ' جسکے رد کے لیے بھي اسي شاخ سحر کي ضرورت ہے - پس عالم اسلامی کو یه نکته اچھي طرح سمجھه لینا چاهیے که اگر وہ اس کارزار هستي میں آزادي کے ساتھه زنده رهنا چاهتا ہے ' تو اسکو لازم ہے که اس تیغ و سپر سے فوراً مسلح هو جاے ' جو حریت و حیات کے بقاء کے لیے ناگزیر هیں - یه تیغ و سپر کیا هیں ؟ علوم و معارف -

خطر اصفر (Yellow Peril) یورپ کے لیے حواب خوف آگین (نالث میر) ہے ' جسے دیکھه کے چیخنے والے کی آواز پر نه صرف ایوان سیاست کے زرد ترس سرے والے ' بلکه بنکوں کے مهاجن اور بازاروں کے خوانچے والے تک چیخنے لگتے هیں - اسلیے ارباب دانش وسیاست عرصے سے اس کوشش میں هیں که جسقدر جلد ممکن هواسکے جراثیم کو قتل کر ڈالا جاے - یورپ کا خیال ہے که ان جراثیم کے توالد و تناسل ' و تضاعف و تزاید کا سبب وحید ' اتحاد اسلامي کا تخیل ہے ' اور اس اتحاد اسلامي کا عروة الوثقي وحدت لغت یعني زبان کا ایک هونا ہے - پس جہاں مسلمانوں نے خود اپني لغة ملیه کو چھوڑ دیا ہے ' اور بغیر قهر و اکراه کے ' نه صرف بنظر ضرورت ' بلکه بخیال تفرنج ' و برسبیل مباهات ' فرنگي زبانیں اختیار کرتے جاتے هیں ' وهاں تو ضرورت هي نہیں ' مگر جن مقامات کے مسلمان ابھي اس رشته اتحاد اسلامي کو اپني انگلیوں میں مضبوط پکڑے هوے هیں ' اور اسوقت تک چھوڑنا نہیں چاهتے ' جب تک که گردنیں اپني جگه سے نه سرک جائیں ' وهاں هر ایسي شرمناک فرنگیانه تدابیر سے اسکے چھوڑانے کي کوشش کیجارهي ہے ' که انسانیت کي زبان ارباب تدابیر کي تحقیر کے بغیر نہیں رهسکتي - مشرق کا ایک معمولي طالب علم بھي جانتا ہے که قریباً هر ملک میں دو زبانیں هوتي هیں : ایک لغة فصحه که ایک هي هوتي ہے ' اور خطابت و کتابت اور خوانده طبقه میں عام طور پر استعمال کیجاتي ہے - دوسري دارجه که متعدد هوتي هیں ' اور زیاده تر ناخوانده و باشندگان قصبه و ده میں مستعمل هوتي ہے - دارجه کا تعدد و تشتت لغة فصحه کي وحدت پر موثر نہیں هوتا - اهل دارجه خواه معیشت و معاشرة ' خواه تعلیم و تربیت سے جب اس قابل هوجاتے هیں که زبان فصحه استعمال کرسکے لگیں ' تو دارجه کو چھوڑ کے فصحه اختیار کرلیتے هیں - کردی کی زازا ' عثماني کي اکري ' اور بربري کي عربي سے وهي نسبت ہے ' جو مالفی ' باسقي ' اور نورمانسالي کي فرانسیسي سے ہے -

اس ترطیه و جیزه کے بعد میں اپنے مقصود کی طرف متوجه هوتا هوں - افریقه کي دارجه بربري ہے - رومیوں کے عهد میں تمام قبائل شمالی افریقه کي یهی زبان تهي ' مگر جب اسلام آیا تو اپنے ساتھه مدنیت اسلامیه کے دیگر اجزاء کي طرح لغت اسلامیه یعني عربي بھي لایا - جسطرح که عالم اجسام میں ناموس (تدارع للبقاء) (و بقاء الاصلح) جاري ہے ' اسی طرح عالم السنه میں بھي جاري ہے - بربري اور عربي میں تدارع و تصادم هوا - بربري تاب مقابله نه لاسکي - اعلی طبقه کو چھوڑ کے جہلا اور عامه میں پناه گزیں هوگئي که وہ همجیت و توحش کي یادگاروں کے لیے ایسي پناه گاهیں هیں ' جہاں تک مدنیت و ارتقاء کا هاتھه نہیں پهنچتا ' اور اگر پهنچتا بھي ہے تو بہت عرصه کے بعد - غرضکه صرف سر انگشت کتابت و خطابت ' اور اعلی و خوانده طبقه پر عربي نے قبضه کیا ' اور یه حالت هوگئي که تمدن و شایستگي کا ذریعه (که زبان اسلوب ' بلکه معارج تک هیں) عرب کے معارج کي نقل و محاکات سمجھي جانے لگي ' بعینه اسطرح ' جسطرح که ایک اناطولی دهقاني جب قسطنطنیه میں چند دن رهتا ہے تو اپنا کرخت اور درشت لهجه چھوڑ کے قسطنطنیه کا شیریں و نرم لهجه اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے - یا ایک باشنده نو آبادي پیرس میں چند دن رهتا ہے تو اپنے وحشیانه لهجه کو چھوڑ کے پیرس کے شسته ' شائسته ' اور طرب انگیز ' لهجه کو اختیارکرلیتا ہے - پس افریقه کي اصلي زبان بربري تهي ' مگر جب عربی آئي تو اس نے کچھه تو دامن ملت و خلافت سے وابستگی کي وجه سے ' اور زیاده تر اپني جوش آهنگی ' مایه داري ' اور قدرت تعبیر سے بربر کے قلم رو ادب کو (جو خطابت و کتابت ' تصنیف و تالیف ' مراسله و مکالمه پر مشتمل تها) اپني وسیع شاهنشاهي میں شامل کرلیا - پس اگر فرانس لغت ' جنس ' اور وطن میں افریقه سے مختلف هونے کے باوجود افریقه کے استعمار کو جائز سمجھتا ہے ' تو کوئي وجه نہیں که عربی کے اس استعمار کو " غصب " یا تداخل نا جائز قرار دیا جائے اور افریقه سے اسکے نکالنے کي کوشش کیجائے - حالانکه اهل افریقه سے عربي بسبت فرانس کے زیاده قریب ہے که وہ انکي زبان ملی اور صدیوں سے زبان ادبي ہے - مگر یورپ ' یه پیکر مصالح پرستي ' یه مجسمه خود کامي ' یه مرقع اجماع حریت

و استبداد ' اس اثر اسلامی ' اس مدار ماضی اور اس رشتہ اتحاد اسلامی کو فنا کردینے کی ہر ممکن کوشش کر رہا ہے - اور اسکی جگہ اس زبان کو زندہ کرنا چاہتا ہے ' جسکا نام بربری یورپ کی تمام زبانوں میں اپنے مفہوم وحشت کے لحاظ سے بدترین دشنام ہے -

اس کارروائی میں فرانس سب سے پیش پیش ہے - اس عمل سوز مقصد کے لیے فرانس نے کیا کیا تدابیر اختیار کی ہیں ؟ افسوس ہے کہ داستان طویل اور نطاق مقالہ تنگ ' مختصراً یہ کہ بربری زبان کے زندہ اور عربی کے مردہ کرنے کے لیے تیغ و زر دونوں سے کام لیا جا رہا ہے ' اور بعض حصوں میں یہ مساعی شدیدہ اس حد تک کامیاب ہوگئی ہیں کہ کل تک جنکی زبان کے لیے عربی ' جوے سلسبیل تھی ' آج انکے کانوں کے لیے وہ پگھلا ہوا سیسہ ہے ' جو دوزخ میں مجرموں کے کانوں میں ڈالا جائیگا -

عربی کا ذکر عرضاً آیا تھا ' مگر موضوع تفصیل طلب تھا ' اور گو میں نے ایجاز کی کوشش کی مگر ایجاز بھی اتنا بڑھا کہ بجائے خود اطناب ہوگیا - مجھے کہنا یہ ہے کہ علم ' زبان ' صنعت ' تجارت ' سپاہیری ' غرض ان تمام اسلحہ ہجوم و دفاع سے عالم اسلامی تہیدست ہے ' جو اس رزمگاہ ہستی میں کسی قوم کو پامالی سے بچا سکتے ہیں - لیکن با این ہمہ تہیدستی و بے سامانی ' ایک ہتیار ہے جو تیغ بھی ہے اور سپر بھی - وہ دشمن کے وار روک بھی سکتا ہے ' اور خود انکے حربے بھی لگا سکتا ہے - یہ سلاح مقدس حبل اللہ فی الارض " الاتحاد الاسلامی " ہے -

بس اب مسلمانوں کو صرف دو کام ہی کرنے ہیں :

(۱) اس رشتۂ اتحاد کو مضبوط پکڑنا ' اور اسکے استحکام کی کوشش کرنا - اسکے لیے ضرورت ہے کہ ایک بین الملی زبان ہو جسکے لیے بحمد اللہ عربی موجود ہے - پس چاہیے کہ اسکی توسع و ترقی ' نشر و اشاعت ' اور اسمیں نبوغ و کمال پیدا کرنے کی کوشش کیجائے ' اور ہر ایسے خطے میں جہاں مسلمان ہوں ' ایک ایسی جماعت ہو ' جو عربی میں اپنے افکار و آراء ظاہر کرسکے اور اسطرح ہر اسلامی ملک دوسرے اسلامی ملک کے حالات سے باخبر ہو - اور انکے رنج و راحت میں شریک اور ایکدوسرے کی مشورہ و رائے سے مدد کرے -

علوم و معارف اور خصوصاً عملیہ پر خاص طور پر توجہ کیجائے - اور ملکی مصنوعات و تجارت کو فروغ دیا جائے - کیونکہ یورپ کی طاقت کا مدار دولت پر ہے ' اور دولت کا مدار ایشیاء کی جیبوں پر - پس اگر ایشیا کی جیبوں کے منہ یورپ کے لیے بند ہوگئے تو پھر یورپ آج کا یورپ نہ رہیگا -

داستان خونین

(۲)

سلسلے کی ۱۰ سے نمبر (۱۹) مقطعہ ہو

باوجود ریاستہائے بلقان کی کوششوں ' یورپین پریس کی زرخرید خاموشی ' اور یورپین وزارتوں کی سازشوں کے ' کچھ حصہ ان مظالم کا ' جو ریاستہائے متحدہ نے مسیحیت کے نام سے اس لڑائی میں کیے ہیں ' آخر اشکارا ہو ہی گیا :

جو چپ رہیگی زبان خنجر لہو پکاریگا آستیں کا

ہزاروں قیدیوں کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے یا بیرحمی سے تہ تیغ ہوے ' غیر جنگجو لوگوں کی پوری آبادیاں ' جلمیں بڈھے ' عورتیں '

بچے ' سب شریک ہے ' زندہ جلا دی گئیں - ہزاروں عورتیں اور کم عمر لڑکیاں سنگدلی سے بے عصمت کیگئیں - اس طوفان خونخواری اور بہیمیت میں جو مظلوم معدودیا پر نازل ہوا ' سب سے بڑا قہر یہ ہوا کہ زخمی مرد اور بے بس عصمت دریدہ عورتیں اکثر زندہ دفن کردی گئیں !!

یہ افسانہ مظالم جو نہایت معتبر ذرایع سے ہم تک پہنچا ہے ' من و عن شایع نہیں کیا جا سکتا ' کیونکہ اول تو اسکے تفصیلی حالات اسقدر دردانگیز ہیں کہ انسانی طبیعت اسکی سماعت کی متحمل نہیں ہو سکتی - دوسرے اسکا خوف ہے کہ اوسکے راوی معض واقعات کی صفائی اور بلاغ و کاست ہونیکی وجہ سے پہچان لیے جائینگے ' اور وہ خونخوار درندے ' جو مقدونیا پر اب قابض ہیں ' اونسے ضرور انتقام لینگے -

واقعات کے انتخاب میں ہمنے پوری کوشش کی ہے کہ بہت مختصر کرکے لکھے جائیں -

ہماری معذرت ٹھکانے لگ جاے ' اگر وہ واقعات جو ہمنے اس رسالے میں بیان کیے ہیں ' اور جو اوس پورے مواد کا عشر عشیر بھی نہیں ہیں ' جو ہمارے پاس موجود ہے ' اونکو پڑھکر تمہارا دل پسیجے اور تم لوگ اپنی گورنمنٹوں کو سمجھاؤ کہ اب اوس سکوت و جمود سے (جو سازش سے کسطرح کم نہیں) باز آئیں ' جو اونکا لڑائی کے پیشتر سے وطیرہ رہا ہے - اور ان مظالم کو روکیں ' کیونکہ یہ اب تک جاری ہیں - اور اگر نہ روکے گئے تو اوسوقت تک جاری رہینگے ' جب تک کہ رومیلیا کی پوری اسلامی آبادی مٹ نہ جائیگی - ہم سے ہر روز وعدے کیے جاتے ہیں اور اسکا ثبوت ملتا رہتا ہے کہ دول یورپ مسئلہ بلقان کی نسبت تقریباً متفق ہیں ' اور اونکے افعال سے ظاہر ہوتا ہے کہ یورپ کے مریب کار سیاست کم سے کم ایک مرتبہ تو ضرور سچ بولے -

مگر یقیناً انسانیت کے سادہ مسایل پالٹکس کے پیچیدہ مسایل سے کہیں آسان تھے ' مگر ابتک اس معاملے میں کسی کوشش کا نہ کیا جانا ' کیا اسکا کافی ثبوت نہیں ہے کہ دول یورپ قتل و خونریزی کے واقعات سے بالکل پردہ نگوش ہیں ؟ مگر اوسی حد تک جب تک کہ اون واقعات کا تعلق مسلمانوں سے ہے -

اس رسالے کو سیاسی مسئلہ بلقان سے کوئی تعلق نہیں ' مگر پھر بھی اسکے درد انگیز مطالب پوری طرح سمجھنے کیلیے ضرور ہے کہ ناظرین مسئلہ مذکور سے مختصراً آگاہ کردیے جائیں -

قطع نظر ادنا کے ' جہاں مسلمانوں کی تعداد ہمیشہ سے غالب رہی ہے ' مقدونیا کی آبادی بھی ابتدا سے ایک مخلوط آبادی ہے ' جسمیں مختلف نسلوں اور متعدد مذاہب کے مخلوط ہوجانے سے کوئی صحیح تقسیم و تفریق ممکن نہیں - مثلاً اکثر مسلمان ' سربی یا بلغاری ' ہیں اور بہت سے وہ لوگ ' جو یونانی کہے جاتے ہیں ' دراصل البانی ' یا ولاخ ' (رومانی) ہیں - اور وہ جو بلغاریا کے تعشجات مردم شماری کے مطابق بلغاری کہے جاتے ہیں ' دراصل یونانی ہیں ' جنہوں نے ترکے مارے تبدیل مذہب کردیا - اسطرح اکثر بلغاریوں نے بھی خوف سے کلیسائے یونان قبول کرلیا ہے - چنانچہ مقدونیا کی آبادی مجملاً یہ بتلائی جاتی ہے :

مسلمان	۴۰ - فیصدی
عیسائی	۶۰ - فیصدی

مگر یہ تعداد بلغاریوں کے حساب کے مطابق ہے - ترک اپنے حساب سے مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ بتلاتے ہیں - یعنے کم از کم دس لاکھ - مگر خواہ کسی حساب سے ہو ' مسلمانوں کی تعداد دیگر

قومیں سے کہیں زیادہ (اس واقعہ کو ضرور یاد رکھنا چاہیے جسکو افسوس ہے کہ یورپ اکثر بھلا دیا کرتا ہے) اور پورے مقدونیا میں پھیلی ہوئی ہے - قوالہ اور اوسکے آس پاس کے تین اضلاع تو بالکل اسلامی شہر ہیں - انکے علاوہ یہود (سفردیم) بھی کثرت سے آباد ہیں - صرف ایک شہر سالونیکا میں انکی تعداد اسی ہزار سے کم نہیں جو دیگر فرقوں سے کہیں زیادہ ہے - یہ لوگ اون لوگوں کی نسل میں ہیں، جو سنہ ۱۴۹۳ع میں کلدسا اور سلطنت، دونوں کے ہاتھ سے گھایل، اور مقدس انکویزیشن کے مظالم وتشدد سے بھاگ کر ترکوں کے پاس پناہ گزیں ہوے تھے - ترکوں نے اونکے ساتھ ہمیشہ ایک بے تعصبانہ اور ہمدردانہ برتاؤ کیا - المختصر "یونانی" گوشہ جنوب مغرب اور مقامات ساحل میں، اور "بلغاری" مشرق میں، اور "سربی" شمال میں آباد ہیں -

ہم سلطنت عثمانی کو اوس الزام سے بالکل بری الزمہ نہیں کرنا چاہتے، جو مقدونیا کی بدنظمی کے معاملے میں اوس پر عاید ہوتا ہے - ترکوں نے اس معاملہ میں بیشک غفلت اور سہل انگاری سے کام لیا، اور ریفارم (اصلاح معاملات) میں ضرور اونہوں نے سستی کی - مگر اونکے ہمسایوں کا طور عمل اس سے بالکل جدا تھا - اونکے واسطے بدنظمی بہت ضروری تھی، کیونکہ اونکے شیطانی منصوبوں کی پرورش صرف اس بدنظمی کے گہوارہ ہی میں ہوسکتی تھی - اگر ترک اصلاح میں صرف سستی کے گنہگار تھے، تو یہ لوگ اوسکی اصلاح کے جانی دشمن اور سخت مخالف تھے - اسکے علاوہ اس مخالفت کی تحریر میں ریاستہاے بلقان کے علاوہ اور لوگ بھی شریک رہے ہیں، جنکا دانت ہمیشہ سے الدانیا اور سالونیکا پر لگا تھا -

صدہا طریقوں سے مخالفت کی آگ بھڑکائی گئی، مگر ارمنی سے، صرف جنکا ہمارے اس رسالے سے تعلق رکھتے ہیں - یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ نفرت صرف ترکوں ہی تک محدود نہ تھی - "یونانی" اور "بلغاری" بسبب اختلاف قوم و مذہب آپس میں اسدرجہ عناد رکھتے تھے کہ اوسکے آگے ترکوں کی مخالفت ماند ہوگئی تھی -

اصلاح کے سوا اور کسی جدر سے ان متضاد عناصر میں ایک عدد طبعی اتفاق و اتحاد کا پیدا کرنا ممکن نہ تھا، مگر اصلاح کے معنے ہیں ایک متحدہ اور مطمئن مقدونیا، مگر مقدونیا کے اتحاد سے یونانیوں اور اسلافیوں کی تمام حوصلہ مندیاں خاک میں ملجاتیں -

مسئلہ ارمینیا

روسی اخبار ناکر نے ارمینیا کے متعلق سینٹ پیٹرسبرگ کے ایک مدبر کا مضمون شائع کیا ہے - مضمون نگار لکھتا ہے :

اس امر کا تصور بھی ممکن نہیں کہ دول کی مخاصمت کا نشانہ بنے بغیر روس اراضی کوہ قاف سے زیادہ وسیع زمین حاصل کرسکے - کیونکہ اس صورت میں وہ مجبور ہوگا کہ ان تمام مقامات میں، جن پر وہ قابض ہوا، اپنی فوجی طاقت رکھے، جتنی کہ وہ کوہ قاف میں بھی جمع نہ کرسکا ہے، اور اگر حونیں رستخیز کے بعد چھ ہمسایہ اناطولی صوبوں کو روس نے مشغول کرلیا، تو دولت عظمی کے سامنے وہ اس حواندھی کا ذمہ دار ہوجائیگا، جسکی اسمیں طاقت نہیں -

صوبہاے مذکور میں انتظامی خود مختاری کی بنیاد انہی ارمینیوں کے لیے اس سے زیادہ مضر ہے، جتنی کہ مفید ہے - وہاں اکثریت اسلام کو حاصل ہے - پس انتخاب میں اقلیت (مدارتی) انہی کی طرف ہوگی -

ارمنیوں کے لیے مفید ترین شے اصلاحات کا نفاذ ہے - مسئلہ شرقیہ سے بحث کرنے والے تمام ارباب سیاست اس امر میں متفق ہیں آھنگ ہیں کہ ارمینیہ کی خوشحالی صرف ان اصلاحات سے ممکن ہے، جو (یورپ کی کفالت پر) دولت عثمانیہ نافذ کرنا چاہتی ہے -

ان خرابیوں کو پورا کرنا غیر ممکن ہے، جو بعض ارمنی اربابہوس دیکھ رہے ہیں - اگر ہم غور کرینگے تو معلوم ہوگا کہ دولت عثمانیہ کی مشکوک حالت ہی نے ارمنیوں کو اس خیال سے اور ان پر افراط مطالبات کے عاروں میں گرادیا ہے - اور بعض نے تو بے سود حرکتیں کی ہیں، جنکو مستقبل کی اصلاحات سے کوئی تعلق نہ تھا -

موجودہ جنگ بلقان کو ارمینیہ کے مستقبل سے کوئی تعلق نہیں ہے، نہ ناممکن ہے کہ ریاستہاے بلقان کی فتوحات کا اثر مشرقی اناطول پر پڑے - دول عظمی نے (اپنے مصالح کی بنا پر) بالاتفاق طے کرلیا ہے کہ ابھی اناطول ترکی ہی کے ہاتھ میں رہے - ترکی کو موجودہ جنگ کے نتائج کا اثر خواہ کچھ ہی پڑے، مگر اسکو مسئلہ ارمینیہ سے ذرا بھی مس نہیں - اگر وہاں دول عظمی میں سے کسی کے فوائد پامال نہ کیے گئے، تو روس یا کوئی طاقت بھی ممکنہ جنگ کی طرف ایک قدم نہ اٹھائیگی - پس اگر ارمنی ترکی کے ساتھ اپنے تعلقات خوشگوار رکھینگے تو نہ انہی کے لیے بہتر ہوگا - انکو چاہیے کہ یورپ کا دروازہ کھٹکھٹانے کے بدلے اپنی ہی حکومت کی طرف رجوع کریں کہ انکی امیدوں کے حصول کے لیے یہ کافی اور قریب تر صورت ہے -

تصریحات شاہ یونان

جارج متوفی شاہ یونان اور ڈاکٹر ہولڈت سے جو سالونیکا میں زخمیوں کے معالج ہیں، موجودہ جنگ کی بابت بارہا گفتگو ہوئی - چونکہ جنگ برسر اختتام تھی، اسلیے شاہ مقتول نے بعض ان امور کے اظہار میں تردد نہیں کیا، جو اب تک اس نے ظاہر نہیں کیے تھے -

جارج نے کہا کہ یونانیوں کے شدید ترین دشمن بلغاری ہیں، یونانیوں اور بلغاریوں میں ایک شدید جنگ کا ہونا ناگزیر ہے -

۱۴ - برس سے ہم اس جنگ کے لیے تیار ہو رہے تھے، جس سے آج فتحمند نکلے ہیں - اس تمام مدت میں ہم کو وثوق تھا کہ کسی نہ کسی دن ضرور منزل مقصود تک پہنچینگے - اسلیے ہم نے بہت سے رنجدہ امور کو برداشت کیا - ہم نے تحقیق معلوم کرلیا تھا کہ ہم میں نہ تو قوت کی کمی ہے، اور نہ صبر و ضبط شعاری کی، لیکن ہم ترکی تخت کو نہ الٹ سکے اسلیے ہم نے اسوقت کا انتظار کیا جبکہ وہ اندرونی اور بیرونی جنگوں میں مشغول ہو - موجودہ وقت ادسا ہی تھا، اسلیے ہم نے اسکے ساتھ وہ جنگ شروع کی، جسکا انجام ہماری فتحمندی پر ہوا - اب یونان کو استراحت کی ضرورت ہے، مگر نہ اسطرح کہ یہ بھولجاے کہ اسکو ایک اور جنگ کے لیے تیار رہنا ہے اور تین چار سال کے بعد جس سے بچنا ناممکن ہوجائیگا - بلکہ میری راے میں عنقریب ہو -

ممکن ہے کہ دشمن (نام کی تصریح نہیں) جب اپنی طاقت جمع کرلے تو ہماری قوت سے تعداد میں بڑھجاے - مگر ایک سپاہی اور دوسرے سپاہی میں جو فرق ہے، وہ اس عدم توازن کی تلافی کردیگا - ہماری بہادر فوج پر جوش ہے، اور بخلاف بلغاری فوج کیونکہ اسکی قومیں گربی ہوئی ہیں - مجھے اپنی فوج پر اعتماد ہے، اگرچہ اسکی تعداد اسوقت صرف ایک لاکھ ۸۰ ہزار ہے مگر ہم ضرورت کے وقت اسمیں اہم اضافہ کرسکتے ہیں - میں ایک بات اور کہتا ہوں - جسطرح کہ ہم کو اس جنگ میں مددگار ملے ہیں اسیطرح آیندہ جنگ میں بھی ہم کو معین ملجائیں گے -

ناموران غزوۂ بلقان

شهادة بطل الحرية

رحمة الله عليك يا نيازى بك !!

شهيد راه ملة و وطن ، و مفيد الامة

حادثۂ ملي

باطرس نسل عثماني کے موجودہ مجمع ابطال کے مشہور برگزیدہ رکن ، اور دستور عثمانی کے اولین مجاهد ، یوز باشي (نیازی بک) کو ابھی بھولے نہوںگے ، جس کا ذکر صفحات الہلال ھی میں نہیں ، بلکہ حوادث و واقعات عظمۂ عالم کے قراطس سہرب پر بارہا حالت انظار مغرب و مشرق ہوچکا ہے -

عروۂ طرابلس کے زمانے میں عازی انور بے کے ورود طرابلس کے بعد انکا نہ متبدل لباس مصر پہنچنا اور پھر انشاء زار کے بعد واپس جانا ، اور پھر انقلاب عثمانیہ آخری میں جانفروشانہ عزائم کے ساتھہ شریک ہونا ، وہ بارہ واقعات ھیں ، جو کل تک ھماری زبانوں پر تھے -

ممالک اسلامیہ کی بارہ برس تاک سے معلوم ہوتا ہے کہ عثمانی ابدی قد نصب ملہ کے دور کہولہ ، مگر خود اپنے عنفوان جوانی کے عالم میں ، نہ فداء ملہ ، خود الدانی اعداء ملک و وطن کے ہاتھوں حدود الدانیا کے اندر شہید ہوگیا ! انا للہ و انا الیہ راجعون -

شہید راہ ملة و وطن
رسمہ لي نیازی بک

درحقیقت یہ حادثۂ فاجعہ صرف مملکت عثمانیہ کا ھی خسران نہیں ہے ، بلکہ ایک مصیبت ملی ہے ، جسکے غم میں تمام عالم اسلامی کا حصہ ہے - ناموران و ابطال کا فقدان ردیہ قوموں کیلیے بھی ایک ماتم کدہ ہوتا ہے ، پھر اُس قوم کیلیے کیوں نہو ، جو اپنے دور انحطاط و تنزل کے دن گن رہی ہو ، جسکے تمام خزانے لٹ چکے ہوں ، جسکے تمام قواء نشو و نما مضمحل ہوگئے ہوں ، اور جسکا ہر آنے والا دن ، بظاہر گذرے ہوئے دن سے بدتر ہو ؟

ایک دولت مند کي اشرفیوں کا صندوق بھی کھو جائے تو اسکے لیے خنداں غم و حسرت کي بات نہیں ہوتي ، کیونکہ اگر ایک صندوق ضائع جاتا ہے تو صدہا صندوق خزانے میں موجود ہوتے ہیں ، اور نئي دولت و حشمت کي افزایش و ترقي کا سلسلہ جاري ہوتا ہے ، لیکن اگر ایک فقیر دریوزہ گر ، جسکي تمام متاع اسکی پھٹی ہوئي جیب کے چند کھوٹے سکے ہوں ، ایک تانبے کا حقیر و ادنی سکہ بھي کھو دیتا ہے ، تو شدت غم و مایوسي سے اسکا دماغ چکرا جاتا ہے ، اور اپني بیکسي و محتاجي پر زار و قطار رونا شروع کر دیتا ہے - کیونکہ دولت مند کیلیے اشرفیاں بھي کچھہ نہ تھیں ، پر اس بدبخت کیلیے تو ایک کھوٹا سکہ بھي کم از بخت قیصر و تاج سکندر نہیں !!

یہي حال قوموں اور ملکوں کا بھی ہے - زندہ قوموں کا خزانۂ خصائل و کمالات انسانیۂ طرح طرح کے طلائي سکوں اور قیمتي و نادر لعل و جواہر سے لبریز ہوتا ہے - اور روز بروز انکي دولت میں افزایش ، اور انکے خزانے کے حدود ارضي میں وسعت ہوتی رہتي ہے - ان میں ہر ضعف و رصیلۂ انسانی کے ارباب کمال موجود ہوتے ہیں ، اور ایک جاتا ہے ، تو بدیں اسکی جگہ آ موجود ہوتے ہیں - پس کاملین و ابطال کا فقدان گو مي بعسة درد انگیز ہو ، لیکن انکے لیے چنداں موجب خسران و نقصان نہیں ہوتا ، لیکن جو قومیں کہ اپنا دور اقبال کھو دیتی ہیں ، اور عروج و ارتقاء کی جگہ ادبار و تسفل کے زمانے میں مبتلا ہوتی ہیں ، انکی مثال ایسی کنگال مفلس کی سی ہوتي ہے - پس انکو تو اپنا ایک کھوٹا سکہ بھی ہزار درجہ زائد از لعل و گہر محبوب ہونا چاہیے - جہ جائیکہ وہ لعل درخشاں ، جو مفلس کی گدڑي ھی میں نہیں ، بلکہ بادشاہ کے تاج و تخت کیلیے بھی زیور ہو !!

ہم لٹ گئے ہیں - ہمارا خرمن تاراج ادبار ہوگیا - اور ہمارے آنجہانی باغ کے پھولوں سے آج عیروں کے کاشانہ و ایوان معطر ہو رہے ہیں - ایسی حالت میں ہم کو اپنی ننھي کھچي پونجی کے ایک ایک ذرہ پر عشق ہونا چاہیے ، اور اگر اور نکو اپنے پھولوں کے لٹنے کا خوف ہے ، تو ہم کو اپنے گھر کے خس و خاشاک کے ضائع ہوجانے کا غم ہونا چاہیے !!

* * *

جب یہ حال ہو تو پھر آج ہم (نیازي بک) کے فقدان پر جسقدر ماتم کریں کم ہے -

ہم انشاء آتیہ میں انکی سوانح عمري شائع کرینگے ، جو انکي خود نوشتہ سوانح (خواطر نیازي) سے ماخوذ ہوگی -

جنگ بلقان کے چھڑتے ھي یہ ملت پرست غیور مصروف خدمات اسلامیہ ہوگیا تھا - اس نے فوج سے الگ ہوکر مجاہدین کی ایک خاص جماعت قائم کی تھی ، اور اپنے دوست و ہمراز یوسف صدري بک کے ساتھہ مصروف دفاع رعان ، اور جہاد في

سبیل الله تها - آخری زمانے میں اس نے البانیا کے طرف رخ کیا کہ وهاں کے حالات زیادہ نازک اور اعانۃ طلب تهے - وهانکے کئی معرکہ هائے شدیدہ میں شریک کار و زرم رها ' اور اس شجاعت و بسالت سے اپنی مختصرجماعت کو لڑایا کہ یونانیوں کو کئی سخت شکستیں دیں - بالآخر مقام (الونیا) کو فتح کرکے فاتحانہ اسمیں داخل هوگیا ' اور یونان کی قوت عاجز آکر مجبور با فرار هوئی -

لیکن خائن ملت اور وطن فروش البانی ' جنکے افعال اثیمہ و ملعونہ درحقیقت اس جنگ کے اسباب میں سے شمار کیے جائیں گے ' دشمنوں سے ملے هوے تهے - انهوں نے تمام جنگ کے زمانے میں عثمانی افواج کے ساتهہ خیانت هی کی - نیازی بک نے یونانیوں کو شکست دی تهی ' لیکن ان گهر کے دشمنوں کو کیا کرتا ؟ یکا یک آستانے میں خبر آئی کہ البانیوں نے ایک موقعہ پر دهوکا دیکر نیازی بک کو قتل کر ڈالا ہے ' اور اسکی جماعت گرفتار مصیبت و مہالک ہے . وسیعلم الذین ظلموا ' ای منقلب ینقلبون !

فرحم الله فقیدنا الجلیل العظیم ' رحمۃ واسعۃ - وانا لله و انا الیه راجعون -

فهرست

زر اعانۂ دولت علیۂ اسلامیہ

(۲۲)

ان الله اشتری من المومنین انفسهم و اموالهم ' بان لهم الجنه

فهرست چندہ موضع نباوالہ تحصیل فاضلکا ضلع فیروزپور

بقیہ فهرست ۱۲۵ - روپیے کی جو سید حسین شاہ صاحب کے ذریعہ وصول هوئی ' اور جس میں سے ۵۱ - روپیہ کی تفصیل ۱۹ نمبر میں شائع هوچکی ہے :

	پائی	آنہ	روپیہ
میاں سلیمان درویش	۰	۰	۴
میاں احسان	۰	۰	۱
نظام الدین	۰	۰	۰
گهونا	۰	۰	۱
کهرن صاحب	۰	۰	۱
محمد صاحب	۰	۰	۱
گها صاحب	۰	۰	۱
سلطان صاحب	۰	۰	۱
جوریا صاحب	۰	۰	۱
عنایت صاحب	۰	۰	۱
بهلو صاحب	۰	۰	۲
رحمت صاحب	۰	۰	۱
سمائیل صاحب	۰	۰	۱
میاں حمید صاحب	۰	۰	۱
جگا صاحب	۰	۰	۱
بدهو صاحب	۰	۰	۱
میاں بهادر صاحب		۰	۵
جمال الدین صاحب	۰	۰	۱۵
رمضان صاحب	۰	۰	۱
مرید صاحب	۰	۰	۱
دلو صاحب	۰	۰	۱
میهان و رمضان صاحبان	۰	۰	۱
حسین صاحب	۰	۰	۱
غلام رسول صاحب	۰	۰	۱
نور محمد صاحب	۰	۰	۱
بدہ صاحب	۰	۰	۱
حافظ صاحب	۰	۱	۰
حافظ سجادہ صاحب	۰	۱	۰
میاں بهانا نعار	۰	۰	۱
نور الدین صاحب	۰	۸	۰
ملا صاحب	۰	۰	۱
میاں عیسی صاحب	۰	۸	۰
والدہ عیسی صاحب	۰	۱	۰
سبحان صاحب	۰	۱	۰
سید حسین شاہ	۰	۴	۲۰
اهلیہ عبد الله صاحب دفتری مرحوم رقم مهر	۰	۴	۳
هدا بخش صاحب	۳	۱	۰
محب علیصاحب	۹	۳	۰
مسماۃ نمبرں بی بی دانکی پور	۰	۰	۴
میر واحد علی صاحب ویٹرنری اسپکٹر پرمانگڈ ہ	۰	۰	۵
بذریعہ محمد عبدالله خانصاحب دروگاں دکراسی ضلع دلدد شهر	۰	۰	۱۰۵
ڈاکٹر خلیل الرحمن صاحب بانکی پور	۰	۰	۳
جان محمد صاحب کلو - دهما	۰	۰	۱۶
محمد رفاق صاحب شیخ پور	۰	۰	۵
جان محمد صاحب ٹونجی - دهما	۰	۰	۳
علام مرتضی صاحب - شجاع آباد - ملتان	۰	۰	۵
عبدالخالق صاحب زیلوی - دارہ دنکی	۰	۰	۵
مولانا محمد یحیی صاحب مفتی بهوپال	۰	۰	۲۲۵
حبیب الرحمن صاحب اسپتال مظفر پور	۰	۰	۱
معین الدین احمد صاحب قدوائی بدری	۰	۰	۱۵
چودهری نجم الحسین صاحب سلهت	۰	۱	۱۴
احمدا الله خانصاحب	۰	۴	۶۵
ایس - ایم - پیارے صاحب - معدوم پور - کیا	۰	۰	۱۵
بذریعہ جناب خاں صاحب مولوی محبوب عالم صاحب گوجرانوالا (بہ تفصیل ذیل)			
بابو عبد العلی صاحب سب اورسیر	۳	۰	۵۳
متفرق	۹	۱۵	۱۵۶
بذریعہ محمد یوسف صاحب پنجابی	۰	۰	۵
بذریعہ سید فضل شاہ صاحب جهت نت (بتفصیل ذیل)	۰	۱۲	۱۸
سردار میر منها خاں بگٹی	۰	۰	۲
سردار نور محمد خاں بگٹی	۰	۰	۲
علام محمد مصور	۰	۰	۱
معلوم بگٹی	۰	۰	۱
پیرخاں بگٹی	۰	۰	۱
توجه	۰	۰	۱
رحم علی	۰	۸	۰
پٹهاں	۰	۸	۰
نواب جاکرانی	۰	۴	۰
نورهں	۰	۴	۰
لونگ	۰	۰	۱
میرخاں کهری	۰	۰	۱
سیری کهری	۰	۰	۱
هماری	۰	۰	۱
محمد	۰	۰	۱
رمضاں	۰	۰	۱
میرا	۰	۰	۱
ملا حسین	۰	۰	۱
چندو	۰	۰	۱
امیر خلیفہ	۰	۰	۱۰
فیس منی آرڈر	۰	۴	۰
کل میزاں	۰	۰	۱۹

[بذریعہ جناب صاحبزادہ علی صاحب گرداور و بہ سعی مسلمان مسلم کلب اردے پور میزاں ۳ - سر - ۴۳ - روپیہ ایک آنہ ۳ - پائی وصول هوچکا ہے - فجزاهم الله - تفصیل آیندہ درج هوگی -]

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

مسیحا کا موہنی کسم تیل

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کایا پلٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دادادہ رہے - لیکن سائنس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کردیا ہے اور عالم متمدن نمود کے ساتھ فائدے کا بھی جویاں ہے بنابریں ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربہ سے ہر قسم کے دیسی و ولایتی تیلوں کو جانچکر " موہنی کسم تیل " تیار کیا ہے اسمیں نہ صرف خوشبو سازی ہی نے مدد لی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیرپا ہونے میں لاجواب ہے - اسکے استعمال سے بال خوب گھنے اُگتے ہیں - جڑیں مضبوط ہوجاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درد سر' نزلہ' چکر' اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل نواز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سڑتا ہے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ محصولڈاک -

المشتہر و پروپرائٹر

ایچ - ایس - عبد العنی کیمسٹ - ۲۲ و ۷۳

کولوٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

ریویو اف ریلیجنز - یا مذاہب عالم پر نظر

اردو میں ہندو ستان اور انگریزی میں یورپ امریکہ و جاپان وغیرہ ممالک میں زندہ مذہب اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے والا - معصوم نبی علیہ السلام کی پاک تعلیم کے متعلق جو غلط فہمیاں پھیلائی گئی ہیں - ان کا دور کرنے والا اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دینے والا یہی ایک پرچہ ہے جس کو دست دشمن دنیا کے سامنے پیش کرنے کے قابل سمجھا ہے - اس رسالے کے متعلق چند ایک رائے کا اقتباس حسب ذیل ہے :—

الدیان لکھنؤ - ریویو آف ریلیجنز ہی ایک پرچہ ہے جس کو خالص اخلاقی پرچہ کہنا صحیح ہے - عربی میں اخبار اور اردو میں ریویو آف ریلیجنز سے بہتر پرچے کسی زبان میں شایع نہیں ہوئے - اس کے رویہ اور مضامین پر علم و فضل کو ناز ہے -

کریسنٹ لور پول - ریویو آف ریلیجنز کا پرچہ دلچسپ مضامین سے بھرا ہوا ہے - ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے متعلق جو جاہل عیسائی الزام لگایا کرتے ہیں - ان کی تردید میں نہایت ہی فاضلانہ مضمون اس میں لکھا گیا ہے - جس سے صدہ مضمون آج تک ہماری نظر سے نہیں گذرا -

مسٹر روب صاحب امریکہ - میں یقین کرتا ہوں کہ یہ رسالہ دنیا میں مذہبی خیال کو ایک خاص صورت دینے کے لیے ایک نہایت زبردست طاقت ہوگی - اور نیز یہ رسالہ ان روکوں کے دور کرنے کا ذریعہ ہوگا ، جو جہالت سے سچائی کی راہ میں ڈالی گئی ہیں -

ریویو آف ریویوز - لندن - مغربی ممالک کے باشندوں کو جو مذہب اسلام کے زندہ مذہب ہونے کے مضمون سے دلچسپی رکھتے ہیں چاہیے کہ ریویو آف ریلیجنز خریدیں -

وطن لاہور - یہ رسالہ بڑے پایہ کا ہے - اس کی تحقیقات اسلام کے متعلق ایسی ہی فلسفیانہ اور عمیق ہوتیں ہے - جیسی کہ اس زمانہ میں درکار ہے سالانہ قیمت انگریزی پرچہ ۳ روپیہ - اردو پرچہ ۲ روپیہ - نمونہ کی قیمت انگریزی ۳ آنہ - اردو ۲ آنہ - تمام درخواستیں بنام منیجر میگزین قادیان - ضلع گورداسپور آنی چاہیئیں ۔

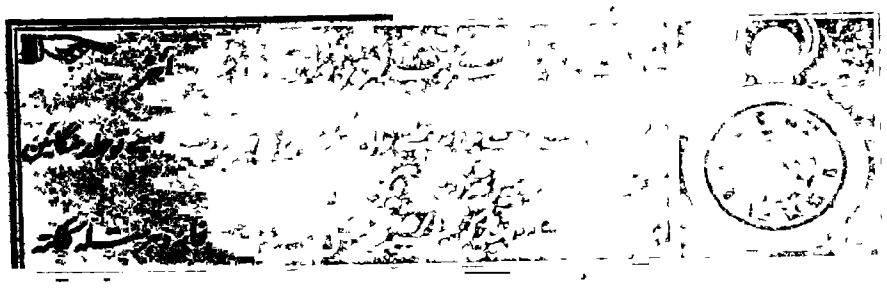

دردِ سر و دردِ رياح کي دوا

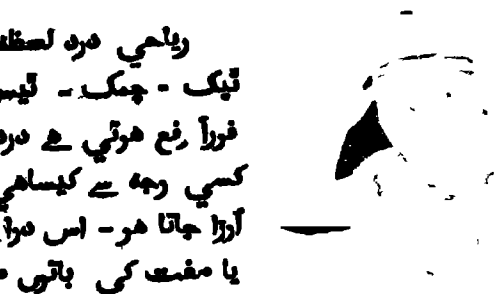

رياحي درد لحظه ميں پيدا هوجاتا هے - يه دوا لحظه ميں اسکو پاني کردیتی هے - درد رياح جيسے ٹيک - چمک - ٹيس - رگوں ميں لهرکن کني سے چاهے جسقدر تکليف هو - اس دوا کے استعمال سے فوراً رفع هوتي هے درد سر کے واسطے بهي اس دوا کا ايساهي فايده هے - نصف سر ميں هو يا تمام سر ميں کسي وجه سے کيساهي درد هو اس دوا سے رفع هوجاتا هے صرف يهي نهيں اگر سر کٹا جاتا هو پهٹا جاتا هو - اڑا جاتا هو - اس دوا سے فوراً بند هوتا هے - اندرون لوگ ذرا ذرا سي باتوں ميں سر دکهايا کرتے هيں کام ميں يا مفت کي باتوں ميں فکر يا تردد ميں عيش و عشرت ميں دن کو رات اور رات کو دن بنانے ميں کل شکايتيں سر پر آجاتي هيں - اور هلے سے درد سر پکارا کرتے هيں ڈاکٹر برمن کي دوا ايسے لوگوں کے ليے هے - دوا کے استعمال سے فوراً درد بند هوتا هے - اسلئے هر خاص و عام کو يه دوا اپنے پاس رکهنا لازم هے -

(قيمت ۱۲ ٹکيوں کي ايک شيشي (۹ آنه) محصول ڈاک ايک سے چهه ڈبيه تک ۵ آنه)

ڈاکٹر ايس کے برمن - نمبر ۶ سترتارا چندوت اسٹريٹ کلکته

المكتبة العلمية الاسلامية في علي گڈه

— * —

اس کتب خانه ميں مختلف علوم و فنون کي کتابيں مطبوعه مصر ، شام ، بيروت اور قسطنطنيه وغيره فروخت کے ليے موجود رهتي هيں اور نهايت مناسب و معتدل قيمت پر شائقين کي خدمت ميں روانه کي جاتي هيں — خاصکر مکتبة المنار کي کتابيں ، حضرت الاستاذ الامام شيخ محمد عبده اور حضرت السيد الامام سيد رشيد رضا کي تمام تصنيفات اس کتب خانے ميں هر وقت مهيا رهتي هيں - فرمائشوں کي تعميل مستعدي کے ساتهه کي جاتي هے - کتب خانه کي جديد فهرست تيار هو گئي هے جو آده آنے کے ٹکٹ وصول هونے پر مفت روانه کي جاتي هے ۵

رساله المنار (جو تمام دنيائے اسلام ميں بهترين عربي رساله تسليم کيا گيا هے) اس کي گذشته ۱۵ سال کي ۱۵ جلديں مکمل مع فهرست مضامين موجود هيں - قيمت عام طور پر في جلد ۱۵ روپے هيں مگر دوسري جلد کي قيمت پچاس روپے اور تيسري جلد کي قيمت پچيس روپے هيں ۵

يه کتب خانه رساله المنار کا کل ممالک هندوستان ميں سول ايجنٹ هے ، جن اصحاب کو اس رساله کي خريداري منظور هو چنده سالانه مبلغ ۱۵ روپے هنار پاس روانه فرمائيں ، روپيه وصول هونے پر رساله براه راست ان کي خدمت ميں بهيجا کرا ديا جائيگا ۵

المهتـــــمر منيجر المكتبة العلمية الاسلامية ، مدرسة العلوم ، علي گڈه

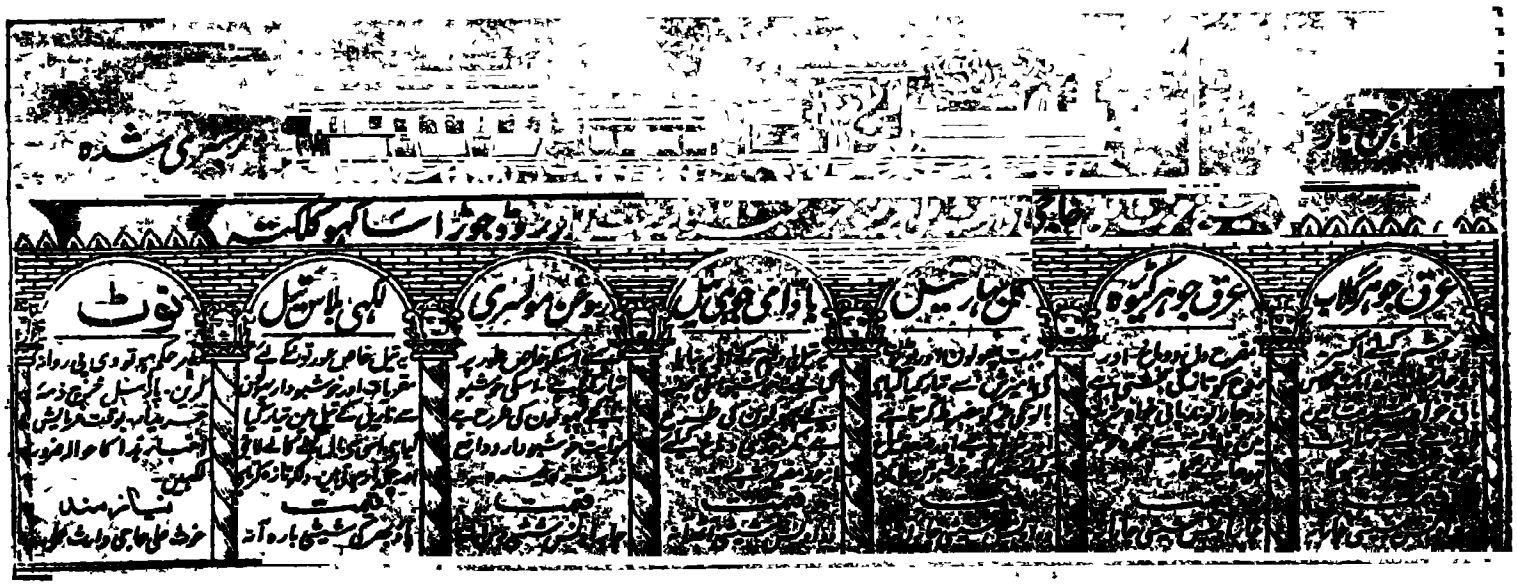

حميديـــه هـــوٹـــل

—:o*o:—

نمبر ۱۳۱ لوئر چيت پور روڈ - کلکتـه

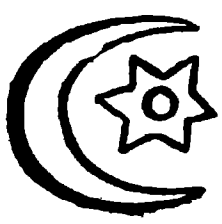

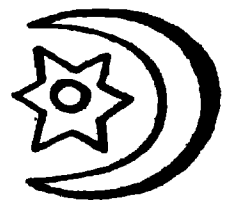

همارے هوٹل ميں هر قسم کي اشياے خوردني و آشاميدني مرغن طيار ملتي هيں نيز اسکے ساتهه مسافروں کے قيام کيلئے بهي تکلف اور عام دونوں کا بهي انتظام کيا گيا هے جو نهايت هوادار فرنشڈ اور بڑے راه راست واقع هيں جن صاحبوں کو کچهه دريافت کرنا هو بذريعه خط و کتابت مانيجر هوٹل سے دريافت کر سکتے هيں - جلسے ٹرکي و انگلي اور جلسے بانقاں کي جمله تصويريں همارے هوٹل ميں فروخت کے ليے موجود هيں جو آده آنے سے ٹکٹ وصول هونے پر مفت روانه کي جاتي هيں ۵

۲۵۰

: شيخ عبـــد الكريم مالك حميديه هوٹل

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

اسد اللہ الغالب الکلامالدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوہ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۳۲ | کلکتہ: چہار شنبہ ۲۸ جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta : Wednesday, June 4, 1913.

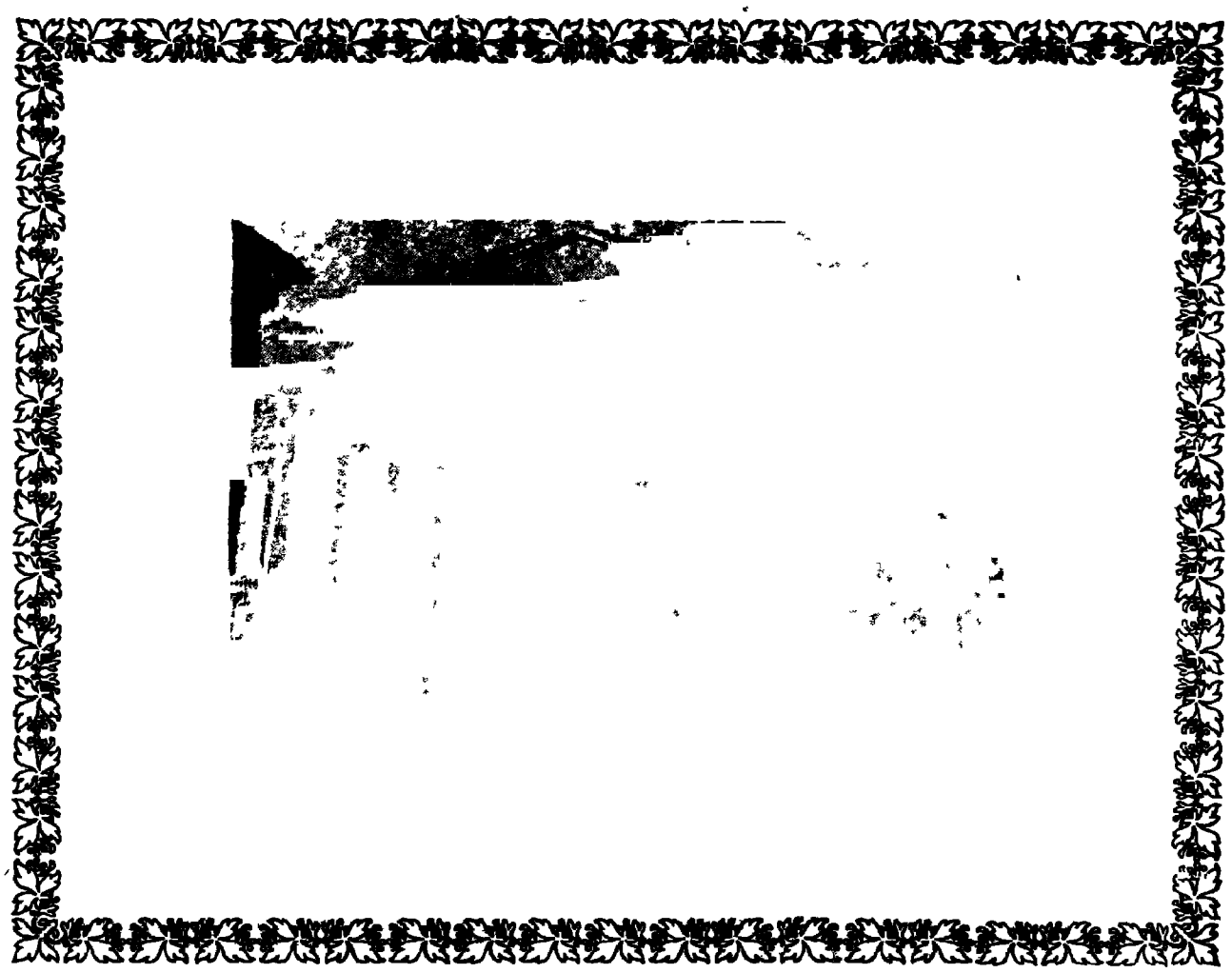

لاکھوں بے خانماں مہاجرین

قسطنطنیہ کی گلیوں میں !!!

الھلال کلکتہ - سالانہ قیمت مع محصول صرف آٹھ آنہ !!!

آج دفتر الہلال میں دو تار دفتر تصویر افکار' اور ڈاکٹر مصباح کے پہنچے ہیں کہ " خدا کیلیے یورپین ٹرکی کے اُن لاکھوں بے خانماں مہاجرین کے مصائب کو یاد کرو' جنمیں ہزارہا بیمار عورتیں' اور جاں بلب بچے ہیں - جنکو جنگ کی ناگہانی مصیبتوں کی وجہ سے یکایک اپنا گھر بار چھوڑنا پڑا' اور جنکی حالت جنگ کے زخمیوں سے بھی زیادہ درد انگیز ہے - جو مرگئے' انکو دفن کر دیں' جو زخمی ہیں انکو شفا خانے میں لے آئیں' لیکن جو بدنصیب زندہ' مگر مردے سے بدتر ہیں' انکو کیا کریں ؟ "

دفتر الہلال حیران ہے کہ اس وقت اعانت کا کیا سامان کرے ؟ مدد کیلیے نئی اپیلیں کرنا شاید لوگوں کو ناگوار گذرے کہ ہلال احمر کا چندہ ہر جگہہ ہو چکا ہے' اور تمسکات کا کام بھی جاری ہے - مجبوراً جو کچھہ خود اسکے اختیار میں ہے' اسی کیلیے کوشش کرتا ہے -

(۱) کم ازکم وہ ایک ماہ کے اندر دو ہزار پاؤنڈ یعنے ۳۰ - ہزار کی رقم مخصوص اعانۂ مہاجرین کیلیے فراہم کرنا چاہتا ہے' کیونکہ ہلال احمر کے مقصد سے جو روپیہ دیا جاتا ہے' اسکو خلاف مقصد دوسری جگہ لگانا بہتر نہیں - اسکی اطلاع آج ہی ٹرکی میں بھیجدی گئی ہے -

اس بارے میں جو صاحب دل اعانت فرمائیں گے خاجرہ علی اللہ ،

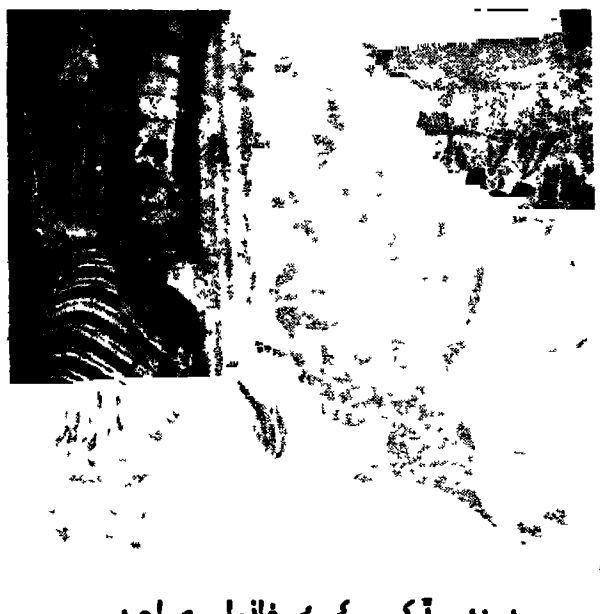

یورپین ترکی کے بے خانماں مہاجرین
جامع ایاصوفیا کے سامنے

وہ دوسروں پر بار ڈالنے کی جگہہ' خود ہی اس رقم کو اپنی جانب سے پیش کرنا چاہتا ہے -

(۲) اسکی صورت یہ ہے کہ بلا شک نقد تیس ہزار روپیہ دینا دفتر کے امکان سے باہر ہے' مگر یہ تو ممکن ہے کہ تیس ہزار روپیہ جو اُسے مل رہا ہو' وہ خود نہ لے' اور اس اشد ترین ضرورت اسلامی کیلیے وقف کردے ؟

(۳) یقینا میں ۳۰ ہزار نہیں دیسکتا' لیکن آپ کیوں نہیں مجھے ۳۰ - ہزار روپیہ دیتے' تا کہ میں دیدوں ؟

(۴) پس آج اعلان کیا جاتا ہے کہ **دفتر الہلال چار ہزار الہلال کے پرچے ایک ایک سال کیلیے اس غرض سے پیش کرتا ہے - آج کی تاریخ سے ۳۰ جون تک جو صاحب آٹھہ روپیہ قیمت سالانہ الہلال کی دفتر میں بھیجدینگے'** انکے روپیہ میں سے صرف آٹھہ آنہ ضروری اخراجات خط و کتابت کیلیے وضع کرکے باقی ساڑھے سات روپیہ اس فنڈ میں داخل کردیا جائیگا' اور ایک سال کیلیے اخبار اُنکے نام جاری کر دیا جاے گا - گویا ساڑھے سات روپیہ وہ اپنے مظلوم و ستم رسیدہ برادران عثمانیہ کو دینگے' اسکا اجر عظیم اللہ سے حاصل کرینگے' اور صرف آٹھہ آنے میں سال بھر کیلیے الہلال بھی (جو جیسا کچھہ ہے' پبلک کو معلوم ہے) انکے نام جاری ہوجائیگا - اس طرح چار ہزار خریداروں کی قیمت سے ۳۰ - ہزار روپیہ فراہم ہو سکتا ہے اور دفتر الہلال اُسے خود فائدہ اٹھانے کی جگہ' اس کار خیر کیلیے وقف کر دیتا ہے -

(۵) اس وقت ماہوار تین سو تک نئے خریدار ہوتے ہیں - لیکن دفتر ۳۰ - جون تک کیلیے اپنی تمام آمدنی اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے - دفتر اس وقت تک کئی ہزار روپیے کے نقصان میں ہے' اور مصارف روز بروز بڑھتے جاتے ہیں' تاہم اس تار کو پڑھکر طبیعت پر جو اثر پڑا' اس نے مجبور کر دیا' اور جو صورت اپنے اختیار میں تھی' اس سے گریز کرنا' اور صرف دوسروں ہی کے آگے ہاتھہ پھیلائے رہنا' بہتر نظر نہ آیا - یورپ میں اخبارات کے دفتر اپنی جیب سے ہزاروں روپیہ کار خیر میں دیتے ہیں - شاید اردو پریس میں یہ پہلی مثال ہے' لیکن اسکی کامیابی اس امر پر موقوف ہے کہ برادران ملت تغافل نہ فرمائیں اور اس فرصت سے فائدہ اٹھا کر فوراً درخواست خریداری بھیجدیں - ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

(۶) الہلال - اردو میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے' جو یورپ اور ترکی کے اعلے درجہ کے با تصویر' پر تکلف' خوشنما رسائل کے نمونے پر نکلتا ہے - اسکا مقصد وحید دعوت الی القران' اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے - محققانہ علمی و دینی مضامین کے لحاظ سے اسکے امتیاز و خصوصیت کا ہر موافق و مخالف نے اقرار کیا ہے - اس نے ہندوستان میں سب سے پہلے ترکی سے جنگ کی خبریں براہ راست منگوائیں' اسکا باب "شئون عثمانیہ" ترکی کے حالات جنگ کے واقعات صحیحہ معلوم کرنے کا مخصوص ذریعہ ہے - "نامہ ران غزوۂ طرابلس و بلقان" اسکی ایک با تصویر سرخی ہے' جسکے نیچے وہ عجیب و غریب موثر اور حیرت انگیز حالات لکھے جاتے ہیں' جو اپنے مخصوص نامہ نگاروں اور خاص ذرائع معلومات سے حاصل کیے جاتے ہیں - مقالات' مذاکرۂ علمیہ' حقائق و وثائق' المراسلۃ و المناظرہ' اسئلۃ و اجوبتہا' اسکے دیگر ابواب و عنوان مضامین ہیں - آٹھہ آنے میں شاید ایک ایسا اخبار برا نہیں -

(۷) درخواست میں اس اعلان کا حوالہ ضرور دیا جاے' اور کارڈ کی پیشانی پر " اعانۂ مہاجرین " کا لفظ ضرور لکھا جاے -

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد آفندی المدعو بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکته

علوان تلغراف
«الهلال»

قیمت
سالانه ۸ روپیه
ششماهی ٤ روپیه ۱۲ آنه

AL - HILAL
Proprietor & Chief Editor
Abul Kalam Azad
7-1 McLeod street,
CALCUTTA.
Telegraphic Address.
"AL - HILAL"
Yearly Subscription, Rs 8.
Half-yearly „ „ 4 - 12.

جلد ۲ — کلکته: چهار شنبه ۲۸ جمادی الثانیه ۱۳۳۱ هجری — نمبر ۲۲
Calcutta : Wednesday, June 4, 1918.

فہرست

شـــذرات
من انصاری الی الله ۱
اعانهٔ مهاجرین ۲
مسئلهٔ حج کے صدائے ۳
هفتهٔ جنگ ۴
مقـــالهٔ افتتـــاحیه
مسلمانان هند اور گورنمنٹ کی تعلیمی حکمت عملی ۵
مقـــالات
دولت عثمانیه اور الهلال (۲) ۸
نامورانِ عزوهٔ دلعان
شهادت نطل حرده (۲) ۱۳
اعانهٔ مهاجرین ۱۵
مراسلات
تصحیح ضروری ۱۶
صدرسهٔ بعاے مکتب ۱۶
قانون ازدواج مسلمانان کی تحریک ۱۷
کیا عرب سے اسلام کی حکومت مٹ جائیگی ۱۷
فهرست چنده زر اعانهٔ هلال احمر ۱۹

تصـــاویر

ٹیلی پرلی کا شعاخانهٔ هلال احمر لوح
بیـــاری بے ۱۳
اسعد پاشا ۴

شـــذرات

مـــن انصـــاری الـــی اللـــه ؟ ؟

در رهِ منزل لیلیٰ که خطرهاست بجاں
شرط اول قدم آنست که مجنوں باشی

(۱) جو حضرات بغیر کسی تحریک کے محض اپنے ذاتی جوش اور قلبی داعیے سے اس دعوت کی تدابیع میں سعی مشکور فرما رہے هیں ' اور فارموں کو طلب کرتے ' رسائل کی اشاعت کیلیے اپنے تئیں پیش کرتے ' اور والهانه و بیقرارانه اس بارے میں خط و کتابت فرما رہے هیں ' نہیں سمجھتا کہ کن لفظوں میں انکا تذکرہ کروں ؟ اگر میرا ذاتی کام هوتا تو انکا شکرگذار هوتا ' لیکن اس معاملے میں کسی کی سعی کے شکریہ ادا کرنے کا اگر کسی کو حق هے ' تو صرف اسلام کو ' یا اُس خدائے اسلام کو ' جس نے آج مدعیوں کی آزمایش کیلیے اپنے دین معجزہ کو اسکی غربت اولی میں چھوڑدیا هے ' اور زبان آوران خدمت و جاں سپاری کیلیے ایک میدان امتحان کھولدیا هے کہ کون بڑھتا هے ' اور کون هے ' جو خدمت ملت کی اس دولهٔ عظمی سے مائز المرام هوتا هے ؟

(۲) اسطرح کے بزرگوں کے جوش ایمانی اور دولهٔ ملی کو تائید الهی کے اس سلسلے کا پہلا ظهور یقین کرتا هوں ' حمد الله کہ میرے سامنے هے ' اور جسکی صحت ایقان کامل اور طمانیهٔ وثق کی صدا روز اول هی سن چکا هوں - وہ ' جسکا دست معجز هر طهور صداقت ' اور هر دعوت حق و هدایت کے تخم کی آب پاشی کرتا اور هر اپنے اوپر بھروسہ کرنے والے کا ساتھہ دیتا ' اور اسکے اندر سے اپنی

صداء الهي سناتا اور بلند کرتا ہے ' آج بھي اپني نصرت غيبي کے معجزات دکھلانے پر ويسا ھي قادر ہے ' جيسا کہ ھميشہ سے رہا ہے ' اور ھميشہ رھيگا - پس ضرور ہے کہ اسکي قدرت و حکمت کے مخفي خزانے و عجائب ظاھر ھوں ' اور يقيني ہے کہ اسکا ساتھہ دينے والے اسکي معيت کي فتح يابياں اور کامرانياں بہت جلد اپنے سامنے ديکھليں . الله ولي الذين امنوا ' يخرجهم من الظلمات الى النور ' والذين كفروا ' اولياءهم الطاغوت يخرجونهم من النور الى الظلمات ' اولئك اصحاب النار ' هم فيها خالدون (۲ : ۲۵۷)

(۳) جن صاحبان ايقان ' اور جان نثاران اسلام نے محض ايک مبہم و مجمل صداء دعوت سنکر ' اپنا نام بلا تامل پيچھديا ' اور ان تمام خطرات و وساوس سے مرعوب نہ ھوے ' جو ايسے موقعہ پر قدرتي طور پر نفس انساني ميں پيدا ھوتے ھيں ' انھوں نے في الحقيقت راہ جاں سپاري و فدويت کا پہلا امتحان ديديا ' اور اس طريق دعوت ميں في الحقيقت ايک بہت بڑي حکمت يہي پوشيدہ تھي - اس سے يہي مقصود تھا کہ سچي پياس رکھنے والے ' اور جھوٹے مدعيان تشنگي ميں تميز ھوجاے - جنکو سچي پياس ھوگي ' وہ پاني کا نام سنتے ھي دوڑيں گے ' اور پياس کي شدت انھيں اسکا موقع ھي نہ ديگي کہ عاقبت بينيوں اور مصلحت انديشيوں ميں مبتلا ھوں -

پس جن بزرگوں نے بلا تامل قدم بڑھايا ' وہ الحمد لله کہ پہلي منزل امتحان سے کامياب گذرگئے ' اور بعد کي آنے والي منازل سے گذرنے کا اپنے تئيں مستحق ثابت کر ديا - انکے جوش کي مثل مقدس ' اور انکي سبقت و پيش قدمي کي عظمت قابل احترام ہے - ليکن جو متامل ھوے اور جنکے ولولہ قلبي نے خطرات نفساني سے شکست کھائي ' انھوں نے سبقت و آزمايش کي بہترين فرصت کھودي - تائيد الهي عنقريب اس دعوت کو ايک عظيم الشان جماعة کي صورت ميں ظاھر کرنے والي ہے ' ليکن جبکہ اغراض و مقاصد کي اشاعت ھو جائيگي ' تو پھر ياد رہے کہ اسکي طرف سبھي بڑھيں گے ' ليکن انکا اجر اُن لوگوں کا سا تو نہيں ھوسکتا ' جنھوں نے خطرات و خدشات کے ھجوم ميں اُسکا ساتھہ ديا ہے - اور يہ ايک بہت بڑي معني توفيق الهي ہے ' جس کو ملنے والي ہے ' اب بھي ملے رھيگي ' اور جس کو محروم رھنا ہے ' محروم رھيگا : ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء ' و الله ذو الفضل العظيم -

(۴) رسالہ اعراض و مقاصد زيرطبع ہے - انشاء الله ۱۵ - جون سے اسکي روانگي شروع ھو جائيگي - مضمون بہت بڑھگيا ہے ' اسليے چھپنے ميں زيادہ وقت صرف ھو رھا ہے - و ما توفيقي الا بالله ' عليه توكلت و اليه انيب -

اعانۂ مہاجرين عثمانيہ

کسيکہ محرم باد صباست مي داند
کہ باوجود خزاں بوے يا سمن باقيست

الحمد لله کہ اعانت مہاجرين عثمانيہ کيليے الہلال کي صداے الغياث بيکار نہ گئي ' اور الله تعالي کے فضل و کرم ميں سے سب سے بڑا احسان کسي بندے پر يہ ہے کہ وہ اسکي آواز ميں اثر ' اور اسکي آہ ميں درد بخشدے -

طوفان نوح لانے سے اے چشم فائدہ ؟
دو اشک بھي بہت ہيں اگر کچھہ اثر کريں !

اگرچہ عاجز نے اعانت کيليے صرف ضمناً اشارہ ديا تھا ' اور جو کچھہ اپني بساط ميں اس موقعہ کيليے تھا ' صرف اسي کے پيش کرديني پر قناعت کرلي تھي ' ليکن عام طور پر معاونين کرام اور احباب و معاصرين نے جس طرح اسپر توجہ گرامي مبذول فرمائي ' اور جس جوش و خروش سے امداد اعانت ھوگئي ' سچ يہ ہے کہ وہ ميري توقع سے بہت زيادہ ہے - ميں ديکھہ رھا تھا کہ دو سال سے اعانت مجروحين طرابلس و بلقان کيليے چندوں کا سلسلہ برابر جاري رہ اور ابتک جاري ہے - پس مجھکو خوف تھا کہ شايد لوگ اب کسي نئي تحريک کے سنے کيليے طيار نہوں ' اور چندوں کي صداؤں سے اُکتا گئے ھوں - اسليے بہتر نظر آيا کہ دعاے عام تحريک و صداء اعانت طلب کے ' خود اپنے اختيار ميں جو کچھہ ہے ' اسي کيليے کوشش کروں ' اور ناظرين کو اس بارے ميں اپني رحمت ياد دہ دوں - گو اُس رحمت کو اپنے عقيدے ميں حساب دہوي کي ھزار نعمتوں سے بہتر سمجھتا ھوں -

پھر يہ خيال بھي ھوا کہ جس دعوت کا سب سے پہلے خود اپنے نفس کو مخاطب نہيں بنا سکے ' ھميں کيا حق ہے کہ اسکے تخاطب کا دوسروں پر بار ڈالوں ؟ اسکے ليے کونسي دليل بنلائي جا سکتي ہے کہ کسي کام کيليے مسلمانوں کو مال و دولت لٹانے کي تعليم دي جاے ' اور خود باوجود ادعاء اسلام ' اپنے تئيں مستثنى کرليا جاے ؟ يا ايها الذين آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون ؟ كبر مقتا عند الله ان تقولوا ما لا تفعلون -

يہ ضرور ہے کہ پريس کي موجودہ مالي حالت ' اور نقصان جاري و قائم کے لحاظ سے چار ھزار پرچوں کا ايک سال تک مفت جاري کرنا ايک ايسا امر ہے ' جو اگر کوئي بڑي جرات نہ سمجھي جاے ' تو کم از کم ايک ايسا ارادہ تو ضرور ہے ' جسکي تعميل مشکلات سے خالي نہيں - تاھم اپني نظر ميں يہ کوئي ايسي بڑي بات نہيں ہے ' جس پر لوگوں کو توجہ دلائي جاے - اداء فرض اسلامي کي ايک حقير و ادنى ترين کوشش ہے ' اور جس قدير و مقتدر نے اسکا ارادہ دل ميں ڈالديا ہے ' وھي اسکي تکميل کا سامان ' اور اسکے تحمل کي طاقت بھي بخشديگا ' و من يتوكل على الله فهو حسبه -

اس بارے ميں بعض ارباب ھمت کو الله تعالى نے جيسي کچھہ توفيق بخشي ہے ' ميں چاھتا ھوں کہ اسکا اعلان ھوتا رہے - اور اسي ليے آجکي اشاعت ميں (اعانۂ مہاجرين) کے عنوان سے بعض خطوط کا اقتباس شائع کيا جاتا ہے ' اور آئندہ بھي شائع ھوتا رہے گا - ان ميں بعض خطوط ايسے ھيں ' جن ميں ظاھر کيا گيا ہے کہ وہ الہلال کي اپيل کو پڑھکر اشکبار ھوگئے ' ليکن ميں اپني وہ آنکھيں انھيں کيونکر دکھلاؤں ' جو انکے خطوط کے پڑھتے وقت اسسے کم اشکبار نہ تھيں ؟ الله الله ! اس دور تذلل و عطاب ' اس ھجوم نا اميدي و مايوسي ' اس حصار نامرادي و ناکامي ميں ايسے نفوس قدسيہ ابھي موجود ھيں ' جو اپنے برادران ديني کے مصائب کا احساس سنکر اپني حوائج کا احساس ارادش ' اور اپني زندگي کي آخري پونجي تک ديدينے پر طيار ھيں ! اور اب بھي ممکن ہے کہ تاريخ اسلام کي گذشتہ روايتيں دلوں اور دماغوں کي صورت ميں مجسم ھوکر اسلام کے ابتدائي انصار و خدام کے کارنامہ ھاے مقدس و عظيم کو زندہ کرديں !! اگر ايسا ھي ہے ' تو ابھي نا اميدي و قنوط کا آخري وقت نہيں آيا ' اور گو چولہا شعلوں کي تمازت سے محروم ہے ' مگر چنگاريوں کي حرارت مفقود نہيں :

کسيکہ محرم زار صباست ' مي داند
کہ با وجود خزاں نوے يا سمن باقيست

الدہ افسوس ہے کہ الہلال کے خریداروں کی رفتار اسے مرقع پر جسی ہونی چاہیے تھی ' نہیں ہے - اور مجھے معاف رکھا جائے ' اگر عرض کروں کہ یہ امر واقعی صدمے کے نہایت درد انگیز ہے - رسالہ جاننا ہے کہ الہلال نے کبھی ابتدی اشاعت کی توسیع کیلیے تخمینوں پر دار نہیں ڈالا - صرف ایک مژدہ خاتمہ جلد اول کے مضمون میں سرسری طور پر اسکی نسبت توجہ دلائی تھی ' اور پھر اسکے بعد آسکا دھرانا تک پسند نہیں کیا ' کیونکہ الحمد للہ وہ اصول و فن تجارت سے جہل و ناواقفیت کا الزام قبول کرنے کیلیے طیار ہے ' مگر اپنی ذات کیلیے گداگری اور دست سوال بڑھانے کا عادی نہیں - اگر یہ روش منظور ہوتی تو نہیں معلوم آج الہلال کی اشاعت کہاں سے کہاں تک پہنچ جاتی - یہ نقص ہو یا فضائلی ' لیکن اپنی طبیعت کے مقابلے پر قادر نہیں ہوں -

مگر یہ معاملہ الہلال کے ذاتی نفع و فائدہ کا نہیں ہے ' اور جو کچھ اور جتنا کچھ ہے ' وہ محتاج تشریح نہیں - پھر اگر اسکی جانب کبھی احوال ملت متوجہ نہوں اور اسکے لیے سعی نہ فرمائیں ' تو انصاف کا طالب ہوں کہ میرا دل کیوں نہ رحمتی ہو ' اور میری زبان سے کیوں نہ آہ نکلے ؟

تاہم شکوہ کسی حال میں نہیں - ابتدا سے الہلال کا اصول عمل یہ ہے کہ صرف ادا فرض ادا کرنا - نتائج پر نہ کبھی نظر رہی ہے اور نہ رہیگی - مدتوں تمکین کیلیے یہ نفس نفس کرتا ہے کہ جس ذات سے ہم سب کا اصل معاملہ ہے ' وہ دلوں کی نگرانی سے غافل نہیں ' اور جو کچھ کر رہا ہوں ' اسکے پیش نظر ہے - واللہ یعلم سری و علانیتی ' وعلیہ توکلت و الیہ انیب -

ایک غلط فہمی

آخر میں یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ جو قیمت اس مد میں الہلال کیلیے آئیگی ' اس سے صرف ۸ آنہ - وضع کیا جائیگا ' باقی ساڑھے سات روپیے اعانۂ مہاجرین میں چار یا اس سے زیادہ قسطوں میں روانہ کر دیے جائیں گے - اسے ترکی تمسکات سے کوئی تعلق نہیں ' اور یہ ایک ایسا امر ہے جو سب کے سامنے آجائیگا -

مسئلۂ حج کے مبادی

یورپ کو حج کعبہ میں ترے ترے خطرات نظر آئے ہیں ' پہلے اس مقدس فریضہ کی حکمت و غرض و غایت پر ایک مدت تک اعتراض ہوتے رہے کہ مسلمان اس سے بار آئیں اور طبیعتیں اس سے پھر جائیں ' یہ وار کارگر نکلا اور مدنیت فرنگ کے اکثر شیدائی حج کو ایک فضول کام سمجھنے لگے ' لیکن سوادا عظم ہنوز اس کی فرضیت ہی کا قائل رہا - اس گروہ کے لیے موسیو ہانوتو وزیر فرانس نے پندرہ برس ہوئے یہ تجویز پیش کی تھی کہ پیرس کے عجائب خانہ " لوور " کو خالی کر کے کعبہ کی شکل میں تبدیل کر دیا جائے ' اور مکۂ مبارک سے حجر اسود کو یہاں منتقل کر کے اسی کو مرکز حج بنادیا جائے - مصر کے مفتی اعظم شیخ محمد عبدہ نے فرانسیسی اخباروں میں ترے جوش و قوت سے اس تجویز کی مخالفت کی - آخر یہ بات تو رد ہو گئی ' مگر فرانسیسی مقبوضات الجزائر و تونس کے مسلمان سفر حج سے روک دیے گئے - ہر سال موسم حج میں ایک سرکاری فرمان شائع ہوتا ہے کہ حجاز میں وبا و طاعون پھیل گیا ہے لہذا حجاج ارادۂ حج کو ملتوی رکھیں - اس سال مراکش میں بھی اسی حکم کی توسیع مد نظر ہے - مسلمانان روس بھی قیام تیوما (روسی پارلیمنٹ) سے قبل سفر حج سے ممتنع تھے ' اب آزادی تو مل گئی ہے ' مگر حکام ایسی شرطیں عائد کرنے کی فکر میں ہیں کہ حجاج عمومیت کے ساتھ ادائے فریضۂ حج کے لیے سفر نہ کر سکیں - حرف یہ ہے کہ ایام حج میں مختلف ممالک کے مسلمانوں کا مکۂ مبارکہ میں اجتماع ہوتا ہے ' کہیں ایسا نہو کہ آپس کے مبادلۂ افکار سے اُن میں زندگی کی کوئی جدید روح سرایت کر جائے ' اور پھر یہ قوم مرد قطعی ہے ' کہ یورپ اسی کے تہیہ میں ہے ' جی نکلے - حال میں حجاج ہند کیلیے بعض نئے انتظامات گورنمنٹ ہند کے نفس نظر ہیں ' اس نے عام مسلمانوں کے اندر بدگمانی پیدا کر دی ہے کہ یہ بھی مسئلہ حج کیلیے ایک نقش ہے -

جدید نقش

موجودہ واقعات یہ ہیں کہ انگریزوں کی ایک جہاز راں کمپنی (مسرس ٹرنر مارپس - اینڈ کو) نے ایرانیوں کی بمبئی پرشیا اسٹیم نیویگیشن کمپنی کے جہاز ' جو گویا حجاج کے لیے مخصوص ہیں ' خرید لیے ہیں - اس خریداری نے دامان ہوس پھیلانے اور کمپنی نے گورنمنٹ بمبئی سے درخواست کی کہ مسافران حجاز کا اُس کو ٹھیکہ ملجائے ' اور جو ایک دو مسلمانوں کے جہاز حاجیوں کو عرب لے جائے اور وہاں سے واپس لے آتے ہیں وہ بھی اس نفع سے محروم ہو جائیں - اس تحریک خواستگاری میں کرایہ واپسی کی شرح سب سے زیادہ عجیب ہے - جولائی میں رجب و شعبان کے دن ہوتے ہیں ' ان دنوں میں حاص حج کی غرض سے کوئی کیوں سفر کرنے لگا ؟ حج کا سفر تو عید کے بعد یعنی وسط ستمبر سے شروع ہوتا ہے ' اور کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی طیاریاں اوائل ذی قعدہ یعنی آغار اکتوبر میں پوری ہوتی ہیں - کمپنی کی دیلسوفی تماشا طلب ہے کہ ' جولائی میں جانے والوں کا کرایہ جہاز بمبئی سے جدہ تک کے لیے سو روپے ' ۲۶ - اگست تک کے لیے ۱۲۰ ' ۲۷ - اگست سے ۲۵ - ستمبر تک کے لیے - ۱۴۰ ' ۲۶ - ستمبر سے ۱۰ - اکتوبر تک کے لیے ۱۶۰ - روپے کی شرح مقرر

[بقیہ مضمون صفحہ ۸]

نتایج ہیں جو " زپلین " و " مارکونی " و " بیکر " و " ڈکسن " کی صورتوں میں نمایاں ہوکر زمانہ کو مجبور کر دیتے ہیں کہ ہر ایک قسم کی علمی و عملی ترقی میں یورپ کے قدموں پر سر جھکا دے - لیکن کیا ہندوستان میں بھی کوئی ایسا انتظام ہے ' یا گورنمنٹ کی مہربانی سے ہوسکتا ہے کہ ہندوستانیوں کے قرائے عقلیہ آراستہ و مہذب بن جائیں ؟ طومار درس میں اعمال ادراکیہ کے لیے بھی کوئی گنجایش نکلے ؟ قومی زبان ' قومی لٹریچر ' اور قوم کی تاریخ سے بنائے قومیت استوار ہوسکے ؟

(۵)

اسلام نے مسلمانوں کو ہمیشہ ظاہر فریبیوں سے بچنے کی ہدایت کی ہے ' جس قوم پر ہر جانب سے افلاس محیط ہو ' جسے تعلیم کے نا کام نتایج دیکھتے دیکھتے ایک زمانہ گذر گیا ہو ' جس کے لیے عموما اُن مقدمات و مبادی کو محمود بتایا گیا ہو جن سے اُس کی بے خبری میں اضافہ ' اور تنزل میں ترقی ہوتی ہو ' ایسی قوم کا علاج سطحی و سرسری دواؤں سے ممکن نہیں - گورنمنٹ کے حسن التفات کا بے شبہہ قوم کو شکر گذار ہونا چاہیے ' لیکن اگر یہ تعلیمی مشورہ انہیں حالتوں میں نافذ العمل ہو گیا اور اصلی و اساسی دقتیں بدستور برقرار رہیں تو مسلمانوں کو صاف کہدینا چاہیے کہ یہ نام نہاد اجزاے اصلاح اُن کے درد کی دوا نہیں ہیں - اُن سے کسی دوسری جماعت کو خوش کرنے میں مدد لینی چاہیے -

ما بجاے کہ ز جم ماند ' قناعت کردیم
بہ سکندر بدہید انچہ ز دارا ماند

کي- گورنمنٹ بمبئي نے یہ درخواست گورنمنٹ هند کے پاس بهیج دي' جس نے تمام مقامي گورنمنٹوں سے اس باب میں راے طلب کي' بعد میں گورنمنٹ بمبئي کا سفارشنامہ بهی موصول هوا کہ یہ درخواست هر طرح سے منظوري کے قابل هے- ۱۶- مئي سنہ ۱۹۱۳ع کو گورنمنٹ هند نے هر ایک صوبہ کي حکومت کو اس سفارش کي بهي اطلاع دي ' اُن سے راے پوچهي اور اس باب میں علم اسلامي راے سے واقف هونے کي ضرورت ظاهر کي - اسٹیٹسمین نے یہ واقعات ۲۴ - مئي کي اشاعت میں درج کیے تهے ' لیکن دوسرے هي دن ۲۵- مئي کے پرچہ میں صاف تصریح کردي کہ گورنمنٹ بمبئي کي سفارش گورنمنٹ هند نے منظور کرلي هے -

ما کہ باشیم کہ اندیشۂ ما نیز کنند ؟

اسٹیٹسمین کي صاف بیانی سے یہ حقیقت واضح هوگئي کہ گورنمنٹ کي جانب سے اس تجویز کي منظوري کا با قاعدہ اعلان هنوز نهوا' نسهی ' مگر گوشۂ چشم اسي جانب هے' اور اهل حل و عقد کے میل خاطر کي حمایت اس کو حاصل هو چکي هے- یہ سچ هے کہ منظوري کي صورت میں مسلمانوں پر سخت ظلم هوگا ' بے شمار تکلیفیں برداشت کرني هونگي ' بہت زیادہ کرایۂ جہاز دینا پڑیگا ' یہ بهي درست هے کہ مشرقي طبیعتیں اس نشر معدلت کي حقیقت سمجهنے سے بالکل هي قاصر هیں کہ ایک دن استشارہ کے لیے ایک اسکیم شائع کي جاتي هے' اور پهر دوسرے هي دن بغیر اس کے کہ کسي ایک صوبہ کي عام راے بهي دریافت هونے پائے' اسکیم کا تصفیہ بهي هوجاتا هے - گورنمنٹ اپنے سرکاري کاموں کو اجارہ پر دینے کے لیے ترتندر طلب کرتي هے کہ جو شخص یا کمپني کم نرخ پر کام کرنے کیلیے آمادہ هو' اُسي کو یہ کام تفویض کیا جاے ' مگر کرایۂ جہاز کے مسئلہ میں تندر کا نام بهي نہیں لیا جاتا ' اور خود بخود صرف ایک درخواست پر فیصلہ کردیا جاتا هے - هندؤں اور عیسائیوں کے مذهبی تهواروں کے موقع پر ریلوں ٹکٹ لینے والوں کو ایک طرف کے کرایہ میں دونوں طرف کا ٹکٹ مل جاتا هے' اور واپسي کے لیے ایک خاص مدت معین هوتي هے ' لیکن بے زبان و غریب حاجي اس عام رعایت سے بهي محروم رکھے جاتے هیں !!

ان حالات کے هوتے هوے کون کہسکتا هے کہ جب تک هندوستان میں هندوستانیوں کو حکومت میں شریک هونے کا موقع نہ ملیگا اور سلف گورنمنٹ اپني اصلي صورت میں حاصل نهوگي ' اُس وقت تک کبهي بهي هندوستان کي ضرورتوں پر لحاظ ممکن هے ؟ اور کیا صرف قانون کي نمایشي مجلسوں سے ملک اپنے فوائد و مصالح کي حفاظت میں کبهي کامیاب هوسکتا هے ؟

هفتۂ جنگ

۲۷ مئي کي صبح کو سر ایڈورڈ گرے وکلاء بلغان سے علحدہ علحدہ ملے' اور یہ اطلاع دي کہ صلح نامہ میں مباحثہ کي مزید گنجایش نہیں' جیسا اسوقت هے' اسي پر دستخط هونا چاهیے اِسکے جواب میں بلغاري وکیل نے دستخط کے لیے مستعدي ظاهر کي -

سروي اور یونانی وکلاء نے جواب دیا کہ چونکہ دول کا لہجہ بالکل غیر مترقبہ هے اسلیے هم کو اپني اپني حکومتوں سے مزید تعلیمات ضروري حاصل کرنا چاهیں -

لہجہ کي استقامت وکلاء و نیز جمهور (پبلک) دونوں کے لیے حیرت انگیز هے -

۲۸ - کے تار میں بیان کیا گیا هے کہ سرویا اور یونان کو یقین دلایا گیا هے کہ یورپین مجلس میں جب تفصیلات زیر امتحان آئینگی تو انکو اپنے مصالح کي مدافعت کے لیے شریک کیا جائیگا -

۲۹ - مئي کي دوپهر کو سر ایڈورڈ گرے نے تمام وکلاء کو اطلاع دیدي کہ کل عہد نامہ پر ضرور دستخط هو جانے چاهیں - شام کو ایک با قاعدہ دعوت نامہ تمام وکلا کے پاس بهیجا گیا -

جسمیں یہ فرمایش کي گئي تهي کہ کل سینٹ جیمس میں ۱۲ - بجے عہد نامہ پر دستخط کے لیے سب جمع هوں -

حسب دعوت سب لوگ سینٹ جیمس میں جمع هوے - سر ایڈورڈ گرے نے ایک تقریر کي جسمیں صلح پر شاہ جارج کي تهنیت و تشفي کا اظهار کیا ' اور کہا کہ " اس احساس میں تمام دول شریک هیں ' جو گو ان تک نا طرفدار رهیں (!) مگر انکي یہ خواهش تهي کہ بعرض اطمینان یورپ میں پهر امن واپس آجائے "

اصل صلحنامہ کے دستخط میں تو صرف چند منٹ لگے ' مگر چند اور ضمیموں اور مسودوں پر بحث میں آدهہ گهنٹہ صرف هوگیا -

اطالی ایلچي نهایت میں اس دفعہ پر تهنیت آمیز تقریریں کي گئیں' اور یہ تجویز کیا گیا کہ سر ایڈورڈ گرے کي خدمت انکي ان تهک محنت پر مبارکباد کا تار بهیجا جاے -

اسعد پاشا -

جس نے البانیا کي فرمانروائي کا اعلان کیا اور جسکا وجود اتنک ایک طلسم اوهام هے

الهلال

٢٨ - جمادی الثانیہ ١٣٣١ هجری

خم گو سر خود گیر کہ خم خانہ خراب است

مسلمانان هند اور گورنمنت کي تعليمي حکمت عملي

وما انخفضوا کم برفعوکم و انما
رأوا حفضکم طول الحیاۃ لہم رفعا

والذین کفروا اعمالھم کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمآن ماء حتی إذا جاءہ لم یجدہ شیئاً و وجد اللہ عندہ فوفاہ حسابہ و اللہ سریع الحساب (٢٤ : ٣٩)

جو لوگ منکر ھیں، اُن کے کام ایسے ھیں جیسے جٹیل میداں میں ریت - کہ پیاسا اُس کو دور سے پانی سمجھکر دوڑتا ھے، مگر جب اُس کے پاس آیا تو کچھہ بھی نہ پایا، پایا تو اللہ کو اپنے مربب پایا جس نے اُس کا حساب چکا دیا، اور اللہ جلدی حساب کردینے والا ھے -

"تعلیم صحیح ایک ایسے درخت کے مساوی ھے جو کسی بہرے کنارے اپنی تناوری وسرسبزی کی بہار دکھا رھا ھو - یہ درخت کس چیز سے پیدا ھوا ھے؟ ایک دانے اور حقیر سے بیج نے اس کو درخت بنایا ھے، جو درخت کے تمام اعمال و خواص پر حاوی ھے، اور جو اس وقت خاک میں چھپا ھوا ھے - انسان بھی اسی درخت کے مشابہ ھے - بچوں میں دیکھو، وہی تمام قوتیں مخفی و مستور ھیں، جو اُس کی زندگی میں نمایاں ھوتی ھیں - انسان کی تہذیب صرف ادبی و اخلاقی حالت کا نتیجہ ھے - اور کچھہ نہیں"

(هربرٹ سپنسر)

ھندوستان کی تعلیمی رفتار نے دماغی قوی پر جو ناگوار اثر ڈالے ھیں، طبیعتیں جس طرح کند ھوگئی ھیں، اُبھرنے والی فطرتی طاقتوں پر جو گراں بار دباؤ پڑا ھے، مواقع ذھنیہ کی پامالی میں جیسی دست درازیاں اُس نے کی ھیں، اُس کی خارجی مظاھر اگر کوئی ھو سکتی ھے، تو "رابرٹ جسگرڈ" اور اُس کے بھائی "راجر" کی وہ حکمت عملی، جس کے رو سے ایک طرف تو سنہ ١٠٧١ ع میں جزیرۂ اطالیہ کی عربی سلطنت پامال کرکے اسلامی دنیا سے عربوں کے تعلقات ھمیشہ کے لیے منقطع کردیے گئے، اور دوسری طرف اس خیال سے کہ ملک کی تمدنی و صناعی و علمی اھمیت کے اجزائے عظمیٰ اُن دنوں صرف عرب تھے، اُن کو یہ اختیاری رعایتیں بھی دی گئیں کہ مسیحی گورنمنٹ کی نگرانی میں اُن کی تعلیمگاھیں برقرار رھیں، جن میں ان کی اولاد کو ایسی تعلیم، جو منشاے حکومت کے مطابق ھو، سرکاری خرچ پر دی جاے - اُس وقت تو ان مراعات کی قدر و قیمت کا عام اعتراف ھوا تھا لیکن حکومت نے جو سیاسی دستبردیں ان کے ساتھہ وابستہ کر رکھی تھیں، قومی ترقی کے لیے وہ اس قدر مہلک ثابت ھوئیں، کہ قومیت میں رو بروز اضمحلال آتا گیا اور آخر یہ حالت ھوگئی کہ تورّے ھی زمانے میں عرب یا تو بالکل ھی فنا ھوگئے یا کچھہ رھے بھی تو نصرانیت کی تہذیب نے اُن کو اپنے اندر مدغم کرلیا!

ھمارے ملک میں اصلاح تعلیم کا خیال تو گورنمنٹ کو اب ھوا ھے اور خاصۃً مسلمانوں کے متعلق ابھی ٢- مئی سنہ ١٩١٣ع کو تعلیمی سرکلر شائع کیا گیا ھے، لیکن یورپ میں اس کی ابتدا اُنیسویں صدی کے سر آغاز سے ھوئی ہے - ھنری بسٹالوزی پستالوزی متوفی سنہ ١٨٢٦ ع (جس کے الفاظ اس مضمون کے طغراے عنوان ھیں) تہذیب نظام درس کے عوامل محرکہ میں پہلا شخص تھا - وہ ایک مقام پر لکھتا ھے:

"آجکل تعلیم کے جو طریقے رائج ھیں اُن کے اتباع نے یورپ کو بڑی سخت غلطی میں مبتلا کر رکھا ھے - غلطی ھی نہیں وہ اب اپنے سامان ھلاکت میں ھے - ایک طرف تو وہ اعلیٰ درجہ کے علوم و فنون و صنایع میں ترقی کے فلک العرش پر پہونچ گیا ھے، اور دوسری جانب تعلیم طبیعی کی وہ بنیاد ھی کھو بیٹھا ھے جس کا مدعا یہ ھے کہ سب کو ایک تعلیم دینی چاھیے، اور سب کی تعلیم اُن کے ذوق طبعی کے موافق ھونی چاھیے - صحیح معلوم نہیں کہ یورپ کی طرح دنیا کا کوئی اور حصہ ترقی کے اس درجہ تک بلند، اور پھر ھبوط کے ایسے قعر میں گر گیا ھو - ھمارے دراعظم کی یہ حالت اُس مجسمہ کے مشابہ ھے جس کی تصویر پیغمبروں نے کھینچی تھی کہ اُس کا سر تو سونے کا ھے مگر پاؤں (جس پر یہ سر قائم ھے) ٹھیکری کے بنے ھیں! یورپ نے اپنے ان تعلیمات کے ذریعہ سے قوم کو معیشت و آلت و دانائی و حکمت و مدرکات و جذبات کے لباس سے برھنہ کرکے، اُس کے دماغ میں پستی سے وحشت، ایمان سے تنفر، اور توھمات و خرافات سے دلچسپی پیدا کر رکھی ھے - اس خلل کا سد باب میری راے میں یہ ھے کہ سطحی تعلیم کو ترک کرکے عقلی و ذھنی تعلیم کو ترقی دی جاے، اور حقیقی معرفت کے مصدر و منبع کی جانب رجوع ھو"-

یہ وہ الفاظ ھیں، جو یورپ کی تعلیمی حالت کے متعلق کہے گئے تھے، جس کی علمی ترقی اُس زمانہ میں بھی مسلم تھی، مگر صد حیف ھے ھندوستان پر، جو اس طویل و عریض انگریزی عہد حکومت میں علم کے صحیح مفہوم تک سے آشنا ھونے نہ پایا!!

حال میں تعلیم کی نسبت جو سرکاری سرکلر شائع ھوا ھے، اس نے مسئلہ تعلیم و اصلاح کو از سر نو چھیڑ دیا ھے -

مسلمانوں کی قومیت کے آجکل جو مخصوص ترکیبی عناصر ھیں، اُن سب میں شکر گزاری و ممنونیت کا عنصر ھر ایک پر غالب ھے، اور یہی وجہ ھے کہ سرکلر میں گورنمنٹ کی جانب سے جس سلسلۂ احسان کا اعلان ھوا ھے، اُس کی سعت پذیری کے جذبات سے تمام قوم کے سینے لبریز ھو رھے ھیں - یہ احساس واقع میں قابل تعریف ھے اور بہبود عامہ کی دلیل میں حکومت کا جو قدم آگے بڑھے، رعایا کا فرض ھے کہ اسکا خیر مقدم بجا لاے، اور اُس کی قدر واقعی عزت کرے، لیکن جب اس کی اشاعت سے خود گورنمنٹ کا مدعا یہ ھے کہ نفاذ احکام سے پیشتر استشارہ و استصواب کرکے مسئلہ کو منقح کرلیا جاے، تو کوئی وجہ نہیں کہ اس باب میں آزادی سے بحث نہو، اور عام راے کو اصلی معدن میں آشکارا نہ کیا جاے؟

عہد قدیم کے ایک گورنر عجمی نے ایک نامور عرب (حنظلہ بن صفوان) سے ایک مرتبہ پوچھا تھا کہ " حسن اور حسین (یعنے حضرت امام حسن و امام حسین رضي الله عنهما) کس پیغمبر کی لڑکیاں تھیں ؟ " اُس نے جواب دیا کہ " خدا کے لیے اس ایک جملہ میں کوئي ایک بات تو درست کہي ہوتي " یہ بحث ضروري نہیں کہ اس واقعہ میں اور موجودہ سرکلر میں کس حد تک مماثلت موجود ہے ؟ البتہ اس حقیقت کو بے نقاب کر دینا ضروري ہے کہ سرکلر کي خامیاں پختہ مغزاں نقد و نظر کے لیے نہایت مایوسي کا باعث ہوئي ہیں -

(۱) اسلام اور تعلیم میں قدرتي لزوم ہے ' اس لیے ہر ایک مسلمان کي یہ خصوصیت ہوني چاہیے کہ وہ سب سے پہلے تعلیم یافتہ ہو - عہد رسالت میں صرف اظہار ایمان ہي پر قناعت نہ تھي ' بلکہ یہ بھي تقید تھا کہ ہر ایک مسلمان بقدر میسور قرآن کریم کي تعلیم بھي ' کہ اُس زمانہ میں وہي ایک تعلیم تھي ' حاصل کرے - اس کے لیے اتنے ترغیبي احکام تھے کہ ضروریات زندگي کے اہم اوصاف ' حتی کہ بیع و شرٰی اور مہر نکاح تک میں ادائے معاوضہ کي ایک صورت یہ بھي تھي کہ قرآن کي تعلیم دینے سے یہ حق ادا ہوجاتا ہے - اس خصوصیت پر غور کیجیے اور پھر یہ دیکھیے کہ اعلی تعلیم تو معدوم ہے ہي ' ابتدائي تعلیم میں بھي مسلمان کتنے پیچھے ہیں ؟ با این ہمہ سرکلر میں بیان کیا جاتا ہے کہ ابتدائي تعلیم میں مسلمانوں کي جماعت ہر طرح فوقیت رکھتي ہے -

(۲) ہندوستان کے عام طبقات و عناصر میں اگر زبان اُردو کي عمومیت کو بحث میں نہ بھي لایا جاے ' جب بھي اس قدر ماننا پڑیگا کہ تمام اقطاع کے مسلمانوں میں اُردو سمجھي جاتي ہے ' علمي پہلوے ہر جگہ اسي زبان کي حکومت ہے ' اور جہاں دوسري زبانیں رائج ہیں وہ بھي اصل میں زبان نہیں ہیں ' بلکہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ زبان کے لہجے ہیں ' اور اُن میں بھي اُردو دخیل ہے - پھر بھي گورنمنٹ کي راے ہے ' کہ " بہت سے اقطاع ایسے ہیں جن میں مسلمانوں نے اُردو کا استعمال بالکل ترک کردیا ہے "

(۳) یہ درست ہے کہ اُردو کے علاوہ دوسري زبانوں کے ذریعہ سے انگریزي تعلیم حاصل کرنے میں مسلمانوں کو سخت سے سخت زحمتیں برداشت کرني پڑتي ہیں ' اور یہ بھي سچ ہے کہ غالب تعداد کے مدارس ثانویہ (سیکنڈري اسکولوں) کا انتظام بہت کم مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے ' لیکن اس کا علاج صرف یہ بتایا گیا ہے کہ " مسلمانوں کے لیے خاص خاص کالج و اسکول قائم کرنے سے یہ دقتیں جاتي رہینگي " سوال یہ ہے کہ ان مخصوص درسگاہوں کا سلسلہ اتنا وسیع تو ہوگا نہیں کہ تمام اسلامي آبادي کے لیے کافي ہوسکے ' لا محالہ عام درسگاہوں کے ذریعہ سے یہ کمي پوري کرني پڑیگي - پھر ان درسگاہوں میں یہ مشکلیں کیوں کر آسان ہونگي ؟

(۴) مدرسۂ عالیہ کلکتہ ' اسلامیہ کالج لاہور ' اور اسلامي اسکولوں کي اصلاح کي تجویز پیش کي گئي ہے ' جو نہایت عمدہ بات ہے - اگر اس تجویز پر قابل و تجربہ کار مصلحوں کي اعانت سے عمل درآمد ہوا ' اور تعلیمي و انتظامي معاملات میں مسلمانوں کي آزادي سلب نہوئي ' تو بے شبہہ یہ ایک بہت ہي کامیاب و معقول صورت ہوگي ' مگر خوفزدہ پبلک کے اس اعتراض کا کیا جواب ہے کہ ہوگلي کالج ' حسین آباد اسکول ' اور میرزا محسن مرحوم کے وقف اسٹیٹ کے لیے بھي ابتدا میں تحریک اصلاح ہي پیش ہوئي تھي ' مگر اصلاحي مداخلت نے تھوڑے ہي دنوں میں ان سب کے نظم و نسق سے مسلمانوں کو بے دخل کر دیا - نیشنل اسکول اعظم گڑھ اور کاظمین اسکول لکھنؤ اسي بہانہ سے تڑپ رہے ہیں ' اور اسي مادہ کي اصولي صورت گرمي ہے جس نے مدرسۃ العلوم کي حکومت میں غیروں کو مسلمانوں کي جگہ صاحب نفوذ و حکومت بنا رکھا ہے -

(۵) پراونیشل انتظام کے ذریعہ سے اسلامي ہوسٹلوں کي تجویز نہایت مبارک ہے ' لیکن کیا حقیقت میں یہ ہوسٹل غیر سرکاري مسلمانوں کے ہات میں ہونگے ؟ کیا واقع میں اسلامي خصوصیات کے مطابق یہاں تہذیب نفس کا انتظام ہوگا ؟ اور کیا بغیر ان باتوں کے ہوسٹلوں سے کسي مفید و سودمند نتیجہ کي امید حق بجانب ہو سکتي ہے ؟

(۲)

اب ان اصلاحات کا مقابلہ یورپ کي تعلیم و طرز تعلیم سے کیجیے جس کو ہندوستان کي تعلیمي زندگي کے لیے مثال و نمونہ کے طور پر ہمیشہ پیش کیا جاتا ہے ' اور یونیورسٹي کے ہر ایک کانوکیشن میں ہندوستانیوں سے اُسي کے اتباع کي خواہش کي جاتي ہے - اس تعلیم کے خاص خاص اصول یہ ہیں :

(۱) تعلیم اُس خارجي ترقي کا نام نہیں ہے جو انشا و لغت و ادبیات کي سطحي معلومات پر قائم ہو ' اصل میں تعلیم اُن مخفي قوتوں کے اظہار کا نام ہے جو فطرت نے انساني طبیعت میں ودیعت کي ہیں - علم النفس (سائکالوجي) کے اصول پر آج یورپ میں جس تعلیم کا رواج ہے اُس کا مدعا یہي ہے کہ ان خیالات کو علمي صورتوں میں لاکر درسگاہ عمل کا ایک جزو بنا دے -

(۲) تعلیم کا پہلے یہ انداز تھا کہ علم کو محنت و کوشش سے حاصل کیا جاے اور انسان کو محنت و کوشش کا خوگر بنایا جاے - اب یہ اسلوب ہے کہ تعلیم کا نقطۂ مرکزي صرف نفع ستاني و نفع رساني ہے -

(۳) تعلیم کي بنیاد یہ ہے کہ نقد و اختبار و توسیع معلومات کے ذریعہ سے انساني قوی کو ترقي دیجائے -

(۴) درسگاہوں میں طرز تعلیم کي اصلاح کي جائے اور درس دینے والوں کو نمونۂ تہذیب بنایا جاے ' تا کہ وہ اپنے فرایض کو نہایت کامیابي سے ادا کر سکیں -

(۵) تلامذہ کے ساتھ مہرباني کا برتاؤ ہو ' اُن کي ذہني و عقلي و دماغي حالتیں ملحوظ رہیں ' اور درس میں ہر ایک متعلم کي منفعت و مذاق طبیعت کو زیر نظر رکھا جاے -

(۶) ابتدائي تعلیم کا پورا پورا اہتمام ہو -

(۸) تعلیم کا مقصد افراد کو ترقي یافتہ بنانا ہو -

(۸) تعلیم کے لیے فرض ہے کہ ایسے طرز و طریق پر دي جاے کہ دنیا کا ہر ایک فرد اپني عقلي مقدرت و طبعي استعداد کے مطابق خاطر خواہ ترقي کر سکے -

کیا کہا جاسکتا ہے کہ ہندوستان میں کہیں بھي ان باتوں کا نام و نشان ہے ؟ وہ تعلیم جسکي بنیاد محض گورنمنٹ کي مخصوص ضرورتوں کے لیے پڑي ہو ' جس کے نصاب حقیقت میں ' وضع و افتاد میں ' اسلوب و پرداز میں ' استعداد کا جوہر ہر ایک چیز پر غالب ہو ' جسکا منشاے عمل ہي یہ ہو کہ تعلیمي ڈگریاں ' غلامي کي ذلیل زندگي بسر کرنے کا آل تمغا ثابت ہوں ' جو افراد کے دماغي تنزل کو ترقي دینا چاہتي ہو ' جو عقلي مقدرت و طبعي استعداد کے دبانے کو رکھنے کي حامي ہو ' جس کے احکام فیصلہ

کر چکے ہیں کہ ہندوستان کے لیے پرائمری ایجوکیشن کا لزوم سرد مد نہیں ہے ' جس کے ذریعہ سے انشا و لغت و ادبیات کی سطحی معلومات میں بھی کامیابی نہوتی ہو ' جس کا خاص نتیجہ یہ ہوتا ہو کہ فطرت انسانی کی مخفی طاقتیں کسی حالت میں بھی ظہور پذیر نہو سکیں ' جس کے انداز درس میں نقد و اختبار و توسیع معارف کی گنجایش ہی نہ رکھی گئی ہو ' جہاں درس دینے والے اپنے فیشن کے لحاظ سے بہترین نمونۂ تہذیب ' اور اپنے کیرکٹر کی بنا پر بد ترین تمثال بربریت و وحشیت نظر آئیں ' جو اساتذہ کو تلامذہ کے ساتھ دلسوز آفریں خشونت کا برتاؤ سکھاتی ہو ' جو ایک عجیب و غریب معنی میں اصول مساوات کی اس شدت سے پابند ہو کہ طلبہ کی ذہنی و عقلی و دماغی حالتیں خواہ کیسی ہی مختلف ہوں ' اور ہر ایک کے درق طبیعت میں چاہے کتنا ہی تباین محسوس ہوتا ہو ' مگر سارے گلے کو ایک ہی لٹھ سے ہنکایا جائے ' اور تمام طبقات مختلفہ کو ایک ہی قسم کی بے نمک تعلیم دی جائے ' ایسی تعلیم اور اس تعلیم کا اصلاحی منشور (سرکلر) ' اگر کسی قوم کی کامیاب زندگی میں معاون ہو سکتا ہے ' تو ہم کو تسلیم کرنا چاہیے کہ فطرت نے نتایج میں غلطی کی ' ورنہ محکوم مسلمانان سسلی کے لیے وہاں کی مسیحی گورنمنٹ کو فرمان مراعات کو اصل میں آیۂ رحمت ثابت ہونا چاہیے تھا !!

(۳)

یورپ میں طرز تعلیم کے کیا اصول ہیں ؟ اس کا معیار حقیقت یوں قائم کیا گیا ہے :

(۱) طرز تعلیم میں اصلی چیز نقد و نظر ہے -

(۲) ہر ایک شاخ میں درس کی ابتدا سادہ و سرسری اصول سے کرکے دقیق مسائل تک اس کو بہ تدریج پہونچانا چاہیے -

(۳) مسئلہ جب تک منقح ہوکر متعلم کے ذہن نشین نہو جائے معلم کو آگے نہ بڑھنا چاہیے -

(۴) طرز تعلیم کو صرف عقل کے ترقی دینے والے مسائل کے دائرہ میں محدود رہنا چاہیے - مباحث علمیہ کے دوران میں دماغوں پر غیر علمی تسلط بٹھانا ' یا علمی اصول میں مذہبی تحقیق کو خلط و ملط کردینا ' دماغ کے لیے ایک تشویش آفریں چیز ہے -

(۵) تلامذہ کی شخصیت قابل احترام ہے -

(۶) تعلیم کا یہ نتیجہ ہونا چاہیے کہ انسان میں جو قوتیں مخفی ہیں ' وہ آشکارا ہوجائیں - یہ نتیجہ نہونا چاہیے کہ دل میں نئی قوتیں ڈال دی جائیں -

(۷) قوت کو معلومات ' اور دماغ کو تعلیم سے آمیزش دینی چاہیے -

(۸) معلمین و متعلمین کے مابین جو بزرگانہ تعلقات ہوں ان کی عمارت اس داغ بیل پر تعمیر ہونی چاہیے ' جس کی بنیاد دراصل تعلیم رسالت نے ڈالی تھی کہ " لیکبر کبیرکم و لیرحم صغیرکم " (تم میں جو بڑے ہوں ان کی بزرگ داشت کی جائے ' اور جو چھوٹے ہوں ان کے ساتھ مرحمت و مہربانی کا برتاؤ ہو)

(۹) طرز تعلیم کی خاص غرض تہذیب نفس سمجھنا چاہیے -

سوال یہ ہے کہ گورنمنٹ کی نظارۃ معارف (سررشتۂ تعلیم) میں کیا اسی طرز پر تعلیم دی جاتی ہے ؟ اور کیا مرجوعہ اصلاحی منشور بس دل آویز و خوشگوار توقع کی ضمانت ہوسکتا ہے کہ اسکولوں اور کالجوں میں اب انہیں اصول پر تعلیم دیجا یا کریگی ؟ سرکلر میں جب ان ترقعات کی تکمیل کا نام و نشان ہی نہیں ہے ' جب طرز تعلیم میں نقد و نظر سے علاقہ ہی نہیں رکھا گیا ' جہاں مسائل کے افہام و تفہیم کے لیے کوئی اسلوب تدریج ہی نہو ' مباحث درسی کو طلبہ سمجھیں یا نہ سمجھیں مگر درسگاہ کی حاضری پوری ہوجائے ' مدرسین کا صرف یہ فرض ہو کہ مقدار مقررہ تک کے لیے اپنے روزانہ لکچروں کا وظیفہ پورا کردیا کریں ' عقلی ترقی کے معرکات سے علاقہ نہو ' تلامذہ کی شخصیت کا احترام غیر ضروری سمجھا جائے ' کوشش کی جاتی ہو کہ اس طرز تعلیم سے متعلمین کی بہترین مخفی قوتیں مخفی تر ہوجائیں ' ان کے دلوں میں نئے نئے قسم کے قوای استعداد پیدا ہوں ' تہذیب نفس کی غرض تدنیس قلب سے آلودہ رہے ' متعلمین و معلمین کے مابین اکثر اوقات میں خاص قسم کے تعلقات رہا کریں ' تو پھر ان حالات میں یہ اصلاحی نمایشیں کیا مفید ہوسکتی ہیں ؟ اور ان پر شکریہ کے رزولیوشن پاس کرنے کے کیا معنے ہیں ؟

یورپ کی بیشتر مسیحی طاقتوں نے دنیاے اسلام کو جن ہولناک و ہلاکت افزا مصائب کا آماجگاہ بنا رکھا ہے ' اس کے زخم ایسے ارچھے نہیں ہیں کہ معمولی مرہموں سے مندمل ہوجائیں - وہ قوم جس کو فنا کرنے کی علانیہ تدبیریں ہو رہی ہوں ' اگر ترقی اصلاح کی سرسری تجویزیں ہی اس کو پامال ہونے سے بچاسکتی ہیں ' تو کوئی شک نہیں کہ شیخ شیرازی کی

" خانہ از پاے بست ویران است "

والی حکایت میں :

" خواجہ در بند نقش ایوان است "

کی صدا کاری ' مکان کو انہدام سے محفوظ رکھنے کی سب سے اچھی ترکیب رہی ہوگی -

(۴)

یہ وہ اصول ہیں جن پر ممالک یورپ کی ہر ایک درسگاہ میں عمل درآمد فرض ہے ' اور جن کے طریق عمل میں بہت کم اختلاف پیدا ہوے ہیں ' لیکن اب کچھ دنوں سے فرعیات میں بعض اور اصلاحیں شروع ہوگئی ہیں ' جن کے اہم پہلو یہ ہیں :

(۱) تعلیم و طرز تعلیم سے خاص غرض یہ تھی کہ تلامذہ کے قواے عقلیہ آراستہ ہوجائیں ' لیکن اس کی کوئی سہل الوصول ترکیب متعین نہ تھی - اب اس کی یوں تحدید کی گئی ہے کہ صرف اعمال ادراکیہ سے اس میں کامیابی ممکن ہے -

(۲) مصلحین نے اب تک طبیعیات کی تعلیم مقدم رکھی تھی یہ تقدم تو اب بھی بک گونہ مسلم ہے ' اور عملی دنیا میں سب سے زیادہ فزیکل سائنس ہی کو فروغ دینے پر زور دیا جاتا ہے ' مگر اہل نظر کی راے میں قومیں عموماً زبان کی ترقی یا تنزل سے بنتی بگڑتی ہیں ' اس لیے ادبیات کی تعلیم کو طبیعیات پر ترجیح حاصل ہے -

(۳) پہلے جغرافیہ و حساب و سائنس کے درس پر زیادہ اصرار تھا ' لیکن اب اس کی جگہ زبان و ادب و تاریخ کو ملی ہے -

(۴) اب تک تعلیم نفسی کی حمایت کی جاتی تھی ' قدیم فلسفۂ عقلیہ کی تعلیم سے انکار تھا ' لیکن اس کی قائم مقام کوئی اور چیز نہیں رکھی گئی تھی - اب یہ جگہ فزیکل سائنس سے معمور کی گئی ہے ' جسکے لیے پہلے صف اولین میں ممتاز گنجایش نکالی گئی تھی -

یہ اصلاحیں اصولی و عمومی حیثیت سے یورپ میں تسلیم کرلی گئی ہیں ' اور اب ایک مدت سے یورپ کے تمام اسکولوں ' کالجوں ' اور یونی ورسٹیوں میں یہی اصول زیر عمل ہیں ' اور انہیں کے وہ

[بقیہ مضمون کے لیے صفحہ ۲ ملاحظہ ہو]

مقالات

دولة بني امية اور الهلال

الله الله في اصحابي - حير القرون قرني - بدعات و محدثات امويه - خلفاء راشدين ' ملك عضوض - و ما يناسب ذلك -

(۲)

حديث " حير القرون "

آپنے چونکہ قرون اولی کا لفظ لکھا ہے ' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غالباً وہی مشہور حدیث مراد ہے ' جس کو امام مسلم اور ترمذی نے عمران بن حصین سے باختلاف بعض الفاظ روایت کیا ہے کہ " خير الناس قرني ' ثم الذين يلونهم ' ثم الذين يلونهم " ترمذی کی روایات میں " حير الناس قرني " اور " خير القرن الذي بعثت فيهم " بھی ہے ' اور بعض میں " حير القرون قرني "

حاصل سب کا یہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا " بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے ' پھر اسکے بعد کا ' اور پھر اسکے بعد کا "

قرن کے مفہوم کے تعین میں محدثین نے غور و خوض کیا ہے- لیکن چونکہ دوسری حدیث " الخلافة بعدي ثلاثون سنة " (خلافت میرے بعد صرف تیس برس تک ہے) موجود ہے ' اسلئے یقیناً اس حدیث میں قرن سے مراد دس برس کا زمانہ مراد ہے ' اور مقصود یہ ہے کہ بہترین دہ سالہ دور آنحضرت کا تھا ' اسکے بعد دوسرا عشرہ ' اور اسکے بعد تیسرا ' جسکے بقیہ چھ مہینے حضرت حسن بن علی علیہما السلام کی خلافت سے پورے ہوگئے اور پھر زمانہ شر و فتن کا شروع ہوگیا -

پس گذارش ہے کہ جس زمانے کی نسبت میں نے محدثات و بدعات کی ابتدا لکھی ہے ' اس سے خیرون القرون کی شہادت کو کیا تعلق ؟ آپ صحیح اس طرح کے خلط بیان سے کیوں تعجب و تحیر میں مبتلا کرتے ہیں ؟ کہاں خیر القرون کا زمانۂ خیریت و افضلیت ' اور کہاں دور امویہ و مروانیہ کے قرون جور و تسلط و ملک عضوض ؟ حیر القرون کا عہد میمون تو بنی امیہ کی حکومت سے پیشتر ہی ختم ہوگیا تھا ' اور فی الحقیقت وہی دور اسلام کی تعلیم کا اصلی نمونہ ' اور اسکی عمر کا حاصل و مآل زندگی تھا -

میں یقیناً اس زمانے کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے سد باب کا پہلا دن ' اور محدثات و بدعات کی گرم بازاری کا آغاز عہد قرار دیتا ہوں ' جسکی نسبت اسی حدیث کے بقیہ ٹکڑے میں سرور کائنات نے پیش آنے والے امور کی خبر دی تھی ' اور جس کو جناب نے عالباً بعیال ایجاز و اختصار چھوڑ دیا ' مگر میں (کہ باوجود ارادۂ و سعی اختصار ' مبتلائے اطناب ہو چکا ہوں) اسے چھوڑ نہیں سکتا ' چنانچہ جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے ' فرمایا کہ بہترین زمانہ میرا اور اسکے بعد کا ہے - مگر اسکے بعد :

ثم يأتي من بعدهم قوم ' ایک قوم آئیگی جو محض کثرت
يتسمنون و يحبون مال و جاہ و اکل و شرب ' اور عیش
السمن ' (ترمذی جلد نفس ' اور ادعا و نمایش میں

۲ - ابواب الفتن) مبتلا ہو جائیگی -

اس حدیث کا راوی اول عمران بن حصین ہے ' اور آگے چلکر مختلف رواۃ نے مختلف الفاظ میں روایت کی ہے - چنانچہ ایک دوسری روایت میں بعض الفاظ زائد ہیں -

مثلاً : " يشهدون ولا يستشهدون ' ويخونون ولا يؤتمنون ' ونعشوا فيهم السمن " - ترمذی نے اپنی اصطلاح میں اسکو " حسن صحیح " لکھا ہے -

اور مسلم کی روایت میں ان الفاظ کے بعد " ويندرون ولا يوفون و يظهر فيهم السمن " بھی ہے ' اور اس سے علاوہ نفس پرستی ' عیش پسندی ' اور دولت و جاہ و نمایش کے تدرر و انہماک کے ' عدل و امانت اور ایفاء عہد و اخلاق حسنہ کا بھی اس جماعت میں نہونا ثابت ہوتا ہے -

پس یہی جماعت ہے ' جو حیر القرون کے سی سالہ عہد کے بعد نمودار ہوئی ' اور یہی دور بد آمنہ ہے ' جو " امر بالمعروف کے سد باب کا پہلا دن " تھا ' اور یہی وہ دور محدثات و بدعات ' و فتن و قلاقل ' و شر و فساد امور کا ہے ' جسکی خبر صادق و مصدوق (روحی فداہ) نے اسی حدیث میں ' جو جناب نے استشہاد و استدلال کا عروۃ الوثقی ہے ' صاف صاف الفاظ میں اطلاع دیدی تھی ' اور پھر غالباً یہی ہے ' جسکی اطلاع کلام الہی نے بھی " واتقوا فتنة ' لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة " فرما کر دیدی ہے - صدق الله العلي العظيم ' و صدق رسوله النبي الكريم ' و نحن على ذلك من الشاهدين !!

اعذار ظہور فتن و منکرات

اصل یہ ہے کہ اعذار ظہور فتن ' و تعدد ارمنۂ حدوث و فصلہ کی نسبت اگر سرح و بسط کے ساتھ لکھا جائے ' تو ایک زاہر دھرہ ہے ' اور اسکے متعلق بعض ایسے اہم مباحث ہیں کہ ایک پورا رسالہ چاہئے - اسکی مہلت کہاں اور پھر ضرورت بھی نہیں - آپنے ذکر کردیا ' تو کد کروں ؟ با وجود ارادۂ اختصار و اجمال ' خود بخود بحث بڑھتی جاتی ہے -

اس بارے میں جو احادیث صحاح اور دیگر اسفار حدیث میں مروی ہیں ' اور آثار صحابۂ و تابعین میں اسکی جو تصدیق و تصدیق کی گئی ہے ' اُن سب پر نظر ڈالکر علماء سلف نے اس مسئلہ کو تقریباً حل کردیا ہے - انکا بیان ہے کہ سب سے زیادہ صحیح اور صاف پیشین گوئی اس بارے میں " حير القرون " والی حدیث ہے ' جسکو اس مبحث کا اساس و بنیاد قرار دیتے ہیں اسمیں آنحضرت نے اپنے عہد رسالت ' اور اسکے بعد دو زمانوں کو یکے بعد دیگرے بہترین زمانہ قرار دیا ' اور یہی زمانہ " خلافہ علی منہاج النبوۃ " اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا عہد طلائی تھا - یہ زمانہ امیر معاویہ کی خلافت سے پہلے ختم ہوگیا ' اور اسکی تصدیق اُن احادیث سے ہوتی ہے ' جنمیں بتصریح اسکی اطلاع دی گئی ہے -

چنانچہ " حير القرون " والی حدیث کے مطالعہ کے بعد اُس حدیث کو دیکھیے جسکو صاحب مشکوٰۃ نے باب " الانذار و التحذير " کی تیسری فصل میں درج کیا ہے :

عن ابن بشير عن حذيفة قال : قال (صلعم) تكون النبوة فيكم ماشاء الله ، ثم تكون خلافة على منهاج النبوة ماشاء الله ان تكون ، ثم يرفعها الله ، ثم تكون ملكا عاضاً فيكم ما شاء الله ان يكون ، ثم يرفعها الله ، ثم تكون ملكا جبريه فيكون ماشاء الله ان يكون ، ثم تكون خلافة على منهاج النبوة - قال حبيب : فلما قام عمر ابن عبد العزيز كنت اليه بهذا الحديث اذكره اياه و قلت ارجوان تكون امير المومنين بعد الملك العاض و الجبرية

آنحضرت (صلعم) نے فرمایا : جب تک الله کو منظور ہے ، تم میں وجود نبوت باقي رہے گا ، اسکے بعد منہاج نبوت پر خلافت قائم ہوگي ، اور جب تک الله چاہیگا قائم رہیگی اور پھر اٹھالي جائیگي - اسکے بعد جور و ظلم کي پادشاہت شروع ہوگي اور جب تک منظور الہي ہے ، رہیگي - اسکے بعد محض جبر و تسلط کي حکومت ہوگي ، اور وہ بھي مشیة الہي کے مطابق رہیگی - لیکن اسکے بعد پھر ایک دور خلافت نبوت کے دور کا آئیگا -

حبیب کہتے ہیں کہ جب عمر ابن عبد العزیز تخت خلافت پر بیٹھے ، تو میں نے یہ حدیث انکو لکھکر بھیجي ، اور لکھا کہ مجھے امید ہے کہ آپ اس حدیث کي خبر کے مطابق " ملک عضوض و جبر " کے بعد محض پادشاہ هي نہیں بلکہ امیر المومنین ہونگے !

اسمیں زمانے کي حد نہیں ہے ، مگر ترمذی کي حدیث میں جسکو امام موصوف نے دوسري جلد کے باب الفتن میں درج کیا ہے ، زیادہ تصریح ہے :

عن سعيد بن جمهان - قال ثني سفينة قال قال (صلعم) الخلافة في امتي ثلاثون سنة ، ثم ملك بعد ذالك ثم قال لي سفينة امسك خلافة ابي بكر ، ثم قال : و خلافة عمر ، و خلافة عثمان - ثم قال : امسك خلافة علي ، فوجدناها ثلاثين سنة ، قال سعيد : فقلت له ان بني امية يزعمون ان الخلافة فيهم ، قال كذبوا بنو الزرقاء ، بل هم الملوك من شر الملوك (تامل)

سعید سے روایت ہے کہ سفینہ نے آنحضرت کے اس قول کو روایت کیا کہ " خلافت میري امت میں صرف تیس سال رہیگی ، پھر اسکے بعد محض حکومت اور پادشاہت ہے - اسکے بعد سعید کہتے ہیں کہ مجھسے سفینہ نے کہا کہ حضرت ابوبکر کا زمانۂ خلافت شمار کرو ، میں نے کیا - پھر کہا کہ حضرت عمر و عثمان و علي کا عہد خلافت شمار کرو ، میں نے سب کو جمع کیا تو کل تیس سال ہوے - پھر میں نے کہا کہ یہ تو سچ ہے لیکن بني امیہ جو سمجھتے ہیں کہ ہم بھي خلیفہ ہیں ، یہ کیسي بات ہے ، حالانکہ بموجب اس حدیث اور تمہاري بیان کردہ تطبیق کے خلافت قبل از بني امیہ ختم ہوگئي ؟ اسپر سعید نے کہا کہ مروان کي اولاد نے (یعني بني امیہ نے) کذب بیاني اختیار کي - وہ خلیفہ کہاں ہیں ؟ وہ تو شریر ترین پادشاہوں میں سے پادشاہ ہیں "

ان تمام احادیث کي تطبیق سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ بہترین قرن آنحضرت کا تھا - اسکے بعد شیخین کي خلافت کا - اسکے بعد حضرت عثمان سے لیکر عام الجماعة تک کا ، جبکہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے خلافت سے کنارہ کشي فرمائي - اور پھر اسکے بعد محض " ملک عضوض " اور " ملک جبریہ " کا عہد فتن و فساد شروع ہوگیا ، اور وہي دور بني امیہ ، اور " امر بالمعروف کے سد باب کا پہلا دن " تھا -

یہ امر یہاں ظاہر کردینا ضروري ہے کہ ان احادیث اور نظر انکے ہم مطلب احادیث کي نسبت اس عاجز نے اپنے خاص پیش نظر مباحث سے اس موقع پر کچھہ کام نہیں لیا ہے - چونکہ جناب نے " خیر القرون " کي حدیث کے طرف اشارہ کیا ، اور ان احادیث سے جا بجا استشہاد فرمایا ، اسلیے ضرور ہوا کہ جناب کو احادیث هي کي طرف توجہ دلائي جاے -

پھر یہ کیسي عجیب بات ہے کہ ان احادیث پر جناب نے نظر نہیں ڈالي ، اور اس عاجز کے اتنا لکھدینے پر ، کہ " بني امیہ کے عہد میں بدعات و محدثات کا بازار گرم ہوا " اسقدر مناقشہ و مجادلہ ہوے ؟ کیا جس عہد کي نسبت یہ تصریحات موجود ہیں ، اسکي نسبت صرف کسي موقعہ پر کچھہ اشارہ کردینے کا بھي آج کسي قلم کو حق نہیں ؟ اور کیا ان احادیث سے بالدلل غض بصر کر لینے کي علة دریافت کرنے کي اس عاجز کو اجازت ملیگی ؟

یہ وہ مشہور ترین احادیث تھیں ، جنکو مشکوة وغیرہ میں ہر شخص دیکھہ سکتا ہے - لیکن کیا وہ حدیث بھي جناب کو یاد ہے ، جسکو ترمذي ابواب الفتن کے " باب ما جاء في الشام " میں لائے ہیں ؟ اور جس کو ابن قرہ نے بایں الفاظ روایت کیا ہے کہ " اذا فسد اهل الشام ، فلا خير فيكم " ؟ اور نیز یہ کہ ان احادیث کے متعامل ، تابعین و تبع تابعین و محدثین نے کیا قرار دیے ہیں ، جن میں ظہور فتن و فساد کي تکذیب کر دي گئي ہے ، اور جسے اسعار حدیث کے ابواب میں لکھے ہوے ہیں ؟ مثلاً " سیکون فتن ، القاعد فيها خير من القائم ، و القائم فيها خير من الماشي ، و الماشي خير من الساعي " (متفق علیه)

برادر کرم اس بارے میں کنز العمال کے ابواب فتن ، یا کتب دلائل و خصائص ، مثل خصائص سیوطي وغیرہ کے ابواب اخبار پر ایک نظر ڈال لیجیے ، اور خدارا اسپر تعجب نہ کیجیے کہ بدعات و محدثات کي گرم بازاري دور بني امیہ میں کیونکر تسلیم کي جاسکتي ہے ؟

اگر طبراني و حاکم اور بیہقي اور ابو نعیم اصفہاني وغیرہ کي مرویات پر بھي نظر ڈالي جاے ، تو دور بني امیہ ، حتی کہ بعد از شہادت حضرت فاروق فتنہ و فساد و منکرات و بدعات کے متعلق ایک ذخیرۂ دفاتر و مواد مجلدات کثیرہ موجود ہے (١)

اگے چلکر نفس قدر پر غیظ لہجے میں ارشاد ہوتا ہے :

" بني امیہ لاکھہ برے سہي پھر بھي اپنے بعد والوں سے لاکھہ درجہ اچھے تھے ..... آجکل کے مسلمانوں کو انہیں برا کہنے کا کوئي حق نہیں "

---

(١) احمد و بیہقي اور طبراني نے عروہ بن قیس سے روایت کي ہے : قال انطلق بن وليد ، ان العقل قد طهرت ، قال لها و اس الخطاب حي ، فلا انما نكون نعده -

حافظ سیوطی نے خصائص کبری اور جمع الجوامع میں ایک خاص باب اس عنوان سے باندھا ہے کہ " اخبارہ (صلعم) بالفتنة و ان صنداها قتل عمر " یعنے آنحضرت کي خبر دهي فتنہ کي نسبت ، اور یہ کہ اسکا صندہ حضرت عمر کا شہید ہونا ہے - اس باب کي بنیاد تو بخاري و مسلم کي حذیفہ والي حدیث ہے جو مشہور ہے ، لیکن اسکے علاوہ دیگر سنن و مسانید و معاجم کي حدیثیں بھي کثرت جمع کي ہیں ، جسے کریا استدلال کیا ہے کہ حضرت عمر کي وفات کے بعد ہي فتنہ شروع ہوگا ، اور انکا وجود ایک دیوار درمیان امن و فتن کے ہے - غور کیجیے تو شہادت حضرت عثمان اور پھر جنگ صفین وغیرہ کے وہ مقاتلات ، جنکي نسبت لڑائیوں میں روایت مشہور ستر ہزار صحابہ و مسلمین قتل ہوے ، اور جنمیں ٢٠ سے زیادہ صحابۂ شرکاء بدر بھي تھے ، در حقیقت اسلام کے ابتدائي عروج کیلیے ایسا شدید فتنہ تھا ، جس سے بڑھکر اور کیا ہوسکتا ہے ؟ یورپ کے مورخ حیران ہیں کہ باوجود ایسے مقاتلات عظیمہ کے مذکور اپنے عہد ابتدائي میں اسلام کي ناقابل توڑ قائم رہي ، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف تائید الہي و نصرت غیبي کا اعجاز تھا - (منہ)

مخدوما ! ان دو سطروں میں کئي غلطیاں هیں - اول تو " لا یاتي علیکم زمان الا الذي بعده اشر منه " کا یه مطلب هرگز نهیں هے که هر مقدم موخر سے افضل هو - مفصود من حیث القوم اور من حیث الاکثر هے ' اور اسمیں کوئي شک نهیں که بني امیه کے زمانے میں جمیعة اسلام اور ممالک اسلامیه اپنے بعد کے زمانے سے هزار درجه بهتر تهے - عرب کي اصلي سادگي اور ارادي هر شے کے اندر نمایاں تهي - صحابه و تابعین و تبع تابعین کا گروه عرصے تک موجود رها - عام خاندان اهلبیت مطهره اور ائمهٔ اهل بیت علیهم السلام یکے بعد دیگرے موجود رهے - مسلمانوں کے اندر ولوله اسلام اور جوش فتوحات بالکل تازه اور عروج پر تها ' وغیره وغیره - لیکن چونکه فتنه و فساد کے جراثیم پیدا هوچکے تهے ' اسلیے وه بتدریج بڑهتے گئے ' اور هر آنے والا زمانه گذشته زمانے سے بدتر هوتا گیا - یهاں تک که جو هوے تها هوا ' اور آج جو حالت هے وه ظاهر هے -

پهر " برا کهنے " کے حق کي نسبت بهي حدود مقرر کرنے چاهئیں ' ورنه سیاه و سفید کي تمیز اٹهه جایگی - " الحب فی الله والبغض فی الله " تمام اعمال و افعال میں مسلمانوں کا محور اعمال هے ' اور اچهے اعمال کو اچها سمجهنا ' اور برائي کو خواه وه کسي عهد میں هوئي هو ' برا یقین کرنا ' ایک ایسي شے هے ' جسکا خود همارے اعمال و خصائل پر اثر پڑتا هے - اشخاص کي بحث خود بخود پیدا هوجاتي هے ' جسکه اعمال پر نظر ڈالي جاتي هے - یزید کے مظالم پر بعد کو آنے والے کیوں فریادي هیں ' حالانکه آپکے اصول کے مطابق تو " لا یاتي علیکم زمان الا الذي بعده اشر منه " ؟ ؟

اطلاق لفظ فسق و ظلم نسبت بني امیه

(۹) بهت زیاده تاسف جناب کو اُس مضمون کي " خون سے شرابور سرخي " پر هے ' اور اسپر ' که بني امیه کی طرف ظلم و فسق کو کیوں نسبت دي گئي ؟ حد ' اور تمام باتوں کو جانے دیجئے - آپ ترمذي کي اُس حدیث کي نسبت کیا کهتے هیں ' جو اوپر گذر چکي هے ' اور جسمیں سفینه کا بني امیه کي نسبت یه قول نقل کیا هے که " بل هم ملوک من شر الملوک " ؟ ؟

قاتلین عمار بن یاسر

پهر اُن احادیث مشهوره (اور بقول سیوطي متواتره) کي نسبت کیا ارشاد هوتا هے ' جنمیں حضرت عمار بن یاسر کي شهادت کي خبر دي گئي تهي ' جو جنگ صفین میں اهل شام کے هاتهوں شهید هوے ' اور جنمیں انکے قاتلوں کي نسبت " فئه الباغیه " کا وصف فرمایا گیا تها ؟

عن ام سلمه و ابي قتاده	ام سلمه اور ابو قتاده سے روایت هے
ان رسول الله (صلعم)	که انحضرت (صلعم) نے فرمایا : اے
قال لعمار : تقتلك الفئة	عمار ! میں دیکهتا هوں که تجهکو ایک
الباغیه (بخاري و مسلم)	باغی گروه قتل کریگا -

حافظ سیوطي اس حدیث کو نقل کرکے لکهتے هیں :

" هذا الحدیث متواتر ' رواه من الصحابه بضعة عشر ' کما بینت ذلك فی الاحادیث المتواترة " (خصائص کبری - جلد ۲ - صفحه ۱۴۰)

یه تو صحیحین کي حدیث هے ' لیکن امام احمد و حاکم اور طبراني نے عمر ابن العاص سے روایت کي هے که " سمعت رسول الله (صلعم) یقول : اللهم اولعت قریش بعمار قاتل عمار و سالبه في النار "

یه احادیث صفین کے اهل شام کی نسبت قرار دي جاتي هیں ' پهر انصاف فرمائیے که میں نے اگر عام حکومت بني امیه کی نسبت ظلم کي نسبت دي ' تو میرے اس جرم کے دیگر شرکاء کو کیوں فراموش کر دیا جاتا هے ؟

جناب نے فقه حنفي کي مشهور کتاب هدایه تو قطعاً پڑهي هوگي - قضا کے ابواب میں کوئي اس قسم کي عبارت بهي جناب کو یاد هے ' جسکے الفاظ یه هیں ؟

یجوز تقلد القضاء من السلطان	ظالم بادشاه کے طرف
الجایر ' کما یجوز من العادل '	سے قضا کا عهده قبول کرنا
لان الصحابة تقلدوا من معاویه	جائز هے ' چنانچه صحابه
والتابعین تقلدوا من الحجاج	نے معاویه کي جانب سے
(هدایه مطبوعه لکهنو جلد ۳ -	قبول کیا تها - نیز حجاج
صفحه ۱۱۷ -)	سے تابعین نے -

صاحب هدایه کے اس " لا ابالا نه " طریق ذکر کي نسبت جناب کا کیا خیال هے ؟

(۱۰) جناب نے یه بهي ارقام فرمایا هے که :

" آپکي ان تلخ کلامیوں نے " رفض " کی یاد تازه کر دي جنهوں نے صحابه کو سب و شتم کرنا اپنا پیشه بنا لیا هے "

لیکن اگر اعمال مروانیه کو ظلم و جور کے لفظ سے تعبیر کرنا رفض هے ' تو میں نکمال مسرت و ابتهاج رفضی کهونگا ' جو امام شافعي کي طرف منسوب هے که

فلیشهد الثقلان انی " رافضي " !!

اور خوش هونگا که یه ایک ایسا " رفض محبوب و مطلوب " هے ' جسمیں الحمد لله ' میرے ساتهه وه وه لوگ شریک هیں ' جنکا نام آج دنیاء اسلام بغیر دعا و تحیة کے نهیں لیتی :

نارم بکفر خود که بایمان برابر ست !

رها تبره اور سب و شتم ' تو افسوس هے که اس بدعة شنیعه کي بنیاد اولین بهي بنو امیه هي نے رکهي ' جو علانیه بر سر منبر ذکر خدا و رسول کے ساتهه حضرت امیر پر لعنت بهیجتے تهے ' اور اسی کا اتباع هے ' جو شمعی دنیا روشن کر رهي هے -

وقد تکاره الهلالیه علی معاویه

(۱۱) جناب نے آخر میں الهلال کے مضمون زیر نقد کے ایک جملے کی طرف اشاره فرمایا هے اور لکها هے

" سنم تو یه هے که جناب انکے اسي صرف المذ حلم ' اور ساٹهه برس کی بڑهیا عورت کے هفوات سے درگذر فرمانا جا کو خدا جانے کن نگاهوں سے ملاحظه فرمائے هیں ؟ "

جناب کا یه اشاره الهلال کے مضمون زیر نقد کی اس عبارت کي طرف هے :

" اگرچه طرح طرح کي بدعات و محدثات کا بازار (خلفاء راشدین کے بعد) گرم هوگیا تها ' تاهم چونکه عهد نبوت کا فیضان روحاني اور تعلیم قرانی کا اثر ابهی بالکل تازه تها ' اسلیے پهر بهي " امر بالمعروف " کي آواز کي گونج کوفهٔ و دمشق کے ایوان و محل کو لرزا دیتی تهي - ساٹهه برس کی ایک بڑهیا عورت بر سر دربار بلائي جاتي تهی ' اور امیر معاویه کے سامنے بے دهڑک اپنے وه اشعار جوش و خروش کے ساتهه پڑهتي تهي ' جن میں نه صرف حضرت امیر علیه السلام کے مناقب هوتے تهے ' بلکه کهلے کهلے لفظوں میں بني امیه کے فظائع و مثالب بیان کیے گئے تهے - الخ " (الهلال جلد ۲ - نمبر - ۱ - صفحه ۶ -) -

اب اس وقت یاد نهیں آتا که اس مضمون میں کس عورت کي جرأت و دلیري و حق گوئي کي طرف اشاره کیا گیا تها ' جو جناب کے لفظوں میں " هفوات " سے ملقب هونے کي مستحق قرار پائي هے ؟ امیر معاویه کے سامنے اس طرح کي محب

اهل بیت اور صداقت پرست و جرأت فرما عورتوں کے آئے' سوال و جواب میں خطبات بلیغہ و موثرہ دیئے ' اور اپنے اشعار مدحیۂ حضرت امیر سنائے کے متعدد واقعات تاریخ و مختارات ادبیہ میں منقول ھیں ' اور فی الحقیقت عرب کی ارادی ' اسلام کی تعلیم حرہ ' اور قرون اولی کے امر بالمعروف کی تاریخ میں' ان میں سے ھر عورت ' شرف و احترام اور عظمت و کمال کا ایک درجۂ مخصوص و ممتاز رکھتی ھے -

صاحب عقد الفرید وغیرہ اور امام ابوالفضل ابن طاھر نے " بلاغات النساء " (۱) میں سودہ بنت عمارہ ' زرقاء بنت عدی' بکارۃ الھلالیہ ' عکرشہ بنت الاطش ' اور ام الدراء بنت صفوان کا ذکر کیا ھے ' جنھوں نے جنگ صفین میں شرکت کی تھی' اور حضرت امیر کی نصرت و حمایت میں جانبازانہ حصہ لیا تھا - پھر امیر معاویہ کے تسلط کے بعد یہ لوگ مختلف تقریبات میں اسکے سامنے پیش ھوے ھیں' اور انکو امیر معاویہ نے وہ زمانہ یاد دلایا ھے - اسپر نہایت بے باکانہ و حق گویانہ حضرت امیر کے فضائل بیان کیے ھیں' اور تمام اھل دربار کو اپنی عظمت حق گوئی سے متحیر و متعجب بنا دیا ھے !!

از انجملہ (بکارۃ الھلالیہ) کے وعظ کا واقعہ نہایت موثر ھے' اور عالباً اس مضمون میں' میں نے اسی کی طرف اشارہ کیا تھا -

صاحب بلاغات النساء نے لکھا ھے کہ بکارۃ الھلالیہ بالکل بڑھاپے اور ضعف و ناتوانی کے عالم میں ایک مرتبہ امیر معاویہ کے دربار میں گئی - وہ اسقدر ضعیف تھی کہ دو عورتیں دو طرف سے اسے تھامکر لائی تھیں - وھاں مروان بن حکم اور عمرو ابن عاص بھی بھی موجود تھے انھوں نے امیر معاویہ سے کہا کہ " آپنے اسے پہچانا ؟ یہ وہ عورت ھے جس نے جنگ صفین میں ھم لوگوں سے مقابلہ کیا تھا اور یہ اشعار پڑھکر لوگوں کو سنائی تھی :

ادری ابن ھند للخلافہ مالکا
ھیھات داک ' وما ارادہ بعدہ
مبلک نفسک فی الخلاء ضلالہ
اعراک عمرو للسفاہ و سعدہ
فارجع بانکد طائر تتعوسھا
لاقت علیا اسعد و سعود !

سعد بھی موجود تھا - اسنے کہا کہ ابدا ھی نہیں ' بلکہ یہ اشعار بھی اسی کے ھیں :

قد کنت آمل أن اموت ' ولا اری
فوق المنابر من امیۃ خاطبا
فا اللہ اخر مدتی ' فتطاولت
حتی رأت من الزمان عجائبا
فی کل یوم لا تزال خطیبھم
وسط التجمع لال احمد عائبا

یعنے میری آرزو تھی کہ مجھے موت آجاے ' مگر اس وقت کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھوں' جبکہ بنی امیہ کا کوئی مرد ممبر پر خطیب نظر آے ! مگر افسوس کہ یہ آرزو پوری نہ ھوئی' اور اللہ نے میری موت کے وقت کو بڑھا دیا - یہاں تک کہ آج میں زمانے کے انقلابات کے عجیب عجیب رنگ دیکھ رھی ھوں ' مسجدوں کے ممبروں پر بنی امیہ کے خطیب چڑھتے ھیں' اور آل محمد پر علانیہ لعن و طعن کرتے ھیں !! "

بکارۃ نے ان بیانات کو سنکر امیر معاویہ سے کہا :

" تیرے یہ کتے مجھپر حملہ کر رھے ھیں ' اور میرا عصاء دفاع ضعیف ھے کہ انکو ھنکا نہیں سکتی - بیشک ان اشعار کی میں ھی مصنف ھوں - میں پسند نہیں کرتی کہ اس سے انکار کروں اب میں واپس جاتی ھوں - سچ یہ ھے کہ امیر المومنین علی کے بعد زندگی میں کوئی خوشی نہیں " (بلاغات النساء صفحہ - ۳ -)

اسی طرح سودہ بنت عمارہ رحمہا اللہ کا واقعہ بھی مسلمانوں کیلیے حق گوئی اور صدق لہجہ کی ایک مثال عظیم اور اسوۂ حسنہ ھے - یہ جب امیر معاویہ کی تحت نشینی کے بعد اسکے سامنے آئی تو امیر نے پوچھا :

"کیا تو وھی عورت نہیں ھیں ' جس نے ایام جنگ صفین میں یہ اشعار کہے تھے ؟

شمر کفعل ابیک یا بن عمارۃ
یوم الطعان و ملتقی الاقران
و انصر علیا و الحسین ورھطہ
و اقصد لھند و ابنھا بھوان
ان الامام احمر النبی محمد
علم الھدی و منارۃ الایمان
فقہ الحتوف و سر امام لوائہ
قد ما ناقص صارم و سنان

سودہ نے کہا :

" اے واللہ ! میں ان لوگوں میں سے نہیں ھوں ' جو حق سے وقت پر پھر جاتے ھیں' اور کذب گوئی کیلیے حملہ طرازیاں کرتے ھیں - بیشک میں ھی ھوں جس نے یوم صفین میں یہ اشعار کہے تھے "

امیر نے کہا : " کیا شے تھی ' جس نے ان اشعار کے کہنے پر تجکو آمادہ کیا " ؟

سودہ نے نہایت بیباکانہ و مسلمانہ کہا :

" حب علی علیہ السلام ' و اتباع الحق - حضرت علی کی محبت ' اور حق کی پیروی " !! (ایضاً صفحہ - ۳۶)

(الھلال) میں (احرار اسلام) کا باب تاریخ اسلام کے ایسے ھی امثال جلیلہ کے احیاء ذکر کیلیے تھا' مگر افسوس کہ ھجوم اشغال نے مہلت نہ دی کہ ایک آدمی کیا کیا کرے ؟

بہرحال اس مضمون میں یا سودہ کے طرف اشارہ تھا ' یا بکارۃ الھلالیہ رحمہما اللہ تعالی کی طرف - آپ اسکو " ایک بڑھیا کے ھفوات " سے تعبیر کرکے شاید کوئی خوشی حاصل فرمائے ھونگے مگر یعنی کیجئے کہ آپکے الفاظ پڑھکر میری آنکھوں سے نور اسرار نکل پڑے - فسبحان من لا یعتر !! ایک زمانہ تھا کہ ھم میں سے بڑھی عورتوں کے اندر اسلام کا ایسا سچا ابتداع ' حق اور حریت کے ایسا گرانمایہ امثال ' امر بالمعروف کا ایسا سچا ولولۂ ' اور ارادی و صداقت کی ایسی عدیم النظیر محبت تھی - اور ایک زمانہ آج کا ھے ' جب کہ مردان اسلام ' اور رجال علم و فضل ' انہی مثالوں کا پیش کرنا ایک طرف رھا' انکو " ھفوات " کے لفظ سے تعبیر کرتے ھیں !! .

اللہ اللہ ! اس مقدس مسلمہ و مومنہ کا مقام عالی اور مرتبہ ارفع ! جسکے دل کو خدا نے خاندان نبوت کی محبت و عشق کا کاشانہ بنایا' جسکو حق کی معیت کی توفیق عظیم ملی ' جس نے اھل بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت و نصرت میں اپنے سیف لسان کے جوھر دکھاے ' اور جسکی حریت و ارادی ' اور حق پرستی و صداقت پژوھی کو تعب دمشق کی

(۱) بلاغات النساء امام ابوالفضل احمد بن ابی طاھر بغدادی متوفی سنہ ۲۸۰ - کی ایک نہایت دلچسپ کتاب ھے' جس میں جاھلیۃ و صدر اسلام کی مشہور عورتوں کے اقوال و خطبات اور بلاغات و نوادر کو بطرز احسن و بہ تقسیم مواد و ترتیب ابواب جمع کیا ھے ' اور اس بارے میں اسکا مطالعہ عقد الفرید و اغانی وغیرہ سے زیادہ مفید [اور دلچسپ ھے - مصر میں چھپ گئی ھے - (مدیر)

شوکت قیصري اور ابہت عجمي مرعوب نہ کرسکي ! آپ اسکے کارنامۂ حق پرستي کو هفوات و ترهات کے لفظ سے تعبیر کرے هیں - کیجیے ' لیکن مجکو تو اگر اپني تمام زندگي میں ان " هفوات " کي ایک مرتبہ پیروي کرنے کي بهي سچي توفیق ملجاے ' تو اپني قسمت پر نار کروں ' اور یقین کروں که میري بخشش کا سامان هوگیا !!

تو طریقي و ما رقامت درست
کرهرکس بقدر همت اوست

مخدوم من ! معاف فرمائیگا ' عقائد نسفي هي کے اندر سب کچهه نہیں هے ' اس سے باهر بهي ذرا اپني نظر وسیع فرمائیے - حق کي تحت فریقانه تعصبات سے ارفع و اعلی هے ' اور اهل حق کا مسلک عدل و اعتدال ' اور افراط و تفریط سے اجتناب هونا چاهیے - آپ کو میري اس تحریر میں " رفاض " کے سب و شتم کا طریقه نظر آیا که بنو امیه کي بدعات کا ضمني تذکره بهي آپکے خیال میں مشرب " رفاض " هے - نہیں سمجهتا که اس بارے میں کیا عرض کروں ؟ تاهم اتنا عرض کیے بغیر نہیں رهسکتا که الحمد لله ' اهل بیت نبوت کي محبت سے فائض المرام و ایمان افروز هوں ' اور اس عالم میں هوں که جب خدا کے حضور میں عبادت کیلیے جاتا هوں ' تو میري نماز بهي اس وقت تک پوري نہیں هوتی ' جب تک که آل محمد پر درود و سلام و تحیه کا هدیه ' پیش کش بارگاه حضرت تبارک و تعالی نه کرلوں که " اللهم صل وسلم علی سیدنا محمد و علی آل محمد ' کما صلیت وسلمت علی ابراهیم و علی آل ابراهیم انك حمید مجید :

یا اهل بیت رسول الله جبکم
فرض من الله فی القرآن انزله
کفاکم من عظیم القدر انکم
من لم یصل علیکم لا صلوة له !

میں تشهد میں درود کو اصطلاحي واجب نہیں بلکه حقیقي واجب یعنے فرض سمجهتا هوں ' فنسال الله تعالی ان یجعلنا علی اتباع الکتاب و قرنائه اهل بیت النبي الکریم ' علیه و علی آله و اصحابه الصلوة و التسلیم -

(۱۲) آخر میں یه عرض کردینا ضروري سمجهتا هوں که اس قسم کے مباحث و مذاکره کي نسبت ارباب عصر کي مختلف رائیں هیں - بعض حضرات انکو اس درجه اهم اور اقدم سمجهتے هیں ' که دین و دنیا کا کوئی خیال اور اسلام و مسلمین کي کوئی مصلحت انکی نظروں میں اتنے اهم تر نظر نہیں آتی ' اور انکے عقیدے میں اب مسلمانوں کیلیے اسکے سوا دنیا میں کوئی کام باقی نہیں رها هے که گذشته منازعات و مناقشات کي نسبت تصنیف و تالیف و جرح و تعدیل کا بازار گرم کیا جاے ' اور قوم وملت اپنی زندگی کو اسکے مطالعه کیلیے وقف کردے !!

ان بزرگوں کے ساتهه ایک دوسرا روشن خیال ' اتحاد دوست اور " مصلحت " فرما طبقه هے ' جسکا خیال هے که اس طرح کے تمام مباحث چونکه اسکي مصلحة " مصلحت وقت " کے خلاف هیں ' اسلیے بهتر هے که همیشه کیلیے انکو مدفون مقبرۂ ذهول و نسیان کردیا جاے ' اور کبهي انکي طرف اشاره بهي نهو -

گویا اس خیال کے بزرگوں کے نزدیک سیاه و سفید ' حق و باطل ' صدق و کذب ' نور و ظلمت ' اور معروف و منکر کي بنیاد ' حقیقت نہیں ' بلکه " مصلحة " هے ' اور تمام تاریخي اسفار ' اور معلومات آثار دنیا سے نابود کردینا چاهئیں ' کیونکه وه " مصلحت وقت " کے خلاف هیں !!

لیکن اس عاجز کا مسلک ان دونوں مذاهب سے مختلف هے - میں دونوں جماعتوں کو افراط و تفریط میں دیکهتا هوں - اپني تمام قوت علم و دین کو محض تاراج مجادله و مکابره کرنا ' اور امور مشاجره کو حواه نخواه زنده کرکے امن و اتحاد و جمعیة کلمه میں خلل انداز هونا ' عقل و شرع ' دونوں کے لحاظ سے مضر هے ' لیکن ساتهه هي میں اس " مصلحت اندیشي " کا بهي قائل نہیں ' جسکے معنے یه هیں که تاریخي مباحث و تحقیقات کا سد باب کردیا جاے ' تصحیح حدیث ' و تعدیل اسناد ' و تحدید اعمال حسنه ' و دم افعال سئیه کو روک دیا جاے ' اور دفاتر احبار ' و اسفار آثار کے دروازوں پر یک قلم قفل چڑها دیا جاے -

تاهم بحالت موجوده میں اسکي بالکل ضرورت نہیں دیکهتا که ان مباحث میں اپنا اور ناظرین کا وقت صرف کروں - وه وقت ' که هماري فرصتیں قلیل ' اور ضرورتیں لا تعد ولا تحصے هیں ' اور پهر یه بحثیں تو هماري زندگی سے وابسته هیں ' لیکن پس آنے والے حالات تو وه هیں ' که هم هی زندگی هی کو مشکوک ' اور هم هي هستی هی کو مفقود کردینے والے هیں -

الهلال کی گذشته جلدوں کے احتدام ' اور نئي جلد کے فاتحه میں "امر بالمعروف و نهی عن المنکر" کی (که اصل مقصود دعوت الهلال هے) تاریخ کی طرف مختصر سا اشاره کیا گیا تها ' اور اس فصل مخصوص امه مرحومه کی طرف توجه دلائی تهی که هر زمانے میں حکمة الهیه نے احیاء شریعه و امر بالمعروف کیلیے مردان خدا کو منتخب کیا ' اور انکے ذریعه حق کا اعلان ' اور باطل کا اسیصال ظهور میں آیا - اسی ضمن میں یه ذکر بهی آگیا تها که اسلام کا اصلی دور زندگی ابتدائی عهد راشد تها ' اور پهر اسکے بعد هی بدعات و محدثات کا سلسله شروع هوگیا تها - وهاں نه بنی هاشم اور بنی امیه کے منازعات کا ذکر تها ' اور نه جمل و صفین کا - نه بحث تهی ' اور نه تشخص - لیکن جناب نے اس طرف توجه مبذول فرمائی ' اور اسکو رسم سب و شتم ' و ابتداع "رفض" و سب صحابۂ کرام [رضوان الله علیهم] سے تعبیر کیا - ایسی حالت میں ضرور تها که بسبیل احتمال اپنے خیالات ظاهر کردوں - یه کیونکر ممکن هے که واقعات سے بالکل چشم پوشی کرلی جاے ' اور نه کیا استبداد و قهر اور حکم بدبش ظلم و لسان هے که ضمناً بهی کہیں صاحبان اعمال خیر کی مذمت ' اور موسسین بدعات و محدثات کی طرف اشارۂ منقصت نهو ؟

(۱۳) بس یه اسباب تهے ' جنکی وجهه سے الهلال کے چند صفحات اس ذکر کی نذر هوگئے - نیز اس لیے بهی که اس بارے میں جناب کا اصرار شدید تها ' ورنه قارئین کرام پر واضح رهے که اس عاجز کے قلم و دماغ کے لیے امویة و عباسیه کا مبحث نہیں ' بلکه اب تو اسلام کا سوال درپیش هے ' اور تاریخ اسلام کا حفظ نہیں ' بلکه نفس اسلام کے حفظ کی مهم سامنے هے - اب اسوقت " صفین " اور " جمل " کے واقعات پر غور کرنے کی مهلت کهانسے لائیں ' که یوم " بدر " اور " احزاب " کے واقعات تازه هو رهے هیں !!

مرحوم غالب نے اس بحث کا فیصله کردیا هے :

بحث و جدل نکاشه ما ' میکده جوے ' کاندران
کس نفس از جمل نزد کس سخن از فدک نخواست

ناموران غزوهٔ بلقان

شهـــادة بطـل الحـــرية !!

رحمة الله عليک يا نيازي بک !

حادثـــة ملي

(٢)

يورپين ترکي کے بہترين بلاد جملہ اور مقدونيا کي حسين ترين آباديوں ميں تيسرا نمبر (منلستر) کا ہے - وہ مغربي سرزمين ميں مشرقي اوضاع و اطوار کے اختلاط کا (جو يورپين ترکي کي خصوصيت ہے) ايک نہايت دلکش نمونہ ہے - موسم کي خوبي ' قدرتي مناظر کي دلفريبي ' پہاڑوں کي قطاريں چشموں کي روانياں وہ مرايائے روح پرور ہيں ' جنکي نعمت سے وہاں کا ہر باشندہ ' دنيا ميں آتے ہي متمتع ہونے لگتا ہے -

اسکے اطراف و جوانب ميں دور تک چھوٹے چھوٹے قصبے اور ديہات ہيں ' جنميں سے اکثر دامن کوہ ميں واقع ہيں ' اور وہاں کے باشندے اب تک بدويت اور حضريت کي درميانی زندگي کے آثار اپنے اندر رکھتے ہيں - مقدونيا کے وہ پہاڑي عصابات (جرگے) جنکے قتل وغارت اور باہمي جنگ وجدال نے اس صوبے کو ہميشہ حکومت عثمانيہ کيليے مصائب انگيز رکھا ' انہيں ديہاتوں اور انکے جوار کي وسيع پہاڑيوں ميں بسے ہيں -

انہيں قصبوں ميں ايک بڑا قصبہ ' اور اضلاع کي فوجي چوکيوں کا صدر مرکز ' منستر نامي مقام ہے -

يہي (منستر) نيازي بک کا مولد و منشاء ہے - يہيں وہ پيدا ہوا ' يہيں اپني فوجي زندگي کا ايک بڑا حصہ صرف کيا ' يہيں سے اُس نے اپني ملکي جاں نثاري کي حرکت شروع کي ' ليکن افسوس کہ يہاں کي آخري خاک اُسے نصيب نہيں ہوئي - حالانکہ اُسے منستر بہت محبوب تھا - وہ منستر ' جسکے ايک چھوٹے سے حصے ميں اُس نے اپني عاقد و رفيقہ کي راہ ميں قرباني کا آخري عہد و ميثاق باندھا تھا ' اور جسکي ايک رات اس عالم ميں بسر کي تھي ' کہ صبح کو اپني جماعت کے ساتھ علم حريت کا اعلان کرنے والے تھا ' جسکا نتيجہ مجہول تھا ' اور اسکي دوشيزہ جوان بيوي ' جسکے ساتھ شادي کے بعد صرف دو ہي تمام موسم بسر کر سکا تھا ' شير خوار بچے کو گود ميں ليے ہوے اسکے وداعي الفاظ سن رہي تھي !!

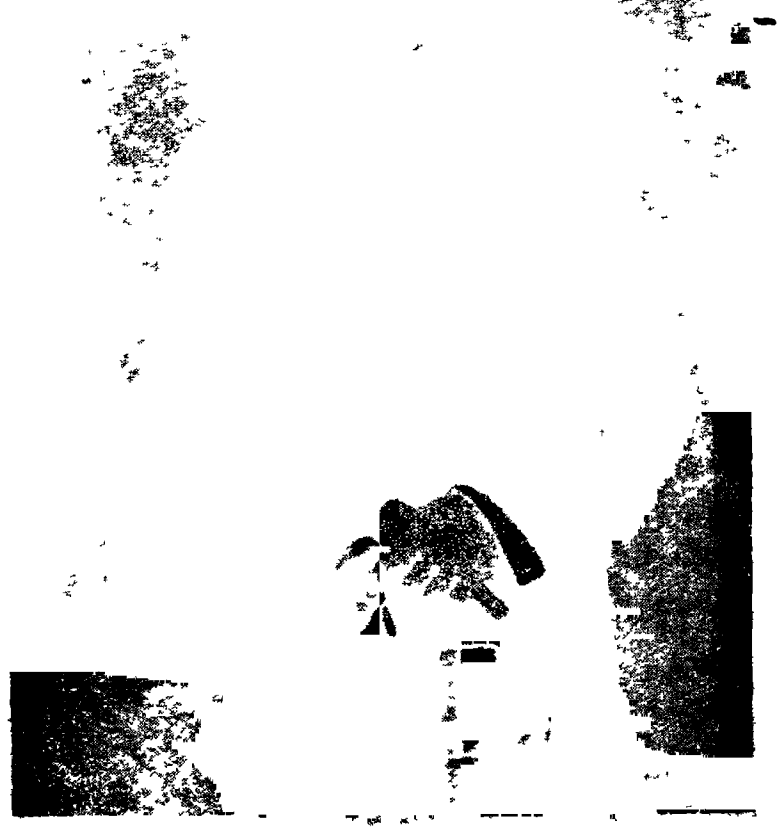

نيازي بے اعلان دستور کے زمانے ميں

ليکن آہ اے نيازي بک ! اے پرستار ملت و وطن !! تيرا وطن محبوب بھي ہمارے ہاتھ سے گيا ' اور اسکے بعد تيرے بھي ہم سے کنارہ کشي کي ! کيا اس ليے کہ اپني ملت کي ذلت و نکبت تجھسے ديکھي نہ گئي ؟ اور کيا اسليے کہ تيري غيرت عشق نے گوارا نہ کيا کہ وطن کے جانے کے بعد ' وطن کے نام ليوا دنيا ميں باقي رہيں ؟

آہ ! تو ' اور تجھ ايسے شہداے ملت ' خوش نصيب ہيں کہ آنے والے وقت سے پہلے ہي دنيا سے چلے گئے ' اور اپني ملت عزيز اور وطن محبوب کي ہونے والي ذلتيں ديکھنے کيليے باقي نہ رہے ' ليکن بتلا کہ ہم بدبخت کہاں جائيں ؟ ہم کہ زندہ ہيں ' اور اسليے زندہ ہيں کہ اپني بربادي اور غيروں کي کامرانيوں کو ابھي کچھ دنوں اور ديکھ ليں !! ....

.....

* * *

انقلاب دستور کے بعد دنيا ان لوگوں کو جانتي ہے جنکي نہايت مضطرب تھي ' جنھوں نے بظاہر چند ماہ کے اندر ملک ميں رہکر ملک کو بدلڈالا تھا - اُسي زمانے ميں نيازي بک نے اپنا روزنامچہ انقلاب دستور " خواطر نيازي " کے نام سے ترکي ميں شائع کيا ' جسکا انگريزي خلاصہ مسٹر اي - اِف - نائٹ نے کيا ' اور پھر ولي الدين بک نے عربي ميں شائع کيا - اسميں مرحوم نے اپنے ابتدائي حالات مختصر طور پر لکھے تھے -

نيازي بک کي ابتدائي حيثيت محض ايک عام سپاہي کي تھي ' سب سے پہلا امتيازي وصف جو اس سے ظاہر ہوا ' وہ جنگ بلقان کا موقعہ تھا ' اور اس نے ايک طرف تو فوجي حلقوں کو اسکي طرف متوجہ کيا ' اور دوسري طرف ارباب حکومت کي اعلے

طلب بے عنوانیوں کا پہلا نقش اسکے دل پر کھینچ دیا - جنگ کے ایک پر خطر موقعہ میں اس نے تنہا ۱۸ - یونانیوں کو قید کر لیا تھا ' اور ان میں بعض نہایت ممتاز یونانی فوج کے افسر تھے - وہ اپنے اسیروں کو لیکر خوشی خوشی قسطنطنیہ روانہ ہوا کہ سلطان کے حضور میں پیش ہوکر اپنی خدمت کو پیش کرے - راہ میں امرائے یلدیز میں سے ایک امیر کا لڑکا ملا ' اور اسکو معلوم ہوگیا کہ نیازی بک کے ساتھ یونانی اسیر ہیں - قبل اسکے کہ نیازی قسطنطنیہ پہنچے ' مابین ہمایونی سے ایک فرمان شائع ہوگیا ' جسمیں ۱۸ - یونانیوں کو تنہا قید کر لانے کے کارنامے کو اُس امیر زادے کے طرف منسوب کیا گیا تھا ' اور پھر اسکے صلے میں ترقی مراتب و مدارج کا اعلان تھا !

نیازی بک کہتا ہے کہ " یہ پہلا واقعہ ہے ' جس نے میری آنکھیں کھولیں ' اور مجھکو اپنے ملک کے حکام ' اور مرکز کی بد نظمی کی نسبت علم ہوا "

سنہ ۱۹۰۳ - کے اواخر میں یورپین ترکی کے اندر باغاری جرگوں کی بغاوت اور شورش کا ہمسایوں نے انتظام کیا ' اور تمام مقدونیا میں آتش فساد بھڑک اٹھی - یہ کوھستانی اطراف اور دیہات و قصبات کے قبائل تھے ' جنھوں نے مختلف جرائم پیشہ سرغناؤں کی سر کردگی میں اپنی اپنی جماعتیں بنالی تھیں ' اور پھر باہم ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے تھے ' اور دیہاتوں اور قصبوں کو لوٹتے تھے - یہ بغاوت سنہ ۱۹۰۸ - تک قائم رہی ' جبکہ دستور عثمانی کا پہلا اعلان ہوا -

* * *

حکومت نے جن لوگوں کو باغاریوں کے مقابلے ' اور سرکوبی کے لیے متعین کیا تھا ' ان میں نیازی بک بھی تھا - وہ پانچ سال تک اپنی رجمنٹ کے ساتھ مقدونیا کے جرگوں کا مقابلہ کرتا رہا ' اور اس عرصے میں اس نے اپنی شجاعت و بسالت ' ایثار نفس و جوش خدمت ملک و ملت ' اور نوع پرستی و انسانی ہمدردی کی نہایت نمایاں مثالیں پیش کیں - اسکا وجود تمام اطراف رسنہ و مداستر کیلیے ایک رحمت الہی تھا - اُس نے باغاری اشرار کے حملوں اور لوٹ مار سے تمام اپنے قرب وجوار کی آبادی کو بالکل محفوظ کردیا تھا ' اور بڑے بڑے مشہور باغاری ڈاکو اور سرغنے اسکے نام سے ڈرتے اور اسکی شجاعت و کاردانی کا اعتراف کرتے تھے - اسکی ہمدردیوں نے بلا اختلاف مذہب و ملت تمام اطراف و جوانب کے لوگوں میں اسکے وجود کو محبوب القلوب بنادیا تھا - اسکی موجودگی کا یقین راتوں کو تاریکی میں امن و امان کی روشنی تھا ' جو گھروں کے اندر عورتوں اور بچوں کو امیدان کی امید بخشتا تھا ' اور نوکروں اور مزدوروں کو باغاری وحوش و درندہ کے حملوں سے پروا کردیتا تھا -

ایک دکھی الحس اور حقیقت جو طبیعت کیلیے دنیا کے تمام حوادث و واقعات عبرت و تعجب کا درس دیتے ہیں - صدہا عام سپاہی اور فوجی افسر نیازی کی طرح اس کام میں مصروف تھے ' لیکن نیازی بک جو کچھ کرتا ' اور جو کچھ دیکھتا تھا ' وہ کسی کو میسر نہ تھا - وہ گو اب تک انقلاب و اصلاح کی کسی تحریک میں شامل نہیں ہوا تھا ' اور اسکے خیالات میں کوئی انقلاب انگیز جدتی فکر پیدا نہیں ہوئی تھی ' باہر کے اخبارات کی ملک میں اشاعت ممنوع تھی اور علی الخصوص ترکی فوجی زندگی تمام دنیا سے بے خبری اور بے فکری میں کٹتی تھی - تاہم چونکہ اسکا دل محب ملک ' اور اسکا دماغ پیرو ضمیر تھا ' اسلیے وہ جو کچھ کرتا تھا ' محض فوجی فرض ' اور حق تنخواہ کے جذبے سے نہیں ' بلکہ اپنے ملک کی محبت ' اور فتنہ و فساد سے محفوظ کرنے کی آرزو ' اور خلق اللہ کے امن و رفاہ کیلیے -

لیکن اس فوجی خدمت کے اثنا میں اسپر نئی نئی باتوں کا انکشاف ہوا ' اور اُس نے حیرت اور غم کے ساتھ دیکھا کہ اسکے ملک اور ملکی حکومت کی حالت ویسی نہیں ہے ' جیسی کہ وہ بچپن سے سمجھتا آتا ہے -

* * *

وہ لکھتا ہے :

" سب سے بڑھکر جس واقعہ نے اس زمانے میں مجھپر اثر ڈالا ' وہ یہ تھا کہ میں اپنے وفادار ساتھیوں کی زندگی کو خطرے میں ڈالکر ' راتوں کی نیند اور دن کی راحت سے اپنے تئیں تک دلم محروم کرکے ' طرح طرح کی مصیبتوں اور طرح طرح کی مشکلات کے بعد ' کسی مشہور بغاری سرغنے ' یا کسی مشہور کوہی ڈاکو کو گرفتار کرتا ' اور اسکے خونی جرائم اور حملوں سے مظلوم انسانی آبادیوں کو نجات دلاتا ' لیکن جب اسکو مداستر بھیجدیتا ' اور وہاں سے اسکا معاملہ (یلدز) کے ہاتھوں میں پہنچتا ' تو چند دنوں کے بعد حیرت و تعجب سے سنتا کہ " فلاں یورپین حکومت کے سفیر نے انکے معاملے میں مداخلت کی ' اور وہ فوراً باعزاز و اکرام رہا کردیے گئے " !!

یا درمیانی حکام کو رشوتیں ملگئیں ' اور دوسرے چوتھے دن ہی وہ پھر اپنے قبائل سے آملے !!

اسکے ساتھ ہی میں دیگر فوجی افسروں کو دیکھتا ' جو میری ہی طرح باغاری داعروں کے مقابلے کیلیے مامور تھے ' اور دیگر اطراف مقدونیا سے تعلق رکھتے تھے - وہ انکو عرب دیہاتیوں کے لٹنے کا کچھہ غم تھا ' اور نہ باغیوں کی تادیب و تنبیہ کی کچھہ فکر تھی - نہ انھوں نے اُن خطرناک جرگوں سے مقابلہ کرکے انھیں اپنا دشمن بنایا ' اور نہ کبھی انکو گرفتار کرنے کی کوشش کی - اپنے اپنے مقاموں پر پڑے رہتے ' اور جب کبھی کسی جگہ کے لٹنے اور تاراج قتل و غارت ہونے کی خبر آتی ' تو دوسرے دوسرے دن معائنے کیلیے چلے جاتے ' اور اپنے رپورٹ نامچے میں لکھدیتے کہ " غارتگروں کا کچھہ سراغ نہ لگ سکا " !

تاہم وہ مجھسے زیادہ معذور و عزیز ہے - !!

میں نے سوچا کہ الہی یہ کیا معاملہ ہے ؟ کیا بچپن سے اعتقاد و فکر کی جس جدت میں مقیم ہوں ' وہ محض ایک دھوکہ اور فریب ہے ؟ کیا اتنک میں نے جو کچھہ سنا ' اور جو کچھہ سمجھا ' وہ واقعیت اور صداقت سے خالی تھا ؟... .. ؟

کیا یہ سچ نہیں ہے کہ دنیا کی حکمراں قومیں کی طرح ہم ایک عظیم الشان حکمراں قوم ہیں ' اور ہمارا سلطان دنیا کے پادشاہوں میں ایک بڑا پادشاہ ہے ؟ اگر یہ سچ ہے تو یہ کیوں ہے کہ جن مخالفوں نے ہماری ملک کی عافیت کو تاراج کردیا ہے ' ہم انکو پکڑتے ہیں ' لیکن ہماری حکومت کو ابدا حق بھی حاصل نہیں کہ ابدی سزا دے ' اور وہ محض ایک یورپین سفیر کے اشارے پر بلا تامل چھوڑ دیے جاتے ہیں ! چھوڑ دیے جاتے ہیں تاکہ وہ پھر آکر ہماری سرحدیں کو قتل و غارت اور نہب و سلب سے بھر دیں ! تاکہ مظلوم انسانوں کی عورتیں روئیں ' اور تاکہ انکے شیر خوار بچے یتیم ہوں !! . یا للعجب ! و یا للاسف .....

اگر ہماری حکومت کا یہی حال ہے ' تو پھر ہماری جانوں کو انکے معاوضے کیلیے کیوں معرض ہلاکت میں ڈالتی ہے ؟ .....

کیا یہ سب کچھہ اس لیے ہے کہ ہم دلیل و حقیر ہوگئے ہیں ' اور اپنے آپکو سنبھالنے پر قادر نہیں ؟ کیا ہماری حکومت کا انتظام

اور اسکے ارکان و اعضا ویسے نہیں ہیں ' جیسے کہ پہلے تھے - اُس وقت ' جس کی روایتیں بچپنے سے میں سنتا آیا ہوں ..... پھر اگر ایسا ہی ہے تو خدایا یہ کیا بدلتی ہے ' اور تیرے ہاتھ کو کیا ہوا کہ ہمیں نہیں پکڑتا ؟ ..... "

مقدونیا میں ایک اور نیا سامان تنبہ اور اعتبار کا پیدا ہوگیا تھا ' اور بلغاری اور اسکے بعض ساتھیوں کی دیدۂ عبرت کیلیے اسکے بخار نے بھی سرمۂ بصیرت کا کام دیا -

مسئلۂ مقدونیا کی قبل از دستور آخری پیچیدگی اس طرح سلجھائی گئی تھی کہ دول ستہ نے اپنے ہائی کمشنروں کا ایک کمیشن مقرر کر دیا تھا ' اور اسکے ماتحت ترکی فوج کا ایک حصہ دیدیا گیا تھا ' جسکا مقصد بظاہر نکالا جاتا تھا کہ سعی اصلاحات اور قدام اس ہے -

یہ ترکی فوج جو باہر کے افسروں کے ماتحت رہتی تھی ' انتظام و راحت کے لحاظ سے تمام عثمانی فوج کیلیے رشک انگیز تھی - جونکہ اسکا انتظام یورپین طاقتوں کے کمشنروں کے ماتحت تھا ' اسلیے وہ اسکو نافذ کرانے کے خواہش دلاتے تھے ' عمدہ وردیاں پہناتے تھے ' اسکے جوتے ٹوٹنے ہوئے ' اور اسکے کوٹ پھٹے ہوئے نہیں ہوتے تھے ' اور ترکی زندگی کی مصیبتوں ' یعنے قہوہ اور تمباکو کیلیے ترستے نہ تھے -

اِن سپاہیوں کا وجود مقدونیا کی عام عثمانی فوج کیلیے ایک تازیانہ عبرت ہو گیا - وہ انکو دیکھتے اور اپنی حالت سے مقابلہ کرتے - اور پھر سوچتے کہ نہ کیا سوچتی ہے ' کہ انہی کے بھائی انہی کے سے سپاہی ' انہی کی سرزمین کے فرزند ' چند افسروں کے ماتحت رہکر عزت و خوشحالی کی ایسی رشک انگیز زندگی بسر کرتے ہیں ' اور وہ خود اپنے ملکی افسروں کے ماتحت رہکر اور اپنے ملک کی پرستش کا عہد باندھکر ' ذلت و نکبت ' افلاس و ناداری ' عسرت و تنگی ' اور پریشانی و پرشان حالی میں مبتلا رہتے ہیں ؟

افسروں کو کیوں نہ عزت و عظمت حاصل ہے ' اور انکے ملک کیلیے کیوں ذلت و نکبت کے سوا کچھ نہیں ؟

بلغاری لکھتا ہے کہ " میں جب کبھی مقدونیا کے کمشنروں کے ماتحت سپاہیوں کو دیکھتا تو اپنے ہمزاد دوست یوسف صدی سے کہتا کہ اس اختلاف حالت کے اسباب و نتائج پر بحث کرو - "

* * *

اسی زمانے سے بلغاری تک کے خیالات میں تغیر شروع ہوگیا - اسکے احساسات بدل گئے ' اسکے مشاہدات نے ایک نئی چادر اوڑھلی ' اور اسکے کانوں نے " خدمت ملک و وطن " کی وہ مخفی آگ روشن ہوگئی ' جو اگر ایک بار روشن ہوجاے ' تو پھر اسکا بجھنا دشوار ہوتا ہے -

اس کے بعد کسی مرشد و رہنما کے خدمات ملکی و ملی کے سر مخفی کو معلوم کرلیا ' اور اسکو یقین ہوگیا کہ ہمارے جسموں کے اندر روح نہیں ہے - کسی پانی سے بھری ہوئی ہے ' اور بستر مرض روز بروز مایوسی سے قریب تر ہوتا جاتا ہے -

اسکے کانوں میں ایک فرشتہ غیبی کی ہروقت صدا آنے لگی کہ " دنیا کی انسان اس خاکدان ارضی ' اس سیارہ دنیا کے نیچے زندہ نہیں رہسکتا ' جب تک کہ روح حریت اسکی رگوں کے اندر نہ دوڑ رہی ہو ' اور مملکۂ عثمانیہ کا مرض اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ ایک صدی کے اندر اسکے چاروں طرف کی دنیا پلٹ گئی ہے ' لیکن وہ ابتک اپنی جگہ پر پڑی ہے "

اب نیازی تک وہ نیازی بک نہ تھا ' جو چند مہینے پہلے اپنی بارک کے فوجی قہوہ خانے میں بیٹھکر اپنے اطراف و جوانب

اعانۂ مہاجرین عثمانیہ

قبلہ مد ظلہ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - الہلال ابھی ابھی مجھے ملا ہے - آپکا چھوٹا سا اپیل دربارہ امداد مہاجرین پڑھنے میں آیا - آپکی ہمت پر جوش اور رشک کے آنسو نکل پڑے - اللہ تعالی آپکو اس سے بھی بڑھکر توفیق عنایت فرمائے اور مجھے بھی - لیکن میں اپنے پاس ایسی جیب کہاں سے لاؤں جسکی وسعت اسیقدر ہو ' جتنے ان بے خانماں بھائیوں ' بہنوں ' اور ماؤں کی امداد کی ضرورت ہے ' یا جسمیں الہلال کی سی قابلیت ہو کہ وہ ایک عظیم الشان ایثار کے ساتھ اتنی بڑی رقم اپنے اندر سے اکال دے - ادھر تنگی حوصلہ ملاحظہ ہو کہ جی نہیں چاہتا کہ آپ پر بار بنوں ' یا جو قلیل رقم آٹھ روپیہ کی ہوں وہ بھی میرا ایثار نہو ' بلکہ حباب کا - اور اگر محض ایک خریدار ہی پیدا کروں تو پھر میں نے تو کچھ بھی نہ دیا - اللہ میری مٹھی کو تنگ نکرے ' اور نہ میرے حوصلہ کو پست - لہذا میں اپنی طرف سے نہیں بلکہ اپنی بیوی کی طرف سے (اور جسقدر مقام شرم و غیرت ہے کہ آج میری بیوی جسے میرا نصف ہونا چاہیے تھا ' مجھسے بڑھگئی ہے) ایک جڑتی طلائی بندوں کی پیش کرتا ہوں - میں نے یہ چوڑی اپنے درست ..... کو دیدی ہے - وہ مرحمت کرکے قیمت آپکو ارسال کردینگے - ..... میں چونکہ زیور کی قیمت اچھی پڑتی ہے اسلیے اسے وہیں مرحمت کرنا مناسب سمجھا - اس ادنی سی رقم کو آپ اس چندہ میں راقم الحروف یا اسکی بیوی کی طرف سے شمار کرلیں ' لیکن ساتھ ہی عرض ہے کہ ہرگز میرا نام آپکی مائل میں ظاہر نکیا جاوے -

پس جسوقت رقم پہنچ جاوے فقط اتنا لکھدیجائیگا کہ ایک بدنصیب مسلم جسے بہت کچھ دینے کی تمنا تھی ' لیکن حر بداعمش کچھ نہ رکھنے کے اپنے دل کے ارمان نکال نہیں سکتا "

[الہلال - دلك ' ملیدا فس المتفاسون]

[از جناب شیخ محمود صاحب حیدر آباد دکن - اکوت ضلع اکولہ ملک برار]

السلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہ - اعانہ مہاجرین کے متعلق آپ نے جس ایثار اور مالی قربانی سے کام لیا ہے میں جہاں تک خیال کرتا ہوں عملی دنیا میں یہ پہلی نظیر ہے - کاش طبقہ امرا بیدار ہوتا اور مالی اعانت میں کوشاں ہوتا تو یہ آفات کی گھٹا جو مسلمانان عالم پر چھائی ہوئی ہے پررے پررے ہوکر رہجاتی - وہ مقلب القلوب لڑکے دلوں کو اسلام کے درد اور مسلمانوں کی ہمدردی سے بھر دے -

میرے دل نے اسبات کو گوارا نہ کیا کہ اتنی بڑی رقم کا بار آپ کی ایک واحد ذات پر ڈالا جاے - اس بنا پر نیازمند نے آٹھ روپیہ کی حقیر رقم اعانہ مہاجرین کی مد میں بذریعہ منی آرڈر خدمت اقدس میں ارسال کی ہے - اس رقم کو آپ اخبار کی قیمت تصور نہ فرمائیں - کیونکہ اخبار کا چندہ ختم ہونے پر اخبار کی مقررہ قیمت برابر ادا ہوتی رہیگی -

[بقیہ مضمون پہلے کالم کا]

کے دشمنوں کی گرفتاری کی تدبیریں سوچتا تھا - اب اسکے سامنے اُن عظیم الشان دشمنوں کی صفیں تھیں ' جنکے حملے روز بروز اسکی قوم اور اسکے ملک کو نوف کی طرح پگھلا رہے ' اور خشک سالی کے چشموں کی طرح سکھا رہے ہیں -

وہ اب شب و روز ایک عشق غیر معلوم ' اور ایک تلاش و جستجوے مجہول کی فکر میں مستغرق رہنے لگا .....

مراسلات

از جناب مولوي يعقوب صاحب هيد مولوي اسكول جموي ضلع مرتفير

مخدومنا الاعظم جناب المكرم مولانا ابوالكلام آزاد- ادام الله شموس افاضلكم ساطعة على رؤس المومنين وجعلنا الله سبحانه و اياكم من انصار المسلمين - السلام عليكم و رحمة الله و بركاته - اعانت مهاجرين بے خانمان ترک کے ليے مبلغ آٹھ روپے ارسال خدمت هيں - ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم -

حيثيت کے بدل جانے سے حکم بهي بدل جاتا هے' اب جناب والا کے الهلال نے بحکم : الذين ينفقون اموالهم ابتغاء مرضات الله صد هزار بدر کامل کوے نور و صد هزار متاع کونين کو هيچ کرديا - ان هذا كان لكم جزاء و كان سعيكم مشكورا - ميرا خيال هے که تيس هزار کي رقم خطير کے ايثار سے هابيل راه بننے کي مثل آپ سے پہلے کوئي اخبار هندوستان کا شايد نہيں هوا هے - اسکي مقبوليت کي کافي دليل آية مذکورة هے - کيونکه ابتغاء مرضات الله سے افضل ترين درجه کوئي چيز نہيں هوسکتي - يه امتياز جناب والا کا لوجه الله هے کسي مداح کے مدحت سے اچها اور کسي حاسد کے چشم پر فتن کے ديکهنے سے برا نہيں هوسکتا انما نطعمكم لوجه الله لا نريد منكم جزاء ولا شكورا -

جناب والا نے غازي شکري پاشا متع الله المسلمين بطول حياته کے خدمات اسلاميه کي ياد گار قائم کرنے کا خيال جو ظاهر فرمايا هے گو کسي حيثيت سے معمود متصور هو' مگر بنفسه به چند وجوه يه يادگار قابل اعتراض هے -

(۱) کيا يه خيال صحيح هے که قوم ترک کے افراد ميں بطل ادرنه غازي شکري پاشا سے رائد اسلام پرستي و ملک و وطن کے ليے جانفروشي کرنے والا دوسرا کوئي فرد اس جنگ بلقان ميں ثابت الاقدام نظر نه آيا ؟ اگر يه خيال صحيح هے تو کوئي يادگار کے ليے يه کافي هے که اشداء علے الکفار کي صفت سے عامه مسلمين ياد کيا کرين - تاريخ ميں ان کے ليے يه صفت باعث صد افتخار و مکرمت هے - بشق ثاني اگر ايک کے ليے کوئي يادگار قائم هو اور دوسرے کے ليے نہيں' تو ترجيح بلا مرجح هے - يقين جانيے که اس دور ناکامي و نامرادي ميں بهي هر مسلمان سپاهي جوش همت و عزم و ثبات ميں خالد رشک هے' پهر ايک کے ليے يادگار قايم کيجاے اور دوسرے کے ليے نہيں' کيا يه رائے صائب هوسکتي هے ؟

صوفي بالکل صفت

از جناب محمد الدين صاحب ايڈيٹر صوفي گڈي بهاؤالدين ضلع گجرات

تصوف کا بے نظير رساله صوفي بهاؤالدين ضلع گجرات سے ماهوار شائع هوتا هے - اس صفحوں کي ضخامت بيس سال پيشتر تک بالکل صوفيانه رهي هے - اور اسکي سالانه قيمت ايک روپيه هے - آنده جريدة اشاعة صاحبان خانقاهيه ميں بقلم ايڈيٹر صاحب الهلال کالمه جريدة ميں آزادانه تبصرے اور رشيد ثاني آزاد پريس سے تيار هوکر صحيح پته کے ساتھ جلد ميں الهلال فرمانوں پرسال تک پهونچتا رهے گا - [الهلال - ولله الحمد والمنة]

تصحيح ضروری

از جناب شرف الدين احمد صاحب رياست رام پور

آپ نے اپنے معزز پرچه " الهلال " مورخه ۷ مئي سنه ۱۹۱۳ ع ميں ميرے نابيز ترجمے يعني "جهنم سے پہلے اور دوسرے خط" پر جو ريويو فرمايا هے اس ميں جو غلطياں هيں اگر براه کرم آپ ان کي صحت فرماديںگے تو ميں شکر گذار هونگا -

(۱) تقريباً دو سال سے ميں هيڈ کلرک جيل نہيں هوں بلکه اب هوم ڈپارٹمنٹ ميں عالي جناب صاحبزاده محمد مصطفے علي خانصاحب بهادر هوم سکريٹري کي عنايت آميز ماتحتي ميں اپنا فرض منصبي انجام ديتا هوں -

(۲) اصل کتاب ميں تيس خط هيں - آپ نے ۲۰ - خطوط لکهے هيں ۳۰ - ميں سے صرف دس خطوں کا ترجمه ابهي شائع هوا هے تيسرا ريويو طبع هے -

مدرسه بجاے مکتب

از جناب نصير حسن صاحب جلال آبادي

احتشام الملک سلطان الدوله جناب احمد عليخانصاحب بهادر مرحوم شوهر بيگم صاحبه بهوپال جلال آباد ضلع مظفر نگر کے رهنے والے تهے - ولي عهد بهادر رياست بهوپال اور ان کے بهائي کرنل محمد عبد الله خان بهادر جلال آباد کے رئيس اعظم محمد ولايت عليخانصاحب کے يہاں منسوب هيں -

ان تعلقات نے بهوپال اور جلال آباد ميں وابستگي پيدا کر رکهي هے - جلال آباديوں کا ارادہ تها که هز هائنس بيگم صاحبه بهوپال سے ايک هائي اسکول کے ليے درخواست کيجاے - يه ارادہ عملي صورت ميں ظهور پذير هونے بهي نہ پايا تها - که ايک دو اصحاب نے درخواست پيش کي - که سرکار عاليه کيجانب سے جلال آباد کے مسلمان بچوں کي تعليم کيليے ايک حافظ قرآن کا تقرر منظور فرما يا جاے - و هاں کيا تها - دس روپيه ماهوار پر ايک حافظ صاحب مقرر هوگئے - جلال آباد کي آباد ي چار هزار هے - اسميں بهي کوشش سے ۱۵۰ طلبه تعليم پاتے هيں - ايک سرکاري مڈل اسکول هے جس ميں متعلمين کا شمار اب سے دو سال پيشتر ڈيڑه سو تها - اب اس مکتب کے طفيل ميں روز بروز تعداد کم هونے لگي - سررشته تعليم سے جواب طلب هوا - اسوقت تو کچهه ان هي سا جواب دےديا گيا هے ليکن تابکے - يہي حالت رهي تو کبهي تعداد طلبه کي وجه سے اسکول هميشه کيليے منتقل هوجائيگا - پهر آپ سمجهه سکتے هيں که اهل شهر اور متعلقات کے باشندوں کو کتنا نقصان هوگا - هز هائنس بيگم صاحبه کي توجه سے مسٹر بيٹي صاحب کلکٹر ضلع مظفر نگر اگر بجاے مکتب کے مڈل اسکول هي ميں مڈلي

تعلیم کے لیے - ایک مولوی کی اجازت ملجانے تو بہت مناسب ہے - یہ نیک تجویز ناموری کا باعث ہوگی کہ سرکاری اسکول میں ایک فرماں روائے اسلام کی طرف سے مذہبی تعلیم کا انتظام ہوا - اسکول کو بھی مقابلۃً زیادہ رونق ہوگی - مسلمان طلبہ مذہبی تعلیم سے مستفید ہونگے - ہیڈ ماسٹر مدّل اسکول - ہر وقت نگراں رہیگا -

قانون ازدواج بیوگان کی تحریک

از جناب نثار احمد خاں صاحب کاکوروی

بیواؤں کے عقد ثانی کا مسئلہ اس قدر ضروری و اہم ہے کہ کوئی دور اندیش و معاملہ فہم دل و دماغ اس کی اہمیت سے انکار نہیں کرسکتا - میری رائے میں اسکے لیے امپیریل لیجسلیٹو کونسل میں ایک خاص قانون وضع کرنے کی پرزور تحریک ہونی چاہیے - جس کا ابتدائی مسودہ یوں ہوسکتا ہے -

دفعہ (۱) صاحب کلکٹر یا سیشن جج یا اونکے ہمرتبہ عہدہ داران ریاست کو بذریعہ درخواست با ضابطہ بیوہ کے حالات و متعلقات کی اطلاع ہونا چاہیے -

دفعہ (۲) ہر ایسی درخواست میں بیوہ کی تخمینی عمر - اسباب عدم نکاح ثانی مع اون وجوہ کے جو ولیوں مربیوں یا سرپرستونکی طرف سے کہ مانع نکاح ثانی ہوں درج کرنے چاہئیں -

دفعہ (۳) ہر ایسی درخواست کے گذرنے پر عہدہ دار خود یا اپنے کسی ماتحت افسر کو خواہ وہ آنریری ہوں یا ملازم سرکاری بغرض تصدیق بیانات عرضی گذار کے مامور کرے عذرات مندرجۂ درخواست کی تصدیق کرائیگا -

دفعہ (۴) درخواست تصدیق شدہ چند معزز مقامی باشندوں کے پاس مزید تصدیق و تحقیق کی غرض سے بھیجدی جاے اور اُن کی سفارشی رپورٹ پر مناسب لحاظ کیا جاے -

دفعہ (۵) اگر شادی ہونیکے لیے سفارش ہو تو بیوہ جس شخص کی سرپرستی یا نگرانی میں ہو اُس کو مناسب وقفہ و مہلت دیکر بیوہ کے عقد ثانی کی ہدایت کرنی چاہیے -

دفعہ (۶) مناسب مہلتوں کے بعد بھی اگر تکمیل نہ ہو تو ایسی حالت میں مقامی معززین کو ولی و سرپرست مقرر کرکے تکمیل عقد کرنیکے لیے ہدایت کی جاے -

دفعہ (۷) بحالت بالغ ہونے بیوہ کے حسب سفارش مقامی معزز باشندوں کے تکمیل عقد کے لیے مناسب ہدایات کی جائیں جن کے عمل درآمد نہونے پر برادری کے ہر قسم کے رسوم میں شرکت کرنیسے اُسے روک دیا جاے - خود اسکے یہاں کی تقریب غمی و شادی میں اہل برادری وغیرہ کی شرکت ممنوع قرار دی جاے - عدول حکمی کی سزا اخلاقی و میعادی ہونا چاہیے -

دفعہ (۸) خاص عمر کی اور مریض اور ایسی بیواؤں جو صاحب اولاد ہوں اور جنکے عقد کرنیسے اونکی اولاد کی بربادی کا اندیشہ ہو مستثنیٰ قرار دی جائیں -

دفعہ (۹) بیوہ ترکۂ شوہر اول سے محروم نکی جاے - نفاذ قانون کا اثر عقد اول سے عقد ثانی تک رہے - مگر بارور ہونے پر اُسے نکاح کے لیے مجبور نہ کیا جاے -

ہندو بیواؤں کے لیے بھی بملاظ ہم وطنی و ہمدردی انسانی کوئی ایسا ہی قانون جاری ہونا چاہیے -

کیا عرب سے اسلام کی حکومت مٹ جائیگی ؟

میرا خیال ہے کہ ہندوستان کے اردو اخباروں میں آپ ہی کا ایک اخبار ایسا ہے ' جو اسلامی معاملات پر آزادی سے بحث کرتے ہوے اپنی آواز کو قسطنطنیہ کے باب عالی اور دہلی کے ایوان حکومت تک پہنچا سکتا ہے - اور گو میری ناچیز تحریر اسکے وزنی کالموں کے لیے عیب ہے - مگر میں ان خیالات کو اظہار کیے ہوے بغیر نہیں رہسکتا ' جو مجھکو عرصے سے پریشان کررہے ہیں - اگرچہ مجھے یقین ہے کہ وہ اخبار کے کالموں میں شائع ہونے کا شرف نہیں پاسکتے - لیکن اس امید پر کہ ممکن ہے آپ میری رائے سے اتفاق کرتے ہوے اپنے قلم فصاحت کو جنبش دیں وھو المقصود -

موجودہ رفتار سیاست کو دیکھتے ہوے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیندہ عرب و حجاز کا حاکم اعلیٰ کون ہوگا - یہ سوال گو بظاہر ایک سرسری بات ہے - مگر موجودہ و گذشتہ واقعات ایک آنیوالے خطرے سے مجھکو ڈرا رہے ہیں ' اور میں چاہتا ہوں کہ جسطرح ممکن ہو ان خطروں کا ذکر مفصل کروں - میں جس خطرناک شہنشاہ عرب کا وحشتناک خواب دیکھ رہا ہوں - اسکی تعبیر ریوٹر ایجنسی نے ترکی و انگریزی معاہدہ خلیج فارس کو ظاہر کرتے ہوے - کردی ہے -

عرب کے موجودہ پالیٹکس کو سمجھنے کے لیے بہتر ہوگا کہ تاریخ عرب میں ترکی اور انگریزی اقتدار کے ماجراے سیاست پر بحث کرتے ہوے معاہدۂ خلیج فارس و مسئلہ و مصر پر راے زنی کی جاے :—

" عرب میں ترکی حکومت شریف جعفر " اول سے شروع ہوئی سلیمان صاحبقران (۱۵۲۰ - ۱۵۶۶) کے عہد میں عثمانی سلطنت منتہاے عروج پر تھی - اسوقت تمام عرب ترکی ایشیا میں شامل تھا - مگر اٹھارویں صدی کے شروع میں مدت تک ترکی حکومت عرب میں متزلزل رہی - سنہ ۱۸۲۰ع میں ترکی حکومت کا دوبارہ اعلان ہوا - اور عبد المطلب مکہ کے شریف اعظم مقرر ہوے - لیکن شریف اور پاشا میں منافسۃ کے باعث عبد المطلب کو معزول کرکے محمد بن عون کو حاکم مشہور کیا گیا - ۱۵ - جون سنہ ۱۸۵۸ع کو جدہ میں انگریزی قونصل کے قتل ہوجانے کی وجہ سے انگریزوں اور حجاز کے فرمانرواؤں میں لڑائی ہوئی - جدہ پر گولہ باری کی گئی ' اور اس شرط پر جھگڑا رفع ہوا کہ انگریزوں کو تاوان دیا جاے اور قاتلوں کو سزا دیجاے - نہر سویس کے اجرا سے ترکی کا تعلق مکہ سے قوی ہوگیا - جدہ بحر قلزم کے سلسلہ تار سے ملادیا گیا - بالعالی سے مکہ کو تار پہونچنے لگے - طائف میں تار پہونچایا گیا - شرفاے حجاز کے لیے مخالفانہ کارروائی کا موقع نہ رہا - جنگ روس و روم میں مکہ سے سپاہیوں کے ایک رجمنٹ بھرتی کرنے کی کوشش کی گئی -

سنہ ۱۸۶۹ میں مدینہ ' جدہ ' مکہ اور طائف میں عثمانی دفتر اور محکمے قائم ہوے - مکہ میں عبد اللہ ایک ہر دلعزیز شریف تھا - اسکے بعد اسکا بھائی مقرر ہوا جو سنہ ۱۸۸۰ع میں قتل کردیا گیا - اسی سال عبد المطلب دوسرے مرتبہ شریف ہوا - گو کہ اُسنے انتظامات تو اچھے کیے مگر مخبریں پہلے ہی سے اُس کی جانب سے متنفر ہوچکی تھیں - عزل کی درخواست کی گئی -

عثمان پاشا نے آکر اس مسن و معمر شریف کو معزول کیا ' اور شہر کی حکومت خود سنبھال لی - ۱۸۸۲ میں حسین کاپالی عون الرفیق شریف مقرر ہوا - اس دو عملی سے دونوں نے نہایت کوفت کی - رفیق مدینہ چلا گیا - اور عثمان پاشا

کي معزولي تک واپس نه آيا' عثمان پاشا سے اهل مکه ناراض تهے - کيونکه اُسنے شريف کے بچوں اور غلاموں کو قتل کرکے شهر ميں اُن کے سروں کي تشهير کرائي تهي - صفوة پاشا اُسکے جانشين نے بغاوت فرو کي - حجاز اور يمن کے درميان عسير کا علاقه هے' يهاں کے لوگ قديم سے بهادر اور آزادي پسند هيں' زيدي مذهب کے پابند هيں - سنه ۱۸۲۲ سے ۱۸۱۷ تک ترکي افواج نے ان کوهستانيوں سے ۹ لڑائياں کيں - مگر هر مرتبه شکست هوئي - سنه ۱۸۳۳ و ۱۸۳۴ ميں پهر لڑائي جاري هوئي - اگست ۱۸۳۴ ع ميں بڑے معرکے کي لڑائي هوئي - جسميں ترکوں کي فتح هوئي - مگر عرب ترکي قلعوں پر چهاپے مارتے رهے - اور ستمبر ميں ترک پهر شکست کهاکر واپس گئے - سنه ۱۸۳۶ ميں پهر حمله کيا گيا - مگر پهلے سے زياده نقصان اٹهانا پڑا -

سنه ۱۸۳۰ ميں عربوں نے ترکوں سے يمن کو جبراً خالي کرالیا - مگر ۱۸۷۲ - ميں ترک پهر صنعاء يمن ميں داخل هوگئے - کيونکه امام يمن قبائل کي غارتگري کا انسداد نهيں کرسکتا تها - اسليے مخه کے سوداگروں نے ترکوں کو حکومت کے ليے دعوت دي - مارچ سنه ۱۸۷۲ ميں احمد مختار پاشا کے زير کمان بيس هزار جوار ترکي فوج براه جده بهيجي گئي - جو ٥ - اپريل کو صنعاء ميں داخل هوئي - اهل شهر نے بغير لڑائي دروازے کهول ديے - فوجيں صنعاء کے شمالي و جنوبي علاقوں ميں هر سمت پهيل گئيں - جب يه فوج سلطان لحج کے علاقه کي طرف بڑهي - جسنے انگلستان سے عهد نامه کيا تها' تو عدن کے انگريزي رزيڈنٹ نے جنگي توپ خانه اور رساله بهيجا - اور گورنمنٹ انگريزي نے بابعالي ميں اعتراضات پيش کيے - حتي که دسمبر سنه ۱۸۷۲ ميں ترکي فوج واپس آگئي - سنه ۱۸۷۵ ميں يمن کي جاوري سرحد پر يورش هوئي - جو فرو کردي گئي - فوج نے صنعاء پر قابض هوکر امام يمن کو معزول کرديا تها - مگر مذهبي اثر کي وجه سے اسکو شهر ميں رهنے کي اجازت تهي - اور عثماني سلطنت کے وفاداري کي شرط پر اُس کو پنشن بهي عطا هوئي - اُسکي وفات پر يحيي حميد الدين زيديوں کا امام اور باب عالي کا رظيعه خوار قرار پايا' سنه ۱۸۹۲ ميں چار سو ترکي فوج بلي مروان سے جده کے شمالي ساحل پر ٹيکس وصول کرنے گئي - عربوں نے حمله کرکے اُس کو نيم جان کر ڈالا - اور حميد الدين کو زبردستي سپه سالار بناکر تمام قبيلے جهاد کے ليے آمادہ هوگئے - يمن ميں صرف ۱۵ - هزار ترکي فوج تهي - صنعاء سے امام بهاگ گيا - اور باغيوں نے شهر پر قبضه کرليا - مناخه' طائر' پيرم پر بهي تسلط هوگيا - صنعاء - حديده اور شمال کے دو چهوٹے شهروں کے سوائے تمام يمن باغيوں کے هات آگيا - اور فيضي پاشا گورنر سابق کي سرعسکري ميں حديده کو کمک بهيجي گئي' جو مناخه کو فتح کرتے هوے آگے بڑهي - تيس ميل پر اسکي مزاحمت کي گئي - باغي بارہ روز تک سيدي المهرالي کے زير کمان ايک تنگ درے ميں مزاحم رهے - آخر پسپا هوکر پهاڑوں ميں بهاگ گئے اور ترکي فوج بڑهکر صنعاء پر قابض هوگئي - جنوري سنه ۱۸۹۳ کو تمام شهر مسخر هوگيا - سڑکيں کهل گئيں - بغداد پر ترکوں نے سنه ۱۶۳۸ ميں قبضه کيا - جو آجتک صوبه کا پايۂ تخت هے - سنه ۱۸۸۴ ميں بصره بغداد سے عاحده کياگيا - القطيف اور الحسا پر ترکوں کا قبضه سنه ۱۸۷۱ ميں هوا - الحسا آجکل ولايت بصره کا ايک حصه سمجها جاتا هے - اور هف هف ميں نجد کا متصرف پاشا رهتا هے - جزيره نيماي القطر ميں ترکي فوج کا قلعه هے' بحرين اور کويت کے شيخ ترکي کے باجگذار هيں -

انگريزي اثر

فرمان رواے عمان کو انگريزوں سے وظيفه ملتا هے - عدن برٹش مقبوضات ميں ايک اهم جزيره هے - يه يمن - بحيرۂ قلزم اور تمام مغربي عرب کا راسته هے' پهلے پهل سنه ۱۶۰۹ ميں کپتان شارر کے ايسٹ انڈيا کمپني کا جهاز ليکر عدن گيا تها وهاں اُسے قيد کرکے مديه سے کر رها کيا گيا - اس جهاز کے دو انگريزوں نے روپيه ديے سے انکار کيا - اُنکو صنعاء ميں پاشا کے پاس بهيجديا گيا - سنه ۱۶۱۰ ع ميں ايک اور انگريزي جهاز سے دعا کي گئي - سنه ۱۸۲۰ ع ميں بحيرۂ هند (انڈين نيوي) کے کپتان هنس عدن گئے - سنه ۱۸۲۹ ع ميں کورٹ اف ڈائرکٹرز نے عدن کو کرنله کا اسٹيشن بنانا چاها - مگر پهر اس خيال سے باز رهے - ليکن سواحل عدن ميں جب ايک جهاز کے ٹوٹ جانے پر بدويوں نے مسافروں اور ملاحوں پر دست درازي کي تو گورنمنٹ بمبئي نے عدن پر سنه ۱۸۳۸ ميں ايک مهم بهيجي - اور لکها که عدن همارے حوالے کر ديا جاے - سنه ۱۸۳۹ ميں تين سو يوروپين اور چار سو هندوستاني فوجوں نے جهاز والکا سے گولہ باري کي اور اسکو مسخر کرليا - عربوں نے براہ خشکي چار مرتبه عدن ليےکي کوشش کي ' مگر هر مرتبه نقصان کے ساتهه ناکامياب رهے - اسکي دائريان ' دمدمے سڑکيں - قلعے بہت مستحکم هيں - هر سال حفاظت کے ليے نئي تعميرات کي جاتي هيں - اور پراني کو مضبوط کيا جاتا هے - يه مقام جو تجارت کا ايک بڑا مرکز اور دنيا ميں ارل درجے کا کولے کا اسٹيشن هے احاطۂ بمبئي کے زير حفاظت هے - ايک ريزيڈنٹ اور دو اسسٹنٹوں کے هات ميں عدن انتظام هے' پهر سويس کے احوا سے تجارت بڑهتي جاتي هے - عدن اپنے نواح کي چهوٹي چهوٹي عربي رياستوں کے استحکام کا بهي ذمه دار هے - جزائر سقوطره اور جزائر کوريا موريا بهي عدن سے ملحق کر ديے گئے - اور اريعه کا ساحل سومال بهي - سقوطره کا رقبه ۱۳۸۲ ميل مربع سے زائد هے - اور آبادي دس هزار کے قريب - سنه ۱۸۸۶ ميں سلطان سقوطره سے اسکي حفاظت کا عهد نامه هوا - کوريا موريا کے پانچ جزيرے سلطان مسقط نے بحيرۂ قلزم کا سلسلۂ تار قائم رکهنے کے ليے انگريزوں کو ديے تهے جو بهت زرخيز هيں - حديده کے شمال بحيرۂ قلزم ميں طولاً ۱۵ - ميل اور عرضاً ٥ - ميل جزيرۂ قمران (کامران) واقع هے - يه بهي مقبوضات انگريزي ميں داخل کيا جاتا هے - يهاں حجاج کو قرنطينه ميں رهنا پڑتا هے - جزائر بحرين پر بهي انگريزوں کا اثر هے - موجوده سردار شيخ عيسيٰ کو سنه ۱۸۶ ميں انگريزوں هي نے تخت نشين کيا - اور اپني حفاظت ميں ليا - سنه ۱۸۷ ميں اسکو با قاعده حکمران بناکر دوسرے مدعيوں کو هندوستان ميں جلاے وطن کرديا - اور شهر کا انگريزي ريزيڈنٹ ان جزائر کي نگراني کرتا هے - تاهم يه سلطان کے مقدوضات سمجهے جاتے هيں -

بحيرۂ قلزم کے سرے پر جزيرہ پيرم سنه ۱۷۹۹ع ميں ايسٹ انڈيا کمپني کے قبضه ميں آيا - اور بمبئي سے رهاں فوج بهيجي گئي - مگر چند هي روز ميں واپس بلاي گئي - سنه ۱۸۵۷ ميں پورا پورا انگريزي دخل هوگيا - سنه ۱۸۶۱ ميں لالٹ هارس کي تکميل هوئي' اور قلعه ميں مستقل فوج متعين کي گئي - مصر کے عربي مقدوضات پر بهي انگريزي حفاظت رهتي هے - جزيرۂ نماے سينا - اور بحيرۂ قلزم کا ساحلي علاقه سپر سرويس کے گورنر جنرل کے زير حفاظت هے - خليج فارس اور بحيرۂ روم کو ملانے کے ليے فرات سے بصره تک اور پورٹ سعيد سے مشرق هوکر بصره تک ريلوے بنانے کي تجويزيں هيں - مجوزہ انگريزي و مصري حکومت هے - انگلستان سنه ۱۸۷۲ سے هري راستے سے ريل بدلنا چاهتا هے مگر ابهي عملي صورت ميں نهيں لا سکا -

باسفورس کے ایشیائي ساحل سے انقرہ (انگورہ) کو جو ریل آئي ہے وہ جرمن کے ایک سنڈیکیٹ کے زیر اهتمام ہے - اس لائن کے بغداد تک وسیع ہو جانے کي تجویز ہے - عرب میں انگلستان کے دو حاکم رہتے ہیں - ایک بو شہر کا برٹش رزیڈنٹ جو قونصل جنرل کے نام سے مشہور ہے - دوسرا عدن میں اوسی نام سے رہتا ہے - بو شہر کے رزیڈنٹ کی نسبت لارڈ کرزن نے لکھا ہے کہ " اسکو اگر خلیج فارس کا بادشاہ بے تاج کہا جاے تو درست ہے - اس کے ماتحت ایک دو مسلح جہاز رہتے ہیں - ایرانی اور عرب اپنے جھگڑوں میں اسکو سرپنچ بناتے ہیں - ایک جہاز خاص اسکي ضرورت کے لیے رہتا ہے " اس شاہی اثر کا قائم کرنیوالا کرنیل راس اور اسکا پیشرو سر لوئس پیلی تھا - بحرین کے سرداروں سے بحري امن کے قیام اور دیگر غیر کي مزاحمت اور انسداد غلامي کے لیے عہد نامے ہو چکے ہیں - القطر کے حنکجو عربوں سے بھی عہد نامے کیے گئے - سنہ ۱۸۹۳ میں دیگر قبائل سے اس شرط پر دائمي عہد نامہ ہوا تھا کہ بحري لڑائی نہ کیجاے - تمام جھگڑے برٹش رزیڈنٹ سے فیصل کرائے جاتے ہیں - اسکے علاوہ ایک خاص عہد نامے کے رو سے شیخ بحرین نے اس مجمع الجزایر کو انگریزي حفاظت میں دیدیا ہے - سواحل الحسا و القطر کے عرب قبائل ترکی حکومت کے مطیع ہیں - مگر انگریز اُن کے منازعات میں بھی دخل دیتے ہیں - القطیف سے نصرہ تک ترکی علاقہ پایا جاتا ہے ملک گیري کی ہوس عرب کو اپنے ماتحت بنانے کی بیحد خواہشمند ہے - اور جبکہ ترکی سلطنت میں ضعف کے آثار پائے جاتے ہیں تو یہ تخیّل قرین قیاس بجا ہے کہ مصر کي طرح نصرہ و بغداد میں بھي ہماري قوت زور پکڑے گي - اور مقدس سرزمینوں کے ہم وارث ہونگے - ان مدبروں نے کاغذي لڑائی شروع کردي ہے - بري و بحري عساکر سے امداد کا وعدہ لیا ہے - امیر البحر نے خلیج فارس میں بحري قوت مستحکم کی ہے - پولیٹکل افسروں کے اسٹاف و سلسلۂ تلگراف کي توسیع ہونے کو ہے - کویت کا جزیرہ ترکی سلطنت کے ماتحت ریاست ہے مگر مجراے سیاست جو چاہے انقلاب پیدا کر دے - ترکوں کا فرض ہے کہ اس سیاسي کشمکش کو جہاں تک اُنکو فرصت اجازت دے دور کرنے پر جلد متوجہ ہوں - اور اپنے حقوق ہی کی نہیں بلکہ دراصل اسلام کی حفاظت کریں - معصومہ ممالک کو اگر واپس لینے کی طاقت نہیں رکھتے تو کم سے کم اپنے بچی ہوئی املاک کو تو بچائیں اور اگر ایسا نہیں کر سکتے تو مدنظر رہے کہ :

" قرمے ار عیب بروں آید و کارے نکند "

اطلاع

دفتر الہلال کے ذریعہ پریس کا تمام سامان ' اور لیتھو اور ٹائپ کی مشینیں ' نئي اور سیکنڈ ہنڈ ملسکتي ہیں -

ہر چیز دفتر اپنے ذمہ داري پر دیگا -

سردست دو مشینیں فروخت کیلیے موجود ہیں :-

(۱) ٹائپ کی ڈبل کراؤن سائز ' پدن کی مشین ' جو بہترین اور قدیمی کارخانہ ہے - اس مشین پر صرف دو ڈھائي سال تک معمولي کام ہوا ہے - اسکے تمام کیل پرزے درست اور بہتر سے بہتر کام کیلیے مستعد ہیں -

ابتدا سے الہلال اسي مشین پر چھپتا ہے - دو فارس پاور کے موٹر میں سولہ سو في گھنٹہ کے حساب سے چھاپ سکتي ہے -

چونکہ ہم اسکي جگہ بڑے سائز کي مشینیں لے چکے ہیں - اسلیے الگ کردینا چاہتے ہیں -

(۲) ڈبل مشین ' جو پاؤں سے بھي چلائي جاسکتي ہے ' قدیمي فولیو سائز کي - اس پر ہاف ٹون تصاویر کے علاوہ ہر قسم کا کام جلد اور بہتر ہوسکتا ہے -

فہرست
زر اعانۂ دولت علیۂ اسلامیہ
(۴۳)

ان اللہ اشتري من المومنین انفسھم و اموالھم " بان لھم الجنۃ

[بذریعہ جناب ضامن علي صاحب گرداور و بہ سعي صدران مسلم کلب

اودے پور میواڑ ۳ - سو - ۴۳ - روپیہ ایک آنہ ۳ - پائي

(بتفصیل ذیل)

	پائي	آنہ	روپیہ
نبي بخش صاحب	-	۱۳	-
شیر خاں صاحب	-	۱۰	۱
جماعت کفش دوزاں	-	۴	۲۶
کریم بخش صاحب	-	۱۰	۱
قاسم صاحب	۲	۶	-
رحیم بخش صاحب	-	۱۳	-
مستري رحیم بخش صاحب	-	-	۵
اسحاق صاحب	-	۱۳	-
قادر بخش صاحب	-	۱۳	-
اللہ رکھہ جي اوستا	-	۱۳	-
نقي خاں عرف ناھتر	-	۱۰	-
ٹھوجي	-	۱۳	-
احمد بخش صاحب	-	۱۳	-
عبدالستار صاحب	۹	-	۳
جماعت کہار نوئي	۹	۱	۶
فتح محمد و ابراھیم - فخرالدین صاحبان	۹	۱۳	۱۲

علاوہ ازیں ایک انگشتری طلائي بھي عنایت کي ہے - جو زوجہ ہوکر حداکانہ قیمت دوسرے مي آرڈر کے ہمراہ روانہ کیجاویگي

اسلم خاں صاحب	۹	۱۳	-
معراب خاں	۱۰	۱۰	۹
پیش طلب خاں	-	۱۰	۱
حواجو صاحب	۲	۱۰	۱
رمضان خاں صاحب	-	۱۰	۱
معراب صاحب	-	۱۰	۱
میاں نمد پوش صاحب	-	-	۱
مدشي معب‌اللہ حاتم‌صاحب	-	-	۱
جمعدار سندھي سلطان محمد صاحب	-	۳	۱۶
سندھي فقیر محمد صاحب	-	۱۳	-
دھدار تاج محمد صاحب	-	۷	۲
شمس الدین صاحب	-	۶	۲
رتن لال صاحب	-	۱۳	-
پیر بخش صاحب	-	۶	-
صوبہ دار چپڑي خاں صاحب	-	۱۳	-
امین اسماعیل صاحب	-	۱۳	-
رحیم بخش صاحب	-	۱۱	۲
ایک حاتون	-	۱۳	-
محمد اکبر حاتم‌صاحب	-		۸
بنت فاطمہ سید صاحب	-	-	۴
دانت فاتحہ محرم	-	۷	۱۹
از دشاں نردار و دفعدار حوالدار	-	۳	۳
اللہ دیلي صاحب	-	۳	۱۶
میاں کمال شاہ صاحب	-	-	۵
سلیماں صاحب	-	-	۵
داؤد جي سنگ تراش	-	-	۱۱
حسن بخش جي سنگ تراش	-	-	۳
عظیم جي سنگ تراش	-	-	۱
رحمن بخش جي ڈاني	-	-	۱
اللہ رکھہ جي چوڑیگر	-	-	۳
حصل الدین جي سنگ تراش	-	-	۳
فخرالدین جي سنگ تراش	-	-	۲
نداحي فقیر	-	-	۱
امیر خاں جي	-	-	۱
امام بخش جي	-	-	۱
عوض خاں جي	-	-	۱
زماں خانجي حولدار	-	-	۱

	پائی	آنه	روپیه
وزیرعلی جی سنگ تراش	۰	۰	۱
سلیمان جی سنگ تراش	۰	۰	۱
بچو جی سنگ تراش	۰	۰	۱
پیرو جی سنگ تراش	۰	۰	۱
سدھو جی کھاسی جی	۰	۸	۰
میراں بخش جی سنگ تراش	۰	۱۴	۱
پیرو جی صاحب	۰	۱۳	۰
علی جی صاحب	۰	۳	۰
تاکے والی شہر اودے پور	۰	۱۵	۶
محمد حسین خان صاحب	۰	۰	۵
دفعدار فضل الہی جی	۰	۰	۱
سردار کھاسی خانجی	۰	۸	۰
سردار حکیم علی جی	۰	۸	۰
سردار شیر محمد جی	۰	۸	۰
نشان بردار سردار خانجی	۰	۰	۱
گل محمد جی	۰	۸	۰
عنایت خاں سپاہی	۰	۸	۰
علم حسین جی سپاہی	۰	۸	۰
خدا بخش جی سپاہی	۰	۰	۱
روزاور خانجی سپاہی	۰	۸	۰
خواجو خاں جی سپاہی	۰	۸	۰
الیار خاں جی سپاہی	۰	۸	۰
کالو جی سپاہی	۰	۲	۲
سلیمان جی سپاہی	۰	۰	۱
نور خاں جی سپاہی	۰	۸	۰
دلو جی سقہ	۰	۸	۰
صفیر خاں جی سپاہی	۰	۸	۰
چھتر خاں جی سیوانی	۰	۴	۰
کچرو جی چرزی سار	۰	۸	۲
دھن جی چرزی سار	۰	۴	۰
تاملو جی چرزی سار	۰	۰	۱
حافظ محمد اسماعیل صاحب	۰	۰	۱
فقیر روشن شاہ جی	۰	۰	۰
فقیر چمن شاہ	۰	۲	۰
پیر محمد جی	۰	۸	۰
کیسر چرزی سار			
گلاب صاحب	۰	۴	۰
بہشتی صاحب	۰	۸	۰
محمد صدیق صاحب	۰	۸	۰
لال محمد صاحب	۰	۳	۰
حولدار علام رسول صاحب	۰	۰	۱
جمعدار اکبر محمد صاحب	۰	۱۲	۰
مبارک صاحب	۰	۹	۰
اوستا حواح بخش صاحب	۰	۲	۱۷
ابراہیم صاحب	۰	۰	۴
عبدالرحمن صاحب	۰	۰	۸
اللہ بیلی صاحب	۰	۱۳	۰
منشی الہی بخش صاحب	۹	۱۰	۱
جمعدار شاہ نور خانصاحب	۰	۱۳	۰
امیر صاحب	۰	۱۳	۰
قمرالدین صاحب	۰	۱۳	۰
ولی محمد صاحب	۰	۰	۱
وزیر خانصاحب	۰	۰	۱
منصور خانصاحب	۰	۱۳	۰
منشی کرم الدین صاحب	۰	۶	۰
میاں علی محمد صاحب	۰	۰	۳
سید مراد علی صاحب	۰	۱۳	۰
شاہین علی صاحب	۰	۱۰	۱
کریم بخش صاحب	۰	۱۳	۰
حسین بخش صاحب	۰	۱۳	۰
غلام اکبر منشی صاحب	۰	۱۳	۰
غلام صادق محمد صاحب	۰	۱۳	۰
حاجی رحیم بخش صاحب	۰	۱۳	۰
پیارے خاں صاحب	۰	۱۳	۰
اللہ بخش صاحب	۰	۱۳	۰

	پائی	آنه	روپیه
کریم بخش صاحب	۰	۱۳	۰
کالو شاہ صاحب	۰	۱۰	۱
پیر بخش صاحب	۰	۱۳	۱
نور بخش صاحب	۰	۰	۲
مسماۃ سکینہ بائی	۰	۳	۰
ثانی سکینہ بائی	۰	۶	۰
زوجہ بیا جی صاحب	۰	۱۳	۰
مولوی عبداللطیف صاحب	۰	۱۳	۰
کریم بخش صاحب	۶	۱۳	۰
گھیسو صاحب	۹	۶	—
فتح محمد صاحب	—	۱۳	—
شفیع محمد صاحب	—	۱۳	—
قطب الدین صاحب	۶	۶	—
فتح محمد صاحب	—	۱۳	—
امیرالدین صاحب	—	۳	—
مسماۃ کالی مائی	۶	۶	—
حوالدار شیخ میکو صاحب	—	۱۳	—
منشی ابراہیم خانصاحب	—	۱۳	—
نور محمد صاحب	—	۱۳	—
ابراہیم صاحب	—	—	۲
بھاوچ گھیسو جی چرزیکر	—	۶	—
پانڈو صاحب			
کالو صاحب	۳	۳	—
چاند محمد جی اوستا	—	۱۰	۱
مسماۃ ساکر بائی	—	۶	—
علاءالدین صاحب	—	۱۳	—
اسماعیل صاحب	—	—	۱
دتھا جی بہشتی	—	—	۱
الہی بخش صاحب	۶	۶	—
کریم بخش جی اوستا	۳	۲	—
کمال صاحب	—	—	۱
میجر سید شاہ خانصاحب	—	۴	۴
خانساماں صاحب	—	—	۲
محمد یوسف صاحب	—	۸	—
اوستا جلال بخش صاحب	۳	۳	—
اوستا چاند محمد صاحب	—	۸	—
اوستا علی محمد صاحب	۶	۹	—
اوستا چاند محمد صاحب	۶	۱	—
والدہ سبھاں بخش صاحب	۶	۱	—
والدہ علی جی اوستا	—	۱	—
زوجہ قاسم جی اوستا	—	۶	—
زوجہ اللہ بخش اوستا	—	۹	—
ہمشیرہ غوث محمد صاحب اوستا	—	—	۱
زوجہ غوث محمد صاحب			
گل محمد جی	۶	۱	۰
شیخ ندی بخش جی	۳	۳	۰
قادر بخش جی	—	۱۳	—
کالو جی	۳	۳	—
گھاسی جی	۳	۳	—
کریم خانصاحب	—	۸	—
اللہ رکھہ جی	۹	—	—
رحیم بخش جی نورگر	—	۶	—
سبھاں بخش جی نورگر	—	۹	—
قاسم جی اوستا	۹	۶	—
خواجو جی موچی بورش	—	۱۳	—
مصاحب خانصاحب	—	—	۱
زرگاں ماندل گڈہ میواڑ	—	—	۳۰

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PRESS HOUSE, 7/1 MOLLEDO STREET, CALCUTTA.

مسیحا کا موتی کسم تیل

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - حسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کہ لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کایا پلٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مسالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائینس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں مصطبی نمود اور نمایش کو فکما ثابت کردیا ہے اور عالم متمدن نمود کے ساتھہ فائدے کا بھی جویاں ہے بنابریں ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی و ولایتی تیلوں کو جانچکر " موہنی کسم تیل " تیار کیا ہے اسمیں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد لی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیرپا ہونے میں لاجواب ہے - اسکے استعمال سے بال خوب کھلے اگتے ہیں - جڑیں مضبوط ہوجاتی ہیں اور قبل ازوقت بال سفید نہیں ہوتے درد سر' نزلہ ' چکر' اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل افروز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سوتا ہے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ محصولڈاک -

المشتہر رونرونرا لٹر

ایچ - ایس - عبد الغنی کیمسٹ - ۲۲ و ۷۳

کرولوٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

ریویو آف ریلیجنز - یا مذاہب عالم پر نظر

اردو میں ہندو مقاں اور انگریزی میں یورپ امریکہ و جاپان وغیرہ ممالک میں رائج مذہب اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے والا - مصنوم نبی علیہ السلام کی پاک تعلیم کے متعلق جو غلط فہمیاں پھیلائی گئی ہیں - ان کا دور کرنے والا اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دینے والا یہی ایک پرچہ ہے جس کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کے قابل سمجھا ہے - اس رسالے کے متعلق چند آراء کا بالتیاس حسب ذیل ہے :—

البیان لکھنؤ - ریویو آف ریلیجنز ہی ایک پرچہ ہے جس کو خالص اخلاقی پرچہ کہنا صحیح ہے - ہندی میں انصار اور اردو میں ریویو آف ریلیجنز سے بہتر پرچہ کسی زبان میں شایع نہیں ہوتے - اس کے ہر اور ہر مضامین ہر علم و فضل کو ناز ہے -

کریسنٹ لور پول - ریویو آف ریلیجنز کا پرچہ دلچسپ مضامین سے بھرا ہوا ہے - عبارت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے متعلق جو جاہل عیسائی الزام لگایا کرتے ہیں - ان کی تردید میں نہایت ہی فاضلانہ مضمون اس میں لکھا گیا ہے - جس سے عمدہ مضمون آج تک ہماری نظر سے نہیں گذرا -

مسٹر روب صاحب امریکہ - میں یقین کرتا ہوں کہ یہ رسالہ دنیا میں مذہبی خیال کو ایک خاص صورت دینے کے لیے ایک نہایت زبردست طاقت ہوگی - اور یہی رسالہ ان روحوں کے نور کرنے کا ذریعہ ہوگا - جو جہالت کے سوداگی کی راہ میں ڈالی گئی ہیں -

ریویو آف ریویوز - لندن - مغربی ممالک کے باشندوں کو جو مذہب اسلام کے زندہ مذہب ہونے کے مضمون سے دلچسپی رکھتے ہیں چاہیے کہ ریویو آف ریلیجنز خریدیں -

وطن کلکتہ - یہ رسالہ بڑے پایہ کا ہے - اس کی تحقیقات اسلام کے متعلق ایسی ہی فلسفیانہ اور عمیق ہوتی ہے - جیسی کہ اس زمانہ میں درکار ہے سالانہ قیمت انگریزی ہدیہ ۳ روپیہ - اردو ہدیہ ۲ روپیہ - نمونہ کی قیمت انگریزی ۳ - اردو ۲ - تمام درخواستیں بنام منیجر سیکریٹری قادیان - ضلع گورداسپور آنی چاہیئیں -

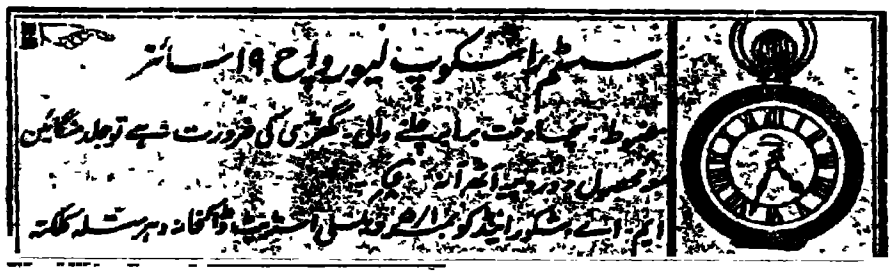
سسٹم اسکوپ لیور واچ ۱۹ اسائز
مضبوط و صحیح وقت بتانے والی گھڑی کی ضرورت ہے تو جلد منگائیں
محصول ڈاک علیحدہ
ایم اے ہسکوپ اینڈ کو بمبارڈ ہوٹل اسٹریٹ ڈاکخانہ و ہرسٹلہ کلکتہ

درد سر و درد رياح كي دوا

رياحي درد لحظہ ميں پہاڑ ہو جاتا ہے - يہ دوا لحظہ ميں اسكو پاني كر ديتي ہے - درد رياح جيسے ٹيك - چمك - ٹيس - رگوں ميں لہر كن كني سے چاہے جسقدر تكليف ہو - اس دوا كے استعمال سے فوراً رفع ہوتي ہے درد سر كے واسطے بھي اس دوا كا ايسا ہي فايدہ ہے - نصف سر ميں ہو يا تمام سر ميں كسي وجہ سے كيسا ہي درد ہو اس دوا سے رفع ہو جاتا ہے - صرف يہي نہيں اگر سر كٹا جاتا ہو پھٹا جاتا ہو - اڑا جاتا ہو - اس دوا سے فوراً بند ہوتا ہے - اندنوں لوگ ذرا ذرا سي باتوں ميں سر دكھايا كرتے ہيں كام ميں يا مفت كي باتوں ميں فكر و تردد ميں عيش و عشرت ميں دن كو رات اور رات كو دن بنانے ميں كل شكايتيں سر پر آجاتي ہيں - اور ہائے رے درد سر پكارا كرتے ہيں ڈاكٹر برمن كي دوا ايسے لوگوں كے ليے ہے دوا كے استعمال سے فورا درد بند ہوتا ہے - اسلئے ہر خاص و عام كو يہ دوا اپنے پاس ركھنا لازم ہے -

(قيمت ۱۲ ٹكيوں كي ايك شيشي (۶ آنہ) محصول ڈاك ايك سے چھہ تك ۵ آنہ)

ڈاكٹر ايس كے برمن نمبر ۶۵ ستار اچند دت اسٹريٹ كلكتہ

المكتبة العلمية الاسلامية في علي گڈه

— * —

اس كتب خانہ ميں مختلف علوم و فنون كي كتابيں مطبوعہ مصر ، شام ، بيروت و قسطنطنيہ وغيرہ مروجہ كے ليے موجود رہتي ہيں اور نہايت مناسب و معتدل قيمت پر شائقين كي خدمت ميں روانہ كي جاتي ہيں — خاكسار مكتبة المنار كي كتابيں ، حضرت الاستاذ الامام شيخ محمد عبدہ اور حضرت السيد الامام سيد رشيد رضا كي تمام تصنيفات اس كتب خانے ميں ہر وقت مہيا رہتي ہيں - فرمائشوں كي تعميل مستعدي كے ساتھہ كي جاتي ہے - كتب خانہ كي جديد فہرست تيار ہو گئي ہے جو آدہ آنے كے ٹكٹ وصول ہونے پر معہ روانہ كي جاتي ہے *

رسالہ المنار (جو تمام دنيائے اسلام ميں بہترين مروجہ رسالہ تسليم كيا گيا ہے) اس كي گذشتہ ۱۵ سال كي ۱۵ جلديں مكمل مع فہرست مضامين موجود ہيں - قيمت عام طور پر في جلد ۱۵ روپے ہيں مگر دوسري جلد كي قيمت پچاس روپے اور تيسري جلد كي قيمت پچيس روپے ہيں *

يہہ كتب خانہ رسالہ المنار كا كل ممالک هندوستان ميں سول ايجنٹ ہے ، اور جن اصحاب كو اس رسالہ كي خريداري منظور ہو چندہ سالانہ مبلغ ۱۵ روپے ہمارے پاس روانہ فرمائيں ، روپيہ وصول ہونے پر رسالہ براہ راست ان كي خدمت ميں جاري كرا ديا جائيگا *

المشتـــــهر منيجر المكتبة العمية الاسلامية ، مدرسة العلوم ، علي گڈه

ايڈيٹر الہلال

كي لكھي ہوئي اردو زبان ميں سرمد شہيد كي پہلي سوانحعمري جسكي نسبت خواجہ حسن نظامي صاحب كي راے ہے كہ با اعتبار ظاہر اس سے اعلي اور شاندار الفاظ آجكل كوئي جمع نہيں كرسكتا اور باعتبار معني يہہ سرمد كي زندگي و موت كي بحث ہي نہيں معلوم ہوتي بلكہ مقامات درويشي پر ايك مسلسلہ اور الہيا خطبہ نظر آتا ہے - قيمت صرف دس آنے -

آنيوا لے انقلابات

كے معلوم كرنيكا شرق ہو تو حكيم جاماسپ كي ناياب كتاب جاماسپ نامہ كا ترجمہ منگا كر ديكھيے جو مولانا محمد الواحدي ايڈيٹر نظام المشائخ نے نہايت فصيح اور سليس اردو ميں كيا ہے - پانچہزار برس پہلے اسميں بحساب نجوم و جفر آجتك كي باہت جسقدر پيشينگوئياں لكھي گئي تہيں وہ سب ہو بہو پوري اتريں مثلا بعثت آنحضرت صلعم - معركہ كربلا - خاندان تيموريہ كا عروج و زوال وغيرہ وغيرہ قيمت تين آنے -

المشتہر منيجر رسالہ نظام المشائخ و درويش پريس ايجنسي دہلي

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الحكيم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

اسد الله شاه الملقب بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۳ | کلکتہ: چہار شنبہ ۵ رجب ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta : Wednesday, June 11, 1918.

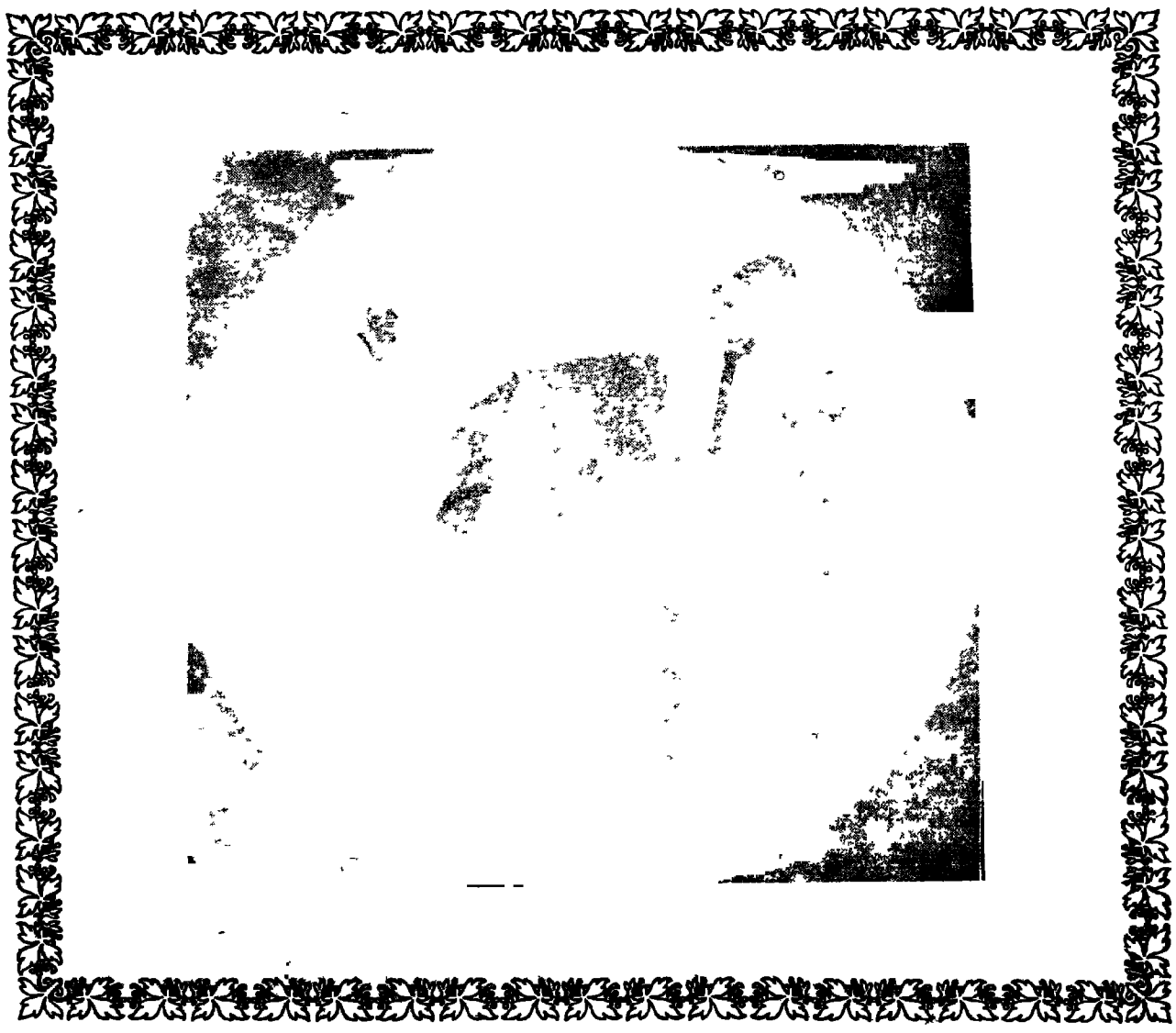

لاکھوں بے خانماں مہاجرین

قسطنطنیہ کی گلیوں میں !!!

الہلال کلکتہ - سالانہ قیمت مع محصول صرف آٹھ آنہ !!!

آج دفتر الہلال میں دو تار دفتر تصویر افکار' اور تار اکثر مصباح کے پہنچے ہیں کہ " خدا کیلیے یورپین ترکی کے اُن لاکھوں بے خانماں مہاجرین کے مصائب کو یاد کرو' جنمیں ہزارہا بیمار عورتیں' اور جاں بلب بچے ہیں - جنکو جنگ کی ناگہانی مصیبتوں کی وجہ سے یکایک اپنا گھر بار چھوڑنا پڑا' اور جنکی حالت جنگ کے زخمیوں سے بھی زیادہ درد انگیز ہے - جو مرگئے' انکو دفن کر دیں' جو زخمی ہیں انکو شفا خانے میں لے آئیں' لیکن جو بد نصیب زندہ' مگر مردے سے بدتر ہیں' انکو کیا کریں ؟ "

دفتر الہلال حیران ہے کہ اس وقت اعانت کا کیا نقشہ ماں کرے ؟ مدد کیلیے نئی اپیلیں کرنا شاید لوگوں کو ناگوار گذرے کہ ہلال احمر کا چندہ ہر جگہہ ہو چکا ہے' اور تمسکات کا کام بھی جاری ہے - مجبوراً جو کچھہ خود اسکے اختیار میں ہے' اسی کیلیے کوشش کرتا ہے -

(۱) کم ازکم وہ ایک ماہ کے اندر دو ہزار پاؤنڈ یعنے ۳۰ - ہزار کی رقم مخصوص اعانۂ مہاجرین کیلیے فراہم کرنا چاہتا ہے' کیونکہ ہلال احمر کے مقصد سے جو روپیہ دیا جاتا ہے' اسکو خلاف مقصد دوسری جگہ لگانا بہتر نہیں - اسکی اطلاع آج ہی ترکی میں بھیجدی گئی ہے -

اس بارے میں جو صاحب دل اعانت فرمائیں گے فاجرہ علی اللہ '

اور وہ دوسروں پر بار ڈالنے کی جگہہ خود بھی اس رقم کو اپنی جانب سے پیش کرنا چاہتا ہے -

(۲) اسکی صورت یہ ہے کہ بلا شک نقد تیس ہزار روپیہ دینا مفتر کے امکان سے باہر ہے' مگر یہ تو ممکن ہے کہ تیس ہزار روپیہ جو اُسے مل رہا ہو' وہ خود نہ لے' اور اس اشد ترین ضرورت اسلامی کیلیے وقف کردے ؟

(۳) یقیناً میں ۳۰ - ہزار نہیں دیسکتا' لیکن آپ کیوں نہیں مجھے ۳۰ - ہزار روپیہ دیتے' تا کہ میں دیدوں ؟

(۴) پس آج اعلان کیا جاتا ہے کہ **دفتر الہلال چار ہزار الہلال کے پرچے ایک ایک سال کیلیے اس غرض سے پیش کرتا ہے - آج کی تاریخ سے ۳۰ جون تک جو صاحب آٹھہ روپیہ قیمت سالانہ الہلال کی دفتر میں بھیجدینگے'** انکے روپیہ میں سے صرف آٹھہ آنہ ضروری اخراجات خط و کتابت کیلیے وضع کرکے باقی ساڑھے سات روپیہ اس فنڈ میں داخل کردیا جائیگا' اور ایک سال کیلیے اخبار آنکے نام جاری کردیا جاے گا - گویا ساڑھے سات روپیہ وہ پیسے مظلوم و ستم رسیدہ برادران عثمانیہ کو دینگے' اسکا اجر عظیم اللہ سے حاصل کرینگے' اور صرف آٹھہ آنے میں سال بھر کیلیے الہلال بھی (جو جیسا کچھہ ہے' پبلک کو معلوم ہے) انکے نام جاری ہو جائیگا - اس طرح چار ہزار خریداروں کی قیمت سے ۳۰ - ہزار روپیہ فراہم ہو سکتا ہے اور دفتر الہلال اُسے خود فائدہ اٹھانے کی جگہ' اس کار خیر کیلیے وقف کردیتا ہے -

(۵) اس وقت ماہوار تین سو تک نئے خریداروں کا اوسط ہے - لیکن دفتر ۳۰ - جون تک کیلیے اپنی تمام آمدنی اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے - دفتر اس وقت تک کئی ہزار روپیے کے نقصان میں ہے' اور مصارف روز بروز بڑھتے جاتے ہیں' تاہم اس تار کو پڑھکر طبیعت پر جو اثر پڑا' اس نے مجبور کر دیا' اور جو صورت اپنے اختیار میں تھی' اس سے گریز کرنا' اور صرف دوسروں ہی کے آگے ہاتھہ پھیلاتے رہنا' بہتر نظر نہ آیا - یورپ میں اخبارات کے دفتر اپنی جیب سے ہزاروں روپیہ کار خیر میں دیتے ہیں - شاید اور پریس میں یہ پہلی مثال ہے' لیکن اسکی کامیابی اس امر پر موقوف ہے کہ برادران ملت تغافل نہ فرمائیں اور اس فرصت سے فائدہ اٹھا کر فوراً درخواست خریداری بھیجدیں - ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

یورپین ترکی کے بے خانماں مہاجرین
جامع ایا صوفیا کے سامنے

(۶) الہلال - اردو میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے' جو یورپ اور ترکی کے اعلے درجہ کے با تصویر' پر تکلف' خوشنما رسائل کے نمونے پر نکلتا ہے - اسکا مقصد وحید دعوت الی القرآن' اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے - محققانہ علمی و دینی مضامین کے لحاظ سے اسکے امتیاز و خصوصیت کا ہر موافق و مخالف نے اقرار کیا ہے - اُس نے ہندوستان میں سب سے پہلے ترکی سے جنگ کی خبریں براہ راست منگوائیں' اسکا باب "شئون عثمانیہ" ترکی کے حالات جنگ کے واقعات صحیحہ معلوم کرنے کا مخصوص ذریعہ ہے - "نامہ وران غزوۂ طرابلس و بلقان" اسکی ایک با تصویر سرخی ہے' جسکے نیچے وہ عجیب و غریب موثر اور حیرت انگیز حالات لکھے جاتے ہیں' جو اپنے مخصوص نامہ نگاروں اور خاص ذرائع معلومات سے حاصل کیے جاتے ہیں - مقالات' مذاکرۂ علمیہ' حقائق و وثائق' المراسلۃ و المناظرہ' اسئلۃ و اجوبتہا' اسکے دیگر ابواب و عنوان مضامین ہیں -

آٹھہ آنے میں شاید ایک ایسا اخبار برا نہیں -

(۷) درخواست میں اس اعلان کا حوالہ ضرور دیا جاے' اور کارڈ کی پیشانی پر " اعانۂ مہاجرین " کا لفظ ضرور لکھا جاے -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين — القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و مرخصوصی
مولانا ابوالکلام آزاد

مقام اشاعت
مکان نمبر ۷-۱ میکلوڈ سٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلگراف
"الہلال"

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7-1 McLeod Street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address

"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs 8

Half-yearly „ „ 4 - 12

نمبر ۲۳ — کلکتہ: چہار شنبہ ۵ رجب ۱۳۳۱ ہجری — Calcutta Wednesday, June 11, 1913.

فہرس

شذرات
مسجد مچھلی بازار کانپور
فہرست رو اعانۂ ہلال احمر
فلسفۂ طرابلس ۴
دانش میں استعمال افیون ۴
معالجۂ افتتاحیہ
مسئلۂ سود ۵
مداراۃ علمیہ
اخلاق و آداب میں موروثی اثر ۱۰
وقائع و حقائق
نتائج و عبر ۱۳
دربار طرابلس
مدنیہ اطالیا ۱۴
ادبیات
مذہب یا سیاست ۱۶
مغرب اقصیٰ
معرکۂ سیدل ۷
تاریخ حسینات اسلامیۂ مسلمانان ہند کا ایک ورق
اعانۂ مہاجرین ۲
فہرست چندہ رو اعانۂ ہلال احمر ۱۹

تصاویر

شانیلاک اور اسکے مقروض کا وکیل ۶
طرابلس میں ایک جرمن پادری کو اطالیوں نے گرفتار کر لیا ۹
طرابلس کے مظلوم و غیر العال لوگ جنکو حراست میں رکھا ہے
فاس مراکش کا ایک تاراج شدہ بازار ۱۸

شذرات

مسجد "مچھلی بازار" کانپور

کانپور کی مسجد کے انہدام کا مسئلہ اخبارات تک پہنچ چکا ہے - واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے :

کانپور میں ایک نئی سڑک نکل رہی ہے ' جس کا نام اے - بی روڈ ہے - یہ سڑک کلاس بازار اور مچھلی بازار سے ہوتی ہوئی سرل گنج جائیگی - کلاس بازار میں ایک مقبرہ سڑک کے وسط میں پڑتا تھا - میونسپالٹی نے اسکے متولی سے مقبرہ کے لیاے کی بابت گفتگو کی ' چنانچہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ وہ منہدم کردیا گیا -

مچھلی بازار میں بھی ایک مقبرہ نہیں اسیطرح حائل تعمیر شاہراہ تھا ' اسپر بھی میونسپالٹی نے قبضہ کرنا چاہا مگر اسکے متولی نے صاف انکار کردیا ' اور شہر میں یہ خبر گرم ہوگئی کہ اگر مقبرہ منہدم کیا گیا تو میونسپالٹی کے معماروں کا تیشہ پہلے مزدوں پر پڑیگا ' اسکے بعد مقبرہ کی دیواروں کی نوبت آئیگی ! پس ایسی حالت میں ضرور تھا کہ اس مقبرہ کی قسمت کا فیصلہ اسکے بدشرو کی طرح نہوتا -

رعایۂ قدیم کے برخلاف موجودہ رعایا کی سیاست کے فیصلے خریدے جاسکتے ہیں - البتہ یہ ضرور ہے کہ انکی قیمت نہایت گراں ہوتی ہے -

جن ہاتھوں میں اسقدر قدرت دینے کی ہمت ہوتی ہے ' وہ اسکے فیصلے خرید لیتے ہیں ' پر جو تہی دست ہیں ' انکو محرومی کی شکایت زیبا نہیں -

عالباً پہلے مقبرہ کی طرح اس مقبرہ کیلیے بھی بالا ترین مقامات حکومت سے فیصلہ ہو چکا تھا ' مگر ان حالات کے بعد منسوخ ہوگیا -

یہ واقعہ ہز آنر سرجیمس مسٹن بالقابہ کے عہد حکومت کا ایک امید افزا اور سبق آموز واقعہ تھا - ہم نے سنا ہے کہ مژدہ تنسیخ سے ہندؤں کو جسقدر مسرت ہوئی' اتنی ہی مسلمانوں کو بھی ہوئی - اولاً تو اسلیے کہ جہاں تک ہمیں علم ہے ' کانپور کے ہندو اور مسلمانوں کے تعلقات نہایت خوشگوار ہیں' ثانیاً اسلیے بھی کہ دنیا کے قانون حیات اجسام اور حکومتوں کے اصول کار کا ایک تازہ ترین تجربہ ہوگیا تھا ' اور معلوم ہوگیا تھا کہ اگر مسلمان بھی اپنے شعائر دینیہ اور ناموس ملت کی حفاظت کے لیے استقامت و پامردی کے ساتھہ کوشش کرینگے ' اور اسکی مطلوبہ قیمت دینے کے لیے تیار رہینگے تو ضرور انکی خواہشوں کا بھی لحاظ رکھا جائیگا -

اس واقعہ کے چند دنوں بعد مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ اس ممبر کے مغرب و جنوب میں چند گز کے فاصلے پر جو ایک مشہور و آباد مسجد واقع ہے' اسکا بھی ایک حصہ صرف اسلیے لے لیا جائیگا کہ مجوزہ سڑک کی کجی نکل جائے -

حسن اتفاق سے اسی زمانے میں صوبہ کے ہر دلعزیز لفٹنٹ گورنر دورہ فرماتے ہوئے کان پور تشریف لائے -

بورڈ کے بعض مسلمان ممبروں نے ہز انر سے مسئلۂ مسجد کے متعلق گفتگو کی - جہاں تک ہم کو علم ہے' ہم یہ لکھنے کیلیے مجبور پاتے ہیں کہ ہز انر نے حسب عادت اسپر نہایت ہمدردی ظاہر کی اور اطمینان دلایا کہ مسلمانوں کی مذہبی عمارات کا احترام ہر حال میں ملحوظ رہیگا -

اس سے زیادہ کسی وعدے کیلیے صاف اور صریح الفاظ نہیں ہو سکتے ' جو کہے گئے تھے کہ " ہندو مسلمانوں کے معابد میں کسی طرح بھی دست اندازی نہیں کیجائیگی "

صوبے کے سب سے بڑے حاکم کے اطمینان دلانے کے بعد پبلک کو ضرور مطمئن ہونا ہی چاہیے - پھر ایک وعدہ کی حیثیت سے دیکھیے تو اسکا اخلاقی احترام کا گزار ہے - پس مسلمانان کانپور بالکل مطمئن اور فارغ البال ہوکر بیٹھہ گئے - جو قوم آج تمام مساجد عالم کی طرف سے پورا اور فارغ البال ہو' جسکو ان تمام مساجد سے اعظم و اقدس ' اس عبادت گاہ الہی اور اولین مسجد اسلام کی طرف سے بھی کوئی بے اطمینانی اور تشویش فکر نہو' جسکا وجود اسکی ہستی ملی و دینی کا حقیقی سرچشمۂ حیات ہے ' وہ اگر ایک ملک کے ایک شہر' اور ایک شہر کی بھی ایک مسجد کی فکر سے فارغ و آسودہ خاطر ہو بیٹھے ' تو یہ کونسی تعجب کی بات ہے ؟

مسلمانوں کی غفلت تو ضرور قابل تعریف ہے کہ دنیا کی کوئی فکر بھی اسمیں خلل انداز نہیں ہو سکتی ' لیکن قدرت کی اس ضد کی بھی داد دینی چاہیے کہ اسنے بھی انکے ہر اطمینان کو اضطراب سے بدلدینے کا پورا تہیہ کر لیا ہے - ہمارے ہر اطمینان کی طرح اس اطمینان کی عمر بھی زیادہ نہ نکلی - تھوڑی ہی مدت کے بعد اسپر رمینٹ ٹرسٹ کمیٹی نے اس صاف و صریح وعدے کے باوجود ' یہ رزلیوشن پاس کر دیا :

" مسجد کا مشرقی حصہ لے لیا جاے اور اسکے عوض میں مسلمانوں کو مسجد کے مغربی حصے میں زمین کا ایک ٹکڑا دیدیا جاے "

کمیٹی کا یہ رزولیوشن جب بورڈ کے جلسے میں تصدیق (کنفرمیشن) کے لیے پیش کیا گیا ' تو مسلمان ممبروں نے اسکی مخالفت کی' اور بالآخر اس جلسے میں اس رزولیوشن کی تصدیق ملتوی کر دیگئی پڑی -

قاعدہ ہے کہ اہم اراضی متنازعہ فیہ کے معائنہ کے لیے مجسٹریٹ ضلع خود آتا ہے - چنانچہ بیان کیا گیا ہے کہ مجسٹریٹ ضلع کانپور مسجد کے معائنے کیلیے بہ نفس نفیس تشریف لائے اور " جوتے پہنے ہوے " مسجد کے اندر تشریف لے گئے - معززین شہر اور مقربان بارگاہ میں سے اکثر اصحاب انکے پیچھے پیچھے دست بستہ موجود ہونگے ' مگر مجھے اسمیں شک ہے کہ کوئی " مسلمان " بھی انکے ساتھہ تھا یا نہیں ؟

اس معائنہ کے بعد شہر کے سر بر آوردہ مسلمانوں کا وفد کلکٹر ضلع کے در دولت پر حاضر ہوا ' اور " اپنی چہل سالہ مسلمہ قومی پالیسی " کے اصول پر نصف عجز و نیاز و الحاح و زاری التجا کی کہ اپنے فرمان واجب الاذعان پر نظر ثانی فرمائی جاے ' لیکن ارشاد ہوا کہ قضاء مبرم کے فیصلے میں ترمیم ممکن نہیں !

بورڈ کا جب دوسرا جلسہ ہوا تو اسمیں ایک مسلمان ممبر نے اسکی نسبت تجویز پیش کی ' مگر نا منظور کر دی گئی -

اس معاملے کی سرگذشت میں سب سے زیادہ اہم اور قابل ذکر واقعہ یہ ہے کہ اس مسئلے میں مسلمانوں کی اعانت کیلیے بورڈ کے انصاف پسند ہندو ممبر بھی مستعد تھے ' اور اس سے کانپور کے ہندو مسلمانوں کے تعلقات کی نسبت تعجب انگیز مسرت ہوتی ہے -

بورڈ کے تیسرے جلسے میں ہندو اور مسلمان ممبروں نے مشترکہ طور پر ایک آرر رزولیشن پیش کیا ' جس کا مقصد یہ تھا کہ " مسجد کا کوئی جزو کسی حالت میں بھی نہ لیا جائے اور اگر بالفرض بورڈ کے کسی ایکٹ کی رو سے ایسا کرنا جائز بھی ہو' تو وہ ایکٹ منسوخ کر دیا جائے " لیکن بورڈ کے تمام انگریز ممبروں نے قاطبۃً اس تجویز سے اختلاف کیا ' اور خود چیرمین صاحب نے انکا پوری قوت سے ساتھہ دیا -

تعداد میں ہندو مسلمانوں کی متحدہ تعداد زیادہ تھی - قاعدہ سے اس کو پاس ہو جانا چاہیے تھا ' مگر پاس ہونا یا نہونا صرف تعداد کی اقلیت و اکثریت ہی پر موقوف نہیں ہے ' اور صرف تعداد کے دیوتا کی پرستش جو آج ہندو مسلمان اپنے تعلقات کے مسائل میں کر رہے ہیں ' انہیں کون سمجھائے کہ یہی انکی سب سے بڑی گمراہی ہے - اصل شے حق ہے ' اور ایک قوی وجود بھی ہو ' تو وہ ہزاروں انسانوں پر غالب ہوتا ہے - جب یہاں ایک اور ہزاروں کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے تو پھر اس معاملے کی نسبت زیادہ بحث کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ' جس میں ہندو مسلمان ممبروں کے مقابلے میں انکے سے بہت زیادہ افراد حکومت کی صدائیں کار فرما تھیں' اور اگر نہ بھی نہ ہوتا ' جب بھی صرف چیرمین صاحب بہادر کی ایک نگاہ گرم ہی کیا کم تھی ؟

بہرحال رزولیوشن منظور نہوا ' البتہ ہندو مسلمان ممبروں کے اتحاد اور یک راے ہو جانے کا یہ نتیجہ ضرور نکلا کہ اس رزولیوشن کی جگہ ایک دوسرا رزولیوشن اس مضمون کا قرار دیا گیا کہ بورڈ ہز انر سے سفارش کرے کہ مسجد کا وہ حصہ منہدم نہ کیا جاے

اسکے بعد بعض حضرات کے مشورے سے یہ طے پایا کہ ہز آنر کی خدمت میں ایک میموریل بھیجا جاے - چنانچہ ایک میموریل تیار کیا گیا ' جس پر عمائد ' رؤسا ' علماء اور اعیان شہر میں سے ۱۲ - ہزار آدمیوں کے دستخط تھے - علماء شہر کا ایک فتوی بھی اسکے ساتھہ منسلک کیا گیا تھا -

" چہل سالہ مسلمہ قومی طرز تحریر " کے مطابق یہ میموریل کمال عجز و تذلل کے " اظہارات اسلامیہ " سے لبریز تھا ' اسکا آغاز

اور الم، درنوں دعا پر تھا، اور اسکا لفظ لفظ الحاح و منت، خشوع و خضوع، ارادت و عقیدت، و تضرع و ابتہال تعبدانہ میں ڈوبا ہوا تھا!!

با ہم جو واقعات اخبارات میں شائع ہوے ہیں، انسے معلوم ہوتا ہے کہ ہز آنر بالقابہ نے مقامی حکام سے مشورہ کے بعد میموریل مسترد کردیا:

درھمن می شد م گر ایںقدر زنار می بستم!!

کانپور کی خصوصیت نہیں - ہر جگہ اس طرح کے کاموں کو عوام انجام دے نہیں سکتے، اور ردہ قسمتی سے خواص نے، جو آج اسلام کے جزو کل کو اپنے ہاتھوں میں رکھنے کے خواہشمند ہیں، صرف دعاؤں کے اٹھے ہوے ہاتھوں، اور زمین پر رو بسجود سروں کے رکھنے ہی کی مشق کی ہے - حالانکہ اسطرح عالم کی ادنے ترین موجودات یعنے جمادات تک کا مقابلہ ممکن نہیں، چہ جائیکہ دنیا روح اور دارائے قوت انسان کا، جو صرف قوت ہی کا قائل، اور صرف زور ہی کا بندہ ہے!

یہ سچ ہے کہ حریفانہ طالب حق کی جگہ عجز و تذلل کے ساتھہ التماس معروضات، زیادہ آسان اور آرام دہ طریقہ ہے، اور بہتر تھا کہ ہمیں اسی کا عادی رکھا جاتا، لیکن کیا کیجیے کہ حالات و تجارت اور صدہا مشاہدات و وقائع اسکے برعکس ہیں، اور اگر اپنی گذشتہ اور موجودہ حالت پر قانع نہ رہیں، تو اسمیں ہمارا قصور نہیں -

اسی کانپور میں، اسی معاملے سے متصل، اور اسی مسئلہ کے مماثل، دو مندروں کا واقعہ موجود ہے - پہلا منہدم، مگر دوسرا اپنے وجود حی و قائم کے اندر ایک صداے تندہ، اور ایک اعلان بصیرت ہے - پھر کیا وہ اس قانون حساب کی شہادت نہیں دے رہا کہ " ہر شے کی زندگی صرف اسکی قوت کے اظہار میں ہے، وہ کہ مدلل اور عجز انکسار میں "؟

یہ تو تازہ واقعات ہیں، گذشتہ واقعات کو بھی اگر سامنے لایا جاے تو اسی کانپور میں نظائر کی کمی نہیں، مرلگنج کے چوراہے پر بھی ایک مسجد واقع ہے - جب ہالسی روڈ نکل رہی تھی تو بعینہ ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا، یعنی مسجد کا ایک حصہ لیے بغیر سڑک صاف نہیں ہوسکتی تھی - اسوقت کلکٹر ضلع ہالسی صاحب تھے - مسلمانوں کا ایک وفد انکے پاس گیا اور اسوقت کے مسلمان شاید اسوقت کے سے مسلمان نہ تھے - اس مسئلے کی بابت گفتگو کی - صاحب موصوف نے شعائر اسلامیہ پر دست درازی مناسب نہ سمجھی، مسجد کی ایک انچ زمین بھی نہ لی، اور سڑک کو ویسا ہی رہنے دیا - چنانچہ آج تک یہ مسجد ۴ - فیٹ سڑک پر نکلی ہوئی ہے، اور میں خود اسے دیکھہ چکا ہوں -

رہی حاکم ہے اور رہی قانون - پھر یہ کیا ہے کہ جس عمارت پر آج سے پہلے دست درازی جائز نہیں رکھی گئی تھی، اس پر آج نا اس ہمہ گریہ و زاری، تضرع و فغاں سنجی، اظہار وفا کشی و دعا گوئی، سے نیازانہ دست درازی کیجا رہی ہے؟ یہ زمانہ قوت پرستی کا ہے - اسمیں فغاں سنجی بے سود، اور اشکباری بیکار سمجھی جاتی ہے - جس قوم کا مبلغ جد و جہد یہیں تک ہو، اسکو کوئی زندہ تسلیم نہیں کرتا - مردوں کو تھکراتے ہیں، مگر زندہ انسان کی تعظیم کیلیے استعدال کیا جاتا ہے!

بہرحال یہ تو اس مسئلے کی پچھلے سر گذشت تھی - میموریل بھیجنے والوں اور رزولیوشن پاس کرنے والوں کو جو کچھہ کرنا تھا کرلیا، اور جو کچھہ اسکے نتائج تھے، سامنے ہیں، لیکن اب سوال یہ نہیں ہے کہ کل تک کیا ہوا؟ بلکہ غور اسپر کرنا ہے کہ کل کیا ہوگا؟

عہد و مواعید، امید و توقع، سعی و سفارش، آہ و زاری، عرض تمنا، اور امروز و فردا، تا کجا؟ اور عملت و اہمال تا کجا؟ کچھہ عجب نہیں کہ عمائدین کانپور کو اپنی دعا ہاے اقبال دولت، اور گدایانہ التماسات و معروضات سے فرصت نہ ملے، اور اسلام کی ناموس و عزت کا جو کچھہ فیصلہ ہونے والا ہے ہوجاے - ہمارا تخاطب اسوقت عمائدین کانپور سے نہیں بلکہ وہاں کی عام پبلک سے ہے - ہم کو تازہ ترین حالات معلوم نہیں، لیکن آخری اطلاعات تک حالات بدستور تھے - اگر انہیں اپنی مسجد کا بھی وہی حال دیکھنا منظور نہیں، جو حال میں انکے سامنے ایک مندر کا ہوچکا ہے، تو خدا را آنے والے وقت کو محسوس کریں، اور اپنی اور اپنی مسجد مقدس کی عزت کی حفاظت کو ارباب دولت و جاہ و رسوخ کے ہاتھوں میں بالکل چھوڑ دینے کی جگہ، خود اپنے ہاتھوں میں لیں - کچھہ ضرور نہیں کہ قانون کی خلاف ورزی کی جاے - پورے امن، اور پورے سکون کے ساتھہ ہم اپنے ہر حق کیلیے اپنے جذبات اور انکی قوت کا اظہار کرسکتے ہیں - عام باشندگان شہر کو فوراً عید گاہ میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کرنا چاہیے - شہر کے علماء اور بزرگان دینی کا فرض اصلی ہے کہ اس معاملے کو غیر متزلزل قوت اور محکم ثبات کے ساتھہ اپنے ہاتھہ میں لیں، اور تمام مسلمانان شہر کو اس جلسے میں حکماً جمع کریں - اُس دن شہر کی دکانیں بند ہونی چاہییں، اور ہر کاروباری مسلمان کو اپنے خداے قدوس و ذوالجلال کی عبادت گاہ کی عزت کیلیے ایک دن وقف راہ الہی کردینا چاہیے - جلسہ پورے سکون اور وقار کے ساتھہ ہو، مگر اسکی در و دیوار تک سے جوش ملی و جذبۂ اسلام پرستی کی گرمی کے شرارے نکلیں - اسمیں یہ صاف صاف ظاہر کردیا جاے کہ مسجد کی، سوا ہمیں کچھہ معلوم نہیں کہ ہم مسلمان ہیں، اور ہمارے جسموں سے زندہ گوشت کے ٹکڑے، کٹی ہوئی رگیں اور ٹپکتے ہوے خون کے سوا کاٹ لیے جاسکتے ہیں، مگر یہ محال قطعی ہے کہ مسجد کی زمین، اسکی عمارت، بلکہ اسکی چار دیواری کے اندر کے کسی جزو سے، ایک انچ، ایک انگل، ایک جو برابر بھی کوئی ٹکڑہ الگ کیا جاسکے!!

تم اپنے اندر قوت پیدا کروگے تو قوت بھی تمہارا ساتھہ دیگی - خدا تعالی نے اپنے مخلص بندوں کی صرف اتنی ہی تعریف نہیں کی کہ وہ اللہ کو پکارتے ہیں (ان الذین قالوا ربنا اللہ) بلکہ اسکے ساتھہ یہ بھی کہا کہ " ثم استقاموا " پھر اسپر مطبرطی کے ساتھہ جم بھی گئے ہیں - پس استقامت اصل کار، اور تمام کامیابیوں اور نصرت یابیوں کا سبب اصلی ہے -

مسجدوں کی جب کبھی بحث چھڑتی ہے تو یہ صرف چند عمارتوں کا سوال نہیں ہوتا، بلکہ قومی عزت و دلت، اور دینی تذلیل و تعظیم کا - ایک نظیر اگر آج قائم ہوتی ہے، تو کل کیلیے اسکے دامن میں ہزاروں واقعات پنہاں ہوتے ہیں - اس وقت مسجد کے وضو خانے کا سوال ہے - کس کو معلوم ہے کہ کل محراب و ممبر کا نہوگا؟ اگر مسجدیں ڈھاکر سڑکیں نکالی جا سکتی ہیں، تو پھر اقلیم ہند کے کسی شہر کی کسی مسجد کی زندگی بھی خطرے سے خالی نہیں -

اگر مسلمانان کانپور نے خود استقامت دکھلائی، تو وہ مطمئن رہیں کہ تمام مسلمانان ہند ایکے ساتھہ ہیں، اور پھر ضرور ہے کہ ہز آنر سر جیمس مسٹن بالقابہ کی دانشمند گورنمنٹ بھی انکی انصاف طلبی کی صدا سے اغماض نہ کریگی - واللہ عاقبۃ الامور -

فہرست زراعانۂ ہلال احمر

زر اعانۂ دولۃ علیہ کي فہرست گذشتہ نمبر میں جہاں تک شائع ہوچکي ہے ' اسکا میزان مجموعي حسب ذیل ہے - ابھي بقیہ فہرست کي اشاعت باقي ہے ' اور سلسلہ برابر جاري رہیگا -

کل رقم مجموعي از ابتداء فہرست ۲۲٬۲٬۱۸ -

روانہ شدہ باسم ہلال احمر ۹۳٬۱۱ -

فہرست نمبر (۱) کي مجموعي رقم ۳٬۸٬۱۱ - تھي ' جو ہلال احمر کے عام چندے میں شامل کردي گئي - اسکے بعد ۳ - سر بمہر فہرست نمبر ۲ و ۳ و ۴ و ۵ - کے روانہ کیے گئے - پس فہرستوں کي مجموعي رقم کا یہ میزان ہے -

باسم وزیر اعظم دولۃ علیہ بلا تخصیص ہلال احمر ۱۱٬۵۰۰ -

بقیہ ..... ۲٬۴۰٬۷

جو فہرست اس نمبر سے شائع ہوگي ' اسکی رقوم اسکے علاوہ ہیں -

ان رقوم کي فراہمي میں جن حضرات نے سعي فرمائي اور فنڈ جو حضرات آج بھي مصروف سعي ہیں ' بیجا ہوگا اگر الہلال انکا شکر گذار ہو ' کیونکہ انہوں نے جو کچھہ کیا ہے ' اسکي شکرگذاري کا حق کسي انسان کو نہیں - انکا اجر صرف اللہ کے یہاں ہے ' اور وہي بس کرتا ہے -

---

فلسفۂ نظریہ

فلسفہ سے حکمت عملی اور حقائق اشیا سے آگاہی مراد ہے - فیلسوف یا فلاسفر کي اصطلاح ایسے لوگوں کے لیے استعمال ہوا کرتي ہے ' جو ہر ایک چیز کو نقد و اختبار کي نظر سے دیکھتے ہوں اور کسي شے کي نسبت سرسري حیثیت سے کوئي حکم نہ دیدیتے ہوں - یہ بات تو پرانی تھي ' لیکن یورپ کي قوت اختراع نے اب ایک اور فلسفہ ایجاد کیا ہے ' جس کا مدعا یہ ہے کہ کسي چیز کي نسبت فیصلہ کرنے کے لیے حقیقت شناس نظر کي حاجت نہیں - اس فلسفہ کا نام فلسفہ نظریہ ہے ' اور اس کے علم بردا لندن کے فیلسوف پادري (ڈاکٹر ہارٹن) ہیں - انہوں نے " کنٹمپوریري ریویو " کي تازہ اشاعت میں ہندوستان کے آداب و اخلاق پر بحث کي ہے ' اور اس دیل میں ہندوستان کے لیے استقلال اداري (سیلف گورنمنٹ) کے حقوق اس لیے تسلیم نہیں کیے ہیں کہ " محکمہ پولیس و پٹوارے اور بیشتر سرکاري دفاتر کے ہندوستانی اہلکار ' جھوٹے ' رشوت خوار ' غمار ' بے اعتبار ہوا کرتے ہیں - یہ ملک ایسي سرشتي پیدا کرنے سے قاصر ہے ' جس کے ایران وطنیت کے ستون صداقت و عزت نفس اور انصاف و رحم قرار دیے جاسکیں " اس الزام کو ایک حد تک مان لینا چاہیے اور ہر ایک سچے ہندوستانی کو اس کے مٹانے کي کوشش کرني چاہیے ' لیکن اگر یہ واقعہ صحیح ہے کہ دو برس ہوئے ' مسٹر کیر ہارڈي نے دیوان عام (ہاؤس آف کامنس) میں فرقۂ عمال (لیبر پارٹي) کي اخلاقي کمزوریوں کا ذمہ دار گورنمنٹ کے طرز عمل کو قرار دیا تھا ' اور مسٹر برنز کي تقریر بھي اس کي تائید میں تھي ' تو سوال یہ ہے کہ ہندوستان کے تنزل آداب و زوال اخلاق کا کون ذمہ دار ہے ؟ اور یہ ذمہ داري کیونکر پوري ہوسکتي ہے ؟

ایں سخن را چہ جوابست ' تو ہم مي دانی !

-

احسن المسائل کا اردو ترجمہ کنز الدقائق - فقہ کي کتاب ہے - قیمت ایک روپیہ - پتہ : مینیجر مطبع انوار قدیم دہلي

فرانس میں استعمال افیون

دماغی قوتوں میں غیر طبعی زلزلہ و ہیجان پیدا کرنے کے لیے یورپ نے مختلف قسم کے پر تکلف مکیفات پسند کر رکھے ہیں ' لیکن نہ چیزیں سرور کے لیے کافی نہ تھیں - تکمیل سرخوشی کے لئے پیرس میں اب افیون کا استعمال بھي شروع ہوگیا ہے ' اور وہ بھي عیش پرست طبقہ ہي میں نہیں ' بلکہ جنگي بیڑہ کے افسروں اور ملاحوں میں - فرانسیسی اخبارات اس موضوع پر طویل الذیل مضامین شائع کر رہے ہیں کہ شراب کے استعمال نے سروں سے دستار تو بہت ہي اچھال دي تھي ' اب افیون کي آمیزش سے دیکھیے سر بھي باقي رہتا ہے یا نہیں ؟ حال میں وزیر تحریہ نے مریض احباب " ماتن " کو اطلاع دي ہے کہ اس کے استیصال کے لئے حکومت مناسب تدبیریں اختیار کرنے کي تحریک منظور کر چکي ہے -

اس واقعہ کو ہندوستان کي حالت سے ملائیے کہ یہاں افیونیوں کا شمار کس قدر وسیع ہے ؟ مگر بجائے اس کے کہ سد باب کے لئے گورنمنٹ کوئي حکم نافذ کرتي ' پندرہ بیس برس پہلے لکھنؤ میں ایک آنریبل ممبر سے استعمال افیون کي تائید و تصویب میں تقریر کرائي گئي تھي ' اور اس سے بھي چالیس پچاس برس پہلے جب جس میں استیصال افیون کي پہلے پہل تحریک ہوئي تھي تو مولف تاریخ چین (جیمس کارکرن) کي تشریح کے مطابق برطانیۂ عظمی کو اس سے جنگ کرني پڑي تھي کہ ترک افیون کي وجہ سے جب چین میں افیون کي کھپت نہوگي تو ہندوستان کے مالگذار کو نقصان پہونچیگا !!

پچھلے چند سالوں میں جیں کي آہ و زاری سے مجبور ہو افیون کے مسئلے پر توجہ بھي کي گئي تو ایسے قیود و شرائط کے ساتھہ ' جنکي وجہ سے برطانیہ کا دست کرم ابھي ایک عرصے تک ہندوستان اور چین میں اس سم مسموم کي بخشش جاري رکھیگا !!

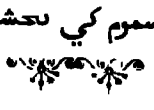

نوھیکان دور و دوراں نزدیک !!

پولنیڈ کا ملک ' جسے عربی میں بولونیا کہتے ہیں ' ایک مدت سے جرمني ' آسٹریا اور روس کے درمیان تقسیم ہو چکا ہے - جرمني سے جو حصہ متعلق ہے ' اس کي مجلس حرب (جنگي کونسل) کے نائب الرئیس (وائس پریسیڈنٹ) موسیو سیداہ نے ریچستاگ (جرمن پارلیمنٹ) کي گذشتہ نشست (سشن) میں ترکي ریپبلک کے تعلقات پر بحث کرتے ہوئے تقریر میں اس پہلو پر زور دیا تھا

" دولۃ عثمانیہ دوستانہ سلوک اور مہرباني کے برتاؤ کي مستحق ہے - براعظم یورپ میں یہي ایک سلطنت ہے ' جس نے اس زمانے میں پولینڈ کي حمایت کي ' جبکہ تمام یورپ اس کا دشمن ہو رہا تھا ' اور خود مسیحي دنیا اس کو پامال کرنے کي فکر میں تھي - پولینڈ تقسیم بھي ہوگیا اور یورپ نے اس انقسام کو تسلیم بھي کر لیا ' مگر ترکي نے اب تک اس کي تصدیق نہیں کي - ایسي شریف سلطنت کے دکھہ درد میں شریک نہونا احسان فراموشي ہے "

اس تقریر کا جرمن قوم پر تو کچھہ اثر نہوا ' مگر پول (اہل پولینڈ) نہایت متاثر ہیں اور ترکوں کے لیے ترکي فراخدلي سے ' چندہ فراہم کر رہے ہیں -

پولینڈ کي نصرانیت کو تو اسلام سے یہ ہمدردي ہے ' مگر ہندوستان میں اسلام بعض ایسي صورتوں کے اندر بھي موجود پاتا یا جانتا ہے ' جو ترکوں کي اعانت کے جذبات کو مسلمانان ہند کي قوتوں کي بربادي بتلاتے ہیں !!

الهلال

۰۰ رجب ۱۳۳۱ هجری

مسئلۂ سود

به تذکرۂ تحریک ایریل خواجه علام الثقلین صاحب

(۱)

یا ایها الذین آمنوا ! لا تاکلوا الربوا اضعافاً مضاعفة ، واتقوا الله ، لعلکم تفلحون (۳ : ۱۲۵)

مسلمانوں ! سود کے لینے سے پرهیز کرو که وہ (سود در سود کي صورت میں) دگنا چوگنا هوتا چلا جاے ، الله سے ڈرو (که ظلم و زیادتي سے اسکا غضب ظهور میں آتا هے -) عجب نهیں که اس طرح تم دنیا میں فلاح پاؤ -

ایریل خواجه علام الثقلین صاحب نے پچهلے دنوں مسئله سود کے متعلق صوبجات متحده کي کونسل میں جو مبسوط تقریر کي تهي ، وہ تمام اخبارات اردو و انگریزي میں چهپ چکي هے - میں وقت فرصت کا منتظر تها که اسکو پڑهسکوں -

اس تقریر کا اخبارات نے عام طور پر تذکرہ کیا هے ، لیکن میں اسکو دوسري نظر سے دیکهتا هوں -

سب سے پہلے جناب خواجه صاحب کو ایک ایسے ضروري اور اهم مسئلے پر ایک مبسوط ، مدلل ، اور پر مغز تقریر کرنے کیلئے تمام قوم کي طرف سے مبارک باد کا مستحق سمجهتا هوں - انهوں نے فی الحقیقت ممبري کے انتخاب کیلئے بہت جلد اپنے تئیں مستحق ثابت کردیا ، اور انکي قابلیت اور قومی خدمات کے قدیمي ولولے اور جوش کو پیش نظر رکهتے هوے ، اس بارے میں جو توقعات کی جاسکتی تهیں ، سچ یه هے که ان میں ذرا بهي نا کامي نهیں هوئی -

هماري حالت اپنے هم وطن بهائیوں سے بالکل مختلف هے ، اور حالت مختلف هے تو هماري تحسین و تقبیح اور جرح و تعدیل کو بهي مختلف هونا چاهیے - ان میں قابلیت اور اداء فرض کا قحط نهیں هے - وہ مجالس عامه اور کونسل کے هال ، دونوں میں اپني قابلیت کے بہتر سے بہتر مظاهر رکهتے هیں ، اور موجودہ هندوستان کے چهل ساله عهد میں انهوں نے اپنے کاموں کي ایک اچهي تاریخ مرتب کرلي هے - لیکن هماري حالت اسے بالکل متضاد هے - قابلیت اور اداء فرض ، دونوں میں همارا خانۂ عمل صفر سے زیادہ نهیں - پس ایسي حالت میں اگر هماري قوم کے اندر کوئي چهوٹا سے چهوٹا کام بهي قابلیت اور صداقت کے ساتهه انجام پاے ، تو اسکو اوروں کے بہتر سے بہتر کام کے برابر سمجهنا چاهیے - جوهریوں کے بازار میں هیرے کے مرصع هار کو بهي کوئي نهیں پوچهتا ، لیکن کسي کوئلے کي کان میں موتي کا ایک دانه بهي لیکر نکل جائیے ، تو هر شخص کي نظر پڑیگي که یه کیا چیز هے ؟

کونسل کي تاریخ میں مسلمان ممبروں کا تذکرہ

هندوستان میں مجلس وضع قوانین کي ابتدا کو ایک قرن سے زیادہ زمانه گذر گیا ، اور رؤرم پر بهي کونسل کا ایک پورا عهد انتخاب گذر چکا هے - لیکن اس تمام عرصے کی پوري تاریخ پڑهه ڈالیے - یه کیسی شرم کی بات هے که وہ تمام تر صرف هندؤں کی قابلیت ، آزاد بیانی ، حق پرستی ، اور اداء فرض کے جدها کارنامه هاے جلیله و عظیمه کی سرگذشت هے ، اور سواے ایک واقعه کے ، مسلمانوں کیلئے کوئی تذکرۂ نمایاں اپنے اندر نهیں رکهتی !

ایک واقعه سے میرا مقصود سید صاحب مرحوم هیں ، جو کونسل کے ابتدائی عهد میں در بار شامل کیے گئے ، اور جنهوں نے مشهور " البرت بل " کے مباحثه میں یادگار حصه لیا تها -

اور رمارم کے بعد صرف مسٹر مظهر الحق کو جانتا هوں جنکو مسلمان ممبروں کی عام حالت سے یقیناً مستثنی کردینا چاهیے -

کونسل کے اندر اظهار قابلیت کے متعدد مواقع هیں - سب سے پهلي چیز تو مناسب اور ممکن النفاذ قوانین کا مسودہ پیش کرنا هے - پهر عام مباحث و مذاکرات میں علم و قابلیت اور اجتهاد فکر و راے کے ساتهه حصه لینا ، هر معامله اور قانون کے متعلق ملکي مصالح اور اغراض کي حمایت کرنا ، سرکاري تجاویز و خیالات کے بے اعتدالانه اثر کي اعتدال و قابلیت کے ساتهه مخالفت کرنا ، بحث رعیرہ کے اهم مواقع پر عمدہ اور مفید مباحث و انتقادات پیش کرنا ، ملک کي عام حالت پر نظر رکهنا ، اور اسکے درس و مطالعه سے کونسل کے کاموں میں مدد لینا ، شمار و اعداد کو هر معاملے کي نسبت خاص طور پر محفوظ رکهنا ، اور هر بحث میں ان سے کام لینا ، مفید اور نتیجه خیز سوالات کرنا ، اور انکے جوابات سے ملک کي عام معلومات اور راے میں اضافه ، اور حکومت کي غلطیوں کا انکشاف کرنا - یه ، اور اسی طرح کے صدها مواقع هیں ، که ایک قابل شخص کي قابلیت کیلیے کونسل هال میں آزمایش هو سکتے هیں -

پهر حق گوئي اور راست بیاني ایک جوهر اصلي هے ، جسکي هر موقعه پر ضرورت هے - اور جو ایک روشني هے ، جس سے کونسل کا هال هي نهیں بلکه هر جگه روشن هو سکتي هے -

لیکن افسوس که اس تمام عهد گذشتۂ و زوان میں مسلمان ممبروں نے ، ان تمام امور میں سے کسي ادنی ترین کام کا بهي اپنے تئیں اهل ثابت نهیں کیا -

البته ایک چیز هے ، جسکي قابلیت کا انهوں نے هر موقعه پر ثبوت دیا - اور ایسا قاطع و مانع ، که هندوستان کي کوئي قوم اسکے مقابلے میں اپنے عجز صریح کو نهیں چهپا سکتي - یعنے ملک اور ملکي امیدوں کي تذلیل ، جهل و نادانی کے ساتهه هر سرکاري خواهش کا استقبال ، اور هر صداے حکومت کے آگے بلا تامل رکوع و سجود - اور یه وہ صفت ملکوتیه هے ، جو ملاء اعلی و کروبیان عالم بالا کیلیے بهي بہترین وصف هے ، چه جائیکه کونسل هال میں انسانوں کیلیے که : لا یسبقونه بالقول ، وهم بامرہ یعملون ! ! (۱)

اس سے بهي زیادہ درد انگیز بات یه هے که برائی کے طهور کی اصلاً دو شکلیں هوتي هیں : ایک نیکی کا عدم ، اور دوسرا بدي پر اصرار - پهلي صورت بہتر هے ، اگر دوسري صورت پیش نه آے - ایک شخص کچهه نهیں کرتا - یه بري بات هے - لیکن اس شخص سے تو وہ هزار درجه بہتر هے ، جو نه صرف یه که نیک کام نهیں کرتا ، بلکه

(۱) سورۂ انبیا میں یه آیة فرشتوں کي تعریف میں هے یعني وہ الله کے احکام پر اپنے عمل میں کسي حکم کے خلاف نهیں کرتے - (مدیر)

اس سے بھی زیادہ یہ کہ برائیوں پر مصر ہے :

مرا بخیر تو امید نیست ' شر مرساں

مسلمان ممبروں نے اتنا ہی نہیں کیا کہ اپنے وجود سے کچھہ کام نہیں لیا ' بلکہ اس سے زیادہ یہ ' کہ جب کبھی کچھہ کام لیا بھی تو یہی لیا کہ ملک کو نقصان پہنچایا ' اور ہمیشہ اسکی بہترین امیدوں کیلیے ایک سنگ گراں بنکر حائل رہ رہے - یہ ہماری پیشانی پر ایک ایسا داغ سیاہ ہے ' جو افسوس کہ مٹ نہیں سکتا -

بہرحال یہ تو خود ایک مبحث ہے - ضمناً ذکر آجاتا ہے تو خیالات کو روک نہیں سکتا - خواجہ صاحب کی تقریر پڑھکر مجھے سب سے زیادہ خوشی یہ ہوئی کہ کونسل ہال میں ایک مسلمان ممبر نے ایک اہم اور ضروری مسئلہ کی سنت لب کشائی کی ' اور اسپر قلت اور صرف وقت کے ساتھہ غور کیا - یہ ذات ہی نفسہ گو بہت اہم نہو ' مگر ہمارے دارالمیں جس جنس عام کی نایابی ہے ' اسکے ملنے پر خصوصیت کے ساتھہ کیوں نہ خوش ہوں ' گو آزروں کے ہاں وہ عام ہو -

" تو صرف ایک رطل گوشت لے سکتا ہے ' اور عدالت کا فیصلہ واجب التعمیل ہے "

یعنی شائیلاک یہودی اور اسکے مقروض کا وکیل

شیکسپیر نے اپنے مشہور ڈراما (مرچنٹ آف وینس) میں ایک سود خوار یہودی کی تساوت اور اسکے مقروض کی مظلومی کا جو نقشہ کھینچا ہے ' وہ اس درجہ مشہور ہے کہ مستغنی تشریح نہیں -

حال میں لندن کے ڈرری لین کے دار التمثیل (تھیٹرہال) میں اسکی تمثیل (ایکٹ) کے سارے سامان سے دکھلائی گئی تھی - مسٹر ہارس نے شائیلاک کا ' اور مس گرٹ الیٹ نے مقروض کی بیوی کا پارٹ لیا تھا - یہ تصویر اس تمثیل کے اس مرقعہ کی ہے ' جبکہ مقروض کی بیوی وکیل کے بھیس میں آتی ہے ' اور اس سے خونخوار شائیلاک سے کہا ہے کہ " بہتر ' اپنے قرض کے بدلے ایک رطل گوشت مقروض کے جسم سے کاٹ لے ' مگر شرط یہ ہے کہ صرف ایک ہی رطل ہو "

مسئلہ سود اور قرآن کریم

خواجہ صاحب نے اپنی تقریر میں (سود در سود) کے اُن نتائج پر قانون کو توجہ دلائی ہے ' جس نے تاریخ کے قدیم ترین زمانے کی طرح اس دور میں بھی انسانوں کی آبادیوں کو ویران کیا ہے ' انکی کوشش اور محنت کے نتائج کو بغیر کسی حق طبیعی کے دوسروں کی طرف منتقل کر دیا ہے ' اور نہیں معلوم کتنے عالیشان محل ہیں ' جو اسکی بدولت خاک کا ڈھیر بنگئے ہیں ' اور کتنے وسیع قبرستان ہیں ' جنکے اندر اس کی تباہی و ہلاکت کے مجروح پڑے سو رہے ہیں !!

میں نے ہمیشہ اس امر پر غور کیا کہ قرآن کریم نے انسانی معاصی و جرائم کے متعلق طرح طرح کی وعیدیں فرمائی ہیں ' لیکن سود کے متعلق ایک لفظ ایسا کہدیا ہے ' جس سے سخت تر وعید اور کسی سخت سے سخت جرم و معصیت کی نسبت بھی نہیں آئی - اسکا سبب کیا ہے ؟

یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ و ذروا ما بقی من الربوا ' ان کنتم مومنین - فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ و رسولہ (۲ : ۲۷۸)

مسلمانو ! اگر تم صاحب ایمان ہو تو اللہ سے ڈرو اور تمہارے پچھلے لین دین میں جو کچھہ سود باقی رہگیا ہے ' اسے چھوڑ دو ! (پھر) اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو اللہ اور رسول کے ساتھہ لڑنے کیلیے خبردار ہو جاؤ کہ یہ فی الحقیقت اللہ اور اسکے رسول سے اعلان جنگ ہے - (۱)

قرآن کریم نے اس آیت میں سود کے لینے پر اصرار کو " حرب من اللہ و رسولہ " سے تعبیر کیا ہے کہ اسکے لینے والے اللہ اور اسکے رسول سے لڑنے کیلیے مستعد رہیں !

بظاہر یہ تشدد تعجب انگیز معلوم ہوتا ہے - انسان کی وحشت اور همجیت نے دنیا میں کیسی کیسی مہیب مصیبتیں کی ہیں ' اور وہ جب سطوت و درندگی پر آجاتا ہے تو اسکے اعمال کس درجہ خوفناک ہو جاتے ہیں ؟ لیکن یہ کیوں ہے کہ قرآن کریم نے کسی انسانی معصیت کو بھی " حرب من اللہ و رسولہ " سے تعبیر نہیں کیا ' اور اس وعید کیلیے صرف سود ہی کو (کہ محض ایک لین دین اور معاملات کی چیز ہے ' اور زیادہ سے زیادہ انسانی خود غرضی کا ایک ظہور) تمام رذایل انسانیہ میں سے منتخب کیا ؟

حرب من اللہ

انسانی خود غرضی

یہاں اسکی تفسیر مقصود نہیں ہے ' مگر اشارہ ضروری ہے -

سود کے کاروبار کی اگر کوئی تاریخ مرتب کی جاتی تو میں سمجھتا ہوں کہ اس امر کی بہتر سے بہتر تفسیر خود بخود ہو جاتی -

جلب نفع اور خود غرضی سے اس دنیا کے معجب ترین جانور کا (جسکو انسان کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے) کوئی فعل خالی نہیں - اور اگر خالی ہے ' تو صرف وہ فعل ' جو اُس سے بہ حیثیت مخلوق حیوانی کے صادر نہیں ہوتا ' بلکہ اسکے اندر کی وہ روح انسانیہ کرنے اور معنی خلافۃ الہیہ کام کرنے لگتی ہے ' جو مقام ملکوتیت سے بھی ارفع ' اور در باب مقام قدوسیت اعلیٰ ہے - مذہب ' قانون ' اخلاق ' سوسائٹی ' اور اسی طرح کی تمام بندشیں صرف اس خود غرضی ہی کے مظاہر شدیدہ کو روکنے کیلیے ہیں - اور اگر اس خونناک جانور کے پاؤں میں اتنی بوجھل زنجیریں نہ ہوتیں ' تو اعراض و استحلال نفع کا تصادم دنیا کو شیطان کا تخت ' اور

---

(۱) " فاذنوا بحرب من اللہ " مفسرین نے مختلف اقوال جمع کیے ہیں کہ اس سے مقصود کیا ہے ؟ اذنوا کو بعض نے کسر ذال و مد ہمزہ " ورزیر " آمنوا " پڑھا ہے ' اور بعضوں نے بفتح ذال ' لیکن مقصود دونوں سے یہی ہے کہ معلوم کرادو یا خبردار ہوجاؤ - حرب من اللہ سے بعض مفسروں نے حقیقی معنی لیے ہیں ' یعنی جو سود لیں گے ' انسے اللہ اور اسکا رسول قتال کریگا ' اور وہ اس سے خبردار ہو جائیں ' لیکن فی الحقیقت یہاں حرب سے مراد واقعی جنگ نہیں ہے ' بلکہ وعید و عقاب اور تہدید و ترہیب میں مبالغہ مقصود ہے ' یعنی اس فعل کو باوجود نہی ترک نہ کرنا ' ایک ایسا جرم قرار دیا ہے ' جو گویا اللہ اور اسکے رسول کے مقابلہ میں حربی جنگ لڑنے کے مماثل ہے - اسی لیے ترجمے میں میں نے اسکو واضح کردیا ہے - (صدہ)

د ورح کا نمونہ بنا دیتا : لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم - ثم رددناہ اسفل سافلین ' الا الذین آمنوا و عملو الصالحات فلھم اجر غیر ممنون (۹۶ : ۶)

انساني خود غرضي کا مہیب ترین ظہور

اس خود غرضی کا ایک دد ترین ظہور' جمع و حصول مال کی بھوکھ ہے ' جسکو پیاس کہنا چاہیے ' اگر استسقا کی تشبیہ اسپر راس آجاے - لیکن اگر غور سے دیکھا جاے تو اعمال انسانیہ میں اس مرض کا کوئی ظہور اس درجہ انسان کے ملکوتی حصائل کے لیے مہلک ' اسکی بہیمیت و سبعیت کیلیے مقوی ' ہیئۃ اجتماعیہ اور مجامع انسانیہ کی صحت مدنی کیلیے سم قاتل' اور عالم مخلوقات کے اس جمیل ترین مخلوق یعنی انسان کو خوفناک درندہ بنا دینے کیلیے ایک عمل السحر نہیں ہے ' جیسا کہ سود' اور سود خواری کی زندگی کی مختلف شکلیں -

اخلاق و حصائل انسانیۃ کا آئینہ تو اسدرجہ نازک ہے' کہ تجارت اور کاروباري معیشت کی زندگی کی تہیس کا بھی متحمل نہیں ہوتا ' اور ہمدردي و مروت کا چشمہ کچھہ نہ کچھہ مکدر ہو ہی جاتا ہے پھر ظاہر ہے کہ اسکے لیے سود (جس سے بغیر حق محنت حصول نفع کا اصول غیر طبعی قائم ہو جاتا ہے) کس درجہ مضر ہوگا ؟

یقیناً تمام انسانی معاصی میں صرف یہی معصیت " حرب من اللہ و رسولہ " ہے ' کیونکہ اور کسی معصیہ میں انسان خدا کے مقدور کو اسے درجہ بے رحم اور خونخوار نہیں ہو جاتا ' جس درجہ سود کو اپنا وسیلۂ معاش بنا لینے کے بعد اور سرتا پا مجسمۂ شقاوت و قساوت' و غلظت و صلابت ہو جاتا ہے - اور خدا کے بندوں کے آگے بے رحمی سے معرور ہونا ' فی الحقیقت خدا کے آگے معرور ہو کر آمادۂ جنگ و پیکار ہونا ہے -

* * *

انسان کے اُن تمام بڑے بڑے جرائم پر' جنکو اسکی خود غرضی کا دیو اسکے اندر سے انجام دیتا ہے' اپنے سامنے لاؤ' اور ایک ایک کرکے دیکھو ! بڑے بڑے عادي مجرموں کو تم دیکھوگے کہ بارہا انسانی مظلومی اور بیکسی نے انکی آنکھوں کو اشکبار' اور انکے دلوں کو درد مند کر دیا ہے - سخت سے سخت بے رحم ڈاکو اور قاتل کی طبیعت بھی تم سن سکتے ہو کہ اُس نے عین اپنی بے رحمي و قساوت کے کسی عمل کو انجام دیتے وقت' ایک بڈھیا عورت کی مریاد' ایک بیکس عورت کی گریۂ و زاری ' اور ایک یتیم بچے کے مضطربانہ معاں الغیاث پر اپنی کھینچی ہوئی تلوار پھینکدي' اور چند لمحوں کیلیے اسکي بھولی ہوئی معنی انسانیۃ اُسے یاد آگئی - تاریخ اور ملکی روایات نے اُن ڈاکوؤں کے حالات قلمبند کیے ہیں ' جو ایک طرف تو دولت مندوں کو لوٹتے ' اور مال و دولت سے بھرے ہوے قافلوں کو تاخت و تاراج کرتے تھے ' دوسري طرف صدہا بیوہ عورتیں اور بیکس و مسکین خاندان تھے ' جنکو ایک فیاض طبع دست کریم' اور ایک دریاے بخشش بادشاہ کی طرح ' امداد و اعانت سے مالا مال کردیتے تھے - انگلستان کے قرون متوسطہ اور ہندوستان کے گذشتہ زمانے کے بڑے بڑے ڈاکوؤں کی نسبت ہر شخص جانتا ہے کہ انھوں نے قصبات و دیہات کي بیکس عورتوں کیلیے با قاعدہ وظائف و مشاہرے مقرر کردیے تھے ' اور روم کے ایک مشہور ڈاکو نے ٹیٹس سے کہا تھا : " میرا مجرم ہاتھہ بادشاہ کے مقدس ہاتھہ سے زیادہ خیروں اور بیکسوں کي مدد کرتا ہے' اگرچہ وہ بادشاہ اور میں ڈاکو ہوں "

یہي حال تقریباً انسان کے تمام بڑے بڑے جرائم کا ہے' اور خصیلۃ انسانیۃ ہر بڑي سے بڑي زندگي کي تاریکي میں بھي' کبھي نہ کبھي اپني روشني کو بے نقاب کردیتي ہے -

لیکن اسکے مقابلے میں ایک سود خوار زندگی کو لو - وہ چور نہیں ہے ' وہ ایک ڈاکو کے نام سے دلیل و حقیر نہیں کیا جاتا ' لوگ اُس سے پناہ نہیں مانگتے' بلکہ اسکو ڈھونڈھتے ہیں - وہ پہاڑوں کي غاروں ' اور جنگلوں کے گنجان گوشوں میں مجرموں کي طرح نہیں چھپتا - وہ سوسائٹي سے مردود و مطرود نہیں ہے - اس نے بادشاہ کے قانون کے توڑے اور انسانوں کے اداب و مراسم کي حقارت کا کبھي جرم نہیں کیا - وہ ایک شہري ہے ' جو مثل ایک شریف باشندۂ شہر کے انسانوں میں رہتا ' اور جسم اجتماعي میں عضو صحیح کي طرح شامل ہے - دا ایں ہمہ' اسکے اعمال کا کیا حال ہے ؟ وہ ڈاکو سے بڑھکر آبادي کو غارت کرتا ' وہ قاتل سے زیادہ انساني حیات کو موت سے تبدیل کرتا ' وہ عادي مجرم سے زیادہ سوسائٹي کو تباہ کرتا ' وہ ایک درندہ سے بھي خوفناک ترخوں آشام' اور بھیڑیے اور جنگلي سور سے بھي بڑھکر حیات انسانی کا دشمن ہے - پھر ان سب سے زیادہ یہ کہ سخت سے سخت بے رحم ڈاکو کی آنکھوں سے بھي کبھی نہ کبھي رحم کا ایک قطرۂ اشک ٹپک پڑتا ہے ' پر یہ محال قطعی ہے کہ اسکی قساوت و شقاوت کبھی بھي کسي تڑپتے ہوے جسم اور کسي پُکارتي ہوئي زبان پر ایک لمحے ' ایک دقیقے ' اور ایک عشر دقیقے کیلیے بھی ترس کھاے !!

(شکسپیر) کے ایک (شائیلاک) کا ذکر ہے سود ہے - دنیا میں اس وقت تک کتنے ہزار شائیلاک گذر چکے ہیں ' اور کتنے ہمارے سامنے موجود ہیں !!

ایک اہم نکتہ

اگر ایک شخص چور ہے ' ڈاکو ہے ' قاتل ہے ' تو قانون ' تو قتل کریگا ' اور انساني آبادي اس سے پناہ مانگے گی' لیکن سود خوار' جو کہتا ہے کہ " انما البیع مثل الربوا " اسکا علاج کیا ہے ؟ اس نے تجارت کي ایک دکان کھولدي ہے ' اور ضرورت و احتیاج انسان کے ہوش و حواس کو معطل کردیتي ہے - ڈاکو سے انسان بھاگتا ہے' لیکن " شائیلاک " کے پاس تو اسکا مظلوم قرضدار خود ہي دوڑ کر گیا تھا - پس فی الحقیقت قتل و غارت کسي قانون اور مذہب کیلیے اسدرجہ سختي کي مستحق نہیں ہو سکتے ' جسقدر کہ سود ' اور سود خواري کي مہیب زندگي -

پھر کیا " حرب من اللہ و رسولہ " سے اسکي تعبیر صحیح نہیں ؟ اور گیا تمام مذاہب عالم میں اسلام کي یہ سب سے بڑي خصوصیت نہیں کہ اس نے باوجود جاہلیت عرب کے اس میں غرق ہونے کے سود خواري کو سب سے بڑا جرم اور معصیۃ کبیرہ قرار دیا ؟

تجارت اور لین دین کي بے رحمیوں ' اور عام بے رحمیوں میں بہت بڑا فرق ہے - انسان کے تمام مظالم اور بے رحمیاں ایسي ہیں کہ انسانوں کیلیے کوئی دلم اور کشش اپنے اندر نہیں رکھتیں - وہ اور سرتا پا نفرت اور مبغوضیت ہیں - لوگ انسے پناہ مانگتے ہیں - لیکن روپیہ کا لین دین ایک ایسي شے ہے' کہ خواہ کیسے ہي سخت سے سخت عنوان ظلم سے ہو ' لیکن چونکہ احتیاج اور ضرورت کو وقتي اور موہبي طور پر دوز کرنے والي ہے ' اسلیے انسان اس سے بھاگ نہیں سکتا ' بلکہ پناہ مانگنے کي جگہ خود ہي اسکي طرف دوڑتا ہے - وہ جانتا ہے کہ سود خوار ایک بے رحم ڈاکو اور خونخوار درندہ ہے' لیکن حنظل کے ڈاکو سے نفرت کرتا ' اور اس شہري ڈاکو کے آگے عاجزي سے ہاتھہ جوڑتا ہے' تاکہ وہ اسے اپنے دلم ظلم میں پھنسا -

کیلیے چن لے ' اور اسکو مجروح تیغ قساوت و بے رحمي کرنے سے انکار نہ کرے ؟ ؟

اسکا نتیجہ یہ ہے کہ اور تمام ہزارہا انساني بے رحمیاں کسي آبادي کو اسطرح نقصان نہیں پہنچا سکتیں ' جس درجہ پورے شہر میں ایک " سود خوار " کا وجود پہنچا سکتا ہے -

یہی ہے کہ قران کریم اسکو سب سے بڑي وعید الہی کا مستحق قرار دیتا ہے -

اسکي علت اصلي

اصل یہ ہے کہ کسی خود غرضی کے عمل اور بے رحمی کے کام میں اسدرجہ استمرار اور مداومت نہیں ہے ' جیسی کسی کاروباري بے رحمی میں - قاتل ایک شخص کو چند لمحوں میں قتل کر ڈالے گا ' ڈاکو ایک گھنٹے کے اندر ایک قافلے کو لوٹ لیگا ' لیکن سود خوار کا عمل ظلم دائمی ' اور انسانی عمروں ' خاندانوں ' اور نسلوں تک جاري رہتا ہے - وہ جس شکار کو پکڑتا ہے ' اسکی مظلومی و بیکسی کا نظارہ برسوں تک دیکھتا رہتا ہے ' اور جب تک ہمیشہ کے لیے اسکے تڑپنے ' لوٹنے ' اور کراہنے کے نظارہ کا تحمل اپنے اندر پیدا نہ کرلے ' وہ سود خوار نہیں بن سکتا - اسی کا نتیجہ ہے کہ اسکی قساوت و بے رحمی سب سے زیادہ سخت ' اور تمام جرائم کے عادیوں سے زیادہ مستقل و محکم ہوتی ہے - وہ چونکہ ہمیشہ اپني بے رحمي کے شکاروں کی مظلومی کو دیکھتا رہتا ' اور انکی دلفگاریوں کے معائنے کا اپنے دماغ کو عادي بناتا رہتا ہے ' اسلیے رفتہ رفتہ اسکے تمام قواے ملکوتیہ پر ایک عالم ممات طاري ہوجاتا ہے ' اور رحم و ہمدردي کے جذبات اس طرح بیکار و معطل ہوجاتے ہیں کہ کوئی قوي سے قوي محرک بھی انکو زندہ نہیں کرسکتا -

یہ کیا بات ہے کہ ڈاکو رحم کرتا ' مگر سود خوار کی آنکھیں ہمیشہ خشک رہتی ہیں ؟ اسکا سبب یہی ہے کہ ظلم کا استمرار اور بے رحمی کی مداومت ڈاکو کو ویسی نصیب نہیں ' جیسی اور جس درجہ کی بے رحمي میں ایک سود خوار کی تمام زندگی بسر ہوجاتی -

قران کریم کي ایک تشبیہ

کیا نہیں دیکھتے کہ اسی حالت مخصوص کی طرف قران کریم نے اشارہ کیا ہے ' جبکہ اُس نے سود خواري کي زندگی کا انفاق في سبیل اللہ کے بعد ذکر کیا ' جو اسکا ضد حقیقی ہے :

الذین یاکلون الربوا '	جو لوگ کہ سود کھاتے ہیں ' وہ کھڑے
لا یقومون الا کما یقوم	نہوسکینگے مگر اُس پاگل کي طرح '
الذي یتخبطه الشیطان	جسکو شیطان کے اثر نے مخبوط
من المس ' ذلک بانهم	الحواس بنا دیا ہو ' اور یہ اسلیے
قالوا انما البیع مثل	ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ضرور بیع و شراء
الربوا (۲ : ۲۷۶)	بھي مثل سود ہی کے ہے -

افسوس ہے کہ علم (متداول) مفسرین نے اس آیت کي تفسیر میں اس امر پر بالکل توجہ نہیں کي کہ سود خوار کي زندگي کو اس تمثیل کے ساتھ کیوں بیان کیا گیا ؟ اور پھر اس تمثیل اور حالت کا سبب " ذلک " کہکر آگے اس قول کو کیوں قرار دیا کہ " بیع بھي مثل سود کے ہے " ؟

اس سے بھي زیادہ تعجب انگیز امر یہ ہے کہ ان بزرگوں میں سے اکثر نے اس بیان حالت کو بعض آثار مرویہ کي بنا پر صرف قیامت کے دن ھي کیلیے مخصوص کردیا ہے ' اور اُسکي تفسیر یوں کي ہے کہ " لا یقومون - ای یوم القیامة من قبورهم " یعنے یہ حالت صرف قیامت کے دن ھي کي نسبت بیان کي گئي ہے - اور سود خوار قیامت کے دن قبروں سے اسطرح اُٹھائے جائیں گے جیسے کوئي مصروع اور آسیب زدہ پاگل ہوا کرتا ہے - اور پھر اسکی مختلف توجیہات قرار دي ہیں -

في الحقیقت قران کریم کے حقائق و معارف کے متعلق آج ایک اہم مبحث اربابِ نظر کیلیے یہ بھي ہے کہ اسکے اکثر ارشادات و تمثیلات و بیانات ' جن میں اسي دنیا کي زندگی اور اسکے اعمال و نتائج کي طرف اشارہ کیا گیا ہے ' صرف قیامت اور بعد الممات کي زندگي کیلیے مخصوص سمجھ لیے گئے ہیں ' اور سخت ضرورت ہے کہ اس مبحث پر نظر ڈالي جاے -

میں انشاء اللہ ماہوار رسالے میں " سود " کے مسئلہ پر ایک مبسوط مضمون لکھونگا کہ اسکے متعلق بعض خاص مباحث پیش نظر ہیں ' اور اس موقعہ کي تفصیل بھي بہتر ہے کہ اُسي وقت کیلیے ملتوي کردي جاے ' لیکن یہاں اتنا عرض کردینا ہوں کہ درحقیقت اس آیۂ کریمہ کي تفسیر وہي امور ہیں ' جنکو اوپر بعینہ کسي ترتیب کے لکھ چکا ہوں -

مفسرین صحابہ کي جو روایات اس بارے میں موجود ہیں ' وہ یقینا مستحق قبولیت ہیں - یہ میرا عقیدہ ہے کہ قران کریم کی تفسیر میں لغة عرب اور صحابہ کی تفسیر ' یہی دو حقیقی اصل ہیں ' اور اگر صرف انہیں دو اصولوں کو پیش نظر رکھا جاے تو آج تمام مشکلات و عرائب قران کا خاتمہ ہے - لیکن تاہم اسکی اس دنیا کي زندگي بھي کا نتیجہ ہے ' اور جو کچھ کل ہونے والا ہے ' اسکي مثال آج چشم ہاے بصیرت اور دیدہ ہاے اعتبار کیلیے ہمارے سامنے کردي گئي ہے - پھر کیا ضرور ہے کہ ہر نتیجۂ عمل کو صرف قیامت ھي کے دن پر اٹھا رکھا جاے ' اور خود دنیا میں جس شے کا سراغ لگ سکتا ہے ' اسکے لیے صرف دنیا سے باہر ھي کا نظارہ کریں ؟

ایک تفسیري اشارہ

اصل یہ ہے کہ اس آیہ کریمہ میں ایک سود خوار زندگی ' اسکے عادات و خصائل ' اسکے اعمال و افعال ' اور انکے نتائج کی جنسي جامع و مانع تشبیہ دي گئی ہے ' وہ گویا اس مسئلہ کی ایک پوري کتاب ہے - اہل عرب کا خیال تھا کہ شیطان اور جن کے ضرب سے انسان مجنون و لا یعقل ہوجاتا ہے ' اور صرع (مرگي) کي بیماري در اصل ایک طرح کا آسیب ہوتي ہے - (مس) جنون کے معنی میں بولا جاتا ہے ' اور (ممسوس) پاگل کو کہتے ہیں -

خدا تعالی نے اس آیت میں سود خوار زندگي کو ایک آسیب زدہ پاگل ' اور ایک مصروع کے حالات و خصائص سے تشبیہ دي ہے ' اور مقصود اسکے وہی حالات ہیں ' جو اُسے دنیا کي زندگی میں پیش آتے ہیں -

ایک شخص ' جو پاگل ہوگیا ہو - ایک مجنون ' جسکي عقل و دانش بالکل معطل ہو - ایک مخبوط الحواس ' جسکے ہوش و حواس کا کارخانہ بگڑ گیا ہو - ایک مصروع ' جو مرگي کے اشتداد سے اپنے اوپر حکومت نہ رکھتا ہو - غور کرکے دیکھیے کہ اُسکی حالت کیا ہوتي ہے ؟ وہ علم انسانوں کے طرح ایک کامل و سالم انسان ہوتا ہے - اسکے تمام اعضا و جوارح صحیح ہوتے ہیں ' اسکے تمام امیال و جذبات بالکل ایک تندرست آدمي کي طرح درست ہوتے ہیں - وہ بظاہر بیمار نہیں ہوتا - چلتا ہے ' پھرتا ہے ' بھوک کا اظہار کرتا ہے ' اور پیاس سے ویسا ھي بیقرار ہوتا ہے ' جیسا کہ دنیا کا ہر حیواني مخلوق -

تاهم وہ انسان نہیں ہوتا ' کیونکہ انسانوں میں ایک سب سے بڑی قدمتی چیز ہے جو اسمیں نہیں ہوتی -

یہی حال ایک سودخوار زندگی کا ہے - بظاہر اسمیں کوئی برائی نہیں ہوتی - وہ سوسایٹی کا ایک جزو ' اور شہر کا ایک جائز باشندہ ہوتا ہے - عام تاجروں کی طرح اسکی بھی ایک تجارت ہوتی ہے - وہ مبادلۂ اشیا کی تجارت نہیں کرتا تو کیا ہوا ؟ ایک ہی جنس کو دیتا اور ایک ہی جنس کو لیتا ہے ' تو کیا نقصان لازم آگیا ؟ پھر بھی یہ ایک کاروبار اور بیع و شراء ہی ہے - وہ ڈاکو کی طرح لوٹتا نہیں ہے ' اور چور کی طرح چھپ کر چرانے نہیں آتا - جائز لین دین میں پہلی شرط فریقین معاملہ کا راضی ہونا اور جبر و اکراہ کا نہونا ہے ' اور یہ ظاہر ہے کہ وہ جب کبھی معاملہ کرتا ہے تو انھی سے کرتا ہے جو اسکی شرائط کو بخوشی منظور کرتے ' اور اسکے معاملے پر اپنی پوری رضا ظاہر کرتے ہیں - وہ تلوار لیکر لوگوں کو نہیں دھمکاتا کہ اس سے روپیہ لیں ' اور اسکی شرائط کے آگے سر جھکا دیں -

پس ایک شریف انسان ' ایک با امن شہری ' ایک جائز کاروباری آدمی میں جو کچھہ ہونا چاہیے ' اسمیں ہوتا ہے ' اور کوئی بات بظاہر اسکے خلاف نظر نہیں آتی -

لیکن ان تمام مظاہر انسانیت و مدنیہ کے ساتھہ ' دوسری طرف دیکھیے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھہ ہے ' مگر ایک شریف انسان اور ایک کاروباری شہری میں سب سے زیادہ ضروری جوہر جو ہونا چاہیے ' اسمیں نہیں ہے - وہ باوجود انسان ہونے کے ایک خوفناک درندہ ہے ' وہ باوجود شریف زندگی ہونے کے ' رذالت ' سفاہت اور بہیمیت و بربریت کا ایک پیکر مجسم ہے - وہ باوجود ایک جائز باشندۂ شہر ہونے کے درندوں کے بھٹ اور وحشیوں کے جنگل کا ایک جانور ہے - اس نے گو تجارت کی دکان کھولی ہے مگر وہ ایک ڈاکو ہے ' جو خود تاجروں کو لوٹتا ' اور بے رحم چوروں کی طرح انکے صندوقوں کو خالی کر دیتا ہے !!

ایک پاگل آدمی باوجود انسان صورت ہونے کے انسان نہیں ہوتا ' کیونکہ اسکا نظام حواس و ادراک درہم و برہم ہو جاتا ہے ' اور یہی شے انسان کا اصلی جوہر شرف ہے - بالکل اسی طرح ایک سود خوار باوجود ایک جائز باشندۂ شہر اور شریف زندگی ہونے کے ' شریف نہیں ہوتا ' کیونکہ اسکے تمام جذبات و عواطف ملکوتیہ اور مصائل خصائل و اخلاق معطل ہو جاتے ہیں ' اور یہی وہ چیزیں ہیں جو معطل ہو جائیں تو:

فلم یبق الا صورۃ اللحم والدم !

اور زیادہ اس تشبیہ پر نظر ڈالیے ! ایک مصروع آدمی کھاتا ہے پیتا ہے ' عقل و حواس کی باتیں کرتا ہے ' بالکل ایک بھلے چنگے آدمی کی طرح اپکے ساتھہ دسترخوان پر بیٹھا ہوتا ہے ' لیکن دفعتاً اسکی حالت میں ایک انقلاب عظیم ہو جاتا ہے - اسکے ہاتھہ پاؤں کھینچنے لگتے ہیں ' اعصاب میں تشنج ہونے لگتا ہے ' خون کا دوران جاری و ساری یکایک بند ہو جاتا ہے - بالکل اس مشین کی طرح جسکا انجن یکا یک تھم گیا ہو ' اسکے ہوش و حواس کے کیل پرزے بند ہو جاتے ہیں ' وہ چکراکر زمین پر گر جاتا ہے ' احتصار موت کی سختیوں کی طرح ایڑیاں رگڑتا ہے ' منھہ سے کف جاری ہو جاتا ہے ' اور دیکھنے والے متحیر و متعجب ہو کر رہجاتے ہیں کہ چند لمحوں کے اندر ایک صحیح و سالم ' مضبوط و توانا ' دبی حس و دارے ہوش و حواس انسان کی حالت میں ' یہ کیا انقلاب عظیم ہو گیا ؟

بعینہ یہی حالت سود خوار کی بھی ہوتی ہے - عالم جذبات و عواطف کی دنیا بھی احساس ' و جوارح انسانی کا ایک پرزہ ہے - ٹھیک ٹھیک مثل ایک مصروع کے دنیا کے سامنے وہ نمودار ہوتا ہے - اسمیں از فرق تا بقدم کوئی چیز ایسی نہیں ہوتی ' جو ایک شریف اور شہری زندگی کی مخالف ہو - وہ ڈاکوؤں کی طرح جنگل کے پوشیدہ گوشوں اور پہاڑوں کے تاریک غاروں کو تلاش نہیں کرتا ' بلکہ ہر مدنی وحدہ کی طرح شہر اور انسانوں کی آبادی کا خواستگار ہوتا ہے - وہ عین آبادی کے وسط میں مکان بنا کر رہتا ہے - وہ کسی شریف شہری کی طرح بازاروں میں خرید و فروخت ' اور گھر کے اندر ملاقات و محبت میں مصروف نظر آتا ہے - تم اسکو ہر طرح ایک شریف آدمی کی طرح پاؤ ہو - وہ تمہارے ساتھہ نرمی و محبت سے باتیں کرتا ' تمہارے استقبال کیلیے خوش آمدید کہتا ' تم کو لطف و وداد کے ساتھہ اپنے پاس بٹھاتا ' تمہارے ساتھہ کھاتا پیتا ' اور چلتا پھرتا ہے - لیکن با ایں ہمہ ' جب کہ تم ان مظاہر انسانیہ سے متاثر ' ان علائم امثال و عواطف سے مطمئن ' اور ان ابرازات تمدن و حضریۃ سے خوش وقت ہوئے ہو ' تو یکایک اسکے نظام جذبات و خصائل میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہونے لگتا ہے - صرع کے جن کی طرح سود خواری کا شیطان اسمیں حلول کر جاتا ہے ' اسکی طبیعۃ ثانیہ کے ہیجان کا اُبال اسکے دل کے اندر جوش کھا کھا کر اُبلنے لگتا ہے - اسکی صورت متغیر ہو جاتی ہے رحم وانسانیۃ کی لذت و نرمی کی جگہ ' وحشت وسبعیت کے آثار و علائم سے اسکی پیشانی مکروہ بن جاتی ہے - اسکا چہرہ جو چند لمحے پیشتر ایک انسان کی طرح حسین تھا ' دفعۃً ایک خونخوار درندے کی طرح مہیب ہو جاتا ہے - اسکی آنکھوں میں قساوت و بے رحمی کی سرخی پھر جاتی ہے - اسکی ناک کے نتھنے ہیجان غیظ و غضب سے خوں آشام درندوں کی طرح پھڑکنے لگتے ہیں ' اسکا دماغ معطل ہو جاتا ہے ' اور تمام جذبات و عواطف انسانیۃ و ملکوتیۃ اسکے صفحۂ دھن سے یک لخت محو ہو جاتے ہیں - پھر ایک مصروع اور آسیب زدہ مریض کی طرح وہ اپنے قابو میں نہیں ہوتا اور نہ اسکے ہوش و حواس اسکے اختیار میں ہوتے ہیں - اسکے سامنے صرف " سود " کا شیطان ہوتا ہے ' جو اسکو مسمریزم کے معمول کی طرح اپنے قبضے میں کر لیتا ہے - اسکی آنکھہ اور کان ' دونوں انسانیہ کی حکمرانی سے داعی ہو کر صرف شیطان کے تابع فرمان ہو جاتے ہیں - پھر نہ وہ " سود " کے سوا کچھہ دیکھتا ہے اور نہ سود کے سوا کچھہ سنتا ہے - جس طرح ایک آسیب زدہ کسی مجہول و غیر مرئی وجود کو دیکھکر اسکو پکارتا اور اسکی طرف اشارہ کرتا ہے - اسی طرح وہ صرف " سود " ہی کی طرف اشارہ کرتا ' اور صرف "سود" ہی کی آواز کو سننا چاہتا ہے - اسکا صید قہر و ظلم ' اسکے سامنے خاک پر لوٹتے ' رحمیوں کی طرح چیختے ' یا جاں کنی میں تڑپنے والوں کی طرح تڑپے ' پر اسکو کچھہ نظر نہیں آتا - وہ مدہوش اور پاگل کی طرح ان سب باتوں سے بے پروا و بے علم ' صرف " سود ' سود ' سود " کہکر پکارتا ' اور اسکے لیے کیلیے اپنا ہاتھہ بڑھاتا ہے !! الی الذین یاکلون الربوا ' لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان من المس !!

* * *

اس تذکرے کو کہاں تک طول دوں ؟ الہلال کے صفحات ان مباحث کیلیے محل موزوں نہیں - جسقدر زیادہ غور کرتے جائیے گا اور دونوں حالتوں کو اپنے سامنے لائیے گا ' اتنا ہی اس نکتہ کی جامعیت اور احاطہ کا انکشاف ہوتا جاے گا - یہ صرف سرسری اشارات ہیں ' جنسے ایک فکر سلیم اندازہ کر سکتی ہے کہ امثال

مذاهب عالميه

و تشبيهات قرآنيه اپني هر مختصر سي مختصر تشبيه كے اندر بهي مطالب عاليه ' غوامض حكميه ' اور سرائر فطريه كا ايك بحر بے كنار ' بل اوقيانوس حكم و معارف بيكراں هے - فهم انساني اسكے سراغ ميں نكل سكتي هے ' پر اسكا احاطه نهيں كر سكتي كه :

تقاصر عنه افهام الرجال

اور پهر يه اسكا فضل هے كه جس خوش نصيب كو چاهے ' اپنے كلام حكيم كے چند قطرات معارف سے سيراب كرنے كيليے چن لے - اسكے ليے محض علم و فضل اور مطالعهٔ علوم كا دعوا بيكار هے : كه

بل هو ايات بينات في صدور الذين اوتوا العلم ' و ما يجحد بآياتنا الا الظالمون (٢٩ : ٤٨) .

ولو ان ما في الارض من شجرة اقلام ' والبحر يمده من بعده سبعة ابحر ' ما نفدت كلمات الله ' ان الله عزيز حكيم ! (٣١ : ٢٦)

يه زمين پر لاكهوں اور كروروں درخت جو تم ديكهه رهے هو ' اگر ان سب كي شاخوں كو قلم بنا ديا جاے ' اور تمام بے كنار و بيكراں سمندروں سے سياهي كا كام ليا جاے ' اور وه بهي اس طرح كه جب سمندر ختم هوكر خشك هو جائيں ' تو ويسے هي سات نئے عظيم الشان سمندر انكي جگه آ موجود هوں ' اور اس طريقے پر الله تعالے كي كلمات و آيات كو لكها جاے ' پهر بهي يقين كرو كه وه كبهي تمام نهونگي ' كيونكه وه حكيم و عزيز هے " !!

(البقية تتلي)

تاج روغن گيسو دراز

تين مختلف اقسام - مختلف خوشبو اور مختلف قيمتون كے مقبول روغن هيں جن كو هندوستان بهر كے مشهور ترين حكيم - ڈاكٹر اور ويد مفيد بتاتے هيں

تاج روغن بادام و بنفشه فی شيشی ۴ عدد

تاج روغن چنبيلی و ياسمن فی شيشی ۴ عدد

تاج روغن آنوله و بهرله فی شيشی ۱۲ ر

علاوه محصول ڈاك

ساخته - دی انگلش ٹريڈنگ كمپنی

موری دروازه دهلی

باب المراسلة والمناظره

اخلاق و آداب ميں موروثي اثر

يعني اولاد ميں ايك ماں باپ اور خاندان كے اخلاق و خصائل كا اثر بطور وراثت طبيعي كے هوتا هے يا نهيں ؟

از جناب مراسله نگار فاضل صاحب امصا

(ايك مخصوص نظر علمي)

قارئين كرام كو ياد هوگا كه الهلال نمبر [١٢] - جلد [٢] ميں ايك مضمون [اخلاق] كے عنوان سے درج هوا تها - اسميں اخلاق كے سرچشموں پر بحث كرتے هوے ظاهر كيا گيا تها كه اسكا ايك ذريعه وراثت بهي هے -

جناب مولوي محمود صاحب عباسي نے اس سے اختلاف كيا ' اور ايك تحرير بهيجي جو بصيغهٔ " مراسله و مناظره " نمبر [١٥] ميں شائع هوئي تهي اور اسميں انهوں نے وعده كيا تها كه اس مسئلے پر ايك مستقل مضمون لكهونگا -

پهر ميں اپنے حالات ميں غرق هو گيا اور لكهنے كي مهلت نه ملي - ليكن تهايت خوشي كي بات هے كه بعض قابل و وسيع النظر اهل قلم نے اس موضوع پر توجه كي هے ' اور ايك مفيد مضمون تعرض اشاعت عنايت فرمايا هے - الهلال اقتداے اشاعت سے تعليم يافته جماعت كي بد مذاقي كا فرياد هے ' مگر اس قسم كے مضامين كا لهذا اور الهلال تك پهنچنا اس امر كا ثبوت هے كه اب علم دوست طبيعتيں اشعال مفيد كي طرف متوجه هونے لگي هيں - فالحمد لله على ذلك -

آج كي اشاعت ميں يه مضمون شائع كيا جاتا هے ' ليكن جس نے جس مضمون كا وعده كيا تها ' اسكي ضرورت ابتك باقي هے اور اسكے متعلق مواد بكثرت سامنے هے - انشا الله پهلي فرصت ميں اسكو قلمبند كرونگا - (ايڈيٹر)

۲۳ - اپريل سنه ۱۹۱۳ - كے الهلال ميں فاضل نامه نگار مسٹر محمود عباسي نے اس مسئله پر بحث كرتے هوے كه " اخلاق ميں اثر وراثت كو بالكل دخل نهيں " چند قابل انتقاد جملے تحرير كيے هيں - مسٹر موصوف نے جو باتيں پروفيسر (كارل پيرسن) كے طرف منسوب كي هيں ' وه يا تو غلط فهمي پر مبني هيں ' يا اسے يه پتا جاتا هے كه حضرت عباسي نے پروفيسر موصوف كي كوئي تصنيف نهيں ديكهي " .

عباسي صاحب تحرير فرماتے هيں .

" بقول كارل پيرسن ' وراثت كا اثر بالكل غلط هے ' اور جسقدر بهي اخلاقي خصوصيات والدين كي اولاد ميں پائي جاتي هيں ' وه اس تربيت كا نتيجه هيں ' جو اولاد كو اپنے والدين كے هاتهوں پهنچتي هے .... "

اب ذرا پروفیسر کارل پیرسن کی بھی تحریر ملاحظہ ہو - وہ (نیشنل لائف فرام دی سٹینڈ پائنٹ آف سائنس National life from the stand point of science) میں اخلاقی وراثت کے اصول پر زور دیتے ہوئے لکھتے ہیں :

" والدین کے چال چلن اور اخلاق و اطوار ' انکی خوبیاں ' انکی برائیاں ' انکی عادات ' انکی بیماریاں - سب کی سب ایک مقررہ حصے کے ساتھہ انکے بچوں کو ورثے میں ملتی ہیں - آدمی کے سر کی شکل ' اس کی دماغی قابلیت و لیاقت ' گھوڑوں کی کھال کا رنگ ' اخروٹ کے پھول کی پنکھڑیاں ' پھر اور بہت سی باتیں بغیر کسی استثنا کے موروثی ہیں - قصہ مختصر انسان کے ادنی سے ادنی اخلاق سے لیکر اعلی سے اعلی اخلاق تک ' تمام و کمال موروثی ہیں - "

پھر ہکسلے لیکچرر (Huxley Lectures) (۱) میں پروفیسر کارل پیرسن فرماتے ہیں :

" ایک اخلاقاً ناتندرست سٹاک سے اخلاقاً تندرست سٹاک کا پیدا ہونا از قبیل محالات ہے - اور یہ خیال کرنا کہ یہ محال نہیں ہے ' ایسا ہی لغو ہے ' جیسا یہ خیال کہ چیتے بغیر رنگدار دھبوں کے پیدا ہوسکتے ہیں - ایک بیمار اخلاق کی نسل کو ایک تندرست نسل کے ساتھہ ملانیکا بدیہی نتیجہ یہی ہے کہ تندرست نسل کمزور ہو جائیگی - مثال کے طور پر یہ کہدینا کافی ہے کہ گندھک کے تیزاب میں جسقدر پانی ملاتے جاؤگے ' اتنا ہی وہ کمزور ہوتا جائے گا - اخلاقی و جسمانی امراض میں مبتلا نسل سے قوم کو نجات دینے کا صرف یہی علاج ہے کہ اسے آہستہ آہستہ مفقود ہو جانے دیا جاوے - تعلیم اور اصول حفظ صحت ' اور دیگر اثرات ' انسان کے موروثی اخلاق کو ہرگز ہرگز تبدیل نہیں کرسکتے "

یہ مفولے مشتے نمونہ از خروارے ہدیۂ ناظرین کیے جاتے ہیں ' تاکہ وہ ملاحظہ فرمائیں کہ مسٹر عباسی کا یہ بیان کہ کارل پیرسن ایکے ہم رائے ہے ' بے بنیاد اور محض غلط فہمی پر مبنی ہے -

اخلاق پر ایک بہت ہی عامیانہ بحث (جسکے معاف فرمایا جائے ' اگر تصحیح بحث کیلیے ایسا کہوں) کرکے عباسی صاحب لکھتے ہیں :

" یہ ثابت ہوگیا کہ وراثت اخلاق میں کوئی دخل نہیں رکھتی . . "

میں حیران ہوں کہ صاحب موصوف نے اپنے مضمون میں کہاں یہ ثابت کیا ہے کہ وراثت کو اخلاق میں کوئی دخل نہیں ؟ کیونکہ بحث تو وہ کر رہے ہیں انفصال و ارادہ کی ' جسمیں وراثت کا ذکر تک نہیں - شاید وہ اس غلط سند کو بھی اپنے خیال میں کافی و وافی ثبوت اپنے دعوی کا خیال کرتے ہونگے - اگر بالفرض یہ مان بھی لیا جائے کہ وہ سند صحیح بھی (حالانکہ نہیں ہے) تو بھی اس ایک فقرہ سے یہ بات کہاں پایۂ ثبوت تک پہنچ گئی کہ اخلاق موروثی نہیں ہیں ؟ بہتر ہے کہ اب ہم اس موضوع پر اپنی طرف سے کچھہ نہ کہیں ' اور صرف مشاہدات و تجارب میں اس مسئلے کے فیصلے کو تلاش کریں کہ کہاں تک اخلاق میں وراثت کو دخل ہے ' اور کس درجہ ہمارے دوست کا دعوا قابل تسلیم ہے ؟

(ولہم پیتس) سائنٹفک جرنل میں لکھتے ہیں :

" ہمیں آج تک اس امر میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی کہ وراثت کے اثرات کو تبدیل کرسکیں - عورت کے ناتمر ہونیکے وقت سے لیکر بچے کے رحم سے باہر آنے تک ' ایک ذرہ بھر ہم مادہ کو باہر نکال نہیں سکتے ' اور نہ ایک ذرہ بھر خونی رحم کے اندر بھیج سکتے ہیں - بچے کے پیدا ہونیکے بعد کسی قسم کی تعلیم یا دواؤں کے ذریعہ اس بچے کے موروثی اخلاق کو ہرگز ہرگز نہیں بدل سکتے - سوئٹ پیز (ایک قسم کا پھول ہے) کا پودہ زمین سے پانچ فٹ بلند ہو جاتا ہے ' حالانکہ اس کا ہم نوع سمال پیز زمین سے ایک فٹ بھی اونچا ہوتے نہیں پاتا - چھڑی جو سوئٹ پیز کو بلند ہونے میں مدد دیتی ہے ' اور بغیر اس کے وہ اس بلندی تک کبھی بھی پہنچ نہیں سکتا ' سمال پیز کو کسی طرح بھی اونچا نہیں کرسکتی - انسان کے لیے تعلیم و حفظ صحت ایسی ہی ہے ' جیسے پیز کے لیے چھڑی - جس بچے میں صلاحیت کا مادہ موجود ہے ' اسے یہ اپنے طور تدریجی یا ارتقاء تدریجی (development) میں مدد دیتے ہیں ' اور بغیر ان کے وہ صلاحیت ضائع ہو جاتی ہے - مگر اس بچے کو ' جسمیں وہ صلاحیت موجود ہی نہیں ' ہرگز ہرگز اسے کوئی مدد نہیں مل سکتی " -

اس بہت بڑے اور مسند شخص کے قول سے دو اصول قابل بحث پیدا ہوتے ہیں جن پر ہم ایک سرسری نظر ڈالیں گے :

اول - انسان کے اخلاق کا زیادہ حصہ موروثی ہوتا ہے -

دوم - موروثی اثرات کا دور کرنا موجودہ علم کے مطابق محالات سے ہے - ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ محالات عقلی میں سے ہے ' بلکہ ابھی تک انسان کا علم اس درجہ وسیع نہیں ہوا کہ وہ ان اثرات کے دور کرنے میں کامیاب ہو -

اصول اول کی تحقیق کرتے ہوئے (سر فرانسس گالٹن Sir Francis Galton) علم یوجینکس کے نامی معانی حسب ذیل مشاہدات پر پہنچے :

(الف) وراثت کے اثرات میں نصف دونوں والدین کا ' چوتھائی والدین کے چاروں والدین کا ' آٹھواں حصہ تیسری پشت کے آٹھوں اجداد کا ..... وقس علی ہذا ..... ہوتا ہے - (ملاحظہ ہو بحث برقانون وراثت سر فرانسس گالٹن A debate on Sir Francis G's Law of Ancestral Inheritance)

ہم اس بات کے ماننے کیلیے تیار ہیں کہ اس قانون میں ترمیم و تنسیخ کی ضرورت ہے ' اور جوں جوں علمی تحقیقات کا دائرہ وسیع ہوتا جائیگا ' یہ قانون بھی بحوں بحرہ ایک عملی صورت اختیار کرتا جائیگا - مگر اس بات کے ماننے کے لیے کہ یہ قانون سرے سے ہی غلط ہے ' ہم ہرگز ہرگز تیار نہیں ہیں ' جب تک کہ ہمارے پاس کوئی کافی معتدبہ ثبوت موجود نہیں -

(ب) اگر جسمانی و اخلاقی تندرستی کے مدارج مقرر کیے جائیں ' اور انمیں سب سے اعلی درجہ حاملان (الف) کا ہو دوم (ب) کا ' سوم (ج) کا ' چہارم (د) کا ' پنجم (ر) کا ' اور ششم (س) کا ' و علی ہذا ' تو تحقیقات نے ثابت کر دیا ہے کہ اگر قسم (ج) کے ۳۵ - آدمی اسے سے ایک درجہ ادنی قسم میں شادی کرلیں تو وہ صرف ۶ - بچے قسم (چ) کے پیدا کرسکیں گے ' اور اگر وہ قسم (س) میں شادی کریں تو صرف ایک بچہ قسم (ح) کا پیدا کریں گے - حالانکہ ۲۵۰۰ - حوڑے قسم (س) کے صرف ایک بچہ قسم (ح) کا پیدا کرلیں گے ' اور (س) سے کمتر قسم کے حوڑے ایک بھی (چ) کی قسم کا بچہ پیدا نہیں کرسکتے !! اس کا ماحصل یہ ہے کہ جسمانی و اخلاقی کموزوری کے اسباب

(۱) پروفیسر ہکسلے کی یادگار میں بڑے بڑے سائنس داں کسی نہ کسی زیر بحث مضمون پر سال بھر کے اندر ایکدفعہ لیکچر دیا کرتے ہیں - چونکہ پروفیسر کارل پیرسن یوجینکس میں فاضل ہے مثل تسلیم کیے جاتے ہیں ' اس لیے انہوں نے اس مضمون پر اکیسویں دفعہ لیکچر دیئے ہیں - اس لیکچروں کے مجموعہ کا نام ہے (ہکسلے لیکچر دائی کارل پیرسن)

ہمارے آبا و اجداد کي طرف منسوب ہونے چاہئیں اور وہي انکے ذمہ دار ہیں -

رائل کمیشن نے (جو سنہ ۱۹۰۳ع میں ان معاملات پر غور کرنیکے لیے مقرر ہوئي تھي) اپني تحقیقات کا سلسلہ چار سال تک جاري رکھا - اُس نے سنہ ۱۹۰۸ع میں تحقیقات کي ایک رپورٹ مرتب کي جو اب بلیو بک (Blue Book) کي شکل میں چھپ گئي ہے - اس رپورٹ میں صدہا مثالیں دیکر یہہ ثابت کیا گیا ہے کہ دماغي کمزوري اور جنون عموماً موروثي ہوتے ہیں - ہم اس میں سے ناظرین کي دلچسپي کے لیے چند واقعات کا اقتباس کرتے ہیں:-

اول - ایک ایسے شخص کا حال جو چلد مرتبہ چوري کے جرم میں سزا یاب ہو چکا تھا - اس کے کئي بیٹے تھے - بڑا لڑکا ۱۸ - سال کی عمر سے لیکر ۳۲ - سال کي عمر تک، ۳۴ - دفعہ سزا یاب ہوا - دوسرا لڑکا پندرہ سال کي عمر سے لیکر ۲۹ - برس کي عمر تک ۱۷ - دفعہ اسی چوري کے الزام میں قید ہوا !

دوم - ایک چودہ سال لڑکے کا حال، جس نے اس عمر تک پہنچنے سے پہلے تین مرتبہ پورن ٹیدرل (Pontenville) کے جیلخانہ میں سزاے قید کي عقوبتیں جھیلیں - اس کا باپ اسی جیل خانے میں کئي دفعہ جا چکا ہے، اور اس کی ماں شارع عام میں شراب پي کر مدہوش ہونیکے جرم میں سزا پا چکي تھي -

سوم - ایک صحیح و سالم آدمي کا واقعہ، جسنے ایک ایسي عورت سے شادي کي، جو کہ سرقہ صغیرہ کے جرم میں کئي دفعہ سزاے قید بھگت چکي تھی - اُسکی نسبت انسپکٹر جنرل جیلخانہ جات کي رپورٹ کا ترجمہ حسب ذیل ہے :

" اس جوڑے کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں - بڑي لڑکی مقامي پاگل خانے میں عمر کا زیادہ حصہ بسر کر چکي ہے - چھوٹي لڑکي ابھی کنواري ہے لہذا والد کے زیر حفاظت ہے - پولیس ابھی اُسکی نسبت کچھہ رپورٹ نہیں کر سکتي -

بقیہ دو لڑکوں سے دو کنبے چلے : (م) و (ن) -

چلے کنبہ کا باپ مقامی پاگل خانے میں رہ چکا ہے، اور ابھي تک بڑي غضبناک طبیعت رکھتا ہے - اس کی پہلي بیوي سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں - لڑکی کی پیدایش کے چھہ ہفتے بعد وہ مرگئی -

اس کے بڑے لڑکے کا اعمالنامہ حسب ذیل ہے، اگرچہ اس کی عمر ابھی صرف پچیس برس ہی کی ہے :

گیارہ سال کي عمر میں اسے چوري کرنیکے جرم میں تربیع کي گئی - اٹھارہ سال کي عمر میں ایندوور Androver میں ایک گھڑي چرانیکے پاداش میں اسے ایک ماہ کی قید ہوئی - اسي سال ونچسٹر کالج میں فریب دہی کي غرض سے اپنا نام داخل رجسٹر کرانیکے جرم میں اسے ایک ماہ کیلیے جیلخانہ کی ہوا کھانی پڑي - پھر منچسٹر میں چند گھڑیاں چرانیکی جرم میں وہ ایک ماہ کیلیے قید خانے میں بھیج دیا گیا - پھر السٹر میں چوري کے جرم میں دو ماہ کیلیے قید رہا - ۱۹ - سال کی عمر میں ڈاکہ مارنے کی سعی کے الزام میں بمقام مین فیلڈ Man field ایک ماہ کیلیے بادشاہ کا مہمان رہا - اسی سال السٹر میں ایک گھڑي چرانیکے جرم میں اسے ایک ماہ کی اور قید ہوئی - اسی سال چھ سات دن کیلیے بھیک مانگنے کی خاطر بند کر دیا گیا - بیس سال کی عمر میں بمقام نارچ کیس بکس چرانیکی غرض سے ایک ماہ کیلیے مقفل کر دیا گیا - اسی سال سٹیمفورڈ میں بھیک مانگنے کے جرم میں چودہ دن کے لیے پھر قید کیا گیا - پھر ایک ماہ السٹر میں چوري کے لیے، اور تین ماہ ڈاکے کے الزام میں شاہی چہار دیواري میں مقید نظر آیا ..... چوبیس سال کی عمر میں اسے شارع عام میں بازاري زبان استعمال کرنیکی پاداش میں ۱۰ - شلنگ جرمانہ ہوا، اور اسی سال چوري کے الزام میں ۱۵ - ماہ کیلیے جیلخانہ بھیج دیا گیا !!

دوسرا لڑکا گیارہ سال کی عمر میں چوري کے جرم میں گرفتار ہوا، اور اسے چار ماہ کیلیے ایک ریفورمیٹري (Reformatory) (یعنے تربیت خانۂ جرائم و آوارگی - الہلال) میں بھیج دیا گیا - اور اسکے بعد ۵ - دفعہ مجسٹریٹ کے سامنے چوري کے الزام میں حاضر کیا گیا -

باقی تینوں بچے ابھی بہت خورد سال ہیں " -

یہ تو ایک کنبہ تھا - اب دوسرے کنبے یعني (م) کا حال بھی سن لیجیے :

" دوسرے بھائی کے دو بچے تھے (بخوف طوالت ہم اس طول طویل داستان کا لب لباب درج کریں گے) پہلا لڑکا گیارہ دفعہ چوري کے الزام میں قید ہوا - ایک لڑکی پاگل خانہ میں ہے - دوسري لڑکی ایک شادي شدہ نوجوان کے ساتھہ تعلق ناجائز پیدا کرکے اور اپنے والدین کو چھوڑکر بھاگ گئی، اور بہت عرصہ تک اسی کے پاس رہی " نتیجہ جو ہوا وہ ناظرین خیال کر سکتے ہیں باقی بچوں کا حال بھی اسی پر قیاس کرلیجیے-

" چہارم - ایک فاحشہ عورت کے گیارہ حرامي بچے تھے - انمیں سے پانچ لڑکیاں اس فعل بد کی کئي دفعہ مرتکب ہوچکی ہیں -

پنجم - ایک کمزور دماغ عورت کو چند شہدوں نے گمراہ کرکے بے عصمتی پر آمادہ کیا، جسکا نتیجہ دو ولد الزنا لڑکیوں کي صورت میں نمودار ہوا - بڑي لڑکی کی عمر اس وقت (یعنی در وقت تحقیقات کمیشن) ۱۸ - سال کي ہے، اور وہ دو ولد الحرام بچوں کي ماں ہے، اور چھوٹي لڑکي ناجائز حمل سے ہے "

یہہ واقعات ایسے نہیں کہ انکو محض مستثنیات کہہ کر نظر انداز کر دیا جاے، بلکہ یہہ ایسے واقعات ہیں جو ہر روز مشاہدے میں آتے رہتے ہیں - کمیشن کي رپورٹ میں ایسے صدہا واقعات ملیں گے، جنکو ہمنے بحوف طوالت نظر انداز کر دیا - جن حضرات کو زیادہ شوق ہے وہ اس رپورٹ کو ملاحظہ فرما سکتے ہیں -

ان تلخیصات علم و تجارب سے وہ دونوں اصول، جو ہمنے بیان کیے تھے، ثابت ہوتے ہیں، یعني :

اول - اخلاق کا زیادہ حصہ موروثی ہوتا ہے -

دوم - کسي قسم کي خارجي تعلیم یا تربیت ان موروثي اثرات کو بدل نہیں سکتي -

ریفورمیٹري یا پاگل خانے عارضي طور پر انکے فوري اثر کے ظہور کو روک سکتے ہیں، مگر جب بیمار انکی حفاظت سے نکلا، پھر اپنی فطرت کو لوٹا - واقعہ سوم خاص طور پر قابل غور ہے - تقریباً سب کے سب لڑکے گیارہ سال کی عمر میں چوري کے جرم میں ماخوذ ہوے - اور پھر باقی تمام عمر اسی میں مشغول رہے - ریفورمیٹري میں چار سال تک اور ہر طرح کی تعلیم وغیرہ کے زیر اثر رہنے کے بعد بھی ایک لڑکے کی چوري کی عادت نہ گئی !!

یہ خیال کرنا کہ ہماري تحریر کا ماحصل یہ ثابت کرنا تھا کہ " تمام اخلاق موروثی ہی ہوتے ہیں" غلط ہوگا - ہمارا ماحصل صرف

وثائق و حقائق

فتائج و عبر

استبداد کے نتایج انسان کو دنیا هي میں نظر آجاتے هیں یورپ میں روس کي وسعت حکومت سب پر فائق هے' اور یه ظاهر هے که مغربي مدنیت کے تماشاگاه میں اس وسیع رقبهٔ حکومت کے مرما نروا کو ایک خاص حیثیت سے تهذیب کا ممثل تسلیم کرنا چاهیے - مغرب کي تهذیب و مدنیت پر گو زیاده بحث کرنے کی ضرورت نهیں هے ' اسلیے که ادبه و سائنیک و مناستر و قوصوه و طرابلس و مقام رضا (علیه السلام) میں اس کے اصول عمل اچهي طرح عالم آشکار هوچکے هیں ' تاهم عجیب بات یه هے که خود اهل مغرب ان اصول کو مشرق کے مقابله میں جائز رکهنے پر بهي ان کے ممثلوں سے نفرت کرتے هیں' اور سخت اظهار نفرت کے متمنی هوے هیں - نقولا (قیصر نکولس زار روس) کي حکومت نے مسلمانوں کے مدارس بند کردیے ' مظلومان بلغان کی اعانت کرنے والوں پر سختیاں کیں' اظهار بے طرفی (نیوٹریلٹي) پر بهي ارسال فوج و اسلحه و سامان رسد سے جبل اسود (مانٹي نگرو یا قره طاغ) کي طرفداري میں حصه لیتي رهي ' اور دول یورپ کے اس اجماع کا باعث هوي که یورپ کي مهذب سرزمین میں مسلمانوں کو حکومت کرنے کا کوئي حق نهیں هے - یه سب کچهه هوا' اور اس کے نتایج سے تمام اهل مغرب مستفید هورهے هیں' مگر نقولا کي جان عذاب میں هے - آسایش کي زندگی اس کو نصیب نهیں ' آزادي کے فوائد اسے حاصل نهیں ' پولیس کي حراست میں اس کي عمر کٹتي هے ' اٹهنے ' بیٹهنے ' سونے ' جاگنے ' کسي عالم میں بهي سپاهیوں کا پهره اس سے جدا نهیں هوتا - ولیم قیصر جرمني کي شاهزادي لویزي کے بزم عقد میں شرکت کے لیے برلین آتا هے ' یهاں مرچ کے حصار سے جان تو بچ جاتي هے ' مگر اسٹیشن سے ایوان سلطنت تک کی مختصر مسافت میں تماشائیوں اور راه گیروں کے نعره هاے تحقیر توپ و تفنگ بن کے اس پر برستے هیں !! اگر اس کي اخلاقي حس پهلے هي مرده نهوچکي هوتي ' تو یه آتش باري اسکے سورش جسم و روح کیلیے کافي تهي -

---

[بقیه مضمون صفحه ۱۲]

یه ثابت کرنا تها که " وراثت کو اخلاق میں دخل ضرور هے "

جن حضرات کو اس مضمون پر ایک مبسوط نظر ڈالنے کا شوق هے اور انگریزي بهی جانتے هیں' وه ان هر دو کتابوں کے علاوه ' جنکا حواله همنے اپنے مضمون میں دیا هے ' مندرجهٔ ذیل کتب کا بهی ضرور مطالعه فرمائیں :

اول - Heredity مصنفه جے - اے - تامسن J. A. Thomson

دوم - هاؤس آف کامنز ڈیبیٹ رپورٹ - صفحه ۱۷ - مئی سنه ۱۹۱۲ - جلد ۳۸ - نمبر ۶۳ -

سوم - رپورٹ رائل کمیشن سنه ۱۹۰۴ - سنه ۱۹۰۸ -

چهارم - کرائم اینڈ ان سینٹی - ڈاکٹر مرسیر .Crime and Insanity -

(حقی)

نقولا پر کیا منحصر هے ؟ اروپ کے کسي مستبد (فرمانروا) کو بهي رعایا کي همدردي حاصل نهیں - کهتے هیں که اسلامي دنیا کا قدیم دستور احتساب انسان کي آزاد شخصیت کے حق میں ایک نهایت بدنما قرنطینه تها' لیکن سوال یه هے که ان مستبدین کے رعیے سهنے ' کهاے پیاے' سونے جاگنے' چلنے پهرنے ' بولنے اور چپ رهنے کا جس کاوش سے احتساب کیا جاتا هے ' یه کیا هے ؟ وه انسان کو علام بناتے هیں ' دنیا میں غلامی پهیلاتے هیں ' قدرت کے بهترین عطیهٔ حریت کے استعمال کو' جس سے چڑیاں بهی اپنے گهونسلوں میں اور مچهلیاں بهی اپنے آبگیر میں محروم نهیں هیں ' انسان کے لیے حرام بناتے هیں' مگر خود ان کی حالت کیا هے ؟ وه خود اپنی دار السلطنت میں اپنے هي محکوم شیخ البلد (لارڈ میر) اور تشریعاتي (چیمبر لین) کے غلام هوتے هیں - بارہ گهنٹے پهلے جب تک انهیں اطلاع نه دیں اور ان سے اجازت نه لے لیں' شهر کے کسي حصے میں نه آسکتے هیں نه جاسکتے هیں - آزادي کے ساتهه سیر و تفریح تو نهیں کرسکتے ' تماشا گاهوں میں تو نهیں جاسکتے ' کسی عمومی شخص (پبلک مین) سے ملنا چاهیں' کسی کو کچهه لکهنا چاهیں' کوئی بات کرنا چاهیں ' سب میں یهي قید هوگی که مجلس مستشار حسب اور جس سے ملنے کي اجازت دے' اس کي پابندی کریں ' جو مسوده مرتب هو' وهی لکهیں ' جن امور کی تلقین کي جائے ' وهی ان کی زبان سے ادا هوں - ظاهر هے که ان قیود کے ساتهه ضمیر کی آزادي کیونکر قائم رہ سکتی هے ؟ ان حالتوں میں اگر انهیں رعایا کے مصالب کا احساس نهو ' استبداد کي چهاکاریاں نظر نه آئیں' مظلوموں کي فریاد سنائي نه دے ' تو اس میں حیرت کي کیا بات هے ؟ جس کا نور ایمان (کانشنس) مرده هوچکا هو' جس کے ضمیر کی زندگي موت سے بدل چکي هو' اس کو زنده سمجهنا هی غلط هے - مراحل زندگی کے طے کرنے میں درمیان استبداد کي جانب سے جو باتیں سنگ راه هوں' انهی سے انکی شکایت کرنا کے فائده هے؟ ایک اسٹیچو هے' ایک کالبد هے ' ایک مجسمه هے ' جو کسی خاص طاقت سے مردم آزاري کے وظائف ادا کررها هے - اس سے گله و شکوه کیوں کرو؟ اس کے آزار سے محفوظ رهنے کے لیے کوئي معقول و جائز و با اصول ترکیب کیوں نهیں نکالتے ؟ خسرو شعرا مدت هوئي ' اس حقیقت کي ترجماني کرچکا هے ' جسے اس کي روح حکمة شعریه ' نه تبدیل الفاظ ' آج بهی سنا رهی هے :

رسید نالهٔ من از جهاے استبداد
بر آسمان' و شنیدند تیر و کیوانش
اگر بگوش حکومت نمي رسد' زان است
که سالها است که از جسم' یاره شد جانش

عرب میں ایک مثل مشهور هے : " الحر لا یحتمل الضیم " شریف آدمی سب کچهه برداشت کرلیگا' لیکن کوئي ایسی کارروائي' جس سے اس کي آزادي و عزت نفس کو صدمه پهونچتا هو' کبهي بهي برداشت نهیں کرسکتا -

(۱) و لا یقیم علی ضیم یراد بـه
إلا الأذلان عیر الحي و الوتـد
(۲) هذا علی الخسف مکوس برمته
و ذا یشج فلا یرثي لـه أحـد

---

(۱) کوئي مخلوق جس پر جور و ستم منظور هو وه اس حالت کو کبهي گوارا نه کریگي - بجز دو ذلیل چیزوں کے [۱] قبیله کا اونٹ [۲] اور اس کے باندهنے کي میخ -
(۲) یه [اونٹ] تو بے آب و گیاه ' رسیوں سے بندها هوا ' سر جهکائے رهتا هے - اور اس [میخ] پر چوٹ پڑتي هے تو کوئي اس پر رحم بهي نهیں کرتا -

ارشاد طرابلس

لیکن هم هیں که یه سب کچهه دیکهتے هیں' اور یه سب سنتے هیں' پهر بهي اپنے خاموش و استبداد پسند و بے حس طرز عمل سے مولوي روم کے اس تخیل کا مجسم نمونه بنے هوے هیں که :

چشم باز و گوش باز و این ذکا خیره ام بر چشم بندي خدا

کئی مهینے هوے مطلمهٔ بلقان کے متعاق یورپ سے داد رسي کے توقع پر ترکوں نے ایک انجمن قائم کي تهي' جس کے میر مجلس غازي احمد مختار پاشا تهے - انجمن نے بلقانیوں کے مظالم کي ایک مفصل و مبسوط رپورٹ (تقریر) مرتب کرکے دول یورپ کے پاس بهیجي تهي' جس پر کهیں کهیں سے جواب تو ملا' مگر انسدادي کارروائي کسي نے بهی نه کي اور اسکي توقع بهي نهیں - تین هفتے' هوے' ترکي اخبار " صباح " نے اس رپورٹ کے متعاق ایک صاحب فرانسیسي مدبر کا ایک مضمون نقل کیا تها' جس کا مفاد یه تها که " نادان و نا فهم بچوں کو راحت پهونچانے اور زحمتوں سے بچانے کا تو دستور هے' اور یه دستور کچهه ایسا ناموزوں بهي نهیں' مگر جو قوم قدرت کي دي هوئي طاقتوں کے استعمال سے بے خبر هو' اور مصائب سے بچنے میں اپني طاقت کا سهارا پکڑنے کي جگه غیروں کے بهروسے پڑي رهے' وه هرگز اس قابل نهیں که اسے کسي قسم کي امداد بهی دي جاے " یه ضابطه قابل تسلیم هو یا نهو' مگر ترقي پذیر دنیا کا آج اسي پر عمل هے' اور یهي وه بها تهي جس پر کئي سال هوے' کوریا کے شاهي ایلچي کو جاپاني حکومت کي شکایت کرنے پر هیگ کانفرنس میں پهانسي دے دي گئي تهي - ان مراتب کو پیش نظر رکهکر سوچو اور سمجهو که جس زوال حریت کا تم مرثیه پڑهتے هو' جس فناے جلالت کا تمهیں رونا هے' جس بقاے قومیت کے انهدام کا رنج و صدمه هے' کیا کبهي تم نے مناسب و معقول ذرایع سے اس کے واپس لانے کي بهي کوشش کي ؟ اور اس بات میں جائز طریقوں پر اپني طاقت کا بهی استعمال کیا ؟ نفس میں صحیح طرز پر کام کرنے کا ولوله هي نهیں تو لبوں کي شکوه سنجي سے کیا حاصل ؟

نهو جب دل هي پهلو میں تو پهر مونهه میں زبان کیوں هو ؟

الفانسو فرمانرواے اندلس پر ایک مشهور فوضوي (انارکست) نے' جس کا نام سانشز هے' کچهه زماله هوا گولي چلائي تهي - یه شخص اصل میں فرقهٔ اشتراکیه (سوشیا لوجسٹ پارٹی) کا ممبر تها اور الفانسو کي حکومت کا استبداد دیکهه دیکهه کے اس کا دشمن هوگیا تها - ارتکاب جرم کے بعد پولیس نے اسے گرفتار کرلیا - قاعده تو یه هے که ایسے مجرموں کے مقدمات محکمهٔ عرفیه (کورٹ مارشل) میں پیش هوتے هیں' اور جرم کي تحقیقات خفیه اور بالدل هي خفیه کي جاتي هے' مگر ملک کي صحافت (پریس یا اخباري اجتماع) نے ایسے تند و ترش لهجه میں صداے احتجاج بلند کي که' حکومت کو معمولي و آئیني عدالت میں ارتکاب مقدمه کي اجازت دیني پڑي' جس کے علانیه اجلاس هوتے رهے' اور اب تک هو رهے هیں - مجرم کا جواب دعوی یه هے که " الفانسو کي حکومت نے اصول

مدنیة اطالیا

اطالیا اسوقت جس سب سے بڑي اُمید کي جستجو' جس سب سے بڑي منزل کے لیے تگا پو' اور جس سب سے زیاده صحیح راستے کو اختیار کر رهي هے' وه یه هے که لیبیه اور برقه کے اطراف و جوانب میں اپني هزارها بکهري اور پهیلي هوئي رعایا کو نوآباد' اور ان اطراف کے مذهب کو ایک کردے' - اور طرابلس میں بربادي اندلس' یعني اس مصیبت دلدوز' اس آفت اسلام سوز کے احیاء کے ذریعه' تاریخ کو بازگشت کا موقع دے !

اس نے ان ملمع کار الفاظ میں ساده لوحوں کو شه' جاهلوں کو فریب' اور کند ذهنوں سے سخن ساري شروع کي هے که انکو صرف متمدن بنانے' ان کي حالت کو ترقي دینے' انکے شهروں کو آباد کرنے' اور ان کي ثروت کے پرزوں کو پهیلانے کے لیے آئي هے' اور یه ایسے وقت میں' که اهل طرابلس کو اطالي برباد کن جهاز نیست و نابود کر رهے تهے' اطالي تلواریں انکے گلے کاٹ رهي تهیں' اطالي توپیں انکے گهر بار اور چهوٹے بڑے پر آتش افشاني کر رهي تهیں' اور اطالي فوج عزتوں کو چاک' اهل و عیال کو قید' اور مال و دولت کو دست برد کر رهي تهي !

حالانکه ان شهروں میں اس حکومت نے صرف اسلیے احتلال (قبضه) کیا هے تاکه اپنے بکهرے هوے پرزوں کو اسمیں جمع کرے' انکے ناکرده گناه اصلي باشندوں کو اپنے آهني پنجه ظلم میں دبائے'

[بقیه مضمون پهلا کالم]

اشتراک کو سخت صدمے پهونچاتے هیں' کارفرماؤں کے مقابلے میں کارکنوں کي کچهه پیش نهیں جاتي - معدلت کے جو اصول هیں اُن میں خود استبداد غالب هے - تمام ظالمانه احکام القانسو هي کے نام سے نافذ هوتے هیں' لهذا اُس کے قتل کي کوشش کرنی بے اصول و عبر آئیني کوشش نهیں کهي جاسکتي - جسم کے کسی عضو میں کوئي مهلک خرابي آجاتي هے تو اُسے کاٹ دیتے هیں که دوسرے اعضا بهي اس سے متاثر نهو جائیں' انسان کي هیئه اجتماعیه میں بهي یهي کیفیت هے' اور اُس کي ضرر رسانی کا استیصال بهي اسي ضابطه کے تحت میں هونا چاهیے "

خود یورپ کي فضا تو اِن صداؤں سے گونج رهي هے' مگر وه مشرق سے چاهتا هے که اسکے سکوت تعبد میں الصاف جوئي اور حق طلبی کي آواز سے بهي خلل نه پڑے !!

قرآن کریم کی اصطلاح میں یهي چیز اخلاقي " تطفف " هے :

ویل للمطففین ' الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون ' و إذا کالوهم او وزنوهم یخسرون (۸۳ : ۱)

بربادي و تباهي هر ترل میں کم دینے والوں کیلیے ' که جب لوگوں سے خود کوئي شے ماپ کرلیں تو پورا پورا لیں ' لیکن جب انکو دیں تو کم کرکے دیں !!

طرابلس میں اطالي افسروں نے ایک جرمن پادري کو گرفتار کیا ہے - اس جرم میں کہ اس نے رحم و انسانیت پر وعظ کہا تھا !!

اور انکے لیے گذشتہ صدیوں کي وحشیت و درندگي پھر عود کر آے !

ہر شخص جانتا ہے کہ اطالیا سواحل بنغازي سے (جہاں تک کہ اسکے بیڑے کي توپوں کے گولے جاتے ہیں) آگے اب تک نہیں بڑھسکي ہے - بیس دن ہوے کہ اس کے نفس بد نے اسے سجھایا کہ کم از کم (سانیہ فقیہ محمد بن شتوان) پر کہ سواحل بنغازي سے صرف آدھہ گھنڈہ کي مسافت پر واقع ہے ' یلغار کرے - اسکي بزدل فوج استحکامات بناتي ' اور سرحدیں مستحکم کرتي ہوئي نکلي ' اور برابر پیش قدمی کرتي ہوئي بڑھتي گئي - یہاں تک کہ شدہ شدہ بیس گھنڈے کي مسافت طے کرگئي - جب ان شیران حریف افگن کے نیستانوں کے قریب پہنچي تو وہ ایک بار ھي پھرے اور اس زور سے حملہ کیا کہ چند لمحوں کے اندر ھي صدھا لاشیں تڑپ گئیں ' اور جو بچے ' وہ اس عالم میں بھاگے ' کہ ساحل بحر سے ادھر ایک لمحہ کیلیے بھي کہیں دم نہ لیا !!

مگر مزے کي بات یہ ہے کہ ایک طرف تو بنغازي میں اطالیا کي حالت یہ ہے ' دوسري طرف سرکاري خبریں کہتي ہیں کہ اب تک اطالیا نے سادہ لوحان طرابلس سے نرم کلامي کا سررشتہ ہاتھہ سے نہیں دیا ہے - وزیر مستعمرات (نرابادي) ان سے وعظ کرتا ہے ' انہیں امیدیں دلاتا ہے ' انہیں پھسلاتا ہے ' انہیں بہلاتا ہے ' کیونکہ اسکو یقین ہے کہ ملک داري ' ستمرانیٔ ' خانماں بربادي ' عصمت دري ' اور مردم کشي سے نہیں ہوتي بلکہ نرمي ' مزیب ' روباہ بازي ' اور سیم و زر کے عوض میں دنی الطبع و سفلہ مزاج دلوں کي خریداري سے ہوتي ہے !! با این ہمہ اسکي فوج میں ایک جماعت ہے جو قتل و سفاکي وغیرہ وغیرہ سے دلوں کي آگ بھي روشن کرتي رہتي ہے - پس اگر اطالیا اپني اس فرنگیانہ ستمرانیوں کو نرمي اور حسن سلوک خیال کرتي ہے تو اللہ اکبر ! اس وقت کیا ہوگا جب کہ سختي ' کینہ کشي ' تنگ گیري اسکے ان خیالات کو پورا کریگي ' جنکو اسکا کینہ پرور سینہ چھپاے ہوے ہے ؟ ؟

دل کي بات ہے کہ بنغازي میں ایک عربي الوطن جرمني کے پادري کو اسلیے قید کر دیا گیا تھا ' کہ وہ اپنے معمولي مواعظ میں انسانی رحم و ہمدردي کے الفاظ بکثرت کیوں بولتا ہے ؟

بعض دیگر ارباب مستعمرات حکومتوں کي پیروي میں ' حکومت اطالیا نے بھي بنغازي کي فوج کے لیے بازار والوں کو (کہ متوسط طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں) بجبر بھرتی کرنا ' اور عوام کے لیے رزق کے دروازے بند کرنا شروع کردیا ہے - بالکل مبالغہ نہ ہوگا ' اگر کہا جاے کہ اسوقت طرابلس کے اطالوي مقبوضات میں احتیاج ' فاقہ ' اور ضرورت کي جو گرم بازاري ہے ' اسکي نظیر کہیں نہیں ملسکتی -

عرب طرابلس کے ساتھہ حکومت اطالیا جو کچھہ کرنا چاھتي ہے ' اسکا اندازہ اسکے اعمال و احکام سے ہو سکتا ہے -

غیر اطالوي مال پر ۵ - فیصد چنگي لگائي گئي ہے - اطالوي ممالک میں آلو اور اسي قسم کي دو ایک چیزوں کے سوا پیدا ھي کیا ہوتا ہے ' جو اطالوي تاجر لاکے یہاں فروخت کرینگے ؟ اسکے علاوہ شہري عربوں کا مدار زندگي تو اطالوي بڑوں کے صاف کرنے پر ہے - پس اگر اطالوي اسباب راحت و آرام لائے بھي تو یہ تہیدست انکو خریدینگے کہاں سے ؟ غرض گراني بڑھیگي اور غریب طبقہ ' کہ آبادي کا بیشتر حصہ ہے ' حلقۂ موت کا شکار ہوگا -

تمام دیسي تاجر اس خیال سے ایک تنگ بازار میں نظر بند کیے گئے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہاں سے اسکندریہ تجارت کے بہانے چلے جائیں اور مجاھدین سے ملجائیں !

چند مدارس بھي کھولے گئے ہیں اور یہ یورپ کا سب سے بڑا شیطاني دسیسہ ہے - ان میں قرآن حکیم کے علاوہ (جسکي نسبت بیان کیا گیا ہے کہ پڑھا یا جائیگا) باقي تمام تعلیم صرف اطالوی زبان میں ہوگي جو کچھہ شروع بھي ہوگئي ہے -

ایک معمولي اطالوي کي رپورٹ پر عربوں کو انکي زمینوں سے بیدخل کر دیا جاتا ہے ' اور وہ زمینیں نہایت ارزاں قیمت پر اطالویوں کے ہاتھہ فروخت کر دي جاتي ہیں - ان مصائب پر مستزاد یہ ہے کہ جب سے اطالوي آئے ہیں ' قحط و گراني برابر رہتی ہے اور بھوک کا خراج دینے کے لیے وہ بدبخت اپني زمینیں اور گھر اطالویوں کے ہاتھہ نہایت کم قیمت پر خود ہی فروخت کر ڈالتے ہیں -

دولت عثمانیہ نے جو استقلال اداري دیا ہے ' اسکي حالت یہ ہے کہ نائب السلطان اپنے گھر تک پر عثمانی علم نصب نہیں کر سکتا ! -

---

بنغازي میں بازار کے فقیر العال لوگوں کو جنمیں بچے اور عورتیں بھي شامل ہیں اسلیے قید کر لیا ہے کہ وہ اپنا تمام سامان فوج کے حوالے نہیں کر دیتے

ادبیات

مذہب یا سیاست

تم کسی قوم کی تاریخ اٹھا کر دیکھو * دو ہی باتیں ہیں کہ جن پر ہے ترقی کا مدار
یا کوئی حدئ دیا تھا کہ جس نے دم میں * کر دیا مردۂ افسردہ کو ہم رنگ شرار
ہے یہ وہ قوت پُر زور کہ جسکی ٹکر * سنگ خارا کو بنا دیتی ہے اک مشت غبار
اسکی رد کھا کے اُلٹ جاتی ہے بنیاد زمیں * اس سے ٹکرا کے بکھر جاتے ہیں اوراق دیار
یہ اسیکا تھا کرشمہ کہ عرب کے بچے * کھیلتے جاتے تھے افسانۂ کسرا میں شکار
وہ اُلٹ دیتے تھے دنیا کا موضع دم میں * جنکے ہاتھوں میں رہا کرتی تھی اونٹوں کی مہار
اسکی حرکت تھی کہ صحرائے حجازی کی سموم * بنگئی دھر میں جاکر چمن آرائے بہار
یہ اسیکا ترانہ کرشمہ کہ عرب کے رہزن * نقش کرنے لگے جبریل امیں کے اسرار

* * *

یا کوئی حادثۂ ملک و وطن تھا جسنے * کر دیے دم میں فنا سعی عمامی سب بیدار
ہے اسی مے سے یہ سرمستی احرار وطن * ہے اسی نشے سے یہ گرمی ہنگامۂ کار

* * *

آپ دونوں سے کیے دیتے ہیں ہم کو محروم * نہ سیاست ہے نہ ناموس شریعت کا وقار
مدتوں بعثت سیاست کی اشارت ہی نہ تھی * کہ وفاداری مسلم کا تھا یہ خاص شعار
اب اشارت ہے مگر دایرۂ بعثت یہ ہے * کہ گورنمنٹ سے اس بات کے ہوں عرضہ گذار
"ہم کو پامال کیے دیتے ہیں ابنائے وطن * در ہے، پس جائے نہ یہ ورقۂ اخلاص شعار
یہ بھی اک گونہ شکایت ہے غلاموں کو ضرور * کہ مذاہب میں ہے کم حلقہ بگوشوں کا شمار"

* * *

اب رہا حدبۂ دینی، تو وہ اسطرح ملا * کہ ہمیں آپ ہی آتا ہے اب اس نام سے عار
وضع میں، طور میں، اخلاق میں، سیرت میں، کہیں * نظر آتے نہیں کچھ حرمت دیں کے آثار
آپ نے ہم کو سکھائے ہیں جو یورپ کے علوم * اس ضرورت سے نہیں قوم کو ہرگز انکار
بعثت یہ ہے کہ وہ اس طرز سے بھی ممکن تھا * کہ نہ گھٹتا کبھی ناموس شریعت کا وقار
ہم نے چکھی بھی تو اغیار کے سیکھے تھے علوم * ہم نے چکھی بھی تو اس شیشہ کا دیکھا ہے خمار
نام لیتے تھے ارسطو کا ادب سے، ہر چند * تھے فلاطون الٰہی کے بھی گو شکر گذار
جانتے تھے مگر اسلاف کو بھی اہل نظر * کہ حریفوں کو نہیں انجمن خاص میں بار
یعنے یہ بادۂ عرفاں کے نہیں درق شناس * نرم اسرار کے یہ لوگ نہیں بادہ گسار

* * *

آج دنیا میں ہے شیطان قفا دام پیدا * آج ہر رنگ میں یورپ کا نمایاں ہے شعار
ہیں شریعت کے مسایل بھی وہیں تک مقبول * کہ جہاں تک اُنہیں معقول دمائیں اغیار

* * *

نہ شریعت، نہ سیاست، تو پھر آپ کہئے کیا ہے * یہ نگ و دو ہے، یہ شورش ہے، یہ غل ہے، یہ پکار؟

(شبلی نعمانی)

نبض افریقا

معرکۂ سینغل

الجزائر میں منطقہ استنطینیہ کے قریب ایک مقام ہے' جو العدق کے نام سے معروف ہے - اس میں ایک بازار ہے جسکو (سوق سبیعاء) کہتے ہیں - ۱۰ - اپریل کو اس بازار میں اُس آتش وطن و حریت پرستی کے پھر شعلے بھڑکے ' جو آج ایک صدی سے باشندگان مغرب اقصیٰ کے سینوں میں سلگ رہی ہے' اور جسکے بجھانے کے لیے بارہا اعداء حریت و انسانیہ یعنی فرانسیسی ملاعنہ کی تلواریں جزائری خون کی نہریں بہا چکی ہیں -

اس معرکۂ مقدسہ یا کرشمہ طراری حریت و وطن پرستی کی داستان تازہ عربی ڈاک سے موصول ہوئی ہے -

تونجی - اور مثالسہ کے حریت پرست قبیلوں کے مجاہدین کا ایک

(بقیہ صفحہ ۱۵)

سرکاری دفتروں کی حالت عجیب و غریب ہے - مسلمان ملازموں میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں جو اطالوی زبان اچھی طرح جانتا ہو' مگر با ایں ہمہ وہ مریب دھی کیلیے رکھے گئے ہیں اور انکا کام یہ ہے کہ گھروں میں بیٹھے رہیں - قطع نظر اسکے کہ اس سے بیکاری کی عادت پیدا ہوتی ہے ' ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ پنشن ہمیشہ نہیں ملیگی اور جلد یا بدیر موقوف ہو جایگی ' پھر وہ نان شبینہ تک کو محتاج ہو جائیں گے -

ڈاک کے محکمے میں ایسے لوگ رکھے گئے ہیں جو عربی حروف تک نہیں پہچانتے ! عدالتوں میں اہل کریت و یونان رکھے گئے ہیں ' جنھوں نے اطالوی تبعیت کو قبول کرلیا ہے - مختصراً یہ کہ جن محکموں سے عربوں کو شب و روز کام پڑتا ہے ' انمیں ایک شخص بھی ایسا نہیں ہے جو عربی پوری طرح جانتا ہو -

اس مختصر مضمون میں ان تمام مظالم و مصائب کا استقصاء ناممکن ہے جو اس وقت طرابلس میں نازل ہو رہے ہیں اور جنمیں سے ہر ایک' برق خوں ریز ہے ' اور جو اسلیئے گرائی جا رہی ہے کہ شہری و ساحلی عربوں کی بیخکنی کردی جاے -

چونکہ شیخ سنوسی (متع اللہ المسلمین بطول بقاہ) نے اطالیا کے موجودہ مقاصد اور آیندہ کے پوشیدہ ارادوں کو محسوس کر لیا ہے' اسلیے اعلان کر دیا ہے کہ انکا جہاد برابر جاری رکھا جائیگا - یہاں تک کہ اللہ اسلام اور اسکے دشمنوں میں فیصلہ کردے -

یہ تمام حال ساحلی مقامات اور شہروں کا ہے - البتہ اندرون طرابلس اب تک شرنعۃ سمیحہ سے محفوظ ہے اور یہ اللہ کے ہاتھ میں ہے کہ وہ اسکے مستقبل کو اسکے حال سے بہتر کردے -

فاس دار الحکومت مراکش کا ایک تاراج شدہ بازار
حملۂ فرانس کے بعد

جم غفیر سرق سبیعی خال میں جمع ہوا - ان جانثار ان راہ حریت و وطن کی تعداد صرف ۱۸ - سو تھی ' جنمیں ۶ - سو اسپ سوار ' اور ۱۲ - سو پیادے تھے -

اس اجتماع کا مقصد یہ تھا کہ مرکز نخیلہ میں فرانسیسی غارتگران حریت پر حملہ کیا جاے - (مولویہ) کے بعض مرکزوں نے اسکی اطلاع جنرل آلیکس کو دیدی -

مغرب اقصیٰ کے مشرقی حصے کے فرانسیسی قائد نے یہ طے کیا کہ ان مجاہدین کرام کے آغاز عمل سے پہلے اُن پر حملہ کرکے ' انکا شیرازہ برہم کردیا جاے - اس قرار داد کی بنا پر اس نے ایک ریجیمنٹ ترتیب دی' جسکی قیادت خود اپنے ہاتھ میں لی' اور ۹ - بجے شب کو مرادہ سے نکل کے روانہ ہوگیا - صبح ہوتے ہوتے نخیلہ کے قریب پہنچا ' اور اسکی مضافات میں مقیم ہوگیا -

اس تازہ فوج کی آمد فرانسیسی محافظ فوج کے لیے ایک مژدہ جاں بخش تھی' جو ان مجاہدین راہ حریت کی تیغ خوں آشام سے انھیں نجات دینے کے لیے آئی تھی - اس نے نہایت گرمجوشی اور مسرت آمیز ازخود رفتگی کے ساتھہ استقبال کیا ' اور اپنی جماعت میں سے بھی چند پلٹنیں بطور مزید کمک کے ساتھہ لے لیں -

یہ مجموعی فوج دو حصوں میں منقسم ہو کے آگے بڑھی - اور کوہ زاغ سے اُترکے مجاہدین کرام کی منزلگاہ کی طرف روانہ ہوگئی - منزلگاہ سے جب اسقدر قریب پہنچگئی کہ خیموں کی چرنیاں نظر آنے لگیں تو فرانسیسی توپخانہ مرکز مناسب کی جستجو کی غرض سے پیچھے رہگیا ' اور دونوں رجیمنٹ آگے بڑھیں - صبح کا وقت تھا - قریباً ۵ - بجے تھے - دفعتاً ایک آواز سنائی دی - یہ آواز ایک عربی مجاہد کی بندوق کی تھی' جو اس نے فرانسیسی ملاعنہ کے سواروں پر سر کی تھی - آواز بمشکل خاموش ہوئی تھی کہ نعرہ ہاے تکبیر بلند ہوئی ' اور نعروں کے ساتھہ ہی مختلف اطراف و اکناف سے سواروں کی ٹولیاں آتی ہوئی نظر آئیں - گھوڑوں کی باگیں ڈھیلی تھیں' اور سرعت رفتار کی یہ حالت تھی کہ تاپیں بمشکل زمین پر پڑتی تھیں - بندوقیں سواروں کے شانوں سے لگی ہوئی تھیں' اور دہانوں سے گولیوں کی بارش ہو رہی تھی - مجاہدین کرام اور جملہ ملاعنۂ فرانسیسیہ میں چونکہ مسافت زائد تھی' اسلیے گولیوں کی زد سے محفوظ تھے - سوار پیادوں کے انتظار میں رک گئے - پیادے جب آگئے تو سب ملکے آگ برساتے ہوے آگے بڑھے - مجاہدین نے جو نقشۂ جنگ تجویز کیا تھا ' وہ یہ تھا کہ سواروں کی ٹولیاں مختلف اطراف و اکناف سے نکلیں' اور دشمن کے طرف اس انداز سے بڑھیں' کہ جب اسکے قریب پہنچ جائیں تو انکا ایک حصار آہنیں

بن جائے - اسمیں دشمن ہر چہار طرف سے گھرا ہو' اور اسقدر شدید آتشباری کی جائے کہ تھوڑی ہی دیر میں گھوڑوں کی زینیں سواروں سے خالی نظر آنے لگیں ! !

مجاہدین اسلام کا پڑاؤ معرکہ گاہ سے ۳ - ۴ میل کی مسافت پر تھا' فرانسیسی انسان پاش توپوں نے اس پر گراں وزن گولے اتارنا شروع کردیے - پڑاؤ قلعہ نہ تھا کہ اسکی سنگین دیواریں اپنے پناہ گزینوں کے لیے سینہ سپر ہوتیں - فدا کاران حریت نے دیکھا کہ اب تبدیل مقام ناگزیر ہے - فوراً اسکے انتظام میں مصروف ہوگئے - فرانسیسیوں نے اس مشغولیت کو غنیمت خیال کیا - جنرل الیکس جو اب تک کو زاغ کی چوٹی پر کھڑا' رفتار جنگ دیکھ رہا تھا' اترا' اور فوج کو لیکے دفعۃً مگر انتظام کے ساتھ ٹوٹ پڑا - حملہ خطرناک موقع شناسی کے ساتھ کیا گیا تھا' جسکا نتیجہ عموماً فوج حریف کی پراگندگی' برہمی' اور دیوانہ وار گریز کی صورت میں نکلتا ہے' مگر یہ علم بردارانِ حریت جوش سرفروشی کے ساتھہ کمال جنگ آرائی بھی رکھتے تھے - پیادوں میں فوراً ایک انتظام قائم کیا گیا' اور اپنے سامنے کے نشیب و فراز سے پورا فائدہ اٹھانے کا موقع حاصل کرلیا -

حملہ آوروں نے آگ برسانا شروع کردیا - دشمن کے کوہ ہائے آتشیں شہاب ثاقب تھے کہ فضا سے زمین پر بکثرت آرہے تھے' مگر سواروں کی بے جگری کا یہ عالم تھا کہ نہایت بے پروائی سے ہر طرف گھوڑے اڑائے پھرتے تھے' اور برق کی طرح کبھی یہاں تھے اور کبھی وہاں ! !

۵ - بجے صبح سے زوال آفتاب کے ایک گھنٹہ بعد تک آتشباری ہوتی رہی' اور گو فرانسیسی فوج ایک طرف تربیت یافتہ اور دوسری طرف فرانس کے جہنمی اسلحہ سے آراستہ تھی' مگر با ایں ہمہ ان جانباز پرستاران اسلام و وطن کی "بنیان مرصوص" کو اپنی جگہ سے نہ ہٹا سکے' اور عاجز ہوکے خود ہی نخیلہ واپس چلے گئے - مجاہدین کرام میں بعض کے موخرۃ الجیش (بالکل آخر کی فوج) پر تھوڑی دیر تک آتشباری کی' لیکن بیشتر حصہ کوہ و جبال کی طرف چلا گیا -

اس معرکۂ خونریز کے اسطرح انجام پذیر ہونے کے بعد مجاہدین غیور' کارزار سے شہداء اور مجروحین کو لائے - تجہیز و تکفین اور معالجہ سے فراغت کے بعد اپنی جماعت کی رخنہ بندی کے طرف متوجہ ہوئے -

مجاہدین سرفروش اور ضروریات جنگ کی فراہمی کے بعد ایک دوسرے فرانسیسی مرکز کی طرف انہوں نے اپنے حملے کا رخ کیا - قائد فالی کی ماتحتی میں تھوڑی سی فوج تھی - ان مجاہدین میں کچھہ لوگ ایسے بھی تھے' جو فرط شوق جہاد سے با قاعدہ جنگ کا انتظار نہیں کرسکتے تھے - ہمیں کوتر نہیں جانتے تھے کہ مصلحت عامہ کے خلاف ہوتا - البتہ رات کو پیٹ کے بل رینگتے ہوئے قلعہ تک پہنچ جاتے تھے - رفتار کا یہ انداز اسلیے اختیار کیا گیا تھا کہ دشمن کو انکی آمد کا علم نہ ہو - قلعہ کے قریب پہنچکر بندوقیں سرکرتے تھے جن سے کم از کم اتنا تو ہو رہتا کہ دشمن کے سپاہی اور جانور مرتے' زخمی ہوتے' اور کچھہ نہیں تو کم از کم انکی تمام شب اضطراب و قلق اور خوف و بیم ہی میں گزرتی -

جنرل الیکس نے یہ طے کرلیا تھا کہ جو قبیلہ یا جماعت راہ حریت پرستی میں علم جہاد بلند کرے' اسکی تعذیب و تنکیل کے لیے وہ مع اپنے انسان صورت ہیزیوں اور آلات جہنمیہ کے فوراً پہنچ جائے' اور اسوقت تک سفاکی و خونریزی جاری رکھے'

تاریخ حسیات اسلامیۂ مسلمانان ہند

کا ایک ورق

اعانۂ مہاجرین

تسلیم - مجھے یقین ہے کہ آپ مجھکو اور میرے لڑکے ..... کو نہ بھولے ہونگے - سال گذشتہ میں نے اڑیسہ ملیے کے الیچ میں مرحوم دار... کے نام سے پرچہ جاری کرا دیا تھا' اور بعد میں آپکو یاد ہوگا کہ میں نے ہی یہ واقعہ لکھکر آپ سے استدعا کی تھی کہ پوری قیمت آٹھہ روپیہ روانہ کردوں' مگر آپنے یہ گوارا نہیں فرمایا کہ میرے لڑکے سے پوری قیمت لیجائے - اس مرتبہ آٹھہ روپیہ اخبار کی واجبی قیمت سے بھی کم قیمت بھیج چکا ہوں - اب آپنے ۸ - آنہ قیمت کا اعلان کیا ہے اور ۷ - روپیہ ۸ آنہ مظلوم ترکوں کے واسطے وقف کردیا ہے - میرے پاس واللہ الفاظ نہیں ہیں' جنکے ذریعہ آپکی اس مبالغی کا اعتراف کروں' اور آپکو بتادوں کہ میری ذات پر آپکے اس ایثار نے کیا اثر کیا ہے ؟ مگر ہاں میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ ہنوز دنیا میں ابتداے اسلام کا نمونہ باقی ہے ! !

موقع تو یہ ایسا تھا کہ عالم گیر کے اُستاد ملا جیون صاحب کے اس قصہ کو دہرا لیا جاتا' کہ جب وہ سرائے میں منزل مقصود پر طویل سفر کرکے پہونچے' تو سستی سواری ملجانے پر پھر مکانکو واپس روانہ ہوگئے ! پس اسوقت مکرر الہلال خرید لیا جاتا - مگر میں آپسے سچ کہتا ہوں - آپکی حالت ہر اعتبار سے قابل اعانت ہے' اور میرا دل ہرگز نہیں گوارا کرتا کہ آپ جن نقصانات کو برداشت کر رہے ہیں' ان سے زیادہ آپسے توقع رکھی جائے - بعدا اگر آسانی سے ممکن ہوتا تو میں

[بقیہ مضمون پہلے کالم]

جب تک یہ علم مبارک سرنگوں نہ ہوجائے - قبائل الجزائر کی حالت معلوم ہے - وہ بے برگ و نوا' بے اعوان و انصار' بے علوم و معارف انسانوں کا ایک گروہ ہے' جن سے انکی عزیز ترین متاع یعنی حریت و استقلال سلب کرلی گئی ہے' اور گو اس پر ایک مدت مدید گزر گئی' مگر وہ اپنی چھنی ہوئی حریت و حکومت کو نہیں بھولتے - ہر وقت ایک آگ سی لگی رہتی ہے' اور جب فرانس کے مظالم کا دامن اسکو ہوا دیتا ہے تو اس سے شعلے بلند ہونے لگتے ہیں - انکو خون کی بارش' دبا سکتی ہے' مگر بجھا نہیں سکتی -

معرکہ سیدعال کے بعد مرکز نخیلہ کی طرف سکون ہوگیا - مگر دوسرے مرکز کے قریب شعلے بھڑک رہے تھے - جنرل مذکور نے اپنی مستعدی اور قدرت کے اظہار کے لیے اُس کی طرف بھی فرانسیسی بہیڑیوں کا ایک غول بھیجا' مگر تمام نقل و حرکت اور خونریزی و سفاکی کا ماحصل یہ ہے کہ اسوقت دونوں مرکز خطرے میں ہیں' اور فرانسیسی محافظ فوج ہر وقت خوفزدہ رہتی ہے -

مراکش

آخر ترین رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ تزنیت' ایت یراز' انشیدن' اور ایت عزیزدہ میں ایک حرکت عام پھیلی ہوئی ہے - یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ الہبا کی جماعت فرانسیسی مقبوضات مراکش پر تاخت و تاراج کر رہی ہے - ولعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا -

اس تیس هزار کي رقم میں ایک معقول حصه اپنے ذمه لے لیتا ' مگر میں مجبور هوں - لهذا آج ۸ - روپیه بهیجتا هوں ' اور آپکو اسلام کے خلوص کي قسم دیتا هوں که اگر بلا اجرائے پرچه اوس فنڈ میں ڈالدیں ' اور الهلال کے بالعوض صرف ان حقیر روپیوں کے جواب میں ایک خط خاص اپنے قلم کا باطلاع خیریت مزاج مجهے بهیجدیں - کیونکه ایک سال سے مجهے اسکا اشتیاق هے ' اور سال گذشته سے بارجوه میري خط وکتابت کے آپکا دستي خط نهیں ملا هے - اگر آپنے روپیه لینے میں تامل کیا تو میں خدا کو گواه کرتا هوں که پهر تابحیات میرے آپکے تعلقات غائبانه بهي ٹوٹ جائینگے ' اور آپ ایک مخلص کو کهوکر افسوس کرینگے -

هاں جب تک آپ اپنے قلم خاص سے خیریت لکهکر نه بهیجینگے ' یه روپیه میري ملکیت رهیگا - میري یه تحریر هرگز آپ اخبار میں نه درج فرمائیں ' اور اگر ضرورت هو تو میرا نام نهو -

الهلال

آپ اُن لوگوں میں هیں که اپکی ایک نظر شوق ' الهلال کی بهتر سے بهتر قیمت هے - کیا کیجیے که کوئی کام بغیر بقدر ضرورت روپیے کے قائم نهیں رهسکتا ' ورنه الهلال کی صدا تو فیضي کے الفاظ میں یه هے :

نفائس دل و دین می دهم به نیم نگاه
بمن معاملهٔ کن که راست گفتارم

باقی آپنے اس عاجز کے اس ارادهٔ محقرهٔ ترسیل اعانه کي نسبت جو الفاظ لکهے هیں ' تو میرے حق میں دعا کیجیے که ان حقیر و نا قابل ذکر امور کي جگه ' کسی واقعی قابل ذکر و یاد خدمت ملی انجام دینے کی توفیق پاوں - یه جناب نے کیا ارقام فرمایا که " دل گوارا نهیں کرتا که اس سے زیاده آپ سے توقع رکهی جاے " ؟ یه بات هی کونسی تهی که قابل توقع ٹهوتی ؟ توقعات کا پورا میدان تو ابهی خالی پڑا هے ' اور وه پیش آنے والا هے - اگر اُن توقعات کا تهوڑا بهت بهي اهل ثابت هوا ' تو سمجهونگا که زندگی اور زندگی کے ولولے بیکار نه گئے - ورنه جس معبد کی تقدیس کیلیے جان و ناموس کی قربانیوں کی ضرورت هے ' وهاں ان حقیر مالي نقصانات کی نذر کو کون پوچهتا هے ؟

در مدرسه کس را نه رسد دعوي توحید
منزل که مردان مرحـــد سر دار ست

صداے اعانت مشتهره الهلال مورخه ۱۴ - جمادي الثانیه ۱۳۳۱ هجري کے جواب میں اٹهه روپیه میں بهي پیش کرتا هوں - بذریعه قیمت طلب پارسل وصول فرما کر منزل مقصود تک بهجوا دیجیے - باقی رها جناب کا ایک سال کے لیے الهلال بهجوانا ' وه جناب کا اختیار هے - بهجوائیں یا نه بهجوائیں - الهلال اور اٹهه آنه !

نرح بالا کن که اورا بي هنوز
خیر ' جزاکم الله خیر الجزاء -

مکرر آنکه - مشفقي منشي صوبه خانصاحب برلچ پوسٹماسٹر جهت پت بتقریب تولد فرزند سعید خود بجاے اٹهه روپیه کے مبلغ ۱۰ - روپیه اسطرح پر پیش کرتے هیں که دس روپیه کا وي - پي - کرکے بهیجدیں - منجمله اس رقم کے ۸ - روپیه الهلال کي قیمت مهرا کرکے حسب تجویز مذکوره بالا کارروائي فرمائیے ' اور بقیه ۷ - روپیه ۸ - آنه بلا معاوضه الهلال ' میري جانب سے اعانت مهاجرین کے فنڈ میں داخل کرکے مطلع فرمائیے -

بتقریب تولید مرزند سعید خود اسطرح پیش کرتے هیں که بمجموعه رسیدن عریضه هذا ' مبلغ سوله روپیه کا وي - پي - انکے نام بهجوایا جاوے - اسمیں سے پندره روپیه تو داخل فنڈ اعانه مهجورین کیا جاوے ' اور اٹهه آنے میں الهلال ایک سال کے واسطے بخدمت با برکت سیدي و مولائي حضرت شاه ابو الطهیر صاحب نقشبندي مجددي بمقام کوئٹه (بلوچستان) جاري فرما دیویں ' اور باقي اٹهه آنے میں سید فضل شاه صاحب یعنی خود معطي کے واسطے الهلال از ابتداے یکم جولائي سنه ۱۹۱۳ - لغایت - ۳۰ - جون سنه ۱۹۱۴ع تک جاري فرما دیویں - کیونکه ان کا موجوده چنده ۳۰ جون سنه ۱۹۱۳ کو ختم هو جائیگا -

(جناب عبد العني صاحب سب اور سیر محکمه نهر دلگي سرحد شمال مغرب)

اعانة مهاجرین میں کمترین کے طرف سے ایک نهایت هي ناچیز هدیه ۵۰ - روپیه کا (نوٹ نمبر ۱) منظور فرمادیں ' نیز چاهتا هوں که الهلال کے دفتر پر کسی طرح کا بوجهه نهو - میں الهلال کي اشاعت کو بهي اعانة مهاجرین سے کم نهیں سمجهتا - کیونکه وه اگر جسماني مهاجرین کي اعانت هے ' تو یه اُن روحاني مهاجرین کي اعانت هے ' جنکے دل سے حب اسلام اور ایمان قریبا هجرت کر چکي هے - اور اس قوت اور روح اسلامي کو مسلمانوں کے دلوں میں آباد کرنے کے واسطے الهلال کی دعوت ایک غیبي تائید هے .....

یهاں خدا کے فضل سے هر شخص اپکے مغز بلکه اپکے طریق تبلیغ کو دل سے لبیک کهتا هے - خدا اپنے فضل اور قدرت کامله سے سرسبز کرے ' حوادث زمانه سے بچائے اور آپکي ذات اور " الهلال " کو باعث تقویت دین و ایمان مسلمانان عالم کرے -

کیا هي اچها هو که آپ تمام اوده و پریس کے ذریعه یا هینڈ بل کي شکل میں اپنا اشتهار " اعانت مهاجرین " عام پبلک کے هاتهوں میں پهنچانیکی کوشش فرمائیں -

" اعانة مهاجرین " کا اشتهار موجوده صورت میں صرف الهلال هي کے ناظرین دیکهه سکتے هیں ' مگر اصل مدعا اور اصل غرض تو یه هے که اس " ایک پنتهه دو کاج " میں عام پبلک شریک هو ' اور آپکا هاتهه بٹائے -

الهلال

یه درست هے - اسي غرض سے اسکا اعلان تمام معاصرین کیخدمت میں بهیجدیا گیا تها - بعض حضرات نے بصیغهٔ مراسلات ' بعض نے بمعارضه اشتهارات معاصرانه ' اور بعض نے پورے ایک صفحه کي اجرت لیکر چهاپا ' اور بعض نے شائع هي نهیں کیا - سب کا شکرگذار اور دعا گو هوں - اب علیحده اوراق پر چهپوا لیتا هوں که متفرق طور پر تقسیم هو سکے -

جناب محمد مصطفی صاحب (حیدر آباد)

براه کرم بموجب تجویز مذکور ایک پرچه الهلال میرے نام جاري کیجیے ' اور پهلا پرچه ۱۵ - روپیه ۸ - آنه کا وي - پي - کرکے بهیجدیجیے - منجمله اس رقم کے ۸ - روپیه الهلال کي قیمت مهرا کرکے حسب تجویز مذکوره بالا کارروائي فرمائیے ' اور بقیه ۷ - روپیه ۸ - آنه بلا معاوضه الهلال ' میري جانب سے اعانت مهاجرین کے فنڈ میں داخل کرکے مطلع فرمائیے -

جناب محمد نقي صاحب - کوئٹه

کوئٹه ایک بہت چھوٹا مقام ہے ' اور با وجودیکه کئي مرتبه غریب مسلمانان کوئٹه چنده هلال احمر دیچکے هیں ' لیکن تھوڑي سي امداد ترک مہاجرین کیلیے بھي مرسل ہے - آپکے مضمون سے لوگوں پر کچھه عجیب اثر هوا ہے - یه امر خاص طور پر قابل گذارش ہے که اس چنده میں کسي امیر آدمي کا ایک پیسه بھي شامل نہیں ' کل روپیه غریب اور متوسط الحال مسلمانوں کا ہے -

جناب محمد سراج الدین صاحب ضلع ہزارہ پور

حسب الارشاد والا اعانت بے خانمان مہاجرین کي صدا پر لبیک کہتا هوا ' ایک خریدار پیش کرتا هوں ' جو آپکے درد میں شریک هوکر پوري قیمت اخبار ادا کرتے هیں ' اور اسیقدر رقم زر اعانت میں بھي دینا چاهتے هیں -

آج الهلال میں ایک مضمون بابت اعانة مہاجرین عثمانیه دیکھکر ایک قسم کی حرکت روحاني پیدا هوئی اور دل دھڑکنے لگا - الله تعالی آپکو جزاء خیر دے که جو هم جیسے خوابیدہ نفوس زر خمار زدہ اشخاص کو یوم الغفلة سے بیدار فرماتے هیں - بالفعل پانچ روپیه هم دو نوں بھائي اپني طرف سے ' اور دو روپیه اپنے ملازم حیدر الدین کیطرف سے ارسال خدمت عالی کرتے هیں - انشاء الله تعالی اور بھي کوشش کرتے رهینگے والسلام -

حکیم فتح محمد " عمدة الحکما " و حکیم عبد القیوم حیدر اباد سندہ

جناب من ' السلام علیکم - حسب وعدہ سات روپیه آٹھه آنه برائے اعانة مہاجرین ارسال خدمت عالی کرتا هوں ' کل ایک بیمه زیورات کا جسکا تخمینه پچاس روپیه کا هوگا ' ارسال کیا ہے ' امید ہے که وہ بھي پہونچگیا هو - فہرست میں اگر ذکر کیجیگا تو اسکي تصریح ضرور کردیجیے که عریب عورتوں نے بٹولي ضلع بارہ بنکي سے اس غرض کیلیے بھیجا ہے -

(معین الدین احمد قدوائي ندوي)

جناب من - مبلغ آٹھه روپیه ارسال خدمت والا کرتا هوں ' مہرباني فرماکے اعانة مہاجرین کے فنڈ میں جمع کر لیجیے - اخبار بھیجنے کي ضرورت نہیں -

(مہدي حسین)

برائے " اعانة مہاجرین " حقیر ۸ - روپیے کي رقم پیش کیگئي ہے ' مگر الہلال کي سالانه مقررہ قیمت برابر ادا هوتي رهیگی - یه رقم اسکے علاوہ ہے -

(شیخ محمود سوداگر جفت)

مبلغ آٹھه روپیه روانه خدمت هیں - اخبار بھیجنے کي تکلیف نه فرما ویں ' خداوند کریم آپ کی کوششوں کو با برکت فرماوے -

(رکن الدین - مري)

مبلغ ۲۵ - روپیه بتقریب شادي برادرم منشي لطیف الدین احمد صاحب برائے امداد مہاجرین ترکي ارسال خدمت هیں -

(ضیاء عباسی هاشمي)

فہرست
زر اعانة دولت علیة اسلامیة
(۲۴)

بسعي جناب حافظ محمد علي اکبر خاں صاحب شرواني ایف - اے - حسنپور و سید محمد ریاض الحسن گدگیري و حافظ محمد مسلم خاں صاحب شرواني حسن پور ۳ - سو ۶۱ - روپیه ۹ - ۱۵ - ۰

(بتفصیل ذیل)

	پائي	آنه	روپیه
والده عبد الجمیل خانصاحب	۰	۴	۲۳
(نقد ۲ روپیه قیمت زیور ۲۱ روپیه ۴ آنه)			
والده حافظ محمد شعیب خانصاحب	۰	۷	۱۵
والده حافظ محمد علي اکبر خانصاحب	۰	۰	۱۵
محمد اسحاق خانصاحب	۰	۰	۱۰
حافظ محمد زکریا خانصاحب	۰	۰	۱۰
والده محمد حامد علي خانصاحب	۳	۶	۷
(نقد ایک روپیه ایک پیسه قیمت زیور ۵ روپیه ۶ آنه)			
محمد اسماعیل خانصاحب	۰	۰	۷
عبد الواسع خانصاحب	۰	۰	۷
والده محمد عبد الواسع خانصاحب	۰	۶	۶
(نقد ایک روپیه قیمت زیور ۵ روپیه ۶ آنه)			
همشیر عبد الجمیل خانصاحب	۰	۰	۵
همسیره حافظ محمد علي اکبر خانصاحب	۰	۰	۴
محمد حامد علي خانصاحب	۰	۰	۴
عبد الجمیل خانصاحب	۰	۰	۲
حافظ محمد مسلم خانصاحب	۰	۰	۲
مسماة مہر بانو	۰	۰	۲
حاجي عبد الرفیع خانصاحب	۰	۱	۱
مداري صاحب	۰	۳	۱
عبد العزیز خانصاحب	۰	۰	۱
والده مداري خانصاحب	۰	۰	۱
ولي محمد خانصاحب	۰	۰	۱
چھدو صاحب	۰	۰	۱
باقر علي صاحب	۰	۰	۱
محمد ادریس خانصاحب	۰	۰	۱
محمد سلیمان خانصاحب	۰	۰	۱
محمد نصیر الله خانصاحب	۰	۰	۲۵
پسر محمد ادریس خانصاحب	۳	۰	۱
منشي اشرف خانصاحب	۰	۰	۱
مداري صاحب	۰	۰	۱
متفرق	۳	۶	۲
متفرق	۹	۱۰	۳
اهلیه حاجي وفاتي خانصاحب مرحوم	۰	۱۰	۱
(نقد ۲ آنه قیمت زیور ایک روپیه ۸ آنه)			
متفرق	۱	۱	۳
تکاجي	۰	۲	۰
تکاجي	۹	۰	۰
متفرق	۰	۹	۰
متفرق	۰	۴	۰

باقي آیندہ

آل انڈیا شیعه سنٹرل بورڈنگ هوس
ضرورت ہے

۱۳ - رجب سنه ۱۳۳۰ کو آل انڈیا شیعه سنٹرل بورڈنگ هوس کا افتتاح هوگا ' جو شیعه طلبا اس بورڈنگ میں داخل هونا چاهتے هیں وہ فوراً اپني درخواستیں بنام انریري سکریٹري آل انڈیا شیعه سنٹرل بورڈنگ هوس بمقام خانقاں منزل زیر گنج لکھنؤ ارسال کریں فقط -

سید امجد علیخاں
انریري سکریٹري

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PETG. PELG. HOUSE, 7/1 McLEOD STREET, CALCUTTA.

مسیحا مکسچر

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجایا کرتے ہیں' اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ اُن مقامات میں نہ تو دواخانے ہیں اور نہ ڈاکٹر' اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پتنت دوا اوراُن قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے - ہمنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے' اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کردی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہوجاے - مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچی ہیں اور ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پُرانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار - پھرکر آنے والا بخار - اور وہ بخار' جسمیں ورم جگر اور طحال بھی لاحق ہو' یا وہ بخار' جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو - سردی سے ہو یا گرمی سے - جاڑی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی ہو - کالا بخار - یا آسامی ہو - زہرہ بخار ہو - بخار کے ساتھہ گلٹیاں بھی ہوگئی ہوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو - اِن سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے' اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجاے تو بھرک بڑھ جاتی ہے' اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے' نیز اُسکی سابق تندرستی ازسرنو آجاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھہ پیر ٹوٹتے ہوں' بدن میں سستی اور طبیعت میں کاہلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہوجاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں -

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
" چھوٹی بوتل بارہ - آنہ
پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام دوکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے

المشتہر و پروپرائٹر

ایچ - ایس - عبد الغنی کیمسٹ ۲۲ و ۲۳
کولوٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

ریویو آف ریلیجنز - یا مذاہب عالم پر نظر

اردو میں ہندو ستان اور انگریزی میں یورپ امریکہ و جاپان وغیرہ ممالک میں زندہ مذہب اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے والا - معصوم نبی علیہ السلام کی پاک تعلیم کے متعلق جو غلط فہمیاں پھیلائی گئی ہیں - ان کا دور کرنے والا اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کا مدلل شافی جواب دینے والا بھی ایک پرچہ ہے جس کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کے قابل سمجھا ہے - اس رسالے کے متعلق چند ایک رایوں کا اقتباس حسب ذیل ہے :—

الہلال لکھنؤ - ریویو آف ریلیجنز ہی ایک پرچہ ہے جس کو خالص اخلاقی پرچہ کہنا صحیح ہے - ہندی میں اخبار تو اردو میں ریویو آف ریلیجنز سے بہتر پرچے کسی زبان میں شایع نہیں ہوئے - اس کے زور آور مضامین پر علم و فضل کو ناز ہے -

کریسنٹ لورپول - ریویو آف ریلیجنز کا پرچہ دلچسپ مضامین سے بھرا ہوا ہے - ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے متعلق جو جاہل عیسائی الزام لگایا کرتے ہیں - اس کی تردید میں نہایت ہی شاندار مضمون اس میں لکھا گیا ہے - جس سے صدہ مضمون آج تک ہماری نظر سے نہیں گذرا -

مسٹر ورب صاحب امریکہ - میں یقین کرتا ہوں کہ یہ رسالہ دنیا میں مذہبی خیال کو ایک خاص صورت دینے کے لیے ایک نہایت زبردست طاقت ہوگی - اور یہی رسالہ ان رکاوٹوں کے دور کرنے کا ذریعہ ہوگا - جو جہالت سے پھیلائی گئی راہ میں ڈالی گئی ہیں -

ریویو آف ریویز - لنڈن - مغربی ممالک کے باشندوں کو جو مذہب اسلام کے زندہ مذہب ہونے کے متعلق بے واقفیت رکھتے ہیں چاہیے کہ ریویو آف ریلیجنز خریدیں -

وطن لاہور - یہ رسالہ بڑے پایہ کا ہے - اس کی تحقیقات اسلام کے متعلق ایسی ہی فلسفیانہ اور مدلل ہوتی ہے - جیسی کہ اس رسالہ میں ہوکر ہے مالک قیمت انگریزی ۳ روپیہ ۲ روپیہ - اردو پرچہ ۲ روپیہ - نمونہ کی قیمت انگریزی ۳ - اردو ۲ - تمام ہندوستان بنام منیجر صاحب ریویو آف ریلیجنز قادیان ضلع گورداسپور آنی چاہیئے -

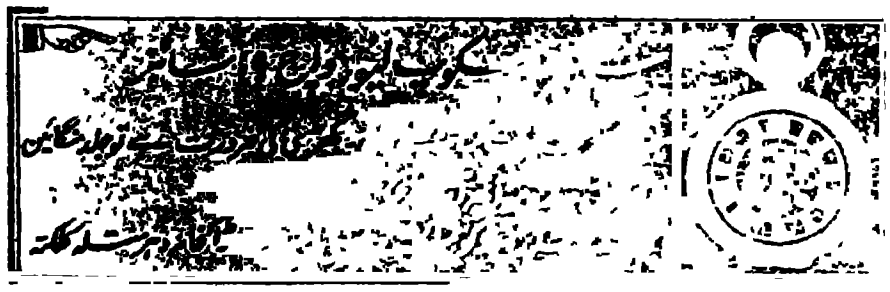

درد سر و درد رياح کي دوا

رياحي درد لحظه ميں پھاڑ هو جاتا هے - يه دوا لحظه ميں اسکو پالي کر ديتي هے - درد رياح جيسے ٹيک - چمک - ٹيس - رگوں ميں لهرکن کلي سے چاهے جسقدر تکليف هو - اس دوا کے استعمال سے فوراً رفع هوتي هے درد سر کے واسطے بهي اس دوا کا ايسا هي فايده هے - نصف سر ميں هو يا تمام سر ميں کسي وجه سے کيسا هي درد هو اس دوا سے رفع هو جاتا هے صرف يهي نهيں اگر سر کٹا جاتا هو پهٹا جاتا هو - اُڑا جاتا هو - اس دوا سے فوراً بند هوتا هے - اندنوں لوگ ذرا ذرا سي باتوں ميں سر دکهايا کرتے هيں کام ميں يا مفت کي باتوں ميں فکر و تردد ميں عيش و عشرت ميں دن کو رات اور رات کو دن بنانے ميں کل شکايتيں سر پر آجاتي هيں - اور هاے رے درد سر پکارا کرتے هيں ڈاکٹر برمن کي دوا ايسے لوگوں کے ليے هے - دوا کے استعمال سے فورا درد بند هوتا هے - اسلئے هر خاص و عام کو يه دوا اپنے پاس رکهنا لازم هے -

(قيمت ۱۲ ٹکيوں کي ايک شيشي (۶ آنه) محصول ڈاک ايک سے چهه ڈبيه تک ۵ آنه)

ڈاکٹر ايس کے برمن - نمبر ۶۵ ستارا چند دت اسٹريٹ کلکته

المكتبة العلمية الاسلامية في علي گڈه

— * —

اس کتب خانه ميں مختلف علوم و فنون کي کتابيں مطبوعه مصر ، شام ، بيروت اور قسطنطنيه وغيره فروخت کے ليے موجود رهتي هيں اور نهايت مناسب و معتدل قيمت پر خريداروں کي خدمت ميں روانه کي جاتي هيں — خاصکر مکتبة المنار کي کتابيں ، حضرت الاستاذ الامام شيخ محمد عبده اور حضرت السيد الامام سيد رشيد رضا کي تمام تصنيفات اس کتب خانے ميں هر وقت مهيا رهتي هيں - فرمائشوں کي تعميل مستعدي کے ساتهه کي جاتي هے - کتب خانه کي جديد فهرست تيار هو گئي هے جو آنے والے کے لئے وصول هونے پر مفت روانه کي جاتي هے *

رساله المنار (جو تمام دنيائے اسلام ميں بهترين عربي رساله تسليم کيا گيا هے) اس کي گذشته ۱۵ سال کي ۱۵ جلديں مکمل مع فهرست مضامين موجود هيں قيمت عام طور پر في جلد ۱۵ روپے هيں مگر دوسري جلد کي قيمت پچاس روپے اور تيسري جلد کي قيمت پچيس روپے هيں *

يه کتب خانه رساله المنار کا کل ممالک هندوستان ميں سول ايجنٹ هے ، اور جن اصحاب کو اس رساله کي خريداري منظور هو چنده سالانه مبلغ ۱۵ روپے همارے پاس روانه فرمائيں ، روپيه وصول هونے پر رساله براه راست ان کي خدمت ميں جاري کرا ديا جاويگا *

المشتهر منيجر المكتبة العلمية الاسلامية ، مدرسة العلوم ، علي گڈه

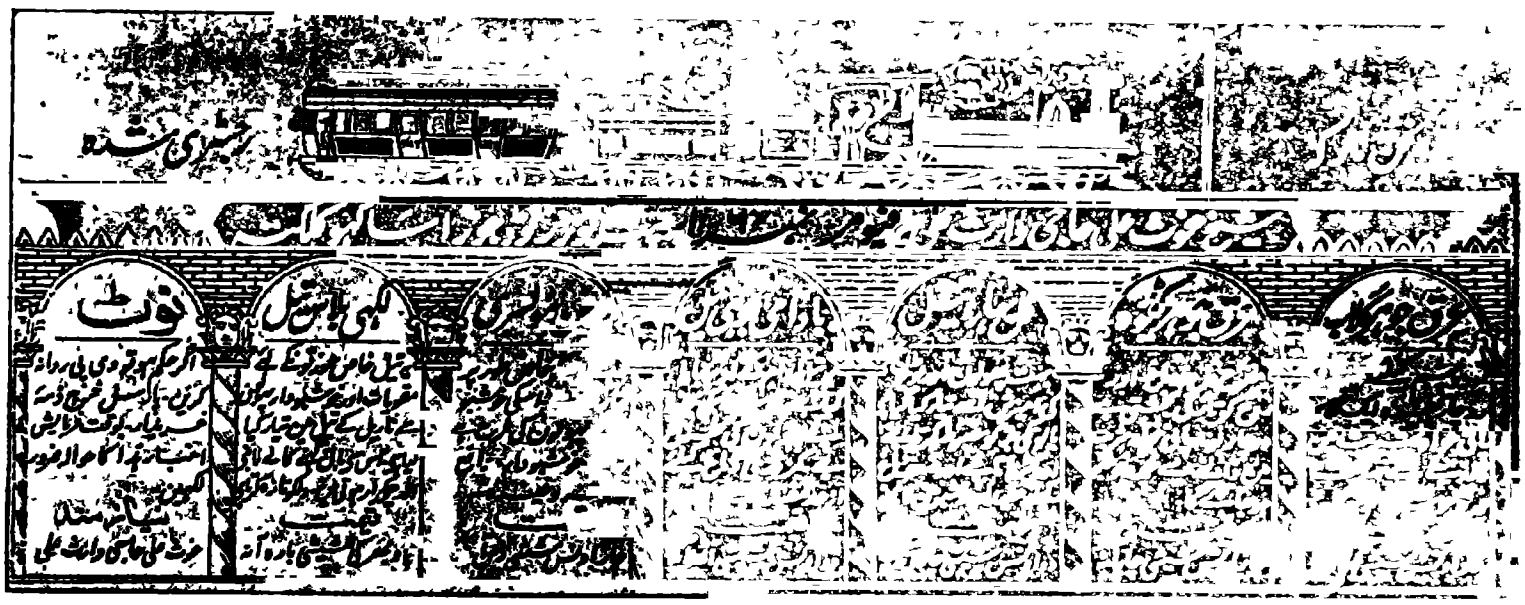

ايڈيٹر الهلال

کي لکهي هوئي اردو زبان ميں سرمد شهيد کي پهلي سوانحعمري جسکي نسبت خواجه حسن نظامي صاحب کي راے هے که با عتبار ظاهر اس سے اعلی اور شاندار الفاظ آجکل کوئي جمع نهيں کرسکتا اور باعتبار معاني يه سرمد کي زندگي و موت کي بحث هي نهيں معلوم هوتي بلکه مقامات درويشي پر ايک مستقله اور البيلا خطبه نظر آتا هے - قيمت صرف تين آنے -

آنيوالے انقلابات

کے معلوم کرنيکا شوق هو تو حکيم جاماسپ کي ناياب کتاب جاماسپ نامه کا ترجمه منگا کر ديکهيے جو ملا محمد الواحدي ايڈيٹر نظام المشائخ نے نهايت فصيح اور سليس اردو ميں کيا هے - پانچهزار برس پهلے اسميں بحساب نجوم و جفر آجتک کي بابت جسقدر پيشينگوئياں لکهي گئي تهيں وہ سب هو بهو پوري اتريں مثلاً بعثت آنحضرت صلعم - معرکه کربلا - خاندان تيموريه کا عروج و زوال وغيره وغيره قيمت تين آنے -

المشتهر منيجر رساله نظام المشائخ و درويش پريس ايڈيٹري دهلي

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و مرخص وصی

مسلم اشاعت
۷ - ۱ مکلاوہ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ٢٤ | کلکتہ: چہار شنبہ ۱۲ رجب ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta : Wednesday, June 18, 1918.

لاکھوں بے خانماں مہاجرین

قسطنطنیہ کی گلیوں میں !!!

الہلال کلکتہ - سالانہ قیمت مع محصول صرف آٹھ آنہ !!!

آج دفتر الہلال میں دو تار دفتر تصویر افکار' اور ڈاکٹر مصباح کے پہنچے ہیں کہ " خدا کیلیے یورپین ترکی کے ان لاکھوں بے خانماں مہاجرین کے مصائب کو یاد کرو' جنمیں ہزارہا بیمار عورتیں' اور جاں بلب بچے ہیں - جنکو جنگ کی نا گہانی مصیبتوں کی وجہ سے یکایک اپنا گھر بار چھوڑنا پڑا' اور جنکی حالت جنگ کے زخمیوں سے بھی زیادہ درد انگیز ہے - جو مرگئے' انکو دفن کر دیں' جو زخمی ہیں انکو شفا خانے میں لے آئیں' لیکن جو بد نصیب زندہ' مگر مردے سے بدتر ہیں' انکو کیا کریں ؟ "

دفتر الہلال حیران ہے کہ اس وقت اعانت کا کیا سا مان کرے ؟ مدد کیلیے نئی اپیلیں کرنا شاید لوگوں کو نا گوار گذرے کہ ہلال احمر کا چندہ ہر جگہہ ہو چکا ہے' اور تمسکات کا کام بھی جاری ہے - مجبوراً جو کچھہ خود اسکے اختیار میں ہے' اسی کیلیے کوشش کرتا ہے -

(۱) کم ازکم وہ ایک ماہ کے اندر دو ہزار پاؤنڈ یعنے ۳۰ - ہزار کی رقم مخصوص اعانۂ مہاجرین کیلیے فراہم کرنا چاہتا ہے' کیونکہ ہلال احمر کے مقصد سے جو روپیہ دیا جاتا ہے' اسکو خلاف مقصد دوسری جگہہ لگانا بہتر نہیں - اسکی اطلاع آج ہی ترکی میں بھیجدی گئی ہے -

اس بارے میں جو صاحب دل اعانت فرمائیں گے فاجرہ عند اللہ ؛

اور دوسروں پر بار ڈالنے کی جگہہ' خود ہی اس رقم کو اپنی جانب سے پیش کرنا چاہتا ہے -

(۲) اسکی صورت یہ ہے کہ بلا شک نقد تیس ہزار روپیہ دینا دفتر کے امکان سے باہر ہے' مگر یہ تو ممکن ہے کہ تیس ہزار روپیہ جو آسے مل رہا ہو' وہ خود نہ لے' اور اس اشد ترین ضرورت اسلامی کیلیے وقف کردے ؟

(۳) یقیناً میں ۳۰ - ہزار نہیں دیسکتا' لیکن آپ کیوں نہیں مجھے ۳۰ - ہزار روپیہ دیتے' تا کہ میں دیدوں ؟

(۴) پس آج اعلان کیا جاتا ہے کہ **دفتر الہلال چار ہزار الہلال کے پرچے ایک ایک سال کیلیے اس غرض سے پیش کرتا ہے - آج کی تاریخ سے ۳۰ جون تک جو صاحب آٹھہ روپیہ قیمت سالانہ الہلال کی دفتر میں بھیجدینگے**' انکے روپیہ میں سے صرف آٹھہ آنہ ضروری اخراجات خط و کتابت کیلیے وضع کرکے باقی ساڑھے سات روپیہ اس فنڈ میں داخل کردیا جائیگا' اور ایک سال کیلیے اخبار انکے نام جاری کر دیا جاے گا - گویا ساڑھے سات روپیہ وہ اپنے مظلوم و ستم رسیدہ برادران عثمانیہ کو دینگے' اسکا اجر عظیم اللہ سے حاصل کرینگے' اور صرف آٹھہ آنے میں سال بھر کیلیے الہلال بھی (جو جیسا کچھہ ہے' پبلک کو معلوم ہے) انکے نام جاری ہوجائیگا - اس طرح چار ہزار خریداروں کی قیمت سے ۳۰ - ہزار روپیہ فراہم ہو سکتا ہے اور دفتر الہلال اُسے خرد فائدہ اٹھانے کی جگہ' اس کار خیر کیلیے وقف کر دیتا ہے -

(۵) اس وقت ماہوار تین سو تک نئے خریداروں کا اوسط ہے - لیکن دفتر ۳۰ - جون تک کیلیے اپنی تمام آمدنی اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے - دفتر اس وقت تک کئی ہزار روپیے کے نقصان میں ہے' اور مصارف روز بروز بڑھتے جاتے ہیں' تاہم اس تار کو پڑھکر طبیعت پر جو اثر پڑا' اس نے مجبور کر دیا' اور جو صورت اپنے اختیار میں تھی' اس سے گریز کرنا' اور صرف دوسروں ہی کے آگے ہاتھہ پھیلائے رہنا' بہتر نظر نہ آیا - یورپ میں اخبارات کے دفتر اپنی جیب سے ہزاروں روپیہ کار خیر میں دیتے ہیں - شاید اردو پریس میں یہ پہلی مثال ہے' لیکن اسکی کامیابی اس امر پر موقوف ہے کہ برادران ملت تغافل نہ فرمائیں اور اس فرصت سے فائدہ اٹھا کر فوراً درخواست خریداری بھیجدیں - ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

یورپین ترکی کے بے خانماں مہاجرین
جامع ایا صوفیا کے سامنے

(۶) الہلال - اردو میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے' جو یورپ اور ترکی کے اعلے درجہ کے با تصویر' پر تکلف' خوشنما رسائل کے نمونے پر نکلتا ہے - اسکا مقصد وحید دعوت الی القران' اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے - محققانہ علمی و دینی مضامین کے لحاظ سے اسکے امتیاز و خصوصیت کا ہر موافق و مخالف نے اقرار کیا ہے - اُس نے ہندوستان میں سب سے پہلے ترکی سے جنگ کی خبریں براہ راست منگوائیں' اسکا باب "شئون عثمانیہ" ترکی کے حالات جنگ کے واقعات صحیحہ معلوم کرنے کا مخصوص ذریعہ ہے - "نامہ وران غزوۂ طرابلس و بلقان" اسکی ایک با تصویر سرخی ہے' جسکے نیچے وہ عجیب و غریب موثر اور حیرت انگیز حالات لکھے جاتے ہیں' جو اپنے مخصوص نامہ نگاروں اور خاص ذرائع معلومات سے حاصل کیے جاتے ہیں - مقالات' مذاکرۂ علمیہ' حقائق و وثائق' المراسلۃ و المناظرہ' اسئلۃ و اجوبتہا' اسکے دیگر ابواب و عنوان مضامین ہیں - آٹھہ آنے میں شاید ایک ایسا اخبار برا نہیں -

(۷) درخواست میں اس اعلان کا حوالہ ضرور دیا جاے' اور کارڈ کی پیشانی پر " اعانۂ مہاجرین " کا لفظ ضرور لکھا جاے -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly " " 4 - 12

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

ایڈیٹر مسئول و مرخصوصی

مقام اشاعت

مکلاود اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان تلغراف

« الہلال »

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۴

کلکتہ چہار شنبہ ۱۲ رجب ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta : Wednesday, June 18, 1918.

فہرست

شذرات	
دوسری جلد کی آخری اشاعت	۱
الدماء الالیم	
مسئلہ شام و مصر	۳
طرابلس یا طرمداری	۳
حقیقت حال	
مقالۂ افتتاحیہ	
مسئلۂ سود (۲)	۵
مذاکرۂ علمیہ	
خط و کتب (۱)	۸
مقالات	
نتائج و عبر	۱۱
ناموران غزوۂ بلقان	
شہادت بطل حریۃ (۳)	۱۳
شئون عثمانیہ	
مسلمان جزائر ملیبائن	۱۶
مراسلات	
واقعۂ سید ہاشمی	۱۷
داستان خونین	۱۸
تاریخ حسیات اسلامیۂ مسلمانان ہند کا ایک ورق	
اعانۂ مہاجرین	۱۸
فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ	۲۰

تصاویر

محمود شوکت پاشا مرحوم	۲
سرے پلیدز کا ڈائیننگ ہال	۱۴
رسیہ کا ایک نظارہ	۱۵

شذرات

دوسری جلد کی آخری اشاعت

تذکار شہداء اسلام

(۱) نامورانِ غزوۂ طرابلس کے سلسلے میں شہداء اسلام کے حالات ایک مخصوص طرز میں لکھے جاتے تھے - ایک مدت سے طبیعت افسردہ ہے - عرصہ گذرگیا کہ شہیدان ملت کی یاد میں کوئی صحبت ماتم منعقد نہیں ہوئی - جس قوم کیلیے اب دنیا میں صرف " ماتم و حسرت " ہی کا ایک شغل باقی رہگیا ہو، اُسے اپنے دلوں تک اپنے اس ایک ہی شعل محبوب سے بے خبر نہیں رہنا چاہیے ؛

دلا یہ درد و الم بھی تو مغتنم ہے، کہ آخر
نہ نالۂ سحری ہے نہ آہ نیم شبی ہے

(۲) شہدائے بلقان اور جان نثاران اسلام کے حالات و تصاویر کا ایک بڑا ذخیرہ عرصے سے مہیا ہے، مگر لکھنے کی مہلت نہ تھی - ارادہ تھا کہ الہلال کی ایک " خونین اشاعت " خاص شہدائے اسلام کی یاد گار اور مخصوص تذکار میں شائع کی جائے -

(۳) حسب ارادہ تو قریب مضامین کی مہلت نہیں، تاہم ارادہ ہے کہ آئندہ کی دو اشاعتیں خاص طور پر " تذکار شہداء اسلام " میں شائع کی جائیں - عام ابواب مضامین کے علاوہ اسمیں بعض مخصوص مرثیات اور مقالات ہونگے -

(۴) نیز " حزب اللہ " کے مقاصد کی تشریح و توضیح کے متعلق جن مضامین کا انتظار ہے، وہ بھی مقالۂ افتتاحیہ کی جگہ ان میں شائع کیے جائیں گے - رسالے کے مضمون میں زیادہ تعطل پیدا ہوتی جاتی ہے - اسکو مکمل کرکے شائع کرنا بہتر معلوم ہوتا ہے کہ پھر بعض دیگر ابتدائی معلومات کیلیے بھی اعضاء حزب اللہ کو اسی کا بیجدیدا کافی ہو - و ما توفیقی الا باللہ -

النبـــاء الالیـــم !!

والفـــزع الاکبـــر

ابھي کل کي بات ھے کہ مرحوم (نھازي بک) کي شہادت کے حادثے پر لکھتے ھوئے ھم نے ایک ماتمي تمہید لکھي تھي' اور اپني خاندان بربادیوں کو ایک تہي دست فقیر سے تشبیہ دي تھي' جسکو اپني بچي کھچي پونجی کا ایک ایک پیسہ' اشرفیوں اور زر و جواھر سے بھي زیادہ محبوب ھوتا ھے -

لیکن ابھی وہ قصۂ غم ختم نہوا تھا کہ ھز ایکسلنسي محمود شوکت پاشا کے ناگھاني قتل ھوجانے کي خبر الیم نے ایک تازہ زخم کا سامان دلوں کے لیے کر دیا' حالانکہ اگر دلوں کے زخم ھي مطلوب ھیں تو انکي پیشتر ھي سے کیا کمي تھی ؟

لیکن آہ' اب زخموں کے دن گئے' جسم پر اگر دس بیس زخم ھوں تو انھیں زخم کہنا چاھیے' لیکن ھر جسم از فرق تا بقدم زخموں کے سوا کچھہ نہو' وہ نئے زخموں کے لیے کہاں سے جگہ لائے ؟ اب اسکے لیے زخموں کے استقبال کا انتظار نہیں ھے' بلکہ زخم سے بھي بڑھکر کسي چیز کا' یعنی موت کي تڑپ اور فنا کے نظارے کا !!

ھو چکیں غالب بلائیں سب تمام
ایک مرگ ناگھاني اور ھے !

حیران ھوں کہ اس حادثہ ھائلہ اور اس درجہ اکدر کي تمہید ماتم حیثیت میں کیا لکھوں ؟

نئي مصیبتوں کی سختی پچھلي مصیبتوں کو بھلا دیتی ھے' اور بیماري کے آخري ایک دن کے شدائد' پہلے بھر کي مصیبتوں کو فراموش کرا دیتے ھیں - ھمارے گھر کی آتشزدگی کو صدیاں گزرگئیں' لیکن پچھلے دو سالوں سے تو ھر لمحہ کسي نہ کسی نئی بربادي کے استقبال ھي میں کٹ رھا ھے - مصیبتوں کي جب یہ کثرت ھو تو ماتم گساروں کی زبانیں فغان سنجی سے' اور ھاتھہ سینہ کوبي سے بھی کیوں نہ تھک جائیں ؟ حوادث و مصائب کي کثرت کی حد ھوگئی کہ اب ماتم گساروں کو نئے ماتموں کیلیے اظہار غم و اندوہ کے الفاظ بھی نہیں ملتے - کثرت غم سے انکھوں کے آنسو خشک ھو جاتے ھیں' زبانوں بھي اگر بند ھو جائیں تو عجب نہیں ؟

غم و اندوہ کے فسانوں میں ایسے گھرانوں اور خاندانوں کي مصیبتیں بیاں کی گئی ھیں' جن پر ایک ھی وقت میں ھزاروں غموں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے' مثلاً کوئي جنگ' جس نے ایک ھي معرکے میں انکے تمام افراد کو تہ تیغ کردیا - کوئي بیماري' جس کي ھوا چلي' اور چند گھنٹوں کے اندر سب کے جنازے اٹھہ گئے' کوئی ملکي جرم و عقوبت کا حادثہ' جسکي پاداش میں سب کے سب سولی پر چڑھا دیے گئے - یہ محض افسانے ھي نہیں ھیں' بلکہ اس عالم بیدرد عالم میں نہیں معلوم روز ایسے کتنے حوادث و واقعات ھیں' جو گذرتے ھیں' لاینحل ایک زندگي کے اندر ایک ایک مجسم افسانہ پنہاں ھے -

اور کیجیے تو یہ چند افراد کے مصائب ھیں مگر ھماري قومی و ملي بربادیوں کا بھي یہي عالم ھے - صاف معلوم ھوتا ھے کہ ھمارے کسي فرد ھي پر نہیں' بلکہ فرزندان ملت کے پورے گھرانے پر ایک ھي وقت کے اندر ساري مصیبتیں گھر آئي ھیں - ماتم و حسرت کا ایک جنازہ طیار کرتے ھیں' زبانیں فغاں سنجی میں' اور ھاتھہ سینہ کوبی میں مصروف ھوتے ھیں' لیکن ابھي اس پر جی بھرکے روے بھي نہ پاے تھے کہ ایک دوسرے جنازہ کی طیاریاں شروع ھوجاتي ھیں ! پھر کس کس کا ماتم کیجیے' اور کس کس پر روئیے ؟

کلیم از دست بیداد کے نالیم ؟
بہ کشت ما گدا و لشکر آمتاد ؟

بربادیوں کي یہ انتہا ھے کہ ھماري بچی کھچي دولت غیروں کے ھاتھوں جنگ کے میدان میں یا لٹی' تو شہر کی گلیوں میں خود اپنے ھي ھاتھوں تاخت و تاراج کی جا رھی ھے !

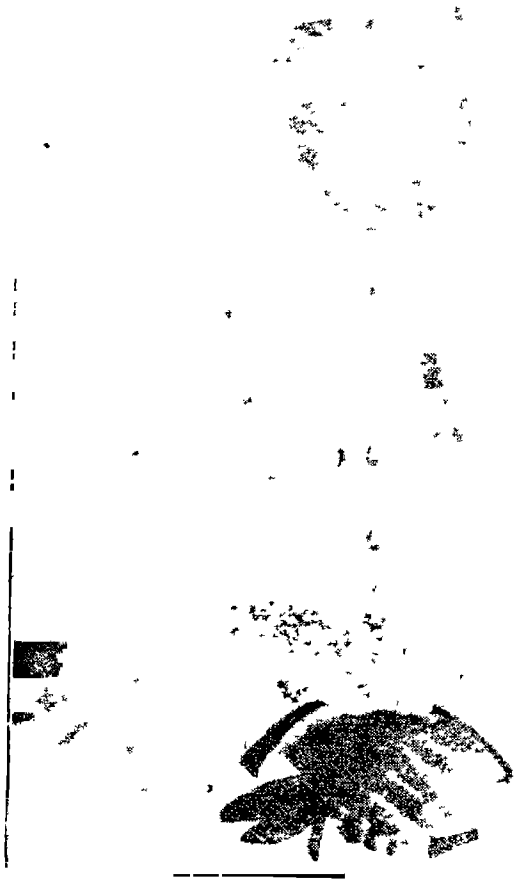

مرحـــوم محمـــود شـــوکت پاشـــا

اب مرگ بیمار اپنا ایک ایک دن گنا کرتا ھے' اور جب سختیوں اور رنج چینیوں کا ایک آفتاب غروب ھوتا ھے تو کہتا ھے کہ ایک دن اور گذر گیا - یہی حال ھماری ملت بیمار' اور امت مریضہ کا ھے - یہ لوگ جو آج جنگ کے میدانوں یا امن کي سازشوں میں گرفتار ھے ھیں' دراصل ھمارے بقیہ ایام محدودہ تھے' جو ایک ایک کر کے یکے بعد دیگرے ھم سے رخصت ھو گئے - مرحوم شوکت پاشا بھي ھماری بقیہ زندگی کا ایک آخري شاندار دن تھا' اور افسوس کہ آج وہ بھي غروب ھوگیا - انا للہ وانا الیہ راجعون -

تفصیـل حادثـہ

حادثے کے متعلق خبریں بالکل مبہم ھیں' اور خاص تفصیل بھي ھمارے پاس نہیں پہنچي - تمام تاروں کا خلاصہ یہ ھے کہ گذشتہ جمعہ کو مرحوم ایک موٹر کار میں سوار جا رھے تھے - انکے ساتھہ ایڈیکانگ موجود تھے - یکایک ایک مقام پر دو آدمیوں نے ریوالور سے حملہ کیا اور گولی نشانے پر لگی - وہ خود اور ایک ساتھی' دونوں شہید ھوگئے -

پولیس نے اس موقعہ پر حیرت انگیز مستعدي اور انتظامی قابلیت دکھلائی - کسي طرح کي بد امني نہ ھونے دي - فوراً قاتلوں کي تفتیش شروع ھوگئي - اب تک کئي گرفتاریاں عمل میں آچکی ھیں - ایک شخص توپال قدري نامی زیادہ مشتبہ ھے' جو حالتا کے ایک انگریز کے مکان میں پوشیدہ تھا - تاھم قطعی سراغ لگا لینے کا کوئي اعلان نہیں ھوا ھے -

سلطان المعظم نے فوراً عہدہ صدارت عظمی پر پرنس حلیم پاشا کو مقرر کر دیا ' اور نہایت اعزاز اور احتشام سے رسوم تدفین عمل میں آئے -

جو حالات قسطنطنیہ کے پیش نظر ہیں ' انکے لحاظ سے اس واقعہ کی علت تاریکی میں نہیں رہسکتی - یہ قطعی ہے کہ یہ حادثہ انجمن اتحاد و ترقی کے مخالفین کی سازش سے وقوع میں آیا ' جو آخری انقلاب کے بعد سے مصروف کار تھے - لیکن خواہ کچھ ہو ' ترکی کے برباد شدہ خزانے کا ایک سب سے زیادہ قیمتی ہیرا تھا ' اور وہ بھی اسکے ہاتھ سے نکل گیا !!

آیندہ اشاعت میں مرحوم کے حالات شائع کرینگے ' اور اب ماتم گساران ملت کیلیے اسکے سوا کیا کام باقی رہگیا ہے کہ بربادیوں پر ماتم ' اور تباہیوں پر مرثیہ خوانی کرتے رہیں !

مسئلہ شام و مصر

ایشیا میں ترکی سلطنت کے خوشگوار مستقبل کی نسبت چند ہی روز ہوے ' دول یورپ نے کیا کچھ امیدیں دلائی تھیں ؟ لیکن یہ امیدیں جس انداز سے پوری ہو رہی ہیں ' اُس کی تشریح معاہدۂ کویت و نجدن کی زبان حال نے اپنے خاموش لہجے میں اچھی طرح کر دی ہے :

فرانس نے قبضۂ شام کے لیے مناسب موقع و محل پیدا کرنے کے لیے چند مخصوص رعایتوں کی خواستگاری کی ہے ' اُس کے واقعات بھی آشکارا ہو چکے ہیں - ایکو دی پیرس نے اب یہ نئی خبر سنائی ہے کہ انشاے کوچک میں بھی فرانسیسی مصالح و فوائد کی نگرانی و حفاظت لازمی ہے - سوال یہ ہے کہ کہاں لازم نہیں ؟ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے ' صرف یورپ ہی کیلیے ہے ' اور جو نہیں ہوتا ' اسکے مطالبے کا بھی صرف یورپ ہی کو حق حاصل ہے - آدمی جب مرجاتا ہے تو زمین کے اوپر رہنے کا اُسے کوئی حق نہیں رہتا ' کیونکہ اب اسکے لیے صرف یہی باقی رہگیا ہے کہ چند بالشت زمین ' زمین کے نیچے لیکر قانع ہو جاے ' مگر زندہ انسانوں کیلیے زمین کی پوری وسعت وقف ملکیت ہے -

یہی حال قومی حیات و ممات کا بھی ہے - جو قومیں زندہ ہیں ' انکو پورا حق حاصل ہے کہ مردوں سے زمین خالی کرائیں - اسمیں شام اور ایشیاء کوچک ہی کے چند بچے بچاے گوشوں کی کیا خصوصیت ہے ؟

وزیر خارجیہ نے اس موضوع کو بہت بڑی اہمیت دی ہے ' اور وزیر بحریہ بھی اس کی تائید میں ہے - امید کی جاتی ہے کہ جنگی بیڑہ کا ایک حصہ سواحل مشرق ادنی کی نگرانی کے لیے مخصوص کردیا جائیگا ' تاکہ یہاں بھی فرانس کا سیاسی رسوخ محکم ہو جائے -

دوسری جانب مدبرین برطانیہ مصر میں انگریزی افواج کی تعداد بڑھانے پر زور دے رہے ہیں ' اور عذر یہ قرار دیا ہے کہ اگر کسی دشمن نے مصر پر حملہ کر دیا ' تو کیوں کر مقابلہ ہو سکیگا ؟

فتنۂ اعرابی پاشا کے بعد انگریزی تجارت کی حفاظت کے نام سے مصر و اسکندریہ میں ڈھائی ہزار انگریزی فوج کا قیام ضروری سمجھا گیا تھا ' اور سلطان روم و خدیو مصر سے اسکی اجازت بھی لے لی گئی تھی - مرحوم مصطفے کامل پاشا کی تحریک و جذبات وطنیت میں جب توسیع ہوی ' اور انگریزی قبضۂ مصر کے خلاف آواز بلند کی گئی ' تو یہ تعداد پانچ ہزار ' اور پھر چھ ہزار کر دی گئی -

اب اُس سے بھی زیادہ بڑھانے کا سوال در پیش ہے ' اور مسئلہ کی جگہ اسکندریہ کو فوجی مرکز بنانے کا مسئلہ پیش نظر ہے

بیشک یہ عذر معقول اور تعلیل درست ہے - مصر کے حملہ آوروں کی مدافعت ' ضرور ہے کہ انسانیۃ پرست برطانیہ ہی انجام دے - اللہ وادی نیل کے بدبختوں کو یہ سوچنے کی مہلت ضرور ملنی چاہیے کہ خود برطانیہ کے حملۂ حال و مستقبل سے مصر کی مدافعت کون کریگا ؟

بے طرفی یا طرفداری

عزیزۂ طرابلس کے سر آغاز ہی میں برطانیۂ عظمی کی جانب سے بے طرفی (حیادۃ یا نیوٹریلٹی) کا اعلان ہوا تھا ' اور اس اعلان کی تجدید محاربات بلقان میں کی گئی تھی ' مگر عملی حالت یہ تھی کہ اطالیوں کو تاربرداری کے لیے اونٹوں اور خچروں کی ضرورت پڑی تو جزیرۂ عدن سے یہ ضرورت پوری ہو گئی ' لیکن ترکوں کی امداد کے لیے جب مرحوم نیازی طرابلس الغرب کے قصد سے بھیس بدلے ہوے مصر پہنچا ' تو ادعائی بے طرفی نے اُن کو حراست میں لیکر قسطنطنیہ واپس کر دیا - ترکی جنگی جہاز (حمیدیہ) نے چند مرتبہ بندرگاہ سعید و اسکندریہ کے چکر لگائے تھے ' جہاں اُس کے لیے کوئلے کا ذخیرہ بہم پہنچایا گیا تھا ' "بے طرفی" نے اس کی مخالفت کی اور وہ سلسلہ بند ہو گیا ' مگر یونانی بیڑے نے ۱۸ - اپریل ۱۹۱۳ - کو جب سروس کا چکر لگایا ہے تو پورٹ سعید میں اُس کے لیے کوئلے کی فراہمی میں پولیس کی اعانت و امداد ' طرفداری نہیں سمجھی گئی !!

انگلستان و ہندوستان میں جنگ بلقان کی عکسی تصویریں یورپین اخبارات و رسائل کے ذریعہ سے عام ہو چکی ہیں ' مگر جب دہلی کی ایک مسلمان ایجنسی قاہرہ سے یہی تصویریں منگاتی ہے تو اسسٹنٹ کلکٹر کسٹم ہاؤس بمبئی پارسل کو روک لیتا کہ ہندوستان میں تصویروں کا داخلہ قانونی اجازت کے خلاف ہے ! قانون سے عالباً قانون نے طرفی مراد ہوگا اور جس طرز پر یہ پارسل روکا گیا ہے ' اُس سے واقعات سابقہ کی تجدید منظور ہوگی - اس طرز عمل میں جو غرابت ہے ' عام راے نے شبہہ اس کو متعجبانہ چشم و ابرو سے دیکھہ رہی ہے ' لیکن غور سے دیکھیے تو اس میں حیرت و غرابت کی کیا بات ہے ؟ جس ملک کی رعایا کو حکمرانی میں شرکت کا حق ہی حاصل نہو ' وہاں ایسے شتر گربہ اگر ظہور میں نہ آئیں تو یہ بات البتہ تعجب کی ہوگی -

حملۂ جنگ

سنہ ۱۹۰۸ع سے پہلے البانیہ کی بہادر قوم کو ترکی سلطنت میں مخصوص امتیازات حاصل تھے - مجلس شوری نے حقوق کے لحاظ سے جب اقوام و افراد کے امتیازی مدارج اُٹھا دیے تو گورنمنٹ کے جانب سے البانیوں کی ناز برداری میں قدرۃً کمی ہونی تھی ' اور طبعاً یہ "حور بعد الکور" گراں گزرنا تھا یورپ نے آزادی کی امید دلائی ' اسماعیل کمال بک کو ' جو سلطان عبد الحمید خاں کا مقرب السلطنۃ اور انقلاب ثانی کے دنوں میں چند روز کے لیے وزیر اعظم و میر مجلس مبعوثان (پریسیڈنٹ ترکی پارلیمنٹ) بھی ہو چکا تھا ' سلطنت البانیہ کی توقع ہوئی - وزیر اعظم فرید پاشا " جنھیں خاندان سلطانی میں دامادی کا شرف حاصل تھا ' اس آگ پر تیل ٹپکاتے رہے - البانیوں نے اول مطالبۂ اصلاح کی صدا بلند کی ' اور پھر بغاوت کر دی - باب عالی نے اس کو بزور شمشیر فرو کرنا چاہا ' ہنوز

یہ قضیہ ختم نہوا تھا کہ طرابلس میں جنگ چھڑگئی - ترک اُدھر متوجہ تھے ' اِدھر میدان خالی تھا ' البانیہ میں جمہوریت کا اعلان ہوا - اسماعیل کمال بک رئیس الجمہور قرار پائے - جنگ بلقان کے سر آغاز ہی میں وعدے ہوے تھے کہ البانیہ کی آزاد جمہوریت کو تمام یورپ مُصدق مان لیگا - البانیوں نے بلقانیوں کا ساتھہ دیا ' رکیں سے ہر معرکہ میں جنگ ہوتی رہی ' اور آخر اسعد پاشا نے اشقودرہ (سقوطری) کو اسی امید پر جبل اسود کے لیے خالی کردیا -

تخلیہ کے دوسرے ہی دن اُسے یورپ کے وعدے مشتبہ محسوس ہونے لگے ' اور نظر آگیا کہ وہی سلطنتیں جو کامل و مکمل طور پر استقلال البانیہ کے وعدے کرچکی تھیں ' اب بھری پارلیمنٹ میں سرایڈورڈ گرے اُن کے خیالات کی یوں ترجمانی کررہے ہیں ' کہ البانیہ کی حکومت ترکی سلطنت سے تو آزاد ہوگی مگر یورپ کی نگرانی سے آزاد نہوگی ! !

لیکن اسعد پاشا خود البانیہ کا بادشاہ بن بیٹھا ' اور ایوان شاہی پر ترکی جھنڈا نصب کرکے عثمانی سیادت کا اعلان کردیا - اٹلی و آسٹریا نے حمایت کی - انگلستان اس پر راضامند نہ تھا ' اُس نے اپنے دست پروردہ مصری شاہ زادہ (احمد فواد پاشا) کو نامزد کرنا چاہا - یہ امید ایسی تھی کہ مصر میں شاہ زادے کو جس قدر اعزازی عہدے حاصل تھے ' سب سے دست بردار ہوجانا پڑا - مگر جب سلطنت کی آرزو بر آنے کا وقت آیا تو قدیم آسمانی تعلیم کی حقیقت سمجھہ میں آگئی ' کہ آدم (عم) جرأت کرکے شجر ممنوعہ کی جانب بڑھے تو تھے ' لیکن ہاتھہ کچھہ نہ آیا - اُلٹے اپنی برہنگی کی ندامت اُٹھانی پڑی !

اشقودرہ اس وقت یورپ کی حفاظت میں ہے ' مگر اس حفاظت سے غالباً مسلمانان اشقودرہ کی عزت اور بھی غیر محفوظ ہوگئی تھی - شاید وہ آمادہ ہوچلے تھے کہ قانون کو اپنے ہاتھہ میں لے لیں - انگلستان کو یہ ولولہ دبانا تھا ' جس کے لیے فوجی طاقت سے زیادہ اور کیا چیز موزوں ہوسکتی تھی ؟ ۷- جون کی شب میں ویسٹ یارک شائر کے ایک دستۂ فوج کو روانگی کا حکم ملا - ویلز نے یہ خبر مشہور ہی کی تھی کہ مظلومان اشقودرہ کی سرگرمیاں ٹھنڈی پڑگئیں - البانیہ میں جہاں جہاں اسلامی آبادی کم ہے وہاں آج کل مسلمانوں کی حالت بالکل ہی غیر محفوظ ہورہی ہے ' لیکن پارلیمنٹ انگلستان میں جب اس کے متعلق سوال کیا جاتا ہے تو اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر بھی گورنمنٹ کی جانب سے یہی جواب ملتا ہے کہ " اس باب میں کسی موثر کاروائی کا اعلان ممکن نہیں "

ہڈیوں پر میری لڑتے ہیں سگان کوی دوست

بلغاریہ و سرویہ میں مفتوحہ ترکی علاقوں کے قبض و دخل کے متعلق اس قدر کشاکش بڑھی کہ روس و جرمنی اور فرانس کو بڑی سختی سے تہدید کرنی پڑی - دونوں سلطنتوں نے روس کی ثالثی تسلیم کرلی ہے - بلغاریہ کی مجلس وزرا اس مداخلت کو بے اصول سمجھہ کر مستعفی ہوگئی ہے - ڈاکٹر ڈینیف نئے وزیر اعظم مقرر ہوے ہیں ' اور وہ جدید وزارت بھی مرتب کرچکے ہیں - اس جنگ سے تباہی کا جو خطرہ تھا وہ تو رک گیا ہے ' مگر سرویس کی بلغاری فوج ہیضے سے تباہ ہوتی جاتی ہے "

انگلستان کی راے میں " اب اس حالت میں ازسرنو جنگ کا چھڑجانا انسانیت کے بالکل ہی خلاف ہے " یعنی اس سے قبل کی خونریزی اور مسلمانوں کا قتل عام تو شاید خلاف انسانیت نہوا مگر اب دو فرنگی حکومتوں کی معرکہ آرائی سے مسیحیوں کی جان و مال خطرہ میں پڑ جائیگی ' لہذا یہ جنگ ضرور خلاف انسانیت ہوگی - با این ہمہ رومانیہ کو یہ فلسفہ تسلیم نہیں ہے - اُس نے اعلان کردیا ہے کہ مشرقی یورپ کے سیاسی میزان اقتدار میں خلل پڑے کو وہ کبھی گوارا نہیں کرسکتی - ضرورت پڑی تو نہایت کوشش رجاں مشاقی کے ساتھہ اُس کو تلوار کے زور سے اس معاملہ میں دخل دینا پڑیگا - وہ اپنی موجیں فراہم کرنے کی ضرورت بھی ظاہر کرچکی ہے

عثمانیوں اور بلقانیوں میں صلح کرانے کے لیے لندن میں جو کانفرنس اجلاس کررہی تھی ' اُس کی نشستیں پوری ہوچکی ہیں - اصولاً تو معاہدۂ صلح پر پہلے ہی دستخط ہوجکے ہیں ' تعریع مراتب باقی ہے ' جسکی نسبت وکلاے مصالحت کی خواہش ہے کہ ہر ایک حکومت کے مابین جدا جدا عہد نامے ہوجائے تو زیادہ آسانی کے ساتھہ قطعی نتائج نکل سکتے تھے -

مرحوم شوکت پاشا

کامل پاشا کی جماعت نے - جو مصر کو قطعی طور پر ' مسٹر ایلفرڈ ملنت ایڈیٹر اخبار ایجپٹ لندن کے بیان کے مطابق انگلستان کے ہاتھوں فروخت کردیے ' شام میں فرانس کا قابضانہ رسوخ تسلیم کرنے ' اور عرب میں انگریزی سلطنت کے زیر اثر ایک جداگانہ حکومت قائم کرنے کا فیصلہ کرچکی تھی - اپنے اغراض کو پورا ہوتے نہ دیکھکر غالباً (قدری تو پال) کے ہاتھوں عاری محمود شوکت پاشا کو شہید کرادیا - قاتل کے تعلقات ایک فرنگی سلطنت کے سفارتخانے سے بھی بیان کیے جاتے ہیں ' تاہم اسکی تحصیل شاید بعد کو آئے کہ اس حادثے میں یورپ کے دست سیاست نے کیا کام کیا ہے ؟ خونریز جماعت کو اُمید تھی کہ اس انقلاب کے بعد حکومت اُن کے ہاتھہ آجائیگی ' مگر یہ اور زور پوری نہوئی - موجی نظم و نسق کے روسے شہزادہ سعید حلیم پاشا وزیر اعظم مقرر ہوے ' جنھیں اس سے قبل تک بصرف وزارت خارجہ کی ریاست حاصل تھی - خاندان حدیویہ مصر کے وہ ایک مشہور ممبر اور اتحاد و ترقی کے سرگرم کارکن ہیں -

شام و عراق میں کامل پاشا کو شورش پھیلانے میں حاطر خواہ کامیابی ہوچکی ہے - شام کی حالت سنبھالنے کے لیے سابق وزیر اعظم (حسین حلمی پاشا) انسپکٹر جنرل مقرر کرکے بھیجے گئے ہیں - عراق کا بندوبست بھی عن قریب ہوا چاہتا ہے ' لیکن یہ پیشینگوئی کون کرسکتا ہے کہ سلطنت کا اب کیا حال ہوگا ؟

زر اعانۂ " اردوے معلے "

الہلال میں اگرچہ کوئی باقاعدہ تحریک اس بارے میں نہیں کی گئی تھی ' کیونکہ سید صاحب کا ارادہ معلوم نہ تھا ' مگر بعض ارباب درد نے بطور خود چند رقوم بھیجدیں - اب چاہتا ہوں کہ اسکی فہرست کھول دی جاے - الہلال میں جو کچھہ لکھا جاچکا ہے ' ارباب درد و عبرت کیلیے کافی ہے ' اور اللہ کے ہاتھہ میں ہے کہ وہ دلوں کو اس کیلیے کھول دے -

ایڈیٹر الہلال ۵۰ - روپیہ - ایک صاحب درد ۱۰ - روپیہ - ایک با غیرت و حمیت خاتون ۵ - روپیہ - جناب سید مرتضی صاحب (پٹنہ) ۵ - روپیہ - جناب سید فضل الرحمن صاحب ۳ - روپیہ -

الهلال

۱۲ - رجب ۱۳۳۱ هجری

مسئلۂ سود

به تذکرۂ تحریک اخیر خواجه علم الثقلین صاحب

(۲)

الشیطان یعدکم الفقر ویامرکم بالعشاء ، واللہ یعدکم مغفرۃ منہ و فضلاً و اللہ واسع علیم - یوتی الحکمۃ من یشاء و من یوت الحکمۃ ، فقد اوتی خیرا کثیرا ، وما یذکر الا اولو الالباب (۲ : ۲۷۲)

شیطان تم کو تنگ دستی سے ڈراتا ہے ، اور برائیوں پر آمادہ کرتا ہے - لیکن خدا اپنی طرف سے مغفرت و برکت کا وعدہ کرتا ہے - اسکا خزانۂ فضل وسیع ، اور وہ سب کے حال سے واقف ہے - وہ جس کو چاہتا ہے ، دانائی اور حکمت عطا فرما دیتا ہے ، اور جس کو حکمت ملے تو بیشک اُس نے بڑی دولت پالی ، اور نصیحت بھی وہی مانتے ہیں ، جو ارباب عقل و بصیرت ہیں -

بقیہ مبحث اشاعت گذشتہ

اصل یہ ہے کہ اس تشبیہ میں علۃ تشبیہ وہ اضطراری حالت ہے ، جو نفسی محبوط الحواس یا مصروع کی اپنے دماغ اور دماغی قوی کے مقابلے میں ہوتی ہے - یہی مجبوری ، بے اختیاری ، اور اضطرار ، ایک سود خوار کو اپنے عوامل ادبیہ اور جذبات و عواطف کے مقابلے میں پیش آتا ہے - وہ بغیر حق و محنت اور صرف وقت کے روپیہ حاصل کرنے کا عادی ہوکر ، اسکو ایک حق قدرتی و قانونی سمجھنے لگتا ہے - دولت کی افزایش کا یہ غیر معمولی وسیلہ اسکی طمع و ہوس کو عام انسانی مطامع کے درجے سے اضعاف کردیتا ہے - وہ چونکہ شب و روز ایک ظالمانہ حصول نفع اور بے رحمانہ جلب زر کی زندگی میں رہتا ہے ، اسلیے رفتہ رفتہ اسکی طبیعت کے تمام امیال و جذبات پر یہی جذبہ حاوی ہوجاتا ہے ، اور اسکا دماغ روپیہ کی تعداد کی کمی و زیادتی کے مسئلے کے سوا کسی اور چیز کو سمجھنے یا محسوس کرنے سے عاجز ہوجاتا ہے - اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ با وجود انسان ہونے کے ، اپنے قوائے سعیہ کی مقاومت کرکے انسان نہیں رہسکتا ، اور ایک پاگل اور مصروع شخص کی طرح سرتا سر وجود مضطر ، و از فرق تا بقدم پیکر اضطرار و مجبوری ہوجاتا ہے !

* * *

یہی سبب ہے کہ قرآن کریم نے سود خواری پر اصرار کرنے والے کیلیے سب سے بڑی وعید نازل کی ، اور اسکو " حرب من اللہ و رسولہ " سے تعبیر کیا -

یہاں تک بحث عام انسانی اخلاق و خصائل کے نتائج کے لحاظ سے تھی ، لیکن اسکے بعد اقتصاد و تمدن کے لحاظ سے "حرب من اللہ و رسولہ " کہنے کے اسباب و علل پر نظر ڈالنا باقی ہے ، اور اسکے ذیل میں نہایت اہم مباحث اُن اصول مدنیۂ صحیحہ اعلامیہ کے متعلق ہیں ، جنکی بنا پر وہ دولت کی مرکزیۃ ، و عدم تقسیم ، و تحصل اشخاص ، و تمول افراد ، و ضعف کسب و عمل ، کا سخت مخالف ، اور ہر اُس ذریعۂ معاش و طریق زندگی کا دشمن ہے ، جس سے اسطرح کی حالتیں پیدا ہوجائیں -

مگر بحث کے اس ٹکڑے کو اب نہیں چھیڑتا ، کیونکہ مضمون بہت بڑھگیا ہے - انشاء اللہ مجلۂ شہریہ (ماہوار رسالے) میں اسکو کسی وقت لکھونگا -

عود الی المقصود

لیکن سود کے شجرۂ خبیثہ کا مدترین پھل ، اور اصول سود خواری کی مہیب ترین صورت ، وہ جرثومۂ (۱) حیات مدنیۂ ، و اعد عدوے انسانیۃ ، اور وہ مہلک عمران بلاد ، عفریت خون آشام ہے ، جسکو (سود در سود) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ، اور جسکی تیغ ہلاکت نے نہیں معلوم اس وقت تک دنیا کی کتنی آبادیوں کو ویران ، کتنے محل و ایوان کو کھنڈر ، کتنے بیوت اشراف و اعیان کو فنا ، کتنے پر رونق بازاروں کو سنسان ، اور کتنی عمرتوں اور شرافتوں کو دلتوں اور رسوائیوں ، بربادیوں اور تباہیوں ، نکبت و مسکنت ، ہلاکت و ادبار ، سے بدل دیا ہے !!

اگر عجائب و غرائب عالم کو کوئی یکجا کرنا چاہے ، تو اسکے لیے سب سے بڑی عجیب و غریب شے اس مسئلے کی بوالعجبی بھی ہوگی - یہ کیسی عجیب بات ہے کہ قانون چور کو مجرم قرار دیتا ہے ، قاتل کو پھانسی پر چڑھاتا ہے ، ڈاکوؤں کے سراغ میں جنگلوں اور غاروں میں بھٹکتا ہے ، اور جرم کی تلاش میں شب و روز حیران و سرگرداں رہتا ہے ، مگر ہزار چوروں اور ڈاکوؤں سے بڑھکر تنہا مجرم تو خود اسکی آستین میں پل رہا ہے - جسکو اُس نے ایک خونخوار بھیڑیے کی طرح مظلوم انسانوں کے گلے پر چھوڑ دیا ہے ، جسکے جرائم کو وہ رونق دیتا ، اور جسکی درندگی کو وہ دردہ پلاتا ہے - اسکی طرف سے وہ بالکل غافل ہے ، اور غافل ہی نہیں ، بلکہ صریح طور پر اسکی حمایت کررہا ہے !

آج ملک کے افلاس و فلاکت پر گورنمنٹ کے سرکاری اور تعلیم یافتہ ملکی حلقوں میں بحثیں کی جاتی ہیں ، اور اُن لوگوں کی تعداد کثیر پر لوگوں کو اکثر رحم آجاتا ہے ، جو اسقدر غریب ہیں ، کہ دو وقت کی عدا بھی انہیں میسر نہیں آتی - یقیناً ایسے لوگ مستحق رحم ہیں ، اور انکی تعداد بھی بیشک بورژوازی کے گذشتہ قابل قدر شمار و اعداد میں ایک کثیر سے متجاوز بتلائی گئی ہے ، لیکن ہندوستان کی آبادی صرف ایک کثیر ہی نہیں ہے ، بلکہ اس تعداد سے تیس چالیس گنا زیادہ ہے - جن لوگوں کو دو وقت کی روٹی میسر نہیں آتی ، وہ ملک کی خوشحالی کا زار نہیں ہیں - اصلی جماعت وہ ہے جسکو دو وقت کی روٹی سے زیادہ ملنا چاہیے ، مگر افسوس کہ اتنا ہی بمشکل ملتا ہے - یہ ایک کثیر کی تعداد ملک کے پاؤں کی ایک انگلی ہے ، جو کٹ بھی جاے تو غم نہیں ، لیکن اسکے جسم کی ترکیب کی جدی وہ کثیرہا کثیر انسان ہیں ، جو شہر سے باہر ، عام زراعت پیشہ آبادی کی صورت میں اور شہر کے اندر متوسط الحال اور اوسط سے کسی قدر ادنے طبقات کی صورت میں موجود ہیں ، اور جنکی خوشحالی سے ملک کی خوشحالی ، اور جنکی تباہی سے اس پورے براعظم کی تباہی ہے -

وہ جراثیم مہلکہ جو ملک کے اس اکثر حصۂ آبادی کو گھن کی طرح کھوکھلا کررہے ہیں ، ایک نہیں بلکہ متعدد ہیں ، اور جس فضا سے آتے ہیں ، وہ بھی ایک نہیں بلکہ مختلف ہیں - ان کے

---

(۱) جرثومہ ، جراثیم کا مفرد ہے ، جو اجسام خورد بینی کیڑوں (جراثیم کو بھی) کیلیے کہا جاتا ہے - یعنی وہ مہلک کیڑے ، جنکے اثر و تعدد سے مختلف بیماریاں پیدا ہوتی ہیں - [مدیر]

اولین اور قوی اسباب کی تلاش میں حکومت اور طرز حکومت کا سوال پیدا ہوتا ہے ' اور اسکے بعد خود ملکی اور داخلی مفاسد کا - انمیں سے ایک سبب اعظم اور ایک جرثومۂ قاتل' سود کا بھی مسئلہ ہے ' اور اسکے لیے کسی عذر و دلیل کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ' کہ براہ راست اسکی جواب دہی اور تمام تر ذمہ داری قانون کے سر کیوں نہو؟

گورنمنٹ اگر اس سے غفلت کررہی ہے اور اپنی غفلت پر قانع ہے ' تو اسکا کوئی شکوہ نہیں - ایک امی پر کیا موقوف ہے - آج ملک کا تو یہ حال ہے کہ :

ماجرا هاست بان چشم فسوں ساز مرا

لیکن پھر ستم یہ ہے کہ با ایں همہ حالات بیدہ و قاطعہ ' وہ ملک کی خوشحالی کی مدعی ' اور اسکے اسباب افلاس کی سراغ رسانی کی بڑی خواهشمند بھی ہے '

از حسن این چه سوال ست که معشوق ترکیست ؟
این سخن را چه جوابست ' تو هم میدانی !

خواجہ صاحب نے اپنی تقریر میں شرح و بسط کے ساتھ سود در سود کے حالات و نتائج پر نظر ڈالی ہے' اور آخر میں گورنمنٹ سے خواهش کرتے ہیں کہ قانون خواب غفلت سے کروٹ لے ' اور اپنی هرشیواری کے اصلی موقعہ پر آنکھیں بند نہ کرلے - اس حالت کا علاج صرف یہی ایک ہے کہ قانوناً سود در سود کے سلسلۂ لا متناهی اور اضعافاً مضاعفہ کی غیر محدود افزایش کو محدود کر دیا جاے' اور بالعموم سود کی ایک ایسی شرح خاص مقرر کردی جاے ' جس سے زیادہ کے لین دین کرنے کا کسی کو اختیار نہو' اور عدالت ڈگری دینے سے انکار کردے -

خواجہ صاحب کی اس خواهش میں یقیناً تمام ملک بالاتفاق انکا ساتھ دیگا -

انہوں نے هندوستان میں سود کے ابتدائی قانون کا ذکر کرکے انگلستان کے قوانین کا ذکر کیا ہے ' اور پھر اُن حالات پر نظر ڈالی ہے' جنکی وجہ سے شرح سود کا غیر محدود ہونا ملک کو ایک دائمی طاعون سے زیادہ نقصان پہنچا رہا ہے - قانون میں آج اسکے لیے کوئی روک نہیں کہ ایک روپیہ سود در سود کے اصول پر' ایک عرصے کے بعد سو یا هزار روپیہ کیوں نہ هو جاے ؟ اور اگر روزانہ نظائر و واقعات پر نظر ڈالی جاے تو قتیلان خنجر " اضعافاً مضاعفہ " کا هر شخص اپنے سامنے ایک وسیع قبرستان آباد پاے گا - خواجہ صاحب نے چند مقدمات کے طرف اشارہ کیا ہے' جنمیں چند روپیوں کے قرض کیلیے دس هزار روپیہ کے سود در سود کی ڈگری دی گئی ہے ' اور اگر تھوڑا سا وقت خاص اس مسئلے کے نظائر الیمہ جمع کرنے پر صرف کیا جاے ' تو صدها مثالیں بحوالۂ فیصلہ هاے عدالت ' گذشتہ چند سالوں کے اندر کی بیان کی جا سکتی ہیں -

" شائیلاک " کا ایک نیا گھرانا

عام مہاجنوں اور یہود خصلت بنیوں کی هندوستان میں کیا کمی تھی کہ ایک نئی مصیبت سیاح کابلیوں اور ولایتی پٹھانوں کی پیدا ہوگئی ہے - یہ کابلیوں کا ایک بہت بڑا گروہ ہے' جو هندوستان میں سود کی باقاعدہ تجارت کرنے کیلیے آتا ہے ' اور بڑے بڑے شہروں کے علاوہ تمام دیہات و قصبات میں پھیل جاتا ہے - روپیے کی ایک تھیلی انکے کمر میں هوتی ہے ' اور ایک خطرناک اور مقروض افگن لاٹھی هاتھ میں - کم تنخواہ کے ملازمت پیشہ اشخاص ' بے سرمایہ دکاندار' غریب اهل حرفہ وصناع' علم مزدور اور بیوہ عورتیں ' اور وہ تمام جمعیۃ انسانیہ کا مظلوم ترین طبقہ ' جس کو اس سماء دنیا کے نیچے عیش و مراد حیات میں سے کچھہ نصیب نہیں ' ان ظالم صیادوں کے فتراک سود کا نخچیر ہے' اور اسکے مناظر ایسے دردناک ' اضطراب انگیز' اور چشم انسانیت کیلیے گریہ آور ہیں' کہ انکو دیکھکر ممکن نہیں ' کوئی انسان قانون کی مجرمانہ اور معصیت پرورانہ غفلت و اغماض پر اپنے حق بجانب غیظ و غضب کو روک سکے -

ان لوگوں کی کوئی خاص شرح مقرر نہیں ' بلکہ مقروض کی احتیاج پر موقوف ہے' اور جیسی سخت مجبور کن اسکی ضرورت هوتی ہے' اتنی هی رقم بھی سود کی مقرر کر دی جاتی ہے - راکفیلر وغیرہ امریکن کروڑپتیوں کی نسبت کہا جاتا ہے کہ انکی آمدنی اسقدر وسیع ہے کہ گھنٹوں کے حساب سے اسکی تقسیم هو سکتی ہے - یہی حال ان کابلی مہاجنوں کی شرح سود کا بھی ہے - اسکا حساب بھی مہینے کی قید سے نہیں بلکہ ایک ایک روز کے حساب سے کیا جاتا ہے - اکثر حالتوں میں ایک روپیہ کا سود ایک دن کیلیے دو آنہ' اور بعض حالتوں میں ایک آنہ هوتا ہے !!

غریب آبادی اپنی ضرورتوں سے مجبور هوکر انکے دام میں پھنستی ہے - سینٹ (پال) نے کفارۂ مسیح کی تعلیم اباحت دیتے هوے کہا تھا : " شریعت گناهگار کو سزا دیسکتی ہے' پر بچا نہیں سکتی " یہ ایک سخت مریب تھا' لیکن میں صحیح طور پر کہتا هوں کہ قانون صرف ڈگری دیسکتا ہے' پر مظلوم کو بچا نہیں سکتا -

ان کابلیوں کا کاروبار ایک طلسم عذاب ہے' جسمیں ایک مرتبہ اگر کوئی شخص پھنس گیا تو پھر " سود در سود " کے پھیر سے نکلنا محال ہے - ساری عمر سود کے دیتے هی میں گذر جاتی ہے' اور پھر بھی وہ پورا نہیں هوتا ' اصل رقم کا کیا سوال ہے ؟

ابھی کل کی بات ہے کہ کلکتہ کی عدالت خفیفہ میں ایک یورپیشین عورت نے ایک کابلی پر مداخلت بیجا کی نالش کی تھی' جو روپیہ مانگنے هوے اسکے مکان میں گھس آیا تھا - مقدمے کے چلنے سے معلوم هوا کہ مدعیہ کی نانی نے ۲۴- روپیہ اس سے قرض لیا تھا ' جسکا سود ادا کرتے هوے دو نسلیں گذر گئیں - اصل رقم اب تک باقی ہے' اور ابھی سود کا سود بھی پورا ادا نہیں هوا !

سب سے زیادہ عجیب بات روپیے کے دینے میں انکی دلیری اور کسی قیاس آدمی کی طرح بے خوفی ہے - لین دین کا عدم اعتماد اور قانونی تحفظ معاملہ کی شرائط کا پورا نہونا بھی معاملات قرض کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ ہے' اور اسکی بدولت بہت سے لوگ قرض لینے سے بچ جاتے ہیں - مگر کابلیوں کو لیے یہ تمام چیزیں بے اثر ہیں - انسے معاملہ کرنے کیلیے صرف ایک هی شرط کافی هوتی ہے ' یعنے انسے معاملہ کرنا اور روپیہ کی طلب - پھر خواہ کیسا هی بے اعتبار اور معلوک الحال شخص طالب قرض هو' لیکن انہیں ابداً انکار نہیں - اسلیے کہ انہیں اپنے پاؤں کی قوت پر بھروسہ ' اور سب سے زیادہ اپنی لاٹھی کی بے امان مہرمانیت اور همہ وقت مستعد قوتوں پر پورا اعتماد ہے - انکا قانون' انکی عدالت ' انکا جج ' سب کچھہ وهی ایک سرکار لاٹھی ہے - وہ بے خطر روپیہ دیدیتے ہیں ' کیونکہ جانتے ہیں کہ انکا مقروض قرض لیتے وقت صرف انکے دهنے هاتھہ سے روپیہ هی نہیں لے رها تھا ' بلکہ بائیں هاتھہ کی جبار و قہار لاٹھی کو بھی دیکھہ رها تھا !!

میں جہاں رهتا هوں ' اسکے قریب هی چند غریب دھوبیوں کے گھر ہیں - کوئی هفتہ اس سے خالی نہیں جاتا کہ اس بے امان گروہ کی قساوت ' اور سود کے نتائج محزنہ کا کوئی الم ناک نظارہ نہ دیکھتا هوں - میں نے بارها دیکھا ہے کہ عین دن کے وقت ' کلکتہ جیسے عظیم الشان شہر کے یورپین کوارٹر میں' ایک قسی القلب

کابلي اپنے مقروض کو اسکے گھر کے اندر سے گھسیٹتا ہوا سڑک پر لایا ہے - وہ رو رہا ہے' منتیں کر رہا ہے' اسکے پانوں پر لوٹ رہا ہے' لیکن کوئي طاقت نہیں ہے' جو اسکی قہار قہي سے اسے امان دیسکے' اور کوئی ہاتھہ نہیں ہے' جو اس ظلم کیلیے منتقم ہو - پیدل کوٹ ہائي کورٹ کے کتب خانے کي الماري میں' اور جج ایک عالیشان ایوان انصاف کے تحت عدالت پر بے خبر متمکن ہے !!

قانون کي درد انگیز ناکامي

حقیقت میں یہ عجیب بات ہے کہ قانون انصاف کے نام سے اپني پوجا کراتا ہے' لیکن جنکو انصاف کي ضرورت ہے' وہی سب سے زیادہ انصاف سے محروم ہیں - دنیا میں قانون کي مجلدات سے صدہا کتب خانے بھرے ہوے ہیں' عدالتوں کي عمارتیں سر بفلک کھڑي ہیں' پولیس کا دیوتا سڑکوں کے ہر نکے پر اپنا علم انصاف لیے ہوے اثبات وجود کر رہا ہے' اور یہ تمام سامان اسدرجہ وسیع اور عظیم الشان ہے' جسکو دیکھکر خیال ہوتا ہے کہ دنیا عدل و داد سے معمور' اور ظلم و بے انصافي سے پاک ہوگئي ہے' اور انصاف کا مرشد دنیا کے کونے کونے میں مظلوموں کي فریاد الغیاث کو ڈھونڈھتا پھرتا ہے' تاکہ انکو اپنے پروں کے اندر پناہ دے !!

لیکن اگر عدالت کدونکے سر بفلک مناروں سے نظریں ہٹاکر زمین کي آبادیوں کے اندر جائیے' اور کسي ایک شہر کا ایک محلہ' ایک محلہ کا ایک مکان' اور ایک مکان کا ایک گوشہ بھي دیکھیے' تو اس وقت صاف نظر آجائے کہ ظالم کا خونخوار دیو اب تک بدستور آزاد و حکمراں ہے - اسکے پانوں میں کوئی بیڑي نہیں - اسکا خنجر پرانے سے پرانے غیر متمدن عہد کي طرح بے نیام ہے - اسکي بے امان گات برابر اپنا کام کر رہي ہے' مگر قانون کو اپنے قیمتي عدالت خانوں سے جھانکنے کی مہلت نہیں :

عسس نخانۂ و شہ در خرمسرا خفتست

ممکن ہے کہ امرا کے جگمگاتے ہوے محل' قانون کي روشني سے منور ہوے ہوں' مگر روشنی کي ضرورت برق تاب ایرانوں میں نہیں ہوتی' بلکہ تاریک حجروں اور تہہ خانوں میں' اور افسوس ہے کہ انکي تاریکی کیلیے روشني کا کوئی وسیلہ نہیں -

فی الحقیقت دنیا میں حکومتوں کا قانون کبھي بھي انسداد مفاسد و مظالم میں کامیاب نہیں ہوا' اور یہي ناکامي ہماري رہنمائي کرتی ہے اور بتلاتي ہے کہ نظام اصلاح و عدل کے قیام کے لیے دنیا ان قوانین سے بالا تر ایک الہی قانون یعنے مذہب کي محتاج ہے' جسکي حکومت جسموں پر نہیں بلکہ دلوں پر ہو !!

اضعافاً مضاعفہ

پس یہي سبب ہے کہ قران کریم نے " اضعافاً مضاعفہ " کہکر سود در سود پر خاص طور پر زور دیا -

یہ " اضعافاً مضاعفہ " اسی سود در سود کے نتائج کی طرف اشارہ ہے' اور جو حال کابلوں کے سود اور ظالم مہاجنوں کی بڑھوتري کا آج نظر آ رہا ہے' یہی ہے جو جاہلیت عرب میں رائج تھا - اور اسکی تفصیل اُن روایات و آثار سے معلوم ہوتی ہے' جنکو (امام طبري) نے اپنی عظیم الشان تفسیر میں بہ ذیل آیات ربا جمع کیا ہے - علی الخصوص حضرت (عبد اللہ بن عباس) کی مشہور حدیث مطالعہ طلب ہے -

اسلام دنیا میں آیا' تاکہ ہر طرح کے ظلم و جور سے عالم انسانیت کو نجات دلائے' اور دنیا کیونکر اس سے انکار کر سکتی ہے کہ سود کے بارے میں اسکا ساتویں صدي عیسوي کی تاریک فضاء عالم میں اسقدر صاف اور صریح صدا بلند کرنا' ایک احسان عظیم اور ایک فضیلت کبری نہ تھا ؟

وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا' کذلک یبین اللہ لکم ایاتہ' لعلکم تھتدون - (۳ : ۱۰۰)

اور ظہور اسلام سے پہلے تمہارا یہ حال تھا کہ گویا تم آگ کے گڑھے کے کنارے آلگے تھے' لیکن اسلام کا ہاتھہ دستگیري کیلیے ظاہر ہوا' اور خدا نے تم کو بچالیا - اسي طرح اللہ اپني نشانیاں ظاہر و بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ -

دنیا آج سود کے دنائج الیمہ کو محسوس کرے تو غنیمت ہے' اور قانون اسکے انسداد کي ضرورت کو پالے تو بہت بہتر ہے' لیکن اللہ کے قانون کو جو کچھہ کرنا تھا' وہ کر چکا' اور جو حکم دینا تھا' دے چکا - یہ ہماري گمراہي ہے کہ انسانوں کے بنائے ہوے قانون کي عزت کرتے ہیں' لیکن الہي قانون کو بھول گئے ہیں حالانکہ :

و من احسن من اللہ حکماً لقوم یوقنون ؟ (۵ : ۵۶)

جو لوگ یقین کرنے والے ہیں' انکے لیے اللہ سے بہتر حکم دینے والا اور قانون بنانے والا اور کون ہو سکتا ہے ؟ ؟

یہ مسلمانوں کا اصلي مشن ہے

پس میں " سود " کے مسئلے کو عام نظروں سے بالکل مختلف دیکھتا ہوں' کیونکہ بہتوں کے نزدیک میري سب سے بڑي سعادت' اور بہتوں کے نزدیک میری سب سے بڑي ضلالت یہی ہے کہ ہر مسئلے پر نظر ڈالتے ہوے میرے لیے دلیل راہ صرف " اسلام " ہی کا ہاتھہ ہوتا ہے :

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ' ید اللہ فوق ایدیھم' (۴۸ : ۱۰)

جو لوگ داعی اسلام کے ہاتھہ میں اتباع و بیعت کے عہد کا ہاتھہ دیتے ہیں' تو انکے ہاتھہ پر اُسکا ہاتھہ نہیں ہوتا' بلکہ در اصل خود خدا کا ہاتھہ ہوتا ہے !!

فالحمد للہ' الذي ھدانی لھذا' و ھو یھدي من یشاء إلی صراط مستقیم -

پس میں " مسئلۂ سود " کی تحریک کو محض ملک کا ایک اقتصادي مسئلہ نہیں سمجھتا' بلکہ یہ ایک خالص اسلامی تحریک' اور اسلام کے مشن کا احیاء ہے' اور تمام مسلمانوں کو اپنا فرض دینی سمجھکر اسکے مصائب و شدائد کے انسداد کی سعی کرنا چاہیے' اور یقین کرنا چاہیے کہ بہ حیثیت اسلام کے مورد ہونے کے انکا اصلی مشن یہی ہے کہ خدا کے بندوں کو ظلم و زیادتي کے مصائب سے نجات دلائیں - سود کیلیے حب اور جہاں کلم ہوگا' وہ اسلام ہي کا کلم ہے -

اس تحریک کی سلسلہ جنبانی کرتے ہوے' آنریبل خواجہ غلام الثقلین نے فی الحقیقت ایک اسلامي فرض ادا کیا ہے' اور مسلمان کو اسکا اعتراف کرنا چاہیے -

ہندوستان میں اسلام کو اپنا فرض ادا کرنا ہے - وہ ہر طرح کے ظلم و عدوان کي بیڑیاں کاٹنے کیلیے آیا ہے' اور تمام عالم سے قطع نظر' خود ہندوستان کے پانوں ابھی بہت بوجھل ہیں - ظلم و زیادتی کی یہ بھي ایک زنجیر ہے' اور مسلمانوں کو اپنا فرض دینی سمجھکر اس سے ملک کو نجات دلانے کیلیے سعي کرنا چاہیے -

خواجہ صاحب کا ارادہ ہے کہ وہ اسکے لیے ایک انجمن قائم کرینگے' اور با قاعدہ طور پر اسکي کوشش جاري رکھی جائیگی - کام کرنے کیلیے اس میدان میں بہت بڑا وسیع میدان موجود ہے' اور انجمن کا خیال نہایت صحیح اور ایک بالکل وقت کي ضرورت ہے - امید ہے کہ ارباب راے و اثر اس بارے میں ضرور خواجہ صاحب کی اعانت فرمائینگے - و نسائل اللہ تعالے ان یوفقنا و سائر اخواننا لمسلمین لما یحبہ و یرضاہ -

منزل علمیہ

مفردات جذبات

علم النفس کا ایک باب

حظ و کرب (۱)

اثر: مسٹر عبد الماجد - بی - اے - (لکھنؤ)

(۱)

تمہید

قانون ارتقاء کی سب سے زیادہ اہم دفعہ ' انتخاب طبیعی و تزاحم فی الحیات کا مسئلہ ہے - مد و جزر ' خیر و شر ' نور و ظلمت ' جذب و دفع ' ایجاب و سلب ' کون و فساد ' التیام و خرق ' اجتماع و انتشار ' ان سب کی متضاد قوتیں ہر لحظہ و ہر آن اپنا عمل کرتی رہتی ہیں - بلکہ سچ یہ ہے کہ کائنات نام ہی اسی تزاحم و کشاکش کا ہے ' اور دنیا کی حقیقت اس سے زاید کچھ نہیں کہ وہ ایک اسٹیج ہے ' جس پر بقا و فنا کے متناقض الخواص پہلے ہر وقت ایکٹ کر رہے ہیں !!

جس وقت تک کسی شے میں اجتماع ' ایجاب ' کون ' اور التیام کے عناصر کا پلہ زبردست ہے ' ہم کہتے ہیں کہ وہ شے زندہ ہے یا اسکی ہستی قایم ہے - اور جہاں اس میں انتشار ' خرق ' سلب ' اور فساد کے عنصر نے غلبہ حاصل کیا ' وہ شے ہماری اصطلاح میں فنا یا مردہ ہو جاتی ہے - پس کسی مخلوق کے زندہ رہنے کے معنی یہ ہیں کہ اپنے ماحول کے مقابلے میں اسکے اندر ایسی استعداد موجود ہے ' جسکے باعث اسکے موثرات حیات افزا کا پلہ ' بہ نسبت عوامل مہلکہ کے بھاری ہے - جس مخلوق میں یہ استعداد جتنی زیادہ ہوگی ' اسی نسبت سے وہ بہتر ' اور زیادہ مدت تک زندگی بسر کر سکیگی -

یہ قانون ' عالم موجودات کے ذرہ ذرہ پر محیط ہے ' جسکی پابندی سے انسان مستثنیٰ نہیں - اگر اسے زندہ رہنا ہے ' تو ضرور ہے کہ اس میں ان تاثرات کا حصہ ' جو حدات کو قایم رکھنے والے ' اسکی قوتوں کو بڑھانے والے ' اور جسم و نفس کو بالیدگی پہنچانے والے ہیں ' بہ نسبت ان تاثرات کے زیادہ ہو ' جو اسکی قوت کو گھٹانے والے ' اسے کمزور و ناتواں بنانے والے ' اور اسے موت کے طرف لیجانے والے ہوتے ہیں - اور یہ کہ جہاں تک اسکی سعی و انتخاب کو دخل ہے ' وہ ہمیشہ اول الذکر نوعیت کے مقابلہ میں آخر الذکر نوعیت کے تاثرات کو اختیار کرے -

احساس حظ و کرب

لیکن سوال یہ ہے کہ انسان کے پاس ان عوامل متضادہ میں اختیار کرنے کا ذریعہ کیا ہے ؟ کیا شے ہے ' جسکی بنا پر وہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ فلاں اعمال اسکے بقاے حدت کے حق میں مفید ہونگے ' اور فلاں مضر ؟ اگر کہیے کہ تجربہ و آزمایش ' تو اس جواب کا ناکافی ہونا ظاہر ہے - اسلیے کہ قبل اسکے کہ انسان عوامل مہلکہ کے تجارب سے فایدہ اٹھا کر آیندہ ان سے محترز رہنے کے قابل ہو ' دوران تجربہ ہی میں اسکا کام تمام ہو جایگا - اسلیے فطرت نے ہر فرد نفس انسانی میں ایک ایسی قوت ودیعت کر رکھی ہے ' جسکے باعث وہ فی الفور ' مضر کو مفید سے ' اور زہر ہلاہل کو آب حیات سے تمیز کر سکتا ہے ' اور یہ وہ شے ہے جسے ہم حدات نفسی میں (احساس حظ و کرب) سے تعبیر کرتے ہیں -

مزید توضیح

یعنے جو اشیاء ہمیں خوش ذایقہ معلوم ہوتی ہیں ' جنکی چیزیں خوشگوار ہوتی ہیں ' جن آوازوں کا سننا خوشگوار معلوم ہوتا ہے ' جن نظاروں کا دیکھنا مرغوب ہوتا ہے ' جن چیزوں کے مس کرنے میں لذت محسوس ہوتی ہے ' غرض کہ جو چیزیں کسی حیثیت سے بھی ہم میں لذت ' مسرت ' انبساط ' حظ کا احساس پیدا کرتی ہیں ' وہ علی العموم وہی ہوتی ہیں ' جو ہمارے قیام حیات کے حق میں مفید ہوتی ہیں - اسی طرح جو ماکولات و مشروبات ہمیں بد ذایقہ معلوم ہوتے ہیں ' جو آوازیں کرخت ہوتی ہیں ' جن چیزوں میں بو آتی ہے ' جن نظاروں سے آنکھ میں خستگی یا خیرگی محسوس ہوتی ہے ' جن اجسام کو مس کرنا ناگوار گذرتا ہے ' غرض جن چیزوں سے ہم میں کسی حیثیت سے بھی ' درد ' کرب ' اذیت اور انقباض کا احساس پیدا ہوتا ہے ' وہ وہی چیزیں ہوتی ہیں ' جو صحت انسانی کو نقصان پہنچانے والی اور انسان کے لیے موذی الی الفنا ہوتی ہیں - اور چونکہ یہ بھی انسان کی فطرت میں داخل ہے کہ وہ ہمیشہ انہی اعمال کو اختیار کرتا ہے ' جن سے اسے حظ حاصل ہوتا ہے ' یا حصول حظ کی توقع رہتی ہے ' اسلیے فطرت نے ہم میں (احساس حظ و کرب) ودیعت کرکے ہمیں ایک ایسے قابل اعتماد و دلیل راہ کی سپردگی میں دیدیا ہے ' جو قدم قدم پر ہمیں مضر کی راہ سے خبردار ' اور منفعت کی راہ کی طرف مستعد کرتا رہتا ہے ' اور جسکی رہبری میں ہم بے خوف و خطر ' نہایت کامیابی و کامرانی کے ساتھ منازل حیات طے کر سکتے ہیں -

قانون توارث

لیکن یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ مختلف چیزوں کے احساسات ہمارے نفس میں ہمیشہ سے از خود ایک معین وضع پر قایم ہیں ' بلکہ ان احساسات کا مبدء اصلی دراصل تجربہ ہے ' گو وہ تجربہ ' تجربہ افراد نہیں ' بلکہ تجربۂ متوارث ہے ' اور اس مسئلہ کا حل قانون توارث میں ملتا ہے -

قانون توارث کا منشا یہ ہے کہ خصایص جسمانی کی طرح ' اسلاف کے خصایص ذہنی بھی اخلاف میں وراثۃً منتقل ہوتے ہیں ' اور جن خصایص کو چند پشتیں ' علی الاتصال ' اختیار یا ترک کرتی رہتی ہیں ' وہ آگے چلکر نئی نسل کے افراد میں یا تو مستقل طور پر جڑ پکڑ جاتی ہیں ' یا اُن سے بالکل فنا ہو جاتی ہیں -

(۱) یہ دراصل ایک مستقل کتاب کا ایک ٹکڑہ ہے ' جو جناب مراسلہ نگار حبیر اجمال لکھ رہے ہیں (الہلال)

اس قانون کی روشنی میں مسئلۂ احساس کی تشریح یوں ہو سکتی ہے کہ جن چیزوں کو ہمارے اسلاف نے آج سے ہزاروں لاکھوں سال پیشتر اپنے لیے نفع رساں پایا ' اُن سے اجتناب کرنے لگے ' اور انکی طرف سے انکے دل میں ایک نا خوشگوار کیفیت پیدا ہوگئی ' جس پر بعد کی نسلیں بھی عملدرآمد کرتی رہیں - یہانتک کہ آج اُن اشیاء کا محض نظارہ یا تصور ہی ہمارے لیے موجب الم ہوتا ہے -

اسی طرح جن چیزوں کو انکے نفع کی بنا پر ہمارے اسلاف پشتہا پشت سے اختیار کرتے رہے ہیں ' انکی پسندیدگی ہمارے نظام عصبی میں ایسے گہرے طور پر منقش ہوگئی ہے ' کہ ہمیں انکے نظارہ یا تصور ہی میں ایک لطف و انبساط محسوس ہوتا ہے -

نظریۂ بالا کی تائید ' ہماری روزانہ زندگی میں اکثر حسیات سے ہوتی رہتی ہے - اتنی بات ہر شخص اپنے ذاتی تجربہ سے کہہ سکتا ہے کہ زیادہ تر دایقہ و بودار چیزوں سے استفراغ ہوجاتا ہے ' لیکن برخلاف اسکے جو غذا جتنی زیادہ رغبت سے کھائی جاتی ہے ' اتنی ہی زیادہ جزو بدن ہوتی ہے - خوشگوار و تازگی بخش مناظر بصارت کو قوت دیتے ہیں ' بخلاف اسکے تیز و ناگوار روشنی بینائی کو صدمہ پہنچاتی ہے - اسی طرح تازہ ہوا میں سانس لینا ' بھوک کے وقت کھانا کھانا ' نیند بھر سونا ' ایک حد مناسب تک ورزش کرنا ' جہاں ایک طرف انسان کے لیے بیحد مفید ' بلکہ اسکے قیام حیات کے لیے ناگزیر ہیں ' وہاں دوسری طرف کس درجہ خوشگوار و باعث تعریم بھی ہیں ؟ عرض کرب و مضرت ' اور حظ و منفعت کا تلازم ' اکثر چیزوں میں ہر شخص کو نظر آتا ہے -

تاہم بعض مثالیں ایسی بھی ہر شخص کے پیش نظر ہیں جو بظاہر اس کلیہ کے منافی معلوم ہوتی ہیں - کونین کے فوائد محتاج بیان نہیں ' لیکن کیا اس سے زیادہ تلخ اور بد ذائقہ کوئی دوسری دوا ہے ؟ عمل جراحت بقاے نسل کے لیے لازمی ہے ' لیکن کیا اسکے بعد ضعف و کسل لاحق نہیں ہوتا ؟ کسی اعلیٰ مقصد کے لیے اپنے تئیں خطرہ میں ڈالدینا بداہۃً حفظ نفس کے منافی ہے ' مگر ایک شہید تحیل (آئیڈیل) کو ' ایک ہیرو کو ' اسی جانسپاری میں لطف آتا ہے -

نفع و ضرر

یہ ' اور اسی قسم کی دوسری مثالیں بے شبہ نہایت صحیح ہیں ' لیکن نظریۂ بالا کے معارض نہیں - اصل یہ ہے کہ ہر انسان پر تین مختلف نقطۂ ہاے خیال سے نظر کی جا سکتی ہے :

ایک اس حیثیت سے ' کہ وہ مستقلا ایک علحدہ وجود ذاتی رکھتا ہے -

دوسرے اس اعتبار سے ' کہ وہ مجموعۂ انسانیت کا ایک جزو ' اور بحر انسانیت کا ایک قطرہ ہے -

تیسرے اس لحاظ سے ' کہ اس میں توالد و تناسل کے ذریعے اپنے ہی ہم جنس دوسری مخلوقات کو پردۂ عدم سے میدان شہود میں لانے کی قابلیت موجود ہے -

اس بنا پر ان حسیات ثلاثہ کی مطابقت میں انسانی نفع و ضرر پر بھی تین مختلف حسیات سے نگاہ ڈالی جا سکتی ہے :

(۱) نفع و ضرر ' افراد کے لیے -
(۲) " ہیئۃ اجتماعیہ کے لیے -
(۳) " نسل کے لیے -

اِن منافع و مضرات سہ گانہ کے درمیان تعارض و تناقض پایا جانا ' نہ صرف ممکن ہے ' بلکہ کثیر الوقوع ہے - یعنی ایسا اکثر واقع ہوتا ہے کہ ایک فعل اپنے فاعل کے لیے سبب مضرت رساں ہے ' مگر بقاے نسل کے لیے اسکا ارتکاب لازمی ہے - یا ایک فعل ' افراد کے لیے بقاے خود ' مضر ہے ' لیکن ہیئۃ اجتماعیہ کے قیام کے لیے ناگزیر ہے -

انفرادی و اجتماعی نفع و ضرر

ساتھ ہی ' فطرت انسانی کا یہ قانون بھی داد رکھنے کے قابل ہے کہ ثبات عقل اور صحت نفس کی حالت میں ' عام الاکثر انفرادی منافع و مضار ' ہمیشہ اجتماعی اور نسلی منافع و مضار کے تابع و مغلوب رہتے ہیں - اس قسم کے متعارض الاثر افعال کے ارتکاب کے وقت انسان انبساط و انقباض ' دونوں کی کیفیات تقریباً ساتھ ہی ساتھ محسوس کرتا ہے - اسکی ایک بہتر مثال فعل رضیعۂ زوجیت ہے -

چونکہ ایک طرف نسلی حیثیت سے یہ نہایت مفید ' بلکہ لازمی ہے ' اسلیے اُسکے عمل میں انسان ایک خاص لذت محسوس کرتا ہے ' مگر چونکہ دوسری طرف یہ انفرادی طور پر انسان کے لیے مضر و مضعف بھی ہے ' یعنی اس میں سے ایک کافی ذخیرۂ قوت کو خارج کر دیتا ہے ' اسلیے معاً انسان کو کسل اور تکان کا ناخوشگوار احساس بھی ہوتا ہے ' مگر جیسا ہم ابھی کہہ چکے ہیں ' چونکہ انفرادی منافع ' نسلی منافع کے سامنے مغلوب رہتے ہیں ' اسلیے ضعف و کسل کے اندیشہ سے انسان اس فعل کے ارتکاب سے باز نہیں رہ سکتا -

یا مثلاً جب والدین ' اپنا پیٹ کاٹ کر اور خود فاقہ کر کے اپنی اولاد کو غذا پہنچاتے ہیں ' تو اس حالت میں وہ تکلیف و راحت سے تقریباً ساتھ ساتھ متحسس ہوتے ہیں - تکلف اس لیے کہ فاقہ کشی کرکے ' وہ اپنی ذات کو ہلاکت کی طرف لے جانے میں معین ہوتے ہیں ' اور راحت اس بنا پر ' کہ اس فعل سے بقاے نوع کا سامان کرتے ہیں -

یہی تماشا حیوانات میں بھی نظر آتا ہے : بعض نہایت بزدل جانوروں (مثلاً مرغیوں) کو دیکھا ہوگا کہ دشمن کی مدافعت کے وقت اپنے بچوں کو الگ ہٹا کر خود اس سے مقابلہ کرنے پر تل جاتے ہیں - ظاہر ہے کہ یہ فعل کسقدر مضر بہ ہلاکت ہوتا ہے ؟ اور اسلیے اُنہیں اس سے نہایت سخت اذیت ہوتی ہے ' تاہم اپنی نسل کی حفاظت میں انہیں بجاے خود ایک لذت و راحت محسوس ہوتی ہے ' جو انکے ذاتی خطرۂ و اذیت کے حق میں نعم البدل کا کام دیتی ہے -

انفرادی اور اجتماعی منافع کا تصادم

ایسی ہی کیفیت سے انسان کو اُن مواقع پر بھی دوچار ہونا پڑتا ہے ' جہاں منافع انفرادی و منافع اجتماعی کے درمیان آکر تصادم پڑجاتا ہے - حب قوم ' حب ملت ' اور حب وطن میں افراد سخت سے سخت صعوبات برداشت کرتے ' بلکہ اپنی جان تک دیدیتے ہیں - یہاں یہ نہیں ہوتا کہ انسان کو تکلیف محسوس ہی نہ ہوتی ہو ' بلکہ یہ کہ جو کچھ ہوتا ہے ' اُسکی حقیقت یہ ہے کہ نفع اجتماعی کا احساس لذت (جسے وہ " ادائے فرض " " احقاق حق " وغیرہ دلخوش کن القاب سے تعبیر کرتا ہے) انسان کی نفع ذاتی کے حس لذت پر غالب آجاتا ہے -

ایک ہی فعل میں اجتماع نفع و ضرر

علاوہ بریں ' بعض انفرادی حیثیت سے بھی بعض افعال اپنے اندر مضرت و منفعت ' دونوں کے کافی مدارج موجود رکھتے ہیں '

اور اسی بنا پر ' اُن افعال سے ایک فوری اذیت ' لیکن اسکے بعد ایک دیر پا لذت محسوس ہوتی ہے - مثلاً فرض کرو کہ کسی شخص کا ایک دانت ہلنے لگا ہے ' اور ڈاکٹر کو اسے مجبوراً اکھیڑنا پڑا ہے - غور کرو کہ ایسی حالت میں اس شخص کی مضرت و منفعت ' دونوں کے سامان ایک ہی فعل کے ذریعہ انجام پا رہے ہیں - فرق یہ ہے کہ مضرت ہنگامی ہے ' اور منفعت مستقل : یعنی ایک طرف تو اسکا ایک عزیز عضو ' ایک جزو جسم ' اس سے علحدہ کیا جا رہا ہے - اور دوسری طرف اسکی ایک اذیت ' ایک تکلیف کا بھی ازالہ کیا جا رہا ہے ' پس ضرور ہے کہ اسے اول الذکر نقطۂ خیال سے تکلیف ' اور آخر الذکر حیثیت سے راحت محسوس ہو - چنانچہ دانت اکھاڑتے (اور اسی نوعیت کے تمام اعمال جراحی کے) وقت ' ایک ہنگامی تکلیف ' مگر اسکے بعد ایک مستقل راحت سے لذت یاب ہونا ' اسی تناقض عملی اور تناقض اثری کا نتیجہ ہے -

الام و لذات محض اضافی ہیں

ہمارے آلام و لذات ' جیسا کہ ہر شخص کو نظر آتا ہے ' دنیا کی تمام اشیاء کی طرح اضافی و اعتباری ہوتے ہیں - ایک شے ایک شخص کے لیے موجب راحت ہے ' مگر دوسرے کے لیے باعث کلفت - یا خود اسی شخص کے لیے ایک ہی شے مختلف حالات و واقعات کے درمیان ' مختلف احساسات رکھتی ہے -

اس تغیر احساسات کی وجہ صاف ظاہر ہے ' یعنی وہی افراد کی جلب مضرت و منفعت کی قابلیت - اور چونکہ اس استعداد ' اس قابلیت میں ہر وقت تغیر ہوا کرتا ہے ' اسلیے (حط و کرب) کے احساسات میں تغیر ہوتے رہنا بھی لازمی ہے - وہی غذا جو بھوک کے وقت نہایت خوشگوار معلوم ہوتی تھی ' شکم سیری کی حالت میں ہمارے لیے کوئی رغبت نہیں رکھتی - اس کا سبب صرف یہ ہے کہ پہلی صورت میں وہ مدد حیات تھی ' اور اب برخلاف اسکے مضرت بخش ہوگئی ہے -

ایک اعتراض

رہی یہ بات کہ بعض دوائیں ہیں ' (مثلاً کونین) جو مفید ہوتے ہوئے کے ساتھ ہی سخت بد ذایقہ بھی ہوتی ہیں ' تو اسکا جواب یہ ہے ' کہ انکا بد ذایقہ ہونا ' نظریۂ بالا کے عین مطابق ہے ' اسلیے کہ وہ فی نفسہ نہایت مضر صحت ہوتی ہیں ' اور ہمیں اُن سے شفا جو حاصل ہوتی ہے ' تو صرف اس لیے کہ وہ اپنے سمی اجزا سے ' امراض کے پیدا کردہ زہر کا توڑ کر دیتی ہیں ' اور اس طرح بالآخر انسان کو شفا حاصل ہو جاتی ہے ' لیکن اس سے اُن ادویہ کی فطرۃً سم آلودہ بدل نہیں سکتی -

خلاصۂ بحث

صفحات بالا میں نظریۂ احساس کی جو تشریح کی گئی ' اسکا خلاصہ یہ نکلا کہ افادہ و انبساط ' اور مضرت و انقباض مرادف الفاظ ہیں ' لیکن " افادہ " و " مضرت " میں پھر بھی ابہام ہے - علم وظائف الاعضا کی مدد سے یہ پردہ بھی اُٹھ جاتا ہے ' اور صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ افراد کا افادہ و نقصان دراصل دم ہے علی الترتیب انکے اعصاب جسم کے معتدل و واجب ' اور غیر معتدل و ناواجب عمل کا -

پس اب نظریۂ بالا کو ان الفاظ میں کہہ سکتے ہیں :

" اعصاب جسوقت تک ایک حد معین اور طرز مناسب کے ساتھ کام کرتے ہیں ' حیات انسانی کو تقویت ' اور اسلیے نفس کو انبساط حاصل ہوتا ہے - اور جہاں انکی فعلیت میں خواہ کیفی خواہ کمی حیثیت سے اختلال ہوا ' حیات انسانی میں بھی انحطاط ' اور اسلیے نفس میں بھی انقباض پیدا ہو جاتا ہے "

چنانچہ بعض اکابر علماء نفس نے اسی کلیہ کو اختیار کیا ہے - ورزش بالکل نہ کرنا ' یا غیر معتدل طور پر کرنا ' دونوں صورتوں میں ایک ناخوشگوار اور انقباضی کیفیت کا احساس ہوتا ہے ' بر خلاف اسکے معتدل ورزش کرنے سے طبیعت کو فرحت حاصل ہوتی ہے - ایک موسیقی داں کی خوش الحانی تھوڑی دیر تک لطف دیتی ہے ' لیکن اگر دیر تک رہے تو گراں گزرنے لگتی ہے - احباب کا لطف صحبت تھوڑی دیر کے لیے ہوتا ہے ' لیکن اسکے بعد طبیعت اُکتا جاتی ہے - ریل اگر اپنی معمولی رفتار سے چل رہی ہو ' تو ہم خوشی کے ساتھ دریچوں سے باہر جھانکتے ہیں ' لیکن اگر وہی فاصلہ ایک نہایت سست رفتار بیل گاڑی ' یا نہایت سریع السیر برقی مشین کے ذریعے طے کرنا پڑے ' تو دونوں صورتیں ہمیں ناگوار ہونگی - اسلیے کہ پہلی صورت میں اعصاب بصری کے سامنے ایک ہی منظر ' حد سے زیادہ دیر تک رہیگا ' جس سے انسان اُکتا جائیگا ' اور دوسری صورت میں تمام اشیا ' اس سرعت کے ساتھ آنکھ کے سامنے یکے بعد دیگرے آتی جائینگی ' کہ کسی شے پر نظر نہ جم سکیگی ' اور انسان پریشان ہو جائیگا -

ہوا جبتک سبک و لطیف ہے ' خوشگوار معلوم ہوتی ہے ' مگر وہی ہوا تند ہوکر ' آندھی کی شکل میں کسقدر تکلیف دہ ہو جاتی ہے ؟ روشنی ' جسوقت تک ہلکی ہے ' لطف دیتی ہے ' لیکن تیز ہوکر وہی روشنی تڑپ کہلاتی ہے ' اور آنکھوں میں خیرگی پیدا کر دیتی ہے - آواز میں دلکشی و آرام اُسی وقت تک ہے ' جبتک وہ ایک حد خاص سے بلند نہیں ہونے پاتی ' لیکن تیز ہونے ہی ایک تکلیف دہ شور و غوغا کی صورت اختیار کرے ' کان کو کسقدر ناگوار معلوم ہونے لگتی ہے ؟

یہ تمام تمثیلات شواہد ہیں اس دعوے کے ' کہ ایک ہی شے ' جبتک کہ اعصاب کو ایک حد معین و طور خاص تک متاثر کرتی رہتی ہے ' خوشگوار و انبساط بخش رہتی ہے ' اور جب اپنے حدود سے متجاوز ہوکر اعصاب کو متاثر کرنے لگتی ہے تو ناگوار اور باعث انقباض ہو جاتی ہے "

ایک ضروری نکتہ

احساس کی بحث میں یہ نکتہ عالباً سب سے زیادہ اہم ہے کہ قوت ارادی اپنی فعلیت میں سرتا سر احساسات کے تابع اور محکوم ہوتی ہے - یعنی انسان اپنے قصد و ارادہ سے جبھی افعال کو اختیار کرتا ہے ' جن سے اسے براہ راست انبساط حاصل ہوتا ہے ' یا حصول انبساط کی توقع رہتی ہے (۱) اور جن افعال سے اجتناب کرتا ہے ' وہ وہی ہیں ' جو اسکے لیے موجب انقباض ہوئے ہیں - یہ فطرت انسانی کا ایک عالمگیر قانون ہے - اس سے انسان کا کوئی فعل ارادی مستثنیٰ نہیں - رند و اوباش ' عالم و فاضل ' زاہد و صوفی ' سب اس حیثیت سے مساوی ہیں - فرق صرف یہ ہے کہ کسی کو جام و میخانہ میں حظ و لطف آتا ہے ' کسی کو مطالعۂ کتب و انہماک علمی میں ' اور پھر کسی کو حور و قصور کے تصور میں - بڑا سے بڑا مرتاض زاہد ' جس نے جسم کو ہر طرح کی اذیت و تکلیف کا خوگر بنا رکھا ہے ' اور بڑا سے بڑا مشقت پسند عالم ' جو اغراق کتب بینی و استہلاک غور و فکر سے بالکل نحیف و زار ہوگیا ہے ' دلوں کو اگر ٹٹولو ' تو معلوم ہوگا کہ ان سب لوگوں کو انہی مشاغل و ریاضات میں حظ حاصل ہوتا ہے ' اور ویسا ہی حظ ' جیساکہ عام افراد کو پر تکلف لباس اور لذیذ ماکولات و مشروبات میں

(لہا بقیۃ)

مقالات

وثائق و حقائق

نتائج و عبر

قال موسی لقومه : استعینوا بالله و اصبروا ، ان الارض لله ، یورثها من یشاء من عباده ، و العاقبة للمتقین - قالوا : اوذینا من قبل ان تاتینا و من بعد ما جئتنا ، قال : عسی ان یهلك عدوكم ویستخلفكم في الارض فینظر كیف تعملون (۷ : ۱۱۴)

موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا : " اللہ سے مدد مانگو اور صبر کیے رہو ، ملک تو سب اللہ ہی کا ہے ، اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے ، اور حسن انجام پرہیزگاروں ہی کے لیے ہے " وہ لگے کہنے کہ " تمہارے آنے سے پہلے اور تمہارے آنے کے بعد بھی ہم تو اذیت ہی اٹھاتے رہے " موسیٰ نے کہا " اب وہ وقت قریب آ رہا ہے کہ تمہارا پروردگار تمہارے دشمن کو ہلاک کردے ، اور تم کو انکا قائم مقام بنا لے ، پھر دیکھے کہ تم کیسے کام کرتے ہو " -

دنیا میں ہمیشہ ناکامیوں نے کامیابی کی بنیادیں مستحکم کی ہیں - جسقدر بندشیں بڑھتی گئیں ، حتا استبداد زیادہ ہوا ، جیسے جیسے مظالم ترقی کرتے گئے ، اسی تناسب سے حوصلہ بھی بڑھتا گیا ، اور ہمت نے بھی پرورش پائی - شیر کو چوٹ لگتی ہے ، زخم کھاتا ہے ، مجروح ہو جاتا ہے ، مگر درماندہ ہو کر ہمت نہیں ہار دیتا - جوش انتقام میں دوڑتا پھرتا ہے ، اور جب تک اپنی ابتدائی ناکامی کو انتہائی کامیابی کی صورت میں تبدیل نہیں کر لیتا ، خاموش نہیں ہوتا -

غاز (گیس) کو شیشے میں بند کردیتے ہیں ، دباتے ہیں ، مگر وہ دباؤ کو نہیں مانتی اور پھوٹ بہتی ہے - درخت کی شاخیں قلم کرتے ہیں ، کاٹتے ہیں ، بے برگ و بار کر دیتے ہیں ، لیکن بہار آتے ہی اس میں اور نمو ہوتا ہے ، پھلتا ہے ، پھولتا ہے ، ہرا بھرا ہو جاتا ہے !!

سمندر کو مطیع بنانے کی کیا کیا کوششیں کیجاتی ہیں ؟ اس کی پشت پر جہاز چلاتے ہیں ، چڑھتے ہیں ، سینہ چیر ڈالتے ہیں ، بحری تار کا جال بچھا کر اسکے قلب میں شگاف کر دیتے ہیں ، لیکن وہ خدر بھی نہیں ہوتا - آخر جب شدائد بہت بڑھتے ہیں ، نا قابل برداشت ہو جاتے ہیں ، تو وہ دھمکا کر رخت لیتا ہے ، میدان میں آتا ہے ، اور " نعوذ باللہ من غضب الحلیم " کا ایک معمولی طوفان ، ساری بد شوں کی دھجیاں بکھیر دیتا ہے !!

یہی حال قوموں کے ہبوط و صعود ، ترقی و تنزل ، حرکت و سکون ، اور موت و حیات کا بھی ہے - قومیں گرتی ہیں ، اس لیے کہ ابھریں - سوتی ہیں ، اس لیے کہ پھر جاگیں - پیچھے ہٹتی ہیں ، اس لیے کہ آگے بڑھیں -

مصائب کے تفوق نے بے شبہ ہماری موجودہ حالت خراب کر رکھی ہے ، خستہ کر رکھی ہے ، مگر جراحت کو نا قابل اندمال کیوں فرض کیے لیتے ہو ؟ دنیا تو اسی کا نام ہے کہ مصائب و مشکلات پیش آئیں ، زندگی تلخ ہو جائے ، اندیشوں کا طوفان امنڈ پڑے ، اس تلاطم میں انسان ہر ایک زحمت کے مقابلہ کو اوٹھ کھڑا ہو ، اس کی کوششیں بار بار ناکام ثابت ہوں ، قدم قدم پر ٹھوکریں لگیں ، چلے اور گر گر پڑے ، لیکن پھر سنبھلے اور سب کچھ سنبھال لے -

یعقوب بن لیث ایک تھتھیرا تھا - اس نے جب دکان بڑھائی ہے ، اور دوستوں سے حصول عظمت و عزت کے تذکرے کیے ہیں ، تو لوگ اس کے باتوں پر ہنستے تھے :

نہ بوریا بھی میسر ہوا بچھانے کو
ہمیشہ خواب ہی دیکھا کیے چھپر کھٹ کا

وہ اس طعن و تشنیع کا چند مختصر لفظوں میں جواب دے دیا کرتا تھا :

" میرے پاس مال نہیں ہے ، دولت نہیں ہے ، اعوان و انصار نہیں ہیں ، ملک گیری و ملک رانی میں سابقۂ معرفت حاصل نہیں ، مگر کیا میرے پاس وہ دل بھی نہیں ہے جس نے ایک خراسانی کا فرکو (ابو مسلم) بنا دیا تھا ؟ "

دمشق کا حسب تحت آ رہا ، اور بنی امیہ کے جاہ و جلال نے آل عباس کیلیے جگہ خالی کی ، تو اس انقلاب کا علم بردار (ابو مسلم) نامی ایک نو مسلم خراسانی تھا - یعقوب بن لیث کا اشارہ اسی طرف تھا کہ اگر ایک نو مسلم ایک عظیم الشان حکومت کو خاک میں ملا سکتا ہے ، اور ایک نئی حکومت کی بنیاد رکھ سکتا ہے ، تو پھر ہر انسان کیلیے جو ہمت و عزم رکھتا ہو ، یہ کیوں نا ممکن ہے ؟

یہ عزم راسخ ، یہ ہمت بلند ، یہ جلالت آفریں حوصلہ ، ایک ایسے شخص کے تھے ، جس کے حصے میں دنیا اور اس کی نعمتوں سے کوئی نمایش و نمودار کی بات نہیں آئی تھی ، مگر یہ حساس دل تھا ، یہ اللہ اکبر کی صدائیں تھیں ، یہ " لیستخلفنهم فی الارض (قابلیت و صلاحیت رکھنے والے ایمانداروں کو زمین پر خدا اپنا جانشین بنائیگا) کے وعدے پر یقین رکھنے والے جذبات تھے ، کہ ان کی برکت سے با الخراک معطل و بے حیثیت تھتھیرا ایران کا بادشاہ ہو گیا ، اور خلیفۂ روے زمین کی عظمت اور سپاہ و سلطنت بھی اس کا بچھونا بگاڑ نہ سکی - تاریخ ایران یعقوب بن لیث کی داستان عظمت و جلال آجتک سنا رہی ہے !!

ذلك بان الله مولی الذین امنوا ، و ان الكافرین لا مولی لهم (۴۷ : ۱۰)

یہ اس لیے ہوا کہ حقیقت میں ایمانداروں کا مالک اور کارساز خدا ہے ، اور جو خدا کی قدرت کے منکر ہیں ، ان کا کوئی بھی مالک اور کارساز نہیں -

آجکل کا سنۂ ۱۹۱۳ ع ، سنہ ۱۳۲۳ ھ کے اندلس سے کیا گزرا نہیں ہے ، جہاں مسلمانوں کی حکومت کا خاتمہ ہو چکا تھا ، مسجدوں میں

شراب پرتگالي کے دور چلتے تھے ' تماشا گاہوں میں اسلام اور پیغمبر اسلام کي تمثیل (ایکٹ) ہوتي تھي - الفانسو ہفتم نے ملک ہی سے نہیں ' آزادي و عزت سے بھي مسلمانوں کو بے دخل کر رکھا تھا - اس محشر آمات میں پرانے مذاق اور پرانے خیال کا ایک فقیر منش مرد اٹھتا ہے ' جس کے پاس بجز ایمان اور عمل صالح کے اور کوئي ساز و سامان نہیں ہوتا - یہ شخص (محمد بن عبد اللہ) مشرق سے روشني لیکر مغرب میں اکیلا آتا ہے ' اور اکیلے ایک فضا کي جانب بلندیوں کو بلاتا ہے ' اور اتباع قرآن و احیاء سنت رسول کي دعوت دیتا ہے - اس دعوت میں صرف اس کا ایک شاگرد (عبد المومن) ساتھ ہے ' لیکن صداقت کو بہت سے ساتھیوں کي ضرورت نہیں پڑا کرتي - اس کي تنہا کوششیں حکومت میں انقلاب پیدا کردیتي ہیں ' اور سنہ ۱۱۴۷ - سے سنہ ۱۱۹۷ - تک کي قلیل مدت میں ' اندلس کي تثلیث پرست بارہ توحید غالب آکر زمین کو آسماني کے اس مقدس پیغام کا مفہوم سمجھا دیتي ہے :

فانتقمنا من الذین اجرموا وکان حقا علینا نصر المومنین (۳۰ : ۴۰)

جن لوگوں نے جرم کیے تھے ہم نے اُن سے انتقام لیا ' اور ہم پر حق تھا کہ ایمان داروں کي مدد کریں -

یہ انتقام و نصرت کچھ اُسي زمانہ سے مخصوص نہیں ' اور نہ قدرت کاملہ کے وعد و وعید میں کسي عہد کي تخصیص ہوا کرتي ہے - ایمان کي خصوصیت اگر اب بھي ہمارے افعال سے نمایاں ہو ' اور قانون الہي کي اس دفعہ پر اگر اسوقت بھي ہمیں سچا ایمان حاصل ہو جائے کہ " ان العزۃ للہ ' و لرسولہ ' و للمومنین جمیعاً " (عزت صرف اللہ کے لیے ' اُس کے رسول کے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے ہے) اور ہم اپني اس کھوئي ہوئي عزت اسلامي کو واپس لانے کے لیے با اصول کوششیں کرنے لگیں ' تو اس حالت میں خدا پر بھي حق ہے کہ ہماري مدد کرے ' اور جو لوگ فضائے حق و عدل کے مجرم ہیں اُن سے انتقام لے ' اور پھر یہي صداقت الہي ہے ' جو (من انصاري الی اللہ) کي صدائے دعوت میں اپنے ڈھونڈھنے والوں کو ڈھونڈ ہوئي ہے ' لیکن افسوس کہ " قلیلاً ما تذکرون " ایسے بہت کم ہیں ' جنکے پاس عبرت آشنا دل ہوں !

فتنۂ تاتار (جس نے ساتویں صدي میں تمام عالم اسلامي کو زیر و زبر کر دیا) اسکا پہلا سرچشمہ جلال الدین خوارزم شاہ تھا - اُس کا یہ عالم تھا کہ ہولاکو خاں کي حملہ آور فوج پیچھے پیچھے اور غفلت و مے گساري و مخموریت آگے آگے رہتي تھي - آج کسي شہر میں مقابلہ ہوا ' تاتاریوں نے خوارزم شاہیوں کو پسپا کردیا ' بادشاہ ساز و سامان چھوڑ کر بھاگ نکلا ' رات کو بڑي مشکلوں سے کسي مامن میں پناہ لي ' لیکن پھر شراب و شاہد اور رود و سرود کا مشغلہ شروع ہوگیا - دوسرے دن تاتاري یہاں بھي آ پہونچے ' اور خوارزم شاہ بھاگ کر کسي دوسري جگہ پناہ گزیں ہوا - پھر وہي دور چل نکلا ' اور رات بھر جام و مینا کي صحبت عیش میں بسر ہوئي - یہي تباہ کاریاں تھیں ' جن سے متاثر ہوکر بادشاہ کے خاص شاعر تک کا دل بھر آیا تھا اور اس نے لکھا تھا کہ :

شاہا ز مئی گساران چہ بسر خواہد خاست
و ز مستي ہر زمان چہ بر خواہد خاست
شہ مست ' جہاں خراب ' دشمن پس و پیش '
پیداست کزین میان چہ برخواہد خاست

بادشاہ اس پر بھي متاثر نہوا ' اور آخر اپني سلطنت ہي نہیں ' بلکہ دنیاے اسلام کي ساري عظمت و عزت بھي کھو بیٹھا -

یہ واقعات آج سے سات سو برس قبل کے ہیں ' لیکن آج اپني حالت کو دیکھیے ' کیا ہماري غفلت و بے حسي اُس عہد کي سرمستي سے بڑھي چڑھي نہیں ہے ؟

ہندوستان میں ہیں تو ہندوستان سے باہر نہ جائیے - یہاں کا ماضي و حال سلف و خلف کے موازنے کیلیے کافي ہے - ایک عہد تو وہ تھا کہ (خان دوران) کرمین معرکۂ جنگ میں نماز پڑھتے ہوے گولي لگتي ہے ' وہ شہید ہو جاتا ہے ' سپاہي بد دل ہو جاتے ہیں ' لشکر میں تفرقہ پڑ جاتا ہے ' اسی عالم میں معین الملک (میر منو) اُٹھتا ہے ' مرحوم سپہ سالار کي لاش کو آگے رکھ لیتا ہے ' اور اس شدت سے حملہ کرتا ہے کہ احمد شاہ ابدالی جیسے مرد آزما کو " دست ستیز " پر " پاے گریز " کو ترجیح دینی پڑتي ہے - دشمنوں سے میدان خالی ہوجاتا ہے ' اور وہي فوج جو ایک گھنٹہ قبل سراسیمہ ہوکر بھاگے پر تلي بیٹھي تھي ' اپنے احساس کے بیدار ہوتے ہي حریفوں کو بھگا کر دم لیتي ہے -

اب اُسي قوم کي یہ حالت ہے کہ مدنیہ فرنگ اُس پر یکسر مسلط ہو چکي ہے ' دین و دولت لے چکي ہے ' علم و فضل لے چکي ہے ' تہذیب و تمدن لے چکي ہے ' اُس کے تمام موارد حیات کو فنا کرچکي ہے ' اور اب اُس کے بقیہ انفاس حیات کو نیست و نابود کردینے پر آمادہ ہے - مذہب کي لاش آگے پڑي ہوئي ہے ' اور وہ اُسے چھوڑ کر پیچھے بھاگے جا رہے ہیں -

واضیعۃ الناس و الدین الحنیف وما
تلقاہ من حادثات الدھر اجواد
ھتک و قتل و احداث یشیب بھا
راس الولید و تعذیب و اضطھاد

ہاے ' یہ لوگوں کي تباہ کاري ' یہ مذہب مقدس کا ضائع ہونا ' یہ حوادث زمانہ سے شرفا کا ابتلا میں گرفتار ہو جانا !!

عصمت کي پردہ دري ہو رہي ہے ' جدات کا قتل عام ہے ' حوادث ایسے پیش آ رہے ہیں کہ بچوں کے بال سفید ہو جائیں ' طرح طرح کے عذاب ہیں اور گرفتاریاں وقوع میں آ رہي ہیں !!

وقت آ گیا ہے کہ ان حالات پر ہم غور کریں ' ان معاملات کو پیش نظر رکھیں ' ان مقدمات و نتائج سے اثر پذیر ہوں ' اور اُس دیرینہ روش کو ' جو فرسودہ ہو چکي ہے ' جو ہمیشہ بے سود ثابت ہوا کي ہے ' جس نے قوم کو ولولۂ حیات سے محروم کر رکھا ہے ' ترک کرکے اس نئي وادي میں قدم رکھیں ' جس کا خدا نے ہم سے وعدہ کیا ہے ' اور پھر اُس پیغام آسماني کو یاد رکھیں جو خدا نے مقدس کوہ سینا پر موسی (علیہ السلام) کي زبانی بني اسرائیل کو دیا تھا :

" دیکھو ! میں آج کے دن تمہارے آگے برکت ' و لعنت دونوں کو رکھے دیتا ہوں - برکت ' جب کہ تم اپنے خدا کے احکام کو ' جن کا میں آج تم کو حکم دیتا ہوں ' مانو - اور لعنت ' جب کہ تم اپنے خدا کي فرماں برداري نہ کرو ' اور اُس راہ سے پھرکے ' جس کي بابت میں آج تم کو حکم دیتا ہوں ' پرائے معبودوں کي ' جنھیں تم نے نہیں جانا ' پیروي کرو "

" جب تیرا خدا تجھ کو اُس سرزمین میں جہاں تو جاتا ہے کہ اُس کا وارث بنے ' داخل کریگا تو اُس برکت کو تو جرسیم کي پہاڑي پر سے ' اور اُس لعنت کو جبل ایبال پر سے سنائیگا ..... تم اردن پار جاتے ہو کہ اُس سرزمین کے ' جو تمہارا خدا تمہیں دیتا ہے ' وارث ہو - تم اُس کے وارث ہوگے اور اُس میں بسوگے ' لہذا تم اُن تمام حقوق و احکام کي محافظت کرو ' جنھیں میں آج تمہارے سامنے رکھتا ہوں ' اور اُن پر عمل کرو (استثنا - ۱۱ : ۲۶ - ۳۲)

پچھلي مئي ميں واشنگٹن کے ایک مدرسہ ثانویہ (سکینڈري اسکول) میں طلبہ کا امتحان تھا - جوابات کیلیے ایک یہ شرط بھی لگادي گئي تھي کہ جواب کي کاپیوں پر خاتمۂ مسائل کے بعد جہاں نام لکھے جاتے ہیں' وہاں ہر ایک متعلم یہ بھي لکھے کہ تکمیل تعلیم کے بعد وہ کیا کرنا چاہتا ہے ؟ طلبہ کا شمار ڈھائي سو تھا - ان میں بجز دس لڑکوں کے ' جنھوں نے تعلیم کے ذریعہ قوم کو فائدہ پہونچانے کے لیے سررشتۂ تعلیم کي ملازمت پسند کي تھي' اور سب نے آزاد کاروباري زندگي کي جانب رغبت ظاہر کي - اور سرکاري ملازمت کو پسند کرنے والا کوئي نہ نکلا - طلبا میں ایک غریب گھرانے کي نوخیز لڑکي بھي تھي - اُس نے اپنے نام کے ساتھہ لکھا تھا : " میں امریکہ کي پریسیڈنٹ (رئیس الجمہور) بننا چاہتي ہوں " غریب لڑکي کو معلوم تھا کہ اُس کي حالت خستہ ہے ' خراب ہے ' بے بس ہے ' بے کس ہے' عورتوں کو رئیس الجمہور بننے کا حق بھي حاصل نہیں ' لیکن حقیقي معیار تعلیم نے اُس کے خیالات بلند کر دیے تھے' اور اُس کو یقین تھا کہ مدعاے تعلیم یہي ہے کہ گرے ہوے دل و دماغ ہمیشہ گرے ہي نہ رہیں بلکہ اُن کو اُبھرنے اور عزت کي سب سے اونچي سطح تک پہونچنے کا موقع مل سکے -

تعلیمي روشني کا نقطۂ شعاعي (فوکس) ایک طرف تو یہ ہے' اور دوسري جانب یہ ہے کہ پڑھو' پڑھ کر گریجویٹ بنو' لیکن صرف اسلیے کہ تمھارے لیے چاکري کي کوئي سبیل نکل سکے - تم اپني ساري زندگي اسي غلامي میں بسر کردو' اور اسي کو حاصل ایام سمجھو :

ما ہمہ بندۂ و ایں قوم خداوندِ ما فاعتبروا یا اولي الابصار !! -

کچھہ اوپر سو برس ہوے ' ہندوستان میں انگریزي حکومت آئي ' اور جدید علم و فن کو اپنے ساتھہ لائي - اسکول بنائے ' کالج قائم کیے' تربیت گاہ (ہوسٹل) و اقامت گاہ (بورڈنگ ہاؤس) کي بنیاد ڈالي ' وظیفے دیے ' ملازمتوں کا دروازہ کھولا ' سررشتۂ تعلیم کي رسي درازکي - یہ سب کچھہ ہوا ' لیکن اس کو کیا کہا جائے کہ تعلیم کا نظام اور اُس کا طرز و طریق ہي ایسا ناقص تھا کہ تعلیم یافتہ گروہ نہ ذہنیات ہي میں ترقي کرسکا' نہ دماغ ہي آراستہ ہوے ' نہ عملي طریق پر ملک کي ثروت بڑھانے کي ضرورت محسوس ہوئي ' اور نہ ایجاد و اختراع ہي کي جانب توجہ پیدا ہوئي - اس تمام تعلیمي تگ و دو اور غوغاے علم کا نتیجہ صرف اسي قدر نکلا کہ سرکاري دفتروں میں محرري و نظامت کے لیے کم معاوضہ پر فرنگي کارکن نہیں مل سکتے تھے ' ہندوستانیوں کو انگریزي میں بہرہ نہ تھا ' انگریزي افسر ہندوستاني محرروں کے حاجتمند بھي تھے' اور اُن کے ہاتھوں زحمت بھي اُٹھاتے تھے - پس سرکاري یونیورسٹیوں نے یہ زحمت رفع کردي - کلرکي کے لیے اس تعلیمي ترقي کے دور میں ہر قسم کے ہندوستاني گریجویٹ ملنے لگے ' جن کي زندگي کا ماحصل یہي ہوتا ہے کہ کمائیں' کھائیں ' اور گورنمنٹ کي غلامي میں عمریں گذاردیں !!

خلاص حافظ ازاں رلف تابدار مباد

یہ حالت تو ہندوستان کي ہے' جہاں ایک نہیں پانچ سرکاري یونیورسٹیاں پہلے سے موجود ہیں ' اب ایک اور نئي یونیورسٹي ڈھاکے میں قایم ہونے والي ہے ' اور پچھلے دنوں سر جارج کلارک گورنر بمبئي نے احمد آباد گجرات میں بھي ایک سرکاري یونیورسٹي قائم کرنے کي راے دي تھي - اسکے مقابلے میں ارض شام کي حالت دیکھیے' جہاں ایک یونیورسٹي بھي نہیں - گورنمنٹ کي طرف سے کوئي کالج بھي قائم نہیں ہے - صرف گورنمنٹ اسکول ہیں یا بیروت میں مبشرین امریکہ کا ایک بہت ہي مختصر کالج ہے جو اپنا آپ ہي امتحان لیتا ہے ' اور سند دیتا ہے -

تاہم تعلیم کا نظام اتنا سودمند ہے ' نشو و ارتقاے دماغ پر اس قدر زور دیا جاتا ہے ' اظہار مواہب فطریہ کے محرکات اس درجہ بڑھے ہوے ہیں' کہ وہي معمولي تعلیم اُن میں مصنفین و مخترعین پیدا کرسکتي ہے ' مگر ہماري غیر معمولي تعلیم ایجاد و اختراع کے سمجھنے اور علوم و فنون کا صحیح مطالعہ کرنے میں بھي مدد نہیں دے سکتي !

عبد اللہ افندي البستاني ارض شام کے ایک مشہور بزرگ ہیں' جن کو تعلیمي حیثیت سے یونیورسٹي کي کوئي ڈگري حاصل نہیں - حال میں آنھوں نے ایک نئي چیز دریافت کي ہے جس کا غلغلہ دمشق و بیروت سے نکل کر یورپ تک پہونچ گیا ہے -

تمباکو کے نقصانات اس قدر عام اور وسیع ہیں کہ ان مضرتوں کا تذکرہ اب ایک طرح کا اعلام معلوم ہوگیا ہے - علماے حفظ صحت اس کے ضرر پر رسالے لکھہ چکے ہیں ' بڑي بڑي انجمنیں اسکي عادت چھوڑنے کے لیے قائم ہیں ' اور حکومتوں نے اسکے لیے قوانین نافذ کیے ہیں ' تاہم جو شے ایک صدي سے جزو زندگي ہوگئي ہے ' اسکا ترک بہت مشکل ہے -

عبد اللہ بستاني کو فلسفۂ اجتماع کي اس حقیقت کا علم تھا کہ جس طرف پبلک کا عام رجحان ہو اور یہ رجحان پختہ ہو چکا ہو' اُس کي فوري بندش کي کوششیں ہمیشہ ناکام رہتي ہیں - اصلح البتہ ممکن ہے اور وہ بھي تدریجي رفتار سے مقبول ہو سکتي ہے - تمباکو میں مضرت کي جو خاص چیز ہے وہ ایک قسم کا زہریلا مادہ ہے جو استعمال کرنے والوں کے اعضاء رئیسہ پر بہت برا اثر ڈالتا ہے - اس مادہ کا علمي نام " نیکوٹین " ہے' اور وہي ان مضرتوں کا باعث ہے - بستاني کي اختراعي قابلیت نے ایک ایسي چیز نکالي ہے کہ تمباکو کے مزے اور ذائقہ و بو میں فرق بھي نہیں آنے پاتا ' اور یہ مادہ بھي اُس سے نکل جاتا ہے - مصر کے سینٹري کمشنر (افسر محکمۂ حفظان صحت) ڈاکٹر بینٹر نے اس اکتشاف کي نہایت کامیاب تصدیق کي ہے --

ایجاد کي عملي تصدیق یوں ہوي کہ ایک سو خرگوشوں کے خون میں مادہ (نیکوٹین) پچکاري کے ذریعہ پہونچایا گیا - دو ر پورے بیس منٹ بھي نہیں گزرے تھے کہ سب کے سب مرگئے - پھر اس مادے سے الگ کیے ہوے تمباکو کے جوہر سے دوسرے خرگوشوں پر یہي عمل کیا گیا' مگر وہ بالکل زندہ رہے ' اور اُن کي طبعي حالت میں کوئي تغیر پیدا نہیں ہوا -

فاضل مکتشف نے پچھلے مہینے میں اس اکتشاف کے متعلق مصر میں ایک لکچر بھي دیا تھا ' اور اس کیفیت کا تجربہ دکھلا دیا تھا ' چنانچہ علمي دنیا کے مختلف حصوں سے انھیں پر جوش مبارکباد دي گئي ہے -

کیا ہندوستان میں بھي وہ دن آئیگا کہ تعلیم کا صحیح معیار اور درست انتظام قائم ہو' اور تعلیمي نتایج بہترین علمي اکتشاف و اختراع کي صورت میں ظاہر ہوا کریں ؟

ناموران غزوۂ بلقان

شهادۃ بطل الحریۃ

رحمۃ اللہ علیک یا نیازي !!

حادثۂ ملي

(٣)

انجمن میں شرکت

(نیازي بک) کے خیالات کا تعمیر رور افزوں تھا - اسکے تفکرات سیاسیہ روز بروز عمیق تر ہوتے جاتے تھے - عشق ملۃ از رہواے حریۃ کے ایک محبوب عیر مرئي کي یاد نے اسکي تمام حسیات و جذبات ذھنیہ پر قبضہ کرلیا تھا -

لیکن تاہم اب تک اسکا سفر بے مقصود' اور اسکي تعجبات فکریہ معہول تھیں -

اثنا ے مشہور داعي حریت (حرزف میزیني) نے جب اپنے ہم وطنوں کو غیر ملکي سپاہیوں کی قید میں سڑک پر سے گذرتے ہوے دیکھا تھا ' تو عشق حریۃ کي آگ اسکے سینے میں بھڑک اٹھي تھي - وہ اپني مخفی بیقراري سے مضطر' اور اپنے التہاب قلبی سے مضطرب تھا ' لیکن تھوڑے ہی دنوں کے اندر بغیر کسي تلاش و جستجو کے ' خود بخود اُسے ایک مخفي ملکي جماعت کا پتہ ملگیا ' اور اسکي شرکت کے ساتھہ ہي اسکی تاریخی زندگي شروع ہوگئي -

بعینہ اسی طرح نیازي بک کو بھي زیادہ انتظار کرنا نہیں پڑا - اس انقلاب طبیعت پر بیقراري کا ایک سال بھی نہیں گذرا تھا کہ اُسے " انجمن اتحاد و ترقي " کا ایک مخفی داعي ملگیا ' جس نے انجمن کے مقاصد و اغراض سے مطلع کیا ' اور بتلایا کہ " جن افکار میں تم مبتلاے اضطراب ہو' یہي اضطراب ہے' جس نے ملک کے ہزاروں فرزندوں کو تم سے بہت پہلے رشتۂ اتحاد و اشتراک عمل میں منسلک کر دیا ہے "

(نیازي بک) لکھتا ہے : " اس راہ میں (انورے) کے ارشاد طریقت اور دلیل راہ بننے کا میں ہمیشہ شکرگذار رہونگا "

† † †

مشہور " سرائے یالدر "
کا ڈائننگ ہال

انجمن کے قبل از مسنور کاموں کے ذکر کا یہ موقعہ نہیں - تیس برس کے اندر مختلف مقامات میں رہنے اور حوادث و موانع کے ظہور سے ٹوٹنے اور منتشر ہونے کے بعد ' بالآخر انجمن کي مرکزي جمعیہ پیرس میں آکر مقیم ہوگئي تھي ' مگر اپنے کاموں کي طرف سے بالکل نا امید تھي ' اور سراے یلدیز کي مخالفانہ و حریفانہ کوششوں کا مقابلہ کرتے کرتے عاجز آگئي تھي - یہاں تک کہ سنہ ١٨٩٦ - سے مقدونیا کے مسئلے نے یورپین ٹرکي کے مسئلے کی صورت اختیار کرلی ' اور دول ستہ نے صاف صاف اسمیں مداخلت کا اعلان کر دیا - انجمن نے سوچا کہ یہ وقت خاموشي اور صرف نظر کا نہیں ہے ' اور ٹرکی کے لیے جو کچھہ ہونا ہے ' ضرور ہے کہ دول یورپ کے مطامع کے ظہور سے پہلے ہي ہو جاے - اس نے دیکھا کہ برلن کانگریس کے معاہدے میں سے الحاق بوسینیا و ہرزي گونیا وغیرہ کا نیا سبب دولۃ عثمانیہ کا غیر آئیني حکومت ہونا ظاہر کیا گیا تھا ' اور اسکي تصریح کردي گئي تھي کہ اگر سنہ ١٨٨٧ - کي عثمانی پارلیمنٹ قائم رہي اور اصلاح و ترقي کرتي رہي ' تو یورپین ٹرکي کي علحدگي یا خود مختاریہ کا سوال بالکل چھوڑ دیا جاے گا -

پس اگر اس وقت کوئي داخلي انقلاب نہ ہوا ' تو مقدونیا اور بقیہ یورپین ٹرکي کا دولت عثمانیہ سے فصل قطعي اور یقیني ہے -

چنانچہ انجمن اتحاد و ترقي نے اپني مرکزي جماعت' پیرس کي جگہ مصر میں قرار دي - پھر اسکے بعد سنہ ١٨٩٧ - میں خود مقدونیہ کے مرکزي اور مرجي معاملات (سلانیک) اور (منلستر) میں منتقل کر دي گئي ' اور اسکے داعي و نقیب طرح طرح کے بھیسوں اور لباسوں میں تمام مرجي آباد یوں کے اندر پھیل گئے -

انجمن کے پر اسرار اعمال

انجمن خطروں اور ہلاکتوں میں گھري ہوئي تھی ' اسلیے اس نے قدیمي انقلابی اور مخفي جماعتوں کے اصول پر اپنے تمام کاموں کے طریقے قرار دے تھے - اسکے نقیب سر سائقي میں شامل ہوکر لوگوں کے خیالات کو ٹٹولتے ' اور انکي طبیعت کا اندازہ لگاتے رہتے - جب انکو کسي شخص کے خیالات میں تغیر و اصلاح اور مصالب ملک و ملت کے حس کا پتہ لگتا ' تو پھر اسکو طرح طرح کي آزمایشوں میں ڈالتے' اور کچھہ عرصے تک اسکے خیالات کي استقامت کی تفتیش کرتے - جب وہ مستقل اور قابل وثوق ثابت ہو جاتا تو پھر اسکو اطلاع دیتے' کہ جن چیزوں کے تم متلاشي ہو' انھي کیلیے

محلصین امت و جاں نثاران ملت کي ایک مخفي جماعت موجود ہے -

لیکن وہ کہاں ہیں ؟ کون لوگ ہیں ؟ کیا نام ہے ؟ کون کون آن میں شریک ہو چکا ہے ؟ ان امور کي ابھي اسکو کوئي اطلاع نہیں دي جاتي تھي ' تا کہ اگر وہ دھوکا دینا چاہے تو اسکے شر سے انجمن محفوظ رہے -

جب وہ اُس مخفي جماعت میں شریک ہونے کیلیے طیار ہو جاتا ' تو اسکے آگے نہایت سخت پر امتحان و محن کاموں کو پیش کیا جاتا ' اور شدید سے شدید شرطیں سنائي جاتیں - اس منزل سے بھي گذر جاتا ' تو پھر وہ نقیب اسکو اپنے ساتھ لیتا ' اور رات کے پچھلے پہر کي تاریکي میں آنکھوں پر پٹي باندھکر کسي غیر معروف اور شہر سے دور مقام پر لیجاتا ' وہاں ایک نہایت پر خوف اور ہیبت انگیز مختصر سی صحبت ہوتي - چار پانچ سیاہ پوش اجسام ہوتے ' جنکے چہرے نقاب سے چھپے ہوے ' اور جنکی آوازیں ہیبت اور جبروت میں ڈوبي ہوئي ہوتیں - دو شخص برہنہ تلواروں کو اجنبي کے سر پر بلند کرتے ' اور ایک شخص قران مجید اسکے ہاتھ میں دیتا - پھر قبلہ رو ہوکر " حلف و میثاق مقدس " کے مندرجۂ ذیل الفاظ اسکی زبانی دہراے جاے :

" میں آج خدا کی
عبودیت ' اسکي عدالۃ کے
احترام ' اسکے رحم کي پیروي '
اسکے قوانین حریۃ ' مساوات '
اخوت ' اور بني نوع انسان
کے طبیعی حقوق کي
نگہداشت کے عہد کي
تجدید کرتا ہوں - آج سے
میری جان ' میري عزت '
میري آبرو ' میرا مال ' اور
میري تمام قوتیں میري
نہیں رہیں ' بلکہ اُس جماعت
کی ' جو انکو ملک کی
سعادت و حریت اور اسکو ظلم و استبداد اور طمع و غصب
اجانب سے نجات دلانے کي راہ میں خرچ کریگي - مجھپر
اور میري نسل پر تا قیامت اللہ کي لعنت اور پھٹکار ہو '
اگر میں آج کے مقدس حلف و میثاق کی خلاف ورزي کا
کبھي تصور بھي اپنے دل میں لاؤں - ....."

انجمن کے پر اسرار اعمال کے عجائب کا یہ حال تھا کہ عام آبادي ایک طرف رہي ' خود سراے یادیز کے ڈائینگ ہال کے اندر دس آدمیوں سے اسکے بھیس بدلے ہوے نقیب نے مقدس حلف لیا تھا !!

فوجي مسئلہ

یازي تک بھی ان تمام مدارل سے گذرا ' اور رسمۂ سے پوشیدہ مداسٹر میں لایا گیا ' جہاں ایک مخفی اور مجہول الحال مقام پر اس نے عشق ملت اور رہواے وطن کي مقدس قسم کھائی ' اور پھر واپس آکر انجمن کی دعوت و تبلیغ کا کام شروع کردیا ' اور تھوڑے ہی دنوں کے اندر اسکی پلٹن کے اکثر افسر اور رساتھی بھی انجمن میں شامل ہوگئے -

انجمن اپنے کاموں میں نہایت تیزي سے مصروف تھی ' اور وقت مناسب کا انتظار کر رہی تھی - ترکی کی فوج نظام سات وجمنٹوں میں منقسم ہے ' جسکو (فیلق) کہتے ہیں اور یہی خیالق نظامیہ اسکی فوج کی اصلی طاقت ہیں - ان میں سے دوسري اور تیسري رجمنٹیں یورپین ترکی کے صدر مقامات سالنیک ' مناستر ' اسکوب ' ادرنہ ' اور ازمیر میں تھیں ' اور چوتھی روملی میں -

باقي چار ' یعنے پہلی ' پانچویں ' چھٹی ' اور ساتویں میں سے ایک دار الخلافہ میں ' اور تین بلاد بعیدہ یعنے دمشق ' بغداد ' اور یمن میں متعین تھیں -

انجمن نے ان میں سے تین رجمنٹوں کو جو یورپین ترکي میں مقیم تھیں ' اور جنکے چھتیس ہزار سپاہي عثماني فوج کا اعلی ترین حصے تھے ' اپنے ساتھ کرلیا تھا ' اور اسکے تمام چھوٹے بڑے افسروں نے انجمن کي اطاعت کی قسم کھالي تھي -

(عاري انور ے) اور مرحوم نیازي اسي تیسري رجمنٹ سے تعلق رکھتے تھے -

پہلي رجمنٹ جو دار الخلافہ میں تھي ' اسکے تمام بڑے افسر حتی کہ سراے یلدیز کے محافظین انجمن کے ممبر تھے -

بقیہ چار رجمنٹیں اسقدر دور تھیں ' کہ انکي وجہ سے وقت پر کوئي مدد قسطنطنیہ پہنچ نہیں سکتی تھی -

انجمن کي اصلي حکمراں جماعت

پس انجمن نے دیکھا کہ اب کام حد تکمیل کے قریب ہے ' اور فوجي معیت کا مسئلہ تقریباً طے ہوگیا - اب وہ صرف اسکي منتظر تھی کہ پہلي رجمنٹ کے چھوٹے افسروں اور علم سپاہیوں میں جو خفیہ نقیب پھیلے ہوے تھے ' وہ بھي اپنے کاموں کو مکمل کرلیں ' لیکن حالات نے انتظار کي مہلت نہ دی - سنہ ۱۸۹۸ء میں شہنشاہ آلمانیہ اور زار روس کي مشہور ملاقات بمقام (ریوال) نے مقدونیا کی ارادي کا مسئلہ تقریباً طے کر دیا ' اور انگلستان اور روس نے متفق ہوکر اور ایک اینگلو رشین اسکیم مرتب کرکے ' باب عالي کو بھیجدي -

اب وہ وقت آگیا تھا کہ انگلستان اور روس یورپین ترکي کے فصل کا فیصلہ کر چکے تھے ' اور اِک دو ہفتے کے اندر مقدونیا کي قسمت کا آخري فیصلہ ہو جانے والا تھا !

پس انجمن کي جماعۃ عاملہ نے ۲۰ - جون سنہ ۱۸۹۸ع - کی رات کو آخري فیصلہ کردیا کہ اب کام بلا تاخیر شروع کر دیا جاے -

یہ جماعت عاملہ انجمن کی اصلی حکمراں جماعت تھی - اسکی تعداد پانچ ممبروں سے زیادہ نہ تھی - دنیا کی تاریخ میں ہمیشہ یہ لوگ عجیب و غریب تسلیم کیے جائیں گے ' کیونکہ اپنے کاموں کی طرح ' یہ خود بھی نہایت عجیب تھے - خود انجمن کے تمام ممبر اور شرکاء بھی واقف نہ تھے کہ ہماري حکمراں جماعت کہاں ہے ' اور وہ کون لوگ ہیں ؟ صرف انکے احکام تھے ' جو نقیبوں کے ذریعہ ممبروں تک پہنچ جاتے تھے - ممبروں میں کاموں کی تقسیم ہوگئی تھی - ان میں سب سے نڈر جماعت فدائیوں کی تھی - انکا کام صرف یہ تھا کہ جو حکم پہنچے ' اُسی وقت اسکی تعمیل کریں ' گو اسمیں کیسا ہی خطرہ کیوں نہو - ان فدائیوں کو بھی معلوم نہ تھا کہ ہم پر حکومت کرنے والے اور احکام بھیجنے والے کون لوگ ہیں ؟ وہ صرف حکموں کو سنتے تھے ' اور اسکی تعمیل کیلیے سر فروشانہ طیار رہتے تھے -

مرحوم تہاري کا مرحوم وطن !!

رسنہ کا ایک نظارہ !

شئون عثمانیه

عالم اسلامی

مسلمانان جزائر فلي پائن

جزائر فلیپائن ریاستهاے متحده امریکه کے ماتحت هیں - ان جزائر میں اسوقت ۵ - لاکھ مسلمان آباد هیں -

جزائر (مورو) جزائر فلپپائن کي حکومت کے ماتحت هیں - جزائر (مورو) پر ۱۱ - سال تک میجر رنلي حکمراں رها - میجر مذکور نے اپنے عهد میں فرائض حکمراني نهایت خوبي سے ادا کیے اور باشندوں میں هر دلعزیز و معتمد علیه هو گیا

سن (نیویارک امریکه) کو اپنے نامه نگار قسطنطنیه کے خط سے معلوم هوا هے که میجر رنلي فلیپائن کي اسلامي آبادي کے وکیل مطلق کي حیثیت سے آجکل آستانهٔ علیه آئے هوے هیں -

میجر مذکور آستانه پهنچتے هي شیخ الاسلام کے پاس گئے ' اور وه تمام سرکاري کاغذات پیش کیے ' جن کي بنا پر یه خدمت وکالت انکے متعلق کي گئي هے -

میجر مذکور نے مسلمانان جزائر مورو اور اپنے مقصد کے متعلق گفتگو کرتے هوے بیان کیا :

" مسلمانان فلیپائن نے انکو اسلیے اپنا وکیل بنا کے بهیجا هے ' تاکه وه (یعنی میجر مذکور) سلطان المعظم سے مسلمانان فلیپائن کے رئیس دینی یا خلیفے کي حیثیت سے ملیں اور نیابةً عرض کریں که جلالتماب ریاستهاے متحده امریکه کي پالیسی یعنی تفریق حکومت و مذهب کي بابت اطمینان فرمائیں - اور میجر موصوف بدلائل قاطعه جلالتماب کو یقین دلائیں که ریاستهاے متحده امریکه اپنے دل میں اپني مسلمان رعایا کے ساتهه بد سلوکي کا خیال پوشیده نهیں رکهتی ' کیونکه وه اسلام پر چلنے کی کوشش کرتے هیں ' اور چاهتے هیں که ایک هي وقت میں وه مومن کامل بهي هوں اور امن دوست شهري بهي "

میجر رنلي نے کها :

" ممکن هے که ان اسباب کا دریافت کرنا مشکل هو ' جنکي بنا پر ایک قدیمي و فطري زندگي بسر کرنے والي جماعت نے میرے غیر مسلم هونے کے باوجود یه خدمت میرے متعلق کي ' لیکن میں کهتا هوں که میں اپنے عهد حکومت میں انکے اعتماد و اعتبار کے حاصل کرنے میں همیشه کامیاب هوا ' کیونکه میں نے ان پر محبت و مودت کا اظهار کیا ' اور انکو یقین دلایا که وه موجوده حالت میں نیک کردار مسلمانوں کے راستے پر نهیں چل رهے هیں اور اصلاح کے محتاج هیں "

یه حالت تهے ' جنکي بنا پر انهوں نے میجر رنلي کو اس مقصد عالي کے لیے اپنا وکیل بنا کے بهیجا هے - خط سے معلوم هوتا هے که آج سے پهلے کبهي انهیں اس مقصد کے لیے کسي شخص کو بهیجنے کا اتفاق نهیں هوا -

چنانچه وه اپنے اسي خط میں سلطان المعظم کو لکهتے هیں :

" اب هماري تمام امیدیں آپ هي کے هاتهه وابسته هیں - هم کسي ایسے شخص کو نهیں جانتے ' جس سے همارے تعلقات آپکے تعلقات سے زیاده قریب هوں کیونکه آپ جانشین رسول الله اور هم تمام مسلمانوں کے خلیفه هیں - اسکے علاوه کوئی اور شخص ایسا نظر بهی نهیں آتا جس سے یه امید هو که وه اتباع اسلام کے باب میں هماري خواهشوں کے پورا کرنے میں همیں مدد دیگا "

میجر رنلي اپني اور مسلمانان مورو کے تعلقات کی سرگذشت بیان کرتے هوئے کهتے هیں :

" میرے اور مسلمانان مورو کے تعلقات ان مساعي کي بدولت هوے هیں ' جو میں نے آستانے میں انجام دي تهیں - جسوقت یه جزائر ریاستهاے متحده امریکه کو ملے هیں اسوقت اسکا معتمد مسٹر ارسکار ٹروس آستانے میں مقیم تها - اسکو جب معلوم هوا که هماری نئی مستعمرات (نو آبادیوں) میں بهت سے مسلمان بهي هیں ' تو وه سلطان عبد الحمید خاں سے ملا ' اور معاهده ریاستهاے متحده و صوبه طرابلس الغرب پیش کیا ' جسکي دفعه ۱۱ - میں لکها تها -

" چونکه ریاستهاے متحده کي حکومت کی بنیاد کسي حیثیت سے بهی مسیحیت پر نهیں هے ' اور چونکه یه حکومت مسلمانوں کے اسباب راحت ' انکے عقائد ' انکے مذهب کے ساتهه ' کسي طرح بد سلوکي کا ارادہ نهیں رکهتي ' اور نیز کیونکه وه آج تک کسي مسلمان قوم سے معرکه آرا نهیں هوي هے ' اسلیے فریقین اس امر پر متفق هیں که دونوں ملکوں کے تعلقات باهمي کے انقطاع کے لیے مذهبي امور سبب نه قرار دیے جائیں "

چونکه سلطان عبد الحمید خاں کو ان جزائر کا حال معلوم نه تها ' اسلیے پهلے انهوں نے یه دریافت کرنا چاها که آیا درحقیقت ان جزائر میں مسلمان رهتے هیں ؟ اور کیا انمیں سے کوئي جماعت اداے فریضهٔ حج کے لیے حجاز بهي آئي هے ؟ پهر اسی غرض سے انهوں نے ایک تار بهي مکه معظمه بهیجا - حسن اتفاق سے ان جزائر کے دو شخص وهاں موجود تهے - سلطان عبد الحمید نے ان دونوں آدمیوں کے هاتهه مسلمانان جزائر کے پاس خطوط بهیجے ' اسمیں انهوں نے نصیحت کي تهی که حکام کے ساتهه دوستی و محبت کے تعلقات رکهیں - یه انهیں خطوط کا اثر تها که جب یهاں اگیلنڈو کے قاصد آئے ' اور باشندوں کو - بغاوت میں شرکت کي دعوت دي ' تو مسلمانوں نے شرکت سے صاف انکار کردیا -

میجر رنلی کو مسلمانان فلیپائن (ٹرن ماس) کهتے هیں - ٹرن ماس کے لفظی معني بادشاه ' باپ ' یا سردار کے هیں -

مسلمانوں نے ایک بهت بڑي مرصع انگشتري بهي بطور یادگار انکو دي هے ' اور وه هر وقت اسے فخریه زیب انگشت رکهتے هیں -

مراسلات

مسلمانوں میں میجر ونلي کي هر دلعزيزي اور محبوبيت کا يه عالم هے که جب سے وه روانه هوے هيں ' هر نماز جمعه کے بعد جو لوگ قران حکيم پڑهسکتے هيں ' وه سورة ياسين ' اور جو لوگ اس نعمت سے محروم هيں ' وه دو رکعتيں پڑهکے دعا مانگتے هيں که ٹرکس ماس ميجر ونلي باحترام و اکرام آستانے پهنچيں ' سفراء و جالتماب سلطان المعظم سے ملاقات هو ' اور مقصد سفر ميں کامياب هوں ' اور پهر بخير و خوبي و راحت و آرام جزائر واپس آئيں ! !

جالتماب سلطان معظم کيخدمت ميں جو عريضه بهيجا گيا هے وه نهايت فصيح و بليغ عربي ميں لکها گيا هے - يه عريضه ايک سفيد مچهلي کے کاغذ کے غلاف ميں هے -

يه غلاف سرخ ' زرد ' اور سبز ' تين رنگوں کے فيتے سے آراسته هے - يه رنگ غالباً اسواسطے انتخاب کيے گئے هيں که يهي رياستهاے متحده امريکه کا شعار هے -

اس واقعه سے متعدد نتائج نکلتے هيں :

(۱) سلطان المعظم کا به حيثيت خليفه دور دراز کے جزائر تک پر دبي اقتدار هونا -

(۲) مسلمانوں کي امن پسندي ' جو هر جگه نمايان هے -

(۳) ٹرکي کے هندوستان کے مسلمانوں کے نام غدر سنه ۵۷ کے بعد ايک فرمان بهيجا تها ' جس ميں شورش و بغاوت سے بچنے کي ترغيب دي تهي - ٹرکي کا يه ايک احسان عظيم هے جسکو شايد گورنمنٹ اف انڈيا بهلا چکي هو ' مگر اس واقعه سے معلوم هوتا هے که صرف هندوستان هي کي خصوصيت نهيں ' بلکه جزائر فلپيائن کے مسلمانوں کو بهي ٹرکي نے امن و وفاداري کي تعليم دي تهي ' اور اس طرح اسنے اپنے اثر کو يورپ کي نو آبادياں ميں کبهي يورپ کے زعم کے مطابق وسيلهٔ شورش و بغاوت نهيں بنايا - شورش تو يقيناً اچهي بات نهيں ' ليکن بهتر تها که ٹرکي اپنے اثر سے طلب حقوق و حصول حريت کي سعي ميں کام ليتي -

(۴) مسلمانوں کي احسانمندي اور احسان پرستي ' که ايک مسيحي کا سلوک انسے اچها هوا ' تو اسکے ليے دعائيں مانگيں ' اور اسکو باپ کهکر پکارتے هيں - افسوس که اس احسان پرستي کا انهيں يورپ سے جو جواب ملا ' اسکا اشاره اب تعير حصلت کي طرف هے ' اور مبارک هيں وه ' جو اس اشارے کو سمجهيں اور اسپر عمل کريں !

الهلال کي ايجنسي

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله گجراتي ' اور مرهٹي هفته وار رسالوں ميں الهلال پهلا رساله هے ' جو باوجود هفته وار هونے کے ' روزانه اخبارات کي طرح کثرت سے فروخت هوتا هے - اگر آپ ايک عمده اور کامياب تجارت کے متلاشي هيں ' تو اپنے شهر کے ليے اسکے ايجنٹ بن جائيں -

واقعهٔ " سيد هاشمي "

قائم مقام پرنسپل کي تصريح

کچهه عرصه سے سيد هاشمي کے کالج سے اخراج کے متعلق اخبارات ميں غلط اور بے بنياد خبريں شايع هو رهي هيں - اس قسم کي افواهيں خواه غلط هوں يا صحيح ' کسي حالت ميں نه طالب علم کے ليے مفيد هيں نه کالج کے ايسے - ميں مناسب سمجهتا هوں که اسکے متعلق اصل واقعات شائع کردیے جائيں - يه مشهور کيا گيا هے که سيد هاشمي نے ٹينس ڈنر کي مخالفت اس بنا پر کي که همارے بهائيوں پر مصيبت آ رهي هے ' اور اس مخالفت کي سزا ميں انهيں نکال ديا گيا - اسکے اصل واقعات يه هيں :

ڈنر کي تاريخ سے دو هفته پيشتر ٹينس کميٹي کا ايک جلسه هوا جسميں سيد هاشمي شامل تهے ' اور اس جلسه ميں يه قرار پايا که پراے عهده داروں کي عليحدگي اور نئے عهده داروں کے چارج لينے کي تقريب ميں ايک ڈنر ديا جاے - اس کميٹي ميں سيد هاشمي نے کسي قسم کي مخالفت نهيں کي - ڈنر کي تاريخ مقرر هوگئي - مهمانوں کے پاس انويٹيشن جا چکے ' جسکو انهوں نے قبول کرليا ' تمام جنس خريدي جا چکي - آخر وقت ميں هاشمي نے کالج کے کچهه اور طلباء کو جنکا ڈيپوٹيشن سے کچهه تعلق نهيں تها بهڑکا کر يه رزولیوشن پاس کرليا که ٹينس ڈنر نهيں هونا چاهيے - اسپر ٹينس کميٹي کا جلسه هوا ' اور يه بيان کيا گيا که انکو ڈنر کي مخالفت کميٹي ميں کرنا چاهيے تهي - اگر اسکا مقصد همدردانه هوتا تو وه ٹينس کي کميٹي ميں مخالفت کرتے ' اور پندره روز خاموش رهکر ايسے وقت ميں ' جبکه ڈنر کا ملتوي هونا ناممکن تها ' ايسے ناجائز طريقه سے اعتراض نکرتے - کميٹي نے يه خيال کيا که اوسکا يه فعل که کميٹي ميں بيٹهکر خاموشي سے ايک بات کي موافقت کرنيکے بعد باهر جاکر اوسکے خلاف اور رنگ ورعلانا ايک شريف علي گڈه بواے کے کيرکٹر کے خلاف هے - چنانچه ٹينس کميٹي کي ممبري سے اونکا نام خارج کرديا گيا ' اور يه معامله يهيں ختم هوگيا - اونکے اخراج کے اسباب يه هيں :-

(۱) پچهلے تين سالوں ميں ٹيورٹر کے پاس اونکے متعلق خراب رپورٹيں آئيں ' اور اونکو متعدد مرتبه اونکے ٹيورٹر نے متنبه بهي کيا - اور ايک مرتبه کچهه نا گوار گفتگو بهي هوئي -

(۲) اونهوں نے اپنے اسٹيٹمنٹ کي سچائي کے خلاف جهوٹي روايتيں مشهور کيں -

(۳) اونهوں نے سنيئر اسٹاف کے ايک پروفيسر کو حيرت ميں ڈالکر دهوکا ديا ' جسپر پرنسپل صاحب نے سخت تنبيه کي ' اور کها که تهوڑي سي بات پر وه نکالديے جائينگے -

(۴) تهرڈ ايير کے سالانه امتحان ميں وه باتيں کرتے هوے پکڑے گئے -

(۵) فضل الحسن موهاني اڈیٹر اردوے معلی کو جو سڈیشن میں سزایاب هوچکے هیں پرنسپل نے به اتفاق آنریري سکریٹري کالج میں آنیکي اور طالبعلموں کو آنے ملنے کي ممانعت کي هے - سید هاشمي کا ارنسے ربط و ضبط رها اور ارنکے بٹیکات کے نرخس نمایش میں تقسیم کرنے میں نمایاں حصه لیا -

یه مشهور کیا جاتا هے که ارنکو آندهي اور مینهه میں رات کے وقت نکالا - جس طالبعلم نے ارنکو اپنے یهاں ٹهرایا ارنکو نکالا - اور جسنے روٹي کهلائي اوسکو بهي نکالدیا - اسکے متعلق واقعات یه هیں که ارنکو صبح آٹهه بجے کالج سے چلے جانے کے لیے کها گیا' اور انکي متعدد قسم کي فیس معاف کرکے ارنکو سفر خرچ کے لیے روپیه بهي دیا گیا - اور کها که اوسي روز پانچ بجے کي گاڑي سے چلے جاویں' اور اسسٹنٹ ٹیوٹر صاحب ارنکو اسٹیشن پر روانه کرنے گئے - وه اوس روز نهیں گئے' اور نهیں معلوم تک ایک طالبعلم کے یهاں چهپے رهے' جسکي کسیکوکوئي اطلاع نهیں کي گئي - ان طالبعلم کے خلاف چرلکه پهلے کوئي بات نهیں تهي اسلیے ارنکو متنبه کرکے اوسکا کمره تبدیل کر دیا گیا' اور کوئي سزا نهیں دیگئي - هاشمي کے اخراج کے بعد پرنسپل اور ٹیوٹر نے نوٹس دیدیا تها که کوئي طالبعلم سید هاشمي کو ریسیو نکرے - ایک طالبعلم نے اس حکم کے خلاف سید هاشمي کو ایک شاندار ڈنر دیا' جسمیں بهت سے طلبا کو مدعو کیا - سید هاشمي کو هار پهنایا - اسپر اس طالبعلم کو صرف ایک ماه کے لیے اسٹیکیٹ کیا - اس طالبعلم کي پهلے سے بهي کچهه شکایتیں تهیں - سید هاشمي کي روانگي دهلي کو شام کے پانچ بجے هوئي' اور اوس روز اتفاق سے خاص طور پر موسم اچها تها - ارنکے روانه هونے کے بعد ٹیوٹر اور اسسٹنٹ ٹیوٹر میرے مکان پر آئے - ان تمام واقعات کے لکهنے کے بعد میں اخبارات کے ایسے اڈیٹروں سے جو کالج کے دوست هیں اپیل کرتا هوں که وه کالج کے متعلق خبریں شایع کرنیسے قبل آنریري سکریٹري یا پرنسپل سے واقعه کي تصحیح کرلیا کریں - مجهے خوشي هے که چند اڈیٹر صاحبان نے تصحیح کے لیے پرنسپل یا آنریري سکریٹري کو لکها -

ضیاء الدین احمد

قائم مقام پرنسپل ایم - اے - او - کالج - علیگڈه

داستان خونیں

مظالم بلقان اور اسکي اشاعت

حضرت مولانا - السلام علیکم ورحمة الله و برکاته - آپکے اخبار مورخه ۱۴ - مئي سنه ۱۳۱۹ سے ظاهر هوتا هے که مجلس دفاع ملی نے جو روئداد مظالم بلقان کي شایع کي هے اور اوسکے تراجم مختلف السنه یورپ میں کیے گئے هیں - اوسکي ایک کاپي انگریزي آپکے پاس پهنچ گئي هے' اور آپ اوسکا ترجمه اپنے اخبار میں وقتاً فوقتاً چهاپتے رهینگے - آپنے یه خیال بهي ظاهر فرمایا هے که اگر همدرد اسکو چهاپ دے تو بهت بهتر هو' میري راے ناقص میں نه صرف همدرد بلکه کل روزانه اور هفته وار اسلامي اخباروں میں اسکي اشاعت ازبس ضروري هے - اور میں اُمید کرتا هوں که ان اخبارات سے پرائیویٹ خط و کتابت کرکے آپ اسکا انتظام فرمائینگے - اخباروں کي اشاعت کے بعد جیسا که آپکا خیال هے اس روئداد کو ایک رساله کي صورت میں شایع کیا جاے -

تاریخ حسیات اسلامیۂ مسلمانان هند کا ایک ورق

اعانۂ مهاجرین

اعلان جان فروشي

جناب عبد الحي خاں صاحب اردیو درگ

حضرت مولانا مد ظله العالي - سلام مسنون - اسوقت یورپین ترکي کے مظالم و بے خانماں مهاجرین کے مصائب اور احتیاج کے تار کا مضمون اور اُنکے حال زار کا مرقع جانگزا مندرجۂ الهلال پیش نظر هے -

کیا عرض کروں که دل بیتاب کیا کهه رها هے ' اور آنکهوں سے کیا بهه رها هے؟ جس ایثار سے آپنے بذریعه قیمت اخبار ۳۰ هزار کي فراهمي کا انتظام و اعلان فرمایا هے وه نهایت مستحسن اور سهل الحصول طریقه هے - بفضله تعالی قوم میں هزارهں عالی همت اور صاحب دل ایسے

[بقیه مضمون پهلا کالم]

اسکے متعلق اسقدر عرض کرنا ضروري تصور کرتا هوں که اس روئداد کا ترجمه آپ خود فرمائیں - اور اگر کوئي اور شخص انگریزي سے اردو میں ترجمه کرے تو بهي آپ اوسپر خاص نظر و اصلاح فرما دیں - یه رساله اردو ٹائپ میں نه چهپے' بلکه ایتهوگراف میں' کیونکه عوام الناس ٹائپ کو اچهي طرح نهیں پڑهه سکتے ' اور کم از کم اوسکے پڑهنے میں دقت محسوس کرتے هیں - اس رساله کے ترجمه میں معلق الفاظ سے حتی الوسع احتراز کیا جاے ' کیونکه بد قسمتي سے هندوستان میں عربی تقریبا معدوم و مفقود هوگئي هے - یه رساله خوشخط هو' مگر کاغذ کي پروا نهیں ' خواه کیسا هي کم قیمت هو - اسکی ایک لاکهه کاپیاں تمام هندوستان میں کم سے کم شائع کي جائیں - اور اصلي قیمت (Cost Price) پر فروخت کیجائیں - میں نهیں جانتا که اس روئداد کا عربی میں بهي ترجمه هوا هے - لیکن اگر نهیں هوا تو ضرور هونا چاهیے - اور مصر اور شام اور بلاد عرب طرابلس وغیره مقامات میں اسکی هزارهں کاپیاں مشتهر کرنی چاهئیں - حج بیت الله کے موقع پر اسکی اشاعت خصوصیت سے کیجاے' تا که مسلمانوں کي آنکهیں کهلیں' اور وه خواب غفلت سے کروٹ لیں - اجکی ڈاک میں بطور چنده دس روپیه کا منی آرڈر اس رساله کي اشاعت کی غرض سے آپکی مبارک خدمت میں بهیجتا هوں - اُمید هے که اسکي اشاعت کي لیے بهت زیاده چنده کی ضرورت نهوگی اور تهوڑي سي سعی سے کافی چنده هوجائیگا - کل شهروں میں ائمه مساجد جامع کے پاس یه روئداد صفت بلا قیمت جانے چاهیے - اس روئداد کے عربی ترجمه کے لیے آپ قسطنطنیه میں خط و کتابت فرماکر انتظام باساني فرماسکتے هیں - میري راے میں اس اشاعت سے ایک اور بهي مدعا حاصل هوگا' اور وه یهه که گورنمنٹ برطانیه کے رحم اور دیگر یورپین حکومتوں کي بے رحمي اور قساوت کا اندازه عامۂ خلائق کو بفحواے تعرف الاشیاء باضدادها هوجائیگا والسلام -

راقم ایک مسلمان

موجود هیں که اونمیں سے صرف ایک متنفس هي اتني قليل رقم کو بلا تکلف ديکر ' مظلوم مهاجرين کي اعانت فرما سکتا هے - ذرا همت کو کام فرمايا جاے تو ارباب همم کيليے يه امر کچهه بهي دشوار نهيں :

همت نخورد نيشتر لا رنعم را

عجب نهيں جو ابتک کسي غيور همدرد نے رقم مطلوبه آپ کي معرفت قسطنطنيه بهيجوا دي هو - يا آپکو بذريعه قيمت اخبار حسب اعلان ايک معتد به رقم وصول هوچکي هو - وکفی باالله وکيلا -

آه ! آه ! ! مولانا - خدا کي قسم ميرے پاس اسوقت بجز نقد جان کوئي سرمايه نهيں ' جس سے اپنے مظلوم بهائيونکي اعانت کرسکوں ' البته کوئي خريد فرما لے تو ميں بکنے کيليے تيار هوں ' مگر حيران هوں که مجهه بدترين خلايق کو کون خريديگا ؟ مجهه ميں نه ايار کا سا حال و قال ' نه يوسف کا سا حسن و جمال ' پهر کهتا هوں که گو کچهه نه سهي مگر انسان هوں - مسلمان هوں -

جبکه ادنے ادنے اشياء جدده کے جلسونميں روپيوں اشرفيوں سے بذريعه نيلام نهايت احترام کے ساتهه بک گئي هوں ' اور جبکه پهٹے کپڑے ٹرنے جوتے تک بک جاتے هيں ' تو کيا دس کرور اهل اسلام ميں ايک خريدار سراپا ايثار بهي مجهکو ميسر نه آئيگا ؟

پهر هاں اے جان عزيز ! بتا که اب تيرا کيا عزم هے ؟ گو تو سب سے عزيز سهي اور بقدر عالم تيرے مقابله ميں هيچ ' مگر تيري محبت کي قسم که تو جان آفريں کي خوشنودي سے تو زياده هرگز عزيز نهيں - اگر تو اسوقت بهي کام نه آئي تو پهر کس کام کي - خدا را تامل نکر اور اپنے ستم رسيده بهائيوں کي اعانت ميں قربان هوجا !

يا خدا ميري اس صداے جانفرزشي کو در اجابت تک پهونچا اور شرف قبول عطا فرما - و افوض امري الی الله -

حضرت مولانا - حاشا آپ ميري اس تحرير کو شاعرانه تعلي يا ديواے کي تر خيال نه فرمائيں - ميں آپکو بعزم و استقلال ' به ثبات عقل و هوش ' و برضا و رغبت ' بلا اکراه و جبر مطلع کرتا هوں ' بلکه اختيار ديتا هوں که جو صاحب ' جن داموں چاهيں ' مجهکو خريد فرمائيں يا آپ جسکے هاتهه مجهے فروخت فرما کر زر قيمت فوراً قسطنطنيه روانه فرمادين - اچهه عذر نکرونگا ' اور تا زيست اپنے مولی کي غلامي سے انحراف نکرونگا ' معامله طے هوجانے پر با ضابطه خط غلامي بهي لکهدونگا - و باالله التوفيق -

يه خادمه ايک غريب شوهر کي زوجه هے - جو کثير العيال بهي هيں - ميرے غريب شوهر مسمی منشي محمد عبد الکريم صاحب سکنه قسمت پان بازار سکندر آباد نے ابهي ابهي مجهسے فرمايا که همارے ترک بهائي ' بهنيں ' اور مائيں ' جو مهاجرين هيں ' ترکي سخت مصيبت ميں هيں - انکي امداد کے ليے حضرت مولانا ابوالکلام مدظله سے ايسا اخبار مفت بهيجنے کا وعده فرما کر اعلان شائع کر ديا هے - يه خادمه آپکي دن دوني رات چوگني دولت ترقي کے ليے اور درازي عمر کے ليے دعا کرتي هے -

جسسے که جنگ طرابلس اور جنگ بلقان شروع هوئي - اور همارے پيارے ترک بهائيوں ' بهنوں ' اور ماؤں ' اور ننهے ننهے بچوں پر ظالم بلقانيوں و اطاليوں نے مظالم کيے هيں - انکا حال سن سنکر ميرا اور ميرے شوهر کا کليجه پاش پاش هو چکا هے - هم دونوں جب کبهي اپنے بچوں کو محبت کي نظر سے ديکهتے هيں تو همارے پيارے و عزيز ترک شهداء ' پياري مائيں ' پياري بهنيں - پيارے و عزيز بچے ياد آجاتے هيں ' اور بے اختيار آنکهه سے جهڑي شروع هوجاتي هے - .....

آه اے رب العالمين ! تيري شان قهاري کو کيا هوگيا ؟ تيرے حبيب کي امت پر يه کيسي مصيبت هے ؟ تو اور تيرا عرش سکوت ميں کيوں هے ؟ تيري وحدانيت اور تيرے حبيب کي رسالت کي گواهي ديدينا بدله يه هم سے ليا جا رها هے -

مجهے بچپن سے اخبار اخبارات ديکهنے کا شوق هے ' ليکن اب اخبارات ديکهتي هوں تو اسلام پر هر طرف ايک اندهياري سي چهائي هوئي معلوم هوتي هے - اب تو يهي بهتر معلوم هوتا هے که دنيا کے کل مسلمان ايک دل هوکر اسلام کي حفاظت کا عهد کرليں - اسکا نتيجه جو کچهه خداے پاک کو منظور هوگا - هوگا - همارا بهروسه تو اس خداے وحده لا شريک پر هے - ميں تو اس دن کو اپنے ليے عيد سے بڑهکر جشن کا دن سمجهوں جس دن اپنے شوهر اور اپنے نو ساله فرزند کو شهيد هوتے ديکهوں - اور ميں خود بهي " فاطمه بنت عبد الله " کے قدم بقدم چلکر شهيد هوں ' جو جنگ طرابلس ميں شهيد هوکر حوران بهشتي کے آغوش ميں کهيل رهي هے ' اور جسکا حال حضور نے اخبار ميں لکها تها -

کل ميرے غريب شوهر نے آٹهه روپيه کلدار بذريعه منی آڈر (اعانهٔ مهاجرين عثمانيه) کے ليے بهيجا هے ' اسي سلسله ميں آج يه خادمه بهي آٹهه روپيه بذريعه منی آڈر ارسال کرتي هے - همکو کسي معاوضه کي ضرورت نهيں -

(از جناب محمد حسين صاحب سکريٹري انجمن هلال احمر بلگام)

روزانه رميندار ميں اعانهٔ مهاجرين کے عنوان سے الهلال کا شايع شده مضمون نظر سے گذرا - آپنے عالي همتي اور ايثار سے الهلال کي چار هزار کاپياں وقف امداد مهاجرين کي هيں - جزا کم الله احسن الجزا - آپکي اس عالي همتي کي صرف زباني داد دينا تو نهايت آسان امر هے ' ليکن اصل بات يه هے که کچهه عملي کارروائي بهي کر دکهلائي جاے - اسي خيال سے ميں نے آج نماز جمعه کے بعد جامع مسجد ميں ايک مختصر تقرير بيان کي ' اور مسلمانوں سے اس امر کي تحريک کي که کم از کم هر ايک مسجد کے ليے ايک الهلال ضرور خريدا جاے جسکي خريداري هم حرما و هم ثواب سے بهي بڑهکر هے - اسي وقت آٹهه روپيه جمع هوگئے جو آپکي خدمت ميں بذريعه منی آرڈر روانه کئے گئے هيں - وصول فرما کر الهلال امام صاحب مسجد بلگام کے نام جاري فرمائيں -

ارادہ هے که هر ايک مسجد ميں جاکر لوگونکو اسکي خريداري پر آماده کروں تاکه ايک معقول تعداد الهلال کے خريداروں کي پيدا هو جاے - اور اس طرح مهاجرين کي بهي اعانت هو -

الهـــلال

(کثر الله امثالکم - کهه نهيں سکتا که جناب کے اس خلوص و مودت اسلامي نے ميرے دل ميں کيسي جگه پيدا کر لي هے ؟)

حضرت مولانا - الله تعالی آپکے علم و فضل ميں برکت و اضافه کرے - مجهه ضعيف و نحيف کا عزيز از جان فرزند عبد الرحيم کاتب بعمر ۲۲ - سال آپ کے اخبار الهلال کا عاشق شيدا تها - جب تک الهلال کو ديکهه نه لے ' آے چين نه پڑتي تهي افسوس که اس

ضعیفی میں مجھے داغ جدائی دیگیا ' یعنے چند ماہ بیمار رہکر انتقال کر گیا - میری بقیہ عمر ضائع ہوئی - کیا کروں کدھر جاؤں ؟ مہاجرین بلقان کا درد ناک احوال جو آپ نے الہلال میں تحریر کیا ہے اس سے دلپر سخت صدمہ پہنچا - مرحوم کے طرف سے ایک روپیہ چندہ ارسال کرتا ہوں ' ارسکر قبول فرمایئں ' اور میرے بچے کے حق میں دعا فرمائیں کہ خدا ارسکی مغفرت کرے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دے آمین -

الهـــلال

(عظم الله اجورکم بمصائبکم - اللهم اغفـــره وارحمـــه ' وانت خیر الراحمین !)

(فضل کریم حکیم ڈویژنل کورٹ هوشیار پور)

عزیزہ اهلیۂ برادرم ڈاکٹر اشفاق محمد صاحب حکیم مقیم هاتهی دروازہ امرت سر دو تین ماہ سے بعارضہ بخار بیمار ہیں - تبدیل آب وهوا کی غرض سے یہاں آئی تهیں - بیماری کی شدت سے چونکہ وہ بہت دلگیر اور مایوس تهیں ' اسلیے انهیں خیال هوا کہ اپنے زیورات راہ خدا میں دیدیں - چنانچہ دو بالیاں جو امرت سر میں غالباً ۵۸ روپیہ کو خریدی گئی تهیں ' مجھے دیدیں کہ انهیں کسی عمدہ مصرف میں لگا دیا جاوے - کل رات الهـــلال کو پڑهتے هوے دل میں خیال آیا کہ اعانت مہاجرین سے اچها مصرف اور کوئی نہیں هو سکتا -

آج هر دو بالیاں ڈبیا میں بند کرکے ارسال خدمت والا ہیں - یہ خالصاً آپکی نذر ہیں ' آپ پسند کریں تو انهیں اعانۂ مہاجرین میں بهیجدیں - اور مریضہ کے حق میں دعاے صحت فرمائیں -

الهـــلال

(الله تعالی اُس مومنۂ مخلصہ کو صحت عطا فرماے - جمیع قارئین الهلال سے التجا ہے کہ انکی حق میں دعائے صحت و سلامتی فرمائیں)

(از جناب نظیر احمد خاں صاحب سہسرامی)

همارے والد ماجد مولوی سبحان احمد خانصاحب ناظر عدالت دیوانی برابر الهلال دیکها کرتے ہیں - اس هفتہ کے الهلال کو دیکهکر نہایت غمگین هوے ' اور مہاجرین کی حالت دیکهکر دل بهر آیا - چنانچہ ۳۰۰ روپیہ اپنے مشاهرہ سے بس انداز اس ارادہ سے کیا تها کہ حج کو تشریف لیجاوینگے - مگر حالت مہاجرین قابل رحم ہے - فوراً حکم دیا کہ کل روپیہ " بمد اعانۂ مہاجرین " دفتر الهـــلال کو بهیجدو کہ منزل مقصود تک پہونچ جاے - اور ان بیکسوں کی دستگیری هو - لہذا حسب الحکم جناب موصوف الصدر مبلغ ۳۰۰ سو روپیہ بذریعہ کرنسی نوٹ بیمہ ارسال ہے - امید کہ رسید سے بہت جلد مطلع کرینگے - اور " اعانت مہاجرین " کے مد میں جمع کرینگے -

فهـرست زر اعانۂ مهاجرین عثمـانیـه

(۱)

	روپیہ	آنہ	پائی
جناب انوار الحق صاحب سوداگر - پوریاں - شاهجهانپور	۱۶	-	-
مسلمانان قصبہ رسولی بذریعہ جناب برهان حسین صاحب	۱۶	۷	-
جناب عبدالرضا خانصاحب - آر - ے - آر - کهیری - گهیم پور	۲۲	-	-
جناب حاجی محمد محی الدین صاحب بنگلور	۵	-	-
جناب عبد المجید خانصاحب انسپکٹر - شورکوٹ جهنگ	۱۰	-	-
زمینداران گهرتہ بذریعہ غلام محمد صاحب	۲	۱۵	-
جناب مولانا سبحان احمد خانصاحب ناظر عدالت بهاگل پور	۳۰۰	-	-
جناب احمد حسین صاحب ٹهیکہ دار نہر درگئی پشاور	۳۰	-	-
جناب معزالدین احمد صاحب سبزپوشی - الہ آباد	۱۵	۱	-
عیور مسلمانان باریڈ پور - مونگیر	۱۶	۵	-
جناب ایم - ترابعلیخا نصاحب - تحصیلدار حیدر آباد دکن	۵۰	-	-
مسلمانان جہلم	۱۰۰	-	-
جناب عبد العفور صاحب - حسین برهما	۱	-	-
جناب امراؤ علی صاحب دهلی	۲	-	-
جناب مولوی حبیب الدین صاحب دهلی	-	۸	-
جناب ایم امین الدین صاحب بیرسٹر لائل پور	۳	-	-
جناب محمد اشفاق الدین خانصاحب سب انسپکٹر رامپور	۸	-	-
جناب میران بخش صاحب پٹواری هوشیار پور	۵۰	-	-
جناب منشی مهدی حسن صاحب محرر چنگی پرتاب گڈہ اودہ	۸	-	-
جناب سید فضل احمد صاحب - خوشبو ساز بریلی	۱۵	-	-
جناب ایم - حصرل احمد صاحب انریری مجسٹریٹ خیر آباد	۱۰۰	-	-
مسلمانان کهرنٹی بذریعہ عزیز الحق صاحب مختار - کهرنٹی - رانچی	۲۰	-	-
جناب محمد نصیر صاحب موضع هرگاواں بریلی	۱۰۳	۹	-
جناب زر بیگ صاحب وکیل حیدرآباد	۵	-	-
جناب ڈاکٹر عبد الله خانصاحب نکائی - کوئٹہ	۳	-	-
جناب شیخ فضل احمد صاحب - گجرات	۷	۸	-
جناب سید محمد تقی صاحب - ارکوٹہ	۶۵	-	-
جناب سید فضل شاہ صاحب جهت پٹ	-	۸	۶
میاں نذیر حسین صاحب ارلوهیا نوالہ ضلع گوجرا نوالہ	۳	-	-
جناب جمال خاں کشمیری کهر - گوجرا نوالہ	۱	-	-
ایک صاحب درد ار قصور لاهور	۵۰	-	-
معین الدین احمد صاحب قدوائی ندوی	۷	-	-

بذریعہ معین الدین احمد صاحب قدوائی ندوی روزات

(بہ تفصیل ذیل)

جوشن نقرہ مرسّع ۱۹ عدد - جوشن نقرہ سادہ ۲۳ عدد - گوٹہ نقرہ - بجلی طلائی ایک جفت - کیل طلائی ایک عدد - چوڑی نقرہ ۴ عدد - چهڑی نقرہ ۴ عدد - آرسی نقرہ ایک عدد

جناب سید علی حامد شاہ صاحب سجادہ نشین سندی هردولی	۳	۳	-
شیخ محمد بخش صاحب سکریٹری ترکش ریلیف فنڈ - امرتسر	۳	-	-

باقی آیندہ

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, MCLEOD STREET, CALCUTTA.

[۱۹]

مسیحا مکسچر

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجایا کرتے ہیں' اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ اُن مقامات میں نہ تو دوا خانے ہیں اور نہ ڈاکٹر' اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پتنت دوا اورایں قیمت پر گھر بیٹھے دلا طلبی مشورہ کے میسر آ سکتی ہے - ہمنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے' اور فروخت کرنے کے قبل ذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کردی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہوجاے - مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچی ہیں اور ہم دعوے کے ساتھہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پرانا بخار - موسمی بخار - ناری کا بخار - پھرکر آنے والا بخار - اور وہ بخار' جسمیں ورم جگر اور طحال بھی لحق ہو' یا وہ بخار' جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو - سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں دردِ سر بھی ہو - یہ بخار یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھہ گلٹیاں بھی ہوگئی ہوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو' ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے' اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجاے تو بھوک بڑھ جاتی ہے' اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے' نیز اسکی سابق تندرستی ازسرنو آجاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھہ پیر ٹوٹتے ہوں' بدن میں سستی اور طبیعت میں کاہلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہوجاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہوجاتے ہیں -

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
" چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام دوکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے

المشتہر رہبر پراپرائٹر

ایچ - ایس - عبد الغنی کیمسٹ ۲۲ و ۷۳
کولوٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

---

[۲۰]

ریویو اف ریلیجنز = یا مذاہب عالم پر نظر

اردو میں ہندو ستان اور انگریزی میں یورپ امریکہ و جاپان وغیرہ ممالک میں زندہ مذہب اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے والا - معصوم نبی علیہ السلام کی پاک تعلیم کے متعلق جو غلط فہمیاں پھیلائی گئی ہیں - ان کا دور کرنے والا اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دینے والا بھی ایک پرچہ ہے جس کو درست مشنس دنیا کے سامنے پیش کرنے کے قابل سمجھا ہے - اس رسالے کے متعلق چند ایک رایوں کا اقتباس حسب ذیل ہے :—

الہلال لکھنؤ - ریویو آف ریلیجنز بھی ایک پرچہ ہے جس کو خالص اخلاقی پرچہ کہنا صحیح ہے - عربی میں المنار اور اردو میں ریویو آف ریلیجنز سے بہتر پرچے کسی زبان میں شایع نہیں ہوئے جس سے روز اور مضامین نئے علم و فضل کو ناز ہے -

کویسٹ لیورپول - ریویو آف ریلیجنز کا پرچہ دلچسپ مضامین سے بھرا ہوا ہے - ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے متعلق جو جاہل عیسائی الزام لگایا کرتے ہیں - ان کی تردید میں نہایت ہی فاضلانہ مضمون اس میں لکھا گیا ہے - جس سے عمدہ مضمون آج تک ہماری نظر سے نہیں گذرا -

مسٹر روب صاحب امریکہ - میں یقین کرتا ہوں کہ یہ رسالہ دنیا میں مذہبی خیال کو ایک خاص صورت دینے کے لیے ایک نہایت زبردست طاقت ہوگی - اور نیز رسالہ اس روکھے دور کرنے کا ذریعہ ہوگا - جو جہالت سے سچائی کی راہ میں ڈالی گئی ہیں -

ریویو آف ریویو - لندن - مغربی ممالک کے باشندوں کو جو مذہب اسلام کے زندہ مذہب ہونے کے مخصوص طور پر دلچسپی رکھتے ہیں چاہیے کہ ریویو آف ریلیجنز خریدیں -

وطن لاہور - یہ رسالہ بڑے پایہ کا ہے - اس کی تحقیقات اسلام کے متعلق ایسی ہی فلسفیانہ اور عمیق ہوتیں ہے - جیسی کہ اس زمانہ میں درکار ہے سالانہ قیمت انگریزی پرچہ ۳ روپیہ ' اردو پرچہ ۲ روپیہ - نمونہ کی قیمت انگریزی ۳ آنہ - اردو ۲ آنہ - تمام درخواستیں بنام منیجر میگزین قادیان - ضلع گورداسپور آنی چاہیئیں ۔

شرکۃ علمیہ

اسلامی دنیا کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ (۱) مسلمان حقیقی اسلام کا معنی سمجھیں' اور اُس کے پیرو بنیں - (۲) آسمانی تعلیمات کے علم و تمدن نے جو اصول مقرر کیے ہیں اُن کو نمونۂ عمل بنائیں (۳) مذہبی و علمی و روحانی ترقیات کی وادی میں مہذب و متمدن دنیا کے رو برو اپنے آپ کو مشعل ہدایت بنا کر پیش کریں (۴) ابھی نظام اجتماع و قومیت متحدہ اسلامیہ کی تروئیج کے لیے ان تمام ممالک سے جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں علمی تعلقات پیدا کریں اور بڑھائیں -

ان اغراض کی تدریجی تکمیل کے لیے امرت سر (پنجاب) میں ایک مجلس قائم ہوئی ہے جس کا نام " شرکۃ علمیہ " ہے اور جس نے اپنے کام کی ابتدا بالفعل سنجیدہ و برگزیدہ علمی و مذہبی لٹریچر کی اشاعت سے کی ہے' اسلامی ممالک کے بیشتر مشاہیر و علما اس کے ممبر ہیں - ممبری کی فیس پانچ روپیہ سالانہ ہے' دوران سال میں جو کتابیں چھپیں ممبروں کو وہ سب مفت بہ اخذ محصول دی جاتی ہیں -

مجلس نے سب سے پہلے قرآن کریم کی علمی تحقیقات کی جانب توجہ کی ہے اور اس ذیل میں ایک نہایت مبسوط کتاب تالیف کرائی ہے جس کی پہلی جلد حال میں " محکمات " کے نام سے شائع ہوئی ہے' اور جس کی قیمت ایک روپیہ چار آنہ ہے - اصل کتاب (۷۰) جلدوں میں تمام ہوگی اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ تفسیر آیات میں جو دور از کار احتلافات پیدا ہوگئے ہیں' علوم جدیدہ نے جن شکوک و شبہات کی گنجایشیں نکالی ہیں' مفسرین کے روایات و طرز استدلال نے قرآن کریم کو علمی دنیا کے جن ہولناک اعتراضات کا آماجگاہ بنا رکھا ہے' یہ تمام باتیں فلسفہ کی روشنی میں لائی گئی ہیں' اور سب کی حکیمانہ تحقیقات کی ہے -

دوسری کتاب " علم الحدیث " ہے جس کی پانچ جلدوں میں سے ہنوز پہلا حصہ شائع ہوا ہے' اور جس کی قیمت دس آنہ ہے - اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیمات کو فلسفۂ جدیدہ کی روشنی میں لاکر اُن پر ہر حیثیت سے بحث کی ہے' اور دکھایا ہے کہ یورپ کو آج جس فلسفۂ تاریخ پر ناز ہے اسلام اُس کو نہایت شرح وبسط کے ساتھہ ہزار برس پہلے مکمل کر چکا ہے -

پتہ یہ ہے : سکریٹری مجلس " شرکۃ علمیہ " معرفت
نیشنل بینک آف انڈیا ' امرت سر ' پنجاب

[۱۷]

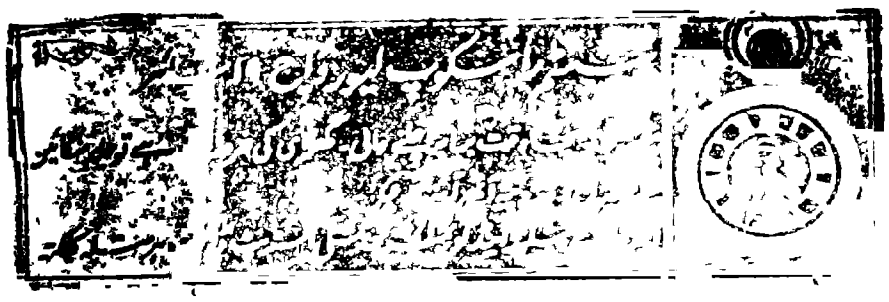

[۱]

اصل عرق کافور

اس گرمي کے موسم میں کھٹائی پینے کے بے اعتدالي کیوجہ سے پتلے دست پیٹ میں درد اور قے اکثر هوجاتے هیں - اگر اسکي حفاظت نہیں هوتی تو هیضه هو جاتا هے - بیماري بد جانیسے سنبھالنا مشکل هوتا هے - اس سے بہتر هے که ڈاکٹر برمن کا اصل عرق کافور همیشه اپنے ساتھ رکھو - ۳۰ برس سے تمام هندوستان میں جاري هے اور هیضه کی اس سے زیادہ مفید کوئي دوسري دوا نہیں هے - مسافرت اور غیر وطن کا یه ساتھي هے -

قیمت في شیشي ۴ - آنه ڈاک محصول ایک سے چار شیشی تک ۵ - آنه -

هندوستان

عرق پودینه

هندوستان میں ایک نئی چیز بچے سے بوڑھے تک کو ایکسا فائدہ کرتا هے هر ایک اهل و عیال والے کو گھر میں رکھنا چاهیے - کاغذي و لا پتي پودینه کي هري پتیوں سے یه عرق بنا هے - رنگ بھي پتوں کے ایسا سبز هے - اور خوشبو بھي تازي پتیوں کي سي هے - مندرجه ذیل امراض کیواسطے نہایت مفید اور اکسیر هے : نفخ هو جانا ' کھٹا ڈکار آنا - درد شکم - بد هضمي اور پیچش - اشتہا کم هونا ریاح کي علامت وغیرہ کو فوراً دور کرتا هے -

قیمت في شیشي ۸ - آنه محصول ڈاک ۵ - آنه

پوري حالت فہرست بلا قیمت منگواکر ملاحظه کیجائے -

نوٹ — هر جگه میں ایجنٹ یا مشہور دوا فروش کے یہاں ملتا هے -

ڈاکٹر ایم [illegible] تار اجمیر [illegible]

[۲۳]

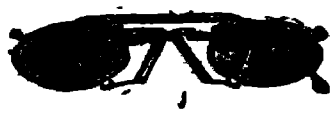

گھر بیٹھے عینک لیجیے

زندگي کا لطف آنکھوں کے دم تک پھر آپ اسکی حفاظت کیوں نہیں کرتے ؟ صرف اسلیے که قابل اعتماد عینک آساني سے نہیں ملتي ؟ مگر اب تو یه دقت نہیں ایک اطلاعي کارڈ پر همارا معتمد چشم حاضر هوگا بالکل نئے اصول پر امتحان لیجائیگي -

ایم - ایں - احمد - اینڈ سن

نمبر ۱۵/۱ رپن اسٹریٹ - ڈاکخانه ریلسلي - کلکته

[۲۴]

عمدہ

عمدہ آم شیریں

آپ خرید نا چاهتے هیں تو ملیح آباد کا " سفیدہ " - منگائیے ۳۲ دانه کي قیمت ۳ - روپیه ۱۵ - آنه - ۶۴ - آم تک محصول وغیرہ ایک روپیه - ۱۵ - جولائي - تک ملسکتا هے پھر نہیں - پھول پتي کے بیچ ' پروه هے ' آم کي قلمیں بالکل سستے داموں لیجئے

نذیر براد رس کنول هار ایجنسي ملیح آباد - لکھنؤ

[۲۵]

اشتہار

چند قرمي نظموں کا مجموعه جنکي قیمت انجمن مہاجرین اسلام میں داخل کیجائیگي -

ڈیڑھ آنے کي ٹکٹ آنے پر - ایک فرد - روانه هوسکتا هے

۶ آنے کي ٹکٹ آنے پر - ۶ - فرد " " "

۸ آنے کي ٹکٹ آنے پر - ۱۲ - فرد " " "

المشتہر خاکسار خادم الدهر سید غلام باري دهر - محمد منزل بہار

[۱۸]

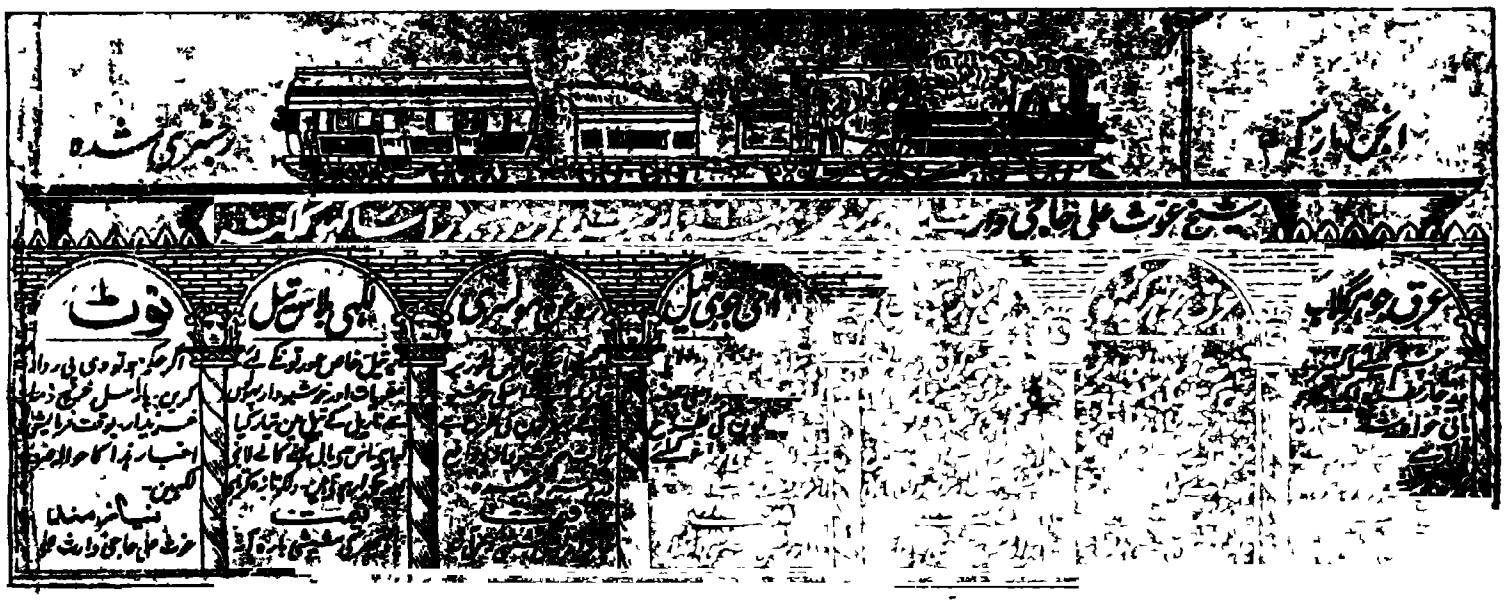
رجسٹری شدہ
شیخ غوث علی حاجی وارث
عرق گلاب
روغن مولیری
روغن بادام
روغن بید
روغن چنبیلی
روغن بنفشه
روغن نارنگی
روغن نیلوفر
روغن کدو
روغن کنجد
روغن بادام تلخ
روغن بادام شیرین
روغن خربوزه
روغن خشخاش
روغن کاهو
روغن کاسنی
روغن تخم خیار
روغن تخم خربوزه
روغن تخم کدو
روغن تخم کاهو
روغن تخم کاسنی
روغن تخم بادرنگ
روغن تخم ترنج
روغن تخم نیلوفر
روغن تخم بید
روغن تخم بنفشه
روغن تخم نارنگی
روغن تخم کنجد
روغن تخم بادام
روغن تخم خشخاش

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

مولانا ابوالکلام آزاد

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۲۵ | کلکتہ: چہار شنبہ ۱۹ رجب ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta : Wednesday, June 25, 1918.

قیمتی پرچہ

سلوٹی نہیں آنے

لاکھوں بے خانماں مہاجرین

قسطنطنیہ کی کلیسون میں !!!

الہلال کلکتہ - سالانہ قیمت مع محصول صرف آٹھہ آنہ !!!

آج دفتر الہلال میں دو تار دفتر تصویر افکار' اور ڈاکٹر مصباح کے پہنچے ہیں کہ " خدا کیلیے یورپین ٹرکی کے اُن لاکھوں بے خانماں مہاجرین کے مصائب کو یاد کرو' جنمیں ہزارہا بیمار عورتیں" اور جواں بلب بچے ہیں - جنگ جنگ کی ناگہانی مصیبتوں کی وجہ سے یکایک اپنا گھر بار چھوڑنا پڑا' اور جنگی حالت جنگ کے زخمیوں سے بھی زیادہ درد انگیز ہے ' جو مرگئے ' انکو دفن کردیں' جو زخمی ہیں انکو شفا خانے میں لے آئیں ' لیکن جو بد نصیب زندہ ' مگر مردے سے بدتر ہیں ' انکو کیا کریں ؟ "

دفتر الہلال حیران ہے کہ اس وقت اعانت کا کیا سامان کرے ؟ صدہا کیلیے نئی اپیلیں کرنا شاید لوگوں کو ناگوار گذرے کہ ہلال احمر کا چندہ ہر جگہہ ہو چکا ہے' اور تمسکات کا کام بھی جاری ہے - مجبوراً جو کچھہ خود اسکے اختیار میں ہے' اسی کیلیے کوشش کرتا ہے -

(۲) کم از کم وہ ایک ماہ کے اندر دو ہزار پاؤنڈ یعنے ۳۰ - ہزار کی رقم مخصوص اعانۂ مہاجرین کیلیے فراہم کرنا چاہتا ہے ' کیونکہ ہلال احمر کے مقصد سے جو روپیہ دیا جاتا ہے ' اسکو خلاف مقصد دوسری جگہ لگانا بہتر نہیں - اسکی اطلاع آج ہی ترکی میں بھیجدی گئی ہے -

اس بارے میں جو صاحب خود اعانت فرمائیں گے خاجرہ علی اللہ ،

یورپین ترکی کے بے خانماں مہاجرین
کا مجمع ایا صوفیا کے سامنے

وہ اپنے روپیہ کو دوسروں پر بار ڈالنے کی جگہہ ' خود ہی اس رقم کو اپنی جانب سے پیش کرنا چاہتا ہے -

(۲) اسکی صورت یہ ہے کہ بلا شک نقد تیس ہزار روپیہ دینا دفتر کے امکان سے باہر ہے ' مگر یہ تو ممکن ہے کہ تیس ہزار روپیہ جو آپ سے مل رہا ہو' وہ خود نہ لے' اور اس اشد ترین ضرورت اسلامی کیلیے وقف کردے ؟

(۳) یقیناً میں ۳۰ - ہزار نہیں دیسکتا ' لیکن آپ کیوں نہیں مجھے ۳۰ - ہزار روپیہ دیتے ' تا کہ میں دیدوں ؟

(۴) پس آج اعلان کیا جاتا ہے کہ **دفتر الہلال چار ہزار الہلال کے پرچے ایک ایک سال کیلیے اس غرض سے پیش کرتا ہے - آج کی تاریخ سے ۳۰ جون تک جو صاحب آٹھہ روپیہ قیمت سالانہ الہلال کی دفتر میں بھیجدینگے** ' انکے روپیہ میں سے صرف آٹھہ آنہ ضرور ہی اخراجات خط و کتابت کیلیے وضع کرکے باقی ساڑھے سات روپیہ اس فنڈ میں داخل کردیا جائیگا ' اور ایک سال کیلیے اخبار آنکے نام جاری کردیا جائے گا - گویا ساڑھے سات روپیہ وہ اپنے مظلوم و ستم رسیدہ برادران عثمانیہ کو دینگے ' اسکا اجر عظیم اللہ سے حاصل کرینگے ' اور صرف آٹھہ آنے میں سال بھر کیلیے الہلال بھی (جو جیسا کچھہ ہے ' پبلک کو معلوم ہے) انکے نام جاری ہو جائیگا - اس طرح چار ہزار خریداروں کی قیمت سے ۳۰ - ہزار روپیہ فراہم ہو سکتا ہے اور دفتر الہلال اُسے خرچ فائدہ اٹھانے کی جگہ' اس کار خیر کیلیے وقف کردیتا ہے -

(۵) اس وقت ساڑھے تین سو تک نئے خریداروں کا ارسط ہے - لیکن دفتر ۳۰ - جون تک کیلیے اپنی تمام آمدنی اپنے اوپر حرام کرلیتا ہے - دفتر اس وقت تک کئی ہزار روپیے کے نقصان میں ہے' اور مصارف روز بروز بڑھتے جاتے ہیں ' تاہم اس تار کو پڑھکر طبیعت پر جو اثر پڑا ' اس نے مجبور کردیا ' اور جو صورت اپنے اختیار میں تھی ' اس سے گریز کرنا ' اور صرف دوسروں ہی کے آگے ہاتھہ پھیلاتے رہنا ' بہتر نظر نہ آیا - یورپ میں اخبارات کے دفتر اپنی جیب سے ہزاروں روپیہ کار خیر میں دیتے ہیں - شاید اردو پریس میں یہ پہلی مثال ہے ' لیکن اسکی کامیابی اس امر پر موقوف ہے کہ برادران ملت تغافل نہ فرمائیں اور اس فرصت سے فائدہ اٹھا کر فوراً درخواست خریداری بھیجدیں - ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

(۶) الہلال اردو میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے ' جو یورپ اور ترکی کے اعلےٰ درجہ کے با تصویر ' پر تکلف ' خوشنما رسائل کے نمونے پر نکلتا ہے اسکا مقصد وحید دعوت الی القرآن ' اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے - محققانہ علمی و دینی مضامین کے لحاظ سے اسکے امتیاز و خصوصیت کا ہر موافق و مخالف نے اقرار کیا ہے - اُس نے ہندوستان میں سب سے پہلے ترکی سے جنگ کی خبریں براہ راست منگوائیں ' اسکا باب "شئون عثمانیہ" ترکی کے حالات جنگ کے واقعات صحیحہ معلوم کرنے کا مخصوص ذریعہ ہے - "نامہ ران عزۃ طرابلس و بلقان" اسکی ایک تا تصویر سرخی ہے ' جسکے نیچے وہ عجیب و غریب موثر اور حیرت انگیز حالات لکھے جاتے تھے ' جو اپنے مخصوص نامہ نگاروں اور خاص ذرائع معلومات سے حاصل کیے جاتے ہیں - مقالات ' مذاکرۂ علمیہ ' حقائق و وثائق ' المراسلۃ و المناظرۃ ' اسئلۃ و اجوبتھا ' اسکے دیگر ابواب و عنوان مضامین ہیں - آٹھہ آنے میں شاید ایک ایسا اخبار برا نہیں -

(۷) درخواست میں اس اعلان کا حوالہ ضرور دیا جائے ' اور طرز کی پیشانی پر " اعانۂ مہاجرین " کا لفظ ضرور لکھا جائے -

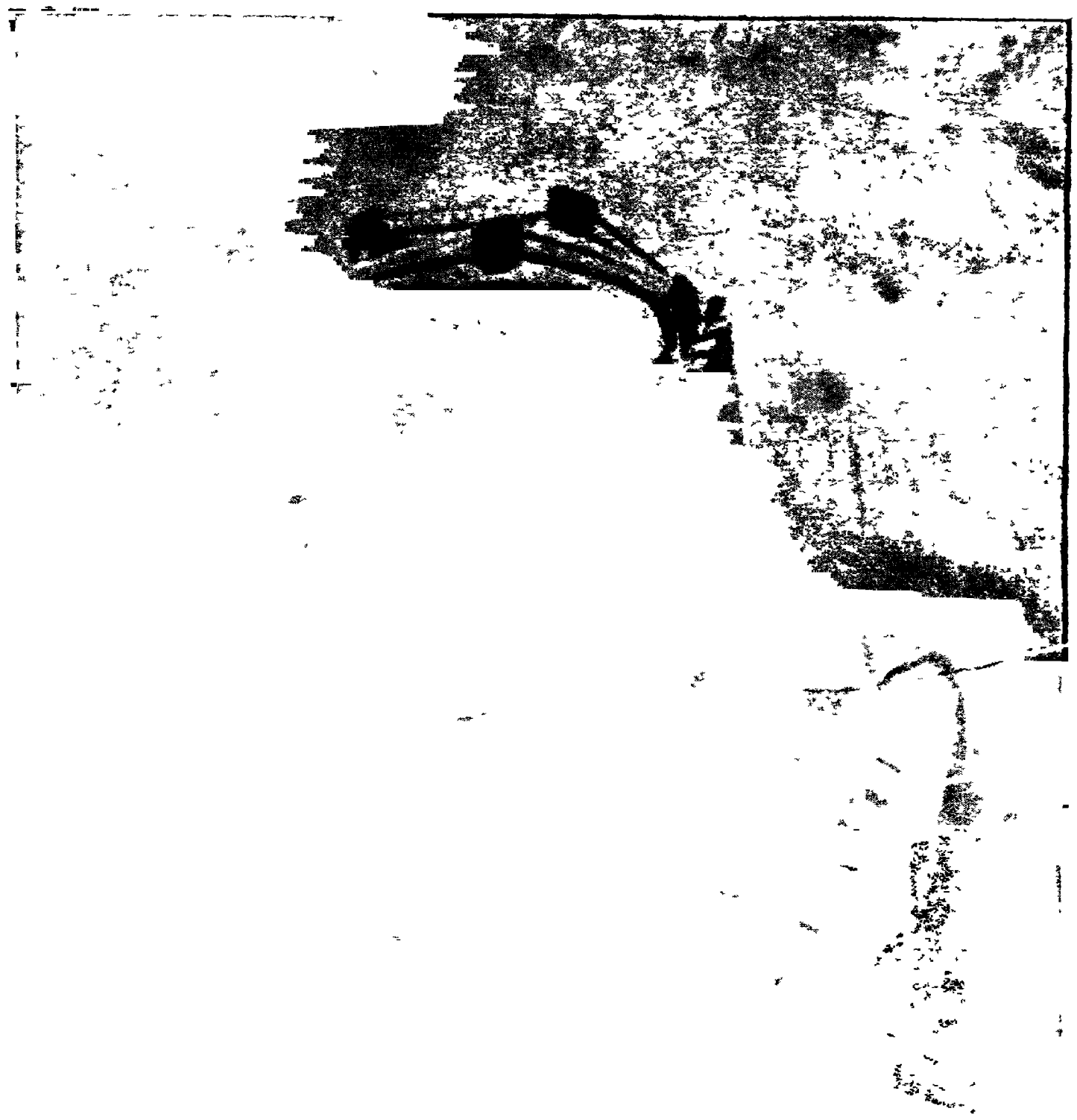

موجودہ نسل اسلامی کا بزرگ ترین فرزند :

مرحوم محمـــود شوکت پاشا

القریشي العاروني

اپنے اصلی عربی لباس میں، جسکی سیادت موجودہ عصر مصائب نے عطا فرمائی تھی میں تھے
نور اللہ مضجعہ -

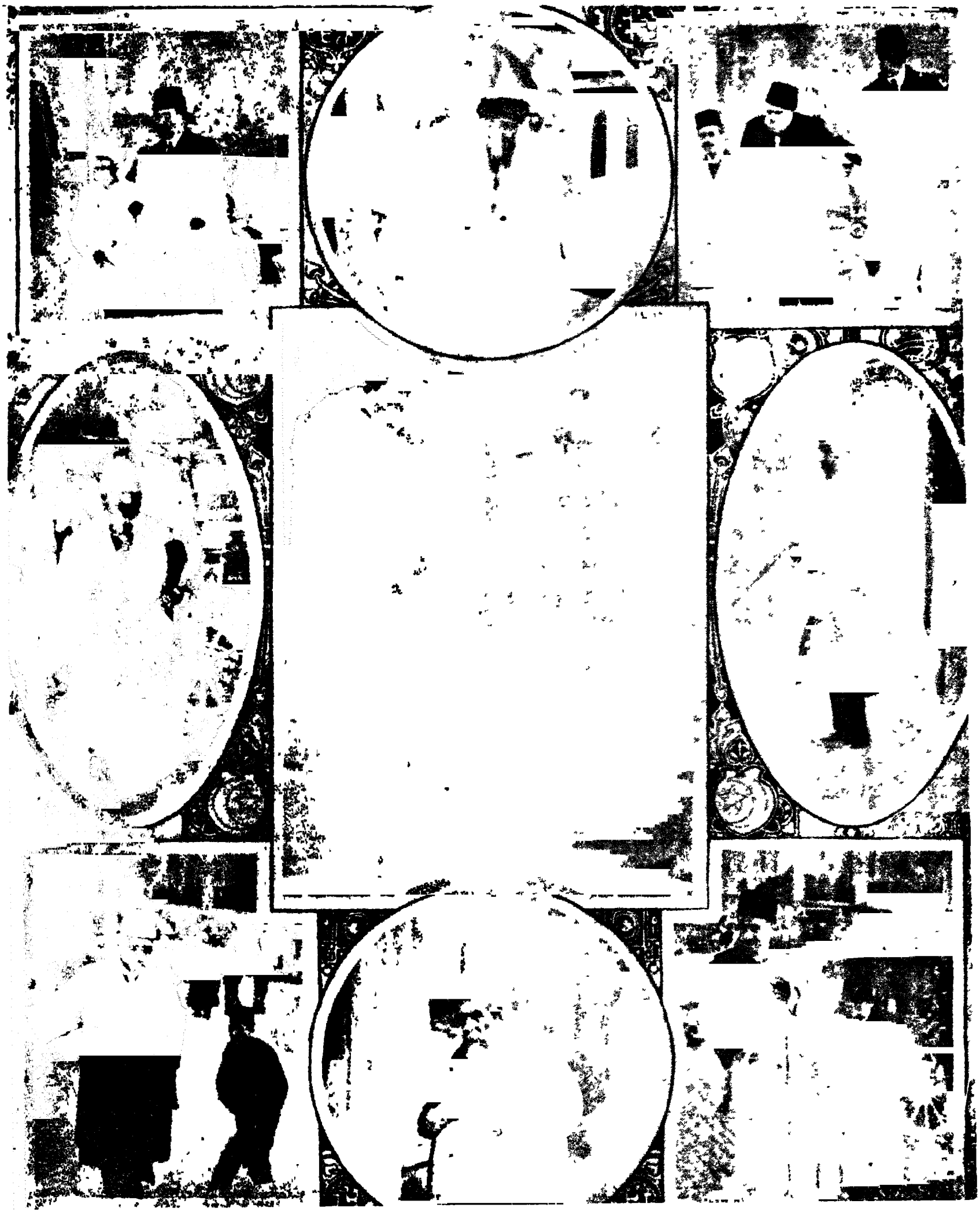

مرحوم شوکت پاشا

گذشتہ انقلاب کے دوسرے دن

[۱] سیاسی اعظمی وزیر معارف پست و تلغراف
[۲] شیخ الاسلام
[۳] ماہر فن محمد سلیم - وزیر داخلہ و رئیس جمعیت اتحاد و ترقی
[۴] حلال بک وزیر معدنیات و زراعت
[۵] مارشال محمود شوکت پاشا مرحوم وزیر اعظم و وزیر حربیہ
[۶] حاجی عادل بک وزیر داخلی
[۷] رضا بک وزیر مال
[۸] زیاد اعظمی وزیر پولیس

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs 8

Hf-yearly „ „ 4 - 12

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

مسلم الثبوت کلام الہادی

مقام اشاعت

۷۰ ۱ مکلاود اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان تلگراف

«الہلال»

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۵ — کلکتہ: چہار شنبہ ۱۹ رجب ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta : Wednesday, June 25, 1918.

فہرس

شذرات	
خاتمہ السنۃ الاولی	۲
مسئلہ ارمنیہ	۲
ترکوں پر نظر عنایت	۲
ہفتہ جدید	۳
مقالۂ افتتاحیہ	
الداء والدواء	۴
بقیہ شذرات	۸
مذاکرۂ علمیہ	
خط و کتب (۲)	۹
بقیہ شذرات	۱۱
رد اعانۂ اردو معلی	۱۱
احرار اسلام	
الحریۃ فی الاسلام	۱۲
مقالات	
المکاتیب المترجمۃ	۱۴
وثایق و حقایق	
اقتراعات	۱۷
کارزار طرابلس	
ایک فتح عظیم	۱۸
تاریخ حسیات اسلامیۂ مسلمانان ہند کا ایک ورق	
اعانۂ مہاجرین	۱۹
فہرست رد اعانۂ مہاجرین عثمانیہ	۲۰

تنبیہ

مرحوم محمود نگر کا اعانتی روپیہ رسالی لیلی میں صفحہ خاص

وزارت عثمانیہ کا رجوع »

سعریعت کے بعض مناظر ۱۷

اطلاع

خریداران الہلال کی خدمت میں

الہلال کی دوسری ششماہی جلد کا یہ آخری پرچہ ہے - جن حضرات نے گذشتہ جولائی میں سالانہ قیمت دی تھی، یا جنھوں نے جنوری میں ششماہی مرحمت فرمائی تھی، انکا حساب اس اشاعت سے ختم ہو گیا - اگر آئندہ کیلیے الہلال کی اعانت مقصود ہو، تو براہ کرم اس نمبر کو دیکھتے ہی آئندہ کیلیے قیمت روانہ فرمائیں، یا ایک کارڈ لکھکر وی - پی - کی اجازت دیں - ورنہ مجبوراً انکی خدمت میں آئندہ پرچہ روانہ نہو گا -

تذکار شہداء اسلام

الہلال کی "اشاعۃ حریت"

افسوس ہے کہ جس مخصوص اشاعت کا گذشتہ پرچے میں ذکر کیا گیا تھا، اسکی ترتیب کی بالکل مہلت نہ ملی - ناظرین سے معافی خواہ ہوں - انشاء اللہ نئے سال کی ابتدائی اشاعات میں اسکا حسب دلخواہ انتظام ہو جائیگا - تصاویر بکثرت ہیں اور چھپ رہی ہیں - صرف مضامین کی ترتیب باقی ہے -

ایڈیٹر

افسوس ہے کہ اس نمبر کی تصویروں کے چھاپے میں عین وقت پر دقت پیدا ہوگئی - آیندہ نمبر کے ساتھ شائع ہونگی

شذرات

خاتمة السنة الاولى

فيصي كماں مدر كه غم دل نگفته ماند
اسرار عشق انچه تواں گفت ' گفته ايم

الحمد لله كه الهلال كي اشاعت كے پہلے سال كا يه اخري پرچه هے - اس پرچے پر دوسري ششماهي جلد ختم هوگئي ' اور اشاعة اثنيه سے تيسري جلد شروع هوگي : فالحمد لله في البداية و الانتها ' و الشكر له في السراء و الضراء - و نسال الله ان يرزقنا ' كمال الحسنى ' و سعادة العقبى ' و خير الحرة و الاولى .

رعاشقاں جہاں عير ما نماند كسے
ديار نادة كه ما هم عدمتدم بسے

اس موقعه پر بہت سے خيالات تهے ' جو معرض تحرير ميں آجانے تو بہتر تها - جس زندگي كيليے هر ساعت اور هر لمحے ميں اپنے نفس و اعمال كا احتساب ضروري هے ' كم از كم چهه مہينے كے بعد تو اسپر ايک نظر ڈال لي جاے - سب سے بہتر " كراماً كاتبين " انسان كيليے خود اسكا ضمير هے ' اور جو لوگ اس فرشتۂ عدلي كي ندا كي سماعت حاصل كرليتے هيں ' انكو احتساب اعمال كيليے قيامت كے دن كي ضرورت نہيں رهتي - وہ جب كبهي اپني جستجو ميں نكلتے هيں تو خود اسكے اندر سے آواز آتي هے :

اقرا كتابک ' كفى بنفسک اليوم عليک حسيبا !
(١٧ : ١٥)

اپنے اعمال كي كتاب پڑهلے ' آج كے دن كسي دوسرے كاتب و شاهد كي ضرورت نہيں ' خود تيرے ضمير هي كا احتساب تيرے ليے كافي هے !

ليكن افسوس هے كه بعض ضروري اور مہتم افكار نے خاتمۂ جلد كے لكهنے كي مہلت نه دي ' اسليے الله تعالى كے شكر ' معاونين كرام كے تحديد ذكر ' اور آئنده كيليے طلب ترميم رفيق ' و استعانت و ثبات كي دعا پر ' اس جلد كو ختم كرتا هوں ' اور آيندہ اشاعات كے مانحۂ جلد ثالث كے مضمون پر بعض ضروري گذارشات رقم ملتوي -

جو كچهه كيا جا رها هے ' سب كے سامنے هے - اور جو كچهه كرنے كا ارادہ هے ' اسكے ليے ادعا نہيں - صلے كي نہ كبهي خواهش هوئي ' اور نہ نكته چينئ كي سماعت سے انكار هے - اگر كوئي ايک لمحه بهي خدمت ملہ اور اعلاء حق كا نصيب هوا ' تو يه اسكا فضل هے - اور اگر نيتوں ميں كهوت اور كاموں ميں قصور رها ' تو يه ميرے نفس كي كمزورياں هيں : ما اصابک من حسنة فمن الله ' وما اصابک من سيئة فمن نفسک .

پهلي صورت ميں تحسين كي خواهش نہيں مگر انصاف كي التجا ضرور هے - اور دوسري حالت ميں اعتراف سے گريز نہيں ' مگر دعا كي التماس البته رهتا هوں - فنعوذ با لله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا و من يهدي الله فما له من مضل ؟

مسئلۂ ارمنيه ايشيائي تركي ميں زيادہ تر پانچ قومين آباد هيں : ترک ' ارمني ' عرب ' كرد ' يوناني - انميں بڑي تعداد ارمنيوں كي هے جن كي آبادي ٣٩ فيصدي هے - مسٹر تهومپسن كي راے ميں يهي قوم سب سے زيادہ سر مشق ستم هے ' وہ كہتے هيں :

" قتل و غارت ' لوٹ مار ' عفت دري ' اور زبردستي مسلمان بنا ليني ' زمين و املاک كو جبراً ضبط كر ليني كي كارروائياں كچهه اوپر نصف صدي سے على الاتصال جاري هيں - حكام كے دستور سے اسكا انتظام اول هي هوچكا تها كه ارمنيوں سے اسلحه لے ليے گئے تهے - اسليے عريب نصراني ارمني اپني حفاظت خود نہيں كرسكتے - حكام كي ريشه دوانيوں سے اكثر قتل عام هوتے رهے هيں ' اور جو لوگ قتل هونے سے بچ رهے ' جلاے وطن كرديے گئے - عجيب ترين امر يه هے كه ارمني يه تمام مصيبتيں جهيلتے هيں ' پهر بهي انكي دلي آرزو يهي هے كه دولت عثمانيه كا ايک جزو بنكر رهيں - اس معامله ميں وہ اسقدر ارخود رفته هيں كه اگر آج يورپ انكو آزاد بهي كرا دے تو وہ اسكو منظور نہيں كر سكتے "

يه تخيلات اس قدر عرابت آميز تهے كه مقامي اينگلو انڈين معاصر كي عصبيت بهي ١٨ - جون سنه ١٩١٣ ع كي اشاعت ميں ان كو مجموعۂ تضاد مانے پر مجبور هے ' كيونكه " ارمنيوں كو روسي رعايا بننے كي اجازت دي جاتي هے ' جب بهي وہ تركي رعايا بننا هي رهنا پسند كرتے هيں "

مسٹر تهومپسن انگلستان كو الزام ديتے هيں كه " تركي كو تمام تر عدوانيوں سے وہ روک سكتا تها - اب بهي موقع هے كه ايشيائي تركي ميں سلسلۂ اصلاح جاري هو تو فرنگي سلطنتيں اس پر نگراني ركهيں - نيز فرنگي حكام نگراں مقرر كيے جائيں "

انگلشمين اس راے كي تحسين كرتے هوے اس كے عملي پهلو ميں مشكلات كے پيش آمد سے خوف زدہ هے ' تاهم اس نے قطعي فيصله كر ديا هے كه " فرنگي سلطنتوں كي امداد سے انگلستان كو حق حاصل هے كه دولت عثمانيه سے نصرانيوں كے حقوق كي نگراني كے ليے با قاعدہ مطالبه كرسكے ' كيونكه دنيا بهر ميں اس وقت دو طالبه هي سب سے بڑي " اسلامي سلطنت " هے " يعني " سب سے بڑي اسلامي سلطنت " كا يه حق نہيں هے كه مسلمانوں كو مظلوميت سے بچانے كا مطالبه كرے - البته اس كو يه حق ضرور حاصل هے كه سب سے بڑي اسلامي سلطنت هونے كي عجلت و عزيمت خصوصت كو اسطرح عمل ميں لائے كه نقدة السيف مسلمان سلطنتوں كے داخلي نظم و نسق ميں ' مداخلت و دراندازي كرے ' انكي رهي سهي زندگي كا بهي خاتمه كردے !!

تركوں پر نظر عنايت وان ڈر گولز كو آزاد كان ترک كي ناكامي پر افسوس هے ' اُن كي راے ميں جس كي ترجماني مينچسٹر گارجين نے كي هے " اب بهي بہتر هے كه تركي مفتوحات يورپ كو فرنگيوں كے رحم پر چهوڑ كر ايشياے كوچک چلي جاے " تركوں كو انهوں نے دوستانه صلاح دي هے كه " وہ اپني فوج كو از سر نو مرتب كرکے اس قدر طاقتور اور زبردست بنا ليں كه اگر كوئي سلطنت اُن پر حمله كرنے كا قصد بهي كرے تو خود اُس كي هستي معرض خطر ميں آجاے " اُن كو صاف اعتراف هے كه " آجكل كي دنياے سياست اُسي كے حق ميں انصاف كرتي هے جو زبردست هو ' حامي اُسي كي هوتي هے جو طاقت ركهتا هو ' جن كي طرف سے ذرا بهي انديشه هوا كه على حاله چهوڑ دينے سے قوت پكڑ جاينگے ' پهر اُن كي خير نہيں " ان اصول موضوعه كي ترتيب و تمهيد سے فارغ هونے كے بعد لكهتے هيں :

" سلطنت عثمانيه كو زيادہ افواج كي ضرورت نہيں كيونكه اُسكو صرف دو سرحدوں كي حفاظت كرني هوگي ' ميڈيا سے ايجين تک كي ' اور دامان كوہ قاف كے حدود كي " مرج ميں غير مسلمان عنصر كا داخله بهي اُن كے خيال ميں ضروري هے -

سياسي اصلاحات كے ضمن ميں اجرا و توسيع ريلوے كي ضرورت پر زيادہ زور ديتے هيں كه " اناطوليه (اناطوليه) سے عرب كے ڈانڈے مل جائيں ' سلطان روم قسطنطنيه سے دست بردار هوجائيں ' خلافت كا نشيمن دمشق يا حلب ميں قائم هو ' عربوں سے قربت قريبه حاصل رهے " اسكے بعد راے دي هے كه :

یہ اصلاحات قدرتي و سیاسي اصول کی بنا پر ہیں ' کیونکہ قسطنطنیہ کے دارالخلافہ رہنے سے یورپ کي توجہ ادھر زاید رہیگي ' علاوہ اسکے قسطنطنیہ کے تمام قدرتی مناظر میں روز بروز کمي بھي آتی جاتي ہے ' موجودہ مجلس مبعوثان عثماني کو اس بہشت ارضي (قسطنطنیہ) کا چھوڑنا طبعاً گوارا نہوگا ' تاہم جو مدبر جب کبھي اس اہم کام کوانجام دیگا ' وہ ضرور تحسین و آفرین کا مستحق ہوگا " ۱۱

هفدهٔ جنگ

اب یہ بات صاف ہوگئی کہ محمود شوکت پاشا مرحوم کے قاتل انگریزي رعایا کے افراد تھے ' اور سازش قتل میں خارجي سیاست کو تعلق تھا - کامل پاشا اس کے علم بردار تھے ' اور پچھلے دنوں ان کي آمد قسطنطنیہ اسی بحث وپرزے متعلق تھی - ارکان سازش نے موجودہ ترکي حکومت کو خاک میں ملا دینے کا فیصلہ کرلیا تھا - طلعت بے ' نائل بے ' عاصم بے ' ان سب کے قتل کا تہیہ ہوچکا تھا ' مگر صرف وزیر اعظم کے سرگئي ' اور سب بچ رہے - کامل پاشا کے فرزند اس انقلابی تحریک کے سرعدہ تھے ' جو اپنے بہت سے رفیقوں کے ساتھہ گرفتار ہوے ہیں - ان لوگوں کو امید تھی کہ انقلاب میں وہ برسر حکومت آجائینگے ' اور ممالک عثمانیہ کا خاطر خواہ تجزیہ کرکے دول مرتبگ کی ہمدردي حاصل کرلینگے ' مگر منصوبہ ناکام رہا ' اور افشا ہوگیا ' اور اب باب عالی اس انقلابی پیکر کے قطعی استیصال میں منہمک ہے - ۲۰ سرغنوں کے لیے سزاے موت کا حکم ہوا ہے جن میں ۱۲ - کو میدان با یزید میں پھانسی دے دي گئی - کامل پا شا کے حمید (پوتے) ایک اطالی جہاز میں سوار ہوکر بھاگ گئے - اجانب نے اُن کو پناہ دي ہے کیاب وہ سبي پھر کبھی ان آتش پاروں سے اشتعال شورش میں مدد میلیگی - دنیا کی سب سے بڑي اسلامی سلطنت برطانیہ نے جس معاہدہ کی رو سے بلقانیوں اور عثمانیوں میں صلح کردی ہے ' لندن ٹائمس نے اُس کی تفصیل شائع کردی - معاہدہ کے اہم دفعات یہ ہیں :

(۱) مسیحي مقبوضات عثمانیہ کے وہ تمام علاقے جو " اینوس " سے " میڈیا " کے خط وسطی کے قرب میں واقع ہیں ' بلقانیوں کو تفویض کردئے جائینگے - حد بندي کا تصفیہ ایک بین الدولي کمیشن کے ذریعہ سے ہوگا -

(۲) البانیہ کی حد بندي اور حکومت البانیہ کے تمام متعلقات کا فیصلہ یورپین سلطنتیں کرینگي ' ترکی جزائر بحر سفید (بہ استثناے جزیرۂ کریت وجزیرہ ہاے کوہ آتھوس) کا مسئلہ بھي دول مرتبگ ہی پر واگزار ہوگا -

(۳) جزیرۂ کریت بلقانیوں کو دے دیا جائیگا - دولت عثمانیہ کو جو سیاسی و سلطاني وغیرہ حقوق حاصل ہیں ' وہ ان سب سے دست بردار ہوجائیگی ' اور یہ تمام حقوق بلقانیوں کو مل جائینگے -

(۴) اس جنگ سے جو مالي نقصانات ہوے ہیں ' اُن کی تعویض کا سوال وہ بین الدولی کانفرنس حل کریگی ' جو اسی غرض کے لیے عن قریب پیرس میں منعقد ہونے والي ہے - مفتوحات (یا معصوبات) کي تقسیم بھي اسي کانفرنس کے ذریعہ ہوگی -

(۵) ایران جنگ ' سیاسي حدود اختیارات ' قومیت اور تجارت کے مسائل بلقانیوں اور عثمانیوں کے باہمي معاہدہ سے طے ہونگے -

اس معاہدہ نے یورپ کے تمام علاقے ' جن میں صرف تھریس کا ایک بہت ذرا سا جزو اور قسطنطنیہ کے مضافات شامل نہیں ہیں ' اسلام سے لے کر نصرانیت کو دلا دیے ' اور اب خلافت اسلامیہ کے لیے وہاں مذہبي حقوق بھی باقي نہیں رہے - ادھر سے تو صفائي ہوگئي ' لیکن اب خود بلقانیوں کي باہمي کدورت سیاسی مطلع کو ضرور مکدر کرتي جاتی ہے - سرویا و بلغاریا کی کشاکش آویزش کي حد تک پہونچ گئي - سرحدیں فوجوں سے لبریز ہیں - روس کي سعي مصالحت سے کوئی خوش نہیں - اتحاد بلقان کے ہر رکن کو اس سے اختلاف ہے - اسٹریا تک اس کے تحکم سے ناراض ہورہا ہے - بلغاري مطرعین (والنٹیرز) کے ایک دستے نے سرویا کي باقاعدہ فوج پر حملہ شروع کردیا - ۱۲ - جون کے حملے میں کچھہ سروي مقتول و مجروح بھي ہوے - روس نے ایک کانفرنس کے ذریعہ مصالحت کرانی چاہی تھي - سرویا نے اس میں شرکت سے انکار کردیا ' اور تصفیہ مناقشات میں صرف آگ اور تلوار کو حکم بنانے کي خواہش ظاہر کی - ۲۴ جون کو روس کے الحاح و اصرار پر اُس کی نالش تو منظور کرلي ہے مگر کسے معلوم کہ کل کیا ہوگا ؟ مقدونیہ کے مقام کوہرلي (کوپرلو) میں جو بلغاریہ کي سرحد پر واقع ہے اوس نے ایک لاکھہ چالیس ہزار سپاہ فراہم کرلی ہے ' صوفیا دارالحکومۃ بلغاریا یہاں سے صرف ایک سو میل کے فاصلہ پر ہے ' اس سے بلغاریوں کو خوف ہے کہ سروي فوجیں صوفیا پر حملہ کردینگی - یونان و بلغار میں بھي کشمکش کي ابتدا ہوگئي ہے - مقدونیہ اس وقت یونانیوں کے قبضہ میں ہے - بلغار کو یونان سے شکایت ہے کہ مقدونیہ میں بلغاري رعایا پر سخت مظالم ہورہے ہیں - اس نے اپني فوجیں سرحد مقدونیہ پر جمع کررکھی ہیں کہ تلوار کے زور سے اس شکایت کا انسداد کر سکے - دوسري جانب یونان کا مطالبہ ہے کہ مقدونیہ کے وہ علاقے جو تاریخي روایات و قومیت کے لحاظ سے یوناني ہیں ' بلغاریوں کے قبضہ سے یونانیوں کو واپس ملنے چاہئیں - خاتمۂ جنگ کے بعد سے بلغاریہ کی روش باب عالي کے ساتھہ ایک گونہ تواضع و تذلل کا پہلو لیے ہے - یونان کو اس کي بھي شکایت ہے کہ یونانی حکومت کي مخالفت کے لیے یہ روش اختیار کی گئي کہ اگر جنگ تک نوبت آئے تو عثمانیوں کی امداد سے یونانیوں کو منہزم کیا جاے - جزائر بحر سفید کے قبضے کا تصفیہ پیرس کانفرنس کے متعلق ہے ' مگر یونان نے انھی سے ان جزائر کے لیے تگ و دو شروع کردي ہے ' جس سے ریوٹر ایجنسي کي راے میں جنگ کے خطرات قریب آتے جاتے ہیں - اور اب یہ احتمال اس قدر قریب ہورہا ہے کہ ملکۂ یونان نے سیاحت جرمنی کا ارادہ ملتوي کردیا - کیونکہ بلقان میں صورت معاملات کي تبدیلیاں ایسی نہیں ہیں کہ اس حالت میں سیر و سیاحت کے لیے ملک سے باہر جاے کا موقع مل سکے -

پیرس کی بین الدولي کانفرنس کے ابتدائي مراتب طے ہوگئے کانفرنس کے لیے پچاس ممبر منتخب ہوے ہیں ' جن میں عثمانیوں اور بلقانیوں کے علاوہ دول ستہ (برطانیہ ' فرانس ' روس ' جرمني ' آسٹریا ' اٹلي) کے ممبر بھي شریک ہیں - کانفرنس میں حسب ذیل مسائل پیش ہونگے :

(۱) ترکي سلطنت کے ذمے قرضہ فرنگستان کا جو دار ہے ' وہ ہر ایک ترکی علاقہ پر منقسم ہے ' اور ہر جگہ کی آمدنی سے ایک خاص مقدار اس قرضے میں دي جاتی ہے - بلقانیوں نے جو علاقے فتح کیے ہیں ' اُن سے جس قدر قرضہ کي رقم ادا ہوتی تھي ' اب وہ کس حد تک باقی رہیگی ؟ بلقاني اُس کو یکمشت ادا کردینگے یا سود کی سالانہ قسطوں کی صورت میں دیتے رہینگے ؟ دونوں صورتوں میں ترکی تمسک لینے والوں کے لیے کیا ضمانت ہوگي ؟

(۲) بلقانیوں کو کس قدر تاوان جنگ دلا یا جائے -

ترکی تمسکات میں زیادہ حصہ فرانس کا ہے ' جو طبعاً اس باب میں زور دیگا ' لیکن اس وقت تک مجراے سیاست بلقان سے یہی مستنبط ہوتا ہے کہ ترکي قرضے کي جو مقدار بلقانیوں کے ذمے عائد ہوگی ' وہ کم از کم ایک کرور بیس لاکھہ پونڈ ' اور زاید از زاید دو کرور پونڈ ہوگي -

الهلال

١٩ - رجب ١٣٣١ هجری

الداء والدواء

یعنی

جماعت " حزب الله " کے اعراض و مقاصد

(١)

یا ایها الناس ! قد جاءتکم موعظة من ربکم و شفاء لما فی الصدور ، وهدی و رحمة للمومنین - قل بفضل الله و برحمته ، فبذالك ، فلیفرحوا وهو خیر مما یجمعون (١٠ ٥٨)

رخمه بر تارگ جان مي ریزم * کس چه داند تا چه دستان مي ریزم
رخمه بر تارم پریشان مي رود * کین نوا های پریشان مي ریزم
جامه همراز دم گرم مستست * آتش ازے در نیستان مي ریزم

* * *

تار شوقم درخروش اورده ست * تار هوے همچو مستان مي ریزم
دی نه یغما داده ام رخت و متاع * امشب آور در شبستان می ریزم
حوے شیرار سنگ راندن الهي ست * بهر گوهر تیشه بر کان می ریزم
گریه را در دل نشاطے دیگرست * خنده در لب های خندان مي ریزم
بند هر حواهش ز دل مي بگسلم * نقش هر صورت بعدوان می ریزم
دعوئے هستي ، همان ذت بذد گیست * کافرم گر لاف ایمان مي ریزم

* * *

در خراباتم ندیدستي خراب * ساده پنداري که پنهان می ریزم
تو دریغا دیدي و ، من خود هنور * جام مے در پیش اعیان می ریزم

* * *

مي سپارم تا قضا از دیر باز * حوبش را بر تیغ عریان می ریزم
لعب با شمشیر و خنجر مي کنم * توسه بر سر طور و پیکان مي ریزم

در جنون پندار نتوان زیستن
تشنه تر رفتم و دامان مي ریزم

تمہید (١)

یہ بار بار کہا گیا ہے کہ عالم اسلامی کے گذشتہ اخیر مصائب نے مسلمانوں میں تذبذب و اعتبار کے جیسے غیر معمولی علائم و آثار پیدا کردیے ہیں ، انکا دو سال اودھر وجود نہ تھا -

اس قسم کے آراؤ قیاسات ہمیشہ مظنون ، اور مستقبل کے نتائج کے محتاج ہوتے ہیں ، اور انکی صحت و عدم صحت کے دلائل منٹوں اور لمحوں کے واقعات و حوادث سے متغیر ہو جاتے ہیں - وہ قدیر و حکیم ، جو ایک چھوٹے سے بیج کو ایک عظیم الشان نباتاتی ہستی تک پہنچاتا ، اور پھر خود اس سے ہزاروں بیج پیدا کرتا ہے ، صرف اسکے ہاتھ میں ہے کہ بیداریوں کو اسرار ، عبرتوں کو دیبچہ حیرت ، اور متحرک بحثوں کو حی و قائم احسم کی صورت میں بدل دے

ان الله مالئ الحب * "بیشک خدا ہی ہے جو رحمیں کے اندر
و الدری ، یخرج الحی * بیج کے دانے کو (جبکہ وہ محض امید

من الميت و يخرج الميت من الحي - ذالكم الله ' فانى يوفكون ؟ (۶ : ۹۵)

(بيج كي حالت ميں هوتا هے) پھاڑكر (اميد و كاميابي كا) ايك قويي و تناور درخت پيدا كر ديتا هے - وهي زندگي كو موت سے ' اور موت كو زندگي سے نكالتا هے - يهي قدرت كي نيرنگياں دكھلانے والى ذات قدوس ' تمهارا خدا هے ' پھر تم كدهر بهكے جا رهے هو ' اور كيوں اسكي طرف نهيں جهكتے ؟ "

علائم و آثار

ليكن اسميں شك نهيں كه سمندروں كا پاني اُڑتا اور پھر ابركي صورت ميں پھيل جاتا هے - يه يقيني هے كه پاني كے برسنے سے پهلے موسم بدلتا ' اور اپنے آنے سے پهلے ' اپني علامتوں كو بهيجتا هے - طوفان كے آنے سے پهلے طوفاني هوائيں چلتي هيں ' اور برسات سے پهلے ابر عليظ كي چادريں آسمان پر پھيلا دي جاتي هيں :

الله الذي يرسل الرياح فتثير سحاباً ' فيبسطه في السماء كيف يشاء و يجعله كسفاً ' فترى الودق يخرج من خلاله ' فاذا اصاب به من يشاء من عباده اذا هم يستبشرون (۳۰ . ۷۴)

" الله هي هے جو هواؤں كو بهيجتا هے اور وه بادلوں كو اپني جگه سے اُبهارتي هيں ' پھر خدا جس طرح چاهتا هے اُسے كام ليتا هے - كبهي بادلوں كو آسمان پر پھيلا ديتا هے ' كبهي انكے ٹكڑے ٹكڑے كر ديتا هے ' اور تم كو ايسا نظر آتا هے ' گويا انكے درميان سے ميده نكلا چلا آتا هے ! پھر جب اپنے بندوں ميں سے جن پر برسانا چاهتا هے ' برسا ديتا هے ' تو وه (زندگي پاكر) خوشياں منانے لگتے هيں ! ! "

يه علائم فطريه اور آثار طبيعيه جو تم كو دنيا ميں اپنے سے باهر نظر آتے هيں ' بعينه تمهارے اندر بهي موجود هيں - تم جو اس عالم صورت و جسم كے ذرے ذرے كي پرستش كرتے هو ' بهول گئے هو كه ايك اقليم قلب و معنى بهى هے ' اور اس " عالم صغير " ميں جو كچهه هے ' اسي " عالم كبير " كا عكس و ظلال هے :

الم تر الى ربك كيف مد الظل ؟ (۲۵ . ۴۷)

كيا تم نے اپنے پروردگار كي اس حكمت و قدرت كو نهيں ديكها كه اُس نے كيونكر " ظل " يعني سائے كو پھيلا ديا هے ؟

سر روحانيان داري ولے خود را نديد ستي
بحراب خود درا تا قبلهٔ روحانيـــان بيني

آفتاب طلوع هوتا هے ' اور اپنے سايے كو اپنے ساتهه متحرك كرتے هوئے غروب هوجاتا هے (۱) چاند نكلتا هے ' اور عروج و مهاق كى منزليں طے كرتا هوا نظر آتا هے (۲) موسم بدلتے هيں اور نئى نئى هوائيں چلتي هيں - سمندروں ميں طوفان اُٹهتے هيں ' اور آسمان پر بجليوں چمكتي هيں - جبكه موسم خشك اور گرم هوتا هے تو بارش كي علامتيں ظاهر هوتى هيں ' اور جب علامتوں كا سلسله ختم هوجاتا هے تو بارش كا نزول هوتا هے - غرضكه جو دنيا تمهارے سامنے موجود هے ' وه طلوع و غروب ' عروج و مهاق ' تساط و تذرع ' تضاريب و تصادم ' تعادل و تسانق ' تسعل و ترقي ' تبدل و تجدد ' اور ايامه و ذهاب كا ايك يكسر مرقع هے ' جسكے مناظر متلوّن ' اور جسكے مظاهر متحرك هيں -

يهى يهى حال اُس دنيا كا بهى هے جو تمهارے سامنے نهيں ' مگر تم ميں موجود هے - وهاں بهى طلوع و غروب هوتا هے ' اور جبكه تاريكى چها جاتى هے تو آفتاب دريچهٔ ظلمت سے اپنا سر نكالتا هے - وهاں بهى موسم بدلتے هيں ' اور هوائيں متغير هوتي هيں - بهار عيش حيات كا پيغام لاتى هے ' اور خزاں افسردگي و هلاكت كے ساتهه ظهور كرتى هے - وهاں بهي سمندروں ميں طوفان اُٹهتے هيں ' اور زمينوں پر موسم كى تند و تيز هوائيں چلتي هيں - جب موسم بدلتا هے ' تو يهاں كے آسمان كے طرح ' وهانكا آسمان بهى بدلجاتا هے - اور جب پاني برسنے كيليے آتا هے ' تو پهلے ابر كے محيط ٹكڑوں اور سرد هواؤں كے مرطوب جهونكوں كو بهيجديتا هے - قحط اور خشك سالي اس سرزمين كي سب سے بڑي مصيبت سمجهي جاتي هے ' ليكن وهاں بهى اس سے بڑهكر اور كوئي مصيبت نهيں - جب آسمان اپني دريا دلى كا اور زمين اپني بخشش كا دروازه بند كر ديتي هے ' تو دريا اُتر جاتے هيں ' اور سير حاصل زمين خشك هوكر چٹيل ميدان بن جاتي هے - پھر موت اور بربادي دنيا پر چها جاتي هے ' اور انسان اپني غذا سے محروم هوجاتا هے -

يهى حال وهاں كا بهي هے - البته فرق صرف اتنا هے كه يهاں كي خشك سالى جسم كو غذا سے محروم كر ديتى هے ' اور وهاں كا قحط قالب و روح كيليے پيغام هلاكت هوتا هے - پس يهاں جسم كيليے موت هے ' جسكے بعد بهى زندگى باقى رهتي هے ' اور وهاں دل كيليے هلاكت هے ' جسكى هلاكت كے بعد زندگى كا كوئي سامان نهيں !

و القلب تحمل ما لا يحمل البدن !

جسم و جان ' رنگ و بو ' لفظ و معني ' صورت و حقيقت ' يهي دو مختلف دنيائيں اور موجود و مشهود كي دو اقليميں ' هيں جنكو لسان الهي " عالم آفاق و انفس " سے تعبير كرتا هے :

سنريهم ايانا في الافاق و في انفسهم حتى يتبين لهم انه الحق (۴۱ : ۵۲)

هم اپني نشانياں عالم كائنات كے مختلف اطراف و جوانب ميں بهي دكهلائيں گے اور انكے نفس كے اندر بهي ' يهاں تك كه اُن پر ظاهر هوجائے گا كه بيشك وهي حق هے -

اور يهي وه عالم معنوي هے ' جسكے آثار و علائم ' اور آيات و اسرار پر قرآن كريم توجه دلاتا هے ' اور جس سے اولاد آدم كي غفلت و اعراض پر وه هر جگه متاسف هے كه :

وفي انفسكم افلا تبصرون ؟ (۵۱ : ۲۱)

اور كيا جو كچهه تمهارے نفس كے اندر موجود هے ' اسے تم نهيں ديكهتے ؟

ما بعد آثار و عقب علائم

پس گو آثار و علائم هميشه مطمئن ' اور مستقبل كا چهره هميشه تاريكي ميں ملفوف هوتا هے ' تاهم علامتوں كے ظهور ميں شك

---

(۱) " غروب هوجاتا هے " اس اظهار سے كه ايسا نظر آتا هے - يه تمام باتيں هماري ادبيات ميں داخل هوگئي هيں - آسمان گو ساكن هو اور زمين گردش ميں ' ليكن هم شكايت آسمان هي كي گردش كي كريںگے كه كرتے آئے هيں - [مدير]

(۲) ايام مهاق سے مراد اصطلاح نجوم ميں مهينے كى وه آخري راتيں هيں جب چاند گهٹنے لگتا هے ' يعني نصف آخري (صفحه)

[بقيه صفحه ۵ كا]

(۱) فطرة انساني ' خالق انسان كي عجيب و غريب صنعت واقع هوئي هے - خالق انسان نے جهاں ايسي صلاحيت ركهي هے كه بعض مصنوعات كو ' جو اغراض و مقاصد كي تشريح كيليے ايك مبارك اصطلاح اپنے اندر ركهتے هيں ' يه تمهيد نا گوار گذرے ' كه ايسي سطحي باتوں كے لكهنے سے كيا فائده ؟ ليكن جهاں انهوں نے اتنے عرصے تك صبر كيا هے ' وهاں چند دنوں كا اور انتظار گوارا فرمائيں تو بهتر هے - هر كام كو ترتيب طبعي سے انجام پانا هے - اغراض و مقاصد سے پهلے اُن تمام امور پر نظر ڈالنا ايسا ضروري هے ' جنكے بغير ايك وقت پيش نظر هونے پر ' مقصود اصلي سمجهه ميں آ نهيں سكتا - لوگوں نے بے شمار خطوط و استفسارات اس تمهيدي امور كي نسبت آچكے هيں ' اور اسكے سوا چاره نهيں كه تمهيد هي ميں اپنے خيالات صاف صاف عرض كردوں آگے چلكر يه تمهيد هي تشريح مقاصد كا كام ديگي ' اور اسميں صرف چند مصطلحوں كي ديرهے -

نہیں - یہ ضرور ہے کہ موسم بدل رہا ہے ' اور انکھیں ابر کي پھیلي ہوي چادروں کو ' اور جسم ٹھنڈي ہواؤں کو محسوس کررہے ہیں - پس پاني کا برسنا ضروري ہے ' اور گرمي جس قدر تیزي کے ساتھہ ظاہر ہوتي ہے ' اتنا ہي بارش کے نزول کو متیقن بھي کردیتي ہے -

دلوں کي اقلیم میں ایک شورش بپا ہے - اسکے سمندر تہہ و بالا ہورہے ہیں - موجوں اور طوفانوں کا زور ہے - آسمان کي رنگت پہلے سرخ تھي ' مگر اب سیاہ اور تاریک ہوگئي ہے - اور بجلي پہلے چمکتي تھي ' پر اب گرج گرج کر زمین پر گرنا چاہتي ہے - فضاء آسمان ایک معرکۂ دار وگیر ' اور ایک محشر رستخیز بنگئي ہے - اور کائنات کي ہر شے ابھرنے اور اچھلنے کیلیے بیقرار ہے - اگر کوئي فوج نہیں آ رہي ' تو یہ گرد و غبار کیوں ہے ؟ اگر آگ نہیں جل رہي ' تو یہ دھواں کہانسے اٹھہ رہا ہے ؟ اور اگر کچھہ ہونے والا نہیں ہے ' تو یہ ہونے کي علامتیں کیوں ظاہر ہورہي ہیں ؟

ان في ذلك لذكرى ' لمن كان له قلب ' او القى السمع وهو شهيد -

دہقان آسمان کو دیکھکر سمجھہ لیتا ہے کہ اُسے کیا کرنا چاہیے اور کشتي بان طوفان کے آنے سے پہلے کشتي کو کنارے تک پہنچا دیتا ہے - پس ضرور ہے کہ دلوں کي شورش و اضطراب بے معنی نہو ' اور اس اقلیم کے حوادث و تغیرات کے اشارات گویا سمجھے جائیں -

عالم اسلامي آج ایک آخري انقلاب کے کنارے پر ہے ' اور تبدیلیوں اور انقلابوں کي وہ تمام علامتیں اسکے چپے چپے میں موجود ہیں ' جو دنیا کے گذشتہ سخت سے سخت انقلابات کي تکمیل سے پہلے ہمیشہ ظاہر ہوا کي ہیں - وہ انقلابات عظیمہ ' جنھوں نے دنیا اور دنیا کے مناظر کو یکسر پلٹ دیا - وہ تغیرات مدہشہ ' جنھوں نے قوموں اور ملکوں کي تاریخ یک قلم اولٹ دي - وہ ' جنھوں نے زمین کے جغرافیے اور اسکي خشکي اور تري کے حدود میں تبدیلیاں کردیں - وہ ' جنھوں نے انساني نسلوں کے عمران و تمدن اور انکے عوائد و خصائل کي عمارتوں کو ڈھاکر پھر ازسر نو تعمیر کردیا ' اور وہ ' جو اسلیے ظاہر ہوتے ہیں تاکہ حیات و ممات امم کے قانون الہي کے مطابق ' زمین اور زمین کے بسنے والوں کو ازسرتا پا بدل دیں - ٹھیک ٹھیک ایسے ہي مظاہر و آثار کو اپنے آگے اور یمین و یسار رکھتے تھے ' جیسے کہ آج دنیا کے سامنے ظاہر ہورہے ہیں - یہ دنیا میں ہمیشہ ہوچکا ہے ' اور ایسا ہونا انقلابات امم و ملل کے ایک دائمي قانون کے ماتحت ہے : وما تسبق من امة اجلها وما يستاخرون (۱۵ :) (۱)

تہیۂ سفر

منجملہ علائم و آثار مخصوصہ کے ایک علامت یہ بھي ہے کہ رفتہ پر ماتم اور آیندہ کي حسرت کي جگہ اب بہت سے دماغ ہیں ' جو کام بھي کرنا چاہتے ہیں ' اور محض ماتم و فریاد پر قانع نہیں - یہ احساس عام ہے اور عالم اسلامي کے دور افتادہ و اطراف سے قطع نظر ' خود ہندوستان میں بھي با وجود استیلاء یاس و قنوط موجود ہے - اور اگر صحیح وسائل اختیار کرلیے ' تو في الحقیقت انقلاب حالت کا اسے پہلا بیج سمجھنا چاہیے -

کل کي فکر آج ہر شخص کے سامنے ہے - فکر مستقبل اب صرف خاص دماغوں ہي کا حصہ نہیں رہا ' بلکہ اخبارات کے دفاتر کي طرح کسي دیہات کي ایک چکي پیسنے والي عورت بھي سمجھنے لگي ہے - کل تک مصائب کے ورود کا خوف تھا ' اسلیے صرف ذہن و دماغ ہي انکو محسوس کرسکتے تھے ' مگر آج جبکہ وہ ظاہر ہوچکے ہیں اور بقیہ ظہور سامنے ہے ' تو انکے سمجھنے کیلیے دماغ کي نہیں بلکہ دیکھنے کے لیے آنکھوں کي ضرورت ہے - اور دماغ کم ' ہوں مگر آنکھوں کي کمي نہیں -

کچھہ تو مایوس ہیں اور کچھہ متلاشي ' مگر انتظار دونوں کو ہے - پہلوں کو اگر راہ دکھلادي جاے تو چلنے سے انکار نہیں ' گو ابھی انکے قدم ساکن ہیں - اور دوسرے فکر و جستجو میں حیران ہیں کہ کس طرف کا رخ کریں ' اور منزل کو معلوم ہے مگر راہ باز نہیں !

بیداري کے بعد غفلت

حسرتا ان رقد بر کرد لد کم ویل لهم ثم ویل لهم ؟

مگر جیسا کے میں مختصراً اشارہ کرچکا ہوں ' آج کسي قدر تفصیل کے ساتھہ کہنا چاہتا ہوں کہ غفلت کے معني صرف بستر ہي پر سوے کے نہیں ہیں بلکہ سوے کے ہیں ' اور جو مسافر بستر غفلت سے اُٹھکر راہ میں سوجائے ' وہ گو بستر سے اُٹھہ چکا ہے ' لیکن مقصد سے دیدار نہیں ہوا -

سفر کا تہیہ ہي مطلوب نہیں ہے ' بلکہ صحیح راہ سفر کا معلوم کرنا اور پھر اسپر چلنا ' دونوں باتیں شرط کار ہیں - کیا فائدہ اس سے کہ آپنے بستر کے آرام اور خواب نوشیں کي راحتوں کو خیرباد کہا ' جبکہ نیند میں ضائع ہونے والی زندگي ' بستر کی جگہ ' راہ کي گم کردگی اور ضلالت پیمائی میں ضائع ہورہی ہے !

آج اس بارے میں بلند ترین حد نظر ' اور فکر و جستجو کا آخرین سدرۃ المنتہی جو لوگوں کے سامنے ہے ' وہ اسکے سوا کچھہ نہیں ہے کہ حفظ اسلام و مقامات مقدسۂ اسلامیہ کے نام سے ایک وسیع اور عظیم الشان مذہ جمع کیا جاے ' اور ہر مسلمان بقدر استطاعت اسمیں حصہ لے - نیز وہ عہد کرے کہ کعبۂ معظمہ کی حفاظت کو ہمیشہ پیش نظر رکھیگا -

اسمیں کوئي شک نہیں کہ زمین کی وراثت اور تاج و تخت حکومت میں سے جو کچھہ ہمارے پاس باقي رہا تھا ' وہ ہماري غفلتوں اور نادانیوں کي نذر ہوگیا - جو باقی ہے ہر آن و ہر لمحہ خطرے میں ہے ' اور اگر کوئی متاع آخري رہگئی ہے تو وہ صرف اسلام کا مبدء اولی اور دعوت الہی کا اولین سرچشمہ ہے - جہاں " فاران " کی چوٹیاں ہیں ' جسپر " سعیر " کے بعد خداوند حداء سیدنا نے کتاب شریعت اور شمشیر عدل کے ساتھہ ظہور کیا - جہاں وہ محترم وقدوس " عار " ہے ' جسکي تاریکي میں " داعی الی اللہ و سراج منیر " کی روشنی سب سے پہلے نمودار ہوئي ' اور جو دعوت اسلامی اور ملۃ حنیفہ کے اس اولین داعی کی یادگار ہے ' جس نے اپنے نفس و جاں کی قربانیوں کا اسوۂ حسنہ دکھلا کر ' حقیقت اسلامیہ کي پہلي بنیاد رکھی تھی :

ان اول بیت وضع للناس للذي ببكة مباركا وهدى للعالمين- فيه ايات بينات مقام ابراهيم ' ومن دخله كان امنا - (۳ : ۹۱)

" وہ عبادت الہي کا پہلا گھر ' جو انسانوں کي عبادت گذاري کیلیے بنایا گیا ' یہي تھا ' جو شہر مکہ کي سرزمین میں فیضان و برکت الہي کا مرکز اور عالم و عالمیاں کیلیے سرچشمۂ ہدایت ہے - اسمیں حکمت الہیہ کي بہت سی کھلي کھلي نشانیاں ہیں - اور انہي نشانیوں میں سے ایک بہت بڑي نشاني اسلام کے اولین داعي حضرت ابراہیم کا " مقام " مقدس ہے - جو شخص اس بیت الہي

(۱) اور کوئي امت نہ اپنے مقررہ وقت سے آگے بڑھسکتي ہے اور نہ پیچھے رہسکتي ہے - (منہ)

کي برکتوں میں داخل هوگیا ' اسکے لیے پھر همیشه کیلیے امن و امان هے "

پس ضرور هے که هر مسلم هستي اسکي خدمت گذاري کي راه میں اپنے تئیں قربان کردینے کا حلف اُٹھائے ' اور یه بھي ضروري هے که اسکے لیے پوري سعي و مجاهدت کے ساتھه ایک عظیم الشان اسلامي خزینه فراهم کیا جاے ' جو هر موقعه پر همارے لیے وسیلهٔ کار اور ذریعهٔ رفع احتیاجات هو ' اور اسکے لیے شهر سے شهر اشخاص اپنا وقت کے دریع صرف کریں -

یه سب کچھه سچ هے - اس سے کسي طرح انکار نهیں ' لیکن سوال یه هے که جو ضرورت همارے سامنے هے ' جس منزل کی تلاش و جستجو هے ' جس مقصود کے کھوج میں قدم اُٹھے هیں ' اور جس لیلي کے فراق میں محزون صفتان عشق کي یه کچھه بیقراریاں هیں ' کیا اسکے لیے صرف اتنا هی کافی هے ؟ کیا صرف ایک مسجد کا لے لینا ' اور ایک بہت بڑے مدت کا قائم کرلینا هي هماري کوششوں کا اصل مقصود ' اور همارے امراض کا علاج وحید هے ؟ جو سوال ان کاموں کے شروع کرنے کا سبب تھا ' مشکل یه هے که اختیار کرنے کے بعد بھی وهي سوال سامنے آجاتا هے :

گشت را رد گرآن را رکه افشا مي کرد

مدتوں مجکو صرف مشغول آه و بکا رهنے کا الزام دیا گیا - کئي ماه سے لوگ معترض هیں که صدا اُٹھه رهي هے مگر مدعا کا پته نهیں - اسکے اسباب سے تفصیلي بحث کبھي نه کبھی هورهیگي ' اور عاماً مضمون کے آخر میں کروں ' مگر یهاں صرف اسقدر کهنا چاهتا هوں که یه خاموشی بے وجه نه تھی - یاران راه نے منزل مقصود کي جستجو کو حدا آسان سمجھه رکھا هے ' شاید اسقدر آسان نهیں هے :

دلا که مسئلهٔ عشق اراں دقیق تراست
که حل شود شرف او فکر ناطق همه کس

لوگ سفر کا اعلان کردینے میں بہت جلد باز هیں مگر بہتر هو اگر یه جلدي قدموں کي جگه دماغوں کو سرپهچانے میں نصیب هو -

روپیه کا جمع کرنا ایک نهایت اهم کام هے ' اور خدمت کعبه تو هر مسلمان کا شعار ملي هے - پانچ وقت جس تجلي گاه معبود حقیقی کي طرف رخ همارا منه هوتا هے ' دن میں ایک مرتبه بھي کیا اسکی طرف همارا دل نهوگا ؟ اس ولولے کي آگ جسقدر ممکن هو بھڑکائیے ' اور اگر کچھه بھڑکي هے تو دامن سے هوا دیجیے - لیکن کہنا صرف یه هے که اسکے بعد مشکل حل نهیں هو جاتي ' اور عقدهٔ کار کي گره بدستور باقي رهتي هے - پھر کہتا هوں که یه سب ساختنی ضرور هیں ' سوال یه هے که حز کہاں هے ؟ داغ بساے کي تدبیر یه نهیں هے که درختوں کی شاخوں پر پچکاري سے پاني دیجیے - پهلي بات یه هے که جڑ کو درستا رکھیے - آپکو یه معلوم نهیں تو ممکن هے که دوسروں کو معلوم هو -

درگل ارباغ مي خواهی من ار گل باغ می جویم
من از آتش دخان بینم تو آتش ار دخان بینی

فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون (۱۶ : ۳۵) پھر اگر تمهیں معلوم نهیں تو صاحبان فکر و ذکر سے دریافت کرو ؟

صرف روپیے پر زور دینا

ایک خطرناک غلطي هے

یقیناً حالات نے همیں بتلا دیا هے که " ضروریات ملی " کی غرض سے ایک وسیع " خزینهٔ ملی " (نیشنل فنڈ) کا همیشه مہیا رکھنا کس درجه ضروري هے ؟ پس ضرور هے که اسکا سامان کیا جاے - لیکن صرف کسی ایسي انجمن کا قائم کرلینا ' اُن آنے والے مصائب کو کیونکر دور کرسکے گا ' جو چاروں طرف سے هم پر امنڈنے والے هیں ؟ کیا ملکوں اور قوموں کا انقلاب ایک ایسا معاملہ هے ' جسکو ایک دو کرور روپیه بطور رشوت دیکر هم اپنے حسب مرضی طے کرالیں گے ؟ کیا کرایے کی فوجیں ' اور کرایے کا جوش لندن اور برلن میں ملتا هے که جب کبھی کوئي فوج بلاد اسلامیه پر حمله آور هوگی تو هم تار کے ذریعه اُجرت طے کرکے فوراً انهیں میدان کی طرف روانه کردیں گے ؟ کیا هماري تمام بربادیاں اور نامرادیاں صرف اسلیے تھیں که هم نے همیشه اپنے پاس روپیه جمع نه رکھا ' اور یورپ نے صرف افلاس کا الزام رکھکر هم سے سلانیک اور ایدریانوپل لے لیا ؟

فرض کیجیے که کل کو فرانس نے شام پر علانیه قبضه کرلینا چاها ' اور اسکي خبر ریوٹر نے همیں پهنچادي - اس وقت همارے پاس ایک نهایت طاقتور انجمن هوئی جسکے خزانے میں دو سال کا چنده چودہ کرور روپیه موجود هوا - پھر بتا ایں همه دولت فراواں ' هم کیا کرینگے ؟ ایم - پوانکرے کو تار دیں گے که هم سے ۱۴ - کرور روپیه لیکر شام کے قبضے کا ارادہ ترک کردو ؟ یا سرایڈورڈ گرے سے درخواست کرینگے که هم سے ۱۴ - کرور روپیه لیکر اپنے اتحاد ثلاثه کے مقاصد اور فیصلهٔ مسئلهٔ مشرقي کو واپس کرلیجیے ' اور کرایے کي ایک عظیم الشان اور قاهر و باسل فوج از راه رعایا پروري ساحل بیروت پر اُتار دیجیے ؟ ممالک کیف تحکمون ؟

ممکن هے که بعض خوش اعتقاد بزرگوں کا ایسا خیال هو :

و للناس فیما یعقدون ' مذاهب

لیکن :

فاش مي گویم و از گفتهٔ خود دل شادم
بندهٔ عشقم و از هر دو جهاں آزادم

اگر مثال کیلیے فرض هي کرنا هے تو زیادہ بہتر مثال کیوں نه فرض کي جاے ؟ فرض کیجیے که کل کو انگلستان نے مسئلهٔ عراق کا قطعي فیصله ضروري سمجھا ' اور اسپر قبضے کا اعلان کردیا تو پھر اس وقت همارا یه عظیم الشان مدد کیا خدمت انجام دیگا ؟ عزیزان من ! ملکوں اور زمین کے ٹکروں کا نظام نهیں هے که آپ بھي زیادہ سے زیادہ بولي دینے کیلیے اپنی جیب کو مستعد رکھیں - یه تو قوتوں کا مقابله اور طاقتوں کی نبرد آزمائی هے - صرف آپکی جیب بھاري هوگئي تو اس سے کیا هوتا هے ' جبکه دل هی خالی هے !

معمورهٔ دلے اگر ت هست بارگرائے
کین جا سخن نه ملک فریدوں نمی رود

اس وقت کے مستعد جوش و خروش اور طاقتور حسیات اسلامیه کو محض روپیے کے جمع کردینے هی میں خرچ کرڈالنا اپنے هاتھوں اپنی آخري فرصت کو کھونا هے - روپیه کي ضرورت اور قوت سے انکار نهیں ' لیکن خدا را اتني پرستش تو نه کیجیے که قوم کي ساري قوتیں صرف اسي میں ضائع هوجائیں ؟

همارے سامنے آج همارا زوال هے ' هم بربادیوں کے کنارے پر کھڑے هیں ' اور اپني تجہیز و تکفین کا سامان اپني آنکھوں سے دیکھه رهے هیں - همارے پاس اب اتني مهلت نهیں هے که بار بار نسخے آزمائیں ' اور بہت سے طبیبوں سے رجوع کریں - هم کو اس وقت صرف ایک هی نسخے کی ضرورت هے ' اور صرف ایک هی طبیب کي - همارے امراض یقیناً بے شمار هیں ' اور فرصت هوتي تو ایک ایک کا علاج کرتے ' مگر اب تو ایسے نسخے کی تلاش هي پر انحصار زندگي اور امید صحت هے ' جو ایک هو ' مگر اپنے اندر همارے تمام بے شمار امراض کا علاج رکھتا هو -

پھر اگر هم نے محض خدمت حرمین کا عہد کرلیا اور ایک رقم ماهوار یا سالانه اسکے لیے نکالدي ' توگو یه بہت اچھا کیا ' اور کئي حیثیتوں سے مفید هوگا ' لیکن کیا اس سے همارے تمام اُن امراض کا علاج هوجاے گا ' جنهوں نے صدیوں سے همارے جسم کو گھلا رکھا ھے ' اور اب یه حالت هو گئي ھے که :

کین خسته اگر دیر زید ' شام بمیرد !

کہا جاتا ھے که اسلامي حکومتوں کا خاتمه ' اور ترکی کا بدرجۂ قصوی انحطاط ایک ایسا واقعه ھے ' جس نے حرمین شریفین کي حفاظت کو خطرے میں ڈالدیا ھے ' پس اب صرف اسلیے اُٹھه کھڑے هونا چاهیے - اگر یه تسلیم کر بھي لیا جاے که همارے لیے صرف یهي ایک کام علاج اصلي ھے ' تو سوال یه ھے که اس مقصد کو بھي کیونکر حاصل کرینگے ؟ همارے پاس نه هی چیزیں هونگي - یا ممبروں کا عہد یا انجمن کے خزانے کا روپیه ' عہد و قرار توپ و تفنگ کا کام دے نہیں سکتا ' اور روپیه لیکر حماه اور واپس نہیں هو سکتے - پھر:

چیست یاران طریقت بعد ازیں تدبیر ما ؟

فرض کیجیے که اگر تمام مسلمانان هند نے حرمین شریفین کي جگه آج ایڈریا نوپل کي (مسجد سلیم) کي حفاظت و خدمت کا عہد کرلیا هوتا ' اور اس نام سے ایک هند بھي انکے پاس مہیا هوتا ' تو کیا ایڈریا نوپل کو وہ بچالیتے ؟

ایام جنگ میں هم نے جو کچھه مالی مدد دي ' وہ نتائج کي محتاج نه تھي - کیونکه وہ جنگ ' اور اسلام و صلیب کے مقابلے کا وقت تھا ' اور بغیر فکر نتائج و عواقب ' همارا فرض دیني و جهادي یه تھا که جو کچھه بن پڑے ' اس سے دریغ نه کریں - آج بھي جبکه مهاجرین کے مصائب کے حالات همارے سامنے هیں ' همارا فرض دیني ھے که انکي اعانت کریں - اور یه اعانت کچھه اس بنا پر نہیں ھے که اس سے مصائب اسلامي کا خاتمه هو جاے گا -

لیکن جبکه هم آئنده کیلیے انتظام کرنا چاهتے هیں ' جبکه مسلمانان عالم کا مستقبل همارے سامنے هوتا ھے ' اور جبکه آیندہ کي حفاظت کے نام سے هم قوم کو دعوت دیتے هیں ' تو همارا فرض هونا چاهیے که هر قدم پر نتائج و عواقب امور کا لحاظ رکھا جاے ' اور اس وسیلۂ فوز و فلاح کي جستجو کریں ' جسکے حاصل هو جانے کے بعد ' آیندہ کیلیے اِن مصائب کے نزول و هجوم کا قطعي سد باب هو جاے -

کعبه کي خصوصیت

حاجي مرو کعبه روان کیں راه دیں ست
خوش مي رود ' اما نه مقصود نه اینست

پھر صرف " خدمت کعبه " کي خصوصیت سے بھي میں متفق نہیں هو سکتا - یه سچ ھے که آج تري ضرورت مسلمانوں میں تنظیمات عمل (آرگنائزیشن) کي ھے ' اور مسلمان کعبے هي کي حفاظت کیلیے اسلامي ممالک کي دعا کے بھي خواهشمند هو سکتے هیں ' مگر ضروري ھے که اسي وقت اسکي تشریح بھي کردي جاے - نهر که همتیں پست هوجائیں ' اور تمام موجودہ قوتیں اسی دائرے میں سمٹ آئیں که " صرف حدود کعبه و مدینه کي حفاظت هی همارا فرض ھے اور بس " -

جو کچھه کہه رها هوں ' بہتر تھا که آپ اُسے سمجھتے - میں بغیر کسي اندیشه و تامل کے اپنے عقیدے کا اعلان کردینا چاهتا هوں ' اور حیات ملت کا یه ایک اساس قویم ھے ' جس سے اگر آج غلطي کي گئي تو عجب نہیں که اس دور مصائب و نا امیدي میں بے همت دلوں کیلیے کوئي سہارا باقي نه رهے -

بقیه شذرات

أفلا تتقنون ؟ مصر کي مجلس هلال احمر نے محمد نک کو مسلمانان ادرنه (ایڈریا نوپل) کي موجودہ حالت کا اندازه کرنے کے لیے بھیجا تھا - اُن کا بیان ھے که ادرنه میں چالیس هزار مسلمان اس وقت ایسے درد انگیز حالوں میں هیں که تن ڈھانکنے کو کپڑا ' اور سد رمق کو دن رات میں ایک وقت کا کھانا بھي میسر نہیں - چار هزار مسلمان زخمي پڑے هیں ' اور ۲۶ - هزار قیدي هیں - مدا سترمیں ۱۵ - هزار ' سلانیک میں اس سے بھي زیادہ - اور تمام مقدونیه کے ستم رسیدہ و بے خان و ماں اسلامي آبادي کا شمار تو ایک لاکھه سے بھی زائد ھے - یه وہ بے سروسامان لوگ هیں ' جن میں ابھي بھی سکت نہیں رهي که ظالموں کے دست ستم سے جھوٹ کر قسطنطنیه تک اپنے آپ کو پہونچا سکیں اور وهاں اُن کے لیے کوئی انتظام هو -

اس حالت میں اگر کوئی درد رسیدہ و دردمند دل ان بلا کشاں صلیب کي اعانت کے لیے کوئی تدبیر سوچتا ھے اور اُس کے مطابق کام کا اُعار کردیتا ھے ' تو اُس پر نعریصیں هوتی هیں که ترک خود اپنے بھائیوں کی امداد سے معصر هیں تو هم کیوں یه بار اپنے سر لیں ؟ :

و اذا قیل لهم : انفقوا مما رزقکم الله ' قال الذین کفروا للذین امنوا أنطعم من لو یشاء الله اطعمه ؟ ان انتم الا فی ضلال مبین	جب اُن سے کہا گیا که " خدا کي دي هوئی روزی سے خرچ کرو " تو منکروں نے ایمانداروں کو جواب دیا : " کیا هم ایسے کو کھلائیں جسے الله چاهتا تو آپ کھلا دیتا ؟ تم لوگ تو صریح گمراهی میں پھنسے هو جو ایسا کہتے هو "
(۳۶ : ۳۸)	

واے بر ریشے که آن را از نمک مرهم کنند

خوش هیں که باب عالي نے ایشیاے ٹرکي کے متعلق نظم و نسق میں اصلاحیں منظور کرلي هیں ' جن کا اهم پہلو یه ھے که یه پورا ملک چھه صوبوں پر تقسیم کیا جائیگا - هر صوبه کا انتظام چھه ممبر اور ایک گورنر کے متعلق هوگا جو سب کے سب گورنمنٹ کے ملازم سمجھے جائینگے ' اور جن میں ایک ثلث مرکزي هونگے - اس کمیشن کے دمے چار مختلف شعبوں کي نگراني هوگي (۱) عدالت - (۲) تعلیم - (۳) پولس - (۴) رفاه عام - حدود ارمه (جنگی پولیس) هر صوبه کے لیے علحدہ علحدہ هوگي ' جس کے سرکاري ممبر (کمیشنر) و غیر سرکاري (نان کمیشنر) افسر مرکزي هوا کرینگے - فرانسیسوں نے پچھلے تین سالوں میں معاملات اتنا طول کو ایک طرح اپنے هاتھ میں لے لیا ھے - گورنمنٹ کا کوئی ایسا محکمه نہیں ھے جس میں ایک نه ایک فرانسیسی کارفرما نا کارکن نہو - اس مداخلت کے سرخیل جنرل لومن هیں ' جن کي حسن خدمت کے ترک بھي معترف هیں - وہ ترکی گورنمنٹ کے فرائض ملازمت بھی ادا کرتے هیں ' اور در پردہ فرانس کا نفوذ و رسوخ بھی بڑھاتے رهتے هیں - اس تمهید مداخلت کي بنا پر انگلستان نے تسلیم کرلیا ھے که فرانسیسی افسروں کے علاوہ اور جتنے افسر هونگے ' سب انگریز هونگے ' یعنی اتحاد برطانیه و فرانس ' جو مصر و مراکش کے متعلق پہلے سے قایم ھے ' اب مشرق صغیر بھي اُسی سلسله میں منسلک هو جائیگا !!

فرنگی سلطنتی

مرهم از لنهاش می جویند هر جان فگار
واے بر ریشے که آن را از نمک مرهم کنند !

مذاہب علمیہ

مفردات جذبات

علم النفس کا ایک باب

حظ و کرب

اثر - مسٹر عبد الماجد - بی - اے - (لکھنؤ)

(۲)

چند اہم تعریفات

گذشتہ نمبر میں احساس کی ذاتی اصولی نظریہ کا بیان تھا - صفحات ذیل میں اس مسئلہ کی چند اہم تعریفات درج کی جاتی ہیں

(۱) دنیا کی کوئی لذت ' درد و اذیت کی آمیزش سے پاک نہیں ہوتی ' بلکہ ہر انبساط کے اندر انقباض کا شایبہ لازمی طور پر شامل رہتا ہے -

یہ ہم ابھی اوپر کہہ چکے ہیں کہ حظ نام ہے اعصاب کے ایک محدود و متعین عمل کا ' اور چونکہ ہر عمل سے اعصاب میں کسی قدر کسی تکان پیدا ہونا ضروری ہے ' اسلیے کوئی حظ ایسا نہیں ہوسکتا ' جسکے متعاقب کرب نہ واقع ہو - جس طرح ہرکون کے لیے فساد اور ہر محدث کے لیے حسدگی لازمی ہے ' اسی طرح ضروری ہے کہ ہر حرکت عصبی کے بعد ایک کسل و تکان پیدا ہو ' اور اسی کا نام انقباض ' کرب ' اذیت ہے -

---

گذشتہ نمبر کی آخری سطور میں قوت ' ارادہ اور احساسات کے تعلق پر بحث کرتے ہوئے ظاہر کیا گیا ہے کہ انسان کے تمام افعال ارادیہ حس لذت و الم کے تابع ہوتے ہیں - اسکے متعلق ایک ضروری بحث ترک شائع ہوئے سے رہگیا تھا جو درج ذیل ہے :

بعض موجودہ علماء نفس کو اس کلیہ کی ہمہ گیری سے انکار ہے ' اور تعجب ہے کہ پروفیسر جیمس جیسا دقیق النظر عالم نفس بھی انکا ہم زبان ہے - یہ تسلیم کرنے کے بعد کہ افعال انسانی کا ایک بڑا حصہ اسی کلیہ کی ماتحتی میں انجام پاتا ہے ' جیمس ایک خطیبانہ انداز میں کہتا ہے

" کون شخص ہنسنے کی لذت کے لیے ہنستا ' اور غصب ناک ہونے کے استلذاذ سے متمتع ہوتا ہے ؟ کون شخص نہ چاہنے کی تکلیف رفع کرنے کی غرض سے چاہتا ہے ؟ کون شخص غم و غصہ اور خوف کی حالت میں حصول لذت کے لیے انکی ملازم حرکات کا مرتکب ہوتا ہے ؟ " (پرنسپلز آف سائکالوجی جلد ۲ - ۵۵۰)

لیکن غرض یہ ہے کہ یہ حرکات ' اور تمام افعال عادیہ ہمارے ارادے کی معلوم ہی کب ہوتے ہیں ؟ یہ تو افعال اضطراری ہیں ' جو بلا قصد ہم سے از خود سرزد ہوجاتے ہیں - حالانکہ احساس حظ و کرب کا دائرۂ عمل نہ حیثیت محرکات افعال ارادی تک محدود ہے - یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ محرکات افعال صرف موجودہ احساسات ہی نہیں ہوتے ' بلکہ احساسات کے تصورات بھی ہوتے ہیں - (منہ)

(۲) کوئی حدث انسانی ' آلام و تکالیف سے قطعاً پاک نہیں رہ سکتی -

چونکہ حدث عبارت ہے مجموعۂ حرکات سے ' اور حرکت نام ہے انتشار سالمات کا ' جو مرادف ہے انقباض و کرب کا ' اسلیے ہر نوع حدث کے لیے کرب و اذیت ناگزیر ہے - پھر چونکہ ہر حدث انسانی لازمی طور پر حدث اجتماعی ہونی چاہیے ' اور حدث اجتماعی ممکن نہیں ' جبتک کہ افراد کی آزادی اعمال محدود نہ کردی جائے ' اور اسی تحدید حریت کا نام احساس کرب ہے ' پس اسلیے بھی درد و الم حدث انسانی میں ناگزیر ہے -

(۳) قوت احساس ' مدارج تمدن کے متناسب ہوتی ہے - احساس ' چونکہ نفس کے ایک خاص شعبے کا نام ہے ' اسلیے اسکا تشور و نما عام نفسی تشور و نما کے تابع ہوتا ہے - یعنی جن لوگوں کے عام قوائے نفس نمو یافتہ ہوئے ہیں ' انکی قابلیت احساس بھی بڑھی ہوئی ہوتی ہے - اور چونکہ متمدن اقوام ہمیشہ غیر متمدن باشندوں کے مقابلے میں ذہنی حیثیت سے بلند پایہ ہوتی ہیں ' اسلیے انکے افراد بھی بسبب نہایت درکی التعس ہوتے ہیں ' اور ادنی سے ادنی واقعات سے متاثر یا متالم ہوتے ہیں ' جنکے وقوع کی غیر متمدن افراد کو خبر تک نہیں ہوتی -

کسی مہذب اور پڑھے لکھے نرم و گداز بستر پر خفیف شکن بھی اگر رہجاتی ہے ' تو وہ جس نہ حس ہوجاتا ہے ' لیکن ہندوستانی دھقان بلا تکلف فرش خاک پر لیٹ رہتا ہے ' اور اسکی پیشانی پر ہلکی سی ہلکی سکن کا نشان بھی نہیں ہوتا -

متمدن ممالک میں ہلکے سے ہلکے عمل تالمد کے لیے ہوشیار سے ہوشیار ڈاکٹر ' اور نہر سے بہتر انتظامات درکار ہوتے ہیں ' اسکے مقابلے میں وحشی قبایل کے افراد بلا کسی سار و سامان کے بلا تکلف اپنے ہاتھ ' دانت ' اور دیگر اعضاء جسم کاٹ ڈالتے ہیں -

عوام اس طرح کے واقعات کو طبیعۂ اعلی کے نصب پر محمول کرتے ہیں - حالانکہ یہ صحیح نہیں - تمدن کی بلندی کے ساتھ ' احساسات کا نازک و دقیق ہوجانا بھی لازمی ہے -

ایک اور وجہ متمدن افراد کے زیادہ متاثر عن الاحساسات ہونے کی یہ ہے کہ چونکہ اُن میں عقل ' دور اندیشی ' اور پیش بینی زیادہ ہوتی ہے ' اسلیے وہ اسباب وحشیوں کے وہ نتایج افعال کا اندازہ انکے وقوع سے بہت پیشتر کرلیتے ہیں ' اور اسی لیے وقوع واقعات سے بہت پیشتر ہی وہ حظ یا کرب سے متاثر ہونے لگتے ہیں - فرض کرو کہ ایک بکری ذبح کرنے کے لیے ہم نے خریدی ' مگر چونکہ وہ اپنی قسمت سے ناواقف ہوتی ہے ' عین ذبح ہونے کے وقت تک اُسے کوئی غم نہیں ہوتا - برخلاف اسکے جس انسان کو پھانسی کا حکم سنا دیا جاتا ہے ' وہ اسی وقت سے گھلنے لگتا ہے - اسی طرح جوں جوں انسان متمدن اور عقل و علم میں ترقی کرتا جاتا ہے ' اسی کے ساتھ ساتھ وہ اپنے آلام و لذات ' دونوں کے اسباب بھی بڑھاتا جاتا

ہے ' اور اکثر حالات میں اصل واقعات مسرت و غم سے زیادہ ' ان چیزوں کا تصور خوش آیند یا روح فرسا ہوتا ہے (۱) -

پھر محض انسان کی عمل و پیش بینی ہی نہیں ' بلکہ اسکی تمام تمدن زائیدہ صناعتیں و دستکاریاں ' ریل ' تار ' جہاز ' ہوائی جہاز ' و آلات جدگ ' جہاں ایک طرف اسکے اسباب راحت و مسرت میں اضافہ کرتے ہیں ' وہاں دوسری طرف اسکی تکلیف و بربادی کا سامان بھی اپنے اندر رکھتے ہیں -

(۴) مختلف احساسات ' معاشرت کی وقعت و قیمت کے لحاظ سے مختلف درجات میں رکھے جاسکتے ہیں -

ہمارے احساسات ' اگرچہ من حیث الاحساس ' سب کے سب مساوی درجہ کے ہوتے ہیں ' تاہم دار معاشرت میں انکی قیمتیں مختلف ہوتی ہیں - بعض احساسات پست و ادنی خیال کیے جاتے ہیں - بعض بلند و اعلی ' اور بعض بلند تر و اعلی تر - یہ فرق مراتب ' محض انکی بنا پر نہیں ' بلکہ ایک خاص اصول کے ماتحت ہے - یعنی

> جو احساسات ' بقاے افراد و حفظ نوع سے براہ راست متعلق ہیں ' وہ ادنی درجہ کے ' اور جو اس سے صرف بعید و بالواسطہ تعلق رکھتے ہیں ' وہ اعلی درجہ کے سمجھے جاتے ہیں - یہ الفاظ دیگر ' احساسات کی پستی و بلندی کا انحصار لوازم حدات سے علی الترتیب انکے قریب و بعید تعلقات پر ہے

اس کلیہ کی توضیح حسب مثالوں سے ہوگی - غور کرو نوع یا نسل کی بقا کا دار و مدار کس فعل پر ہے ؟ ظاہر ہے ' کہ عمل زوجیت پر ' لیکن یہ بعیدہ وہ فعل ہے ' جس سے تعلق رکھنے والے احساسات کا ذکر تک ہر مہذب سوسائٹی میں سخت معیوب خیال کیا جاتا ہے ' اور تمام الفاظ ' جو اس فعل کی جانب بعید اشارہ بھی کرتے ہیں ' " فحش " خیال کیے جاتے ہیں - اسکے بعد اُن افعال کا نمبر ہے ' جو اس عمل کے مقدمات کا کام دیتے ہیں - مثلاً بوسہ میں کورت شپ - اس قسم کے افعال اتنے شرمناک نہیں خیال کیے جاتے - چنانچہ ہم علانیہ انکے متعلق گفتگو کرسکتے ہیں - تاہم انکی حالت عمل پر شرم و حجاب کا پردہ پڑا رہتا ہے ' یعنی سوسائٹی اسکو جائز نہیں رکھتی کہ ان افعال کا وقوع علانیہ ہو - اس سے بھی اُتر کر وہ افعال ہیں ' جنکا تعلق فعل تناسل سے نہایت بعید ہوتا ہے - مثلاً عورت کا خارجی ذرایع ' یعنی لباس ' زیور وغیرہ سے اپنے تئیں دلفریب بنانا - ظاہر ہے کہ اس تزئین و آرایش کا مقصد محض نمایش ہوتا ہے ' تاہم اگر شوہر یا اُس خاص شخص کے علاوہ ' جسکے لیے یہ سامان کیا گیا ہے ' کسی اور شخص کی نظر اُس پر پڑ جاتی ہے تو سخت معیوب ہوتی ہے - غرض کہ جو احساسات تناسل سے تعلق رکھنے والے افعال سے جتنا زیادہ وابستہ ہوتے ہیں ' اُتنے ہی وہ پست و ادنی درجہ کے سمجھے جاتے ہیں -

یہی حال اُن افعال کا بھی ہے ' جن پر افراد کی حیات کا انحصار ہے - خیال کرو کہ جسم کی تمام خارج کردہ کثافتوں ' یہانتک کہ ناک صاف کرنے اور تھوکنے کا ذکر بھی مہذب حلقوں میں کسقدر مکروہ و ناشایستہ سمجھا جاتا ہے ؟ رفتہ رفتہ جوں جوں شایستگی و نفاست مزاجی ترقی کرتی جاتی ہے (اور جسکا نمونہ ہمیں آج کل کی اونچے طبقے کی یورپین خواتین میں ملتا ہے) معدہ ' انتڑیاں ' شکم ' لبلبہ ' وغیرہ آلات ہضم کا نام لینا تک سخت بد تہذیبی خیال کیا جانے لگتا ہے - کھانا کھانے کا فعل ' بہ ظاہر اس اصول کے منافی معلوم ہوتا ہے ' اور دلا شدہ ایک حد خاص تک وہ اس کلیہ کے مستثنیات میں داخل ہے ' لیکن صرف اتنی حد تک ' اس سے زاید نہیں - کھانا کھانے کی حالت میں دفعہ کسی عزیز شخص کا آجانا ' کھانے والے اور آنے والے ' دونوں کو معذور کر دیتا ہے - ہم خود جب کسی کھانا کھاتے ہوے شخص سے ملتے ہیں تو کوشش کرتے ہیں کہ اسکے کھانے پر ہماری نگاہ نہ پڑے - اسکے علاوہ صناعتوں کے موقع پر اسکا خاص اہتمام رہتا ہے کہ کھانے والوں کی توجہ ' گفتگو وغیرہ دیگر مشاغل کی جانب مصروف رہے ' اور اعلی طبقوں میں غذا کے داخلہ وغیرہ کا ذکر تک کرنا سخت بد مذاقی خیال کیا جاتا ہے - اس سے ظاہر ہوگا کہ کھانا کھانے کی مثال بھی کلیہ بالا کے معارض نہیں ' بلکہ ایک حد تک موید ہے -

اسکے مقابلے میں اُن مشاغل کو دیکھنا چاہیے ' جنکا قیام حدات سے نہایت بعید تعلق ہے ' اور جنہیں ہم صرف بدن طبع کے لیے اختیار کرتے ہیں - مثلاً کسی قدرتی سینری (منظر) میں دریا نہر ' سمندر ' سبزہ زار وغیرہ ' یا کسی اعلی انسانی صناعی کو دیکھکر ' یا وہ احساسات جو سماع موسیقی سے پیدا ہوتے ہیں ' نہایت اعلی خیال کیے جاتے ہیں ' اور جن لوگوں کے یہ احساسات قوی ہوتے ہیں ' انہیں " صاحب ذوق " و " خوش مذاق " وغیرہ کا لقب دیا جاتا ہے -

استحالۂ احساس

(۵) بعض حالات میں ممکن ہے کہ انبساط ' انقباض ' اور انقباض ' انبساط کی شکل میں تبدیل ہو جاے -

احساس خط و احساس کرب ' جیسا کہ ہم اوپر کہہ آے ہیں ' چونکہ نام ہے کسی ذات اور اسکے ماحول کے درمیان علی الدوام موافقت و غیر موافقت کا ' اور یہ بالکل ممکن ہے کہ جو شے پہلے ہمارے مزاج کے موافق تھی ' اب ناموافق ہوگئی ہو - یا جو پہلے ناموافق تھی ' اب موافق ہوگئی ہو - اس لیے انبساط یا انقباض میں ' اور انقباض کا انبساط میں تبدیل ہو جانا بھی بالکل ممکن ہے - جو لوگ بچپن میں کھیل کود ' آگ پھاند پر جان دیتے ہیں ' بڈھے ہوکر اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں - بعض عدائیں اب ہم زحمت سے کھانے لگے ہیں ' حالانکہ چند سال پیشتر انکی صورت سے بھی کراہیت آتی تھی - سردی کے موسم میں درد کو چھونا تک گوارا نہ تھا ' لیکن گرمیوں میں آپ درد سے ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں - یہ تمام واقعات اسی کلیہ بالا کے تحت میں حل ہوتے ہیں - اس " استحالۂ احساسات " کی حسب ذیل صورتیں ہوسکتی ہیں :

(الف) ماحول میں تغیر - مثلاً موسم ' اور آب و ہوا وغیرہ کی تبدیلی -

(ب) ذات میں تغیر ' مثلاً عمر میں شعور نما ' دفعۃ کسی مرض میں مبتلا ہوجانا ' یا اُس سے شفا پانا -

یہ دونوں صورتیں غیر ارادی ہوتی ہیں ' اور علی العموم دفعۃً ' لیکن جو صورت انسان کے تصرف و اختیار کے اندر ہے ' اسکا نام ہے :

(ج) مشق و تمرین ' یعنی ناموافق چیزوں کی تدریجی مزاولت کرکے انکو موافق بنالینا اور انکا خوگر ہوجانا - [رہیں اکتسابی

(۱) اسکا تجربہ ہر شخص کو اپنی زندگی میں ہوا ہوگا کہ اکثر آیندہ مصایب کا تصور ' خود ان مصایب سے دوچار تکلیف دہ ہوتا ہے - غالب نے خوب کہا ہے :-

ے تکلف در بلا بودن بہ از یئم تلاشت
تمر دریا سلسبیل و روے دریا آتش سد

عوايد كي عملي تدابير' تو اولاً تو اس بحث كے چھيڑنے كا يه موقع نهيں ' دوسرے هم اسكي كسي قدر تفصيل اپنے ايك علحده مضمون ميں كرچكے هيں]

حس لذت و الم كا ايك اهم فرق

(۶) آلام كي طرح لذات كبھي تيز و شديد نهيں هوسكتيں - دیكھا هوگا كه شديد درد كي حالت ميں ساري رات كروٹيں بدلتے رهتے هيں اور كسي پهلو كل نهيں پڑتي - فرط غم كي حالت ميں پچھاڑيں كھاتے هيں اور سينه كوبي كرتے كرتے اپنے تئيں هلكان كر ڈالتے هيں ' ليكن فرط مسرت ميں كبھي يه بے تابي اور بيقراري طاري هوتے نه ديكھي هوگي - اسكي وجه ظاهر هے - انبساط نام هے اعصاب كي معتدل ورزش كا ' اور اس پر انبساط كا اطلاق اسي وقت تك هو سكتا هے ' جبتك كه اس ميں اعتدال هے ' اور جهاں انبساطي كيفيت حدود اعتدال سے متجاوز هوئي ' وه انبساط نهيں رهتي ' بلكه بعينه حدود ايك كرب و الم هو جاتي هے - اطمينان ' سكون ' چين ' كل ' راحت ' كے حدود مقرر هيں ' ليكن اضطراب ' بيقراري ' بيچيني ' بے كلي ' كرب كي كوئي انتها نهيں هو سكتي -

وجـــدان

احساس كا طريقه مع اسكي اهم تعريفات كے بيان هو چكا - اب دو لفظوں ميں صرف يه كهدينا باقي هے كه احساس ' جسكے دو رخ هيں ايك حظ اور انبساط كا ' دوسرا كرب و انقباض كا ' وجدان كي معدل اولين كا نام هے - وجدان جسوقت تك ساده ' بسيط اور معرا حالت ميں هے ' احساس كهلاتا هے اور جب پيچيده ' مركب اور مخلوط شكل اختيار كرليتا هے ' تو جذبے كے نام سے موسوم هوتا هے - گويا احساسات ' جذبات كے عناصر و مفردات هيں - يعني جذبات كي جب تحليل كي جاتي هے ' تو آخركار وه احساسي كيفيات هي پر آكر ٹھهر جاتے هيں - جذبات كي ماهيت ' اور مهمات جذبات كي مفصل تشريح ' آئنده ابواب كا موضوع هے -

الهـــلال

يه مضمون كتاب كا ايك ٹكڑه هے ' اور اميد هے كه اسكے اور ابواب بھي شائع هوں - مستر عبد الماجد اُن معدودے چند تعليم يافته ارباب علم ميں سے هيں ' جنكو تصنيف و تاليف اور تراجم علميه سے دلچسپي هے - ان ابواب كي اشاعت سے انكا مقصود يه هے كه طرز تحرير اور اسلوب بيان كے متعلق اگر ارباب علم مشوره ديسكيں ' تو قبل از اشاعت كتاب اس سے فائده اٹھائيں ' مگر مجھے اسميں شك هے كه لوگ اس طرح كے مضامين كو غور سے پڑھنے اور رائے دينے كي زحمت گوارا كرينگے -

بالفعل صرف ايك امر كے طرف اشاره كرديا ضروري هے - مضمون ميں جا بجا " حس لذت و الم " كو " حظ و كرب " سے تعبير كيا هے ' اور اسي كو بصورت اصطلاح عنوان ميں بھي جگه دي هے - ليكن اسكے لئے " لذت و الم " هي كے الفاظ زياده موزوں اور صحيح تھے -

اول تو " حظ " كے معني لذت كے نهيں بلكه حصے كے هيں (الحظ : النصيب ' جمعه حظوظ) البته اردو اور شايد فارسي ميں لذت كيلئے بولتے هيں ' ليكن باعتبار لغت غلط هے ' اور عربي ميں تو اس معني كا كهيں پته نهيں -

پھر جب " لذت " كا ايك لفظ پيشتر سے اسكے لئے موجود هے ' اور عربي ميں ٹھيك ٹھيك اُسي مفهوم كو ادا كرتا هے ' جو مباحث علم النفس ميں آپكا مقصود هے ' تو دوسرا لفظ كيوں تلاش كيا جائے ؟ اردو ميں لذت كا لفظ اپنے اصلي معني سے هٹ گيا هے ' اور مختلف موقعوں پر بولا جاتا هے ' ليكن عربي ميں يه هميشه " الم " كے مقابلے ميں لايا جاتا هے ' اور لغت ميں اسكي تعريف " نقيض الالم " هے -

" كرب " اور " الم " ميں بھي فرق هے - كرب صرف " حزن " كے معنوں ميں آتا هے ' ليكن " الم " ميں اس سے زياده وسعت اور تعميم هے

بقيـــه شـــذرات

هنا و هنـــاك

محمد شريعي پاشا مصر كے ايك نامور دولتمند رئيس هيں - ارض شام ميں آنهوں نے دمشق و حلب ريلوے لائن جاري كرنے كي درخواست كي هے -

(۱) ايك لائين عره سے بيرسبع تك -
(۲) عره سے يافا و بيت المقدس تك -
(۳) عره سے مصر تك -

دو درخواستيں حدود اهل شام نے بھي دي هيں ' جن ميں ايك احراء ريلوے اور ايك حمار رادي كے متعلق هے - تيسرے كے ليے بھي ايك درخواست پيش هوئي هے ' حر اميد هے كه منظور هو جائيگي -

مسلمانان شام كي اس پر آشوب حالت كا اندازه كيجئے كه مظالم يورپ نے اُن كے دل پاش پاش كرديے هيں ' مگر بقاے حياه كي فكروں سے وه اس حالت ميں بھي غافل نهيں ! نه اس ليے كه مظلومان بلقان كا اُن كو درد نهيں هے ' بلكه محض اس ليے كه وقت فرصت سے فائده اٹھانے ميں اگر پيش قدمي نهيں تو يهي اخبارے فرنگي سرمايه داروں كو ملجائينگے - ليكن هندوستان كي حالت كسقدر افسوس ناك هے كه تمام موارد ثروت پر غير هندوستاني قومين قابض هوتي جاتي هيں ' تاهم كسي هندوستاني سرمايه دار كو اس كا احساس بھي نهيں هوتا ' نه دارحرب و زرد مصائب كے ' پھر بھي آنكھيں بند هيں !

زر اعانـــهٔ " اردوے معلے "

جناب محمد ناظم صاحب صديقي ركاون سے لكھتے هيں .

آپكے اخبار الهلال ميں " اردو پريس عليگڈه كي صناعت " كے عنوان سے جو مضمون شائع هوا هے ' اُسكو پڑھكر بهت صدمه ' هوا اور اُسوقت اور بھي اضطراب پيدا هوا ' جب ميرے ايك دوست مسٹر غلام جيلاني نے جو حال هي ميں عليگڈه سے تشريف لائے هيں اُن تمام امور كي تصديق كي جو كچھه جناب حسرت موهاني كي عرضي كا حال اپنے اخبار ميں درج فرمايا هے - واقعي ايك ايسے پريس سے جس هزار كي صناعت طلب كرنا سراسر نا انصافي هے - هملوگ اپني حيثيت كے مطابق موجوده احباب سے ايك ايك روپيه جمع كرکے اپكي خدمت ميں بھيجتے هيں - آپ جسطرح چاهيں اس روپيه سے حضرت موهاني كي امداد فرمائيں - هملوگ استدعا كرتے هيں كه آپ بهت جلد اسكے متعلق ايك با قاعده مد قائم كرديں - هملوگ كوشش كرکے جسقدر بھي روپيه يهاں سے جمع هوسكيگا ' آپكي خدمت ميں بھيجدينگے -

جن صاحبوں نے ايك ايك روپيه ديا هے اُنكے اسماء گرامي حسب ذيل هيں :

مسٹر غلام جيلاني - مولوي امام عليصاحب - مسٹر رشيد محمد مولوي شهادت حسين صاحب - محمد ناظم صديقي -

الحرية في الاسلام

(١)

منجملہ ان مقاصد مہمہ کے ' جنکے لیے الہلال شائع کیا گیا ' ایک مقصد اہم احرار اسلام کا باب تھا -

ارادہ تھا کہ منجملہ مستقل ابواب مضامین کے ' یہ باب بھی بالالتزام ہمیشہ چند صفحات کا سرعنوان رہیگا ' اور اسکے نیچے تاریخ اسلام کے ماضی و حال کے وہ واقعات اور سوانح حالات درج ہوا کرینگے ' جسے عملت پیشگان ملت کو اپنا حق پرستی و حریت روشی کا بھولا ہوا خواب یاد آجاے گا -

لیکن اسکے لیے سب سے پہلے بطور دیباچہ و توطیۂ مضامین کے ' ایک مبسوط تمہید کی ضرورت تھی ' تاکہ اسلام اور حریۃ صحیحہ کے رشتے کو نمایاں طور پر ظاہر کردیا جاے -

الہلال جلد اول کے دوسرے نمبر ہی سے اسکا سلسلہ شروع کرنا چاہا ' اور اسکی پہلی تمہیدی قسط " الحریۃ فی الاسلام " کی سرخی سے شائع بھی کی ' لیکن اسکے بعد سے آجتک کہ دوسری جلد کا اختتام درپیش ہے ' اسکے متعلق ایک حرف لکھنے کی مہلت نہ ملی - احباب کرام نے بارہا یاد دلایا ' اور بھولا تو میں نہیں تھا ' لیکن کیا کرتا کہ اپنی بساط میں زندگی اور زندگی کے اوقات کی ایک ہی ایدت تھی - کن کن عمارتوں کی دیواریں اس سے چنتا ' اور ایک ہی پتھر کو کہاں کہاں لگاتا ؟

فرصت دیدن گل آہ کہ بسیار کم است
و ارروے دل مرغان چمن بسیار ست !

اب چاہتا ہوں کہ الہلال میں یہ سلسلہ بالالتزام شروع ہوجاے - سب سے پہلے " اسلام و حریت " کے تعلق پر مختلف پہلوؤں سے نظر ڈالنی چاہیے ' اور اسکے لیے سب سے پہلے قران کریم ' پھر احادیث صحیحہ ' اور بعد آثار صحابۂ و تابعین ' اور تاریخ اسلام کے عام حالات و سوانحات سے مدد لینی چاہیے -

سلسلۂ بیان کیلیے ضروری تھا کہ الہلال جلد (١) نمبر (٢) کا تمہیدی مضمون سامنے آجاے ' اسلیے آج کی اشاعت میں وہ مکرر شائع کیا جاتا ہے - اسکے بعد اصلی سلسلہ جو طیار ہو چکا ہے ' شائع ہونا شروع ہوجاے گا -

و ما توفیقی الا باللہ -

یا صاحبی السجن ! ارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القہار ؟

اے یاران محبس ! بہت سے مالک اور آقا بنا لینا اچھا ہے یا ایک ہی خدا کے قہار کے آگے جھکنا ؟ تم جو اللہ کو چھوڑ کر دوسرے معبودوں کی پوجا کر رہے ہو تو یہ اسکے سوا کیا ہے کہ چند نام ہیں ' جو تم نے اور تمہارے پیشروؤں نے گھڑ لیے ہیں ؟ حالانکہ خدا نے تو اسکے لیے کوئی سند نہیں بھیجی نہیں - اے گمرا ہوا نفس کرو کہ تمام جہان میں حکومت صرف اُس ایک خدا ہی کیلیے ہے - اس نے حکم دیا ہے کہ صرف اُسی کے آگے جھکو ! یہی دین اسلام کا سیدھا راستہ ہے لیکن افسوس کہ اکثر لوگ ہیں جو نہیں سمجھتے !!

ما تعبدون من دونہ الا اسماء ' سمیتموھا انتم و اباؤکم ما انزل اللہ بھا من سلطان " ان الحکم الا للہ " امر الا تعبدوا الا ایاہ ' ذلک الدین القیم ' و لکن اکثر الناس لا یعلمون (١٢ . ٤٠)

انسان کے تمام نوعی فضائل و محاسن اور علو و شرف کا اصلی منبع (توحید) ہے - اس کا اعتقاد انسان کو خدا کے آگے جسقدر تذلل و تعبد اور انکسار و ابتہال کے ساتھ جھکاتا ہے ' اُتنا ہی خدا کی پیدا کی ہوئی تمام کائنات کے آگے سربلند و معزز کردیتا ہے - دنیا کی کوئی طاقت ' اور خدا کے سوا کوئی ہستی ' اسکے دل کو مرعوب و محکوم نہیں کرسکتی - وہ ایک حرکت پر سر جھکا کر ' اور تمام بندگیوں اور فرماں برداریوں سے آزاد ہوجاتا ہے ' اور ایک کا ہو کر سب کو اپنا بنا لیتا ہے -

(اسلام) اسی اعتقاد کی دعوت لیکر آیا ' اور (ان الحکم الا للہ) کی صدا کے ساتھ حکومت ' خاندان ' نسب ' رسم و رواج ' اور تمدن قوم و سربروم کی وہ تمام بیڑیاں کٹ کر گرگئیں ' جنکے بوجھ سے نوع انسانی کے پاؤں شل ہوگئے تھے ' لیکن یہ کتنے تعجب کی بات ہے کہ آج صدیوں سے اُسکے پیرو اپنے اندر اس حریت نفس تعلیم کا کوئی ثبوت نہیں رکھتے - انکے تمام اعمال یکسر نفس و ارغام اور انسان و اجسام کی غلامی و تعبد کا نمونہ ہیں ' اور وہ جس بدترین کو کاٹنے آئے تھے ' اُسے زیادہ برجھل بیڑیاں آج خود اُنکے پاؤں کا زیور ہیں !!

بسوخت عقل ز حسرت کہ این چہ بوالعجبی ست !

پھر کیا ایک ہی علت دو متضاد نتائج پیدا کرسکتی ہے ؟ اور کیا تاریخ اسلام کے آغاز کے صفحے ' اُسکے وسط و آخر کے معاملے میں غلط اور پُر فریب تو نہیں ہیں ؟ اور اگر نہیں ہیں ' تو کیا اسلام کی دعوت کی گھڑی ' چند ابتدائی سالوں ہی تک کیلیے کو کی گئی تھی ؟

یہ سوالات ہیں ' جو قدرتی طور پر اس موقعہ میں پیدا ہوتے ہیں -

گذشتہ نصف صدی سے عالم اسلامی کی نئی بیداری ارادی و حریت کے ولولوں سے معمور ہے - علی الخصوص پچھلے چھ سالوں کے اندر تمام اسلامی ممالک میں جمہوریت اور آزادی کی تحریکیں پیدا ہوئیں ' ایران اور ترکی میں پارلیمنٹیں قائم ہوئیں '

اور نار یہ ظاہر کیا گیا کہ اسلام خود اپنے اندر جمہوریت اور مساوات کے اصول رکھتا ہے' اور یہ جو کچھہ ہوا ' اسکی تعلیم کا اصلی منشاء اور اقتضا تھا ' مگر (انقلاب عثمانی) پر یورپ کے اخباروں ' وقائع نگاروں ' اور علم اہل قلم نے جسقدر تحریریں لکھیں ' مجکو یاد ہے کہ اُن میں کوئی قلم ایسا نہ تھا ' جس نے شک و شبہہ کے سایہہ بھی اِس بیان کے قبول کرنے میں تامل نہ کیا ہو - مسٹر (ای- ایف - نائٹ) جو عرصے تک یورپین ٹرکی کے متعدد مقامات میں رہ چکا ہے ' اور بقول خود سیکڑوں مسلمانوں کا دوست اور اسلامی معلومات کو ایک مسلمان سے بہتر جاننے والا ہے ' (سلطان عبد العزیز) کے واقعۂ عزل کا ذکر کرتے ہوے لکھتا ہے :

" یہ یاد رکھنا چاہیے کہ گو بعض لوگوں کا ایسا خیال ہے کہ (سلطان عبد العزیز) کو اسکی نا اہلی اور نا قابل حکمرانی ہونے کی وجہ سے معزول کرنا قران کی تعلیم کے عین مطابق تھا ' مگر فی الحقیقت ایسا نہیں ہے ' اور پکے مسلمانوں کے عقیدے میں دستوری گورنمنٹ مدھناً قبول نہیں کی جاسکتی - البتہ نوجوان ترکوں کا یہ بیان ہے کہ اسلام ظلم و تعدی کو پسند نہیں کرتا ' اور اُس نے قوموں اور ملکوں کو اپنے اوپر آپ حکومت کرنے کا حوصلہ دلایا ہے - چنانچہ اب کچھہ مدت سے قران کی جند آیتیں بتلائی جاتی ہیں جنکا خلاصہ یہ ہے کہ خدا ظلم کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا ' اور جب لوگ اپنے کاموں کا باہمی مشورے سے انتظام کرتے ہیں تو خدا انکو اجر دیتا ہے" (Awakening of Terkey p. 8.)

مسٹر (نائٹ) اسلامی معلومات کی واقفیت پر نازاں ہیں مگر ہم کو معلوم ہے کہ مشرقی معلومات کے تبحر کا یورپ کی اصطلاح میں کیا طرف ہے ' اسلئے انکا بیان جنداں قابل اعتنا نہیں ' لیکن پروفیسر (ریمزے) جس نے ٹرکی کے قلب میں رہکر نشو و نما پائی ہے ' جو برسوں مسلمانوں کے قافلوں میں ایک مسلمان سیاح یقین کیا گیا ہے ' جو قران کی سورتوں کی عربی لب و لہجے میں تلاوت کرتا ہے ' اُس فتوے کا ذکر کرتے ہوے ' جو شیخ الاسلام نے سلطان عبد العزیز کے عزل پر لکھا تھا ' رقم طراز ہے :

" چونکہ تمام مذہبی کتابوں میں کہیں تائید کی تاویلیں کی جاسکتی ہیں ' اسلیے قران کی آیتیں کانسٹی ٹیوشنل گورنمنٹ اور حریت و مساوات کی تائید میں بآسانی ملگئیں ' لیکن یہ تمام تائیدیں در اصل یورپ سے حاصل کی گئی تھیں ' گو انکا منبع اسلام قرار دیا گیا ' اور بیعمر اسلام کے اس قول سے کہ شاورھم فی الامر (اپنے معاملات کیلئے باہم مشورہ کرلیا کرو) پارلیمنٹ قائم کرنے کی تاکید ثابت کی گئی"

پھر ایک دوسرے موقعہ پر اسلام کو عام ایشیائی مطلق العنانی سے نا قابل استثنا قرار دیتے ہوے لکھتا ہے :

" کہا جاتا ہے کہ خلافت راشدہ کے دور کے حکمراں ' عدل و انصاف سے متصف تھے - (خلیفۂ اول) نے منصب خلافت قبول کرتے ہوے مسلمانوں سے کہا " جب تک انصاف پر چلوں میرا ساتھہ دو ' اور اگر اسکے خلاف کروں تو ملامت کرو ' ..... جب تک میں احکام شریعت کی تعمیل کروں ' تم کو میری اطاعت کرنی چاہیے ' لیکن اگر تم دیکھو کہ میں ذرا برابر بھی راہ شریعت سے ہٹ گیا ہوں تو میرا کہنا ہرگز نہ مانو " (خلیفۂ دوم) کی نسبت بھی ایسا ہی کہا جاتا ہے ..... جو مسلمان آجکل کی آزاد اور طور حکومت پر شیفتہ ہیں ' وہ اس طرح کی بہت سی نظیریں پیدا کرکے مسلمان بادشاہوں کے عدل و انصاف کو ثابت کرنا چاہتے ہیں - اگر یہ مان بھی لیا جاے کہ اسلام کے دور اول میں فرماں رواؤں کا یہی حال تھا ' تو بھی یہ حالت دیر تک قائم نہیں رہی"
(Western Light and Eastern Lands Vol 3. p. 32)

اسکے بعد تاریخ اسلام کی اس مرعومہ عام شخصیت اور استبداد پسندی میں بعض فرمانرواؤں کا عدل و لیاقت سے اتصاف تسلیم کرتا ہے ' لیکن مثال میں بابر ' خسرو مرزا ' اور ہمایوں و اکبر کے سوا ' تاریخ اسلام کے اس عظیم الشان ماضی کو ' اور کوئی نام نہیں ملتا ! و ذلک مبلغھم من العلم -

یہ یورپ کے ایک مشہور مستشرق کا خیال ہے ' اور گو " وشاورھم فی الامر " ہم کو پیغمبر اسلام کے اقوال میں نہ ملے ' مگر قرآن سے ڈھونڈھکر نکال سکتے ہیں ' اور اسکی اتنی واقفیت کو بھی غنیمت سمجھتے ہیں -

اسلام کے ماضی و حال کا جب مقابلہ کیا جاے گا ' تو اس طرح کے خیالات کا پیدا ہونا قدرتی ہے - ایک ضعیف و لب گور بیمار ' اگر اپنی صحت و توانائی کے عہد کی طاقت آزمائیوں کو یاد کرے تو عجب نہیں کہ سننے والے اُسکے ضعف و زار چہرے کو دیکھکر تسلیم کرنے میں متامل ہوں - مسلمان آج اپنے بڑھاپے کے انحطاط و اضمحلال میں مبتلا ہیں - انکے قوی مضمحل ہوچکے ' اور انکے چہرے پر رونق و شگفتگی کی جگہ ' افسردگی اور مردنی چھا گئی ہے ' پھر آنکے " دکر جوانی در عہد پیری " کو آج کون بغیر شک و شبہ کے تسلیم کریگا ؟ گری ہوئی دیواروں اور شکستہ ایوانوں کا ذہن ممکن ہے کہ کبھی ایک قصر چہل ستون ہو ' مگر اس وقت تو ایک مٹی کے ڈھیر سے زیادہ نہیں !!

مقـادم دام بر کنعـان شادم ' یاد آن ہمـہ
کہ گرگ سمـــرع می آمد دمادم ' آراد می کردم

ف ف ف

تاہم جستجو کرنی چاہیے کہ اسلام کی جمہوریت اور آزادانہ روح کی نسبت آج جو کچھہ کہا جاتا ہے ' وہ یورپ کے اثر سے پیدا کی ہوئی تاویلیں ' اور انقلاب فرانس کی بخشی ہوئی حریت کا عکس مستعار ہیں ' یا خود (اسلام) اپنی روز پیدایش ہی سے اس روح کو اپنے اندر رکھتا تھا ' اور کیا یہ واقعی مسٹر نائٹ اور ریمزے کے الفاظ میں " چند برسوں " کے نو زائیدہ خیالات ہیں ' یا تیرہ سو برس سے اسلامی دعوت و تعلیم کے صحائف و اسفار میں مدفون چلے آتے ہیں ؟

ایک دوسرا گروہ

علاوہ بریں اس جستجو و تفحص کیلیے مندکرۂ صدر خیالات سے بھی بڑھکر ایک اور خیال محرک ہے -

اسلام کے متعلق یورپ اور مسیحیت کی مخالفت اندیشی عام ہے - اس نے اپنے جو کچھہ سمجھا ہے اور ظاہر کیا ہے ' وہ تمام تر مجموعۂ افترا و اکاذیب ہے - وہ اس جسم کے کسی خال و خط کے دیکھنے ہی میں غلطی نہیں کرتا ' بلکہ اُسکی نظر میں از سر تا پا اسکی ہیئت و صورت مکروہ ہے - پس اگر اسلام کی تعلیم حریت کے متعلق وہ اس طرح کے خیالات رکھتا ہو ' تو یہ چنداں عجیب و مستبعد نہیں -

لیکن واقعیت یہ ہے کہ اسلام کی تعلیم کے سمجھنے میں ہمیشہ غیروں سے زیادہ خود اپنوں نے ٹھوکریں کھائی ہیں -

گذشتہ دس سال کے اندر ایران اور ٹرکی کے اندر جمہوریت کی تحریکیں دار آور ہوئیں ' اور نظام حکومت شخصی استبداد حکمرانی کی جگہ دستوری و آئینی طرز حکومت پر قرار پایا - اس قسم کے انقلابات قدرتی طور پر امن و سکون حاصل کرنے کیلیے ایک زیادہ ممد کے محتاج ہوتے ہیں - بیمار آدمی کو گو بہتر سے بہتر نسخہ مل جاے ' مگر اسکے استعمال کے نتائج کیلیے انتظار ناگزیر ہے -

مقالات

بد قسمتی سے ان دونو حکومتوں کو ناگہانی انقلاب کے قدرتی نتائج' اختلال و اعتشاش ' اور اجانب کے فشار و هجوم سے مهلت نه ملی' اور اسکے بعد هی بربادیوں اور تباهیوں کا ایک سلسله غیر منقطع شروع هوگیا - علی الخصوص دولت عثمانیه ' جو موجوده جنگ کی برنا دیوں سے بالکل نیم جاں هوگئی هے -

عام نگاهیں جو انقلاب حکومت سے نتائج عاجله کی منتظر تهیں' انهوں نے دیکها که نتائج مطلوبه ایک طرف ' انقلاب کے بعد کی پچهلی حالت بهی قائم نه رهسکی ' اور بربادیوں کا ایک سلسلاب عظیم هر طرف سے امنڈ آیا - بظاهر هر مقدم واقعه ' موخر کی علت هوتا هے ' اسلیے بهتوں نے یقین کرلیا که یه تمام بربادیاں صرف دستوری حکومت کے نتائج هیں ' اور پهر اس الزام سے اسلام کو بچانے کیلیے یه سمجهه لیاگیا که اسلام صرف شخصی حکومت هی کا مجوز هے ' اور " مشوره " اور " شوری " سے حکومت دستوری مقصود نهیں - یا هے بهی تو وه کوئی اور شے هوگی جسکی همیں خبر نهیں - کم ازکم دستوری نظام حکومت کو تو اس سے کوئی تعلق نهیں !!

اسطرح وهی اسلام' جو کل تک شخصیت کا دشمن اور حکومت مستبده کا قامع یقین کیا جاتا تها ' اور اسکے لیے قرآن کریم کی آیات سے استدلال کیا جاتا تها ' ترکی اور ایران کے حوادث کے بعد آئین و دستور کا اعدی عدو مخالف هوگیا !! وما لهم به من علم' ان یتبعون الا الظن ' وان الظن لا یغنی من الحق شئیا (٥٣ :)

آج هندوستان کے مسلمانوں میں شاید نصف سے زیاده اخبار بیں طبقه اسی غلطی میں مبتلا هے -

لیکن فی الحقیقت یه ایک نهایت خطرناک گمراهی هے - اسلام اگر حریت و جمهوریت کا حامی هے ' تو اسکے لیے وه ترکی اور ایران کے تجربے کا محتاج نهیں ' اور اگر مخالف هے ' تو مدحت پاشا یا جمال الدین کی تحریک اسکو حامی نهیں بنا سکتی - پهر هم کو اسلام کے متعلق ایک محکم فیصله کرلینا چاهیے - وه ایک تعلیم هے - کوئی پیچیده دار نهیں هے - اسکی تعلیم کی جو حقیقت همارے سامنے هوگی ' وه همیشه قائم رهیگی ' خواه تمام دنیا کی جمهوری حکومتیں غارت هوجائیں ' خواه دنیا سے شخصیت و استبداد کا نام و نشان همیشه کیلیے مٹ جاے -

کوئی تعلیم تجربے کی ناکامیوں کی ذمه دار نهیں هوسکتی - تجربه حالات و حوادث اور اپنے اطراف و ماحول سے وابسته هوتا هے' پس دنیا میں کبهی کامیابیاں هوتی هیں' کبهی ناکامیاں - لیکن قانون اور تعلیم کی حقیقت همیشه غیر متزلزل هوتی هے -

کچهه هرج نه تها اگر لوگ ایران اور ترکی کے انقلاب پر معترض هوے کچهه مضائقه نه تها اگر وه وهاں کے حامیان دستور پر لعنت بهیجتے ' اور وهاں کے رجال انقلاب کی سخت سے سخت مذمت کرتے - اسلام کے احکام اسکے پیروؤں کی غلطیوں سے ملوث نهیں هوسکتے' اور اسلام کی کس تعلیم کا آج هم نے اپنے تئیں نمونه

المکاتیب الحربیه

یعنی وقائع نگاران جنگ

موجوده تاریخ حرب کا ایک صفحه

اثر مسٹر ولیم - نامه نگار قیلی میل (لندن)

دنیا کی تمام مشهور جنگیں اپنے اندر چند ایسی خصوصیتیں ضرور رکهتی هیں' جو انکے لئے علت شهرت و باعث تذکره هوتی هیں - مگر بیسویں صدی کی صلیبی جنگ گونه گون خصائص و مزایا کا ایک طول طویل سلسله هے ' اور ان خصائص میں ایشیاء کے لیے عموماً اور عالم اسلامی کے خصوصاً سب سے زیاده سبق آموز پهلو' یورپ کے حصائل و عقائد کی بے نقابی هے ' جس نے مسیحی عصبیت کے تمام خال و خط بطاره گیان عالم کیلیے نمایاں کردیے -

عالماً لعنّدت ونگر اولدن وقائع نگار جنگ کے لیے مزید تعارف کی ضرورت نهیں ' کیونکه انکی روپوشی کو ابهی زیاده عرصه نهیں گذرا - قارئین کرام کو یاد هوگا که آغاز جنگ میں لعنّدت مذکور کی سحر کار پدسل نے متوحات بلغاریه کا ایک طلسم باندها تها ' مگر اس عصر کهرباء و بخار

[بقیه مضمون پچهلے کالم سے]

دنیا ہے که اس امر خاص میں همارا عمل اسکی تعلیم کا آئینه هوتا ؟ لیکن مصیبت یه هے که سرے سے جمهوریت اور نظام شوری هی کو اسلام کا ضد اور مخالف بتلایا جاتا هے ' اور اس طرح اسلام کی دعوت و تعلیم کے متعلق (که بیشتر هی سے غلط فهمیوں اور غلط اندیشیوں میں ملفوف هے) ایک نئی اور نهایت سخت تاریکی پهیلائی جا رهی هے -

حالانکه اسلام کو شخصی حکومت کا حامی بتلانا ایک ایسی اشد شدید ضلالت هے ' جسکا تصور بهی اسکے دامن حریت پرور کیلیے معصیه کبری سے کم نهیں -

پس ضرور هے که اس غلط فهمی کا ' اسکے ترقی و اشاعت سے پہلے انسداد کیا جاے - نهر که حوادث و آلام کا موروثی اثر نادانوں کو اسلام کے متعلق ایک سخت ضلالت اندیشانه عقیدے پر استوار کردے - اسکا توکچهه غم نهیں که ترکی اور ایران کے رجال انقلاب کے متعلق دنیا کیا سمجهتی هے ؟ البته اسلام کے دامن عصمت پر جهل و تاریکی اور ظلم و استبداد کی حمایت کا دهبه گوارا نهیں کیا جاسکتا :

من و دل گر فدا شدیم ' چه باک ؟
عرض اندر میان سلامت اوست

میں ایسے طلسموں کی عمر زیادہ نہیں ہو سکتی - دوسرے وقائع نگاروں نے بہت جلد واقعات سے پردہ اٹھا دیا ' اور ایک طرح کی دلمی جنگ واقعات بلقان کے متعلق چھڑ گئی - جبکہ یورپ ادنیٰ کے میدانوں میں ہلال و صلیب معرکہ آرا ہو رہے تھے ' تو یورپ اقصیٰ کے کاغذی میدانوں میں صدق و کذب اور حق و باطل بھی دست و گریباں ہونے لگے -

سب سے پہلے مسٹر بیت نے (ٹائمز ٹیلیگراف سنڈیکیٹ) میں ایک مضمون شائع کیا ' جسمیں ان تمام وقائع نگاروں پر نہایت سخت حملے کیے ' جو عسکر عثمانی کے ہمراہ تھے - اس مضمون کا جواب مسٹر ہارچ پلچر نے اسی رسالے میں شائع کیا - پھر اسی سلسلے میں مسٹر ولیم مکسول نے ایک پر معز مضمون رسالہ مذکور میں شائع کیا - اس کے آغاز میں ان سوانح و وقائع پر بھی ایک سرسری نظر ڈالی تھی ' جو نامہ نگاروں کو جنگ سوڈان ' جنگ بوئر ' جنگ جاپان ' وغیرہ وغیرہ میں پیش آئے تھے - یہ مضمون کسیقدر طویل ہے - اسلیے اصل مضمون کے بدلے صرف اسکی تلخیص شائع کیجاتی ہے کہ بعض دلچسپ اور سبق امور کوائف سامنے آجائیں گے

سنہ ۱۸۵۴ع کے بعد سے جنگ بلقان سب سے پہلی جنگ ہے ' جسمیں نامہ نگاروں کو معرکوں میں شرکت کی اجازت نہیں دیگئی - مگر اس بار میں ٹرکی اور ریاستہاے بلقان ' دونوں حق بجانب تھے - اسلیے کہ گذشتہ زمانے میں نامہ نگاروں کی مراسلات کے پہنچنے اور شائع ہونے میں اتنا وقت صرف ہو جاتا تھا کہ اسکے بعد ان اطلاعات سے مربیین جنگ کسی حالت میں مستفید نہیں ہو سکتے تھے ' اور اسیطرح ان مراسلات کا فائدہ ایک تاریخی حد تک محدود رہتا تھا ' مگر اب حالات بالکل بدلگئے ہیں - نامہ نگار کی مراسلات اسی دن پہنچ جاتی ہے ' اور وصول اشاعت کے بعد سب سے پہلی اشاعت میں نکل جاتی ہے ' اور اسکو تمام دنیا کی طرح فریقین جنگ بھی پڑھسکتے ہیں -

بس اگر نامہ نگاروں کو معرکوں میں شرکت کی اجازت دیجاتی تو ان مراسلات کا اثر وقائع نگاری کی حد سے گذر کے جاسوسی کی حد تک پہنچ جاتا ' اور فریقین میں سے کوئی بھی اپنے ان مخصوص حالات کو پوشیدہ نہ رکھہ سکتا ' جنکا اخفا اسکے مصالح کے نقطۂ نظر سے ناگزیر تھا -

یہ ایک ایسی بات ہے ' جسکو کوئی قائد بھی گوارا نہیں کرسکتا ' کیونکہ اس کا مقصد اپنے حریف کی شکست ہوتی ہے نہ کہ قارئین کی دلچسپی اور جرائد و صحائف کی گرم بازاری -

ماضی و حال میں ایک فرق یہ بھی تھا کہ گذشتہ زمانے میں نامہ نگاران جنگ کی جماعت مختصر ' منتخب ' اور کارداں افراد کا مجموعہ ہوتی تھی ' مگر اس زمانے میں برخلاف اسکے نامہ نگاروں کا ایک حم غفیر تھا ' جسمیں ہر طبقے اور ہر لیاقت کے لوگ تھے - ان نامہ نگاروں کی فوج گراں میں سے بعض نے تو اپنی خدمات بعض اخبارات کے لیے بلا معاوضہ مخص اس شوق کی بناء پر پیش کردی تھی کہ وہ اپنی آنکھوں سے ان افسانہ نما عالم کو ایکٹ (ممثل) ہوتے دیکھینگے ' جنکو نہایت عمیق شوق و دل کے ساتھہ ہمیشہ اخبار و رسائل ' تاریخ ' یا ناولوں کے صفحات پر پڑھا کرتے ہیں -

بسا اوقات (نامہ نگاری) کے ان نادرہ کاروں جنگ میں بعض افراد تو اس درجہ اپنے فرائض سے ناواقف ہوتے ہیں کہ انہیں یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اپنی مراسلات میں کیا لکھیں اور کیونکر لکھیں ؟ -

اس موقع پر مجھے وہ کھنگر یاد آتی ہے جو ایک اخبار کے مالک اور بہت بڑے صحافی میں ہوئی تھی - مالک اخبار پکے قالین باف تھا - اسکے یہاں مرش دسے جاتے تھے ' مگر آدمی بلند حوصلہ تھا - اس نے ایک اخبار جاری کیا ' اور اسکی تحریر (ادیٹری) کے لیے اس صحافی کی خدمات حاصل کرلیں - کچھہ دنوں کے بعد مالک اخبار کو خود مضمون نویسی کا ولولہ اٹھا ' اور کاغذ کے چند صفحے سیاہ کرکے مالکانہ تحکم کے ساتھہ ایڈیٹر کے حوالہ کیے - مضمون اس درجہ مہمل اور بے معنی تھا کہ ایڈیٹر اپنی رائے کے ضبط کرنے پر قادر نہو سکا اور ردی کے ٹوکرے میں ڈال دیا - یہ دیکھکر مالک نے کہا :

" میں نے بہت سے مضامین دیکھے تھے اسلیے مجھے یہ خیال ہوا کہ اب میں بھی لکھسکتا ہوں "

نامہ نگار نے کہا :

" ہاں مگر میں نے بہت سے مرش پامال کیے لیکن مجھے تو کبھی یہ خیال نہ ہوا کہ اب میں خود بھی مرش بن سکتا ہوں " !!

نامہ نگاروں کا یہ ازدحام دفعۃً نہیں ہوا ' بلکہ اس تدریجی اضافے کا نتیجہ ہے ' جو جنگوں کے توالی و تتابع کی وجہ سے عرصے سے ہورہا ہے -

ام درمان (سوڈان) کی جنگ میں ہم لوگوں کی تعداد ۱۶ - تھی مگر اس پر بھی لارڈ کچنر نے کہا تھا کہ اب یہ تعداد اتنی ہوگئی کہ ایک پورا ریجمنٹ ترتیب دیا جا سکتا ہے - مگر ان میں صرف ۹ - شخص پختہ کار نامہ نگار تھے - انمیں چھہ میں مریڈ وک ارڈ سن بھی تھے جو بالاخر رخمی ہوے ' اور ہربرٹ هاورڈ بھی تھے ' جنھوں نے اس راہ میں اپنی جان تک قربان کردی -

جنگ بوئر میں ہماری تعداد اور بڑھ گئی ' اور جنگ جاپان و روس میں تو اسقدر بڑھگئی تھی کہ پورا ایک لشکر جرار تھا - ہم میں سے بعض نے اپنی خدمات بغیر کسی معاوضۂ مالی کے پیش کی تھیں - جاپان سے جب کوریا جانے کے لیے روانہ ہوے تو ہم میں سے ۵۶ - آدمیوں نے فوج کے ہمراہ جانے کی درخواست کی - ان ۵۶ - میں ۳۳ - انگریزی اخبارات کے نامہ نگار تھے ' ۱۷ - امریکن ' ۳ - فرانسیسی - اتنے ہی جرمنی ' اور اطالی اخبارات کے تھے -

ہم انگریزی نامہ نگاروں کے قافلے میں ارباب صحف و قلم کے علاوہ عام مضمون نگار ' معلم ' تاجر ' بساطی وغیرہ بھی تھے -

دنیا کی چہار اس لشکر مکانندن کے لیے ہر روز نئی نئی کمکیں لاتے رہتے ' جنمیں سے کسی میں امریکہ اور کسی میں سوئزرلینڈ کی خاتونیں بھی ہوتی تھیں -

دلعاربی فوج کے ہمراہ کتنے نامہ نگار تھے ؟ مجھے اسکا صحیح علم نہیں - کیونکہ ان لوگوں کے صوفیا پہنچنے سے پہلے ہی میں نے صوفیا چھوڑ دیا - لیکن تخمیناً سو سے تو کسی طرح کم نہ ہونگے - انمیں سے بعض فوجی افسر بھی تھے - ان فوجی افسروں نے عجیب تماشہ کیا - ایک طرف تو الحاقی سپاہیوں کے مقابلے میں اس بنا پر امتیاز کا دعوی کیا کہ وہ نامہ نگار ہیں ' اور دوسری طرف نامہ نگاروں کے مقابلے میں بعینہ یہی دعوی اتنی تذبذبی کے ساتھہ دہرا دیا کہ وہ فوجی افسر ہیں !!

ان میں سے اکثر برگ و سازاور تعزیہ و اعتبار ' دونوں حیثیتوں سے اس خدمت کے لیے تیار نہ تھے -

پھر کس اعتماد پر آے تے ؟

صرف اس امید پر ' کہ وہ بلغاري قوم کی خدمت کے لیے جا رہے ھیں ' اسلیے حکومت اور قوم ' دونوں انکا خیال کریںگی ! !

اقوام کے اختلاف کے ساتھہ نامہ نگاران جنگ کے ساتھہ برتاو بھی بدلتا رہا ھے -

جنگ ام درمان (سوڈان) میں پہلے تو لارڈ کچنر نے نامہ نگاروں کو شرکت کی اجازت دینے سے صاف انکار کر دیا تھا ' حالانکہ وہ خود (اسٹیڈرڈ) کے نامہ نگار تے ' مگر حب لارڈ روزبري نے سفارش کی تو پھر اجازت دي گئي - مگر احتساب مراسلات میں کسی طرح کی تنگ گیري نہیں کی - کیونکہ فوج ایک ھی تھی -

اسوقت محتسب مراسلات سر فرانسس رنگٹن تے -

کہا جاتا ھے کہ نامہ نگاروں کو روکنے کے لیے جنگ روس و جاپان میں جاپانیوں نے بعض وسائل اختیار کیے تے ' مگر یہ بالکل غلط ھے - میرے علم میں کوئی ایسی قوم نہیں جس نے جاپانیوں سے زیادہ نامہ نگاروں مدارات کی ھو ' یا جنکے قوانین متعلقہ نامہ نگاران جنگ ' جاپانیوں کے قوانین سے زیادہ معقول ھوں - مزید الذکر قوانین میں اگر کوئي عیب تھا (بشرطیکہ یہ عیب ھو) تو صرف یہ کہ وہ قابل نامہ نگاروں کو شرکت کی اجازت دیتا تھا ' اور نا قابل نامہ نگاروں کو محروم رکھتا تھا - لائق نامہ نگاروں کے واسطے ھر ممکن الرویۃ معرکے کے دیکھنے کے لیے جاپانیوں نے ھر قسم کي آسانیاں بہم پہنچائیں - نگرانی میں عیر مناسب سختی نہ تھی - مراسلات کا وہ حصہ ھرگز حذف نہیں کیا جاتا تھا ' جسکي اشاعت اصولاً جائز تھي ' گر بعض مصالح خصوصیہ کے خلاف ھو -

نامہ نگاروں کے انتخاب کا طریقہ بھي معقول تھا - ھر امید وار کے لیے ضروري تھا کہ وہ اپنی حکومت کے سفیر کي ایک تحریر پیش کرے ' جسمیں اس بات کي شہادت دي گئي ھو کہ یہ شخص کم ازکم ایک سال تک کسي اخبار کے دفتر میں کام کرچکا ھے ' یا معروف صحافی ھے -

اگر امید وار اور سفیر میں اختلاف ھوتا تھا تو اسکا فیصلہ اس حکومت کے متعلق کر دیا جاتا تھا جسکي طرف نامہ نگار اپنے آپ کو منسوب کرتا تھا -

ان اصول پر انتخاب میں ۵۶ - امید وار کامیاب ھوے - ان میں سے پہلي فوج کے ساتھہ ۱۶ - گئے ' جسمیں ۸ - انگریز ' ۶ - امریکي ' ایک فرانسیسي ' اور ایک جرمن تھا - دوسري فوج کے ساتھہ ۲۰ - گئے - ان میں ۱۱ - انگریز ' ۶ - امریکي ' ایک فرانسیسي ' ایک جرمن ' اور ایک اطالي تھا - تیسري فوج کے ساتھہ بھي ۲۰ - نامہ نگار گئے ' جسمیں ۱۴ - انگریز ' اور ۱۶ - امریکي تے -

کون کس فوج کے ساتھہ جائے ؟ اسکا فیصلہ قرعے کے دریعہ کیا گیا تھا - حکم یہ تھا کہ جس کا نام جس فوج کے ساتھہ نکلے ' وھی اس کے ساتھہ رھے -

ایک امریکي نامہ نگار اس تقسیم پر راضي نہ ھوا ' اور اس کے خلاف احتجاج (پروٹیست) کرنے کیلیے ایک مشہور امریکي مصنف اور ایک دوسرے مشہور انگریزي مصور کو اس نے راضی کرلیا ' مگر نتیجہ یہ نکلا کہ ایک فوجي افسر آیا اور اس نے نامہ نگار کو اطلاع دیدي کہ ایک گھنٹے کے بعد ترکیو کے لیے یہاں سے ٹرین روانہ ھوگي ' ضرور ھے کہ تم اسی ٹرین میں روانہ ھوجاؤ ! !

بلغاریا اور نامہ نگاران جنگ

مگر جنگ بلغان کي حالت اس سے بالکل مختلف تھی -

چاپانوں نے تعداد کو قلیل رکھي تھی اور اھل لیاقت و کفایت کے انتخاب کا اصول کسی قدر سخت ضرور تھا ' تاھم ایسا ھي دانشمندانہ بھی تھا - لیکن بلغاریوں نے دو افسروں کے اعتراض کرنے کے باوجود ' صرف اس حرف سے آئین انتخاب کو نظر انداز کردیا ' کہ اگر یہ لوگ (جو جنگ کے متعلق دنیا کی معلومات کا سرچشمہ ھیں) ناراض ھوگئے ' تو ھمارے اسرار و خفایا کو بے نقاب کردینگے ' اور یورپ کی شعوب و امم کی اس ھمدردي کو نفرت سے بدل دینگے ' جو عنقریب معمولی فروگذاری و ھوشیاري کے ذریعے حاصل کی گئی ھے -

بلغاریا نے اپنے مصالحۂ مخصوصہ کی بنا پر چاھا کہ نامہ نگاروں کی دو جماعتیں کردي جائیں - ایک جماعت پہلے جائے اور دوسری اسکے بعد - جو جماعت کہ بعد کو بھیجی جانے والی تھي ' اس نے اس تحریر پر نہایت سختی سے اعتراض کیا - چونکہ بلغاریا کا معاملۂ عمل پہلے ھي سے نامہ نگاروں کی رضا جوئي تھا ' اسلیے اعتراض کی وجہ سے پہلی تحریر مسترد کردیگئی ' اور تمام نامہ نگاروں کو صوفیا سے لشکر گاہ تک اک ساتھہ جانے کی اجازت ملگئی -

اسوقت نامہ نگاروں کی تعداد سو کے قریب تھی -

اس کاروان مکاتیب میں سے ۱۰ - اشخاص کو تیسري فوج کے ساتھہ جانے کی اجازت دیگئی - ان میں کرنل رنکینگ نامہ نگار ٹائمس مسٹر فرانک نیس نامہ نگار مورننگ پوسٹ ' اور نامہ نگار ڈیلی میل کے علاوہ تین روسی نامہ نگار بھی تے ' جنمیں دو فوجی افسر تے اور ھمیشہ اپنے رسمی لباس میں رھتے تے -

فرانسیسي نامہ نگار بھي شامل ھوگئے تے اور ان میں بھی دو فوجي افسر تے -

لیکن قرن کلدسا ' لولوبرغاس ' اور چٹلجا کے معرکوں میں خود بلغاری ریاستوں کے نامہ نگاروں میں سے صرف ایک ھی شخص تھا ! !

لعنت (ریگنر) کا دعوی ھے کہ وہ تیسري فوج کے ساتھہ گئے تے ' اور معصفانہ تاریخ نگاري کے پردہ پر انھوں نے اپنے مشاھدات قلمبند کئے ھیں ' مگر اصل واقعہ یہ ھے کہ تیسري فوج کے ساتھہ ایک بھي آسٹروی نہ تھا - آسٹریا اور جرمني کے نامہ نگار تیسري فوج کی ھمراھي سے اسلیے عمداً روکدئے گئے تے کہ وہ بلغاریوں کا طریقۂ جنگ نہ دیکھہ سکیں -

جوش قسمتي سے میں بھي ان لوگوں میں سے تھا ' جنکو اجازت تھي کہ جس فوج کے ساتھہ وہ چاھیں ' جا سکتے ھیں -

جب میں (مصطفی پاشا) پہنچا تو افسر فوج نے اپنی فوج کے ھمراہ جانے کی مجھے اجازت نہ دي - یہ افسر خوش صحبت تھا - اس نے ایک بار میري دعوت بھی کي تھی - میرے پاس روساء ارکان جنگ کا صریح اجازت نامہ بھی موجود تھا - با ایں ھمہ مجھکو اجازت نہ ملسکی ' اور کہا گیا کہ یہاں ٹھیرے رھنا ناگزیر ھے -

بسا اوقات اسطرح کے غیر اختیاري معاملات میں کشود کار کسی ایسی صورت سے ھوجاتی ھے جسکا ھمیں خیال بھی نہیں ھوتا - اسی اثنا میں بلغاري فوج میں دو پروفیسر پہنچ گئے ' جنمیں سے ایک مدرسۂ حربیہ کا معلم ٹھا ' اور دوسرا صوفیا کی یونیورسٹی کا - یہ دونوں احتساب مراسلات جنگ پر مامور کیے گئے ' اور انھیں حکم ملا کہ چٹلجا روانہ ھو جائیں -

راستہ دشوار گزار تھا اور سواري کوئی نہ تھی - صرف میرے اور کرنل رنکینگ کے پاس موٹر کار تھی - یہ حالات دیکھکر ھم نے فوج کو معلوم کرلیا ' اور ان پروفیسروں سے کہا کہ اگر وہ ھمیں فوج کے ھمراہ جانے کی اجازت دیدیں تو ھم اگر اپنی موٹر پر چٹلجا پہنچا دینگے -

وثائق وحقائق

اقتراعیات

یعنی سفریجٹس

میونسپل کمشنری کے لیے مسوری میں ایک لیڈی کے انتخاب نے ہندوستان میں بھی اقتراعیات انگلستان (حقرق طلب عورتوں) کی یاد تازہ کردی ہے -

روزانہ تار رقعوں میں ایک دو تار ان عورتوں کے متعلق ضرور ہوتے ہیں - انکے سرفروشانہ عزائم اور جاں نثارانہ اقدامات کے حالات فی الحقیقت نہایت عجیب وغریب ہیں -

جس قوم کے افراد رجال " حقرق طلبی " کے معنی سے نا آشنا ہوں ' انکے لیے ان عورتوں کی حقوق طلبانہ جاں بازیوں کی حدیں قطعاً اندازہ نہیں کی جاسکتیں -

قوم کو مجبور کیا جائے کہ وہ حقوق طلب عورتوں کی خواہشوں کے آگے سر تسلیم خم کردے -

اس راہ میں کسی سخت سی سخت قربانی سے بھی جو کوئی رکے وجود کو سکتا ہے ' انہیں انکار نہیں - وہ وزیر اعظم (مسٹر ایسکوتھ) پر حملہ کرتی ہیں ' مطاہرے (ڈیما سٹریشن) نکالتی ہیں ' پولیس سے لڑتی ہیں ' ایوان حکومت کو کھیل لیتی ہیں ' بم چلاتی ہیں قید ہوتی ہیں ' قید خانے میں فاقے کرتی ہیں ' پارلیمنٹ کی چھت میں اپنے تئیں لٹکا دیتی ہیں ' احلاس شروع ہوتا ہے تو مسلسل اقتراع کی ضرورت پر انقلاب آفریں تقریریں کرتی ہیں -

شہنشاہ (جارج خامس) کی سواری جا رہی ہے ' ایک اقتراعیہ دوڑکر گاڑی روک لیتی ہے ' گھوڑوں کے آگے فورس راہ بن جاتی ہے ' اور دلاور بادشاہ اتر کر اس کی مزاج پرسی کرنے لگتے ہیں -

اس سے بھی زیادہ یہ کہ ۴ - جون کو انہی تارک وطن آفریں جماعت نیشنل گیلری (لندن) کے قریب ایک عالی شان عمارت میں آگ لگا دیتی ہے ' جس سے دو لاکھ دس ہزار روپے کا نقصان ہوتا ہے -

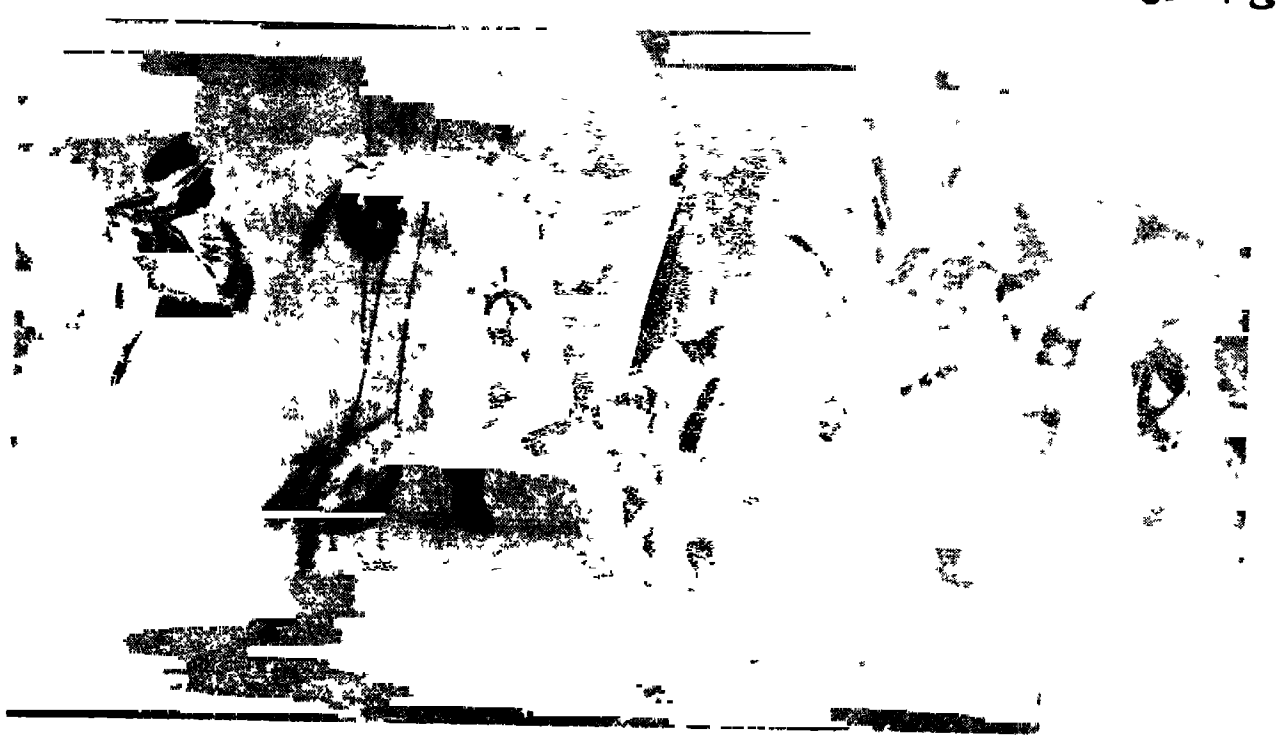

خوش طبعے سب ' بیا تا ہمہ بیمار شویم !

شکسپیر کا ایک مشہور قراما ہے Tamin gof the Shrew - حال میں لندن کے ایک تھیٹر کے سفریجٹ عورتوں کی دست درازیوں کو اسکے بعض مناظر میں نہایت مزے سے دکھلایا ہے - اس تصویر میں جس میں سوا قراطے کی مار و شور چشم مزہ بھی ہے ' اور اپنے آخری امیدوار کی جرأت سے مزاج پرسی کر رہی ہے !

یہ بحث بالکل الگ ہے کہ جو طریقہ ان عورتوں نے احتیار کیا ہے اور جو ہمیشہ ایسی جماعتیں اختیار کرتی ہیں ' وہ کس درجہ قابل تحسین وتقلید ' اور کہاں تک موجب اختلاف ہے ؟ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ راہ حق طلبی میں جو ولولہ واستقلال اور استحکام و ثبات یہ عورتیں ظاہر کر رہی ہیں ' کیا ایشیا کے مردوں کیلیے ان میں کوئی عبرت اور بصیرت نہیں ہے ؟

اگر یورپ کے جاں فروش مردوں کے حالات ہمیں بیدار نہیں کرتے تو حیف ہے اگر وہاں کی عورتوں کی قربانیاں بھی ہمارے لیے تازیانۂ عبرت نہوں !

حقوق طلب عورتوں کی تحریک اگرچہ عرصہ سے ہے ' مگر خدائی عورتوں کے اعمال کا سلسلہ سنہ ۱۹۰۵ سے شروع ہوتا ہے ' جبکہ سر هنري کیمبل بنیر میں وزیر اعظم ہوئے تھے - اس عدالیت کی تحریک کا مقصد یہ ہے کہ جہانتک ممکن ہو ' ملک کے قانون ' امن ' نظام ' اور سکون میں خلل ڈالا جائے ' اور اپنی جانوں کی قربانیاں کرکے پبلک کا یہ حال ہے کہ آب رسانی کے دو مصنع (واٹر ورکس) خراب کر دیے ہیں ' پانی کا رنگ بدل گیا ہے اور اسمیں سمیت آگئی ہے ' مجبور ہوکر سلسلۂ آبرسانی کو بند کردینا پڑتا ہے -

کوئنس ہال کے جلسے میں مسٹر چرچل تقریر کرنا چاہتے ہیں مگر اقتراعیات کے شور و غوغا سے ناچار ہوکر رک جاتے ہیں -

شہنشاہ کی تصویر جو مسٹر میلی کی معجزانہ بداعت نگاری کا بہترین نمونہ ہے ' رائل اکاڈیمی کے وسط ایوان میں آویزاں تھی ' اسکی صورت بگاڑنے کا خطرہ پیدا ہوتا ہے ' اس لیے ملکہ الیگزنڈرا بے حس ہوکر ۶ - جون کو اکاڈیمی سے تصویر واپس منگالیتی ہیں -

اس قسم کے بے شمار واقعات ہر روز پیش آتے رہتے ہیں ' حکومت نڈھال ہے ' امن عامہ میں خلل آگیا ہے ' قانون کی بے عزتی ہوتی ہے ' تعزیرات بے اثر ہیں ' یہ سب کچھ ہے مگر سواء اعظم کا ایک بڑا حصہ اس جد وجہد میں عورتوں سے ہمدردی رکھتا ہے ' خود سر ایڈورڈ گرے بہادر (وزیر خارجیۂ برطانیہ) جنکا طرز عمل مشروں کی آزادی کا سب سے بڑا دشمن ثابت ہوتا آیا ہے ' پارلیمنٹ کے

ارزار طرابلس

پچھلے افتتاح کے موقع پر اقتراعیات کی حمایت میں تقریر کرتے ہیں - تیس برس سے مسٹر ایسکوتھ کے ساتھ اُن کے دوستانہ تعلقات ہیں ' مگر اُنہیں کسی بات کی پروا نہیں ہوتی ' علانیہ مخالفت کرتے ہیں ' اور عورتوں کو حق اقتراع دینے کے خلاف مسٹر ایسکوتھ نے جو روش اختیار کر رکھی ہے ' اُس کو نہایت وضاحت سے قابل ترمیم بتلاتے ہیں !!

وہ مردانہ وار قید خانے میں جاتی ہیں ' اور خوشی خوشی اسکے مصائب جھیلتی ہیں - قید خانے میں عہد کر لیتی ہیں کہ بالکل بھوکی پیاسی رہینگی ' اور اس طرح اپنی جان دیدینگی ' لیکن جرم کا اعتراف نہ کرینگی - مشہور اقتراعیہ مس کرائسٹیبل پانکھرسٹ بارہا قید خانے جا چکی ہے - جیل کے ڈاکٹر کو ربر کی دالیاں حلق میں اتار کر غذا پہنچانی پڑی ' مگر اس نے اپنے میثاق جاں فروشی کا زرہ کبھی نہیں توڑا - مجبور ہو کر پولیس نے بارہا رہا کر دیا - اب پھر قید خانے میں ہے -

پولیس کی کیا ہستی ہے ؟ فوج تک انکے ہاتھوں عاجز آگئی ہے - وہ مرد نہیں عورتیں ہیں - اسلحہ و آلات جنگ انکے پاس نہیں - ہلاکت اور بربادی کی قوتوں پر دسترس نہیں - دولت و شوکت اور فوج و جمعیت ' کوئی بھی کارفرما قوت اپنے ساتھ نہیں رکھتیں - چند جوان اور بوڑھی عورتیں ! جنس نازک و ضعیف کی ایک جمعیۃ محقرہ ! چند نا تمام مشورے ' اور کمزور ہستیوں کی ایک ہامی سازش !! لیکن نا ایں ہمہ ایک طرف انکی صف ہے ' اور دوسری طرف حکومت اور ملک مع اپنی فوج و آلات جنگ کے ' اور مع اپنے قواے عظمت و جبروت کے صف آرا ہے - برسوں گذر گئے ' لیکن ابتک شکست و فرار ' عجز و اعتراف ' اور تذلیل و تحقیر کے سوا انہیں کچھ نصیب نہیں !!

غور کیجیے کہ حقوق طلبی کے مرشتے نے دل و پر کیسے قوی ہیں ؟ یہ چند کمزور عورتوں کے دل گردے نہیں ہو سکتے کہ گھوڑ دوڑ کے میدان میں بادشاہ کے گھوڑے کو روکنے کی کوشش کریں ' اور پھر اسکے نیچے آکر جان دیدیں - یہ کوئی دوسری ہی روح ہے جو انکے اندر کام کر رہی ہے

ہم از عالم حریفی ہاے حسن است
کہ یک عالم حریف کردے نیست

چند نازنینان عشوہ طراز نے ایک پورے ملک کے امن کو خطرے میں ڈالدیا ہے !!

خوش طبیعے سب ' بیا تا ہمہ بیمار شویم

اس حالت پر کئی حیثیتوں سے نظر ڈالی جا سکتی ہے - یورپ نے مردوں اور عورتوں کے حقوق عامہ میں جس غیر طبیعی مساوات کا دعوا کیا ہے ' اگر آج اسپر عمل کا وقت آیا ہے تو اسے پیٹھ نہیں دکھلانی چاہیے - حالات کا لازمی نتیجہ یہی تھا جو ہوا ' اور جبکہ ان حقوق طلبیوں میں کامیابی ہو گئی (اور ایسا ہونا ضروری ہے) تو اسکے بعد یورپ کے نظام عائلہ و معیشۃ منزلی کے امراض اجتماعی کا ادبی کے طہور کا آخری دن ہوگا :

ابھی تو تلخی کام و دہن کی آزمایش ہے !

ایک فتح عظیم

نا کام حملہ اطالیہ

جنرل رادنی کا استعفا

اطالی عارتگران طرابلس خود حملہ آور ہیں ' مگر آثار جنگ سے انہوں نے اپنا اختیار یہ رکھا ہے کہ گویا خود محصور ہیں ' اور انکا فرض مدافعت سے زیادہ نہیں - و قذف في قلوبهم الرعب ' فريقا تقتلون و تاسرون فريقا (٣٣ ٢٤)

بیشک انکے اعمالنامے میں حملوں کا بھی ایک عنوان ہے ' مگر یہ حملے ان خروج سے مختلف نہیں ' جو محصورین شدائد محاصرہ سے اکتاکے کردیا کرتے ہیں -

١٦ - مئی کو اطالیوں نے ایک حملہ کیا تھا - اس حملے کی مفصل تازہ عربی ڈاک سے موصول ہوئی ہے -

درنہ سے ایک نامہ نگار لکھتا ہے

" مجاهدین کرام کی ایک جماعت درنہ کو گھیرے پڑی ہے - صبح کا وقت تھا - رات کی خاموشی کے بعد ابھی ہنگامۂ عمل بپا نہیں ہوا تھا کہ مجاهدین نے اپنے آپ کو جنرل ممدورتی کے زیر قیادت ١٢ - ہزار فوج میں گھرا ہوا پایا - صبح کا وقت ' جلے سے علم نہیں ' دشمن سر پر ' مگر با ایں ہمہ سپہ سالار عام (عزیز بک) کے ثبات قلب سے اس خبر کو سنا ' اور سنتے ہی فوراً تیاری کے لیے مجاهدین کی مختلف جماعتوں کے نام اوامر و احکام صادر کر دے - تعدیل خط کا کام اہم اور دشوار تھا ' اسلیے اسکو خود اپنے لیے رکھا -

آفتاب طلوع ہو رہا تھا کہ عزیز بک تفتیش کے لیے روانہ ہوگئے - بقعہ (عین المصورہ) تک اطالیوں کے آگے کی خبر نہ تھی ' اسلیے انہوں نے اپنے ہمراہ زیادہ فوج نہیں لی - مگر جب آگے بڑھے تو ١٢ - ہزار انسانوں کا ایک سیلاب رواں نظر آیا -

دونوں فوجیں رو در رو کھڑی ہوئیں ایک طرف صرف نہر انسان تھی ' دوسری طرف ایک لشکر جرار ' مگر فتح و شکست کا مدار قلت و کثرت ہی پر نہیں بلکہ اس شجاعت و بسالت ' صبر و ثبات ' جوش تدریب و شوق شہادت پر ہے ' جو خود مومن کی صفات اصلیہ ہیں ' اور جنکی وجہ سے تاریخ اسلام کے ابتدائی عہد میں ایک مسلم اور دس حملہ آور یکساں سمجھے جاتے تھے -

عزیز بک اس سر دمۂ قلیلہ کو لیکے اس انسانی سیلاب کے راستے میں کھڑے ہو گئے ' اور اپنے کمال عسکری کے معیر العقول گرشمے دکھانے لگے -

اطالیوں کی آشفتاری نے کارزار کو آتشکدہ بنا دیا ' مگر عزیز بک مع اپنے مجاهدین کے اس آتشکدے میں کھڑے جواب دے رہے تھے - آتشفاری کی شدت نہایت شدید تھی - ممکن تھا کہ انسانی کمزوری صبر و ثبات پر غالب آجاتی ' مگر عالماً جسقدر ابتلاء و امتحان ہو چکا تھا وہ نا کافی نہ تھا - فیصلہ کن گھڑی قریب آرہی تھی کہ دفعتہ

الهي تازہ کمک کي صورت ميں نمودار هوئي - فوج نظامي کا پہلا ريجيمنٹ آگيا' اور عزيز بک نے اسکو اطالوں کے ميمنہ پر پلٹ پڑنے کا حکم ديا - يہ حرکت نہايت کامياب ثابت هوئي -

معاً دشمن کے پير اکھڑنے لگے - عين اسوقت جبکہ دشمن کے قدم پيچھے مڑ رهے تھے' ايک توپخانہ بھي آگيا ' جسميں چار زود کار اور بہت بھاري توپيں بھي تھيں -

اسوقت تک مجاهدين کي مثال ايک ايسے چھوٹے سے قافلے کي تھي ' جسکو بھيڑيوں کے ' ايک بہت بڑے گلے نے گھير ليا هو' اور وہ انہيں اپنے پاس آنے سے روک رها هو - مگر توپخانے کے پہنچتے هي فوج ميں ترتيب عسکري پيدا کي گئي ' اور اسکے بعد جنگ کي بجھتي هوئي آگ کو اس زور سے هوا دي کہ پھر شعلے بھڑکنے لگے -

کامل ۱۱ گھنٹے تک يہ هنگامہ بپا رها - ۱۱ - گھنٹے عالباً ناشندگان عيش آباد (روما) کے صدر رشتات کي نري سے نري عمر هے' اور سچ يہ هے کہ وہ اسميں معذور بھي هيں - کيونکہ اس وقت جو کچھہ هو رها هے' وہ انکي "حوع الارض" کا ايک معجزہ هے ورنہ آگ ميں نہانا پيکران حسن کا کام نہيں -

اب هر اطالي اس طرح مبہوت و مدهوش تھا ' گويا موت مجسم سامنے کھڑي هے' اور اسکي عزيز ترين متاع يعني "حيات" کے ليے لے ليے هاتھہ بڑھا رهي هے - پيمانہ لبريز هو چکا تھا - چھلکنے کے ليے صرف معمولي ٹھيس کي ضرورت تھي - ايک پر زور خروش صداے الله اکبر نے يہ خدمت انجام دي - اطاليوں نے بد حواسي کے عالم ميں بھاگنا شروع کيا - مجاهدين نے انکے پيچھے گھوڑے ڈالديے - دباے هوئے دور تک چلے گئے - اطالي جب اپنے استحکامات ميں پہنچگئے تو مجبوراً واپس آجانا پڑا - مجاهدين کرام ميں ۷۰ - مجروح اور ۳۰ - شہيد هوئے رحمة الله عليهم اجمعين -

اطاليوں کے نقصانات کي تفصيل يہ هے کہ مجاهدين کو غنيمت ميں ۳ - پہاڑي توپيں' ايک مترالدور قسم کي توپ' - ۵ - سو بندوقيں اور بيشمار کثير ذخيرہ جنگ ملا - ۵۰ - آدمي گرفتار هوے - جنميں گيارهويں ريجيمنٹ کا لفٹننٹ (ميير حيلو) بھي هے - گو اطالي مقتولين کي صحيح تعداد معلوم نہيں ' مگر لفٹننٹ (ميير حيلو) کے اس بيان سے اندازہ هو سکتا هے کہ " اسکي صفوں کے آگے جو ريجيمنٹ لڑ رها تھا ' اس کا بيشتر حصہ تباہ هو گيا - " !

يورپ کہتا هے کہ مسيحيت رحم کي تعليم ديتي هے' اور اسلام قساوت و سنگ دلي کي - مسيحي رحم کا نمونہ تو تم اطالي کيمپ اور طرابلس ميں ديکھہ چکے هو - اب اسلام کي سنگدلي کي داستان بھي سن ليں -

يہ پچاس انسان پارۂ تحجر نہيں هيں ؟ عارتگران وطن' اعداء حريت ' دشمنان اسلام' اور قاتلين سبوح و قدوس و نساء و اطفال' مگر ايں همہ بطل عدو عزيز تک حکم ديتا هے کہ تمام زخمي قيديوں کا علاج کيا جاے' مردے دفن کيے جائيں ' اور اسير لفٹننٹ خاص سيے ساتھہ کھانا کھائے ' ! ع ايں تعارف زه ارکجا است تا به کجا ؟

اطالوں کا عام قاعدہ هے کہ اپني شکستوں کو چھپاتے هيں' مگر يہ سچ اسقدر شديد تھي کہ گو سرکاري طور پر اسکي پوري اهميت کا اعتراف نہيں کيا گيا' تاهم اتنا ضرور مان ليا گيا هے کہ لفٹننٹ عادل مارتين رحمي' اور لفٹننٹ ميير حيلو گرفتار هوگيا هے - چار توپيں بھي عربوں کے ليے لي گئي هيں -

سچ کي اهميت کا اندازہ اس سے هو سکتا هے کہ جنرل' ابي سے استعفا لے ليا گيا هے ' اور اسکي جگہ جنرل کريوني مامور هوا هے -

تاريخ حسيات اسلاميۂ مسلمانان هند

کا ايک ورق

اعانۂ مهاجرين

(۴)

آپ کي اپيل دربارہ اعانۂ مهاجرين ٹرکي الهلال مورخہ ۲۱ - مئي کو ديکھہ کر قلب کي جو حالت هوئي' اسکو نہ تو خود اپني زبان سے بيان کر سکتا هوں' اور نہ زبان قلم هي کو اتني قوت هے کہ اسکو ظاهر کر سکے - اپيل کو پڑهکر دلي خواهش يہي هوئي کہ اگر خدا استطاعت ديتا تو آپکا پورا بار اپني گردن پر لے ليتا' مگر اپني شومي قسمت کو کيا کروں کہ صرف تنگدست هي نہيں بلکہ تيد ستوں کي جماعت ميں زندگي بسر کرنے کے ليے پيدا هوا هوں ' اور اسي جماعت ميں انشاء الله خاتمہ بھي هوگا - بهرکيف سردست مبلغ چار روپيہ اعانۂ مهاجرين ٹرکي کے ليے ذريعہ مئي آنريبل کرتاهوں' اور بقيہ چار روپيہ انشاء الله اس مہينہ کا مشاهرہ پاکر روانہ کرونگا ' ليکن حضور ايسا هرگز خيال نہ فرمائيں کہ ميں اسکے صلے ميں ايک برس مدت الهلال ليتا چاهتا هوں ' اور مجھہ پر کيا منحصر هے شايد کوئي مسلمان جسکے دل ميں کچھہ بھي جوش اسلام هوگا اسکو قبول نہيں کر سکتا - ميرے خيال کے بموجب هر مسلمان کا فرض هے کہ ايسے وقت ميں اپنا هاتھہ بڑهائے نہيں بلکہ اپنے مصيبت زدہ و آفت رسيدہ بھائي بہنوں کي مدد کرے -

ميري يہ خواهش نہيں هے کہ حضور ميرے اس خط کو اپنے قيمتي پرچہ ميں جگہ ديں ' ليکن اگر حضور کي خواهش هو تو مجھے کوئي عذر بھي نہيں' ليکن نام ميرا نہ ظاهر کريں -

مجھے اميد هے کہ آپ ميري اس حقير تحرير کو کسي گوشہ اخبار ميں جگہ ديکر ممنون فرماويںگے - آج اخبار مشرق ميں آپکا مضمون دربارہ اعانہ مهاجرين قسطنطنيہ نظر سے گذرا - دل بھر آيا کہ کيونکر ان لاکھوں کے خادمان مهاجرين کي امداد کيجاے ؟ چنانچہ يہ تحريک جناب بابو فتح محمد خانصاحب رئيس موضع ديمپيان ضلع گورنڈہ کي خدمت ميں پيش کيگئي - ممدوح جو ايک دردمند دل رکھتے هيں ' اور هونہار پرجوش اور همدرد نوجوان هيں ' اس خدمت موحش کا انکے دلپر کمال اثر هوا - اور فوراً مبلغ دو سو بياليس روپيہ سات آنہ براے اعانت مرحمت فرمايا - اور وعدہ کيا کہ انشاء الله تعالے وقتاً فوقتاً اور جو مدد ميرے امکان ميں هوگي ديتا رهونگا - زر مذکور آج کي ڈاک سے آپکے نام روانہ کيا جاتا هے - جس پرچہ اخبار ميں يہ مضمون شائع هو - اوسکي ايک کاپي جناب بابو فتح محمد خانصاحب رئيس موضع ديمپيان ڈاکخانہ پچپترا ضلع گورنڈہ کي خدمت ميں روانہ کيجاے - والسلام

شيخ عبد الوحيد قدوائي هيڈ مدرس اسکول پچپترا ضلع گورنڈہ

مخدومنا دام برکاتهم

پس از تسليم ملتمس هوں کہ جناب نے جو الهلال ميں مظلومين و مهاجرين ٹرکي کي اعانت کيليے تيس هزار روپيہ کا اعلان کيا هے شايد اس گرانبہا ايثار کي مثال اس وقت دشواري سے مل سکيگي' کيونکہ هماري قوم کي ناقدري سے اسلامي اخبارات کي جيسي کچھہ

حالت ہے وہ تو ظاہر ہي ہے' اگر ہماري قوم کے اعلي طبقہ کے حضرات اس طرف متوجہ ہوجاتے تو کچھہ زیادہ دشواري نہ تھي - میں بہت ہي کم درجہ والوں میں ہوں ' افسوس عدم استطاعت اس کار خیر میں جناب کا کچھہ زیادہ ہاتھہ بٹانے کي اجازت نہیں دیتي ' سردست ایک ہنڈري ایکسو - تیس روپیہ کے اس مقصد کے لیے خدمت والا میں پیش کرتا ہوں' اسکے عوض میں آپ الہلال کا ایک پرچہ ذیل کے پتہ پر ایک سال کیلیے روانہ فرمائیں - باقي روپیہ امداد مہاجرین ٹرکي میں روانہ فرماویں - میرا نام اور اس کا اعلان نہ فرمایاجاے اخبار میں بھی درج نہ فرمایا جاے

(از رامپور)

قبل اسکے میري اہلیہ مبلغ تیس روپیہ اعانہ مہاجرین میں داخل کر چکي ہیں ' وہ مجھہ سے پوچھتي ہیں کہ ۴ - جون والے پرچہ میں اس کي اشاعت نہیں کي گئي' نہیں معلوم اصلي مقام پر روپیہ پہونچا ہے یا نہیں -

مبلغ یکصد اور چودہ روپیہ ۱۲ - آنہ بذریعہ منی آرڈر ارسال خدمت کرتا ہوں - دوسري قسط انشاء اللہ العزیز پرسوں تک خدمت والا میں روانہ کي جاویگي -

جناب اقدس ! الہلال کو دیکھکر اعانہ مہاجرین سے چشم پوشی کیجاوے کیا معني' چنانچہ اپني استطاعت کے مطابق حاضر و پیشکش خدمت عالي کیا گیا - یہ بھي ضرور عرض کرونگا کہ یہ رقم حقیر خدا جانے کس صورت سے ارسال کي گئي - اشارۃ یوں خیال فرما لیجیے کہ ایک طالبعلم جو کہ دوسروں کا دست نگر ہے اوسکا تحفہ محقر ہے -

مبلغ ۲۳ - روپیہ براے مہاجرین ترک ارسال ہے ۸ - آنہ میں اخبار الہلال بھیجنے کي ضرورت نہیں ہے میں قبل سے الہلال کي پوري قیمت دیکر خریدار ہوں -

خواجہ محمد خلیل عفي عنہ

فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ

(۲)

	پائي	آنہ	روپیہ
جناب محمد علي صاحب طالبعلم اسلامیہ اسکول گوجرانوالہ	-	-	۱
جناب محمد عبد الحق صاحب مختار - اره	-	-	۲
جناب غلام نظام الدین حیدر صاحب	-	-	۳
جناب زیڈ - اے - ہاشمي صاحب دیروي لشکر آگرہ بتقریب شادي	-	-	۲۵
جناب محمد یوسف صاحب ارگوگھا	-	-	۲
جناب عبد اللہ خانصاحب سب انسپکٹر تھانہ بھول مظفر نگر	-	-	۱۰
جناب منشي مصطفی خانصاحب	-	-	۵
جناب منشي عبد الباطن صاحب علوي	-	-	۵
مستورات اہل کانپور بذریعہ محمد یسین '	-	-	۷۰
اہلیہ منشي عبد الرحمن صاحب سب رجسٹر			

	پائي	آنہ	روپیہ
ملیٹري ورکس کوہ مري	-	-	۲۰
جناب مہر الدین احمد صاحب اورسیر درگئي	-	-	۲۳
جناب شیخ محمود صاحب سوداگر حقہ	-	-	۸
جناب شیخ عبدالستار صاحب سپرنٹنڈنٹ جیل پاگن برہما	-	-	۲۰
جناب نظیر الدین صاحب نعمانی - ردولی	-	-	۱۰
جناب حکیم فتح محمد و حکیم عبد العظیم صاحب حیدر آباد سندہ	-	-	۷
جناب زین الدین صاحب ایس ایند - ٹي - کور - مري	-	-	۸
ایک بزرگ	-	-	۳۰۰
جناب سید مہدي حسن صاحب - نہار	-	-	۱
جناب سید محمد یعقوب صاحب سب ڈپٹي کلکٹر - جمولي ضلع مونگیر	-	-	۱۲
جناب علام زین العابدین صاحب (میرٹھ)	-	-	۲۵
جناب سید یوسف رضا صاحب ورنگل	-	-	۶
جناب میرزا محمود بیگ صاحب وکیل - گونڈہ	-	-	۸
جناب مولوي عبد الرحیم صاحب - مالیر کوٹلہ	-	-	۹
جناب نصیر الرحمن خانصاحب - گونڈا	-	-	۲۵
جناب علام حسین صاحب اور - رنگون	-	-	۲۵
جناب عبد العلی اسحاق صاحب رنگون	-	-	۱۰۰
جناب بابو فتح محمد خانصاحب رئیس موضع بیہیان - گونڈہ	۷	-	۳۴۲
جناب عبد الکریم صاحب نوشیما - اسام	-	-	۴۰۰
ایک بزرگ میرور ارریاست رامپور	-	-	۱۲۲
جناب محمد اسماعیل صاحب - حیرپور ریاتھن شاہ -	-	-	۸
جناب رضی احمد صاحب - پون پرن	۶	-	۵
جناب نذیر الدین صاحب نعمانی - ردولي	-	-	۹
جناب م - ن - ا - تعرض نواب اہلیہ حرم - (عمرہا اللہ تعالی)	-	-	۱
جناب عابد علي صاحب تعرض نواب اہلیہ حرم	-	-	۱
جناب پیر بخش صاحب ارکراچي	-	-	۱۵۰

(بہ تفصیل ذیل)

جناب پیر بخش صاحب	-	-	۲۵
جناب محمد ابراہیم ولد پیر بخش صاحب	-	-	۵
جناب حاجي رحمد حاجي قاسم بیصہ مرزش	-	-	۳۵
جناب فضل الدین صاحب انسپکٹر	-	-	۲۰
ملازمان پیر بخش	-	-	۱۵
وہ عام لوگ جنسے دوکان کی نایب مال وغیرہ لیا جاتا ہے	-	-	۱۵
احباب دوستوںکي طرف سے	-	-	۴۵
جناب منشي محمد عبد الکریم صاحب	-	-	۸
بي بي فاطمہ صاحبہ زوجہ منشي محمد عبد الکریم صاحب سکندر آباد	-	-	۱
جناب عبد المجید صاحب نارکل ڈانگا - کلکتہ سکندر آباد	-	-	۲۰
میزان	۱۳	-	۱۸۴
میزان سابق	۶	-	۱۰۴۱
میزان کل	۶	-	۲۸۸۱

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PETG. PRLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

مسیحا مکسچر

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجایا کرتے ہیں، اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ اُن مقامات میں نہ تو دوا خانے ہیں اور نہ ڈاکٹر، اور نہ کوئی حکیم، اور مفید پتنت دوا ارزاں قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے - ہمنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے، اور فروخت کرنے کے قبل ذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کردی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہوجاے - مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچی ہیں اور ہم دعوے کے ساتھہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پُرانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار - پھرکر آنے والا بخار - اور وہ بخار، جسمیں ورم جگر اور طحال بھی لحق ہو، یا وہ بخار، جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو - سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی ہو - کالا بخار - یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھہ گلٹیاں بھی ہوگئی ہوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے، اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجاے تو بھرک بڑھ جاتی ہے، اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے، نیز اُسکی سابق تندرستی ازسرنو آجاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھہ پیر ٹوٹتے ہوں، بدن میں سستی اور طبیعت میں کاہلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہوجاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہوجاتے ہیں -

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
" چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام دوکاندارؤں کے ہاں سے مل سکتی ہے

المشتہر ـــــــ ہر و پرو پرائٹر

ایچ - ایس - عبد الغنی کیمسٹ - ۲۲ و ۷۳
کولو ٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

ریویو اف ریلیجنز - یا مذاہب عالم پر نظر

اردو میں ہندو ستان اور انگریزی میں یورپ امریکہ و جاپان وغیرہ ممالک میں زندہ مذہب اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے والا - معصوم نبی علیہ السلام کی پاک تعلیم کے متعلق جو غلط فہمیاں پھیلائی گئی ہیں - ان کا دور کرنے والا اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کا دنداں شکن جواب دینے والا بھی ایک پرچہ ہے جس کو دوست دشمن دنیا کے سامنے پیش کرنے کے قابل سمجھا ہے - اس رسالے کے متعلق چند ایک رایوں کا اقتباس حسب ذیل ہے :—

الدیان لکھنؤ - ریویو آف ریلیجنز ہی ایک پرچہ ہے جس کو خالص اخلاقی پرچہ کہنا صحیح ہے - عربی میں المنار اور اردو میں ریویو آف ریلیجنز سے بہتر پرچے کسی زبان میں شایع نہیں ہوتے - اس کے رنگ آور مضامین پر علم و فضل کو نثار ہے -

کریسنٹ لورپول - ریویو آف ریلیجنز کا پرچہ دلچسپ مضامین سے بھرا ہوا ہے - ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے متعلق جو جاہل عیسائی الزام لگایا کرتے ہیں - ان کی تردید میں نہایت ہی فاضلانہ مضمون اس میں لکھا گیا ہے - جس سے عمدہ مضمون آج تک ہماری نظر سے نہیں گذرا -

مسٹر روب صاحب امریکہ - میں یقین کرتا ہوں کہ یہ رسالہ دنیا میں مذہبی خیال کو ایک خاص صورت دینے کے لیے ایک نہایت زبردست طاقت ہوگی - اور نیز رسالہ اس روکوں کے دور کرنے کا ذریعہ ہوگا - جو جہالت سے سچائی کی راہ میں ڈالی گئی ہیں -

ریویو آف ریویز - لندن - مغربی ممالک کے باشندوں کو جو مذہب اسلام کے زندہ مذہب ہونے کے مضمون سے دلچسپی رکھتے ہیں چاہیے کہ ریویو آف ریلیجنز خریدیں -

وطن لاہور - یہ رسالہ بڑے پایہ کا ہے - اس کی تحقیقات اسلام کے متعلق ایسی ہی فلسفیانہ اور عمیق ہوتیں ہے - جیسی کہ اس زمانہ میں درکار ہے سالانہ قیمت انگریزی پرچہ ۴ روپیہ - اردو پرچہ ۲ روپیہ - نمونہ کی قیمت انگریزی ۳ آنہ - اردو ۲ آنہ - تمام درخواستیں بنام مینیجر مبارک قادیان - ضلع گورداسپور آنی چاہیئیں -

[۲۳]

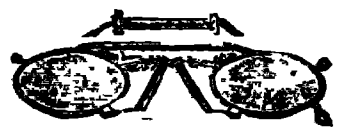

گھر بیٹھے عینک لیجیے

زندگی کا لطف انکھوں کے دم تک پھر آپ اسکی حفاظت
یوں نہیں کرتے ؟ صرف اسلیے کہ قابل اعتماد عینک آسانی سے
نہیں ملتی ؟ مگر اب تو یہ دقت نہیں ایک اطلاعی کارڈ پر ہمارا
معتمن چشم حاضر ہوگا بالکل نئے اصول پر امتحان لیجائیگی -

ایم - ان - احمد - ایڈسن

نمبر ۱۵/۱ بین اسٹریٹ - ڈاکخانہ ویلسلی - کلکتہ

---

[۲۴]

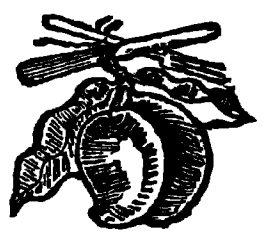

عمدہ آم شیریں

آپ خرید نا چاہتے ہیں تو ملیح آباد کا "سفیدہ" - منگالیے
۳۲ دانہ کی قیمت ۳ - روپیہ ۱۵ - آنہ - ۶۴ - آم تک محصول
وخرچ ایک روپیہ - ۱۵ - جوالی - تک ملسکتا ہے پھر نہیں -
پھول پتی کے بیچ پودے آم کی قامیں بالکل سستے داموں لیجئے

ندیر براہ رس کنول ہار ایجنسی ملیح آباد - لکھنؤ

---

[۲۵]

اشتہـــــار

چند قومی نظمونکا مجموعہ جنکی قیمت انجمن مہاجرین اسلام
میں داخل کیجائیگی -

ڈیڑھ آنے کی ٹکٹ آنے پر - ایک فرد - روانہ ہوسکتا ہے
۴ آنے کی ٹکٹ آنے پر - ۶ - فرد " " "
۸ آنے کی ٹکٹ آنے پر - ۱۲ - فرد " " "

المشتہر خاکسار خادم الدھر سید علام باری زھر - محمد منزل نہار

---

[۱۶]

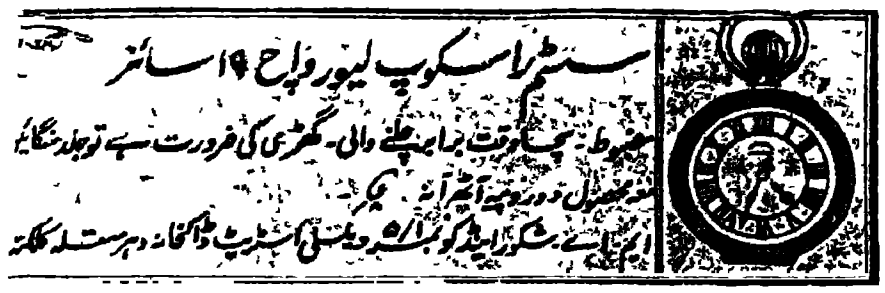
سسٹم اسکوپ لیور واچ ۱۹ سائز
مضبوط - چلتا وقت برابر چلنے والی - گھڑی کی ضرورت ہے تو جلد منگائیے
محصول دو روپیہ آٹھ آنہ علیحدہ
ایم ایس شکور اینڈ کو نمبر ۵/۱ ویلسلی اسٹریٹ ڈاکخانہ وہرسٹلہ کلکتہ

---

[۱]

اصل عرق کافور

اس گرمی کے موسم میں کھائے پینے کے بے اعتدالی کیوجہ سے
پتلے دست پیٹ میں درد اور قے اکثر ہوجاتے ہیں - اور اگر اسکی
حفاظت نہیں ہوئی تو ہیضہ ہوجاتا ہے - بیماری بڑھ جاتے
سنبھالنا مشکل ہوتا ہے - اس سے بہتر ہے کہ ڈاکٹر نرمن کا اصل
عرق کافور ہمیشہ اپنے ساتھ رکھو - ۳۰ برس سے تمام ہندوستان
میں جاری ہے اور ہیضہ کی اس سے زیادہ معید کوئی دوسری
دوا نہیں ہے - مسافرت اور غیر وطن کا یہ ساتھی ہے -

قیمت فی شیشی ۴ - آنہ ڈاک محصول ایک سے
چار شیشی تک ۵ - آنہ -

عرق پودینہ

ہندوستان میں ایک نئی چیز بچے سے بڑھے تک کو ایکساں
فائدہ کرتا ہے ہر ایک اہل وعیال والے کو گھر میں رکھنا چاہیے -
تازہ ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں سے یہ عرق بنا ہے - رنگ
بھی پتوں کے ایسا سبز ہے - اور خوشبو بھی تازہ پتیوں کی سی
ہے - مندرجہ ذیل امراض کیواسطے نہایت مفید اور اکسیر ہے :
تھج ہوجانا کھٹا ڈکار آنا - درد شکم - بد ھضمی اور متلی -
اشتہا کم ہونا ریاح کی علامت وغیرہ کو فوراً دور کرتا ہے -

قیمت فی شیشی ۸ - آنہ محصول ڈاک ۵ - آنہ
پوری حالت فہرست بلا قیمت منگواکر ملاحظہ کیجئے -

نوٹ — ہر جگہ میں ایجنٹ یا مشہور دوا فروش کے یہاں
ملتا ہے -

ڈاکٹر ایس کے برمن - نمبر ۶۵ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

---

[۱۸]